بسم اللہ الرحمن الرحیم

وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين

ضیاء القرآن

جلد اوّل

فاتحہ ـــ تا ـــ انعام

پیر محمد کرم شاہ ایم اے (الازہر) سجادہ نشین بھیرہ

ضیاء القرآن پبلیکیشنز
گنج بخش روڈ ○ لاہور

جملہ حقوق بحق ضیاء القرآن پبلی کیشنز محفوظ ہیں

کتابت ——— خوشی محمد ناصر قادری خوش رقم بنک کالونی سمن آباد لاہور
تعداد ——— تین ہزار (۳۰۰۰)
تاریخ طباعت ——— ۱۹۹۵
ناشر ——— ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

تحقیق مرکز پرنٹرز لاہور

فہرست مضامین

نمبر شمار مضمون صفحہ

۱۔ طبع جدید ۵
۲۔ مقدمہ ۷
۳۔ الفاتحہ ۲۰
۴۔ البقرہ ۲۷
۵۔ آل عمران ۲۰۳
۶۔ النساء ۳۱۱
۷۔ المائدہ ۴۳۱
۸۔ الانعام ۵۲۹
۹۔ تحقیقات لغویہ ۶۲۳
۱۰۔ التحقیقات النحویہ ۶۲۸
۱۱۔ فہرست مطالب ۶۲۹

فہرست نقشہ جات

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۔	نقشہ مقامات حج	۱۳۶
۲۔	حضرت ابراہیمؑ کی اُرؔ سے کنعانؔ تک ہجرت اور دیگر اسفار	۱۸۰
۳۔	نقشہ جنگ اُحد	۲۸۶
۴۔	بنی اسرائیل کی مصر سے ہجرت اور صحرا نوردی	۴۶۰

طبعِ جدید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی بتوفیقہ تتم الصالحات والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ الذی بجاھہ تتقبل الطاعات وتمحی السیئات وعلی آلہ معادن السعادات واصحابہ منابع البرکات ومن احبہ واتبعہ باحسان الی یوم الدین۔

۱۳۸۵ ہجری ۱۹۶۶ء میں ضیاء القرآن کی پہلی جلد کا پہلا ایڈیشن شائع ہوا۔ ۱۹۷۰ء میں دوسری جلد طبع ہوئی۔ ان دونوں جلدوں کی کتابت اور طباعت اتنی غیر معیاری تھی کہ ان کا مطالعہ قارئین کے ذوقِ لطیف پر ایک ناخوشگوار بوجھ تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ بازار میں دستیاب بھی نہیں ہوتی تھی جس سے شائقین کو گوناگوں دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا۔ یہ ساری باتیں میرے لیے بڑی تکلیف کا باعث تھیں لیکن اس سے رستگاری کی کوئی صورت نظر نہ آرہی تھی۔

آخرکار اس کے بغیر کوئی چارۂ کار نہ رہا کہ متوکلاً علی اللہ تعالیٰ اس کی طباعت واشاعت کی ذمہ داری خود سنبھالی جائے چنانچہ مخلص احباب کے مشورہ اور تعاون سے شبِ معراج ۱۳۹۴ھ میں ضیاء القرآن پبلی کیشنز کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا گیا۔ اسی کی زیرِ نگرانی ضیاء القرآن طبع ہو کر اب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

○ تمام تفسیر کی کتابت ازسرِنو کرائی گئی ہے اور ملک کے بہترین خوشنویسوں کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔
○ ضیاء القرآن کو تین جلدوں میں شائع کرنے کے بجائے پانچ جلدوں میں شائع کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔ کیونکہ مواد زیادہ تھا اسے تین جلدوں میں سمونا مشکل تھا۔
○ تفسیر کو حاشیہ پر لکھنے کا اسلوب ترک کر کے موجودہ انداز اختیار کیا گیا ہے۔
○ مطبوعہ جلدوں میں بھی متعدد مقامات پر اضافے کیے گئے ہیں جن سے آیات کا مطلب سمجھنے میں آسانی ہوگی۔
○ مناسب مقامات پر مضامینِ قرآن کی توضیح کے لیے نقشوں کا اضافہ بھی کر دیا گیا ہے۔
○ ہر جلد کی فہرستِ مطالب ازسرِنو اس طرح مرتب کی گئی ہے کہ قارئین کے لیے اس سے استفادہ آسان ہو جائے۔
○ پانچویں جلد کے آخر میں مفتاح القرآن نامی ایک رسالہ کا اضافہ کر دیا گیا ہے جس سے قارئین کو مطلوبہ آیت کی تلاش میں مدد ملے گی۔
○ پہلی طباعت بلاکس پر تھی۔ اب فوٹو آفسٹ کا طریقہ اپنایا گیا ہے۔
○ قرآن کریم کے نور کو ہر مسلم گھر میں پہنچانے کی غرض سے ضیاء القرآن دو قسموں میں آپ کے سامنے ہے۔ اعلیٰ قسم اور

ارزاں قیمت ۔ تاکہ ہر شخص اپنے ذوق اور مقدرت کے مطابق اسے حاصل کر سکے ۔

دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ کے فاضل نوجوان عزیزم مولانا محمد سعید اسعد نے دس گیارہ سال بڑی محنت اور دل لگن سے شب و روز میرے ساتھ کام کیا ۔ اپنے آرام و آسائش کی کبھی پرواہ نہ کی ۔ ان کی ذہانت ، پرجوش ذوق اور خلوص کا مجھے اعتراف ہے ۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس مخلصانہ رفاقت اور مسلسل محنت کو شرف قبول بخشے اور انھیں اپنے دین حنیف کی خدمات جلیلہ سرانجام دینے کی توفیقات ارزانی فرمائے ۔ آمین ثم آمین ۔

ان کے علاوہ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ کے فاضل عزیزم مولانا عبدالرسول ارشد ایم ۔ اے (گولڈ میڈلسٹ) کا میں ممنون ہوں جنھوں نے میری گزارش پر سرکاری ملازمت سے استعفا دے کر ضیاء القرآن پبلی کیشنز کا کام سنبھالا ۔ انھی کی ان تھک کوششوں کا نتیجہ ہے کہ آج ضیاء القرآن کو اس دیدہ زیب صورت میں آپ کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے ۔

حضرت مولانا محمد معراج الاسلام صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ اور جناب عابد نظامی مدیر معاون ماہنامہ ضیائے حرم میرے خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں ۔ ان کے مفید مشوروں سے میں نے استفادہ کیا ۔ ضیاء القرآن پبلی کیشنز کے اراکین کے بھرپور تعاون کے بغیر اس عظیم منصوبہ کو عملی جامہ پہنانا مشکل تھا ۔ اللہ تعالیٰ ان کے جذبہ خدمت اسلام کو ہمیشہ سلامت رکھے اور انھیں مزید توفیقات سے بہرہ ور فرمائے ۔

رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علیّ و علی والدی و ان اعمل صالحا ترضاه واصلح لی فی ذریتی انی تبت الیک وانی من المسلمین ۔

یارب صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلهم

دوشنبہ
۲۱ ۔ محرم الحرام ۱۳۹۸ھ
۲ ۔ جنوری ۱۹۷۸ء

خاک راہ صاحبدلاں
محمد کرم شاہ
سجادہ نشین بھیرہ ضلع سرگودھا

ضِیَاءُ الْقُرْآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد للہ رب العلمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین وازکی الصلوات واطیب التسلیمات واسنی التحیات علی حبیبہ المعظم ونبیہ المکرم سیّد ولد آدم مولانا محمد المبعوث رحمۃ للعالمین قائد الغر المحجلین وعلی آلہ الطیبین واصحابہ المکرمین اللّٰھم ایاک نعبد وایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین امین بحق طٰہٰ ویٰس۔

رحمٰن ورحیم پروردگار نے اپنے بندوں کی رہنمائی اور اُن کی حقیقی فلاح وکامرانی کے لیے جو صحیفہ خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے قلب منیر پر نازل فرمایا اسے ہم قرآن مجید کے نام سے جانتے ہیں۔ کہنے کو تو یہ ایک کتاب ہے اور کتابیں ان گنت ہیں۔ بڑی ضخیم بڑی ادق، بڑی دل آویز لیکن اس کتاب کی شان ہی نرالی ہے۔ یہ صحیفہ بیک وقت کتاب بھی ہے اور علم ومعرفت کا آفتاب جہاں تاب بھی۔ جس میں زندگی کی حرارت اور ہدایت کا نور دونوں یکجا ہیں۔ اس کا حسن وجمال قلب ونگاہ کو یکساں متاثر کرتا ہے۔ اس کی تجلیات سے دُنیا و دِین دونوں جگمگا رہے ہیں۔ اس کا فیض ہر پیاسے کو اس کی پیاس کے مطابق سیراب کرتا ہے۔ اس کا پیغام اگر عقل وخرد کو لذتِ جستجو بخشتا ہے تو قلب وروح کو بھی شوقِ فراواں سے مالامال کرتا ہے۔ اس کی تعلیم نے انسان کو خودشناس بھی بنایا اور خداشناس بھی۔

یہ کتاب مقدس ہر لحاظ سے سراپا اعجاز ہے۔ اس کا ہر پہلو اتنا دلربا ہے کہ اپنے پڑھنے والے کو مسحور کر دیتا ہے۔ اسی لیے جب سے اس کا نزول ہوا اس نے اپنی فطری جاذبیت سے نوعِ انسان کے ہر طبقہ سے سنجیدہ اور ذہین افراد کو اپنی طرف متوجہ کیا اور اس میں قطعاً مبالغہ نہیں کہ قرآن حکیم کے متعلق جتنا کچھ لکھا گیا ہے اتنا کسی کتاب یا کسی موضوع پر نہیں لکھا گیا۔ لکھنے والوں میں اپنے بھی تھے اور بیگانے بھی۔ محقق بھی تھے اور متعصب بھی۔ ادیب بھی تھے اور فلسفی بھی۔ عربی بھی تھے اور عجمی بھی۔ شمع علم کے پروانے بھی تھے اور میخانہ عرفان کے متوالے بھی۔ سب ہی نے تو اس کی خدمت کی بلکہ سب ہی سے اس نے اپنی خدمت لی اور ہر ایک نے اس

چاکری کو اپنے لیے باعثِ عزت و سعادت سمجھا۔

اس بحرِ بے پیدا کنار میں غواصی کرنے والوں نے غواصی کا حق ادا کیا۔ ہر ایک نے اپنی ہمت کے مطابق انمول موتیوں سے اپنی جھولیاں بھریں لیکن اس کے معارف کے خزینے بھرے کے بھرے ہی رہے۔ اس کے اسرار و رموز کے گنجینوں میں کمی نہ ہوئی جنھوں نے اس گلستانِ معنی میں گل چینی کرتے کرتے عمریں گزار دیں۔ انھوں نے بھی یہ تو نہیں کہا کہ ہم نے سب پھول چن لیے ہیں۔ بلکہ سب نے بے تامل یہ اعتراف کیا۔

دامانِ نگاہ تنگ و گلِ حسنِ تو بسیار
گل چینِ تو از تنگیِ داماں گلہ دارد

اور ان کا یہ اعترافِ عجز ازراہِ تواضع و انکسار نہ تھا بلکہ حقیقت کا اظہار تھا اور وہ مجبور تھے کہ اس روشن حقیقت کا اظہار کریں۔

جس میدان میں ابنِ جریرؒ اور ابنِ کثیرؒ جیسے محدث اور مورخ، زمخشری اور ابنِ حیان اندلسی جیسے ادیب اور نکتہ سنج، رازیؒ اور بیضاویؒ جیسے متکلم اور فلسفی، ابوبکر جصاص اور ابوعبداللہ القرطبی جیسے فقیہ اور محقق (علیہم الرحمۃ) قرآن کی عظمت و جلال کے سامنے دم بخود اور سرگریباں کھڑے ہوں، میرے جیسے ہیچمدان کا ادھر رُخ کرنا یقیناً محلِ تعجب و حیرت ہے۔

خدا شاہد ہے کبھی بھولے سے بھی یہ خیال نہیں آیا تھا کہ مجھے یہ کام کرنا ہے یا میں یہ کام کرنے کی اہلیت رکھتا ہوں یا اپنے فہم و ادراک کے ناخن سے کسی پیچیدہ گرہ کو کھول سکتا ہوں۔ یا میرے قلم میں اتنا زور ہے کہ میری نگارشات قرآن فہمی کے راستے سے ساری رکاوٹیں دور کر سکتی ہیں۔ ان تمام کوتاہیوں کا پورا احساس ہوتے ہوئے یہ کچھ ہو گیا۔ اس کی توجیہ میرے پاس اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ میں یہ کہوں کہ اللہ رب العزت نے چاہا اور یہ ہو گیا۔ اسی مسبب الاسباب نے اسباب فراہم کیے۔ اسی کی توفیق نے دستگیری فرمائی اسی کی عنایاتِ پیہم کے سہارے قدم اٹھتے رہے۔ اسی کی تائیدِ مسلسل سے میں یہاں تک پہنچا اور اسی کی بارگاہِ بیکس پناہ میں دامنِ طلب پھیلائے بصد عجز و نیاز فریاد کناں ہوں کہ اے ذروں کو رشکِ آفتاب بنانے والے! اے قطروں کو سمندر کی وسعتیں بخشنے والے! اے گداؤں کو ہفت اقلیم کی سلطانی کا تاج پہنانے والے! اے دلوں کے ظلمت کدوں میں اپنی معرفت کا چراغ روشن کرنے والے! اس ذرۂ ناچیز کو، اس قطرۂ حقیر کو، اس بے نوا فقیر کو، اس سیاہ رو اور سیاہ دل کو اپنے محبوبِ مکرم رسولِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل اپنی عنایاتِ خسروانہ، اپنے الطافِ شاہانہ، اپنی نوازشاتِ کریمانہ سے ہمیشہ ہمیشہ سرفراز فرمائے رکھنا۔

رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علیّ وعلی والدیّ وان اعمل صالحا ترضاہ
واصلح لی فی ذریتی انی تبت الیک وانی من المسلمین۔ (۴۶ : ۱۵)

فاران کی وادیوں سے قرآن کا چشمۂ فیض کیا پھوٹا کہ اس سے علوم و فنون کے دریا بہہ نکلے جنھوں نے جزیرۂ عرب کے پیاسے ریگزاروں کو سیراب کیا اور انھیں حکمت و دانش کی جلوہ گاہ بنا دیا۔ اس ایک کتابِ مجید نے جہاں پہلے علوم کو حیاتِ نو بخشی وہاں اس نے بے شمار جدید علوم کی تشکیل کا سامان فراہم کر دیا۔ علومِ تفسیر، لغت و فقہ اللغۃ، فقہ و اصولِ فقہ، معانی و بلاغت و بدیع، صرف و نحو، قرأت و تجوید، وعظ و خطابت، قصص و اخبار، امثال و حکایات ان کے علاوہ اور کئی علوم ہیں جنھوں نے قرآن کریم کے سایۂ عاطفت میں جنم لیا اور اسی کے آغوشِ تربیت میں پروان چڑھے۔ اس طرح قرآن حکیم کے فیض سے دنیا کی سب سے زیادہ جاہل قوم علم و حکمت کے عظیم خزانوں کی مالک بلکہ خالق بن گئی۔

ہر عہد میں ملتِ اسلامیہ کے ذہین و فطین افراد نے جو روشن دماغ بھی تھے اور روشن ضمیر بھی، اپنی ذاتی استطاعت، فطری صلاحیت، استعداد اور اپنے مخصوص ماحول کی ضروریات اور تقاضوں کے پیشِ نظر قرآن مجید کے ان خادم علوم میں سے کسی ایک کو اپنے لیے منتخب کیا اور خدمت گزاری کا حق ادا کر دیا۔ اور اپنے اپنے موضوع پر ایسی زندۂ جاوید تالیفات و تصنیفات کا گراں بہا ذخیرہ چھوڑا جن کی درخشی سے دُنیا بھر کے کتب خانے اور دانش گاہیں آج بھی چمک رہی ہیں۔ لیکن اس ناچیز کے نزدیک قرآن کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ وہ کتابِ ہدایت ہے۔ اس کے نازل فرمانے والے نے بار بار اس کا تعارف اس قسم کے کلمات سے کرایا ہے:۔

هٰذا بيان للناس وهدى وموعظة للمتقين (۳ : ۱۳۸)

آج ہمیں قرآن مجید کے اسی پہلو پر زیادہ سے زیادہ توجہ دینی چاہیے لیکن شومئی تقدیر ملاحظہ ہو آج قرآن کا یہی پہلو متروک اور مہجور ہے۔

قرآن حکیم کا مقصدِ اوّلین انسان کی اصلاح ہے۔ تربیت ہم سے اس کے نفسِ امّارہ کو نفسِ مطمئنہ بنانا ہے۔ جاہ و ہوس کے غبار سے آئینۂ دل کو صاف کر کے اسے انوارِ ربّانی کی جلوہ گاہ بنانا ہے۔ انانیت، غرور، تمرّد و سرکشی کی بیخ کنی کر کے انسان کو اپنے مالکِ حقیقی کی اطاعت و انقیاد کا خوگر کرنا ہے۔ یہی کام سب سے اہم بھی ہے اور سب سے مشکل اور کٹھن بھی۔ قرآن مجید نے اسی اہم ترین اور مشکل ترین کام کو سرانجام دیا اور اس حسن و خوبی سے کہ دُنیا کا نقشہ بدل گیا۔

یہ صرف باتیں ہی باتیں نہیں ہیں بلکہ ایک حقیقت ہے زندۂ جاوید حقیقت اور ناقابلِ انکار حقیقت کہ قرآن کی ہدایت سے بگڑا ہوا انسان سدھرا اور سدھر کر ساری کائنات کے لیے آیۂ رحمت بن گیا۔ غور فرمائیے حکمتِ الٰہی نے نزولِ قرآن کے لیے جس سرزمین کو منتخب کیا وہ عرب کا خطہ تھا۔ وہاں بسنے والے لوگ شکل و صورت میں تو انسان تھے لیکن انسانیت سے ان کا دُور کا واسطہ بھی نہ تھا۔ کفر و شرک، فسق و فجور، ظلم و ستم، وحشت و بربریت، جہالت اور اجڈپن اس پر فقر و افلاس مستزاد۔ غرضیکہ کونسا عیب تھا یا کونسی گمراہی تھی جو اُن میں بدرجۂ اتم موجود نہ تھی۔ اور دُنیا نے دیکھا کہ قرآن حکیم کی تاثیر اور صاحبِ قرآن کی برکت سے وہ کیا سے کیا بن گئے۔ اگر قرآن عرب کے اُجڈ بدوؤں کو اقوام و بنی آدم کے لیے باعثِ عز و شرف بنا سکتا ہے۔ اگر ان جاہلوں کو جو ابجد خواں بھی نہ تھے بزمِ علم و دانش کا صدر نشین بنا سکتا ہے۔ اگر حرمِ کعبہ میں ۳۶۰ بتوں کی پوجا کرنے والی قوم کے دل میں معرفتِ الٰہی کی شمع فروزاں کر سکتا ہے تو ہمارے صنم کدۂ تصوّرات کے لات و ہُبل کو کیوں ریزہ ریزہ نہیں کر سکتا۔ ہمارے ظلمت خانۂ حیات کو اس کی کرنیں کیوں منوّر نہیں کر سکتیں۔ یقیناً ہو سکتا ہے۔ سب کچھ ہو سکتا ہے بشرطیکہ ہم قرآن کی ہدایت کو قبول کرنے کے لیے تیار ہوں اور ہمارا کاروانِ حیات اس شاہراہِ ہدایت پر گامزن ہو جائے جو قرآن نے ہمارے لیے تجویز کی ہے۔

اے درماندۂ راہ قوم! قرآن تمہیں عظمت و عزت کی بلندیوں کی طرف آج بھی لے جا سکتا ہے بشرطیکہ تم اس کی قیادت قبول کر لو۔

اے اپنی قسمتِ برگشتہ پر آہ و فغاں کرنے والے جوانو! دُنیا کی امامت تمہاری متاعِ گم گشتہ ہے۔ تمہیں یہ واپس مل سکتی ہے اگر تمہیں اس کی واپسی کی تڑپ ہو ——— قرآن تمہیں واپس دلا سکتا ہے اگر تم اس کا حکم ماننے کے لیے تیار ہو۔

زندگی کی یہ ساری چہل پہل تقسیمِ کار کے باعث ہے۔ ایک ہی ملت کے مختلف افراد مختلف کام سرانجام دیتے ہیں۔ کسی کے ہاتھ میں حکمرانی کی باگ ڈور ہے۔ کوئی مجالسِ مشاورت کا رکن رکین ہے۔ کوئی تجارت و صنعت کو چار چاند لگا رہا ہے۔ کوئی شکمِ زمین سے رزق کے

سر بمہر خزانے نکال کر ان کے ڈھیر لگا رہا ہے۔ کوئی وعظ و نصیحت کے منبر پر جلوہ فرما ہے۔ کوئی تعلیم و تدریس کی مسند کو رونق بخشے ہے تو کوئی سجادۂ فقر و درویشی پر تشریف فرما ہے۔ قوم کو مجموعی طور پر اصلاح یافتہ اسی وقت کہا جا سکتا ہے جب کہ اس کے تمام عناصر حق کا دامن مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہوں اور اپنے اپنے دائرہ عمل میں قرآن مجید کی ہدایت پر کاربند ہوں اور اپنے اپنے فرائض کی انجام دہی میں پوری دیانت داری سے مصروف کار ہوں۔ ان عناصر کا باہمی تعلق اتنا گہرا ہوتا ہے کہ اگر ایک عنصر بھی جادۂ حق سے برگشتہ ہو جائے تو دوسرے عناصر اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اس لیے قرآن حکیم نے ہر ایک کو اپنی خصوصی توجہ کا مستحق سمجھا ہے اور ہر گروہ میں راہ پانے والی خرابیوں کی نشاندہی کی ہے اور انہیں اس کے عبرتناک انجام سے آگاہ کیا ہے۔

ہم اکثر گزری ہوئی قوموں کے حالات اور ان کے حسرت ناک انجام کے متعلق قرآن میں پڑھتے ہیں اور ایک لمحہ توقف کیے بغیر آگے نکل جاتے ہیں۔ ہم یہ زحمت بہت کم گوارا کرتے ہیں کہ اپنے اعمال کا موازنہ ان برباد شدہ قوموں کے اعمال سے کریں اور یہ سوچیں کہ کہیں ہم بھی انہیں نافرمانیوں کا شکار تو نہیں اور اگر خدانخواستہ ہیں تو اپنے انجام کی ہولناکیوں سے غافل کیوں ہیں؟ کیا مکافات عمل کا قانون قدرت کا اٹل قانون نہیں؟ کیا ہم نے یہ نہیں پڑھا کہ ولن تجد لسنة الله تبديلا۔

میں نے ہر ایسے موقع پر کوشش کی ہے کہ مطالعہ کرنے والے کے وجدان کو جھنجھوڑوں اور اسے اپنا محاسبہ کرنے کی رغبت دلاؤں تاکہ وہ اپنی جنس عمل کو اسلام اور قرآن کے مقرر کیے ہوئے ترازو میں تولے اور اسی کی کسوٹی پر پرکھے تاکہ اسے اپنے متعلق کوئی غلط فہمی یا اشتباہ نہ رہے۔ اور اگر اس کا قدم جادۂ حق سے پھسل گیا ہے تو وہ سنبھلنے کی بروقت کوشش کرے۔

قرآن کریم نے اپنے ماننے والوں کو ایک واضح اور مکمل ضابطہ حیات (شریعت) بھی عطا کیا ہے اور یہ ضابطہ اتنا ہی وسیع ہے جتنی زندگی اپنے بوقلموں تنوع کے ساتھ وسیع ہے بلکہ بلا مبالغہ اس سے بھی وسیع تر۔ انسان کیا ہے؟ اس کا تعلق اپنے خالق کے ساتھ اور اس کی مخلوق کے ساتھ کیسا ہونا چاہیے؟ اگر وہ حاکم ہے تو اس کی ذمہ داریاں کیا ہیں۔ اگر وہ رعایا ہے تو اس کے فرائض کی نوعیت کیا ہے؟ اگر وہ دولت مند ہے تو اس کا طرز عمل کیسا ہو اور اگر وہ فقیر و محتاج ہو تو کس طرح باوقار زندگی بسر کر سکتا ہے؟ قرآن نے جو شریعت کاملہ ہمیں دی ہے اس میں ان سوالات کا مکمل جواب موجود ہے۔ اسی لیے عبادات، سیاسیات، معاشیات، نظام اخلاق وغیرہ تمام امور کو شریعت نے اپنے دامن میں سمیٹا ہوا ہے۔

قرآن حکیم میں جہاں بھی یہ مباحث آئے ہیں میں نے کوشش کی ہے کہ ان کو اس واضح اسلوب میں پیش کیا جائے جسے عصر حاضر کا انسان سمجھ بھی سکے اور قبول بھی کر سکے۔

یہ ایک بڑی دلخراش اور روح فرسا حقیقت ہے کہ مرور زمانہ سے اس امت میں بھی افتراق و انتشار کا دروازہ کھل گیا ہے واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا کا حکم دیا گیا تھا۔ یہ امت بھی بعض خود غرض اور بدخواہ لوگوں کی ریشہ دوانیوں سے مختلف گروہوں میں بٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اور جذبات میں آئے دن کشیدگی اور تلخی بڑھتی ہی چلی جا رہی ہے۔ اس پراگندہ شیرازہ کو یکجا کرنے کا یہی طریقہ ہو سکتا ہے کہ انہیں قرآن حکیم کی طرف بلایا جائے اور اس کی تعلیمات کو نہایت شائستہ اور دلنشین پیرایہ میں پیش کیا جائے۔ پھر ان کی عقل سلیم کو اس میں غور و فکر کی دعوت دی جائے۔ ہمارا اتنا ہی فرض ہے۔ اور ہمیں یہ فرض بڑی دلسوزی سے ادا کرنا چاہیے۔ اس کے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وھو علی کل شئ قدیر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جمع قرآن مجید

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"THIS RECENSION OF UTHMAN THUS BECAME THE ONLY STANDARD TEXT FOR THE WHOLE MUSLIM WORLD UP TO THE PRESENT DAY"

ترتیب قرآن

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قرآن مجید کی تلاوت کے آداب

[illegible]

۱۔ [illegible]

۲۔ [illegible]

[illegible]

۳ [illegible]

۴۔ [illegible]

۵۔ [illegible]

۶۔ [illegible]

۷۔ [illegible]

۸۔ [illegible]

[illegible]

۱۔ [illegible]

کے لیے اپنے محبوب و برگزیدہ [illegible] ہوئیں وہ [illegible] محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے
قلب منیر پر نازل ہوئیں

ب۔ [illegible] ہمیشہ [illegible] وحی [illegible] قلب [illegible] میں مشغول رہ

ج۔ قرآن [illegible] کی [illegible] لکھنے [illegible] کی حکمت اس [illegible]
کے [illegible] کی [illegible] آپ نے [illegible] قرآن [illegible] ہے۔

د۔ [illegible] صحابہ [illegible] ہوتے ہیں [illegible] تو [illegible]
[illegible] قرآن [illegible] ہیں [illegible] قرآن کے [illegible]
[illegible] قرآن کے
[illegible] ہے۔

ہ۔ قرآن مجید کے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]
[illegible] وصیت [illegible]
[illegible]
[illegible] بہت [illegible] ہے۔

رموز اوقاف قرآن حکیم

قرآن مجید [illegible] علامات [illegible] آیات کے [illegible] مختلف علامات و اشارات [illegible]
جیسے گول دائرہ [illegible] م ط ج ز [illegible] یہ علامات و اشارات حقیقت
میں رموز اوقاف (PUNCTUATION) ہیں [illegible] مطلب [illegible] حقیقت
[illegible] حقیقت [illegible] مختصر بیان درج ذیل ہے

○ یہ گول دائرہ وقف تام کی علامت ہے یعنی بات پوری ہو گئی ہے [illegible] یہ حقیقت [illegible]
[illegible] ہو جاتی ہے

م۔ یہ وقف لازم کی علامت ہے یعنی یہاں ٹھہرنا ضروری ہے ورنہ مطلب کے خلاف ہو جانے کا اندیشہ ہے

ط۔ یہ وقف مطلق کی علامت ہے یہاں آپ ٹھہر جائیے لیکن [illegible] جاری ہے [illegible] مطلب
ابھی پورا نہیں ہوا۔

ج۔ وقف جائز کی نشانی ہے۔ یہاں ٹھہرنا بہتر، نہ ٹھہرنا [illegible]

ز۔ وقف مجوز کی علامت ہے یہاں ٹھہرنا درست ہے لیکن نہ ٹھہرنا بہتر ہے۔

ص۔ وقف مرخص کی نشانی ہے یہاں ملا کر پڑھنا بہتر ہے لیکن اگر کوئی وقف کرلے تو رخصت ہے۔

صلے۔ یہ الوصل اولیٰ کا اختصار ہے یعنی ملا کر پڑھنا بہتر ہے

ق۔ قیل علیہ الوقف کا اختصار ہے یہاں نہیں ٹھہرنا چاہیے

صل۔ قد یوصل کا اختصار ہے یہاں ٹھہرا [illegible] ملا کر بھی پڑھتے ہیں

قف۔ اس لفظ پر ٹھہرنا چاہیے یہ علامت وہاں لگائی جاتی ہے جہاں یہ احتمال ہو کہ پڑھنے والا ملا کر پڑھے گا

س یا سکتہ۔ یہاں ٹھہرنا چاہیے لیکن سانس نہ ٹوٹنے پائے

وقفہ۔ سکتے کی علامت ہے لیکن سانس یہاں بھی نہ ٹوٹنا چاہیے۔

لا۔ [illegible] یہ علامت کبھی آیت کے اندر لکھی جاتی ہے اور کبھی آیت کے اوپر [illegible] نہیں ٹھہرنا چاہیے آیت کے اختتام پر ○ ہو تو بعض کے نزدیک ٹھہرنا چاہیے اور بعض کے نزدیک نہیں [illegible] آیت [illegible]

ک۔ کذالک کا اختصار ہے یعنی جو علامت پہلے ہے وہی یہاں لگی جائے۔

[illegible]

[illegible]

اوقات ہماں بود کہ با یار بسر شد　　باقی ہمہ بے حاصلی و بے خبری بود

اے میرے پروردگار [illegible] میری اس کتاب [illegible] کی خدمت [illegible]

[illegible]

الطاف بے پایاں سے نوازا ہے کسی استحقاق کے بغیر نوازشات خسروانہ جنہیں محض تیرا کرم کہوں تو اور کیا کہوں جیسے رحمٰن مجھ سے قبل ازیں کسی کے پاس نہ تو وہ یقیں تھا اور نہ وہ صدق طلب تیری ہی شان رحمانیت نے مجھے وہ یقیں بخشا اور وہ صدق طلب بھی۔ اس سے نوازا، اس بے کسی پر یہ عنایت۔ اسے محض تیرا کرم نہ کہوں تو اور کیا کہوں۔ اے میرے رحمٰن! میرے رحیم! میرے کریم! اس ناکارۂ خلائق کی یہ التجا ہے پہلے کی طرح بغیر کسی استحقاق کے بغیر کسی وعدے کے، محض اپنے کرم سے یہ بھی شرف بھی بخش، وہ یہ کہ [illegible]۔"

تیری محبت سے میری شمع حیات روشن رہے۔ تیری بندگی کا نشان میری جبین پر ہمیشہ تابندہ رہے۔
تیرے پیارے حبیب کے عشق سے میرا سینہ و دل معمور رہے تیرے رسول مکرم کی غلامی کا طوق زیب گلو رہے

؎ بوئے خلعت سلطانی ملازم   گردن حسن عقد طوق غلامی

آخر میں تیری عنایات بے پایاں پر، تیری نوازشات بیکراں پر، تیرے لطف عمیم پر تیرے ہی بتائے ہوئے کلمات طیبات سے تیری بارگاہ بے کس پناہ میں ہدیۂ تشکر و امتنان پیش کرتا ہوں۔ شرف قبول فرما۔ رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحا ترضاہ واصلح لی فی ذریتی انی تبت الیک وانی من المسلمین فاطر السموات والارض انت ولی فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین رب ارحمہما کما ربیانی صغیرا۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ بحرمۃ حبیبک المصطفیٰ ونبیک المجتبیٰ ورسولک المرتضیٰ سیدی ومولائی وشفیعی وحبیبی محمدٌ والہ بدور الدجی وصحبہ نجوم الہدی۔ اللھم صل وسلم وبارک علیہ وعلی الہ وصحبہ ومن تبعہ باحسان الی یوم الدین یارب العالمین۔

خاک رہ صاحبدلاں

ابو الحسنات محمد کرم شاہ

من علماء الازہر الشریف

خادم آستانہ عالیہ امیر السالکین حضرت قبلہ پیر امیر شاہ صاحب رح

ہاشمی اسعدی چشتی نظامی سیالوی نور اللہ مرقدہٗ

بھیرہ ضلع سرگودھا (مغربی پاکستان)

شب جمعہ ۲۷ شعبان المعظم ۱۳۸۴ھ
یکم جنوری ۱۹۶۵ء

سرٹیفکیٹ

میں نے اس قرآن مجید کو حرفاً حرفاً نہایت غور و امعان نظر سے پڑھا ہے اور
میں تصدیق کرتا ہوں کہ اس کے متن میں کوئی کمی بیشی اور کتابت کی کوئی غلطی نہیں ہے

ابوالفیض محمد عبدالکریم
خطیب جامع مسجد خانقاہ ڈوگراں
ضلع شیخوپورہ

تحقیقاتِ لُغویہ

	حاشیہ نمبر	سُورت نمبر
ا		
آمین	۳	۱
اسرائیل	۵۵	۲
الوف	۳۰	۲
امانی	۹۵	۲
اصر	۳۶	۳
یأتو	۲۸	۳
لتہو	۲۰	۵
کائن	۵۸	۳
اقوم	۲۵۰	۲
اساطیر	۳۹	۶
ب		
بدیع	۳۴	۲
	۴۲	۶
بضاعۃ	۲۸	۳
بکّۃ	۹۹	۳
بعوث	۲۰۸	۳
بروج	۴۸	۴
بہیمۃ	۲	۵
ابن اور بن کا فرق رأیناہ	۵۳	۵
بحیرۃ	۱۸۰	۵
اُبسلوا	۸۹	۶

	حاشیہ نمبر	سُورت نمبر
بصائر	۱۳۴	۶
ت		
تاب	۵۴	۲
تمنو	۴۰	۲
تلتوی	۳۱	۳
ث		
ثُبت	۱۱	۴
ج		
جبت	۸۸	۴
لایجرمنکم	۷	۵
ح		
المحصن	۴	
یستحی	۳۰	۲
الحکمۃ	۱۵۳	۲
حافظو	۳۰	۲
الحق	۳	۳
المحکمات	۰	۳
محراب	۳۰	۳
حنیف	۶۳	۳
محصنات	۵۳	۴
یحسدون	۵	۴
حذار	۱	۴

	حاشیہ نمبر	سورت نمبر
حُیِّیتُم	۴۳۳	۴
حام	۱۸۰	۵
حواریوں	۹۶	۵
حکماً	۳۴	۶
حرجاً	۵۹	۶
حسبان	۱۲۵	۶
حمولة	۱۸۰	۶
خ		
خبالاً	۱۳۸	۳
اخدان	۵۲	۴
خوّان	۶۹	۴
خطأً	۱۳۰	۴
خیراً	۸۹	۴
مُنخنقة	۸	۵
خائنة	۳۰	۵
خضراً	۴۸	۶
د		
الدین	۸	۱
تُدلوا	۲۲۸	۲
الدرک	۲۱۰	۴
تدعون	۱۴۴	۴
دائرة	۴۱۰	۵
تدرک	۱۳۳	۶
ذ		
الذلّة	۱۲۳	۳

	حاشیہ نمبر	سورت نمبر
ر		
الرحمن الرحیم	۳	
رب	۵	
رزقنا	۸	۲
راعنا	۱۲۰	۲
رفث	۲۳۰	۲
ربیّون	۸۳	۳
ربوة	۳۵۹	۲
ربیّون	۱۵۸	۳
رابطوا	۲۲۸	۳
ارکس	۴۳	۴
مراغم	۱۵۰	۴
روع	۲۵۶	۴
رہبان	۵۴	۵
متردیة	۸	۵
ز		
ازلهما	۲۹	۲
زبر	۲۳	۳
ازلام	۹	۵
زخرف القول	۴۲	۶
س		
استوی	۴۲	۲
اسجدوا	۴۸	۲
سلوی	۶۳	۲
مسکنة	۱۲۳	۳

	حاشیہ نمبر	سورت نمبر
سلطن	۱۵۰	۳
اسلام	۲	۳
سوأة	۲۷	۵
سمّاعون	۸۸	۵
سُحت	۸۸	۹
سِنَه	۸۰	۵
ش		
اشتدوا	۳	۲
شعائر	۸۵	۲
متشابه	۷	۳
مشيّدة	۱۲۰	۴
شنآن	۶	۵
شرعة	۱۰۳	۵
شياطين	۱۳۲	۶
شيع	۲	۶
ص		
الصبر	۹۲	۲
الصابئين	۸۳	۲
الصيام	۲۰	۲
فصُرهن	۳۵۳	۲
تُصعِدون	۲۷	۳
اصبروا	۲۲۸	۳
صابروا	۲۲۸	۳
اصلح	۱۲۵	۶

	حاشیہ نمبر	سورت نمبر
ض		
يُضلّ	۳۸	۲
الضأن	۱۸۰	۶
ط		
يطيقون	۲۱۳	۲
طاغوت	۳۳۳	۲
[illegible]	۸۸	۴
اطيعوا	۳۱	۳
نطمس	۸۵	۴
طوّعت	۶۵	۵
ظ		
يظنون	۶۳	۲
ع		
عالمين	۶	۱
نعبد	۹	
لنعلم	۴۳	۲
عيسى	۳۷	۳
العافين	۳۶	۳
ويعلم	۱۵۲	۳
عورت	۸۳	۴
عدو	۴۲	۶
تعولوا	۹	۴
عقود		۵
عزرتموهم	۳۷	۵

	حاشیہ نمبر	سورت نمبر
غ		
غیب	۵	۲
لاتغلوا	۲۵۳	۴
اغرینا	۴۵	۵
غمرات	۱۰۹	۶
ف		
مفلحون	-	۲
فریقاً	۲۳۹	۲
الفتنة	۱۳۸	۵
	۲۳۲	۲
الفرقان	۴	۳
فاحشہ	۱۳۸	۳
فخور	۴۹	۴
فترة	۵۵	۵
فرض	۳۹	۴
فالق	۶۲	۶
فوت	۱۸۰	۶
فواحش	۹۴	۶
فرادیٰ	۱۲	۶
ق		
یقیمون	۶	۲
قرضاً	۳۱۹	۲
قیوم	۳۳۸	۲
قلائد	۵	۵
قوامون	۲۰۳	۴

	حاشیہ نمبر	سورت نمبر
قسیس	۵۳	۵
قدروا	۱۰۳	۶
مستقر	۱۲۵	۶
قنوان	۲۸	۶
ک		
کرسیہ	۳۴۳	۲
کاظمین	۱۳۵	۳
کلمة	۱۳۵	۶
	۲۵۵	۴
کلالة	۲۵۹	۴
اکنّة	۳۹	۶
ل		
تلبسون	۵۹	۲
یلوٗون	۸۳	۳
م		
مالک	۸	۱
مثل	۲۴	۲
ملائکہ	۴۵	۲
من وسلوی	۴۴	۲
مسیح	۴۷	۳
مکروا	۵۸	۳
معز	۸	۶
نُملی	۲۰۵	۳
مریض	۱۴۸	۴

	حاشیہ نمبر	سورت نمبر
ن۔		
امداد	۳۱	۲
نحبه	۱۰	۳
نشور	۹۵	۴
نکیر	۹۱	۴
نجوٰی	۱۷۲	۳
نقیبا	۳۷	۵
استنکف	۲۵۸	۳
منهاج	۰۳	۵
ینئون	۳۰	۶
نُصُب	۸	۵
تنقمون	۱۲۱	۵
نبؤ	۹	۶
متقون	۳	۲
و۔		
یوقنون	۹	۲
وسطاً	۶۲	۲
اولیاء	۲۸	۳
ولی	۳۳۵	۲
اوحیت	۲۳۹	۴
اوفوا	۱	۵

	حاشیہ نمبر	سورت نمبر
موقوذة	۸	۵
وسیلة	۷۹	۵
یاویلتی	۶۶	۵
وصیة	۱۸۰	۵
وقرا	۳۹	۶
مستودع	۲۷	۶
تولّی	۱۴۳	۶
توفیتنی	۲۰۹	۵
یتوکلو	۸۱	۶
ه۔		
اهدنا	۱	۱
یستهزئ	۳۰	۲
هدی	۵	۵
ماأهل	۸	۵
هلمّ	۱۹۱	۶
مهیمن	۱۰۲	۵
استهوت	۱۳۲	۴
ی		
یوم الدین	۹	۱
ینعه	۱۳۹	۶

التحقیقات النحویہ

	حاشیہ نمبر	سورت نمبر
وما انزل علی الملکین ببابل ہاروت وماروت	۱۰۰	۲
والموفون بعہدہم اذا عاہدوا والصابرین فی البأساء	۲۰۲	۲
یرونہم مثلیہم رأی العین	۱۲	۳
قائما بالقسط	۲۰	۳
تبغونہا عوجا	۰۵	۳
الا بحبل من اللہ	۱۲۲	۳
ہاانتم اولاء	۱۲۵	۳
کأیّن من نبی	۱۵۸	۳
فبما رحمۃ من اللہ	۱۸۰	۳

	حاشیہ نمبر	سورت نمبر
اولمّا اصابتکم مصیبۃ	۸۹	۳
فلا وربک لا یؤمنون	۱۲۳	۴
حسن اولئک رفیقا	۱۰۹	۴
والمقیمین الصلوٰۃ والمؤتون الزکوٰۃ	۲۵۵	۴
عموا وصمّوا کثیر منہم	۱۳۱	۵
وہو اللہ فی السموات والارض	۴	۶
أرأیتکم	۵۸	۶
عدوا شیاطین الانس والجن	۱۲۲	۶
اکابر مجرمیہا	۵۵	۶
ثمانیۃ ازواج	۸	۶
قل ہلم شہداءکم	۱۹	۶

فہرست مطالب

اللہ جل مجدہٗ

ا۔ توحید

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
بسم اللہ الرحمن الرحیم		
ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں		۱
صرف اُسی کی عبادت		۴
عبادت کا مفہوم		۴ حاشیہ
صرف اُسی سے استعانت		۴
استعانت کا مفہوم، کون سی استعانت شرک ہے اور کون سی نہیں	۱	۴ حاشیہ
اپنے رب کی عبادت کرو	۲	۲۱
اس کے سوا تمہارا کوئی یار و مددگار نہیں	۲	۱۰۷
وہی ایک خدا ہے	۲	۱۶۳
〃 〃 〃 〃	۳	۲، ۶
〃 〃 〃 〃	۳	۸۷، ۷۱
〃 〃 〃 〃	۶	۲، ۱۰۲
توحید ذاتی و صفاتی		
آیۃ الکرسی مع حواشی	۲	۲۵۵
اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور اہل علم توحید کے گواہ ہیں	۳	۱۸
وہی ہر چیز کا مالک ہے	۲	۱۰۷، ۱۱۵
〃 〃 〃 〃		۱۱۶، ۱۴۲
〃 〃 〃 〃		۲۸۴

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
(قل اللّٰھم مالک الملک)	۳	۲۶، ۱۰۹
〃 〃 〃 〃		۱۸۹
〃 〃 〃 〃	۴	۱۲۶، ۱۷۰
〃 〃 〃 〃	۵	۱۷، ۱۲۰
〃 〃 〃 〃	۶	۱۲، ۱۳
		مع حواشی

ب دلائل توحید

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
وہ رب العالمین ہے	۱	۱
ربوبیت کیا ہے	۱	حاشیہ
تمہارا اور تم سے پہلے آباء و اجداد کا وہی خالق ہے	۲	۲۱ مع حاشیہ
تکوینی دلائل (زمین، آسمان، بارش پھل)	۲	۲۲ مع حاشیہ
جس نے تمہیں زندہ کیا اس کا انکار نہ کرو	۲	۲۸
زندگی اور موت کتنی بار	۲	۲۸
زمین کی ہر چیز تمہارے لیے پیدا فرمائی	۲	۲۹
زمین و آسمان کی تخلیق، گردش لیل و نہار، سمندری جہاز، بارش کا پانی، ہواؤں کا چلنا اور بادل، ان میں اس کی وحدانیت کی نشانیاں ہیں۔	۲	۱۶۴
چاند کے گھٹنے بڑھنے میں حکمت الٰہی	۲	۱۸۹
برباد شہر پر ایک صاحب کا گزر اور اس کا استعجاب	۲	۲۵۹

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
دلائل توحید	۳	۱۸ مع حاشیہ
وفدِ نجران کو دعوتِ مباہلہ	۳	۶
تکوینی دلائل کا مطالعہ فطرت میں دعوتِ غور و فکر	۳	۱۹۰، ۱۹۱ مع حاشیہ
مظاہرِ فطرت میں غور و فکر افضل عبادت ہے	۳	۱۹۱ حاشیہ
مسلمان مفکرین کا طرزِ تفکر	۳	۱۹۱
شب و روز میں قرار پذیر ہر چیز اس کی ہے	۶	۱۳ مع حاشیہ
رب کی حمد	۶	۱
تکوینی دلائل زمین و آسمان کو حق سے پیدا کرنے کی تشریح	۶	۷۳ مع حاشیہ
تکوینی دلائل دانہ و گٹھلی، صبح، شام، ستارے، شجر	۶	۹۵ تا ۹۹
تکوینی دلائل باغات، حیوانات	۶	۱۴۱، ۱۴۲ مع حاشیہ

ج۔ صفاتِ الٰہی

۱۔ علمِ الٰہی

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
ہر چیز کو جاننے والا	۲	۲۹
آسمان و زمین کی سب چھپی چیزوں کو جانتا ہے	۲	۳۳
ظاہر و پوشیدہ کو جانتا ہے	۲	۳۳، ۷۷
اللہ تعالیٰ جو تم کرتے ہو دیکھ رہا ہے	۲	۱۱۰
وہ سمیع و علیم ہے	۲	۱۲۷، ۲۲۴
وہ شاکر علیم ہے	۲	۱۵۸
وہ ہر چیز جاننے والا ہے	۲	۲۳۱
وہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے	۲	۲۳۳، ۲۳۷
وہ ہر چیز سے خبردار ہے	۲	۲۳۵
واسع علیم ہے	۲	۲۴۷، ۲۶۱، ۲۶۸

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
ھو بکل شیء علیم	۲	۲۸۲، ۲۸۴
" " "	۴	۳۲
وہ تمہارے ظاہر و باطن کو جانتا ہے	۲	۲۸۴
تقدیر کوئی چیز مخفی نہیں	۳	۵
تمہارے دلوں کے چھپے حالات کو جانتا ہے	۳	۲۹
سمیع علیم	۳	۳۴
" "	۳	۳۸
السمیع العلیم	۳	۳۵
وہ تمہارا نگران ہے	۴	۱
علیم حکیم ہے	۴	۱۱، ۱۷، ۲۶
" " "	"	۱۰۴، ۱۱۱
علیم حلیم	۴	۱۲
کفیٰ باللہ علیما	۴	۷۰
علیم خبیر	۴	۹۴
علیم بذات الصدور	۵	۷
خبیر بما تعملون	۵	۸
علام الغیوب	۵	۱۱۶
وہ تمہارے ظاہر و باطن کو جانتا ہے	۶	۳
اس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں	۶	۵۹
غیب و شہادت کا جاننے والا	۶	۷۳
سمیع علیم	۶	۵
وہ بہتر جانتا ہے جو رسالت کا اہل ہے	۶	۱۲۴

(۲) ہر چیز کا خالق و مالک

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
مالک یوم الدین ہے	۱	۳

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
زمین کی ہر چیز اور سات آسمانوں کا خالق	۲	۲۹
آسمانوں اور زمین میں اسی کی بادشاہی ہے	۲	۷
. . . .	۵	۱۷ ، ۴۰
مشرق و مغرب اللہ تعالیٰ کا ہے	۲	۱۱۵ ، ۱۴۲
زمین آسمان کی ہر چیز اس کی تابع فرمان ہے	۲	۱۱۶
آسمانوں اور زمین کا موجد ہے	۲	۱۱۷
غنی حمید ہے	۲	۲۶۷
آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ کا ہے	۲	۲۵۳
وہی ہر چیز کا مالک ہے	۳	۲۶ ، ۱۰۹
. . . .	〃	۸۳ ، ۸۹
زمین و آسمان، نور و ظلمت کا خالق	۶	۱
فاطر السموات والارض	۶	۱۴
زمین و آسمان کو حق کے ساتھ پیدا کیا گیا	۶	۷۳
بالحق کی تشریح		
دانے اور گٹھلی کو چیرنے والا، زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالنے والا	۶	۹۵
صبح کو پیدا کرنے والا رات، سورج اور قمر کو ذریعہ حساب بنانے والا	۶	۹۶
ستاروں کو بحر و بر میں ہدایت کا باعث بنانے والا	۶	۹۷ ، ۹۸
زمین و آسمان کا خالق بدیع	۶	
ہر چیز کا خالق	۶	۱۰۲

(۳) ہر چیز پر قادر ہے

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
حکم الٰہی اور رضائے الٰہی میں، اور ارادہ و مشیت الٰہی میں فرق ہے	۲	۲۰
اللہ ہر چیز پر قادر ہے	۲	۱۰۶
. . . .	۲	۱۰۹
. . . .	۲	۱۴۸
کن فیکون	۲	۱۱۷
وعزیز حکیم	۲	۲۹
. . . .	۲	۲۰۹
ساری قوت کا مالک اللہ تعالیٰ ہے	۲	۱۶۵
رزق کی تنگی اور فراخی اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہے	۲	۲۴۵
اللہ جسے چاہتا ہے اپنا ملک عطا فرماتا ہے	۲	۲۴۷
تابوت سکینہ	۲	۲۴۸
جو چاہتا ہے کرتا ہے	۲	۲۵۳
اللہ کے اذن سے بسا اوقات چھوٹی جماعت بڑی جماعت پر غالب آتی ہے	۲	۲۴۹
ہر چیز پر قادر ہے	۲	۲۵۹
عزیز حکیم ہے	۲	۲۶
جس کو چاہتا ہے ملک دیتا ہے جس سے چاہتا ہے ملک چھین لیتا ہے	۳	۲۶ ، ۲۷
ہر چیز پر قادر ہے	۳	۲۹
جو چاہتا ہے کرتا ہے	۳	۴۰
. . . . . کن فیکون	۳	۴۷
مدد اسی کی طرف سے ہے	۳	۱۲۶
وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے	۳	۵۶
اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا	۳	۶۰

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
ہر چیز پر قادر ہے	۴	۶۵
اللہ کفار کا شر تم سے روک لے گا	۴	۸۴
ہر چیز پر قادر ہے	۴	۱۳۳
وہ ہر چیز پر قادر ہے	۶	۱۲ تا ۱۸
وہ ہر چیز پر غالب ہے	۶	۶۰ تا ۶۵
قدرت الٰہی کے نمونے	۶	۹۵، ۹۶ تا ۹۹
وہ غنی ہے وہ چاہے تو تمہیں تباہ کر دے اور تمہاری جگہ کسی اور کو کھڑا کر دے	۶	۴۴
جس کو چاہے ہدایت دے دے اور جس کو چاہے گمراہ کر دے	۶	۱۳۳
مُردوں کو زندہ کرنے کے بارے میں حضرت خلیل کا سوال اور اس کا جواب	۲	۲۶۰
جس کو چاہتا ہے حکمت عطا فرماتا ہے جسے حکمت ملی اسے خیر کثیر ملی	۲	۲۶۹
جسے چاہے بخشے جسے چاہے عذاب دے	۲	۲۸۴
ہر چیز پر قادر ہے	۲	۲۸۴
وہ رحموں میں جیسے چاہتا ہے تصویر بناتا ہے	۳	۶
جو چاہتا ہے حکم فرماتا ہے	۵	
ہر چیز پر قادر ہے	۵	۱۷

رحمت الٰہی

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
وہ رحمٰن و رحیم ہے		
. . . . .		۲
. . . . .	۲	۶۳
وہ التواب الرحیم ہے	۲	۵۴
جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ مخصوص کرتا ہے۔ وہ فضل عظیم کا مالک ہے	۲	۱۰۵
وہ التواب الرحیم ہے	۲	۲۸
رؤف رحیم ہے	۲	۱۴۳
غفور رحیم ہے	۲	۱۷۳
. . .	۲	۲ ۸
. . .	۳	۴
. . .	۴	۲۹، ۵۲
وہ لوگوں کے ساتھ رؤف رحیم ہے	۲	۱۴۳
اُس سے مغفرت طلب کرو بیشک وہ غفور رحیم ہے	۲	۱۹۹
رؤف بالعباد	۲	۲۰۷
غفور حلیم ہے	۲	۲۳۵
اللہ تعالیٰ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے	۲	۲۴۳
وہ سارے جہان والوں پر فضل و احسان کرنے والا ہے		
ذو فضل علی العالمین	۲	۲۵
وہ تمہارے گناہ بخش دے گا وہ غفور رحیم ہے	۳	۳۰، ۳۱
وہ غفور رحیم ہے	۳	۸۹
اللہ کی مغفرت اور رحمت ہمارے مال سے بہتر ہے	۳	۱۵۷
وہ فضل عظیم کا مالک ہے	۳	۱۷۴
جس کو چاہتا ہے بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے وہ غفور رحیم ہے	۳	۱۲۹

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
غفور رحیم ہے	۴	۲۳، ۲۵
ولو انھم اذ ظلموا	۴	۶۴
غفور رحیم ہے	۴	۹۶
〃 〃 〃	۴	۱۰۰
〃 〃 〃	۴	۱۰۶
〃 〃 〃	۴	۱۱۰
〃 〃 〃	۴	۱۲۹
〃 〃 〃	۴	۱۵۲
وہ عفوّ قدیر ہے	۴	۱۴۹
اُس نے اپنے اُوپر رحمت لازم کی ہے	۶	۱۲
تمہارا رب وسیع رحمت والا ہے	۶	۱۴۷
وہ ایک نیکی کے بدلے دس نیکیاں دیتا ہے	۶	۱۶۰

تنزیہ باری

کسی کو اُس کا ندّ نہ بناؤ	۲	۲۲
مچھر کی مثال دینے سے وہ حیا نہیں کرتا	۲	۲۶
اللہ اپنے بندوں کے عمل سے غافل نہیں	۲	۱۴۴
اللہ تعالیٰ ظالم نہیں	۳	۱۰۸، ۱۸۲
کسی کا عمل ضائع نہیں کرتا	۳	۱۹۵
اللہ تعالیٰ نے کفار کو مسلمانوں پر غلبہ نہیں دیا	۴	۱۴۱ مع حاشیہ
اگر تم شکر کرو تو اللہ تعالیٰ عذاب نہیں دے گا	۴	۱۴۷
آنکھیں اس کا احاطہ نہیں کرسکتیں یہ دیدِ الٰہی	۶	۱۰۳

اللہ تعالیٰ کن سے محبت کرتا ہے اور ہدایت دیتا ہے

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے	۲	۱۴۲، ۲۷۲
توّاب رحیم ہے	۲	۱۵۹
وہ محسنین سے محبت کرتا ہے	۲	۱۹۵
〃 〃 〃	۳	۱۳۴، ۱۴۸
〃 〃 〃	۵	۹۳
وہ توّابین سے محبت کرتا ہے	۲	۲۲۲
وہ پاکیزہ لوگوں سے محبت کرتا ہے	۲	۲۲۲
اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے	۲	۲۴۹
〃 〃 〃	۳	۱۴۶
وہ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے	۳	۱۵۹
وہ پرہیزگاروں سے محبت کرتا ہے	۳	۷۶
جو اللہ تعالیٰ کا دامن مضبوطی سے پکڑ لیتا ہے اسے ہدایت دی جاتی ہے	۳	۱۰۱
وہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے	۵	۴۲

اللہ تعالیٰ کن سے محبت نہیں کرتا اور ہدایت نہیں دیتا

وہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا	۲	۲۶
فاسق کون ہیں	۲	۲۷
وہ زیادتی کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا	۲، ۵	۱۹۰، ۸۷
اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا	۲	۲۰۵
اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا	۳	۸۶
〃 〃 〃	۲	۲۵۸
وہ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا	۲	۲۶۴
وہ ناشکرے بدکار سے محبت نہیں کرتا	۲	۲۷۶
وہ کافروں سے محبت نہیں کرتا	۳	۳۲
وہ ظالموں سے محبت نہیں کرتا	۳	۵۷، ۱۴۰

	سورت نمبر	آیت نمبر
وہ مغرور اور فخر کرنے والے سے محبت نہیں کرتا	۴	۳۶
وہ بدکار بددیانت سے محبت نہیں کرتا	۴	۱۰۷
بری بات برملا کہنے کو پسند نہیں کرتا	۴	۱۴۸
وہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا	۶	۱۴۰
ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا	۶	۱۴۴
متفرق		
اللہ تعالیٰ کا رنگ سب سے زیادہ حسین ہے	۲	۱۳۸
وہ سخت احکام سے اپنے بندوں کو آزماتا ہے	۲	۱۴۳
وہ اپنے بندوں کا ایمان ضائع نہیں کرتا	۲	۱۴۳
تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا	۲	۱۵۲
ذکر کی برکت اور ترغیب	۲	۱۵۲ حاشیہ
اللہ تعالیٰ صابروں کے ساتھ ہے	۲	۱۵۳
اللہ تعالیٰ مغفرت و فضل کا وعدہ کرتا ہے	۲	۲۶۸
وہ سریع الحساب ہے	۳	۹
رزق کی کمی بیشی اسی کے اختیار میں ہے	۳	۲۷
جس کی چاہتا ہے مدد فرماتا ہے	۳	۱۳، ۱۲۶، ۱۵۰، ۱۶۰

	سورت نمبر	آیت نمبر
جو اس کا دامن پکڑے وہی ہدایت پاتا ہے	۳	۱۰۱
شکرگزار بندوں کو جزا دیتا ہے	۳	۱۴۵
دعا مانگنے کی ترغیب	۴	۳۲ حاشیہ
اللہ تعالیٰ سب سے سچا ہے	۴	۱۲۲
اس کے پاس دنیا و آخرت کا ثواب ہے	۴	۱۳۴ حاشیہ
وہی ہر قسم کی عزت کا حقدار ہے	۴	۱۳۹
جو اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب ہے اُسے یہی سبل السلام اور نورِ ہدایت سے نوازا جاتا ہے	۵	۱۶ حاشیہ
اللہ تعالیٰ سب سے بڑا گواہ ہے	۶	۹
اللہ تعالیٰ کی راہنمائی سے ہدایت ملتی ہے	۶	۷
وہی حق ہے	۶	[illegible]
وہ جس کو ہدایت دیتا ہے اُس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے	۶	۱۲۵
وہ جس کو گمراہ کرنا چاہے اس کا سینہ اسلام کے لیے تنگ کرتا ہے	۶	۱۲۵
اللہ کی دلیل ہی سب سے قوی ہے	۶	۱۴۹

سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

ا۔ نبوت و رسالت

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
عصمت انبیاء	٢	١٣١ مع حاشیہ
سب رسولوں پر ایمان لانا ضروری ہے	٢	٢٨٥
ہم نے آپ کو حق کے ساتھ بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے	٢	١١٩
بے شک آپ رسولوں میں سے ہیں	٢	٢٥٢
رسولوں میں سے بعض کو بعض پر فضیلت	٢	٢٥٣
بعض کی وجوہ فضیلت		
دلیل رسالت	٣	٣
ختم نبوت کی دلیل و تعارف آل عمران		
مباہلہ حضور کی رسالت کی عملی دلیل	٣	٦١ حاشیہ
حضور کی صاحبزادیاں اور خلافت بلا فصل	٣	٦ حاشیہ
حضور کی رسالت احسان عظیم ہے	٣	١٦٤
حضور تمام انسانیت کے رسول ہیں	٤	٧٩ حاشیہ
اے لوگو یہ رسول حق کے ساتھ تمہاری طرف آگیا	٤	١٧٠
حضور کی بشارت انجیل میں	٥	١٤ حاشیہ
حضور کو تبلیغ قرآن کا حکم اور عصمت کا وعدہ	٥	٦٧ حاشیہ
رسول کا فرض تبلیغ احکام ہے	٥	٩٩
اہل کتاب کو حضور کی صداقت کا یقین تھا	٦	٢٠
حضور کی بعثت کے لیے دعاء خلیل	٢	١٢٩
بعثت نبی کے اغراض	٢	١٢٩ حاشیہ

ب۔ رحمت و خلق عظیم

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
حضور کی تشریف آوری سے اوس و خزرج میں لڑائی ہوتے ہوتے رہ گئی	٣	٩٩
حضور کی بعثت سے اتفاق و محبت	٣	١٠٣
مشاورہ کا حکم ہے	٣	[illegible] حاشیہ
احد میں رباعی انور کا زخمی ہونا اور حضور کا دعا فرمانا	٣	١٢٨ حاشیہ
حضور نے غنیمت میں خیانت کرنے والوں کا جنازہ نہیں پڑھا	٣	١٦١ حاشیہ
کفر میں جلد بازی کرنے والوں سے آپ غمگین نہ ہوں	٣	١٧٦
حضور کی رحمت واسعہ	٣	١٥٩ حاشیہ
فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم		
منافقین سے اعراض کرنے اور تنہائی میں انہیں نصیحت کرنے کی تعلیم	٤	٦٣
خائنوں کی طرف سے جھگڑا کرنے کی ممانعت	٤	١٠٥ حاشیہ
استغفار کا حکم	٤	١٠٦، ١٠٧
یہود کی سازش سے حضور کو بچا لینا	٥	١١ حاشیہ
ساری امت پر اللہ تعالیٰ کا احسان		
حضور کو یہود سے عفو و درگزر کرنے کا حکم	٥	١٣
ان کی خواہشات کے اتباع کی ممانعت	٥	٤٨ حاشیہ

	سورت نمبر	آیت نمبر
حضور کا اُمتی اُمتی کہہ کر رونا اور جبریل کا مژدۂ رحمت لانا	۵	۱۱۸ حاشیہ
کفار کے ایمان نہ لانے سے حضور کا غمگین ہونا اور اللہ تعالیٰ کا تسلی دینا	۶	۳۳، ۳۴ حاشیہ
کفار کی ہدایت یابی کے لیے حضور کی شدتِ حرص کا بیان	۶	۳۵ حواشی
ذکر کرنے والوں کو دور ہٹانے کی تلقین	۶	۵۲ حاشیہ
کسی اجر کی طلب نہیں	۶	۹۰
آپ تفرقہ اندازوں سے نہیں	۶	۱۵۹

شانِ مصطفیٰ

اذ قال ربک میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ حضور خلیفۂ اعظم ہیں	۲	۳۰ حواشی
اگر آپ نہ ہوتے تو آدم کو بھی پیدا نہ کیا جاتا	۲	۳۰ حاشیہ
حضور کی شان کو مت چھپاؤ	۲	۴۲ حاشیہ
یہود حضور کے وسیلہ سے فتح طلب کیا کرتے	۲	۸۹
حضور اُمت پر گواہ ہیں گواہی کی تشریح	۲	۱۴۳
اللہ تعالیٰ نے اسے قبلہ بنایا جو آپ کو پسند ہے	۲	۱۴۴
اہل کتاب حضور کو خوب پہچانتے ہیں	۲	۱۴۶
قد نری تقلب وجہک میں حضور کی شان	۲	۱۴۴
حضور کی بعثت کے مقاصد	۲	۱۵۱
یعلمکم کو آخر رکھنے کی حکمت	۲	۵
حضور کے بال کی برکت سے حضرت خالد کو فتح نصیب ہوئی	۲	۲۴۸ حاشیہ
حضور کے درجات کو بلند فرمایا	۲	۲۵۳

	سورت نمبر	آیت نمبر
حضور کی اطاعت خدا کا محبوب بنا دیتی ہے	۳	۳۱ مع حاشیہ
حضور کا مرتبہ مقام اصطفیٰ سے بلند تر ہے	۳	۳۳ مع حاشیہ
حضور اور حضور کے پیروکار حضرت خلیل کے جائز وارث ہیں	۳	۶۸
تمام انبیاء سے حضور پر ایمان لانے اور نصرت کرنے کا وعدہ لیا گیا	۳	۸۱ حاشیہ
حضور اور حضور کی امت کا تمام کتب اور انبیاء پر ایمان	۳	۸۴
شجاعت و استقامتِ نبوی	۳	۱۵۲ حاشیہ
اللہ تعالیٰ اپنے محبوب سے خطاکاروں کی سفارش فرماتا ہے	۳	۱۵۹ حاشیہ
نادانوں کے ساتھ آپ کا رویہ	۳	۲۰
حضور کی بعثت اللہ تعالیٰ کا احسان	۳	۶۴
جو گنہگار آپ کے پاس آئے گا بخشا جائے گا (ولو انھم اذ ظلموا) الآیۃ	۴	۶۴ حاشیہ
سب انبیاء حضور سے فیضیاب ہیں	۴	۱۶۴ حاشیہ
حبیب کا مقام خلیل سے بلند	۴	۱۲۵ حاشیہ
حضور اللہ تعالیٰ کی برہان ہیں	۴	۱۰۵
حضور کی بشارت انجیلوں میں	۵	۴۶ حاشیہ
اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس نور آیا	۵	۱۵ حاشیہ
قرآن سابقہ کتب کا مہیمن اور مصدق ہے	۵	۴۸ حاشیہ
حضور سے بے فائدہ سوالات کرنے کی ممانعت	۵	۱۰۱ حاشیہ
اطاعت و محبت کے میدان میں بزم الست سب سے پہلے قدم رکھنے والے حضور تھے	۶	۱۶۲، ۱۶۳ حواشی

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
آپ تخلیق میں پہلے ہیں کنت نبیا و آدم بہ	۲	۱۴۳
ویدہ بہ الٰہی	۲	۲۰
اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف حضور کو بھی حاصل ہوا	۴	۱۶۴ حاشیہ

حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم مبارک

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
حروفِ مقطعات کا علم	۲	۱
علم آدم الاسماء کلھا سے حضور کے علم کا اندازہ کرو	۲	۳۱ حاشیہ
یعلمکم میں فعل کی تکرار کی حکمت	۲	۱۵۱
حضور کا امت پر گواہ ہونا	۲	۱۴۳ مع حاشیہ
	۴	۴۱
چاند کے گھٹنے بڑھنے کے متعلق سوال اور اس کا جواب	۲	۱۸۹ مع حاشیہ
متشابہات کا علم حضور کو بذریعہ وحی دیا گیا	۳	۷
غیب بذریعہ وحی بتایا جاتا ہے	۳	۴۴
حضور کو مشورہ کرنے کا حکم اور اس کی حکمت	۳	۱۵۹
حضور کو علم غیب سکھایا گیا	۳	۶۹
علم خداداد	۳	۱۶۱
اس قوم کا کیا حال ہوگا جو میرے علم پر طعنہ زنی کرتی ہے	۳	۱۷۹ حاشیہ
حضور کو احکام شرعیہ کا قطعی علم عطا فرمایا گیا	۴	۱۰۵ مع حاشیہ
طعمہ کی چوری کا واقعہ	۴	۱۰۵
جس چیز کا علم حضور کو پہلے نہیں تھا اس کا علم اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا	۴	۱۱۳ مع حاشیہ

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
جن انبیاء و رسل کا قرآن میں ذکر نہیں حضور کو ان کا بھی علم تھا	۴	۶۴ حاشیہ
علماء یہود کا اس خیال سے حضور کو غلط ثابت کرنا کہ آپ بشر ہی تو ہیں اور ناکام ہوتا	۵	۴۹ حاشیہ

حضور کی اطاعت

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
حکمت سے مراد سنت نبوی ہے	۲	۱۲۹
تحویل قبلہ اور صحابہ کی شانِ اطاعت	۲	۱۴۴
رسول کا اتباع محبتِ الٰہی کی نشانی اور مغفرت کا باعث ہے	۳	۳۱ مع حاشیہ
اطاعتِ رسول کا حکم	۳	۳۲
اطاعتِ خدا اور اطاعتِ رسول	۳	۱۳۲
فتنۂ انکارِ سنت کا رد	۴	۷۹ حاشیہ
جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا	۴	۳
جو نافرمانی کرے گا وہ جہنم میں جائے گا	۴	۱۴
قیامت کے دن رسول کے نافرمانوں کی حالت	۴	۴۲
رسول اس لیے بھیجے جاتے ہیں کہ ان کی اطاعت کی جائے	۴	۶۴ مع حاشیہ
تیرے رب کی قسم، وہ مومن نہیں جب تک تیرا فیصلہ نہ مانیں (اطاعتِ رسول)	۴	۶۵
اطاعتِ رسول کی برکت سے ہدایت نصیب ہوگی	۴	۶۸ حاشیہ
اللہ اور رسول کے مطیع ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر انعام ہوا	۴	۵۹

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اطاعتِ رسولؐ	۴	۵۹
جو رسولؐ کا مطیع ہے وہی اللہ تعالیٰ کا مطیع ہے	۴	۸۰
حضورؐ کی نافرمانی کا نتیجہ توفیقِ الٰہی سے محرومی ہے	۴	۱۱۵ مع حاشیہ
اجماعِ اُمت کی خلاف ورزی کا انجام	۴	۱۱۵
اطاعتِ رسولؐ کا حکم اور نافرمانی کی ممانعت	۵	۹۲
میری اطاعت کرو ورنہ راہِ حق سے بھٹک جاؤ گے	۶	۱۵۳ حاشیہ
جو دین میں تفرقہ ڈالتے ہیں آپ کا ان سے کوئی واسطہ نہیں (کانوا شیعاً)	۶	۵۹

حضورؐ کی تعظیم و تکریم

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
حضورؐ کو "رٰعِنا" مت کہو بلکہ "اُنْظُرْنا" عرض کرو	۲	۱۰۴
یہود کی طرح میرے حبیب سے الٹے سوالات مت پوچھو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے	۲	۱۰۸
بارگاہِ رسالت میں یہود کی بے ادبیاں	۴	۴۶
اس گستاخی کے باعث وہ ایمان سے محروم کر دیئے گئے	۴	۴۶
یہود کی دل آزاری اور اللہ تعالیٰ کی دلجوئی	۵	۴۰
حضورؐ سے بے فائدہ سوالات کی ممانعت	۵	۱۰۱ حاشیہ

اظہارِ عبودیت

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اگر آپ ان کی اہواء کی پیروی کریں گے تو	۲	۱۴۵

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
حضورؐ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں کیا ان کے انتقال کے بعد تم دین چھوڑ دو گے	۳	۱۴۴ حاشیہ
استغفار کا حکم	۴	۱۰۵
میں سب سے پہلے سر جھکانے والا ہوں	۶	۱۴، ۱۶۳
مجھے اپنے رب کی نافرمانی سے سخت ڈر لگتا ہے	۶	۱۵
میں جھوٹے خداؤں کی خدائی کی گواہی ہرگز نہیں دیتا	۶	۹
کفار کی ہدایت پذیری پر حضورؐ کی شدتِ حرص	۶	۳۵ حاشیہ
میں اس بات کا دعوے نہیں کرتا کہ میرے پاس خدا کے خزانے ہیں	۶	۵۰ حاشیہ
مجھے منع کیا گیا ہے کہ میں تمہارے معبودوں کی پرستش کروں	۶	۵۶
آپ کہیے "اللہ" اور کافروں کو ان کے حال پر چھوڑ دیجیے	۶	۹۱
مجھے میرے رب نے ہدایت دی ہے	۶	۱۶۱
میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور موت سب اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں	۶	۱۶۲
اللہ تعالیٰ کے سوا میں کسی کو اپنا رب نہیں مانتا	۶	۱۶۴

اسلام

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اسلام نے انسان کی تقسیم قومیت و وطنیت کی بنیاد پر نہیں کی بلکہ نیکی و بدی کو اساس بنایا ہے	۲	۸ ۸۲
جس نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکا دیا اسے نہ خوف نہ حزن	۲	۱۱۲
شہیدوں کو مردہ مت کہو وہ زندہ جاوید ہیں	۲	۱۵۴
طرح طرح کی تکلیفوں سے بندے کو آزمایا جاتا ہے صابر جیت جاتے ہیں	۲	۱۵۵
اسلام کے نزدیک نیکی اور صالحیت کا معیار	۲	۱۷۷
اسلام کو مکمل طور پر قبول کرو	۲	۲۰۸
دین میں اکراہ نہیں	۲	۲۵۶
اطمینان قلب کے لیے سوال کرنے کی اجازت	۲	۲۶۰
اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین فقط اسلام ہے	۳	۹
مبلغین اسلام کی ایک جماعت	۳	۱۰۴
ہر حال میں سچی گواہی دینے اور انصاف کرنے کا حکم	۴	۱۳۵، ۵،
	،،	۸
دین میں اختلاف کا آغاز	۲	۲۱۳
۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۳	۹
اسلام خدائی دین ہے	۳	۹

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اسلام سب انبیاء کا دین ہے	۳	۹
اسلام قبول کرنے میں سب کا بھلا ہے	۳	۲۰
اسلام کو چھوڑنا بڑی نادانی ہے	۳	۸۳
اسلام کے بغیر کوئی دین قبول نہیں	۳	۸۵
انسانیت کو متحد کرنے والا دین	۳	۸۵ حاشیہ
اسلام کی اشاعت کے لیے مبلغین کی تیاری	۳	۱۰۴
اسلام دین محبت ہے	۳	۱۱۹
توکل کا اسلامی مفہوم	۳	۱۲۲
وعدہ شکنی کی مذمت اور اس کی سزا	۳	۷۷
ہر حال میں سچی گواہی دو اور انصاف کرو	۵	۸
دشمنوں پر زیادتی کی ممانعت	۵	۲
ایفاء عہد کا حکم	۵	۱
شعائر اللہ کی عزت کو ملحوظ رکھنے کا حکم	۵	۲
نیکی پر تعاون کا حکم	۵	۲
تکمیل دین کی بشارت	۵	۳
اسلام اللہ تعالیٰ کا سیدھا راستہ ہے	۶	۱۲۶
إن صلاتي ونسكي (الآية)	۶	۱۶۲
اطاعت احکام الٰہی سے اور تقویٰ سے تنگ دستی نہیں بلکہ فراخی ہے	۵	۶۶

انبیاء علیہم السلام

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
رسولوں کو رسولوں میں سے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی	۲	۲۵۳
انبیاء کرام کو سب عالمین سے چنا گیا ہے	۳	۳۳
انبیاء کسی کو اپنا بندہ نہیں بناتے بلکہ اللہ تعالیٰ کا بندہ بناتے ہیں	۳	۷۹، ۸۰
بعثت انبیاء کا مقصد	۴	۱۶۵
تمام انبیاء پر ایمان لانا ضروری ہے	۴	۱۵۰، ۱۵۱
وحی کی حقیقت	۴	۱۶۳ حاشیہ
بعثت انبیاء کا مقصد	۶	۴۸
قیامت کے دن انبیاء کا لا علم لنا کہنا	۵	۱۰۹
ہر نبی کے دشمن جنوں اور انسانوں میں سے بنائے گئے ہیں	۶	۱۱۲
اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کس کو رسالت دی جائے	۶	۱۲۴
جن و انس کی طرف انبیاء مبعوث فرمائے گئے	۶	۱۳۰

آدم علیہ السلام

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
تخلیق آدم کا واقعہ	۲	۳۰
فرشتوں کی گزارش	۲	۳۱
حضرت آدم کے علوم	۲	۳
فرشتے بھی دم بخود	۲	۳۰، ۳۲
فرشتوں کو حکم کہ آدم کو سجدہ کرو	۲	۳۴
آدم کی رہائش جنت میں	۲	۳۵
درخت کے قریب جانے سے ممانعت	۲	۳۵
شیطان نے پھسلا دیا اور پھر آدم کی توبہ	۲	۳۶، ۳۷
حضور کے وسیلہ سے توبہ کی قبولیت	۲	۳۷ حاشیہ
ہابیل اور قابیل کا قصہ	۵	۲۷ تا ۳۱ حواشی

ابراہیم علیہ السلام

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
آپ کی آزمائش، کامیابی اور مرتبہ امامت پر فائز ہونا	۲	۱۲۴
آپ کے حالات	۲	۱۲۴ حاشیہ
نیک اولاد بھی اپنے اسلاف کی نیک نامی کی حقدار ہے	۲	۱۲۴
مقام ابراہیم کو مصلیٰ بناؤ	۲	۱۲۵
میرے گھر کو صاف ستھرا رکھو	۲	۱۲۵
مکہ کے لیے آپ کی دعا	۲	۱۲۶
تعمیر کعبہ کی تکمیل کے وقت آپ کی دعائیں ہماری اس محنت کو قبول فرمائیں اور ہماری اولاد کو مسلمان بنائے رکھ اور ایک رسول عظیم کے لیے دعا	۲	۱۲۷ تا ۱۳۱
ملت ابراہیم کو صرف احمق لوگ قبول نہیں کرتے یا نظر انداز کرتے ہیں	۲	۱۳۰
حکم الٰہی مسلم ہو جاؤ تو عرض کی اسلمت لرب العالمین	۲	۱۳۱

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اپنی اولاد کو وصیت	۲	۱۳۲
اللہ تعالیٰ کے بارے میں آپ کا نمرود سے مکالمہ	۲	۲۵۸
آپ کا سوال، تو کس طرح مُردوں کو زندہ کرتا ہے اور اس کا جواب	۲	۲۶
آپ نہ یہودی تھے نہ نصرانی بلکہ سچے مسلم	۳	۶۷
آپ کے صحیح جانشین	۳	۶۸
آلِ ابراہیمؑ کو کتاب، حکمت اور ملک عظیم عطا فرمایا گیا	۴	۵۴
آپ اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں	۴	۱۲۵
آپ کی آزر کو نصیحت	۶	۷۴
کیا آزر آپ کے والد کا نام ہے	۶	۷۴ حاشیہ
ملکوت السموات والارض کا مشاہدہ	۶	۷۵
ستارے، چاند اور سورج کی الوہیت کا ابطال	۶	۷۶ تا ۷۸ مع حاشیہ
آپ کے شہر اُر کے سیاسی، تمدنی اور مذہبی حالات	۶	۷۸ حاشیہ
آپ کا اعلان توحید	۶	۷۹
قوم کے ساتھ آپ کا مناظرہ	۶	۸۰، ۸۱
ابراہیمی حجت	۶	۸۳
آپ کو نیک اولاد کا عطیہ	۶	۸۴

عیسیٰ علیہ السلام

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
حضرت عیسیٰؑ کو بینات عطا فرمانے اور روح القدس سے مؤید فرمایا	۲	۲۵۳
آپ کی الوہیت کی نفی	۳	۶ ۵۹
حضرت مریمؑ کی والدہ کی نذر	۳	۳۶
مریمؑ کی شان	۳	۴۲
آپ صدیقہ تھیں	۵	۷۵
آپ کو حضرت عیسیٰؑ کی بشارت	۳	۴۵
انہیں "کلمۃ منہ" کہنے کی وجہ	۳	۴۵
عیسیٰ ابن مریم کہنے کی وجہ	۳	۴۵ حاشیہ
اس بات پر مریمؑ کا تعجب اور اس کا ازالہ	۳	۴۷ حاشیہ
مسیحؑ صرف بنی اسرائیل کے رسول تھے	۳	۴۹
اس کی تائید انجیل سے حاشیہ آیت مذکورہ		
آپ کے معجزات	۳	۴۹
معجزات کے انکار کی وجہ اور اس کا رد		حاشیہ آیت مذکورہ
اظہار معجزات کے بعد اپنی بندگی اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اعلان	۳	۵۱
عیسائیوں کو دعوت مباہلہ	۳	۶۱
سب یہودیوں اور عیسائیوں کو ایمان لانے کی دعوت	۳	۶۴
کسی کو رب بنانے کا مقصد	۳	۶۴ حاشیہ
"انی متوفیک" کی وضاحت	۳	۵۵
حضرت مسیحؑ کی وفات پر استدلال اور	۳	۱۴۴
اس کا رد	۵	۱۱۷
قتل و صلب کی نفی اور رفع سماوی کا ثبوت	۴	۱۵۸
حضرت مسیحؑ کی وفات سے پہلے تمام اہل کتاب آپ پر ایمان لائیں گے	۴	۱۵۹ حاشیہ
اہل کتاب کو حد سے تجاوز کرنے کی ممانعت	۴	۱۷۱ حاشیہ
آپ رسول اللہ، کلمۃ اللہ اور روح منہ ہیں	۴	۱۷۱ حاشیہ

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
عقیدۂ تثلیث سے باز رہنے کا حکم اور توحید کا واضح بیان	۴	۱۷۱ حواشی
عقیدۂ تثلیث کی وضاحت اس کا ماخذ اور اس کا بطلان	۴	۱۷۱ حاشیہ
انجیل کی آیت میں توحید خالص کا بیان	۴	[illegible]
اللہ تعالیٰ کا بندہ بننا مسیح کے لیے باعث عار نہیں	۴	۱۷۲
جو بندگی کو عار سمجھے اس کے لیے عذاب الیم	۴	۱۷۳
مقام عبدیت سب سے افضل مقام ہے	۴	۱۷۲
حضرت مریم صدیقہ تھیں	۵	۷۵
حضرت مسیح کی وفات پر استدلال اور اس کا جواب	۵	۱۱۷ حاشیہ
عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کا اعتقاد اور اس کا بطلان	۵	۱۷، ۷۲ تا ۷۵ حواشی
یہ عقیدہ کیونکر عیسائیت کا جزو بنا یعنی عیسائیوں اور قسطنطین کی کوششوں کے اجلاس، اس عقیدہ پر مرتب ہونے والے نتائج کا مفصل بیان	۵	۷۲ حاشیہ
آپ پر اللہ تعالیٰ کے گوناگوں انعامات کا ذکر اور معجزات کا بیان	۵	۱۱۰
من و سلویٰ کا مطالبہ اور آپ کا جواب	۵	۱۱۲ تا ۱۱۴
آپ نے لوگوں کو یہ نہیں کہا تھا کہ انہیں اور ان کی ماں کو خدا بنائیں	۵	۱۱۶، ۱۱۷

موسیٰ علیہ السلام

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
فرعون کی غرقابی، آپ کی نجات	۲	۵۰
حضرت موسیٰ کا طور پر جانا اور چالیس رات ٹھہرنا	۲	۵۱
آل فرعون کا بنی اسرائیل کو گوناگوں سزائیں دینا	۲	۴۹
آپ کی غیر موجودگی میں بنی اسرائیل کا بچھڑا بنانا اور اس کی پوجا کرنا	۲	۵۴
تیہ کے صحرا میں بارہ چشموں کا جاری ہونا بیت المقدس میں داخل ہونے کا حکم ان کا انکار اور اس کی سزا	۲	۶۰
آپ کا بنی اسرائیل کو گائے ذبح کرنے کا حکم	۲	۶۷ تا ۷۳
بنی اسرائیل پر احسانات	۵	۲۰
جو کتاب آپ پر نازل ہوئی وہ نور و ہدایت	۶	۹۱، ۵۲

داؤد و سلیمان علیہما السلام

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
آپ نے جالوت کو قتل کر دیا	۲	۲۵
اللہ تعالیٰ نے آپ کو ملک، حکمت اور علم بخشا	۲	۲۵۱
سلیمان علیہ السلام نے کفر نہیں کیا بلکہ شیطان لوگوں کو سحر سکھایا کرتے	۲	۱۰۲
سحر کی حقیقت		حاشیہ آیت مذکورہ
ہاروت ماروت کا واقعہ	۲	۱۰۲ حاشیہ
آپ پر یہودیوں کا الزام اور اس کا رد	۲	۱۰۲ حاشیہ

زکریا علیہ السلام

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
حضرت زکریا کی دعا، اس کی قبولیت اور بشارت	۳	۳۸ تا ۴۱

حضرت یعقوب علیہ السلام

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
آپ کی اپنے بیٹوں کو وصیت	۲	۱۳۳

مختلف انبیاء

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
متعدد انبیاء کے اسماء گرامی اور ان کی عزت افزائی	۶	۸۴ تا ۹۰

انسان اور اس کی عظمت کا قرآنی تصور

	سورۃ نمبر	آیت نمبر		سورۃ نمبر	آیت نمبر
زمین کی ہر چیز تمہارے لیے پیدا فرمائی	۲	۲۹	آزمائش و تکلیف کے بعد اللہ تعالیٰ کی مدد	۲	۲۱۴
انسان زمین میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے	۲، ۶	۳۰، ۱۶۵	اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے عورتوں، بچوں اور دنیوی اسباب کی محبت کو آراستہ کر دیا ہے	۳	۱۴
فرشتوں کو حکم کہ آدم کو سجدہ کرو	۲	۳۴			
انسان کو منصب خلافت پر فائز کرنے کی وجہ	۲	۳۱ حاشیہ	انسان کی حقیقی منزل رضاء الٰہی ہے	۳	۵
آدم کے علوم کے سامنے فرشتوں نے بھی اعتراف عجز کیا	۲	۳۳	علماء کو توحید کا گواہ بنا کر ان کی عزت افزائی	۳	۱۸
نجات کا انحصار نسب اور قومیت پر نہیں بلکہ ایمان اور عمل صالح پر ہے	۲	۶۲، ۸۰	ہر شخص اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے	۲	۳۹، ۱۴۰
			. . . . . .	۴	۶۴
نیک انسان کی صفات	۲	۱۷۷	سارے انسان ایک باپ کی اولاد ہیں	۴	
سارے انسان ایک امت تھے باہمی حسد کے باعث گروہوں میں بٹ گئے	۲	۲۱۳	انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے	۴	۲۸

اوامر

	سورت نمبر	آیت نمبر
اپنے رب کی عبادت کرو	۲	۲۱
تم میرا وعدہ پورا کرو میں تمہارا وعدہ پورا کروں گا	۲	۴۰
صرف مجھ سے ڈرو	۲	۴۰
صبر اور نماز سے استعانت کا حکم	۲	۴۵، ۱۵۳
عفو و درگزر کا حکم	۲	۱۰۹
نیکیوں میں سبقت سے جاؤ	۲، ۳	۱۴۸، ۱۳۳
" " " " "	۵	۴۸
لوگوں سے نہ ڈرو مجھ سے ڈرو	۲	۱۵۰
تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا	۲	۱۵۲
پاکیزہ رزق کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو	۲	۱۷۲
بھلائی کرو	۲	۱۹۵
اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد رکھو	۲	۲۳۱
اللہ تعالیٰ سے ڈرو	۲	۲۲۳، ۲۳۳
اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بن جاؤ	۲	۲۳۸
نماز کی پابندی کرو	۲	۲۳۸
مصائب میں صبر اور تقویٰ	۳	۱۲۰، ۱۲۵
" " " " " "		مع حواشی
تقویٰ اختیار کرنے کا حکم	۳، ۴	۱۰۲، ۱
" " " " " "	۵	۸، ۳۵
اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور اختلاف نہ کرو	۳	۱۰۳

	سورت نمبر	آیت نمبر
دعوت و ارشاد کے لیے تم میں سے ایک جماعت ہونی چاہیے	۳	۱۰۴
اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور وسیع جنت کی طرف جلدی کرو	۳	۱۳۳
صبر اور تقویٰ بڑے حوصلے کا کام ہے	۳	۱۸۶
اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ	۲	۲۰۸
اموالِ یتامیٰ میں گڑبڑ نہ کرو	۴	۲
عبادتِ الٰہی کا حکم	۴	۳۶ مع حاشیہ
حقوق اللہ اور حقوق العباد کا مفصل ذکر	۴	۳۶ حاشیہ
عدل کرو	۴	۵۸، ۱۳۵
اچھی سفارش اور بری سفارش	۴	۸۵ مع حاشیہ
سلام دینے کا حکم اور طریقہ	۴	۸۶
سرگوشی صرف مفید باتوں میں ہونی چاہیے	۴	۱۱۴
اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور جہاد کرو	۵	۳۵
پیر و مرشد وسیلہ ہے	۵	۳۵ حاشیہ
سیاحت کا حکم اور اس کا مقصد	۶	۱۱ حاشیہ
بری صحبت سے اجتناب کا حکم	۶	۶۸
دین کو لہو و لعب سمجھنے والوں سے قطع تعلق کا حکم	۶	۷۰
ظاہری باطنی گناہ ترک کرنے کا حکم	۶	۱۲۰

بنی اسرائیل

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
مجھ سے ہی ڈرو	۲	۴۰
اسلام کا انکار مت کرو	۲	۴۱
آیات الٰہی کو مت بیچو	۲	۴۱
حق کو باطل کے ساتھ مت ملاؤ	۲	۴۲
جان بوجھ کر حق کو مت چھپاؤ	۲	۴۲
نماز زکوٰۃ کا حکم	۲	۴۳
لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور خود نیکی نہیں کرتے ہو	۲	۴۴
قیامت سے ڈرنے کا حکم	۲	۴۸
من وسلویٰ کے بجائے ترکاری گندم کا مطالبہ	۲	۶۱
ان پر ذلت و مسکنت مسلط کر دی گئی	۲	۶
انبیاء کو ناحق قتل کرتے	۲	۶۱ حاشیہ
ان سے اتباع تورات کا پختہ وعدہ، طور کا ان پر دیوار کرنا، کتاب کو مضبوطی سے پکڑنے کا حکم پھر وعدہ شکنی	۲	۶۳، ۶۴
ان کے دل پتھر سے زیادہ سخت	۲	۷۴
ان کا زعم باطل کہ انہیں آگ نہیں چھوئے گی مگر چند دن	۲	۸۰
ان کے ان پڑھوں کی خوش فہمیاں	۲	۷۸
اللہ تعالیٰ کی عبادت، والدین، رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں سے احسان کا حکم	۲	۸۳، ۸۴
اچھی باتوں کا حکم، نماز، زکوٰۃ کا حکم اور دیگر احکام	۲	۸۵
لیکن ان کی سرتابی	۲	۸۵
ان کے ہاں انبیاء کی آمد کا سلسلہ جاری رہا	۲	۸۷
پہلے موسیٰ پھر عیسیٰ تشریف لائے	۲	۸۷
وہ کہتے ہمارے دلوں پر غلاف چڑھا ہے	۲	۸۸

ان پر انعامات خداوندی

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
بنی اسرائیل کو احسانات خداوندی یاد کرنے کا حکم	۲	۴۰، ۱۲۲
بنی اسرائیل کو عالمین پر فضیلت	۲	۴۷، ۱۲۲
فرعون کا عذاب اور اس سے نجات	۲	۴۹
وہ کیوں ان کے بچوں کو قتل کرتا تھا	۲	حاشیہ آیت مذکورہ
سمندر کا پایاب ہونا	۲	۵۰
میدان تیہ میں بادل کا سائبان	۲	۵۷
من وسلویٰ کا نزول	۲	۵۷
پتھر سے بارہ چشموں کا جاری ہونا	۲	۶۰
ان کا بچھڑے کو معبود بنانا پھر ان کی توبہ کا قبول ہونا	۲	۵۱، ۵۲، ۵۴
اس معاہدہ کی تفصیل جو اللہ تعالیٰ نے ان سے لیا	۲	۸۳
بنی اسرائیل کا اپنے نبی سے بادشاہ مقرر کرنے کا مطالبہ، طالوت کا قصہ بالتفصیل، طالوت کے تقرر پر بنی اسرائیل کا اعتراض	۲	۲۴۶

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
بنی اسرائیل کا اعتراض	۲	۲۴۷
تابوت سکینہ کا حلیہ	۲	۲۴۸
اس میں کیا کیا تھا	۲	۲۴۸ کا حاشیہ
تورات کی حفاظت کے ذمہ داران کے انبیاء وعلماء بنائے گئے	۵	۴۴
اگر یہ تورات وانجیل پر عمل کرتے تو رزق الٰہی کے منہ ان کے لیے کھول دیے جاتے	۵	۶۶
طاعت الٰہی سے تنگ دستی نہیں بلکہ فراخی آتی ہے	۵	حاشیہ آیت ہذا

ان کا دفتر عمل

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے اور خود نیکی سے دور بھاگتے	۲	۴۴
انبیاء کو ناحق قتل کرتے	۲	۶۱ حاشیہ ۹۱، ۹۲ حاشیہ
من وسلویٰ کے بجائے ترکاری، گندم وپیاز کا مطالبہ	۲	۲
ان پر ذلت ومسکنت مسلط کر دی گئی	۲	۲
ان کی وعدہ شکنی یوم سبت کی خلاف ورزی	۲	۶۳، ۶۴۔ ۶۵، ۶۶
ان کے دل پتھر سے زیادہ سخت	۲	۷۴
وہ بعض کتاب کو مانتے اور بعض کو نہیں مانتے	۲	۸۵
دھوکے سے آخرت کو دنیا کے عوض فروخت کر دیا	۲	۸۶
رسولوں کی تعلیمات پسند نہ آئی رد کر دی	۲	۸۷

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
بعض کو جھٹلایا بعض کو قتل کیا	۲	۸۷
وہ کہتے ہم صرف اپنی کتاب پر ایمان لائیں گے دوسری آسمانی کتابوں پر ایمان نہیں لائیں گے	۲	۹۱
دیدار الٰہی کا مطالبہ اور اس کا انجام	۲	۵۵، ۵۶
ان کا یہ زعم کہ آخرت صرف ان کی ہے اور اس کا رد	۲	۹۴، ۹۵، ۹۶
بعض اہل کتاب اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پس پشت ڈال دیتے	۲	۱۰۱
وہ سحر کی پیروی کرتے ہیں	۲	۱۰۲
اگر وہ ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو بہتر ثواب پاتے	۲	۱۰۳
اہل کتاب از راہ حسد تمہیں مرتد کرنے کے خواہاں ہیں	۲	۱۰۹
ان کا زعم کہ یہود ونصاریٰ کے بغیر جنت میں کوئی داخل نہ ہوگا اس کی تردید	۲	۱
نصاریٰ اور یہود ایک دوسرے کو کافر کہتے	۲	۱۱۳
وہ اللہ تعالیٰ کا بیٹا مانتے ہیں	۲	۱۱۶
یہود ونصاریٰ تم سے کبھی خوش نہ ہوں گے	۲	۱۲۰
جو ان کی خواہشات کا اتباع کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی مدد نہیں کرے گا	۲	۱۲۰
وہ کہتے ابراہیم، اسماعیل اور اسحاق علیہم السلام سب یہودی تھے یا نصاریٰ	۲، ۳	۱۴۰، ۶۵ تا ۶۷
آپ دلیلوں کے انبار لگا دیں یہ نہیں مانیں گے	۲	۱۴۵

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
جو اللہ کی آیات کو چھپاتے ہیں وہ ملعون ہیں	۲	۵۹
عمالقہ اور بنی اسرائیل کی جنگ کا مفصل تذکرہ	۲	۲۴۶
بنی اسرائیل نے اللہ کی نعمت کو بدل دیا	۲	۲۱۱
طالوت کی تقرری پر ان کا اعتراض اور اس کا رد	۲	۲۴۷
نہر سے ان کی آزمائش اور ان کی ناکامی	۲	۲۴۹
جالوت سے جنگ کرتے ہیں بزدلی کا مظاہرہ	۲	۲۵۰
یہود کے اطوار کفر بالآیات و انبیاء، قتل منصفین	۳	۲۰ تا ۲۵
ناحق قتل، ان کی سزا، ان کو ان کے غلط عقیدت نے گمراہ کر دیا	۳	۲۰، ۲۱
	۵	مع حاشیہ
ان کے کرتوت اور سزا، ہدایت سے محرومی	۴	۵۵ تا ۱۵۸
غلو کرنے اور اپنی خواہشات کی پیروی کرنے کی ممانعت	۵	۷۷
طویل زندگی کے بڑے دلدادہ ہیں	۲	۹۶
یہ دانستہ حق کو باطل سے ملاتے ہیں	۳	۷
بعض اہل کتاب بد دیانت ہیں اور بعض	۳	۷۵، ۱۱۳، ۱۱۴
دیانت دار		۱۴، ۱۰، ۹۹
ان کی بد معاملگی کی اصل وجہ ان کا یہ نظریہ ہے کہ ان امیوں کے متعلق ان سے باز پرس نہیں ہو گی	۳	۷۵
آیات الٰہی میں تحریف ان کا شیوہ ہے	۳	۷۸
نہ خود ہدایت قبول کرتے ہیں اور نہ دوسروں کو قبول کرنے دیتے ہیں	۳	۹۸، ۹۹
یہود کی گستاخی ”اللہ فقیر ہے اور ہم غنی“	۳	۱۸۱
دوسری گستاخی صورت میں یہ	۵	۶۴

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
آیات الٰہی کو پس پشت ڈال دیا	۳	۱۸۷
جو صفات ان میں نہیں پائی جاتیں ان سے توصیف کو بہت پسند کرتے	۳	۱۸۸
ان کی بد عملی و بد فکری کا بیان	۳، ۵	۱۱۰، ۱۱۲، ۱۳۴
ان کا دعویٰ پارسائی	۴	۴۹
ان پر لعنت کی وجہ	۴	۵۵
	۵	۷۸، ۷۹، ۱۳
غدر سے عہد شکنی کے باعث ان میں عداوت و بغض پیدا ہو گیا	۵	۱۴، ۶۴
ابناء اللہ ہونے کا دعویٰ اور اس کا رد اور ان کی تشریح	۵	۱۸ مع حاشیہ
موسیٰ علیہ السلام کا ان کو ارض مقدس میں داخل ہونے کا حکم دینا اور ان کا انکار	۵	۲۰ تا ۲۶ حواشی
یہود کی دلاوریوں اور کرتوتوں کا تذکرہ	۵	۲۱، ۲۲
جب کوئی رسول ان کی منشا کے خلاف احکام لاتا تو اسے قتل کر دیتے اور اذیت دیتے	۵	۷۰
اس کا نتیجہ کہ وہ بہرے اور اندھے ہو گئے	۵	۷۱
ذبح بقرہ کا حکم اور ان کی حجت بازیاں	۲	۶۷ تا ۷۳
حضور کی آمد سے پہلے حضور کے وسیلہ سے فتح طلب کرتے جب آپ آئے تو انکار کرنے لگے	۲	۸۹
اسرائیلی ریاست	۳	۱۱۲ حاشیہ

ان کے علماء اور ان کا طریقہ کار

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
تحریف آیات ان کا معمول تھا	۲	۷۵
” ” ” ” ” ”	۳	۷۸

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
تحریف کرنے والوں کے لیے بربادی ہے	۲	۷۹
یہ حق کو چھپاتے ہیں	۲	۱۴۶
یہ دانستہ حق کو باطل سے ملاتے ہیں	۳	۷۱
ان کا مشرکین مکہ کو مسلمانوں سے زیادہ ہدایت یافتہ کہنا	۴	۵۱، ۵۲
حضورؐ و حضرت موسیٰؑ سے بنی اسرائیل کا مطالبہ	۴	۱۵۳
ان کے علماء و مشائخ انہیں برائیوں اور حرام خوریوں سے کیوں نہیں روکتے	۵	۶۳
بُرائی سے نہیں روکتے تھے	۵	۷۹ حاشیہ
بعض نصاریٰ قرآن سُن کر آبدیدہ ہو جاتے	۵	۸۳، ۸۴

اسلام کے خلاف اُن کی سازشیں اور اسلام کو قبول کرنے کی دعوت

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
یہود حسد کے مارے اسلام کو قبول نہیں کرتے	۲	۹۰، ۱۰۵ ۱۰۹
یہود کا یہ کتنا غلط ہے کہ وہ صرف اپنی کتاب اور رسول پر ایمان لاتے ہیں	۲	۹۰، ۹۱
چونکہ قرآن جبریل سے کرتا ہے اس لیے ہم نہیں مانتے	۲	۹۷ مع حاشیہ
جب تک مسلمان اپنے دین کو نہ چھوڑیں یہود و نصاریٰ اُن پر خوش نہیں ہوں گے	۲	۱۲۰
یہ مسلمانوں کو بھی گمراہ کرنا چاہتے ہیں	۳	۶۹
یہ دانستہ اسلام کا انکار کرتے ہیں	۳	۷۰
مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کی خطرناک سازش	۳	۷۲، ۷۳
مسلمانوں میں لڑائی کرانے کی کوشش اور ناکامی	۳	۱۰۰
ان کی بھلائی اسلام قبول کرنے میں ہی تھی	۳	۱۱۰
ان کا مسلمانوں سے حسد اور عناد	۳	۱۱۹، ۱۲۰
ان کے ایمان نہ لانے کا ایک اور عذر اور اس کا رد	۳	۱۸۳
ان کا ایک مطالبہ اور اس کا رد	۴	۱۵۳
مسلمانوں سے یہود کی ناراضگی کی کیا وجہ ہے	۵	۵۹ حاشیہ
خدا کے نزدیک بُرا کون ہے	۵	۶۰ حاشیہ
مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن یہودی اور مشرک ہیں	۵	۸۲ حاشیہ
عیسائی مسلمانوں سے نسبتاً محبت کرتے ہیں	۵	۸۲

جبر وقدر

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
جبر وقدر کی بحث	۶	۲۶ حاشیہ
کفار کے دلوں پر مُہر، کانوں پر پردہ	۲	۶، ۷
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۴	۱۵۵
بنی اسرائیل کیوں مغضوب ہے	۲	۶۱
۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۳	۸۲
۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۴	۱۵۵
۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۵	۱۳ حاشیہ
قرآن سے کون گمراہ ہوتے ہیں	۲	۲۶
ہم ظلم نہیں کرتے وہ اپنے اُوپر خود ظلم کرتے ہیں	۲	۵۷
اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ باہم نہ جھگڑتے	۲	۲۵۳ حاشیہ
دین میں اکراہ نہیں	۲	۲۵۶ حاشیہ
دوزخیوں کو ان کے گناہوں کے باعث سزا ملی	۳	۱

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
جو نعمتِ خداوندی کو بدل دیتا ہے وہ عذاب میں گرفتار ہوتا ہے	۲	۲ حاشیہ
اُحد کی ہزیمت اپنی فروگزاشت کا نتیجہ تھی	۳	۱۶۵
انسان کو اس کی طاقت کے مطابق تکلیف دی جاتی ہے	۲	۲۸۶
تم جہاں بھی ہو موت آئے گی	۴	۷۸
اچھائی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور برائی اپنی طرف	۴	۷۸
اس نسبت کی وجہ	۴	۷۸ حاشیہ
اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ شرک نہ کرتے	۶	۱۰۷
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	〃	۱۴۸
اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ یہ نہ کرتے	۶	۱۳۷
اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب کو ہدایت دے دیتا	۶	۱۴۹

جہاد

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
جہاد کا اذن	۲	۱۹۰
زیادتی کی ممانعت	۲	۱۹۰
کفار کے قتل کی اجازت	۲	۹
فتنہ بازی قتل سے بھی سخت ہے	۲	۹، ۲۱۷
مسجد حرام کے قریب لڑائی منع ہے	۲	۹
اگر وہ ہتھیار ڈال دیں تو	۲	۹
جنگ جاری رکھو یہاں تک کہ فتنہ کی آگ بجھ جائے اور دین محض اللہ کے لیے ہو جائے	۲	۱۹۳
اسلامی جہاد کی خصوصیات	۲	حاشیہ آیات بالا
اشہر حرم میں جنگ کرنے یا نہ کرنے کا حکم	۲	۱۹۴
زیادتی کے مقابلہ میں زیادتی کی اجازت	۲	۱۹۴
ہر حالت میں اللہ سے ڈرتے رہو	۲	۱۹۴
مالی جہاد کا حکم	۲	۱۹۵، ۲۴۵
اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو	۲	۱۹۵
حضرت ابو ایوب انصاری کی تفسیر	۲	۱۹۵ و حاشیہ
جہاد کے متعلق مستشرقین کا اعتراض اور اس کا جواب	۲	۲۱۶ حاشیہ
جہاد اگرچہ تمہیں ناپسند ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم ہے تعمیل کرو	۲	۲۱۶
اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرو	۲	۲۴۴
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۴	۸۴

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اللہ تعالیٰ کے اذن سے چھوٹی جماعت کثیر پر غالب آتی ہے	۲	۲۴۹
طاقت کے توازن کی حکمت	۲	۲۵۱
نظریۂ جہاد	۲	۲۵۶ مع حاشیہ
مالی جہاد کی ترغیب اور حیثیت	۲	۲۶۱
زراعت کی فضیلت	۲	حاشیہ آیت بالا
اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کا کردار نہ احسان جتلاتے ہیں نہ دکھ پہنچاتے ہیں	۲	۲۶۲، ۲۶۳
ریا کے لیے خرچ کرنے والوں کی مثال	۲	۲۶۳، ۲۶۴
رضاء الٰہی کے لیے مال خرچ کرنے والوں کی مثال	۲	۲۶۵
مومن اور کافر کی جنگ کا فرق	۳	۱۳
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۴	۷۶ مع حاشیہ
جہاد وہ کرے جو اس زندگی کو آخرت کی زندگی سے بیچنے کے لیے تیار ہو	۴	۷۴
مجاہد غالب آجائے یا قتل ہو جائے اسے اجر عظیم ملے گا	۴	۷۴
مجاہدین کا درجہ	۴	۹۵، ۹۶
میدان جنگ میں بھی اگر کوئی کافر ایمان کا اعلان کرے تو اسے قتل نہ کرو	۴	۹۴ حاشیہ
دشمن کے تعاقب میں سستی نہ کرو	۴	۱۰۴ حاشیہ
جہاد کے لیے مکمل تیاری کا حکم	۴	۷۱

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
مسلمانوں کو جہاد پر انگیخت کرنے کا حکم	۴	۷۵
ان کفار سے جنگ کرنا منع ہے	۴	۹۰، ۹۱
ہجرت کرنے والوں کے لیے کشادہ روزی اور اجر عظیم کا وعدہ	۴	۱۰۰
اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیاری چیز خرچ کرو	۳	۹۲
پاکیزہ چیزیں خرچ کرنے کا حکم	۲	۲۶۷
شہدا زندہ ہیں	۲	۱۵۴
〃 〃 〃	۳	۱۶۹
〃 〃 〃	۳	۱۷۰
راہِ خدا میں مرنے سے مغفرت و رحمت ملتی ہے	۳	۱۵۷
اگر مسلمان کفار کے نرغے میں آ جائیں تو کیا کریں اور کیا نہ کریں	۳	۲۸ حاشیہ

بدر

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
جنگ بدر	۳	۱۳، ۱۲۳
دو گروہوں کے احوال اور مسلمانوں کی فتح	۳	۱۳
تمہاری قلت، ہماری امداد، فرشتوں کا نزول	۳	۱۲۳، ۱۲۵، ۱۲۷
فرشتوں کی آمد محض بشارت تھی فتح اللہ نے دی تھی	۳	۱۲۶، ۱۲۷

أُحد

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
جنگ اُحد	۳	۲
ہزیمت کی وجہ	۳	حاشیہ آیت بالا
اُحد میں کفار کی مرعوبیت	۳	۱۵۱ حاشیہ
پہلے فتح اور پھر شکست	۳	۱۵۲
جنگ اُحد کا چشم دید حال	۳	۱۵۲ حاشیہ
اُحد کا ایک اور منظر	۳	۱۵۳
اُحد میں منافقین کا حال	۳	۱۵۴ حاشیہ
یہ ہزیمت آزمائش تھی تاکہ مومن اور کافر کی تمیز ہو سکے	۳	۱۴۰، ۱۴۱، ۱۶۶، ۱۶۷
مومنوں سے درگزر	۳	۱۵۲، ۱۵۵
غم و اندوہ کے بعد اطمینان و تسکین کی کیفیت	۳	۱۵۴
کمزور ایمان والوں کے افکار پریشان	۳	۱۵۴
مومنین کا ان حالات میں بھی ثبات و استقلال	۳	۱۷۲ تا ۱۷۵
خطاکاروں سے حضور کا مشفقانہ برتاؤ اور عفو و درگزر	۳	۱۵۹

دُعائیں

	سورت نمبر	آیت نمبر		سورت نمبر	آیت نمبر
اھدنا الصراط المستقیم	۱	۵، ۶، ۷	اے اللہ ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کرنا	۳	۸، ۹
قضائے حاجت کے لیے دُعا	۲	۴۵ حاشیہ	بخشش گناہ کے لیے مومنوں کی دُعا	۳	۱۶
جسم میں درد ہو تو یہ پڑھے	۱	بسم اللہ	ادائے قرض کی دُعا	۳	۲۶ حاشیہ
جب بندہ دُعا مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے قریب ہوتا ہے اور اس کی دُعا قبول کرتا ہے	۲	۱۸۶ مع حاشیہ	حضرت زکریا کی دُعا فرزند صالح کے لیے	۳	۳۸
			سابقہ انبیاء اور ان کے صحابہ کی دُعا	۳	۱۴۷
			مفکرین اسلام کی دُعائیں ربنا ما خلقت ھذا باطلا	۳	۱۹۱ تا ۱۹۴
قبولیت دُعا کے لیے شرائط	۲	۱۸۶ حاشیہ			
کافر کی دُعا فقط دُنیوی فوائد کے لیے	۲	۲۰۰	مکہ کے مظلوم مسلمانوں کی دُعا	۴	۷۵
مومن کی دُعا دُنیا و آخرت کے لیے	۲	۲۰۱	گواہوں میں شمولیت کی دُعا مانگنا	۵	۸۳
میدانِ جنگ میں طالوت کی دُعا	۲	۲۵۰	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دُعا نزولِ مائدہ کے لیے	۵	۱۱۲
پیاری پیاری جامع دُعائیں	۲	۲۸۶			
حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کی تعمیر کعبہ کے وقت دُعا	۲	۱۲۷، ۱۲۸، ۲۹	نزولِ نعمت کا دن عید کا دن	۵	۱۱۴
			میلاد شریف کا ثبوت	۵	حاشیہ آیت مذکورہ

سیاست

	سورت نمبر	آیت نمبر
خلیفہ کسے کہتے ہیں	۲	۳۰حاشیہ
زوال پذیر قومیں جھوٹی آس لگائے رکھتی ہیں	۲	۷۸حاشیہ
زوال پذیر قومیں سحر و منتر پر بھروسہ کرتی ہیں	۲	۱۰۲حاشیہ
سربراہ مملکت میں کیا صفات ہونی چاہئیں	۲	۲۴۷کاحاشیہ
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۲	۲۴۵کاحاشیہ
فاسق و فاجر اس منصب کا اہل نہیں	۲	۲۴
بے دین لوگ جب برسر اقتدار آتے ہیں تو فتنہ و فساد برپا کرتے ہیں	۲	۲۰۵
کیا اسلام ملوکیت کا حامی ہے	۲	۲۴۶
طاقت کا توازن ضروری ہے	۲	۲۵
غیر مسلم اقوام کے ساتھ مسلمانوں کے تعلقات کی نوعیت	۳	۲۸
جب کوئی مسلمان کفار کے نرغے میں آجائے تو کیا کرے	۳	۲۸
حدود و قصاص کی تنفیذ حکومت کی ذمہ داری ہے نہ افراد کی	۲	۱۰۸
دنیا میں باعزت زندگی بسر کرنے کا طریقہ اتفاق و اتحاد ہے اور مسلمانوں کے اتحاد کی اساس حبل اللہ ہیں	۳	۱۰۳حاشیہ

	سورت نمبر	آیت نمبر
مشورہ کا حکم اسلام کا جمہوری نظام ہے	۳	۱۵۹حاشیہ
حکومت دینے اور سلب کرنے کا خدائی اصول	۳	۲۶
مسلمانوں اور غیر مسلموں کے تعلقات کی نوعیت	۳	۱۱۸حاشیہ
اولوالامر کی اطاعت	۴	۵۹
ہنگامی حالات میں تمام امور کو حاکم وقت کی طرف لوٹا دینا چاہیے	۴	۸۳
افراتفری کی افواہیں پھیلانے کی اجازت نہیں	۴	۸۳
حکومت و اقتدار امانت ہے اس کی ادائیگی میں خیانت کنبہ پروری اور ظلم کی ممانعت	۴	۵۸حاشیہ
ہر حالت میں ہر شخص کے ساتھ عدل	۴	۵۸
اچھی سفارش اور بُری سفارش	۴	۸۵حاشیہ
کافروں کو دوست نہ بناؤ	۴	۴۴
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۵	۵۱
طاغوت کو حکم مت بناؤ	۴	۶۰
ذمیوں کے تنازعات کا فیصلہ کون کرے	۵	۴۲حاشیہ

شرک کا بُطلان

	سورۃ نمبر	آیت نمبر		سورۃ نمبر	آیت نمبر
وہی ہر تعریف کا مستحق ہے		١	شرک سے برأت	٦	١٩ احاشیہ
. . . .	٦	٤٥	بحر و بر کے اندھیروں میں نجات دینے والا	٦	٦٣، ٦٤ حاشیہ
اسی کی عبادت اسی سے استعانت	١	٤ مع حاشیہ	اس کے سوا کون ہے		
اس کا ند نہ بناؤ	٢	٢٢	شرک کے اِبطال کا ابراہیمی انداز	٦	٧٤ تا ٨٣
اس کے سوا کوئی خدا نہیں	٢	١٦٣	. . . .		[illegible]
بعض لوگ ند بناتے ہیں	٢	١٦٥	اس کا کوئی بیٹا نہیں	٦	١٠١
اس کا کوئی بیٹا نہیں	٢	١١٦	مریم کی الوہیت کا ابطال	٥	٧ حاشیہ
. . . .	٦	١٠١	مسیح کا اعلان، جو شرک کرے گا اس پر	٥	٧٢ حاشیہ
شرک کی مغفرت نہیں	٤	٤٨، ١١٦	جنت حرام ہے		
شرک کی حقیقت	٤	حواشی آیات ١١٧	تثلیث کے قائل کافر ہیں	٥	٧٣ حاشیہ
شرک افترائے عظیم ہے	٤	٤٨	مسیح اللہ تعالیٰ کا رسول ہے	٥	٧٥
شرک گمراہی ہے	٤	١١٦	کیا تم ان کی پوجا کرتے ہو جو نفع و ضرر کا	٥	٧٦
اسی کی عبادت	٦	١٠٢	اختیار نہیں رکھتے		
آسمان و زمین کی ہر چیز کا مالک اللہ تعالیٰ ہے	٦	١٢	قیامت کے دن مشرکین کا اپنے شرک	٦	٢٢ تا ٢٤
دن رات میں ٹھہرنے والی ہر چیز	٦	١٣ اور حاشیہ	سے انکار	″	٩٤
اسی کی ہے			اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہیں	٦	٥٦
مشرک بننے کی ممانعت	٦	١٤	مشرکین کا فریب نفس، اگر اللہ تعالیٰ	٦	١٤٨
اگر وہ تکلیف دے تو اس کے بغیر کوئی	٦	١٧	چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے		
دور نہیں کر سکتا					

شریعت

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
ہر امت کے لیے ایک شریعت مقرر کی گئی اس کی وجہ	۵	۴۸
جو کتاب الٰہی کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہ کافر ہے	۵	۴۴
جو کتاب الٰہی کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہ ظالم ہے	۵	۴۵
جو کتاب الٰہی کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہ فاسق ہے	۵	۴۷
و شریعت اسلامیہ کی خصوصیات		
اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آسانی کا ارادہ فرماتا ہے تکلیف کا نہیں	۲	۱۸۵
قاضی کے فیصلہ سے حرام حلال نہیں ہو جاتا	۲	۱۸۸ احاشیہ
گھریلو معاملات میں فضل و احسان کی تلقین	۲	۲۳۷
اللہ تخفیف کا ارادہ رکھتے ہیں	۴	۲۸
احکام شرعی میں حرج کی نفی	۵	۶
احکام شرعی سے مقصود اتمام نعمت ہے	۵	۶
کیا تم احکام الٰہی سے سرتابی کر کے جاہلیت کے قوانین پر عمل کرنا چاہتے ہو	۵	۵۰ مع حاشیہ
شریعت کے اساسی اصول عدل و انصاف	۵	۴۲
◦ ◦ ◦ ◦ ◦ ◦ ◦ ◦	۶	۵۰، ۱۵۲
ذمیوں کے تنازعات کا فیصلہ کون کرے	۵	۴۲ حاشیہ

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
ب۔ عبادات		
عبادت سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے	۲	۲۱
نماز		
غیر خدا کو سجدہ کرنے کا حکم	۲	۳۴
نماز ڈرنے والوں کے علاوہ سب پر بھاری ہے	۲	۴۵
اقامت نماز کا حکم	۲	
ساری نمازیں پابندی سے ادا کرو خصوصاً صلوٰۃ وسطیٰ	۲	۲۳۸
حالت خوف میں نماز ادا کرنے کا طریقہ	۲	۲۳۹
نماز میں قبلہ رو ہونے کا حکم	۲	۴۴
نماز مقررہ اوقات پر ادا کرو	۴	۱۰۳
نماز کے بعد ذکر الٰہی کا حکم	۴	۱۰۳
نماز قصر، سفر قصر کی مقدار	۴	۱۰۱ مع حاشیہ
وضو		
وضو کے احکام	۵	۶
غسل جنابت	۴	۴۳
	۵	۶
تیمم		
احکام تیمم	۵	۶ مع حاشیہ
◦	۴	۴۳

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
روزہ		
روزے کی فرضیت کا حکم	۲	۱۸۳
اس کی حکمت	۲	۱۸۳
مریض اور مسافر کا حکم	۲	۱۸۴
ماہِ رمضان کی تخصیص میں حکمت	۲	۱۸۵
روزوں کی رات میں مقاربت جائز ہے	۲	۱۸۷
سحری کھانے کا وقت	۲	۱۸۷
حالتِ اعتکاف میں رات کو بھی مقاربت منع ہے	۲	۱۸۷
حج		
صفا اور مروہ کے درمیان سعی	۲	۱۵۸
حج و عمرہ پورا کرو اور ان کے احکام	۲	۱۹۶
حج تمتع	۲	۱۹۶
حج کے لیے زادِ راہ تیار کرنے کا حکم	۲	۹۷ مع حاشیہ
ایامِ حج میں تجارت کی اجازت	۲	۹۸
کفارِ قریش کو عرفات میں وقوف کا حکم	۲	۹۹
ایامِ حج میں کثرت سے ذکرِ الٰہی کرنے کا حکم	۲	۹۸ ۹۹
. . . .		۲۰۰ تا ۲۰۳
محرم اگر محصور ہو جائے تو کیا کرے	۲	۹۶
میقات کی تفصیل	۲	۹۶ مع حاشیہ
حج کی فرضیت	۳	۹۷
حالتِ احرام میں شکار کی ممانعت	۵	۹۴،
شکاری جانوروں کو قتل کرنے کا کفارہ	۵	۹۵
دریائی شکار کی اجازت	۵	۹۶

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
زکوٰۃ و صدقات		
زکوٰۃ ادا کرو	۲	۱۱۰
خرچ کرنے کی ابتداء اپنے قریبی رشتہ داروں سے کرو	۲	۲۱۵
صدقاتِ فرضیہ اور نافلہ اور ان کے آداب	۲	۲۷۰، ۲۷
اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب فضائل، ثمرات اور آداب	۲	۲۶۱ تا ۲۷۲
ایسے لوگوں کی امداد جو دستِ سوال دراز نہیں کرتے	۲	۲۷۳
جو لوگ دن رات ظاہر و پوشیدہ مال خرچ کرتے ہیں	۲	۲۷۴
زکوٰۃ دینے کے مستحق ہیں	۲	۶۰
پاکیزہ چیزیں راہِ خدا میں خرچ کرو	۲	۲ ۵
اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور اذیت دے کر ضائع نہ کرو	۲	۲۶۴
کمالِ نیکی تب حاصل ہوگی جب پیاری چیزیں خرچ کرو گے	۳	۹۲
فراخی اور تنگی میں خرچ کرنے کی ترغیب	۳	۳۴
رضائے الٰہی کے لیے خرچ کرنے کی ترغیب اور اس کا اجر	۲	۲۶۵، ۲۷۲ ۲۷۶
جو خرچ کرتے ہو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں	۲	۲۷۰
صدقات کو ظاہر اور پوشیدہ دینا	۲	۲۷
موت سے پہلے راہِ خدا میں خرچ کرنے کی تلقین	۲	۲۵۴

جرائم و عقوبات

چوری

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
چوری کی سزا	۵	۳۸
قطع ید کی شرائط	"	حاشیہ آیت بالا
قطع ید کی سزا مقرر کرنے کی وجہ	۵	۳۹
اگر چور گرفتار ہونے سے پہلے تائب ہو جائے تو کیا اس پر حد جاری کی جائے گی	۵	۳۹

رہزنی

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
رہزنوں اور قزاقوں کی عبرتناک سزائیں	۵	۳۳
ان سزاؤں کی شدت کی وجہ	"	حاشیہ آیت بالا
اگر رہزن گرفتاری سے پہلے تائب ہو جائے تو اسے معافی دی جائے گی	۵	۳۴ حاشیہ

قتل

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
قاتل مقتول کا وارث نہیں ہو سکتا	۲	۷۲ کا حاشیہ
ساحر کی سزا قتل ہے	۲	۱۰۲ حاشیہ
جرم قتل کی سزا (قصاص اور دیت)	۲	۱۷۸
اسلام سے پہلے قصاص میں دھاندلیاں	۲	۱۷۸ حاشیہ
قصاص میں زندگی ہے	۲	۱۷۹
مومن کو مومن کا قتل جائز نہیں	۴	۹۲
قتل خطا کی مختلف صورتیں اور سزائیں اور دیت کا حکم	"	حاشیہ آیت بالا
قتل عمد کی سزا	۴	۹۳
قتل ناحق کی ابتداء اور قصاص کا آغاز	۵	۳۲
قصاص کا حکم	۵	۴۵
بائیبل تورات سے اس کی تصدیق	۵	۴۵ حاشیہ

شراب

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
شراب کی حرمت کی ابتداء	۲	۲ ۹
نماز کے اوقات میں شراب کی ممانعت	۴	۴۳ مع حاشیہ
شراب اور جوئے کی قطعی حرمت کا حکم	۵	۹۰
صحابہ کا جذبۂ اطاعت اور قرآن کی تاثیر	۵	۹
شراب نوشی بند کرنے میں حکومت امریکہ کی ناکامی	۵	۹۰ حاشیہ
شراب کی حرمت کی وجہ	۵	۹۰، ۹۱

جوا

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اس کی حرمت کی ابتداء	۲	۲۱۹
تیروں کے ساتھ جوئے کی ممانعت	۵	۳
اس کی حکمت	۵	۳ حاشیہ
جوئے کی ممانعت خواہ اس کی آمدنی کار خیر میں خرچ کی جائے	۵	۳ حاشیہ
جوئے کی قطعی ممانعت کا حکم	۵	۹۰
جوئے کی حرمت کی حکمت	۵	۹
تاش و شطرنج کا حکم	۵	۹ حاشیہ

زنا

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
زانیہ اور زانی کی سزا کے بارے میں پہلا حکم	۴	۵، ۶
لونڈیوں کی سزا	۴	۲۵

معاملات

نکاح، طلاق، خلع، ایلاء، عدت، حیض وغیرہ زیر عنوان "عورت" ملاحظہ ہوں۔

میراث اور وصیت کی تفصیلات "معاشیات" کے تحت ملاحظہ ہوں۔

رضاعت

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
رضاعت کس کی ذمہ داری ہے مدت رضاعت مرضعہ کے اخراجات بچہ کی وجہ سے ماں کو تنگ نہ کیا جائے نہ باپ کو	۲	۲۳۳ مع حواشی
کسی دایہ کو مرضعہ مقرر کرنے کا حکم	۲	۲۳۳

گواہی

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
گواہی کا نصاب اور اس کے دیگر احکام	۲	۲۸۲،۲۸۳
گواہی چھپانا منع ہے	۲	۲۸۳
یتیموں کو ان کے اموال واپس کرتے وقت گواہ بنایا کرو	۴	۶
گواہی عدل کے ساتھ دیا کرو خواہ اپنے اور اپنوں کے خلاف ہی ہو	۴	۳۵
اگر حالت سفر میں کسی کی موت آجائے تو وہ کیسے گواہ بنائے اور ان گواہوں کی سچائی کیسے معلوم ہو	۵	۱۰۶ تا ۱۰۸
غیر مسلم کی گواہی	۵	۱۰۶ ،حاشیہ

قسمیں

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اپنی قسموں کو نیکی سے رکاوٹ نہ بناؤ	۲	۲۲۴
لغو قسم کا اعتبار نہیں	۲	۲۲۵
	۵	۸۹
لیکن صحیح قسم کا اعتبار ہوگا	۵	۸۹
اچھے کام سے باز رہنے کے لیے اللہ کے نام کو آڑ نہ بناؤ	۲	۲۲۴
نذر	۲	۲۷۰
یمین لغو کا حکم	۵	۸۹
قسم توڑنے کا کفارہ	۵	۸۹
اپنی قسموں کی حفاظت کرو	۵	۸۹

رہن

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اس کا حکم "معاشیات" کے عنوان کے تحت د	۲	۲۸۳

حلال وحرام

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
پاکیزہ رزق کھاؤ	۲	۱۷۲
حرام چیزوں کا بیان	۲	۱۷۳

	سورت نمبر	آیت نمبر
مَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰه	۲	۱۷۳، حاشیہ
* * * * *	۵	۳
* * * * *	۶	۱۴۵
حالتِ اضطرار کا حکم	۲	۱۷۳
* * * *	۵	۳
صرف طیب اشیاء ہی حلال کی گئی ہیں	۵	۴
شکاری پرندوں کا حکم	۵	۴
حرام جانوروں کا تفصیلی بیان	۵	۳
* * * * * *	۶	۱۴۵ حاشیہ
ان کی لغوی اور شرعی تشریح	۵	۳ حاشیہ
اہل کتاب کے ذبیحہ کا حکم	۵	۵ حاشیہ
طیبات کو حرام کرنے کی ممانعت	۵	۸۷
تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے	۵	۸۷ حاشیہ
بحیرہ، سائبہ اور وصیلہ اور حام کا حکم	۵	۱۰۳
جن پر اللہ کا نام لیا گیا ہو ان کو کھاؤ	۶	۱۱۸، ۱۱۹
شیطان (ابلیس)		
شیطان کا آدم کو سجدہ کرنے سے انکار	۲	۳۴

	سورت نمبر	آیت نمبر
شیطان تمہارا دشمن ہے	۲	۱۶۸
وہ تمہیں برائی، فسق و فجور اور خدا پر بہتان لگانے کا حکم دیتا ہے	۲	۱۶۹،
اس کی پیروی نہ کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے	۲	۲۰۸
شیطان فقر و افلاس کا وعدہ کرتا ہے اور بری کا حکم دیتا ہے	۲	۲۶۸
شیطان تم کو کفار سے ڈراتا ہے تم صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرو	۳	۱۷۵
شیطان تمہیں گمراہ کرنا چاہتا ہے	۴	۶۰
شیطان بدترین ساتھی ہے	۴	۳۸
شیطان جھوٹے وعدے کرتا ہے اور اُمیدوں کے ہوائی قلعے تعمیر کرتا ہے	۴	۱۲۰ مع حاشیہ
تغییر خلق کا معنی	۴	۱۱۹، ۱۲۰ حاشیہ
شیطان جوئے اور شراب سے باہمی عداوت پیدا کرتا ہے اور ذکر الٰہی سے روکتا ہے	۵	[illegible]
شیطان اپنے دوستوں کو تم سے جھگڑنے پر اکساتے ہیں۔	۶	۱۲۱

صحابۂ کرام اور اُمّتِ مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
حضور کی اُمت، اُمت وسط ہے اور سارے لوگوں پر گواہ ہے	۲	۱۴۳
وَیُعَلِّمُکُمْ میں تکرارِ فعل سے علومِ لدنیہ کی طرف اشارہ ہے	۲	۱۵۱
شہید زندہ ہیں	۲	۱۵۴
شہیدوں کی زندگی کی حقیقت	۲	۱۵۴ حاشیہ
شہداء اپنے دوستوں کی امداد کرتے ہیں	۲	۱۵۴ حاشیہ
ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں	۲	۱۵۷
صحابہ نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اپنی جانیں بیچ دیں۔	۲	۲۰۷
جو ایمان لائے، ہجرت کی، جہاد کیا وہی رحمتِ الٰہی کے امیدوار ہیں	۲	۲۱۸
حضرت عثمانؓ کے لیے حضور کی دعا	۲	۲۶۲
صحابہؓ کا کامل ایمان	۲	۰۳ مع حاشیہ
صحابہ پر اعتراض کرنے والوں کی کوتاہ نظری	۳	۰۳ حاشیہ
یہ اُمت خیر الامم ہے	۳	۰
اس کے اولین مصداق صحابہ ہیں	۳	۱
یہ لقب کیوں ملا، شانِ صحابہؓ	۳	۹۵۰
یہودی مسلمانوں کو صرف اذیت پہنچا سکتے ہیں ضرر نہیں پہنچا سکتے	۳	۱۱۱
صحابہ کی پاک دلی	۳	۱۱۵ مع حاشیہ
مومن کی صفاتِ طیبہ	۳	۱۳۳ تا ۱۳۴

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
انتم الاعلون کا مژدہ	۳	۱۳۹ حاشیہ
مسلمانوں کی آزمائش	۳	۱۴۰
غلامانِ مصطفٰے کو سرزنش اس کے بعد مژدۂ عفو	۳	۵۵/۱۵۲
اپنے حبیب سے صحابہؓ کی سفارش	۳	۱۵۹ حاشیہ
صحابہ کے لیے اجر کی بشارت، ان کی	۳	۱۷۱
توصیف اور ان کا کمال ایمان	[illegible]	[illegible]
نیکوکاروں کے لیے جنت اور اللہ کے ہاں مہمانی	۳	۱۹۸
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادیاں کے بارے میں ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ	۳	۴۰
اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو جوڑ دیا اور دوزخ میں گرنے سے بچا لیا کے اولین مصداق صحابہؓ ہیں	۳	۱۰۳
حضرت عثمانؓ پر عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا اعتراض اور جواب	۳	۱۵۵
زخموں سے چور صحابہ کا ابوسفیان کے تعاقب کے لیے نکلنا	۳	۱۷۲
صحابہؓ کی قوتِ ایمانی اور انعامِ خداوندی	۳	۱۷۳، ۱۷۴
. . . .		۶۵
صحابہؓ کے فضائل	۳	۱۹۵

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
الفاروق کا لقب کب ملا	۴	۶۰ حاشیہ
حضرت ثوبان کا عشق اور اس کی پذیرائی	۴	۷۰
احسن اولئک رفیقاً		
فتنۂ ارتداد میں صحابہ کی پامردی کی پیشین گوئی	۵	۵۴ حاشیہ
وھم راکعون سے حضرت شیر خدا کی فضیلت	۵	۵۵
شیر خدا کی خلافت بلافصل پر استدلال اور اس کا جواب	۵	۵۵ حاشیہ
مباہلہ کا واقعہ	۳	۶۱ حاشیہ
صحابہ کرام کو سلام دینے میں پہل کرنے کا حکم	۶	۵۴

عمل صالح

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
وہ اعمالِ صالحہ جو اسلام کے نزدیک بہت اہم ہیں	۲	۷۷
پچھواڑے سے گھروں میں داخل ہونا کوئی نیکی نہیں لکن البر من اتقیٰ	۲	۱۸۹
عمل صالح کے ساتھ ایمان کی شرط بھی ہے	۴	۱۲۴ مع حاشیہ
عمل صالح والوں کو تین خوشخبریاں	۵	۱۲ حاشیہ
جسے اللہ تعالیٰ نورِ ہدایت سے زندہ کر دے کیا گمراہ اس کے برابر ہو سکتے ہیں	۶	۱۲۲

عورت

عورت کے حقوق

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو	۲	۱۸۷
مشرک عورتوں کے ساتھ نکاح نہ کرو، نہ مشرک مردوں کے ساتھ اگرچہ تمہیں وہ بہت پسند ہوں	۲	۲۲
وہ تمہاری کھیتیاں ہیں	۲	۲۲۳
اسلام کا فلسفۂ ازدواج	۲	۲۲۳
جیسے تمہارے حقوق عورتوں پر ہیں ویسے ہی ان کے حقوق تم پر ہیں	۲	۲۲۸

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
مردوں کا درجہ عورت سے بلند ہے	۲	۲۲۸
" " " " " " " "	۴	۳۴ حاشیہ
تعددِ ازدواج کا فلسفہ	۴	۳
وراثت میں عورت بھی مرد کی طرح حصہ دار ہے	۴	۷
عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا حکم	۴	۱۹ حاشیہ
ان کو مجبور نہ کرنے کی ہدایت	۴	۱۹
زمانۂ جہالت کے ایک ظلم کا انسداد	۴	۹ حاشیہ
اگر بیوی معیار کے مطابق نہیں تب بھی صبر کرو اس کی حکمت	۴	۱۹ حاشیہ

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
تلاشِ رزق کے مساوی حقوق	۴	۳۲
نیک عورتوں کی صفات	۴	۳۴

نکاح و طلاق وغیرہ

نکاح

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
مشرک مردوں عورتوں سے نکاح نہ کرو	۲	۲۲۱
جن عورتوں سے نکاح حرام ہے	۴	۲۲،۲۳ حاشیہ
تعددِ ازدواج	۴	۳ حاشیہ
لونڈیوں کے ساتھ نکاح کس وقت جائز ہے	۴	۲۵
سب بیویوں سے حُسنِ سلوک کا حکم	۴	۱۲۹
پاکدامن مومنات سے نکاح کا حکم	۵	۵
کتابیات سے نکاح کا حکم	۵	۵

مہر

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
غیر مدخولہ کے مہر کا حکم	۲	۲۳۶،۲۳۷
مہر کا وجوب	۴	۴
طلاق دیتے وقت مہر واپس نہ لو	۴	۲۰۔۲۱
مہر کی ادائیگی	۴	۲۴

حیض

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اس حالت میں مقاربت ناجائز ہے	۲	۲۲۲
یہود و نصاریٰ کی افراط و تفریط	۰	حاشیہ آیت بالا

طلاق

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
طلاق کا اسلامی طریقہ	۲	۲۲۹
تیسری طلاق کے بعد رجوع کا اختیار ساقط	۲	۲۳۰
دیگر احکام	۲	۲۳۰
مروجہ حلالہ کا حکم	۲	۲۳۰ حاشیہ
طلاقِ رجعی اور اس میں عورت کے ساتھ حُسنِ سلوک کی ہدایت	۲	۲۳۱
غیر مدخولہ کی طلاق کا حکم	۲	۲۳۶،۲۳۷
صورتِ حال کی اصلاح مردوں کی ذمہ داری ہے	۲	۲۲۸،۲۳۰
. . . .	۲	۲۲۸ حاشیہ
طلاق کتنی بار دی جاسکتی ہے	۲	۲۲۹،۲۳۰
عرب میں طلاق کا رواج اور اس کی اصلاح	۰	حاشیہ آیات بالا
طلاق دینے کا حق مرد کو کیوں تفویض کیا گیا	۲	۲۲۹ حاشیہ
تیسری بار طلاق دینے پر مرتب ہونے والے احکام	۲	۲۳۰

خلع

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اگر زوجین حدود اللہ قائم کرنے سے قاصر ہوں تو پھر عورت خلع کر سکتی ہے	۲	۲۲۹

ایلاء

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
ایلاء کے احکام	۲	۲۲۶، ۲۲۷

عدت

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
عدت کی حکمت اور اس کے احکام	۲	۲۲۸
مطلقہ عدت گزار دے کے بعد نکاح کرنا چاہے تو اسے منع نہ کرو	۲	۲۳۲
بیوہ کی عدت	۲	۲۳۴
اثنائے عدت نکاح کا پیغام درست نہیں	۲	۲۳۵
اس کی جائز صورت	۲	۲۳۵
عدت کا نفقہ	۲	۲۴۱
بیوہ کی عدت اور دیگر احکامِ عدت	۲	۲۳۴ حاشیہ

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
پہلے بیوہ کی عدت ایک سال تھی	۲	۲۴۰
عدت کے زمانہ کا خرچہ	۲	۲۳۴
عورت کو عدت گزارنے کے بعد دوسری شادی کے لیے روکنا ظلم ہے	۲	۲۳۱

فاسقین

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
فاسقین کون ہیں	۲	۲۷
جس کو اس کی بُرائی گھیرے میں لے لیتی ہے وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے	۲	۸
فاسق ہی قرآن کے منکر ہیں	۲	۹۹
عہد شکنی ان کا شیوہ ہے	۲	۱۰۰

قبلہ

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
جدھر رُخ کرو اُدھر اللہ تعالیٰ موجود ہے	۲	۱۱۵
کعبہ لوگوں کے لیے مرکز اور امن کی جگہ ہے	۲	۲۵
مقام ابراہیم کو مصلیٰ بناؤ	۲	۲۵
تحویل قبلہ پر بے جا اعتراض	۲	۱۴۲
کعبہ کو پھر قبلہ بنانے کی حکمت	۲	۱۴۳
کعبہ کو قبلہ بنانے کا فرمان الٰہی	۲	۱۴۴
ہر قوم کے لیے ایک سمت کو قبلہ مقرر کر لیا گیا	۲	۱۴۸
مسجد حرام کی طرف منہ کرنے کا حکم	۲	۱۴۹، ۱۵۰
خانہ کعبہ سب سے پہلے تعمیر ہوا	۳	۹۶
یہ بابرکت اور ہدایت کا سرچشمہ ہے	۳	۹۶
اس میں روشن نشانیاں ہیں (مقام ابراہیم)	۳	۹۷
جو یہاں داخل ہوگا امن پائے گا	۳	۹۷
اس گھر کا حج فرض ہے	۳	۹۷
کعبہ قیاماً للناس ہے	۵	۹۷
اس کی وجہ	۵	۹۷

قرآن مجید

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اس کتاب میں ذرا شک نہیں	۲	۲
یہ متقین کے لیے ہدایت ہے	۲	۲
اس میں سب لوگوں کے لیے ہدایت اور فرقان ہے	۲	۱۸۵
قرآن کی مثل لانے کا چیلنج	۲	۲۳
یہ اعلان کہ تم ہرگز اس کی مثل نہیں لاسکو گے	۲	۲۴
قرآن سے کون لوگ گمراہ ہوتے ہیں اور کیوں	۲	۲۶، ۲۷ حاشیہ
فرشتوں کی حقیقت	۲	۳۰ حاشیہ
قرآن جبرئیل لے کر نازل ہوئے	۲	۹۷
یہ ہدایت و بشارت ہے	۲	۹۷
قرآن کا نزول رمضان میں ہوا	۲	۱۸۵
نسخ آیات کی تفصیل، نسخ پر بحث	۲	۱۰۶
قرآن حق کے ساتھ نازل ہوا حق کی تشریح	۳	۳
قرآن کی کچھ آیات محکم اور کچھ متشابہ ہیں	۳	۷
متشابہات کا علم		حاشیہ آیت بالا

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
متقین کے لیے بیان، ہدایت اور موعظت ہے	۳	۱۳۸
قرآن کے کلامِ الٰہی ہونے کی دلیل	۴	۸۲
وحی کی حقیقت	۴	۱۶۳، حاشیہ
قرآن نور ہے	۴	۱۷۵
اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ یہ کتاب اس نے نازل فرمائی ہے	۴	۱۶۶
یہ کتاب مبارک ہے	۶	۹۲، ۱۵۵
یہ بیّنہ ہے یہ ہدایت و رحمت ہے	۶	۱۵۷
اس کے نزول کی وجہ	۶	۱۵۶، ۱۵۷
قرآن سابقہ کتب کی تصدیق کرنے والا اور ان کا نگہبان ہے	۵	۴۸
قرآن کا انذار و موعظت	۶	۱۹
قرآن کا اسلوبِ دعوت	۶	۴۲ تا ۴۵ مع حواشی
دلائلِ توحید جو قرآن نے پیش کیے	۲	۱۶۴
* * * * * * *	۶	۴۶، ۷۳ مع حواشی
* * * * * * *		
قرآن نے کائنات میں غور و فکر کی دعوت دی	۶	۹۹
تمت کلمة ربک صدقا وعدلا آپ کے رب کی بات سچائی اور انصاف کے ساتھ مکمل ہوئی	۶	۱۱۵، حاشیہ
سارے جہانوں کے لیے نصیحت و ذکری للعالمین)	۶	۹۰
وحی کی حقیقت کیا ہے	۴	۱۶۳، حاشیہ

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
تورات		
اس میں ہدایت و نور ہے	۵	۴۴
ان کتب کے نزول کی غرض و غایت	۵	۴۸ مع حاشیہ
اس میں ہر چیز کی تفصیل اور ہدایت و رحمت ہے	۶	۱۵۴
انجیل		
اس میں بھی ہدایت و نور ہے	۵	۴۶
ان کتب کے نزول کی غرض و غایت	۵	۴۸ مع حاشیہ
قیامت		
قیامت سے ڈرو جب کوئی فدیہ اور سفارش قبول نہ ہوگی	۲	۴۸
قیامت کے دن اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ کے درمیان فیصلہ کرے گا	۲	۱۱۳
وقوعِ قیامت کی دلیل	۲	۲۵۹
قیامت سے ڈرو جب تم اللہ تعالیٰ کے پاس لوٹائے جاؤ گے اور ہر شخص کو اس کے نیک و بد اعمال کی جزا و سزا ملے گی	۲	۲۸۱
قیامت کے دن بعض کے چہرے سفید اور بعض کے سیاہ ہوں گے۔	۳	۱۰۶، ۱۰۷
قیامت کے دن سب کو اجر پورے دیئے جائیں گے	۳	۸۵

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
یوم قیامت کی رُسوائی سے پناہ	۳	۱۹۴
قیامت کے دن سب کو جمع کیا جائے گا	۴	۸۷
اس میں ذرا شک نہیں	۶	۲
تمام مُردوں کو قیامت کے دن زندہ کیا جائے گا	۶	۳۶
قیامت کے دن سب لوگ اللہ کے پاس لوٹیں گے اور وہ انھیں ان کے اعمال سے آگاہ کرے گا	۶	۶۰

کفّار و مُشرکین

ڈ

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
انھیں ڈرانا بے سُود ہے	۲	۶
جبر و قدر کی بحث	۲	۶ حاشیہ
کفّار کے دلوں پر مُہر اور آنکھوں پر پردے	۲	۷ حاشیہ
کفّار اللہ اور اس کے رسُولوں کے دُشمن اور اللہ تعالیٰ ان کا دُشمن	۲	۹۸
کفّار پسند نہیں کرتے کہ تم پر بھلائی نازل ہو	۲	۱۰۵
کفّار کے لیے عذاب الیم	۲	۱۰۴
جو مسجدوں میں ذکرِ الٰہی سے روکتے ہیں وہ دُنیا میں بھی ذلیل اور آخرت میں بھی جہنم رسید	۲	۱۱۴
جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو چھپاتے ہیں وہ ملعون ہیں	۲	۱۵۹
وہ بُتوں کو اللہ تعالیٰ کا مدِمقابل سمجھتے ہیں اور اُن سے محبّت کرتے ہیں	۲	۱۶۵
وہ کہتے ہیں، اپنے باپ دادا کی پیروی کریں گے	۲	۱۷۰
کفّار کی مثال اندھے بہرے ڈنگر	۲	۱۷۱
جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو بیچتے ہیں ان کی سزا	۲	۱۷۴، ۱۷۵
ان کے لیے دُنیوی زندگی مزیّن کر دی گئی ہے	۲	۲۱۲
ان کی خواہش ہے کہ تم مُرتد ہو جاؤ	۲	۲۱۷
کافروں کے معاون طاغوت ہیں انھیں نور سے اندھیروں کی طرف نکالتے ہیں	۲	۲۵۷
رزق تو کفّار کو بھی دیا جاتا ہے	۲	۱۲۶
کیا کفّار کے پاس اُن کے کفر کی کوئی دلیل ہے	۲	۲۵۸
کفّار کے لیے عذاب شدید	۳	۴
کفّار کو ان کے اموال اور اولاد کوئی فائدہ نہ پہنچا سکیں گے	۳	۱۰ تا ۱۲
آیات کا انکار، انبیاء و دعوتِ حق دینے والوں کا قتل	۳	۲۱، ۲۲
ان کے دلوں میں حسد کی آگ بھڑک رہی ہے۔ تمھاری تکلیف سے انھیں خوشی اور تمھاری خوشی سے انھیں رنج ہوتا ہے	۳	۱۱۸ تا ۱۲۰
کفّار کے دلوں پر رُعب	۳	۱۵۱
کفّار کی شر انگیزیاں اسلام کی ترقی نہیں روک سکتیں	۳	۱۷۶

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
ان کی ہلاکت کی وجہ یہ ہے کہ یہ رسولوں کے ساتھ استہزاء کیا کرتے تھے	۶	۱۰
قیامت کے دن ان کا شرک سے انکار	۶	۲۳ ۲۴
ان کے دلوں پر پردے، اور کانوں میں بوجھ ہے	۶	۲۵
اپنے اعمال کی وجہ سے انھیں ہلاک کیا جائے گا اور کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا	۶	۷۰
کفار کے اعمال شیطان اُنہیں آراستہ کرکے انھیں دکھاتا ہے	۶	۴۳
قیامت کے روز کفار کا کف افسوس ملنا	۶	۲۷، ۲۸
اور کوشش کہ انھیں دنیا میں لوٹا دیا جائے		۳۰، ۳۱

(ب) ان کا عقیدہ

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
وہ بتوں کو انداد اللہ کا ہمسر یقین کرتے	۲	۲۲
کفار کی محبت میں توسیع	۲	۱۶۵
ان کی نظروں میں دنیا بڑی حسین ہے	۲	۲۱۲
مشرکین کس کی عبادت کرتے ہیں	۴	۱۱۷ حاشیہ
خدا اور رسولوں میں فرق کرنے والے پکے کافر ہیں	۴	۱۴۹، ۱۵۰ ۱۵۱
وہ اپنے معبودوں کو خدا کے برابر تسلیم کرتے رہے ہوں	۶	۱، ۱۵۰
یہ قرآن کو اساطیر کہتے ہیں	۶	۲۵ مع حاشیہ
قیامت کا انکار	۶	۲۹
یہ دنیوی زندگی لہو و لعب کی زندگی ہے	۶	۳۲
شفاعت کے متعلق کفار کا غلط عقیدہ	۶	۵۱ حاشیہ
جنوں کو وہ خدا کا شریک بناتے ہیں	۶	۱۰۰
خدا کے بیٹے اور بیٹیاں بناتے	۶	۱۰۰
کفار کے عقیدہ کا بطلان	۶	۱۴۰..۱۴۱ حاشیہ
جھوٹے مدعیان نبوت کی محشر میں رسوائی	۶	۹۳ حاشیہ
کفار اپنے کفر کی خود شہادت دیں گے	۶	۱۳۰

ان کی نجات نہیں

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
کفار ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے	۲	۳۹
کفار کے لیے بخشش نہیں	۲	۱۶۱، ۱۶۲
" " " " "	۴	۴۸، ۱۱۶
کفار کے لیے شفاعت نہیں	۲	۲۵۴
" " " " "	۶	۵۱
ہم اُن کو جو مہلت دے رہے ہیں وہ ان کے لیے عذاب الیم کا سبب بنے گی	۳	۱۷۸
کفار کو مال اور اولاد فائدہ نہیں دے گی	۳	۱۰
شرک کی تحقیق	۴	۴۸ حاشیہ
جو ہر وقت دین بدلتے رہتے ہیں ان کے لیے نجات نہیں	۴	۱۳۷
جنھوں نے کفر و ظلم کیا انھیں ہدایت نہیں ملے گی	۴	۱۶۸، ۱۶۹
ان کے لیے نہ نجات ہے نہ فدیہ	۳	۹۰، ۹۱
" " " " " " "	۵	۳۶، ۳۷
مرتد کا عمل برباد	۲	۲۱۷

ان کے اطوار

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
مساجد سے روکنا بڑا ظلم ہے	۲	۱۱۴

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
کفار اپنے جاہل باپ دادا کی پیروی کرتے تھے	۲ ۵	۱۷۰ ۱۰۴
ان کی مثال	۳	۱۷۱
مومنوں کا مذاق اڑانا ان کا شیوہ ہے	۲	۲۰۲ حاشیہ
کفار و منافق اسلامی عبادات کا مذاق اڑاتے ہیں	۵	۵۸
آیات سے اعراض	۶	۴ حاشیہ
حق کی تکذیب اور استہزاء	۶	۵
ان کے کہنے کے مطابق اگر لکھی لکھائی کتاب نازل ہوتی تب بھی اسے سحر مبین کہہ کر انکار کرتے	۶	۷
فرشتہ کے نزول کا مطالبہ	۶	۸
یہ مطالبہ پورا نہ کرنے کی وجہ	۶	۹ حاشیہ
رسولوں کے ساتھ استہزاء اور یہی ان کی ہلاکت کا باعث	۶	۱۰
اللہ تعالیٰ پر افترا بازی بڑا ظلم ہے	۶	۲۱، ۹۳، ۱۴۴
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۶	۹۳، ۱۵۷
غریب مسلمانوں کا مذاق	۶	۵۳
وہ محض حجت بازی کے لیے معجزات طلب کرتے تھے	۶	۱۰۹
بے شمار معجزات دیکھنے کے باوجود وہ ایمان نہ لاتے	۶	۱
ان کی یہ [illegible] بازی کہ ان پر بھی وحی اترے	۶	۱۲۴
ان کی مشرکانہ رسوم:		

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
۱۔ کھیتی اور مویشی میں بتوں کا حصہ	۶	۱۳۶، ۱۳۸
۲۔ قتل اولاد ان کے لیے مزین کیا گیا	۶	۱۳۷
۳۔ بعض چیزیں مردوں کے لیے مخصوص بعض عورتوں کے لیے۔ ایسی حماقتوں کے باعث گمراہ ہوئے	۶	۱۳۹
۴۔ جانوروں کی حلت و حرمت کے متعلق لایعنی رسوم	۶	۱۴۳، ۱۴۴
وہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکنے کے لیے مال خرچ کرتے	۳	۱۱۶، ۱۱۷
کفار کی فارغ البالی اور کثرت اولاد تمہیں دھوکہ میں نہ ڈالے (متاع قلیل)	۳	۱۹۶، ۱۹۷
ان کا ہولناک انجام ظالموں کی موت کی کیفیت	۶	۹۳
جہنم میں ان کا عذاب ختم نہ ہوگا	۴	۵۶
کفار ہلاکت کا انتظار کر رہے ہیں	۶	۱۵۸
قیامت کے روز ان کا بے حد حسرت کرنا	۶	۲۷، ۲۸
افسوس ملنا اور ایک بار لوٹائے جانے کی آرزو کرنا	۶	۳، ۲
تباہی اور پینے کے لیے کھولتا ہوا پانی	۶	۷۰
کفر کی وجہ سے عذاب، وہ باہمی انتشار کی	۶	۶۵ حاشیہ

گناہ

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق سے متعلق	۳	۷۷
گناہ کبیرہ	۴	۳۱ حاشیہ [illegible]

	سورت نمبر	آیت نمبر
کن لوگوں کی توبہ قبول ہوتی ہے اور کن کی نہیں	۴	۱۷، ۱۸
اگر کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے تو دوسری غلطیاں معاف کر دی جاتی ہیں	۴	۳۱
کبیرہ گناہ کیا ہے تکفیر سیئات کا مطلب	۴	۳۱ حاشیہ
گناہ دراصل ہے بس سے حیات ہے	۴	۱۷ حاشیہ

متقین و مومنین

متقین کی صفات :-

	سورت نمبر	آیت نمبر
وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں	۲	۳
نماز قائم کرتے ہیں	۳	۳۴ تا ۳۶
مال خرچ کرتے ہیں		
آسمانی کتب پر ایمان، آخرت پر یقین محکم	۲	۴
انہیں ہدایت و فلاح کی بشارت	۲	[illegible]
اہل ایمان کو جنت اور دیگر نعمات کی بشارت	۲	۲۵
نہ انہیں خوف نہ حزن	۲	۳۸
اہل ایمان اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ رسولؐ سے محبت اللہ سے محبت ہے	۲	۱۶۵ حاشیہ
شفاعت اولیاء	۲	۲۵۴ حاشیہ
اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا مددگار ہے وہ انہیں اندھیروں سے نور کی طرف لاتا ہے	۲	۲۵۷
جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے انہیں نہ خوف نہ حزن	۲	۲۷۷
اہل ایمان سب رسولوں کو مانتے ہیں اور ان میں تفریق نہیں کرتے	۲	۲۸۵
تنگی و دشواریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے مومن کی تربیت	۲	۱۵۳، ۱۵۴ ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷
شہداء زندہ ہیں	۲	۱۵۴
ان کی زندگی کی کیفیت اور ان کا اپنے دوستوں کی مدد کرنا	۲	۱۵۴ حاشیہ
مومن مصائب میں صبر کرتا ہے اور راضی برضا رہتا ہے	۲	۱۵۵، ۱۵۶ حواشی
رضائے الٰہی کے لیے جان تک بھی بیچ دیتے ہیں	۲	۲۰۷
مسلمانوں کو اسلام میں مکمل طور پر داخل ہونے کا حکم	۲	۲۰۸
مومنین کی صفات، کرامات اولیاء	۳	۷
	۳	۳۷ حاشیہ
اہل کتاب کی اطاعت کرو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے	۳	۱۰۰ – ۱۰۱
پوری طرح تقویٰ اختیار کرو اور مرنا ہے تو اسلام پر مرو	۳	۱۰۲
تقویٰ کی تعریف	۳	۲ احاشیہ
اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے والا اور ناراض کرنے والا برابر نہیں ہو سکتے	۳	۱۶۲
انتم الاعلون تم ہی سربلند ہو گے	۳	۱۳۹
جب وہ راہ حق میں پیش آئے مصائب سے دل برداشتہ	۳	۱۴۶
اللہ اہل ایمان کا بہترین مددگار ہے	۳	۱۵۰
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت مومنین پر احسان ہے	۳	۱۶۴

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
مومنوں کی آزمائش اور اس پر پورا اترنا	۳	۸۶
مومنین کے لیے جنت اور پاک بیبیاں	۴	۵۷
متقی کے لیے آخرت بہت بہتر ہے	۴	۷۷
بہترین دین اللہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینا ہے	۴	۱۲۵
سابقہ امتوں کو بھی تقویٰ کا حکم دیا گیا اور تمہیں بھی	۴	۳
جن اہل ایمان نے اللہ کی رسی کو پکڑ لیا انہیں رحمت و فضل اور صراطِ مستقیم کی ہدایت	۴	۱۷۶
ایمان اور عمل صالح پر اجر عظیم کی بشارت	۵	۹
رضائے الٰہی کے طالبوں کو قرآن سے سبل السلام کی طرف راہنمائی ملتی ہے	۵	۱۶ حاشیہ
مومنین کے اوصاف	۵	۵۴
اہل ایمان کو اپنی اصلاح کا حکم	۵	۰۵
صادقین کی قیامت کے روز عزت افزائی	۵	۱۱۹
وُہ خدا سے راضی اور خدا اُن سے راضی	۹	۱۲۷

معاشیات

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
پاکیزہ رزق کھاؤ	۲	۱۷۲
کسبِ معاش میں حلال و حرام میں امتیاز	۲	۱۶۸، حاشیہ
وصیت	۲	۱۸۰
وصیت کو بدلنے والا گنہگار ہوگا	۲	۱۸۱
وصیت میں ظلم کی صورت میں مصالحت	۲	۱۸۲

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
باطل ذرائع سے لوگوں کے مال نہ کھاؤ	۲	۸۸
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۴	۲۹
باطل ذرائع کون کون سے ہیں	۲	۱۸۸ کا حاشیہ
پاک مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور اس کا آغاز اپنے قریبی رشتہ داروں سے کرو	۲	۲۱۵
پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں فرماؤ العفو	۲	۲۱۹
انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب		
ریاکاری سے اجتناب	۲	۲۶تا۲۶۴
پاکیزہ مال خرچ کرو	۲	۲۶۷
بخل کو فحش کہا گیا ہے	۲	۲۶۸
بخل کی مذمت	۳	۱۸۰
انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب اور آداب	۲	۲۵۹ تا
اور اس کی برکات		۲۷۴
سود کی حرمت		
سود خور کی مثال آسیب زدہ شخص کی سی ہے	۲	۲۷۵ و حواشی
بیع حلال ہے سود حرام ہے	۳	۱۳۰
سود کی حرمت کی وجہ		
اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے	۲	۲۷۶
اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور بقیہ سود چھوڑ دو	۲	۲۷۸
اگر ایسا نہیں کرو گے تو اللہ اور رسول کا تمہارے خلاف اعلانِ جنگ ہے	۲	۲۷۹
صدقات کا مستحق	۲	۲۷۳
زراعت کی حیثیت	۲	۲۶۱ حاشیہ

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
بھیک مانگنے کی مذمت	۲	۲۷۳ حاشیہ
غیر مسلم فقراء کو صدقہ دینا	۲	۲۷۲
مقروض تنگ دست ہو تو مہلت دو یا اس پر صدقہ کر دو	۲	۲۸۰
قرض لیتے وقت لکھ لیا کرو	۲	۲۸۲
کاتب صحیح صحیح لکھے اور لکھنے سے انکار نہ کرے۔	۲	۲۸۲
تحریر کس کے ذمہ ہے	۲	۲۸۲
اگر مقروض سفیہ یا ضعیف ہو تو	۲	۲۸۲
نصاب شہادت وغیرہ اور دیگر ہدایات	۲	۲۸۲
اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیاری چیزیں خرچ کرو	۳	۹۲
یتیموں کے اموال کی حفاظت	۴	۲ ، ۱۲۷
" " " "	۶	۵۲
" " " "	۲	۲۲۰
سن رشد سے پہلے یتیموں کو ان کے مال نہ دو	۴	۵ ، ۶
کورٹ آف وارڈ	۴	۶ حاشیہ
یتیموں کے سرپرستوں کو ہدایت	۴	۶ ، ۹ ، ۱۰
جاہلی عرب کا نظام وراثت	۴	۷ حاشیہ
احکام میراث	۴	۱۱ تا ۱۴
اسلام کا حکیمانہ نظام وراثت		
اولاد کے وارث بننے کی مختلف صورتیں	۴	۱۱ ، ۱۲
والدین کے " " " " "		حواشی متعلقہ
خاوند " " " " " "		وصیت پر
بیوی " " " " " "		مفصل بحث

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
کلالہ کی تعریف		حاشیہ بابت
ورثہ کی تقسیم		سابقہ
کلالہ کی تعریف	۴	[illegible]
قمار بازی کی ممانعت	۵	۳ حاشیہ
اسراف کی ممانعت	۶	۱۴۱
صحیح تولنے اور ماپنے کا حکم	۶	۵۲
عُشر پر تفصیلی بحث	۶	۱۴۱ حاشیہ

مُعجزات

حضرت کلیم کے لیے سمندر کا پایاب ہونا	۲	۵۰ مع حاشیہ
نیوٹن کا قول	۲	حاشیہ بابت بالا
حضرت مریم کے پاس بے موسم کے پھل	۳	۳۷
حضرت عیسیٰ کے معجزات	۳	۴۹ ، ۵۰
" " " "	۵	

مُنافقین

مُنافقین ایمان کے دعویٰ کے باوجود مومن نہیں	۲	۸
وہ اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دے رہے ہیں	۲	۹
ان کے دلوں میں مرض ہے	۲	۱۰
وہ فسادی ہیں اور اپنے آپ کو مصلح سمجھتے ہیں	۲	۱۱ ، ۱۲
اہل ایمان کو بے وقوف کہتے ہیں	۲	۱۳

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
ان کے دیگر احوال	۲	۱۴، ۱۵، ۱۶
ان کی مثال	۲	۱۷، ۱۸
دُوسری مثال	۲	۱۹، ۲۰
مسلمانوں سے ملتے ہیں تو مومن بن کر، پھر جب الگ بیٹھتے ہیں تو اور قسم کی سرگوشی کرتے ہیں	۲	۷۶
مُنافقین بڑے شیریں گفتار ہوتے ہیں لیکن الدّ الخصام	۲	۲۰۴
انھیں اقتدار مل جائے تو فتنہ و فساد برپا کرتے ہیں	۲	۲۰۵
خُدا کا خوف دلایا جائے تو وُہ اسے عزتِ نفس کا سوال بنا لیتے ہیں	۲	۲۰۶
منافق کے مال خرچ کرنے کی مثال	۲	۲۶۴
مُسلمان شہداء کے متعلق ان کا رویّہ	۳	۵۶
اُحد میں مُنافقین کا طرزِ عمل یہ جنگ نہیں خودکشی ہے	۳	۱۶۷
دُوسروں کو موت سے بچانے کے بجائے اپنے آپ کو بچا دیکھو	۳	۱۶۸
مومن اور منافق کو الگ الگ کر دینا حکمتِ الٰہی کا تقاضا ہے	۳	۱۷۹
مُنافق مال کے ملنے اور جھوٹی خوشامد پر بڑے خوش ہوتے ہیں	۳	۱۸۸
کتاب و سُنّت کی پیروی کی دعوت دی جائے تو رُوگردانی کرتے ہیں	۴	۶۱، ۶۲، ۶۳
دعوتِ جہاد کے وقت ان کی حالت	۴	۷۲، ۷۳
منافقین پر جہاد بہت گراں ہے	۴	۷۷ حاشیہ

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
ہر برائی اور تنگی کو حضورؐ کی طرف منسوب کرتے ہیں اس کا رد	۴	۷۸
بظاہر دعویٰ اطاعت بباطن سازش اور منصوبہ سازی	۴	۸۱
یہ مسلمانوں کو بھی کافر بنانا چاہتے ہیں	۴	۸۹
یہ عزت حاصل کرنے کے لیے کفار سے یارانہ گانٹھتے ہیں	۴	۱۳۹
آیاتِ الٰہی کے ساتھ تمسخر کرنے والوں کے ساتھ مت بیٹھو	۴	۱۴۰
فتح و شکست کے وقت مُنافقین کا کردار	۴	۱۴۱
مُنافقین کا طریقہ کار اللہ سے دھوکہ	〃	〃
نماز میں سُستی، ذکرِ الٰہی سے بے رغبتی، نہ ادھر کے نہ اُدھر کے	۴	۱۴۲، ۱۴۳ مع حاشیہ
مُنافقین درکِ اسفل میں ہیں مگر تائب ہونے والے نہیں	۴	۱۴۵، ۱۴۶
مُنافقین حوادثِ زمانہ سے بچنے کے لیے یہود سے دوستانہ تعلقات بناتے ہیں	۵	۵۲ حاشیہ
نفاق کی وجہ سے اعمال ضائع	۵	۵۳
مُنافقین جیسے خالی آئے ویسے خالی لوٹتے ہیں	۵	۶۱

نواہی

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
کسی کو اس کا مدِمقابل نہ بناؤ	۲	۲۲
آیاتِ الٰہی کو نہ بیچو	۲	۴۱
حق کو باطل سے نہ ملاؤ	۲	۴۲

WWW NAFSEISLAM.COM

سُورۂ فاتحہ

یہ وہ مختصر لیکن حقائق اور معانی سے لبریز، دل نشین و دل آویز جلیل القدر سُورت ہے جس سے اس مقدس آسمانی کتاب کا آغاز ہوتا ہے جس نے تاریخ انسانی کا رُخ موڑ دیا جس نے فکر و نظر میں انقلاب پیدا کر دیا۔ جس نے قلب و رُوح کو نئی زندگی بخش دی۔ اس پاک سُورت کی گوناں گوں برکات کو کیونکر قلمبند کیا جا سکتا ہے۔ وُہ متعدد نام جن سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس سُورت کو یاد فرمایا حقیقت شناس نگاہوں کو ان فیوض و برکات سے آشنا کر دیں گے جو اس میں بڑی خُوبصورتی سے سمو دیے گئے ہیں۔ ان ناموں سے چند یہ ہیں۔

الفاتحہ: رحمت و حکمت کے خزانے کھولنے والی۔
فاتحۃ الکتاب: قرآن حکیم کے سربستہ رازوں کی کلید۔
اُمّ القرآن: حقائق قرآنی کا ماخذ و منبع۔
السبع المثانی: بار بار دُہرائی جانے والی سات آیتیں
الشفاء: جسمانی اور رُوحانی بیماریوں کا تریاق۔

یہ سُورۃ پاک مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اس کا ایک رکوع ہے۔ سات آیتیں ہیں۔ اس کے الفاظ کی تعداد پچیس ہے اور حروف کی تعداد ۱۲۳ ہے۔

○

[illegible] بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ [illegible]

[illegible]

[illegible]

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحْمٰنِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الرَّحِيْمِ ۙ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۙ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إياك نستعين ۝ اهدنا الصراط المستقيم

[illegible]

[illegible]

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ

[illegible]

[illegible]

[illegible] بیان کیا ہے ۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝٧ ع

ہو اور نہ گمراہوں کا ۱۳

مقصد یہ ہوتا ہے کہ اُسے اُس کے موجودہ مقامِ قُرب و ہدایت سے ارفع اور اعلیٰ مقام پر فائز فرما دے۔ یا شیطان کی وسوسہ اندازی اور نفس کی کمزوری کے باعث قدم کے پھسل جانے کا جو ہر لحظہ خطرہ ہے اُس سے اُسے محفوظ رکھا جائے۔ اور اُسے اس ہدایت پر ثبات نصیب ہو۔ اور دمِ واپسیں تک شیطان کے ہر دامِ فریب کو تار تار کرتا ہُوا راہِ ہدایت پر بڑھتا چلا جائے۔ وھذا الدعاء من المؤمنین ومن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مع کونھم علی الھدایۃ لطلب التثبت او طلب مزید الھدایۃ فان الالطاف والھدایات من اللہ تعالیٰ لا تتناھی۔ (مظہری)

۱۲؎ ان الفاظ سے دولتِ حق کی یہی نشاندہی فرما دی تاکہ تعصب اور ضد سے بلند ہو کر جو اس کا متلاشی ہو وہ اسے پہچان سکے فرمایا ان لوگوں پر جن پر تُو نے انعام و اکرام فرمایا ہے جس راستہ پر وہ چل رہے ہیں وہی سیدھا راستہ ہے۔ اور ان لوگوں کے متعلق بھی تصریح فرما دی مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ کہ میرا انعام نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور نیک بندوں پر ہے۔ اب خود سوچ لو کہ کس راہ پر ان نفوسِ قدسیہ کے نقوشِ پا ہیں۔ حضرت صدیق و فاروق و عثمان و حیدر، صحابہ کرام و اہلِ بیتِ عظام کس جماعت کے پیشوا ہیں۔ .. وہ اولیاء کرام کا سلسلہ اس وقت سے لے کر آج تک کس جماعت سے ظاہر ہو رہا ہے۔

۱۳؎ جمہور علماء کے نزدیک مغضوب سے مراد یہودی ہیں اور ضالین سے مراد عیسائی اور ارشادِ نبوی سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے

مسئلہ: جب انسان سورۂ فاتحہ پڑھے تو سنت یہ ہے کہ آمین کہے۔ اس کا معنی ہے استجب یعنی آخر میں یہ التماس کرے کہ اے مولائے کریم! جو دعا میں نے کی ہے اسے قبول فرما۔

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف سُورۃ البقرۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے تو یہ سورۃ نازل ہوئی۔ یہاں اسلامی دعوت کے جو مخاطب تھے وہ مکہ کے باشندوں سے مذہبی، ذہنی اور معاشرتی اعتبار سے مختلف تھے۔ نیز دعوت اسلامی جس مرحلہ میں داخل ہو رہی تھی اس کی ضروریات اور تقاضے بھی بالکل نئے تھے۔ اس لیے ہمیں اس سورت میں جو چالیس رکوع اور دو سو چھیاسی آیتوں پر مشتمل ہے جس کے الفاظ چھ ہزار ایک سو اکیس اور حروف کی تعداد پچیس ہزار پانچ سو ہے۔ مکی سورتوں کے مقابلہ سے مضامین اور اسلوب میں فرق معلوم ہوتا ہے۔

اہل مکہ مشرک و بت پرست تھے۔ وحی، نبوت، قیامت وغیرہ کا کوئی تصور ان کے ذہن میں نہ تھا۔ قتل و غارت اور لوٹ مار میں وہ فخر اور لذت محسوس کرتے تھے۔ اس لیے مکہ میں جو سورتیں نازل ہوئیں ان میں انہیں عقائد باطلہ اور اعمال فاسدہ کی اصلاح پیش نظر تھی۔ یثرب کے اصلی باشندے گو انصار تھے لیکن قوت و اقتدار یہود کے ہاتھوں میں تھا۔ اور انصار بھی علمی طور پر یہود سے بہت متاثر تھے۔ یہود کیونکہ اہل کتاب تھے اس لیے وحی، رسالت، قیامت، جنت، دوزخ وغیرہ پر ان کا ایمان تھا لیکن بدقسمتی سے وہ اپنی قومی برتری کے نشہ میں اس حد تک مست تھے کہ وہ یہ تصور ہی نہیں کر سکتے تھے کہ ان کے علاوہ نبوت کسی اور کو بھی عطا کی جا سکتی ہے۔ عملی اعتبار سے ان کی پستی کی یہ حالت تھی کہ وہ معمولی سے دنیاوی فائدہ کے لیے تورات کی واضح آیتوں کا انکار بلکہ ان میں تحریف کرنے میں ذرا جھجک محسوس نہ کرتے۔ تجارت کی منڈیوں پر ان کا قبضہ تھا۔ یثرب کی زرخیز زمینیں اور شاداب باغات ان کی ملکیت میں آ چکے تھے۔ علم و دانش میں انصار کو ان سے کوئی نسبت ہی نہ تھی۔ آئینی طور پر نہ سہی لیکن عملی طور پر حکومت یہود کی تھی۔

یہ حالات تھے جب رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ میں قدم رنجہ فرمایا اور یہود و انصار کو اسلام کی دعوت دی۔ یہود تو تلملا گئے۔ انہیں اپنی عظمت و جلال کے محلات مسمار ہوتے دکھائی دینے لگے۔ کہاں ان کی خود بینی اور خود پرستی اور کہاں یکسر نئے دین کے قبول اور ایک نئے رسول کی اطاعت کی دعوت۔ یہود کیسے اس دین کو قبول کر لیتے۔ ان کے سامنے تو رکاوٹوں کے کئی پہاڑ تھے۔ ایک سے ایک بلند اور ایک سے ایک کٹھن۔ یہ قرآن کا اعجاز ہے کہ ان رکاوٹوں کو دور کرے اور ان فلک بوس چوٹیوں کو پیوند خاک کرے۔ اسی لیے مدینہ طیبہ میں جو پہلی سورت نازل ہوئی اس کے کئی رکوع یہود کی

اصلاح کے لیے وقف ہیں۔

دُوسری ہی صُورتِ حال جس سے مدینہ میں اسلام کو واسطہ پڑا وہ یہ تھی کہ انصار کی اکثریت کے اسلام قبول کر لینے کے بعد اور مکہ سے مسلمانوں کی ہجرت کے بعد اسلام متفرق اور منتشر افراد کا مذہب نہیں رہا تھا بلکہ ایک جماعت اور ایک قوم کا دین بن گیا تھا اور قوم بھی ایسی جس میں ترقی اور برتری کی بے پناہ صلاحیتیں موجود ہو رہی تھیں۔ اب ضرورت اس بات کی تھی کہ ایسے مضبوط خطوط پر ان کی تنظیم کر دی جائے کہ کثرت وحدت میں کھو جائے۔ اور کوئی گوشہ ایسا نہ رہے جس میں بدنظمی اپنے قدم جما سکے۔ اب ضرورت تھی ایسے قانون کی جو ان کے دیوانی اور فوجداری مقدمات کا فیصلہ کرے۔ ایسے اقتصادی نظام کی جو عدل و انصاف پر مبنی ہوتے ہوئے معاشی خوشحالی کا ضامن ہو۔ سیرت و اخلاق کے ایسے قالب کی جس میں ملت کا ہر فرد اپنے کردار کو ڈھالے تاکہ اس کی خوبیاں اور نیکیاں اجتماعی رنگ اختیار کریں۔ نیز ضرورت تھی ایک ایسے آئین کی جس پر ان کی عالمگیر سیاست کی بنیاد رکھی جائے۔ ان اہم ضروریات کے پیشِ نظر اس سُورت میں قانون، اخلاق، آئین اور سیاست کے بیشتر قواعد و ضوابط بیان فرما دیئے گئے ہیں۔

ایک اور چیز بھی غور طلب ہے مکی زندگی میں تو مسلمان کفار کے ظلم و ستم سہتے اور چپ ہو جاتے۔ مدینہ طیبہ میں جب مسلمان اکٹھے ہو گئے تو اعداء نے اپنی اجتماعی طاقت سے اسلام کو مٹانے کا عزم کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے بندوں کو کفر سے ٹکر لینے کی اجازت دے دی اور انہیں یہ بتایا کہ اپنی بے کسی، بے بسی اور مخالف کی قوت و سطوت سے مت گھبراؤ۔ فتحیاب تو وہی ہوتا ہے جس کے شاملِ حال میری تائید اور نصرت ہوتی ہے۔ اور وہ تمہارے ساتھ ہے یقیناً تمہیں غالب و منصور ہو۔

ملتِ اسلامیہ کے لیے قبلہ کا تعین بھی فرما دیا تاکہ اُن کی توجہات کا ظاہری مرکز بھی ایک ہی ہو جائے اور اُن کی جبینیں انتشار کا شکار ہو کر اپنا جمالی حسن نہ کھو دیں۔

اگر ان امور کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے آپ سُورۃ بقرہ کا مطالعہ کریں گے تو شاید زیادہ مفید ثابت ہو۔

سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ مِائَتَانِ وَسِتٌّ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُوْنَ رُكُوْعًا

سورۂ بقرہ مدنی ۲۸۶ آیتیں ۴۰ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

الٓمّٓ ۞ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى

الف لام میم ۱ یہ وہ ذی شان کتاب ہے ۲ ذرا شک نہیں جس میں ۳ یہ ہدایت ہے

۱ الف۔ لام۔ میم۔ مفسرین کرام نے ان حروف کی تشریح کرتے ہوئے متعدد اقوال تحریر فرمائے ہیں۔ میرے نزدیک احسن قول یہ ہے کہ الٓمّٓ وغیرہ حروف مقطعات سرٌّ بین اللّٰہ و نبیّہ۔ یعنی یہ وہ راز ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے درمیان ہیں۔ صاحب روح المعانی کی یہ عبارت ملاحظہ ہو۔ ولا یعرفہ بعد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم الا الاولیاء الورثۃ فھم یعرفونہ من تلک الحضرۃ وقد تنطق لھم الحروف عما فیھا کما کانت تنطق لمن سبّح فی کفہ الحصی یعنی ان حروف کا صحیح مفہوم نبی کریم جانتے ہیں اور اولیاء کاملین۔ ان کا یہ علم بدولت وراثت ہے حاصل ہوتا ہے بعض اوقات یہ حروف خود اپنے اسرار کو اولیاء کرام سے بیان کر دیتے ہیں جیسے یہ حروف اس ذات پاک سے گویا ہو گئے تھے جس کی ہتھیلی میں کنکریوں نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کی تھی۔

۲ اس سے مراد قرآن کریم ہے۔ ذٰلک اگرچہ عام طور پر اسم اشارہ بعید کے لیے استعمال ہوتا ہے جو دور ہو لیکن ایسے مشار الیہ کے لیے بھی یہ استعمال ہوتا ہے جو ہے تو نزدیک لیکن اپنی شان اور رتبہ کے اعتبار سے بہت بلند اور دسترس سے دور ہو۔ اس لیے ترجمہ میں قرب حسی اور بعد رتبی دونوں کا لحاظ رکھتے ہوئے ترجمہ کیا گیا ہے یہ وہ ذی شان کتاب۔

۳ یہ نہیں فرمایا کہ لا یرتاب فیہ کہ اس میں شک نہیں کیا جاتا کیونکہ اس پر شک و شبہ کرنے والے تو اس زمانہ میں بھی تھے بلکہ فرمایا لاریب فیہ یعنی اس کے واضح دلائل۔ اس کی روشن تعلیمات۔ اس کے بیان کردہ تاریخی واقعات اور اس کی عجیب پیشگوئیاں حق و صداقت کے وہ بلند مینار ہیں جہاں شک و شبہ کا غبار نہیں پہنچ سکتا۔ اگر کوئی شبہ کرتا ہے تو یہ اس کی کج فہمی اور کور ذوقی ہے۔ اگر دن کے اجالے کو چمگادڑ نہ دیکھ سکے تو یہ اس کی آنکھوں کا قصور ہے مہر نیم روز کا نہیں۔

لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُونَ ۝

صحیح صحیح ادا کرتے ہیں نماز ھ اور اس سے جو ہم نے انہیں دیا ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں ث

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ

اور وہ جو ایمان لاتے ہیں ش اس پر جو اتارا گیا آپ کی طرف اور جو

ھ یہ متقین کی دوسری علامت ہے۔ قرآن میں یہ حکم کہیں نہیں آیا۔ پڑھو نماز۔ بلکہ جب بھی فرمایا تو یہی کہ نماز قائم کرو اور اقامة الشيء توفية حقه۔ تب نماز قائم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ نماز کو تمام حقوق ظاہری اور باطنی کے ساتھ ادا کرو۔ نماز کے ظاہری حقوق تو یہ ہیں کہ سنت نبوی کے مطابق تمام ارکان ادا کیے جائیں۔ اور باطنی حقوق یہ ہیں کہ خشوع وخضوع ہو، ذوق وشوق ہو اور حضور کی یہ کیفیت طاری ہو گویا یہ محسوس کر رہا ہو کہ کائنات تو رہی نہیں، وہ اپنے معبود کو دیکھ رہا ہے۔ ورنہ کم از کم یہ تصور ہو کہ میرا رب مجھے دیکھ رہا ہے۔ اس ذوق وشوق سے ادا کی ہوئی نماز ہی وہ نماز ہے جسے دین کا ستون اور مومن کی معراج فرمایا گیا ہے۔ ورنہ ؎

میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

ث الرزق لغة النصيب والعطاء ويطلق على الحسي والمعنوي۔ ہماری لغت میں رزق کہتے ہیں حصہ اور بخشش کو خواہ حسی ہو یا معنوی۔ مال، اولاد، علم ومعرفت اس لحاظ سے سب رزق ہیں۔ اور یہاں بھی رزق سے حسی و معنوی مراد ہے۔ اس آیت سے پتہ چلا کہ جو کچھ کسی کے پاس ہے مال ودولت ہو، علم وفضل ہو یا کوئی کمال سب ہمارا عطا کیا ہوا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اسی میں ہے کہ وہ اس میں بخل نہ کرے۔ علامہ [illegible] یہاں یہی تفسیر کرتے ہیں۔ دولت مند اپنی دولت سے، عالم اپنے علم سے، اور عارف اپنے کمال معرفت سے مستحقین کو مالا مال کرے۔ یہی متقین کی تیسری علامت ہے۔

ش اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ وہ لوگ جو انسان کی رشد وہدایت کے لیے وحی کے قائل ہی نہیں بلکہ اپنی عقل کو ہی انسان کی رہنمائی کے لیے کافی سمجھتے ہیں یا وحی کے قائل تو ہیں لیکن بعض کو مانتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں۔ وہ قرآن کی ہدایت سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ یہ چوتھی علامت ہے۔ اس آیت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ختم نبوت کی دلیل بھی ہے۔ کیونکہ وحی محمدی پر ایمان لانا ضروری ہے اور ان وحیوں پر جو حضور کریم سے پہلے انبیاء پر نازل ہوئیں۔ اگر نبوت کا سلسلہ جاری ہوتا تو حضور کریم کے بعد بھی وحی نازل ہوتی اور اس پر ایمان لانا ضروری ہوتا۔ اس صورت میں آیت یوں ہوتی [illegible]

أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ④

اتارا گیا آپ سے پہلے اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں ف

أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ⑤ إِنَّ الَّذِينَ

وہی لوگ ہدایت پر ہیں جو ان کے رب کی طرف سے ہے اور وہی لوگ ہیں کامیاب ہونے والے ف بے شک جن لوگوں نے

كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ خَتَمَ

کفر کیا برابر ہے ان کے لیے چاہے آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں ف وہ ایمان نہیں لائیں گے مہر لگا دی

من قبلک وما ینزل من بعدک۔

ف اس آیت میں ہدی اور ما انزل [illegible] کے ساتھ یقین ضروری ہے۔ یقین کہتے ہیں الیقان العلم بانتفاء الشک والشبہۃ عنہ یعنی وہ علم جس میں شک و شبہ نہ رہے [illegible] اور جب کسی چیز پر حقیقت کا علم حاصل ہو جاتا ہے تو وہ عقل [illegible] کا اثر رکھتا ہے [illegible] کے خلاف کچھ سوچ سکتا ہے اور نہ کر سکتا ہے جب [illegible] کے ساتھ کسی کا علم یقین [illegible] ہو جاتا ہے تو عمل [illegible] کرنے سے پہلے وہ اس حق کا دعویٰ کیا کرتا ہے [illegible] اپنے [illegible] جو افسوسناک [illegible] ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ [illegible] یقین نہیں [illegible] آخرت کے [illegible] سے [illegible] کردے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں [illegible] یقین بخشے [illegible] ہے اور [illegible] دونوں کو دوزخ [illegible] دکھائے

ف ان [illegible] سے [illegible] ان کے متعلق اللہ تعالیٰ [illegible] ہے کہ وہ [illegible] کلام کسی [illegible] اور [illegible] ہیں [illegible] دنیا و آخرت کی [illegible] اور [illegible] الفلاح [illegible] کما قالہ [illegible] دنیا و آخرت دونوں کی خیر و برکات پر دلالت کرتا ہے [illegible]

ف [illegible] کے بعد [illegible] کا حال بیان [illegible] کفر سے [illegible] بعض لوگ [illegible] جبر و قدر کی بحث [illegible] کہتے ہیں [illegible]

اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ۚ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۡ وَّلَهُمْ

[illegible]

[illegible] چھوڑ کر کوئی [illegible] دلائل اور روشن معجزات [illegible] گمراہی کی راہوں کو الگ الگ [illegible]

[illegible]

عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ

[illegible]

الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ ۝ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا

[illegible]

يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ۝ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ

پھر بڑھا دی ۱۴ اللہ نے ان کی بیماری اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے بوجہ اس کے کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ ۙ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ

اور جب کہا جاتا ہے انھیں مت فساد پھیلاؤ زمین میں ۱۵ تو کہتے ہیں ہم ہی تو سنوارنے والے ہیں

اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۞ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ

ہوشیار! وہی فسادی ہیں لیکن انھیں سمجھ نہیں اور جب کہا جاتا ہے انھیں

اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ

ایمان لاؤ جیسے ایمان لائے دوسرے لوگ تو کہتے ہیں کیا ہم ایمان لائیں جس طرح ایمان لائے بیوقوف خبردار بیشک

پڑے گا وہ اسلام اور اللہ تعالیٰ کے رسول کا کچھ بگاڑ نہیں سکیں گے کیونکہ یہ وہ نور ہے جس کو ہمیشہ باقی اور درخشاں رکھنے کا ذمہ دار خود اللہ تعالیٰ ہے۔

۱۴ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف منافقین کے دل میں عداوت کے جو جذبات پرورش پا رہے تھے اور حسد اور بغض کی جو چنگاریاں بھڑک رہی تھیں ان کو قرآن نے مرض سے تعبیر فرمایا ہے۔ جب وہ حضور کریم اور اسلام کی بڑھتی ہوئی عزت اور ترقی دیکھتے تو حسد و عناد کے شعلے بھڑک اٹھتے۔ اللہ تعالیٰ انھیں تنبیہ فرماتا ہے کہ اگر تم نے اس مرض کو یونہی بڑھنے دیا اور اس کا علاج نہ کیا تو جس طرح جسمانی بیماریاں جسمانی موت کا باعث بنتی ہیں اسی طرح ان کا یہ مرض ان کے قلب و روح کا گلا گھونٹ کر رکھ دے گا۔

۱۵ اس آیت میں ان کے دلوں کے مرض کی ایک اور دلیل پیش کی جا رہی ہے۔ وہ دن رات فتنہ و فساد پھیلانے میں اور حق کی شمع بجھانے میں مصروف ہیں اور اگر ان کی فتنہ پردازیوں کی طرف توجہ دلا کر انھیں منع کیا جاتا ہے تو تن کر بولتے ہیں اور کہتے ہیں آپ ہمیں فسادی کہتے ہیں۔ ہم ہی تو امن و اصلاح کے لیے ہر وقت کوشش کر رہے ہیں۔ جو شخص فساد پھیلانے اور حق کا چراغ گل کرنے کو اصلاح کہنے پر مصر ہو اس کے قلب و نظر کو اگر بیمار نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے۔ اب آپ اپنے گرد و پیش پر نگاہ ڈالیے جتنے نئے فرقے نئے مذہب بنے ہیں سب ہی ان کے بانی دین کی اصلاح اور قوم کی فلاح کا دعویٰ ہی کرتے ہیں لیکن ان کی فتنہ پردازیوں سے جو گل کھلائے ہیں ان کے باعث تو قوم کا ذہنی اتحاد بھی پاش پاش ہوا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان نادان دوستوں یا دانا دشمنوں کے مکر و فریب سے امت کو بچائے اور ہمیں توفیق بخشے

هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ

[illegible] ف اور جب ملتے ہیں ان لوگوں سے [illegible] تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے

وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝

اور جب اکیلے ہوتے ہیں اپنے شیطانوں کے پاس تو کہتے ہیں ہم تو تمہارے ساتھ ہیں ہم تو صرف [illegible] ف

اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِىْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ

اللہ [illegible] ف اور ڈھیل دیتا ہے [illegible] سرکشی میں بھٹکتے رہیں [illegible]

[illegible] ان کو پہچان سکیں نہیں

ف وہ لوگ جن کے نزدیک نفع و نقصان اور سود و زیاں جانچنے کی کسوٹی صرف دنیا [illegible] ان کے نزدیک [illegible] عقل و دانش سے [illegible] دین و ایمان کے لیے [illegible] لیکن حقیقت میں ان سے [illegible] اپنے مالک کی [illegible] وصول عن اللہ اکبر [illegible] اس لیے قرآن نے فرمایا: الا انهم هم السفهاء۔

ف منافقین کا [illegible] مسلمانوں سے ملتے تو انہیں کہتے کہ ہم ایمان لا چکے ہیں۔ اور کفار کے سرغنوں کے پاس تنہائی میں جا کر انہیں یقین دلاتے کہ ہم اپنے مذہب پر قائم ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ ہماری بات چیت [illegible] ہرگز نہیں کہ ہم ان کا دین قبول کر چکے ہیں [illegible] ان کا مذاق اڑاتے ہیں

ف علماء [illegible] تحقیق [illegible] الاستهزاء [illegible] الانتقام۔ [illegible] یہ شعر بھی لکھا ہے

[illegible]

[illegible]

الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا

[illegible]

مُهْتَدِيْنَ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِى اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّآ اَضَآءَتْ

[illegible]

مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِىْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۙ﴿۱۸﴾ اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ

بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں[26] سو وہ نہیں پھریں گے یا پھر جیسے زور کا مینہ برس رہا ہو بادلوں سے[27]

فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ۚ يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ

جس میں اندھیرے ہوں اور گرج اور چمک ہو ٹھونستے ہیں انگلیاں اپنے کانوں میں

مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۭ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹﴾

کڑک کے باعث موت کے ڈر سے اور اللہ گھیرے ہوئے ہے کافروں کو

يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَھُمْ ۭ كُلَّمَآ اَضَاۗءَ لَھُمْ مَّشَوْا

قریب ہے کہ بجلی اچک لے جائے ان کی بینائی جب چمکتی ہے ان کے لیے تو چلنے لگتے ہیں

وہ جو ایمان تو قبول کرتے لیکن مصائب و مشکلات سے گھبرا کر پھر اسلام سے دست بردار ہو جاتے۔ پہلے گروہ کی مثال اس آیت میں بیان کی گئی ہے اور دوسرے گروہ کی اوکصیب میں۔

[26] اس مثال میں جن لوگوں کا حال بیان کیا گیا ہے اس کی وضاحت حضرت صدر الافاضل مراد آبادی قدس سرہ نے خوب کی ہے۔ فرماتے ہیں جنھوں نے اظہار ایمان کیا اور دل میں کفر رکھ کر اقرار کی روشنی کو ضائع کر دیا اور وہ بھی جو مومن ہونے کے بعد مرتد ہو گئے اور وہ بھی جنھیں فطرت سلیمہ عطا ہوئی اور دلائل کی روشنی نے حق واضح کر دیا مگر انھوں نے فائدہ نہ اٹھایا اور گمراہی اختیار کی۔ اور جب حق سننے، ماننے، کہنے اور راہ حق دیکھنے سے محروم ہوئے تو کان، زبان، آنکھ سب بے کار ہیں۔ خزائن العرفان

[27] اس آیت میں کئی چیزوں کا ذکر کیا ہے بارش، اندھیرے، بادل کی کڑک اور بجلی کی روشنی اور ایسے میں سفر کرنے والا شخص۔ یہ سب مشبہ بہ ہیں۔ جب تک ان کے مشبہات (یعنی یہ کن چیزوں کی تشبیہیں ہیں) کا تعین نہ کر لیا جائے اس مثال کا حسن نکھر کر سامنے نہیں آتا۔ بارش سے مراد اسلام، اندھیروں اور بادل کی کڑک سے مراد وہ مصائب اور مشکلات ہیں جنھوں نے چاروں طرف سے اسلام کو گھیر لیا تھا۔ اور بجلی کی روشنی سے مراد وہ فتوحات وغیرہ ہیں جو ان پریشان کن حالات میں اسلام کو حاصل ہوتی رہیں۔ جس طرح بارش مردہ زمینوں کو نئی زندگی بخش دیتی ہے اسی طرح اسلام مردہ روحوں کو نئی زندگی مرحمت فرماتا ہے۔ جیسے بارش برستے وقت گھنگھور گھٹائیں چھا جاتی ہیں اور تاریکی پھیل جاتی ہے۔ بادل کی خوفناک کڑک سے دل دہلنے لگتے ہیں۔ اسی طرح اسلام کا مینہ برستے وقت کفر کی متحدہ قوتوں اور پوشیدہ سازشوں کا ایک

فِيْهِ ۙ وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ

[illegible]

بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

[illegible]

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ف۔ اس آیت میں اسلام کے بنیادی مقاصد یعنی توحید [illegible]

[illegible]

قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا

پہلے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ وہ جس نے بنایا تمہارے لیے زمین کو بچھونا

وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ۪ وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ

اور آسمان کو عمارت اور اتارا آسمان سے پانی پھر نکالے اس سے

الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

پھل تمہارے کھانے کے لیے پس نہ ٹھہراؤ اللہ کے لیے مد مقابل اور تم جانتے ہو

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ

اور اگر تمہیں شک ہو اس میں جو ہم نے نازل کیا بندے پر اگر ہو سچے تو لے آؤ ایک سورۃ اس

ربوبیت میں وہ وحدہٗ لاشریک ہے تو الوہیت میں کون اس کا شریک ہو سکتا ہے۔ جب لاخالق الا اللہ اور لا رب الا اللہ کو تسلیم کرتے ہیں جس کی تمہیں بھی شک نہیں تو لامحالہ لا الٰہ الا اللہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا اور جب اس پر یقین محکم ہو گیا تو لامعبود الا اللہ پر بھی یقین راسخ ہو جائے گا تو ثابت ہو گیا کہ عبادت کے لائق صرف وہی ذات پاک ہے جو ہر لحاظ سے واحد لاشریک ہے۔ توحید کے نازک و پیچیدہ مسئلہ پر قرآن کا استدلال آپ نے ملاحظہ فرمایا کتنا قوی، کتنا سادہ ہے جس کے لئے کسی استاذ کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ ایک ان پڑھ دیہاتی، ایک عامی، ایک منطقی اور ماہر فلسفہ سب یکساں طور پر اپنی اپنی سمجھ کے مطابق اس سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں فلسفہ و حکمت کے صفحات میں توحید کے دلائل پڑھئے، لمبی لمبی تمثیلیں، پیچیدہ اصطلاحات، مقدمات کی ترتیب کا پیچیدہ پن آپ کو مرعوب تو کر دے گا لیکن یقین کی دولت سے آپ کا دامن خالی ہی رہے گا۔ یہی قرآن کا معجزہ ہے جس نے چودہ صدیوں سے دانشوران عالم کو حیرت و استعجاب میں مبتلا کر رکھا ہے۔

ــــ اس کا مفرد ند ہے جس کا معنی ہے مثل، ضد، یعنی وہ شخص جو کسی جیسا بھی ہو اور مخالف بھی ہو مشرکین کے بتوں کو انداد کہا گیا، اس کی وجہ علامہ بیضاوی نے یہ بتائی ہے۔ لانھم لما ترکوا عبادته الی عبادتها وسموها آلهة کیونکہ مشرکوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت چھوڑ دی تھی اور صرف ان بتوں کی عبادت ہی کرتے تھے اور ان کو الٰہ (خدا) بھی کہتے تھے

مِّثْلِهٖ ۪ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ

جیسی کوئی سورت اور بلا لو اپنے حمایتیوں کو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا

پھر اگر نہ لا سکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لا سکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن

النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚۖ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ﴿۲۴﴾ وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

انسان اور پتھر ہیں جو تیار کی گئی ہے کافروں کے لیے اور خوشخبری دے انہیں جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ

اور کیے اچھے کام کہ ان کے لیے باغ ہیں بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں

كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا

جب کھلایا جائے گا انہیں ان باغوں سے کوئی پھل کھانے کو تو کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہمیں پہلے

۲۳؎ یہاں سے قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی دلیل ہے یہ چیلنج صرف عرب کے شعراء اور ادباء کے لیے نہیں بلکہ عرب و عجم کے سب منکرین کو دیا جا رہا ہے۔ اسلام کے دشمنوں کے لیے یہ کتنا آسان طریقہ تھا کہ قرآن کی آیت کی ایک سورت بنا کر قرآن کے اس چیلنج کا جواب دے دیتے اور اس طرح قرآن، نبوت اور اسلام کی صداقت ختم کر دیتے [illegible] چودہ صدیاں گزر چکی ہیں اور مشرق و مغرب کے علماء بھی [illegible] کوششیں اور [illegible] کے باوجود اس چیلنج کا جواب نہیں دے سکے۔ اور قیامت تک نہ دے سکیں گے [illegible] معلوم ہوا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور جن پر اترا ہے وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] وہ اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ رسول ہے۔ اس ایک آیت میں قرآن کے کلام الٰہی ہونے اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے رسول ہونے کی ایسی دلیل پیش فرما دی جس کے سامنے بڑے بڑے فصحاء کی گردنیں جھک گئیں۔

۲۴؎ حق واضح ہو جانے کے بعد حق کا انکار کرنے والوں کے لیے جو عذاب تیار کیا گیا ہے اس کے ذکر کے بعد ان لوگوں کو جو ایمان لا کر نیک اعمال سے متصف ہیں اللہ تعالیٰ کی ابدی نعمتوں کی خوشخبری سنائی جا رہی ہے۔

مِنْ قَبْلُ وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ

کھلایا گیا تھا ۳۳ اور دیے جائیں گے انہیں پھل ملتے جلتے ۳۴ اور ان کے لیے جنت میں پاکیزہ بیویاں ہوں گی ۳۵

وَهُمْ فِيهَا خٰلِدُوْنَ ۝ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا

اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے ۳۶ بے شک اللہ حیا نہیں فرماتا ۳۷ اس سے کہ ذکر کرے کوئی

مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا فَأَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ أَنَّهُ

مثال مچھر کی ہو یا اس سے بھی حقیر چیز کی تو جو ایمان لائے وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ

الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ وَأَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ أَرَادَ اللّٰهُ

مثال حق ہے ان کے رب کی طرف سے ہے، اور جنہوں نے کفر کیا سو وہ کہتے ہیں کیا قصد کیا اللہ نے

بِهٰذَا مَثَلًا يُضِلُّ بِهِ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهِ كَثِيْرًا وَمَا يُضِلُّ

اس مثال کے ذریعے گمراہ کرتا ہے اللہ اس سے بہتیروں کو اور ہدایت دیتا ہے اس سے بہتیروں کو اور نہیں گمراہ کرتا

حضرت معاذ فرماتے ہیں عمل صالح وہ ہے جس میں چار چیزیں ہوں علم، نیت، صبر اور اخلاص۔ معلوم ہوا کہ آیت سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ جنت کا حقیقی مستحق وہ ہے جو ایمان اور عمل صالح دونوں سے متصف ہو۔

۳۴ یعنی جنت کے میووں کی شکل تو یہی ہوگی جیسے وہ پہلے سے آشنا ہیں لیکن ان کا ذائقہ اور خوشبو بالکل نئی ہوگی۔

۳۵ یعنی بالکل پاک و صاف۔ جسمانی آلائشوں کا وہاں گزر ہوگا اور اخلاقی عیوب سے ان کی سیرت کا دامن داغدار ہوگا

۳۶ ان نعمتوں کی بڑی خصوصیت یہ ہوگی کہ وہ عارضی نہیں ہوں گی بلکہ اہل جنت ہمیشہ ہمیشہ ان سے لطف اندوز ہوتے رہیں گے

۳۷ علامہ قرطبی فرماتے ہیں لا یستحی ای لا یخشی وقیل لا یترک وقیل لا یمتنع۔ مقصد یہ ہے کہ کسی حقیقت کو واضح کرنے کے لیے اگر مکڑی، مکھی اور مچھر سے بھی حقیر ترین چیز سے مثال دینا ضروری ہو تو اللہ تعالیٰ کسی کے اعتراض کے ڈر سے ایسی مثال کو ترک نہیں فرماتا۔ جب کفار عرب قرآن کے بے مثل ہونے کی وجہ سے تسلیم کرتے ہیں کہ یہ اللہ کا کلام ہے لیکن جب ان کی حجت ختم ہو چکی ہے تو وہ اعتراض کرنا شروع کر دیتے ہیں کہ یہ عجیب خدا کا کلام ہے جس میں مکڑی اور مچھروں کا ذکر ہے۔

بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ

اس سے مگر نافرمانوں کو وہ جو توڑ دیتے ہیں عہد خداوندی کو سے بعد

مِيْثَاقِهٖ ۪ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ

باندھنے کے بعد اور کاٹتے ہیں جسے خدا نے حکم دیا ہے کہ جوڑے [illegible] اور فساد پھیلاتے ہیں

فِى الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ

زمین میں یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں کیونکر تم انکار کرتے ہو خدا کا

كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ

حالانکہ تم مردہ تھے اس نے تمہیں زندہ کیا پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا پھر اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے

ف۴۳ اصلال [illegible] [illegible] کسی [illegible] احسن [illegible] [illegible] [illegible] کرتے ہیں۔ [illegible] [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ کی اطاعت [illegible] [illegible] سے نکل جانا [illegible] [illegible] کی [illegible] آیت میں تفصیلات [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے اللہ تعالیٰ سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کرتے رہتا ہے [illegible] کے لیے [illegible] [illegible] فساد پھیلاتے رہتا [illegible] کے [illegible] تھے اور [illegible] کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سے [illegible] [illegible] ہے [illegible] [illegible] [illegible] ہیں نقض میثاق [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

ف۴۴ [illegible] موت و حیات [illegible] سے پوچھا جا رہا ہے کہ [illegible] [illegible] [illegible] ظاہری اور باطنی دلیلوں کے موجود [illegible] کی ذات کیسے [illegible] رہتے ہیں۔

ف۴۵ یہاں دو چیزیں قابل غور ہیں پہلی یہ کہ یہاں اللہ تعالیٰ کے صفات کا بیان مقصود ہے تو موت کا ذکر کیوں کیا اس کا جواب آپ یہ ہے کہ کیونکہ موت انسان کو فانی دنیا سے نکال کر [illegible] [illegible] زندگی کی طرف لے جاتی ہے تو یہ موت [illegible] نعمتوں سے بڑی نعمت ہے دوسری قابل غور چیز یہ ہے کہ یہاں دو موتوں اور دو زندگیوں کا ذکر ہے اگر قبر کی زندگی مانی جائے تو تین [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آیت کے خلاف ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ [illegible] قبر کی زندگی [illegible] ہے کیونکہ [illegible] کے بعد ارشاد ہے ثم الیہ ترجعون۔ [illegible] اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ یہاں ثم کا لفظ استعمال ہوا ہے جو تعقیب اور تاخیر کے لیے آتا ہے۔

هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى

وہی ہے جس نے [illegible] تمہارے لئے [illegible] جو کچھ زمین میں ہے [illegible] پھر [illegible]

السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ۝ وَاِذْ

کی طرف [illegible] سات آسمان [illegible] وہ سب کچھ جانتا ہے [illegible]

[illegible]

یہ سب بحث اس وقت ہے جب کہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] استویٰ [illegible]

قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً قَالُوْٓا

[illegible]

اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۔ وَعَلَّمَ

[illegible]

آدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ

[illegible] فرشتوں کے سامنے [illegible] بتاؤ [illegible]

بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۞ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ

[illegible] سچے ہو [illegible] بولے پاکی ہے تجھے ہمیں کچھ علم نہیں

اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۞ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ

مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا بے شک تو ہی علم و حکمت والا ہے فرمایا اے آدم بتادے انہیں

بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ

[illegible] جب آدم نے بتادیے فرشتوں کو [illegible] تو فرمایا [illegible] میں نہ کہتا تھا

اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ

[illegible] آسمانوں اور زمین کی [illegible] اور میں جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم

تَكْتُمُوْنَ ۞ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ

چھپاتے تھے اور جب ہم نے حکم دیا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو تو سب نے سجدہ کیا سوا ابلیس کے

[illegible] بلند مقام پر پہنچے [illegible] یہ وہ ذرہ ہے جس کے سامنے [illegible]
اور یہ وہ قطرہ ہے جس میں سمندروں کی [illegible] ہیں

[illegible] حضرت ابن عباس و مجاہد و قتادہ اور ابن جبیر رضی اللہ عنہم نے اس آیت کی تفسیر میں بیان فرمایا ہے علمہ اسماء جمیع الاشیاء کلہا جلیلہا وحقیرہا [illegible] یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو [illegible] تمام اشیاء کے سب نام [illegible] خلافت کے منصب کا اقتضا بھی یہی تھا [illegible] حضرت آدم علیہ السلام کے علوم کی یہ کیفیت ہے تو سید الانبیاء [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم و معارف کا کیا پوچھنا۔

[illegible] جب فرشتوں نے آدم علیہ السلام کی وسعت علم [illegible] کا اعتراف کر لیا [illegible] انہیں حکم [illegible] سجدہ [illegible] اور شریعت [illegible]

بیٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَقُلْنَا يٰاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ

[illegible]

وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۠ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ

[illegible]

الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا

[illegible]

مِمَّا كَانَا فِيْهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي

[illegible]

[illegible] انه هو التواب الرحيم۔

[illegible]

[illegible]

الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ فَتَلَقَّىٰ آدَمُ مِن رَّبِّهِ كَلِمَاتٍ

[illegible]

فَتَابَ عَلَيْهِ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

پھر اگر آئے تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت تو جس نے پیروی کی میری ہدایت کی تو کوئی خوف ہوگا

وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ

اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور جنہوں نے کفر کیا اور جھٹلایا ہماری آیتوں کو تو وہ والے

النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي

جہنم کے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اے اولاد یعقوب علیہ یاد کرو میرے وہ احسان جو

ف پہلے تمہیں اترنے کا حکم دوبارہ، جو پہلے عتاب کے صادر ہونے کے بعد جو قبول توبہ کے بعد پہلے حکم سے اس کا اصلی اظہار مقصود تھا اور دوسری بار منصب خلافت جتلانے کے لیے دونوں حکموں کی غرض و غایت الگ الگ ہے اس لیے یہاں مکرر فرمایا۔

ف یہاں تک تو سب عالم کو عموماً دعوت دی گئی اور توحید و رسالت کے دلائل پیش کیے گئے۔ جو تھے انسان کی پیدائش سے لے کر [illegible] آراستہ کیے اور منصب خلافت پر فائز کرنے اور آدم کی [illegible] اب یہاں سے سلسلہ کلام بنی اسرائیل کی طرف [illegible] کی اصلاح و ہدایت کی [illegible] یہود کو خصوصی خطاب کرتے ہیں یہ مصلحت تھی [illegible] خصوصاً جزیرۂ عرب کے باشندوں میں یہود کو ایک امتیاز حاصل تھا [illegible] ہوتے ان [illegible] پیدا ہونے کے باعث علم و حکمت [illegible] نہیں کرسکتی تھی ان کے گرد و پیش رہنے والے [illegible] بہت متاثر تھے یہاں تک کہ بعض لوگوں نے اسلام قبول کرنے کے لیے یہ شرط [illegible] کی کہ اگر یہود نے [illegible] اسلام قبول کیا تو ہم بھی قبول کریں گے اس لیے [illegible] یہود کو خاص طور پر اسلام کی طرف بلایا جائے تاکہ ان کے اسلام لانے سے دوسرے لوگوں کے لیے اسلام قبول کرنے کی راہ ہموار ہو جائے اور اگر وہ اسلام کو قبول نہ کریں تو ان کی ہٹ دھرمی کا پردہ چاک ہو جائے اور دنیا کو پتہ چل جائے کہ یہ صرف دنیاوی [illegible] دولت و [illegible] کے باعث اسلام کی مخالفت کرتے ہیں۔ اس تفصیل کی ایک حکمت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ امت اسلامیہ کو [illegible] بنی اسرائیل کی داستان عروج و زوال [illegible] سنائی جا رہی ہے اگر مسلمان [illegible] رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے رہے تو عزت و حکومت تمہاری [illegible] ہوگی اور اگر سرکشی [illegible] کسی [illegible] کو [illegible] تم سے [illegible] کی طرح [illegible] فاعتبروا یا اولی الابصار۔

أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ وَإِيَّايَ

[illegible]

فَارْهَبُونِ وَآمِنُوا بِمَا أَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُونُوا أَوَّلَ

[illegible]

كَافِرٍ بِهِ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا وَإِيَّايَ فَاتَّقُونِ وَلَا تَلْبِسُوا

[illegible]

الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ

[illegible]

تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ وَاسْتَعِيْنُوْا

[illegible]

بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَظُنُّونَ أَنَّهُم مُّلَاقُوا رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ

[illegible]

اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ۝

[illegible]

وَاتَّقُوا يَوْمًا لَّا تَجْزِي نَفْسٌ عَن نَّفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ وَاِذْ

[illegible] سفارش [illegible] اور نہ [illegible] کوئی معاوضہ [illegible] اور نہ وہ مدد کیے جائیں گے ۔ اور (یاد کرو) جب

نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ

نجات بخشی ہم نے تمہیں فرعونیوں سے جو پہنچاتے تھے تمہیں سخت عذاب [illegible] ذبح کرتے تھے ١٧٠

صرف کسی [illegible] کسی نسل سے ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا [illegible] و اطاعت [illegible] ایسی چیز نہ تھیں [illegible] وقت بھی [illegible] کے علاوہ کسی قوم [illegible] نہ تھیں اس لیے یہاں نسلی و عصبیت کی [illegible] اور تعصب کی وجہ سے [illegible] کے لیے [illegible] کے آسمانی صحیفوں کی تحریف [illegible] کر دیا [illegible] بھی کر دیا [illegible] کے باعث [illegible] لعنت مسلط کر دی گئی [illegible] پر عصبیت [illegible] اس لیے فضیلت و کرامت کا [illegible] اس لیے [illegible] عصبیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

١٦٩ [illegible] قیامت کے دن [illegible] سے کوئی [illegible] نہیں [illegible] اس آیت سے [illegible] شفاعت کا [illegible] ہے [illegible] سمجھتے ہیں۔ اجمع المفسرون علی ان المراد بهذه الآیة النفس الکافرة لا کل نفس۔ تمام مفسرین کا [illegible] سے [illegible] کہ یہ آیت کفار کے لیے مخصوص ہے کیونکہ گنہگار مومن کے لیے شفاعت پر کئی آیات اور احادیث [illegible] ہیں [illegible] آیت کا نزول یہود کے اس غلط عقیدہ کے بطلان کے لیے ہوا جو [illegible] کہتے تھے [illegible] بھی ہوں ان کی نجات یقینی ہے۔

١٧٠ بچوں کے قتل کی وجہ [illegible] قرآن نے اس کا ذکر نہیں کیا البتہ مفسرین کا بیان ہے کہ کاہنوں نے فرعون کو بتا دیا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہونے والا ہے جو تیری حکومت کا تختہ الٹ دے گا [illegible] لڑکا پیدا ہو قتل کر دیا جائے اور لڑکیاں زندہ رہنے دی جائیں [illegible] اس وقت کی [illegible] مصری [illegible] شیخ محمد عبدہ نے ایک اور وجہ بیان کی ہے [illegible] کثرت سے [illegible]

أَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَآءَكُمْ ۚ وَفِى ذَٰلِكُم بَلَآءٌ مِّن رَّبِّكُمْ

[illegible]

عَظِيمٌ ۝ وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ ٱلْبَحْرَ فَأَنجَيْنَٰكُمْ وَأَغْرَقْنَآ ءَالَ فِرْعَوْنَ

[illegible]

وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ ۝ وَإِذْ وَٰعَدْنَا مُوسَىٰٓ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ

[illegible]

ٱتَّخَذْتُمُ ٱلْعِجْلَ مِنۢ بَعْدِهِۦ وَأَنتُمْ ظَٰلِمُونَ ۝ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنكُم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِّنۢ بَعۡدِ ذَٰلِكَ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُونَ ۞ وَإِذۡ ءَاتَيۡنَا مُوسَى ٱلۡكِتَٰبَ

[illegible]

وَٱلۡفُرۡقَانَ لَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُونَ ۞ وَإِذۡ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوۡمِهِۦ يَٰقَوۡمِ

[illegible]

إِنَّكُمۡ ظَلَمۡتُمۡ أَنفُسَكُم بِٱتِّخَاذِكُمُ ٱلۡعِجۡلَ فَتُوبُوٓاْ إِلَىٰ بَارِئِكُمۡ

[illegible]

فَٱقۡتُلُوٓاْ أَنفُسَكُمۡ ذَٰلِكُمۡ خَيۡرٞ لَّكُمۡ عِندَ بَارِئِكُمۡ فَتَابَ عَلَيۡكُمۡ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝ وَإِذْ قُلْتُمْ يَٰمُوسَىٰ لَن نُّؤْمِنَ لَكَ

[illegible]

حَتَّىٰ نَرَى اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمُ الصَّاعِقَةُ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ

[illegible]

ثُمَّ بَعَثْنَاكُم مِّن بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ وَظَلَّلْنَا

[illegible]

عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَىٰ كُلُوا مِن

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۭ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

[illegible]

يَظْلِمُوْنَ ۝ وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ

جہاں چاہو جی بھر کر اور داخل ہونا دروازہ سے سر جھکائے ہوئے [illegible] اور کہتے جانا (الٰہی) بخش دے ہم بخش

خَطٰيٰكُمْ ۚ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا

دیں گے تمہاری خطائیں اور مزید دیں گے نیکوکاروں کو پس بدل ڈالا ظالموں نے اور بات سے

غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ

جو کہی گئی تھی انہیں تو ہم نے اتارا ان ستم پیشہ لوگوں پر عذاب آسمان

السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ

سے بوجہ اس کے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے [illegible] اور یاد کرو جب پانی کی دعا مانگی موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے

فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۖ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ

تو ہم نے فرمایا مارو اپنا عصا اس چٹان پر تو فوراً بہہ نکلے اس چٹان سے بارہ

عَيْنًا ۖ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۖ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ

چشمے [illegible] پہچان لیا ہر گروہ نے اپنا اپنا گھاٹ کھاؤ اور پیو اللہ کے دیئے ہوئے رزق سے

وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۶۰﴾ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ

اور نہ پھرو زمین میں فساد برپا کرتے ہوئے اور یاد کرو جب تم نے کہا اے موسیٰ

[illegible] یعنی ہدایت فرمائی جا رہی ہے کہ جب فاتحانہ طور پر شہر میں داخل ہونے لگیں تو دوسرے فاتحین کی طرح سرکش و مغرور ہو کر داخل نہ ہوں بلکہ دل میں عجز و تواضع اور زبان پر حطّۃ (طلب مغفرت کی دعا) ہو۔ یہاں سجدہ کا لغوی معنی یعنی تذلل و انکسار مراد ہے۔

[illegible] اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب کسی قوم پر بلا وجہ نہیں آتا بلکہ ان کی اپنی بد اعمالیوں کا طبعی نتیجہ ہوتا ہے۔

[illegible] جب تیہ کے ریگستان میں بنی اسرائیل پیاس سے تڑپنے لگے تو موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں پانی کے لیے

نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ

ہم صبر نہیں کر سکتے ایک ہی قسم کے کھانے پر سو دعا کیجئے ہمارے لئے اپنے رب سے کہ نکالے ہمارے واسطے جو اگاتی ہے

الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا

زمین ساگ اور ککڑی اور گیہوں اور مسور اور پیاز

قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِىْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ اِهْبِطُوْا

موسیٰ نے کہا کیا لینا چاہتے ہو وہ چیز جو ادنیٰ ہے اس کے بدلے میں جو بہتر ہے اترو

مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ

کسی شہر میں تو تمہارے لئے ہے جو مانگتے ہو اور ڈالی گئی ان پر ذلت اور محتاجی

وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ

اور مستحق ہوئے غضب کے اللہ کے یہ اس وجہ سے کہ وہ انکار کرتے تھے اللہ کی آیتوں کا

پتھر کی وہ چٹان جس پر حضرت موسیٰ نے لاٹھی ماری اور اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے [illegible] وہ چٹان اب تک [illegible] سینا میں موجود ہے۔ [illegible] (DEAN STANLEY) نے انیسویں صدی کے وسط میں بائبل کے مقامات مقدسہ کی جغرافیائی تحقیق کے لیے فلسطین کی سیاحت کی اور اپنے مشاہدات و تحقیقات کو (SINAI PALESTINE) کے نام سے شائع کیا۔ اس میں اس چٹان کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ چٹان [illegible] کے درمیان [illegible] اور [illegible] کے قریب [illegible] کی وسعت [illegible] ہے [illegible] کی تعداد بیان کی ہے [illegible] (تفسیر ماجدی)

ف یہاں [illegible] ہے کہ قرآن [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] مستقل کر دی۔ حالانکہ [illegible] [illegible] اس شبہ کو دور کرنے کے لیے [illegible] [illegible] تحقیق کا اتفاق ہے کہ [illegible] [illegible]

اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا

وہ قتل کرتے تھے پیغمبروں کو ناحق ۔ یہ سب اس لیے ہوا کہ وہ نافرمانی کرتے تھے اور

يَعْتَدُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ ھَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَ

حد سے نکل جاتے تھے بیشک جو لوگ ایمان لا چکے ہیں اور جو یہودی ہوئے اور نصاریٰ اور

الصّٰبِـِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ

صابی جو کوئی بھی ایمان لائے اللہ پر اور روز قیامت پر اور نیک عمل کرے تو ان کے لیے

جو امام [illegible] دوسری قوموں سے کہیں زیادہ قریب ہیں۔ یہ روایت ہے کہ ان کے چند دوست [illegible]

جلد [illegible] تفسیر ماجدی

ـــہ یہاں پر اس امر کی وضاحت کر دی گئی کہ بنی اسرائیل پر ذلت و غلامی کا عذاب مسلط کیا گیا تو وہ بلا وجہ نہ تھا بلکہ اس کی بنا وہ عیوب اور اللہ کی نافرمانی کی سزا تھی۔

ان قتلوں کے واقعات سے ہی بائبل کی تاریخ بھری پڑی ہے [illegible] زکریاہ یا یاہو داع نبی [illegible] کو لوگوں سے بلند جگہ پر کھڑے ہو کر کہا کہ چونکہ تم نے خداوند کو چھوڑ دیا ہے اس نے بھی تم کو چھوڑ دیا۔ تب انہوں نے اس کے خلاف سازش کی اور بادشاہ کے حکم سے خداوند کے گھر کے صحن میں اسے سنگسار کر دیا (۲ تواریخ ۲۴: ۲۰، ۲۱)۔ اسی طرح [illegible] کے بارے میں بائبل کی بات [illegible] حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قتل کا واقعہ عجیب ہے [illegible] بادشاہ کو اس نے ٹوکا کہ اس نے اپنے بھائی فلپس کی بیوی ہیرودیاس کو اپنے پاس کیوں رکھ لیا تو بادشاہ نے پہلے انہیں قید کر دیا۔ پھر اپنی داشتہ کی فرمائش پر ان کا سر کٹوا کر ایک تھال میں رکھ کر اس کی خدمت میں پیش کیا [illegible]

ـــہ اس آیت میں اس امر کی وضاحت فرمائی ہے کہ نجات کا دارومدار نسب پر نہیں بلکہ ایمان اور عمل پر ہے۔ یہودی اس غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ [illegible] خدا کے چہیتے ہیں [illegible] جنت انہی کی ہے اور ان کے علاوہ جتنی قومیں ہیں وہ دوزخ کا ایندھن ہیں [illegible] نے ان کی اس غلط فہمی کو نہایت صاف الفاظ سے دور کر دیا اور لطف یہ ہے کہ مخاطب مسلمانوں، یہودیوں، نصرانیوں اور صابیوں سب کو بنایا اور مسلمانوں کا ذکر پہلے کر کے انہیں تنبیہ کر دی کہ [illegible] کہیں اپنی قومیت پر نازاں ہو کر عمل سے غفلت برتنے لگو نجات و فلاح ایمان و عمل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔

ـــہ جو شخص ایک دین چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرے اسے صابی کہتے ہیں۔ اور اصطلاح میں ایک مذہبی فرقہ کا نام ہے

أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝

ان کا اجر ہے ان کے رب کے پاس اور نہ کوئی خوف ان پر [illegible] اور نہ وہ غمگین ہوں گے

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ

[illegible]

بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِنْ

[illegible]

بَعْدِ ذَٰلِكَ ۖ فَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَكُنْتُمْ مِنَ

[illegible]

الْخَاسِرِينَ ۝ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ

[illegible]

[illegible] یہ لوگ توحید اور رسالت کے قائل تھے حضرت [illegible] انھیں اہل کتاب سے شمار کرتے تھے اور ان کے ذبیحہ حلال [illegible] تھے

[illegible]

[illegible]

فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ۝ فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ

[illegible]

يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى

[illegible]

لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ۭ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا

[illegible]

هُزُوًا ۚ قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ۔ قَالُوا ادْعُ

[illegible]

لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ ۚ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا

[illegible]

فَارِضٌ وَلَا بِكْرٌ عَوَانٌ بَيْنَ ذَٰلِكَ ۖ فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ ۔

[illegible]

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا لَوْنُهَا ۚ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا

[illegible]

بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَوْنُهَا تَسُرُّ النَّاظِرِينَ ۔ قَالُوا ادْعُ لَنَا

[illegible]

رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ إِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهَ عَلَيْنَا وَإِنَّا إِنْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ

اللہ نے چاہا تو ہم [illegible] کوشش کرتے ہیں گے [illegible] وہ گائے ہے جس سے محنت [illegible] جو

تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِى الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا قَالُوا

کہ زمین جوتے [illegible] اور نہ پانی دے کھیتی کو بے عیب ہے [illegible] بولے

الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَاِذْ

اب [illegible] لائے [illegible] پھر انہوں نے ذبح کیا [illegible] اور جب

قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ

جب [illegible] ایک شخص کو [illegible] اللہ [illegible] تم

تَكْتُمُوْنَ ﴿۷۲﴾ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ

چھپاتے تھے [illegible] اسی طرح زندہ کرتا ہے اللہ

الْمَوْتٰى وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۳﴾ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ

مُردوں کو اور دکھاتا ہے تمہیں اپنی قدرت کی نشانیاں شاید کہ تم سمجھو پھر سخت ہو گئے تمہارے دل

ف۱ مفسرین نے لکھا ہے۔ بنی اسرائیل میں ایک [illegible] آدمی تھا اس کا ایک چھوٹا بچہ تھا اور اس کے پاس ایک بچھیا تھی جب وہ مرنے لگا تو اس نے [illegible] اس کے بچے کے لیے [illegible] تیرے پاس امانت [illegible] اور اس بچے کو تیرے سپرد [illegible]۔ پھر اس بچھیا کو جنگل میں چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے [illegible] اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں [illegible]۔ اور جب بچہ [illegible] ہو گیا تو [illegible] جنگل میں گیا جہاں وہ گائے چرا کرتی تھی۔ [illegible] وہ گائے اس کے پاس آ گئی جب بنی اسرائیل نے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے [illegible] والی گائے کی تلاش [illegible] صفات سے متصف صرف یہی گائے تھی جو ایک یتیم کے [illegible]۔ بنی اسرائیل نے [illegible] قیمت [illegible] اس قصے سے یہ سبق بھی ملتا ہے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کے حوالے ہو [illegible] کوئی چھین نہیں سکتی اور جس چیز کا تعلق [illegible] ہوتا ہے۔ [illegible]

مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ

یہ منظر دیکھنے کے بعد بھی وہ تو پتھر کی طرح سخت ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت ۹۲ کیونکہ کچھ

الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ

پتھر ایسے بھی ہیں جن سے پھوٹ نکلتی ہیں نہریں اور کچھ ایسے بھی ہیں کہ جو پھٹتے ہیں تو ان سے

مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا

پانی نکلنے لگتا ہے اور کچھ ایسے بھی ہیں جو گر پڑتے ہیں خوف الہی سے اور اللہ

اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (٧٤) اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ

بے خبر نہیں ہے ان کرتوتوں سے جو تم کرتے ہو تمہیں کیا لالچ ہے یہ امید رکھتے ہو کہ یہ یہودی ایمان لائیں گے

وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ

تمہارے کہنے سے حالانکہ ایک گروہ ان میں ایسا تھا جو سنتا تھا کلام الٰہی کو پھر بدل دیتے تھے اسے

مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (٧٥) وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

خوب سمجھ لینے کے بعد جان بوجھ کر ۹۳ اور جب ملتے ہیں ایمان والوں سے

قدر و قیمت کا اندازہ ان کی موجودہ چیزوں سے نہیں لگایا جا سکتا۔

۹۲ انسان جب سنورتا ہے تو فرشتوں کا قبلہ بن جاتا ہے اور جب بگڑتا ہے تو اب بھی وہ سنگ دلی میں پتھروں کو بھی مات کر دیتا ہے۔ کیونکہ پتھر تو اللہ کے خوف سے لرزتے بھی ہیں اور اپنے حال کے مطابق اس کی حمد و ثنا بھی کرتے رہتے ہیں اور یہ یہودی اپنے رب سے غافل نادانی کے میدان میں ہیں تو وہ ہوس کے گھوڑے سرپٹ دوڑائے چلا جاتا ہے۔

۹۳ مسلمانوں کو بتایا جا رہا ہے کہ ان کا کوئی دین نہیں رہا۔ یہ جانتے ہیں کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ ان کی صفات کے ذکر اور علامات کے بیان سے ان کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ وہ جان بوجھ کر انکار کر رہے ہیں۔ ایسے لوگوں سے ایمان لانے کی امید رکھنا بے کار ہے

اس سے معلوم ہوا کہ حق پوشی اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف کو چھپانا اور آپ کے کمالات کا انکار کرنا

قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۖۚ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْۤا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ

تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے ہیں ف اور جب تنہا ہوتے ہیں ایک دوسرے سے تو کہتے ہیں کیا تم بیان کرتے ہو ان سے

بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ اَفَلَا

جو کھولا ہے اللہ نے تم پر تاکہ وہ دلیل لائیں تم پر اس بات سے تمہارے رب کے سامنے کیا تو

تَعْقِلُوْنَ ۝۷۶ اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا

تم نہیں سمجھتے کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ

يُعْلِنُوْنَ ۝۷۷ وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّاۤ اَمَانِيَّ

ظاہر کرتے ہیں اور ان میں کچھ ان پڑھ ہیں جو نہیں جانتے کتاب کو مگر جھوٹی آرزوئیں کے

وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ۝۷۸ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ

اور وہ محض وہم و گمان ہی کرتے رہتے ہیں ف پس ہلاکت ہو ان کے لیے جو لکھتے ہیں کتاب

یہود کا شیوہ تھا۔ مسلمان کا دعویٰ کرنے والوں کو زیب نہیں دیتا کہ اپنے محبوب اولیاء بزرگوں کے کمالات بیان کرنے سے [illegible] حال میں تعصب ہو اور محض فضل [illegible] سے [illegible] ہو۔ حضرت شاہ مصطفےٰ حبیب اللہ علیہ وآلہ وسلم حبیب تحقیقی واحسن [illegible] کے [illegible] سے [illegible]۔

ف یہاں سے یہودی منافقوں کے احوال کا بیان ہے۔ یعنی جب مسلمانوں سے ملتے ہیں تو [illegible] ظاہر کرتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں [illegible] ایمان لائے ہیں کیونکہ حضور کی نعت میں ہماری کتاب میں مذکور ہیں وہ سب حضور میں پائی جاتی ہیں۔ ان کی ایسی باتوں پر دوسرے یہودی ان کو ملامت کرتے [illegible] کہ ایسی باتیں بتا کر [illegible] اقرار کرتے ہو تمہارے نبی آپ سے وہ تمہارے مذہب کی تردید کریں گے جو توریت کی [illegible] آیت [illegible] سے ذکر کرتے ہو [illegible] بات سے وہ تم پر حجت قائم کر دیں گے۔ [illegible] کی تفسیر جس کو علامہ زمخشری اور علامہ بیضاوی نے پسند کیا ہے وہ یہ ہے کہ [illegible] کتاب [illegible] تمہارے سب کی [illegible] تو ذکر کریں گے [illegible] کی کتاب [illegible] جیسے [illegible] اس کا [illegible] ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اس مسئلہ کا ذکر ہے۔

بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ

[illegible]

ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُم

[illegible]

مِّمَّا يَكْسِبُونَ ۞ وَقَالُوا لَن تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَةً

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ

آپ فرمائیے کیا لے رکھا ہے تم نے اللہ سے کوئی وعدہ تب تو خلاف ورزی نہ کرے گا اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ

اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۸۰ بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً

کی یا یونہی بہتان باندھتے ہو اللہ پر جو تم جانتے ہی نہیں ہاں ہمارا قانون یہ ہے جس نے بھی کمائی کی برائی

وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ

اور گھیر لیا اس کو اس کی خطاء نے تو وہی دوزخی ہیں وہ

فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۸۱ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ

اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور جو ایمان لائے اور کئے کام اچھے وہی

اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۸۲ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ

جنتی ہیں وہ اس جنت میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور یاد کرو جب لیا تھا ہم نے پختہ وعدہ

کریں گے اور خدا کے پاس واپس آجائیں گے (جلد ۵ صفحہ ۵۹۳) یہودی بعض یہود کا عقیدہ یہ تھا کہ انہیں صرف چالیس روز عذاب ہوگا۔ یہ وہ مدت ہے جس میں بنو اسرائیل نے بچھڑے کی پوجا کی تھی۔ خدا کے متعلق ان کا تصور بڑا ہی عجیب تھا ایک طرف تو اس کے جبر و قہر کا یہ عالم کہ جو گناہ ان کے باپ دادا سے سرزد ہوا اس کی سزا صرف ان مجرموں تک محدود نہیں رکھی بلکہ ان کی نسل سے قیامت تک جو اولاد ہوگی وہ اس گناہ کی سزا بھگتے گی۔ اور دوسری طرف اس کے عفو و درگزر کی یہ کیفیت کہ کسی سنگین سے سنگین گناہ کے بارے میں اس کے اصلی مجرم سے بھی باز پرس نہیں۔ افراط و تفریط کا یہ بوالعجب مجموعہ ہوش و خرد کے لیے ناقابلِ حل معمہ ہے

ف قرآن حکیم یہاں نجات و بخشش کا اصل الاصول بیان فرما رہا ہے۔ نجات کا دارومدار کسی قوم و نسب سے وابستگی پر نہیں بلکہ ایمان اور عمل صالح پر ہے۔ اسلام سے پہلے انسانیت کی تقسیم رنگ اور نسل اور وطن کی بنیادوں پر ہوتی تھی ہر سفید رنگ والا خواہ اس کا نامۂ عمل کتنا سیاہ ہو ہر کالی رنگت والے سے برتر ہے خواہ اس کی سیرت جیسی ہو وہ خدا کا بندہ ہو۔ ہر برہمن وہ کتنا جاہل اور کمینہ ناتراش ہی کیوں نہ ہو افضل ہے ہر فاضل اور کامل سے جسے کسی برہمن ماں نے جنم نہیں دیا۔ جرمنی کی حدود میں پیدا ہونے والا ہر فرد وہ کتنا ہی گنوار اور زیاں کار کیوں نہ ہو اپنی نجابت میں لاجواب ہے۔ یہ

بَنِىٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۗ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا

بنی اسرائیل سے اس بات کا کہ نہ عبادت کرنا بجز اللہ کے اور ماں باپ سے بھی حسن سلوک کرنا

وَّذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا

نیز رشتہ داروں یتیموں اور مسکینوں سے بھی معروف برتاؤ کرنا اور کہنا لوگوں سے اچھی باتیں

وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ

اور صحیح ادا کرنا نماز اور دیتے رہنا زکوٰۃ پھر تم روگرداں ہو گئے تم نے منہ موڑ لیا بجز تھوڑے آدمیوں کے تم میں سے

وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ

اور تم روگردانی کرنے والے ہو اور یاد کرو جب لیا ہم نے تم سے پختہ وعدہ کہ تم نہ بہاؤ گے اپنوں کا خون

وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ

اور نہیں نکالو گے اپنوں کو اپنے وطن سے پھر تم نے اس کا اقرار کیا تھا اور تم خود

تَشْهَدُوْنَ ۝ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ

تم خود اس کے گواہ ہو پھر تم وہی ہو جو اپنوں کو قتل کرتے ہو اور اپنوں کو نکال باہر کرتے ہو

شرف اسلام کو حاصل ہے جس نے ان فاسد قیدوں کو کچل پھینکا اور انسانیت کی تقسیم [illegible] صالح اور فاسق، نیک اور بد کی [illegible] اور اس طرح [illegible] سے سب جھوٹے سہارے چھین لیے اور نیکی اور تقوے کے میدان میں سبقت لے جانے والوں کے [illegible] سب [illegible] کر دیا [illegible]

ف یعنی بنی اسرائیل نے اپنی قوم سے جن عقائد پر ایمان لانے، معاملات اور عبادات کے جن احکام پر کاربند ہونے اور اخلاق کے جن اصولوں کو اپنانے کا پختہ وعدہ کیا تھا اللہ تعالیٰ نے انہیں اسی کی یاد دہانی کرائی اور ساتھ ہی ان کی وعدہ شکنی کا حال بھی [illegible] شاید وہ اپنی غلطیوں سے توبہ کر لیں اور احکام الٰہی کی تعمیل کرنے لگیں۔

فَرِيقًا مِّنكُم مِّن دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُونَ عَلَيْهِم بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

[illegible] ان کے وطن سے [illegible] مدد دیتے ہو ان کے خلاف دشمنوں کو گناہ اور ظلم سے

وَإِن يَأْتُوكُمْ أُسٰرٰى تُفٰدُوهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ

[illegible]

أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ

[illegible] کتاب کے کچھ حصے پر [illegible]

مَن يَفْعَلُ ذٰلِكَ مِنكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ

[illegible] دنیا کی زندگی میں [illegible]

الْقِيٰمَةِ يُرَدُّونَ إِلٰٓى أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغٰفِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝

[illegible] سخت عذاب [illegible]

أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ

یہی [illegible] دنیا کی زندگی آخرت کے [illegible]

[illegible]

عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ

نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو اور نہ ان کی مدد کی جائے اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی

وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ۫ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ

اور اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو کھلی نشانیاں عطا فرمائیں

وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤى

اور پاک روح سے اس کی مدد کی تو کیا جب تمہارے پاس کوئی رسول وہ لے کر آئے جو تمہارے نفس کی خواہش نہیں

اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ۫ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ۝ وَ

تکبر کرتے ہو تو ان میں ایک گروہ کو تم جھٹلاتے اور ایک گروہ کو شہید کرتے ہو اور

قَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝

یہودی بولے ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہیں بلکہ اللہ نے ان پر لعنت کی ان کے کفر کے سبب تو ان میں تھوڑے ایمان لاتے ہیں

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَ

اور جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب آئی جو ان کے ساتھ والی کتاب کی تصدیق فرماتی ہے اور

[illegible] جس پر عمل کرنا نفس پر آسان معلوم ہوا اس پر عمل کر لیا اور جس پر عمل کرنے سے [illegible] نفس کا اندیشہ ہوا اسے چھوڑ دیا [illegible]
[illegible] ان کے [illegible] بڑی حجت ہے

[illegible] اور [illegible] چار ہزار [illegible]

اس سے مراد حضرت جبریل علیہ السلام ہیں بعض مفسرین نے کہا اس سے اسم اعظم مراد ہے جس کی برکت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مُردوں کو زندہ کرتے تھے

یہودی [illegible] کہتے تھے کہ ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں [illegible] محفوظ ہیں کسی [illegible] کسی کی [illegible] استدلال کسی کے معجزات [illegible] اپنے عقائد سے [illegible] نہیں کرتے [illegible] حقیقت یہ ہے کہ [illegible] مسلسل [illegible] لعنت [illegible]

كانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا فلما جاءهم

[illegible]

ما عرفوا كفروا به فلعنة الله على الكافرين بئسما اشتروا به

[illegible]

أنفسهم أن يكفروا بما أنزل الله بغيا أن ينزل الله من

[illegible]

فضله على من يشاء من عباده فباءو بغضب على غضب

[illegible]

وللكافرين عذاب مهين وإذا قيل لهم آمنوا بما أنزل

[illegible]

[illegible]

ٱللَّهُ قَالُوا۟ نُؤْمِنُ بِمَآ أُنزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُونَ بِمَا وَرَآءَهُۥ وَهُوَ

[illegible]

ٱلْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ۗ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُونَ أَنۢبِيَآءَ ٱللَّهِ مِن

[illegible]

قَبْلُ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ وَلَقَدْ جَآءَكُم مُّوسَىٰ بِٱلْبَيِّنَٰتِ ثُمَّ

[illegible]

ٱتَّخَذْتُمُ ٱلْعِجْلَ مِنۢ بَعْدِهِۦ وَأَنتُمْ ظَٰلِمُونَ ۝ وَإِذْ أَخَذْنَا

[illegible]

مِيثَٰقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ ٱلطُّورَ خُذُوا۟ مَآ ءَاتَيْنَٰكُم بِقُوَّةٍ وَٱسْمَعُوا۟ ۖ

[illegible]

قَالُوا۟ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَأُشْرِبُوا۟ فِى قُلُوبِهِمُ ٱلْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ۚ

[illegible]

نبی علاوہ کیوں بھیجا گیا۔ نبی [illegible] یہ تو اللہ تعالیٰ کی اپنی مرضی ہے جس پر چاہے اپنا فضل و کرم فرما دے۔

۲؎ جب انہیں قرآن پر ایمان لانے کی دعوت دی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو صرف اسی وحی پر ایمان رکھتے ہیں جو ہمارے نبیوں پر اتری۔ اس کے علاوہ کسی دوسری وحی پر ایمان لانے کی ہمیں ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تمہیں اپنے نبیوں پر نازل شدہ وحی پر بھی ایمان ہوتا تو ان کو قتل کرنے کی جرأت نہ کرتے۔ ان کا یہ قتل کرنا ان کے عدم ایمان کی واضح دلیل ہے۔

۳؎ ان کی ناشکری کی طویل فہرست سے چند واقعات کی طرف اشارہ کر کے ان کے اس دعویٰ کے بطلان کو واضح کیا جا رہا ہے کہ وہ سچے ایماندار اور صدق دل سے ایمان لا چکے تھے۔

قُلْ بِئْسَمَا يَأْمُرُكُمْ بِهِۦٓ إِيمَٰنُكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ قُلْ إِن

[illegible]

كَانَتْ لَكُمُ ٱلدَّارُ ٱلْءَاخِرَةُ عِندَ ٱللَّهِ خَالِصَةً مِّن دُونِ ٱلنَّاسِ

[illegible]

فَتَمَنَّوُا۟ ٱلْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ۝ وَلَن يَتَمَنَّوْهُ أَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ

[illegible]

أَيْدِيهِمْ ۗ وَٱللَّهُ عَلِيمٌۢ بِٱلظَّٰلِمِينَ ۝ وَلَتَجِدَنَّهُمْ أَحْرَصَ ٱلنَّاسِ

[illegible]

عَلَىٰ حَيَوٰةٍ ۚ وَمِنَ ٱلَّذِينَ أَشْرَكُوا۟ ۚ يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ أَلْفَ

[illegible]

سَنَةٍ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهِۦ مِنَ ٱلْعَذَابِ أَن يُعَمَّرَ ۗ وَٱللَّهُ بَصِيرٌۢ

[illegible]

ف [illegible]

ف [illegible]

بِمَا يَعْمَلُونَ ۞ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ

[illegible]

قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ

[illegible]

لِلْمُؤْمِنِينَ ۞ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلَّهِ وَمَلَٰٓئِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ

[illegible]

وَمِيكَٰلَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِّلْكَٰفِرِينَ ۞ وَلَقَدْ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ءَايَٰتٍ

[illegible]

بَيِّنَٰتٍ ۖ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ إِلَّا الْفَٰسِقُونَ ۞ أَوَكُلَّمَا عَٰهَدُوا عَهْدًا

[illegible]

نَّبَذَهُ فَرِيقٌ مِّنْهُم ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۞ وَلَمَّا جَآءَهُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِیْقٌ مِّنَ

[illegible]

الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ

[illegible]

لَا یَعْلَمُوْنَ ۫ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّیٰطِیْنُ عَلٰی مُلْكِ سُلَیْمٰنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ

[illegible]

السِّحْرَ وَمَا أُنزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ

[illegible]

وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ أَحَدٍ حَتّٰى يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ وَمَا هُمْ

[illegible]

بِضَآرِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ

[illegible]

[illegible] ان کے نزدیک جادو [illegible]

[illegible] میں آگاہ کرتے تاکہ وہ اس سے پرہیز کریں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَلَا يَنْفَعُهُمْ ۚ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ

[illegible]

خَلَاقٍ ۚ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ۚ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ

[illegible]

وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ۚ لَوْ كَانُوْا

[illegible]

يَعْلَمُوْنَ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَاسْمَعُوْا ۗ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔ مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ

اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے وہ جو کافر ہیں

اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ

کتابی یا مشرک وہ نہیں چاہتے کہ تم پر کوئی بھلائی اترے

رَّبِّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ

تمہارے رب کے پاس سے اور اللہ اپنی رحمت سے خاص کرتا ہے جسے چاہے اور اللہ بڑے فضل

الْعَظِيْمِ ۔ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ

والا ہے جب کوئی آیت ہم منسوخ فرمائیں یا بھلا دیں تو اس سے بہتر یا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِثْلِهَا ۗ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ

(لا دیتے ہیں) اس جیسی [illegible] کیا تو نہیں جانتا کہ [illegible] ہے کیا تو نہیں جانتا کہ

اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اللہ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی اور تمہارا اللہ کے سوا

مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ

کوئی یار و مددگار نہیں کیا تم چاہتے ہو کہ پوچھو اپنے رسول سے

كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۗ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ

جیسے سوال کیے گئے موسیٰ سے اس سے پہلے اور جو بدلتا ہے کفر کو ایمان سے

[illegible]

[illegible] ایک دن تو قرآن میں ایک حکم دیتا ہے کل اسے [illegible] اور ایک دوسرے [illegible]

[illegible] ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کے شایان شان نہیں اس لیے قرآن خدا کی کتاب نہیں [illegible]

[illegible] ہے جو حکم پہلے [illegible] تھے وہ ہمیشہ کے لیے نہیں تھے بلکہ ایک خاص وقت کے لیے تھے جب اس کا وقت ختم ہو [illegible]

[illegible]

[illegible] مصلحت کے [illegible] بعد میں منسوخ کر دیے گئے [illegible]

[illegible]

[illegible] مسلمانوں کو ایسا کرنے سے منع فرما دیا۔

فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيلِ ۝ وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم

تو بیشک وہ بھٹک گیا سیدھے راستے سے ۔ دل سے چاہتے ہیں بہت سے اہل کتاب کہ کسی طرح پھیر دیں تمہیں

مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚ حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن

ایمان لانے کے بعد کافر ف۱۲۵ (ان کی یہ آرزو) بوجہ اس حسد کے ہے جو ان کے دلوں میں ہے

بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۖ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ

(یہ سب کچھ) اس کے بعد جبکہ خوب ظاہر ہو چکا ہے ان پر حق پس (اے غلامان مصطفیٰ) معاف کرتے رہو اور درگزر کرتے رہو

بِأَمْرِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَ

یہاں تک کہ بھیجے اللہ تعالیٰ اپنا حکم بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور صحیح ادا کرو نماز اور

آتُوا الزَّكَاةَ ۚ وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ

دیا کرو زکوٰۃ اور جو کچھ آگے بھیجو گے اپنے لیے نیکیوں سے ضرور پاؤ گے اس کو اللہ کے

اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ وَقَالُوا لَن يَدْخُلَ الْجَنَّةَ

پاس ف۱۲۶ بیشک اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو خوب دیکھ رہا ہے اور انہوں نے کہا نہیں داخل ہوگا جنت میں ہرگز

کرید سے جیسے یہودیوں کی طرح ہر قیل و قال نہ کیا کرو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ جن امور کے کرنے کا حکم دیا جائے ان کو کرو جن سے منع کیا جائے اس سے باز رہو۔ اور جن امور کے متعلق اللہ اور اس کے رسول نے سکوت اختیار فرمایا ہے انہیں مت چھیڑو۔ اسی میں تمہاری سلامتی ہے۔

ف۱۲۵ یہود ضد اور ہٹ دھرمی کے باعث خود بھی دولت ایمان سے محروم رہے اب حسد کے مارے چاہتے ہیں کہ کوئی اور بھی دولت ایمان سے مالا مال نہ ہو۔ جو ہر وقت کوشاں رہتے ہیں کہ اسلام سے برگشتہ کرنے کے لیے سازشیں کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فرماتا ہے کہ ابھی ان کی حرکات کو نظر انداز کیا کرو اور تم ان سے درگزر کرتے رہو۔ بات بات پر ان سے الجھنے کی ضرورت نہیں جب مناسب ہوگا ان کا قلع قمع کرنے کا تمہیں حکم دے دیا جائے گا۔

ف۱۲۶ یعنی جو بھلائی یا نیکی تم کرو گے وہ بھلا نہیں دی جائے گی بلکہ اس کا پورا پورا اجر تمہیں عطا کیا جائے گا۔

إِلَّا مَنْ كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ ۗ تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ ۗ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ

بجز اُن کے جو یہودی ہیں یا عیسائی یہ ان کی من گھڑت باتیں ہیں آپ فرمائیے لاؤ اپنی کوئی دلیل

إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿١١١﴾ بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ

اگر تم سچے ہو ہاں جس نے بھی جھکا دیا اپنے آپ کو اللہ کے لیے اور وہ

مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

مخلص بھی ہو تو اسی کے لیے ہے اس کا اجر اپنے رب کے پاس ۲۷۴ نہ کوئی خوف ہے انھیں اور نہ ہی وہ

يَحْزَنُونَ ﴿١١٢﴾ وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ وَ

غمگین ہوں گے اور کہتے ہیں یہودی کہ نہیں ہیں عیسائی سیدھی راہ پر اور

قَالَتِ النَّصَارَىٰ لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ

کہتے ہیں عیسائی نہیں ہیں یہودی سیدھی راہ پر ۲۷۵ حالانکہ وہ سب پڑھتے ہیں

الْكِتَابَ ۗ كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللَّهُ

(آسمانی) کتاب اسی طرح کہی ان لوگوں نے جو کچھ نہیں جانتے ان کی سی بات ۲۷۶ تو اللہ

يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١١٣﴾ وَ

اللہ فیصلہ فرمائے گا ان کے درمیان قیامت کے دن جن باتوں میں وہ جھگڑتے رہتے تھے اور

---

۲۷۴ یہ سب دعوے باطل ہیں۔ نجات کا صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے ایمان اور عمل صالح۔ جس نے اپنی ذات اپنی خواہشات کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے جھکا دیا وہی درگاہ الٰہی میں سرخرو ہوگا۔ یہاں رنگ و نسل اور قومیت کی کوئی قید نہیں

۲۷۵ نجران کے عیسائی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو ان کی آمد کی خبر سن کر علماء یہود بھی وہاں پہنچ گئے۔ فریقین میں گفتگو شروع ہو گئی۔ اثناء کلام میں یہود نے کہہ دیا کہ نصاریٰ کا مذہب بالکل باطل ہے اور نصاریٰ نے بھی جواباً کہہ دیا کہ یہود کا حق وصداقت سے کوئی واسطہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ دونوں کی غلطی کا اظہار فرماتے ہیں کہ جب تورات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد اور ان کی

مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ

[illegible]

وَسَعٰى فِىْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَا

[illegible]

اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ

[illegible]

عَظِيْمٌ ۞ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ

[illegible]

[illegible] (TITUS) [illegible]

[illegible]

[illegible]

وجه الله إن الله واسع عليم وقالوا اتخذ الله ولدا سبحنه

[illegible]

بل له ما في السموت والارض كل له قنتون بديع

[illegible]

السموت والارض واذا قضى امرا فانما يقول له كن

[illegible]

فيكون وقال الذين لا يعلمون لولا يكلمنا الله او تاتينا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ءَايَةٌ ۚ كَذَٰلِكَ قَالَ ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِهِم مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ۘ تَشَٰبَهَتْ

[illegible]

قُلُوبُهُمْ ۗ قَدْ بَيَّنَّا ٱلْءَايَٰتِ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ ۝ إِنَّآ أَرْسَلْنَٰكَ بِٱلْحَقِّ

[illegible]

بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۖ وَلَا تُسْـَٔلُ عَنْ أَصْحَٰبِ ٱلْجَحِيمِ ۝ وَلَن

[illegible]

تَرْضَىٰ عَنكَ ٱلْيَهُودُ وَلَا ٱلنَّصَٰرَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۗ قُلْ

[illegible]

إِنَّ هُدَى ٱللَّهِ هُوَ ٱلْهُدَىٰ ۗ وَلَئِنِ ٱتَّبَعْتَ أَهْوَآءَهُم بَعْدَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ

[illegible]

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ

[illegible]

بِهٖ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

[illegible]

اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى

[illegible]

الْعٰلَمِيْنَ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ

[illegible]

مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ وَاِذِ ابْتَلٰٓى

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِبْرٰهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمٰتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا

[illegible]

قَالَ وَمِن ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِينَ ۝ وَإِذْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ

[illegible]

اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا

[illegible]

بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝ وَاِذْ قَالَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِبْرَٰهِـۧمُ رَبِّ ٱجْعَلْ هَٰذَا بَلَدًا ءَامِنًا وَٱرْزُقْ أَهْلَهُۥ مِنَ ٱلثَّمَرَٰتِ

کی ابراہیم نے اے میرے رب بنا دے اس کو شہر امن والا اور روزی دے اس کے رہنے والوں کو پھلوں سے

مَنْ ءَامَنَ مِنْهُم بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْءَاخِرِ ۖ قَالَ وَمَن كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُۥ

جو ان میں سے ایمان لائے اللہ پر اور روز آخرت پر فرمایا اور جس نے کفر کیا اسے بھی فائدہ دوں گا

قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُۥٓ إِلَىٰ عَذَابِ ٱلنَّارِ ۖ وَبِئْسَ ٱلْمَصِيرُ ۝١٢٦ وَ

تھوڑا سا پھر اسے مجبور کر کے لے جاؤں گا عذاب دوزخ کی طرف اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے اور

إِذْ يَرْفَعُ إِبْرَٰهِـۧمُ ٱلْقَوَاعِدَ مِنَ ٱلْبَيْتِ وَإِسْمَٰعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ

یاد کرو جب اٹھا رہے تھے ابراہیم علیہ السلام بنیادیں خانہ کعبہ کی اور اسماعیل علیہ السلام بھی (کہتے تھے) اے ہمارے رب قبول فرما

مِنَّآ ۖ إِنَّكَ أَنتَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ ۝١٢٧ رَبَّنَا وَٱجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ

ہم سے بے شک تو ہی سننے والا جاننے والا ہے اے ہمارے رب بنا ہم دونوں کو فرمانبردار اپنا اور

وَمِن ذُرِّيَّتِنَآ أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ

ہماری اولاد میں سے بھی ایک جماعت ہو تیری فرمانبردار اور بتا ہمیں ہماری عبادت کے طریقے اور توجہ

پاک صاف رکھنا ضروری ہوا۔ اسی دلیل سے ہر مسجد کو پاک و صاف رکھنے کا حکم ثابت ہوتا ہے۔

نشہ حضرت خلیل نے عرض کی کہ اے رب! اس شہر کو امن کا گہوارہ بنا دے اور اس کے ایماندار شہریوں کو تر و تازہ پھل کھانے کے لیے عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے [illegible] ۔ امامت کے سلسلہ میں چونکہ یہ ہدایت کی گئی تھی کہ [illegible] کا حصہ ہے اس سے سبق سیکھ کر حضرت خلیل نے رزق طلب کی دعا صرف اہل ایمان کے لیے کی۔ پروردگار عالم نے فرمایا رزق تو میں سب کو دوں گا لیکن کافر چند روزہ زندگی گزارنے کے بعد [illegible] دوزخ میں پھینک دیئے جائیں گے

نشہ خانہ کعبہ کی دیواریں [illegible] اور [illegible] کے ہاتھوں سے دونوں [illegible] ہوئے ہیں [illegible] اس وقت اللہ کے [illegible]

عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ

[illegible]

رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ وَمَن يَرْغَبُ عَن مِّلَّةِ

اور انہیں صاف ستھرا فرمادے بیشک تو ہی بہت زبردست اور حکمت والا ہے اور کون ہے جو منہ پھیرے ملت سے

إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَن سَفِهَ نَفْسَهُ ۚ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا ۖ

ابراہیم کی مگر وہی جس نے اپنی جان کو احمق بنایا اور بیشک ہم نے اسے چن لیا دنیا میں

وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ ۖ

اور بلاشبہ وہ قیامت کے دن نیکوکاروں میں ہوں گے اور یاد کرو جب ان سے ان کے رب نے فرمایا کہ فرمانبردار ہو جا

قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ وَوَصَّىٰ بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ

انہوں نے کہا میں فرمانبردار ہو گیا رب العالمین کے لیے اور وصیت کی اسی بات کی ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو

[illegible] جلوہ دکھا سکیں۔

حکمت سے کیا مراد ہے ؟ [illegible] حکمت کہتے ہیں [illegible] قرآن کی [illegible] قرآن [illegible] حکمت [illegible] سنت [illegible] حکمت [illegible] قرآن [illegible] سنت [illegible] حکمت [illegible] سنت [illegible]

[illegible] سنت [illegible] حکمت [illegible]

[illegible] قبول کرنے کے [illegible]

[illegible] نفع اور نقصان [illegible]

وَيَعْقُوبُ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ

[illegible]

اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۞ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ

[illegible]

الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ قَالُوْا نَعْبُدُ

[illegible]

اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا

[illegible]

وَّاحِدًا ۚ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۞ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْـَٔلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ وَ

[illegible]

قَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوا قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرٰهٖمَ

[illegible]

حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا

[illegible]

أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلٰى إِبْرٰهٖمَ وَإِسْمٰعِيلَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ

[illegible] ہماری طرف [illegible] اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب

وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسٰى وَعِيسٰى وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ

[illegible] موسیٰ [illegible] عیسیٰ [illegible]

[illegible]

ف [illegible]

رَبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ۝

[illegible]

فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا ۖ وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا

[illegible]

هُمْ فِي شِقَاقٍ ۖ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝

[illegible]

صِبْغَةَ اللَّهِ ۖ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً ۖ وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ ۝

[illegible]

قُلْ أَتُحَاجُّونَنَا فِي اللَّهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ وَلَنَا أَعْمَالُنَا وَ

[illegible]

لَكُمْ أَعْمَالُكُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ ۝ أَمْ تَقُولُونَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطَ

کہ ابراہیم و اسمٰعیل و اسحاق و یعقوب اور ان کے بیٹے

كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ وَ مَنْ

یہودی تھے یا عیسائی فرمایئے کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ اور کون

اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ

زیادہ ظالم ہے اُس سے جو چھپاتا ہے گواہی جو اللہ کی طرف سے اس کے پاس ہے اور اللہ بے خبر نہیں ہے جو

عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۰﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ

تم کر رہے ہو وہ ایک اُمت تھی جو گزر چکی اُسے ملے گا جو اس نے کمایا

وَ لَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَ لَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۱﴾ ع

اور تمہیں ملے گا جو تم نے کمایا اور تم سے نہ پوچھا جائے گا اس سے جو وہ کیا کرتے تھے

۱۶ ع ۲

چڑھ جاتا ہے تو اللہ کا رنگ چڑھاؤ جو نہ پانی سے دُھلے نہ دھوپ سے اُڑے اور نہ وقت گزرنے پر پھیکا پڑے۔ بھلا یہ ناپائیدار رنگ بھی کوئی رنگ ہے جس پر تم اترا رہے ہو۔ اور اللہ کا رنگ یہی توحید خالص کا رنگ ہے جس کو چڑھانے والا سید انس و جاں محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے

سَيَقُولُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي

[illegible]

كَانُوا عَلَيْهَا قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَّشَآءُ

[illegible]

إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُونُوا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۗ وَمَا

[illegible]

جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ ۚ وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى

[illegible]

الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ۗ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ

[illegible]

بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿١٤٣﴾ قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ

[illegible]

فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ

تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف ؎

وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

اے مسلمانو تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو ؎ اور وہ جنہیں کتاب ملی ہے

الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝

ضرور جانتے ہیں کہ یہ انہیں کے رب کی طرف سے حق ہے ؎ اور اللہ ان کے کوتکوں سے بے خبر نہیں

وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَاۤ

اور اگر تم ان کتابیوں کے پاس ہر نشانی لے کر آؤ وہ تمہارے قبلہ کی پیروی نہ کریں گے اور

اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ؕ وَلَئِنِ

نہ تم ان کے قبلہ کی پیروی کرو اور وہ آپس میں بھی ایک دوسرے کے قبلہ کے تابع نہیں اور اگر تو ان کی خواہشوں پر چلا

کی طرف اٹھنا [illegible] ہے جب تک قبلہ [illegible] بنا کر [illegible] کیا جائے [illegible] حضرت اس منظر [illegible] کا اب بھی [illegible] مشاہدہ فرما رہا ہے۔ فرمایا ہم دیکھ رہے ہیں تمہارا بار بار آسمان کی طرف اپنے رخ انور کا اٹھانا کیا شان محبوبیت ہے سبحان اللہ

؎ جب یہ آیت نازل ہوئی حضور ﷺ نے صحابہ کرام کے ساتھ مسجد بنی سلمہ میں ظہر کی نماز با جماعت پڑھ رہے تھے دو رکعتیں ادا ہو چکی تھیں کہ یہ آیت نازل ہوئی اسی وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیت المقدس سے منہ موڑ کر کعبہ کی طرف رخ فرمایا۔ صحابہ کرام نے بھی آپ کے پیچھے کعبہ کی طرف منہ پھیر لیے۔ مدینہ کی دوسری مسجدوں میں بھی جہاں جہاں جماعت ہو رہی تھی جب یہ خبر پہنچی تو تمام صحابہ کرام نے اپنے رخ پھیر لیے اور دنیا کو [illegible] کا ایک بے مثال نمونہ دکھایا [illegible] صحابہ کرام [illegible] کی [illegible] جماعت میں [illegible]

؎ اللہ تعالیٰ نے [illegible] کہ آپ یہود کے [illegible] سے پریشان نہ ہوں ان کی کتابوں میں تحویل قبلہ کا ذکر موجود ہے [illegible] اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اب محض تعصب [illegible] کرتے ہیں اس لیے ان کے سامنے جتنے دلائل پیش کیے جائیں [illegible] ہدایت نہ ہوگی۔

اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ إِنَّكَ إِذًا لَمِنَ

آپ پیروی کریں گے ان کی خواہشوں کی بعد اس کے جو آ چکا ہے آپ کے پاس علم تو یقیناً آپ اس وقت

الظَّالِمِينَ ۝ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ

ظالموں سے ہوں گے وہ لوگ جنہیں ہم نے دی ہے کتاب وہ پہچانتے ہیں اسے جیسے پہچانتے ہیں

أَبْنَاءَهُمْ ۖ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ

اپنے بیٹوں کو اور بے شک ایک گروہ ان میں سے چھپاتے ہیں حق کو دانستہ

الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ ۖ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ۝ وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ

یہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے تو ہرگز نہ ہو جانا شک کرنے والوں سے اور ہر ایک کے لیے ایک سمت ہے

ف اس آیت میں بظاہر خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن مراد امت ہے کیونکہ امت سے تو اپنے محسن کی خواہشات کی تابعداری ممکن ہے لیکن نبی کی ذات مقدسہ سے یہ متصور ہی نہیں ہو سکتی اس سے تو ناممکن ہے تو ایسا [illegible] ہو [illegible] کے باعث حضور کی طرف نسبت کی گئی۔ [illegible] شبيه وهو خطاب له عليه السلام والمراد امته (قرطبی)۔

ف۲ یعنی اہل کتاب آپ کو ایسے ہی اچھی طرح پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو کیونکہ تورات میں حضور کی صفات اور علامات یوں صاف صاف لکھے ہیں کہ شک کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔

ف۳ تحویل قبلہ کے بعد یہود و منافقین نے اعتراضات کی بوچھاڑ شروع کر دی اور سادہ لوح مسلمانوں کو طرح طرح کے مکر و فریب سے اسلام سے برگشتہ کرنا چاہا۔ قرآن نے ان کے سب شکوک و شبہات کا ایک ہی مسکت جواب دیا کہ اس رب حقیقی کی عبادت سے مسلمانوں سے پہلے جتنی امتیں گزری ہیں سب کے لیے ایک ایک سمت عبادت کرنے کے لیے مقرر کر دی گئی۔ پیغمبر اسلام نے بھی سب کے حکم کے مطابق کعبہ کو اپنی امت کا قبلہ مقرر کر دیا تو اس میں کیا ایسی بات ہے کہ تم یوں چیں بجبیں ہو گئے بلکہ حکمت الٰہی کا تقاضا بھی یہی ہے کہ کعبہ جیسے بابرکت و مقدس جو ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کے مقدس ہاتھوں سے تعمیر ہوا نبی کے [illegible] اور رسل امین کے لیے قبلہ بنایا جائے۔

هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۚ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللّٰهُ

وہ اسی کی طرف منہ کرتا ہے پس تم سبقت کرو نیکیوں میں جہاں کہیں تم ہو گے لے آئے گا تم کو اللہ تعالیٰ

جَمِيعًا ۚ إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (۱۴۸) وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ

سب کو یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور جہاں سے بھی آپ نکلیں

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ ۗ

تو منہ پھیر لیں نماز کے وقت اپنا رخ مسجد حرام کی طرف اور بے شک یہی حق ہے آپ کے رب کی طرف سے

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ (۱۴۹) وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ

اور نہیں اللہ تعالیٰ بے خبر اس سے جو تم کرتے ہو اور جہاں سے آپ باہر نکلیں تو منہ پھیر لیں

وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ

اپنا رخ نماز کے وقت مسجد حرام کی طرف اور اے مسلمانو جہاں کہیں تم ہو تو پھیر لیا کرو اپنے منہ

شَطْرَهُ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ

اس کی طرف تاکہ نہ رہے لوگوں کو تم پر کوئی حجت کی گنجائش ف۱۶۱ سوائے ان لوگوں کے جو ناانصافی کرتے ہیں ان میں سے

ف۱۶۰ یہ معمولی سی بات ہے قبلوں کا اختلاف ہے جو وضع کی بنا کے وقت نہیں، بات تو یہ ہے وہ خیرات یعنی اپنی اپنی نیکیاں ہیں سب دین حنیف میں ہیں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کا جذبہ پیدا کرو لیکن یہ کام مشکل ہے اس میں نفس کو تکلیف پہنچتی ہے بری خواہشات کا خون کرنا پڑتا ہے اور وہ قصہ یہی کا اصل نہیں۔ اس لیے تم ان حقیقی امور سے روگردانی کیے ہوئے ہو۔ اور فروعی اور غیر اہم چیزوں کو ایمان سے سمجھ لیا دین کا اصل الاصول بس یہی ایک چیز ہے۔

ف۱۶۱ بتا دیا کہ سفر ہو یا حضر، نزدیک ہو یا دور ہر ایک حالت میں تمہارا رخ کعبہ کی طرف ہی ہونا چاہیے ورنہ اہل کتاب و مشرکین تم پر اعتراض کریں گے اور وہ اعتراض بجا ہوگا کیونکہ اہل کتاب نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ نبی موعود کا قبلہ کعبہ ہوگا۔ اگر قبلہ منسوخ ہو کر مسلمان نہیں پڑھو گے تو وہ یہ کہیں گے ان کا جواب نکل گیا کہ یہ وہ نبی نہیں جس کی بشارت

فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ

[illegible]

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ

[illegible]

وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَاذْكُرُونِيٓ أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ

[illegible]

اٰمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِينَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ

لیکن تم اسے سمجھ نہیں سکتے ؏ اور ہم ضرور آزمائیں گے تمہیں کسی ایک چیز کے ساتھ یعنی خوف سے

وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَ

اور بھوک اور کمی کرنے سے تھوڑے سے مال اور جانیں اور پھلوں میں اور

بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا

خوشخبری سنا دیجیے صابرین کو، وہ لوگ کہ جب پہنچتی ہے انہیں کوئی مصیبت کہتے ہیں بیشک ہم

لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ

اللہ کے لیے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں یہی وہ لوگ ہیں کہ ان پر ہیں نوازشیں ان کے رب کی طرف سے اور رحمتیں

مخلوق نے سلامتی کا پیغام ہو اور قرآن کی اس آیت کی صداقت کا بنی نوع آنکھوں سے مشاہدہ کر لیں۔ ومن اصدق من الله قیلا۔
ــــہ یعنی اس زندگی کی حقیقت تم اپنے عقل و حواس سے نہیں سمجھ سکتے۔ اگر تم اس کی اصل دیکھ سکتے تو تم اس کی جرأت نہ کرتے۔

ــــہ جب تک انسان اس دنیا میں ہے، رنج و غم اور مصیبت اسے تنگ کرنے کے لیے وارد ہوتا ہی رہتا ہے۔ قرآن نے یہ راستہ دکھا دیا کہ اس ساحل کی طرف جو لوگ اسلام کے دامن میں پناہ لیتے ہیں وہ اب دنیا کی مصیبتوں اور تکلیفوں سے بچ گئے۔ چنانچہ قرآن نے مسلمانوں کو صبر کی ایک ڈھال دے دی جس سے وہ مصائب کی یورش کے ہر حملے سے بچاؤ کر سکتے ہیں۔ انہیں ایک ایسا عقیدہ دے دیا جو ان کے سکون و قرار کو نازک ترین لمحوں میں بھی سلامت رکھ سکتا ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ جس کے ہاتھ سے صبر کا دامن چھوٹ گیا ہے یا مقابلہ کی ہمت کھو بیٹھا ہے مصیبتیں اسے خس و خاشاک کی طرح بہالے جاتی ہیں لیکن اگر اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے مصائب کے سامنے ڈٹا رہے تو یہ کالے بادل خود بخود چھٹ جاتے ہیں۔ یہ مسلمان کا عقیدہ ہے کہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ کسی بے مقصد اسباب کا نتیجہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہے۔ وہ کسی کے مرنے یا کسی بڑی سے بڑی مالی نقصان پر رنج کرتے ہیں مگر اس کا حوصلہ نہیں ٹوٹ جاتا بلکہ وہ نئے حوصلے سے اپنے آپ کو آمادہ کر لیتا ہے۔ اسی لیے قرآن نے محامد و قربات کی طویل فہرست کے ساتھ ساتھ وہ ترکیب بتا دی جس پر عمل کر کے وہ ان نازک لمحات میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔

وَرَحْمَةٌ ۟ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ۝ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ

اور رحمت اور یہی لوگ سیدھی راہ پر ہیں بے شک صفا اور مروہ

مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ

اللہ کی نشانیوں سے ہیں تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ حرج نہیں

عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا ۚ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَإِنَّ اللّٰهَ

کہ ان دونوں کے درمیان چکر لگائے اور جو کوئی خوشی سے نیکی کرے تو اللہ تعالیٰ بڑا

شَاكِرٌ عَلِيمٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَآ أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ

قدردان خوب جاننے والا ہے بے شک جو لوگ چھپاتے ہیں جو ہم نے اتاریں روشن دلیلیں

وَالْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ ۙ أُولٰٓئِكَ

اور ہدایت اس کے بعد بھی کہ ہم نے کھول کر بیان کر دیا لوگوں کے لئے کتاب میں یہ وہ ہیں

صلوٰۃ حق تعالیٰ کی باران رحمت اور صابروں کو یہ خوشخبری دی جاتی ہے کہ ان پر ان کے پروردگار کی طرف سے صلوٰتیں اور رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور یہی راہ یاب ہیں اور بشارت قدرت سے پہلے کی ترغیب صبر کی جاتی ہے۔

شعائر جمع ہے شعیرہ کی اس کا معنی علامت ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا حج و عمرہ میں واجب ہے اور اس تفسیر کی وجہ یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں صفا پر اساف اور مروہ پر نائلہ کے بت نصب تھے۔ اسلام لانے کے بعد مسلمانوں کو ان کی سعی کرنا ناگوار ہوا۔ جہاں پہلے بت رکھے ہوتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہیں تو حضرت ہاجرہ کی پیروی میں دوڑنا ہے تمہیں مناسب نہیں کہ تم بتوں کی وجہ سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ محترمہ کی سنت کو ترک کر دو مسلمانوں کے دل میں جو نفرت تھی اس کو دور کیا گیا۔ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی حرج نہیں جب صفا و مروہ میں دوڑ لگایا کرو۔ اور اس کا واجب ہونا حدیث پاک سے ثابت ہو۔

اس آیت میں ان یہودی علماء کی مذمت ہے جو دنیاوی فائدے کے لئے حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات کو چھپاتے اور تورات کے حکموں کو پس پشت ڈالتے اور اپنی خواہش کے مطابق توڑ موڑ دیا کرتے۔ اب بھی کوئی عالم اگر حضور کے کمالات کے ذکر میں بخل کرے اور احکام شریعت میں تحریف کرے تو اس کا یہی حکم ہے۔

يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا

ان پر لعنت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اور لعنت کرتے ہیں ان پر لعنت کرنے والے مگر جو لوگ توبہ کر لیں اور اصلاح کر لیں

وَبَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ اِنَّ

اور بیان کر دیں تو ان لوگوں کی توبہ میں قبول کرتا ہوں اور میں بہت توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہوں بے شک

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ

جن لوگوں نے کفر کیا اور وہ مرے اس حال میں کہ وہ کافر تھے یہی لوگ ہیں جن پر لعنت ہے اللہ کی

وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۙ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ

اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی ہمیشہ رہیں گے اس میں نہ ہلکا کیا جائے گا

عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ

ان سے عذاب اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی اور تمہارا خدا ایک خدا ہے؎

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

نہیں کوئی خدا بجز اس کے بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم والا ہے بے شک؎ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں

؎ یہ آیت قرآن حکیم کی عظیم ترین آیتوں میں سے ہے۔ اس کے پہلے ٹکڑے میں توحید کا ثبوت، دوسرے میں شرک کی نفی اور تیسرے میں دونوں کی دلیل ہے۔ یعنی جب اسی کی وسیع رحمت پر تمہارے وجود، تمہاری بقا اور نشوونما اور تمہارے رحم و راحت کا دارومدار ہے تو اس کے علاوہ اور کون ہے جو معبود ہونے کا حقدار ہو۔

؎ اس آیت میں توحید کے دلائل شرح و بسط سے بیان کیے گئے ہیں۔ اس مشکل ترین مسئلہ کے اثبات کے لیے قرآن کا طرز استدلال فلسفیوں کے طرز استدلال سے بالکل الگ ہے۔ قرآن غور و فکر کے لیے ایسے دلائل پیش نہیں کرتا جو پیچیدہ اصطلاحات سے بوجھل ہوں جن کو سمجھنے کے لیے خاص ذہنی و علمی استعداد کی ضرورت ہو اور سمجھ بھی جائیں تو ان میں وہ دم نہیں ہوتا کہ وہ انسان کو شک اور گمان کی دلدل سے باہر کھینچ لیں اور یقین کی منزل تک پہنچا دیں۔ اس کے برعکس قرآن ہر وہ دلائل پیش کرتا ہے جو کائنات کے کھلے صفحات پر جلی حروف میں لکھے ہوئے ہیں اور روشن اور واضح ہیں کہ ہر شخص

وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ

[illegible]

بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ

[illegible]

فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ

[illegible]

وَتَصْرِيفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ

[illegible]

[illegible]

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ

[illegible]

اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا

[illegible]

لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ

[illegible]

لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ۔ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ

کی گئی تھی ان لوگوں سے جو تابعداری کرتے تھے اور دیکھیں گے عذاب کو اور ٹوٹ جائیں گے ان کے

الْاَسْبَابُ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ

تعلقات اور کہیں گے تابعداری کرنے والے کاش ہمیں [illegible] ہو تو ہم بھی بیزار ہو جاتے

مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا ۗ كَذٰلِكَ يُرِيهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ

ان سے جیسے وہ [illegible] ہو گئے ہیں ہم سے [illegible] اللہ تعالیٰ ان کے [illegible]

عَلَيْهِمْ ۖ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِينَ مِنَ النَّارِ ۝ يٰاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا

[illegible] اور وہ کبھی [illegible] آگ سے اے لوگو کھاؤ

مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ

اس میں سے جو زمین میں ہے حلال اور پاکیزہ چیزیں اور شیطان کے قدموں پر [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] حضور [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم [illegible] عشق و محبت [illegible] اللہ تعالیٰ کے محبوب [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم [illegible] اللہ تعالیٰ سے [illegible]

ف [illegible] اہتمام کیا جانے لگا ہے لیکن حلال و حرام [illegible] دونوں باتوں کے [illegible] شراب [illegible] رشوت، سود وغیرہ وغیرہ

اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۔ اِنَّمَا یَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ الْفَحْشَآءِ وَ

بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے وہ تو حکم دیتا ہے تمہیں فقط برائی اور بے حیائی کا اور

اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا

یہ کہ بہتان باندھو اللہ پر جو تم جانتے ہی نہیں اور جب کہا جاتا ہے انہیں ۲۴۰ کہ پیروی کرو

مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَ لَوْ

اس کی جو اتارا ہے اللہ نے تو کہتے ہیں نہیں بلکہ ہم تو پیروی کریں گے اس کی جس پر پایا ہم نے اپنے باپ دادا کو کیا

كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْـًٔا وَّ لَا یَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَ مَثَلُ الَّذِیْنَ

اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ سمجھتے ہوں اور نہ ہدایت یافتہ ہوں اور مثال ان کی ۲۴۱

حلال [illegible] تعلیمات کا ایک بنیادی اصول ہے کسب معاش کے لیے کھلی چھٹی نہیں بلکہ تمام وہ راستے بند کر دیے ہیں جن میں کسی دوسرے کی محنت کی کمائی [illegible] رشوت [illegible] بلیک [illegible] کے چور دروازے بند ہو جائیں [illegible] دولت [illegible] صرف چند افراد کے ہاتھ میں [illegible] دولت کی اجارہ داری [illegible] جن معاشی، اخلاقی اور سیاسی خرابیوں کو جنم دیتی ہے وہ اہل نظر سے پوشیدہ نہیں۔ کاش ہم اس اصل کو زندہ کرتے [illegible] عمل کر کے دکھاتے تاکہ دوسری قومیں [illegible]

۲۳۹ شیطان تمہیں بدکاری اور بے حیائی کی دعوت دیتا ہے۔ وہ تمہارے دل میں [illegible] کے وسوسے ڈال کر اللہ تعالیٰ کی [illegible] اگر تم اللہ کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل کرنے کا قصد کرو تو وہ تمہیں معاشی بدحالی [illegible] سے ڈراتا ہے [illegible] اللہ تعالیٰ کی [illegible] نہ کرو

۲۴۰ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی واضح آیات چھوڑ کر اپنے گمراہ باپ دادا کی تقلید کرتے ہیں ان کی حالت پر حسرت و افسوس کا اظہار ہے اور اگر [illegible] ہدایت یافتہ ہوں تو ان کا اتباع [illegible] حضرت یوسف صدیق علیہ السلام نے مصر کے قید خانہ میں [illegible] واتبعت ملۃ آبائی [illegible] کے دین کا پیرو ہوں

۲۴۱ کفار کی مثال ان جانوروں کی سی ہے جنہیں [illegible] آواز تو سنتے ہیں لیکن سمجھتے کچھ نہیں

كَفَرُوا كَمَثَلِ الَّذِي يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَاءً وَنِدَاءً

[illegible]

صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا

[illegible]

مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ۝

[illegible]

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ

[illegible]

بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ

[illegible]

الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ أُولٰٓئِكَ مَا يَأْكُلُوْنَ فِيْ

[illegible]

بُطُوْنِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۚ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ

[illegible]

وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّ

[illegible]

اللَّهَ نَزَّلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ ۗ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِي الْكِتَابِ

[illegible]

لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ۝ لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ

[illegible]

[illegible]

الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

طرف یا مغرب کی طرف لیکن بڑی نیکی تو یہ ہے کہ جو کوئی ایمان لاوے اللہ پر اور دن

الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ

قیامت پر اور فرشتوں پر اور کتاب پر اور سب نبیوں پر اور دیوے مال اس کی محبت سے

ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ

رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور مسکینوں کو اور مسافروں کو اور مانگنے والوں کو

وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ

اور گردنیں چھڑانے میں اور قائم رکھے نماز اور دیا کرے زکوۃ اور پورا کرنے والے اپنے اقرار کو

[illegible] اور اس پر عمل کرنے سے [illegible] ضرورت نہیں۔ اس آیت کریمہ میں حقیقت نیکی کی [illegible] گئی ہے [illegible] کی طرح چند ظاہری اعمال [illegible] صاحب تفسیر مظہری لکھتے ہیں کہ لیس البر کا مطلب [illegible] بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ [illegible] اس میں منحصر نہیں [illegible] مقاصد [illegible] ملتی ہے [illegible] حقیقی مقاصد [illegible] ہیں [illegible] [illegible] اقام الصلوۃ وآتی الزکوۃ [illegible] اسلام [illegible] ضرورت [illegible]

چوں بجاں در رفت جاں دیگر شود ⁂ جاں چو دیگر شد جہاں دیگر شود (اقبال)

إِذَا عَاهَدُوا ۚ وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ

[illegible]

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

[illegible]

آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى ۖ الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ

[illegible]

بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَىٰ بِالْأُنْثَىٰ ۚ فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ

[illegible] مطالبہ [illegible] معروف [illegible] ادا [illegible] احسان [illegible] یہ [illegible] تخفیف

مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ

تمہارے رب کی طرف سے اور رحمت ہے تو جس نے زیادتی کی [illegible] اس کے بعد اس کے لیے [illegible] عذاب ہے

اَلِيْمٌ ۝ وَلَكُمْ فِى الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰۤاُولِى الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ

ہے اور تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے اے عقل مندو تاکہ تم [illegible]

[illegible]

ف۳ اس آیت کریمہ میں قانون قصاص کی [illegible] حکمت بیان کی جا رہی ہے [illegible]

[illegible]

تَتَّقُونَ ﴿١٧٩﴾ كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ

پرہیز کرنے لگو ۔ فرض کیا گیا ہے تم پر جب قریب آ جائے تم میں سے کسی کے موت بشرطیکہ چھوڑے

خَيْرًا ۖ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا

کچھ مال تو وصیت کرے اپنے ماں باپ کے لیے اور قریبی رشتہ داروں کے لیے انصاف کے ساتھ یہ حق

عَلَى الْمُتَّقِينَ ﴿١٨٠﴾ فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَمَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ

ضروری ہے پرہیزگاروں پر ۔ پھر جو بدل ڈالے اس وصیت کو سن لینے کے بعد تو اس کا گناہ انہیں

عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿١٨١﴾ فَمَنْ خَافَ

بدلنے والوں پر ہوگا بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے اور جسے اندیشہ ہو

[illegible] زندہ [illegible] ہے ۔ [illegible] جس ملک کے قانون کی [illegible] قاتل [illegible] کے گلے میں پھانسی کا پھندا [illegible] وہاں [illegible] آزادی میں [illegible] کے سامنے [illegible] ۔ وہ یہی [illegible] فطرت ہے ۔ [illegible] قیمت [illegible] واقعات [illegible] بلکہ [illegible] زندگی کی [illegible] ہے

ملحوظہ ان آیات کریمہ سے عرب کے ایک [illegible] اہل عرب کا یہ دستور تھا کہ مرتے وقت اپنے مال کی وصیت اپنے دوستوں کے نام کر جاتے [illegible] اور [illegible] سے [illegible] وصیت [illegible] رشتہ دار [illegible] بالکل محروم رہتے ۔ [illegible] قرآن کریم نے اس کی اصلاح [illegible] وراثت [illegible] تمہید [illegible] اصلاح [illegible] سے پہلے کا وراثت کی تقسیم [illegible] قانون [illegible] نہیں ان آیات میں وصیت کا حکم دیا [illegible] والدین اور قریبی رشتہ داروں کے لیے وصیت کریں اور ہر ایک کو اس کے حق کے مطابق حصہ دیں ۔ لیکن [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] نہیں [illegible] سورۃ النساء میں وراثت کے احکام تفصیل سے بیان [illegible] ۔

حضور [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ [illegible] وصیت [illegible] وراثت کی وضاحت [illegible] بیان [illegible] ۔ پہلا قاعدہ تو یہ ہے کہ [illegible] کے لیے وصیت کی [illegible] وراثت میں [illegible] ۔ دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ وصیت

مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ

وصیت کرنے والے سے کسی طرفداری یا گناہ کا پس وہ صلح کرا دے ان کے درمیان تو کچھ گناہ نہیں اس پر

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸۲﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ

بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ اے ایمان والو! فرض کیے گئے تم پر

الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾

روزے[۲۵] جیسے فرض کیے گئے تھے ان لوگوں پر جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ

کہ اس آیت کے ذریعے حصے تک محدود فرما دیا جو حصہ کہ اپنے قریبی رشتہ داروں یا دوسرے مستحق لوگوں یا رفاہ عامہ کے کاموں میں خرچ کر سکتا ہے۔ علامہ ابن کثیر اور دیگر [illegible] ابن عباس سے [illegible] مسلمانوں کو [illegible] نازل ہوا جو بعض لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عائد کردہ ان پابندیوں کو [illegible] کہ یہ قرآن کریم کے [illegible] سے [illegible] انکار کرنے لگے ہیں لیکن اگر وہ غور کریں تو انہیں معلوم ہو جائے کہ یہ پابندیاں قرآن پاک کی آیت [illegible] وراثت [illegible] بالکل [illegible] ہو جاتی ہیں۔

مزید تحقیق کے لیے احقر کی تالیف سنت خیر الانام [illegible] ملاحظہ ہو جہاں شکوک و شبہات کا مفصل جواب دیا ہے۔

[۲۵] صیام جمع ہے اس کا مفرد صوم ہے۔ لغت میں صوم کا معنی ہے الامساک عما تنازع الیہ النفس۔ اس چیز سے رک جانا جس کی طرف نفس کشش محسوس کرتا ہو۔ اور شریعت میں صوم کہتے ہیں کہ روزہ کی نیت سے صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور عمل زوجیت سے رکا رہے۔ ہجرت کے دوسرے سال [illegible] پہلی امتوں پر بھی روزے فرض تھے لیکن ان کی تعداد اور کیفیت الگ تھی۔

[۲۶] روزے کا مقصد [illegible] صفت [illegible] کا پہلو ہے [illegible] روزے کا مقصد صرف یہی نہیں کہ انسان [illegible] سے پرہیزگار [illegible] مقصد یہ ہے کہ تمام اخلاقی [illegible] کمال [illegible] مستقل [illegible] تم چاہو [illegible] بھوک سے بیتاب ہو [illegible] کوئی دیکھ بھی نہیں رہا [illegible] ٹھنڈا پانی [illegible] لیکن تم ہاتھ نہیں بڑھاتے [illegible] اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ تمہارے رب کا حکم ہے۔ اب جب حلال چیزیں اپنے رب کے حکم سے تم نے ترک کر دیں تو وہ چیزیں جن کو تمہارے رب نے ہمیشہ کے لیے حرام کر دیا ہے چوری، رشوت، بددیانتی وغیرہ، اگر ان کی رغبت ہو [illegible] ان کا ارتکاب کر سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ روزے کی اس مشق کا مقصد یہی ہے [illegible] سال کے باقی گیارہ ماہ بھی [illegible] روزہ [illegible] نصف [illegible] حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے [illegible] فرمایا [illegible]

أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ ۚ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ

یہ گنتی کے چند روز ہیں پھر جو تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو

فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۚ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ

روزے اور دنوں میں رکھ لے اور جو لوگ رکھنے سے بہت مشکل سے رکھ سکیں ان کے ذمہ فدیہ ہے

مِسْكِينٍ ۖ فَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ ۚ وَأَن تَصُومُوا خَيْرٌ

ایک مسکین کا کھانا۔ اور جو خوشی سے زیادہ نیکی کرے تو وہ اس کے لیے زیادہ بہتر ہے۔ اور تمہارا روزہ رکھنا ہی بہتر ہے

لَّكُمْ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١٨٤﴾ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ

تمہارے لیے اگر تم جانتے ہو ماہ رمضان المبارک جس میں اتارا گیا

والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ وشرابہ یعنی جس نے جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑا گر اس نے کھانا پینا ترک کر دیا تو خدا تعالیٰ کے نزدیک اس کی کوئی قدر نہیں۔

ف ۲ مریض اور مسافر کو اس حکم سے مستثنیٰ کر دیا۔ مریض سے مراد وہ شخص ہے کہ اگر روزہ رکھے تو اس کی ہلاکت یا اس کے مرض کے بڑھ جانے کا خطرہ ہو۔ اور مسافر سے مراد احناف کے نزدیک وہ مسافر ہے جس کا ارادہ ۴۸ کوس یا ۴۸ میل ہے۔ خواہ آپ یہ مسافت ایک گھنٹہ میں طے کریں آپ کو قصر کی اجازت ہے۔ بیماری اور سفر سے چھٹے روزے آپ رمضان کے بعد صحت اور سفر سے واپس آنے کے بعد ان کی قضا دینا ہوگی۔ مریض اور مسافر کو افطار کی اجازت ہے لیکن روزہ رکھنا افضل ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سفر میں روزہ رکھا اور کبھی نہیں رکھا لیکن جہاد میں روزہ نہ رکھنا افضل ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر حضور نے صحابہ کرام کو حکم دیا انکم ملاقوا العدو غدا کل جنگ کا دن ہے روزہ افطار کرو۔

ف ۳ اس آیت میں اہل تفسیر کا اختلاف ہے۔ اکثر کی رائے تو یہ ہے کہ ابتدا میں جب روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا تو لوگوں کی سہولت کے پیش نظر یہ اجازت بھی دی گئی کہ اگر کوئی روزہ نہ رکھ سکے تو وہ فدیہ ادا کر دے۔ بعد میں جب لوگ روزے کی لذت و برکت سے آشنا ہوگئے تو یہ رعایت واپس لے لی گئی۔ اور یہ حکم دے دیا گیا فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ جو شریعت میں مذکور ہے۔ یہ قول اکثر مفسرین کا ہے۔ لیکن بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ یطیقونہ کا معنی ہے کہ جو لوگ بڑی مشکل سے روزہ رکھ سکتے ہوں وہ فدیہ دے دیں۔ مثلاً بوڑھا، دائم المریض، حاملہ عورت، دودھ پلانے والی۔ ان کے لیے یہ رعایت دی گئی ہے۔ اور یہ رعایت آج بھی بحال ہے۔

الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ

قرآن [illegible] لوگوں کی [illegible] ہدایت [illegible] حق و باطل [illegible]

شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى

[illegible] روزے رکھے [illegible] بیمار ہو [illegible]

سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۗ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ

سفر میں ہو [illegible] دوسرے دنوں میں [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] آسانی [illegible]

ف پہلی آیت میں روزہ رکھنے کی حکمت بیان کی گئی تھی کہ تم متقی بن جاؤ۔ اب [illegible] کی حکمت بیان ہو رہی ہے [illegible] اس عبادت کے لیے کیوں مخصوص کیا گیا۔ بتایا کہ یہ وہ مہینہ ہے جس میں [illegible] قرآن [illegible] جس کو ھدی للناس [illegible] تمام اولاد آدم کے لیے ہادی و مرشد ہے۔ اور اس کی [illegible] سب سے بڑی نعمت [illegible] شکر [illegible] میں صرف کیا جائے [illegible] اس نعمت [illegible] ایسی تربیت ہو جائے کہ وہ [illegible] لعلکم تشکرون [illegible] اسی حقیقت کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

ف [illegible] قرآن [illegible] الوصیۃ [illegible] فدیۃ [illegible]

ف کیونکہ [illegible] مسافر کے لیے [illegible] رخصت [illegible]

ف یعنی [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] تمہاری آسانی [illegible]

بِكُمُ الْعُسْرَ ۫ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ

[illegible]

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ

[illegible]

اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِىْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِىْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴿۱۸۶﴾ أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ

تاکہ وہ کہیں ہدایت پا جائیں ۔ حلال ۲۲۲ کر دیا گیا ہے تمہارے لیے رمضان کی راتوں میں اپنی

نِسَائِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ

عورتوں کے پاس جانا ۔ وہ ۲۲۳ تمہارے لیے پردہ زینت و آرام ہیں اور تم ان کے لیے پردہ زینت و آرام ہو جانتا ہے خدا تعالیٰ

أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ ۖ

کہ تم خیانت کیا کرتے تھے اپنے آپ سے پس اس نے توجہ فرمائی تم پر اور معاف کر دیا تمہیں ۔

فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا

سو اب تم ان سے قربت کرو اور طلب کرو جو قسمت میں لکھ دیا ہے خدا نے تمہارے لیے اور کھاؤ اور پیو

کہ اگر چاہتے ہو کہ تمہاری مرادیں قبول ہوں تو رزق حلال کھایا کرو۔ دعا کی قبولیت کی ان شرطوں کو ہم نے فراموش کر دیا جبکہ ہم نے تو حلال و حرام میں فرق کرنے کی زحمت بھی کبھی گوارا نہیں کی۔ اگر ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں تو ہمارے لیے تعجب نہیں کہ تعجب و حیرت تو اس بات پر ہے کہ پھر بھی وہ قبول فرما لیتا ہے۔

۲۲۲ ابتدا میں دن کی طرح رات کو بھی عورتوں سے علیحدہ رہنے کا حکم تھا لیکن بعد میں تخفیف کر دی گئی۔ اور رات کو مقاربت کی اجازت دے دی گئی۔ نبی رحمت علیہ السلام اور آپ کے صحابہ کی دعاؤں کا صدقہ تھا۔ رحمت سے کرم آیا۔ رفث ایک جامع لفظ ہے جو میاں بیوی کے خصوصی تعلقات کے سارے دواعی کو شامل ہے۔ قال الزجاج: الرفث کلمة جامعة لکل ما یریده الرجل من امرأته۔ (قرطبی)

۲۲۳ آیت کا یہ حصہ خاص توجہ طلب ہے۔ مرد اور عورت کے باہمی تعلقات کو انتہائی حسن و لطافت سے بیان فرمایا گیا ہے یعنی جیسے وہ تمہارے لیے لباس ہیں ویسے ہی تم ان کے لیے لباس ہو۔ اس لحاظ سے دونوں کے حقوق برابر تسلیم کر دیئے ہیں۔ پھر لباس کی تعبیر کتنی معنی خیز ہے۔ مختصر الفاظ میں لباس پردہ ہے ہر عیب کو چھپاتا ہے۔ زینت ہے حسن و جمال کو نکھارتا ہے۔ راحت ہے سردی و گرمی سے بچاتا ہے۔ گویا ایک اچھی بیوی اپنے خاوند کے لیے اور ایک اچھا خاوند اپنی بیوی کے لیے پردہ، زینت اور راحت و سکون کا باعث ہے۔ جس ملت کے ہر گوشۂ زندگی پر ایسے بلند معیار و اعلیٰ معیار ہوں اس کے لیے دنیا جنت نہیں تو اور کیا ہے۔ اسلام پر یہ اعتراض کرنے والے کہ اس نے عورت کے حقوق کو پامال کر دیا ہے۔ اگر آیت کے اسی حصہ پر غور فرمائیں تو انہیں اپنی غلطی کا احساس ہو جائے گا۔ ان اسلام سے ملت ابراہیمی کی بیٹیوں کے چہروں سے شرم و حیا کا نقاب اتارنے کا عزم نہیں ہے۔ اس نے عورت کو محض تعیش و مسرت کی راحت جاں کی

حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ

یہاں تک کہ ظاہر ہو جائے تم پر سفید ڈورا سیاہ ڈورے سے ۲۲۳ صبح کے

الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ

وقت پھر پورا کرو ۲۲۴ روزہ کو رات تک اور نہ مباشرت کرو ان سے ۲۲۵ جب کہ

عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا كَذٰلِكَ

تم اعتکاف بیٹھے ہو مسجدوں میں یہ اللہ کی حدیں ہیں ان کو توڑنے ۲۲۶ قریب بھی نہ جاؤ اسی طرح

جازت نہیں دی۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام ایک مستقل دین ہے، جس کا اپنا نظام، اپنا قانون اور اپنا ضابطہ حیات ہے اور جس کے استقلال کی یہی علامت ہے کہ وہ ہر حالت میں اپنے ضابطے کا پابند ہے۔ کسی کو پسند آئے یا نہ آئے کوئی خوش ہو یا ناخوش۔ اسلام کو ہر دور کے زمانے اور اسے تہذیب مغرب سے ہم آہنگ کرنے کے لیے اس کے سادہ صاف حق کو بدل دیا جائے تو اس کے فطری خدوخال میں جس وقت قطع و برید کی گئی تو اس دین اسلام کی حیثیت ایک مستقل ضابطہ حیات کے ہم سے چھن جائیگا۔ اللہ تعالیٰ اس دن سے بچائے۔

۲۲۳ اس سے مراد صبح صادق (الفجر) ہے یعنی وہ روشنی جو افق میں پھیلتی ہے قال الجمهور ذلك الفجر المعترض في الافق يمنة ويسرة (قرطبی)۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عدی بن حاتم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ کیا خیط ابیض اور خیط اسود سے سفید اور سیاہ دو دھاگے مراد ہیں۔ حضور نے فرمایا لا بل هو سواد الليل وبياض النهار نہیں بلکہ اس سے مراد رات کی تاریکی اور دن کی روشنی ہے۔ اور لغت عرب میں خیط کا لفظ رنگ کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔ والخيط في كلامهم عبارة عن اللون (قرطبی)۔

۲۲۴ پہلے روزے کی ابتداء کا وقت بتایا اب اس کے اختتام کا وقت بتایا جا رہا ہے۔ صبح صادق سے لے کر رات آنے تک روزہ رکھو۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد سے وضاحت فرما دی اذا ادبر النهار من هٰهنا واقبل الليل من هٰهنا جب ادھر مغرب سے دن پیٹھ پھیرے اور اُدھر (مشرق) سے رات آجائے وہ وقت ہے افطار کا۔ بعض لوگ روزہ کے افطار میں اتنی جلدی کرتے ہیں کہ سورج بھی صحیح طور پر غروب نہیں ہوتا کہ وہ افطار کا نقارہ بجا دیتے ہیں۔

۲۲۵ اگر کوئی معتکف ہو تو رات کو بھی اپنی بیوی سے مباشرت جائز نہیں۔

۲۲۶ یعنی اللہ تعالیٰ کی قائم کی ہوئی حدوں کو توڑ کر آگے نکل جانے کا تو خیال ہی مت کرو۔ تمہاری سلامتی اور بھلائی اسی میں ہے کہ ان کے نزدیک تک مت جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ شیطانی خواہشات کی رو میں بہتے قدم حدود کے پاس پہنچتے ہی پھسل جائیں۔ [illegible]

يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ

یوں بیان فرماتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی آیتیں لوگوں کے لیے تاکہ وہ تقویٰ اختیار کریں اور نہ کھاؤ ایک دوسرے کا مال

بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ

آپس میں ناجائز طریقہ سے اور نہ رسائی حاصل کرو اس مال سے حاکموں تک تاکہ یوں کھا لو کچھ حصہ

تاکہ وہ بچتے رہیں۔ یہی تمہاری بہتری ہے کہ جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے ان کے پاس بھی نہ پھٹکو۔

۲۳۸ اسلامی نظام معیشت کا ایک اہم قاعدہ بیان ہو رہا ہے۔ یعنی ناجائز طریقے سے لوگوں کے مال نہ کھاؤ۔ علامہ قرطبی فرماتے ہیں من اخذ مال غيره لا على وجه اذن الشرع فقد اكله بالباطل وہ شخص جس نے کسی ایسے طریقے سے مال حاصل کیا جس کی شریعت نے اجازت نہیں دی تو اس نے باطل ذریعہ سے کھایا۔ ويدخل فيه القمار والخداع والغصوب وجحد الحقوق وما لا تطيب به نفس مالكه۔ ترجمہ: اس میں جوا، دھوکہ دہی، زبردستی چھیننا، کسی کے حقوق کا انکار اور وہ مال جسے اس کا مالک بخوشی نہیں دیتا سب اکل بالباطل میں شامل ہیں۔ علامہ قرطبی نے یہ تصریح بھی کی ہے کہ اگر کوئی شخص رشوت دے کر یا جھوٹی گواہی گزار کر اپنے حق میں فیصلہ کرا لے تو قاضی کا فیصلہ حرام کو حلال نہیں کر سکتا۔ فالحرام لا يصير حلالا بقضاء القاضي۔ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں انكم تختصمون الي ولعل بعضكم ان يكون الحن بحجته من بعض فاقضي له على نحو ما اسمع فمن قضيت له من حق اخيه شيئا فلا ياخذه فانما اقطع له قطعة من النار (قرطبی) ترجمہ: تم میرے پاس جھگڑے چکانے کے لیے آتے ہو۔ ممکن ہے تم میں سے ایک فریق زیادہ چرب زبان ہو اور میں بظاہر حالات اس کے حق میں فیصلہ دے دوں۔ اگر کسی کو اس کے بھائی کا حق دے دوں تو وہ ہرگز نہ لے۔ بے شک وہ اس کے حق میں آگ کا ایک ٹکڑا ہے۔

اگر ہمارا باہمی لین دین قرآن کے اس حکم اور حضور کے اس واضح ارشاد کے مطابق ہو جائے تو کتنی مقدمہ بازی ختم ہو جائیں ان کی پیروی پر جو بے حساب روپیہ اور وقت صرف ہوتا ہے وہ بچ جائے۔ ان مقدمہ بازیوں کا ایک بہت بڑا نقصان یہ بھی ہے کہ قریبی رشتے ٹوٹ جاتے ہیں۔ باہمی محبت و اخلاص کی بجائے عداوت اور دشمنی پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر ہم قرآن کے اس حکم کو سمجھ سکتے اور اس پر عمل کرتے تو ان سب خرابیوں سے پاک ہو جاتے۔ اور ہمارا ماحول اتنا پاکیزہ اور خوشگوار بن جاتا جس کا ہم اس وقت تصور بھی نہیں کر سکتے۔ کاش قرآن کو سمجھنے اور اس کے احکام پر عمل کرنے کی حمیت اہل اسلام کو نصیب ہو۔

۲۳۹ دوسروں کے مال ناجائز طور پر کھانے کا ایک طریقہ جو پہلے بھی تھا اور اب بھی ہے کہ حکام کو رشوت دے کر ان سے اپنے حق میں فیصلہ کرا لیا جائے۔ اس ناپاک طریقہ کی ممانعت کا الگ ذکر کر دیا۔ [illegible] علامہ [illegible]

أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ۞ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ

لوگوں کے مال کا ظلم سے حالانکہ تم جانتے ہو [illegible]۔ دریافت کرتے ہیں آپ سے نئے چاند کے متعلق

قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ۗ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَن تَأْتُوا

آپ فرمائیے یہ نشانیاں ہیں وقت کی لوگوں کے لئے اور حج کے لئے۔ اور نہیں ہے نیکی یہ کہ تم داخل ہو

اثم: [illegible] اس سے مراد ہے کسی چیز کو پیچھے [illegible] ۔ [illegible] عن [illegible] شیٔ مفردات۔

اَہِلّہ: اس کا اصل معنی آواز بلند کرنا ہے۔ اور کسی چیز کو دیکھ کر [illegible] کہتے ہیں۔ یہاں یہی معنی مراد ہے۔ عربی کی [illegible] قطعۃ [illegible] قرطبی۔

۳ قدرت کی کرشمہ سازی ملاحظہ ہو۔ ایک طرف مظاہر فطرت کی تابانیاں جو بار بار دلوں کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ دوسری طرف ان کی اتنی فراوانی کہ دیکھنے والے کو ان کی رعنائی و حسن کا احساس تک نہیں ہوتا۔ [illegible] [illegible] قرآن کریم [illegible] کی آب و [illegible] انسان کی [illegible] کبھی [illegible] اس کے [illegible] کائنات کے حسن کو نکھار دیتے تھے اور [illegible] کمال [illegible] میں سجدہ گزار ہو گئیں۔ ایک وقت یہ آیا کہ انسان جب اس عرش سے [illegible] حسن و جمال [illegible] کے سامنے سربسجود ہو گیا۔ پھر کیا تھا کائنات پر [illegible] طاری ہو گیا [illegible] [illegible] کیونکہ [illegible] کائنات کی شادابی کے لیے بہار [illegible] [illegible] عقل و فکر کے سب [illegible] بجھا دیے گئے تھے۔ [illegible] ! یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم [illegible] کو مبعوث فرمایا جس نے انسان کی آنکھ سے جہالت کی پٹی کھولی۔ اس کی چندھیائی ہوئی آنکھوں کو [illegible] اور اسے بتایا کہ یہ [illegible] ارض و سما کی [illegible] تیرے سجدے کے لائق نہیں بلکہ تجھ سے [illegible] شمس و قمر [illegible] ان کی ساری [illegible] تیری [illegible] ہلال [illegible] رعنائیاں [illegible] [illegible] [illegible] بلکہ انسان کے خوابیدہ [illegible] کو جگا دیا۔

جہاں اگرچہ دگرگوں ہے قُم باذن اللہ
وہی زمیں وہی گردوں ہے قُم باذن اللہ

البیوت من ظهورها ولكن البر من اتقى واتوا البیوت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِنْ أَبْوَابِهَا ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ

[illegible] دروازوں سے اور ڈرتے رہو اللہ سے تاکہ تم اپنی مراد کو پہنچو اور لڑو اللہ کی راہ میں

اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ

ان سے جو لڑتے ہیں تم سے اور کسی پر زیادتی مت کرو بیشک اللہ تعالیٰ نہیں پسند کرتا

[illegible]

[illegible] لا تعتدوا [illegible] پشت ڈال دیتا ہے۔

الْمُعْتَدِيْنَ ۝ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ

زیادتی کرنے والوں کو اور قتل کرو انہیں جہاں بھی انہیں پاؤ تم اور نکال دو انہیں

مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ

جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا تھا اور فتنہ [illegible] قتل سے بھی زیادہ سخت ہے اور نہ جنگ کرو ان سے

عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ

مسجد حرام کے قریب یہاں تک کہ وہ خود تم سے وہاں جنگ کرنے لگیں سو اگر وہ لڑیں تم سے

فَاقْتُلُوْهُمْ ۭ كَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ

تو پھر قتل کرو انہیں یہی سزا ہے کافروں کی پھر اگر وہ باز آجائیں تو بےشک اللہ تعالیٰ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ

بہت بخشنے والا مہربان ہے اور لڑتے رہو ان سے یہاں تک کہ نہ رہے فتنہ [illegible] اور ہو جائے

٢٢٩؎ جب صلح حدیبیہ کے بعد معاہدہ کے مطابق مسلمان بیت اللہ کو جانے لگے تو ان کے دل میں یہ [illegible] ہوا کہ اگر [illegible] معاہدہ کے خلاف یا تو ہم ماہ حرام اور حرم میں [illegible] ان سے کیونکر جنگ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر وہ جنگ کریں تو تم کعبہ کا لحاظ نہیں [illegible] اجازت دیتا ہے کہ پھر تم بھی جہاں پاؤ قتل کرو

٢٣٠؎ فتنہ کے معنی جب سونے [illegible] کو آگ میں تپاتے ہیں تو بولتے ہیں فتنت الصائغ الذہب [illegible] کو [illegible] کیا جاتا ہے [illegible] اب اس کا استعمال بہت آزمائش کے لیے کیا جاتا ہے۔ [illegible] سب سے سخت ترین آزمائش وہ ہے جو دین سے برگشتہ کرنے کے لیے ہو۔ کفار مکہ بھی مسلمانوں کو دین سے برگشتہ کرنے کے لیے سخت ترین سزائیں دیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قتل بھی [illegible] ہے [illegible] کفار کی [illegible] قتل سے بھی زیادہ [illegible] ہے

٢٣١؎ پہلے جنگ کی وجہ بیان فرمائی [illegible] جب [illegible] اور دین کے ساتھ [illegible] جو شخص [illegible] قبول کرے تو اسی وقت جنگ بند کر دیے [illegible]

الدِّيْنُ لِلّٰهِ ؕ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝

دین صرف اللہ کے لیے ہو پھر اگر وہ باز آجائیں تو زیادتی کسی پر نہیں بجز ظالموں کے

اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ

حرمت والا مہینہ [۲۲۹] حرمت والے مہینے کا بدلہ ہے اور ساری حرمتوں میں (بھی) بدلہ ہے پس جو

اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ

تم پر زیادتی کرے تم اس پر زیادتی کرو لیکن اسی قدر جتنی زیادتی اس نے تم پر کی ہو

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ وَاَنْفِقُوْا فِيْ

اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے اور خرچ کیا کرو

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛۚ وَاَحْسِنُوْا ۛۚ

اللہ کی راہ میں [۲۳۰] اور نہ پھینکو اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں تباہی میں [۲۳۱] اور اچھے کام کیا کرو

[۲۲۹] عرب صدیوں سے ایک دوسرے سے برسرِ پیکار رہا کرتے تھے لیکن ان چار ماہ کی تعظیم بجا لاتے تھے۔ یہ چار ماہ، محرم، رجب، ذیقعدہ اور ذی الحجہ تھے۔ ان میں جنگ بند کر دی جاتی تھی۔ لیکن جب مسلمان ماہ ذیقعدہ ۶ھ میں عمرہ کرنے کے لئے گئے تو کفار نے جنگ کی تیاری شروع کر دی اور حدیبیہ کے مقام پر ہی روک لیا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ اگر وہ اس ماہ حرام کا پاس نہیں کرتے تو تم بھی نہ کرو۔ اور اگر وہ جنگ کریں تو تم بھی مدافعت کے لیے کمربستہ رہو۔

[۲۳۰] پہلے جانی جہاد کا حکم ہوا اب مالی جہاد کا حکم دیا جا رہا ہے۔

[۲۳۱] حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: إِنَّ الْإِلْقَاءَ بِأَيْدِينَا إِلَى التَّهْلُكَةِ هُوَ تَرْكُ الْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ۔ اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان اللہ کے راستے میں جہاد چھوڑ دیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں کہ اسلم ابو عمران سے مروی ہے کہ جب ہم نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا تو رومیوں کا ایک لشکر جرار مقابلہ میں صف آرا ہوا۔ مسلمانوں کی فوج بھی ان کے مقابلہ میں ڈٹ گئی۔ ایک مسلمان سپاہی نے تنہا بڑھ کر رومیوں پر حملہ کر دیا اور ان کی صفوں میں گھس گیا۔ لوگ چلانے لگے سبحان اللہ، اس نے اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا۔ یہ سن کر حضرت ابو ایوب کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے: اے لوگو! تم نے اس آیت کا مطلب غلط لیا ہے۔ یہ آیت تو ہم انصار کی شان نزول ہے۔ اور جب اسلام کو غلبہ

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝ وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ۚ فَإِنْ

[illegible]

أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۖ وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ

[illegible]

حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ ۚ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهٖ

[illegible]

أَذًى مِنْ رَأْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ ۚ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَإِذَآ أَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ

تو جب ۳۳۰ امن میں ہو جاؤ [illegible] عمرہ ملا کر حج [illegible] تو [illegible] میسر ہو

مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَ

قربانی دے پھر جسے قربانی کی طاقت نہ ہو تو وہ تین دن روزے رکھے حج کے وقت اور

سَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ

سات جب تم گھر لوٹ آؤ یہ پورے دس ہو گئے یہ رعایت اس کے لیے

أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ

ہے ۳۳۱ جس کے گھر والے مسجد حرام کے قریب نہ ہوں اور ڈرو اللہ سے اور جان لو کہ بیشک اللہ سخت

جانور ذبح کر دیا ہو گا تو سر منڈا کر [illegible] لیکن اگر بیماری کی وجہ سے جلد سر منڈانے کی ضرورت پڑ جائے تو فدیہ کے طور پر روزے رکھ [illegible] جیسا صحیح حدیث سے ثابت ہے [illegible] چھ مسکینوں کو [illegible] مسئلہ [illegible] میں [illegible] احرام [illegible] پھر وقت آنے پر حج کا احرام باندھا [illegible] ایک ہی وقت میں دو [illegible] اس کو تمتع کہتے ہیں [illegible] قران [illegible] کے لیے اس پر قربانی [illegible]

۳۳۱ یہ حکم [illegible] صرف ان لوگوں کے لیے ہے جو مکہ کے رہنے والے نہیں بلکہ دور دراز مقامات سے آتے ہیں مکہ کے باشندوں اور حدود میقات کے اندر رہنے والوں کا ایک ہی حج ہے ۔ مسئلہ: میقات اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں باہر سے قصد حج کرنے والا جب پہنچے تو اسے حکم ہے کہ بغیر احرام باندھے آگے نہ بڑھے مختلف اطراف کے لیے مختلف میقات ہیں ۔ اہل مدینہ اور اس طرف والوں کے لیے ذوالحلیفہ اہل عراق اور اس طرف والوں کے لیے ذات عرق اہل شام اور ان اطراف کے لیے جحفہ اہل نجد کے لیے قرن اہل یمن اور اس طرف سے آنے والوں کے لیے یلملم پاکستان [illegible] کے حاجی بحری راستے سے جاتے ہیں ان کا میقات بھی یلملم ہے جب ان کا جہاز [illegible]

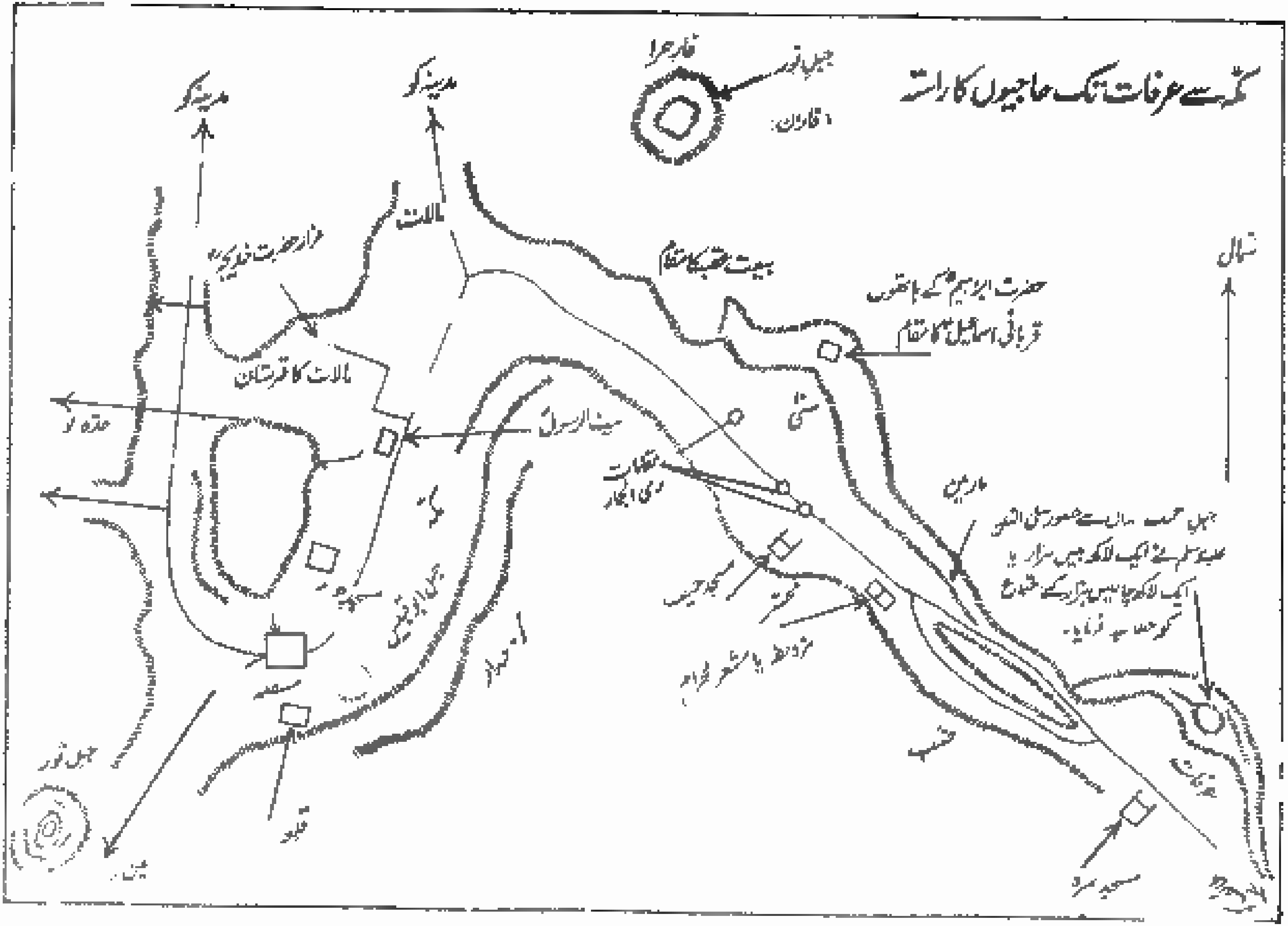مکہ سے عرفات تک حاجیوں کا راستہ
جبل نور
غار حرا
۱ فرلانگ
شمال
مدینہ کو
مدینہ کو
المعلات
مزار حضرت خدیجہؓ
المعلات کا قبرستان
جدہ کو
بیعت عقبہ کا مقام
حضرت ابراہیمؑ کے ہاتھوں قربانی اسماعیلؑ کا مقام
منیٰ
مقامات رمی الجمار
بیت الرسولؐ
مکہ
جبل ابو قبیس
مسجد
مسجد
جبل ثور
مسجد خیف
مزدلفہ
مزدلفہ یا مشعر الحرام
مازمین
محسر
جبل رحمت جہاں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لاکھ بیس ہزار یا ایک لاکھ چوبیس ہزار کے مجمع کو خطاب فرمایا
عرفات
مسجد نمرہ
میدان عرفات

شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿١٩٦﴾ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُومٰتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ

حج کے چند مہینے ہیں جو معلوم ہیں ۲۲۳ پس جو نیت کرے ان میں

الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ وَمَا تَفْعَلُوْا

حج کی تو نہ بے حیائی کی بات اور نہ گناہ [illegible] ۲۲۴ حج کے دوران میں اور جو [illegible] ۲۲۵

مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَ

نیکی تم کرو اسے جانتا ہے اللہ اور سفر کا توشہ ۲۲۶ تیار کرو اور سب سے بہتر توشہ تو پرہیزگاری ہے [illegible]

اتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿١٩٧﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا

ڈرتے رہو مجھ سے اے عقلمندو! نہیں ہے تم پر ۲۲۷ کوئی گناہ اگر تلاش کرو

[illegible] تو اب ان حاجیوں کو احرام باندھنا ہوتا ہے۔

۲۲۳ یعنی شوال، ذیقعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن

۲۲۴ رفث کہتے ہیں الجماع والافحاش للمرأة بالکلام جماع کرنا یا عورت کے متعلق باتیں کرنا۔ جدال، جھگڑا [illegible] فسوق، جمیع المعاصی کلہا تمام گناہ، چھوٹے بڑے ظاہر و پوشیدہ [illegible] سے روک دیا گیا [illegible] مقصد یعنی تربیت نفس [illegible] حاصل ہو سکے [illegible]

۲۲۵ یعنی جو نیک کام تم کرتے ہو [illegible] اللہ تعالیٰ تمہارے ہر عمل کو دیکھ رہا ہے [illegible] تمہاری کوشش کی [illegible] نہیں کرے گا۔ [illegible] اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

۲۲۶ عرب کے اکثر لوگ [illegible] حج کی نیت سے گھروں سے [illegible] سے روک دیا گیا اور حکم دیا کہ [illegible] لوگوں سے بھیک مانگتے [illegible] ساتھ لے کر [illegible] کسی کی خدمت [illegible]

۲۲۷ امام رازی لکھتے ہیں [illegible] حتی من یقول لا حج للتجار والاجمال والجمالین [illegible]

فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَإِذَآ أَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ

[illegible]

عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۖ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَإِنْ كُنْتُمْ مِّنْ

[illegible]

قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ۝ ثُمَّ أَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ

[illegible]

وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ فَإِذَا قَضَيْتُمْ

[illegible]

مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا ۗ فَمِنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ

لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں ۳۱۴ اے ہمارے رب ہمیں دُنیا ہی میں سب کچھ دیدے نہیں ہے ان کے لیے آخرت میں

خَلَاقٍ ﴿٢٠٠﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي

کوئی حصہ اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں ۳۱۵ اے ہمارے رب عطا فرما ہمیں دُنیا میں بھی بھلائی اور

الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿٢٠١﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا

آخرت میں بھی بھلائی ۳۱۶ اور بچالے ہمیں آگ کے عذاب سے یہی لوگ ہیں جن کے لیے حصہ ہے اس سے جو

كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿٢٠٢﴾ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ

انکی نیک کمائی کے۔ اور اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب چکانے والا ہے۔ اور خوب یاد کرو اللہ تعالیٰ کو ان دنوں میں جو معدودے چند ہیں ۳۱۷

زیادہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔

۳۱۴ مشرکین کو آخرت کی زندگی پر ایمان نہ تھا وہ اسی زندگی کو سب کچھ سمجھتے۔ اس لیے حج کرتے وقت اور دوسرے خاص اوقات میں دُنیا کے متعلق ہی سوال کیا کرتے۔

۳۱۵ ان کے برعکس مومن صرف دُنیوی منافع اور مقاصد پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ دُنیا و آخرت دونوں کے لیے دست دعا پھیلاتا ہے۔ حسنۃ سے مراد کوئی خاص چیز نہیں بلکہ ہر بھلائی مراد ہے فان حسنة نكرة في سياق الدعاء فهو محتمل لكل حسنة (قرطبی) ایک شخص کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملاحظہ فرمایا کہ چوزے کی طرح دُبلا ہو گیا ہے۔ حضورؐ نے دریافت کیا: اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا مانگا کرتا ہے۔ عرض کرنے لگا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ دعا کیا کرتا ہوں کہ اے مالک جو عذاب تو مجھے قیامت کے دن دینا چاہتا ہے وہ مجھے اس دُنیا میں ہی دیدے۔ حضورؐ نے فرمایا تم میں خدا کا عذاب برداشت کرنے کی قوت کہاں۔ تم یہ دعا کیوں نہیں مانگا کرتے۔ ربنا آتنا الخ

۳۱۷ دسویں رات مزدلفہ میں گزاری۔ صبح سویرے منیٰ آ کر جمرۃ العقبہ کی رمی کی اور وہاں سے منیٰ میں آ کر قربانی کی یہاں آکر ہی سر منڈایا یا بال کٹوائے قربانی دی، احرام کی پابندیوں سے آزاد ہو گئے اور کپڑے پہن لیے۔ ان امور کے علاوہ چند مخصوص مقامات پر پتھر بھی مارنے پڑتے ہیں وہ بھی پورے کئے۔ ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ تک وہاں ہی قیام مسنون ہے۔ ۱۲ کے دن پتھر مارنے کے بعد منیٰ سے مکہ واپس آجائے تو بھی درست ہے اور اگر تیرھویں کی رات وہاں قیام کرے اور دن کو رمی جمار کے بعد واپس آئے تو بھی جائز ہے لیکن حضرت امام صاحبؒ کے نزدیک افضل دوسری صورت ہے یہی ایام

فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ

[illegible]

عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

[illegible]

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ

[illegible]

اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى

[illegible]

فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۗ وَاللّٰهُ لَا

[illegible]

[illegible]

[illegible] اَلَدُّ [illegible]

[illegible] تَوَلّٰی کے دو معنی ہیں [illegible] قاضی بیضاوی [illegible] اذا ادبر و انصرف عنك وقيل اذا غلب وصار واليا [illegible]

يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿٢٠٥﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ

فساد کو پسند نہیں کرتا [illegible]

فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ ۚ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿٢٠٦﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي

[illegible]

نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ﴿٢٠٧﴾ يَا أَيُّهَا

[illegible]

الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ

[illegible] شیطان کے

[illegible]

آپ بھی اپنے ذرا طرز عمل کو دیکھیں ، میں اگر عرض کروں گا تو شکایت ہوگی

[illegible]

الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا

[illegible]

جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ هَلْ يَنْظُرُوْنَ

[illegible]

اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قُضِيَ الْاَمْرُ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۲۱۰﴾ سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ

فیصلہ ہی کر دیا جائے اور آخر کار اللہ کی طرف ہی لوٹائے جائیں گے سارے معاملات ۔ پوچھیے بنی اسرائیل سے ۲۲۵

كَمْ اٰتَيْنٰھُمْ مِّنْ اٰيَةٍۢ بَيِّنَةٍ ۭ وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ

کہ ہم نے انہیں کتنی روشن دلیلیں عنایت فرمائیں ۔ اور جو شخص بدل ڈالے اللہ کی نعمت کو اس کے مل جانے

مَا جَاۗءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۱۱﴾ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا

کے بعد تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس شخص کو سخت عذاب دینے والا ہے ۔ آراستہ کر دی گئی ہے کافروں کے لیے ۲۲۶

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا

دنیا کی فانی زندگی اور مذاق اڑاتے ہیں یہ ایمان والوں کا ، حالانکہ پرہیزگاروں کی شان

۔ دوسرے مفسرین نے یہاں آیت میں مضاف محذوف مانا ہے یعنی اصل عبارت یوں تھی [illegible] اتیهم من الله [illegible] ورنہ عرب میں مضاف کا حذف عام مستعمل ہے ہم نے ترجمہ میں اسی قول کو اختیار کیا ہے

۲۲۶ مسلمانوں کو جو عزت و امانت سونپی جا رہی تھی وہ ان سے پہلے بنی اسرائیل کو دی گئی تھی لیکن جب انہوں نے اس کی قدر نہ کی اور اس کا غلط استعمال شروع کر دیا تو دنیا کی عزت ان سے چھین لی گئی اور دین حق کی امانت ان سے واپس لے لی گئی اور انہیں ذلیل و رسوا کر دیا

مسلمانوں کو بتایا جا رہا ہے کہ اگر تم نے بھی اس نعمت کا شکر ادا نہ کیا اور اس کا صحیح استعمال نہ کیا تو دوسروں کے لیے عبرت کی داستان [illegible] کر دی تو [illegible] تمہارا انجام بھی ویسا ہی ہوگا اگر مثال دیکھنا چاہو تو تیس قدیم تہذیبوں کی ورق گردانی کرو [illegible] گزشتہ صدیوں میں [illegible] اس مسئلہ [illegible] بھی [illegible] کی [illegible] عادت کے [illegible] انکار نہیں کر سکتی

۲۲۷ کافروں کا دستور رہا ہے [illegible] نعمت [illegible] فراموشی [illegible] لاپرواہی [illegible] ہے ۔ یعنی جب انہوں نے ہدایت کے خدا کی قدر نہ کی تو ان کی نظر حقیقت سے پھر گئی [illegible] اور وہ ان ہی لوگوں کا مذاق اڑانے لگے جو حق کی خاطر دنیا کی ساری عشرتوں سے دستبردار ہو کر [illegible] زندگی [illegible] تھے ۔ قیامت کے دن جب حقیقت سے پردہ اٹھے گا تو [illegible]

فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾

فوق ہوں گے ان سے قیامت کے دن اور اللہ تعالیٰ روزی تو جسے چاہے [illegible] بے حساب دے دیتا ہے

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۣ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ

ابتدا میں سب لوگ ایک ہی دین پر تھے [illegible] پھر جب انہیں اختلاف پیدا ہو گیا تو بھیجے اللہ نے نبی خوشخبری دینے والے

وَمُنْذِرِيْنَ ۠ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ

اور ڈرانے والے [illegible] اور اتاری ان کے ساتھ کتاب برحق تاکہ فیصلہ کرے لوگوں کے درمیان

عزت و کرامت کے مستحق ہیں۔

[illegible] وہ لوگ ایسی دنیوی دولت، مال و اسباب اور جاہ و جلال کو دیکھ کر ایسا سوچنے لگتے ہیں کہ ہم پر ہی اللہ کی نظر عنایت ہے ہم ہی وہ لوگ ہیں جن کو اس نے اپنے فضل و کرم کے لیے چن لیا ہے۔ انہیں بتایا جا رہا ہے کہ دولت کی کثرت، مقبولیت اور قرب خداوندی کی دلیل نہیں۔ رزق کی کمی بیشی گمراہی و ہدایت کا سبب نہیں۔ یہ دنیا کی چمک دمک میں کھو کر اپنے انجام کا جائزہ نہیں لیتے، حقیقت روز محشر کی طرح دکھائی دینے لگے گی۔

[illegible] یہاں تاریخ مذاہب کے آغاز، اس کی نشوونما اور اس کے عروج کی داستان مختصر کر دی گئی ہے۔ اس سوال کا جواب تلاش کرنے کے لیے ہمارے دور میں بڑی کاوش کی گئی ہے کہ دین کی ابتدا کیسے ہوئی۔ ان غلط تحقیق کا نتیجہ یہ تھا کہ انسان ابتدا میں مشرک تھا اور عقیدہ توحید تک اس کی رسائی بہت بعد میں ہوئی۔ قرآن بتاتا ہے کہ پہلا انسان جو اس دنیا میں آیا آدم علیہ السلام وہ موحد تھا۔ حضرت آدم سے کافی عرصہ بعد تک وہ اور ان کی اولاد عقیدہ توحید پر ثابت قدم رہی۔ قرآن نے اس سوال کا جواب جو صدیوں پہلے دیا تھا اسے تسلیم کرنے کے لیے یورپ کے محقق ایک ایک کر کے تیار ہو رہے ہیں اور تسلیم کر رہے ہیں۔ چنانچہ آثار قدیمہ کے ماہرین، سماجیات اور عمرانیات کے علماء اس بات پر متفق ہو گئے ہیں کہ انسان کا اولین مذہب توحید تھا۔ تفسیر ماجدی

[illegible] یہاں اُمَّةً وَّاحِدَةً اور فَبَعَثَ اللّٰهُ کے درمیان ایک چھوٹا سا جملہ فاختلفوا محذوف ہے جس پر فَاخْتَلَفُوْا فِيْهِ کے الفاظ صراحتاً دلالت کر رہے ہیں۔ اب آیت کا مطلب بالکل صاف ہو گیا کہ ایک مدت دراز تک ایک ہی امت رہے لیکن جب نسل انسانی بڑھی اور لوگ اپنے اغراض اور طبیعتوں کے اختلاف کی وجہ سے آپس میں جھگڑنے لگے اور وہ امت واحدہ مختلف گروہوں اور گروہوں میں بٹ گئی۔ بھٹکے ہوؤں کو راہ راست پر لانے کے لیے اور اختلاف کی آگ کو بجھانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام مبعوث فرمائے اور ان کو آسمانی کتابیں عطا فرمائیں۔ جیسا کہ اس سے پہلے وضاحت

النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ ۚ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ

جن باتوں میں وہ جھگڑتے تھے اور کسی نے اختلاف نہیں کیا اس میں ف۱ مگر انہی لوگوں نے جنہیں ملی تھی کتاب

مِن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۖ فَهَدَى اللَّهُ

اس کے بعد کہ آ چکی تھیں ان کے پاس روشن دلیلیں محض آپس کی ضد کی وجہ سے پس اللہ نے ہدایت بخشی

الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ ۗ وَاللَّهُ يَهْدِي

انہیں جو ایمان لائے تھے ان سچی باتوں کی جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے اپنی توفیق سے ف۲ اور اللہ ہدایت دیتا ہے

مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٢١٣﴾ أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُوا

جسے چاہتا ہے سیدھے راستہ کی طرف کیا تم خیال کرتے ہو ف۳ کہ یونہی داخل ہو جاؤ گے

سے ان کو جھگڑا دوری اور فرقہ بندی سے نکالنے کی کوششیں کیں۔ [illegible] رسولوں کی یہ کوششیں بھی ایک قوم بن جاتی تھی۔

ف۱ اس عبارت میں اس بات کے ایک ثبوت کے لیے اشارہ کیا جا رہا ہے اور وہ ثبوت یہ ہے کہ وہ کتاب جو اتحاد پیدا کرنے کے لیے نازل کی گئی تھی اس کو [illegible] والوں نے اس کتاب کے ذریعہ اس کو ماننے والی امت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ بلکہ یہ اختلاف اور فرقہ بندی حسن نیت کی وجہ سے نہیں بلکہ حسد و عناد اور سرکشی کا نتیجہ تھا جس نے امت کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا۔

ف۲ یعنی کتاب سے ہدایت انہیں لوگوں کو مل سکی ہے جو سچے دل سے ایمان لاتے ہیں۔ اور جو کتاب کے حق کو قبول کرتے ہیں۔ اور جو لوگ اپنے من گھڑت معنی کا لباس اللہ کی آیات بینات کو زبردستی پہنا دیتے اور اپنے مطلب کا رنگ چڑھاتے ہیں وہ اس سے ہدایت نہیں پا سکتے

ف۳ مسلمانوں کو تنبیہ کی جا رہی ہے کہ تم بھی اختلاف اور فرقہ بندی سے بچاؤ [illegible] جن حالات سے پہلی امتوں کو سابقہ پڑا تمہیں بھی ان کا سامنا کرنا ہوگا [illegible] تم میں بھی پیدا ہوں گے [illegible] وہ بھی [illegible] کے لیے قرآن کے نام پر امت کے اتحاد کو پارہ پارہ کریں گے [illegible] اسلام میں داخل ہو جانے کے بعد جنت کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں تو [illegible] خیالوں سے [illegible] کو ابھی پیش نہیں آئیں [illegible] تمہاری راہ دیکھ رہے ہیں اس وقت اگر تم ثابت قدم رہے اور صبر و استقامت سے چلتے رہے تو اللہ کی مدد تمہاری دستگیری کرے گی

الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ

جنت میں حالانکہ نہیں آئے تم پر وہ حالات جو گزرے ان لوگوں پر جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں، پہنچی انہیں

الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا

سختی اور مصیبت اور وہ ہلا دیئے گئے یہاں تک کہ کہہ اٹھے رسول اور جو ایمان لائے

مَعَهُ مَتَى نَصْرُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ ﴿٢١٤﴾ يَسْأَلُونَكَ

تھے اس کے ساتھ کب آئے گی اللہ کی مدد؟ سن لو یقیناً اللہ کی مدد قریب ہے۔ آپ سے پوچھتے ہیں کہ

مَاذَا يُنْفِقُونَ قُلْ مَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَ

وہ کیا خرچ کریں مسئلہ آپ فرما دیجئے جو کچھ خرچ کرو مال سے تو اس کے مستحق تمہارے ماں باپ ہیں اور

الْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا تَفْعَلُوا

قریبی رشتہ دار ہیں اور یتیم ہیں اور مسکین ہیں اور مسافر ہیں اور جو بھی تم کرتے ہو

مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ﴿٢١٥﴾ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ

نیکی بلاشبہ اللہ تعالیٰ اسے خوب جانتا ہے۔ فرض کیا گیا ہے تم پر جہاد اور وہ ناپسند ہے

مسئلہ دولت کے متعلق پوچھا گیا تھا کہ کیا خرچ کریں اور کہاں خرچ کریں۔ دونوں کا جواب دیا گیا۔ فرق صرف اتنا ہے کہ پہلے سوال کا جواب مختصر ہے اور دوسرے کا مفصل اور تفصیل کیا خرچ کریں کے متعلق تو فرمایا من خیر یعنی نیکی اور نیک کمائی سے حلال اور پاک مال خرچ کرو۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے تو حرام اور ناپاک مال کو قبول نہیں فرماتا۔ دوسرے سوال کا جواب چونکہ اہمیت کے پیش نظر تفصیل طلب تھا اس کی وضاحت کر دی۔ حکم دیا جاتا ہے کہ خرچ کرو تو آغاز اپنے گھر سے کرو اور گھر میں بھی اپنے حقوق کے لحاظ سے سب سے مقدم ماں باپ ہیں۔ ان کی خدمت اور دلداری تمہارا فرض اولین ہے۔ ان کے بعد دوسرے قریبی رشتہ دار ہیں۔ اولاد، بہن بھائی، چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ وغیرہ سب کے ساتھ احسان و مروت لازم ہے۔ اس کے بعد باری ہے قوم کے یتیم بچوں کی، مسکینوں اور بے وطن مسافروں کی۔ ملاحظہ فرمائیے کتنا مناسب اور فطری طریقہ ہے۔ یہ نہیں کہ اپنے قریبی لوگ تو بھوک سے بلک رہے ہوں اور دنیا بھر میں آپ کی سخاوت کا ڈھنڈورا پٹ رہا ہو

لَكُمْ ۚ وَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ ۖ وَعَسَىٰ أَنْ تُحِبُّوا

[illegible]

شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۞ يَسْأَلُونَكَ

[illegible]

عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ ۖ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ ۖ وَصَدٌّ

[illegible] بڑا گناہ ہے اور روک دینا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَكُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ أَهْلِهِ

[illegible]

مِنْهُ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا يَزَالُونَ

[illegible]

يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّى يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا وَمَنْ

[illegible]

يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ

[illegible]

[illegible]

أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ

[illegible] ان کے عمل دنیا و آخرت میں اور وہی [illegible] ہیں وہ

فِيهَا خَالِدُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا

اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں بیشک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور جہاد کیا

فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ

اللہ کی راہ میں وہ یہی لوگ امید رکھتے ہیں اللہ کی رحمت کی اور اللہ بڑا بخشنے والا

رَحِيمٌ ۝ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۖ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ

بہت مہربان ہے وہ آپ سے پوچھتے ہیں شانِ نزول شراب اور جوئے کی بابت آپ فرما دیجئے ان دونوں میں بڑا گناہ

شانِ نزول شراب کی حرمت کا اعلان بتدریج ہوا پہلے ہی سے بعض طبیعتیں اس کی طرف رغبت نہ رکھتی تھیں۔ چنانچہ حضرت فاروق اعظم اور حضرت معاذ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں شراب کے متعلق ارشاد فرمائیے فانها مذهبة للعقل ومسلبة للمال [illegible] آیت نازل ہوئی [illegible] اس پر بعض نے شراب ترک کر دی اور بعض پیتے رہے [illegible] ایک روز حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے [illegible] کو مدعو کیا اور انہیں شراب پیش کی۔ جب وہ بد مست ہوگئے تو نماز کا وقت ہو گیا۔ انہیں میں سے ایک صاحب نے امامت کرائی سورۂ الکافرون کی قراءت شروع کی اور بجائے لا اعبد ما تعبدون یعنی میں ان کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم عبادت کرتے ہو اس کی جگہ اعبد ما تعبدون یعنی میں ان کی عبادت کرتا ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو پڑھ گئے۔ تو اس وقت حکم ہوا لا تقربوا الصلوۃ وانتم سکٰری کہ نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ پھر ایک عرصہ کے بعد حضرت عتبان بن مالک نے کی دعوت کی جب شراب کا دور چلا تو [illegible] کے قصیدہ پڑھنے [illegible] ایک انصاری نے اونٹ کے جبڑے کی ہڈی ان کے سر پر ماری اور سر پھوڑ دیا۔ بارگاہ رسالت میں شکایت کی گئی حضرت عمر نے التجا کی اے اللہ شراب کے بارے میں صحیح حکم نازل فرما تو یہ آیت نازل ہوئی انما الخمر الی فہل انتم منتہون۔ شراب کی حرمت کا قطعی حکم ہوا اس کی تفصیل [illegible] آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ

وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا وَيَسْـَٔلُوْنَكَ

اور کچھ فائدے بھی ہیں لوگوں کے لیے اور ان کا گناہ بہت بڑا ہے [illegible] ان کے نفع سے اور پوچھتے ہیں آپ سے

مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۥ قُلِ الْعَفْوَ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ

کیا خرچ کریں آپ فرمایئے جو زائد ہو ضرورت سے [illegible] یونہی بیان فرماتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آیتیں تاکہ تم غور و فکر کر

[illegible] یعنی یہ درست ہے کہ شراب سے عارضی سرور بھی حاصل ہوتا ہے اور جوئے سے مفت کی دولت بھی ہاتھ آ جاتی ہے لیکن ان کے نقصانات اتنے زیادہ ہیں کہ ان کے مقابلہ میں ان منافع کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ مزید اس حرمت کے لیے سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۹۰، ۹۱ ملاحظہ فرمایئے

[illegible] جو تمہاری ضروریات سے زیادہ ہو اس کا خرچ کرنا تمہارے لیے بہتر ہے۔ العفو ما سهل وتيسر وفضل ولم يشق على القلب اخراجه (قرطبی)۔ ایک شخص سونے کا ایک ٹکڑا لے کر حضور [illegible] کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یہ میری طرف سے صدقہ قبول فرمایئے۔ حضور نے منہ پھیر لیا۔ وہ بار بار عرض کرتا رہا اور حضور منہ پھیر لیتے۔ جب وہ باز نہ آیا تو حضور نے وہ ٹکڑا اس سے لے کر غصے سے اور پھینک دیا۔ اگر لگ جاتا تو اس کا سر پھوڑ دیتا۔ پھر اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا یاتی احدکم بماله کله یتصدق به و یجلس یتکفف الناس انما الصدقة عن ظهر غنی۔ یعنی ایک شخص اپنا سارا مال خیرات کر دیتا ہے اور پھر لوگوں سے بھیک مانگنے لگتا ہے۔ صدقہ تو تب ہے جب امیری ہو۔ [illegible] ایسے لوگوں کے لیے بھی کیسی عبرت ہے جن کے پاس بے حساب دولت ہے اور ان کے پڑوس میں کئی غریب جنہیں زندگی کی اہم ضروریات کے لیے بھی ترستے رہتے ہیں وہ بھی یہ دیکھیں زکوٰۃ ادا کر کے اب وہ حقوق کی ادائیگی سے سبکدوش ہو گئے ہیں بلکہ جو کچھ ضرورت سے زیادہ ہو [illegible] اس سے اپنے اسلامی بھائیوں کی مدد کیجئے۔ بعض کا خیال ہے کہ زکوٰۃ سے پہلے یہ حکم تھا کہ ضرورت سے زیادہ مال صدقہ کر دیا جائے لیکن زکوٰۃ کی فرضیت کے بعد یہ منسوخ ہو گیا۔ صاحب تفسیر مظہری فرماتے ہیں کہ یہ رائے درست نہیں کیونکہ آیت زکوٰۃ خود سورۂ بقرہ کی ابتداء میں ہے اس آیت سے پہلے نازل ہوئی ہے وہ اس آیت کی ناسخ نہیں ہو سکتی۔ قلت و هذا ليس بسديد لان نزول الحكم بالزكوة في صدر سورة البقرة (مظہری) مقتضية [illegible] ولا على هذه الآية [illegible] یعنی [illegible] ضرورت کی نہیں کیونکہ زکوٰۃ فرض صدقہ ہے اور یہ آیت نفل صدقات کے بارے میں ہے

لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۗ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ

[illegible]

الْيَتَامَىٰ ۖ قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ۖ وَإِن تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ ۚ

[illegible]

وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَعْنَتَكُمْ ۚ

[illegible]

إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۞ وَلَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَّ ۚ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا

اور بے شک مسلمان لونڈی بہتر ہے آزاد مشرک عورت سے اگرچہ وہ بہت پسند آئے تمہیں اور نہ نکاح کیا کرو

الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ

اپنی عورتوں کا مشرکوں سے یہاں تک کہ وہ ایمان لائیں اور بے شک مومن غلام بہتر ہے آزاد مشرک سے

وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚۖ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا

اگرچہ وہ پسند آئے تمہیں وہ لوگ تو بلاتے ہیں تمہیں دوزخ کی طرف اور اللہ تعالیٰ بلاتا ہے

اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ

جنت و مغفرت کی طرف اپنی توفیق سے اور بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے حکم لوگوں کے لیے تاکہ وہ

يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۲۱﴾ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ

نصیحت حاصل کریں۔ اور وہ پوچھتے ہیں آپ سے حیض کے متعلق [illegible] فرمائیے وہ تکلیف دہ ہے

ع ۲۷ ۱۱

قومیں جو ایک دوسرے سے برسر پیکار ہیں ان کے افراد کا ایک دوسرے پر اعتماد کب ہوگا اور وہ شادی بیاہ باہمی اتحاد کا ذریعہ۔ جذبات و رجحانات ایک دوسرے سے بالکل متضاد ہوں وہ زندہ دیرپا نہیں ہو سکتی اس لیے تم جذبات کی رو میں نہ بہہ جاؤ اور اپنے مستقبل کو برباد نہ کرو۔

اہل کتاب کی عورتوں کے ساتھ شادی کرنے کا حکم اپنے موقع پر آئے گا۔

[illegible] ما بعد حکم کی حکمت بیان کی جا رہی ہے۔ یعنی اگر مشرک عورت سے شادی رچاؤ تو وہ ایک پوری کوشش کرے گی کہ وہ تمہیں اسلام سے روگرداں کر دے اور عورت کے دام فریب میں تو بڑے بڑے سورماؤں کو پھنستے دیکھا ہے۔ اور اگر تم نے اپنی بیٹی کسی مشرک سے بیاہ دی تو ممکن ہے اس کی حیثیت کا کوئی جھونکا تمہاری بیٹی کے ایمان کی شمع بجھا دے۔ خود سوچو یہ کتنا ناقابل برداشت خسارہ ہے۔

[illegible] یہود ایام حیض میں عورت سے بالکل قطع تعلق کر لیا کرتے تھے۔ یکجا اٹھنا بیٹھنا تو کجا اس کے ساتھ کھانا پینا بھی بند کر دیا جاتا بلکہ اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا بھی ناپاک خیال کیا جاتا تھا اور مشرکین عرب کا رویہ بھی تقریباً ایسا ہی تھا لیکن نصاریٰ ان دنوں میں کسی قسم کا پرہیز نہیں کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم بستری سے بھی باز نہ آتے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے دریافت

فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى

پس تم الگ رہا کرو عورتوں سے حیض کی حالت میں اور نزدیک مت جایا کرو ان کے یہاں تک کہ

يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ

وہ پاک ہو جائیں پھر جب وہ پاک ہو جائیں ف تو جاؤ ان کے پاس جیسے حکم دیا ہے تمہیں اللہ نے

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (٢٢٢) نِسَآؤُكُمْ

بے شک اللہ دوست رکھتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور دوست رکھتا ہے صاف ستھرا رہنے والوں کو تمہاری بیویاں

حَرْثٌ لَّكُمْ ۠ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۡ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ

تمہاری کھیتی ہیں ف سو آؤ اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو ف اور پہلے سے کرو اپنی بھلائی کے کام ف

کیا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی جس میں [illegible] ہے [illegible] تعریف کہ اسلام کی روایتی میانہ روی اور اعتدال جلوہ فرما ہے۔ صحبت سے منع کر دیا گیا کیونکہ مرد و عورت دونوں کا نقصان ہوتا ہے۔ عورت کی طبیعت ان دنوں نڈھال ہوتی ہے اور بیمار بھی ہو سکتی ہے اگر حاملہ ہو سکتی ہے نیز خون جو بہہ رہا ہے غلیظ اور گندگی ہے ایسے حال میں مجامعت کو کوئی سلیم الطبع انسان پسند نہیں کرتا بلکہ ایسا کرنے سے بسا اوقات ایسی نفرت پیدا ہو جاتی ہے کہ پھر اس کا ازالہ ممکن نہیں ہوتا لیکن ساتھ اٹھنے بیٹھنے کھانے پینے کا اسلام نے جواز رکھا ہے اس میں کوئی حرج نہیں

ف یہاں طہارت میں مبالغہ مطلوب ہے۔ یعنی خون کے بند ہو جانے کے بعد غسل کر لے یا ایک نماز کا وقت گزر جائے یا خون دس دن کے بعد بند ہو تو پھر مجامعت کی اجازت ہے۔ یہ قید اس لیے لگائی گئی ہے کہ خون بند ہونے کا پورا یقین ہو جائے۔

ف یہی عورتیں اللہ نے عورتوں کو مردوں کے لیے کھیتی بنایا [illegible] دونوں کے درمیان کھیت اور کسان کا سا تعلق ہے۔ تفہیم القرآن ایک نازک ترین حقیقت کو کیسے احسن پیرایہ میں بیان فرمایا ہے کہ جس میں [illegible] بھی نہیں پڑتی اور مقصد بھی مکمل کر دیا گیا ہے بلکہ اگر غور کیا جائے تو اسلامی ازدواج کا سارا فلسفہ سمیٹ کر ان دو لفظوں میں رکھ دیا گیا ہے۔ شادی کا مقصد صرف لذت حاصل کرنا نہیں بلکہ نسل [illegible] ہے اس لیے اپنے لیے بیوی ایسی منتخب کرو جو نیک اور [illegible] ہو کیونکہ اگر زمین بنجر [illegible] ہوگی تو آپ کی کھیتی کی [illegible] ہے۔ جس طرح کسان کی ظاہری [illegible] کا انحصار اس کے کھیت کی حفاظت و نگہداشت اور خدمت پر ہے اور اس کے لیے دل لگی ضروری ہے۔ اسی طرح [illegible] حقیقت سے

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

[illegible]

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تُصْلِحُوا بَيْنَ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٢٤﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ

صلح کرو گے لوگوں میں اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے نہیں پکڑے گا تمہیں

اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَٰكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ

اللہ [illegible] تمہاری قسموں میں [illegible] لیکن پکڑے گا تمہیں اس پر جو کمایا

قُلُوبُكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿٢٢٥﴾ لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ

دلوں نے تمہارے اور اللہ بخشنے والا بردبار ہے ان کے لیے جو قسم کھاتے ہیں اپنی بیویوں سے

تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ ۖ فَإِنْ فَاءُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٢٢٦﴾

انتظار ہے چار مہینے کا پھر اگر رجوع کر لیں تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٢٧﴾ وَالْمُطَلَّقَاتُ

اور اگر ارادہ کر لیں طلاق کا تو بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے اور طلاق دی ہوئی عورتیں

يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ ۚ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ

روکے رکھیں اپنے آپ کو تین حیض تک اور حلال نہیں ان کے لیے کہ چھپائیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

جو پیدا کیا ہے اللہ نے ان کے رحموں میں اگر وہ ایمان رکھتی ہوں اللہ پر اور روز

الْاٰخِرِ ۭ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ۭ

آخرت پر اور ان کے خاوند زیادہ حقدار ہیں ان کو لوٹا لینے کے اس مدت میں اگر وہ ارادہ کریں اصلاح کا ۲۴۴

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ

اور ان کے بھی حقوق ہیں مردوں پر جیسے مردوں کے حقوق ہیں ان پر دستور کے مطابق البتہ مردوں کو عورتوں پر

دَرَجَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝٢٢٨ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۠ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ ۲۸ ع ۱۲

فضیلت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ عزت والا حکمت والا ہے۔ طلاق دو بار ہے ف۲۴۵ پھر یا تو روک لینا ہے بھلائی کے ساتھ

کی اجازت ہے۔ اس مدت انتظار کو شریعت میں عدت کہتے ہیں۔ اس میں بڑی حکمتیں ہیں۔ اس مدت میں خاوند چاہے تو رجوع بھی کر سکتا ہے بشرطیکہ اس نے تیسری بار طلاق نہ دے دی ہو۔ نیز اس عرصہ میں اگر عورت حاملہ ہے تو حمل کا پتہ چل جائیگا اور یہ چیز خاوند کو رجوع کرنے پر آمادہ کر سکتی ہے۔ اس سے بڑھ کر شریعت کو اس پیدا ہونے والے بچے کے حقوق کا پاس ہے کہ اس کی نسبت مشکوک اور مشتبہ نہ ہو جائے۔ اس کے علاوہ طلاق کی اہمیت کی طرف بھی اشارہ ہے کہ طلاق کوئی معمولی کھیل نہیں جس کا کوئی اثر نہ ہو۔ یہ تو ایک المناک حادثہ ہے۔ لیکن عدت کی یہ مدت اس عورت کے لیے ہے جو مدخول بہا ہو اور بڑھاپے کی وجہ سے اس کا حیض بھی بند نہ ہوگیا ہو۔ اور حاملہ بھی نہ ہو۔ اس قسم کی عورتوں کی عدت کا بیان دوسری آیات میں مذکور ہے۔

ف۲۴۳ عورت پر ضروری ہے کہ وہ اپنی صحیح اندرونی کیفیت بتا دے کہ آیا وہ حاملہ ہے یا نہیں تاکہ عدت کے نتائج مرتب ہو سکیں۔

ف۲۴۴ ان کے خاوند اگر اصلاح کریں اور آباد کرنے کی نیت سے دوبارہ انہیں اپنے گھر میں بسالیں تو یہ بہت بہتر ہے بشرطیکہ انہوں نے تیسری بار طلاق نہ دی ہو۔

ف۲۴۵ عرب میں یہ رواج تھا کہ خاوند اپنی بیوی کو ان گنت بار طلاق دے سکتا تھا۔ چنانچہ مفسر کبیر ابن جریر لکھتے ہیں کہ مرد جتنی دفعہ چاہتا اپنی بیوی کو طلاق دیتا کوئی پابندی نہ تھی اور ہر بار عدت گزرنے سے پہلے وہ رجوع کر سکتا تھا ایک دفعہ ایک انصاری نے اپنی بیوی کو دھمکی دی لا اقربک ولا تحلین منی کہ نہ تو میں تیرے نزدیک جاؤں گا اور نہ تو

أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا

[illegible]

حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ

[illegible]

حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۞ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى

ظالم ہیں دو طلاق دینے کے بعد پھر اگر وہ طلاق دے دے [illegible] تو وہ عورت حلال نہیں اس کے لیے اس کے بعد یہاں تک

تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ

نکاح کرے کسی اور خاوند کے ساتھ پس اگر وہ دوسرا طلاق دے دے تو کوئی گناہ نہیں ان دونوں پر یہ کہ رجوع کر لیں بشرطیکہ

اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا

انہیں گمان ہو کہ وہ قائم رکھ سکیں گے اللہ کی حدوں کو اور یہ حدیں ہیں اللہ کی وہ بیان فرماتا ہے انہیں ان

لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ

لوگوں کیلئے جو علم رکھتے ہیں اور جب تم طلاق دیدو عورتوں کو اور وہ پوری کر لیں اپنی مدت کو

فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ

پس یا تو روک لو انہیں بھلائی کے ساتھ یا چھوڑ دو انہیں بھلائی کے ساتھ اور نہ روکو انہیں

ف یہاں سے تیسری طلاق اور اس کے حکم کا بیان ہے یعنی اگر تیسری طلاق بھی اس نے دے دی تو اب جب تک وہ کسی دوسرے خاوند سے [illegible] اسی طرح بسنے کی نیت سے نکاح نہ کرے جیسے اس سے پہلے خاوند کے ساتھ تھی اور پھر وہ دوسرا خاوند ہمبستری کرنے کے بعد کچھ مدت گزرنے پر اپنی مرضی سے اسے طلاق نہ دے دے اس وقت تک وہ پہلے خاوند کے نکاح میں نہیں جا سکتی یہ ہے قرآن کریم کا واضح ارشاد جس میں تاویل کی گنجائش نہیں۔ [illegible] حدیث شریف میں لعنت وارد ہوئی ہے۔ اس کے متعلق حضور [illegible] کا ارشاد گرامی [illegible] ہے لعن اللہ المحلل والمحلل لہ

ترجمہ: حلالہ کرنے والے پر بھی اللہ کی پھٹکار اور جس کے لیے حلالہ کیا جاتا ہے اس پر بھی اللہ کی پھٹکار۔ [illegible] [illegible] [illegible] ہے کہ کسی عورت کے ساتھ [illegible] [illegible] کر کے [illegible] اور [illegible] اللہ تعالیٰ کی [illegible] کے ساتھ [illegible] کہ [illegible] اس سے بڑی [illegible] سرکشی ہو سکتی ہے۔

ف طلاق سے یہاں مراد طلاق رجعی ہے یعنی جب تم نے طلاق دی اور عدت پوری نہیں ہوئی اس وقت تک تمہیں اختیار ہے چاہے تو رجوع کر لو اور [illegible] اچھے طریقے سے [illegible] اور اگر چھوڑنا ہو تو [illegible] [illegible]

ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۗ وَلَا

تکلیف دینے کی غرض سے تاکہ زیادتی کرو۔ اور جو ایسا کرے گا اس طرح تو وہ ظلم کرے گا اپنی ہی جان پر اور نہ

تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۚ وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ

بناؤ اللہ کی آیتوں کو مذاق اور یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہے اور جو اس نے نازل کی

عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا

تم پر قرآن اور حکمت وہ نصیحت فرماتا ہے تمہیں اس کے ذریعے اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان لو

اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٢٣١﴾ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ

کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے اور جب تم طلاق دو عورتوں کو پھر وہ پوری کر چکیں

اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا

اپنی عدت تو نہ منع کرو انہیں کہ نکاح کریں اپنے خاوندوں سے جبکہ رضامند ہو جائیں

سیدھا رکھو۔ جو صورت بھی اختیار کرو اس میں نیک نیتی ملحوظ ہو۔ عورت کو ضرر دینا اور اسے تنگ کرنا ہرگز مقصود نہیں ہونا چاہیے۔

[illegible] گھریلو زندگی کی اہمیت کے پیش نظر ان قوانین کو بیان کرنے کے بعد لوگوں کو تنبیہ کی جا رہی ہے کہ اگر تم نے ان قوانین کی تعمیل میں بے دلی سے کام لینا شروع کیا تو یاد رکھو تمہارا یہ جرم نظر انداز نہیں کیا جائے گا کیونکہ تم آیات خداوندی کا مذاق اڑا رہے ہو اور یہ بڑا سنگین جرم ہے۔ اس کی سزا تمہیں بھگتنی پڑے گی۔

[illegible] پہلے جملے میں سرزنش کی گئی تھی۔ اب ملاطفت و شفقت سے ان قوانین کے اتباع کی ترغیب دی جا رہی ہے۔ کہ دیکھو قرآن جیسی کتاب ہدایت تمہیں عطا فرمائی گئی ہے۔ تمہیں اس نعمت عظمیٰ کا ہمیشہ پاس رہنا چاہیے۔ تبھی تو تم اس احسان عظیم کی شکر گزاری کا حق ادا کر سکتے ہو۔ ترغیب و ترہیب کی کیا حسین آمیزش ہے۔

[illegible] یعنی مطلقہ عورت جب اپنی عدت پوری کر لے اور اپنے پہلے خاوند کے ساتھ نکاح کرنا چاہے تو عورت کے وارث اسے منع نہ کریں۔ اس کا دوسرا مطلب یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ایسی عورت اگر اپنے تجویز کردہ خاوند کے ساتھ عدت گزرنے کے بعد نکاح کرنا چاہے تو پہلا خاوند اسے روکے اور یہ کوشش نہ کرے کہ جب میں نے اسے طلاق دے دی ہے تو کوئی

بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ

آپس میں مناسب طریقہ سے یہ وہ بات ہے اس سے نصیحت کی جاتی ہے اسکو جو تم میں سے یقین رکھتا ہو

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

اللہ پر اور قیامت پر یہ بہت پاکیزہ ہے تمہارے لیے اور بہت صاف اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے

وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۲﴾ وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ

اور تم نہیں جانتے اور مائیں دودھ پلائیں اپنی اولاد کو پورے دو

كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ

سال مکمل اس کے لیے جو پورا کرنا چاہتا ہے دودھ کی مدت اور جس کا بچہ ہے اس کے ذمہ ہے

رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا

کھانا ان دونوں کا اور ان کا لباس مناسب طریقہ سے تکلیف نہیں دی جاتی کسی شخص کو مگر اس کی حیثیت کے مطابق

دوسرا بھی اس سے نکاح نہ کرے۔

نکتہ یہاں طلاق کے بعد یہ سوال سامنے آتا ہے کہ اگر طلاق والی عورت کی گود میں شیر خوار بچہ ہو تو اس جدائی کے بعد اس کی پرورش کا کیا طریقہ ہوگا۔ اس لیے ضروری تھا کہ بچہ کی پرورش کی ذمہ داریاں جو ماں باپ پر ہیں انہیں اس موقع پر بیان فرما دیا جائے۔ لہذا یہاں ان مسائل کا بیان ہوا۔

مسئلہ: ماں خواہ مطلقہ ہو یا نہ ہو اس پر اپنے بچے کو دودھ پلانا واجب ہے بشرطیکہ باپ کو اُجرت پر دودھ پلوانے کی قدرت و استطاعت نہ ہو یا کوئی دودھ پلانے والی میسر نہ آئے یا بچہ ماں کے سوا اور کسی کا دودھ قبول نہ کرے اگر یہ باتیں نہ ہوں یعنی بچے کی پرورش خاص ماں کے دودھ پر موقوف نہ ہو تو ماں پر دودھ پلانا واجب نہیں مستحب ہے۔
منقول از حاشیہ صدر الافاضل مراد آبادی)

مسئلہ: اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اور عدت گزر چکی تو وہ اس بچے کے دودھ پلانے کی اُجرت لے سکتی ہے۔ (حاشیہ صدر الافاضل)

لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ وَعَلَى

نہ نقصان پہنچایا جائے کسی ماں کو اس کے بچے کے باعث اور نہ کسی باپ کو نقصان پہنچے اس کے بچے کے باعث اور وارث

الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَ

پر بھی اسی طرح ذمہ داری ہے پس اگر دونوں ارادہ کریں دودھ چھڑانے کا اپنی مرضی اور

تَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا

مشورہ سے تو کوئی گناہ نہیں دونوں پر اور اگر تم چاہو کہ دودھ پلواؤ دایہ سے اپنی

اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ

اولاد کو پھر کوئی گناہ نہیں تم پر جبکہ تم حوالہ کر دو جو دینا ٹھہرایا تھا تم نے مناسب طریقے سے

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَالَّذِيْنَ

اور ڈرتے رہو اللہ سے اور خوب جان لو کہ بیشک اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو سب دیکھنے والا ہے اور جو لوگ

يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ

فوت ہو جائیں تم میں سے اور چھوڑ جائیں بیویاں تو وہ بیویاں انتظار کریں اپنے آپ کو چار

اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا

مہینے اور دس دن اور جب پہنچ جائیں اپنی عدت کو تو کوئی گناہ نہیں تم پر اس میں کہ

نکتہ یہاں ان عورتوں کی عدت کا بیان ہے جن کے خاوند فوت ہو جائیں اور وہ حاملہ نہ ہوں۔ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے یعنی جس وقت وہ بچہ جنے گی اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔ اس کی تصریح آگے آئے گی۔

مسئلہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اس عدت میں نکاح نہ کرے بلکہ احادیث صحیحہ کے مطابق کئی دوسری چیزوں سے بھی پرہیز لازمی ہے یعنی عدت کے دوران رنگین اور ریشمی لباس نہ پہنے۔ خوشبو نہ لگائے۔ مہندی اور دیگر زینت سے اجتناب کرے۔ اپنے متوفی خاوند کے ہی گھر ٹھہرے سوائے ضروری کام کی غرض سے دن کو گھر سے نکل سکتی ہے رات کو

فَعَلْنَ فِىٓ أَنفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿٢٣٤﴾

کریں وہ اپنی ذات کے بارے میں مناسب طریقے سے اور اللہ تعالیٰ اس کام جو کرتے ہو خوب واقف ہے

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُم بِهِۦ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ

اور کوئی گناہ نہیں تم پر اس بات میں کہ اشارہ سے پیغام نکاح دو ان عورتوں کو

أَوْ أَكْنَنتُمْ فِىٓ أَنفُسِكُمْ ۚ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلَٰكِن

یا جو چھپائے رکھو تم اپنے دلوں میں جانتا ہے اللہ تعالیٰ کہ تم ضرور ان کا ذکر کرو گے لیکن

لَّا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّآ أَن تَقُولُوا قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۚ وَلَا تَعْزِمُوا

نہ وعدہ لینا ان سے خفیہ طور پر مگر یہ کہ کہو ان سے شریعت کے مطابق کوئی بات اور نہ پختہ کرو

عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُۥ ۚ وَاعْلَمُوٓا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ

نکاح کی گرہ یہاں تک کہ پہنچ جائے عدت اپنی انتہا کو اور جان لو کہ یقیناً اللہ جانتا ہے

مَا فِىٓ أَنفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ ۚ وَاعْلَمُوٓا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿٢٣٥﴾

جو تمہارے دلوں میں ہے سو اس سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا حلم والا ہے۔

تجھ پر کسی مسلمان میں [illegible] کرے نیز نکاح کے لیے بھی بات چیت کرے ۔

خلاصہ مسلمانوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ عدت وفات گزارنے والی عورت سے صراحتاً نکاح کرنے کا ذکر نہ کریں [illegible] کی ان گھڑیوں میں جبکہ ایک گھر بسا ہوا اجڑ چکا ہے تباہ، جشن شادی منانے کی طرح ڈالنا کتنا معیوب ہے وہاں [illegible] کے ساتھ تشفی بے انصافی ہے کہ ابھی اس کا کفن بھی میلا نہیں ہوا اور تم اس کی بیوی کو شادی کا پیغام بھیجنے لگو۔ اس پر دوسری بات یہ کہ اگر تمہارا ارادہ واضح کر دو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ وجہ تو یہ ہے کہ یہ بات تمہارے دلوں میں ہی ہے اور وہیں پڑی رہنے دے۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ

کوئی حرج نہیں تم پر اگر تم طلاق دے دو ان عورتوں کو جن کو ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا یا نہیں

تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً ۚ وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ

مقرر کیا تم نے ان کا مہر اور کچھ دو ان کو مقدور والے پر اس کی حیثیت کے مطابق

وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ

اور تنگدست پر اس کی حیثیت کے مطابق جو خرچہ کہ مناسب ہے یہ لازم ہے نیکی والوں پر

وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ

اور اگر طلاق دو ان کو پہلے اس سے کہ تم ان کو ہاتھ لگاؤ اور مقرر کر چکے تھے

لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوَ

ان کے لیے مہر تو آدھا مہر اس کا جو تم نے مقرر کیا تھا مگر یہ کہ وہ اپنا حق معاف کر دیں یا معاف

ف۱ یعنی ان عورتوں کی طلاق کا حکم بیان ہو رہا ہے جن سے کہ نکاح تو ہو گیا لیکن مہر کی کوئی مقدار مقرر نہیں ہوئی اور مرد نے ان کے ساتھ صحبت اور خلوت صحیحہ بھی نہیں کی۔ تو ایسی عورت کو طلاق دینے میں کوئی گناہ نہیں لیکن ایسی عورت کو کچھ دے دینا چاہیے تاکہ اس کی دلجوئی ہو جائے۔ متاع سے تین کپڑے یعنی کرتا اوڑھنی ازار مراد ہے یہ بھی بتا دیا۔ خاوند اپنی حیثیت سے [illegible] اور [illegible] کے بعد اپنی حیثیت کے مطابق جوڑا دے دینا چاہیے۔ [illegible]

ف۲ یعنی اس عورت کا حکم بیان ہو رہا ہے کہ نکاح کے وقت جس کا مہر تو مقرر ہو چکا تھا لیکن صحبت یا خلوت سے پہلے طلاق دے دی گئی تو فرمایا اس صورت میں خاوند نصف مہر ادا کرے۔ ہاں اگر عورت اپنی خوشی سے وہ بھی چھوڑ دے یا خاوند پورا مہر دینے کو تیار ہو جائے اور نصف مہر نہ لے کہ جو عنایت اور احسان کی [illegible] رعایت کرو [illegible] کرے تو بہتر اور پسندیدہ ہے۔ الذی بیدہ عقدۃ النکاح سے مراد خاوند ہے کیونکہ نکاح کی گرہ کے باندھنے اور کھولنے کا حق اسی کو دیا گیا ہے اور لا تنسوا سے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ عفو اور درگذر دونوں کے [illegible] مستحق [illegible] ہیں

الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۚ وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۚ وَ

کہ وہ جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے اور معاف کر دو تم تو وہ بہت قریب ہے تقوی سے اور

لَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ٢٣٧

مت بھولو احسان کرنا آپس میں بیشک اللہ جو تم کرتے ہو خوب دیکھنے والا ہے

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ ٢٣٨

پابندی کرو سب نمازوں کی اور خصوصاً درمیانی نماز کی اور کھڑے رہو اللہ کے سامنے عاجزی سے

ف اس وقت مسلمان مرد و عورت کی حالت کی بات کی جا رہی ہے جب حالات اس قدر کشیدہ ہو چکے ہیں کہ طلاق تک کی نوبت آ چکی ہے لیکن قرآن [illegible] تلقین کرتا ہے [illegible] حالات میں بھی حسن سلوک [illegible] اگر دونوں [illegible] ہے۔

ف ذکر الٰہی اسلام کی روح ہے۔ یہی وہ قوت ہے جس سے انسان پوری شریعت کے تمام قوانین پر عمل کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کا یہ اسلوب ہے کہ جہاں قوانین و احکام بیان ہوں وہاں ساتھ ہی ذکر الٰہی کی طرف بھی رغبت دلائی جاتی ہے تاکہ ان احکام کی پابندی آسانی سے کر سکیں۔ یہاں بھی خانگی زندگی سے متعلق احکام طلاق، خلع، عدت وغیرہ بیان کر کے نماز کی پابندی سے ادا کرنے کا حکم دیا۔ کیونکہ نماز ہی ذکر الٰہی کا سب سے اعلیٰ اور موثر ذریعہ ہے۔ [illegible] عبادات و مناجات جمع ہیں۔ یہاں قرآن کے الفاظ یہ ہیں حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی [illegible] اس کی وجہ یہ ہے کہ [illegible] کے حق ادا [illegible] کرنے کے ہوتے ہیں [illegible] یہاں بھی [illegible] ہمیشہ نماز ادا کرتے رہو [illegible] اسلام میں نماز کی اہمیت [illegible] بیان نہیں [illegible] حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ایک ارشاد نقل [illegible] من حافظ علیہا کانت لہ نورا وبرہانا ونجاۃ یوم القیامۃ ومن لم یحافظ علیہا لم یکن لہ نور ولا برہان ولا نجاۃ وکان یوم القیامۃ مع قارون وفرعون وہامان وابی بن خلف (رواہ احمد والطبرانی) ترجمہ: حضور نے فرمایا کہ جو شخص پابندی

فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا ۚ فَإِذَا أَمِنتُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا

پھر اگر خوف میں ہو تو پیادہ یا سوار جیسے بن پڑے پھر جب اطمینان سے ہو تو اللہ کی یاد کرو جیسا

عَلَّمَكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ﴿٢٣٩﴾ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَ

اس نے سکھایا جو تم نہ جانتے تھے اور جو تم میں مریں اور

يَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِم مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ ۚ

بیبیاں چھوڑ جائیں وہ اپنی عورتوں کے لئے وصیت کر جائیں سال بھر تک نان نفقہ دینے کی بے نکالے

فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ فِي أَنفُسِهِنَّ مِن

پھر اگر وہ خود نکل جائیں تو تم پر اس کا مواخذہ نہیں جو انہوں نے اپنے معاملہ میں مناسب

کرے گا قیامت کے دن یہ اس کے لیے نور ہوگی اس کے ایمان کی واضح دلیل ہوگی اور اس کی نجات کا باعث ہوگی اور جس نے اس کی پابندی نہ کی تو اس کے پاس نہ نور ہوگا نہ برہان نہ نجات اور اس کا حشر قارون فرعون ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا اللہ تعالیٰ ہمیں حسنِ نیت سے پابندی کرنے اور اپنی عبادت اور اپنے محبوب کی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ حبیبک الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام۔ مسئلہ: وسطیٰ نماز سے کونسی نماز مراد ہے اس میں صحابہ کے اقوال مختلف ہیں لیکن قول راجح یہ ہے کہ نماز عصر ہے حضرت علی ابن مسعود و عائشہ وغیرہ رضی اللہ عنہم کی یہی رائے ہے اور بخاری میں ہے کہ جنگ خندق میں عصر کی نماز فوت ہوگئی تو حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان کافروں کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھرے انہوں نے ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ پڑھنے سے مشغول رکھا ملا اللہ بیوتہم وقبورہم نارا کما شغلونا عن الصلٰوۃ الوسطیٰ حتی غابت الشمس متفق علیہ۔ یہ آیت نماز کی نہایت تاکید پر دلالت کرتی ہے کہ یہ عبادت اس قدر ضروری ہے کہ کسی وقت بھی معاف نہیں ہوتی جب سخت دشمن کے حملہ کا خوف ہو اس وقت اس کی اتنی آسانی کر دی گئی ہے کہ جیسے بن پڑے چلتے ہوئے یا سوار ہو کر یا بیٹھے بیٹھے جو صورت بھی ممکن ہو اشارہ سے پڑھ لو۔

مسئلہ: ابتدائے اسلام میں بیوہ کی عدت ایک سال کی تھی اور ایک سال کامل وہ شوہر کے یہاں رہ کر نان نفقہ پانے کی مستحق ہوتی تھی پھر ایک سال کی عدت تو آیۃ یتربصن بانفسهن اربعة اشهر وعشرا سے منسوخ ہوئی جس میں بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن مقرر فرمائی گئی اور سال کا نفقہ آیت میراث سے منسوخ ہوا جس میں عورت کا حصہ

مَعْرُوْفٍ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا

[illegible]

عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ اَلَمْ

[illegible]

تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ

[illegible]

لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَ

[illegible]

[illegible]

لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝ وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْٓا

[illegible]

اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ۭ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۠ وَاِلَيْهِ

[illegible]

تُرْجَعُوْنَ ۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى

[illegible]

اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ قَالَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ۗ قَالُوْا وَمَا

[illegible]

لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَ

[illegible]

اَبْنَآئِنَا ۗ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۗ وَ

[illegible]

اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٤٦﴾ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ

اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے ظالموں کو ۔ اور کہا انہیں ان کے نبی نے بے شک اللہ تعالیٰ نے مقرر فرما دیا ہے

[illegible]

لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ۚ قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ

[illegible]

بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ۚ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ

[illegible]

عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِى الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ۚ وَاللّٰهُ يُؤْتِىْ مُلْكَهٗ

[illegible]

مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ

[illegible]

اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ

[illegible]

اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۚ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ

[illegible]

[illegible]

إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۞ فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ

[illegible]

مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَنْ لَمْ يَطْعَمْهُ

[illegible]

فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ ۚ فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِّنْهُمْ ۚ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا

[illegible]

الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ۚ قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا

[illegible]

اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً ۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ مَعَ

[illegible]

الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا

[illegible]

صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ فَهَزَمُوْهُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بِاِذْنِ اللّٰهِ ۟ۙ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَ

اللہ کے اذن سے شکست دی ۳۲۵ اور قتل کردیا داؤد نے جالوت کو ۳۲۶ اور عطا فرمائی داؤد کو اللہ نے حکومت اور دانائی اور

عَلَّمَهٗ مِمَّا یَشَآءُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ

سکھا دیا اس کو جو چاہا اور اگر نہ بچاؤ کرتا اللہ تعالیٰ ۳۲۷ بعض لوگوں کا بعض کے ذریعہ تو

لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲۵۱﴾

برباد ہو جاتی زمین لیکن اللہ تعالیٰ فضل و کرم فرمانے والا ہے سارے جہانوں پر

تِلْكَ اٰیٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَیْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۲۵۲﴾

یہ آیتیں ہیں اللہ کی ہم پڑھتے ہیں انہیں آپ پر ٹھیک ٹھیک اور یقیناً آپ رسولوں میں سے ہیں

---

۳۲۵ ان مٹھی بھر مجاہدین نے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے دشمن کے لشکر جرار کو شکست فاش دے دی۔

۳۲۶ عمالقہ کے سپہ سالار جالوت کو جو بڑا بہادر اور دیو ہیکل تھا حضرت داؤد علیہ السلام نے پتھر مار کر ہلاک کر دیا حالانکہ حضرت داؤد اس وقت بالکل کم سن تھے زرد رو زار و لاغر و نحیف تھے

۳۲۷ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ جب کوئی طاقت ظلم و ستم پر کمر بستہ ہوتی ہے تو اس کی ہلاکت انگیزیوں کی روک تھام کے لیے ایک اور قوم پیدا کر دی جاتی ہے جو اس کے مقابلہ میں آ کھڑی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اگر اپنی حکمت اور قدرت سے طاقت کا توازن یوں قائم نہ رکھے تو سرکش اور ہوس پرست قومیں آبادیوں کو کھنڈرات میں اور بستیوں کو ویرانوں میں تبدیل کر دیں اور زمین کے کسی گوشہ میں انسان کو امن کا سانس لینا نصیب نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوق پر یہ بڑا احسان ہے کہ ہر فرعون کی سرکوبی کے لیے وہ موسیٰ پیدا فرما دیتا ہے۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ

[illegible]

كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ

[illegible]

الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا

[illegible]

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا

[illegible]

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۠ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّ

[illegible]

لَا شَفَاعَةٌ ۗ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ

[illegible]

اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ

[illegible]

مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ

[illegible]

عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَ

[illegible]

لَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ لَا إِكْرَاهَ فِي

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ

[illegible]

وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انْفِصَامَ

[illegible]

[illegible] ان آیات کی [illegible]

[illegible]

[illegible]

لَهَا ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ

نہیں اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے اللہ مددگار ہے ایمان والوں کا نکالتا ہے انہیں

مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۗ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ

اندھیروں سے نور کی طرف اور جنہوں نے کفر کیا ان کے ساتھی شیطان ہیں

يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۗ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ

نکالتے ہیں انہیں نور سے اندھیروں کی طرف یہی لوگ دوزخی ہیں وہ

فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ

اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں کیا نہ دیکھا آپ نے اسے جس نے جھگڑا کیا ابراہیم سے اس کے رب کے بارے میں اس

اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۙ

لیے کہ دی تھی اسے اللہ نے بادشاہی جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے کہ میرا رب وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے

شیطان ہی ہوتا ہے اور وہ شخص بھی طاغوت ہے جو کسی گمراہ مذہب غلط نظریہ اور غلط عمل کا بانی اور علمبردار ہو۔ لیکن قرآن کی اس آیت کو بھی پڑھیے۔ یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت وقد امروا ان یکفروا بہ۔ اس سے پتہ چلا کہ طاغوت کی ایک قسم یہ بھی معلوم ہوئی کہ وہ بھی طاغوت ہے جو حاکم حق کے خلاف فیصلہ کرے اور قرآن کے خلاف لوگوں کے درمیان فیصلے کرے۔ طاغوت واحد اور جمع دونوں کے لیے مستعمل ہوتا ہے

۳۲۴ الولی الناصر والمعین۔ یعنی اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا مددگار ہے انہیں اپنی توفیق سے کفر اور گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں پہنچاتا ہے کیونکہ گمراہیوں کی بہت سی قسمیں ہیں اس لیے لفظ جمع ظلمات لایا گیا اور ہدایت کیونکہ ایک ہی ہے اس لیے یہاں واحد لفظ استعمال فرمایا

۳۲۵ وہ شخص جس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مباحثہ ہوا وہ نمرود تھا جو عراق کا بادشاہ تھا اور جس کی حکومت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ حکومت و اقتدار کے نشہ میں اس نے اللہ حقیقی کو بھلا دیا اور خود خدائی کا دعویٰ کر دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب شرک و الحاد کے خلاف جہاد شروع کیا اور اس مٹی کے ناچیز بتوں کو رب ماننے سے صاف انکار کر دیا تو نمرود نے آپ سے آپ کے رب کے متعلق دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا میرا رب تو وہ ہے جو ہر چیز کو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے

حضرت ابراہیم کا اُر سے کنعان تک سفر

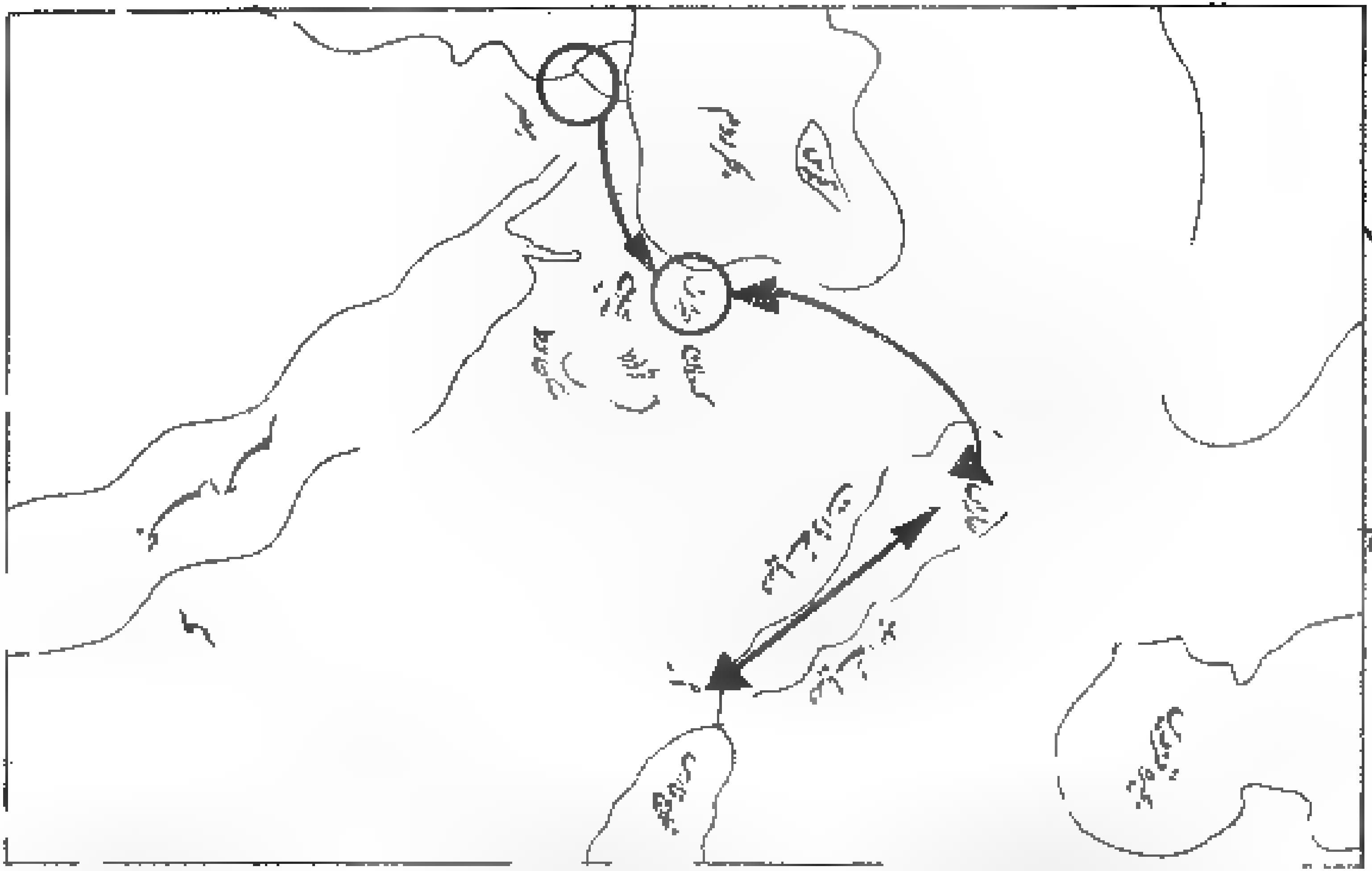
بحیرہ قزوین
خلیج فارس
اُر
دریائے دجلہ
دریائے فرات
حاران
بحیرہ روم
قبرص
حبرون
کنعان
مصر

نقشہ متعلقہ آیات ۲۵۸ البقرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش اُر کے مقام پر ہوئی جو عراق کا ایک قدیم شہر ہے یہیں آتشکدہ نمرود کا واقعہ رونما ہوا۔ اس کے بعد آپ نے اُر سے ہجرت اختیار کی پہلے حاران تشریف لے گئے کچھ عرصہ قیام کے بعد فلسطین کا رخ کیا۔ بیت ایل حبرون اور بیر شیبع کی ٹیلیوں کا دورہ کیا۔ حضرت لوط کو جو آپ کے بھتیجے تھے بحیرہ لوط کے مشرق میں متعین کیا۔ وہاں سے آپ نے مصر کا قصد کیا جو کہ اس زمانہ میں عراق کے بعد تہذیب و تمدن کا دوسرا عظیم الشان گہوارہ تھا۔ واپسی کے بعد وہاں سے مکہ تشریف لے گئے اور کعبۃ اللہ کی تعمیر فرمائی اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو وہاں اپنا جانشین مقرر کیا۔ پھر فلسطین واپس آ کر حبرون میں اقامت فرمائی۔ یہیں آپ نے رحلت فرمائی۔ دوسرے فرزند حضرت اسحٰق علیہ السلام یہاں آپ کے جانشین ہوئے۔

قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَاُمِیْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ

اس نے کہا میں بھی جلاتا ہوں اور مارتا ہوں ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ لاتا ہے سورج کو

مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ ؕ

مشرق سے تو تو نکال لا اسے مغرب سے پس ہکا بکا ہو گیا وہ کافر

وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۚ اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ

اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا ظالم قوم کو یا اس شخص کی مانند ۲۵۹ کہ جس کا گزر ایک بستی پر

وَّهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ

درآں حالیکہ وہ گری پڑی تھی اپنی چھتوں کے بل کہنے لگا کیونکر زندہ کرے گا اسے اللہ تعالیٰ اس کے ہلاک

ہے نمرود نے کہا کہ یہ تو میں بھی کر سکتا ہوں۔ چنانچہ اس نے دو آدمی بلائے۔ ان میں سے ایک واجب القتل کرنے کا حکم صادر ہو چکا تھا اور دوسرا بے گناہ تھا۔ اس نے بے گناہ کو قتل کر دیا اور واجب القتل کو رہا کر دیا۔ اور اس طرح حقیقت ناشناسوں کے سامنے اپنی جھوٹی خدائی کی دلیل [illegible]۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک اور دلیل پیش کی جس کا [illegible] نمرود [illegible] کے مغالطے بہت واضح ہیں لیکن چونکہ نمرود کے جواب میں شائبہ دھوکے کا پیدا ہو گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس پر مناظرہ [illegible]۔ موت و حیات کا پیدا کرنا تو تیرے اختیار میں نہیں ہے ربوبیت کے [illegible] تو اس سے سہل [illegible] کر دکھا جو ایک متحرک جسم کی حرکت کو بدلنا ہے۔ یہ بھی کر سکے تو پھر ربوبیت کا دعویٰ بے شک کر سکتا ہے۔

۲۵۹ وہ کون تھا جس کا قصہ اس آیت میں بیان ہوا ہے؟ اس کی تعیین نہ قرآن نے کی ہے نہ حدیث نے اس لیے [illegible] مفسرین سے متعدد اقوال منقول ہیں۔ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ کافر تھا جو قیامت پر ایمان نہ رکھتا تھا بعض نے [illegible] اور اکثر نے حضرت عزیر علیہ السلام کا نام لیا ہے۔ لیکن زیادہ بہتر یہی ہے کہ جس کو اللہ اور رسول نے متعین نہیں فرمایا اسے متعین نہ کیا جائے۔ اسی طرح اس قریہ میں بھی اختلاف ہے۔ اکثر کا خیال ہے کہ وہ بیت المقدس تھا جسے بخت نصر نے ۵۸۶ ق م میں تباہ و برباد کیا تھا۔ اس کے اکثر باشندوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اور بقیہ کو قید کر کے اپنے پایۂ تخت بابل میں لے گیا تھا۔ جب اجڑے ہوئے شہر پر ان کا گزر ہوا تو ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اس [illegible] اجڑے ہوئے شہر کو اللہ تعالیٰ کیونکر دوبارہ آباد کرے گا۔

مَوْتِهَا ۚ فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ ۖ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ۖ

[illegible]

قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۖ قَالَ بَل لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ

[illegible]

فَانظُرْ إِلَىٰ طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۖ وَانظُرْ إِلَىٰ حِمَارِكَ

[illegible]

وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِّلنَّاسِ ۖ وَانظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنشِزُهَا

[illegible]

ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ

[illegible]

شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ ۖ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِىْ قَالَ فَخُذْ

[illegible]

اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ

[illegible]

مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا وَّاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ

[illegible]

کیف سے [illegible] حالت دریافت کرنے کے لیے ہوتا ہے [illegible]
[illegible] لاستفهام بكيف انما هو سؤال عن حالة شيء موجود [illegible]
[illegible] یہاں [illegible] کسی [illegible]
[illegible]

[illegible] حضرت ابراہیم علیہ السلام [illegible]
ذبح کر کے ان کے گوشت [illegible]
ایک حصہ ایک ایک پہاڑ پر [illegible] قدرت [illegible]
جب حضرت [illegible]
[illegible] ابراہیم علیہ السلام کی [illegible]
[illegible]
[illegible] حضرت ابن عباس [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

حَكِيمٌ ۞ مَثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ

[illegible]

حَبَّةٍ أَنبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ اَلَّذِيْنَ

اور اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ بڑھا دیتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑی بخشش والا جاننے والا ہے جو لوگ

يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا

خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں پھر نہیں پیچھے لگاتے جو خرچ کیا اس کے پیچھے

مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

احسان جتانا اور نہ تکلیف دینا انہیں کے لیے ثواب ہے ان کا ان کے رب کے پاس اور نہ کوئی خوف ہے ان پر

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ

اور نہ وہ غمگین ہوں گے اچھی بات کرنا اور قصور معاف کر دینا بہتر ہے اس

صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ۭ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

صدقہ سے جس کے پیچھے تکلیف پہنچانا ہو اور اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے بڑے حلم والا ہے اے ایمان والو

دوسری قرات اس ضمن میں [illegible] ہے [illegible] اور [illegible] سے بھی [illegible] ہیں [illegible] کی [illegible] کی [illegible] سے [illegible] [illegible] ہے [illegible] [illegible] کی [illegible] ہیں۔

[illegible] یعنی خرچ بھی اللہ کے لیے [illegible] اور [illegible] کے لیے ہو تو ثواب [illegible] ہے اور اگر خرچ کے بعد احسان جتانا یا ستانا شروع کر دیا تو اللہ کے نزدیک اس کا کوئی ثواب نہیں ملے گا۔ جنگ تبوک کے موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک ہزار دینار لے کر حاضر ہوئے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جھولی میں ڈال دیے۔ [illegible] حضرت عثمان کے حق میں ایسی دعا کی جس [illegible] حضرت عثمان [illegible] [illegible] ما ضر عثمان ما عمل بعد الیوم [illegible] ۔ [illegible] عثمان جو کچھ کرتا ہے اس کو نقصان نہیں دے گا۔ اے اللہ عثمان کے [illegible] کی قربانی فراموش نہ کر۔

[illegible] بعض کم ظرف لوگ اگرچہ چند کوڑیاں کسی نیک کام میں خرچ کر بیٹھتے ہیں تو پھر احسان جتلاتے ہیں طرح طرح سے [illegible] میں مسلمانوں کو ایسی کمینہ حرکت سے [illegible] کی تلقین کی جا رہی ہے اور انہیں بتایا جا رہا ہے [illegible] ایسے خرچ کرنے سے تو

مَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ

[illegible]

مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَمَثَلُهٗ

[illegible]

كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا

[illegible]

لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

[illegible]

الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶۴﴾ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اللّٰهِ وَتَثْبِيتًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ أَصَابَهَا وَابِلٌ

کے لیے اور اپنے دلوں کو پختہ کرنے کے لیے ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک باغ بلندی پر ہو پہنچا اس کو زور کا مینہ

فَآتَتْ أُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَإِن لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا

تو لایا وہ باغ دوگنا پھل اور اگر زور کا مینہ نہ برسے تو پھوار ہی کافی ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ جو تم

تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٢٦٥﴾ أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَن تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ مِّن

کرتے ہو سب دیکھ رہا ہے کیا پسند کرتا ہے تم میں سے کوئی کہ ہو اس کا ایک باغ

نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُ فِيهَا مِن

کھجوروں اور انگوروں کا بہتی ہوں جس کے نیچے نہریں اور ہوں اس کے لیے اس میں

كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَأَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهُ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاءُ فَأَصَابَهَا

ہر قسم کے پھل بھی ہوں اور آ پہنچے اس کو بڑھاپا اور اس کے بچے ہوں کمزور تو آ پڑے اس کے باغ پر

یہ مخلص لوگ ... مال خرچ کرنے سے اللہ کے مخلص اور پاکباز بندوں کی ایک غرض تو یہ ہوتی ہے کہ ان کا رب ان پر راضی ہو جائے اور اس کے علاوہ دوسری غرض یہ بھی ہوتی ہے کہ دلوں میں اللہ کی راہ میں مال و جان قربان کرنے کی استعداد پختہ اور راسخ ہو جائے۔ مال بڑی پیاری چیز ہے۔ اس کا خرچ کرنا ابتدا میں بہت شاق گزرتا ہے لیکن جب انسان خرچ کرنا شروع کر دیتا ہے تو دل آہستہ آہستہ اس کا خوگر اور اس کی لذتوں سے آشنا ہوتا ہے اور راہ خدا میں سب کچھ لٹا دینے کی استعداد پختہ ہو جاتی ہے پھر مال تو کیا وہ اپنی جان عزیز تک نثار کرنے کو سب سے بڑی سعادت یقین کرنے لگتا ہے۔

اخلاص نیت کی اہمیت کو ایک مثال ذکر کر کے یوں واضح کیا گیا ہے کہ کوئی باہوش آدمی اس میں غفلت نہیں برت سکتا۔ ایک آدمی ایک باغ لگاتا ہے جس کی شبانہ روز محنت اور کثیر روپیہ خرچ کرنے کے بعد اس میں انواع و اقسام کے درخت لگ گئے ہیں جن کے نیچے شفاف پانی کی ندیاں ان درختوں کی قطاروں میں بہہ رہی ہیں۔ بڑھاپے نے اسے آلیا ہے اس کی قوت رفتہ رفتہ جواب دے رہی ہے۔ اس کے بچے ابھی چھوٹے ہیں وہ مطمئن ہے کہ اب تو اپنی زندگی بھر محنت کا ثمر اس کے پھل اور باغ کی آمدنی سے اس کی پیری کے ایام آرام سے کٹیں گے اور اپنے بال بچوں کی روزی کے لیے بھی کافی

إِعْصَارٌ فِيهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ

بگولا جس میں آگ ہو [illegible] اسی طرح اللہ تمہارے لیے آیتیں [illegible]

لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِن طَيِّبَاتِ

تاکہ تم غور کرو [illegible] اے ایمان والو خرچ کرو پاکیزہ [illegible]

مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ الْأَرْضِ ۖ وَلَا تَيَمَّمُوا

[illegible] اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالا [illegible] اور ارادہ نہ کرو

الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ وَلَسْتُم بِآخِذِيهِ إِلَّا أَن تُغْمِضُوا

ردی چیز کا اس میں سے کہ خرچ کرو [illegible] حالانکہ تم خود اس کو لینے والے نہیں مگر یہ کہ چشم پوشی کر جاؤ

تو ذرا سوچو [illegible] ایسی حالت [illegible] کوئی [illegible] اور اس کی عمر بھر کی محنت [illegible] جلا ڈالے [illegible] نیک اعمال کو قیامت کے دن جب تم خود [illegible] نہیں سکتے اور [illegible] زندگی بھر کے نیک اعمال [illegible] شدید حاجت ہو گی اور ریا کی [illegible] قیامت کے دن تمہاری حسرت [illegible] کا [illegible] ہو گا [illegible] سے دوچار [illegible] کیا [illegible] سے پریشان

۲۳؎ طیبات سے مراد [illegible] حلال [illegible] کیونکہ اس طرح خرچ کرنے کے تین مقاصد ہیں [illegible] اپنے نفس کی اصلاح اور اللہ تعالیٰ کی رضا [illegible] یہ مقاصد تب ہی حاصل ہو سکتے ہیں جب کہ عمدہ اور پاکیزہ چیز خرچ کی جائے اگر ردی چیز خرچ کی تو غریب کا کچھ فائدہ نہ پہنچا [illegible] بخل کی [illegible] اور اللہ تعالیٰ کی رضا [illegible] نہیں ہوتی کیونکہ [illegible] ہے جب [illegible] کا وقت [illegible] دے دی تو وہ [illegible] راضی ہو گا۔

۲۴؎ یعنی جب ردی چیز تم اپنے لیے پسند نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ ردی چیزوں کو کب پسند فرمائے گا

فِيهِ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ﴿٢٦٧﴾ الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ

[illegible]

الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُم بِالْفَحْشَاءِ ۖ وَاللَّهُ يَعِدُكُم مَّغْفِرَةً مِّنْهُ

[illegible]

وَفَضْلًا ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٦٨﴾ يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَن يَشَاءُ ۚ

[illegible]

وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أُولُوا الْأَلْبَابِ ۝ وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُمْ مِنْ

[illegible]

نَذْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُهُ ۗ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ۝ إِنْ

[illegible]

تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۖ وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ

[illegible]

فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ ۚ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِنْ سَيِّئَاتِكُمْ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ

[illegible]

[illegible]

خَيْرٍ لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ

[illegible]

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ

[illegible]

وَجْهِ اللّٰهِ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ

[illegible]

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ

چلنے پھرنے کی زمین میں خیال کرتا ہے انہیں ناواقف مالدار بوجہ ان کے سوال نہ کرنے کے

تَعْرِفُهُم بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا ۗ وَمَا تُنفِقُوا

تم پہچانتے ہو انہیں ان کی صورت سے نہیں مانگتے لوگوں سے لپٹ کر اور جو کچھ خرچ کرو گے

مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ﴿٢٧٣﴾ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُم

کچھ مال سے پس بیشک اللہ تعالیٰ اس کو خوب جاننے والا ہے جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مال

بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ

رات میں اور دن میں چھپ کر اور علانیہ تو ان کے لیے ان کا اجر ہے اپنے رب کے پاس

وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٢٧٤﴾ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا

اور نہ انہیں کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے جو لوگ کھایا کرتے ہیں سود کھاتے

[illegible] اسلام نے بھیک مانگنے کی سخت مذمت کی ہے حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لان یغدو احدکم فیحتطب علی ظہرہ فیتصدق منہ ویستغنی بہ عن الناس خیر لہ من ان یسأل رجلا اعطاہ او منعہ۔ کہ اگر کوئی شخص صبح لکڑیاں چن کر پیٹھ پر لاد لائے اور اس کی قیمت سے کھائے اس سے صدقہ بھی کرے اور لوگوں سے بھی بے نیاز رہے یہ اس سے بہت بہتر ہے کہ لوگوں سے مانگتا پھرے کسی کا جی چاہے کچھ دے دے اور جی چاہے تو انکار کر دے۔ حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے من سأل الناس اموالہم تکثرا فانما یسأل جمرا فلیستقل منہ او لیستکثر۔ ترجمہ جو آدمی لوگوں سے مال جمع کرنے کے لیے بھیک مانگتا ہے وہ انگارے جمع کر رہا ہے تھوڑے انگارے جمع کرے یا زیادہ یہ اس کی اپنی مرضی۔

[illegible] پہلے کی آیات میں ان لوگوں کا ذکر تھا جو محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے لوگوں کی امداد کرتے ہیں۔ وہ کسی معاوضہ بلکہ شکریہ کی بھی توقع نہیں رکھتے۔ اب ان لوگوں کا ذکر ہے جو دولتمند ہونے کے باوجود اتنے تنگ دل ہیں کہ [illegible] مجبور و مستضعف بھائی کی وہ بے مدد کرتے ہیں تو اس پر سود کا مطالبہ بھی کرتے ہیں۔ اس آیت میں سود کو حرام کر دیا گیا۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اس وقت کے اہل عرب کس چیز کو ربا کہا کرتے تھے اور اس کی کیا شکلیں مروج تھیں

لا يقومون الا كما يقوم الذي يتخبطه الشيطن من

المس ذلك بانهم قالوا انما البيع مثل الربوا واحل

[illegible]

اللہ البیع وحرم الربوا فمن جاءہ موعظۃ من ربہ

[illegible]

فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ

تو وہ باز آگیا تو اسی کا ہے جو پہلے ہو چکا اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جو پھر سود کی طرف لوٹے تو وہ لوگ

اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷۵﴾ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي

دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے مٹاتا ہے اللہ سود کو اور بڑھاتا ہے

الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

خیرات کو اور اللہ نہیں دوست رکھتا کسی ناشکرے گنہگار کو بے شک جو لوگ ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ

اور انہوں نے کیے اچھے عمل اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی ان کے لیے

اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۷﴾

ان کا اجر ہے ان کے رب کے پاس اور نہ کوئی خوف ہے انہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے

قرآن نے اشارہ فرمایا ہے [illegible] واضح فرق ہے کہ تجارت میں انسان روپیہ لگاتا ہے پھر محنت کرتا ہے اپنی صلاحیتیں صرف کرتا ہے اور وقت خرچ کرتا ہے۔ اس کے باوجود یقینی نہیں کہ نفع ہی ہو ممکن ہے نقصان ہو لیکن سود خور صرف [illegible] روپیہ دیتا ہے۔ نہ وقت نہ محنت [illegible] اسلام نے [illegible] کے لیے دو ہی راستے تجویز کیے ہیں یا تو اپنے بھائی کو [illegible] قرض حسنہ دے [illegible] میں شریک ہو جائے اور نفع و نقصان میں حصہ دار ہے اس کے سوا کوئی راستہ نہیں

[illegible] [illegible] کسی چیز کے گھٹتے جانے [illegible] کہتے ہیں [illegible] دو دن [illegible] محاق کہا جاتا ہے کیونکہ چاند ان دنوں میں [illegible] ہوتا ہے۔ آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے [illegible] کہ سود خور [illegible] برکت نہیں ہوگی اور [illegible] کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ [illegible] اس کی [illegible] قلبی سکون نصیب ہوگا۔ [illegible] دنیا میں ہوگی اور آخرت میں وہ ثواب [illegible] سے محروم ہوگا۔

[illegible] سود خور کے برعکس صدقہ و خیرات کرنے والا دنیا میں بھی باعزت زندگی بسر کرے گا اور آخرت میں بھی اجر عظیم کا مستحق ہوگا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ

اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود سے اگر

كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۲۷۸ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ

تم سچے دل سے ایمان والے ہو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اعلانِ جنگ سن لو طرف اللہ سے اور اس کے

وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ

رسول کی طرف سے اور اگر تم توبہ کر لو تو تمہیں مل جائیں گے اصل مال نہ تم ظلم کیا کرو

وَلَا تُظْلَمُوْنَ ۝۲۷۹ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ۚ

اور نہ تم پر ظلم کیا جائے اور اگر مقروض ہو تنگ دست ہو تو مہلت دو اسے خوشحال ہونے تک

وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۲۸۰ وَاتَّقُوْا يَوْمًا

اور بخش دینا اسے (قرض) بہت بہتر ہے تمہارے لیے اگر تم جانتے ہو اور ڈرتے رہو اس دن سے

تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۗ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ

تم لوٹائے جاؤ گے جس میں اللہ کی طرف پھر پورا پورا دیا جائے گا ہر نفس کو جو اس نے کمایا ہے اور

ف۲۷۶ سود کے اخلاقی، معاشرتی اور اقتصادی ناقابل تلافی نقصانات کے باعث اس کی حرمت کو اتنے شدید پیرائے میں بیان کیا گیا جس کی مثال نہیں۔ ارشاد ہے جو ان احکام کے بعد بھی سود دینے کی جرأت کرے گا اس کے خلاف اللہ تعالٰی اور رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کا اعلان جنگ ہے

ف۲۷۷ مکارم اخلاق کا ایک اور درس ہے۔ جو قوم ایسے ضابطہ اخلاق کی پابند ہو اس کے غریب و امیر افراد میں حسد و عناد کی آگ نہیں بھڑک سکتی۔ اور یہ خونی انقلاب رونما نہیں ہو سکتے جن سے آج ساری دنیا زیر و زبر ہو رہی ہے۔ کاش مسلمان اپنے فرض کو پہچانیں اور ان اخلاقی اصولوں کو اپنانے کی کوشش کریں۔

هُمْ لَا يُظْلَمُونَ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ

[illegible] اے [illegible] ایمان والو جب [illegible] قرض [illegible]

اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ

مدت مقررہ تک [illegible] تو اس کو لکھ لیا کرو [illegible] انصاف سے

وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ وَلْيُمْلِلِ

[illegible] لکھنے سے [illegible] جیسا [illegible] اللہ نے [illegible] لکھ دے [illegible]

الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا

[illegible] جس کے ذمہ حق [illegible] اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے [illegible] کمی نہ کرے [illegible]

[illegible]

[illegible] کی صحیح ترجمانی کر سکے۔

مسئلہ: اگر ایک شخص کے سوا کوئی اور [illegible] وثیقہ [illegible] اس شخص پر [illegible] لکھنے سے انکار کرے [illegible] وثیقہ [illegible] اجرت لینے [illegible] جائز ہے

فَإِنْ كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ

پھر اگر وہ شخص جس پر قرض ہے بے وقوف ہو یا کمزور ہو یا اس کی طاقت نہ رکھتا ہو

أَنْ يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ ۚ وَاسْتَشْهِدُوا

کہ خود لکھا سکے تو لکھا دے اس کا ولی سرپرست انصاف سے اور بنا لیا کرو ۳۸۲ف

شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ ۖ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ

دو گواہ اپنے مردوں سے پھر اگر نہ ہوں دو مرد تو ایک مرد

وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَنْ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا

اور دو عورتیں ان لوگوں میں سے جن کو پسند کرتے ہو تم جیسے، گواہ تاکہ اگر بھولے دو میں سے ایک عورت

فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ ۚ وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا ۚ

تو یاد کرا دے اُن میں ایک دوسری کو اور نہ انکار کریں گواہ جب وہ بلائے جائیں

وَلَا تَسْأَمُوا أَنْ تَكْتُبُوهُ صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا إِلَىٰ أَجَلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ

اور مت اکتاؤ اسے لکھنے سے خواہ رقم قرضہ تھوڑی ہو یا زیادہ اس کی میعاد تک یہ تحریر عدل قائم

أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ وَأَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَأَدْنَىٰ أَلَّا تَرْتَابُوا ۖ إِلَّا

کرنے کے لیے بہت عمدہ ہے اللہ کے نزدیک اور بہت محفوظ رکھنے والی ہے گواہی کو اور آسان طریقہ ہے تمہیں شبہات سے بچانے کا مگر

أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ

یہ کہ سودا دست بدست ہو جس کا تم لین دین آپس میں کرو (اس صورت میں) نہیں تم پر

۳۸۲ف تحریر کے ساتھ گواہ مقرر کرنے کا بھی حکم دیا تاکہ معاملہ میں کسی وقت بھی گڑبڑ پیدا نہ ہو شہادت کے تفصیلی احکام کتب فقہ میں ملاحظہ ہوں

جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوهَا ۗ وَأَشْهِدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ ۚ وَلَا يُضَارَّ

کچھ حرج نہیں کہ نہ لکھو اسے اور گواہ کر لیا کرو جب خرید و فروخت کرو اور نہ ضرر پہنچایا جائے

كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ ۚ وَإِن تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ فُسُوقٌ بِكُمْ ۗ وَاتَّقُوا

لکھنے والے کو اور نہ گواہ کو اور اگر تم ایسا کرو گے تو یہ نافرمانی ہوگی تمہاری اور ڈرو

اللَّهَ ۖ وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ وَإِن كُنتُمْ

اللہ سے اور سکھاتا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ آداب معاشرت اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے اور اگر تم

عَلَىٰ سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهَانٌ مَّقْبُوضَةٌ ۖ فَإِنْ أَمِنَ

سفر میں ہو اور نہ پاؤ کوئی لکھنے والا تو گروی رکھنے کی چیزیں جو قبضہ میں دے دی جائیں پھر اگر اعتبار کرے

بَعْضُكُم بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ

کسی کا کوئی تو چاہیے کہ ادا کر دے وہ جس پر بھروسہ کیا گیا ہے اپنی امانت کو اور ڈرے اللہ

رَبَّهُ ۗ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۚ وَمَن يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ ۗ

سے جو اس کا رب ہے اور مت چھپاؤ گواہی کو اور جو شخص چھپاتا ہے تو یقیناً گنہگار ہے اس کا ضمیر

ف ۱ لا یضار کی دو ترکیب ہو سکتی ہیں مضارع معروف و مجہول۔ تو اس کا مطلب ہوگا کہ دونوں میں سے کوئی کاتب کو غلط لکھنے اور گواہ کو جھوٹی گواہی دینے پر مجبور نہ کرے اور نہ اس کا وقت بے کار ضائع کرے اور اگر مجہول ہو تو پھر مطلب یہ ہوگا کہ کاتب غلط لکھ کر اور گواہ جھوٹی گواہی دے کر کسی کو ضرر نہ پہنچائے اور حق تلفی نہ کرے۔

ف ۲ اور اگر تم حالت سفر میں ہو اور وہاں کوئی وثیقہ لکھنے والا بھی نہیں اور گواہ بھی موجود نہیں اور تم ادھار پر کوئی لین دین کرنا چاہتے ہو تو اس کی صورت یہ ہے کہ ادھار لینے والا قیمت کی جگہ اپنی کوئی چیز بیچنے والے کے پاس گروی رکھ دے جب قیمت ادا کرے تو اپنی گروی شدہ چیز واپس لے لے۔ یہاں حالت سفر میں گروی رکھنے کا ذکر ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ سفر کے بغیر رہن رکھنا جائز نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ صورت کہ وثیقہ لکھا نہیں جا سکتا اکثر سفر میں ہی پیش آتی ہے اس لیے سفر کا ذکر کیا ورنہ حضر میں بھی رہن رکھنا درست ہے۔ لیکن گروی رکھی ہوئی چیز سے کوئی فائدہ اٹھانا شرعاً ممنوع ہے۔

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

[illegible]

الْاَرْضِ ۭ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ

[illegible]

اللّٰهُ ۭ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي

[illegible]

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ

[illegible]

[illegible]

وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟

اور ایمان والے۔ مومن یہ سب ف۵۸۳ نے مانا اللہ کو اور اُس کے فرشتوں کو اور اُس کی کتابوں کو اور اُس کے رسولوں کو

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ٭

(یہ کہتے ہوئے) ہم فرق نہیں کرتے کسی میں اُس کے رسولوں سے اور انھوں نے کہا ہم نے سنا اور ہم نے طاعت کی

غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا

ہم طالب ہیں تیری بخشش کے اے ہمارے رب اور تیری ہی طرف ہمیں لوٹنا ہے وہ ذمہ داری نہیں ڈالتا اللہ تعالیٰ کسی شخص پر مگر

وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ

جتنی طاقت ہو اس کی۔ اس کو اجر ملے گا جو نیک عمل اس نے کیا اور اس پر وبال ہوگا جو برا عمل کیا اے ہمارے رب نہ پکڑ ہم کو ف۵۸۴

اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا

اگر ہم بھولیں یا خطا کر بیٹھیں اے ہمارے رب اور نہ ڈال ہم پر بھاری بوجھ جیسے

حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ

تو نے ڈالا تھا اُن پر جو ہم سے پہلے گزرے ہیں اے ہمارے رب اور نہ اٹھوا ہم پر وہ بوجھ جس کے اٹھانے کی ہم میں طاقت

ف۵۸۳ اس آیت میں ایمان کا اجمالی تذکرہ کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک ماننا، فرشتوں کو نوری اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبردار مخلوق تسلیم کرنا، تمام آسمانی کتابوں کو سچا ماننا، تمام رسولوں کی رسالت پر مشتمل ایمان لانا اور روزِ قیامت پر یقین رکھنا یہ ہے ایمان۔

ف۵۸۴ یہ پیاری پیاری دعائیں اور آخر قرآن کی آیات دعا ہمیں سکھائی ہیں کریم و رحیم پروردگار اور ذرہ نواز مولا تبارک و تعالیٰ اپنے بندوں کو خود سکھاتا ہے کہ مجھ سے یوں مانگا کرو اور یوں مانگا کرو میرے دریائے رحمت پر دستک دینے کا یہ طریقہ ہے وہ جب کریم اور رحمت کریم، سخی اور نہایت سخی گدا سے کہے کہ آ مجھ سے مانگ تو جب وہ گدا تیرے سے تو اخلاص و نیاز اور سوز و گداز سے عرض کرے گا تو ضرور وہ عرض قبول ہوگی۔ اس دعا میں جسمانی و روحانی، انفرادی اور اجتماعی، دینی و دنیوی ہر قسم کی سعادتوں، رحمتوں اور سرفرازیوں کے لیے التجا ہے اسی لیے تو حضور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۗ وَاغْفِرْ لَنَا ۗ وَارْحَمْنَا ۗ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا

ہمیں اور درگزر فرما ہم سے اور بخش دے ہم کو اور رحم فرما ہم پر تو ہی ہمارا دوست اور مددگار ہے تو مدد فرما

عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝٢٨٦

ہماری ، قوم کفار پر

وعلی آلہ و اصحابہ وسلم نے فرمایا :-

اوتیت ھٰؤلاء الآیات من آخر سورۃ البقرۃ من کنز تحت العرش لم یؤتھن نبی قبلی۔

سورۃ بقرہ کی یہ آخری آیتیں مجھے عرش عظیم کے نیچے جو رحمتوں اور برکتوں کا ربانی خزانہ ہے اس سے عطا فرمائی گئی ہیں۔ اور یہ وہ انعام عظیم ہے جو دکسی نبی کو نہیں دیا گیا

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف سورۂ آلِ عمران

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام۔ اس سورۂ پاک کا نام آلِ عمران ہے۔ یہ بالاتفاق تمام مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔ اس کے بیس ۲۰ رکوع اور دو سو آیتیں، ۳۵۴۲۔ الفاظ اور ۱۵۳۳۶ حروف ہیں۔

مضامین } ۱۔ اس سورۃ میں نہایت واضح الفاظ سے اس امر کی تصریح کی گئی ہے کہ انسان کی ہدایت کے لیے اس کے خالق نے جو ضابطۂ حیات مقرر فرمایا وہ ایک ہی ہے اور اس کا نام ہے دینِ اسلام۔ اس دین کے اساسی عقائد و بنیادی اصول زمان و مکان کے اختلاف و تعدد کے باوجود ازلی ابدی ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دین انسانی عقل و خرد کی اختراع کردہ چیز نہیں بلکہ اللہ کا دین ہے جو حق ہے اور حق ایک ہی ہوا کرتا ہے ہر زمانہ میں ہر جا تمام اسلام کے نام سے بدلے دیے اہلِ کتاب کو صاف صاف بتا دیا کہ جن انبیاء کرام کے نام پر تم بٹے ہوئے الگ الگ مذہبوں کی بنیاد استوار کر رہے ہو۔ ان سب کا دین تو اسلام تھا۔ تمہارے جدِ امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی دینِ اسلام کے علمبردار تھے۔

اس طرح قرآنِ حکیم نے دین و مذہب کے نام پر انسانیت کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے والے عوامل پر ضرب کاری لگائی اور وحدتِ انسانیت کے لیے ایک ایسی محکم اساس مہیا کر دی کہ جب بھی انسان اپنی ذاتی، وطنی اور قومی خود غرضیوں سے رہائی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تو وہ اتحاد و محبت کے رشتہ میں منسلک ہو جائے گا۔

کیونکہ تمام انبیاء ایک ہی دین کے داعی اور مبلغ تھے۔ اس لیے ہر نبی نے اپنے سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء و رسل کی تصدیق کی اور اپنی امتوں کو بعد میں آنے والے انبیاء پر ایمان لانے کی ہدایت کی۔ اسی سنت پر حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عمل فرمایا اور تمام انبیاء و رسل سابقین کی تصدیق کی لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کیونکہ کوئی اور نبی مبعوث ہونے والا نہیں تھا اس لیے کسی نئے نبی پر ایمان لانے کا حکم نہیں دیا۔ ختمِ نبوت کی یہ بھی ایک واضح دلیل ہے۔

وہ ختم الرسل والے کامل جس کی ذاتِ قدسی صفات کو مشیتِ الٰہی نے انسانیت کے بکھرے ہوئے اور منتشر دانوں کی شیرازہ بندی کے لیے تجویز فرمایا تھا اس کے متعلق تمام انبیاء کو تاکید کر دیا کہ اس پر ایمان لائیں اور اس کی نصرت و تائید میں اپنی پوری کوشش

[illegible]

[illegible] پیچھے ان کی اپنی سازشوں کو تیز [illegible]

[illegible] مسلمانوں کو ان کی اپنی [illegible]
کا تیر خاک مسلمانوں کو [illegible]

[illegible]

[illegible]

ابن مریم علیہ السلام کو لوگوں نے خدا کا بیٹا کہا، ثالث ثلاثہ یعنی تین خداؤں سے ایک کہا، ان کی والدہ کو خدا کی جورو کہا۔ جو سراسر توحید تنزیہ باری کے خلاف ہے۔ قرآن جو توحید کا سب سے بڑا مبلغ اور داعی ہے۔ اس نے ان کے اس باطل عقیدہ کی تکذیب کی۔ اور اس کے بطلان کو آشکارا کر دیا۔ لیکن کس طرح؟ کیا حضرت مسیح کی تنقیص کر کے، کیا ان کی شان گھٹا کر، کیا ان کے معجزات کا انکار کر کے، یا کیا احترام نبوت کو پس پشت ڈال کر؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ ان کے تقدس کا ذکر فرمایا۔ ان کی خرق عادت پیدائش کو بیان کیا۔ ان کے محیر العقول معجزات کو بڑی شان سے پیش کیا کہ وہ باذن الٰہی مردوں کو زندہ اور اندھوں کو بینا کرتے ہیں۔ لوگوں کے گھروں میں رکھی ہوئی چیزوں کو جانتے ہیں۔ اور جو کچھ وہ کہیں بیٹھ کر کھاتے ہیں انھیں ان کا علم ہے۔ جو صحیفہ توحید کے اثبات کے وقت بھی پیغمبر کے منصب رفیع کو گھٹایا نہیں۔ تو اب وہ لوگ جو اپنے زعم باطل کے مطابق مسلمانوں کو مشرک تصور کرتے ہوئے انہیں توحید کا درس دیتے وقت حضور فخر موجودات، مصدر کمالات، سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان رفیع میں بے باکیاں کرتے ہیں اور حضور کی ذات اقدس واطہر کے کمالات علمی اور عملی کو گھٹانا اپنے فن خطابت کی معراج خیال کرتے ہیں وہ خود دیکھ لیں کہ کیا وہ قرآن کا اتباع کر رہے ہیں یا اس کے اسلوب سے سراسر انحراف کر رہے ہیں۔

[illegible] بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ [illegible]

[illegible]

الٓمّٓ ﴿۱﴾ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ﴿۲﴾ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ

[illegible]

بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۗ اِنَّ الَّذِيْنَ

[illegible]

كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو

[illegible]

انْتِقَامٍ ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فِي السَّمَآءِ ۗ هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ۚ

آسمان میں وہی ہے جو صورت بناتا ہے تمہاری ماؤں کے رحموں میں جیسے چاہتا ہے

لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ هُوَ الَّذِيٓ أَنزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ

کوئی معبود نہیں سوائے اس کے وہی غالب ہے حکمت والا ہے وہی ہے جس نے اتاری آپ پر یہ کتاب

مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتٰبِ وَأُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۖ

اس میں کچھ آیتیں محکم ہیں وہی کتاب کی اصل ہیں اور دوسری آیتیں متشابہ ہیں

فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشٰبَهَ مِنْهُ

پس وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے سو وہ پیچھے پڑتے ہیں صرف ان آیتوں کے جو متشابہ ہیں

ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَأْوِيلِهِ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا

فتنہ انگیزی کا قصد کر کے اور غلط معنی کی تلاش میں اور نہیں جانتا ان کے صحیح معنی کو مگر

ف محکم کی تعریف امام راغب نے یوں کی ہے المحکم ما لا یعرض فیه شبهة من حیث اللفظ ولا من حیث المعنی یعنی محکمات وہ آیتیں ہیں جن کا مفہوم واضح ہو اور جن کے معنی میں کسی قسم کا شبہ اور شک نہ ہو۔ والمتشابه ما اشکل تفسیره لمشابهته بغیره اما من حیث اللفظ او من حیث المعنی یعنی جس کی تفسیر کسی لفظی یا معنوی پیچیدگی کی وجہ سے مشکل ہو۔ ارشاد ہوتا ہے کہ قرآن کی بعض آیات بالکل واضح اور ہر شک و شبہ سے پاک ہیں اور یہی ساری کتاب کی اصل اور جڑ ہیں۔ اور بعض آیتیں ایسی ہیں جن کا مفہوم واضح نہیں ہوتا اور ان میں مختلف تاویلات کی گنجائش ہوتی ہے۔ جن کے دل راہ حق سے منحرف ہوتے ہیں وہ دوسرے سادہ لوح مسلمانوں کے سامنے آیات متشابہات کی ایسی تاویلیں کرتے ہیں جو محکم آیات کے منافی ہوتی ہیں اور اس طرح ان کے دلوں میں قرآن و اسلام کے متعلق طرح طرح کے شکوک و وسوسے پیدا کر کے انہیں اپنے دین سے برگشتہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ چاہئے یہ تھا کہ متشابہات کی تاویل کرتے وقت محکم آیات کی پیروی کی جاتی اور ان کی روشنی میں ان کا مفہوم بتایا جاتا۔ لیکن کج نیت فاسد ہوتی ہے جو وہ راہ راست کو چھوڑ کر کج روی کی راہ اختیار کر لیتے ہیں

ف بعض علماء نے والراسخون کا عطف اللہ پر کیا ہے۔ اس قول کے مطابق معنی یہ ہوں گے کہ متشابہات کی حقیقی مراد اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ

[illegible]

رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ

[illegible]

اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ

[illegible]

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ

[illegible]

الْمِيْعَادَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَ

[illegible]

لَآ اَوْلَادُھُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَـيْــًٔـا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۝

[illegible]

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ

[illegible]

فَاَخَذَھُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ قُلْ

[illegible]

[illegible]

[illegible] کی کیا حقیقت ہے

ف اس حقیقت کو [illegible] محروم [illegible] جاتا ہے۔

لِلَّذِينَ كَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ ۚ وَبِئْسَ

[illegible]

الْمِهَادُ ۝ قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۖ فِئَةٌ تُقَاتِلُ

[illegible]

فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأُخْرَىٰ كَافِرَةٌ يَرَوْنَهُم مِّثْلَيْهِمْ رَأْيَ الْعَيْنِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي

اور اللہ تعالیٰ قوت دیتا ہے اپنی نصرت سے جس کو چاہتا ہے شلہ یقیناً اس واقعہ میں بہت بڑی عبرت ہے

الْاَبْصَارِ ⑬ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ

آنکھ والوں کے لیے مرغوب چیزوں کی محبت لوگوں کو آراستہ کر دی گئی ہے شلہ ان کو جن چیزوں کی محبت یعنی عورتیں اور بیٹے

وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ

اور لگے ہوئے ڈھیر سونے کے اور چاندی کے اور نشان لگائے ہوئے گھوڑے

وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۭ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ

اور مویشی اور کھیتی یہ سب کچھ سامان ہے دنیوی زندگی کا اور اللہ کے پاس ہے

حُسْنُ الْمَاٰبِ ⑭ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۭ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا

اچھا ٹھکانا آپ کہہ دیجئے کیا میں تم کو ایسی چیز بتلا دوں جو بہتر ہو ان چیزوں سے ایسے لوگوں کے لیے جو ڈرتے ہیں

عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ

ان کے رب کے پاس ایسے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ہمیشہ رہیں گے ان میں اور

گئے جن میں ابوجہل بھی تھا اور ستر قیدی بنائے گئے

شلہ یعنی فتح و کامیابی افراد کی تعداد اور ساز و سامان کی کثرت پر موقوف نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت پر موقوف ہے
شلہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کے لحاظ سے انسان کے دل میں ان اشیاء کے ساتھ طبعی لگاؤ اور محبت پیدا فرما دی۔ اگر بیاہ شادی کی رغبت نہ ہوتی اور بیوی اولاد سے محبت نہ ہوتی تو اولاد کے لیے کون ہر مشقت برداشت کرتا اور ان کی پرورش کے لیے محنت و مشقت کون گوارا کرتا اور اگر ایسا نہ ہوتا تو نسل انسانی کی بقا کیسے ممکن ہوتی؟ اسی طرح سونے چاندی، گھوڑوں مویشیوں اور کھیتی باڑی کے ساتھ میلان طبع نہ ہوتا تو دنیا کی ساری رونقیں ختم ہو کر رہ جاتیں لیکن یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ انسان ان کے پیچھے اندھا دھند بھاگتا نہ رہے اور ان کی چاہت میں ایسا ڈوب جائے کہ اللہ تعالیٰ کو ہی بھول جائے بلکہ یہ چیزیں دنیوی زندگی کا سامان ہے ان کو استعمال کرو لیکن اللہ سے غافل نہ ہو جاؤ۔

أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۚ

[illegible]

الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ

[illegible]

النَّارِ ۚ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَ

[illegible]

الْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۔ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ

[illegible]

الْحَكِيْمُ ؕ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۟ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ

[illegible]

اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ ؕ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ فَاِنْ

[illegible]

حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۭ وَقُلْ

[illegible]

لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ۭ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ

[illegible]

اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ

بیشک جو لوگ انکار کرتے ہیں اللہ کی آیتوں کا اور قتل کرتے ہیں نبیوں کو ناحق ف۲۵

وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ

اور قتل کرتے ہیں ان لوگوں کو جو حکم کرتے ہیں عدل و انصاف کا لوگوں میں سے تو خوشخبری دو انہیں

بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٢١﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا

دردناک عذاب کی یہی وہ بدنصیب ہیں اکارت گئے جن کے اعمال دنیا میں

وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ﴿٢٢﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا

اور آخرت میں اور نہیں ہے ان کے لیے کوئی مددگار کیا نہیں دیکھا آپ نے ان لوگوں کی طرف جنہیں دیا گیا

نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ إِلَىٰ كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ

کچھ حصہ کتاب کا جب بلائے جاتے ہیں کتاب الٰہی کی طرف تاکہ فیصلہ کرے ان کے درمیان [illegible]

يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِنْهُمْ وَهُمْ مُعْرِضُونَ ﴿٢٣﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَنْ

پھیر لیتا ہے ایک گروہ ان میں سے [illegible] اور وہ ہیں ہی روگردانی کرنے والے ف۲۶ یہ اس لیے کہ [illegible] کہتے ہیں ہرگز نہ

تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ ۖ وَغَرَّهُمْ فِي دِينِهِمْ مَا كَانُوا

چھوئے گی ہمیں دوزخ کی آگ مگر چند دن گنے ہوئے اور دھوکے میں ڈال رکھا ہے ان کو ان کے دین کے بارے میں ان باتوں نے جو وہ

ف۲۵ یعنی [illegible] یہودیوں کی بدعملیوں، سرکشیوں اور حق سے [illegible] انبیاء اور اہل حق [illegible] کو بے دردی سے قتل کر دینے کی دیرینہ عادت کا ذکر کیا جا رہا ہے اور اس پر انہیں قیامت کے دن کی سختیوں کی یاد دہانی اور تنبیہ کی جا رہی ہے تاکہ وہ اپنی اس روش سے باز آ جائیں [illegible] عذاب ہوگا ہی نہیں اور اگر ہوا بھی تو گنتی کے چند روز [illegible] کوئی حقیقت نہیں [illegible] کی پوری سزا دی جا سکے گی۔ تقریباً یہی مضمون پہلے سورۃ بقرہ میں گزر چکا ہے

يَفْتَرُوْنَ ۝ فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۙ وَوُفِّيَتْ

[illegible]

كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ

[illegible]

الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۖ وَ

[illegible]

تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۭ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ

[illegible]

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ

[illegible]

[illegible]

وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ

اور نکالتا ہے تو زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے اور رزق دیتا ہے

تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكٰفِرِيْنَ أَوْلِيَاءَ

جسے چاہتا ہے بے حساب ؎ نہ بنائیں اہل ایمان کافروں کو دوست

مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ

مومنوں کو چھوڑ کر ؎ اور جس نے کیا یہ کام پس نہیں اس کا اللہ سے کوئی

تعلق رہا ہے

؎ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے دلائل اور ثبوت بیان فرمائے گئے ہیں۔ ان آیات کے ضمن میں علماء نے لکھا ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دفعہ نماز جمعہ میں شریک نہ ہو سکا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وجہ دریافت فرمائی تو میں نے گزارش کی کہ میں نے یوحنا بن باریا یہودی کا کچھ قرض دینا تھا۔ وہ میرے دروازہ پر آ کر لگا رہا تاکہ میں باہر نکلوں اور وہ مجھے پکڑ لے۔ [illegible] حضور کی خدمت میں حاضر ہونے سے روکے رکھا۔ اس لیے میں نماز جمعہ کی شرکت سے محروم رہا۔ حضور کریم نے فرمایا اے معاذ کیا تم پسند کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارا قرض ادا کر دے۔ میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ۔ تو حضور نے فرمایا ہر روز یہ پڑھا کرو۔ قل اللھم مالک الملک [illegible] بغیر حساب۔ رحمٰن الدنیا والآخرۃ ورحیمھما تعطی منھما من تشاء وتمنع منھما من تشاء اقض عنی دینی۔ اگر تمہارے اوپر زمین بھر سونا قرض ہو گا تو اللہ تعالیٰ ادا فرما دے گا۔ اخرجہ الطبرانی [illegible]

؎ یہ آیت ایک اصول ہے جس پر اسلامی حکومت کی خارجہ پالیسی کا دارومدار ہے۔ اپنی اس اہمیت کے پیش نظر یہ آیت خاص توجہ کی مستحق ہے تاکہ ہم اس کا صحیح مطلب سمجھ لیں اور کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائیں۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے لفظ اولیاء کا مفہوم ذہن نشین کر لینا چاہیے۔ اولیاء جمع ہے ولی کی اور ولی مشتق ہے وِلایۃ یا وَلایۃ سے۔ علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں۔ الولایۃ النصرۃ والولایۃ تولی الامر وقیل الولایۃ والولایۃ واحدۃ۔ یعنی وِلایت جب واؤ کے نیچے زیر ہو تو اس کا معنی مدد کرنا ہے اور وَلایت جب واؤ کے اوپر زبر ہو تو اس کا معنی کسی کام کا ذمہ دار اور انچارج بننا ہے اور بعض اہل لغت کے نزدیک دونوں کا ایک ہی معنی ہے۔ اور [illegible] نے اس آیت کی تفسیر اسی سورۃ کی آیت سے کی ہے۔ لا تتخذوا بطانۃ من دونکم۔ اور اس آیت کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ [illegible] [illegible] کے متعلق [illegible] سے مشورہ کیا جائے اور اپنے تمام راز انہیں کے سپرد کر دئیے

شیٔ الا ان تتقوا منھم تقٰىۃ ویحذرکم اللہ نفسہ و

[illegible]

إِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ۝ قُلْ إِنْ تُخْفُوا مَا فِي صُدُورِكُمْ أَوْ تُبْدُوهُ

اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے فرما دیجئے اگر تم چھپاؤ جو کچھ تمہارے سینوں میں ہے یا ظاہر کرو اسے

يَعْلَمْهُ اللَّهُ ۗ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ

جانتا ہے اسے اللہ تعالیٰ اور جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ ہر

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ

چیز پر قادر ہے جس دن موجود پائے گا ہر شخص جو کچھ کیا اس نے نیکی

مُحْضَرًا ۛ وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا

سے سامنے لایا ہوا اور جو کچھ کیا اس نے برائی تمنا کرے گا کاش اس کے درمیان اور اس کے درمیان فاصلہ

بَعِيدًا ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ ۗ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ۝ قُلْ

ہوتی بہت دور اور ڈراتا ہے تمہیں اللہ اپنے غضب سے اور اللہ تعالیٰ بہت مہربان ہے بندوں پر آپ فرمائیے

بہتان لگانے یا کفار کو مسلمانوں کے راز بتانے پر مجبور کریں تو کسی مسلمان کو اس امر کی ہرگز اجازت نہیں کہ وہ اپنے بچاؤ کے لیے ان کاموں میں سے کوئی کام کرے۔

اگر وہ اپنی جان بچانے کے لیے زبان پر کلمہ کفر لائے اور اس کا دل مطمئن ہو تو اسے ایسا کرنے کی رخصت تو ہے لیکن اس کا ایمان پر ڈٹے رہنا اور اپنی جان سے ہاتھ دھونا افضل ہے

اس چیز کو کسی تقیہ سے دور کا واسطہ بھی نہیں جو مذہب شیعہ کا اصل عظیم ہے اور بڑا کار ثواب ہے جس کی نسبت بیان کرتے ہوئے وہ یہاں تک کہہ جاتے ہیں کہ اگرچہ خلفائے ثلاثہ نے قرآن کی تحریف کر دی، احکام شریعت کو بدل ڈالا سنت رسول کو مٹا دیا لیکن حضرت علی نے تقیہ پر عمل کیا اور خاموش رہے بلکہ ان کے دور حکومت میں ان کا ہاتھ بٹاتے رہے ان کے مال غنیمت سے اپنا حصہ قبول کرتے رہے ان کے پیچھے نمازیں ادا کرتے رہے۔ استغفر اللہ۔ حضرت مولا شیر خدا علی علیہ و آلہ افضل التحیۃ واکمل الرضوان کی ذات مقدس پر یہ کتنا ناپاک بہتان ہے۔ ایسی بہتان تراشی سے ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں

نْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ

[illegible]

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ

[illegible]

[illegible]

[illegible] ان المحب لمن يحب مطيع

[illegible]

اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ ۝ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰۤی اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ

[illegible]

اِبْرٰھِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ۝ ذُرِّیَّةً بَعْضُھَا مِنْۢ بَعْضٍ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۚ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ

[illegible]

لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

[illegible]

فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَاۤ اُنْثٰی ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

[illegible]

بِمَا وَضَعَتْ ؕ وَلَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰی ۚ وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِنِّيٓ أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ ٱلشَّيْطَٰنِ ٱلرَّجِيمِ ۝ فَتَقَبَّلَهَا

میں پناہ دیتی ہوں اسے تیری اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے [illegible] پھر قبول کیا اسے

رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَأَنۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۖ

اس کے رب نے اچھی قبولیت سے اور اگایا اسے اچھا اگانا اور کفیل بنایا اس کا زکریا کو

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا ٱلْمِحْرَابَ وَجَدَ عِندَهَا رِزْقًا ۖ قَالَ

جب کبھی جاتے اس کے پاس زکریا عبادت گاہ میں تو پاتے اس کے پاس [illegible] کہتے

يَٰمَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا ۖ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِندِ ٱللَّهِ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ يَرْزُقُ

اے مریم کہاں سے تیرے لیے یہ ہے بولیں مریم یہ ہے اللہ تعالیٰ کے پاس سے بے شک اللہ تعالیٰ روزی دیتا ہے

[illegible] حضرت [illegible] قبولیت [illegible] حضرت مریم کے قبول ہونے کی علامت [illegible] حضرت زکریا [illegible] کے سپرد [illegible] اگر قبول ہو جائے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible] آئے [illegible]
شان سے کیسی دولت [illegible]

[illegible] محراب کا لغوی معنی ہے [illegible] مجلس میں جو سب سے باعزت جگہ ہو اس کو محراب کہتے ہیں [illegible] عبادت [illegible] حضرت مریم [illegible] عبادت [illegible] حضرت زکریا علیہ السلام [illegible] ترتیب سے [illegible]

[illegible] جب بھی حضرت زکریا حضرت مریم کے پاس جاتے تو [illegible] کے پھل [illegible] سردی [illegible] اہل سنت [illegible] حضرت مریم [illegible] کرامت [illegible] اہل سنت [illegible] انکار [illegible]

مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۞ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ

[illegible]

هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۞ فَنَادَتْهُ

[illegible]

الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ

فرشتوں نے [illegible]

بِيَحْيٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا

یحییٰ کی [illegible]

مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۞ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ

صالحین [illegible]

۱؎ حضرت زکریا علیہ السلام کی کوئی اولاد نہیں تھی لیکن [illegible]

۲؎ فرشتوں کے ذریعے حضرت زکریا [illegible] خوشخبری دے دی گئی [illegible] کلمۃ من اللہ [illegible] حضرت عیسیٰ علیہ السلام [illegible]

الْكِبَرُ وَامْرَاَتِیْ عَاقِرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ ۝ قَالَ

بڑھاپے نے اور میری بیوی بانجھ ہے [illegible] جو چاہتا ہے عرض کی

رَبِّ اجْعَلْ لِّیْۤ اٰیَةً ؕ قَالَ اٰیَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ

اے میرے رب مقرر فرما دے میرے لیے کوئی نشانی فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ نہ بات کر سکے گا تو لوگوں سے تین دن

اِلَّا رَمْزًا ؕ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِیْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِیِّ وَالْاِبْكَارِ ۝

مگر اشارہ سے اور یاد کرو اپنے پروردگار کو بہت اور پاکی بیان کرو اس کی شام اور صبح

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓىِٕكَةُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ

اور جب کہا فرشتوں نے اے مریم بے شک اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہے تجھے اور پاک کر دیا ہے

وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ ۝ یٰمَرْیَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّكِ وَ

تجھے اور چن لیا ہے تجھے سارے جہان کی عورتوں سے اے مریم عبادت کرتی رہ اپنے رب کی اور

یہ گزارش کسی شک کی وجہ سے نہ تھی بلکہ یہ تحقیق تلقی النعمة بالشكر حين حصولها مقصود تھی۔ اس لیے تھی کہ جس وقت اس نعمت کا حصول ہو اسی وقت سر بسجدہ ہو کر شکر ادا کرنے لگ جائے۔ اور عمل تو بات نہ کر سکنے کی علامت مقرر کی گئی کہ اس وقت آپ کی زبان ذکر الٰہی اور تسبیح و تہلیل میں آزاد رہے گی لیکن لوگوں کے ساتھ گفتگو کرنے کی استعداد باقی نہ رہے گی۔

یعنی قصہ مستقل تھا۔ انتخاب سے پہلے بھی جس کو پہلے بیان کیا کہ حضرت زکریا کی سرپرستی عطا فرمائی [illegible] پیدا کر دی غیب سے طرح طرح کے پھل مہیا ہونے لگے۔ اور فرشتے آپ سے گفتگو کرنے لگے اور جب آپ سن شباب کو پہنچیں تو دوبارہ ہی لے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر نبی کی ماں بنانے کے لیے منتخب فرمایا۔ پہلے اصطفاء کا ذکر [illegible] اور نساء العالمین سے مراد ان کے اپنے زمانہ کی عورتیں ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ کسی کو اپنی محبوبیت سے سرفراز فرمائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ ان انعامات پر اس کا شکر ادا کرے۔ سجدہ کا ذکر پہلے ہے اور رکوع کا بعد میں تو حالانکہ رکوع سجدہ سے پہلے ہوتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ واؤ مطلق ترتیب پر دلالت نہیں کرتی یعنی اس کے معطوف علیہ کا معطوف پر مقدم ہونا ضروری نہیں ہوتا۔

اسْجُدِي وَارْكَعِي مَعَ الرَّاكِعِينَ ۝ ذَٰلِكَ مِنْ أَنبَاءِ الْغَيْبِ

[illegible]

نُوحِيهِ إِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ

[illegible]

يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ۝ إِذْ قَالَتِ

[illegible]

الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ۙ

[illegible]

وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ الصَّالِحِينَ ۝ قَالَتْ رَبِّ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَنَّىٰ يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ ۖ قَالَ كَذَٰلِكِ اللَّهُ

[illegible]

يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَرَسُوْلًا

[illegible]

اِلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ اَنِّىْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّىْٓ

[illegible]

اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ

[illegible]

[illegible]

طَيْرًا بِإِذْنِ اللّٰهِ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِ الْمَوْتٰى

[illegible]

بِإِذْنِ اللّٰهِ وَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ

[illegible]

إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ۚ وَمُصَدِّقًا لِّمَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِىْ حُرِّمَ

جو مجھ سے پہلے نازل ہوئی کتاب تورات کی اور تاکہ حلال کر دوں تمہارے لیے بعض وہ چیزیں جو پہلے حرام کی گئی

عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۟ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝

تھیں تم پر اور لایا ہوں تمہارے پاس نشانی تمہارے رب کی طرف سے سو ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور میری اطاعت کرو

نیوٹن اتنا بڑا سائنسدان ہونے کے باوجود اعتراف سے یوں کہتا ہے ۔

> میری مثال اس بچے کی سی ہے جو سمندر کے کنارے کھیل رہا ہو مجھے اپنے ساتھیوں کی نسبت کوئی زیادہ خوبصورت سنگریزہ یا گھونگا مل جاتا ہے لیکن اصل حقیقت کا سمندر ویسا ہی میرے سامنے ہے جس کا میں کوئی علم نہیں رکھتا ۔

HEROES OF CIVILIZATION BY JOSEPH AND HAYM

جب حقیقت یہ ہے تو قرآن کے بیان کردہ معجزات کو تسلیم کرنے سے انکار کرنا یا ان کی ایسی تاویلیں کرنا جن کو عربی زبان اور قرآن کا صحیح و فصیح اسلوب بیان قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہو عقل کی خدمت [illegible] ۔ اور اگر یہ بات بھی کہہ دی جائے کہ مسبب الاسباب اللہ کی ساری کائنات اسی کے قبضہ قدرت میں ہے اور اس کا حکم ہر شے پر نافذ ہے تو پھر بھی معجزات کے انکار کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ وہ مطلق خود حکمت ہے جس حکمت والے نے ایک چیز کو ایک علت سے وابستہ کر دیا ہے وہ اس پر بھی قدرت رکھتا ہے کہ اس چیز کی تخلیق و پیدائش کو اس کے علاوہ کسی اور علت سے وابستہ کر دے اور معجزات کے ظہور پذیر ہونے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ معاندین اور منکرین حق کے سامنے پیغمبر کی صداقت کی ناقابل انکار دلیل پیش کر دی جائے اور ان پر یہ واضح کر دیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ان کے شامل حال ہے اسی لیے تو یہ پیغمبروں کے ہاتھوں ان کے اشاروں پر وقوع پذیر ہوتے ہیں ۔ اور عام طور پر ہر نبی کو اس کے زمانہ کی ضروریات کے مطابق معجزات عطا فرمائے جاتے ہیں ۔

معجزہ پر تفصیلی بحث سورۃ بنی اسرائیل کی پہلی آیت کے ضمن میں ملاحظہ فرمائیے ۔

ف ۱ یعنی آپ اپنے منصب رسالت کی ذمہ داریوں کا حق ادا کر رہے ہیں کہ جو پابندیاں اور قیود تمہارے علماء نے اپنی طرف سے خود عائد کر رکھی ہیں ان کا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے میں آیا ہوں ۔

إِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۗ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۝ فَلَمَّا

[illegible]

أَحَسَّ عِيسَىٰ مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ ۖ قَالَ

[illegible]

الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ آمَنَّا بِاللَّهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

[illegible]

رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ۝ وَ

[illegible]

مَكَرُوا وَمَكَرَ اللَّهُ ۖ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ۝ إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَىٰ إِنِّي

[illegible]

[illegible]

مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا الى يوم القيمة

[illegible]

ثم الي مرجعكم فاحكم بينكم فيما كنتم فيه تختلفون

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَأُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا فِي الدُّنْيَا

[illegible]

وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ ۝ وَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

[illegible]

الصَّالِحَاتِ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۝

[illegible]

ذَٰلِكَ نَتْلُوهُ عَلَيْكَ مِنَ الْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ ۝ إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ

[illegible]

عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ ۝

[illegible]

الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَلَا تَكُن مِّنَ الْمُمْتَرِينَ ۝ فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ

[illegible]

[illegible]

مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ

[illegible]

وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَ

[illegible]

مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا

[illegible]

فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ ۝ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا ٱللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِۦ

بات کی طرف جو یکساں ہے ہمارے اور تمہارے درمیان وہ یہ کہ ہم عبادت نہ کریں کسی کی سوائے اللہ کے اور نہ شریک ٹھہرائیں اس کے

شَيْـًٔا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ ٱللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا۟

ساتھ کسی چیز کو اور نہ بنائے ہم میں سے کوئی کسی کو رب اللہ کے سوا پھر اگر وہ روگردانی کریں

فَقُولُوا۟ ٱشْهَدُوا۟ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ۝ يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ لِمَ تُحَآجُّونَ

تو تم کہہ دو گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں اے اہل کتاب کیوں جھگڑتے ہو تم

فِىٓ إِبْرَٰهِيمَ وَمَآ أُنزِلَتِ ٱلتَّوْرَىٰةُ وَٱلْإِنجِيلُ إِلَّا مِنۢ بَعْدِهِۦٓ

ابراہیم کے بارے میں حالانکہ نہیں اتاری گئی تورات اور انجیل مگر ان کے بعد

حقیقی اور اکمل عقیدہ توحید ہی ہے جو دنیا کی ساری حقیقتوں سے واضح تر اور روشن ترین حقیقت ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی پلیٹ فارم پر جمع ہونے کے لیے اہل کتاب کو دعوت دی۔

ٹ امام ترمذی نے حضرت عدی بن حاتم سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ ہم ان کی عبادت تو نہیں کیا کرتے تھے۔ تو حضور نے فرمایا کیا ایسا نہیں تھا کہ وہ جس حلال چیز کو چاہتے حرام کر دیتے اور جس حرام چیز کو چاہتے حلال کر دیتے اور تم ان کے ہر حکم کی پیروی کیا کرتے۔ میں نے عرض کی ہاں ایسا تو ہم کیا کرتے تھے۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہی تو ہے۔ یعنی اللہ کے حکم کے بغیر کسی کو حلال و حرام کرنے کے اختیارات سونپ دینا ہی تو ان کی عبادت کرنا اور ان کو رب بنانا ہے۔ اب بھی اگر کوئی شخص کسی کے متعلق یہ عقیدہ رکھے کہ وہ شریعت کی حلال کردہ چیزوں کو حرام اور حرام کردہ چیزوں کو حلال کر سکتا ہے تو وہ بھی اسی تنبیہ کا مستحق ہے۔

ث اس آیت کریمہ میں اہل کتاب کی آنکھوں سے تعصب کا پردہ اٹھانے کی کیسا لطیف اور عجیب اسلوب میں کوشش کی گئی ہے۔ انسان جب کسی دوسرے کو حق و صداقت کے میدان میں سبقت لے جاتے ہوئے دیکھتا ہے تو یہ جذبہ رقابت اس کے دل میں بیدار ہونے لگتا ہے کہ جب اور لوگ تمام دلائل کو مجبور کر کے حق کی طرف بے تابانہ لپک رہے ہیں تو آپ کسی سے پیچھے کیوں رہیں۔ مسلمانوں کے اس اعلان سے یہود و نصاریٰ کے دل میں یہی جذبہ پیدا کرنا مقصود ہے۔

ك حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فضائل و کمالات کے سب معترف تھے۔ اور سب اس پر متفق تھے کہ آپ کا دین ہی سچا دین ہے اور آپ کا راستہ ہی سیدھا راستہ ہے۔ اس لیے ہر ایک آپ کو اپنا ثابت کرنے کے لیے یہ دعویٰ کیا کرتے۔ یہودی یہ دعویٰ کیا کرتے کہ حضرت ابراہیم یہودی تھے اور

أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ هَٰٓأَنتُمْ هَٰٓؤُلَآءِ حَٰجَجْتُمْ فِيمَا لَكُم بِهِۦ عِلْمٌ فَلِمَ

کیا [illegible] نہیں [illegible] [illegible] [illegible] اب [illegible]

تُحَآجُّونَ فِيمَا لَيْسَ لَكُم بِهِۦ عِلْمٌ ۚ وَٱللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

[illegible] نہیں [illegible] اور [illegible] جانتے۔

مَا كَانَ إِبْرَٰهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَٰكِن كَانَ حَنِيفًا

نہ تھے ابراہیم یہودی اور نہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] والے

مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ ٱلْمُشْرِكِينَ ۝ إِنَّ أَوْلَى ٱلنَّاسِ بِإِبْرَٰهِيمَ

مسلمان تھے [illegible] اور نہ تھے وہ شرک کرنے والوں میں سے [illegible] [illegible] ابراہیم [illegible] ہے

[illegible] یہودی یا [illegible] عیسائی تھے [illegible] اس غلط دعویٰ کا اعلان کیا [illegible] یہودیت اور عیسائیت [illegible] پیدا ہوئیں [illegible] [illegible] یہودیت و نصرانیت کا وجود ہی [illegible] یہودی یا عیسائی کہنا کہاں کی دانشمندی ہے

[illegible] حق کی طرف متوجہ [illegible] کہتے ہیں [illegible] ایک طرف مائل ہو [illegible] [illegible] [illegible] حق و صداقت کی طرف متوجہ [illegible] حضرت ابراہیم [illegible] توحید [illegible] یکسو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] یہودیت و نصرانیت کو کیا نسبت ہو سکتی ہے

[illegible] ابراہیم سے تعلق اور قرب کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضرت ابراہیم سے قرب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] کے لیے تیار نہیں ہو۔

لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِيُّ

وہ تھے خصوصیت والے جنہوں نے ان کی پیروی کی اور یہ نبی اور وہ جو ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ مددگار ہے

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٨﴾ وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ

مومنوں کا دل سے چاہتا ہے ایک گروہ ف اہل کتاب سے کہ کسی طرح گمراہ کردیں تمہیں

وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٦٩﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ

اور نہیں گمراہ کرتے مگر اپنے آپ کو اور وہ اس حقیقت کو نہیں سمجھتے اے اہل کتاب

لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿٧٠﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ

کیوں انکار کرتے ہو اللہ کی آیتوں کا حالانکہ تم خود گواہ ہو ف اے اہل کتاب

لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ

کیوں ملاتے ہو حق کو باطل کے ساتھ ف اور کیوں چھپاتے ہو حق کو حالانکہ تم

ف چاہیے تو یہ تھا اہل کتاب حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاتے لیکن ایمان لانا تو کجا ان کی حسد و عناد کی یہ حالت ہے کہ جو لوگ راہ راست پر چل رہے ہیں ان کے متعلق بھی ان کی یہ آرزو ہے کہ وہ بھی بھٹک جائیں۔ اگر وہ دین کا مذہب قبول نہیں کرتے تو کم از کم مسلمان تو نہ رہیں۔ اس لیے مسلمانوں کو اسلام سے بدظن اور برگشتہ کرنے کے لیے سر توڑ کوشش کرتے۔ ان کے سامنے طرح طرح کے شبہات پیش کرتے۔ لیکن ان کی یہ حسرت کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ اس ناپاک کوشش میں تو کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے البتہ اپنے نامہ اعمال کی سیاہی میں اضافہ کر رہے ہیں اور اپنے آپ کو ہلاکت کے گڑھے میں پھینک رہے ہیں۔ وما یضلون کا معنی وما یہلکون ہے۔

ف اسلام کی صداقت و حقانیت کے دلائل اس قدر واضح اور روشن ہیں کہ گویا وہ اسلام کی صداقت کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں لیکن پھر بھی دیکھیے کے باوجود بھی ان کا اسلام کو قبول نہ کرنا کتنی عجیب بات ہے۔

ف لبس کا معنی ہے اشتباہ میں ڈالنا یعنی کسی چیز کو دوسری چیز کے ساتھ خلط ملط کر دینا۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات و علامات جو ان کی اصلی کتابوں کے صفحوں پر ثبت تھے ان کو چھپا دیا کرتے یا اللہ تعالیٰ کے ان کلمات میں تحریف کر دیا کرتے تھے۔ جن پر عمل کرنا ان کی طبع نازک پر گراں ہوتا۔

تَعْلَمُوْنَ ۝ وَقَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْۤ

[illegible]

اُنْزِلَ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْۤا اٰخِرَهٗ

[illegible]

لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ۝ وَلَا تُؤْمِنُوْۤا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِیْنَكُمْ ؕ قُلْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ أَنْ يُّؤْتٰٓى أَحَدٌ مِّثْلَ مَآ أُوْتِيْتُمْ

[illegible]

أَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ

[illegible]

مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

[illegible]

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ وَمِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ إِنْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تَأْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ

[illegible]

لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَاۗىِٕمًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْا

[illegible]

لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ

[illegible]

وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ ؀ بَلٰي مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ

[illegible]

يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ؀ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ

تھوڑی سی قیمت یہ وہ لوگ ہیں کوئی حصہ نہیں ان کے لیے آخرت میں اور نہ بات کرے گا ان سے

اللَّهُ وَلَا يَنظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ

اللہ تعالیٰ اور نہ دیکھے گا ان کی طرف قیامت کے دن اور نہ پاک کرے گا انہیں اور ان کے لیے

عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٧﴾ وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُم بِالْكِتَابِ

دردناک عذاب ہے اور بے شک ان میں سے ایک گروہ ہے جو مروڑتے ہیں اپنی زبانوں کو کتاب پڑھتے ہوئے تاکہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ

[illegible]

مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ

[illegible]

الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ

[illegible]

وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ

[illegible]

دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۙ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ

اور اس وجہ سے کہ تم درس کرتے ہو اور نہ تمہیں یہ حکم دے گا کہ فرشتوں

وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۠

اور پیغمبروں کو خدا ٹھہرا لو کیا تمہیں کفر کا حکم دے گا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو لیے

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں

[illegible] اللہ [illegible] کی اجازت دی ہے

ف مقصود یہ ہے [illegible] کتاب [illegible] ہونا چاہیے کیونکہ تمہارے پاس تو رشد و ہدایت کا اصلی صحیفہ موجود ہے جس کے معانی اور مطالب سے تم خوب واقف ہو تم خود بھی اسے پڑھتے ہو اور دوسروں کو بھی اس کا درس دیتے ہو اور اگر تم نے اس سے ہدایت حاصل نہ کی اور توحید کی [illegible] نعمت سے محروم رہے تو یہ درس و تدریس کی [illegible] سے کیا حاصل؟

ف حضرت سیدنا علی [illegible] رضی اللہ عنہم سے مروی ہے [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] سے [illegible] عہد لیا [illegible] محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] آپ پر ایمان لائیں [illegible] رسالت [illegible] فضیلت [illegible] تمام انبیاء [illegible] شیخ محقق [illegible] صاحب [illegible] تحریر فرماتے ہیں [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] شریعت [illegible] حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] انبیاء علیہم السلام [illegible]

[illegible]

[illegible] شریعت کے [illegible] قیامت کے [illegible]

ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ

پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تصدیق کرنے والا ہو ان کتابوں کی جو تمہارے پاس ہیں تو تم ضرور ایمان لانا اس پر اور ضرور مدد کرنا اس کی

قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا

[illegible]

قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ فَمَنْ تَوَلّٰى

فرمایا تو گواہ رہنا اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں پھر جو کوئی پھرے

بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ

اس کے بعد تو وہی لوگ فاسق ہیں کیا اللہ کے دین کے سوا اور دین چاہتے ہیں

وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ

حالانکہ اسی کے حضور گردن رکھے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں خوشی سے اور مجبوری سے اور اسی کی طرف

يُرْجَعُوْنَ ۝ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ

سب لوٹائے جائیں گے آپ فرمائیے ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو اتارا گیا ہم پر اور جو اتارا گیا

فی [illegible] دعوته و [illegible] فی [illegible]۔

ش یعنی ملک و ملکوت [illegible] ہر چیز سر تسلیم خم کیے ہوئے ہے خوشی یا ناخوشی سے [illegible] اس کے ہر تکوینی فرمان کی تعمیل کر رہی ہے۔ اور جس کی طرف ہر چیز لوٹ کر جانے والی ہے کیا یہ لوگ اس کا دین چھوڑ کر کسی اور دین یا کسی دوسرے ضابطہ حیات کے متلاشی ہیں۔ وہ کتنے نادان ہیں اور کس قدر خوفناک غلطی میں وہ مبتلا ہیں۔

ش اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پاک سے اس حقیقت کا اعلان کرایا جا رہا ہے کہ دین اسلام ہی ہے سب انبیاء و رسل اپنے اپنے زمانہ میں اسی کی تبلیغ [illegible] اس لیے تمام مقدس ہستیوں [illegible]

عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ

ابراہیم ، اسمٰعیل ، اسحٰق ، یعقوب اور ان کے بیٹوں پر

وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰى وَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ

اور جو کچھ دیا گیا موسیٰ ، عیسیٰ اور دوسرے نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے نہیں فرق کرتے ہم

بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿٨٤﴾ وَ مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ

کسی کے درمیان ان میں سے اور ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں اور جو تلاش کرے گا

الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ

اسلام کے سوا کوئی اور دین تو وہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اس سے لے اور وہ قیامت کو نقصان والوں

الْخٰسِرِيْنَ ﴿٨٥﴾ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ

میں سے ہوگا کیسے ہو سکتا ہے کہ ہدایت دے اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو جنہوں نے کفر اختیار کر لیا ایمان لانے کے بعد لے

والے ان سب کی صداقت کو تسلیم کرتے ہیں۔ ہمارا یہ شیوہ نہیں کہ بعض کو مانیں اور بعض کا انکار کریں۔ یہ ہے دین محمدی کی وسعت دیکھیے کہ ہر حق کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے جہاں کسی قومی، وطنی اور نسلی عصبیت کی گنجائش نہیں۔ اس دین قیم کی شمع تمام ان عناصر سے پاک ہے جو انسان کو انسان سے ملنے نہیں دیتے۔ یہ کسی خاندان یا نسل کے مفاد کا دین نہیں بلکہ سب انسانوں کا دین ہے۔ اور اس کا نبی صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو جمع کرنے کے لیے بھیجا نہیں گیا بلکہ وہ رحمۃ للعالمین ہے جو سارے عالم انسانیت کی شیرازہ بندی کے لیے مطلع وجود پر جلوہ فرما ہوا۔ اس لیے صرف یہی دین انسانی اتحاد کے لیے سازگار ثابت ہو سکتا ہے۔

لے دین اسلام جو سب انبیاء کا دین ہے اور جس کو لے کر اب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں اب اگر کوئی شخص اس دین کو قبول نہیں کرتا اور کسی اور دین کی پیروی کرتا ہے تو اس کا وہ دین اللہ تعالیٰ کی جناب میں مقبول نہیں۔ لے وہ لوگ جو جہالت کی وجہ سے قبول حق سے انکار کرتے ہیں ان کے ہدایت پانے کی توقع ہو سکتی ہے کہ جب جہالت کا پردہ اٹھ جائے گا اور حقیقت کا روشن چہرہ انہیں دکھائی دے گا تو وہ اسے پہچان کر پروانہ وار اس پر قربان ہونے لگیں گے لیکن جو حق کو پہچانتے ہیں اور اپنی مجالس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کو تسلیم بھی کرتے ہیں۔ اور پھر محض ضد پر اڑے ہوئے ہیں ان کے

وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاللّٰهُ لَا

اور وہ پہلے گواہی دے چکے تھے کہ رسول سچا ہے اور آچکی تھیں ان کے پاس کھلی نشانیاں اور اللہ تعالیٰ

يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۸۶ اُولٰۗىِٕكَ جَزَاۗؤُھُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ

ہدایت نہیں دیتا ظالم لوگوں کو ان کی سزا یہ ہے کہ ان پر

لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝۸۷ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

پھٹکار پڑتی ہے اللہ کی فرشتوں کی اور سب انسانوں کی ہمیشہ رہیں گے اسی پھٹکار میں

لَا يُخَفَّفُ عَنْھُمُ الْعَذَابُ وَلَا ھُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝۸۸ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا

نہ ہلکا کیا جائے گا ان سے عذاب اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ

مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۣ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۸۹ اِنَّ

کرلی اس کے بعد ۹۲ اور اپنی اصلاح کرلی تو بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے انہیں بخش دے گا یقیناً

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ

وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا ایمان لانے کے بعد پھر بڑھتے چلے گئے کفر میں ہرگز نہ قبول کی جائے گی

تَوْبَتُھُمْ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الضَّاۗلُّوْنَ ۝۹۰ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَ

ان کی توبہ اور یہی لوگ ہیں جو گمراہ ہیں جن لوگوں نے کفر کیا اور مر گئے کفر کی

رہا پانے کی توقع عبث ہے

ف۹۱ یعنی وہ بدنصیب جنہوں نے اپنی فطرتِ سلیمہ کو بگاڑ دیا اور خداداد صلاحیتوں کو مسخ کر دیا۔

ف۹۲ اسلام نے رحمتِ الٰہی سے مایوسی کی بدترین شکل کی سخت مذمت کی ہے اور سب گمراہوں کو واضح طور پر بتا دیا ہے کہ جب وہ سچے دل سے اپنے گناہوں پر نادم ہوں تو بیشک وہ اس کے درِ رحمت پر دستک دیں۔ اُن کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور انہیں ایک اور سنہری موقع دیا جائے گا کہ وہ ایک پاکیزہ زندگی کا از سرِ نو آغاز کر سکیں۔

هُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ

اس حالت میں کہ وہ کافر تھے ۹۳ تو ہرگز قبول نہ کیا جائے گا ان میں سے کسی سے زمین بھر سونا اگرچہ وہ اپنی نجات کیلیے

افْتَدٰى بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۹۱﴾ ع ۹ ۱۷

عوض دے اتنا سونا یہ لوگ ہیں ان کے لیے عذاب ہے دردناک اور نہیں ہے ان کا کوئی مددگار

۹۳ البتہ وہ لوگ جو ساری عمر کفر و طغیان کے راستہ پر گامزن رہے اور مرتے دم تک تائب ہونے کے لیے جو مہلت انہیں دی گئی تھی اس سے انہوں نے فائدہ نہیں اٹھایا یہاں تک کہ موت کے جھونکے نے ان کی زندگی کا چراغ گل کر دیا۔ ان کی بخشش کی کوئی صورت نہیں۔ اگر وہ روئے ارض سونا بھی فدیہ کے طور پر ادا کرنا چاہیں گے تو وہ رد کر دیا جائے گا اور کوئی ان کی شفاعت بھی نہ کرے گا کیونکہ شفاعت گنہگار مومن کے لیے ہوا کرتی ہے اور کافر اور مشرک شفاعت کا مستحق نہیں ہوا کرتا۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا

[illegible]

مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۞ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا

[illegible]

لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَاۤ اِنْ

سے پہلے کہ نازل کی گئی توریت آپ فرماؤ لاؤ توریت پھر پڑھو اسے اگر

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ

تم سچے تو پس جو بہتان لگاتا ہے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بعد کے

ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۟ فَاتَّبِعُوْا

بعد تو وہی ظالم ہیں آپ کہہ دیجئے کہ فرمایا اللہ نے ف۸ پس پیروی کرو

مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اِنَّ

ملت ابراہیم کی جو ہر باطل سے الگ تھلگ تھے اور بالکل نہ تھے وہ شرک کرنے والوں سے بے شک

اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى

پہلا عبادت خانہ ف۹ جو بنایا گیا لوگوں کے لیے وہی ہے جو مکہ میں ہے ف۱۰ بابرکت ف۱۱ اور ہدایت کا سرچشمہ ہے

ف۸ یعنی اسکا فرمان سچا ہے۔ تمہاری تحریف کا حیلہ نہیں چل سکتا

ف۹ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے دریافت کیا کہ زمین پر سب سے پہلے کونسی مسجد بنائی گئی تو حضور نے فرمایا مسجد حرام۔ میں نے عرض کی اس کے بعد تو فرمایا مسجد اقصیٰ۔ میں نے پوچھا ان دونوں کی تعمیر کے درمیان کتنا عرصہ ہے۔ تو فرمایا چالیس سال۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسجد حرام کے پہلے معمار حضرت آدم اور مسجد اقصیٰ کے پہلے معمار آپ کے کوئی فرزند تھے۔ طوفان نوح کے بعد جب یہ عمارت منہدم ہو گئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے خانہ کعبہ کی دوبارہ تعمیر کی اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجد اقصیٰ کی۔ بیت سے مراد محض گھر نہیں بلکہ خانہ عبادت ہے۔

ف۱۰ بعض علماء نے کہا ہے کہ مکہ میں ایک لغت بکہ بھی آئی ہے۔ مجاہد نے کہا کہ مکہ اور بکہ ایک شہر کے ہی دو نام ہیں۔ امام مالک نے فرمایا خانہ کعبہ کی جگہ کو بکہ اور سارے شہر کو مکہ کہتے ہیں۔ محمد بن شہاب سے مروی ہے کہ صرف خانہ کعبہ کو نہیں بلکہ ساری مسجد حرام کو بکہ کہا جاتا ہے اور دوسرے سارے شہر کو مکہ۔

ف۱۱ اس کی برکتوں کا کیا کہنا۔ اس میں ایک نماز پڑھی جائے تو لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے۔ ایک ختم قرآن کیا جائے تو لاکھ ختم کا

لِلْعٰلَمِيْنَ ۚ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ

[illegible]

كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ

[illegible]

اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝

[illegible]

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عَلٰى مَا تَعۡمَلُوۡنَ ۔ قُلۡ يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوۡنَ عَنۡ

[illegible]

سَبِيۡلِ اللّٰهِ مَنۡ اٰمَنَ تَبۡغُوۡنَهَا عِوَجًا وَّاَنۡتُمۡ شُهَدَآءُ ؕ وَ

[illegible]

مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ تُطِيۡعُوۡا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَرِيقًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوكُم بَعْدَ إِيمٰنِكُمْ

[illegible]

كٰفِرِينَ ۝ وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ وَأَنتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَ

[illegible]

فِيكُمْ رَسُولُهٗ ۗ وَمَن يَعْتَصِم بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ إِلٰى صِرٰطٍ

[illegible]

مُّسْتَقِيمٍ ۝ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا ع

[illegible]

[illegible]

ف [illegible]

تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ ۔ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا

[illegible]

وَلَا تَفَرَّقُوا ۚ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ

[illegible]

عَلٰی شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ

[illegible]

اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ

[illegible]

الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ

[illegible]

تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ وَأُولَٰئِكَ

[illegible]

لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ

[illegible]

فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ

[illegible]

ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

[illegible]

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لِلْعٰلَمِيْنَ ۔ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاِلَى اللّٰهِ

[illegible]

تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۔ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ

[illegible]

اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْفٰسِقُوْنَ ۝ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ۭ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ

[illegible]

الْاَدْبَارَ ۣ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا

[illegible]

اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَاۗءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ

[illegible]

اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ۚ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ

[illegible]

بِآيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُونَ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۚ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ

[illegible]

كَانُوا يَعْتَدُونَ ۞ لَيْسُوا سَوَاءً ۗ مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ

[illegible]

يَتْلُونَ آيٰتِ اللّٰهِ آنَاءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُونَ ۞ يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ

[illegible]

[illegible]

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ

اور روز آخرت پر اور حکم دیتے ہیں بھلائی کا اور منع کرتے ہیں بُرائی سے اور

يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا يَفْعَلُوْا

جلدی کرتے ہیں نیکیوں میں اور یہ لوگ نیکوکاروں میں سے ہیں اور جو کریں گے

مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

نیک کاموں سے تو ہرگز بیکار نہ کیا جائے گا اس کا ذخیرہ اور اللہ جاننے والا ہے پرہیزگاروں کو بے شک جن لوگوں نے

كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ

کفر کیا ہرگز نہ بچا سکیں گے انہیں ان کے مال اور نہ ان کی اولاد اللہ کے عذاب سے

شَيْئًا ؕ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَثَلُ مَا

ذرہ بھر اور وہ دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے مثال اس کی جو وہ

يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ

خرچ کرتے ہیں ف۱۲۰ اس دنیوی زندگی میں ایسی ہے جیسے ہوا ہو اس میں سخت ٹھنڈک ہو اور پہنچے

حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَ

ایک قوم کے کھیت کو جنہوں نے ظلم کیا اپنے نفسوں پر پھر فنا کر دے اس کھیت کو اور نہیں ظلم کیا ان پر اللہ تعالیٰ نے

ف۱۲۰ الصر البرد الشدید۔ جلا دینے والی سخت ٹھنڈ کو صر کہتے ہیں۔ ایمان لائے بغیر رفاہی کاموں کے پیچھے پالے کی طرح رائیگاں جانے والوں کے حسرت ناک انجام کی کتنی مؤثر اور اثر آفریں مثال ہے۔

لٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا

[illegible]

بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ۭ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ

[illegible]

بَدَتِ الْبَغْضَاۗءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ښ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُھُمْ اَكْبَرُ ۭ

[illegible]

قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ ھٰٓاَنْتُمْ اُولَاۗءِ تُحِبُّوْنَھُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا

اور وہ [illegible] نہیں چاہتے اور حال یہ کہ تم سب کتابوں پر [illegible] اور جب وہ تم سے ملتے ہیں کہتے ہیں

اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۚ قُلْ

ہم ایمان لائے اور جب وہ اکیلے ہوتے ہیں تو چباتے ہیں تم پر انگلیاں غصے سے آپ فرمادیجئے

مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۞ اِنْ

مرجاؤ اپنے غصے میں بے شک اللہ خوب جانتا ہے [illegible] اگر

تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۖ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ۚ

پہنچے تمہیں کوئی بھلائی تو انہیں بری لگتی ہے اور اگر پہنچے تمہیں کوئی برائی تو خوش ہوتے ہیں اس سے

وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا ۚ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا

اور اگر تم صبر کرو گے اور تقویٰ اختیار کرو گے تو نہیں نقصان پہنچائے گا تمہیں ان کا فریب کچھ بھی بے شک اللہ تعالیٰ جو

[illegible]

ان کے لیے سوہان روح بنی ہوئی ہے

ف شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی بیت اس آیت کی [illegible]

بمیر تا برہی اے حسود کیں رنجیست — کہ از مشقت او جز بمرگ نتواں رست

یعنی اے حاسد [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ

يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ۔ وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ

[illegible]

مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ

مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

[illegible]

الْمُؤْمِنُونَ ۔ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا

[illegible]

اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۔ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ

[illegible]

اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ؕ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بَلٰۤى اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا وَ یَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا یُمْدِدْكُمْ

[illegible]

رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىٕكَةِ مُسَوِّمِیْنَ ۝ وَ مَا جَعَلَهُ

[illegible]

اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَ لِتَطْمَىٕنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ وَ مَا النَّصْرُ اِلَّا

[illegible]

مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَكِیْمِ ۝ لِیَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِیْنَ

[illegible]

كَفَرُوْۤا اَوْ یَكْبِتَهُمْ فَیَنْقَلِبُوْا خَآىٕبِیْنَ ۝ لَیْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ

[illegible]

شَیْءٌ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْهِمْ اَوْ یُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ وَ

[illegible]

[illegible]

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ

[illegible] بخش دیتا ہے جسے چاہتا ہے

يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

[illegible]

اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تُفْلِحُونَ ۚ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ۚ وَأَطِيعُوا اللَّهَ

[illegible]

وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۚ وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ

[illegible]

وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ۚ الَّذِينَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يُنفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ

[illegible]

عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۚ وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا

[illegible]

فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ

[illegible]

وَمَن يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

هُمْ يَعْلَمُونَ ۝ أُولَٰئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ

[illegible] ان کے رب کی طرف سے اور جنتیں

تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ وَنِعْمَ أَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝

[illegible]

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيْرُوْا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوْا

[illegible] تم سے پہلے [illegible] پس سیر کرو [illegible] زمین میں [illegible] دیکھو

كَيْفَ كَانَ عٰقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى

کیسا ہوا [illegible] جھٹلانے والوں [illegible] یہ بیان ہے لوگوں کے لیے اور ہدایت

[illegible]

[illegible]

وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ۔ وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ

[illegible]

الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۔ إِن يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ

[illegible]

مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُ ۚ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ

[illegible]

[illegible]

وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَاءَ ۗ وَاللَّهُ لَا

[illegible]

يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۝ وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَ

[illegible]

الْكَافِرِينَ ۝ أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ

[illegible]

الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ ۝ وَلَقَدْ كُنتُمْ تَمَنَّوْنَ

[illegible]

الْمَوْتَ مِن قَبْلِ أَن تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ ۝ ع

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ

[illegible]

أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰهَ شَیْــٴًـا ؕ وَ سَیَجْزِی اللّٰهُ الشّٰكِرِیْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَ مَا كَانَ

وہ ہرگز نہ بگاڑ سکے گا اللہ کا کچھ بھی اور جلدی اجر دے گا اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو ف۵۶ اور نہیں ممکن کہ

لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ وَ مَنْ یُّرِدْ

کوئی شخص مرے ف۵۷ بغیر اللہ کی اجازت کے لکھا ہوا ہے موت کا مقرر وقت اور جو شخص چاہتا ہے

ثَوَابَ الدُّنْیَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَ مَنْ یُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ

دنیا کا فائدہ ہم دیتے ہیں اس کو اس سے اور جو شخص چاہتا ہے آخرت کا فائدہ ہم دیتے ہیں اسے

مِنْهَا ؕ وَ سَنَجْزِی الشّٰكِرِیْنَ ﴿۱۴۵﴾ وَ كَاَیِّنْ مِّنْ نَّبِیٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ

اس سے اور ہم جلدی اجر دیں گے شکر گزار بندوں کو اور کتنے ہی نبی ف۵۸ ہیں کہ جہاد کیا ان کے ساتھ ہو کر

رِبِّیُّوْنَ كَثِیْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَاۤ اَصَابَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ مَا

بہت سے اللہ والوں نے سو نہ ہمت ہاری انہوں نے بوجہ ان تکلیفوں کے جو پہنچیں انہیں اللہ کی راہ میں اور نہ

ضَعُفُوْا وَ مَا اسْتَكَانُوْا ؕ وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَ مَا

کمزور ہوئے اور نہ دشمنوں سے دب گئے اور اللہ تعالیٰ پیار کرتا ہے ثابت قدم رہنے والوں سے اور نہیں

ف۵۶ یہی شکر گزار ہیں جنہوں نے نعمت اسلام کو پہچانا، اس کی قدر کی اور اس کے لیے جان دے کر اس بے مثل نعمت کے شکریہ کا حق ادا کر دیا۔

ف۵۷ یعنی موت کا ایک دن معین ہے بزدلی سے زندگی بڑھ نہیں سکتی اور شجاعت و دلیری سے گھٹ نہیں سکتی پھر جہاد سے جی چرانے سے کیا حاصل؟

ف۵۸ کاین کم خبریہ کے معنی میں ہے۔ اصل میں ای تھا اس پر کاف تشبیہ کا داخل کر کے اور تنوین کو اس کی شکل بدل کر نون لکھ دیا "کاین"۔ اس میں مشہور قرأت کائن بھی ہے۔ ربیون ربی کی جمع ہے، ربیون کی کئی تشریحیں کی گئی ہیں۔ زمخشری نے تو اس کا معنی رب والے ہی کیا ہے۔ والربیون الربانیون، کشاف۔ لیکن علامہ قرطبی نے اس کا دوسرا معنی جو مشہور بھی ہے لکھا ہے الربیون الجماعات الكثیرة۔ اس صورت میں اس کا واحد ربی ہے اور ربۃ بمعنی جماعت کی طرف منسوب ہے۔ اسی لئے

كَانَ قَوْلَهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا

[illegible]

فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کے ساتھ ساتھ ظاہری اسباب اختیار کرنے کا بھی حکم دیا ہے

فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ۗ وَاللّٰهُ

تو دے دیا ان کو ۱۴۶ اللہ تعالیٰ نے دنیا کا ثواب (فتح و کامرانی) اور عمدہ ثواب آخرت کا (یعنی جنت اور لذت وصل) اور اللہ تعالیٰ

يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ ع ۱۵

محبت کرتا ہے نیکوکاروں سے اے ایمان والو ۱۶۲ اگر پیروی کرو گے تم

كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ بَلِ اللّٰهُ

کافروں کی تو وہ پھیر دیں گے تمہیں الٹے پاؤں کفر کی طرف، تو تم لوٹو گے نقصان اٹھاتے ہوئے بلکہ اللہ

مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿۱۵۰﴾ سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ

حامی ہے تمہارا اور وہ سب سے بہتر مدد فرمانے والا ہے ابھی ہم ڈال دیں گے کافروں کے دلوں

كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَ

میں ۱۶۳ رعب اس لیے کہ انہوں نے شریک بنایا اللہ کے، جو اس کو جس کے لیے نہیں اتاری (اللہ نے) کوئی دلیل اور

۱۴۶ ثواب دنیا سے مراد فتح و ظفر، رعب و دبدبہ اور تحسین و آفرین ہے۔ اور ثواب آخرت سے مقصود جنت، رضائے الٰہی اور لذت وصل ہے۔

۱۶۲ پہلی آیت میں اپنے سابقین کے محمود اطوار کی تقلید کا حکم دیا گیا۔ اس آیت میں کفار کی اطاعت سے روکا گیا کیونکہ ان کی اطاعت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دین کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جائے گا۔ یا کم از کم تمہاری گرفت ڈھیلی پڑ جائے گی۔

۱۶۳ اس کا نظارہ جنگ احد میں ہی ہو گیا۔ کفار نے پلٹ کر عقب سے حملہ کر کے مسلمانوں کو سراسیمہ کر دیا تھا۔ ان کی صفیں درہم برہم ہو گئی تھیں۔ ستر شہداء شہید اور فوج کا بیشتر حصہ بری طرح زخمی ہو چکا تھا۔ اگر وہ اس وقت مدینہ پر حملہ کر دیتے تو ظاہری حالات ایسے تھے کہ شاید انہیں کسی قابل ذکر مزاحمت کا سامنا کرنا پڑتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو اتنا مرعوب اور خوفزدہ کر دیا کہ جس مہم کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے وہ بڑے طمطراق سے آئے تھے اور اپنی عورتوں کو بھی ساتھ لائے تھے اس کو نامکمل چھوڑ کر واپس ہو لینے میں ہی اپنی عافیت سمجھی۔ رستہ میں انہیں اپنی اس غلطی کا احساس بھی ہوا کہ وہ بے کام کو ادھورا چھوڑ کر جا رہے ہیں چنانچہ انہوں نے واپسی کا قصد بھی کیا لیکن ہمت نے جواب دے دیا۔

مَأْوٰىهُمُ النَّارُ ۚ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ۔ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ

[illegible]

اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَ

[illegible]

تَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ثُمَّ

[illegible] دنیا [illegible] آخرت کے [illegible]

صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللَّهُ ذُو

[illegible] تمہیں [illegible] معاف [illegible]

فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ١٣ إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَى

فضل [illegible] والا ہے [illegible]

أَحَدٍ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ

[illegible] تمہیں [illegible]

[illegible] ابوسفیان نے [illegible] لنا العزى ولا عزى لكم [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] اللہ مولانا ولا مولا لكم [illegible] اب یہ آیت مزید کسی تشریح کی محتاج نہیں

[illegible] غنیمت حاصل کرنے کے لیے [illegible] چھوڑ گئے [illegible] حضرت عبداللہ بن [illegible] شہید ہوئے۔

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] معاف [illegible]

[illegible] الاصعاد [illegible]

[illegible]

لِكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ وَاللّٰهُ خَبِيرٌ

[illegible]

بِمَا تَعْمَلُونَ ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً

[illegible]

نُعَاسًا يَغْشٰى طَائِفَةً مِنْكُمْ وَطَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

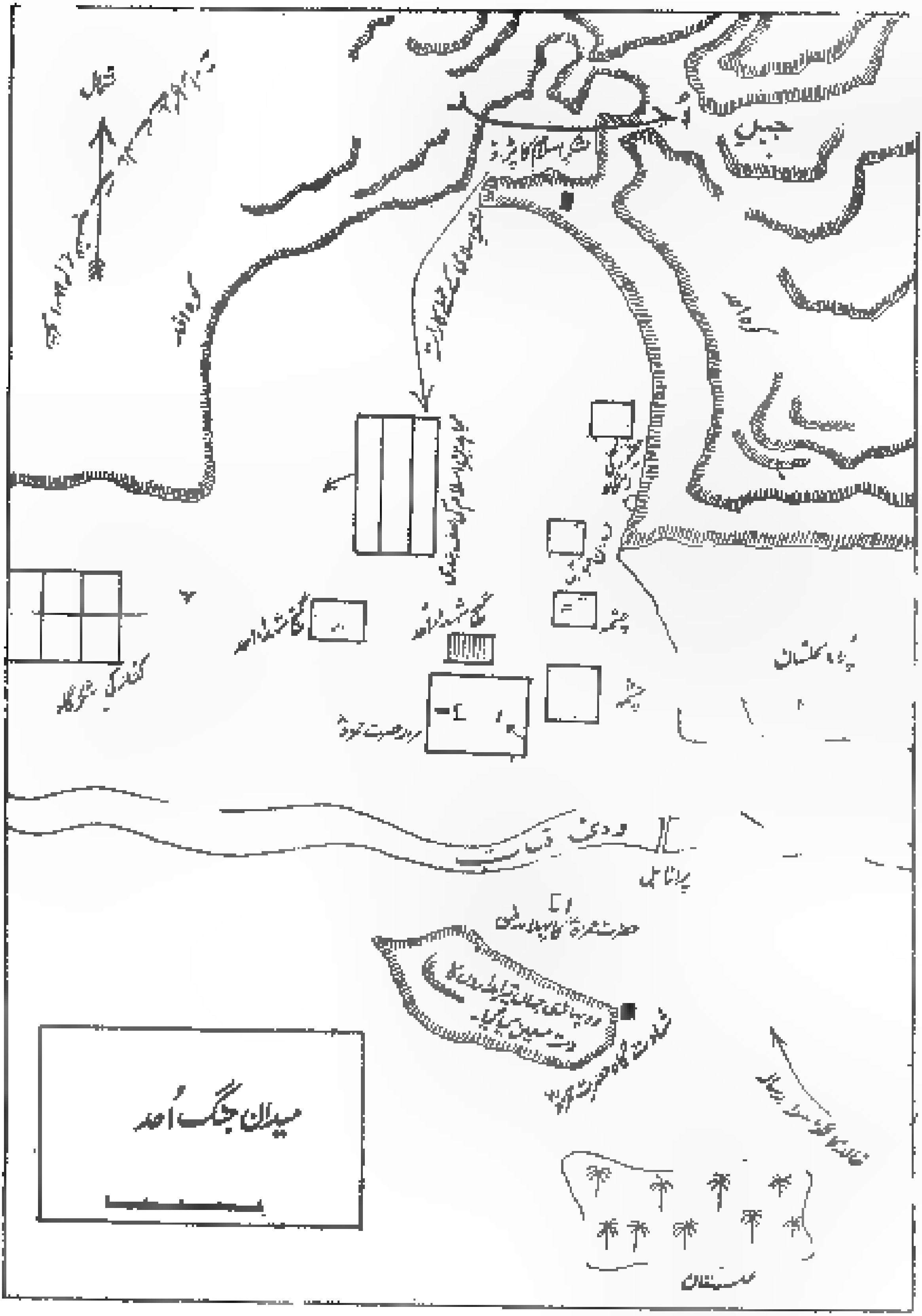
شمال
لشکر اسلام کا پڑاؤ
جبل احد
گنج شہدائے احد
چشمہ
چشمہ
مزار حضرت حمزہؓ
وادی قناۃ
پرانا پل
نخلستان

میدان جنگ اُحد

أَنْفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُولُونَ

[illegible] بدگمانی کر رہے تھے اللہ کے ساتھ بے وجہ جاہلیت کی بدگمانی کہتے

هَلْ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلّٰهِ

[illegible] اللہ کا ہے

يُخْفُونَ فِي أَنْفُسِهِمْ مَا لَا يُبْدُونَ لَكَ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ

چھپاتے ہیں اپنے دلوں میں جو ظاہر نہیں کرتے آپ پر کہتے ہیں [illegible]

لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَا قُتِلْنَا هَاهُنَا قُلْ لَوْ كُنْتُمْ فِي

[illegible]

بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَى مَضَاجِعِهِمْ

[illegible]

وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ

[illegible]

ف منافقین [illegible] نبی کے ساتھ [illegible] ایک مخلص کی جماعت [illegible] حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی سلامتی کا فکر تھا [illegible]

ف یعنی جب موت کا وقت معین ہو تو انسان اپنی قتل گاہ کی طرف خود بخود کھچا چلا آتا ہے [illegible] تقدیر سے [illegible]

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ

[illegible]

يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ

[illegible]

وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

[illegible] نہایت حلم والا ہے اے ایمان والو

[illegible]

[illegible] بیعت رضوان کی اور آپ نے [illegible]

[illegible]

آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ كَفَرُوا وَقَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ إِذَا ضَرَبُوا

[illegible]

فِي الْأَرْضِ أَوْ كَانُوا غُزًّى لَوْ كَانُوا عِنْدَنَا مَا مَاتُوا وَمَا قُتِلُوا

[illegible]

لِيَجْعَلَ اللَّهُ ذَٰلِكَ حَسْرَةً فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۗ

[illegible]

وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ۝ وَ

[illegible]

لَىٕنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِالَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ

[illegible]

اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا

[illegible]

مِنْ حَوْلِكَ ۪ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ

[illegible]

إِن يَنصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَإِن يَخْذُلْكُمْ فَمَن ذَا الَّذِي

[illegible]

يَنصُرُكُم مِّن بَعْدِهِ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ وَمَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ؕ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

[illegible]

ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۞ اَفَمَنِ

[illegible]

اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ

[illegible]

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۞ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا

[illegible]

[illegible]

يَعْمَلُونَ ۝ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا

[illegible]

مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيٰتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ

[illegible]

وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ ۝ أَوَلَمَّا

[illegible]

أَصَابَتْكُم مُّصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُم مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ أَنّٰى هٰذَا قُلْ

[illegible]

هُوَ مِنْ عِندِ أَنفُسِكُمْ إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَمَا

[illegible] بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور [illegible]

[illegible]

[illegible]

أَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٦٦﴾

[illegible]

وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا ۚ وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ

[illegible]

اللَّهِ أَوِ ادْفَعُوا ۖ قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنَاكُمْ ۗ هُمْ لِلْكُفْرِ

[illegible]

يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ ۚ يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِم مَّا لَيْسَ

[illegible]

فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ ﴿١٦٧﴾ الَّذِينَ قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا قُلْ فَادْرَءُوا عَنْ أَنفُسِكُمُ

اور بیٹھ رہے کہ وہ ہمارا کہا مانتے تو نہ مارے جاتے تم فرمادو تو اپنی جانوں سے ہٹا دو

الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي

موت اگر تم سچے ہو ف۴۲ اور ہرگز نہ گمان کرو ف۴۳ انہیں جو قتل کیے گئے اللہ

سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ۝ فَرِحِينَ

کی راہ میں مردہ بلکہ وہ زندہ ہیں ف۴۴ اپنے رب کے پاس روزی پاتے ہیں شاد ہیں

ف۴۲ [illegible] سے [illegible] تقدیر کو ٹال سکتے ہو تو اپنی ذات سے موت کو بھی پھیر کر دکھاؤ

ف۴۳ [illegible] مفسرین [illegible] آیت [illegible] شہید مردہ [illegible] بلکہ وہ زندہ ہیں [illegible] تاکید کی گئی ہے [illegible] ان کی جان [illegible] بلکہ وہ زندہ ہیں اور [illegible] اپنے رب کی جناب سے رزق دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و احسان سے انہیں دیا ہے اس پر خوشی سے پھولے نہیں سماتے

[illegible] حقیقت [illegible] اللہ کی رسائی [illegible] اس کے [illegible] دلیل نہیں [illegible] شہید [illegible] رب نے فرمایا ہے کہ وہ زندہ ہیں [illegible] مردہ [illegible] کیونکہ ہمارے رب نے انہیں [illegible] اور انہیں [illegible] تاکید [illegible] ارشاد حق ہے [illegible] جب [illegible] کے غلام [illegible] اس [illegible] تسلیم [illegible] کے ان کے غلام ہیں [illegible] کی صداقت پر ایمان رکھتے ہیں

ف۴۴ حضرت ابن عباس سے مروی ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے بھائی احد میں شہید ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کی ارواح کو سبز پرندوں کے قالب عطا فرمائے وہ جنتی نہروں پر سیر کرتے پھرتے ہیں جنتی میوے کھاتے ہیں طلائی قندیلیں جو زیر عرش معلق ہیں ان میں رہتے ہیں جب انہوں نے کھانے پینے رہنے کے پاکیزہ عیش پائے تو کہا کہ ہمارے بھائیوں کو کون خبر دے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں تاکہ وہ جنت سے بے رغبتی نہ کریں اور جنگ سے بیٹھ نہ رہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں

بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا

[illegible]

بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۘ

[illegible]

يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ

[illegible]

اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚۛ اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَآ

[illegible]

[illegible]

[illegible] (بیضاوی)

[illegible]

[illegible]

أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ

انہیں زخم پہنچ چکا تھا ان کے نیکوکاروں اور پرہیزگاروں کے لیے بڑا ثواب ہے

الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ

وہ جن سے لوگوں نے کہا کہ لوگوں نے تمہارے لیے جتھا جوڑا تو ان سے ڈرو

فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ

تو ان کا ایمان اور زائد ہوا اور بولے اللہ ہم کو بس ہے اور کیا اچھا کارساز تو پلٹے

مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللَّهِ

اللہ کے احسان اور فضل سے کہ انہیں کوئی برائی نہ پہنچی اور اللہ کی خوشی پر چلے

وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ

اور اللہ بڑے فضل والا ہے وہ تو شیطان ہی ہے کہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَوْلِيَآءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٧٥﴾

اپنے دوستوں سے پس مت ڈرو ان سے بلکہ مجھ سے ہی ڈرو اگر ہو تم مومن

وَلَا يَحْزُنكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ ۚ إِنَّهُمْ لَن يَضُرُّوا

اور نہ غمزدہ کریں آپ کو جو جلدی سے داخل ہوتے ہیں کفر میں بے شک یہ ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے

اللَّهَ شَيْئًا ۗ يُرِيدُ اللَّهُ أَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَهُمْ

اللہ تعالیٰ کا کچھ بھی چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کہ نہ رکھے ان کے لیے کوئی حصہ آخرت کی نعمتوں سے اور ان کے لیے

عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٧٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ لَن

عذاب عظیم ہے بے شک جنھوں نے خرید لیا کفر ایمان کے عوض میں ہرگز

اور صحیح و سلامت مدینہ طیبہ کو مراجعت فرما ہوئے۔

مسلمانوں کو سبق دیا جا رہا ہے کہ تم دشمن سے نہ ڈرا کرو بلکہ اپنے رب سے ڈرو۔ جو اپنے رب سے ڈرتا ہے ساری دُنیا اس سے لرزہ بر اندام رہتی ہے جب سے مسلمانوں نے یہ سبق فراموش کر دیا اس وقت سے مسلمانوں کے قدم پیچھے ہٹنے شروع ہو گئے ہیں۔

جنگ احد میں مسلمانوں کو جو تکلیف پہنچی اس سے کئی منافق کھلے طور پر اپنے کفر کا اعلان کرنے لگے۔ اور اسلام [illegible] انہوں نے اپنے عقیدہ و ایمان کی حقانیت سے بھی انکار کر دیا۔ حضور کو تکلیف ہوئی۔ حضور کی کوشش اور جان سوزی کے باوجود کفار اپنے کفر سے چمٹے رہنے پر مصر تھے جس سے نبی رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا دل سخت حزیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب کو تسلی دے رہے ہیں کہ آپ غمناک کیوں ہوں آپ نے تو تبلیغ کا حق ادا کر دیا ہے۔ اگر اس کے باوجود وہ کفر نہیں چھوڑتے تو یہ ان کی اپنی شامت اعمال اور بدنصیبی ہے۔ یہ لاکھ جتن کریں اللہ کے دین کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

درحقیقت اللہ تعالیٰ کی یہ مرضی نہیں کہ انہیں آخرت کی ابدی نعمتوں سے محروم رکھے بلکہ انہوں نے اس کے غضب کو [illegible] ہے۔ انہوں نے ایمان و عرفان کا انکار کیا ہے اور راہ راست کو چھوڑ کر گمراہی کا راستہ اپنے لیے پسند کیا ہے۔ یہ اس لائق ہی نہیں کہ انہیں دولت ایمان سے بہرہ ور کیا جائے۔

انہیں دولت ایمان سے سرفراز کیا گیا تھا لیکن مسلمانوں کو احد میں جو تکلیف پہنچی ان لوگوں نے یہ سمجھا کہ اسلام کا مستقبل مخدوش ہے اس کا شیرازہ چند دنوں میں بکھر جائے گا۔ اب سلامتی اسی میں ہے کہ کفر کی طرف واپس چلیں [illegible]

يَضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ

[illegible]

كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ۚ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا

[illegible]

اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۭ وَمَا كَانَ

[illegible]

اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ

[illegible]

اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ

[illegible]

مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ

[illegible]

مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۔ لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا

[illegible]

اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ

[illegible]

الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۔ ذٰلِكَ

[illegible]

بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۚ

[illegible]

اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَأْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَأْكُلُهُ النَّارُ قُلْ قَدْ جَاءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ

[illegible]

قَبْلِي بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِي قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوهُمْ إِنْ كُنْتُمْ

[illegible]

صٰدِقِينَ - فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ

[illegible]

جَاءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيرِ - كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ

[illegible]

الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ

[illegible]

الْغُرُوْرِ ۝ لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۣ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ

[illegible]

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى

[illegible]

كَثِيْرًا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝

[illegible]

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ

[illegible]

وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ۡ فَنَبَذُوْهُ وَرَاۗءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا

[illegible]

[illegible]

فائدہ [illegible]

[illegible]

قَلِيلًا ۖ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُونَ ۝ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ

کی قیمت [illegible] بہت بری ہے وہ [illegible] خرید رہے ہیں۔ جو لوگ خوش ہوتے ہیں [illegible]

بِمَا أَتَوا وَّيُحِبُّونَ أَن يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا فَلَا تَحْسَبَنَّهُم

[illegible]

بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ وَلِلَّهِ مُلْكُ

[illegible]

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ إِنَّ فِي

آسمانوں [illegible] زمین کی [illegible] اور اللہ تعالیٰ [illegible] قدرت [illegible] ہے [illegible]

حیثیت حاصل کریں۔

[illegible]

[illegible] کریں۔

خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ

آسمانوں ۳۲۰ اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے بدلتے رہنے میں بڑی نشانیاں ہیں

لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۚۙ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّ

اہل عقل کے لیے وہ (عقلمند) جو یاد کرتے رہتے ہیں ۳۲۱ اللہ تعالیٰ کو کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے اور

عَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ

پہلوؤں پر لیٹے ہوئے اور غور کرتے رہتے ہیں ۳۲۲ آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں (اور عرض کرتے ہیں) ۳۲۳

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝۱۹۱

اے ہمارے مالک! نہیں پیدا فرمایا تو نے یہ (کارخانہ حیات) بیکار۔ پاک ہے تو (ہر عیب سے) بچا لے ہمیں آگ کے عذاب سے

۳۲۰ اس سورۂ پاک کا اختتام ان آیات پر کیا جن میں اہل ایمان کو غور و فکر کی دعوت دی کیونکہ اگر وہ قدرت کی نشانیوں میں غور و فکر کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کے علم محیط اور حکمت کاملہ پر ان کا ایمان پختہ ہوگا۔ اور یہ پختگی تقلیدی نہیں ہوگی بلکہ تحقیقی ہوگی۔

۳۲۱ اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کا ذکر کسی وقت اور کسی جگہ کے ساتھ مخصوص نہیں۔ کھڑے، بیٹھے، لیٹے ہر حالت میں بندہ اپنے خالق کی یاد میں رہتا ہے۔

۳۲۲ علامہ آلوسی فرماتے ہیں وهو افضل العبادات كما قال عليه الصلوٰة والسلام لا عبادة كالتفكر یعنی آیات میں غور و تدبر کرنا تمام عبادتوں سے افضل ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ تفکر و تدبر کی مانند کوئی عبادت نہیں لیکن آج ہم اس افضل ترین عبادت سے کیسے اعراض کیے ہوئے ہیں اور اس طرح ہم نے اس کو صدیوں سے بالائے طاق رکھ دیا ہے۔

۳۲۳ آج اگرچہ کائنات کے ہر پہلو پر غور و فکر ہو رہا ہے اور وسعت اس قدر عام ہے کہ ہر مظہر فطرت کے لیے ایک مستقل فن کی بنیاد رکھ دی گئی ہے لیکن مومن اور غیر مومن کی تحقیق و تفتیش میں ایک بنیادی فرق ہے۔ وہ یہ کہ جب کائنات کی کسی چھوٹی یا بڑی چیز پر غور کرتا ہے اور اس کی حیران کن تاثیرات اور اس کے بے شمار فوائد اور ایک وسیع نظام پر اس کی نگاہ پڑتی ہے تو وہ ان کی حیران کن تاثیرات اور بے پناہ منفعتوں میں کھو کر رہ جاتا ہے لیکن مومن کی نگاہ اسی وقت اس کے بنانے والے کی طرف اٹھ جاتی ہے اور اس کی زبان سے بے ساختہ یہ کلمات نکلنے لگتے ہیں ربنا ما خلقت هذا باطلا۔ لیکن غیر مومن کی نگاہ ان مشاہدات کی چمک دمک سے خیرہ ہو کر رہ جاتی ہے۔ اس کے خالق کی حکمت و جلالت اور علم و قدرت اور مشیت و حکمت کی طرف

رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ

[illegible]

مِنْ اَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ

[illegible]

اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖۗ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا

[illegible]

وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَ

[illegible]

لَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ فَاسْتَجَابَ

[illegible]

لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَاۤ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أُنۡثٰى بَعۡضُكُمۡ مِّنۡ بَعۡضٍ ۚ فَالَّذِيۡنَ هَاجَرُوۡا وَاُخۡرِجُوۡا مِنۡ

عورت تم میں سے بعض بعض سے ہے تو وہ جنہوں نے ہجرت کی ۲۲۳ اور نکالے گئے سے

دِيَارِهِمۡ وَاُوۡذُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِىۡ وَقٰتَلُوۡا وَقُتِلُوۡا لَاُكَفِّرَنَّ عَنۡهُمۡ

وطن سے اور ستائے گئے میری راہ میں اور لڑے اور مارے گئے ضرور میں مٹادوں گا ان سے

سَيِّاٰتِهِمۡ وَلَاُدۡخِلَنَّهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ

ان کی برائیاں اور ضرور داخل کروں گا انہیں باغوں میں بہتی ہیں جن کے نیچے نہریں

ثَوَابًا مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عِنۡدَهٗ حُسۡنُ الثَّوَابِ ۝

یہ بدلہ ہے ان کے اعمال حسنہ کا اللہ کے ہاں اور اللہ ہی کے پاس بہترین ثواب ہے

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا فِى الۡبِلَادِ ؕ مَتَاعٌ قَلِيۡلٌ

نہ دھوکا دے آپ کو چلنا پھرنا ان کا جنہوں نے کفر کیا شہروں میں ۲۲۴ یہ تھوڑی سی پونجی ہے

ثُمَّ مَاۡوٰٮهُمۡ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئۡسَ الۡمِهَادُ ۝ لٰكِنِ الَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا

پھر ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت بری بچھونے کی جگہ ہے لیکن وہ جو ۲۲۵ ڈرتے رہے

۲۲۳ اب ان پاکبازوں کا ذکر ہو رہا ہے جن کے اعمال ضائع نہیں کیے جاتے اور اگر ان سے بتقاضائے بشریت کوئی غلطی سرزد بھی ہو جائے تو ان کی خوبیوں اور نیکیوں کے باعث معاف کر دی جاتی ہے۔ لَاُکَفِّرَنَّ کا معنی علامہ سیوطی نے یوں بیان کیا ہے یعنی مٹادوں گا اور بخش دوں گا میں ان کے گناہ۔

۲۲۴ کفار کی ظاہری آن بان دیکھ کر بعض کمزور دلوں میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نافرمان ہوتے تو کیا وہ یوں شان و شوکت سے زندگی بسر کرتے۔ اس خیال کا بھی ازالہ فرما دیا کہ یہ ساری دھوم دھام عارضی ہے جس کے بعد ان کا ٹھکانا جہنم ہے اس لیے تم ان کی اس چند روزہ کرّوفر کو ان کے حق پر ہونے کی دلیل مت سمجھو ان کے انجام پر غور کرو کہ کتنا ہولناک ہے

۲۲۵ ان کے برعکس وہ لوگ جن کے پاس عیش و عشرت کا سامان نہیں لیکن ان کا دامن تقویٰ کے نور سے منور ہے اللہ تعالیٰ کی جناب میں ان کا بڑا بلند مقام ہے۔ جنت الفردوس میں یہ مہمان ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان کا میزبان ہوگا۔

رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا

اپنے رب سے ان کے لیے باغ ہیں رواں ہیں جن کے نیچے ندیاں ہمیشہ رہیں گے ان میں

نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ۝ وَ اِنَّ

یہ تو مہمانی ہو گی اللہ کی طرف سے اور جو نعمتیں اللہ کے پاس ہیں وہ بہت بہتر ہیں نیکوں کے لیے اور بے شک

مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ

بعض اہل کتاب سے ایسے بھی ہیں ف۲۲۴ جو ایمان لاتے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور اس پر جو اتارا گیا تمہاری طرف

وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِمْ خٰشِعِیْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا یَشْتَرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ

اور جو اتارا گیا ان کی طرف عاجزی اور سرافگندگی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں لیتے اللہ کی آیتوں کے عوض

ثَمَنًا قَلِیْلًا ؕ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ

حقیر قیمت یہ وہ ہیں جن کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے بے شک اللہ تعالیٰ بہت جلد

الْحِسَابِ ۝ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا ۟

حساب لینے والا ہے اے ایمان والو صبر کرو ف۲۲۵ صبر کرو اور ثابت قدم رہو دشمن کے مقابلہ میں اور کمربستہ رہو اور اطاعت کیجیے

ف۲۲۴ قبل ازیں اہل کتاب اور ان کے علماء کے عیوب و نقائص بیان کیے گئے تھے۔ جس سے یہ وہم ہو سکتا تھا شاید سب اہل کتاب اور ان کے سارے علماء ایک ہی قماش کے ہیں۔ قرآن حکیم نے اس غلط فہمی کو بھی دور فرما دیا کہ سب ایک جیسے نہیں۔ ان میں سے کئی ایک بڑے پاک دل، نیک بخت اور سلیم الطبع ہیں۔

ف۲۲۵ یہ اس جلیل القدر و عظیم المرتبت سورۃ کی آخری آیت ہے۔ اور اس میں نہایت مختصر اور بہت ہی جامع الفاظ میں بتا دیا جا رہا ہے کہ وہ چار امور جن میں دنیوی اور اخروی فلاح و کامیابی کا راز پوشیدہ ہے۔ صبر، مصابرہ، رابطہ اور تقویٰ۔ صبر کا معنی ہے نیک اعمال کرنے اور برے اعمال سے باز رہنے پر نفس کو پابند رکھنا۔ مصابرہ کا معنی ہے مصابرۃ الاعداء یعنی دشمن کے پے در پے حملوں کے سامنے فولادی دیوار بن کر ڈٹے رہنا اور رابطہ کا معنی ہے المرابطۃ حبس النفس علی النیۃ الحسنۃ والجسم علی فعل الطاعۃ ومن اعظمہ ارتباط الخیل فی سبیل اللہ وارتباط النفس علی الصلوٰۃ۔ یعنی

وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾

اور ہمیشہ اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ (اپنے مقصد میں) کامیاب ہو جاؤ

رابطوا کہتے ہیں نفس کو نیت حسنہ پر آمادہ رکھنا اور جسم کو عبادت پر کاربند رکھنا۔ اس کا اعلیٰ مقام یہ ہے کہ انسان جہاد فی سبیل اللہ کے لیے کمربستہ رہے۔ اور گھوڑا تیار رکھے اور نفس کو جہاد کا خوگر بنائے۔ اور تقویٰ کی تفسیر جا بجا گزر چکی ہے۔ جب کسی فرد یا قوم میں یہ صفات پائی جاتی ہیں تو رحمت الٰہی اور نصرت خداوندی اس کی پاسبان ہوتی ہے۔ مشکلات کے پہاڑ از خود رستہ چھوڑ دیتے ہیں۔ دنیا میں بھی عزت نصیب ہوتی ہے اور آخرت میں بھی سرخروئی۔

تعارف سورۃ النساء

WWW NAFSEISLAM COM

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس سورۂ پاک کا نام النساء ہے۔ باتفاق علماء مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔ اس کی آیتوں کی تعداد ۱۷۶ ہے۔ الفاظ تین ہزار سینتالیس اور حروف ۱۶۰۳۰ ہیں۔ اور ۲۴ رکوع ہیں۔ اور یہ سورۂ پاک بڑی اہم اور دور رس اصلاحات پر مشتمل ہے۔ جنہیں اگر دین اسلام کا طرۂ امتیاز کہا جائے تو قطعاً مبالغہ نہ ہوگا۔

گھریلو زندگی۔ اس سورۃ میں سب سے پہلے اور سب سے زیادہ توجہ گھریلو زندگی کو خوشگوار بنانے پر دی گئی ہے کیونکہ گھر ہی قوم کی خشت اول ہے۔ گھر ہی وہ گہوارہ ہے جہاں قوم کے مستقبل کے معمار پرورش پاتے ہیں۔ گھر ہی وہ مدرسہ ہے جہاں اخلاق و کردار کی جو قدریں اچھی یا بری، بلند یا پست لوح قلب پر لکھ دی جاتی ہیں ان کے نقوش کبھی مدھم نہیں پڑتے۔ صرف تصورات کتنے پاکیزہ اور معصوم کیوں نہ ہوں حقائق کا مقابلہ کرنے کی تاب نہیں لا سکتے۔ قرآن حقائق کو حقائق کی حیثیت سے دیکھتا ہے۔ اس لیے گھر کے ماحول کو خوشگوار بنانے کے لیے مبہم نصیحتوں پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کے لیے واضح اور غیر مبہم قاعدے اور ضابطے متعین فرما دیئے۔

یتیم بچے۔ جس گھر میں یتیم بچوں پر زیادتیاں کی جائیں اور ان کے سرپرست ان کی دولت کو خرد برد کرنے کے لیے سو سو فریب کے جال بنتے رہیں اس گھر کی فضا کبھی صحت مند نہیں ہو سکتی اور اس خاندان کے فرد کبھی بھی مسرت کی لذتوں سے آشنا نہیں ہو سکتے۔ اس لیے قرآن حکیم نے اپنے ماننے والوں کو صاف الفاظ میں حکم فرمایا کہ وہ یتیم بچوں، اور بچیوں کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔ ان کے حقوق کی نگہبانی اور ان کے اموال کی حفاظت کریں بلکہ ان کے احساسات تک کا پاس رکھیں۔ اور جو بھی ان بے کسوں کے ورثہ میں ناجائز تصرف کرے گا وہ خوب جان لے کہ وہ آتش جہنم سے اپنے پیٹ کو بھر رہا ہے۔

عورت کا مقام۔ عرصہ ہائے دراز سے یہ صنف نازک ظلم و ستم کا نشانہ بنی ہوئی تھی۔ قدرت نے گرچہ اسے مرد کی طرح ذی روح اور ذی شعور بنایا تھا لیکن اس کے ساتھ تو مٹی کی بے جان مورتیوں کا سا سلوک کیا جاتا تھا جوئے میں داؤ پر اسے لگایا جا سکتا تھا خاوند کی لاش کے ساتھ تو اسے جل کر راکھ ہونا پڑتا تھا کہیں اسے تمام برائیوں کی جڑ اور انسان کی ساری بدبختیوں کا سرچشمہ یقین کیا جاتا تھا اور کہیں یونان کے نامور فلسفی اس کے انسان ہونے کو بھی مشکوک

غلاموں سے پیدا کرتے تھے ان کو اولیت کے حقوق حاصل نہ تھے مرد انہیں بند مکانوں میں قید کرنے سے پہلے اس سے کوئی [illegible] کا تصور بھی نہ تھا۔ بلکہ اس سے بھی بدتر حالات تھے عورتیں اسلام سے پہلے بے منت [illegible] تھیں۔ حق حاصل کیسے کہ عصمت [illegible] کی [illegible] وراثت اور عزت کا [illegible] قرآن نے جس طرح [illegible] بیان کیے ہیں اسی طرح عورت کے حقوق بھی بیان کیے ہیں۔ [illegible] [illegible] کا احترام کرتا ہے۔ اس کو اپنے والدین، اپنے خاوند اور اولاد کا وارث تسلیم کیا گیا [illegible] کی ملکیت کے حقوق تسلیم کیے گئے۔

[illegible] رشتہ ازدواج کا رشتہ ہے اس سے پہلے [illegible] بڑی حالت تھی ان کی اصلاح کی تعدد ازدواج پر پابندیاں لگائیں۔ [illegible] اجازت دی [illegible] شرط [illegible] کے ساتھ۔ جو کہ بیوی کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا اور اگر اس کی کوئی [illegible] پسند ہو تو اس پر صبر کرنے کی ہدایت کی۔ اگر [illegible] شدت [illegible] تو اصلاح [illegible] کی [illegible] ہے کہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کی [illegible] [illegible] ہیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بہت [illegible] ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بھی شان ہے

ج۔ تیسری چیز [illegible] شوہر [illegible] کے لیے بڑی اہمیت رکھتی ہے [illegible] حقوق کی [illegible] تقسیم ہے۔ اس [illegible] [illegible] سے [illegible] ہے۔ اس لیے تفسیر [illegible] [illegible] اسلام کے [illegible] [illegible] شخصیت [illegible] [illegible] [illegible] تبدیلی [illegible] [illegible] بیوی کو بھی [illegible] [illegible] وراثت [illegible]

۲۔ حق و باطل کی جنگ میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کی کثرت [illegible] شہید ہونے کے باعث [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے [illegible] ہو گئے تھے [illegible] [illegible] مسلمانوں کو [illegible] حفاظت کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے مناسب حل [illegible] کی ہدایت کی گئی۔

۴۔ [illegible] کردار [illegible] [illegible] کی [illegible] [illegible] سے [illegible] جاہل سے بھی [illegible] میں حق [illegible] [illegible] قربانی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آپ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] جیت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اپنی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مسلمانوں کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کی اس [illegible] [illegible] [illegible] چاہیے

۴۔ اطاعتِ رسول: اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ کریم رسولِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی غیر مشروط اطاعت کا حکم دیا ہے اور فلا وربک (اے محبوب تیرے رب کی قسم) کے پُرجلال الفاظ سے قسم اٹھا کر بتایا کہ کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک وہ میرے رسول کے ہر فیصلہ کو خواہ وہ اس کے خلاف بھی ہو دل و جان سے بخوشی قبول نہ کر لے۔

۵۔ زمانۂ نزول: علماء محققین کی رائے میں اس سورۃ کے نزول کا آغاز جنگِ اُحد (شوال ۳ھ) کے بعد ہوا، جب کہ ستر مسلمانوں کی شہادت کے بعد یتیموں کی کفالت اور ورثہ کی تقسیم کے مسئلہ نے بڑی اہمیت اختیار کر لی تھی۔ نمازِ خوف غزوۂ ذات الرقاع میں پڑھی گئی اور یہ غزوہ ۴ھ میں ہوا۔ اور تیمم کی اجازت غزوۂ بنی المصطلق میں دی گئی اور یہ غزوہ ۵ھ میں پیش آیا۔ ان واقعات اور سنین سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس سورۃ کا آغاز اُحد کے بعد ہوا تو اس کا سلسلہ نزول ۵ھ کے اوائل تک جاری رہا۔

[illegible] بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ [illegible]

[illegible]

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ

[illegible]

وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ

[illegible]

نِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ۝ وَآتُوا الْيَتَامَىٰ أَمْوَالَهُمْ ۖ وَلَا تَتَبَدَّلُوا

تم پر [illegible] ہے اور دے ڈالو یتیموں کو ان کے مال اور نہ بدل لو

الْخَبِيثَ بِالطَّيِّبِ ۖ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلَىٰ أَمْوَالِكُمْ ۚ إِنَّهُ كَانَ

بُری چیز کو اچھی چیز سے اور نہ کھاؤ ان کے مال اپنے مالوں کے ساتھ بیشک یہ ہے

حُوبًا كَبِيرًا ۝ وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانْكِحُوا

بہت بڑا گناہ ہے اور اگر ڈرو کہ انصاف نہ کر سکو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کرو

[illegible]

[illegible]

[illegible] یتیموں پر طرح طرح کے ظلم کیے جاتے جب کسی کا انتقال ہو جاتا [illegible]

[illegible] بہت بڑا گناہ ہے اور اس کی مذمت سخت ہے [illegible]

[illegible]

مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ

جو پسند آئیں تمہیں ان کے علاوہ دوسری عورتوں سے دو دو تین تین اور چار چار پھر اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ حقوق ادا کیے جاتے اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہ گنجائش دی کہ اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ تم ان بے سہارا بچیوں کے حقوق کی نگہداشت نہیں کر سکو گے تو ان کے ساتھ نکاح نہ کرو بلکہ ان کے علاوہ دوسری عورتوں سے جو تمہیں پسند ہوں، نکاح کر سکتے ہو۔

ف اسلام کے مخالفین خصوصاً اہل مغرب تعدد ازدواج کے مسئلہ پر بڑی شد و مد سے معترض ہیں اور بعض مسلمان بھی اس کے متعلق بات پریشان سے ہیں کہ وہ [illegible] قول ہے جو ان کی ذہنی مرعوبیت سے عبارت ہے۔ اس لیے اس کے متعلق حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے چند حقائق پیش کرنا ضروری ہوگا۔

۱۔ یہ حکم تعدد کی پابندی ہے جس کا اسلام نے اعلان کیا، یہ ایک رخصت ہے۔

۲۔ رخصت بھی بے قید و شرط نہیں بلکہ قیود سے مقید اور شرائط سے مشروط ہے۔

۳۔ مغرب جدید تمدن اس پر معترض ہے کہ مرد کی جنسی صلاحیت عورت کی جنسی کیفیت سے زیادہ ہے۔

۴۔ مرد میں جنسی رغبت عورت سے کہیں زیادہ ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ ہر مہینے کے بعد عورت کو ایک تکلیف دہ ایام سے گزرنا پڑتا ہے۔ استقرار حمل، وضع حمل اور بچے کی تربیت کے لیے مہینے اسے ایسی مشغولیت رہتی ہیں کہ اس دوران وہ صحبت کے لیے آمادہ نہیں ہوتی ہے لیکن مرد ان تمام ذمہ داریوں سے آزاد ہوتا ہے۔

۵۔ لڑکیوں کی تعداد ہمیشہ سے لڑکوں سے زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ جنگ آزمائیوں کے دوران لاکھوں کی تعداد میں جنگ کے شعلوں کی نذر ہو جاتے ہیں۔ اس لیے عورتوں کی تعداد میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔

۶۔ تاریخ انسانی جب سے مرتب ہوئی ہے اس کے ہر دور میں تمام اقوام میں تعدد ازدواج قانوناً یا عرفاً مستعمل اور جائز رہا ہے۔ [illegible] ان تمام عورتوں کے علاوہ خود بھی [illegible] کیا۔

۷۔ کیا بیوی اور اس کے بچوں کے لیے اس کے خاوند کی دوسری بیوی قابل برداشت ہے یا اس کی داشتہ [illegible] اور جسمانی صحت کے لیے [illegible] ہے۔

۸۔ کیا کسی باغیرت و باعزت عورت کے لیے یہ پسند ہے کہ اس کا خاوند اس کی ناموس کا محافظ ہو [illegible] ایسی عورت پسند کرے گی جس کا حسن و شباب ہوس کا نشانہ بنا رہے۔ [illegible] کے علاوہ کوئی دوسری شخص [illegible] ہو۔

أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذٰلِكَ أَدْنٰى أَلَّا

[illegible]

تَعُولُوا ۝ وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا ۝ وَلَا تُؤْتُوا

[illegible]

السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فِيهَا وَاكْسُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۝ وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى

اس مال سے اور پہناؤ انہیں اور کہو ان سے بھلائی کی بات اور آزماتے رہو یتیموں کو

حَتّٰى إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَإِنْ اٰنَسْتُم مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا

یہاں تک کہ وہ پہنچ جائیں نکاح کی عمر کو پس اگر محسوس کرو تم ان میں سمجھداری تو دے دو

إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ ۖ وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَن يَكْبَرُوا ۚ

انہیں ان کے مال اور نہ کھاؤ یتیم کا مال فضول خرچی سے اور جلدی جلدی اس خوف سے کہ وہ بڑے ہو جائیں گے

وَمَن كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۖ وَمَن كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ

اور جو سرپرست غنی ہو تو اسے چاہیے کہ یتیموں کے مال سے پرہیز کرے اور جو سرپرست فقیر ہو تو وہ کھا لے

ﷺ سابقہ آیت میں حکم دیا کہ یتیموں کے مال انہیں واپس کر دو۔ اس آیت میں مال کی واپسی کا وقت اور اس کی شرائط کا ذکر ہے جب یہ یتیم بچے بالغ ہو جائیں اور ان میں رشد پایا جائے تو ان کے اموال ان کے حوالے کر دو۔ رشد سے مراد دین داری اور انتظام اموال کی سوجھ بوجھ ہے۔ یتیم بچوں کی صلاحیت اور قابلیت کو آزمانے کا ایک تو یہ طریقہ ہے کہ ابتدا میں انہیں ان کے مال کا تھوڑا سا حصہ دے دیا جائے۔ اگر اس میں تصرف سے ان کی ہوشمندی کے آثار نمایاں ہوں تو سارا مال ان کے سپرد کر دو۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ان سے وقتاً فوقتاً لین دین اور کاروبار کے سلسلہ میں مشورہ طلب کیا جائے اور ان کی رائے میں پختگی اور عقلمندی پائی جائے تو ان کی چیز ان کے حوالے کر دو۔ کورٹ آف وارڈز (COURT OF WARDS) کا قانون اسی آیت سے ماخوذ ہے۔

ﷺ اس آیت سے یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ اسلام اگرچہ انفرادی ملکیت کو تسلیم کرتا ہے لیکن اس کے بے جا استعمال کی اجازت نہیں دیتا۔ اگر کوئی شخص اپنی دولت کو بے دریغ برباد کرے جس سے اس کو بھی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو اور قوم و ملت کے حقوق بھی تلف ہوں تو حکومت کو حق پہنچتا ہے بلکہ حکومت پر لازم ہو جاتا ہے کہ اس کی ملکیت کے حقوق کو محدود کر دے۔

ﷺ یعنی جو سرپرست یتیم کی تربیت اور اس کے مال کا نظم و نسق کرتا ہے کیا وہ کسی اجرت کا مستحق ہے؟ اس کے متعلق بتایا کہ اگر سرپرست غنی ہے تو اسے یتیم کے مال سے کوئی معاوضہ نہیں لینا چاہیے اور اپنی خدمت صرف اللہ کے لیے رکھنی چاہیے اور اگر وہ تنگدست ہے تو اسے بھی حاجت و ضرورت کا کھانا کپڑا وغیرہ اپنا منصب کے مطابق دستور سے پورا کرنے کی اجازت ہے لیکن اگر

بِالْمَعْرُوْفِ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا

مناسب مقدار سے پھر جب حوالہ کرو ان کی طرف ان کے مال تو گواہ بنا لو

عَلَيْهِمْ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ

ان پر اور کافی ہے اللہ تعالیٰ حساب لینے والا مردوں کے لیے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے

الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ

ماں باپ اور قریبی رشتہ دار اور عورتوں کے لیے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ

وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ۭ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۝ وَاِذَا

اور قریبی رشتہ دار اس ترکہ سے خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ یہ حصہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے اور جب

علماء نے بعض مفسرین تحریر کیا ہے کہ اس حالت میں بھی قرض حسنہ کی نیت سے لے اور پھر دو فائدے کہ جب مولیٰ تعالیٰ سے وسعت ملے یا تو وہ یہ قرض ادا کر دے گا جیسا کہ حضرت فاروق عمر کا یہی مسلک تھا بلکہ بعض روایات میں ہے کہ اگر اس یتیم کی کسی غریب سے آدمی کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ اسے جائز قرار دے

ف یہ واضح ارشاد فرمایا کہ جب مال یتیم کو واپس کرے تو اچھے چیدہ لوگوں کو گواہ بنا لو تاکہ یتیم کو ان کی موجودگی میں ایک ایک چیز سپرد کر دو اس طرح کسی قسم کی غلط فہمی بھی پیدا نہیں ہوگی اور آئندہ کسی جھگڑے کا اندیشہ بھی ختم ہو جائے گا

ف آخر میں تنبیہ فرما دی کہ تم لوگوں کی آنکھوں میں خاک ڈال سکتے ہو لیکن اللہ تعالیٰ سے تمہارا کوئی فعل پوشیدہ نہیں اگر تم نے ان کے مال میں خیانت کی تو یاد رکھو اس کے حضور پائی پائی کے لیے جواب دہ ہونا پڑے گا۔

ف عرب میں میراث کی تقسیم کا یہ قاعدہ تھا کہ لڑکیاں اور چھوٹے بچے اپنے مرنے والے باپ اور شوہر وغیرہ کی وراثت سے یکسر محروم کر دیے جاتے تھے اور اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی کہ جو میدان جنگ میں داد شجاعت دینے کے قابل نہیں انہیں میراث پانے کا بھی حق نہیں۔ بھارت میں بھی عورت وارث شمار نہیں کی جاتی تھی۔ اور یورپ میں [illegible] بڑی حد تک صرف بڑا لڑکا وارث ہوتا دوسرے لڑکے بھی محروم ہو جاتے۔ یہ حالت تھی جب قرآن کی یہ انقلاب آفرین آیت نازل ہوئی جس نے عورتوں کو مردوں کی طرح وارث قرار دیا بڑے لڑکے کی تخصیص ختم کر کے سب لڑکوں کو اپنے متوفی باپ کی وراثت میں برابر کا شریک بنا دیا چھوٹی اور بڑی تمام جائیدادوں میں ورثاء کو حسب حصہ حصہ دار تسلیم کیا۔

حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ

حاضر ہوں [illegible] تقسیم کے وقت غیر وارث رشتہ دار [illegible] یتیم اور مسکین تو دو انہیں بھی

مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا

اس سے اور کہو ان سے اچھی بات [illegible] اگر چھوڑ جاتے

مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ ۠ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ

[illegible] بچے چھوٹے چھوٹے [illegible] اللہ سے ڈریں

وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى

اور کہیں ایسی بات جو بالکل درست ہو بے شک وہ لوگ جو کھاتے ہیں یتیموں کے مال

ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝

ظلم سے وہ تو بس کھاتے ہیں اپنے پیٹوں میں آگ اور وہ عنقریب بھڑکتی ہوئی آگ میں جائیں گے

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۤ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ

حکم دیتا ہے تمہیں اللہ تمہاری اولاد کی میراث کے متعلق بیٹے کا حصہ برابر ہے دو بیٹیوں کے حصہ کے

[illegible] واضح کر دیا [illegible] کسی کو اختیار نہیں ۔

[illegible] تفصیلات بیان کرنے سے پہلے [illegible]

[illegible] تقسیم کے وقت [illegible]

[illegible] ان سے [illegible] ہو

[illegible] نصیحت ہے ۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِنْ

[illegible]

كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا

[illegible] اور میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کو

[illegible]

السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ

[illegible]

وَّوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ

[illegible]

السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ آبَاؤُكُمْ وَ

[illegible]

أَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيضَةً مِنَ

[illegible]

اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ

تمہاری بیویوں کے بشرطیکہ نہ ہو ان کی اولاد اور اگر ہو ان کی اولاد تو تم کو ہے

الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۚ

چوتھائی حصہ اس سے جو وہ چھوڑ جائیں تقسیم اس وصیت کے پورا کرنے کے بعد جو وہ کر جائیں یا قرض ادا کرنے کے بعد

وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ

اور تمہاری بیویوں کا چوتھائی حصہ ہے اس سے جو تم چھوڑ جاؤ بشرطیکہ نہ ہو تمہاری اولاد اور اگر ہو

لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ

تمہاری اولاد تو ان کا آٹھواں حصہ ہے اس سے جو کچھ تم چھوڑ جاؤ تقسیم اس وصیت کو پورا کرنے کے بعد جو

تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّورَثُ كَلَالَةً أَوِ

تم نے کی ہو یا تمہارا قرض ادا کرنے کے بعد۔ اور اگر ہو وہ شخص جس کی میراث تقسیم کی جائے ایسا مرد جو کلالہ ہو یا

اور عورتوں کے ورثہ معلوم نہیں کیا یہ تقسیم کیا کرتے تھے۔

۱۲ بیوی کی وراثت تقسیم کرنے کی دو صورتیں ہیں:-

۱- متوفیہ بیوی کی کوئی اولاد نہ ہو لڑکا یا لڑکی۔ خاوند سے ہو یا کسی دوسرے خاوند سے اس صورت میں نصف خاوند کو ملے گا اور باقی نصف دوسرے وارثوں میں حسب قاعدہ شرعی تقسیم ہوگا۔

۲- اس کی کوئی اولاد ہو تو اس صورت میں چوتھائی خاوند کو ملے گی اور باقی دوسرے وارثوں کو۔

۱۳ خاوند کی وراثت تقسیم کرنے کی دو صورتیں ہیں ۱- خاوند کی کوئی اولاد نہ ہو۔ لڑکا یا لڑکی موجودہ بیوی سے یا کسی دوسری بیوی سے تو چوتھائی بیوی کو ملے گا خواہ ایک ہو یا زیادہ ۲- اگر خاوند کی اولاد ہو تفصیل سابق تو بیوی کو آٹھواں حصہ ملے گا ایک ہو یا زیادہ۔ باقی دیگر وارثوں میں تقسیم کیا جائے گا۔

۱۴ کلالہ اس مرد یا عورت کو کہا جاتا ہے جس کی نہ اولاد ہو اور نہ اس کے والدین زندہ ہوں۔ اگر اس کے وارث حقیقی یا علاتی بہن بھائی ہوں تو ان کا ذکر آخر سورۃ میں آئے گا۔ اور اگر اس کے اخیافی یعنی ماں کی طرف سے سگے بہن بھائی ہوں تو ان کا حکم یہاں ذکر فرمایا۔ اس کی دو صورتیں ہیں ۱- اگر ایک بھائی یا ایک بہن وارث ہوگی تو اس صورت میں اس کو چھٹا حصہ ملے گا

امْرَاَةٌ وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ

[illegible]

كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ

[illegible]

وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ۗ

[illegible]

[illegible]

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝۱۲ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا اور بردبار ہے۔ یہ حدیں[۲] اللہ کی مقرر کی ہوئی ہیں اور جو شخص فرمانبرداری کرے گا اللہ کی اور اس کے رسول کی

يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَ

داخل کرے گا اسے اللہ تعالیٰ ایسے بہشتی باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ہمیشہ رہیں گے وہ ان میں اور

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۱۳ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ

یہی ہے بڑی کامیابی اور جو نافرمانی کرے گا اللہ کی اور اس کے رسول کی اور تجاوز کرے گا

حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝۱۴ ع

اللہ کی مقررہ حدوں سے داخل کرے گا اسے اللہ آگ میں ہمیشہ رہے گا اس میں اور اس کے لیے عذاب ہے ذلیل کرنے والا

وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَاۗىِٕكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ

اور جو کوئی ارتکاب کرے بدکاری کا[۳] تمہاری عورتوں میں سے تو گواہ طلب کرو تہمت لگانے والے سے ان پر

---

[۱] اگرچہ یہ قید تمام سابقہ آیات میں بھی ملحوظ ہے لیکن یہاں تصریح کی۔ اس لیے یہ ضرورت ہوئی کہ جب انسان کی اولاد یا والدین نہیں ہوتے تو وہ اپنے دوسرے وارثوں کو نقصان پہنچانے کے لیے طرح طرح کے حیلے بہانے کرتا ہے کبھی تو بلا وجہ وصیت کر دی، کسی کا وہمی قرضہ اپنے اوپر تسلیم کر لیا تاکہ اس کی جائیداد بٹ جائے اور اس کے وارثوں کو نہ ملے اس لیے یہاں مضارہ کے الفاظ صراحۃً ذکر فرما دیئے۔

[۲] ان روایات سے نفع و وراثت کی حیثیت کی طرف توجہ دلائی۔ اس پر عمل پیرا ہونے کا تاکیدی حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور اپنے مسلمانوں کو ان کی اطاعت کی توفیق بخشے اور ہمیں اپنے رسول کی نافرمانی سے محفوظ رکھے۔ آمین

[۳] دوسری برائیوں کی طرح زنا بھی جاہلیت میں عام تھا پیشہ ور عورتیں بے محابا (مخصوص پرچم) لہرایا کرتیں۔ اس عمل شنیع کے ارتکاب کو عیب ہی نہیں سمجھا جاتا تھا۔ شرفاء خاندانوں کی مستورات کے علاوہ چند ایک حیثیت کی بہت سی عورتیں تھیں۔ اسلام نے اس فعل بد کی روک تھام کے لیے صرف وعظ و نصیحت پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کا ارتکاب کرنے والے کے لیے سزا بھی مقرر کی لیکن ابتداء ہی میں اس سنگین سزا کا اعلان نہیں فرمایا بلکہ آہستہ آہستہ تدریجاً۔ ان دو آیتوں میں ابتدائی سزا کا ذکر ہے جو مقرر ہوئی اس کا ذکر ہے۔ سدی تو وہ اور کئی دوسرے ائمہ تفسیر کے نزدیک پہلی آیت شادی شدہ عورتوں کے متعلق ہے کہ اگر وہ اس جرم کا ارتکاب

أَرْبَعَةً مِّنكُمْ ۚ فَإِن شَهِدُوا فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّىٰ

[illegible]

يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا ۝ وَاللَّذَانِ يَأْتِيَانِهَا

[illegible]

مِنكُمْ فَآذُوهُمَا ۖ فَإِن تَابَا وَأَصْلَحَا فَأَعْرِضُوا عَنْهُمَا ۗ إِنَّ اللَّهَ

[illegible]

كَانَ تَوَّابًا رَّحِيمًا ۝ إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَأُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

[illegible]

وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ

[illegible]

حَتّٰٓى إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ

[illegible]

يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ أُولٰٓئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيْمًا ۝ يٰٓأَيُّهَا

[illegible]

[illegible] كل ما كان قبل الموت فهو قريب [illegible]

[illegible]

الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ

[illegible]

لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ

[illegible]

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ۝ وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ

[illegible]

زَوْجٍ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ

[illegible]

بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى

[illegible]

بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝ وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا وَسَآءَ

عورتوں سے (۲۲) مگر جو پہلے ہو چکا سو وہ معاف ہے بے شک وہ بے حیائی اور غضب کا کام تھا اور بہت برا

سَبِيْلًا ۝ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ

راستہ تھا حرام کر دی گئیں تم پر ۳۲؎ تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں

وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْۤ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ

اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا اور تمہاری بہنیں

الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ

رضاعت سے ۳۳؎ اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہاری بیویوں کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں ان بیویوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو

بالکل منسوخ کر دی گئی۔ خود سر قریش نے اپنی تفسیر میں پشت سے اُن کے نام گنوائے ہیں جنہوں نے اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کیے اور ان سے ان کی اولاد بھی ہوئی۔

۳۲؎ یہاں سے ان عورتوں کا تفصیلاً ذکر ہوتا ہے جن سے نکاح کرنا حرام ہے۔ یہ حرمت تین طرح کی ہے حرمت نسب، حرمت رضاعت اور حرمت مصاہرت۔ پہلے ان عورتوں کا ذکر ہے جن کی حرمت کا سبب نسب ہے ان کی تعداد سات ہے۔

۱۔ ماں اس میں دادی نانی اور اس سے اوپر سب داخل ہیں۔

۲۔ بیٹی اس میں پوتی نواسی نیچے تک سب داخل ہیں۔

۳۔ بہن سگی اور سوتیلی ۴۔ پھوپھی ۵۔ خالہ ۶۔ بھتیجی ۷۔ بھانجی

۳۳؎ یہاں سے ان محرمات کا ذکر ہے جو رضاع کی وجہ سے حرام ہیں۔ ساتوں رشتے جو نسب سے حرام تھے وہی رضاع سے حرام ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب

۳۴؎ اب ان عورتوں کا ذکر ہے جو علاقۂ نکاح کی وجہ سے حرام ہو جاتی ہیں ان میں سے بعض تو ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہیں بعض ان کے ساتھ اس وقت تک نکاح حرام ہے جب تک اس کی بیوی اس کے نکاح میں ہے پہلی قسم بیوی کی ماں اور اس بیوی کی بیٹی جس سے صحبت کر چکا ہو لیکن اگر صحبت سے پہلے بیوی کو طلاق دے دی تو اس کی بیٹی سے نکاح درست ہوگا۔ اور بیٹوں کی بیویاں یعنی بہوئیں ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہیں یعنی پوتوں اور نواسوں کی بیویاں اب دوسری قسم بیوی کی بہن پھوپھی خالہ بھتیجی اور بھانجی ہیں جب تک بیوی زندہ ہے اور نکاح میں ہے اس وقت تک ان سے نکاح درست

الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ

جن سے تم صحبت کر چکے ہو اور اگر تم نے صحبت نہ کی ہو ان بیویوں سے تو کوئی حرج نہیں تم پر (ان کی بیٹیوں سے نکاح

وَ حَلَآىِٕلُ اَبْنَآىِٕكُمُ الَّذِیْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ

کرنے میں) اور حرام کی گئیں بیویاں تمہارے ان بیٹوں کی جو تمہاری پشتوں سے ہیں ۳۳ اور یہ بھی حرام ہے کہ جمع کرو تم دو

الْاُخْتَیْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۙ۲۳

بہنوں کو ۳۴ مگر جو گزر چکا سو وہ معاف ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے

نہیں۔ اور اگر بیوی مر جائے یا اُسے طلاق دے دے تو پھر ان سے نکاح کرنا درست ہے۔

۳۳ یعنی ان بیٹوں کی بیویاں حرام ہیں جو تمہاری پشت سے ہوں۔ یہ قید اہل عرب کی ایک غلط رسم کو مٹانے کے لیے بڑھائی گئی ہے کہ وہ متبنیٰ کو حقیقی بنا لیا کرتے اُن کی بیویوں سے بیوہ یا مطلقہ ہونے کے بعد بھی ان سے نکاح کرنا حرام خیال کرتے۔

۳۴ دو بہنوں کو خواہ وہ حقیقی ہوں یا رضاعی ایک نکاح میں جمع کرنا بھی حرام ہے۔ اور حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پھوپھی اور بھتیجی، خالہ اور بھانجی کو ایک عقد میں جمع کرنا ممنوع فرما دیا ہے اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ یہ رشتے محبت و پیار کے رشتے ہیں اگر یہ ایک دوسرے کی سوکنیں بن جائیں گی تو محبت و انس کی جگہ حسد و عناد جو عام طور پر سوکنوں میں پایا جاتا ہے زور ہو جائے گا۔ انکم اذا فعلتم ذلک قطعتم ارحامکم (قرطبی)

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ

اور حرام ہیں شوہر دار عورتیں مگر کافروں کی عورتیں جو تمہاری ملک میں آجائیں یہ

اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ

اللہ کا نوشتہ ہے تم پر اور ان کے سوا جو رہیں وہ تمہیں حلال ہیں کہ اپنے مالوں کے عوض تلاش کرو

مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ۗ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ

قید لاتے نہ پانی گراتے تو جن عورتوں کو نکاح میں لانا چاہو ان

ف [illegible] عورتیں [illegible]

ف [illegible]

ف [illegible] اس آیت [illegible]

فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ

تو دو ان کو ان کے مہر جو مقرر ہیں اور کوئی گناہ نہیں تم پر جس چیز پر تم باہم راضی ہو

بِهٖ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۔ وَمَنْ

جاؤ مہر مقرر کیے ہوئے کے بعد بےشک اللہ تعالیٰ علیم و حکیم ہے اور جو

لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ

نہ رکھتا ہو تم میں سے اس کی طاقت کہ نکاح کرے آزاد مسلمان عورتوں سے تو وہ

مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ۚ

نکاح کرے جو تمہارے قبضہ میں ہیں تمہاری کنیزیں جو مسلمان ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارے ایمان کو

بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ

بعض تمہارے بعض کی جنس سے ہے تو نکاح کرو ان سے ان کے مالکوں کی اجازت سے اور دو ان کو

اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ

مہر ان کے دستور کے موافق تاکہ نکاح سے وہ پابند ہو جائیں نہ علانیہ بدکار اور نہ چھپے یار والیاں

ف۱ ہاں اگر بیوی اپنی خوشی سے سارا مہر یا اس کا کچھ حصہ چھوڑ دے تو اس میں کوئی حرج نہیں

ف۲ عام طور پر آزاد عورت کا مہر اور اس کا نفقہ کنیزوں کے مہر اور نفقہ سے کہیں زیادہ ہوا کرتا ہے بعض اوقات ایک شخص آزاد عورت کے اخراجات برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور اس کو یارائے صبر بھی نہیں۔ اس کے گناہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے تو اس صورت میں قرآن کریم نے اسے اجازت دی ہے کہ وہ کسی کنیز سے نکاح کر لے۔ امام شافعی کے نزدیک اس کنیز کا مسلمان ہونا ضروری ہے اور امام صاحب کے نزدیک مستحب ہے۔ طول کا معنی ہے السعة والغنی۔ (القرطبی)

ف۳ عرب میں باندیوں کے ساتھ نکاح کرنا بہت معیوب سمجھا جاتا اور ان کے بطن سے ہونے والی اولاد کو حقیر سمجھا جاتا۔ یہ بتا کر کہ تم سب ایک آدم کی اولاد ہو اس خیال کی تردید کر دی۔

لعذاب فإذا أحصن فإن أتين بفاحشة فعليهن

[illegible]

نصف ما على المحصنت من العذاب ذلك لمن خشي

[illegible]

العنت منكم وأن تصبروا خير لكم والله غفور رحيم ؏

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يُرِيدُ اللَّهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ

[illegible]

وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۔۔ وَاللَّهُ يُرِيدُ أَن يَتُوبَ

[illegible]

عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ أَن تَمِيلُوا مَيْلًا

[illegible]

عَظِيمًا ۔ يُرِيدُ اللَّهُ أَن يُخَفِّفَ عَنكُمْ وَخُلِقَ الْإِنسَانُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ضَعِيفًا ﴿٢٨﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ

کمزور ۔ اے ایمان والو نہ کھاؤ اپنے مال آپس میں

بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۟ وَ

ناجائز طریقے سے ف مگر یہ کہ تجارت ہو تمہاری باہمی رضامندی سے اور

لَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿٢٩﴾ وَمَنْ يَّفْعَلْ

نہ ہلاک کرو اپنے آپ کو ف بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ بڑی مہربانی فرمانے والا ہے۔ اور جو شخص کرے گا

ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ

یہ ۔ سرکشی اور ظلم سے تو ڈال دیں گے ہم اسے آگ میں اور ہے یہ

قانون اس حقیقت کا آئینہ دار ہے۔

ف کسب حلال پر قرآن نے جتنا زور دیا ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ ایسے موقعوں پر قرآن کا انداز بیان بڑا ہی اثر انگیز ہوتا ہے۔ یہاں یہ نہیں فرمایا کہ دوسروں کے مال ناجائز طریقوں سے مت کھاؤ بلکہ فرمایا اپنے مال باطل طریقوں سے مت کھاؤ۔ اس سے یہ حقیقت واضح کرنا مطلوب ہے کہ امت کے کسی فرد کا مال پرایا مال نہیں بلکہ تمہارا ہی مال ہے۔ اس میں ناجائز تصرف کرنا، دھوکا فریب سے اس کو ہڑپ کرنا اپنے آپ سے ہی دھوکا کرنا ہے۔ ہاں اگر تم آپس میں تجارت کرو اور تجارت میں کسی کی سادہ لوحی یا مجبوری سے ناروا فائدہ نہ اٹھایا گیا ہو بلکہ فریقین نے راضی خوشی سے لین دین کیا ہو۔ اور اس طرح تمہیں نفع حاصل ہو تو یہ نفع حلال ہے۔ عَنْ تَرَاضٍ کے کلمات پر مزید غور فرمائیے۔ اسلام جس صاف ستھری تجارت کی اجازت دیتا ہے اس کے خدوخال آپ پر واضح ہو جائیں گے۔

ف اس آیت میں خودکشی کی ممانعت بھی آگئی۔ اور کسی مسلمان بھائی کو بلاوجہ قتل کرنے سے بھی روک دیا گیا۔ انفسکم کہہ کر بتا دیا کہ اگر تم کسی مسلمان بھائی کو قتل کرو گے تو اس کا نقصان تمہیں ہی پہنچے گا۔ تمہاری ہی ایک ماں بہن بیوہ ہوگی۔ تمہاری ہی ملت کے معصوم بچے یتیم ہوں گے۔ تمہارے جسم معاشرہ کا ہی ایک عضو [illegible] اندھیروں میں ڈوب جائے گا۔ علامہ بیضاوی علیہ الرحمۃ نے اس کا ایک اور لطیف معنی بھی کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔ لا تقتلوا انفسکم باقتراف ما یذلہا ویردیہا فانہ القتل الحقیقی للنفس۔ یعنی ایسی مذموم حرکتیں اور ذلیل اعمال مت کرو جو لوگوں کی نگاہوں میں تمہیں ذلیل و رسوا کردیں۔ کیونکہ یہ ذلت و رسوائی ہی تو نفس کی حقیقی ہلاکت و تباہی ہے۔ سبحان اللہ کیا لطیف بات کہی ہے

عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾ اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ

اللہ پر بالکل آسان ہے ‏ اگر تم بچتے ۵۹ رہو گے ان بڑے بڑے کاموں سے روکا گیا ہے تمھیں جن سے تو ہم دور کر دیں گے

عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾ وَلَا تَتَمَنَّوْا

تمھارے (چھوٹے گناہ) سے تمھاری برائیاں اور ہم داخل کریں گے تمھیں عزت کی جگہ میں ‏ اور نہ آرزو کرو اس چیز کی

۵۹ یہاں تین چیزیں غور طلب ہیں:۔

ا۔ اجتناب کا کیا معنی ہے؟

ب۔ گناہ کبیرہ کسے کہتے ہیں؟

ج۔ تکفیر سیئات کا کیا مطلب ہے؟

ا۔ کسی ایسے کام کو جس کے دواعی اور اسباب موجود ہوں اپنے ارادہ اور مرضی سے ترک کرنے کو اجتناب کہا جاتا ہے

ب۔ گناہ کبیرہ کے متعلق علماء سے کئی اقوال منقول ہیں لیکن علامہ بیضاوی کا پسندیدہ قول یہ ہے کہ ہر وہ فعل جس کے لیے شارع نے کوئی حد مقرر کی ہو یا اس پر عذاب کی دھمکی دی ہو وہ گناہ کبیرہ ہے۔ والاقرب ان الکبیرۃ کل ذنب رتب الشارع علیہ حدا او صرح بالوعید فیہ۔ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مندرجہ ذیل گناہوں کو کبیرہ شمار کیا ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھیرانا (۲) قتل بے گناہ (۳) پاکباز عورت پر بہتان (۴) یتیم کا مال کھانا (۵) زنا (۶) میدان جہاد سے فرار (۷) اور والدین کی نافرمانی۔ اس شمار سے مقصود حصر نہیں ہے۔ احادیث میں ان کے علاوہ کئی اور امور کو بھی کبیرہ کہا گیا ہے۔

ج۔ اب رہا تکفیر سیئات کا مسئلہ۔ اس کے متعلق عام مفسرین نے تو یہی فرمایا ہے کہ تکفیر کا معنی محو (مٹا دینا) اور تغفیر (بخش دینا) ہے لیکن حجۃ الاسلام امام غزالی فرماتے ہیں کہ جب انسان گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو اس سے اس کی پاکیزہ اور معصوم فطرت متاثر ہوتی ہے اور آہستہ آہستہ گناہوں سے اس کی نفرت انس سے تبدیل ہو جاتی ہے لیکن جب کوئی شخص بڑے بڑے گناہوں سے بچنے کا پختہ ارادہ کر لیتا ہے اور ساری آسانیوں بلکہ اشتعال انگیزیوں کے باوجود وہ اپنا دامن بچانے کی سعی کرتا ہے تو اس کشمکش سے اس کے دل کے آئینہ سے زنگار دور ہونے لگتا ہے طبیعت پھر اپنی کھوئی ہوئی صحت واپس لے لیتی ہے گناہوں سے پھر اس کو نفرت ہونے لگتی ہے اسی حالت کو "تکفیر سیئات" کی اصطلاح سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (لسان)

مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ

[illegible]

مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَسْئَلُوا اللّٰهَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ۝۳۲ وَ لِكُلٍّ جَعَلْنَا

اس کے فضل و کرم کا بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے اور ہر ایک کے لیے بنائے ہیں

مَوَالِیَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ ؕ وَ الَّذِیْنَ عَقَدَتْ اَیْمَانُكُمْ

وارث اس مال سے جو چھوڑ جائیں ماں باپ اور قریبی رشتہ دار ۴۲؎ اور وہ لوگ جن سے عہد کیا ہے تمہارے عہدوں نے

فَاٰتُوْهُمْ نَصِیْبَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدًا ۝۳۳

تو دو انہیں ان کا حصہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا مشاہدہ فرمانے والا ہے

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰی

مرد حاکم و نگران ہیں عورتوں پر اس وجہ سے کہ فضیلت دی ہے اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کو

بَعْضٍ وَّ بِمَاۤ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ

اور اس وجہ سے ۴۳؎ کہ وہ خرچ کرتے ہیں اپنے مال ۴۴؎ پس نیک عورتیں فرمانبردار ہوتی ہیں حفاظت کرنے والیاں

حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ارشاد گرامی ہے سلوا اللہ من فضلہ فانہ یحب ان یسئل و افضل العبادۃ انتظار الفرج یعنی اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل و کرم کا سوال کیا کرو وہ اس کو دوست رکھتا ہے اور بہترین عبادت مصیبت کے دور ہونے کے لیے منتظر رہنا ہے۔

۴۲؎ عہد جاہلیت کی ایک رسم یہ بھی تھی کہ جن لوگوں کی آپس میں دوستی ہوتی تھی یا جس کو وہ بیٹا (منہ بولا) بنا لیا کرتے تھے وہ بھی ان کی وراثت میں حصہ دار بن جاتا۔ اس آیت میں وضاحت کر دی کہ وراثت کے حقدار تو وہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے وارث ٹھہرا دیا ہے۔ البتہ ان کا معاہدہ جو ہو گیا تھا ان کو پہلے حصہ دیا جاتا۔ بعد میں واولوالارحام کی آیت سے یہ بھی منسوخ ہو گیا۔

۴۳؎ کسی چیز کی نگہداشت کو قیام کہتے ہیں اور اس کی نگہبانی اور حفاظت کرنے والے اور اس کی اصلاح اور درستگی کے ذمہ دار کو عربی میں قوام کہا جاتا ہے۔ جیسے ہر فوج کا ایک سپہ سالار اور ہر مملکت کا ایک فرمانروا ہونا ضروری ہے جو نظام کو قائم رکھے اور فرق و مراتب کے حقوق کی تعیین کرے۔ اسی طرح گھر کی ریاست کا بھی ایک حاکم ہونا چاہیے جو گھر کی تمام ضروریات کا کفیل اور اس کی خوشحالی کا ذمہ دار ہو اور اس کے احکام کی اطاعت کی جائے۔ ورنہ گھر کی یہ مختصر سی ریاست انتشار و بے اطمینانی کا شکار ہو کر رہ جائے گی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ ذمہ داری کس کو سونپی جائے اور اس بار گراں کو اٹھانے کی بہترین صلاحیت کس

لِلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۚ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ

[illegible]

وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا

اور ان کو [illegible] بستروں میں [illegible] اور ان کو مارو [illegible] پھر اگر وہ اطاعت کریں تو ان پر [illegible]

عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا ۝۳۴ وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ

[illegible] بیشک اللہ [illegible] سب سے بالا [illegible] بڑا ہے ۳۴ اور اگر تم کو [illegible]

بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا إِن

ان کے آپس میں [illegible] تو مقرر کرو ایک پنچ مرد کے کنبہ سے اور ایک پنچ عورت کے کنبہ سے اگر وہ

يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا ۝۳۵

دونوں [illegible] صلح [illegible] تو اللہ [illegible] ان میں [illegible] بیشک اللہ [illegible] خبردار ہے ۳۵

[illegible] نصیحت بھری باتیں [illegible] عورت جس میں شرافت کی حس ابھی [illegible] اس سرزنش سے اپنی اصلاح کر لے گی۔ لیکن اگر یہ طریقہ کار بھی [illegible] ثابت ہو تو [illegible] ایسی سخت [illegible] جس سے کوئی چوٹ آجائے [illegible] حدیث [illegible] غیر مبرح [illegible] حضرت ابن عباس سے [illegible] مسواک [illegible] چیز سے مارے [illegible] آج کل [illegible] بیویوں کو [illegible] کی طرح پیٹتے ہیں ان کی [illegible] قطعاً اسلام نے اجازت نہیں دی۔

۳۴ اگر عورت اپنی سرکشی سے باز آجائے اور اپنے شوہر کی فرمانبردار بن جائے تو پھر شوہر کو بھی [illegible] اپنے پچھلے رویہ [illegible] اس پر [illegible] سب سے بالا اور سب سے بڑا ہے [illegible] کے حکم کی [illegible] کے تابع [illegible]

۳۵ لیکن اگر [illegible] کوششیں اصلاح حال کے لیے مفید ثابت نہ ہوں [illegible] اگر [illegible] معاملہ عدالت [illegible] اس وقت [illegible] میاں بیوی اپنی اپنی طرف سے ایک ایک ثالث مقرر کریں جو ان کی شکایات سن کر ان کا باہمی تصفیہ کرا دیں [illegible] ثالث مقرر کریں اور اگر معاملہ عدالت تک پہنچ گیا ہو تو پھر حاکم کو چاہیے کہ جلد بازی سے [illegible] تفریق [illegible] مصالحت کی [illegible] کوشش [illegible] اصلاح کی کوشش کی تو توفیق الٰہی [illegible] شامل حال ہوگی [illegible] بعض مفسرین [illegible] اصلاح کے فاعل میاں بیوی ہیں [illegible] کے دلوں میں مصالحت کی خواہش ہوئی تو اللہ تعالیٰ کوئی نہ کوئی صورت ضرور پیدا فرما دے گا۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا

اور عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور نہ شریک ٹھہراؤ اس کے ساتھ کسی کو اور والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو

وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْيَتٰمٰی وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی

نیز رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور پڑوسی جو رشتہ دار ہے

وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ

اور پڑوسی جو رشتہ دار نہیں اور ہم مجلس اور مسافر اور جو تمہارے

اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ ۟ الَّذِيْنَ

قبضہ میں ہیں بے شک اللہ پسند نہیں کرتا اسے جو اترانے والا گھمنڈ کرنے والا ہو وہ جو خود بھی

يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمُ

بخل کرتے ہیں اور حکم دیتے ہیں لوگوں کو بھی بخل کا اور چھپاتے ہیں جو عطا فرمایا ہے انہیں

ف پچھلی آیتوں میں [illegible] کے حقوق کا ذکر تھا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ف [illegible]

[illegible]

[illegible]

ف [illegible]

[illegible]

اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۗ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝٣٧

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اور تیار کر رکھا ہے ہم نے کافروں کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب

وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ

اور وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال لوگوں کو دکھانے کے لیے اور نہیں ایمان رکھتے

بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۗ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا

اللہ پر اور نہ روزِ قیامت پر اور، وہ بدقسمت، ہو جاتے شیطان جس کا ساتھی ایک

فَسَآءَ قَرِيْنًا ۝٣٨ وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

پس وہ بہت برا ساتھی ہے اور کیا نقصان ہوتا ان کا اگر ایمان لاتے اللہ پر اور روزِ آخرت پر

وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ۝٣٩ اِنَّ اللّٰهَ

اور خرچ کرتے اس سے جو دیا ہے انہیں اللہ تعالیٰ نے اور اللہ تعالیٰ اُن سے خوب واقف ہے بے شک اللہ تعالیٰ

لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ

ظلم نہیں کرتا ذرہ برابر بھی بلکہ اگر ہو معمولی سی نیکی تو دوگنا کر دیتا ہے اور دیتا ہے

اس کا بھی یہی حال ہے

یہاں ان بدنصیبوں کا ذکر کیا جا رہا ہے جن سے اللہ تعالیٰ محبت نہیں کرتا۔ بلاشبہ جو لوگ غرور و فخر کی بیماری میں مبتلا ہوں جن کو دولت اتنی پیاری ہو کہ وہ ایک دمڑی بھی راہِ خدا میں خرچ کرنے کے لیے تیار نہ ہوں اور دوسرے لوگوں کو بھی حق میں مال خرچ کرنے سے روکیں اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو چھپائے رکھیں وہ اس قابل کہاں ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرے۔ وہ رسوا کن عذاب کے مستحق ہیں جو ان کے لیے بالکل تیار ہے۔

یہ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مال خرچ کرنے میں بخل سے کام لیتے ہیں وہ اپنی نام و نمود کے لیے، جھوٹے وقار کو خوش کرنے کے لیے اور لوگوں کے دلوں پر اپنی فیاضی کا سکہ بٹھانے کے لیے بے دریغ دولت خرچ کرتے ہیں۔ حقیقت میں نہ اللہ پر ان کا ایمان ہوتا ہے اور نہ قیامت پر انہیں یقین ہوتا ہے۔ ان کا دوست اور ساتھی شیطان ہوتا ہے

مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۴۰﴾ فَكَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ

اپنے پاس سے بڑا ثواب دے گا تو کیسی ہوگی جب ہم ہر امت سے

بِشَهِیْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِیْدًا ﴿۴۱﴾ یَوْمَىٕذٍ یَّوَدُّ الَّذِیْنَ

ایک گواہ لائیں اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں اس دن تمنا کریں گے وہ جنہوں نے

كَفَرُوْا وَ عَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ وَ لَا یَكْتُمُوْنَ

کفر کیا اور رسول کی نافرمانی کی کاش انہیں مٹی میں دبا کر زمین برابر کردی جائے اور کوئی بات اللہ سے نہ چھپا سکیں گے

جو اس باطل [illegible] کا رفیق ہے اس سے زیادہ بدقسمت کون ہو سکتا ہے جسے شیطان آٹھ پہر ساتھ رکھے اور ہر ایک کام میں [illegible] بدترین مشورہ [illegible] نہیں ہوسکتا۔

یعنی یہ حالت ہو کہ [illegible] اگر وہ خدا پر ایمان لاتے اور قیامت پر یقین کرتے اور راہ حق میں مال خرچ کرتے اور بخل نہ کرتے بجائے [illegible] کے مسکینوں کی مدد کرتے تو اللہ تعالیٰ ان کے مال میں برکت دیتا جتنا خرچ کرتے اس سے کئی گنا اس دنیا میں ان کو ملتا اور اس کے علاوہ اجر عظیم ملتا [illegible] اس سے [illegible] نہ رکھتے لیکن شیطان کی متابعت نے انہیں [illegible] دونوں جہان کا برباد کیا۔

قیامت کے دن تمام انبیاء اپنی اپنی امتوں کے احوال و اعمال پر شہادت دیں گے اور حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کرام کی شہادت کے درست ہونے کی گواہی دیں گے [illegible] یہ حالت حضور کے لئے ثابت ہے یعنی حضور اپنی امت کے احوال پر گواہی دیں گے۔ وفی الخازن [illegible] حضرت سعید بن مسیب کا یہ قول نقل کیا ہے۔ لیس من یوم الا تعرض علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم امتہ غدوۃ وعشیۃ فیعرفہم بسیماہم واعمالہم فلذلک یشہد علیہم۔ ترجمہ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر روزانہ صبح و شام حضور کی امت پیش کی جاتی ہے حضور ہر ایک امتی کا چہرہ اور اس کے اعمال پہچانتے ہیں اس لئے آپ قیامت کے دن سب کے گواہ ہوں گے۔ یہ مضمون [illegible] دوسری آیت کے [illegible] ہے۔ [illegible]۔

اس آیت کا [illegible] نہیں رسول کا انکار کرتے ہیں تو انہیں [illegible] رسول کے انکار اور اس کی سنت سے سرکشی کرنے والوں کی قیامت کے دن کیا حالت ہوگی۔

اللّٰهَ حَدِيْثًا ۞ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ

[illegible]

سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ

یہاں تک کہ تم غسل کر لو اور اگر ہو تم بیمار لف یا سفر میں ہو یا آئے کوئی

مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً

تم میں سے قضائے حاجت سے یا ہاتھ لگایا ہو تم نے عورتوں کو پھر نہ پاؤ تم پانی تو اس صورت میں

فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ۭ اِنَّ

تیمم کر لو شہ پاک مٹی سے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ پھیر لو اپنے چہروں پر اور اپنے ہاتھوں پر بے شک

حالت میں ہو جب تم ترو تازہ اور شگفتہ خاطر ہو۔

ثہ ان الفاظ کا معنی سمجھنے کے لیے پہلے لفظ الصلوٰۃ پر غور کرنا چاہیے۔ آیت میں گزر اس پر غور کرنا چاہیے کہ بعض علماء کے نزدیک جن میں امام شافعی بھی ہیں الصلوٰۃ سے مراد مسجد ہے۔ اس صورت میں آیت کا معنی یہ ہو گا کہ جنابت کی حالت میں مسجد میں نہ جاؤ۔ ہاں اگر مجبوری کی وجہ سے دوسرا کوئی راستہ نہ ہو تو صرف گزرنے کی اجازت ہے لیکن وہاں ٹھہرو نہیں۔ اور بعض علماء نے صلوٰۃ سے مراد نماز ہی لی ہے۔ تو اس صورت میں معنی یہ ہو گا کہ سفر کی حالت میں جنبی کو اجازت ہے کہ وہ تیمم کر کے غسل کے بغیر نماز پڑھ لے جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

لف اس آیت میں ان صورتوں کا بیان ہو رہا ہے جن میں تیمم کی اجازت ہے۔ پہلی صورت بیماری۔ اگر انسان بیمار ہو اور اُسے یہ اندیشہ ہو کہ اگر اس نے غسل کیا یا وضو کیا تو بیماری میں اضافہ ہو جائے گا تو تیمم کرے۔ دوسری صورت سفر۔ اگر مسافر کو غسل کی ضرورت پڑ گئی اور پانی کا ملنا دشوار ہے تو تیمم کر لے۔ یہ تیمم کی اجازت دونوں حالتوں میں ہے وضو کے لیے بھی اور غسل کے لیے بھی۔ قضائے حاجت کے لیے جاء من الغائط کے الفاظ اور صحبت کے لیے لمستم النساء کے الفاظ حقیقت میں نازک سے نازک طبع پر بھی گراں نہیں گزرتے یہی حسن تعبیر تو اس کلام خداوندی کا اعجاز ہے

شہ اب یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ تیمم کس چیز سے ہو سکتا ہے اور اس کی صورت کیا ہے۔ دونوں چیزیں اس آیت میں مذکور ہیں۔ پہلی چیز کے متعلق تو فرمایا کہ صعید طیب سے اور صعید کا معنی ہے وجہ الارض کل حیہ تراب او غیرہ یعنی زمین کی بالائی سطح خواہ اس پر گرد ہو یا نہ ہو۔ امام صاحبؒ کے نزدیک مٹی اور مٹی کی جنس کی سب چیزوں پتھر چونا وغیرہ سے بھی تیمم جائز ہے بشرطیکہ وہ پاک ہوں۔ وضو اور غسل اصل تھے تیمم کو ان کا قائم مقام بنایا اور مٹی کے ساتھ تیمم کرنے کا طریقہ بھی آیت میں بتایا گیا ہیں اس پر لکھنے۔ علماء نے بہت طویل بحث کی ہے جس کے ذکر کی یہاں گنجائش نہیں۔ اس کے لیے مبسوطات ملاحظہ ہو۔ تیمم کرنے

اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا

[illegible]

مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا

[illegible]

السَّبِيْلَ ۝ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّ

[illegible]

كَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ۝ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ

[illegible]

مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّۢا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِى الدِّيْنِ ۚ وَلَوْ

[illegible]

اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا

[illegible]

لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ

[illegible]

اِلَّا قَلِيْلًا ۞ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لِمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ

[illegible]

اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا

[illegible]

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ

[illegible]

يَّشَاۗءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ۔ اَلَمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تر الى الذين يزكون انفسهم بل الله يزكى من يشاء و

[illegible]

[illegible]

لَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ

نہیں ظلم کیے جائیں گے [illegible] دیکھیے کیسے گھڑتے ہیں اللہ پر جھوٹ

وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا

اور کافی ہے یہی گناہ [illegible] کیا نہیں دیکھا آپ نے اُن لوگوں کی طرف جنہیں دیا گیا حصہ

مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ

کتاب سے [illegible] جبت اور طاغوت پر [illegible] اور کہتے ہیں ان کے بارے میں جنہوں نے

كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ

کفر کیا [illegible] ہدایت یافتہ ہیں ان سے جو ایمان لائے ہیں راستے میں یہی وہ لوگ ہیں

[illegible] جبت [illegible] ایسی چیز کو کہتے ہیں جو [illegible] اس کا اطلاق جادو، جادوگر، جوتشی، رمال [illegible] فال گیری وغیرہ خرافات پر ہوتا ہے جیسا کہ نبی علیہ الصلوۃ والتسلیم کا ارشاد ہے۔ الطرق والطیرۃ والعیافۃ من الجبت (ابی داؤد)

[illegible] کو طرق کہتے ہیں اور الطیرۃ کا معنی بدشگونی ہے اور العیافۃ [illegible] کے ناموں [illegible] سے فال [illegible] کو کہا جاتا ہے (حاشیہ ابی داؤد)۔ یہ سب امور اوہام پرستی کی اقسام ہیں۔ صاحب المنار لکھتے ہیں [illegible] والعرافات [illegible] وہم پرستی اور خرافات کو جبت کہا جاتا ہے اور طاغوت کی تعریف [illegible] ہے: والطاغوت الکاھن والشیطان وکل رأس فی الضلال یعنی طاغوت کا اطلاق کاہن اور شیطان پر بھی ہوتا ہے اور اس شخص کو بھی طاغوت کہتے ہیں جو کسی گمراہی کا سرغنہ ہو۔ مزید وضاحت سورۃ بقرہ کی آیت [illegible] کے حاشیہ میں ملاحظہ فرمایئے)

ف۲ جنگ احد کے بعد یہود کے دو سردار کعب بن اشرف اور حیی بن اخطب چند یہودیوں کے ہمراہ [illegible] کو مسلمانوں کے خلاف [illegible] کے لیے [illegible] ابو سفیان نے ان سے پوچھا کہ ہم تو ان پڑھ ہیں اور آپ لوگ اہل علم و صاحب کتاب ہیں [illegible] راستی پر کون ہے [illegible] ہم یا [illegible] نسبت [illegible] ہے [illegible] جواب دیا کہ تم ان سے کہیں زیادہ ہدایت پر ہو۔ [illegible]

الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَ مَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ۝

جن پر لعنت کی ہے اللہ تعالیٰ نے اور جس پر لعنت بھیجے اللہ تعالیٰ تو ہرگز نہ پائے گا تو اس کا کوئی مددگار

اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ۝

کیا ف ان کے لیے کوئی حصہ ہے حکومت میں اگر ایسا ہوتا تو نہ دیتے یہ لوگوں کو تل برابر

اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ

کیا حسد کرتے ہیں ف لوگوں سے اس نعمت پر جو عطا فرمائی ہے انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے (تو حسد کی

اٰتَيْنَاۤ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ۝

آگ میں جلا کریں) ہم نے تو مرحمت فرما دی ہے ابراہیم کے گھرانے کو کتاب اور حکمت اور عنایت فرما دی ہے انہیں عظیم الشان سلطنت

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَ مِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ؕ وَ كَفٰى بِجَهَنَّمَ

تو ان میں سے کوئی ایمان لائے اس کے ساتھ اور کسی نے منہ پھیر لیا اس سے اور کافی ہے انہیں جلانے کے لیے

سَعِيْرًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ؕ كُلَّمَا

جہنم کی دہکتی ہوئی آگ۔ بے شک جنہوں نے انکار کیا ہماری آیتوں کا ہم ڈال دیں گے انہیں آگ میں جب کبھی

اخلاقی پستی ملاحظہ ہو لیکن یا رحمت ذرا سے حق تو ہیں رحمت کے پھول برسیں گے۔

ف یہ آیتیں بتاتی ہیں کہ انہیں اختیار و اقتدار میسر نہیں۔ اگر کوئی حصہ بھی ان کے پاس ہوتا تو وہ بخل سے یہ کسی کو پھوٹی کوڑی بھی نہ دیتے۔

ف حسد کی تعریف یہ کی گئی ہے الحسد تمنی زوال النعمة عن صاحبها المستحق لها یعنی کسی شخص سے نعمت کے زوال کی آرزو جو اس نعمت کا صحیح مستحق ہو۔ اس آیت میں بتایا گیا کہ یہودیوں کی یہ اسلام دشمنی محض حسد کی وجہ سے ہے ورنہ یہ خوب جانتے ہیں کہ حضور بھی تو خاندان ابراہیمی کا چشم و چراغ ہے اور حضرت ابراہیم کے خاندان کو تو اس سے پہلے بھی کتاب حکمت اور وسیع سلطنت سے سرفراز فرمایا۔ اگر اس کے ایک فرزند کو نبوت بخشی گئی ہے تو حیرت و افسوس کیوں ہو۔ نقیر۔ کھجور کی گٹھلی پر ایک سا جو نقطہ ہوتا ہے اس کو نقیر کہتے ہیں مراد ہے حقیر ترین چیز۔

نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ

[illegible]

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

[illegible]

سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ

[illegible]

اَبَدًا ۭ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۡ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ۝

[illegible]

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ

[illegible]

[illegible]

بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ ۗ

لوگوں کے درمیان تو فیصلہ کرو انصاف سے بے شک اللہ تعالیٰ بہت ہی اچھی بات کی نصیحت کرتا ہے تم کو

إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا ﴿٥٨﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ

بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی

وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۖ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي

اور اطاعت کرو رسول کی اور حاکموں کی جو تم میں سے ہوں پھر اگر جھگڑنے لگو تم کسی

شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

چیز میں تو لوٹا دو اسے اللہ اور رسول کی طرف اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿٥٩﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى

اور روز قیامت پر یہی بہتر ہے اور بہت اچھا ہے اس کا انجام کیا نہیں دیکھا آپ نے ان کی طرف

کے حفاظت پاسبان ہے اور [illegible] اس سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے
گھر والوں کی [illegible] ہے۔ وہ بیوی [illegible] کی طرح ہے جو ایک سے اس کی حیثیت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

ف اس آیت میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم کی اطاعت کے علاوہ مسلمان امراء و حکام کی اطاعت کا بھی حکم دیا گیا ہے اس کی وجہ ظاہر ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس امر کی طرف بہت زیادہ توجہ فرمائی [illegible] اور حضور کے بعد ملت کی وحدت اور نظم [illegible] امراء نے سنبھالنی تھی اس لیے ان کی اطاعت کرنے کے متعلق بھی تاکید فرمائی لیکن اطاعت رسول اور اطاعت امیر میں ایک نمایاں فرق ہے جو [illegible] ہے [illegible] کی [illegible] اس سے [illegible] نہیں ہو سکتی اس لیے ان کی اطاعت کا [illegible] اطاعت کا حکم دیا [illegible] معصوم [illegible] رسول کے [illegible] ہر ایک کی [illegible] معصوم [illegible] نہیں۔ اس سے غلطی بھی ہو سکتی ہے اس لیے ان کی مشروط اطاعت کا حکم دیا کہ ان کے حکم کو اللہ اور رسول کے ارشادات پر پرکھو اگر ان کے مطابق ہے تو اس پر عمل کرو ورنہ اس پر عمل نہیں۔ حضور کا ارشاد ہے۔ لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ اللہ۔ اس لیے جو وقت کی

الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن

[illegible]

قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَنْ يَكْفُرُوا بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا ۢ بَعِيْدًا ۝

[illegible] اور [illegible] بہت [illegible]

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ

اور جب کہا جائے انہیں کہ آؤ [illegible]

الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝ فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ

[illegible]

مُّصِيْبَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَاۗءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ڰ بِاللّٰهِ

[illegible]

اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا

نہیں [illegible]

ف [illegible]

ف [illegible]

ف [illegible]

فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ

[illegible]

قَوْلًا بَلِيْغًا ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ

[illegible]

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا ۝ فَلَا

[illegible]

وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ

[illegible]

ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا

[illegible]

تَسْلِيمًا ۝ وَلَوْ أَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ أَنِ اقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ أَوِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اخرجوا من دیارکم ما فعلوه الا قلیل منهم ولو انهم

[illegible]

فعلوا ما یوعظون به لکان خیرا لهم واشد تثبیتا

[illegible]

وّاذا لاتینٰهم من لدنّا اجرا عظیما ولهدینٰهم صراطا

[illegible]

مستقیما ومن یطع الله والرسول فاولٰئک مع الذین

[illegible]

[illegible]

[illegible]

انعم الله عليهم من النبين والصديقين والشهدآء

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ

[illegible]

اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ﴿٧١﴾ وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ

پھر نکلو الگ الگ جماعت ہو کر یا نکلو سب مل کر اور بے شک تم میں سے کچھ ایسے ہیں جو ضرور دیر لگاتے ہیں

فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ

پھر اگر پہنچے تمہیں کوئی مصیبت تو کہے گا احسان کیا ہے اللہ نے مجھ پر کہ نہ تھا میں

اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ﴿٧٢﴾ وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ

ان کے ہمراہ جنگ میں موجود اور اگر پہنچے تمہیں فضل اللہ کی طرف سے

لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ

تو ضرور کہے گا گویا نہیں تھی تمہارے درمیان اور اس کے درمیان کوئی دوستی کاش میں ہوتا

مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿٧٣﴾ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ

ان کے ساتھ تو حاصل کرتا بڑی کامیابی پس چاہیے کہ لڑیں اللہ کی راہ میں وہ لوگ جنہوں نے

ہے۔ اور پوری طرح تیاری کرنے اور دشمن کی چالوں سے ہوشیار رہنے کا حکم دیتا ہے کہ ہدایت دی جا رہی ہے۔ ثبات کا واحد ثبۃ ہے اس کا معنی گروہ ہے۔

۷۲ منافقین کا مسلمانوں کے ساتھ جو رویہ تھا اس کا ذکر کیا جا رہا ہے کہ مسلمان جب جہاد کا رخ کریں تو یہ حضرات جان بوجھ کر پیچھے رہ جاتے ہیں۔ اگر میدان جنگ میں مسلمانوں کو مصیبت پیش آئے یا شکست ہو تو یہ کہتے ہیں اور اپنے پیچھے رہ جانے کو اللہ کا فضل شمار کرتے ہیں حالانکہ یہ ان کی نادانی کا نتیجہ ہے کہ انہیں شہادت کی سعادت اور جہاد کے ثواب سے محروم رکھا۔ اور اگر مسلمانوں کو فتح ہو تو انہیں مال غنیمت کا خواب آتا ہے اور ان کے دل میں حسرت و پشیمانی کی آگ سلگنے لگتی ہے۔ یہ پشیمانی اگر ثواب جہاد سے محرومی کے باعث ہوتی تو کوئی بات بھی تھی لیکن ان کی ندامت و پشیمانی تو صرف اس لیے ہے کہ انہیں اب مال غنیمت سے حصہ نہیں ملے گا۔ کان لم تکن کا جملہ ان کی ذہنیت کو خوب واضح کر رہا ہے۔

يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۭ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ

بیچ دی ہے دنیا کی زندگی آخرت کے عوض ۱ اور جو شخص لڑتا ہے اللہ کی راہ

اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ وَ

میں پھر وہ مارا جائے یا غالب آ جائے تو ہم دیں گے اسے اجر عظیم ۲ اور

مَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ

کیا ہو گیا ہے تمہیں کہ تم جنگ نہیں کرتے ہو اللہ کی راہ میں حالانکہ کمزور بے بس

۱۔ شریٰ خریدنے اور بیچنے دونوں معنوں میں مستعمل ہوتا ہے۔ یہاں دوسرے معنی میں مستعمل ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اس فدائیت اور جاں سپاری کی سعادت انہی کو نصیب ہو سکتی ہے جو پہلے ہی دنیا اور اس کی دلچسپیوں کا سودا اپنے رب کے ساتھ کر چکے ہوں۔ وہ لوگ جو دنیا اور دنیوی جاہ و جلال کے متلاشی ہیں وہ کسی [illegible] کی خاطر کبھی مسلمانوں کی صفوں میں رہ کر اسلام کے پرچم کے نیچے سینہ تان کر [illegible]۔ دنیا طلب لوگوں کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔

۲۔ یعنی جب مجاہد کا مقصد اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور دین کی سربلندی ہو تو پھر کامیابی کا معیار نہیں رہتا کہ وہ عافیت سے مال غنیمت لے کر شاداں و فرحاں واپس آئے تو کامیاب ورنہ ناکام نہیں۔ وہ شخص ہر حالت میں کامیاب ہے۔ سلامتی سے واپس آئے تو غازی، جام شہادت نوش کرے تو شہید۔ علامہ اقبال نے کیا خوب ترجمانی کی ہے ع

برتر از اندیشۂ سود و زیاں ہے زندگی
ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیمِ جاں ہے زندگی

۳۔ مکہ میں کئی مرد، عورتیں اور بچے ایسے تھے جو اسلام قبول کر چکے تھے لیکن کفار مکہ نے ان کا ناک میں دم کر رکھا تھا۔ نہ وہ ہجرت کر سکتے اور نہ وہیں امن و سلامتی میسر تھی۔ وہ خود [illegible] ستم برداشت کرتے اور اللہ کے حضور میں دعائیں مانگتے [illegible] ہم پر رحم فرما اور ہمیں ان ظالموں کے چنگل سے چھڑا۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں مسلمانوں کو اپنے مظلوم بھائیوں بہنوں کی امداد کی ترغیب دے رہا ہے۔ چنانچہ [illegible] آیا جس [illegible] کے لیے [illegible] اس روز کفر نے [illegible] ہتھیار ڈال دیئے اور ان [illegible] نے [illegible] مظلوموں نے آزادی کا سانس لیا۔ یہ حکم اب بھی منسوخ نہیں۔ جہاں کہیں بھی مسلمان [illegible] مظلوم ہوں تو دوسرے مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ ان کی امداد کریں۔ ومالکم میں استفہام [illegible] کے لیے ہے [illegible]۔

الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا

مرد اور عورتیں اور بچے جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں نکال

مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ

اس بستی سے جس کے رہنے والے ظالم ہیں اور بنا ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی دوست

وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۗ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ

اور بنا ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی مددگار جو ایمان والے ہیں وہ جنگ کرتے ہیں

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ

اللہ کی راہ میں اور جو کافر ہیں وہ جنگ کرتے ہیں طاغوت کی راہ میں

فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا

تو تم جنگ کرو شیطان کے حمایتیوں سے بے شک شیطان کا فریب کمزور ہے

[illegible]

[illegible]

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ

کیا نہیں دیکھا تم نے [illegible] اپنے ہاتھوں کو اور قائم کرو نماز

وَآتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ

اور دو زکوٰۃ [illegible] جہاد تب ایک گروہ ان میں سے

يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوا رَبَّنَا

ڈرنے لگے [illegible] جیسے ڈرنا [illegible] اللہ سے یا [illegible] اور کہنے لگے

لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَا أَخَّرْتَنَا إِلٰى أَجَلٍ قَرِيبٍ ۗ

[illegible] جہاد [illegible] تھوڑی مدت تک

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ ۚ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِمَنِ اتَّقٰى ۗ وَ

[illegible] دنیا کا سامان [illegible] بہت تھوڑا ہے اور آخرت [illegible] کے لیے جو تقویٰ اختیار کیے ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

ف [illegible] منافقین کے حق میں نازل ہوئی [illegible] جب [illegible] اسلام کی سربلندی کے لیے [illegible] وھذا شبه بسياق الآية [illegible] کی زبان سے نہیں نکل سکتا [illegible] نہیں ہو سکتا۔

ف یعنی [illegible] زندگی اور اس کی چند روزہ [illegible] ابدی زندگی اور اس کے لازوال نعمات [illegible] کرتے ہو حضور [illegible] تحت شجرة ثم راح وترکها۔ یعنی میری اور اس دنیا کی ایسی ہی مثال ہے جیسے کوئی سوار راستے میں کسی درخت کے نیچے دوپہر کے وقت آرام کرنے کے لیے ٹھہرتا ہے

لَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۷﴾ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ

تمہیں ظلم نہ ہوگا ایک دھاگے کے برابر بھی۔ جہاں کہیں تم ہو گے آلے گی تمہیں موت ۱۲۰ اگرچہ ہو تم

فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ؕ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ

تم مضبوط قلعوں میں اور اگر پہنچے انہیں کوئی بھلائی تو کہتے ہیں ۱۲۱ یہ اللہ کی

عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ؕ

طرف سے ہے اور اگر پہنچے انہیں کوئی تکلیف تو کہتے ہیں یہ آپ کی طرف سے ہے

قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ

[illegible] آپ فرمائیے سب اللہ کی طرف سے ہے تو کیا ہو گیا ہے اس قوم کو بات سمجھنے کے

اور پھر یہی منزل کی طرف رواں دواں ہو جاتا ہے۔

۱۲۰ بروج کا واحد برج ہے۔ وہ بلند عمارت جو دور سے نمایاں ہو یعنی قلعہ یا قصر۔ مشیدہ کا معنی مضبوط بھی ہے اور بلند بھی۔ بتانا یہ ہے کہ موت سے خوفزدہ ہو کر نامردی اور بزدلی دکھانا عقلمندی نہیں۔ تم اپنے بچاؤ کے ہر ممکن سامان کرو موت آکر رہے گی۔

۱۲۱ منافقین ہی کا ذکر چلا آ رہا ہے یعنی ان کا شیوہ یہ ہے کہ اگر جنگ میں فتح ہو یا عام حالات خوشگوار ہوں تو کہتے ہیں کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے۔ اور اگر ان کی اپنی کمزوری سے پسپائی ہو یا غلہ گراں ہو جائے یا بارش اچھی طرح نہ برسیں تو اس وقت سارا الزام اللہ کے رسول پر دھرتے ہیں کہ ان کی بے تدبیری کی وجہ سے پسپائی ہوئی ہے یا ان کے اور ان کے صحابہ کے ایسے سبز قدم آئے ہیں کہ ہر چیز سے برکت ہی اٹھ گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے عقل کے اندھو ہر کام کا فاعل حقیقی اور مسبب الاسباب تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ تم میرے محبوب پر کیوں الزام لگاتے ہو۔ مولینا دریابادی نے یہاں خوب لکھا ہے کہ منافقین کا یہ من عند اللہ کہنا بھی بطور عقیدہ نہ تھا بلکہ بطور محاورہ زبان تھا جیسے اردو میں لوگ کہہ اٹھتے ہیں کہ یہ تو تقدیری امور ہیں۔ (تفسیر ماجدی)

يَفْقَهُونَ حَدِيثًا ۝ مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ۖ وَمَا

[illegible]

أَصَابَكَ مِن سَيِّئَةٍ فَمِن نَّفْسِكَ ۚ وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا

[illegible]

[illegible]

وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا (٧٩) مَّن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ۖ

[illegible]

وَمَن تَوَلَّىٰ فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۝ وَيَقُولُونَ طَاعَةٌ

[illegible]

فَإِذَا بَرَزُوا مِنْ عِندِكَ بَيَّتَ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِي

[illegible]

تَقُولُ ۖ وَاللَّهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُونَ ۖ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى

[illegible]

اللَّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ ۚ وَلَوْ كَانَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۝ وَاِذَا جَآءَهُمْ

اگر وہ یہ اللہ کی طرف سے [illegible] ہوتا تو ضرور پاتے اس میں اختلاف کثیر۔ اور جب آتی ہے ان کے پاس

اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ۭ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ

بات امن کی یا خوف کی تو [illegible] پھیلا دیتے ہیں اور اگر وہ لوٹا دیتے اسے رسول کی طرف

بات حاصل کر لیتے۔

یہ کتاب جو تیئس سال کے عرصہ میں [illegible] نازل ہوئی [illegible] تضاد و اختلاف کی گنجائش نہیں [illegible] جس میں دعوتِ اسلام [illegible] اور [illegible] قسم کے مختلف [illegible] اور حرکت کے پہلو بھی [illegible] ایسے [illegible] جیسا کہ [illegible] ایسا [illegible] جنگ بھی [illegible] ایک کتاب [illegible] ایسی آیت [illegible] اسلام کے اصول [illegible] تناقض المعنی [illegible] آیت کے خلاف ہے [illegible] دلیل ہو سکتی ہے

منافقین جب [illegible] ایک جگہ [illegible] حالات میں [illegible] ایک [illegible] بھی [illegible] حالات [illegible] اس لیے [illegible] کے متعلق [illegible] اور [illegible]

وَإِلَىٰٓ أُوْلِي ٱلۡأَمۡرِ مِنۡهُمۡ لَعَلِمَهُ ٱلَّذِينَ يَسۡتَنۢبِطُونَهُۥ مِنۡهُمۡۗ

اور ... صاحبانِ امر کی طرف اپنی جماعت سے تو جان لیتے اس کی حقیقت کو وہ لوگ جو نتیجہ اخذ کرتے ہیں بات سے ان میں سے

وَلَوۡلَا فَضۡلُ ٱللَّهِ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَتُهُۥ لَٱتَّبَعۡتُمُ ٱلشَّيۡطَٰنَ إِلَّا

اور اگر نہ ہوتا فضل اللہ کا تم پر اور اس کی رحمت تو ضرور پیچھے لگ جاتے شیطان کے سوائے

قَلِيلٗا ۝ فَقَٰتِلۡ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفۡسَكَۚ وَحَرِّضِ

چند ایک کے تو اے محبوب جہاد کرو اللہ کی راہ میں تکلیف نہیں دی جاتی آپ کو مگر اپنی ذات کی اور ترغیب دو

ٱلۡمُؤۡمِنِينَۖ عَسَى ٱللَّهُ أَن يَكُفَّ بَأۡسَ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْۚ وَٱللَّهُ

ایمان والوں کو جہاد پر قریب ہے کہ اللہ روک دے زور کافروں کا اور اللہ تعالیٰ

أَشَدُّ بَأۡسٗا وَأَشَدُّ تَنكِيلٗا ۝ مَّن يَشۡفَعۡ شَفَٰعَةً حَسَنَةٗ يَكُن

کی طاقت بہت سخت ہے اور اس کی سزا بہت سخت ہے جو کرے گا سفارش اچھی ہوگا

سوچیے کہ غور و فکر ... یہ علمی سب ... شان ہو سکتی ہے کہ ہر کہ و مہ ... اور قرآن و سنت کو پڑھ کر ... [illegible] کرنا ... شروع ... اور ... سے ... وہی کے ... کی تقلید شروع کر دیں ... [illegible] ... علماء کی طرف رجوع ... اور ... وہ تقویٰ ... کی صحبت ... ہو۔

۳ ... ہے ... کہ جب اہل حق ... تو آگے بڑھو اور آپ تنہا ہی کیوں نہ ... [illegible] ... و تشمر لقتلہم حتی تنفرد سالفتی ... [illegible] ... ہوں ... [illegible] ... اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی کام ... اس کا کوئی ساتھ ... تو ... [illegible] ... نہیں ہے۔

۴ ... شفاعت کے معنی کی وضاحت کرتے ہوئے ... ہیں۔ ای من انضم الی غیرہ و ... وصار شفیعا فی ... شریکا فی نفعہ وضرہ ... [illegible] ... اور ... [illegible] ... اور تقویت ... [illegible] ... [illegible]

لَهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ

[illegible]

مِّنْهَا ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ۝ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا

[illegible]

بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ۝

[illegible]

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۗ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۗ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ۟ فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ

[illegible]

فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ۭ أَتُرِيْدُوْنَ أَنْ تَهْدُوْا مَنْ

[illegible]

أَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۟ وَدُّوْا

[illegible]

لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَاۗءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ

[illegible]

[illegible]

أَوْلِيَاءَ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَخُذُوهُمْ

اپنے دوست یہاں تک کہ وہ ہجرت کریں اللہ کی راہ میں پھر اگر وہ ہجرت سے منہ موڑیں تو پکڑو انہیں

وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدتُّمُوهُمْ ۖ وَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَ

اور قتل کرو انہیں جہاں کہیں پاؤ ان کو اور نہ بناؤ ان سے کسی کو اپنا دوست اور

لَا نَصِيرًا ۝ إِلَّا الَّذِينَ يَصِلُونَ إِلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم

نہ مددگار مگر ان کو قتل نہ کرو جو تعلق رکھتے ہیں اس قوم سے کہ تمہارے درمیان اور ان کے درمیان

مِّيثَاقٌ أَوْ جَاءُوكُمْ حَصِرَتْ صُدُورُهُمْ أَن يُقَاتِلُوكُمْ أَوْ يُقَاتِلُوا

معاہدہ ہے یا آ جائیں تمہارے پاس اس حالت میں کہ تنگ ہو چکے ہوں ان کے سینے کہ جنگ کریں تم سے یا جنگ کریں

قَوْمَهُمْ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقَاتَلُوكُمْ ۚ فَإِنِ

اپنی قوم سے اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو مسلط کر دیتا انہیں تم پر تو وہ ضرور جنگ کرتے تم سے پس اگر

اعْتَزَلُوكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَأَلْقَوْا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ

وہ الگ رہیں تم سے اور نہ جنگ کریں تمہارے ساتھ اور بھیجیں تمہاری طرف صلح کا پیغام تو نہیں بنایا

دوست یہاں سے ظاہر ہوا کہ یہ ساتھ والے غیر مدینہ میں رہتے ہیں۔ اس لیے جب تک ہجرت کر کے تمہارے پاس نہ آ جائیں اور اپنی قسمت تمہارے ساتھ وابستہ نہ کر لیں اس وقت تک تم ان کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم نہ کرو۔

یعنی یہ لوگ جو تمہارے دشمنوں سے ملے ہیں جن کے ساتھ تمہاری جنگ شروع ہے تو جہاں کہیں ملیں انہیں قتل کرو لیکن اگر وہ کسی ایسے قبیلے کی پناہ اختیار کر لیں جن کے ساتھ تمہارا معاہدہ ہو چکا ہے تو پھر انہیں کچھ نہ کہو۔ اور اگر وہ تمہارے پاس حاضر ہو کر یقین دلا دیں کہ نہ وہ تمہارے ساتھ جنگ کریں گے اور نہ تمہارے ساتھ مل کر اپنی قوم کے خلاف لڑیں گے تو بھی ان سے تعرض نہ کرو۔ اس آیت سے صاف واضح ہو گیا کہ آیت سابقہ میں ان کے قتل کرنے کا حکم صرف اس وقت ہے جب وہ تمہارے خلاف لڑتے ہوں اور جب وہ جنگ سے باز آ جائیں تو اس وقت حکم ہے کہ تم بھی ان کے قتل سے ہاتھ روک لو۔

اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ۔ سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ

[illegible]

يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا

[illegible]

فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ

[illegible]

فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ

[illegible]

عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۧ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خَطَـًٔا ۚ وَمَن قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ

[illegible]

مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰٓ أَهْلِهِۦٓ إِلَّآ أَن يَصَّدَّقُوا۟ ۚ فَإِن كَانَ مِن قَوْمٍ عَدُوٍّ

[illegible]

لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۖ وَإِن كَانَ مِن قَوْمٍ

[illegible]

[illegible] میں سو اونٹوں کی قیمت [illegible]

بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ

تمہارے اور ان کے درمیان معاہدہ تو (اس کا) خون بہا دینا ہے جو اس کے گھر والوں کو ادا کیا جائے اور آزاد کرنا

رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۖ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ

ایک مسلمان غلام تو جو شخص نہ پائے تو روزے رکھنے ہیں دو ماہ لگاتار

تَوْبَةً مِّنَ اللَّهِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿٩٢﴾ وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا

(یہ) اللہ کی طرف سے اس کی توبہ ہے اور ہے اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا حکمت والا اور جو شخص قتل کرے کسی مومن کو

مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَ

جان بوجھ کر تو اس کی سزا جہنم ہے ہمیشہ رہے گا اس میں اور غضبناک ہوگا اللہ تعالیٰ اس پر اور

[١٢٠] اگر مقتول ان لوگوں میں سے ہو جن کے ساتھ تمہارا معاہدہ ہو چکا ہے اور وہ مقتول مومن ہو یا کافر اس صورت میں قاتل مسلمان غلام آزاد کرے اور مقتول کے ورثاء کو دیت ادا کرے۔ ذمی بھی اسلامی حکومت کی رعایا ہونے کی وجہ سے اسی حکم میں ہے مسلم اور ذمی دونوں کی دیت یکساں ہے یہی مسلک ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا۔

[١٢١] اگر کوئی شخص غلام خریدنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو یا غلام دستیاب ہی نہ ہو سکتے ہوں تو پھر دو ماہ لگاتار روزے رکھے اگر اس نے درمیان میں شرعی عذر مثلاً حیض، بیماری کے سوا ناغہ کیا تو پھر از سر نو شروع کرنے ہوں گے۔ احناف کے نزدیک یہی شرط نہیں ہے۔

[١٢٢] پہلے قتل خطا کا ذکر تھا اب قتل عمد کا بیان ہے۔ قرآن حکیم اور ارشادات نبویہ میں اس جرم کے خطرناک عواقب پر شدید تنبیہ فرمائی گئی ہے قرآن کریم کی یہی آیت سن کر آپ اندازہ لگا لیجئے کہ اس میں قاتل کی جو سزا بیان کی گئی ہے اس پر نگاہ ڈالنے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قتل مومن عظم عند اللہ من زوال الدنیا کہ دنیا کے فنا ہو جانے سے بھی بے گناہ مومن کا قتل اللہ تعالیٰ کے نزدیک شدید تر ہے۔ معتزلہ کے نزدیک قاتل عمد کی توبہ قبول نہیں ہے۔ لیکن اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ جب وہ سچے دل سے توبہ کرلے تو اس کی توبہ قبول ہو جاتی ہے۔ اور یہ وعید ان کے لیے ہے جو توبہ نہیں کرتے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے قتل عمد کی جو تفسیر منقول ہے اس کے پیش نظر تو کوئی الجھن پیدا ہی نہیں ہوتی آپ نے فرمایا متعمدا مستحلا لقتلہ یعنی جو اللہ اور مسلمان کے قتل کو حلال سمجھتے ہوئے قتل کرتا ہے اس کی یہ سزا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

لَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۞ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ

[illegible]

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ

[illegible]

لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ

[illegible]

كَثِيْرَةٌ ۭ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ۭ اِنَّ

[illegible]

اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۞ لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ

[illegible]

[illegible]

الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

[illegible]

بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۚ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَ

[illegible]

اَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ۚ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۚ وَ

[illegible]

فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۙ دَرَجٰتٍ

[illegible]

مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ۚ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۚ اِنَّ الَّذِيْنَ

[illegible]

تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ۚ قَالُوْا كُنَّا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً

[illegible] کہنے لگے کیا نہ تھی زمین اللہ کی کشادہ

فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ۚ فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۹۷﴾

پھر ہجرت کرتے اس میں سو ایسوں کا ٹھکانا ہے دوزخ اور وہ بہت بری جگہ پہنچے

اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

مگر جو ہیں بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں میں سے جو نہیں کر سکتے

حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۹۸﴾ فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ

[illegible] سو ایسوں کو امید ہے کہ اللہ معاف کرے

عَنْهُمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۹۹﴾ وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

ان کو اور ہے اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا اور جو کوئی وطن چھوڑے اللہ کی راہ میں

يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ۚ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ

پاوے گا زمین میں جگہ بہت اور کشادگی اور جو کوئی نکلے اپنے گھر سے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ

ہجرت کرتے اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف پھر آ پکڑے اس کو موت تو ثابت ہو گیا اس کا اجر

عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۟ وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِى الْاَرْضِ

اللہ کے ذمے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے اور جب تم سفر کرو میں زمین

فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ

تو نہیں تم پر ہے کچھ گناہ کہ تم قصر کرو نماز میں اگر ڈرو تم

اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝

اس بات سے کہ تکلیف پہنچائیں تمہیں کافر بے شک کافر تو تمہارے کھلے دشمن ہیں

کی تکلیفوں کو قبول کرنا بڑی مشکل بات تھی۔ اللہ تعالیٰ نے یہیں گھربار چھوڑنے والوں کو خوشخبری دے دی کہ گھبراؤ نہیں تمہیں بہت سی جگہیں ملیں گی اور رزق میں فراخی دیں گے۔

ف۲ جس صحابی نے ہجرت کے ارادے سے مدینہ منورہ کی راہ لی اور وہاں پہنچنے سے پہلے راستہ میں ہی موت کا پیغام آگیا ان کے متعلق ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو پورا اجر و ثواب عطا فرمائے گا

ف۳ اس آیت کریمہ میں سفر کے قصر کرنے کا ذکر ہے قصر کے معنی یہ ہیں کہ جن نمازوں میں فرضوں کی چار رکعت پڑھی جاتی ہیں ان میں بجائے چار کے دو رکعت پڑھو۔ اس آیت میں اس کی اجازت دی جا رہی ہے اگرچہ آیت میں قصر کیلئے خوف کی شرط ہے مگر وہ شرط اتفاقی ہے اور یہ حقیقت حال کے مطابق تھی اس وقت مسلمانوں کے تمام سفر کافروں کے خوف سے خالی نہ ہوتے تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی تمام سفروں میں قصر فرمایا یعلی بن امیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم تو امن میں ہیں پھر ہم قصر کیوں کرتے ہیں۔ فرمایا اس کا مجھے بھی تعجب ہوا تھا تو میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا تو حضور نے فرمایا صدقة تصدق الله بها عليكم فاقبلوا صدقته تمہارے لیے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صدقہ ہے تم اس کا صدقہ قبول کرو

مسئلہ: جس سفر میں قصر کیا جاتا ہے اس کی ادنیٰ مقدار تین دن رات کی مسافت ہے جو پیدل یا اونٹ کی متوسط رفتار سے طے کی جاتی ہے اس کی مقدار خشکی اور دریا اور پہاڑوں میں مختلف ہو جاتی ہے [illegible] پانچ [illegible] [illegible]

وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ

اور اے محبوب جب تم ان میں تشریف فرما ہو پھر نماز میں ان کی امامت کرو تو چاہیے کہ ان میں ایک جماعت تمہارے ساتھ ہو ف

مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوٓا أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِنْ وَّرَآئِكُمْ

اور وہ اپنے ہتھیار لیے رہیں پھر جب وہ سجدہ کرلیں تو ہٹ کر تم سے پیچھے ہوجائیں

وَلْتَأْتِ طَآئِفَةٌ أُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا

اور اب دوسری جماعت آئے جو اس وقت تک نماز میں شریک نہ تھی اب وہ تمہارے مقتدی ہوں اور چاہیے کہ

حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ وَدَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ

اپنی پناہ اور اپنے ہتھیار لیے رہیں کافروں کی تمنا ہے کہ کہیں تم

أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً وَ

اپنے ہتھیاروں اور اپنے سامان سے غافل ہوجاؤ تو وہ ٹوٹ پڑیں تم پر ایک ہی بار اور

ف نمازِ خوف کا طریقہ یہ ہے کہ پہلی جماعت امام کے ساتھ ایک رکعت پوری کرکے دشمن کے مقابل جائے اور دوسری جماعت جو دشمن کے مقابل کھڑی تھی وہ آکر امام کے ساتھ دوسری رکعت پڑھے پھر فقط امام سلام پھیرے اور پہلی جماعت آکر دوسری رکعت بغیر قراءت کے پڑھے اور سلام پھیرے اور دشمن کے مقابل چلی جائے۔ پھر دوسری جماعت اپنی جگہ آکر ایک رکعت جو باقی رہی تھی اس کو قراءت کے ساتھ پورا کرکے سلام پھیرے کیونکہ یہ لوگ مسبوق ہیں اور پہلے لاحق۔ حضرت ابن مسعود سے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسی طرح نمازِ خوف ادا فرمانا مروی ہے حضور کے بعد بھی صحابہ نمازِ خوف پڑھتے رہے ہیں حالتِ خوف میں دشمن کے مقابل اس ہیئت سے نماز ادا کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کس قدر ضروری ہے۔ خزائن العرفان

حضرت صدر الافاضل مراد آبادی قدس سرہٗ [illegible] یہ اہتمام اس وقت ضروری ہے جب سب لوگ ایک ہی [illegible] کی اقتداء میں نماز ادا کرنا چاہتے ہوں [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] الگ الگ امام [illegible] کے پیچھے [illegible] تو ایک جماعت پہلے امام کے پیچھے پوری نماز ادا کرے اور دوسری جماعت دشمن کے مقابل رہے جب پہلی جماعت فارغ ہو کر [illegible] پھر دوسری جماعت [illegible] دوسرے امام کی اقتداء میں نماز ادا کرے [illegible]

[illegible]

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّنْ مَّطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى

[illegible]

أَنْ تَضَعُوٓا أَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوا حِذْرَكُمْ ۗ إِنَّ اللّٰهَ أَعَدَّ لِلْكٰفِرِينَ

[illegible]

عَذَابًا مُّهِينًا ۝ فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُودًا

[illegible]

وَّعَلٰى جُنُوبِكُمْ ۚ فَإِذَا اطْمَأْنَنْتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ ۚ إِنَّ الصَّلٰوةَ

[illegible]

كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتٰبًا مَّوْقُوتًا ۝ وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِن تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ ۖ وَتَرْجُونَ مِنَ

اگر تمہیں دکھ پہنچتا ہے تو انہیں بھی دکھ پہنچتا ہے جیسے تمہیں دکھ پہنچتا ہے اور تم توقع رکھتے ہو

اللَّهِ مَا لَا يَرْجُونَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۞ إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ

اللہ سے جو وہ امید نہیں رکھتے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے بے شک ہم نے اتاری آپ کی طرف

الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ ۚ وَلَا تَكُن

کتاب حق کے ساتھ تاکہ آپ فیصلہ کریں لوگوں کے درمیان جو اللہ نے آپ کو دکھایا ہے اور نہ ہوں آپ

[illegible] اس لیے [illegible] وقت پر ادا کرنا فرض ہے [illegible] ظہر اور عصر کی نماز اور مغرب اور عشاء [illegible] روز قیامت پشیمانی کا باعث ہوگا۔

ف٥ دشمن کے تعاقب میں سستی نہ کرو [illegible] اور حیرت ہوتی ہے۔

ف٦ یہ چند آیات ایک واقعہ کے متعلق نازل ہوئیں [illegible] عہد رسالت میں [illegible] ایک شخص [illegible] یہودی [illegible] یہودی کے مکان [illegible]

لِلْخَآئِنِينَ خَصِيمًا ۝ وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُورًا

[illegible]

رَحِيمًا ۝ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنفُسَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ

[illegible]

لَا يُحِبُّ مَن كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا ۝ يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَ

[illegible]

لَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِنَ الْقَوْلِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴿١٠٨﴾ هٰٓاَنْتُمْ

جو پسند نہیں اللہ کو اور اللہ تعالیٰ جو کچھ وہ کرتے ہیں اسے گھیرے ہوئے ہے سنتے ہو

هٰٓؤُلَاۗءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۣ فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ

تم وہ لوگ ہو کہ جھگڑتے ہو ان کی طرف سے دنیا کی زندگی میں تو کون ہے جو جھگڑے گا اللہ تعالیٰ سے ساتھ

عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿١٠٩﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ

ان کی طرف سے قیامت کے دن یا کون ہوگا ان کا وکیل اور جو شخص کرے

اور اس کی روایت گزر چکی ہے۔ صاحب کشاف لکھتے ہیں: یہ آیت ان لوگوں کو اپنا انجام کار سوچنے کے لیے کافی ہے جو ایمان رکھتے ہوئے ظلم و عدوان کے کاموں میں مصروف ہیں ان کے درمیان اور خدا کے درمیان کوئی حجاب ہی نہیں اور وہ جو ہے کسی حال سے واقف ہی نہیں اور وہ خدا سے نہیں ڈرتے اور انسان سے ڈرتے ہیں۔ حضور کسی آدمی کی موجودگی میں کوئی بری حرکت کرنے کی جرات نہیں کرتے لیکن یہ قباحت و بے حیائی کی حد نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہم بے دھڑک گناہ پر گناہ اور قصور پر قصور کرتے چلے جاتے ہیں۔

۱۵۶ قرابت یا دوستانہ تعلقات کی بنا پر لوگ مجرم کی حمایت کرنے سے باز نہیں آتے بلکہ بسا اوقات وہ اسے اپنی ذاتی وقعت کی عزت کا مسئلہ بنا لیتے ہیں۔ ہر ممکن حیلے سے اسے بے گناہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں جیسا کہ طعمہ کا واقعہ ابھی آپ پڑھ چکے ہیں۔ ایسے لوگوں کو تنبیہ کی جا رہی ہے کہ اس دنیا میں تو جھوٹی قسمیں کھا کر اور جھوٹی گواہیاں دے کر اس کو بے گناہ ثابت کر دو گے لیکن قیامت کے روز اس کی صفائی کس منہ سے پیش کرو گے۔ اس مجرم دوست اور گناہگار رشتہ دار کو عدل الٰہی کی گرفت سے کیونکر بچا سکو گے۔ کس میں یہ دم خم ہے کہ اس کا وکیل بن کر بارگاہ الٰہی میں پیش ہو اور اس کو رہا کرا سکے۔

ان آیات میں مسلم معاشرہ کی تربیت کی جا رہی ہے اور ان کو یہ سبق ذہن نشین کرایا جا رہا ہے کہ وہ گناہ اور گناہگار کے متعلق اپنا رویہ واضح کریں تاکہ اسلامی معاشرہ گناہوں کی آلائش و نحوست اور گناہگاروں کی فتنہ انگیزیوں سے پاک ہو جائے۔ جرم کسی سے سرزد ہو اس کو اس کی سزا ملنی چاہیے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ اگر لوگ مجرموں کی پشت پناہی کرنا ترک کر دیں تو جرائم کی بیخ کنی ہو جائے۔ [illegible] کا استیصال کرتے ہیں۔ [illegible] وقت کا ساتھ نہیں کہ [illegible] مسلمان جو روز حساب پر یقین رکھتے ہیں ان کے لیے تو کسی حالت میں جائز نہیں کہ وہ گناہوں کے خلاف جہاد کرنے کے بجائے گناہگاروں کی حمایت کرنے لگیں اور اس طرح برائیوں کے فروغ کا باعث بنیں۔

سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۱۰﴾

برا کام یا ظلم کرے اپنی جان پر پھر مغفرت مانگے اللہ تعالیٰ سے تو پائے گا اللہ تعالیٰ کو ۱۹۵ بخشنے والا رحمت فرمانے والا

وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا

اور جو کمائے گناہ تو وہ کماتا ہے اسے اپنے لیے ۱۹۶ اور اللہ تعالیٰ علیم و

حَكِيْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـًٔا فَقَدِ

حکیم ہے اور جو شخص کمائے کوئی خطا ۱۹۷ یا گناہ پھر تہمت لگائے اس سے کسی بے گناہ پر تو بے شک اس نے

احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۲﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ

اٹھا لیا بوجھ بہتان کا اور کھلے گناہ کا اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل آپ پر ۱۹۸ اور اس کی رحمت

ف۱۹۵ گناہ کا سرزد ہو جانا بعید از امکان نہیں۔ بسا اوقات انسان جذبات سے مغلوب ہو کر یا نادانی اور ناسمجھی سے غلطی کر بیٹھتا ہے۔ اب اس کے لیے یہ ہرگز روا نہیں کہ وہ اپنے گناہ پر پردہ ڈالنے کی کوشش شروع کر دے۔ اس کے لیے مناسب یہ ہے کہ اپنے غفور و رحیم خدا کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنے قصور کا اعتراف کرے۔ اس پر صدق دل سے ندامت و شرمندگی کا اظہار کرے اور پختہ وعدہ کرے کہ آئندہ وہ ایسی ناشائستہ حرکت ہرگز نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے دامن رحمت میں پناہ دے گا اور اس کے گناہوں کو بخش دے گا۔

ف۱۹۶ بدکار مجرم درحقیقت اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ دوسروں کو تو اذیت یا نقصان بعد میں پہنچے گا اس کی تباہی و بربادی کا سامان پہلے ہو جائے گا۔ جس شخص کو اپنا مفاد عزیز ہو اور اپنی سلامتی کا خواہاں ہو اسے تو گناہ کے قریب بھی نہیں پھٹکنا چاہیے۔

ف۱۹۷ گناہ سرزد ہونے کے بعد چاہیے تو یہ کہ انسان اس پر نادم و شرمسار ہو کر اللہ تعالیٰ کی جناب میں مغفرت کا طالب ہو لیکن جو شخص گناہ کا ارتکاب کرتا ہے اور بجائے اس پر نادم ہونے کے اپنی براءت ثابت کرنے کے لیے اس گناہ کا الزام کسی بے گناہ پر تھوپ دیتا ہے تو اس سے بڑھ کر کمینہ اور دون فطرت کون ہو سکتا ہے۔ ایسے شخص نے اپنے آپ کو دوہرے گناہ کا مجرم بنا دیا ہے۔ ایک گناہ دوسرا بہتان۔ اسے سزا بھی اب دوہری ملے گی۔

ف۱۹۸ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پر اپنے فضل و کرم اور عنایات پیہم کا ذکر فرماتے ہیں کہ اے میرے محبوب اس معاملہ میں اگر ہمیشہ کی طرح اللہ کا فضل و احسان تیرے شامل حال نہ ہوتا تو ان لوگوں نے تو ایک غلط فیصلہ آپ سے کرانے کا ارادہ

منزل ۱

لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ

تو پختہ ارادہ کر لیا تھا ایک گروہ نے ان میں سے کہ بہکا دیں آپ کو اور نہیں بہکا رہے مگر اپنے آپ کو

وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

اور نہیں ضرر پہنچا سکتے آپ کو کچھ بھی اور اتاری ہے اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور حکمت ؂

کرتی۔ یہ تو محض فضل خداوندی تھی جو پیش پیش تھی اور عصمت شان نبوی تیری دستگیر تھی ورنہ تو وہ تجھے کیسے غلط راہ پر ڈال سکتے ہیں یہ تو انہوں نے ایسا کرکے اپنا ہی کچھ بگاڑا ہے۔

؂ عنایات ربانی میں سے خاص خاص عنایات کا ذکر فرمایا کہ آپ کو کتاب و حکمت دی اور آپ کو وہ علم عطا فرمایا جن کا پہلے آپ کو علم نہ تھا۔ آیت کے اس حصہ کی جو تفسیر امام المفسرین ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے اس کے لکھنے پر اکتفا کرتا ہوں ملاحظہ ہو۔ ومن فضل الله عليك يا محمد مع سائر ما تفضل به عليك من نعمه انه انزل عليك الكتاب وهو القرآن الذي فيه بيان كل شيء وهدى وموعظة والحكمة يعني وانزل عليك مع الكتاب الحكمة وهي ما كان في الكتاب مجملا ذكره من حلاله وحرامه وامره ونهيه واحكامه ووعده ووعيده وعلمك ما لم تكن تعلم من خبر الاولين والآخرين وما كان وما هو كائن۔ (تفسیر ابن جریر) یعنی اے محبوب اللہ تعالیٰ نے اپنے بے پایاں احسانات سے آپ پر یہ بھی خاص احسان فرمایا کہ آپ پر قرآن جیسی کتاب اتاری جس میں ہر چیز کا بیان ہے نیز اس میں ہدایت کا نور بھی ہے اور پند و نصیحت بھی۔ نیز آپ کو حکمت یعنی قرآن کے مجمل احکام حلال و حرام، اوامر و نواہی وغیرہ کے احکام کی تفصیل بھی بتا دی نیز آپ کو ان امور کا علم عطا فرمایا جن کا پہلے آپ کو علم نہ تھا۔ یعنی گزرے ہوئے اور آنے والے لوگوں کی خبریں اور جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے (وما هو كائن) ہے ان کا علم بھی عنایت فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ فضل اللہ تجھ پر بڑا عظیم ہے (ما كان وما هو كائن) کا علم رکھنے کی حیثیت سے ہی اس علم کا مظاہرہ فرماتے تھے۔ حضرت ابو زید عمرو بن اخطب سے روایت کیے ہیں۔ پوری حدیث مع ترجمہ ملاحظہ ہو۔

عن ابي زيد قال صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم الفجر وصعد المنبر فخطبنا حتى حضرت الظهر فنزل فصلى ثم صعد المنبر فخطبنا حتى حضرت العصر ثم نزل فصلى ثم صعد المنبر فخطبنا حتى غربت الشمس فاخبرنا بما كان وبما هو كائن فاعلمنا احفظنا۔

ترجمہ۔ ابو زید عمرو بن اخطب روایت کرتے ہیں کہ حضور نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہمیں خطبہ ارشاد فرماتے رہے یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا حضور منبر سے اترے، نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝

اور سکھا دیا آپ کو جو کچھ آپ نہیں جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا آپ پر فضل عظیم ہے

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ

نہیں کوئی بھلائی [illegible] ان کی اکثر سرگوشیوں میں [illegible] مگر جو حکم دے صدقہ کا یا نیک کام کا

[illegible]

اس کے علاوہ [illegible]

وان من جودك الدنيا وضرتها ومن علومك علم اللوح والقلم

[illegible] دنیا و آخرت آپ کی سخاوت سے ہے۔ [illegible] لوح و قلم کا [illegible] آپ کے علم کے [illegible] کا ایک حصہ ہے

اللہ تعالیٰ کا [illegible]

الحمد للہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

أَوْ إِصْلَاحٍۭ بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ

یا صلح کرانے کا لوگوں میں اور جو شخص کرے یہ کام ؎۲ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی

اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنۢ

حاصل کرنے کے لیے تو ہم عطا کریں گے اسے اجر عظیم اور جو شخص مخالفت کرے ؎۳ اللہ کے رسول کی بعد

بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ

اس کے کہ روشن ہو گئی اس کے لیے ہدایت اور چلے اہل ایمان کی راہ کے سوا تو ہم پھیر دیں گے

مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَآءَتْ مَصِيرًا ۝ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ

اسے اسی طرف جدھر وہ پھر گیا ؎۴ اور ڈال دیں گے اسے جہنم میں اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا اس کو جو

؎۱ اس آیت میں ارشاد ہوا ہے کہ ان کے جو اکثر خفیہ مشورے ہوتے رہتے ہیں ان میں کوئی بھلائی نہیں ہوتی۔ یہ سب تخریبی باتیں ہوتی ہیں۔ البتہ وہ مشورہ اچھا ہے جس میں ان معاملات پر غور کیا جائے کہ کسی ضرورت مند کی کیسے حاجت روائی کی جائے، اصلاح کی صورتوں اور نیکی کے کاموں کو کیسے عملی جامہ پہنایا جائے، لوگوں میں فتنہ و فساد کی جو آگ بھڑک رہی ہے اسے کیسے ٹھنڈا کیا جائے۔ معروف کا اطلاق ہر نیکی کو شامل ہے۔ اصلاح بین الناس اگرچہ معروف کے ضمن میں بھی آ گیا تھا لیکن اس کی اہمیت کے پیش نظر اس کو مستقل طور پر ذکر فرمایا۔

؎۲ یعنی اس ساری جدوجہد اور کوشش سے مقصود دنیاوی عزت و جاہ اور نمود و نمائش کا حصول نہ ہو بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا ہو تو اسے اجر عظیم کی بشارت ہے۔

؎۳ المشاقۃ المعاداۃ (قرطبی) مشاقت کا معنی عداوت و مخالفت ہے۔ یہ دو آیتیں بھی سابقہ طعمہ بن ابیرق کے متعلق ہی نازل ہوئیں لیکن ان کا مفہوم عام ہے۔ طعمہ کا انجام آپ پہلے پڑھ چکے ہیں۔

؎۴ علامہ بیضاوی اس جگہ کا معنی لکھتے ہیں: نجعله واليا لما تولى من الضلال ونخل بينه وبين ما اختاره جس گمراہی کی طرف وہ راغب ہو گیا ہے ہم اس کو اسی کے حوالے کر دیں گے اور اسی میں بھٹکنے دیں گے۔ یہی معنی زیادہ صاف معلوم ہوتا ہے۔ اس بدنصیب کا کیا حال ہوگا رحمت و توفیق الٰہی نے جس کی انگلی پکڑنا چھوڑ دی ہو۔ اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ اور رسول کی مخالفت حرام ہے اسی طرح اجماع امت کی مخالفت بھی حرام ہے۔ جو توفیق الٰہی سے محروم ہو جاتا ہے وہ شیطان کے ہاتھ میں ایک کھلونا بن کر رہ جاتا ہے اور وہ جیسے چاہتا ہے اسے نچاتا پھرتا ہے۔

أَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ

[illegible]

بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۝ اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ

[illegible]

اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ۝ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۙ وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَ

کہ میں ضرور لوں گا تیرے بندوں سے [illegible] حصہ مقرر ف۱ اور میں ضرور گمراہ کروں گا اور

لَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ

میں ضرور امیدیں ف۲ جھوٹی امیدیں دلاؤں گا اور میں ضرور حکم دوں گا انہیں ف۳ تو وہ ضرور چیریں گے چوپایوں کے کان اور

فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ ۚ وَمَن يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِّن دُونِ

میں ضرور حکم دوں گا انہیں تو وہ ضرور بدل دیں گے اللہ کی تخلیق ف۴ اور جو شخص بنائے شیطان کو اپنا دوست اللہ کو چھوڑ کر

اور بدعات کی تبدیل خلقی سے۔ حاشیہ محمود الحسن صاحب)

ف۱ جب آدم کو سجدہ نہ کرنے کے باعث شیطان راندۂ درگاہ رحمت ہو گیا تو اس نے اسی وقت دل میں اولاد آدم کو گمراہ کرنے کی ٹھان لی اور صاف صاف اس کا اظہار بھی کر دیا جس کا بیان اس آیت میں موجود ہے

ف۲ امنیہ جھوٹی امید کو کہا جاتا ہے شیطان متاع ایمان کو لوٹنے کے لیے انسان کے سامنے کس طرح امیدوں کے محلات تعمیر کرتا ہے کس طرح وہ خواہشات کی حسین و جمیل دنیا آنکھوں کے سامنے لا کھڑی کرتا ہے۔ کس طرح جاہ و منصب کے زرتار جال بُن کر طائر عقل کو پھنساتا ہے یہ بات کسی توضیح کی محتاج نہیں۔ اور اس کی مہارت کی داد دیجئے کہ وہ امیدوں اور توقعات کے خوشنما جال ایک ہی شکل کے تیار نہیں کرتا بلکہ جس امید سے وہ کسی کو زیادہ فریب دے سکتا ہے اس کے لیے اسی قسم کا جال بُنتا ہے۔ وادعو کلا منھم الی ما یمیل طبعہ الیہ فاصدہ بذلک عن طاعۃ (روح) یعنی ہر شخص کو اس کی دعوت دوں گا جس کی طرف اس کی طبیعت مائل ہوتی ہے اس طرح میں اسے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے روک دوں گا۔

ف۳ کفار عرب اس اونٹنی کو جو پانچ بچے جنتی اور پانچواں نر ہوتا اس کے کان چھید کر بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے اور اس سے کسی قسم کا کام نہ لیتے

ف۴ تغییر خلق سے مراد کسی جانور کے کان کاٹ دینا۔ کسی مرد کو خصی کر دینا۔ عورتوں کا بال کٹا کر اپنی انوثیت کو بگاڑ کر مردوں کی شباہت اختیار کرنا۔ مردوں کا داڑھی منڈانا وغیرہ اعمال ہیں۔ بعض علمائے کرام نے اس کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ جس مقصد کے لیے کسی چیز کی تخلیق اس کے خالق نے فرمائی ہے اس کے خلاف اس کو استعمال کرنا مثلاً سورج، دریا اور پتھر وغیرہ جو انسان کی خدمت گزاری کے لیے پیدا کیے گئے ہیں ان کو اپنا معبود بنا لینا بھی تغییر خلق میں داخل ہے صاحب کشاف نے اس کی تشریح کی "فطرۃ اللہ التی ھی دین الاسلام" یعنی تغییر خلق سے مراد دین اسلام جو دین فطرت

اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِیْنًا ﴿۱۱۹﴾ یَعِدُهُمْ وَیُمَنِّیْهِمْ ۚ وَمَا

[illegible]

یَعِدُهُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۫ وَلَا

[illegible]

یَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِیْصًا ﴿۱۲۱﴾ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

[illegible]

سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ

[illegible]

اَبَدًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِیْلًا ﴿۱۲۲﴾ لَیْسَ

[illegible]

بِاَمَانِیِّکُمْ وَلَآ اَمَانِیِّ اَہْلِ الْکِتٰبِ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِہٖ وَ

[illegible]

لَا یَجِدْ لَہٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا ۝ وَمَنْ یَّعْمَلْ

[illegible]

مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَہُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ یَدْخُلُوْنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا ۝ وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ

جنت میں داخل کیے جائیں گے اور [illegible] اور اس شخص سے بہتر کس کا دین ہے جس نے جھکا دیا ہو

وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۗ وَاتَّخَذَ

اپنا چہرہ اللہ کے لیے اور وہ ف۱ احسان کرنے والا ہو اور پیروی کی ملت ابراہیم کی جو [illegible] اور بنا لیا

اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا ۝ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل ف۲ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے

وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا ۝ وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ ۖ قُلِ

اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے اور وہ آپ سے عورتوں کے بارے میں فتویٰ پوچھتے ہیں آپ فرمائیے

گویا قبولیت [illegible] سے یہ بات معلوم ہوا کہ عمل صالح ہو ہی نہیں سکتا جب تک حالت ایمان میں ادا نہ ہو کیونکہ ایمان کے بغیر عمل کے پیچھے کوئی پست جذبہ یا غرض ہوگا مثلاً دنیاوی منفعت، شہرت، ناموری، وجاہت وغیرہ۔ تو جس عمل کا محرک ایسی پست چیزیں ہوں وہ عمل صالح نہیں ہو سکتا۔ صرف ایمان ہی وہ قوت ہے جو عمل کا رخ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی طرف موڑ دیتی ہے۔ اسی نسبت کی برکت سے انسان کا ہر عمل صالح بن جاتا ہے۔ اور پھر اس پر نتائج مرتب ہوتے ہیں [illegible] [illegible] بلند ہوتے ہیں اور اس کی آخرت [illegible] عزت و ناموری حاصل ہوتی ہے

ف۱ [illegible] احسان کی حالت ہو اور محسن کا مطلب یہ ہے [illegible] الحسنات [illegible] [illegible] [illegible] حقیقت [illegible] [illegible] [illegible] پہلے گزر چکی ہے۔

ف۲ خلیل کی تحقیق کرتے ہوئے صاحب منار لکھتے ہیں۔ خلیل بمعنی الحبیب والمحب لمن يحبه [illegible] [illegible] من كل شئ [illegible] [illegible] وهو من الخلة اي المحبة [illegible] التي تتخلل النفس وتمازجها كما قال الشاعر:

قد تخللت مسلك الروح مني   وبه سمي الخليل خليلا

یعنی خلیل کا لفظ حبیب اور محب دونوں کے معنی میں ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] محبت [illegible] میں رچ بس جائے جیسے کسی شاعر نے کہا ہے [illegible]

اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَامَى

تم فرمادو کہ اللہ تمہیں ان کا فتویٰ دیتا ہے اور وہ جو تم پر قرآن میں پڑھا جاتا ہے ان یتیم

النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَنْ

لڑکیوں کے بارے میں کہ تم انہیں نہیں دیتے جو ان کا مقرر ہے [illegible] اور

تَنْكِحُوهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَأَنْ تَقُومُوا

نکاح میں لانے سے منہ پھیرتے ہو اور کمزور بچوں کے بارے میں [illegible] اور یہ کہ [illegible]

جس [illegible] محبت الٰہی [illegible] سما گیا ہے اسی وجہ سے انہیں خلیل کہا جاتا ہے صاحب مدارک لکھتے ہیں کہ خلت کا مقام محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمایا گیا ہے [illegible] حضرت خلیل [illegible]

[illegible]

ف [illegible] عرب [illegible] شادی کے معاملہ میں [illegible] کے حقوق سے [illegible] صورت [illegible] اس کے متعلق [illegible] مستحق [illegible]

ف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ [illegible] صاحب [illegible] شادی [illegible] مال [illegible]

لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ

یتیموں کے ساتھ انصاف پر ۱۹۲ اور جو کرو گے بھلائی کے کاموں سے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو خوب

عَلِيْمًا ﴿۱۲۷﴾ وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا

جاننے والا ہے ۱۹۳ اور اگر کوئی عورت خوف کرے ۱۹۴ اپنے خاوند سے اس کی زیادتی یا روگردانی کی وجہ سے

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۭ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۭ

تو نہیں کوئی حرج ان دونوں پر کہ صلح کر لیں آپس میں اور صلح ہی (دونوں کے لیے) بہتر ہے

وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ۭ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ

اور موجود رکھا گیا ہے نفسوں میں بخل ۱۹۵ اور اگر تم احسان کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو بے شک اللہ تعالیٰ

۱۹۲ یتیم بچیوں کی طرح یتیم بچوں کے ساتھ بھی بے انصافی نہ کرو۔ ان کو ضعیف و کمزور دیکھ کر ان کے اموال غصب نہ کرو اور ان کے حقوق تلف مت کرو۔ وہ بے چارے تو تم سے مطالبہ کرنے سے اور احتجاج بلند کرنے سے بھی قاصر ہیں لیکن ان کا خدا تو قادر و توانا ہے۔ اس کی گرفت اور غضب سے تمہیں کون بچائے گا۔

۱۹۳ خوش خبری فرما دی کہ اگر تم یتیم بچوں اور بچیوں کے ساتھ حسن سلوک کرو گے، ان کے اموال اور حقوق کی حفاظت کرو گے ان کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرو گے تو وہ اگرچہ تمہیں ان احسانات کا بدلہ دینے سے قاصر ہیں لیکن اللہ تعالیٰ تمہیں ضرور اجر عطا فرمائے گا۔ وہ تمہارے جملہ احسانات کو خوب جانتا ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ وہ تمہیں اس نیک جدوجہد کا اپنے شایان شان صلہ نہ دے۔

۱۹۴ بعض اوقات بیوی دائم المریض یا بانجھ ہوتی ہے۔ اس کی شکل و صورت غیر پسندیدہ یا اس کا مزاج تند و تیز ہوتا ہے یا کبرسنی کی وجہ سے مرغوب خاطر نہیں رہتی اور مرد چاہتا ہے کہ اسے طلاق دے دے اور کسی دوسری عورت سے شادی کرے یا کسی کی دو بیویاں ہیں ان میں سے ایک مذکورہ بالا وجوہات کے باعث اب اس کے لیے وبال جان بن گئی ہے اور وہ اسے طلاق دینے کا ارادہ کر رہا ہے تو ایسے موقعوں کے لیے عورت کو بتایا جا رہا ہے کہ اگر وہ اپنے خاوند کے ساتھ رہنے کو اس کی جدائی پر ترجیح دیتی ہے تو اسے اجازت ہے کہ وہ اپنا مہر معاف کر دے۔ اپنے حقوق زوجیت سے دوسری بیوی کے حق میں دست بردار ہو جائے یا اپنے نفقہ کے بار کو ہلکا کر کے خاوند کے ساتھ مصالحت کر لے تاکہ وہ اسے طلاق نہ دے۔ آگے فرمایا کہ جدائی اور فراق سے ہر حال میں صلح ہی بہتر ہے۔

كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ

جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اچھی طرح باخبر ہے اور تم ہرگز طاقت نہیں رکھتے کہ عدالت کرو بیویوں

النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا

کے درمیان اگرچہ تم اس کی حرص بھی کرو سو تم نہ جھک جاؤ پوری طرف کہ چھوڑ دو دوسری کو جیسے

كَالْمُعَلَّقَةِ ۚ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

ادھر میں لٹکی ہوئی اور اگر تم درست کرو اور پرہیزگاری کرو تو بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے

وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا

اور اگر دونوں میاں بیوی جدا ہو جائیں تو غنی کر دے گا اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اپنی وسعت سے اور اللہ تعالیٰ وسعت بخشش والا

حَكِيْمًا ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۗ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا

حکمت والا ہے اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور بے شک ہم نے حکم دیا

ف۱ یعنی ہر شخص مرد ہو یا عورت اپنے فائدے کو دوست رکھتا ہے [illegible] بہت بخیل ہے دوسرے کو راضی کر لینے کے لیے بہت کم ہی آمادہ ہوتا ہے۔

ف۲ مردوں کو ترغیب دی جا رہی ہے کہ وہ احسان و عالی ظرفی سے کام لیں اور پرانی ناخوب بیوی کے ساتھ بھی حسن سلوک کریں اور اس کے حقوق کی پاسداری میں اللہ سے ڈرتے رہیں

ف۳ یعنی جب بیویاں ایک سے زائد ہوں تو وہ ہر حیثیت سے آپس میں مساوی نہیں ہوتیں شکل و صورت حسن و جمال خوش خلقی و بدخلقی کسی قسم کا بھی تفاوت پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے دلی محبت و میلان یکساں نہیں ہوتا اس فطری چیز کا اعتراف کرتے ہوئے جو انسان کے بس سے باہر ہے حکم دیا کہ ایسا نہ کرے کہ ایک بیوی ہی کی ہو کر رہ جائے اور دوسری کے تمام حقوق ادا نہ کرے اور اسے معلق بنا کر رکھ دے بلکہ اس کی باری کے دن اور نفقہ وغیرہ میں مساوات ضروری ہے کیونکہ ان کا ادا کرنا تمہارے اختیار میں ہے [illegible]

ف۴ اگر صلح کی ہر تدبیر ناکام ثابت ہو اور طلاق ناگزیر ہو جائے تو پھر زیادہ غمگین ہونے کی کوئی بات نہیں اللہ تعالیٰ بہت کریم ہے وہ ایسی صورت پیدا کر دے گا جس میں دونوں کی [illegible] اور دونوں کا سامان [illegible] ہو جائے گا [illegible]

الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَإِيَّاكُمْ أَنِ اتَّقُوا اللَّهَ ۚ وَإِنْ

ان لوگوں کو جنہیں دی گئی کتاب تم سے پہلے اور تمہیں بھی کہ ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور اگر

تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ

تم کفر کرو گے تو بیشک اللہ کے لئے ہی ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اور

غَنِيًّا حَمِيدًا ۞ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَكَفَىٰ

ہر تعریف کا مستحق ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور کافی ہے

دے سکے گا جو اس کے لیے قرار نہیں ہوگی اور جس عظمت و رفعت کو یہ سادہ دل عورت کھو بیٹھے گی اس کے [illegible] کے آنسو کون پونچھ سکے گا

۲۲۵ جو امتیں گذشتہ زمانوں میں ہو گزری ہیں، وہ رسل جو نازل ہوئیں اور یہ کتاب جو تمہاری ہدایت کے لیے اتاری گئی ہے ان سب میں تمام امتوں کو تقویٰ کا ہی حکم دیا گیا ہے۔ اگر غور کیا جائے تو اس میں شک ہی نہیں، ہر نیکی کا سرچشمہ یہی تقویٰ ہے۔ اگر دل میں خوف خدا پیدا ہو گیا تو اس کا اظہار ظاہر ہو گیا اور اگر دل خوف خدا سے ہی آشنا نہیں تو پھر زبان سے [illegible] کے دعوے کیے جائیں سب کھوکھلے اور بے حقیقت ہیں

خرد نے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

وقال بعض العارفين هذه الآية رحى آي القرآن لان جميعه يدور عليها (قرطبی) بعض عارفین نے اس آیت کو سارے قرآن کا محور قرار دیا ہے

۲۲۶ اہل عرب جب عقد باندھتے وراثت میں جس رسم و رواج کے پابند چلے آتے تھے ان سے کنارہ کشی ہوجاتی اور وہ مقرر شدہ ضوابط کا پابند ہوجانا گوارا نہیں کرتے تھے۔ انہیں بتایا جارہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمہارے مالک و مختار ہونے کے ساتھ زمین و آسمان کی ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور کسی کا محتاج نہیں ہے۔ وہ تمہیں تنبیہ فرما رہے ہیں کہ ان احکام و ضوابط کی پابندی میں تمہاری ہی دنیا و دین کا فائدہ ہے۔ اگر قرآن سے سرتابی کر کے اپنی من مانی رسوم کی پابندی کرو گے تو اپنا ہی نقصان کرو گے۔ یورپی صاحبان فلسفہ سے کہتے ہیں کہ اسلام نے انسان کی اصلاح کے لیے [illegible] [illegible] ان کے اس دعوی کی تصدیق نہیں کرتی [illegible] [illegible] ان سے [illegible] [illegible] [illegible] ذرہ بھی اعتقاد ہے کہ قتل کرنے کے بعد جہنم میں جائے گا [illegible]

بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ

اور اللہ کافی ہے کارساز اے لوگو وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور اوروں کو لے آئے

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ۝ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا

اور اللہ کو اس کی قدرت ہے جو دنیا کا انعام چاہے تو اللہ ہی کے پاس

فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ۝

دنیا و آخرت دونوں کا انعام ہے اور اللہ ہی سنتا دیکھتا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاۗءَ لِلّٰهِ

اے ایمان والو انصاف پر خوب قائم ہو جاؤ اللہ کے لئے گواہی دیتے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا

[illegible]

اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۫ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ

[illegible]

وَاِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝

[illegible]

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ

[illegible]

یَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ

[illegible]

ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ

[illegible]

اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ یَكُنِ اللّٰهُ لِیَغْفِرَ لَهُمْ

[illegible]

وَلَا لِیَهْدِیَهُمْ سَبِیْلًا ؕ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اَلِيْمًا ۨ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ

ہے وہ منافق جو بناتے ہیں کافروں کو اپنا دوست مسلمانوں کو چھوڑ کر

اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۭ وَقَدْ نَزَّلَ

کیا وہ تلاش کرتے ہیں ان کے پاس عزت تو وہ نہ پائیں عزت تو سب اللہ کے لیے ہے سب کی سب اور تحقیق وہ اتار

عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ

چکا ہے تم پر قرآن میں یہ حکم کہ جب تم سنو اللہ کی آیتوں کو کہ انکار کیا جاتا ہے ان کا اور مذاق اڑایا جاتا

بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ڮ

ہے ان کا تو مت بیٹھو ان کے ساتھ یہاں تک کہ وہ مشغول ہو جائیں کسی دوسری بات میں

اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ

ورنہ تم بھی انہیں کی طرح ہو گے بے شک اللہ اکٹھا کرنے والا ہے سب منافقوں اور سب کافروں کو جہنم میں

ف۱ منافقین کفار کے ساتھ محبت کی پینگیں اس لیے بڑھاتے تھے کہ وہ دیکھتے تھے کہ ان مسلمانوں کے پاس کیا رکھا ہے۔ نہ دولت نہ شوکت دن رات دشمن کے حملوں کے سیلاب ہیں۔ جبکہ اہل شرک اور کافروں کے پاس دولت و ثروت کے علاوہ قوت و شوکت بھی ہے۔ ان سے دوستی پیدا کر کے ہم عزت حاصل کر سکتے ہیں۔ انہیں بتایا جا رہا ہے کہ یہ سب تمہاری خام خیالی ہے۔ عزت کا مالک تو صرف اللہ تعالیٰ رب العزت ہے۔ چند دنوں میں حقیقت بے نقاب ہو جائے گی کہ کس کا آفتاب اقبال دنیا بھر کو منور کرتا ہے اور کس کے مقدر میں ذلت کی زندگی بسر کرنا مقدر ہوتی ہے۔

ف۲ ایسی مجلس جس میں کتاب الٰہی کا انکار کیا جائے اور اس کی آیتوں کا مذاق اڑایا جائے شرکت کرنے کی ممانعت کر دی گئی تھی۔ اسی حکم کو یہاں دہرایا جا رہا ہے کہ جو شخص ایسی مجلسوں میں شرکت کرتا ہے وہ بھی گناہ میں برابر کا شریک ہوتا ہے۔ تاکہ مرتدوں اور فاسقوں کی مجلسوں اور جلسوں میں جا کر بیٹھنے کا یہی حکم ہے کیونکہ صحبت کا اثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔

جَمِيعًا ۝ الَّذِينَ يَتَرَبَّصُونَ بِكُمْ فَإِن كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللَّهِ

[illegible]

قَالُوا أَلَمْ نَكُن مَّعَكُمْ وَإِن كَانَ لِلْكَافِرِينَ نَصِيبٌ قَالُوا أَلَمْ

[illegible]

نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُم مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۚ فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ

[illegible]

يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ وَلَن يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا ۝

[illegible]

[illegible]

إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَإِذَا قَامُوْٓا إِلَى

بے شک منافق [illegible] چاہتے ہیں [illegible] اللہ [illegible] اور وہی [illegible] اور جب

الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ

[illegible] لوگوں کو دکھاوا [illegible] اور اللہ کو یاد [illegible]

إِلَّا قَلِيْلًا ۙ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ إِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ إِلٰى

[illegible] نہ اِدھر کے [illegible]

هٰٓؤُلَآءِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا يٰٓأَيُّهَا

کے اور جسے [illegible] گمراہ کرے [illegible] تو ہرگز [illegible] ہدایت کا راستہ نہ پائے

[illegible] مغلوب نہیں [illegible] ان اللہ سبحانہ لا یجعل للکافرین علی المؤمنین سبیلا [illegible] [illegible] نہیں دے سکتے۔

ــــ۲ بیچارے منافقوں کی جان عجیب عذاب میں گرفتار تھی جب [illegible] نماز کو [illegible] لیکن [illegible] تھی کہ اسلام کا یہ ظاہری لباس [illegible] جماعت میں شریک نہیں ہوتے [illegible] جماعت میں شریک ہونا پڑتا تھا۔ [illegible] لوگوں کو دکھانے کے لیے [illegible] وہ جذب و کیف اور ذوق و شوق [illegible] نصیب تھا ان کو [illegible] امام نے سلام پھیرا [illegible] سے فارغ ہو کر ذکر الٰہی میں مشغول [illegible] درود شریف پڑھیں، تلاوت قرآن مجید [illegible] ایسوں کی کمی نہیں [illegible] درود شریف پڑھنے والوں [illegible] اللہ [illegible]

ــــ۳ یعنی نہ پورے مومن ہیں اور نہ [illegible] بھی نہیں۔

الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ

اے ایمان والو نہ بناؤ ٢١٢ کافروں کو اپنا دوست مسلمانوں کو چھوڑ کر

أَتُرِيدُونَ أَنْ تَجْعَلُوا لِلَّهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا مُبِينًا ﴿١٤٤﴾ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ

کیا تم چاہتے ہو کہ بنا لو اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے خلاف واضح دلیل ٢١٣ بے شک منافق

فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا ﴿١٤٥﴾ إِلَّا الَّذِينَ

سب سے نچلے طبقہ میں ہوں گے دوزخ کے ٢١٤ اور ہرگز نہ پائے گا تو ان کا کوئی مددگار مگر وہ لوگ جنہوں نے

تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا بِاللَّهِ وَأَخْلَصُوا دِينَهُمْ لِلَّهِ فَأُولَٰئِكَ

توبہ کی اور اصلاح کر لی اور مضبوطی سے پکڑ لیا اللہ کو اور خالص کر لیا اپنے دین کو اللہ کے لیے تو یہ لوگ

---

٢١٢ مومن [illegible] سے [illegible] کو چھوڑ دیا [illegible] ضلالت کی [illegible] پسند کی تو ہمیں اس کے مطابق [illegible] ضلالت کر دی گئی۔

٢١٣ یہاں سلطان کا معنی ہے واضح دلیل [illegible] اس کی وضاحت پہلے گزر چکی ہے۔

٢١٤ یعنی کفار کے ساتھ اس قسم کے قریبی مراسم اور گہرے تعلقات منافقت کی کھلی ہوئی دلیل ہیں۔ اس کے بعد اگر تم پر اللہ تعالیٰ کی گرفت آئے تو تم شکوہ نہ کرو [illegible] مسلمان تھے کیونکہ تم نے کفار کے ساتھ دوستی قائم کر کے اپنے منافق ہونے کا ناقابل تردید ثبوت مہیا کر دیا ہے

٢١٥ [illegible] جنت کی طرف جو یکے بعد دیگرے درجے ہوتے ہیں انہیں درجات کہتے ہیں۔ اور پستی کی طرف یکے بعد دیگرے جو درجے ہوتے ہیں انہیں درکات کہتے ہیں۔ جہنم کے مختلف طبقات کے سات مشہور نام ہیں۔ ١ جہنم ٢ لظی ٣ حطمہ ٤ سعیر ٥ سقر ٦ جحیم ٧ ہاویہ سب سے نیچے منافقوں کا ٹھکانا ہے۔ (قرطبی) اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ذلت کی موت سے بھی ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔

مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۴۶﴾ مَا

ایمان والوں کے ساتھ ہیں ف۲۱۸ اور عطا فرمائے گا اللہ تعالیٰ مومنوں کو اجر عظیم کیا

يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۷﴾

کرے گا اللہ تعالیٰ تمھیں عذاب دے کر اگر تم شکر کرنے لگو اور ایمان لے آؤ ف۲۱۹ اور اللہ تعالیٰ بڑا قدر دان سب کچھ جاننے والا ہے

ف۲۱۸ سبحان اللہ کیا ٹھکانا ہے اس کے عفو و درگزر کا کیا حد ہے اس کے جود و کرم کی۔ منافقین نے انتہا کر دی اللہ کے حبیب کو اذیت پہنچانے میں شمع اسلام کو بجھانے، کفر کو غالب و منصور کرنے اور مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کرنے میں۔ اور اس طرح اپنے ہاتھوں اپنی زندگی کے افق کو تیرہ و تار کر دیا۔ اس کے باوجود کریم و رحیم خدا۔ محمد رحمۃ للعالمین کا خدا انھیں بتا رہا ہے کہ دیکھو ادھر دیکھو توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ سچے دل سے تائب ہو جاؤ۔ معاف کر دیے جائیں گے تمھارے گناہ۔ تمھیں ابوبکرؓ و عمرؓ اور حمزہؓ و علیؓ کی معیت و سنگت نصیب ہو گی۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ واقعی اسلام کا خدا رب العالمین ہے اور اس کا پیغمبر رحمۃ للعالمین ہے اور یہ دین۔ دین انسانیت ہے

ف۲۱۹ اگر تم راہ راست اختیار کرو اور ضلالت و گمراہی سے باز آ جاؤ تو اللہ کو کیا پڑی ہے کہ تمھیں خواہ مخواہ عذاب دیتا رہے۔ وہ ایسا نہیں بلکہ وہ شاکر ہے۔ جو بندہ حسن نیت سے نیک عمل کرتا ہے وہ اپنے نہایت کرم سے اسے قبول فرماتا ہے۔ اس سے کچھ مخفی نہیں۔ وہ سب کچھ جاننے والا ہے۔

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَ

[illegible]

كَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ۝ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ

[illegible]

تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ

[illegible]

[illegible] سب کی [illegible] کردی گئی، ہاں [illegible] شخص [illegible] خود کا برملا اظہار کرے اور اپنی مظلومیت [illegible]

[illegible]

[illegible]

يكفرون بالله ورسله ويريدون ان يفرقوا بين الله و

[illegible]

رسله ويقولون نؤمن ببعض ونكفر ببعض ويريدون

[illegible]

[illegible]

اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ

[illegible]

حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ

[illegible]

وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ

[illegible]

اُجُوْرَهُمْ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ

[illegible]

اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ

[illegible]

مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ

[illegible]

ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ

[illegible]

بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ

[illegible]

لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝ فَبِمَا

[illegible]

نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ

[illegible]

فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا

[illegible]

عَظِيْمًا ۝ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ

[illegible]

[illegible]

اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۝ بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا

اور ہے اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا اور نہیں کوئی بھی اہل کتاب سے مگر ضرور

صحیح بخاری، صحیح مسلم وغیرہ میں یہ احادیث کثیرہ موجود ہیں جن میں سے ایک حدیث کا ذکر بھی آ رہا ہے تو یہ ایسی احادیث ہیں جو حد تواتر تک پہنچی ہیں اور جب اس بات کی کامیابی ہو جاتی ہے تو آپ کا زندہ رہنا تواتر سے ثابت ہو جاتا ہے۔ اگر کسی امر کے متواتر ہونے کے باوجود اس پر یقین نہ کیا جائے تو پھر صاحب قرآن کی بات پر یقین کیسے ہو گا۔ تو کیا تعجب ہے کہ حیات مسیح علیہ السلام کی تفصیلی بحث حضرت علامہ صاحب نے تفسیر آیت کی تشریح میں ملاحظہ فرمائیے۔ ضیاء القرآن جلد چہارم

یہ قبل موتہ کی ضمیر کا مرجع کون ہے بعض نے اس کا مرجع کتابی کو لیا ہے یعنی ہر اہل کتاب مرنے سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت و عبدیت منکشف ہو جاتی ہے اور وہ ان پر ایمان لے آتا ہے کہ آپ اللہ کے رسول اور اس کے بندے ہیں لیکن علماء محققین نے اس قول کو پسند نہیں کیا۔ امام ابو حیان الاندلسی اور علامہ ابو عبداللہ قرطبی بڑے بڑے مفسرین اس قول کو ترجیح دیتے ہیں کہ ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات ہے یعنی آپ کی وفات سے پہلے تمام اہل کتاب آپ پر ایمان لائیں گے اور اس زمانہ میں جتنے اہل کتاب ہوں گے آپ پر ایمان لا کر دین اسلام میں داخل ہوں گے۔ چنانچہ ابن جریر کی عبارت ہے وقال آخرون یعنی بذلک لیؤمنن به قبل موت عیسیٰ وهو یعنی ملاحظہ فرمائیے اور امام ابن جریر فرماتے ہیں واولی الاقوال بالصحة والصواب قول من قال تاویل ذلک وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن بعیسیٰ قبل موت عیسیٰ۔

ترجمہ۔ تمام اقوال سے زیادہ صحیح اور درست قول یہ ہے کہ اس کا معنی یہ ہو کہ تمام اہل کتاب عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے عیسیٰ پر ایمان لے آئیں گے

اور علامہ قرطبی بھی اسی قول کو پسند کرتے ہیں وقاله قتادة وابن زید وغیرهما واختاره الطبری وهو عن ابن عباس وعن سعید بن جبیر۔ ترجمہ کہ حضرت قتادہ، ابن زید وغیرہما کا یہی قول ہے حضرت ابن عباس سے بھی یہی مروی ہے اور علامہ طبری نے اس کو ترجیح دی ہے

اور اس قول کی وجہ ترجیح یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا لیقتلن الدجال ولیقتلن الخنزیر ولیکسرن الصلیب وتکون السجدة واحدة لله رب العالمین ثم قال ابو هریرة اقرءوا ان شئتم وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته قال ابو هریرة قبل موت عیسیٰ علیه السلام یعیدها ثلاث مرات۔

ترجمہ: حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابن مریم ایک عادل حاکم کی حیثیت سے تم میں اتریں گے

لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ

[illegible] اور قیامت کے دن وہ ہوں گے [illegible]

شَهِيْدًا ۚ فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ

[illegible]

طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۙ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بڑا عجیب مسئلہ ہے

وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ

اور بوجہ ان کے سود لینے کے ۴۲۳ حالانکہ منع کیے گئے تھے اس سے اور بوجہ ان کے کھانے کے لوگوں کے مال

بِالْبَاطِلِ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ لٰكِنِ

ناحق اور تیار کر رکھا ہے ہم نے کافروں کے لیے ان میں سے عذاب دردناک لیکن

الرّٰسِخُوْنَ فِى الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ

جو پختہ ہیں ۴۲۴ علم میں ان میں سے وہ بھی اور مومن بھی ایمان لاتے ہیں اس پر جو اتارا گیا

اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ

تمہاری طرف اور جو اتارا گیا آپ سے پہلے اور صحیح ادا کرنے والے ۴۲۵ نماز کے اور دینے والے

الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ

زکوٰۃ کے اور ایمان لانے والے اللہ اور روز قیامت کے ساتھ یہی ہیں جنہیں عنقریب ہم دیں گے

۴۲۳ اگرچہ آج یہودی دنیا میں سب سے بڑی سود خور قوم ہے اور دولت جمع کرنے میں ہر حیلہ و فریب سے کام لیتے ہیں مگر عقل سے بعید ہے کہ اس کا یہ مطلب ہو کہ ان کے دین نے ان کو ایسے قبیح کی اجازت دی۔ اس لیے قرآن نے بتایا کہ ان لوگوں سے اسے منع کیا گیا تھا لیکن باز نہ آئے۔ ان کی تورات میں اب بھی ایسی واضح آیات موجود ہیں جن میں انہیں سود لینے سے روکا گیا ہے۔ "اگر تو میرے لوگوں میں سے کسی محتاج کو جو تیرے پاس رہتا ہو کچھ قرض دے تو اس سے مہاجن کی طرح سلوک نہ کرنا اور نہ اس سے سود لینا۔" (خروج ۲۲: ۲۵)

۴۲۴ یہودیوں کی کثرت عام اگرچہ ہدایت آسمانی کو عملاً پس پشت ڈال چکی تھی لیکن ان میں بھی حق پرست علماء موجود تھے جن کی معلومات دین کے متعلق سطحی نہ تھیں بلکہ وہ صحیح بصیرت کے مالک تھے جیسے عبد اللہ بن سلام وغیرہ اور اپنے علم کے مطابق عمل پیرا تھے۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ قرآن حکیم ان نفوس قدسیہ کا ذکر نہ فرماتا۔

۴۲۵ اس کا عطف المؤمنون پر ہے۔ نحوی قاعدہ کے مطابق مرفوع ہونا چاہیے تھا اسے منصوب معطوف علیہ کے خلاف اعراب کیوں دیا گیا۔ اس کے متعلق علماء نے متعدد جواب دیے لیکن سب سے بہتر توجیہ وہ ہے جو سیبویہ نے کی۔ قال سیبویہ ھذا باب ما ینتصب علی التعظیم (یعنی یہ نصب تعظیم کی وجہ سے ہے) ومن ذلک المقیمین فیہ (قرطبی)۔

أَجْرًا عَظِيمًا ۝ إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ

اور بڑا ثواب بیشک اے محبوب ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی جیسے وحی نوح اور

وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ ۚ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَ

اس کے بعد پیغمبروں کو بھیجی اور ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل

إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَ

اور اسحٰق اور یعقوب اور ان کے بیٹوں اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس

هَارُونَ وَسُلَيْمَانَ ۚ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا ۝ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ

اور ہارون اور سلیمان کو وحی کی اور ہم نے داؤد کو زبور عطا فرمائی اور رسولوں کو جن کا ذکر آگے ہم تم سے فرما چکے

[illegible]

عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۚ وَكَلَّمَ اللّٰهُ

[illegible]

مُوسٰى تَكْلِيمًا ۝ رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ

[illegible]

لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ

لیکن اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے اس کتاب کے ذریعہ جو اس نے اتاری آپ کی طرف (کہ) اتارا ہے اسے اپنے علم سے اور فرشتے بھی

يَشْهَدُوْنَ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝١٦٦ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا

گواہی دیتے ہیں۔ اور کافی ہے اللہ تعالیٰ بطور گواہ۔ بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور روکا (دوسروں) کو

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝١٦٧ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اللہ کی راہ سے یقیناً وہ گمراہ ہو گئے اور گمراہی میں بہت دور نکل گئے۔ بے شک جنہوں نے کفر کیا

وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ۝١٦٨

اور ظلم کیا نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ بخش دے انہیں اور نہ یہ کہ دکھائے انہیں سیدھی راہ

اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ

بجز جہنم کی راہ کے ہمیشہ رہیں گے اس میں ابد تک اور یہ بات اللہ تعالیٰ کے لیے

حق کی دعوت پہنچانے والا آپ نے بھیجا ہی نہیں تو پھر ہمیں آج کیوں عذاب دیا جا رہا ہے۔ ان کے اس عذر کو دور کرنے کے لیے انبیاء و رسل مبعوث کیے گئے۔

۲۴۳ جس ذات پاک نے آپ سے پہلے آنے والے پیغمبروں پر وحی نازل کی، اسی نے آپ پر یہ کتاب نازل فرمائی۔ اس حقیقت کو ثابت کرنے کے لیے دوسرے لوگوں کی شہادت کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ خود اللہ تعالیٰ اس کتاب کی حقانیت کی گواہی دے رہا ہے کہ اسی نے اپنے کمال علم و حکمت سے اسے اتارا ہے۔ اس کتاب کی ہر آیت بلکہ ہر لفظ اللہ تعالیٰ کے کمال علم کی جلوہ گاہ ہے۔ جو شخص تعصب سے بالاتر ہو کر اس کا مطالعہ کرے گا وہ بے ساختہ کہہ اٹھے گا کہ یہ کتاب اللہ کی نازل کردہ ہے۔

۲۴۴ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف و کمالات جو تورات میں موجود تھے ان کا انکار کر کے انہوں نے دوسرے لوگوں کو بھی اسلام قبول کرنے سے روک دیا۔ ای دین الاسلام بانکارھم نعت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۲۴۵ کیونکہ انہوں نے خود قبول حق کی استعداد کو ضائع کر دیا ہے اور اپنے اعمال سیئہ سے اپنے آپ کو جہنم کی سزا کا مستحق بنا دیا ہے۔

يَسِيرًا ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ

[illegible]

فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

[illegible]

وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا

[illegible]

فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى

[illegible]

ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ

[illegible]

فائدہ [illegible] حضرت عیسیٰ علیہ السلام [illegible]

[illegible]

فائدہ [illegible] امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام [illegible]

مِنْهُ فَآمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ اِنْتَهُوْا خَيْرًا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَكُمْ ۚ إِنَّمَا اللّٰهُ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ سُبْحٰنَهٗۤ أَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا

جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اور کافی ہے اللہ تعالیٰ کارساز

حیثیت تو تین ہیں [illegible] وحدانیت کا اقرار کرتے ہیں تو [illegible] اقنوم [illegible] شخص [illegible] ہے۔ الاقنوم الشخص، الاصل [illegible] بعض [illegible] ذات کو باپ [illegible] حیات کو [illegible] کہتے ہیں ان اختلافات [illegible] تثلیث [illegible] ہے

۱۔ ایک فرقہ کا مذہب ہے کہ تینوں [illegible] ایک [illegible] ہیں [illegible] ایک [illegible] اور اقنوم [illegible] عیسیٰ [illegible] جیسے [illegible] پانی [illegible] ایک [illegible] ہو جاتے ہیں [illegible] بھی [illegible] قدیم ہے [illegible] قدیم [illegible] ہے

۲۔ ایک دوسرا فرقہ کہتا ہے کہ [illegible] عیسیٰ [illegible] حیثیتیں ہیں ایک [illegible] اور ایک [illegible] اس حیثیت سے [illegible] ہے [illegible] اس حیثیت سے [illegible] قدیم بھی ہے اور حادث بھی [illegible] قدامت [illegible] ہے اور [illegible] حادث [illegible]

۳۔ ایک طریقہ ہے کہ [illegible] گوشت [illegible] میں مل گیا [illegible] عیسیٰ کی شکل میں [illegible] ہو

۴۔ بعض [illegible] جیسے [illegible] کے ساتھ ہوتا ہے اور [illegible] دونوں ایک چیز بن جاتے ہیں اسی طرح [illegible] قدیم اور [illegible] حادث [illegible] کہتے ہیں کہ [illegible] انسان [illegible] گیا جیسے [illegible] ان کی [illegible] بن جاتا ہے۔

[illegible] ان میں سے کوئی بات بھی [illegible] ایک چیز [illegible] تمام مخلوقات [illegible] تثلیث کے عقیدہ پر [illegible] ایک [illegible] کے لیے [illegible] تثلیث [illegible] ہندوستان کی [illegible] برہما، وشنو، شیو کی عبادت کی جاتی ہے [illegible] ایک [illegible] کرتے ہیں [illegible] مصر [illegible] بنانے [illegible]

لَنْ یَّسْتَنْکِفَ الْمَسِیْحُ اَنْ یَّکُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِکَةُ

ہرگز عار نہ کرے گا مسیح علیہ السلام، کہ ہو وہ بندہ اللہ کا اور نہ ہی مقرب فرشتے

الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ یَّسْتَنْکِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَیَسْتَکْبِرْ فَسَیَحْشُرُهُمْ

اور جو کوئی عار سمجھے گا اور بچے عار ہو اس کی بندگی سے اور وہ تکبر کرے تو اللہ جلدی جمع کرے گا

اِلَیْهِ جَمِیْعًا ﴿۱۷۲﴾ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیْهِمْ

ان سب کو اپنے پاس پھر جو ایمان والے اور نیک عمل کیے تو اللہ تعالیٰ پورا دے گا انہیں

سے عار رکھتے ہیں کہ یہ کیا ان کے اعتقاد میں اقنوم ثانی ہو کر بیٹا اور دوسرا شخص ہے اور اللہ کا حقیقی بیٹا کہلاتا ہے جیسے اب عیسائی کہتے ہیں اللہ اور روح القدس ہیں، اور خدا تین ہی ایک ہے۔ اس کی پرستش کی مانند تھی جو تثلیث قائم تھی جس کے نام یہ تھے زہرہ، حضرت اور مریم حضرت کو وہ بھی ابن خدا کہتے تھے اور خود یورپ میں مسیحیت سے پہلے تثلیث الحمیہ۔ گریق جو یونانی ایک ہے خدا کے قائل تھے جس کی تین ذاتیں تھیں۔ اور روم کے قدیم مشرکین بھی تثلیث کے قائل تھے۔ وہ اشتر، افروڈیٹ اور اپالو کہتے تھے اس عقیدے کے بعد یہ عقیدہ کا ناممکن نہیں کہ جب عیسائیت مشرق وسطی سے یورپ میں پہنچی اور قسطنطین شاہ روم نے اسے قبول کیا تو وہی تثلیث جو اہل یورپ کے عقیدہ میں خوب معلوم ہوتے تھے اس کی منتقل ہو کر یہ ہے ایک ہی کی صورت اختیار کر گئی، اللہ، روح القدس اور مسیح کی الوہیت اب بھی عیسائی دنیا کا عقیدہ ہے اور اس عقیدہ کا کس قدر اس نے گواہیوں سے پاک ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں۔

هذه هي الحياة الابدية ان يعرفوك انت الاله الحقيقي وحدك ويسوع المسيح الذي ارسلته۔ (انجیل یوحنا)

ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں:

انجیل یوحنا ب ۱۷

فائدہ: یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے بیٹے ہونے کی توحید کا اعتراف اور اپنے بندہ ہونے کا اعتراف باعث عار کیوں ہو وہ ملائکہ میں اس کو عار سمجھیں۔ اور حقیقت یہی انسان کی سب سے بڑی سعادت ہے کہ اپنے معبود حقیقی کو پہچانے اور پہنچانے اس کی بندگی کا حق ادا کر کے اس کی جناب میں حاضر ہو۔ حضور رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام جب معراج کی رات مقام قرب کی انتہا تک پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا اشرفک یا محمد۔ اے میرا رب ستائش وثنا ہی ہے ع

أُجُورَهُمْ وَيَزِيدُهُم مِّن فَضْلِهِ ۖ وَأَمَّا الَّذِينَ اسْتَنكَفُوا

ان کے اجر اور مزید بھی دے گا انہیں اپنے فضل سے لیکن جنہوں نے عار سمجھی (عبادت) کو

وَاسْتَكْبَرُوا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا وَلَا يَجِدُونَ لَهُم

اور تکبر کیا تو عذاب دے گا انہیں دردناک عذاب اور نہ پائیں گے اپنے لیے

مِّن دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿١٧٣﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُم

اللہ کے سوا کوئی حامی اور نہ کوئی مددگار اے لوگو آ چکی ہے تمہارے

بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا ﴿١٧٤﴾ فَأَمَّا الَّذِينَ

پاس ایک روشن دلیل تمہارے پروردگار کی طرف سے اور ہم نے اتارا تمہاری طرف نور درخشاں تو جو لوگ

آمَنُوا بِاللَّهِ وَاعْتَصَمُوا بِهِ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِي رَحْمَةٍ مِّنْهُ

ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور مضبوطی سے پکڑ لیا اسے تو داخل کرے گا انہیں اپنی رحمت

وَفَضْلٍ وَيَهْدِيهِمْ إِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ﴿١٧٥﴾ يَسْتَفْتُونَكَ

اور فضل میں اور پہنچائے گا انہیں اپنی طرف لے جانے والی سیدھی راہ پر آپ سے فتویٰ پوچھتے ہیں

قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ ۚ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ

آپ فرمائیے اللہ تعالیٰ فتویٰ دیتا ہے تمہیں کلالہ (کی میراث) کے بارے میں اگر کوئی ایسا آدمی فوت ہو جائے جس کی کوئی اولاد

جسے کسی اور چیز سے متنفر [illegible] تو حضورؐ نے عرش کی بلندیوں پر بھی بالعبودیۃ کے [illegible] بندہ ہونے کا شرف عطا فرمایا۔ شاید یہی حکمت ہے کہ جس آیت میں معراج کا ذکر ہے وہاں حضورؐ کے متعلق عبدہ کا لفظ ذکر ہے۔ استنکف اور استکبر۔ استنکف من کذا۔ [illegible] نعمة وحمية و [illegible] یعنی عار کرنا۔ اور [illegible] کسی چیز سے رک جانا۔

الکلالۃ سے کہتے ہیں جس کے والدین بھی زندہ نہ ہوں اور اولاد لڑکا یا لڑکی بھی کوئی نہ ہو

وَلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ

اور اس کی ایک بہن ہو تو بہن کا نصف حصہ ہے اس کے ترکہ سے ۲۶۰ اور وہ وارث ہوگا اپنی بہن کا اگر اس بہن

لَّهَا وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ۭ وَاِنْ

کی کوئی اولاد نہ ہو۔ پھر اگر وہ دو بہنیں ہوں ۲۶۱ تو ان دونوں کو دو تہائی ملے گا اس میں سے جو اس نے چھوڑا اور اگر

كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَاۗءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ

وارث ہوں بہن بھائی مرد بھی اور عورتیں بھی ۲۶۲ تو مرد بھائی کا حصہ دو عورتوں بہنوں کے حصہ کے برابر ہے

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (۱۷۶)

صاف صاف بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لیے ۲۶۳ تاکہ تم بھٹکو نہیں اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے ۲۶۴

---

۲۶۰ وہ بہن جو صرف ماں کی طرف سے ہو اس کا حکم پیچھے گزر چکا۔ یہاں جس بہن سے مراد سگی اور باپ کی طرف سے جو بہن ہو جس کا ذکر ہوا ہے ایسی بہن کو نصف ترکہ ملے گا اور بقیہ نصف اگر کوئی عصبہ ہو جیسے چچا، چچا زاد بھائی وغیرہ تو ان کو ملے گا ورنہ یہ نصف بھی بہن ہی کی طرف لوٹ آئے گا۔

۲۶۱ اور بقیہ ثلث عصبہ کو ملے گا اور اگر عصبہ کوئی نہ ہو تو پھر بہنوں ہی کو لوٹا دیا جائے گا۔ دو سے زیادہ بہنوں کا بھی یہی حکم ہے۔

۲۶۲ اگر وارث کے وارثوں میں بھائی اور بہنیں دونوں ہوں تو بھائی کو دو حصے اور بہن کو ایک حصہ ملے گا

۲۶۳ احکام وراثت کو اتنی وضاحت اور تفصیل سے بیان کرنے کی غرض یہ بتا دی کہ تم اپنی خواہش سے حصوں کو گھٹانے بڑھانے لگ کر گمراہ نہ ہو جاؤ

۲۶۴ یہ قانون وراثت کسی ایسے قانون ساز کی تخلیق نہیں جس کی معلومات ادھوری اور ناقص ہوں بلکہ اس خدائے علیم کا مقرر کردہ ہے جو ہر چیز کو پوری طرح جاننے والا ہے

WWW NAFSEISLAM COM

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تعارف سورۃ المائدہ

اس سورۂ پاک کا نام المائدہ ہے اور یہ مدنی ہے کیونکہ ہجرت کے بعد جو سورتیں نازل ہوئیں خواہ وہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی ہوں یا مدینہ طیبہ سے باہر حالت سفر میں یا جنگ و غزوہ کے ایام میں یا خاص مکہ مکرمہ میں سب کو مدنی کہا جاتا ہے۔ اس کی ایک سو بیس آیات اور سولہ رکوع ہیں۔ اس کے حروف کی تعداد ۱۲۴۶۴ ہے۔

اس سورۃ کی فقط ایک آیت الیوم اکملت لکم کے متعلق تو یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ وہ حجۃ الوداع کے موقع پر میدان عرفات میں ۹ ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ کو نازل ہوئی۔ باقی آیات کی تاریخ نزول کے متعلق وثوق سے کچھ نہیں کہا جاسکتا لیکن مختلف روایات میں غور و فکر کرنے سے یہ نتیجہ اخذ کرنا مشکل نہیں کہ اس کا نزول صلح حدیبیہ کے وقت سے شروع ہوا اور حجۃ الوداع کے موقع پر اس کا اختتام ہوا۔

یہ چند سال اسلامی تاریخ میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ مدینہ کے گرد و نواح کے قبائل جو پہلے ہر وقت شورش برپا کرتے رہتے تھے وہ آہستہ آہستہ ناپید ہو رہے تھے۔ کفار پر یہ حقیقت عیاں ہوچکی تھی کہ اسلام ایک قوت ہے جس کو مٹانا اب ان کے بس کی بات نہیں۔ یہودیوں کا زور بھی اب ٹوٹ چکا تھا۔ مدینہ اور اس کے گرد و نواح میں ان کی سب بستیاں، گڑھیاں اور قلعے مسلمانوں کے تصرف میں تھے۔ جزیرۂ عرب میں مغلوبیت کی طویل اور تاریک رات ختم ہو رہی تھی اور آفتاب اقبال طلوع ہو رہا تھا۔ ان بدلے ہوئے حالات میں یہ سورۃ نازل ہوئی۔ اب ہمیں دیکھنا ہے کہ قرآن حکیم نے مسلمانوں کو کیا ہدایات فرمائیں۔

۱۔ اس سورۃ کا آغاز تربیت اخلاق سے ہو رہا ہے اس لیے پہلے اسی عنوان پر غور کریں۔ اس سورۃ میں مختلف اقسام کے اخلاقی سبق دیئے گئے ہیں جن کا تعلق جس طرح ایک قوم کی انفرادی اور اجتماعی زندگی سے ہے اسی طرح ان کا تعلق بین الاقوامی معاملات اور تعلقات سے بھی ہے۔ سب سے پہلے یہ حکم دیا جارہا ہے کہ جو وعدہ کرو اس کو پورا کرو خواہ وہ وعدہ کسی کاروبار کے متعلق ہو اپنے حلیفوں سے ہو یا حریفوں سے ہو اور خواہ اپنے رب وحدہ لاشریک سے ہو۔ آج کل کی متمدن قومیں یہ درست ہے کہ اپنے انفرادی وعدوں کی کسی حد تک پابندی کرتی ہیں لیکن سیاسی دنیا میں اپنے وعدوں کی جو دھجیاں بکھیرتی ہیں وہ محتاج بیان نہیں۔ مسلمانوں کا رب انہیں حکم دیتا ہے کہ جو وعدہ کرو اسے

[illegible]

آسمانی کتب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] آفاق کی ظاہری فلاح کے [illegible]

[illegible]

[illegible] زمین پر گر پڑی [illegible]

[illegible] ہوتے تھے جس کی صفت [illegible]

[illegible] واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام [illegible]

[illegible]

ہوگا۔ اللہ ربّ السموات والارض کی ساری نوری مخلوقات اس کے حبیب، اس کے رسول، اس کے صفی اور اس کے عبدہٗ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام کے پھول نثار کر رہی ہوگی۔

فاطر السموات والارض انت ولی فی الدنیا والآخرة توفنی مسلما والحقنی بالصالحین

بجاہ سیدی ومولائی وحبیبی محمد الامین وآلہ الطیبین آمین آمین یارب العالمین۔

سُوْرَةُ الْمَآئِدَةِ مَدَنِيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ [illegible]

[illegible]

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ

[illegible]

الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إن الله يحكم ما يريد ۝ يا أيها الذين آمنوا لا تحلوا شعائر

[illegible]

الله ولا الشهر الحرام ولا الهدي ولا القلائد ولا آمين

[illegible]

[illegible]

الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّن رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ۚ وَإِذَا

[illegible]

حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا ۚ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَن صَدُّوكُمْ

[illegible]

عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَن تَعْتَدُوا ۘ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

التَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ

تقویٰ پر اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک

اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَ

اللہ کا عذاب سخت ہے تم پر حرام ہے مردار اور خون اور

لَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ

سور کا گوشت اور وہ جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا اور جو گلا گھونٹنے سے مرے اور بے دھار کی چیز سے مارا ہوا

وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَا اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَ

اور جو گر کر مرا اور جسے کسی جانور نے سینگ مارا اور جسے کوئی درندہ کھا گیا مگر جنہیں تم ذبح کر لو اور

[illegible]

منخنقہ وہ جانور جو گلا گھونٹنے سے مر جائے۔ موقوذہ جسے چوٹ [illegible] متردیہ جو بلندی سے گر کر مر جائے۔ نطیحہ جو کسی جانور کے سینگ [illegible]

[illegible]

مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ

[illegible]

الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَ

آج نا امید ہو گئے ہیں جنہوں نے کفر کیا تمہارے دین سے [illegible] پس نہ ڈرو ان سے اور

اخْشَوْنِ ۚ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي

ڈرو مجھ سے آج میں نے مکمل کر دیا ہے تمہارے لیے تمہارا دین اور پوری کر دی ہے تم پر اپنی نعمت

وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ

اور میں نے پسند کر لیا ہے تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پس جو لاچار ہو جائے بھوک میں نہ مائل ہونے والا

ــــه یعنی [illegible] دین سے [illegible] برداشت کرنے کے لیے ہے یعنی اب کفار کی قوت ٹوٹ چکی ہے [illegible] نہیں ہو سکتے۔ اب اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کے کسی حکم کی تعمیل میں کبھی لاپروائی نہ کیا کرو۔

ــــه جیسے پہلے عرض کیا جا چکا ہے یہ آیت ۱۰ ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ مقام عرفات بروز جمعہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی۔ اس میں بتایا گیا کہ جس دین کی [illegible] آپ کو بھیجا گیا تھا [illegible] عقائد [illegible] ضروری اور [illegible] سے [illegible] آپ سے [illegible] اپنے [illegible] حیثیت [illegible] نجات کا [illegible] شریعت [illegible] اشیاء ثابت ہو جائیں گی [illegible] جواب معلوم ہو سکے۔

ــــه یعنی قرآن جیسی کتاب ہدایت، محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء جیسا رسول اور ہادی عطا فرما کر ہدایت کی نعمت پوری کر دی اور اب پہلے کی طرح [illegible] جہاں کفر و شرک کی حکومت تھی وہاں آج اسلام کا پرچم لہرا رہا ہے۔ جہاں لات و ہبل کی پوجا ہوا کرتی تھی وہاں اللہ وحدہ لاشریک کے حضور پیشانیاں جھک رہی ہیں۔

ــــه دین اسلام جو تمام سابقہ انبیاء اور رسل کا دین تھا وہی دین اپنی کامل صورت میں تمہارے لیے پسند کر لیا گیا ہے۔ اب اس میں ترمیم و تبدیلی کی گنجائش نہیں۔ یہ آیت حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کی واضح دلیل ہے۔ کیونکہ جب دین مکمل ہو چکا اس کے احکام میں رد و بدل کی گنجائش نہ رہی تو پھر کسی نبی کے آنے کی بھی ضرورت نہ رہی۔

مُتَجَانِفٍ لِّإِثْمٍ فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۔ يَسْئَلُونَكَ مَاذَآ

جھکنے والا ہو گناہ کی طرف تو بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا

أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَمَا عَلَّمْتُم مِّنَ الْجَوَارِحِ

حلال ہیں ان کے لئے؟ کہہ دے حلال ہیں تمہارے لئے ستھری چیزیں۔ اور جو سکھائے تم نے شکار پر چھوڑنے والے

مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَكُلُوا مِمَّآ أَمْسَكْنَ

شکاری جانوروں سے، ان کو سکھاتے ہو اس میں سے جو تم کو اللہ نے سکھایا ہے پس کھاؤ اس میں سے جو وہ روک رکھیں

عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ

تمہارے لئے اور اس پر اللہ کا نام لو اور ڈرتے رہو اللہ سے بے شک اللہ تعالیٰ

ف۱ مذکورہ چیزوں کو حرام کرنے کے بعد اگر کوئی شخص ایسی حالت میں ہو کہ بھوک کے مارے جاں بلب ہو اور ان کے علاوہ اور کوئی چیز میسر نہ ہو تو اس کے لیے اپنی جان بچانے کے لیے بقدر ضرورت ان میں سے کوئی چیز کھانا، اس سے باز پرس نہ ہوگی۔

ف۲ جب حرام چیزوں کا ذکر ہو چکا تو بعض صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ یہ تو بتائیں کہ کون چیزیں اب ہمارے لئے حلال کی گئی ہیں، تو جواب دیا گیا کہ سب طیب اور پاکیزہ چیزیں حلال ہیں کیونکہ حلال کا دائرہ بہت وسیع تھا اور حرام کا محدود، اس لیے ایک اصول سے انہیں بیان فرما دیا۔ اب رہا یہ کہ طیبات کس کو کہتے ہیں تو اس کے متعلق علماء نے فرمایا جسے طبع سلیم پسند کرے اور حضور کی حدیث سے اس کی پوری وضاحت ہو گئی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ نهی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن کل ذی ناب من السباع و کل ذی مخلب من الطیر (مسلم) یعنی ہر دانت والے درندے اور ہر پنجے سے پکڑ کر کھانے والے پرندے کو حرام فرمایا

ف۳ عدی بن حاتم اور زید بن مہلہل نے عرض کی یا رسول اللہ ہم کتے اور باز کے ذریعہ شکار کرتے ہیں کیا یہ ہمارے لیے حلال ہے تو اس پر یہ آیت اتری۔ شکاری درندوں اور شکاری پرندوں کا ایک ہی حکم ہے۔

ف۴ آیت سے جو مستفاد ہوتا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص نے کتا، شکرہ وغیرہ کوئی شکاری جانور شکار پر چھوڑا تو اس کا شکار چند شرطوں سے حلال ہے۔

سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿٤﴾ اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۭ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ

بہت تیز ہے حساب لینے میں آج حلال کر دی گئیں تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں اور کھانا ان لوگوں کا جنہیں

اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۠ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۡ وَالْمُحْصَنٰتُ

دی گئی کتاب حلال ہے تمہارے لیے ف اور تمہارا کھانا حلال ہے ان کے لیے اور حلال ہیں پاک دامن

مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ

مومن عورتیں ف اور پاک دامن عورتیں ان لوگوں کی جنہیں دی گئی کتاب تم سے

۱۔ شکاری جانور مسلمان کا ہو اور سکھایا ہوا ہو۔
۲۔ اس نے شکار کو زخم لگا کر مارا ہو۔
۳۔ شکاری جانور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر چھوڑا گیا ہو۔
۴۔ اگر شکاری کے پاس شکار زندہ پہنچا ہو تو اسے بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے۔ اگر ان شرطوں میں سے کوئی شرط نہ پائی گئی تو حلال نہ ہوگا۔

مسئلہ۔ تیر سے شکار کرنے کا بھی یہی حکم ہے (خزائن العرفان حضرت صدر الافاضل مرادآبادی قدس سرہ العزیز)

ف یہاں طعام سے مراد وہ جانور ہیں جنہیں ذبح کیا جاتا ہے یعنی وہ جانور جسے کسی یہودی یا نصرانی نے ذبح کیا ہو اس کا کھانا مسلمان کے لیے حلال ہے اگر ذبح کے وقت انہوں نے اللہ تعالیٰ کا نام لیا تو پھر تو سب ائمہ اس کے حلال ہونے پر متفق ہیں لیکن اگر وہ عزیر اور مسیح علیہما السلام کا نام لے کر ذبح کریں تو پھر کیا حکم ہے۔ اس کے متعلق معتبر قول وہ ہے جسے صاحب روح المعانی نے حسن سے نقل کیا ہے کہ اگر تو خود سنے کہ اس نے غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کیا ہے تو اسے نہ کھا اور اگر تیرے روبرو نہیں تو پھر حلال ہے۔ وقال الحسن اذا ذبح اليهودي والنصراني فذكر اسم غير الله تعالى وانت تسمع فلا تاكل واذا غاب عنك فكل فقد احل الله لك الذبائح (المعاني) وقالت طائفة اذا سمعت الكتابي يسمي غير اسم الله عزوجل فلا تاكل وقال بهذا من الصحابة علي وعائشة وابن عمر وهو قول طاؤس والحسن (قرطبی)

ف محصنات کا معنی ہے پاک دامن۔ یہاں مسلمانوں کو ترغیب دلائی جا رہی ہے کہ اگر تم شادی کرنا چاہو تو حسن و دولت کی وجہ سے شادی نہ کرو بلکہ عفت و پاکدامنی کے زیور سے جو عورت مزین ہو اس کے ساتھ شادی کرو۔ یہی ایک ایسی خوبی ہے جس پر گھر کی عمارت اٹھائی جائے گی وہ زندگی میں پیش آنے والے سب حادثات اور طوفانوں کا مقابلہ کر سکے گی۔

قَبْلِكُمْ إِذَآ ءَاتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَٰفِحِينَ

[illegible]

وَلَا مُتَّخِذِىٓ أَخْدَانٍ ۗ وَمَن يَكْفُرْ بِٱلْإِيمَٰنِ فَقَدْ حَبِطَ

[illegible]

عَمَلُهُۥ وَهُوَ فِى ٱلْءَاخِرَةِ مِنَ ٱلْخَٰسِرِينَ ۞ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟

اس کا عمل اور وہ آخرت میں [illegible]

[illegible]

[illegible]

حرام اور ممنوع ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ۚ وَإِن

تک دھوؤ اور سروں کا مسح کرو اور گٹوں تک پاؤں دھوؤ اور اگر

كُنتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا ۚ وَإِن كُنتُم مَّرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ

تمہیں نہانے کی حاجت ہو تو خوب ستھرے ہو لو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا

آئے کوئی تم میں سے قضاء حاجت کے بعد یا صحبت کی ہو تم نے عورتوں سے پھر نہ پاؤ تم

مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ

پانی تو تیمم کرو پاک مٹی سے پس مسح کرو اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں کا

مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ

اس سے نہیں چاہتا اللہ تعالیٰ کہ کرے تم پر کچھ تنگی لیکن ارادہ فرماتا ہے

لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَ

کہ پاک صاف کرے تمہیں اور پورا کرے اپنی نعمت تم پر تاکہ تم شکر ادا کرتے رہو اور

۲۸؎ یہ قرآن کا ایک بنیادی اصول ہے جس پر اس کی شریعت کا قصر رفیع تعمیر ہوا ہے۔ ان احکام پر ہی نگاہ ڈالیے۔ حدث صغیر وضو کا ٹوٹنا کے لیے غسل فرض نہیں کیا کیونکہ اس کا وقوع عام ہے اور اس میں دشواری ہے۔ جنابت جو کبھی کبھی واقع ہوتی ہے اس کے لیے غسل کو لازمی قرار دیا کیونکہ جسمانی صفائی اور اعصاب کی تازگی و فرحت کی دوبارہ بحالی کا اس سے بہتر اور آسان کوئی علاج نہیں۔ اس پر بھی پانی نہ ملے یا پانی کے استعمال سے بیماری کے بڑھنے کا اندیشہ ہو تو تیمم کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ غور کیجیے تو ان جزئیات کے لیے حاجت کی رعایت، آسانی، آسانی کو ہی حکمت پیش نظر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس آیت کریمہ سے جتنے احکام و جزئیات کا استنباط ہوتا ہے وہ فقہ اسلامی کے نکتہ دانوں سے مخفی نہیں۔

۲۹؎ احکام اسلامیہ کی اصل روح تو طہارت ہے یعنی روح کو ان سے بچانا ہے کہ وہ ظلمت کفر و شرک اور شہوات و معاصی کے مکر کی نجاست سے آلودہ ہو لیکن قرآن کریم جب ان کے ظاہری احکام اور اصلی منابع کو بیان فرماتا ہے تو اس طرف بھی ہماری توجہ مبذول کر دیتا ہے کہ ان احکام سے ہمارا ظاہری وجود اور بدن بھی پاک و صاف ہو جائے۔ یہاں بھی تمام اعضاء کو دھونا اور غسل و تیمم سے مقصود ظاہری پاکیزگی اور طہارت ہے۔ اسلام نے روحانی طہارت کے لیے جسمانی پاکیزگی کو جتنا ضروری قرار دیا ہے وہ ظاہر ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ آج ہم نے مشرقی اور مغربی گندگی میں اپنی شان سمجھ لی۔

اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمِيثَاقَهُ الَّذِي وَاثَقَكُمْ بِهِ

یاد کرو اللہ کی نعمت جو تم پر ہے اور اس کے وعدہ کو جو اس نے تم سے پختہ لیا تھا

إِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ

جب کہا تم نے ہم نے سنا اور مانا اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ خوب جانتا ہے جو سینوں میں ہے

الصُّدُورِ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ

اے ایمان والو ہو جاؤ خوب قائم رہنے والے اللہ کے لیے گواہی دینے والے

بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ

انصاف کے ساتھ اور ہرگز نہ ابھارے تمہیں کسی قوم کی عداوت اس پر کہ تم عدل نہ کرو

۲۳ ہر مسلمان جب دین اسلام کو قبول کرتا ہے تو وہ پہلے اقرار کرتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ہر حکم کی تعمیل کروں گا اور اسلام کی سربلندی کے لیے کسی جانی و مالی قربانی سے دریغ نہ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو یاد کرا رہے ہیں کہ دیکھو ہم نے تم پر کتنا احسان فرمایا، تمہیں ہدایت کا راستہ دکھایا اور اپنی توفیق و عنایت ارزانی کی۔ اس نعمت کو اور اپنی اطاعت کے وعدہ کو ہمیشہ یاد رکھو۔ اور اس یقین کے ساتھ زندگی بسر کرو کہ تمہاری کوئی بات تمہارے رب سے پوشیدہ نہیں۔

۲۴ بعینہٖ یہی مضمون سورہ نساء میں گزر چکا ہے۔ [illegible] وہاں ملاحظہ فرمالی جائے (سورۃ النساء آیت ۱۳۵) [illegible] یہ مکہ فتح ہونے والا ہے، مسلمانوں کے جانی دشمن اور ان کے ہاتھ [illegible] ان کے سامنے پیش ہونے والے ہیں۔ [illegible] اسلام کے علمبردار [illegible] ان پر زیادتی کریں۔ اس لیے انہیں وقت سے پہلے ہی تنبیہ فرما دی کہ [illegible] کی اطاعت میں تساہل نہ برتنا [illegible] اللہ کے ہر حکم کی اطاعت کے لیے مضبوطی سے کمر بستہ رہنا [illegible] کفار مسلمانوں کے شہیدوں کے ناک کان کاٹ کر مثلہ کر دیا کرتے تھے [illegible] مسلمانوں کو ایسی ظالمانہ حرکتوں سے روک دیا گیا۔

اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ

عدل کیا کرو کہ وہ تقویٰ سے زیادہ قریب ہے ۲۳ اور ڈرتے رہا کرو اللہ سے بےشک اللہ تعالیٰ کو پوری خبر ہے

بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

جو کچھ تم کرتے ہو وعدہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ

ان کے لیے بخشش اور اجر عظیم ہے اور جن لوگوں نے کفر کیا اور جھٹلایا ہماری آیتوں کو

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ

وہی لوگ دوزخی ہیں اے ایمان والو یاد کرو اللہ کی

اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ

نعمت جو تم پر ہوئی ۲۵ جب قصد کر رہی تھی ایک قوم کہ دراز کریں تمہاری طرف اپنے ہاتھ تو اللہ نے روک دیا

۲۳ جب کچھ طاقت و قوت مسلمانوں کے پاس آ رہی تھی اس لیے انہیں ہدایت دی۔ واضح طور پر حکم دیا کہ خبردار کسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف کا دامن تمہارے ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے۔ اور حق یہ ہے کہ کوئی قوم حکومت و سلطنت کے تخت کی مستحق اس وقت تک ہی رہتی ہے جب تک وہ صفت عدل سے متصف ہو۔ جس قوم نے ظلم پر کمر باندھی اور عدل و انصاف کو ترک کیا وہ اس نعمت سے محروم کر دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اسلامی مملکت کے باسیوں کو اعلانیہ اور واضح طور پر اور پوری وضاحت سے عدل کی ہدایت فرمائی۔

۲۴ یہی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اس کے عذاب سے بچنے کا واحد راستہ ہے کہ انسان عدل و انصاف کو اپنا شعار بنائے رکھے۔ امام رازی فرماتے ہیں کہ جب کفار کے ساتھ عدل کرنے کا یہ تاکیدی حکم ہے تو مسلمانوں کے ساتھ عدل کرنے کی اہمیت محتاج بیان نہیں۔

۲۵ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ہمراہ یہود بنی نضیر کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں فرمایا کہ ہمارے ایک آدمی نے دو آدمیوں کو غلطی سے قتل کر دیا ہے ان کے وارث دیت کا مطالبہ کرتے ہیں اس لیے تم لوگ حسب معاہدہ ان کی دیت میں اپنا حصہ دو۔ انہوں نے کہا آپ تشریف رکھیں کچھ کھا پی لیں ہم تعمیل حکم کریں گے۔ حضور کو

اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ

[illegible]

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ

[illegible]

اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ

[illegible]

وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ

[illegible]

اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ

اللہ کو قرض حسنہ تو میں ضرور دور کردوں گا تم سے تمہاری برائیاں اور ضرور داخل کروں گا تمہیں

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ

باغات میں رواں ہیں جن کے نیچے نہریں تو جس نے کفر کیا اس کے بعد تم میں سے

فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۲﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ

تو یقیناً وہ بھٹک گیا سیدھی راہ سے تو بوجہ ان کی عہد شکنی کے ہم نے

لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ

اپنی رحمت سے انہیں دور کر دیا اور کر دیا ان کے دلوں کو سخت ۳؎ وہ بدل دیتے ہیں اللہ کے کلام کو اپنی

جنت ہو گی جس میں بہار ہے خزاں نہیں۔ جہاں رحمت اترنے والی ہے رنج و غم کا گزر نہیں۔ کسی مسلم کی اصل فوز کے لیے اس سے زیادہ خوش آئند کیا چیز ہو سکتی ہے۔

۳؎ باسبیت کے لیے ہے اور لعنا، تاکید کلام میں [illegible] پیدا کرنے کے لیے ہے۔ لعنت کا معنی ہے اللہ کی رحمت سے دور ہٹا دینا واللعن الابعاد والطرد من الرحمة۔ اس حقیقت کو آپ نے [illegible] زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی پر پھٹکار اور ذلت و رسوائی کا عذاب بلاوجہ نہیں ہوتا بلکہ انسان کی اپنی کوتاہیاں اور نافرمانیاں اس کا سبب ہوتی ہیں۔ قیامت کے دن ہر شخص کو اس کا عمل [illegible] سزا اور جسمانی و روحانی کی سزا اس [illegible] سے وہ بھی [illegible] ہیں۔ ان کی بھی صلاحیتیں اور مجموعی [illegible] بے کار ہو جاتی ہیں۔ اس حقیقت کو بار بار منکشف کرنے سے ہی اس [illegible] مطلوب ہیں [illegible] کو عبرت دلانا بھی مقصود ہے کہ [illegible] صلاحیتیں [illegible] سے [illegible] سے بھی [illegible] ہو جاتی ہیں۔ تمہاری آنکھیں بھی ہدایت کی روشنی دیکھنے سے محروم ہو جائیں۔ [illegible] نافرمانیوں کے باعث رحمت الٰہی سے دور ہٹا دیئے جاؤ اور تمہارے دل بھی ایسے سخت ہو جائیں کہ کوئی بات [illegible] اور کوئی نصیحت [illegible] ثابت نہ ہو۔ [illegible] دینے والی کتاب بھی تمہارے دلوں میں [illegible] پیدا نہ کرے۔ [illegible] ہم اور [illegible] گمراہی میں [illegible] ہیں۔

مَوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ

جگہوں سے ۳۹ اور بھلا دیا انہوں نے بڑا حصہ اس نصیحت کا جو انہیں کی گئی تھی ۴۰ اور ہمیشہ آپ آگاہ ہوتے رہیں گے

عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ

کسی نہ کسی خیانت پر ان کی ۴۱ بجز چند آدمیوں کے ان سے ۴۲ سو آپ معاف فرمائیے انہیں اور درگزر فرمائیے ۴۳

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰۤى

بیشک اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو اور ان لوگوں سے جنہوں نے کہا کہ ہم نصاریٰ ہیں ۴۴

۳۹ تحریف دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک تو یہ کہ الفاظ ہی بدل دیں۔ اصل عبارت کچھ تھی اس کو مٹا کر دوسری لکھ دی۔ دوسری یہ کہ الفاظ تو بعینہٖ وہی رہیں لیکن ان کا صحیح مطلب بیان نہ کریں۔ یہودی علماء کتاب میں دونوں طرح کی تحریف سے باز نہیں آتے تھے۔

۴۰ یعنی نصیحت کے لیے جو کچھ انہیں کتاب کا بہت بڑا حصہ فراموش کر دیا۔ ان کے نبیوں نے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جو اوصاف بیان فرمائے تھے اور جن پر ایمان لانے کا حکم دیا تھا انہوں نے اسے بھلا دیا۔ حضور کی تعریف و توصیف سے ان کی کتابوں کے صفحات مزین تھے اس کو بھی فراموش کر دیا۔

۴۱ خائنۃ خیانت کے معنی میں ہے جیسے مصدر کا ہم وزن ہے اسم فاعل بمعنی مصدر استعمال ہوتا ہے جیسے عاقبۃ و کاذبۃ بمعنی عقوبۃ و کذب و ھذا من شر الفعلۃ۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ صفت ہو۔ اور اس کا موصوف محذوف ہو یعنی فرقۃ خائنۃ۔ ان کی ہر روز کی عادت ہے آپ کے ساتھ انہوں نے دوستی کے جو معاہدے کیے ہوئے ہیں ان کی پروا نہیں کرتے اور آپ ان کی غداری اور خیانت پر آگاہ ہوتے رہیں گے۔

۴۲ یعنی ان کا ہمیشہ خیانت سے باز نہیں آتے لیکن ان میں چند مخلصین کی ایسی جماعت بھی ہے جو اچھے دل سے مسلمان ہو گئے ہیں جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ۔

۴۳ یعنی وہ ستاتے رہیں آپ معاف کرتے رہیں۔ وہ آپ کے خلاف طرح طرح کی سازشوں کے جال بنتے رہیں آپ درگزر فرماتے رہیں۔ وہ برا کام کریں اور اس کے بدلہ میں آپ بھلا کام کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک کو مکارم اخلاق کی جو تعلیم دی ہے اسی لیے تو حضور نے فرمایا ادبنی ربی فاحسن تادیبی۔ میری تربیت میرے رب نے کی اور خوب فرمائی۔

۴۴ جس طرح یہود نے قول و اطاعت کا وعدہ کر کے توڑ دیا اسی طرح عیسائیوں نے اپنے نبی کی اطاعت پر بڑی گرمجوشی سے

اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ

[illegible]

الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ

[illegible] جو کچھ کرتے تھے اے کتاب والو بیشک تمہارے پاس تشریف لائے

رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ

ہمارے یہ رسول کہ تم پر ظاہر فرماتے ہیں بہت سی وہ چیزیں جو تم نے کتاب میں چھپا ڈالی تھیں

وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۬ؕ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ

اور بہت سی معاف فرماتے ہیں بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب

يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ

اللہ اس سے ہدایت دیتا ہے اسے جو اللہ کی مرضی پر چلا سلامتی کے راستے اور انہیں [illegible]

[illegible]

ف [illegible] سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] کی دلیل ہے کہ باوجود امی ہونے کے آپ توریت اور انجیل کے ایسے مسائل [illegible] چھپاتے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ [illegible] جن کے [illegible] کوئی [illegible] فائدہ نہیں اُن سے اغماض فرماتا ہے۔

ف [illegible]

[illegible]

مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ

[illegible]

مُّسْتَقِيْمٍ ۝ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ

[illegible]

[illegible]

مَرْيَمَ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ

مریم ہی ہے ف۵۵ اے حبیب آپ فرمائیے کس کو قدرت ہے اللہ کے آگے کچھ (دم مارنے کی) اگر ارادہ فرمائے وہ کہ ہلاک

الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ؕ وَلِلّٰهِ

کردے مسیح ابن مریم کو اور اس کی ماں کو اور جو کوئی بھی زمین میں ہے سب کو ف۵۶ اور اللہ

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ

ہی کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے پیدا فرماتا ہے جو چاہتا ہے ف۵۷ اور اللہ تعالیٰ

عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۞ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ

ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے اور کہا یہود اور نصاریٰ نے کہ ہم

ف۵۵ عیسائیوں کے عقیدۂ تثلیث پر مفصل بحث سورہ النساء میں گزر چکی ہے۔ تثلیث کے عنوان پر انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا کی یہ عبارت مختصر بھی ہے اور جامع بھی۔

"THE CHRISTIAN DOCTRINE OF THE TRINITY CAN BE BEST EXPRESSED IN THE WORDS, THE FATHER IS GOD, THE SON IS GOD AND THE HOLY GHOST IS GOD, AND YET THEY ARE NOT THREE GODS BUT ONE GOD"

ENCY' BRITTANICA 479 VOLUME 22

"مسیحیت کے عقیدہ تثلیث کو نہایت عمدگی سے اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے۔ باپ بھی خدا ہے بیٹا بھی خدا ہے اور روح القدس بھی خدا ہے۔ باایں ہمہ وہ تین خدا نہیں بلکہ ایک خدا ہے" یہ ترجمہ ہے بالا جملے کا

ف۵۶ یہاں سے حضرت عیسیٰ کے الٰہ (خدا) ہونے کے عقیدہ کا ابطال کیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو وہ ہے کہ اگر وہ حضرت مسیح، ان کی والدہ بلکہ سب مخلوق کو آن واحد میں موت کی نیند سلانا چاہے تو کوئی دم نہ مار سکے۔ حضرت مسیح تو اپنی والدہ کی جان نہ بچا سکے اور جب ان کا مقررہ وقت آئے گا تو وہ سر تسلیم خم کرتے ہوئے موت کے پیغام کو قبول کریں گے۔ جب ان کی یہ حالت ہے تو وہ خدا کیسے ہو سکتے ہیں۔ یملک کا معنی قدرت رکھنا ہے یملک بمعنی یقدر من قولهم ملكت على فلان امره ای اقتدرت علیه (قرطبی)

ف۵۷ ماں باپ کے ذریعے، ماں باپ دونوں کے بغیر اور باپ کے بغیر یہ سب اسی کی قدرت سے پیدا کی

ابنؤا الله واحبؤه قل فلم يعذبكم بذنوبكم بل انتم

[illegible]

بشر ممن خلق يغفر لمن يشاء ويعذب من يشاء ولله

[illegible]

ملك السموت والارض وما بينهما واليه المصير

[illegible]

يا اهل الكتب قد جاءكم رسولنا يبين لكم على فترة

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ

[illegible]

فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

[illegible]

قَدِيْرٌ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ

[illegible]

عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا وَّاٰتٰكُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ

[illegible]

الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ

ورنہ تم اُلٹے نقصان میں پڑ جاؤ گے | کہنے لگے اے موسیٰ | اس میں تو بڑی جابر قوم رہتی ہے

وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا

اور ہم ہرگز داخل نہ ہوں گے اس میں جب تک وہ نکل نہ جائیں وہاں سے اور اگر وہ نکل جائیں وہاں سے

فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ۝ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ

تو ہم ضرور داخل ہو جائیں گے | کہا دو شخصوں نے جو ڈرنے والوں میں سے تھے | انعام کیا تھا اللہ نے

عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ

ان دونوں پر کہ داخل ہو جاؤ ان پر دروازہ سے | اور جب تم داخل ہو گے دروازہ میں تو یقیناً تم

غٰلِبُوْنَ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ قَالُوْا

غالب آ جاؤ گے | اور اللہ پر | بھروسہ کرو | اگر ہو تم | ایمان دار | کہنے لگے

يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ

اے موسیٰ | ہم تو ہرگز داخل نہ ہوں گے اس میں کبھی قیامت تک جب تک وہ لوگ اس میں ہیں پس جاؤ | تم

وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ لَآ اَمْلِكُ

اور تمہارا رب دونوں لڑو اس سے | ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے | موسیٰ نے عرض کی اے میرے رب میں اختیار نہیں رکھتا

اِلَّا نَفْسِىْ وَاَخِىْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝

بجز اپنی ذات کے اور اپنے بھائی کے پس جدائی ڈال دے ہمارے درمیان اور اس نافرمان قوم کے درمیان

اُسی قوم کو عطا فرمائی جاتی ہے جو اس کے لیے سرفروشی کی بازی لگانے کے لیے تیار ہو۔

قَالَ فَإِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً يَتِيهُونَ فِي

[illegible]

الْأَرْضِ فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِينَ ۝ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ

[illegible]

نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا

[illegible]

وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بنی اسرائیل کی مصر سے ہجرت اور صحرائے سینا میں صحرا نوردی

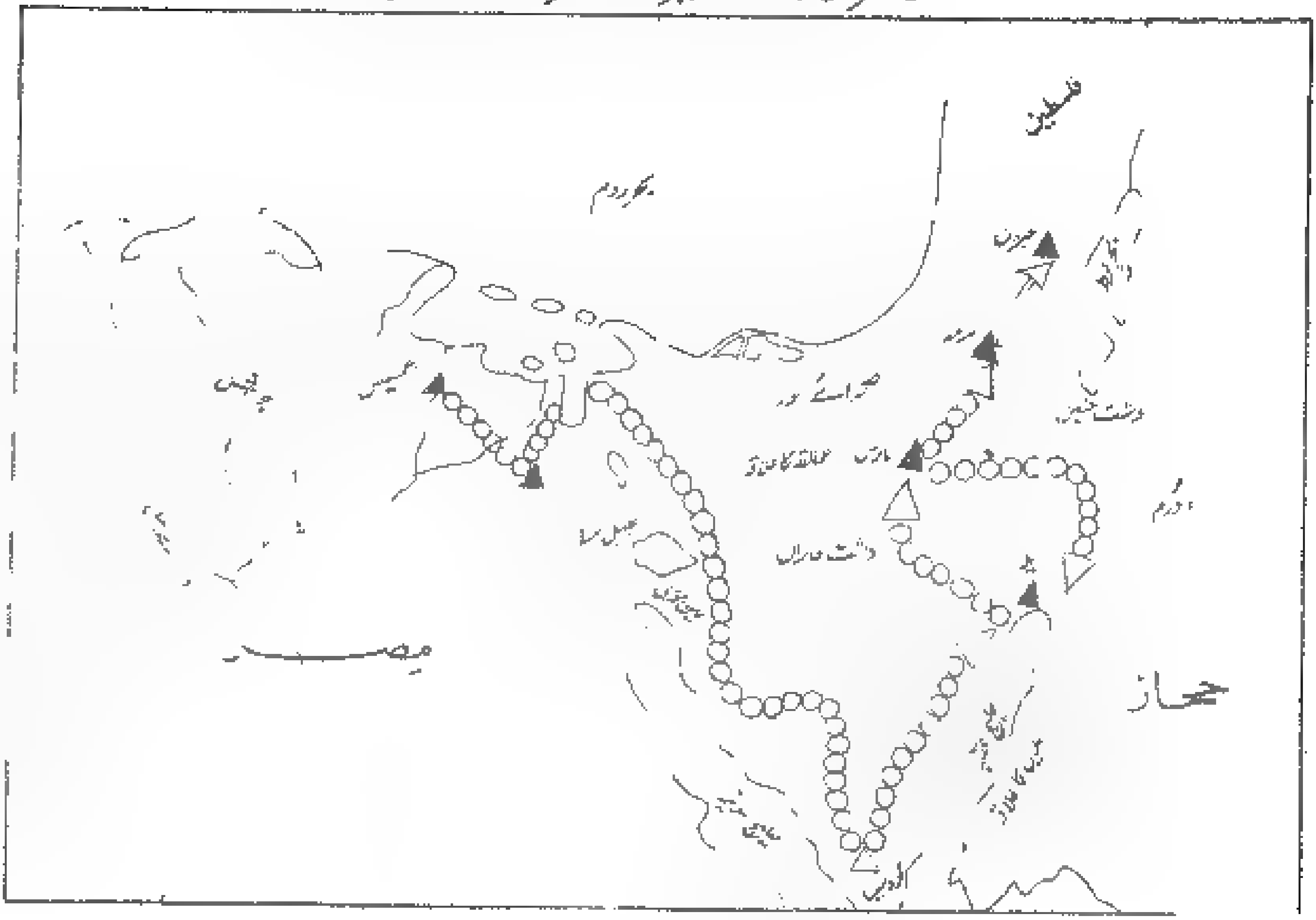
فلسطین
بحر روم
حبرون
مصر
عمالقہ کا علاقہ
دشت فاران
جبل سینا
ادوم
حجاز

اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ لَئِنْ بَسَطْتَ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ

قبول فرماتا ہے اللہ صرف پرہیزگاروں سے ٣٣ اگر تو بڑھائے گا میری طرف اپنا ہاتھ تاکہ تو قتل کرے مجھے تب بھی

اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ

میں نہ بڑھاؤں گا اپنا ہاتھ تیری طرف تاکہ قتل کروں تجھے ٣٤ میں تو ڈرتا ہوں اللہ سے جو مالک ہے

الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓءَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ

سارے جہانوں کا ٣٥ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ تو اٹھائے میرا گناہ اور اپنا گناہ تاکہ تو ہو جائے

مجھے تسکین نہیں ہو سکتی۔

٣٣ ہابیل نے قابیل کی دھمکی کا جواب دیا کہ بھائی اس میں میرا کیا قصور ہے۔ اللہ کے ہاں تو اسی کا نذرانہ قبول کیا جاتا ہے جو متقی اور پرہیزگار ہو۔ [illegible] اگر تو نے اپنی سابقہ زندگی میں اپنے رب کی نافرمانی اور سرکشی کی ہے جس کے باعث تمہیں یہ دن دیکھنا پڑا تو اب گزشتہ کوتاہیوں پر شرمندہ ہو جاؤ سچے دل سے توبہ کرو اور آئندہ تقویٰ کی راہ اپناؤ پھر رحمت خداوندی تمہاری قربانی بھی قبول کرے گی۔ لیکن انسان کی یہ دیرینہ عادت ہے کہ وہ ایک غلطی پر دوسری شدید غلطی سے پردہ ڈالنا چاہتا ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ اپنے کیے پر پچھتائے اس سے بھی سنگین گناہ کر بیٹھتا ہے۔ [illegible] قابیل کے لیے [illegible] سلامتی کا راستہ تو یہی تھا جس کی طرف اس کے بھائی نے اس کی رہنمائی کی تھی لیکن وہ اسے قبول کرنے کے لیے تیار نہ ہوا۔

٣٤ ہابیل نے جب دیکھا کہ قابیل میرے قتل کا تہیہ کر چکا ہے اور کسی طرح باز نہیں آتا تو اس نے کہا بھائی اگر تم مجھے قتل کرنے کے لیے دست درازی کرو گے تو میں تمہیں قتل کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ قاتل جب قتل کرنے آیا تو ہابیل مظلوم بنے بھیڑ کی طرح سر جھکا کر بیٹھے رہے اور اپنی حفاظت کے لیے کچھ نہ کیا بلکہ ہابیل کا مقصد یہ ہے کہ اگرچہ مجھے یقین ہے کہ تم میرے قتل کرنے پر تلے بیٹھے ہو پھر بھی میں پہل نہیں کروں گا۔ حضرت ابن عباس سے یہی معنی مروی ہے۔ قال ابن عباس ان المعنی لئن بسطت الی یدک علی سبیل الظلم [illegible] ما انا بباسط یدی الیک علی وجه الظلم والابتداء [illegible] شریعت [illegible] [illegible] والاصح وجوب دفع الصائل [illegible] (قرطبی)۔
یعنی بات یہ ہے کہ پہل تو [illegible] اور دفاع [illegible] حملہ کے وقت [illegible] صورت ہے۔

٣٥ [illegible] قتل [illegible] کا بار تو تیرے سر پر ہی اب میرے قتل کا

أَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ۚ فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ

[illegible]

قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۔ فَبَعَثَ اللّٰهُ

[illegible]

غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ

[illegible]

قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سَوْءَةَ أَخِي ۚ فَأَصْبَحَ مِنَ النَّادِمِينَ ۛ مِنْ أَجْلِ ذَٰلِكَ

[illegible]

كَتَبْنَا عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ

[illegible] کہ جس نے قتل کیا کسی [illegible] قصاص کے

أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا

[illegible] زمین میں فساد [illegible] تو گویا [illegible]

فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا ۚ وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنَاتِ

[illegible]

ف [illegible]

ف [illegible]

ف [illegible]

ف [illegible]

ثُمَّ إِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم بَعْدَ ذَٰلِكَ فِي الْأَرْضِ لَمُسْرِفُونَ ۔ إِنَّمَا

[illegible]

جَزَٰٓؤُا الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ

[illegible]

فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوٓا أَوْ يُصَلَّبُوٓا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم

[illegible]

مِّنْ خِلَٰفٍ أَوْ يُنفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا

[illegible]

[illegible]

وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ

اور ان کے لیے آخرت میں [illegible]

اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ

ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور تلاش کرو اس تک پہنچنے کا وسیلہ ش اور جہاد کرو اس کی راہ میں ش تاکہ تم

ہ رزق ہو تو کسی کو بھی سزا دی جائے تو اس کی سزا مطلق ہوگی۔

ش: مستحسن ... وسیلہ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ الوسیلۃ فی الاصل ما یتوصل بہ الی الشیء و یتقرب بہ الیہ (لسان العرب) یعنی جس چیز کے ذریعہ کسی تک پہنچا جائے اور اس کا قرب حاصل ہو اسے وسیلہ کہتے ہیں۔ والوسیلۃ کل ما یتقرب بہ (کشاف)۔ یعنی ہر نیک عمل، عبادت، پیروی سنت اور گناہوں سے بچنا یہ سب اللہ تعالیٰ تک پہنچنے اور اس کا قرب حاصل کرنے کا وسیلہ اور ذریعہ ہیں۔ اور مرشد کامل بھی وسیلہ ہوتے ہیں کیونکہ ان کی توجہ سے معرفت کی منزلیں طے ہوتی ہیں۔ اسی لیے آپ نے فرمایا اس کے وسیلہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ لاکھوں اُمت نے اپنے مرشد کی توجہ سے سیکڑوں ... ان کی شہادت کو پہنچانے کا سبب ہے۔ اور کئی بھائی اور دیکھی ہے جنہیں منزل معرفت پر وہ پہنچا چکے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح فرمائی ہے کہ اس آیت میں وسیلہ سے مراد بیعت مرشد ہے (القول الجمیل)۔ اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے شاہ اسماعیل صاحب دہلوی اپنی کتاب ... میں لکھتے ہیں ... وسیلہ سے مراد ... مرشد ... تحقیق ... ہیں۔ ... جہاد ... سنت ... صراط مستقیم میں سالکان راہ حقیقت نے وسیلہ سے مراد مرشد لیا ہے پس حقیقی کامیابی اور فلاح حاصل کرنے کے لیے جہاد سے پہلے تلاش مرشد ازبس ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ نے سالکان راہ حقیقت کے لیے یہی قاعدہ مقرر فرمایا ہے ... مرشد کی رہنمائی کے بغیر ... کا امکان نہیں ہے۔

مولوی ہرگز نشد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزی نشد (رومی)

دم عارف نسیم صبحدم ہے
اسی سے ریشۂ معنی میں نم ہے
اگر کوئی شعیب آئے میسر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے (اقبال)

ش: اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے تقویٰ اختیار کرنے، وسیلہ تلاش کرنے کے علاوہ راہ معرفت میں مجاہدہ بھی ضروری ہے جہاد اصغر بھی اور جہاد اکبر بھی۔ کفار سے بھی اور نفس امارہ سے بھی۔ ... تمام ... ہر ... کسی حیثیت سے اسلامی حقوق ... مشکلات سے گزرتے ہیں تب جا کر فلاح دارین نصیب ہوگی۔

چو می گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلات لا الٰہ را (اقبال)

تُفْلِحُوْنَ ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا

[illegible]

وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ

[illegible]

مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ

[illegible]

وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۔ وَالسَّارِقُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

والسارقة فاقطعوا ايديهما جزاء بما كسبا نكالا من

[illegible]

الله والله عزيز حكيم ۔ فمن تاب من بعد ظلمه واصلح

[illegible]

فَإِنَّ اللّٰهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ ۗ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ

تو بے شک اللہ تعالیٰ توجہ فرمائے گا اس پر بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا رحم کرنے والا ہے کیا تو نہیں جانتا کہ بلا شبہ

اللّٰهَ لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ يُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ وَيَغْفِرُ

اللہ تعالیٰ کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں میں اور زمین کی عذاب دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور بخش دیتا ہے

لِمَن يَشَاءُ ۗ وَاللّٰهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ

جسے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے اے رسول ؐ

لَا يَحْزُنكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا

غمگین نہ کریں آپ کو وہ جو تیز رفتار ہیں کفر میں ان لوگوں سے جنہوں نے کہا

آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِن قُلُوبُهُمْ ۛ وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا ۛ

ہم ایمان لائے زبانوں سے صرف حالانکہ نہیں ایمان لائے تھے ان کے دل اور ان لوگوں سے جو یہودی ہیں

قورمہ اور پلاؤ کھا رہا ہو۔

شہ یعنی جس نے چوری کی یہ سزا تجویز کی ہے وہ عزیز بھی ہے یعنی سب پر غالب ہے اور حکیم بھی ہے یعنی اس کا ہر حکم سینکڑوں حکمتوں اور مصلحتوں پر مبنی ہوا کرتا ہے۔ ان دو صفات کے ذکر سے معترضین کے تمام شکوک کا جواب بھی مل گیا۔

ثلہ امام شافعی اور چند اور علماء کا خیال ہے کہ اگر چور پکڑے جانے سے پہلے تائب ہو جائے تو اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی لیکن جمہور علماء اور احناف کا یہی مذہب ہے کہ چوری کے بعد حد تو ہر حال لگے گی لیکن اگر اس نے توبہ کی تو قیامت کا عذاب معاف کر دیا جائے گا اور توبہ کی صورت یہ ہے کہ اگر اس کے پاس چوری کا مال موجود ہو تو اس کے مالک کو واپس کرے نہیں تو اس کی قیمت ادا کرے اور اگر یہ دونوں نہیں کر سکتا تو پھر مالک سے معاف کرا لے۔

ثلہ یہود کی حرکتوں سے حضور کریم کا دل آزردہ ہوتا تھا حضور ان کو قدم قدم پر اسلام کی حقانیت کے ثبوت مہیا فرماتے لیکن وہ اپنی ہٹ دھرمی پر مصر رہتے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو تسلی دے رہے ہیں کہ آپ افسردہ نہ ہوں۔ یہ آپ کو کوئی ضرر پہنچا سکتے ہیں اور نہ اسلام کی ترقی کو روکنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ یہ صرف زبان سے ایمان کا اقرار کرتے ہیں ان کے دل ابھی تک کفر میں مبتلا ہیں۔

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ لَمْ يَاْتُوْكَ يُحَرِّفُوْنَ

[illegible]

الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ

[illegible]

وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ

[illegible]

قُلُوْبَهُمْ ۭ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ښ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ

[illegible]

عَظِيْمٌ ۔ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ۭ فَاِنْ جَاۗءُوْكَ

[illegible]

فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَضُرُّوكَ شَيْئًا ۖ وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ ۚ إِنَّ

[illegible]

اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝ وَكَيْفَ يُحَكِّمُونَكَ وَعِندَهُمُ

[illegible]

التَّوْرَاةُ فِيهَا حُكْمُ اللَّهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ ۚ وَمَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٣﴾ إِنَّا أَنزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ

[illegible]

يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ

[illegible]

وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِن كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِیْ ثَمَنًا

[illegible]

قَلِیْلًا ۚ وَمَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

[illegible]

الْكٰفِرُوْنَ ۞ وَكَتَبْنَا عَلَیْهِمْ فِیْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَ

[illegible]

[illegible]

الْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَ

آنکھ کے بدلے آنکھ ، ناک کے بدلے ناک ، کان کے بدلے کان اور

السِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ

دانت کے بدلے دانت اور زخموں کے لیے قصاص تو جو شخص ف۱۰ معاف کردے بدلا تو یہ معافی

كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ

کفارہ بن جائے گی اس کے گناہوں کا۔ اور جو فیصلہ نہ کرے اس کتاب کے مطابق جسے اتارا اللہ نے تو وہی لوگ ظالم

الظَّالِمُونَ ﴿٤٥﴾ وَقَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِمْ بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ

ہیں اور ہم نے پیچھے بھیجا ان کے نقش قدم پر عیسیٰ بن مریم کو ف۱۲

مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ وَآتَيْنَاهُ الْإِنْجِيلَ

تصدیق کرنے والا جو اس کے سامنے موجود تھی یعنی تورات اور ہم نے دی اسے انجیل

انضمت الی الامة عن المکر به ملا شمعه، سیدودی۔ سچ تو یہ ہے کہ ان آیات کے بعد کسی مسلمان کے لیے کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ وہ اپنے لیے، اپنی قوم اور اپنی رعایا کے لیے ایسے قوانین تجویز کرے جو احکام خداوندی کے خلاف ہوں۔

ف۱۰ تورات میں طرح طرح کے ردوبدل کے باوجود آج بھی یہ حکم موجود ہے جو قرآن کی حقانیت کی تصدیق کرتا ہے۔ اگر کوئی اس صورت سے ہلاک ہو جائے تو جان کے بدلے میں جان لے، اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت اور ہاتھ کے بدلے ہاتھ، پاؤں کے بدلے پاؤں، جلانے کے بدلے جلانا، زخم کے بدلے زخم اور چوٹ کے بدلے چوٹ (خروج ۲۱: ۲۳-۲۵)

ف۱۱ ظالم کے لیے عبرت ناک سزا تجویز فرمائی۔ اس کے ساتھ ساتھ مظلوم کو عفو و درگزر کی تلقین کی۔ عدل و انصاف اور عفو و کرم کا کتنا حسین امتزاج ہے۔

ف۱۲ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد سلسلۂ نبوت جاری رہا۔ مختلف مقامات پر مختلف اوقات میں انبیاء مبعوث ہوتے رہے۔ ان کے پیچھے اور ان کے نقش قدم پر حضرت عیسیٰ تشریف لے آئے۔ انہوں نے تورات کی تصدیق کی۔ انہیں انجیل دی گئی۔ وہ بھی تورات کی طرح سراپا ہدایت و نور تھی۔

فِيهِ هُدًى وَنُورٌ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ

[illegible]

وَهُدًى وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٤٦﴾ وَلْيَحْكُمْ أَهْلُ الْإِنجِيلِ

[illegible]

بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فِيهِ ۚ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ

[illegible]

هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٤٧﴾ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا

[illegible]

لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ ۖ فَاحْكُم بَيْنَهُم

[illegible]

[illegible]

بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ

[illegible]

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ

[illegible]

اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ

[illegible]

[illegible]

وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ

[illegible]

أَنْ يَفْتِنُوكَ عَنْ بَعْضِ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ ۖ فَإِنْ

[illegible]

[illegible]

تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ

پس اگر پھیریں تو جان لو کہ بے شک ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کہ پہنچائے انہیں ان کے بعض گناہوں کی

وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ۝۴۹ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ

اور بے شک بہت سے لوگ نافرمان ہیں کیا وہ جاہلیت کے زمانے کا فیصلہ چاہتے ہیں

وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اور اللہ تعالیٰ سے بہتر کس کا حکم ہو سکتا ہے اس قوم کے نزدیک جو یقین رکھتی ہے اے ایمان

اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ

والو نہ بناؤ یہود اور نصاریٰ کو (اپنا) دوست (مددگار) وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست

سے روشن تھی اس سے ان کی چال کیسے کارگر ہو سکتی تھی۔ نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ نے صاف انکار کر دیا۔ حضرت عبداللہ ... تو یہ آیت نازل ہوئی۔ وہ چاہتے ہیں ساری عمر اسی طرح بھٹکاتے رہیں ... اور اس کی نگاہیں مقامِ محمدی کی رفعتوں کو نہ دیکھ سکیں۔ آفتابِ مصطفوی کی جلوہ سامانیوں کو نہ پا سکیں۔ آج بھی توحید کی آڑ لے کر شانِ رسالت کی عظمتوں کا انکار کرنے والے بعینہٖ یہی الفاظ دہراتے سنائی دیتے ہیں۔ اس یہودی ذہنیت کو مسلمان کہلانے والوں نے کیوں اور کیسے قبول کر لیا بڑی حیرت اور افسوس کا مقام ہے۔

ف بار بار فہمائش کے باوجود وہ اپنی اصلاح پر آمادہ نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس سزا کے لیے بہت قریب ہیں جو ایسے سرکش قوموں کے لیے مقرر ہے۔ چنانچہ وہ وقت آیا جب مدینے کی پاک سرزمین سے ان کو جلاوطن کر دیا گیا۔ کئی قتل کر دیئے گئے۔ باقی جزیہ دینے پر مجبور ہو گئے۔

ف حقیقت میں نظامِ جاہلیت اسے کہتے ہیں جہاں قانون سازی کا کامل اختیار خالقِ کائنات کو نہ ہو بلکہ انسانی اغراض اور خواہشات کے ہاتھ میں ہو۔ جہاں الٰہ واحد کی مسند پر ... اس کے بجائے انسان کا نفس اور انتقام ... ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب قرآن آسمانی کتابوں کی حفاظت کو آیا ہے جن میں ہدایت ہی ہدایت، نور ہی نور ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم دورِ جاہلیت کے اس ظالمانہ نظام کو اپنانا چاہتے ہو جس میں غریب و امیر، کمزور اور طاقتور، حاکم اور محکوم کے لیے الگ الگ قانون تھے۔ ذرا سوچو! اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے احکام جن میں عدل و

بَعۡضٍ ۚ وَمَنۡ يَّتَوَلَّهُمۡ مِّنۡكُمۡ فَاِنَّهٗ مِنۡهُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِى

[illegible]

الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِيۡنَ ۞ فَتَرَى الَّذِيۡنَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوۡنَ

[illegible]

فِيۡهِمۡ يَقُوۡلُوۡنَ نَخۡشٰٓى اَنۡ تُصِيۡبَنَا دَآٮِٕرَةٌ ؕ فَعَسَى اللّٰهُ اَنۡ يَّاۡتِىَ

[illegible]

[illegible]

[illegible] مسلمانوں کو بتادیا گیا کہ یہود و نصاریٰ کے ساتھ [illegible]

[illegible]

بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ

فتح یا کوئی اور بات اپنی طرف سے [illegible] تو ہو جائیں گے [illegible] جو چھپا رکھا تھا اپنے دلوں میں

نٰدِمِيْنَ ۝ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا

نادم [illegible] اور کہیں گے ایمان والے کیا یہی وہ لوگ ہیں جو قسمیں کھاتے تھے

بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ؕ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا

اللہ کی سخت سے سخت کہ وہ یقیناً تمہارے ساتھ ہیں اکارت گئے ان کے عمل اور ہو گئے وہ [illegible]

خٰسِرِيْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ

نقصان اٹھانے والے اے ایمان والو [illegible] جو کوئی پھرے تم میں سے اپنے دین سے

یہ دولت یا ایسی نصرت کا وعدہ نہیں ہے کی۔ دشمنوں کی گردش [illegible] ہو گئے ہیں۔ غرض اس تفسیر [illegible] اشارہ کا مطلب یہ بیان ہوا ہے کہ جب مسلمان ان کو روکتے کہ اللہ تعالیٰ کے بار بار منع فرمانے کے باوجود تم یہود سے قطع تعلق کیوں نہیں کرتے تو وہ منافق [illegible] یہودی بڑے [illegible] ہیں [illegible] کے ساتھ [illegible] ہیں کہ کہیں گردش زمانہ یا کوئی اور مصیبت آجائے تو اس وقت ہم ان سے [illegible] کی مدد لے سکیں [illegible] عنقریب اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح دے گا۔ دولت و ثروت [illegible] یہودی [illegible] سے جلا وطن کر دیئے جائیں گے۔ اس وقت حسرت و ندامت کے بغیر تمہارے لیے کوئی چارہ کار نہ رہے گا۔ اس لیے بہتر ہے کہ ابھی سے اسلام کا دامن مضبوطی سے تھام لو اور ان کے دشمنوں سے اپنے تعلقات منقطع کر لو۔

[13] مسلمان [illegible] کہا کرتے کہ کیا یہ وہی لوگ ہیں جو بڑے جوش و خروش سے قسمیں کھا کر ہمیں اپنی حمایت کا یقین دلایا کرتے اور ان کا حال یہ ہے کہ جب دیکھو کسی دشمن اسلام کی گود میں بیٹھے اس سے سرگوشیاں کر رہے ہیں۔ عجیب لوگ ہیں۔

[14] [illegible] اور [illegible] عمل ضائع ہو گئے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] قیامت کے روز ان کی بدنصیبی کا [illegible] احساس ہو گا۔

[15] [illegible] بعض [illegible] اگر [illegible] اختیار کریں تو بھی اسلام کا [illegible] جو ان سے بہتر [illegible] اور [illegible] اسلام کو قبول کریں گے اور

فسوف یأتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ اذلۃ علی المؤمنین

[illegible]

أَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُونَ

[illegible]

لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ

[illegible]

عَلِيمٌ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لا تهين الفقير علك ان　　　تركع يوما والدهر قد رفعه

[illegible]

الصلوة ويؤتون الزكوة وهم راكعون ۔ ومن يتول الله

[illegible]

ورسوله والذين امنوا فان حزب الله هم الغلبون

[illegible]

[illegible]

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّ

اے ایمان والو نہ بناؤ ان کو جنہوں نے بنا رکھا ہے تمہارے دین کو ہنسی اور

لَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ

کھیل ان لوگوں سے جنہیں دی گئی کتاب تم سے پہلے اور کفار سے بھی دوست

وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۔ وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ

اور ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے اگر ہو تم ایمان دار اور جب پکارتے ہو تم نماز کی طرف

اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّ لَعِبًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۔ قُلْ

تو وہ بناتے ہیں اسے مذاق اور تماشہ یہ اس وجہ سے کہ وہ ہیں قوم بالکل بے عقل آپ فرمائیے

سے زیادہ اس کا وزن نہ ہوگا اور اس کی قیمت اس وقت ایک دو پیسے ہی کی تھی۔ اگر ایک روپیہ صدقہ کرنے سے خلافت کا حق ثابت ہو جاتا ہے تو ایسے بیسیوں صحابہ اور اہل ثروت ہیں جنہوں نے ایک بار ہی نہیں کئی کئی بار ... اور رسالت مآب کے قدموں میں اور جب بھی اسلام کے لیے ضرورت پڑی حضرت ... سونے چاندی کے سکوں سے بھری ہوئی جھولیاں قدموں میں لا کر ڈھیر کر دیں۔ ان کی خلافت کا کیسے انکار کیا جا سکتا ہے۔

۵۷؎ یہود اسلامی عبادات کا مذاق اڑایا کرتے تھے اور کفار کا تو مقصد ہی یہ تھا کہ اسلام کی ہر چیز سے تمسخر کیا کریں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے محبت و دوستی کے تعلقات قائم کرنے سے منع فرماتے ہیں کہ وہ دین کا مذاق اڑائیں اور آپ ان سے دوستی رکھیں ایسے لوگ اسلام کی نظر میں دوستی کے لائق نہیں۔

۵۸؎ اذان کے متعلق یہود کہا کرتے تھے کہ یہ کیسی آواز ہے جس کا چرچا دنیا میں ہم نے سنا تک نہیں۔ یہ شور و غل ناقابل برداشت ہے۔ جانے کس کے ... گھنٹوں اور ناقوسوں کی آواز کو پکارنے کے عادی ہیں ان کے چہرے بگڑے دشمن ... کا مذاق اڑاتے اور تمسخر کرتے۔ یہ ان کی حماقت اور نادانی ہے تو اور کیا ہے۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ مدینہ میں ایک عیسائی تھا جب مؤذن اشھد ان محمدا رسول اللہ کہتا تو وہ کہتا کہ جھوٹا جل جائے۔ چنانچہ ایک رات وہ سو رہا تھا اس کے گھر میں آگ لگ گئی جس میں وہ اور سارا کنبہ جل کر راکھ ہو گیا گویا اس کو بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ... جھوٹا کون ہے

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ

[illegible]

اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ قُلْ هَلْ

[illegible]

اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَ

[illegible]

غَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ عَن سَوَاءِ السَّبِيلِ ۞ وَإِذَا جَاءُوكُمْ

وہی لوگ بدتر ہیں ٹھکانے کے اعتبار سے اور زیادہ بہکے ہوئے ہیں راہ راست سے اور جب آتے ہیں تمہارے

قَالُوا آمَنَّا وَقَد دَّخَلُوا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا بِهِ ۚ وَاللَّهُ أَعْلَمُ

پاس تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے حالانکہ وہ داخل ہوئے تھے کفر کے ساتھ اور وہ نکلے بھی کفر کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ خوب

بِمَا كَانُوا يَكْتُمُونَ ۞ وَتَرَىٰ كَثِيرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُونَ فِي الْإِثْمِ

جانتا ہے جو وہ چھپا رہے تھے اور آپ دیکھتے ہیں بہتوں کو ان میں سے کہ لپکتے ہیں تیزی سے گناہ

وَالْعُدْوَانِ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۞ لَوْلَا

اور زیادتی کرنے میں ١٣٣ اور حرام خوری میں بے شک بہت ہی برے کام کر رہے ہیں کیوں نہیں

يَنْهَاهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ عَن قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ

منع کرتے انہیں ١٣٤ ان کے مشائخ اور علماء گناہ کی بات کہنے سے اور حرام کھانے

١٣٣ یہ آیت منافقین یہود کے بارے میں نازل ہوئی۔ الاثم گناہ۔ العدوان سرکشی۔ بعض علماء نے ان دونوں میں یوں فرق کیا ہے کہ اثم وہ گناہ ہے جو انسان کی اپنی ذات تک محدود ہو اور عدوان وہ جس کا ضرر دوسروں تک پہنچے۔ بیضاوی

١٣٤ علامہ بیضاوی لکھتے ہیں کہ لولا اگر ماضی پر داخل ہو تو زجر و توبیخ کے لیے ہوتا ہے یعنی انہوں نے کیوں ایسا کیا۔ کیوں اپنے فرض کی ادائیگی میں غفلت اور کوتاہی کی۔ اور اگر مضارع پر داخل ہو تو کسی کام پر برانگیختہ کرنے اور اکسانے کے لیے ہوتا ہے۔ یہاں مضارع پر داخل ہے اور مقصد یہ ہے کہ اہل کتاب کے علماء، پادری اور صوفی اس لیے کمر بستہ ہوں کہ لوگوں کو جھوٹ بولنے اور حرام خوری سے منع کرنے کے لیے کمربستہ ہو جائیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ھی اشد آیۃ فی القرآن کہ قرآن کی سخت ترین آیت ہے اور ضحاک کہتے ہیں ما فی القرآن اخوف عندی منہا میرے نزدیک قرآن میں اس سے زیادہ خوف دلانے والی کوئی آیت نہیں اس آیت میں علماء اسلام کو بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تاکید بلیغ ہے۔ علامہ قرطبی نے ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک فرشتہ کو حکم دیا گیا کہ فلاں بستی کو برباد کر دو۔ اس نے عرض کی کہ اس میں تو فلاں عبادت گزار رہتا ہے۔ حکم ہوا کہ ہلاکت کی

السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ﴿٦٣﴾ وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ

سے بہت بری ہیں وہ حرکات جو وہ کیا کرتے تھے اور کہا یہودیوں نے کہ ہاتھ اللہ کا

مَغْلُولَةٌ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ

بندھا ہے جکڑے جائیں ان کے ہاتھ اور [illegible] بلکہ اس کے دونوں ہاتھ [illegible]

يُنفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم مَّا أُنزِلَ إِلَيْكَ

خرچ کرتا ہے جیسے چاہتا ہے اور ضرور بڑھا دے گا بہتوں کو ان میں سے جو اتارا گیا آپ کی طرف آپ کے رب

حد ہی سے گزر گئے کیونکہ ان کی آنکھوں کے سامنے شریعت کے احکام کی خلاف ورزیاں ہوتی رہیں اور کبھی ان کے چہرے کا رنگ تک بھی میلا نہ ہوا۔

۶۴ پہلے تو یہ بتایا کہ یہود [illegible] اس آیت میں یہ بتایا کہ ان کی بیباکی اور جسارت کا یہ عالم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی [illegible] گستاخانہ کلمات زبان پر لانے سے نہیں شرماتے۔ جب یہودیوں نے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ [illegible] سے افلاس و تنگدستی کا دور دورہ [illegible] فنحاص [illegible] زبان سے نکلے [illegible] صلی اللہ علیہ [illegible] اللہ [illegible] اگر اس کے پاس کچھ ہوتا یا وہ سخی ہوتا تو مسلمانوں کا [illegible] یہ حال نہ ہوتا۔

۶۵ شدت غضب و ناراضگی سے [illegible] یعنی زمین و آسمان کے [illegible] کبھی ختم ہو سکتے ہیں اور اس کا دست جود و سخا کبھی بند ہو سکتا ہے۔ معاذ اللہ۔

۶۶ [illegible]

مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۭ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ

آپ کے رب سے سرکشی اور کفر میں اور ہم نے ڈال دی ہے ان کے درمیان دشمنی اور بغض

اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ

روز قیامت تک جب کبھی وہ بھڑکاتے ہیں آگ لڑائی کی بجھا دیتا ہے اسے اللہ

وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝

اور یہ کوشش کرتے ہیں زمین میں فساد برپا کرنے کی اور اللہ تعالیٰ نہیں پسند کرتا فسادیوں کو

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ

اور اگر بیشک اہل کتاب ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو ہم ضرور دور کر دیتے ان سے ان کی برائیاں

اس وقت یہود و نصاریٰ میں [illegible] کا تاج [illegible] [illegible] کتاب [illegible]
[illegible] ہیں

[illegible] [illegible]

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم [illegible]

[illegible] مفعول الیہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ

[illegible]

وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ

[illegible]

وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ۭ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ۭ وَكَثِيْرٌ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

منهم ساء ما يعملون يا أيها الرسول بلغ ما أنزل إليك

[illegible]

مِنْ رَّبِّكَ ۗ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ ۗ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ

آپ کے پروردگار کی جانب سے۔ اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو نہیں پہنچایا آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام اور اللہ تعالیٰ بچائے گا آپ کو

مِنَ النَّاسِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۞ قُلْ يٰۤاَهْلَ

لوگوں کے شر سے یقیناً اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا کافروں کی قوم کو آپ فرما دیجئے اے

الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَىْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَ

اہل کتاب نہیں ہو تم کسی چیز پر (ہدایت سے) یہاں تک کہ عمل سے قائم کرو تورات اور انجیل کو اور

مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۗ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ

جو اتارا گیا تمہاری طرف تمہارے رب کی جانب سے، اور ضرور بڑھا دے گا ۱۳۴ کثیر کو ان میں سے جو اتارا گیا آپ کی

مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۞ اِنَّ

طرف آپ کے رب کی جانب سے سرکشی اور کفر میں پس آپ نہ افسوس کریں ۱۳۵ قوم کفار پر بے شک

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِئُوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ

جو لوگ ایمان لائے ۱۳۶ اور جو یہودی ہے اور صابی اور عیسائی جو بھی (ان میں سے)

بلا کم و کاست اور بے خوف و خطر پہنچا کر خدا کی حجت بندوں پر تمام کر دی۔"

۱۳۴ یعنی جوں جوں آیات قرآنی کا نزول ہوتا ہے ان کا غیظ و غضب بڑھتا جاتا ہے اور ان کے کفر و سرکشی میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

۱۳۵ تسلی دی جا رہی ہے کہ اے میرے حبیب! آپ کا دل کیوں رنجیدہ ہو۔ اگر یہ کفر ہی پر جمے رہتے ہیں تو جلد ہی اپنے کیے کی سزا پائیں گے۔ اسی یاسی اسیٰ اذا حزن (قرطبی)

۱۳۶ اس آیت کی وضاحت سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۶۲ میں گزر چکی ہے۔ اور ایمان باللہ سے مراد اس کی ذات اس کی صفات کمال، اس کی نازل کی ہوئی کتابوں اور اس کے بھیجے ہوئے رسولوں پر ایمان لانا ہے کیونکہ جو کوئی کسی رسول پر ایمان نہیں لاتا وہ گویا اس کے بھیجنے والے کا انکار کر رہا ہے۔ جو شخص کسی بادشاہ کو اپنا بادشاہ تسلیم کرتا ہے لیکن اس کے

اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ

[illegible]

لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَاَرْسَلْنَآ

[illegible]

اِلَيْهِمْ رُسُلًا ؕ كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِيْقًا

[illegible]

كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ۝ وَحَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا

[illegible]

وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ؕ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝۷۱ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ

اور اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھ رہا ہے جو وہ کرتے ہیں بے شک کافر ہو گئے وہ جنہوں نے کہا کہ اللہ تو

الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اعْبُدُوا

مسیح بن مریم ہی تو ہے حالانکہ کہا تھا مسیح نے اے بنی اسرائیل! عبادت کرو

اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ

اللہ کی جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ یقیناً جو بھی شریک بنائے گا اللہ کے ساتھ تو حرام کر دی ہے اللہ تعالیٰ نے

اور کان بہرے کر کے اندھے اور بہرے بن کر رہ گئے

١٢٠ اس سے مراد حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص مہربانی سے ان مدہوشوں کو ہوشیار کرنے کے لیے پیغام حق بھیجا پھر بھی گنتی کے چند لوگوں کے سوا یہ اندھے اور بہرے ہی بنے رہے

١٢١ یہاں ایک چیز قابل غور ہے کہ قاعدہ ہے کہ فاعل ظاہر ہو تو فعل خواہ وہ جمع ہی کیوں نہ ہو فعل واحد ذکر کیا جاتا ہے یہاں ضمیر فاعل ظاہر ہے۔ اس کے باوجود عموا وصموا فعل جمع کیوں ذکر کیا گیا۔ اس کا ایک جواب یہ ہے کہ ضمیر فاعل نہیں بلکہ واو علامت جمع اور ضمیر فاعل ہے اور کثیر اس کا بدل ہے۔ وارتفع کثیر علی البدل من الواو (قرطبی) دوسرا جواب یہ دیا گیا ہے کہ عرب کی ایک لغت میں پہلے ہی فعل کا جمع کا صیغہ مستعمل ہوتا رہتا ہے جیسے اکلونی البراغیث یا جیسے فرزدق کا شعر ہے

ولکن دیافیٌّ ابوہ و امہ بحوران یعصرن السلیط اقاربہ (قرطبی)

یہاں اقاربہ فاعل ہے پھر بھی یعصرن جمع مونث ذکر ہوا

١٢٢ عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا مانتے ہیں جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ ان کے دعویٰ کا بطلان حضرت مسیح علیہ السلام کی زبان سے کرایا جا رہا ہے۔ آپ فرماتے ہیں صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ کیونکہ وہ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ رب کا معنی ہے آہستہ آہستہ کسی چیز کو اس کی استعداد کے مطابق نقص سے کمال کی طرف، کمزوری سے قوت کی طرف پہنچانے والا۔ تو جب وہ مجھے مرتبہ کمال تک پہنچانے والا ہے تو میں خود خدا کیسے ہو سکتا ہوں۔ خدا تو وہ ہے جو ہر نقص اور عیب سے پہلے ہی پاک اور منزہ ہو۔ وہ کسی کے پاک کرنے اور منزہ کرنے کا محتاج نہیں ہوتا۔

عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوٰىهُ النَّارُ ۖ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ

[illegible]

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تیسری صدی [illegible] LOGOS [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِلَّآ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ وَإِن لَّمْ يَنتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ

مگر ایک خدا ف اور اگر باز نہ آئے اس قول سے جو وہ کہہ رہے ہیں تو ضرور پہنچے گا جو

كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ ۚ

کفر کیے ان میں سے دردناک عذاب تو کیوں نہیں رجوع کرتے اللہ کی طرف اور اس سے بخشش مانگتے

وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ مَّا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ

اور اللہ بخشنے والا مہربان ف نہیں مسیح ابن مریم مگر ایک رسول ف گزر چکے

مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۖ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ ۖ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ ۗ انظُرْ

اس سے پہلے کئی رسول اور اس کی ماں راست باز تھیں دونوں کھایا کرتے تھے کھانا دیکھو

كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انظُرْ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ۝ قُلْ

کیسے کھول کر بیان کرتے ہیں ان کے لیے آیتیں پھر دیکھو وہ کیسے الٹے پھرے جاتے ہیں ف آپ فرمایئے

ف یعنی اور کوئی خدا ہے ہی نہیں سوائے اس کے جو صفت وحدت سے متصف ہے۔ اس جملہ میں عام استغراق کی نفی کا اعلان دیتا ہے یعنی کسی قسم کا تعدد نہیں، نہ ذات میں، نہ صفات میں۔ صرف ایک ہی خدا ہے جو ہر طرح کی کامل احدیت اور یکتائی سے متصف ہے۔

ف حضرت مسیح کی الوہیت کی نفی کرنے کے بعد بتایا کہ وہ کیا ہیں؟ فرمایا وہ اللہ کے رسول ہیں اور ان سے پہلے بھی رسول گزرے ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول تھے نہ پہلے رسولوں میں سے کوئی خدا تھا نہ مسیح خدا ہیں اور ان کی والدہ مریم بھی اللہ تعالیٰ کی ایک راست باز بندی ہیں۔ وہ دونوں ماں بیٹا بھی دوسرے انسانوں کی طرح طعام کھایا کرتے تھے جب انہیں کھانے کی ضرورت محسوس ہوتی تھی تو وہ بندے ہوئے خدا تو نہ ہوئے۔ اس آیت میں یہودیوں کی بھی تردید ہو گئی اور عیسائیوں کا بھی رد ہو گیا۔

ف سے ملاحظہ ہو کہ ان کے عقیدہ کے خلاف کیسے زبردست دلائل پیش کیے گئے ہیں لیکن وہ پھر بھی اپنے باطل عقیدہ اور اندھی تقلید سے باز نہیں آتے۔ اب اس ہٹ دھرمی کا کیا علاج۔

أَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَاللَّهُ

کیا تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا اس کی جو نہیں مالک تمہارے نقصان کا اور نہ نفع کا اور اللہ تعالیٰ

هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۷۶﴾ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ

ہی سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے فرمائیے اے اہل کتاب نہ حد سے بڑھو اپنے دین میں

غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِن قَبْلُ وَ

ناحق اور نہ پیروی کرو اس قوم کی خواہشوں کی جو گمراہ ہو چکی ہے پہلے سے اور

أَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَن سَوَاءِ السَّبِيلِ ﴿۷۷﴾ لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا

گمراہ کیا بہت سے لوگوں کو اور بھٹک گئے وہ سیدھی راہ سے لعنت کیے گئے وہ جنہوں نے کفر کیا

مِن بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَٰلِكَ بِمَا

بنی اسرائیل سے داؤد کی زبان پر اور عیسیٰ پسر مریم کی زبان پر یہ بوجہ اس کے کہ

ف۱ حضرت صدر الافاضل مراد آبادی قدس سرہ فرماتے ہیں یہ ابطال شرک کی ایک اور دلیل ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مستحق عبادت وہی ہو سکتا ہے جو نفع و ضرر وغیرہ ہر چیز پر ذاتی قدرت و اختیار رکھتا ہو جو ایسا نہ ہو وہ الٰہ و مستحق عبادت نہیں ہو سکتا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نفع و ضرر کے بالذات مالک نہ تھے اللہ تعالیٰ کے مالک کرنے سے مالک ہوئے تو ان کی نسبت الوہیت کا اعتقاد باطل ہے۔ خزائن العرفان۔

ف۲ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ عیسائیوں کو دعوت دے رہا ہے کہ وہ افراط و تفریط سے کنارہ کش ہو جائیں اور حضرت مسیح علیہ السلام کی صحیح تعلیمات پر پختگی سے عمل پیرا ہو جاؤ کیونکہ عقیدہ تثلیث کا حضرت مسیح کی تعلیمات سے دور کا واسطہ بھی نہیں بلکہ تم نے دوسری گمراہ قوموں کے مشرکانہ نظریات کو اپنانا شروع کر دیا ہے اپنے صاف سادہ عقیدہ توحید کو یونانی اور رومی فلسفہ کی بھینٹ چڑھا کر اس کو بالکل مسخ کر کے رکھ دیا ہے۔ چھوڑ دو اس خود ساختہ عقیدہ کو۔ اور حضرت مسیح کے سچے دین کو مضبوطی سے پکڑو۔

عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ

[illegible]

لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

[illegible]

لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي

[illegible]

الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا

[illegible]

[illegible] کلا واللہ لتامرن بالمعروف ولتنھون عن المنکر ولتاخذن علی ید الظالم ولتاطرنه علی الحق اطرا ولتقصرنه علی الحق قصرا او لیضربن اللہ بقلوب بعضکم علی بعض ولیلعننکم کما لعنھم (ترمذی، ابو داؤد)

[illegible]

[illegible]

أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلَٰكِنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ فَاسِقُونَ ﴿٨١﴾

اتری اس پر تو نہ بناتے ان کو دوست لیکن اکثر ان میں سے نافرمان ہیں

لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا

ضرور پائیں گے آپ سب لوگوں سے زیادہ دشمنی رکھنے والے ایمان والوں سے یہود کو اور مشرکوں کو

وَلَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُمْ مَوَدَّةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ

اور البتہ پائیں گے آپ ف۱ سب سے زیادہ قریب دوستی میں ایمان والوں سے جنہوں نے کہا کہ ہم نصاریٰ ہیں

ذَٰلِكَ بِأَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيسِينَ وَرُهْبَانًا وَأَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿٨٢﴾

یہ اس لیے کہ ان میں عالم ف۲ اور درویش ہیں اور وہ غرور نہیں کرتے

[illegible]

ف۱ یہود و مشرکین کی ذہنیت رسانیوں اور اسلام دشمنیوں کے مقابلہ میں نصاریٰ کا رویہ بہتر ہے۔ امام ابن جریر فرماتے ہیں کہ ان عیسائیوں سے مراد تمام عیسائی نہیں بلکہ ان کا وہ مختصر گروہ مراد ہے جو ان عقائد کا پابند تھا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں سکھائے تھے أنّهم قوم من أهل الكتاب كانوا على شيء يتمسّكون من عيسى يؤمنون به ويتّبعونه۔ تفسیر ابن جریر۔ انہیں میں حق قبول کرنے کی صلاحیت موجود تھی ان کی نگاہ میں ابھی نورِ ہدایت کو دیکھنے کی قوت تھی

ف۲ قسیسین کا واحد قس اور قسیس ہے وَاَصْلُهُ مِن قَسَّ إِذَا تَتَبَّعَ الشَّيْءَ فَطَلَبَهُ جب کوئی کسی چیز کا متلاشی ہو اور اس کے پیچھے پیچھے چلا جا رہا ہو تو کہتے ہیں قس الشیٔ۔ یہاں قسیسین سے مراد ان کے علماء ہیں لیکن یہ لفظ رومی زبان کا ہے اور تعریب کے بعد لغت عرب میں استعمال کیا جانے لگا ہے۔ رہبان راہب کی جمع ہے۔ راہب اس عابد کو کہتے ہیں جو دنیا کے جھگڑوں سے الگ تھلگ خانقاہوں اور حجروں میں مصروفِ ذکر و فکر رہتا ہو۔ الترہّب التعبّد فی صومعۃ۔ (قرطبی)

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ

اور جب سنتے ہیں قرآن جو اترا رسول کی طرف تو آپ دیکھیں گے کہ ان کی آنکھیں چھلک رہی ہوتی ہیں

مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا

آنسوؤں سے ف۱ اس لیے کہ پہچان لیا انہوں نے حق کو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں لکھ لے

مَعَ الشَّاهِدِينَ ﴿۸۳﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا جَاءَنَا مِنَ

گواہوں کے ساتھ اسلام کی صداقت کی گواہی دینے اور ہمیں کیا ہوا ہے کہ ہم ایمان نہ لائیں اللہ پر اور جو آیا ہمارے پاس

الْحَقِّ وَنَطْمَعُ أَن يُدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصَّالِحِينَ ﴿۸۴﴾

حق حالانکہ ہم امید کرتے ہیں کہ داخل فرمائے ہمیں ہمارا رب نیک گروہ میں ف۲

فَأَثَابَهُمُ اللَّهُ بِمَا قَالُوا جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

تو صلہ دیا انہیں اللہ تعالیٰ نے بعوض اس قول کے باغات رواں ہیں جن کے نیچے نہریں

خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ﴿۸۵﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا

وہ ہمیشہ رہیں گے ان میں اور یہی صلہ ہے نیکی کرنے والوں کا اور جنہوں نے کفر کیا

وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿۸۶﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

اور جھٹلایا ہماری آیتوں کو تو وہی دوزخی ہیں اے ایمان والو

ف۱ جب آنکھیں آنسوؤں سے بھرپور ہو کر چھلک پڑیں تو عرب کہتے ہیں فَاضَتِ الْعَيْنُ۔ اسی سے تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ ماخوذ ہے۔

ف۲ شاہدین سے مراد امت مصطفے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے اس آیت سے ابن جریر کے قول کی مزید تائید ہوتی ہے کہ یہاں نصاریٰ سے مراد وہ مخصوص گروہ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین کا پابند تھا۔ اور عبادت اور ذکر الٰہی میں مشغول رہتا تھا۔ جب حق اور ہدایت کی روشنی حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں دیکھی تو فوراً ایمان لے آئے۔

لا تحرموا طيبت ما احل الله لكم ولا تعتدوا ان الله

[illegible]

لا يحب المعتدين - وكلوا مما رزقكم الله حللا طيبا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۔ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ

اور ڈرتے رہو اللہ سے جس پر تم ایمان والے ہو نہیں مؤاخذہ کرے گا تم سے اللہ تعالیٰ

بِاللَّغْوِ فِيٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ

تمہاری فضول قسموں پر لیکن بازپرس کرے گا تم سے ان قسموں پر جن کو تم پختہ کر چکے ہو

فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ

تو اس کے توڑنے کا کفارہ [illegible] دس مسکینوں کو درمیانی قسم کا جو تم کھلاتے ہو اپنے

اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ

گھر والوں کو یا کپڑے پہنانے ہیں ان کو یا آزاد کرنا ہے ایک گردن پھر جو شخص نہ پائے تو روزے

ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا

تین دن کے یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا جب تم قسم کھاؤ اور حفاظت کیا کرو

[illegible]

ف: [illegible] اس کی وجہ یہ ہے کہ [illegible] قسموں سے کچھ مقصود نہیں ہوتا [illegible] ایسی قسم کا کفارہ نہیں [illegible] لیکن [illegible] قسم توڑنے پر [illegible] گناہ ہوگا اور کفارہ دینا پڑے گا۔

ف: [illegible] دس مسکینوں کو کھانا کھلا دے یا [illegible] کپڑا [illegible] جسم [illegible] چادر [illegible] اور اگر ان تینوں میں سے کسی ایک پر بھی قدرت نہیں رکھتا تو پھر تین دن کا روزہ رکھے۔

اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

اپنی قسموں کو ف۱۹۲ اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تمہارے واسطے اپنے حکم تاکہ تم احسان مانو ف۱۹۳

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ

اے ایمان والو یہ جو ہے شراب اور جوا اور بت اور پانسے کے تیر ف۱۹۴

ف۱۹۲ یعنی اپنی قسموں کا ادب ملحوظ رکھو یہ نہیں کہ قسم کھائی اور توڑ دی بلکہ جب قسم کھاؤ تو اس کی پوری احتیاط و پابندی کرو جس میں اس بات کی احتیاط بھی داخل ہے کہ بے سوچے سمجھے قسم نہ کھا بیٹھا کرو جو قسم کی پابندی [illegible] اور اس کو توڑنے پر مجبور ہو جاؤ۔

ف۱۹۳ پاک اور حلال چیزوں سے نفع اندوز ہونے کی اجازت، قسم توڑنے کی صورت میں کفارہ کا [illegible] ان کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے ظاہری اور باطنی نعمات اور احسانات کا غیر منقطع سلسلہ جاری ہے جس کا شکریہ ادا کرنا بندہ پر واجب ہے۔

ف۱۹۴ عرب میں شراب کا عام رواج تھا۔ گنتی کے چند آدمیوں کے علاوہ سب ہی اس کے متوالے تھے۔ شراب جو کہ جسمانی اور روحانی بیماریوں کا سبب، اخلاقی اور معاشی [illegible] کی جڑ اور فتنہ و فساد کی علت ہے۔ اسلام کے نظام حیات میں اس کی کہاں گنجائش ہو سکتی تھی۔ [illegible] حرمت کا حکم آہستہ آہستہ اور تدریجاً [illegible] لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى [illegible] نشہ کی حالت میں [illegible] شراب کی حرمت کا [illegible] حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ [illegible] اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانًا شَافِيًا [illegible] شراب پینے کے [illegible] جب [illegible] تعلیمات اسلامیہ [illegible] حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے [illegible] منادی کرنے والا [illegible] شراب [illegible] فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ [illegible]

الٹ دیے گئے، جار اور سبو توڑ دیے گئے، شیشوں اور خُموں میں جو بھری ہوئی تھی اب انڈیل دی گئی۔ وہ چیز جو ہمیں اسعد ہو رہی تھی اب گندے پانی کی طرح گلیوں میں بہہ رہی تھی۔ حیرت یہ ہے کہ اس کے بعد کسی صحابی نے ہچکچاہٹ تک کا اظہار تک نہ کیا۔ قرآن کی اثر آفرینی، حضور کی بہترین تربیت، صحابہ کرام کی کامل ترین اطاعت و فرمانبرداری اور اسلامی انقلاب آفرین قوت کا یہ وہ مظاہرہ ہے جس کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں۔ شراب کے خوفناک اثرات دیکھ کر یورپ اور امریکہ کے ڈاکٹر اور دانشور رہ رہ کر پریشان ہیں۔ اس مصیبت سے اپنی قوم کو چھٹکارا دلانے کے لیے بڑی بڑی مہمات دیکھیں۔ کوششیں کی جا رہی ہیں۔ حکومت امریکہ نے پورے چودہ سال تک شراب کے خلاف زور سے جہاد جاری رکھا۔ اس جہاد میں نشر و اشاعت اور پروپیگنڈے کے جدید ترین اور قوی ترین وسائل اختیار کیے اخبارات، رسالے، لیکچر، تصاویر اور سینما سب ہی شراب سے نفرت دلانے کے لیے پکار رہے۔ اس مہم پر حکومت نے تقریباً کروڑوں روپیہ خرچ کیا۔ پچیس کروڑ پونڈ کا خسارہ برداشت کیا۔ تین سو آدمیوں کو تختہ دار پر لٹکا دیا۔ پانچ لاکھ سے زیادہ اشخاص کو قید کی سزائیں دیں۔ بھاری جرمانے کیے۔ بڑی بڑی جائدادیں ضبط کی گئیں لیکن یہ ساری تدبیریں بیکار ثابت ہوئیں۔ آخرکار حکومت کو اپنی شکست فاش کا اعتراف کرنا پڑا اور اس نے شراب نوشی جس کے خلاف یہ مہم شروع کی تھی ۱۹۳۳ء میں قانوناً جائز قرار دے دی۔ ماخوذ

(اردو تفسیر المنار)

والمیسر: اسی طرح برطانیہ میں جوا پر جو پابندی تھی اسے بھی ۱۹۶۰ء میں واپس لے لیا گیا۔ اور اس کی بیخ کنی کے لیے ساری سعی تھی، ... کے بعد سے بھی قانونی طور پر جائز کر دی گئی بلکہ سرکاری سرپرستی (۱۹۶۳ء)

لیکن سب بے فائدہ۔ سب بیکار۔ یہ اسلام کی قوت قاہرہ تھی جس نے ایک دن میں ساری قوم کو اس بلائے بے درماں سے رہائی دلا دی۔

ف۲۵ یہاں چار چیزوں کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ خمر، میسر، انصاب اور ازلام۔ گو ان کے متعلق تو پہلے نوٹ گزر چکے ہیں لیکن مختصراً یہاں بھی کچھ عرض کر دینا مناسب ہے۔ خمر: کُلُّ شَرَابٍ مُسْکِرٍ فَهُوَ خَمْرٌ لُغَةً وَّشَرِيعَةً جو لوگ اسے صرف انگور کی شراب کے ساتھ خاص کرتے ہیں ان کا یہ دعویٰ صحیح نہیں۔ یہ تخصیص بے جا ہے کیونکہ مدینہ طیبہ میں جو شراب استعمال ہوتی تھی وہ کھجور، گندم، جو اور شہد سے کشید کی جاتی تھی اور جب یہ آیت نازل ہوئی تو کسی صحابی نے بھی یہ نہیں کہا کہ صرف انگوری شراب ہی حرام ہے جو ہمارے ہاں نہیں تھی۔ میسر: قمار کو کہتے ہیں خواہ اس کی صورت کیسی ہو۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے اَلشِّطْرَنْجُ مِنَ الْمَيْسِرِ یعنی شطرنج بھی جوا ہے۔ انصاب ان پتھروں کو انصاب کہا جاتا ہے جو حرم کعبہ کے ارد گرد نصب تھے اور کفار ان کے لیے جانور ذبح کرتے اور ان کا خون ان پتھروں پر مل دیتے۔ ازلام: وہ تیر جن کے ذریعہ فال نکالی جاتی تھیں نیز وہ تیر جن کے ساتھ جوا

رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ اِنَّمَا

[illegible]

يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ

[illegible]

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا

[illegible]

اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۔ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

[illegible]

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ

[illegible]

الْمُحْسِنِيْنَ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ

[illegible]

الصَّيْدِ تَنَالُهٗۤ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ

[illegible]

فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

[illegible]

لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ

[illegible]

هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا

[illegible]

لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ

[illegible]

اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ

[illegible]

مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ

[illegible]

حُرُمًا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ

[illegible]

[illegible]

اجازت فرمائی ہے

[illegible]

الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ

[illegible]

ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ

[illegible]

اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ اِعْلَمُوٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ

[illegible]

[illegible]

للّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ مَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلٰغُ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ

[illegible]

وَمَا تَكْتُمُونَ ۝ قُل لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ

[illegible]

الْخَبِيثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰأُولِي الْأَلْبٰبِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ يٰأَيُّهَا

[illegible]

الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِن تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَإِن

[illegible]

[illegible]

تَسْـَٔلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا وَاللّٰهُ

[illegible]

غَفُورٌ حَلِيمٌ قَدْ سَأَلَهَا قَوْمٌ مِنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ أَصْبَحُوا بِهَا

[illegible]

كٰفِرِينَ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلَا سَآئِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَاَكْثَرُهُمْ

اور نہ حامی لیکن جو کافر ہیں وہ تہمت لگاتے ہیں اللہ تعالیٰ پر جھوٹی اور اکثر ان میں سے

لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ

کچھ نہیں سمجھتے۔ اور جب کہا جاتا ہے انہیں کہ آؤ اس کی طرف جو اتارا ہے اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول

قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَاۗؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ

کی طرف تو کہتے ہیں کافی ہے ہمیں وہ جس پر ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو کیا اگرچہ ان کے باپ دادا کچھ بھی نہ جانتے ہوں

سائبہ۔ اگر کوئی سفر پر جاتا یا بیمار ہوتا تو وہ منت مانتا کہ اگر میں خیریت سے گھر پہنچ گیا یا بیماری سے صحت یاب ہو گیا تو میری یہ اونٹنی سائبہ ہو گی۔ وہ اس کا دودھ، گوشت اور اس پر سواری بھی کسی طرح روا نہ تصور کرتے۔

وصیلہ۔ اس بکری کو کہتے جو پہلی بار مادہ بچہ جنتی اور اگر نر ہوتا تو وہ ان کے بتوں کا ہوتا۔ اور اگر ایک ہی شکم سے ایک نر اور ایک مادہ پیدا ہوتے تو مادہ کی وجہ سے نر کو بھی بتوں کی نذر نہ کرتے بلکہ کہتے یہ اپنے بھائی کے ساتھ مل گئی ہے اس لیے بتوں کی نذر نہ ہوگی۔ اس کو وصیلہ کہتے۔ وَصَلَتْ لِاَخِيْهَا۔

حام۔ وہ اونٹ جس کی پشت سے دس بچے پیدا ہو جاتے اس کی سواری وغیرہ بھی اپنے اوپر حرام کر لیتے اور اسے آزاد کر دیتے جیسے دوسرے بیکار سانڈ چھوڑ دیے جاتے اور وہ بتوں کے لیے مقرر کر دیتے اور اس سے کسی قسم کا فائدہ اٹھانا اپنے اوپر حرام کر دیتے

یہ مشرک جو ان کی حرمت اپنی طرف سے بنا کر اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کر دیتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہرگز ایسا حکم نہیں دیا۔ اس نے تو ان جانوروں کو پیدا ہی اس لیے فرمایا ہے کہ انسان انہیں کھائے۔ ان کا دودھ پئے۔ ان پر سواری کرے اور ان سے بار برداری وغیرہ کا کام لے۔

جب ان لوگوں کو ان بیہودہ رسموں سے روکا جاتا اور قرآن و سنت کی اطاعت کے لیے کہا جاتا ہے تو کہتے ہیں ہمیں تمہاری نصیحتوں کی ضرورت نہیں۔ ہم تو اسی راہ پر گامزن رہیں گے جس پر ہمارے باپ دادا چلا کرتے تھے۔

اگرچہ ان کے باپ دادا جاہل اور گمراہ ہی کیوں نہ ہوں یہ ان کی ہی تقلید کریں گے۔ معلوم ہوا کہ ایسے باپ دادا کی پیروی مذموم ہے جو جاہل اور گمراہ ہوں۔ اس آیت سے ائمہ مجتہدین اور اولیاء کاملین کی تقلید کی ممانعت نہیں۔ اور اس کی بھی وضاحت کر دی کہ ان کی تقلید عین اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہے کیونکہ ان کی زندگیاں اسی اطاعت کا عملی نمونہ تصور کی جاتی ہیں۔

شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ

[illegible]

مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۭ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ

[illegible]

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ

[illegible]

[illegible]

أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ أَوْ آخَرَانِ

تم میں سے کسی کو موت وصیت کرنے کے وقت دو معتبر شخص تم میں سے ہوں یا دو اور شخص

مِنْ غَيْرِكُمْ إِنْ أَنتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَأَصَابَتْكُم مُّصِيبَةُ

تمہارے سوا اگر تم سفر کر رہے ہو زمین میں پھر پہنچے تم کو مصیبت

الْمَوْتِ ۚ تَحْبِسُونَهُمَا مِن بَعْدِ الصَّلَاةِ فَيُقْسِمَانِ بِاللَّهِ

موت کی روک لو ان دونوں کو نماز کے بعد پھر وہ دونوں قسم کھائیں اللہ کی

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ بدیل نامی ایک مسلمان دو عیسائیوں تمیم اور عدی کے ہمراہ ملک شام میں تجارت کی غرض سے گئے۔ جب وہاں پہنچے تو بیمار ہو گئے۔ انہوں نے اپنے سامان کی فہرست لکھ کر سامان میں رکھ دی اور اپنے ساتھیوں کو اس کی اطلاع نہ دی۔ جب مرض کی حالت زیادہ ہوئی تو بدیل نے اپنے دونوں ساتھیوں کو وصیت کی کہ یہ سامان میرے گھر والوں کو پہنچا دینا۔ [illegible] انتقال ہو گیا تو ان دونوں نے اس کا سامان دیکھا۔ اس میں ایک چاندی کا پیالہ تھا جس پر سونے کا نقش و نگار تھا۔ ان دونوں کو پسند آیا اور اسے نکال لیا۔ [illegible] سامان میں لکھی ہوئی فہرست [illegible] جب سامان کی فہرست کے مطابق یہ پیالہ نہ تھا تو ان سے دریافت کیا۔ انہوں نے [illegible] عدالت میں [illegible] ان دونوں کو بلایا اور ان سے قسم لی [illegible] انہوں نے قسم کھا لی۔ پھر [illegible] وہ پیالہ مکہ میں ایک شخص کے پاس پایا گیا۔ اس نے بتایا کہ میں نے یہ پیالہ تمیم اور عدی سے خریدا [illegible] عدالت میں پیش ہوا [illegible] آیت کے مطابق [illegible] قسم کھائی [illegible] یہ پیالہ بدیل کا ہے [illegible] ان دونوں کے خلاف فیصلہ صادر ہوا اور ان سے [illegible] بدیل کے وارثوں کو دلا دیا۔

لفظه اس سے بعض فقہاء نے بوقت ضرورت غیر مسلموں کی شہادت مسلمانوں کے لیے جائز رکھی ہے۔ امام صاحب کے نزدیک ذمی کافر کی شہادت صرف ذمیوں کے لیے ہے مسلمانوں کے لیے نہیں [illegible] آیت سے یہ [illegible] نہیں ہوتا۔

ف۔ بہتر تو یہ ہے کہ نماز کے بعد سے مراد ظہر یا عصر کی نماز کے بعد ہے کیونکہ اس وقت لوگوں کا مجمع ہوتا ہے

ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِي بِهِ ثَمَنًا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ

[illegible]

اللَّهِ إِنَّا إِذًا لَمِنَ الْآثِمِينَ ﴿١٠٦﴾ فَإِنْ عُثِرَ عَلَىٰ أَنَّهُمَا اسْتَحَقَّا إِثْمًا

[illegible]

فَآخَرَانِ يَقُومَانِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِينَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْأَوْلَيَانِ

[illegible]

فَيُقْسِمَانِ بِاللَّهِ لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَا

[illegible]

إِنَّا إِذًا لَمِنَ الظَّالِمِينَ ﴿١٠٧﴾ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِالشَّهَادَةِ عَلَىٰ

[illegible]

وَجْهِهَا أَوْ يَخَافُوا أَنْ تُرَدَّ أَيْمَانٌ بَعْدَ أَيْمَانِهِمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ

[illegible]

وَاسْمَعُوا وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿١٠٨﴾ يَوْمَ يَجْمَعُ اللَّهُ

[illegible]

ف شہادت لینے کی ضرورت تب ہوگی جب وارثوں کو شبہ ہو [illegible] شہادت و قسم کی ضرورت ہوگی۔

ف [illegible]

الرسل فيقول ماذا اجبتم قالوا لا علم لنا انك انت علام

[illegible]

الغيوب ۝ اذ قال الله يعيسى ابن مريم اذكر نعمتي عليك

[illegible]

على والدتك اذ ايدتك بروح القدس تكلم الناس في

[illegible]

المهد وكهلا واذ علمتك الكتب والحكمة والتورية

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَالْإِنْجِيلَ ۖ وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِإِذْنِي فَتَنْفُخُ

اور انجیل ۔ اور جب تو بناتا تھا ۲۸۹ گارے سے پرندے کی سی صورت میرے اذن سے پھر پھونکتا تھا

فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِي ۖ وَتُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِي ۖ

اس میں تو وہ ہو جاتی تھی پرندہ میرے اذن سے اور جب تو تندرست کرتا تھا مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو

وَإِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِي ۖ وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَنْكَ إِذْ

میرے حکم سے اور جب تو نکالتا تھا مُردوں کو میرے حکم سے اور جب روکا میں نے ۲۹۰ بنی اسرائیل کو تجھ سے جب

جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ إِنْ هَٰذَا إِلَّا

تو آیا ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر تو کہا جو کافر تھے ان میں سے کہ یہ سب کچھ نہیں مگر

سِحْرٌ مُبِينٌ ۝ وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوَارِيِّينَ أَنْ آمِنُوا بِي وَ

کھلا جادو ۲۹۰ اور جب میں نے حواریوں کے دل میں ڈالا ۲۹۱ کہ ایمان لاؤ مجھ پر اور

ولادت کے بعد وقت ولگیں پھر تنہا ... قدرت کاملہ سے انہیں عیسیٰ جیسا فرزند عطا فرمایا۔ ان کے علاوہ اور بے شمار عنایات سے حضرت مریم کو نوازا گیا۔

۲۸۹ یہاں سے ان احسانات اور انعامات کا ذکر شروع ہو رہا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فرمائے گئے۔ ان تمام کے متعلق واضح طور پر ہم بیان کر چکے ہیں (ملاحظہ ہو آیت ۴۹ آل عمران)

۲۹۰ یہودیوں نے کوشش کی کہ حضرت مسیح کو قتل کرا دیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی کوششوں کو ناکام بنا دیا۔ آخری وقت جب انہوں نے رومی حاکم سے آپ کو سولی دے دینے کے احکام بھی لے لیے تو پھر بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو بچا لیا اور اپنی طرف آسمان پر اٹھا لیا جس کی تفصیلات سورہ النساء میں کر چکے ہیں۔ ملاحظہ ہوں آیت نمبر ۱۵۷ تا ۱۵۹ النساء

۲۹۰ یہودی آپ کے روشن معجزات دیکھ کر ایمان لانے کے بجائے الٹا آپ کو جادوگر اور شعبدہ باز کہنے لگے۔

۲۹۱ وحی کے مختلف معانی کی تحقیق پہلے کر چکا ہے۔ اگر حواری انبیاء تھے جیسے بعض علماء کا خیال ہے تو وحی سے مراد وہ وحی ہوگی جو اللہ تعالیٰ انبیاء پر نازل فرماتا ہے اور اگر نبی نہیں تو وحی سے مراد الہام اور القاء ہوگا۔ حواریوں

بِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ اِذْ قَالَ

جب کہا [illegible] ف [illegible] مسلمان ہیں [illegible] میرے رسول پر

الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ

[illegible] رب [illegible] ف [illegible] مریم [illegible] عیسیٰ [illegible]

عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ۭ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾

[illegible] ف [illegible] آسمان سے [illegible]

قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَىِٕنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ

[illegible]

[illegible]

ف اس سے معلوم ہوا کہ تمام انبیاء کا دین جس کی وہ دعوت دیا کرتے تھے وہ اسلام ہی تھا [illegible]
[illegible]

ف کیونکہ وہ مسلمان تھے اس لیے انہیں یہ شک نہ تھا کہ [illegible] قدرت رکھتا ہے یا نہیں بلکہ [illegible] اللہ تعالیٰ کی حکمت [illegible] مائدہ کے نزول کی دعا کریں [illegible]

ف [illegible] عیسیٰ علیہ السلام [illegible]

صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ

[illegible]

اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا

[illegible]

لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝

[illegible]

قَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ مُنَزِّلُهَا عَلَیْكُمْ ۚ فَمَنْ یَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّیْۤ اُعَذِّبُهٗ

[illegible]

عَذَابًا لَّاۤ اُعَذِّبُهٗۤ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ۞ وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَى ابْنَ

[illegible]

مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَ اُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ

[illegible]

اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا یَكُوْنُ لِیْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ ۗ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ

[illegible]

[illegible]

قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَاۤ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ ؕ

[illegible]

اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ﴿۱۱۶﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَاۤ اَمَرْتَنِیْ بِهٖۤ اَنِ

[illegible]

اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ ۚ

[illegible]

فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنْتَ عَلَىٰ كُلِّ

پھر جب تو نے مجھے قدیہ تو تو ہی نگران تھا ان پر اور تو ہر چیز کا مشاہدہ

شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿١١٧﴾ إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۖ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ

کرنے والا ہے اگر تو عذاب دے انہیں تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو بخش دے ان کو

فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١١٨﴾ قَالَ اللَّهُ هَٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصَّادِقِينَ

تو بیشک تو ہی سب پر غالب ہے اور بڑا دانا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ ہے وہ دن جس میں فائدہ پہنچے گا سچوں کو

صِدْقُهُمْ ۚ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا

ان کا سچ ان کے لیے باغات ہیں بہتی ہیں جن کے نیچے نہریں وہ ہمیشہ رہیں گے ان میں

الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفّٰكُمْ بِالَّيْلِ۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يٰعِيسٰى اِنِّي مُتَوَفِّيكَ

(قرطبی)

سو جب یہ لفظ ان متعدد معانی میں مستعمل ہوتا ہے تو اس بات کا یقین کرنے کے لیے کہ کسی موقع پر ان متعدد معانی سے کونسا معنی مراد ہے دوسرے قرائن کو دیکھنا ہوگا۔ اور اگر حدیث صحیح سے کوئی معنی متعین ہو جائے تو پھر دوسرے معانی کا احتمال ختم ہو جائے گا اور صرف وہی معنی لیا جائے گا جو حضور نے مقرر فرما دیا ہے کیونکہ کتاب کے بیان کا حق اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو تفویض فرمایا ہے اس کے بعد کسی قیل و قال کی گنجائش نہیں رہتی۔ جب احادیث میں یہ صراحت موجود ہے کہ حضرت عیسیٰ کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا گیا تو اب آیت قرآنی کو اپنے اغراض و اہواء کا لباس پہنانا سراسر بے دینی اور بے باکی ہے

۱۲۲ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (اے میرے رب جس نے میری فرمانبرداری کی وہ میرے گروہ سے ہوگا اور جس نے نافرمانی کی تو تو ہی عزت و حکمت والا ہے۔ اور پھر آیت تلاوت فرمائی اِنْ تُعَذِّبْهُمْ پھر حضور رو دیے۔ اور پڑھنے لگے اَللّٰهُمَّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو حکم دیا کہ میرے محبوب کے پاس جاؤ اور ان سے رونے کی وجہ پوچھو۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔ حضرت جبرئیل حاضر ہوئے دریافت کیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی امت کی بخشش کے متعلق اندیشہ ظاہر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے پھر جبرئیل کو یہ پیغام دے کر اپنے محبوب کے پاس بھیجا کہ ہم آپ

اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۹﴾ لِلّٰهِ

رہیں گے ۔ رضی ہوگیا اللہ تعالیٰ ان سے اور راضی ہوگئے وہ اللہ تعالیٰ سے یہی ہے بڑی کامیابی ف۲۱۰ اللہ ہی کے لیے ہے

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ۭ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۲۰﴾

بادشاہی سب آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ ان میں ہے اور وہ ہر چیز پر ف۲۱۱ پوری قدرت رکھنے والا ہے

جِبْرِيْلُ اذْهَبْ اِلٰی مُحَمَّدٍ فَقُلْ اِنَّا سَنُرْضِيْكَ فِيْ اُمَّتِكَ وَلَا نَسُوْءُكَ صحیح مسلم کہ اے مصطفےٰ آپ رنجیدہ نہ ہوں یقیناً ہم آپ کی امت سے ایسا رحمت کا سلوک کریں گے جس سے آپ خوش ہو جائیں گے اور ان سے ایسا معاملہ نہ ہوگا جو آپ کو ناگوار گزرے۔ الحمد للہ جس نے ہم سیہ کاروں کو ایسے کریم و بندہ پرور نبی کی امت ہونے کا شرف بخشا۔ صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم۔

ف۲۱۰ ابن حیان فرماتے ہیں کہ اللہ کی رضا ہی سب سے بڑی کامیابی ہے کیونکہ اس نعمت عظمیٰ کے سامنے جنت اور نعیم جنت کی کیا وقعت ہے۔ اِنَّ الْجَنَّةَ بِمَا فِيْهَا كَالْعَدَمِ بِالنِّسْبَةِ اِلٰی رِضْوَانِ اللّٰهِ۔ (بحر)

ف۲۱۱ یہ آخری آیت گویا اس سورۂ کریمہ کے سر پر تاج ہے۔ سب شبہات کا ازالہ، سب گمراہیوں کا رد اور سب حقائق کا حاصل اور نچوڑ اس میں بیان فرما دیئے ہیں اور آسمان اور ان میں فلکی، ناری اور نوری، بے جان اور جاندار، بے شعور اور باشعور جو کچھ بھی ہے سب اللہ وحدہ لا شریک کی ملکیت ہے۔ اس کے سوا اور کوئی خدا نہیں کوئی خدائی میں شریک نہیں کوئی اس کا بیٹا نہیں۔ سب اس کے بندے اور اس کے حکم کے پابند ہیں۔ ہر چیز اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ وہ اگر کسی کو کوئی چیز نہ دے یا دے کر چھین لے تو کوئی دم نہیں مار سکتا اور اپنے محبوبوں کو خصوصاً اپنے محبوب ترین بندے سید مرسلین کو جو دینا چاہے وہ دے دیتا ہے کوئی اعتراض نہیں کر سکتا۔

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف سورۃ الانعام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس سورۂ پاک کا نام الانعام ہے۔ اس کی آیتوں کی تعداد ایک سو پینسٹھ ۱۶۵ اور رکوعوں کی تعداد بیس ۲۰ ہے کیونکہ اس میں انعام (مویشیوں) کی حلت و حرمت کے متعلق کفار کے خیالات فاسدہ کی تردید کی گئی ہے اس لیے سورۃ کا نام الانعام رکھا گیا۔ اس کے کلمات کی تعداد تین ہزار ایک سو باون حروف بارہ ہزار نو سو چھتیس ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ سے بسند صحیح ثابت ہے کہ یہ سورۃ باستثنا چھ آیات بیک وقت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

اس کے سال نزول کا تعین مشکل ہے لیکن مختلف قرائن اور شواہد کے پیش نظر بعض محققین کا خیال ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مکی زندگی کے آخری حصہ میں ہجرت سے کچھ عرصہ پہلے یہ سورت نازل ہوئی۔ مدینہ طیبہ میں اسلام کو یہودیت اور عیسائیت سے واسطہ پڑا تھا اس لیے مدنی سورتوں میں ان کے عقائد کی تردید ان کے اطوار کا محاسبہ اور ان کی اصلاح پر زیادہ توجہ دی گئی لیکن مکہ کا ماحول بالکل الگ تھا۔ یہاں کے لوگ نظریاتی اور اعتقادی لحاظ سے یکسر جدا تھے۔ یہاں کی زندگی کی مشکلات اور مسائل نرالی قسم کے تھے۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے نبی پر جو وحی نازل ہوئی اس میں انہیں مشکلات کا حل اور انہیں مسائل کا جواب پیش کیا گیا ہے۔ اس لیے اس سورۂ کریمہ کے مطالعہ سے پہلے اس سورۂ کریمہ کی مندرجہ ذیل خصوصیات کا ذہن نشین کرلینا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

۱۔ مکہ کی تقریباً تمام آبادی مشرک اور بت پرست تھی۔ ان پتھر کے بتوں اور مٹی کی مورتیوں کے متعلق ان کا عقیدہ یہ تھا کہ وہ بھی خدا ہیں۔ اس بے سروپا بات کے ماننے میں انہیں ذرا تامل نہ تھا۔ بلکہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں بتایا کہ یہ بے جان اور بے زبان مجسمے خدا نہیں۔ خدا تو وہ ذات والاصفات ہے جو زمین و آسمان کا خالق ہے۔ ہر چیز پر قادر ہے اور اس کے علم سے کائنات کا کوئی ذرہ بھی مخفی نہیں۔ تاریک غار میں اندھیری رات میں کسی چیونٹی کے رینگنے کی آواز کو بھی سنتا ہے تو یہ سن کر وہ حیران و ششدر ہوگئے اور مارے حیرت کے کہنے لگے اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ یہ تو بڑی عجیب

[illegible] کرسکتا۔ اور جب جس وقت [illegible]

[illegible]

سے پیش کیا کرتے۔ اس سورۃ میں ان کا رد کیا گیا ہے

۴۔ **تسلی و اطمینان**۔ ایک طرف انتہائی خلوص، للہیت اور خیر اندیشی کے جذبات کے ساتھ لوگوں کو حق کی طرف رہنمائی کی جا رہی ہے۔ دوسری طرف سے ضد اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ ہو رہا ہے۔ اس سے ہادیٔ برحق کا دل بہت رنجیدہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بار بار تسلی دیتے ہیں کہ آپ رنجیدہ نہ ہوں۔ آپ سے پہلے بھی انبیاء آئے۔ انہیں ستایا گیا۔ اذیتیں پہنچائی گئیں لیکن انہوں نے صبر کیا۔ یہی سنت الٰہی ہے۔ آپ کو بھی صبر سے اس ہٹ دھرمی اور دل آزاری کا سامنا کرنا ہوگا۔ حق و باطل کی آویزش، نور و ظلمت کی کشمکش کا سلسلہ جاری رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بعید نہیں کہ وہ چشم زدن میں سب کو اسلام لانے پر مجبور کر دے لیکن یہ اس کی حکمت کے خلاف ہے۔ ورنہ ابراہیمؑ اور نمرود کی پہچان کیسے ہو، حسینؓ و یزید کا امتیاز کیونکر ہو۔

۵۔ **مشرکانہ رسوم**۔ سورۃ کے آخری حصہ میں مشرکین کی ان جاہلانہ رسوم کی تردید کی گئی ہے جو انہوں نے جانوروں کی حلت و حرمت وغیرہ کے متعلق مقرر کر رکھی تھیں۔ اور واضح طور پر بتا دیا کہ یہ تمہاری من گھڑت باتیں ہیں اللہ تعالیٰ کا یہ حکم نہیں۔

۶۔ رکوع ۱۹ میں مکارم اخلاق کی تعلیم دی گئی ہے اور اخلاق رذیلہ سے بڑے حکیمانہ انداز میں منع کیا گیا ہے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ کے آخری رکوع میں اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حکم فرمایا ہے کہ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ ... وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ کا اعلان کریں۔ ان دونوں آیتوں کا ترجمہ آپ بار بار پڑھیں اور غور کریں۔ آپ کا دل پکار اٹھے گا کہ بخدا یہی حاصل اسلام ہے۔ یہی روح توحید ہے۔

[illegible] | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | [illegible]

[illegible]

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ

[illegible]

وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ

[illegible]

[illegible]

مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ

[illegible]

تَمْتَرُوْنَ ۝ وَهُوَ اللّٰهُ فِى السَّمٰوٰتِ وَفِى الْاَرْضِ ؕ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ

تمہارا چھپا اور ظاہر سب معلوم ہے اور تمہارے کام جانتا ہے اور ان کے پاس کوئی بھی نشانی اپنے رب کی نشانیوں سے نہیں آتی

رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهُمْ

مگر اس سے منہ پھیر لیتے ہیں تو بیشک انہوں نے حق کو جھٹلایا جب ان کے پاس آیا [illegible]

دوسرا معنی یہ ہے کہ هو مبتدا الله خبره فی السموات الله سے متعلق ہے یعنی [illegible] سے زمین و آسمان کی ہر چیز کا خالق مالک [illegible] تمام شیون حیات اور کمالات کی جامع ہے وہ ذات اللہ تعالیٰ ہے۔ اگر کوئی ایک صفت ذکر کی جاتی تو دوسری صفت کا احتمال رہ جاتا۔ اس لیے کسی ایک صفت کے ذکر کی بجائے اللہ ذکر کیا ہے جو تمام صفات کمالیہ کا جامع ہے۔ [illegible] جب یہ آیت پڑھے [illegible] اللہ [illegible] زبان سے نکلے تو تمام صفات الٰہیہ اس کی آنکھوں کے سامنے آ جاتی ہیں [illegible] فی السموٰت وفی الارض کے [illegible] [illegible] معانی [illegible] وان کان هو الله [illegible]

ابن عطیہ نے اس توجیہ کو بہت پسند کیا ہے۔ قال ابن عطیه وهذا عندی افضل الاقوال واکثرها احرازا لفصاحة اللفظ وجزالة المعنی۔ یعنی ابن عطیہ کہتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ بہترین قول ہے اور لفظ کی فصاحت اور معنی کی پختگی دونوں کا جامع ہے۔

ف ۱ پہلی دو آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا بیان تھا۔ اس آیت میں اس کے علم کا ذکر ہو رہا ہے یعنی وہ ظاہر و باطن [illegible] کوئی چیز اس کے علم سے چھپی نہیں۔ جس طرح دلوں کے پوشیدہ [illegible] [illegible] اور سب [illegible] نیک و بد عمل اس کے علم میں ہیں۔ بیشک [illegible] کہ اللہ وہ ذات ہے جس کی قدرت بے پایاں اور جس کا علم [illegible] [illegible]

ف ۲ [illegible] معجزات [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کے [illegible] [illegible]

فَسَوْفَ يَأْتِيهِمْ أَنْبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۞ أَلَمْ يَرَوْا كَمْ

سو اب آیا چاہتی ہیں ان کے پاس خبریں اس چیز کی جس کے ساتھ وہ مذاق کیا کرتے تھے کیا نہیں دیکھا

أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ

انھوں نے کتنی ہلاک کر دیں ہم نے ان سے پہلے قومیں جنھیں ہم نے ایسا مستحکم کیا تھا زمین میں جو ہم نے تمھیں نہیں

لَكُمْ وَأَرْسَلْنَا السَّمَاءَ عَلَيْهِمْ مِدْرَارًا وَجَعَلْنَا الْأَنْهَارَ تَجْرِي

کیا اور ہم نے بھیجے بادل ان پر موسلا دھار برسنے والے اور ہم نے بنا دیں نہریں جو بہتی تھیں

مِنْ تَحْتِهِمْ فَأَهْلَكْنَاهُمْ بِذُنُوبِهِمْ وَأَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا

ان کے محلوں اور باغوں کے نیچے سے پھر ہم نے ہلاک کر دیا انھیں بوجہ ان کے گناہوں کے اور پیدا کر دی ہم نے ان کے بعد ایک

جو اب پیش کر سکیں۔ اب ان کے پاس باطل سے چمٹے رہنے کا اس کے بغیر اور کوئی ذریعہ نہ تھا کہ وہ غرور و تعلی سے پہلو تہی کیا کریں۔

۱۔ حق سے مراد قرآن کریم یا ذات پاک مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء ہے یعنی القرآن وقیل محمد علیہ السلام۔ (قرطبی)۔ انباء جمع ہے نبا کی۔ اس کا معنی ہے اہم اور اثر انگیز خبر۔ الخبر الذی یعظم وقعہ (راغب)۔ یہاں اس سے مراد عذاب ہے۔ وہ عذاب جو پے در پے شکستوں اور ناکامیوں کی صورت میں دیا گیا اور وہ عذاب جو آخرت میں انھیں دیا جائے گا۔ علامہ ابو حیان الاندلسی نے خوب لکھا ہے۔ فرماتے ہیں یہاں کفار کے تین مدارج کا ذکر ہے۔ جب آیات پیش کی گئیں تو انھوں نے منہ پھیر لیا۔ اسی پر اکتفا نہ کی بلکہ ان کو جھٹلانا شروع کر دیا اور اس پر بھی بس نہ کی بلکہ ان کا مذاق اڑانے لگ گئے۔

۲۔ مکہ کے باشندے تجارت پیشہ تھے۔ ان کے تجارتی کارواں دور دراز ملکوں میں جایا کرتے تھے۔ راستے میں ان کا گزر کئی اجڑی ہوئی بستیوں، ویران کھنڈروں اور غیر آباد کنوؤں اور نہروں پر ہوتا تھا۔ جب انھوں نے دلائل توحید میں غور و فکر کرنے کے بجائے ان کا مذاق اڑانا شروع کر دیا تو پہلی قوموں کے ہولناک انجام کا ذکر کر کے انھیں متنبہ کیا جا رہا ہے کہ عاد و ثمود کی ویران بستیاں جن کو تم بارہا دیکھ چکے ہو یہاں کے بسنے والے تم سے زیادہ خوشحال تھے۔ مال و دولت کی فراوانی تھی۔ وسیع و عریض خطہ زمین ان کے زیر نگیں تھا۔ ان کے ملک میں ٹھنڈے اور میٹھے پانی کی نہروں کا جال بچھا ہوا تھا۔ ان کے کھیت سونا اگلتے تھے اور ان کے گھر سامان سے بھرے رہتے تھے۔ لیکن جب انھوں نے بغاوت کی

اٰخَرِيْنَ ۝ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ

[illegible]

لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ

[illegible]

عَلَيْهِ مَلَكٌ ۭ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ۝ وَ

ان پر فرشتہ [illegible] اور اگر [illegible] فرشتہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] آسمان سے ایک فرشتہ [illegible]

لَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ۝

[illegible]

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ

[illegible]

مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا

[illegible] آپ فرمادیجئے سیر کرو [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۞ قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

[illegible]

قُلْ لِّلّٰهِ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

[illegible]

لَا رَيْبَ فِيْهِ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۞ وَلَهٗ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۗ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ قُلْ اَغَيْرَ

اور اسی کا ہے جو کچھ ٹھہرا ہوا ہے رات میں اور دن میں اور وہی سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے آپ فرمائیے کیا میں

اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۗ

اللہ کے سوا کسی اور کو اپنا معبود بناؤں جو خالق ہے آسمانوں اور زمین کا اور وہ سب کو کھلاتا ہے اور اسے کوئی نہیں کھلاتا

قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ

آپ فرمائیے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ہو جاؤں سب سے پہلے اسلام لانے والا اور (یہ کہ) ہرگز نہ ہونا

۲۱ زمین اور آسمان جو مکان ہیں اور رات اور دن جو زمان۔ جیسے جاندار خشکی اور تری میں جو کچھ ہے وہ سب اسی کا ہے۔ سب جاندار زندگی گزار رہے ہیں جو کچھ ہے وہ بھی اسی کی ملکیت ہے تو جب سب مخلوقات اور ان کا ٹھکانا اسی کی پیدا کردہ ہیں اور اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں تو یہ سب سے اول شی، کوئی چیز کوئی دوسرا کیونکر معبود بن سکتی ہے

۲۲ کفار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ آپ [illegible] تنگ دست ہیں مال و دولت جمع کرنے کے لیے آپ نے نبوت کا سلسلہ چلا رکھا ہے جس سے ہر طرف فتنہ و فساد کی آگ بھڑک اٹھی ہے۔ اس لیے جتنی دولت چاہیں ہم آپ کے قدموں میں ڈھیر کرنے کے لیے تیار ہیں۔ آپ اپنے دین کی تبلیغ بند کر دیجئے اور جس طرح ہمارے اسلاف ان بتوں کی پوجا کرتے چلے آئے ہیں آپ بھی انہیں کی پرستش کیا کریں تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ولی کے لغت عرب میں کئی معنی ہیں یہاں اس سے مراد معبود ہے۔ والمراد بالولی المعبود بدلیل قولہ یہاں معبود ہے جس کی عبادت کی جائے۔ والمراد بالولی المعبود لانہ رد لمن دعاہ صلی اللہ علیہ وسلم (روح المعانی)

۲۳ معبود وہ ہو سکتا ہے جو کسی کا محتاج نہ ہو اور ہر چیز اس کی محتاج ہو۔ تمہارے یہ بنائے ہوئے معبود اور شفیع تو سراپا محتاجی کی حقیقت ہیں۔ اور میرا معبود وہ ہے جو زمین و آسمان کا خالق ہے وہی معبود برحق ہے جو ہر محتاج کی حاجت روائی فرماتا ہے جو ہر ایک کو رزق پہنچاتا ہے۔ اور وہ کسی چیز کا محتاج نہیں۔ نہ کھانے کا نہ پینے کا۔ نہ کسی اور چیز کا۔ اب تم خود انصاف کرو کہ معبود حقیقی کون ہے؟

۲۴ اے کفار۔ تم مجھے کیا دعوت دینے آئے ہو۔ مجھے تو اپنے رب کا یہ حکم ہے کہ میں سب سے پہلے اس کی توحید کا کلمہ بلند کروں اس کی عظمت و جلال کے سامنے سر تسلیم خم کروں اور شرک کی آلودگیوں سے اپنا دامن بچائے رکھوں جیسا

الْمُشْرِكِينَ ۝ قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ

شرک کرنے والوں سے ۲۲ آپ کہیے بیشک میں ڈرتا ہوں اگر نافرمانی کروں اپنے رب کی بڑے دن کے

عَظِيمٍ ۝ مَنْ يُصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهُ ۚ وَذَٰلِكَ الْفَوْزُ

عذاب سے ۲۳ جس شخص سے ہٹا دیا گیا عذاب اس دن تو ضرور اس پر رحم فرمایا اللہ نے اور یہی کھلی کامیابی

کی گئی ہے۔ اب بھلا میں اپنے رب کے حکم سے سرتابی کر کے کیونکر [illegible] ان باطل خداؤں کی پرستش شروع کر سکتا ہوں۔

۲۲ جس دین کی دعوت دینے کے لیے حضور مبعوث ہوئے تھے اس کو سب سے پہلے قبول کرنے والے بھی حضور ہی تھے۔ اس لیے فرمایا کہ تمام امت سے پہلے مجھے اپنے رب کی وحدانیت اور الوہیت پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہاں صاحب روح المعانی کا ایک ذوق پرور اور ایمان افروز اقتباس بمع ترجمہ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

> اول روح رکضت فی میدان الخضوع والانقیاد والمحبة روح نبینا صلی اللہ علیہ وسلم فقد اسلم نفسہ لمولاہ بلا واسطة وکل من الانبیاء علیہم الصلوٰة والسلام فی عالم الارواح انما اسلموا بواسطتہ علیہ الصلوٰة والسلام فہو صلی اللہ علیہ وسلم مرسل الی الانبیاء والمرسلین علیہم الصلوٰة والسلام فی عالم الارواح وکلہم امتہ روح المعانی

ترجمہ:۔ وہ پہلی روح جو عاجزی، فرمانبرداری اور محبت کے میدان میں سب سے پہلے جولان ہوئی وہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی روح مقدس تھی۔ اور حضور نے بلا واسطہ اپنے مولائے کریم کے سامنے سر عبودیت جھکایا۔ اور تمام نبیوں اور رسولوں نے حضور کے واسطے سے۔ پس حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام نبیوں اور رسولوں کے بھی نبی ہیں اور سب حضور کے امتی ہیں۔

۲۳ اگر میں سرِ مو بھی حکم خداوندی سے انحراف کروں تو مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں عذاب میں گرفتار نہ ہو جاؤں۔

۲۴ یعنی مجھے دولت کی آرزو نہیں اور نہ دولت و ثروت میرے نزدیک کامیابی کا کوئی معیار ہے۔ کامیاب و کامران تو وہ ہے جس کو قیامت کے دن عذاب الٰہی سے نجات مل گئی۔ حضور کی امت کو بھی یہ حقیقت ہر وقت پیش نظر رکھنی چاہیے اور قیامت کی کامیابی کے لیے کوشاں رہنا چاہیے۔

الْمُبِينُ ۝ وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۚ وَ

[illegible]

إِنْ يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَهُوَ الْقَاهِرُ

[illegible]

فَوْقَ عِبَادِهِ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ۝ قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قُلِ اللّٰهُ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ

[illegible]

بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى قُلْ

[illegible]

لَّآ اَشْهَدُ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ

[illegible]

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ اَلَّذِيْنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خَسِرُوٓا أَنفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ

[illegible]

عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ ۗ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ۝ وَيَوْمَ

[illegible]

نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوٓا أَيْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِينَ

[illegible]

كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ۝ ثُمَّ لَمْ تَكُن فِتْنَتُهُمْ إِلَّآ أَن قَالُوا وَاللَّهِ رَبِّنَا

[illegible]

مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ ۝ انظُرْ كَيْفَ كَذَبُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ ۚ وَضَلَّ عَنْهُم

[illegible]

[illegible] روح المعانی

[illegible]

قیامت وغیرہ

[illegible]

[illegible]

مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ وَمِنْهُم مَّن يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلَىٰ

[illegible]

قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَن يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ۚ وَإِن يَرَوْا كُلَّ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ايةٍ لا يؤمنوا بها حتى اذا جاءوك يجادلونك يقول الذين

[illegible]

كفروا ان هذا الا اساطير الاولين وهم ينهون عنه و

[illegible]

ينئون عنه وان يهلكون الا انفسهم وما يشعرون ولو

[illegible]

ترى اذ وقفوا على النار فقالوا يليتنا نرد ولا نكذب بايت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رَبِّنَا وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۔ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَا كَانُوا يُخْفُونَ

[illegible]

مِنْ قَبْلُ وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۔

[illegible]

وَقَالُوا إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ۔ وَلَوْ

[illegible]

تَرَىٰ إِذْ وُقِفُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ قَالَ أَلَيْسَ هَٰذَا بِالْحَقِّ قَالُوا بَلَىٰ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رَبِّنَا ۚ قَالَ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ

[illegible]

كَذَّبُوا بِلِقَاءِ اللَّهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوا يَا حَسْرَتَنَا

[illegible]

عَلَىٰ مَا فَرَّطْنَا فِيهَا وَهُمْ يَحْمِلُونَ أَوْزَارَهُمْ عَلَىٰ ظُهُورِهِمْ ۚ أَلَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سَاۤءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَاۤ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَلَلدَّارُ

[illegible]

الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ

[illegible]

الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

[illegible]

يَجْحَدُوْنَ ۝ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

كُذِّبُوا وَأُوذُوا حَتَّىٰ أَتَاهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ۚ

جھٹلائے جانے پر اور ستائے جانے پر یہاں تک کہ آپہنچی انہیں ہماری مدد ۵۴ نہیں کوئی بدلنے والا اللہ تعالیٰ کی باتوں کو

وَلَقَدْ جَاءَكَ مِنْ نَبَإِ الْمُرْسَلِينَ ﴿٣٤﴾ وَإِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ

اور آچکی ہیں آپ کے پاس رسولوں کی کچھ خبریں اور اگر گراں ہے آپ پر ان کا

إِعْرَاضُهُمْ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْأَرْضِ أَوْ سُلَّمًا

روگردانی کرنا تو اگر آپ سے ہو سکے تو ڈھونڈ لو کوئی سرنگ زمین میں یا کوئی سیڑھی

فِي السَّمَاءِ فَتَأْتِيَهُمْ بِآيَةٍ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدَىٰ

آسمان میں پھر لے آؤ ان کے پاس کوئی معجزہ (تو لے آئیے) ۵۵ اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو جمع کر دیتا انہیں ہدایت پر

گوارا نہ کیا کوئی نبی تو قوم ہی کے رویہ سے ایسی بلکہ پہلے سے اللہ تعالیٰ کا دستور ہے کہ آپ سے پہلے بھی جب مبعوث کیے گئے تو لوگوں نے ان کو بھی ستایا اور انہوں نے صبر و تحمل سے کام لیا۔ آپ بھی کفار کی اذیت رسانیوں پر صبر و تحمل سے کام لیا کریں۔

۵۴ جب انبیاء کرام نے تبلیغ و صبر کا حق ادا کر دیا اور کفار کی اذیت رسانیوں اور تعصب کی حد ہو گئی تو اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت آئی جس نے باطل کو سرنگوں اور ذلیل کر دیا۔ حق کا بول بالا ہو گیا اور کفر کا سارا تزک و احتشام خدا کی نصرت کے وعدہ کو پورا ہونے سے نہ روک سکا۔ اسی طرح اے میرے حبیب! جس نے آپ سے اسلام کو سربلند کرنے کا جو وعدہ فرمایا ہے وہ پورا ہو کر رہے گا۔

۵۵ اس آیت میں دو اہم باتوں کا ذکر ہے۔ ایک تو یہ کہ میرا محبوب ان لوگوں کے ہدایت پانے پر اتنا حریص ہے کہ وہ ہر کوشش کے لیے تیار ہے۔ یہاں تک کہ اگر ان کا مطلب یہ ہے کہ جس معجزہ کا وہ مطالبہ کریں وہ پیش کر دے۔ تو وہ اس کے لیے بھی تیار ہیں کہ سرنگ لگانی پڑے یا آسمان پر سیڑھی لگا کر چڑھنا پڑے۔ والمراد بیان حرصه على اسلام قومه وانه لو استطاع ان ياتي بآية من تحت الارض او من فوق السماء لاتى بها رجاء ايمانهم (نیشاپوری، کشاف وغیرہ)

دوسری بات یہ بتلائی کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کا یہ تقاضا نہیں کہ کسی کو بالجبر مجبور کر دیا جائے کہ اسلام کو تسلیم کیے بغیر ان کے لیے کوئی چارہ کار نہ رہے کیونکہ دین صرف چند رسوم کی ادائیگی اور چند کلمات کے تلفظ

فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۔ اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ

[illegible]

وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۔ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ

[illegible]

عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ

لیکن اکثر ان میں [illegible] نہیں جانتے اور [illegible] زمین میں [illegible]

يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ

[illegible]

ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ

پھر [illegible] اپنے رب کے [illegible] جمع ہوں گے اور جو [illegible] ہماری آیتوں کو [illegible] گونگے ہیں

فِي الظُّلُمٰتِ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ

[illegible]

مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ

[illegible] اگر آئے تم پر عذاب خدا کا یا آئے تم پر قیامت

[illegible]

ف ۲ [illegible]

ف ۳ [illegible]

أَغَيْرَ اللَّهِ تَدْعُونَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ

خدا کے سوا کسی اور کو پکارو گے؟ بتاؤ اگر تم سچے ہو بلکہ تم اسی کو پکارو گے

فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِن شَاءَ وَتَنسَوْنَ مَا تُشْرِكُونَ ۝ وَلَقَدْ

تو وہ دور کردے گا وہ تکلیف کہ جس کے لیے تم اسے پکارتے ہو اگر وہ چاہے اور بھول جاؤ گے جنہیں تم شریک ٹھہراتے تھے اور تحقیق

ہوا ہے پسندیدہ ہے۔ ت ضمیر فاعل ہے۔ اس کے بعد جو کاف ہے وہ حرف خطاب ہے اور محض ضمیر فاعل کی تاکید کے لیے لایا گیا ہے۔ حال کے واحد تثنیہ اور جمع ہونے کی صورت میں [illegible] کی شکل بدلتی رہتی ہے لیکن واحد کے لیے صرف ک تثنیہ کے لیے کما اور جمع کے لیے کم ہو جائے گا۔ اور ت جو ضمیر فاعل ہے وہ تینوں حالتوں میں مفتوح رہے گی اس میں تغیر نہ ہوگا

یہ ترکیب واضح کر دینے کے بعد اب آیت کے مفہوم میں غور فرمائیے۔ ارشاد ہے کہ ان بتوں اور دیوی دیوتاؤں کی تم پوجا کیا کرتے ہو اور تمہیں تم نے یقین کیا ہوا ہے کہ یہ واقعی تمہارے حاجت روا اور مشکل کشا ہیں تو ذرا اس وقت بھی ان کو پکارو جب اللہ تعالیٰ کا عذاب تمہیں اپنی گرفت میں لے لے، یا قیامت کا ہنگامہ بپا ہو جائے اور نجات کے تمام ظاہری راستے بند ہو جائیں۔ اس وقت تو تمہاری آنکھوں سے حقیقت کی پٹی کھل جاتی ہے اور جہالت کی تاریکی دور ہو جاتی ہے۔ اور تم بھی اسی خدائے حقیقی کو پکارتے ہو اور اسی کی بارگاہ میں نجات کے لیے التجا کرتے ہو تو جب مصیبت کے ان شدید لمحات میں تمہارا دل اس کی خدائی کا اعتراف کر رہا ہوتا ہے اور دل بے ساختہ اسی قادر مطلق کی طرف متوجہ ہوتا ہے [illegible] تو پھر اس سچے اور حقیقی خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی غیر کی عبادت کرنا اور اس کو شریک ٹھہرانا کہاں کا انصاف اور کہاں کی عقلمندی ہے چنانچہ علامہ [illegible] یوں فرماتے ہیں

[illegible] هؤلاء العابدين [illegible] لله [illegible]
[illegible] غير الله [illegible] تدعون [illegible]

ترجمہ: آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے محبوب ﷺ آپ ان لوگوں سے پوچھیے جو بتوں کو اللہ کے ساتھ شریک کرتے ہیں کہ اگر تم پر اللہ کا عذاب آجائے یا اچانک قیامت قائم ہو جائے تو کیا اللہ کے سوا کسی کو پکارو گے اور اپنے خداؤں کی طرف نجات کے لیے دوڑو گے۔

علامہ قرطبی فرماتے ہیں یہ آیت مشرکین کو لاجواب کرنے کے لیے نازل ہوئی وہ ویسے تو بتوں کی عبادت کیا کرتے اور جب مصیبت چاروں طرف سے گھیر لیتی تو پھر اللہ تعالیٰ کے حضور میں مدد مانگنے کے لیے التجا کرتے تھے۔ (قرطبی)

أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ فَأَخَذْنَاهُم بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ

[illegible]

يَتَضَرَّعُونَ فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُم بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا وَلَٰكِن قَسَتْ قُلُوبُهُمْ

[illegible]

وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ

[illegible]

فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا

[illegible]

[illegible]

أَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴿٤٤﴾ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ

[illegible]

ظَلَمُوْا ۚ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٥﴾ قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِنْ أَخَذَ اللّٰهُ

[illegible]

سَمْعَكُمْ وَأَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ إِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ

[illegible]

يَأْتِيْكُمْ بِهِ ۗ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ﴿٤٦﴾

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ

آپ فرمایئے بھلا تو بتاؤ اگر آ جائے تم پر اللہ کا عذاب اچانک یا کھلم کھلا تو کون

يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا

ہلاک کیا جائے گا بغیر ظالم لوگوں کے اور ہم نہیں بھیجتے رسولوں کو ٦٤ مگر

مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

خوشخبری سنانے کے لیے اور (عذاب الٰہی سے) ڈرانے کے لیے تو جو ایمان ٦٥ لائے اور اپنے آپ کو سنوار لیا تو کوئی خوف نہیں ہوگا

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ

انہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو تو پہنچے گا انہیں عذاب

بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿٤٩﴾ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ

بوجہ اس کے کہ وہ حکم عدولی کیا کرتے تھے آپ فرمایئے کہ میں ٦٦ نہیں کہتا تم سے کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں

روشن دلائل سے متاثر ہو کر وہ دین حق قبول کرتے مگر یہ تو الٹا اس سے منہ پھیر رہے ہیں اور روگردانی کر رہے ہیں۔ کیا الٹی سمجھ کے ہیں یہ لوگ۔

٦٤ انبیاء کرام کی تشریف آوری کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ وہ نت نئے عجائبات کا اظہار کرتے رہیں اور جیسی کوئی کسی نے فرمائش کی اس کی بجا آوری میں لگے رہیں۔ بلکہ ان کی آمد کا اصل مقصد یہ ہے کہ نیکوکاروں کو رحمت الٰہی کا مژدہ سنائیں اور بدکاروں اور روسیاہوں کو اس کے عذاب الیم سے ڈرائیں۔ تاکہ نیک اور نیک ہو جائیں اور بدکار اپنی بدی اور گمراہی سے باز آ جائیں۔

٦٥ ایمان کا تعلق دل سے ہے اور اصلاح کا تعلق اعمال سے یعنی جن کا عقیدہ بھی پکا ہے اور اعمال بھی نیک ہیں۔ ان کو اطمینان دلایا کہ ہر دو خوفوں سے نجات دے دی گئی ہے۔ نہ گزرے ہوئے وقت پر وہ ملول و غمگین ہوں گے اور نہ آنے والے حالات کے بارے میں انہیں کوئی تشویش ہوگی۔

٦٦ کفار مکہ کے نزدیک رسول کی عظمت یہی ڈھیروں دولت تھی۔ ان کی ساری کد و کاوش اور دوڑ دھوپ کا مقصد دولت، عزت اور وقار کا حصول تھا۔ وہ اسی ادھیڑ بن میں اپنے دن رات گزارتے کہ وہ زیادہ سے زیادہ دولت مند کیسے بن جائیں

وَلَآ أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ

[illegible]

قل هل يستوي الاعمى والبصير افلا تتفكرون

[illegible]

اَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ

[illegible]

مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿٥١﴾ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ

[illegible]

يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ مَا عَلَيْكَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ

[illegible]

فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظَّالِمِينَ وَكَذَٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ

[illegible]

لِيَقُولُوا أَهَٰؤُلَاءِ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَيْنِنَا أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بِالشّٰكِرِيْنَ ۝ وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ

[illegible]

عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ

[illegible]

سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

[illegible]

وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝

[illegible]

قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُلْ

[illegible]

[illegible]

لَآ أَتَّبِعُ أَهْوَآءَكُمْ قَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَّمَآ أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ

[illegible]

قُلْ إِنِّي عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَكَذَّبْتُم بِهِ مَا عِندِي مَا

[illegible]

تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ

[illegible]

الْفَاصِلِينَ ۞ قُلْ لَوْ أَنَّ عِنْدِي مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ لَقُضِيَ الْأَمْرُ

[illegible]

بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالظَّالِمِينَ ۞ وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ

[illegible]

لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۚ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ

[illegible]

إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي

[illegible]

كِتَابٍ مُّبِينٍ ۝ وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُم

[illegible]

بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ لِيُقْضَىٰ أَجَلٌ مُّسَمًّى ۖ ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

في لوح محفوظ تكتبه الملائكة بعد [illegible]

[illegible]

[illegible]

ثُمَّ يُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ ۖ وَ

پھر وہ تمہیں بتادے گا جو کچھ تم کرتے تھے اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر اور

يُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ

تم پر نگہبان بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب تم میں کسی کو موت آتی ہے ہمارے فرشتے اس کی روح قبض کرتے ہیں

رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ ۝ ثُمَّ رُدُّوا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ ۚ أَلَا

اور وہ قصور نہیں کرتے پھر پھیرے جاتے ہیں اپنے سچے مولیٰ اللہ کی طرف سنتا ہے

لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ أَسْرَعُ الْحَاسِبِينَ ۝ قُلْ مَن يُنَجِّيكُم مِّن

اسی کا حکم ہے اور وہ سب سے جلد حساب کرنے والا تم فرماؤ وہ کون ہے جو تمہیں نجات دیتا ہے

[illegible]

[illegible]

ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً لَئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ

[illegible]

هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۳﴾ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ

[illegible] مصیبت سے [illegible]

كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۶۴﴾ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى اَنْ يَّبْعَثَ

مصیبت سے [illegible] شریک [illegible]

عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ

[illegible] پاؤں کے نیچے سے [illegible]

شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ

[illegible] دوسروں کی [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] کے احکام سے [illegible] انسان [illegible] زندگی [illegible] کبھی اوپر
سے [illegible] صورت اختیار کرکے قیامت ڈھا رہی ہیں۔ [illegible]
[illegible] کبھی نیچے سے [illegible] پھٹ رہی ہیں [illegible] کشتیاں [illegible]
[illegible] رہی ہیں کہیں [illegible] سب [illegible] اس
کے علاوہ [illegible] یہ ہے کہ [illegible] انتشار [illegible] کی [illegible] ہے۔ ایک قوم کے [illegible] ایک
کے [illegible] مختلف [illegible] میں بٹ جاتے ہیں کہیں مذہب [illegible] ہو جاتا ہے اور کہیں سیاست [illegible]
[illegible] کی [illegible] ہاتھوں [illegible] میں [illegible] کیا جاتا ہے [illegible] اپنے [illegible] دیکھئے
[illegible] مستقیم سے انحراف [illegible] بیٹھے ہیں۔ ایک خدا ایک رسول ایک
کتاب اور ایک قبلہ [illegible] والے [illegible] اور [illegible] ہیں [illegible]
[illegible] حضرت ابن عباس سے
مروی ہے۔ آپ نے [illegible]

الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴿٦٥﴾ وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ۭ قُلْ

نشانیوں کو تاکہ یہ لوگ حقیقت کو سمجھ لیں اور جھٹلایا ہے اسے آپ کی قوم نے حالانکہ یہ حق ہے فرما دیجئے

لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿٦٦﴾ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ۡ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٧﴾

نہیں ہوں میں تم پر داروغہ ہر ایک خبر کے ظہور کا ایک وقت مقرر ہے اور عنقریب جان لو گے

وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى

اور اے سننے والے جب تو دیکھے انہیں کہ بیہودہ بحثیں کر رہے ہیں ہماری آیتوں میں تو منہ پھیر لے ان سے یہاں تک کہ

يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ۭ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ

وہ الجھنے لگیں کسی اور بات میں اور اگر کہیں بھلا دے تجھے شیطان تو مت بیٹھو

بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٦٨﴾ وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ

یاد آنے کے بعد ظالم قوم کے پاس اور نہیں ہے ان پر جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا ہے

الامراء الظلمة ومن تحت يعني السفلة وعبيد السوء۔ (قرطبی)

ف کفار یہ کہا کرتے کہ عذاب کی جو دھمکیاں ہمیں دی جا رہی ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں۔ یہ محض ڈراوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تم کیوں جلدی کر رہے ہو میرے علم میں ہر چیز کے لیے وقت مقرر ہے اور ہر چیز اپنے وقت پر ظہور پذیر ہو جائے گی اور تم اس وقت خود جان لو گے۔

ف صحبت کا اثر مسلم ہے۔ انسان اپنے ہم نشینوں کی عادات، اخلاق اور عقائد سے ضرور متاثر ہوتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان لوگوں کے پاس بیٹھنے سے سختی سے منع کیا ہے جن کا دن رات کا مشغلہ اسلام، پیغمبر اسلام اور قرآن حکیم پر طعن و تشنیع کرنا ہے۔ ایسے لوگوں کی صحبت سے پرہیز ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارا دل بھی ان کی باتوں سے متاثر ہونے لگے۔ آج کل کی عام گمراہی کی بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ لوگ اس حکم پر عمل نہیں کرتے اور ان بدعقیدہ لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ تجربہ بھی بتاتا ہے کہ متعدی مرض کے مریض کے پاس بیٹھنے والا بھی اس مرض کا شکار ہو جاتا ہے۔

مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ وَذَرِ

[illegible]

الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ

[illegible]

ذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

[illegible]

وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ

[illegible]

الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۝ قُلْ أَنَدْعُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَ

[illegible]

لَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى أَعْقَابِنَا بَعْدَ إِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ

[illegible]

الشَّيٰطِيْنُ فِي الْأَرْضِ حَيْرَانَ لَهٗٓ أَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ إِلَى

[illegible]

الْهُدَى ائْتِنَا ۗ قُلْ إِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۗ وَأُمِرْنَا لِنُسْلِمَ

[illegible]

لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَأَنْ أَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ۚ وَهُوَ الَّذِيْٓ إِلَيْهِ

[illegible]

[illegible]

تحشرون وهو الذي خلق السموات والارض بالحق ويوم

[illegible]

يقول كن فيكون قوله الحق وله الملك يوم ينفخ في الصور

[illegible]

علم الغيب والشهدة وهو الحكيم الخبير وإذ قال إبرهيم

[illegible]

لأبيه ءازر أتتخذ أصناما ءالهة إني أرىك وقومك في ضلل

[illegible]

[illegible]

[illegible] بیدہ ملکوت السموت والارض [illegible]

[illegible]

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ [illegible]

[illegible]

فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا

[illegible] اس کی آبادی ڈھائی لاکھ کے قریب تھی۔ [illegible] تجارتی مرکز تھا۔ [illegible] تھے۔ [illegible] صنعت و تجارت پیشہ تھی۔ اس زمانہ کے جو کتبات وہاں سے دستیاب ہوئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کا نظریہ حیات خالص مادہ پرستانہ تھا۔ دولت کمانا اور زیادہ سے زیادہ آسائش فراہم کرنا ان کا سب سے بڑا مقصد تھا۔ سود خواری کثرت سے پھیلی ہوئی تھی۔ آپس میں بہت مقدمہ بازیاں ہوتی تھیں۔ آبادی تین طبقوں پر مشتمل تھی۔ (۱) عمیلو یعنی اونچے طبقہ کے لوگ جن میں پجاری، حکومت کے عہدہ دار اور فوجی افسر وغیرہ شامل تھے۔ اس طبقہ کو خاص امتیازات حاصل تھے۔ ان کے فوجداری اور دیوانی حقوق دوسروں سے مختلف تھے اور ان کی جان و مال کی قیمت دوسروں سے بڑھ کر تھی۔ حضرت ابراہیمؑ کے خاندان کا اسی طبقے میں شمار ہوتا تھا۔ (۲) مشکینو یعنی تجار، اہل صنعت اور زراعت پیشہ لوگ تھے (۳) اردو یعنی غلام۔

اُر کے کتبات میں تقریباً پانچ ہزار خداؤں کے نام ملتے ہیں۔ ملک کے مختلف شہروں کے الگ الگ خدا تھے۔ ہر شہر کا ایک خاص محافظ خدا ہوتا تھا جو رب البلد یا مہادیو سمجھا جاتا تھا۔ اُر کا رب البلد ننار (چاند دیوتا) تھا۔ دوسرا بڑا شہر لارسہ تھا اس کا رب البلد شماش (سورج دیوتا) تھا۔ ان بڑے خداؤں کے ماتحت بہت سے چھوٹے خدا بھی تھے۔ یہ خدا آسمانی تاروں اور سیاروں میں سے تھے۔ ان دیوتاؤں اور دیویوں کی شبیہیں بتوں کی شکل میں بنا لی گئی تھیں اور تمام مراسم عبادت انہی کے آگے بجا لائے جاتے تھے۔

ننار کا بت سب سے اونچی پہاڑی پر ایک عالی شان عمارت میں نصب تھا۔ مندر میں بکثرت عورتیں دیوتا کے نام پر وقف تھیں اور ان کی حیثیت دیوداسیوں (RELIGIOUS PROSTITUTES) کی سی تھی۔ وہ عورت بڑی معزز سمجھی جاتی تھی جو خدا کے نام پر اپنی بکارت قربان کر دے۔ کم از کم ایک مرتبہ اپنے آپ کو راہ خدا میں کسی اجنبی کے حوالہ کر دینا عورت کے لیے ذریعہ نجات سمجھا جاتا تھا۔

ننار محض دیوتا ہی نہ تھا بلکہ [illegible] زمینیں اس کے مندر کے لیے وقف تھیں۔ بہت سے کارخانے مندر کے تحت قائم تھے۔

اُر کا شاہی خاندان دراصل [illegible] بانی اول کا نام اُرنمّو تھا جس نے ۲۳۰۰ ق م میں ایک وسیع سلطنت قائم کی تھی۔ اسی سے اس خاندان کو نمّو کا نام ملا جو عربی میں نمرود ہو گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت کے بعد اس خاندان اور اس قوم پر مسلسل تباہی نازل ہونی شروع ہوئی۔ پہلے عیلامیوں نے اُر کو تباہ کیا اور نمرود کو ننار کے بت سمیت پکڑ لے گئے۔ پھر لارسہ میں ایک عیلامی حکومت قائم ہوئی جس کے تحت

رَبِّیْ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ

[illegible]

الضَّآلِّیْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّیْ هٰذَآ اَكْبَرُ فَلَمَّآ

[illegible]

اَفَلَتْ قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۟ۚ وَ

اس ذات کی طرف جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو یکسو ہو کر اور نہیں ہوں میں شرک کرنے والوں میں سے اور

حَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ؕ وَلَآ اَخَافُ

جھگڑا کیا اس سے اس کی قوم نے کہا کیا تم جھگڑتے ہو مجھ سے اللہ کے بارے میں حالانکہ اس نے ہدایت دی مجھے اور نہیں ڈرتا میں

مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّيْ شَيْـًٔا ؕ وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ

ان سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو اس کا مگر یہ کہ چاہے میرا رب کوئی چیز گھیر رکھا ہے میرے رب نے ہر چیز کو علم سے

اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۟ وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ

کیا پس تم نصیحت حاصل نہیں کرتے اور کیسے ڈروں میں ان سے جنہیں تم نے شریک بنایا اور نہیں ڈرتے تم کہ تم نے

اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ

شریک ٹھہرائے اللہ کے ساتھ جن کی نہیں اتاری اس نے تم پر کوئی دلیل تو کون سا دونوں فریقوں میں سے

پر وارد ہوتا ہے جو کہ جس طرح سے پہلے گزر چکا ہے

ف۱ یعنی چاند ستارے نہیں تو پھر ان میں سے کس کا رب ہونا ثابت ہے وہ قدرت والا اور حکمت والا ہے جو ہر چیز پر غالب ہے کسی سے مغلوب نہیں جو کسی کا محتاج نہیں وہ قدرت والا ہے تمام کو پیدا کرنے والا ہے میں تو دل سے مڑ کر مخلوق سے اسی کی طرف دل وجان سے متوجہ ہوں اور کسی بڑی سے بڑی چیز کو بھی اس کا شریک قرار نہیں دیتا

ف۲ اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دلائل کے سامنے وہ لاجواب ہو گئے تو آپ سے جھگڑنے لگے اور کہنے لگے کہ ہمارے معبودوں کی ہتک سے باز آ جاؤ ورنہ ان کے غضب کا شکار ہو جاؤ گے تو آپ نے فرمایا کہ مجھے ایسی دھمکیاں کیوں دیتے ہو ان خداؤں کو کہ وہ کچھ بھی بگاڑ سکتے ہیں بالکل نہیں مجھے ان سے ڈر نہیں ہاں میرا رب مجھے کسی آزمائش میں مبتلا کرے تو مجال انکار نہیں۔

ف۳ مقصود تقریر یہ ہے کہ ڈرنا تو تمہیں چاہیے جو معبود برحق سے منہ موڑ کر باطل خداؤں کی چوکھٹ پر سرنگوں ہو رہے ہیں کیوں ڈرنا ان کا جو سیدھے رستے پر چل رہے ہوں۔

أَحَقُّ بِالْأَمْنِ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٨١﴾ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا

[illegible]

إِيمَانَهُم بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُم مُّهْتَدُونَ ﴿٨٢﴾ وَتِلْكَ

[illegible]

حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَىٰ قَوْمِهِ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّن نَّشَاءُ إِنَّ

[illegible]

رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿٨٣﴾ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ كُلًّا هَدَيْنَا

[illegible]

[illegible]

تظنون إنما هو كما قال لقمان لابنه يا بني لا تشرك بالله إن الشرك لظلم عظيم

[illegible]

[illegible]

وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ

اور نوح کو ہدایت دی تھی ان سے پہلے اور ان کی اولاد سے داؤد اور سلیمان اور ایوب

وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۙ وَزَكَرِيَّا

اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکوکاروں کو اور زکریا

وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۙ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ

اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو یہ سب صالحین میں سے تھے اور ہدایت دی اسمٰعیل اور الیسع

وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ؕ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۙ وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ

اور یونس اور لوط کو اور ان سب کو ہم نے فضیلت دی سارے جہان والوں پر اور ان کے باپ دادا

ذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

ان کی اولاد اور ان کے بھائیوں کو اور ہم نے چن لیا ان سب کو اور ہدایت دی ان سب کو راہ راست کی

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِىْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَلَوْ اَشْرَكُوْا

یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے رہنمائی کرتا ہے اس کے ساتھ جس کی چاہتا ہے اپنے بندوں سے اور اگر وہ شرک کرتے

لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۞ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ

تو ضائع ہو جاتے ان سے وہ عمل جو وہ کیا کرتے تھے یہ وہ لوگ تھے جنہیں ہم نے عطا کی تھی کتاب

لے بعض نے کہا ہے کہ ذریتہ کا مرجع حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور بعض کی رائے ہے کہ حضرت نوح ہیں۔ ای ومن ذریۃ ابراهیم وقیل ومن ذریۃ نوح (قرطبی)

ے کلا ھدینا، کل من الصالحین، وکلا فضلنا کے پیارے پیارے جملے پڑھ کر احساس ہونے لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں اور برگزیدہ ہستیوں کا ذکر کرتے ہی رحمت الٰہی کے سمندر میں جوش آ رہا ہے

سے یہ ہدایت محض فضل ایزدی کی جلوہ نمائی ہے اور کسی پر کسی کا اجارہ نہیں ورنہ کبھی وہ ہدایت دیتا ہوگی۔

وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَإِنْ يَكْفُرْ بِهَا هٰؤُلَاءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا

اور حکمت اور نبوت تو اگر انکار کریں اس کا یہ لوگ ف [illegible] تو ہم نے مقرر کر دی ہے اس کے لیے ایسی قوم جو

لَيْسُوا بِهَا بِكٰفِرِينَ ۞ أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ

نہیں ہے اس کے ساتھ کفر کرنے والی یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ہدایت دی اللہ تعالیٰ نے تو ان کی ہدایت کی ف

اقْتَدِهْ ۗ قُلْ لَّآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِينَ ۞

پیروی کیجئے آپ فرمائیے میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کوئی اجرت نہیں ہے یہ مگر نصیحت سارے جہان والوں کے لیے

ع

ف اگر اہل مکہ [illegible] دولت [illegible] کو ٹھکرا دیں تو وہ ہمارا کیا بگاڑ لیں گے [illegible] [illegible] [illegible] ہم نے [illegible] [illegible] قوم [illegible] [illegible] [illegible] لوگ [illegible] [illegible] عجیب [illegible] کر دی ہے۔

ف اقتدہ [illegible] کے [illegible] کی [illegible] حضرت [illegible] کے حاشیہ میں لکھتے ہیں [illegible] [illegible] اخلاق [illegible] صفات کمال [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تمام [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سب کمالات کے جامع ہیں [illegible] سب سے افضل و اکمل ہیں [illegible] خوب کہا ہے

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

ف بعض کفار [illegible] خیال [illegible] کہ [illegible] دولت اکٹھی کرنے کے لیے [illegible] اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو [illegible] دیتے ہیں کہ آپ [illegible] دعوت [illegible] [illegible] نہیں بلکہ مقصد [illegible] [illegible] دعوت [illegible] [illegible] [illegible] تم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہے۔

ف یہ جو کتاب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہے یہ تو ایک عالمی [illegible] [illegible] ایک عالمی پیغام [illegible] ہے [illegible] کسی شخص [illegible] کسی قوم [illegible] کسی ملک [illegible]

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شَيْءٍ ۗ قُلْ مَنْ أَنزَلَ الْكِتَابَ الَّذِي جَاءَ بِهِ مُوسَىٰ نُورًا وَ

[illegible]

هُدًى لِّلنَّاسِ ۖ تَجْعَلُونَهُ قَرَاطِيسَ تُبْدُونَهَا وَتُخْفُونَ كَثِيرًا ۖ

[illegible]

وَعُلِّمْتُم مَّا لَمْ تَعْلَمُوا أَنتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ ۖ قُلِ اللَّهُ ۖ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِي

[illegible]

خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ ۝ وَهَٰذَا كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِي

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا ۚ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ

[illegible]

بِالْآخِرَةِ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۖ وَهُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝ وَمَنْ

[illegible]

أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ

[illegible]

إِلَيْهِ شَيْءٌ وَمَنْ قَالَ سَأُنْزِلُ مِثْلَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ ۗ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ

[illegible]

[illegible]

الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا

جب ظالم موت کی سختیوں میں (گرفتار) ہوں اور فرشتے ہاتھ بڑھا رہے ہوں کہ نکالو

اَنْفُسَكُمْ ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى

اپنی جانوں کو آج تمہیں دیا جائے گا ذلت کا عذاب اس وجہ سے کہ تم تہمتیں لگاتے تھے اللہ پر

اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝۹۳ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا

ناحق اور تم اس کی آیتوں سے تکبر کیا کرتے تھے اور بے شک تم آگئے ہو

فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَاۗءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ

ہمارے پاس اکیلے جیسے ہم نے پیدا کیا تھا تمہیں پہلی دفعہ اور چھوڑ آئے ہو جو ہم نے تمہیں دیا تھا اپنی پیٹھ پیچھے

وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَاۗءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰۗؤُا

اور ہم نہیں دیکھتے تمہارے ساتھ تمہارے سفارشیوں کو جن کی نسبت تم خیال کرتے تھے کہ وہ تمہارے معاملہ میں (خدا کے) شریک ہیں

ف۱ اس آیت میں ظالموں کے وقت نزع کی حالت کا ذکر ہو رہا ہے۔ غمرات کا واحد غمرۃ ہے۔ غمرۃ اس کو کہتے ہیں جو کسی چیز کو ڈھانپ لے۔ اس کو اس لیے غمرۃ کہا گیا۔ یہاں غمرات سے مراد موت کی سختیاں ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ مرتے وقت کافر کی روح کو کہا جاتا ہے کہ اس بدن سے نکل جس میں تو رہی اور جس کی تو پرستار رہی ہے۔ یہ خطاب اسی کی طرف ہے: ایتھا النفس الخبیثۃ اخرجی ساخطۃ مسخوطۃ علیک الی عذاب اللہ۔ اگرچہ روح کو ملک الموت نکالے گا لیکن اوروں کے لیے انہیں یہ کہا جائے گا۔

ف۲ فرادی کا واحد فردان ہے جیسے سکاری کا سکران۔ اور بعض اہل لغت کا خیال ہے کہ اس کا واحد فردی ہے اس کا معنی ہے اکیلے اکیلے۔ وہ جو بڑی بڑی باتوں کا جھوٹا دعوی کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ایسی ویسی تو ہم ہی آگاہ رکھتے ہیں ان کی حالت روز قیامت کے دن دیکھنے کے قابل ہوگی۔ نہ تمہارے یار و مددگار ہوں گے اور نہ وہ جو بلاوجہ تمہیں کہے جاتے تھے اور وہ جھوٹے خدا جن کی تم عمر بھر پرستش کرتے رہے ان کا بھی نام و نشان تک نہ ہوگا۔ تمہارے تعلقات اور بڑی بڑی توقعات سب ختم ہو کر رہ جائیں گی۔

لَقَد تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنكُم مَّا كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ۞ إِنَّ اللَّهَ فَالِقُ

بے شک کٹ گئے تعلقات سب تمہارے اور کھو گئے تم سے جو دعوے کیا کرتے تھے بے شک اللہ تعالیٰ [illegible] ۲۲

الْحَبِّ وَالنَّوَىٰ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ

پھاڑنے والا ہے دانے اور گٹھلی کو نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالنے والا ہے مردہ کو زندہ سے ۲۳

ذَٰلِكُمُ اللَّهُ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ۞ فَالِقُ الْإِصْبَاحِ وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا

یہ ہے اللہ ۲۴ تو کدھر بہکے چلے جا رہے ہو وہ نکالنے والا ہے صبح کو رات کی تاریکی سے ۲۵ اور بنایا اس نے رات کو آرام کے لیے

وہ بت ہیں جن کی تم عبادت کیا کرتے تھے، انہیں خدا کا شریک مانتے تھے۔ یرید الاصنام وکان المشرکون یقولون الاصنام شرکاء للہ وشفعاء عندہ (قرطبی) اور وہ بت ہیں جن کے متعلق تم گمان کیا کرتے تھے کہ وہ اللہ کے شریک اور ان کے شفیع ہیں۔

ف۲۲ ان اللہ فالق۔ الفلق کا معنی ہے چیرنا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے ان کرشموں کا جن کا ہم ہر وقت مشاہدہ کرتے ہیں ان کا ذکر کر کے ان میں غور و فکر کی دعوت دی جا رہی ہے اور پوچھا جا رہا ہے کہ اے عقل کے دشمنو یہ تو بتاؤ عبادت کے لائق وہ ذات والا صفات ہے جس کی قدرت کے یہ کرشمے ہیں کہ وہ خشک دانے اور سخت گٹھلی کو چیر کر اس سے سرسبز پودے اور بلند و بالا درخت اگاتا ہے۔ وہ دیکھیے اور پھر جامن کھجور وغیرہ کی سخت گٹھلیاں اپنی جڑیں [illegible] گندم کے دانے کو دیکھو کس طرح گندم کا پودا نکلتا ہے جس کی کئی بالیں ہوتی ہیں اور ہر بالی میں ایک ایک خوشہ ہوتا ہے جس میں سینکڑوں دانے محفوظ ہوتے ہیں۔ میٹھے میٹھے پھل [illegible] یہ سب کچھ اس چھوٹے سے دانے سے کیونکر نکلا۔ اور یہ آم اس چھوٹی سی گٹھلی سے تناور درخت کیسے پیدا ہو گیا۔ اگر انسان اسی میں تامل کرے تو حقیقت تک پہنچ جائے۔

ف۲۳ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا دوسرا کرشمہ۔ بے جان نطفے سے جاندار، انڈے اور قطرہ آب سے زندہ انسان۔ یا بد سے نیک اور نیک سے بد۔

ف۲۴ ذلکم اللہ۔ اللہ تعالیٰ ہی تمہارا معبود برحق ہے وہ ذات جس کی قدرت کے یہ کرشمے ہیں۔ تعجب ہے کہ تم اس کے بعد بھی دوسروں کو خدا سمجھتے رہو۔

ف۲۵ صبح، صبح اور اصباح تینوں ہم معنی ہیں (قرطبی)۔ سکنا کا معنی ہے آرام اور راحت کا وقت۔ اسی سے سکون ہے۔ حسبانا ای بحساب یتعلق بہ مصالح العباد (قرطبی) یعنی اس حساب اور انداز سے سورج اور چاند کی حرکت مقرر کر دی ہے جس سے دن، مہینے اور سال بنتے ہیں۔ جس سے گرمی، سردی، بہار اور خزاں کے موسم

وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۚ ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝ وَهُوَ

[illegible]

الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ النُّجُومَ لِتَهْتَدُوا بِهَا فِي ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۗ

[illegible]

قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ مِنْ

[illegible]

نَفْسٍ وَاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَمُسْتَوْدَعٌ ۗ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَفْقَهُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ نَبَاتَ

[illegible]

كُلِّ شَيْءٍ فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُتَرَاكِبًا وَ

[illegible]

مِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَجَنَّاتٍ مِنْ أَعْنَابٍ

[illegible]

وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ انْظُرُوا إِلَى ثَمَرِهِ

[illegible]

إِذَا أَثْمَرَ وَيَنْعِهِ إِنَّ فِي ذَٰلِكُمْ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ وَجَعَلُوا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ

[illegible]

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنّٰى

[illegible] نو پیدا کرنے والا ہے آسمانوں اور زمین کا کیونکر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَكُونُ لَهُ وَلَدٌ وَلَمْ تَكُن لَّهُ صَاحِبَةٌ ۖ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۖ وَهُوَ

[illegible]

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١٠١﴾ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ خَالِقُ كُلِّ

[illegible]

شَيْءٍ فَاعْبُدُوهُ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ﴿١٠٢﴾ لَّا تُدْرِكُهُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْأَبْصَارَ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۝ قَدْ

[illegible]

جَاءَكُم بَصَائِرُ مِن رَّبِّكُمْ فَمَنْ أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ عَمِيَ

[illegible]

فَعَلَيْهَا وَمَا أَنَا عَلَيْكُم بِحَفِيظٍ ۝ وَكَذَٰلِكَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ وَ

[illegible]

لِيَقُولُوا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهُ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ اتَّبِعْ مَا أُوحِيَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٠٦﴾ وَ

[illegible]

لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكُوا ۗ وَمَا جَعَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۖ وَمَا أَنتَ

[illegible]

عَلَيْهِم بِوَكِيلٍ ﴿١٠٧﴾ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ

[illegible]

اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ كَذَٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ

[illegible]

ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِم مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٠٨﴾ وَ

[illegible]

[illegible]

قْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ

[illegible]

بِهَا قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ

[illegible]

لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ

[illegible]

يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝

[illegible]

[illegible] اگر آپ چاہیں تو صفا کی پہاڑی [illegible]

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا

اور اگر ہم اتارتے ان کی طرف فرشتے اور باتیں کرتے ان سے مردے اور اکٹھی کر دیتے

عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ

ہم ان پر ہر چیز آمنے سامنے تب بھی وہ ایمان نہ لاتے مگر یہ کہ چاہتا اللہ تعالیٰ

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا

لیکن اکثر ان میں سے بالکل جاہل ہیں اور اسی طرح بنا دیے ہم نے ہر نبی کے لیے دشمن

قدرت کے مظاہر حیرت انگیز [illegible] اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان سب کی خواہش پوری کر دی جائے اور فرشتے آسمان سے اتر کر ان کے پاس آ کھڑے ہوں۔ مردے قبروں سے نکل کر ان سے باتیں کرنے لگیں۔ [illegible] آ موجود ہو تو پھر بھی یہ ایمان نہیں لائیں گے کیونکہ ان کے دلوں میں تلاش حق کا جذبہ ہی نہیں۔ ہدایت کی طلب ہی نہیں۔ ایسے لوگوں کا راہ راست پر آنا ممکن نہیں۔

ایمان لانے کے لیے تو ضرورت ہے کہ اپنے اختیار اور ارادہ کی قوت صرف کی جائے۔ [illegible] جبری طور پر ایمان لانے کا حکم دیا جائے لیکن ایسا کرنا مقصود نہیں کیونکہ حکمت الٰہی کا یہ منشا نہیں کہ انسان کو دوسرے حیوانوں کی طرح عقل و خرد، سوچ بچار اور ارادہ و اختیار سے محروم ہو کر ہدایت اختیار کر لی جائے۔ لیکن اکثر لوگ اس حقیقت سے ناواقف ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ کوئی ایسا معجزہ دکھایا جائے جس کو دیکھنے کے بعد وہ بے بس ہو کر اسلام کو قبول کر لیں۔

شیاطین سے مراد سرکش اور نافرمان ہیں خواہ انسان ہوں یا جن۔ والشیطان کل عات متمرد من الانس والجن۔ بعض [illegible] یعنی سرکش انسانوں اور جنوں کی باہمی وسوسہ اندازی کو وحی کے لفظ سے اس لیے تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ یہ سب باتیں [illegible] رازداری سے کرتے ہیں۔ وسمی وسوسۃ وحیا لانہ انما یکون خفیۃ۔ زخرف القول ایسی ملمع شدہ باتیں جن کی حقیقت کچھ نہ ہو۔ جو سننے والے کو اتنا دلکش ہو کہ وہ فریب کھا کر [illegible] کی بات سمجھ جائے۔ [illegible] اعلام [illegible] کے معنی میں ہے۔ اس کی تحقیق [illegible] وہب کے قول میں [illegible] قرآن [illegible] ہے۔ والبعض [illegible] کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ [illegible] ابن الانباری نے ایک شعر پڑھا ہے

اذا انا لم انفع صدیقی بودہ　　فان عدوی لن یضرھم بغضی　　(رازی)

شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ

[illegible]

الْقَوْلِ غُرُوْرًا ۭ وَلَوْ شَاۗءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا

[illegible]

يَفْتَرُوْنَ ۔ وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

[illegible]

بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ۔ اَفَغَيْرَ

[illegible]

اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ۭ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ

[illegible]

بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا

[illegible]

وَّعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَاِنْ

[illegible]

تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنْ

[illegible]

يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَعْلَمُ مَنْ يَضِلُّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝ فَكُلُوا

جانتا ہے کہ کون بہکتا ہے اس کی راہ سے اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت والوں کو۔ تو کھاؤ

مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ ۝ وَمَا

اس میں سے لیا گیا ہے نام خدا جس پر اگر تم اس کی آیتوں پر ایمان لانے والے ہو اور کیا ہوا

لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ

تمہیں کہ نہیں کھاتے ہو تم اس جانور کو جس پر لیا گیا ہے اللہ کا نام حالانکہ وہ تفصیل سے بیان کر چکا

مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ وَإِنَّ كَثِيرًا لَيُضِلُّونَ

تمہارے لیے جو اس نے حرام کیا ہے مگر وہ جس کی طرف تم مجبور ہو جاؤ بے شک بہت سے لوگ گمراہ کرتے ہیں

بِأَهْوَائِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ ۝

اپنی خواہشات سے بغیر علم کے بے شک تیرا رب خوب جانتا ہے حد سے بڑھنے والوں کو

کوئی شخص اور بھی دلیل نہیں۔ اگر تم ان کے بہکانے سے بہک گئے اور ان کی ان سمجھی باتیں مان لیں تو تم گمراہ ہو جاؤ گے

کفار مسلمانوں پر اعتراض کیا کرتے تھے کہ یہ عجیب لوگ ہیں جس چیز کو اللہ مارے اسے تو حرام سمجھتے ہیں اور جسے یہ خود ذبح کریں اسے حلال جانتے ہیں اس کے متعلق فرمایا کہ یہ شیطانی وسوسے ہیں۔ ان کا یہ کہنا ہی سرے سے غلط ہے کہ جو چیز خود مرے اس کو اللہ مارتا اور جس کو ذبح کیا جائے اس کو ذبح کرنے والے نے مارا۔ ہر چیز کا مارنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس طرح تو کوئی چیز بھی حرام نہ ہونی چاہیے ایسا نہیں بلکہ حلال و حرام کے لیے اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی لازمی ہے اپنے ڈھکوسلوں اور قیاس آرائیوں سے کام لینا ایمان کے خلاف ہے جس حلال جانور کو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کیا جائے وہ حلال ہے اسے بلا تامل کھاؤ۔

جو چیزیں حرام تھیں ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے آگاہ کر دیا اب یہ کتنی جہالت اور حماقت ہے کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام نہیں کیا اسے حرام بھی بنائے۔ اور جس جانور کو اللہ تعالیٰ کے نام سے ذبح کرے اس کو نہ کھایا جائے۔

اس آیت میں وہ لوگ داخل ہیں جو اس جانور کو حرام کہتے ہیں جسے اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جاتا ہے اور اس وقت

وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَكْسِبُونَ الْإِثْمَ

[illegible]

سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوا يَقْتَرِفُونَ ۝ وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ

[illegible]

اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ ۗ وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِلَىٰٓ أَوْلِيَآئِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ ۚ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ ۝

[illegible]

أَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَٰهُ وَجَعَلْنَا لَهُۥ نُورًا يَمْشِى بِهِۦ فِى

[illegible]

ٱلنَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهُۥ فِى ٱلظُّلُمَٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ۚ كَذَٰلِكَ

[illegible]

زُيِّنَ لِلْكَٰفِرِينَ مَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ۝ وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا فِى كُلِّ

[illegible]

قَرْيَةٍ أَكَٰبِرَ مُجْرِمِيهَا لِيَمْكُرُوا۟ فِيهَا ۖ وَمَا يَمْكُرُونَ إِلَّا بِأَنفُسِهِمْ

[illegible]

[illegible]

وَمَا يَشْعُرُونَ ۝ وَإِذَا جَآءَتْهُمْ ءَايَةٌ قَالُوا لَن نُّؤْمِنَ حَتَّىٰ

[illegible]

نُؤْتَىٰ مِثْلَ مَآ أُوتِيَ رُسُلُ ٱللَّهِ ۘ ٱللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ

[illegible]

رِسَالَتَهُۥ ۗ سَيُصِيبُ ٱلَّذِينَ أَجْرَمُوا صَغَارٌ عِندَ ٱللَّهِ وَعَذَابٌ

[illegible]

شَدِيدٌۢ بِمَا كَانُوا يَمْكُرُونَ ۝ فَمَن يُرِدِ ٱللَّهُ أَن يَهْدِيَهُۥ يَشْرَحْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ ۖ وَمَنْ يُرِدْ أَنْ يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا

[illegible]

حَرَجًا كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَاءِ ۚ كَذَٰلِكَ يَجْعَلُ اللَّهُ الرِّجْسَ

[illegible]

عَلَى الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٢٥﴾ وَهَٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيمًا ۗ قَدْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جاتی ہے اسی طرح اس بدنصیب کا حال ہوتا ہے

[illegible]

فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّذَّكَّرُوْنَ ۝ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ

کھول کر بیان کر دی ہیں ہم نے آیتیں ان لوگوں کے لیے جو نصیحت قبول کرتے ہیں ان کے لیے ہے سلامتی کا گھر ان کے رب کے پاس

وَهُوَ وَلِیُّهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ وَیَوْمَ یَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا

اور وہی ان کا دوست ہے سبب ان کے جو وہ کیا کرتے تھے اور جس دن ان سب کو اٹھائے گا

یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ اَوْلِیٰٓؤُهُمْ

اے جنوں کے گروہ بہت گھیر لیے تم نے آدمی اور کہیں گے ان کے دوست

مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَاۤ اَجَلَنَا الَّذِیْۤ

انسانوں میں سے اے ہمارے رب ہم میں ایک نے دوسرے سے فائدہ اٹھایا اور ہم پہنچ گئے اپنی میعاد کو جو

اَجَّلْتَ لَنَا ؕ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ

تو نے ہمارے لیے مقرر کی تھی فرمائے گا آگ تمہارا ٹھکانا ہے ہمیشہ اس میں رہو مگر جسے اللہ چاہے

۲۴۶ جب لوگوں کو اپنے گناہوں کے نتائج کا سامنا ہوگا تو وہ اقرار کریں گے کہ ہم جن و انس ایک دوسرے سے لطف اندوز ہوتے رہے اور ہماری عمر ختم ہو گئی اب تیری جناب میں حاضر ہوئے ہیں جنوں نے انسانوں سے یہ نفع [illegible] جاتے تھے اور [illegible] گئے [illegible] پہنچے گے۔ اور انسانوں نے جنوں سے یہ نفع اٹھایا کہ زنا، شراب، قتل، عداوت وغیرہ سب گناہ ان کی نگاہ میں بہت دلکش ہو گئے اور جنوں نے [illegible] قتل [illegible] پر [illegible] لذت سے [illegible] دی۔

۲۴۷ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم نے جنت کی راہ چھوڑ کر [illegible] میں ضائع کر دیے۔ اب [illegible] تمہارا ٹھکانا ہے تمہیں اس میں ہمیشہ رہنا ہوگا

۲۴۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ استثناء اہل ایمان کے لیے ہے اور ما بمعنی من ہے وقال ابن عباس الاستثناء لاهل الایمان [illegible] (قرطبی)

إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ۝ وَكَذَٰلِكَ نُوَلِّي بَعْضَ الظَّٰلِمِينَ

[illegible]

بَعْضًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ يَٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ أَلَمْ

[illegible]

يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ ءَايَٰتِي وَيُنذِرُونَكُمْ

[illegible]

لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا ۚ قَالُوا شَهِدْنَا عَلَىٰٓ أَنفُسِنَا ۖ وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَوٰةُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الدُّنْيَا وَشَهِدُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوا كَافِرِينَ ﴿١٣٠﴾ ذَٰلِكَ

دنیا نے اور [illegible] اپنی جانوں کے اوپر [illegible] کہ وہ کافر تھے یہ [illegible]

أَن لَّمْ يَكُن رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا غَافِلُونَ ﴿١٣١﴾

[illegible]

وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِّمَّا عَمِلُوا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ ﴿١٣٢﴾

[illegible]

وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ۚ إِن يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِن

[illegible] رحمت والا ہے [illegible]

۲۶۷ جب کوئی بستی [illegible]

[illegible]

[illegible]

بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۝ اِنَّ مَا

[illegible]

تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا

[illegible]

عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ

[illegible]

عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ

[illegible]

[illegible]

یعنی قیامت آکر رہے گی۔

[illegible]

یہاں مشرکین عرب کی حماقت اور جہالت کا ایک اور [illegible] پیش کیا جا رہا ہے [illegible] اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے ان میں سے کچھ حصہ اللہ کے لئے [illegible] مسکینوں اور مہمانوں کے لئے خرچ کرتے [illegible] تھے [illegible]

مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هَٰذَا لِلَّهِ بِزَعْمِهِمْ وَ

[illegible]

هَٰذَا لِشُرَكَائِنَا ۖ فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ فَلَا يَصِلُ إِلَى اللَّهِ ۖ وَ

[illegible]

مَا كَانَ لِلَّهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَىٰ شُرَكَائِهِمْ ۗ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۝

[illegible]

وَكَذَٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ شُرَكَاؤُهُمْ

[illegible]

لِيُرْدُوهُمْ وَلِيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ ۖ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

صدر الافاضل

فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّ

[illegible]

حَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ

[illegible]

ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ

[illegible]

سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ

[illegible]

الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ

[illegible]

۱؎ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب کو راہ راست پر چلنے کے لیے مجبور کر دیتا لیکن حکمت کا اقتضا یہ ہے کہ انسان اپنے اختیار اور ارادے سے حق کو قبول کرے یا اسے رد کرے۔ اسے مجبور محض بنا کر انسانیت کی مسند عالی سے بہیمیت کی پستی میں پھینک دیا جائے۔

۲؎ مشرکین اپنی طرف سے باتیں گھڑتے اور پھر انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیتے اور ان کی گھڑی ہوئی باتوں پر عمل اس طرح کرتے جیسے یہ کوئی [illegible] ہو۔ حجر یعنی یہ بتوں کے لیے مخصوص ہے اس کا استعمال ممنوع ہے۔ اسے صرف وہی استعمال کر سکتا ہے جسے ہم اجازت دیں۔ مثلاً یہ بت خانے کے پجاری یا مرد ہی اسے کھا سکتے ہیں اور ان پر [illegible] ہے اور جو جانور انہوں نے بتوں کے نام پر چھوڑ رکھے تھے ان پر بوجھ لادنا حرام سمجھتے اور جن جانوروں کو وہ بتوں کے نام پر ذبح کرتے ان پر اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیتے اور ان من گھڑت باتوں کے متعلق دعویٰ یہ کرتے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ایسا ہی ہے۔

۳؎ ان کی گھڑی ہوئی جہالتوں میں سے ایک مزعومہ جہالت یہ بھی تھی کہ بعض جانوروں (سائبہ اور بحیرہ) کے متعلق ان کا یہ عقیدہ تھا کہ ان کے پیٹ میں زندہ بچہ جو پیدا ہو اس کا استعمال مردوں کے لیے حلال ہے اور عورتوں کے لیے

مَيْتَةً فَهُمْ فِيهِ شُرَكَاءُ ۚ سَيَجْزِيهِمْ وَصْفَهُمْ ۚ إِنَّهُ حَكِيمٌ

[illegible]

عَلِيمٌ ﴿١٣٩﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ

[illegible]

وَحَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ اللَّهُ افْتِرَاءً عَلَى اللَّهِ ۚ قَدْ ضَلُّوا وَمَا كَانُوا

[illegible]

مُهْتَدِينَ ﴿١٤٠﴾ وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَ جَنَّاتٍ مَعْرُوشَاتٍ وَغَيْرَ مَعْرُوشَاتٍ

[illegible]

وَالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا أُكُلُهُ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا

[illegible]

[illegible] انھیں ان خرافات کی سزادی جائے گی

ف۲ اس آیت سے صاف واضح ہو گیا ہے [illegible] اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام سمجھنا انسان کے لیے تباہی و بربادی کا باعث ہے

ف۳ اللہ تعالیٰ کی حکمت [illegible] اور قدرت کا اندازہ لگانا چاہو تو باغات میں ہی غور کرو [illegible] ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں [illegible] الگ الگ ہیں۔ ایک [illegible] زیادہ [illegible] احتیاط سے [illegible] ہے

وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۚ كُلُوا مِن ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ

اور غیر مشابہ بھی۔ کھاؤ ان کے پھل سے جب وہ پھلدار ہو اور دو اس کا حق کٹنے کے دن

حَصَادِهِ ۖ وَلَا تُسْرِفُوا ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ﴿١٤١﴾ وَمِنَ الْأَنْعَامِ

[illegible] اور فضول خرچی مت کرو بیشک وہ نہیں پسند کرتا فضول خرچی کرنے والوں کو اور پیدا کیے چوپایوں میں سے

حَمُولَةً وَفَرْشًا ۚ كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ

بوجھ اٹھانے والے اور زمین سے لگے ہوئے کھاؤ اس سے جو رزق دیا تمہیں اللہ تعالیٰ نے اور نہ پیروی کرو

ف حق سے مراد ہمارے ائمہ کے نزدیک عشر ہے یعنی جو کھیتی وغیرہ بارش سے سیراب ہو اس کا دسواں حصہ اور جس کی نہر یا کنوئیں وغیرہ سے آبپاشی ہو اس کا بیسواں حصہ جس کی تفصیل کتب فقہ میں مذکور ہے اور بعض نے اس آیت کو منسوخ کہا ہے [illegible] اس آیت سے حق صدقہ مراد ہے [illegible] به يوم حصاده [illegible] الزكوة المفروضة [illegible] وقيل [illegible] صدقة [illegible]

ف اسراف اور فضول خرچی ہر حال میں ممنوع ہے چنانچہ علماء کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ [illegible] مساکین کو دیتے وقت بھی میانہ روی کو ہاتھ سے نہ جانے دے اور ایسا نہ کرے کہ سب کچھ دے کر خود دوسروں کا دست نگر ہو جائے تو جب اسلام نے کار خیر میں فضول خرچی سے منع کیا ہے تو دوسرے کاموں میں فضول خرچی کو کب برداشت کیا جائے گا۔

ف نباتات میں اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کی آیات بینات کا ذکر کرنے کے بعد اب حق کے متلاشی کی توجہ مختلف حیوانات کی طرف مبذول کرائی جا رہی ہے۔ حمولۃ سے مراد وہ بڑے بڑے جانور ہیں جو سواری اور بار برداری کے لیے استعمال ہوتے ہیں ہاتھی، گھوڑے، اونٹ وغیرہ اور فرش سے مراد وہ جانور ہیں جنہیں فرش پر لٹا کر ذبح کیا جاتا ہے اور ان کا گوشت کھایا جاتا ہے یا ان کی اون وغیرہ کا بچھونا بنایا جاتا ہے۔ وقال ابن زید الحمولة ما يركب والفرش ما يؤكل ويحلب (قرطبی) ان جانوروں کی شکل و صورت، قد و قامت، خوراک اور عادات [illegible] میں ایک بے پناہ قوت [illegible] کے باوجود انہیں انسان کا مطیع بنا دیا گیا ہے تاکہ وہ ان کا ساز و سامان اٹھا کر دور دراز مقامات تک لے جائیں اور انسان کی ہر طرح کی خدمت بجا لائیں۔

الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۙ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ

شیطان کے قدموں کی بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے پیدا کئے آٹھ جوڑے بھیڑ سے

اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ۭ قُلْ ءٰۗالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ

دو نر و مادہ اور بکری سے دو نر و مادہ آپ پوچھئے کیا دونوں نر حرام کئے ہیں یا دونوں مادائیں

اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ نَبِّــــُٔوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ

یا وہ جسے لئے ہوتے ہیں پیٹ اندر دونوں ماداؤں کے بتاؤ مجھے علم کے ساتھ اگر ہو تم

صٰدِقِيْنَ ۙ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ۭ قُلْ

سچے اور اونٹ سے دو نر و مادہ اور گائے سے دو نر و مادہ آپ پوچھئے

ءٰۗالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ

کیا دونوں نر حرام کئے ہیں یا دونوں مادائیں یا وہ بچہ جسے لئے ہوئے ہیں رحم اندر دونوں ماداؤں کے

؎ ثمانیۃ فعل مضمر (انشأ) کا مفعول ہے، اور اخفش کے نزدیک یہ منصوب بدل ہے اور اس لیے منصوب ہے اور بعض نے اس کو کلوا سے حال بنایا ہے (قرطبی)۔ ضان بھیڑ کو کہتے ہیں جن پر اون ہوتی ہے۔ ذوات الصوف من النعم یہ جمع ہے اور اس کا واحد ضائن ہے اور مؤنث ضائنۃ ہے اور بعض کے نزدیک الضأن اسم جمع ہے جس کا کوئی واحد نہیں ہو، معز بکری والی ذوات الشعر من الغنم۔ یہ جمع ہے اور اس کا واحد ماعز ہے، اور اس کا مؤنث ماعزۃ ہے۔ (قرطبی)

؎ ان جانوروں کی حلت و حرمت کے متعلق کفار عرب میں جو بے ہودہ طریقہ رائج تھا اس کا بطلان کیا جا رہا ہے اور ان سے دریافت کیا جا رہا ہے کہ جن جانوروں کو تم نے حرام سمجھ رکھا ہے ان میں حرمت کس جہت سے آئی۔ کیا اس لیے انہیں حرام سمجھتے ہو کہ وہ نر ہیں یا اس لیے کہ وہ مادہ ہیں۔ اگر یہ وجہ ہے تو پھر تمام نر یا تمام مادہ میں حرام ہونے چاہئیں۔ بعض نروں کو حلال اور بعض کو حرام، بعض ماداؤں کو حلال اور بعض کو حرام قرار دینا کہاں کی عقل مندی ہے اور اگر ان کی حرمت کی وجہ یہ ہے کہ وہ ماداؤں کے شکموں میں ہیں۔ اگر ایسا ہے تو پھر نر اور مادہ کی تقسیم بھی بیکار ہوئی پھر تو ہر جانور حرام ہونا چاہیے خواہ وہ نر ہو یا مادہ کیونکہ ان میں سے ہر ایک شکم مادر میں رہا ہے۔ اور اگر ان کو حرام کرنے کی کوئی دلیل تمہارے

الْأُنْثَيَيْنِ أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا فَمَنْ أَظْلَمُ

[illegible]

مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ اللّٰهَ

[illegible]

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ قُلْ لَّا أَجِدُ فِيْ مَا أُوْحِيَ إِلَيَّ

[illegible]

مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗ إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا

[illegible]

[illegible]

أَوْ لَحْمَ خِنزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ ۚ فَمَنِ

[illegible]

اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ وَعَلَى

[illegible]

الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ ۖ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ

[illegible]

حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا إِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُورُهُمَا أَوِ الْحَوَايَا

[illegible]

أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۚ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُم بِبَغْيِهِمْ ۖ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ۝

[illegible]

فَإِن كَذَّبُوكَ فَقُل رَّبُّكُمْ ذُو رَحْمَةٍ وَاسِعَةٍ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُهُ

[illegible]

[illegible]

عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ ۝ سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ

[illegible]

مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ

[illegible] کسی چیز [illegible] جیسا کہ جھٹلایا [illegible]

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا ۗ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ

[illegible]

لئے ان مخلوقات کے [illegible]
روک سکے گی۔ اس وقت کوئی ان کو عذاب خداوندی سے بچا سکے گا

[illegible]

وقال الذين اشركوا لو شاء الله [illegible] ۳۵ [illegible] اور سورۂ زخرف میں ہے
وقالوا لو شاء الرحمٰن ما عبدنٰھم۔

عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا ۖ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنتُمْ إِلَّا

[illegible]

تَخْرُصُونَ ۝ قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۖ فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ۝

[illegible]

قُلْ هَلُمَّ شُهَدَاءَكُمُ الَّذِينَ يَشْهَدُونَ أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ هَٰذَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَإِنْ شَهِدُوا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ كَذَّبُوا

[illegible]

بِآيَاتِنَا وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ

[illegible]

قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ ۖ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ۖ وَ

[illegible]

بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۖ وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ ۖ نَحْنُ

[illegible]

نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ ۖ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بَطَنَ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ذٰلِكُمْ

[illegible]

وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا

[illegible]

بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ أَشُدَّهٗ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ

[illegible]

بِالْقِسْطِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ۚ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ

[illegible]

تَذَكَّرُوْنَ ۙ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا

نصیحت قبول کرو [illegible] میرا راستہ سیدھا [illegible]

السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ

[illegible]

تَتَّقُوْنَ ۞ ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ

[illegible]

ف۱ [illegible]

ف۲ [illegible]

ف۳ [illegible]

وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ

اور تاکہ تفصیل ہو جائے ہر چیز کی اور یہ کتاب باعث ہدایت و رحمت ہے تاکہ وہ اپنے رب سے ملاقات کرنے

يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ

پر ایمان لائیں ۲۰۲ اور یہ قرآن کتاب ہے ۲۰۳ جسے ہم نے اتارا ہے بابرکت ہے سو پیروی کرو اس کی اور ڈرو تاکہ تم

تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ

تم پر رحم کیا جائے ہم نے اسے ۲۰۴ اتارا ہے تاکہ یہ نہ کہو کہ اتاری گئی تھی کتاب تو صرف دو گروہوں پر ہم سے

قَبْلِنَا وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۱۵۶﴾ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ

پہلے ۲۰۵ اور ہم تو ان کے پڑھنے پڑھانے سے بالکل بے خبر تھے یا یوں کہو ۲۰۶ کہ اگر

کی نصیحت کی گئی۔ دوسرے پر مزید کرم یہ فرمایا کہ توریت جیسی مفصل کتاب نازل کی تاکہ جادۂ حق پر چلنے کا شوق رکھنے والوں پر اپنی نعمت کا اتمام کریں۔

۲۰۲ توریت نازل کرنے کا مقصد اصلی یہ تھا کہ لوگوں کا یہ عقیدہ اور پختہ ہو جائے کہ ہمیں ایک روز اس عالم سے جانا ہے اور اس کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے جہاں ہم سے ہمارے تمام اعمال کا محاسبہ کیا جائے گا۔

۲۰۳ اس سے مراد قرآن حکیم ہے۔

۲۰۴ یہاں خطاب مشرکین عرب سے ہے۔ انہیں فرمایا جا رہا ہے کہ تمہاری ہدایت کے لیے یہ بے نظیر کتاب نازل کی گئی ہے تاکہ قیامت کے روز تم یہ نہ کہہ سکو اور ضلالت کے لیے یہ عذر نہ پیش کرو کہ ہمارے لیے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی کتاب نازل ہی نہیں کی گئی تھی جسے پڑھ کر ہم شرک و کفر سے تائب ہوتے اور توحید کو قبول کرتے۔ اور یہود و نصاریٰ پر بے شک کتابیں نازل ہوئیں لیکن ہم ان کو پڑھنے سے قاصر تھے اس لیے اگر ہم ایمان نہیں لائے تو ہم معذور تھے۔

۲۰۵ طائفتین سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔

۲۰۶ اس کا مطلب ماسبق سے مختلف ہے یعنی اگر قرآن حکیم تمہاری طرف نازل نہ کیا جاتا تو تم بڑی شیخی بگھارتے اور کہتے جس طرح یہود و نصاریٰ کو کتابیں دی گئیں اسی طرح اگر ہمیں بھی کوئی کتاب دی جاتی تو تو دیکھتے کہ ہم اس کو کس ذوق سے سینے سے لگاتے۔ کس جوش سے اس کی ہدایت کے مطابق عمل کرتے۔ لو اب وہ کتاب تمہیں دی گئی ہے جو روشن دلائل پر مشتمل ہے جو سراپا ہدایت اور مجسم رحمت ہے۔ اب اس پر عمل کر کے دکھاؤ

أُنزِلَ عَلَيْنَا الْكِتَابُ لَكُنَّا أَهْدَىٰ مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَاءَكُم بَيِّنَةٌ

اتاری جاتی ہم پر کتاب تو ہوتے ہم زیادہ ہدایت پر ان سے بے شک آگئی ہے تمہارے پاس روشن دلیل

مِّن رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن كَذَّبَ بِآيَاتِ

تمہارے رب کی طرف سے اور سراسر ہدایت اور رحمت تو اس سے زیادہ ظالم کون ہے جس نے جھٹلایا آیتوں کو

اللَّهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ۗ سَنَجْزِي الَّذِينَ يَصْدِفُونَ عَنْ آيَاتِنَا

اللہ کی اور منہ پھیرا ان سے عنقریب ہم سزا دیں گے انہیں جو منہ موڑتے ہیں ہماری آیتوں سے

سُوءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يَصْدِفُونَ ﴿١٥٧﴾ هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن

برے عذاب کی بسبب اس کے کہ وہ منہ پھیرا کرتے تھے کس کا انتظار کر رہے ہیں یہ بجز اس کے کہ

تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ يَوْمَ

آئیں ان کے پاس فرشتے یا آئے آپ کا رب یا آئے کوئی نشانی آپ کے رب کی جس روز

۱۵۷ تمہاری صرف یہی تو آرزو نہیں کہ تم خود اس کتاب پر ایمان نہیں لاتے بلکہ تم دوسروں کو بھی ایمان لانے سے روکتے ہو تو خود ہی سوچو کہ تم سے بڑا ظالم اور بے انصاف اور کون ہے؟

۱۵۸ ان کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے کے لیے اور گمراہی کی ظلمت کدہ سے باہر نکالنے کے لیے حق تعالیٰ نے اپنا حبیب اللہ رسول مبعوث فرمایا اور پھر قرآن جیسی بے مثل کتاب نازل کی اور طرح طرح کے معجزات سے ان کی صداقت کو آشکارا کیا۔ اس کے باوجود اگر وہ اسلام نہیں لاتے اور حق کو قبول نہیں کرتے تو کیا وہ اس انتظار میں ہیں کہ موت کا فرشتہ آئے اور ان کی روح قبض کرلے یا قیامت قائم ہو جائے اور اللہ تعالیٰ عدالت پر تشریف فرما ہو یا کوئی ایسی نشانی ظاہر ہو جس کے بعد وہ ایمان لانے پر مجبور ہو جائیں۔ اگر وہ بھی ان چیزوں میں سے کسی کا انتظار کر رہے ہیں تو انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ ان چیزوں کے ظہور کے بعد وہ ایمان لے بھی آئے تو وہ قابل قبول نہیں ہوگا پھر اگر وہ مان لے تو مانا ہی تو وہ منظور نہ ہوگا کیونکہ ایمان تو وہ مقبول ہے جو اللہ تعالیٰ کے رسول کی بات پر یقین کرتے ہوئے لایا جائے جب سب پردے اٹھ جائیں گے اور غیب شہادت میں بدل جائے گا تو اس وقت کا ایمان معتبر نہ ہوگا کیونکہ اس سے اپنی آنکھوں اور کانوں پر تو اعتماد ہوا نہ اللہ کے رسول کا اعتماد نہ ہوا۔

يَأْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ

آئے گی کوئی نشانی آپ کے رب کی تو نہ نفع دے گا کسی کو اس کا ایمان لانا جو نہیں ایمان لا

اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْۤ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ؕ قُلِ

چکا تھا اس سے پہلے یا نہیں کی تھی اپنے ایمان کے ساتھ کوئی نیکی آپ فرمائیے

انْتَظِرُوْۤا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ

تم بھی انتظار کرو ہم بھی انتظار کر رہے ہیں بے شک وہ جنہوں نے تفرقہ ڈالا اپنے دین میں اور

كَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ؕ اِنَّمَاۤ اَمْرُهُمْ اِلَى

ہو گئے کئی گروہ نہیں ہے آپ کا ان سے کوئی واسطہ ان کا معاملہ صرف اللہ ہی کے

اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ

حوالے ہے پھر وہ بتائے گا انہیں جو کچھ وہ کیا کرتے تھے جو لائے گا ایک نیکی تو

فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰۤى اِلَّا

اس کے لیے دس گنا ہیں اس کی مثل اور جو کوئی کرے گا ایک برائی تو نہ بدلہ دیا جائے گا اسے مگر ایک برائی کا

۲۶۹ اس سے پہلے دین کے غیر متبدل اصولوں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ کہ یہ ہے میرا سیدھا راستہ اس کی پیروی کرو اور ان مختلف راستوں کی پیروی نہ کرو۔ ورنہ تمہاری جمعیت منتشر ہو جائے گی تمہارا شیرازہ منتشر ہو جائے گا۔ اب اس آیت میں ان لوگوں کو تنبیہ کی جا رہی ہے جو اپنی خود پسندی کے باعث دین کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے میں کوشاں ہیں۔ انہیں صاف صاف بتا دیا کہ ان سے اللہ اور رسول بری ہے اور آپ کا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اور جن کے ساتھ اللہ کے رسول کا کوئی تعلق نہ ہو ان کا اسلام سے کیا تعلق باقی رہے گا۔

۲۷۰ کیا شان بندہ پروری ہے!

مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ قُلْ إِنَّنِي هَدَانِي رَبِّي إِلَىٰ

کے برابر اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا آپ فرمائیے بے شک مجھے راہ دکھائی میرے رب نے

صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ دِينًا قِيَمًا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۚ وَ

سیدھی راہ کی دین ٹھیک ملت ابراہیم کی جو ہر باطل سے جدا ہو کر حق کی طرف مائل تھے

مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَ

اور نہیں تھے وہ مشرکوں سے آپ فرمائیے بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور

مَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ لَا شَرِيكَ لَهُ ۖ وَ

میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو رب ہے سارے جہانوں کا نہیں کوئی شریک اس کا اور

بِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ۝ قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ

مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں ۲۲ آپ فرمائیے کیا اللہ کے سوا

۲۰ سب مذاہب کے بت پرستو تم جا بجا کسی کو اپنا معبود مانو، اللہ کی زمین میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکاؤ اور فسق و فجور کا بازار گرم کرو مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں۔ میں تو ثابت قدمی سے توحید اور پاکیزگی کی اسی راہ پر گامزن رہوں گا جو مجھے میرے رب نے دکھائی ہے۔ اور یہ کوئی نئی راہ نہیں ہے بلکہ یہی تو جد اعظم حضرت خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی راہ ہے جس کی اولاد ہونے پر تم فخر کرتے ہو جن کے بنائے ہوئے کعبہ کی خدمت گزاری سے تمہاری ساری عظمتیں وابستہ ہیں۔ وہ شرک سے متنفر اور توحید کے پرستار تھے تو میں توحید کو چھوڑ کر شرک کیسے اختیار کر سکتا ہوں۔

۲۱ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کا ماحصل اور توحید کا سب سے اونچا مرتبہ یہ ہے جہاں انسان کھڑا ہو کر یہ اعلان کرتا ہے کہ میری سجدہ ریزیوں کا مقصد اور میری ہر طرح کی نیازمندیوں اور عبادتوں کا مدعا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ میری زندگی اور میری موت صرف اسی کی رضا جوئی کے لیے ہے۔ میں اس کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم ہوں اور اس کے ہر فیصلہ پر راضی۔ اس کا کوئی شریک نہیں نہ اس کی ذات میں اور نہ اس کی صفات میں۔ النسك في هذه الآية جميع أعمال الطاعات (قرطبی) آیت میں نسک سے مراد ہر قسم کے نیک اعمال ہیں۔ قربانی بھی اس میں داخل ہے۔

۲۲ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے پہلے مسلمان ہونے کا یہ مطلب ہے کہ آپ امت میں سب سے پہلے

أَبْغِي رَبًّا وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۚ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ

[illegible] رب [illegible] حالانکہ وہ رب ہے ہر چیز کا اور نہیں کماتا کوئی شخص [illegible] مگر

إِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُم

اسی پر [illegible] اور نہیں اٹھائے گا کوئی بوجھ اٹھانے والا [illegible] دوسرے کا پھر تمہارے رب ہی کی طرف

مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿١٦٤﴾ وَهُوَ

لوٹ کر جانا ہے [illegible] جس میں تم اختلاف کرتے تھے اور وہی ہے

[illegible]

الَّذِیْ جَعَلَکُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَکُمْ فَوْقَ بَعْضٍ

جس نے ۱۲۷ بنایا تمھیں وارث، خلیفہ زمین میں اور بلند کیا ہے تم میں سے بعض کو بعض پر

دَرَجٰتٍ لِّیَبْلُوَکُمْ فِیْ مَآ اٰتٰکُمْ ؕ اِنَّ رَبَّکَ سَرِیْعُ الْعِقَابِ ۖ

درجوں میں تاکہ آزمائے تمھیں اس چیز میں جو اس نے تمھیں عطا فرمائی ہے بیشک آپ کا رب بہت جلد سزا دینے والا ہے

وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۶۵﴾

اور بیشک وُہ بہت بخشنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

ع ۲۰ ۷

۱۲۷ جس رب کے حضور میں سجدہ ریز ہوں وہی وُہ مولائے برحق ہے جس نے تمھیں گزری ہوئی امتوں کا قائم مقام بنایا قوت، علم، دولت اور دوسری باتوں میں بعض کو بعض پر فوقیت دی۔ ان ساری سرفرازیوں کا مقصد یہ ہے کہ تمہاری آزمائش کی جائے کہ تم اپنے منعم حقیقی کی کس طرح شکرگزاری کرتے ہو۔ اور جو قوت، عزت، دولت اور صحت و جوانی اس نے تمھیں عطا فرمائی ہے اس کو کس طرح استعمال کرتے ہو۔ اگر وُہ چاہے تو ابھی اسی دنیا میں تم کو عذاب میں گرفتار کر دے لیکن اس کی رحمت اور مغفرت بھی بے کراں ہے۔ اگر تم عمر بھر نافرمانی اور سرکشی کرنے کے بعد پشیمان اور نادم ہو کر اس کے در رحمت پر حاضر ہو جاؤ تو وُہ تمھارے عمر بھر کے قصور بخش دے گا اور اپنی رحمت سے تمھیں مالا مال کر دے گا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

سرٹیفکیٹ

میں نے اس قرآن مجید کو حرفاً حرفاً نہایت غور اور امعان نظر سے پڑھا ہے اور
میں تصدیق کرتا ہوں کہ اس کے متن میں کوئی کمی بیشی اور کتابت کی کوئی غلطی نہیں ہے۔

ابوالفیض محمد عبدالکریم
خطیب جامع مسجد خانقاہ ڈوگراں
ضلع شیخوپورہ

ابوالفیض محمد عبدالکریم [illegible]
[illegible]
[illegible]

تحقیقاتِ لغویہ

کلمات	نمبر سورۃ	نمبر حاشیہ	کلمات	نمبر سورۃ	نمبر حاشیہ	کلمات	نمبر سورۃ	نمبر حاشیہ
الف			بوار	۳	۳۰	(ح)		
الٓمٓ	۵	۹۱	بروج	۱۵	۱۵	حرج	۵	۱
اہلِ بیت	۱۱	۱۰۰	تبتئس	۸	۲۲	احبار	۹	۳۷
اوّاہ	۱۱	۱۰۱	(ت)			حلیم	۱۱	۱۰۱
ولیجہ	۱۱	۱۲۳	مُتَبَّرٌ	۷	۱۷۱	حرضا	۱۲	۱۸
یسعٰی	۲	۱۱۹	ث	۸	۷۱	حمأ	۱۵	۲۸
لآصال	۱۳	۳۳	تثقفنّ	۸	۷۱	لاحتنکن	۱۷	۷۳
تاذّن	۱۴	۱۰	یُثخن	۸	۸۷	حاصبا	۱۷	۸۲
ایکۃ	۱۵	۵۰	بثمن	۱۱	۲۰	(خ)		
امۃ	۱۶	۱۳۹	مثبورا	۱۷	۱۲۵	خبت	۷	۲۲۵
(ب)			(ج)			خاسئین	۹	۱۲۵
مبوء صدق	۱۰	۱۲۶	اجمعوا	۱	۱۰۱	خرص	۶	۹۷
بادی الرای	۱۱	۳	یجتبیک	۱۲	۱۰	خلصوا نجیا	۱۲	۵
بُعدا	۱۱	۸۸	جفاء	۱۳	۳۹	تخوف	۶	۵۳
مبین	۱۲	۲	یتجرعہ	۱۴	۲۳	تستخفونہا	۶	۹۶
یبشری	۹	۳۵	جبار	۱۴	۲۳	(د)		
بثّی	۱۲	۱۳۰	تجئرون	۱۶	۶۳	دلّٰہما	۷	۲۹
ببضاعۃ مزجاۃ	۱۲	۱۲۲	جاسوا	۱۷	۸	مدحورا	۷	۲۲

کلمات	نمبر سورۃ	نمبر حاشیہ	کلمات	نمبر سورۃ	نمبر حاشیہ	کلمات	نمبر سورۃ	نمبر حاشیہ
ادخرہ	۷	۳	زاہدین	۱۲	۳۰	تشخص	۳	۵۵
مستدرجہم	۷	۲۳۲	زبد	۱۳	۳۹	شیع	۱۵	۱
دعا	۷	۲۵۱	یزجی	۱۷	۷۹	شہاب	۱۵	۱۸
دنیا	۸	۵۳	(س)			(ر)		
دابۃ	۱۱	۱۳	انسلخ	۷	۲۳۲	رایتہم	۱۲	۶
مدرارا	۱	۷۸	اسٰی	۱	۷۸	یرتع	۱۲	۲۲
دلی دلوہ	۱۲	۳۵	سیئی بہم	۱۱	۱۱۳	رابیا	۱۳	۳۹
دلوک	۱۷	۹۳	سجیل	۱۱	۱۲۱	ربما	۱۵	۳
(ذ)			مسومۃ	۱۱	۱۲۲	رواسی	۱۶	۳۳
ذکری	۷	۲	سولت	۱۲	۳۲	رفات	۱۷	۶
مذءوم	۷	۲۳		۱۲	۳۹	ارأیتک	۱۷	۷۳
ذریۃ		۱۱۳	سیارۃ	۱۲	۳۵	الروح	۱۷	۱۰۲
(ر)			سخر	۱۳	۳	رودت	۳	۳۶
ردفی	۸	۱۷۸	سارب	۳	۲۳	شاکلتہ	۱۷	۱۰۱
رہبان	۹	۳۷	مسنون	۱۵	۲۸	(ص)		
رزق	۱	۱۳	سموم	۱۵	۲۹	تصدیۃ	۸	۴۳
رذل	۱۱	۳۰	سبع المثانی	۱۵	۵۷	صنوان	۱۳	۱۳
رقیب	۱۱	۹۳	(ش)			صدید	۱۳	۱۳
رہط	۱	۱۳۲	شر	۸	۴۷	مصرخی	۱۳	۳۰
الرفد المرفود	۱۱	۱۳۳	شرد	۸	۷۱	صلصال	۱۵	۲۸
لا ترکنوا	۱	۹۰	شان	۱۰	۸۷	فاصدع	۱۵	۹۵
(ز)			شہیق	۱۱	۱۵۱	(ض)		
زحفا	۸	۱۸	شغف	۱۲	۵۵	ضاق بہم ذرعا	۱۱	۱۱۳
زوجین اثنین	۱	۹۱	شدید المحال	۱۳	۴۹	ضلال	۱۲	۱۶
زخرفہا	۱۰	۵	شکرت	۱۳	۱	اضغاث احلام	۱۲	۷۸

کلمات	نمبر سورۃ	نمبر حاشیہ	کلمات	نمبر سورۃ	نمبر حاشیہ	کلمات	نمبر سورۃ	نمبر حاشیہ
یطیروا	۷	۱۱۴	تفتؤا	۱۲	۱۱۸	المواخر	۹	۲۲
طعنوا	۹	۱۷	تفندون	۱۲	۱۲۹	تمید	۹	۲۳
طوبیٰ	۱۳	۵	(ق)			مسلمة	۹	۱۳۲
(ظ)			قسط	۷	۳۰	(ن)		
طامسین	۷	۳۳	قیما	۶	۳۰	انزلنا	۔	۳۲
ظن	۱۰		قصوی	۸	۵۳	نصرو	۹	۱۳
ظہریا	۱۱	۱۳۷	قدم صدق	۱۰	۵	الندامۃ	۱۰	۴۸
(ع)			مستقر	۱۱	۱۳	ناصیۃ	۱	
الاعراف	۷	۹۰	فاستقم	۱۱	۱۵۹	منیب	۱۱	۱۱
لمعتدین		۱۰۳	قصص	۲	۳	منضود	۱	۱۲۱
عنید	۱۱	۸۷	مقص	۱۳	۵۵	(و)		
استعمر	۱	۹۰	قسطاس	۱۷	۳۸	وسوس	۷	۲۵
عصبۃ	۱۲	۱۵	مقاما محمودا	۱۷	۵۵	وحیہم	۸	۳۱
عقبیٰ	۱۳	۳۳	(ک)			موعظۃ	۱۰	۸
معایش	۱۵	۲۱	کافہ	۹	۵۵	مستودع	۱۱	۱۳
عضین	۱۵	۴۳	کظیم	۱۲	۱۶	ولی	۱۰	۹
یستعتبون	۲	۱۰۳	کفور	۱۱	۲۰	توفیق	۱۱	۱۳۴
(غ)			الکبیر المتعال	۱۳	۲۲	الورد المورود	۱	۳۳
اغویتنی	۷	۲۰	اکنان	۱۶	۹۷	واردہم	۱۲	۳۵
یغنوا	۷	۱۱۹	(ل)	۷	۲۳	موزون	۱۵	۲۰
غیابت الجب	۱۲	۲	یلحدون	۷	۲۳۰	متوسمین	۱۵	۳۸
غیب	۹	۹	لغیب	۱۲	۴۳	(ہ)		
غسق	۱۷	۹۳	(م)			اِنّا ہدنا	۷	۲۳
(ف)			مکاء	۸	۳۳	اولم یہد	۷	۱۲۸
فرح فخور	۱۱	۲۱	مثلات	۱۳	۱۶	ہد لادنی	۷	۲۲۵

	نمبر سورۃ	نمبر حاشیہ		نمبر سورۃ	نمبر حاشیہ		نمبر سورۃ	نمبر حاشیہ
یھرعون	۱۱	۱۱۵	ھواء	۱۴	۵۵	یوم	۱۱	۱۹
ھیت	۱۲	۳۴	تہجد	۱۷	۹۵	یؤس	۱۱	۲۰
تھوی	۱۴	۵۰	(ی)			ایام اللہ	۱۴	۹
مھطعین	۱۴	۵۵	ایام	۱۰	۱۳۵			

اَلتَّحقِيقَاتُ النَّحوِيَّة

	نمبر سورۃ	نمبر حاشیہ
والوزن یومئذ الحق۔	۷	۱۰
ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین۔	۷	۵۵
اثنتی عشرۃ اسباطا امما۔	۷	۲۱۲
لیسکن الیہا۔	۷	۲۳۰
لا یخلق شیئا وھم یخلقون۔	۷	۲۳۹
ان اللہ بریٓء من المشرکین ورسولہ۔	۹	۵
اجعلتم سقایۃ الحاج۔	۹	۲۷
فذلک کی جگہ ذالکما نہیں کہا	۱۰	۸۳
ما تتلوا منہ میں قرآن کی ترکیب۔	۱۰	۸۷
ان کان کبر علیکم مقامی۔ آیہ کی ترکیب۔	۱۰	۱۰۱
من قومہ کا مرجع کون ہے۔	۱۰	۱۱۳

	نمبر سورۃ	نمبر حاشیہ
بسم اللہ مجرٰھا و مرسٰھا کی ترکیب	۱	۶۳
بعید کی جگہ بعیدۃ کہنے کی وجہ	۱	۲۱
الورد المورود کی تحقیق وترکیب۔	۱۰	۱۴۳
الرفد المرفود کی تحقیق وترکیب۔	۱۱	۱۴۴
الاحادیث وحدیث میں الف لام۔	۱۱	۵۳
انا انزلنٰہ قرآنا عربیا کی ترکیب۔	۱۲	۳
ھمت بہ وھم بھا لولا ان رای	۱۲	۴۸
برھان ربہ کی ترکیب۔	〃	〃
عن الیمین والشمائل یک واحد۔		
دوسری جمع کی وجہ۔	۱۶	۵۲
یتفیؤا ظلالہ آیہ کی ترکیب۔	۶	۵۶
نسقیکم مما فی بطونہ کی ضمیر کا مرجع۔	۱۶	۷۶
لمن نرید کی ترکیب۔	۱۷	۲۶

	سورۃ نمبر	نمبر آیت
وہ تمہاری کسی بات سے غافل نہیں۔	۱۱	۱۲۳
علیم الٰہی۔	۱۳	۸ تا ۱۱
وہ ظالموں کے کرتوتوں سے غافل نہیں۔	۱۴	۴۲
وہ ظاہر و باطن کو جانتا ہے۔	۱۴	۳۸
" " " "	۱۶	۱۹
وہ اگلوں پچھلوں کو جانتا ہے۔	۱۵	۲۴
	۵	۲۶
وہ خلاق علیم ہے۔	۱۵	۸۶
تمہارا رب تمہیں خوب جانتا ہے۔	۱۷	۵۴
" " " "		۵۵
" " " "		۹۶
(ب) خالق و مالک		
ہر چیز کا خالق و مالک ہے۔	۶	۱۱
خلق و امر کا وہ مالک ہے۔	۷	۵۴ پہلا حصہ
زمین و آسمان میں اس کی حکومت ہے	۹	۱۱۶
زمین و آسمان کی ہر چیز کا وہی مالک ہے۔	۱۰	۵۵
" " " "	۱۰	۶۶
" "	۱۰	۶۸
" " "	۱۴	۲
اس نے زمین و آسمان کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے۔	۱۴	۱۹
وہ خلاق علیم ہے۔	۱۵	۸۶
وہی زندہ کرتا ہے، وہی مارتا ہے۔	۱۵	۲۳

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
اس کے پاس ہر چیز کے خزانے ہیں۔	۱۵	۲۱
وہ ہر چیز اندازے سے اتارتا ہے۔	۱۵	۲۱
(ج) وہ قادر ہے		
وہ ہر چیز پر قادر ہے	۷	۵۴
" "	۸	۳
دلوں میں الفت وہی پیدا کر سکتا ہے	۸	۶۳
وہی زندہ کرتا ہے، وہی مارتا ہے۔	۱۰	۵۶
وہی نفع و نقصان پہنچا سکتا ہے، کوئی اور نہیں پہنچا سکتا	۱۰	۱۰۷
" " "	۱۱	۳۴
ہر چیز کی باگ ڈور اسی کے ہاتھ میں ہے۔	۱۱	۵۶
واللہ غالب علی امرہ	۱۲	۲۱
جس کو چاہے گمراہ کر دے اور جس کو چاہے ہدایت دیتا ہے۔	۱۳	۲۷
جسے گمراہ کر دے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔	۱۳	۳۳
"	۱۷	۹۷
جو چاہتا ہے کرتا ہے۔	۱۴	۲۷
تمہاری ظاہری و باطنی قوتیں اسی نے پیدا کی ہیں۔	۱۶	۷۸
جس کو ہم چاہتے ہیں کشادہ رزق دیتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں تنگدست کر دیتے ہیں۔	۱۷	۳۰
کن فیکون۔	۱۶	۴۰
وہ ہر چیز پر قادر ہے۔	۱۶	۷۷

	نمبر سورة	نمبر آیت
(۷) رحمتِ الٰہی		
اس کی رحمت محسنین کے قریب ہے۔	۷	[illegible]
اللہ کی رحمت پرہیزگاروں کے لیے ہے	۷	۱۵۶
" " " " "	۷	۱۵۷
وہ صالحین کا ولی ہے۔	۷	۱۹۶
وہ ... کے ساتھ غفور رحیم ہے	۹	۱۰۵
وہ تواب رحیم ہے	۹	۱۱۸
اللہ دار السلام کی طرف بلاتا ہے	۱۰	۲۵
وہ حق کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔	۱۰	۳۵
وہ لوگوں پر بڑا فضل فرماتا ہے۔	۱۰	۶۰
میرا رب رحیم و ودود ہے۔	۱۱	۹۰
جس کو ہم چاہتے ہیں اپنی رحمت سے سرفراز کرتے ہیں۔	۱۲	۵۶
وہ غفور رحیم ہے۔	۱۲	۹۸
" "	۱۲	۱۹
آپ کا رب مغفرت فرمانے والا ہے۔	۱۳	۶
تم اس کی نعمتوں کو شمار نہیں کر سکتے۔	۱۴	۳۴
میرے بندوں کو بتا دو کہ میں غفور رحیم ہوں اور میرا عذاب شدید ہے۔	۱۵	۴۹
" " " "	۱۵	۵۰
وہ رؤف رحیم ہے	۱۶	۷
وہ گناہوں پر فوراً گرفت نہیں کرتا	۱۶	۶۱
ہم یونہی عذاب نازل نہیں کرتے۔	۱۷	۱۵

	نمبر سورة	نمبر آیت
(۸) محبتِ الٰہی		
ہدایتِ ربانی		
اللہ تعالیٰ متقیوں سے محبت کرتا ہے۔	۹	۴
" " " "	۹	۷
اللہ تعالیٰ مطہرین سے محبت کرتا ہے۔	۹	۱۰۸
وہ محسنین کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔	۱۱	۱۱۵
وہ مصلحین کو ہلاک نہیں کرتا۔	۱۱	۱۱۷
اللہ تعالیٰ متقیوں اور محسنوں کے ساتھ ہے	۱۶	۱۲۸
وہ منیبین کو ہدایت دیتا ہے۔	۱۳	۲۷
وہ کس کو ہدایت دیتا ہے۔ سنتِ الٰہی	۱۶	۳۲
" "	"	
جس کو وہ ہدایت دے، وہی ہدایت یافتہ ہے۔	۱۷	۹۷
اللہ تعالیٰ کن سے محبت نہیں کرتا اور ہدایت نہیں دیتا۔		
وہ مسرفین سے محبت نہیں کرتا۔	۷	۳۱
وہ حد سے بڑھنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔	۷	۵۵
وہ خائنوں سے محبت نہیں کرتا۔	۸	۵۸
اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔	۹	۱۰۹
فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔	۹	۲۴
وہ فاسقوں سے راضی نہیں ہوتا۔	۹	۹۶

	نمبر سورۃ	نمبر آیت		نمبر سورۃ	نمبر آیت
وہ ظالموں کو گمراہ کرتا ہے۔	۱۴	۲۷	اللہ کے بہترین نام ہیں۔	۷	۸۰
گمراہ ہونے والوں کو ہدایت نہیں دیتا۔	۱۶	۳۷	اللہ تعالیٰ انسان اور اس کے دل میں حائل ہو جاتا ہے	۸	۲۴ مع حاشیہ
جس کو گمراہ کرتا ہے۔ (صفت الٰہی)	۱۶	۳۶			
(ذ) ذکر الٰہی کے آداب			پلید کو پاک سے الگ کر دیتا ہے۔	۸	۳۷
ذکر الٰہی کے آداب۔	۷	۲۰۵	اس قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جو اپنی حالت نہیں بدلتی۔	۸	۵۳
ذکر بالجہر کا حکم۔	۷	۲۰۵ مع حاشیہ	اللہ تعالیٰ دلوں کو جوڑتا ہے۔	۸	۶۳
			اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔	۸	۴۶
ذکر بالسر	۷	۵۵	اللہ کا نور کسی کے بجھانے سے نہ بجھے گا۔	۹	۳۲
	۷	۵۶ مع حاشیہ	ساری عزتیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔	۱۰	۶۵
			وہ غنی ہے۔	۱۰	۶۸
ذکر اسمٰی	۷	۱۸۰	ہر فضیلت والے کو اس کا بدلہ دے گا۔	۱۱	۳
کثرت ذکر باعث فلاح ہے۔	۸	۴۵	اللہ تعالیٰ کی سنت تبدیل نہیں ہو سکتی۔	۱۷	۷۷
ذکر الٰہی سے دل مطمئن ہوتا ہے۔	۱۳	۲۸	اللہ تعالیٰ کے بڑے خوبصورت نام ہیں۔	۱۷	۱۱۰
خ) متفرق			اللہ تعالیٰ فحش باتوں کا حکم نہیں دیتا۔	۷	۲۸
			اس نے فواحش کو حرام کر دیا ہے۔	۷	۳۳
وہ بہترین حاکم ہے۔	۷	۸۷			
سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم					
(ا) نبوت و رسالت			نبی امی پر ایمان لانے کا حکم۔	۷	۱۵۸
			آپ کو اللہ کافی ہے اور فرمانبردار مومن۔	۸	۶۴
نبی امی کی آمد سے بوجھ اتر گئے، زنجیریں کٹ گئیں۔	۷	۱۵۷	میری مجال نہیں کہ قرآن حکیم میں رد و بدل کر سکوں۔	۱۰	۵
حضور ساری نوع انسان کے رسول ہیں۔	۷	۱۵۸	میرا کام وحی کی اطاعت کرنا ہے۔	۱۰	۱۵

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
میری گزشتہ زندگی میری سچائی کی روشن دلیل ہے۔	۱۰	۱۶
ہر امت کے لیے رسول مبعوث کیا گیا ہے۔	۱۰	۴۷
میرا یہ راستہ ہے، میں علی وجہ بصیرت لوگوں کو دعوت حق دیتا ہوں۔	۱۲	۱۰۸
(۱۵) استیاس رسل کی تحقیق۔	۱۲	۱۱۰
ہر قوم کے لیے ہادی ہے۔	۱۳	۷
حضور کی رسالت کا خود خدا گواہ ہے۔	۱۳	۱
کفار کے انکار سے کچھ نہیں ہوتا یہ کتاب آپ پر نازل کی گئی تاکہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے نور کی طرف لے آئیں۔	۱۴	۱
رسول کو اسی کی قوم کی زبان میں بھیجا جاتا ہے۔	۱۴	۴
مردوں کو رسول بنایا گیا۔	۱۶	۴۳
ہم نے بعض انبیاء کو بعض پر فضیلت دی۔	۱۷	۵۵

(ب) رحمت و خلق عظیم

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
مکارم اخلاق	۷	۱۹۹ مع حاشیہ
شیطان سے پناہ مانگنے کی تلقین۔	۷	۲۰۰
کفار کا کہنا کہ اگر یہ سچے ہیں تو ہم پر معجزہ دو اور اس کا جواب۔	۸	۲۰۳ مع حاشیہ
[illegible] کی ایمان والوں پر رحمت عظیم	۹	۱۲۸ حاشیہ
ابوسفیان کا حاضر ہو کر بخشش کے لیے دعا کرانا اور حضور کا جواب۔	۸	۳۳ مع حاشیہ
حضور کی شان رحمت۔	۱۰	۳۹
دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک۔	۱۲	۹۱ مع حاشیہ
بڑی مہربانی سے درگزر کرنے کا حکم۔	۱۵	۸۵
میرے رب نے مجھے ادب سکھایا۔	۱۵	۸۵ مع حاشیہ

(ج) شان مصطفوی

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
نور مصطفیٰ اور اسلام روشن کن۔	۵	۱۵ مع حاشیہ
تورات میں حضور کے کمالات کا ذکر۔	۷	۱۵۷ مع حاشیہ
میرا کارساز اللہ تعالیٰ ہے۔	۷	۱۹۶
وما رمیت اذ رمیت	۸	۱۷
حضور کا حکم ماننے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔	۸	۲۴ مع حاشیہ
ہمیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اور اس کا رسول دے گا۔	۹	۵۹
اللہ اور اس کے رسول سے محبت سب سے زیادہ ہونی چاہیے۔	۹	۲۴ مع حاشیہ
اللہ اور اس کے رسول کی رضا جوئی۔	۹	۶۲
اللہ اور اس کے رسول نے انہیں غنی کر دیا	۹	۷۴ مع حاشیہ
اگر لوگ آپ کی مدد نہ کریں تو اللہ تعالیٰ آپ کا مددگار ہے۔	۹	۴۰

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
واقعہ ہجرت	۹	۴۰
حضور کی دعا لینے کے لیے صدقہ	۹	۹۹
آپ کی دعا سرمایہ صد تسکین ہے۔	۹	۱۰۳
حضور کے والدین	۹	۱۱۳ مع حاشیہ
عزیز علیہ ما عنتم (آلایۃ)	۹	۱۲۸
میں اپنے نفس کے لیے نفع و نقصان کا مالک نہیں مگر جو اللہ چاہے۔ اقتباسات نعت	۹	۴۹ مع حاشیہ
حضور کا ادنیٰ کام بھی اہم اور عظیم ہے۔	۱۰	۶۱ مع حاشیہ
حضور کی عمر کی زندگی بھی شاہد ہے۔	۱۰	۱۶ مع حاشیہ
ولو شاء ربک میں تفسیر اضافت۔	۱۰	۹۹
آپ حسب ارشاد الٰہی ثابت قدم رہیے۔	۱۱	۱۱۲
ہم آپ کی تسکین قلب کے لیے پیغمبروں کے حالات بیان کرتے ہیں۔	۱۱	۱۲۰
حضور علیہ السلام کا رخ روشن تجلیات کا آئینہ تھا اگر یعقوب بھی اسے دیکھ لیتے تو یوسف کو فراموش کر دیتے۔	۱۲	۸۴ مع حاشیہ
یوسف یعقوب کے محبوب تھے اور حضور رب یعقوب کے محبوب تھے (حضرت بیدم)	۱۲	۸۴
آپ ان کے اجتماع میں نہ تھے۔	۱۲	۱۰۲

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
حضور کی حیات پاک کی قسم	۱۵	۷۲
آپ کو ہم نے سبع مثانی اور قرآن عظیم عطا فرمایا۔	۱۵	۸۷
لا تمدن عینیک (آلایۃ)	۱۵	۸۸
اپنے غلاموں کے لیے اپنے پروں کو بچھا دیجیے۔	۱۵	۸۸
معراج شریف (مستقل بحث)	۱۷	۱
آپ کے پروردگار کی بخشش بے حد ہے۔	۱۷	۲۰ مع حاشیہ
میں اس پتھر کو جانتا ہوں جو بعثت سے پہلے سلام عرض کیا کرتا تھا۔	۱۷	۴۳،۴۴،۴۵ مع حاشیہ
[illegible] فرمایا۔	۱۷	۴۵
یہ کفار کیسی مثالیں دیتے ہیں۔ گستاخی گمراہی کا باعث ہے۔	۱۷	۴۸
حضور کی وجہ سے بنی آدم کو فضیلت ملی۔	۱۷	۷۰
ان سازشوں میں ہم نے آپ کو ثابت قدم رکھا	۱۷	۷۳
" " "	۱۷	۷۴
" " " "	۱۷	۷۵ مع حاشیہ
آپ صاحب مقام محمود ہیں۔	۱۷	۷۹
شفیع المذنبین ہیں۔	۱۷	۷۹ مع حاشیہ
آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضل کبیر ہے	۱۷	۸۷
حضور کی دست بوسی	۱۷	۱۰۱ مع حاشیہ
قصہ موسیٰ	۱۷	۱۰۱

(د) نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
سیدنا علی کے قاتل کے بارے میں ارشاد	–	۰۰ اس کا حاشیہ
قیامت کا علم	۷	۱۸۷
غیب کا علم	۷	۱۸۸
حضور نے حضرت عباس کو فرمایا وہ مال کہاں ہے جو تم نے دفن کیا تھا۔	۸	۷۰ اس کا حاشیہ
منافقین کا علم	۹	۶۴ اس کا حاشیہ
منافقین کا علم	۹	۱۰۲ اس کا حاشیہ
عبداللہ بن ابی کو قمیص دینے کی حکمت۔	۹	۸۴ اس کا حاشیہ
اللہ اور اس کا رسول تمہارے عمل کو دیکھے گا۔	۹	۱۰۵
حروف مقطعات کا علم۔	۱۰	۱
صحابہ کو جنت کی خوشخبری۔	۱۰	۶۴ اس کا حاشیہ
حضور اپنی امت کے ہر فرد کو اس کے چہرہ اور اعمال سے پہچانتے ہیں۔	۱۱	۱۸
یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں۔	۱۲	۱۰۲
قرآن میں ہر چیز کی تفصیل ہے۔	۱۲	۱۱۱
ہم نے ہواؤں کو بوجھل بنا کر بھیجا۔	۱۵	۲۲

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
ایک شبہ کا ازالہ	۱۵	۲۲
ہم آپ کو ان پر گواہ بنا کر لائیں گے۔	۱۶	۸۹
جو کتاب ہم نے آپ پر نازل کی وہ تبیان لکل شیء ہے۔	۱۶	۸۹
ہم نے ہر چیز کی تفصیل بیان کر دی ہے۔	۱۷	۱۲
روح کا علم	۱۷	۸۵ اس کا حاشیہ

(ہ) حضور کی اطاعت

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
نبی امی پر ایمان لاؤ اور ان کا اتباع کرو۔	۷	۱۵۸
حضور صرف وحی کا اتباع کرتے ہیں اور اپنی طرف سے کوئی چیز پیش نہیں کرتے۔	۷	۲۰۳
اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔	۸	۱
" " "	۸	۲۰
" " "	۸	۲
اطاعت رسول نہ کرنے والے بدترین چوپائے ہیں۔	۸	۲۲
ایسے لوگوں کو حق سنانے کا کوئی فائدہ نہیں	۸	۲۳
اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور جھگڑو نہیں ورنہ تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔	۸	۴۶ اس کا حاشیہ
جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے اس کے لیے عذاب شدید ہے۔	۸	۱۳

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
اللہ اور اس کا رسول جب تمہیں ایسی بات کی طرف بلائے جو تمہیں زندہ کرنے والی ہے تو فوراً لبیک کہو۔	۸	۲۴ ح حاشیہ
منکرین سنت کا حدیث پر اعتراض اور اس کا جواب	۱۰	۳۶
مجھے حکم دیا گیا ہے کہ مومن بنوں اور شرک نہ کروں۔	۲	۱۰۴
بیان قرآن کا منصب صرف حضور کو تفویض ہوا۔	۱۶	۴۴ حاشیہ
آپ پر یہ کتاب نازل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ اسے کھول کر بیان کریں۔	۱۶	۶۴
(و) حضور کی تعظیم و تکریم		
عزّروہ و نصروہ	۷	۱۵۷
یہود کی اہانت رسالت اور اس کی سزا۔	۹	۶۱
جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے اس کے لیے عذاب شدید ہے۔	۸	۱۳
(ز) اظہار عبودیت		
تبلیغ کے بارے میں آپ تنگی محسوس نہ کریں۔	۷	۲
اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر میں اپنے نفع نقصان کا مالک نہیں۔	۷	۱۸۸
میں ازخود غیب نہیں جان سکتا۔	۷	۱۸۸

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
میرا مددگار اللہ تعالیٰ ہے	۷	۹۶
جنگی اسیروں سے فدیہ لینے پر عتاب	۸	۶۸
اگر لوگ آپ کی مدد نہ کریں تو اللہ مدد فرمانے والا ہے۔ (واقعہ ہجرت)	۹	۴۰
منافقین کی نماز جنازہ پڑھنے کی ممانعت۔	۹	۸۴ حاشیہ
کیا کفار کی تکذیب سے آپ بعض آیات کی تبلیغ ترک کر دیں گے یا آپ کا سینہ تنگ ہوگا۔	۱۱	۱۲
مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں اور شرک نہ کروں۔	۱۳	۳۶
غیر اللہ کی عبادت نہ کرو۔	۳	۳۶
کفار کی خواہشات کی پیروی سے سخت ممانعت۔	۱۳	۳۷
آپ سے پہلے رسولوں کی بیویاں بچے تھے۔	۱۳	۳۸
اللہ کے اذن کے بغیر کوئی نشانی نہیں دکھائی جا سکتی۔	۱۳	۳۸
اپنے رب کی تسبیح و حمد کیجیے۔	۱۵	۹۸
تادم واپسیں اسی کی عبادت کرتے رہیے۔	۱۵	۹۹
اگر ہم چاہتے تو یہ وحی آپ سے واپس لے لیتے۔	۱۷	۸۶

انبیائے کرام علیہم السلام

آدم علیہ السلام

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
تخلیقِ آدم، فرشتوں کو سجدہ کا حکم، ابلیس کا انکار۔	۷	۱۱ تا ۲۵ مع حواشی
آپ کا جنت سے خروج اور اس کی حکمت۔ (سوز و گداز کی پرورش)	۷	۱۹
لغزش اور آپ کی استغفار۔	۷	۲۳
رسولوں کی بشریت۔	۱۴	۱۰
شیطان کا سجدۂ آدم سے انکار اور اس کی وجہ۔	۱۵	۳۰ تا ۳۵
شیطان کا مہلت طلب کرنا اور چیلنج۔	۱۵	۳۶ تا ۴۰
فرشتوں کو حکم کہ وہ آدم کو سجدہ کریں۔	۱۷	۶۱
سب نے حکم کی تعمیل کی سوائے ابلیس کے۔ اس کا حسد اور چیلنج کہ میں اس کی نسل کو گمراہ کروں گا۔	۱۷	۶۲
اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے اذنِ عام۔	۱۷	۶۳
. . . . .	۱۷	۶۴
میرے بندوں پر تیرا بس نہیں چلے گا۔	۱۷	۶۵

۲۔ ابراہیم علیہ السلام

کیا آپ کے والد مومن تھے۔	۹	۱۱۴
فرشتوں کی آمد اور اسحاق و یعقوب کی ولادت کی بشارت۔	۱۱	۶۹ تا ۷۱
مائی صاحبہ کا اظہارِ حیرت۔	۱۱	۷۲
فرشتوں کا جواب کہ اللہ سے کچھ بعید نہیں کہ وہ آپ کو بڑی سالی میں بچہ دے دے۔	۱۱	۷۳
اہلِ بیت کا معنی۔	۱۱	۷۳ مع حاشیہ
خاندانِ خلیل کے لیے فرشتوں کی دعا۔	۱۱	۷۳
قومِ لوط کے لیے آپ کا مجادلہ۔	۱۱	۷۴
صفاتِ ابراہیمی اوّاہ، حلیم، منیب	۱۱	۷۵
مکہ شریف کے لیے آپ کی دعا۔	۱۴	۳۵
اپنی اولاد اور پیروکاروں کے لیے دعا۔	۱۴	۳۶ ، ۳۷
آپ کے والدین کا ایمان	۱۴	۴۱ مع حاشیہ
اپنی اولاد کو وادیٔ غیر ذی زرع میں آباد کرنے کی حکمت۔	۱۴	۳۷
ان کے لیے دعا کہ لوگوں کے دل ان کی طرف کھنچے چلے آئیں۔	۱۴	۳۷
حمدِ باری	۱۴	۳۹
اپنے لیے، اپنی اولاد کے لیے اور اپنے والدین کے لیے دعائے مغفرت۔	۱۴	۴۰ ، ۴۱
فرشتوں کی آمد اور بشارت۔	۱۵	۵۱ ، ۶۰
ابراہیم امت، قانت، حنیف	۱۶	۱۲۰
آپ پر انعاماتِ ربانی	۱۶	۱۲۱ تا ۱۲۳

۳۔ داؤد علیہ السلام

آپ کو زبور دی گئی۔	۱۷	۵۵

۴ شعیب علیہ السلام

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
آپ کی دعوت اور رد عمل	۷	۸۵ تا ۹۳ مع حواشی
اہل مدین کا علاقہ	۷	۸۵ مع حاشیہ
آپ کی دعوت کہ شرک سے باز آؤ اور خیانت چھوڑ دو بلکہ تعلق خدا کی سے کہ ہر جائے۔ قوم کا رد عمل اور اس کا انجام۔	۱۱	۸۴ تا ۹۵
دولت کے متعلق ان کا تصور۔	۱۱	۸۷
قوم کی دھمکی۔	۱۱	۹۱
آپ کا جواب۔	۱۱	۹۲
ان کا انجام	۱۱	۹۴
۔ ۔ ۔	۔	۹۵
اصحاب الایکہ۔	۱۵	۷۸

۵۔ صالح علیہ السلام

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
آپ کی دعوت اور اس کا رد عمل۔	۷	۷۳ تا ۷۹
نسب نامہ اور علاقہ	۷	۷۳ مع حاشیہ
اونٹنی بطور نشانی۔	۷	۷۳
سنگ تراشی اور فن تعمیر میں ان کی مہارت۔	۷	۷۴
انہوں نے ناقہ کو مار ڈالا اور اپنے پیغمبر کو چیلنج دے دیا۔	۷	۷۷
ان پر عذاب الٰہی کا نزول، ان کی بربادی پر	۷	۷۸
حضرت صالح کا اظہار حسرت و افسوس	۷	۷۹
مخلص اہل ایمان کے ساتھ ان کا سلوک۔	۷	۷۵
	۷	۷۶
آپ کی دعوت، قوم کا رد عمل۔	۱۱	۶۱ تا ۶۸
آپ کی استقامت، آپ کا معجزہ۔	۱۱	۶۴
ظالم قوموں پر عذاب الٰہی کا نزول۔	۱۱	۶۵
سرسید کی عجیب و غریب تاویل۔	۱۱	۶۵ مع حاشیہ
سنگ تراشی میں ان کی مہارت	۱۵	۸۱ تا ۸۴

۶۔ لوط علیہ السلام

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
آپ کی دعوت اور قوم کا رد عمل۔	۷	۸۰ تا ۸۴
آپ کے حالات اور علاقہ	۷	۸۰ مع حاشیہ
آپ پر تہمات کا بحیثیت الزام اور اس کا رد۔	۷	۸۰ مع حاشیہ
اسلام میں لواطت کی سزا۔	۷	۸۴ مع حاشیہ
لوط علیہ السلام کے پاس فرشتوں کی آمد اور آپ کا اضطراب۔	۱۵	۶۱ تا ۶۲
آپ کا ھؤلاء بناتی کہنے کا مقصد۔	۱۱	۷۸
آپ کی قوم کا اخلاقی انحطاط اور آپ کا اضطراب، قوم کا انجام۔	۱۵	۶۷ تا ۷۷

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
۷۔ موسیٰ علیہ السلام		
۸۔ ہارون علیہ السلام		
موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف جانے کا حکم ہوا۔	۷	۱۰۳
یہ کون سا فرعون تھا۔	حاشیہ آیت مذکورہ	
فرعون کو آپ کی دعوت اور بنی اسرائیل کی آزادی کا مطالبہ۔	۷	۱۰۵
فرعون کا معجزہ طلب کرنا اور آپ کا عصا	۷	۱۰۶
اور ید بیضا دکھانا۔	۷	۱۰۷
	۷	۱۰۸
		مع حواشی
آپ پر ساحر ہونے کا الزام۔	۷	۱۰۹
ملک پر قبضہ کرنے کا الزام۔	۷	۱۱۰
جادوگروں کی آمد۔ ان کا آپ سے مقابلہ اور شکست۔	۷	۱۱۱ تا ۱۱۴
حقیقت سحر	۷	۹
		مع حاشیہ
کلیم کے ادب سے ساحروں کو	۷	۱۱۵
ایمان نصیب ہوا۔		مع حاشیہ
(ساحروں کی حیرت انگیز استقامت)		
فرعون کا ظلم و تشدد پر آمادہ ہو جانا۔	۷	۱۲۴
آپ کا اپنی قوم کو اللہ سے مدد لینے اور صبر کرنے کی تلقین فرمانا اور آزادی کا	۷	۱۲۸
وعدہ۔	۷	۱۲۹

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
قوم فرعون کا طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا کیا جانا لیکن ہدایت پذیر نہ ہونا۔	۷	۱۳۰ تا ۱۳۵
بدفالی پکڑنا۔	۷	۱۳۱ مع حاشیہ
آخر سب کو وہ غرق کر دیے گئے۔	۷	۱۳۶
کمزور بنی اسرائیل کو ان کا وارث بنا دیا گیا۔	۷	۱۳۷
سمندر سے گذر جانے کے بعد بنی اسرائیل کا موسیٰ علیہ السلام سے بت بنانے کا مطالبہ۔	۷	۱۳۸
آپ کی سرزنش	۷	۱۳۸ تا ۱۴۱
آپ کا طور پر جانا اور چالیس رات ٹھہرنا۔	۷	۱۴۲
ہارون کی جانشینی۔	۷	۱۴۲ مع حاشیہ
شوق دید کا اظہار۔	۷	۱۴۳ مع حاشیہ
چالیس رات کے بعد تورات کا ملنا	۷	۱۴۵
جس میں نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل تھی۔	۷	۱۴۵
آپ کی عدم حاضری میں بنی اسرائیل کا بچھڑا بنانا اور اس کو پوجنا۔	۷	۱۴۸
طور سے واپسی اور حضرت ہارون سے تلخ کلامی۔	۷	۱۵۰
آپ کی امت میں اچھے لوگ بھی تھے۔	۷	۱۵۸
تیہ کے صحرا میں بارہ چشموں کا جاری کرنا۔	۷	۱۶۰

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
اسیری	۱۲	۳۵
اسیری میں آپ کا حسن عمل۔	۱۲	۳۶
دعوت توحید کا پرحسن انداز	۱۲	۳۷ تا ۴۰
بادشاہ کا خواب اور اس کی تعبیر	۱۲	۴۳
حضرت یوسف کی تواضع وما ابرئ نفسی	۱۲	۵۳
بادشاہ کی قدردانی۔	۱۲	۵۴
آپ کا فرمانا کہ ملک کے خزانے میرے ماتحت کر دے۔	۱۲	۵۵
کیا کسی عہدہ کی طلب جائز ہے؟		حاشیہ
برادران یوسف کی پہلی بار آمد اور آپ کا حسن سلوک۔	۱۲	۵۸ تا ۶۲
آپ کے متعلق حضرت یعقوب کو علم تھا لیکن افشائے راز کی اجازت نہ تھی۔	۱۲	۶۸ مع حاشیہ
بھائیوں کی بنیامین کے ساتھ دوبارہ آمد۔	۱۲	۶۹
کذالک کدنا لیوسف کی حقیقت۔	۱۲	۷۶ مع حاشیہ
فراق یوسف میں حضرت یعقوب کے حزن وملال کی وجہ	۱۲	۸۴ مع حاشیہ
تجسس کرو یوسف اور ان کے بھائی کی تلاش کا حکم۔	۱۲	۸۷
بھائیوں کا تیسری بار آنا اور ان کا اقرار	۱۲	۸۸
مسئلہ	۱۲	۸۹
	۲	۹۰
آپ کی کریم النفسی	۱۲	۹۰

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
آپ کی کریم النفسی	۱۲	۹۱
" " "	۱۲	۹۲
" " " "	۱۲	۱۰۰
" " " "		مع حاشیہ
اپنے والدین کے استقبال کے لیے	۱۲	۹۹
آپ کا شہر سے باہر آنا	۱۲	مع حاشیہ
والدین اور بھائیوں کا سجدہ کرنا۔	۱۲	۱۰۰
یہ ہے میرے خواب کی تعبیر۔	۱۲	۱۰۰
حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا۔	۱۲	۱۰۱
۱۲۔ یعقوب علیہ السلام		
انہ لذو علم لما علمناہ	۱۲	۶۸
آپ کو علم تھا کہ بادشاہ مصر ان کا بیٹا ہے لیکن راز افشا کرنے کی اجازت نہ تھی۔	۱۲	۶۸ مع حاشیہ
مجھے خدا کی طرف سے اس کا علم دیا گیا ہے	۱۲	۸۶
" " " "	۱۲	۹۶
آپ کی دعا کی برکت سے آپ کے فرزندوں	۱۲	۹۷
کے گناہ معاف ہو گئے۔	۱۲	۹۸
۱۳۔ یونس علیہ السلام		
آپ کی قوم کا گناہ معاف کر دیا گیا۔	۱۰	۹۸
اسلام		
زینت و آرائش کے بارے میں ارشاد۔	۷	۳
آرائش ممنوع نہیں ہے۔	۷	۳۲

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
طہارت بدن اور نفاست لباس۔	۷	۳۲ مع حاشیہ
ایمان اور تقویٰ کے باعث زمینی اور آسمانی برکات کا نزول۔	۷	۹۶
اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو صلح کی ترغیب دیتا ہے۔	۸	۶۱
خدا کا دین چھپائے نہیں چھپے گا، ہمیشہ زندہ رہے گا۔	۹	۳۲
دینی بھائی کون ہیں۔	۹	۱۱
اللہ تعالیٰ پاک لوگوں سے محبت کرتا ہے۔	۹	۱۰۸
دین میں جبر نہیں۔	۱۱	۲۸
اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود نہ بدلیں۔	۱۳	۱۱
حق و باطل کی مثال۔	۱۳	۱۷
کشمکش حیات اور بقائے اصلح	۳	۷
صلہ رحمی کا حکم۔	۱۳	۲۱
اس کی حکمت اور بشارات نبوی۔	۱۳	۲۱ مع حاشیہ
اسلام کی مثال شجرۂ طیبہ کی ہے۔	۱۴	۲۴
اللہ عدل و انصاف کا حکم دیتا ہے۔	۴۲	۱۵
اللہ عدل و احسان کا حکم دیتا ہے	۱۶	۹۰
اسلامی تمدن کے اصول	۱۶	۹۱
اپنی قسموں سے لوگوں کو دھوکہ مت دو ورنہ تمہارے قدم پھسل جائیں گے۔	۱۶	۹۴

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
تمہاری یہ حق دشمنی لوگوں کو اسلام سے متنفر کر دے گی	۱۶	۹۴
تبلیغ اسلام کے آداب۔	۱۶	۱۲۵ تا ۱۲۸
جس شخص کو دعوت اسلام نہیں پہنچی اس کا انجام۔	۱۷	۱۵ مع حاشیہ
حق آگیا، باطل بھاگ گیا۔	۱۷	۸۱

انسان اور ابلیس کی خلقت کا قرآنی تصور

تخلیق انسان	۷ ۱۵	۱۱ ۲۶
تخلیق انسان کے بارے میں اسلامی نظریہ اور ڈارون کے نظریے کا تفاوت	۶ ۷	۱۱ مع حاشیہ
انسان کو زمین پر تسلط بخشا اور اس کے لیے سامان حیات پیدا کیا۔	۷	۱۰
انسان کے لیے لباس پیدا کر دیا۔	۷	۲۶
بہترین لباس تقویٰ ہے۔	۷	۲۶ مع حاشیہ
روزِ ازل انسان سے اپنی ربوبیت کا اقرار۔	۷	۱۷۲ مع حاشیہ
اس میثاق کی وجہ۔	۷	۱۷۳ مع حاشیہ
آفرینش انسان کی غرض	۷	۱۷۹ مع حاشیہ
مومنوں کو آراستہ ہونے کا ارشاد	۷	۳۱

بنی اسرائیل

(د) انعامات خداوندی

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
ہم نے بنی اسرائیل کو بہترین ٹھکانا اور پاکیزہ رزق عطا فرمایا۔	۱۰	۹۳
ان کو ظلمتوں سے نور کی طرف نکالا۔	۱۴	۵
فرعون کے عذاب سے نجات۔ وہ ان کے بچوں کو ذبح کرتے اور عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے۔	۱۴	۶
شکر کرو گے تو زیادہ نعمت ملے گی اگر کفر کرو گے تو عذاب ہوگا۔	۱۴	۷
اگر تم ناشکری کرو گے تو اللہ غنی حمید ہے۔	۱۴	۸
بنی اسرائیل نے خود اپنے اوپر ظلم کیا۔	۱۶	۱۱۸
یوم سبت کی حرمت کی وجہ	۱۶	۱۲۴
بنی اسرائیل کے لیے تورات کو ہدایت بنایا گیا۔	۱۷	۲
بنی اسرائیل کے متعلق پیشین گوئی کہ وہ زمین میں دو بار فساد برپا کریں گے۔ (اس کی تفصیل حاشیے میں ہے)	۱۷	۴
ان کے پہلے فساد اور سرکشی کی کہانی۔ بخت نصر کا حملہ۔		و حاشیہ
تباہی کے بعد بنی اسرائیل کا عروج (مفصل حاشیہ)	۱۷	۶
سیرس دوم شاہ فارس کا بابل کو فتح کرنا، اور ہیکل کی دوبارہ تعمیر کا حکم (حاشیہ)		
ان کی دوسری سرکشی اور تباہی۔ تفصیل (حاشیہ)	۱۷	۷
اینٹی اوکس یونانی بادشاہ نے زیتس [illegible] کی عبادت کا حکم جاری کیا (حاشیہ)		
مکابی تحریک اور یہود کی بادشاہت ثانیہ (حاشیہ)		
حضرت مسیح کی آمد اور دعوت (حاشیہ)		
آپ کے خلاف یہود کی سازش (حاشیہ)		
یہود [illegible] کی اخلاقی پستی (حاشیہ)		
حضرت یحییٰ کی شہادت (حاشیہ)		
ٹیٹس کی غارت گری اور تباہی۔		
مژدۂ رحمت اور وعید عذاب۔	۱۷	۸
موجودہ اسرائیلی ریاست (حاشیہ)		
بنی اسرائیل۔	۱۷	۱۰۴

ان کے علما اور ان کا طریقہ کار

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
علمائے یہود کا حضور علیہ السلام کی بعثت سے انکار کیونکہ حسد و شر ہی اور اس	۵	۱۱۲
کا رونا۔	۵	۱۱۲
بنی اسرائیل کے ایک عالم کا ذکر جو	۷	۱۷۵
حسد کے مارے گمراہ ہو گیا۔	"	مع حاشیہ ۱۷۶
	۷	۱۷۷
انھوں نے احبار و رہبان کو اپنا رب بنا لیا تھا۔	۹	۳۱

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
اکثر احبار و رہبان باطل طریقوں سے مال ہڑپ کرتے ہیں۔	۹	۳۴
ان کی سزا۔	۹	۳۵ مع حاشیہ

(ج) ان کا دفترِ عمل

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
سبت کے احکام کی خلاف ورزی اور سزا۔	۷	۱۶۳
ٹکڑے ٹکڑے کر کے دنیا میں منتشر کیے گئے۔	۷	۱۶۸
ان کی ناخلف اولاد۔	۷	۱۶۹ مع حاشیہ
دولت جمع کرنے کی حرص۔	۷	۱۶۹
ان کی غلط فہمی۔	۷	۱۶۹
یہود و نصاریٰ کے مشرکانہ عقائد	۹	۳۰
بت پرستوں کا علم و ستم۔	۹	۳۰ مع حاشیہ

جبر و قدر

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
بعض لوگوں پر گمراہی لازم کر دی گئی ہے	۷	۳۰ مع حاشیہ
جنہوں نے تکبر کیا ہماری آیات کی تکذیب کی ان کو آیات کے فہم سے محروم کر دیا گیا۔	۷	۱۴۶
اگر ہم چاہتے تو اسے ایمان کی برکت سے بلند کر دیتے۔	۷	۱۷۶
[illegible]	۷	۱۷۹
کیا انسان صاحب اختیار ہے۔	۱۰	۳۹
اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب مومن ہو سکتے لیکن آپ لوگوں کو جبراً مومن بنانا چاہتے ہیں۔	۱۰	۱۰۰
جو ہدایت اختیار کرتا ہے وہ اپنا بھلا کرتا ہے۔	۱۰	۱۰۸
	۱۷	۱۵
اگر اللہ چاہتا تو سب لوگ ایک امت ہوتے۔	۱۱	۱۱۸
نوشتۂ تقدیر میں اللہ تعالیٰ رد و بدل کر سکتا ہے اور عذاب اسی کے پاس ہے۔	۱۳	۳۹
اگر اللہ چاہتا تو سب کو ایک امت بنا دیتا۔	۱۶	۹۳
اگر اللہ چاہتا تو ہم کسی غیر کی عبادت نہ کرتے۔	۱۶	۳۵
زبان پر کلمہ کفر اور دل میں ایمان۔	۱۶	۱۰۶
خداوند عالم نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی۔	۱۶	۱۰۸
کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔	۱۷	۱۵

جہاد

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
جہاد سے فرار کی ممانعت۔	۸	۱۵
	۸	۱۶
طارق فاتح اندلس کے اشعار۔	۸	۱۵ مع حاشیہ
جہاد کا حکم اصلاحی ہے	۸	۱۷
فتنہ کے خاتمہ اور دین کے غلبہ تک جہاد جاری رکھنا	۸	۳۹

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
شماتت اعداء سے پناہ کی دعا۔	۷	۱۵۰ مع حاشیہ
یاحی یاقیوم برحمتک الخ	۷	۱۵۵ مع حاشیہ
انت ولینا فاغفرلنا	۷	۱۵۵
" " "	۷	۱۵۶
شیطان کے شر سے بچنے کی دعا اور طریقہ۔	۷	۲۰۰
" " "	۷	۲۰۱
دل کو راہ راست پر لانے کی دعا۔	۸	۲۴ مع حاشیہ
الٰہی ہمیں فتنہ نہ بنا۔	۱۰	۸۵
ہمیں کافروں کے شر سے نجات دے۔	۱۰	۸۶
کشتی میں سوار ہونے کی دعا	۱۱	۴۱ مع حاشیہ
نظر بد سے بچنے کی دعا۔	۱۲	۶۷ مع حاشیہ
حضرت یوسف کی دعا فاطر السموات الخ	۱۲	۱۰۱
بخل کرنے سے بچنے کی دعا۔	۱۳	۱۳ مع حاشیہ
دعا سے تقدیر بدل جاتی ہے۔	۱۳	۳۹ مع حاشیہ
بندگان خدا کی دعا کا اثر۔ حضرت مجدد کی دعا کی برکت	۱۳	۳۹ مع حاشیہ
جنت کے لیے دعا۔	۱۳	۲۴ مع حاشیہ

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
اپنے والدین کے لیے دعا۔	۱۷	۲۴
دشمن سے مستور رہنے کی دعا۔	۱۷	۴۵ مع حاشیہ
الٰہی مجھے سچائی کے ساتھ داخل فرما اور سچائی کے ساتھ نکال اور مجھے سلطانا نصیرا عطا فرما	۱۷	۸۰

سیاست

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
اسلام کی جنگی پالیسی۔	۸	۵۷ مع حاشیہ
اگر کوئی معاہد قوم خیانت کرے، تو مسلمان کیا کرے۔	۸	۵۸ مع حواشی
عمرو بن عبسہ نے حضرت امیر معاویہ کو روم پر لشکرکشی سے روکا۔	۸	۵۸ مع حاشیہ
اگر کفار صلح کے لیے ہاتھ بڑھائیں، تو تھام لو۔	۸	۶۱ مع حاشیہ
" " "	۸	۶۲
مشرکین کا مسلمانوں سے رویہ۔	۹	۸
لا یرقبون فیکم الا ولا ذمۃ	۹ ۱ ۹	۹ ۱ ۱۰
اسیران جنگ کے ساتھ برتاؤ۔	۸	۶۷ مع حاشیہ
جب تک کوئی قوم اپنے آپ کو نہ بدلے اس کی تقدیر نہیں بدلتی	۸	۵۳
امت کے مختلف گروہوں کے باہمی تعلقات ان کے حقوق اور فرائض۔	۸	۷۲

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
حج کے موقع پر قطع تعلق کا اعلان۔	۹	۱ مع حاشیہ
جن کے ساتھ معاہدہ ہو چکا اس کو پورا کرنے کا حکم۔	۹	۴
اگر ذمی معاہدہ توڑ دیں یا دین میں طعن کریں تو ان کے حقوق ساقط ہیں۔	۹	۱۲ تا ۱۵ مع حواشی
جزیہ کیا ہے؟ وہ کس پر لازم ہے۔	۹	۲۹
اگر کوئی غیر مسلم اسلام کو سمجھنے کے لیے اسلامی مملکت میں آنا چاہے تو اسے اجازت دی جائے۔ اس کی حفاظت کی ذمہ داری اسلامی حکومت پر ہوگی۔	۹	۶
قوت و طاقت کے باوجود دشمنی سے نرمی۔	۹	۲ مع حاشیہ
حسن سیاست نبوت۔	۹	۴۳ مع حاشیہ
آدمیوں کے عروج و زوال کا راز۔	۱۰	۱۴
فرعونی سیاست۔	۱۰	۸۳ مع حاشیہ
اہل حق پر الزام کہ وہ اقتدار چاہتے ہیں	۱۰	۷۸
مذہبی استبداد۔	۱۰	۸۷ مع حاشیہ
کیا مسلمان کافر حکومت کا ملازم ہو سکتا ہے	۱۲	۵۵
کسی عہدہ کی خواہش کرنا کب جائز ہے۔	۱۲	۵۵ مع حاشیہ

شرک کا بطلان

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
مشرکین نجس ہیں۔ مسجد حرام کے نزدیک نہ جائیں۔	۹	۲۸
معبود الا اللہ میں طرح طرح کی گرہیں کا بطلان۔ اس کے اذن کے بغیر کوئی شفاعت نہیں کر سکتا۔	۱۰	۳
تمہارے معبود نہ آغاز آفرینش پر قادر نہ اعادہ پر۔	۱۰	۳۴
وہ حق کی طرف رہنمائی بھی نہیں کر سکتے۔	۱۰	۳۵
شرک کا بطلان۔	۱۶	۵۱
ان کے معبود کسی چیز کے مالک نہیں۔	۱۶	۷۳
" " " "	۱۶	۷۵
" " " "	۱۶	۷۶
کسی کو خدا نہ بناؤ۔	۱۷	۲
" " "	۱۷	۲۲
اگر کوئی دوسرا خدا ہوتا تو	۱۷	۴۲
" " " "	۱۷	۴۳
بت مصائب کو دور نہیں کر سکتے۔	۱۷	۵۶
بت طوفان میں نہیں بچا سکتے۔	۱۷	۶۷
شرک کا بطلان۔	۱۷	۶۸
" " "	۱۷	۶۹

شریعت

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
شریعت کی پابندی افلاس کا باعث نہیں بلکہ خوشحالی کا سبب ہے۔	۱۱	۵۲

عبادات

نماز

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
نماز کے اوقات۔	۱۷	۷۸
نماز تہجد۔	۱۷	۷۹

حج

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
مہینوں کی گنتی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ۱۲ ہے جن میں سے چار حرمت والے ہیں۔	۹	۳۶ سورۃ کا خلاصہ
اشہر حرم کو آگے پیچھے کرنا کفر میں زیادتی ہے۔	۹	۳۷

زکوٰۃ وصدقات

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
بعض اعمال قرب الٰہی اور دعائے رسول کے لیے مال خرچ کرتے ہیں۔	۹	۹۹
زکوٰۃ کے مصارف۔	۹	۶۰
کیا مدارس و ملا صاحب پر زکوٰۃ جائز ہے۔	حاشیہ آیت بالا	
کیا ہاشمی ہاشمی کو زکوٰۃ دے سکتا ہے۔	"	"

جرائم وعقوبات

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
لواطت کی سزا۔	۷	۸۴
قتل بے گناہ کی ممانعت۔	۱۷	۳۳
قصاص کا حکم اور اس کی حکمت۔	۱۷	۳۳
زنا کے قریب بھی نہ جاؤ۔	۱۷	۳۲
عہد یوسفی میں مصری عورت کا کردار	۱۲	۲۳ تا ۳۵
عورت کی عصمت کی حفاظت کے احکام۔	۱۲	۲۳ تا ۳۵

حلال وحرام

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
شطرنج کا حکم۔	۱۰	۳۲ سورۃ کا خلاصہ
سماع کا مسئلہ۔	۱۰	۳۲ سورۃ کا خلاصہ
خود کسی چیز کو حلال وحرام قرار دینا اللہ تعالیٰ پر بہتان ہے۔	۱۰	۵۹
کونسی چیزیں حرام ہیں	۱۶	۱۱۵
ما اہل بہ لغیر اللہ، کی تفصیلی بحث	۱۶	۱۱۵
نذر ونیاز اور فاتحہ کی مفصل بحث،	حاشیہ آیت کریمہ بالا	
خود کسی چیز کو حلال وحرام نہ کہو۔	۱۶	۱۱۶

شیطان (ابلیس)

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے شیطان کا	۷	۱۱
دھتکارا جانا اور اس کا مہلت طلب کرنا	۷	۱۳
اور اس کا چیلنج۔	"	۱۷
حقیقت انسان کے بارے میں شیطان کی غلط فہمی۔	۷	۱۲
شیطان اور اس کا گروہ تمہیں دیکھتا ہے، اور تم انہیں نہیں دیکھ سکتے شیطان	۷	۲۰
ان کا دوست ہے جو ایمان نہیں لاتے۔		سورۃ کا خلاصہ
شیطان کی وسوسہ اندازی اور اس سے بچاؤ۔	۷	۲۰۰

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
شیطان اپنے دوستوں کو مزید گمراہی میں دھکیل دیتا ہے۔	۷	۲۰۲
شیطان کی فریب کاری۔	۷	۲۰
شیطان کا کفار کو یہ کہنا کہ تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔	۸	۴۸
پھر اس کا ان سے الگ ہونا۔	۸	۴۸
شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔	۱۲	۵
شیطان کس طرح فریب دیتا ہے۔	۱۲	۹
		نیز حاشیہ
شیطان کا اپنے پیروکاروں پر الزام کہ تم نے بے سوچے سمجھے میں نے تمہیں گمراہی کی طرف بلایا اور تم دوڑے چلے آئے۔	۱۴	۲۲
		نیز حاشیہ
شیطان کا سجدۂ آدم سے انکار اور اس کی وجہ۔	۱۵	۳۱ تا ۳۵
شیطان کا مہلت طلب کرنا اور چیلنج۔	۱۵	۳۶ تا ۳۹
شیطان گمراہوں کے اعمال کو آراستہ کرتا ہے۔	۱۶	۶۳
قیامت کے دن وہی ان کا دوست ہوگا۔	۱۶	۶۳
تلاوتِ قرآن کریم سے پہلے شیطان کے شر سے پناہ مانگو۔	۱۶	۹۸
شیطان کا غلبہ فقط اپنے پیاروں پر ہے۔	۱۶	۱۰۰
شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔	۱۷	۵۳
سجدۂ آدم سے انکار اور اس کا راندہ جانا	۱۷	۶۱ تا ۶۵

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
شیطان کا مہلت طلب کرنا۔	۱۷	۶۲ تا ۶۵
شیطان باہمی تفرقہ ڈالتا ہے۔	۱۷	۵۳
شیطان کا چیلنج۔	۱۷	۶۲ تا
〃 〃	〃	۶۵
شیطان کو اذنِ عام۔	۱۷	۶۴
〃 〃 〃 〃	〃	۶۵
شیطان صرف جھوٹے وعدے کرتا ہے۔	۱۷	۶۴

صحابہ، اہل بیت اور امت مسلمہ

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
شانِ صحابہ	۷	۱۵۷
حضورؐ سب کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے۔	۷	۱۵۸
پاکیزہ رزق اور دوسری نعمتیں مسلمانوں کا حق ہیں۔	۷	۳۲
[illegible]	۷	۳۲
		نیز حاشیہ
مسلم حق۔	۷	۵۹
		نیز حاشیہ
دعوتِ حق اور عادل امت۔	۷	۱۸۱
صحابہ کے بارے میں فرمایا یہی سچے مومن ہیں۔	۸	۷۴
اللہ کی رحمت ان مہاجرین و انصار پر جنہوں نے غزوۂ تبوک میں حضورؐ کی پیروی کی۔	۹	۱۱۷

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
قرآن کی فصاحت کا اعجاز جس نے مخالفین کو دم بخود کر دیا ہے۔	۱۱	۱۳ مع حاشیہ
قرآن نصیحت ہے اور مومنوں کے لیے یاددہانی۔	۱۱	۱۲۰
قرآن سارے جہانوں کے لیے ذکر ہے۔	۱۲	۱۰۴
قرآن گھڑی ہوئی بات نہیں۔	۱۲	۱۱۱
اس میں ہر چیز کی تفصیل ہے۔	۱۲	۱۱۱
یہ مومنوں کے لیے سراپا ہدایت و رحمت	۱۲	۱۱۱
ہے۔	۱۳	۹۴
قرآن کریم حق ہے۔	۱۳	۱
ہم نے ہی اسے اتارا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔	۱۵	۹
اس میں ہر چیز کا بیان ہے۔ جو مسلمانوں کے لیے ہدایت رحمت اور	۱۶	۸۹
بشارت ہے۔	۶	۱۰۳
قرآن کے بارے میں کفار کا تاثر۔	۱۶	۹۰ مع حاشیہ
تلاوت قرآن کے آداب۔	۱۶	۹۰
یہ حق کے ساتھ نازل ہوا۔	۱۶	۱۰۲
کفار کا یہ الزام کہ کوئی شخص آپ کو قرآن سکھاتا ہے۔	۱۶	۱۰۳
یہ قرآن سیدھے راستے کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔	۱۷	۹
نصیحت ہے۔	۱۷	۳
قرآن میں سب بیماریوں کا علاج ہے۔	۱۷	۸۲

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
اگر جن و انس بھی جمع ہو جائیں تو اس کی	۷	۸۸
مثل پیش نہیں کر سکتے۔	۱۷	۸۹
قرآن کو تھوڑا تھوڑا نازل کرنے کی حکمت۔	۱۷	۰۶

دیگر آسمانی کتب

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
تورات ۔ ہر چیز کی تفصیل اور اس کی ہدایت۔	۷	۵۲
اور رحمت ہے۔	۷	۱۴۵
اس کو مضبوطی سے پکڑنے اور اس پر عمل کرنے کا حکم۔	۷	۱۴۵
یہ ہدایت اور رحمت ہے۔	۷	۱۵۴
تورات امام اور رحمت ہے۔	۱۱	۱۷
موجودہ تورات میں تضاد کی مثال۔	۱۲	۲۰ مع حاشیہ
قصص الانبیاء جو انجیل میں مذکور ہیں۔ ان کا تقابلی مطالعہ (تعارف سورۂ یوسف)		
تورات بنی اسرائیل کے لیے ہدایت ہے۔	۱۷	۲

قیامت

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
قیامت کے روز اعمال تولے جائیں گے۔	۷	۸ مع حاشیہ
اعمال کے وزن کی حقیقت۔	۷	۸
وقوع قیامت کی دلیل۔	۷	۵۷
وقوع قیامت کی حکمت۔	۱۰ ۳	۴ ۵
" " " "	۱۶	۳۸
" " " "	۱۶	۳۹

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
متقین کے لیے دار آخرت بہتر ہے۔	۱۲	۱۰۹
روز قیامت مجرموں کی حالت۔	۱۴	۴۸ تا
		۵۱
قیامت کے دن نہ خرید و فروخت ہوگی		
نہ دوستی ہی کام آئے گی	۱۴	۳۱
اس سے پہلے پہلے نماز اور صدقہ		
دے لو۔	۱۴	۳۱
روز قیامت زمین و آسمان بدل دیے		
جائیں گے۔	۱۴	۴۸
مسئلہ، اتیٰ کا معنیٰ۔	۱۶	۱
قیامت کے دن نامۂ اعمال کھول کر		
سامنے رکھ دیا جائے گا اور حکم ہوگا	۱۷	۱۳
کہ اسے خود پڑھ لو۔	۱۷	۱۴
وقوع قیامت پر کفار کا اعتراض اور	۱۷	۴۹
اس کا رد۔	۱۷	۵۰
- - - -	۱۷	۵۱
- - - -	۱۷	۹۸
- - - -	۱۷	[illegible]

کفار و مشرکین

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
مشرک کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی نہ		
ہوتی تو ہم شرک نہ کرتے نہ کسی چیز کو		
حرام کرتے	۱۶	۳۵
کفار عذاب الٰہی سے کیوں نہیں ڈرتے	۱۶	۴۵
- - - - - -	۱۶	۴۶
- - - - - -	۱۶	۴۷

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
سمجھتے ہیں کہ دونوں جہان کی بہتری ان		
کے لیے ہے۔	۱۶	۶۲
جو اس کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے	۱۶	۱۰۴
انہیں ہدایت نہیں ملتی۔	۱۶	۱۰۷
جو اللہ پر بہتان باندھتے ہیں وہ فلاح		
نہیں پاتے۔	۱۶	۱۱۶
ہم کسی بستی کو کیسے ہلاک کرتے ہیں۔		
امرنا مترفیہا۔	۱۷	۱۶
نالائقو! کیا تمہیں تو اللہ تعالیٰ نے بیٹے		
دیے اور اپنے لیے بیٹیاں۔	۱۷	۴۰
ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال	۱۷	۴۵
دیے ہیں۔	۱۷	۴۶
ظالم کہتے ہیں کہ تم ایک مسحور کی پیروی		
کرتے ہو	۱۷	۴۷
وہ مثالوں کے باعث گمراہ ہو گئے۔	۱۷	۴۸
کفار کے مطالبات اور ان کو پورا نہ کرنے	۱۷	۵۹
کی حکمت۔		[illegible]
جو اس دنیا میں اندھا وہ روز قیامت		
میں بھی اندھا۔	۱۷	۷۲
کفار کے کفر آمیز مطالبات اور ان کا رد۔	۱۷	۹۰
		تا ۹۳
کفار کا اعتراض کہ آپ بشر ہیں اور	۱۷	۹۴
ان کا رد۔	۱۷	۹۵
قبض روح کے وقت انہیں فرشتوں		
کی جھڑکیں۔	۸	۳۷

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
وہ جن کو اللہ تعالیٰ کا مدمقابل بنا رکھتے ہیں	۱۴	۳۰
ان کو مہلت میں گستاخی۔ ان کی جسارت	۱۵	۲

ج) اُن کے اطوار

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
اشتعال یا فساد پر اصرار۔	۷	۳۴
برے کام کرتے ہیں پھر کہتے ہیں اللہ نے ہمیں ایسا حکم دیا ہے۔	۷	۲۸
دین ان کے نزدیک لہو و لعب کا نام ہے۔	۷	۵۱
تکلیف کے وقت ان کا نظریہ کہ ایسی تکلیفیں ہو سکتا ہے باپ دادا کو بھی آتی تھیں۔	۷	۹۵ مع مابعدہ
اگر وہ ایمان لاتے اور متقی بنتے تو رزق کے دروازے کھل جاتے۔	۷	۹۶ مع مابعدہ
دلائل کے باوجود وہ غلط سمجھتے ہیں، اور غلط راہ پسند کرتے ہیں۔	۷	۱۴۶
یہ ڈنگروں سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔ سمجھتے	۷	۱۷۹
ہیں نہ دیکھتے ہیں نہ سنتے ہیں۔	۸	۲۲
	۸	۲۳
یہ راہ حق سے روکتے ہیں۔ اور اس کو ٹیڑھا کرنا چاہتے ہیں۔	۷	۴۵
انھیں یقین ہے کہ غریب مسلمانوں کو رحمت الٰہی سے کچھ حصہ نہ ملے گا۔	۷	۴۹
اگر یہ دین حق ہے تو ہم پر پتھراؤ کیا جائے۔	۸	۳۲
ان کی نماز کی کیفیت۔	۸	۳۵
وہ راہ حق سے روکنے کے لیے مال خرچ کرتے ہیں۔	۸	۳۶

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
ان کا انجام حسرت ہے۔	۸	۳۶
کفار بدترین جانور ہیں۔ یہ ناشکرے ہیں۔	۸	۵۵
قرآن میں حسب خواہش رد و بدل کی کوشش کرتے ہیں۔	۱۰	۱۵ مع مابعدہ
طوفان میں گھر جائیں تو خدا کو پکارتے ہیں۔	۱۰	۲۲
بچ جائیں تو پھر شرک کرنے لگ جاتے ہیں۔	۱۰	۲۳
وہ حق کو ٹیڑھا کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ اس میں رخنہ پیدا کریں۔	۱۱	۱۹ مع مابعدہ
یہ مومنوں کو حقیر سمجھتے ہیں۔	۱۱	۲۷
انبیاء کے ساتھ استہزاء	۱۳	۳۲
وہ آخرت سے زیادہ دنیوی زندگی کو پسند کرتے ہیں۔	۱۴	۳
وہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔	۱۴	۳
وہ قرآن میں کجی پیدا کرنا چاہتے ہیں۔	۱۴	۳
انھوں نے نعمت الٰہی کی ناشکری کی، اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گڑھے میں	۱۴	۲۸
دھکیل دیا۔	۱۴	۲۹
رسولوں کا استہزاء ان کی گمراہی کا سبب۔	۱۵	۱۲
انھوں نے قرآن کو پارہ پارہ کر دیا۔	۱۵	۹۱
مشرکین کے طور طریقے۔	۶	۵۳
		۶۲
اگر صرف اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے، تو وہ	۱۷	۴۵
روگردانی کرتے ہیں۔	۱۷	۴۶

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
(د) ان کی نجات نہیں		
جو ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے ہیں ان	۷	۴۰
کی ہرگز نجات نہیں۔	۷	۴۱
تکبر کرنے والوں کو آیات کے فہم سے محروم کر دیا جاتا ہے۔	۷	۱۴۶
آیات کی تکذیب کرنے والوں کو سخت	۷	۱۸۲
عذاب، استدراج۔	۷	۱۸۳
جنہیں خدا گمراہ کرے انہیں گمراہی میں بھٹکنے کے لیے چھوڑ دیا جاتا ہے۔	۷	۱۸۶
شیطان اپنے دوستوں کو مزید گمراہی میں دھکیل دیتا ہے۔	۷	۲۰۲
کفار پر اچانک عذاب۔	۷	۴
. . . . .	۷	۵
کفار و مشرکین کے لیے استغفار کی ممانعت۔	۹	۱۱۳
ان کا ہولناک انجام		
ظالموں کی موت کی کیفیت۔	۷	۳۷
کفار ہلاکت کا انتظار کر رہے ہیں۔	۷	۵۳
کتنی بستیاں ہیں جن پر اچانک عذاب آیا۔	۷	۵
روز قیامت ایک دوسرے پر لعن طعن	۷	۳۸
کریں گے۔		۳۹
دوزخ میں پیاس کی شدت سے تڑپیں گے۔	۷	۵۰

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
اس عذاب کی وجہ۔	حاشیہ نمبر ۲۵	
ہلاک شدہ اقوام کے ذکر کے بعد	۷	۹۴ تا
موجودہ قوموں کا ذکر۔		۱۰۰
آیات کی تکذیب کرنے والوں کو سخت	۷	۱۸۲
عذاب۔	۷	۱۸۳
کفار کے معبود ان کی عبادت کا انکار کر دیں گے۔	۱۰	۲۸
دنیا بھر کا مال بطور فدیہ دیں گے قبول نہ ہوگا۔	۱۰	۵۴
وہ آتش جہنم میں جھونک دیے جائیں گے۔	۱۱	۱۵
. . . .	۱۱	۱۶
ظالموں پر اللہ کی لعنت۔	۱۱	۱۸
وہ ظالم کون ہیں؟	۱۱	۱۹ تا
		۲۲
فرعون بھی آگے آگے آگ میں لے جائیگا	۱۱	۹۸
کفار دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔	۱۱	۱۰۷
جو اللہ کی بات نہیں مانتے۔	۱۳	۱۹
جو اللہ تعالیٰ کے عہد کو توڑتے ہیں۔	۳	۲۵
زمین میں فساد برپا کرتے ہیں ان پر لعنت۔	۱۳	۲۵
ظالموں کا حال زار۔	۱۴	۴۳
. . .	۱۴	۴۴
زنجیروں میں جکڑے ہوں گے۔ لباس	۱۴	۴۹
تارکول کا ہوگا۔	۱۴	۵۰
کفار کا اظہار حسرت۔	۱۵	۲
گمراہوں کے لیے جہنم جس کے سات دروازے ہیں۔	۱۵	۴۳
	۱۵	۴۴

	سورۃ نمبر	نمبر آیت
فراستِ مومن	۱۵	۷۵ مع حاشیہ
والدین کی عزت افزائی ۔	۱۶	۳۰
. . . . .	۱۶	۳۱
ان کی وفات کا ذریعہ پر مستقل	۱۶	۳۲
انسان اولیاء وہ دونوں ملکہ تصرف کر سکتے ہیں۔	۱۶	۷۵ مع حاشیہ
ضرب اللہ مثلاً عبداً مملوکاً ملکیت۔		
ترغیب ، علی الرحمن کے وسیلہ سے ملتی ہے۔	۱۶	۷۵ مع حاشیہ
پاکیزہ زندگی جو مومن کو عطا ہوتی ہے۔	۱۶	۹۷
. . . . .	۱۶	۹۵
مجرب اجماع اور مصر بستوں اول اور جب	۹	۱
جو آخرت کا خواہاں ہو اور اس کے لیے کوشاں۔	۱۷	۱۹
اور بعض کرام کا ذکر بعض حق ناشناسوں کا احتساس اور اس کا جواب ۔	۱۷	۳۴ ، ۳۶ مع حاشیہ
نیکوں کو وسیلہ بنانا۔	۱۷	۵۷ مع حاشیہ
اللہ تعالیٰ کا عطیہ جس کو کوئی روکے	۱۷	۲۰
بندوں پر جاری نہیں روکا جا سکتا۔	۱۷	۲۵
جنہیں داہنے ہاتھ میں نامۂ اعمال دیا جائیگا	۱۷	۷۱

معاشیات

	سورۃ نمبر	نمبر آیت
اسراف کی ممانعت ۔	۷	۳۱
تمہارے اموال اور اولاد فتنہ ہیں۔	۸	۲۸ مع حاشیہ
اموالِ غنیمت ۔	۸	۴۱
جزیہ اور اس کا حکم و تفصیلی بحث ،	۹	۲۹
زکوٰۃ اور اس کے مصارف ۔	۹	۶۰
سونا چاندی جمع کرنے کی مذمت ۔	۹	۳۵
ذکر ناپ تول کم کرنا ۔	۱۱	۸۴
پورا تولو پورا ناپو ۔		۸۵
تمام معاشی استحصال فساد فی الارض کا باعث بنتا ہے	۱۱	۸۵ مع حاشیہ
قناعت بہتر ہے	۱۱	۸۶ مع حاشیہ
دولت کے متعلق سرمایہ دارانہ نقطہ نظر اور اس کے مضرات ۔	۱۱	۸۷ مع حاشیہ
یوسف علیہ السلام نے کہا ، ملک کے خزانے میرے سپرد کر دو ۔	۱۲	۵۵
راس حسن تدبیر کا حکم ۔	۱۲	۵۵ مع حاشیہ
عادلانہ معاشرت کا اصول ۔	۱۶	۹۰ مع حاشیہ
تمہارے خزانے ختم ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے خزانے ہمیشہ باقی رہیں گے	۱۶	۹۶ مع حاشیہ
پورا تولو ، پورا ناپو ۔	۱۷	۳۵
فضول خرچی کی ممانعت ۔	۱۷	۲۶
. . . . .	۱۷	۲۷

	نمبر سورۃ	نمبر آیت		نمبر سورۃ	نمبر آیت
بخل و اسراف مت کرو۔	١٧	٢٩	یہ پہلے بھی فتنہ انگیزی کرتے تھے اور	٩	٤٨
میانہ روی اختیار کرو	١٧	٢٩	اب بھی کر رہے ہیں۔	٩	٤٩
رزق میں تنگی اور فراخی اللہ تعالیٰ کے اختیار			، ، ، ،	٩	٥٠
میں ہے۔	١٧	٣٠	ان کے چندے بھی نامنظور	٩	٥٣
افلاس کے خوف سے اولاد کو مت			، ، ، ،	٩	٥٤
قتل کرو۔	١٧	٣١	، ، ،	٩	٥٥
اللہ تعالیٰ کا فضل رزق تلاش کرو۔	[illegible]	١٠	منافقین کے احوال۔	٩	٥٦ تا
کاروباری دیانتداری سے ملک میں فساد					٥٩
برپا مت کرو۔	٧	٨٥	منافقین اسلام اور رسالت کا اخلاق۔	٩	٦٤
معجزات			، ، ، ،		[illegible]
			، ، ، ،		٦٩
موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور ید بیضا	٧	١٠٧	، ، ، ،		٧٠
،	٧	١٠٨	، ، ، ،		٧٣ تا
واقعہ معراج شریف۔	١٧	١	، ، ، ،		٧٤
اس کے ضمن میں معجزہ پر مدلل بحث کی گئی			[illegible]	٩	٨٠
ہے۔ معجزہ کسے کہتے ہیں۔ اس کے وقوع			منافقین پر جہاد کرنے کا حکم۔	٩	٧٣
کے دلائل۔ اس پر جدید و قدیم اعتراضات			منافق اعراب۔	٩	٩٠
کا رد۔ سرسید کی غلط تاویلیں۔			ثعلبہ نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا۔	٩	٧٥
معجزہ پر ڈیوڈ ہیوم (HUME) کا اعتراض					[illegible]
اور اس کا جواب۔			منافقین کی نماز جنازہ کی ممانعت	٩	٨٤
منافقین			ان کو جہاد میں شرکت سے محروم کر دیا گیا		
			ہے۔	٩	٨٣
جنگ تبوک کے وقت منافقین کا ردعمل۔	٩	٤٣ تا	ان کے مال اور اولاد دیکھ کر متعجب نہ ہو	٩	٨٥
، ، ، ،	٩	٥٩	منافقین کی جہاد سے معذرت	٩	٨٦
، ، ، ،	،	٩٣			
، ، ، ،	،	٩٥		٩	٨٧
، ، ، ،	،	٩٦			

	نمبر سورۃ	نمبر آیت		نمبر سورۃ	نمبر آیت
جہاد سے معذرت کے باعث ان کے دلوں پر مہر لگ گئی اور سمجھ سلب ہو گئی۔	۹	۸۸	اللہ اور اس کے رسول سے خیانت نہ کرو۔	۸	۲۷
منافقین کی معذرت قبول نہ کرنے کا حکم	۹	۹۴	امانت اور ادائے امانت کا مفہوم۔	۸	۲۷ مع حاشیہ
ان کی قسموں کا اعتبار نہ کرو۔ ان سے منہ پھیر لو یہ ناپاک ہیں۔	۹	۹۵	متکبروں، ریاکاروں اور راہ حق سے روکنے والوں کی طرح نہ ہو جاؤ۔	۸	۴۷
یہ قسموں سے تمہیں خوش کرنا چاہتے ہیں۔	۹	۹۶	سرکشی مت کرو۔	۱۱	۱۱۲
الاعراب کے کفر و نفاق کی شدت۔	۹	۹۷	ظالموں کی طرف مت مائل ہو۔	۱۱	۱۱۳
اعراب اللہ کے لیے خرچ کرنے کو تاوان سمجھتے ہیں۔	۹	۹۸	اللہ تعالیٰ بے حیائی، برائی اور سرکشی سے منع کرتا ہے۔	۱۶	۹۰
مسجد ضرار اور اس کے بنانے والے۔	۹	۱۰۷	اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے اپنا کاتا ہوا سوت پارہ پارہ کر دیا۔	۱۶	۹۲
	۹	۱۰			
نواہی			قسموں کو باہمی دھوکہ دہی کا ذریعہ نہ بناؤ۔	۱۶	۹۴
زمین میں فساد مت پھیلاؤ۔	۷	۵۶ مع حاشیہ	اللہ تعالیٰ کے عہد کو کم قیمت پر مت بیچو۔	۱۶	۹۵
فضول خرچی کی ممانعت۔	۷	۳۱ مع حاشیہ	اسراف مت کرو۔	۱۷	۲۶
خدا اور رسول کے احکام کو چھوڑ کر کسی دوست کی پیروی مت کرو۔	۷	۳	اولاد کو افلاس کے خوف سے قتل نہ کرو۔	۱۷	۳۱
وہ باتیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔	۷	۳۳	زنا کے قریب مت جاؤ۔	۱۷	۳۲
کاروباری بددیانتی سے ملک میں فساد برپا نہ کرو۔	۷	۸۵	یتیم کے مال کے نزدیک مت جاؤ۔	۱۷	۳۴
			زمین میں غرور سے نہ چلو۔	۱۷	۳۷

جملہ حقوق بحق ضیاء القرآن پبلی کیشنز محفوظ ہیں

مطبع ——— تخلیق مرکز پرنٹرز لاہور فون 7229416
کتابت ——— خوشنویس محمد ناصر، محمد صدیق، محمد [illegible] صدیقی
متن ——— بشکریہ تاج کمپنی کراچی
تعداد ——— تین ہزار (۳۰۰۰)
تاریخ طباعت ——— جمادی الثانی سنہ ۱۴۰۲ھ
ناشر ——— ضیاء القرآن پبلی کیشنز۔ لاہور

○

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	سُورۃ الاعراف	۵
۲	سُورۃ الانفال	۲۳
۳	سُورۃ التوبہ	۱۷۳
۴	سُورۃ یُونس	۲۷۰
۵	سُورۃ ہُود	۳۳۷
۶	سُورۃ یُوسف	۴۰۱
۷	سُورۃ الرّعد	۴۶۷
۸	سُورۃ ابراھیم	۴۹۹
۹	سُورۃ الحجر	۵۲۷
۱۰	سُورۃ النحل	۵۵۳
۱۱	سُورۃ بنی اسرائیل	۶۰۲
۱۲	تحقیقاتِ نحویہ	۶۹۳
۱۳	التحقیقات النحویہ	۶۹۷
۱۴	فہرست مطالب	۶۹۸

فہرست نقشہ جات

نمبر شمار		صفحہ
	اقوام عاد ثمود، لوط اور شعیب کے علاقے	۹۰
۲	قریش کی تجارتی شاہراہ	۱۲۳
۳	جنگ بدر	۲۸
۴	عہد رسالت میں مشہور عرب قبائل کے مساکن	۱۰۳
۵	قوم نوح کا علاقہ اور جبل جودی	۳۶۲
۶	ثمود وغیرہ سے متعلقہ علاقے	۴۱۳
۷	حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد فلسطین کی قبائلی تقسیم	۶۳۴
۸	حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کی سلطنت	۶۳۶
۹	سلطنت اسرائیل اور یہوداہ	۶۳۷
۱۰	فلسطین بزمانہ دولت مکابیہ	۶۳۸
۱	ہیرود اعظم کی سلطنت	۶۳۹
۱۲	فلسطین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں	۶۴۰

WWW NAFSEISLAM.COM

تعارف سورۃ الاعراف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس سورۂ پاک کا نام الاعراف ہے۔ یہ ۲۰۶ آیتوں اور چوبیس رکوعوں پر مشتمل ہے۔ اور اس کے الفاظ کی تعداد ۳۳۲۵ ہے یہ سورۃ بھی مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اگرچہ بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ اس کی پانچ یا آٹھ آیتیں مدنی ہیں (و اسئلهم عن القریة) لیکن محققین کا فیصلہ یہ ہے کہ اس کی تمام آیتیں بلا شبہ مکی ہیں۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی بسند صحیح یہی مروی ہے۔

سورۃ الانعام اور الاعراف کا زمانہ نزول قریب قریب ہے یعنی ہجرت سے پہلے مکی دور کے آخری سالوں میں اس کا نزول ہوا۔

اس سورۃ میں بھی خطاب انہیں لوگوں سے ہے جو سورۃ الانعام میں مخاطب تھے یعنی مشرکین عرب۔ اس لیے انہیں کے عقائد باطلہ کی تردید، انہیں کے اوہام فاسدہ کا ابطال، انہیں کی غلط کاریوں کا ازالہ اور انہیں کی کج رویوں کی اصلاح پر سارا زور صرف کیا گیا ہے۔ فرق صرف اجمال اور تفصیل کا ہے۔ سابقہ سورت میں جو مسائل اجمالاً مذکور ہوئے تھے یہاں انہیں تفصیلاً بیان کر دیا گیا ہے۔ پہلے بھی بتایا گیا تھا کہ انبیاء کرام نے جب اپنی قوموں کو توحید کی دعوت دی اور اس کے بے ناقابل تردید دلائل پیش کیے تو ان پر غور و فکر کرنے کے بجائے ان قوموں نے ان کا مذاق اڑایا۔ ان کی تکذیب کی۔ اور انہیں اذیت پہنچانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ اس سورۃ میں متعدد انبیاء کرام نوح، ہود، صالح، لوط، شعیب علیہم السلام کا نام لے کر ان کے احوال بیان فرمائے اور ان کی قوموں نے جو ناروا سلوک اور معاندانہ رویہ اپنے مخلص، پاکباز رہنماؤں کے ساتھ کیا اس کا ذکر کیا اور اس حقیقت کو بڑی فصاحت سے آشکارا کیا کہ جب مزاج بگڑ جاتا ہے اور فطرت سلیمہ مسخ ہو جاتی ہے تو اس وقت حق پذیری کی استعداد دب کر اور مفلوج ہو کر رہ جاتی ہے۔ صداقت کا آفتاب اپنی تمام تابانیوں کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے لیکن آنکھیں اس کے انوار کو نہیں دیکھ سکتیں۔ دلائل کی زبان اعلان حق کرتی رہتی ہے لیکن کان اسے سن ہی نہیں سکتے اور دل و دماغ حق سمجھنے کی توفیق سے محروم ہو جاتے ہیں۔ افہام و تفہیم، ترغیب و ترہیب کوئی چیز کارگر ثابت نہیں ہوتی۔

مختلف عنوانوں کے ساتھ [illegible] کے بعد کی [illegible] حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعات تفصیل میں پڑھتے
آپ کو واقعہ کی کڑیوں سے واسطہ پڑتا تھا ایک فرعون اور اس کے حواری دوسرے آپ کی اپنی قوم بنی اسرائیل پہلا
طبقہ فرعون کا تھا جسے بے پناہ اختیارات اور دولت حاصل تھی ملک کی ساری دولت و ثروت ان کی ملکیت تھی۔
عیش و عشرت کے سب سامان مہیا تھے [illegible] سے دست بردار ہونے کے لیے تیار نہ تھے حتیٰ کہ جب
ان سے مقابلے ہوتے رہے [illegible] حق واضح ہو گیا اور ان کے اپنے [illegible] موت کے سامنے
اپنے [illegible] کا اقرار کر کے باطل سے تائب ہو گئے۔ وہ حضرت موسیٰ پر صدق دل سے ایمان لے
آئے تب بھی فرعون [illegible] قبول حق سے گریزاں تھا کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کا
مطلب یہ تھا کہ وہ اپنے اختیارات اور مراعات سے دستبردار ہو جاتے ان کی ذات [illegible] پابندیاں لگا دی
جاتیں۔ اور ان کی عیش و عشرت [illegible] ختم ہو جاتے اور وہ اس کے لیے کسی طرح تیار نہ تھے
دوسرا طبقہ جس سے آپ کو واسطہ پڑتا تھا وہ آپ کی اپنی قوم بنی اسرائیل تھی جو ایک مدت سے غلامی کی زندگی گزار
رہی تھی۔ ان کی ہمتیں پست اور حوصلے مردہ ہو چکے تھے [illegible] وہ اپنی ذلت محسوس کرتے
تھے [illegible] کہ فرعون کی غلامی سے نکلنے کے لیے کسی جدوجہد کے لیے آمادہ ہوتے وہ چاہتے
تھے کہ زندہ رہنے کی ضروریات کے واسطے انہیں [illegible] کے لیے بھی ہاتھ پاؤں
ہلانے نہ پڑیں بلکہ آسمان سے پکا پکایا [illegible] ان کے دستر خوان پر [illegible] ان کی تربیت [illegible]
[illegible] کی قوت [illegible] ان کے پاس [illegible] تقلید [illegible] کے لیے تیار
ہو جاتے تھے۔ چنانچہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام [illegible] فرعون کی غلامی سے [illegible] جہاں پہنچے
[illegible] کے بت [illegible] دیکھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے [illegible] بت [illegible] فرمائشیں شروع کر دیں
اور [illegible] جب آپ [illegible] کے لیے کوہ طور پر تشریف لے گئے تو [illegible]
[illegible] کے بنائے ہوئے بچھڑے کی پرستش شروع کر دی۔

ان تمام واقعات سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ [illegible] قوت و
اختیار کا [illegible] اقوام کے دشمنوں [illegible] کی بعثت کا مقصد ہی
یہ ہوتا ہے کہ ان [illegible] کی اصلاح کی جائے تاکہ ایک [illegible] معاشرہ [illegible]
کے [illegible] حقوق [illegible]
[illegible] حبیب اللہ [illegible]
نہیں کرتا اور [illegible] اس [illegible]
صفحہ ہستی سے مٹا دیا جاتا ہے۔

نوعِ انسانی کے عہدِ طفولیت میں ہر قوم کی طرف الگ الگ نبی مبعوث ہوتے جو وقتی اور مقامی ضروریات کے پیشِ نظر اصلاحِ احوال کے لیے کوشاں رہے لیکن آخر میں وہ نبی مکرم اور رسول معظم تشریف لایا جس کی دعوت زمان و مکان کی حد بندیوں سے ناآشنا تھی۔ وہ تمام انسانوں کا قیامت تک کے لیے ہادی و مرشد بن کر جلوہ افروز ہوا تھا۔ اس لیے اس نے کھلے الفاظ میں یہ اعلان فرمایا یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا۔ اے لوگو! میں تم تمام کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں۔ اس مقام پر ان عظیم مقاصد کا ذکر بھی کر دیا گیا ہے جن کی تکمیل کے لیے اس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا گیا تھا

سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ... رُكُوْعَاتُهَا اَرْبَعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ

[illegible]

الٓمّٓصٓ ۝۱ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ

الف لام میم صاد ۱؎ یہ کتاب [illegible] تمہاری طرف اتاری گئی ہے [illegible] سینے میں کوئی تنگی نہ ہو

مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ

[illegible]

۱؎ یہ سورۃ ہجرت سے کچھ عرصہ پہلے نازل ہوئی۔ اس وقت کفار مکہ کی اسلام دشمنی حد کمال تک پہنچ چکی تھی۔ آیات الٰہی کی تکذیب، [illegible] ان کا مقصد حیات بن کر رہ گیا تھا [illegible] کے دل [illegible] لیکن [illegible] دعوت حق دیتے [illegible] اور راست کی طرف بلاتے رہے۔ اسی لیے اس سورت کے شروع میں [illegible] ہدایت فرمائی جا رہی ہے کہ آپ ان کفار کے [illegible] سے تنگ دل نہ ہوں [illegible] اس کتاب مقدس کی [illegible] حرج۔ [illegible]

من العوسجة [illegible]

[illegible]

۲؎ آیت کے اس حصہ میں نزول قرآن کا مقصد بیان [illegible] ذکر کا معنی [illegible] (مفردات راغب)

۳؎ آیت سابقہ میں اپنے رسول [illegible] اس کتاب کی تبلیغ میں کسی قسم کی کوتاہی [illegible]

اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا

تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے ... اور اس کے سوا اور رفیقوں کی پیروی نہ کرو تم بہت کم نصیحت

تَذَكَّرُوْنَ ۝۳ وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ

قبول کرتے ہو ۳ اور کتنی بستیاں تھیں جنہیں ہم نے برباد کر دیا تو آیا ان پر ہمارا عذاب رات کے وقت یا

فرمایا جا رہا ہے کہ تم صرف اپنے رسول کریم کے ذریعہ ان کی طرف جو شریعت جو احکام نازل کیے ہیں ان کی تعمیل سے منہ موڑ کر اور انہیں چھوڑ کر کسی اور کے اقوال کا اتباع نہ کرنے لگنا۔ علمائے محققین نے تصریح کی ہے کہ جس طرح احکام قرآنی منزل من اللہ ہیں اسی طرح وہ احکام جن کو بیان سنت نے کیا ہے وہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رائے سے نہیں بلکہ وحی الٰہی ہیں یعنی الکتاب والسنۃ (القرطبی) جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی۔ بیضاوی۔ علامہ بیضاوی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد کتاب و سنت دونوں ہیں کیونکہ سنت نبوی بھی منزل من اللہ ہے۔ ارشاد الٰہی ہے کہ پیغمبر اپنی خواہش سے تو بولتا ہی نہیں۔ جو بولتا ہے وحی ہے جو حکم ملتا ہے وہی ان کی زبان پر آتا ہے۔

ف۳ اس سے واضح ہو کہ قرآن و سنت کی نصوص صریحہ کو چھوڑ کر ائمہ دین اور علمائے باطل کی آراء و افکار کی پیروی مسلمانوں کے لیے کسی طرح روا نہیں۔ آج ہماری بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ جہاں کہیں ہم احکام الٰہی اور ارشادات نبوی کو اپنے مفاد اور خواہش سے متصادم پاتے ہیں اس وقت مصلحت وقت کا بہانہ کر کے قرآن و سنت پر اپنی خواہش اور آراء کو ترجیح دے دیتے ہیں۔

ف۴ یعنی جب تمہیں نصیحت کی جاتی ہے تو تم کچھ دیر تو اسے یاد رکھتے ہو لیکن تھوڑی دیر کے بعد اسے پھر بالکل فراموش کر دیتے ہو۔ ما قلیلا زائدہ ہے اور معنی قلت کی تاکید کرتا ہے یعنی تذکرون تذکرا قلیلا۔ بیضاوی

ف۵ بسا اوقات انسان اپنی معاشی خوشحالی اور دنیاوی عزت و جاہ کی وجہ سے یہ خیال کرنے لگتا ہے کہ اس نے جو راستہ اپنے لیے اختیار کر رکھا ہے وہی درست ہے اور اس کا آفتاب اقبال اسی طرح چمکتا رہے گا۔ اس لیے وہ کسی رہنما کی دعوت کو سننا بھی گوارا نہیں کرتا۔ یہی حالت مکہ کے سرداروں اور دولت مندوں کی تھی۔ وہ اپنے جاہ و جلال اور عزت و وقار پر اتنے مطمئن تھے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام کی طرف متوجہ ہونا بھی غیر ضروری سمجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان آیات میں ان کی چشم ہوش سے غفلت کا پردہ اٹھانے کے لیے سابقہ قوموں کے عبرتناک انجام کا ذکر فرماتے ہیں کہ تمہاری طرح وہ بھی دنیا کی فراوانیوں میں مست تھے اور ہمارے انبیاء کی دعوت پر غور و فکر کرنا اپنے لیے کسر شان سمجھتے تھے لیکن جب انہوں نے ہدایت قبول کرنے سے یکسر انکار کیا تو بے خبری میں اللہ تعالیٰ کا عذاب ان پر آ گیا

هُمْ قَآئِلُوْنَ ﴿۴﴾ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ

جب وہ دوپہر کو سو رہے تھے پس نہ تھی ان کی چیخ و پکار جب آیا ان پر ہمارا عذاب بجز اس کے کہ

قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۵﴾ فَلَنَسْــَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَ

انہوں نے کہا بیشک ہم ہی ظالم تھے ۷ سو ہم ضرور پوچھیں گے ان سے ۸ جن کی طرف بھیجے گئے رسول اور

لَنَسْــَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۶﴾ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا

ہم ضرور پوچھیں گے رسولوں سے پھر ہم ضرور بیان کریں گے ان کے سامنے ۹ اپنے علم سے اور ہم غائب تو نہ تھے

جب کہ وہ خواب راحت کے مزے لوٹ رہے تھے۔ ان کو خس و خاشاک کی طرح تباہ و برباد کر دیا گیا۔ اس لیے اے اہل مکہ! اس ڈھیل پر مت مغرور ہو۔ مہلت کی گھڑیاں گزرتی جا رہی ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ تمہیں بھی ایسے ہولناک انجام سے دوچار ہونا پڑے۔ کم خبریہ ہے اور کثرت کے معنی پر دلالت کرتا ہے۔ جملہ میں فا ترتیب کے لیے نہیں بلکہ عطف کے لیے ہے۔ فقال الفراء انه بمعنی لو وقد یجوز الترتیب (قرطبی)۔ اور علامہ بیضاوی نے اهلکنا کا معنی یہ ہے اردنا اهلاکها یعنی جب ہم نے ان کے ہلاک کرنے کا ارادہ کیا تو ان پر عذاب بھیجا۔ اس حالت میں وہ اپنے معمول پر مشغول اور بعض غافل تھے اس سے ان کی بےخبری بتایا ہے یعنی ان کی غفلت کی تفصیل کا بیان ہے کہ بعض قوموں پر رات کو عذاب نازل ہوا جیسے قوم لوط اور بعض پر دوپہر کے وقت جب وہ قیلولہ کر رہے تھے جیسے حضرت شعیب کی قوم۔ قیلولہ کہتے ہیں دوپہر کے وقت سونا یا صرف آرام کرنا وهی نوم نصف النهار وقیل الاستراحة نصف النهار اذا اشتد الحر وان لم یکن معها نوم (قرطبی)۔

۷ یعنی جب عذاب الٰہی نے انہیں آ پکڑا تو لگے چیخنے چلانے اور اعتراف جرم کرنے لیکن اس وقت ان کی یہ چیخ و پکار اور اظہار ندامت ان کے کسی کام نہ آیا اور وہ تباہ و برباد کر دیئے گئے۔ آج بھی ہر قوم اور ہر فرد کے لیے ان آیات میں درس عبرت موجود ہے۔

۸ امتوں سے بھی باز پرس ہوگی اور انبیاء و رسل سے بھی پوچھا جائے گا۔

۹ اس آیت نے اس شبہ کا ازالہ کر دیا جو شاید کسی کے دل میں پیدا ہو کہ کیا اللہ تعالیٰ کو ان باتوں کا علم نہ تھا کہ ان کے متعلق پوچھنا شروع کر دیا۔ بتایا کہ ہمارے علم سے تو کوئی چیز مخفی نہیں اور ہمارا علم محیط ہر لمحہ ان کو اپنے احاطہ میں لیے ہوئے تھا۔ اس پرسش میں حکمت یہ ہے کہ خود ان کی زبان سے ان باتوں کو منوا لیا جائے۔

غَآئِبِيْنَ ۝ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ِالْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ

[illegible]

ف اعمال کے وزن سے [illegible]

فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸﴾ وَ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓىِٕكَ

تو وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں اور جن کے ہلکے ہوئے ترازو تو وہی لوگ ہیں

الَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَظْلِمُوْنَ ﴿۹﴾ وَ

جنہوں نے نقصان پہنچایا اپنی جانوں کو بوجہ اس کے کہ ہماری آیتوں کے ساتھ بے انصافی کیا کرتے تھے اور

لَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِی الْاَرْضِ وَ جَعَلْنَا لَكُمْ فِیْهَا مَعَایِشَ قَلِیْلًا

یقیناً ہم نے تمہیں قدرت دی زمین میں اور بنائے ہم نے تمہارے لیے اس میں زندگی کے اسباب بہت کم

مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۰﴾ وَ لَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا

تم شکر ادا کرتے ہو اور بے شک ہم نے پیدا کیا تمہیں پھر ہم نے تمہاری صورت بنائی پھر ہم نے فرمایا

١١ آیات الٰہی سے بے انصافی اور ظلم کرنے کا مطلب ہے کہ ان آیات میں غور و فکر نہ کرتے، ہدایت کی جو روشنی ان میں موجود تھی اس سے فائدہ نہ اٹھاتے بلکہ ضد اور عناد کے باعث ان آیات سے منہ موڑتے رہتے۔

١٢ اپنے احسانات کا ذکر فرما کر اپنے بندوں کو شکر گزاری کی ترغیب دی جا رہی ہے یعنی وہ ذات پاک جس نے تمہیں اس کرۂ ارضی پر آباد کیا اور یہاں تمہیں ہر قسم کی آسائشیں اور سہولتیں مہیا فرمائیں اور تمہاری ضرورت کی ساری چیزیں اس سے اگتی ہیں یا پانی کے چشمے ابلتے ہیں ان کے علاوہ اسباب معیشت کے بیشمار ذرائع پیدا فرمائے تو ایسے محسن کی تسبیح و ستائش کرنی چاہیے لیکن یہ کتنی افسوس ناک بات ہے کہ تم پھر بھی ناشکری کرتے ہو۔

١٣ پہلے ان احسانات کا ذکر ہوا جن کا تعلق مادی ضرورتوں سے تھا۔ اب ان نوازشات کی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے جن سے تمہیں سرفراز کیا۔ تمہارے باپ ابو البشر آدم علیہ السلام کو سرفراز فرمایا۔ یہاں ایک مشکل سوال طلب ہے۔ ارشاد ہے کہ ہم نے تمہیں پیدا فرمایا پھر تمہیں خوبصورت شکل بخشی۔ ثم قلنا للملٰئکۃ پھر ہم نے فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا حالانکہ ہماری تخلیق اور تصویر سے پہلے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے متعدد جوابات دیئے ہیں لیکن ان کے نزدیک بھی سب سے پسندیدہ جواب یہ ہے کہ یہاں مضاف محذوف ہے یعنی خلقنا اباکم وصورنا اباکم ثم قلنا للملٰئکۃ یعنی ہم نے تمہارے باپ آدم کو پیدا کیا اور اس کی صورت بنائی اور پھر ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ اسے سجدہ کرو اور یہ اسلوب بیان قرآن میں عام ہے کہ خطاب معاصرین کو ہوتا ہے لیکن اس سے مراد ان کے اسلاف ہوتے ہیں جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معاصر یہودیوں کو فرمایا وَ اِذْ نَجَّیْنٰكُمْ مِّنْ

لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ لَمْ يَكُنْ مِّنَ

فرشتوں سے کہا کہ سجدہ کرو آدم کو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ وہ نہ تھا سجدہ

السّٰجِدِيْنَ ⑪ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ۭ قَالَ اَنَا خَيْرٌ

کرنے والوں میں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کس چیز نے تجھے روکا کہ تو سجدہ نہ کرے جب کہ میں نے تجھے حکم دیا؟ ابلیس نے کہا

مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ⑫ قَالَ فَاهْبِطْ

میں اس سے بہتر ہوں۔ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو اتر جا

کی فرعون یاد دہانی مقصود ہے۔ حالانکہ بات ان سے پہلے کی ہے جو واقعہ پیش آیا تھا اور قتل بھی اس زمانہ کے بنی اسرائیل نے کیا تھا۔

ش پیدائش انسان کا اسلامی نظریہ اس نظریہ سے بالکل مختلف ہے جسے ڈارون اور اس کے پیروکاروں نے پیش کیا ہے۔ ان کے نزدیک انسان سلسلۂ ارتقائے حیات کی ایک آخری کڑی ہے جو بندر سے انسان بنا ہے۔ انسان ایک ترقی یافتہ حیوان ہے اس میں کوئی روحانی شرف نہیں۔ چنانچہ اس نظریہ کی بنیاد اس قیاس آرائی پر ہے کہ کس طرح حیوان انسان بن گیا۔ اس کے برعکس قرآن کے نزدیک انسان ایک عظیم ہستی اور جلیل القدر مستقل بالذات مخلوق ہے جس کا ظہور نائب خدا کی حیثیت سے ہوا ہے۔ اس کے لئے اس کی ماں باپ کی ضرورت نہیں۔ اس کی تخلیق آدمؑ سے ہوئی ہے۔ یہ تسلیم کہ اس کا جسم خاک کے ذروں سے بنا لیکن نفخت فیہ من روحی (میں نے اپنی روح اس میں پھونک دی) کی امتیازی شان سے یہ ذات شرف مجد والی ہو گئی یہاں تک کہ ساری کائنات کو اس کی تعظیم کے سامنے سربسجود ہونا پڑا۔ وہ انسان جو حیوان کی ایک ترقی یافتہ صورت ہے اس انسان سے کہیں پست اور فروتر ہے جو زمین پر خدا کے نائب کی حیثیت سے جلوہ نما ہوا جس کے علوم کی وسعت نے ملائکہ کو سراسیمہ کر دیا۔ اب آپ خود ہی فیصلہ کر لیجئے کہ انسانی عظمت و شرافت کا علمبردار اسلام ہے یا ڈارون اور اس کے پیرو۔

ش اس کے متعلق تفسیری نوٹ سورۂ بقرہ میں گزر چکے ہیں۔ ملاحظہ ہو حاشیہ آیت ۳۴، البقرہ۔

ش بسا اوقات کسی چیز کی قدر و قیمت کا اندازہ لگاتے وقت اس کی ظاہری شکل و صورت کو پیش نظر رکھا جاتا ہے اور اس کے جوہر ذاتی سے غلط فہمی ہو جاتی ہے۔ ابلیس کو غلط فہمی ہوئی کہ آدم کی تخلیق خاک سے ہے اور اس کی آگ سے ہوئی ہے اور آگ افضل ہے خاک سے۔ اس لیے افضل کو کب زیب دیتا ہے کہ وہ اپنے سے کمتر کو سجدہ کرے۔ اس نادان کو یہ سمجھ نہ آئی کہ آدم کے پیکر میں انوار ربانی کا مظہر ہے۔ اس کا دل وہ آئینہ ہے جس میں ذات باری کی حقیقت کی کرنیں نور افشاں ہیں

مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ أَنْ تَتَكَبَّرَ فِيهَا فَاخْرُجْ إِنَّكَ مِنَ

یہاں سے شله مناسب نہیں ہے تیرے لیے کہ تو غرور کرے یہاں پس نکل جا بے شک تو ذلیلوں میں

الصّٰغِرِينَ ﴿١٣﴾ قَالَ أَنْظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿١٤﴾ قَالَ إِنَّكَ

سے ہے شله بولا مہلت دے مجھے اس دن تک جب لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں شله فرمایا بے شک

رحمت الٰہیہ میں جو اس کا مرتبہ تھا اس سے نکل گیا۔ اسے یہ بھی نہ سوجھی کہ جب تو سجدہ کناں ہے تو اوروں کو سجدہ کرنے میں تامل کیوں ہو۔ بعض لوگ حضور رحمۃ للعالمین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ کی ظاہری بشریت میں یوں کھو کر رہ جاتے ہیں کہ حقیقت محمدیہ کی جلوہ سامانیوں کو ان کی آنکھ نہیں دیکھ سکتی ہے

دل بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

اور یہ بھی اس کی سراسر غلط فہمی تھی کہ آگ خاک سے افضل ہے۔ حالانکہ اپنی صفات و خاصیات کے اعتبار سے جو رفعت خاک کو حاصل ہے وہ آگ کو نصیب نہیں۔ متانت و وقار، حلم و صبر خاک کے خواص ہیں۔ اس کے برعکس جوش و تیزی، غرور اور ترفع آگ کے لوازم ہیں۔ اسی وجہ سے آدم سے لغزش ہوئی تو فوراً نادم ہو کر تائب ہوئے اور مقام قرب پر فائز ہوئے نیز جنت کا رتبہ عنایت کیا گیا۔ اور ابلیس سے نافرمانی ہوئی تو وہ اس پر اڑ گیا اور ابدی شقاوت کا شکار ہو گیا۔

شله نکل جاؤ ہماری بارگاہ قرب و رحمت میں صرف ان کے لیے جگہ ہے جو جلالت سے ہر حکم کے سامنے سرافگندہ ہوں۔ اکڑی ہوئی گردن والوں کا یہاں کیا کام۔ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لا یدخل الجنۃ احد فی قلبہ مثقال ذرۃ من خردل من کبر (مسلم) یعنی جس کے دل میں رائی کے دانہ جتنا غرور ہوگا اس پر جنت کے دروازے بند ہوں گے۔

شله صاغر اس ذلیل و حقیر کو کہتے ہیں جو اپنی ذلت و پستی پر خوش ہو۔ الصاغر الراضی بالمنزلۃ الدنیۃ (قرطبی) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا نافرمان ذلیل و حقیر ہوتا ہے۔ شیطان کس مقام عزت پر فائز تھا۔ اور جب حکم الٰہی سے سرتابی کی تو ذلت و رسوائی کی پستیوں میں پھینک دیا گیا۔

شله حکمت الٰہی کا تقاضا یہی تھا کہ اسے مہلت دی جائے اور جب تک یہ دنیا موجود ہے اس وقت تک حق و باطل کی آویزش جاری رہے۔ اس لیے اس کی درخواست قبول کر لی گئی۔

مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ

[illegible]

شدہ ہوں تھوڑی بار سنبھل جائے تو اس کی خوش قسمتی ہے۔ [illegible] ٹھوکر کھا کر [illegible] ٹھوکر پر ٹھوکر کھاتے چلے جانے کو شیوہ بنا لے تو اسے ہلاکت کے گڑھے میں گرنے سے کون بچا سکتا ہے۔ شیطان نے یہی غلطی کی۔ اس پر نادم ہو کر تائب ہونے کے بجائے اور اکڑ بیٹھا اور آدم کے حسد نے اسے یوں بدحواس باختہ اور گستاخ کر دیا کہ رب العزت کو [illegible] کہ جس انسان کی وجہ سے تو نے [illegible] ہے اور جس کی وجہ سے [illegible] میں [illegible] ہدایت سے [illegible] ان کو اپنے مکر و فریب سے [illegible] سیدھی راہ کا [illegible] کے معنی [illegible] ہے [illegible] مختلف معنوں میں [illegible] کیا ہے۔ [illegible] کہتے ہیں کسی کو ایسا بگاڑ دینا جس کی [illegible] کسی کو اس کی گمراہی کی سزا دینے کو بھی [illegible] کہتے ہیں جیسے [illegible] کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہاری گمراہی کی تمہیں سزا دے۔ اس آیت میں [illegible] معنی مراد ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو سجدہ کرنے کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ سجدہ کرنے کا ارادہ [illegible] تھا لیکن کیونکہ اس حکم سے [illegible] شیطان کی گمراہی کا سبب بنی [illegible] کے لحاظ سے [illegible] یعنی آدم کو سجدہ کرنے کی سزا میں اسے [illegible] یہ لفظ استعمال کیا گیا [illegible] معنی ہے۔ یہ شیطان کی ڈھٹائی ہے [illegible] کہ اسے ایسا [illegible] کیوں [illegible] کے لیے [illegible] تھا۔ حالانکہ اس کا کام حکم الٰہی کے سامنے بے چون و چرا سر جھکا دینا تھا۔ [illegible] ایسا کیوں دیا اور ایسا کیوں [illegible]

[illegible] وعوٰة [illegible] حكاه [illegible] بين منه [illegible] غويتني اي [illegible] قيل [illegible] غويت به [illegible] الله سبحانه [illegible] وقيل معه [illegible] علامہ قرطبی نے اغواء کے دو معنے اور بھی ذکر کر کے بیان کیے ہیں [illegible] علامہ قرطبی کے بیان کردہ پہلے معنی کو ہی اختیار کیا ہے۔ ابلیس کی بے باکی و گستاخی سے بڑی بعید نہیں کہ وہ اپنی غلطی کا الزام اللہ تعالیٰ پر لگا دے [illegible] کرتے ہوئے [illegible] بیسے شریر لوگوں کا دستور ہے۔

الْمُسْتَقِيمَ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُم مِّن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ

کے سیدھے راستہ پر پھر ضرور آؤں گا ان کے پاس ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے

وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَن شَمَائِلِهِمْ ۖ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ ﴿۱۷﴾

اور ان کے دائیں سے اور ان کے بائیں سے اور نہ پائے گا تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار

قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُومًا مَّدْحُورًا ۖ لَّمَن تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَأَمْلَأَنَّ

فرمایا نکل جا یہاں سے ذلیل اور راندہ ہوا جو کوئی پیروی کرے گا تیری ان میں سے تو ضرور بھر دوں گا

جَهَنَّمَ مِنكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۱۸﴾ وَيَا آدَمُ اسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ

جہنم کو تم سب سے اور اے آدم رہو تم اور تمہاری بیوی جنت میں

[1] یعنی میں اوپر اور نیچے، داہنے سے بائیں کی طرف ہر ممکن کوشش کروں گا۔ [illegible] ہر سمت سے اپنے لشکر سے [illegible] [illegible] کی وجہ سے [illegible] ان کے سامنے نیکی کے راستے میں [illegible] کر کے [illegible] [illegible] بیٹھے گے تو [illegible] [illegible] کی [illegible] کروں گا [illegible] بات سے [illegible] [illegible] کروں گا

ای لاصدنهم عن الحق وازينن لهم الدنيا واشككنهم في الآخرة (قرطبی)

[2] مذءوم اور مذموم دونوں ہم معنی ہیں۔ [illegible] مذءوما ممقوتا مدحورا مطرودا (قرطبی)

[3] آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے ابلیس جنت سے نکال دیا گیا اور آدم و حوا کو نعیم جنت سے لطف اندوز ہونے کی اجازت دے دی گئی لیکن [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ایک ایسے نامرد کی آخری منزل نہیں ہو سکتی جس کے سینہ میں دل [illegible] کی قسمت میں [illegible] گلستان اور جنت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] خالق نے [illegible] [illegible] [illegible] کی صلاحیت عطا فرمائی تھی جب اس کو [illegible] سے نکال کر [illegible] کے میدان میں [illegible] کرنے کی دو صورتیں تھیں۔ ایک تو یہ کہ [illegible] کرتے ہوئے [illegible] کا ایک [illegible] ہمراہ ہوتا اور آدم کی سواری جنت سے روانہ ہو کر اس [illegible] [illegible] دوسری صورت وہ تھی جو اختیار کی گئی [illegible] شان آدم کے زیادہ [illegible] ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی حکمت [illegible] اس طرح بے شک [illegible] [illegible] اور عزت و جاہ کے مظاہر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] کے [illegible]

فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا

اور کھاؤ تم دونوں جہاں سے چاہو اور مت جانا تم دونوں پاس اس درخت کے ورنہ ہو جاؤ گے

مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٩﴾ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا

نقصان کرنے والوں سے ۲۴ پس وسوسہ ڈالا ۲۵ ان کے دلوں میں شیطان نے تاکہ ظاہر کرے ان کے لیے

اور یہ وضاحت ہے آپ کے دل میں [illegible] اور [illegible] انکار ہی [illegible] کی جنت میں اور [illegible] کی [illegible] جنت [illegible] آپ کی [illegible] اس لیے [illegible] کے بغیر [illegible] جیسے [illegible] درخت [illegible] درخت سے [illegible] کے [illegible] سے [illegible] کے [illegible] شور [illegible] کی [illegible] سے [illegible] شروع [illegible] کی [illegible] کی [illegible] آپ کی [illegible] دل کے [illegible] آپ کی [illegible] ساری کی [illegible] کے تحت [illegible] سے پہلے [illegible] [illegible] کی [illegible] [illegible] اور [illegible] کی [illegible] سے [illegible] کا [illegible] کی حقیقت [illegible] اور [illegible] کے [illegible] سے [illegible] ہو [illegible]۔

۲۴ صاحب [illegible] نے [illegible] تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے کہ [illegible] اس تحقیق کے مطابق اس آیت کا [illegible] ہے۔ [illegible] ہے۔ [illegible] اس [illegible] لفظ ظلم کا استعمال حق سے تجاوز کرنے کے معنی میں بھی [illegible] اسی وجہ سے کفر، شرک اور گناہ کبیرہ پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے اور گناہ صغیرہ پر بھی [illegible] شیطان [illegible] کہا گیا ہے اور آدم علیہ السلام کو بھی [illegible] دونوں سے ظالم ہونے [illegible] ہے۔ [illegible] [illegible] الکبیر [illegible] [illegible] (مفردات)

۲۵ علامہ ابو عبداللہ القرطبی نے وسوسہ کے دو معنی کئے ہیں۔ ۱۔ الصوت الخفی، یعنی دھیمی آواز ۲۔ حدیث النفس

وُرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ

ڈھانپا گیا تھا [illegible] ان کی شرمگاہوں سے ان کی اور [illegible] نہیں منع کیا تم کو تمہارے رب نے اس

الشَّجَرَةِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝ وَ

درخت سے مگر اس لیے کہ کہیں تم دو ہو جاؤ فرشتے یا ہو جاؤ ہمیشہ رہنے والوں سے (۲۰)

دل کے خیالات شیطان نے کس طرح آدم علیہ السلام کے دل میں وسوسہ ڈالا بعض نے تو یہ کہا ہے کہ آدم علیہ السلام جنت کے دروازے پر آئے اور شیطان نے پیچھے سے ان کو یہ بات کہہ دی بعض کہتے ہیں کہ سانپ کے منہ میں داخل ہو کر جنت میں گیا [illegible] زیادہ صحیح یہ ہے حضرت حسن بصری کی رائے کہ شیطان کو یہ قوت دی گئی تھی کہ وہ زمین پر رہتے ہوئے آدم و حوا کے قلوب میں وسوسہ ڈال سکے۔ قال الحسن کان یوسوس من الارض الی السماء والی الجنة بالقوة الفوقیة التی جعلها الله تعالی له [illegible] السلطنة التی جعلت له [illegible] [illegible] فلاسفہ بھی اس کے منکر نہیں [illegible] [illegible] شاگرد [illegible] تربیت کیا کرتے تھے [illegible] آج کل اپنے [illegible] کے مطابق کام کرتا ہے۔

۲۰ [illegible] کے لیے سے شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا [illegible] [illegible] اپنے آپ کو [illegible] لگے۔

۲۱ [illegible] وسوسہ ڈالا کہ یہ درخت جس کے قریب جانے سے روکا گیا ہے اس کی تاثیر ہے کہ جو اس کا پھل کھائے گا اس میں فرشتوں کی سی صفات پیدا ہو جائیں گے اور اسے حیات جاوید نصیب ہو جائے گی [illegible] [illegible] آپ [illegible] کے دل میں اپنے [illegible] کا شوق پیدا ہوا [illegible] یہاں [illegible] کیونکہ آپ کو [illegible] فرشتے ہمیشہ [illegible] اس لیے آپ کے دل میں بھی ہمیشہ رہنے کی [illegible] [illegible] آدم [illegible] [illegible] فی یوم القیامة [illegible] قرطبی [illegible] اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ فرشتے انبیاء سے افضل ہیں [illegible] علامہ [illegible] نے یہ [illegible] ہے کہ آدم علیہ السلام کا مقصد یہ [illegible] کی حقیقت بشری حقیقت ملکی سے بدل جائے کیونکہ [illegible] آپ کا مدعا صرف یہ تھا کہ فرشتوں کے فطری کمالات [illegible] خصوصیات [illegible] استغناء وغیرہ سے بھی آپ کو متصف کر دیا جائے اس سے ملائکہ کی فضیلت ثابت نہیں ہوتی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

وَقَاسَمَهُمَآ إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِينَ ۝۲۱ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُورٍ فَلَمَّا

قسم کھائی ان کے سامنے کہ بیشک میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں ۲۱ پس شیطان نے نیچے گرا دیا ان کو دھوکے سے پھر جب

ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا

دونوں نے چکھ لیا درخت سے تو ظاہر ہو گئیں ان پر ان کی شرم گاہیں اور وہ چپکانے لگے اپنے اوپر

مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۖ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا

جنت کے پتے اور ندا دی انہیں ان کے رب نے کیا نہیں منع کیا تھا میں نے تمہیں اس

الشَّجَرَةِ وَأَقُلْ لَّكُمَآ إِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝۲۲ قَالَا

درخت سے اور کیا نہ فرمایا تھا تمہیں کہ بیشک شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے دونوں نے

ورغبهما في أن يحصل لهما ما للملائكة من كمالات الملكية والاستغناء عن الأطعمة والأشربة وذلك لا يدل على تفضيلهم مطلقا۔ بیضاوی

۲۱ ابلیس نے اپنی بات کا یقین دلانے کے لیے اللہ کا نام لے کر قسمیں کھائیں۔ آدم علیہ السلام بے تکلف اس کو سچا سمجھے کیونکہ یہ بات ان کے وہم و گمان میں بھی نہ آسکتی تھی کہ شیطان اللہ کا نافرمان ہونے کے علاوہ اتنا دلیر بھی ہو کہ وہ جھوٹی قسم بھی کھا سکتا ہے۔ مگر حضرت انسان کا اپنی پاک نفسی کے باعث کسی خبیث کے مکر و فریب میں آجانا کوئی مشکل بات نہیں ہے

ان الکریم اذا تشاء خدعته

وتری اللئیم مجربا لا یخدع (ابن نفطویہ)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب اپنے کسی غلام کو عبادات الٰہی میں ذوق و شوق سے سرگرم دیکھتے تو اسے آزاد کر دیتے۔ چنانچہ آپ کے اکثر غلام اپنے آپ کو آزاد کرانے کے لیے بھی لمبی لمبی نمازیں پڑھا کرتے اور آپ حسب عادت انہیں آزاد کر دیتے۔ آپ کو عرض کی گئی کہ آپ کے غلاموں کی یہ عبادتیں اللہ کی رضا کے لیے نہیں بلکہ آپ کو فریب دینے کے لیے ہیں۔ تو آپ فرماتے۔ من خدعنا بالله انخدعنا له جو ہمیں اللہ کے نام سے دھوکہ دیتا ہے ہم اس کے دھوکہ میں آنے کے لیے تیار ہیں۔

۲۲ تدلیہ اور ادلاء دونوں کا معنی ہے کسی چیز کو اوپر سے نیچے لے جانا۔ دلی تدلیة والادلاء ارسال الشيء من اعلى الى اسفل۔ بیضاوی۔ یعنی شیطان نے آپ کو دھوکہ و فریب سے اپنے مرتبہ رفیعہ سے نیچے گرا دیا جنت سے نکلوایا

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ

[illegible] ظلم کیا ہم نے اپنی جانوں پر اور اگر تو نہ بخشے ہم کو اور رحم نہ کرے ہم پر تو ہم ضرور ہو جائیں گے نقصان

الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي

اٹھانے والوں سے فرمایا تم اترو ایک دوسرے کے دشمن ہو گے اور تمہارے واسطے

الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۲۴﴾ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَ

زمین میں ٹھکانا ہے اور نفع اٹھانا ہے ایک وقت تک فرمایا اسی میں تم زندہ رہو گے اور

فِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ﴿۲۵﴾ ع يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ

اسی میں مرو گے اور اسی سے تم نکالے جاؤ گے اے اولاد آدم بیشک اتارا ہم نے تم پر

سے زمین کی پستیوں میں پھینک دیا

۳۱؎ اگرچہ خطا سہواً اور بلا قصد سرزد ہوئی تھی لیکن آدم علیہ السلام سراپا ندامت بن کر توبہ و استغفار کر رہے ہیں۔ مخلص بندوں کا یہی شیوہ ہے کہ معمولی سی خطا پر بھی کانپ اٹھتے ہیں اور آنسوؤں کے دریا بہا دیتے ہیں اور اپنی عمر بھر کی عبادتوں اور ریاضتوں کو پرکاہ کی اہمیت بھی نہیں دیتے بلکہ چپ چاپ کر کے اس کی رحمت ہی کی پناہ تلاش کرتے ہیں۔ ومن عادة الاولياء والصالحين في استعظام الصغير من السيئات واستصغار العظيم من الحسنات كشاف امام ابو حیان اندلسی نے یہاں خوب لکھا ہے کہ پانچ چیزیں آدم کی نجات کا باعث بنیں یعنی غلطی کا اعتراف (۲) اس پر ندامت (۳) اپنے آپ کو اس پر ملامت کرنا (۴) توبہ (۵) اور رحمت الٰہی پر امید۔ اور پانچ چیزیں شیطان کی تباہی کا باعث بنیں (۱) اپنے جرم کو تسلیم نہ کرنا (۲) ندامت نہ ہونا (۳) اپنے آپ کو ملامت نہ کرنا بلکہ اس کے صادر ہونے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کر دینا فبما اغويتني (۴) توبہ نہ کرنا (۵) رحمت الٰہی سے مایوس ہو جانا۔

۳۲؎ یعنی تمہارا اصلی مسکن اور مستقر و متاع دینی زمین ہے اگر خرق عادت کے طور پر کوئی شخص کسی وقت ایک معین وقت کے لیے اس سے اوپر اٹھا لیا جائے مثلاً حضرت مسیح علیہ السلام تو وہ اس آیت کے منافی نہیں۔ یا جو شخص چند روز یا چند گھنٹے کے لیے زمین سے جدا ہو کر ہوائی جہاز میں رہے یا ہوا میں کچھ دیر مر جائے تو یہ بھی فیہا تموتون کے خلاف ہوگا کیونکہ وہ اس وقت زمین پر نہیں ہے بلکہ اس قسم کے قصے یا عارضے کے رنگ میں استقلال نہیں رکھتے۔ (حاشیہ علامہ عثمانی)

۳۳؎ عرب کے بعض مشرک قبیلے طواف کعبہ کے وقت اپنا لباس اتار دیتے تھے اور مرد و عورتیں بالکل برہنہ ہو کر طواف کرتے اور

لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ؕ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ؕ

لباس جو ڈھانپتا ہے تمہاری شرمگاہوں کو اور باعث زینت ہے۔ اور پرہیزگاری کا لباس وہ سب سے بہتر ہے ۲۳

ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ

یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ وہ نصیحت قبول کریں ۲۴ اے اولاد آدم! نہ فتنہ میں مبتلا کرے تمہیں

سے کہاں تک حیا کا خیال کیا جاتا۔ حضرت عرب بلکہ دنیا کی کئی قوموں میں مذہبی رسوم و عبادات کی ادائیگی کے وقت شرم و حیا کی چادر اتار پھینکتی ہیں۔ مرد و زن برہنہ ہو کر بیت اللہ شریف کا طواف کرتے اور اسے تقرب کے لیے ضروری سمجھتے ہیں کہ وہاں عریانی اور بے حیائی کا گھناؤنا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ اور یہ تو حالت دل کی کسی حالت میں گوارا بھی نہیں ہوتی جب تک شرم و حیا کی ساری قدروں کو پامال نہ کر دیا جائے۔ اس لیے یہاں خطاب کسی خاص قوم یا قبیلہ سے نہیں بلکہ لباس کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ساری اولاد آدم کو خطاب فرمایا جا رہا ہے۔ آیت میں لباس کے دو فائدے بیان کیے گئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ ستر عورت کا کام دیتا ہے۔ دوسرا یہ کہ وہ انسان کی سجاوٹ اور زینت کا باعث ہے۔

لفظی تحقیق: انزلنا کا اصلی معنی تو اوپر سے نیچے اتارنا ہے۔ یہاں لباس کے لیے اس کا استعمال مجازاً ہے یعنی بارش کا پانی جو روئی وغیرہ (جس کی اون سے کپڑے بنتے ہیں) کی روئیدگی کا سبب ہے وہ چونکہ اوپر سے نازل ہوتی ہے گویا لباس بھی اوپر سے ہی نازل ہوا۔ تسمیۃ المسبب باسم السبب۔ اور بعض علماء نے کہا انزل بمعنی خلق ہے۔ اور یہ استعمال بھی عام ہے۔ جیسے وانزل لکم من الانعام ثمانیۃ ازواج۔ سوءۃ جسم کا وہ حصہ جس کا ننگا رکھنا قبیح ہو۔ شریعت اسلامیہ میں مرد کے لیے ناف سے لے کر گھٹنوں تک ڈھانپنا ضروری ہے اور عورت کے لیے نامحرم کے سامنے سارے بدن کا ڈھانپنا ضروری ہے۔ ریش پرندوں کے پر۔ وہ ان کے لیے زینت کا باعث بھی ہیں اسی طرح لباس انسان کے لیے۔

۲۳ دنیا کا کوئی قیمتی سے قیمتی لباس بھی اس کی خوبصورتی اور پاکیزگی کا مقابلہ نہیں کر سکتا ؎

اذا المرء لم یلبس ثیابا من التقی تقلب عریانا وان کان کاسیا
جب تک کوئی شخص تقویٰ کا لباس زیب تن نہ کرے تو وہ ننگا ہے اگرچہ اس نے کپڑے پہنے ہوں
وخیر لباس المرء طاعۃ ربہ ولا خیر فیمن کان للہ عاصیا
اطاعت خداوندی سب سے بہتر لباس ہے اور جو اللہ کا نافرمان ہو اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے

۲۴ لباس اس کے لیے بے شمار اشیاء پیدا کر دینا جن سے یہ تیار ہوتے ہیں اس کے علاوہ انسان میں لباس کی خواہش ودیعت کر دینا، پھر لباس تیار کرنے کی سمجھ عطا فرمانا یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت، حکمت اور علم کی روشن نشانیاں ہیں۔

ٱلشَّيْطَٰنُ كَمَآ أَخْرَجَ أَبَوَيْكُم مِّنَ ٱلْجَنَّةِ يَنزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا

شیطان ف۲۵ جیسے کہ نکالا اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے اتروائے ان سے ان کا لباس

لِيُرِيَهُمَا سَوْءَٰتِهِمَآ ۗ إِنَّهُۥ يَرَىٰكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُۥ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۗ

تاکہ دکھائے ان کو ان کی شرمگاہیں بے شک وہ دیکھتا ہے تم کو وہ اور اس کا قبیلہ جہاں سے تم نہیں دیکھتے ان کو ف۲۶

إِنَّا جَعَلْنَا ٱلشَّيَٰطِينَ أَوْلِيَآءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ وَإِذَا فَعَلُوا۟

ہم نے کر دیا ہے شیطانوں کو دوست ان کا جو ایمان نہیں لاتے ف۲۷ اور جب کرتے ہیں کوئی

فَٰحِشَةً قَالُوا۟ وَجَدْنَا عَلَيْهَآ ءَابَآءَنَا وَٱللَّهُ أَمَرَنَا بِهَا ۗ قُلْ إِنَّ

بے حیائی ف۲۸ تو کہتے ہیں ہم نے پایا اس پر اپنے باپ دادا کو اور اللہ نے ہم کو یہی حکم دیا ہے ف۲۹ آپ کہہ دیجیے بے شک

ف۲۵ مقصد یہ ہے کہ تمہیں کامل اور مقصود دیا ہے وہ یہ کہ تم اس شیطان کے مکر و فریب سے بچنا جو تمہارا اصلی دشمن ہے ایسا نہ ہو کہ جیسے اس نے تمہارے باپ کو دھوکا دیا تمہیں بھی وہ حق سے دور کر لے اور تم بھی معتوب ہو جاؤ۔

ف۲۶ وہ دشمن جو دکھائی دیتا ہو اس کا دشمن ہونا تو ہر شکل کر سامنے آتا ہے مگر جو نظر نہ آتا ہو بلکہ دل و دماغ میں نفوذ کر جائے اور بہت ان دیکھا ہو کر اپنے دل میں وسوسہ اندازی کرے اس کی عداوت سے محفوظ رہنا بہت بڑی مشکل ہے۔ اس لیے اس کی شرارت سے ہوشیار رہنے کی بہت ضرورت ہے۔ حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ اگر یہ دشمن ایسا ہے کہ وہ تجھے دیکھتا ہے اور تو اسے نہیں دیکھ سکتا تو ایک ایسی ہستی (اللہ تعالیٰ) کی پناہ میں آجا جو تیرے دشمن کو دیکھتا ہے لیکن وہ اسے نہیں دیکھ سکتا۔ قال ذو النون ان كان هو يراك من حيث لا تراه فاستعن بمن يراه من حيث لا يراه وهو الله القهار الستار۔ (زمخشری)

ف۲۷ کفار کو یہ حکم نہیں دیا گیا تھا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کو اپنا دوست اور مددگار بنائیں اور اپنا شیطان کے ساتھ دوستی کا رشتہ جوڑیں۔ جب انہوں نے شیطان کی دوستی کو ترجیح دی تو ہم نے ان کو روکا نہیں بلکہ جس کو انہوں نے دوست بنانا چاہا انہیں اس کو دوست بنانے دیا۔ ان جعلنا کا یہی مطلب ہے اور اس کی تائید بعد میں آنے والی آیت کر رہی ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ شیطان اور کفار کے درمیان دوستی اور محبت کا رشتہ ہم نے مستحکم کیا اور ان کو اس کی دوستی پر مجبور کر دیا۔

ف۲۸ فاحشہ کہتے ہیں اس چیز کو جو حد درجہ قبیح اور معیوب ہو۔ خصلة متناهية في القبح (بیضاوی) یہاں اس سے

اللّٰہَ لَا یَأْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾

اللہ نہیں حکم دیتا بے حیائی کا کیا تم اللہ پر ایسی بات لگاتے ہو جو تم نہیں جانتے

قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ ۟ وَ اَقِیْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ

آپ فرما دیجئے حکم دیا ہے میرے رب نے انصاف کا اور سیدھے رکھو اپنے چہرے ہر سجدہ کے وقت

وَّ ادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ؕ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ﴿۲۹﴾

اور اس کی عبادت کرو خالص کرتے ہوئے اس کے لیے دین کو جیسے اس نے تمہیں پہلے پیدا کیا ویسے ہی تم لوٹو گے

فَرِیْقًا هَدٰی وَ فَرِیْقًا حَقَّ عَلَیْهِمُ الضَّلٰلَةُ ؕ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا

ایک گروہ کو اللہ نے ہدایت دی اور ایک گروہ پر گمراہی ثابت ہو گئی انہوں نے [illegible] بنا لیا

۲۸ ان کے سامنے عقائد باطلہ اور اعمال قبیحہ [illegible] والعصر انہ یصدق [illegible] کبیرۃ [illegible] جب کبھی [illegible] سے روکا جاتا تو وہ کہنے لگتے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طریق پر [illegible] اور اللہ نے ہمیں یہی حکم دیا ہے۔

۲۹ یہ [illegible] اور باطل [illegible] کیسے قبول [illegible] کسی [illegible] کا [illegible] سکتا ہے

۳۰ یہاں [illegible] القسط وهو الوسط من كل أمر المتجافي عن طرفي الافراط والتفريط [illegible] اعتدال اور افراط و تفریط [illegible] سے [illegible] اقیموا اقامة الشيء [illegible] وجه [illegible] الوجه [illegible] توجه [illegible] مسجد [illegible] وقت [illegible] سجدہ کرنے کا وقت یا سجدہ کرنے کی جگہ [illegible] ادعوه [illegible] عبادت کرو [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] اختیار کریں [illegible] نماز کے وقت خشوع و خضوع کے ساتھ [illegible] اور اس کی عبادت میں کسی اور کو کسی طرح شریک نہ کریں۔

۳۱ یعنی [illegible] جنہوں نے [illegible] اور اس کے [illegible] اختیار [illegible] کو اس کے [illegible] پابند بنا دیا [illegible] ہدایت [illegible] اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر

الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝۳۰

شیطانوں کو دوست اللہ کو چھوڑ کر اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا

اے آدم کی اولاد لے لو اپنی آرائش ہر نماز کے وقت اور کھاؤ اور پیو

وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ

اور حد سے نہ گزرو بے شک وہ پسند نہیں کرتا حد سے گزرنے والوں کو آپ فرمائیے کس نے حرام کی زینت اللہ کی

شرمگاہیں وغیرہ [illegible] وحی و رحمت کا [illegible] ان کے مقابلہ میں [illegible] اور وہ بدنصیب اس غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ ہم جو کچھ کرتے ہیں یہی خوب ہے۔ یہ بدعت اس وقت کے اہل [illegible] کا تھا۔ [illegible] سے بچنے کے لئے [illegible] اور قریش [illegible] سے [illegible] کی وجہ یہ ہوئی کہ انھوں نے خود شیطان کی رفاقت اختیار کی وہ اللہ [illegible] کو چھوڑ دیا اور خود گمراہ ہو گئے۔

ف۳ جیسا پہلے بتایا جا چکا ہے کہ [illegible] ننگے طواف کرتے [illegible] تقویٰ سمجھ کر [illegible] کے [illegible] گوشت کا استعمال بھی ترک کر دیتے جب [illegible] حلال [illegible] گوشت وغیرہ [illegible] استعمال [illegible] تقویٰ کے [illegible] معلوم ہو [illegible] مسلمانوں پر [illegible] زینت و آرائش کی [illegible] اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کیا ہے کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے انھیں حرام [illegible] لباس کے علاوہ زینت کی تمام اشیاء کو اس آیت میں داخل کیا ہے [illegible] نظافت [illegible] سے [illegible] اور بہتر [illegible] شریعت [illegible] کی [illegible] يتناول جميع انواع الزينة ويدخل تحته تنظيف البدن من جميع الوجوه ويدخل تحته المركوب الخ (الكبير)

اسی لئے مسلمانوں کا یہ دستور تھا کہ جب بھی اپنے احباب کی ملاقات کے لئے جاتے تو عمدہ لباس پہن کر جاتے۔ قال ابو العالية كان المسلمون اذا تزاوروا تجملوا [illegible] احباب کی ملاقات اور عام اجتماعات کے موقع پر خصوصی اہتمام فرمایا کرتے۔ چنانچہ حضرت مکحول حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت

الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ

جو پیدا کی ہے اس نے اپنے بندوں کے لیے اور (کس نے حرام کیا) پاکیزہ چیزیں کھانے کی؟ آپ فرمائیے یہ چیزیں ایمان والوں کے لیے ہیں ۳۳ ۳۴

اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ

دنیوی زندگی میں بھی اور خاص طور پر ان کے لیے ہوں گی قیامت کے دن۔ یونہی ہم کھول کر بیان کرتے ہیں

الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا

آیتیں ان لوگوں کے لیے جو حقیقت کو جانتے ہیں۔ آپ فرمائیے بے شک حرام کیا ہے میرے رب نے سب بے حیائیوں کو

ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا

ظاہر ہوں ان سے اور جو پوشیدہ ہوں اور ہر گناہ کو اور سرکشی کو بغیر حق کے اور یہ کہ شریک ٹھہراؤ

کرتے تھے۔ رحمتِ عالمیان جو تشریف فرما ہوتے [illegible] جب باہر تشریف لے جانے لگتے تو ریش مبارک اور گیسوؤں سے عنبر کو درست فرمایا [illegible] اللہ کے رسول! آپ بھی یوں اہتمام فرماتے ہیں؟ فقال نعم اذا خرج الرجل الی اخوانه فلیهیئ من نفسه فان الله جمیل یحب الجمال حضور نے فرمایا ہاں جب کوئی اپنے بھائیوں کی ملاقات کے لیے جائے تو تیار ہو کر جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود بھی جمیل ہے اور جمال کو پسند بھی فرماتا ہے۔ (قرطبی)

۳۳ طیبات سے مراد وہ لذیذ کھانا ہے جو حلال ذریعہ سے حاصل کیا گیا ہو۔ الطیبات المستلذ [illegible] کسب و طعما۔

۳۴ یعنی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ان نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کے حقدار اہل ایمان ہی ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ دنیا میں اہل ایمان کے علاوہ دوسرے لوگ بھی ان سے متمتع ہوتے رہیں گے لیکن آخرت میں یہ نعمتیں اہل ایمان کے لیے مخصوص کر دی جائیں گی جنہوں نے [illegible] ان نعمتوں کے [illegible] شکریہ [illegible] ان کی نعمتوں سے [illegible] ان کا شکریہ [illegible] محروم کر دیا جائے گا۔

۳۵ حلت و حرمت میں انسانی عقل و خواہش کا کوئی دخل نہیں۔ جس چیز کو اللہ تعالیٰ حلال فرما دے وہ حلال اور جو حرام قرار دے وہ حرام ہے۔ پہلے کفار و مشرکین کی حرام کردہ اشیاء کے متعلق بتایا کہ یہ محض ان کی من گھڑت باتیں ہیں حقیقت سے ان کا کوئی واسطہ نہیں۔ اس آیت میں ان چیزوں کی تصریح فرما دی جن کو اس علیم و حکیم نے حرام قرار دیا ہے۔ یہاں حرام کی مختلف انواع کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ (۱) الفواحش اس کا واحد فاحشہ ہے جس کا معنی انتہائی قبیح فعل ہے لیکن عرف عام

بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا

اللہ کے ساتھ جس کے لیے نہیں اتاری اللہ نے کوئی سند اور یہ کہ تم کہو اللہ پر ایسی بات جو

لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ

تم نہیں جانتے ہو اور ہر امت کے لیے ایک وقت مقرر ہے سو جب آجائے ان کا مقررہ وقت تو نہ وہ پیچھے ہٹ سکیں گے

سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ

ایک گھڑی اور نہ وہ آگے بڑھ سکتے ہیں اے اولادِ آدم اگر آئیں تمہارے پاس رسول تم ہی میں سے

يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

جو بیان کریں تم پر میری آیتیں تو جس نے تقویٰ کیا اور اپنی اصلاح کر لی تو نہیں ہے ان کو کوئی خوف

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ

اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور تکبر کیا ان سے

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى

وہ دوزخ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور کون بڑا ظالم ہے اس شخص سے جس نے بہتان باندھا

ثم اس کا معنی زنا ہے قرآن نے بھی زنا کے متعلق یہی لفظ استعمال کیا ہے انه کان فاحشة مطلب یہ ہو کہ ہر قسم کا زنا حرام ہے۔ ظاہری چھپ کر کیا جائے یا علانیہ۔ دوسری قسم الاثم ہے اس کا لغوی معنی گناہ ہے لیکن شراب کے لیے الاثم [illegible] سے ایک یہ بھی ہے حسن بصری نے یہاں اثم کا معنی شراب کیا ہے۔ قال الحسن الاثم الخمر قال الشاعر: شربت الاثم حتی ضل عقلی ۔ کذاک الاثم تذھب بالعقول ۔ [illegible]

تیسری قسم البغی ہے۔ اس کا معنی ہے ظلم یعنی حد سے تجاوز کرنا۔ الظلم وتجاوز الحد فيه۔ (قرطبی)

چوتھی قسم شرک ہے۔ پانچویں قسم اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹی باتوں کا منسوب کرنا یعنی جو کام اس نے نہ کیا ہو اس کے متعلق یہ کہنا کہ یہ اللہ کا حکم ہے۔ (رازی و قرطبی)

لے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ قیامت کے دن ایمان والوں کو خوف و حزن نہیں ہوگا اور وہ گھبراہٹ اور پریشانی سے

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ

اللہ پر جھوٹا یا جھٹلایا اس کی آیتوں کو۔ انہیں ملتا رہے گا ان کا حصہ جو ان کی

الْكِتٰبِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ

قسمت میں لکھا ہے یہاں تک کہ جب آئیں گے ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ان کی روحیں قبض کرنے کو تو پوچھیں گے

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى

کہاں ہیں وہ جن کی تم عبادت کیا کرتے تھے اللہ کے سوا کہیں گے وہ گم ہو گئے ہم سے اور گواہی دیں گے اپنے

اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝۳۷ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ

خلاف پر کہ وہ کافر تھے اللہ تعالیٰ فرمائے گا داخل ہو جاؤ ان امتوں میں جو گزر چکی ہیں

دوچار نہیں ہوں گے۔ دلیل علی ان المؤمنین یوم القیامۃ لا یخافون ولا یحزنون ولا یلحقھم رعب ولا فزع (قرطبی)۔

۵۳ یعنی عمر جو ان کے لیے مقرر ہے، مال و دولت، بیوی اور اولاد جو ان کی قسمت میں لکھی جا چکی ہے وہ بہرحال ان کو مل کر رہے گی۔

۵۴ فرشتے قبض روح کے وقت بطور سرزنش انہیں کہیں گے کہ کہاں ہیں تمہارے وہ باطل خدا جن کی ساری عمر تم عبادت کرتے رہے تاکہ وہ تمہیں ہماری گرفت سے چھڑا لیں۔ اس وقت غفلت کے پردے اٹھ جائیں گے اور حقیقت منکشف ہو جائے گی۔ وہ جواب دیں گے کہ آج تو ان کا کہیں کوئی نام و نشان دکھائی نہیں دیتا۔ وا صد حیف کہ ہم نے تو کفر میں اپنی زندگی برباد کر دی۔ ومعنی تدعون تعبدون (قرطبی) یعنی یہاں تدعون بمعنی تعبدون ہے۔ و این الالٰھۃ التی کنتم تعبدونھا (بیضاوی) علامہ بیضاوی نے اس آیۃ کا مفہوم لکھا ہے کہ فرشتے انہیں کہیں گے کہ وہ خدا کہاں ہیں جن کی تم عبادت کیا کرتے تھے۔

۵۵ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مجرم قوموں کو حکم دیں گے کہ جاؤ دوزخ میں داخل ہو جاؤ۔ مجرموں کی حالت اس وقت عجیب ہو گی۔ دنیا میں تو ایک فاسق دوسرے فاسق کا سہارا بنا ہوا تھا۔ آپس میں محبت و اخلاص کے گہرے تعلقات قائم تھے۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ دوستی کبھی نہ ٹوٹے گی۔ لیکن جب جہنم کے بھڑکتے ہوئے شعلے اور دہکتے ہوئے انگارے نظر آئیں گے تو ساری دوستی کرکری ہو جائے گی۔ ایک دوسرے کی ہمدردی کرنے کے بجائے ایک دوسرے پر برسنے لگیں گے۔ ہر ایک اپنی گمراہی اور بدبختی کی ذمہ داری دوسرے پر ڈالے گا۔ پیروکار اپنے گرو اور پیشواؤں کو کہیں گے کہ تم ہی ہماری گمراہی کا سبب ہو۔ تم نے اپنے

مِنْ قَبْلِكُمْ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ فِي النَّارِ ۖ كُلَّمَا دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَعَنَتْ

تم سے پہلے جنوں اور انسانوں سے ان کے پاس دوزخ میں داخل ہو جاؤ جب بھی داخل ہوئی کوئی امت تو وہ

أُخْتَهَا ۖ حَتَّىٰ إِذَا ادَّارَكُوا فِيهَا جَمِيعًا قَالَتْ أُخْرَاهُمْ لِأُولَاهُمْ رَبَّنَا

لعنت بھیجے گی دوسری امت پر یہاں تک کہ جب مل جائیں گے اس میں سب تو کہے گی پچھلی امت پہلی امت کے حق میں اے

هَٰؤُلَاءِ أَضَلُّونَا فَآتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِنَ النَّارِ ۖ قَالَ لِكُلٍّ

ہمارے رب انہوں نے ہم کو گمراہ کیا تو دے ان کو دوگنا عذاب آگ سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہر ایک کے لیے

ضِعْفٌ وَلَٰكِنْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٣٨﴾ وَقَالَتْ أُولَاهُمْ لِأُخْرَاهُمْ فَمَا كَانَ

دوگنا عذاب ہے لیکن تم نہیں جانتے اور کہیں گی پہلی امت پچھلی امت سے کہ پس نہیں

لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ﴿٣٩﴾ ع

تم کو ہم پر کوئی فضیلت پس چکھو عذاب بدلہ میں اس کے جو تم کرتے تھے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ

بیشک جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور تکبر کیا ان سے نہ کھولے جائیں گے ان کے لیے دروازے آسمان

ساتھ عذاب بڑا بھی فرق کر دیا۔ اور اُن کے پیشوا کہیں گے کہ تم نے کیوں ہمارا اتباع کیا تھا تم خود اندھے تھے۔ غرضیکہ مجرمین ایک دوسرے پر جواب الزام لگائیں گے اور کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا۔ قرآن مجید نے فرمایا ہے الاخلاء یومئذ بعضھم لبعض عدو الا المتقین۔ اس روز سارے دوست ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے بجز پرہیزگاروں کے۔ یعنی ان کی دوستی اُس وقت بھی قائم رہے گی۔

ف پہلی [illegible] یعنی متبوع کہ پیشوا اپنے پیروؤں کو کہیں گے [illegible] جرم کی نوعیت میں فرق نہیں کیونکہ [illegible] کی طرف بلانے کے مجرم [illegible] کو قبول کرنے کے مجرم [illegible] اس کو سمجھنے والے تھے حق کی طرف دعوت دینے والے تھے۔ [illegible] ساتھ ہوتے بھی دعوت [illegible] کے جو تمہاری دعوت قبول کی [illegible] سے منہ موڑ کر [illegible] پیچھے لگے تھے۔ کیا یہ تمہارا قصور نہ تھا۔

السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ

کے دروازے اور نہ وہ داخل ہوں گے جنت میں جب تک نہ داخل ہو اونٹ سوئی کے ناکے میں ۵۴

وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ

اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں جرم کرنے والوں کو ۵۵ ان کے لیے دوزخ کا ہی بچھونا ہوگا اور ان

فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

کے اوپر اسی کا اوڑھنا ہے اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں ظالموں کو اور جو لوگ ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ۫ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

اور انہوں نے نیک عمل کیے ہوں گے ہم تکلیف نہیں دیتے کسی کو مگر اس کی طاقت کے ۔ وہ جنتی

الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ

ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور ہم نکال دیں گے جو کچھ ان کے سینوں میں کینہ ہے ۵۷

۵۴ ان بدنصیبوں پر نہ آسمانی خیرات و برکات کا نزول ہوگا اور نہ ان کے اعمال نیک بندوں کی طرح آسمان کی طرف اٹھائے جائیں گے اور جب یہ مریں گے تو فرشتے ان کی خبیث روح لے کر آسمان کی طرف جائیں گے تو رحمت الٰہی کے دروازے ان کے لیے نہ کھولے جائیں گے۔ اور انہیں واپس زمین کی پستیوں کی طرف لوٹا دیا جائے گا۔ جس طرح سوئی کے باریک سوراخ سے ایک اونٹ کا گزرنا محال ہے اسی طرح ان کا جنت میں داخل ہونا بھی محال ہے

۵۵ یہاں مجرموں سے مراد کفار ہیں۔ اور انہیں کے جرم کا یہاں ذکر ہو رہا ہے کیونکہ آیات الٰہی کی تکذیب اور ان سے تکبر کرنا جرم نہیں تو اور کیا ہے

۵۶ المھاد: الفراش بچھونا اور الغواش جمع ہے الغاشیۃ کی: اوپر اوڑھنے والی چیز یعنی اوپر اور نیچے سے عذاب الٰہی کی آگ بھڑک رہی ہوگی کسی پہلو چین اور قرار نصیب نہ ہوگا۔

۵۷ دنیا میں بعض غلط فہمیوں کی وجہ سے بسا اوقات متقی اور پرہیزگار لوگوں کے تعلقات بھی کشیدہ ہو جاتے ہیں وہ ایک دوسرے کے متعلق کدورت اور ملال محسوس کرتے ہیں کیونکہ ان کی یہ مخالفت اور رنجش نیک نیتی پر مبنی ہوتی ہے اس لیے جب قیامت کے دن انہیں جنت میں داخل ہونے کا اذن ملے گا تو ان کے سینے قلب سے ان رنجشوں اور کدورتوں کا

غِلٍّ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ وَ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ

[illegible] ان کے نیچے [illegible] اور کہیں گے [illegible]

هَدٰىنَا لِهٰذَا ۟ وَ مَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ

[illegible] اور ہم نہ تھے [illegible] اگر نہ ہدایت کرتا ہم کو اللہ [illegible]

رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ؕ وَ نُوْدُوْۤا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا

[illegible] کے رسول حق کے ساتھ اور [illegible] کہ یہ جنت ہے [illegible]

غبار صاف کر دیا جائے گا اور وہ صاف ہو جائیں گے [illegible] جنت [illegible] [illegible] ارشاد فرمایا ہے ویروی عن علی رضی اللہ عنہ انہ قال [illegible] وطلحۃ والزبیر من الذین قال اللہ تعالٰی فیہم ونزعنا ما [illegible] اس کی وجہ سے ایک دوسرے پر حسد نہیں کریں گے [illegible] ہوگا۔

ف۵ جنت میں قرار پکڑنے کے بعد [illegible] امام رازی فرماتے ہیں [illegible] اللہ تعالٰی کی حمد کریں گے [illegible] ذات پاک نے [illegible] قدرت [illegible] اور دین اسلام کو قبول [illegible] پیدا کر دیا [illegible] اسلام کو قبول کر لیے [illegible] [illegible] الجنة [illegible] حصول [illegible] العصبیۃ۔ کبیر

ف۶ [illegible] جنت [illegible] [illegible] فرمایا ہے [illegible] اللہ تعالٰی [illegible] فضل و کرم [illegible] اخلاص [illegible] اللہ تعالٰی کی [illegible] جالانکہ [illegible] کسی ایک [illegible]

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ

بدلہ ان عملوں کے جو تم کیا کرتے تھے اور آواز دی جنتی دوزخیوں کو کہ بے شک

وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ

ہم نے پا لیا جو وعدہ دیا تھا ہمیں ہمارے رب نے سچا تو کیا تم نے بھی پایا جو وعدہ کیا تھا تمہارے رب نے

حَقًّا ؕ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى

سچا وہ کہیں گے ہاں تو پکار دے گا ایک پکارنے والا ان کے درمیان کہ لعنت ہو اللہ کی

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ

ظالموں پر وہ جو روکتے ہیں اللہ کے راستے سے اور چاہتے ہیں اس کو ٹیڑھا ہو جائے

ہو سکتا ہے کہ آیت سے مراد یہ ہو کہ جنت میں داخلہ کی وجہ تمہارے نیک اعمال ہیں اور حدیث پاک میں ہے کہ حضور نے فرمایا لن یدخل احدکم منکم الجنۃ عملہ یعنی تم میں سے کسی کا عمل کسی کو جنت میں ہرگز داخل نہیں کر سکتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ نیک اعمال وہاں جنت کا سبب ظاہری ہیں۔ اور رحمت الٰہی سبب حقیقی ہے۔ آیت میں سبب ظاہری کی طرف اشارہ ہے اور حدیث میں سبب حقیقی کی طرف۔

ف ظالموں اور کافروں کو مزید شرم دلانے کے لیے یہ سوال کیا جائے گا۔ امام رازی فرماتے ہیں کہ جنت اور دوزخ کے درمیان بے حد و حساب دوری ہے۔ پھر اتنی دور سے جنتیوں کی آواز دوزخیوں تک کیونکر پہنچے گی۔ امام موصوف اس کا جواب لکھتے ہیں کہ صرف بعد مسافت آواز کے سننے سے مانع نہیں۔ حضرت ابن عباس [illegible] لیس من موانع الادراک [illegible] ریڈیو کی ایجاد نے اس کی تصدیق کر دی اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ علمی ہو یا جو حضرات علم کلام کے نزدیک بھی یہ بات ثابت شدہ ہے کہ بعد مکانی سننے والوں کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں۔ ان ثابت شدہ علمی مسلمات کی روشنی میں اگر یہ عقیدہ رکھا جائے کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے محبت کیش غلاموں کا درود شریف سنتے ہیں تو اسے شرک کہنا کیونکر درست ہے

ف جن پر پھٹکار دی جائے گی ان کی صفات بھی ساتھ ہی بیان کر دی گئیں۔ ایک تو یہ کہ وہ ظالم ہیں اور ظلم سے مراد یہاں کفر و شرک ہے جیسا کہ سیاق کلام سے ظاہر ہے۔ دوسری یہ کہ وہ خود بھی دین حق قبول نہیں کرتے اور دوسروں کو بھی روکتے ہیں۔ تیسری یہ کہ دین حق کے دلائل میں شکوک و شبہات پیدا کر کے اسے ٹیڑھا اور غلط دکھانے کی سعی کرتے ہیں۔ چوتھی یہ کہ ان کا

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ۝ وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْاَعْرَافِ

اور وہ آخرت کا انکار کرتے ہیں۔ ان دونوں (جنت و دوزخ) کے درمیان پردہ حائل ہوگا اور اعراف پر کچھ

رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِيْمٰىهُمْ ۚ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ

مرد ہوں گے جو ہر ایک کو ان کی علامت سے پہچانتے ہوں گے۔ اور وہ جنتیوں کو پکاریں گے کہ

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۟ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ۝ وَاِذَا صُرِفَتْ

سلامتی ہو تم پر۔ وہ ابھی جنت میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے مگر اس کے امیدوار ہوں گے۔ اور جب ان کی نگاہیں پھیری جائیں گی

آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ اس چکر میں پڑے ہوئے ہیں کہ مقصود اس بات کا حق ہے کہ دین پر چلنا چھوڑ دیا جائے۔

ف۱ یہی حجاب ہے جو سورۂ حدید میں سور (دیوار) سے تعبیر ہوا ہے فضرب بینھم بسور۔ اس حجاب کی تفصیل حقیقت وہیں بتائی گئی ہے اور وہ اس کے باطن میں رحمت اور ظاہر میں عذاب ہے۔ [illegible] کی تفصیلات جاننے کے لیے سورۂ [illegible] کا مطالعہ کیا جائے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اہل جنت اور اہل دوزخ کے درمیان ایک ایسا پردہ حائل ہے جو دوزخ کی اذیت کو اہل جنت تک اور جنت کی راحت کو دوزخ تک نہیں پہنچنے دیتا

ف۲ اعراف جمع ہے عُرف کی اور عُرف کا لغوی معنی بلند جگہ ہے۔ [illegible] عرف (قرطبی)۔ اس مناسبت سے گھوڑے کی گردن کے بالوں کو عرف الفرس اور مرغے کی کلغی کو عرف الدیک کہتے ہیں۔ یہاں اس حجاب کا بالائی حصہ مراد ہے اور اعراف پر جو لوگ ہوں گے ان کے بارے میں مفسرین کرام نے چند اقوال لکھے ہیں۔ [illegible] حضرت عبداللہ بن مسعود، حذیفہ بن الیمان، ابن عباس اور ابن جبیر رضی اللہ عنہم [illegible] وہ لوگ ہوں گے جن کی نیکیاں اور برائیاں مساوی ہوں گی [illegible] حسب [illegible] (قرطبی) [illegible] ثابت ہیں [illegible] درجہ [illegible] اعراف کی بلندیوں پر فائز ہونے والے ہیں۔ شہداء، صلحاء اور علماء ہوں گے [illegible] دوزخ کے بیچ [illegible] ان کو اس بلند مقام پر ٹھیرایا جائے گا تاکہ تمام اہل محشر ان کی عظمت شان اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ واللہ اعلم۔

ف۳ اس بلند دیوار پر بیٹھے ہوئے اہل اعراف جنتیوں کو بھی ان کی علامتوں سے پہچانتے ہوں گے اور دوزخیوں کو بھی ان کی علامتوں سے پہچان رہے ہوں گے۔ جب ان کی نگاہ اہل جنت کی طرف اٹھے گی تو وہ انہیں ان کے مراتب پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے سلامتی کی دعائیں دیں گے اور جب اہل جہنم کی طرف دیکھیں گے تو سراپا عجز و انکسار بن کر اللہ تعالیٰ سے [illegible]

أَبْصَارُهُمْ تِلْقَاءَ أَصْحَابِ النَّارِ قَالُوا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ

جانب دوزخیوں کی طرف تو کہیں گے اے ہمارے رب نہ شامل کر ہمیں

الظَّالِمِينَ ۝ وَنَادَىٰ أَصْحَابُ الْأَعْرَافِ رِجَالًا يَعْرِفُونَهُم بِسِيمَاهُمْ

ظالموں کے ساتھ اور پکاریں گے اعراف والے ان مردوں کو جنہیں وہ پہچانتے ہوں گے ان کی علامتوں سے

ع ۱۲

قَالُوا مَا أَغْنَىٰ عَنكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ ۝ أَهَٰؤُلَاءِ

کہیں گے کچھ کام نہ آیا تمہیں تمہارا جتھا اور جو تم غرور کیا کرتے تھے کیا

الَّذِينَ أَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللَّهُ بِرَحْمَةٍ ۚ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ

یہ وہی ہیں جن کے متعلق تم قسمیں کھایا کرتے تھے کہ نہیں پہنچائے گا انہیں اللہ اپنی رحمت داخل ہو جاؤ جنت میں نہ کوئی خوف

عَلَيْكُمْ وَلَا أَنتُمْ تَحْزَنُونَ ۝ وَنَادَىٰ أَصْحَابُ النَّارِ أَصْحَابَ

ہو گا تم پر اور نہ تم غمگین ہو گے اور پکاریں گے دوزخ والے جنت والوں کو

الْجَنَّةِ أَنْ أَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ ۚ قَالُوا

کہ بہاؤ ہم پر کچھ پانی یا کچھ اس سے جو رزق دیا ہے تمہیں اللہ نے وہ کہیں گے

إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكَافِرِينَ ۝ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَهْوًا

بے شک اللہ نے حرام کر دی ہیں یہ دونوں چیزیں کافروں پر جنہوں نے بنا لیا اپنے دین کو کھیل

عذاب الیم سے بچنے کی دعا کریں گے۔ آیت میں یطمعون معنی یعلمون ہے وقال معروف فی اللغة ان یکون طمع بمعنی علم۔ (قرطبی)

۶۲ وہاں تو اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اس کے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت ہی کام آئے گی یہ دنیاوی ساز و سامان تو کیا وہ بڑے جتھے بھی ناکارہ ثابت ہوں گے

۶۳ اس کی شرمندگی اور حسرت کو مزید دوچند کرنے کے لیے اہل اعراف انہیں کہیں گے کہ یہ غریب و مسکین لوگ

وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ

تماشا اور فریب میں مبتلا کر رکھا تھا ان کو دنیا کی زندگی نے سو آج ہم [illegible] جیسے بھلا دیا تھا

يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ

انہوں نے اپنے اس دن کی ملاقات کو اور جیسے وہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے اور بے شک ہم نے [illegible]

بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾

ان کے پاس ایک کتاب جسے ہم نے [illegible] ہدایت اور رحمت ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ۭ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ

کیا [illegible] جس دن [illegible] تو کہیں گے وہ

جن کو تم خواہش ہی [illegible] تھے اور [illegible] وہ بات کہا کرتے تھے کہ ان کو رحمت خداوندی سے کیا واسطہ ان کی قسمتیں تو ہمارے جیسے ہی محروم ہیں۔ آج ان کی طرف دیکھو وہ جنت کی ابدی نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں اور تمہارا یہ حال ہے

۲۴؎ نسیان، بھلا دینے کا معنی ہے [illegible] نقل کیے ہیں [illegible] چھوڑ دیں گے اور ان کی بات نہیں سنیں گے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ ہم ان سے ایسا برتاؤ کریں گے جیسے [illegible]

۲۵؎ یہ مکالمہ اور گفتگو [illegible] اور اہل جنت اور اہل جہنم کے درمیان [illegible] کی تفصیل بیان کرنے کی غرض و غایت بتائی جا رہی ہے یعنی اس کا مقصد قصہ گوئی [illegible] تم اس سے عبرت حاصل کرو اور وہ غلطیاں اور قصور جن کی وجہ سے [illegible] ورنہ کل تمہیں بھی [illegible]

۱۔ احکام الٰہی کا [illegible] اور کھیل تماشا [illegible] اور جی چاہا تو انکار کر دیا

۲۔ دنیوی محبت میں ایسا غرق ہو جانا اور اس پر ایسا فریفتہ ہو جانا [illegible]

۳۔ روز قیامت کا انکار۔

۲۶؎ علامہ قرطبی نے ینظرون کا معنی ینتظرون کیا ہے [illegible] اس بات کا انتظار کر رہے ہیں [illegible] قرطبی

نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ

بھلائے بیٹھے تھے اسے پہلے سے بے شک لائے تھے ہمارے رب کے رسول حق تو کیا ہیں ہمارے لیے کوئی

شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ

سفارشی کہ سفارش کریں ہماری یا ہم واپس بھیج دیئے جائیں تاکہ ہم عمل کریں ان کے سوا جو ہم کیا کرتے تھے

قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۵۳﴾ اِنَّ

بے شک نقصان میں ڈالا انہوں نے اپنے آپ کو اور گم ہو گیا ان سے جو وہ بہتان باندھا کرتے تھے بیشک

رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ

تمہارا رب اللہ ہے جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پھر

[illegible] قیامت [illegible] آفتاب طلوع ہو چکا ہے [illegible] اگر یہ سچ ہے تو ان کی [illegible] منہ زوری [illegible] وقت [illegible] محض حسرت و ندامت [illegible] کہ ہم دنیا میں لوٹ جائیں [illegible] ان کا پچھتاوا [illegible]

۵ قیامت کے دن پیش آنے والے عبرت انگیز اور ہیبت ناک واقعات بیان کرنے کے بعد اب توحید باری کے دلائل پیش فرمائے جاتے ہیں۔ عام طور پر صبح سے لے کر شام تک کے وقت کو یوم (دن) کہا جاتا ہے لیکن یہاں اس وقت کا ذکر ہو رہا ہے جب کہ نہ سورج تھا اور نہ صبح و شام کا وجود تھا۔ اس لئے آیت کریمہ میں یوم سے مراد مطلق وقت ہے۔ اور لفظ یوم کا اطلاق اس معنی میں بھی ہوتا رہتا ہے چنانچہ علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں۔ الیوم یعبر به عن وقت طلوع الشمس الی غروبها وقد یعبر به عن مدة من الزمان ای مدة کانت (مفردات القرآن) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آیت میں یوم سے مراد وقت کی وہ مقدار ہے جو ہمارے ہزار سال کے برابر ہے۔ وعن ابن

اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ

متمکن ہوا عرش پر ڈھانپ دیتا ہے رات سے دن کو [illegible] طلب کرتی ہوئی تیزی سے

وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ۭ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ

اور سورج اور چاند اور ستارے سب [illegible] اس کے حکم کے تابع ہیں سن لو اسی کے لیے ہے پیدا کرنا اور

عباس [illegible] یوم [illegible] کالف سنة [illegible] مما تعدون [illegible] ایک ہزار سال کی مدت [illegible] اللہ تعالیٰ چاہتا تو [illegible] کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ [illegible] سب کچھ [illegible] ہو رہا ہے۔

ف۲ سلف صالحین کا مسلک تو یہ تھا کہ [illegible] آیات کی تاویلات [illegible] لیکن ان میں قیل وقال سے گریز کرتے جیسے حضرت امام مالک سے [illegible] اور دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے عرش پر کس طرح استواء فرمایا تو آپ نے [illegible] الاستواء معلوم والکیف مجہول والایمان به واجب والسؤال عنه بدعة [illegible] اللہ تعالیٰ نے عرش پر استواء فرمایا لیکن اس کی کیفیت [illegible] اس کے متعلق گفتگو بدعت ہے [illegible] متاخرین نے اس کے مفہوم کو واضح کرتے ہوئے [illegible] کہ اللہ تعالیٰ عرش پر [illegible] کیونکہ وہ مکان اور جہت سے پاک ہے بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے [illegible] اپنے دست قدرت میں تمام [illegible] استوى [illegible] سیف ودم مہراق۔

ف۳ اس آیت کریمہ میں توحید الوہیت اور توحید ربوبیت کے روشن دلائل پیش کر دیے گئے ہیں۔

۱۔ کائنات سماوی اور ارضی کی تدریجاً تخلیق اور پھر مختلف ادوار سے گزار کر حد کمال تک پہنچانا

۲۔ تخت حکومت و مسند [illegible] اور نظام [illegible] اپنے دست قدرت میں رکھنا

۳۔ دن جو کاروبار [illegible] اور رات جو [illegible] کے لیے [illegible]

الْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٥٤﴾ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ

حکم دینا۔ بڑی برکت والا ہے اللہ تعالیٰ جو پروردگار ہے سارے جہانوں کا۔ دعا کرو اپنے رب سے گڑگڑاتے ہوئے اور

ان کا ہم آہنگ تسلسل قائم کر دینا کہ صدیاں گزر جائیں بلا توقف ان کا ورود ہوتا ہے۔

۴۔ چھوٹے بڑے تمام اجرام فلکیہ سورج، چاند، ستارے وغیرہ کا اس کے حکم کا پابند ہونا

۵۔ خلق و امر کا یک مالک و مختار ہونا

یہ تمام ایسی باتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس و اعلیٰ سے متعلق ہیں۔ اور کوئی دوسرا ان سب سے کوئی چیز بھی بے شرکت نہیں کر سکتا تو جب یہ چیزیں اسی نے پیدا کی ہیں اور اسی کے حکم کے سامنے سب جھکے ہوئے ہیں تو کوئی عقل مند یہ گوارا کر سکتا ہے کہ ان چیزوں میں سے کسی کو اپنا حاکم اور معبود بنا لے اور وہ چیز کتنی ہی بڑی حیثیت عظیم الشان اور مفید ہو۔

ث الخلق سے مراد پیدا کرنا ہے اور الامر سے مراد ان کی تدبیر کرنا اور ان کے لیے تکوینی اور تشریعی احکام صادر کرنا اس مختصر سے جملہ میں تخلیق کائنات کے متعلق تمام غلط نظریات کا ابطال کر دیا۔ بعض فلسفی سرے سے وجود باری کے قائل نہیں۔ ان کا خیال ہے کہ ساری کائنات از خود عدم سے وجود میں آگئی۔ بعض وجود باری کے قائل تو ہیں لیکن مادہ کو قدیم مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے صرف اس کے اجزاء میں ترکیب دے کر مختلف اشیاء پیدا کر دیں۔ اور بعض کی رائے ہے کہ ہر چیز کا خالق تو اللہ ہے لیکن ان کو پیدا کرنے کے بعد اب اس کا اس کائنات سے کوئی سروکار نہیں رہا۔ وہ گوشہ عزلت میں ہر چیز سے بے پرواہ ہو کر بیٹھا ہے۔ قرآن نے اعلان کیا کہ خالق بھی وہی ہے اور حاکم بھی وہی ہے۔ کسی کو اس سے کوئی چیز بے نیاز نہیں کر سکتی اور اس کے حکم کے بغیر پتہ تک نہیں ہل سکتا۔ صوفیائے کرام قدست اسرارہم کے نزدیک عالم خلق سے مراد عالم جسمانیات ہے یعنی عرش، کرسی، زمین، آسمان اور ان میں جو کچھ ہے۔ اور الامر سے مراد عالم مجردات ہے یعنی قلب، روح، سر، خفی، اخفیٰ وغیرہ۔ جنہیں عالم خلق کی طرح تدریجاً نہیں بلکہ محض امر کن سے پیدا کیا گیا۔ قالت الصوفية مراد بعالم الخلق يعني الجسمانيات العرش وما تحته من السموات والارض وما بينهما وعالم الامر يعني المجردات من القلب والروح والسر والخفي والاخفى ..... وسميت بعالم الامر لان الله تعالى خلقها بلا مادة بامر كن۔ (مظهري)

ش اپنی تمام حاجات اور مشکلات میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے اور ساتھ ہی دعا کی قبولیت کے لیے جن شرائط کا پایا جانا ضروری ہے ان کا ذکر بھی فرما دیا کہ انسان نخوت و غرور کو دل سے نکال کر غفلت و کاہلی سے اپنے آپ کو پاک کر کے سراپا عجز و انکسار بن کر اپنے رب کے حضور میں دست دعا دراز کرے۔ دوسری یہ کہ چلا چلا کر دعا نہ کرے کیونکہ آداب بارگاہ ربانی کے خلاف ہے اور اس میں ریا اور دکھلاوا کا بھی بہت امکان ہے بلکہ آہستہ آہستہ خاموشی سے

خُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ

آہستہ آہستہ بے شک اللہ نہیں دوست رکھتا حد سے نکلنے والوں کو اور مت فساد پھیلاؤ زمین میں

بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ

اس کی اصلاح کے بعد اور دعا کرو اس سے ڈرتے ہوئے اور امید رکھتے ہوئے بے شک اللہ کی رحمت

لے اس بات میں دعا کی حکایت اور دعا آہستہ اور پوشیدہ کرنے کو ذکر ہی میں اصل قرار دیا ہے لیکن اس سے یہ سمجھنا کہ ذکر بالجہر مشروع ہی نہیں ہے درست نہیں کیونکہ بعض مقامات پر اور بعض حالات اور مصلحتوں کے پیش نظر ذکر بالجہر کو ذکر سری سے افضل قرار دیا گیا ہے سلسلہ عالیہ چشتیہ میں ذکر بالجہر کا مقصد یہی ہے کہ غلبہ نوم و غفلت و نسیان کی وجہ سے بیدار ہو اور دل میں حرارت پیدا ہو کہ جس سے محبت و عشق الٰہی کے شعلے بھڑک اٹھیں۔ البتہ یہ بہرحال ضروری ہے کہ اس میں ریا اور نمود کا دخل نہ ہو۔ چنانچہ بیہقی وقت مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی مجددی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ ولعل الصوفية الجشتية قدس الله اسرارهم اختاروا الجهر بسبب ذلك لحكمة دفع خطرة الشيطان ودفع غلبة النسيان وحرارة القلب واشتعال نار المحبة بالرياضة بشرط الاحتراز عن الرياء والسمعة

ٹ حد سے نکلنے والوں کو [illegible] یعنی اللہ تعالیٰ دعا میں حد سے تجاوز کرنے والا، مثلاً یہ کہ ایسی چیز کے لیے دعا کرے جو خلاف شرع یا ممنوع ہو یا شرعاً نبوت کے مرتبہ کے حصول کی دعا، کسی حرام چیز کے لیے دعا یا مسلمانوں کے حق میں بد دعا، یا بے ادبی سے دعا کرے۔

تہ ہر قسم کی فساد انگیزی سے منع فرمایا ہے جیسے شرک کو [illegible] توحید کو چھوڑ دینا، عبادات کو اٹھا دینا، کھیتوں کو اجاڑ دینا، مال کو برباد کر دینا، تجارت و صنعت میں دھوکہ دہی کرنا، حکومت وقت کے خلاف بلاوجہ بغاوت کرنا غرضیکہ ہر قسم کی تخریبی کاروائی جس سے ملک کی معاشی اور اقتصادی خوشحالی متاثر ہو یا اس کے سیاسی استحکام کو نقصان پہنچے اسی طرح عقائد میں کجی، اسلامی شعائر میں اپنی اغراض کے لیے تحریف، غیر اسلامی عادات و اطوار کو اپنانا، اسلامی تہذیب و تمدن کو چھوڑ کر غیر اسلامی تہذیب اور طرز زندگی کو اختیار کرنا سب فساد میں شامل ہیں۔ اور یہ دونوں قسمیں فساد کی معاملات میں فساد فی الارض کے عنوان کے نیچے مندرج ہیں۔

ٹ دعا مانگنے میں عجز و نیاز اور دوسرے آداب کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ دعا مانگنے والے پر خوف و رجا کی کیفیت طاری ہو اگر ایک طرف سے اپنی کوتاہیوں اور خطاؤں کا تصور ہر وقت دامن گیر ہو تو دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی رحمت واسعہ سے اس کی آس و امید بندھی ہوئی ہو۔

قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ۝ وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا

قریب ہے نیکوکاروں سے ف اور وہی خدا ہے جو بھیجتا ہے ہوائیں خوشخبری دینے کو

بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۖ حَتّٰىٓ إِذَآ أَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ

اپنی رحمت (بارش) سے پہلے ۔ یہاں تک کہ جب وہ اٹھا لاتی ہیں بھاری بادل تو ہم لے جاتے ہیں

لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَنزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِن كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۚ

اسے کسی مردہ شہر کی طرف پھر اتارتے ہیں اس سے پانی پھر نکالتے ہیں اس کے ذریعہ ہر قسم کے پھل

ف یعنی بارگاہ رحمت میں پھیلانے والے ہاتھ [illegible] حاجت [illegible] تو تمہیں [illegible] اٹھایا جائے کا طلبگار رحمت خداوندی [illegible] خشوع [illegible] قبولیت رحمت [illegible] یہاں ایک چیز قابل طلب ہے لفظ قریب [illegible] ہے اور قریب [illegible] اور رحمۃ مؤنث کو مذکر [illegible] میں اس وجہ سے موافقت [illegible] چاہیے لیکن یہاں [illegible] مؤنث سے [illegible] قریب [illegible] علماء نے بھی اس کے متعدد [illegible] بتائے ہیں [illegible] ان میں سے ایک [illegible] قریب کبھی [illegible] کے لیے استعمال ہوتا ہے [illegible] کے لیے [illegible] مطابقت ضروری ہے جیسے ھذہ المرأۃ قریبۃ لیکن دوسری صورت میں مذکر و مؤنث دونوں [illegible] جائز ہے [illegible] قریب و فلانة منا قریب [illegible] او کان مذهب فی معنی مسافة بعد [illegible] معنی لسبب [illegible] الاستلاف [illegible]

ف یہاں [illegible] کی ایک [illegible] جب [illegible] اور باغات [illegible] بیابان اور [illegible] ہوتے ہیں جب [illegible] قوت [illegible] تو اس وقت رحمت خداوندی [illegible] ہوتی ہے [illegible] رحمت [illegible] بارش [illegible] ہے اور [illegible] کے حیات [illegible] قیامت [illegible] کے بعد [illegible] کے کرشمے دیکھ [illegible] کر دیتا ہے [illegible] کے بعد پھر زندہ کر دے۔

كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ

اسی طرح ہم نکالیں گے مُردوں کو تاکہ تم نصیحت قبول کرو اور جو زمین عمدہ ہے [illegible]

نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ۚ كَذٰلِكَ

[illegible] اپنے رب کے حکم سے اور جو خراب ہے نہیں نکلتی مگر [illegible] اسی طرح ہم

نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ۝ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ

مختلف طریقوں سے بیان کرتے ہیں اپنی نشانیاں ان لوگوں کے لیے جو شکر گزار ہیں۔ بے شک ہم نے بھیجا نوح کو ان کی قوم کی طرف

ف ان آیتوں پر اگر غور [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح جسم کی بقا اور نشو و نما کے لیے قدرت نے ظاہری سامان مہیا فرما دیئے ہیں اسی طرح روحانی ترقی و اصلاح [illegible] بادل اور بارش کا [illegible] برگزیدہ ہستیوں کو [illegible] اور جس طرح بارش [illegible] اچھی استعداد والے فائدہ اٹھا کر صدیقیت و ولایت کے مناصب رفیعہ پر فائز ہوتے ہیں اور بدبخت و خبیث طبعیت اس [illegible] کی برکت سے محروم رہتے ہیں [illegible] ان کی اخلاقی پستی اور [illegible] حقیقت [illegible] سامنے آتی ہے [illegible] شاعر نے [illegible] کہا ہے

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

گویا یہ تینوں آیتیں [illegible] کے لیے تمہید ہیں۔

ف اب چند [illegible] کا تذکرہ [illegible] حقیقت [illegible] انسان کی حیات ظاہری کی بقا اور اس کی [illegible] کے لیے مرضی [illegible] استعداد کے مطابق استفادہ کرتی ہے اسی طرح [illegible] ہدایت [illegible] اور [illegible] مستفید ہوتے [illegible] حقیقت [illegible] سے اپنے آپ کو محروم کر دیا [illegible] [illegible]

فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ

تو انہوں نے کہا اے میری قوم! عبادت کرو اللہ کی نہیں ہے تمہارا کوئی معبود اس کے سوا بے شک میں ڈرتا ہوں کہ

پہلے بھی ہمارے انبیاء کے ساتھ ان کی قوموں نے ایسا ہی سلوک کیا لیکن وہ ان کی تمام کوششوں کے باوجود کلمۂ حق کہتے رہے اسی طرح آپ بھی اپنی تبلیغی سرگرمیاں تیز سے تیز تر کر دیجئے۔

؎ تورات کے بیان کے مطابق آپ کے باپ کا نام لمک تھا جب ان کے باپ کی عمر ۱۸۲ برس تھی تو آپ کی ولادت ہوئی۔ (پیدائش ۵: ۲۸) آپ آدم علیہ السلام کی دسویں پشت میں تھے۔ اسی کتاب کے چھٹے باب میں حضرت نوح کے متعلق مرقوم ہے:۔

نوح مرد راستباز اور اپنے زمانہ کے لوگوں میں بے عیب تھا۔ (پیدائش ۶: ۹) لیکن اسی راستباز اور بے عیب ہستی کے متعلق تورات کی یہ تحقیق جب نظر سے گزرتی ہیں تو انسان حیران و پریشان ہو کر رہ جاتا ہے۔ طوفان سے بخیر و عافیت بچ نکلنے کے بعد نوح کاشتکاری کرنے لگا اور اس نے ایک انگور کا باغ لگایا اور اس نے اس کی مے شراب پی اور اسے نشہ آیا اور وہ اپنے ڈیرہ میں برہنہ ہو گیا۔ (پیدائش ۹: ۲۰-۲۱)

کیا لوگوں کو پاکبازی اور تقویٰ کی راہ دکھانے والا کیا نبوت کے شرف سے مشرف ہو کر آنے والا ایسی مذموم اور گھنونی حرکت کا ارتکاب کر سکتا ہے۔ کیا اخلاقی لحاظ سے وہ یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ وہ شراب سے مست ہو کر اپنے ڈیرہ میں برہنہ ہو گیا ہو جہاں اس کی بہو بیٹیاں موجود ہوں گی۔ معاذ اللہ۔ چنانچہ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا نے اس الزام کی صحت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے اور صراحت کی ہے کہ حیاسوز بے خودی کی یہ حکایت اس مقدس رہنما کی پاکیزہ سیرت سے کوئی مناسبت نہیں رکھتی۔ جلد ۱۶، صفحہ ۴۷۶۔

"NOR DOES THE SHAMELESS DRUNKENNESS OF NOAH ACCORD WELL WITH THE CHARACTER OF THE PIOUS HERO OF THE FLOOD STORY"

VOLUME 16 476

آپ آدم علیہ السلام کے بعد سب سے پہلے رسول تھے۔ (نوح اول الرسل الی الارض بعد آدم علیہما السلام (قرطبی)۔ آپ کے زمانہ کی صحیح تعیین تو مشکل ہے لیکن بعض اندازوں کے مطابق آپ کا زمانہ ۳۰۰۰ ق م تا ۲۵۰۰ ق م ہے۔ (ماجدی)

؎ اے میری قوم کے محبت بھرے کلمات سے حضرت نوح اپنی قوم کو خطاب فرما رہے ہیں تاکہ ان میں یہ احساس بیدار کیا جائے کہ میں کوئی بیگانہ اور اجنبی نہیں ہوں بلکہ ہم سب ایک ہی قوم کے فرد ہیں۔ اور جب ہمارا نفع و نقصان، عزت و ذلت ایک ہے تو آپ کیا یہ خیال کر سکتے ہو کہ میں صحیح راہ سے تمہیں ہٹا کر غلط راستے پر ڈال دوں گا۔

عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ

تم پر بڑے [illegible] دن کے عذاب کا [illegible] ہوتا ہے۔ ان کی قوم کے سرداروں نے [illegible] کہا [illegible]

فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي ضَلَالَةٌ وَلَٰكِنِّي رَسُولٌ

تمہیں کھلی گمراہی میں [illegible] انہوں نے کہا اے میری قوم مجھ میں کوئی گمراہی نہیں بلکہ میں تو [illegible] رسول ہوں

ف آپ نے سب سے پہلے جس چیز [illegible] توحید [illegible] دعوت دی [illegible] اس ذات پاک کے بغیر کوئی معبود نہیں [illegible] ان کے قوم کے سامنے [illegible] جب ان کے [illegible] کوئی [illegible] کے [illegible] عبادت [illegible]

ف [illegible] عذاب [illegible] عذاب [illegible] قیامت [illegible] سیلاب [illegible] کا [illegible] دیا۔

ف قوم کے [illegible] سردار [illegible] کو [illegible] کہتے ہیں [illegible] جب حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی [illegible] کی دعوت [illegible] کے احساس [illegible] کو [illegible] نہیں [illegible] حضرت نوح [illegible] بھٹک گیا ہے اور سیدھی راہ [illegible] نکل گئے۔

ف [illegible] ان کی غلط فہمی دور کرنے کی کوشش [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] بلکہ [illegible] تمہاری خیر خواہی [illegible] اس [illegible] ہے کیونکہ [illegible] علم [illegible] کا سرچشمہ ذات [illegible] سے [illegible] وضاحت سے [illegible] خیر خواہی اور خیر اندیشی کا [illegible] یقین دلانے کی کتنی دلسوز کوشش کی۔

مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۱﴾ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَ

سارے جہانوں کے پروردگار کی طرف سے پہنچاتا ہوں تمہیں پیغامات اپنے رب کے اور نصیحت کرتا ہوں تمہیں اور

اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ

میں جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے کیا تم تعجب کرتے ہو اس پر کہ آئی تمہارے پاس نصیحت تمہارے

رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۶۳﴾

رب کی طرف سے ایک آدمی کے ذریعہ جو تم ہی میں سے ہے تاکہ وہ ڈرائے تمہیں اور تاکہ تم بچو اور تاکہ تم پر رحم کیا جائے

فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ

پس انہوں نے جھٹلایا انہیں تو ہم نے بچا لیا انہیں اور ان کو جو ان کے ساتھ تھے کشتی میں اور ہم نے غرق کر دیا ان کو

ف یہاں ان کے ایک اور شبہ کا ازالہ ہے۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ کوئی انسان ہی نبوت و رسالت کے منصب پر فائز ہو سکتا ہے اور ذات باری سے براہ راست فیض حاصل کر کے لوگوں تک پہنچا سکتا ہے۔ ان کا خیال تھا کہ یہ کام کوئی فرشتہ ہی کر سکتا ہے۔ اس لیے فرمایا کہ تمہاری یہ حیرت و پریشانی بے محل ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کسی کامل اور برگزیدہ بندے کو خلعت نبوت سے سرفراز کرنا چاہے تو اس میں کوئی استحالہ نہیں۔

ف [illegible] وعظ و نصیحت کا سلسلہ ایک دو روز میں ہی ختم نہیں ہو گیا حضرت نوحؑ ساڑھے نو سو سال تک اپنی قوم کی [illegible] برداشت کرتے رہے اور ان کی ہدایت و بہتری کے لیے جان توڑ کوشش کرتے رہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اللہ کے نبی [illegible] وعظ و نصیحت سے دست بردار نہیں ہوا اور جب [illegible] اور ان میں قبول ہدایت کی رمق تک باقی نہ رہی تو عذاب الٰہی طوفان کی شکل میں ظاہر ہوا اور آپ کے فرمانبرداروں کے سوا سب کو تباہ و برباد کر دیا۔

ف یہ الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ طوفان [illegible] کے لیے [illegible] اس کا تعلق [illegible] حضرت نوح [illegible] طوفان کے [illegible] تورات میں اس طوفان کے متعلق [illegible] تفصیلات ملتی ہیں [illegible] جب طوفان کا پانی زمین پر آیا [illegible] جب نوحؑ کی عمر چھ سو برس کی تھی دوسرے مہینے کی سترھویں تاریخ کو اسی دن بڑے سمندر کے سب سوتے پھوٹ نکلے اور آسمان کی کھڑکیاں کھل گئیں اور چالیس دن اور چالیس رات زمین پر پانی کی جھڑی لگی رہی۔

ع

كَذَّبُوا بِآيٰتِنَا ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا عَمِينَ ﴿٦٤﴾ وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ

جنھوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو بے شک وہ لوگ دل کے اندھے تھے اور عاد کی طرف ان کے بھائی

هُودًا ۗ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ إِلٰهٍ غَيْرُهُ ۚ

ہود کو بھیجا ش٩ آپ نے کہا اے میری قوم! عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی نہیں ہے تمہارا کوئی معبود اس کے سوا

أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٦٥﴾ قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرٰىكَ

کیا تم نہیں ڈرتے کہنے لگے سردار جو کفر کرتے تھے آپ کی قوم سے ہم تو دیکھ رہے ہیں

فِي سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِينَ ﴿٦٦﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ

کہ تم بے وقوف ہو ش١٠ اور ہم گمان کرتے ہیں کہ تم جھوٹوں سے ہو فرمایا اے میری قوم نہیں ہے

پیدائش ١١:١٠ طوفان نوح کا عیسوی سال ٢٣٠٠ ق م ہے یعنی بعثت کے [illegible] یہ واقعہ ہوا۔ جودی کوئی چھوٹی سی چوٹی اراراط کی تھی۔ [illegible] توریت کا خیال ہے کہ یہ خاص پہاڑ [illegible] جہاں کا تھا۔ اس کی پیمائش توریت میں حسب ذیل دی جاتی ہے۔ اس کی لمبائی ٣٠٠ ہاتھ اس کی چوڑائی ٥٠ ہاتھ اور اس کی اونچائی ٣٠ ہاتھ (پیدائش ٦:١٥) گویا تناسب [illegible] کے درمیان [illegible] ہیں۔ [illegible] یہ جہاز ٥٠٠ [illegible] چلتا [illegible] (تفسیر ماجدی) واللہ اعلم بالصواب۔

ش٩ قوم عاد عرب کی قدیم قوموں میں سے تھی جن کی قوت و شوکت اور جسامت و قد و قامت کے قصے مبالغہ آمیز افسانے زبان زد عوام تھے۔ ان کا یہ نام ان کے ایک مورث اعلیٰ کے نام پر پڑ گیا تھا جس کا شجرہ یہ بتایا جاتا ہے۔ وھو عاد بن عوص بن ارم بن [illegible] بن سام بن نوح علیہ السلام حضرت ہود اسی قوم کی ایک معزز شاخ کے چشم و چراغ تھے آپ کا نسب نامہ یہ ہے ہود بن عبد اللہ بن رباح بن الجارود بن عاد [illegible] (قرطبی) ان کا مسکن احقاف کا علاقہ تھا جو یمن کا ایک حصہ ہے اور اس کا پایہ تخت حضر موت تھا۔ یہ علاقہ اس وقت بہت سرسبز و شاداب تھا۔ یہ لوگ اپنی قوت و وجاہت میں لاجواب تھے۔ دور دور تک [illegible] ان کے زیر نگین تھا لیکن بدقسمتی سے یہ بھی شرک میں مبتلا تھے اور پتھر کے بنائے ہوئے بتوں کو اپنا خدا مانتے تھے۔ ان کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ انھوں نے انھیں باطل معبودوں سے قطع تعلق کرنے اور اپنے معبود حقیقی سے رشتہ عبودیت جوڑنے کی دعوت دی۔

ش١٠ آپ کی شفقت بھری دعوت کا ردعمل یہ ہوا کہ آپ کی قوم کے سرداروں نے آپ کو بے وقوف اور جھوٹا کہنا شروع

بِیْ سَفَاهَةٌ وَّلٰکِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶۷﴾ اُبَلِّغُکُمْ

مجھ میں ذرا نادانی بلکہ میں تو رسول ہوں رب جہانوں کی طرف سے پہنچاتا ہوں تمھیں

رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنَا لَکُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ ﴿۶۸﴾ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَکُمْ

پیغامات اپنے رب کے اور میں تمھارا ایسا خیرخواہ ہوں جو امانت دار ہو کیا تم تعجب کرتے ہو کہ آئی تمھارے پاس

ذِکْرٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْکُمْ لِیُنْذِرَکُمْ ؕ وَاذْکُرُوْٓا

نصیحت تمھارے رب کی طرف سے ایک آدمی کے ذریعہ جو تم میں سے ہے تاکہ وہ ڈرائے تمھیں عذاب سے اور یاد کرو

اِذْ جَعَلَکُمْ خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَکُمْ فِی الْخَلْقِ

جب کہ اس نے بنا دیا تمھیں جانشین قوم نوح کے بعد اور بڑھا دیا تمھیں جسمانی لحاظ سے

بَصْۜطَةً ۚ فَاذْکُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾ قَالُوْٓا

قد و قامت میں ؎ تو یاد کرو اللہ کی نعمتوں کو ؎ تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ وہ کہنے لگے ؎

اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا کَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ

کیا آپ اس لیے آئے ہیں ہمارے پاس کہ ہم عبادت کریں صرف اللہ کی اور چھوڑ دیں ان معبودوں کو جن کی عبادت کیا کرتے تھے ہمارے باپ دادا

کر دیا۔ لیکن آپ کی جبیں پر بل تک نہ آیا اور آپ علیہ السلام کس طرح بڑی نرمی اور وضاحت سے اپنی سچائی اور اپنی دعوت کی صداقت کو واضح فرمایا۔ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہا ہے کہ شفقت و اخلاص کے مجسموں کو ان دل آزار باتوں سے ستم کیا جاتا ہے اور وہ اُسے پی لیتے اور محبت سے اپنا کام کرتے چلے جاتے ہیں۔

؎ قد و قامت، شکل و صورت اور قوت و طاقت میں۔

؎ آلاء کا واحد اِلی، اَلی، اَلْو آتا ہے۔ اس کا معنی ہے نعمت۔

؎ کسی چیز کو ماننے یا نہ ماننے کے لیے وہ اپنی عقل و فہم کے فتوی کے پابند تھے۔ ان کی سمجھ میں یہ بات نہ آسکتی تھی کہ اس کارخانہ ہستی کے مختلف شعبوں کے بے حد و بے حساب کام ایک ذات کی مشیت و ارادہ سے وابستہ ہیں۔ انھوں نے تو ہر کام کے لیے الگ الگ معبود بنا رکھے تھے۔ اور اس باطل کو حق یقین کرنے کے لیے ان کے پاس ایک زبردست

فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٧٠﴾ قَالَ قَدْ وَقَعَ

سو لے آ تو ہم پر وہ عذاب جس سے تو ہمیں ڈراتا ہے اگر تو ہے سچوں میں سے ہود علیہ السلام نے کہا واجب ہو گئی

عَلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَغَضَبٌ ۖ أَتُجَادِلُونَنِي فِي أَسْمَاءٍ

تم پر تمہارے رب کی طرف سے عذاب اور غضب ۴۲ کیا تم جھگڑتے ہو مجھ سے ۴۳ ان ناموں کے بارے میں

سَمَّيْتُمُوهَا أَنتُمْ وَآبَاؤُكُم مَّا نَزَّلَ اللَّهُ بِهَا مِن سُلْطَانٍ ۚ

جو رکھ لیے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادا نے جن کی نہیں اتاری اللہ نے ان کے لیے کوئی سند

[illegible] ان کے آباؤ اجداد کا یہی عقیدہ تھا اور وہ کسی قیمت پر اپنی اس گمراہی سے دستکش ہونے پر آمادہ نہ تھے۔ تب تنگ آکر انہوں نے اپنے نبی کی بے لوث نصیحت کو بڑی بے دردی سے ٹھکرا دیا اور انہیں صاف صاف کہہ دیا کہ جس عذاب کی دھمکیاں ہر وقت ہمیں دیتے رہتے ہو لے آؤ۔ [illegible] آباؤ اجداد کی [illegible] کوئی حیثیت نہیں جب کبھی حق واضح ہو جائے [illegible] اپنی قوم کو ان کی طرفداری سے روکا تو انہوں نے [illegible] اس سے معلوم ہوا کہ اگر آباؤ اجداد گمراہ ہوں تو انہیں چھوڑ دینا چاہیے ان کے پیچھے [illegible] لیکن اگر آباؤ اجداد حق پر ہوں [illegible] جیسے اولیاء اللہ [illegible] جیسے مثلاً اللہ تعالیٰ [illegible] اہل سنت و جماعت کے اسلاف کرام تھے تو ان کی تقلید اور پیروی عین ہدایت اور سعادت ہے۔ حضرت غوث اعظم، حضرت [illegible] حضرت داتا گنج بخش، حضرت خواجہ معین الدین [illegible] بہاؤ الدین زکریا ملتانی، حضرت مجدد الف ثانی [illegible] رحمہم اللہ [illegible] باعث صراط مستقیم ہوتے۔

۴۲ وقع بمعنی وجب یا نزل ہے۔ رجس سے مراد عذاب ہے لیکن بعض علماء نے فرمایا ہے کہ رجس کا معنی دل کی سیاہی ہے جو انکار حق سے [illegible] دل پر [illegible] اور اس کی فطری نورانیت اور صفائی [illegible] کر دیتی ہے۔ وقیل معنی الرجس الرین علی القلب بزیادۃ الکفر (قرطبی)

۴۳ اسماء سے مراد وہ بت ہیں جن کی وہ پرستش کیا کرتے تھے [illegible] یعنی جن کو تم الٰہ اور معبود کہتے ہو ان کی کوئی حقیقت نہیں۔ بلکہ یہ تمہارے ہی خود ساختہ نام ہیں جن کے لیے تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں۔ صاحب تفسیر مظہری لکھتے ہیں کہ قوم عاد اللہ تعالیٰ کے وجود کے قائل تو تھے اور یہ بھی مانتے تھے کہ زمین و آسمان کا خالق ہے۔ لیکن اپنے بتوں کو بھی الوہیت اور خالقیت میں یا مستحق عبادت ہونے میں اللہ وحدہ لاشریک

فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ﴿۷۱﴾ فَاَنْجَیْنٰهُ وَالَّذِیْنَ

سو تم بھی منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر رہنے والوں میں ہوں پھر ہم نے نجات دے دی ان کو اور جو ان کے

مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَمَا كَانُوْا

ساتھ تھے اپنی رحمت سے اور ہم نے کاٹ دی جڑ ان لوگوں کی جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور نہ تھے وہ

مُؤْمِنِیْنَ ﴿۷۲﴾ وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

ایمان لانے والے اور ثمود کی طرف بھیجا ان کے بھائی صالح کو انہوں نے کہا اے میری قوم عبادت کرو اللہ کی

کا سایہ بھی رہتے تھے (الطبری)۔ [illegible] سب سے [illegible] فی اسمای سمیتموھا انتم وآباؤکم [illegible] (الطبری) [illegible] اشیاء سمیتموها آلهة [illegible] ان کے بتوں کے نام تھے صمود، صداء اور ہباء وغیرہ

ف۵ وہ [illegible] اور جو کچھ کرتے تھے یعنی [illegible] عذاب [illegible] ان سب مشرکوں کا خاتمہ کر دیا

ف۶ قوم عاد اور حضرت ہود علیہ السلام اور ان کی قوم کے حالات کا تذکرہ کرنے کے بعد اب حضرت صالح اور ان کی قوم ثمود کا ذکر ہو رہا ہے۔ اس قوم کا مسکن حجاز اور عرب کے شمال مغرب میں تبوک اور شام کے درمیانی علاقہ میں تھا جس کی حدود وادی القریٰ تک پھیلی ہوئی تھیں۔ [illegible] کے پایہ تخت کا نام الحجر تھا۔ اس قبیلہ کا نام ان کے ایک دادا کی وجہ سے ثمود رکھا گیا تھا۔ جس کا سلسلہ نسب یوں بیان کیا گیا ہے۔ ثمود بن جاثر بن ارم بن سام بن نوح [illegible] اور [illegible] نے ثمود بن [illegible] بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام لکھا ہے۔ یہ قوم عاد کی ایک شاخ تھی جو وہاں سے ترک وطن کر کے یہاں آ کر سکونت پذیر ہو گئی تھی۔ ان کا علاقہ بڑا زرخیز تھا سرسبز کھیت شاداب باغات پہاڑوں کو تراش کر بنائے ہوئے [illegible] عیاشی کے لیے عمدہ [illegible] کا جال بچھا ہوا تھا۔ لیکن دولت کی فراوانی نے ان کے اخلاق کی بنیادوں کو متزلزل کر دیا۔ اخلاقی بے راہ روی سے معاشرہ میں بگاڑ پیدا ہونے لگا یہاں تک کہ وہ بھی شرک کی لعنت میں گرفتار ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کے لیے ان کے قومی اور وطنی بھائی حضرت صالحؑ کو مبعوث فرمایا جو اپنی خاندانی برتری اور شخصی کردار کے باعث بڑے محترم اور معزز تھے۔ آپ کا شجرہ نسب علماء تاریخ نے یوں تحریر کیا ہے۔ صالح بن عبید بن آسف بن ماسح بن عبید بن حاذر بن ثمود۔ آپ کے زمانہ بعثت کی صحیح تعیین تو بہت مشکل ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ آپ کا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ سے پہلے تھا اور بعثت موسوی سے بہت عرصہ پہلے آپ کی قوم برباد ہو چکی تھی

مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ

نہیں تمہارا کوئی معبود اس کے سوا ف بیشک آ گئی ہے تمہارے پاس روشن دلیل تمہارے رب کی طرف سے یہ اللہ

نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا

کی اونٹنی ہے تمہارے لیے نشانی سو چھوڑ دو اسے تاکہ کھائے اللہ کی زمین میں اور نہ ہاتھ لگانا اسے

بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ

برائی سے ورنہ پکڑ لے گا تمہیں عذاب دردناک اور یاد کرو جب اس نے بنایا تمہیں جانشین

ف یہی دعوت توحید ہر نبی کی شریعت اور دین کی دعوت کی بنیاد ہے۔ آپ نے اپنی قوم کے سامنے اسی پیغمبرانہ خلوص و شفقت سے دعوت پیش کی۔

ف معلوم ہوتا ہے آپ کی دعوت کا مخالفین نے یہ جواب دیا ہوگا اور آپ سے صداقت کے لیے کسی معجزہ کا مطالبہ کیا ہوگا چنانچہ یہ اونٹنی آپ کی صداقت کے لیے ظاہر کی گئی۔ اس اونٹنی کا ذکر قرآن کریم میں کئی بار آیا ہے۔ اس میں وجہ اعجاز کیا تھی؟ مفسرین کے اس بارے میں متعدد اقوال ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ چونکہ اس کی تخلیق ظاہری اسباب کے بغیر ایک چٹان سے ہوئی تھی اس لیے یہ معجزہ تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ جس دن اس کے پانی پینے کا مقرر تھا اس دن اور کوئی جانور کنویں کے قریب نہیں آتا تھا۔ ان کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں۔ لیکن اس بارے میں امام المفسرین رازی کی رائے بہت پسندیدہ ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ اس میں کلام نہیں کہ اس اونٹنی میں کوئی ایسی خارق عادت خصوصیت تھی جس کا ذکر قرآن نے نہیں کیا۔ واعلم ان القرآن قد دل علی ان فیھا آیۃ فاما ذکر انھا کانت آیۃ من ای الوجوہ فھو غیر مذکور والعلم حاصل بانھا کانت معجزۃ من وجہ ما لا محالۃ واللہ اعلم (کبیر)۔ اس لیے ان بحثوں میں الجھنا بے سود ہے۔ البتہ بعض لوگوں کا یہ کہنا بھی درست نہیں کہ اس میں کوئی وجہ خارق عادت نہ تھی [illegible] کیونکہ ایسی دلیل کا کیا فائدہ جس کی صداقت کا ظہور [illegible]

ف حضرت صالح علیہ السلام نے [illegible] یاد دلائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ان احسانات اور نعمتوں کو یاد کرو جن سے اس نے تم کو نوازا ہے۔ قوم عاد کی ہلاکت کے بعد یہ علاقہ تمہیں بخش دیا۔ [illegible] میدانی علاقوں میں تم شاندار محلات تعمیر کرتے ہو اور پہاڑی علاقوں میں [illegible] پہاڑوں کو تراش کر [illegible] ان کی عمارتوں کے [illegible]

مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا

عاد کے بعد اور تم کو ٹھکانا دیا زمین میں تم بناتے ہو اس کے میدانی علاقوں میں

قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَاۗءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا

عالیشان محل اور تراشتے ہو پہاڑوں میں مکانات سو یاد کرو اللہ کی نعمتوں کو اور نہ پھرو

فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ

زمین میں فساد برپا کرتے ہوئے کہا ان سرداروں نے جو تکبر کیا کرتے تھے ان کی

قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ

قوم سے ان لوگوں کو جنہیں وہ کمزور و ذلیل سمجھتے تھے جو ان میں سے ایمان لائے تھے کیا تم یقین رکھتے ہو

اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ

کہ صالح رسول ہے اپنے رب کی طرف سے انہوں نے کہا بے شک ہم جو چیز دے کر انہیں بھیجا گیا ہے اس پر ایمان لانے

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۷۶﴾

والے ہیں کہنے لگے وہ لوگ جو تکبر کیا کرتے تھے کہ ہم تو اس چیز کے جس پر تم ایمان لائے ہو منکر ہیں

کی گواہی دے رہے ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیاوی علوم میں مہارت بھی منجملہ اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ اور یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ جب کوئی قوم راہ راست سے بھٹک جاتی ہے تو کوئی علمی ترقی اسے اس کے دردناک انجام سے نہیں بچا سکتی۔

رؤسائے قبیلہ کی شدید مخالفت کے باوجود چند خوش نصیب ایسے بھی تھے جو حضرت صالحؑ پر ایمان لے آئے تھے۔ ان کی مالی حالت کمزور تھی اور معاشرہ میں بھی انہیں عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا تھا۔ اس لیے بڑوں نے ازراہ تعجب پوچھا کیا تم سچ مچ صالح پر ایمان لے آئے ہو تو جب انہوں نے اعتراف کیا تو متکبر کہنے لگے ہم تو ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا

[illegible]

بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ

[illegible]

فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جٰثِمِينَ ۝ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ

[illegible]

النّٰصِحِيْنَ ۝ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ

[illegible]

[illegible]

بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً

کسی نے نہیں کیا سارے دنیا میں بے شک تم جاتے ہو مردوں کے پاس شہوت کے لیے

مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝ وَمَا كَانَ جَوَابَ

عورتوں کو چھوڑ کر بلکہ تم لوگ تو حد سے گزرنے والے ہو اور نہ تھا قوم کا کوئی جواب

اور تو بھی جا کر اس سے ہم آغوش ہو تاکہ ہم اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں ۳۴ سو اس رات بھی انھوں نے اپنے باپ کو مے پلائی اور چھوٹی گئی اور اس سے ہم آغوش ہوئی پر اس نے نہ جانا کہ وہ کب لیٹی اور کب اٹھ گئی ۳۵ سو لوط کی دونوں بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں ۳۶"

نعوذ باللہ من ذالک۔ کہاں نبوت کا مقام رفیع اور کہاں یہ اخلاقی پستی جس کے ارتکاب کا خیال تک بھی کمینے سے کمینہ آدمی نہیں کر سکتا۔ سچ ہے یہ قرآن اور صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہی کام تھا کہ جنہوں نے انبیاء سابقین کے تقدس اور ان کی عصمت کو بیان کیا جن پر ان کے ماننے والوں نے بیسیوں الزامات لگائے تھے۔ یہی نبی لوط علیہ السلام پر بدکاری کی جو تہمت تورات میں لگائی گئی ہے اسے آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس کے متعلق جیوش انسائیکلو پیڈیا کا حوالہ بھی دیا ہے۔ آخر یورپ کے عیسائی محققین کو بھی [illegible] سب سے پہلے پیش کیا

ف ۶ دیگر رذیل حرکتوں کے علاوہ وہ ایک اور گندی عادت کا شکار تھے جو ان سے پہلے کسی قوم میں موجود نہ تھی یعنی وہ لڑکوں کے ساتھ بد معاشی کیا کرتے تھے اور اسی میں وہ [illegible] مشغول رہتے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے ان کو اس قبیح فعل پر ٹوکا اور انھیں شرم دلائی کہ بے شرمو! تم سب مرد ہو کر یہ کیا کرتے ہو۔ عورتیں بھی ہیں جن کے تم خود بھی محتاج ہو، خدا سے ڈرو، کچھ تو حیا کرو۔

ف ۷ حضرت لوط کے وعظ سے وہ بھڑک اٹھے اور کہنے لگے ذرا دیکھو تو سہی لوط کو اور اس کے چیلوں کو بڑے پاکباز بنے پھرتے ہیں۔ ہم ایسے رجعت پسندوں کا وجود اپنے ترقی پسند معاشرہ میں برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں۔ انھیں یک بیک کہہ دو کہ یہ اپنے تقدس سمیت یہاں سے تشریف لے جائیں اور ہماری محفل عیش و طرب کو اپنے ان وعظوں سے بے لطف نہ بنائیں۔ انسان پریشان ہو کر رہ جاتا ہے جب وہ یہ پڑھتا ہے کہ اس ذلیل و خبیث فعل کو جس سے انسان کی عقل سلیم کو طبعی نفرت ہے صرف چند قبل از مسیح کے اہل سدوم نے ہی اپنے لیے پسند نہیں کیا بلکہ یونان کے بڑے بڑے فلسفی بھی اسے بڑا اور پسندیدہ شغل شمار کیا کرتے تھے۔ اور تہذیب جدید کے گہوارہ (یورپ) اور سر زمین امریکہ کے بڑے بڑے اہل فکر اس کو قانونی طور پر جائز قرار دینے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور صرف کر رہے ہیں۔ کئی ممالک نے اسے قانونی طور پر جائز کر دیا ہے جن میں جرمنی کو سبقت حاصل ہے۔

قَوْمِهِۦٓ إِلَّآ أَن قَالُوٓا۟ أَخْرِجُوهُم مِّن قَرْيَتِكُمْ ۖ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ

ان کی قوم کا کچھ جواب نہ تھا مگر یہی کہنا کہ ان کو اپنی بستی سے نکال دو یہ لوگ تو

يَتَطَهَّرُونَ ﴿٨٢﴾ فَأَنجَيْنَٰهُ وَأَهْلَهُۥٓ إِلَّا ٱمْرَأَتَهُۥ كَانَتْ مِنَ ٱلْغَٰبِرِينَ ﴿٨٣﴾

پاکباز بنتے ہیں تو ہم نے نجات دی اسے اور اس کے گھر والوں کو سوائے اس کی بیوی کے وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھی

وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِم مَّطَرًا ۖ فَٱنظُرْ كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ ٱلْمُجْرِمِينَ ﴿٨٤﴾

اور ہم نے برسایا ان پر (پتھروں کا) مینہ تو دیکھو کیسا انجام ہوا مجرموں کا

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۗ قَالَ يَٰقَوْمِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مَا لَكُم

اور مدین کی طرف (بھیجا) ان کے بھائی شعیب کو آپ نے فرمایا اے میری قوم عبادت کرو اللہ کی نہیں تمہارا

ف جب حضرت لوط علیہ السلام کی کوئی کوشش کارگر نہ ہوئی اور ان کی سرکشی [illegible] حد سے بڑھ گئی تو [illegible] اور پتھروں کی بارش [illegible] ان کی بستیوں کو الٹ کر رکھ دیا [illegible] [illegible] ہے۔

ف اسلامی معاشرہ کو اس غلیظ بیماری سے بچانے کے لیے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس جرم کا ارتکاب کرنے والے کے لیے سخت سزا تجویز فرمائی ہے [illegible] من وجدتموہ یعمل عمل قوم لوط فاقتلوا الفاعل والمفعول بہ یعنی جس کو قوم لوط والا فعل کرتے ہوئے دیکھو تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں [illegible] آپ نے سب صحابہ کو مشورہ کے لیے طلب کیا [illegible] حضرت علی [illegible] ایسے شخص کی سزا یہ ہے [illegible] آگ سے جلا دیا جائے۔ سب صحابہ نے آپ کی رائے کی تائید کی [illegible] اس کے مطابق عمل کیا [illegible] تاکہ کسی اور کو اس کے ارتکاب کی جرأت نہ ہو۔

ف اس رکوع میں حضرت شعیب علیہ السلام اور آپ کی قوم کا واقعہ بیان ہو رہا ہے۔ مدین ایک شہر کا نام تھا جو [illegible]

مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ

کوئی بھی نہیں تحقیق آچکی ہے تمہارے پاس کھلی نشانی تمہارے رب کی طرف سے پس پورا کرو ناپ

وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ

اور تول کو اور مت گھٹا کر دو لوگوں کو ان کی چیزیں اور مت فساد برپا کرو زمین میں

بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَ

اس کی اصلاح کے بعد یہ بہتر ہے تمہارے لیے اگر ہو تم ایمان لانے والے اور

کے کنارے کو طور کے جنوب مشرق کی طرف آباد تھا جہاں حضرت شعیبؑ کی قوم رہائش پذیر تھی۔ اصل میں یہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایک صاحبزادے مدیان کی اولاد تھے جو آپ کی بیوی قطورہ کے بطن سے تھے۔ اور یہ قوم ان کی نسل سے تھی۔ اسی وجہ سے انہوں نے اپنی بستی کا نام بھی اپنے جد امجد کے نام پر رکھا تھا۔ یہ قوم تجارت پیشہ تھی اور ان کی بستیاں وہاں تھیں جہاں جزیرہ نمائے عرب کی دو مشہور تجارتی شاہراہیں یمن سے شام اور عراق سے مصر جانے والی شاہراہیں آکر ملتی تھیں۔ اس لیے ان کی حیثیت ایک مشہور تجارتی منڈی کی تھی جہاں سے جانے والے تجارتی قافلے اپنا سامان بیچتے بھی تھے اور اپنی ضروریات کی چیزیں خریدتے بھی تھے۔ اس لیے ان میں معاشی خرابیاں [illegible] تھیں جنہیں حضرت شعیب علیہ السلام [illegible] حضرت شعیب علیہ السلام نے تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا [illegible] کے لیے پوری کوشش صرف کر دی [illegible] اگرچہ آپ کی قوم کا سلسلہ نسب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جا ملتا تھا لیکن مرور وقت اور دوسری مشرک قوموں سے میل جول کی وجہ سے وہ شرک میں مبتلا ہو چکے تھے۔ اس لیے حضرت شعیبؑ نے سب سے پہلے انہیں یہی دعوت دی کہ اللہ ایک ہی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہو سکتا۔ اس لیے اس کے بغیر کسی اور کی پرستش کرنا حماقت اور نادانی ہے۔ اور دوسری خرابی جو ان میں پیدا ہو چکی تھی وہ یہ تھی کہ ایک تاجر پیشہ قوم ہونے کے باعث لین دین میں دھوکہ اور فریب بازی عام تھی۔ ان لوگوں کا مقصد زیادہ دولت کمانا [illegible] اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے وہ کسی بڑی سے بڑی بے ایمانی اور دھوکہ بازی کو جائز سمجھتے تھے۔ کم تولنا، کم ناپنا نیز دوسرے لوگوں سے کوئی چیز خریدتے وقت ان کے مال [illegible] کی قیمت گھٹا دینا ان کے نزدیک ہرگز معیوب نہ تھا۔ حضرت شعیبؑ نے ان سے بھی منع کیا۔

اللہ [illegible] توحید [illegible] ہدایت [illegible] کو

لَاتَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ

مت بیٹھو ہر راستے پر کہ ڈراتے ہو اور روکتے ہو خدا کی راہ

اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا

سے جو ایمان لایا اس کے ساتھ اور تلاش کرتے ہو اس میں عیب۔ اور یاد کرو وہ وقت جب تم تھوڑے سے تھے

فَكَثَّرَكُمْ ۠ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَاِنْ كَانَ

پھر اس نے تمہیں بہت کر دیا اور دیکھو کیسا ہوا انجام فساد کرنے والوں کا اور اگر ایک

طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا

گروہ تم میں سے ایمان لا چکا ہے اس کے ساتھ جو دے کر بھیجا گیا ہوں اور ایک گروہ ایمان نہ لایا تو

فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝

صبر کرو یہاں تک کہ فیصلہ کرے اللہ ہمارے درمیان اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

[illegible] ... کے شبے ... [illegible]

سلہ یہ لوگ اُن راستوں پر بیٹھ جاتے جو حضرت شعیبؑ کی قیام گاہ کی طرف جاتے تھے۔ جب انہیں کوئی شخص ادھر جاتا ملتا تو اس کے سامنے حضرت شعیبؑ کی مذمت کرتے اور آپ کے خلاف اس طرح باتیں کرتے کہ یہ معلوم ہونے لگے کہ یہ عقائد سراسر باطل ہیں۔ اور اس کے ساتھ پوشیدہ طور پر دھمکی بھی دیتے کہ اگر وہ حضرت شعیبؑ کے پاس جانے پر بضد رہا تو پھر اس کی خیر نہیں [illegible] سے روکتے ان کے اسی طرز عمل پر سرزنش کی جا رہی ہے کہ ایسا کرنا چھوڑ دو ورنہ اس کا انجام اچھا نہ ہوگا۔

سلہ یعنی تمہارا گروہ ویسے ہی تھوڑا تھا [illegible] جو اُن قوموں کا مسکن تھے جو اپنے زمانہ میں قوت و شوکت، عزت و وسعت [illegible] نہیں رکھتی تھیں [illegible] اپنے تئیں [illegible] معاشرت [illegible] لیکن جب وہ نافرمانی کی راہ پر چلیں تو ہمیں [illegible] کر دیں۔ تم ان کے دردناک انجام سے سبق کیوں نہیں سیکھتے ہو

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِن قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ يَا شُعَيْبُ

کہنے لگے وہ سردار جو تکبر کیا کرتے تھے شعیب کی قوم سے ہم ضرور نکال دیں گے تجھ کو اے شعیب

وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِن قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا ۚ قَالَ

اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے تمہارے ساتھ اپنی بستی سے یا لوٹ آؤ ہمارے دین میں شعیب نے کہا

أَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِينَ ۝ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا إِنْ عُدْنَا فِي

کیا اگرچہ ہم بیزار ہوں [illegible] ہم نے تو بہتان باندھا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا اگر ہم لوٹ آئیں تمہارے

مِلَّتِكُم بَعْدَ إِذْ نَجَّانَا اللَّهُ مِنْهَا ۚ وَمَا يَكُونُ لَنَا أَن نَّعُودَ

دین میں اس کے بعد جب ہم کو نجات دی اللہ نے اس سے اور نہیں ہے ہمارا کام کہ لوٹ آئیں

ثلہ حضرت شعیب کا وعظ [illegible] حقیقت تھا [illegible] صداقت کا [illegible] تھا [illegible] خلوص و شفقت [illegible] چاہیے تھا کہ آپ کا وعظ سننے کے بعد ان کے دل پسیج جاتے [illegible] ہٹ دھرمی [illegible] دل [illegible] کی وجہ سے ان کا [illegible] آپ کے [illegible] شائستہ [illegible] کے لیے بھی تیار نہ تھے [illegible] ان کو [illegible] ہو گئے [illegible] کی [illegible] کے بعد [illegible] ان لوگوں کی [illegible] و تہذیب کے [illegible] پشت ڈال کر آپ کو [illegible] شروع کر دی [illegible] شعیب [illegible] سے پہلے [illegible] بات تو [illegible] بستی سے باہر نکال دیں گے [illegible] ہمارا دین [illegible] کر لیا جائے گا۔

ثلہ آپ نے فرمایا [illegible] ہم [illegible] سے [illegible] جس [illegible] آپ [illegible] لوٹنے پر [illegible] ہمیں [illegible] کی [illegible] کے [illegible] ضلالت کے گڑھے میں ڈال دیں۔ [illegible] توحید کی [illegible] کے بعد ہم [illegible] شرک کے گندے [illegible] طرف آئیں گے [illegible] شرک و خبیث [illegible] کے بعد [illegible] ان سے روگردانی اختیار کریں گے [illegible] اسلام کے [illegible] ہو گئی ہے۔

فِيهَا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّنَا وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا

اس میں مگر یہ کہ چاہے اللہ جو ہمارا رب ہے ہمارا رب گھیرے ہوئے ہے ہر چیز کو اپنے علم سے

عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ

صرف اللہ ہی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے اے ہمارے رب فیصلہ کر دے ہمارے درمیان اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ اور

أَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ ﴿۸۹﴾ وَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَئِنِ

تو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ اور کہا ان سرداروں نے جو کافر تھے اس کی قوم سے اگر

اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا إِنَّكُمْ إِذًا لَخَاسِرُونَ ﴿۹۰﴾ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ

پیروی کرو گے تم شعیب کی تو یقیناً تم نقصان اٹھانے والے ہو جاؤ گے پس پکڑ لیا انہیں زلزلے نے

لے پہلے پختہ ارادہ و عزم بتایا کہ ہم راہ راست کو کسی قیمت پر بھی چھوڑنے کے لیے تیار نہیں۔ وہ اس کے بعد ہی بڑی عاجزی پیش کرتے ہیں کہ یہ ارادہ ہمارا ہے لیکن اس میں قوت کی کچھ پروا نہیں تھی اس لیے اپنے عزم و ارادہ کی بجائے بے بسی کا اعتراف کیا اور معاملہ کو مولائے حقیقی کے حوالہ کر دیا یعنی ہمارا ہدایت پر ثابت قدم رہنا اسی وقت ممکن ہے جب تک اس کی توفیق ہمارے شامل حال ہے۔ ورنہ ہماری کچھ نیکی و تقویٰ کسی کام نہیں۔ سمجھئے ہم نے کیا تمام سے بہتر بارگاہ ربانی میں ایسی عزت و توقیر کے باوجود دل میں چھپے مالک کی بے نیازی سے لرزاں و ترساں ہے مومن کی کیفیت بھی ایسی ہی ہونی چاہیے کہ اپنی بے بسی کا اپنے رب کا فضل تصور کرے اور اپنے علم عمل اور تقویٰ پر غرور نہ کرے اور ہر وقت اسی کی پناہ مانگتا رہے۔

لے یہاں الفتح کا معنی ہے حکم یعنی ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان فیصلہ فرما دے کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا تاکہ حقیقت واضح ہو جائے۔ احکم بیننا وبینهم والفتاح القاضي والفتاحة الحكومة (بیضاوی)

لے مدین کے رئیسوں نے جب حضرت شعیب کی تبلیغ کو مؤثر ہوتے ہوئے محسوس کیا تو پھر قوم کو منع کرنا شروع کر دیا۔ انہیں بتایا کہ اگر تم نے شعیب کی بات مان لی اور ناپ تول میں کمی کو چھوڑ دیا تو تمہاری یہ دولت و ثروت کی ریل پیل تجارت کی یہ گرم بازاری سب ختم ہو کر رہ جائے گی پھر تم بھوکے اور تمہاری فاقہ کشیاں اس قوم کے پیچھے [illegible] جیسا آج کل بھی سوچا جاتا ہے۔ اصولوں کی پابندی میں سے اپنی ناکامی اور [illegible] کے حوادثات [illegible]

فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جٰثِمِينَ ۝ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَأَنْ

تو صبح کے وقت وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے جن لوگوں نے شعیب کو جھٹلایا وہ ایسے ہو گئے

لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۚ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَانُوا هُمُ الْخٰسِرِينَ ۝

گویا کبھی ان میں بسے ہی نہ تھے جن لوگوں نے شعیب کو جھٹلایا وہی نقصان اٹھانے والے ہوئے ۹۲

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّي وَنَصَحْتُ

تو شعیب ان سے منہ پھیر کر چل دیئے اور فرمایا اے میری قوم میں نے تم کو اپنے پروردگار کے پیغامات پہنچا دیئے اور تمہاری خیر خواہی کی

لگتے ہیں حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہوتی ہے۔ نبی پیدا ہی بیماریوں کے علاج کے لیے مبعوث کیا جاتا ہے۔ مفسرین نے لغوی تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے۔ غنیت بالمکان اقمت بہ و غنی القوم فی دارھم ای طال مقامھم فیہ والمغنی المنزل والجمع المغانی یعنی غنی کا معنی ہے کسی جگہ ٹھہرنا، اقامت کرنا، رہنا اور مغانی کا معنی گھر ہے اور اس کی جمع مغانی ہے۔ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جب مسلسل نافرمانی اور سرکشی کے باعث ان پر عذاب الٰہی آیا تو وہ ہلاک و برباد ہو کر رہ گئے۔ اور ان کے شاندار محلات اور کشادہ حویلیاں یوں ویران ہو گئے جہاں زندگی اپنے تمام لوازمات سمیت جلوہ گر تھی وہاں خاک اڑنے لگی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا یہاں کبھی کوئی آباد ہی نہیں تھا۔

یہ لوگ بھی تو اسی خوف کی وجہ سے شعیب علیہ السلام پر ایمان نہیں لاتے تھے کہ اگر انہوں نے نبی کی شریعت پر عمل شروع کر دیا تو وہ مفلوک الحال اور کنگال ہو جائیں گے اور ان کی معاشی بدحالی کا آغاز ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کے یہ سب اندیشے غلط ثابت ہوئے اور نتیجہ اس کے برعکس نکلا۔ جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے اللہ کے نبی کے دامن میں پناہ لی وہ دونوں جہان میں کامیاب ہو گئے اور جنہوں نے آپ کی بات نہ مانی ان کی دنیا بھی برباد ہوئی اور آخرت بھی برباد ہو گئی۔ وہ لوگ جو مسلمان کا نام رکھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اقتصادی خوشحالی کے لیے شریعت اسلامیہ کے نظام میں تبدیلی کرنے کی ضرورت ہے انہیں بھی چاہیے کہ وہ اہل مدین کے حالات کا مطالعہ کریں ان پر یہ حقیقت منکشف ہو جائے گی کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل میں صرف آخرت کی نجات ہی نہیں بلکہ دنیا کی خوشحالی بھی مضمر ہے اور ان سے سرتابی کرنے والے صرف اپنی قیامت ہی خراب نہیں کرتے بلکہ اپنے ہاتھوں اپنی اس زندگی کو بھی تمام حقیقی خوشیوں اور راحتوں سے محروم کر دیتے ہیں۔

لَكُمْ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۟ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ

[illegible]

مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّاۤ اَخَذْنَاۤ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ

[illegible]

يَضَّرَّعُوْنَ ۟ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اقوام عاد۔ ثمود۔ لوط اور شعیب کے علاقے

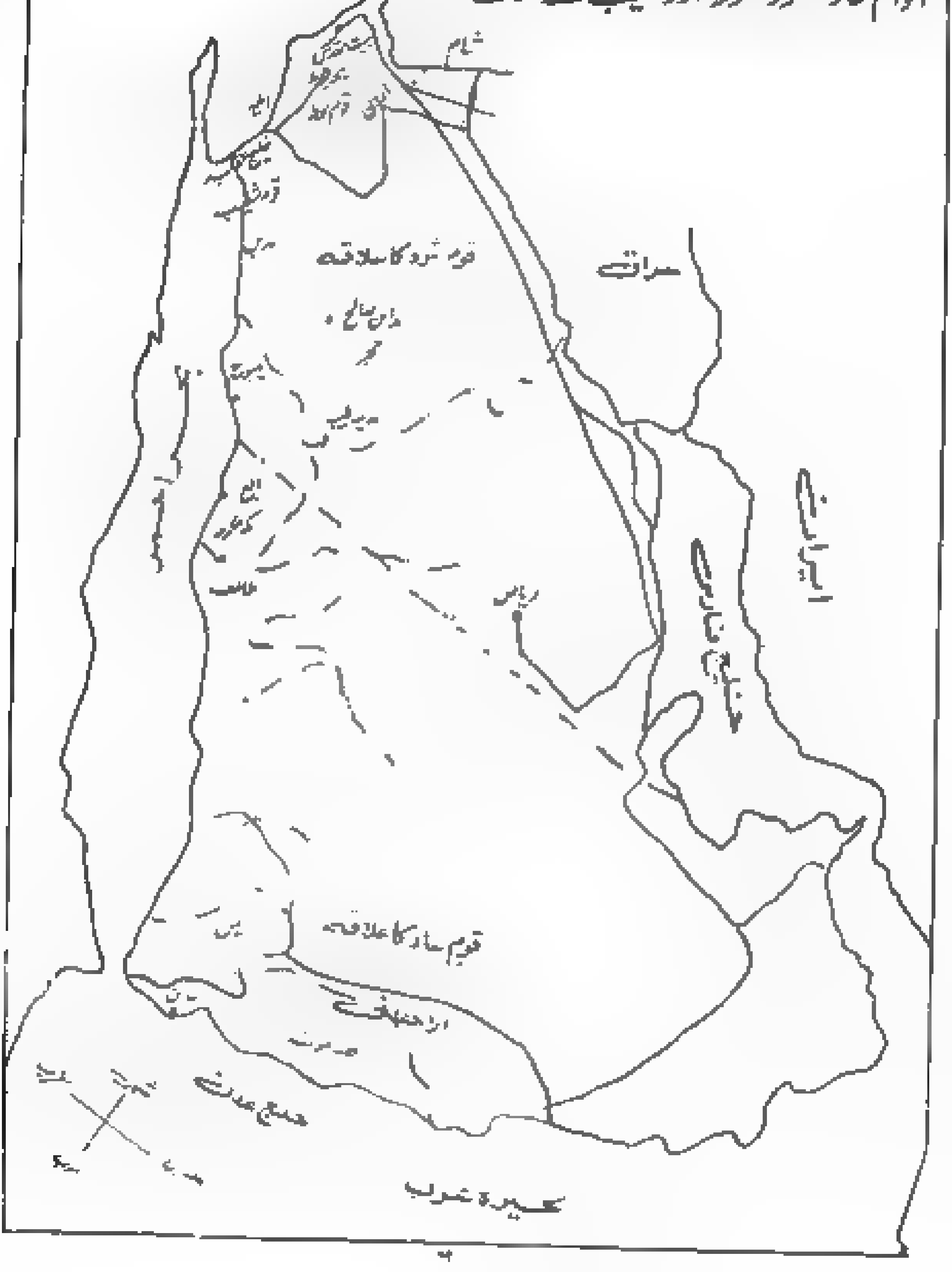
دمشق
شام
قوم لوط
عراق
قوم ثمود کا علاقہ
وادی صالح
مدینہ طیبہ
مکہ معظمہ
ریاض
خلیج فارس
قوم عاد کا علاقہ
احقاف
حضرموت
خلیج عدن
بحیرۂ عرب
شمال
جنوب
مشرق
مغرب

قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَا يَشْعُرُونَ ﴿٩٥﴾ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ

خوب دھیان بھی نہ تھا۔ اور اگر بستیوں والے ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ضرور ہم کھول دیتے ان پر

بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا

برکتیں آسمان کی اور زمین کی لیکن انہوں نے جھٹلایا تو ہم نے پکڑ لیا انہیں بوجہ ان

يَكْسِبُوْنَ ﴿٩٦﴾ اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ

کرتوتوں کے جو وہ کیا کرتے تھے۔ کیا بے خوف ہو گئے ہیں بستیوں والے اس سے کہ آجائے ان پر ہمارا عذاب راتوں رات جبکہ وہ

نَآئِمُوْنَ ﴿٩٧﴾ اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ

سو رہے ہوں۔ یا بے خوف ہو گئے ہیں بستیوں والے کہ آجائے ان پر ہمارا عذاب چاشت کے وقت جبکہ وہ

کہ قرآن نے جو یہ واقعات تفصیل سے بیان کیے ہیں ان کا مقصد یہ نہیں کہ گزشتہ اقوام کے قصے پڑھ کر وقتی لذت یا کچھ دیر افسوس کر لیں۔ بلکہ مقصد وحید یہ ہے کہ ہم اپنے اعمال کی طرف متوجہ ہوں اور اس نعمت کی کفران سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے آپ کو اس دردناک انجام سے بچائیں جس سے سابقہ امتوں کو اپنی سرکشیوں کے باعث دوچار ہونا پڑا تھا۔

١٢٥ یعنی ایمان اور تقویٰ کسی قوم کی ترقی کے رستہ میں حائل نہیں ہوتے جیسے بعض لوگ سمجھ بیٹھے ہیں بلکہ ان کے باعث تو رحمت الٰہی کا دریا جوش میں آجاتا ہے اور ہر جانب سے خیر و برکت کی فراوانی ہوتی ہے۔ زمین اپنے سینکڑوں پوشیدہ خزانوں کو ان کے قدموں میں ڈھیر کر دیتی ہے اور آسمان اپنی رحمتوں اور برکتوں کا بے دریغ مینہ برسا دیتا ہے۔ ای توسعۃ علیہم الخیر من کل جانب وقیل برکات السماء المطر وبرکات الارض النبات والثمار (مظہری)۔ ترجمہ: ہم ہر جانب سے ان پر خیر و برکت کی فراوانی کر دیتے۔ اور بعض علماء نے کہا ہے کہ برکات آسمان سے مراد بارش ہے اور برکات زمین سے مراد نباتات و ثمرات ہیں۔

١٢٦ اے مکہ اور اس کے اردگرد بسنے والو! چاہتے ہو کہ تمہارا بھی گزشتہ قوموں کا سا انجام ہو۔ اگر تم میرے رسول پر ایمان نہ لائے اور اس کی مخالفت پر کمربستہ رہے تو کسی وقت بھی تم پر عذاب نازل کر دیا جائے گا اور تمہاری اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دی جائے گی۔ والمراد بالقریٰ مکۃ وما حولہا (قرطبی)

يَلْعَبُونَ ﴿٩٨﴾ أَفَأَمِنُوا مَكْرَ اللَّهِ ۚ فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ

[illegible]

الْخَاسِرُونَ ﴿٩٩﴾ أَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِينَ يَرِثُونَ الْأَرْضَ مِن بَعْدِ

[illegible]

أَهْلِهَا أَن لَّوْ نَشَاءُ أَصَبْنَاهُم بِذُنُوبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ

[illegible]

فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ﴿١٠٠﴾ تِلْكَ الْقُرَىٰ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَائِهَا ۚ

[illegible]

وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِمَا كَذَّبُوا

[illegible]

ف۱ اس کے لئے کوئی [illegible] نہیں جو سزا دی جانے والی تھی اسے مکر اللہ کے لفظ سے تعبیر کیا اور یہ استعمال عام ہے جس کی وضاحت پہلے کی جا چکی ہے۔ [illegible] اور علامہ بیضاوی فرماتے ہیں
ومکر اللہ استعارة لاستدراج العبد واخذه من حیث لا یحتسب (بیضاوی)

ف۲ هدی یهدی کا مصدر [illegible] اس کا معنی [illegible] یہاں یہ لفظ تبیّن کے معنی میں مستعمل ہوا ہے۔ هدی الهدایة بالاعلام یعنی بیّن۔ بیضاوی یعنی [illegible] گزشتہ قوموں کی تاریخ سے [illegible] عبرت بھی حاصل نہیں کرتے [illegible] اور جس اللہ قادر نے ان قوموں کو ان کے کرتوتوں پر سزا دی۔ اس کی قوت وطاقت سب بیکار ہو گئی۔ وہ آج انہیں بھی سزا دینے پر قادر ہے

ف۳ ان گاؤں سے حضرت نوح، ہود، صالح، شعیب علیہم السلام کی قوموں کی بستیاں مراد ہیں

مِنْ قَبْلُ ۚ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ۝١٠١ وَمَا وَجَدْنَا

اس سے پہلے تھے اسی طرح مہر لگا دیتا ہے اللہ تعالیٰ کافروں کے دلوں پر ١٣١ اور نہ پایا ہم نے

لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ۝١٠٢ ثُمَّ

ان کی اکثریت کو وعدہ کا پابند ١٣٢ اور ضرور پایا ان میں سے اکثر کو حکم عدولی کرنے والا پھر

بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوْا

ہم نے بھیجا ١٣٣ ان کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف تو انہوں نے انکار کیا

١٣١ وہ لوگ تو ضدی اور ہٹ دھرم تھے کہ جب ایک بار حق کی بات سے انکار کر بیٹھے تو پھر اس پر اڑ گئے پھر کوئی وعظ نصیحت، کوئی دلیل، کوئی معجزہ ان کو حق قبول کرنے پر آمادہ نہ کر سکا یعنی معجزات کا مشاہدہ کرنے سے پہلے انہوں نے جس نبی کی دعوت ماننے سے انکار کیا تھا معجزات کا مشاہدہ کرنے کے بعد بھی اسی انکار پر اڑے رہے۔

١٣٢ یہ سنت الٰہی ہے کہ جو قوم یا جو فرد ضد اور ہٹ دھرمی سے حق کا انکار کرتی ہے اس کی غور و فکر کی قوتیں بیکار ہو جاتی ہیں۔ اور اس [illegible] کے دروازے ہدایت کے لئے بند ہو جاتے ہیں کیونکہ [illegible] [illegible] ہے اس کی [illegible] [illegible]

١٣٣ عہد شکنی ان کی فطرت ثانیہ ہے جو وعدہ بھی کرتے ہیں اس کو توڑ دیتے ہیں۔ خواہ وہ وعدہ اپنے خدا سے کریں یا اس کے بندوں سے۔

١٣٤ مذکورہ بالا انبیاء کے بعد فرعون جو اپنے آپ کو خدا یا مظہر خدا سمجھتا تھا کی طرف اور اس کے درباریوں کی طرف حضرت موسیٰ کلیم اللہ مبعوث کیے گئے۔ اور انہیں زبردست معجزے عطا کیے گئے تاکہ کسی کو آپ کی صداقت میں شک نہ رہے۔ ہر جاہل و عالم سمجھ لے کہ ایسے معجزے دکھانے والا صرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہی ہو سکتا ہے۔ یہاں ظلم بمعنی کفر ہے کیونکہ معجزات کے ساتھ ظلم یہی ہے کہ ان کو دیکھ کر دعوت حق قبول کرنے کے بجائے اس کا شدومد سے انکار کر دیا جائے۔ اسی لیے [illegible]

بِهَا فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ۝ وَقَالَ مُوسَىٰ يَا فِرْعَوْنُ

ان کا سو دیکھو کیسا ہوا انجام فساد کرنے والوں کا اور کہا موسیٰ علیہ السلام نے اے فرعون!

إِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ۝ حَقِيقٌ عَلَىٰ أَن لَّا أَقُولَ عَلَى

بلاشبہ میں رسول ہوں پروردگار عالم کا واجب ہے مجھ پر یہ کہ نہ کہوں اوپر

اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ۚ قَدْ جِئْتُكُم بِبَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَرْسِلْ مَعِيَ

اللہ کے سوائے سچی بات کے تحقیق لایا ہوں تمہارے پاس دلیل روشن تمہارے رب کی طرف سے پس بھیج دے میرے ساتھ

ف جیسے شاہان ایران کو کسریٰ اور شاہان روم کو قیصر کہا جاتا تھا اسی طرح مصر کے بادشاہوں کا لقب فرعون تھا۔ اس زمانہ میں مصر کے لوگ سورج کو سب سے بڑا دیوتا تسلیم کرتے تھے اور جب تک کوئی بادشاہ اپنی مصری رعایا کے دلوں میں یہ تاثر پیدا نہ کر دیتا کہ وہ سورج کا اوتار ہے اس کی حکومت کا استحکام مشکل ہوتا۔ اسی لیے انہوں نے اپنے لیے فرعون کا لقب اختیار کیا جو رع سے ماخوذ ہے۔ اور رع سورج کو کہتے ہیں۔ جن فرعونوں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واسطہ پڑا تو وہ دو بادشاہ تھے ایک تو وہ جس کے عہد میں آپ کی ولادت ہوئی اور جس کے گھر آپ نے پرورش پائی اس کا نام رعمسیس دوم تھا جس کا عہد حکومت ۱۲۹۲ سے ۱۲۲۵ قبل مسیح تک تھا اور جس فرعون کے سامنے آپ پیغمبر بن کر گئے اس کا نام منفتہ تھا جو اپنے باپ رعمسیس دوم کے بعد تخت نشین ہوا۔

ف حقیق یا مشدد والی قرات میں ... پہلی قرات کے مطابق حقیق کا معنی واجب ہوگا یعنی مجھ پر واجب ہے کہ میں اللہ پر سچی بات ہی کہوں اور دوسری قرات کے مطابق حقیق بمعنی حریص ہوگا یعنی میں سچی بات کہنے پر حریص ہوں اور علیٰ باء کے معنی میں ہو تو حقیق بمعنی واجب ہوگا (قرطبی)

ف حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں بنی اسرائیل فلسطین سے ہجرت کر کے مصر آ گئے تھے لیکن بعد میں فرعونوں نے انہیں اپنا غلام بنا لیا۔ ان پر طرح طرح کے ظلم و ستم ڈھائے جاتے۔ ان سے مصریوں کی بیگار لی جاتی۔ یہ لوگ مصر کی زمینیں آباد کرتے تھے۔ ان کے حالات تغیر ... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے مطالبہ کیا کہ وہ ان کی قوم بنی اسرائیل کو آزاد کر دے اور انہیں اجازت دے دے کہ وہ یہاں سے ہجرت کر کے اپنے آبائی وطن میں رہائش پذیر ہوں۔

بَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ۝ قَالَ إِن كُنتَ جِئْتَ بِـَٔايَةٍ فَأْتِ بِهَآ إِن

بنی اسرائیل کو ۔ (فرعون نے) کہا اگر تو لایا ہے کوئی نشانی تو پیش کر اس کو اگر

كُنتَ مِنَ ٱلصَّٰدِقِينَ ۝ فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ۝

تو سچوں میں سے ہے ۔ تو (موسیٰ نے) ڈال دیا اپنا عصا تو وہ صاف اژدہا بن گیا

وَنَزَعَ يَدَهُۥ فَإِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنَّٰظِرِينَ ۝ قَالَ ٱلْمَلَأُ مِن قَوْمِ

اور نکالا اپنا ہاتھ تو وہ سفید (چمکتا) تھا دیکھنے والوں کے لیے ۔ کہا سرداروں نے قوم

شکستہ فرعون کے سامنے آپ نے دو معجزے پیش کیے ایک تو آپ نے اپنی لکڑی کا عصا پھینکا تو وہ اژدہا بن کر پھنکارنے لگا دوسرا آپ نے اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر باہر نکالا تو وہ چمکدار تھا دیکھنے والوں کی نگاہوں کو اس کی چمک خیرہ کر رہی تھی [illegible] جہاں بھی معجزات کا ذکر آتا ہے تو بعض طبیعتوں پر بڑی وحشت طاری ہو جاتی ہے اور اس بات سے کہیں ان واقعات کو آئین قدرت کے خلاف پا کر طبیعین قرآن کی تکذیب نہ کریں وہ ان واقعات کی ایسی ایسی تاویلیں کرتے ہیں جو قرآن کے [illegible] ان کی پریشانی اور وحشت کی کوئی وجہ نہیں بات دراصل یہی ہے کہ قانون قدرت کے متعلق آپ کا عقیدہ کیا ہے۔ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ کائنات اپنے بنانے کے بعد وہ اب یکسر بے تعلق ہے [illegible] تماشائی بن کر رہ گیا ہے اور اس کو اس میں رد و بدل کا کوئی اختیار نہیں تو آپ کا سوچنا درست ہے قرآن جس خدا پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے وہ ایسے بے بس خدا نہیں [illegible] آپ اسے کائنات کا مالک تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ اس کو سب اختیارات کا حامل بھی یقین کرتے ہیں تو پھر آپ پریشان کیوں ہوں وہ مالک ہے اور اس کی قدرت سے جب چاہے تو چھوٹے سے [illegible] سے سانپ پیدا کر دے اور چاہے تو اس معمولی سی خشک لکڑی کے ایک ڈنڈے کو سانپ بنا دے۔ اگر طبیعین اس بات پر غور کریں کہ [illegible] اس ساری کائنات میں [illegible] تو ان سے [illegible] کا [illegible] کے خلاف [illegible] جہاں تک بھی [illegible] کے [illegible] ان کے [illegible] کا علم تمام فطرت کے تمام آئین [illegible] ہیں [illegible] معرفت [illegible] ہیں۔

فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ۙ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ

والوں نے کہا یقیناً یہ ماہر جادوگر ہے ۳۱ چاہتا ہے کہ نکال دے تمہیں تمہارے

اَرْضِكُمْ ۚ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ۚ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ فِي

ملک سے تو اب تم کیا مشورہ دیتے ہو ۳۲ بولے مہلت دو اسے ۳۳ اور اس کے بھائی کو اور بھیجو

الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ۙ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ۚ وَجَآءَ السَّحَرَةُ

شہروں میں جمع کرنے والے کہ لے آئیں تمہارے پاس ہر ماہر جادوگر کو اور آگئے جادوگر

فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ۚ قَالَ نَعَمْ

فرعون کے پاس ۳۴ جادوگروں نے کہا یقیناً ہمیں انعام ملنا چاہیے اگر ہم ہی غالب ہوئے۔ بولا ہاں اور بے شک

۳۱ جب فرعون کے درباریوں نے لاٹھی کے سانپ بن جانے کا منظر دیکھا اور آپ کے ہاتھ کو آفتاب سے زیادہ چمکتا ہوا پایا تو وہ یہ سمجھ گئے کہ یہ جادو نہیں۔ یہ معجزات اور قوت میں طاقت کے خلاف کسی قدرت کا اظہار ہے لیکن وہ یہ جانتے ہوئے بھی یہ سمجھتے کہ عام جادوگروں کی طرح یہ بھی ایک جادوگر ہی ہے لیکن ان سے بہت بڑھا ہوا ہے اسی لیے کہنے لگے یقیناً یہ ماہر جادوگر ہے۔

۳۲ یعنی موسیٰ اپنے پیغمبرانہ اقتدار کے ذریعے سے لوگوں کو اپنا ہمنوا بنا لے گا۔ پھر حیثیت مضبوط بنا لے گا اور جب اسے قوت و اقتدار حاصل ہو گیا تو پھر ہماری حکومت کا تختہ الٹ کر خود بادشاہ بن بیٹھے گا اور اس کے بعد قبطیوں کو ان کے ملک سے نکال دے گا۔ اس لیے اسے قابو کرنے کے لیے تم مشورہ دو کہ اس قسم کا سدِباب کرنے کے لیے ہمیں کیا تدبیر اختیار کرنی چاہیے۔ افسوس کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کو ایک سیاسی حریف سمجھ بیٹھے اور ان کے ذہن میں یہ بات نہ آئی کہ یہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہے جو کسی ذاتی لالچ کے بغیر بنی اسرائیل کو ان کے ظلم سے اور ان کے ظلم و استبداد سے اس مظلوم قوم کو رہائی دلانا چاہتا ہے۔

۳۳ مصر میں اس وقت فن جادوگری کو بڑا عروج حاصل تھا۔ درباریوں نے جب ان معجزات و خوارق کے متعلق سنا تو یک زبان پکار اٹھے کہ آپ کی قلمرو میں بڑے بڑے ماہر جادوگر موجود ہیں۔ آپ موسیٰ اور اس کے بھائی کو چند روز کی مہلت دیں اور اپنے عاملین ملک میں بھیج کر ملک کے چند ماہر ساحر جمع کر لیں جو مجمع عام میں موسیٰ کے کرتبوں کی قلعی کھول دیں۔ اس طرح سے ہم اپنی حکومت اور اپنی قوم کی سرداری کی حفاظت کر سکتے ہیں۔

۳۴ ملک کے اطراف سے چُنے چُنے ماہر اور تجربہ کار جادوگر جمع ہوئے۔ انہیں علم تھا کہ جس مقصد کے لیے انہیں طلب

وَإِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ۝ قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِمَّا أَنْ تُلْقِيَ وَإِمَّا

اور بیشک تم [illegible] مقربوں میں سے ہو گے بولے اے موسیٰ یا تو [illegible] ڈالو [illegible] اور یا

أَنْ نَكُونَ نَحْنُ الْمُلْقِينَ ۝ قَالَ أَلْقُوا ۖ فَلَمَّا أَلْقَوْا سَحَرُوا أَعْيُنَ

[illegible] ہم ڈالنے والے فرمایا ڈالو تم پس جب ڈالا انہوں نے جادو کر دیا [illegible] آنکھوں

النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوهُمْ وَجَاءُوا بِسِحْرٍ عَظِيمٍ ۝ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ

لوگوں کی اور ڈرایا ان کو اور لائے وہ [illegible] جادو [illegible] اور وحی [illegible] ہم نے طرف

گیا ہے تو وہ بڑا انعام ہے [illegible] کی [illegible] دیئے گئے تھے [illegible] [illegible] نے فرعون سے پہلے ہی خواب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] مقابلہ کی [illegible] مقام [illegible] [illegible] [illegible] علیہ السلام [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

سرفراز فرما دیا [illegible] موسیٰ علیہ السلام [illegible] (روح)

[illegible] موسیٰ علیہ السلام نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] اس سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سانپ [illegible] [illegible] لیکن جادو کے اثر سے دیکھنے والوں کو [illegible] [illegible] [illegible] قولہ

مُوسَىٰٓ أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ ۖ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ۚ فَوَقَعَ

موسیٰ کو کہ ڈال دے [illegible] اپنا عصا تو وہ [illegible] نگلنے لگا جو جھوٹ انہوں نے بنایا تھا تو ثابت ہوگیا

الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۚ فَغُلِبُوا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوا

حق اور باطل ہوگیا جو وہ کرتے تھے پس وہ وہاں مغلوب ہوگئے اور پلٹے [illegible]

سحروا اعین الناس [illegible] سحر [illegible] واسترھبوھم یعنی [illegible] کی نگاہوں پر سحر ہوا اور جادو کسی چیز کی حقیقت کو نہیں بدل سکتا بلکہ اس کے اثر سے دیکھنے والے یہ گمان کرنے لگتے ہیں کہ چیز کی حقیقت بدل گئی ہے۔ دوسری جگہ سورۂ طٰہٰ میں اسی واقعہ کا ذکر ان الفاظ سے کیا گیا یخیل الیہ من سحرھم انھا تسعی۔ ان کے جادو سے موسیٰ علیہ السلام کو خیال ہونے لگا کہ رسیاں سانپ بن کر دوڑ رہی ہیں۔ یہاں بھی تخییل کا ہی ذکر ہے۔ [illegible] اس کے علاوہ جادو کی ایک قسم ایسی بھی ہے جس سے حقیقت شے بدل جا سکتی ہے لیکن قرآن کے الفاظ سے یہ ثابت نہیں ہوتی۔

ف۲ یہاں استرھبوا بمعنی ارھبوا ہے یعنی لوگوں کے دلوں کو خوف زدہ کر دیا اور باب استفعال باب افعال کے معنی میں استعمال ہوتا ہے [illegible] استرھبوا بمعنی ارھبوا [illegible]

ف۳ جب وہ اپنے فن کا [illegible] اور ان کی رسیاں سانپوں کی طرح [illegible] اور وہ ان کو اپنی کامیابی کا یقین ہو گیا [illegible] تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ [illegible] خوشی سے [illegible] اژدہا [illegible] باطل [illegible] ڈال دیا [illegible] سانپوں کی طرف چلا اور ان کو نگلنا شروع کر دیا [illegible] ختم ہو کر [illegible] میں حق کا بول بالا ہوا اور باطل کو شرمناک شکست ہوئی [illegible] جادوگروں کی طاقت اور عظمت کا پول کھل گیا۔

ف۴ فرعون اور اس کی [illegible] شکست [illegible] اور وہ بھی [illegible] ذلت سے [illegible] اب انہیں اس بات میں کوئی شبہ نہ رہا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں [illegible] کے لیے تیار ہو گئے۔

صٰغِرِينَ ﴿١١٩﴾ وَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِينَ ﴿١٢٠﴾ قَالُوٓا آمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِينَ ﴿١٢١﴾

ذلیل و خوار ہو کر اور گر پڑے جادوگر سجدہ کرتے ہوئے وہ کہنے لگے ہم ایمان لائے سارے جہانوں کے پروردگار پر

رَبِّ مُوسٰى وَهٰرُونَ ﴿١٢٢﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ آمَنتُم بِهِۦ قَبْلَ أَنْ

جو رب ہے موسیٰ اور ہارون کا فرعون نے کہا کیا تم ایمان لے آئے اس پر پہلے اس سے کہ

آذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوهُ فِي الْمَدِينَةِ لِتُخْرِجُوا مِنْهَآ

میں تمہیں اجازت دوں یقیناً یہ ایک سازش ہے جو تم نے رچی ہے اس شہر میں تاکہ نکال دو یہاں سے

أَهْلَهَا ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿١٢٣﴾ لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم

اس کے اصل باشندوں کو سو عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا میں ضرور کٹوا دوں گا تمہارے ہاتھ اور پاؤں

مِّنْ خِلٰفٍ ثُمَّ لَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿١٢٤﴾ قَالُوٓا إِنَّآ إِلٰى رَبِّنَا

مخالف طرف سے پھر تمہیں سولی پر چڑھا دوں گا سب کو انہوں نے جواب دیا ہم تو اپنے رب کی طرف

۱۲۰ مقابلہ میں جب انہوں نے اپنے جادو کی ناکامی اور حضرت موسیٰ کی کامیابی دیکھی تو وہ مجبور ہو کر سجدہ میں گر پڑے اور اس پروردگار عالم پر ایمان لانے کا اعلان کر دیا جس کی وحدانیت اور ربوبیت کا اعلان موسیٰ و ہارون علیہما السلام فرمایا کرتے تھے۔

۱۲۳ مقابلہ کے میدان میں شکست کیا کم تھی کہ جادوگروں نے مسلمان ہونے کا اعلان کر کے اس کی کمر توڑ دی لیکن فرعون بھی حالات کی نزاکت کو فوراً بھانپ گیا جادوگروں کو خطاب کرتے ہوئے فرعون بولا اچھا معلوم ہو گیا کہ تم سب کا گرو اور جادوگروں کا سرغنہ موسیٰ ہے اور تم سب نے مل کر ہماری حکومت کا تختہ الٹنے اور قبطیوں کو ان کے وطن سے نکالنے کی سازش کر رکھی ہے۔ ذرا ٹھیرو ابھی تمہیں اس مکر و فریب کا مزہ چکھاتا ہوں۔

۱۲۴ کتنی دردناک سزا ہے جس کی فرعون ان بے چاروں کو دھمکی دے رہا ہے۔ پہلے ایک طرف کا ہاتھ دوسری طرف کا پاؤں کاٹ کر زندہ سولی پر لٹکا دینا اور تڑپ تڑپ کر سسک سسک کر دم توڑیں۔ عشق و محبت کے متوالوں کے علاوہ کون ہے جو اس سزا کو سہنے کے لیے خوشی خوشی تیار ہو۔

۱۲۵ حق جب دل میں اترتا ہے اور انسان کے رگ و پے میں سرایت کر جاتا ہے تو وہ انسان کو کیا سے کیا بنا دیتا ہے

مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَمَا تَنْقِمُ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰیٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ؕ

پلٹنے والے ہیں | اور تجھے ہمارا کیا برا لگا یہی نا کہ ہم اپنے رب کی نشانیوں پر ایمان لائے جب وہ ہمارے پاس آئیں [illegible]

رَبَّنَاۤ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ

اے رب ہمارے ہم پر صبر انڈیل دے اور ہمیں مسلمان اٹھا [illegible] اور فرعون کی قوم کے سردار

قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰی وَقَوْمَهٗ لِیُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَ

بولے کیا تو موسیٰ اور اس کی قوم کو اس لئے چھوڑتا ہے کہ وہ زمین میں فساد پھیلائیں اور

ہی واقعہ سے اس کا پتہ چل جاتا ہے۔ ذلت اور پستی کے لمبے عرصے میں رہے ہوئے جادوگروں نے جب حق کو قبول کر لیا تو وہ پیغمبروں کی سی استقامت کے امین بن گئے۔ [illegible] ہو گئے جس نے ان کی دھمکیوں کی پروا نہیں [illegible] مستحق ہے کہ انہیں کسی قسم کے خلاف [illegible] لپیٹنے کی جرأت نہ ہوئی ایسی [illegible] کے بعد بھی ان کے پاؤں نہیں ڈگمگائے جو باطل کے [illegible] آزمائش قبول کریں [illegible] ان کے منہ پر [illegible] انگلی [illegible] ہے یہ [illegible] جواب دے کر اس کو [illegible] کر دیا۔ قربان جائیے انسان حق کی [illegible] اور عارف رومی پر ہے ؎

چوں بجاں در رفت جاں دیگر شود
جاں چو دیگر شد جہاں دیگر شود

جب وہ لوگ ایمان لانے کے بعد [illegible] ہو گئے تھے تو [illegible] قوت کا [illegible] حق کے فیض نگاہ سے دنیا بھر کو [illegible] ایمان [illegible] دولت ملی کیا انہوں نے کسی کے [illegible] کسی صحبت کے [illegible] تقیہ کیا ہوگا۔ ہمارا تو یہ ایمان ہے ؎

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

ف۲۵ یہ کہہ کر انہوں نے فرعون کو ایک اور چوٹ لگائی [illegible] اگر [illegible] عقل [illegible] ہوتا اور [illegible] تو کوئی معقول بات بھی تھی۔ اب تو [illegible] ہے کہ ہم نے اللہ کو واحد و لاشریک مان لیا ہے اور اس کی بات دیکھ کر اس کے رسولوں کی تصدیق کی ہے [illegible] سب سے بڑی [illegible] کی سچائی پر [illegible] ایمان لائے [illegible] حق شناسی پر انعام دینا [illegible] یہ تیری [illegible] کی کھلی دلیل ہے۔

ف۲۵ فرعون کو کھری کھری سنانے کے بعد انتہائی خشوع و خضوع سے بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے ہیں کہ وہ امتحان کے اس کٹھن ترین مرحلے میں ہمیں صبر عطا فرما اور جب ہماری روح [illegible] سے نکلے تو [illegible] رسول پر [illegible] توحید کی شہادت ہو۔

ف۲۵ قبطی سرداروں نے جب دیکھا کہ موسیٰ کا اثر و رسوخ دن بدن بڑھ رہا ہے [illegible] کے علاوہ ان کی اپنی قوم کے کئی

يَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ۚ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ

[illegible]

وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ۝ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَ

[illegible]

اصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۗ وَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝ قَالُوٓا أُوذِينَا مِن قَبْلِ أَن تَأْتِيَنَا وَمِنۢ

اچھا انجام پرہیزگاروں کے لیے (مخصوص) ہے انھوں نے کہا ہم ستائے گئے اس سے پہلے کہ آپ تشریف لاتے

بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ۚ قَالَ عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُهْلِكَ عَدُوَّكُمْ

اور اس کے بعد بھی کہ آپ تشریف لائے آپ نے کہا عنقریب تمہارا رب ہلاک کر دے گا تمہارے دشمن کو

وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِى الْأَرْضِ فَيَنظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ۝ وَلَقَدْ

اور تمہیں جانشین بنا دے گا زمین میں پھر وہ دیکھے گا کیسے عمل کرتے ہو اور بے شک

أَخَذْنَآ ءَالَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِينَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرَٰتِ لَعَلَّهُمْ

ہم نے پکڑا فرعونیوں کو قحط سالی اور پھلوں کی پیداوار کی کمی سے تاکہ وہ

فرعون کو مصر کی حکومت ملی ہے تو کیا جو اس کا انجام ہوگا وہ بڑا بھیانک ہوگا اور تمہارا مقدر کامیابی۔ کامرانی کا سہرا ان کے سر باندھا جائے گا جو متقی و پرہیزگار ہیں۔

۱۵۷ فرعون کی یہ دھمکی سن کر بنی اسرائیل گھبرا گئے۔ اور کہنے لگے اے موسیٰ آپ کے آنے سے پہلے بھی ہم فرعون کے ظلم و ستم کا تختہ مشق بنے رہے۔ ہمارے معصوم بچوں کو بے دردی سے قتل کیا جاتا رہا اور ہماری عورتوں کو انھوں نے لونڈیاں بنائے رکھا۔ خیال تھا کہ آپ کی آمد سے ہماری مصیبتوں کی کالی رات ختم ہوگی اور ہمیں آرام کا سانس نصیب ہوگا لیکن یہاں تو وہی مصیبتیں ہیں اور وہی ہم ہیں۔ اب ہم کیا کریں۔ جائیں تو کہاں جائیں۔

۱۵۸ موسیٰ نے انھیں تسلی دیتے ہوئے کہا کہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے گا اور حکومت و اقتدار تمہیں بخش دیا جائے گا۔

۱۵۹ یہ بڑا اہم مطلب ہے یعنی تمہیں حکومت و اقتدار عطا فرمانے کے بعد وہ دیکھے گا کہ تم کہاں تک اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہو اور عدل و انصاف کے تقاضوں کو کہاں تک پورا کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ ہر قوم کو موقع دیتا ہے کہ وہ قوت و اقتدار کی مسند پر بیٹھ کر ثابت کرے کہ کیا وہ اس کی اہل ہے یا نہیں۔

۱۶۰ جیسے اس پارہ کی ابتدا میں بتایا گیا کہ کسی قوم پر فیصلہ کن عذاب فوراً ہی نہیں بھیج دیا جاتا بلکہ پہلے اسے مختلف قسم کی سختیوں سے دوچار کیا جاتا ہے تاکہ اس کا سخت دل نرم ہو جائے اور وہ اس تنبیہ سے اپنی سابقہ روش کی تلافی کرے اور پھر اس پر رحمتوں کی بارش کی جاتی ہے تاکہ وہ اپنے منعم حقیقی کو پہچان کر اس کے ارشادات سے متاثر ہو کر نافرمانی سے باز آجائے۔

يَذَّكَّرُوْنَ ۝ فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ

نصیحت قبول کریں [illegible] پھر جب [illegible] ان کو اچھی حالت [illegible] تو کہتے ہیں یہ ہمارے لئے ہے اور اگر

تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ؕ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ

پہنچتی ان کو کوئی تکلیف تو [illegible] نحوست بتاتے موسیٰ کی اور اس کے ساتھیوں کی [illegible] سن لو ان کی نحوست

عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا

اللہ کے پاس ہے لیکن [illegible] اکثر ان میں نہیں جانتے اور کہنے لگے [illegible]

اور [illegible] کے سامنے [illegible] ثابت [illegible] عذاب نازل کیا جاتا ہے [illegible] نشان بنا دیا جاتا ہے۔ [illegible] اور [illegible] شامت سے ہوشیار کیا جاتا [illegible] تو سلسلہ ہے [illegible] فاذا جاءتھم الحسنۃ قالوا لنا ھذہ وان تصبھم سیئۃ [illegible] [illegible] [illegible] اس کے ساتھیوں کی شامت اعمال سے [illegible] ہے

۱۳۱ [illegible] بدفالی [illegible] شرک [illegible] [illegible] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے من ردتہ الطیرۃ عن حاجتہ فقد اشرک۔ [illegible] مقصد سے [illegible] شرک کیا [illegible] اللھم لا طیر الا طیرک ولا خیر الا خیرک ولا الٰہ غیرک ثم یمضی لحاجتہ (احمد) اے اللہ تیری فال کے بغیر کوئی فال نہیں، تیری بھلائی کے بغیر کوئی بھلائی نہیں، اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس دعا کو پڑھ کر اپنے کام کو چلا جائے تو اس کی توبہ قبول ہوگی۔

بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾

ہمارے پاس نشانی (معجزہ) تاکہ تو جادو کرے ہم پر اس سے مگر نہیں ہم تجھ پر ایمان لانے والے ۱۴۳

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ

پھر بھیجا ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈی اور جوئیں اور مینڈک ۱۴۴

وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۱۳۳﴾

اور خون یہ سب واضح نشانیاں تھیں پھر بھی وہ تکبر کرتے رہے اور وہ لوگ پیشہ ور مجرم تھے۔

وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا

اور جب پڑتا ان پر کوئی عذاب تو کہتے اے موسیٰ دعا کر ہمارے لیے اپنے رب سے اس

۱۴۳ فرعونی بد بختوں کا الٹا وطیرہ تھا کہ اس مقابلہ کے بعد بھی وہ اسی ضد پر قائم رہے اور جتنے معجزات دیکھ کر بھی دعوت حق سے انکار کرتے رہے لیکن وہ اپنی ضد اور عناد پر اڑے رہے۔ اور صاف صاف کہہ دیا کہ آپ جو چاہیں جادو کے کرتب دکھاتے رہیں ہم کبھی آپ پر ایمان نہیں لائیں گے۔ ان کے ایمان نہ لانے کی وجہ یہ نہیں تھی کہ انہیں موسیٰ کی صداقت میں شک تھا آپ کی صداقت تو ان کے سامنے روز روشن کی طرح عیاں تھی لیکن اس کو تسلیم کرنا ان کے لیے بڑی کٹھن بات تھی کیونکہ اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ وہ اپنے اقتدار، تجارت اور مفادات سے محروم ہو جائیں۔ ان کی لوٹ کھسوٹ پر پابندی لگادی جائے اور ان کی عیش و عشرت کی محفلیں درہم برہم کر دی جائیں اس کے لیے وہ تیار نہ تھے۔ یہی رکاوٹیں ہیں جو ہمیشہ دین حق قبول کرنے کے راستہ میں پہاڑ بن کر کھڑی ہو جایا کرتی ہیں۔ مهما کے متعلق علماء کی رائے یہ ہے کہ اصل میں یہ ماما تھا پہلا ما شرطیہ ہے اور دوسرا جزا کی تاکید کے لیے لایا گیا ہے۔ پہلے ما کے الف کو ھا سے بدل دیا گیا ہے قال البیضاوی، الاصل ما ما الاولی للشرط والثانیة زائدة توکیدا للجزاء کما تزاد فی سائر الحروف مثل اما و حیثما واینما (قرطبی)

۱۴۴ یہاں عذاب کی مختلف صورتوں کا بیان ہو رہا ہے جن میں وقتاً فوقتاً فرعونیوں کو مبتلا کیا گیا۔ طوفان سے مراد کثرت بارش سے سیلاب کا آجانا ہے۔ اور مجاہد اور عطاء سے طوفان بمعنی موت منقول ہے قال مجاھد وعطاء الطوفان الموت۔ نحاس کہتے ہیں کہ لغت میں ہر مہلک چیز کو طوفان کہا جاتا ہے۔ لیکن یہاں تو سیلاب ہی زیادہ [illegible] ٹڈی دل سے کرو۔ قمل کے متعدد معنی ہیں ابن عباس سے مروی ہے قمل وہ گھن ہے جو گندم کو لگ جاتا ہے ابن زید کہتے ہیں

عَهِدَ عِنْدَكَ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ

عہد کے سبب جو اس کا تجھ سے ہے اگر تو نے ہم سے یہ عذاب دور کر دیا تو ہم ضرور تجھ پر ایمان لے آئیں گے اور ضرور روانہ

مَعَكَ بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ ﴿١٣٤﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ إِلَىٰٓ

کر دیں گے تیرے ساتھ بنی اسرائیل کو پھر جب ہم نے دور کر دیا ان سے عذاب ایک مدت مقررہ

أَجَلٍ هُمْ بَالِغُوهُ إِذَا هُمْ يَنْكُثُونَ ﴿١٣٥﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ

تک جس کو وہ پہنچنے والے تھے اسی وقت وہ عہد توڑ دیتے پھر ہم نے بدلہ لیا ان سے تو غرق کر دیا انہیں

فِي الْيَمِّ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ ﴿١٣٦﴾

سمندر میں کیونکہ انہوں نے جھٹلایا تھا ہماری آیتوں کو اور وہ ان سے بالکل غافل تھے۔

کہ اس سے وہ دیکھو [illegible] اس کا ایک معنی خون بھی ہے یعنی پینے والی چیزوں سے انہیں [illegible] پینے کو [illegible] کر دیا۔ اور ان [illegible] کے اندر [illegible] سے کثرت سے پیدا ہو گئی جس نے ان کو ناک میں دم کر دیا [illegible] اس کثرت سے [illegible] ہو گئے [illegible] ان سے بھر گئے [illegible] پانی [illegible] گئے تو وہ [illegible] جاتا

ف١٣٤ یعنی ان لوگوں کا حال یہ تھا کہ جب بھی کوئی عذاب ان پر نازل ہوتا اور اس سے نجات کی جب کوئی صورت انہیں دکھائی نہ دیتی تو بے بس ہو کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوتے اور درخواست کرتے اے موسیٰ! اپنے رب سے دعا کرو کہ یہ عذاب ٹل جائے تو ہم ضرور آپ پر ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو آپ کے ساتھ روانہ کر دیں گے اور جب موسیٰ کی دعا اور برکت سے وہ عذاب ٹل جاتا تو وہ ایمان لانے کا وعدہ توڑ دیتے اور بنی اسرائیل کو آزاد کرنے سے انکار کر دیتے۔ ہر بار وہ وعدہ کرتے اور جب مشکل ٹل جاتی تو پھر اس وعدہ کو توڑ دیتے۔

ف١٣٥ جب وہ کسی طرح ایمان لانے پر تیار نہ ہوئے تو بالآخر ان کو بحر قلزم میں غرق کر دیا گیا۔ بالخصوص اس عذاب کی وجہ بیان کی جا رہی ہے کہ ان کو یہ سزا بلاوجہ نہیں دی گئی بلکہ ان کی مسلسل تکذیب اور بے حد غفلت کی وجہ سے ان کو یہ روز بد دیکھنا پڑا۔

وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ

اور ہم نے وارث بنا دیا اس قوم کو جسے ذلیل و حقیر سمجھا جاتا تھا۔ [illegible] اس زمین کے مشرق و

وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا ۖ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ

مغرب کا جس میں ہم نے برکت رکھ دی تھی اور پورا ہو گیا آپ کے پروردگار کا اچھا وعدہ

عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ بِمَا صَبَرُوا ۖ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ

بنی اسرائیل کے متعلق بوجہ اس کے کہ انہوں نے صبر کیا تھا اور ہم نے برباد کر دیا جو کچھ کیا کرتا تھا

فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوا يَعْرِشُونَ ﴿١٣٧﴾ وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ

فرعون اور اس کی قوم اور جو وہ بلند عمارتیں بنایا کرتے تھے اور ہم نے پار اتارا بنی اسرائیل کو

الْبَحْرَ فَأَتَوْا عَلَىٰ قَوْمٍ يَعْكُفُونَ عَلَىٰ أَصْنَامٍ لَهُمْ ۚ قَالُوا

سمندر سے تو گزرے وہ ایک ایسی قوم پر جو جم کر بیٹھے تھے اپنے بتوں کی عبادت پر تو اسرائیلیوں نے کہا

۱۴۷ اپنی شان قدرت و کارسازی کا اظہار دیکھو۔ ہمارے بندے [illegible] کے وہ لشکر ہیبت [illegible] اور ہم نے بنی اسرائیل جیسی ذلیل اور کمزور قوم کو ان کا جانشین اور ان کی وسیع مملکت کا وارث بنا دیا۔ ارض سے مراد یہاں مصر و شام کے دونوں ملک ہیں۔ والارض هی ارض الشام و مصر (قرطبی) یہ سرزمین ظاہری اور باطنی برکات سے مالا مال تھی۔ زمین کی زرخیزی، باغات کی کثرت اور پانی کی فراوانی کے باعث یہ سب کے لئے خوشحالی کا سبب تھے اور باطنی برکت یہ تھی کہ شام کا علاقہ کثیر التعداد انبیاء کی قبروں سے مزین تھا اور مصر میں حضرت یوسف صدیق علیہ السلام کا مزار انور تھا۔

۱۴۸ فرعون کی ساری تدبیریں اکارت گئیں اور اس کے سارے منصوبے ناکام ثابت ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے حکومت و اقتدار کا جو وعدہ کیا تھا وہ پورا ہو کر رہا۔

۱۴۹ عرش یعرش ای بنی۔ قال ابن عباس ومجاهد ای ما کانوا یبنون من القصور وغیرها [illegible]

۱۵۰ فرعون اور اس کی قوم سے [illegible] حضرت کلیم سے [illegible] تو آپ اب پڑھ چکے لیکن آپ کی اپنی قوم کا رویہ بھی آپ کے ساتھ کتنا ناشائستہ اور غیر منصفانہ تھا [illegible] موسیٰ علیہ السلام نے [illegible] سمندر میں ایک شگاف پیدا ہو گیا جس میں سے گزرتے ہوئے وہ دوسرے کنارے پر پہنچ گئے اور فرعون اور اس کا لشکر ان کی آنکھوں کے سامنے غرق ہو گیا

يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۚ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ

[illegible]

تَجْهَلُوْنَ ﴿١٣٨﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٣٩﴾

[illegible]

قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٤٠﴾

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَإِذْ أَنجَيْنَٰكُم مِّنْ ءَالِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوٓءَ ٱلْعَذَابِ

اور وہ وقت یاد کرو جب کہ ہم نے نجات دی تمہیں فرعونیوں سے وہ پہنچاتے تھے تمہیں سخت عذاب

يُقَتِّلُونَ أَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَآءَكُمْ ۚ وَفِى ذَٰلِكُم بَلَآءٌ مِّن

مار ڈالتے تھے تمہارے فرزندوں کو اور زندہ چھوڑتے تھے تمہاری عورتوں کو اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے

رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ﴿۱۴۱﴾ ۞ وَوَٰعَدْنَا مُوسَىٰ ثَلَٰثِينَ لَيْلَةً وَأَتْمَمْنَٰهَا

بڑی آزمائش تھی اور ہم نے وعدہ کیا موسیٰ سے تیس رات کا اور مکمل کیا ان کو

بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيقَٰتُ رَبِّهِۦٓ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مُوسَىٰ لِأَخِيهِ

دس راتوں سے تو پوری ہو گئی مدت اس کے رب کی چالیس راتیں اور کہا موسیٰ نے اپنے بھائی

هَٰرُونَ ٱخْلُفْنِى فِى قَوْمِى وَأَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ ٱلْمُفْسِدِينَ ﴿۱۴۲﴾

ہارون سے تم میرے جانشین رہنا میری قوم میں اور اصلاح کرتے رہنا اور نہ چلنا مفسدوں کے راستے پر ف

ربع

ف اس کا حاشیہ سورۂ بقرہ میں گزر چکا ہے ملاحظہ ہو ضیاء القرآن جلد اول ۲۹۰۔

ف حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل فرعون کی غلامی سے چھٹکارا پانے کے بعد وادی سینا میں آکر آباد ہو گئے جہاں انہیں مطلق آزادی حاصل تھی۔ بنی اسرائیل نے اپنی قوم کا قانون مانگا تاکہ وہ اس کی روشنی میں زندگی بسر کریں تو اللہ تعالیٰ نے ایک جامع کتاب دینے کا ارادہ کیا جس میں زندگی کے ہر شعبے کے لیے واضح ہدایات ہوں گی۔ اب اس کتاب کو عطا کرنے کے لیے آپ کو کوہ طور پر طلب کیا گیا اور انہیں حکم دیا گیا کہ تیس دن روزے رکھیں اور یہ مدت بعد میں بڑھا کر چالیس کر دی گئی۔ تمام مشاغل سے الگ تھلگ ہو کر یاد الٰہی میں بسر کریں تاکہ ذکر و فکر سے روح و قلب کو وہ قوت حاصل ہو جائے جس سے وہ اس بار گراں کو اٹھا سکیں۔ اولیاء کرام کی یہ سب چلہ کشیاں اسی کی اصل ہے۔ ولذا بعين خصوصية فى هذه المدة لا ريب فيه وكم من سر مستور فى هذه المدة مخصوص بها حكمته غيوب لا دية كقوله عليه السلام من اخلص لله اربعين صباحا ظهرت ينابيع الحكمة من قلبه على لسانه (روح البيان)

ف حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کوہ طور پر جانے لگے تو اپنے بھائی ہارون کو اپنا خلیفہ مقرر کیا اور انہیں ضروری ہدایات دیں۔ آپ کو اپنی قوم کے مزاج کا علم تھا۔ اس لیے آپ نے حضرت ہارون کو یہ خصوصی تاکید کی کہ اگر ان میں کوئی

وَلَمَّا جَآءَ مُوسٰى لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْۤ اَنْظُرْ

اور جب موسیٰ ہمارے وعدہ پر حاضر ہوا اور اس سے اس کے رب نے کلام فرمایا عرض کی اے رب میرے مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں

اِلَیْكَ قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ

فرمایا تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ یہ اگر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا

مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا

تو عنقریب تو مجھے دیکھ لے گا پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا اسے پاش پاش کر دیا

میں یہ کہ ان فسادیوں [illegible] آپ ان کا ساتھ نہ دیں۔ حضرت ہارون علیہ السلام اگرچہ عمر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تین سال بڑے تھے لیکن منصب سلطنت میں آپ کے نائب تھے۔ اس لیے آپ کے حکم کے پابند تھے۔

ف۲ جب چالیس روزہ مدت پوری [illegible] قرب [illegible] کلام الٰہی [illegible] ہو گئی [illegible] جب [illegible] لذت [illegible] شوق دید [illegible] جوش [illegible] [illegible] چشمۂ شوق [illegible] برداشت نہ کر سکی [illegible] علامہ بیضاوی نے یہاں کے دو معنی بیان کیے ہیں۔

۱۔ اَرِنِیْ نَفْسَکَ [illegible] تاکہ میں تجھے دیکھ سکوں۔

۲۔ [illegible] حجاب [illegible] شوق [illegible] رہے۔

ف۳ یعنی [illegible] دنیا میں [illegible] نہیں دیکھ سکتے [illegible] ہے جیسے [illegible] ہے بلکہ لَنْ تَرٰىنِیْ [illegible] تم مجھے نہیں دیکھ سکتے [illegible] ہے۔ اس سے معلوم ہوا [illegible] اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے [illegible] اہل السنۃ والجماعۃ [illegible] ان شاء اللہ [illegible] سورۂ النجم میں اس بحث کو ذرا تفصیل سے لکھا جائے گا

ف۴ حضرت موسیٰ کی درخواست کا جواب لَنْ تَرٰىنِیْ سے [illegible] پہاڑ [illegible] اگر وہ اس کو برداشت کر سکا تو [illegible] ہے کہ آپ بھی برداشت کر سکیں [illegible] جب نور الٰہی کی ایک کرن [illegible] ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام [illegible]

وَخَرَّ مُوسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ

اور گر پڑے موسیٰ بے ہوش ہو کر پھر جب آپ کو ہوش آیا تو ۱۵۷ عرض کی پاک ہے تو ہر نقص سے میں توبہ کرتا ہوں

وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى

تیری جناب میں اور میں سب سے پہلا ایمان لانے والا ہوں ۱۵۸ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے موسیٰ میں نے ۱۵۹ منتخب کیا ہے تجھے تمام

النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ وَبِكَلَامِىْ ۖ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ

لوگوں پر اپنی پیغامبری سے اور اپنے کلام سے پس لے لو جو میں نے دیا ہے تمہیں اور ہو جاؤ شکر کرنے

الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَكَتَبْنَا لَهٗ فِى الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ مَّوْعِظَةً

والوں سے اور ہم نے لکھ دی اس کے لیے ۱۶۰ تختیوں میں ہر چیز نصیحت کے لیے

بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

۱۵۷ جب کچھ وقت گزرنے کے بعد غشی سے ہوش آیا تو اللہ کی پاکی بیان کرتے ہوئے اپنے اس سوال پر معذرت پیش کی کیونکہ واصلانِ بارگاہِ الٰہی کے لیے اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی سوال کرنا بھی بہت بڑی بات ہے۔ اسی لیے توبہ کر رہے ہیں۔

رضائے خاطرِ محبوب شرطِ دیدار است ... بجرمِ شوقِ ملاقات کن کہ بے ادبی ست

۱۵۸ یعنی اپنی امت کے لوگوں میں سے سب سے پہلے ایمان لانے والا میں ہوں۔

۱۵۹ یعنی میں نے اپنا پیغامِ ہدایت پہنچانے کے لیے آپ کے ہمعصروں میں سے آپ کو چن لیا ہے۔ اور آپ کو بلاواسطہ کلام کرنے کی عزت سے ممتاز فرمایا ہے۔ جو نعمت دی جا رہی ہے اسے بصد شوق و مسرت قبول کرو۔ اور اسی پر اس کا شکریہ ادا کرتے رہو۔ اور ان باتوں کے متعلق سوال نہ کرو جو آپ کی طاقت سے باہر ہیں۔ الناس سے مراد صرف وہ لوگ ہیں جن کی طرف آپ رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔ والمراد من الناس المرسل الیھم (قرطبی)

۱۶۰ جس مقصد کے لیے موسیٰ علیہ السلام کو بلایا تھا اب اس کی تکمیل فرمائی جا رہی ہے۔ یعنی وہ نسخۂ ہدایت و رحمت جس میں ہر طرح کی نصیحتیں اور احکامِ شرعیہ لکھے ہوئے تھے آپ کو دیا گیا۔ یہی تورات تھی جو پتھر کی سلوں پر لکھی لکھائی بیک وقت آپ کو دے دی گئی۔ من کل شیء مما یحتاج الیہ فی دینہ من الاحکام و تبیین الحلال والحرام۔ (قرطبی)

وَّتَفۡصِيۡلًا لِّـكُلِّ شَىۡءٍ‌ ۚ فَخُذۡهَا بِقُوَّةٍ وَّاۡمُرۡ قَوۡمَكَ يَاۡخُذُوۡا

اور ہر چیز کی تفصیل [illegible] پس [illegible] اسے مضبوطی سے پکڑو [illegible] اور اپنی قوم کو حکم دو کہ [illegible]

بِاَحۡسَنِهَا‌ ؕ سَاُورِيۡكُمۡ دَارَ الۡفٰسِقِيۡنَ ﴿۱۴۵﴾ سَاَصۡرِفُ عَنۡ اٰيٰتِىَ

[illegible] عنقریب میں تم کو نافرمانوں کا گھر دکھاؤں گا [illegible] میں اپنی آیتوں سے [illegible] سے

الَّذِيۡنَ يَتَكَبَّرُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ بِغَيۡرِ الۡحَـقِّ ؕ وَاِنۡ يَّرَوۡا كُلَّ

[illegible] جو [illegible] زمین میں [illegible] ناحق [illegible] اور اگر دیکھیں تمام

ف۱۴۵ قوت اور مضبوطی سے پکڑنے کا مطلب یہ ہے کہ پوری دلچسپی، پختگی، ہوشیاری اور شوق سے اس پر عمل کریں [illegible] اس کو ادا کریں۔ ای بجد و حزم (قرطبی) ای بجد و عزیمۃ (بیضاوی)

ف۱۴۶ یعنی یہ کتاب [illegible] آپ [illegible] آپ نے اس کا حق ادا [illegible] بلکہ [illegible] کے ساتھ اپنی قوم کو بھی [illegible] اس کے [illegible] پر عمل کریں اور اس کے [illegible] کی پابندی کریں [illegible] یہ بات بھی [illegible] کہ [illegible] ہماری شریعت کے احکام سے سرتابی [illegible] بعض علمائے [illegible] سے مصر و شام کے ممالک مراد لیے ہیں [illegible] اور عمالقہ کی [illegible] قوموں کو [illegible] کے کھنڈرات [illegible] ان کی عظمت و شوکت کی کہانی سنا رہے ہیں۔

ف۱۴۷ [illegible] ایک قصہ بیان کیا جا رہا ہے کہ جو لوگ [illegible] تکبر [illegible] کرتے ہیں اور [illegible] کے [illegible] میں مست رہتے ہیں [illegible] انبیاء کی اطاعت کرنے میں اپنی [illegible] محسوس کرتے ہیں [illegible] ایسے لوگوں کو کتاب الٰہی کے سمجھنے کی توفیق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ اور وہ اس [illegible] سے کسی طرح مستفید نہیں ہو سکتے۔ قال قتادہ سامنعھم فھم کتابی وقیل ساصرفھم عن [illegible] جزاء علی تکبرھم (قرطبی) [illegible] کے [illegible] سے [illegible] ہے [illegible] سمجھنے لگیں کہ [illegible] اللہ تعالیٰ کے [illegible] کی اطاعت سے [illegible]۔

آيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوا بِهَا ۚ وَإِن يَرَوْا سَبِيلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوهُ

نشانیاں دیکھ لیں ف۱۸۶ ان پر ایمان نہ لائیں گے اور اگر دیکھیں راہ راست تو اسے نہیں اپنائیں گے اپنا

سَبِيلًا ۚ وَإِن يَرَوْا سَبِيلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا ۚ ذَٰلِكَ

راستہ۔ اور اگر دیکھیں گمراہی کے راستہ کو تو جھٹ سے بنا لیں گے راستہ۔ یہ اس وجہ سے ہوا

بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ ﴿١٤٦﴾ وَالَّذِينَ

اس لیے کہ انہوں نے ف۱۸۷ جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور ان سے غفلت برتتے رہے اور جنہوں نے جھٹلایا

كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ ۚ هَلْ يُجْزَوْنَ

ہماری ف۱۸۸ آیتوں کو اور آخرت کی ملاقات کو ضائع ہو گئے ان کے سارے اعمال کیا انہیں جزا دی جائے گی

ف۱۸۶ ان کے دل کی آنکھ کے بے نور ہونے کی کیفیت بیان کی جا رہی ہے کہ خواہ دلیلیں دیکھتے ہیں بے شمار معجزے دیکھتے ہیں لیکن ایمان نہیں لاتے۔ نیکی اور ہدایت کا راستہ ان کی نگاہوں سے اوجھل رہتا ہے۔ اس پر چلنے کے لیے انہیں کہا جائے تو ان کا دل ڈوب ڈوب جاتا ہے اور اندھیروں اور کج روی سے گمراہی و ضلالت کی راہ پر چلنے کے لیے بے تاب نظر آتے ہیں۔

ف۱۸۷ اس حقیقت کو پھر ایک بار واضح کر دیا کہ آیات الٰہی کی جانب سے اعراض و تکذیب اور ان کی طرف سے دانستہ غفلت و بے پرواہی انسان کی ابدی شقاوت کا باعث بن جاتی ہے۔ یہاں بنی اسرائیل کو تنبیہ کی جا رہی ہے کہ کان کھول کر اس قانون کو سن لو تم سے پہلے جو قومیں تباہ و برباد ہو گئیں ان کی وجہ یہی تھی وہ اسی سبب سے برباد ہوئیں۔ دولت کے نشہ میں مخمور ہو کر انہوں نے [illegible] آیات کی طرف سے [illegible] کی تو ہم نے ہدایت قبول کرنے کی صلاحیت ان سے چھین لی۔ اگر تم نے بھی یہی سلوک کیا تو [illegible] اور آخرت کے [illegible] احکام [illegible] قانون الٰہی کی زد میں آ جاؤ گے۔ بنی اسرائیل کے علاوہ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو بھی اپنے اس قانون سے جس میں کوئی استثنا نہیں آگاہ کر دیا تاکہ وہ بھی [illegible] ہوش سے [illegible] دل سے اس کے احکام [illegible] کریں تاکہ وہ اس [illegible] سے بچ سکیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے [illegible] اللہ کے رسول کی سنت کو نظر انداز کر دیں اگر انہوں نے بھی ایسا کیا تو ان کو بھی وہی سزا دی جائے گی جو ان سے پہلے نافرمان قوموں کو دی گئی۔

ف۱۸۸ نیک اعمال کا اجر قیامت کے دن صرف ان لوگوں کو ہی عطا فرمایا جائے گا جو اللہ تعالیٰ اس کے رسولوں اور روز جزا

إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٤٧﴾ وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسَىٰ مِن بَعْدِهِ مِنْ

سوائے اس کے جو وہ کیا کرتے تھے ہمیشہ اور بنا لیا قوم موسیٰ نے ف اُن کے اوجھل ہونے کے بعد

حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهُ خُوَارٌ ۚ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّهُ لَا يُكَلِّمُهُمْ

اپنے زیورات سے ایک بچھڑا جو محض ڈھانچہ تھا جس سے گائے کی آواز نکلتی تھی کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ وہ ان سے بات نہیں کرتا

وَلَا يَهْدِيهِمْ سَبِيلًا ۘ اتَّخَذُوهُ وَكَانُوا ظَالِمِينَ ﴿١٤٨﴾ وَلَمَّا

اور نہ انہیں راستہ بتاتا ہے انہوں نے اسے بنا لیا تھا اور وہ تھے ظالم تھے اور جب

پریشان ہوں گے کیونکہ انہیں کے اعمال کی غرض و غایت محض خود نمائی اور حصول شہرت کا حصول تھا۔ لیکن اہل ایمان جو خدا پر ایمان اور روز جزا پر یقین رکھتے ہیں قیامت کے دن ان کے اعمال کا کوئی معاوضہ ضرور ملے گا کیونکہ اعمال کرتے وقت ان کے ذہن میں اس کا اجر اخروی ہی رہتا ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ اگر ایک مسلمان بھی لوگوں کے دکھاوے کے لیے کوئی نیک عمل کرتا ہے۔ بالکل اسی طرح نماز روزہ [illegible] شہرت و ریاست سے لوگوں کے دلوں پر اپنی ولایت کا سکہ جمانا چاہتا ہے تو اس کے سارے اعمال ۔ [illegible] ہو جاتے ہیں تو یہ کافر کے اعمال کی طرح قیامت کے روز بے وزن سمجھ لیے جاتے ہیں۔ اس دنیا میں ان کو ان اعمال کا معاوضہ مال و دولت [illegible] سیاسی قوت و اقتدار وغیرہ کی شکل میں دے دیا جاتا ہے۔

ف حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تشریف لے گئے تاکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک کامل ضابطہ حیات لا کر بنی اسرائیل کو دیں تاکہ ان کی زندگی اطاعت الٰہی کا ایک مکمل نمونہ بن جائے لیکن ان بدبختوں نے آپ کی غیر حاضری کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو جیسے ہی فراموش کر دیا۔ وہ عرصہ دراز سے فرعون کی غلامی میں رہ کر وہاں کی بت پرستی سے متاثر ہو چکے تھے۔ ان لوگوں نے [illegible] ان کے لیے ایک شاہ بنا دیا۔ اور جب ان کا [illegible] ان کی رگ رگ میں [illegible] آئیں اور [illegible] کی طرح [illegible] اس وعدہ کو فراموش کر گئے۔ [illegible] سے اپنی [illegible] کا رشتہ توڑ لیا اور ایک بچھڑے کی مورتی کی پرستش شروع کر دی [illegible] اور [illegible] بنانے کے لیے ان کی نظر انتخاب جس چیز پر پڑی وہ وہی شکل تھی جو بچھڑے کی شکل تھی [illegible] اور جس کی پرستش [illegible] تھی آپ اس کے سامنے [illegible] اس کے اندر سے ایک بے معنی صدا کے بغیر کچھ سنائی نہ دیا۔ اس قوم نے جس طرح [illegible] آیات الٰہی کا مشاہدہ کیا تھا جیسے [illegible] کر لیا کہ یہ بچھڑا خدا ہے جس کا [illegible] ان کے سامنے سامری نے تیار کیا تھا۔ اس کی توجیہ کچھ اس کے [illegible] کی جا سکتی ہے [illegible] عرصہ تک مصریوں نے مصر میں بسر کیا تھا۔ وہاں

سُقِطَ فِیْۤ اَیْدِیْهِمْ وَ رَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَىٕنْ لَّمْ

سخت پچھتائے اور دیکھا کہ وہ راہ راست سے بھٹک گئے ہیں تو کہنے لگے کہ اگر ہمارا

یَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَ یَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝ وَ لَمَّا رَجَعَ

رب ہم پر رحم نہیں کرے گا اور ہم کو نہیں بخشے گا تو ہم ضرور نقصان اٹھانے والوں سے ہوں گے اور جب موسیٰ لوٹے

وہ اپنے فعل پر [illegible] ہاتھ ملتے ہوئے اور اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے ایسا کہنے لگے اس بچھڑے کے تقدس کا ایسا نقشہ ان کی [illegible] کہ [illegible] کوئی [illegible] وہاں [illegible] ان کے سب [illegible] ۔ [illegible] ان کی [illegible] پر [illegible] حضرت [illegible] ان کی عظمت و پاکیزگی [illegible] حضرت ہارون علیہ السلام [illegible] سے باطل [illegible] سے [illegible] اور [illegible] ہو گیا اور [illegible] کی [illegible] جیسے [illegible] دیکھتے [illegible] ان [illegible] کرتے ہیں اور [illegible] ہو جاتے ہیں

ف یہ محاورہ ہے اور [illegible] پر دلالت کرتا ہے [illegible] سقط فی یدہ [illegible] کیونکہ انسان [illegible] کے وقت [illegible] ہاتھ میں [illegible] اس لیے اس حالت کو بھی ان الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ [illegible] موسیٰ علیہ السلام جب [illegible] سے [illegible] اور قوم کی آنکھوں سے غفلت کا پردہ اٹھا تو [illegible] احساس ہوا [illegible] تو [illegible] اور [illegible] کرنے لگے اور [illegible] ہو گئے تھے۔

[illegible] موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قوم کی [illegible] سے [illegible] غضبناک ہو کر واپس ہوئے اور [illegible] کی حالت [illegible] ۔ قال ابو الدرداء [illegible] دوسرا معنی [illegible] ہے۔ (قرطبی)

مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي

موسیٰ اپنی قوم کی طرف غضبناک اور غمگین ہو کر تو بولے بہت بری جانشینی کی ہے تم نے

مِن بَعْدِي ۖ أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ ۖ وَأَلْقَى الْأَلْوَاحَ وَأَخَذَ

میرے بعد کیوں تم نے جلدی کی اپنے رب کے فرمان سے اور ڈال دیں تختیاں اور پکڑ لیا

بِرَأْسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُ إِلَيْهِ ۚ قَالَ ابْنَ أُمَّ إِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُونِي

سر اپنے بھائی کا اور کھینچنے لگے اپنی طرف ہارون نے کہا اے میری ماں کے بیٹے اس قوم نے کمزور سمجھا مجھے

وَكَادُوا يَقْتُلُونَنِي فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْأَعْدَاءَ وَلَا تَجْعَلْنِي مَعَ

اور قریب تھا کہ قتل کر دیتے مجھے سو نہ خوش کرو مجھ پر دشمنوں کو اور نہ شمار کرو مجھے ساتھ

١٩١ شدت غضب میں جن تختیوں کو لیے ہوئے تھے ان کو ایک طرف رکھ دیا اور یہ خیال کرتے ہوئے کہ اس میں حضرت ہارون علیہ السلام کی غفلت اور چشم پوشی کا بھی دخل ہے۔ آپ کو سر کے بالوں سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگے۔ کہتے ہیں کہ سات تختیاں تھیں۔ جب آپ نے شدت غضب سے رکھا تو وہ ٹوٹ گئیں۔ چھ تختیاں جن میں ہر چیز کی تفصیل تھی وہ اٹھا لی گئیں اور ایک تختی جس میں موعظت و ہدایت تھی وہ باقی رہ گئی۔ سدی ان التوراة كانت سبعة الواح فى سبعة الواح فلما القاها انكسرت فرفع ستة اسباعها وكان فيها تفصيل كل شيء وبقى سبع كان فيه المواعظ والاحكام (قرطبی و بیضاوی)

١٩٢ اگرچہ حضرت موسیٰ و حضرت ہارون ماں باپ دونوں کی طرف سے سگے بھائی تھے لیکن ان کے جذبۂ شفقت و محبت کو برانگیختہ کرنے کے لیے میری ماں کے بیٹے کے الفاظ سے اپنی معذرت کا آغاز کیا۔ عرض کیا کہ میں نے اپنے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کی۔ میں تن تنہا تھا اور یہ ساری قوم ایک ہو گئی۔ انہوں نے مجھے بے بس اور کمزور سمجھتے ہوئے میرے سمجھانے کی ذرا پروا نہیں کی۔ نا مجھے مار ڈالنے کے درپے ہو گئے۔ آپ اگر میرے ساتھ یہ سلوک کریں گے تو دشمن بغلیں بجائیں گے اور کہیں گے دیکھو دونوں بھائی ایک دوسرے سے دست بگریباں ہیں۔ شماتت کہتے ہیں کسی کی تکلیف سے مسرور اور خوش ہونا اور یہ چیز سخت معیوب ہے۔ حضور رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اپنے بھائی کی مصیبت پر مت خوش ہو۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس مصیبت سے نجات دے دے اور تجھ کو اس میں مبتلا کر دے۔ لاتظهر الشماتة باخيك فيعافيه

الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۰﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ

ظالم قوم کے ساتھ ۔ موسیٰ نے کہا اے میرے رب بخش دے مجھے اور میرے بھائی کو ف۱۹۴ اور داخل کر ہم کو

رَحْمَتِكَ ۖ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ

اپنی رحمت میں اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے ۔ بے شک جنہوں نے بنایا بچھڑے کو معبود

سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَكَذٰلِكَ

جلدی ہی پہنچے گا انہیں غضب ان کے رب کی طرف سے اور رسوائی دنیوی زندگی میں ف۱۹۵ اور اسی طرح ہم

نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ ﴿۱۵۲﴾ وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ

سزا دیتے ہیں بہتان باندھنے والوں کو ۔ اور جنہوں نے کیے برے کام ف۱۹۶ پھر توبہ کی ان کے

بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْٓا ۡ اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۵۳﴾ وَلَمَّا

بعد اور ایمان لائے بے شک آپ کا رب اس کے بعد بہت بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے اور جب

[illegible] اور حضور کریم یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ سُوْءِ الْقَضَاءِ وَدَرْکِ الشَّقَاءِ وَ شَمَاتَۃِ الْاَعْدَاءِ (بخاری) ترجمہ: اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں بری تقدیر سے، بدبختی سے اور ایسی بات سے جس سے دشمن خوش ہوں۔

ف۱۹۴ یعنی غصہ کی حالت میں اپنے بھائی پر جو میں نے سختی کی ہے وہ بھی معاف فرما دے۔ اور اگر میرے بھائی سے دانستہ فرض میں کوئی تقصیر ہو گئی ہے تو وہ بھی بخش دے اور ہم دونوں کو اپنی رحمت سے مالا مال فرما دے۔

ف۱۹۵ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اس کی نگاہ کرم سے محرومی سے بڑھ کر اور کوئی ذلت نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ایسے ناہنجار مجرموں کو دنیا میں بھی ذلیل و خوار کر دیا جاتا ہے تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ اپنے رب کی نافرمانی کر کے وہ دنیا میں بھی چین کا سانس نہیں لے سکتے۔

ف۱۹۶ اس کی رحمت بے پایاں اور اس کی بخشش بے حساب ہے۔ کوئی کتنا ہی قصوروار اور خطاکار ہو اس کے در کرم پر حاضر ہو جائے تو اسے بھی محروم نہیں کیا جاتا۔ اس آیت میں اس مقام پر ان ربک (بے شک تیرا پروردگار) کے الفاظ کتنے پیارے اور کتنے معنی خیز ہیں۔

سَكَتَ عَنْ مُّوسَى الْغَضَبُ أَخَذَ الْأَلْوَاحَ ۖ وَفِي نُسْخَتِهَا

فرو ہوا موسیٰ علیہ السلام کا غصہ تو اٹھا لیں ان تختیوں کو ف اور ان کی تحریر میں

هُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُونَ ﴿۱۵۴﴾ وَاخْتَارَ مُوسَىٰ

ہدایت اور رحمت تھی ان لوگوں کے لیے جو اپنے رب سے ڈرتے تھے اور چن لیے موسیٰ نے

قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا لِّمِيقَاتِنَا ۖ فَلَمَّا أَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ

اپنی قوم سے ستر آدمی ہمارے مقرر وقت کے لیے ف پھر جب آ پکڑا انہیں زلزلہ نے تو کہنے لگے

ف حضرت ہارون کا معقول عذر سن کر اور قوم کو اپنی غلطی پر نادم و پشیمان دیکھ کر آپ کا غصہ فرو ہو گیا وہ تختیاں جو آپ غصہ سے ڈال چکے تھے اور جنہیں غصہ کی حالت میں پھینک دیا تھا اب ان کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں اٹھا لیا اور اپنی قوم کو بتایا کہ یہ وہ نسخہ رشد و ہدایت ہے جس کا وعدہ میں نے تم سے کیا تھا جن کے دل میں خوف خدا ہے ان کے لیے اس میں ہدایت بھی ہے اور رحمت بھی لیکن وہ لوگ جن کے دل پتھر ہو چکے ہیں اور خوف الٰہی سے خالی ہیں ان کے لیے اس نسخہ ہدایت و رحمت میں بھی کچھ نہیں۔

ف بنی اسرائیل بچھڑے کی پرستش کا جرم عظیم کرنے کے بعد سخت پشیمان ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی کہ ہماری معذرت کے لیے بارگاہ الٰہی میں عرض کیجئے حکم ہوا ان میں سے ستر آدمی منتخب کر کے اپنے ہمراہ لاؤ وہ یہاں آ کر ساری قوم کے نمائندوں کی حیثیت سے توبہ کریں چنانچہ آپ اپنی قوم کے ستر نمائندوں کی معیت میں طور کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچے تو ایک بادل نمودار ہوا جس نے سارے پہاڑ کو ڈھانپ لیا وہاں پہنچ کر سجدہ میں گر گئے موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کریم سے گفتگو کی جو انہوں نے سنی جب بادل چھٹ گیا اور سلسلہ کلام منقطع ہو گیا تو کہنے لگے موسیٰ ہم تیرے کلام کو تسلیم نہیں کرتے جب تک ہم اپنی آنکھوں سے خدا کو نہ دیکھ لیں ہمیں کیا یقین کہ یہ خداوند تعالیٰ کا کلام ہے کوئی اور ہو۔ اس پر زور کے شدید جھٹکے آنے لگے اور بجلی کڑکنے لگی اس دہشت ناک منظر کی تاب نہ لا کر وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ بعض کہتے ہیں کہ ان پر موت واقع ہو گئی۔ اور وہ جب کہ اس سے مرے نہیں تھے بلکہ بے ہوشی کی وہ کیفیت طاری ہو گئی تھی کہ قریب المرگ ہو گئے تھے۔ (بیضاوی، قرطبی)

رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ

اے میرے رب ۱۵۵ اگر تو چاہتا ہلاک کر دیتا ان کو پہلے سے اور مجھ کو بھی کیا تو ہلاک کرتا ہے ہم کو بسبب اس کے جو کیا

السُّفَهَآءُ مِنَّا اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَ

بے وقوفوں نے ہم میں سے نہیں ہے یہ مگر تیری آزمائش گمراہ کرتا ہے تو اس سے جس کو چاہتا ہے اور

تَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ

ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے تو ہی ہمارا کارساز ہے پس بخش دے ہم کو اور رحم فرما ہم پر اور تو سب سے بہتر

ف موسیٰ علیہ السلام نے جب ان کی یہ حالت دیکھی تو آپ کو اپنی قوم کے بگڑ جانے کا اندیشہ ہوا۔ وہ لوگ جو بات بات پر بگڑ جانے کے عادی ہیں جب دیکھیں گے کہ ان کے منتخب کردہ ستر معزز آدمی ہلاک ہو گئے ہیں تو معلوم نہیں وہ کیا [illegible] اس لیے آپ عرض کرنے لگے۔ الٰہی اگر تیری مشیت یہی تھی کہ انہیں ہلاک کر دیا جائے تو انہیں پہلے ہی ہلاک کر دیا ہوتا۔ اب جب یہ میرے ساتھ یہاں آئے، انہیں ہلاک کر دیا تو میری قوم مجھے بدنام کرے گی اور مجھے مجرم ٹھہرائے گی۔ [illegible] تو ہی درگزر اور معاف کرنے والا ہے۔

ف۔ فتنہ کہتے ہیں آزمائش اور امتحان کو۔ ای [illegible] اختبارك وامتحانك (قرطبی)

ف۔ اگر توفیق الٰہی شامل حال رہے تو امتحان و آزمائش کے میدان میں [illegible] کامیاب ہو سکتا ہے۔ اور اگر اس کی تائید اور توفیق شامل حال نہ ہو تو [illegible] نفس کی خواہش غالب آ جاتی ہے [illegible] کے سامنے بے بس [illegible] ہو جاتے ہیں۔ اس لیے انسان کو چاہیے کہ اپنی عقل کی [illegible] کے لئے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے دامن رحمت میں پناہ ڈھونڈے۔ حضور رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ دعائیہ کلمات کتنے دلکش اور کتنے حقیقت افروز ہیں۔ يا حي يا قيوم برحمتك استغيث اصلح لي شأني كله ولا تكلني الى نفسي طرفة عين [illegible] اے زندہ جاوید [illegible] میں تیری رحمت سے (فریاد) کرتا ہوں میرے سب کاموں کو درست فرما اور مجھے اپنی توفیق سے محروم کر کے میرے نفس کے سپرد نہ کر۔ اور میرے تمام حالات کی خود ہی اصلاح فرما۔

ف۔ اللہ تعالیٰ کے غفار رحیم اور ولی ہونے کا اعتراف کرنے کے بعد [illegible] طلب کیا جا رہا ہے۔ [illegible] دین و دنیا کے تمام کاموں کا [illegible] جب تک اس دنیا میں [illegible] صحت و عافیت اور توفیق ہدایت اور ذوق عبادت عطا فرما اور جب یہاں سے رخت سفر باندھ کر دار بقا کی طرف کوچ

الْغَافِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ

بخشنے والا ہے اور لکھ دے ہمارے لیے اس دنیا میں بھلائی و برکت اور آخرت میں بھی

اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ ؕ قَالَ عَذَابِيْۤ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِيْ

بے شک ہم نے رجوع کیا ہے تیری طرف[۲۳۲] اللہ نے فرمایا میرا عذاب پہنچاتا ہوں اسے جسے چاہتا ہوں اور میری رحمت

وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ

کشادہ ہے ہر چیز پر[۲۳۳] سو عنقریب لکھوں گا اس کو ان لوگوں کے لیے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور ادا کرتے ہیں زکوٰۃ

وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ

اور وہ جو ہماری نشانیوں پر ایمان لاتے ہیں وہ جو پیروی کرتے ہیں اس رسول کی

النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ

جو نبی امی ہے[۲۳۴] جس کے ذکر کو وہ پاتے ہیں لکھا ہوا اپنے پاس تورات

کریں تو وہاں ہمارے گناہوں کو معاف فرما دے اور اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عنایت فرما۔

[۲۳۲] هُدْنَا، یَهُوْدُ سے ہے جس کا معنی رجوع کرنا ہے۔ مِنْ هَادَ یَهُوْدُ اِذَا رَجَعَ (بیضاوی)۔ یعنی گناہ و قصور کرنے کے بعد ہم پھر تیری بارگاہِ رحمت میں حاضر ہو گئے ہیں۔

[۲۳۳] یعنی میرے اختیارات تو غیر محدود ہیں۔ جو چاہوں جسے چاہوں کروں کسی کو اعتراض نہیں۔ میری رحمت کے خزانے خرچ کرنے سے ختم نہیں ہوتے۔ میری رحمت کا دامن بہت وسیع ہے۔ لیکن اس کے حقدار صرف وہی لوگ ہیں جن میں یہ صفات پائی جاتی ہیں۔

[۲۳۴] اس آیت میں سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوصافِ حمیدہ اور حضور کی بعثت کے مقاصدِ جلیلہ کو بڑی وضاحت اور تفصیل سے بیان فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے ہونے کی وجہ سے حضور کو رسول اور مخلوق کی طرف مبعوث ہونے کے باعث نبی فرمایا گیا۔ حضور کو امی کہنے کی متعدد توجیہات علماءِ کرام نے بیان کی ہیں۔ (۱) منسوب الی الام یعنی هُوَ عَلٰى مَا وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ لَا يَكْتُبُ وَلَا يَقْرَأُ۔ ام یعنی ماں کی طرف منسوب کرتے ہوئے امی کہا یعنی جیسے نوزائیدہ بچہ پڑھنا لکھنا نہیں جانتا اسی طرح حضور نے بھی کسی استاد سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا۔ اور اس کے باوجود

وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ

اور انجیل میں ۲۹۶ وہ انہیں حکم دیتا ہے بھلائی کا اور انہیں منع کرتا ہے برائی سے اور

يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ

حلال کرتا ہے ان کے لیے پاک چیزیں اور حرام کرتا ہے ان پر ناپاک چیزیں اور اتارتا ہے ان سے

علوم ظاہری و باطنی سے سینۂ مبارک کا پر نور ہونا حضور کا روشن معجزہ ہے۔ [illegible] ان کمال [illegible] معجزانہ [illegible] کی طرف نسبت کی وجہ سے امی کہا گیا اور جس کی وجہ سے کہ آپ امت کی طرف منسوب ہیں یعنی حضور علیہ السلام صاحب امت ہیں اور امت کی ت نسبت کے وقت حذف کر دی گئی جیسے [illegible] اور [illegible] محذوف ہے۔

نوٹ: اس مقام پر حضرت صدر الافاضل قدس سرہ کا حاشیہ بہت مفصل ہے۔ اس کا ایک اقتباس نقل کرنا کافی سمجھتا ہوں۔ کتب الٰہیہ حضور سید عالم کی نعت و صفت سے بھری ہوئی تھیں۔ اہل کتاب ہر قرن میں اپنی کتابوں میں ترمیم و تحریف کرتے رہے اور ان کی بڑی کوشش اس پر مسلط رہی کہ حضور کا ذکر اپنی کتابوں میں نام کو نہ چھوڑیں [illegible] لیکن اتنی تبدیلیاں کرنے کے بعد بھی موجودہ بائبل میں حضور کی بشارت کا کچھ نہ کچھ نشان باقی رہ ہی گیا۔ چنانچہ برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی لاہور ۱۹۳۱ء کی چھپی ہوئی انجیل یوحنا کے باب چودہ کی سولہویں آیت میں ہے "اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے"۔ لفظ مددگار پر حاشیہ ہے۔ اس کے معنی وکیل یا شفیع کے ہیں۔ تو اب حضرت عیسٰی کے بعد ایسا شفیع جو ابد تک رہے یعنی اس کا دین کبھی منسوخ نہ ہو بجز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کون ہے؟ پھر انتیسویں تیسویں آیت میں ہے "اور اب میں نے تم سے اس کے ہونے سے پہلے کہہ دیا ہے تاکہ جب ہو جائے تو تم یقین کرو۔ اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں"۔ کیسی صاف بشارت ہے اور حضرت مسیح نے اپنی امت کو حضور کی ولادت کا کیسا منتظر بنایا اور شوق دلایا ہے اور دنیا کا سردار خاص سید عالم کا ترجمہ ہے۔ پھر اسی کتاب کے باب سولہ کی ساتویں آیت ہے "لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا"۔ اس کی تیرھویں آیت ہے "لیکن جب وہ یعنی سچائی کا روح آئے گا تو وہ تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا اس لیے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا"۔ اس آیت میں بتایا گیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر دین الٰہی کی تکمیل ہو جائے گی اور آپ سچائی کی راہ یعنی دین حق کو مکمل کر دیں گے۔ (خزائن العرفان)

إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ

ان کا بوجھ [illegible] اور طوق [illegible] جو ان پر تھے [illegible] سو جو لوگ ایمان لائے اس پر اور [illegible]

وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

[illegible] اور مدد کی اس کی اور پیروی کی اس نور کی جو اتارا گیا اس کے ساتھ [illegible] وہی لوگ کامیاب و کامران ہیں

ف لفظ اصر [illegible] میں مستعمل ہوتا ہے۔ بعض نے معنی ثقل [illegible] یہاں دونوں معنی [illegible] یعنی احکام شدیدہ کا بوجھ جو بنی اسرائیل پر ڈالا گیا تھا حضور کی شریعت [illegible] وہ ان سے ہٹا دیے گئے۔ وضع عنهم بعض ما [illegible] ونقل [illegible] شریعت کے چند احکام یہ تھے کہ اگر کسی کپڑے پر پیشاب وغیرہ لگ جائے تو اس حصہ کو کاٹ دینا پڑتا تھا [illegible] عورت کے ساتھ [illegible] مال غنیمت کا استعمال جائز نہ تھا بلکہ اس کو ایک جگہ جمع رکھ کر [illegible] آتش کر دیا جاتا تھا۔

ف اغلال جمع ہے اور اس کا واحد غل ہے اس کا معنی ہے طوق۔ مراد اس سے وہی شریعت موسوی کے شدید اور سخت احکام ہیں مثلاً [illegible] اگر کوئی کسی کو قتل کر دیتا تو دیت کی گنجائش نہ تھی بلکہ قاتل کو بطور قصاص قتل کر دینا ضروری تھا [illegible] وغیرہ احکام تھے لیکن رحمت عالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے ان تمام احکام میں تخفیف اور نرمی کر دی گئی کپڑا پلید ہو جائے تو اس کو پاک کرنے کے لیے دھونا [illegible] حائضہ عورت سے صرف ہمبستری ممنوع قرار دی گئی دوسری پابندیاں ختم کر دی گئیں۔ قتل سے دیت بھی قبول کرنے کی اجازت دی گئی۔ غنیمت کا استعمال حلال کر دیا گیا [illegible] اور زمین [illegible] کر دی گئی [illegible] کی آمد سے کشش کا [illegible] کائنات میں [illegible] ہو گیا [illegible] زنجیریں کٹ گئیں اور انسان کو شرف انسانیت سے سرفراز کر دیا گیا۔ اغلال جمع ہے اور اس کا عطف اصر پر ہے جو واحد ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اصر مصدر ہے اگرچہ مفرد ہے لیکن اس میں کثرت کے معنی پائے جاتے ہیں۔ فالجواب ان الاصر مصدر يقع على الكثرة [illegible] مصدر يقع على القليل والكثير من جنسه مع افراد لفظه (قرطبی)

ف آخر میں بڑے اختصار اور جامعیت کے ساتھ [illegible] فوز و سعادت سے سرفراز [illegible] سچے دل سے ایمان لائے اور اس کی تعظیم و توقیر [illegible] کی۔ اس کے دین کی نصرت اور اس کی شریعت کی تائید کے لیے ہر قربانی دینے پر مستعد [illegible] اور [illegible] قرآن حکیم کے ارشادات پر عمل کرنے کے لیے دل و جان سے آمادہ [illegible] تعظیم و توقیر سب سے اہم ہے [illegible] اور اتباع قرآن کا [illegible] جب [illegible] قرنوں میں

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ا۟لَّذِيْ لَهٗ

آپ فرما دیجئے اے لوگو بے شک میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف اُسی اللہ کا جس کے لیے

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۪ فَاٰمِنُوْا

بادشاہی ہے آسمانوں اور زمین کی نہیں کوئی معبود سوائے اس کے وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے پس ایمان لاؤ

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ

اللہ پر اور اس کے رسول پر جو نبی اُمّی ہے جو ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور اس کے کلام پر

وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰۤى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ

اور تم پیروی کرو اس کی تاکہ تم ہدایت پاؤ اور موسیٰ کی قوم میں سے ایک گروہ ہے جو بتاتا ہے

بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ۝ وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ۚ وَ

حق کے ساتھ اور اسی کے ساتھ انصاف کرتا ہے اور ہم نے جدا جدا کر دیا ان کو بارہ قبیلوں میں جو الگ الگ قومیں تھیں اور

ف۱۳ اس سے پہلے جتنے رسولوں کا ذکر ہوا وہ خاص خاص علاقوں اور مخصوص قوموں کے لیے تھے، وہ وقت کے مقررہ شدہ دور میں گزرتے تھے لیکن اب جس بزرگ ہستی کا تذکرہ ہو رہا ہے اس کی شان ہی نرالی ہے، وہ کسی قوم سے مخصوص ہے اور نہ کسی زمانہ سے محدود جس طرح اس کے بھیجنے والے کی حکومت و سرداری عالمگیر ہے اسی طرح اس کے رسول کی رسالت بھی ہمہ گیر ہے۔ عرب ہوں یا عجم، سرخ ہوں یا سیاہ، عربی ہوں یا عجمی، ہر دوری و بستی کے لیے وہ ہادی برحق بنا کر بھیجا گیا ہے اس بات کا اعلان اسی کی زبان حقیقت ترجمان سے کرایا جا رہا ہے کہ اے لوگو! میں تم سب کے لیے اپنے زمین و آسمان کے خالق و مالک کی طرف سے رشد و ہدایت کا پیغام لے کر آیا ہوں۔ سب قوموں کے لیے ہدایت اور فلاح کا راستہ یہی ہے کہ اس کتاب کی پیروی کرو جو میں لے کر تمہارے پاس آیا ہوں اور میرے نقش پا کو اپنے لیے مشعل راہ بناؤ میری سنت سے انحراف نہ کرو۔

ف۱۴ اگرچہ بنی اسرائیل کی بڑی اکثریت کا عمل [illegible] تھا، چھوٹی چھوٹی سی بات پر جھگڑنا، نافرمانی ان کی عادت بن چکی تھی خواہ کتنی ہی مقدس اور مصلحت پر مبنی ہو، حکم الٰہی سے روگردانی ان کا معمول تھا لیکن اس کے باوجود ان میں ایک گروہ ایسا بھی تھا جو سچے دل سے شریعت موسوی کے پورے پورے پابند تھے تورات کے احکام کی بجا آوری میں تندہی سے کوشاں تھے مفسرین کرام سے بہت سے اقوال مروی ہیں کہ اس گروہ سے کون سا گروہ مراد ہے اور وہ کس زمانہ

أَوْحَيْنَآ إِلَىٰ مُوسَىٰٓ إِذِ ٱسْتَسْقَىٰهُ قَوْمُهُۥٓ أَنِ ٱضْرِب بِّعَصَاكَ

اور ہم نے وحی بھیجی موسیٰ کو جب پانی طلب کیا ان سے ان کی قوم نے کہ مارو اپنا عصا اس

ٱلْحَجَرَ ۖ فَٱنۢبَجَسَتْ مِنْهُ ٱثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۖ قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ

پتھر پر تو پھوٹ نکلے اس سے بارہ چشمے جان لیا ہر ایک گروہ نے

میں تھا لیکن اگر اس آیت کو چند افراد پر منطبق کیا جائے تو کسی قسم کا اشکال پیدا ہی نہیں ہوتا یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں بھی ایک ایسی جماعت تھی جب دوسری قوم نے بچھڑے کی پرستش شروع کی تو یہ اپنے مسلک توحید پر ثابت قدم رہی، آپ کے انتقال کے بعد بھی وہ احکام الٰہی پر سختی سے عمل پیرا رہی [illegible] حضور کی بعثت کے وقت بھی ایک گروہ موجود تھا جو تورات پر کاربند تھا۔ جب انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور حضور کی سیرت و اخلاق اور علامات نبوت کو بچشم خود دیکھ لیا جن کا ذکر تورات میں تھا تو ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے [illegible] دوسرے یہودیوں کی طرح ضد اور عداوت کی وجہ سے حق سے انکار نہیں کیا۔

ف۲ سبط کی جمع ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں اور حضرت یوسف علیہ السلام کے دو فرزندوں کی اولاد تھے۔ موسیٰ علیہ السلام جب مصر سے کر وادی سینا میں پہنچے تو ان کی تعداد لاکھوں تک تھی۔ تیہ میں [illegible] کی نگرانی اور انتظام کی سہولت کے لیے آپ نے انہیں بارہ گروہوں میں تقسیم کر دیا اور ہر گروہ کے لیے ایک سردار مقرر کر دیا تاکہ ان کے باہمی جھگڑوں کا تصفیہ کرے۔ [illegible] کی تمیز نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں اسے جمع نہیں واحد ہونا چاہیے تھا بلکہ یہ بدل ہے اور اممًا صفت ہے اور اسباطا موصوف ہے۔ (بیضاوی، مظہری)

ف۳ تیہ کے لق و دق صحرا میں پانی کا نام و نشان نہ تھا۔ کوئی ندی نالہ یا کوئی چشمہ یا کنواں۔ آپ کی قوم نے شدت پیاس سے بے قابو ہو کر آپ سے پانی کا مطالبہ شروع کر دیا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو حکم ہوا کہ اس پتھر کو اپنے عصا سے مارو۔ عصا لگنے کی دیر تھی کہ اس سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے اور آپ نے ایک ایک چشمہ ایک ایک قبیلے کے لیے مختص کر دیا تاکہ باہمی جھگڑے کی نوبت نہ آئے۔

مَّشْرَبَهُمْ ۚ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَأَنزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَ

اپنا اپنا گھاٹ اور ہم نے سایہ کر دیا ان پر بادل کا ۲۱۴ اور ہم نے اتارا ان پر من و

السَّلْوَىٰ ۖ كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ۚ وَمَا ظَلَمُونَا وَلَٰكِن كَانُوا

سلویٰ اور (کہا) کھاؤ ان پاک چیزوں کو جو ہم نے دی ہیں تمہیں اور انہوں نے ہمارا کچھ نہیں بگاڑا بلکہ وہ تھے

أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝ وَإِذْ قِيلَ لَهُمُ اسْكُنُوا هَٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوا

اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہتے تھے اور جب کہا گیا ان کو آباد ہو جاؤ اس شہر میں ۲۱۵ اور کھاؤ

مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُولُوا حِطَّةٌ وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ

اس سے جہاں سے چاہو اور کہو بخش دے گناہ ہمارے اور داخل ہو دروازے سے جھکتے ہوئے تو ہم بخش دیں گے

لَكُمْ خَطِيئَاتِكُمْ ۚ سَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ ۝ فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ

تمہاری خطائیں اور زیادہ دیں گے احسان کرنے والوں کو تو بدل دیا ظالموں نے ان میں سے

قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ

بات خلاف اس کے جو کہی گئی تھی ان کو تب ہم نے بھیج دیا ان پر عذاب آسمان سے

---

۲۱۴ اس ریگستان میں جہاں پانی کی ایک بوند بھی نایاب تھی وہاں سایہ دار درختوں کا وجود کہاں۔ لیکن بغیر سایہ کے اس تپتے ہوئے ریگستان میں چلچلاتی دھوپ میں گزر ہو سکتا تھا؟ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان پر یہ کرم فرمایا کہ جس علاقہ میں وہ فروکش تھے ان پر بادلوں کا سائبان تان دیا۔ بے آب و گیاہ ریت کے ان ٹیلوں میں جہاں پینے کا بھی کوئی انتظام نہ تھا وہاں کھیتی باڑی کیسے ہو سکتی تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے من و سلویٰ اتار کر ان کو فکرِ معاش سے بھی آزاد کر دیا۔ (ان تمام امور پر حواشی سورۃ البقرہ میں گزر چکے ہیں) ۲: ۵۷، ۵۸، ۵۹

۲۱۵ اس سے مراد بیت المقدس کا شہر ہے۔ اس پر حواشی سورہ البقرہ میں گزر چکے ہیں۔

بِمَا كَانُوا يَظْلِمُونَ ﴿١٦٢﴾ وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ

اس وجہ سے کہ وہ ظلم کرتے تھے ۔ اور ان سے اس بستی کا حال پوچھو جو آباد تھی ساحل

الْبَحْرِ إِذْ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ

سمندر پر جب کہ وہ حد سے بڑھ رہے تھے سبت کے حکم کے بارے میں جب سبت کے دن ان کی مچھلیاں ان کے سامنے

شُرَّعًا وَيَوْمَ لَا يَسْبِتُونَ لَا تَأْتِيهِمْ كَذَٰلِكَ نَبْلُوهُم بِمَا كَانُوا

کھلے بندوں سطح پر آجاتی تھیں اور جس دن سبت نہ ہوتا وہ نہیں آتی تھیں ۔ اس طرح ہم ان کی آزمائش کر رہے تھے ان کی

يَفْسُقُونَ ﴿١٦٣﴾ وَإِذْ قَالَتْ أُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُونَ قَوْمًا اللَّهُ

نافرمانی کی بنا پر ۔ اور جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا تم ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جنہیں اللہ ہلاک کرنے والا ہے

مُهْلِكُهُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا قَالُوا مَعْذِرَةً إِلَىٰ رَبِّكُمْ

یا جنہیں سخت عذاب دینے والا ہے تو انہوں نے کہا تمہارے رب کے حضور معذرت پیش کرنے کے لیے (کرتے ہیں)

۲۲۹ ؎ بنی اسرائیل کے لیے سبت یعنی سنیچر کا دن عبادت کے لیے مخصوص تھا اور اس دن کے دوسرے کام کرنے کی انہیں ممانعت تھی ۔ احکام الٰہی میں حیلہ و فریب کرنے میں بنی اسرائیل کو جو شہرت حاصل ہے وہ محتاج بیان نہیں ۔ یہاں ان کی اسی کا ایک واقعہ بیان کیا جا رہا ہے ۔

۲۳۰ ؎ اس میں اختلاف ہے کہ وہ بستی کون سی تھی ۔ امام زہری نے اس کا نام طبریہ بتایا ہے ۔ قتادہ کے نزدیک اس کا نام مقنا ہے لیکن یاد رہے کہ قرآن نے ... حضرت ابن عباس ، عکرمہ اور سدی سے مروی ہے کہ یہ ایلہ شہر تھا جو اب عقبہ کے نام سے مشہور ہے ۔ یہ شہر بحر قلزم کی اس شاخ کے سرے پر واقع ہے جو جزیرہ نمائے سینا کے مشرق میں چلی گئی ہے جسے خلیج عقبہ کہتے ہیں ۔

۲۳۱ ؎ حیتان جمع ہے اور اس کا واحد حوت ہے جس کے معنی مچھلی کے ہیں ۔ شرعاً شارع کی جمع ہے یعنی سطح آب پر ۔ مطلب یہ ہے کہ سبت کے دن مچھلیاں سطح آب پر نمایاں ہو کر آتی تھیں ۔ حاشیہ سورہ البقرہ ملاحظہ ہو ، آیت ۶۵ ۔

۲۳۲ ؎ سنیچر کے روز مچھلیوں کے شکار کرنے نہ کرنے کے متعلق بستی والے تین مختلف گروہوں میں بٹ گئے تھے ۔ ایک گروہ تو وہ تھا جس نے کھلی خلاف ورزی کا ارتکاب کیا تھا ۔ دوسرا گروہ وہ تھا جو خود تو شکار نہیں کرتا تھا لیکن شکار کرنے والوں کو اس حکم الٰہی سے روکتا بھی نہ تھا ۔ تیسرا گروہ وہ تھا جو دعوت و تبلیغ میں مشغول تھا ۔ دوسرے گروہ نے تیسرے

وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۝ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ أَنجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ

اور شاید وہ ڈرنے لگیں پھر جب انھوں نے فراموش کر دی وہ جو انہیں نصیحت کی گئی تھی تو ہم نے نجات دے دی

عَنِ السُّوءِ وَأَخَذْنَا الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَئِيسٍ بِمَا كَانُوا

جو منع کرتے تھے برائی سے اور پکڑ لیا ہم نے ان کو جنھوں نے ظلم کیا تھا سخت عذاب سے بوجہ اس کے کہ وہ نافرمانی کیا

يَفْسُقُونَ ۝۲۲۰ فَلَمَّا عَتَوْا عَن مَّا نُهُوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً

کرتے تھے ۲۲۰ پھر جب انھوں نے سرکشی کی اس سے جس سے روکے گئے تھے ہم نے حکم دیا انہیں کہ ہو جاؤ بندر

خَاسِئِينَ ۝۲۲۱ وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ

ذلیل ہونے والے ۲۲۱ اور یاد کرو جب اعلان کر دیا آپ کے رب نے کہ ضرور بھیجتا رہے گا ان پر روز قیامت تک

مَن يَسُومُهُمْ سُوءَ الْعَذَابِ ۗ۲۲۲ إِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيعُ الْعِقَابِ ۖ وَ

ایسے آدمی جو پہنچاتے رہیں گے انھیں برا عذاب ۲۲۲ بے شک آپ کا رب جلدی عذاب دینے والا ہے اور

گروہ لوگوں کو کہا کرتا تھا کہ تم ان لوگوں کو کیوں پند و نصیحت کرتے ہو جن کی ہلاکت مقدر ہو چکی ہے انھیں سمجھانے سے کیا حاصل۔ اس فرض شناس گروہ نے انھیں جواب دیا کہ اس تبلیغ کے دو فائدے ہیں۔ ایک تو یہ کہ قیامت کے روز ہم رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کریں گے کہ خداوندا ہم نے تو اپنا فرض ادا کیا عمل کرانا ہمارے اختیار میں نہ تھا۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ ممکن ہے کہ ہماری وعظ و نصیحت سے کسی کا دل پسیج جائے اور وہ راہ حق اختیار کرے۔

۲۲۰ نسیان یعنی بھولنا کبھی کسی چیز کو چھوڑ دینے کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے اور یہاں اسی معنی میں مستعمل ہوا ہے۔ والنسیان یطلق علی الساهی والعامد الترک ای ترکوا عن قصد (قرطبی) بئیس یعنی شدید۔ جب ان کی نافرمانی اور عصیاں شعاری حد سے تجاوز کر گئی اور ان کے ہدایت پانے کی کوئی امید نہ رہی تو ان پر عذاب الٰہی آیا جس نے ان کو ہلاک و برباد کر دیا۔ اور ان تین گروہوں میں سے صرف وہی گروہ نجات پا سکا جو ان کو وعظ و نصیحت کیا کرتا تھا۔

۲۲۱ ملاحظہ ہو حاشیہ متعلقہ بہ آیت ۶۵ البقرہ ضیاء القرآن جلد اول

۲۲۲ آگاہ کر دینے اور حتمی فیصلہ کر دینے اور کسی فیصلہ کا اعلان کرنے کو تاذن کہتے ہیں۔ یہ لوگ کون تھے جن کے متعلق اعلان کیا گیا۔ بعض علماء کا یہ خیال ہے کہ یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے یوم سبت کے متعلق احکام الٰہی کو پس پشت ڈال دیا۔ بعض کی رائے ہے کہ ان

إِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۶۷﴾ وَقَطَّعْنَاهُمْ فِي الْأَرْضِ أُمَمًا مِّنْهُمُ

بیشک وہ غفور رحیم بھی ہے اور ہم نے بانٹ دیا انہیں زمین میں مختلف گروہوں میں ۲۲۲ ان میں سے

الصَّالِحُونَ وَمِنْهُمْ دُونَ ذَٰلِكَ وَبَلَوْنَاهُم بِالْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ

کچھ نیک تھے اور کچھ اور طرح کے تھے اور ہم نے آزمایا انہیں نعمتوں اور تکلیفوں کے ساتھ

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿۱۶۸﴾ فَخَلَفَ مِن بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَرِثُوا الْكِتَابَ

تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں پھر جانشین ہوئے ۲۲۳ ان کے بعد وہ ناخلف جو وارث بنے کتاب کے

يَأْخُذُونَ عَرَضَ هَٰذَا الْأَدْنَىٰ وَيَقُولُونَ سَيُغْفَرُ لَنَا وَإِن

وہ لیتے ہیں مال اس دنیا کا اور کہتے ہیں ضرور بخش دیا جائے گا ہمیں اور اگر

سے مراد یا تو یہی یہودی امت ہے اور بعض کے نزدیک حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے معاصر یہودی ہیں۔

۲۲۲ یعنی ہم نے ان کی جمعیت کو منتشر کر دیا۔ ان کا شیرازہ بکھیر دیا۔ وہ دنیا کے مختلف ممالک میں ایک بے بس اقلیت بن کر رہ گئے۔ ان میں سے بعض نیکوکار بھی ہیں اور بعض بدکار بھی۔ ان کو راہ راست پر لانے کے لیے ان کے ساتھ لطف و عنایت کا رویہ بھی اختیار کیا گیا اور ان سے شدت و سختی کا سلوک بھی کیا گیا۔

۲۲۳ یہود کی ذہنی سیرت کا ایک اور پہلو بیان کیا جا رہا ہے۔ یعنی وہ مال و دولت جمع کرنے میں اتنے حریص تھے کہ ذرا رشوت لے کر اللہ تعالیٰ کے صریح اور واضح احکام میں رد و بدل کر دیتے اور تورات کی آیات کی غلط تعبیر کر دیتے ان کا مرض اب لاعلاج ہو چکا تھا کیونکہ اس سے بچنے کی ایک ہی صورت ہو سکتی تھی کہ ان کے دل میں عذاب الٰہی کا خوف پیدا ہو اور وہ اپنے ہولناک انجام سے ڈر کر توبہ کریں۔ لیکن وہاں تو اس کی اب کوئی گنجائش ہی نہ تھی کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو ایک شدید مغالطہ میں مبتلا کر رکھا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے لاڈلے اور پیارے ہیں ہمیں دوزخ کی آگ نہیں جلا سکتی ہم تورات کے حامل ہیں ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کی جناب میں ایسی خصوصی رعایتیں ہیں جن کی وجہ سے اب ہم کیسی ہی بے راہ روی کریں ہمیں کوئی گزند نہیں پہنچ سکتی۔ ہماری بخشش کا ہم سے پکا وعدہ کر لیا گیا ہے۔ جب کسی قوم کے افراد اور تعلیم یافتہ طبقہ کی اخلاقی پستی اور دنیا پرستی کا یہ حال ہو تو اس کا کیا حال ہوگا۔ امت محمدیہ کے مشائخ و علماء کو اپنی اولاد کی تعلیم اور دینی تربیت کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہیے۔ مبادا اللہ نہ کرے وہ بھی ان بیماریوں میں مبتلا ہو جائے جن میں بنی اسرائیل کے علماء کی اولاد گرفتار ہو چکی تھی۔

يَأْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَأْخُذُوْهُ ۭ اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ

آ جائے ان کے پاس دنیاوی مال اس جیسا تو لے لیتے ہیں اسے بھی کیا نہیں لیا گیا تھا ان سے پختہ وعدہ

الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ ۭ وَ

کتاب میں کہ نہ منسوب کریں اللہ کی طرف کوئی بات سوائے حق کے اور پڑھ چکے ہیں جو کچھ اس میں ہے اور

الدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۱۶۹ وَالَّذِيْنَ

دارِ آخرت بہتر ہے ان کے لیے جو ڈرتے ہیں تو کیا تم نہیں سمجھتے اور جنہوں نے

يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۭ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ

مضبوطی سے پکڑ رکھا ہے کتاب کو اور قائم کی نماز کو بے شک ہم ضائع نہیں کریں گے اجر

ف۲۲۵ قرآن حکیم نے نہایت واضح الفاظ میں ان کی خام خیالی کا پردہ فاش کر دیا کہ وہ یہ کہنے کی کیسے جرأت کرتے ہیں حالانکہ ان سے تو اس بارے میں سخت ترین وعدہ لیا گیا تھا کہ وہ ایسی کوئی بات اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کریں گے جو اس نے نہ فرمائی ہو اتنے پختہ وعدہ کے بعد انہیں کب حق پہنچتا ہے کہ وہ اس خود فریبی کا شکار ہوں۔ یہ دنیا کی چند روزہ زندگی اور اس کا فناپذیر مال و متاع ان کی نظروں میں کیا وقعت رکھتا ہے کہ انسان اس جنت کی ابدی زندگی اور اس کے آرام و راحت کو قربان کر دے۔

لغوی تحقیق: (۱) خَلَفٌ اگر لام متحرک ہو تو اس کا معنی نیک اولاد ہے (۲) خَلْفٌ لام ساکن ہو تو اس کا معنی بُری اولاد ہے۔ خَلْفٌ فی الذم بالاسکان و خَلَفٌ بالفتح فی المدح (قرطبی) (۲) عرض لغت میں ایسی چیز کو کہتے ہیں جو جلدی فنا پذیر ہو جائے۔ اسی وجہ سے دنیاوی مال و متاع کو بھی عرض کہتے ہیں کیونکہ اس کو بھی بقا نہیں۔ العرض ما لا یکون له ثبات و منه استعار المتکلمون العرض لما لا ثبات له (۳) هذا الادنی یعنی یہ جہان جو قریب ہے ای هذا العالم الادنی (قرطبی)

یہ آیت جہاں یہود کے علماء کی اور اخلاقی پستی کی مذمت کر رہی ہے وہاں مسلمان مشائخ اور علماء کے لیے بھی اس میں درسِ عبرت ہے۔ وہ چیز جو علماء و مشائخ یہود کے لیے شرمناک تھی کیا وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین اور کامل ترین بندے اور سید الانبیاء والمرسلین کی امت جسے خیر الامم کے لقب سے نوازا گیا ہے کے علماء و مشائخ کے لیے قابلِ برداشت ہو سکتی ہے۔ اگر آخری نبی کی آخری شریعت اور آخری کتاب کے امین اپنی ذمہ داریوں کو ادا نہیں کریں گے اور شریعت کے احکام بھی دولت کمانے کا ذریعہ بن کر رہ جائیں گے تو پھر اس چشمہ صافی سے دنیا کے پیاسے کیونکر سیراب ہو سکیں گے

الْمُصْلِحِينَ ۝ وَإِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَأَنَّهُ ظُلَّةٌ وَظَنُّوا

اصلاح کرنے والوں کا ۔ ۲۲۴ اور جب ہم نے ان کے اوپر پہاڑ کو جھنجھوڑا ۲۲۵ گویا وہ سائبان ہے اور وہ سمجھنے لگے

أَنَّهُ وَاقِعٌ بِهِمْ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ

کہ وہ ضرور ان پر آ گرے گا (تو ہم نے کہا) جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے اسے مضبوطی سے پکڑو اور جو کچھ اس میں ہے اسے یاد رکھو تاکہ تم

تَتَّقُونَ ۝ وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ

بچتے رہو ۔ اور یاد کرو جب تمہارے رب نے ۲۲۶ بنی آدم کی پشتوں سے ان کی اولاد کو

۲۲۴ ۔ اگر کوئی شخص احکام الٰہی کا پابند ہے تو اس کے نیک اعمال محض اس وجہ سے اس کے ضائع نہیں کر دیئے جائیں گے بلکہ ان کا اجر پورا عطا کیا جائے گا۔

۲۲۵ ۔ لسان العرب میں ہے النتق الزعزعة والهز والجذب والنفض یعنی نتق کا معنی جھنجھوڑ دینا، زور سے ہلانا، کھینچنا اور جھاڑنا ہے۔ جب پہاڑ میں زلزلہ آتا ہے تو اس کی شکل کچھ ایسی ہوتی ہے اور جو لوگ پہاڑ کے دامن میں کھڑے ہوئے ہوتے ہیں انہیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ پہاڑ ان پر گر رہا ہے۔ اس قسم کی صورت حال سے بنی اسرائیل کو دوچار کر دیا گیا۔ تورات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ کتاب خروج باب ۱۹ کی آیات ۱۶ تا ۱۸ اس طرح ہیں۔

> جب تیسرے دن صبح ہوئی تو بادل گرجنے اور بجلی چمکنے لگی اور پہاڑ پر کالی گھٹا چھا گئی اور قرنا کی آواز بہت بلند ہوئی اور سب لوگ ڈیروں میں کانپ گئے اور موسیٰ لوگوں کو خیمہ گاہ سے باہر لایا کہ خدا سے ملائے اور وہ پہاڑ سے نیچے آ کھڑے ہوئے اور کوہ سینا اوپر سے نیچے تک دھوئیں سے بھر گیا کیونکہ خداوند شعلہ میں ہو کر اس پر اترا اور دھواں تنور کے دھوئیں کی طرح اوپر کو اٹھ رہا تھا اور وہ سارا پہاڑ زور سے ہل رہا تھا

اس کے علاوہ نتق کے معنی اٹھانے کے بھی ہیں یعنی کسی چیز کو اکھاڑ کر اٹھا لینا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے یہ بعید نہیں کہ وہ پہاڑ کو اکھاڑ کر ان کے سروں پر لا کھڑا کر دے۔ آثار میں جو روایت ہے وہ اسی معنی کی تصدیق کرتی ہے۔

۲۲۶ ۔ علامہ قرطبی نے اس آیت کو قرآن کی مشکل آیات میں شمار کیا ہے اس لیے اس کے مفہوم کو سمجھنے کے لیے تفصیل کی ضرورت ہے۔ متداول تفسیروں میں جو مطلب بیان ہوا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کی پشت سے ان کی ساری اولاد کو جمع کر کے ان سے یہ سوال پوچھا تھا اور انہوں نے بلیٰ کہہ کر اقرار کیا تھا۔ یہ موقف پہلی مرتبہ تسلیم کر لیا گیا ہے اور توحید ربانی کی بات فطرت انسانی کی گہرائیوں میں بٹھا دی گئی ہے۔ [illegible] کی توحید کا اعتراف کرتے ہوئے بلیٰ کے نعرے لگا رہی ہے [illegible] معلوم ہوتا ہے چنانچہ اس

وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۖ قَالُوا بَلَىٰ ۛ شَهِدْنَا ۛ

اور گواہ بنا دیا ان کو خود ان کے نفسوں پر (اور پوچھا) کیا نہیں ہوں میں تمہارا رب۔ سب نے کہا بے شک تو ہی ہمارا رب ہے

أَن تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَٰذَا غَافِلِينَ ﴿١٧٢﴾

تاکہ تم یہ نہ کہو قیامت کے دن کہ ہم تو اس سے بے خبر تھے ع ۲۰۱

آیت کے معنی یوں سمجھتے ہیں ای نصب لہم دلائل ربوبیتہ ورکب فی عقولہم ما یدعوہم الی الاقرار بہا حتی صاروا بمنزلۃ من قیل لہم الست بربکم قالوا بلیٰ فنزل تمکینہم من العلم بہا وتمکنہم منہ منزلۃ الاشہاد والاعتراف علی طریق التمثیل یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کی روشن دلیلیں ان کے لیے قائم کر دی ہیں اور ان کو ایسی عقل و بصیرت عطا فرما دی ہے کہ وہ ان دلائل کے پیش نظر اس کی ربوبیت کا اعتراف کریں۔ گویا ان سے پوچھا جا رہا ہے کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں اور وہ اعتراف کر رہے ہیں۔ یہ طرز تمثیل ہے لیکن سلف صالحین کا مسلک یہ ہے کہ اس آیت کی صحیح تفسیر وہ ہے جو احادیث نبویہ سے ثابت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا تو حضور نے فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام کی تخلیق ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی پشت پر دست قدرت پھیرا جس کی وجہ سے آپ کی پشت سے ان کی ساری اولاد ظاہر ہو گئی۔ اور ان سے یہ سوال کیا گیا اور انہوں نے ہمیں سے اس کا جواب دیا۔ اس حدیث سے اور اس کے علاوہ متعدد احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سوال و جواب حقیقت میں ہوا تھا۔ یہ محض تمثیل ہی نہیں جیسے معتزلہ کا خیال ہے۔ ان احادیث صحیحہ کی موجودگی میں ہمیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ ہم اس بات کو تسلیم کرنے میں تامل کریں۔ جو قادر مطلق اپنی قدرت کاملہ سے قیامت کے دن سب اولاد آدم کو میدان حشر میں جمع کر سکتا ہے اس کی قدرت سے کیا بعید ہے کہ وہ پشت آدم سے ان کی ساری اولاد کو نکال کر اپنی بارگاہ میں پیش کر دے۔ علامہ قطب الدین شیرازی نے اس مسئلہ پر بڑی عمدہ تحقیق کی ہے جس کو علامہ آلوسی نے بہت پسند کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم سے دو میثاق لیے ہیں۔ ایک حالی اور دوسرا مقالی۔ حالی میثاق تو یہ ہے کہ ان کی فطرت میں عقیدہ توحید کی طرف جو میلان رکھ دیا اور ان کے ذہن میں دلائل کے جو چراغ روشن کر دیے ہیں وہ اپنی زبان حال سے بول رہے ہیں۔ اور دوسرا میثاق مقالی تھا جس کا ذکر حدیث پاک میں ہے جو روز میثاق لیا گیا تھا۔ (روح المعانی)

فائدہ یہاں یہ شبہ دل میں کھٹکنے لگتا ہے کہ وہ عہد جس کا یہاں ذکر کیا جا رہا ہے اور جس کی خلاف ورزی کو جرم قرار دیا جا رہا ہے وہ آج کسے یاد ہے۔ کیا ایسی چیز جو ذہن سے فراموش ہو چکی ہو وہ بھی حجت قرار دی جا سکتی ہے۔ تو اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اس میثاق کی یاد اگرچہ ذہن اور شعور سے محو ہو چکی ہے لیکن تحت الشعور میں اب بھی موجود ہے اور انسانی فطرت میں اس کی ایسی تخم ریزی کر دی گئی ہے کہ جب بھی اسے صحیح تربیت اور مناسب ماحول نصیب ہوتا ہے تو وہ بیج پھوٹتے اور برگ و بار لاتے ہیں

أَوْ تَقُولُوٓا۟ إِنَّمَآ أَشْرَكَ ءَابَآؤُنَا مِن قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنۢ

یا یہ کہو کہ شرک تو صرف کیا تھا ہمارے باپ دادا نے پہلے اور ہم تو تھے ان کی اولاد

بَعْدِهِمْ ۖ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ ٱلْمُبْطِلُونَ ۝ وَكَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ

ان کے بعد تو کیا تو ہلاک کرتا ہے ہمیں اس قصور پر جو کیا اہل باطل نے اور اسی طرح ہم تفصیل سے بیان کرتے

ٱلْءَايَٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ وَٱتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ٱلَّذِىٓ ءَاتَيْنَٰهُ

ہیں آیتیں تاکہ وہ لوٹ آئیں اور پڑھ کر سناؤ انہیں حال اس شخص کا جسے ہم نے دی تھیں

توحید کا جو جذبہ ہر ایک انسان کے ساتھ پیدا ہوتا ہے اور توحید کو قبول کرنے کی صلاحیت انسان کی فطرت میں ودیعت کی گئی ہے وہ قرآن حکیم کی اصطلاح [illegible] توحید کا میثاق ہے۔ اور یہ ممکن ہے کہ یہ سادی چیزیں فقط انہیں صلاحیتوں کو بیان کرتی ہیں جو [illegible] تحت الشعور میں موجود ہوتی ہیں۔ لیکن [illegible] نہیں سکتے [illegible] لیکن آپ ان کی مناسب تربیت کر کے ایک بہترین [illegible] تو بنا سکتے ہیں لیکن آپ [illegible] کریں اس کو ہوا میں اڑا نہیں سکتے۔ اس کی وجہ یہی تو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان میں تیرنے کی استعداد رکھی ہے لیکن اڑنے کی صلاحیت نہیں رکھی۔ تو معلوم ہوا کہ یوم میثاق کو جس چیز کی [illegible] وہ ہمیں [illegible] ہو جائے [illegible] جائے لیکن وہ ہمارے رگ و پے میں سمائی ہوئی ہے فقط کسی [illegible] کے [illegible] کی منتظر ہے۔ [illegible] اور [illegible] بے معنی۔ وہ لوگ جو اس [illegible] جبری [illegible] رہتے ہیں [illegible] قیامت کے دن ان کا کوئی عذر قابل قبول نہ ہوگا۔

۲۲۰؎ یہ جملہ معطوف ہے اور اس کا معطوف علیہ مقدر ہے۔ تقدیر عبارت یوں ہے۔ فصلناها ليتدبروها ويتفكروا فيها ولعلهم يرجعون (مظہری)۔ ترجمہ اسی کے مطابق کیا گیا ہے۔

۲۲۱؎ وہ کون تھا جس کا قصہ ان آیات میں بیان کیا جا رہا ہے؟ بعض علماء کی رائے ہے کہ وہ بنی اسرائیل کا ایک بہت بڑا عالم تھا جس کا نام بلعام بن باعورا تھا۔ اپنے زمانہ میں علم و فضل میں اپنی نظیر نہیں رکھتا تھا۔ ہزاروں کی تعداد میں طلبہ اس کی علمی مجلسوں میں حاضر ہوتے اور اس کے خطبات کو قلمبند کرتے۔ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حسد کرنے کے باعث اپنے علم و فضل کے باوجود [illegible] سے محروم ہو گیا۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ شخص امیہ ابن ابی الصلت الثقفی تھا جس نے قدیم آسمانی کتابوں کا مطالعہ کیا تھا۔ اور اسے معلوم تھا کہ اس زمانہ میں ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے۔ اس کی تو خواہش تھی کہ یہ عہدہ اسے دیا جائے لیکن جب تاج نبوت رحمت عالمیان کے سر مبارک پر رکھا گیا تو حسد کے مارے جل بھن گیا اور کفر اختیار کیا۔ سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ ابو عامر بن صیفی کا

ءَايَٰتِنَا فَٱنسَلَخَ مِنْهَا فَأَتْبَعَهُ ٱلشَّيْطَٰنُ فَكَانَ مِنَ ٱلْغَاوِينَ ١٧٥

اپنی آیتوں کا تو وہ کترا کر نکل گیا ان سے ۲۳۳ تب پیچھے لگ گیا اس کے شیطان ۲۳۴ تو ہو گیا وہ گمراہوں میں

وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَٰهُ بِهَا وَلَٰكِنَّهُۥٓ أَخْلَدَ إِلَى ٱلْأَرْضِ وَٱتَّبَعَ

اور اگر ہم چاہتے تو بلند کر دیتے اس کا مرتبہ ان آیتوں کے باعث ۲۳۵ لیکن وہ تو جھک گیا پستی کی طرف اور پیروی کرنے لگا

نام لیا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں وہ زہد و ریاضت کی زندگی بسر کرتا تھا۔ اور ٹاٹ کے بنے ہوئے کپڑے پہنا کرتا تھا۔ وہ بھی نبوت کا امیدوار تھا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تو اس نے کفر اختیار کیا۔ لیکن محققین کی رائے یہ ہے کہ قرآن حکیم نے اس کا نام نہیں لیا تو ہم بھی اس کی تعیین کے درپے ہوں۔ جو وقت اور کاوش اس کی شخصیت کا سراغ لگانے میں صرف کرتے ہیں۔ وہ اس قصہ کو سمجھنے اور اس سے عبرت حاصل کرنے میں صرف کریں۔

۲۳۳ سانپ کے اپنی پرانی کینچلی کو اتار دینے کو عربی میں انسلخت الحیۃ من جلدھا کہتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ جس طرح سانپ اپنی پرانی کینچلی کو اتار پھینکتا ہے اسی طرح اس شخص نے بھی ان آیات و ہدایت کو اتار پھینکا اور اس کی جگہ گمراہی اور ضلالت کا لباس اوڑھ لیا۔

۲۳۴ اتبع کا معنی ہے کسی کے پیچھے لگنا۔ اسی معنی میں یہ قول: اتبعت القوم ای لحقتھم (قرطبی)۔ جب انسان دانستہ آیات ربانی کا انکار کرتا ہے اور انہیں پس پشت ڈال دیتا ہے تو شیطان اس پر مسلط ہو جاتا ہے اور ہر لمحہ اس کے دل میں وسوسہ اندازی کرنے لگتا ہے۔

۲۳۵ حق تعالیٰ کا جو علم اسے عطا کیا گیا تھا اگر وہ اس پر عمل پیرا ہوتا تو مقربین بارگاہ الٰہی میں شمار ہوتا۔ اور مناصب رفیعہ اور مراتب عالیہ پر فائز ہوتا۔ لیکن اس بدنصیب نے تو اس سے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور نفسانی خواہشات کا ایسا پرستار بن گیا اور حرص و طمع کا اس پر ایسا غلبہ ہو گیا کہ گویا دکھائی دینے لگا کہ اس نے ذلت کی پستیوں سے چمٹے رہنے کا عزم مصمم کر لیا ہے۔ اور وہ کسی طرح بھی اسے چھوڑ کر ہدایت کی بلندی کی طرف ایک قدم بھی اٹھانے کے لیے آمادہ نہیں۔ ولو شئنا یعنی اگر ہم چاہتے تو اسے اپنی اطاعت پر مجبور کر دیتے اور اسے مجبور کرتے کہ وہ ان دلائل کی روشنی میں راہ حق پر چلتا اور آگے قدم بڑھاتا چلا جائے لیکن ایسی جبری اطاعت ہماری حکمت کے منافی ہے۔ جو شخص جان بوجھ کر ہلاکت کے گڑھے میں چھلانگ لگانے پر مصر ہوتا ہے اسے اس کا شوق پورا کرنے دیا جاتا ہے۔ اخلد کا صلہ جب الی ہو تو اس کا معنی ہوتا ہے اس چیز کی طرف مائل ہونا۔ اخلد الیہ مال و رکن (منجد)

هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ

اپنی خواہش کی تو اس کی مثال کتے جیسی ہے ۲۳۵ اگر تو حملہ کرے اس پر تب بھی ہانپے اور اگر تو اسے

تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ

چھوڑ دے تب بھی ہانپے یہ حال ہے اُن لوگوں کا جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو ۲۳۶

فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ سَآءَ مَثَلَا ۨالْقَوْمُ

تو آپ سنائیں انہیں یہ قصے شاید وہ غور و فکر کرنے لگیں بہت بُری کہاوت ہے اس قوم کی

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ مَنْ يَّهْدِ

جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور وہ اپنی ہی جانوں پر ظلم کیا کرتے تھے جسے ہدایت بخشے

اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۷۸﴾

اللہ تعالیٰ سو وہی ہدایت پاتا ہے اور جسے گمراہ کر دے تو وہی نقصان اٹھانے والے ہیں

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ

اور بے شک ہم نے پیدا کیے ۲۳۷ جہنم کے لیے بہت سے جن اور انسان ان کے دل تو ہیں

---

۲۳۵ کتے کی فطرت میں حرص و طمع کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے جب دیکھو گلی سڑی چیزوں اور غلیظ ہڈیوں کی تلاش میں منہ لٹکائے کوچہ بکوچہ پھرتا ہے۔ اس شخص کی مثال بھی یہی ہے حصول دولت کے پیچھے کتے کی طرح ہر حال میں ہانپتا پھرتا ہے۔

۲۳۶ یعنی یہ خستہ حالی و پریشانی اور ہر وقت کا اضطراب کسی ایک منکر حق کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ جو بھی حق کو حق سمجھتے ہوئے اس سے روگردانی کرتا ہے اس کا یہی حال ہوتا ہے۔ اس چیز کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ غفلت کے مارے ہوش میں آئیں اور عبرت حاصل کریں۔

۲۳۷ بظاہر اس آیت میں اور ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون میں تضاد معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ جنوں اور انسانوں کی اکثریت کی تخلیق ہی ایسے کی گئی ہے کہ وہ جہنم کا ایندھن بنیں۔ اور دوسری آیت میں

لَا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ

لیکن وہ سمجھتے نہیں ہیں ان سے اور ان کی آنکھیں ہیں لیکن وہ دیکھتے نہیں ہیں ان سے اور ان کے کان ہیں

لَا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَٰئِكَ هُمُ

لیکن وہ سنتے نہیں ہیں ان سے وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ یہی لوگ ہی

جن و انس کی تخلیق کی غایت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ عبادت کریں۔ مگر ذہن کا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس آیت میں لجھنم پر لام ہے وہ لام عاقبت ہے یعنی ان کی تخلیق کا انجام یہ ہو کہ بہتوں نے خود اپنی غلطی سے اپنے آپ کو جہنم کا ایندھن بنا لیا اور صحیح غایت وہی ہے جو الا لیعبدون میں لام غایت کا ہے یعنی اصل مقصد ان کی پیدائش کی تخلیق کا یہ ہے کہ ہدایت پائیں اور عبادت کریں اور سعادت دارین حاصل کریں اور جہنم اپنی بد اعمالیوں سے مستحق ہوں۔ اسی لیے آیت میں تعالیٰ [illegible] اور لام کا استعمال عاقبت کے لیے قرآن حکیم اور محاورہ عرب میں کثیر ہے۔ ارشاد باری ہے فالتقطه آل فرعون لیکون لهم عدوا و حزنا۔ یعنی موسیٰ کو فرعون کے گھر والوں نے اٹھا لیا تاکہ وہ بڑا ہو کر ان کا دشمن ہو۔ یہاں بھی لام عاقبت کے لیے ہے غایت کے لیے نہیں کیونکہ اٹھانے والوں کا مقصد یہ نہ تھا کہ موسیٰ علیہ السلام بڑے ہو کر ان کی دولت و بادشاہی کو ختم کریں بلکہ ان کا مقصد تو یہ تھا کہ جب یہ بڑا ہو جائے گا تو ہمارے کام آئے گا۔ لیکن ان کے اٹھانے کا نتیجہ یہ نکلا کہ موسیٰ علیہ السلام نے بڑے ہو کر ان کو تباہ و برباد کر دیا۔ اسی طرح عربی کا ایک شعر ہے ۔

لدوا للموت وابنوا للخراب ۔۔۔ فکلکم یصیر الی ذهاب

یہاں بھی لام غایت کا نہیں بلکہ عاقبت کا ہے۔ کیونکہ ماں باپ بچے اس لیے تو نہیں جنتے کہ وہ مر جائیں اور عمارات اور حویلیاں اس لیے تو نہیں بنائی جاتیں کہ وہ ویران ہو جائیں لیکن ہوتا ایسا ہی ہے کہ بچہ جوان ہو کر موت کا پیالہ پی ہی لیتا ہے اور عالی شان عمارت کی ساری شان و شوکت ایک دن پیوند خاک ہو کر رہتی ہے

ف۲۳ یہاں ان کے ہولناک انجام کی وجہ بیان کی جا رہی ہے کہ وہ جہنم کا ایندھن اس لیے بنائے گئے کہ دعوت حق کو سمجھنے پیغام ہدایت کو سننے اور اس کے روشن شواہد کو دیکھنے کی بجائے انہیں گمراہی کی تقلید اور تعصب نے اندھا بہرا بنا کر چھوڑ دیا۔ وہ بے عقل چارپایوں کی طرح ہو کر رہ گئے جس طرح ان جانوروں کی ساری تگ و دو صرف کھانے پینے اور خواہشات نفسانی کی تکمیل کے لیے وقف ہے اسی طرح ان انسان نما حیوانوں کا مقصد بھی یہی ہے کہ اچھا کھائیں اور دوسری لذتوں سے لطف اندوز ہوں۔ معرفت الٰہی تو مقصد حیات ہی نہیں بلکہ ان کی حالت تو یہ حیوانوں سے بھی بدتر ہے کیونکہ وہ بے عقل ہونے کے باوجود اپنے مالک کی خدمت گزاری سے منہ نہیں موڑتے اور اس کے بلانے پر بھاگے چلے آتے ہیں مگر یہ تو ایسے ہیں کہ اپنے حقیقی مالک و خالق کو بھی نہیں پہچانتے اس لحاظ سے یہ حیوانوں سے بھی بدتر ہیں

الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۪ وَذَرُوا

غافل وہی ہیں۔ اور اللہ ہی کے لیے ہیں نام سب سے اچھے ۲۲۲ سو پکارو اسے انہیں ناموں سے اور چھوڑ دو

الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْۤ اَسْمَآىٕهٖ ؕ سَیُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۰﴾

انہیں جو کج روی کرتے ہیں اس کے ناموں میں ۲۲۳ عنقریب انہیں بدلہ دیا جائے گا جو وہ کیا کرتے تھے

وَمِمَّنْ خَلَقْنَاۤ اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ یَعْدِلُوْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالَّذِیْنَ ع ۲۲ ۱۲

اور جن کو ہم نے پیدا کیا ان میں سے ایک جماعت ۲۲۴ ہے جو رہنمائی کرتی ہے حق کے ساتھ اور حق ہی کے ساتھ عدل کرتی ہے

كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۲﴾ وَاُمْلِیْ

اور جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو ہم آہستہ آہستہ لے جائیں گے انہیں ۲۲۵ ایسے طریقے سے کہ انہیں علم بھی نہ ہوگا اور میں ڈھیل دیتا ہوں

۲۲۲ اب ذکر الٰہی کی ترغیب اور اس کا طریقہ بتایا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شان قدوسیت اور شان رحمت پر دلالت کرنے والے بڑے پیارے پیارے اور بڑے اچھے نام ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کو یاد کرو تو ان پیارے پیارے ناموں سے یاد کرو۔ اپنی طرف سے اس کے لیے نئے نئے نام مت گھڑو کیونکہ تم اس کی صفت شان کو نہیں پہچان سکتے۔ مبادا تمہاری زبان سے کوئی ایسا لفظ نکل جائے جو اس کی شان قدوسی کے شایان نہ ہو۔ [illegible]

۲۲۳ یلحدون۔ لحد کا معنی ہے سیدھی راہ سے ہٹ جانا۔ معنی الالحاد فی اللغة الميل عن القصد قال ابن السكيت الملحد العادل عن الحق المدخل فيه ما ليس منه (قرطبی) اللہ تعالیٰ کے ناموں میں کج روی اختیار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر پر کیا جائے جیسے مسیلمہ کذاب کے پیروکار اس کو رحمٰن یمامہ کہا کرتے تھے یا بت پرستوں نے اپنے بتوں کے نام اللہ تعالیٰ کے اسماء سے مشتق کر کے رکھے ہوئے تھے جیسے اللہ سے لات، عزیز سے عزیٰ اور منان سے منات وغیرہ۔ یا اللہ تعالیٰ کے لیے ایسے اسماء تجویز کرنا جو اس کی شان عالی کے لائق نہیں یا اسماء الٰہیہ کو سحر وغیرہ کے لیے استعمال کرنا یہ سب طریقے الحاد کے ہیں۔

۲۲۴ اس سے مراد نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہے۔

۲۲۵ جب انسان سرکشی اختیار کرتا ہے اور اپنے مالک حقیقی کی نافرمانی میں دن رات سرگرم رہتا ہے لیکن اس کے باوجود اس کے مال و دولت میں دن بدن اضافہ ہوتا رہتا ہے اس کی قوت، اقتدار اور اختیار کی سرحدیں پھیلتی چلی جاتی ہیں اور وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ یہی وہ طریق درست ہے جو اس نے اختیار کر رکھا ہے یہاں تک کہ وہ گمراہی کے

لَهُمْ ۚ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ۝ أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا ۗ مَا بِصَاحِبِهِم

تمہیں۔ بے شک میری خفیہ تدبیر بہت مضبوط ہے کیا انہوں نے غور نہیں کیا ۲۴۳ کہ ان کے صاحب کو

مِّن جِنَّةٍ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ أَوَلَمْ يَنظُرُوا فِي مَلَكُوتِ

کوئی جنون لاحق نہیں ۲۴۴ نہیں ہیں وہ مگر صاف صاف ڈرانے والے کیا انہوں نے غور سے نہیں دیکھا آسمانوں اور

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ مِن شَيْءٍ وَأَنْ عَسَىٰ

زمین کی وسیع سلطنت میں اور ہر اس چیز میں جو پیدا فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے اور اس بات میں کہ شاید

أَن يَكُونَ قَدِ اقْتَرَبَ أَجَلُهُمْ ۖ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ

نزدیک آگئی ہو ان کی مقررہ میعاد تو کس بات پر وہ اس (قرآن) کے بعد ایمان لائیں گے

آخری کنارے تک جا پہنچتا ہے یا جس گروہ یا شخص سے ایسے بے غرق عادت امور ظاہر ہوتے ہیں وہ مال و دولت، جاہ و حشمت اولاد و اعداد کی کثرت سے مسرور ہیں اور ان پر وہ پردہ پوشی ہی ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ ہلاکت و بربادی کی اتھاہ گہرائیوں میں جا گرتا ہے اسی چیز کو استدراج کہتے ہیں اس کا معنی ہے آہستہ آہستہ کسی کو ہلاکت کے قریب کر دینا۔ یعنی سنقربهم في الهلاك قليلا قليلا . طبري . الاستدراج هو الاخذ بالتدريج منزلة بعد منزلة (قرطبی)

۲۴۳ کفار کیوں اسلام قبول نہیں کرتے؟ ان کی عادت وہ نبی مکرم مبعوث ہوئے ہیں ان کے حسن و کمال، صدق و مقال کا انہیں اعتراف ہے ان کی قبل از بعثت چالیس سالہ زندگی کے سامنے ہے۔ روز و شب ان کے سامنے ہیں۔ اور یہ کائنات کی کتاب جو کھول کر ان کے سامنے رکھ دی گئی ہے۔ اور جس کے ہر صفحہ پر اللہ تعالیٰ کی توحید کے روشن دلائل ثبت ہیں ان میں کیوں تامل نہیں کرتے؟ کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہاں ہمیشہ رہنا ہے ابھی کیا جلدی ہے ابھی تو بہت وقت پڑا ہے۔ ایمان لانا اگر ضروری ہی ہوا تو بڑھاپے میں دیکھیں گے۔ بیٹھے ہوئے کہاں ہیں نہیں کیا پتہ کہ موت کا پیغام ابھی آ جائے اور انہیں یہاں سے بے ایمان ہی شبہات میں کوچ کرنا پڑے۔ پھر وہ کیا کریں گے؟ اگر قرآن جیسی پاکیزہ اور موثر کتاب پر وہ ایمان نہیں لاتے تو پھر اور کسی ایسی کتاب آئے گی جس کو پڑھ کر وہ ایمان لے آئیں گے۔ انہیں بار بار جھنجھوڑا جا رہا ہے۔ ان کے سامنے شہادات کا انبار لگایا جا رہا ہے۔ ان کے سامنے سوالوں کا جواب دیا جا رہا ہے تاکہ کسی کو مجال معذرت نہ رہے

۲۴۴ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس دردِ دل سے انہیں اسلام کی دعوت دے رہے تھے۔ ان کے انکار کے باوجود جس خلوص سے انہیں گمراہی سے بچانا چاہتے تھے۔ اسے دیکھ کر کفار یہ گمان کرنے لگے کہ ان کا دماغ درست نہیں۔ انہیں جنون کا عارضہ

مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۭ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ

جسے گمراہ کردے اللہ تعالیٰ تو نہیں کوئی راہ دکھانے والا اس کو اور چھوڑ دیتا ہے انہیں کہ اپنی سرکشی میں

يَعْمَهُوْنَ ۝ يَسْــَٔـلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا

بھٹکتے رہیں وہ دریافت کرتے ہیں آپ سے قیامت کے متعلق کہ کب ہوگا اس کا وقوع آپ کہیے کہ بس

عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ۘ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ

اس کا علم تو میرے رب ہی کے پاس ہے نہیں ظاہر کرے گا اسے اپنے وقت پر کوئی مگر وہی وہ بڑی بھاری ہوگی آسمانوں

وَالْاَرْضِ ۭ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۭ يَسْــَٔـلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۭ

اور زمین میں نہیں آئے گی تم پر مگر اچانک وہ پوچھتے ہیں آپ سے گویا آپ اچھی طرح جانتے ہیں اس کے

قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ قُلْ

متعلق فرمائیے اس کا علم تو صرف اللہ کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے [illegible] آپ کہیے

لاحق ہو گیا ہے۔ ورنہ اس سرد مہری اور جانکنی کے بدلے اس سرگرمی اور خلوص و محبت کا کیا معنی؟ ان کی اس غلط فہمی کو دور کیا جا رہا ہے کہ وہ نذیر مبین ہے، اسے ایسا ہی کرنا چاہیے۔

[illegible] روز قیامت پر ایمان اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے۔ قرآن کریم نے تمام تر کوشش کی ہے کہ یہ حقیقت لوگوں کے دلوں میں پختہ یقین بن کر راسخ ہو جائے کہ اس زندگی کے بعد انہیں ایک دن رب العزت کے حضور پیش ہونا ہے جب کہ ان کے اعمال کا محاسبہ ہوگا اور ہر ایک سے ان اعمال کے مطابق سلوک کیا جائے گا جو وہ اس دنیوی زندگی میں بجا لاتا رہا ہے لیکن جس طرح موت کا وقت انسان سے مخفی رکھنے میں حکمتیں ہیں اسی طرح قیامت کے دن کو بھی ظاہر نہیں کیا گیا بلکہ اسے انسانی علم سے پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ قرآن حکیم میں یہاں بھی اور اس کے علاوہ دیگر متعدد مقامات پر قیامت کے وقوع کے علم کی طرف تعرض کیا گیا ہے۔ اس آیت میں ایک مرتبہ [illegible] [illegible] اللہ [illegible] اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے [illegible] قیامت کے متعلق حضرت [illegible] سبحانہ وتعالیٰ [illegible] قیامت کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے چنانچہ [illegible] خیالات سے [illegible] کیا ہے [illegible] علامات ہی سے [illegible] سورہ [illegible] کی آخری آیت

وما يعلم تأويله إلا الله والراسخون في العلم کی تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ اس آیت میں جن علماء نے الا اللہ پر وقف کیا ہے انہوں نے متشابہات سے وہ اشیاء مراد لی ہیں جن کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لیے مخصوص فرمایا ہے

ومن وقف على إلا الله فسر المتشابه بما استأثر الله بعلمه كمدة بقاء الدنيا ووقت قيام الساعة وخواص الأعداد كعدد الزبانية أو بما دل القاطع على أن ظاهره غير مراد ولم يقم دليل على ما هو المراد. ترجمہ: جن علماء نے اس آیت میں الا اللہ پر وقف کیا ہے انہوں نے متشابہ کی تفسیر ان اشیاء سے کی ہے جن کے علم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک کے ساتھ مخصوص کیا ہے جیسے اس دنیا کے بقا کی مدت، قیامت برپا ہونے کا وقت، زبانیہ کی تعداد یا وہ آیت جن کا ظاہری معنی دلیل قطعیہ کے باعث مراد نہیں ہو سکتا۔ لیکن ان عبارات سے یہ وہم پیدا ہو سکتا تھا کہ شاید ان امور کے متعلق دوسرے علماء کی طرح حضور نبی کریم کو بھی علم نہ تھا اور اسی وہم کا ازالہ حضرت علامہ آلوسی نے فرما دیا۔ اسی سابقہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے آپ تحریر فرماتے ہیں۔ وعلمه تعالى بكون المتشابه مما استأثر الله تعالى بعلمه لا يمنع تعليمه لنبيه صلى الله تعالى عليه وسلم وبواسطته لأولي مثلا ولا يقدح في ذلك الحصر لأن المراد أنه لا يعلمه على الوجه الذي يعلمه الله تعالى إلا هو وأن من يعلمه إنما يعلمه بالواسطة [illegible] الصالحين. (روح المعانی جلد ۳ صفحہ ۸۰)

ترجمہ: یعنی جنہوں نے متشابہ کی یہ تعریف کی ہے کہ وہ امور جن کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لیے مختص فرمایا ہے وہ بھی اس کا انکار نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یا اولیاء کاملین کو ان کا علم عطا فرما دیا ہو لیکن یہ علم تفصیل میں اللہ تعالیٰ کے علم محیط کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتی۔ یا تفصیلاً نہیں تو اجمالاً۔ جس شخص کو بھی سید المرسلین کی شان جیسا کہ ہے اور حضور کی امت کے اولیاء کاملین کے رتبہ کا علم ہے وہ یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے حبیب مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان پہچاننے والی چشم بینا عطا فرمائے۔ آمین

البتہ یہ شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ جب ان امور کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی جانتے ہیں تو پھر ان امور کے علم کو ذات خداوندی سے مخصوص کرنا اور کلمات حصر کا ذکر کرنا چہ معنی دارد؟ اس شبہ کا ازالہ بھی علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا۔ لکھتے ہیں۔

(مما الفهم من الصفة ومن معرفته على سبيل النظر والفكر (روح المعانی جلد ۳ صفحہ ۸۰)

یعنی یہ جو دعویٰ کیا جاتا ہے کہ کوئی نہیں جانتا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی کا علم ایسا نہیں جس کی ساری تفصیلات اور جزئیات اپنی قوت اکتساب سے حاصل کیے ہوں نہیں۔ [illegible] اور فکر [illegible] دوسرے مقام پر تصریح کی ہے

ويجوز أن يكون الله تعالى قد أطلع حبيبه عليه الصلوٰة والسلام على وقت قيامها على وجه كامل

لَآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ

میں مالک نہیں اپنے لیے نفع کا اور نہ ضرر کا مگر جو چاہے اللہ تعالیٰ اور اگر میں [illegible]

لكن لا علم لي بها إلا ما علمنيه الله تعالى به، إلا أنه سبحانه أوجب عليه صلى الله تعالى عليه وسلم كتمه ويكون ذلك من خواصه عليه الصلوة والسلام (روح المعانی جلد [illegible] صفحہ [illegible])

یہ بھی جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو قیامت کے وقت کا علم عطا فرما دیا ہو لیکن وہ ایسا علم نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کے علم محیط و کامل کے مساوی ہو سکتا ہو۔ اور پھر حضور کو کسی حکمت بالغہ کے پیش نظر مخفی رکھنے کا حکم دے دیا ہو ۱۲

بعض علماء کرام کہتے ہیں جب یہ تصریح موجود ہے کہ اس کا علم کسی کو بھی نہیں، کسی مقرب فرشتہ کو بھی نہیں دیا گیا تو حضور کو کیسے [illegible] اس سے مراد علم محیط و کامل ہے جو اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مطلق علم ہی نہیں عطا فرمایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم

فائدہ: اس آیت کریمہ میں حضور رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذات مقدسہ سے اس قوت کی نفی فرمائی ہے جس کا ذکر نہیں کیونکہ خدا وہ ہے جس کی قدرت کامل اور اختیار مستقل ہے اپنی مرضی سے جو چاہے کر سکتا ہے۔ کسی کی اجازت اسے درکار نہیں اور نہ اسے کسی کی مدد کی ضرورت ہے۔ اور یہ اختیار کامل اور قدرت مستقلہ نہیں پائی جاتی جس کو پیش رب کا محتاج ہے اور یہ سارا اختیار اسی کا عطا کردہ ہے۔ یہ اسی کے کمالات سے اختیار کامل کی ہی نفی ہے۔ اگر حضرت اس سے مطلقاً ہر نفع کی نفی کرو تو ان کا یہ مطلب ہے کہ حضور کو نفع و ضرر کا کچھ اختیار ہی نہیں۔ فرمایا مجھے حقیقت اور اختیار تو اسی کے قبضہ میں ہے، رب کریم نے مجھے عطا فرمایا ہے۔ اب اس کی یہ بات کہ کتنا عطا فرمایا ہے تو انسانی عقل کا کوئی پیمانہ اور کوئی حد اس کا اندازہ نہیں کر سکتا کوں بے پایاں وسعت کو نہیں لی جا سکتی۔ اس ایک آیت کریمہ ہی کو دیکھئے وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ۔ اے حبیب! تیرا رب تجھے اتنا عطا فرمائے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔ کیا عظمت ہے حضور نے اپنی سیادت آئی یوں دی تو آپ سے بات کہتے ہوئے ہر بات پہلے خالق و مالک کی رضا اور مشیت کے سپرد کر دی۔ اور اس کے بعد اللہ نے اپنی مشیت کو اپنے محبوب بندے کی رضا اور خوشنودی پر منحصر کر دیا۔ بتا دیا کہ تجھے دیتے وقت ہم نہ کوئی حد مقرر کریں گے نہ کوئی انتہا، جتنا تو چاہے گا۔ اب اس عالی جناب آقا کی وسعت عطا کا اندازہ کیجئے جب وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ کا مژدہ سنایا تو عرض کی اے کریم! میں تو اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک میری امت کا آخری فرد بھی جنت میں نہ پہنچ جائے۔ معاف کر دو کیا آتش جہنم سے بچایا نفع ضرر جان بخشی نہیں کیا جنت میں پہنچا دینا ہی رسائی ہو بن اللہ نہیں ہے اور یقین ہے۔

أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ ۚ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿١٨٨﴾ هُوَ الَّذِي

نہیں ہوں میں مگر ڈرانے والا اور خوشخبری سنانے والا اس قوم کو جو ایمان لاتی ہے۔ وہی اللہ ہے جس نے

خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ

پیدا فرمایا تمہیں ایک جان سے اور بنایا اسی سے اس کا جوڑا تاکہ سکون حاصل کرے

إِلَيْهَا ۖ فَلَمَّا تَغَشَّاهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا فَمَرَّتْ بِهِ ۖ فَلَمَّا

اس کے پاس۔ پھر جب [illegible] تو اسے ہلکا سا حمل ٹھہر گیا۔ پھر وہ لیے پھرتی رہی اسے۔ پھر جب

أَثْقَلَت دَّعَوَا اللَّهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ آتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُونَنَّ مِنَ

بوجھل ہو گئی تو دونوں نے دعا مانگی اللہ سے جو ان کا رب ہے کہ اگر تو نے بخشا ہمیں تندرست بچہ تو ہم ضرور ہو جائیں گے

۱۴۶ توحید ایک ایسی حقیقت ہے جو [illegible] واضح ہوتی ہے جب اس کے ساتھ شرک کا ذکر کیا جائے۔ چنانچہ اس آیت میں شرک کی تردید کر کے مسئلہ توحید کو پوری طرح واضح کر دیا۔ اس آیت میں ارشاد فرمایا خدا وہی ذات ہے جس نے تمہیں پیدا فرمایا اور تمہاری تسکین قلب اور راحت و آرام کے لیے تمہاری جنس سے جوڑا پیدا کیا۔ پھر [illegible] تمہارے درمیان میاں بیوی کا رشتہ استوار کر دیا۔ اب چاہیے تو یہ تھا کہ ہمیشہ اپنے مولا کے احسانوں کے شکر میں سر نیاز خم کیے رہتے اور اس کی عبادت اور یاد میں سرشار رہتے لیکن تمہاری حالت یہ ہے کہ جب تمہیں امید لگتی ہے تو تم دونوں میاں بیوی التجائیں کرتے ہو کہ اے ہمارے رب اگر تو نے ہمیں بیٹا عطا فرمایا تو ہم عمر بھر تیرے شکر گزار رہیں گے لیکن جب وہ کرم فرماتا ہے اور تمہاری شاخ آرزو پر امید کا پھول کھلتا ہے اور تمہاری آغوش کو ایک خوبصورت بچے سے آباد کر دیتا ہے تو تم بجائے اس کے دینے والے کو بھول جاتے ہو اور کہنے لگتے ہو کہ یہ تو اصل میں [illegible] ہے۔ یا فلاں ستارے کی تاثیر ہے یا یہ [illegible] نے بخشا ہے۔ یہ کتنی احسان فراموشی اور کتنی ناشکری ہے۔ محققین علماء کرام کے نزدیک یہ روایت مردود ہے کہ حضرت آدم و حوا نے شیطان کے بہکانے سے اپنے ایک بیٹے کا نام عبد الحارث رکھا تھا۔ حارث شیطان کا نام تھا جس سے وہ فرشتوں میں پکارا جاتا تھا۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی سختی سے تردید کی ہے۔ آیت کا مفہوم مختصر بیان کرنے کے بعد اب آیت کی بعض ترکیبات کا حل دیکھئے۔ لیسکن میں جو ضمیر ہے وہ نفس کی طرف لوٹ رہی ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ لتسکن ہوتا لیکن چونکہ نفس سے مراد یہاں مرد ہے اس لیے معنی کا لحاظ کرتے ہوئے صیغہ مذکر لیسکن استعمال کیا۔ مگر یہاں معنی کی رعایت کی [illegible] کلام میں [illegible] اس سے مراد [illegible] بیوی [illegible] میاں دونوں [illegible]

الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۸۹﴾ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا

شکر گزار بندوں میں سے۔ پھر جب دیا انہیں تندرست بچہ۲۲۸ تو دونوں بنانے لگے اللہ کے لیے شریک اس میں جو [illegible]

فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹۰﴾ اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَّهُمْ

بالاتر ہے اللہ تعالیٰ اس سے جسے وہ شریک بناتے ہیں۔ کیا شریک بناتے ہیں انہیں جو نہیں پیدا کر سکتے کوئی چیز اور وہ

يُخْلَقُوْنَ ﴿۱۹۱﴾ وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ

خود پیدا کیے گئے ہیں۲۲۹ اور وہ نہیں طاقت رکھتے ان کی مدد کرنے کی اور نہ اپنی [illegible]

ہیں۔ اس لیے معنی اور مفہوم میں اشتباہ کو رفع کرنے کے لیے نفس کے معنی [illegible] کو پیش نظر رکھتے ہوئے صیغہ مذکر استعمال کیا۔ فلما تغشاھا کی یہ بحث ہے۔ حملت به ای استقرت به والمولود [illegible] کمالات [illegible] حیث تمت [illegible] (قرطبی)

۲۲۸ یعنی دونوں میاں بیوی ان نعمتوں کی بات منسوب کرنے لگتے ہیں۔ اور ان کے نام عبد العزیٰ، عبد اللات رکھنے شروع کر دیتے ہیں۔ شرکاء من [illegible] ان اشرکوا [illegible] (ابن کثیر)

۲۲۹ لا یخلق وهم یخلقون میں دونوں ضمیروں کا مرجع ما موصول ہے لیکن یخلق میں ہو ضمیر واحد ہے اور یخلقون میں ھم ضمیر جمع۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس [illegible] یہ ہے کہ ما موصول کی دو حیثیتیں ہیں لفظ کے اعتبار سے وہ واحد ہے اور لا یخلق میں اس کی اسی حیثیت کا اعتبار کیا گیا ہے۔ معنوی لحاظ سے جمع ہے اور یخلقون میں اسی معنوی حیثیت کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ دوسری بات جو یہاں قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ شرکاء سے مراد بت ہیں اور وہ بے جان تھے۔ قاعدہ کے مطابق تو ان کے لیے ضمیر مؤنث ہونی چاہیے تھی یہاں جمع مذکر کا صیغہ کیوں استعمال ہوا؟ تو اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ کیونکہ کفار و مشرکین کا عقیدہ ان کے متعلق یہ تھا کہ یہ بت عقل و حیات رکھتے ہیں اس لیے ان کے عقیدہ کے مطابق ان کا ذکر کیا گیا۔ وهم [illegible] على تسميتهم اياها الهة۔ بیضاوی، مظہری۔

۲۳۰ یعنی یہ بے جان اصنام کیسے خدا ہو سکتے ہیں جبکہ ان کی اپنی حالت یہ ہے کہ نہ کسی کا کچھ سنوار سکتے ہیں اور نہ کسی کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں۔ المقصود من هذه الآية اقامة الحجة على ان الاوثان لا تصلح للالوهية (کبیر)

يَنْصُرُوْنَ ۝ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ؕ

مدد کر سکتے ہیں اور اگر تم بلاؤ انہیں ہدایت کی طرف تو نہ پیروی کریں تمہاری

سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ

یکساں ہے تمہارے لیے خواہ تم بلاؤ انہیں یا تم خاموش رہو بے شک وہ جنہیں

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا

تم پوجتے ہو ۲۵۲؎ اللہ کے سوا بندے ہیں تمہاری طرح ۲۵۳؎ تو پکارو انہیں پس چاہیے کہ قبول کریں

۲۵۱؎ کیونکہ وہ نہ سن سکتے ہیں نہ بول سکتے ہیں۔

۲۵۲؎ قرآن کریم کی اس آیت میں دعا بمعنی عبادت ہے دعا کرنے والے مشرک ہیں اور مدعو ان کے معبودان باطل ہیں۔ یہاں تمام متقدمین علماء تفسیر نے دعا یدعو کا معنی عبد یعبد یعنی عبادت کرنا کیا ہے۔ تدعون ای تعبدون من دون اللہ تدعونھم آلھۃ ای تعبدونھم آلھۃ (بیضاوی، مظہری) ان الذین تدعون یعنی المشرکون آلھۃ من دون اللہ وتعبدونھا (ابن جریر) اس سے پہلے بھی جتنی آیات گزری ہیں جن میں یدعون، تدعون الخ ہے وہاں بھی دعا کا معنی یعبدون، تعبدون ہی مفسرین کرام نے نقل کیا ہے کیونکہ قرآن کی یہ اصطلاح عام فہم نہیں ہوتی ہے اور بعض بدعقیدہ لوگ اس لغت کے مفہوم کو نہ سمجھنے کے باعث اہل اسلام کی تکفیر اور ان کو مشرک ثابت کرنے میں بڑی زبان درازی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اس لیے اگر اس کی مزید وضاحت ہو جائے تو بعید نہیں شاید کسی کی کم فہمی اور اس غلط فہمی کے باعث جو تشدد پیدا ہو گیا ہے اس میں کوئی خوشگوار تبدیلی رونما ہو جائے۔ علامہ ابن تیمیہ نے لفظ دعا کی تحقیق کرتے ہوئے خوب لکھا ہے۔ فرماتے ہیں۔ الدعاء نوعان دعاء عبادۃ ودعاء مسألۃ والعابد داع والسائل داع وبھما فسر قولہ تعالیٰ یعنی دعا کی دو قسمیں ہیں۔ ایک دعا بمعنی عبادت ہے اور ایک دعا بمعنی سوال ہے۔ عبادت کرنے والے کو بھی داعی کہتے ہیں اور سائل کو بھی داعی کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کی عبادت کرنا شرک ہے لیکن کسی سے مانگنا یا سوال کرنا شرک نہیں۔ جن لوگوں نے قرآن کریم پر کبھی غور و فکر کیا ہے ان پر مخفی نہیں کہ کفار و مشرکین کا اپنے بتوں کے متعلق کیا عقیدہ تھا؟ وہ ان کو الٰہ مانتے تھے اور ان کی عبادت کیا کرتے تھے۔ انھم کانوا اذا قیل لھم لا الہ الا اللہ یستکبرون ویقولون ائنا لتارکوا الھتنا لشاعر مجنون (صافات)۔ جب انہیں کہا جاتا کہو لا الہ الا اللہ تو وہ غرور کرتے ہوئے کہتے ہیں کیا ہم ایک شاعر مجنون کے کہنے پر اپنے آلھۃ (خداؤں) کو چھوڑ دیں۔ مگر آج بھی کوئی کسی کو الٰہ مانے اور اس کی عبادت کرے خواہ جس کو وہ الٰہ مان رہا ہے اور عبادت کر رہا ہے۔ شخص ہو یا غیر انسان، زندہ ہو یا مردہ اس کو پکارنا شرک اور کفر ہے مگر

لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿١٩٤﴾ أَلَهُمْ أَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ أَمْ

تمہاری پکار کو اگر تم سچے ہو کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے وہ چلیں یا ان کے

[illegible]

[illegible]

لَهُمْ أَيْدٍ يَبْطِشُونَ بِهَا ۖ أَمْ لَهُمْ أَعْيُنٌ يُبْصِرُونَ بِهَا ۖ

ان کے ہاتھ ہیں پکڑتے ہیں وہ جن کے ساتھ یا کیا ان کی آنکھیں ہیں دیکھتے ہیں جن سے ۲۵۴

أَمْ لَهُمْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۗ قُلِ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ كِيدُونِ

یا کیا ان کے کان ہیں وہ سنتے ہیں جن کے ساتھ آپ کہیے پکارو اپنے شریکوں کو ۲۵۵ پھر سب مل کر میرے خلاف

فَلَا تُنظِرُونِ ۝ إِنَّ وَلِيِّيَ اللَّهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ ۖ وَهُوَ

تو مہلت نہ دو مجھے یقیناً میرا حامی اللہ ہے جس نے اتاری یہ کتاب ۲۵۶ اور وہ

بهم ای قصاری امرهم ان یکونوا احیاء عقلاء فان ثبت ذلک فهم عباد امثالکم لا فضل لهم علیکم فلم جعلتم انفسکم عبیدا وجعلتموهم آلهة وارباباً کبیر۔ اور آیت میں ہے بتوں کو عباد کہنے کی وجہ بیان کی گئی کہ وہ بھی تمہاری طرح اس کے مملوک ہیں اور تمہاری طرح اس کے پیدا کردہ ہیں۔ وسمیت الاوثان عباداً لانها مملوکة لله مسخرة۔ المحسن، المحقق ان الاصنام موصوفة امثالکم (قرطبی)

۲۵۴ ان کی حمایت اور طاقت کا مرتبہ تھا۔ کیا یہ بات ہے کہ تم صاحب عقل و ہوش ہوتے ہوئے لکڑی اور پتھر کے بنائے ہوئے بے جان مجسموں کی پوجا کرتے ہو جن کی بے بسی کا یہ عالم ہے کہ نہ تو ان کے پاؤں ہیں کہ ان سے چل سکیں نہ ہاتھ ہیں کہ ان سے کچھ پکڑ سکیں نہ آنکھیں ہیں کہ کچھ دیکھ سکیں

۲۵۵ کفار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دھمکیاں دیا کرتے تھے کہ آپ ہمارے خداؤں کی توہین کرتے ہیں۔ اور ان کی تذلیل و تحقیر کرتے ہیں۔ یاد رکھو اگر ہمارے بت برہم ہو گئے تو خیر نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد فرماتا ہے کہ انہیں فرما دو کہ تم اور تمہارے بت میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ہیں اور میری حفاظت کرنے والا میرا مالک حقیقی ہے میرا کوئی بال بیکا نہیں کر سکتا۔

۲۵۶ میرا حامی و ناصر اور ہر قسم سے حفاظت و حمایت فرمانے والا ہے جس کی حمایت و نصرت ہمیشہ اپنے نیک اور فرمانبردار بندوں کے شامل حال رہا کرتی ہے مجھے اس پر بھروسہ ہے دنیا کی کوئی طاقت میرا بال بیکا نہیں کر سکتی یہی وجہ ہے کہ اہل حق کے پاس یہی ایک قوت ہے جس کے بل بوتے پر وہ بڑی سے بڑی باطل طاقت سے ٹکرا جاتے ہیں۔ والی الشیء الذی یحفظه ویمنع عنه الضرر۔ (قرطبی) جو شخص کسی کی حفاظت کرے اور ہر قسم کے ضرر سے اسے بچائے اس کو اس کا ولی کہتے ہیں

يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

کفایت کیا کرتا ہے نیک بندوں کی اور جن کو تم [illegible] عبادت کرتے ہو اس کے سوا وہ طاقت نہیں رکھتے

نَصْرَكُمْ وَلَا اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ۝ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى

تمہاری مدد کی اور نہ اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں اور اگر تم بلاؤ انہیں ہدایت کی طرف

لَا يَسْمَعُوْا ؕ وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝

تو وہ نہیں سنیں گے اور تو دیکھے گا انہیں [illegible] تیری طرف حالانکہ انہیں کچھ نظر نہیں آتا

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ۝ وَاِمَّا

آپ لیجئے معذرت [illegible] اور حکم دیجئے [illegible] اور منہ پھیر لیجئے جاہلوں سے اور اگر

ف۲۵۵ [illegible] جھوٹے معبودوں کی بے بسی کا بیان ہے [illegible] کامیاب و کامران [illegible] مقصد [illegible] بات بھی [illegible] کے معبود [illegible] اپنے [illegible] ہیں

ف۲۵۶ [illegible]

ف۲۵۷ [illegible] العفو [illegible] معذرت [illegible] آپ کے پاس آئے [illegible] خذ العفو من [illegible] ومراد [illegible] روح المعانی [illegible] العرف المعروف للمستحسن من الافعال بیضاوی [illegible] حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے [illegible] روایت ہے [illegible] آیت ہے [illegible] مکارم الاخلاق [illegible] [illegible]

[illegible] فی تحریر [illegible] والغضب [illegible] والقصد فی الامر [illegible] [illegible] من قطعك واعف عمن ظلمك [illegible]

يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ

پہنچے آپ کو کوئی ۲۹۰ شیطان کی طرف سے ذرا سا وسوسہ تو فوراً پناہ مانگے اللہ سے بے شک وہ سب کچھ سننے والا ۲۹۱

عَلِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طَيْفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ

جاننے والا ہے بے شک وہ لوگ جو تقویٰ اختیار کیے ہیں ۲۹۲ جب چھو جاتا ہے انہیں کوئی خیال شیطان کی طرف سے

ونظری عبرۃ الخ۔

ترجمہ۔ مجھے میرے پروردگار نے نو باتوں کا حکم دیا ہے۔

کھلے اور پوشیدہ ہر حال میں خدا سے ڈروں۔

۲ خوشنودی اور ناراضگی میں عدل کروں۔

۳ خوشحالی اور تنگدستی میں میانہ روی اختیار کروں

۴ جو مجھ پر ظلم کرے اس کو معاف کر دوں

۵ جو قطع تعلق کرے اس سے صلہ رحمی کروں

۶ اس کو دوں جو مجھے محروم کرے۔

۷ میری زبان گویا ہو تو ذکر الٰہی سے

۸ خاموشی کی حالت میں اس کی آیتوں میں غور و فکر کروں۔

۹ اور میری نگاہیں عبرت پذیر ہوں۔

۲۹۰ نزغ اصل میں نخس ہے اس کا لغوی معنی ہے انگلیوں کے پوروں سے کسی کو کچوکا دینا۔ اس کا مطلب ہے کسی کو کسی برائی پر اکسانا اور کسی گناہ پر آمادہ کرنا و اصل النزغ وھو النخس برؤس الاصابع والمراد ھھنا التحریک الی الشر والاغواء والوسوسۃ۔ (مظہری) سابقہ آیت میں محاسن اخلاق کی تعلیم دینے کے بعد فرمایا کہ شیطان انسان کی طبعی کمزوریوں سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کو کسی ایسے کام پر اکسائے جو آداب نبوت کے خلاف ہے اور دل میں وسوسہ اندازی کرنے لگے تو اس سے بچا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر شیطان کی اس فریب کاری اور وسوسہ اندازی سے پناہ مانگے وہی ذات پاک ہی ہے جو ڈگمگاتے ہوئے پاؤں کو ثبات بخشتی ہے۔ حضرت عبدالرحمن بن زید سے مروی ہے کہ جب پہلی آیت نازل ہوئی تو حضور نے عرض کی کیف یا رب والغضب؟ اے رب غصہ کا کیا علاج؟ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

۲۹۱ اللہ تعالیٰ تیری ہر بات کو سنتا ہے اور تیری التجا کو بھی جانتا ہے وہ یقیناً تمہیں شیطان کے شر سے بچائے گا۔ یا تیرے دشمنوں کے اقوال کو بھی سنتا ہے اور ان کے عمل کو بھی جانتا ہے وہ خود اپنی قدرت سے تمہیں ان کے مکر و فریب سے محفوظ رکھے گا تمہیں پریشان ہونے کی کیا ضرورت۔

۲۹۲ نیک بندوں اور پرہیزگاروں کو اگر کوئی شیطانی وسوسہ راہ حق سے بھٹکانے لگتا ہے اور اپنے دام فریب میں گرفتار کرنے لگتا ہے تو فوراً ان کا ضمیر بیدار ہو جاتا ہے اور وہ ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتے ہیں اور توبہ و استغفار شروع کر دیتے ہیں جس

تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ ۚ وَإِخْوَانُهُمْ يَمُدُّونَهُمْ فِي

[illegible]

الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُونَ ۚ وَإِذَا لَمْ تَأْتِهِمْ بِآيَةٍ قَالُوا لَوْلَا

[illegible] ۲۹۳ [illegible]

اجْتَبَيْتَهَا ۚ قُلْ إِنَّمَا أَتَّبِعُ مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ مِنْ رَبِّي ۚ هَٰذَا بَصَائِرُ

[illegible]

مِنْ رَبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۚ وَإِذَا

رب کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت ہیں اس قوم کے لیے جو ایمان لاتی ہے اور جب ۲۹۴

کا تصور ہی آتا ہے کہ شیطان نے [illegible] کی ہے غیرت ایمانی بیدار ہو جاتی ہے اور شیطان کا دام ہمرنگ زمین صاف دکھائی دینے لگتا ہے اور وہ وسوسے کے اس مقام سے بخیریت گزر جاتے ہیں

۲۹۳ ویسے تو اجتبی کا معنی چن لینا ہے لیکن یہاں اس کا معنی اپنی طرف سے گھڑ لینا ہے۔ یقال اجتبیت الکلام ای [illegible] واختلقته واخترعته لفظت به من عند نفسک (قرطبی) کفار حضور سے [illegible] کیا کرتے اور جب ان کی آرزو کے خلاف ان کے [illegible] تو کہتے تھے آپ اپنی طرف سے کیوں [illegible] پیش نہیں کر دیتے ان نادانوں کو [illegible] کسی [illegible] برداشت نہیں کیا جا سکتا چہ جائیکہ کوئی اپنی طرف سے کوئی آیت وضع کر کے اسے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دے۔

۲۹۴ جب حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم قرآن کی تلاوت فرماتے تو شور و غل مچانے لگ جاتے [illegible] کو سننے دیتے۔ اگر کسی آیت کے متعلق [illegible] تو وہ حضور کو کہتے کہ جیسے [illegible] ویسے ہی ایک آیت اپنی طرف سے بنا کر پیش کر دو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے کفار! جب قرآن پڑھا جا رہا ہو تو اسے غور سے سنو۔ اس کے سننے سے [illegible] کے دروازے [illegible] کھل جائیں۔ [illegible] اس دعوت حق کو قبول کرنے کے لیے اپنے سینہ کو کشادہ کرو۔ اور بہت ممکن ہے کہ اس کے ظاہری جمال اور معنوی حسن سے متاثر ہو کر تمہیں ایمان نصیب ہو جائے کیونکہ یہ کسی انسان کا نہیں بلکہ رب ذوالجلال کا کلام بلاغت نظام ہے۔ علماء کرام نے فرمایا ہے کہ [illegible] واجب ہے جب قرآن پڑھا جا رہا ہو تو [illegible] خاموشی سے بیٹھ جائے اور [illegible] کرے تاکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت

قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۝ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ۝ اِنَّ

پڑھا جائے قرآن مجید تو اس کو کان لگا کر سنو اور خاموش ہو جاؤ تاکہ تم پر رحمت کی جائے اور یاد کرو اپنے رب کو اپنے دل میں عاجزی کرتے ہوئے اور ڈرتے ڈرتے اور زبان سے آواز بلند کیے بغیر آواز سے یاد کرو صبح کے وقت بھی اور شام کے وقت بھی اور نہ ہو جاؤ تم غافلوں میں سے بے شک

کا مستحق بن جائے۔ وظاهر السياق يقتضي وجوبهما حيث يقرء القرآن مطلقا وعامة العلماء على استحبابهما خارج الصلوة (روح المعانی)۔ یعنی آیت کے الفاظ تو بظاہر یہ چاہتے ہیں کہ جب قرآن پڑھا جائے تو خاموشی سے سننا واجب ہے لیکن عام علماء کا قول ہے کہ یہ مستحب ہے۔

ف۲۰۶ دل کے آئینے سے غفلت کا زنگ اور روح کے زخم یاد الٰہی سے دور ہوتے ہیں۔ اور ذکر کا طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی کی صبحیں اور شامیں یاد الٰہی میں بسر کرے۔ ذکر تب ہی پُر اثر ہوتا ہے جب ان تین مذکورہ شرائط کو ملحوظ رکھا جائے۔ ذکر کرتے وقت انسان عاجزی اور مسکینی کا مظہر بنا ہو اور خوف اور خشیت الٰہی سے کانپ رہا ہو اور اسے اس بات کا ہر وقت شدید احساس ہو کہ اس کے اعمال اور اس کا ذکر اس بارگاہ رحمت و جلال کے شایان شان نہیں۔ نیز ذکر چلا چلا کر نہ کرے جس میں بے ادبی کا شائبہ ہو بلکہ درمیانہ آواز سے کیا جائے جس میں ادب اور سنجیدگی ہو۔ ایک رات حضور رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت صدیق کے گھر کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ وہ چپکے چپکے ذکر میں مشغول ہیں۔ اور حضرت فاروق کے گھر کے پاس سے گزرے تو آپ بلند آواز سے ذکر میں مشغول تھے۔ صبح ہوئی تو دونوں کو بلایا۔ حضرت ابوبکر کو ہدایت فرمائی کہ ذرا بلند آواز سے ذکر کیا کرو۔ اور حضرت عمر کو فرمایا ذرا آہستہ ذکر کیا کرو رضی اللہ عنہما وصلی اللہ علی حبیبہ وآلہ وسلم۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف احادیث میں تطبیق دیتے ہوئے جواب دیا ہے کہ اگر ذکر کو ریاء کا اندیشہ ہو یا نمازیوں اور آرام کرنے والوں کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو تو پھر آہستہ ذکر کرنا مستحب ہے۔ بصورت دیگر ذکر بالجہر افضل ہے۔ وقد جمع النووي بين الاحاديث الواردة في استحباب الجهر بالذكر والواردة في استحباب الاسرار به بان الاخفاء افضل حيث خاف الرياء او تأذى المصلون او النائمون والجهر افضل في غير ذلك… ان الشيخ المرشد قد يامر المبتدي برفع الصوت ليتقلع من قلبه الخواطر الراسخة فيه (روح البیان)۔ تشریح لفظی۔ خیفۃ اصل میں خوفۃ تھا واؤ کی سے بدل گئی۔ الغدو جمع غدوۃ۔

الَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُونَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُونَ ﴿۲۰۶﴾

الثلث
السجدة

جو ۲۰۶ مقرب ہیں تیرے رب کے وہ تکبر نہیں کیا کرتے اس کی عبادت سے اور اس کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں

قال الجوهری الاصیل الوقت بعد العصر الی المغرب وجمعه أُصُل وآصال واصائل۔ (قرطبی)

۲۰۶ الذین سے مراد ملائکہ ہیں۔ اس سورۃ کا اختتام فرشتوں کے ذکر خیر سے کیا جا رہا ہے۔ وہ بتایا جا رہا ہے کہ جب یہ نورانی اور پاک مخلوق ہر وقت اپنے پروردگار کے ہر حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کیے ہوئے ہے۔ ان کی زبانیں اپنے رب قدیر کی حمد و ثنا اور تسبیح و تحمید میں زمزمہ سنج ہیں اور ان کے دل اس کی یاد میں محو ہیں اور ان کی پیشانیاں اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہیں۔ تو انسان جو مسجودِ ملائکہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے اس کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنے مولائے کریم کی عبادت اور اطاعت میں صبح و شام کوشاں رہے۔ ہر دم اس کی یاد، اس کے ذکر اور اس کی محبت میں سرشار رہے۔ اللھم اجعلنا من عبادک القانتین المخلصین الذاکرین بجاہ رحمۃ للعالمین علیہ وعلی آلہ افضل الصلوات واطیب التسلیمات۔

یہ آیت سجدہ ہے اور اس طرح کی بقول اصح چودہ آیتیں ہیں۔ جن کو جب انسان پڑھے یا سنے تو سجدہ کرے۔ اسے سجدہ تلاوت کہتے ہیں۔ اس کے ادا کرنے کی بھی وہی شرطیں ہیں جو سجدہ نماز کی ہیں۔ یعنی باوضو ہو، پاک جگہ ہو تفصیلی احکام کتب فقہ میں مذکور ہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف سورۃ الانفال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام اس سورۃ پاک کا نام الانفال ہے کیونکہ اس کا آغاز انفال، اموال غنیمت کے احکام بیان کرنے سے کیا گیا ہے۔ اس کی آیتوں کی تعداد پچھتر اور کلمات کی تعداد ایک ہزار پچیس ہے۔ اگرچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ اس کی سات آیتیں واذ یمکر بک الذین مکی ہیں لیکن صحیح قول یہی ہے کہ یہ سورۃ تمام کا تمام مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔

زمانۂ نزول: سورۃ کے مضامین میں غور کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ اس کا نزول ۲ھ غزوۂ بدر کے بعد ہوا کیونکہ اس کا بیشتر حصہ غزوۂ بدر سے متعلق ہے اس لیے اس کو پوری طرح سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ اس غزوہ کے محرکات و اسباب اور اس سے پیدا ہونے والے نتائج کا مختصر جائزہ لیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کا پیارا حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے جاں نثار غلام بارہ تیرہ سال تک کفار مکہ کے ظلم و ستم کو صبر و سکون سے برداشت کرتے رہے۔ اور ان کے دلوں کی دنیا میں نور حق سے اجالا کرنے میں کوشاں رہے لیکن اسلام کا پودا ان کے دلوں کی سنگلاخ سرزمین میں جڑ نہ پکڑ سکا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے کئی اڑھائی تین سو میل دور یثرب کی ایک بستی کے رہنے والوں کو اسلام کی طرف مائل کر دیا۔ حج کے ایام میں وہاں کے کچھ لوگ حاضر ہوتے اور مشرف باسلام ہوتے۔ ہجرت کے بارھویں سال قبیلہ خزرج کا ایک قافلہ جو پچھتر افراد پر مشتمل تھا آیا اور حضور کے دست حق پرست پر بیعت کی اور یہ بھی درخواست کی کہ حضور مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں رونق افروز ہوں انہیں ان حالات اور مشکلات کا پورا احساس تھا جن سے انہیں دوچار ہونا تھا لیکن وہ ان کا سامنا کرنے کے لیے بخوشی تیار تھے۔

ہجرت کے بعد صورت حال یکسر بدل گئی۔ مکہ کے مظلوم و ستم رسیدہ مسلمان مدینہ طیبہ میں جمع ہو گئے۔ وہاں کے دونوں قبیلوں اوس و خزرج میں اسلام کی روشنی بڑی تیزی سے پھیلنے لگی قلیل مدت میں مسلمانوں کی ایک معتدبہ جمعیت معرض وجود میں آ گئی۔ اور اسلام کی اشاعت کا کام جو جبر و ظلم کی تنگی میں نہ ہو سکا وہ یہاں آزاد فضا میں ہو گیا

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ پہنچتے ہی مہاجرین و انصار کو اخوت کے رشتہ میں پرو دیا ہر مہاجر کا کسی انصاری کے ساتھ بھائی چارہ قائم کر کے اسلامی معاشرہ کی نہایت استوار بنیادوں پر تشکیل کر دی پھر یہودی قبائل جو مدینہ اور اس کے گرد و نواح میں اقامت پذیر تھے ان کے ساتھ دوستی کے معاہدے کیے جس میں ہر ایک کو مکمل مذہبی آزادی دیئے

کے ساتھ [illegible] اگر کسی وقت سے مدینہ پر حملہ کیا جائے تو سب مل کر اس حملہ کا مقابلہ کریں گے

ان حالات سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] قبائل سے مسلمانوں کے دوستانہ [illegible] [illegible] انقلاب کا [illegible] [illegible] اسلام کا [illegible] [illegible] [illegible] اس لیے [illegible] مدینہ کی [illegible] اسلام اور اہل اسلام کے لیے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مستقبل میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] شخصیت اور اسلام [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مسلمانوں کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مسلمانوں کے [illegible] [illegible] سے بھی [illegible]

اس حالت میں کیا مسلمان ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے رہتے اور اپنی آنکھوں سے دیکھا کرتے کہ کس طرح مخالفت کی تند آندھیاں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] علیہ الصلوٰۃ والسلام نے [illegible] اقدامات فرمائے۔

[illegible] [illegible] اسلام کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

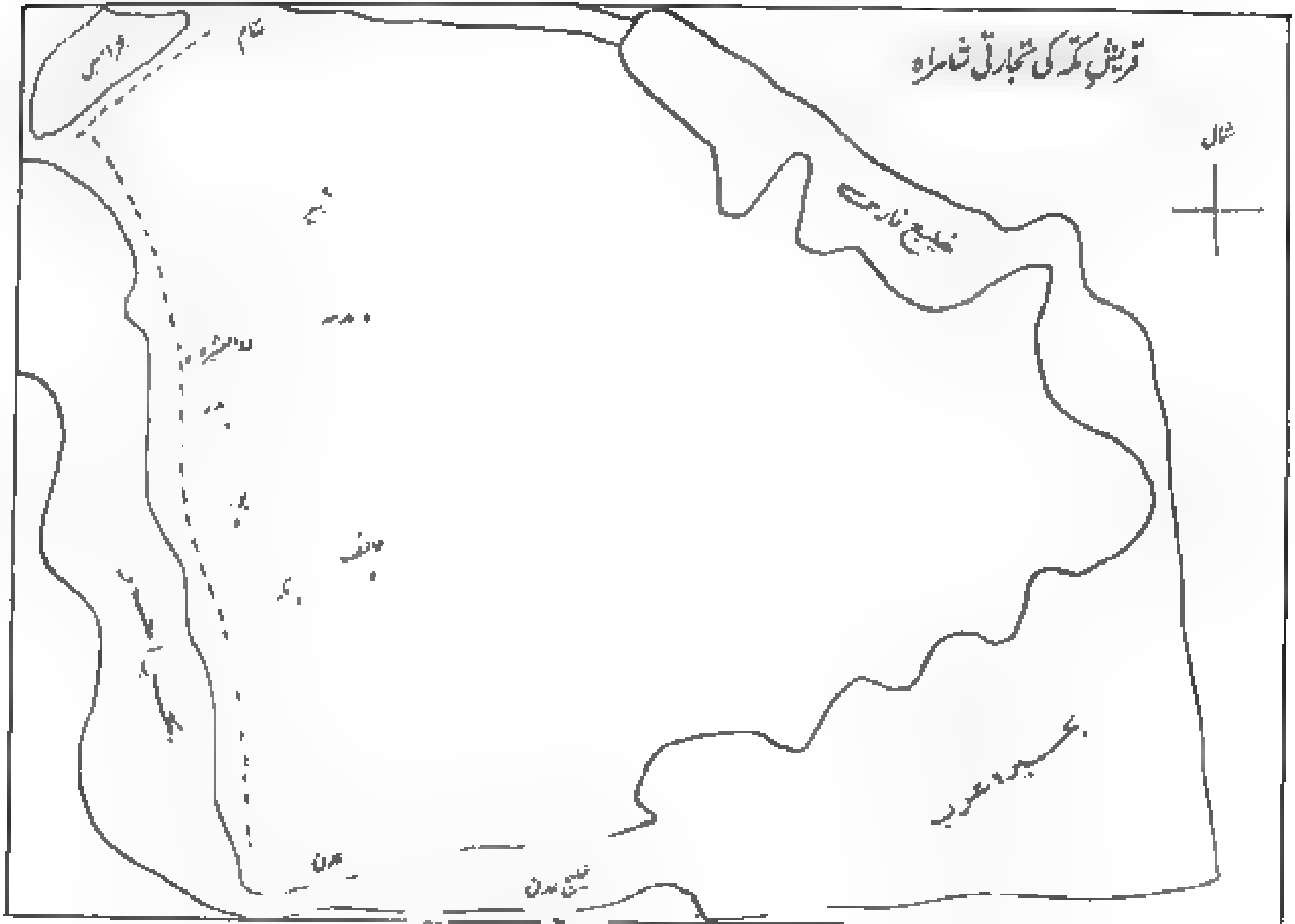
قریش مکہ کی تجارتی شاہراہ
شمال
خلیج فارس
بحیرہ روم
شام
وادی القریٰ
مدینہ
بدر
طائف
مکہ
بحیرہ احمر
عدن
خلیج عدن
بحیرہ عرب

پا ذرائع تجارت تو صرف اہل مکہ کی تھی۔ اور ان کی تمام تر معیشت کا انحصار اسی پر تھا۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سریے بھیجے [illegible] وغیرہ قبائل سے معاہدے کیے جو اس شاہراہ کے [illegible] آباد تھے۔ ان قبائل کو اپنے ساتھ ملانے کے بعد کفار مکہ کو مرعوب کرنے کے لیے ان کی اقتصادی ناکہ بندی کا احساس دلانے کے لیے ان کے اہم تجارتی راستے پر دستے بھیجنے شروع کر دیئے۔

ہجرت کا دوسرا سال تھا۔ اور شعبان کا مہینہ تھا۔ فروری ۶۲۴ء تھا کہ جب ابوسفیان کی قیادت میں اہل مکہ کا ایک تجارتی قافلہ جس میں پچاس ہزار دینار کی مالیت کا سامان تھا شام سے مکہ کی طرف لوٹ رہا تھا۔ اس کے ساتھ محافظ دستے کی تعداد بہت کم تھی۔ اس وقت کہیں مسلمان اس قافلہ کی اطلاع پا کر اس پر حملہ کر دیں۔ ابوسفیان نے ضمضم بن عمرو الغفاری کو اجرت دی اور اسے مکہ بھیجا تاکہ قریش کو مطلع کرے کہ وہ اس قافلہ کو مسلمانوں کی دستبرد سے بچانے کے لیے نکلیں۔ جب وہ مکہ پہنچا تو اس نے حسب دستور عرب اپنے اونٹ کے کان کاٹ ڈالے۔ اس کی ناک چیر دی اپنے پالان کو الٹا ڈال دیا۔ اپنی قمیص کو آگے پیچھے سے پھاڑ دیا اور بلند آواز سے چلانا شروع کر دیا۔ یا معشر قریش اللطیمۃ اللطیمۃ اموالکم مع ابی سفیان قد عرض لہا محمد فی اصحابہ لا اری ان تدرکوہا الغوث الغوث۔ اے گروہ قریش! تمہارا مال و اسباب تمہارا سارا سامان جو ابوسفیان کے قافلے میں تھے ان پر محمد علیہ السلام نے اپنے یاروں سمیت حملہ کر دیا ہے۔ میں نہیں خیال کرتا کہ تم اس کی حفاظت کر سکو گے۔ فریاد ہے فریاد ہے۔

یہ سنتے ہی ابوجہل نے لوگوں کو جنگ پر ابھارنا شروع کر دیا۔ قریباً مکہ کا ہر گھر اس تجارت میں حصہ دار تھا اس لیے اس مہم میں ہر شخص کا ذاتی مفاد بھی تھا۔ تھوڑی دیر میں [illegible] ایک ہزار کا [illegible] لشکر تیار ہو گیا جس میں [illegible] گھڑ سواروں کا دستہ بھی تھا۔ بڑے کروفر سے یہ لشکر اپنے قافلہ کی حفاظت کے لیے نکلا۔ راستہ میں انہیں اطلاع ملی کہ قافلہ صحیح سلامت ساحل کی سمت سے بچ کر نکل گیا ہے۔ اس پر کئی لوگوں نے یہ رائے دی کہ ہماری اس مہم کا مقصد پورا ہو گیا ہے اس لیے اب ہمیں واپس لوٹ جانا چاہیے لیکن ابوجہل اور لشکر کی بھاری اکثریت اس پر مطمئن نہ ہوئی کیونکہ ان کا ارادہ یہ تھا کہ مسلمانوں کی اس مختصر جمعیت کو آج ہی ختم کر دیا جائے تاکہ ان کا رعب اور ان کی تجارتی شاہراہ جو ان کی رگ حیات ہے اس سب خطرات سے ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو جائے اور اس کے ارد گرد بسنے والے قبائل بھی جو [illegible] سال اور [illegible] مرعوب ہو جائیں کہ وہ ان کی طرف آنکھ اٹھانے کی جرأت بھی نہ کر سکیں۔

حضور نبی کریم تین سو تیرہ مسلمانوں کی جمعیت میں جن میں [illegible] مہاجر، [illegible] قبیلہ اوس اور باقی [illegible] کے قبیلہ خزرج کے افراد تھے۔ حضور [illegible] پہنچے کہ آپ کو اطلاع ملی کہ ابوجہل ایک لشکر جرار لے کر مکہ سے بدر کی طرف بڑھا چلا آ رہا ہے۔ اب مسلمانوں کا مقابلہ وہ تجارتی قافلہ نہ تھا جس کے محافظوں کی تعداد تیس چالیس سے زیادہ نہ تھی بلکہ [illegible] اور [illegible] ہتھیاروں سے لیس جوانوں کا ایک لشکر عظیم تھا جس کی قیادت مکہ کا مشہور سردار ابوجہل کر رہا تھا۔ تعداد میں مسلمانوں کی اس مختصر جماعت سے تین گنا تھا اور ساز و سامان اور اسلحہ میں مسلمانوں کو اس سے کوئی نسبت ہی نہ تھی۔ حضور رحمت عالم

حالات کا گہری نظر سے مطالعہ فرما رہے تھے حضورؐ کو یہ معلوم تھا کہ اگر آج کمزوری دکھائی گئی تو عرب میں ہمیں کمزور جان کے ٹوٹ پڑیں گے نیز مسلمانوں کے حالات ابھی مسلسل ابتر ہو رہیں گے جو مدینہ میں مسلمانوں کے لیے رہنا مشکل ہو جائے گا۔ یہودی اور منافق جو ابھی تک دبے رہتے ہیں وہ بھی دلیر ہو جائیں گے۔ اور اہل امن کی حالت دگرگوں ہو جائے گی۔ اس لیے اب موقع تھا کہ حالات وقت سے فائدہ اٹھا کر دشمن پر بھرپور طاقت سے ٹکر لی جائے

لیکن کوئی قدم اٹھانے سے پہلے آپ نے مشاورت منعقد کی جس میں مہاجرین و انصار شریک تھے۔ ان کے سامنے حضورؐ نے ساری صورت حال پیش فرمائی۔ حضرت صدیقؓ و فاروقؓ نے اپنے جذبہ جانثاری کا اظہار کیا۔ حضرت مقدادؓ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ امض لما اراك الله فنحن معك والله لا نقول لك كما قالت بنو اسرائيل لموسى اذهب انت وربك فقاتلا انا ههنا قاعدون ولكن اذهب انت وربك فقاتلا انا معكما مقاتلون یا رسول اللہ جیسے اللہ کا حکم ہے تشریف لے چلیے ہم حضورؐ کے ساتھ ہیں۔ ہم حضورؐ کی خدمت میں وہ بات نہیں عرض کریں گے جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے کہی تھی کہ تم اور تمہارا رب جا کر لڑو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں بلکہ ہم تو یہ عرض کریں گے کہ آپ چلیں آپ کا رب کریم دشمن سے نبرد آزما ہوں ہم سب آپکے ساتھ ہیں۔ پھر حضورؐ نے فرمایا اشیروا علی ایها الناس اے لوگو مجھے مشورہ دو۔ اب کے مخاطب انصار تھے ان کو خیال گذرا کہ شاید روئے سخن ہماری طرف ہے تو انصار کے سردار سعدؓ بن معاذ اٹھے اور عرض کی لكأنك تريدنا يا رسول الله قال اجل قال فقد امنا بك وصدقناك وشهدنا ان ما جئت به هو الحق واعطيناك على ذلك عهودنا ومواثيقنا على السمع والطاعة فامض يا رسول الله لما اردت فنحن معك فوالذي بعثك بالحق لو استعرضت بنا هذا البحر فخضته لخضناه معك ما تخلف منا رجل واحد لعل الله يريك منا ما تقر به عينك فسر بنا على بركة الله

اے اللہ کے رسول! آپ ہماری طرف اشارہ فرما رہے ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا ہاں۔ تو سعد نے عرض کی ہم آپ پر ایمان لائے آپ کی تصدیق کی اور اس بات کی گواہی دی کہ جو کچھ آپ لائے ہیں وہ حق ہے اور آپ کی اطاعت کا پختہ وعدہ کیا۔ جدھر کا قصد ہے تشریف لے چلیے ہم آپکے ساتھ ہیں۔ اللہ کی قسم جس نے آپ کو دین حق دے کر مبعوث فرمایا اگر آپ سمندر میں کود جانے کا حکم دیں تو سب آپکے ساتھ کود پڑیں گے اور کوئی ایک بھی پیچھے نہ رہے گا۔ میدان جنگ میں ہماری جانفروشیوں سے اللہ تعالیٰ آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرے گا۔ اللہ کی برکت پر چلیے جدھر مناسب خیال فرمائیں لے چلئے۔

اس طرح سرفروشوں کا یہ گروہ آپ کے ساتھ کوچ کرتا ہوا آگے بڑھا۔ بدر کے مقام پر پہنچ گئے تو وہاں ایک طرف حضورؐ کے قیام کے لیے ایک چھپر سا بنا دیا گیا۔ جنگ سے ایک روز پہلے حضورؐ اپنے صحابہ کی معیت میں میدان جنگ کے نشیب و فراز کا جائزہ لینے کے لیے نکلے۔ سارے میدان کا چکر لگایا اور اسی اثناء میں ان مقامات کی نشاندہی بھی فرماتے گئے جہاں کل دشمن کے سرداروں کی لاشیں گرنے والی تھیں۔ هذا مصرع فلان یہاں فلاں کے گرنے کی جگہ ہے یہ فلاں کے گرنے کی جگہ ہے

رات کو سب لوگ آرام فرما رہے تھے لیکن حضور سرور عالم علیہ التحیۃ والثناء بیدار تھے۔ ساری رات اللہ تعالیٰ سے نصرت اور

مسلمانوں کی نصرت کے لیے دعا میں مصروف [illegible] صبح ہوئی [illegible] کی صفوں کو [illegible] سامنے کفار کا لشکر [illegible] میں مصروف تھی [illegible] قوت کو دیکھا اور مسلمانوں کی بے بسی کو ملاحظہ فرمایا پھر عریش میں واپس تشریف لائے اور بارگاہ صمدیت میں [illegible] التجا کی [illegible] اللھم [illegible] اے اللہ یہ سامنے قریش ہیں جو غرور و نخوت کے سب سامان سے لیس ہو کر [illegible] رسول کو جھٹلانے آئے ہیں۔ اے اللہ اب آ جائے تیری وہ مدد جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے۔ اے اللہ اگر آج یہ مٹھی بھر مسلمان ہلاک ہو گئے تو پھر تیری کبھی عبادت نہیں کی جائے گی۔

مسلمانوں کی [illegible] اور اللہ کے لشکروں سے اس اولین جنگ کا مشاہدہ [illegible] باطل اپنی پوری قوت و صورت سے حق کو کچلنے کے لیے [illegible] اور حق [illegible] بے سرو سامانی کے باوجود باطل کو پاش پاش کر کے رکھ دیا [illegible] مسلمانوں کی جانثاری کے باعث حق و باطل [illegible] ایک ایسی [illegible] حق و باطل کو الگ الگ کر دیا

[illegible] کے متعلق اس سورۃ میں گفتگو کی گئی ہے [illegible] ارشادات مصطفوی سے سرتابی کرنے لگو۔

مال غنیمت کی تقسیم کا طریقہ بھی واضح طور پر بیان کر دیا [illegible] جنگ کے متعلق [illegible] اخلاق کی تکمیل ہے وہ [illegible]

سورۃ کے آخری حصہ میں [illegible] مہاجرین و انصار کی شان بھی بیان فرمادی جن کی سرفروشی قربانیوں اور جانبازیوں [illegible] سے دین اسلام کو کامیابی و سرفرازی نصیب ہوئی تاکہ آئندہ آنے والی نسلیں ان کے نقش قدم پر چل [illegible] جانثاری [illegible] اسلام کی عظمت [illegible] ایمان [illegible] کے کمالات [illegible] شہادت [illegible] شکوک و شبہات کا ازالہ کر دیا [illegible] مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے متعلق اسلام [illegible] شکوک و شبہات

کا شکار بنتا جاتا ہے تو بڑے شوق سے لیکن بے علمی اور بے خبری کی وجہ سے لوگ ان میں مبتلا ہو۔

بدر کا میدانِ جنگ

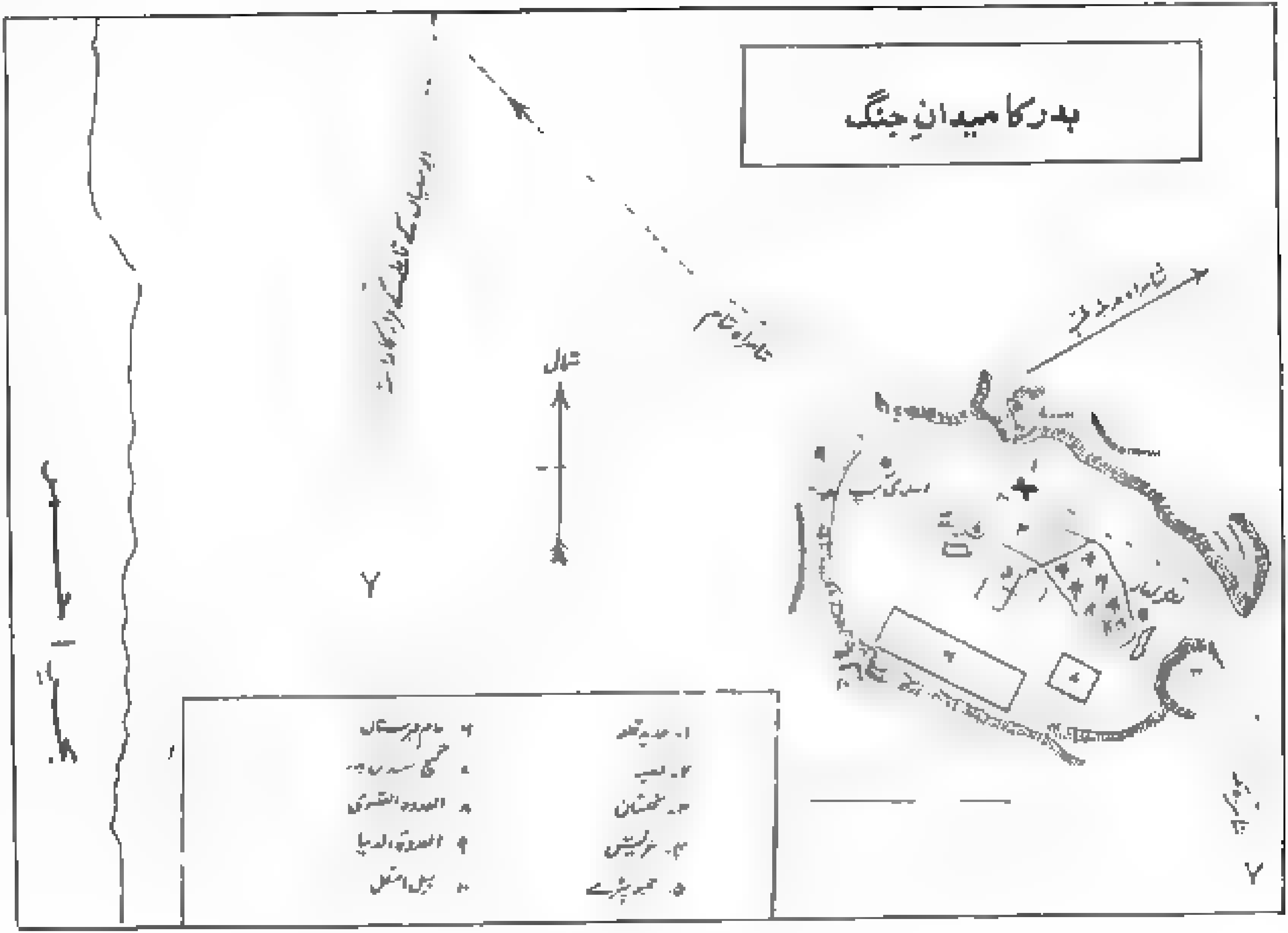
ابوسفیان کے قافلے کا راستہ
شاہراہ شام
شاہراہ مدینہ
شمال
۳۔ نخلستان
۸۔ العدوۃ القصویٰ
۹۔ العدوۃ الدنیا
۱۰۔ جبل اصفل
بحر احمر

سورۃ الانفال مدنیۃ وھی خمس وسبعون آیۃ وعشر رکوعات

سورہ انفال مدنی ہے اور اس کی ۷۵ آیتیں اور دس رکوع ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ۭ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا

دریافت کرتے ہیں آپ سے غنیمتوں کے متعلق ف آپ فرمائیے غنیمتیں ملک اللہ اور رسول کی ہیں پس ڈرتے رہو

ف اسلام سے پہلے اہل عرب کسی قانون و ضابطہ کے پابند نہ تھے۔ ان کی معاش کی ساری سرگرمیاں [illegible] سے وابستہ تھیں صبح و شام جنگ کے [illegible] میں جس [illegible] سامان کے [illegible] وہ اسی کا [illegible] اسی [illegible] ان کی اس [illegible] کو [illegible] کا [illegible] کر دیا [illegible] اس طرح وہ قوم جو چند سال پہلے [illegible] اور سرکشی [illegible] عرب [illegible] کی طرح [illegible] جنگ [illegible] سال میں [illegible] آشنا [illegible] کا [illegible] ایک [illegible] اس [illegible] سے [illegible] اسی سے [illegible] کو [illegible] میں [illegible] اور اس کا لشکر [illegible] کے [illegible] اور [illegible] میں [illegible] اور [illegible] پیدا ہوا کہ اسے تقسیم کیسے کیا جائے کیونکہ [illegible] کے مطابق [illegible] کی [illegible] کہ ہمیشہ کے لیے اس [illegible] کا خاتمہ کر دینا چاہتا ہے [illegible] قل الانفال للہ والرسول [illegible] ساری [illegible] کر دیا [illegible] جنگ میں [illegible] کی حیثیت ہی نہیں [illegible] اس کی [illegible] ایک دوسرے [illegible] شروع کریں [illegible] اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول [illegible] ہے اس لیے اللہ کا رسول اپنے مالک کے حکم سے جیسے چاہے تقسیم فرمائے کسی کو اعتراض کا حق نہیں [illegible] حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ یہ آیت [illegible] تو آپ نے فرمایا [illegible] کے حق میں نازل ہوئی جب ہم نے مال غنیمت کے بارے میں جھگڑا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے [illegible] ہمارے اختیار سے نکال کر اپنے رسول کے سپرد کر دیا اور حضور نے اسے برابر طور پر سب میں تقسیم فرما دیا [illegible]

[illegible]

اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ

[illegible]

مُّؤْمِنِيْنَ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ

[illegible]

قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ

[illegible]

يَتَوَكَّلُوْنَ ۚ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ

[illegible]

اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ

[illegible]

[illegible]

مَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيمٌ ۚ كَمَآ أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ

[illegible]

وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَٰرِهُونَ ۙ يُجَٰدِلُونَكَ فِى الْحَقِّ

[illegible]

بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنظُرُونَ ۚ

[illegible]

وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ أَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ
کہ نہتا گروہ تمہارے حصے میں آئے اور اللہ چاہتا تھا کہ حق کو حق کر دے اپنے

بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ
ارشادات سے اور کاٹ دے کافروں کی جڑ تاکہ ثابت کر دے حق کو اور مٹا دے باطل کو

الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ إِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ
اگرچہ ناپسند کریں اس کو عادی مجرم یاد کرو جب تم فریاد کر رہے تھے اپنے رب سے تو قبول کر

لَكُمْ أَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ۝ وَمَا جَعَلَهُ
لی اس نے تمہاری فریاد اور وعدہ دیا کہ یقیناً میں مدد کرنے والا ہوں تمہاری ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ جو پے در پے آنے والے ہیں

ف ان دو طائفوں سے مراد ایک قریش کا وہ تجارتی قافلہ ہے جو چالیس سواروں پر مشتمل ابوسفیان کی سرکردگی میں شام سے مکہ کی طرف واپس لوٹ رہا تھا اور جس کے محافظ دستہ کی تعداد تیس چالیس سے زیادہ نہ تھی۔ اور دوسرا وہ مسلح و منظم لشکر جو اپنی قوت و طاقت کے نشہ میں چور مسلمانوں کو ہمیشہ کے لیے مٹانے کے لیے مدینہ کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا۔ مسلمانوں سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ یہ تھا کہ ان دونوں میں سے ایک پر تمہیں غلبہ دیا جائے گا۔ جیسا کہ بعض صحابہ کی یہی تمنا تھی کہ تجارتی قافلہ ہاتھ آ جائے تاکہ کسی مزاحمت کے بغیر ہی دولت و اموال مل جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مشیت یہ تھی کہ اسلام کی سربلندی اور مسلمانوں کی فتح کے جو وعدے کیے گئے تھے ان کو پورا کیا جائے تاکہ مشرکین کا غرور ٹوٹے اور حق کا بول بالا ہو اور باطل کی رسوائی ہو جائے۔ شوکت کانٹے کو کہتے ہیں۔ یہاں شوکت سے مراد تیز دھار والے ہتھیار ہیں اسی لیے مسلح آدمی کو شائک السلاح اور قلب کے بعد شاکی السلاح بھی کہتے ہیں۔

سلہ حق کو حق ثابت کرنے سے مطلب حق کو ظاہر کرنا ہے کیونکہ حق تو بذات خود حق ہوتا ہے وہ کسی کے حق بنانے سے حق نہیں بنتا۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ شکوک و شبہات اور بعض وجوہ کے جو پردے حق کو ڈھانپے ہوتے ہیں جن کے باعث سادہ لوح انسان کو اس کی پہچان نہیں ہوتی وہ اٹھا دیے جائیں اور حق اپنی تمام رعنائیوں اور دلربائیوں کے ساتھ نکھر جائے تاکہ اس کو پہچاننے میں کسی کو دقت نہ ہو۔ ای [illegible] الاسلام و [illegible] الحق [illegible] لہ من بعد [illegible] شبہ الباطل (قرطبی)

سلہ استغاثہ کا معنی ہے فریاد کرنا اور مدد طلب کرنا۔ الاستغاثۃ طلب الغوث والنصر (قرطبی) اس کے

اللّٰهُ إِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ

نہیں بنایا فرشتوں کے نزول کو اللہ نے مگر ایک خوشخبری اور تاکہ مطمئن ہو جائیں اس سے تمہارے دل ۱۲ اور نہیں ہے مدد مگر

عِنْدِ اللّٰهِ ۭ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ إِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً

اللہ کی طرف سے بیشک اللہ سب پر غالب ہے حکمت والا ہے۔ یاد کرو جب اللہ نے ڈھانپ دیا تمہیں غنودگی سے ۱۳ تاکہ

مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَ

باعث تسکین ہو اس کی طرف سے اور اتارا تم پر آسمان سے پانی تاکہ پاک کر دے تمہیں اس سے اور

مراد حضور رحمت عالمیان کی وہ دعا ہے جو دعا اور نیاز مندانہ فریاد ہے جو بدر کے میدان میں ایک چھپر کے نیچے کھڑے ہو کر کی جس کا ذکر سورۃ کے تعارف میں ہو چکا ہے

۱۲ یعنی یہ بشارت تھا اور تسلی۔ فرشتوں کی جنگ میں شرکت کا مسئلہ بیان کیا جا رہا ہے کہ وہ غیر منظم ہجوم کی طرح جنگ میں شامل نہیں ہوئے تھے بلکہ ترتیب و تنظیم کی صورت میں یکے بعد دیگرے میدان میں اترتے تھے جس سے مسلمانوں کے بیتاب دلوں کو اطمینان و تسکین نصیب ہوتی تھی اور کفار کے بڑے بڑے حوصلے ٹوٹ گئے تھے اور ہمتیں پست ہو گئی تھیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اس دعا کے بعد حضور نے اپنا سر مبارک جھکایا اور پھر اٹھا کر فرمایا ابشر یا ابابکر هذا جبريل معتجرا بعمامة صفراء آخذ بعنان فرسه بين السماء والارض (مظهری عن البيهقی) اے ابوبکر تمہیں خوشخبری ہو یہ جبرئیل ہیں زرد دستار باندھے زمین آسمان کے درمیان اپنے گھوڑے کی لگامیں پکڑے کھڑے ہیں

۱۳ فرشتوں کا ورود تو محض تمہاری تسکین و اطمینان کے لیے اور تمہیں حق کا شرف دلانے کے لیے تھا ورنہ نصرت و کامرانی مرحمت فرمانے والا تو خود رب تعالیٰ تھا جس کی قوت بے اندازہ اور حکمت بے نظیر ہے

۱۴ کفار میدان بدر میں پہلے پہنچ گئے تھے انہوں نے موزوں جگہ پر خیمے نصب کر لیے اور پانی پر بھی قبضہ کر لیا مسلمان پہنچے تو بجز ریت کے ٹیلوں کے اور کوئی نہیں جگہ تھی جہاں پڑاؤ ڈالیں چار و ناچار وہیں خیمے گاڑ دیئے پانی کی بھی سخت قلت تھی چلتے ہیں تو پاؤں ریت میں دھنستے چلے جاتے ہیں نماز کا وقت آتا ہے تو وضو و غسل کے لیے پانی نہ دارد پیاس لگتی ہے تو پینے کے لیے پانی نایاب اس عجیب و غریب صورت حال سے مسلمانوں کو سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا ادھر شیطان وسوسہ اندازی کرنے لگا کہ تم اپنے آپ کو خدا کا مقرب سمجھے بیٹھے تھے اب آنکھوں سے دیکھ لو کیا مقربین خدا کا یہی حشر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان دونوں تکلیفوں کا ازالہ فرما دیا جس صبح کو جنگ ہونے والی تھی اس رات کو بادل گھر کر آ گئے اور اتنا زور دار مینہ برسا کہ وادیاں لبریز ہو کر بہنے لگیں مسلمانوں نے حوض بنا کر پانی جمع کر لیا اس طرح پانی

يُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ

دور کر دے تم سے شیطان کی نجاست اور مضبوط کر دے تمہارے دلوں کو اور جما دے اس سے

بِهِ الْاَقْدَامَ ۝ اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا

قدموں کو یاد کرو جب وحی فرمائی آپ کے رب نے فرشتوں کی طرف کہ میں تمہارے ساتھ ہوں پس تم

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ

ثابت قدم رکھو ایمان والوں کو میں ڈال دوں گا کافروں کے دلوں میں دہشت رعب

فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝۱۲

سو تم مارو ان کی گردنوں کے اوپر اور چوٹ لگاؤ ان کے ہر بند پر ۱۲

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَ

یہ حکم اس لیے ہے کہ انہوں نے ۱۱ مخالفت کی اللہ کی اور اس کے رسول کی اور جو مخالفت کرے اللہ کی

کی قلت دور ہو گئی۔ دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ بارش کے پانی سے ریت جم گئی اور مسلمانوں کو چلنے پھرنے میں آسانی ہو گئی۔ ادھر کفار کی قیام گاہ چونکہ نشیب میں تھی وہاں کیچڑ ہی کیچڑ ہو گیا اور ان کے لیے نقل و حرکت دوبھر ہو گئی۔ دوسری وہ اونگھ جو اللہ تعالیٰ نے لشکر اسلام پر نازل فرمائی تھی کہ سب پر غنودگی طاری کر دی گئی۔ رات بھر خوب سوئے۔ صبح اٹھے تو بالکل ہشاش بشاش تر و تازہ۔ وہ جو تھکن اور افسردگی کا نام و نشان تک نہ تھا۔ کفار کا رعب اور ہیبت دلوں سے دور ہو چکی تھی۔ آیت کریمہ میں امنۃ منہ کے الفاظ سے طلب یہی یعنی یہ غنودگی نہ تھی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت و حکمت اور رحمت سے اسے مسلمانوں پر مسلط کیا تھا۔ رجز الشیطان سے مراد وہ وسوسہ اور ڈر ہے جو پانی کی نایابی اور حالات کی ناسازگاری کی بدولت مسلمانوں کے قلوب میں ڈالا جاتا تھا۔

۱۱ اس آیت سے بظاہر یہ ثابت ہوتا ہے کہ فرشتوں نے اصل جنگ میں حصہ لیا۔ لیکن بعض حضرات نے اسے مستبعد جان کر ان کا خیال ہے کہ فرشتوں میں خطاب مومنین سے ہے اور انہیں واسطہ کا حکم دیا جا رہا ہے لیکن آیت کے الفاظ اس کی تائید نہیں کرتے

۱۲ بنان، ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کے پوروں کو بھی کہتے ہیں اور بدن کے جوڑوں کو بھی۔ علماء کرام نے دونوں معنی مراد

رَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ

اور اس کے رسول کی تو بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے (اے حق کے دشمنو!) یہ سزا ہے پس چکھو اسے نیز

لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمُ

یہ بھی کہ کافروں کے لیے آتش جہنم کا عذاب بھی ہے۔ اے ایمان والو! جب تم مقابلہ کرو [illegible]

لیے ہیں [illegible] الرحمن [illegible]

حملہ میدان بدر میں جس ذلت و رسوائی کا ان کو سامنا کرنا پڑا اور جس شکست فاش سے سابقہ پیش آیا، بلاوجہ نہ تھی بلکہ ان کی مسلسل چودہ پندرہ سالہ اسلام دشمنی کا نتیجہ تھا

شلہ یہاں مجاہدین اسلام کو حکم دیا جا رہا ہے کہ جب تم دین حق کے دشمنوں سے برسر پیکار ہو تو شجاعت اور پامردی اور بہادری سے ان کے سامنے ڈٹے رہو۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت تمہارے ہمرکاب ہوگی تب اس بات کی ہرگز اجازت نہیں کہ حق کے علمبردار ہو کر باطل کے پرستاروں کے سامنے نامردی و بزدلی کا مظاہرہ کرو اور میدان جہاد سے بھاگ کھڑے ہو چنانچہ میدان جنگ سے فرار کو حضور کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے اکبر الکبائر یعنی بڑے گناہوں سے بھی بڑا گناہ فرمایا ہے۔ والفرار کبیرۃ موبقۃ بظاهر القرآن والاجماع [illegible] الفرار من الزحف کبیرۃ من الکبائر [illegible] اکثر اهل العلم [illegible] من العدد مظہری۔ لیکن یہ گناہ کبیرہ اس وقت تک ہے جب تک دشمنوں کی تعداد دوگنا سے زیادہ نہ ہو۔ اگر اس سے زیادہ ہو تو بھی ثابت قدم رہنا اور صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہنا ہی افضل ہے۔ جیسے جنگ موتہ میں اہل اسلام کی تعداد صرف تین ہزار تھی اور ان کے مقابل قیصر کی فوج دو لاکھ تھی لیکن مجاہدین نے پرچم اسلام کو سرنگوں نہ ہونے دیا۔ فاتح اندلس طارق بن زیاد صرف بارہ سو جانبازوں کے ساتھ لذریق شاہ اندلس کے ستر ہزار شہسواروں سے ٹکرایا اور ان کو پامال کر کے رکھ دیا۔ طارق کے یہ شعر ان کی ایمان کے جاں پرور اسلامی ذہنیت کے کتنے روشن آئینے ہیں

رکبنا سفینا بالمجاز مقیرا　　عسی ان یکون اللّٰہ منا قد اشتری

ہم سمندر عبور کرنے کے لیے کشتیوں میں سوار ہوئے یہ تمنا لیے ہوئے کہ شاید اللہ تعالیٰ ہماری جانیں خرید لے

نفوسا واموالا واهلا بجنة　　اذا ما اشتهینا الشیء فیها تیسرا

ہماری جانوں، ہمارے مالوں اور اہل و عیال کو جنت کے بدلے جہاں ہم جو چاہیں ہمیں آسانی میسر آ جائے

ولسنا نبالی کیف سالت نفوسنا　　اذا نحن ادرکنا الذی کان اجدرا

اگر ہم اپنی منزل مقصود کو حاصل کر لیں تو ہمیں اس بات کی قطعاً پروا نہیں کہ ہمارے خون کے دریا بہہ جائیں

آیت میں زحفا کا لفظ تحقیق طلب ہے اس کا معنی کیا ہے اور ترکیب میں کیا واقع ہوا ہے۔ زحف کا لغوی معنی ہے

الَّذِينَ كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوهُمُ الْأَدْبَارَ ﴿١٥﴾ وَمَن يُوَلِّهِمْ

کافروں کے لشکر جرار سے تو مت پھیرو ان کی طرف (اپنی) پیٹھیں ۔ اور جو پھیرے گا ان کی طرف

يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ

اس روز اپنی پیٹھ بجز اس صورت کے کہ پینترا بدلنے والا ہو لڑائی کے لیے یا سمٹ کر آملنے والا ہو اپنی جماعت کی طرف

بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿١٦﴾

تو وہ مستحق ہوگا اللہ کے غضب کا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت بری لوٹنے کی جگہ ہے ۔ پس

فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ ۚ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ

تم نے نہیں قتل کیا انھیں بلکہ اللہ نے قتل کیا انھیں اور (اے محبوب) نہیں پھینکی آپ نے (وہ مشت خاک) جب

بچے کا زمین پر گھسٹ گھسٹ کر چلنا۔ اسی وجہ سے آہستہ چلنے کو بھی زحف کہتے ہیں۔ الزحف الدبیب قلیلاً قلیلاً واصلہ الاندفاع علی الالیۃ (روح المعانی)۔ اس لفظ کا اطلاق لشکر عظیم پر بھی ہوتا ہے کیونکہ وہ بھی کثرت تعداد کی وجہ سے آہستہ آہستہ ہی چل سکتا ہے۔ سمی الماشی الی العدو بالزحف لانہ یزحف الی العدو۔ زحفاً مصدر مفعول مطلق ہے یا اس کے اعتبار سے یا الذین کفروا یا ضمیر دونوں کا مفعول بہ کا حال ہے یا لقیتم کے فاعل المسلمین کی ضمیر، اور مفعول الذین کفروا دونوں کا حال ہے (مظہری)۔ میں نے ترجمہ میں زحف کا معنی اسی لشکر کے بڑھتے قدم کا حال مانا ہے کیونکہ یہی مفہوم حقیقت سے قریب تر ہے کیونکہ کافر لشکر عظیم لے کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوتے تھے مسلمانوں کی تو گنی چنی قلیل جمعیت تھی جنہیں بچانے کے لیے میدان میں اکٹھی ہوتی تھی

اس آیت میں ان خاص صورتوں کے پیش نظر دشمن کے سامنے سے ہٹنے کی اجازت دی جا رہی ہے جن میں جنگی مصلحت کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ لشکر یا اس کا کوئی حصہ اپنی موجودہ پوزیشن ترک کر کے نئی پوزیشن اختیار کرے تاکہ زیادہ قوت سے دشمن پر حملہ کیا جا سکے۔ اسلامی لشکر کے کچھ سپاہی اگر لشکر سے الگ ہو گئے ہوں تو ان کو بھی اجازت ہے کہ وہ ہٹ کر اپنی فوج میں شامل ہو جائیں اور اس کے ساتھ مل کر جہاد کریں۔

بے سروسامان مسلمانوں کا اپنے سے تین گنا مسلح اور طاقتور لشکر کو تہس نہس کر دینا اور اس کے بڑے بڑے بہادر پہلوانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دینا محض نصرت خداوندی کا ثمر تھا اس لیے صاف صاف بتا دیا کہ تم اپنی قوت و شجاعت پر نازاں نہ ہو بلکہ اپنے رب قدیر کا احسان سمجھو اور اس کے شکر گزار رہو۔

ان کلمات میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک معجزہ کی طرف اشارہ ہے جس کا مشاہدہ دوست و دشمن

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ۭ اِنَّ

آپ نے پھینکی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی ؎۱ تاکہ احسان فرمائے مومنوں پر ؎۲ اپنی جناب سے بہترین احسان۔ بے شک

اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔ یہ تو ہوا اور بلاشبہ اللہ کمزور کرنے والا ہے کفار کے مکر و فریب کو

اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ

اے کفار! اگر تم فیصلہ کے طلبگار تھے ؎۳ تو آگیا تمہارے پاس فیصلہ اور اگر تم اب بھی باز آجاؤ تو وہ

لے جنگ کے میدان میں کیا۔ حضور نے کنکریوں کی ایک مٹھی بھری اور کفار کے لشکر کی طرف پھینک دی۔ وہ لشکر جو ایک وسیع رقبہ میں پھیلا ہوا تھا۔ کوئی کنارہ پر تھا کوئی بیچ میں ہوا تھا۔ کسی کا منہ ادھر تھا تو کسی کی پشت ادھر تھی۔ لیکن ایک کافر بھی تو ایسا نہ تھا جس کی آنکھ ریت کے ذرات سے بھر نہ گئی ہو۔ سب کی آنکھیں دیکھنے سے معذور ہو گئیں۔ اور وہ کچھ ایسے دہشت زدہ اور حواس باختہ ہوئے کہ اپنے مقتولوں کے لاشے ہی پیچھے چھوڑ کر سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے حبیب! جب تم کنکریاں پھینک رہے تھے تو پھینکنے والا ہاتھ گو تمہارا تھا لیکن قوت و طاقت ہماری تھی جو اس میں کارفرما تھی۔ کتنا ہی پیارا انداز بیان ہے۔

؎۲ علامہ زمخشری نے بلاء کا معنی یہاں عطا کیا ہے اور صاحب تفسیر مظہری نے بلاء کا معنی بمعنی [illegible] اور بلاء کا معنی نعمت فرمایا ہے۔ اگرچہ امتحان و آزمائش کا معنی بھی ہو سکتا ہے لیکن سیاق جس طرح عطیہ و نعمت سے کی ملتا ہے اسی طرح عطا و احسان سے بھی مل جاتا ہے۔ اس لیے سیاق کے مفہوم کے پیش نظر یہاں لفظ بلاء کا یہ ترجمہ کیا گیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو مسلمانوں کے بغیر ہی کفار کو نیست و نابود کر دیتا۔ بھلا ان دشمنوں کے آثار مٹانے کے لیے فوج کی کیا ضرورت تھی۔ ایک ہی مٹھی سب کا خاتمہ کرنے کے لیے کافی تھی لیکن مسلمانوں کے ذریعہ اپنے دین کی حفاظت اس لیے کی گئی تاکہ انہیں دین کے پاسبان ہونے کا شرف حاصل ہو جائے۔ شہادت اور جہاد کی فضیلت سے انہیں محروم نہ کیا جائے کیا شان بندہ پروری ہے کیا عزت افزائی ہے۔ یہاں اسی شرف پاسبانی اور فضیلت شہادت کو انہی کلمات طیبات سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔

؎۳ اب روئے سخن کفار کی طرف ہے۔ کفار جب مکہ سے روانہ ہونے لگے تھے تو غلاف کعبہ کو پکڑ کر انہوں نے دعا مانگی تھی اللھم انصر اقرانا للضیف و اوصلنا للرحم و افکنا للعانی ان کان محمد علی الحق فانصرہ و ان کنا علی الحق فانصرنا۔ (کشاف) اے اللہ ہم دونوں فریقوں میں سے جو زیادہ مہمان نواز ہے، جو زیادہ صلہ رحمی کرنے والا ہے، جو قیدیوں کا

وَإِنْ تَعُودُوا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَلَوْ كَثُرَتْ

بہتر ہے تمہارے لیے اور اگر تم پھر شرارت کرو گے تو ہم پھر سزا دیں گے اور ہرگز نہ بچا سکے گی تمہیں تمہاری جماعت کچھ بھی چاہے

وَأَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ

اس کی تعداد بہت زیادہ ہو اور یقیناً اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے ساتھ ہے۔ اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور

وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَأَنْتُمْ تَسْمَعُونَ ۝ وَلَا تَكُونُوا

اس کے رسول کی اور مت روگردانی کرو اس سے حالانکہ تم سن رہے ہو اور مت بن جاؤ ان لوگوں کی

کر رہا تھا دو گروہوں میں فیصلہ کرنے والا ہے۔ اس کی دعا یہ تھی اگر محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام حق پر ہے تو اسے فتح دے اور اگر ہم حق پر ہیں تو ہمیں فتح دے۔ کفار سے کہا جا رہا ہے کہ وہ دعا جو تم نے مانگی تھی وہ قبول ہوئی۔ جو حق پر تھا وہ غالب ہوا اور جو باطل پر تھے وہ مغلوب۔ اب آنکھیں کھولو تمہارے معیار کے مطابق حق واضح ہو گیا اب تو کسی قسم کی غلط فہمی نہیں۔ پس اگر پھر بھی تم نے حق کو قبول نہ کیا اور اس کی مخالفت سے باز نہ آئے تو یاد رکھو تمہیں پہلے کی طرح ایسی ہی عبرتناک شکست سے دوچار ہونا پڑے گا جس کا ابھی مشاہدہ کیا گیا ہے۔

۲۹ اے کفار! جب تم تائید خداوندی سے محروم ہو اور مسلمان اس نعمت سے مشرف ہیں تو پھر خود ہی سوچو کیا تمہاری کامیابی کا کوئی امکان ہے چاہے تم تین سو تیرہ ہو اور چاہے ہزار ہو اور تمہاری تعداد بہت زیادہ ہے لیکن خود ہی بتاؤ کیا تم اللہ تعالیٰ کی طاقت سے ٹکر لے سکتے ہو۔

۳۰ اطاعت خدا اور اطاعت رسول نظام اسلامیہ اور شریعت مطہرہ کا سنگ بنیاد ہے۔ اس کے بغیر نہ اسلامی نظام کا پتہ چل سکتا ہے اور نہ شریعت کا۔ اسلام دشمنوں کے کمالات کتنے ہی حیرت انگیز ہیں کہ اتنا غافل کر دیا کہ قرآنی آیات سننے کے باوجود بھی اطاعت خدا و رسول میں کوتاہی۔ تعجب ہوتا ہے ان لوگوں پر جو تعلیمات قرآنیہ کے علمبردار ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے اطاعت رسول کے منکر ہیں۔ حکم اتباع قرآن کو ترک اطاعت رسول کی دلیل بناتے ہیں۔ سو وہ اپنی روش پر خود ہی نظرثانی کریں کیا وہ قرآن سے اس کے نازل کرنے والے کی منشا کے خلاف تو استنباط نہیں کر رہے۔ کیا وہ ایسا بھی محسوس نہیں کرتے کہ اتباع قرآن تب ہی ہو سکتا ہے جب اس کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا جائے اور اطاعت رسول کا حکم بھی قرآن کا ہی حکم ہے جو ایک نہیں سینکڑوں بار دیا گیا ہے۔ کیا وہ قرآن کے اس صریح حکم کی نافرمانی کر کے اپنے آپ کو قرآن کا متبع کہہ سکتے ہیں ؎

آپ ہی اپنے ذرا طرز عمل کو دیکھیں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿٢١﴾ إِنَّ شَرَّ

جیسا جنہوں نے کہا ہم نے سن لیا حالانکہ وہ نہیں سنتے [illegible] بیشک سب جانوروں سے

الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٢٢﴾ وَ

بدتر اللہ کے نزدیک وہ بہرے گونگے (انسان) ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے [illegible] اور اگر

لَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ۚ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا

جانتا اللہ تعالیٰ ان میں [illegible] کوئی خوبی تو انہیں ضرور سنا دیتا اور اگر سنا دیتا انہیں (قبول حق کی استعداد کے بغیر)

وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٢٣﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ

تو وہ منہ پھیر دیتے روگردانی کرتے ہوئے۔ اے ایمان والو! لبیک کہو اللہ اور (اس کے) رسول کی پکار پر جب

[illegible] اہل ایمان کو یہود و منافقین کے طریق کار کو اپنانے سے روکا جا رہا ہے کہ وہ زبان سے تو کہتے ہیں کہ ہم نے کتاب الٰہی کو سن لیا لیکن جب عمل کی باری آتی ہے تو انہیں سانپ سونگھ جاتا ہے۔ جو انہوں نے سنا ہے اگر وہ اس پر عمل پیرا نہیں ہوتے تو گویا انہوں نے کچھ سنا ہی نہیں۔ سننا تو وہ ہے جو انسان کو عمل کرنے پر آمادہ کر دے۔

[illegible] شر اصل میں اشر تھا۔ کثرت استعمال کی وجہ سے ہمزہ ساقط ہو گیا۔ اسی طرح خیر بھی اصل میں اخیر تھا۔ والاصل اشر حذفت الھمزۃ لکثرۃ الاستعمال وکذا اخیر الاصل اخیر (قرطبی)۔

جو لوگ سننے اور بولنے کی قوتوں سے صحیح کام نہیں لیتے۔ حق کو سمجھنے کے لیے اور حق کی تبلیغ کے لیے ان سے استفادہ نہیں کرتے ان کا شمار انسانوں میں نہیں کیا جا سکتا۔ ان کی شکلیں اور صورتیں گو انسانوں کی سی ہیں لیکن درحقیقت وہ گونگے اور بہرے ڈنگر ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے کیونکہ ڈنگروں کو یہ نعمتیں بخشی ہی نہیں گئیں۔ وہ معذور ہیں لیکن ان لوگوں کو ان گراں بہا صلاحیتوں سے بہرہ ور کیا گیا اور انہوں نے ان سے فائدہ نہ اٹھایا۔

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ ان صلاحیتوں سے پوری طرح فائدہ اٹھا کر ہی ہم انسانی عظمت کی بلندیوں پر فائز ہو سکتے ہیں ورنہ ہماری حالت بے شعور مویشیوں سے بھی بدتر ہے۔

[illegible] اگر ان میں قبول حق کی استعداد ہوتی تو انہیں کلام الٰہی کو سمجھنے اور قبول کرنے کی توفیق دی جاتی لیکن کیونکہ انہوں نے پیہم سرکشی اور دانستہ کفر و عناد سے اپنی اس استعداد کو ہی مٹا دیا ہے اس لیے اب کوئی فائدہ نہیں۔ اب بھی صورت یہی ہے اگر وہ قرآن کی آیات سن بھی لیں اور سمجھ بھی لیں تب بھی وہ ان کو قبول نہیں کریں گے بلکہ ازراہ عناد اور تعصب

لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ

اور رسول جب بلائے تمہیں اس امر کی طرف جو زندہ کرتا ہے تمہیں اور خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ حائل ہوتا

انہیں حق جانتے اور پہچانتے ہوئے اس کا انکار کریں گے۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اس آیت کی شان نزول یہ ہے کہ اہل مکہ نے حضور سے فرمائش کی تھی کہ آپ ہمارے جد امجد قصی کو زندہ کریں تاکہ وہ آپ کی نبوت کی شہادت دیں تو ہم بھی آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر ان کے ایمان لانے کی توقع ہوتی تو قصی کو زندہ کر دینا کچھ دشوار نہ تھا۔ لیکن ان کی ہٹ دھرمی اور اسلام دشمنی اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ اگر قصی کو زندہ بھی کر دیا جائے اور وہ حضور کی نبوت کی تصدیق بھی کرے اور وہ اس کو آنکھوں سے دیکھ بھی لیں اور اس کی شہادت اپنے کانوں سے سن بھی لیں تو پھر بھی پیٹھ پھیر دیں اور پہلے کی طرح شرک سے ہی چمٹے رہیں۔

لکھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کا حکم دینے کے بعد اس کی حکمت بھی بیان فرما دی کہ اللہ تعالیٰ کا حبیب رسول جس چیز کی طرف تمہیں دعوت دے رہا ہے وہ تمہارے مردہ دلوں کو زندہ کرنے والی اور تمہاری جاں بلب روحوں کو تازگی و شادابی عطا فرمانے والی ہے [illegible] ذات ہے۔ [illegible] ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کی مقدس اور سچی کتاب ہمیں یہ بتاتی ہے کہ سنت نبوی ہی تمہاری زندگی کا سرچشمہ ہے۔ اسی کی پیروی میں تمہاری بقا کا راز مضمر ہے۔ [illegible] سنت رسول کریم سے برگشتہ کر رہے ہیں کہ اطاعت رسول ہی وہ زنجیر ہے جس نے امت کے ہاتھ پاؤں کو جکڑ رکھا ہے [illegible] ہی وہ اعمال و مسائل ہیں جن کے [illegible] اسی لئے ائمہ کرام کے مذہب ہیں۔ اگر ان کے نزدیک [illegible] آپ خود فیصلہ فرمائیے کہ سنت نبوی کے متعلق [illegible] قابل تسلیم ہے۔ [illegible] حالت ہوتے باوجود ان [illegible] حکومت وقت کے [illegible] صاحب تفسیر مظہری فرماتے ہیں [illegible] سنت نبوی کی اطاعت سے دل زندہ ہوتا ہے اور اس کی مخالفت سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق بخشے کہ ہم اس [illegible] اطاعت حبیب سے اپنے مردہ دلوں کو زندہ کر سکیں۔ اس آیت کی تفسیر میں امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے کہ حضرت ابی سعید بن معلی فرماتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ رسول کریم نے مجھے یاد فرمایا۔ نماز ختم کرنے کے بعد میں حاضر ہوا [illegible] جب حضور نے طلب کیا میں نماز پڑھ رہا تھا اب حاضر ہوا ہوں۔ حضور نے فرمایا اے ابا سعید کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم نہیں پڑھا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم جس وقت تمہیں اللہ اور اس کا رسول بلائے فوراً حاضر

بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً

ہے انسان اور اس کے دلی ارادوں کے درمیان اور یہ کہ اسی کی طرف تم اکٹھے کیے جاؤ گے۔ اور ڈرتے رہو اس فتنہ سے

لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ

۲۵ جو اگر برپا ہو گیا تو نہیں پہنچے گا صرف انہیں کو جنہوں نے ظلم کیا تم میں سے۔ اور خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ سخت

ہو جاؤ۔ علماء کرام نے اس سے یہ مسئلہ مستنبط کیا ہے کہ اگر کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور حضور اسے طلب فرمائیں تو وہ حاضر خدمت ہو جائے اس کی نماز نہیں ٹوٹے گی۔ [illegible]

یہاں ایک نکتہ دل پذیر قابل ہے۔ قاعدہ کے مطابق یہاں تثنیہ کا صیغہ دعاکما ہونا چاہیے تھا کیونکہ ضمیر ۲۴ کا مرجع اللہ تعالیٰ اور رسول کریم دونوں ہیں اور دو کے لیے تثنیہ کا صیغہ ہوتا ہے۔ یہاں واحد کا صیغہ دعا لا کر اس حقیقت کی طرف اشارہ کر دیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی دعوت الگ الگ دو نہیں بلکہ ایک ہی دعوت ہے اس لیے یہاں تثنیہ کی ضرورت نہیں واحد کا صیغہ ہی اس جگہ مناسب ہے۔

۲۵ انسان کتنا ہی دانشور اور عاقل کیوں نہ ہو اگر اللہ تعالیٰ کا حکم اس کے ارادے میں حائل ہو جائے تو وہ کچھ نہیں کر سکتا۔ دل کی تقدیر اسی کے قبضہ میں ہے۔ وہ چاہے تو اس کو ایمان سے منحرف کر دے اور چاہے تو ہدایت کے سب پردے اٹھا دے۔ اسی لیے حضور نبی کریم اکثر دعا فرمایا کرتے۔ یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔ خلیفہ ثانی حضرت عمر بن خطاب [illegible] اے دلوں کے پھیرنے والے [illegible] میرے دل کو اپنی فرمانبرداری کی طرف پھیر دے۔

۲۶ وہ فتنہ اور مصیبت جس کی آگ صرف ظالموں تک نہیں بلکہ سب خشک و تر کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیتی ہے، جس کا اثر چند افراد تک محدود نہیں رہتا بلکہ ساری قوم کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ علماء کرام نے اس ضمن میں تین امور کا ذکر خصوصیت سے کیا ہے

۱۔ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے سے رک جانا۔ جس قوم میں فسق و فجور کا بازار گرم ہو اور علی الاعلان احکام شریعت کی خلاف ورزی کی جاتی ہو وہاں اہل علم اور ارباب ثروت و اقتدار کا خاموشی اختیار کر لینا اور بدکاروں اور نافرمانوں کو ان کی بداعمالیوں سے نہ روکنا ایک ایسا فتنہ ہے جس کا وبال ساری قوم کو اٹھانا پڑتا ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایها الناس مروا بالمعروف وانهوا عن المنكر قبل ان تدعوا الله فلا يستجيب لكم وقبل ان تستغفروه فلا يغفر لكم (مظہری) اے لوگو! نیکی کا حکم کیا کرو اور بدی سے روکا کرو ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے پھر تم دعائیں مانگو اور وہ قبول ہی نہ ہوں۔ تم استغفار کرو اور وہ تمہیں بخشے ہی نہیں۔

۲۔ ترک جہاد جب کوئی قوم جہاد چھوڑ دیتی ہے اور اللہ کی راہ میں جان دینے سے کتراتی ہے تو گو بظاہر معلوم ہوتا

شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۵﴾ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ

عذاب دینے والا ہے ۔ اور یاد کرو جب تم تھوڑے سے تھے کمزور اور بے بس سمجھے جاتے تھے

فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَ

ملک میں ہر وقت ڈرتے رہتے تھے کہ کہیں اچک نہ لے جائیں تمہیں لوگ پھر اللہ نے پناہ دی تمہیں اور

اَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۶﴾

طاقت بخشی تمہیں اپنی نصرت سے اور عطا کیں تمہیں پاکیزہ چیزیں تاکہ تم شکر گزار ہو جاؤ ۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْۤا

اے ایمان والو ! نہ خیانت کرو اللہ اور رسول سے اور نہ خیانت کرو

تو ساری قوم کو ذلت وغلامی کی بیڑیاں پہنا دی جاتی ہیں۔

۳۔ یہاں جہاد سے فرار کا ذکر ہے ان تمام امور کا بطور مثال ذکر فرمایا ہے۔ حصر مقصود نہیں

۳۳ہجرت سے پہلے بے بسی اور بیکسی کی جو حالت تھی وہ مسلمانوں کو یاد دلائی جا رہی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے احسانات کو یاد رکھتے ہوئے اس کی شکر گزاری میں مصروف رہیں۔ آیت میں ارض سے مراد سرزمین مکہ ہے۔ اوٰی (جائے پناہ) سے مراد مدینہ طیبہ ہے۔ تائید سے مراد بدر کی تائید غیبی ہے۔ رزق سے مراد اموال غنیمت ہیں جو پہلی امتوں پر حرام تھے اور امت اسلامیہ کے لیے حلال کر دیے گئے۔

۳۴اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے خیانت کا مطلب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے لا تخونوا اللہ بترک فرائضہ والرسول بترک سنتہ یعنی فرائض کو ترک کر کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ خیانت نہ کرو اور سنت سے منہ موڑ کر اس کے رسول سے خیانت نہ کرو۔ اور قتادہ فرماتے ہیں واعلموا ان دین اللہ امانۃ فادوا الی اللہ ما ائتمنکم علیہ من فرائضہ وحدودہ۔ خوب سمجھ لو اللہ کا دین امانت ہے۔ اس کے فرائض کی ادائیگی اور حدود کی پابندی کا تمہیں امین بنایا گیا ہے پس امانت میں خیانت نہ کرو۔ مخبری، اسی طرح مسلمانوں کے راز دشمن تک پہنچانا، حکومت کے سربراہوں اعلیٰ افسروں اور ملازموں کا اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کرنا، ملک کے صنعت کاروں اور تاجروں کا ملکی صنعت اور کاروبار میں دیانتداری کو نظر انداز کر دینا حقیقت میں اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت کرنے میں داخل ہے۔

غور فرمائیے کتنے پرجلال انداز میں فرائض کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے اور ارباب اقتدار کو متنبہ کیا جا رہا ہے

أَمٰنٰتِكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۲۷ وَاعْلَمُوْٓا أَنَّمَآ أَمْوَالُكُمْ وَ

اپنی امانتوں میں اس حال میں کہ تم جانتے ہو۔ اور خوب جان لو کہ تمہارے مال اور

أَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّأَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ أَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۲۸ يٰٓأَيُّهَا

تمہاری اولاد (سب) آزمائش ہے اور بیشک اللہ ہی کے پاس اجر عظیم ہے ؎ اے ایمان

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا إِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ

والو! اگر تم ڈرتے رہو گے اللہ سے تو وہ پیدا کر دے گا تم میں حق و باطل میں تمیز کی قوت اور مٹا دیگا

سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝۲۹ وَ

تم سے تمہارے گناہ اور بخش دیگا تمہیں ؎ اور اللہ بڑے فضل (وکرم) والا ہے ؎ اور

یعنی فرائض منصبی کی ادائیگی میں کوتاہی یا اہم امانتوں میں خیانت کوئی معمولی بات نہیں جسے نظر انداز کر دیا جائے بلکہ یہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت ہے۔ خیانت کا یہ جرم بڑا ہی سنگین ہے اس پر مرتب ہونے والے نتائج بھی ملک و قوم کے لیے تباہ کن ہیں اس لیے اس پر جو سزا ملے گی اس کی شدت اور سختی کا تم خود اندازہ کر لو۔

؎ مال اور اولاد سے بڑھ کر سخت آزمائش اور کوئی ہے۔ محبت مال و اولاد انسان کو بزدل بھی بنا دیتی ہے اور بخیل بھی۔ حضور کے پاس ایک بچہ لایا گیا حضور نے اسے بوسہ دیا اور فرمایا اما انهم مبخلة مجبنة وانهم من ريحان الله یعنی یہ اولاد انسان کو بخیل بھی بنا دیتی ہے اور بزدل بھی۔ اور یہ اللہ کے پھول بھی ہیں۔ اب جو اس شدید محبت کے باوجود احکام الٰہی کی تعمیل میں کوتاہی نہیں کرتا یقیناً وہ کامیاب ترین انسان ہے۔ ایک دوسرے لحاظ سے بھی اولاد بڑی آزمائش ہے۔ بچوں کی صحیح تربیت ان کو سچا مسلمان اور کامل انسان بنانا ان کی لوح دل پر اخلاق عالیہ کے نقوش ثبت کرنا والدین کے لیے ایک کٹھن آزمائش ہے۔ اور یہی اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا صحیح شکر ہے۔ جو لوگ اپنی اولاد کے لیے دولت ہی اکٹھی کرتے رہتے ہیں اور انہیں اسی عیش و عشرت کی پرستش کا ڈھنگ سکھا دینا ہی اپنے حقوق پدری کی تکمیل جانتے ہیں انہوں نے اس نعمت عظمیٰ پر اپنے منعم حقیقی کا ہرگز شکر ادا نہیں کیا۔ اور نہ وہ اس آزمائش میں کامیاب ہوئے۔

؎ اللہ تعالیٰ اپنے پرہیزگار بندوں کو جن انعامات سے سرفراز فرماتا ہے اس آیت میں ان کا بیان ہے

۱۔ نعمت فرقان۔ ۲۔ محو عیوب۔ ۳۔ آمرزش گناہ۔

فرقان مصدر ہے اور حق و باطل میں تمیز کرنے والی قوت کو فرقان کہتے ہیں اسی بصیرت [illegible]

إِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ

یاد کرو جب خفیہ تدبیریں کر رہے تھے آپ کے بارے میں وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا تاکہ آپ کو قید کر دیں یا آپ کو شہید کر دیں یا

وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ﴿٣٠﴾ وَإِذَا تُتْلَىٰ

نکال دیں۔ وہ بھی خفیہ تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ بھی خفیہ تدبیر فرما رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر خفیہ تدبیر کرنے والا ہے اور جب پڑھی جاتی ہیں

ضمیر میں، عارفین کا سینہ انوار و تجلیات کردگاری سے ایک نور پیدا ہو جاتا ہے جس سے حقائق اشیا منکشف ہو جاتی ہیں۔ اور غلط و صحیح میں فرق محسوس ہونے لگتا ہے۔ بعض حضرات نے اصطلاح صوفیہ میں کشف باطنی سے تعبیر کیا ہے کہ ان کی اصطلاح میں اسے کشف کہتے ہیں۔ اور حضور علیہ افضل الصلوات واکمل التسلیمات کے اس ارشاد گرامی میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے اتقوا فراسة المومن فانه ينظر بنور الله۔ مومن کی فراست سے ڈرا کرو وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

پرہیزگاروں پر دوسرا انعام یہ کیا جائے گا کہ ان کے گناہوں کو چھپا دیا جائے گا تاکہ کسی کی نگاہ ان پر نہ پڑ سکے۔ علامہ ابن منظور تکفیر کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں واصل الكفر تغطية الشئ تغطية تستهلكه۔ یعنی کفر کا اصل مفہوم یہ ہے کہ کسی چیز کو اس طرح ڈھانپ دینا کہ اس کا نام و نشان بھی گم ہو جائے

علامہ موصوف آگے چل کر لکھتے ہیں والتكفير في المعاصي كالاحباط في الثواب۔ اگر ثواب ضائع و برباد ہو جائے تو اس کے لیے احباط کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور اگر گناہوں کا نام و نشان مٹا دیا جائے تو وہاں تکفیر کا لفظ استعمال ہوتا ہے (لسان العرب)۔ اللہ تعالیٰ کا پرہیزگاروں پر یہ کتنا کرم ہے کہ حالت غفلت میں ان سے جو گناہ سرزد ہوتے ان کو وہ اپنے کرم کی چادر سے ڈھانپ دے اور کسی کو ان گناہوں کی اطلاع تک نہ ہو۔ ان نیک بختوں پر جو تیسرا احسان فرمایا جائے گا وہ یہ ہے کہ اگر بشری تقاضوں کے باعث ان سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے، کسی جرم کا وہ ارتکاب کر بیٹھیں تو اس پر قلم عفو پھیر دیا جائے گا اور اسے بخش دیا جائے گا

بیشک تقویٰ کے تقاضے بڑے گراں ہیں لیکن ان پر جو انعامات کی بارش کی جاتی ہے۔ ان کے باعث اس کی تلخی اور ان کی گرانی کا تصور تک گم ہو جاتا ہے۔

۴۳؎ یعنی اپنے پرہیزگار بندوں پر اس کی یہ بخششیں بے اندازہ محض اس کا فضل و کرم ہے۔ کسی کا اس پر کوئی حق نہیں جس کا ادا کرنا اللہ تعالیٰ پر واجب ہو۔ راہ تقویٰ پر گامزن ہونا بھی تو محض اس کی توفیق و دستگیری کا ہی مرہون منت ہے۔

۴۴؎ اہل یثرب میں اسلام کی روشنی پھیلنے سے کفار مکہ کو یہ فکر دامنگیر ہو گئی تھی کہ کہیں حضور بھی ہجرت کر کے انہیں کے پاس نہ چلے جائیں۔ اگر ایسا ہوا تو پھر اسلام کے خطرہ کا سدباب ان کے اختیار سے باہر ہو جائے گا۔ چنانچہ کوئی عملی قدم اٹھانے سے پہلے انہوں نے اپنی قومی پارلیمنٹ (دار الندوہ) میں قوم کے مقتدر اور بااثر لوگوں کا اجلاس طلب کیا۔

عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ

ان کے سامنے ۵۳ ہماری آیتیں تو کہتے ہیں ہاں ہم نے سن لیا اگر ہم چاہیں تو کہہ دیں ہم بھی ایسی باتیں نہیں ہیں یہ

اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ

مگر کہانیاں اگلے لوگوں کی۔ اور جب انہوں نے کہا اے اللہ! اگر ہو

بعض کی رائے یہ تھی کہ آپ کو ایک تنگ و تاریک حجرے میں ہمیشہ کے لئے قید کر دیا جائے بعض نے کہا کہ آپ کو یہاں سے جلاوطن کر دیا جائے لیکن آخری فیصلہ ابوجہل کی رائے کے مطابق ہوا کہ جتنے قبائل ہیں ان میں سے ایک ایک جوان منتخب کیا جائے۔ سب قبائل کے چنے ہوئے نوجوانوں کا یہ دستہ رات کے وقت آپ کے مکان کا محاصرہ کرلے۔ سحری کے وقت جب حضور باہر تشریف لائیں تو آپ پر تلواروں کا بھرپور وار کر کے آپ کا چراغ حیات گل کر دیا جائے۔ اس کی حکمت یہ بیان کی گئی کہ اس طرح تو سب قبائل اس قتل میں شریک ہوں گے اور بنی ہاشم کس کس سے انتقام لے سکیں گے۔ آخرکار وہ دیت لینے پر رضامند ہو جائیں گے اور ہم سب مل کر آسانی کے ساتھ دیت ادا کر دیں گے۔ جب یہ بات ابوجہل نے کہی تو شیطان ابلیس جو شیخ نجدی کی شکل میں اس اجلاس میں شریک ہوا تھا وہ خوشی سے اچھل پڑا اور کہنے لگا هذا الرای لا رای غیرہ۔ ادھر لات و ہبل کے پرستار محبوب خدا کو قتل کرنے کی سازشیں کر رہے تھے اور ادھر رب قدوس نے اپنے محبوب کا بال بھی بیکا نہ ہونے کا ارادہ فرما رکھا تھا۔ جبریل امین حاضر ہوئے اور اللہ کا حکم پہنچایا کہ آج کی رات ہجرت کی رات ہے۔ حضور نے اپنا بستر حضرت علی کے سپرد کیا۔ سورہ یسین کی تلاوت فرماتے ہوئے اپنے کاشانہ اقدس سے قدم مبارک باہر رکھا وجعلنا من بین ایدیھم کی آیت تک پڑھ کر ان بدبختوں کے سروں پر مٹھی بھر خاک ڈالی جو محاصرہ کئے بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کی بینائی سلب ہو گئی۔ نیند سے اونگھنے لگے اور اللہ کا حبیب اپنے اللہ کی حفاظت میں بخیر و عافیت وہاں سے نکل کر سیدھا کاشانہ حضرت ابوبکر پر آیا اور ان کو ہمراہ لے کر غار ثور کی طرف روانہ ہو گیا۔ حضرت امام حسن عسکری نے اپنی تفسیر میں تصریح فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا کہ وہ اس رات اپنے بستر پر حضرت علی کو سلا جائیں اور حضرت ابوبکر صدیق کو حکم دیا ہے کہ آپ ابوبکر کو ساتھ لے جائیں۔ یہ حدیث تفصیل سے سورہ توبہ کی آیت ۴۰ کے حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیے۔

آیت میں لیثبتوک کا لفظ ہے۔ اس کا معنی ہے لیثبتوک بمعنی تاکہ آپ کو محبوس کر دیں۔ قید کر دیں۔ (قرطبی)

۵۳ نضر بن حارث تھا ایک متمول تاجر تجارت کی غرض سے حیرہ گیا وہاں سے کیانیوں کی مشہور کتاب کلیلہ دمنہ اور قیصر و کسریٰ کے قصوں کی دوسری کتابیں خرید لایا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلی امتوں کے عبرت آموز حالات بیان کرتے تو وہ بیٹھ کر وہ کتاب کہتا ایسی باتیں اور حکایتیں تو میں بھی سنا سکتا ہوں (قرطبی)۔ وہ انتہائی ڈھٹائی سے دعویٰ کرتے

هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ

یہی (قرآن) حق تیری طرف سے تو برسا ہم پر پتھر آسمان سے ۳۲

اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٣٢﴾ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ

اور لے آ ہم پر دردناک عذاب ۔ اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ عذاب دے انہیں حالانکہ آپ

فِيْهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَمَا لَهُمْ

تشریف فرما ہیں ان میں اور نہیں ہے اللہ عذاب دینے والا انہیں جبکہ وہ مغفرت طلب کر رہے ہوں ۳۳ اور اب

اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

کیا ہو گیا ہے انہیں کہ نہ عذاب دے انہیں اللہ حالانکہ وہ روک رہے ہیں (مسلمانوں کو) مسجد حرام سے

اگر ہم چاہیں تو ایسی کتاب بنا سکتے ہیں لیکن بار بار کے اعلان کے باوجود وہ اس جیسی ایک سورت تو کیا ایک آیت بھی پیش نہ کر سکے۔

۳۲ے یہ دعا مانگنے والا کون تھا؟ نضر بن حارث اور ابوجہل کے متعلق روایات میں آتا ہے۔ ممکن ہے دونوں ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ سب کفار ہوں جن میں ایک کی زبان نے ان کے دل کی اصلی ترجمانی کی ہو۔

۳۳ے یہاں قدرتاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ کفار سالہا سال تک اسلام کو مٹانے اور پیغمبر اسلام کو اذیت پہنچانے میں اپنی ساری کوششیں صرف کر رہے تھے۔ اب تو انہوں نے چیلنج بھی دے دیا تھا کہ اے خدا اگر یہ دین اور رسول حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا کر ہمیں ہلاک کر دے۔ اتنی باتوں کے باوجود غضب الٰہی کیوں حرکت میں نہیں آیا اور ان پر کیوں ایسا عذاب نہ اتارا گیا جو انہیں ملیامیٹ و نابود کر کے رکھ دیتا تاکہ دوسرے لوگوں کو عبرت حاصل ہوتی۔ اس آیت میں اسی سوال کا جواب دیا جا رہا ہے کہ یہ درست ہے کہ ان کے اعمال، ان کے کرتوت اور دین کی مخالفت پر اصرار اس امر کے مقتضی تھے کہ ان کی خواہش کے مطابق ان پر تباہ کن عذاب مسلط کیا جاتا، لیکن اے میرے حبیب! جب تک تیرا وجود سراپا رحمت ان میں موجود ہے ان پر عذاب نہیں آ سکتا۔ میں نے تیرے سر پر رحمۃ للعالمین کا تاج سجایا ہے۔ تیرے سایۂ رحمت میں کفار اور عصیاں شعار سب کے لیے پناہ ہے (وذلک لان الرحمۃ للعالمین۔ روح المعانی) اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ان میں بہت ایسے غلام موجود ہیں جو ہر وقت میری بارگاہ میں سر نیاز خم کر کے طلب مغفرت کرتے رہتے ہیں۔ کیا شان ہے اللہ کے محبوب کی اور کیا قدر ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے نیکوکار بندوں کی کہ ان کی برکت سے کفار اور اعداء دین بھی عذاب سے بچے ہوئے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وھم یستغفرون سے مراد وہ سعید روحیں ہیں جو ان کفار کی پشتوں میں تھیں اور ابھی عالم ایجاد میں ظہور پذیر نہیں ہوئی تھیں

وَمَا كَانُوٓا أَوْلِيَآءَهُۥٓ ۚ إِنْ أَوْلِيَآؤُهُۥٓ إِلَّا ٱلْمُتَّقُونَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ

اور یہ لوگ اس کے متولی۔ اس کے متولی تو صرف پرہیزگار لوگ ہیں لیکن ان کی اکثریت اس حقیقت کو

لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِندَ ٱلْبَيْتِ إِلَّا مُكَآءً وَ

نہیں جانتی۔ اور نہیں تھی ان کی نماز خانہ کعبہ کے پاس بجز سیٹی اور تالی

تَصْدِيَةً ۚ فَذُوقُوا ٱلْعَذَابَ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ۝ إِنَّ

بجانے کے۔ سو چکھو اب عذاب بوجہ اس کے کہ تم کفر کیا کرتے تھے۔ بے شک

ٱلَّذِينَ كَفَرُوا يُنفِقُونَ أَمْوَٰلَهُمْ لِيَصُدُّوا عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ

کافر خرچ کرتے ہیں اپنے مال تاکہ روکیں لوگوں کو اللہ کی راہ سے

۲۸؎ جب حضور [illegible] ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو اب وہ رہ گئے اور ان کے [illegible] یہ عذاب الہی اہل مکہ پر [illegible] وغیرہ کو پامال کر دیا [illegible] بعض حضرات کا خیال ہے کہ پہلی آیت میں جس عذاب کی نفی کی گئی ہے وہ عذاب استیصال ہے جو ساری کی ساری قوم کو ختم کر کے رکھ دیتا ہے اور اس آیت میں اس عذاب کا اثبات ہے جو بعض [illegible] کے لئے [illegible] سے جدا کرنے کے لئے مقدر ہوتا ہے۔

۲۹؎ ان پر عذاب [illegible] کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے [illegible] اللہ کے گھر میں [illegible] ہیں اور [illegible] کعبہ کے [illegible] بیت اللہ میں تین سو ساٹھ بتوں کی [illegible] کی [illegible] کو اجازت [illegible] کے نیچے [illegible] عبادت [illegible] وہی لوگ متحق [illegible] ہیں۔

۳۰؎ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ [illegible] ننگے ہو کر [illegible] کرتے سیٹیاں اور تالیاں بجانا ان کی نماز تھی جس میں [illegible] اور [illegible] کے سوا کچھ نہ تھا۔ [illegible] ذکر الہی تھا [illegible] عبادت [illegible] تھا [illegible]۔ مشہور ہے مکا یمکو مکاء صفر [illegible] وصدی یصدی تصدیۃ صفق [illegible] تالی بجانا۔

۳۱؎ عبادت تین قسم کی ہوتی ہے قولی فعلی اور مالی۔ ان کی قولی و فعلی عبادت کی جو کیفیت تھی وہ تو پہلے ذکر

فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ۥ

اور یہ آئندہ بھی اسی طرح خرچ کریں گے پھر ہو جائے گا یہ خرچ کرنا ان کے لیے باعث حسرت و افسوس پھر وہ مغلوب کر دیے جائیں گے

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ۙ لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ

اور جنہوں نے کفر اختیار کیا وہ دوزخ کی طرف اکٹھے کیے جائیں گے۔ تاکہ الگ کر دے اللہ تعالیٰ ناپاک کو

مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ

پاک سے اور رکھ دے سب ناپاکوں کو ایک دوسرے کے اوپر، پھر اکٹھا کر دے ان سب

جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ قُلْ ع ۱۸

کو پھر ڈال دے اس مجموعہ کو جہنم میں۔ یہی لوگ ہیں نقصان اٹھانے والے۔ (اے نبی) کہہ دیجیے

لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ

کافروں کو کہ اگر وہ اب بھی باز آجائیں تو بخش دیا جائے گا انہیں جو ہو چکا۔

ہوتی۔ اب ان کی عبادت مالی کا ذکر ہو رہا ہے کہ یہ مال خرچ کرتے تو ہیں لیکن اللہ کا نام بلند کرنے کے لیے نہیں بلکہ اس کی یاد اور ذکر سے لوگوں کو روکنے کے لیے۔ بدر میں انہوں نے دیکھ لیا کہ اس کا انجام بجز حسرت و ندامت کے کچھ نہ ہوا۔ خود بھی اگر انہوں نے ایسا کیا تو اس کا انجام بھی ایسا ہی حسرتناک ہوگا۔

۳۷؎ یہ سیدھا تعلق یحشرون کے ساتھ ہے یعنی قیامت کے روز ناپاک اور پاک بالکل الگ الگ ہو جائیں گے کفار اور مومن کے درمیان خلط ملط ہو رہا ہے۔ پھر سب کفار کو ایک جگہ جمع کر کے انہیں جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔ اس وقت انہیں پتہ چلے گا کہ اللہ تعالیٰ کے دین کو مٹانے کے لیے انہوں نے اپنے مال و دولت کے جو انبار لٹائے تھے وہ سب رائیگاں گئے۔ انہوں نے جو سازشیں اور قربانیاں باطل کو کامیاب کرنے کے لیے دی تھیں ان کا کوئی ثمرہ نہ ملا۔ دنیا میں بھی قدم قدم پر انہیں شکست اٹھانی پڑی اور قیامت کے دن بھی انہیں آتش جہنم کا ایندھن بننا پڑا۔ ان سے بڑھ کر خائب و خاسر اور کون ہو سکتا ہے۔ یرکمہ کی تشریح ایک اور طرح بھی کی گئی ہے جمعہ و جعل بعضہ فوق بعض حتیٰ یصیر رکاما مرکوما کتراکم الرمل والسحاب یعنی ایک دوسرے پر ڈالتے جانا یہاں تک کہ ایک ڈھیر کی شکل پیدا ہو جائے جس طرح ریت کا ڈھیر ہوا کرتا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ کفار کے جسم جہنم میں ٹھونس ٹھونس کر ایک دوسرے پر ڈھیر کر دیے جائیں گے اور پھر

وَإِنْ يَعُودُوا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْأَوَّلِينَ ﴿۳۸﴾ وَقَاتِلُوهُمْ

اور اگر وہ پھر یہی حرکت کریں تو فیصلہ ہو ہی چکا ہے ہمارا طریقہ پہلے نافرمانوں کے ساتھ اور (اے مسلمانو!) جنگ کرو ان سے

حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ ۚ فَإِنِ

یہاں تک کہ باقی نہ رہے کوئی فساد اور ہو جائے دین پورے کا پورا اللہ کے لیے۔ پھر اگر وہ باز آ

انْتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿۳۹﴾ وَإِنْ تَوَلَّوْا

جائیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ جو کچھ وہ کرتے ہیں اسے خوب دیکھنے والا ہے۔ اور اگر وہ روگردانی کریں تو

فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَوْلَاكُمْ ۚ نِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ ﴿۴۰﴾

جان لو کہ اللہ تعالیٰ تمہارا کارساز ہے وہ کیا ہی بہترین کارساز ہے اور کتنا بہترین مددگار ہے۔

انہیں جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ لیمیز کا تعلق ینفقون کے ساتھ ہے

۴۵ یعنی پہلی امتوں کے حالات پڑھ اور سن چکے ہیں۔ انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ جب ان امتوں نے اپنے نبیوں کی نافرمانی کی تو عذاب الٰہی آیا جس نے ان کو نیست و نابود کر دیا۔ ان لوگوں کی روش بھی اگر ایسی رہی تو ان پر بھی [illegible] ہو سکتا ہے ان کی بھی وہی [illegible] ہو جو [illegible] طرح جاتے ہیں

۴۶ فتنہ کا معنی شرک کیا گیا ہے ای حتی لا یبقی شرک (مظہری)

۴۷ صاحب قاموس نے لفظ دین کے معانی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے الدین القهر والغلبة والاستعلاء والسلطان (قاموس) یعنی دین کا معنی غلبہ، بالادستی اور قوت و اقتدار ہے۔ صاحب تفسیر مظہری نے یہاں دین کے انہی معانی کو ترجیح دی ہے۔ یعنی تم جنگ جاری رکھو تاکہ حکومت و اقتدار صرف اللہ تعالیٰ کی ہو جائے۔ عدل و انصاف اور حریت و مساوات کا دور دورہ ہو۔ اور کسی پر جبر و تشدد اور زیادتی کر کے اس کو اس کے عقائد سے روکا نہ جا سکے۔

لیس الدین ھھنا الاسلام [illegible] بل بمعنی الغلبة ومنه قوله تعالیٰ حتی یعطوا الجزیة عن ید وھم صاغرون [illegible] والاستعلاء والسلطان والملك والحکم (مظہری)

ترجمہ اس آیت میں لفظ دین سے [illegible] نہیں ورنہ اس آیت میں اور دوسری آیت حتی یعطوا الجزیة میں تعارض لازم آئے گا کیونکہ اس آیت کا معنی یہ ہوگا کہ جب تک وہ دین اسلام کو قبول نہ کر لیں

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ

اور جان رکھو کہ جو کچھ تم غنیمت میں حاصل کرو تو بے شک اس کا پانچواں حصہ اللہ کے لیے اور رسول کے لیے اور

وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ اِنْ

رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے [۷۲] اگر

اس وقت تک ان سے جنگ جاری رکھو اور دوسری آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جب وہ مسلم حکم کر دیں اور جزیہ دینے پر آمادہ ہو جائیں تو جنگ بند کر دو۔ اس لیے یہاں الدین کا مفہوم غلبہ اور حق قوت اور اقتدار ہے یعنی جب قوت اسلامیہ کو غلبہ و اقتدار حاصل ہو جائے گا تو پھر اس کے ظل عاطفت میں بچے اچھے اور بیکار سب کو پناہ مل جائے گی کسی پر جبر و استبداد نہ ہوگا۔ اسلام کو قبول کرنے والے اور اس کو قبول نہ کرنے والے سب عزت اور آزادی کی زندگی بسر کر سکیں گے۔

[۷۲] وہ مال جو کسی فرد یا جماعت کی کوشش اور سعی سے حاصل ہو اسے لغت میں غنیمت کہتے ہیں۔ الغنیمة فی اللغة ما يناله الرجل او الجماعة بسعي (قرطبی)۔ لیکن عرف شرع میں صرف اس مال کو غنیمت کہتے ہیں جو کفار سے بزور قوت غلبہ اور لشکر کشی سے حاصل کیا جائے۔ قال العلماء واعلموا ... مال الكفار اذا ظفر به المسلمون على وجه الغلبة والقهر (قرطبی)۔ یعنی کفار کا وہ مال جو بغیر لڑائی کے آجائے اسے اصطلاح شریعت میں فئی کہتے ہیں۔ والفیء هو كل مال دخل على المسلمين من غير حرب ولا ايجاف (قرطبی)۔ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جو اب اس کے متعلق واضح بیان کر دیا گیا ہے۔ مال غنیمت کا پانچواں حصہ الگ کر لیا جائے گا اور بقیہ چار حصے مجاہدین میں تقسیم کر دیے جائیں گے۔ سنت نبوی سے یہی ثابت ہے کہ پیادہ مجاہد کو ایک حصہ ملے گا اور سوار کو تین حصے ملیں گے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، عمر بن عبد العزیز اور فقہاء میں سے امام مالک، شافعی، احمد، ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی مسلک ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ کا مسلک ہے کہ پیادہ کو ایک حصہ اور سوار کو دو۔ (مظہری)

[۷۳] باقی رہا مال کا پانچواں حصہ (خمس) تو اس کے مصارف اس آیت میں وضاحت سے بیان فرما دیے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام محض تبرک کے لیے لیا گیا ہے۔ یہ کوئی مستقل مصرف نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول کا ایک حصہ ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ الگ مصرف ہے اور اس حصہ کا مال کعبہ شریف پر خرچ کیا جائے گا۔ ۲۔ دوسرا حصہ حضور رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہے۔ حضور اسے اپنی ضروریات اور اہل و عیال پر خرچ کرتے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحلت کے بعد یہ مصرف ختم ہو گیا۔ ۳۔ تیسرا مصرف ہے ذوی القربیٰ۔ ذوی القربیٰ سے مراد حضور کریم کے قریبی رشتہ دار ہیں اور وہ بنی ہاشم اور بنی مطلب کے افراد اور بعض کے نزدیک صرف بنی ہاشم ہیں کیونکہ ان پر صدقات حرام ہیں اس لیے ان کی کفالت کا انتظام اس طرح کیا گیا۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں تصریح کی ہے کہ حضور کے رشتہ داروں کا حق قیامت تک ہے جہاں

كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ

تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور اس پر جسے ہم نے اتارا اپنے محبوب بندہ پر فیصلہ کے دن

[illegible] عن الامام ابی حنیفہ [illegible] [illegible] کا حصہ بنی ہاشم اور بنی مطلب کو ملے گا ان کے امیر و فقیر دونوں اور [illegible] امام وقت حسب ضرورت حضور کی پیروی کر سکتا ہے۔ حضرت فاروق اعظم [illegible] دوسروں سے زیادہ حصہ دیتے [illegible] ان میں سے اگر کوئی زیادہ ضرورت مند ہوتا مثلاً مقروض، شادی کرنے والا، تنگدست تو اس کی زیادہ امداد فرماتے۔ اسی طرح تفسیر مظہری نے بڑی شرح و بسط سے اس موضوع پر بحث کرنے کے بعد یہ لکھا ہے۔ [illegible] اس بحث سے ثابت ہو گیا کہ حضور کے رشتہ داروں کا حصہ ساقط نہیں ہوا ان کے اغنیاء اور فقراء سب کے لئے [illegible] وہ لکھتے ہیں [illegible] اور فقیر دونوں کو دیا جائے گا۔ یتامیٰ، مساکین، مسافر اس غنیمت کے خمس کے مستحق ہیں۔

[illegible] اس غنیمت سے متعلق یہ احکام جو تمہیں دیئے جا رہے ہیں اگر تمہارے دلوں میں ایمان ہے تو ان پر عمل کرنا ہوگا۔ اور اس سلسلہ میں اپنی [illegible] کہ ان کو ایمان والوں کی [illegible] سے [illegible] اور [illegible] بہت سے [illegible] کے متعلق [illegible] تقسیم [illegible] کر دیا [illegible] حکم دیا کہ [illegible] حدیث [illegible] جو چیز ملے اسے امام وقت کی خدمت میں پیش کر دو۔ خواہ [illegible] اگرچہ وہ [illegible] سے بڑی یا چھوٹی ہو۔ [illegible] غنیمت میں خیانت [illegible] کیونکہ یہ دنیا میں باعث رسوائی ہے اور عقبیٰ میں [illegible] جب ان [illegible] کسریٰ کے [illegible] اپنے [illegible] اور اپنے قیمتی جواہرات [illegible] ڈھیر کر دیا [illegible] کی نگاہیں [illegible] کا تعاقب کر رہی تھیں [illegible] دل [illegible] والی آنکھوں کو خیرہ کرنے والی بڑی بڑی [illegible] چیزوں کو چھپا [illegible] کیا مجال کہ [illegible] مصطفیٰ علیہ [illegible] کے دل میں خیانت کا خیال تک آیا ہو۔ [illegible] کی [illegible] میں [illegible] قیمتی سامان میں ایک [illegible] بھی [illegible] یہ قرآن کریم کا اثر تھا یہ تربیت مصطفوی کی برکت تھی یہی وہ اخلاق کی [illegible] اور تربیت کی [illegible] روایات [illegible] تاریخ [illegible] سے [illegible] ان [illegible] کا [illegible] تمام [illegible] کاش [illegible] اپنی [illegible] اور [illegible] کا [illegible] ہو سکے [illegible]

يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٤١﴾ اِذْ اَنْتُمْ

جس روز آمنے سامنے ہوئے تھے دونوں لشکر ۶۲ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جب تم

بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ

وادی کے نزدیک والے کنارے پر تھے اور وہ دشمن لشکر دور والے کنارے پر تھا اور قافلہ تو نیچے کی طرف تھا

مِنْكُمْ ۗ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ

تم سے ۶۳ اور اگر تم باہم وقت مقرر کرتے تو پیچھے رہ جاتے وقت مقررہ سے لیکن یہ اس لیے ہوا تاکہ

اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۙ لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّ

کر دکھائے اللہ تعالیٰ وہ کام جو ہو کر رہنا تھا تاکہ ہلاک ہو جسے ہلاک ہونا ہے دلیل سے اور زندہ

يَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ۗ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٤٢﴾ اِذْ

رہے جسے زندہ رہنا ہے دلیل سے ۶۴ اور بیشک اللہ تعالیٰ خوب سننے والا جاننے والا ہے۔ یاد کرو

اے تماشاگاہ عالم روئے تو
تو کجا بہر تماشا مے روی

۶۲ فرقان کہتے ہیں حق و باطل کے درمیان تمیز کرنے والا۔ یوم فرقان سے غزوہ بدر کا دن ہے جس روز شکوک و شبہات کے سب بادل چھٹ گئے اور حق اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ جلوہ گر ہو گیا تھا۔

۶۳ وہ احسان یاد دلایا جا رہا ہے جو بدر کی جنگ کے دوران میں مسلمانوں پر کیا گیا تھا۔ اس آیت کے چند کلمات تحقیق طلب ہیں۔ عدوۃ جانب الوادی۔ وادی کی ایک طرف کو عدوہ کہتے ہیں۔ بکسر عین (عدوہ) بھی پڑھا گیا ہے۔ پہلی صورت میں اس کی جمع عُدیٰ اور دوسری صورت میں عِدیٰ ہوگی۔ الدنیا دنیٰ کی مؤنث ہے جو دنو بمعنی قریب ہونا سے ماخوذ ہے۔ اس سے مراد وادی بدر کی وہ سمت ہے جو مدینہ طیبہ سے قریب تر تھی۔ قصویٰ اقصیٰ کی مؤنث ہے جو قصو یعنی دور ہونا سے ماخوذ ہے۔ اس سے مراد وادی بدر کی دوسری سمت ہے۔ رکب اونٹوں کا قافلہ۔ اس سے مراد اہل مکہ کا تجارتی کارواں ہے جو شام سے ہو کر واپس آ رہا تھا۔

۶۴ جیسے پہلے بیان ہو چکا کہ مسلمان کفار سے جنگ کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تم تیاری کر کے گئے تو ان کی کثرت اور اپنی قلت کو ملاحظہ کر کے ہمت ہار بیٹھتے اور میدان جنگ سے کترا کر نکل جاتے لیکن چونکہ مشیت

يُرِيكَهُمُ اللَّهُ فِي مَنَامِكَ قَلِيلًا ۖ وَلَوْ أَرَاكَهُمْ كَثِيرًا لَّفَشِلْتُمْ وَ

جب دکھایا اللہ نے آپ کو ان کا لشکر تھوڑا ٭٭ خواب میں اور اگر دکھاتا تمہیں ان کا لشکر زیادہ تو ضرور تم

لَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ سَلَّمَ ۗ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ

ہمت ہار دیتے اور آپس میں جھگڑنے لگتے اس معاملہ میں لیکن اللہ نے (تمہیں) بچا لیا بیشک وہ خوب جاننے والا ہے

الصُّدُورِ ۝ وَإِذْ يُرِيكُمُوهُمْ إِذِ الْتَقَيْتُمْ فِي أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا

جو کچھ سینوں میں ہے اور یاد کرو جب اللہ نے دکھایا تمہیں کفار کو جب تمہارا مقابلہ ہوا تھا تمہاری نگاہوں میں قلیل

وَيُقَلِّلُكُمْ فِي أَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا ۗ وَ

اور قلیل کر دیا تمہیں ان کی نظروں میں تاکہ کر دکھائے اللہ وہ کام جو ہو کر رہنا تھا ٭٭٭ اور اللہ تعالیٰ

إِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً

کی طرف ہی لوٹائے جاتے ہیں سارے معاملات ۔ اے ایمان والو جب مقابلہ کرو کسی لشکر سے تو

ساتھ یہ بھی کہ حق کا بول بالا اور باطل کا سر نگوں ہو۔ ایسے حالات پیدا کر دیئے گئے کہ جنگ کے بغیر کوئی چارہ کار ہی نہ رہا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی مشیت پوری ہو کر رہی۔ اس جنگ میں کفار کی عبرتناک شکست سے حقیقت اتنی واضح اور روشن ہوگئی کہ شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہی۔ اب اگر کوئی اسلام قبول کر کے حیات جاودانی قبول کرتا ہے تو دلیل سے اگر کوئی کفر سے چپکا رہتا ہے تو جان بوجھ کر اپنی مرضی سے۔ کیا عجیب اور حسین تعبیر ہے۔

٭٭ یہاں یہ خلجان پیدا ہوتا ہے کہ نبی کا خواب تو حق ہوتا ہے کیونکہ وہ وحی کی ہی ایک قسم ہے پھر اس کے برعکس واقع ہونے کا تو احتمال ہی نہیں۔ اگر خواب میں قلیل دکھایا تھا اور واقع میں ان کا کثیر ہونا خواب کی تکذیب نہیں تو اور کیا ہے؟ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ خواب میں قلیل دکھانے کا مطلب یہ تھا کہ ان کی تعداد خواہ کچھ ہو لیکن وہ قلیل تعداد کی طرح ضعیف و کمزور ہوں گے۔ اور خواب کا یہی مطلب صحابہ کرام نے سمجھا تھا۔

٭٭٭ حکمت خداوندی کی کرشمہ سازی یہ بھی کہ مسلمانوں کو کافر تھوڑے نظر آ رہے تھے جس کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان ثابت قدم رہیں اور گھبرائیں نہیں اور کافروں کو مسلمان قلیل التعداد دکھائی دے رہے تھے تاکہ وہ خوفزدہ ہو کر بغیر جنگ کئے بھاگ کھڑے نہ ہوں اور مقابلہ میں [illegible]۔ اس طرح دونوں فریق اپنی کامیابی کا یقین کرتے ہوئے میدان جنگ

فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۚ وَأَطِيعُوا اللَّهَ

ثابت قدم رہو اور ذکر کرو اللہ تعالیٰ کا کثرت سے تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ ۴۳ اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ

وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ ۖ وَاصْبِرُوا

کی اور اس کے رسول کی ۴۴ اور آپس میں نہ جھگڑو ورنہ تم کم ہمت ہو جاؤ گے اور اکھڑ جائے گی تمہاری ہوا اور صبر

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۚ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِن

(مصیبت میں) صبر کرو بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ۴۵ اور نہ ہو جانا ان لوگوں کی طرح جو نکلے تھے

دِيَارِهِم بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ

اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور (محض) لوگوں کے دکھلاوے کے لیے اور روکتے تھے اللہ کی راہ سے ۴۶ اور

میں گھر لوٹ پڑے۔ جس کا انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت سے ان نہتے مسلمانوں کے ہاتھوں ان کے سرکردہ سرداروں کے گلے کاٹ دیئے گئے۔ اور کفر کا سر توڑ کر رکھ دیا گیا۔

۴۳ گھبراتے ہوئے دل کو تسکین دینے والا اور اکھڑتے ہوئے قدموں کو جمانے والا اللہ تعالیٰ کا ذکر پاک ہی تو ہے۔ اس نکتہ کو نظر سے بھی نہیں گرنے دینا کہ کامیابی کے حقیقی اسباب وہی ہیں جو اس آیت میں مذکور ہیں۔ کامیابی کا سہرا اسی کے سر رہا گیا جو ناموافق حالات میں ثابت قدم رہا۔ اور اس کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں دعا و زاری کرتے رہنے پر سہارا کیے۔

۴۴ قرآن کریم نے واضح طور پر بتلا دیا ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا رعب دشمن کے دل پر چھایا رہے۔ تمہاری ہوا بندھی رہے اور تمہارے اتحاد و اتفاق کی بنیاد متزلزل نہ ہو تو اطاعت رسول کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہو۔ یہی ایک رسی ہے جس پر تم اپنی ہوا و اغراض کے تیروں کو ساتھ رکھ سکتے ہو۔ اور جیسے عصر حاضر کے لادینی قرآن میں یہ بتاتے ہیں کہ انتشار و تفرق کی یہ وبا جو اسلامی کیمپ میں قیامت ڈھا رہی ہے سنت رسول سے منہ موڑنے کا نتیجہ نہیں جس میں کہ کل طور پر حقیقتاً اتباع سنت کی شامت ہے۔ اب معلوم کے یہ مدعی بھی کیا کریں۔ قرآن کی صداقت اور تکمیل دین کی منت رکھیں یا مسلمانوں کے ان شارحین کی حق آرائیوں کو تسلیم کریں؟

۴۵ اس آیت میں جو ارشادات فرمائے گئے ہیں ان پر کاربند ہونا مسلمان کا فرض ہے۔ خواہ حالات کتنے پریشان کن ہوں۔ صبر کے بغیر ان پر پابندی کرنا ناممکن ہے اس لیے صبر و استقامت کی تلقین کی جا رہی ہے۔ آخر میں بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی معیت اور نصرت صرف انہی کے شامل حال ہوتی ہے جو مشکلات اور مصائب کا مردانہ وار جرأت سے مقابلہ

وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝ وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ

اللہ تعالیٰ جو کچھ وہ کرتے ہیں اسے اپنے علم و قدرت کے گھیرے ہوئے ہے اور یاد کرو جب آراستہ کر دیئے تھے ان کے لیے شیطان نے

اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ

ان کے اعمال اور (اس نے) کہا کہ کوئی غالب نہیں آ سکتا تم پر آج ان لوگوں میں سے اور میں نگہبان ہوں

جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ

تمہارا سو جب آمنے سامنے ہوئیں دونوں فوجیں تو وہ الٹے پاؤں بھاگا اور بولا

کر رہے ہوتے ہیں۔

[illegible] یہاں پر ثابت قدم رہنے اور اللہ کو یاد کرنے اور باہمی اختلاف سے بچنے کا حکم دینے کے بعد اخلاص نیت کی تعلیم فرمائی جا رہی ہے۔ کیونکہ تمام اسلامی اعمال کی روح اخلاص نیت ہے۔ کفار کا لشکر جب مکہ سے بدر کی طرف روانہ ہوا تو ان کے ہمراہ ایسی رقاصائیں بھی تھیں جو گانے بجانے اور ناچنے میں اپنا جواب نہ رکھتی تھیں۔ ان کے علاوہ شراب کے بھرے ہوئے مشکیزے بھی ساتھ تھے۔ جگہ جگہ پڑاؤ کرتے [illegible] مستند ہوتی جس میں اہل لشکر کے ساتھ [illegible] میں آتے اور [illegible] جاتا۔ ابوجہل کو جنگ کا ارادہ ترک کرنے کے لیے جب کہا گیا تو اس نے جواب دیا واللہ لا نرجع حتی نرد بدرا فنشرب فیها الخمور وتعزف علینا القیان حتی تسمع العرب بمخرجنا فتهابنا آخر الابد (قرطبی) ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مقابلہ کیے بغیر ہرگز واپس نہیں جائیں گے۔ یہاں تک کہ ہم میدان بدر میں پہنچیں۔ وہاں شراب کا دور چلے گا۔ رقص و سرود ہوگا۔ سارا عرب سنے گا اور ان کے دلوں پر ہمارا رعب قیامت تک کے لیے جم جائے گا۔ آج بھی کفر کا لشکر جب پیش قدمی کرتا ہے تو اس کے ساتھ ایک طوفان بدتمیزی امڈ آتا ہے۔ جو عصمت و ناموس، انسانی شرف، بلند اخلاقی قدروں کو تنکوں کی طرح بہا کر لے جاتا ہے۔ آپ حیران ہوں گے جاہلیت قدیم و جدید کے مزاج کی یکسانی پر۔ دو ہزار سال پہلے اس کی جو خصوصیات تھیں علم و ہنر کی بے اندازہ ترقی کے باوجود ان میں سر مو فرق نہیں آیا۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران جب امریکی افواج اپنے دوست ملک برطانیہ میں اقامت گزیں رہیں ان کی عیش کوشی کی وجہ سے خود امریکی اخبارات کے اندازہ کے مطابق ستر ہزار حرامی بچے پیدا ہوئے [illegible] اب آپ خود اندازہ لگائیے کہ یہی فوج ظفر موج اپنے سے کمتر قوم کی سرزمین میں خصوصاً دشمن ملک میں گھس گئی وہاں کیا حشر برپا ہوتا ہوگا۔

[illegible] علامہ بیضاوی نے لکھا ہے کہ شیطان کا یہ قول [illegible] کا جامہ پہنے ہوئے [illegible] دوسرا احتمال [illegible] میں تھا۔ اس نے ان کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈال دیا تھا کہ ان کی کامیابی یقینی ہے ان کا یہ لشکر جرار مسلمانوں کے مٹھی بھر

إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكُمْ إِنِّي أَرَىٰ مَا لَا تَرَوْنَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ

بیشک میں بری الذمہ ہوں تم سے بیشک میں دیکھ رہا ہوں وہ جو تم نہیں دیکھ رہے بیشک میں ڈرتا ہوں اللہ سے

وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٤٨﴾ إِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ

اور اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے ۔ یاد کرو جب کہہ رہے تھے منافق اور وہ جن کے

فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ غَرَّ هَٰؤُلَاءِ دِينُهُمْ ۗ وَمَن يَتَوَكَّلْ

دلوں میں (شک کا) روگ تھا کہ مغرور کر دیا ہے انہیں ان کے دین نے اور جو شخص بھروسہ کرتا ہے

[illegible] کا [illegible] میں [illegible] اسی [illegible] میں لشکر کفار [illegible] تھا۔ [illegible] مجھ [illegible] اور [illegible] حق کی [illegible] قوت سے [illegible] ہو گیا [illegible]

[illegible]

[illegible] نے اس قول کو حضرت حسن بصری اور اصم کی طرف منسوب کیا ہے وهو قول الحسن والاصم (کبیر، مظہری) ابو حیان اندلسی نے یہ توجیہ بھی کی ہے کہ ممکن ہے کہ کسی سردار نے اپنے ساتھیوں کی پیٹھ ٹھونکتے ہوئے یہ الفاظ کہے بھی ہوں لیکن چونکہ اس کا یہ قول محض شیطان کے اغوا سے ہی تھا اس لیے بطور مجاز [illegible] شیطان کی طرف ہی منسوب کر دیا گیا [illegible] یہ ہے کہ جب یہ لشکر مکہ سے روانہ ہونے لگا تو انہیں یہ فکر دامنگیر ہوئی کہ کہیں [illegible] کنانہ [illegible] ایک آدمی قتل کیا تھا [illegible] تو شیطان سراقہ بن مالک کی شکل میں ان کے پاس آیا اور انہیں بنی قوم کنانہ کی طرف سے تسلی دی اور یہ الفاظ کہے۔

شیطان نے پہلے تو انہیں [illegible] اور بڑی یقین دہانی کرائی کہ آج [illegible] تمہارے لشکر جرار کے ساتھ [illegible] ساتھ ہی وعدہ کیا کہ میں تمہارا حمایتی ہوں اگر تمہیں کسی کمک کی ضرورت پڑی تو میں مہیا کروں گا لیکن جب اسلام کے شیروں نے کفر کی [illegible] اور [illegible] ایک ہی [illegible] کے لیے [illegible] ہونے لگے اور ادھر آسمان سے ملائکہ کی فوج نازل ہونے لگی تو شیطان نے یہ منظر دیکھ کر راہ فرار اختیار کی اور بلند آواز سے پکار کر کہا اے مشرکین مکہ میں تم سے اپنی براءت کا اعلان کرتا ہوں اس آڑے وقت میں میں تمہاری کچھ امداد نہیں کر سکتا مجھے وہ چیزیں نظر آ رہی ہیں جن کو دیکھنے سے تمہاری آنکھیں قاصر ہیں۔ یہ کہہ کر شیطان [illegible] دم دبا کر بھاگ گیا۔

شیطان کا رویہ اپنے پرستاروں کے ساتھ ہمیشہ اسی طرح کا رہا ہے پہلے وہ ان کو خوب اکساتا ہے۔ ان سے بڑے وعدے کرتا ہے۔ انہیں سبز باغ دکھاتا ہے اور جب وہ اس کے بچھائے ہوئے دام میں پھنس جاتے ہیں اور اپنے

عَلَى اللّٰهِ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٤٩﴾ وَلَوْ تَرٰى إِذْ يَتَوَفَّى الَّذِينَ

اللہ پر تو بیشک اللہ تعالیٰ زبردست ہے حکمت والا ہے گئے اور اے مخاطب! اگر تو دیکھے جب جان نکالتے

كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ وَذُوقُوا

ہیں کافروں کی فرشتے (اور) مارتے ہیں ان کے چہروں اور پشتوں پر اور (کہتے ہیں) اب چکھو (آگ

عَذَابَ الْحَرِيقِ ﴿٥٠﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيكُمْ وَأَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ

کا عذاب ۔ یہ بدلہ ہے اس کا جو آگے بھیجا ہے تمہارے ہاتھوں نے [illegible] اور اللہ تعالیٰ ہرگز

بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ﴿٥١﴾ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ

ظلم کرنے والا نہیں اپنے بندوں پر ۔ جیسے دستور تھا فرعونیوں کا [illegible] اور جو (زبردست) لوگ ان سے پہلے

گئی ہوں کی دلدل میں دھنسے گئے ہیں تو انہیں بے یار و مددگار چھوڑ کر خود دور چلا جاتا ہے جو بدنصیب اس کے دام فریب میں پھنس جاتا ہے اس کا یہی حشر ہوا کرتا ہے۔ نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

[illegible] وہ لوگ جن کے دلوں میں یقین کا نور نہیں تھا، جو ہمیشہ ہر چیز (فتح و شکست، عزت و ذلت) کے اسلامی معیار سے ابھی واقف نہ تھے انہوں نے جب دیکھا کہ یہ مٹھی بھر نہتے سپاہی اتنی بڑی فوج سے ٹکرانے جا رہے ہیں تو انہوں نے کہا کہ ان کو ان کے دین نے پاگل بنا دیا ہے۔ اپنے نفع و نقصان کی بھی تمیز نہیں رہی۔ موت کے منہ میں چھلانگ لگانے جا رہے ہیں اور کس خوشی سے اور کس شوق سے۔ اہل محبت کو ایسے واقعات سے ہمیشہ واسطہ پڑا رہتا ہے

یالائمی کف الملام من الذی　　أضناه طول سقامه وشقائه

یعنی اے مجھے ملامت کرنے والے! اس پر طعن و ملامت کے تیر برسانے سے رک جا جسے اس کی محبت اور دیرینہ علالت نے پہلے ہی نحیف و زار کر دیا ہے۔

[illegible] قرآن کریم بتاتا ہے کہ ان کی خود فراموشی کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے اس قادر و توانا ذات پر تکیہ کر لیا ہے اور جس نے تکیہ کیا وہ کامیاب و کامران ہو گیا۔

[illegible] اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جزا و سزا انسان کے اپنے عقائد باطلہ اور اعمال فاسدہ کا نتیجہ ہے کسی کو ناحق کوئی سزا نہیں دی جاتی۔

[illegible] یعنی جس طرح قوم فرعون اور دوسری قوموں پر ان کی مسلسل نافرمانی اور پیہم ایذا رسانی کے باعث عذاب

كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ

تھے انھوں نے کفر کیا آیات الٰہی کے ساتھ تو پکڑ لیا انھیں اللہ نے ان کے گناہوں کے باعث بیشک اللہ قوت والا

شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ یَكُ مُغَیِّرًا نِّعْمَةً

سخت عذاب دینے والا ہے ۵۳ یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نہیں بدلنے والا کسی نعمت کو جس کا انعام اس نے فرمایا

اَنْعَمَهَا عَلٰی قَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ

ہو کسی قوم پر یہاں تک کہ وہ بدل دیں وہی اپنے آپ کو ۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا

عَلِیْمٌ ۝ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا

جاننے والا ہے ۔ (ان کا) طریقہ عمل بھی ویسا ہی ہے جیسے فرعونیوں اور ان سرکشوں کا جو ان سے پہلے گزرے انھوں نے جھٹلایا

بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَ اَغْرَقْنَاۤ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ

اپنے رب کی آیتوں کو ۵۵ پس ہم نے ہلاک کر دیا انھیں بوجہ ان کے گناہوں کے اور ہم نے غرق کر دیا فرعونیوں کو

آیا اسی طرح ان کا بھی خاتمہ ہونے والا ہے۔

۵۳ پہلی آیت میں تو بتایا کہ ظلم و ستم سے ذات الٰہی پاک و بالاتر ہے۔ اس آیت میں اس امر کی طرف اشارہ فرمایا کہ وہ بے بس اور لاچار بھی نہیں کہ کوئی اس کی نافرمانی کرتا رہے اس کے دشمنوں کو ستاتا رہے تو وہ کچھ نہ کر سکے۔ بلکہ اگر اس کی رحمت کسی کو ڈھیل دینے لگے تو اس کی مہربانی اور اگر وہ نافرمان ہو کر بڑھے تو پھر کوئی دم نہیں مار سکتا خواہ کتنا ہی زور آور ہو اس کے چنگل سے نہیں بچ سکتا اور جب وہ پکڑ کر کھینچتا ہے اور پھر ذرا دبا دیتا ہے تو بڑے بڑے ستم و سرکش کا زہرہ آب ہو جاتا ہے۔

۵۴ یہ آیت کریمہ تو بہت واضح اور روشن ہے کہ کسی وضاحت کی گنجائش نہیں گزری ہوئی اور موجودہ قوموں کے عروج و زوال کے لیے یہی اٹل قانون ہے۔ جو چاہے اس کو گوش ہوش سے سنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرے۔

۵۵ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں ایک عمدہ نکتہ پیدا کیا ہے۔ فرماتے ہیں پہلی آیت میں ہے کفروا بآیات اللہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے انکار کیا۔ دوسری آیت میں ہے کذبوا بآیات ربھم انھوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں کو جھٹلایا۔ پہلی آیت میں اشارہ ہے دلائل توحید و الوہیت کے انکار کی طرف اور دوسری میں تربیت و پرورش کی نعمتوں کی طرف اور دونوں کا حسن تعبیر الگ الگ بیان کر دیا۔

وَكُلٌّ كَانُوا ظٰلِمِينَ ۝ إِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِينَ

اور وہ سب کے سب ظالم تھے۔ بے شک بدترین جانور اللہ کے نزدیک وہ انسان ہیں جنہوں نے

كَفَرُوا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ اَلَّذِينَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُونَ

کفر کیا پس وہ کسی طرح ایمان نہیں لاتے۔ وہ جن سے (بار بار) آپ نے معاہدہ کیا پھر وہ توڑتے رہے

عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُونَ ۝ فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ

اپنا عہد ہر بار اور وہ (عہد شکنی سے) ڈرتے نہیں۔ پس اگر آپ پائیں انہیں

فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ۝

میدانِ جنگ میں تو (انہیں) عبرتناک سزا دے کر منتشر کر دو انہیں جو ان کے پیچھے ہیں۔ شاید وہ سمجھ جائیں۔ اور

وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلٰى

اگر آپ اندیشہ کریں کسی قوم سے خیانت کا تو پھینک دو ان کی طرف (ان کا معاہدہ) واضح

ان سے مراد بنی قریظہ اور بنی نضیر کے یہودی قبائل ہیں جن سے حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے صلح کا معاہدہ فرمایا تو انہوں نے کفار کو اسلحہ دے کر عہد شکنی کی۔ پھر تائب ہوئے اور دوبارہ معاہدہ کیا لیکن جب غزوۂ خندق میں سارا عرب مدینہ پر چڑھ آیا اور جنگ کا پلہ بھاری دیکھ کر پھر یہ یہودی ان کی طرف جھک گئے اور عین حالتِ جنگ میں مسلمانوں سے دغا کی۔ والمعنی بهم قريظة والنضير نقضوا العهد فاعانوا مشركي مكة بالسلاح ثم اعتذروا فقالوا نسينا فعاهدهم عليه السلام ثانية فنقضوا العهد يوم الخندق (قرطبی)

لغت میں تشرید کا معنی ہے ہلاک اور پراگندہ کرنا۔ التشريد في اللغة التبديد والتفريق (قرطبی) لیکن اس کا عام استعمال اس مفہوم میں ہوتا ہے کہ کسی کو ایسی سزا دینا جسے دیکھ کر دوسرے لوگ ان کی راہ اختیار کرنے سے رک جائیں۔ الزجاج: افعل بهم فعلا من القتل تفرق به من خلفهم۔ امام لغت زجاج یہ سمجھتے ہیں کہ ان بار بار عہد شکنی کرنے والوں کو وہ عبرتناک سزا دو جو دوسروں کو خوفزدہ کر دے تاکہ کوئی قبیلہ عہد شکنی کی جرأت نہ کر سکے۔ ترجمہ میں اسی مفہوم کو ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ ثقف کا معنی ہے پانا یقال ثقفته اثقفه ثقفا ای وجدته (قرطبی)۔

سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الۡخَآئِنِيۡنَ ۝ وَلَا يَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ

طور پر۔ بیشک اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا خیانت کرنے والوں کو اور ہرگز یہ خیال نہ کریں

كَفَرُوۡا سَبَقُوۡا ؕ اِنَّهُمۡ لَا يُعۡجِزُوۡنَ ۝ وَاَعِدُّوۡا لَهُمۡ مَّا اسۡتَطَعۡتُمۡ

کافر کہ وہ بچ کر نکل گئے یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ کو) عاجز نہیں کر سکتے اور تیار رکھو ان کے لیے جتنی تمہیں طاقت ہو

علیٰ سواء کا معنی ہے علیٰ طریق مستوٍ (قرطبی)۔ یعنی اگر تمہارا کسی قوم سے معاہدہ ہو اور تمہیں ایسے آثار دکھائی دینے لگیں جن سے یہ اندیشہ ہو کہ وہ عہد شکنی پر تلے ہوئے ہیں اور دشمن سے ساز باز کر رہے ہیں تو اچانک ان پر حملہ نہ کرو بلکہ پہلے ان کو اطلاع دے دو کہ تمہاری شرارتوں اور تمہارے مشکوک رویہ کے پیش نظر ہم اس معاہدہ سے دست بردار ہوتے ہیں تاکہ معاہدہ کے اختتام ہونے کا انہیں بھی علم ہو جائے۔ یہ حکم جو علامہ قرطبی نے وضاحت کی ہے کہ جب معاہد قوم سے ایسے آثار نمایاں ہوں جن سے ان کی عہد شکنی اور خیانت کا پتہ چلتا ہو تو پہلے ان کا معاہدہ ان کے منہ پر دے مارو تب ان کے خلاف کوئی کارروائی کرو لیکن اگر علانیہ اصول سے عہد شکنی کر دیں تو پھر اس کی ضرورت نہیں تم مناسب سمجھو اقدام کر سکتے ہو۔

خیانت کرنی کسی سے بھی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ مسلمانوں کی طرف سے ہو تو اور بھی معیوب ہے کیونکہ وہ تو بلند اخلاقی قدروں کے محافظ اور نقیب بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ تاریخ اسلام کا یہ ورق کتنا تابناک ہے۔ جسے امام ترمذی اور امام ابوداؤد نے نقل کیا ہے کہ حضرت امیر معاویہ اور رومیوں کے درمیان ایک عارضی صلح کا معاہدہ ہوا۔ جب اس معاہدہ کے اختتام کا وقت قریب آنے لگا تو امیر معاویہ اپنا لشکر لے کر روم کی سرحد کی طرف روانہ ہوئے تاکہ جس وقت معاہدہ ختم ہو دشمن کو فرصت دیئے بغیر اس پر حملہ کر دیا جائے۔ جب لشکر روانہ ہونے لگا تو سواروں کو پتہ چلا کہ ایک سوار لشکر کے پیچھے آ رہا ہے وہ کہہ رہا تھا اللہ اکبر اللہ اکبر وفاء لا غدر اللہ اکبر ہے اللہ کا فرمان ہے وعدہ پورا کیا جائے دھوکا اور خیانت نہ کی جائے۔ لوگوں نے پہچانا تو وہ عمرو بن عبسہ تھے۔ حضرت امیر معاویہ نے انہیں پاس بلا کر وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کان بینہ وبین قوم عہد فلا یشد عقدۃ ولا یحلہا حتی ینقضی امدہا او ینبذ الیہم علی سواء فرجع معاویۃ بالناس (ترمذی وابوداؤد)۔ کہ میں نے اپنے رشد و ہادی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا ہے کہ جس کا کسی قوم سے معاہدہ ہو تو اس وقت تک نہ کوئی گرہ باندھے اور نہ کھولے جب تک وقت مقررہ نہ آ جائے یا ان سے معاہدہ مساوی طور پر ختم کر دیا جائے۔ اپنے رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی سننے کے بعد امیر معاویہ نے سر اطاعت خم کر دیا اور اپنے لشکر سمیت اپنی فرودگاہ میں واپس چلے گئے۔ یہ نہیں کہا کہ بدلے ہوئے حالات میں ہم رسول کی سنت فرسودہ کو کہاں تک ملحوظ رکھیں۔ وقت کے تقاضے اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ ہم اب اس فرمان پر عمل پیرا ہوں جب تک مومن اپنے رسول کریم کے فرمان کو واجب التسلیم یقین کرتا رہا اس کی جبیں کے شکن دیکھ کر وقت کے تقاضے

مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ

ہر قوت وطاقت اور بندھے ہوئے گھوڑے تاکہ تم خوفزدہ کرو اس تیاری سے اللہ کے دشمن کو اور اپنے دشمن

وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۗ وَمَا

کو اور دوسرے لوگوں کو ان کے دشمنوں کے علاوہ تم نہیں جانتے ہو انھیں، البتہ اللہ جانتا ہے انھیں۔ اور جو کچھ

اپنے آپ کو بدل دیا کرتے تھے اور جب سے سنت نبوی سے روگردانی کا نام ترقی رکھا ہے وقت کے تقاضے تھے لباس میں، اس کا عشوہ ونزاکت نے انداز میں ہم سے ہماری اپنی ذات اور اس کی مخصوص روایات کی نفی کرا دی ہے۔ جو لوگ اپنے تمدن وثقافت، اپنے عقائد ونظریات، اپنے اطوار وعادات سے بے تعلق ہو کر دوسری قوموں کی پیروی وتقلید کرنے لگتے ہیں۔ وہ یاد رکھیں وہ خود اپنے ہاتھوں سے اپنی قبر کھود رہے ہیں۔ حسن وجمال اپنی ذات کی جلوہ نمائی میں ہے کسی کا بہروپ بھرنے میں نہیں۔ کوئی اچھا بہروپیا بہرحال بہروپیا ہی ہے۔

ہر دور میں مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ پر توکل کی تعلیم دینے والا قرآن مسلمانوں کو ہر طرح کے سامان جنگ سے لیس ہونے کی تاکید کر رہا ہے تاکہ کوئی کوتاہ اندیش توکل کو بے عملی کا مترادف نہ سمجھ لے۔ اسباب بھی اسی نے بنائے ہیں۔ ان میں حیرت انگیز تاثیرات اسی کی حکمت نے رکھی ہیں اور ان سے کام لینے کا اسی نے حکم فرمایا ہے۔ قوۃ سے ہتھیاروں کی کوئی خاص جنس مخصوص نہیں بلکہ ہر وہ چیز جس سے جنگ میں طاقت حاصل ہو۔ کل ما یتقوی به فی الحرب (مظہری)۔ امام ابوبکر جصاص اپنی تفسیر میں رقمطراز ہیں: عموم اللفظ شامل لجمیع ما یستعان به علی العدو من سائر انواع السلاح وآلات الحرب (احکام القرآن) یعنی لفظ کا عموم بتا رہا ہے کہ اس سے مراد ہر وہ اسلحہ ہے (جدید ہو یا قدیم) جس سے جنگ میں قوت وطاقت میسر ہو سکے۔ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اس قوت کی تفسیر ان الفاظ میں منقول ہے۔ الا ان القوۃ الرمی الا ان القوۃ الرمی الا ان القوۃ الرمی۔ خبردار! قوت رمی ہے (مسلم)۔ کلام رسالت کی گیرائی ملاحظہ ہو سہم اور قوس (تیر وکمان) نہیں فرمایا بلکہ رمی کا عام لفظ استعمال فرمایا تاکہ دور سے نشانہ پر پھینکے جانے والے تمام ہتھیار جو اس وقت موجود تھے اور جو قیامت تک ایجاد ہونے والے تھے سب کو شامل ہو۔

رباط مصدر ہے اور مصدر رابط کے معنی میں ہے۔ یعنی وہ گھوڑے جو جہاد کی نیت سے بندھے ہوئے ہوں تاکہ جب ضرورت پڑے ان پر سوار ہو کر مجاہد میدان جنگ کی راہ لیں۔ حضور رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عمدہ گھوڑوں سے بہت انس تھا۔ حضرت جریر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک روز حضور کو دیکھا کہ گھوڑے کی پیشانی پر اپنی انگشت مبارک پھیر رہے ہیں اور زبان پاک سے فرما رہے ہیں۔ الخیل معقود فی نواصیها الخیر الی یوم القیامة الاجر والغنیمة (رواہ مسلم)۔ گھوڑوں کی پیشانیوں میں تاقیامت خیر وبرکت رکھ دی گئی ہے اجر بھی اور غنیمت بھی

تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یُوَفَّ اِلَیْكُمْ وَ اَنْتُمْ

خرچ کرو گے راہِ خدا میں اس کا اجر پورا پورا دیا جائے گا تمہیں ف۶۱ اور تم پر

لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَ اِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَ تَوَكَّلْ عَلَى

ظلم نہیں کیا جائے گا اور اگر کفار مائل ہوں صلح کی طرف تو آپ بھی مائل ہو جائیے اس کی طرف ف۶۲ اور بھروسہ کیجئے اللہ

اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۶۱﴾ وَ اِنْ یُّرِیْدُوْۤا اَنْ یَّخْدَعُوْكَ

تعالیٰ پر بے شک وہی سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے اور اگر وہ ارادہ کریں کہ آپ کو دھوکا دیں تو آپ

فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ؕ هُوَ الَّذِیْۤ اَیَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۶۲﴾

فکر نہ کیجئے بے شک کافی ہے آپ کو اللہ تعالیٰ ف۶۳ وہی ہے جس نے آپ کی تائید کی اپنی نصرت اور مومنوں کی جماعت سے

ف۶۰ اسلام کے بعض دشمن تو وہ تھے جن کی دشمنی عیاں تھی اور مسلمانوں کو ان کا علم تھا لیکن ان کے علاوہ اور بھی کئی دشمن تھے جو مسلمانوں کی نگاہوں سے پنہاں تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے علم سے تو پوشیدہ نہ تھے۔ یہ کون لوگ ہیں۔ بعض نے یہود و ایران کا نام لیا ہے۔ بعض نے یہود اور منافقین کا۔ لیکن اس تعیین کی کیا ضرورت۔ قیامت تک اس شجرِ حق کو کاٹ دینے کی کوشش کرنے والی خدا معلوم کتنی قومیں کن کن علاقوں سے اٹھیں گی۔ سب کی سازشوں کو ناکام بنانا، سب کے منصوبوں کو خاک میں ملانا، امتِ مسلمہ کا فرض اولین ہے۔

ف۶۱ جان، مال، وقت اور کوشش کی جو قربانی تم دو گے وہ رائیگاں نہیں جائے گی بلکہ دین و دنیا میں تمہیں اس کا سو درسو دیا جائے گا جو اس رب کریم کی شان جود و کرم کے شایاں ہے۔ حضرت ابن ابی مسعود انصاری فرماتے ہیں ایک آدمی ایک اونٹنی کو نکیل ڈالے ہوئے بارگاہِ رسالت پناہ میں حاضر ہوا اور عرض کی ھذہ فی سبیل اللہ کہ یہ اللہ کی راہ میں میں نے دی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لک بہا یوم القیامۃ سبع مائۃ ناقۃ کلھا مخطومۃ (مسلم) یعنی اس کے بدلے قیامت کے دن تمہیں سات سو اونٹنیاں ملیں گی۔ ہر ایک کی ناک میں نکیل پڑی ہوگی

ف۶۲ اگر کفار جنگ کی بجائے صلح پر آمادہ ہوں تو تمہیں بھی چاہیے کہ خونریزی سے ہاتھ اٹھاؤ اور صلح کر لو۔ یہ امر وجوب کے لیے نہیں بلکہ اباحت کے لیے ہے یعنی امام وقت کو اجازت ہے کہ اگر وہ صلح میں مصلحت سمجھے تو صلح کرلے۔ الامر للاباحۃ والصلح جائز مشروع ان رای الامام فیہ مصلحۃ (مظہری)۔ لفظ سلم مذکر اور مؤنث دونوں طرح مستعمل ہوتا ہے اسی لیے لہا ضمیر مؤنث اس کی طرف راجع ہے۔ یذکر ویؤنث (تاج العروس)۔

وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ ۚ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا

اور اس نے الفت پیدا کر دی ان کے دلوں میں شہ اگر آپ خرچ کر دیتے جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب تو

مَّا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّهُ عَزِيزٌ

نہ الفت پیدا کر سکتے ان کے دلوں میں لیکن اللہ تعالیٰ نے الفت پیدا کر دی ان کے درمیان شہ بےشک وہ

حَكِيمٌ ۞ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝

زبردست ہے حکمت والا ہے۔ اے نبی (مکرم) کافی ہے آپ کو اللہ تعالیٰ اور جو آپ کے پیرو ہیں مومنوں سے شہ

ف اگر وہ بظاہر صلح پر آمادہ ہوں اور اندر ہی اندر تمہیں دھوکا دینے کی تیاریاں کر رہے ہوں تب بھی تم صلح کے لیے بڑھنے والے ہاتھ کو نہ جھٹکو۔ وہ خدا ہے کہ گرم جوشی سے تمہارا [illegible] اللہ تعالیٰ جس نے پہلے بھی ہر مشکل میں تمہاری اعانت کی ہے وہ اب بھی قادر ہے کہ تمہارے دشمن کے منصوبوں کو خاک میں ملا دے اور تمہیں کامیاب کر دے۔

ان دو آیتوں پر غور فرمائیے آپ کو پتہ چل جائے گا کہ اسلام صلح و امن اور سلامتی کا داعی ہے اور وہ اپنے ماننے والوں کو فقط اس وقت جنگ کی اجازت دیتا ہے جب اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہو۔ اور یہ اندیشہ ہو کہ اگر اب جنگ سے گریز کیا گیا تو باطل کا بے رحم ہاتھ حق کے شجر ثمر بار کو جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دے گا۔ ان حالات میں جہاد سے فرار صلح پسندی کی علامت نہیں بلکہ بزدلی اور نامردی ہے جسے اسلام اپنے فرزندوں کے لیے ہرگز گوارا نہیں کرتا۔

شہ عرب کے سارے جزیرہ میں ہر طرف نفرت و عداوت کی آگ بھڑک رہی تھی۔ مزاج اتنے تند اور جذبات اتنے مشتعل تھے کہ ذرا ذرا سی بات پر تلواریں کھنچ جاتیں اور صدیوں تک عداوت کا بازار گرم رہتا۔ خصوصاً اوس و خزرج کی دشمنی نے تو اتنی شدت اختیار کر لی تھی کہ ان کی مصالحت کا امکان ہی ختم ہو چکا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدینہ میں آمد سے دو سال پہلے ان کے درمیان خونریز معرکہ برپا ہوا تھا۔ دونوں فریق ایک دوسرے کو مکمل شکست و نابود کرنے کا عزم کر کے میدان میں نکلے تھے۔ تاریخ میں یہ جنگ بعاث کے نام سے مشہور ہے۔ اس طرح ہر طرف نفرت و عداوت کے شعلے بھڑک رہے تھے اور ہر سمت بغض و کینہ کے انگارے دہک رہے تھے۔ جب اسلام و محبت کا پیامبر تشریف لایا تو تھوڑے عرصہ میں ہی دلوں کی دنیا میں انقلاب آ گیا۔ بغض و عناد کی جگہ محبت و اخلاص نے لے لی۔ [illegible] کیا خوب کہا ہے۔ خدائے حقیقی نے [illegible] پیار و ایک کی الفت دوسرے کے دل میں ڈال دی اور سب کی عقیدتوں کا اجتماعی مرکز حضور انور کی ذات منبع البرکات کو بنا دیا۔

شہ وہ دل جو نفرت سے بھرے ہوئے تھے ان میں الفت پیدا کر دیا اور ایک دوسرے کا جان نثار بنا دیا۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ حَرِّضِ ٱلْمُؤْمِنِينَ عَلَى ٱلْقِتَالِ ۚ إِن يَكُن مِّنكُمْ

اے نبی! برانگیختہ کیجئے مومنوں کو جہاد پر [illegible] اگر ہوں تم سے

عِشْرُونَ صَٰبِرُونَ يَغْلِبُوا۟ مِا۟ئَتَيْنِ ۚ وَإِن يَكُن مِّنكُم

بیس آدمی صبر کرنے والے تو وہ غالب آئیں گے دو سو پر اور اگر ہوں تم میں سے

مِّا۟ئَةٌ يَغْلِبُوٓا۟ أَلْفًا مِّنَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ۝

سو آدمی (صبر کرنے والے) وہ غالب آئیں گے ہزار کافروں پر کیونکہ یہ کافر وہ لوگ ہیں کہ جو کچھ نہیں سمجھتے (اے مسلمانو!)

ٱلْـَٰٔنَ خَفَّفَ ٱللَّهُ عَنكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا ۚ فَإِن يَكُن

اب تخفیف کر دی ہے [illegible] اللہ تعالیٰ نے تم پر اور وہ جانتا ہے کہ تم میں کمزوری ہے۔ تو اگر ہوں تم میں سے

آسمان ہلا رہا تھا۔ دنیا بھر کے خزانے بھی اگر اس مقصد کے حصول کے لیے خرچ کر دیے جاتے تب بھی یہ جالے دور نہیں ہو سکتے یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اس نے عداوت کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کو بجھا دیا۔ ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑ دیا

[illegible] ومن اتبعك کا عطف اللہ پر بھی ہو سکتا ہے اور حسبك کے کاف ضمیر پر بھی۔ علماء کرام نے دونوں وجہیں جائز رکھی ہیں۔ تفسیر قرطبی کے حاشیہ نے ایک تیسری وجہ بھی ذکر کی ہے جسے احسن الوجوہ کہا ہے کہ یہاں کلام میں اضمار ہے اور تقدیر کلام یوں ہے حسبك الله وحسبك من اتبعك من المؤمنين معنی کے لحاظ سے اس میں اور پہلی وجہ میں کوئی فرق نہیں یعنی اے حبیب! آپ کی نصرت و اعانت کے لیے اللہ تعالیٰ اور یہ جاں نثار کافی ہیں۔ آپ کو کسی اور کے سہارے کی قطعاً ضرورت نہیں۔

[illegible] یعنی اگر مسلمان صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہیں گے تو اپنے سے دس گنا لشکر کفار پر غالب آئیں گے۔ یہ وعدہ اگرچہ خبر ہے لیکن معنوی لحاظ سے امر ہے کہ مسلمان دس گنا طاقت کے سامنے ڈٹ جائیں اور قدم پیچھے نہ ہٹائیں۔ کفار اپنی تعداد کی کثرت کے بل بوتے پر مسلمانوں کو مغلوب نہیں کر سکیں گے۔

[illegible] اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان ایسے بلند مقصد کے لیے جنگ کر رہے ہیں جو انہیں اپنی جان سے بھی بہت عزیز ہے۔ وہ یہ بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ میدان جنگ کے غبار سے معمور وادی ہی ان کی منزل ہے۔ باطل معاشرے کی ظلمت کا تختہ الٹ دینے سے حریت و مساوات کا پرچم لہرا سکتا۔ اپنے مقصد کی عظمت پر یقین اور اس کے لیے سرفروشی کا جذبہ اور [illegible] ایمان ان کے دلوں کو تقویت اور ان کے قدموں کو ثبات بخشے گا اور وہ [illegible] بے جگری سے ان کا مقابلہ کریں گے لیکن کفار کی یہ ترکتازی اور یہ جنگ آزمائی کسی بلند اور عظیم مقصد کے لیے نہیں بلکہ محض تعصب و عناد کا نتیجہ ہے اس لیے معنوی قوت ان میں مفقود ہے اور کامیابی

مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ ۚ وَإِن يَكُن مِّنكُمْ

سو آدمی صبر کرنے والے تو وہ غالب آئیں گے دو سو پر اور اگر ہوں تم میں سے

أَلْفٌ يَغْلِبُوا أَلْفَيْنِ بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ (۶۶)

ایک ہزار (صابر) تو وہ غالب آئیں گے دو ہزار پر اللہ کے حکم سے اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ۶۶

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ ۚ

نہیں مناسب نبی کے لیے کہ ہوں اس کے پاس جنگی قیدی ۶۷ یہاں تک کہ غلبہ حاصل کرے زمین

کے لیے شرط اول ہے۔

۶۶ ما بعد تک کے کچھ عرصہ بعد دوسرا حکم نازل ہوا۔ اور پہلے حکم میں تخفیف کر دی گئی اور صرف دوگنے سے زائد تعداد کے سامنے سینہ سپر ہونے کا حکم دیا گیا۔

۶۷ بہر حال یہ امر پیش نظر رہے کہ یہ وعدہ ان کمزور مسلمانوں سے نہیں جو مصیبت اور آزمائش کے لمحات میں ہمت ہار کر بیٹھ جاتے ہیں بلکہ ان سچے اہل ایمان سے ہے جو راہ حق میں پیش آنے والی ہر تکلیف کو خوشی سے برداشت کرتے ہیں۔ حالات کی سنگینیوں میں ان کا جوش ایمانی بڑھ جاتا ہے اور دشمن کی قوت و تعداد کو دیکھ کر وہ صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑ لیتے ہیں اور فولادی چٹان بن کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

۶۸ علامہ قرطبی اس آیت کی توضیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ آیت بدر کے روز نازل ہوئی۔ اس میں صحابہ کرام پر اللہ تعالیٰ نے عتاب فرمایا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب میدان بدر میں کفار کے قدم اکھڑ گئے اور وہ وہاں سے بھاگ نکلے تو چاہیے تھا کہ مسلمان اسی جوش و خروش سے ان کا تعاقب کرتے اور کفر و شرک کے ان سرغنوں کو موت کے گھاٹ اتار دیتے تاکہ کفر کی کمر ٹوٹ جاتی اور اس کے پرستاروں کی قوت و شوکت بالکل ختم ہو جاتی۔ وہ مال غنیمت اکٹھا کرنے اور قیدیوں کو گرفتار کرنے میں مشغول ہو گئے۔ اور کفار میں سے اس طرح بڑے بڑے کافر جان بچا کر نکل جانے میں کامیاب ہو گئے۔ اور یہ سالہا سال تک مسلمانوں کے لیے تکلیف کا باعث بنے رہے۔ اگر اس روز مال غنیمت جمع کرنے کے بجائے ان کفار کا قلع قمع کر دیا جاتا تو کفر کی طاقت کا اسی روز خاتمہ ہو جاتا۔ جب حضرات سعد بن معاذ، عمر بن خطاب اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم نے مسلمانوں کو غنیمت سمیٹتے ہوئے دیکھا تو ان بزرگوں کو سخت ناگوار گزرا۔ علامہ قرطبی کی عبارت نقل کرتے ہیں اگرچہ طوالت ہے لیکن اس کے بغیر چارہ بھی نہیں۔ فرماتے ہیں: وهذه الآية نزلت يوم بدر عتاباً من الله لأصحاب نبيه صلى الله عليه وسلم والمعنى ما كان ينبغي لكم أن تفعلوا هذا الفعل الذي أوجب أن يكون للنبي صلى الله عليه وسلم أسرى قبل الإثخان ولهم

تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ وَاللّٰهُ

تم چاہتے ہو دنیا کا سامان اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے (تمہارے لیے) آخرت اور اللہ تعالیٰ

هذا العتاب [illegible] عرض الدنيا [illegible] النبي صلى الله عليه وسلم [illegible] الرجال وقت الحرب ولا [illegible] [illegible] الشريعة [illegible] من [illegible] النبي [illegible] أكثر المفسرين [illegible]

خلاصہ یہ آیت بدر کے بعد نازل ہوئی۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے صحابہ پر عتاب فرمایا جا رہا ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے لیے یہ ہرگز مناسب نہ تھا کہ تم کفار کی قوت کو پوری طرح کچل دینے سے پہلے انہیں قیدی بنانے اور ان سے فدیہ وصول کرنے لگتے۔ تم دنیا کے سامان کا ارادہ رکھتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کو قید کرنے کا حکم دیا اور متاعِ دنیا کو کسی وقتی اقتضا کے باعث [illegible] سے سرزد ہوئی ہیں یہ عتاب انہیں لوگوں پر ہے جنہوں نے فدیہ لینے کا مشورہ دیا۔ علامہ قرطبی آخر میں فرماتے ہیں اکثر مفسرین کا یہی قول ہے۔ اور اس کے بغیر اس آیت کی کوئی توجیہ درست نہیں۔

ہمارے محترم بزرگ مولانا مودودی کی یہ عبارت بہت عجیب ہے۔ اسی آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں: میرے نزدیک اس مقام کی صحیح تفسیر یہ ہے کہ جنگ بدر سے پہلے سورۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں جنگ کے متعلق جو ابتدائی ہدایات دی گئی تھیں ان میں یہ ارشاد ہوا تھا کہ فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّاۢ بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا۔ اس ارشاد میں جنگی قیدیوں سے فدیہ وصول کرنے کی اجازت تو دے دی گئی تھی لیکن اس کے ساتھ شرط یہ لگائی گئی تھی کہ پہلے دشمن کی طاقت کو اچھی طرح کچل دیا جائے پھر قیدی پکڑنے کی فکر کی جائے۔ اس ہدایت کی رو سے مسلمانوں نے بدر میں جو قیدی گرفتار کیے اور اس کے بعد ان سے جو فدیہ وصول کیا وہ تھا تو اجازت کے مطابق مگر غلطی یہ ہوئی کہ دشمن کی طاقت کو کچل دینے کی جو شرط مقدم رکھی گئی تھی اسے پورا کرنے میں کوتاہی کی گئی۔ جنگ میں جب قریش کی فوج بھاگ نکلی تو مسلمانوں کا ایک بڑا گروہ غنیمت لوٹنے اور کفار کے آدمیوں کو پکڑ پکڑ کر باندھنے میں لگ گیا اور بہت کم آدمیوں نے دشمن کا کچھ دور تک تعاقب کیا۔ حالانکہ اگر مسلمان پوری طاقت سے ان کا تعاقب کرتے تو قریش کی طاقت کا اسی روز خاتمہ ہو گیا ہوتا۔ اسی پر اللہ تعالیٰ عتاب فرما رہا ہے۔ اور یہ عتاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں بلکہ مسلمانوں پر ہے۔ (تفہیم القرآن جلد دوم)۔

ثخن اثخان کا معنی ہے کسی چیز کا گاڑھا ہو جانا تاکہ وہ بہہ نہ سکے۔ [illegible] (مفردات)۔ ویسے اس کا استعمال کثرتِ قتل اور غلبہ اور تسلط جو کثرتِ قتل کا نتیجہ ہے کے معانی میں بھی ہوتا ہے [illegible] كثرة القتل والقهر حتى [illegible] الاثخان القوة والشدة (قرطبی) اور صاحب تاج العروس اس لفظ کی مز

عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٦٧﴾ لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا

بڑا غالب اور دانا ہے اگر نہ ہوتا حکم الٰہی پہلے سے اگر عطا اجتہادی خطا معاف ہے تو ضرور پہنچتی تمہیں

أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٦٨﴾ فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ

بوجہ اس کے جو تم نے لیا ہے بڑی سزا سو کھاؤ جو تم نے غنیمت حاصل کی ہے حلال اور پاکیزہ

وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٦٩﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل

اور ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے بیشک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے اے نبی کریم! آپ فرمائیے ۵۵

تحقیق کرنے کے بعد جو ترجمے کیے گئے ہیں۔ واثخن فی العدو بالغ الجراحة فیهم [illegible] اثخنته [illegible]

ومنه قوله تعالٰی حتی اذا [illegible] (تاج العروس)

ترجمہ: جب دشمن کو سخت زخمی کیا جائے تو کہتے ہیں اثخن فی العدو اور اس کا معنی کمزور کرنا بھی ہے صحاح میں ہے اثخنته [illegible] اسے کمزور کر دیا۔ قرآن کریم کی اس آیت کا بھی یہی معنی ہے کہ وہ دشمن سے خوب نپٹ گئے اور دشمن پر غالب آ گئے۔

۵۵ اہل مکہ نے اپنے اپنے قیدیوں کی رہائی کے لیے زرِ فدیہ روانہ کیا۔ چچا عباس نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ جانتے ہیں کہ میں مسلمان ہوں۔ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیرے اسلام کو جانتا ہے اگر تمہارا دعویٰ اسلام درست ہے تو اس کا تمہیں اچھا بدلہ دیا جائے گا لیکن چونکہ تم بظاہر کفار کے ساتھ جنگ میں آئے تھے اس لیے فدیہ ادا کرنا پڑے گا۔ عباس نے عرض کی کہ میرے پاس کچھ نہیں میں کہاں سے دوں۔ نبی کریم نے فرمایا این المال الذی دفنته انت وام الفضل [illegible] ان اصبت فی سفری هذا فهذا المال لبنی الفضل وعبد الله وقثم، وہ مال کہاں گیا جو تم نے اور تمہاری بیوی ام الفضل نے فلاں جگہ دفن کیا تھا اور تم نے کہا تھا اگر میں اس سفر میں مارا جاؤں تو یہ مال میرے بیٹوں فضل، عبد اللہ اور قثم کو دے دینا۔ عباس یہ سن کر حیرت میں گم ہو گئے اور کہا [illegible] یا رسول اللہ ان هذا لشیء ما علمه غیری وغیر ام الفضل۔ میں مان گیا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں کیونکہ میرے اس راز کی خبر آپ نے دی اس کا علم تو میرے اور ام الفضل کے سوا کسی کو نہ تھا۔ چنانچہ جہاں دوسرے قیدیوں سے چالیس اوقیہ فدیہ لیا گیا وہاں آپ سے سو اوقیہ سونا لیا گیا۔ اس کے علاوہ اپنے دونوں بھتیجوں عقیل اور نوفل اور اپنے حلیف عتبہ کا زرِ فدیہ بھی انہیں ہی ادا کرنا پڑا۔ آپ کے اور آپ کے مثل دوسرے اسیروں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

(قرطبی و دیگر تفاسیر)

لِمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى ۙ اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ

ان قیدیوں سے جو تمہارے قبضہ میں ہیں اگر جان لیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں

خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ

کوئی خوبی تو عطا فرمائے گا تمہیں بہتر اس سے جو لیا گیا ہے تم سے اور بخش دے گا تمہارے قصور۔ اور اللہ تعالیٰ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۷۰ وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ

غفور رحیم ہے اور اگر وہ ارادہ کریں آپ سے دھوکہ بازی کا تو حیرت کیوں ہو، انھوں نے تو دھوکہ کیا

مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۷۱ اِنَّ الَّذِيْنَ

ہے اللہ سے پہلے بھی، پس اس نے قابو دے دیا تمہیں ان پر۔ اور اللہ تعالیٰ علیم و حکیم ہے۔ یقیناً جو لوگ

اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ

ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے راہ خدا میں

اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰۗىِٕكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۭ

اور وہ جنھوں نے پناہ دی (مہاجرین کو) اور ان کی مدد کی یہی لوگ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔

۷۲؎ اس آیت میں ملت اسلامیہ کے مختلف گروہوں کا ان کی اپنی الگ حیثیت کے لحاظ سے ذکر کیا گیا ہے اور ساتھ ہی ان کے باہمی دینی، سیاسی تعلقات اور حقوق و فرائض کی وضاحت بیان کی گئی ہے۔ اس لحاظ سے یہ آیت اسلام کی عادلانہ خارجہ پالیسی کا ستون قرار دی گئی ہے۔ [illegible] (المنار)

اس وقت اسلامی معاشرہ مختلف عناصر پر مشتمل تھا (۱) مہاجرین (۲) انصار (۳) وہ لوگ جو اسلام تو قبول کر چکے تھے لیکن دار الکفر میں ہی بدستور رہائش پذیر تھے۔ ان کی بھی دو قسمیں تھیں۔ ایک گروہ ان مسلمانوں کا جو ایسی کافر حکومت کی عملداری میں ہیں کہ جس کے درمیان اور حکومت اسلامیہ کے درمیان دوستی اور صلح کا کوئی معاہدہ نہ ہو۔ دوسرے وہ مسلمان جو ایسی کافر حکومت کی رعایا ہوں جس کا اسلامی حکومت کے ساتھ دوستی کا معاہدہ ہو چکا ہو۔ اب ان مختلف عناصر کے درمیان تعلقات کی نوعیت کیا ہوگی۔ اس کا یوں فیصلہ ذکر کر دیا کہ مہاجرین اور انصار میں تو کامل موالات ہوگی۔ ایک دوسرے کی مدد، اعانت اور ہر خطرہ سے ایک

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ

اور جو لوگ ایمان تو لے آئے لیکن ہجرت نہیں کی۔ نہیں تمہارے لیے ان کی وراثت سے کوئی چیز

شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ

یہاں تک کہ وہ ہجرت کریں۔ اور اگر وہ مدد طلب کریں تم سے دین کے معاملہ میں تو فرض ہے تم پر

النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا

ان کی امداد مگر اس قوم کے خلاف نہیں کہ تمہارے اور ان کے درمیان (صلح کا) معاہدہ ہو چکا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جو کچھ

تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۷۲﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۗ

تم کرتے ہو خوب دیکھ رہا ہے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا وہ ایک دوسرے کے حمایتی ہیں۔ ملہ

دوسرے کی حفاظت لازمی ہوگی۔ اولئک بعضہم اولیاء بعض۔ لیکن وہ مسلمان جو کافر حکومت کی رعایا ہیں ان کے درمیان اور دار الاسلام کے اہل اسلام کے درمیان اسلامی اور دینی اخوت تو ہوگی لیکن سیاسی بھائی چارہ نہ ہوگا۔ ان کی حفاظت اور اعانت کی کوئی ذمہ داری حکومت اسلامیہ پر نہ ہوگی کیونکہ انہوں نے خود اپنے کو اپنے وطن یا گھر بار کی محبت کے باعث محروم کر دیا ہے۔ ما لکم من ولایتہم من شیء۔ لیکن اگر دینی معاملات میں انہیں کوئی تکلیف پہنچے مثلاً انہیں ترک اسلام یا شعائر اسلام کی توہین پر مجبور کیا جائے تو پھر اس کافر حکومت کا اسلامی حکومت سے کوئی معاہدہ نہیں تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ اپنے مظلوم بھائیوں کی امداد کریں۔ وان استنصروکم فی الدین فعلیکم النصر لیکن اگر اس کافر حکومت سے دوستی کا معاہدہ ہو چکا ہے تو پھر اس معاہدہ کا احترام ضروری ہے۔ لیکن مسلمان قیدی یا کمزور و ضعیف لوگ جو دار الکفر میں مجبوراً اقامت گزیں ہیں ان کی رہائی بالاتفاق تمام اہل اسلام پر فرض ہے۔ قال ابن العربی الا ان یکونوا اسراء مستضعفین فان الولایۃ معہم قائمۃ والنصرۃ لہم واجبۃ حتی لا تبقی منا عین تطرف (القرطبی)۔ ترجمہ: امام ابن عربی فرماتے ہیں اگر مسلمان وہاں غلامی کی زندگی بسر کر رہے ہوں کمزور و ضعیف ہوں۔ اپنا بچاؤ کرنے سے عاجز ہوں تو پھر موالات باقی رہے گی اور جب تک ہم میں سے ایک آنکھ بھی جھپک رہی ہو ان کی اعانت اور نصرت ہم پر فرض ہوگی۔

ملہ قرآن کریم نے انسانی معاشرہ کو نسل، زبان، دولت اور منصب کی بنیادوں پر تقسیم نہیں کیا۔ یہاں معاشرہ کی تقسیم کا دار و مدار ایمان اور کفر پر ہے۔ مومنین بلا امتیاز نسل، زبان، ملک ایک ملت ہیں۔ اسی طرح ایک الگ ملت ہیں یہی انسانی معاشرہ کی صحیح تقسیم ہے جسے عقل سلیم تسلیم کرتی ہے۔ اسی حقیقت کو یہاں وضاحت سے بیان فرما دیا

إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُن فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ ﴿٧٣﴾ وَ

اگر تم (ان حکموں پر) عمل نہیں کروگے تو برپا ہو جائے گا فتنہ زمین میں اور پھیل جائے گا بڑا فساد ۱۰۲ اور جو

الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ

ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا راہ خدا میں اور جنہوں نے

آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَ

پناہ دی اور ان کی امداد کی وہی خوش نصیب لوگ سچے ایماندار ہیں ۱۰۳ انہیں کے لیے بخشش ہے اور

رِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٧٤﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا مِن بَعْدُ وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا

عزت والی روزی ۱۰۴ اور جو لوگ ایمان لائے بعد میں اور ہجرت بھی کی اور جہاد بھی کیا

۱۰۲ اس جملہ سے مذکورہ احکام الٰہیہ کی حکمت بیان فرما دی کہ اگر تم امن و سلامتی کی آرزو رکھتے ہو تو ان ارشادات ربانی پر پوری صدق دلی سے عمل کرو۔ ورنہ فتنہ و فساد کی آگ بھڑک اٹھے گی اور تمہاری ترقی و خوشحالی کے سارے منصوبوں کو جلا کر خاکستر کر دے گی۔ تمہارا دلی سکون بھی تم سے چھن جائے گا اور مسرت و شادمانی کے ہنگامے بھی ختم ہو جائیں گے۔ ان احکام کی بجا آوری سے تم اپنے خداوند کریم کو بھی راضی کروگے اور اپنی دنیوی زندگی کو بھی ہر قسم کی کامیابیوں سے ہمکنار کروگے۔

۱۰۳ حبیب کبریا علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ افضل التحیۃ واجمل الثناء کے صحابہ کرام کو بارگاہ الٰہی سے بے شک مومن حقًّا کا جو لقب عطا کیا جا رہا ہے یہ ان کی عمر بھر کی قربانیوں، وفاشعاریوں اور جاں نثاریوں کا معتبر صلہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ ان کے مومن برحق ہونے پر شاہد ہے تو پھر کیا انہیں کسی دوسرے کی گواہی کی بھی حاجت ہے؟ وہ اس لیے تو ایمان لائے ہی نہ تھے کہ چودھویں صدی کا یہ محقق و دانشور اور مصلح فریب مسلمان انہیں ایمان کا سرٹیفکیٹ مرحمت فرمائے۔ اے شمع توحید کے پروانو! اے محبوب خدا کے عاشقان وفاشعار! اور اے ناموس اسلام کے جانباز پاسبانو! مبارک صد مبارک۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی تم جیسا دل اور تم جیسی نگاہ بخشے اور تمہارے نقوش پا پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ الامین صلی اللہ علیہ وسلم

۱۰۴ مغفرت اور رزق کریم کا وعدہ فرما کر انہیں دونوں جہانوں کی سعادتوں سے بہرہ مند فرما دیا یعنی اے میرے حبیب کے جانثار صحابہ اور سرفروش ساتھیو! قیصر و کسریٰ کے خزانے تمہارے قدموں میں ڈھیر کر دیئے جائیں گے اور

مَعَكُمْ فَأُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ۚ وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلٰى بِبَعْضٍ

تمہارے ساتھ مل کر تو وہ بھی تمہیں میں سے ہیں [illegible] اور رشتہ دار ورثہ میں ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں

فِي كِتٰبِ اللّٰهِ ۗ إِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿۷۵﴾ ع

حکم الٰہی کے مطابق [illegible] یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

اگر کوئی غلطی تم سے سرزد ہو گئی تو اسے بخش دیا جائے گا۔ اب ہم خود غور کریں جن کی لغزشوں کی بخشش کا رب کریم نے وعدہ فرما دیا ہے تو ہم میں سے کسی کو ان پر انگشت نمائی کا حق پہنچتا ہے ؟

[illegible] یعنی صلح حدیبیہ سے پہلے ہجرت کرنے والوں اور نصرت دین کے لیے سربکف میدان میں آنے والوں کا مقام بیشک بہت بلند ہے لیکن ان کے بعد بھی جو ہجرت کر کے آیا اور اسلام کی سربلندی کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا وہ بھی احکام شرعیہ اور دیگر تمام سیاسی حقوق میں یکساں ہیں۔ ضرورت کے وقت ایک دوسرے کی نصرت بھی ضروری ہوگی اور ایک دوسرے کے وارث بھی ہوں گے

[illegible] ہجرت کے بعد حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار اور مہاجرین میں جو بھائی چارہ اور مواخاۃ قائم کی تھی اس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کے وارث بھی ہوتے تھے۔ اس آیت میں توارث کا یہ طریقہ منسوخ قرار دیا گیا اور صرف قریبی رشتہ داروں میں وراثت محدود کر دی گئی۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

سُورَۃُ التَّوْبَة

اس سورۃ پاک کے متعدد نام منقول ہیں لیکن ان میں سے دو زیادہ مشہور ہیں۔ التوبۃ اور البراءۃ۔ کیونکہ اس میں چند مخلص اہل ایمان کی توبہ قبول ہونے کا ذکر ہے اس لیے اسے توبہ کہا گیا۔ اور کیونکہ اس میں مشرکین عرب کے ساتھ جتنے سابقہ معاہدے تھے ان کو منسوخ کرنے کا اعلان کر دیا گیا اس لیے اسے براءت کہا گیا۔ یہ سورۃ سولہ رکوعوں، ایک سو انتیس آیتوں اور دو ہزار اٹھتر کلمات پر مشتمل ہے

نزول باتفاق علماء یہ سورۃ مدنی ہے اس میں مذکورہ واقعات کو غور سے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سورۃ ۹ھ میں نازل ہوئی کیونکہ غزوہ تبوک جس کا ذکر یہاں بڑی شرح و بسط سے کیا گیا ہے وہ ماہ رجب ۹ھ میں ہوا اور مشرکین سے عام بیزاری اور قطع تعلقات کا اعلان بھی اس حج کے موقع پر کیا گیا جو ذی الحج ۹ھ میں ادا کیا گیا۔ اگرچہ غزوہ تبوک سے متعلقہ آیات کا نزول اعلان براءت والی آیات سے پہلے ہوا لیکن موضوع کی اہمیت کے پیش نظر ترتیب قرآنی میں اسے مقدم رکھا گیا۔ قال القشیری هذه السورۃ نزلت فی غزوۃ تبوک ونزلت بعدها (قرطبی)

اس سورۃ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس سے پہلے بسم اللہ شریف نہیں لکھی جاتی۔ اس کی صحیح وجہ یہ ہے کہ کیونکہ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے آغاز میں بسم اللہ لکھنے کا حکم نہیں دیا اس لیے نہیں لکھی گئی۔ والصحیح ان بسملة لم تکتب لان جبریل علیه السلام ما نزل بها فی هذه السورۃ (قرطبی)

مضامین سورۃ مکہ جو بت پرستی کفر و شرک کا ایک ناقابل تسخیر قلعہ بنا ہوا تھا ۸ھ میں فتح ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے بے سروسامان مہاجروں اور انصار نے حرم مقدس میں توحید کا پرچم لہرا دیا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ عرب کے بیشتر قبائل خود بخود آ کر مشرف باسلام ہونے لگے۔ رفتہ رفتہ اسلام کا اثر و نفوذ جزیرہ عرب کی سرحدوں کو عبور کر کے دوسرے ہمسایہ ممالک میں بھی محسوس ہونے لگا۔ عرب خصوصاً حجاز کا بے آب و گیاہ علاقہ کسی فاتح کے لیے اپنے اندر کوئی کشش نہیں رکھتا تھا۔ اسی لیے ماضی قریب میں دو جابر سلطنتیں ہمسایہ ہونے کے باوجود کسی نے اس کو زیر نگیں کرنے کی خواہش ہی نہیں کی۔ اسی وجہ سے یہاں کے داخلی حالات سے بھی انہیں کوئی دلچسپی نہ تھی۔ حضور رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت سے جو انقلاب رونما ہو رہا تھا اس کی اطلاعیں وقتاً فوقتاً قیصر روم تک پہنچتی رہتی تھیں لیکن اس نے کوئی توجہ نہ دی کیونکہ اسے یقین تھا کہ یہ ایک داخلی معاملہ ہے اور اس میں اتنی تاب نہیں کہ کسی دن اس کے لیے بھی خطرے کا باعث بن سکے لیکن اسی اثناء میں

چند قبائل [illegible] ہونے جنہوں نے مسلمانوں کی طاقت کی اہمیت کا احساس دلایا

دوسرے، شامیوں کی طرح حضور علیہ السلام نے [illegible] کے علاقہ بصریٰ کے حاکم کو بھی دعوت اسلام دینے کے لیے پاس مکتوب بھیجا تو قاصد کو [illegible] شرحبیل غسانی نے قتل کر دیا۔ [illegible] کے [illegible] سے مدینہ طیبہ سے [illegible] وحشت [illegible] انھیں دین اسلام سکھانے گئے لیکن انھوں نے بھی غدر کیا اور ان مسلمانوں کو [illegible] کے شہید کر دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] کی جمعیت حضرت زید بن حارثہ کی قیادت میں [illegible] شرحبیل ایک [illegible] لے کر مقابلہ کے لیے [illegible] ہرقل [illegible] بھی ایک لاکھ [illegible] مجاہدین کے سامنے اب دو لاکھ [illegible] تھی مسلمان بھی ڈٹ گئے [illegible] جنگ شروع ہوئی [illegible] تین مسلمان جرنیل [illegible] حضرت جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جام شہادت نوش کیا۔ ان کے بعد حضرت خالد [illegible] اسلام کا جھنڈا تھاما اور اپنی [illegible] دشمن کے دانت کھٹے کر دیئے۔ اب ہرقل کی آنکھیں کھلیں کہ اب [illegible] عرب [illegible] کی حکومت بھی [illegible] انھیں [illegible] ہرقل [illegible] اپنا [illegible] اختیار کر [illegible] ایمان سے [illegible] ہرقل [illegible] شروع کر دی [illegible] مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے پر تولنے لگا

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] کے لیے [illegible] حالات بڑے ناساز گار تھے۔ ملک میں [illegible] قحط سالی کا دور دورہ تھا گرمی کا موسم تھا چلچلاتی دھوپ [illegible] تھی [illegible] میں [illegible] کی طرح تپ رہی تھی [illegible] جب [illegible] پر جانے کا حکم ہوا [illegible] میں [illegible] ٹھنڈا پانی پینے [illegible] سایہ میں بیٹھے اور آرام کرنے کے دن تھے

جب جنگ کی تیاری کا حکم ہوا [illegible] جنگ کے لیے [illegible] ہو گئے۔ ہر ایک نے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر [illegible] امداد [illegible] عورتوں نے اپنے [illegible] پیش کر دیئے۔ حضرت عثمان اور حضرت عبدالرحمن بن عوف نے [illegible] پیش کر دیں۔ حضرت صدیق [illegible] کر بارگاہ نبوت میں حاضر کر دیا [illegible] کے علاوہ [illegible] تھے۔ ایک [illegible]

عہد رسالت میں مشہور عرب قبائل کے مساکن

(ساتویں صدی عیسوی)

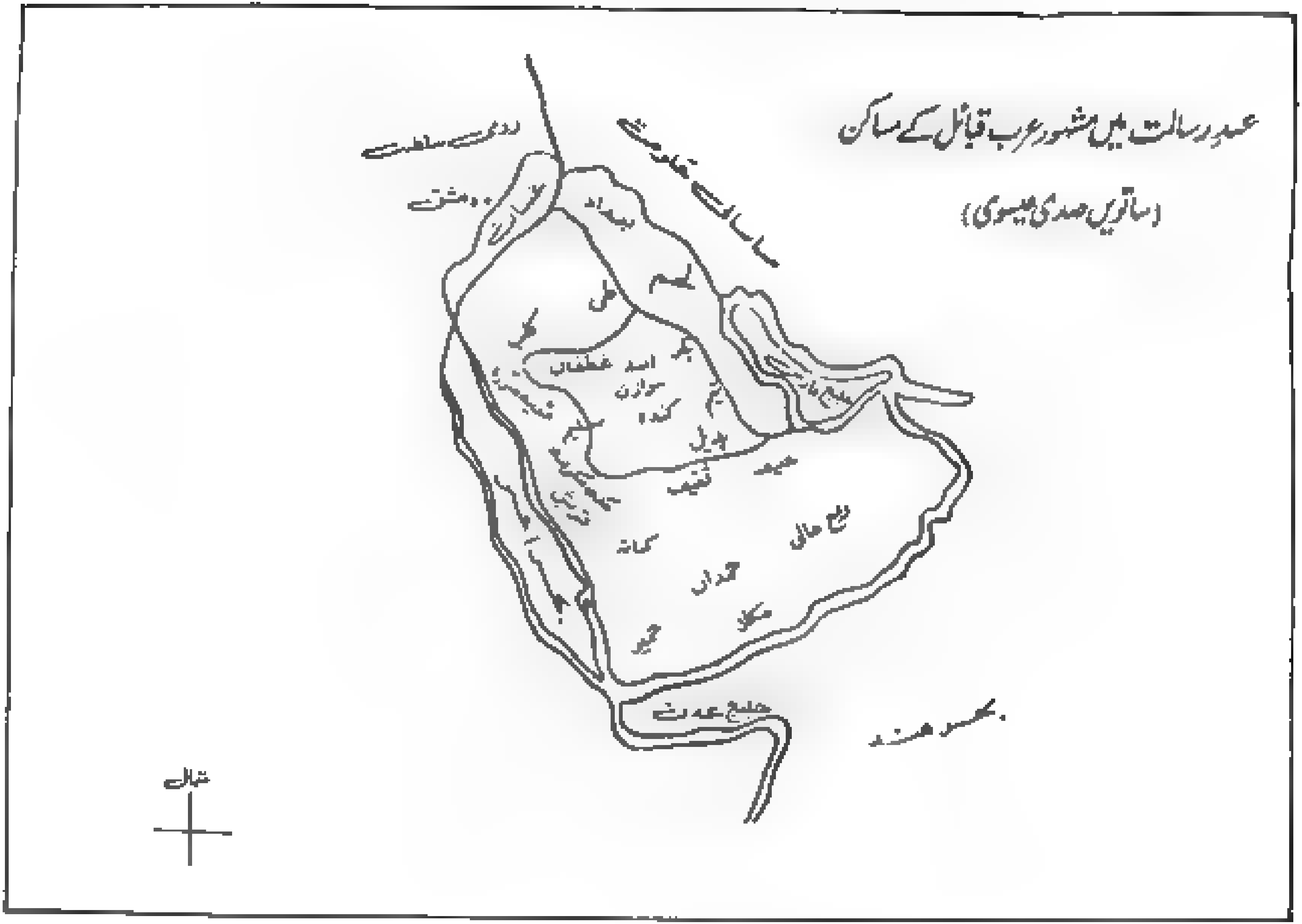
رومی سلطنت
دمشق
بغداد
ساسانی سلطنت
لخم
کلب
اسد
غطفان
ہوازن
کندہ
بکر
تمیم
ہذیل
حنیفہ
ثقیف
کنانہ
ربع خالی
ہمدان
حمیر
خلیج عدن
بحر ہند
شمال

کہ ان [illegible] کو [illegible] تھے [illegible] حیلوں کے مجبوب [illegible] سامنے پیش کرتے اور حضور ان سے صرف نظر کر لیتے۔ یہ لوگ اس دوسرے غزوہ کے [illegible] دل ہی دل میں بڑے خوش تھے۔ انہیں یقین تھا کہ مسلمان اب کی بار روم میں تباہ ہو جائیں گے اور قیصر کی افواج ان سب کو [illegible] کر دیں گی [illegible] ان کی ساری امیدیں اب ان [illegible] کر رہ گئی تھیں

غرضیکہ [illegible] اللہ تعالیٰ کے محبوب [illegible] کی قیادت میں اپنے [illegible] کرنے کے لیے اور اسلام کی عظمت [illegible] کے لیے [illegible] سامان [illegible] کی قلت اور سواریوں کی کمی کے باوجود دنیا کی ایک عظیم ترین طاقت سے ٹکر لینے کے لیے [illegible] ہوئے [illegible] اور [illegible] حیلوں سے [illegible] اسلام [illegible] علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] تبوک کے مقام پر [illegible] ہوا۔

قیصر کو جب [illegible] کہ [illegible] سے لڑنے کے لیے [illegible] تیاریاں کر [illegible] اپنے [illegible] مسلح ہو کر [illegible] کی طاقت [illegible] اس کے [illegible] میں [illegible] تو اس نے مصلحت اسی میں دیکھی کہ [illegible] سے نہ لڑے [illegible] اپنے شہروں میں [illegible]

[illegible] میں رہ کر [illegible] چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو [illegible] عیسائی [illegible] حالت میں [illegible] صلح [illegible] آپ [illegible] عیسائی [illegible] صورت [illegible] واپس [illegible] اگرچہ [illegible] کے ساتھ جنگ [illegible] اس مہم سے اسلام [illegible] عظمت [illegible] کے ساتھ [illegible] عرب قبائل تھے یا تو وہ مسلمان ہو گئے یا [illegible] عرب [illegible] اس [illegible] مسلمان [illegible] جب [illegible] تبوک [illegible] کی ہیبت چھا گئی [illegible] منافقین [illegible] اسلام [illegible] میں [illegible] ہیبت میں [illegible] منافقین [illegible] ان کے ساتھ [illegible] جاتی تھیں [illegible] دیئے گئے۔

دوسرا اہم واقعہ جس کا ذکر اس سورۃ میں کیا گیا ہے وہ مشرکین [illegible] کے ساتھ کیے گئے معاہدوں کی تنسیخ ہے۔ حضور رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ کوشش فرمائی کہ [illegible] قوموں کے ساتھ صلح و سلامتی سے رہیں۔ اسی مقصد کے لیے ان کے ساتھ صلح کے معاہدے کیے گئے [illegible] کرنے کی کوشش نہیں کی۔ اور جب کبھی موقع ملا

عہد شکنی کر دی۔ اسی سال ماہ ذی قعدہ میں مسلمانوں کا ایک قافلہ حج کے لیے روانہ ہوا۔ امیر حج حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ اس قافلہ کی روانگی کے بعد اس سورۃ کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں جن کو مجمع عام میں ان کا اعلان کرنا ضروری تھا اور حج کے موقع پر عرب کے اطراف و اکناف سے لوگ جمع ہونے والے تھے اس لیے حضور نے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو پیچھے روانہ فرمایا تاکہ حج کے روز یہ اعلان عام کر دیا جائے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ تمام کفار سے کیے گئے معاہدوں کی تنسیخ نہیں کی جا رہی بلکہ ان قوموں کے معاہدوں کی تنسیخ کا اعلان کیا جا رہا ہے جنھوں نے پہلے عہد شکنی کی تھی۔ چنانچہ آیت ۱۳ میں اس کی تصریح موجود ہے۔

اب جب کہ عرب کے طول و عرض میں اسلام کا پرچم لہرا رہا تھا تو ضروری تھا کہ کعبۂ مقدسہ سے کفار کی تولیت ختم کر دی جائے اور اہل ایمان کو اس کا مستحق بنایا جائے۔ چنانچہ یہ حکم بھی فرمایا کہ آج کے بعد مسلمان ہی کعبہ اور مسجد حرام کی خدمت انجام دیا کریں گے۔

ابھی تک مشرکین حرم کعبہ میں آکر اپنی سابقہ مشرکانہ رسوم ادا کیا کرتے تھے۔ اب یہ کیونکر مناسب تھا کہ اسلام کے برسر اقتدار آنے کے بعد بھی اس حرم قدس میں مشرکانہ رسوم ادا ہوں جبکہ اس کے تعمیر کرنے والے نے محض اس لیے تعمیر کیا تھا کہ اس میں خدائے واحد کی عبادت کی جائے۔ اس لیے اس سال سے اس کی بھی ممانعت کر دی گئی۔ انھی امور کے متعلق ضمنی بحثیں اور بھی ہیں۔ اپنے اپنے مقام پر ان کی وضاحت کی جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَتِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ آيَةً وَسِتَّةَ عَشَرَ رُكُوْعًا

سورۂ توبہ مدنی ہے اس کی ۱۲۹ آیتیں ہیں اور ۱۶ رکوعات ہیں

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ؕ

قطع تعلق [۱] کا اعلان ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان لوگوں کی نسبت جن سے معاہدہ کیا تھا تم نے مشرکوں میں سے

[۱] جیسے پہلے بیان ہو چکا ہے حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرب کے تمام قبائل کے ساتھ امن و دوستی کے معاہدے کیے لیکن مسلمانوں کی کمزوری کے پیش نظر وہ ان معاہدوں کا احترام [illegible] جب کبھی انہیں موقع ملتا عہد توڑ دیتے۔ جب حضور تبوک کے سفر پر روانہ ہوئے تو [illegible] مدینہ طیبہ [illegible] لگے۔ انہیں یقین تھا کہ قیصر [illegible] مسلمانوں [illegible] کے متعلق [illegible] لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ [illegible] واپس تشریف لائے۔ اب [illegible] کیا ان [illegible] اسلامی ریاست [illegible] جب کبھی مسلمان کسی بیرونی دشمن کی طرف متوجہ ہوں [illegible] واپسی کے بعد جب [illegible] میں مسلمان [illegible] کے ساتھ معاہدے ختم [illegible]۔ دوستی کے [illegible] اسلامی انقلاب [illegible] حضور کریم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ [illegible] حج کے دن یہ اعلان عام کر دیں۔ حضرت صدیق پہلے ہی امیر حج بن کر مکہ کی طرف جا چکے تھے [illegible] جب حضرت علی قریب پہنچے تو پوچھا [illegible] آپ امیر بن کر آئے ہیں یا مامور بن کر۔ حضرت علی نے کہا مامور [illegible] یہ اعلان کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ چنانچہ آپ حضرت صدیق کی اقتدا میں [illegible] کے مطابق ارکان حج ادا کرتے رہے اور دسویں ذی الحجہ [illegible] عقبہ کے پاس کھڑے ہو کر [illegible] میں اللہ کے رسول کا پیغام [illegible] اور اس سورۃ کی ابتدائی [illegible] آیتیں تلاوت [illegible] اور اس کے بعد [illegible] یہ حکم بھی سنا دو:

۱ اس سال کے بعد کوئی مشرک [illegible] کعبہ [illegible]

فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ

اے مشرکو! اب چل پھر لو ملک میں چار ماہ سکه اور جان لو کہ تم نہیں عاجز کرنے والے

مُعْجِزِي اللَّهِ ۙ وَأَنَّ اللَّهَ مُخْزِي الْكَافِرِينَ ② وَأَذَانٌ مِنَ اللَّهِ

اللہ تعالیٰ کو سکه اور یقیناً اللہ تعالیٰ رسوا کرنے والا ہے کافروں کو سکه اور اعلان عام ہے اللہ

۲ کوئی برہنہ ہو کر طواف نہ کرے

۳- اہل ایمان کے سوا کوئی شخص جنت میں داخل نہ ہو گا۔

۴- اور جس کے ساتھ کوئی معاہدہ ہے اگر اس نے عہد شکنی میں پہل نہ کی تو اس کا عہد پورا کیا جائے گا اور جس کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں اسے چار ماہ کی مہلت ہے۔ اس اعلان پر مخالفین کی طرف سے جو رد عمل ہوا وہ اس بات کا شاہد عادل ہے کہ قطع تعلقات مناسب بلکہ ضروری تھا۔ ان میں سے ایک سائل نے آپ کو جواب دیا تھا۔ [illegible]

[illegible]

اعلان سنے جب اے علی! اپنے چچا کے بیٹے سے کہہ دو کہ ہم نے معاہدوں کو پس پشت پھینک دیا ہے اور ہمارے اور ان کے درمیان ایک دوسرے کو نیزے مارنے اور تلواریں چلانے کے سوا کوئی دوسرا معاملہ نہیں۔ براءۃ کا معنی ہے ھذہ البراءۃ یہ خبر ہے اور اس کا مبتدا ھذہ محذوف ہے۔ ترجمہ میں یہی اسی ترکیب کو ملحوظ رکھا ہے

سکه سیحوا امر کا صیغہ ہے جو سیاحت سے ماخوذ ہے۔ سیاحت کا معنی ہے ملک کے اطراف و اکناف میں چلنا پھرنا۔ [illegible] یہاں مدعا یہ ہے کہ تمہیں چار ماہ تک ہر طرح کی مکمل آزادی ہے جہاں چاہو جاؤ جس سے چاہو ملو تم پر کسی قسم کی پابندی نہیں۔ مفسرین علیہم الرحمۃ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ یہ چار ماہ کی مدت ان لوگوں کے لیے تھی جن کے معاہدوں کی میعاد چار ماہ سے کم تھی یا میعاد مقرر ہی نہ تھی۔ لیکن جن کے ساتھ چار ماہ سے زیادہ مدت کے لیے معاہدہ کیا گیا تھا ان کے متعلق حکم ہوا کہ اس کو مقررہ وقت تک نبھاؤ۔ فاتموا الیھم عھدھم الی مدتھم

سکه تمہاری اس مدت کو کبھی یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ مہلت کسی کمزوری یا ضعف کی وجہ سے نہیں بلکہ اس میں تمہاری مصلحت مقصود ہے تاکہ تم اپنے مستقبل کے متعلق ٹھنڈے دل سے غور کر سکو۔ مخالفین کے ساتھ یہ نرمی اور رواداری اس وقت برتی جا رہی ہے جب کہ مکہ فتح ہو چکا تھا اور دور دور کے قبائل یا اسلام لا چکے تھے یا اطاعت قبول کر چکے تھے۔ کفر کی چند پراگندہ جماعتوں کے علاوہ کوئی قابل ذکر جمعیت نہ تھی جس سے اسلام کو اب جزیرہ عرب میں خطرہ ہو۔ عین قوت و سطوت کے وقت اپنے دشمنوں سے ایسا سلوک اسلام کے دین رحمت ہونے کا واضح ثبوت ہے۔

سکه دنیا میں قتل و ذلت اور آخرت میں عذاب۔ [illegible] کا معنی ہے رسوائی و ذلت۔ [illegible]

وَرَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ أَنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ

اور اس کے رسول کی طرف سے سب لوگوں کے لیے بڑے حج کے دن کہ اللہ تعالیٰ بری ہے

مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ۙ وَرَسُولُهُ ۚ فَإِن تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَإِن

مشرکوں سے ۔ اور اس کا رسول بھی ۔ سو اب بھی اگر تم تائب ہو جاؤ تو یہ بہتر ہے تمہارے لیے ۔ اور اگر

تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ ۗ وَبَشِّرِ الَّذِينَ

تم منہ پھیرے رہو تو خوب جان لو کہ تم نہیں عاجز کرنے والے اللہ تعالیٰ کو ۔ اور خوشخبری سنا دو

كَفَرُوا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿۳﴾ إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدتُّم مِّنَ الْمُشْرِكِينَ

کافروں کو دردناک عذاب کی ۔ بجز ان مشرکوں کے جن سے تم نے معاہدہ کیا

ورسولہ معطوف ہے اس کا معطوف علیہ لفظ اللہ ہے جو ان کا اسم ہے اور منصوب ہے۔ نحوی قاعدہ یہ ہے کہ معطوف اور معطوف علیہ کا اعراب ایک جیسا ہوا کرتا ہے۔ اس قاعدہ کی رو سے ورسولہ منصوب ہونا چاہیے تھا لیکن یہاں ورسولہ مرفوع ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بیشک ورسولہ معطوف ہے لیکن یہ معطوف نہیں بلکہ یہ مبتدا ہے اس کی خبر بری محذوف ہے۔ ورسولہ اپنی خبر سمیت بحیثیت جملہ معطوف ہے اور ان اللہ بری بحیثیت جملہ معطوف علیہ ہے۔ اس لیے یہاں یہ اشکال وارد نہیں ہوتا

توبہ کا دروازہ اب بھی کھلا ہے۔ اپنی نادانیوں پر اگر تم نادم ہو کر معذرت خواہ ہو جاؤ گے تو تمہیں دھتکارا نہیں جائے گا بلکہ آغوش لطف و کرم کو تم اپنے لیے کشادہ پاؤ گے۔ تمہاری گزشتہ نافرمانیوں کو معاف کر دیا جائے گا۔

لیکن اگر اب بھی تم شرارتوں سے باز نہ آئے اور دشمنی و مخاصمت پر کمربستہ رہے تو کان کھول کر سن لو تمہاری کوئی تدبیر، کوئی کوشش، کوئی سازش اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کو ناکام نہیں بنا سکتی۔ تمہارا انجام دنیا میں بھی بہت ذلت آمیز ہوگا اور آخرت کے دردناک عذاب کا تو تم تصور تک نہیں کر سکتے۔

اس آیت نے سابقہ حکم کی وضاحت کر دی کہ صرف ان قبائل کے معاہدوں کو منسوخ کیا جا رہا ہے جنہوں نے معاہدوں کی خود بے دریغ خلاف ورزی کی اور ان کا احترام نہ کیا لیکن جو اپنے معاہدوں کے پابند ہیں۔ نہ کھلے طور پر اسلام کا مقابلہ کرتے ہیں اور نہ پوشیدہ طور پر مسلمانوں کے دشمنوں کی امداد کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ جو معاہدے ہو چکے ہیں ان کی پابندی لازمی ہے۔

ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوكُمْ شَيْئًا وَّلَمْ يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا

پھر انھوں نے کمی نہ کی تمہارے ساتھ (وعدہ میں) کچھ اور نہ مدد کی تمہارے خلاف کسی کی۔ تو پورا کرو

اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ④

ان سے ان کا معاہدہ ان کی مدت (مقررہ) تک۔ بیشک اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے پرہیزگاروں کو۔ پھر

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ

پھر جب گزر جائیں حرمت والے مہینے تو قتل کرو مشرکوں کو جہاں بھی تم پاؤ انہیں اور

وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ

گرفتار کرو انہیں اور گھیرے رکھو انہیں اور بیٹھو ان کی تاک میں ہر گھات کی جگہ۔ پھر اگر وہ

تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ؕ اِنَّ

توبہ کر لیں اور قائم کریں نماز اور ادا کریں زکوٰۃ تو چھوڑ دو ان کا راستہ۔ بیشک

یعنی عہد کو پورا کرنا بھی تقویٰ کے لوازمات سے ہے اور متقین کا شعار ہے۔ آیت کے اس حصہ نے اللہ تعالیٰ کے نزدیک معاہدوں کی پابندی کی اہمیت کو اچھی طرح واضح کر دیا۔ [illegible] من باب التقویٰ (مظہری)۔

سلخ کا معنی ہے کسی ایسی چیز کو اتارنا جو دوسری کے ساتھ چپکی ہوئی ہو جیسے بکری کی کھال۔ اتارنے کو بھی سلخ کہا جاتا ہے اور یہاں مراد ہے ان مہینوں کا ختم ہو جانا۔ مرصد: وہ جگہ جہاں کسی چیز کی تاک میں بیٹھا جائے۔ اشہر حرم سے مراد یہاں وہ چار ماہ ہیں جو کفار و مشرکین کو بطور مہلت دیئے گئے تھے کیونکہ مسلمانوں کو منع کر دیا گیا تھا کہ وہ چار ماہ تک کفار کے ساتھ تعرض نہ کریں۔ اس لیے انہیں بھی حرمت والے کہا گیا۔ مشرکین سے مراد صرف عہد شکنی کرنے والے مشرک ہیں۔ آیت کا مدعا یہ ہے کہ یہ مشرکین جن کو تم نے چار ماہ کی مہلت دے رکھی ہے جب یہ گزر جائیں تو پھر ان عہد شکن مشرکوں پر ٹوٹ پڑو۔ اگر جنگ میں ہوں تو انہیں تہ تیغ کر دو۔ اگر کسی قلعہ یا محفوظ جگہ میں قلعہ بند ہوں تو ان کا محاصرہ کر لو۔ اگر قابو میں آ جائیں تو گرفتار کر لو۔ غرضیکہ اب یہ کسی رعایت کے مستحق نہیں۔ ہاں اگر یہ اب بھی سرکشی کے بعد بھی سچے دل سے توبہ کر لیں اور اپنی توبہ کی سچائی کا عملی ثبوت بھی مہیا کر دیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت ان کو پناہ دے گی

اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵﴾ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ

اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے ۔ اور اگر کوئی شخص مشرکوں میں سے پناہ طلب کرے آپ سے

فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

تو پناہ دیجیے اسے تاکہ وہ سنے اللہ کا کلام پھر پہنچا دیجیے اسے اس کی امن گاہ میں سلہ یہ حکم اس لیے ہے

قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶﴾ كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ

کہ وہ ایسی قوم ہیں جو قرآن کو نہیں جانتے ۔ کیونکر ہو سکتا ہے سلہ ان عہد شکن مشرکوں کے لیے کوئی معاہدہ اللہ کے

اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ

نزدیک اور اس کے رسول کے نزدیک سوائے ان لوگوں کے جن سے تم نے معاہدہ کیا ہے مسجد حرام کے پاس

سلہ ان مشرکین میں سے جن کے ساتھ جنگ کرنے کا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے اگر کوئی مشرک قرآن کے پیغام کو سمجھنے، اپنی غلط فہمیاں اور شبہات دور کرنے کے لیے ان چار ماہ گزرنے کے بعد بھی آنا چاہے تو آپ اسے موقع دیں کہ وہ آئے اور سنے اور اس عرصہ میں اس سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائے۔ اس کے بعد اگر حق کی روشنی اس کے دل کے افق پر نمودار ہو جائے تو عین مطلوب ورنہ اسے بڑی حفاظت سے اس کے مسکن اور قیام گاہ تک پہنچا دیں۔ آیت میں المشرکین کی وضاحت ان الفاظ سے کی گئی ہے الذین امرتک بقتالهم (قرطبی، مظہری)۔ امام ابوبکر جصاص نے اس آیت سے کئی احکام مستنبط کیے ہیں جن کا ذکر فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

(۱) اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی کافر اسلام کی صداقت معلوم کرنا چاہے تو ہم پر فرض ہے کہ ہم اسے پوری تعلیم دیں اور پوری کوشش کریں تاکہ اس کے شکوک وشبہات کا ازالہ ہو جائے۔

(۲) اس عرصہ میں اس کی حفاظت کی ذمہ داری حکومت اسلامیہ پر ہوگی۔

(۳) وہ آدمی مقررہ وقت تک ہی سلطنت اسلامیہ میں رہ سکتا ہے اسے غیر معین وقت تک یہاں رہنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

(۴) اگر وہ زیادہ عرصہ رہنا چاہے گا تو اسے اس مملکت کی شہریت قبول کرنا پڑے گی۔

سلہ یہاں بھی انہیں مشرکین کا ذکر ہے جنہوں نے معاہدہ کر کے توڑنا اپنا شیوہ بنا رکھا تھا۔ کیف یہاں استفہام کے لیے نہیں بلکہ اظہار حیرت وتعجب کے لیے ہے اور یہاں کلام میں اختصار ہے تقدیر کلام یوں ہے کیف یکون للمشرکین عہد

الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوا لَكُمْ فَاسْتَقِيمُوا لَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ

تو جب تک وہ قائم رہیں تمہارے معاہدہ پر تم بھی قائم رہو ان کے لیے ۱۳ بیشک اللہ تعالیٰ محبت کرتا

الْمُتَّقِينَ ﴿٧﴾ كَيْفَ وَإِن يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوا فِيكُمْ

پرہیزگاروں سے۔ کیونکر (ان کے معاہدہ کا لحاظ کیا جائے) حالانکہ اگر وہ غالب آ جائیں تم پر تو نہ لحاظ کریں تمہارے بارے

إِلًّا وَلَا ذِمَّةً ۚ يُرْضُونَكُم بِأَفْوَاهِهِمْ وَتَأْبَىٰ قُلُوبُهُمْ وَ

میں کسی رشتہ داری کا اور نہ کسی عہد کا ۱۴ راضی کرنا چاہتے ہیں تمہیں صرف اپنے منہ کی باتوں سے اور انکار کرتے ہیں

أَكْثَرُهُمْ فَاسِقُونَ ﴿٨﴾ اشْتَرَوْا بِآيَاتِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَصَدُّوا

ان کے دل اور اکثر ان میں سے فاسق ہیں۔ انہوں نے بیچ دیں اللہ کی آیتیں تھوڑی سی قیمت پر پھر روکا انہوں نے

عَن سَبِيلِهِ ۚ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٩﴾ لَا يَرْقُبُونَ

لوگوں کو اللہ کی راہ سے ۱۵ بیشک وہ بہت برا ہے جو وہ کیا کرتے تھے۔ نہیں لحاظ کرتے

---

۱۳ مستقیم العہد رہیں ان کے عمل میں تو دھوکہ اور غدر کے شواہد ہیں۔ پھر ایسے لوگوں کے معاہدوں پر کیسے اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ مصلحت کے تقاضے کیسے ہی کیوں نہ ہوں، حالات کتنے ہی ناسازگار ہوں، عہد شکنی کا آغاز مسلمان کی طرف سے ہرگز نہیں ہونا چاہیے۔ جب تک کفار اپنے عہد پر قائم رہیں تمہیں بھی قائم رہنا چاہیے۔ اگر وہ عہد شکنی کی ابتدا کریں تو پھر تم کو بھی اجازت ہے۔

۱۴ کیف یہاں بھی اظہار حیرت و تعجب کے لیے ہے۔ اِلّ یہاں قرابت اور رشتہ داری کے معنی میں مستعمل ہوا ہے اصل میں معانی اور ذمہ سے مراد معاہدہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگوں کے معاہدوں کا کیا اعتبار جو اگر غالب آ جائیں تو خون کے پیاسے ہیں اور تمہارے ساتھ ان کے جو خونی رشتے ہیں انہیں بھی بھلا دیں اور جو امن اور صلح کے عہد و پیمان کر چکے ہیں وہ بھی فراموش کر دیں۔ ان کی یہ سب چکنی چپڑی باتیں ظاہرداری کے لیے ہیں ورنہ ان کے دلوں میں تو تمہارے خلاف دشمنی کا لاوا ابل رہا ہے۔

۱۵ مروی ہے کہ جب اہل مکہ کی قوت کمزور ہوتی نظر آنے لگی تو ابو سفیان نے انہیں مالی امداد کا یقین دلایا اور اسلام کے ساتھ جنگ کرنے پر انہیں پھر اکسانا شروع کر دیا مختصر یہ ہے یہی مطلب ہے کہ کفار مسلمانوں سے مصروف جنگ

فِىْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ۝ فَاِنْ

کسی مومن کے حق میں کسی رشتہ داری کا اور نہ کسی وعدہ کا اور یہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں پس اگر

تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ ؕ

توبہ کرلیں اور قائم کریں نماز اور ادا کریں زکوٰۃ تو تمہارے بھائی ہیں دین میں ۲۳

وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ

اور ہم کھول کر بیان کرتے ہیں اپنی آیتیں ان لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں اور اگر یہ لوگ توڑ دیں اپنی قسمیں ۲۴

اور بہ کمال بشاشت کہہ رہے تھے کہ اس دنیا کی چند روزہ زندگی اور اس کی فانی عیش و عشرت کے عوض وہ لوگ ہیں کہ انہوں نے آخرت کی ابدی زندگی اور اس کی لازوال نعمتوں کو نظر انداز کر رکھا ہے۔ اس حقیقت کو قرآن نے اشتراء (خریدنے) کے صیغہ سے تعبیر دیا ہے کیونکہ مشتری (خریدار) بھی قیمت دے کر وہ چیز اپنا بنا سکتا ہے

۲۳ یعنی یہ ساری عداوت اور دشمنی کے باوجود اگر وہ دعوت اسلام قبول کرلیں تو انہیں اسلامی برادری میں شامل کر لیا جائے گا۔ ان کے ساتھ کسی قسم کا امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا۔ پہلے مسلمانوں کی طرح اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی رضا کے یہ بھی مستحق ہو جائیں گے۔ معاشرتی، قانونی اور تمدنی حیثیت سے ان کے وہی حقوق ہوں گے جو دوسرے مسلمانوں کے ہیں۔ انہیں پچھلے تمام جرائم معاف کر دیئے جائیں گے۔

۲۴ یعنی کفار و مشرکین نے اسلام قبول کر کے اس کے احکام بجا لانے کا وعدہ کر لیا یا اسلامی مملکت کی رعایا بن کر رہنا منظور کر لیا پھر اگر وہ یہ عہد توڑ دیں یا اسلام کے عقائد و تعلیمات پر زبان طعن دراز کرنے لگیں تو انہیں مملکت اسلامیہ کا باغی تصور کیا جائے گا۔ اسی آیت سے علماء کرام نے یہ مسئلہ مستنبط کیا ہے کہ ذمی نے اگر حکومت اسلامیہ کے احکام کی خلاف ورزی شروع کر دی یا اسلام کے عقائد پر اعتراضات کرنے شروع کر دیئے تو اس کا معاہدہ کالعدم ہو جائے گا۔ وهذه دلالة على ان اهل العهد متى خالفوا شيئا مما عوهدوا عليه وطعنوا في ديننا فقد نقضوا العهد (احکام القرآن للجصاص) طعن کا معنی ہے نیزہ کا وار کرنا۔ اسی طرح ہر وہ بات جو دل کو دکھ پہنچائے اس کو بھی طعن کہتے ہیں۔ بعض اہل لغت نے یہ فرق کیا ہے کہ طعن کا معنی جب نیزہ مارنا ہو تو یہ نصر ینصر کے باب سے ہو گا اور جب طعن بالقول ہو تو منع یمنع کے باب سے ہو گا (قرطبی)۔ الدین پر طعن کرنے کا یہ مطلب ہے کہ دین کی طرف ایسی غلط باتیں منسوب کی جائیں جو اس کی شان کے منافی ہیں یا دین کے وہ عقائد اور احکام جو دلائل قطعیہ سے ثابت ہیں ان کا مذاق اڑایا جائے۔ ويعد الطعن ان ينسب اليه ما لا يليق به او يعترض بالاستخفاف على ما هو من الدين لما ثبت

مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ

اپنے معاہدہ کے بعد اور طعن کریں تمہارے دین پر تو جنگ کرو کفر کے پیشواؤں سے شلہ

اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ۝ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا

بیشک ان لوگوں کی کوئی قسمیں نہیں ہیں۔ ایسوں سے جنگ کرو تاکہ یہ لوگ (عہد شکنی سے) باز آجائیں۔ کیا تم نہیں جنگ کرو گے

نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ

اس قوم کے ساتھ جس نے توڑ ڈالیں اپنی قسموں کو اور ارادہ کیا انھوں نے رسول کو نکال دینے کا شلہ اور انھی نے آغاز کیا تم پر

مَرَّةٍ ۭ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

(حملہ کا) پہلی مرتبہ۔ کیا تم ڈرتے ہو ان سے شلہ سو اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو اگر تم ہو سچے ایماندار

من الذين انقضوا عهدهم مصلحين ستقامة من ... (قرطبي، ... العربية)

شلہ ان لوگوں کو کفر کے پیشوا اور سرغنے کہا جا رہا ہے جو قبول اسلام کے بعد مرتد ہو گئے۔ جو اسلام کے سایہ میں امن و راحت کی زندگی بسر کرنے کے باوجود اتنے ظالم ہیں کہ اس پر زبان طعن دراز کرتے ہیں۔ ان کی قسموں پر اعتماد کرنا یا ان کی چکنی چپڑی باتوں میں آجانا بڑی سادہ لوحی ہے جو ایمانی فراست سے کوئی مناسبت نہیں رکھتی۔ ان کی سرکوبی پر جب تم آمادہ ہو گے تو ان کو ہوش آئے گا اور حقیقت شناسی کی طرف مائل ہوں گے کتنا کی دعوت کا ... تجربہ ہے۔

شلہ صاحب تفسیر مظہری نے لکھا ہے کہ یہ آیت یہود، منافقین اور کفار مدینہ کے بارے میں نازل ہوئی کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غزوہ تبوک پر روانہ ہوئے تو انھوں نے حضور کو مدینہ سے نکال دینے کا ارادہ کر لیا اور مشرکین عرب کو اپنی امداد کا یقین دلا کر انہیں ایک بار پھر بغاوت پر آمادہ کیا تھا۔ وہ لکھتے ہیں کہ یہی قول راجح ہے کیونکہ یہ سورۃ غزوہ تبوک کے سال میں نازل ہوئی۔ وهذا اظهر لان هذه السورة نزلت بعد غزوة التبوك (مظهری)

شلہ مولانا مودودی لکھتے ہیں کہ اس زور دار تقریر سے مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دلانے کی وجہ یہ ہے کہ اس موقع پر اسلام کی جس نئی پالیسی کا اعلان کیا گیا تھا اس سے اندیشہ تھا کہ کہیں کفر کی پوری جماعت اپنی بقا و سلامتی کے لیے اپنی ساری قوتیں اور وسائل کو داؤ پر لگا کر عرب کے اطراف و اکناف میں عام عداوت کی آگ نہ بھڑکا دے۔ اس سے تمام معاہدوں کی منسوخی کا اعلان، کعبہ کی تولیت سے محرومی، حج کعبہ کی ممانعت وغیرہ ایسے احکام تھے جن سے ان کا بھڑک اٹھنا کوئی مستبعد نہ تھا۔ اس لیے مسلمانوں کو ان ہنگامی حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے ہوشیار اور مستعد رہنے کا حکم جاری کر دیا اور

قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَ

جنگ کرو ان سے ۲۵ عذاب دیگا انہیں اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں سے اور رسوا کریگا انہیں اور مدد کریگا تمہاری انکے

يَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ ﴿١٤﴾ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ

مقابلے میں اور یوں ٹھنڈک کریگا اس جماعت کے سینوں کو جو اہل ایمان ہے ۲۶ اور دور فرما دیگا غصہ انکے دلوں کا

وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٥﴾ أَمْ

اور اپنی رحمت سے توجہ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے ۲۷ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بڑا دانا ہے کیا تم

حَسِبْتُمْ أَنْ تُتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ

یہ خیال کر رہے ہو ۲۸ کہ تمہیں یونہی چھوڑ دیا جائیگا حالانکہ ابھی تک پہچان نہیں کی اللہ نے ان کی جو جہاد کرینگے تم میں سے

پر ایسے اخلاقی فوز میں پر کسی قسم کے اختلاف کا غلبہ پذیر ہونے کی یہی وجہ تھی کہ انہیں ہر طرف مسلمان شمشیر بکف اور مستعد نظر آ رہے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب)

۲۵ یعنی کفار کے ساتھ جنگ کرنے سے تم اس لیے پہلو تہی کرنا چاہتے ہو کہ تمہیں اندیشہ ہے کہ وہ تم پر غالب آجائیں۔ اس وسوسہ کو دل سے نکال دو۔ تمہارا اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ قوی اور سب سے زیادہ توانا ہے۔ جس کو تم نے اپنا رب اور سہارا یقین کیا ہوا ہے اور ایمان صادق کا یہی تقاضا ہے۔

۲۶ جس بہروش میدان کارزار میں تم قدم رکھو گے تو فضل الٰہی تمہاری پشت پناہی فرمائے گی۔ اس نے کفار کو ذلیل و رسوا کرنے کا جو ازلی فیصلہ فرما دیا ہے اس کا ظہور تمہارے ہاتھوں سے ہوگا۔ تمہیں گھروں ہی بیٹھنے والے قسمت کے ٹھوکروں میں ہونگے۔

۲۷ کفار کے ساتھ جنگ کا حکم دے کر انہیں بتایا جا رہا ہے کہ برسوں سے وہ تمہیں ستا رہے ہیں اور تمہارے دل ان کی ایذا رسانیوں سے داغ داغ ہیں۔ اب وقت ہے کہ تم کفر و شرک کے ان علمبرداروں پر ضرب کاری لگا کر ان کی قوت خاک میں ملا دو۔ اسلام کی فتح اور کفر کی ذلت دیکھ کر تمہارے دل باغ باغ ہو جائیں گے اور تمہارا بوجھ ہلکا ہو جائے گا اور انتقام کے جو شعلے بھڑک رہے ہیں وہ سرد پڑ جائیں گے۔

۲۸ اب تک جو کفر سے چمٹے ہوئے ہیں ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ جن پر رحمت خداوندی جب توجہ فرمائیگی تو ان کے دلوں کے قفل بھی کھل جائیں گے اور وہ مستقبل میں اسلام کے جانباز سپاہی ثابت ہوں گے۔

وَلَمْ يَتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَا رَسُولِهِ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ

اور جنہوں نے نہیں بنایا بغیر اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کے کسی کو اپنا

وَلِيجَةً ۚ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۞ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ

محرم راز۔ اور اللہ تعالیٰ خبردار ہے جو تم کرتے ہو۔ نہیں ہے روا مشرکوں کے لیے

أَنْ يَعْمُرُوا مَسَاجِدَ اللَّهِ شَاهِدِينَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ۚ

کہ وہ آباد کریں اللہ کی مسجدوں کو حالانکہ وہ گواہی دے رہے ہیں اپنے نفسوں پر کفر کی

أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خَالِدُونَ ۞ إِنَّمَا

یہ وہ (بدنصیب) ہیں ضائع ہو گئے ہیں جن کے تمام اعمال اور دوزخ کی آگ میں ہی یہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ صرف وہی

يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ

آباد کر سکتا ہے اللہ کی مسجدوں کو جو ایمان لایا اللہ پر اور روز قیامت پر اور قائم کیا

جہاد کرنے اور نہ کرنے والوں اور اس سے جی چرانے والوں کو بطریق احسن ترغیب فرمایا جا رہا ہے کہ کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ تمہارا زبانی کلمہ پڑھ لینا ہی کافی ہوگا اور کسی آزمائش سے تمہیں اس دعویٰ ایمان کو پرکھا نہیں جائے گا۔ اگر تمہارا یہ خیال ہے تو تم خود فریبی میں مبتلا ہو۔ خوب کان کھول کر سن لو! عمل کی کسوٹی پر تمہارے دعویٰ ایمان کو پرکھا جائے گا۔ جب جہاد کے نقارہ پر چوٹ پڑے گی تو تمہیں بے تکلف میدان میں حاضر ہونا ہوگا۔ اسلام کے مفاد کے لیے اپنے سابقہ تعلقات اور دوستانہ مراسم کو قربان کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اہل اسلام کے ساتھ اپنے دلی تعلقات کو استوار کرنا ہوگا۔ علم الٰہی یہاں جاننا نہیں بلکہ جتانا اور پہچان کرانا ہے۔ اس کی تحقیق کئی مقامات پر پہلے گزر چکی ہے۔ ولیجہ اس شخص کو کہتے ہیں جس سے انسان اپنے دل کا راز کہے۔ واحد اور جمع دونوں کے لیے یہی مستعمل ہوتا ہے۔ ولیجة الرجل من يختص بدخلة أمره دون الناس والواحد والجمع فيه سواء (قرطبی)۔

مسجدیں یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے تعمیر کی جاتی ہیں خصوصاً مسجد حرام جس میں کعبہ مقدسہ ہے۔ اس لیے یہ ہرگز مناسب نہیں کہ ان کی تعمیر، ان کی مرمت، ان کی آبادی اور ان کے دوسرے انتظامات کا حق بت پرستوں اور مشرکین کو بخشا جائے۔ اس آیت کریمہ نے اس امر کو وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا اور اس حکم سے حرم کعبہ جو سالہا سال کے بعد مشرکین کی تولیت میں تھا

الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ

نماز کو اور ادا کیا زکوٰۃ کو اور نہ ڈرتا ہو اللہ کے سوا کسی سے پس امید ہے کہ یہ لوگ

اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاۗجِّ وَعِمَارَةَ

ہو جائیں ہدایت پانے والوں سے کیا تم نے ٹھہرا لیا ہے حاجیوں کو پانی پلانے کو

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ

اور مسجد حرام کے آباد کرنے کو برابر اس شخص کی مانند جو ایمان لے آیا اللہ پر اور روز قیامت پر اور جہاد کیا

مسلمانوں کو اس کا متولی بنا دیا گیا۔ [illegible]

[illegible] بتا رہی ہے کہ وہ مسجد میں داخل ہو سکتے ہیں نہ اس کی تعمیر کر سکتے ہیں نہ اس کے متولی بن سکتے ہیں

۲۷ مساجد کے متولی اور منتظم وہی لوگ بن سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور روز قیامت پر یقین محکم رکھتے ہوں اور کامل اتباع سے نماز اور زکوٰۃ کے پورے پابند ہوں اور ان کے کردار کی بلندی کا یہ عالم ہو کہ دین کے معاملہ میں وہ کسی سے نہ ڈرتے ہوں اور رضاء الٰہی پر کسی کی خوشنودی کو ترجیح نہ دیں۔ عمارت مسجد میں نماز، ذکر الٰہی اور تعلیم قرآن کے علاوہ اس کی تعمیر، اس کی مرمت، اس کی صفائی اور روشنی سب داخل ہیں [illegible]

[illegible]

۲۸ میدان بدر میں جب حضرت عباس اسیر ہوئے تو کسی نے ان کو اسلام قبول نہ کرنے پر ملامت کی۔ انہوں نے کہا اگر تمہیں اسلام لانے اور جہاد کرنے کا فخر ہے تو ہم بھی تم سے کم نہیں۔ مسجد حرام کی آبادی، کعبہ کی خدمت گزاری اور حجاج کو پانی پلانے کی عزت تو ہمیں ہی حاصل ہے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی [illegible] میں تمہاری یہ باتیں ان لوگوں کے مقام کا مقابلہ نہیں کر سکتیں جو سچے دل سے ایمان لاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نام کی عظمت کا سکہ جمانے کے لیے میدان جہاد میں آ موجود ہوتے ہیں۔ ملاحظہ آیت سقایۃ اور عمارۃ مصدر ہیں۔ اگر یہ اسم فاعل کے معنی میں یہاں مستعمل ہوں تو کلام میں کسی مضاف کو مقدر ماننے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ معنی ہوگا کہ حاجیوں کو پانی پلانے والا اور مسجد کو آباد کرنے والا اس شخص کی طرح نہیں ہو سکتا جو اللہ اور قیامت پر ایمان لائے اور جہاد کرے۔ اور اگر مصدر اپنے مصدری معنی میں ہی مستعمل ہوں تو پھر کلام میں مضاف ماننا پڑے گا اور اس کی دو صورتیں ہیں۔ یا تو مشبہ میں محذوف مانیں تو اس وقت تقدیر کلام ہوگی [illegible] اور یا مشبہ بہ میں محذوف مانیں تو اس وقت تقدیر کلام ہوگی [illegible]

[illegible] زمخشری، قرطبی، بیضاوی

فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ لَا يَسْتَوُونَ عِندَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي

اس نے اللہ کی راہ میں وہ نہیں یکساں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور اللہ تعالیٰ نہیں ہدایت دیتا

الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿١٩﴾ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي

ان لوگوں کو جو ظالم ہیں۔ جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا راہ خدا

سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِندَ

میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے بہت بڑا ہے ان کا درجہ اللہ تعالیٰ کے

اللَّهِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿٢٠﴾ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُم بِرَحْمَةٍ

نزدیک ۳۵ اور یہی ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں ۳۶ خوشخبری دیتا ہے انہیں ان کا رب اپنی رحمت

۳۵ کعبہ کی مجاوری اور حاجیوں کی خدمتگزاری اور مسافروں کی مہمان نوازی کو اسلام سے روگردانی کرنے کی صورت میں اپنی نجات کے لیے کافی سمجھنے والے کان کھول کر سن لیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایمان کے بغیر اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ اس کی بارگاہ عالی میں تو انہی کے لیے اعزاز و اکرام کے رتبے ہیں جو ایمان، ہجرت اور جہاد کی سعادت سے مشرف

۳۶ کیے گئے ہوں۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں رحمت الٰہی اور رضائے خداوندی کی نوید جانفزا سنائی جا رہی ہے۔ حق تو یہ ہے کہ اس کے بعد اور کس چیز کی آرزو کی جائے جس کے حصول کی تمنا دل میں پیدا ہو۔ اللھم اجعلنا منھم بجاہ حبیبک الکریم سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ ان صفات سے متصف تو وہی قدسی صفت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام تھے جنہوں نے کفار کی سفاکیوں اور سنگدلی کا جو بڑی مردانگی سے مقابلہ کیا۔ جنہوں نے محض اپنے دین کی خاطر اپنے شاداب گھروں کو چھوڑ کر غریب الوطنی کی سختیوں اور پریشانیوں کو خوش آمدید کہا۔ جن کے میدان جہاد میں عدیم المثال سرفروشی اور جانبازی کا ایسا مظاہرہ کیا کہ کفر کے علم سرنگوں ہو گئے۔ کفار کے چھکے چھوٹ گئے اور اسلام کا آفتاب اقبال ضو فشانیاں کرنے لگ گیا۔ ایسے ہی صحابہ عشق و ادب کے بارے میں قرآن کریم گواہی دے رہا ہے کہ بارگاہ رب العزت میں ان کے درجات بڑے بلند ہیں۔ اپنے رب کی راہ میں اپنے گھر، اپنے مال اور جان قربان کرنے والے دیوانگان عشق کے سروں پر فوز و فلاح کا زریں تاج سجایا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو ظاہر و باطن کو جاننے والا ہے جس سے کسی کے دل کا راز بھی پوشیدہ نہیں۔ جس کے سامنے ہر شخص کا ماضی، حال اور مستقبل آشکارا ہے۔ جن لوگوں کے بارے میں اس کی زبان قدرت شہادت دے رہی ہے وہ اولئک ھم الفائزون کے دستے میں شامل ہیں۔ ان کے ایمان پر اعتراض کسی ایسے شخص کو [illegible]

مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۙ خٰلِدِيْنَ

اور اپنی خوشنودی کی اور باغات کی کہ ان کے لیے ان میں دائمی نعمت ہوگی ہمیشہ رہنے والے ہیں

فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

وہ ان میں ابد تک بے شک اللہ تعالیٰ کے پاس ہی اجر عظیم ہے اے ایمان والو

اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا

نہ بناؤ اپنے باپوں اور اپنے بھائیوں کو دلی دوست اگر وہ پسند کریں

الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

کفر کو ایمان پر سلہ اور جو دوست بنائے گا انہیں تم میں سے تو وہی لوگ ظلم

الظّٰلِمُوْنَ ۝ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَ

کرنے والے ہیں۔ اے حبیب! آپ فرمائیے اگر ہیں تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور

اَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ

تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ کاروبار

تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ

اندیشہ کرتے ہو جس کے مندے کا اور وہ مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو سلہ زیادہ پیارے ہیں تمہیں اللہ تعالیٰ سے

ریب نہیں دیتے جو قرآن کو اللہ کا کلام مانتا ہے اور اللہ کے علم و حکمت پر یقین کرتا ہے۔

سلہ دار الکفر کو چھوڑ کر دار الاسلام کی طرف ہجرت کرنے کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ یہی رشتہ داریاں ہی تو تھیں جن کی محبت اور خاطر داری کی وجہ سے انسان اس سعادت کی ادائیگی سے محروم رہ جاتا تھا۔ اس لیے فرمایا کہ کسی سے خواہ وہ تمہارے باپ اور بھائی ہی کیوں نہ ہوں ایسی دلی دوستی قائم نہ کرو جو کسی وقت حکم الٰہی کی بجا آوری میں حائل ہو

سلہ اس آیت کریمہ میں ہر طرح کے تعلقوں کا ذکر فرمایا جا رہا ہے جن میں انسان اپنے آپ کو اپنی فطرت اور ضرورت

وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَأْتِيَ اللّٰهُ بِأَمْرِهٖ

اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے تو انتظار کرو یہاں تک کہ لے آئے اللہ تعالیٰ اپنا حکم

کے باعث ہی وہ خود بڑا ہوا ہے۔ ماں باپ کی محبت بھی ہوتی ہے اور وطن بھی پیارا ہوتا ہے۔ بھائی بہنوں کی بھی محبت میاں بیوی کا گہرا تعلق۔ یہ سب جذبات فطرت کے تقاضے ہیں۔ مال، جائیداد اور تجارت وغیرہ سے انسان کا لگاؤ اس لیے ہے کہ وہ عمدہ زندگی بسر کرنے اور اپنی قوت و آبرو سے گزارنے میں ان کا محتاج ہے۔ دین اسلام جو کہ دین فطرت ہے وہ انسان کے طبعی تقاضوں اور اس کی ضروریات کا احساس رکھتا ہے اس لیے اس نے یہ حکم نہیں دیا کہ ہر ایک سے محبت کے رشتے توڑ دیے جائیں اور ان چیزوں کی طرف سے آنکھیں بند کر لی جائیں کیونکہ انسانی زندگی کی بقاء و ارتقاء صرف انہی چیزوں تک محدود نہیں بلکہ ان سے بہت آگے اور بہت بلند ہے اس لیے انسان کو انہی تعلقات اور انہی اشیاء میں الجھ کر رہ جانے سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ ان چیزوں سے محبت رکھو لیکن یہ محبت اس حد تک نہ بڑھے کہ یہ تمہاری روحانی ترقی میں حائل ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم کی محبت اور عشق سے روک دیں۔ ایثار و شہادت کے میدان میں جانے سے تمہارا راستہ روک لیں۔ اگر کسی ایسی صورت حال پیدا ہو جائے تو پھر ان تعلقات کو اور ان چیزوں کو پائے حقارت سے ٹھکراتے ہوئے آگے نکل جاؤ۔ تب تم پتہ چلے گا کہ تم جاں بازی کے حقدار ہو۔ بعض علماء نے یہاں محبت طبعی اور اختیاری کا فرق بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جہاں تک انسان کا اختیار ہے وہ اللہ اور رسول سے زیادہ محبت کرے اور اگر بلا اختیار کسی اور سے زیادہ محبت ہو جائے تو مضائقہ نہیں۔ لیکن حضرت علامہ ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں کہ وہ مسلمان ہی کیا ہے جس کی طبیعت شریعت اسلامی کی پابند نہ ہو۔ [illegible] وكمال [illegible] ان تكون الطبيعة تابعة للشريعة ولا تقتضي الطبيعة الا ما يقتضيه الشريعة۔ چنانچہ حدیث پاک میں بھی یہ وضاحت موجود ہے کہ جب تک اللہ کا رسول اسے ماں باپ، اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ پیارا اور محبوب نہ ہو جائے اس وقت تک مسلمان مومن نہیں ہو سکتا۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا يؤمن احدكم حتى اكون احب اليه من والده وولده والناس اجمعين۔ اس کے بعد علامہ پانی پتی لکھتے ہیں کہ یہ نعمت اولیاء کاملین کی صحبت کے بغیر نہیں مل سکتی۔ وذلك كمال الايمان لا يحصل الا من صحبة ارباب القلوب الصافية والنفوس الزكية [illegible] من الاحاديث [illegible] الله [illegible] من [illegible] محبتهم [illegible]۔ پھر تو ایسے کی دنیا کا بھی حد ہی تب آتا ہے جب دل میں اللہ اور اس کے رسول کا عشق شعلہ زن ہوتا ہے۔ اس وقت ساری رکاوٹیں دور ہو جاتی ہیں اور سارے حجابات اٹھ جاتے ہیں۔ ماں باپ اپنے بچوں کو تڑپتے ہوئے دیکھ کر مسکرا دیتے ہیں۔ عورتیں اپنے شوہروں کے سر [illegible] دیکھ کر سجدہ شکر ادا کرتی ہیں اور دعائیں مانگتی ہیں کہ اے اللہ العالمین ہمارے ان جانے والوں کو شہادت نصیب ہو۔ اس وقت موت کی [illegible] ستاتی ہے اور زندگی [illegible] محسوس ہوتی ہے۔ حضرت رابعہ بصریہ کے یہ شعر پڑھیے اور اہل عشق و محبت کی بے تابیاں

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۚ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ

اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا اس قوم کو جو نافرمان ہے ۔ بیشک مدد فرمائی تمہاری اللہ نے بہت سے

مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ

جنگی میدانوں میں ۴۴ اور حنین کے روز بھی ۴۵ جبکہ گھمنڈ میں ڈال دیا تھا تمہیں تمہاری کثرت نے پس

ملاحظہ فرمایئے ؎

أحبك حبين حب الهوى وحبا لأنك أهل لذاكا

فأما الذي هو حب الهوى فشغلي بذكرك عمن سواكا

وأما الذي أنت أهل له فكشفك لي الحجب حتى أراكا (المنار)

ترجمہ: (۱) اے مولا! میں تجھ سے دو قسم کی محبت کرتی ہوں۔ ایک تو یہ کہ تو میرا محبوب ہے۔ دوسری یہ کہ تو اس قابل ہے کہ تجھ سے محبت کی جائے۔ (۲) پہلی محبت نے تو مجھے ماسوا سے بے خبر کر دیا ہے۔ (۳) دوسری محبت کا تقاضا ہے کہ حجاب سرک جائیں اور چشم شوق دولت دید حاصل کرے۔

۴۳ یعنی اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اس راہ حق میں جہاد کی نسبت یہ دوسری چیزیں تمہیں زیادہ عزیز اور پیاری ہیں تو پھر عذاب الٰہی کا انتظار کرو۔ اب تم رحمت و رعایت کے مستحق نہیں رہے بلکہ ذلت اور عقاب کے سزاوار ہو گئے ہو۔

۴۴ سورۂ براءۃ کے اعلان سے جو حالات پیدا ہو گئے تھے ان سے اندیشہ تھا کہ کفار پھر ایک بار سب مل کر جان کی بازی لگا دیں گے۔ مسلمانوں کے دلوں سے یہ وسوسے دور کرنے کے لیے یہ آیت نازل فرمائی کہ جس خدا نے اس سے پہلے بے شمار موقعوں پر تمہاری دستگیری فرمائی ہے اور تعداد کی قلت اور دشمن کی کثرت پر فتح دی ہے اس کی نصرت آج بھی تمہارے ساتھ ہے۔ کل ہی کی بات یاد کرو حنین میں کس طرح تمہاری پسپائی کو اس کی نصرت اور امداد نے فتح مبین میں تبدیل کر دیا۔ آج بھی اسی پر توکل کرو اور دشمن کی کسی سازش سے مت گھبراؤ۔

۴۵ مکہ مکرمہ فتح ہو چکا ہے اور کفر و شرک کا آخری حصار پیوند خاک کر دیا گیا ہے۔ چند روز تک مسلمان امن و سکون سے حرم میں خیمے سجتے ہیں اور طواف کعبہ سے آنکھیں پرنور کر رہے ہیں۔ اسی اثنا میں اطلاع ملی کہ ہوازن اور ثقیف کے قبیلے جنگ کی تیاری کر رہے ہیں۔ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے لشکر جرار کے ساتھ ادھر کا رخ کرتے ہیں۔ لشکر کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ دس ہزار انصار و مہاجر تھے اور دو ہزار مکہ کے نومسلم، بعض مشرک بھی شریک ہو گئے تھے۔ مسلمانوں نے جب بارہ ہزار کا لشکر جرار دیکھا تو بعض نے دل ہی دل میں خیال کیا کہ آج کوئی طاقت ہمیں مغلوب نہیں کر سکتی۔ جب یہ لشکر حنین کی وادی میں پہنچا جو مکہ کے جنوب مشرق کی طرف صرف تین میل دور ہے تو مالک بن عوف کی قیادت میں ہوازن و ثقیف

تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ

فائدہ دیا تمہیں کچھ بھی اور تنگ ہو گئی تم پر زمین باوجود اپنی وسعت کے ۔ پھر تم

وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۝ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ

منہ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے ۔ پھر نازل فرمائی اللہ نے اپنی تسکین اپنے رسول پر اور

عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ

اہل ایمان پر اور اتارے وہ لشکر جنہیں تم نہ دیکھ سکے اور عذاب دیا کافروں

كَفَرُوْا ۗ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ

کو ۔ اور یہی سزا ہے کافروں کی ۔ پھر رحمت سے توجہ فرمائے گا اللہ تعالیٰ اس کے بعد

گئے اور تیر انداز تنگ وادی کی کمین گاہوں میں چھپ کر بیٹھ گئے جب مسلمان ٹھیک ان کی زد میں آگئے تو ہر طرف سے تیر برسانے کا حکم دیا۔ تیروں کی بے پناہ اور بے محابا بارش سے مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور افسر سپاہی کا ساتھ چھوڑ کر بھاگنا شروع کر دیا حضور کریم کی معیت میں صرف ابوبکر، عمر، عباس، علی، ابوسفیان بن الحارث اور چند جاں نثار رہ گئے۔ اس نازک حالت میں حضور کی شجاعت کا یہ عالم تھا کہ پائے ثبات میں جنبش نہ ہوئی۔ سفید خچر پر سوار تھے اسے ایڑی لگائی اور دشمن کی صفوں کی طرف بڑھایا حضرت عباسؓ نے لگام تھام رکھی تھی اور ابوسفیان بن الحارث نے رکاب پکڑی ہوئی تھی حضور فرما رہے تھے انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب ۔ اسی حالت میں حضور نے کنکریوں کی ایک مٹھی بھر کر ان کی طرف پھینکی کوئی کافر ایسا نہ تھا جس کی آنکھوں میں یہ نہ پڑی ہو۔ آسمان سے فرشتوں کا غیبی لشکر بھی اتر آیا دشمنوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ حضور کے حکم سے حضرت عباسؓ نے بلند آواز میں مہاجرین و انصار کو پکارا : یا معشر الانصار یا اصحاب السمرۃ یا معشر المہاجرین بایعتم تحت الشجرۃ ان محمدا حی ۔ ترجمہ : اے گروہ انصار، اے بیعت الرضوان والو، اے مہاجرین جنہوں نے ہنگامی اوقات میں اسلام کی اعانت کی۔ اے گروہ مہاجرین جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں سب ان کے پاس جمع ہو جاؤ۔

آواز سنتے ہی صحابہ پروانہ وار دوڑتے ہوئے آئے اور حضور کے ارد گرد جمع ہو گئے اس طرح اللہ تعالیٰ کی نصرت سے اہل اسلام کو شاندار کامیابی نصیب ہوئی

یعنی کفار کی وقتی فتح زبردست شکست میں بدل گئی۔ ستر آدمی قتل ہوئے ہزاروں کی تعداد میں قید ہوئے۔

ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

جس پر چاہے گا ۔ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے ۔ اے ایمان والو!

اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ

مشرکین تو نرے ناپاک ہیں ۔ سو وہ قریب نہ ہونے پائیں مسجد حرام کے اس

تھا عورتوں کی تعداد چھ ہزار تھی۔ بے اندازہ مال غنیمت ہاتھ آیا۔ ۲۴ ہزار اونٹ، ۴۰ ہزار بھیڑیں اور بکریاں، چار ہزار اوقیہ چاندی خداوند کے سامنے یہ بتا دیا کہ ان کا اصل انجام یہی ہے کہ ان کو میدان میں شکست کا سامنا کرنا پڑے اور قیامت کے ابدی عذاب سے پہلے دنیا میں بھی وہ اپنے کیے کی سزا بھگت لیں۔

٭ حنین کی فتح کے بعد طائف کا محاصرہ کیا گیا جو اٹھارہ روز تک جاری رہا۔ اس کے بعد حضور کریم جعرانہ کے مقام پر واپس تشریف لائے جہاں سارا مال غنیمت اکٹھا کیا گیا تھا اور اس کو حکم خداوندی کے مطابق تقسیم فرمایا۔ اس کے بعد ہوازن کا ایک وفد جو مشرف باسلام ہو چکا تھا حاضر خدمت ہوا اور رحمت و شفقت کا خواستگار ہوا۔ حضور نے فرمایا میں نے اتنے روز اس مال کی تقسیم میں تاخیر کی لیکن تم نہ آئے۔ اب مال تقسیم ہو چکا ہے۔ اب دو چیزوں میں سے ایک پسند کر لو۔ اہل و عیال یا مال و اسباب۔ انھوں نے عرض کی ہم مال و اسباب کے طلبگار نہیں۔ ہمارے اہل و عیال واپس کر دیجیے۔ چنانچہ حضور نے خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ مسلمان ہو کر تمہارے پاس آئے ہیں۔ میں نے انھیں اختیار دیا تھا کہ چاہے مال و اسباب لے لیں چاہے اہل و عیال آزاد کرا لیں۔ انھوں نے اہل و عیال کو آزاد کرانا پسند کیا ہے اس لیے ان کے جو اسیر میرے حصہ میں یا اولاد عبد المطلب اور ہاشم کی اولاد کے حصہ میں آئے ہیں میں انھیں آزاد کرتا ہوں۔ اتنا ارشاد سن کر سب انصار و مہاجرین یک زبان ہو کر پکار اٹھے: ما کان لنا فھو لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یا رسول اللہ جو قیدی ہمارے حصہ میں آئے ہیں سب حضور کی نذر ہیں۔ چنانچہ اس طرح دشمنوں کے اہل و عیال کو عزت و احترام سے آزاد فرما دیا۔ اس فیاضانہ سلوک کا نتیجہ یہ نکلا کہ اسلام سے عداوت اور عناد کے بھڑکتے ہوئے شعلے سرد پڑ گئے اور حضور کریم کی دریا دلی کو دیکھ کر اسلام کے قدیم دشمن بھی اسلام کے گرویدہ ہو گئے۔ اس آیت میں اسی امر کی طرف اشارہ ہے۔

٭ فتح مکہ کے بعد بھی مشرکین عرب حرم کعبہ میں داخل ہوتے اور اپنے جاہلانہ رواج کے مطابق طواف کرتے اور ارکان حج بجا لاتے۔ اس آیت نے ہمیشہ کے لیے ممانعت کر دی کہ کعبہ مقدسہ جو محض اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کے لیے تعمیر کیا گیا ہے وہاں اب مزید کسی مشرک کو قدم رکھنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ سیٹیاں اور تالیاں بجا بجا کر برہنہ طواف کی اور اس قسم کی دوسری لغو رسمیں قطعاً ختم ہیں۔ مشرکین کے نجس ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے عقائد اور اعمال کی وجہ سے ناپاک ہیں۔ ائمہ مجتہدین کا اس امر میں اختلاف ہے کہ اس حکم کی نوعیت کیا ہے۔ امام مالک کے نزدیک

عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللَّهُ مِنْ

سال کے بعد اور اگر تم اندیشہ کرو تنگدستی کا تو عنقریب غنی کر دے گا تمہیں اللہ تعالیٰ اپنے

فَضْلِهِ إِنْ شَاءَ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿۲۸﴾ قَاتِلُوا الَّذِينَ

فضل و کرم سے اگر چاہے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا بڑا دانا ہے جنگ کرو ان لوگوں سے جو نہیں

لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ

ایمان لاتے اللہ پر اور نہ روز قیامت پر اور نہیں حرام سمجھتے جسے حرام کیا ہے

کوئی مشرک کسی اشد ضرورت کے بغیر کسی مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا۔ امام شافعی کے نزدیک کوئی کافر مسجد حرام میں داخل نہیں ہو سکتا۔ دوسری مساجد میں داخلہ ممنوع نہیں۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک ہر مسجد میں کافر داخل ہو سکتا ہے اور اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ حج کرنے اور اپنی مشرکانہ رسوم ادا کرنے کے لیے داخلہ بند ہے (جصاص)

شک جب کفار سے قطع تعلق کا اعلان کر دیا گیا تو بعض لوگوں کے دلوں میں یہ خیال گزرا کہ اس طرح تو تجارتی کاروبار بند ہو جائے گا ضرورت کی چیزیں نایاب ہو جائیں گی وہ کہنے لگے ان اشیاء کی تنگی ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ رزق کی وسعت و کشادگی میرے دست قدرت میں ہے یہ خوف دل سے نکال دو۔ حضرت صدر الافاضل فرماتے ہیں (اس آیت) میں تعلیم ہے کہ بندے کو چاہیے کہ طلب خیر اور دفع آفات کے لیے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے اور تمام امور کو اسی کی مشیت سے متعلق جانے (خزائن العرفان)

لک جب جزیرہ عرب کے ہر حصہ پر اسلام کا پرچم لہرانے لگا اور مشرکین کی طاقت ختم ہو گئی تو اردگرد کی حکومتوں کو بھی اسلام کی روز افزوں قوت سے تشویش پیدا ہونے لگی اور انہوں نے اسلام کو کچل دینے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اس سے تاریخ اسلام کے نئے باب کا آغاز ہوتا ہے۔ اب مسلمانوں کے مقابلہ میں مشرکین عرب کے بجائے عیسائیوں کی فوجیں صف بستہ ہونے والی تھیں۔ اس لیے اس آیت میں اہل کتاب کے ساتھ جنگ کرنے کے قواعد و ضوابط بیان کیے جا رہے ہیں۔

لک اہل کتاب کے ساتھ جنگ کی اجازت کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ان میں چار بنیادی خرابیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ان کا ایمان نہیں کیونکہ انہوں نے اس کے بیٹے بنا رکھے ہیں۔ روز قیامت جو روز حساب ہے اس کے متعلق بھی انہوں نے من گھڑت تصورات قائم کر رکھے ہیں۔ ان کی آسمانی کتابوں میں جو حرام الٰہی ہیں ان کو انہوں نے اپنی خواہشات نفسانی کی نذر کر دیا ہے جس کو چاہا حلال بنا لیا اور جس کو چاہا حرام قرار دے دیا اور دین حق (اسلام) جب ان کے سامنے پیش کیا گیا تو اس کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ ایسے لوگ اگر تسلط و اقتدار کے مالک بن گئے تو ظلم و تشدد کا دروازہ کھل جائے گا اس

اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

اللہ نے اور اس کے رسول نے اور نہ قبول کرتے ہیں سچے دین کو ان لوگوں میں سے جنہیں کتاب دی گئی ہے

الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۚ

یہاں تک کہ دیں وہ جزیہ سکہ اپنے ہاتھ سے اس حال میں کہ وہ مغلوب ہوں ۲۲

لیے اگر ان کی طرف سے عہد یا نقض امن کا خطرہ ہو تو ان سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔

۲۲ ؎ اگر وہ اسلام کی بالادستی کو تسلیم کرتے ہوئے مملکت اسلامیہ کا پر امن شہری بن کر رہنا چاہیں تو وہ جزیہ ادا کر کے ایسا کر سکتے ہیں۔ جزیہ وہ ٹیکس ہے جو کسی مملکت کے شہریوں پر عائد کیا جاتا ہے اور کتب تاریخ کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا رواج اسلام سے پہلے نوشیروان نے کیا تھا اور عرب کے وہ علاقے جو ایرانیوں کی عملداری میں تھے اس سے خوب واقف تھے۔ ... یہ سب سے پہلے نجران کے عیسائی تھے۔ ان کا وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تو انہوں نے اسلام قبول کرنے سے معذرت پیش کی لیکن سالانہ جزیہ ادا کرنے پر آپ سے صلح کر لی چنانچہ تاریخ اسلام میں یہ پہلا جزیہ ہے جو وصول کیا گیا۔ جزیہ کے عائد کرنے کی مختلف وجوہات علماء نے بیان کی ہیں صاحب منار نے انہیں یکجا بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ ان کے قتل سے بچنے کا بدلہ ہے یا ان کی حفاظت اور ان کو فوجی خدمات سے مستثنیٰ رکھنے کا معاوضہ ہے یا وہ معاوضہ ہے حقوق کا جو انہیں مملکت اسلامیہ کا شہری ہونے کی وجہ سے حاصل ہیں اور جنہیں مذہبی اور معاشی آزادی جو دی گئی ہے یا ان کے مال و جان و آبرو کی حفاظت کی جو ذمہ داری لی گئی ہے اس کا معاوضہ ہے۔ بہرحال خلفائے راشدین کی سیرت کا مطالعہ کیا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ فوجی خدمات سے انہیں مستثنیٰ کرنے اور ان کے مال و جان اور آبرو کی حفاظت کی ذمہ داری لینے کا معاوضہ ہے۔ حضرت خالد بن ولید نے صلوبا ابن نسطونا اور اس کی قوم سے جو معاہدہ کیا تھا اس کے الفاظ درج ذیل ہیں۔

"هذا كتاب من خالد بن الوليد لصلوبا بن نسطونا وقومه اني عاهدتكم على الجزية والمنعة فلك الذمة والمنعة وما منعناكم فلنا الجزية والا فلا كتب سنة اثنتي عشرة في صفر"

ترجمہ: یہ عہد نامہ ہے جو خالد بن ولید نے صلوبا ابن نسطونا اور اس کی قوم سے کیا۔ میں تم سے اس بات کا معاہدہ کرتا ہوں کہ تم جزیہ ادا کرو اور ہم تمہاری حفاظت کریں۔ جب تک ہم تمہاری حفاظت کریں گے ہم جزیہ وصول کرنے کے حقدار ہیں ورنہ نہیں۔ ماہ صفر سنہ ۱۲ھ۔

اس روایت سے اور اس کی طرح کی متعدد روایات سے پتہ چلتا ہے کہ جزیہ اس ذمہ داری کا معاوضہ تھا جو مسلمان ان کی حفاظت اپنے ذمہ لیا کرتے تھے اور ایسا بھی ہوا کہ جب کبھی مسلمانوں نے محسوس کیا کہ وہ اس ذمہ داری کو پورا کرنے

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ

اور کہا یہودی نے کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور کہا نصرانیوں نے کہ مسیح

سے قصہ میں تو حضرت [illegible] جزیہ کی وصول شدہ رقم واپس کر دی چنانچہ جنگ یرموک سے پہلے جب مسلمانوں نے حمص کے پیش [illegible] حمص وغیرہ کو خالی کرنا ضروری سمجھا تو افواج اسلامیہ کے سپہ سالار حضرت ابو عبیدہ نے اپنے تمام ماتحت حکام کو حکم بھیجا کہ اپنے اپنے علاقے میں جو جزیہ [illegible] سے وصول کیا ہے وہ ان کو واپس کر دیں اور کہیں کہ ہم تمہاری حفاظت کی ذمہ داری [illegible] وہ ذمہ داری نہیں [illegible] سے قاصر ہیں اس لئے یہ رقم واپس کرتے ہیں [illegible] سے اللہ تعالیٰ ہمیں دشمن پر غالب کرے [illegible] تمہارے [illegible] چاہیے وہ بحال رہے گا۔ اگر [illegible] کی [illegible] کریں گے جب [illegible] کے باشندوں نے مسلمانوں کا یہ سلوک دیکھا تو ان کی [illegible] اللہ تعالیٰ تم کو [illegible] اور [illegible] پر غالب [illegible] [illegible] اللہ [illegible] اللہ تعالیٰ تمہیں [illegible] واپس لائے اور تمہاری مدد فرمائے۔ [illegible] تو ہم کبھی [illegible] یہی وجہ ہے کہ [illegible] اسلام [illegible] کو [illegible] دیتے ہیں [illegible] والوں نے جنگ میں [illegible] معاف کر دیا۔ اب [illegible] کہ [illegible] جزیہ [illegible] کتاب سے جزیہ [illegible] اور [illegible] کتاب [illegible] حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے [illegible] [illegible] [illegible] کے [illegible] کے سامنے [illegible] جہاں [illegible] کا سوال ہی پیدا نہیں [illegible] مسلمان [illegible] کا [illegible] تمام [illegible] [illegible] جزیہ [illegible] مطلب یہ نہیں کہ [illegible] [illegible] شیخ [illegible] [illegible]

سلہ [illegible] ابن [illegible] [illegible] [illegible] کے احکام [illegible]

سلہ جب یہودی [illegible] بیان [illegible] توریت کے احکام [illegible] [illegible] حضرت [illegible] عزیر [illegible] کی

ٱبۡنُ ٱللَّهِۖ ذَٰلِكَ قَوۡلُهُم بِأَفۡوَٰهِهِمۡۖ يُضَٰهِـُٔونَ قَوۡلَ ٱلَّذِينَ

خدا کا بیٹا ہے ۔ یہ ان کے منہ کی (بے سرو پا) بات ہے یہ لوگ بھی انہی لوگوں کی سی باتیں کرنے لگے ہیں جو ان سے پہلے

كَفَرُواْ مِن قَبۡلُۚ قَٰتَلَهُمُ ٱللَّهُۚ أَنَّىٰ يُؤۡفَكُونَ ٣٠ ٱتَّخَذُوٓاْ

کفر کر چکے ہیں ۔ اللہ انہیں غارت کرے ۔ کہاں بہکے چلے جاتے ہیں ۔ انہوں نے بنا لیا

اینٹ سے اینٹ بجا دی یہود کو سینکڑوں کی تعداد میں بے دریغ قتل کیا گیا اور تورات کے موجودہ نسخے بھی اسی جنگ میں ضائع ہو گئے تو اس وقت حضرت عزیر جنہیں عبرانی میں عزرا EZRA (متوفی ۴۵۰ ق م) کہا جاتا ہے نے اپنی یاد سے یہود کو تورات (عہد نامہ قدیم) لکھوا دی اور کچھ مدت کے بعد جب تورات کا ایک قدیم نسخہ دستیاب ہوا تو وہ بعینہ اسی طرح پایا گیا جس طرح حضرت عزیر نے لکھوایا تھا۔ اس سے آپ کی قدر و منزلت یہود کے دلوں میں بہت بڑھ گئی اور آپ کو یہودیوں میں وہی مقام حاصل ہو گیا اور ان میں سے بعض نے تو اس قدر غلو کیا کہ انہیں ابن اللہ کہنا شروع کر دیا۔ تاہم یہود کا یہ عقیدہ نہ تھا صرف یہودیوں کا ایک گروہ اس کا قائل تھا جیسا کہ ابن عباس کی روایت ہے کہ سلام بن مشکم، نعمان بن اوفیٰ، شاس بن قیس اور مالک بن الصیف وغیرہ۔ اور اب اس عقیدہ کے لوگ ختم ہو چکے ہیں۔ اب [illegible] معروف یہود میں معروف و مشہور ہو۔ اور جب قوم کے بعض سردار اور اسی بات کے قائل ہوں تو وہ بات ان کی ساری قوم کی طرف منسوب کی جا سکتی ہے اگرچہ ساری قوم نے وہ بات نہ بھی کہی ہو۔

۳۰؎ ابن اور ولد دونوں کے معنی ۔ ولد تو صلبی اولاد کو ہی کہا جاتا ہے۔ ابن کا اگرچہ حقیقی معنی یہی ہے لیکن مجازاً محبوب اور لاڈلے کو بھی ابن کہہ دیتے ہیں جیسے نحن ابناء اللہ واحباؤہ میں ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق عیسائیوں کی اکثریت کا عقیدہ تو یہی ہے کہ ابن کا معنی (SON OF GOD) ہے لیکن بعض ان میں سے اس کا مجازی معنی مراد لیتے ہیں۔ علامہ ابن حیان فرماتے ہیں کہ جب حضرت مسیح کا ذکر ہوا اور عیسائیت کے عقیدہ کے بطلان پر دلائل قائم کر دیے گئے اور مناظروں میں بھی عیسائیوں کو جواب ہوتا نہ پڑا تو ہار کر انہوں نے ابن اللہ کا مجازی مفہوم یعنی محبوب بیان کرنا شروع کر دیا ویقال ان [illegible]

[illegible]

۳۱؎ خدا و معانی لے بیان یہ نکتہ بیان کیا ہے کہ قرآن میں جہاں کہیں قول کے ساتھ افواہ یا لسان (زبان) مذکور ہے وہاں اس کا معنی غلط اور بے سرو پا بات ہے یعنی ان کے پاس اس عقیدہ کی کوئی دلیل نہیں نری ایک بازی اور زبانی باتیں ہیں۔

۳۲؎ یضاھؤن کا معنی ہے [illegible] اسی وجہ سے اس عورت کو بھی ضہیاء کہتے ہیں جس میں انوثت کی علامت

أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ

اپنے پادریوں اور اپنے راہبوں کو اپنا پروردگار اللہ کو چھوڑ کر اور مسیح فرزند

مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَٰهًا وَاحِدًا لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ

مریم کو بھی حالانکہ نہیں حکم دیا گیا تھا انہیں مگر اس کا کہ وہ عبادت کریں صرف ایک خدا کی نہیں کوئی معبود سوائے اس کے

سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٣١﴾ يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ

وہ پاک ہے ان سے جنہیں وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کے نور کو

[illegible] اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ان الفاظ سے اس امر کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہودی اور عیسائی جو حقیقت میں توحید کے علمبردار تھے ان میں مشرکانہ نظریات سرایت کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے ارد گرد جو مشرک قومیں آباد تھیں [illegible] ان کے علاوہ کئی قابل پرستش [illegible] یہ لوگ متاثر ہوئے اور ان کے مشرکانہ نظریات کو [illegible] اپنے دین توحید میں داخل کر لیا۔ یہودی اور عیسائی مذہب کس طرح [illegible] مشرکانہ نظریات سے متاثر ہوا یہ اب کوئی راز نہیں [illegible] یورپ کے محققین نے اس پر مفصل کتابیں لکھ کر [illegible] کر دی ہے۔

[illegible] احبار جمع ہے حبر کی [illegible] اہل لغت [illegible] پڑھتے ہیں لیکن [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] میں وہ لوگ جو اللہ کے [illegible] اپنی عبادت کے لیے وقف کر دیتے ہیں۔

[illegible] حضرت عدی بن حاتم پہلے عیسائی تھے۔ جب مشرف باسلام قبول کیا تھا [illegible] کی [illegible] ہم تو انہیں رب نہیں مانتے [illegible] حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا [illegible] حلال اور حرام چیزوں کو [illegible] تم بھی ان باتوں کو [illegible] عدی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تسلیم کر لیا۔

[illegible]

بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ﴿۳۲﴾

پی پھونکوں سے اور نہ مانتا ہے اللہ مگر یہ کہ کامل تر پورا دے اپنے نور کو اگرچہ ناپسند کریں اس کو کافر۔

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ

وہی قادر مطلق ہے جس نے بھیجا اپنے رسول کو کتاب ہدایت اور دین حق دے کر تاکہ غالب کر دے اسے

عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ﴿۳۳﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

تمام دینوں پر سلہ اگرچہ ناگوار گزرے یہ غلبہ مشرکوں کو۔ اے ایمان والو!

إِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ

بیشک اکثر پادری اور راہب کھاتے ہیں لوگوں کے مال

بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۗ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ

ناجائز طریقے سے سلہ اور روکتے ہیں لوگوں کو راہ خدا سے سلہ اور جو لوگ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا

اور شرک و کفر نے سر جوڑ جوڑ کر علانیہ منصوبے بھی بنائے اور سازشوں کے خطرناک جال بھی پھیلائے لیکن اسلام کا نور درخشاں ہی رہا اور رہے گا۔ اس کے ماننے والوں کی تعداد بڑھتی ہی رہی اور بڑھتی ہی رہے گی۔ خداوند عالم کا یہ وعدہ ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت نبوت مصطفوی کے آفتاب جہانتاب کو گرہن نہیں لگا سکتی۔

سلہ جہاں تک دلیل و برہان کا تعلق ہے اسلام کا غلبہ تمام دوسرے مذاہب پر ہر جگہ اور ہر زمانہ میں مسلم رہا اور جب کبھی ملت اسلامیہ نے احکام الٰہی کو صدق دل سے اپنایا تو سیاسی اقتدار بھی انہی کے پاس رہا اور جب کبھی انہوں نے احکام الٰہی پر عمل کرنے میں غفلت اور کوتاہی برتی تو ان کا سیاسی زوال بھی شروع ہو گیا۔ اور اسلام کے غلبہ کی یہ بھی ایک روشن دلیل ہے۔

سلہ قانون سازی کے اختیارات اپنے ہاتھ میں لے کر بنی اسرائیل کے عالموں اور راہبوں نے طرح طرح کے حیلوں بہانوں سے لوگوں کا مال لوٹنا شروع کر دیا۔ عیسائی مذہبی رہنماؤں کو قرون وسطیٰ میں جو تسلط اور اقتدار حاصل رہا اس سے انہوں نے کس طرح ناجائز فائدہ اٹھایا اور کس بے دردی سے اپنے عقیدت مندوں کی دولت کو جمع کیا اس کی روداد بڑی دلچسپ اور بڑی المناک ہے۔ کیتھولک فرقہ کا پوپ جنت کے ٹکٹ تک فروخت کیا کرتا تھا۔ اس کے نائب بھی

الَّذَهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم

سونا اور چاندی کو اور نہیں خرچ کرتے اسے اللہ کی راہ میں تو انہیں خوشخبری سنا دیجئے

بخشش گناہ کے پروانے لکھ کر دیا کرتے تھے جو خریدار اپنی استطاعت کے مطابق اس کی قیمت دے کر لیا کرتا تھا۔ بادشاہوں، شہزادوں، امراء، وزراء اور قوم کے دولتمند طبقہ کی خاطر حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دیا کرتے اور اس طرح بہت سے نذرانے وصول کرتے۔ رشوت لے کر تحریفات کا سلسلہ جاری رکھتے ان کے عوام اور معتقد وہ تھے جو بہت سے دولت کے پجاری دولت جمع کرنے میں شب و روز مصروف رہا کرتے تھے۔ یہ چیز کسی دین سے وابستہ کسی ملت میں اگر اسلام کے علاوہ پیدا ہو جائے تو وہ بھی اسی طرح مجرم قرار دیے جائیں گے بلکہ ان کا جرم زیادہ سنگین ہوگا کیونکہ وہ بیدار نہیں بلکہ حقیقی یعنی آخری شریعت کے امین و نگہبان ہیں۔

ف۲ مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی حرص کی تکمیل کے لیے یہ ساری کوششیں کرتے ہیں کہ وہ عیش و عشرت سے رہیں پیسے کے لالچ کی وجہ سے ہی قبول حق سے بھی گریز کرتے ہیں کہ یہ منفعت اسی وقت تک رہے گی جب تک لوگ ان کے دام فریب میں گرفتار ہیں اور ان کی پیروی کرتے رہیں گے۔ اگر یہ سادہ لوح ان کے دام سے نکل گئے تو سب

ف۳ اگرچہ بعض علماء نے اس آیت کو اہل کتاب سے مخصوص کیا ہے لیکن قرین یہ ہے کہ اس میں اہل کتاب اور مسلمان سب داخل ہیں یعنی جو بھی ایسی خصلت کا حامل ہوگا وہ اس سزا کا مستحق ہوگا۔ وقال السدی هم اهل القبلة وقيل المراد به من يكتنز من المسلمين وهو الصحيح (آلوسی)۔ کیونکہ اگر صرف اہل کتاب مراد ہوتے تو یہ مذہب کے احبار کی ضرورت نہ تھی۔

ف۴ کنز سے یہاں مال کو جمع کرنا مراد ہے اور اس کو جمع کر رکھا جائے۔ ملخصا اصله في اللغة الجمع۔

اس آیت کے متعلق صحابہ کرام میں اختلاف ہے۔ حضرت ابوذر کی رائے ہے کہ وہ مال جو ضرورت سے زیادہ جمع کیا جائے کنز ہے جس کے لیے یہی سزا ہے جو اس آیت میں مذکور ہے لیکن جمہور صحابہ حتیٰ کہ خلفاء راشدین کا مذہب یہ ہے کہ جو مال جس کی زکوۃ ادا کر دی جائے وہ اس وعید میں داخل نہیں ہے۔ حکم فيه ما أدى زكاته فليس بكنز وان كان تحت سبع ارضين، حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ جس مال کی زکوۃ ادا کر دی گئی ہو وہ کنز نہیں اگرچہ وہ سات زمینوں کے نیچے مدفون ہو اور جس کی زکوۃ ادا نہ کی جائے وہ کنز ہے خواہ وہ ظاہر ہی کیوں نہ ہو۔ ما ادى زكاته فليس بكنز وان كان تحت سبع ارضين وما ظهر لا تؤدى زكاته فهو كنز (ابن کثیر)۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بھی مالدار صحابہ حضرت عثمان، عبد الرحمن بن عوف وغیرہ تھے اور حضور نے بھی کبھی ان کو مال جمع کرنے سے منع نہیں فرمایا بلکہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے جب اپنا سارا مال راہ خدا میں دینے کا ارادہ ظاہر کیا تو حضور نے منع فرمایا۔ ہاں اگر صورت حال نازک ہو جائے، مسلمان ملت کو خطرہ ہو اور بیت المال خالی ہو چکا ہو اس وقت صرف زکوۃ کی ادائیگی پر اکتفا نہیں کیا جائے گا بلکہ حاکم وقت ضرورت کے مطابق زکوۃ سے زیادہ بھی وصول کر سکتا ہے۔ ان حالات میں دولت کا جمع رکھنا بھی جائز

بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍۙ يَّوۡمَ يُحۡمٰى عَلَيۡهَا فِىۡ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكۡوٰى

دردناک عذاب کی۔ جس دن تپایا جائیگا ۵۸ یہ سونا چاندی، جہنم کی آگ میں پھر داغی جائیں گی

بِهَا جِبَاهُهُمۡ وَجُنُوۡبُهُمۡ وَظُهُوۡرُهُمۡ‌ؕ هٰذَا مَا كَنَزۡتُمۡ لِاَنۡفُسِكُمۡ

اس سے ان کی پیشانیاں اور ان کے پہلو اور ان کی پشتیں (اور انہیں کہا جائیگا) یہ ہے جو تم نے جمع کر رکھا تھا

فَذُوۡقُوۡا مَا كُنۡتُمۡ تَكۡنِزُوۡنَ ۞ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوۡرِ عِنۡدَ اللّٰهِ اثۡنَا

اپنے لیے تو اب چکھو مزہ اس کا جو تم جمع کیا کرتے تھے۔ بیشک مہینوں کی تعداد اللہ تعالیٰ کے نزدیک بارہ

عَشَرَ شَهۡرًا فِىۡ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوۡمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ مِنۡهَاۤ

ہے کتاب الٰہی میں جس روز سے اس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو ان میں سے

اَرۡبَعَةٌ حُرُمٌ‌ؕ ذٰلِكَ الدِّيۡنُ الۡقَيِّمُ ۙ فَلَا تَظۡلِمُوۡا فِيۡهِنَّ

چار عزت والے ہیں۔ یہی دین قیم ہے ۵۹ پس نہ ظلم کرو ان مہینوں میں

زہیر گا ولا یحرم [illegible] (قرطبی)۔

۵۸ اس کی وضاحت کے لیے یہ حدیث ہی کافی ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے۔ ما من صاحب ذهب ولا فضة لا يؤدي منها حقها إلا إذا كان يوم القيامة صفحت له صفائح من نار فأحمي عليها في نار جهنم فيكوى بها جنبه وجبينه وظهره كلما بردت أعيدت له۔ جس شخص کے پاس سونا اور چاندی ہو لیکن وہ اس کا حق ادا نہیں کرتا تو قیامت کے دن اس کی تختیاں بنائی جائیں گی اور انہیں آتش جہنم میں گرم کر کے اس شخص کے ماتھے، پہلو اور پشت پر داغ لگائے جائیں گے جب بھی وہ ٹھنڈی ہو جائیں گی انہیں پھر گرم کر لیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ہمیں دردناک انجام سے بچنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین

۵۹ بارہ قمری مہینوں میں سال کی یہ تقسیم کسی انسان کا عمل نہیں کہ اس میں رد و بدل کی گنجائش ہو بلکہ خالق ارض و سما نے یہ نظام روز ازل سے قائم فرمایا ہے۔ اس میں کوئی اپنی خواہش اور مصلحت کے پیش نظر تبدیلی نہیں کر سکتا۔ ان بارہ مہینوں سے چار ماہ رجب، ذوالقعدہ، ذی الحجہ اور محرم حرمت والے مہینے ہیں۔ ان میں ہر طرح کا فتنہ و فساد و جنگ و قتال قطعاً ممنوع ہے۔ زمانہ جاہلیت میں بھی اہل عرب ان مہینوں کا بڑا احترام کیا کرتے تھے اور اگر اپنے باپ کا قاتل

اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً

اپنے آپ پر ظلم نہ کرو اور جنگ کرو تمام مشرکوں سے ف۵۵ جس طرح وہ سب تم سے جنگ کرتے ہیں اور

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اِنَّمَا النَّسِيْٓءُ زِيَادَةٌ فِي

خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔ حرمت والے مہینوں کو ہٹا دینا ف۵۶ تو اور بھی کفر کرنے

کی انھیں مل کر تو [illegible] بھی کچھ سکتے۔ کتاب اللہ سے مراد یا لوح محفوظ ہے یا قرآن حکیم

ف۵۳ یہی محکم شریعت ہے یا سال کی تقسیم کا یہی صحیح حساب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شرعی احکام کی بجا آوری میں انھیں قمری مہینوں کا اعتبار ہوگا۔ [illegible] میں [illegible] تھا پھر شمسی [illegible] اس میں بھی تفصیل نہیں۔

ف۵۴ احکام الٰہی سے منافی ہر وقت بُری ہے لیکن ان حرمت والے مہینوں میں اور بھی بہت ہی قبیح ہے ان مہینوں میں [illegible] اور زیادہ [illegible] تاکید [illegible] جس طرح مقدس مقامات اور مبارک اوقات میں نیکی کا ثواب زیادہ ملتا ہے اور اس کی برکات اور روحانی اثر زیادہ ہوتا ہے اسی طرح ان مقامات اور اوقات میں برائی کی سزا بھی زیادہ ہوتی ہے اور معصیت انسانی پر اس کا اثر بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اس موضوع پر [illegible] دیکھیے۔

ف۵۵ مشرکین ان مہینوں کا احترام پس پشت ڈال دیں اور تم سے جنگ کرنے پر آمادہ ہو جائیں تو تم بھی متفق و متحد ہو کر ان کے مقابلے میں سینہ سپر ہو جاؤ۔ کافۃ [illegible] کا مصدر ہے اور یہاں حال واقع ہوا ہے۔ واحد، تثنیہ، جمع، مذکر، مؤنث سب کے لیے آتا ہے۔

ف۵۶ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد سے سال کے یہ چار مہینے حرمت والے تسلیم ہوتے تھے اور ان میں لڑائی کی سخت ممانعت کر دی گئی تھی۔ [illegible] اور حج کے لیے [illegible] بعض مقرر تھیں۔ کچھ عرصہ بعد ان لوگوں پر اس حکم کی پابندی گراں گزرنے لگی [illegible] قتل و غارت [illegible] تین ماہ تک متواتر ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم [illegible] کے لیے [illegible] برداشت تھا اس لیے انھوں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ ان مہینوں میں سے جس کو چاہا حلال کر لیا [illegible] اور اس کی جگہ سال کے کسی دوسرے مہینے کو حرام کر دیا۔ حرمت والے مہینوں کی تعداد بھی پوری رہی اور ان کا مقصد بھی پورا ہو گیا۔ نیز حج علاوہ ایک عبادت کے ان کے لیے ایک بہت بڑا تجارتی میلہ بھی تھا۔ دور دراز سے تجارتی قافلے آتے جن سے انھیں بہت نفع ہوتا لیکن حج کا وقت مقرر تھا کیونکہ قمری سال کے ذی الحجہ کے مہینے میں ادا کیا جاتا تھا اس لیے یہ ایسے موسم میں بھی آ جاتا جب کہ سخت سردی یا گرمی ہوتی اور موسم کی اس ناسازگاری کی وجہ سے ان کا کاروبار [illegible] نہیں [illegible] ہوتا۔ اس مشکل کا حل انھوں نے یہ تجویز کیا کہ حج ہمیشہ مستقل موسم میں ادا

الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ

کفر میں گمراہ کیے جاتے ہیں اس سے وہ لوگ جو کافر ہیں حلال کر دیتے ہیں ایک سال اور ایک سال اور حرام کر دیتے ہیں

عَامًا لِّيُوَاطِئُوا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فَيُحِلُّوا مَا حَرَّمَ اللَّهُ ۚ زُيِّنَ

اس کو دوسرے سال تاکہ پوری کر لیں گنتی ان مہینوں کی جنہیں حرام کیا ہے اللہ نے تاکہ اس حیلہ سے حلال کر لیں جسے حرام کیا

لَهُمْ سُوءُ أَعْمَالِهِمْ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۳۷

ہے اللہ نے آراستہ کر دیئے گئے ہیں ان کے لیے ان کے برے اعمال اور اللہ ہدایت نہیں دیتا اس قوم کو جو کفر اختیار کیے ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمُ انفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ

اے ایمان والو کیا ہو گیا ہے تمہیں کہ جب کہا جاتا ہے تمہیں کہ نکلو راہ خدا میں تو

کیا جاتا اس کے لیے انہوں نے حج کی مقررہ تاریخوں کو بدل دیا اور قمری سال کے بارہ مہینوں میں کبیسہ کا ایک مہینہ بڑھا دیا اس طرح تینتیس سال کے بعد صرف ایک بار حج اپنی صحیح تاریخوں ۹، ۱۰ ذی الحجہ کو ادا کیا جاتا۔ ان دونوں صورتوں میں چونکہ صرف اپنی ذاتی سہولتوں اور مادی منفعتوں کے لیے وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلوں اور احکام میں رد و بدل کیا کرتے تھے اس لیے ان کے اس عمل کو زیادۃ فی الکفر کے لفظ سے تعبیر فرمایا۔ ۱۰ھ میں جب رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع کے لیے مکہ شریف لے گئے تو اس سال ان کے دستور کے مطابق بھی حج ۹، ۱۰ ذی الحجہ کو ادا ہونا قرار پایا تھا اس لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ان الزمان قد استدار کھیئتہ یوم خلق اللہ السموات و الارض یعنی اس سال بھی حج انہی تاریخوں میں ادا کیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازلی میں اس کے لیے مقرر فرمائی تھیں۔ اس میں مسلمانوں کے لیے بھی درس عبرت ہے کہ وہ اپنی ذاتی مصلحتوں اور دوسرے وجوہ کے لیے احکام الٰہی میں رد و بدل نہ کریں۔ نسأ کا لغوی معنی ہے کسی چیز کو اپنے وقت سے مؤخر کر دینا قال الجوهری النسیء فعیل بمعنی مفعول من قولک نسأت الشیء فهو منسوء اذا اخرته (قرطبی)۔

[illegible] یہی سب سے بڑی بدبختی ہے کہ انسان گناہوں کو ثواب اور بری چیزوں کو نفع بخش سمجھ کر اختیار کر لیتا ہے اور یہ شیطان کا وہ دام فریب ہے جس سے توفیق الٰہی کی یاوری کے بغیر کوئی بچ نہیں سکتا۔ یا حی یا قیوم برحمتک استغیث لا تکلنی الی نفسی طرفة عین و اصلح لی شانی کله۔

[illegible] جب غزوہ طائف و حنین سے فارغ ہو کر مسلمان مدینہ طیبہ پہنچے تو شام سے اطلاعیں آنے لگیں کہ قیصر روم

اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ

تو بوجھل ہو کر زمین کی طرف جھک جاتے ہو کیا تم نے پسند کر لی ہے دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں

فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝ اِلَّا تَنْفِرُوْا

سو نہیں ہے سروسامان دنیوی زندگی کا آخرت میں مگر قلیل۔ اگر تم نہیں نکلو گے ۶۴

اپنے لشکر جرار کے ساتھ مدینہ پر چڑھائی کا ارادہ کر رہا ہے اور غسان کا بادشاہ جو نسلاً عرب اور مذہباً عیسائی تھا وہ بھی اس کے ہمراہ ہے۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا یہاں انتظار کرنے کے بجائے خود اس کے ملک پر چڑھائی کا عزم فرمایا اور مسلمانوں کو جہاد میں شرکت کی دعوت دی۔ سخت گرمی کا موسم تھا پکی ہوئی کھجوروں کے خوشے لٹک رہے تھے ٹھنڈا پانی پینے، گھنے سایہ میں بیٹھنے اور آرام کرنے کے دن تھے۔ طویل مسافت طے کرنا تھا اور ایک طاقتور مسلح لشکر سے جنگ آزما ہونا کوئی کھیل تماشا نہ تھا۔ منافق تو سب کے سب جھوٹے بہانے بنا کر الگ ہو گئے بعض مسلمانوں کو بھی یہ صورت مشکل نظر آئی۔ اس وقت رب ذوالجلال نے اس پُرجلال انداز میں جہاد کی دعوت دی جس سے دل ہل گئے، کسل اور سستی دور ہو گئی اور سب کے سب، باستثنائے تین، سرکف اپنے محبوب رؤف رحیم کی قیادت میں قیصر کی فوج قاہرہ کو للکارنے کے لیے روانہ ہو گئے۔ نفر کا معنی ہے ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف تیزی اور سرعت سے منتقل ہونا۔ النفر هو الانتقال بسرعة من مكان الى مكان لامر يحدث۔ اثاقلتم کا معنی ہے بوجھل ہو جانا۔ اس میں بھی زجر و توبیخ ہے کہ کیا وجہ ہے کہ راہ جہاد میں تمہارے قدم نہیں اٹھ رہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم بے جان جمادات کی طرح زمین پر گر جانا چاہتے ہو۔

۶۴ دعوت جہاد قبول نہ کرنے پر جو نتائج مرتب ہوتے ہیں ان کا ذکر کیا جا رہا ہے یعنی اگر تم جذبہ سرفروشی سے سرشار ہو کر میدان جہاد میں نہ نکلے تو تمہیں دنیا و آخرت کے دردناک عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا۔ دنیا میں تمہاری عزت و دبدبہ خاک میں مل جائے گا اور آخرت میں دوزخ کا ایندھن بنا دیئے جاؤ گے یہی سزا کچھ کم نہ تھی لیکن اس کے بعد جس چیز کا ذکر ہو رہا ہے وہ تو اس سے بھی سنگین ہے۔ ارشاد ہے کہ تمہیں اپنے دین متین کی خدمت کی سعادت اور اپنے محبوب رسول کی غلامی کا شرف حاصل ہے اس سے محروم کر دیئے جاؤ گے اور کسی اور قوم کو یہ خدمت تفویض کر دی جائے گی۔ اللہ اکبر! اے غفلت کی نیند سونے والے مسلمان! اے دعوائے ایمان کے باوجود اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں احکام خداوندی کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے والی امت! کیا تمہیں یاد نہیں رہا اس رب ذوالجلال کا ارشاد، اس کی محکم کتاب کا ازلی فیصلہ اگر اس نے اپنی بارگاہ قرب سے نکال دیا، اگر اس نے اسلام کی نسبت چھین لی، اگر کسی اور قوم کو اس امانت کے لیے چن لیا تو پھر کیا کرو گے۔ ؎ مری بات کا سننے والو کیا کرو گے اگر ہو نہ سکی۔

يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوهُ

تو اللہ عذاب دے گا تمہیں دردناک عذاب۔ اور بدل کر لے آئے گا کوئی دوسری قوم تمہارے علاوہ اور نہ بگاڑ سکو گے اس کا

شَيْئًا ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ

کچھ بھی اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اگر تم مدد نہ کرو گے رسول کریم کی تو یقیناً مدد فرمائی

اے عیال پرست و راحت کے رسیا! تمہاری سستی کا یہ انداز کب تک رہے گا؟ شمع توحید و رسالت کے پروانے کب تک خنک سایوں میں بیٹھے رہیں گے؟ اپنے مرشد و مقتدیٰ کے ساتھ کون قدم بڑھائے گا، جب کہ وقت کا تقاضا یہی ہے کہ دوروں کے گرد اور سہانی دیواروں میں کب تک ستم کے چراغ روشن کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مصطفیٰ کریم کی خوشنودی کے لیے اسلام کی سربلندی کے لیے سب ایک ہو جاؤ۔ اپنی ذات اپنے مفاد کا تحفظ کی صورت میں انتشار کا سبب بنے ہو۔ اپنی کمزوریاں بتانے کے بجائے چھوڑ دو۔ دیکھو ان کو اپنا بنانے کا سلیقہ اختیار کرو جو آپ کے غلاموں کا طریقہ علیہم الرضوان کا اسوہ تھا۔

دین اسلام کی سربلندی تمہیں پر موقوف نہیں۔ اسلام کا نور تو ہمیشہ درخشاں رہے گا اور اس کا پرچم لہراتا رہے گا۔ یہ کام اگر تم نے نہ کیا تو کوئی دوسرا یہ سعادت حاصل کرے گا اور تمہیں محروم کر دے گا۔ تمہارے پیچھے رہ جانے سے خدا کی خدائی میں کوئی فرق نہیں پڑ جائے گا۔

اس آیت پاک میں ہجرت کا واقعہ ذکر کر کے بتایا کہ اگر تم اس کی امداد پر کمربستہ نہ ہو گے تو کیا پرواہ ہے۔ جس خدا نے اس نازک وقت میں اپنے حبیب کی امداد فرمائی تھی وہ اب بھی اس کا ناصر اور معین ہے۔ ہجرت کا مختصر واقعہ یوں ہے کہ کفار نے دار الندوہ میں طے کر لیا کہ آج رات تمام قبیلوں کا ایک ایک جوان حضور کے گھر کا محاصرہ کرے اور جب آپ باہر نکلیں تو سب یک بارگی حملہ کر کے حضور کو شہید کر دیں۔ اسی رات کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اے حبیب! صدیق کو ساتھ لو اور ہجرت کر کے مدینہ کا رخ کرو۔ (بخاری و تفسیر حسن عسکری) حضور نے حضرت علی کو اپنے بستر پر سونے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا کہ کوئی تمہارا بال بھی بیکا نہ کر سکے گا۔ صبح لوگوں کی امانتیں جو ہمارے پاس ہیں ان کو پہنچا دینا اور پھر تم بھی مدینہ کا قصد کرنا۔ حضور باہر نکلے تو کفار محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ حضور نے سورہ یٰسین کی ابتدائی آیتیں وجعلنا من بین ایدیھم سدا آخر تک پڑھ کر ان پر دم کیا۔ ان پر غنودگی کی کیفیت طاری ہو گئی اور حضور بخیر و عافیت ان کے نرغے سے نکل کر صدیق اکبر کی طرف روانہ ہو گئے۔ ان کو ہمراہ لے کر مکہ سے نکلے اور کوہ ثور کے ایک غار میں آرام فرمایا۔ اس کا منہ بہت تنگ تھا۔ حضور لیٹ کر ہی اندر داخل ہو سکتے تھے۔ حضرت صدیق پہلے خود اندر گئے۔ غار کو تمام خس و خاشاک سے صاف کیا۔ جتنے سوراخ تھے ان کو بند کیا۔ ایک سوراخ باقی رہ گیا اس میں اپنے پاؤں کی ایڑی رکھ دی اور حضور کو

اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ

مدد فرما چکا ہے اس کی اللہ جب [illegible] تھا انہیں کفار نے آپ دو میں سے دوسرے تھے جب وہ دونوں غار میں تھے

اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ

جب وہ فرما رہے تھے اپنے رفیق کو مت غمگین ہو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے پس اتاری اللہ نے

کہ حضور [illegible] حضور تشریف لائے صدیق کے زانو پر سر مبارک رکھا اور استراحت فرما ہوگئے۔ صدیق کے محبت کی [illegible] اپنے محبوب کے چہرۂ زیبا کے مشاہدہ میں مستغرق ہے دل میں [illegible] آنکھیں۔ وہ حسن سرمدی وہ جمال حقیقی جس کی [illegible] نور [illegible] سے چشم قدرت کو تصویر حیرت بنا دیا تھا آج صدیق کی آغوش میں جلوہ فرما ہے [illegible] حضرت صدیق کی [illegible] پریشان [illegible] یہ حضرت صدیق کی ایڑی میں سانپ نے ڈس دیا [illegible] لیکن کیا مجال کہ پاؤں میں جنبش تک ہوئی ہو [illegible] آنکھوں میں آنسو [illegible] جہاں سانپ نے ڈسا تھا وہاں پر لعاب دہن لگایا [illegible] تکلیف کافور ہو گئی [illegible] ایک طرف [illegible] کے قدموں کے نشان دیکھتے دیکھتے اس غار کے دہانے تک پہنچ گئے جب قدموں کی آہٹ سنائی دی تو حضرت ابوبکر [illegible] غار کے منہ پر [illegible] محبوب کریم [illegible] لئے بے چین ہوگئے اور [illegible] اگر انہوں نے [illegible] تو [illegible] پا لیں گے [illegible] رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible] مت گھبراؤ بیشک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے [illegible] رسالت کے شایان شان ہے اسی وقت اللہ تعالیٰ نے اطمینان و تسکین کی ایک [illegible] کیفیت اپنے حبیب کریم پر نازل فرمائی اور حضور کے صدقے حضرت ابوبکر پر بھی اس کا نزول ہوا [illegible] پریشان [illegible] حضرت اسماء حضرت صدیق کی صاحبزادی [illegible] آپ کا چرواہا عامر بن فہیرہ رات کو [illegible] حضرت صدیق کے [illegible] اتنے مخلص اور [illegible] تھے کہ کسی [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] ہے اس مرتبہ پر بھی فائز ہو گئی۔

مندرجہ بالا کے مطالعہ کے بعد اس آیت کی تشریح کے لیے [illegible] کی ضرورت نہیں ایک طالب حق کے لیے

اس آیت کا یہ ٹکڑا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ [illegible] کی محبت و شفقت کا [illegible] صدیق [illegible] [illegible] لیکن شیعہ [illegible] تعصب [illegible] جس سے [illegible] سے اعتراف حق اور [illegible] سے اہل بصارت کی جرأت سلب ہو گئی ہے اور ایمان [illegible] کے [illegible] کی تیز [illegible] [illegible] اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے بعض [illegible] سے وہ [illegible] مثال ہے [illegible] کے [illegible] پیدا کی جائیں تاکہ سادہ لوح [illegible] واللہ ولی التوفیق۔

بعض شیعہ مصنفین نے حضرت صدیق اکبر [illegible] فضیلت [illegible] کرنے کے سلسلہ میں آیت طیبہ [illegible] حضرت صدیق کی صحبت [illegible] کو پیش کرتے [illegible] کی سعادت حاصل [illegible] تعالیٰ کے [illegible] رفاقت کی [illegible] ان کو ساتھ [illegible] دیں۔

جب اللہ تعالیٰ کی توفیق ساتھ چھوڑ دیتی ہے تو انسان بھی [illegible] حیرت [illegible] حالت میں ان کی آنکھوں [illegible] تشریف لے گئے [illegible] ابوبکر [illegible] حضور [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ [illegible] اس کی وضاحت [illegible] حضرت صدیق [illegible] اگر حضرت علی [illegible] آپ کو بھی حضرت صدیق کے [illegible] آپ نے اس [illegible] کے [illegible] تیار نہیں [illegible] سے ثابت ہوا کہ صدیق کا ایمان [illegible] حضرت صدیق کے ایمان کی گواہی [illegible] صدیق [illegible] مسلمان صدیق اکبر پر زبان طعن دراز کرنے کی جرأت کرتا ہے تو وہ اپنا ہی [illegible] کے علماء نے ان کے اس زعم باطل کی تردید کی ہے چند حوالے ملاحظہ فرمائیے

علامہ فتح اللہ کاشانی اپنی تفسیر مسمی منہج الصادقین میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

پس پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم شب پنجشنبہ در شہر مکہ امیر المومنین را بر جائے خود خوابانید، و خود بخانہ ابوبکر رفت۔ او همراه او بجانب غار توجہ نمود۔

ترجمہ۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جمعرات کی رات کو مکہ مکرمہ میں امیر المومنین کو اپنی جگہ پر سونے کا حکم دیا اور خود ابوبکر کے گھر تشریف لے گئے اور انہیں ہمراہ لے کر باہر نکلے اور اس غار کا قصد فرمایا۔

مصنف حملہ حیدری، علامہ باذل نے واقعہ ہجرت کے بارے میں جو لکھا ہے وہ درج ذیل ہے۔ شاید ان دوستوں کے لیے سرمہ چشم بصیرت کا کام دے

چنیں گفت راوی کہ سالارِ دیں　　چو سالم ز حفظ جہاں آفریں
ز نزدیک آں قوم پُر مکر رفت　　بسوئے سرائے ابوبکر رفت

راوی کہتا ہے کہ دین کے سالار اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں اس مکار قوم کے درمیان سے باہر نکلے اور حضرت ابوبکرؓ کے گھر کی طرف تشریف لے گئے۔

پئے ہجرت از پیش آمادہ بود　　کہ سابق نبی اش خبر دادہ بود

حضورؐ نے انہیں سفر ہجرت کی خبر دے دی تھی اس لیے وہ سازوسامان کے ساتھ تیار بیٹھے تھے۔

نبی بر درِ خانہ اش چوں رسید　　[illegible] سفر در کشید

نبی کریم جب ان کے گھر پہنچے تو انہیں ساتھ سفر کرنے کی دعوت دی۔

چو بوبکر از آں حال آگہ شد　　ز خانہ بروں رفت و ہمراہ شد

حضرت ابوبکرؓ جب اس حال سے باخبر ہوئے تو اپنے گھر سے روانہ ہو کر حضورؐ کے ہمراہ ہو گئے۔

ان دونوں حوالوں سے یہ واضح ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود حضرت صدیق کو اپنے ہجرت کے ارادہ سے آگاہ کر دیا تھا اور انہیں بھی حکم دیا ہوا تھا کہ وہ بھی اس سفر میں ہم رکاب ہونے کے لیے تیار رہیں۔ حضورؐ قریش کے محاصرے سے بخیریت نکل کر سیدھے حضرت صدیقؓ کے گھر آئے اور انہیں ہمراہ لے کر مکہ سے مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے۔

آخر میں حضرت امام حسن عسکری کی تفسیر پیش خدمت ہے امید ہے آپ کے اس ارشاد سے اس تاویل باطل کا طلسم ٹوٹ کر رہ جائے گا۔

تفسیر حسن عسکری میں مروی ہے کہ جب کفار نے حضور کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تو جبرئیل حاضر خدمت ہوئے اللہ تعالیٰ کا سلام پہنچایا کفار کی ریشہ دوانیوں کی اطلاع دی اور یہ پیغام الٰہی بھی گوش گزار کیا وَ اَمَرَكَ اَنْ تَسْتَصْحِبَ اَبَابَكْرٍ ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ اس پر خطر سفر میں ابوبکرؓ کو اپنے ہمراہ لے جائیں۔

کیا اب بھی آپ قاضی نور اللہ شوشتری کی بات مانیں گے یا اپنے امام حضرت امام حسن عسکری کے ارشاد کو تسلیم کریں گے

۱۲۱ معترضین کی کج ادائی کے کرشمے اسی پر ختم نہیں ہوتے بلکہ ایک قدم آگے بڑھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مان لیا ابوبکر کو حضور

ساتھ لے گئے تھے اور انہیں سے ساتھ کی صعوبتیں بھی برداشت کیں لیکن ہمارے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ ان کی نیت بھی خالص تھی اور جب تک خلوص نیت نہ ہو کوئی نسبت سے بڑا عمل بھی مقبول نہیں ہوتا اس لیے حضرت ابوبکرؓ کا سفر ہجرت میں ہمرکاب ہونا ان کے لیے ہرگز باعث فضیلت نہیں

پانچواں اعتراض اس مدت غار کی لاتقریب یہ کی جاتی ہے

دوپہر کے وقت اگر کوئی شخص طلوع آفتاب کی دلیل طلب کرے تو یہ اتنا اچنبھا نہیں جتنا جاہلے ان دوستوں کے اس ارشاد پر ہے۔ وہ شخص جو کیسا کامیاب تاجر ہے جس کے پاس مال و ثروت کی فراوانی ہے جس سے ہر قسم کی عیش و عشرت میسر ہے، بچے ہیں بچیاں ہیں، وہ ان سب چیزوں کو ٹھکرا کر ایک ایسی ہستی کا ساتھ دیتا ہے جس کو شہید کرنے کے منصوبے بن چکے ہیں عرب کا بچہ بچہ اس کے خون کا پیاسا ہے، حالات کے مصائب اور ہر طرف سے نکتہ چینی آ رہے ہیں جو شخص ان سنگین حالات میں جان ہتھیلی پر رکھ کر اللہ تعالیٰ کے محبوب کی خدمت اختیار کرتا ہے اس کے خلوص نیت پر شک کرنے سے انسان کو شرم آنی چاہیے

مدد اس غار میں تین چار روز قیام۔ تاریخ اس امر پر متفق ہے حضرت ابوبکرؓ کا بیٹا عبداللہ ہر روز شام کو حاضر ہو کر اہل مکہ کے ارادوں سے آگاہ کرتا ہے ان کی صاحبزادی اسماء روزانہ کھانا لے کر آتی ہیں ان کا غلام عامر بن فہیرہ دن بھر بکریاں چرا تا شام کے وقت سے باتیں کرتا ہوا غار کے قریب آ کر رک جاتا ہے۔ دودھ دوہتا ہے مسترد کرتا ہے اور خدمت اقدس میں پیش کرتا ہے اور بکریوں کا ساتھ ہو ادا اس جوان ثانی اثنین کا ساتھ اس وقت کر رہا ہے جب کہ وہاں سے حضور کو وہ پکڑ کر لانے یا شہید کر دینے کے لیے ایک سو سرخ اونٹوں کے انعام کا اعلان کر دیا ہے۔ عرب کے کئی جوان شہسوار اس انعام کے لالچ میں اپنے سبک رفتار گھوڑوں پر سوار ہو کر حضور کی تلاش میں اس علاقہ کے چپہ چپہ کو چھان رہے ہیں۔ وہ سب خاندان ہے جس کا ہر فرد ایک مرد میں لگتا ہے اور وہ بچے بچیاں، حتیٰ کہ زر خرید غلام سب کے دل میں ایک ہی جذبہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حبیب اور اس کا محبوب بخیر و عافیت منزل مقصود پر پہنچ جائے۔ انسانیت اور اس کی اعلیٰ قدروں پر اس سے بڑا ظلم اور کیا ہو سکتا ہے کہ ایسے شخص کی حسن نیت پر شک کیا جائے اور شک کرنے والے ایسے لوگ ہوں جنہیں راہ حق میں کبھی کانٹا چبھنے کی سعادت بھی نصیب نہ ہوئی ہو۔

پھر کہتے ہیں کہ لغت عرب میں صاحب کا معنی ہے ساتھی، رفیق، ہمنشین اس لفظ میں شرف و فضیلت کی کوئی وجہ نہیں ایک کافر ایک مومن کا، ایک عاقل ایک پاگل کا ساتھی اور ہمنشین ہو سکتا ہے جیسے اس آیت میں ہے

قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ (۱۰ ۳۸)

یعنی جب اس سے اپنے صاحب و ساتھی (کافر) نے جب وہ اس سے گفتگو کر رہا تھا کیا تم اس خدا کا انکار کرتے ہو جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا۔

اس آیت میں صاحب کا اطلاق ہے اور اس سے مراد کافر ہے

سورۂ یوسف میں یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ: اے قید خانے کے دو ساتھیو! (۱۲ ۳۹)

اور وہ دونوں بھی کافر تھے لیکن اہل عرب تو حیوان کو بھی انسان کا صاحب و ساتھی کہہ دیا کرتے تھے

ان الحمار مع الحمار مطیۃ

واذا خلوت به فبئس الصاحب

اگر ان دوستوں کی بات تسلیم کر لی جائے تو پھر صرف صاحب کا لفظ ہی نہیں بلکہ بہت سے الفاظ اپنی عظمت و شرافت سے محروم ہو جائیں گے۔ ایمان کے لفظ کو ہی لیجئے اس کا معنی تصدیق کرنا ہے یہ تصدیق اللہ تعالیٰ کی توحید کی بھی ہو سکتی ہے اور طاغوت و جبت کی بھی آیت ملاحظہ ہو

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ (۴ : ۵۱)

ترجمہ: کیا نہیں دیکھا آپ نے ان لوگوں کی طرف جنہیں دیا گیا حصہ کتاب سے (وہ اب) ایمان لاتے ہیں جبت اور طاغوت پر۔

اسی طرح ہجرت کا معنی ہے کسی شہر کو چھوڑ کر دوسرے شہر میں چلے جانا یہ ترک وطن اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب کی رضا کے لیے بھی ہو سکتا ہے اور کسی دنیوی منفعت کے لیے، کسی عورت سے شادی رچانے کے لیے بھی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح عبادت اللہ تعالیٰ کی بھی ہو سکتی ہے اور معبودان باطل کی بھی۔ وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ "وہ اللہ کو چھوڑ کر ایسے معبودوں کی پوجا کرتے ہیں جو نہ ضرر پہنچا سکتے ہیں اور نہ نفع۔"

اگر صاحب اپنے لغوی معنی کے اعتبار سے باعث شرف نہیں تو پھر ایمان، ہجرت، عبادت اور دیگر اسلامی مصطلحات بھی شرف و فضیلت سے بے بہرہ ہوں گے اور کسی کو مومن، مہاجر، عابد کہنے سے اس کی کوئی عزت افزائی نہیں ہو گی۔ حقیقت ان الفاظ میں عزت و شرف ان کے لغوی معنوں کے اعتبار سے نہیں بلکہ ان کے متعلقات سے ہے۔ ایمان جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ہو گا، ہجرت جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لیے ہو گی، عبادت جب اللہ تعالیٰ کی ہو گی تو یہ کلمات عزت و نشان ہوں گے اسی طرح صاحب کے لفظ میں فضیلت نہیں بلکہ جس کا وہ صاحب ہے یعنی سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ستودہ صفات اس نسبت نے اس لفظ کو بھی چار چاند لگا دیے ہیں اور جو صاحب کے لفظ کا مصداق ہے یعنی صدیق اکبر اس کو بھی وہ رفعتیں اور سرفرازیاں بخشی ہیں جن کے سامنے فلک الافلاک کی بلندیاں بھی ادب سے سر جھکائے ہوئے ہیں

ارباب انصاف آپ ہی بتلایئے کہ کیا اللہ تعالیٰ کے محبوب کی صحبت و معیت اور ایک کافر و فاسق کی صحبت و معیت یکساں ہے؟ کوئی صاحب ایمان ایسا کہنے کی جرات نہیں کر سکتا۔ پھر حضرت صدیق کی اس سنگت اور رفاقت کا جس انداز سے بیان کیا گیا ہے وہ بھی اپنے اندر ایک منفرد شان رکھتی ہے

ثانی اثنین کے دو لفظوں پر ہی غور فرمایئے۔ اس قسم کے اعداد کا استعمال عرب میں دو طرح سے کیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں ثانی اثنین، ثالث ثلاثۃ، رابع اربعۃ یعنی دو میں سے دوسرا، تین میں سے تیسرا، چار میں سے چوتھا۔ اس صورت میں پہلا عدد

دوسرے عدد کا جزو اور حصہ ہو تو وہ اس میں داخل ہوتا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ثالث اثنین، رابع ثلثہ، خامس اربعہ یعنی دو کو تین بنانے والا، تین کو چار اور چار کو پانچ بنانے والا۔ اس صورت میں یہ عدد پہلے عدد میں داخل نہیں ہوتا بلکہ اسے اس میں داخل کیا جاتا ہے۔ پہلے صرف دو تھے۔ اس کے اضافہ سے اب وہ تین ہو گئے۔ پہلے صرف تین تھے عدد میں اضافہ ہوا، اب وہ تین چار ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں ثانی اثنین فرمایا یعنی پہلے ہی دو موجود تھے ان دو میں سے دوسرا یہ یگانگت یہ موافقت یہ یکجہتی صرف حضرت صدیق اکبر کا ہی حصہ ہے۔ اس بات کے مفہوم کو خود اس رسالت کے نور میں دیکھیے۔ اور اس کے بعد شاید کسی قسم کی مزید وضاحت کی گنجائش باقی نہیں رہتی

اسی ورقہ کے ایک فاضل علامہ شیخ اسماعیل حقی اپنی تفسیر روح البیان میں اس آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں

"چوں ابوبکر دید ایشاں را مضطرب شد و بسیار خائف گشت و گفت یا رسول اللہ اگر کسے ازیشاں نظر بزیر قدم خود کند مارا ببیند۔ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرمود ما ظنک باثنین اللہ ثالثہما۔"

ترجمہ: جب ابوبکر نے ان میں سے کفار کو دیکھا تو مضطرب ہو گئے اور سخت خائف ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ اگر ان میں سے کسی نے اپنے پاؤں کی طرف دیکھا تو وہ ہمیں دیکھ لے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے ابوبکر ان دو کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہو۔

اس سے بڑی عزت افزائی اور تعریف نہیں کی جا سکتی

یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

ہمارے یہ کرم فرما لاتحزن کے لفظ سے حضرت صدیق پر الزامات و مطاعن کی بوچھاڑ شروع کر دیتے ہیں آپ بھی سنیے اور ان کی روش عقل کی داد دیجیے۔

کہتے ہیں کہ یہ حزن جس سے حضرت ابوبکر کو منع کیا جا رہا ہے یہ طاعت تھا یا معصیت۔ طاعت تو ہو نہیں سکتا ورنہ اس سے منع نہ کیا جاتا۔ اللہ اور اس کا رسول نیک کاموں سے نہیں روکا کرتے۔ لازماً یہ حزن معصیت ہو گا۔ اس آیت سے ابوبکر کا عاصی اور گنہگار ہونا ثابت ہے نہ کہ آپ کی فضیلت۔

جواب یہ ہے کہ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کو حزن اور خوف سے منع کیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰی — اے موسیٰ مت ڈرو تم ہی غالب ہو گے (۲۰ - ۶۸)

حضرت لوط کو فرشتوں نے کہا۔ لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ

"اے لوط مت ڈرو نہ غم کرو ہم تمہیں اور تمہارے اہل و عیال کو نجات دینے والے ہیں۔"

خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ۔

"اے حبیب کفار کی باتیں آپ کو محزون و غمگین نہ کریں۔"

دوسری جگہ ارشاد ہے: قد نعلم انہ لیحزنک الذی یقولون ۔

"اے حبیب! ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ کو ان کی باتیں غمزدہ کر دیتی ہیں۔"

کیا ہم ان تحقیق سے یہ وضاحت کر سکتے ہیں کہ ان دونوں آیتوں میں بیان کردہ حزن انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ان کا ثبوت پایا جاتا ہے ۔ حزن سے انبیاء ... طاعت تھی یا معصیت، طاعت تو ہو نہیں سکتی کیونکہ ... سے نہیں روکا جاتا اور جب حزن سے روکا جاتا ہے تو معصیت ہوگا۔ اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ حقیقت تو یہ ہے کہ حزن بوجہ امر طبعی ہوتا ہے ... آدمی بھی اس سے دوچار ہوتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کی دلجوئی و تسلی فرماتا رہتا ہے۔ یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات کے لیے مقرر تھا۔ گر انہیں اپنی جان کی ... اور اپنا ... رہتا تو وہاں پر ... ہو کر انہیں اگر ... تھا ... تھا کہ ان کے ... رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جان کا کوئی گزند پہنچے ... اللہ تعالیٰ ... حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں تسلی دیتے ہوئے فرمایا: اے میرے یار غار غم نہ کرو، بے شک اللہ تعالیٰ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔ جب ہمارے ساتھ ہمارا اللہ ہے تو کیا ... کا غم۔

... معیت الٰہی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک معیت عامہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہر چیز کو ... اپنے علم کے ذریعہ ہر چیز کے ساتھ ہے۔ جیسے اس آیت میں ہے

الم تر ان اللہ یعلم ما فی السموت وما فی الارض ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم ولا خمسۃ الا ھو سادسھم ولا ادنی من ذلک ولا اکثر الا ھو معھم این ما کانوا ۔

ترجمہ: کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ جہاں کہیں تین شخص سرگوشی کرنے والے نہیں ہوتے مگر وہ ان کا چوتھا ہوتا ہے اور پانچ سرگوشی کرنے والے ہوتے ہیں مگر وہ ان کا چھٹا ہوتا ہے اور نہ اس تعداد سے کم ہوتے ہیں اور نہ زیادہ مگر وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے جہاں کہیں بھی سرگوشی کر رہے ہوں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہر شخص کے ساتھ ہے، اس معیت میں کوئی فضیلت نہیں بلکہ اس میں ... اور ... دوسری قسم وہ ہے جو متقین اور محسنین کو حاصل ہوتی ہے۔ ارشاد ہے

ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون

"بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو متقی ہیں اور ان کے ساتھ جو نیکوکار ہیں۔"

اس معیت کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی توفیق سے ان کی دستگیری کرتا رہتا ہے اور اپنے لطف سے ان کو نوازتا رہتا ہے۔

معیت الٰہی کی تیسری قسم وہ ہے جو انبیاء و رسل کو میسر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر دشمن کے مقابلہ میں ان کی تائید و نصرت فرماتا ہے۔ ہر میدان میں وہ کامیاب و سربلند ہوتے ہیں اور کفر و باطل کے سرغنے ذلیل و رسوا ہوتے ہیں اور ان تمام اقسام سے اعلیٰ و ارفع معیت الٰہی کی وہ قسم ہے جو سید الانبیاء والرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے مخصوص ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے یار وفادار کو ان اللہ معنا فرما کر اس خصوصی معیت میں شرکت کی سعادت ارزانی فرمائی۔

فداك ابي وامي يا رسول الله ما اكرمك وما اجودك وجزاك الله عنا من سائر المومنين يا ابابكر ما وفاك وما اصدق صدقك۔

ایک روز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شاعر دربار نبوت حضرت حسان سے پوچھا کہ اے حسان! کیا تم نے شان صدیق میں بھی کچھ اشعار کہے ہیں؟ انہوں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ! میں نے آپ کے یار غار کی مدحت سرائی بھی کی ہے۔ فرمایا سناؤ میں سننا چاہتا ہوں۔ حسان نے عرض کیا ؎

وثاني اثنين في الغار المنيف وقد
طاف العدو به اذ صعد الجبلا

"آپ دو میں سے دوسرے تھے اس بابرکت غار میں اور دشمن نے اس کے اردگرد چکر لگایا جب وہ پہاڑ پر چڑھا۔"

وكان حب رسول الله قد علموا
من البرية لم يعدل به رجلا

"اور آپ اللہ تعالیٰ کے رسول کے محبوب تھے اور لوگوں کو اس بات کا علم تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری مخلوق میں سے کسی کو آپ کا ہم پلہ نہیں سمجھتے"

حسان کے یہ شعر سن کر حضور ہنس پڑے۔ فرمایا اے حسان تم نے سچ کہا ہے۔ ابوبکر ایسے ہی ہیں۔

(ابن عساکر، ابن عدی عن انس)

اللہ تعالیٰ راہ حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور شمع جمال مصطفوی کے پروانوں کی عزت و احترام اور پیروی کی سعادت سے بہرہ اندوز کرے۔ آمین بجاہ طٰہٰ ویٰس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ

پر تسکین ان پر اور مدد فرمائی ان کی ایسے لشکروں سے جنہیں تم نے دیکھا ہی نہیں اور کر دیا کافروں کی

الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ ۗ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ

بات کو سرنگوں اور اللہ کی بات تو ہمیشہ سربلند ہے۔ اور اللہ تعالیٰ غالب ہے

حَكِيمٌ ﴿٤٠﴾ انفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ

حکمت والا ہے۔ جہاد کے لیے نکلو ہر حال میں ہلکے ہو یا بوجھل ۱؎ اور جہاد کرو اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے

فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٤١﴾ لَوْ كَانَ

اللہ کی راہ میں، یہ بہتر ہے تمہارے لیے اگر تم (اپنا نفع نقصان) جانتے ہو۔ اگر ہوتا

عَرَضًا قَرِيبًا وَسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوكَ وَلَٰكِن بَعُدَتْ

دولت نزدیک یا سفر آسان تو ضرور پیچھے چلتے آپ کے لیکن دور معلوم ہوئی ہے

عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ۚ وَسَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا

انھیں مسافت ۲؎ اور ابھی قسم کھائیں گے اللہ کی، اور کہیں گے کہ اگر ہم میں طاقت ہوتی تو ہم ضرور نکلتے

۱؎ خفاف کا واحد خفیف اور ثقال کا واحد ثقیل ہے۔ ترکیب میں یہ حال ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ تم کسی حال میں ہو جب جہاد کا اعلان عام ہو جائے تو دنیا کا کوئی مشغلہ اور کوئی عذر تمہیں میدان جہاد کا رخ کرنے سے باز نہ رکھے۔ اسی حال کو [illegible] جوان ہو یا بوڑھے، فقیر ہو یا امیر، سوار ہو یا پیادے، تندرست ہو یا بیمار، تنہا ہو یا عیالدار، ہر حالت میں دعوت جہاد پر لبیک کہتے ہوئے دین کا دفاع کرنے میں شریک ہو جاؤ۔ اگر دشمن عام حملہ کر دے اور خلیفہ وقت جہاد عام کا اعلان کر دے تو پھر ہر مسلمان پر فرض ہے کہ جہاد میں شریک ہو اور اگر دشمن کسی ایک علاقے پر چڑھائی کرے تو وہاں کے لوگوں کا فرض ہے کہ خلیفہ کے حکم کی تعمیل میں جہاد کے لیے نکلیں، جو نہیں نکلیں گے وہ گنہگار ہوں گے۔

۲؎ غزوۂ تبوک کا ذکر ہو رہا ہے کہ جب انھیں جہاد کا حکم دیا گیا تھا تو تبوک کی مسافت بڑی طویل تھی اور دشمن بڑا

مَعَكُمْ يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۟

تمہارے ساتھ۔ ہلاک کر رہے ہیں اپنے آپ کو۔ اور اللہ جانتا ہے کہ وہ قطعاً جھوٹے ہیں ۔

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ

درگزر فرمایا ہے اللہ نے آپ سے (مگر) کیوں اجازت دے دی تھی انہیں یہاں تک کہ ظاہر ہو جاتے آپ پر

صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ

وہ لوگ جنہوں نے سچ کہا اور آپ جان لیتے جھوٹوں کو ۔ نہیں اجازت مانگیں گے آپ سے جو ایمان لاتے ہیں

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ

اللہ پر اور روز قیامت پر کہ (نہ) جہاد کریں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اور

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالْمُتَّقِيْنَ ۝ اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے پرہیزگاروں کو ۔ صرف وہی اجازت مانگتے ہیں آپ سے جو نہیں ایمان رکھتے

[illegible] تھا اس لیے منافقین اپنی معذوری بیان کر کے اور قسمیں اٹھا اٹھا کر معذرت خواہی کرنے لگے۔ لو کا اسم محذوف ہے۔ تقدیر یوں ہے [illegible] یعنی جس چیز کی طرف انہیں بلایا گیا وہ مال قریب ہوتا یا سفر آسان ہوتا تو وہ ضرور شریک ہوتے۔

شہ منافقین بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتے اور جہاد میں شرکت نہ کرنے کے لیے عذر بیان کرتے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] کے باعث انہیں پیچھے رہنے کی اجازت دے دیتے حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ اگر انہیں یہ اجازت نہ دی جاتی تو بھی وہ اس مہم میں شرکت سے انکار کر دیتے۔ بہتر یہی تھا کہ ان کی معذرتوں کو ٹھکرا دیا جاتا تا کہ جب وہ پیچھے رہ جاتے تو ان کے نفاق کا حال سب کو معلوم ہو جاتا۔ یہ وضاحت کرنے سے پیشتر کہ اے محبوب تو نے انہیں پیچھے رہنے کی اجازت کیوں دی یعنی ان کو [illegible] نہ ہونے دیا۔ آغاز کلام سے پہلے عفا اللہ عنک کے الفاظ ارشاد فرمائے۔ یہاں یہ کلمات کسی گناہ کی معافی کا اظہار کرنے کے لیے نہیں بلکہ اظہار تعظیم و تکریم کے لیے ہیں۔ اہل عرب کا یہ دستور تھا کہ جب کسی کی عزت و توقیر کا اظہار مقصود ہوتا تو اس کے ساتھ گفتگو کا آغاز ایسے ہی کلمات سے کیا کرتے۔ امام رازی فرماتے ہیں ان ذلک یدل علی مبالغة اللہ فی تعظیمه و توقیره یعنی ان کلمات سے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی تعظیم و توقیر میں

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ

اللہ تعالیٰ پر اور روزِ قیامت پر اور شک میں مبتلا ہیں ان کے دل تو وہ اپنے شک میں

يَتَرَدَّدُوْنَ ۝ وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ

ڈانواں ڈول ہیں [illegible] اور اگر انھوں نے ارادہ کیا ہوتا جہاد پر نکلنے کا تو انھوں نے تیار کیا ہوتا اس کے لیے کچھ

كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ۝

سامان [illegible] لیکن ناپسند کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے اٹھنے کو سو پست ہمت کر دیا انھیں [illegible] اور کہا گیا تم بیٹھے رہو بیٹھنے والوں

لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَاَاوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ

کے ساتھ اگر نکلتے تمھارے لشکر میں [illegible] تو نہ زیادہ کرتے تم میں بجز فساد کے اور دوڑ دھوپ کرتے تمھارے درمیان

بڑے مبالغہ کا اظہار فرمایا ہے۔

[illegible] اہل ایمان تو اشارہ پاتے ہی جہاد کے لیے کمربستہ ہو جاتے ہیں صرف وہ لوگ حیلے بہانے کر کے جہاد سے روگردانی کر رہے ہیں جن کے دلوں میں نفاق ہے۔

[illegible] منافقین کی حالت کا بیان ہے کہ نہ تو سچے دل سے مومن ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ارشاد کی تعمیل میں ہمہ تن مستعد ہو جائیں اور نہ ہی اپنے کفر کو ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ ادھر ایمان کے تقاضے پورے کرنے سے قاصر ہیں ادھر نفاق کو آشکارا کرنے کی جرأت مفقود ہے۔ بیچارے عجیب کشمکش میں گرفتار ہیں۔

[illegible] ان میں سے بعض کہتے تھے حضور ہم تو جہاد کے لیے بالکل تیار تھے لیکن عین وقت پر کچھ ایسی مجبوریاں رونما ہو گئیں کہ ہم آپ کے ہمراہ نہیں جا سکے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ غلط سفید جھوٹ بول رہے ہیں۔ اگر ان کا قول درست ہوتا تو جہاد کے لیے کچھ تیاری کی ہوتی۔ کچھ سازوسامان جمع کیا ہوتا تو پتہ چلتا کہ ان کا ارادہ تو تھا لیکن مجبوریاں سد راہ بن گئیں۔ انھوں نے تو اپنی تلواروں سے زنگ صاف نہ کی اور نہ اپنے ترکش میں تیروں کا جائزہ لیا بھلا یہ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ہم جہاد کے لیے بالکل تیار تھے۔

[illegible] سچ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہی نہ تھا کہ وہ شریک جہاد ہوتے اس لیے ان کے حوصلے پست کر دیے گئے اور انھیں توفیق ہی نہ بخشی کہ وہ شریک جہاد ہو سکیں۔

[illegible] اللہ تعالیٰ نے کیوں ناپسند فرمایا اس کی وجہ اس آیت میں بیان فرما دی

يَبْغُونَكُمُ الْفِتْنَةَ وَفِيكُمْ سَمّٰعُونَ لَهُمْ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ

فتنہ پردازی کرتے ۔ اور تم میں ان کے جاسوس اب بھی موجود ہیں ۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے

بِالظّٰلِمِينَ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوا لَكَ الْأُمُورَ

ظالموں کو ۔ اے حبیب ! وہ تو شروع سے فتنہ انگیزی کے شائق رہے ہیں ۸۱ اور الٹ پلٹ کرتے رہے آپ کے لیے تدبیریں

حَتّٰى جَاءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُونَ ۝ وَمِنْهُمْ

یہاں تک کہ آگیا حق اور غالب ہو گیا اللہ کا حکم اور وہ ناخوش تھے ۔ اور ان میں سے بعض

مَنْ يَقُولُ ائْذَنْ لِي وَلَا تَفْتِنِّي أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا وَ

ایسے ہیں جو کہتے ہیں اجازت دیجیے مجھے اور نہ ڈالیے مجھے فتنہ میں ۔ سن لو ! ۸۲ وہ تو فتنہ میں گر چکے ہیں اور

۸۱ یہاں ان کی سابقہ شرارتوں کی طرف اشارہ فرمایا کہ قبل ازیں جنگ احد کے موقعہ پر پہلے یہ لوگ لشکر اسلام میں شریک ہو گئے تھے ۔ جنگ میں نازک مرحلہ پر یہ مسلمانوں سے الگ ہو گئے تھے ۔ اس وقت ان کا علیحدگی اختیار کرنے کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کے حوصلے پست ہو جائیں اور وہ پریشان ہو کر کفار کے مقابلہ میں ناکامی اور بزدلی کا اظہار کریں ۔

۸۱ الف یعنی آپ کی دعوت کو ناکام بنانے کے لیے طرح طرح کی تدبیریں اور تجویزیں کرتے رہے ۔ تقلیب الامور تدبیرها من وجه الى وجه وترديدها لاعمال الحيل والتفكر وتدبيرها (روح المعانی) ۔ لیکن آخر کار حق غالب ہو گیا اور اللہ کا امر ہو کے رہا ، یعنی ان کی ساری سازشوں کو بے نقاب کر دیا ۔

۸۲ جد بن قیس کی طرف اشارہ ہے جو منافقوں کا سرغنہ تھا ۔ اس کے حالات کچھ اس قسم کے ہیں کہ جب تبوک کی تیاریاں ہو رہی تھیں تو اس نے حضور سے کہا کہ اگر آپ مجھے گھر رہنے کی اجازت دیں تو بہتر ہو ، کیونکہ میں ضبط نفس سے قاصر ہوں ، میں رومیوں کی عورتوں کو دیکھ کر ان کے فتنہ سے بچ نہ سکوں گا ۔ وہ بہانہ بنا رہا تھا ورنہ اصل بات یہ ہے کہ وہ شکست کے خوف سے پیچھے رہنا چاہتا تھا اور اس کی اصل خواہش یہی تھی کہ جہاد میں شرکت نہ کرنی پڑے ۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بہانے کا پردہ چاک کر دیا اور فرمایا کہ یہ خود تو فتنہ میں گر چکا ہے ، یہ جو نفاق کا روگ ہے یہ بہت بڑا فتنہ ہے جس کا وہ ارتکاب کر رہے ہیں ۔ بعض مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ بات کہنے والا وہ منافق تھا جس نے کہا تھا کہ حضور رومیوں کی عورتیں اپنے حسن و جمال میں مشہور ہیں اور میں ان کے بارے میں بہت کمزور واقع ہوا ہوں ، ایسا نہ ہو کہ انہیں دیکھ کر میری نیت فاسد ہو جائے اور میں فتنہ میں مبتلا ہو جاؤں ، اس لیے بہتر ہے کہ آپ مجھے یہیں رہنے دیں ۔

اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝ اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ

بےشک جہنم گھیرے ہوئے ہے کافروں کو اگر پہنچے آپ کو کچھ بھلائی تو بری لگتی ہے

وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ

انہیں اور اگر پہنچے آپ کو کوئی مصیبت تو کہتے ہیں ہم نے درست کر لیا تھا اپنا معاملہ پہلے ہی اور

وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ ۝ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ

پلٹ جاتے ہیں خوشیاں مناتے ہوئے آپ فرمائیے ہرگز نہیں پہنچے گی ہمیں کوئی تکلیف مگر جو لکھ دی اللہ نے

لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ قُلْ هَلْ

ہمارے لیے وہی ہمارا مددگار ہے اور اللہ ہی پر توکل کرنا چاہیے مومنوں کو آپ فرمائیے کیا تم

تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ۭ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ

منتظر ہو ہمارے متعلق مگر [illegible] دو بھلائیوں میں سے ایک بھلائی کے اور ہم انتظار

ف جن کی قسمت میں [illegible] وہ پہلے ہی گرفتار ہو چکے ہیں۔

ف اگر مسلمانوں کو کسی جنگ میں فتح و نصرت [illegible] ہوتی ہے تو ان کے ہاں صف ماتم بچھ جاتی ہے اور اگر کبھی مسلمانوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے یا وہ شہید ہو جاتے ہیں تو [illegible] اور یہ لوگ اپنی [illegible] اور عقلمندی کے دعوے کرنے لگتے ہیں [illegible] پہلے ہی معلوم تھا [illegible] اسی لیے تو ہم ان لوگوں کے ہمراہ نہیں گئے [illegible] پہلے ہی سے احتیاطی تدبیر اختیار کر لی تھی۔

ف جب دنیا والے اسباب پر بھروسہ کرتے ہیں تو ایمان والے [illegible] پر اعتماد کرتے ہیں [illegible] جب دنیا والے [illegible] ایمان والے [illegible] اللہ [illegible] ہے۔ وہ ہر حال میں اس کی [illegible] پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

ف جب حضور کریم [illegible] غزوہ تبوک کی طرف روانہ ہونے [illegible]

أَن يُصِيبَكُمُ اللَّهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِندِهِ أَوْ بِأَيْدِينَا فَتَرَبَّصُوا

کرنے میں سے ہے کہ پہنچائے تمہیں اللہ عذاب اپنے پاس سے یا ہمارے ہاتھوں سے پس تم بھی انتظار کرو

إِنَّا مَعَكُم مُّتَرَبِّصُونَ ﴿۵۲﴾ قُلْ أَنفِقُوا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا لَّن يُتَقَبَّلَ

ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہے ہیں۔ فرمائیے خرچ کرو خوشی سے یا ناخوشی سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا

مِنكُمْ إِنَّكُمْ كُنتُمْ قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿۵۳﴾ وَمَا مَنَعَهُمْ أَن تُقْبَلَ

تم سے ؎ بیشک تم ایک نافرمان قوم تھے ۔ اور نہیں منع کیا ہے انہیں کہ قبول کیے جائیں

مِنْهُمْ نَفَقَاتُهُمْ إِلَّا أَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ وَلَا يَأْتُونَ

ان سے ان کے اخراجات سوائے اس کے کہ انہوں نے کفر کیا اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ اور نہیں آتے

الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالَىٰ وَلَا يُنفِقُونَ إِلَّا وَهُمْ كَارِهُونَ ﴿۵۴﴾

نماز ادا کرنے کے لیے مگر سست سست اور نہیں خرچ کرتے مگر اس حال میں کہ وہ ناخوش ہیں ؎

انتظار کر لیں گے اور وہ اسی کو اپنی دانشوری کا کمال تصور کیے ہوئے تھے اور جب تک مسلمانوں کی کامیابی یا ناکامی کا فیصلہ نہ ہو جاتا وہ اپنی قسمت ان کے ساتھ وابستہ کر دینے کو بے عقلمندی سمجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتا ہے کہ ان بدبختوں سے دریافت فرماؤ کہ تم کس بات کا انتظار کر رہے ہو ہم اگر لڑائی میں مارے جائیں تو بھی ہم کامیاب ہیں اور اگر جنگ جیت لیں تب بھی کامیاب۔ تم اپنا خیال کرو تمہارا انجام کیا ہونے والا ہے اور اگر اب تک تمہیں سمجھ نہیں آئی تو تھوڑی دیر اور انتظار کرو کہ یا اللہ تعالیٰ کی آتش غضب تمہیں جلا کر سیاہ بنا کر رکھ دیگی یا ہمارے ہاتھوں تمہیں ذلیل و رسوا کیا جائے گا

؎ بعض منافق اس جہاد میں مسلمانوں کا ساتھ دینے کے لیے تو تیار نہ تھے لیکن وہ بالکل بے تعلق ہو کر اپنے آپ کو بے نقاب کرنا بھی مصلحت کے خلاف سمجھتے تھے۔ اس لیے بارگاہ رسالت میں مالی امداد کی پیشکش کی جد بن قیس جس کا ذکر پہلے گزرا ہے وہ بھی چندہ لے کر حاضر ہوا لیکن اللہ کے حبیب نے اس کو قبول نہ فرمایا کیونکہ مالی امداد بھی اسی کی قبول کی جاتی ہے جس کے دل میں ایمان صادق اور یقین محکم ہو

؎ اس آیت میں ان کی مالی امداد کو نامنظور کر دینے کی وجہ تفصیل سے بیان فرما دی

فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ

سو نہ تعجب میں ڈالیں آپ کو ان کے مال اور نہ ان کی اولاد بیشک یہی چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کہ

لِيُعَذِّبَهُم بِهَا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنفُسُهُمْ وَهُمْ

عذاب دے انھیں ان چیزوں سے دنیوی زندگی میں اور نکلے ان کا سانس اس حال میں کہ وہ

كَافِرُونَ ﴿٥٥﴾ وَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنَّهُمْ لَمِنكُمْ وَمَا هُم مِّنكُمْ

کافر ہوں۔ اور قسمیں اٹھاتے ہیں اللہ کی کہ وہ تم میں سے ہیں حالانکہ وہ تم میں سے نہیں

وَلَٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَفْرَقُونَ ﴿٥٦﴾ لَوْ يَجِدُونَ مَلْجَأً أَوْ مَغَارَاتٍ

لیکن وہ ایسی قوم ہیں جو ڈرتے رہتے ہیں اگر مل جائے انھیں کوئی پناہ گاہ یا کوئی غار

ف۵۵ اللہ تعالیٰ کے دین کی صریح مخالفت کے باوجود ان کے پاس دولت کی فراوانی تھی اور اولاد کی کثرت کی وجہ سے گھروں میں بڑی چہل پہل رہتی تھی۔ جس سے بعض سادہ لوح ان کی ظاہری آن بان کو دیکھ کر ان کے راستی پر ہونے کی نشانی خیال کرتے۔ اس لیے واضح فرما دیا کہ یہ دنیاوی ٹھاٹھ باٹھ ان کی بربادی کا باعث بنے گی کیونکہ اس کی محبت میں یہ مدہوش رہیں گے اور جب حق قبول کرنے کی مہلت ہی مٹ گئی اور یہی گھر بار کا دھندا لگا رہا۔ کیا اس سے بھی بڑھ کر کوئی مصیبت ہو سکتی ہے۔ حق تو یہ ہے کہ ہر وہ نعمت جو یاد الٰہی سے غافل کر دے اور اس کے محبوب کی محبت کے داعیہ کو دور کر دے بہت بڑا عذاب ہے اور ہر وہ تکلیف جو کسی غافل کو ہشیار کر دے اور یاد الٰہی کی طرف مائل کر دے بہت بڑی نعمت ہے

ف۵۶ ایمان اور یقین ہی وہ قوت ہے جو شرف انسانی کی نگہبان ہے اور جسے ایک مسلک پر ثابت قدم رکھتی ہے اور جہاں یہ مفقود ہو وہاں انسان مصلحت اندیشی کے ہاتھ میں کھلونا بن کر رہ جاتا ہے جدھر کو فائدہ دیکھا ادھر ہو لیا جس میں اپنی وقتی سلامتی نظر آئی وہی چولا پہن لیا۔ ایسی حالت میں انسان وہ مستحکم چٹان نہیں رہتا جو حوادثات کے طوفانوں سے ٹکرا کر بھی اپنی جگہ سے نہیں سرکتی بلکہ اس بے بس تنکے کی طرح ہو کر رہ جاتا ہے جسے پانی کی تند لہریں جدھر چاہتی ہیں بہالے جاتی ہیں۔ منافقین کی بھی یہی حالت تھی۔ دل میں تو اسلام کی دشمنی تھی لیکن اسلامی حکومت کے علاوہ ان کے لیے کوئی اور پناہ گاہ بھی نہ تھی اس لیے وہ کھل کر اسلام کی مخالفت بھی نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اس لیے ایک بے ضمیر آدمی کی طرح قسمیں اٹھا اٹھا کر اپنے آپ کو ملت اسلامیہ کا ایک فرد ثابت کرنے کی کوشش کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ سب مکر و فریب ہے۔ ان کا تم سے کوئی واسطہ نہیں۔ یہ محض بزدلی کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔ اگر انھیں کوئی سر چھپانے کی جگہ مل جائے

اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ

یا گھس بیٹھنے کی جگہ تو لازماً پھیر لیتے وہ منہ اس طرف منہ زوری کرتے ہوئے اور بعض ان میں سے

يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ

طعن کرتے ہیں آپ پر صدقات کی تقسیم کے بارے میں ۵۸ سو اگر انہیں دیا جائے ان سے تو خوش ہو جاتے ہیں اور اگر

يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ

انہیں نہ دیا جائے ان سے تو اسی وقت وہ ناراض ہو جاتے ہیں۔ اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ خوش ہو جاتے اس سے جو دیا تھا

اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ

انہیں اللہ نے اور اس کے رسول نے ۵۹ اور کہتے کافی ہے ہمیں اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا ہمیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے

اور سب سے سلسلہ تعلقات توڑ دیں اور وہاں چلے جائیں۔

بعض الفاظ کی تشریح: ملجا۔ پناہ گاہ۔ مغارات۔ مغارۃ کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے چھپ کر بیٹھنے کی جگہ۔ ھی من الذی یستتر فیہ۔ مدخلا۔ وہ جگہ جہاں بہ تکلیف سے داخل ہوا جائے۔ یجمحون۔ جب گھوڑا سرکشی کرتا ہے اور لگام کی پروا نہیں کرتا تو کہتے ہیں جمح الفرس۔ مطلب یہ ہے کہ وہ بھی منہ زور گھوڑے کی طرح کسی لگام کی پروا نہ کرتے ہوئے بھاگے چلے جاتے ہیں۔

۵۸ بارگاہ رسالت میں جب زکوٰۃ وعشر کا مال آتا اور حضورؐ اپنے رب قدیر کے حکم کے مطابق اسے خرچ کرتے تو منافقین جو دولت کے لالچ میں از خود رفتہ ہو چکے تھے ان کا وطیرہ عجیب تھا۔ اگر انہیں کچھ مل جاتا تو خوش ہو جاتے۔ اور اگر نہ ملتا یا توقع سے کم ملتا تو پھر حضورؐ کی ذات اقدس پر اعتراض کرتے اور زبان طعن دراز کرنے لگتے

۵۹ لو کا جواب محذوف ہے۔ تقدیر کلام یوں ہے ولو انھم رضوا لکان خیرا لھم۔ یعنی مومن کا شیوہ تو یہی ہونا چاہیے کہ بارگاہ الٰہی اور جناب رسالت مآب سے جو قسمت عطا فرمائی جائے اس پر شکر ادا کرے اور اللہ تعالیٰ پر کامل اعتماد کرتے ہوئے اس کے مزید فضل وکرم اور اس کے محبوب رسول کی مزید جود وعطا کا امیدوار رہے۔ مولانا تھانوی تحریر فرماتے ہیں: "اور جو ظاہری اور باطنی دولت خدا اور رسول کی سرکار سے ملے اسی پر مسرور و مطمئن ہو

وَرَسُوْلُهٗٓ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ۝ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ

اور اس کا رسول۔ بےشک ہم اللہ ہی کی طرف رغبت کرنے والے ہیں۔ زکوٰۃ صرف ان کے لیے ہے جو فقیر

وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ

مسکین ہوں اور زکوٰۃ کے کام پر جانے والے ہیں اور جن کی دلداری مقصود ہے نیز گردنیں آزاد کرانے

شہ اہل ایمان کے لیے یہی زیبا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر اعتماد کریں۔ وہ یقین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و احسان سے ان کو مالا مال کر دے گا اور اس کے پیارے رسول اکرم کا جب کرم ہو گا اور اس کا دست جود و عطا حرکت میں آئے گا تو فقر و افلاس کا نام و نشان تک باقی نہ رہے گا۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے نام پاک کے ساتھ اس کے حبیب کا ذکر کرنا شرک نہیں ہو جاتا جس طرح آج کل بعض صاحبان کہتے سنائی دیتے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو قرآن کریم میں یہ آیت اس طرح نازل نہ ہوتی۔

شہ نبی رؤف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب صدقات تقسیم فرماتے تو بعض دل روگ طرح طرح کے اعتراضات کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے صدقہ کے مستحقوں کا ذکر کر کے ان معترضین کو ہمیشہ کے لیے خاموش کر دیا۔ یہاں مصارف کو تفصیل سے بیان کر دینے میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ مبادا کسی وقت کوئی مسلمان حکمران ان مدات کو اپنی مرضی سے صرف کرنے لگے۔ زکوٰۃ چونکہ شریعت اسلامیہ کا ایک اہم ترین رکن ہے اس لیے بھی اس کو وضاحت سے بیان کرنا ضروری تھا۔ زکوٰۃ کے یہ آٹھ مصرف ہیں جو اس آیت کریمہ میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔ فقراء، مساکین، زکوٰۃ وصول کرنے والے، جن کی تالیف قلب مطلوب ہو، غلاموں کو آزاد کرانے کے لیے، مقروض، اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور مسافر۔ اب تفصیل سے ان کا الگ الگ ذکر کیا جاتا ہے۔

ف فقیر اور مسکین میں کیا فرق ہے؟ اس کے متعلق علماء کے متعدد اقوال ہیں۔ فقیر وہ ہے جس کے پاس کچھ ہو اور مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو۔ امام صاحب کے نزدیک یہ قول پسندیدہ ہے لیکن بعض علماء نے فقیر اسے بتایا ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو اور مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ ہو۔ یہ اختلاف پتہ دیتا ہے کہ حقیقت میں یہ دونوں لفظ قریب المعنی ہیں۔ ناداری، افلاس اور احتیاج ان کے درمیان قدر مشترک ہے۔ اسی وجہ سے فصحاء کے کلام میں یہ دونوں ایک دوسرے کے معنی میں مستعمل ہوتے رہتے ہیں۔ اس لیے اہم بات یہ ہے کہ اس بحث میں نہ الجھیں بلکہ نفسیات انسانی کے رمز شناس حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مسکین کی جو تعریف کی ہے اسی کو قبول کیا جائے۔ حضور نے مسکین کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا المسکین الذی لا یجد غنی یغنیہ ولا یفطن بہ فیتصدق علیہ ولا یقوم فیسأل الناس مسکین وہ ہے جس کے پاس اتنا سرمایہ نہ ہو جو اسے غنی کر دے۔ اور اس کی ظاہری حالت اس کی تنگدستی کا

چاہیئے تاکہ لوگ اس کو غریب سمجھ کر صدقہ دیں اور وہ کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہ کرے۔ حضرت امام صاحب فرماتے ہیں کہ جس کے پاس بیس دینار یا دو سو درہم ہوں یعنی صاحبِ نصاب زکوٰۃ، تو اس کے لیے زکوٰۃ لینا جائز نہیں۔ امام شافعی کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی شخص صحت مند ہو اور روزی کمانے کی قدرت رکھتا ہو تو اس کے لیے صدقہ لینا حرام ہے اور انہوں نے اس کے لیے یہ حدیث بطور دلیل پیش کی ہے۔ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تحل الصدقة لغنی ولا لذی مرة سوی۔ خرجه ابو داؤد والترمذی والدارقطنی۔ لیکن حضورؐ کے اہل بیت یعنی سارے خاندان بنی ہاشم کے فقراء اور مساکین پر زکوٰۃ لینا حرام ہے کیونکہ حضور کریم کا ارشاد ہے ان هذه الصدقة لا تحل لآل محمد انما هی اوساخ الناس صدقہ آلِ محمد علیہ التحیۃ والثناء پر حلال نہیں کیونکہ یہ لوگوں کا میل کچیل ہے لیکن امام ابو یوسفؒ کا یہ قول ہے کہ خاندان بنی ہاشم کے امیر اپنے خاندان کے فقراء کو اپنی زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ عن ابی یوسف ان زکاة بنی هاشم تحل لبنی هاشم۔ (جصاص۔ احکام القرآن)

وہ لوگ جو اسلامی حکومت کی طرف سے زکوٰۃ اور صدقات وصول کرنے کے لیے مقرر کیے جاتے ہیں۔ ان کی تنخواہیں بھی اسی مد سے دی جا سکتی ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کی وصولی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ منظم طور پر اسے وصول کرے اور پھر پورے اہتمام کے ساتھ اس کو اس کے مستحقین میں تقسیم کرے۔ خلافت عباسیہ کے وسط تک یہی طریقہ رہا۔ اگرچہ بعض حکام ان میں ناخدا ترس بھی ہوا کرتے لیکن زکوٰۃ حکومت ہی کو ادا کی جاتی تاکہ یہ نظام قائم رہے۔ چنانچہ جب خلافت بنی امیہ میں منتقل ہو گئی اور مال زکوٰۃ میں بے احتیاطی ہونے لگی، تو بعض لوگوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ اب زکوٰۃ کسے دینی چاہیئے۔ فرمایا کہ وقت کے حاکموں کو۔ اس نے کہا اگرچہ وہ شراب پئیں۔ وہ تو زکوٰۃ کا روپیہ اپنے لباس فاخرہ اور محلوں پر خرچ کر ڈالتے ہیں۔ فرمایا ہاں اگرچہ وہ ایسا کرتے ہوں۔ (ابن ابی شیبہ، ابن کثیر) امام صاحبؒ نے فرمایا کہ اگر عامل بنی ہاشم سے کوئی ہو تو زکوٰۃ کی مد سے اسے تنخواہ نہیں دی جائے گی تنزیها لقرابة رسول الله صلى الله عليه وسلم عن اوساخ الناس (قرطبی) لیکن امام مالکؒ اور امام شافعیؒ نے فرمایا کہ وہ اس مد سے زکوٰۃ لے سکتے ہیں لانه اجير على عمل مباح فوجب ان يستوي فيه الهاشمي وغيره (قرطبی)

یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اسلام کی طرف مائل کرنے کے لیے ان کو زکوٰۃ دینا درست ہے۔ اس کی تین صورتیں ہیں (۱) کفار کے رئیسوں کو اس غرض سے دینا کہ وہ غریب مسلمانوں کو خود بھی اذیت نہ پہنچائیں اور دوسروں کو بھی اذیت پہنچانے سے روکیں (۲) کفار کو اسلام قبول کرنے کی رغبت دلانے کے لیے مالی امداد دینا (۳) نو مسلموں کی دلداری کے لیے ان کی اعانت کرنا تاکہ وہ پھر کفر کی طرف مائل نہ ہو جائیں۔ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان تینوں قسم کے لوگوں کی تالیف قلوب کے لیے بڑی فیاضی سے دیا کرتے تھے۔ جمہور علماء کے نزدیک اب یہ شق منسوخ ہو چکی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت عطا فرمائی اور اب ان لوگوں کی تالیف کی ضرورت نہیں لیکن علماء کی ایک جماعت کا یہ خیال ہے کہ یہ منسوخ نہیں بلکہ اگر کسی وقت اس طرح خرچ کرنے کی ضرورت پڑے تو حکومت وقت کو اجازت ہے۔ وقال جماعة من

وَالْغَارِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ

اور قرضداروں کے لیے ؎ اور اللہ کی راہ میں ؎ اور مسافروں کے لیے ؎ یہ سب واجب ہے

المسئلة. هم باقون لان الامام ربما احتاج ان يستألف على الاسلام وانما قطعهم عمر لما رأى من اعزاز الدين وقال ابن العربي الذي عندي انه ان قوي الاسلام زالوا وان احتيج اليهم في بعض الاوقات اعطوا سهمهم كما كان يعطيهم رسول الله صلى الله عليه وسلم فان في الصحيح بدأ الاسلام غريبا وسيعود كما بدأ (قرطبی) ترجمہ: علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ علماء کی ایک جماعت کی رائے ہے کہ یہ صنف اب بھی باقی ہے کیونکہ حاکم کو کبھی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ وہ ان لوگوں کی تالیف قلب کرے۔ حضرت عمرؓ نے جب اسلام کا غلبہ دیکھا تو اسے موقوف قرار دے دیا۔ ابن العربی کہتے ہیں کہ میرے نزدیک حق یہ ہے کہ اگر اسلام قوی و غالب ہو تو یہ صنف باقی نہیں رہے گا اور اگر ان کی تالیف قلب کی ضرورت پڑ جائے تو انہیں زکوٰۃ سے حصہ دیا جائے گا جس طرح حضور دیا کرتے تھے۔

؎ اسلام نے غلامی کے خاتمہ کے لیے جو اقدامات کیے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ زکوٰۃ کی آمدنی سے ایک حصہ غلاموں کو آزاد کرانے کے لیے متعین کر دیا۔ اسی طرح مسلمان جنگی قیدیوں کو آزاد کرانے کے لیے بھی یہ رقم صرف کی جا سکتی ہے۔ وقد وقال ابن حبيب يجوز فك الاسير منها لانه رقبة ملكت بملك الرق [illegible] فك اسير من ايدي الكفار ومثله (قرطبی) یعنی جب ایک مسلمان غلام کو اس کے مسلمان آقا کی غلامی سے آزاد کرانا عبادت ہے اور اس کے لیے زکوٰۃ جائز ہے تو ایک مسلمان کو کافر کی غلامی سے رہائی دلانے کے لیے زکوٰۃ سے صرف کرنا تو اور زیادہ ضروری و مناسب ہے۔

؎ وہ مقروض جن کے پاس قرض ادا کرنے کے لیے کچھ نہیں۔ ان کی امداد بھی زکوٰۃ کے فنڈ سے کی جا سکتی ہے اس طبقہ کی حالت کا بھی اسلام نے ہی نوٹس لیا لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ یہ قرض اس نے کسی نیک کام کے لیے لیا ہو۔ یا بیماری یا مسلسل تنگی کی وجہ سے وہ مقروض بنا ہو۔

؎ اس سے مراد وہ جہاد کرنے والے اور حج کرنے والے ہیں جن کے پاس زاد راہ نہ ہو اور اپنے افلاس کی وجہ سے وہ جنگی ساز و سامان مہیا نہ کر سکتے ہوں ان کی اعانت بھی مال زکوٰۃ سے کی جا سکتی ہے لیکن محققین کی رائے یہ ہے کہ سبیل اللہ سے مراد صرف یہ دو قسم کے لوگ نہیں بلکہ ہر وہ کام جس میں عامۃ المسلمین کا فائدہ ہو وہ سبیل اللہ میں داخل ہے چنانچہ دینی مدرسے جن میں قرآن و سنت کی تعلیم دی جاتی ہو اور دین کے مبلغ اور محقق تیار کیے جاتے ہوں بدرجہ اولیٰ اس میں داخل ہیں۔ شیخ رشید رضا نے اپنی تفسیر المنار میں اس کے متعلق بڑی وضاحت سے لکھا ہے۔ وقال الالوسی في تفسير الكلمة عند الحنفية ابو يوسف رحمه الله [illegible] بمنقطعي الغزاة والحجيج وقيل [illegible] طلبة العلم واقتصر عليه في الفتاوى الظهيرية وفسره في البدائع بجميع القرب فيدخل فيه كل من سعى في طاعة الله علامہ آلوسی نے اس کلمہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امام ابو یوسف کے نزدیک اس سے مراد وہ غازی اور حاجی ہیں جو اپنے قافلہ

اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَ

اللہ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا دانا ہے۔ اور کچھ ان میں سے ایسے ہیں جو ستاتے ہیں اپنی زبان سے اذیت

سے محروم ہیں اور ان کے پاس اپنے اخراجات پورے کرنے کا کوئی ذریعہ نہ ہو۔ اور بعض نے اس سے مراد طلبہ لیے ہیں۔ اور صاحب فتاویٰ ظہیریہ نے تو اس سے مراد فقط طالب علم ہی لیے ہیں۔ اور صاحب بدائع کے نزدیک ہر وہ نیک کام سبیل اللہ میں داخل ہے جس سے قرب الٰہی حاصل ہو سکے۔ اس کے بعد صاحب المنار کا قول ذکر کیا ہے: والتحقيق ان سبيل الله هنا مصالح المسلمين العامة التي بها قوام امر الدين والدولة دون الافراد (ج ۱۰ ص ۵۸۵)۔ ترجمہ: تحقیق یہ ہے کہ سبیل اللہ سے مراد وہ مصالح اور مفید کام ہیں جن سے مخصوص افراد نہیں بلکہ عام مسلمانوں کو فائدہ پہنچے جن سے دین اور دولت (ملک) کو تقویت حاصل ہو۔ ومن اهم ما ينفق في سبيل الله في زماننا هذا اعداد الدعاة الى الاسلام وارسالهم الى بلاد الكفار من قبل جمعيات منظمة تمدهم بالمال الكافي كما يفعله الكفار في نشر دينهم (ج ۱۰ ص ۵۸۷)۔ ترجمہ: ہمارے زمانہ میں سب سے اہم کام جس میں اس مد کا روپیہ خرچ کیا جائے وہ مبلغین اسلام کو تیار کرنا ہے اور انہیں منظم انجمنوں کی نگرانی میں کفار کے ممالک میں تبلیغ دین کے لیے بھیجنا ہے اور ان کی ان ضروریات کو پورا کرنا ہے۔ ويدخل فيه النفقة على المدارس للعلوم الشرعية وغيرها مما تقوم به المصلحة العامة (ج ۱۰ ص ۵۸۵)۔ ترجمہ: اس میں وہ مدارس بھی داخل ہیں جہاں علوم دینیہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ان کے علاوہ وہ کام جن میں مصلحت عامہ ہے۔

ف وہ مسافر جس کی زاد راہ ختم ہو چکی ہو اگرچہ وہ دولت مند ہی کیوں نہ ہو اپنے گھر پر تو اس کی امداد کی جا سکتی ہے بشرطیکہ وہ سفر کسی گناہ کی نیت سے نہ ہو۔

ف جوہری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جو شخص ہر کسی کی بات سن لے اسے رجل اذن کہتے ہیں اور اس محاورہ کے مطابق ہر ایک کی بات سن لی اور مان لی اسے رجل اذن کہا جاتا ہے (قرطبی)۔ منافقین کا یہ شیوہ تھا کہ آپس کی محفلوں میں اسلام اور پیغمبر اسلام کی جناب پاک میں جو جی میں آتا بکتے رہتے۔ اگر کوئی انہیں کہتا کہ تمہاری باتوں کا علم اگر حضور علیہ السلام کو ہو گیا تو بڑی فضیحت ہوگی تو وہ جواب دیتے کہ اس کا فکر نہ کرو۔ وہ کانوں کے بڑے کچے ہیں۔ اگر کسی نے ہماری کوئی بات ان سے کہہ بھی دی تو کیا ہوگا ہم جا کر حلفیہ بیان دے دیں گے کہ ہم نے یہ بات ہرگز نہیں کہی تو وہ فوراً مان جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے حبیب کا تمہاری بات سن لینا اور تم سے درگزر فرمانا تمہارے لیے ہی اچھا ہے۔ ورنہ اگر حقیقت آشکار کر دی جاتی تو تمہارا نفاق ظاہر ہو جاتا اور تم رسوا ہو جاتے کہ منہ چھپانے کے لیے جگہ نہ ملتی۔ وہ تو محض از راہ شفقت و پردہ پوشی تم سے اعراض کرتے ہیں۔ یہ مت سمجھو کہ وہ تمہاری بات کو سچ سمجھتے ہیں اور تمہارا جھوٹ ان سے پوشیدہ رہ جاتا ہے۔ وہ تو صرف اپنے رب تعالیٰ کی بات کا یقین رکھتے ہیں۔ اور مخلص اہل ایمان کی باتوں پر اعتماد کرتے ہیں۔

يَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ ۚ قُلْ أُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ

پہنچاتے ہیں نبی کریم کو اور کہتے ہیں یہ کانوں کا کچا ہے۔ فرمائیے وہ سنتا ہے جس میں بھلائی ہے تمہاری یقین رکھتا ہے اللہ پر اور یقین کرتا ہے

لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ ۚ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ

مومنوں کی بات پر اور سراپا رحمت ہے ان کے لیے [illegible] جو ایمان لائے تم میں سے اور جو لوگ دکھ پہنچاتے ہیں [illegible] اللہ کے

رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦١﴾ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ

رسول کو۔ ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ (منافق) قسمیں اٹھاتے ہیں [illegible] اللہ کی تمہارے سامنے

[illegible] جو بیچاروں کی پردہ پوشی کرتا ہے اور دشمنوں کو رسوا نہیں کرتا۔ اس کی شفقت، اس کی رأفت، اس کی رحمت اپنے پرائے پر کس طرح نوازشات فرماتی ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ اسی لیے سابقہ جملے کے ساتھ یہ بھی فرما دیا کہ وہ اہل ایمان کے لیے سراپا رحمت ہی رحمت ہے۔

[illegible] قیامت تک آنے والے لوگوں کو بتا دیا گیا کہ جو بھی میرے حبیب کے دل رحیم کو ایذا پہنچائے گا وہ دردناک عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا۔ اب وہ لوگ جو حضور کے کمالات عالیہ کا انکار کرتے ہیں اور اس غرض سے دن رات قرآن و حدیث کا مطالعہ کرتے ہیں کہ انہیں کوئی ایسی چیز ہاتھ آجائے جس سے وہ اپنے ناقص اور غلط خیال کے مطابق اللہ کے پیغمبر کی جہالت ثابت کر سکیں یا کمالات مصطفوی کا انکار کر سکیں اور اس رفعت و تقدس مآب کی جناب میں بازاری الفاظ بڑی بے حیائی اور بے باکی سے اپنی تقریروں اور تحریروں میں استعمال کرتے ہیں وہ خود سوچیں کہ ان کا حشر کیا ہوگا؟

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

[illegible] بتایا جا رہا ہے کہ منافقین کتنے نادان ہیں کہ لوگوں کو خوش کرنے کے لیے جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں اور اپنی پاک دامنی اور نیک نیتی کو ثابت کرنے کے لیے آسمان و زمین کے قلابے ملاتے ہیں لیکن ایسی باتوں سے اللہ اور اس کا رسول خوش نہیں ہو سکتا اور حق تو یہ تھا کہ یہ لوگ صرف اللہ اور اس کے رسول کی رضا جوئی کے لیے کوشاں رہتے۔ واللہ ورسولہ اس کی ترکیب سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے رسول کا ذکر کیا جائے تو ہر جگہ شرک نہیں ہو جاتا جیسے بعض متشدد لوگ سمجھتے ہیں بلکہ یہ تو اہل ایمان کی شان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور اس کے حبیب رسول کی خوشنودی ہر عمل میں پیش نظر رکھیں۔ نحوی قاعدے کے مطابق یرضوھما ہونا چاہیے تھا کیونکہ مرجع اللہ اور رسول دو ہیں اس لیے ضمیر بھی تثنیہ کی ہونی چاہیے تھی۔ واحد کی ضمیر ذکر کرنے میں یہ حکمت ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی رضا دو الگ الگ نہیں بلکہ

لِيُرْضُوكُمْ ۚ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضُوهُ إِنْ كَانُوا

تاکہ خوش کریں تمہیں۔ حالانکہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ مستحق ہے کہ اسے راضی کریں اگر وہ

مُؤْمِنِينَ ﴿٦٢﴾ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مَنْ يُحَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأَنَّ

ایماندار ہیں۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ جو کوئی مخالفت کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی تو

لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيمُ ﴿٦٣﴾ يَحْذَرُ

اس کے لیے آتش جہنم ہے ہمیشہ رہے گا اس میں۔ یہ بہت بڑی رسوائی ہے۔ ڈرتے رہتے ہیں

الْمُنَافِقُونَ أَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِي

منافق کہ کہیں نازل نہ کر دی جائے اہل ایمان پر کوئی سورۃ جو آگاہ کر دے انہیں جو کچھ منافقوں

قُلُوبِهِمْ ۚ قُلِ اسْتَهْزِئُوا إِنَّ اللَّهَ مُخْرِجٌ مَا تَحْذَرُونَ ﴿٦٤﴾

کے دلوں میں ہے۔ آپ (انہیں) فرمائیے کہ مذاق کیے جاؤ۔ یقیناً اللہ ظاہر کرنے والا ہے جس سے تم خوفزدہ ہو

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ

اور اگر آپ دریافت فرمائیں ان سے تو کہیں گے کہ ہم تو صرف دل لگی اور خوش طبعی کر رہے تھے۔ آپ فرمائیے

ایک ہی ہے جس پر اللہ راضی اسی پر اس کا رسول بھی خوش اور جس پر اس کا رسول راضی اسی سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی بھی میسر ہے۔

(۶۳) محادّہ کہتے ہیں کسی کے مقابلہ میں اپنا الگ محاذ قائم کر لینا۔ المحادة وقوع هذا في حد وذاك في حد (قرطبی) مقصد یہ ہے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت پر کمربستہ ہو جاتے ہیں ان کا ابدی ٹھکانا دوزخ ہے۔

(۶۴) منافقین کو ہمیشہ اس بات کا کھٹکا لگا رہتا تھا کہ کہیں ان کے نفاق کو ظاہر نہ کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بے شک جس چیز کا تمہیں اندیشہ تھا وہ ہو کر رہا اور ہم نے اپنے مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو تمہارے احوال اور تمہارے اسرار پر مطلع کر دیا۔ قرطبی لکھتے ہیں کہ ان کو ظاہر کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ان کے احوال اور ان کے اسماء کا علم عطا فرما دیا۔ لكن الله اعلم نبيه عليه السلام احوالهم واسماءهم لا انها نزلت في القرآن ولقد قال الله تعالى ولتعرفنهم في لحن القول وهو نوع الهام۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم علیہ السلام کو ان کے

أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ

(گستاخو!) کیا اللہ سے، اور اس کی آیتوں سے اور اس کے رسول سے تم مذاق کیا کرتے تھے ۱۲۴ (اب) بہانے مت بناؤ

كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ إِن نَّعْفُ عَن طَائِفَةٍ مِّنكُمْ

تم کافر ہو چکے (اظہار) ایمان کے بعد اگر ہم معاف بھی کر دیں ایک گروہ کو تم میں سے تو عذاب دیں گے

نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿٦٦﴾ الْمُنَافِقُونَ وَ

دوسرے گروہ کو کیونکہ وہی دراصل مجرم تھے۔ منافق مرد و

الْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُم مِّن بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمُنكَرِ وَ

منافق عورتیں سب ایک جیسے ہیں ۱۲۵ حکم دیتے ہیں برائی کا اور

حالات اور ان کے ناموں پر آگاہ کر دیا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے نام اور احوال تفصیل سے قرآن کریم میں ذکر کر دیئے بلکہ بذریعہ الہام ان کا علم دے دیا۔ قرآن کریم میں ہے وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ۔ اے حبیب! آپ ان کی گفتگو کے لہجے سے انہیں ضرور پہچان لیں گے۔ یہ پہچان بھی الہام کی ایک قسم ہے۔

۱۲۴ مسلمانوں کا تمسخر اڑانا منافقین کا ایک پسندیدہ مشغلہ تھا۔ کوئی موقع بھی ہاتھ سے جانے نہ دیتے۔ مٹھی بھر مسلمان بے سرو سامانی کے باوجود قیصر سے جنگ کرنے کی تیاریاں کرنے لگے تو ان بد باطنوں کو پھبتیاں اڑانے کا زریں موقع مل گیا۔ کوئی کہتا یہ دیکھو، اچھے یہ لوگ اب شہنشاہ روم سے جنگ لڑنے چلے ہیں۔ کوئی کہتا ان کے وہاں پہنچنے کی دیر ہے پھر دیکھنا ان کی وہ درگت بنائیں گے کہ چھٹی کا دودھ یاد آجائے گا۔ دوسرا کہتا یار میرا تو یہ جی ہے کہ ان کے ہاتھ پاؤں میں بیڑیاں ہوں اور ان پر کوڑے برس رہے ہوں۔ بایں ہمہ جب ان کی ان فضول باتوں کا چرچا ہوتا تو بڑے مسکین کی طرح حاضر ہوتے اور کہتے یا حضرت! ہم تو صرف دل لگی کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم کو کیا اللہ اور اس کے رسول کے سوا اور کوئی نہیں ملا جس کے ساتھ تم دل لگی کر سکو۔

۱۲۵ منافق مرد ہوں یا عورتیں سب کا مزاج یکساں ہے۔ ہر بری فطرت اور ہر برے عمل کی ترویج و اشاعت میں بڑے چست ہیں اور اگر کہیں سے نیکی کی کرن پھوٹے تو تلملا جاتے ہیں اور ہر طرح سے کوشش کرتے ہیں کہ نیکی پھیلنے پھولنے نہ پائے اور اس کے علمبردار کہیں ترقی اور اقتدار حاصل نہ کر لیں۔ اگر نیک کام میں ان سے مالی اعانت کا مطالبہ کیا جائے تو خواہ ان کے پاس روپیہ کی ریل پیل ہو ان کی مٹھیاں بند ہو جاتی ہیں اور انہیں توفیق ہی نہیں ہوتی کہ اس کے لیے ایک

يَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ۭ نَسُوا اللّٰهَ

وہ روکتے ہیں نیکی سے اور بند رکھتے ہیں اپنے ہاتھ (حقیقت یہ ہے کہ) انھوں نے بھلا دیا

فَنَسِيَهُمْ ۭ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ

اللہ کو تو اس نے بھی فراموش کر دیا انھیں۔ بے شک منافق ہی ہیں نافرمان۔ وعدہ کیا ہے اللہ نے منافق مردوں اور

وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ هِىَ حَسْبُهُمْ ۚ

منافق عورتوں اور کفار سے دوزخ کی آگ کا۔ ہمیشہ رہیں گے وہ اس میں، یہی کافی ہے انھیں

وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۶۸﴾ كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ

نیز لعنت کی ہے ان پر اللہ نے اور انہی کے لیے ہے دائمی عذاب (منافقو!) تمھاری حالت بھی ویسی ہے جیسے ان

كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۭ فَاسْتَمْتَعُوْا

لوگوں کی جو تم سے پہلے گزرے، وہ زیادہ تھے تم سے قوت میں اور مال اور اولاد کی کثرت میں، تو اپنے حصہ سے لطف اٹھایا انھوں نے

پائی بھی خرچ کریں۔

؎۶۷ انھوں نے اپنے طرز عمل سے ثابت کر دیا ہے کہ انھیں یا خدا یاد نہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ نے بھی ان بدنصیبوں کو اپنی رحمت و عنایت سے فراموش کر دیا۔ جہاں دوسروں کے لیے اس کے فضل و کرم کے دروازے کھلے ہوتے ہیں وہاں ان کی طرف کھلنے والا ہر دروازہ بند کر دیا گیا ہے گویا جو کوئی سائل ہے ہی نہیں جس کی طرف دست جود و عطا دراز کیا جائے۔ مطلب یہ ہے کہ خدا فراموشی انسان کو خود فراموش بنا دیتی ہے۔ یہ جرم جتنا بڑا ہے اس کی سزا بھی اتنی ہی سنگین ہے۔

؎۶۸ رحمت و عنایت کے مستحقین کی فہرست سے ان کا نام خارج کر دیا گیا ہے کیونکہ انھیں اس کی خواہش ہی نہ تھی۔ البتہ دوزخ کے دہکتے ہوئے انگارے ان کی راہ دیکھ رہے ہیں۔ اسی کے لیے وہ عمر بھر کوشاں رہے اسی کی آرزو میں وہ سارا دن سرگرم رہے۔ سو اب ان کی یہ خواہش پوری کرنے کے لیے ان سے پختہ وعدہ کیا جا رہا ہے کہ انھیں جہنم میں ابدی قرارگاہ دے دی جائے گی جہاں سے انھیں نکالا نہیں جائے گا۔

؎۶۹ اے اہل نفاق! اس محفل ہستی میں تمہارا وجود کوئی اچنبھا نہیں۔ تم سے پہلے بھی ایسے لوگ گزر چکے ہیں جو قوت و طاقت میں اور مال و دولت میں تم سے کہیں زیادہ تھے۔ انھیں بھی بھلائی والوں نے بہتیرا سمجھایا لیکن زندگی کے اعلیٰ

بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ

اپنے دنیوی حصے سے اور تم نے بھی لطف اٹھایا اپنے دنیوی حصے سے اسی طرح جیسے لطف اٹھایا انھوں نے جو

مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ۚ أُولٰٓئِكَ

تم سے پہلے ہو گزرے اپنے دنیوی حصے سے اور لغویات میں، تم بھی ڈوبے رہے جیسے وہ ڈوبے رہتے تھے یہی

حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ

وہ لوگ ہیں ضائع ہو گئے جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں۔ اور یہی لوگ نقصان

الْخٰسِرُوْنَ ﴿٦٩﴾ أَلَمْ يَأْتِهِمْ نَبَأُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ

اٹھانے والے ہیں۔ کیا نہ آئی ان کے پاس خبر ف۱ ان لوگوں کی جو ان سے پہلے گزرے یعنی قوم نوح

وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۙ وَقَوْمِ إِبْرٰهِيْمَ وَأَصْحٰبِ مَدْيَنَ

اور عاد اور ثمود اور قوم ابراہیم اور اہل مدین اور

وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ۚ أَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ

وہ بستیاں جنھیں الٹ دیا گیا تھا۔ آئے تھے ان سب کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لے کر اور نہ تھا اللہ (کا یہ دستور)

اور پاکیزہ مقصد کو بھلا دینے سے ان کی نگاہیں تنگ رہیں اور وہ جسمانی لذتوں اور شہوانی خواہشوں میں ہی کھو کر رہ گئے۔ اور زندگی کی قیمتی گھڑیاں یونہی برباد کر کے اس دنیا سے چلے گئے۔ اور ان کا انجام بہت عبرتناک اور دردناک ہوا۔ یہی روش تم نے اختیار کر رکھی ہے۔ سو تمھارا بھی وہی عبرتناک انجام ہونے والا ہے۔ کالذین من قبلکم خبر ہے۔ اور اس کی مبتدا انتم محذوف ہے۔ تقدیر کلام یوں ہے انتم کالذین من قبلکم (قرطبی)۔

ف۱ اب صراحتاً ان قوموں کے نام لیے کہ انھیں تنبیہ کی جا رہی ہے جن کی عظمت و سطوت کی داستانیں اور پھر ان کی تباہی و بربادی کے قصے عرب کے بچے بچے کی زبان پر تھے۔ اصحاب مدین سے مراد قوم شعیب علیہ السلام ہے۔ مؤتفکات ائتفك کا معنی ہے زمین کو زیر و زبر کر دیا۔ اس سے مراد لوط علیہ السلام کی قوم ہے کہ جب ان پر عذاب آیا تو ان کی بستیوں کو الٹ دیا گیا۔

لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝٧٠ وَالْمُؤْمِنُوْنَ

کہ ظلم کرتا ان پر بلکہ وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہتے تھے فـ۱ یہ مومن مرد

وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ

اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں فـ۲ حکم کرتے ہیں نیکی کا

وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ

اور روکتے ہیں برائی سے اور صحیح ادا کرتے ہیں نماز اور دیتے ہیں

الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ

زکوٰۃ اور اطاعت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی یہی لوگ ہیں جن پر ضرور رحم فرمائے گا اللہ

فـ۱ مذکورہ بالا قوموں کے ساتھ جو سلوک کیا گیا وہ ان پر ظلم اور زیادتی نہیں تھی بلکہ ان کو صحیح راستہ بتایا گیا۔ وقتاً فوقتاً ان کو ان کی غلط روش پر متنبہ کرنے کے لیے انبیاء بھیجے گئے۔ آسمانی ہدایت کی روشنی ان کے سامنے حق و باطل کو نمایاں کرتی رہی لیکن ایسا ہوا کہ جب وہ اسی راہ پر چلتے رہے جو ہلاکت کے گڑھے میں جا پہنچنے والی تھی تو بالآخر وہ اس گڑھے میں جا گرے۔ اب تم خود فیصلہ کرو کہ قصور وار کون ہے اور کیا ہم نے ان کے ساتھ بے انصافی کی یا وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہے۔

فـ۲ وہ قوم جس نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کو قبول نہیں کیا ان کی خصوصیات کا بیان تو گزر چکا کہ انہیں نیکی سے طبعی ضد ہے اور برائی سے طبعی مناسبت۔ اللہ کی راہ میں کچھ خرچ کرنے سے ان کے دل ڈوب جاتے ہیں۔ اللہ کی یاد تو انہیں نصیب نہیں لیکن جن لوگوں نے اس دعوت کو قبول کیا اور اسلام کو اپنا دین اور نبی پاک کو اپنا ہادی اور مرشد تسلیم کیا ان کی صرف ایک جھلک ہی ملاحظہ ہو، ان میں اور ان میں حقیقی فرق کیا ہے۔ اس آیت میں اسی حقیقی فرق اور عظیم انقلاب کی کیفیت بیان کی جا رہی ہے جو لا الٰہ الا اللہ کہنے سے انسان میں رونما ہوتا ہے فرمایا جو خوش نصیب مرد اور عورتیں میرے حبیب کی دعوت کو قبول کرتی ہیں ان میں ایک ایسا انقلاب رونما ہوتا ہے جو ان کے ظاہر و باطن کو بدل کر رکھ دیتا ہے۔ وہ نیکی کو فروغ دینے کے لیے اپنے سارے وسائل وقف کر دیتے ہیں۔ اپنی راحت و آرام کو قربان کر دیتے ہیں اور ضرورت پڑے تو نیکی کا پرچم بلند رکھنے کے لیے وہ اپنی جان بھی خوشی خوشی نثار کر دیتے ہیں اور ان کا وجود باطل کے لیے ایک چیلنج ہوتا ہے۔ وہ باطل اور برائی کی سرداری قبول کرنے سے صاف

اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٧١﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

بیشک اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا۔ وعدہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ

باغات کا۔ رواں ہیں جن کے نیچے نہریں۔ یہ ہمیشہ رہیں گے ان میں نیز وعدہ کیا ہے) پاکیزہ

طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ ذٰلِكَ

مکانات کا سدا بہار باغوں میں اور رضائے خداوندی ان سب نعمتوں سے بڑی ہے۔ یہی تو

هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٧٢﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ ع

بڑی کامیابی ہے۔ اے نبی کریم! جہاد کیجیے کافروں اور

نکار کر دیتے ہیں اور جہاں تک ان کا بس چلتا ہے وہ اس کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے میں دریغ نہیں کرتے۔ یہ لوگ نماز ادا کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں۔ صرف اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ اللہ اور اس کے رسول کریم کے ہر حکم کی اطاعت کے لیے ہر وقت مستعد رہتے ہیں۔

یہاں سین تاکید اور مبالغہ کے لیے ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان پر ضرور اپنی رحمت فرمائے گا۔ وحرف السين في قوله سيرحمهم الله للتوكيد والمبالغة (رازی)

جب کوئی چیز کسی جگہ ہمیشہ کے لیے اقامت گزیں ہو جائے تو عربی میں کہتے ہیں عدن مکان کذا۔ اسی لیے کان کو بھی معدن کہتے ہیں کیونکہ یہ جگہ اسی دھات کی قرارگاہ ہوتی ہے۔ ویسے جنت کے اعلیٰ درجہ کا نام بھی عدن ہے جو وسط میں ہے اور دوسری جنتیں اس کے اردگرد ہیں۔ اسی میں تسنیم کا چشمہ ہے۔ انبیاء کرام، شہداء، صدیقین کے لیے مخصوص ہے۔ وقال مقاتل والكلبي عدن اعلى درجة في الجنة وفيها عين تسنيم والجنان حولها (قرطبی)

بیشک اہل عشق و محبت تو فقط اسی کے متلاشی رہتے ہیں۔ محبوب حقیقی کی خوشنودی سے کم وہ کسی چیز پر مطمئن نہیں ہوتے۔ ان کی شب بیداریاں، ان کی ریاضتیں اور ان کی آہ و زاریاں اسی لیے تو ہوتی ہیں کہ ان کا محبوب ان پر راضی ہو جائے۔ وہ کہتے ہیں ؎

اذا كنت عني يا منى القلب راضيا ارى كل من في الكون لي يتبسم

اے میرے مطلوب دل! اگر تو مجھ پر راضی ہو جائے تو مجھے کائنات کی ہر چیز مسکراتی ہوئی نظر آتی ہے۔

وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ

منافقوں کے ساتھ اور سختی کیجیے ان پر ۱۳۵ اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت برا

الْمَصِيْرُ ﴿۷۳﴾ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ۭ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ

ٹھکانا ہے قسمیں کھاتے ہیں خدا کی کہ انھوں نے یہ نہیں کہا ۱۳۶ حالانکہ یقیناً انھوں نے کہی تھی کفر کی

کتنا بلند اور پاکیزہ ہے یہ مقصد اور کتنے خوش نصیب اور سعادت مند ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں اس مقصد کی لگن ہے۔
اللھم اجعلنا منھم و معھم واحشرنا معھم بحق حبیبک الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۳۴ یہ دال مجمہ اور اسے جنت مراد۔

۱۳۵ اس آیت میں غور کرنے سے ان لوگوں کے تمام شکوک و شبہات کا قلع قمع ہو جانا چاہیے جو حضور رحمت عالمیاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام اور حضرات خلفاء راشدین کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں اور ان کے مقام رفیع کے منکر ہی نہیں کرتے بلکہ ان کے ایمان میں بھی شک کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو حکم دے رہا ہے کہ آپ کفار اور منافقین کے ساتھ اب نرمی اور عفو و درگزر کا سلوک نہ کیجیے بلکہ ان کے ساتھ جنگ کیجیے اور سختی سے پیش آئیے۔ یہ حکم اس وقت نازل ہوا جب کہ فتح مکہ ہو چکا تھا اور سارے جزیرہ عرب میں اسلام کی عظمت کا جھنڈا لہرا رہا تھا اور مسلمانوں کو کسی کا اندیشہ نہ تھا کہ یہ کہا جائے کہ حضور اسلام کی ظاہری کمزوری کے باعث منافقوں سے سختی نہ کر سکے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سلوک سب صحابہ خصوصاً خلفاء راشدین کے ساتھ نہایت ہی مشفقانہ، کریمانہ اور فیاضانہ تھا۔ محبت و عنایت کا بادل ہر وقت ان پر برستا رہا۔ تو دل کو کامل یقین ہو جاتا ہے کہ یہ نفوس قدسیہ ایمان و یقین کے پیکر تھے۔ حضور کی تیئس سالہ شبانہ روز صحبت و تربیت کے ثمر تھے فرشتے صفت تھے اگر ان کو کوئی نادان منافق کہتا ہے تو وہ ان کو نہیں بلکہ ان کے آقا و مولیٰ پر گویا یہ الزام لگاتا ہے کہ اس نے منافقین سے یہ محبت بھرا سلوک کر کے اپنے رب کی حکم عدولی کی۔ العیاذ باللہ۔ سبحانک ھذا بہتان عظیم

۱۳۶ منافقین دلوں سے ایمان نہیں لائے تھے بلکہ محض دنیوی مفاد اور سیاسی مصلحت کے پیش نظر مسلمانوں کے ساتھ مل گئے تھے جب وہ الگ بیٹھتے تو اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف گستاخیاں کرتے اور جب بھی ان کا راز فاش ہوتا تو اپنی براءت ثابت کرنے کے لیے جھوٹی قسموں کے پل باندھ دیتے کہ واللہ باللہ ہم نے ہرگز یہ بات نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان جھوٹی قسموں سے تم خدا کو دھوکہ دینا چاہتے ہو جو سب رازوں کا جاننے والا ہے۔ تم نے یہ باتیں کہیں اور اظہار اسلام کے بعد پھر کفر اختیار کر لیا۔ اس ضمن میں یہ واقعہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حضور جب تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے تو بارہ تیرہ منافقوں نے تہیہ کر لیا کہ جب رات کو حضور سفر کر رہے ہوں اور کسی گھاٹی

الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا ۚ

بات اور انھوں نے کفر اختیار کیا اسلام لانے کے بعد اور انھوں نے ارادہ کیا ایسی چیز کا جسے وہ نہ پاسکے

وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ ۚ

اور نہیں غضبناک ہوئے وہ مگر اس پر کہ غنی کر دیا انھیں اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے اپنے فضل و کرم سے[۱۱۹]

فَإِنْ يَتُوبُوا يَكُ خَيْرًا لَهُمْ ۖ وَإِنْ يَتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ

سو اگر وہ توبہ کرلیں تو یہ بہتر ہوگا ان کے لیے اور اگر وہ روگردانی کریں تو عذاب دیگا انھیں اللہ تعالیٰ

گے اور نہ پہچانیں تو دھکا دے کر گرا دیا جائے۔ چنانچہ حضور تشریف لیے جا رہے تھے۔ حذیفہ بن یمان اونٹنی کی نکیل پکڑے آگے آگے تھے اور عمار پیچھے پیچھے۔ جب اونٹنی پگڈنڈی کے کنارے پر پہنچی تو بارہ آدمی جنہوں نے اپنے چہرے ڈھانپے ہوئے تھے راستہ روک کر کھڑے ہوگئے۔ حضور نے عتاب آمیز آواز سے جب انہیں للکارا تو بھاگ کھڑے ہوئے۔ حضور نے حذیفہ و عمار سے دریافت فرمایا کیا تم نے انہیں پہچانا؟ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! انھوں نے منہ چھپائے ہوئے تھے ہم تو نہیں پہچان سکے۔ حضور نے فرمایا ھؤلاء المنافقون الی یوم القیامۃ یہ اپنی منافقت میں قیامت تک منافق ہی رہیں گے۔ حضور نے ان کا ارادہ بھی بتایا کہ تمہیں دھکا دے کر گھاٹی میں گرا دیں۔ انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ ان کے قتل کا حکم کیوں صادر نہیں فرما دیتے۔ حکیم نبی نے جواب دیا اکرہ ان یتحدث العرب بینہا ان محمدا قاتل بقوم حتی اذا اظہرہ اللہ بہم اقبل علیہم یقتلہم ثم قال اللہم ارمہم بالدبیلۃ قلنا یا رسول اللہ وما الدبیلۃ قال شہاب من نار یوضع علی نیاط قلب احدہم فیہلک (ابن کثیر) ترجمہ: مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ عرب یہ کہیں کہ محمد علیہ السلام ایک قوم کو ساتھ لے کر لڑتے رہے۔ اب جب غالب آگیا تو انہی کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ پھر عرض کیا اے اللہ! انہیں دبیلہ کا تیر مار۔ ہم نے پوچھا یا رسول اللہ! دبیلہ کیا ہے؟ فرمایا آگ کا شعلہ ہے جو ان کی رگ دل پر پڑے گا اور انہیں ہلاک کر دے گا۔

[۱۱۹] یعنی ان احسان فراموشوں کو دیکھو کہ غصہ سے پیچ و تاب کھائے جا رہے ہیں۔ فقر و فاقہ سے تنگ آ چکے تھے۔ حضور پُرنور مدینہ میں تشریف فرما ہوئے تو آپ کی برکت سے کاروبار میں برکت ہوئی۔ کھیتیاں لہلہانے لگیں۔ مال غنیمت میں ان کو بھی حصہ ملنے لگا۔ سب جب ان کی حالت اچھی ہوگئی تو بجائے اس کے کہ اللہ اور اس کے رسول نے انھیں جن نوازشات سے مالامال فرمایا اس کا شکریہ ادا کرتے الٹا مخالفت پر آمادہ ہیں۔ یہ بعینہ اس طرح ہے جس طرح ہم اردو میں کہتے ہیں کہ میرا اس کے سوا اور کیا قصور ہے کہ میں نے اسے مصیبت سے نجات دلائی۔

عَذَابًا اَلِيْمًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِى الْاَرْضِ

عذاب الیم۔ دنیا اور آخرت میں اور نہیں ہوگا ان کا روئے زمین

مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿٧٤﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ

میں کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار۔ اور ان میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے وعدہ کیا اللہ سے

ثعلبہ بن حاطب بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مال دے۔ حضور نے فرمایا اے ثعلبہ کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ تو میری مثل ہو۔ اگر میں چاہتا تو پہاڑ سونے کے بن جاتے اور میرے ساتھ ساتھ چلتے۔ اس نے پھر عرض کی حضور دعا فرما دیں کہ میں مالدار ہو جاؤں اور مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق مبعوث فرمایا اگر مجھے دولت مل گئی تو میں ہر حقدار کا حق ادا کروں گا۔ حضور نے پھر فرمایا اے ثعلبہ قلیل تؤدی شکرہ خیر من کثیر لا تطیقہ اے ثعلبہ تھوڑا مال جس پر تم شکر ادا کر سکو اس مال سے بہتر ہے جس کا تم شکر ادا کرنے سے قاصر رہو لیکن اس نے پھر اپنی وہی عرض کی۔ حضور نے دعا فرمائی اللھم ارزق ثعلبۃ مالا اے اللہ اس کو مال عطا فرما۔ اب کیا تھا مستجاب دعا کے لیے کھلے تو اس پر رزق کے دروازے کھل گئے اس نے چند بکریاں خریدیں اور ان میں اتنی برکت ہوئی کہ مدینہ میں کوئی جگہ ایسی نہ رہی جہاں وہ سما سکیں۔ باہر ایک جنگل میں ڈیرہ جما لیا۔ پہلے تو یہ حالت تھی کہ صبح و شام مسجد میں حاضر ہوتا اور اسی وجہ سے اسے حمامۃ المسجد (مسجد کی کبوتری) کہا جاتا تھا۔ اب پہلے ان کی غیر حاضری ہوتی۔ پھر رات کو بھی غیر حاضری ہونے لگی۔ جمعہ میں بمشکل جمعہ کی نماز مسجد نبوی میں نصیب ہوتی لیکن یہ کثیر ترقی اور اس کے باعث مصروفیات اتنی بڑھیں کہ اس نے ترک کیا یہ ایک دن کی حاضری بھی۔ اسی اثنا میں زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا حضور کے عامل اس کے پاس صدقہ لینے گئے۔ اس نے کہا یہ تو جزیہ جیسی بات ہے۔ تم ذرا آگے سے ہو آؤ میں سوچ کر بتاؤں گا۔ وہ دونوں اس کے ہاں سے سلیم کے پاس گئے اس نے ثعلبہ کی بات نہ کی تھی۔ اس نے بہترین جانور زکوٰۃ کے لیے الگ کر کے پیش کیے۔ جب واپسی پر ان عاملوں کا اس کے پاس سے گزر ہوا تو پھر کہنے لگا ذرا خط دکھاؤ دیکھوں اس میں کیا لکھا ہے۔ پڑھ کر کہنے لگا یہ تو جزیہ ہے۔ تم جاؤ میں سوچ لوں۔ جب وہ عامل بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو اس سے پیشتر کہ وہ کچھ عرض کریں حضور نے فرمایا ویح ثعلبۃ بن حاطب ثعلبہ ہلاک ہو گیا اور سلیم کے لیے حضور نے دعا فرمائی۔ چنانچہ ثعلبہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اس کے رشتہ داروں نے اسے بتایا تیرے حق میں یہ آیت اتری ہے تو زکوٰۃ لے کر حاضر ہوا۔ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیرا صدقہ قبول کرنے سے منع فرمایا ہے چنانچہ رونے لگا اور سر پر خاک ڈالنے لگا۔ پھر حضرت صدیق اکبر کے عہد خلافت میں بھی وہ زکوٰۃ لے کر حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا تیری زکوٰۃ اللہ کے رسول نے منظور نہیں فرمائی تو میں کیسے منظور کر سکتا ہوں۔ پھر عہد فاروقی میں حاضر ہوا اور زکوٰۃ

اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾

ساتھ کہ اگر دیا اس نے ہمیں اپنے فضل سے تو ہم ضرور خیرات دیں گے اور ضرور ہو جائیں گے نیکوکاروں میں

فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ

پھر جب اس نے عطا فرمایا انہیں اپنے فضل سے تو کنجوسی کرنے لگے اس کے ساتھ اور منہ موڑ لیا اور وہ

مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ

منہ پھیرنے والے ہیں پس اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ نے نفاق جما دیا ان کے دلوں میں ۸۰ اس دن تک جب ملیں گے

بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿۷۷﴾ اَلَمْ

اس کو اس وجہ سے کہ انہوں نے خلاف ورزی کی اللہ سے جو وعدہ انہوں نے کیا تھا اور اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے

يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ

کیا وہ نہیں جانتے کہ بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے ان کے راز کو اور ان کی سرگوشی کو اور یقیناً اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا

الْغُيُوْبِ ﴿۷۸﴾ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

ہے سب غیبوں کو وہ لوگ جو ریاکاری کا الزام لگاتے ہیں خوشی خوشی خیرات کرنے والوں پر مومنوں سے ۸۱

پیش کی تو حضرت عثمان نے بھی یہ کہہ کر رد فرما دی کہ جب تیری زکوٰۃ رسول کریم نے اور صدیق اکبر نے قبول نہ کی تو میں کیونکر قبول کر سکتا ہوں چنانچہ اسی حالت میں وہ عہد عثمانی میں مر گیا

۸۰ یعنی نفاق کی بیماری جو پہلے ان میں تھی اب پیہم بدعملی و وعدہ خلافی اور بدکاری سے اور زیادہ بڑھ گئی اور اس کی جڑیں ان کے دلوں میں اس مضبوطی سے گڑ گئیں کہ موت سے پہلے ان کے اکھڑنے کا امکان ہی نہ رہا جیسے معمولی نزلہ علاج میں غفلت اور بدپرہیزی کی وجہ سے تپ دق میں بدل جاتا ہے اور یہ سلسلہ جان لیوا ثابت ہوتا ہے۔

۸۱ ایک مرتبہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے راہ خدا میں مال پیش کرنے کی ترغیب دی۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف چار ہزار درہم لے کر حاضر ہوئے۔ عدی بن حاتم نے سو وسق کھجوریں پیش کیں۔ مسلمانوں کو اتنا مال کثیر راہ خدا میں پیش کرتے دیکھ کر منافقین کہنے لگے یہ خدا کی رضا میں دینے کے لیے کب لائے ہیں یہ تو محض ریاکاری ہے تاکہ لوگوں کے

فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ

اور جو نادار نہیں پاتے بجز اپنی محنت و مشقت کی مزدوری کے تو یہ ان کا بھی مذاق اڑاتے

مِنْهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ

ہیں۔ اللہ تعالیٰ سزا دے گا انہیں اس مذاق کی اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ آپ بخشش طلب کریں ان

اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ

کے لیے یا نہ کریں ۳۳ اگر آپ بخشش طلب کریں ان کے لیے ستر بار جب بھی

يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاللّٰهُ

نہ بخشے گا اللہ تعالیٰ انہیں۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے انکار کیا اللہ کا اور اس کے رسول مکرم کا۔ اور

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ

اللہ تعالیٰ نہیں ہدایت دیتا نافرمان گروہ کو۔ خوش ہو گئے پیچھے چھوڑے جانے والے اپنے گھر بیٹھے رہنے پر

اپنی سخاوت کا سکہ جما گئے۔ اتنے میں ایک غریب صحابی ابو عقیل ایک صاع کھجوریں لے کر حاضر ہوا تو ان نااہلوں نے مذاق اڑانا شروع کر دیا۔ اور کہنے لگے کہ اس ایک صاع سے کس لشکر کی ضیافت کا سامان ہو گا۔ حالانکہ اس کا یہ ہدیہ تو متمول مسلمانوں کی بیش بہا پیش کش سے زیادہ قدر و منزلت رکھتا تھا۔ ان نادان نابینوں کو کیا پتہ کہ جو ساری ساری رات کنوئیں سے پانی نکالتے رہے اور جو کچھ مزدوری ملی اسے وہ اپنے دین کی سربلندی کے لیے اپنے رسول کی خدمت میں حاضر کر دیتے۔

۳۳ امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں کہ عبد اللہ بن ابی رئیس المنافقین کا یہ طریقہ تھا کہ جب حضور خطبہ ارشاد فرماتے تو وہ کھڑا ہو جاتا اور خوشامد کرتے ہوئے کہتا هذا رسول الله اكرمكم الله به واعزكم به یہ اللہ کے سچے رسول ہیں اللہ تعالیٰ انہیں عزت و نصرت عطا فرمائے۔ جب احد کے بعد اس کا نفاق واضح ہو گیا تو پھر اس نے کسی موقع پر کھڑے ہو کر یہی الفاظ دہرائے۔ حضرت فاروق نے اسے بازو سے پکڑ کر فرمایا بیٹھ جاؤ اللہ کے دشمن تیرا کذب اب چھپنے والا نہیں۔ دوسرے حاضرین نے بھی اسے ملامت کی۔ چنانچہ نماز پڑھے بغیر غصے سے بل کھاتا ہوا مسجد سے نکل کر چلا گیا۔ راستے میں کسی نے اسے کہا کہ کدھر جا رہے ہو۔ حضور کی خدمت میں جاؤ اور ان کا دامن کرم پکڑ لو اور اپنی بخشش کے لیے حضرت سے عرض کرو۔ اس بدبخت نے کہا ما ابالی استغفر لی او لا يستغفر۔ مجھے پروا نہیں کہ میرے لیے حضرت کی دعا مانگیں

خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ

اللہ کے رسول کی روانگی کے بعد اور ناگوار تھا انہیں کہ جہاد کریں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ؕ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ

راہِ خدا میں ۱۶۲ اور (دوسروں کو) کہنے لگے مت نکلو اس سخت گرمی میں ۱۶۳ فرمائیے دوزخ کی آگ

اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ۝۸۱ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا

اس سے بھی زیادہ گرم ہے۔ کاش! وہ سمجھتے۔ تو انہیں چاہیے کہ ہنسیں تھوڑا اور روئیں

كَثِيْرًا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۸۲ فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى

زیادہ ۱۶۴ یہ سزا ہے جو وہ کمایا کرتے تھے (اے حبیب!) پھر اگر لے جائے آپ کو اللہ تعالیٰ

پاس آئیں یہ دراصل وہ ہیں جنہیں ان کی مغفرت کی دعا کی ضرورت نہیں تو یہ آیت نازل ہوئی۔ اس کے متعلق تفصیلی بحث آگے آ رہی ہے۔

۱۶۱ منافق جہاد میں شریک نہ ہوئے اور حضور کریم کی ہمرکابی کی سعادت انہیں حاصل نہ ہوئی۔ لیکن بجائے اس کے کہ وہ اس محرومی پر غمزدہ ہوتے اور اپنے بخت برگشتہ پر افسوس کرتے الٹے وہ خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے کہ چلو بچ گئے۔

۱۶۲ جب ان کے دلوں میں ایمان ہی نہ تھا تو انہیں وہ ذوق اور لطف کیسے میسر ہو سکتا تھا جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے اور اس کی رضا کے لیے اپنی جان قربان کرنے سے اہل ایمان کو حاصل ہوتا ہے۔ ان کے لیے تو یہ سب کچھ ایک مصیبت تھی جس سے خلاصی حاصل کرنے کے لیے وہ بہانوں کی تلاش میں رہا کرتے تھے۔

۱۶۳ خود تو وہ جہاد میں شریک نہیں ہوئے لیکن اسی پر وہ اکتفا کرنے والے کب تھے۔ وہ دوسرے اہل ایمان کو بھی گرمی کی شدت سے ڈراتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جہنم کی آگ اس سے بھی زیادہ گرم ہے۔ اس گرمی سے بچ گئے تو کیا ہوا اس جھلس کر رکھ دینے والی آگ سے کیونکر نجات حاصل کرو گے۔ لیکن ان چیزوں کو تو صرف دانا آدمی ہی سمجھتا ہے۔ ان نادانوں کو کیا سمجھ۔

۱۶۴ یہ صیغہ امر ہے اور معنی خبر۔ مطلب یہ ہوا کہ اس فانی زندگی کے چند روز وہ ہنسی خوشی گزار دیں گے لیکن آنے والی ابدی زندگی میں انہیں رونا ہی رونا ہے۔ امر بمعنی الخبر ای سیضحکون قلیلا۔

طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَأْذَنُوكَ لِلْخُرُوجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا

ان کے کسی گروہ کے پاس پھر وہ اجازت طلب کریں آپ سے جہاد پر نکلنے کی تو آپ فرمائیے نہیں نکلو گے تم میرے

مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ

ہمراہ کبھی اور ہرگز جنگ نہیں کرو گے میری معیت میں کسی دشمن سے تم نے تو خود پسند کیا تھا (گھر) بیٹھے رہنا

بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ۝ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى

پہلی مرتبہ تو اب بیٹھے رہو پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ ۱۰۹ اور نہ پڑھیے نماز جنازہ کسی

اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا

پر ان میں سے جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑے ہوں اس کی قبر پر ۱۱۰ بیشک انہوں نے کفر کیا

سکون کشتی۔ (قرطبی)

۱۰۹ خالف کا ایک معنی تو ہے پیچھے رہ جانے والا لیکن علامہ قرطبی نے فرمایا ہے کہ خلف بمعنی فسد کے ہے جس طرح کہتے ہیں خلف اللبن (دودھ خراب ہو گیا) یا عرب کہتے ہیں کہ فلان خالفة اهل بيته (فلاں شخص اپنے سارے کنبہ سے فسادی ہے) اسی سے خلوف فم الصائم ہے جبکہ منہ کی بو روزہ رکھنے سے خراب ہو جاتی ہے۔ اب آیت کا معنی یہ ہو گا فاقعدوا مع المفسدين یعنی فسادیوں اور بدکرداروں کے ساتھ بیٹھے رہو۔ آیت کا مدعا یہ ہے کہ چونکہ تم نے جان بوجھ کر میرے رسول کی دعوت کو قبول نہیں کیا اب بطور سزا تمہیں جہاد کی توفیق سے محروم کر دیا گیا ہے بلکہ اب اگر لشکر اسلام کہیں جہاد پر روانہ ہوا اور تم جہاد کے لیے نکلنا بھی چاہو گے تو تمہیں ساتھ لے جانے سے انکار کر دیا جائے گا۔ وهذا يدل على ان استصحاب المخذل في الغزوات لا يجوز (قرطبی)۔ ترجمہ: یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ کسی مردود اور بدنام و رسوا کو جہاد میں ہمراہ لے جانا جائز نہیں۔

۱۱۰ منافقین نے جنگ تبوک میں شرکت نہ کر کے جب صریحاً آپ کا حکم ٹال دیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو حکم دیا کہ اب آپ بھی ان سے پہلی سی نرمی اور رافت کا برتاؤ نہ کیا کریں بلکہ ان کو تنہا چھوڑ دیں تاکہ دوسروں کے لیے موجب عبرت ہوں۔ اس لیے اب آئندہ ان کو جہاد میں شرکت سے روک دیا اور اسی سلسلہ میں یہ حکم فرمایا کہ اب ان کی نماز جنازہ نہ پڑھیے اور نہ ان کی قبر پر تشریف لے جائیے۔ ان کی کرتوتوں نے انہیں اس قابل ہی نہیں چھوڑا کہ رحمت الٰہی ان کی طرف مائل ہو۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جب عبداللہ بن ابی مرض موت میں مبتلا ہوا تو حضور اس کی عیادت کے

لیے تشریف لے گئے اس نے التماس کی کہ جب وہ مرجائے تو حضور اس کی نماز جنازہ پڑھیں اور اس کی قبر پر بھی تشریف فرما ہوں پھر اس نے ایک آدمی بھیجا اور جسم کے ساتھ لگی ہوئی قمیص طلب کی کہ عنایت فرمائی جائے۔ حضور نے اوپر والی قمیص بھیجی اس نے پھر گزارش کی کہ مجھے وہ قمیص چاہیے جو آپ کے جسم اطہر کو چھو رہی ہے۔ حضرت عمرؓ پاس بیٹھے تھے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ اس ناپاک اور گندے کو اپنی پاک قمیص کیوں مرحمت فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حقیقت سے نقاب اٹھایا اور فرمایا۔ ان قمیصی لا یغنی عنہ من اللہ شیئا لعل اللہ ان یدخل بہ الفا فی الاسلام دیکھیں اے عمر! اس کافر اور منافق کو میری قمیص کچھ نفع نہیں پہنچائے گی بلکہ اس کے دینے میں حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے ہزار آدمیوں کو مشرف باسلام کرے گا۔ منافقوں کا ایک انبوہ کثیر ہر وقت عبداللہ کے پاس رہتا تھا جب انہوں نے یہ دیکھا کہ ان کا سردار ساری عمر مخالفت کرنے کے بعد اپنی بخشش اور نجات کے لیے آپ کی قمیص کا سہارا لے رہا ہے تو ان کی آنکھوں سے غفلت کے پردے اٹھ گئے اور یہ حقیقت عیاں ہو گئی کہ اس رحمت عالمیان کی نگاہ کرم کے بغیر اللہ تعالیٰ کے ہاں حضوری ناممکن ہے تو جانتے ہوئے کہ اس کے کمالات پا رہے ہیں ان کا اس کے حضور کی لاج رکھ لیں اب بھی کیوں نہ اس پر ایمان لے آئیں جس کے بعد ہمیں دل سے پیکر رشتہ علاقہ کی سعادت ملتی ہیں اور اس کی شفاعت کے مستحق ہو جائیں چنانچہ اسی روز ایک ہزار منافق اس قمیص کی برکت اور قمیص والے کے حسن خلق سے مشرف باسلام ہوا اسلام دشمنی کا جو نشہ چڑھا تھا وہ اتر گیا لیکن یہ حال تو ہے جو ہر دل کو تڑپا گیا جب وہ مر گیا تو اس کا بیٹا جو مخلص مسلمان تھا حاضر خدمت ہوا اور اپنے باپ کی موت کی اطلاع دی۔ حضور نے دعا فرمائی اور اس کا جنازہ پڑھنے کو سے دل کو آزاد اس سے جس کی حضور جو درگزر اور پیکر صبر و رحمت تھے وہ کیا رکھتے۔ اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے روانہ ہو گئے۔ حضرت عمرؓ نے پھر گزارش کی یا رسول اللہ اللہ نے منع فرمایا ہے منافق کی نماز جنازہ نہ پڑھیں۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور حضور نے حضرت عمرؓ کا دامن پکڑ لیا اور اللہ تعالیٰ کا یہ حکم سنایا ولا تصل علی احد منہم اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضور نے قمیص کیوں عطا فرمائی حضرت نے اس کی کئی ایک وجہیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک تو یہ کہ جب جنگ بدر میں حضرت عباس جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے گرفتار کیے گئے تو ان کی قمیص پھٹ گئی تھی حضور نے انہیں قمیص پہنانا چاہا لیکن حضرت عباس بہت لمبے تھے۔ عبداللہ بن ابی کا قد بھی لمبا تھا اس لیے اس کی قمیص کے سوا اور کوئی قمیص انہیں پوری نہ آئی۔ اس لیے حضور نے چاہا کہ اس کا یہ احسان دنیا میں ہی اتار دیا جائے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو تعلیم دی کہ واما السائل فلا تنہر کسی سائل کو نہ جھڑکیے اس لیے حضور نے اس کے سوال کو رد نہ کیا اور تیسری بڑی وجہ وہی تھی جو حضور نے خود بیان فرمائی کہ اس قمیص کی وجہ سے اللہ ایک ہزار منافقوں کو دولت ایمان سے مالا مال فرمائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ برکت کیا ہو سکتی ہے۔ یہاں ایک چیز اب ذہن نشین کر لیجیے کہ بدنصیب جس کا خاتمہ کفر پر ہو چکا ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ اس کی بخشش نہیں ہوگی اس کے لیے کسی کی شفاعت نفع نہیں دے سکتی۔ صاحب ایمان کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو اس کے لیے اگر اللہ کے محبوب کے ہاتھ

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٨٤﴾ وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ

اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ اور وہ مرے اس حالت میں کہ وہ نافرمان تھے اور نہ تعجب میں ڈالیں آپ کو ان کے مال

وَاَوْلَادُهُمْ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا

اور ان کی اولاد۔ یہی چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کہ عذاب دے انہیں ان سے دنیا میں

وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿٨٥﴾ وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ

اور نکلے ان کا سانس اس حال میں کہ وہ کافر ہوں۔ اور جب اتاری جاتی ہے کوئی سورۃ (جس میں یہ حکم ہوتا ہے)

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ

ایمان لاؤ اللہ پر اور جہاد کرو اللہ کے رسول کے ہمراہ تو اجازت طلب کرنے لگتے ہیں آپ سے دولت والے

مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿٨٦﴾ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا

ان میں سے اور کہتے ہیں رہنے دیجئے ہمیں تاکہ ہم ہوں (گھر) بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ۔ انہوں نے پسند کیا کہ ہو جائیں

مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿٨٧﴾

پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ اور مہر لگا دی گئی ان کے دلوں پر ۱۲۴ تو وہ کچھ نہیں سمجھتے۔

دُھلنے کے لیے اُن کا ملجا بھی آنحضرت ہی ہیں۔ ارشاد الٰہی ہے ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نعمت ایمان نصیب فرمائے اور اس دنیا میں بھی اور روز حشر بھی حضور کی شفاعت کی سعادت سے بہرہ اندوز فرمائے آمین ثم آمین۔ بجاہ شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۱۲۴ یہ ان کی کم فہمی اور نادانی ہے کہ جب انہیں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے، اپنے گناہ بخشوانے اور اپنے ایمان کو پکا کر دینے کا موقع دیا گیا تو انہوں نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا۔ ابر رحمت آیا، برسا، اور دوسروں کے کھیتوں کو شاداب کر کے چلا گیا لیکن ان کی کشت ایمان میں ویسی ہی خاک اڑتی رہی جیسے پہلے اڑ رہی تھی۔ اللہ کریم ہر انسان کو اس کی زندگی میں موقع دیتا ہے تاکہ وہ اپنی سابقہ غفلتوں اور کوتاہیوں کی تلافی کر سکے لیکن بعض بدنصیب اس سنہری فرصت کو بھی ضائع کر دیتے ہیں

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ

لیکن رسول اور جو ایمان لائے اس کے ساتھ انھوں نے جہاد کیا اپنے مالوں

وَ اَنْفُسِهِمْ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ؗ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸۸﴾

اور اپنی جانوں سے اور انہی کے لیے ساری بھلائیاں ہیں ف اور وہی لوگ کامیاب ہیں۔

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

تیار کر رکھے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے باغات بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں وہاں ہمیشہ رہنے والے ہیں

فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۠ وَ جَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ ع ۱۱ ۱۷

ان میں۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور آئے بہانہ بنانے والے بدو ف

لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَ قَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ

تاکہ اجازت مل جائے انھیں اور بیٹھ رہے وہ جنھوں نے جھوٹ بولا تھا اللہ اور اس کے رسول سے عنقریب پہنچے گا

ف منافقین کا رویہ تو یہ ہے کہ سرفروشی کے موقع پر ان کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں لیکن ان کے برعکس رسول پاک اور اس کے صحابہ کا رویہ یہ ہے کہ وہ اپنی جان اور اپنا مال اللہ کی رضا کے لیے قربان کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے بلکہ دعا مانگتے ہیں کہ یہ سعادت انھیں نصیب ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ایسے نیک بختوں کے لیے دین و دنیا کی راحتیں اور نعمتیں ہیں اور وہی دنیا و آخرت میں فلاح و کامیابی حاصل کرنے والے ہیں۔ خیرات سے مراد دونوں جہانوں کی بھلائیاں ہیں۔ معنی لهم منافع الدارين۔

ف پہلے مدینہ میں بسنے والے مخلصین اور منافقین کا ذکر کیا گیا۔ اب اردگرد کے دیہاتیوں کے حالات بیان کیے جا رہے ہیں۔ ان میں کچھ تو سچے ایماندار ہیں ان کا ذکر تو اس رکوع کے آخر میں آئے گا۔ ومن الاعراب من یؤمن باللہ اور ان کے علاوہ منافق ہیں۔ ان کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ ہیں کہ جب انھیں جہاد کی دعوت دی گئی تو جھوٹے بہانے بنا کر گھر بیٹھے رہنے کی اجازت طلب کرنے لگے اور دوسری قسم ان منافقوں کی ہے کہ جنھوں نے جہاد کا حکم سنا تو اکڑ کر گھروں میں بیٹھے رہے اور یہ بھی مناسب نہ سمجھا کہ چلو محض ظاہرداری کے لیے ہی کوئی عذر لنگ پیش کر دیں ایسے لوگوں کے متعلق فرمایا کہ اگر ان کے کفر و نفاق کی یہی حالت آخر دم تک رہی تو انھیں دردناک ابدی عذاب میں مبتلا

الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ

جنہوں نے کفر کیا ان میں سے عذاب دردناک نہیں ہے کمزوروں پر تنگی

وَلَا عَلَى الْمَرْضَى وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ مَا يُنْفِقُونَ

اور نہ بیماروں پر اور نہ ان پر جو نہیں پاتے وہ مال جسے خرچ کریں

حَرَجٌ إِذَا نَصَحُوا لِلّٰهِ وَرَسُولِهِ ۚ مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِنْ

اگر پیچھے رہ جائیں کوئی حرج جبکہ وہ مخلص ہوں اللہ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے ۱۴ نہیں ہے نیکوکاروں پر

سَبِيلٍ ۚ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ

پر ہر گز کوئی وجہ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے ۔ اور نہ ان پر کوئی الزام ہے جو جب حاضر ہوتے آپکے پاس

کر دیا جائے گا۔ اس صورت میں معذرون باب تفعیل سے ہوگا اور معنی وہ شخص ہے جس کے پاس کوئی حقیقی عذر نہ ہو اور پھر بھی وہ عذر پیش کرے۔ وهو الذي يعتذر ولا عذر له لیکن اخفش اور فراء وغیرہما علماء لغت ونحو نے کہا ہے کہ معذرون اصل میں معتذرون تھا۔ ت اعمال کر دال سے بدلا اور ذال کو دال میں مدغم کر دیا اور معذرون ہو گیا اب اس کا معنی ہوگا سچے عذر والے اور یہی۔ اور اس سے مراد عامر بن طفیل کا قبیلہ ہے جس نے حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ اگر ہم حضور کے ہمراہ جہاد پر جائیں گے تو بنی طے کے بدو ہماری بیویوں، بچوں اور مویشیوں پر حملہ کر کے لوٹ لیں گے حضور نے ان کی اس سچی معذرت کو قبول فرمایا۔

۱۳ یعنی جو لوگ حقیقۃً معذور ہیں وہ اگر جہاد میں شریک نہ ہو سکیں تو کوئی حرج نہیں۔

۱۴ نصیحت کا معنی ہے اخلاص۔ اسی وجہ سے خالص توبہ کو توبۃ النصوح کہتے ہیں اور جب بات خلوص نیت سے کہی جائے تو کہتے ہیں نصح له القول۔ حضرت تمیم الداری سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار فرمایا۔ الدين النصيحة قالوا لمن يا رسول الله قال لله ولكتابه ولرسوله ولائمة المسلمين وعامتهم رواه مسلم۔ دین نصیحت کرتے ہیں۔ ہم نے عرض کی کس کے لیے، تو فرمایا اللہ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے، اس کے رسول کے لیے، مسلمانوں کے ائمہ کے لیے اور عام لوگوں کے لیے۔ اور یہاں بھی نصیحت کا معنی اخلاص ہے۔ علماء کرام نے اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اللہ کے لیے نصیحت کا یہ مطلب ہے کہ اس کی توحید اور اس کی صفات کاملہ پر خالص اعتقاد ہو اور اس کو نقص اور عیب سے پاک جانے۔ اور رسول کے لیے نصیحت کا یہ معنی ہے کہ اس کی رسالت کو

لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ

تاکہ آپ سوار کریں انہیں تو فرمایا آپ نے نہیں پاتا میں جس پر تمہیں سوار کروں وہ لوٹے اس حال میں کہ ان کی آنکھیں

تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ اِنَّمَا

بہا رہی ہوتی تھیں آنسو اس غم میں کہ افسوس نہیں ان کے پاس جو وہ خرچ کریں ۱۳۳؎ الزام تو

السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَآءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ

بس ان لوگوں پر ہے جو اجازت مانگتے ہیں آپ سے حالانکہ وہ مالدار ہیں۔ وہ راضی ہو گئے اس

يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۳﴾

پر کہ ہو جائیں پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ اور مہر لگا دی اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر پس وہ (کچھ) نہیں جانتے

سچے دل سے مانے، اس کی فرمانبرداری کرے، اس کی عزت و تکریم کرے، اس سے اور اس کے اہل بیت سے محبت کرے۔ اور مسلمانوں کے امراء کے لیے نصیحت سے یہ مراد ہے کہ ان کے خلاف بغاوت نہ کرے۔ ان کو صحیح مشورہ دے اور اگر ان سے غفلت سرزد ہو تو انہیں متنبہ کر دے۔ اور عوام کو نصیحت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی صحیح رہنمائی کرے، سب کے لیے دل سے خیر مانگا کرے اور سب کی خیر خواہی میں کوشاں رہے (قرطبی)۔

۱۳۳؎ جب غزوہ تبوک کی تیاری شروع ہو گئی تو وہ غریب و نادار مسلمان جن کے دلوں میں راہ حق میں جان دینے کے بڑے ارمان مچل رہے تھے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! ہم دل و جان سے جہاد کے لیے تیار ہیں لیکن ہم نادار ہیں۔ اتنی طاقت نہیں کہ سواری کا انتظام کر سکیں۔ براہ کرم سواری کا انتظام فرما دیجئے تاکہ ہم یہ سعادت حاصل کر سکیں۔ حضور نے جب انہیں یہ بتایا کہ بیت المال میں اتنی گنجائش نہیں کہ تمہاری سواری کا بندوبست کیا جا سکے تو انہیں اتنا صدمہ پہنچا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگ گئے۔ اور انہیں اپنی ناداری کا جتنا غم آج ہوا شاید ہی کبھی اتنا ہوا ہو۔ [illegible] ہیں کہ وہ دل ہی دل میں خوش ہوتے کہ آج افلاس کام آیا۔ اس گرم موسم میں سینکڑوں میل کی مسافت سے جان چھوٹی۔ یہ مغموم، دلگیر اور اشکبار ہیں۔ اس حقیقت کو کچھ وہی خوش نصیب سمجھ سکتے ہیں جن کو عشق و محبت کی مینا سے ایک دو جام ملے ہوں۔

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ۭ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا

وہ بہانے پیش کریں گے تمھارے پاس جب تم لوٹ کر جاؤ گے ان کی طرف ۱۳۳ فرمائیے بہانے مت بناؤ

لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ۭ وَسَيَرَى اللّٰهُ

ہم نہیں اعتبار کریں گے تمھارا۔ آگاہ کر دیا ہے ہمیں اللہ تعالیٰ نے تمھاری خبروں پر اور دیکھے گا اللہ تعالیٰ

عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

تمھارا عمل اور اس کا رسول ۱۳۴ پھر لوٹائے جاؤ گے اس کی طرف جو جاننے والا ہے ہر پوشیدہ اور ظاہر کو

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا

پھر وہ آگاہ کرے گا تمھیں جو کچھ تم کیا کرتے تھے قسمیں کھائیں گے اللہ کی تمھارے سامنے جب تم

انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ۭ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ۭ اِنَّهُمْ

لوٹو گے ان کی طرف تاکہ تم معاف کر دو انھیں سو منہ پھیر لو ان سے یقیناً وہ

رِجْسٌ ۡ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ يَحْلِفُوْنَ

ناپاک ہیں ۱۳۵ اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ بدلہ اس کا جو وہ کمایا کرتے تھے۔ وہ قسمیں کھاتے ہیں

۱۳۳ جب مسلمان غزوہ تبوک سے مظفر و منصور ہو کر مدینہ طیبہ واپس آنے لگے تو اللہ نے انھیں آگاہ کر دیا کہ جب تم مدینہ پہنچو گے تو منافقین تمھارے پاس آئیں گے اور جہاد میں شرکت نہ کرنے کی کئی وجہیں پیش کریں گے اور اس طرح تمھیں اپنے ایمان اور اپنے اخلاص کا یقین دلائیں گے تمھیں چاہئے کہ تم انھیں صاف صاف کہہ دینا کہ اس مکر و فریب کو اب رہنے دو۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمھارے نفاق اور خبث باطن پر مطلع کر دیا ہے اب ہم تمھاری باتوں میں آنے والے نہیں۔

۱۳۴ اب تک جو تم نے کیا اس کی حقیقت کا تو ہمیں علم ہو گیا۔ اب بھی تمھیں اجازت ہے کہ تم اپنی اصلاح کر لو اللہ اور اس کا رسول تمھارے عمل دیکھے گا۔ اگر تمھارے اعمال نے تمھارے ایمان اور اخلاص پر مہر تصدیق کر دی تو ہم بھی تسلیم کر لیں گے عنقریب جان لو اس چند روزہ زندگی کے بعد تمھیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر کیا جائے گا اور وہ سب کچھ جاننے والا تمھیں تمھارے سب کرتوتوں پر آگاہ کر دے گا

لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَىٰ

تمہارے سامنے تاکہ تم خوش ہو جاؤ ان سے سو اگر تم خوش بھی ہو گئے ان سے تو بھی اللہ تعالیٰ راضی نہیں

عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ﴿٩٦﴾ الْأَعْرَابُ أَشَدُّ كُفْرًا وَنِفَاقًا وَأَجْدَرُ

ہو گا نافرمانوں کی قوم سے ۔ اعرابی زیادہ سخت ہیں کفر اور منافقت میں اور حقدار ہیں

أَلَّا يَعْلَمُوا حُدُودَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

کہ نہ جانیں وہ احکام جو نازل کیے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا

حَكِيمٌ ﴿٩٧﴾ وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَيَتَرَبَّصُ

بڑا دانا ہے ۔ اور بعض بدو ایسے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ جو وہ راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں وہ تاوان ہے اور

بِكُمُ الدَّوَائِرَ ۚ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٩٨﴾

منتظر ہیں تمہارے لیے زمانہ کی گردشوں کے حقیقت میں ۔ انہی پر ہے بری گردش اور اللہ تعالیٰ سمیع و علیم ہے

؎ اعراض کا مادہ آیت میں دو بار استعمال ہوا ہے اور یہ دو مختلف معنوں میں مستعمل ہوتا ہے (۱) منہ موڑ کر راہ دو (۲) قطع تعلق ۔ لتعرضوا میں پہلا معنی مطلوب ہے اور فاعرضوا عنہم میں دوسرا معنی مقصود ہے یعنی منافق قسمیں کھا کھا کے التجا کریں گے کہ ان کی غلطی معاف کر دی جائے لیکن تمہیں یہی حکم دیا جاتا ہے کہ تم ان سے قطع تعلق کر دو چنانچہ حضور جب مدینہ منورہ تشریف فرما ہوئے تو یہ حکم دے دیا کہ لا تجالسوهم ولا تکلموهم نہ ان کے ساتھ بیٹھو اور نہ ان سے بات چیت کرو اور قطع تعلق کی وجہ بھی بیان فرما دی کہ انہم رجس یہ ناپاک ہیں

؎ منافقین مدینہ کے حالات کا ذکر کرنے کے بعد اب بیرون جات میں بسنے والے منافقین کا ذکر ہو رہا ہے کہ اپنی صحرائی زندگی، درشت عادات اور مرکز اسلام سے دور رہنے کے باعث ان کا کفر اور نفاق بہت سخت اور کرخت قسم کا ہے ۔ بالکل نیم چڑھے کریلے ہیں۔

؎ کیونکہ ان کے دلوں میں نفاق تھا اس لیے راہ خدا میں جو پیسہ وہ خرچ کیا کرتے تھے بادل ناخواستہ خرچ کیا کرتے تھے ۔ انہیں یہ احساس ہوتا تھا جیسے وہ کوئی جرمانہ ادا کر رہے ہیں اور ہونا بھی ایسا ہی چاہیے تھا کیونکہ اسلام کی ترقی کے ساتھ انہیں کوئی دلچسپی نہ تھی بلکہ ناگوار تھی ۔ رضائے الٰہی کا مفہوم انہیں معلوم ہی نہ تھا ۔ ڈر کے مارے

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا

اور کچھ دیہاتیوں میں سے وہ ہیں جو ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور روزِ قیامت پر اور سمجھتے ہیں جو وہ

يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ

خرچ کرتے ہیں قرب الٰہی اور رسول (پاک) کی دعائیں لینے کا ذریعہ ہے ۳۲؎ سنو! ہاں وہ ان کے لیے باعث قرب ہے

سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَالسّٰبِقُوْنَ ع

ضرور داخل کرے گا انہیں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں بیشک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ اور سب سے آگے

الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ

آگے سب سے پہلے ایمان لانے والے مہاجرین اور انصار سے اور جنہوں نے پیروی کی ان کی عمدگی سے

اور مسلم سوسائٹی سے چپکے رہنے کی وہ قیمت ادا کیا کرتے تھے۔ ان کے لیے یہ چندہ ایک جرمانہ اور تاوان ہی تھا۔ مغرمًا معناہ غرامۃ واصلہ لزوم الشیٔ ومنہ ... لا عن طیب نفس ولا رضًا قرطبی

۳۱؎ دوائر جمع ہے دائرہ کی۔ اس کا معنی ہے اچھی حالت کا بری حالت سے بدل جانا جسے ہم گردش زمانہ سے تعبیر کیا کرتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اب تو وہ دل پر جبر کر کے کچھ مالی امداد کر دیا کرتے ہیں لیکن اندر ہی دل میں وہ اس بات کے خواہاں ہیں کہ کبھی گردش زمانہ مسلمانوں کی ابھرتی ہوئی قوت کو ختم کر کے رکھ دے اور ہم یہ چندہ دینے سے صاف انکار کر دیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ گردش زمانہ تو تمہیں ہی پیس کر رکھ دے گی۔ اسلام اور مسلمان تو روز بروز ترقی کرتے جائیں گے۔

۳۲؎ اب ان اعرابیوں کا ذکر ہو رہا ہے جو دل وجان سے اسلام قبول کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور یوم قیامت پر ایمان رکھتے ہیں اور راہ خدا میں جو مال خرچ کرتے ہیں اسے تاوان خیال نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کا سبب سمجھتے ہیں۔ یعنی جب وہ خرچ کرتے ہیں تو اس یقین سے خرچ کرتے ہیں کہ اس سے ہمیں اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوگا اور حضور رحمت عالم ہمارے لیے خیر و برکت کی دعا فرمائیں گے اور حضور کی دعا کی برکت سے انہیں اللہ تعالیٰ کے قرب و رضا کی نعمت حاصل ہوگی۔ صاحب روح المعانی لکھتے ہیں لانہا الغایۃ القصوی وصلوات الرسول علیہ الصلوۃ والسلام من ذلک۔ اللہ تعالیٰ کی رضا سب سے بلند ترین مقصد ہے اور حضور کی دعائیں اس کے حصول کا ذریعہ ہیں۔ حضرت صدر الافاضل مراد آبادی قدس سرہ لکھتے ہیں

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ ان سے اور راضی ہو گئے وہ اس سے اور اس نے تیار کر رکھے ہیں ان کے لیے باغات

تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَ

بہتی ہیں ان کے نیچے ندیاں ہمیشہ رہیں گے ان میں ابد تک۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے ؎ اور

یہی فاتحہ کی اصل ہے کہ صدقہ کے ساتھ دعائے مغفرت کی جاتی ہے۔ لہٰذا فاتحہ کو بدعت و ناروا بتانا قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔" (خزائن العرفان)۔

؎ میں تحقیق و تاکید کے لیے ہے۔

؎ یہاں ان پاک ہستیوں مہاجرین و انصار کا ذکر فرمایا جا رہا ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے کرم نبی کی دعوت اس وقت قبول کی جب کہ اس کو قبول کرنا بڑی مصیبتوں اور تکلیفوں کو دعوت دینا تھا۔ اس وقت اسلام کی اعانت کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا جب اسلام بڑی بے کسی کی حالت میں تھا۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے ان مخلص، جانباز اور پاکباز بندوں پر ناز ہے بلکہ ساری انسانیت کو ان پر فخر ہے جنہوں نے حق کو حق سمجھ کے لیے قبول کیا اور اس کو فروغ دینے اور دور دراز کونوں تک پہنچانے کے لیے اپنے وطن چھوڑے، اپنے عزیز رشتے توڑے، اپنے سر کٹائے۔ قرآن بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ان مخلص، جانباز اور پاکباز غلاموں پر راضی ہو گیا اور اس کے ان بندوں نے جب دیکھا کہ ان کے رب کریم نے ان کی ان قربانیوں کو شرف قبول عطا فرمایا ہے تو وہ رب کی شان بندہ پروری اور ذرہ نوازی کو دیکھ کر راضی ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت کی ابدی نعمتوں سے بھی انہیں سرفراز فرمایا اور صرف یہی نہیں کہ وہ خود ہی اس دولت سے خوشنود ہوئے بلکہ تا قیامت جو بھی خلوص و دیانت سے ان کی پیروی کرے گا وہ بھی رضائے ربانی کا مستحق ہو گا۔ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کی شان ظاہر و باطن کے جاننے والے خدا نے خود اپنی کتاب مقدس میں بیان فرما دی۔ آپ ذرا سوچیں کہ جن کی توصیف و مدح کرے، جن کے ایمان کا رب خود گواہ ہو، جن کے جنتی ہونے کا وہ خود مژدہ سنائے ان پاک لوگوں کی شان میں بد زبانی کرنا کتنا شیطانی کام اور کتنا خطرناک جرم ہے۔ صحابہ کرام اس لیے تو شمع توحید پر پروانہ وار نثار نہیں ہوتے تھے کہ چودھویں صدی کا بے عمل مسلمان ان کی مدح و ستائش کرے۔ ان کے پیش نظر تو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے رسول کی خوشنودی تھی اور وہ انہیں حاصل ہو گئی۔ اگر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہونے کے بعد ساری دنیا بھی ان کی جناب میں گستاخیاں کرتی رہے تو اس سے ان کا کیا بگڑتا ہے۔ البتہ ان لوگوں کی حالت یقیناً قابل افسوس ہے جو صحابہ کرام کے نقش قدم پر چل کر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مستحق بن سکتے تھے لیکن انہوں نے ادھر سے منہ موڑ کر بلکہ ان لوگوں سے دشمنی کر کے اپنے آپ کو محروم کر دیا۔

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۛ

تمہارے آس پاس بسنے والے دیہاتیوں سے کچھ منافق ہیں اور کچھ مدینہ کے رہنے والے

مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۖ لَا تَعْلَمُهُمْ ۖ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ۚ سَنُعَذِّبُهُمْ

پکے ہو گئے ہیں نفاق میں ۱۲۳ آپ نہیں جانتے انہیں ہم جانتے ہیں انہیں ۱۲۴ ہم عذاب دیں گے انہیں

مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا

دو بار ۱۲۵ پھر وہ لوٹائے جائیں گے بڑے عذاب کی طرف ۱۲۶ اور کچھ اور لوگ ہیں جنہوں نے اعتراف

بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ

کر لیا ہے اپنے گناہوں کا۔ انہوں نے ملا دیئے ہیں کچھ اچھے اور کچھ برے عمل۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ

۱۲۲ اللہ تعالیٰ اپنے دست کرم سے حقیقی کامیابی کا تاج اپنے محبوب رسول کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سروں کی زینت بنا رہا ہے۔

۱۲۳ مرد کا معنی ہے پختہ ہو جانا۔ اصل المرد الملاسة ومنه صرح ممرد والامرد الذی لا شعر علی وجهه والمرداء الرملة التی لا تنبت شیئا (قرطبی)۔ یعنی نفاق کی جڑیں ان کے دلوں میں گہری چلی گئی ہیں اور ان کے تائب ہونے کی اب کوئی توقع نہیں۔

۱۲۴ یعنی وہ اتنے ماہر منافق ہیں کہ اپنی بد باطنی اور دلی خباثت کو کسی طرح ظاہر نہیں ہونے دیتے کوئی بڑے سے بڑا زیرک بھی اس پر مطلع نہیں ہو پاتا۔ اور تو اور آپ بھی اپنے حسن کی صفائی اور فراست کی تیزی کے باوجود اللہ تعالیٰ کے بتائے بغیر انہیں نہیں پہچان سکتے۔ ہاں اللہ تعالیٰ سے ان کی فریب کاریاں پوشیدہ نہیں۔

۱۲۵ انہیں دو عذاب دیئے جائیں گے۔ پہلا عذاب تو یہ دیا گیا کہ انہیں رسوا کیا گیا۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ قام رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم الجمعة خطیبا فقال اخرج یا فلان فانک منافق اخرج یا فلان فانک منافق فاخرجهم باسمائهم ففضحهم۔ فهذا العذاب الاول والعذاب الثانی عذاب القبر (روح المعانی وغیرہ من کتب التفسیر)۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جمعہ کے روز خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا اے فلاں اٹھو یہاں سے نکل جاؤ تم منافق ہو۔ اے فلاں نکل جاؤ تم منافق ہو۔ چنانچہ ان کے نام لے لے کر انہیں نکال دیا اور ان کو رسوا کیا۔ یہ پہلا عذاب تھا۔ دوسرا عذاب قبر میں ہوگا۔ اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم کو ان

يَتُوبَ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً

قبول فرمائے ان کی توبہ۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ اے حبیب! وصول کیجیے ان

تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ

کے مالوں سے صدقہ ۱۴۸ تاکہ آپ پاک کریں انہیں اور بابرکت بنادیں انہیں اس سے اور دعا مانگیے ان کے لیے بیشک آپ کی دعا

منافقین کا علم ہے اور تھا۔ اسی لیے تو حضور نے جمعہ کے دن مجمع عام میں ان کے نام لے لے کر نکل جانے کا حکم فرمادیا۔ اور لا تعلمھم میں جو علم کی نفی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور اللہ تعالیٰ کے بتائے بغیر خود بخود انہیں نہیں جانتے اور ہمارا یہی عقیدہ ہے کہ حضور کے پاس جو علم ہے وہ اللہ تعالیٰ کا عطا فرمودہ ہے۔

۱۴۶ یعنی ان دونوں عذابوں کے بعد قیامت کا ابدی عذاب

۱۴۷ منافق جو غزوہ تبوک میں شریک نہ ہوئے تھے ان کا طرز عمل تو یہ تھا کہ جھوٹی قسمیں کھا کر غلط بہانے پیش کرتے لیکن بعض ایسے لوگ بھی شریک نہ ہوئے تھے جو سچے مومن تھے۔ انہوں نے اپنی غلطی کو تسلیم کر لیا اور عفو و بخشش کے لیے درخواست کی۔ ان کا ذکر اس آیت میں کیا گیا۔ روایت میں ہے کہ وہ دس آدمی تھے۔ جب حضور غزوہ سے واپس تشریف لائے تو انہوں نے اپنے قصور کا اعتراف کیا اور اپنے آپ کو مسجد کے ستونوں کے ساتھ باندھ دیا۔ حضور جب مسجد میں تشریف لے گئے تو ان کے متعلق دریافت فرمایا۔ عرض کی گئی اے اللہ کے رسول! انہوں نے قسم اٹھائی ہے کہ جب تک آپ اپنے دست مبارک سے انہیں نہیں کھولیں گے وہ یونہی بندھے رہیں گے۔ حضور نے فرمایا بخدا میں بھی انہیں اس وقت تک نہ کھولوں گا جب تک اللہ تعالیٰ مجھے انہیں کھولنے کا حکم نہیں دیگا۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو اپنے مبارک ہاتھوں سے کھولا

۱۴۸ جب انہیں کھول دیا گیا تو یہ سارا اسباب و سامان اٹھا کر لے آئے اور عرض کی اے نبی مکرم! یہی مال و متاع کی محبت کی وجہ سے ہم جہاد میں شریک نہیں ہو سکے اس لیے حضور اسے راہ خدا میں تقسیم کر دیجیے ہم اب اسے اپنے پاس نہیں رکھنا چاہتے۔ حضور نے فرمایا مجھے تمہارا مال قبول کرنے کا حکم نہیں ملا۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی اور حضور نے دو حصے انہیں واپس کر دیے اور تیسرا حصہ خیرات کر دیا۔ علماء نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد مال کی زکوٰۃ نہیں بلکہ وہ صدقہ ہے جو گناہ کے سرزد ہونے کے بعد انہوں نے دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو ارشاد فرمایا کہ آپ ان کے صدقہ کو قبول فرمائیے اور اس طرح ان کو گناہوں کی نحوست سے پاک کیجیے اور ان کے دل کے آئینہ پر گناہ کا جو گرد و غبار ابھی باقی ہے اسے دور فرما کر اسے صاف شفاف کر دیجیے۔ تطھرھم اور تزکیھم میں ضمیر خطاب کا مرجع حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک ہے۔ والاجود ان تکون مخاطبة للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ای انک تطھرھم وتزکیھم بها (قرطبی)

لَّهُمْ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿١٠٣﴾ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ

دلی تسکین کا باعث ہے ان کے لیے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ ہی تو ہے جو قبول فرماتا ہے توبہ

عَنْ عِبَادِهِ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

اپنے بندوں کی اور لیتا ہے صدقات کو اور بے شک اللہ ہی بہت توبہ قبول کرنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ ۖ وَ

اور فرمائیے عمل کرتے رہو پس دیکھے گا اللہ تعالیٰ تمہارے عملوں کو اور دیکھے گا اس کا رسول اور مومن ف اور

سَتُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٠٥﴾

لوٹائے جاؤ گے اس کی طرف جو جاننے والا ہے ہر پوشیدہ اور ظاہر چیز کا پس وہ خبردار کرے گا تمہیں اس سے جو تم

وَآخَرُونَ مُرْجَوْنَ لِأَمْرِ اللَّهِ إِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَإِمَّا يَتُوبُ عَلَيْهِمْ

کیا کرتے تھے۔ اور دوسرے لوگ ہیں جن کا معاملہ ف ملتوی کر دیا گیا ہے اللہ کا حکم آنے تک یا تو وہ عذاب

صلوٰۃ سے مراد دعا ہے۔ الصلوٰۃ فی کلام العرب الدعاء یعنی اے حبیب! ان کے لیے دعا بھی فرمایا کیجئے۔ آپ کی دعا سے ان کے بے قرار دلوں کو تسکین اور بے چین اور مضطرب روحوں کو آرام نصیب ہو جاتا ہے۔ ہم شکستہ دلوں، غفلت و کوتاہی کے اسیروں، نفس و شیطان کے دام فریب میں پھنسے ہوؤں کے لیے اگر امید کی کوئی کرن ہے تو یہی کہ اے چشم مصطفیٰ ﷺ تو ہم پر مائل کرم ہو گی، اے لب حبیب! تو ہماری آمرزش کے لیے وا ہو گا اور اے دست رحمت! تو چارہ سازی فرمائے گا۔ صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ وصفیہ محمد صاحب المقام المحمود شفیع المذنبین وعلی آلہ وصحبہ واولیاء امتہ الی یوم الدین۔

علامہ اسمٰعیل حقی نے اپنی تفسیر روح البیان میں اس کی توضیح اس طرح فرمائی ہے۔ قال [illegible] ان لعمل الصالح و حلیتہ نور یصعد الی السموات بقدر صدقہ و اخلاصہ فالله تعالی یراہ بنور الربوبیۃ و الرسول علیہ السلام یراہ بنور النبوۃ و المؤمنین یرونہ بنور الایمان۔ یعنی عمل کے خلوص کا ایک نور ہوتا ہے جو آسمان کی طرف اپنے صدق و اخلاص کے اندازے کے مطابق بلند ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے نور ربوبیت سے، رسول اسے اپنے نور نبوت سے اور مومنین کاملین اسے اپنے نور ایمان سے دیکھتے ہیں۔

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا

دے انھیں اور چاہے تو قبول فرمالے (ان کی توبہ) اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا دانا ہے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے بنائی ہے ایک مسجد نقصان پہنچانے کے لیے اور کفر کرنے کے لیے

۱۵۵ ان سے مراد کعب بن مالک، ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع ہیں۔ کسی شرعی عذر کے بغیر یہ وہ جنگ تبوک میں شریک نہ ہوئے تھے۔ حضور نے حکم فرمایا کہ ان کے ساتھ کوئی گفتگو نہ کرے اور انہیں کوئی سلام کا جواب نہ دے۔ پچاس دن کے صبر آزما انتظار کے بعد ان کی توبہ قبول ہوئی۔

۱۵۶ بنی خزرج کے ایک آدمی ابو عامر نے حضور کے مدینہ تشریف لانے سے پہلے عیسائی مذہب قبول کر لیا تھا اور ترک دنیا کر کے راہب بن گیا تھا۔ اس کی پارسائی کی بڑی شہرت ہوئی اور یثرب کے اکثر لوگ اس کے معتقد ہو گئے۔ جب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو اسے محسوس ہوا کہ اب لوگوں کی توجہ اس کی طرف سے ہٹتی جا رہی ہے اور اس کے ارادتمند اسے چھوڑ کر شمع رسالت کے پروانے بنتے جا رہے ہیں اپنی پیری کا چراغ بجھتا دیکھ کر وہ بیتاب ہو گیا۔ حضور نے اسے بھی دعوت اسلام دی۔ اس نے پوچھا آپ کونسا دین لے کر آئے ہیں۔ حضور نے فرمایا دین ابراہیمی۔

وہ کہنے لگا کہ آپ نے اس میں بہت سی چیزیں اپنی طرف سے بڑھا دی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی غلط فہمی دور کرنے کی کوشش فرمائی لیکن وہ اپنی ضد پر اڑا رہا۔ جوش میں آکر اس کی زبان سے نکلا ہم میں سے جو جھوٹا ہو خدا اسے اپنے وطن سے دور غربت اور تنہائی میں ہلاک کرے۔ حضور نے فرمایا آمین۔ جنگ بدر میں جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم کو عظیم الشان فتح عطا فرمائی تو یہ بیتاب ہو گیا اور مکہ میں جا کر اہل مکہ کو انتقام لینے کے لیے خوب اکسایا۔ اور جب ان کا لشکر مدینہ کی طرف روانہ ہوا تو یہ ان کے ساتھ ساتھ تھا۔ میدان احد میں پہنچا تو اس خیال سے کہ جب وہ اپنے پہلے عقیدت مندوں کے سامنے ہو گا تو وہ اس کی طرف دوڑے چلے آئیں گے۔ وہ صفوں سے آگے بڑھ کر انصار کے قریب آکھڑا ہوا اور انہیں اپنے ساتھ آملنے کی دعوت دی۔ لیکن مصطفیٰ علیہ اصلی التحیۃ واجمل الثناء کے دیکھنے کے بعد اب انصار اس منحوس کی شکل دیکھنا بھی گوارا نہ کرتے تھے۔ انہوں نے اسے راہب کی بجائے فاسق کے لقب سے پکارا اور اس کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ وہ جھلا کر بولا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اب جو قوم تیرے ساتھ جنگ کرے گی میں اس کے ساتھ ہوں گا۔ چنانچہ وہ حنین تک کفر و اسلام کی تمام جنگوں میں کفر کے ساتھ رہا اور ان کا سرغنہ بنا رہا۔ جب ہوازن و ثقیف کے مشہور تیر انداز بھی شکست کھا گئے تو اسے یقین ہو گیا کہ اب جزیرہ عرب میں کوئی ایسی قوت نہیں جو اسلام سے ٹکر لے سکے۔ قیصر کے ساتھ اس کے دوستانہ تعلقات تھے اسی خیال سے وہ شام کی طرف روانہ ہوا کہ وہ قیصر کو مسلمانوں کے خلاف اکسائے گا اور اسے ساتھ لے کر مسلمانوں پر ایک زبردست حملہ کر کے ان کی قوت کو ختم کر سکے گا۔ وہاں جا کر اس نے اپنے ہمنوا منافقین کے نام خط لکھے۔ اسی کی تحریک پر قیصر نے مدینہ طیبہ پر حملے

وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِرْصَادًا لِمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

اور پھوٹ ڈالنے کے لیے مومنوں کے درمیان اور (اسے) کمین گاہ بنانے کے لیے اس کی جو جنگ کر رہا ہے اللہ سے اور

مِنْ قَبْلُ وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ

اس کے رسول سے اس سے پہلے اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ نہیں ارادہ کیا ہم نے مگر بھلائی کا اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ قطعاً

لَكَاذِبُونَ لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ

جھوٹے ہیں۔ (اے حبیب) آپ کھڑے نہ ہوں اس میں کبھی بھی البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے پہلے دن سے

[illegible] کیا اس کی وجہ سے تبوک کا سفر پیش آ گیا۔ اسی اثنا میں منافقین کو موقع ملا، ایک مستقل مسجد کے نام سے تعمیر کی جہاں وہ مسلمانوں میں اسلام کے خلاف آزادی سے سازشیں کر سکیں اور نیز اس طرح مسلمانوں کی جماعت میں انتشار پیدا ہو جائے گا اور جب وہ قیصر کی مدد سے مدینہ پر حملہ کریں گے تو اس مرکز کو اپنی قیام گاہ بنائیں گے۔ چنانچہ قبا کی بستی میں جو مسجد مشہور ہے تعمیر ہو چکی تھی اس کے قریب ہی انہوں نے یہ مسجد بنا دی۔ اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی نیک نیتی کا یقین دلانے کے لیے عرض کی یا رسول اللہ قبا کی بستی میں ایک ہی مسجد تھی۔ رات کے اندھیرے میں اور برسات کے موسم میں اور ضعیفوں بیماروں اور کمزوروں کو وہاں جانے میں بڑی دقت ہوتی تھی اس لیے ہم نے ایک مسجد بنائی ہے۔ آپ از راہ مہربانی ایک مرتبہ اس میں نماز ادا فرمائیں تاکہ وہ بابرکت ہو جائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اب تو تبوک کا سفر درپیش ہے واپسی پر اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو دیکھا جائے گا۔ جب حضور بخیر و عافیت تبوک سے واپس تشریف لاتے مدینہ کے قریب پہنچ گئے تو منافقین کا ایک وفد اپنی درخواست لے کر حاضر ہوا۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے حرف [illegible] اور اپنے رسول کو [illegible] تو حضور نے چند مسلمانوں کو حکم دیا کہ اس مسجد کو جا کر پیوند خاک کر دیں اور اسے آگ لگا دیں۔ چنانچہ فوراً حکم کی تعمیل کی گئی۔

ــــ یہ سارے حالات صرف اس مسجد میں ہی نہیں جس کی تعمیر کا مقصد عبادت خداوندی نہیں بلکہ اس کا مقصد تو صرف یہ ہے کہ مسلمانوں کو نقصان پہنچایا جائے۔ ان کی جگہ کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ان میں پھوٹ ڈالی جائے اور مسلمانوں کی جمعیت کو منتشر کیا جائے بلکہ اس کا حکم ایک ہی ہے کہ جب اللہ [illegible] قیام اللہ کے طور پر استعمال کرے ایسی عمارت کو ظاہر داری کی وجہ سے گو مسجد کہا جائے حقیقت میں تو وہ ناپاک اور مکروہ مکان ہے جس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے تاکہ اس کا نشان تک بھی باقی نہ رہے۔

ــــ اے حبیب ان منافقین کی قسموں پر اعتبار نہ کرنا یہ سراسر بالکل جھوٹے ہیں

أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ ۚ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا ۚ

وہ زیادہ مستحق ہے کہ آپ کھڑے ہوں نماز میں۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو پسند کرتے ہیں صاف

وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ ﴿١٠٨﴾ أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ تَقْوَىٰ

ستھرا رہنا، اور اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے پاک صاف لوگوں کو۔ تو کیا وہ شخص جس نے بنیاد رکھی اپنی عمارت کی اللہ کے تقویٰ

مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ أَمْ مَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ شَفَا

پر اور اس کی رضا پر بہتر ہے یا وہ شخص جس نے بنیاد رکھی اپنی عمارت کی وادی کے کھوکھلے کنارے کے

جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

کنارے پر جو گرنے والا ہے، پس وہ گر پڑا اسے لے کر دوزخ کی آگ میں۔ اور اللہ تعالیٰ راہ نہیں دکھاتا ظالم

ف حضور سرور عالم نے اہل قبا سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری نظافت و پاکیزگی کی تعریف کی ہے تم میں کیا خصوصیت ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ ہم قضائے حاجت کے بعد پانی سے استنجا کرتے ہیں۔ یہ ان کی طہارت حسی کی دلیل ہے جب وہ اس معاملہ میں اتنے محتاط ہیں تو ان کے دل اور باطن کی صفائی کے بارے میں آپ خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص جسمانی صفائی اور طہارت کا خیال رکھتا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل تعریف ہے۔ قال القرطبي

وفي هذه الآية ثناء من الله تعالى على من أحب الطهارة وآثر النظافة وهي مروءة آدمية ووظيفة شرعية (قرطبی) یعنی ظاہری نظافت انسانی مروت کا تقاضا بھی ہے اور شریعت کا حکم بھی۔ اور جو شخص صاف ستھرا رہتا ہے وہ اللہ کے نزدیک قابل تعریف ہے۔ معلوم نہیں ہم مسلمانوں نے گندا رہنے کو کیوں اختیار کر رکھا ہے۔ ہمارے منہ سے بدبو، ہمارا جسم میلا کچیلا، ہمارا لباس غلیظ، ہماری بستیاں گندی، اپنے بلند گھروں کے صحن اور دوسرے کمرے بھی بدبودار اور غلاظت کا گڑھ۔ کیا ہم وہ لوگ ہیں جن کے آباء و اجداد کی عفت و ان کے تقویٰ کی شاندار الفاظ میں تحسین و آفرین کی گئی ہے

ف یہاں دو مسجدوں کا فرق بیان کیا جا رہا ہے کہ پہلی مسجد کی جن لوگوں نے بنیاد رکھی وہ خشیت الٰہی سے سرشار تھے اور محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے طالب تھے۔ ان کے پیش نظر مسجد کی تعمیر سے یہ مقصد تھا کہ اسلام کا مرکز بنے اور مسلمان اپنے مولا کریم کے سامنے سربسجود ہونے کے لیے اس میں جمع ہوں۔ اس لیے اس کی دیواریں ایسی مستحکم بنیادوں پر اٹھائی گئی ہیں جو کبھی گر نہیں سکتیں۔ لیکن اس کے برعکس دوسرا مکان جو مسجد کے نام سے تعمیر کیا گیا ہے اس کا مقصد چونکہ اسلام کی مخالفت اور مسلمانوں میں تفرقہ اندازی ہے اس لیے اس کی بنیادیں بہت کمزور ہیں اور ان میں اتنی تاب نہیں کہ

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ

قوم کو۔ ہمیشہ ان کی یہ عمارت [illegible] جو انھوں نے بنائی ہے خلش بنی رہے گی ان کے دلوں میں

اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى

مگر یہ کہ پارہ پارہ ہو جائیں ان کے دل۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا دانا ہے۔ یقیناً اللہ نے خرید لی ہیں

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۭ

ایمانداروں سے ان کی جانیں [illegible] اور ان کے مال اس عوض میں کہ ان کے لیے جنت ہے

وہ چند روز بھی کھڑی نہ رہ سکی۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی عمارت وادی کے اس دریا کے کنارے پر بنائی جائے جس کو سیلاب نے کھوکھلا کر دیا ہو۔ تشریح الفاظ: شفا کنارہ۔ جرف وہ زمین جس کو پانی کی موجوں نے نیچے سے کھوکھلا کر دیا ہو۔ فقال المکان الذی یاکله السیل فیجرفه ای یذهب به جرف (مفردات راغب)

علامہ قرطبی نے خوب لکھا ہے کہ ثبات و دوام صرف اس عمل کو میسر ہوتی ہے جو رضائے الٰہی کے لیے کیا جائے اور جو کام ریاکاری کے لیے کیا جائے وہ بہت جلد زائل ہو جاتا ہے۔ فی هذه الآیة دلیل علی ان کل شئی ابتدی بنیة تقوی الله تعالیٰ والقصد لوجهه الکریم فهو الذی یبقی ویسعد به صاحبه [illegible]

[illegible] یعنی جب تک موت کی ضرب کاری ان کے دلوں کو پارہ پارہ نہیں کر دیتی اس وقت تک اس سازش کے ناکام ہونے، اس مکان کے منہدم کرنے اور جلا دیے جانے کی حسرت کا کانٹا ہمیشہ ان کے دلوں میں چبھتا رہے گا۔ قال ابن عباس وقتادة [illegible] حسرة وندامة [illegible] وضیاعاً (قرطبی)

[illegible] ہماری جانیں اسی نے پیدا فرمائیں۔ ہمارے پاس جو کچھ ہے سب اسی کا دیا ہوا ہے گویا ہماری جانوں اور اموال کا مالک حقیقی وہ خود ہی ہے۔ اس لیے وہ اگر مفت بھی لے لے تو کسی کو دم مارنے کی کیا مجال۔ لیکن اس کی شان بندہ پروری ملاحظہ ہو کہ انہی چیزوں کا ہمیں مالک قرار دیا اور پھر اس فانی زندگی اور بے حقیقت متاع دنیا کا خود خریدار بنا اور قیمت اتنی گراں عطا فرمائی جس کا انسان تصور بھی نہیں کر سکتا یعنی جنت۔ جب ستر انصار مکہ میں آئے اور رات کو تنہائی میں حضور کریم کے دست مبارک پر وہ تاریخی بیعت کی جسے بیعت عقبہ ثانیہ کہا جاتا ہے تو اس وقت حضرت عبد اللہ بن رواحہ نے عرض کی اے اللہ کے نبی! جو شرط آپ اپنے رب کے لیے اور اپنی ذات کے لیے ہم سے منوانا چاہتے ہیں منوا لیجیے۔ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے لیے تو یہ شرط ہے ان تعبدوه ولا تشرکوا به شیئاً کہ تم صرف اسی کی

يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعْدًا عَلَيْهِ

لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں پس قتل کرتے ہیں ف اور قتل کیے جاتے ہیں۔ وعدہ کیا ہے اللہ نے

حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ وَالْقُرْآنِ ۚ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ

اپنے ذمہ پختہ وعدہ ف تورات اور انجیل اور قرآن (میں) اور کون زیادہ پورا کرنے والا ہے

عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ اور اپنے لیے یہ شرط ہے ان تمنعونی مما تمنعون منه انفسکم واموالکم کہ جس چیز سے تم اپنی جان و مال کی حفاظت کرتے ہو اس سے میری حفاظت کرو۔ انصار نے عرض کی کہ اگر یہ شرطیں ہم نے پوری کر دیں تو ہمیں کیا ملے گا۔ فرمایا جنت۔ اس وقت خوشی سے ان کے دل باغ باغ ہو گئے اور کہنے لگے ربح البیع لا نقیل ولا نستقیل۔ یہ سودا تو بڑا نفع مند ہے۔ اب ہم اس سودے کو نہ خود توڑیں گے اور نہ اس کو توڑنے کی آپ سے خواہش کریں گے۔ اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

ف اس خرید و فروخت کا یہ مطلب نہیں کہ ابھی سے تمہاری جانیں قبض کر لی جائیں اور تمہارے مال و اسباب کو بھی اپنے قبضہ میں لے لیا جائے جیسے عام طور پر خریدار خرید کردہ چیز کو اپنے قبضہ میں لے لیتا ہے بلکہ اس کا مدعا یہ ہے کہ جب مالی قربانی کا موقع آئے تو بلا تامل اپنی عمر بھر کا اندوختہ پیش کر دو۔ جب میدان جہاد میں نکلنے کی باری آئے تو سربکف حاضر ہو جاؤ۔ تمہاری حالت سے یہ پتہ چلنا چاہیے۔ اس کے بعد خواہ تم صحیح و سلامت جہاد سے واپس آ جاؤ تو تمہاری طرف سے سودا پورا ہو گیا اور تم اس معاہدہ کے حقدار بن گئے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے

أُثَامِنُ بِالنَّفْسِ النَّفِيسَةِ رَبَّهَا
وَلَيْسَ لَهَا فِي الْخَلْقِ كُلِّهِمْ ثَمَنْ
بِهَا تُشْتَرَى الْجَنَّاتُ إِنْ أَنَا بِعْتُهَا
بِشَيْءٍ سِوَاهَا إِنَّ ذَٰلِكُمْ غَبَنْ
لَئِنْ ذَهَبَتْ نَفْسِي بِدُنْيَا أَصَبْتُهَا
لَقَدْ ذَهَبَتْ نَفْسِي وَقَدْ ذَهَبَ الثَّمَنْ

میں اس نفس نفیس کا سودا اس کے رب سے کرتا ہوں
ساری کائنات میں اس کا اور کوئی معاوضہ نہیں ہو سکتا۔
یہ تو قیمتی چیز ہے کہ اس سے جنت خریدے جاتے ہیں
اگر میں اس سے کم تر چیز بیچوں تو یہ بہت بڑا خسارہ ہے
اگر میں نے اپنی جان دنیا کے حصول میں ضائع کر دی
تو میں نے اپنے نفس کو بھی برباد کر دیا اور قیمت بھی ضائع کر دی

ف یہ ایسا وعدہ نہیں جس کے پورے نہ کیے جانے کا اندیشہ ہو بلکہ یہ پختہ وعدہ ہے۔ اور اس کا ذکر صرف قرآن ہی میں نہیں بلکہ سابقہ کتب سماویہ تورات، انجیل میں بھی صراحۃً موجود ہے۔ آیت کے اس حصہ پر عیسائی علماء نے سخت اعتراض کیے ہیں چنانچہ وہیری (WHERRY) برنکمین (BRINK MAN) کا حوالہ دیتے ہوئے

اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ۚ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ

اپنے وعدہ کو اللہ تعالیٰ سے اے ایمان والو! پس خوشیاں مناؤ اپنے اس سودے پر جو کیا ہے تم نے اللہ سے اور یہی تو

الْعَظِيْمُ (۱۱۱) التَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ

سب سے بڑی فیروزمندی ہے ۔ توبہ کرنے والے، اللہ کی عبادت کرنے والے، حمد و ثنا کرنے والے اللہ کے لیے روزہ رکھنے والے، رکوع کرنے

السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ

سجدہ کرنے والے نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے روکنے والے اور

الْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (۱۱۲) مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَ

نگہبانی کرنے والے اللہ کی مقرر حدوں کی اور اے پیارے رسول! خوشخبری سنا دیجئے ان اہل مومنوں کو درست نہیں ہے نبی

لگتا ہے کہ قرآن کی اس آیت کا حق و صداقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں اور اس لئے اس کا بڑی شدومد سے انکار کیا ہے کہ اس قسم کے وعدے کا ذکر تورات و انجیل میں آیا ہو باوجود اس بات کے کہ تورات و انجیل اپنی اصل صورت میں محفوظ نہیں رہیں اور زمانہ سے ان میں طرح طرح کی تحریفیں ہو چکی ہیں اس لیے موجودہ انجیل میں اگر اس معاہدہ کا ذکر نہ ملے تو بھی محل اعتراض نہیں لیکن خدا کی قدرت ملاحظہ ہو کہ اس محرف انجیل میں بھی متعدد ایسی آیات آج بھی موجود ہیں جو کہ اس آیت کے مضمون کی تصدیق کرتی ہیں۔

”اپنا مال اسباب بیچ کر خیرات کر دو اور اپنے لیے ایسے بٹوے بناؤ جو پرانے نہیں ہوتے یعنی آسمان پر ایسا خزانہ جو خالی نہیں ہوتا جہاں چور نزدیک نہیں جاتا اور کیڑا خراب نہیں کرتا کیونکہ جہاں تمہارا خزانہ ہے وہیں تمہارا دل بھی لگا رہے گا“ (لوقا ۱۲ ۳۳،۳۴)

نیز متی کی انجیل میں مرقوم ہے

اور جس کسی نے گھروں یا بھائیوں یا بہنوں یا باپ یا ماں یا بچوں یا کھیتوں کو میرے نام کی خاطر چھوڑ دیا ہے اس کو سو گنا ملے گا اور ہمیشہ کی زندگی کا وارث ہوگا (متی ۱۹: ۲۹)۔

(۱۱۲) مومنین کاملین کی صفات کا بیان ہو رہا ہے التائبون سے لیکر الآمرون تک متعدد صفات کا ذکر آیا ہے لیکن ان میں حرف عطف نہیں استعمال ہوا لیکن والناھون سے پہلے حرف عطف لانے کی کیا وجہ ہے مفسرین نے اس کے متعدد جواب دیئے ہیں (۱) ایسے مواقع پر حرف عطف کا ذکر کرنا اور نہ کرنا دونوں صحیح ہیں اس لیے یہاں ذکر کی

الَّذِينَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ

لیے اور نہ ایمان والوں کے لیے کہ مغفرت طلب کریں مشرکوں کے واسطے اگرچہ وہ مشرک ہوں ان کے قریبی رشتہ دار بھی

مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿١١٣﴾ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ

بعد اس کے کہ واضح ہو گیا ان پر کہ بے شک وہ دوزخی ہیں۔ اور نہ تھی استغفار ابراہیم کی اپنے

إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَن مَّوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ

باپ کے لیے مگر ایک وعدہ کو پورا کرنے کی وجہ سے جو انہوں نے اس سے کیا تھا اور جب ظاہر ہو

أَنَّهُ عَدُوٌّ لِّلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ﴿١١٤﴾ وَمَا كَانَ

گیا آپ پر یہ بات کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے تو آپ بیزار ہو گئے اس سے بیشک ابراہیم بہت نرم دل اور بردبار تھے

ترجمہ کی ضرورت نہیں ٣٠ التائبون کا لامعدد پر عطف کیا کیونکہ یہ دونوں مل کر ایک مکمل صفت بنتے ہیں ٣٢ اور نہ قرطبی نے یہ بھی لکھا ہے کہ عرب کی شان یہ ہے کہ سات تک عدد گنتے وقت حرف عطف ذکر نہیں کرتے اور جب آٹھواں ذکر کرتے ہیں تو حرف عطف کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ ثمانیہ چونکہ مکمل عدد ہے اس لیے واؤ کا اضافہ کر دیا

[illegible] لا [illegible] جعلوا الواو [illegible] (قرطبی)

١١٣ جب انسان فوت ہو جاتے تو ان کے عزیز و اقارب پر اس کا یہ حق ہوتا ہے کہ وہ اس کے لیے طلب مغفرت کرتے رہیں تاکہ ان کے استغفار سے پروردگار عالم اس میت کو بخش دے لیکن یہاں واضح طور پر بیان کر دیا کہ مغفرت صرف ان کے لیے ہے جن کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہو اور جو کفر و شرک کی حالت میں مرے ہوں ان کے لیے مغفرت کا دروازہ بند کر دیا جاتا ہے۔ اس لیے اس آیت میں حکم دیا کہ جن کے متعلق تمہیں علم ہو کہ وہ حالت کفر میں مرے ہیں ان کے لیے کبھی دعائے مغفرت نہ کرنی چاہیے۔ وہ تمام روایات جن میں یہ مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے اپنے رسول کو منع فرمایا ہے کہ وہ اپنے والدین کے حق میں دعائے مغفرت کریں کیونکہ ان کا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوا تھا ان پر تحقیقی نگاہ حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے خوب سیر حاصل تبصرہ کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ اس ضمن کی تمام روایات ضعیف اور معلول ہیں اس لیے قابل استناد نہیں۔ وما يدل على ان [illegible] الآية ان النبي صلى الله عليه وسلم [illegible] علامہ پانی پتی نے حافظ ابن حجر شارح صحیح بخاری کا یہ قول بھی نقل کیا ہے وقد تأملت النظر [illegible] معلولة (مظہری) میں نے ان روایات کے سارے طریقوں میں غور کیا ہے اور سب کو معلول (ناقابل اعتبار) پایا ہے

اللّٰہُ لِیُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ ھَدٰىھُمْ حَتّٰى یُبَیِّنَ لَھُمْ مَّا یَتَّقُوْنَ

اور نہیں ہے ۱۲۴ اللہ تعالیٰ کا دستور کہ گمراہ کرے کسی قوم کو بعد ہدایت دینے کے یہاں تک کہ بیان کر دے

اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝ اِنَّ اللّٰہَ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

ان کے لیے وہ چیزیں جن سے انہیں بچنا چاہیے بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے بیشک اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی

علماء کرام نے لکھا ہے کہ قرآن میں اواہ کا استعمال دو معنوں میں آیا ہے ایک بمعنی [illegible] جیسے [illegible] ان سوت الاواہ من اللہ اور معنی [illegible] جیسے یہ آیت (قرطبی)

۱۲۳ آیت سابقہ میں مرے ہوئے کافروں کے لیے دعائے مغفرت سے منع کر دیا گیا یہاں اس دوسرے کا ازالہ کیا جا رہا ہے کہ اگر علم ہے تو یہ صحت عمل نہ تھی کہ ان کے لیے مغفرت کی دعا کیوں کی اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے ان سے وعدہ کیا تھا وہ اس کے لیے استغفار کریں گے اور اس وقت آپ کو یہ امید تھی کہ شاید ان کو ایمان لانے کی توفیق نصیب ہو جائے لیکن جب وہ کفر پر مر گیا تو آپ اس سے بری الذمہ ہو گئے۔ واضح رہے کہ آزر ہے جو آپ کا چچا تھا آپ کے والد کا نام تارخ تھا اور حضور کے آباء و اجداد میں کوئی کافر نہ تھا [illegible] لابراھیم [illegible] وکان ابراھیم [illegible] وقد صح من النبی انہ قال بعثت من خیر قرون بنی آدم قرنا فقرنا حتی بعثت من القرن الذی کنت فیہ رواہ البخاری فلا یمکن ان یکون کافر فی نسبہ صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ: یہ ہے کہ آزر حضرت ابراہیم کا چچا تھا۔ آپ کے والد کا نام تارخ تھا جیسا کہ حضور سے بسند صحیح مروی ہے کہ حضور نے فرمایا کہ بنی آدم کے بہترین زمانوں میں مبعوث فرمایا گیا اس لیے احتمال نہیں ہے کہ حضور کے آباء و اجداد میں کوئی کافر گزرا ہو (تفسیر مظہری)۔ مولانا ابو الکلام آزاد نے بھی اسی توجیہ کو پسند کیا ہے لکھتے ہیں: یہاں باپ سے مقصود ان کا حقیقی باپ ہے یا چچا جس نے بطور باپ کے پرورش پائی تھی؟ زیادہ قوی بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ آزر ان کا چچا تھا اور یہ معاملہ اسی کے ساتھ پیش آیا (ترجمان القرآن جلد ۲ ص ۱۱۰ از آزاد)۔

۱۲۴ سابقہ آیت کے نزول سے پہلے مسلمان اپنے مشرک والدین اور رشتہ داروں کے لیے دعائے مغفرت کیا کرتے تھے جب یہ حکم نازل ہوا تو اندیشہ ہوا کہ آج تک جو ہم ان مشرکوں کے لیے استغفار کرتے رہے ہیں اس کی وجہ سے خدا کی ناراضگی کا شکار نہ ہو جائیں۔ ان کے اس اندیشہ کو دور کرنے کے لیے یہ آیت نازل فرمائی کہ کوئی کام اس وقت گناہ ہوتا ہے جب یہ علم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے کرنے سے منع فرما دیا ہے اور جب تک یہ پتہ نہ چلے اس وقت تک یہ عمل گناہ نہیں ہوتا

۱۲۵ ایک اجمال ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی راہ راست پر چل رہا ہو اور اللہ تعالیٰ اسے سیدھی راہ سے بھٹکا

يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۭ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۱۶﴾

وہی زندگی دیتا ہے اور وہی مارتا ہے اور نہیں ہے تمہارے لیے اللہ کے سوا کوئی حامی اور نہ کوئی مددگار۔

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَي النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ

یقیناً رحمت سے توجہ فرمائی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر نیز مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے

اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ

پیروی کی تھی نبی کی مشکل گھڑی میں اس کے بعد کہ قریب تھا کہ ٹیڑھے ہو جائیں دل ایک گروہ کے

مِّنْھُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَّعَلَي الثَّلٰثَةِ

ان میں سے پھر رحمت سے توجہ فرمائی ان پر بےشک وہ ان سے بہت شفقت کرنے والا رحم فرمانے والا ہے اور ان تینوں پر بھی

غلط راہ پر چلا ہے بلکہ یہاں اضلال بمعنی [illegible] یعنی ان پر یہ حکم لگا دیا جائے کہ اپنی نافرمانی کی وجہ سے یہ گمراہ ہو چکے ہیں۔ اس آیت سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ علم صحیح اور نادانی کی وجہ سے انسان رفتہ رفتہ گمراہی کی عمیق غار میں جا گرتا ہے۔ [illegible] (قرطبی)۔

ف۵ عسرۃ کہتے ہیں تنگی اور شدت کو۔ ساعۃ العسرۃ سے مراد غزوہ تبوک کا زمانہ ہے جبکہ مسلمان طرح طرح کی مشکلات میں گھرے ہوئے تھے۔ سخت گرمی کا موسم تھا۔ سفر بڑا طویل اور کٹھن تھا۔ قیصر روم کے لشکر جرار سے مقابلہ تھا۔ سواریوں کی اتنی قلت تھی۔ یہاں تک کہ دس آدمیوں کے لیے ایک اونٹ تھا جس پر باری باری وہ سوار ہوتے تھے۔ زادِ راہ بھی کم تھا۔ ایسا وقت بھی آیا جب دو آدمیوں کو صرف ایک کھجور پر رات دن بسر کرنا پڑا۔ پانی اتنا کمیاب تھا کہ سواری کے اونٹ ذبح کر کے ان کے پیٹ میں جو پانی ہوتا اس سے اپنی پیاس کو بجھایا کرتے۔ ایسے مشکل وقت میں منافقین کو تو جھوٹے بہانے بنا کر گھر بیٹھ رہنا ہی تھا۔ حالات کی سنگینی کی وجہ سے بعض مخلص مسلمانوں کے دلوں میں بھی خیال پیدا ہوا کہ وہ بھی شریک سفر نہ ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے ڈگمگاتے ہوئے قدموں کو مضبوط کر دیا اور ان کے دلوں سے اس شیطانی وسوسہ کو نکال دیا اور محض توفیق الٰہی کی یاوری سے وہ جہاد میں شریک ہوئے۔ انہیں میں سے ایک ابو خیثمہ تھے۔ یہ بھی مخلص مومن ہونے کے باوجود حضور کے ہمرکاب جانے پر روانہ نہ ہوئے۔ ایک روز جب دوپہر کے وقت گھر آئے اور دیکھا کہ ان کی دونوں بیویوں نے اپنے اپنے چھپر کے نیچے چھڑکاؤ کیا ہوا ہے اور ٹھنڈے پانی کی صراحیاں رکھی ہوئی

الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ

(بنظر رحمت دیکھا) جن کا فیصلہ ملتوی کر دیا گیا تھا یہاں تک کہ جب تنگ ہو گئی ان پر زمین ۱۴۲ باوجود کشادگی

ہیں اور ان کا کھانا تیار ہے آپ یہ سب دیکھ کر بڑے پریشان ہو گئے اور اپنے دل سے کہنے لگے صد حیف اللہ تعالیٰ کا محبوب تو چلچلاتی دھوپ اور گرم لو میں سفر کی تکلیفیں برداشت کر رہا ہو اور ابوخیثمہ کے لیے ٹھنڈی چھاؤں میں پلنگ بچھا ہوا ہو۔ اس کے پینے کے لیے ٹھنڈا پانی اور کھانے کے لیے لذیذ کھانا موجود ہو۔ اور وہ خوبرو بیویاں اس کی خدمت گزاری میں مصروف ہوں بخدا یہ انصاف نہیں پھر انہوں نے اپنی بیویوں کو کہہ دیا کہ ابوخیثمہ جب تک اپنے حبیب کے ساتھ جا کر نہ ملے وہ اب ٹھنڈے سایہ میں نہیں بیٹھے گا۔ چنانچہ اونٹنی پر سوار ہوئے اور تبوک کی راہ لی۔ جب وہ کچھ نزدیک پہنچے تو صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ سوار تو ہماری طرف آتا معلوم ہوتا ہے۔ حضور نے فرمایا کن ابا خیثمہ۔ یہ ابوخیثمہ ہوگا۔ جب وہ قریب ہوئے اور سامنے پہنچا تو لوگوں کی زبان سے نکلا ھو ابو خیثمہ۔ بخدا یہ تو ابوخیثمہ ہی ہے۔ انہوں نے حاضر خدمت ہو کر اپنا قصہ عرض کیا حضور بہت خوش ہوئے اور ان کے لیے دعائے خیر فرمائی

۱۴۲ غزوہ تبوک میں شریک نہ ہونے والے جن تین صحابہ کا ذکر ہو رہا ہے ان کے اسماء یہ ہیں۔ کعب بن مالک، مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ۔ صحیح بخاری اور مسلم میں جو روایت مذکور ہے جس کے راوی خود حضرت کعب ہیں اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

جن دنوں غزوہ تبوک کے لیے تیاری ہو رہی تھی میری صحت اور میری مالی حالت بہت اچھی تھی میرے پاس سواری کے لیے دو اونٹنیاں تھیں۔ اس سے پیشتر کبھی میرے پاس سواری کے لیے دو سواریاں جمع نہیں ہوئے تھے جمعرات کے دن حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے تیس ہزار جان نثاروں کے ہمراہ تبوک کی طرف روانہ ہوئے۔ میں نے دل میں سوچا کہ چند ضروری کاموں سے جلدی جلدی فارغ ہو کر میں لشکر کے ساتھ جا ملوں گا۔ ایک دن بھی گزر گیا لیکن مجھے ان کاموں سے فراغت نہ ملی۔ دوسرا تیسرا دن بھی اسی طرح گزر گیا لیکن میں فارغ نہ ہوا۔ جب کئی دن گزر گئے تو میں نے خیال کیا کہ اب تو لشکر بہت دور چلا گیا ہو گا اور اب میرا ملنا بے سود ہے۔ چنانچہ میں نے پیچھے جانے کا ارادہ ترک کر دیا جب میں بازار جاتا تو مجھے ان لوگوں کے سوا جو نفاق کی تہمت سے متہم تھے یا معذور تھے اور جنگ میں شرکت کے قابل نہ تھے اور کوئی مسلمان نظر نہ آتا۔ دیکھتا مجھے اس حال میں بھی بے حد ملال ہوتا۔ ایک خیال آتا کہ اگرچہ تاخیر ہو گئی ہے لیکن پھر بھی چلا جاتا ہوں۔ کاش میں ایسا کر لیتا لیکن حیلے بہانے کرتا رہا۔ وقت گزرتا گیا۔ یہاں تک کہ حضور کے بخیریت واپس مراجعت فرمانے کی اطلاعیں آنے لگیں مجھے رنج و غم نے آ لیا۔ میں سوچنے لگا کہ اب بارگاہ رسالت میں پیش ہو کر اس غیر حاضری کے لیے کیا عذر پیش کروں۔ خود بھی غور و فکر کیا کرتا اور دانشوروں سے بھی مشورہ لیا کرتا۔ حضور جب مدینہ طیبہ پہنچ گئے تو یہ ایک مذبذب کی کیفیت جاتی رہی اور دل میں ٹھان لی کہ سچ سچ عرض کر دوں گا۔ اور اس بارگاہ میں اگر نجات مل سکتی ہے تو سچ سے ہی مل سکتی

جھوٹ بول کر تو اپنے آپ کو بچا ہی نہیں سکتا۔ حضور اکرم ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب پہلے مسجد میں جا کر دو نفل پڑھا کرتے اس کے بعد حضرات [illegible] ملاقات کے لئے تشریف فرما ہوتے [illegible] کے [illegible] سب ہی [illegible] معذرت [illegible] حاضر ہو کر بیٹھے [illegible] بعد میں [illegible] پیچھے رہ جانے والوں نے [illegible] قسمیں [illegible] کو قبول کر لیا [illegible] لوگوں نے [illegible] حضرت [illegible] میری [illegible] کر دیا [illegible] کہا [illegible] کوئی [illegible] آپ کو حقیقت میں [illegible] کر دیا [illegible] لیکن [illegible] گناہ کیا [illegible] گناہ [illegible] حقیقت میں جھوٹ بولوں [illegible] کسی [illegible] ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع [illegible] لوگوں کو [illegible] سے بات چیت [illegible] سب ہم سے [illegible] کوئی سلام کرتا تھا اور نہ ہمارے سلام کا کوئی جواب دیتا تھا، یہاں تک کہ ہمیں ایسا محسوس ہونے لگا کہ یہ وہ زمین ہی نہیں جس پر ہم پہلے رہا کرتے تھے [illegible] مجھے یہ اندیشہ ستاتا تھا کہ اگر اسی حالت میں موت آ گئی تو [illegible] جنازہ [illegible] پڑھائی تو کیا جائے گا۔ میرے دونوں ساتھی تو رات دن گھر ہی میں پڑے روتے رہتے، وہ زیادہ عمر کے تھے، انھوں نے تو باہر نکلنا ہی بند کر دیا تھا، میں [illegible] آدمیوں سے ملتا، انھیں سلام کرتا، مگر کوئی میرے سلام کا جواب نہ دیتا۔ ایک دن میں لوگوں کی بے رخی سے تنگ آ کر اپنے چچا زاد بھائی ابو قتادہ کے پاس چلا گیا، وہ اس وقت اپنے باغ میں تھا، مجھے اس سے بڑی محبت تھی۔ میں نے سلام کیا مگر اس نے جواب تک نہ دیا۔ میں نے کہا اے ابو قتادہ! کیا تمہیں علم نہیں کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔ وہ چپ رہا۔ میں نے تین مرتبہ یہی دہرایا، وہ خاموش رہے۔ آخر چوتھی بار جب میں نے پھر یہی بات کہی تو اس نے صرف اتنا کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ اس وقت بے اختیار میرے آنسو بہہ نکلے اور میں وہاں سے غمزدہ دل ہو کر چلا آیا۔ میں بازار سے گزر رہا تھا تو ایک شخص مجھے تلاش کر رہا تھا، لوگوں نے اشارہ سے اسے میری طرف متوجہ کیا کہ کعب یہ ہیں جن کی تلاش کر رہے تھے۔ وہ میرے قریب آیا اور مجھے ایک خط دیا، یہ خط غسان کے بادشاہ نے میری طرف بھیجا تھا۔ اس نے لکھا تھا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تیرے صاحب نے تجھ پر بہت جفا کی ہے اور تیرے ساتھ برا سلوک کیا جا رہا ہے۔ تو ایسا نہیں کہ تیری توہین کی جائے، تو میرے پاس آ جا، دیکھ میں کس طرح تیری قدر دانی کرتا ہوں۔ یہ پڑھ کر میں آگ بگولا ہو گیا اور میں نے اس خط کو نذر آتش کر دیا اور اسے کہا کہ اپنے بادشاہ کو کہنا اس خط کا میرے پاس یہی جواب تھا۔ میں نے دل میں کہا میری بدبختی کی حد ہو گئی کہ اب ایک کافر کو میرا لالچ ہو چلا

وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَنْ لَا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا

گئے اور تنگ ہو گئیں ان پر ان کی جانیں اور جان لیا انہوں نے کہ نہیں کوئی جائے پناہ اللہ سے مگر اسی کی

إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

ذات تب اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمائی ان پر تاکہ وہ بھی رجوع کریں بیشک اللہ تعالیٰ ہی بہت توبہ قبول فرمانے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ مَا كَانَ

اے ایمان والو! ۱۱۹ ڈرتے رہا کرو اللہ سے اور ہو جاؤ سچے لوگوں کے ساتھ نہیں مناسب

کر دیئے ایمان پر ڈٹے رہے اسی طرح ان پر پچاس دن گزر گئے۔ چالیس دن گزرے تو حکم ہوا اپنی بیویوں سے الگ رہیں۔ چنانچہ میں نے اپنی بیوی کو اس کے میکے بھیج دیا۔ میں نماز پڑھنے کے لیے مسجد نبوی میں جایا کرتا تھا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سلام عرض کیا کرتا اور پھر یہ دیکھا کرتا کہ کیا لب مبارک کو جنبش ہوئی ہے۔ جب میں نماز میں مشغول ہوتا تو میں دیکھتا آپ اپنی نگاہ لطف کو میری طرف مبذول فرماتے اور جب میں ادھر دیکھتا تو آپ اپنی نگاہ پھیر لیتے۔ یہ لمحے میرے لیے بڑے صبر آزما تھے۔ پچاسویں رات کو ان کی قبولیت توبہ کی آیت نازل ہوئی۔ صبح کی نماز کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان فرمایا۔ صحابہ دوڑتے ہوئے مبارک باد دینے آتے۔ سب سے پہلے جس نے مجھے یہ مژدہ جانفزا سنایا وہ حمزہ اسلمی تھے۔ میں نے فرط مسرت میں اپنے دونوں کپڑے اتار کر اسے دے دیئے۔ پھر میں بارگاہ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا میں حاضر ہوا۔ اصحاب جوق در جوق مبارک باد دینے کے لیے بیٹھے تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور خوشی سے چمک رہا تھا۔ مجھے دیکھ کر فرمایا جب سے تیری ماں نے تجھے جنا ہے یہ تیری زندگی کا بہترین دن ہے مبارک ہو۔

۱۱۹۔ ان تین پاک نفوس کے ذکر کے بعد مسلمانوں سے خطاب ہے کہ منافقوں کی طرح اللہ کے رسول کی جناب میں جھوٹ بولنے کی گستاخی نہیں کی اور سچ کہا۔ اللہ تعالیٰ کی نگاہ لطف و کرم ان کی طرف مائل ہوئی اور باران رحمت ان پر برسا اور ان کی کشت ایمان کو شاداب کر گیا۔ اب عام مسلمانوں کو انہیں کے نقش قدم پر چلنے کی ہدایت کی جا رہی ہے کہ گریز [illegible] یہی ہے کہ انسان سے خطا ہو جائے تو اعتراف جرم اور اظہار ندامت کے بعد حضور درگاہ میں التجا کرے۔ نیز اللہ تعالیٰ کے سچے اور نیک بندوں کی صحبت سے استفادہ کرنے کی بھی اس آیت میں ترغیب دی گئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث پاک بھی یقیناً مفید ہوگی اس لیے اسے بھی تحریر کیے دیتا ہوں۔ فرمایا علیکم بالصدق فان الصدق یھدی الی البر وان البر یھدی الی الجنۃ وما یزال الرجل یصدق ویتحری الصدق حتی یکتب عند اللہ صدیقا ہمیشہ سچ بولا کرو۔ سچ بولنا نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے۔ اور انسان جب سچ بولتا رہتا ہے اور

لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ أَنْ يَتَخَلَّفُوا

تھا مدینہ والوں کے لیے ف۱۵ اور جو ان کے ارد گرد دیہاتی لوگ ہیں کہ پیچھے بیٹھ رہتے اللہ کے

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنْفُسِهِمْ عَنْ نَفْسِهِ ذَٰلِكَ

رسول پاک سے اور نہ یہ کہ متوجہ ہو کے اپنے نفسوں کی طرف ان سے بے فکر ہو کر۔ یہ اس لیے کہ

بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ وَلَا مَخْمَصَةٌ فِي سَبِيلِ

نہیں پہنچتی انھیں کوئی پیاس اور نہ کوئی تکلیف ف۱۶ اور نہ بھوک راہ خدا میں

اللَّهِ وَلَا يَطَئُونَ مَوْطِئًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ

اور نہ وہ چلتے ہیں کسی چلنے کی جگہ میں سے کافروں کو غصہ آئے اور نہیں حاصل کرتے وہ دشمن سے

نَيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ

کچھ مگر یہ کہ لکھا جاتا ہے ان کے لیے ان (تمام تکلیفوں) کے عوض نیک عمل بیشک اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا

الْمُحْسِنِينَ ﴿١٢٠﴾ وَلَا يُنْفِقُونَ نَفَقَةً صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً

نیکوں کا اجر۔ اور وہ (مجاہدین) نہیں خرچ کرتے تھوڑا اور نہ زیادہ

سچ بولنے کی پوری کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی جناب میں اس کو صدیق کا لقب عطا فرمایا جاتا ہے

ف۱۵ یعنی اہل ایمان کے لیے یہ ہرگز زیبا نہیں کہ وہ تو آرام سے اپنے گھروں میں بیٹھے رہیں اور اللہ تعالیٰ کا رسول سفر کی صعوبتوں کو برداشت کرتا، موسم کی ناسازیوں کا مقابلہ کرتا، جہاد کی طرف پیش قدمی کرتا چلا جا رہا ہو۔ یہ حکم قیامت تک ہے جب بھی خلیفہ وقت جہاد عام کا حکم دیا جائے تو سب مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے جہاد کے لیے نکلیں۔ یہاں بھی ما کان نبی کے معنی میں مستعمل ہوا ہے جس طرح پہلے گزرا۔

ف۱۶ اس آیت سے بھی جہاد میں شرکت کرنے کی مزید رغبت دلائی جا رہی ہے کہ جب وہ جہاد میں نکلیں گے تو چھوٹی بڑی جو تکلیف انھیں پہنچے گی اللہ تعالیٰ ان کو اس کا اجر عظیم دے گا تو پھر خدا کی رحمت میں حصہ دار بننے کے لیے وہ اس معمولی تکلیف کو برداشت کرنے میں بزدلی کا مظاہرہ کیوں کریں۔

وَلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا

اور نہ طے کرتے ہیں کوئی وادی مگر لکھ دیا جاتا ہے ان کے لیے تاکہ صلہ دے انہیں اللہ تعالیٰ بہتر ان

كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٢١﴾ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا

کاموں کا جو وہ کیا کرتے تھے اور یہ تو ممکن نہیں کہ مومن نکل کھڑے ہوں سارے کے سارے تو کیوں نہ

نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَ

نکلے ہر قبیلہ سے چند آدمی تاکہ تفقہ حاصل کریں دین میں اور

لِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ﴿١٢٢﴾ يَا أَيُّهَا

ڈرائیں اپنی قوم کو جب لوٹ کر آئیں ان کی طرف تاکہ وہ نافرمانیوں سے بچیں ۱۵۱ اے

۱۵۱ اس دین کا مقصد عمل کی دنیا میں جو اہل ایمان کی زندگی کے کاروان کے لیے ایک جذبہ عمل مشتعل کرنا اور اس کو منزل تک پہنچنے کی تڑپ پیدا کرنا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ اس کے ماننے والوں میں ایسے لوگوں کی کافی تعداد موجود ہو جو اس دین کے اسرار و رموز سے پوری طرح واقف ہوں جو اس کے اوامر و مقاصد کو اچھی طرح سمجھتے ہوں اور دوسروں کو سمجھانے اور ان کے دل نشین کرنے کی استعداد رکھتے ہوں۔ اس چیز کی اہمیت کے پیش نظر ان آیات کے درمیان جن میں جہاد کی ترغیب اور جہاد سے پیچھے رہنے والوں کی مذمت کی جا رہی ہے ایک ایسی آیت بیان فرمائی جس میں دین کے اس مقصد اعلیٰ کی طرف توجہ مبذول کرائی۔ ارشاد ہوتا ہے کہ وہ علاقے جو دینی اور علمی مرکز سے دور ہیں وہاں سے چند طالبان علم ان مرکزوں میں آئیں اور علمائے دین کی صحبت میں رہ کر دین کی سمجھ پیدا کریں اور جب فیض صحبت سے ان کے دل و دماغ میں بصیرت پیدا ہو جائے تو پھر اپنے اپنے علاقوں کی طرف لوٹ آئیں اور وہاں کے بسنے والوں میں احکام اسلام کی تبلیغ کریں تاکہ امت مسلمہ کا ہر فرد اپنے دین کی رو سے واقف ہو اور اس کے احکام سے باخبر ہو تاکہ بے علمی کی وجہ سے ان کا رابطہ اسلام کے ساتھ کمزور نہ ہو جائے اور جہالت کے باعث مسلم سوسائٹی میں اخلاقی اور اعتقادی بے اعتدالیاں رونما نہ ہونے لگیں۔ من کل فرقۃ منھم طائفۃ۔ کہ ہر جماعت میں سے چند افراد کے الفاظ نے یہ بھی واضح کر دیا کہ یہ ضروری نہیں کہ امت مسلمہ کا ہر فرد اپنا گھر بار چھوڑ کر طلب علم میں مصروف ہو جائے کیونکہ اس طرح تو نظام اجتماعی درہم برہم ہو جائے گا۔ تجارت، زراعت، صنعت وغیرہ سب میں خلل واقع ہو جائے گا بلکہ اتنا ہی کافی ہے کہ ہر بستی سے چند افراد حصول علم دین اور تبلیغ و اشاعت کے کام کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیں

الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ

یمان والو! جنگ کرو ان کافروں سے جو آس پاس ہیں تمہارے ٢٣٢ اور چاہیے کہ وہ پائیں تم

غِلْظَةً ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴿١٢٣﴾ وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ

میں سختی ٢٣٣ اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے ٢٣٤ اور جب کبھی نازل کی جاتی ہے کوئی سورۃ

٢٣١ ان لوگوں کے حصول علم کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ وہ واپس آکر اپنے علم و عرفان کی شمع سے ہر طرف میں اجالا کر دیں۔ جہاں کہیں اعتقادی اور عملی برائی کا سراغ پائیں اپنے تبلیغی مساعی سے اسے دور کریں۔ اسلام نے علم و دانش کی ترویج کے لیے جتنا اہتمام فرمایا ہے قرآن کے صفحات اور احادیث کے دفاتر اس سے لبریز ہیں۔ اور انہی ارشادات کی برکت تھی کہ وہ بے گھر اور جاہل دیکھتے دیکھتے اقوام عالم کے امام بن گئے جہاں ان کی حکومت کا جھنڈا گڑا وہاں سے علم و حکمت کے چشمے پھوٹ نکلے۔ کوہ و دمن میں جہاں کہیں وہ خیمہ زن ہوئے مسجد و مدرسہ کے بلند مینار معرفت کی ضیا پاشیاں کرنے لگے۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں هذه الآية اصل فی وجوب طلب العلم یہ آیت طلب علم کی فرضیت کی دلیل ہے۔ حضور کریم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا ارشاد ہے من سلك طريقا يلتمس فيه علما سهل الله به طريقا الى الجنة وان الملائكة لتضع اجنحتها رضا لطالب العلم (ترمذی)۔ جو شخص حصول علم کے لیے کسی راستہ پر چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے راستہ پر چلاتا ہے اور طالب علم کی خوشنودی کے لیے فرشتے اس کے پاؤں تلے اپنے پر بچھاتے ہیں۔ حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا فضل العالم على العابد كفضلي على امتي۔ جس طرح مجھے میری امت پر فضیلت حاصل ہے اسی طرح عالم کو عابد (بے علم) پر فضیلت حاصل ہے۔

٢٣٢ یعنی سب سے پہلے ان کفار سے جہاد کرو جو تمہارے قریب بستے ہیں ان کے بعد جو ان کے قریب بستے ہیں۔ یعنی علی الاقرب فالاقرب کے اصول پر جہاد کا سلسلہ جاری رہے۔ کیونکہ اسلامی جہاد کا مقصد قتل و غارت تو ہے نہیں بلکہ یہ اصلاح اور سرکش کے علاج کی ایک سنت ہے اس لیے اس حقیقت کے پیش نظر قریبی رنگ میں نیز اپنے پڑوس میں فتنہ و فساد کی آگ کو بھڑکتا ہوا چھوڑ کر دور دراز کے علاقوں کی طرف متوجہ ہو جانا عقل و دانشمندی نہیں۔ یہ آستین کے سانپ کسی وقت بھی ڈس کر ساری فتوحات کو شکست میں بدل سکتے ہیں۔

٢٣٣ یعنی جب میدان جہاد میں نکلو تو اپنی قوت و سطوت کا پورا مظاہرہ کرتے ہوئے جاؤ۔ اور جب تمہاری فوجیں بے پناہ ہوں تو دشمن پر ایسا بھرپور حملہ کرو کہ ان کے فراری حربوں اور دیدہ دلیریوں کا خاتمہ ہو جائے تاکہ دوبارہ انہیں مقابلہ کی جرأت نہ ہو۔ غلظۃ کا معنی ہے سختی، قوت اور جوش و خروش۔ ای شدة وحمية (قرطبی)۔

قرآن حکیم نے جابجا مومنوں کی یہ شان بیان کی ہے کہ وہ اپنے اسلامی بھائیوں کے ساتھ بڑے نرم خو اور حلیم الطبع ہوتے ہیں

فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖۤ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ

تو بعض ان میں سے وہ ہیں جو (تمسخراً) کہتے ہیں کہ کس کو تم میں سے زیادہ کر دیا ہے اس سورۃ نے ایمان میں، پس جو

اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ

ایمان والے ہیں تو زیادہ کر دیا ہے ان کے ایمان میں اس سورۃ نے اور وہ خوشیاں منا رہے ہیں اور وہ جن کے دلوں میں

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا

(نفاق کا) روگ ہے تو بڑھا دی اس سورۃ نے ان کی پلیدی ان کی (سابقہ) پلیدی پر اور وہ مر گئے اس

وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً

حال میں کہ وہ کافر تھے۔ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ وہ آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں ہر سال ایک بار

لیکن اسلام کے دشمنوں کے سامنے وہ بپھرے ہوئے شیر سے بھی کہیں زیادہ سخت ہیں اور اپنوں میں وہ پانی پانی ہو جاتے ہیں۔ اشداء علی الکفار رحماء بینہم ؎

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم!
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

۱۴۵ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی نصرت ان کے شامل حال ہوتی ہے اور جس کے شامل حال اللہ تعالیٰ کی نصرت ہو اسے دنیا کی کوئی طاقت نیچا نہیں دکھا سکتی۔ اس لیے کفر و باطل کے سامنے تم شیر کی طرح ڈٹ جاؤ۔ کیونکہ تم میرے احکام کی بجا آوری میں سستی نہیں کرتے اس لیے میں تمہارے ساتھ ہوں۔ کامیابی کا سہرا تمہارے سر ہی باندھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی تقویٰ کی راہ پر چلنے اور اپنی اعانت اور نصرت سے ہماری چارہ سازی فرمائے آمین ثم آمین۔

۱۴۶ کیونکہ منافقین کے دلوں کی اب صحت و حال پر آیات قرآنی کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا اس لیے وہ نزول قرآن کے سلسلہ کو بے سود کہتے تھے جب بھی کوئی نئی آیت یا سورۃ نازل ہوتی تو وہ ازراہ تمسخر اپنے دوستوں سے پوچھتے کہ سنا کوئی نئی سورۃ اتری ہے اس سے تمہارے ایمان میں کتنی ترقی ہوئی۔ ان کے اس مذاق کا جواب دیا جا رہا ہے کہ اے مغرورو! تمہیں اس حیات بخش پیغام کی کیا قدر۔ تمہیں اس ترقی ایمان کی کیا خبر۔ اس کی تاثیر معلوم کرنی ہو تو ان پاک بازوں سے پوچھو جن کی روح زندہ ہے اور چشم بصیرت بینا ہے۔ وہ تمہیں بتائیں گے کہ اس ابر رحمت نے ان کی کشت ایمان کو کس طرح شاداب کر دیا ہے۔ ان کے دل آج خوشی سے لبریز ہیں اور ان کے چہرے فرط مسرت سے چمک رہے ہیں۔

۱۴۷ منافقین جو غفلت اور عناد کا شکار تھے ان کو راہ ہدایت پر لانے کے لیے سال میں متعدد بار انہیں ایسے

أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ ۝١٢٦ وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ

یا دو بار پھر بھی وہ توبہ نہیں کرتے اور نہ وہ نصیحت قبول کرتے ہیں۔ اور جب کوئی سورۃ نازل ہوتی

سُورَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ هَلْ يَرَاكُم مِّنْ أَحَدٍ ثُمَّ

ہے تو دیکھنے لگتے ہیں ایک دوسرے کی طرف کیا دیکھ تو نہیں رہا تمہیں کوئی پھر چل

انصَرَفُوا ۚ صَرَفَ اللَّهُ قُلُوبَهُم بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ۝١٢٧

دیتے ہیں پھیر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے دل کیونکہ یہ لوگ کچھ نہیں سمجھتے ۲۲۷

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ

بیشک تشریف لایا ہے تمہارے پاس ایک برگزیدہ رسول ۲۲۸ تم میں سے گراں گزرتا ہے اس پر تمہارا مشقت میں پڑنا

علامت سے دوچار کر دیا جاتا تاکہ ان کو خواب غفلت سے بیدار کر دیا جائے۔ اسلام کے خلاف ان کی سازشیں ناکامی سے ہمکنار ہوتیں۔ بے سروسامانی کے باوجود مسلمان ہر میدان میں اپنے طاقتور دشمنوں کو شکست پر شکست دیتے چلے جاتے۔ حضور کی ذات پاک سے ایسے ایسے معجزات ظہور پذیر ہوتے جن کے دیکھنے کے بعد حضور کی صداقت کا یقین ہو جاتا۔ اس کے علاوہ انہیں طرح طرح کی تکالیف اور مالی خساروں میں مبتلا کیا جاتا تاکہ یہ غفلت کی نیند سے بیدار ہوں لیکن انہیں توبہ کی توفیق نصیب نہ ہوئی۔

۲۲۷ جب حضور سرور عالم ﷺ پر کوئی سورۃ نازل ہوتی اور یہ منافق اس مجلس میں ہوتے تو ان کا جی چاہتا کہ کسی طرح یہاں سے بھاگ نکلیں۔ ایک تو انہیں قرآن سے کوئی دلچسپی نہ تھی دوسرا انہیں یہ اندیشہ ہوتا کہ کہیں ایسی آیتیں نہ اتری ہوں جن میں ان کا پردہ فاش کیا گیا ہو۔ اگر وہیں اٹھ کر چلتے ہیں تو اپنے نفاق کا راز فاش ہونے کا خطرہ ہے۔ اس لیے ایک دوسرے کو آنکھوں سے اشارے کرتے ہیں اور جب دیکھتے ہیں کہ صحابہ اللہ تعالیٰ کا کلام سننے میں یوں مستغرق ہیں کہ انہیں دنیا و مافیہا کی خبر نہیں تو اس وقت وہ خاموشی سے کھسکنا شروع کر دیتے ہیں تاکہ کسی کو کانوں کان ان کے چلے جانے کی خبر بھی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب انہوں نے میرے محبوب رسول کی بارگاہ سے منہ موڑا تو ہم نے ان کے دلوں کو حق قبول کرنے سے موڑ دیا ثُمَّ انْصَرَفُوا صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ کے الفاظ بڑے غور کے مستحق ہیں۔

۲۲۸ رب کی کرم گستری اور بندہ نوازی کا اس سے بڑا اور ثبوت کیا ہو سکتا تھا کہ رحمت تشریف لایا اور اس نے اپنا دامن کرم پھیلا دیا۔ [illegible] مصیبت میں سے فکرمند ہو جاتے جیسے طبیب مریض کی حالت پر پسیجا [illegible]

حَرِيۡصٌ عَلَيۡكُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ (۱۲۸) فَاِنۡ تَوَلَّوۡا

بہت ہی خواہشمند ہے تمہاری بھلائی کا مومنوں کے ساتھ بڑی مہربانی فرمانے والا بہت رحم فرمانے والا ہے

فَقُلۡ حَسۡبِىَ اللّٰهُ ۖ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيۡهِ تَوَكَّلۡتُ وَهُوَ رَبُّ

اگر وہ منہ پھیریں تو آپ فرما دیجئے کافی ہے مجھے اللہ نہیں کوئی معبود بجز اس کے اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور وہی

الۡعَرۡشِ الۡعَظِيۡمِ (۱۲۹)

عرش عظیم کا مالک ہے

ع ۱۶

یہ آخری جواب ہے اور یقینی کتاب ہے کہ ایک گھونٹ حق سے پیئے تا در استیاب ہو جاؤ گے لیکن وہ [illegible] کہ [illegible] لیکن یہ سدا نہیں رہے گا وہ دن آیا جو ان کو دیا ہوا [illegible] جاتا ہے اور وہ [illegible] کی بھی پر قناعت کیے بیٹھے ہیں اس کو کتاب مقدس ملی کی کبھی [illegible] کا آفتاب جہاں تاب طلوع ہو رہا ہے اور وہ ضلالت کے اندھیروں سے چمٹے رہنے پر مصر ہیں۔ ان کی انہیں [illegible] کی سزا میں یہ دی گئی کہ ان کے دل کی آنکھ سے نور کر دی گئی فہم و فراست کا جوہر ان سے چھین لیا گیا اور برکت و بیداری کی [illegible] میں [illegible] کرنا چاہتے تھے اس میں گرنے دیا گیا۔

۱۳۰ کم کی ضمیر کا مرجع بعض نے اہل العرب کو قرار دیا ہے لیکن صحیح قول یہی ہے جو علامہ قرطبی نے زجاج سے نقل کیا ہے [illegible] جہاں کو خطاب ہے کہ حضور سب جہانوں کے لیے رحمت بن کر تشریف لائے ہیں۔ [illegible] نفیس کی جمع ہے [illegible] کہتے ہیں حقیقت و نفاست کو یعنی آپ کا حسب [illegible] جس سے اسے اولاد آدم [illegible] پہنچی ہو وہ حضور کے قلب مبارک پر بڑی گراں گزرتی ہے [illegible] عنت کا معنی [illegible] واشد میں لغت کے [illegible] آتا ہو [illegible] اس کا بیان [illegible] [illegible] لم یؤمنوا [illegible] [illegible] ۱۳۱ جب سارے [illegible] کے ساتھ ان کی [illegible] ہے تو آپ کا ان [illegible] کا سحاب جود و کرم کس طرح برستا ہوگا اس کا اظہار ان الفاظ سے فرمایا [illegible] [illegible] وقال الحسين بن الفضل لم يجمع الله لاحد من الانبياء اسمين من اسمائه [illegible] [illegible]

رؤف کا معنی ہے بہت مہربان اور شفقت فرمانے والا امام حسین بن فضل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دو نام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی نبی میں جمع نہیں فرمائے [illegible] [illegible] [illegible]

WWW NAFSEISLAM COM

سُورَہ یُونس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس سورۃ کو حضرت یونس علیہ السلام کے اسم گرامی سے موسوم کیا گیا ہے کیونکہ اس میں آپ کی قوم کی نجات کا ذکر ہوا ہے۔ یہ گیارہ رکوعوں پر مشتمل ہے اور اس کی آیات کی تعداد ایک سو نو ہے۔ اس میں [illegible] کلمے اور [illegible] حروف ہیں۔

زمانۂ نزول: حضرت حسن، عکرمہ، عطاء اور جابر کے نزدیک ساری سورۃ کا نزول مکہ میں ہوا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہی منقول ہے۔ مقاتل کہتے ہیں کہ بجز آیت فان کنت فی شک کے اس کا نزول مدینہ طیبہ میں ہوا (قرطبی) لیکن پہلا قول ہی صحیح ہے۔

اگرچہ اس کا سال نزول بتانا تو مشکل ہے لیکن اس کے مضامین پر غور کرنے سے یہ حقیقت عیاں ہے کہ یہ سورۃ اس وقت نازل ہوئی جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

پہلا سبب: [illegible]

[illegible]

مثال کی ہے کہ [illegible] آسمانوں [illegible] میں [illegible] پھر تم ان کی صدق پر کیوں یقین [illegible] ہو۔ [illegible] یہ بیان ہے کہ [illegible] میں [illegible] جاتا ہے۔

ایسے [illegible] کیا [illegible] اس کے [illegible] زیادہ [illegible] جہاں [illegible] ہے جس سے زمین آسمان [illegible] آفتاب ماہتاب کی [illegible] قدرت و حکمت [illegible] اپنے [illegible] نظر آتے ہیں۔

مگر [illegible] آپ [illegible] ۳۸ [illegible] اور قیامت [illegible] جب [illegible] ہو گیا [illegible] رحمت [illegible] کی رحمت سے [illegible] تم [illegible] لیتے تھے۔

دوسرا شبہ [illegible] رحمت [illegible] کیا ہے [illegible] دکھانے کے [illegible] جو [illegible] ہو [illegible] اور [illegible] رحمت [illegible] حاصل [illegible] کرو۔

تیسرا شبہ [illegible] کلام الٰہی ہونے [illegible] کسی انسان کا بنایا ہوا کلام ہے [illegible] ایک سورۃ [illegible] اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ [illegible] ہے تو سنو

قَدْ جَاءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ :- یہ تمہارے رب کی طرف سے نصیحت ہے

وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ اس میں تمہارے سینوں کی ساری بیماریوں (دکھوں) کے لیے نسخہ شفا ہے

وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ اور جو اس کو دل و جان سے مان لیتے ہیں ان کے لیے یہ سراپا ہدایت و رحمت ہے۔

تیسرا تجویز پیش کرتے ہو کہ اس میں سے فلاں چیز کاٹ دی جائے اور فلاں چیز کا اضافہ کر دیا جائے۔ بھلا میری کیا مجال کہ اس میں رد و بدل کر سکوں۔ میں تو [illegible] اس میں [illegible] کروں تو [illegible] کہ تم مجھے میرے رب کے عذاب سے بچا سکو۔

چوتھا سبب۔ تمہیں اس پر بھی اعتراض ہے [illegible] ایک دوسری دنیا کی خبر دیتے ہو۔ تمہارے نزدیک یہ خلاف عقل ہے اگر [illegible] پوچھ لیں [illegible] سے پیدا نہیں کیا کیا اس کے لیے یہ [illegible] بات ہے کہ وہ موت کے بعد دوبارہ زندہ کر دے۔

جو [illegible] کے دل میں کھٹکتے رہتے تھے شکوک و شبہات تھے ان کا تشفی بخش جواب دیا گیا اگر کوئی پھر بھی حق کا انکار کرے تو اس کی مرضی ورنہ اس کو سمجھانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی گیا تھا۔

آخر میں [illegible] سورۃ کو ختم کیا اپنے برگزیدہ رسول اور محبوب بندے کو ارشاد فرمایا وَاتَّبِعْ مَا يُوحَى إِلَيْكَ یعنی [illegible] تکلیفیں [illegible] ہر طرف سے [illegible] آپ [illegible] حق کا [illegible] صبر [illegible]

[illegible] حقیقی اختیار [illegible] کے دست قدرت میں ہے [illegible] اس کے غضب کا کوئی [illegible] کے دست [illegible] اور فضل [illegible] اس نے [illegible] سکتا [illegible] کسی [illegible] اگر اس نے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] کی نعمت [illegible] کسی کے [illegible] اس کی تو یہ شان ہے يُصِيبُ بِهِ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ۔

ان اساسی مضامین کے علاوہ علم و حکمت کے بے شمار [illegible] اس سورۃ کی روشنی [illegible] ہیں۔ جب آپ اس کا مطالعہ کریں گے تو ان کا حسن [illegible] خود بخود آپ کو اپنی طرف کھینچ لے گا۔

سُوْرَةُ يُوْنُسَ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ آيَاتُهَا ۱۰۹ رُكُوْعَاتُهَا ۱۱

[illegible]

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اَوْحَیْنَاۤ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَ بَشِّرِ الَّذِیْنَ

ان ہی میں کے ایک مرد کی طرف ہم نے وحی بھیجی کہ ڈراؤ لوگوں کو اور خوشخبری دو انہیں

اٰمَنُوْۤا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؔ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ

جو ایمان لائے کہ ان کے لیے ہے قدم صدق ؎ ان کے رب کے پاس۔ کافر بولے

میں تھا لیکن یہ معلوم [illegible] بعثت کی گئی ہے۔ قرآن پڑھنے کا [illegible] روح الامین کی [illegible] کہا تھا [illegible] کے بعد [illegible] لیا گیا تھا [illegible] قرآن [illegible]

[illegible] اس اصل بات یہی ہے

؎ یہاں نبی پاک کی [illegible] کیا جائے گا۔

؎ یہاں قدم صدق کا معنی [illegible] شفاعت ہے

امام حسن بصری و قتادہ کا قول ہے [illegible] قدم صدق سے مراد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ [illegible]

إِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ② إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

بلاشبہ یہ جادوگر ہے کھلا ہوا ٹ بیشک تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے پیدا فرمایا آسمانوں

وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ

اور زمین کو ث چھ دنوں میں، پھر متمکن ہوا عرش پر (جیسے اس کی شان کے لائق ہے) ہر کام کی تدبیر فرماتا

قبروں کی بلندی کی اور حضور اپنی امت سے پہلے حوض کوثر پر تشریف فرما ہوں گے تاکہ اپنی پیاسی امت کو سیراب فرما سکیں۔ امام بخاری نے یہی قول حضرت زید بن اسلم سے نقل کیا ہے۔ قال البخاری قال زید بن اسلم ان لہم قدم صدق محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(مظہری، قرطبی وغیرہما من التفاسیر)

ٹ جب کفار کے پاس کوئی دلیل نہ رہی جس سے وہ قرآن کے کلام الٰہی ہونے کا انکار کر سکیں اور حضور کی نبوت و رسالت کی تردید کر سکیں، تو ناچار اپنی شکست پر پردہ ڈالنے کے لیے یہ [illegible] الزام لگا دیا کہ یہ جو روشن دلیلیں پیش کر رہا ہے یہ سحر اور جادو ہے [illegible] جادو ہے [illegible] کے سامنے بے بس ہو کر رہ جاتا تھا۔ [illegible] یہ اچھا بہانہ ہے جو وہ [illegible] سے مشرکین نے حضور کو جادوگر کہا لیکن انہوں نے یہ سوچا کہ ان کا یہ الزام کتنا بودا ہے۔ کیا وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ [illegible] جادوگر [illegible] نے جادو [illegible] یا وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ جادوگروں کی پست اور ذلیل ذہنیت ہوتی ہے [illegible] جادوگروں کے سامنے [illegible] حقیر مفادات ہوتے ہیں اور انہیں کی تکمیل کے لیے وہ [illegible] پاپڑ بیلتے ہیں لیکن اس پاک ہستی کی کتاب زندگی میں خود غرضی اور [illegible] کا کوئی ادنیٰ سا اثر تک بھی تو نہیں ملتا [illegible] حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جادوگر کہنا افترا محض اور بہتان صریح نہیں تو اور کیا ہے۔

ث اس آیت کے پہلے حصہ پر مفصل بحث سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۵۴ کے ضمن میں گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ فرما لی جائے۔ یہاں ایک خاص چیز کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں وہ یہ کہ بعض لوگ کائنات کی تخلیق کی تفصیلات قرآن سے تلاش کرنا چاہتے ہیں اور اپنے دور کے سائنسدانوں کے نظریات جو عموماً عام ہوتے ہیں ان کے رنگ میں قرآن کریم کو رنگنا چاہتے ہیں لیکن [illegible] قرآن کریم کے متعلق صحیح طریقہ نہیں کیونکہ سائنسدان اپنی ذہنی کاوشوں سے اپنے نظریات وضع کرتے ہیں اور لوگ ان کے زوردار دلائل سے مرعوب ہو کر ان کو حق تسلیم کر لیتے ہیں اور [illegible] لیکن کچھ عرصہ بعد نئے محققین کے پیروکار اور شاگرد اپنی تحقیق [illegible] سابقہ نظریات کو غلط ثابت کر دیتے ہیں اور پہلے دلائل سے بھی زیادہ وزنی دلیلیں اپنے نئے نظریات کی پشت [illegible] کرتے ہیں اور ان کے نظریات کا حشر بھی وہی ہوتا ہے اس لیے آیات قرآنی کو کسی قدیم یا جدید نظریہ کا پابند کر کے قرآن [illegible] کسی نظریہ سے [illegible] لوگوں کو بتایا جا سکتا ہے کہ قرآن کے [illegible] وہی ہیں جن کو

الْأَمْرَ مَا مِنْ شَفِيعٍ إِلَّا مِنْ بَعْدِ إِذْنِهِ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ

[illegible] کوئی نہیں شفاعت کرنے والا مگر اس کی اجازت کے بعد ف یہ ہے اللہ تمہارا [illegible]

[illegible]

[illegible] آیت میں سب کا رد فرما دیا۔

ف مشرکین یہ سمجھتے تھے کہ [illegible] قیامت کے دن ان کی شفاعت کریں گے [illegible] شفاعت [illegible] شفاعت کرنے کی اجازت [illegible]

[illegible]

فَاعْبُدُوْهُ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٣﴾ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ

سو عبادت کرو اس کی۔ تو کیا تم غور و فکر نہیں کرتے۔ اسی کی طرف لوٹنا ہے تم سب نے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا سچا

حَقًّا ۭ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

وعدہ ہے بیشک وہی ابتدا کرتا ہے پیدائش کی پھر وہی دہرائے گا تاکہ جزا دے انہیں جو ایمان لائے اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ

نیک عمل کیے انصاف کے ساتھ۔ اور جنہوں نے کفر کیا ان کے لیے پینے کو کھولتا ہوا

حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿٤﴾ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ

پانی اور دردناک عذاب ہوگا بوجہ اس کے کہ وہ کفر کیا کرتے تھے وہی ہے جس نے بنایا

برحق کے ساتھ [illegible] شرک و [illegible] نہیں کرتے تو اب جبکہ حقیقت عیاں ہو چکی ہے اور شک و شبہ کا غبار چھٹ گیا ہے۔ اب ہوش میں آؤ اور اپنی عمر کا بقیہ حصہ تو اس کی یاد میں گزار دو۔

۱ہ مشرکین مکہ کے لیے جس طرح کسی انسان کا شرف نبوت سے مشرف ہونا باعث تعجب تھا اسی طرح قیامت کے دن جی اٹھنا بھی بڑی مشکل بات تھی ان کے فہم سے بالاتر تھی۔ یہاں انہیں اس بات کی طرف متوجہ کیا جا رہا ہے کہ وہ غلط سمجھے ہیں قیامت ضرور آئے گی اور سب کو اس کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہوگا۔ ساتھ ہی انہیں دلیل بھی بتا دیا کہ قیامت کے دن تمہیں دوبارہ زندہ کر کے جزا دینے کے لیے حاضر کرنے والی وہی ذات ہے جس نے تمہیں پہلے عدم سے وجود بخشا جبکہ تم کچھ نہیں تھے۔ جس نے تمہیں پیدا کیا اس کے لیے کیا مشکل ہے کہ مرنے کے بعد تمہیں دوبارہ زندہ کرے۔

۲ہ یہاں وقوع قیامت کی حکمت بیان کی جا رہی ہے کہ نیکیوں کا اجر اور بدیوں کی سزا ان کی زندگی ہی میں ملے یہ دنیا دار العمل ہے دار الجزا نہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ کئی لوگوں کو ان کے اعمال حسنہ کا صلہ اس دنیا میں نہیں ملتا ان کی زندگیاں آلام و مصائب کی نذر ہو جاتی ہیں اور کئی ایسے ہیں جو عیش و عشرت سے عمر بسر کرتے ہیں اور ان کے اعمال بد پر انہیں سزا نہیں ملتی۔ اگر اس دنیا کے بعد آخرت نہ ہو تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ عدل و انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہوئے اور یہ بات اللہ تعالیٰ کی ذات کو زیبا نہیں۔ اسی لیے ضروری ہے کہ اس دار فانی کے بعد دار بقا ہو جہاں ہر شخص کو اس کے اعمال نیک و بد کا بدلہ ملے۔ قیامت پر ایمان انسان میں اعمال بد سے نفرت پیدا کرنے اور اعمال حسنہ کی ترغیب دلانے میں بہت ہی موثر ہے۔

۳ہ قرآن حکیم نے اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی صفات کمال کے اثبات کے لیے جو طرز استدلال اختیار کیا ہے وہ دنیا بھر کے فلسفیوں اور

الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ

سورج کو | روشنی | اور چاند کو | نور | اور ٹھہرائیں اس کے لیے منزلیں | تاکہ جان لو | گنتی

اہل علم کے لیے استدلال مقصود ہے۔ قدرت و توحید الٰہی کی [illegible] بیان ہو رہی ہے۔ یہاں [illegible] مشتق اور پیچیدہ علمی اصطلاحات کا استعمال نہیں بلکہ بیان میں [illegible] صاف صاف باتیں [illegible] ہیں جن سے [illegible] [illegible] [illegible] مقصد کے متعلق [illegible] طور پر [illegible] ملتا ہے۔ یہاں اللہ کی قدرت کی چند نشانیاں بیان کرنے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] رات [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] رات کے وقت چاند کی روشنی [illegible] ضیا ہے۔

ك اس آیت میں اس کی قدرت کی چند نشانیاں بیان کی جا رہی ہیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کا مشاہدہ کرنا ہو تو آفتاب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سورج [illegible] [illegible] [illegible] ہے اور چاند کی روشنی اسی سے حاصل ہوتی ہے۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور چاند کی روشنی [illegible] سورج کی روشنی کے لیے ضیاء کا لفظ اور چاند کی روشنی کے لیے نور کا لفظ استعمال کر دیا۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ ضیاء [illegible] روشنی [illegible] نور کا لفظ استعمال کیا [illegible] [illegible] روشنی سورج سے مستفاد ہے اس لیے اس کے لیے [illegible] استعمال ہوا۔ واللہ اعلم

ك چاند زمین کے گرد گردش کرتا ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ستائیس دن سات گھنٹوں اور ستائیس منٹوں میں طے کرتا ہے لیکن [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ۲۹ دن [illegible] [illegible] اس لیے [illegible] ۳۰ / ۲۹ دن کے بعد دکھائی دیتا ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ستاروں کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] منازل کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہیں۔

الشرطان۔ البطین۔ الثریا۔ الدبران۔ الہقعۃ۔ الہنعۃ۔ الذراع۔ النثرۃ۔ الطرف۔ الجبہۃ۔ الزبرۃ۔ الصرفۃ۔ العوا۔ السماک الاعزل۔ الغفر۔ الزبانی۔ الاکلیل۔ القلب۔ الشولۃ۔ النعائم۔ البلدۃ۔ سعد الذابح۔ سعد بلع۔ سعد السعود۔ سعد الاخبیۃ۔ فرغ الدلو المقدم۔ فرغ الدلو المؤخر۔ بطن الحوت۔

پھر [illegible] [illegible] بارہ [illegible] [illegible] تقسیم کیا گیا ہے جن کے نام یہ ہیں۔ حمل۔ ثور۔ جوزا۔ سرطان۔ اسد۔ سنبلہ۔ میزان۔ عقرب۔ قوس۔ جدی۔ دلو۔ حوت۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۚ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ

برسوں کی اور حساب ۲ نہیں پیدا کیا خدا تعالیٰ نے اسے مگر حق کے ساتھ وہ تفصیل سے بیان

الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۞ اِنَّ فِيْ اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا

کرتا ہے اپنی قدرت کی نشانیاں ان لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں بے شک ہے گردش میں لیل و نہار میں اور جو کچھ

خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ۝٦ اِنَّ

پیدا کیا ہے خدا تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین میں ان میں نشانیاں ہیں اس قوم کے لیے جو متقی ہے ۴ بیشک

کا ہونا ایک رات دن اور زمین کا جو [illegible] رات تک جس سے اوجھل رہتا ہے اور پھر از سر نو [illegible] گردش شروع ہو جاتا ہے۔

۲ ان کے لیے جو یقین رکھتے ہیں کہ ہر فعل حکمت سے خالی نہیں ہے کہ تم سالوں کی گنتی کر سکو یہی تقویم [illegible] کہ یہ مہینے اور دن قمری ہیں مگر دن رات کا تعین سورج کی یومیہ گردش سے ہوتا ہے۔ اور مہینے اور سال کی پہچان چاند سے ہوتی ہے۔ اسلام نے شرعی احکام کی بنیاد قمری سال پر رکھی ہے۔ کیونکہ اس کا جاننا ہر ایک کے لیے سہل اور آسان ہے۔ ہلال طلوع ہوتا ہے تو سب کو پتہ چل جاتا ہے کہ نیا مہینہ شروع ہو گیا۔

۳ سورۂ انعام کی آیت نمبر ۹۷ کا حاشیہ ملاحظہ کیجئے۔

۴ رات اور دن کا تغیر، جس سے ان کا تسلسل [illegible] کا گھٹنا اور بڑھنا جس میں کسب معاش اور دیگر مشاغل کی جولانیاں اور راتیں جو آرام و راحت کی ہیں [illegible] سب تو اس کی وحدانیت و کبریائی کے گیت گا رہی ہیں۔

۵ یہ اللہ تعالیٰ [illegible] کائنات کے حسن و جمال کو دیکھتے ہیں [illegible] مختلف اشیاء کے عجیب [illegible] رات [illegible] ہیں اور [illegible] معلوم ہوتے ہیں [illegible] ہوش [illegible] ہیں لیکن کی سال [illegible] کے [illegible] اثرات [illegible] ان کی نگاہیں ان عجائبات میں [illegible] ہیں [illegible] حجابات [illegible] آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں اور [illegible] حقیقی [illegible] پیش کرتے ہیں [illegible] مطالعہ کر کے [illegible] کی [illegible] کمال جمال [illegible] میں [illegible] ہے [illegible] قادر و توانا [illegible] اللہ [illegible] ہوتی ہے [illegible] دنیا [illegible] کی [illegible] اور [illegible] انسانیت کے لیے تباہی [illegible] انسان کی [illegible] ہوگی

الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا

وہ لوگ جو امید نہیں رکھتے ہم سے ملنے کی اور خوش ہو گئے ہیں دنیوی زندگی سے اور مطمئن ہو گئے ہیں

بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۙ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ

اس کے ساز و سامان پر، اور وہ لوگ جو ہماری آیتوں سے غفلت برتتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے

بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

بسبب ان کرتوتوں کے جو وہ کماتے رہے۔ یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے پہنچائے گا

يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ

انھیں ان کا رب (سیدھی منزل مقصود تک) ان کے ایمان کے باعث۔ بہ رہی ہوں گی ان کے نیچے نہریں نعمت

جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ

کے باغوں میں۔ وہاں جنت کو پا کر ان کی صدا یہ ہوگی پاک ہے تو اے اللہ ۲۲ اور ان کی دعا یہ ہوگی

اور آج دنیا کو ایسے باکمال اور باہمت علماء کی ضرورت ہے جو انسانوں کو سلامتی کا راستہ دکھا سکیں۔

۱۹ یہ وہ پست ہمت اور کوتاہ نظر لوگ ہیں کہ ان کی پست ہمتی ان کو حسن و عمل کی راہ پر چلنے نہیں دیتی اور کوتاہ نظری ایسی کہ دنیوی زندگی اور اس کی ٹیپ ٹاپ و زینت پر ریجھتے ہیں اور اس کے آرام و آسائش پر مطمئن ہو جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کی نشانیوں کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے ان کا ٹھکانا آتش جہنم کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

۲۰ دنیا پرستوں کے مقابلہ میں حق پرستوں کا ذکر ہو رہا ہے جو دولت ایمان سے مالا مال ہیں اور اپنی زندگی کے دامن کو اعمال صالحہ کے رنگین اور مہکتے ہوئے پھولوں سے بھر رہے ہیں ان کے کمالات کے ثبوت پر گواہ موجود ہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ ایمان (یقین محکم) کا چراغ روشن کر کے کوئی مسافر اپنی منزل کی طرف رواں ہو جائے تو توفیق ربانی ضرور اس کی دستگیری فرمائے گی اور اسے منزل تک پہنچائے گی۔ کیسی ہی آندھیاں چلیں کتنے ہی طوفان اٹھیں اس کے چراغ ایمان کو بجھنے نہیں دیا جائے گا۔

۲۲ منزل مقصود پر پہنچنے سے جو مسرت اور روحانی خوشی نصیب ہوگی اس کے اظہار کے لیے اس سے بہتر اسلوب کی زبان سے ادا ہوگا۔

فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

[illegible] سلامتی ہوگی [illegible] اور ان کی آخری پکار یہ ہوگی کہ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو رب ہے تمام جہانوں کا

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ

اور اگر جلدی کرتا اللہ تعالیٰ لوگوں کو شر پہنچانے میں جیسے وہ جلدی [illegible] بھلائی [illegible] تو پوری کی جا چکی ہوتی

اَجَلُهُمْ ۖ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝

ان کی میعاد [illegible] پس چھوڑ دیتے ہیں ہم ان کو جو نہیں امید رکھتے ہم سے ملاقات کی ان کی سرکشی میں بھٹکتے پھرتے ہیں

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ

اور جب پہنچتی ہے انسان کو کوئی تکلیف (تو) ہمیں پکارتا ہے لیٹا ہوا یا بیٹھا ہوا یا کھڑا ہوا ۲۵

۲۴ انسان کی ایک کمزوری کی اصلاح ہو رہی ہے [illegible]

[illegible]

۲۵ انسان کی ایک اور کمزوری [illegible]

[illegible]

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّ كَأَن لَّمْ يَدْعُنَا إِلَىٰ ضُرٍّ مَّسَّهُ ۚ كَذَٰلِكَ

پھر جب ہم دور کر دیتے ہیں اس سے اس کی تکلیف تو چل دیتا ہے جیسے اس نے ہمیں کبھی پکارا ہی نہیں تھا کسی تکلیف میں جو اسے پہنچی تھی

زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ مِن

اسی طرح آراستہ کر دیے گئے حد سے بڑھنے والوں کے لیے وہ کام جو وہ کیا کرتے تھے اور بے شک ہم نے ہلاک کر دیں کئی قومیں

قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوا ۙ وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ وَمَا كَانُوا

پہلے تم سے جب انہوں نے ظلم کیا اور آئے ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لے کر اور وہ نہیں تھے کہ

لِيُؤْمِنُوا ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ۝١٣ ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ

ایمان لاتے اسی طرح ہم سزا دیا کرتے ہیں مجرم قوم کو پھر ہم نے بنایا تمہیں

[illegible] سب سے فراموش کر دیتے [illegible] سرکشی کو اپنا شعار بنا لیتا ہے۔

۲۳ لیکن یہ شیوہ ہر انسان کا نہیں بلکہ صرف وہی لوگ اس طرح کیا کرتے ہیں جو اسراف و بے اعتدالی کے عادی ہوں۔ ان کی [illegible] فطرت [illegible] حسن اور [illegible] محسوس کرتی ہے [illegible] جس [illegible] نیکی [illegible] دل [illegible] بدلتا جا رہا ہے۔

۲۴ اہل مکہ کو بتایا جا رہا ہے کہ جو روش تم نے اختیار کر رکھی ہے وہ کسی عقلمند اور عاقبت اندیش انسان کی روش نہیں۔ [illegible] کچھ [illegible] نہیں [illegible] اور آرام [illegible] حاصل کرنے کے لیے [illegible] مصیبت [illegible] ہے تو [illegible] پکارتے ہو اور بڑی عاجزی سے دعائیں مانگتے ہو جب وہ تم پر [illegible] اسی وقت [illegible] آنکھیں پھیر لیتے ہو [illegible] تمہارے قبل [illegible] یاد رکھو تم سے پہلے بھی اس قماش کے لوگ گزرے ہیں [illegible] کی مہلت دی [illegible] رسول بھیجے لیکن جب وہ [illegible] تو انہیں عذاب [illegible] اور ان کا نام و نشان تک بھی باقی نہ رہا [illegible] آنکھیں کھولو اور عذاب [illegible] سے پہلے اپنی نجات کا سامان کر لو۔

۲۵ قدرت کے قانون [illegible] جب تک کوئی قوم اپنی [illegible] زندہ و سلامت رہتی ہے [illegible] آفتاب اقبال درخشاں و تاباں رہتا ہے لیکن جب وہ اپنے [illegible] اور طاقت کو لذت کوشی اور عیش طلبی کے لیے وقف کر دیتی ہے اور [illegible] اسے [illegible] کر دیا جاتا ہے۔

خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝ وَاِذَا

جانشین زمین میں ان کے بعد تاکہ ہم دیکھیں تم کیسے عمل کرتے ہو اور جب

تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ

پڑھی جاتی ہیں ان پر ہماری آیتیں واضح کہتے ہیں وہ جو توقع نہیں رکھتے ہم سے ملنے کی لے آ

[illegible]

[illegible]

بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ۭ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ

لاؤ دوسرا قرآن اس کے علاوہ یا تو ترمیم کر دو اس میں فرما دیجئے مجھے اختیار نہیں کہ بدل دوں اسے اپنی طرف

تِلْقَاۗئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ

اپنی مرضی سے میں نہیں پیروی کرتا مگر اسی چیز کی جو وحی کی جاتی ہے میری طرف میں ڈرتا ہوں اگر

عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝١٥ قُلْ لَّوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ

نافرمانی کروں اپنے رب کی عذاب سے بڑے دن کے۔ آپ فرما دیجئے اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو نہ پڑھتا میں اسے

عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ڮ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ۭ

تم پر اور نہ خبر دیتا وہ تم کو اس کی بیشک گزار چکا ہوں میں تمہارے درمیان ایک عمر اس سے پہلے

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝١٦ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ

کیا تم پھر بھی نہیں سمجھتے۔ پس کون زیادہ ظالم ہے اس سے جو بہتان باندھے اللہ تعالیٰ پر جھوٹا یا جھٹلائے

تو کیا اتنی سی بات ہے کہ روز حشر کے دن کے عذاب عظیم سے مجھے ڈر لگتا ہے؟

۱۶ یہ بھی ... نہیں صاف صاف بتلا دو کہ یہ کلام میرا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ مجھے وحی سے مشرف نہ فرماتا تو میں اُمی ہوتے ہوئے ایسا کلام معجز نظام کیونکر پیش کر سکتا۔ دیکھو تو میں چالیس سال کا عرصہ تمہارے درمیان رہ چکا ہوں کیا میں نے پہلے بھی کبھی ایسی بات کی تھی جب میری صداقت میری سچائی امیری یا عدالت ... ہر شک سے بالاتر ہے تو میری بات کا ماننا ... یہ کلام الٰہی ہے۔ اس میں کسی قسم کا رد و بدل کرنا میرے بس کی بات نہیں۔

۱۷ گناہ طرح طرح کے ہیں۔ کوئی چھوٹا کوئی بڑا لیکن اس سے بڑا اور کوئی گناہ نہیں کہ کذب بیانی سے کام لیتے ہوئے کوئی شخص کسی کلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دے۔ تم میرے ... نیکی اور ... بلندی اور سیرت کی پختگی کے عینی شاہد ہو۔ کیا تم باور کر سکتے ہو کہ جو شخص اتنا ... چھوٹے گناہ سے بھی ... رہا ہو وہ اچانک ... کے ارتکاب کی جرأت کرے جس سے بڑا اور کوئی گناہ نہیں۔ نیز یہ بھی یاد رکھو کہ جس طرح کسی بات کو ... اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا ظلم عظیم ہے اسی طرح اس کے نازل فرمائے ہوئے قرآن کا انکار بھی ظلم عظیم ہے۔

كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ

اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو۔ یقیناً مجرم فلاح نہیں پاسکتے [illegible] عبادت کرتے ہیں [illegible]

اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّھُمْ وَلَا يَنْفَعُھُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَاۗءِ شُفَعَاۗؤُنَا

[illegible] جو نہ ان کو نقصان پہنچا سکتی ہیں اور نہ نفع پہنچا سکتی ہیں اور وہ کہتے ہیں یہ ہمارے سفارشی ہیں

عِنْدَ اللّٰهِ ۭ قُلْ اَتُنَبِّـــُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي

اللہ کے ہاں [illegible] کیا تم اللہ کو اس بات کی خبر دیتے ہو جس کو وہ نہیں جانتا آسمانوں میں اور نہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْاَرْضِ ۚ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَمَا كَانَ النَّاسُ

زمین میں ؟ پاک ہے وہ اور بلند و بالا ہے ان چیزوں سے جن کو یہ شریک کرتے ہیں ۔ اور نہیں تھے لوگ (ابتداء میں)

اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ

مگر ایک ہی امت ۔ پھر لوگوں نے باہم اختلاف کیا ۔ اور اگر ایک بات پہلے سے طے نہ ہو چکی ہوتی تیرے رب کی

لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ

طرف سے تو فیصلہ کر دیا جاتا ان کے درمیان ان امور میں جن میں وہ اختلاف کیا کرتے ہیں ۔ اور کہتے ہیں کیوں نہ نازل کی گئی اس پر

عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّيْ مَعَكُمْ

کوئی آیت (نشانی) اس کے رب کی طرف سے ؟ سو ان سے کہو غیب کا علم تو صرف اللہ ہی کے لیے ہے تو تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ

مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ

انتظار کرنے والا ہوں ۔ اور جب ہم لطف اندوز کرتے ہیں لوگوں کو اپنی رحمت سے کسی تکلیف کے بعد جو

۳۲ ۔ جن کے متعلق ان کا دعویٰ ہے [illegible] جب ان کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں تو اللہ [illegible] جن کا کوئی وجود نہیں تو [illegible] اگر واقعی کوئی چیز موجود ہو تو وہ کسی [illegible] پوشیدہ [illegible] اور جو اللہ سے پوشیدہ نہیں [illegible] سرے سے [illegible] کی خدائی [illegible] کا رد کس [illegible] پیرایہ میں کیا گیا ہے ۔

۳۳ ۔ اس کی [illegible] سورۂ [illegible] فرما دیا ۔

۳۴ ۔ چاہیے تو یہ تھا کہ جب [illegible] حق کو قبول کرنے [illegible] انسانی [illegible] نظریات [illegible] سے [illegible] اور [illegible] انسان [illegible] کے لیے کوئی [illegible] ہے [illegible] مجبور [illegible] ہے ۔

۳۵ ۔ وہ [illegible] کے لیے [illegible] مطالبہ [illegible] ہیں ۔ لیکن [illegible] نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتا ہے کہ [illegible] مشیت [illegible] ہے جب اس کی حکمت کا تقاضا ہوگا [illegible] نازل کر دیا جائے گا ۔ اگر تم نے [illegible] قبول نہ کرنے [illegible] تو [illegible] وقت ضرور [illegible]

مَسَّتْهُمْ إِذَا لَهُمْ مَكْرٌ فِي آيَاتِنَا قُلِ اللَّهُ أَسْرَعُ مَكْرًا إِنَّ

انہیں پہنچی تھی [illegible]

رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ ﴿٢١﴾ هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

[illegible] اور سمندر میں

[illegible]

یہاں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی [illegible] ایک روشن دلیل کی طرف اشارہ [illegible] امام بخاری [illegible] یہ روایت [illegible] قحط سالی [illegible] یا محمد [illegible] (بخاری) [illegible]

[illegible]

اسلام [illegible] پیغمبر اسلام [illegible] حاشیہ القرآن)

حَتّٰىٓ اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ۚ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا

یہاں تک کہ جب تم سوار ہوتے ہو کشتیوں میں [illegible] اور وہ [illegible] ہوا [illegible] اور وہ خوش [illegible]

جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا

[illegible] ہوا [illegible] ہر جگہ [illegible] اور وہ خیال کیے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ لَئِنْ أَنْجَيْتَنَا

[illegible]

مِنْ هَٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ﴿۲۲﴾ فَلَمَّا أَنْجَاهُمْ إِذَا هُمْ يَبْغُونَ

[illegible]

فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ مَتَاعَ

[illegible]

الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۲۳﴾

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ

بس حیاتِ دنیوی کی مثال تو ایسی ہے جیسے پانی جسے ہم نے اتارا آسمان سے تو گھنی ہو کر اگی

نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ حَتّٰىٓ اِذَآ اَخَذَتِ

پانی کے باعث سرسبزی زمین کی جس سے انسان بھی کھاتے ہیں اور مویشی بھی۔ یہاں تک کہ جب لے لیا

الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ

زمین نے اپنا سنگار اور وہ خوب آراستہ ہو گئی، اور یقین کر لیا اس کے مالکوں نے کہ اب وہ اس پر قادر ہو چکے ہیں

اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ

تو پہنچا اس پر ہمارا حکم رات کو یا دن کو تو کر دیا ہم نے اسے کاٹ کر گرایا ہوا گویا وہ یہاں تھی ہی نہیں

[illegible] کی [illegible] حال [illegible] ہو جائے گی۔

۳۲ اللہ تعالیٰ انسانی زندگی کے عروج و زوال اور بہار و خزاں کی ایک دلفریب اور لطیف مثال ذکر فرمانے میں جو حقیقت سے [illegible] اس کی وضاحت کی حاجت نہیں [illegible] صادق [illegible] اس میں کسی کو تردد نہیں [illegible] زمین [illegible] آسمان سے [illegible] اپنی [illegible] میں [illegible] بھر [illegible] ہے [illegible] میدانوں میں سرسبز و شاداب کھیت [illegible] [illegible] میں [illegible] انسان کے [illegible] جا رہی ہیں [illegible] [illegible] ہو رہی ہیں [illegible] انسان [illegible] حقیقت کو بھی [illegible] ایک [illegible] کی [illegible] انسان [illegible] اس کا بھی یہی [illegible] ہے کہ وہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

بِالْاَمْسِ ۚ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۲۴ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا

کل تھی۔ ہم صاف صاف بیان کرتے ہیں یوں آیتیں ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بلاتا ہے

اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ۚ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۲۵ لِلَّذِيْنَ

امن و سلامتی کے گھر کی طرف اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے سیدھے راستہ کی طرف۔ ان کے لیے جنھوں

اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ۚ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ۚ

نے نیک عمل کیے نیک اجر ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اور نہ چھائے گی ان کے چہروں پر رسوائی کی سیاہی اور نہ ذلت کا اثر ہو گا

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۲۶ وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ

یہی لوگ جنتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور جنھوں نے برے کام کیے

وہاں کبھی فضا نکہت کے سمندر موجزن تھے جہاں آج وحشت و دہشت کا عفریت چنگھاڑ رہا ہے وہاں کبھی بہاریں اٹکھیلیاں کیا کرتی تھیں۔
[illegible] عروج و زوال کے ان گزشتہ واقعات کو بیان کرنے کا مقصد داستان سرائی نہیں بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ اہل فہم و نظر ان اسباب کا سراغ لگائیں جن کی وجہ سے آباد شہر اور پر رونق بستیاں اور خوشحال قومیں برباد ہو گئیں تاکہ وہ ان غلطیوں کا ارتکاب کرنے سے بچیں۔

[illegible] اللہ تعالیٰ تمہیں فانی دنیا اور اس کی متاع بے بقا میں کھو جانے سے منع فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ تم کہیں حرص و ہوس کی زنجیروں میں مقید ہو کر رہ جاؤ، نفس و شیطان کے فریب میں پھنس کر اپنے حقیقی منصب سے بے خبر ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ایسی راہ پر چلنے کی دعوت دیتا ہے جس پر چل کر تم اپنی مسرت کے لمحات میں سند نشین ہو گے اور تم قرب الٰہی کی سعادت سے بہرہ اندوز کیے جاؤ گے۔

[illegible] اس آیت میں بتایا جا رہا ہے کہ اطاعت گزار اور وفاشعار بندوں کے ساتھ یہ معاملہ نہیں ہو گا کہ جتنی انھوں نے نیکیاں کی ہیں ٹھیک اتنی کے برابر ان کو اجر دیا جائے گا اور بس بلکہ اجر کے علاوہ انھیں مزید انعامات و احسانات سے بھی نوازا جائے گا۔ جن کا اندازہ آج کسی پیمانے سے نہیں لگایا جا سکتا۔

[illegible] لیکن بدکاروں کو سزا ان کے جرم سے زیادہ نہیں دی جائے گی۔ جتنا جرم ہے اتنی ہی سزا۔ نیک بندوں کے ساتھ معاملہ کرنے میں جود و عطا کو مد نظر رکھا جائے گا اور بدکاروں کے ساتھ معاملہ کرنے میں عدل و انصاف کو پیش نظر رکھا جائے گا

جَزَآءُ سَيِّئَةٍۭ بِمِثْلِهَا وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ

تو برائی کی سزا اسی جیسی ہوگی اور چھا رہی ہوگی ان پر ذلت نہیں ہوگا ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے

عَاصِمٍ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا

کوئی بچانے والا گویا ڈھانپ دیے گئے ہیں ان کے چہرے ٹکڑوں سے رات کے جو تاریک ہے

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ

یہی دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور اس دن کو یاد کرو جب ہم جمع کریں گے سب کو پھر

نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَآؤُكُمْ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ

ہم کہیں گے ان لوگوں سے جنہوں نے شرک کیا اپنی جگہ ٹھہرے رہو تم اور تمہارے شریک پھر ہم جدائی ڈال دیں گے ان میں

وَقَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا

اور کہیں گے ان کے شریک تم ہماری عبادت نہیں کیا کرتے تھے پس کافی ہے اللہ تعالیٰ گواہ ہمارے درمیان

بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۲۹﴾ هُنَالِكَ تَبْلُوْا

اور تمہارے درمیان کہ ہم تمہاری پرستش سے بالکل بے خبر تھے وہاں آزمائے گا

لطف ان آیات میں کفار و مشرکین کو قیامت کے دن پیش آنے والے واقعات سنا کر [illegible] توحید کی دعوت دی جا رہی ہے کہ [illegible] ہمارا رسول [illegible] دعوت دے کر توحید دے رہا ہے لیکن تم پرواہ نہیں کرتے اور اپنے دین [illegible] کو اپنے [illegible] چلے جا رہے ہو۔ یاد رکھو قیامت کا دن آنے والا ہے اس روز تمہارے یہ معبود تمہارے کسی کام نہیں آئیں گے [illegible] اس وقت تم [illegible] لیکن [illegible] کرم تمام لو اور ان کی پیروی کر کے سعادت حاصل کرو۔

كُلُّ نَفْسٍ مَّآ أَسْلَفَتْ وَرُدُّوٓا إِلَى ٱللَّهِ مَوْلَىٰهُمُ ٱلْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُم

ہر شخص جو اس نے آگے بھیجا تھا اور انھیں لوٹا دیا جائے گا اللہ تعالیٰ کی طرف جو ان کا مالک حقیقی ہے اور گم ہو جائے گا ان سے

مَّا كَانُوا۟ يَفْتَرُونَ ﴿٣٠﴾ قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِ أَمَّن

جو وہ افترا باندھا کرتے تھے آپ پوچھیے کون روزی دیتا ہے تمھیں آسمان اور زمین سے یا کون

يَمْلِكُ ٱلسَّمْعَ وَٱلْأَبْصَـٰرَ وَمَن يُخْرِجُ ٱلْحَىَّ مِنَ ٱلْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ

مالک ہے کان اور آنکھوں کا اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور (کون) نکالتا ہے

ٱلْمَيِّتَ مِنَ ٱلْحَىِّ وَمَن يُدَبِّرُ ٱلْأَمْرَ ۚ فَسَيَقُولُونَ ٱللَّهُ ۚ فَقُلْ

مردہ کو زندہ سے اور کون ہے جو انتظام فرماتا ہے ہر کام کا تو وہ فوراً کہیں گے اللہ پس آپ کہیے

ف مشرکین کی ذہنی پستی اور فکری [illegible] کے لیے ان کے خود ساختہ معبودوں کی اصل [illegible]
[illegible] کے پاس [illegible] ہے [illegible] بتاؤ [illegible]
[illegible] کس نے [illegible] سینکڑوں قسم کے [illegible] کس کی [illegible]
[illegible] اس کے بعد [illegible] کس نے [illegible]
[illegible] ایک [illegible] ہیں [illegible]
[illegible] (PHENOMENON) [illegible] اور [illegible] سے [illegible]
اور نشوونما کے اس عمل (PROCESS) [illegible] کوئی ایک بھی ایسی [illegible] جس [illegible] تمہارے ان [illegible] کی طرف
[illegible] اور [illegible] کی قوت [illegible] سے [illegible]
[illegible] حکمت اور مہارت سے [illegible] تمہارے معبودوں نے [illegible]
اور سوچو [illegible] حقیقت شناس [illegible] کرو اور بتاؤ کس کی قدرت [illegible]
سے زندگی کے چشمے جاری [illegible] سے [illegible] پیدا کرتی ہے۔ کیا اس میں [illegible]
[illegible] کی [illegible] طرف [illegible]
[illegible] قدرت حکمت اور علم [illegible] اور [illegible]
[illegible] کو [illegible] آسمان کی [illegible] اور زمین کی [illegible]

أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٣١﴾ فَذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۖ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا

(جب یہ حقیقت ہے) تو تم (اس سے) ڈرتے کیوں نہیں ہو ۳۲ پس یہ ہے اللہ تعالیٰ جو تمہارا حقیقی پروردگار ہے ۳۳ پس حق کے بعد کیا ہے بجز

الضَّلَالُ ۖ فَأَنَّىٰ تُصْرَفُونَ ﴿٣٢﴾ كَذَٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى

گمراہی کے ۳۴ پھر تمہیں (حق سے) کدھر موڑا جا رہا ہے یونہی ثابت ہو چکی ہے تیرے رب کی بات ۳۵ ان پر جو

ہواؤں کی آمدنیاں اور ستاروں کی جگمگاہٹیں انسان اور دیگر حیوانات میں نسل کے آثار یہ مخصوص نظام ہو رہے ہیں یہ حکمت کس نے پیدا کئے ہیں۔ کیا تم ہی یہ کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی اور ان کا خالق ہے؟ ہرگز نہیں۔ جب یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے تو پھر تم اس کے سوا کسی کو خدا اور معبود کیوں مانتے ہو۔ اس کے بغیر کسی اور کو اپنا مسجود کیوں مانتے ہو۔ کیا تمہیں اپنے ہولناک انجام کا کوئی اندیشہ نہیں۔

۳۳ جو ذات ان صفات کمال سے متصف ہے وہی تمہارا رب ہے وہی تو تمہارا برحق ہے۔ اس کے علاوہ اگر کسی کو اپنا خدا اور معبود بناؤ گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ وہ لوگ کہاں تمہیں بہکائے لئے جا رہے ہیں اور گمراہی کی وادیوں میں مارے مارے پھر رہے ہیں۔

۳۴ اس آیت کے ضمن میں علماء کرام نے سماع (غنا) وغیرہ کے بارے میں تحریر کیا ہے اور ابوبکر ابن العربی الاندلسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر احکام القرآن میں غناء کے متعلق بڑی مختصر بحث کی ہے۔ ہم ان کی عبارت نقل کر کے اس کا ترجمہ ہدیہ ناظرین ہے۔

(۱) الغناء من اللهو المهيج للقلوب عند اكثر العلماء منهم مالك بن انس وليس في القرآن ولا في السنة دليل على تحريمه اما ان الحديث الصحيح الاسم هو الحديث ان ابابكر دخل على عائشة وعندها جاريتان من جواري الانصار تغنيان بما تقاولت به الانصار يوم بعاث فقال ابو بكر امزمور الشيطان في بيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم دعهما يا ابا بكر فانه يوم عيد. فلو كان المغني حراما ما كان في بيت رسول الله وقد انكره ابو بكر بظاهر الحال فاقره النبي صلى الله عليه وسلم بفضل الرخصة والرفق بالخليقة في اجمام القلوب اذ ليس جميعها يحمل الجد دائما وتعليل النبي صلى الله عليه وسلم بانه يوم عيد يدل على كراهية دوامه ورخصته في الاسباب كالعيد والعرس وقدوم الغائب ونحو ذلك من المجتمعات التي تؤلف بين المفترقين والمفترقات عادة وكل حديث يروى في التحريم او آية تتلى فيه فانه باطل سندا باطل معتقدا خبرا وتاويلا۔

(احکام القرآن جزء اول، لابی بکر ابن العربی)

ترجمہ: (۱) اکثر علماء کے نزدیک جن میں حضرت امام مالک بھی ہیں غنا ایک ایسا لہو ہے جو دلوں میں ہیجان پیدا کرتا ہے۔ اور قرآن و سنت میں اس کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں۔ بلکہ اس صحیح حدیث سے اس کا مباح ہونا ثابت ہے جس میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ایک روز حضرت عائشہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ ان کے پاس انصار کی دو لڑکیاں وہ اشعار گا رہی تھیں جو انصار نے جنگ

الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٣٣﴾ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ

فسق کرتے ہیں کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے اے حبیب آپ پوچھئے کیا تمہارے ... میں کوئی ایسا ہے

مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ۚ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ

جو آغاز فرماتا ہو تخلیق کا پھر فنا کرنے کے بعد اسے دوبارہ ... آپ فرمائیے اللہ ہی آغاز فرماتا ہے ... پھر ... فنا کے بعد

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْنَ ﴿۳۴﴾ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ یَّهْدِیْۤ اِلَی الْحَقِّ

[illegible] کہاں [illegible] پھرے جاتے ہو [illegible] کیا تمہارے شریکوں میں سے کوئی حق کی طرف رہنمائی [illegible]

قُلِ اللّٰهُ یَهْدِیْ لِلْحَقِّ اَفَمَنْ یَّهْدِیْۤ اِلَی الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ یُّتَّبَعَ

[illegible] اللہ ہی حق کی طرف رہنمائی فرماتا ہے [illegible] جو حق کی طرف [illegible] وہ زیادہ مستحق ہے کہ اس کی پیروی کی جائے

اَمَّنْ لَّا یَهِدِّیْۤ اِلَّاۤ اَنْ یُّهْدٰی فَمَا لَكُمْ كَیْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۵﴾

یا وہ جو [illegible] راہ نہیں پاتا مگر یہ کہ اسے راہ دکھائی جائے [illegible] تمہیں کیا ہو گیا ہے کیسے فیصلے کرتے ہو۔

وَمَا یَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْـًٔا

اور نہیں پیروی کرتے ان میں سے اکثر مگر گمان کی بےشک گمان نہیں بےنیاز کر سکتا حق سے ذرا بھی۔ ف۳۶

سے [illegible] قیامت [illegible] وہ قائل [illegible] اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرمایا۔

قل اللہ

ف۳۵ [illegible] کیا ان کے پاس کوئی پیغام ہدایت ہے جس کی روشنی میں [illegible] کیا ان کے پاس عقل و ایسا شعور ہے جو [illegible] کے پاس کوئی ایسا ضابطہ اخلاق ہے جو تمہارے [illegible] اور [illegible] اور معاشرتی [illegible] جب [illegible] عبادت کرنا [illegible] ہدایت کا حق [illegible] حق کی طرف رہنمائی کرتا ہے [illegible] حق دیتا ہے [illegible] حق [illegible] قبول کرنے [illegible] اس لیے وہی سب کا خدا اور وہی سب کا معبود ہے۔ اس [illegible] قل اللہ یہدی للحق [illegible]

[illegible] یہدیہ۔

ف۳۶ لفظ ظن عربی زبان میں مختلف معانی میں مستعمل ہوتا ہے صاحب تاج العروس نے لفظ ظن کی تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے [illegible] القرآن [illegible] المعنی [illegible] والمعنی [illegible]۔

إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ۝ وَمَا كَانَ هَٰذَا الْقُرْآنُ أَنْ

بیشک اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں ؎۳۶ اور نہیں ہے یہ قرآن ؎۳۷ کہ

ترجمہ :۔ بصائر (لغت کی ایک معتبر کتاب) میں ہے کہ قرآن کریم میں لفظ ظن چار معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اور وہ معانی یہ ہیں :۔ یقین، شک، تہمت اور وہم و گمان۔

اس آیت میں ظن کا لفظ اپنے آخری معنی حسبان (یعنی وہم و گمان) میں مستعمل ہوا ہے۔ علامہ زمخشری نے لکھا ہے لعل اوہام وخیالات ہیں یہاں ظن کا معنی وہم و گمان ہے۔ منکرین حدیث نے اس جملہ سے بڑا غلط فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے۔ وہ بڑی شد و مد سے کہتے ہیں کہ علمائے اصول نے تصریح کی ہے کہ خبر واحد حدیث کی ایک قسم ہے، سے ظن حاصل ہوتا ہے اور ظن کے اتباع سے قرآن نے سختی سے منع کیا ہے اور اسے کفار و مشرکین کا شیوہ بتایا ہے کہ وہ ظن کی پیروی کرتے ہیں تو حق کی ان تصریحات سے صاف صاف معلوم ہو گیا کہ ظن کا اتباع جائز نہیں اور خبر واحد چونکہ ظن کا فائدہ دیتی ہے اس لیے اس کا اتباع ان ارشادات ربانی کے خلاف ہے۔ اس لیے وہ احادیث جو خبر واحد ہیں اور بیشتر وہ احادیث ہیں جن سے احکام مستنبط ہوتے ہیں وہ خبر واحد ہیں اس لیے وہ ساقط الاعتبار ہوں گی اور واجب العمل نہ ہوں گی۔

اس لیے جاننا چاہیے کہ علمائے اصول نے ظن کو ایک مخصوص معنی میں استعمال کیا ہے اور قرآن نے جس ظن کے اتباع سے منع فرمایا ہے وہ ظن کا دوسرا معنی ہے۔ اس لیے مشرکین ظن کی پیروی کرتے ہیں وہ اور ہے۔ ہر جگہ ظن کا ایک معنی مراد لیا تو آیت کریمہ کے ساتھ بے انصافی اور اہل لغت کے ساتھ ظلم عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال زار پر رحم فرمائے اور ایسی غلط فہمیوں سے بچائے جو شریعت کی بنیادوں کو متزلزل کرنے کا باعث ہیں (اس کی مزید تفصیل کے لیے ضیاء القرآن کی سنت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صفحات ۱۰۰ تا ... ملاحظہ ہوں)

؎۳۶ یہاں انہیں سرزنش کی جا رہی ہے کہ یہ مت سمجھو کہ تمہاری کارستانیوں کی کسی کو خبر نہیں۔ جو تم کچھ کرتے ہو اس پر کوئی محاسبہ نہ ہوگا۔ خوب کان کھول کر سن لو کہ تمہاری ہر حرکت پر علیم و خبیر خدا آگاہ ہے اور وہ تمہیں تمہارے کرتوتوں کی پوری پوری سزا دے گا۔ وعید علی الاعراض عن الحجج العقلیۃ و متابعۃ الظن والتقلید (مظہری)

؎۳۷ توحید کے بعد جس چیز پر انہیں زیادہ اعتراض تھا وہ یہ تھی کہ قرآن مجید جسے نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انہیں پیش کر رہے ہیں وہ کسی انسان کا کلام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ وہ اس بات کو تسلیم کرنے کے لیے ہرگز تیار نہ تھے۔ یہ ان کے فہم و ادراک سے بالاتر تھی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی بندے پر کوئی کلام نازل ہوتا ہے۔ [illegible] عربی کے ساتھ قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت سے انہیں انکار نہ تھا بلکہ دل ہی دل میں وہ اس سے بے حد متاثر اور مرعوب تھے۔ قرآن کی اس حیرت انگیز تاثیر کی کیا وجہ ہے، اس کا ان کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ کبھی وہ اسے جادو کہتے، کبھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کہ انہوں نے خود گھڑا ہے اور ناحق اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کر دی ہے تاکہ لوگ ان کے معتقد بن جائیں۔ کبھی کہتے

يُفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ

گھڑ لیا گیا ہو اللہ تعالیٰ (کی وحی) کے بغیر بلکہ یہ تو تصدیق (کرنے والا) ہے ان (کتابوں) کی جو اس سے پہلے [illegible]

وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ

اور الکتاب کی تفصیل ہے کوئی شک نہیں اس میں یہ رب العالمین کی طرف سے (اتری) ہے کیا یہ (کفار) کہتے ہیں کہ

افْتَرٰىهُ ۚ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ

گھڑ لیا ہے اسے (نبی نے) آپ فرمائیے (اگر یہ بات ہے) تو لے آؤ ایک سورت اس جیسی اور بلا لو جس کو تم بلا سکتے ہو

دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا

اللہ تعالیٰ کے علاوہ اگر تم (اپنے الزام میں) سچے ہو بلکہ جھٹلایا انہوں نے اس چیز کو جس کے علم کا [illegible]

انہیں غور و فکر نہیں [illegible] بلکہ اتنی [illegible] ۔ [illegible] قسم کی حماقت آرائیاں [illegible] قرآن کا دل [illegible] اٹھا کر [illegible] ۔ یہاں بھی ان کے ایک [illegible] اس کی [illegible] کی طرف [illegible] ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ذرا سوچو [illegible] قرآن حکیم کے ذریعہ [illegible] کلمات کے [illegible] حقائق و معارف [illegible] آیات میں رشد و ہدایت کا [illegible] کیا یہ کسی انسان کا [illegible] ہے یہ کتاب [illegible] تصدیق کرنے والی ہے اور [illegible] کیا عقل اجازت دیتی ہے کہ ایسی کتاب کو افترا و بہتان کہا جائے۔

ملے یہاں ان کو چیلنج دیا جا رہا ہے کہ اگر تمہارا یہ گمان درست ہے کہ یہ کسی انسان کا کلام ہے [illegible] اس کی نسبت غلط اللہ تعالیٰ کی طرف کر دی گئی ہے [illegible] اپنے [illegible] شعراء اور خطباء [illegible] ایک سورۃ تو بنا کر پیش کر دو۔ اور اگر تم اکیلے اکیلے [illegible] سورۃ [illegible] ہی ایک [illegible] قرآن کریم کا یہ چیلنج [illegible] ہے اور دشمنان اسلام [illegible] کہ یہ کلام الٰہی نہیں بلکہ کسی انسان کا [illegible] تو اس کے مقابلہ میں زیادہ نہیں تو ایک سورۃ ہی پیش کر دو۔

ملے یعنی قرآن کریم کے متعلق ان کا یہ معاندانہ رویہ [illegible] انکار کسی تحقیق [illegible] غور و فکر [illegible] نہیں [illegible]

بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيْلُهٗ ۚ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

جان سکے اور نہیں آیا ان کے پاس اس کا انجام اسی طرح جھٹلایا انھوں نے جو ان سے پہلے تھے

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ

پھر دیکھو کیسا انجام ہوا ظالموں کا اور ان میں سے کچھ ایمان لائیں گے اس پر

وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ۚ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَاِنْ

اور ان میں سے کچھ ایمان نہیں لائیں گے اس پر اور آپ کا رب خوب جانتا ہے فسادیوں کو اور اگر وہ

سے قرآن کو پڑھا ہوتا، اس میں غور و فکر کیا ہوتا، اس کے حقائق و معارف کے میدان میں قدم رکھا ہوتا اور پھر وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہوتے کہ اس میں فلاں فلاں عیب اور خامیاں موجود ہیں، اس لیے یہ کلام الٰہی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ان کے انکار کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے قرآن کے معارف پر آگاہی ہی حاصل نہیں کی۔ انھوں نے علم و دانش کے اس بحر بیکراں میں غوطہ ہی نہیں لگایا۔ وہ اس میں غور و فکر کرنے کی زحمت ہی گوارا نہیں کرتے۔ اگر وہ اس میں غور و فکر کرتے اور قرآن کے آئینہ میں منعکس ہونے والے حسن حقیقی کا ایک جلوہ بھی دیکھ لیتے تو ہزار جان سے اس پر قربان ہو جاتے۔

۴۳ ان کے انکار کی دوسری وجہ یہ ہے کہ قرآن نے نیکوں کے لیے جس اجر و ثواب کا وعدہ کیا ہے اور نافرمانوں کو جس عذاب کی دھمکی دی ہے اور مستقبل میں رونما ہونے والے جن واقعات کی خبر دی ہے وہ ابھی تک پردہ غیب میں مستور ہیں۔ ابھی ان کا وقوع نہیں ہوا۔ وہ ان وعدوں وعیدوں اور پیشگوئیوں کو محض دھمکیاں ہی تصور کر رہے ہیں۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ظہور کے لیے ایک وقت مقرر فرما دیا ہے۔ اس سے پہلے انھیں سوچنے اور حق کو قبول کرنے کی مہلت دی گئی ہے۔ عقلمندی کا تقاضا تو یہ ہے کہ وہ اس مہلت کو بیکار ضائع نہ کریں بلکہ اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں۔ جب قیامت کی عذاب کی گھڑی آ پہنچے گی تو اس وقت ان کا رونا دھونا اور واویلا کرنا بے سود ہوگا۔

۴۴ یعنی رحمت کے ان مظاہر کو پہلی قوموں نے بھی ضائع کر دیا۔ انھوں نے بھی اپنے انبیاء کی دعوت کو قبول نہ کیا۔ ان کے روشن معجزات کو دیکھا اور دیکھ کر آنکھیں بند کر لیں۔ وہ مال و دولت کے نشہ میں عذاب کے نزول کو ہی نبی کی صداقت کی کسوٹی سمجھتے رہے اور رحمت کے مواقع کو برباد کر دیا اور جب وہ عذاب آیا اور اس نے انھیں چاروں طرف سے گھیر لیا اس وقت ان کا اشک ندامت بہانا اور واویلا کرنا ان کے کسی کام نہ آیا۔ اے مشرکین عرب! تم بھی نزول عذاب سے پہلے توبہ کر لو اور میرے محبوب کے دامن رحمت کو تھام لو ورنہ تمہارا بھی وہی عبرتناک انجام ہوگا جو پہلی امتوں کا ہوا۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ آمین

كَذَّبُوكَ فَقُل لِّي عَمَلِي وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۖ أَنتُم بَرِيئُونَ مِمَّا أَعْمَلُ

آپ کو جھٹلائیں تو فرما دیجئے میرے لیے میرا عمل اور تمہارے لیے تمہارا عمل [illegible] تم بری الذمہ ہو اس سے جو میں کرتا ہوں

وَأَنَا بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٤١﴾ وَمِنْهُم مَّن يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ ۚ أَفَأَنتَ

اور میں بری الذمہ ہوں اس سے جو تم کرتے ہو اور ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو کان لگاتے ہیں آپ کی طرف [illegible] تو کیا آپ

تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوا لَا يَعْقِلُونَ ﴿٤٢﴾ وَمِنْهُم مَّن يَنظُرُ إِلَيْكَ ۚ

سنائیں گے بہروں کو خواہ وہ کچھ نہ سمجھتے ہوں اور ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو دیکھتے ہیں آپ کی طرف [illegible]

أَفَأَنتَ تَهْدِي الْعُمْيَ وَلَوْ كَانُوا لَا يُبْصِرُونَ ﴿٤٣﴾ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ

تو کیا آپ راہ دکھائیں گے اندھوں کو خواہ وہ کچھ نہ دیکھتے ہوں بیشک اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرتا

النَّاسَ شَيْئًا وَلَٰكِنَّ النَّاسَ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٤٤﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ

لوگوں پر ذرہ بھر بھی لیکن لوگ ہی اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں۔ اور جس دن اللہ تعالیٰ جمع کرے گا

[illegible] اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے حبیب! تو نے اپنا فرض پوری طرح ادا کر دیا اگر یہ بدنصیب پھر بھی واضح دلائل کے باوجود دعوتِ حق کو قبول نہیں کرتے تو ان کی قسمت۔ آپ انہیں بتا دیجئے کہ میں اپنے اعمال کے لیے جوابدہ ہوں اور تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پرسش کی جائے گی کسی کا بوجھ کسی پر نہیں ڈالا جائے گا۔

[illegible] حضور کریم جب قرآن کریم کی تلاوت فرماتے یا کچھ وعظ و نصیحت کرتے تو یہ بدبخت کان لگا کر سنتے لیکن چونکہ انہوں نے اپنے کانوں میں تعصب اور نفرت کی روئی ٹھونس رکھی تھی اس لیے وہ سننے کی لذت سے محروم تھے۔ ان کی مثال ایسے شخص کی سی تھی جو کانوں سے بہرہ اور عقل سے کورا ہو۔ وہ کچھ سن سکتا ہو نہ اشارات ہی سے مطلب پا سکتا ہو۔

[illegible] اسی طرح کفار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے زیبا کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے لیکن یہ جمال انہیں دکھائی نہیں دیتا تھا کیونکہ ان کے دل کی آنکھیں اندھی اور بے نور تھیں اور روئے حق کو دیکھنا ان ظاہری آنکھوں کا کام نہیں بلکہ دیدہ دل سے ہی اس کے جلوے دیکھے جا سکتے ہیں۔

[illegible] اگر وہ اپنی ساری عمر جہالت و ضلالت میں بسر کر دیں، جیسا کہ وہ کر رہے ہیں تو اس محرومی کا باعث وہ خود ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ نے تو ان کی ہدایت کے لیے سارے سامان مہیا فرما دیے ہیں۔ انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا۔ کتابیں نازل فرمائیں۔ اپنی قدرت کے انفسی اور آفاقی دلائل

كَأَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ ۭ قَدْ

[illegible] دن کی ایک گھڑی [illegible] آپس میں ایک دوسرے کو پہچانیں گے [illegible] حقیقت [illegible]

خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿٤٥﴾ وَاِمَّا

[illegible] جنہوں نے جھٹلایا [illegible] اور وہ ہدایت یافتہ نہیں تھے اور اگر ہم

نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُھُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُھُمْ

دکھا دیں آپ کو کچھ حصہ اس کا جس کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں یا ہم آپ کو وفات دے دیں تو ہماری طرف

ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰي مَا يَفْعَلُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا

ہی انہیں لوٹنا ہے پھر اللہ تعالیٰ گواہ ہے اس پر جو وہ کرتے ہیں اور ہر قوم کے لیے ایک رسول ہے تو جب آ

جَاۗءَ رَسُوْلُھُمْ قُضِيَ بَيْنَھُمْ بِالْقِسْطِ وَھُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَ

[illegible] ان کا رسول [illegible] فیصلہ کر دیا جاتا ہے ان کے درمیان انصاف کے ساتھ اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا [illegible]

بازار ہستی کے [illegible] میں [illegible] جو شخص [illegible] اپنے نفس [illegible] ہے اسے ہی [illegible] اپنے آپ کو ہی [illegible] کر لیا ہے۔

[illegible] آج جس [illegible] زندگی پر [illegible] مشغول ہیں [illegible] اس کی بے ثباتی کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے جب قیامت کا دن آئے گا اس وقت ان کی آنکھیں کھلیں گی۔ اس وقت انہیں معلوم ہوگا کہ چند روزہ عیش و عشرت کے لیے [illegible] ابدی زندگی کو [illegible] بنا لیا ہے۔ [illegible]

[illegible] اس روز وہ ایک دوسرے کو پہچانیں گے لیکن بجائے خوش ہونے کے ہر ایک اپنی گمراہی کا الزام دوسرے پر تھوپے گا۔

[illegible] اس سے معلوم ہوا کہ روئے زمین پر جہاں کہیں نسل انسانی آباد تھی وہاں دین کا نور اور ہدایت کی روشنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نہ کسی نبی یا رسول کو ضرور مبعوث فرمایا۔

[illegible] اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر بے شمار دلیلیں ان کے سامنے پیش کی گئیں لیکن ان کی [illegible] طبیعتیں [illegible] مسخ شدہ [illegible] ان سے متاثر [illegible] ایک ہی رٹ لگا رکھی تھی کہ [illegible] عذاب کب [illegible]

يَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤٨﴾ قُل لَّا أَمْلِكُ

وہ کہتے ہیں کب پورا ہوگا یہ عذاب کا وعدہ اگر تم سچے ہو۔ آپ فرمائیے نہیں مالک ہوں

لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۗ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ ۚ إِذَا جَاءَ

میں اپنے لیے نہ کسی ضرر کا اور نہ نفع کا مگر جتنا چاہے اللہ تعالیٰ ہر قوم کے لیے ایک میعاد مقرر ہے جب آئے گی ان کی

جن مظالم کا ارتکاب کرتے ہیں وہ کیوں نہیں [illegible] انھوں نے قسم اٹھا رکھی ہے [illegible] ان کی زندگی کے غرور [illegible] [illegible] آپ کیا [illegible] سکتے ہیں جو ساری عمر [illegible] رہا اس کا اس کے ہر سانس [illegible] جب موت کے فرشتے نے اس کی رگ حیات کاٹ ڈالی اور حسرت کا [illegible] سے بیدار کر دیا۔

کفار کا بار بار حضور سے پوچھتے کہ وہ عذاب کب آئے گا؟ آپ اسے جلدی کیوں نہیں لاتے؟ ہم تو آپ کو ستانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔ اگر آپ کچھ کر سکتے ہیں تو ہمیں تہس نہس کر دیجیے۔ [illegible] ذات پاک کے ساتھ وہ [illegible] رہے ہیں [illegible] حقیقت [illegible] کہ اپنے خالق و مالک کی حقیقت کے [illegible] یہاں تو [illegible] کے بغیر [illegible] ہے اور نہ وہاں [illegible] جہاں تسلیم و رضا کا [illegible] کے ان [illegible] کہ ایسی [illegible] اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو [illegible] یعنی آپ اعلان [illegible] میں تو اپنی ذات کے لیے بھی نہ نقصان پہنچانے کا کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ مگر جس کے جو اختیار اور قدرت میرے رب نے عطا فرمائی ہے تو میں اس کی مرضی کے بغیر [illegible] نہیں۔ چنانچہ امام [illegible] اس آیت کی تفسیر [illegible] لکھتے ہیں۔ لا املک لنفسی [illegible] [illegible] ۔

کیا انسان کو کچھ قدرت اور اختیار دیا گیا ہے یا نہیں۔ اس کے متعلق حضرت سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ صاحب روح المعانی [illegible] پیش کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ جبریہ کا مذہب ہے کہ انسان محض [illegible] بے اختیار ہے۔ اس میں [illegible] قدرت نہیں۔ معتزلہ کہتے ہیں کہ انسان مؤثر قدرت کا مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہے یا نہ چاہے انسان اپنی مرضی [illegible] اختیار رکھتا ہے۔ اشاعرہ کا خیال ہے کہ انسان کو قدرت و اختیار حاصل ہے لیکن وہ مؤثر نہیں یعنی کسی کام کے [illegible] اس کی قدرت کا کوئی دخل نہیں اور اہل حق کا مسلک یہ ہے کہ انسان کے پاس اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا اختیار اور [illegible] قدرت ہے اور یہی [illegible] قدرت و اختیار کسی کام کے ہونے اور نہ ہونے میں مؤثر ہے [illegible] من ان للعبد قدرة مؤثرة باذن الله تعالى لا [illegible] بالقدرة [illegible] الجبرية ولا ان له قدرة لكنها غير مؤثرة كما هو المشهور عن الاشاعرة ولا ان القدرة مؤثرة [illegible] كما هو راي المعتزلة (روح المعانی)

یحتمل ہے کے بعد فرماتے ہیں بالمعنی لا اقدر علی شیئ من نفع ولا ضر الا ما شاء اللہ ان اقدر علیہ منہما ولا اقدر علیہ بمشیتہ سبحانہ (روح المعانی)

یعنی اس آیت کا معنی یہ ہے کہ میں کسی قسم کا نفع اور نقصان نہیں پہنچا سکتا مگر جتنی قدرت اور اختیار میرے رب نے مجھے عطا دیا ہے اتنا ہی میں کسی کو سود و زیاں پہنچا سکتا ہوں۔

آیت کا مقصد تو تھا [illegible] لوگوں کو خبردار کرنا اور یہ لوگ اس آیت کو [illegible] عقیدے اور علم کے فضائل و کمالات کا مطالعہ شروع کر دیا اور ایسی ناپ تول [illegible] محسوس کرتے ہیں کہ حضور کچھ نہیں ہوتے حضور کچھ نہیں کر سکتے۔ معاذ اللہ رسالت میں [illegible] نیز وہ لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا تو پڑھ جاتے ہیں لیکن الا ما شاء اللہ کو لائق توجہ سمجھا [illegible] وہ اثبات بھی لفظی ہی ہے [illegible] با اختیار ہونے کا اور ثابت ہے اللہ تعالیٰ کے اذن سے عطا سے با اختیار ہونے کا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ دے رہا ہے تب ہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نفع و نقصان پہنچا سکتے ہیں تو یہ شرک اور کفر ہے اور جو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ اختیارات سے بھی کچھ نہیں ہو سکتے تو یہ [illegible] ہی نہیں بلکہ شان مصطفیٰ کا بھی [illegible] ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت [illegible] رحمۃ للعالمین [illegible] حقیقت ہی [illegible] استغفر اللہ [illegible] ارشاد حقیقت تو ایسی روشن حقیقت ہے جس پر [illegible] اللہ تعالیٰ نے خود جا بجا ان [illegible] بات کا ذکر فرمایا ہے [illegible] حبیب [illegible] ایک آپ بھی ملاحظہ فرمائیے اور اپنے قلب و دماغ کو نور ایمان سے منور کیجیے۔ ارشاد خداوندی ہے: وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ۔

یعنی محبوب مسلمانوں کو کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور ان کے دلوں کو ہر گندگی سے پاک کرتا ہے۔

دوسری جگہ فرمایا ہے:

الٓرٰ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ۔

اے محبوب! یہ کتاب ہم نے آپ کی طرف اس لیے نازل کی ہے کہ آپ لوگوں کو ہر قسم کے اندھیروں سے نکال کر نور ہدایت تک پہنچائیں ان کے پروردگار کے اذن سے۔

سورۂ توبہ کے مقام پر اپنے محبوب کی شان رحیمی و رافت کو بڑے پیارے کلمات میں فرمایا۔

عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔

یعنی میرے محبوب رسول پر وہ چیز جو تمہیں مشقت میں ڈالے بڑی گراں گزرتی ہے۔ وہ تمہاری بھلائی کے بڑے حریص ہیں مسلمانوں پر بڑے شفیق اور رحم فرمانے والے ہیں۔

اگر یہ آیات بینات ان لوگوں کے نزدیک کوئی معنی رکھتے اور حقیقت ہیں تو [illegible] اس بارے میں عظمت مصطفیٰ کے

أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿٤٩﴾ قُلْ

مقررہ میعاد تو وہ پیچھے نہ ہٹ سکیں گے ایک پل اور نہ آگے بڑھ سکیں گے ۹۳ آپ فرمایئے

أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُهُ بَيَاتًا أَوْ نَهَارًا مَاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ

بھلا بتاؤ تو اگر آجائے تم پر اس کا عذاب رات کو یا دن کو تو [illegible] جس کی جلدی مچا رہے ہیں

الْمُجْرِمُونَ ﴿٥٠﴾ أَثُمَّ إِذَا مَا وَقَعَ آمَنْتُمْ بِهِ آلْآنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهِ

مجرم اس سے۔ کیا جب عذاب نازل ہو چکا تب یقین لاؤ گے اس پر ۹۴ (کہا جائے گا) کیا اب (یقین لائے ہو) حالانکہ تم تو

متعلق ان کے شبہات دور ہو جائیں گے اور ان کے دل کی دنیا روشن ہو جائے تو آفتاب [illegible] گمراہی سے [illegible] یہ ایسی آیت ہیں جس کا کوئی [illegible] نہیں ہے [illegible] حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت وجلالت کا ظہور تو قیامت کے دن ہی ہو گا جب رحمۃ للعالمین کی شفاعت کا [illegible] اور اس وقت ہی [illegible] سب انسان [illegible] حضور کریم کا [illegible] جب حضرت آدم علیہ السلام [illegible] شفاعت کے لیے التجا کریں گے [illegible] نفسی نفسی [illegible] ہاں میں شفاعت کے لیے ہوں [illegible] شفاعت کے لیے [illegible] اپنے رب کے سامنے سجدہ [illegible] تسبیح وتحمید میں مشغول ہوں گا اس وقت [illegible] يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ [illegible] آپ شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی آپ مانگیے [illegible] (بخاری، مسلم)

اسلام تو یہ ہے کہ انسان عقیدہ توحید پر بھی پختہ ہو اور شان رسالت سے بھی غافل نہ ہو [illegible] توحید کے ثبوت کا [illegible] اگر توحید میں فرق آگیا تو شرک ہو گیا اور اگر [illegible] حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی عزت وشان کا انکار کیا تو گمراہ ہو گیا۔ الٰہی اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی چشم ما زاغ کے طفیل [illegible] کے صدقے ہمیں راہ راست پر ثابت قدم رکھ۔ فاطر السموات والارض انت ولی فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین آمین یا رب العالمین۔

(سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۱۰۰ کا حاشیہ بھی ملاحظہ فرمائیں)

۹۳ تمہاری جلد بازی سے اللہ تعالیٰ اپنے فیصلے نہیں بدلتا جب وہ وقت آئے گا جو تم پر عذاب نازل کرنے کے لیے مقرر کیا گیا ہے تو اس کو کوئی روک نہیں سکے گا۔

تَسْتَعْجِلُوْنَ ۞ ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ

(اب) مزا چکھو جس کی تم بڑی جلدی مچا رہے تھے پھر کہا جائے گا ظالموں سے چکھو دائمی عذاب (کا مزہ)

هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۞ وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ؕ

کیا تمہیں بدلہ دیا جائے گا مگر اس کا جو تم کمایا کرتے تھے اور وہ دریافت کرتے ہیں آپ سے کیا واقعی حق ہے یہ

قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ؔ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۞ وَلَوْ اَنَّ

آپ فرمائیے ہاں! قسم ہے میرے رب کی یہ یقیناً حق ہے ۵۴ اور تم اللہ تعالیٰ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو اور اگر

لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ؕ وَاَسَرُّوا

ہر ظالم شخص کے لیے جو کچھ زمین میں ہے (ساری) دولت ہو تو وہ ساری دولت فدیہ میں دے دے ۵۵ اور وہ ظالم دل ہی دل میں

النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ

ندامت چھپائیں گے ۵۶ جب دیکھیں گے عذاب اور فیصلہ کر دیا جائے گا ان کے درمیان انصاف سے اور ان پر

۵۳ اس وقت اگر تم ایمان لے بھی آؤ گے تو وہ ایمان معتبر نہیں ہوگا۔

۵۴ لوگ مذاق سے یہی بار بار پوچھتے ہیں کیا واقعی آنے والا یہ عذاب حق ہے یا محض خالی دھمکیاں ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں۔ آپ فرمائیے کہ میرے رب کی قسم میں تمہیں بتاتا ہوں کہ یہ دھمکیاں نہیں بلکہ حقیقت ہے جس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔

۵۵ یعنی آج اس مال و دولت پر یہ مالدار نازاں ہو رہے ہیں اور اپنی نجات کا اسی کو ضامن سمجھ رہے ہیں لیکن کل جب ان کے گناہوں کا بوجھ ان کی گردن پر لاد دیا جائے گا اور ان کی طرف ایک ایک چیز کا حساب لیا جائے گا اس وقت ان کی یہ خواہش ہوگی کاش ان سے یہ سب کچھ لے لیا جائے اور ان کی جان بخشی کر دی جائے لیکن اس وقت ان کی یہ خواہش پوری نہیں کی جائے گی۔ تو کیا یہ بہتر نہیں کہ آج جب کہ در رحمت باز ہے اور تھوڑی سی کوشش سے اللہ تعالیٰ کو راضی کیا جا سکتا ہے تو کیوں نہ اس موقع کو غنیمت سمجھا جائے اور اپنے رب کریم کو راضی کر لیا جائے۔ دنیا کی متاع قلیل کی خاطر جو ضرورت اور مشکل کے وقت کام آنا تو کجا الٹا وبال ثابت ہوگی اپنے مولا کریم کو ناراض کر دینا کہاں کی دانشمندی ہے۔

۵۶ ندامت کہتے ہیں اس حسرت کو جو کسی چیز کے فوت ہو جانے پر دل میں پیدا ہوتی ہے الندمۃ الحسرۃ

لَا يُظْلَمُونَ ۝ أَلَآ إِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۗ أَلَآ إِنَّ

ظلم نہیں کیا جائے گا ان پر ف۲ سنو! بیشک اللہ تعالیٰ کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ف۳ سنو! یقیناً

وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيتُ

اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ اس حقیقت کو نہیں جانتے وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے

وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّنْ

اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے اے لوگو! آگئی ہے تمہارے پاس نصیحت ف۵ تمہارے پروردگار کی طرف سے

رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝

اور شفا ہے ان روگوں کے لیے جو سینوں میں ہیں اور (یہ) ہدایت اور رحمت ہے اہل ایمان کے لیے۔

وَاَسَرُّوا النَّدَامَۃَ (الآیۃ) بتایا جا رہا ہے کہ روز محشر جب عینک حقیقت سے یہ دردناک منظر دیکھیں گے تو ان کے دل پاش پاش ہو جائیں گے لیکن ابتدا میں خودداری سے کام لیتے ہوئے ضبط و تحمل سے کام لیں گے اور کوشش کریں گے کہ ان کا حزن و ملال ظاہر نہ ہونے پائے۔ لیکن جب انہیں عذاب کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں پھینک دیا جائے گا تو اس وقت یارائے صبر نہ رہے گا اور چیخنے اور چلانے لگیں گے۔ اسرّ اضداد سے ہے اس کا معنی چھپانا بھی ہے اور ظاہر کرنا بھی۔ یعنی وہ برملا اظہار ندامت کریں گے کیونکہ قیامت کا دن تکلف و تصنع کا دن نہیں ہوگا۔

ف۲ کفر و سرکشی کی ساری نافرمانیوں کے باوجود ان پر زیادتی نہیں کی جائے گی بلکہ ان کے بارے میں جو فیصلہ ہوگا وہ عدل و انصاف پر مبنی ہوگا۔

ف۳ دوران کلام میں "اَلَا" تنبیہ کی غرض سے ذکر کیا جاتا ہے تاکہ مخاطب کے دل و دماغ کو جھنجھوڑا جائے تاکہ وہ پوری توجہ سے متکلم کی بات سنے۔

ف۴ بتانا یہ ہے کہ جب زمین و آسمان کی ہر چیز اسی کی ہے تو اس نے اطاعت شعاروں سے جو وعدے اپنے فضل اور فراواں رحمت سے کیے ہیں وہ ان کو پورا کرے گا اور بدکاروں اور نافرمانوں کو عذاب کی جو وعید دی ہے وہ ضرور پوری ہو کر رہے گی۔ کوئی ایسا وعدہ نہیں جس کا پورا کرنا اس کے بس میں نہ ہو اور کوئی ایسی طاقت نہیں جو اسے عذاب دینے سے روک دے۔

ف۵ اس آیت طیبہ میں قرآن کریم کے فیوض و برکات کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ موعظت: بڑے اخلاص سے نہایت اثر انگیز پیرایہ میں کسی کو نیکی اور بھلائی کی یاد دہانی کو موعظت کہتے ہیں۔ علامہ راغب لکھتے ہیں الوعظ زجر مقترن بتخويف (مفردات) اس مجموعہ کو پیش نظر

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا

اے حبیب! آپ فرمائیے کہ (یہ کتاب) محض اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے (اتری ہے) ۵۹ پس چاہیے کہ اس پر خوشی منائیں ۶۰ یہ بہتر

يَجْمَعُوْنَ ۞ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ

ہے ان تمام چیزوں سے جنہیں وہ جمع کر رہے ہیں ۶۱ آپ فرمائیے بھلا بتاؤ تو جو رزق اتارا ہے اللہ نے تمہارے لیے تو بنا لیا ہے تم نے

سکتے ہیں۔ قرآن عظیم کی اس صفت کا مشاہدہ کیجیے۔ عہد نبوی اور عہد رسالت کی تاریخ بہ امعان نظر پڑھیے تو آپ کو نظر آئے گا۔ جس کی اثر انگیزی کا یہ عالم ہے کہ جن سعادتوں سے عرب جیسی وحشی صفت قوم کو ہمکنار کر دیا۔ قرآن کی دوسری صفت یہ ہے کہ یہ سینوں کی روحانی اور اخلاقی بیماریوں کا کامیاب علاج ہے۔ بغض، حسد، شک و نفاق، کینہ جیسی ہر قسم کی روحانی علالت سے روح کو پاک کرتا ہے۔ تیسری صفت یہ ہے کہ یہ سراپا ہدایت ہے۔ حق و باطل کو نکھار کر پیش کرتا ہے کسی قسم کا اشتباہ نہیں رہتا۔ راہِ حق کا متلاشی راہِ ہدایت کو اپنے سامنے منور دیکھتا ہے۔ چوتھی صفت یہ ہے کہ وہ سراپا رحمت ہے جس کتاب مقدس کا لانے والا رحمۃ للعالمین ہو اس کی کتاب مقدس کا سراپا رحمت ہونے میں کسے شبہ ہو سکتا ہے۔

۵۹ حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مراد قرآن اور اس کی رحمت سے مراد دین اسلام ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ فضل سے مراد قرآن اور رحمت سے مراد یہ ہے کہ اس نے تمہیں صاحب قرآن بنایا۔ قال ابو سعید الخدری وابن عباس فضل الله القرآن ورحمته الاسلام وعنهما فضل الله القرآن ورحمته ان جعلكم من اهله (قرطبی)

۶۰ ذلک کا اشارہ اگرچہ فضل اور رحمت دونوں کی طرف ہے تو اسے تثنیہ ہونا چاہیے تھا لیکن علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ اہل عرب ذلک کو واحد، تثنیہ، جمع سب کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ العرب تأتی بذلك للواحد والاثنين والجمع۔

۶۱ لوگ دنیوی جاہ و جلال اور مال و منال کے حصول کے شوق میں اتنے منہمک ہیں کہ شب و روز اسی ادھیڑ بن میں رہتے ہیں کہ زیادہ دولت کیسے اکٹھی کی جائے۔ بتایا جا رہا ہے کہ جو دولت انہیں قرآن کی شکل میں ملی ہے وہ ان تمام چیزوں سے کہیں بہتر ہے جن کو جمع کرنے کے لیے وہ سرگرداں رہتے ہیں۔ صحابہ کرام نے اس حقیقت کو سمجھا تو عزت و عظمت ان کے قدم چومنے لگی۔ آج امت غافل ہے اس لیے ذلیل و خوار ہو رہی ہے۔

۶۲ عہد جاہلیت میں اہل عرب کی معاشی، معاشرتی، اخلاقی، مذہبی اور سیاسی زندگی جن رسوم و رواج کی پابند تھی وہ انہوں نے خود یا ان کے بڑوں نے وضع کیے تھے لیکن اس کے باوجود وہ انہیں احکام خداوندی گمان کرتے تھے اور بڑی سختی سے ان کی پابندی کرتے اور جو شخص ان سے سرمو انحراف کرتا اس کے خلاف ایک طوفان بپا کر دیتے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ان خود ساختہ رسم و رواج کی اصلاح کے لیے جب آواز بلند کی تو وہ برافروختہ ہو گئے۔ انہیں ان کی غلط روش پر سرزنش کی جا رہی ہے کہ تم اپنے خود ساختہ رسوم و رواج کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کیوں منسوب کرتے ہو کیا تمہیں شرم نہیں آتی۔ جب کہا جاتا ہے تم

مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَ

اس میں سے بعض کو حرام اور بعض کو حلال بنا لیا ۔ پوچھیے کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں اجازت دی ہے یا اللہ پر جھوٹ بولتے ہو

مَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ

اور کیا گمان ہے ان لوگوں کا جو افترا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا قیامت کے دن ان کا کیا حال ہوگا ۔ بیشک

اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَمَا

اللہ تعالیٰ فضل و کرم فرماتا ہے لوگوں پر ؎ لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے ۔ اور نہیں

تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ

ہوتے آپ کسی حال میں ؎ اور نہ آپ تلاوت کرتے ہیں اس حال میں کچھ قرآن اور نہ تم لوگ کوئی عمل کرتے ہو ؎

حلال بنا دیتے ہو اور جسے چاہتے ہو حرام۔ جس بات کو چاہتے ہو جائز کر دیتے ہو اور جسے چاہتے ہو ناجائز۔ یہ حق آخر تمہیں کس نے دیا ہے۔ ہر چیز کا مالک تو اللہ تعالیٰ ہے اور تم اس کے بندے ہو۔ پھر یہ بات تمہیں کیسے زیب دیتی ہے کہ اس کے بندے ہو کر اس کی چیزوں میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرتے رہو۔ ہرگز نہیں۔

؎ اللہ تعالیٰ نے تو اپنے بندوں پر احسانات و انعامات کے دریا بہا دیئے ہیں۔ ان کی پرورش، ان کی بقا اور ان کی نشوونما کے لیے تمام ضروری چیزوں کو مہیا کرنا۔ پھر ان کو عقل و ہوش اور رشد و ہدایت سے نوازنا۔ دلوں کو روشن کر دینا یہ سب اس کی عنایت ہی تو ہے۔ ہم سے غلطی ہوتی ہے وہ بخش دیتا ہے۔ ہم سوال کرتے ہیں تو وہ قبول فرماتا ہے۔ ہم اس کی نعمتوں کا صحیح طور پر شکریہ ادا نہیں کرتے پھر بھی اس کی نعمتوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اس کی نعمتوں کا کوئی شمار نہیں لیکن اس کریم و رحیم مولا کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے کی طرف بہت کم لوگ توجہ دیتے ہیں۔

؎ اللہ تعالیٰ کے علم کے بارے میں طرح طرح کی غلط فہمیاں پھیلی ہوئی تھیں جن میں صرف عوام کالانعام ہی مبتلا نہ تھے بلکہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو دانشور اور اہل نظر سمجھتے تھے وہ بھی ان کا شکار تھے۔ ارسطو جسے معلم اول اور فلسفہ کا امام کہا جاتا ہے اس نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ کو صرف کلیات کا علم ہے۔ جزئیات کی کسی چیز کے متعلق وہ کچھ نہیں جانتا اور دلیل بھی عجب پیش کی کہ کیونکہ اس کی ذات عقل کل ہے اور کائنات کی ہر چیز اس کے مقابلہ میں ناقص اور ادنیٰ ہے اس لیے ادنیٰ اور ناقص اشیاء کا علم اس کے شایان شان نہیں۔ اس نے اتنا بھی نہ سوچا کہ اگر اس کا یہ قاعدہ تسلیم کر لیا جائے تو چاہیے کہ انسان کو بھی اپنے سے کمتر اشیاء حیوانات، اشجار وغیرہ کا علم نہیں ہونا چاہیے کیونکہ یہ سب اشیاء تو انسان سے کمتر ہیں۔ اس لیے صحیح یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر شے کا علم ہے۔

عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ وَمَا يَعْزُبُ

کرتے ہو مگر ہم تم پر گواہ ہوتے ہیں - جب بھی تم مشغول ہوتے ہو کسی کام میں اور نہیں چھپا ہوتا

عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ

آپ کے رب سے ذرہ برابر بھی زمین میں اور نہ آسمان میں اس سے اور نہیں

تفصیلات جزئیہ کے متعلق ذات باری کو کچھ پتہ نہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ اس کا علم قدیم ہے یعنی تخلیق کائنات سے پہلے ہی سے ہر چیز کو جان لیا۔ بعض کہتے ہیں کہ اسے پہلے ہر چیز کا تفصیلی علم نہیں تھا بلکہ جیسے جیسے کوئی چیز معرض وجود میں آتی ہے تو اس وقت وہ اسے جانتا ہے۔ ان تمام شبہات کا اس آیت میں ذکر کیا کہ ہر عمل جو کسی سے صادر ہوتا ہے وہ اس کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔ زمین و آسمان کی وسعتیں، بلندیاں اور پستیاں، ان میں بڑی سے بڑی، چھوٹی سے چھوٹی جو چیز بھی ہے اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں۔ وہ سب کو اپنے اپنے مقام پر اپنے اپنے حال و مآل کے اعتبار سے پہلے بھی جانتا تھا اور اب بھی جانتا ہے۔ تخلیق کائنات سے پہلے ہی وہ ہر چیز کو جانتا تھا اور کتاب مبین (لوح محفوظ) میں اسے درج کر دیا گیا تھا۔

تحقیق لغوی شان ہر عمل کو نہیں کہا جاتا بلکہ اس کا اطلاق صرف کسی اور عظیم الشان امر پر ہوتا ہے۔ یہ اسی امر کی طرف اشارہ ہے کہ اے محبوب! تم سے جو عمل بھی صادر ہوتا ہے خواہ اس کا تعلق عبادت و تبلیغ سے ہو یا عام زندگی کے مشاغل سے، وہ اپنے اندر جلال و کمال رکھتا ہے کیونکہ اس کی نسبت تیری ذات ستودہ صفات کی طرف ہے۔ اس لیے وہ عظیم الشان ہے اور شان کہلانے کا مستحق ہے۔ منہ میں دو وجہیں مذکور ہیں۔ پہلے منہ کے متصل ضمیر کا مرجع شان ہے، تو اس صورت میں من اجلیہ کہا جائے گا۔ مطلب یہ ہوگا کہ جو عظیم الشان کام آپ کر رہے ہیں اور اس کے ثمرات و فوائد کے لیے جو آیات قرآن آپ پڑھتے ہیں انہیں ہم خوب جانتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ ضمیر کا مرجع اللہ ہے اور قرآن منصوب ہے۔

شان سے مراد حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف تھا اور انہیں بتایا گیا کہ تبلیغ حق کے لیے جو جدوجہد آپ کر رہے ہیں، اس کے لیے جو تکالیف آپ برداشت کر رہے ہیں، اپنے پیروکاروں کی تربیت میں آپ جس طرح آیات قرآن انہیں پڑھ کر سناتے اور سمجھاتے ہیں یہ سب ہماری نظروں میں ہے۔

ولا تعملون سے خطاب تمام انسانوں کو ہے کہ تمہارا کوئی عمل اور کوئی کام ہم سے پنہاں نہیں۔ اسلام اور اہل اسلام کے خلاف تمہاری ریشہ دوانیاں اور سازشیں جو تم بڑی رازداری سے اپنی خفیہ مجلسوں میں کرتے ہو وہ بھی ہم پر عیاں ہیں۔ والخطاب اولاً خاص برأس النوع الانسانی وسیدہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم عمم الخطاب وشمل سائر العباد (روح المعانی)

علامہ صاحب روح المعانی لکھتے ہیں کہ زمین سے مراد پستی اور آسمان سے مراد بلندی ہے یعنی ان دونوں سمتوں میں جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ سب کو جانتا ہے یا اس سے مراد دائرۂ امکان و وجوب ہے کیونکہ عرف عام میں دائرۂ امکان و وجود میں پائی جانے والی ہر چیز کو فی الارض

أَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِينٍ ﴿٦١﴾ أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ

کوئی چھوٹی چیز اس ذرہ سے اور نہ بڑی مگر وہ روشن کتاب (لوح محفوظ) میں ہے سنو بے شک اولیاء

اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٢﴾ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَكَانُوا

اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور (ہمیشہ)

والغیب و کے اسلوب سے تعبیر کیا گیا ہے [illegible] فی جہتی السفل والعلو فی ذلک [illegible] والامکان لان ما لا یعزب عنہ سواء کان

لیس فیہ ولا متعلق بہما ۔ (روح المعانی)

کتاب مبین ، لوح محفوظ

ف یوں تو تمام مفسرین نے اپنے اپنے ذوق اور استعداد کے مطابق اس آیت کی تفسیر کی ہے لیکن حق یہ ہے کہ عارف باللہ علامہ مولانا ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان میں جو دلکشی، شیرینی اور جامعیت ہے اس کا جواب نہیں۔ اس لیے میں انہی کی خوشہ چینی کرتے ہوئے چند حقائق ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ ولی کی لغوی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

قاموس میں ہے الولی القرب والدنو یعنی ولی کا معنی قرب و نزدیکی ہے۔ ولی اسی سے اسم ہے اس کا معنی ہے قریب، محب، صدیق اور مددگار۔ وفی القاموس الولی القرب والدنو والولی الاسم منہ المحب والصدیق والنصیر۔ پھر وہ لکھتے ہیں کہ قرب کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ قرب جو ہر انسان بلکہ کائنات کے ذرہ ذرہ کو اپنے مالک سے ہے اور اگر یہ قرب نہ ہو تو کوئی چیز موجود نہ ہو سکے۔ نحن اقرب الیہ من حبل الورید (ہم شہ رگ سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں) اسی قرب کی طرف اشارہ ہے۔ دوسرا قرب وہ ہے جو صرف مومن بندوں کو نصیب ہے۔ اسے قرب محبت کہتے ہیں۔ قرب کی ان دو قسموں میں نام کے اشتراک کے سوا کوئی وجہ اشتراک نہیں۔ قرب محبت کے بے شمار درجے ہیں کیونکہ اس کے جمال و کمال کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ دولت ایمان سے مشرف ہونے کے بعد اہل ایمان درجات قرب کے مختلف مراتب طے کرتے کرتے آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ اس بلند مقام پر فائز ہو جاتے ہیں جسے حضور رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یوں بیان فرمایا۔ لا یزال

العبد یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر

بہ رواہ البخاری عن ابی ہریرۃ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ بندہ نفلی عبادات سے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور میں ہی اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے (رواہ البخاری)

اور اس قرب محبت کا سب سے بلند اور ارفع مقام وہ ہے جہاں محبوب رب العلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فائز ہیں [illegible]

جہاں مجھ پر وارد ہے ان وقتوں کو کوئی جان نہیں سکتا ہو سوائے [illegible] جب تک میں صرف اپنے محبوب سے ہمکلام رہتا ہوں وہ مصطفیٰ [illegible]
و [illegible] سید [illegible] علیہ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم
ترقیات لا تتناهى الى الابد الآبدين۔ (مظہری)

صوفیائے کرام کی اصطلاح میں ولی اس کو کہتے ہیں جس کا دل ذکر الٰہی میں مشغول رہے شب و روز تسبیح و تہلیل میں مصروف ہو اس کا دل محبت الٰہی سے لبریز ہو اور کسی غیر کی وہاں گنجائش نہ ہو وہ محبت کرتا ہے تو اللہ کے لیے اگر کسی سے نفرت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے لیے ہی [illegible] مستغرقا في ذكر الله [illegible] عليه [illegible] ابناءهم او اخوانهم او عشيرتهم ولا يحب الا لله ولا يبغض الا لله [illegible] (مظہری)

درجہ ولایت پانے کے لیے [illegible] کہ ولایت کے حصول کی یہی صورت ہے کہ [illegible] [illegible] آفتاب رسالت کے [illegible] [illegible] اور تزکیہ قلب و [illegible] اور [illegible] رسالت میں [illegible] حضور کے [illegible] اولیاء امت کی صحبت میں بکثرت حاضر رہیں۔

صحبت کے بعد کثرت ذکر اس نسبت کو قوی کرتی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکل شیء صقالة وصقالة القلوب ذکر اللہ۔ (رواہ البیہقی) ہر چیز کے زنگ کو دور کرنے کے لیے کوئی نہ کوئی چیز ہوتی ہے۔ دل کا زنگ ذکر اللہ سے دور ہوتا ہے۔

انہیں امور میں وسیلہ کی بحث [illegible] کے متعلق احادیث طیبہ میں بڑا ترغیب و شوق دلایا گیا ہے چنانچہ از حدیث حضرت مالک [illegible] طبرانی [illegible] صحت [illegible] روایت کی ہے قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول قال اللہ تعالیٰ وجبت محبتی للمتحابین فی [illegible] حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان لوگوں سے میں محبت کرتا ہوں جو آپس میں میری وجہ سے پیار و محبت کرتے ہیں میری رضا جوئی کے لیے ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں اور میری خوشنودی کے لیے خرچ کرتے ہیں۔ حضرت ابن مسعود سے مروی ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ کیف تقول فی رجل احب قوما ولم یلحق بہم قال المرء مع من احب۔ (متفق علیہ) اے اللہ کے پیارے رسول! اس شخص کے بارے میں حضور کیا ارشاد فرماتے ہیں جو ایک قوم سے محبت کرتا ہے لیکن عمل و تقویٰ میں ان کے برابر نہیں فرمایا ہر شخص کی رفاقت اس کے ساتھ ہوگی جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

علامہ موصوف فرماتے ہیں۔ محبوب اولیاء اللہ کی دو قسمیں ہیں ایک وہ ہیں جو طالب اور مرید ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جو مطلوب اور مراد ہیں۔ [illegible] محبوب [illegible] ازل میں [illegible] [illegible] جن کو [illegible] طالب

اور دنیا میں اور مطلوب ہوتے ہیں وہ مقصود و محبوب ہیں۔ ان کے قبول کا بیان اس حدیث میں ہے جو امام مسلم نے اپنی صحیح میں اور دیگر علماء حدیث نے اپنی اپنی کتب احادیث میں روایت کی ہے۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اذا احب عبدا دعا جبریل فقال انی احب فلانا فاحبہ قال فیحبہ جبریل ثم ینادی فی السماء فیقول ان اللہ یحب فلانا فاحبوہ فیحبہ اہل السماء قال ثم یوضع لہ القبول فی الارض واذا ابغض عبدا دعا جبریل فیقول انی ابغض فلانا فابغضہ قال فیبغضہ جبریل ثم ینادی فی اہل السماء ان اللہ یبغض فلانا فابغضوہ قال فیبغضونہ ثم یوضع لہ البغضاء فی الارض۔

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے اے جبریل میں اپنے فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر پس جبریل بھی اس سے محبت کرنے لگتا ہے پھر وہ آسمان میں منادی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو پھر سب اہل آسمان اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر زمین میں اس کی مقبولیت کا چرچا ہو جاتا ہے اور دنیا میں اسے عزت و پذیرائی ملتی ہے اسی طرح جب کسی کو اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے تو جبریل کو بلا کر اسے ناپسند کرنے کا حکم فرماتا ہے پھر جبریل آسمان میں اس کے مبغوض اور ناپسندیدہ ہونے کی منادی کرتے ہیں۔ آسمان والے اس سے بغض کرنے لگتے ہیں پھر زمین میں اس سے متعلق نفرت و بغض کا جذبہ پھیلنے لگتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان علامات اور خصوصیات کا ذکر بھی فرمایا ہے جن سے ان خیر و برکات والی ہستیوں کو پہچانا جا سکتا ہے چنانچہ علامہ موصوف نے چند احادیث ذکر کی ہیں جو ہدیۂ ناظرین ہیں۔

۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ سے پوچھا گیا من اولیاء اللہ اولیاء اللہ کون ہیں فرمایا الذین اذا رؤوا ذکر اللہ عز وجل وہ لوگ جن کے دیکھنے سے خدا یاد آجائے۔

۲۔ حضرت عبادہ سے روایت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اکثر ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ کیا میں تمہیں ان لوگوں کا پتا نہ دوں جو تم سب سے بہتر ہیں سب نے عرض کی بلیٰ یا رسول اللہ اے اللہ کے رسول ضرور بتائیے تو حضور نے فرمایا الذین اذا رؤوا ذکر اللہ جب ان کی زیارت کی جائے تو خدا یاد آجائے کیونکہ ان کا دل وہ آئینہ ہے جس میں تجلیات الٰہیہ کا عکس پڑ رہا ہے اور جب کوئی چیز آئینے کے مقابل میں رکھی جاتی ہے جس پر سورج کی کرنیں پڑ رہی ہوں تو وہ چیز بھی روشن ہو جاتی ہے بلکہ آئینہ کا عکس اگر کسی پر پڑ جائے تو وہ جلنے لگتی ہے جلا دیتی ہے سورج کی کرنیں اگر براہ راست پڑیں تو وہ نہیں جلتی اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ سورج سے دور ہے اور یہ سورج سے قریب۔

نیز اولیائے کرام میں دو قسم کی قوتیں ہوتی ہیں۔ ایک قوت قبول کرنے کی اور دوسری اثر کرنے کی پہلی قوت کی وجہ سے وہ بارگاہ الٰہی سے فیض و تجلی کو قبول کرتے ہیں اور دوسری قوت سے عوام کے ذہن و قلب کو فیض پہنچاتے ہیں۔ چونکہ ان سے روحانی لگاؤ اور قلبی مناسبت ہوتی ہے اس لیے اگر کوئی شخص اعتقاد و محبت سے پاک ہو کر ان کی صحبت میں حاضر ہوتا ہے تو وہ ان کے فیوض و برکات سے ضرور بہرہ مند ہوتا ہے۔

يَتَّقُوْنَ ۝٦٣ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ۚ لَا

پرہیزگاری کرتے رہے انہیں کے لیے بشارت ہے دنیوی زندگی میں اور آخرت میں تبدیلی نہیں

یعنی جن کا ایمان اللہ تعالیٰ کی توحید حضور کریم ﷺ کی رسالت قرآن کی حقانیت پر پختہ ہوتا ہے دونوں جہانوں میں وہ [illegible] کوئی مصیبت انہیں متزلزل نہیں کر سکتی اور ان کا ظاہر و باطن تقویٰ کے نور سے جگمگا رہا ہوتا ہے ان کے تمام اعمال و اخلاق سے [illegible] [illegible] ہے جو ان کے عاشق کا سینہ بھی [illegible] [illegible] سے وہ پاک ہوتے ہیں۔ یہی تقویٰ کا وہ بلند مقام ہے جہاں جب انسان پہنچتا ہے تو اسے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مروی ہے کہ قال رسول اللہ ﷺ ان من عباد اللہ لاناسا ما هم بانبیاء ولا شهداء یغبطهم الانبیاء والشهداء یوم القیامة بمکانهم من اللہ تعالیٰ قالوا یا رسول اللہ تخبرنا من هم قال هم قوم تحابوا بروح اللہ علی غیر ارحام بینهم ولا اموال یتعاطونها فواللہ ان وجوههم لنور وانهم علی نور لا یخافون اذا خاف الناس ولا یحزنون اذا حزن الناس ثم قرأ هذه الآیة الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیهم ولا هم یحزنون (قرطبی)

ترجمہ:۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کے بندوں میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جو نہ نبی ہیں اور نہ شہید لیکن قیامت کے دن قرب الٰہی کی وجہ سے انبیاء اور شہداء ان پر رشک کریں گے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہمیں بتائیے وہ کون ہیں۔ ان کے اعمال کیا ہیں تاکہ ہم ان سے محبت کریں۔ فرمایا وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے لیے آپس میں محبت کرتے ہیں۔ نہ ان کی کوئی رشتہ داری ہے [illegible] بخدا ان کے چہرے پرنور ہوں گے اور وہ نور کے منبروں پر بیٹھے ہوں گے جب دوسرے لوگ خوفزدہ ہوں گے انہیں کوئی خوف نہ ہوگا لوگ حزن و ملال میں مبتلا ہوں گے لیکن انہیں کوئی حزن و ملال نہ ہوگا۔ پھر حضور ﷺ نے یہ آیت پڑھی

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیهم ولا هم یحزنون۔

عارف رومی نے کیا خوب فرمایا ہے:۔

مگسل از پیغمبر ایام خویش ‏ ‏ ‏ تکیہ کم کن بر فن و بر گام خویش

اپنا تعلق رسول کریم سے مت توڑو اپنے علم و فن اور اپنے زور بازو پر بھروسہ نہ کرو۔

گرچہ شیری چوں روی رہ بے دلیل ‏ ‏ ‏ خیرہ رو باشی و در ضلال و ذلیل

تو شیر ہی کیوں نہ ہو اگر تو راہنما کے بغیر چلے گا تو ہدایت سے محروم اور ذلیل ہو جائے گا۔

ہیں بیا سر را بنہ اے سرکشیں ‏ ‏ ‏ تا ببینی عون و لشکرہائے خویش

اپنے پیر و مرشد کے حضور سر تسلیم خم کر دو تب تجھے اپنے رشد کی راہ اور لشکر کا پتہ چلے گا۔

۱۹ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں [illegible] [illegible] حضور کی زیارت سے بہرہ ور ہوئے [illegible] صحابہ کرام [illegible]

تَبْدِيلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝٦٤ وَلَا يَحْزُنْكَ

بدلتیں اللہ تعالیٰ کی باتیں۔ ۷۳ یہی بڑی کامیابی ہے ۷۴ اور غمزدہ کریں آپ کو

قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا ۚ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝٦٥ أَلَا إِنَّ لِلّٰهِ

ان کی باتیں ۷۵ بے شک ساری عزت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ وہ سب کچھ سننے والا ہر چیز جاننے والا ہے۔ خبردار بے شک اللہ کے

جنتی ہونے کی خوشخبری دی۔ چنانچہ فرمایا۔ ابوبکر فی الجنة وعمر فی الجنة وعثمان فی الجنة وعلی فی الجنة والزبیر فی الجنة وعبد الرحمٰن بن عوف فی الجنة وسعد بن ابی وقاص فی الجنة وسعید بن زید وابو عبیدة بن الجراح (مشکوٰۃ ترمذی) یعنی ان دس حضرات کے نام لے کر فرمایا کہ جنتی ہیں یا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خصوصی طور پر [illegible] یا ابوبکر [illegible] من امتی ابوداؤد اے ابوبکر تم میری امت میں سے سب سے پہلے جنت میں داخل ہو گے۔ یا حضرات حسنین کریمین کے متعلق فرمایا الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة یہ دونوں جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔ چنانچہ صحیح حدیث میں [illegible] اللہ [illegible] کے نام لے لے کر خوشخبریاں دی ہیں اور عشرہ مبشرہ [illegible] یہ خوشخبری کبھی الہام [illegible] کبھی بذریعہ کشف اور حالت خواب میں بذریعہ رؤیا صالحہ دی جاتی ہے چنانچہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن قوله تعالی لهم البشری قال هی الرؤیا الصالحة یراها المؤمن او تری له میں نے اس آیت کے متعلق حضور سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا یہ سچا خواب ہے جو کوئی شخص خود دیکھے یا اس کے متعلق کسی اور کو دکھایا جائے۔ یا فرشتے آتے ہیں اور [illegible] بشارتوں سے شاد کام کرتے ہیں چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔ تتنزل علیهم الملئكة الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التی کنتم توعدون ۳۰ ۴۱ اب اگر مطلب ہو [illegible] کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ادنیٰ غلاموں کو [illegible] مراتب عالیہ پر فائز ہونے کی خوشخبریاں [illegible] اپنے مستقبل کے بارے میں [illegible] خوف و حزن سے پاک کر دیا گیا ہے تو کتنی بڑی جسارت [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] کے سامنے اس قسم کی [illegible] کرتے ہوئے [illegible] دیتا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

۷۴ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول بندوں کے ساتھ [illegible] انعامات کے وعدے کیے ہیں اور جن [illegible] عنایات اور بشارت کی بشارتیں ان کو دی ہیں۔ [illegible] تبدیل نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ [illegible] اپنے مقبول بندوں کو ان بشارتوں [illegible]

۷۵ [illegible]

مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ

[illegible] جو کوئی آسمانوں میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے ف [illegible]

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَاۗءَ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا

اللہ تعالیٰ کے سوا [illegible] نہیں پیروی کرتے مگر وہم و گمان کی اور نہیں وہ مگر

يَخْرُصُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ

اٹکلیں [illegible] ف وہی ہے جس نے بنائی تمہارے لیے [illegible] اور دن

مُبْصِرًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ

روشن بنایا بیشک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو سنتے ہیں [illegible] اللہ تعالیٰ نے

ف [illegible]

ف [illegible] تو کسی کو کیا مجال کہ الوہیت میں اس کی ہمسری کا اور ربوبیت میں شریک ہونے کا دعویٰ کرے۔

ف [illegible] کے متعلق نحویوں کے تین قول ہیں۔ ۱، [illegible] ۲، ما استفہامیہ ہے ۳، ما موصولہ ہے [illegible] آیت کا ترجمہ کیا ہے [illegible]

ف [illegible] وہم و گمان کی پیداوار ہے۔

ف [illegible]

وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ الْغَنِیُّ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ اِنْ

کسی کو رب وہ پاک ہے وہ تو بے پرواہ ہے اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے نہیں

عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۭ بِهٰذَا ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾

تمہارے پاس کوئی دلیل اس کی کیا تم وہ بات کہتے ہو اللہ تعالیٰ پر جس کا تمہیں علم ہی نہیں۔

قُلْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾

آپ فرمائیے جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہوں گے۔

مَتَاعٌ فِی الدُّنْیَا ثُمَّ اِلَیْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِیْقُهُمُ الْعَذَابَ

چند روزہ لطف اندوزی ہے دنیا میں پھر ہماری طرف ہی انہیں لوٹنا ہے پھر ہم چکھائیں گے انہیں سخت عذاب

الشَّدِیْدَ بِمَا كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَ اتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ

بوجہ اس کے کہ وہ کفر کیا کرتے تھے اور آپ پڑھ کر سنائیے انہیں نوح علیہ السلام کی خبر جب کہا

ف کفار عرب کا یہ عقیدہ تھا کہ فرشتے (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ اس کے رد [illegible] دلیل یہ ہے کہ وہ غنی ہے یعنی وہ کسی کا محتاج نہیں [illegible]

ف حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible]

لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ

سے پس میں نے اللہ ہی پر توکل کیا سو تم [illegible] اپنے شریکوں سے مل کر پھر نہ ہو تمہارا

اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿٧١﴾ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ

معاملہ تم پر مخفی پھر کر گزرو میرے ساتھ جو کچھ کرنا ہے اور مجھے مہلت نہ دو پس اگر تم منہ پھیرو

فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَاُمِرْتُ اَنْ

تو میں نے طلب نہیں کیا تم سے کوئی اجر نہیں میرا اجر مگر اللہ کے ذمہ اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ

اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٧٢﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي

میں ہو جاؤں مسلمانوں سے تو انہوں نے ان کو جھٹلایا سو ہم نے نجات دی ان کو اور جو لوگ ان کے ساتھ

الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

کشتی میں تھے اور ہم نے بنا دیا انہیں جانشین اور ہم نے غرق کر دیا جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٧٣﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهٖ

تو دیکھو کیسا ہوا انجام ان کا جنہیں ڈرایا گیا تھا۔ پھر ہم نے بھیجے نوح علیہ السلام کے بعد

لے اور میری [illegible] تم لوگ [illegible] مجھے [illegible] والا
[illegible] ہاتھ پھیلانا گوارا ہی نہیں کرتا۔
[illegible]
[illegible] کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا [illegible] نافرمانی اور انکار حق کی پاداش
میں کہیں ہم بھی برباد نہ کر دیا جائے

رُسُلًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَجَآءُوهُم بِٱلْبَيِّنَٰتِ فَمَا كَانُوا۟ لِيُؤْمِنُوا۟ بِمَا

رسول ان کی قوموں کی طرف تو وہ ان کے پاس روشن دلیلیں لے کر آئے مگر وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لاتے اس پر جسے وہ

كَذَّبُوا۟ بِهِۦ مِن قَبْلُ ۚ كَذَٰلِكَ نَطْبَعُ عَلَىٰ قُلُوبِ ٱلْمُعْتَدِينَ ﴿۷۴﴾

جھٹلا چکے تھے پہلے۔ اسی طرح ہم مہر لگا دیتے ہیں سرکشوں کے دلوں پر۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنۢ بَعْدِهِم مُّوسَىٰ وَهَٰرُونَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَإِي۟هِۦ

پھر ہم نے بھیجا ان رسولوں کے بعد موسیٰ اور ہارون کو فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف

بِـَٔايَٰتِنَا فَٱسْتَكْبَرُوا۟ وَكَانُوا۟ قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ ٱلْحَقُّ

اپنی نشانیوں کے ساتھ تو وہ گھمنڈ کر بیٹھے اور وہ مجرم لوگ تھے پھر جب آیا ان کے پاس حق

۱۲۳ حضرت نوح علیہ السلام کے بعد بھی حضرات ہود، صالح [illegible] رسولوں کا سلسلہ جاری رہا۔ انہوں نے اپنی اپنی قوم کو پیغام حق سنایا اور اپنے پیغام کی صداقت کو دلائل و معجزات سے ثابت کیا لیکن قوموں نے [illegible] سے انکار کر دیا [illegible] [illegible] اپنی روش بدلنے پر [illegible] سرکشی کے باعث حق پذیری کی صلاحیت ان میں [illegible] اور ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی۔ [illegible] [illegible] حدود سے تجاوز کر جانے [illegible] [illegible]

[illegible] ۔ (المنار)

۱۲۴ رسولوں کی بعثت کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا ایک جلیل القدر رسول حضرت موسیٰ اور ان کے بھائی حضرت ہارون علیہما السلام مبعوث ہوئے۔ ان کے ذمہ دو اہم کام تھے۔ [illegible] بنی اسرائیل [illegible] مصریوں [illegible] آزاد کرانا اور فرعون کو جس نے خدا ہونے کا دعویٰ [illegible] پرستش [illegible] اللہ تعالیٰ کی وحدانیت [illegible] کا پیغام پہنچانا۔ یہ دونوں کام بڑے اہم تھے [illegible] اللہ تعالیٰ نے انہیں عظیم معجزات [illegible] [illegible] جب پیش ہوئے معجزات [illegible] [illegible] تفصیل کے لئے سورۂ اعراف آیت ۱۰۳ تا ۱۳۷ کے حواشی ملاحظہ ہوں۔

۱۲۵ یعنی دلائل و معجزات کی روشنی میں حق کی [illegible] لیکن [illegible] قبول کرنے پر آمادہ نہ ہوئے۔ وہ

مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۶﴾ قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ

ہماری طرف سے تو انھوں نے کہہ دیا کہ یہ کھلا جادو ہے تشہ موسیٰ علیہ السلام نے [illegible] عقل سے [illegible]

لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْٓا

تم [illegible] حق کے متعلق جب [illegible] جادو [illegible] کہنے لگے

اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ

[illegible] باپ دادا [illegible] زمین

فِي الْاَرْضِ ؕ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۸﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ

[illegible] اور فرعون نے [illegible] پاس

عادی مجرم تھے جو گناہ کی پستی میں دھنس گئے تھے سچائی و دلیل سے انھیں سروکار نہ تھا۔

شہ وہ معجزات [illegible] جادو کی [illegible]
[illegible] کے لیے تیار نہ تھے۔

شہ جب [illegible] آپ کے معجزات [illegible] عقل کے [illegible] کیا یہ جادو
ہے [illegible] فرق نہیں کر سکتے
[illegible]
اگر یہ بھی جادو [illegible] حقیقی
فلاح کی منزل پر پہنچ سکتے [illegible] تھا۔

شہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کی حالت ہے۔

شہ اس کلمات سے [illegible] نہیں۔

بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا

ہر ماہر جادوگر ۔ پھر جب آگئے جادوگر تو کہا انہیں موسیٰ علیہ السلام نے ڈالو

مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ

میدان میں جو تم ڈالنے والے ہو ۔ پھر جب ڈال دیا انہوں نے تو موسیٰ نے فرمایا ۔ جو تم لائے ہو یہ

السِّحْرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۱﴾

جادو ہے یقیناً اللہ تعالیٰ ملیامیٹ کر دیگا اسے ۔ بیشک اللہ تعالیٰ نہیں سنوارتا فسادیوں کے کام کو

وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى

اور اللہ تعالیٰ حق کر دکھاتا ہے حق کو اپنے ارشادات سے اور گو ناپسند کریں اسے مجرم ۔ پس نہ ایمان لائے موسیٰ پر

اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ

مگر ان کی قوم کی اولاد کے چند افراد ہی ۔ ڈرتے ہوئے ۔ فرعون سے ۔ اور اپنے سرداروں سے

ف۱ جب وہ اپنے جادو کے کمال کا مظاہرہ کر چکے تو موسیٰ علیہ السلام نے [illegible] کہ جو کچھ تم [illegible] جادو ہے [illegible] باطل کا [illegible] اور حق ہمیشہ زندہ و پائندہ رہتا ہے [illegible] جب حضرت موسیٰ نے اپنا عصا پھینکا تو وہ اژدہا بن کر [illegible] حق کا بول بالا ہوا اور باطل کے پرستاروں کو شرمناک شکست اٹھانا پڑی۔

ف۲ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] وہ اپنے ارشادات سے حق کو سربلند کر کے چھوڑتا ہے۔

ف۳ [illegible] فرعون [illegible]

أَنْ يَّفْتِنَهُمْ ۚ وَإِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْأَرْضِ ۚ وَإِنَّهُ لَمِنَ

[illegible]

الْمُسْرِفِينَ ۝ وَقَالَ مُوسَىٰ يَا قَوْمِ إِنْ كُنْتُمْ آمَنْتُمْ بِاللَّهِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوٓا إِن كُنتُم مُّسْلِمِينَ ۝ فَقَالُوا عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا

تو اسی پر بھروسہ کرو اگر تم سچے مسلمان ہو۔ انہوں نے عرض کی ہم نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝٨٥ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ

[illegible]

مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝٨٦ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ

[illegible]

لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

[illegible]

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝٨٧ وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَ

[illegible]

[illegible]

مَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ

اس کے سرداروں کو سامانِ آرائش اور مال و دولت دنیوی زندگی میں اے ہمارے رب کیا اس لیے کہ وہ گمراہ کریں

سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰۤى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ

(لوگوں کو) تیری راہ سے اے ہمارے رب ملیامیٹ کر دے ان کے مالوں کو اور سخت کر دے ان کے دلوں کو

فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ

تاکہ وہ ایمان نہ لائیں جب تک کہ نہ دیکھ لیں دردناک عذاب اللہ تعالیٰ نے فرمایا قبول کر لی گئی

دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

تم دونوں کی دعا پس تم ثابت قدم رہو اور نہ پیروی کرنا ان کے راستہ کی جو جاہلوں کا طریقہ ہے

[illegible] کے ان [illegible] کو دولت و ثروت کی ریل پیل [illegible] زیب و زینت کی چیزیں میسر ہیں [illegible] دیکھ رہے ہیں۔ [illegible] اور [illegible] عبادت پر [illegible] کریں [illegible] کے سامنے [illegible] ممکن نہیں [illegible] کسی کی [illegible] دولت ہیں [illegible] ان کو ایک [illegible] طرف نگاہ [illegible] نہ دیکھیں [illegible] اپنے [illegible] ہاتھوں سے [illegible] تحقیقی [illegible] کے ہاتھوں سے انہیں [illegible] رحمت [illegible] کے لیے [illegible] ہے [illegible] کہ انہیں [illegible] سے [illegible] کرنے [illegible] ہدایت [illegible] راستہ [illegible] کیا ہے [illegible] میں سے ترجمہ کرتے ہوئے امام رازی نے اس قول کو اختیار کیا ہے کہ یہاں ہمزہ استفہام مقدر ہے اور آپ [illegible] تعجب دریافت کر رہے ہیں۔ ان کے الفاظ

[illegible] التعجب المقرون بالانکار۔ ترجمہ [illegible] حرف لام استفہام [illegible] (کبیر)

اگر چہ پیغمبر کا کام پیغام حق سنانا ہے بد دعا کرنا نہیں ہوتا لیکن جب کسی قوم کی ہدایت کا امکان ہی باقی نہ رہے تو باذن الٰہی وہ بد دعا کرتا ہے۔

۳۲ ارشاد ہوا کہ تمہاری دعا قبول ہوئی ان پر عذاب آئے گا اور ان کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے گی لیکن اس کے لیے ایک وقت مقرر کر دیا گیا ہے تم نادان لوگوں کی طرح جلد بازی نہ کرنا۔

وَجَاوَزْنَا بِبَنِىٓ إِسْرَآءِيلَ ٱلْبَحْرَ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُۥ

اور گزار دیا ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر سے پھر پیچھا کیا ان کا فرعون اور اس کے لشکر نے

بَغْيًا وَعَدْوًا ۖ حَتَّىٰٓ إِذَآ أَدْرَكَهُ ٱلْغَرَقُ قَالَ ءَامَنتُ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ

سرکشی اور ظلم سے جوش میں حتیٰ کہ جب وہ ڈوبنے لگا تو کہنے لگا میں ایمان لایا کہ کوئی معبود نہیں

إِلَّا ٱلَّذِىٓ ءَامَنَتْ بِهِۦ بَنُوٓا۟ إِسْرَآءِيلَ وَأَنَا۠ مِنَ ٱلْمُسْلِمِينَ ﴿٩٠﴾

بجز اس کے جس پر ایمان لائے تھے بنی اسرائیل اور میں اعلان کرتا ہوں کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں

ءَآلْـَٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنتَ مِنَ ٱلْمُفْسِدِينَ ﴿٩١﴾ فَٱلْيَوْمَ

کیا اب ایمان لاتا ہے اور تو نافرمانی کرتا رہا اس سے پہلے اور تو فساد برپا کرنے والوں میں سے تھا سو آج ہم

١٢١ سورۂ بقرہ اور اعراف میں بنی اسرائیل کے صحیح سلامت پار اترنے اور فرعون کے غرق ہونے کا ذکر گزر چکا ہے یہاں مختصراً دیا جاتا ہے۔

١٢٢ جب سمندر کی موجوں نے اسے اپنے نرغے میں لے لیا اور اسے اپنی ہلاکت کے بارے میں کوئی شبہ نہ رہا تو وہ ایک دم ہراساں ہو گیا اور جھٹ ایمان لانے کا اعلان کر دیا جس قوت کو وہ ہمیشہ بڑی حقارت سے ٹھکراتا رہا تھا اب ایک ہی سانس میں تین مرتبہ اس کی صداقت کا اعتراف کرنے لگا "آمنت انہ لا الہ الا الذی ... وانا من المسلمین"۔

١٢٣ عذاب کا فرشتہ جب شہ رگ کو آ دبوچے یا پردۂ غیب میں مستور حقائق جب بے حجاب کھل کر سامنے آ جائیں تو اس وقت ایمان لانا قابل قبول نہیں۔ اس لیے حالت اضطرار میں جب فرعون نے ایمان لانے کا اعلان کیا تو اسے اس کے منہ پر دے مارا گیا اگرچہ بائیبل میں فرعون کے ایمان لانے کا کوئی ذکر نہیں لیکن تلمود میں صراحت مذکور ہے کہ اس وقت فرعون نے کہا "میں تجھ پر ایمان لاتا ہوں۔ اے خداوند تیرے سوا کوئی خدا نہیں۔" (تفہیم القرآن)

١٢٤ یہ سمجھا جاتا تھا کہ سمندر کی بے رحم موجیں اس کی نعش کو کہیں دور بہا لے جائیں گی اور سمندر کی مچھلیاں اس کا گوشت پوست نوچ کر کھا جائیں گی یا بحری جانور اسے نگل جائیں گے اور اس کا کوئی نشان تک باقی نہ رہے گا لیکن قدرت کو یہ منظور تھا کہ دنیا کے سامنے اس کا انجام اور اس کی رعونت کا حشر عبرت بنا رہے۔ چنانچہ اس کے بے جان جسم کو ساحل پر پھینک دیا گیا۔ یہ جگہ آج بھی جبل فرعون کے نام سے مشہور ہے وہاں کے لوگ بتاتے ہیں کہ یہی وہ جگہ ہے جہاں فرعون کی لاش کو سمندر نے پھینکا تھا۔ اس کی لاش کو دیکھ کر بنی اسرائیل کو بھی اس کے ڈوب جانے کا یقین ہو گیا نیز آنے والی نسلوں کے لیے بھی اس میں درس عبرت ہے۔ مصر میں ایسے مصالحے ایجاد ہو چکے تھے جن کے استعمال سے لاش کو گلنے سڑنے سے بچایا جا سکتا تھا اور اس زمانہ میں جو شاہی یا دوسری لاشیں ملی ہیں

نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ آيَةً ۚ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ

بچا لیں گے تیرے جسم کو سمندر کی موجوں سے تاکہ تو ہو جائے اپنے پچھلوں کے لیے عبرت کی نشانی اور حقیقت یہ ہے کہ بہت سے

النَّاسِ عَنْ آيَاتِنَا لَغَافِلُونَ ﴿۹۲﴾ وَلَقَدْ بَوَّأْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ مُبَوَّأَ

لوگ ہماری نشانیوں سے غفلت برتتے رہتے ہیں ﴿۹۲﴾ اور ہم نے ٹھکانا دیا بنی اسرائیل کو عمدہ ٹھکانا

صِدْقٍ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ فَمَا اخْتَلَفُوا حَتَّىٰ جَاءَهُمُ

سچائی کا اور ہم نے رزق دیا انہیں پاکیزہ رزق میں سے پس انہوں نے اختلاف نہ کیا یہاں تک کہ آگیا ان کے پاس حقیقت کا

الْعِلْمُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا

علم۔ (اے حبیب!) بیشک آپ کا رب فیصلہ فرمائے گا ان کے درمیان روز قیامت جن باتوں میں وہ

فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿۹۳﴾ فَإِن كُنتَ فِي شَكٍّ مِّمَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ فَاسْأَلِ

جھگڑا کیا کرتے تھے ﴿۹۳﴾ اور اے سننے والے اگر تجھے کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے تیری طرف اتارا تو

جاتا تھا۔ چنانچہ پروفیسر لوریٹ نے مصر کے شاہی قبرستان سے منفتاح کی جو لاش نکالی ہے وہ قاہرہ میں مصر کے عجائب گھر میں ایک لاش موجود ہے جس کے متعلق ماہرین آثار کا خیال ہے کہ یہ فرعون موسیٰ رعمسیس ثانی کی لاش ہے۔ سنہ ۱۹۰۷ء میں سر گرافٹن ایلیٹ اسمتھ نے اس کی ممی پر سے پٹیاں کھولی تھیں تو اس کی لاش پر نمک کی ایک تہہ جمی ہوئی پائی گئی جو کھاری پانی میں اس کی غرقابی کی ایک کھلی علامت تھی۔ (تفہیم القرآن)

۹۲ کاش لوگ گزرے ہوئے نافرمانوں کے انجام سے عبرت حاصل کرتے۔ دریا، اونچے اونچے ٹیلے پکار پکار کر ان کے کئی مشہور و برباد شہروں کے کھنڈر میں پکار کر کہہ رہے ہیں کہ ہم سے عبرت کی نشانیاں اپنی زبان حال سے انہیں تنبیہ کر رہی ہیں لیکن غافل انسان غفلت کے نشہ میں ایسے مست ہیں کہ ان پر سرپٹ دوڑے چلے جا رہے ہیں۔

۹۳ بنی اسرائیل کو فرعون کے غرقاب ہونے کے بعد غلامی اور ذلت کی زنجیروں سے آزاد کیا اور انہیں بسنے کے لیے ایک زرخیز اور شاداب علاقہ یعنی فلسطین اور اردن مرحمت فرمایا اور انہیں کھانے کے لیے پاکیزہ اور عمدہ چیزیں فراہم کیں۔

مُبَوَّأً: ٹھہرنے کی جگہ، مسکن۔ صدق کا معنی عمدہ پسندیدہ بھی ہے۔ [illegible] (قرطبی)

مبوأ کو صدق سے موصوف کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اہل عرب کی یہ عادت ہے کہ جب وہ کسی چیز کی توصیف کرتے ہیں تو اسے

الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ

تو دریافت کر ان لوگوں سے جو پڑھتے ہیں کتاب تجھ سے پہلے۔ بیشک آیا ہے تیرے پاس حق تیرے

رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ

رب کی طرف سے پس ہرگز نہ ہونا شک کرنے والوں سے اور ہرگز نہ ہونا ان لوگوں سے

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ

جنہوں نے جھٹلایا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو ورنہ تو ہو جائے گا نقصان اٹھانے والوں سے۔ بیشک وہ لوگ ثابت ہو چکی ہے

عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ

جن پر آپ کے رب کی بات وہ ایمان نہیں لائیں گے اگرچہ آجائیں ان کے پاس ساری نشانیاں

حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ

جب تک کہ وہ دیکھ لیں دردناک عذاب۔ پس کیوں نہ ایسا ہوا کہ کوئی بستی ایمان لاتی تو

صدق کی طرف مضاف کرتے ہیں یعنی یہ چیز اتنی اچھی ہے کہ اس سے بھلائی کی جو توقع کی جائے گی وہ چیز اس پر پوری اترے گی اور توقع کرنے والے کی تصدیق کرے گی۔ [illegible]

صدق تقول رجل صدق، [illegible] (قرطبی)

[illegible] ان دو آیتوں میں بھی خطاب عام انسان کو ہے۔

[illegible] اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کو بدلا نہیں جا سکتا اس کے علم ازلی میں جو دولت ایمان سے محروم ہیں انہیں ہزار معجزے دکھائے جائیں مزید دلیلیں سنائی جائیں وہ حق قبول نہیں کریں گے۔

[illegible] یہاں تک کہ انہیں عذاب الٰہی گھیرے اس وقت انہیں ہوش آئے گا اور وہ کف افسوس ملیں گے لیکن بے حاصل۔

[illegible] لولا یہاں حرف تحضیض اور توبیخ کے لیے استعمال ہوا ہے یعنی وہ لوگ کیوں ایمان نہ لائے تاکہ عذاب الٰہی سے بچ جاتے ابن عطیہ نے لکھا ہے کہ [illegible] یہ استثناء منقطع ہے لیکن معنوی لحاظ سے متصل ہے [illegible] عبارت یوں ہے ما آمن من اهل قرية الا قوم يونس [illegible] لیکن ان کی گریہ و زاری [illegible] وجہ سے ٹال دیا گیا اور یہ اسی قوم کی خصوصیت ہے [illegible] عذاب [illegible] بلکہ صرف

فَنَفَعَهَآ إِيمَانُهَآ إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ لَمَّآ ءَامَنُوا۟ كَشَفْنَا عَنْهُمْ

نفع دیتا اسے پس اس کا ایمان [illegible] سوائے قوم یونس کے۔ جب وہ ایمان لائے تو ہم نے دور کر دیا ان سے

عَذَابَ ٱلْخِزْىِ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَمَتَّعْنَٰهُمْ إِلَىٰ حِينٍ ۝

رسوائی کا عذاب دنیوی زندگی میں اور ہم نے [illegible] ایک مدت تک۔

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَءَامَنَ مَن فِى ٱلْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا ۚ أَفَأَنتَ

اور اگر چاہتا آپ کا رب تو ایمان لے آتے جتنے لوگ زمین میں ہیں سب کے سب تو کیا آپ

اس کی علامتیں [illegible] ابھی ان کو اپنے [illegible] لیا تھا جس [illegible] آپ [illegible] ان کی شان [illegible] سے اس قول [illegible] پسند کیا ہے قال الزجاج [illegible] العلامة التي تدل على العذاب ولو رأوا عين العذاب لما نفعهم الايمان۔ (قرطبی) [illegible] قول الزجاج حسن۔ (قرطبی)

وقال ابن جرير [illegible] العافية [illegible] العذاب فلا توبة له۔ [illegible]

[illegible] اللہ کی [illegible]

[illegible]

تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝۹۹ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ

مجبور کرنا چاہتے ہیں لوگوں کو یہاں تک کہ وہ مومن ہو جائیں اور کوئی بھی ایسا شخص نہیں کہ وہ

تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ

ایمان لا سکے بغیر حکم الٰہی کے اور ڈالتا ہے [illegible] ان لوگوں پر جو

لَا يَعْقِلُوْنَ ۝۱۰۰ قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا

نہیں سمجھتے ہیں فرمائیے دیکھو کیا کیا چیزیں ہیں آسمانوں اور زمین میں اور نہیں

تُغْنِى الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝۱۰۱ فَهَلْ

نہیں کام آتیں نشانیاں اور ڈرانے والے کسی قوم کو جو ایمان نہیں لانا چاہتے پس

اور انہیں بتا دیا گیا [illegible] اے محبوب اگر آپ کا رب چاہتا تو سب کو مومن بنا دیتا لیکن اس کی حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ لوگ حق اختیار کرنے پر کسی کو مجبور نہ کیا جائے [illegible] کیا [illegible] ہے۔ اب تو وہ ساری [illegible] لم یعدل [illegible] علیہ السلام [illegible] ایمان [illegible] نہیں [illegible] جو علم و عقل [illegible] اور حق و باطل میں تمیز کرنے کے لیے انہیں استعمال نہیں کرتے۔

[illegible] آپ [illegible] اللہ تعالیٰ کی [illegible] دلائل [illegible] ہر جگہ [illegible] آنکھیں [illegible] قسمت [illegible] ہوئے ہیں۔

[illegible] ان آیات اور شواہد سے فائدہ وہی لوگ [illegible] سکتے ہیں جن کے دل میں طلب حق کا [illegible] دلائل کے موجود ایمان لانے کے لیے تیار نہ ہوں ان کے لیے [illegible] کر سکتا ہے۔

يَنْتَظِرُونَ إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ قُلْ

وہ انتظار نہیں کرتے مگر ان لوگوں جیسے حالات کا جو گزر چکے ہیں ان سے پہلے آپ فرما دیجیے

فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ ﴿١٠٢﴾ ثُمَّ نُنَجِّي رُسُلَنَا

پس انتظار کرو بے شک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں سے ہوں پھر جب عذاب آتا تھا تو ہم بچا لیتے تھے اپنے رسولوں کو

وَالَّذِينَ آمَنُوا ۚ كَذَٰلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٣﴾ قُلْ يَا أَيُّهَا

اور انہیں جو ایمان لائے۔ اسی طرح ہمارے ذمہ کرم پر ہے کہ ہم بچا لیں گے ایمان والوں کو فرما دیجیے اے

النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِنْ دِينِي فَلَا أَعْبُدُ الَّذِينَ

لوگو اگر تمہیں کچھ شک ہو میرے دین کے بارے میں تو میں تو عبادت نہیں کرتا ان کی جن

تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِنْ أَعْبُدُ اللَّهَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ ۖ

کی تم پوجا کیا کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا لیکن میں تو عبادت کرتا ہوں اس خدا کی جو موت دیتا ہے تمہیں

۱۳۵ جب حجت پوری ہو چکی حق واضح ہو چکا اب بھی یہ ایمان نہیں لاتے تو شاید یہ اسی بات کے منتظر ہیں جو ان سے پہلے کافر قوموں پر نازل ہوا تھا اور انہیں ملیامیٹ کر دیا گیا تھا۔ اگر ایسا ہی ہے تو ان کی یہ حسرت بھی پوری کر دی جائے گی انہیں کہیے چند دن اور انتظار کریں یہاں تک کہ وہ گھڑی آجائے جو اللہ تعالیٰ نے ان کی ہلاکت و بربادی کے لیے مقرر کر رکھی ہے اور فرمائیے میں بھی تمہارے ساتھ اس وقت کا منتظر ہوں۔ ایام سے مراد یہاں دن نہیں بلکہ وہ واقعات اور حالات ہیں جن سے پہلی قوموں کو سابقہ پڑا تھا [illegible]

[illegible]

۱۳۶ [illegible] اِنْ شَاءَ اللّٰه

وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۙ وَأَنْ أَقِمْ وَجْهَكَ

اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ہوں [illegible] ایمان والوں سے [illegible] یہ کہ [illegible] سیدھا کر

لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ وَلَا تَدْعُ مِنْ

[illegible] طرف [illegible] ہو جانا شرک کرنے والوں سے [illegible] اور [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ

اللہ تعالیٰ کے سوا اس کی جو نہ نفع پہنچا سکتا ہے تجھے اور نہ ضرر پہنچا سکتا ہے تجھے اور اگر تو ایسا کرے گا تو پھر تو شمار

الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ

ظالموں میں ہوگا اور اگر پہنچائے تجھے اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف تو نہیں کوئی دور کرنے والا اسے بجز اس کے اور اگر

يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ

ارادہ فرمائے تیرے لیے کسی بھلائی کا تو کوئی روکنے والا نہیں اس کے فضل کو سرفراز فرماتا ہے اپنے فضل و کرم سے جس کو چاہتا ہے اپنے

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ

بندوں سے اور وہی بہت بخشنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے آپ فرمائیے اے لوگو بیشک آگیا ہے تمہارے پاس حق تمہارے رب کی طرف

رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ

سے تو جو ہدایت قبول کرتا ہے تو وہ ہدایت قبول کرتا ہے اپنے بھلے کے لیے اور جو گمراہ ہوتا ہے

---

۱۵۵ جب نفع و ضرر کا کل اختیار اسی کے دست قدرت میں ہے تو پھر اسے چھوڑ کر کسی غیر کی عبادت کتنی بڑی نادانی ہے
لاصبح لانعبد (قرطبی وغیرہ)

۱۵۶ فضل سے مراد ہر وہ کی نعمت کا ملنا اور کسی دشمنی پر اپنی کیا جاتا ہے۔

۱۵۷ اے اہل مکہ کے باشندو، اے عرب کے رہنے والو، بلکہ اے آدم کی ساری اولاد، اللہ کا رسول کریم حق و صداقت کا آفتاب ساری طرح طلوع ہو چکا۔ گمراہی کی شام ظلمات چھٹ گئی۔ شک و شبہ کی وجہ نہ رہی۔ تبلیغ حق کا حق ادا کر دیا گیا۔ اب تمہاری مرضی دعوت حق کو قبول کرو یا گمراہی کے گڑھے میں پڑے رہو۔ تم کوئی سا طرز عمل اختیار کرو تم آزاد ہو لیکن ایک بات یاد رکھو اگر رشد و ہدایت کا راستہ اختیار کرو گے تو تمہارا اپنا بھلا ہوگا اور غلط روی سے باز نہ آئے تو اس کا نقصان بھی صرف تمہیں برداشت کرنا پڑے گا۔

فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ أَنَا۠ عَلَيْكُم بِوَكِيلٍ ﴿١٠٨﴾ وَٱتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ

تو وہ گمراہ ہوتا ہے اپنی تباہی کے لیے اور میں تم پر نگران نہیں ہوں ۱۳۳ اور اے حبیب! آپ پیروی کرتے

إِلَيْكَ وَٱصْبِرْ حَتَّىٰ يَحْكُمَ ٱللَّهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ ٱلْحَٰكِمِينَ ﴿١٠٩﴾

رہیے جو وحی کی جاتی ہے آپ کی طرف ۱۳۴ اور صبر کیجئے یہاں تک کہ فیصلہ فرمائے اللہ اور وہ سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے۔

ع ۱۱ ۱۲

۱۳۳ میں نے اپنا فرض ادا کر دیا اب میں تمہارے کاموں کا ذمہ دار نہیں۔ تم جانو اور تمہارا کام جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔

۱۳۴ آخر میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ واجمل التسلیم کو ارشاد فرماتے ہیں کہ اے حبیب! آپ ان لوگوں کی پرواہ نہ کریں۔ جو وحی آپ کی طرف بھیجی جاتی ہے بے خوف و خطر اس پر عمل پیرا رہیں۔ ان کی اذیت رسانیوں اور آزاروں پر صبر فرماتے رہیں۔ فیصلہ کی گھڑی آ رہی ہے۔ فیصلہ کرنے والا خود رب العالمین ہوگا اور وہی سب سے بہتر اور صحیح فیصلہ فرمانے والا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین الذی بنعمتہ تتم الصالحات والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ الذی بجاھہ تقبل الحسنات وبشفاعتہ تمحی السیئات وعلی آلہ واصحابہ منابع الخیرات ومصادر البرکات۔

۲۰ ربیع الثانی یوم الخمیس ۱۴۰۰ھ

WWW.NAFSEISLAM.COM

سُورَۃ ھُود

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نام: اس سورۃ میں حضرت ہود علیہ السلام کا ذکر ہے اسی مناسبت سے اسے آپ کے نام سے موسوم کیا گیا۔ یہ ایک سو تیئس آیات پر مشتمل ہے۔ اس کے کلمات کی تعداد ایک ہزار [illegible] اور حروف کی تعداد [illegible] ہے۔

نزول: ہجرت سے کچھ عرصہ پہلے اس کا نزول مکہ میں ہوا۔ [illegible] شہادتیں کہ سورۂ یونس کے بعد یہ سورۃ نازل ہوئی۔ اسلامی دعوت کا یہ دور [illegible] آنکے بعد [illegible] حضور رحمتِ عالمیان [illegible] [illegible] ہے۔

مضامین: [illegible]

[illegible] پیغمبرِ اسلام [illegible] کی قدرت [illegible] ایسا ہے [illegible] اور کیا ایسی قادر و توانا ہستی کے بیٹے [illegible] نہیں۔

پھر بتایا [illegible] کہ یہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں بلکہ کسی انسان کا بنایا ہوا ہے تو تم سب مل کر اس کی مثل کیوں پیش نہیں کرتے۔ [illegible] دس سورتیں ہی ایسی بنا لاؤ۔ [illegible] کی پیش کرنے سے قاصر ہو تو [illegible] اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اس کا لانے والا اس کا سچا رسول ہے۔

حضور رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] اللہ تعالیٰ کی [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سُوْرَةُ هُوْدٍ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ مِائَةٌ وَّثَلٰثٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً

سورۂ ہود مکی ہے اس کی اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے آیتیں ۱۲۳ ہیں [illegible]

الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ①

الف لام را[1] یہ کتاب ہے[2] مضبوط کی گئی ہیں جس کی آیتیں پھر ان کی وضاحت کر دی گئی ہے[3] ایسی ذات کی طرف سے جو حکیم ہے ہر چیز سے باخبر

اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ② وَّاَنِ

یہ کہ تم عبادت نہ کرو مگر صرف اللہ کی[4] بے شک میں تمہیں اس کی طرف سے ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں[5] اور یہ کہ

اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا

مغفرت طلب کرو اپنے رب سے[6] پھر اسی کی طرف رجوع کرو وہ لطف اندوز کرے گا تمہیں عمدہ زندگی کی متاع

---

[1] حروف مقطعات پر بحث سورۂ بقرہ اور سورۂ یونس کی ابتدا میں کی گئی ہے اس لیے یہاں اعادہ کی ضرورت نہیں۔

[2] الٓرٰ اگر سورۃ کا نام ہو تو یہ مبتدا ہوگا اور کتاب خبر، یا یہ مبتدا محذوف "ہٰذا" کی خبر ہوگی اور "احکمت" کتاب کی صفت واقع ہوگی۔

[3] احکمت احکام سے ہے جس کا معنی ہے کسی چیز کو ایسی پختہ اور مضبوط کرنا کہ اس میں کسی قسم کا خلل اور نقص واقع نہ ہو سکے۔ اور فصلت تفصیل سے ہے یعنی مطالب کو کھول کر بیان کر دیا ہے کہ ان کے سمجھنے میں کوئی الجھن نہیں۔ مقصد یہ ہے کہ یہ کتاب الفاظ اور عبارت کے لحاظ سے پختہ ہے اس میں کوئی جھول نہیں اور معنی کے لحاظ سے ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے یعنی معنوی اور لفظی کمال پایا جاتا ہے۔ [illegible] اور اس کی آیات محکم اور تفصیل بیان ہے تاکہ بتلایا جائے کہ یہ اس ذات کا کلام ہے جو اپنے اقوال و افعال کے لحاظ سے حکیم ہے اور اپنے علم کے لحاظ سے معاملات کے انجام سے باخبر ہے۔ [illegible] (ابن کثیر)

[4] اور اس کتاب کی اس شکل میں نازل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو کسی کو اپنا معبود نہ بناؤ تمہاری جبین نیاز صرف اسی کی بارگاہ عبودیت میں جھکی رہنی چاہیے۔

[5] اور میری بعثت کی غرض و غایت یہ ہے کہ میں تمہیں اس کی نافرمانی کے عذاب سے ڈراؤں اور اس کی اطاعت و بندگی پر حسن عاقبت کی بشارت دوں۔

[6] یعنی تمہیں یہ نصیحت بھی کی جاتی ہے کہ اس سے پہلے جہالت کی حالت میں یا غفلت کی حالت میں جو تم گناہ کرتے رہے ہو تو اب

إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى وَيُؤْتِ كُلَّ ذِي فَضْلٍ فَضْلَهُ ۖ وَإِن

ایک وقت مقرر تک معلوم تک نفع دے گا اور عطا کرے گا ہر زیادہ عمل والے کو اس کی زیادتی (کا ثواب) اور اگر

تَوَلَّوْا فَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيرٍ ۝٣ إِلَى اللَّهِ

تم روگردانی کرو گے تو میں اندیشہ کرتا ہوں تم پر بڑے دن کے عذاب سے تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف ہی

مَرْجِعُكُمْ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝٤ أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُونَ

تمہیں لوٹ کر جانا ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ سنو! وہ دوہرے کرتے ہیں سینے

ل یعنی تم بخشش طلب کرو اور اس کے آگے توبہ کرو، یعنی پچھلے گناہوں سے استغفار کرو [illegible] گناہوں کی مغفرت کے لیے [illegible] اور آئندہ کے لیے [illegible] اعمال کا قصد [illegible] اللہ کی طرف متوجہ ہو جاؤ [illegible] استغفروا ربکم ای اطلبوا
الیه المغفرة ثم توبوا الیه ای ارجعوا الیه بالطاعة (قرطبی)

ے [illegible] یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان پر ہر قسم کی [illegible] [illegible] ہو جائے [illegible] کے لیے تیار ہو جائے [illegible] اگر تم نے اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعتراف کر لیا [illegible] استغفار کر کی اور [illegible] تو تم کو [illegible] کی مدت [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] کا مقصد تو یہیں کہ انسان ہر قسم کی [illegible] کا شکار ہو جائے [illegible] کے لیے [illegible] دیے جاتے ہیں [illegible] [illegible] سے [illegible] کیا جاتا ہے۔ [illegible] (قرطبی)

ے یعنی ہر نیک انسان [illegible] اعمال [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] نیکیوں میں [illegible] بڑھتا چلا جائے [illegible] اللہ تعالیٰ اس کو اپنے [illegible] [illegible] ہے۔ [illegible] ویؤت کل ذی فضل من الاعمال الصالحات [illegible] (قرطبی)

ے اور اگر تم اسی طرح روگردانی کرتے رہے اور اپنے گذشتہ گناہوں [illegible] تو مجھے تمہارا انجام اچھا معلوم نہیں ہوتا [illegible] بڑے دن کے عذاب میں مبتلا [illegible] یا تو روز قیامت [illegible] عذاب [illegible]

ے لغت میں یثنون [illegible] [illegible] شنی یشنی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] الشیء [illegible] [illegible] اور

صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ۚ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ

اپنے سینوں کو تاکہ چھپالیں اللہ تعالیٰ سے [illegible] سنو جس وقت وہ خوب اوڑھ لیتے ہیں اپنے کپڑے [illegible]

يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

تو اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں بے شک وہ خوب جانتا ہے جو سینوں میں پوشیدہ ہے

جب اس کا [illegible] ہو تو [illegible] کا معنی ہوتا ہے کسی چیز کو کسی چیز پر لپیٹ دینا تاکہ وہ اس میں چھپ جائے۔ [illegible] اس صورت میں [illegible] آیت کا مفہوم یہ ہوگا کہ جب حضور [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قرآن کریم کی تلاوت کرتے یا وعظ فرماتے [illegible] اور کفار اس مجلس میں موجود ہوتے [illegible] چھپا لیتے [illegible] اپنے سینوں کو [illegible] حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہوں سے چھپ جائیں [illegible] مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء [illegible]

علامہ [illegible] منافقین [illegible]

صاحب [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپ سکتے [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ

اور نہیں کوئی جاندار زمین میں مگر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اس کا رزق وہ جانتا ہے

مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿٦﴾ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ

اس کے ٹھیرنے کی جگہ کو اور سونپے جانے کی جگہ کو ہر چیز کتاب مبین میں درج ہے اور وہی ہے جس نے پیدا کیا

السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ

آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں اور تھا اس کا عرش پانی پر (زمین و آسمان پیدا کرنے سے پہلے)

[illegible] چھپا ہوا کوئی راز بھی نہیں اس لیے اس کا [illegible] بھی چاہے وقت صاف رکھو۔

سابقہ آیت میں ظاہر و باطن [illegible] کے متعلق ارشاد ہوا تھا یہاں یہ بتایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible]

[illegible] (قرطبی)

مستقر [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] جیسے پہلے [illegible] طلوع آفتاب سے [illegible] غروب [illegible] کے لیے استعمال ہوتا ہے [illegible] اور [illegible] دن تھا اور نہ رات تھی۔ اس لیے یہاں [illegible]

[illegible]

[illegible]

اس سے معلوم ہوا کہ عرش سے پہلے پانی کی تخلیق ہو چکی تھی اور یہی اصل کائنات ہے اور یہی منبع حیات ہے دوسری جگہ ارشاد ہے [illegible] اس پانی کی حقیقت [illegible] واللہ تعالیٰ اعلم۔

لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۗ وَلَئِن قُلْتَ إِنَّكُم مَّبْعُوثُونَ مِن

تاکہ آزمائے تمہیں کہ تم میں سے کون زیادہ اچھا ہے عمل کے لحاظ سے ۔ اور اگر آپ انہیں کہیں یقیناً تم اٹھائے جاؤ گے موت

بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ⑦

کے بعد تو ضرور کہیں گے وہ جنہوں نے کفر کیا نہیں ہے یہ مگر جادو کھلا ہوا

وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِلَىٰ أُمَّةٍ مَّعْدُودَةٍ لَّيَقُولُنَّ مَا

اور اگر ہم مؤخر کر دیں ان سے عذاب ایک مدت گنی ہوئی تک تو وہ ضرور کہیں گے کس چیز نے روکا

يَحْبِسُهُ ۗ أَلَا يَوْمَ يَأْتِيهِمْ لَيْسَ مَصْرُوفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِم

ہے اس عذاب کو ۔ سنو جس دن آئے گا ان پر نہیں ٹالا جائے گا ان سے اور گھیر لے گا انہیں عذاب

شہ تخلیق انسانی کا مقصد تو یہ ذکر کیا ہے کہ انسان کو عقل و فکر دی [illegible] میں [illegible] ہے۔ [illegible] کے ذریعہ [illegible] ہے [illegible] انسانیت کے [illegible] کو دور کرنے کے لیے استعمال کرتا ہے یا وہ اصلی [illegible] کر دیتا ہے۔ [illegible] صلاحیتیں [illegible] کرنے کے لیے میں استعمال کیا۔ اس آزمائش کے لیے حضرت انسان کو پیدا فرمایا گیا۔ [illegible] ہے۔ [illegible] سے پہلے خوب اچھی طرح [illegible] کر لیں کہ [illegible]۔

شہ خود تو وہ اس حقیقت کو دیکھتے ہیں [illegible] کوشش کی جاتی ہے [illegible] قرآن سے اللہ تعالیٰ کی تخلیق کے [illegible] مرنے کے بعد [illegible] زندگی میں [illegible] پیشی ہوگی اور تم سے [illegible] کا محاسبہ کیا جائے گا تو [illegible] لگانے لگتے ہیں [illegible] اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں۔

شہ یعنی [illegible] سامنے حق پیش کیا جاتا ہے تو [illegible] کرتے ہیں [illegible] عذاب [illegible] ہے [illegible] عذاب [illegible] ہوتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت [illegible] میں تاخیر ہوتی ہے [illegible] سے [illegible] کے بجائے [illegible] عذاب [illegible] تھے۔

مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۝ وَلَئِنْ أَذَقْنَا الْإِنسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ

جس کا وہ [illegible] اڑایا کرتے تھے [illegible] اور اگر ہم چکھائیں کسی انسان کو اپنی طرف سے رحمت [illegible] پھر

نَزَعْنَاهَا مِنْهُ إِنَّهُ لَيَئُوسٌ كَفُورٌ ۝ وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ نَعْمَاءَ بَعْدَ ضَرَّاءَ

ہم چھین لیں اس سے وہ رحمت [illegible] تو وہ مایوس اور ناشکرا [illegible] ہے اور اگر ہم چکھائیں اسے اپنی نعمت [illegible] تکلیف کے بعد [illegible]

[illegible] انھیں بتایا جا رہا ہے کہ [illegible] رحمت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] دیے جائیں گے۔

[illegible] انسان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حیات [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کبھی [illegible] ایسی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حالات میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] انسان اپنی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حقیقت پسند [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] نہیں۔

آیت کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اس [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مبالغہ کا صیغہ ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مبالغہ کا صیغہ ہے [illegible] تکلیف [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] مبالغہ کا صیغہ ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible]

مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ۭ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ

[illegible] مگر وہ لوگ جو

صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝

[illegible] اور بڑا اجر ہے

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَاۗىِٕقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ

[illegible]

[illegible]

۲۲ [illegible]

[illegible] حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عجبا لامر المومن ان امرہ کلہ لہ خیر ولیس ذالک لاحد الا للمومن ان اصابتہ سراء شکر فکان خیرا لہ وان اصابتہ ضراء صبر فکان خیرا لہ۔ (مسلم)

[illegible]

۲۳ واقعی اس قسم کے لوگ ہی سرفرازی کے مستحق ہیں۔

۲۴ کفار نے آپ کو کہا کہ یہ قرآن جو آپ ہمیں پڑھ کر سناتے ہیں [illegible] اس لیے ہم اس قرآن کو ماننے کے لیے تیار نہیں۔ [illegible]

يَقُولُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ كَنزٌ أَوْ جَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ ۚ إِنَّمَا أَنتَ نَذِيرٌ ۚ

کہ کیوں نہیں اتارا گیا اس پر خزانہ یا (کیوں نہیں) آیا اس کے ساتھ کوئی فرشتہ آپ تو صرف ڈرانے والے ہیں

وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ﴿١٢﴾ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا

اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا نگہبان ہے۔ کیا وہ کہتے ہیں کہ اس نے خود گھڑ لیا ہے قرآن آپ فرمائیے

بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ

تو لے آؤ دس سورتیں اس جیسی گھڑی ہوئی اور بلا لو جس کو بلا سکتے ہو اللہ تعالیٰ کے

اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٣﴾ فَإِلَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا

سوا اگر تم سچے ہو۔ پس اگر وہ قبول نہ کریں تمہاری دعوت تو جان لو کہ قرآن

أُنزِلَ بِعِلْمِ اللَّهِ وَأَن لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَهَلْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ ﴿١٤﴾

اتارا گیا ہے علم الٰہی سے اور یہ کہ نہیں کوئی خدا بجز اس کے تو کیا تم اسلام لاتے ہو۔

کفار کی اس قسم کی [illegible] باتوں [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] اپنے حبیب [illegible] کے [illegible]
[illegible]
[illegible] (قرطبی)
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ﴿١٥﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي

اس دنیا میں اور وہ [illegible] اس میں [illegible] یہ وہ لوگ ہیں [illegible] نہیں [illegible] ان کے لیے

الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٦﴾

آخرت میں مگر آگ اور اکارت گیا جو کچھ انہوں نے کیا تھا [illegible] اور [illegible] جو کچھ وہ کیا کرتے تھے

أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِن

بھلا وہ شخص [illegible] اپنے رب [illegible] ایک گواہ [illegible]

شتّت علیہ امرہ وکان فقرہ بین عینیہ ولم یأتہ من الدنیا الا ما کتب لہ۔ رواہ الترمذی [illegible] عن زید بن ثابت (مظہری)

ترجمہ: جو شخص طلب آخرت [illegible] تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو غنی کر دیتا ہے اس کے پراگندہ حال کو درست فرما دیتا ہے اور دنیا اس کے قدموں میں [illegible] اور جس شخص کے پیش نظر دنیا کا حصول ہوتا ہے [illegible] اس کی آنکھوں کے سامنے [illegible] ہے۔ اس کے معاملات پراگندہ کر دیتا ہے [illegible] اتنی ہی ملتی ہے جتنی اس کے مقدر میں لکھی ہے لہٰذا [illegible]

[illegible] دنیا کے طلب گار [illegible] اسلام [illegible] ایک شخص جس کے پاس [illegible] اور اس کے ساتھ ایک سچا گواہ [illegible] تورات جیسی [illegible] کا انکار [illegible] دلائل و شواہد کے ہوتے ہوئے [illegible] انکار کرتا ہے [illegible] آگ [illegible] دنیا [illegible] کیا جنت کے [illegible]

یہاں [illegible] قرآن مجید [illegible] حضور [illegible] اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] شاہد [illegible] حضرت [illegible] حضور [illegible] آپ [illegible] کی زبان مبارک ہے۔

قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّ رَحْمَةً ؕ اُولٰٓىٕكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَ

اس سے قبل کتاب موسیٰ بھی [illegible] جو پیشوا اور رحمت ہے [illegible] یہ لوگ تو ایمان لاتے ہیں اس پر اور

مَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ

جو کفر کرے اس کے ساتھ مختلف گروہوں سے تو آتش جہنم ہی اس کے وعدہ کی جگہ ہے [illegible]

مِّنْهُ ۗ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۷﴾

[illegible] بیشک اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰٓىٕكَ يُعْرَضُوْنَ

اور کون زیادہ ظالم ہے اس شخص سے جو بہتان لگاتا ہے اللہ تعالیٰ پر جھوٹا [illegible] پیش کیے جائیں گے

عَلٰى رَبِّهِمْ وَ يَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ

اپنے رب کے سامنے اور کہیں گے گواہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا

[illegible] یہاں مخاطب عام قاری یا سننے والا ہے۔ جس کی تحقیق بھی سورۂ یونس میں گزری ہے

اللہ تعالیٰ پر افترا باندھنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹی اور من گھڑت باتیں منسوب کیا کرتے تھے [illegible] [illegible] اس کا شریک [illegible] الہام ہوا ہے [illegible] اور [illegible] کلام [illegible] یا کسی چیز کو حلال یا حرام [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] حلال اور [illegible] حرام کیا ہے۔

قیامت کے روز انہیں [illegible] رب العزت میں پیش کیا جائے گا [illegible] پیش کیے جائیں گے [illegible] ثابت ہو جائے گا [illegible] دیا جائے گا۔ گواہ [illegible] حضرت ابن عباس [illegible] الانبیاء والرسل [illegible] قرآن کریم کی اس آیت [illegible] فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہؤلاء شہیدا [illegible] حضرت سعید بن المسیب سے نقل کیا ہے۔ قال لیس من یوم الا تعرض علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم امتہ غدوۃ وعشیۃ فیعرفہم بسیماہم واعمالہم فلذلک یشہد علیہم (مظہری)

أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ﴿١٨﴾ الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ

خبردار [illegible] پھٹکار ہے ظالموں پر جو [illegible] ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کی راہ

اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا وَهُم بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ﴿١٩﴾ أُولَٰئِكَ لَمْ

سے اور چاہتے ہیں [illegible] اور وہی آخرت کے منکر ہیں ۔ یہ لوگ (اللہ تعالیٰ) کو

يَكُونُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِنْ

عاجز کرنے والے نہیں تھے زمین میں اور نہ ہی ان کا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَوْلِيَآءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۚ مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَ

مددگار تھا ۔ ان کو دوگنا عذاب دیا جائے گا ۔ وہ [illegible] حق ۔ نہ سن سکتے تھے اور

مَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ﴿٢٠﴾ أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا أَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ

نہ وہ دیکھ سکتے تھے ۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو نقصان میں ڈالا اور کھو گئیں

عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٢١﴾ لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ

ان سے وہ جو وہ افترا کرتے تھے ۔ یقیناً یہی لوگ آخرت میں سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے

الْأَخْسَرُوْنَ ﴿٢٢﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَأَخْبَتُوْٓا

ہوں گے ۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور جھکے رہے اپنے

إِلٰى رَبِّهِمْ ۙ أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٣﴾ مَثَلُ

پروردگار کی طرف ۔ یہی لوگ جنتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ۔ ان دونوں

الْفَرِيْقَيْنِ كَالْأَعْمٰى وَالْأَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ۚ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ

فریقوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک اندھا اور بہرا اور دوسرا دیکھنے اور سننے والا ۔ کیا یہ دونوں یکساں ہیں

[illegible]

٢٥ [illegible]

٢٦ [illegible]

مَثَلًا ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٢٤﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ إِنِّي لَكُمْ

[illegible]

نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٢٥﴾ أَن لَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۖ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ

[illegible]

يَوْمٍ أَلِيمٍ ﴿٢٦﴾ فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ مَا نَرَاكَ إِلَّا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ

[illegible]

الرَّاْيِ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍۭ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ (۲۷)

[illegible] بلکہ ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ

[illegible]

[illegible]

رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا

[illegible] اپنی جانب سے [illegible] پھر وہ تم کو سجھائی نہ دی [illegible] تو کیا ہم [illegible] [illegible]

كٰرِهُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى

ہو [illegible] اور اے میری قوم! میں اس پر تم سے کچھ مال طلب نہیں کرتا [illegible] میرا اجر تو اللہ تعالیٰ کے

اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْٓ

ذمہ ہے اور میں [illegible] [illegible] والا نہیں ہوں [illegible] بیشک یہ اپنے رب سے ملاقات کرنے والے

تمہاری عقل [illegible] تمہاری [illegible] ہے [illegible]

۳۳ تو کیا میری دعوت [illegible] حق تعالیٰ [illegible] [illegible] ہے۔

۳۴ [illegible] اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہے۔

۳۵ [illegible] حضرت نوح علیہ السلام [illegible] [illegible] [illegible] آپ کے [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] معیار اخلاص و تقویٰ ہے دولت و ثروت نہیں۔

اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَ يٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ

دیکھتا ہوں تمہیں کہ تم ایک ایسی قوم ہو جو جاہل ہے ۴۸؎ اور اے میری قوم! کون بچائے گا مجھے اللہ کے عذاب سے اگر میں

طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَ لَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ

نکال دوں ان بےچاروں کو ۴۹؎ کیا تم اتنا بھی نہیں سوچتے اور میں نہیں کہتا تم سے کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے

اللّٰهِ وَ لَاۤ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَ لَاۤ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ وَّ لَاۤ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ

ہیں ۵۰؎ اور نہ یہ کہ میں خود بخود جان لیتا ہوں غیب کو اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور نہ ہی کہتا ہوں ان لوگوں کو

تَزْدَرِيْۤ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْۤ

تمہاری نگاہیں حقیر جانتی ہیں ۵۱؎ کہ ہرگز نہیں دے گا انہیں اللہ تعالیٰ کوئی بھلائی۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو ان کے

اَنْفُسِهِمْ ۚۖ اِنِّيْۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا

دلوں میں ہے۔ (اگر میں ایسا کہوں) تو اس وقت میں بھی ضرور ظالموں سے ہوں گا۔ وہ بولے اے نوح! تم نے ہم سے جھگڑا کیا

۴۸؎ ابھی نوح علیہ السلام کا سلسلۂ جواب ختم نہیں ہوا۔ فرمایا تمہیں تو اپنی عقل و دانش پر ناز ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تم ایک جاہل اور نادان قوم ہو۔ جنہیں اب تک یہ بھی معلوم نہیں کہ شرف انسانیت کا دارومدار مال و دولت پر نہیں بلکہ دل کی پاکیزگی، کردار کی بلندی اور اخلاق کی پختگی پر ہے۔

۴۹؎ پھر فرمایا اے میری قوم! یہ مخلص و متقی لوگ جنہیں تم حقیر خیال کرتے ہو یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بڑی عزت والے ہیں۔ اگر میں تمہاری خاطر ان کی دل آزاری کروں اور ان کو اپنے پاس سے نکال دوں تو اللہ تعالیٰ مجھ پر ناراض ہو جائے گا اور میں اس کی ناراضگی برداشت نہیں کر سکتا۔

۵۰؎ اس جملہ کی وضاحت کے لیے سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۵۰ کا حاشیہ ملاحظہ فرمایئے۔

۵۱؎ تم تو کہتے ہو کہ یہ رذیل اور خستہ حال لوگ اس قابل نہیں کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہو۔ میں تو ایسا نہیں کہہ سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ ظاہر کو نہیں دیکھتا بلکہ دلوں کو دیکھتا ہے۔ اگر ان کا باطن درست ہے اور ان کا سینہ ایمان کے نور سے منور ہے تو ان کی ظاہری خستہ حالی کے باوجود وہ انہیں اپنی خیر و برکات سے مالا مال کر دے گا۔

فَأَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٣٢﴾

اور اس بحث کو بہت طول دیا، اب لے آ ہم پر وہ عذاب جس سے تو ہمیں ڈراتا ہے اگر تو سچوں میں سے ہے

قَالَ إِنَّمَا يَأْتِيكُم بِهِ اللَّهُ إِن شَاءَ وَمَا أَنتُم بِمُعْجِزِينَ ﴿٣٣﴾ وَ

آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہی وہ تم پر لائے گا اگر چاہے گا اور تم نہیں ہو عاجز کر دینے والے اور

لَا يَنفَعُكُمْ نُصْحِي إِنْ أَرَدتُّ أَنْ أَنصَحَ لَكُمْ إِن كَانَ اللَّهُ

نہیں فائدہ پہنچا سکتی تمہیں میری خیر خواہی اگر میں چاہوں کہ تمہاری خیر خواہی کروں اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی

يُرِيدُ أَن يُغْوِيَكُمْ هُوَ رَبُّكُمْ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٣٤﴾ أَمْ يَقُولُونَ

یہ ہو کہ وہ تمہیں گمراہ کرے وہ پروردگار ہے تمہارا۔ اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ کیا وہ کہتے ہیں کہ اس نے

افْتَرَاهُ قُلْ إِنِ افْتَرَيْتُهُ فَعَلَيَّ إِجْرَامِي وَأَنَا بَرِيءٌ مِّمَّا

خود گھڑ لیا ہے اسے آپ فرمائیے اگر میں نے خود گھڑ لیا ہے تو مجھ پر ہے وبال میرے جرم کا اور میں بری الذمہ ہوں ان گناہوں سے

دلائل کے میدان میں لاجواب تو ہو گئے لیکن حق کو قبول کرنے کی توفیق نہ ہوئی۔ کہنے لگے آپ جس عذاب کی ہمیں اتنی طویل مدت سے بار بار دھمکی دے رہے ہیں وہ لے آئیے ورنہ ہم اب آپ کی بات سننے کو تیار نہیں۔ فاکثرت جدالنا ای اطلتہ (مظہری)

آپ نے جواب دیا یہ میرے رب کے اختیار میں ہے جب وہ مناسب سمجھے گا عذاب نازل کرے گا اور تمہیں بچ نکلنے کی کوئی راہ نہیں ملے گی۔

یعنی میری تو صدق دل سے تمہیں راہ راست پر لانے کی کوشش کی نیت تھی اس سے کوئی فائدہ نہ ہوا کسی کو ہدایت دینا یا ہدایت نہ دینا اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے اگر وہ کسی کو ہدایت دینا چاہے تو دنیا بھر کے مبلغ اسے گمراہ نہیں کر سکتے اس لیے انسان کو ہمیشہ اپنے اللہ سے ڈرتے اور دعا کرتے رہنا چاہیے کہ کسی وقت بھی قدم نہ پھسل جائے اور انسان راہ حق سے بھٹک نہ جائے اسی کی جناب میں عجز و نیاز سے التجا کرتے رہنا چاہیے کہ ہمیشہ خیر و سلامتی سے رکھے۔ یا حی یا قیوم برحمتک استغیث لا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین واصلح لی شانی کلہ

یہاں خطاب حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یا حضرت نوح علیہ السلام سے۔ کفار مکہ کہتے تھے کہ یہ کلام جو آپ پیش کرتے ہیں خدا کی طرف سے نہیں بلکہ آپ نے خود گھڑ کر اسے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیا ہے تو یہ جرم میرا ہے اس کی سزا تمہیں نہیں

مُجْرِمُونَ ۝ وَأُوحِيَ إِلَىٰ نُوحٍ أَنَّهُ لَن يُؤْمِنَ مِن قَوْمِكَ

جو تم کرتے ہو۔ اور وحی کی گئی نوح کی طرف کہ ہرگز نہیں ایمان لائے گا آپ کی قوم سے

إِلَّا مَن قَدْ آمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝ وَاصْنَعِ

مگر وہ جو ایمان لا چکے تو آپ غمگین نہ ہوں اس سے جو وہ کیا کرتے ہیں۔ اور بنائیے

الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا

ایک کشتی ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہمارے حکم سے اور نہ بات کیجیے مجھ سے ان کے بارے میں جنہوں نے ظلم کیا

دی جا چکی ہے [illegible] اللہ تعالیٰ کے کلام کا انکار کر کے جو جرم تم کر رہے ہو وہ معاف کیا جائے گا [illegible] اس کی سزا تمہیں جلد ہی ملنے والی ہے تیار ہو جاؤ۔

ف۳۶ جب ان لوگوں کو توحید دیتے دیتے صدیاں گزر گئیں اور ان پر کوئی اثر نہ ہوا بلکہ ان کی مخالفت اور دشمنی میں اضافہ ہی ہوتا گیا جس سے حضرت نوح علیہ السلام کو سخت ملال ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی تسلی کے لیے ان کی طرف وحی فرمائی کہ جن کی قسمت میں دولت ایمان تھی وہ ایمان لا چکے ان کے علاوہ اور کوئی ایمان نہیں لا سکتا۔ اس لیے آپ ان سے رنجیدہ نہ ہوں اب ان کی گمراہی ختم ہونے والی ہے اور ان کی تباہی کا مقررہ وقت آ پہنچا ہے۔ تورات میں اس واقعہ کو [illegible] گیا ہے وہ پڑھیے آپ کو قرآن اور موجودہ تورات کا فرق سمجھ آ جائے گا۔ کتاب پیدائش کی آیتیں ملاحظہ ہوں:

اور خداوند نے دیکھا کہ زمین پر انسان کی بدی بہت بڑھ گئی اور اس کے دل کے تصور اور خیال سدا برے ہی ہوتے ہیں۔ تب خداوند زمین پر انسان کو پیدا کرنے سے ملول ہوا اور دل میں غم کیا۔ اور خداوند نے کہا کہ میں انسان کو جسے میں نے پیدا کیا روئے زمین پر سے مٹا ڈالوں گا انسان سے لے کر حیوان اور رینگنے والے جاندار اور ہوا کے پرندوں تک کیونکہ میں ان کے بنانے سے ملول ہوں۔ (باب ۶ آیات ۵ ، ۶ ، ۷)

گویا پہلے اللہ تعالیٰ کو انسان کے اعمال کا علم نہ تھا اس لیے اس کو پیدا کیا اب جب اس کے کرتوت سامنے آئے تو پتہ چلا کہ یہ کتنی خطرناک مخلوق ہے اسے تو پیدا ہی نہیں کرنا چاہیے تھا [illegible] کیونکہ عذاب الٰہی میں انھیں ایک عظیم سیلاب سے ہلاک کرنا مقدر ہو چکا تھا اس لیے پہلے ہی آپ کو کشتی بنانے کا حکم دیا گیا اس میں دو الفاظ استعمال ہوئے ہیں بِأَعْيُنِنَا یعنی ہماری آنکھوں کے سامنے یعنی ہماری نگرانی اور حفاظت میں اور وَحْيِنَا کا مطلب ہے ہماری ہدایات کے مطابق [illegible] کشتی کے بنانے کا طریقہ [illegible] بتایا جا رہا ہے اس کے متعلق [illegible] اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کے اعمال کی [illegible] حفاظت

إِنَّهُم مُّغْرَقُونَ ﴿٣٧﴾ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِّن

وہ ضرور ڈبو دیے جائیں گے اور وہ کشتی بنانے لگے اور جب بھی گزرتے ان کے پاس سے ان کی قوم کے

قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ قَالَ إِن تَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنكُمْ

سردار تو آپ کا مذاق اڑاتے۔ آپ نے (فرمایا) اگر تم مذاق اڑاتے ہو ہمارا تو ہم بھی تمہارا مذاق اڑائیں گے

كَمَا تَسْخَرُونَ ﴿٣٨﴾ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَن يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ

جس طرح تم مذاق اڑاتے ہو۔ سو تم جان لو گے کہ کس پر آتا ہے عذاب جو رسوا کرے گا اسے

مگر اللہ کا وعدہ اور اس کا احسان فرماتا ہے۔

ﷺ میں ہیں جو ان کے غرق کیے جانے کا قطعی فیصلہ ہو چکا۔ اب ان میں کسی قسم کی گنجائش نہیں اس لیے آپ کسی صاحب کے لیے سفارش نہ کریں۔

ﷺ حکم الٰہی ملا تو تعمیل کے لیے لگ گئے۔ لکڑی ملائی جا رہی ہے، تختے چیرے جا رہے ہیں، کیلیں ٹھونکی جا رہی ہیں۔ آپ کل تک تو وعظ و تذکیر میں مصروف تھے، اب تیشہ و آری ہاتھ میں لیے دریا یا سمندر سے دور کشتی بنا رہے ہیں۔ آپ کے دشمنوں کو مذاق اور تمسخر کے لیے ایک نیا بہانہ مل گیا۔ جو بھی ادھر سے گزرتا، طعنے دیتا حضرت! کیا نبوت چھوڑ کر اب بڑھئی بن گئے صاحب! یہ کشتی خشکی میں چلے گی، یہاں تو کوئی دریا یا سمندر نہیں، وغیرہ جتنے منہ اتنی باتیں لیکن اللہ تعالیٰ کا بندہ جس کام میں لگا ہے آپ نے ان کے طعنوں اور تمسخر کی کبھی پرواہ نہ کی اور جواب دیا تو یہ فرمایا کہ آج تم جیسے ہمارے ساتھ مذاق کر رہے ہو کل ہماری باری بھی آنے والی ہے۔

خلاصہ یہ کہ کچھ عرصہ کے بعد کشتی تیار ہو گئی۔

قرآن کریم سے یہ تو پتا چلتا ہے کہ حضرت نوحؑ نے کشتی تیار کر دی لیکن اس کا طول و عرض کیا تھا اس کی کیسی شکل تھی، اس میں دروازے اور کھڑکیاں کتنی تھیں، یک منزلہ تھی یا سہ منزلہ، کس لکڑی سے بنائی گئی تھی ان تمام تفصیلات کا کہیں ذکر نہیں کیا گیا کیونکہ ان امور کا عبرت و موعظت سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ بعض اہل تفسیر نے اسرائیلیات کی روشنی میں ان امور کی تفصیل بیان کی ہے لیکن امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس ساری تفصیل کا انکار کیا ہے فرماتے ہیں۔ واعلم ان امثال ہذہ المباحث لا تعجبنی لانہا امور لا حاجۃ الی معرفتہا البتۃ ولا یتعلق بمعرفتہا فائدۃ اصلاً یعنی مجھے اس قسم کے مباحث اچھے نہیں لگتے کیونکہ ان کے جاننے کی کوئی ضرورت نہیں سکتے ہیں۔ ہمارے لیے اتنا جاننا ہی کافی ہے کہ وہ اتنی وسیع تھی کہ اس میں حضرت نوحؑ، آپ کا کنبہ اور آپ کے پیروکار اور جانوروں کا جوڑا جوڑا سما سکتا تھا۔ (کبیر)

وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝٣٩ حَتّٰىٓ إِذَا جَآءَ أَمْرُنَا وَفَارَ

اور اُن پر اترتا ہے جس پر عذاب ہمیشہ رہنے والا یہاں تک کہ جب آ گیا ہمارا حکم ف۵ اور ابل پڑا

التَّنُّوْرُ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ

تنور تو ہم نے (نوح) کو کہا سوار کر لو کشتی میں ف۶ ہر جنس سے دو دو جوڑے اور اپنے گھر والوں کو

ف۵ یہاں تک کہ عذاب کا مقررہ وقت آ گیا۔ اور سب سے پہلے تنور سے پانی نکل پڑا۔ تنور کا کیا معنی ہے؟ علامہ بغوی نے عکرمہ اور زہری سے روایت کی ہے۔ ھو وجہ الارض یعنی سطح زمین۔ قتادہ نے کہا ہے کہ تنور سے مراد اعلی الارض واشرفها یعنی زمین کے بلند ٹیلے اور حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ تنور ایک چشمہ ہے۔ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے فار التنور کا معنی صبح کا طلوع ہونا منقول ہے۔ بعض نے اس سے روٹی پکانے والا تنور مراد لیا ہے کہ آپ کے لیے بطور علامت یہ مقرر کیا گیا تھا کہ جب آپ تنور سے پانی ابلتا دیکھیں تو سمجھ لیں کہ طوفان کا وقت آ گیا اس وقت کشتی میں سوار ہو جانا۔

ف۶ جب طوفان آ گیا تو حضرت نوح علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ ہر قسم کے جانوروں کا ایک ایک جوڑا اپنے ساتھ کشتی میں چڑھا لیں تاکہ ان کی نسل ضائع نہ ہو جائے۔ بائبل اور قرآن میں عجیب قسم کا اختلاف پایا جاتا ہے کہیں دو دو جانور کشتی میں رکھنے کا حکم ہے اور کہیں سات سات۔ کتاب پیدائش کے باب ششم کی آیت انیس بیس میں ہے۔

اور جانداروں کی ہر قسم میں سے دو دو اپنے ساتھ کشتی میں لے لینا کہ وہ تیرے ساتھ جیتے بچیں۔ وہ نر و مادہ ہوں۔ اور پرندوں کی ہر قسم میں سے اور چرندوں کی ہر قسم میں سے اور زمین پر رینگنے والوں کی ہر قسم میں سے دو دو تیرے پاس آئیں تاکہ وہ جیتے بچیں۔

اور اسی کتاب پیدائش کے ساتویں باب کی دوسری آیت میں ہے۔

کل پاک جانوروں میں سے سات سات نر و مادہ اور ان میں سے جو پاک نہیں ہیں دو دو نر اور ان کی مادہ اپنے ساتھ لے لینا اور ہوا کے پرندوں میں سے بھی سات سات نر و مادہ لینا تاکہ زمین پر ان کی نسل باقی رہے۔

اور اسی باب کی نویں آیت میں ہے۔

دو دو نر و مادہ کشتی میں نوح کے پاس گئے جیسا خدا نے نوح کو حکم دیا تھا

اب آپ بتلائیے کہ یہ دو حکم ہیں۔ [illegible] ایک کو [illegible] اور دوسرے کو رد کر دیا

ف۷ اس سے بظاہر یہی سمجھ آتا ہے کہ ہر قسم کے دو دو جفت یعنی چار چار جانور رکھنے کا حکم ہوا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں اس لیے ان الفاظ کا اصل مفہوم سمجھ لینا چاہیے۔ زوج کے لفظ کے ہر فرد کو بھی کہتے ہیں جس طرح عورت کو بھی زوج کہا جاتا ہے اور مرد کو بھی۔ قرآن کریم میں ہے وخلق منها زوجها یعنی اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا۔ اس سے زوجین جب تثنیہ ہو تو اس سے جوڑے کے دونوں فرد یعنی نر و مادہ دونوں مراد لئے قرآن حکیم میں ہے وانہ خلق الزوجین الذکر والانثی اس جگہ زوجین بھی اسی معنی میں لیا گیا ہے

إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ آمَنَ ۚ وَمَا آمَنَ مَعَهُ

[illegible]

إِلَّا قَلِيلٌ ﴿٤٠﴾ وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللَّهِ مَجْرَاهَا وَمُرْسَاهَا

[illegible]

[illegible] حضرت نوح علیہ السلام [illegible] کشتی [illegible] ایک ایک جوڑا [illegible]

[illegible]

[illegible] روایات [illegible]

[illegible]

[illegible] من الکافرین [illegible]

[illegible]

[illegible] روح المعانی [illegible]

والذی یمیل الیہ القلب [illegible] (روح المعانی)

اور اس قول کو [illegible] حضرت نوح علیہ السلام [illegible] کشتی میں [illegible]

[illegible] (روح المعانی)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے [illegible] سورۃ المؤمنون کی آیت [illegible] من کل زوجین اثنین کی تفسیر کے تحت [illegible] فرمایا ہے [illegible]

واللہ سبحانہ اعلم (کبیر)

إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٤١﴾ وَهِيَ تَجْرِي بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ

بیشک میرا پروردگار غفور رحیم ہے ۔ اور وہ چلنے لگی انہیں لے کر ایسی موجوں میں جو پہاڑوں کی مانند تھیں

وَنَادَىٰ نُوحٌ ابْنَهُ وَكَانَ فِي مَعْزِلٍ يَا بُنَيَّ ارْكَب مَّعَنَا

اور پکارا نوح (علیہ السلام) نے اپنے بیٹے کو اور وہ ان سے الگ تھا ۔ بیٹا سوار ہو جاؤ ہمارے ساتھ

۴۲ جب جانوروں، گھر والوں اور اہل ایمان کو کشتی میں سوار کرنے کی اجازت مل گئی تو آپ نے سوار ہونے کا حکم دیا اور کہا بسم اللہ مجریها ومرسها ۔ یعنی اس کی ذات جو بڑی ہے جس کے سامنے طوفان کی دہشتیں سب بے بس ہو گئی ہیں ہم بھی نجات و سلامتی کے لیے تمہاری کشتی پر نہیں بلکہ خدا پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ جب یقین پختہ ہو جاتا ہے تو صورت کا اس کی ذات کا دامن ہر وقت ہی سہارا رہتا ہے۔ ماننے والے پہلے تو ماسوا ہی سے مربوط ہے۔ وہ اس بسم اللہ کو مدار حیات بناتی کی کے ہر پل سے مدد مانگتے ہیں۔ ابتدا بھی اسی کے کرم کے سہارے ہوئی ہے اور اس کی انتہا بھی اس کے فضل سے ہوگی۔ حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضور رحمت عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت جب کشتی میں سوار ہو اور یہ پڑھے تو اسے غرق ہونے سے امان مل جائے گی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ وما قدروا اللہ حق قدرہ والارض جمیعا قبضته یوم القیامة والسموت مطویت بیمینه سبحانه وتعالی عما یشرکون ۔ بسم اللہ مجریها ومرسها ان ربی لغفور رحیم ۔ (قرطبی)

آیت میں مجریها اور مرسها کی ترکیب اور صیغے کے متعلق کچھ سن لیجیے۔

ارکبوا میں جو ضمیر فاعل ہے یہ اس کا حال ہے۔ بسم اللہ ، حال یہ ہے کہ تم کشتی میں بیٹھے ہو۔ بسم اللہ مجریها و مرسها ظرف زمان ہو یا ظرف مکان دونوں ہو سکتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہوں کشتی چلنے کے وقت اور اس کے ساحل پر لنگر انداز ہونے کے وقت۔ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہوں جہاں یہ چلتی ہے اور جہاں رکتی ہے یا یہ دونوں مصدر میمی ہیں یہاں مضاف (وقت) محذوف ماننا پڑے گا۔ ایک قرأت مجریها و مرسیها مجری یجری سے ہو تو مجرد ہے اور مرسی ، ارسی ، یرسی باب افعال سے مصدر میمی ہے۔

۴۳ طوفان کی شدت کا عالم تو یہ تھا کہ بعض علماء لکھتے ہیں کہ سیلاب آیا اور وہاں کے اونچے اونچے پہاڑ اور اونچے ٹیلے زیر آب ہو گئے اور ان کی پرسکون سطح پر کشتی بہت آہستہ چل رہی تھی بلکہ ہر طرف پہاڑوں کی طرح موجیں اٹھ رہی تھیں۔ دریا سمندر پہاڑ جیسا چلا رہا تھا۔ اس ہولناک دل دہلا دینے والے خوفناک سیلاب میں یہ کشتی اللہ تعالیٰ کے حکم سے بڑی حفاظت اور بڑی سلامتی سے چلی جا رہی تھی۔

۴۴ اس حال میں آپ نے اپنے بیٹے کنعان کو نظر آیا جو آپ کی مخالفت اور شرکت کے باعث [illegible] تھا تب بیٹے کو پکارا اور بلا کر ساتھ

قوم نوح کا علاقہ اور جبلِ جودی

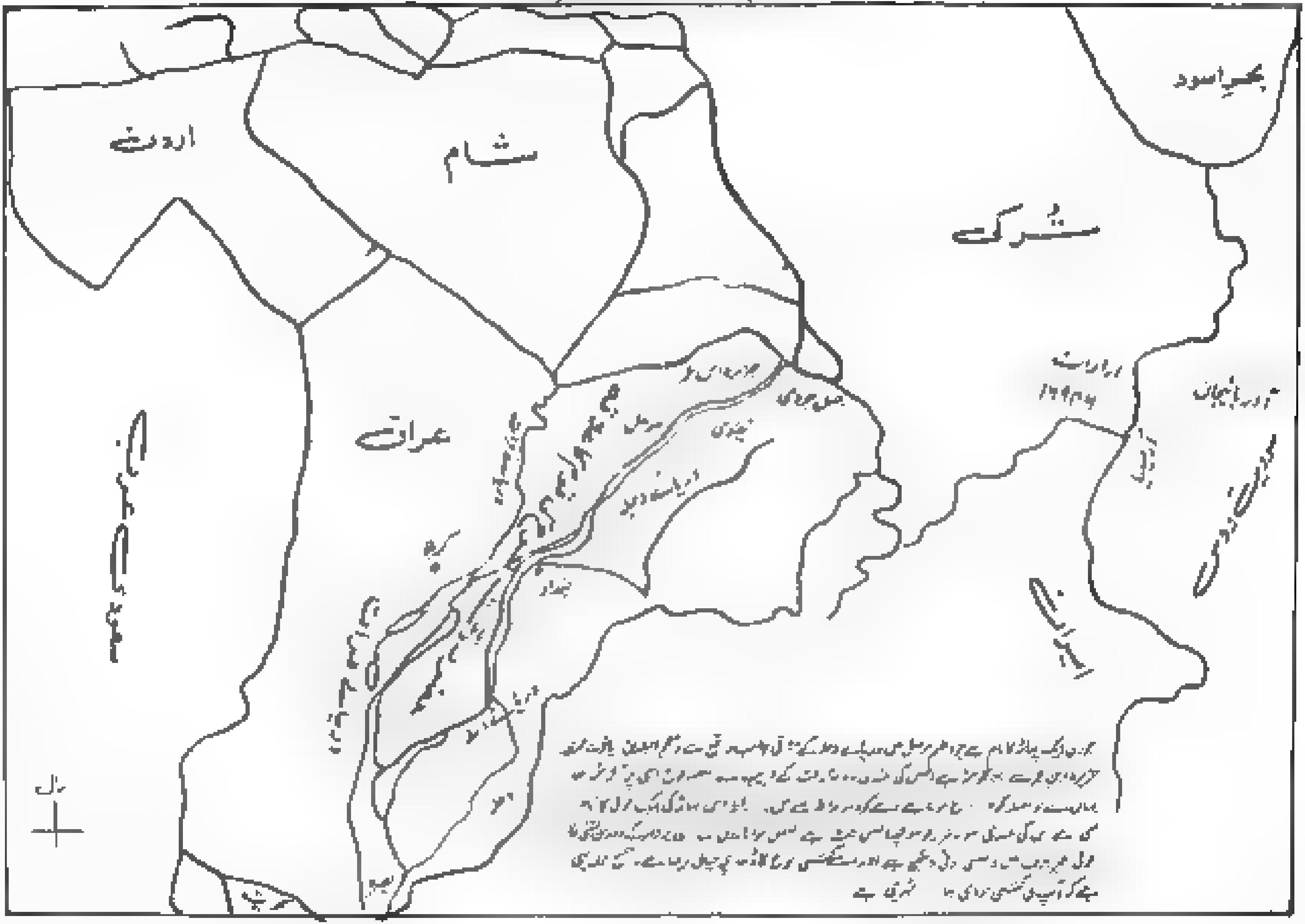
بحرِ اسود
ترکی
آذربائیجان
ارارات
۱۶۹۴۶
آرمینیا
بحیرۂ قزوین
ایران
شام
اردن
عراق
سعودی عرب
جزیرہ ابن عمر
جبلِ جودی
موصل
نینوا
دریائے دجلہ
قوم نوح کا علاقہ
بغداد
بابل
دریائے فرات
بصرہ
کویت
شمال

جودی ایک پہاڑ کا نام ہے [illegible]

[illegible]

وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٤٢﴾ قَالَ سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ

اور نہ ہو کافروں کے ساتھ بیٹے نے جواب دیا [illegible] پہاڑ [illegible] جو مجھے بچا لے گا

مِنَ الْمَآءِ ۭ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ

پانی سے ۔ [illegible] آج کوئی بچانے والا نہیں اللہ کے حکم سے مگر جس پر وہ رحم کرے۔

وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ﴿٤٣﴾ وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ

اور [illegible] ان دونوں کے درمیان موج حائل ہو گئی اور وہ غرق ہونے والوں میں سے ہو گیا اور حکم دیا گیا اے زمین

اب بھی بیٹے کے لیے [illegible] اب بھی [illegible] کشتی میں سوار ہو جانے کا [illegible] لیکن [illegible] طبیعت کی [illegible] نے [illegible] یعنی بے پروائی اور گستاخانہ انداز میں کہنے لگا مجھے آپ کی کشتی میں پناہ لینے کی ضرورت نہیں ۔ یہ [illegible] کتنے ہی اونچے ہوں میں ان میں سے کسی پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا ۔ یہ پانی میرا کیا بگاڑ سکے گا

۶۴ آپ نے جواب دیا : پہاڑوں کی کیا مجال [illegible] آج کوئی طاقت اللہ کے عذاب سے بچا سکے ۔ بچنے کا ایک ہی ذریعہ تھا کہ تم [illegible] توبہ کرکے [illegible] میں پناہ لیتے ، [illegible] کشتی میں ہمارے ساتھ سوار ہو جاتے ۔ بعض [illegible] اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی پناہ ثابت کرنے کے لیے یہاں الا من رحم کی [illegible] پڑھتے ہیں [illegible] کی طرف [illegible] کا استدلال قابل التفات [illegible] جتنا بیان [illegible] کہ آپ بار بار فرما رہے ہیں کہ آ جا کشتی میں سوار ہو جا [illegible] نہیں وہ اپنی [illegible] کے باعث انکار کرتا ہے اور کشتی میں نہیں بیٹھتا [illegible] کہ وہ غرق ہو گیا ۔ اس سے [illegible] شفقت [illegible] تھا اس نے چاہا بھی لیکن [illegible] دل کی [illegible] کی وجہ سے حق کی کشتی میں پناہ لینے پر آمادہ نہ ہوا۔

۶۵ پانی کا ایک ریلا آیا اور اس [illegible] کو بہا کر لے گیا اور اس کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا۔

۶۶ سیلاب کے اترنے کے متعلق تورات میں ہے :۔

> سمندر کے سوتے اور آسمان کے دریچے بند کیے گئے اور آسمان سے جو بارش ہو رہی تھی تھم گئی اور پانی زمین پر سے گھٹتے گھٹتے ایک سو پچاس دن کے بعد کم ہوا اور ساتویں مہینے کی سترھویں تاریخ کو کشتی اراراط کے پہاڑوں پر ٹک گئی اور پانی دسویں مہینے تک برابر گھٹتا رہا اور دسویں مہینے کی پہلی تاریخ کو پہاڑوں کی چوٹیاں نظر آئیں۔

(پیدائش باب ۸ آیت ۲ تا ۵)

مگر قرآن کریم کے بیان میں جو جلال و عظمت ہے اس کی نظیر دنیا بھر کے صحائف میں کہاں مل سکتی ہے ۔ صاحب روح المعانی

ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ

نگل لے اپنا پانی کو اور اے آسمان تھم جا اور سکھا دیا گیا پانی اور [illegible] ہو گیا

وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٤٤﴾ وَ

اور ٹھیر گئی کشتی جودی پہاڑ پر ف اور حکم ہوا کہ دوری ہو ظالم قوم کے لیے۔ اور

نَادَىٰ نُوحٌ رَبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ

پکارا نوح نے اپنے رب کو اور کہا اے میرے پروردگار میرا بیٹا میرے اہل میں سے ہے اور بیشک تیرا وعدہ

وجہ قرآن مجید میں [illegible] کے سامنے بڑے بڑے ادیب کی گردنیں جھک گئیں۔

اس کے بعد لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ عرب کے فصحاء و بلغاء نے قرآن کا مثل پیش کرنے کا ارادہ کیا چالیس روز تک شب و روز [illegible] صاحب [illegible] کی قرآن کی تعریف [illegible] جب یہ آیت ان کے کان میں پڑی تو [illegible] ڈال دیئے اور کہنے لگے بخدا الکلام لا یشبہ کلام المخلوقین [illegible] ایک [illegible] عالم و ادیب تھا۔ اس کے متعلق مشہور ہے کہ اس کے زمانہ میں فصاحت و بلاغت میں کوئی اس کا ہم پلہ نہ تھا [illegible] قرآن کے مقابلہ میں پیش کرے۔ ایک روز اس کا گزر ایک مکتب پر سے ہوا جہاں بچے قرآن حفظ کر رہے تھے کوئی بچہ یہ آیت پڑھ رہا تھا [illegible] کہ یہ کلام ہرگز [illegible] نہیں۔ (روح المعانی)

ف ایک پہاڑ کا نام ہے جو موصل کے قریب [illegible] کہتے ہیں [illegible] تھی اور جمعہ کا دن تھا جب آپ کی کشتی کوہ جودی پر آ کر رکی

ف حضرت نوح علیہ السلام نے یہ التجا [illegible] سے پہلے کی تھی [illegible] کے بعد [illegible] دونوں قول ہیں [illegible] اس کی ایک وجہ [illegible] نہیں [illegible] حضرت نوح نے [illegible] اسلام [illegible] ہے کہ [illegible] اس [illegible] کریے [illegible] اس [illegible] من المغرقین [illegible]

الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ

سچا ہے اور تو سب حاکموں سے بڑا حاکم ہے فرمایا اے نوح بیشک وہ تیرے گھر والوں سے نہیں

اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۗ

بیشک اس کے عمل نیک نہیں پس مت سوال کر مجھ سے جس کا تجھے علم نہ ہو

اِنِّيْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ

میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ نہ ہو جائے نادانوں سے کہا اے میرے رب میں پناہ لیتا ہوں

یہ دعا فرمائی جس کے جواب میں پہلے تو ارشاد ہوا کہ وہ تمہارے اہل میں سے نہیں [illegible] اہل سے ہی نہیں، بعد میں اس کی وجہ بتائی کہ اس کا عمل صحیح نہیں وہ بد عمل اور بدکار تھا۔ [illegible] کے باوجود اس کا شمار نہیں کیا جاسکتا معلوم ہوا اللہ تعالیٰ کے ہاں [illegible] جس کا عمل صالح ہے [illegible] بخشش [illegible] شفاعت [illegible]

[illegible]

مثلاً ~ [illegible]

أَنْ أَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِۦ عِلْمٌ ۖ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِيٓ أَكُن مِّنَ

میں سوال کروں تجھ سے [illegible] جس کا مجھے علم نہیں [illegible] اور اگر [illegible] تو ہو جاؤں گا میں

ٱلْخَٰسِرِينَ ﴿٤٧﴾ قِيلَ يَٰنُوحُ ٱهْبِطْ بِسَلَٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكَٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلَىٰٓ أُمَمٍ

[illegible] ارشاد ہوا اے نوح [illegible] سلامتی [illegible] اور برکتوں کے ساتھ [illegible]

مِّمَّن مَّعَكَ ۚ وَأُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُم مِّنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٤٨﴾ تِلْكَ

[illegible] اور کچھ گروہ [illegible] پھر پہنچے گا انہیں ہماری طرف سے [illegible] عذاب [illegible]

مِنْ أَنۢبَآءِ ٱلْغَيْبِ نُوحِيهَآ إِلَيْكَ ۖ مَا كُنتَ تَعْلَمُهَآ أَنتَ وَلَا قَوْمُكَ

غیب کی خبروں سے ہیں [illegible] آپ کی طرف، نہ آپ جانتے تھے انہیں [illegible] اور نہ آپ کی قوم

مِن قَبْلِ هَٰذَا ۖ فَٱصْبِرْ ۖ إِنَّ ٱلْعَٰقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ ﴿٤٩﴾ وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ

اس سے پہلے پس آپ صبر کیجئے بے شک اچھا انجام پرہیزگاروں کے لیے ہے اور عاد کی طرف [illegible] ان کے بھائی

ف ۱ بندگی [illegible] ہوا کرتا ہے۔

ف ۲ جب [illegible] کشتی جودی پہاڑ پر [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] برکات [illegible] کے ساتھ [illegible] ساتھ [illegible] ہماری رحمتیں آپ پر [illegible] تمہاری [illegible] ان نعمتوں سے محروم کیے جائیں گے۔

ف ۳ اگرچہ نوح علیہ السلام کے [illegible] ان کے زوال کی [illegible] لیکن [illegible] حقیقت حال سے [illegible] واقف [illegible] صحیح حالات [illegible] اور آپ کی قوم بھی جاہل [illegible] غیب [illegible] آپ پر [illegible] منکشف فرمایا۔

ف ۴ [illegible] قصے کے ذکر کا مقصد [illegible] حضرت نوح نے [illegible] آپ کی [illegible] کے مقابلے میں صبر سے کام لیں [illegible] کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔

هُودًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۚ اِنْ اَنْتُمْ

ہود کو بھیجا۔ اس نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو [illegible] تمہارا کوئی معبود نہیں [illegible] تم

اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ يٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى

[illegible] اے میری قوم! میں اس پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا [illegible]

الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ۚ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ

جس نے مجھے پیدا کیا [illegible] اور اے میری قوم! اپنے رب سے مغفرت طلب کرو [illegible]

حضرت ہود علیہ السلام [illegible]

[illegible] ملاحظہ فرمائیے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تُوبُوٓا۟ إِلَيْهِ يُرْسِلِ ٱلسَّمَآءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَىٰ

رجوع کرو اس کی طرف . وہ برسائیگا آسمان سے تم پر موسلادھار بارش اور بڑھائیگا تمہیں قوت میں تمہاری قوت تک

قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا۟ مُجْرِمِينَ ﴿٥٢﴾ قَالُوا۟ يَـٰهُودُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَمَا

قوت سے اور نہ منہ موڑو اللہ تعالیٰ سے مجرم بن کر . انہوں نے کہا اے ہود نہیں لائے تو ہمارے پاس کوئی دلیل اور نہیں ہیں

نَحْنُ بِتَارِكِىٓ ءَالِهَتِنَا عَن قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ﴿٥٣﴾

ہم چھوڑنے والے اپنے معبودوں کو تیرے کہنے سے اور نہیں ہیں ہم تجھ پر ایمان لانے والے .

إِن نَّقُولُ إِلَّا ٱعْتَرَىٰكَ بَعْضُ ءَالِهَتِنَا بِسُوٓءٍ ۗ قَالَ إِنِّىٓ أُشْهِدُ

ہم تو یہی کہتے ہیں کہ آسیب میں مبتلا کر دیا ہے تجھے ہمارے کسی خدا نے . ہود نے فرمایا میں گواہ بناتا ہوں

ٱللَّهَ وَٱشْهَدُوٓا۟ أَنِّى بَرِىٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ ﴿٥٤﴾ مِن دُونِهِۦ ۖ فَكِيدُونِى

اللہ تعالیٰ کو اور تم بھی گواہ رہو کہ میں بیزار ہوں ان سے جنہیں تم شریک بناتے ہو اس کے سوا پس تم سب مل کر داؤ چلا لو میرے خلاف

[illegible] کے خوفناک [illegible] ایک حقیقت کا ذکر سورۃ نوح کی آیت میں بھی ہو چکا ہے وان استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یمتعکم متاعا حسنا . مدرار [illegible] کثرت سے ہونا مدرار کثیر السیلان یعنی موسلا دھار بارش .

ف ۲ اہل کفر کا رویہ ہمیشہ معاندانہ رہا ہے انہوں نے صاف کہہ دیا کہ آپ نے ہمارے سامنے کوئی ایسی دلیل پیش نہیں کی جس سے ہمیں آپ کی صداقت کا یقین آ جائے . ہم اپنے معبودوں کو چھوڑیں گے اور نہ آپ کی دعوت قبول کریں گے [illegible] میں [illegible] وقت ضائع [illegible] .

ف ۳ یہ جو آپ بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں [illegible] اس کی کیا وجہ ہے ؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے کسی معبود نے ناراض ہو کر [illegible] اور اب آپ دیوانوں کی سی باتیں [illegible] ان کے قدموں میں گر پڑیں [illegible] یقال عراہ الامر واعتراہ [illegible] (قرطبی)

ف ۴ ان کی یہ بیہودہ باتیں سن کر آپ جلال میں آ گئے . فرمایا میری سچائی [illegible] اللہ تعالیٰ کی گواہی میری صداقت کے لیے کافی ہے [illegible] اس بات کا گواہ [illegible] تمہارے ان جھوٹے معبودوں کے ساتھ [illegible]

جَمِيعًا ثُمَّ لَا تُنظِرُونِ ﴿٥٥﴾ إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ رَبِّي وَرَبِّكُمْ

سب مل کر پھر مجھے مہلت نہ دو ۵۵ بیشک میں نے بھروسہ کیا اللہ پر جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے

مَّا مِن دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٥٦﴾

کوئی جاندار بھی ایسا نہیں ہے مگر وہ اس کو [illegible] پکڑے ہوئے ہے اس کی پیشانی سے بیشک میرا رب سیدھی راہ پر ہے ۵۶

فَإِن تَوَلَّوْا فَقَدْ أَبْلَغْتُكُم مَّا أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَيْكُمْ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّي

پھر اگر تم روگردانی کرو تو میں نے پہنچا دیا تمہیں وہ جو دے کر مجھے بھیجا گیا ہے تمہاری طرف اور جانشین بنا دے گا میرا رب

قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّونَهُ شَيْئًا إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

کسی اور قوم کو تمہارے سوا اور تم اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے بیشک میرا رب ہر چیز کا نگہبان

تحقیق تفسیر

۶۳ یعنی میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ تم سب مل کر اور تمہارے معبود بھی میرے خلاف جو سازش کرنا چاہتے ہو کر لو۔ میں تم سے کسی قسم کی [illegible] نہیں [illegible] تم سے مہلت نہیں [illegible] تم اور تمہارے معبود بھی [illegible] رہو گے۔

۶۴ اس [illegible] کی [illegible] وجہ [illegible] میرا اس پر بھروسہ ہے وہ بڑی طاقت اور قوت والا مالک ہے وہ میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی [illegible] جتنے جاندار [illegible] تمہیں نظر آتے ہیں وہ سب اسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں [illegible] کسی [illegible] نہیں۔ [illegible] طاقت [illegible] ہوئے تم اور تمہارے [illegible] پیشانی [illegible] [illegible] پیشانی کے بال پکڑنے کا مطلب ہے کسی کو [illegible] [illegible] کی تقدیر و تدبیر جزا و سزا [illegible] عدل و انصاف پر مبنی ہیں اور اس کی حکمت بالغہ اور رحمت واسعہ کے آئینہ دار ہیں [illegible]

۶۵ یعنی اگر تم اپنی سرکشی کی وجہ سے [illegible] تو اللہ تعالیٰ کی [illegible] میں کچھ فرق نہیں پڑے گا۔ تم سے بہتر کسی قوم کو تمہارا جانشین بنا دیا جائے گا جو [illegible] سے علم و حکمت کے چشمے جاری کرے گی۔ [illegible] قوم [illegible] کی [illegible] دنیا کی [illegible] قوم [illegible] کہ عالم کی آبادی [illegible] قوم [illegible]

حَفِيظٌ ۝٥٧ وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُودًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ

اور جب آپہنچا ہمارا حکم تو ہم نے نجات دی ہود کو اور جو ایمان لائے تھے ان کے ساتھ اپنی

بِرَحْمَةٍ مِنَّا وَنَجَّيْنَاهُمْ مِنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ۝٥٨ وَتِلْكَ عَادٌ جَحَدُوا

اپنی رحمت کے تحت اور ہم نے نجات دے دی انہیں سخت عذاب سے اور یہ قوم عاد کی داستان ہے جنہوں نے انکار کیا

بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهُ وَاتَّبَعُوا أَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ۝٥٩

اپنے رب کی آیتوں کا اور نافرمانی کی اس کے رسولوں کی اور پیروی کی ہر سرکش معاند کے حکم کی

وَأُتْبِعُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا إِنَّ عَادًا

اور ان کے پیچھے لگا دی گئی اس دنیا میں بھی لعنت اور قیامت کے دن بھی۔ سن لو! عاد نے

كَفَرُوا رَبَّهُمْ ۗ أَلَا بُعْدًا لِعَادٍ قَوْمِ هُودٍ ۝٦٠ وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ

انکار کیا اپنے رب کا۔ سن لو! ہلاکت و بربادی ہو عاد کے لیے جو ہود کی قوم تھی۔ اور قوم ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی

ع

ہو جائیں گے۔ جہاں تک دنیا کی آبادی کا تعلق ہے تو ہزاروں قومیں آئیں اپنا مقررہ وقت پورا کر کے چلی گئیں لیکن خدا کی دنیا آباد رہی اور جب تک اس کی مرضی ہوگی آباد رہے گی۔

[illegible] اس سے معلوم ہوا کہ جس کی اللہ تعالیٰ [illegible] رحمت ہو [illegible] اور [illegible] الذی [illegible]

[illegible] جبار۔ متکبر اور سرکش۔ عنید جو جان بوجھ کر حق کی مخالفت کرے [illegible] (راغب)

[illegible] (مظہری)

یعنی قوم عاد کی بربادی کی وجہ یہ ہوئی کہ اس کا برسراقتدار طبقہ تو ویسے ہی سرکش اور متکبر تھا جو حق کو قبول کرنا اپنی شان کے خلاف سمجھتا تھا لیکن اس قوم کے عوام نے بھی عقل و خرد سے کام لینا چھوڑ دیا تھا انہوں نے کبھی حضرت ہود کی دعوت پر سنجیدگی سے غور و فکر نہیں کیا تھا۔ وہ بھی انہی کے پیچھے چلنے والے تھے اور اپنے سرداروں کی چاپلوسی کرتے اور انہی کی ہاں میں ہاں ملاتے رہے۔ دونوں گروہوں کو اللہ تعالیٰ نے کافی طویل مہلت دی لیکن انہوں نے اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا تو تباہ کر دیئے گئے۔

[illegible] بُعد کے معنی دور ہونا اور بعد کا معنی ہلاک ہونا بھی ہے۔ یہاں دونوں معنی مراد ہو سکتے ہیں یعنی ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا گیا یا انہیں ہلاک کر دیا گیا۔

صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ

[illegible]

مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ

[illegible]

اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ﴿۶۱﴾ قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

هٰذَآ اَتَنْهٰىنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِیْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ

وابستہ تھیں اس سے پہلے کیا تم روکتے ہو ہمیں اس سے کہ ہم عبادت کریں ان کی جن کی عبادت کرتے تھے ہمارے باپ دادا اور [illegible]

اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ

اس کے متعلق جس کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو [illegible] آپ نے فرمایا اے میری قوم! بھلا بتاؤ تو اگر میں ہوں روشن دلیل پر

[illegible] مستقبل ہے جو بڑی [illegible] قسمت ہی کی ہے۔

لہ حضرت صالح بچپن سے ہی خداداد صلاحیتوں کے مالک تھے [illegible] ظاہر ہو رہی تھی۔ ان اوصاف حمیدہ کی وجہ سے قوم کو آپ سے بڑی امیدیں وابستہ تھیں [illegible] قیادت [illegible] لیکن جب آپ نے انہیں ان کے بتوں کی عبادت سے روکا [illegible] جن کی عبادت صدیوں سے [illegible] کرتے چلے آ رہے تھے اور اللہ رب العزت کی وحدانیت پر ایمان لانے کا حکم دیا تو وہ ششدر رہ گئے [illegible] تمہاری [illegible] قوم کے [illegible] بڑی بڑی امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں [illegible] شک کی صفت ہے [illegible] ریبۃ [illegible] وقعہ فی الریبۃ [illegible] اطمینان و سکون [illegible] الریبۃ [illegible] قال [illegible] حضرت صالح نے ان کے دل میں [illegible] قبول کیے جاتے ہیں [illegible] دل میں [illegible] ہیں۔

رَبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ

[illegible]

فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ۝ وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ

پس اسے چھوڑ دو کہ کھاتی پھرے اللہ کی زمین میں اور نہ ہاتھ لگانا اسے برائی سے ورنہ پکڑ لے گا تمہیں

عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿۶۴﴾ فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ

عذاب جلد پس انہوں نے [illegible] ۔ تو صالح نے فرمایا لطف اٹھالو اپنے گھروں میں تین

اَيَّامٍ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿۶۵﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا

دن تک یہ ایسا وعدہ ہے جو جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ پھر جب آ گیا ہمارا حکم تو ہم نے بچا لیا صالح کو

وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ۭ اِنَّ

اور انہیں جو ایمان لائے تھے ان کے ساتھ اپنی رحمت سے نیز بچا لیا اس دن کی رسوائی سے۔ بیشک

رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿۶۶﴾ وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا

آپ کا رب ہی سخت قوت والا سب پر غالب ہے اور پکڑ لیا ظالموں کو ایک ہولناک آواز نے پس ہو گئے وہ

---

۹۴ یہ عبارت صراحت کرتی ہے [illegible] سورۂ اعراف کی آیت نمبر ۷۳ کا حاشیہ بھی ملاحظہ ہو۔

۹۵ ملاحظہ ہو سورۃ الاعراف آیت نمبر ۷۳ کا حاشیہ۔

۹۶ جب انہوں نے اس اونٹنی کو ہلاک کر دیا تو آپ نے انہیں بتایا کہ تین دن کے بعد تم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب یقیناً آئے گا۔ اب جی بھر کر رنگ رلیاں منا لو۔

۹۷ مدت مقررہ کے بعد عذاب نازل ہوا جس نے ان [illegible] لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور ان کے ساتھیوں کو اس تباہ کن عذاب سے بھی محفوظ رکھا [illegible] اور اس رسوائی سے بھی بچا لیا۔ [illegible] آپ کے کہنے کے مطابق عذاب نازل ہوا تو آپ [illegible] اور [illegible] میں [illegible] اور بعض علماء نے [illegible] ذکر کیا ہے۔

۹۸ یعنی ایسی ہولناک آواز پیدا ہوئی کہ ان کے کلیجے پھٹ گئے۔ سورۃ الاعراف میں ہے فاخذتھم الرجفۃ کہ انہیں زلزلے نے آ لیا۔ یہاں [illegible] کا ذکر [illegible] ۔ یہ اختلاف نہیں، کوئی اختلاف نہیں۔ جب [illegible] آواز پیدا ہوتی ہے تو زمین [illegible] بھی ہے جب [illegible] نہیں ہوتی [illegible] کے

فِىْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۙ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۭ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا۟

[illegible]

[illegible]

[illegible]

> [illegible]

[illegible]

[illegible]

كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ۗ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ۞ وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ

[illegible]

بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ۖ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حَنِيذٍ ﴿٦٩﴾ فَلَمَّا رَاٰۤ اَيۡدِيَهُمۡ لَا تَصِلُ اِلَيۡهِ نَكِرَهُمۡ وَاَوۡجَسَ

کے [illegible] پھر جب [illegible] ہاتھ [illegible] کی طرف [illegible] اور [illegible]

مِنۡهُمۡ خِيۡفَةً ؕ قَالُوۡا لَا تَخَفۡ اِنَّاۤ اُرۡسِلۡنَاۤ اِلٰى قَوۡمِ لُوۡطٍ ﴿٧٠﴾ وَامۡرَاَتُهٗ

ان سے اندیشہ کرنے لگے [illegible] ہمیں تو بھیجا گیا ہے قوم لوط کی طرف۔ اور [illegible]

[illegible]

[illegible] کسی غلط فہمی میں مبتلا [illegible] طرف بھیجا گیا ہے۔

اس آیت [illegible] سلام [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] نہیں۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾

کھڑی تھیں سو ہنس پڑیں شلہ سو ہم نے انہیں خوشخبری دی اسحاق کی شلہ اور اسحاق کے بعد یعقوب کی۔

قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا

سارہ نے کہا ہائے میری شامت شلہ کیا میں جنوں گی حالانکہ میں بڑھیا ہوں اور یہ میرے میاں بھی بوڑھے ہیں یہ تو

لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ

عجیب غریب بات ہے شلہ فرشتے کہنے لگے کیا تم تعجب کرتی ہو اللہ کے حکم پر شلہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور

ذریعہ سے تو یہ اور یقین ہو گیا جس سے وہ ان کی توجہ منتقل ہو گئی جیسا بعض اوقات [illegible] بھی یہ قصہ پیش آتا ہے (ملخص از تفسیر [illegible]) کسی چیز کی طرف توجہ لگا رکھا ہو اور پھر [illegible] یہاں تو [illegible] کوئی نفی نہیں [illegible]۔

شلہ آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت سارہ [illegible] پاس کھڑی تھیں یا [illegible] مہمان [illegible] کھڑی ہو کر [illegible] آپ نے انہیں مہمان نوازی خدمت گزاری کے لیے مقرر کیا اور وہ کھڑی ہو کر خدمت بجا لا رہی تھیں۔

شلہ آپ کے ہنسنے کی یا وجہ تھی، یا تو یہ کہ جب یہ معلوم ہو گیا کہ حضرت ابراہیم کی تشویش دور ہو گئی ہے اور آپ مطمئن ہو گئے ہیں تو خوشی سے ہنس پڑیں، یا عبارت میں تقدیم و تاخیر ہے [illegible] جب انہیں اسحاق کی بشارت دی تو وہ فرط مسرت سے ہنس پڑیں۔ (قرطبی، کبیر) دونوں توجیہیں معقول ہیں۔

شلہ فرشتے [illegible] حضرت ابراہیم کے پاس آئے تھے انہوں نے حضرت اسحاق کی بشارت حضرت سارہ کو کیوں دی، اس کی وجہ یہ ہے کہ ان سے پہلے حضرت ہاجرہ کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو اسمعیل جیسا بیٹا [illegible] اور [illegible] تھیں [illegible] اس لیے انہیں بھی یہ خوشخبری سنائی گئی، [illegible] سے زیادہ ماں کو ہوتی ہے۔

شلہ ویلتی اصل میں ویلتی تھا تخفیف کے لیے ی کو الف سے بدل دیا 'ویلی' کے معنی ہلاکت کے ہیں یہاں اس سے مراد ہے [illegible] بلکہ اظہار حیرت و تعجب [illegible] اظہار تعجب کے لیے [illegible] استعمال کیا [illegible] (قرطبی)

شلہ یعنی جب بیوی کی عمر [illegible] سال [illegible] اور میاں [illegible] ایسی حالات میں کسی بچے کا پیدا ہونا خرق عادت [illegible] تعجب خیز ضرور ہے [illegible] ان کا حیرت زدہ ہونا [illegible] فطری بات تھی۔

بَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ﴿٧٣﴾ فَلَمَّا ذَهَبَ

[illegible] ہو گیا

عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَاۗءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ

[illegible]

لُوْطٍ ﴿٧٤﴾ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ﴿٧٥﴾ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ

[illegible]

عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَاۗءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ

[illegible] بے شک آگیا [illegible] رب کا [illegible] عذاب

[illegible]

[illegible]

غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ﴿۷۶﴾ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ

جو نہیں ہٹ سکتا ۔ اور جب ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے لوط علیہ السلام کے پاس ۱۱۳ آئے تو وہ ان کے آنے سے ناخوش ہوئے اور

بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ﴿۷۷﴾ وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ

بحد تنگ دل ہوئے ان کی وجہ سے اور بولے کہ یہ دن بڑا سخت ہے ۔ ۱۱۴ اور اس کی قوم دوڑتی ہوئی آئی ان کے پاس

اِلَيْهِ ۭ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَاۗءِ

ان کی قوم کے لوگ دوڑتے ہوئے ۱۱۵ اور اس سے پہلے بھی وہ برے کام کیا کرتے تھے ۔ کہنے لگے ۱۱۶ کہ اے میری قوم! دیکھو یہ میری قوم کی

۱۱۲ جواب ملا اس بحث کا [illegible] ان کے لیے عذاب مقدر ہو چکا ہے۔
اب یہ فیصلہ [illegible] نہیں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ہے۔

۱۱۳ یعنی بِهِمْ کا [illegible] ہے۔ [illegible] ذرع [illegible] استعمال ہوتا
ہے [illegible] (قرطبی)

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
انسان [illegible] تکلیف [illegible] مصیبت [illegible]
کے [illegible]

۱۱۵ قوم کو جب پتہ چلا [illegible] تو بھاگے چلے آئے۔ کہتے ہیں ان کی آمد کی اطلاع حضرت لوط کی بیوی نے [illegible] هرع الرجل [illegible]
شدت حرص و غضب [illegible] بھاگے چلے آئے۔ یہ لفظ [illegible] ہی استعمال ہوتا ہے۔

۱۱۶ یعنی [illegible] پہلے [illegible] لواطت کا فعل [illegible] تھے

بَنَاتِیْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِیْ ضَیْفِیْ

بیٹیاں میری یہ زیادہ پاک [illegible] تمہارے لیے تو ڈرو اللہ سے اور [illegible] میرے مہمانوں کے معاملہ میں

اَلَیْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ ﴿۷۸﴾ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِیْ

کیا تم میں [illegible] آدمی نہیں؟ انہوں نے کہا تم خوب جانتے ہو ہمیں [illegible]

بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِیْدُ ﴿۷۹﴾ قَالَ لَوْ اَنَّ لِیْ بِكُمْ

بیٹیوں سے [illegible] اور تم [illegible] جو ہم چاہتے ہیں۔ لوط نے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قُوَّةً أَوْ آوِي إِلَىٰ رُكْنٍ شَدِيدٍ ﴿٨٠﴾ قَالُوا يَا لُوطُ إِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ

مجھ میں تم سے مقابلہ کی قوت ہوتی یا میں پناہ لے سکتا کسی مضبوط سہارے کی (فرشتوں نے) کہا اے لوط ہم آپ کے رب کے بھیجے ہوئے ہیں

لَنْ يَصِلُوا إِلَيْكَ فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ

یہ لوگ آپ تک [illegible] نہیں پہنچ سکیں گے پس آپ لے کر نکل جائیے اپنے گھر والوں کو جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھے تم میں سے کوئی

أَحَدٌ إِلَّا امْرَأَتَكَ ۖ إِنَّهُ مُصِيبُهَا مَا أَصَابَهُمْ ۚ إِنَّ مَوْعِدَهُمُ

[illegible] بیوی کے [illegible] بے شک اس کو بھی وہی پہنچنے والا ہے جو ان کو پہنچے گا ان کے عذاب کا وقت

الصُّبْحُ ۚ أَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ ﴿٨١﴾ فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا

کا وقت صبح ہے کیا صبح قریب نہیں ہے ۔ پس جب آپہنچا ہمارا حکم تو ہم نے کر دیا اس کی

[illegible] آپ [illegible] فرمایا۔

[illegible] اور اب ان ظالموں کی مہلت کی گھڑیاں ختم ہو گئیں [illegible] صبح [illegible] زیادہ وقت نہیں۔

جب عذاب آیا تو ان کی بستیوں کو زیر و زبر کر دیا [illegible] ان پر [illegible] پتھروں کی ایسی موسلادھار بارش کی گئی [illegible] سب ہلاک [illegible] ان کی چاروں بستیاں [illegible] رہتے ہیں۔

چند تشریح طلب الفاظ: سجیل [illegible] منضود [illegible] ایک دوسرے کے ساتھ [illegible] مسومۃ نشان زدہ [illegible]

سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ مَّنْضُوْدٍ ۙ مُّسَوَّمَةً

[illegible] اور برسائے ہم نے اس پر پتھر [illegible] نشان زدہ تھے

عِنْدَ رَبِّكَ ۭ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ۝ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ

آپ کے رب کے ہاں سے اور نہیں ہے وہ [illegible] ظالموں سے کچھ دور اور مدین کی طرف [illegible] ان کے بھائی

شُعَيْبًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ وَلَا تَنْقُصُوا

شعیب کو آپ نے کہا اے میری قوم عبادت کرو اللہ کی نہیں ہے تمہارا کوئی معبود اس کے سوا اور مت کمی کیا کرو

[illegible]

[illegible] حضرت شعیب علیہ السلام [illegible] مدین [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا اور کوئی معبود نہیں۔

[illegible]

الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِنِّي أَرَاكُم بِخَيْرٍ وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ

ناپ اور تول میں بے شک میں دیکھتا ہوں تمہیں خوشحالی میں اور بے شک میں ڈرتا ہوں تم پر

عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيطٍ ﴿٨٤﴾ وَيَا قَوْمِ أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ

ایک گھیر لینے والے دن کے عذاب سے اور اے میری قوم پورا پورا کرو ناپ اور تول انصاف کے ساتھ

وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٨٥﴾

اور نہ گھٹا کر دیا کرو لوگوں کو ان کی چیزیں اور نہ پھرو زمین میں فساد برپا کرتے ہوئے

[illegible]

[illegible]

بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ

جو بچ رہے اللہ تعالیٰ کے دیئے سے وہی بہتر ہے تمہارے لیے ۱۰۴ اگر تم ایماندار ہو ۱۰۵ اور نہیں ہوں میں تم پر

بِحَفِيْظٍ ﴿۸۶﴾ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ

نگہبان ۱۰۶ قوم کے لوگ کہنے لگے شعیب ! کیا تمہاری نماز تمہیں حکم دیتی ہے کہ ہم چھوڑ دیں انہیں جن کی عبادت

اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ۭ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ

کیا کرتے تھے ہمارے باپ دادا یا یہ کہ تصرف کریں اپنے مالوں میں جیسے ہم چاہیں ۱۰۷ بس تم ہی ایک بردبار اور نیک چلن

الرَّشِيْدُ ﴿۸۷﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ

رہ گئے ہو ۱۰۸ آپ نے کہا اے میری قوم ! بھلا یہ تو بتاؤ اگر میں روشن دلیل پر ہوں جو میرے رب کی طرف سے ہے

[۱۰۴] اصل دولت تو قناعت ہی ہے۔ اس کا حریص کبھی سیر نہیں ہوتا وہ چاہتا ہے کہ دولت کے انبار پہ انبار لگاتا ہی چلا جائے۔ مگر اللہ سے ڈرنے والے تاجر کی دیانت اور اخلاقی ضابطوں کی پابندی پر کس آتا ہے اللہ تعالیٰ اسی قناعت کا درس دیتا ہے کہ حلال ذریعہ سے جو دولت مل جائے اسی پر قناعت کرو یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔ زیادہ دولت کمانا تقاضائے شرف نہیں۔

[۱۰۵] یہ دو کلمات ان کی غیرت ایمانی کو جھنجھوڑنے کے لیے ہیں۔ یعنی اگر تم اپنے آپ کو مومن شمار ہونا چاہتے ہو تو پہلے اپنے آپ کو اس کا اہل بناؤ اور مومن ہو کے ایسے ہو تو پھر بڑی شرم کی بات ہے۔

[۱۰۶] میرا کام تو تمہیں سمجھا دینا ہے اور اس میں میں کوتاہی نہیں کروں گا۔ تمہاری ہر وقت نگرانی کرنا اور تمہیں جبراً ان حرکات سے باز رکھنا میرے دائرہ اختیار میں داخل نہیں۔

[۱۰۷] حضرت شعیب نے خطبہ میں دو چیزیں بتائی تھیں۔ پہلی یہ کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو اور ان کثرت معبودوں کی پرستش سے باز آ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کے جواب میں تو انہوں نے وہی جواب دیا جو ہمیشہ سے مشرک دیا کرتے تھے کہ ہم ان خداؤں کو چھوڑنے کے لیے ہرگز تیار نہیں جن کی عبادت صدیوں سے ہمارے باپ دادا کرتے چلے آئے ہیں لیکن انہوں نے یہ بات کہنے کے ساتھ ساتھ آپ پر ایک چوٹ بھی کر دی کہ یہ جو تم نمازیں پڑھنے لگے ہو تو اپنی عقل پر پردے ڈالے بیٹھے ہو کیا اسی چیز نے تمہیں ایسی ان ہونی اور ناقابل اعتبار بات کہنے کی جرأت دلائی ہے۔

[۱۰۸] دوسری بات جو آپ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمائی تھی کہ ناپ تول میں بددیانتی چھوڑ دو۔ پورا ناپو اور پورا تولو اسی میں تمہارا بھلا ہے ورنہ فتنہ و فساد [illegible] عذاب نازل ہو گا۔ اس کے جواب میں جو بات انہوں نے کہی وہ آج کل [illegible]

وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ

[illegible]

اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ۭ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۭ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ

[illegible]

اِلَّا بِاللّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ۝ وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ

[illegible]

[illegible]

حضرت شعیب [illegible]

[illegible]

[illegible]

شِقَاقِیْۤ اَنْ یُّصِیْبَكُمْ مِّثْلُ مَاۤ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ

[illegible] میری مخالفت [illegible] پہنچے تمہیں بھی ایسا عذاب جو پہنچا تھا قوم نوح یا قوم ہود

اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ وَ مَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِیْدٍ ﴿۸۹﴾ وَ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ

یا قوم صالح کو۔ اور قوم لوط تو تم سے کچھ دور نہیں اور مغفرت طلب کرو اپنے رب سے

ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَیْهِ ؕ اِنَّ رَبِّیْ رَحِیْمٌ وَّدُوْدٌ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا یٰشُعَیْبُ مَا نَفْقَهُ

پھر اس کی طرف رجوع کرو بے شک میرا رب [illegible] وہ بولے اے شعیب ہم نہیں سمجھتے

۱۳۷ میری ان ساری باتوں [illegible] تمہاری ساری [illegible]
باوجود میں حتی المقدور یہ کوشش جاری رکھوں گا۔

۱۳۸ پہلے جملہ میں [illegible] اللہ تعالیٰ کی توفیق اور دستگیری سے [illegible] جعل الاسباب
موافقا للمطلوب الخیر۔

۱۳۹ [illegible]

۱۴۰ [illegible]

كَثِيرًا مِّمَّا تَقُولُ وَإِنَّا لَنَرَاكَ فِينَا ضَعِيفًا ۖ وَلَوْلَا رَهْطُكَ

بہت سی باتیں جو تو کہتا ہے ۱۳۵ اور بے شک ہم تو دیکھتے ہیں تجھے اپنے درمیان بہت کمزور ۱۳۶ اور اگر نہ ہوتا تیرا کنبہ تو

لَرَجَمْنَاكَ ۖ وَمَا أَنتَ عَلَيْنَا بِعَزِيزٍ ﴿٩١﴾ قَالَ يَا قَوْمِ أَرَهْطِي أَعَزُّ عَلَيْكُم

ہم نے تمہیں سنگسار کر دیا ہوتا اور نہیں ہو تم ہم پر غالب آپ نے فرمایا اے میری قوم! کیا میرا کنبہ ۱۳۷ زیادہ عزیز ہے تمہارے نزدیک

ہوگا اس کے حصول میں مصروف رہتے ہو تو انہیں [illegible] مسرت ہوتی ہے [illegible] میں اڑایا جھگڑے کرتے ہیں۔ تا

[illegible]

[illegible]

۱۳۵ اس کا یہ مطلب نہیں ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] (قالوا ذلك

اعراضا عن سماعه واحتقارا لكلامه (قرطبی)

۱۳۶ یعنی [illegible] جب بھی آپ کی باتیں سمجھ نہیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] (قرطبی)

۱۳۷ حضرت شعیب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِّنَ اللَّهِ وَاتَّخَذْتُمُوهُ وَرَاءَكُمْ ظِهْرِيًّا ۖ إِنَّ رَبِّي بِمَا تَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ﴿٩٢﴾

اللہ تعالیٰ سے ۔ اور تم نے ڈال دیا ہے اسے پس پشت ۔ بیشک میرا رب جو کچھ تم کرتے ہو اس کا احاطہ کیے ہوئے ہے

وَيَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۖ سَوْفَ تَعْلَمُونَ مَن

اور اے میری قوم! تم عمل کیے جاؤ اپنی جگہ پر میں بھی اپنے طریقہ پر عمل کیے جا رہا ہوں ۔ تمہیں پتہ چل جائے گا کہ کس پر

يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ۖ وَارْتَقِبُوا إِنِّي مَعَكُمْ

آتا ہے عذاب جو اسے رسوا کر دے گا اور کون جھوٹا ہے ۔ اور تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار

رَقِيبٌ ﴿٩٣﴾ وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ

کرنے والا ہوں ۔ اور جب آ پہنچا ہمارا حکم (یعنی عذاب) تو ہم نے بچا لیا شعیب کو اور انہیں جو ایمان لائے تھے آپ کے ساتھ

مِّنَّا وَأَخَذَتِ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ

اپنی خاص رحمت سے اور آ لیا ظالموں کو خوفناک کڑک نے تو صبح کی انہوں نے اپنے گھروں میں اس حال میں

جَاثِمِينَ ﴿٩٤﴾ كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۗ أَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ

کہ گھٹنوں کے بل گرے پڑے تھے ۔ گویا کبھی وہ وہاں بسے ہی نہ تھے ۔ سنو! دوری ہو مدین کے لیے جیسے ہلاک ہو چکے تھے

١٣٢ جب ہر طرح سمجھانے بجھانے کا سامان کر لیا اور وہ دعوت حق کو قبول کرنے کے لیے کسی طرح آمادہ نہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ کے نبی نے صاف صاف اعلان کر دیا کہ اب عذاب کا انتظار کرو اور سچے اور جھوٹے میں خود بخود امتیاز ہو جائے گا۔

١٣٣ وہ عذاب ایک ہولناک کڑک کی صورت میں آیا جس سے سب موت کی نیند سو گئے۔ اور ان کی ہنستی بستی کو دیکھ کر یہ خیال ہونے لگا کہ یہاں کبھی کوئی آبادی ہی نہیں تھی لیکن ہم نے اس عذاب سے شعیب علیہ السلام اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کو بچا لیا۔ برحمۃ منا کے الفاظ سے بتا دیا کہ ان کا نجات پانا محض ہماری رحمت کی وجہ سے تھا۔

ثَمُودُ ﴿۹۵﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۶﴾ اِلٰى

ثمود اور بیشک ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں اور صریح غلبہ کے ساتھ بھیجا ۲۴

فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ

فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف تو وہ فرعون کے کہنے پر چلے اور فرعون کا کام راستی کا نہ تھا ۲۵

بِرَشِيْدٍ ﴿۹۷﴾ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ؕ وَبِئْسَ

اپنی قوم کے آگے ہوگا روز قیامت ۲۶ تو انہیں دوزخ میں لا اتارے گا اور وہ کیا ہی برا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۸﴾ وَاُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّیَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ بِئْسَ

ہونے کی جگہ ہے ۱۳۳ [illegible] اور ان کے پیچھے لگا دی گئی اس (دنیا) میں لعنت اور قیامت کے دن بھی [illegible] برا

الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿۹۹﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰی نَقُصُّهٗ عَلَیْكَ مِنْهَا

عطیہ ہے جو ان کو دیا جائے گا ۱۳۵ یہ ان بستیوں کی بعض خبریں ہیں جو ہم بیان کرتے ہیں آپ سے ان میں سے کچھ

اور فرعون کی جو مثال [illegible] قیامت [illegible] جیسا کیا تھا [illegible]
آگے بڑھنے سے [illegible] قیامت کے دن بھی ان کی [illegible] آگے ہوگا [illegible] قوم [illegible] اپنے پیچھے
رہنے [illegible] ہوں گے [illegible]
جائیں گے [illegible] جہنم میں [illegible] حدیث نقل کی ہے [illegible]
ان [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کے آگے ہوگا
اور وہ ان سب کو لے کر جہنم میں جائے گا

۱۳۴ یہ الفاظ [illegible] ہیں۔ ورد اسم ہے اس کا مصدر ورود ہے جس کے معنی ہیں پانی کی تلاش میں جانا اور الورد [illegible]
کرتے ہیں جس کا قصد کیا جائے [illegible]
[illegible] عن سبیل المطالعۃ (مفردات)

صاحب روح المعانی [illegible] کی وضاحت میں لکھتے ہیں [illegible]
[illegible] ورد [illegible] پانی [illegible] مورود اس کی صفت ہے [illegible]
[illegible] کے قائل ہیں [illegible] ہے [illegible] اس طرح جاتا ہے جس طرح
قافلہ کی ضروریات [illegible] پانی تلاش کرنے والا قافلہ کے آگے ہوتا ہے لیکن ان [illegible] کا یہ ساقی جس گھاٹ پر
[illegible] وہاں [illegible] ٹھنڈا پانی [illegible] ان کی تشنگی دور کرے گا [illegible]
[illegible] پانی [illegible] منہ [illegible] ان کی آنتیں پھٹ جائیں گی اور
اگر نہیں پئیں گے تو شدت پیاس سے [illegible] جان نکلے گی۔

۱۳۵ رِفد لغت میں اس چیز کو کہتے ہیں جو کسی چیز کو سہارا دینے کے لیے اس کے ساتھ لگائی جاتی ہے [illegible] عطیہ
[illegible] اور اس کا معنی مدد کرنا اور بخشش بھی ہے [illegible] جو مدد انہیں دی گئی ہو
بخشش [illegible] لعنت [illegible] قیامت کے دن
بھی [illegible] بئس الرفد المرفود

قَآئِمٌ وَّحَصِيدٌ ۝ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ

ہیں اور بعض کٹ گئی ہیں ۔ اور نہیں ظلم کیا ہم نے ان پر بلکہ انہوں نے خود ہی اپنے اوپر ظلم کیا، پس

اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ

نہ کام آئے ان کو ان کے معبود جن کو وہ پکارا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ بھی

شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ۝ وَكَذٰلِكَ

جب آ گیا حکم تیرے رب کا، بلکہ ان کی بربادی میں ہی اضافہ کیا گیا اور یہی

اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ۭ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ

گرفت ہے تیرے رب کی جب وہ بستیوں کو پکڑتا ہے جو کہ ظالم ہوتی ہیں، بے شک اس کی پکڑ بڑی دردناک اور

شَدِيْدٌ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ۭ ذٰلِكَ

سخت ہوتی ہے۔ یقیناً اس میں (عبرت کی) نشانی ہے ان کے لیے جو قیامت کے عذاب سے ڈرتے ہیں، وہ

[illegible] جو بہت بڑی تھی۔

١٠١ یہ واقعات جو گزشتہ صفحات میں بیان کیے گئے ہیں، ان بستیوں کے متعلق ہیں جن میں سے بعض کے کچھ کھنڈرات ابھی تک باقی ہیں، جو ان کے پاس سے گزرنے والوں کو زبان حال سے ان کی تباہی اور بربادی کی عبرت ناک داستان سناتے ہیں۔ اور بعض بستیاں ایسی ہیں جن کا نام و نشان ہی صفحۂ ہستی سے مٹا دیا گیا، ان کی عظمت پر دلالت کرنے والا کوئی کھنڈر بھی موجود نہیں۔ تاہم جس کا کوئی نام و نشان باقی نہ ہو اسے کھیتی جیسی کاٹ دی گئی ہو، یہاں وہ قوم مراد ہے جس کا کوئی نشان باقی نہ رہا ہو۔

١٠٢ یعنی جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آ گیا تو جن معبودوں کو یہ پکارتے تھے وہ ان کی کوئی مدد نہ کر سکے، [illegible] بلکہ ان معبودوں پر تکیہ ہی ان کی ہلاکت کا باعث بنا [illegible] جب تک ہاتھ سے نکل چکا تھا۔

١٠٣ ان واقعات کے بیان کرنے کا مقصد [illegible] یہ ہے کہ لوگ [illegible] عبرت [illegible] ان کے [illegible] آخرت [illegible]

يَوْمٌ مَّجْمُوعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُودٌ ﴿١٠٣﴾ وَمَا نُؤَخِّرُهٗ إِلَّا

وہ ایک دن جس کے لیے جمع کیے جائیں گے سب لوگ اور وہ دن ہے جب سب حاضر ہوں گے اور ہم نہیں مؤخر کر رہے اس کو مگر

لِأَجَلٍ مَّعْدُودٍ ﴿١٠٤﴾ يَوْمَ يَأْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ

ایک گنی چنی مدت کے لیے جب وہ دن آئے گا کوئی نفس نہیں بول سکے گا مگر اس کی اجازت سے پس ان میں سے بعض

شَقِيٌّ وَّسَعِيدٌ ﴿١٠٥﴾ فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ

بدبخت ہوں گے اور بعض نیک بخت سو جو بدبخت ہیں وہ آگ میں ہوں گے ان کے لیے اس میں وہاں چیخنا

وَّشَهِيقٌ ﴿١٠٦﴾ خٰلِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا

اور چلانا وہ اس میں رہیں گے جب تک آسمان اور زمین قائم ہیں مگر

[illegible]

[illegible]

۱۰۴ یعنی نیک و بد سب حاضر ہوں گے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مَا شَآءَ رَبُّكَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿١٠٧﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا

جتنا چاہے آپ کا رب[۱۵۳] [illegible] جو چاہتا ہے اور وہ جو خوش نصیب ہیں تو وہ

فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا

جنت میں رہیں گے ہمیشہ اس میں جب تک آسمان اور زمین قائم ہیں مگر

مَا شَآءَ رَبُّكَ ۭ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿١٠٨﴾ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ

جتنا چاہے آپ کا رب یہ عطا ہے جو [illegible] پس [illegible] شک [illegible] جن کی پوجا

هٰٓؤُلَآءِ ۭ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ۭ وَاِنَّا

کرتے ہیں یہ [illegible] جیسے پوجتے تھے ان کے باپ دادا اس سے پہلے اور ہم یقیناً

[illegible] سے تعبیر کیا گیا۔

[۱۵۳] یعنی [illegible] ہمیشہ [illegible] عالم آخرت [illegible] السموات والارض۔

[۱۵۴] ابن قتیبہ، ابن الانباری [illegible] استثناء [illegible] منقطع [illegible]

[۱۵۵] یعنی اہل جنت [illegible] منقطع ہو جائے [illegible] ہمیشہ ہمیشہ [illegible]

[۱۵۶] [illegible] بیان کیا جا چکا ہے۔

لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ

پورا دیتے رہے ہیں انھیں ان کا حصہ جس میں ذرا کمی نہیں ہوتی اور یقیناً ہم نے عطا فرمائی موسیٰ کو کتاب

فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ

پھر اختلاف کیا جانے لگا اس میں [illegible] آپ کے رب کی جانب سے تو فیصلہ کر دیا جاتا ان کے

وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝ وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ

[illegible]

اَعْمَالَهُمْ ۚ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ

[illegible] آپ ثابت قدم رہیے جیسے آپ کو حکم دیا گیا ہے [illegible]

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] استقامت [illegible]

[illegible]

وَلَا تَطْغَوْا ۚ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿١١٢﴾ وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ

اور حد سے نہ بڑھو بیشک وہ جو کچھ تم کرتے ہو خوب دیکھ رہا ہے اور مت جھکو ان لوگوں کی طرف جنہوں نے ظلم کیا ورنہ

ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ

چھوئے گی تمہیں بھی آگ۔ اور نہیں ہے تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مددگار

ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ ﴿١١٣﴾ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ

پھر تمہاری مدد بھی نہ کی جائے گی اور قائم کیجئے نماز دن کے دونوں کناروں پر ۱۶۱ اور کچھ رات کے

علی الامر والنھی [illegible] یعنی استقامت کا معنی ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی پر ثابت قدمی سے عمل پیرا رہے اور اس کی [illegible] علم و شعور استقامت [illegible] ہے۔

[illegible] استقامت کا مقام [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الاستقامة فوق الکرامة کہ استقامت کا درجہ کرامت سے بہت بلند ہے۔

۱۶۰ رکون کا معنی ہے [illegible] الرکون المیل بالقلب یہاں مقصد یہ ہے کہ ظالموں کی [illegible] مت کرو [illegible] لا تداھنوا الظلمة اور عکرمہ نے کہا ہے کہ ان کی اطاعت نہ کرو وقال عکرمة لا تطیعوھم علامہ بیضاوی نے فرمایا لا تمیلوا الیھم ادنی میل یعنی ان کی طرف تھوڑا سا بھی میلان مت کرو۔ علامہ قرطبی نے اس لفظ کی تشریح اس طرح کی ہے۔ الرکون حقیقة الاستناد والاعتماد والسکون الی الشیء والرضا به رکون کا معنی ہے کسی پر اعتماد اور بھروسہ کرنا اور اس کی طرف سے مطمئن اور راضی ہو جانا۔ ابو العالیہ نے کہا ہے لا ترضوا اعمالھم (قرطبی)

ان کے اعمال کو پسند نہ کرو۔ [illegible] ان بدمذہبوں کے پاس بیٹھنا اور ان کی مجلسوں میں شرکت کرنا عذاب الٰہی کا باعث [illegible] ان کی صحبت کو بے ضرر خیال کرتے ہیں [illegible] ان کے پاس آمد و رفت رکھتے ہیں لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ وہ ہر وقت اس گھات میں رہتے ہیں [illegible] تمہارے ایمان پر شب خون مار دیں۔ اس لیے اہل اسلام کا یہ فرض ہے کہ وہ ان بدعقیدہ لوگوں کی صحبت سے احتراز کریں اور اپنے ایمان کی حفاظت کریں۔ [illegible] کی تقویت کا باعث [illegible] صرف ان لوگوں کے لیے [illegible] صحیح عقیدہ کے علمبردار ہیں اور اپنی عملی زندگی میں عدل و انصاف کی قدروں کو سربلند [illegible] مذاہب باطلہ کی [illegible] سیاسی جماعتیں اور قبائلی تعصب [illegible] کا موجب ہیں۔

۱۶۱ دن کا ایک کنارا صبح اور دوسرا شام ہے۔ اس آیت میں صبح، مغرب اور عشاء کی نمازوں کا ذکر ہے۔ اگر یہ سورت واقعہ معراج سے پہلے نازل ہوئی

الَّيْلِ ۚ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿١١٤﴾

حصوں میں بیشک نیکیاں دور کر دیتی ہیں برائیوں کو یہ نصیحت ہے نصیحت قبول کرنے والوں کے لیے

وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١١٥﴾ فَلَوْلَا كَانَ

اور آپ صبر کیجیے بلاشبہ اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا نیکوں کے اجر کو۔ سو کیوں نہ ہوئے

مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ

ان امتوں میں جو تم سے پہلے گزری ہیں ایسے سمجھدار لوگ جو روکتے رہتے فساد برپا کرنے سے

فِى الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

ملک میں بجز چند کے کہ جن کو ہم نے نجات دی ان میں سے اور پیچھے پڑے رہے ظالم لوگ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مَآ أُتْرِفُوا فِيهِ وَكَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿١١٦﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرَىٰ

عیش و عشرت کا سامان جس میں وہ مست تھے اور وہ تھے مجرم ۔ اور نہیں ہے آپ کا رب [illegible] بستیوں کو

بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا مُصْلِحُونَ ﴿١١٧﴾ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ

ظلم سے حالانکہ ان کے باشندے نیکوکار ہوں ۔ اور اگر چاہتا آپ کا رب تو کر دیتا سب لوگوں کو

أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ ﴿١١٨﴾ إِلَّا مَن رَّحِمَ رَبُّكَ

ایک ہی امت [illegible] اور وہ ہمیشہ آپس میں اختلاف کرتے رہیں گے بجز ان کے جن پر رحم فرمایا آپ کے رب نے

وَلِذَٰلِكَ خَلَقَهُمْ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ

[illegible] اور پوری ہو گئی بات آپ کے رب کی کہ ضرور بھر دوں گا جہنم کو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ

یعنی جن و انسان دونوں سے۔ اور یہ سب جو ہم بیان کرتے ہیں آپ سے پیغمبروں کی سرگزشتیں یہ اس لیے

الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَ

کہ پختہ کر دیں ہم اس سے آپ کے قلب (مبارک) کو اور آگیا ہے آپ کے پاس اس سورۃ میں حق اور

مَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا

نصیحت اور یاد دہانی ہے اہل ایمان کے لیے۔ اور آپ فرما دیجیے انہیں جو ایمان نہیں لاتے کہ تم عمل کرتے رہو

عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ۭ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلِلّٰهِ

اپنی جگہ پر ہم بھی اپنے طریقہ پر عمل پیرا ہیں۔ اور تم بھی انتظار کرو ہم بھی منتظر ہیں۔ اور اللہ ہی کے

غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ

لیے ہیں سب چھپی باتیں آسمانوں اور زمین کی۔ اور اسی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں سارے معاملات تو آپ بھی اسی کی عبادت کیجیے

وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

اور اسی پر بھروسہ رکھیے۔ اور نہیں ہے آپ کا رب بے خبر ان سے جو تم کیا کرتے ہو۔ ۱۴۳

[illegible] بھی جنت واصل ہو۔ وکلا: [illegible] علامہ قرطبی نے
[illegible] الاقوال [illegible] والله [illegible] یہ توجیہ سب سے [illegible] ہے۔

۱۴۳ [illegible] نبی کریم علیہ السلام [illegible] کفار کا [illegible]
اسلام کی ترقی [illegible]
[illegible] حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
[illegible]
[illegible] حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible] اس آیت میں [illegible]
[illegible]

۱۲۹۔ آخر میں یہ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کی عبادت میں سرگرم رہو اور اس پر بھروسہ اور اعتماد قوی سے قوی تر ہوتا چلا جائے۔ آپ کا رب آپ کے دشمنوں اور آپ کے مخالفین کے تمام اعمال پر خوب آگاہ ہے۔ یعنی کہ ان اعمال کا بدلہ ضرور دے گا۔ آپ پریشان نہ ہوں کامیابی اور کامرانی آپ کے قدم چومے گی اور دنیا کی مخالفت زور کی آندھی بھی چراغِ اسلام کو نہ بجھا سکے گی۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف سُورۃ یُوسف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس سورہ پاک میں چونکہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر تفصیل سے کیا گیا ہے اس لیے اس سورت کو آپ ہی کے نام نامی سے موسوم کیا گیا۔ اس کی آیتوں کی تعداد ایک سو گیارہ ہے۔ اس میں ۱۲ رکوع [illegible] حروف ہیں اور یہ مکی ہے۔

صحیح قول کے مطابق یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بتا کر تسلی دی کہ جس طرح برادران یوسف نے اپنے پاک صاحب کمال بھائی [illegible] اور سب کو بالآخر حضرت یوسف علیہ السلام کی عظمت کو تسلیم کرنا پڑا اسی طرح ایک دن وہ بھی آنے والا ہے جب قریش آپ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں گے اور آپ کے دامن رحمت سے وابستہ ہو کر ہی اپنی نجات تلاش کریں گے۔

یوں تو قرآن حکیم میں سابقہ انبیاء کرام کی پاکیزہ داستانیں اور دلچسپ قصے مذکور ہیں جن کا ہر لفظ رشد و ہدایت کے انوار سے معمور ہے لیکن احسن القصص کے لقب سے صرف یوسف صدیق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی داستان حیات کو ہی نوازا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ [illegible] انسانیت کی اصلاح و تربیت کی طرف جو راستہ جاتا ہے اس کے سارے نشیب و فراز اور اس کی ساری دشواریاں اس سرگزشت میں عیاں کر دیے [illegible] منزل سے واصل کرنے والے حسین و جمیل مناظر [illegible] دلچسپ پیرایہ کی بلاغت سے بیان کر دیا گیا ہے کہ کسی پہلو میں تشنگی کا احساس باقی نہیں رہتا [illegible] صبر و استقامت اور پاکیزگی [illegible] کی ضرورت ہوتی ہے اس کا ذکر [illegible] ایسے دلکش انداز میں کیا گیا ہے کہ [illegible] شیوہ تسلیم کی نعمت سے محروم [illegible] ایک [illegible] حاصل کرنے کے لیے بے تاب [illegible] آنکھ [illegible] جاتا ہے آپ ہی انصاف فرمائیے جس [illegible] داستان حیات کو [illegible] حقائق [illegible] اسے احسن القصص نہ کہا جائے تو کس کو کہا جائے اور اگر قرآن اسے احسن القصص سے کہے تو [illegible]۔

حضرت اسحاق کے فرزند حضرت یعقوب علیہ السلام کا خاندان کنعان کے علاقہ میں آباد تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کثیر تعداد میں بیٹے عطا کیے [illegible] حضرت یعقوب کے ہاں ایک فرزند ارجمند [illegible] حسن و جمال کا ایسا حسین و جمیل پیکر ہے جس سے حسین تر پیکر چشم فلک نے اس وقت تک دیکھا ہی نہیں [illegible] حضرت یعقوب اس [illegible] کو دیکھ کر [illegible]

اور مصر کے آثار ملاحظہ کرتے چلے جاتے ہیں۔ کمالات و نزہت کا [illegible] گرفتار [illegible] کے دل میں حسن کی چنگاریاں سلگنے لگی ہیں۔ وہ جو سالہا سال کا [illegible] ایک دن یوسف [illegible] آپ دیکھتے ہیں [illegible] ہیں [illegible] اس کا ذکر [illegible] کرتی ہیں۔ آپ اس کا [illegible] داستان [illegible] کا مشغلہ [illegible] ہیں۔

کہاں وہ [illegible] حضرت یوسف کی [illegible] کلیاں [illegible] کی باد [illegible] گلشن کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔

لیکن کیا ان [illegible] گلشن [illegible] کا راستہ [illegible] اور [illegible] سے [illegible] کی [illegible] اور [illegible] سے [illegible] اور [illegible] کی [illegible] ہوا [illegible]

قدرت الٰہی کے [illegible] کی [illegible] سے [illegible] کی [illegible] اور [illegible] کی [illegible] سے [illegible]

[illegible] صحبت [illegible] پیدا کر
یہاں [illegible] کے واسطے ہے

[illegible] کی [illegible] اور [illegible] ہے [illegible] کے ہاتھ [illegible] سے [illegible] کی [illegible] اور [illegible] کاٹ دیا جاتا ہے [illegible] سے [illegible] ہیں [illegible] آ گئے [illegible] تک پہنچے [illegible] کا [illegible] ضرور دیکھا جائے گا۔

[illegible] کی حیثیت سے [illegible] کے لیے [illegible] اور [illegible] ہیں [illegible] باپ کی [illegible] اور [illegible] قدرت الٰہی کے [illegible] دیکھتے ہیں [illegible] سے [illegible] اس کے حق میں [illegible] ہے۔

اب [illegible] ہے [illegible] کی [illegible] اور [illegible] کی رسوائی۔ اب [illegible] ایک [illegible] ہے [illegible] سلطنت کے [illegible] ہے [illegible] کی [illegible] سے [illegible] آرام و آسائش [illegible] اس [illegible] حسن یوسف [illegible] ہے [illegible] ہیں

قدموں میں بچھے جاتے ہیں۔ عزیز مصر کی بیوی [illegible] کہ حضرت [illegible] کہہ چکی ہیں تو [illegible] جب عزیز مصر کی بیوی [illegible] (اجمدی [illegible]) [illegible] حضرت یوسف علیہ السلام نے [illegible] جاتے ہیں۔

اس [illegible] حضرت [illegible] آپ [illegible] ہے۔ [illegible] حضرت یوسف صدیق کی [illegible] ہے۔ [illegible]

بادشاہ جب آپ کی عظمت کا معترف ہو [illegible] الآن حصحص الحق [illegible] سے پاک ہے۔

یہاں [illegible] حضرت یوسف [illegible] النفس لامارۃ بالسوء [illegible]

شان ہے۔ اس ترجمہ کی [illegible] ہی سمجھ [illegible]:

مورخین کے بیان کے مطابق مصر پر اس وقت [illegible] کی حکومت تھی [illegible] بادشاہ [illegible] (HYKSOS or SHEPHERD KINGS) کے نام سے [illegible] حضرت یوسف کے زمانہ میں جو بادشاہ تھا اس کا نام اپوفس (APOPHIS) بتایا جاتا ہے۔ [illegible] حضرت یوسف [illegible] [illegible]۔ [illegible]

جب [illegible] آپ [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible] کا اظہار یوں فرمایا اِنَّهُ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ بیشک جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے اور صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا [illegible]

[illegible]

حضرت علامہ سید ابو الحسن ندوی لکھتے ہیں

جو دانائی کی [illegible]

یہ سوانح ہے جیسے حضرت یوسف ان کی پیشوائی کے لیے شہر سے کوسوں آگے جاتے ہیں۔ بڑی عزت و تکریم سے ان کا استقبال کرتے ہیں اور انہیں تخت پر بٹھاتے ہیں اس وقت گیارہ بھائی اور والدین حضرت یوسف کے سامنے سربسجود ہو جاتے ہیں حضرت کی ان سے گفتگو ہوتی ہے بیانات عطا فرماتے ہیں روز ماہ میں فضل ہے یہی تو میرے اس خواب کی تعبیر ہے جو میں نے بچپن میں دیکھا تھا اس آئینہ کو رب نے کر دکھایا ہے میرا کرم کیا ہے مجھے میرے پروردگار کی عنایت سے ہے۔ یہاں ان مشکلات کا مختصر ذکر بھی کر دیا تاکہ حسب رحمت میں [illegible] اللہ تعالیٰ کی بارگاہ صمدیت میں [illegible] جب سپرد کرتے ہیں [illegible] کے بعد [illegible] حسرت اور [illegible] آپ کا انتخاب صحت [illegible] کی طرف پرکشش رہتا ہے یہی سرنگ پہنچ جاتا ہے [illegible]۔

عام انسانی [illegible] دل میں [illegible] کہ حضرت [illegible] اپنی [illegible] ایمان کو فرو کر کے اس [illegible] کی طرف لوٹ کر [illegible] اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی صف میں شامل ہو جانا ہی سرفرازی ہے۔

جو خواب آپ نے بچپن میں دیکھا وہ سچا خواب تھا [illegible] اب دیکھئے [illegible] کی منزل تک پہنچنے کے لیے [illegible] آپ کی [illegible] صبر و توکل اور رحمت خداوندی کی دستگیری سے ہی [illegible] سکتا ہے۔

قرآن کریم پر مستشرقین کا ایک بے بنیاد الزام ہے [illegible] مستشرقین [illegible] پر اعتراضات کرتے ہیں ان کی شدت سے یہ الزام بھی لگاتے ہیں کہ قرآن نے [illegible] انبیاء سابقین کے [illegible] واقعات [illegible] اہل کتاب سے [illegible] قرآن میں درج کر دیا [illegible] ثابت کرنے کے لیے بھی کسی علمی دلیل کی ضرورت نہیں اگر آپ تورات میں بیان کردہ قصہ کا [illegible] قرآن کریم [illegible] تو حقیقت [illegible] یوسف علیہ السلام کا قصہ جیسے قرآن کریم نے [illegible] سے [illegible] یوسف کی [illegible] یہی قصہ جب ہم تورات [illegible] سے یکسر خالی ہے۔

اختصار [illegible] تورات کی کتاب پیدائش [illegible] قرآنی [illegible] یقیناً اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ [illegible] تورات میں [illegible] حکمت [illegible] زندگی کی حقیقتیں بے نقاب نظر آ رہی ہیں۔

حضرت یوسف کا تعارف یوں کرایا جا رہا ہے۔

[illegible] اپنے باپ کی بیویوں [illegible] بیٹوں کے ساتھ رہتا تھا [illegible] غلاموں کی [illegible] تک پہنچا دیا تھا۔

(کتاب پیدائش باب ۳۰۔ آیت ۲) یعنی یوسف کا نام بھی لکھا تھا۔

آپ نے جب اپنا خواب اپنے والد محترم کو بتایا تو انہوں نے جو جواب دیا وہ ملاحظہ ہو۔

"تب اس کے باپ نے اسے ڈانٹا اور کہا کہ یہ خواب کیا ہے جو تو نے دیکھا ہے۔ کیا میں اور تیری ماں اور تیرے بھائی سچ مچ تیرے آگے زمین پر جھک کر تجھے سجدہ کریں گے" (باب ۳۷، آیت ۱۰)

اس کے بعد سورۃ یوسف کی آیات ۴، ۵، ۶ کی تلاوت فرمائیے۔

یوسف کے بھائی آپ کو ڈھونڈنے لائے جب کنویں کے منہ سے آپ کی قبا کو اتار کر لے کے آئے تو حضرت یعقوب کا ردعمل کیا تھا۔

"پھر انہوں نے یوسف کی قبا لے کر اور ایک بکرا ذبح کر کے اسے اس کے خون میں تر کیا سو وہ اسے اس کے باپ کے پاس لے آئے اور کہا کہ ہم کو یہ چیز پڑی ملی اب تو پہچان کہ یہ تیرے بیٹے کی قبا ہے یا نہیں۔ اور اس نے اسے پہچان لیا اور کہا کہ یہ تو میرے بیٹے کی قبا ہے۔ کوئی برا درندہ اسے کھا گیا ہے۔ یوسف بے شک پھاڑا گیا۔ تب یعقوب نے اپنا پیراہن چاک کیا اور ٹاٹ اپنی کمر سے لپیٹا اور بہت دنوں تک اپنے بیٹے کے لیے ماتم کرتا رہا" (باب ۳۷۔ آیت ۳۱، ۳۳، ۳۴)

اس کے بعد سورۃ یوسف کی آیات ۱۶، ۱۷، ۱۸ ملاحظہ فرمائیے۔

جب یوسف علیہ السلام عزیز مصر کی بیوی سے دامن چھڑا کر بھاگے اور راستے میں عزیز مصر سے مڈبھیڑ ہوئی تو زلیخا نے جو الزام لگایا اور اس کے خاندان کے ایک گواہ نے جس طرح آپ کی برأت ثابت کی، یہاں تک کہ عزیز کو اپنی بیوی سے یہ کہنا پڑا اِنَّکِ کُنْتِ مِنَ الْخَاطِئِیْنَ۔ یہ سب قرآن میں مذکور ہے۔ اس واقعہ کو آپ سورۂ یوسف میں پڑھ چکے ہیں۔ اب اسی واقعہ کو تورات کی زبان سے سنیے

"جب اس کے آقا نے اپنی بیوی کی وہ باتیں جو اس نے اس سے کہیں سن لیں کہ تیرے غلام نے مجھ سے ایسا ایسا کیا تو اس کا غضب بھڑکا۔

اور یوسف کے آقا نے اس کو لے کر قید خانہ میں جہاں بادشاہ کے قیدی بند تھے ڈال دیا۔ سو وہ وہاں قید خانہ میں رہا" (باب ۳۹، آیات ۱۹، ۲۰)

قید خانہ میں آپ کے علاوہ بند کیے جانے والے بادشاہ کے ساقی اور باورچی کے خواب بیان کرنے کا ذکر ہے لیکن اس عورت کی طرف اشارہ تک بھی نہیں جس سے وہ اپنی پاکدامنی کا ایک مختصر سا ثبوت پیش کر سکتی تھی۔

جب بادشاہ مصر نے وہ عجیب خواب دیکھا جس کی تعبیر کاہن اور دانشور نہ بتا سکے تو اس نے اپنے ساقی کو قید خانہ میں یوسف علیہ السلام کے پاس بھیجا۔ اس وقت آپ نے جس بلند ہمتی اور غیرت کا مظاہرہ کیا اس کی تفصیل آپ سورۂ مذکورہ کی آیات ۵۰ تا ۵۲ میں ملاحظہ فرما چکے ہوں گے۔ اب یہاں بائیبل پڑھیے فرق خود بخود واضح ہو جائے گا۔

"تب فرعون نے یوسف کو بلا بھیجا سو انہوں نے جلد اسے قید خانہ سے باہر نکالا اور اس نے حجامت بنوائی اور کپڑے بدل کر فرعون کے سامنے آیا" (باب ۴۱۔ آیت ۱۴)

بھائی جب پہلی بار آپ کے پاس آئے تو ان کی آمد کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

"سو یوسف کے بھائی آئے اور اپنے سر زمین پر ٹیک کر اس کے حضور آداب بجا لائے" (باب ۴۲۔ آیت ۶)

پھر آپ ان پر جاسوسی کا غلط الزام لگاتے ہیں۔

"یوسف نے تو اپنے بھائیوں کو پہچان لیا تھا پر انہوں نے اسے نہ پہچانا اور یوسف ان سے کہنے لگا کہ تم جاسوس ہو۔ تم آئے ہو کہ اس ملک کی بری حالت دریافت کرو۔" (باب ۴۲۔ آیت ۸، ۹)

بھائی اس الزام سے بری ہونے کی بات ثابت کرتے ہیں لیکن آپ پھر انہیں کہتے ہیں۔

"تب یوسف نے ان سے کہا میں تو تم سے کہہ چکا کہ تم جاسوس ہو۔ سو تمہاری آزمائش اس طرح کی جائے گی کہ فرعون کی حیات کی قسم تم یہاں سے جانے نہ پاؤ گے جب تک تمہارا سب سے چھوٹا بھائی یہاں نہ آ جائے۔ ورنہ فرعون کی حیات کی قسم تم ضرور ہی جاسوس ہو۔ اور اس نے ان سب کو تین دن تک اکٹھے نظر بند رکھا۔" (باب ۴۲۔ آیت ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷)

حضرت یوسف کے کرتے سے جیسے حضرت یعقوب نے یوسف کی خوشبو سونگھ لی کا تورات میں ذکر تک بھی نہیں۔

جب مصر قحط میں مبتلا ہوا اور ہر طرف [illegible] جہاں کبھی سرسبز و شاداب کھیت لہلہایا کرتے تھے وہاں خاک اڑنے لگی اور مصری قحط کی وجہ سے جانوں پر بن گئے تو تورات کے بیان کے مطابق حضرت یوسف نے جو سلوک اپنی رعایا سے کیا وہ منصب نبوت تو بجا کسی معمولی حاکم کے شایان شان بھی نہیں بلکہ وہ ایک سنگدل اور بے رحم بنیے کا سلوک ہے۔ چنانچہ پہلے سال ہی غلہ نقد زر کی قیمت پر فروخت کیا گیا اور فرعون کی ساری پونجی جمع ہو گئی۔ دوسرے سال جب وہ غلہ طلب کرنے کے لیے آئے تو ان کے سارے مویشی لے لیے گئے۔ تیسرے سال جب وہ ناداری سے مجبور ہو کر یوسف کے پاس آئے تو یوسف اس شرط پر غلہ دینے پر رضامند ہوئے کہ وہ اپنے آپ کو اور اپنی ساری زمینوں کو فرعون کے نام پر فروخت کر دیں۔ تورات کا بیان ملاحظہ ہو۔

"اور اس سارے ملک میں کھانے کو کچھ نہ رہا کیونکہ کال ایسا سخت تھا کہ ملک مصر اور ملک کنعان دونوں کال کے سبب سے تباہ ہو گئے تھے اور یوسف نے مصر اور ملک کنعان کا سارا روپیہ جو اس غلہ کے بدلے جسے وہ خریدتے تھے ملا جمع کر لیا اور سب روپیہ کو اس نے فرعون کے محل میں پہنچا دیا۔" (باب ۴۷۔ آیت ۱۳، ۱۴)

دوسرے سال جب غلہ لینے گئے تو انہوں نے کہا

"تو مصری یوسف کے پاس آ کر کہنے لگے ہم کو اناج دے کیونکہ روپیہ تو ہمارے پاس رہا نہیں۔ ہم تیرے ہوتے ہوئے کیوں مریں؟ یوسف نے کہا اگر روپیہ نہیں ہے تو اپنے چوپائے دو اور میں تمہارے چوپایوں کے بدلے تم کو اناج دوں گا۔" (آیت ۱۵، ۱۶)

چنانچہ انہوں نے سارے مویشی یوسف کو دے کر غلہ لیا۔ دو سال گزرا تو تیسرے سال وہ پھر غلہ کی طلب میں حاضر ہوئے تو ان کی بے بسی اور خستہ حالی کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے غلہ لینے کے معاوضہ میں اپنے آپ کو اور اپنی ساری زمینوں کو فروخت کرنے کی پیش کش کر دی اور یوسف کو دیکھئے آپ نے بڑی خوشی سے بغیر کسی جھجک کے ان کی پیش کش کو قبول کیا اور فرعون کے لیے انہیں بھی اور ان کی زمینوں کو بھی خرید لیا۔ تورات میں ہے:

"سو تو ہم کو اور ہماری زمین کو اناج کے بدلے خرید لے کہ ہم فرعون کے غلام بن جائیں اور ہماری زمین کا مالک بھی وہی ہو جائے

اور ہم کو بیج دے تاکہ ہم جیتے رہیں بلکہ زندہ رہیں اور ملک بھی ویران نہ ہو اور یوسف نے مصر کی ساری زمین فرعون کے نام پر خرید لی کیونکہ کال سے تنگ آکر مصریوں میں سے ہر شخص نے اپنا کھیت بیچ ڈالا سو ساری زمین فرعون کی ہو گئی۔"

(باب ۴۷۔ آیت ۱۹۔ ۲۰)

"تب یوسف نے وہاں کے لوگوں سے کہا کہ دیکھو میں نے آج کے دن تم کو اور تمہاری زمین کو فرعون کے نام پر خرید لیا ہے سو تم اپنے لیے یہاں سے بیج لو اور کھیت بو ڈالو۔" (باب ۴۷ آیت ۲۳)

یہ ہے سیدنا یوسف کا وہ کردار جو تورات میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کا موازنہ قرآن کریم سے کیجیے آپ اگر انصاف اور حق طلبی کے جذبہ سے غور و خوض کریں گے تو مستشرقین کے اس اعتراض کی حقیقت اور بیہودگی آپ کے سامنے عیاں ہو جائے گی اور آپ یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ ہادی برحق پیغمبر اسلام علیہ اطیب التحیۃ والثناء نے ان واقعات کو اہل کتاب سے سن کر بیان نہیں کیا بلکہ براہ راست اللہ رب العالمین سے سن کر لوگوں کو سنایا والحمد للہ رب العالمین۔

سُوْرَةُ يُوْسُفَ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَهِيَ مِائَةٌ وَّاِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً

سورہ یوسف مکی ہے اس کی اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان، بہت رحم فرمانے والا ہے۔ آیتیں ۱۱۱ اور رکوع ۱۲

الۤرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ

الف لام را۔ ۱؎ یہ آیتیں ہیں روشن کتاب کی ۲؎ بیشک ہم نے اسے نازل کیا ہے قرآن عربی کو تاکہ تم

تَعْقِلُوْنَ ۝ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ

سمجھ سکو ۳؎ ہم بیان کرتے ہیں آپ سے ایک بہترین قصہ ۴؎ اس قرآن کے ذریعہ جو

۱؎ حروف مقطعات کی بحث پہلے گزر چکی ہے۔

۲؎ تلك جتلاتا ہے آیت، کتاب المبین میں مبین اسم حال ہے۔ ابان سے یہ لفظ لازم اور متعدی دونوں کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ پہلی صورت میں یہ لازم ہوگا اور اس کا معنی ہوگا ظاہر۔ یعنی اس کتاب کا کلام الٰہی ہونا ایسی صداقت ہے جو اظہر من الشمس ہے کسی دلیل کا محتاج نہیں۔

دوسری صورت میں یہ متعدی ہوگا اور اظہر کے معنی میں مستعمل ہوگا اس صورت میں اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ یہ کتاب حق و باطل کو ظاہر کرنے والی ہے۔

۳؎ اس سوال کا جواب ہے کہ قصہ یوسف پہلی صورت میں اس کا معنی ہوگا کہ ہم نے اس کتاب کو عربی میں نازل کیا تاکہ تم اس کو بآسانی سمجھ سکو۔ دوسری صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ قصہ یوسف جس کے متعلق اہل کتاب نے سوال کیا ہے ہم نے عربی زبان میں نازل کیا تاکہ تم اسے سمجھو اور اس سے نصیحت حاصل کرو۔ قرآنا عربیا کے منصوب ہونے کی وجہ بیان کرتے ہوئے علامہ ابن حیان لکھتے ہیں [illegible] ضمیر کا حال ہوگا اور [illegible] حال ہوگا جیسے صورت مذکور۔

(بحوالہ قرطبی)

۴؎ القصص، قص سے مصدر ہے اس کا معنی ہے کسی چیز کا پیچھا کرنا جیسا کہ حضرت موسیٰ کی والدہ نے جب آپ کو ایک تابوت میں رکھ کر دریا میں ڈال دیا تو حضرت موسیٰ کی بہن سے کہا وقصیہ کہ اس کے پیچھے پیچھے جاؤ اور دیکھتی جاؤ کیونکہ قصہ گو واقعات کو ایک ترتیب سے بیان کرتا ہے اس لیے اسے بھی قصص (قصہ کہنا) کہتے ہیں اس لحاظ سے اس کا معنی یہ ہوگا کہ ہم آپ سے واقعات کو بہترین پیرایہ میں بیان کرتے ہیں۔ بعض نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ قصص قصہ کی جمع ہے جیسا کہ ہم آپ سے ایک بہترین قصہ بیان کرتے ہیں۔ اس کو احسن قصص کہنے کی وجہ ظاہر ہے کہ یہ داستان زندگی کے تمام ادوار کو بیان اس خوبی سے پیش کیا گیا ہے کہ ہر ایک کی حقیقت نکھر کر سامنے آتی ہے اور اسی کے ضمن میں زندگی کے ان مسائل کو بیان کیا گیا ہے جن کا معاشرہ کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ نیز اس میں توحید کے دلائل

اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ③

ہم نے آپ کی طرف وحی کیا ہے۔ اگرچہ آپ اس سے پہلے غافلوں میں سے تھے۔ ــہ

اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّ

یاد کرو جب کہا یوسف نے اپنے والد سے کہ ابا جان ــہ میں نے خواب میں دیکھا ہے گیارہ ستاروں کو اور

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ④ قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ

سورج اور چاند کو۔ میں نے انہیں دیکھا کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ اس نے کہا اے بیٹے ــہ اپنا خواب بیان نہ

و عبرت کی جیسے سیاسی مسائل، معاشرہ کی پیچیدگیاں، معاشی اصلاح کی تدابیر، اخلاقی اور روحانی اصلاح میں موثر ثابت ہو سکتے ہیں بڑی عمدگی سے بیان کر دیے گئے۔ جیسے ذکر التوحید، نفقہ والسیر، تعبیر الرؤیا، سیاست والمعاشرۃ والمعاش و جمل، معاشرتی تصنع للمعین و مدنیا، وغیرہ

ــہ یعنی وحی الٰہی سے پہلے سے واقف نہ تھے اس لیے اس واقعہ کا علم آپ کو نہیں تھا۔

ــہ حضرت یوسف کی عمر اس وقت کیا تھی بعض روایات کے مطابق سترہ سال بعض کے مطابق اس سے بھی کم جب آپ نے یہ خواب دیکھا اور اپنے والد کو اس سے مطلع کیا آپ نے خواب میں [illegible] یہ ہے کہ پہلے آپ نے گیارہ چمکتے ہوئے ستاروں اور سورج اور چاند کو دیکھا اور پھر دیکھا کہ وہ جھکے ہوئے ہیں۔ دونوں مشاہدے چونکہ مستقل حیثیت کے حامل تھے اس لیے ان کا علیحدہ علیحدہ ذکر فرمایا۔ رایتھم کی ضمیر [illegible] کے مطابق [illegible] کیونکہ یہ چیزیں ذی عقول [illegible] عقلا کی صفات اختیاری فعل صادر ہوا [illegible] کے لیے [illegible] سجدہ کا معنی [illegible] بیان [illegible] آپ کے سامنے اپنی پیشانی [illegible] آگے آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ــہ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے [illegible] حضرت یوسف سے محبت کیا کرتے تھے تورات میں ہے [illegible] اسرائیل یوسف کو اپنے تمام بیٹوں سے زیادہ پیار کرتا تھا کیونکہ وہ اس کے بڑھاپے کا بیٹا تھا اور اس نے اسے ایک بوقلمون قبا بنا دی تھی۔ (پیدائش ۳۷ : ۳) [illegible] بات درست نہیں [illegible] سے زیادہ پیار [illegible] حضرت یوسف سے بھی زیادہ بڑھاپے کا بیٹا تھا اس محبت کی اصل وجہ یہ تھی کہ [illegible] کے مطابق حضرت یوسف کی [illegible] اور [illegible] عالیہ [illegible] آپ [illegible] نمایاں تھے [illegible] پائے جاتے تھے [illegible] محبت [illegible]

رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ

اپنا خواب اپنے بھائیوں سے تو وہ چال چلیں گے تیرے خلاف۔ بیشک شیطان انسان کا

عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۵ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ

کھلا دشمن ہے اور اسی طرح چن لے گا تجھے تیرا رب اور سکھائے گا تجھے باتوں کا انجام

ف۸ جب حضرت یوسف نے یہ خواب اپنے والد بزرگوار سے بیان کیا تو آپ نے جس کی تعبیر جانتے تھے پہلے یوسف کو ہدایت کرنا ضروری سمجھا کہ وہ اس مبارک خواب کا ذکر اپنے بھائیوں سے نہ کرے مبادا وہ درپے آزار ہوں۔ کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ بھائی ان سے حسد کرتے ہیں۔

ف۹ شیطان تو ہمیشہ ہی لوگوں کو بہکاتا رہتا ہے اور سب کا ہی دشمن ہے لیکن جہاں کہیں بھی حسد و کینہ کی کوئی بات پیدا ہو جائے وہاں انسان بھی درندہ بن جاتا ہے۔ یہی شیطان تھا جس نے قابیل کے سامنے ہابیل کا قتل آراستہ کر کے پیش کیا تھا اس لیے شیطان کی شرارتوں سے خیال رکھنا کہ وہ تیرے بھائیوں کو تیرے خلاف نہ اکسائے اور تجھے اذیت پہنچانے کے لیے ان کو آمادہ نہ کرے۔ اس لیے تم اپنے خواب کا ذکر اپنے بھائیوں کے سامنے نہ کرنا۔

ف۱۰ اجتبیٰ کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ راغب لکھتے ہیں کہ جَبَيْتُ الشَّيْءَ سے مشتق ہے۔ اس کا معنی ہے کسی چیز کو اپنے لیے مخصوص کر لینا قال الزجاج واصله مشتق من جبيت الشيء اذا خلصته لنفسك ومنه جبيت الماء في الحوض جمعته واجتباء الله العبد تخصيصه اياه بفيض الهي يتحصل له منه انواع من النعم بلا سعي من العبد وذلك للانبياء وبعض من يقاربهم من الصديقين والشهداء

یعنی استعمال اسی معنی کے لیے ہوتا ہے۔ اجتباء یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندہ کو اپنے مخصوص فیض سے بہرہ ور فرماتا ہے جس کی برکت سے طرح طرح کی نعمتیں بغیر اس کی اپنی کوشش کے حاصل ہوتی ہیں اور یہ شرف انبیاء کو اور صدیقین و شہدا کو بخشا جاتا ہے۔

ف۱۱ حضرت یعقوب نے فرمایا کہ جیسے یہ شرف تجھے ملنا ہے یوں ہی اللہ تعالیٰ تجھے خوابوں کی تعبیر کا علم عطا فرمائے گا۔ علماء نے تاویل الاحادیث کا ایک مفہوم یہ بھی بیان کیا ہے یعنی کائنات اور جملہ مخلوقات سے اللہ تعالیٰ کی قدرت، حکمت اور اس کی جلالت شان پر استدلال کرنا۔ ان معنی تاویل الاحادیث کیفیۃ الاستدلال باصناف المخلوقات الروحانیۃ والجسمانیۃ علی قدرۃ اللہ وحکمتہ وجلالتہ (کبیر)

الْأَحَادِيثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِ يَعْقُوبَ كَمَا أَتَمَّهَا

[illegible] کی تعبیر اور پورا کرے گا اپنا انعام تجھ پر اور یعقوب کے گھر والوں پر جیسے اس نے پورا

عَلَىٰ أَبَوَيْكَ مِن قَبْلُ إِبْرٰهِيمَ وَإِسْحٰقَ إِنَّ رَبَّكَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٦﴾ ع

فرمایا تھا انعام اس سے پہلے تیرے دو باپوں [illegible] ابراہیم اور اسحاق پر بیشک تیرا رب سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے

لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيٰتٌ لِّلسَّائِلِينَ ﴿٧﴾ إِذْ قَالُوا

[illegible] یوسف اور اس کے بھائیوں کے قصہ میں [illegible] پوچھنے والوں کے لیے [illegible] جب بھائیوں نے

لَيُوسُفُ وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَىٰ أَبِينَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّ أَبَانَا

[illegible] یوسف اور اس کا بھائی [illegible] ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں [illegible] ہم ایک جماعت ہیں بیشک ہمارا [illegible]

۱۲ اس میں تنبیہ ہے کہ دینی اور اخروی سعادتوں میں [illegible] علم حقیقی سے اعلیٰ و برتر ہے۔

۱۳ [illegible] میں وہ خوب جانتا ہے کہ [illegible] کسے دی جائے، اس کا کوئی حکم حکمت سے خالی نہیں۔

۱۴ بھائیوں کا آپس میں حسد اور ان کا حضرت یوسف کا [illegible] حالت میں [illegible] صبر [illegible] عداوت کی [illegible] برداشت کرنا [illegible] بھائیوں کو معاف کر دینا حضرت یعقوب [illegible] فراق کے [illegible] یہ ساری باتیں [illegible] فطرت انسانی کے [illegible] کھلتے [illegible] اس لیے [illegible] کے قصہ میں [illegible] نشانیاں ہیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے۔ حضرت یوسف اور بنیامین ایک ماں کے بطن سے تھے۔ ان کی ماں کا نام راحیل تھا اور [illegible] شمعون، لاوی، یہودا، [illegible] بیٹے [illegible] دان، نفتالی، جاد اور آشر [illegible]

۱۵ حضرت یعقوب کی یوسف سے خصوصی محبت کے باعث بھائیوں کے دلوں میں حسد کا جذبہ پہلے ہی سلگ رہا تھا۔ اب اس خواب [illegible] کا فیصلہ کر لیا۔ [illegible] کہنے لگے [illegible] جوان بھائی ہیں [illegible] بیٹے ہیں [illegible] ہماری [illegible] حفاظت [illegible] یوسف [illegible]

لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِۨ ۚ اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ

واقعی ہمارے ابا کھلی غلطی میں ہیں [illegible] قتل کر ڈالو یوسف کو یا ڈال آؤ اسے کسی سرزمین میں تو [illegible] تمہارے [illegible]

وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ﴿۹﴾ قَالَ قَآئِلٌ

تمہاری طرف توجہ تمہارے باپ کی اور ہو جانا اس کے بعد تم [illegible] نیک آدمی [illegible] بولا ان میں سے ایک کہنے والا

۱۰ اولاد کے متعلق میں ان کا یہ رویہ غلط و نادرست ہے [illegible] دس سے لے کر چالیس تک [illegible] العصبة من الرجال [illegible] العشرة والاربعين [illegible]

ف ضلال سے مراد یہاں [illegible] دین میں [illegible] معاملات میں [illegible] اعتدال سے [illegible] تھا [illegible] سلوک [illegible] معاملہ کے [illegible] الضلال [illegible] الرشد والصواب (کبیر) [illegible] یہ بات [illegible] کہ [illegible] کہ چھوٹے [illegible] کمال کی [illegible] اور [illegible] آج بھی [illegible] انقلاب [illegible] کی اولاد کی کثرت [illegible] قوت و شوکت [illegible] ہوا کرتی ہے [illegible] شوکت کا [illegible] صرف [illegible] معاشی [illegible] ہو سکتا ہے [illegible] قرآن مجید کی [illegible] اہمیت [illegible] معلوم [illegible] یعقوب کی حیثیت [illegible] یوسف کی [illegible] سعادت و نجات [illegible] اور نبوت کے [illegible] نہ تھا

ف [illegible] یوسف قتل کر ڈالا جائے یا اسے کسی [illegible] علاقہ میں پھینک دیا جائے جب یہ باپ کی آنکھوں سے ہٹا [illegible] جائے گا تو [illegible] ساری توجہ و محبت [illegible] ہو جائیں گے۔

ف [illegible] اللہ تعالیٰ کی جانب سے [illegible] تو بہ کر لیں گے [illegible] نیک ہو جائیں گے [illegible] معاف ہو جائے گا [illegible] شیطان [illegible] یوسف کو قتل کر کے [illegible] ہو جائیں [illegible] حالات درست ہو جائیں گے [illegible]

[illegible] صلاح الدين [illegible] يصلح [illegible] (کبیر)

ف [illegible] بھائی [illegible] ایک معصوم بچہ [illegible] حسد [illegible]

مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ

[illegible]

السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى

[illegible]

يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ۝ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ

[illegible]

وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ قَالَ اِنِّيْ لَيَحْزُنُنِيْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سورہ یوسف سے متعلق علاقے

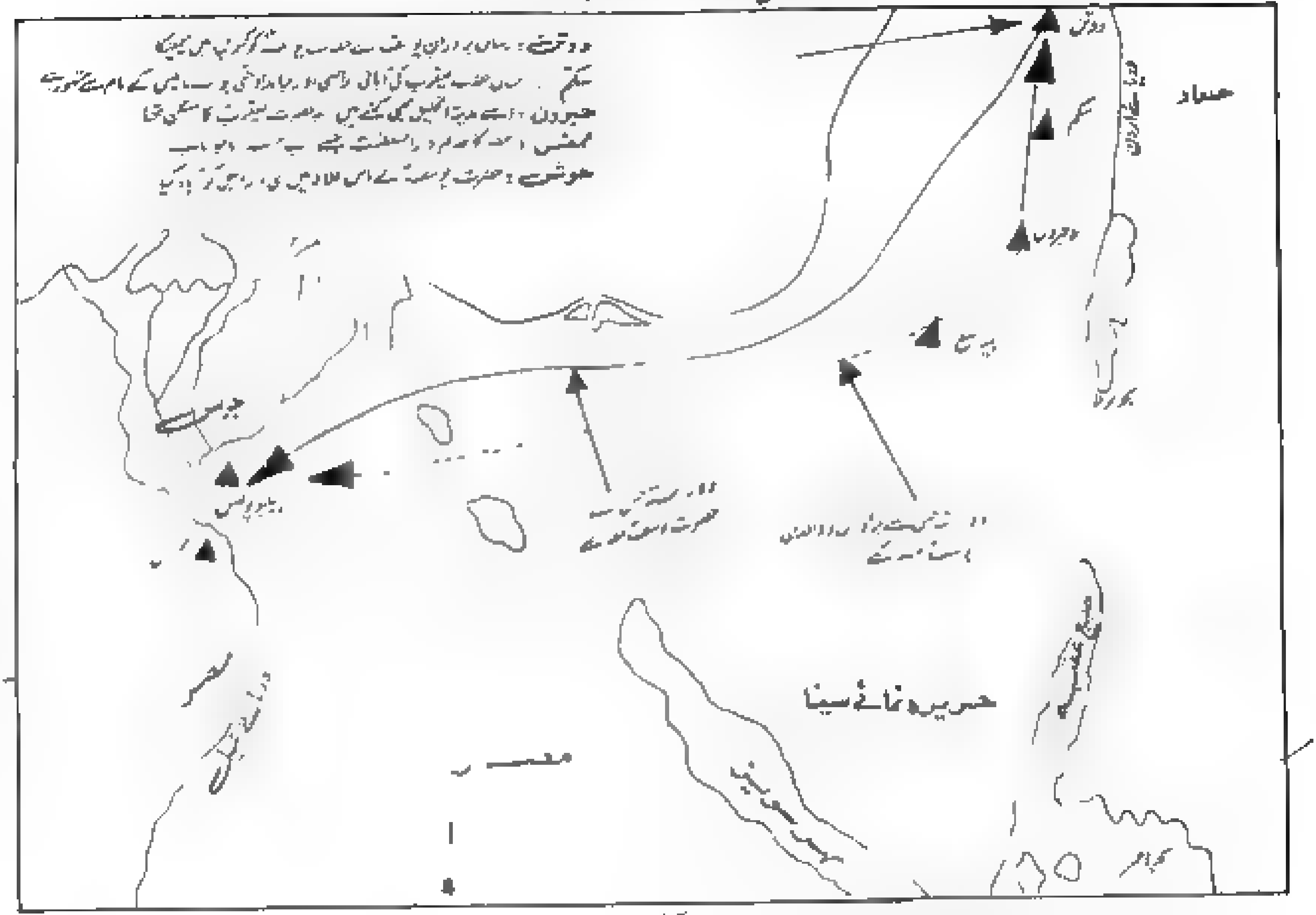
دوتھن
سکم
حبرون
جزیرہ نمائے سینا
مصر

دوتھن: یہاں برادرانِ یوسف نے حضرت یوسف کو کنویں میں پھینکا
سکم: [illegible] حضرت یعقوب کی آبائی [illegible] کے نام سے مشہور ہے
حبرون: [illegible] حضرت یعقوب کا مسکن تھا
عین شمس: [illegible]
جوشن: حضرت یوسف نے اس علاقے میں [illegible] آباد کیا

أَنْ يَأْكُلَهُ الذِّئْبُ وَأَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ۝ قَالُوْا لَئِنْ أَكَلَهُ

کہیں بھیڑیا کھا جائے اور تم اس سے بے خبر رہو [illegible] بولے اگر اسے بھیڑیا کھا جائے

الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّآ إِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَ

[illegible]

أَجْمَعُوْٓا أَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَأَوْحَيْنَآ إِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بِاَمۡرِهِمۡ هٰذَا وَهُمۡ لَا يَشۡعُرُوۡنَ ﴿۱۵﴾ وَجَآءُوۡۤ اَبَاهُمۡ عِشَآءً يَّبۡكُوۡنَ ﴿۱۶﴾

صورت میں کہ تم آگاہ کرو گے انہیں ان کی اس حرکت پر درآں حالیکہ وہ (تمہیں) نہیں سمجھتے ہوں گے اور وہ آئے اپنے باپ کے پاس عشاء کے وقت روتے ہوئے

قَالُوۡا يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّا ذَهَبۡنَا نَسۡتَبِقُ وَتَرَكۡنَا يُوۡسُفَ عِنۡدَ مَتَاعِنَا

کہنے لگے اے ہمارے باپ! ہم چلے گئے دوڑ لگاتے ہوئے اور ہم چھوڑ گئے یوسف کو اپنے سامان کے پاس تو

فَاَكَلَهُ الذِّئۡبُ ۚ وَمَاۤ اَنۡتَ بِمُؤۡمِنٍ لَّنَا وَلَوۡ كُنَّا صٰدِقِيۡنَ ﴿۱۷﴾

کھا گیا اس کو بھیڑیا۔ اور آپ نہیں باور کریں گے ہماری بات کو اگرچہ ہم سچے ہیں۔

وَجَآءُوۡ عَلٰى قَمِيۡصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ؕ قَالَ بَلۡ سَوَّلَتۡ لَـكُمۡ

اور لے آئے اس کی قمیص پر جھوٹا خون لگا کر آپ نے فرمایا (ایسا) جیسے تم کہتے ہو یوں نہیں بلکہ آراستہ کر دکھائی ہے تمہارے

پہلے مان لینے میں بعض علماء کی یہ رائے بھی ہے کہ آپ کو اسی وقت شرف نبوت سے سرفراز کر دیا گیا تھا۔

۲۰ اس لیے اپنے مجرمانہ عمل پر پردہ ڈالنے کے لیے بعد از غروب آئے تاکہ [illegible]۔ عشاءً وقت چیختے چلاتے شور مچاتے آ گئے۔

۲۱ حضرت یعقوب اپنے بیٹوں کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔ جب انہیں روتے ہوئے دیکھا تو پریشان ہو گئے۔ پوچھا کیا ہوا۔ کیوں روتے ہو۔ میرا یوسف نظر نہیں آتا وہ کہاں ہے۔ تو انہوں نے انتہائی ریاکاری سے یہ جواب دیا۔

۲۲ ہمیں یقین ہے کہ آپ ہماری اس بات کو نہیں مانیں گے۔ کیونکہ پہلے ہی آپ کا دل ہماری طرف سے صاف نہیں۔ لیکن آپ مانیں یا نہ مانیں حقیقت یہی ہے جو ہم بیان کر رہے ہیں۔ یوسف واقعی بھیڑیے کا شکار ہو گیا ہے۔ اس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔

۲۳ انہوں نے اپنے ساتھ ایک اور فریب کیا۔ ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور یوسف کی قمیص کو اس کے خون میں لت پت کر کے لے آئے اور اسے اپنے دعویٰ کی تصدیق کے لیے بطور ثبوت پیش کر دیا۔

۲۴ آپ نے یہ دیکھ کر فرمایا بیٹو! تمہاری ساری باتیں جھوٹی ہیں۔ تمہارے اس دعویٰ میں صداقت کا نام و نشان تک نہیں۔ یہ قمیص جو تم خون میں لت پت کر کے لائے ہو یہی صاف صاف بتا رہی ہے کہ تم غلط بیانی سے کام لے رہے ہو۔ اگر بھیڑیے نے یوسف کو کھایا ہوتا تو یہ قمیص جگہ جگہ سے پھٹی ہوئی ہوتی۔ ایسا عجیب بھیڑیا تو آج تک دیکھنے سننے میں نہیں آیا کہ اس نے آدمی کو تو کھا لیا اور قمیص پر خراش تک نہ آئی۔ سولت کا معنی ہے مزین کیا، آراستہ کیا۔ التسویل تحسین النفس ما تحرص علیه وتصویر القبیح منه بصورة الحسن۔ (مظہری)

أَنفُسُكُمْ أَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ⑱

[illegible] تو صبر [illegible] اور اللہ تعالیٰ [illegible] اس پر جو تم بیان کرتے ہو

وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ فَأَدْلَىٰ دَلْوَهُ قَالَ يَا بُشْرَىٰ

اور ایک قافلہ آیا [illegible] اپنا ڈول [illegible] کہا [illegible]

هَٰذَا غُلَامٌ وَأَسَرُّوهُ بِضَاعَةً وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ⑲ وَ

[illegible] اور اللہ تعالیٰ خوب [illegible]

[illegible] صبر جمیل [illegible] شکوہ و شکایت [illegible]

والصبر الجمیل [illegible]

حضرت یعقوب علیہ السلام [illegible]

[illegible] یوسف [illegible]

[illegible]

[illegible]

(پیدائش ۳۷: ۳۳، ۳۴، ۳۵) [illegible] قرآن کریم [illegible]

۱۹ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ [illegible] حضرت یعقوب [illegible]

[illegible] یوسف [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] علیہ السلام [illegible] اللہ تعالیٰ

[illegible]

[illegible] الی اللہ تعالیٰ بالکلیۃ [illegible]

[illegible]

شَرَوْهُ بِثَمَنٍۭ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ﴿٢٠﴾

[illegible]

وَقَالَ الَّذِي اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖٓ اَكْرِمِيْ مَثْوٰىهُ عَسٰٓى

[illegible]

ادلٰی [illegible]

وارد [illegible]

تشریح [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَن يَنفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا ۚ وَكَذَٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ

ہمیں نفع پہنچائے یا بنالیں ہم اسے اپنا فرزند اور یوں (اپنی حکمت کاملہ سے) ہم نے قدم جما دیے یوسف کے (مصر کی) سرزمین میں

وَلِنُعَلِّمَهُ مِن تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ ۚ وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَىٰ أَمْرِهِ

اور تاکہ ہم سکھا دیں اسے خوابوں کی تعبیر ۳۲ اور اللہ تعالیٰ غالب ہے اپنے ہر کام پر ۳۳

وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢١﴾ وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ حُكْمًا

لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے ۳۴ اور جب وہ پہنچے اپنے پورے جوبن کو ۳۵ تو ہم نے عطا فرمایا انہیں

اور تلمود میں اس کا نام [illegible] ہے۔ شاید اسی روایت سے ہماری کتابوں میں وہ زلیخا کے نام سے مشہور ہوئی [illegible]

مشہور اسم معروف ہے غیر منصرف ہے۔

۳۱ ایسے ملک میں جہاں کسی کو یوسف کے عظیم خاندان سے واقفیت نہ تھی جسے غلامی کی زنجیروں میں جکڑ کر مصر لایا گیا تھا جسے بیچنے والے بھی ایک حقیر لاوارث غلام تصور کرتے تھے۔ جو عام غلاموں کی طرح منڈی میں بکا اور دولت جو اس کے لیے اتنی عزت و آسائش کے سامان مہیا فرما دیئے مصر کی مملکت کے ایک عظیم رئیس کے دل میں اس کے لیے پدرانہ شفقت جاگزیں فرما دی۔ یہ چیز کر دینا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہو سکتا ہے۔

۳۲ تاکہ یوں بھی جس طرح ہم نے اس پر یہ مہربانی فرمائی اسی طرح حضرت یعقوب کی بتائی ہوئی تعبیر کا بھی پہلا قدم اٹھایا جائے گا اور اسے تاویل الاحادیث کا علم بھی عطا فرمایا جائے گا۔

۳۳ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ مشکلات کا ہجوم، مخالفین کے طوفان، اسباب و وسائل کا فقدان اس کے حکم کے وقوع پذیر ہونے میں رکاوٹ نہیں بن سکتے۔ بھائیوں کی ساری سازشوں کے باوجود اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو جو مرتبہ عطا فرمانا چاہا تھا وہ پورا ہو کر رہا۔

۳۴ عام لوگ ظاہری حالات پر نظر رکھتے ہیں جب یہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ کام ناممکن ہے ان کی نگاہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی حکمت سے ناواقف ہوتی ہیں اس لیے وہ شک میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ورنہ قدرت خداوندی کے سامنے کوئی چیز مشکل نہیں۔

۳۵ عمر کا وہ حصہ جس میں انسان کی جسمانی اور عقلی قوتیں پوری طرح نشوونما پا چکی ہوں اسے اشد کہتے ہیں۔ علماء کے نزدیک یہ تیس اور چالیس سال کے درمیانی عرصہ کا نام ہے۔ یعنی جب آپ کی فطری صلاحیتیں پوری طرح رونما ہو چکیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں [illegible] سے سرفراز فرمایا اور انہیں حکم اور علم عطا فرمایا۔ حکم سے مراد حکمت نبوت ہے اور علم سے مراد احکام شرعی کا علم یا خوابوں کی تعبیر کا علم۔ وہ عظمت شان کے مطابق [illegible] کو ذکر کیا ابن عباس [illegible] الحکم النبوة، العلم الشریعة وتعبیر [illegible]۔

علامہ نظام الدین نیشاپوری حکم کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ کے عقل [illegible] کو پورا کر دیا گیا کیونکہ عالم قدس سے [illegible]

وَّعِلْمًا ۚ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿٢٢﴾ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي

حکمت اور علم اور یونہی ہم [illegible] نیکوکاروں کو [illegible] اس عورت نے جس کے گھر

بَيْتِهَا عَن نَّفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ۚ قَالَ

میں آپ تھے [illegible] اور بند کر دیے [illegible] دروازے [illegible]

مَعَاذَ اللّٰهِ ۖ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ ۖ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُونَ ﴿٢٣﴾

یوسف نے فرمایا خدا کی پناہ [illegible] بیشک [illegible] ظالم

[illegible]

(تفسیر مظہری) یہاں علامہ [illegible] نے بڑی نفیس بحث لکھی ہے جو ملاحظہ کے قابل ہے۔

[illegible] یعنی یہ انعامات صرف حضرت یوسف تک محدود نہیں بلکہ جو بھی [illegible] استقامت [illegible] ہے آپ [illegible] ان انعامات سے بہرہ ور ہوتے رہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۭ كَذٰلِكَ

[illegible] عورت نے [illegible] ارادہ کیا [illegible] اگر [illegible] اپنے رب کی روشن دلیل [illegible]

گئے آپ خیال فرمائیے عزیز مصر کے محل کی ایک خلوت کا وقت ہے [illegible] مقفل کر دیے گئے ہیں مکمل تنہائی ہے اس عالم میں آپ [illegible] [illegible] [illegible] ہے۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہے۔ یوسف [illegible] تیار نہیں۔

معاذ اللہ [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] ہے۔

[illegible] اس بات [illegible] حقیقت [illegible] ہمّت [illegible] حضرت یوسف [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہمّت کا معنی [illegible] وَهَمَّ بِهَا [illegible] [illegible] حضرت یوسف [illegible] [illegible] آپ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضرت یوسف [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

اس قول پر انسانی ناگواری اور ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے اور اسے حضرت یوسف کے دامن عصمت پر ایک بدنما بہتان قرار دیا ہے چونکہ حضرت [illegible] نے اس مسئلہ کو بڑی شرح و بسط سے لکھا ہے اس لیے ہم یہیں سے مستفید کرتے ہیں [illegible] متوفی [illegible] آیت کا معنی یہ ہو گا کہ زلیخا نے تو اس میں [illegible] اگر یوسف [illegible] تو وہ بھی ان انسانی تقاضے [illegible] میں [illegible] پر ہیں ہوا [illegible] کے لیے متعدد دلائل پیش کیے ہیں [illegible] آپ فرماتے ہیں کہ [illegible] براہ راست تعلق [illegible] حضرت یوسف [illegible] نہیں ہے [illegible] فرماتے ہیں کہ [illegible] واقعہ سے براہ راست تعلق [illegible]

خود حضرت یوسف، زلیخا، [illegible] رب العالمین۔

یوسف علیہ السلام کا اپنا بیان [illegible] آپ [illegible] اس [illegible] آپ کی پاکی کا اعتراف کیا [illegible] مصر کے سامنے [illegible] حضرت یوسف نے [illegible] بہتان کی تحقیق [illegible] جیل سے [illegible] یوسف [illegible] اور اس [illegible] سچا [illegible] آپ کی پاکدامنی کی شہادت [illegible] آیت [illegible] اور [illegible] یوسف کا [illegible] لگ [illegible] میں [illegible] سب [illegible] حضرت یوسف [illegible] میں سے ہیں [illegible] نہیں آسکتے۔

[illegible] حضرت [illegible] قول [illegible] التصحیح [illegible]

لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ۭ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۝۲۴

تاکہ ہم دور کر دیں یوسف سے برائی اور بے حیائی کو۔ بیشک وہ ہمارے ان بندوں میں سے تھا جو چن لیے گئے ہیں

کر دیا جائے تو یہ علماء کے [illegible] ہے کہ جواب لولا [illegible] قاعدہ [illegible] کے نزدیک متفق نہیں ہے [illegible] اور [illegible] کے جواز کے قائل ہیں۔ (بحر)

زجاج نے دوسرا [illegible] کیا ہے کہ لولا کا جواب [illegible] ہے [illegible] لام [illegible] داخل [illegible] امام رازی نے اس کا یہ جواب دیا کہ [illegible]

زجاج نے [illegible] لولا [illegible] کی جزا [illegible]

[illegible] یہ آسان [illegible]

[illegible]

اس سلسلہ میں بعض اسلاف کے اقوال سے استدلال کیا جاتا ہے [illegible] کہ حضرت یوسف [illegible] (بحر)

رازی اور ابوحیان اور دیگر محققین [illegible] قرآن [illegible] ہے [illegible] غلط روایات (قرطبی)

وما روي [illegible] (بحر)

یعنی [illegible] روایات کو نقل کرنے [illegible] عصمت [illegible] حضرت ابن عباس [illegible] ہیں۔

[illegible] اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لیے اپنے آپ کو خالص کر لیا [illegible] دوسری قراءت کے مطابق [illegible] جن کو اللہ تعالیٰ نے [illegible]

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيصَهُ مِنْ دُبُرٍ وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا

اور دونوں دوڑے دروازے کی طرف ف اور [illegible] پیچھے سے [illegible] اور [illegible] ان دونوں [illegible]

الْبَابِ قَالَتْ مَا جَزَاءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ سُوءًا إِلَّا أَنْ يُسْجَنَ أَوْ

[illegible] کیا سزا ہے [illegible] کی جو ارادہ کرے تیری بیوی کے ساتھ برائی کا [illegible]

عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢٥﴾ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي عَنْ نَفْسِي وَشَهِدَ شَاهِدٌ

[illegible] عذاب [illegible] یوسف نے کہا [illegible] مطلب برآری [illegible]

مِنْ أَهْلِهَا إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ

اور گواہی [illegible] اگر [illegible] قمیص آگے سے پھٹی ہوئی ہے تو [illegible] اور وہ

[illegible] حضرت یوسف [illegible]

ف [illegible]

[illegible] آپ کو روکنا چاہا۔ [illegible] پیچھے سے پھٹ گیا

[illegible] حضرت یوسف پر دست درازی کا الزام لگا [illegible] ناشکر گزار [illegible] میں تو اس سے بچا کرتا ہوں۔

مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٢٦﴾ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ

جھوٹوں میں سے ہے۔ ۲۲؎ اور اگر اس کی قمیص پھٹی ہوئی ہو پیچھے سے تو جھوٹی ہے عورت اور

وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٢٧﴾ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ

اور یوسف سچوں میں سے ہے پھر جب شوہر نے دیکھا کہ یوسف کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہے تو بولا بیشک یہ

مِنْ كَيْدِكُنَّ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿٢٨﴾ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا

تم عورتوں کا فریب ہے بیشک تمہارا فریب بڑا ہے ۲۳؎ یوسف جانے دو اس بات کو

وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ﴿٢٩﴾ وَقَالَ نِسْوَةٌ

اور (اے عورت) اپنے گناہ کی معافی مانگ بیشک تو ہی قصورواروں میں سے ہے۔ اور کہنے لگیں عورتیں

۲۲؎ عزیز مصر یہ حیران تھا کہ وہ کس کو سچا سمجھے اور کس کو جھوٹا یعنی اب [illegible] شخص نے کہا کہ دیکھو اگر قمیص آگے سے پھٹی ہوئی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یوسف نے دست درازی کی اور زلیخا نے مدافعت [illegible] سے پھٹ گئی، اور اگر قمیص پیچھے سے پھٹی ہے تو یوسف کی صداقت میں [illegible] شک کی گنجائش نہیں [illegible] نہیں کہتے [illegible] یہاں شہد شاهدٌ [illegible] حکمت کو [illegible] ہے [illegible] فیصلہ کن [illegible] فیصلہ ہے کیونکہ شہادت کے لیے شاہد کا [illegible] موجود ہونا [illegible] یہ بات ہی واقعی [illegible] شخص کون تھا اس کے متعلق حضرات حسن، عکرمہ، قتادہ، ضحاک، مجاہد اور سدی کا قول یہ ہے کہ وہ زلیخا کے رشتہ داروں میں ایک عقلمند آدمی تھا جس [illegible] وکان من جملۃ اہل العزیز [illegible] معالم [illegible] اور [illegible] ایک شیر خوار بچہ تھا جس نے حضرت یوسف کی پاکی کی گواہی دی اور حضرت ابن عباس سے [illegible] ہے کہ جس نے حضرت عیسیٰ کی برأت کے لیے حضرت عیسیٰ کو گویا کیا تھا اس نے حضرت یوسف کی برأت کے لیے ایک شیر خوار بچہ کو بولنے کی قدرت بخشی ہو [illegible] لیکن علماء نے پہلے قول کو ترجیح دی ہے۔

۲۳؎ عجیب بات یہ ہے کہ [illegible] کی زندگی [illegible] [illegible] عورتیں [illegible] اس [illegible] رحمت [illegible] [illegible] ان العلماء [illegible] میں [illegible] کی [illegible] کید کو منسوب کردیا۔

۲۴؎ حضرت یوسف کی [illegible] بات [illegible] اور اس [illegible] جو [illegible] تھا

فِي الْمَدِينَةِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتٰهَا عَن نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا

شہر میں [illegible] عزیز کی بیوی [illegible] اس سے مطلب برآری [illegible]

حُبًّا ۖ إِنَّا لَنَرٰىهَا فِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ ﴿٣٠﴾ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ أَرْسَلَتْ

[illegible] محبت [illegible] ہم [illegible] صریح [illegible] پھر جب اس نے [illegible] سنا [illegible] انہیں

إِلَيْهِنَّ وَأَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَـًٔا وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّينًا

[illegible] اور تیار [illegible] ان کے لیے [illegible] ان میں سے [illegible] چھری

وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَأَيْنَهٗ أَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ

اور یوسف [illegible] ان کے سامنے [illegible] جب انہوں نے اس کو دیکھا تو [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ۔ قَالَتْ

[illegible]

فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ

[illegible]

فَاسْتَعْصَمَ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الصّٰغِرِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْۤ اِلَيْهِ

[illegible]

وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝

[illegible]

فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ

[illegible]

الْعَلِيْمُ ۝ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حِينٍ ﴿٣٥﴾ وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيَانِ قَالَ أَحَدُهُمَا إِنِّي أَرَانِي

[illegible]

أَعْصِرُ خَمْرًا وَقَالَ الْآخَرُ إِنِّي أَرَانِي أَحْمِلُ فَوْقَ رَأْسِي خُبْزًا

[illegible]

تَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ نَبِّئْنَا بِتَأْوِيلِهِ إِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٣٦﴾

[illegible]

قَالَ لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِ إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا بِتَأْوِيلِهِ قَبْلَ أَنْ

[illegible]

[illegible]

۴۲ [illegible]

۴۳ [illegible]

۴۴ [illegible]

يَأْتِيَكُمَا ۚ ذَٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِي رَبِّي ۚ إِنِّي تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ

[illegible]

لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَهُم بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ﴿٣٧﴾ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ

[illegible]

آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ ۚ مَا كَانَ لَنَا أَن نُّشْرِكَ

[illegible] اسحاق [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو ۔ یہ (توحید پر ایمان) فضل ہے اللہ تعالیٰ کا ہم پر اور لوگوں پر ف

وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٣٨﴾ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَأَرْبَابٌ

لیکن بہت سے لوگ اس احسان پر شکر ہی نہیں کرتے ۔ ف اے قید خانہ کے [illegible] دیکھو تو بھلا کیا

مُتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿٣٩﴾ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ

بہت سے جدا جدا رب بہتر ہیں یا ایک خدا جو سب پر غالب ہے ف تم نہیں پوجتے اس کے سوا

نام لے کر یاد کیا ہے ان کا بھی جیسا تھا آپ جیل میں ہی ہوں گے [illegible] یوسف علیہ السلام [illegible] حضرت [illegible] کسی اور نہیں تھا بلکہ میں اس خاندان کا ہوں [illegible] سب سے پہلے [illegible] کی توحید کا قائل ہوں اور یہ [illegible] حضرت ابراہیم یعقوب اسحاق [illegible] توحید [illegible]

ف اللہ تعالیٰ کی توحید [illegible] کا احسان ہے [illegible] توحید [illegible] لیکن لوگ [illegible] شکر ادا نہیں کرتے [illegible] لوگ اس سے [illegible] نہیں کرتے جو اس سفر میں [illegible]

ف آپ کی اس تقریر کا [illegible] ساتھیوں کے دل [illegible] سے [illegible] اللہ واحد [illegible] کی طرح قدم بقدم ان کو رب کی ہدایت کی طرف لے جا رہے ہیں ۔ فرمایا [illegible] اللہ [illegible] ان کے سامنے [illegible] ایک سوال پوچھتے ہیں [illegible] یا ایک [illegible] جو سب پر غالب [illegible] ہے [illegible] رزق بھی دیتا ہے [illegible] شفا بھی بخشتا ہے [illegible] اختیار [illegible] کوئی [illegible] دنیا [illegible] لیکن [illegible] صحت دینا اس کے [illegible] قدرت میں نہیں [illegible] اور اسی [illegible] کوئی [illegible] نہیں [illegible] یہ تو [illegible] قبول [illegible] سکتی ہے ۔

ف پہلے دین کے اعتقاد کے [illegible] بنا دیا [illegible]

دُونِهِ إِلَّا أَسْمَاءً سَمَّيْتُمُوهَا أَنتُمْ وَآبَاؤُكُم مَّا أَنزَلَ

سوا مگر چند ناموں کی جو رکھ لیے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادا نے نہیں اتاری

اللَّهُ بِهَا مِن سُلْطَانٍ ۚ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۚ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا

اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے کوئی دلیل۔ نہیں ہے حکم (کا اختیار) کسی کو سوائے اللہ تعالیٰ کے اسی نے حکم دیا ہے کہ کسی کی عبادت نہ کرو

إِلَّا إِيَّاهُ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ

بجز اس کے یہی دین مستقیم ہے لیکن بہت سے لوگ اس حقیقت کو

لَا يَعْلَمُونَ ﴿٤٠﴾ يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ أَمَّا أَحَدُكُمَا فَيَسْقِي رَبَّهُ

نہیں جانتے اے میرے دو ساتھیو قید خانہ کے! (اب دونوں کی تعبیر سنو) تم میں سے ایک (جو ساقی ہے) تو پلایا کرے گا

خَمْرًا ۖ وَأَمَّا الْآخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَأْكُلُ الطَّيْرُ مِن رَّأْسِهِ ۚ

اپنے مالک کو شراب۔ لیکن دوسرا سولی دیا جائے گا اور نوچ کر کھائیں گے پرندے اس کے سر سے۔

قُضِيَ الْأَمْرُ الَّذِي فِيهِ تَسْتَفْتِيَانِ ﴿٤١﴾ وَقَالَ لِلَّذِي ظَنَّ أَنَّهُ

(اٹل) فیصلہ ہو چکا اس بات کا جس کے متعلق تم دریافت کر رہے ہو اور فرمایا یوسف علیہ السلام نے اسے جسے سمجھتے تھے آپ

جو تم نے بنا رکھے ہیں اور ان کے متعلق قسم قسم کے اعتقادات تم نے گھڑ رکھے ہیں۔ یہ سب تمہاری خود ساختہ باتیں ہیں جن کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

کائنات کی ہر چیز اللہ وحدہ لاشریک کے زیر نگین ہے۔ بلندیوں اور پستیوں میں اسی کا حکم نافذ ہے۔ اسی واحد قہار کا یہ حکم ہے کہ اسی کی عبادت کی جائے اور اسی کو معبود برحق اور حاکم حقیقی تسلیم کیا جائے۔

یہی وہ دین ہے جس کی صداقت وحقانیت روز روشن سے زیادہ عیاں ہے یہی ملت ابراہیم علیہ السلام ہے۔

لیکن اکثر لوگ تعصب کی وجہ سے یا محض اندھی تقلید یا ہٹ دھرمی سے کام لیتے ہیں یہی سبب ہے ان کی محرومی اور ان کی بدبختی کا۔ یہ ہے حضرت یوسف صدیق کا پہلا خطبہ جو آپ نے سرزمین مصر میں ارشاد فرمایا۔

پہلے انہیں توحید کا درس دے کر بعد ازاں ان دونوں کو ان کے خوابوں کی تعبیر سے آگاہ کیا اور ایسا ہی ہوا جیسا آپ نے فرمایا تھا۔

نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ۡ فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ

سمجھا تھا کہ نجات پائے گا ان دونوں میں سے کہ میرا ذکر کرنا اپنے آقا کے پاس سو بھلا دیا اس کو شیطان نے ذکر کرنا اپنے آقا سے

فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْۤ اَرٰى سَبْعَ

پس رہے وہ قید خانہ میں کئی برس اور کہا بادشاہ نے بے شک میں خواب میں دیکھتا ہوں

بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ

دیکھتا ہوں کہ سات گائیں ہیں موٹی ان کو کھا رہی ہیں سات دبلی اور سات سبز خوشے ہیں اور

وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ كُنْتُمْ

اور دوسرے سات خشک سوکھے ہوئے اے سردارو بتاؤ مجھے میرے خواب کی تعبیر اگر تم ہو خوابوں کی

لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ

تعبیر بتایا کرتے ہو وہ بولے کہ یہ تو پریشان خواب ہیں اور ہم پریشان خوابوں کی تعبیر

ف [illegible] تو اس [illegible] یقینی [illegible] اگر آپ کو اس [illegible] میں [illegible] شک [illegible] اس [illegible] [illegible]

[illegible] فیصلہ ہو چکا ہے [illegible] [illegible]

[illegible]

ف اگرچہ بعض علمائے [illegible] حضرت یوسف [illegible] درست نہیں حضرت یوسف [illegible]

[illegible] کے علاوہ دوسروں کو بھی [illegible] کرنے میں مصروف رہتے تھے [illegible] یہی [illegible]

[illegible] حضرت امام رازی [illegible]

[illegible] کے متعلق [illegible]

السماوات [illegible] الٰہی [illegible] ہوا۔

ف اللہ تعالیٰ نے [illegible] کے لیے ظاہری اسباب پیدا کر دیئے۔ ایک رات بادشاہ مصر [illegible]

آیا جو آیات میں مذکور ہے۔ [illegible] مشہور [illegible] کو جمع کیا اور ان سے اپنا خواب بیان کرنے کے بعد

اس کی تعبیر دریافت کی [illegible] خوابوں کی تعبیر بیان کرنے [illegible] مہارت رکھتے ہیں لیکن جو کچھ آپ نے دیکھا ہے

الْأَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَقَالَ الَّذِيْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ

جاننے والے نہیں [illegible]

اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾ يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ

[illegible] یوسف اے سچے

اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ

[illegible]

سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ لَّعَلِّيْٓ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ

[illegible] لوگوں کی طرف

لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا فَمَا

[illegible]

حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ

[illegible] خوشوں میں [illegible]

[illegible]

[illegible] لا يستبين معانيها [illegible] (العوات)

[illegible]

يَأْتِيْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ

پھر آئیں گے اس خوشحالی کے بعد سات سال بہت سخت کھا جائیں گے جو جو تم نے پہلے سے جمع کر رکھا تھا

لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ﴿٤٨﴾ ثُمَّ يَأْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ

ان کے لیے مگر تھوڑا سا جو تم محفوظ کر رکھو گے۔ پھر آئے گا اس مدت کے بعد ایک سال

عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ﴿٤٩﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ

جس میں مینہ برسایا جائے گا لوگوں پر اور اس میں وہ پھلوں کا رس نکالیں گے (تعبیر سننے کے بعد) بادشاہ نے کہا

ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ

لاؤ اس کو میرے پاس۔ پس جب وہ شاہی قاصد آیا ان کے پاس تو آپ نے فرمایا لوٹ جا اپنے بادشاہ کے پاس

فَسْئَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ۭ اِنَّ

اور اس سے پوچھو حقیقت حال کیا تھی ان عورتوں کی جنہوں نے کاٹ لیے تھے اپنے ہاتھ۔ بے شک میرا

رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ ﴿٥٠﴾ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ

رب ان کے مکر و فریب سے خوب واقف ہے۔ بادشاہ نے (ان عورتوں کو بلا کر) پوچھا کیا معاملہ تھا تمہارا جب تم نے پھسلانا چاہا یوسف کو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ

تھا اپنی مطلب براری کیلیے - بولیں پاک ہے اللہ نہیں معلوم کی ہم نے اس میں ذرا بھی برائی

قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ؗ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ

عزیز کی بیوی (زلیخا) کہنے لگی اب تو سچی بات ظاہر ہو گئی میں نے ہی اسے پھسلانا چاہا

عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ

تھا اپنی مطلب براری کیلیے اور وہ سچا ہے - (یوسف نے کہا) یہ میں نے اس لیے پوچھا تھا تاکہ وہ جان لے

لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ ۝

کہ بیشک میں نے اس کی پیٹھ پیچھے اس کی خیانت نہیں کی اور یقیناً اللہ تعالیٰ خیانت کاروں کی فریب کاری کو کامیاب نہیں کرتا

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ

اور میں اپنے نفس کو پاک صاف نہیں کہتا بیشک نفس تو حکم دیتا ہے برائی کا مگر جس پر رحم کرے

رَبِّيْ ؕ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖۤ اَسْتَخْلِصْهُ

میرا رب - بیشک میرا رب غفور رحیم ہے اور بادشاہ نے کہا کہ اسے میرے پاس لاؤ میں اسے اپنے لیے خاص کر لوں

[illegible]

لِنَفْسِىْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ۝ قَالَ

[illegible]

اجْعَلْنِىْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّىْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ۝ وَكَذٰلِكَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ يَتَبَوَّأُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ نُصِيبُ

نے تسلط اور اقتدار عطا فرمایا یوسف کو اس سرزمین میں رہ سکتے تھے اس میں جہاں چاہتے ہم سرفراز کرتے ہیں

بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَشَاءُ وَلَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝ وَلَأَجْرُ

اپنی رحمت سے جسے چاہتے ہیں اور ہم ضائع نہیں کرتے اجر نیکوکاری کرنے والوں کا یقیناً اور آخرت کا اجر

کیا منصب [illegible] عہدہ [illegible] کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے۔ اس [illegible] حضرت یوسف علیہ السلام [illegible] [illegible] حفاظت کر سکتا ہوں اور [illegible] مختلف مقامات پر [illegible] کے اصولوں سے بھی واقف ہوں۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے انا لا نستعمل علی عملنا من اراده۔ کہ کسی عہدہ کے لیے کسی ایسے شخص کو جو اس کی خواہش رکھتا ہے اس کے لیے ہم نہیں چنتے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ حضور نے حضرت عبد الرحمن بن سمرہ سے ارشاد فرمایا۔

یا عبد الرحمن لا تسئل الامارة فانک ان اعطیتها عن مسئلة وکلت الیها وان اعطیتها من غیر مسئلة اعنت علیها۔

اے عبد الرحمن کبھی امارت نہ مانگو کیونکہ اگر تمہاری طلب پر تمہیں کوئی عہدہ دیا جائے گا تو اس کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کا تمہیں ذمہ دار ٹھہرایا جائے گا۔ اور اگر طلب کے بغیر تمہیں کوئی عہدہ ملا تو اس کی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہونے کے لیے تمہیں اللہ تعالیٰ کی امداد سے نوازا جائے گا۔ ان احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ کسی عہدہ کا مطالبہ کرنا درست نہیں۔ تو حضرت یوسف کا یہ ارشاد اجعلنی علی خزائن الارض کیونکر جائز ہوگا۔ اس کے متعلق علماء کرام نے صراحت کی ہے کہ جب ایک شخص یہ جانتا ہو کہ اس کے بغیر کوئی ایسا دوسرا شخص نہیں جو ان ملکی ذمہ داریوں کو صحیح طور پر انجام دے سکے تو اس پر یہ لازم ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو پیش کرے اور اس ذمہ داری کو اٹھائے لیکن اس کے علاوہ اگر دوسرے موجود ہوں تو پھر کسی کے لیے عہدہ کی خواہش کرنے کی اجازت نہیں۔ حضرت یوسف جانتے تھے کہ اس نازک وقت میں ان کے علاوہ کوئی بھی اس ذمہ داری کو احسن طریقہ سے نہیں نبھا سکتا۔ اس لیے آپ نے اپنے آپ کو پیش کیا

ان یوسف انما طلب الولایة لانه علم انه لا احد یقوم مقامه فی العدل والاصلاح وتوصیل الفقراء الی حقوقهم فرأی ان ذلک فرضا متعینا علیه وکذا الحکم الیوم۔ (قرطبی)

اللہ تعالیٰ اس واقعہ کے ضمن میں بھی اپنی شان کریمی اور بندہ نوازی کی طرف متوجہ کر رہا ہے کہ دیکھو کس طرح ہم نے یوسف کو سرفراز فرمایا۔ کہاں سے اٹھایا اور کہاں پہنچایا۔ کنعان کے صحرا سے ایک غریب و بے وطن بچہ کی صورت میں نکالا اور مصر جیسے متمدن اور ترقی یافتہ ملک کے سیاہ و سفید کا مالک بنا دیا۔ زمین کا اقتدار ان کو بخشا۔ یہ دنیا میں ان کا انعام ہے۔

ان کلمات طیبات سے یہ حقیقت بھی واضح فرما دی کہ ہماری رحمت [illegible] ہر اس شخص کے لیے ہے [illegible]

الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ وَجَآءَ اِخْوَةُ

[illegible]

يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝ وَلَمَّا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُونِي بِأَخٍ لَّكُم مِّنْ أَبِيكُمْ ۚ أَلَا

کیا ان کے لیے ان کی رسد، بولا لانا میرے پاس ایک بھائی جو تمہارا ہے باپ کی طرف سے، کیا تم نہیں دیکھتے

تَرَوْنَ أَنِّي أُوفِي الْكَيْلَ وَأَنَا خَيْرُ الْمُنزِلِينَ ﴿٥٩﴾ فَإِن لَّمْ تَأْتُونِي

کہ میں کس طرح پیمانہ بھر کر دیتا ہوں اور میں کتنا بہتر مہمان نواز ہوں اور اگر تم اسے نہ لائے میرے پاس

بِهِ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِندِي وَلَا تَقْرَبُونِ ﴿٦٠﴾ قَالُوا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ

تو تمہارے لیے میرے پاس کوئی غلہ نہیں ہوگا اور نہ تم میرے قریب آنا۔ وہ بولے ہم اس کے [illegible]

أَبَاهُ وَإِنَّا لَفَاعِلُونَ ﴿٦١﴾ وَقَالَ لِفِتْيَانِهِ اجْعَلُوا بِضَاعَتَهُمْ فِي

کے متعلق اس کے باپ سے [illegible] اور ہم یہ کام ضرور کریں گے اور (یوسف نے) اپنے غلاموں سے کہا کہ ان کی پونجی [illegible]

في هذا [illegible] على الناس [illegible] لانه من [illegible] مثل [illegible] الناس من القحط (احکام القرآن)

کنعان کا علاقہ بھی اس قحط کی زد میں تھا اور لوگوں کی طرح حضرت یعقوب کے فرزند بھی [illegible] مصر آئے [illegible] کی تقسیم کا سب کام حضرت یوسف کی [illegible] اس لیے وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے [illegible] کے لیے [illegible] حضرت یوسف نے ان کو [illegible] دیکھتے ہی پہچان لیا [illegible] وہ آپ کو نہ پہچان سکے [illegible] شاہانہ لباس [illegible] اور یوسف [illegible] بیچا تھا اور پھر [illegible] ہاتھ فروخت کر دیا تھا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے [illegible] ان کے گھر کے حالات دریافت کیے [illegible] ان کا ایک اور بھائی بھی ہے [illegible] اور اپنے بھائی کے لیے [illegible] حضرت یوسف [illegible] ان کو رخصت کرتے ہوئے [illegible] اگر تم اس کو نہ لائے [illegible] کسی مہربانی اور [illegible] بھی نہیں ملے گا۔

رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَآ اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ

[illegible] شاید وہ [illegible]

يَرْجِعُوْنَ ﴿٦٢﴾ فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ

[illegible]

فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿٦٣﴾ قَالَ هَلْ

[illegible]

اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ۭ فَاللّٰهُ

[illegible]

خَيْرٌ حٰفِظًا ۠ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿٦٤﴾ وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ

[illegible] سامان تو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَجَدُوا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ إِلَيْهِمْ ۖ قَالُوا يَا أَبَانَا مَا نَبْغِي ۖ هَٰذِهِ

انھوں نے دیکھا کہ ان کا مال [illegible] لوٹا دیا گیا ہے [illegible] اے ہمارے باپ [illegible] دیکھیے

بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ إِلَيْنَا ۖ وَنَمِيرُ أَهْلَنَا وَنَحْفَظُ أَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ

ہمارا مال [illegible] اور [illegible] اپنے بھائی کی [illegible]

بَعِيرٍ ۖ ذَٰلِكَ كَيْلٌ يَسِيرٌ ﴿٦٥﴾ قَالَ لَنْ أُرْسِلَهُ مَعَكُمْ حَتَّىٰ تُؤْتُونِ

[illegible] ہرگز نہیں بھیجوں گا اسے تمہارے ساتھ یہاں تک کہ دو تم مجھے [illegible]

مَوْثِقًا مِنَ اللَّهِ لَتَأْتُنَّنِي بِهِ إِلَّا أَنْ يُحَاطَ بِكُمْ ۖ فَلَمَّا آتَوْهُ

وعدہ [illegible] اللہ [illegible] مگر یہ کہ [illegible] پس جب دے دیا

مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ﴿٦٦﴾ وَقَالَ يَا بَنِيَّ

آپ کو [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] اور آپ نے کہا اے میرے بچو!

لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ وَادْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ مُتَفَرِّقَةٍ ۖ

(شہر میں) داخل نہ ہونا ایک دروازہ سے بلکہ داخل ہونا مختلف دروازوں سے ف۹۵

عیال کے لیے [illegible]۔

ف۹۳ آپ نے [illegible] کے لیے اپنے بیٹے [illegible] ساتھ بھیجنے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]۔

ف۹۴ [illegible] فاللہ خیر حافظا [illegible] العلیم [illegible]۔

ف۹۵ انھوں نے حضرت یعقوب [illegible] اللہ تعالیٰ کی قسم [illegible]۔

وَمَآ اُغْنِیْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَیْهِ

[illegible]

تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَیْهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَیْثُ

[illegible]

اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ مَا كَانَ یُغْنِیْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا حَاجَةً

[illegible]

فِیْ نَفْسِ یَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٦٨﴾ وَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوسُفَ آوَىٰ إِلَيْهِ

[illegible] لوگ اس حقیقت کو نہیں جانتے ۔ ف ۵ اور جب یہ یوسف کے پاس پہنچے [illegible]

أَخَاهُ قَالَ إِنِّي أَنَا أَخُوكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٦٩﴾ فَلَمَّا

اُسے بتا دیا کہ میں تمہارا بھائی ہوں [illegible] ف [illegible] پھر جب

جَهَّزَهُم بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ ثُمَّ أَذَّنَ

[illegible] اپنے بھائی کے سامان میں [illegible] پھر پکارا ایک

مُؤَذِّنٌ أَيَّتُهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ ﴿٧٠﴾ قَالُوا وَأَقْبَلُوا عَلَيْهِم مَّاذَا

پکارنے والے نے [illegible] قافلے والو [illegible]

ف [illegible]

خلا حضرت یعقوب علیہ السلام [illegible]

[illegible]

فلا تبتئس بما كانوا يعملون ۔

تَفْقِدُونَ ﴿٧١﴾ قَالُوا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيرٍ

[illegible]

وَّ أَنَا بِهٖ زَعِيمٌ ﴿٧٢﴾ قَالُوا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ

[illegible]

وَمَا كُنَّا سٰرِقِينَ ﴿٧٣﴾ قَالُوا فَمَا جَزَآؤُهٗٓ إِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِينَ قَالُوا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِیْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِی

کہا اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے سامان میں پیالہ نکلے بس وہ خود ہی اس کا بدلہ ہے اسی طرح ہم سزا دیا کرتے ہیں

الظّٰلِمِیْنَ ﴿۷۵﴾ فَبَدَاَ بِاَوْعِیَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِیْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا

ظالموں کو پس تلاشی لینی شروع کی ان کے سامانوں کی یوسف کے بھائی کے سامان کی تلاشی سے پہلے پھر اسے نکال

مِنْ وِّعَآءِ اَخِیْهِ ؕ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِیُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ لِیَاْخُذَ اَخَاهُ

لیا اس کے بھائی کی بوری سے۔ یوں تدبیر کی ہم نے یوسف کے لیے نہیں روک سکتے تھے یوسف اپنے بھائی کو

ف۷۳ شاہی ملازموں نے تلاشی شروع کر دی ہر قافلے کی تلاشی بڑے بھائی کے سامان سے شروع ہوئی اور آخر میں سب سے چھوٹے کی باری آئی۔ سب کے سامان کھول کر تلاشی لی گئی لیکن پیالہ برآمد نہ ہوا آخر میں بنیامین کا سامان کھولا گیا تو پیالہ مل گیا۔ ملک کے قانون کے مطابق بنیامین کو پکڑ لیا گیا اور اسے حضرت یوسف کی خدمت میں پیش کیا گیا اس طرح حضرت یوسف اپنے راز کو افشا کیے بغیر اپنا بھائی اپنے پاس رکھنے میں کامیاب ہو گئے

مفسرین کرام نے طائفہ سے روایت کی ہے کہ یہ ساری تدبیر بنیامین کے مشورہ سے کی گئی تاکہ ان پر کسی تہمت کا احتمال ہی باقی نہ رہے اور بنیامین کی رضامندی سے یہ سب کچھ طے کر کے کیا گیا تھا۔

ف۷۴ یہاں دو تحقیق طلب امر ہیں۔ ایک کدنا کا معنی کیا ہے اور کید کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کیوں ہے۔ عام طور پر کید کا معنی حیلہ سازی اور فریب ہی کیا جاتا ہے لیکن لغت عرب میں اس کے علاوہ کئی دوسرے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے کسی کام کو کرنے کی تدبیر سوچنے اور ارادہ کرنے کے معنی میں بھی یہ استعمال ہوتا ہے چنانچہ علامہ قرطبی لکھتے ہیں کذلک کدنا لیوسف معناہ صنعنا قالہ ابن عباس۔ القتیبی دبرنا۔ ابن الانباری اردنا۔ قرطبی

یعنی حضرت ابن عباس نے کدنا کا معنی کیا ہے صنعنا یعنی ہم نے یوں کیا اور قتیبی نے اس کا معنی دبرنا کیا ہے کہ ہم نے یوں تدبیر کی۔ ابن الانباری نے اس کا معنی اردنا کیا ہے کہ ہم نے یوں ارادہ کیا اور علامہ نے استشہاد کسی شاعر کا شعر بھی ذکر کیا ہے

کادت وکدت وتلک خیر ارادۃ ٭ لو عاد من عہد الصبا ما قد مضی۔

یعنی اس نے بھی ارادہ کیا اور میں نے بھی ارادہ کیا اور یہ ارادہ بہت ہی اچھا ہوتا اگر عہد شباب کا گزرا ہوا زمانہ لوٹ آتا۔ یہاں کاد بمعنی اراد ہے اور اگر حیلہ کا معنی ہی مراد لیا جائے تو حیلہ کا حکم اس کے مقصد کے پیش نظر ہوتا ہے اس لیے اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف بھی ہو سکتی ہے جس طرح امام رازی نے لکھا ہے

والکید ہو حیلۃ ... [illegible]

دوسرا امر جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ ان واقعات میں سے بعض کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کیا ہے اس کے متعلق گزارش یہ ہے کہ اگر دیا

فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ۭ وَ

بادشاہ مصر کے قانون میں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے [illegible] اور

فَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ۝ قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ

ہر صاحب علم سے بڑا دوسرا صاحب علم ہوتا ہے۔ بھائی بولے [illegible]

لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ

[illegible]

اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ

بڑی جگہ ہو۔ اور اللہ [illegible] جو تم بیان کر رہے ہو وہ کہنے لگے اے عزیز اس کا باپ

[illegible]

[illegible]

لَهٗۤ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۷۸﴾

بہت بوڑھا ہے [illegible]

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗۤ ۙ اِنَّاۤ

[illegible]

اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ۗ قَالَ كَبِيْرُهُمْ

[illegible]

اَلَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ

[illegible]

قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْۤ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جب حضرت یوسف [illegible] حضرت یعقوب [illegible]

اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝٨٠ اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ

باپ یا فیصلہ فرمائے اللہ تعالیٰ میرے لیے۔ اور وہ تمام فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے۔ تم لوٹ جاؤ اپنے باپ کی طرف پھر (جا کر) کہو

فَقُوْلُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا

اے ہمارے باپ! بیشک آپ کے بیٹے نے چوری کی ہے۔ اور نہیں گواہی دی ہم نے مگر اسی کی جو ہم جانتے تھے اور

كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ۝٨١ وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ

نہیں تھے غیب کی نگہبانی کرنے والے۔ اور آپ پوچھ لیجئے اس بستی سے جس میں ہم تھے اور

الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ۭ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝٨٢ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ

اس قافلہ سے جس میں ہم آئے ہیں اور یقیناً ہم سچے ہیں۔ آپ نے فرمایا بلکہ آراستہ کر دی ہے تمہارے لیے تمہارے نفسوں نے

اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ

یہ بات پس اب صبر ہی بہتر ہے۔ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ لے آئے گا میرے پاس ان سب کو

۱۱۱ ورنہ اگر انہیں تمہاری بات پر یقین نہ آئے تو [illegible] مصری قافلہ [illegible] ہمارے ساتھ تھے۔ ان سے تسلی کر لیں [illegible]۔

۱۱۲ بھائی [illegible] بیٹے [illegible] نہیں تھا حضرت یعقوب نے [illegible] اور کہا ان ابنک سرق [illegible] بل سولت لکم [illegible] میرے بیٹے پر چوری کا الزام لگا [illegible]

ان ابنک سرق [illegible] (قرطبی)

۱۱۳ [illegible] یوسف [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] صبر [illegible] حضرت یعقوب [illegible]

جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝ وَتَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ يَا أَسَفَى

[illegible] ۱۲۹

عَلَى يُوسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنَهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ ۝

یوسف کی جدائی پر [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ

بیٹوں نے کہا اللہ کی قسم آپ ہر وقت یاد کرتے رہتے ہیں یوسف کو [illegible] آپ [illegible]

بیان کیا ہے کہ حضرت یوسف کا حسن [illegible]

[illegible]

[illegible]

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کمال حسن [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اس کے [illegible] یوسف علیہ السلام کے حسن [illegible]

[illegible]

وکان حسن محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] جل جلالہ۔

حضرت [illegible] رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ٭ [illegible]

بیٹوں نے [illegible] یوسف کے فراق میں [illegible]

[illegible]

[illegible]

تفتؤا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] (قرطبی)

[illegible]

[illegible]

تَكُونَ مِنَ الْهَالِكِينَ ۝ قَالَ إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي

آپ ہلاک ہو جائیں آپ نے فرمایا میں تو شکوہ کرتا ہوں اپنی مصیبت اور اپنے دکھوں کا

إِلَى اللَّهِ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ يَا بَنِيَّ اذْهَبُوا فَتَحَسَّسُوا

طرف اللہ کی اور میں جانتا ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ جو تم نہیں جانتے۔ ۳۳ اے میرے بیٹو جاؤ اور سراغ لگاؤ

مِنْ يُوسُفَ وَأَخِيهِ وَلَا تَيْأَسُوا مِنْ رَوْحِ اللَّهِ ۖ إِنَّهُ لَا يَيْأَسُ

یوسف کا اور اس کے بھائی کا اور نہ مایوس ہو جاؤ رحمت الٰہی سے ۳ بے شک مایوس نہیں ہوتے

مِنْ رَوْحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ ۝ فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ قَالُوا

رحمت الٰہی سے مگر کافر لوگ۔ پھر جب گئے وہ یوسف علیہ السلام کے پاس تو عرض کیا

ف۱ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ مجھے کچھ تم لوگوں سے تو کوئی شکایت نہیں میں صرف اپنے رب سے اپنا دکھ [illegible] کر رہا ہوں۔ مجھے اس سے مت روکو۔

ف۲ اس میں قدرے [illegible] میں جانتا ہوں [illegible] یوسف [illegible] ہے۔ بت [illegible] حقيقة [illegible] الاحسان من الاشياء [illegible] التي لا [illegible] ۔

ف۳ ایک آپ نے اپنے بیٹوں کو حکم دیا کہ جاؤ یوسف اور اس کے بھائی کی تلاش کرو [illegible] یوسف [illegible] ان کے بھائی کا [illegible] اہل ایمان [illegible] اور دین [illegible] ہے۔

ف۴ [illegible] یوسف [illegible] مصر [illegible] ہوگی۔

يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ

[illegible]

فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ (88)

[illegible]

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ (89)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قَالُوٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ قَدْ

[illegible]

مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ

[illegible]

الْمُحْسِنِيْنَ۝ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا

[illegible]

لَخٰطِئِيْنَ۝ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَرْحَمُ الرّٰحِمِينَ ﴿٩٢﴾ اذْهَبُوا بِقَمِيصِي هٰذَا فَأَلْقُوهُ عَلٰى وَجْهِ

اور وہ سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے لے جاؤ میری یہ قمیص پس ڈال دو اسے میرے باپ کے چہرہ پر

أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا ۚ وَأْتُونِي بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٩٣﴾ وَلَمَّا فَصَلَتِ

وہ ہو جائیں گے بینا اور لے آؤ میرے پاس اپنے سب اہل و عیال کو اور جب قافلہ (مصر سے) روانہ ہوا

الْعِيرُ قَالَ أَبُوهُمْ إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ ۖ لَوْلَا أَنْ تُفَنِّدُونِ ﴿٩٤﴾

کہا ان کے باپ نے [illegible] یوسف کی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِیْ ضَلٰلِكَ الْقَدِیْمِ ۝ فَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَ الْبَشِیْرُ

[illegible]

اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِیْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّیْۤ

[illegible]

اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ قَالُوْا یٰۤاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَاۤ

[illegible]

[illegible]

إِنَّا كُنَّا خَاطِـِٔينَ ﴿٩٧﴾ قَالَ سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيٓ ۖ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلْغَفُورُ

کی۔ بیشک ہم ہی قصوروار تھے ١٣٢ فرمایا عنقریب مغفرت طلب کروں گا تمہارے لیے اپنے رب سے۔ بیشک وہی غفور

ٱلرَّحِيمُ ﴿٩٨﴾ فَلَمَّا دَخَلُوا۟ عَلَىٰ يُوسُفَ ءَاوَىٰٓ إِلَيْهِ أَبَوَيْهِ وَقَالَ

رحیم ہے ١٣٣ پھر جب وہ سب یوسف کے دربار میں حاضر ہوئے تو ١٣٤ آپ نے جگہ دی اپنے پاس اپنے والدین کو ١٣٥ اور انہیں کہا

ٱدْخُلُوا۟ مِصْرَ إِن شَآءَ ٱللَّهُ ءَامِنِينَ ﴿٩٩﴾ وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى

داخل ہو جاؤ مصر میں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو بخیر و عافیت سے رہو گے اور جب شاہی دربار میں پہنچے تو آپ نے اونچا

١٣١ جب سب آ گئے تو آپ نے یاد دلایا میرے بیٹے [illegible] کیا میں نے تمہیں کہا نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے بچھڑا ہوا یوسف ضرور دے گا۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے بتا دیا تھا کہ یوسف زندہ ہے اور پھر مجھے ملے گا۔ [illegible] (مظہری) یوسف گم گشتہ کی اطلاع کی خبر نہ آپ نے سب [illegible] کے متعلق [illegible] تھے۔ [illegible] لا تعلمون۔ یہاں فرمایا انی اعلم من اللہ ما لا تعلمون۔ یہ آیات صاف بتا رہی ہیں کہ حضرت یعقوب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ١٣١ [illegible] مگر قبل از وقت اظہار کی اجازت نہ تھی۔

١٣٢ سب بیٹوں نے گڑ گڑا کر التجا کی کہ ابا جان ہم بڑے قصوروار ہیں ہم سے بڑی غلطی ہوئی اب ہم اس کا اعتراف بھی کرتے ہیں اور سخت نادم بھی ہیں۔ آپ ازراہ کرم بارگاہ رب العزت میں ہمارے گناہوں کی بخشش کے لیے دعا فرمائیے۔

١٣٣ آپ نے وعدہ فرمایا کہ میں تمہارے لیے اپنے رب سے مغفرت کی التجا کروں گا۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ نے سحری کے وقت اور بعض میں ہے کہ شب جمعہ کو دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول بندے کی اس التجا کو شرف قبولیت بخشا اور ان کے قصوروں کو معاف فرما دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں سے التماس دعا کرنا اور ان کی برکت سے دعا کا مستجاب ہو جانا اور بڑے بڑے گناہوں کا بخش دیا جانا قرآن کی ان آیات سے ثابت ہے۔

١٣٤ حضرت یوسف کی خواہش کے مطابق حضرت یعقوب اپنے سارے کنبہ کو لے کر مصر روانہ ہوئے۔ حضرت یوسف کو آپ کی آمد کی اطلاع ملی تو ایک لشکر جرار کے ساتھ استقبال کے لیے آگے بڑھے۔ بادشاہ مصر وزرا اور امرا بھی آپ کے ساتھ تھے۔ حضرت یعقوب نے جب یہ جاہ و حشمت دیکھی تو پوچھا۔ کیا یہ شاہ مصر کی سواری آ رہی ہے؟ بتایا گیا نہیں بلکہ آپ کا لخت جگر یوسف ہے جو آپ کی تعظیم و تکریم کے لیے استقبال کے لیے آ رہا ہے۔

١٣٥ جب قریب پہنچے تو حضرت یوسف اپنے گھوڑے سے اترے۔ باپ بیٹا بغلگیر ہوئے۔ اس ملاقات کی لذت کا ان لکھنے والوں ہی [illegible] یار کی رقت کا اندازہ ہے جو سالہا سال کے ہجر کے بعد [illegible] وصال نصیب ہوا ہو۔ [illegible] کہ آپ کی والدہ کا انتقال ہو چکا تھا

الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ

بٹھایا اور سب اس کے سامنے سجدہ میں گر پڑے ۱۲۳ یوسف نے کہا: ابا جان! یہ ہے میرے اس خواب کی تعبیر جو

مِنْ قَبْلُ ۡ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ۭ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْٓ اِذْ اَخْرَجَنِيْ

کہ میں نے پہلے دیکھا تھا ۱۲۴ میرے پروردگار نے اسے سچا کر دکھایا اور اس نے مجھ پر احسان کیا جب اس نے مجھے قید خانہ سے نکالا

[illegible]

۱۲۲ [illegible]

۱۲۳ [illegible]

۱۲۴ [illegible]

مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ

قید خانہ سے [illegible] اور لے آیا تمہیں صحرا سے اس کے بعد کہ ناچاقی ڈال دی تھی شیطان نے

بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ

میرے درمیان اور میرے بھائیوں کے درمیان بیشک میرا رب لطف و کرم فرمانے والا ہے جس کے لیے چاہتا ہے بیشک وہی سب کچھ جاننے

الْحَكِيْمُ ۝ رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ

والا دانا ہے اے میرے رب تو نے عطا فرمایا ہے مجھے یہ ملک اور تو نے سکھایا ہے مجھے باتوں کے انجام کا علم

[illegible] خواب [illegible] اور اس کی تعبیر میں چالیس سال کا عرصہ گزرا [illegible] جماعة من [illegible] اربعين سنة وهو قول الاكثرين۔

[illegible] اس کے بعد آپ نے سامنے حضرت یوسف نے اللہ تعالیٰ کے احسانات کا اعتراف کرتے ہوئے اس کا شکریہ ادا کیا جو اس بدوی کے عرصہ میں ان پر [illegible] گئے۔ ان احسانات کی [illegible] قید خانہ سے رہائی [illegible] کا ذکر کیا [illegible] ان کے بھائی [illegible] شرمندہ ہوں [illegible] مکارم اخلاق کا اعلیٰ [illegible] مروت و علم ہے۔

[illegible] یہاں بھی بھائیوں کے عمل کو ان کی طرف منسوب نہیں کیا بلکہ اس کا وسوسہ شیطان کی طرف [illegible] یہی آپ کے کریم النفس [illegible] حال [illegible] على الشيطان مكرمًا به۔ (قرطبی)

[illegible] ان احسانات کا ذکر کرنے کے بعد اپنے رب کریم کی تعریف [illegible] اپنے بندوں کے ساتھ لطیف ہے۔ لطیف ان کو کہتے ہیں جو اپنے احسانات [illegible] علامہ قرطبی نے لطیف کا یہ معنی کیا ہے جو اپنے بندوں کے ساتھ [illegible] ان کی ضروریات کو اس طرح [illegible] پورا کرے [illegible] هو اللطيف [illegible] هو الذي يوصل [illegible] من حيث لا يحتسبون۔

[illegible] اللہ تعالیٰ کی صفات علم و حکمت کی جو [illegible] اس قصہ سے [illegible] غور و فکر کرنے والے [illegible] اس کی قدرت کا [illegible] عالم [illegible] حضرت یوسف کو ان آزمائشوں میں مبتلا کیے بغیر [illegible] عالیہ پر فائز کر دیتا [illegible] حکمت کے تقاضے [illegible] ان تمام مراحل سے گزارا [illegible] حضرت یوسف [illegible] انسان کی [illegible] حضرت یوسف کی ذات کو ایک مثالی [illegible] کے طور پر پیش کیا گیا ہے [illegible]

الْأَحَادِيثِ ۚ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ أَنتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكَ مِنْ

اور آخرت میں مجھے وفات دے دیں اس حالت میں کہ میں مسلمان ہوں اور ملا دیں مجھے صالحین کے ساتھ یہ قصہ غیب کی

اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا

خبروں میں سے ہے جو ہم وحی کرتے ہیں آپ کی طرف۔ اور آپ ان کے پاس نہیں تھے جب وہ متفق ہو گئے تھے

اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ

اس بات پر اور اس حال میں کہ وہ مکر کر رہے تھے۔ اور نہیں ہیں اکثر لوگ، خواہ آپ کتنا ہی چاہیں،

بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ

ایمان لانے والے۔ اور نہیں طلب کرتے آپ ان سے اس (تبلیغ) پر کچھ معاوضہ۔ نہیں ہے یہ مگر نصیحت

لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ ع

سب جہانوں کے لیے۔ اور کتنی ہی بیشمار نشانیاں ہیں۔ جو آسمانوں اور زمین میں ہیں کہ گزرتے ہیں ان پر صبح و شام،

بندوں کے ساتھ ملا دے۔ مجھے ان کی رفاقت نصیب فرما۔

یہ ہے وہ حقیقی [illegible] کی منزل جس کے لیے [illegible] کتاب اسی کے لیے ہوتا ہے اس کی راہ میں [illegible] اس کی منزل کا پتہ بتانے کے لیے قرآن [illegible] اسی منزل کی طرف [illegible] کا مقصد ہے۔ اس منزل کی طرف لے چلنے کے لیے رحمۃ للعالمین کی تشریف آوری ہوئی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اللّٰھم بحمدک [illegible] مسکین لدیک لا حول لہ ولا قوۃ الا بک وتوفہ مسلما والحقہ بالصالحین وقد [illegible] قدرک العبد [illegible] المرسلین سیدی وحبیبی وشفیعی محمد [illegible] رحمۃ للعالمین اللھم صل علیہ من الصلوات اعلاھا ومن التسلیمات اکثرھا والتحیات ازکاھا وعلی آلہ واصحابہ ولمن تبعہ الی یوم الدین۔

[illegible] یوسف علیہ السلام [illegible] کی درخواست کی [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] کے لیے آپ کو [illegible]

عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ ۝ وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ

کرتے ہیں ... اور وہ ان سے منہ پھیرے ہوئے ہیں ... اور نہیں ایمان لاتے ان میں سے اکثر اللہ پر

إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ ۝ أَفَأَمِنُوا أَنْ تَأْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِنْ

مگر اس حالت میں کہ وہ مشرک ہوتے ہیں ... کیا وہ بے خوف ہو گئے ہیں اس بات سے کہ آ جائے ان پر چھا جانے والا

عَذَابِ اللَّهِ أَوْ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝

اللہ کا عذاب یا آ جائے ان پر قیامت اچانک اور انہیں اس کا شعور بھی نہ ہو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ

آپ فرما دیجئے یہ میرا راستہ ہے میں دعوت دیتا ہوں اللہ کی طرف واضح دلیل پر ہوں میں اور وہ بھی

اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ وَمَآ

جنہوں نے میری پیروی کی اور پاک ہے اللہ تعالیٰ اور نہیں ہوں میں مشرکوں سے اور نہیں

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ۭ

بھیجے ہم نے آپ سے پہلے مگر مرد جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے بستی والوں سے

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ

کیا یہ (منکر) لوگ سیر و سیاحت نہیں کرتے زمین میں تاکہ وہ دیکھیں کیسا ہوا تھا انجام ان منکروں کا جو

سکتا ہے کہ اچانک ان پر عذاب الٰہی آگیا یا قیامت قائم ہو گئی تو پھر ان کا کیا بنے گا، یہ سارے سر پیٹتے رہ جائیں گے۔

ف۳ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرما رہا ہے کہ آپ ان لوگوں کو بتا دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید و قیامت پر ایمان لانے کی دعوت دینے میں ہی میرا مقصد حیات ہے۔ میں تمہیں یہ دعوت علی وجہ البصیرت دے رہا ہوں۔ میرے پاس ایسی عقل کے روشن دلائل ہیں جن کے سامنے کسی جاہلیت پر گمراہی سے ڈٹے رہنے کی گنجائش نہیں، اور جن لوگوں نے میری پیروی کی ہے وہ بھی اطاعت اختیار کی ہے۔ ھٰذِہٖ کا اشارہ اسی توحید اور قیامت پر ایمان لانے کی دعوت سبیل سے مراد معنی و مطلب اور بصیرت سے مراد وہ واضح دلائل اور قوی براہین ہیں جن کے بعد کوئی شبہ نہیں رہتا۔ مَنِ اتَّبَعَنِیْ سے مراد قیامت تک اطاعت و پیروی کرنے والے لوگ ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان سب میں اول و برتر ہیں۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ مَنْ سے مراد صحابہ کرام ہیں یعنی اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کانوا احسن طریقۃ واقصد ہدایۃ معدن العلم وکنز الایمان وجند الرحمٰن یعنی اس سے مراد حضور کریم کے صحابہ کرام ہیں۔ ان کا طریقہ بہترین اور ان کی ہدایت سب سے معتدل تھی۔ وہ علم کی کان، ایمان کا خزانہ اور رحمان کا لشکر تھے۔

ف۴ منکرین نبی کی غلط فہمی کا ازالہ ہو رہا ہے۔ ان کا خیال تھا کہ نبی بشریت کے لوازم سے پاک ہونا چاہیے اس لیے نبی کوئی فرشتہ ہونا چاہیے جو بشری کمزوریوں سے مبرا ہو۔ ان کے اس وسوسہ کو یہ کہہ کر دور فرمایا کہ ہماری سنت یہی ہے کہ تمام انسانوں کی طرف انسان ہی کو نبی بنا کر بھیجتے ہیں تاکہ وہ ان کے لیے صحیح طور پر نمونہ بن سکے۔

ف۵ اس آیت میں انہیں ان برباد شدہ بستیوں پر نگاہ عبرت ڈالنے کی تلقین کی جا رہی ہے جن کے پاس سے ان کا اکثر گزر ہوتا رہتا ہے۔

مِنْ قَبْلِهِمْ ۗ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۗ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿١٠٩﴾

جو ان سے پہلے تھے [illegible] یقیناً بہتر ہے ان کے لیے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں [illegible] کیا تم نہیں سمجھتے

حَتّٰٓى اِذَا اسْتَايْـَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا

جب [illegible] مایوس ہو گئے رسول [illegible] اور [illegible] ان سے جھوٹ بولا گیا ہے

جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ ۗ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ

[illegible] اس قوم سے جو

[illegible]

الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۰﴾ لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۭ

جو مجرم پیشہ ہے بلاشبہ پہلی قوموں [illegible] کی داستانوں میں عبرت ہے سمجھداروں کے لیے ۵۳

مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ

نہیں ہے یہ قرآن ایسی بات جو گھڑ لی گئی ہو بلکہ یہ تصدیق کرتی ہے ان کتابوں کی جو اس سے پہلے نازل ہوئیں

وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

اور یہ قرآن ہر چیز کی تفصیل ہے اور سراپا ہدایت و رحمت ہے اس قوم کے لیے جو ایمان لاتے ہیں ۵۴

۵۳ یعنی حضرت یوسف اور ان کے بھائیوں ان کے والدین اہل مصر وغیرہ لوگوں کا جو ذکر اس سورت میں آیا ہے ان کے واقعات میں ارباب عقل و دانش کے لیے بڑی عبرتیں ہیں۔

۵۴ اس قصے کے بیان کے بعد سارے قرآن کی تردید کی کہ یہ حضور خود گھڑ کر پیش کرتے ہیں فرمایا کہ تم خود سوچو ایک امی جو لکھنا نہیں پڑھنا نہیں کسی صاحب علم کے پاس جس کی نشست و برخاست نہیں ہے وہ بس محض اللہ تعالیٰ کی وحی کے بغیر کیونکر اس عمدگی سے پیش کر سکتا ہے یقیناً یہ [illegible] ہے [illegible] آپ کے [illegible] اللہ [illegible] کوئی کتاب نہیں یہ اس کتاب سے قرآن آسمانی صحیفوں کی تصدیق ہوتی ہے جو پہلے انبیاء پر نازل کیے گئے تھے یہ کتاب [illegible] تبدیل اور تحریف کے پردے چھٹنے سے ان واقعات میں جو الجھنیں اور جو غلط فہمیاں پیدا ہو گئے تھے ان کو دور کر کے بیان کرتی ہے یہ سراپا ہدایت و رحمت ہے اس قوم کے لیے جو اس کو اللہ تعالیٰ کا کلام مانے

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف سورہ الرعد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس سورۃ مبارکہ کا نام "الرعد" ہے کیونکہ اس کی ایک آیت میں یہ لفظ مستعمل ہے يسبح الرعد بحمده۔

اس کی آیات کی تعداد تینتالیس ہے، ۸۵۵ کلمات اور ۳۵۰۶ حروف پر مشتمل ہے۔ اس کے چھ رکوع ہیں۔

نزول: اس کا نزول مکہ مکرمہ میں ہوا یا مدینہ طیبہ میں؟ اس بارے میں علمائے تفسیر میں اختلاف ہے۔ حضرت ابن عباس سے دونوں قول مروی ہیں۔ البتہ اس کا مضمون مکی سورتوں سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔ علامہ آلوسی نے اس اختلاف کو دور کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ سورت تو مکی ہے لیکن اس کی چند آیتیں مدنی ہیں۔ وهذا يجمع به بين الاختلاف [illegible] الآثار معا۔ (روح المعانی)

مضامین: اس سورۃ کا آغاز اس بیان سے ہوا کہ قرآن کریم کلام الٰہی ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی وحدت، اس کی عظمت و کبریائی، اس کی قدرت اور حکمت بالغہ کو ایسے حقیقی اور ناقابل انکار آیات سے ثابت کیا ہے جن کا انکار وہی شخص کر سکتا ہے جس نے عقل و فہم کو چھٹی دے دی ہو۔ سر پر آسمان ہے جس کی رفعت، وسعت کا اندازہ بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ اس میں آفتاب و ماہتاب اپنے اپنے مقررہ وقت تک گردش کر رہے ہیں۔ زمین کو بچھا دیا ہے اس میں کہیں چشمے ابل رہے ہیں کہیں میٹھے اور شفاف پانی کے دریا بہہ رہے ہیں کہیں پہاڑ ہیں جن کی برف پوش چوٹیاں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ ان کی وادیاں قدرت کی گلکاریوں کی جلوہ گاہ ہیں۔ کہیں شاداب کھیت لہلہاتے ہیں کہیں باغ جن کے پھلدار اشجار، شاخیں ثمر کی بہار دکھاتے ہیں۔ زمین ایک، پانی ایک، کھیتی بھی ایک ہی زمین سے اور ایک ہی پانی سے اگتے ہیں وہ پھل لیکن ذائقہ اور رنگ میں ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔ یہ گونا گوں رنگ و بو کہاں سے آیا؟ کیا یہ کسی حکیم و قدیر ہستی کا کارنامہ نہیں جس کی قدرت کی جلوہ آرائیاں چاروں طرف بکھری ہوئی ہیں۔

اس قدرت اور حکمت بالغہ کے ساتھ ساتھ اس کے علم محیط کا بھی ذکر ہے۔ عالم ارواح میں کوئی چیز بھی ایسی نہیں جس کی اسے خبر نہ ہو۔ ہر شکم مادر میں ایک قطرہ آب کے نطفہ بننے سے لے کر بچہ بننے تک جن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے اور جو تغیرات پیش آتے ہیں وہ سب اس کے علم میں ہیں۔ رات کی تاریکی اور دن کے اجالے میں [illegible]

جس ذات اقدس کی قدرت اتنی کامل ہو، جس کی حکمت اتنی گہری ہو، جس کا علم اتنا محیط ہو، بے شک وہی معبود برحق ہے۔

[illegible]

کی سعادت نصیب [illegible] کرتے ہیں کہ [illegible] سے [illegible] نہیں آتا لیکن رحمت [illegible] کی اس [illegible] تو اس [illegible] سوچ کے [illegible] ہوتی ہے [illegible] معجزہ [illegible] سے مجبور [illegible] کی [illegible] کے باعث اسی سے [illegible] ہے۔

اسلام [illegible] روحانی اور عملی [illegible] بات [illegible] اسلام [illegible] آیت [illegible] بیان [illegible] گیا ہے۔

اگرچہ دوسری [illegible] آیت کی [illegible] ہے لیکن [illegible] خصوصی توجہ [illegible] آیت [illegible] میں اللہ تعالیٰ نے [illegible] قوم کے [illegible] قانون بیان فرمادیا ہے۔ [illegible] شخص یا قوم [illegible] اس آیت کو [illegible]

قرآن [illegible] STRUGGLE FOR EXISTENCE [illegible] فلسفہ [illegible] اور [illegible] SURVIVAL OF THE FITTEST [illegible] کیا لیکن اگر آپ آیت [illegible] مطالعہ [illegible] ہے۔

انسان [illegible] اور [illegible] زبان [illegible] انسان [illegible] الا بذکر اللہ تطمئن القلوب [illegible] آیت [illegible] انسان [illegible]

[illegible] رسالت کا منصب [illegible] انسانیت [illegible] رسالت [illegible] تیری صداقت [illegible] دل [illegible] ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

[illegible]

الٓمّٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ

الف لام میم را [illegible]

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ

لیکن اکثر لوگ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ

بغیر ستونوں کے جیسے کہ تم نہیں دیکھ رہے ہو پھر وہ عرش پر مستوی ہوا [illegible] سورج

وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ

اور چاند کو بھی ہر ایک [illegible] سے مقررہ میعاد تک [illegible] وہی کام کی تدبیر کرتا ہے وہ نشانات کھول کھول کر بیان کرتا ہے

الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ

اپنی نشانیاں کہ شاید تم اپنے رب کی ملاقات کا یقین کر لو ۔ اور وہ وہی ہے جس نے زمین پھیلا دی

یعنی [illegible]

[illegible]

[illegible]

اور وہ قدرت الٰہی اور امر الٰہی ہے جس کی وجہ سے وہ اپنی جگہ پر قائم ہیں

سکہ یعنی [illegible] تخلیق کے بعد [illegible] قدرت میں ہے اس پر [illegible] پہلے کر چکے ہیں۔

سکہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کر چکے ہیں۔

[illegible]

وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْهٰرًا ۖ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ

اور جما دیئے اس میں پہاڑ ف اور دریا ف اور ہر قسم کے پھلوں میں سے دو دو

فِيهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ۚ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

جوڑے بنا دیئے ہیں [illegible] وہ ڈھانپ دیتا ہے رات سے دن کو ف بیشک ان چیزوں میں [illegible]

آسمان و شمس و قمر اور تمام اجرام فلکی [illegible] ہیں [illegible] ہے [illegible] اپنے محور پر چل رہے۔ [illegible]

ف عالم علوی میں [illegible] قدرت کے نشانات [illegible] کی طرف توجہ [illegible] اس [illegible] دلیلیں [illegible] ہیں۔ دیکھو [illegible] پھیلا دیا ہے۔ کیا فاصلے ان [illegible] ہیں [illegible] درست نہیں [illegible] روایت [illegible] ہو چکی ہے۔ اس کی مخالفت [illegible] حضرت [illegible] ابن عباس [illegible] بالکلیہ [illegible] الکبیر [illegible] کان [illegible] سے [illegible] ہو چکی تھی۔

ف دوسری دلیل۔ جگہ جگہ پہاڑ [illegible] قدرت کاملہ کی روشن دلیل ہے [illegible] اور ایک جگہ پر انہیں مستحکم کر دیا [illegible] سے [illegible] ہیں [illegible] کچھ [illegible] ہے۔

ف تیسری دلیل۔ پہاڑوں کے [illegible] جاری کر دیا [illegible] اور [illegible] علاقوں میں [illegible] کی [illegible] روشن مثال ہے۔

ف چوتھی دلیل۔ پھلوں کے اقسام [illegible] کچھ حیرت انگیز ہیں۔ اگر آپ [illegible] ایک ہی زمین ہے ایک ہی موسم ہے اور ایک ہی چشمہ کے پانی سے آبپاشی ہوتی رہی ہے لیکن [illegible] کوئی [illegible] شیریں ہے [illegible] کسی کا ذائقہ [illegible] یکساں [illegible] ہیں [illegible]

لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ

نشانیاں ہیں ان کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں [illegible] اور باغات ہیں انگوروں کے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَعْنَابٍ وَزَرْعٌ وَنَخِيلٌ صِنْوَانٌ وَغَيْرُ صِنْوَانٍ يُسْقَىٰ بِمَاءٍ

اور کھیتیاں ہیں [illegible]

وَاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ

پانی سے [illegible]

لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿٤﴾ وَإِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ أَإِذَا

[illegible]

كُنَّا تُرَابًا أَإِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ۗ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَأُولَٰئِكَ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ

[illegible]

فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٥﴾ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ

[illegible]

خَلَتْ مِن قَبْلِهِمُ الْمَثُلَاتُ ۗ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ

ان کے ظلم (زیادتی) کے باوجود اور بیشک آپ کا رب سخت عذاب دینے والا (بھی) ہے اور کافر کہتے ہیں

كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ

کہ کیوں نہ نازل کی گئی اس پر کوئی نشانی اس کے رب کی طرف سے [illegible] آپ تو صرف ڈرانے والے ہیں

لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ

اور ہر قوم کے لیے آپ ہادی ہیں اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو [illegible] ہوتی ہے کوئی مادہ اور جو [illegible]

المثلات ۔ العقوبات اس کا واحد مُثلۃ ہے یعنی سزا ۔ امام راغب لکھتے ہیں اَلْمُثْلَۃُ بمعنی نقمۃ تنزل بالانسان فیجعل مثالاً یرتدع به غیرہ وذلك کالنکال وجمعه مُثُلات ومَثُلات (مفردات)

ف۶ [illegible] اپنے بندوں پر عذاب نازل کرنے میں جلدی سے کام نہیں لیتا [illegible] مغفرت [illegible] [illegible] تصور کرتے ہیں [illegible] [illegible] کی [illegible] کرتے ہیں لیکن [illegible] ہے کہ [illegible] کتابوں سے بھی معلوم ہے [illegible] ۔ اللھم ان کان ھذا ھو الحق من عندك فامطر علینا حجارۃ من السماء [illegible] اگر یہ کتاب تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا [illegible] اللہ تعالیٰ نے ان کے اس اصرار کے باوجود ان پر عذاب [illegible] وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم [illegible] درمیان تشریف فرما ہیں ان پر عذاب کیونکر اتارا جائے۔

ف۷ لیکن جب انکار و عناد کی حد ہو جاتی ہے اور مہلت کا وقت ختم ہو جاتا ہے تو پھر ان پر [illegible] شدید عذاب آتا ہے اور [illegible] کرکے رکھ دیے جاتے ہیں۔

ف۸ سینکڑوں معجزات دیکھنے کے باوجود [illegible] اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کو [illegible] آپ کا کام [illegible] [illegible] معجزات [illegible] فرمائشیں کرتے رہو [illegible]

ف۹ [illegible] ھاد [illegible] اور قیامت تک آنے والی سب اقوام عالم کے لیے [illegible] [illegible] لکل قوم ھاد [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible] اس کا مفہوم بھی بیان کیا ہے [illegible] دنیا میں جتنی قومیں گزری ہیں یا اب موجود ہیں سب کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء [illegible] [illegible] جو انہیں راہ حق بتاتے [illegible]

الْأَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ۖ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِمِقْدَارٍ ﴿٨﴾ عَالِمُ

رحم اور جو زیادہ کرتے ہیں اور ہر چیز اس کے نزدیک ایک اندازہ سے ہے وہ جاننے والا ہے

الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ ﴿٩﴾ سَوَاءٌ مِنْكُمْ مَنْ أَسَرَّ

ہر پوشیدہ چیز کا اور ہر ظاہر چیز کا سب سے بڑا عالی مرتبہ ہے ۲۴ برابر ہے تم میں سے وہ جو آہستہ بات

الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهِ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيْلِ وَسَارِبٌ

کرتا ہے اور جو بلند آواز سے بات کرتا ہے اور وہ بھی جو چھپا رہتا ہے رات کے وقت اور وہ جو چلتا پھرتا ہے

بِالنَّهَارِ ﴿١٠﴾ لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ

دن کے وقت ۲۵۔ انسان کے لیے یکے بعد دیگرے آنے والے فرشتے ہیں اس کے آگے اور اس کے پیچھے بھی وہ نگہبانی کرتے ہیں اس کی

۲۳ خدا تعالیٰ کی صفت علم کو بیان کیا جا رہا ہے کہ [illegible] ہر مادہ کے پیٹ میں جو نطفہ قرار پاتا ہے اور مدت حمل میں جو کمی بیشی ہوتی ہے [illegible] رحم میں [illegible] سب کو جانتا ہے ہر چیز کے لیے اس نے ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔ [illegible] جنات [illegible] ہے [illegible] اس سے چھپا ہوا نہیں ہے [illegible] اور [illegible] کے انکار کے [illegible] تم [illegible] ہوگی۔

۲۴ یہاں بھی اللہ تعالیٰ کے علم محیط اور قدرت کاملہ کا ذکر فرمایا۔ الکبیر الذی کل شیء دونہ۔ المتعال المستعلی علی کل شیء بقدرته و قهره (قرطبی)۔ یعنی کبیر وہ ہے جس کے سوا ہر چیز اس سے نیچے ہو اور متعال کا مفہوم ہے کہ جو اپنی قدرت اور طاقت کے باعث ہر چیز پر غالب ہو۔

۲۵ یہاں بھی اللہ تعالیٰ کے علم محیط کا بیان ہے یعنی وہ تمہاری سب باتوں کو جانتا ہے خواہ تم آہستہ آواز سے سرگوشیاں کرو یا بلند آواز سے [illegible] رات کی تاریکی میں چھپے ہوئے ہو یا دن کے اجالے میں ظاہر [illegible] وہ تمہاری ہر بات جانتا ہے [illegible] السارب [illegible] المتواری یعنی سرنگ [illegible] السارب المتواری ای داخل سربا (قرطبی)

۲۶ یعنی [illegible] انسان [illegible] فرشتے مقرر کیے گئے [illegible] کے مطابق [illegible] اس کے اعمال نیک ہوں یا بد [illegible] مقرر کیے گئے ہیں۔

مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا

اللہ تعالیٰ کے حکم سے بیشک اللہ تعالیٰ نہیں بدلتا کسی قوم کی اچھی بری حالت کو جب تک وہ لوگ جو آپ میں نہ بدلیں

بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَ اِذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَ مَا لَهُمْ

جو ان میں نہیں رہتے ۸ اور جب ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کسی قوم پر [illegible] تو اس کا ٹالنا ممکن نہیں ۹ اور نہیں ہے ان کا

اور ان کا مقررہ وقت پورا ہو جانے [illegible] سے [illegible] فرشتہ [illegible] سے [illegible] دیا جاتا ہے اور پھر اس کو [illegible] اللہ [illegible] نہیں رہتی۔

اس کا مقصود [illegible] حالت [illegible] کی حالت [illegible] آپ [illegible] قوم [illegible] حالت کا [illegible] فرشتہ [illegible] حالت [illegible] ساتھ [illegible] ہیں [illegible] کی حالت [illegible] ہوتے ہیں [illegible] تو [illegible] اور [illegible] الٰہی [illegible] سامنے [illegible] ایک ایسا [illegible] حسنةٌ اور [illegible] حالت کے [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] حالت کے [illegible] فرشتے مقرر [illegible] حالت [illegible] سے [illegible] حالت [illegible] من امر اللہ [illegible] حالت [illegible] اللہ تعالیٰ کے [illegible] حکم سے ہوتی ہے۔

۸ [illegible] خوشحالی [illegible] قوم [illegible] حالت [illegible] اپنے [illegible] حالت [illegible] کی [illegible] مستحق [illegible] کی [illegible] قدرت [illegible] کی [illegible] میں دکھائی دیتا ہے۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم من العافیة والنعمة حتی یغیروا ما بانفسہم من الاحوال الجمیلة بالاحوال القبیحة (مظہری)

اسی طرح کسی [illegible] قوم [illegible] خوشحالی [illegible] بلکہ پہلے [illegible] قوم [illegible] چھوڑ [illegible] اپنے آپ کو [illegible] ہے تب ہی حالت بدل جاتی ہے۔

۹ جب کوئی قوم [illegible] اپنی اصلاح نہیں کرتی اور [illegible] اصلاح کے لیے [illegible] نعمت [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] اپنے [illegible] کوئی [illegible] فیصلہ [illegible] پھر ان [illegible] اپنے [illegible] نتائج سے [illegible] نہیں [illegible] کوئی [illegible] نہیں [illegible]

مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ

اور نہ ان کے لیے اس کے سوا کوئی مددگار ہو سکتا ہے۔ وہی ہے جو تمہیں دکھاتا ہے بجلی ڈرانے کے لیے اور امید

طَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۝ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ

دلانے کے لیے اور اٹھاتا ہے (پانی سے) بوجھل بادل۔ اور پاکی بیان کرتی ہے کڑک اس کی حمد کے ساتھ

وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا

اور فرشتے بھی اس کے خوف سے۔ اور وہی بھیجتا ہے کڑکنے والی بجلیاں پھر گراتا ہے انہیں

جیسا کہ تشریح کی ہے اپنے اعمال [illegible] کی اصلاح کی طرف متوجہ کرنے [illegible] ہے

ثلہ [illegible] بجلی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اور [illegible]

[illegible] ہوتا ہے۔

ثلہ [illegible] حال سے [illegible]

[illegible]

[illegible] نہیں [illegible]

[illegible] قال ابن عباس الرعد ملک من الملائکۃ موکل بالسحاب [illegible]

حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بادل گرجے اور بجلی کڑکے تو جو شخص یہ کلمات پڑھے اگر اس کو بجلی سے نقصان پہنچے تو اس کی دیت کا میں ذمہ دار ہوں۔ سبحان من یسبح الرعد بحمدہ والملئکۃ من خیفتہ وھو علی کل شیء قدیر۔

ثلہ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible]

[illegible]

مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ۝۱۳ لَهٗ

جس پر چاہتا ہے ۔ اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑتے ہیں ۔ اور اس کی پکڑ بہت سخت ہے ۔ اسی کو

دَعْوَةُ الْحَقِّ ۭ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ

پکارنا حق ہے ۔ اور وہ لوگ جو پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو نہیں جواب دے سکتے انھیں کچھ بھی

علی رضی اللہ عنہ نے شدید المحال کا معنی کیا ہے ۔ بڑی سخت گرفت کرنے والا شدید الاخذ قاله علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ۔ اس آیت کی شان نزول میں علماء کرام نے متعدد اقوال لکھے ہیں ۔ میں حضرت صدر الافاضل مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے حاشیہ خزائن العرفان سے اس کی شان نزول نقل کر رہا ہوں ۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے ایک نہایت سرکش کافر کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے اپنے اصحاب کی ایک جماعت بھیجی ۔ انھوں نے اس کو دعوت دی کہنے لگا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب کون ہے جس کی تم مجھے دعوت دیتے ہو کیا وہ سونے کا ہے یا چاندی کا یا تانبے کا ۔ مسلمانوں کو یہ بات بہت گراں گزری اور انھوں نے واپس ہو کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ایسا اکفر سیاہ دل سرکش دیکھنے میں نہیں آیا ۔ حضور نے فرمایا اس کے پاس پھر جاؤ ۔ اس نے پھر وہی گفتگو کی اور اتنا اور کہا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت قبول کر کے ایسے رب کو مان لوں جسے نہ میں نے دیکھا ۔ یہ حضرات پھر واپس آئے اور عرض کیا کہ حضور اس کا خبث تو اور ترقی پر ہے ۔ فرمایا پھر جاؤ ۔ تعمیل ارشاد پر گئے جس وقت اس سے گفتگو کر رہے تھے اور وہ ایسی ہی سیاہ دلی کی باتیں بک رہا تھا ایک ابر آیا اس سے بجلی چمکی اور کڑک ہوئی اور بجلی گری اور اس کافر کو جلا دیا ۔ یہ حضرات اس کے پاس بیٹھے رہے جب وہاں سے واپس ہوئے تو راہ میں انھیں اصحاب کرام کی ایک اور جماعت ملی وہ کہنے لگے کہئے وہ شخص جل گیا ۔ ان حضرات نے کہا کہ آپ صاحبوں کو کیسے معلوم ہو گیا انھوں نے فرمایا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی آئی ہے ویرسل الصواعق الآیۃ ۔

خزائن العرفان ۔

۳۲؎ دعوۃ الحق کی ترکیب: علامہ زمخشری نے تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے کہ الحق کا معنی یا تو حق جو باطل کی نقیض ہے کے معنی میں ہے یا اللہ تعالیٰ کا اسم ہے ۔ اگر حق کے پہلے معنی ہوں تو پھر دعوۃ کی یہ صفت ہوگی لیکن اسے بصیغہ مضاف ذکر کیا اور صفت کی موصوف کی طرف اضافت ملابست کا ہی سبب ہے جیسے کلمۃ الحق یا مسجد الجامع ۔ یعنی یہی وہ دعا ہے جو حق ہے درست ہے جس پر توجہ دی جاتی ہے اور جو قبول ہوتی ہے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے کی جائے ۔ والمعنی ان اللہ سبحانہ یدعی فیستجیب الدعوۃ والدعاء منسوبة اور الحق اسماء الٰہی میں سے ہو تو اس وقت معنی ہوگا دعوۃ المدعو الحق الذی یسمع فیجیب ۔ علامہ ابو حیان نے بحر محیط میں پہلی ترکیب کو ترجیح قرار دیا ہے اور یہی درست بھی ہے ۔

۳۳؎ جن بے جان بتوں کے پجاری یہ منتیں کر کے پکارتے ہیں اور ان سے وہ جو کچھ مانگتے ہیں ان کی عرضیں اور التجائیں وہ ایک بھی نہیں سنتیں

بِشَیۡءٍ اِلَّا کَبَاسِطِ کَفَّیۡهِ اِلَی الۡمَآءِ لِیَبۡلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَ

[illegible]

مَا دُعَآءُ الۡکٰفِرِیۡنَ اِلَّا فِیۡ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾ وَلِلّٰهِ یَسۡجُدُ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ

[illegible]

[illegible]

وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۩ ﴿۱۵﴾ قُلْ

اور زمین میں ہیں بعض خوشی سے اور بعض مجبوراً اور ان کے سائے بھی صبح کے وقت اور شام کے وقت آپ کہیے

مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۭ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ

پوچھیے کون ہے پروردگار آسمانوں اور زمین کا [illegible] اللہ ہے [illegible] کیا پھر بھی تم نے بنا لیے ہیں اللہ کے

دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ قُلْ هَلْ

سوا ایسے حمایتی جو اختیار نہیں رکھتے اپنے لیے بھی کسی نفع کا اور نہ کسی نقصان کا ۔ آپ ان سے پوچھیے

يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ڏ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ڬ

کیا برابر ہوتا ہے اندھا اور بینا یا کیا یکساں ہو سکتے ہیں اندھیرے اور نور

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم ۔

[illegible]

[illegible] ظہر و عصر و مغرب کا درمیانی وقت ۔

۳؎ [illegible]

آسمانوں زمین کا خالق [illegible] امام بغوی نے لکھا ہے [illegible] جب یہ سوال ان سے پوچھا تو خاموش ہو گئے [illegible] آپ بتلائیے [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] حکم دیا قل اللہ ۔ آپ ان سے [illegible] آسمانوں [illegible] کا خالق اور مالک [illegible] ہے تو پھر تم ان بے بس اور بے اختیار معبودوں کو اس کا شریک کیوں ٹھہراتے ہو [illegible] اپنے آپ [illegible] نہیں بچا سکتے وہ تمہارے کس کام آئیں گے ۔

۴؎ پھر ان سے پوچھا [illegible]

أَمْ جَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ خَلَقُوا كَخَلْقِهِ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۚ

کیا ٹھہرا لیے ہیں انہوں نے اللہ کے لیے ایسے شریک جنہوں نے پیدا کیا ہو جیسے اس نے پیدا کیا ہے پس مشتبہ ہو گئی ہو تخلیق ان پر ۳۳؎

قُلِ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿١٦﴾ أَنْزَلَ مِنَ

فرمائیے اللہ تعالیٰ ہی پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کا ۳۴؎ اور وہ ایک ہے سب پر غالب ہے۔ اس نے اتارا

السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا

آسمان سے پانی تو بہہ نکلیں وادیاں اپنے اپنے اندازے کے مطابق پھر اٹھا لیا سیلاب کی رو نے جھاگ جو

رَابِيًا ۚ وَمِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ حِلْيَةٍ أَوْ مَتَاعٍ

ابھر آیا اور جن چیزوں کو آگ کے اندر تپاتے ہیں زیور بنانے کے لیے یا دیگر سامان بنانے کے لیے

۳۳؎ اگر کائنات کی چھوٹی بڑی [illegible] چیزوں میں سے چند چیزیں بھی ان کے تراشے ہوئے بتوں کی پیدا کی ہوتیں تو پھر ان کو معبود ماننے اور ان کی عبادت کرنے کے متعلق شک کیا جا سکتا تھا لیکن جب ہر چیز کا خالق وہی ہے [illegible] تو پھر ان کی عبادت [illegible] کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا

۳۴؎ [illegible] آپ [illegible] انہیں بتا دیجئے [illegible] کہ ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ اور تخلیق کائنات میں کسی دوسرے کا دخل نہیں [illegible] اس کے [illegible] حقیقت [illegible] ایک ہی [illegible] ذات ہے [illegible] ای المتفرد بالربوبیة والاستحقاق للعبادة [illegible] المتوحد بالوجود [illegible] لا موجود غیرہ [illegible]

۳۵؎ حق و باطل کی ایک مثال [illegible] حق کے دوام و بقا اور باطل کے فنا و زوال [illegible] بیان کی جا رہی ہے [illegible] جب [illegible] بارش ہوتی ہے تو ندی نالے پانی سے بھر جاتے ہیں۔ [illegible] وادیوں میں پانی کی مقدار [illegible] تنگ وادیوں میں پانی کی مقدار تھوڑی ہوتی ہے جب پانی تیزی سے بہتا ہے تو [illegible] سطح آب پر جھاگ [illegible] ہو جاتا ہے [illegible] سونا چاندی [illegible] دیگر چیزیں [illegible] جھاگ [illegible] پانی [illegible] نیچے [illegible] جھاگ [illegible] پانی [illegible] ہے لیکن تھوڑی دیر بعد پانی [illegible] کنارے [illegible] جھاگ [illegible] نام و نشان

زَبَدٌ مِّثْلُهُ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ۚ فَأَمَّا الزَّبَدُ

اس میں بھی ویسا ہی جھاگ اٹھتا ہے یوں اللہ تعالیٰ مثال بیان فرماتا ہے حق اور باطل کی۔ پس جو جھاگ ہے تو

فَيَذْهَبُ جُفَاءً ۖ وَأَمَّا مَا يَنفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ ۚ

وہ بیکار ہو کر چلا جاتا ہے اور جو چیز نفع بخش ہے لوگوں کے لیے وہ باقی رہتی ہے زمین میں

كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ ۝ لِلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنَىٰ ۚ

یوں ہی اللہ تعالیٰ مثالیں بیان فرماتا ہے۔ ان لوگوں کے لیے جنہوں نے اپنے رب کا حکم مان لیا بھلائی ہی بھلائی

وَالَّذِينَ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُ لَوْ أَنَّ لَهُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَ

اور جنہوں نے نہیں مانا اس کا حکم تو اگر ان کے پاس ہو جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب اور

[illegible]

[illegible] STRUGGLE FOR [illegible]

[illegible] SURVIVAL OF THE FITTEST [illegible]

[illegible]

[illegible]

مِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ سُوْۗءُ الْحِسَابِ ڏ وَمَاْوٰىهُمْ

[illegible] کے ساتھ [illegible] سب کچھ [illegible] دے [illegible] یہی لوگ ہیں جن سے [illegible] حساب [illegible] اور ان کا ٹھکانا

جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ

جہنم ہے اور وہ بہت بری [illegible] ہے۔ [illegible] جو شخص یہ جانتا ہے کہ جو [illegible] آپ کی طرف [illegible]

رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ

[illegible] حق ہے [illegible] اندھا ہے [illegible] قبول [illegible] ہیں جو عقلمند ہیں [illegible]

يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ

پورا کرتے ہیں [illegible] کے ساتھ [illegible] اور [illegible] نہیں توڑتے [illegible] اور جو [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] قرآن [illegible] کی کتاب [illegible]

[illegible] عہد اللہ سے مراد [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] تمام آسمانی [illegible]

[illegible] رشتہ داروں کے ساتھ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَیَخَافُوْنَ سُوْٓءَ

[illegible]

الْحِسَابِ ﴿۲۱﴾ وَالَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ

[illegible]

وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً وَّیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ

[illegible]

[illegible] قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیس الواصل بالمکافی ولکن الواصل الذی اذا قطعت رحمہ وصلہا۔ (رواہ البخاری)

۱ ۔ [illegible]

۱ ۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رجل یا رسول اللہ من احق بحسن صحابتی قال امک قال ثم من قال امک قال ثم من قال امک قال ثم من قال ابوک۔ [illegible] تیری ماں [illegible] تیری ماں [illegible] تیرا باپ۔

۲ ۔ وعن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من ابر البر صلۃ الرجل اھل ود ابیہ بعد ان یولی۔ رواہ مسلم۔ [illegible] سب سے بڑی نیکی ہے۔

۳ ۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ [illegible] تعلموا من انسابکم ما تصلون بہ ارحامکم فان صلۃ الرحم محبۃ فی الاھل مثراۃ فی المال منساۃ فی الاثر۔ رواہ الترمذی۔ [illegible]

[illegible]

السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ عُقۡبَى الدَّارِ ﴿۲۲﴾ جَنّٰتُ عَدۡنٍ يَّدۡخُلُوۡنَهَا

برائی کی [illegible] داخل ہوں گے

وَمَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآئِهِمۡ وَاَزۡوَاجِهِمۡ وَذُرِّيّٰتِهِمۡ وَالۡمَلٰٓئِكَةُ

اور جو [illegible] ان کی [illegible] فرشتے

يَدۡخُلُوۡنَ عَلَيۡهِمۡ مِّنۡ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾ سَلٰمٌ عَلَيۡكُمۡ بِمَا صَبَرۡتُمۡ

[illegible] داخل ہوں گے [illegible] تم پر [illegible] صبر کیا

[illegible]

[illegible] عقبٰی کہتے ہیں عقبہ کا معنی [illegible] العقبٰی [illegible] العقوبة المعاقبة [illegible] معاقبة [illegible]

[illegible]

ومن صلح [illegible]

[illegible]

[illegible]

فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۝ وَالَّذِينَ يَنقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِن

پس کیا اچھا ہے یہ آخرت کا گھر اور وہ لوگ جو توڑتے ہیں اللہ سے کیے عہد کو [illegible]

بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَ

اسے پکا کرنے کے بعد اور کاٹتے ہیں [illegible] اور

يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ۝

اور فساد برپا کرتے ہیں زمین میں یہی لوگ ہیں جن پر لعنت ہے اور ان کے لیے برا گھر ہے

اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ وَفَرِحُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا

اللہ تعالیٰ کشادہ روزی دیتا ہے جسے چاہتا ہے [illegible] دنیا کی زندگی پر

[illegible]

[illegible]

[illegible] جا سکتے ہیں۔

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ۧ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

[illegible]

لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ

[illegible]

يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ۝ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَىِٕنُّ

[illegible]

قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ۝ الَّذِيْنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾ كَذٰلِكَ

[illegible]

اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا۟ عَلَيْهِمُ

[illegible]

الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ۭ قُلْ هُوَ رَبِّيْ

[illegible]

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ﴿۳۰﴾ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا

[illegible]

سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ۭ بَلْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لِلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ۭ اَفَلَمْ يَايْــــَٔـسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ يَشَاۗءُ اللّٰهُ

بلکہ سب کام اللہ ہی کے اختیار میں ہیں [illegible] تو کیا ایمان والوں کو اس بات سے [illegible] کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو

لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ

سب لوگوں کو ہدایت دے دیتا۔ اور کفار اس حالت میں رہیں گے کہ پہنچتا رہے گا ان کو

بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ

ان کے کرتوتوں کی وجہ سے کوئی نہ کوئی صدمہ، یا اترتی رہے گی کوئی مصیبت ان کے گھروں کے قریب یہاں تک کہ آ جائے

وَعْدُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ

اللہ کا وعدہ۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ اور بلاشبہ مذاق کیا گیا بہت سے رسولوں کا

مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۣ فَكَيْفَ

جو آپ سے پہلے گزرے پھر میں نے ڈھیل دی کافروں کو (کچھ مدت تک) پھر ان کو پکڑ لیا۔ تو دیکھو کیسا عذاب تھا

كَانَ عِقَابِ ۝ اَفَمَنْ هُوَ قَاۗىِٕمٌ عَلٰي كُلِّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ ۚ

میرا عذاب۔ کیا پھر جو نگہبانی کر رہا ہے ہر شخص کی اس کے اعمال پر [illegible]

(۱) یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کوئی بعید نہیں، اگر وہ چاہے تو قرآن کے ذریعے یہ سب کچھ ظہور پذیر ہو جائے لیکن جب ایمان ان کے مقدر ہی میں نہیں تو پھر ایسے مطالبات پورے کرنے کا کیا فائدہ؟

(۲) افلم ییاس الذین [illegible] بعض کافروں کے [illegible] یہ مطالبات بھی پورے کر دیے جاتے تو یہ اسلام قبول کر لیتے [illegible] سب کی ہدایت کی [illegible] چاہتا تو [illegible] کیا مسلمان ان [illegible] نہیں [illegible] "کیا معلوم نہیں ہوا" [illegible]

[illegible]

ألم ييأس الأقوام أني أنا ابنه ... وإن كنت عن أرض العشيرة نائيا

یعنی کیا انہیں معلوم نہیں [illegible]

وَجَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ اَمْ تُنَبِّـُٔوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى

اور بنا لیے ہیں انہوں نے اللہ کے لیے شریک فرمائیے ذرا نام تو لو ان کا کیا تم آگاہ کرتے ہو اللہ تعالیٰ

الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ؕ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

[illegible] زمین میں یا یونہی سطحی سی بات کرتے ہو بلکہ آراستہ کر دیا گیا ہے کافروں کے لیے ان کا

مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ

مکر اور روک دیئے گئے ہیں سیدھے راستہ سے اور جسے گمراہ کر دے اللہ تو نہیں اسے کوئی ہدایت دینے والا

مِنْ هَادٍ ۝ لَهُمْ عَذَابٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ

نہیں ان کے لیے عذاب ہے دنیوی زندگی میں اور آخرت کا عذاب تو بڑا

اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ۝ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِىْ وُعِدَ

سخت ہوگا اور نہیں ہوگا ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی گرفت سے کوئی بچانے والا اس جنت کی کیفیت جس کا وعدہ دیا گیا ہے پرہیزگاروں

[illegible] الكلبي [illegible] وقال الجوهري في الصحاح [illegible] (قرطبی)

۵۸ [illegible] اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوگا۔

۵۹ [illegible] رقیب علیہ [illegible]

[illegible]

[illegible] ظاهر من القول [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۶۰ [illegible] پیش کیا۔

الْمُتَّقُونَ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ أُكُلُهَا دَائِمٌ وَظِلُّهَا تِلْكَ

[illegible]

عُقْبَى الَّذِينَ اتَّقَوا وَّعُقْبَى الْكَافِرِينَ النَّارُ ۝ وَالَّذِينَ

[illegible]

آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَفْرَحُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمِنَ الْأَحْزَابِ

[illegible]

مَن يُنكِرُ بَعْضَهُ قُلْ إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ وَلَا أُشْرِكَ

[illegible]

بِهِ إِلَيْهِ أَدْعُو وَإِلَيْهِ مَآبِ ۝ وَكَذَٰلِكَ أَنزَلْنَاهُ حُكْمًا

[illegible]

عَرَبِيًّا وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُم بَعْدَمَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ

[illegible]

مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا وَاقٍ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ۚ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ

[illegible]

اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۗ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿۳۸﴾ يَمْحُوا اللّٰهُ

[illegible]

مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾ وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ

[illegible]

[illegible]

بصیرۃ القلب [illegible] ایک اور آیت آتی ہے

والے ہیں تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں [illegible] حضرت [illegible] صدقہ [illegible] ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنا اور [illegible] اعمال میں [illegible] قبول [illegible] سے بچتے ہیں [illegible] عزت و برتری [illegible] حضرت انس رضی اللہ عنہ [illegible] نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] چاہیے کہ صدقہ [illegible] امام احمد [illegible] حدیث نقل کی ہے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] حضرت ثوبان [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انسان اس کے گناہ کی وجہ سے رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے اور تقدیر کو دعا ہی ٹال سکتی ہے اور نیکی سے عمر میں [illegible]

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ [illegible] طواف کرتے تھے اور زار و قطار رو رو کر [illegible] تھے اللھم ان کنت کتبتنی فی اھل السعادۃ فاثبتنی فیھا وان کنت کتبتنی علی الشقاوۃ [illegible] السعادۃ [illegible] فانک تمحو ما تشاء وتثبت وعندک ام الکتاب۔ ابن کثیر

اے اللہ اگر تو نے مجھے سعادت مندوں کے زمرہ میں لکھا ہے تو مجھے اسی زمرہ میں ثابت رکھ اور اگر تو نے مجھ پر شقاوت لکھی ہے تو اسے مجھ سے مٹا دے اور سعادت مندوں کی فہرست میں میرا نام ثبت کر دے کیونکہ تو مٹاتا ہے جو چاہتا ہے اور ثبت کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ ام الکتاب تیرے پاس ہے۔ حضرت مولانا ثناء اللہ پانی پتی نے تفسیر مظہری میں اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے ایک قصہ لکھا ہے جو ہم خلاصۃ [illegible]

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ [illegible] کشف [illegible] حضرت [illegible] حضرت [illegible] معصوم کے استاد ملا طاہر لاہوری کی پیشانی پر شقی [illegible] اپنے [illegible] کیا [illegible] کہ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ [illegible] شقاوت کو سعادت سے بدل دے حضرت مجدد [illegible] لوح محفوظ [illegible] قضائے مبرم ہے [illegible] نہیں جا سکتا [illegible] دعا کے [illegible] آپ کو یاد آیا کہ حضرت غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ نے فرمایا [illegible] قضائے مبرم [illegible] رحمت [illegible] سوال [illegible] حضرت غوث الاعظم کی دعا قبول ہوئی تھی حضرت مجدد صاحب [illegible] بعد [illegible] دیکھا ان کی پیشانی سے شقی کا لفظ مٹ گیا اور سعید کا لفظ لکھا گیا۔

حضرت علامہ پانی پتی لکھتے ہیں [illegible] قضائے مبرم [illegible] علم الٰہی میں [illegible] قضائے معلق [illegible]

بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّیَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ

جس کا ہم ان کافروں [illegible] وعدہ [illegible] یا [illegible] آپ کو [illegible] سو آپ پر صرف تبلیغ [illegible]

وَ عَلَیْنَا الْحِسَابُ ﴿۴۰﴾ اَوَ لَمْ یَرَوْا اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا

ہمارے ذمہ ہے [illegible] حساب لینا۔ کیا [illegible] نہیں [illegible] کہ ہم [illegible] زمین [illegible]

مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ وَ اللّٰهُ یَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ؕ وَ هُوَ سَرِیْعُ

کم کرتے [illegible] اور اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے کوئی نہیں [illegible] اس کے حکم میں اور وہ بہت جلد حساب

الْحِسَابِ ﴿۴۱﴾ وَ قَدْ مَكَرَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِیْعًا ؕ

لینے والا ہے۔ اور مکاریاں کر چکے ہیں وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے، سو اللہ تعالیٰ کے [illegible] ہیں سب [illegible]

یَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ؕ وَ سَیَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَی

[illegible] جو کچھ [illegible] ہر شخص [illegible] عنقریب [illegible] جان لیں گے [illegible] آخرت [illegible] کس

[illegible]

[illegible]

[illegible] (مظہری) [illegible] (قرطبی)

[illegible] (مظہری) [illegible] (قرطبی)

الدَّارِ ﴿٤٢﴾ وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا ۚ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ

کھلتے ہیں۔ اور کافر کہتے ہیں کہ آپ رسول نہیں ہیں۔ فرمائیے (میری رسالت پر) اللہ تعالیٰ بطور

شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ﴿٤٣﴾

گواہ کافی ہے میرے اور تمہارے درمیان ؎ اور وہ لوگ (بطور گواہ کافی ہیں) جن کے پاس کتاب کا علم ہے۔

ع ۱۲

؎ دشمنانِ حق کے انکار سے کیا ہوتا ہے اگر وہ آپ کی رسالت کو تسلیم نہیں کرتے تو یہ ان کی بدبختی ہے۔ آپ کو ان کی گواہی کی حاجت نہیں۔ آپ فرمائیے میری رسالت اور صداقت کی گواہی دینے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ اور وہ لوگ میری سچائی اور میری حق پرستی کی شہادت دے رہے ہیں۔ جن کو اس کتاب مقدس کا علم عطا کیا گیا ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ اس سے مراد علمائے اہل کتاب ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ اس سے مراد مومن ہیں۔ جو قرآن کریم کے حقائق و اسرار پر یقین رکھتے ہیں، ان کی گواہی سب سے زیادہ قابل اعتماد ہو گی۔ ان مومنین میں سرفہرست حضرت ابوبکر صدیق حضرت فاروق اعظم اور حضرت عثمان ذوالنورین اور باب مدینۃ العلم سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف سورۃ ابراہیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام : اس سورۃ کے چھٹے رکوع میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ذکر ہے اس لیے اس نام سے اس سورۃ مبارکہ کو موسوم کیا گیا۔ اس سورۃ میں سات رکوع، باون آیتیں، آٹھ سو اکتیس کلمات اور تین ہزار چار سو چونتیس حروف ہیں۔

زمانۂ نزول : یہ سورۃ بھی مکہ میں نازل ہوئی۔ اس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مکی دور کے اس سال میں نازل ہوئی جب کفار نے ہر قسم کے مظالم کو انتہا تک پہنچا دیا تھا اور بڑی شد و مد سے مسلمانوں کی مخالفت شروع کر رکھی تھی انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صاف صاف بتا دیا تھا کہ وہ اس دعوت کو ہرگز قبول نہیں کریں گے اور یہ دھمکیاں دیتے تھے کہ اگر تم باز نہ آئے تو آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو ملک سے نکال دیا جائے گا۔ اپنے شہر مکہ میں ہم آپ لوگوں کی موجودگی زیادہ دیر تک برداشت نہیں کر سکتے۔ یہ صرف کھوکھلی دھمکیاں ہی نہ تھیں بلکہ انہوں نے اپنے منصوبے بنانے شروع کر دیے تھے تاکہ ان دھمکیوں کو عملی جامہ پہنا سکیں۔ ان حالات کو پیش نظر رکھا جائے تو یہ تعین کرنا مشکل نہیں رہتا کہ یہ مکی زندگی کے آخری دور میں نازل ہوئی ہے اور انہی حالات میں یہ سورۃ نازل ہوئی واللہ تعالیٰ اعلم۔

مضامین : اس سورۃ کا آغاز اس حقیقت کے بیان سے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ صحیفہ رشد و ہدایت دے کر اس لیے مبعوث کیا ہے کہ آپ لوگوں کو گھپ اندھیروں سے نکال کر ہدایت کی روشنی کی طرف لے آئیں تاکہ وہ عزیز و حمید پروردگار کی راہ پر یقین کے ساتھ گامزن ہو سکیں۔

اس کے بعد یہ بتایا کہ منکرین حق کن بیماریوں کا شکار ہیں۔ انہوں نے آخرت کی ابدی زندگی اور اس کی دائمی نعمتوں کو پس پشت ڈال دیا ہے اور اس فانی زندگی کی عارضی لذتوں پر ریجھ گئے ہیں۔ خود بھی گمراہی اور ضلالت میں سرگرداں ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی حق کو قبول کرنے سے روکتے ہیں۔ ہر وقت اس دین حق کی شکل بگاڑنے میں کوشاں رہتے ہیں کہ لوگوں کے دلوں میں اس کی رغبت ہی ختم ہو جائے۔

موسیٰ علیہ السلام کا اختصار سے ذکر کیا کہ وہ تورات لے کر آئے تاکہ لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر ہدایت پر گامزن کریں۔ آپ نے

یہی احسان و مروت تو ہم کو اپنے [illegible] سے بچا یا اخلاقات [illegible] اللہ علیہ اور [illegible] کی ترسیہ دی۔

کفار کو تو جیسی [illegible] سے عقیدہ کر لیتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کر رہے ہیں اسی قسم کا سلوک تم سے پہلے کفار نے بھی اپنے انبیاء کے ساتھ کیا تھا انھوں نے بھی یہی کہا اور [illegible] اپنے رسولوں کو کہا تھا کہ سب بندے تو ہم جیسے ہی ہیں [illegible] کسی قیمت پر ایمان نہیں لائیں گے [illegible] یہاں سے جلاوطن کر دیں گے [illegible] ہمارے [illegible] میں [illegible] نے یہ کہتے ہیں کہ [illegible] جماعت [illegible] کا نتیجہ [illegible] ہے۔ واحد [illegible] عقیدہ کو چھوڑ کر غلط [illegible] عقیدہ کو مان لیں۔ انبیاء کرام نے انھیں بتایا [illegible] اپنے بشر ہونے کا اعتراف ہے لیکن یہ مخصوص [illegible] سے نوازا [illegible] کرانا [illegible] اور اپنے [illegible] منصب [illegible] بعثت [illegible] ان کے [illegible] کے بندوں سے [illegible] جیسی [illegible] کر رہے ہے

جس طرح کفار کے اندر [illegible] صاحب ایمان [illegible] ان کا [illegible] بہت [illegible] کو پیش آنے والے واقعات [illegible] کہ کسی میں حق [illegible] کی صلاحیت ہی [illegible] پریشان حال [illegible] بھاگ رہے ہوں گے [illegible] نہیں [illegible] اپنے [illegible] ہوں گے [illegible] قوم کے [illegible] کر دیا تاکہ لوگ [illegible] کسی ایسے شخص کی [illegible] اطاعت [illegible] ہی کے لیے حسرت و ندامت کا باعث ہو۔

اس کے ساتھ ہی شیطان جس کی [illegible] کرتے [illegible] طرح [illegible] روز جب تمام امور [illegible] کے [illegible] ہو [illegible] رہے ہو [illegible] جواب [illegible] صاف صاف [illegible] وعدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے ساتھ کیے [illegible] لیکن جو وعدہ میں نے تمہارے ساتھ کیا تھا [illegible] تمہیں [illegible] گمراہ کر لیا۔ [illegible] اللہ تعالیٰ کے [illegible] اپنی [illegible] کی سزا بھگتو اور اپنے آپ کو کوسو۔

اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے [illegible] کا ذکر ہے [illegible] پیاری پیاری دعائیں ہیں جو انھوں نے

بڑے خلوص اور نیاز سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عظمت میں پیش کیں۔ مکہ کے شہر کے لیے اس شہر کے مکینوں کے لیے اپنی اولاد کی ہدایت اور رزق حلال کے لیے التجائیں کیں۔ ساتھ ہی عرض کیا کہ الٰہی جس لق و دق صحرا و [illegible] میں بے آب و گیاہ بیابان میں تیرے گھر کے پڑوس میں میں نے اپنی اولاد کو اس لیے بسایا ہے کہ وہ تیری عبادت کرتے رہیں۔ الٰہی! لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت اور کشش پیدا کردے تاکہ وہ ان کے پاس کھچ کھچ کر چلے آئیں۔ یہ وادی جہاں سرسبزی و شادابی کا دور دور تک نشان نہیں۔ اس وادی میں رہنے والوں کو کھانے کے لیے تازہ پھل عطا فرما

حضرت خلیل کی ساری دعائیں قبول ہوئیں اور اگر کسی کو اس کا عینی مشاہدہ کرنا ہو تو وہ آج بھی مکہ مکرمہ میں جاکر مشاہدہ کرسکتا ہے

آخر میں قیامت کے روز کفار کی حالت زار کا نقشہ کھینچ کر لوگوں کو تنبیہ کر دی گئی کہ اگر تم اس روز اس عذاب سے بچنا چاہتے ہو تو میرے نبی کریم کے دامن کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ تمہارا مکر اگرچہ اتنا زبردست ہو کہ پہاڑ اس سے بھی اپنی جگہ سے ہل جائیں لیکن تم اپنے پست مقاصد میں کامیاب نہیں ہوسکتے۔ میں حق کا محافظ ہوں تمہارے سارے منصوبے اور سازشیں دھری کی دھری رہ جائیں گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا عرفان اور صراط مستقیم پر ثابت قدمی سے آگے بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سُورَةُ إِبْرَاهِيمَ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اثْنَتَانِ وَخَمْسُونَ آيَةً بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ وَسَبْعُ رُكُوعَاتٍ

سورۂ ابراہیم مکی ہے جس کی [illegible] اللہ کے نام سے شروع جو بہت ہی مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے [illegible] آیتیں اور [illegible] رکوع ہیں

الٓرٰ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى

الف، لام، را۔ [illegible]

النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ اللّٰهِ الَّذِيْ

کی طرف ان کے رب کے [illegible] زبردست [illegible] کے راستے کی طرف [illegible] اللہ جس کے [illegible]

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ

[illegible] جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور [illegible] کافروں کے لیے

عَذَابٍ شَدِيْدِ ۙ ۝٢ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ

سخت عذاب کے باعث جو پسند کرتے ہیں دنیوی زندگی کو آخرت (کی زندگی) پر

---

١ حروف مقطعات ہیں۔

٢ کتاب خبر ہے اس مبتدا محذوف کی [illegible]

٣ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] والسلام کو اجازت ہے [illegible] اللہ تعالیٰ کی معرفت اور قرب کا شرف [illegible]

٤ [illegible] جو سب پر غالب ہے اور [illegible] کیا گیا۔

وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا أُولَٰئِكَ فِي

اور دوسروں کو روکتے ہیں راہ خدا سے اور وہ چاہتے ہیں اس میں ٹیڑھ یہی لوگ

ضَلَالٍ بَعِيدٍ ۝٣ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ

بڑی دور کی گمراہی میں ہیں۔ اور ہم نے نہیں بھیجا کسی رسول کو مگر اس کی قوم کی زبان کے ساتھ

لِيُبَيِّنَ لَهُمْ فَيُضِلُّ اللَّهُ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ

تاکہ وہ کھول کر بیان کرے ان کے لیے پھر اللہ بھٹکا دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور راہ دکھاتا ہے جسے چاہتا ہے

ف یعنی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اس میں [illegible] [illegible] [illegible] ماحول [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اسلام [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہدایت نصیب نہیں ہو سکتا ہے۔

ف یعنی ہر رسول کسی قوم کی طرف مبعوث ہوا تو اسی قوم کی زبان میں [illegible] تاکہ اسے سمجھانے میں آسانی ہو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کسی مخصوص قوم یا کسی مخصوص علاقے کے لیے مبعوث ہوئے لیکن حضور کو سارے عالم [illegible] کے لیے [illegible] [illegible] وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا ونذیرا۔ حضور کا ارشاد گرامی ہے [illegible] جائے اور یہی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہے۔

ف جنہوں نے اس دعوت میں [illegible] کیا اور اس کے دلائل [illegible] [illegible] [illegible] ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی راہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حق [illegible] آنکھیں بند رکھیں ان سے ہدایت پذیری کی صلاحیتیں چھین لی گئیں اور انہیں گمراہی کے اندھیروں میں بھٹکنے کے لیے چھوڑ دیا۔

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ④ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا أَنْ

اور وہی سب پر غالب بہت دانا ہے۔ اور بیشک ہم نے بھیجا موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ

أَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ

اور انہیں حکم دیا کہ نکالو اپنی قوم کو (کفر کی) اندھیریوں سے نور کی طرف اور یاد دلاؤ انہیں اللہ تعالیٰ کے

اللَّهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ⑤ وَإِذْ قَالَ

دن یقیناً اس میں نشانیاں ہیں ہر بہت صبر کرنے والے شکر گزار کے لیے اور جب فرمایا

مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ أَنْجَاكُمْ مِنْ

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت اور احسان کو جو تم پر ہوا جب اس نے نجات دی تمہیں

آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ

فرعونیوں سے جو پہنچاتے تھے تمہیں سخت عذاب اور ذبح کرتے تھے تمہارے فرزندوں کو

وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ ۚ وَفِي ذَٰلِكُمْ بَلَاءٌ مِنْ رَبِّكُمْ عَظِيمٌ ⑥

اور زندہ چھوڑ دیتے تھے تمہاری عورتوں کو اور اس میں بڑی بھاری آزمائش تھی تمہارے رب کی طرف سے

ے اے حبیب جس طرح آپ کو انسانوں کی راہنمائی کے لیے مبعوث فرمایا گیا ہے۔ اسی طرح ہم نے موسیٰ کو بھی رسول بنا کر بھیجا تاکہ اپنی قوم کو گمراہیوں سے نکال کر ہدایت کی طرف لے جائیں۔

ے عربی میں نعمتوں کو بھی ایام کہا جاتا ہے اور شدت و مصائب کو بھی۔ یہاں دونوں معنی مراد لیے جا سکتے ہیں۔ یعنی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کو وہ نعمتیں یاد دلائیں جو ہم نے ان پر فرمائیں۔ کس طرح انہیں فرعون کے ظلم و استبداد سے رہائی دی کس طرح سمندر سے انہیں سلامتی سے گزارا اور کس طرح ان کی آنکھوں کے سامنے فرعون کو غرق کیا۔ انہیں پہلی قوموں کے واقعات و حالات سنائیں تاکہ نصیحت قبول کریں۔ ان واقعات میں ہر اس شخص کو جو صبر اور شکر کی صفات سے متصف ہے۔ ہماری قدرت کی نشانیاں نظر آئیں گی۔

وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِن كَفَرْتُمْ

اور یاد کرو جب آگاہ کیا مطلع کر دیا تمہارے رب نے ١٢ کہ اگر تم پہلے احسان کا شکر ادا کرو گے تو میں مزید عطا کروں گا اور اگر تم نے ناشکری کی

إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ۝ وَقَالَ مُوسَىٰ إِن تَكْفُرُوا أَنتُمْ وَمَن

تو (جان لو کہ) یقیناً میرا عذاب بڑا سخت ہے ١٣ اور فرمایا موسیٰ نے اگر ناشکری کرو گے تم اور جو بھی

فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ ۝ أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَأُ

زمین میں ہیں سب ناشکری کریں تو بیشک اللہ تعالیٰ غنی (اور) سب تعریفوں کا مستحق ہے ١٤ کیا نہیں پہنچی تمہیں اطلاع ان

الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ ۛ وَالَّذِينَ مِن

(لوگوں) کی جو پہلے گزر چکے ہیں تم سے یعنی قوم نوح اور عاد اور ثمود اور وہ لوگ جو ان کے بعد

بَعْدِهِمْ ۛ لَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا اللَّهُ ۚ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ

گزرے ١٥ نہیں جانتا انہیں مگر اللہ تعالیٰ۔ آئے ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں

١٢ تاذن اور اذن دونوں کا معنی اعلم ہے یعنی جتا دیا، آگاہ کیا۔ شکر کی حقیقت یہ ہے کہ دل سے اپنے منعم کے انعام کا اعتراف کرے اور پھر اس انعام کو اپنے منعم کی رضا جوئی میں صرف کرے۔ [illegible] کا قول ہے کہ شکر سابق [illegible] سعادت کی زنجیر ہے اور وہ انعامات کا سبب ہے۔ [illegible] حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی یا رب کیف اشکرک وشکری لک نعمة جدیدة منک علی یا الٰہی میں تیرا شکر کیسے ادا کر سکتا ہوں کیونکہ توفیق شکر بھی تیری ایک نئی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا الآن شکرتنی اے داؤد علیہ السلام جب تو نے اس حقیقت کو پا لیا تو اب تم نے میرا شکر ادا کیا۔

١٣ جس طرح شکر مزید انعام و اکرام کا باعث ہے اسی طرح ناشکری کا ارتکاب بھی نعمت کے زوال کا سبب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی دولت، عزت، علم وغیرہ اس کی نافرمانی میں خرچ کرنا سب سے بڑی ناشکری ہے۔

١٤ حضرت موسیٰ نے اپنی قوم کو بتایا کہ اگر تم سب بلکہ ساری دنیا کے لوگ بھی ناشکری کرو گے تو خود ہی نقصان اٹھاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کو نہ تمہاری احسان مندی کی ضرورت ہے اور نہ تمہاری ناشکری کا خوف۔

١٥ گزشتہ قوموں کے حالات سے عبرت حاصل کرنے کی تلقین کی جا رہی ہے۔

فَرَدُّوْٓا اَیْدِیَهُمْ فِیْٓ اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْٓا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ

پھر انھوں نے لوٹا دیے [illegible] اپنے ہاتھ ان کے مونہوں میں اور کہا بے شک ہم نے انکار کیا اس کا جو [illegible]

بِهٖ وَاِنَّا لَفِیْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَیْهِ مُرِیْبٍ ۝ قَالَتْ رُسُلُهُمْ

[illegible] شک میں ہیں [illegible] اس کی طرف [illegible] کہا ان کے رسولوں نے

اَفِی اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَدْعُوْكُمْ لِیَغْفِرَ لَكُمْ

کیا تمھیں اللہ تعالیٰ کے متعلق [illegible] آسمانوں اور زمین کا [illegible] بخش دے

مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَیُؤَخِّرَكُمْ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّى قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ

گناہ [illegible] مہلت دیتا ہے [illegible] ان [illegible] جواب دیا نہیں ہو تم

اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ یَعْبُدُ

مگر بشر ہماری طرح تم چاہتے ہو کہ روک دو ہمیں [illegible]

اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ۝ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ

باپ دادا [illegible] روشن دلیل۔ کہا انھیں ان کے رسولوں نے [illegible] ہم

۱ؔ جب ان سے رسول انھیں شرک سے منع کرتے اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لانے کی دعوت دیتے تو وہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر انھیں خاموش ہونے کا اشارہ کرتے یا اظہارِ حیرت کے لیے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیتے۔ ان دونوں صورتوں میں [illegible] کا [illegible] ہوں گے۔ اور اگر [illegible] تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ [illegible] انھیں وعظ کرتے تھے تو یہ جب آگے بڑھ کر ان کے منہ پر ہاتھ رکھ دیتے اور انھیں [illegible] بات [illegible] ان کے اس [illegible] طرزِ عمل کی تائید کرتا ہے۔

ؔ یعنی ان رسولوں نے سمجھایا کہ اگر تم کسی مشکل اور پیچیدہ مسئلہ [illegible] تو تم معذور تھے لیکن اتنی کھلی اور روشن حقیقت [illegible] والی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید [illegible] تمھاری [illegible] کے [illegible] ہے۔

ؔ [illegible] اعتراض [illegible] ہماری [illegible] آگئے [illegible] باپ دادا [illegible] چھوڑنے کے لیے تیار نہیں۔

نَحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ

تمہاری طرح انسان ہی ہیں ف۱ لیکن اللہ تعالیٰ احسان فرماتا ہے جس پر چاہتا ہے اپنے

عِبَادِهٖ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ

بندوں سے اور ہمیں یہ طاقت نہیں کہ ہم لے آئیں تمہارے پاس کوئی دلیل مگر اذن خداوندی ف۲

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى

اور مومنوں کو تو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے اور ہم کیوں نہ بھروسہ کریں اللہ تعالیٰ پر

ف۱ اللہ تعالیٰ کے رسولوں نے جواب دیا کہ ہم کب انکار کرتے تھے کہ ہم بشر نہیں ہیں اور ہم نے کب دعویٰ کیا ہے کہ ہم فرشتے ہیں۔ ہم بھی تمہاری طرح بشر ہیں لیکن ہم صاحب کمالات و ہم وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں رحمت فرمائی ہیں ان سے ہم بے مثل ہیں [illegible] مثلکم فی [illegible] بالصورة [illegible] لا فی المعنی [illegible] بالتخلق بالاخلاق [illegible] روح البیان۔ کفار انبیاء کرام کی ظاہری بشریت سے فریب کھا گئے اور ان کی باطنی شان نبوت نہ پہچان سکے مولانا روم علیہ الرحمہ نے ان لوگوں کے شکوک و شبہات کو بیان کر کے اپنی مثنوی شریف میں انکا ازالہ کیا ہے ؎

گفت اینک ما بشر ایشاں بشر | ما و ایشاں بستۂ خوابیم و خور

یعنی کفار نے کہا کہ ہم بھی انسان ہیں اور انبیاء بھی انسان ہیں ہم بھی سوتے ہیں اور کھاتے ہیں اور وہ بھی اسی طرح ؎

ایں ندانستند ایشاں از عمیٰ | ہست فرقے درمیاں بے انتہا

ان اندھوں نے یہ نہ جانا کہ ان کے درمیان اور انبیاء کے درمیان تو بے انتہا فرق ہے ؎

ہر دو یک گل خوردہ زنبور و نحل | زیں یکے شد نیش زاں دیگر عسل

دیکھو زنبور اور شہد کی مکھی ایک پھول سے ہی خوراک حاصل کرتی ہیں لیکن وہاں ڈنک تیار ہوتا ہے یہاں شہد ؎

ہر دو گوں آہو گیا خوردند و آب | زیں یکے سرگیں شد و زاں مشک ناب

دونوں قسم کے ہرن ایک ہی گھاس کھاتے ہیں اور پانی پیتے ہیں لیکن ایک سے مینگنی بنتی ہے اور دوسرے سے خالص کستوری ؎

ایں خورد گردد پلیدی زیں جدا | واں خورد گردد ہمہ نور خدا

کافر کھاتا ہے تو اس سے نجاست نکلتی ہے۔ نبی کھاتا ہے تو وہ نور خدا بنتا ہے۔

ف۲ یعنی معجزات کا ظہور اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہوتا ہے ہم اپنی مرضی سے تمہیں کوئی معجزہ نہیں دکھا سکتے۔

اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ۚ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ۚ وَ

[illegible]

عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

[illegible]

لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۚ

[illegible]

فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ

[illegible]

الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِهِمْ ۚ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ

[illegible]

وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۱۵﴾ مِّنْ وَّرَآئِهٖ

[illegible]

ع ۲

[illegible]

جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ۙ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ

جہنم ہے آگے اور پلایا جائے گا اسے [illegible] پانی پیپ کا وہ مشکل سے ایک ایک گھونٹ کر کے پئے گا اور حلق سے نیچے اتار نہ سکے گا

وَيَأْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۭ وَمِنْ وَّرَآىِٕهٖ

اور آئے گی اس کے پاس موت ہر سمت سے اور وہ مرے گا نہیں علاوہ ازیں اس کے پیچھے

عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿۱۷﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ

ایک سخت عذاب ہوگا ان لوگوں کی مثال جنہوں نے اپنے رب کا انکار کیا ایسی ہے ان کے اعمال راکھ کی مانند

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيحُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ لَا يَقْدِرُونَ مِمَّا كَسَبُوا

[illegible] سخت [illegible] کے دن [illegible]

عَلَىٰ شَيْءٍ ذَٰلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ ﴿١٨﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ خَلَقَ

[illegible] سخت دور کی ہے۔ [illegible]

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ

پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ [illegible] اور [illegible] نئی مخلوق [illegible]

جَدِيدٍ ﴿١٩﴾ وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ﴿٢٠﴾ وَبَرَزُوا لِلَّهِ جَمِيعًا

اور یہ اللہ تعالیٰ کے لیے [illegible] مشکل نہیں۔ اور [illegible] سب کے سب

[illegible] سورۃ الانعام کی آیت [illegible] کا حاشیہ [illegible] ملاحظہ ہو۔

[illegible] یعنی [illegible] دنیا [illegible] اگر وہ چاہے تو تمہیں [illegible] کی جگہ [illegible] اشارہ ہے۔

[illegible] جب قیامت کا دن [illegible] سب اپنی قبروں سے [illegible] اللہ کے حضور [illegible] حاضر ہوں گے۔ [illegible] اللہ [illegible] سامنے آ جائیں گی۔ [illegible] اس وقت [illegible] کہیں گے [illegible] ہم تمہارے پیچھے [illegible] ہمارا [illegible] کی بات [illegible] اللہ [illegible] نہیں [illegible] تو ہمارے لیے [illegible] عذاب [illegible] نہیں [illegible] ہمارے لیے [illegible] کا [illegible] جب [illegible] سے [illegible] گئے ہیں۔

فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ

حاضر ہوں گے تو کہیں گے کمزور لوگ ان سے جو بڑے بنتے تھے ہم تو تمہارے تابع تھے تو کیا

اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا

تم ہمیں بچا سکتے ہو عذاب الٰہی سے کچھ وہ کہیں گے اگر اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ۭ سَوَاۗءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ

ہمیں ہدایت دیتا تو ہم بھی تمہاری رہنمائی کرتے یکساں ہے ہم پر چاہے بے قراری کریں یا صبر کریں نہیں ہے ہمارے لیے کوئی

مَّحِيْصٍ ﴿۲۱﴾ وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ

پناہ نہیں ہے۔ اور شیطان کہے گا جب سب امور کا فیصلہ ہو چکے گا بیشک اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ تم سے کیا تھا

وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ۭ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ

وہ وعدہ سچا تھا۔ اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا پس میں نے تم سے وعدہ خلافی کی اور نہیں تھا میرا تم پر کچھ

سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا

زور مگر یہ کہ میں نے تمہیں بلایا سو تم نے میرا کہنا قبول کر لیا سو مجھے ملامت نہ کرو بلکہ ملامت کرو اپنے آپ کو

۲۱؎ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے طبرانی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو ایک میدان حشر میں جمع کرے گا اور ان کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا تو اہل ایمان کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے درمیان فیصلہ کر دیا اب اس سوال کی جناب میں کون ہماری شفاعت کرے گا چلو آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے ان سے درخواست کریں گے پھر چلتے چلتے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں پہنچیں گے عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے ادلکم علی النبی الامی فیأتونی فیأذن اللہ لی ان اقوم فیثور من مجلسی من اطیب ریح شمہا احد حتی آتی ربی فیشفعنی ویجعل لی نورا من شعر رأسی الی ظفر قدمی ثم یقول الکافرون قد وجد المؤمنون من یشفع لہم فمن یشفع لنا ما ہو الا ابلیس ہو الذی اضلنا فیأتون ابلیس فیقولون قد وجد المؤمنون من یشفع لہم فقم انت فاشفع لنا فانک اضللتنا فیقوم فیثور من مجلسہ من انتن ریح شمہا احد ثم یعظم لجہنم ویقول عند ذلک ان اللہ وعدکم وعد الحق الآیۃ (رواہ الطبرانی)۔ عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ سب لوگ میرے پاس پہنچیں گے۔ مجھے اللہ تعالیٰ اذن دے گا میں اٹھوں گا اور میری مجلس سے ایسی خوشبو پھیلے گی جیسے آج تک کسی نے نہ سونگھی ہو گی یہاں تک کہ میں اپنے رب کے حضور میں آ جاؤں گا

أَنفُسَكُم مَّا أَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا أَنتُم بِمُصْرِخِيَّ إِنِّي كَفَرْتُ

[illegible]

بِمَا أَشْرَكْتُمُونِ مِن قَبْلُ إِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اَلِيْمٌ ﴿٢٢﴾ وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

[illegible]

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا

[illegible]

سَلٰمٌ ﴿٢٣﴾ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ ﴿٢٤﴾ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ

[illegible]

حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا ۗ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ

[illegible]

يَتَذَكَّرُونَ ﴿٢٥﴾ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ

[illegible]

مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿٢٦﴾ يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ

[illegible] پکی بات [illegible] دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی اور گمراہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ

الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ ٢٧ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ

[illegible] اور کرتا ہے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کیا تجھے نہیں [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

کہاں [illegible] وہاں کچھ نہ ملے گا۔

[illegible]

[illegible] محمد رسول اللہ [illegible]

[illegible] حضرت عثمان [illegible]

[illegible] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible]

[illegible] حضرت [illegible]

[illegible] حضرت ابی سعید [illegible]

[illegible] سوالات کے جوابات [illegible]

[illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] عذاب قبر سے بچائے آمین [illegible]

[illegible] سوالات کا جواب بھول جائے گا۔

اللهِ كُفْرًا وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿٢٨﴾ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا وَبِئْسَ

[illegible]

الْقَرَارُ ﴿٢٩﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ قُلْ تَمَتَّعُوْا

[illegible]

فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴿٣٠﴾ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا

[illegible]

الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ

[illegible]

يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ﴿٣١﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

[illegible]

وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ ۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْأَنْهَارَ ﴿٣٢﴾ وَ

[illegible]

سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَائِبَيْنِ ۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿٣٣﴾

[illegible]

وَآتَاكُم مِّن كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ ۚ وَإِن تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۗ

[illegible]

إِنَّ الْإِنسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ ﴿٣٤﴾ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿۳۵﴾ رَبِّ اِنَّهُنَّ

[illegible]

اَضْلَلْنَ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ ۚ وَمَنْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ

[illegible]

بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ

[illegible]

[illegible]

فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُم مِّنَ

[illegible]

الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ ﴿٣٧﴾ رَبَّنَا إِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِي وَمَا نُعْلِنُ

[illegible]

وَمَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِن شَيْءٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ﴿٣٨﴾

[illegible]

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِنَّ

[illegible]

[illegible]

رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿٣٩﴾ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ

میرا رب بیشک سنتا ہے دعا کو ۔ [illegible] اے رب [illegible] نماز قائم [illegible] اور میری اولاد کو بھی ۔

رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿٤٠﴾ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ

[illegible]

الْحِسَابُ ﴿٤١﴾ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۥ اِنَّمَا

حساب قائم ہوگا ۔ اور [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] ان کاموں سے جو یہ ظالم کر رہے ہیں [illegible]

[illegible]

يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ ۝ مُهْطِعِينَ مُقْنِعِي

[illegible]

رُءُوسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۖ وَأَفْئِدَتُهُمْ هَوَاءٌ ۝ وَأَنذِرِ

[illegible]

النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُولُ الَّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنَا أَخِّرْنَا

[illegible]

إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ۗ أَوَلَمْ تَكُونُوا

[illegible]

أَقْسَمْتُم مِّن قَبْلُ مَا لَكُم مِّن زَوَالٍ ۝ وَسَكَنتُمْ فِي مَسَاكِنِ

[illegible]

الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿۴۵﴾ وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ وَاِنْ

بیان کی تھیں تمہارے لیے (سمجھانے کی) مثالیں۔ اور انہوں نے بڑی چالیں چلیں اور اللہ تعالیٰ کے پاس تھی ان کی چال اگرچہ

كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿۴۶﴾ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ

ان کی چالیں ایسی تھیں کہ ان سے پہاڑ (بھی) ٹل جاتے۔ تم یہ مت خیال کرو کہ اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی کرنے والا ہے

رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴۷﴾ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ

اپنے رسولوں سے۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑا زبردست ہے (اور) بدلہ لینے والا ہے۔ جس روز بدل دی جائے گی یہ زمین کسی دوسری زمین سے

وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾ وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ

اور آسمان بھی (بدل دیے جائیں گے) اور سب کے سب اللہ کے روبرو حاضر ہو جائیں گے جو یکتا ہے سب پر غالب ہے۔ اور تم دیکھو گے مجرموں کو

یعنی ان لوگوں نے جب دیکھا کہ اسلام روز بروز ترقی کر رہا تھا جس کی روشنی سے عرب کے لوگوں میں سے کسی کے دل منور ہو رہے تھے اور وہ ان سے کٹ کر اسلام کے پرچم کے نیچے آ رہے تھے یہ صورت حال ان کے لیے ناقابل برداشت تھی۔ انہوں نے اسلام کو مٹانے کے لیے اور حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناکام بنانے کے لیے اپنی تمام قوتیں لگا دیں۔ شب و روز وہ اسلام کے خلاف سازشیں کرنے اور منصوبے بنانے میں مصروف رہتے۔ ان کی وہ تدبیریں اور سازشیں حقیقت میں بڑی خطرناک تھیں لیکن اللہ تعالیٰ کی تدبیر نے ان کی تمام چالوں اور تدبیروں کو ناکام بنا دیا۔

یعنی ان کی سازشوں کا توڑ اللہ تعالیٰ کے پاس تھا۔ ان کی سازشوں کا بدلہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ وعند اللہ جزاء مکرھم (بحر) وعند اللہ جزاء مکرھم (روح المعانی)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مزید تسکین خاطر کے لیے ارشاد فرمایا ہے۔

اس روز زمین و آسمان تو ہوں گے لیکن وہ ایسے نہیں ہوں گے جیسے آج ہم دیکھتے ہیں۔ وہ آسمان ایسا نہ ہوگا جس سے ہم روشناس ہیں نہ وہاں ستارے جگمگا رہے ہوں گے نہ چاند اپنی روپہلی اور خنک کرنوں سے دلوں کو تازگی اور زندگی بخش رہا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے اور اس کے حبیب مکرم کو ہی معلوم ہے کہ وہ زمین کیسی ہوگی اور وہ آسمان کیا ہوگا۔ یہ تبدیلی صرف اوصاف میں ہوگی یا ذات ہی بدل جائے گی۔

سب کے سب لوگ اس خدا کے حضور میں جمع ہوں گے جو یکتا ہے اور جس کی یکتائی کا انکار کرنے کی اس روز کسی کو جرأت نہ ہوگی اور جو قہار ہے جس کے سامنے سارے مغرور و سرکش سر جھکائے کھڑے ہوں گے۔

يَوْمَئِذٍ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ﴿٤٩﴾ سَرَابِيلُهُمْ مِنْ قَطِرَانٍ وَتَغْشَىٰ

[illegible] زنجیروں میں۔ ان کے لباس [illegible]

وُجُوهَهُمُ النَّارُ ﴿٥٠﴾ لِيَجْزِيَ اللَّهُ كُلَّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ

[illegible]

الْحِسَابِ ﴿٥١﴾ هَٰذَا بَلَاغٌ لِلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوا بِهِ وَلِيَعْلَمُوا أَنَّمَا

[illegible]

هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَلِيَذَّكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٥٢﴾

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

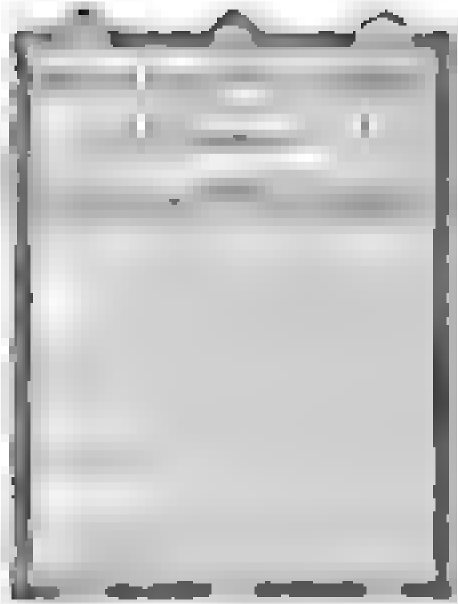

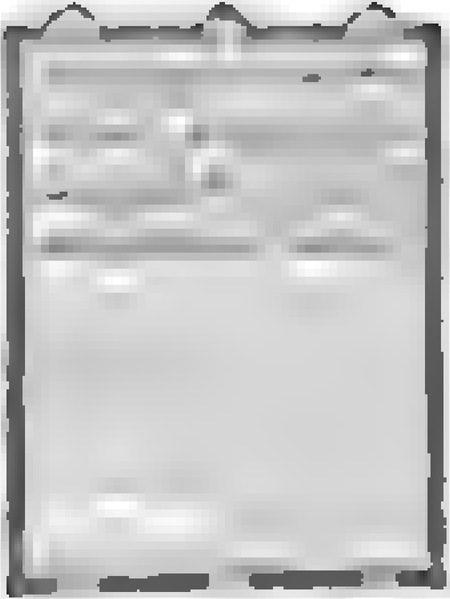

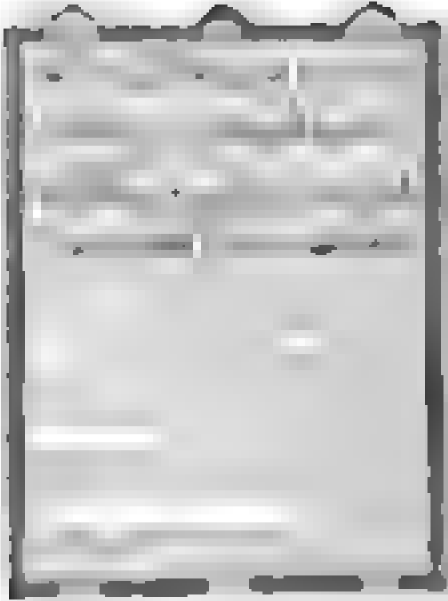

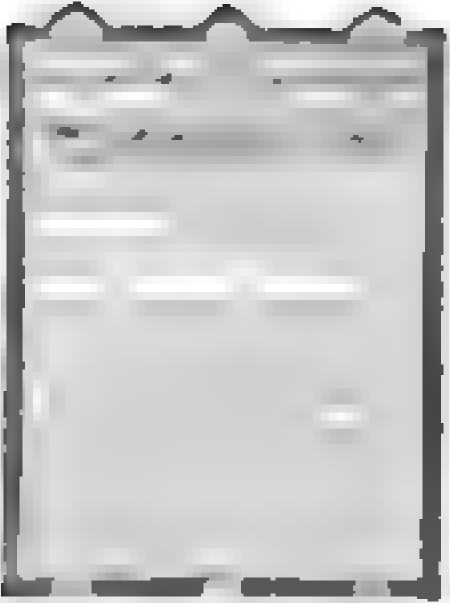

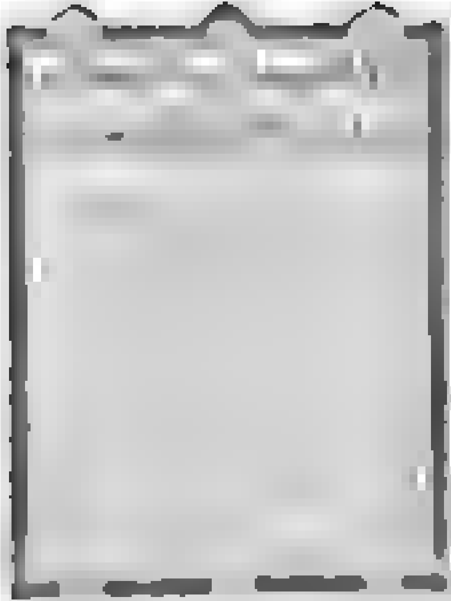

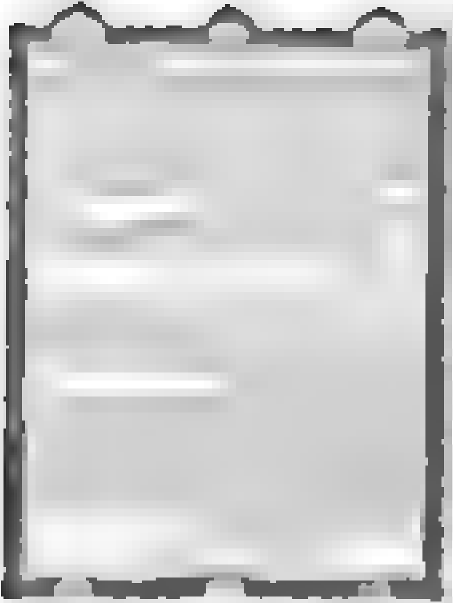

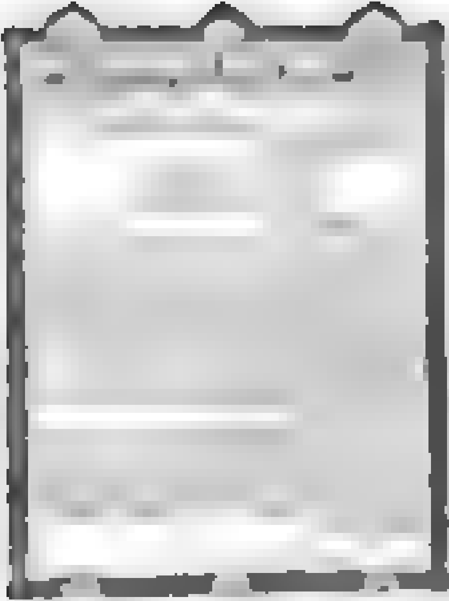

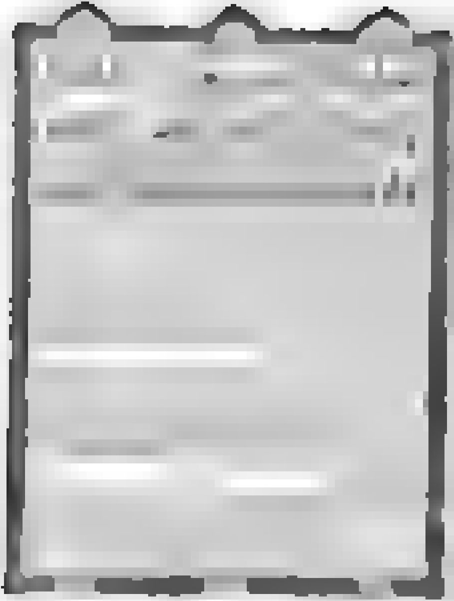

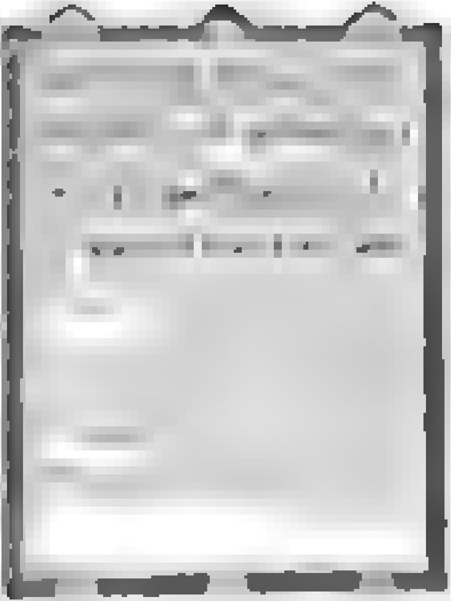

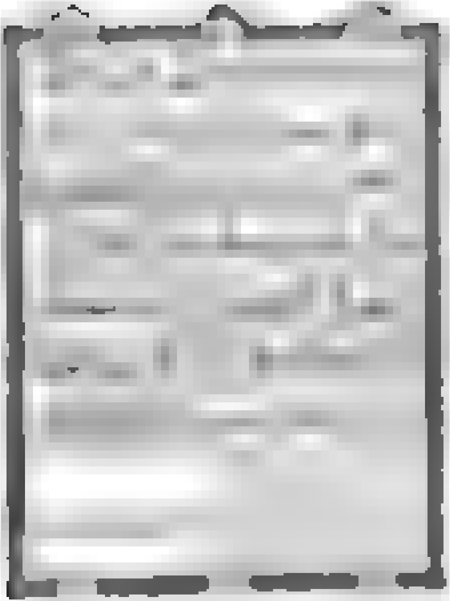

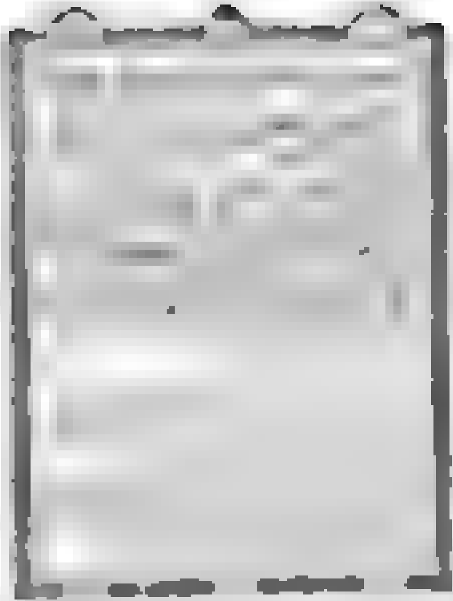

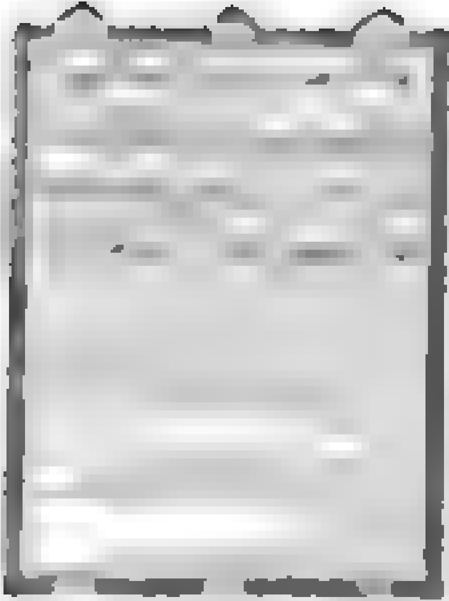

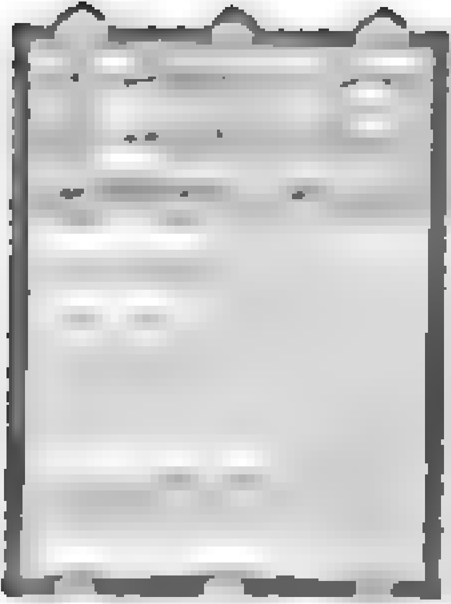

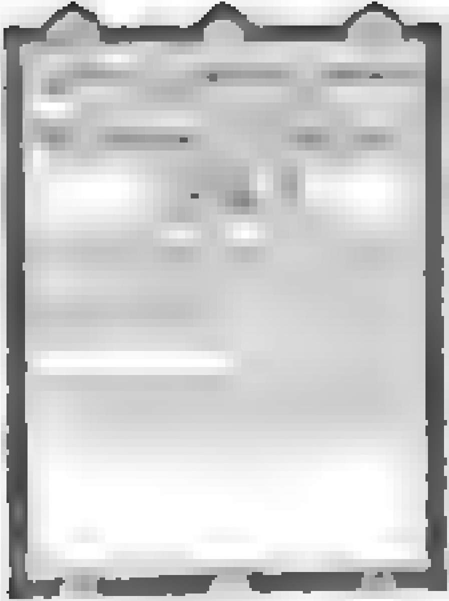

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف سورۃ النحل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام: اس سورۃ کی آیت نمبر ۶۸ (واوحی ربک الی النحل الآیۃ) میں النحل کا لفظ مستعمل ہوا ہے اس لیے اس سورۃ کا نام بھی النحل رکھا گیا۔ اس کی آیات کی تعداد ایک سو اٹھائیس، کلمات کی تعداد دو ہزار آٹھ سو چالیس اور حروف کی تعداد سات ہزار سات سو سات ہے۔

زمانہ نزول: یہ بھی ان سورتوں میں سے ہے جو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکی زندگی کے آخری دور میں نازل ہوئیں۔

مضامین: جبل ابی قبیس کے دامن میں مکہ شہر ہے۔ یہاں کے بازار اور ات عالم سے ملتے ہیں۔ اس کی منڈیوں میں مختلف اجناس کے ڈھیر لگے رہتے ہیں۔ جزیرۂ عرب کا ہر آدمی یہاں کے بسنے والوں کا احترام کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ قبائل جن کا پیشہ ہی راہزنی اور قزاقی ہے وہ بھی ان کی دل سے عزت و تکریم کرتے ہیں اور ان کے قافلوں پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں کرتے۔

یہ شہر اتنا بارونق کیوں ہے جس کے باشندوں کا اتنا احترام کیوں کیا جاتا ہے، اس لیے کہ اس کی خشت اول حضرت خلیل کے پاک ہاتھوں سے رکھی گئی اور یہاں کے بسنے والوں کی اکثریت آپ ہی کی نسل سے ہے لیکن وہ دین جس کی اشاعت کا یہ شہر مرکز بنایا گیا تھا اور وہ عقیدہ جو حضرت خلیل نے اپنی اولاد کو سکھایا تھا ناپید ہو چکا ہے۔ کعبہ جسے خداوند وحدہ لاشریک کی عبادت کے لیے تعمیر کیا گیا تھا وہاں اب تین سو ساٹھ بتوں کی پوجا بڑی دھوم دھام سے ہو رہی ہے۔ نسل ابراہیم باقی ہے لیکن دین ابراہیم کا نام و نشان تک نہیں رہا۔

اڑھائی تین ہزار سال کے بعد اللہ تعالیٰ کا حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتا ہے اور صفا کی چوٹی پر کھڑے ہو کر اعلان فرماتا ہے۔

قولوا لا الٰہ الا اللہ تفلحوا

لوگو! لا الٰہ الا اللہ کہو نجات پا جاؤ گے

مکہ کے معاشی ماحول میں ایک ہنگامہ برپا ہو جاتا ہے۔ توحید کا نعرہ بلند ہونے پر اہل مکہ کا رد عمل حیرت، نفرت اور عداوت کے جذبوں کا طوفان ہے جو اب بتدریج تشدد کی شکل اختیار کرتا ہے۔ وہ اپنے آبائی عقائد، عادات اور رسوم کے تحفظ میں ہی اپنی بقا کا راز

مغرور بنے ہوئے تھے انھیں یہ ڈر تھا کہ اگر ان کے عقائد و نظریات پر کوئی زد پڑی تو ان کا وجود تک مٹ جائے گا اور اپنا وجود کسے عزیز نہیں۔ اس لیے وہ ہر قیمت پر اپنے فرسودہ نظام حیات کو بچانا چاہتے تھے لیکن اسلام کی صداقت، سچائی اور معقولیت کے سامنے ان کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہو رہی۔ دلائل کے میدان میں ان کے قدم اکھڑ چکے ہیں۔ انھیں اپنی فصاحت و بلاغت پر بڑا ناز تھا لیکن قرآن کے حسین بیان اور دل موہ لینے والے اسلوب نے انھیں مبہوت اور ششدر کر دیا ہے۔ ان کے ظلم و جبر کے سامنے اہل ایمان کی ثابت قدمی اور استقامت نے ان کی شمشیر ستم کو کند کر دیا ہے۔ ان کے لیے سب سے زیادہ پریشانی کی بات یہ ہے کہ ان کی فہم و دانش کی قوتیں خود ان کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے کی تیاری کر رہی ہیں۔ کج فہمی اور ذہنی کشمکش نے ان کو مضمحل کر دیا ہے لیکن حق قبول کرنے کے لیے وہ کسی قیمت پر آمادہ نہیں۔ انھوں نے تعصب کی پٹی خوب کس کر باندھ رکھی ہے اس لیے تمسخر و استہزاء، بہتان تراشی اور ناحق الزامات کے تیروں کے سوا ان کے ترکش میں کچھ بھی نہیں رہا اور انھیں بڑی ڈھٹائی سے استعمال کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا یہ کرم اس کی مخلوق کی خیر خواہی میں سرگرم عمل ہے۔ وہ بہتان تراشی اور ناحق اعتراضات کا طوفان برپا کر کے اسلام کا تاثر کم کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے حبیب سے انھیں قرآن کریم کی شیریں اور پُر صداقت سے روشن آیتیں پڑھ کر سناتا ہے۔ وہ عداوت کا اظہار کرتے ہیں یہ محبت اور پیار کا موتی بکھیرتا ہے۔ وہ دل آزار پھبتیاں کستے ہیں یہ اپنے دلنواز تبسم سے ان کو دعا دیتا ہے۔

یہ سورۂ مبارکہ اسی حالت میں نازل ہوئی۔ اس کی آیات طیبات میں ہدایت پذیری کا وہ سامان موجود ہے جس کی اس وقت ضرورت تھی۔ اسلام کے جن نظریات کو کفار عقل و مشاہدات کے خلاف قرار دیتے تھے ان کو انفسی اور آفاقی دلائل سے ثابت کر دیا گیا ہے۔

ان تمام چیزوں کے باوجود انھیں یہ بھی صاف صاف بتا دیا کہ اگر اب بھی تم نے ضد نہ چھوڑی اور عقل و فہم کی خداداد صلاحیتوں کی توہین سے باز نہ آئے تو دردناک عذاب کے لیے تیار ہو جاؤ۔

آخر میں ان صفات کو بیان کیا ہے جن کا کسی مبلغ اسلام میں موجود ہونا نہایت ضروری ہے۔

[illegible] بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ [illegible]

[illegible]

أَتَىٰٓ أَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ۚ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ①

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ

اتارتا ہے فرشتوں کو ؎ روح (یعنی وحی) کے ساتھ اپنے حکم سے جس پر چاہتا ہے ؎ اپنے بندوں میں سے کہ

اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝۲ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

خبردار کر دو (لوگوں کو) کہ بیشک نہیں کوئی معبود بجز میرے پس مجھ ہی سے ڈرا کرو۔ اس نے پیدا فرمایا آسمانوں کو ؎

ہو سکتا ہے۔

؎ روح سے مراد وحی ہے جس طرح روح سے ہر چیز کی زندگی ہے اسی طرح وحی سے قلوب کی، یہ وحی الٰہی حیات بخش ہے جسے قبول کرنے کے اول مردہ دل قرآن سے پہلے ہی مردہ تھے لیکن اس روح پاک کے نزول کے بعد حجاز کے صحراؤں میں حسین وجمیل زندگی کے گلستان آباد ہوگئے۔ اس سے قبل دنیا کی نگاہیں آشنا نہ تھیں۔

؎ کفار کا ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو نبی بنانا ہی تھا تو عبدالمطلب کے یتیم پوتے کے علاوہ اور کوئی نظر نہ آیا؟ کسی رئیس اعظم کو نبی بنایا جاتا تو لوگ اس کی بات بھی سنتے اور اس کا کہا بھی مانتے۔ یہاں اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ نبی کے انتخاب کے لیے جو معیار تم نے مقرر کیا ہے یہ غلط ہے۔ نبی تو وہ بنتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ خود ہی بنانا چاہتا ہے جسے ان قوتوں اور استعدادوں سے مالا مال کرکے پیدا کرتا ہے جو ادائے رسالت کا فریضہ انجام دینے کے لیے ضروری ہیں۔

؎ نبی کریم سے پہلے جتنے نبی ہیں بھیجے گئے جیسے پہلے میں نے عرض کیا ہے یہاں حق تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے ان کی بعثت کی ایک ہی غرض ہوا کرتی ہے کہ لوگوں کو اس حقیقت سے خبردار کریں کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر اور کوئی معبود نہیں صرف وہی ایک خدا ہے اور انسان کو اسی کی نافرمانی اور حکم عدولی سے ڈرنا چاہیے۔

؎ یہاں سے اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور اس کی وحدانیت کے دلائل کا سلسلہ شروع ہو رہا ہے جو اتنے واضح اور یقینی ہیں کہ اگر کوئی صاحب عقل وفہم کھلے دل سے ان پر غور کرے تو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اعتراف کیے بغیر نہ رہ سکے۔ ذرا غور تو کیجئے زمین آسمان کا یہ عالم کتنا وسیع ہے اور کیسے بے شمار سیاروں سے مزین ہے۔ ہر سیارہ جتنا بڑا ہے اپنی اپنی جگہ پر اس حیرت انگیز نظم سے ہے کہ نہ کوئی کسی سے ٹکراتا ہے نہ کوئی کسی کی راہ روکتا ہے اور نہ ان کی رفتار میں فرق پڑتا ہے۔ ہر چیز اپنا اپنا فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔ جس کو جس طرح چلنے کا حکم ہے اسی طرح چل رہی ہے۔ کسی کی مجال نہیں کہ اپنے مقررہ راستہ سے بال برابر ادھر ادھر ہو جائے اور اس کی چال میں فرق پڑ جائے۔ جس کو جس وقت جو حکم دیا جاتا ہے وہ اسی طرح چل رہی ہے جیسے اس کے خالق نے اس کو حکم دیا ہے اور چپ چاپ اپنا کام کر رہی ہیں۔ انسان اس محیر العقول کارخانہ کی پیچیدگیوں پر غور کرے اور اگر حقیقت شناس نگاہ سے وہ یہ منظر دیکھے کہ ہر چیز ایک حقیقی قادر و خلاق کی حسین و جمیل حکمت میں مصروف ہے تو بے ساختہ اس کی زبان سے یہ نکلتا ہے۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین۔

وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ تَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ③ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِن

اور زمین کو حق کے ساتھ وہ برتر ہے اس شرک سے جو وہ کر رہے ہیں۔ اس نے پیدا فرمایا انسان کو

نُّطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ ④ وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا ۗ لَكُمْ

نطفہ سے پس اب وہ برملا جھگڑالو بن گیا ہے۔ نیز اس نے چوپایوں کو پیدا کیا تمہارے لیے ان میں

فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ⑤ وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِينَ

گرم لباس ہے اور دیگر فائدے ہیں اور انہیں سے تم کھاتے ہو اور تمہارے لیے ان میں [illegible] بھی ہے

٩ جب انسان میں کچھ عقل و کمال کے آثار نمایاں ہوئے [illegible] حقیقت [illegible] جس کی حیثیت جنگل کے شیر [illegible] دام میں [illegible] آ گئے [illegible] بھلا بیٹھا [illegible] اس کا اصل کیا ہے [illegible] کیا اس ایک قطرہ میں سمٹے ہوئے تھے جس [illegible] انسان کی [illegible] عظمت پر [illegible] آسمان [illegible] جائے لیکن یہ انسان [illegible] اصل [illegible] اور [illegible] رب [illegible] اور اس کے رسولوں سے بات بات پر الجھنے [illegible] جھگڑتا ہے۔ [illegible] ایک بوسیدہ ہڈی [illegible] بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور [illegible] کہ آپ اس [illegible] کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ [illegible] ہو سکتا ہے۔ [illegible] یہ آیت نازل ہوئی۔ (قرطبی)

١٠ انسان کی زندگی کی بقا کے لیے [illegible] جو چیزیں پیدا کیں [illegible] ان کا ذکر ہے [illegible] کے لیے انہیں پیدا فرمایا۔

١١ الدِّفْءُ [illegible] (قرطبی) [illegible] جو ان کی اون وغیرہ سے [illegible] حاصل کرتے ہو [illegible] ان کی ہڈیوں [illegible] سے استعمال کرتے ہو اور [illegible] زراعت [illegible] ان کا گوشت کھاتے ہو۔

١٢ اس کے علاوہ جب صبح سویرے چرنے کے لیے [illegible] شام کے وقت واپس آتے ہیں [illegible] جہاں سے [illegible] ہوتے ہیں [illegible] کرتے ہیں [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] شکر ادا کرنے لگے۔

تُرِيحُونَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ ۝ وَتَحْمِلُ أَثْقَالَكُمْ إِلَىٰ بَلَدٍ لَّمْ

جب شام کو چرا کر لاتے ہو اور جب صبح چرنے کو نکالتے ہو [illegible] اور یہ [illegible] تمہارے بوجھ ان شہروں تک [illegible]

تَكُونُوا بَالِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنفُسِ ۚ إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝

[illegible] سخت مشقت [illegible] تمہارا رب [illegible]

وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً ۚ وَيَخْلُقُ مَا

اور [illegible] گھوڑے اور خچر اور گدھے [illegible] تاکہ تم ان پر سوار ہو اور [illegible]

لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَعَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا جَائِرٌ ۚ وَلَوْ شَاءَ

[illegible]

[illegible] پہاڑوں کی گھاٹیاں ہیں یا وادیوں کا نشیب [illegible] جانوروں سے [illegible] جس طرح جانور [illegible] سے چلے جا رہے ہیں [illegible] غور کرو [illegible] جو تمہارے [illegible] بچے [illegible] جس وقت کا سماں [illegible] جانوروں کا [illegible] کی شفقت اور [illegible] رحمت کا [illegible] ثبوت ہے۔

[illegible]

[illegible]

لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ

تو ہدایت دے دیتا تم سب کو ۔ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے اتارا آسمان سے پانی تمہارے لیے اس سے

شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ۝ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ

پینا ہے اور اس سے سبزہ ہوتا ہے جس میں تم مویشی چراتے ہو ۔ اگاتا ہے تمہارے لیے اس سے کھیتی

وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ اِنَّ فِيْ

اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ان کے علاوہ ہر قسم کے پھل بیشک اس میں

ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ

بڑی نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں ۔ اور اللہ تعالیٰ نے مسخر فرما دیا تمہارے لیے رات اور دن

ﷺ آیت کا مطلب ہے کہ [illegible] دلائل [illegible] زمین سے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] ہے ۔ [illegible] دو قسم کے ہیں ۔ ایک سیدھا راستہ جو انسان کو اپنی منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے ۔ دوسرے وہ راستے جو انسان کو [illegible] میں [illegible] آپ [illegible] راستہ [illegible] اپنی منزل تک [illegible] آپ [illegible] ہیں [illegible] آپ کی منزل قریب [illegible] ہے ۔

[illegible] اس سے پہلے انسان [illegible] اس کی تخلیق [illegible] صورت [illegible] ان آیات میں انسان [illegible] کہ [illegible] ایک قطرہ آب سے انسان جیسی دلکش اور عجیب مخلوق پیدا فرمائی [illegible] کے بعد [illegible] تمام [illegible] زندگی [illegible] انسان [illegible] ہے [illegible] اسی سے [illegible] سرسبز [illegible] کھیتیوں [illegible] ہے [illegible] شجر سے [illegible] ہے [illegible] شجر سے [illegible] ہے

[illegible] ان [illegible] پیدا [illegible] ایک [illegible] پیدا کر دی جاتی [illegible] کی [illegible] پھل [illegible] کی [illegible]

وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

سورج اور چاند کو اور تمام ستارے بھی اسی کے حکم سے پابند ہیں بیشک ان تمام چیزوں میں

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا

[illegible]

اَلْوَانُهٗ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ

[illegible]

[illegible] کی شہادت دے رہی ہیں۔

[illegible]

[illegible]

سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً

[illegible]

تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿١٤﴾ وَاَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِىَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ

[illegible]

وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿١٥﴾ وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ

[illegible]

يَهْتَدُوْنَ ﴿١٦﴾ اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿١٧﴾

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۗ إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٨﴾

اور اگر تم شمار کرنا چاہو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو تو تم شمار نہیں کر سکو گے بیشک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے

وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ﴿١٩﴾ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ

اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو اور جن کو یہ پکارتے ہیں

دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ﴿٢٠﴾ أَمْوَاتٌ غَيْرُ

اللہ کے سوا وہ نہیں پیدا کر سکتے کوئی چیز بلکہ وہ خود پیدا کیے گئے ہیں۔ وہ مردہ ہیں نہ

أَحْيَاءٍ ۖ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ﴿٢١﴾ إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ

کہ زندہ نہیں۔ اور وہ نہیں سمجھتے کہ کب انہیں اٹھایا جائے گا۔ تمہارا معبود ہے ایک معبود

[illegible]

[illegible]

[illegible] شریک بنا دیا

[illegible]

[illegible]

فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ

پس جو لوگ ایمان نہیں لاتے آخرت پر ان کے دل منکر ہیں اور وہ

مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٢٢﴾ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ

متکبر ہیں سچ یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿٢٣﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ

بیشک وہ پسند نہیں کرتا غرور کرنے والوں کو اور جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا نازل فرمایا ہے

رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٢٤﴾ لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ

تمہارے رب نے کہتے ہیں (یہ تو) پہلے لوگوں کی فرضی کہانیاں ہیں تاکہ اٹھائیں یہ اپنے (گناہوں کے) بوجھ پورے پورے روز

الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ اَلَا سَآءَ مَا

قیامت کے دن اور ان لوگوں کے بوجھ بھی جنہیں وہ گمراہ کرتے رہے بغیر علم کے سن لو! بہت برا ہے جو

[illegible]

۲۲ وہ حق کو سمجھتے تو ہیں لیکن ان کا غرور ان کو اجازت نہیں دیتا کہ اللہ تعالیٰ کے رسول کے حلقہ بگوش ہو جائیں۔ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] انہیں [illegible] کے لشکر میں ہی [illegible] جاتا ہے۔ یہاں تک کہ موت آجائے اور وہ ناشاد و نامراد ہی عذاب میں دھکیل دیئے جائیں۔

۲۴ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت [illegible] اس امر کی تصدیق کے لیے ایام حج میں اپنے قاصد [illegible] جب وہ آتے اور کسی سے ان کی ملاقات ہوتی اور وہ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کرتے تو وہ کہتا [illegible] کلام نہیں ہے بلکہ گزشتہ قوموں کی کہانیاں ہیں [illegible] اساطیر جمع ہے اسطورہ [illegible] اس کا معنی ہے [illegible]

۲۵ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد [illegible] ہدایت کی طرف [illegible] ان سب کا اجر [illegible] اور [illegible] کمی نہیں کی جاتی اور جو شخص گمراہی کی طرف [illegible] اور جو لوگ اس کی پیروی کرتے ہیں ان سب کا [illegible]

يَزِرُوْنَ ۝٢٥ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ

[illegible] جو ان سے پہلے تھے [illegible] تو آیا اللہ تعالیٰ ان کی [illegible]

الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ

[illegible] پر گر پڑی ان پر چھت ان کے اوپر سے اور آ گیا ان پر عذاب

مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝٢٦ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ

جہاں سے انہیں [illegible] گمان بھی نہ تھا۔ اس کے بعد روز قیامت اللہ تعالیٰ انہیں رسوا کرے گا

اَيْنَ شُرَكَآءِىَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ۗ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

اور ان سے پوچھے گا کہاں ہیں [illegible] جھگڑا کیا کرتے تھے۔ کہیں گے وہ لوگ جنہیں

الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝٢٧ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ

[illegible] آج ہر قسم کی رسوائی اور برائی کافروں کے لیے ہے۔ وہ کافر جن کی جانیں فرشتے

[illegible] کمی نہیں ہوتی۔

۲۷ ان سے پہلے جو [illegible] اسلام کو مٹانے کے لیے مکر و فریب کی [illegible] لیکن وہ خود ہی اپنے مکر و فریب کا شکار ہو گئے یہی انجام ان کا بھی ہونے والا ہے۔

۲۸ اس دنیاوی بربادی کے علاوہ قیامت کے دن بھی ان کو ذلیل و رسوا ہونا پڑے گا [illegible] سارے انبیا اور ان کی امتیں جمع ہوں گی۔ یہ غریب [illegible] مسلمان جن کو آج یہ بڑی حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں وہ عزت و راحت کی خلعتیں پہنے کھڑے ہوں گے ان سب کے سامنے ان [illegible] کو شرمسار کیا جائے گا۔

۲۹ یہ لوگ جو آج تخت و غرور کے پہاڑ بنے بیٹھے ہیں اور دوسرے لوگوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لیے پوری طرح کوشاں ہیں۔ [illegible]

الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۠ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ

قبض کرتے ہیں در آنحالیکہ وہ ظلم کر رہے تھے اپنے آپ پر تب ڈال دیں گے ہتھیار (اور کہیں گے) ہم تو کوئی برا کام نہیں کیا

سُوْٓءٍ ۭ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ

کرتے تھے ۔ ہاں (تم جھوٹ بکتے ہو) بیشک اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو تم کیا کرتے تھے ۔ پس داخل ہو جاؤ

جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَقِيْلَ

جہنم کے دروازوں میں ہمیشہ رہو گے اس میں سو کتنا برا ٹھکانا ہے غرور کرنے والوں کا ۔ اور پوچھا گیا

لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوْا خَيْرًا ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا

ان سے جو متقی تھے کیا اتارا ہے تمہارے رب نے؟ انہوں نے کہا بہترین کلام ۔ جنہوں نے اچھے کام کیے

فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ۭ وَلَنِعْمَ دَارُ

اس دنیا میں بھی ان کے لیے بھلائی ہے ۔ اور آخرت کا گھر تو ان کے لیے بہتر ہے ۔ اور متقیوں کا بھی کیا عمدہ گھر ہے

ك جان نکالتے وقت ہی انہیں بتلا دیا جاتا ہے کہ تم ہی اس کے مستحق ہو لہٰذا اب جاؤ اس میں داخل ہو جاؤ۔

ك گردو نواح سے مختلف قبائل کے لوگ جو تحقیق احوال کے لیے آیا کرتے تھے ان کی ملاقات اگر کسی کافر سے ہوتی تو وہ جو جواب دیتا اس کا ذکر سابقہ آیات میں گزر چکا ہے اور اگر خوش قسمتی سے ان کی ملاقات کسی مومن سے ہو جاتی اور وہ اس سے اس کتاب کے متعلق دریافت کرتے تو وہ فوراً جواب دیتا خیراً یعنی جو کلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے وہ تو سراپا خیر و برکت ہے جس میں دنیا و آخرت دونوں کی بھلائی ہے۔

ك قالوا خیراً پر اس سوال کا جواب ختم ہو گیا اور للذین احسنوا سے نیا کلام شروع ہوا ہے یہ بھی جواب کا حصہ ہے یعنی یہ کتاب جو اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے اس نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ جو لوگ اپنے عقائد اور اعمال کی اصلاح کر لیں گے ان کے لیے اس دنیوی زندگی میں بھی بہتری ہے فتح و نصرت ان کے قدم چومے گی سب نیک فطرت لوگ دل سے ان کی عزت و تکریم کریں گے اور جب وہ اطاعت الٰہی کو اپنا شعار بنا لیں گے تو ان پر مکاشفات مشاہدات اور معارف کے دروازے کھول دیے جائیں گے جن کا اللہ علیہ و صاحب المکاشفات والمشاہدات ولا تعد ولا تحصیٰ اور قیامت کے دن ان کی جو عزت افزائی کی جائے گی اس کا تو تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

الْمُتَّقِيْنَ ﴿٣٠﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

رہنے کا گھر ۔ باغ ہیں ہمیشہ رہنے کے جن میں وہ داخل ہوں گے بہتی ہوں گی ان کے نیچے نہریں

لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ ۭ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٣١﴾ الَّذِيْنَ

ان کے لیے وہاں ہر وہ چیز ہوگی جس کی وہ خواہش کریں گے ۔ یوں جزا دیتا ہے اللہ متقیوں کو ۔ متقی جن کی

تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا

روحیں فرشتے قبض کرتے ہیں اس حال میں کہ وہ پاک ہوتے ہیں [illegible] فرشتے کہتے ہیں [illegible] سلامتی ہو تم پر داخل ہو جاؤ

الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٣٢﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ

جنت میں [illegible] اعمال کے بدلے جو تم کیا کرتے تھے ۔ یہ لوگ کس کے منتظر ہیں [illegible] آجائیں ان کے پاس [illegible]

الْمَلٰۗىِٕكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

فرشتے یا آجائے تیرے رب کا حکم ۔ [illegible] کیا تھا جو ان کے پیشرو تھے ۔

[illegible] پہلے کفار و مشرکین کی [illegible] موت کا ذکر کیا گیا تھا اب اہل ایمان و تقویٰ کی موت کا ذکر ہو رہا ہے [illegible] جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] فرشتے اس وقت انہیں سلام کہیں گے جب ملک الموت ان کے پاس آتا ہے [illegible]

[illegible] جنت کے پھول نثار کرتے ہیں ۔

[illegible] روشن دلائل [illegible] آفتاب ہدایت [illegible] یہ لوگ پھر بھی ایمان نہیں لاتے کیا یہ اس بات کے منتظر ہیں کہ موت کا فرشتہ [illegible]

[illegible] قبول نہیں کرتے ۔

وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۳۳﴾

[illegible]

فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

[illegible]

يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا

[illegible]

مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ

[illegible]

مِنْ شَيْءٍ ۭ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى

[illegible]

[illegible]

الرُّسُلِ إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِينُ ﴿٣٥﴾ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا

رسولوں کے ذمہ [illegible] مگر پہنچا دینا کھول کر ۔ اور تحقیق بھیجا ہم نے ہر امت میں [illegible]

أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى

کہ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور دور رہو طاغوت سے سو ان میں سے کچھ وہ لوگ تھے جن کو ہدایت دی

اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ

اللہ نے اور ان میں سے کچھ ایسے بھی تھے جن پر گمراہی مسلط ہو گئی پس سیر و سیاحت کرو زمین میں

[illegible] اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی جا رہی ہے۔ [illegible] آپ سے پہلے بھی [illegible] تشریف لائے اور [illegible] یہی دعوت دی کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو [illegible] طاغوت [illegible] شیطان [illegible]

بت بھی طاغوت کہلاتا ہے۔

[illegible] بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے [illegible]

[illegible]

ہے۔

فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى

[illegible] کیسا [illegible] انجام [illegible] جھٹلانے والوں کا [illegible] اگر [illegible]

هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ

[illegible] اللہ [illegible] نہیں [illegible]

نّٰصِرِيْنَ ۝ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ

[illegible] اللہ تعالیٰ کی قسمیں [illegible] نہیں [illegible]

يَّمُوْتُ ؕ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

[illegible] نہیں جانتے [illegible]

لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا

[illegible] اختلاف کیا کرتے تھے اور [illegible] خوب جان لیں [illegible]

ف [illegible] آخر کار تباہی سے دوچار ہوا [illegible] مختلف ملکوں کی سیر و سیاحت کر [illegible] اے محبوب! آپ کی [illegible] لوگ اب ہدایت قبول نہیں کر سکتے [illegible]

ف [illegible] قیامت ضرور آئے گی [illegible]

أَنَّهُمْ كَانُوا كٰذِبِينَ ﴿٣٩﴾ إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنٰهُ أَنْ نَقُولَ

کہ وہ تھے ہی جھوٹے۔ ہمارا کہنا کسی چیز سے جب [illegible] وہ ارادہ کرتے ہیں اس کو [illegible]

لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿٤٠﴾ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا

[illegible] اور وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اس کے بعد ان پر ظلم کیے گئے

ظُلِمُوا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ

[illegible] دنیا میں بھی بہتر ٹھکانا دیں گے اور آخرت کا اجر تو بہت ہی

لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٤١﴾ الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٤٢﴾

ہے کاش یہ جان لیتے جنہوں نے صبر کیا [illegible] اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔

حیات کو وہ اپنے [illegible] تھا۔

[illegible] قیامت کے اس لیے منکر تھے کہ ان کے نزدیک ایسا ہونا ممکن [illegible] انھیں بتایا گیا کہ قیامت بپا کرنے والا ان جیسا کوئی انسان نہیں ہے جس کا علم بھی محدود ہو اور قدرت بھی ناقص ہو بلکہ قیامت کا وقوع اس خداوند ذوالجلال کے حکم سے ہوگا جو ہر چیز پر قادر ہے اس کے کن کہنے کی دیر ہوتی ہے وہ چیز موجود ہو جاتی ہے۔ آیت میں شیئ سے مراد وہ چیز ہے [illegible] المعلوم عند الله [illegible]

[illegible] منکرین قیامت [illegible] اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ جو ہم پر ایمان لانے کے جرم کی پاداش میں قوم کے ظلم و ستم کا نشانہ بنے یہاں تک کہ انھیں ان کے گھروں سے بھی نکال دیا گیا۔ ہم ان کی اس قربانی اور ایثار کو [illegible] نہیں ہونے دیں گے۔ [illegible] اس دنیا میں بھی انھیں بہترین [illegible] مدینہ طیبہ جیسا [illegible] ان کا مسکن ہوگا فتح و نصرت ان پر سایہ فگن ہوگی [illegible] ان کے سامنے [illegible] ہوں گے۔ [illegible] ایثار اور جانفروشی [illegible] اس کے علاوہ آخرت میں ان کی جو عزت افزائیاں [illegible] ہوں گی [illegible] حضرت عمر رضی اللہ عنہ [illegible] وظیفہ دیتے تو فرماتے خذ بارك الله لك فيه هذا ما وعدك الله في الدنيا وما ذخر لك في الآخرة افضل ثم تلا هذه الآية یعنی [illegible] اللہ تعالیٰ اسے برکت دے۔ یہ وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے تم سے دنیا میں [illegible] کا وعدہ کیا [illegible] آخرت میں دیا جائے گا وہ اس سے [illegible] افضل ہے پھر آپ یہ آیت پڑھتے۔

وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِىٓ إِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوٓا۟ أَهْلَ

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے بجز مردوں کے کہ وحی بھیجتے ہیں ہم ان کی طرف پس دریافت کر لو اہل

ٱلذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٤٣﴾ بِٱلْبَيِّنَٰتِ وَٱلزُّبُرِ وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ

علم سے اگر تم خود نہیں جانتے [illegible] کتابوں کے ساتھ اور اتارا ہم نے آپ کی طرف

ٱلذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٤٤﴾

یہ ذکر تاکہ آپ کھول کر بیان کر دیں لوگوں کے لیے جو نازل کیا گیا ہے ان کی طرف تاکہ وہ غور و فکر کریں۔

أَفَأَمِنَ ٱلَّذِينَ مَكَرُوا۟ ٱلسَّيِّـَٔاتِ أَن يَخْسِفَ ٱللَّهُ بِهِمُ ٱلْأَرْضَ

کیا بے خوف ہو گئے ہیں وہ لوگ جنہوں نے بری چالیں چلی ہیں اس سے کہ دھنسا دے اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں

ف کفار مکہ [illegible] تسلیم نہیں کرتے تھے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] کسی [illegible] رسول بنا کر بھیجے [illegible] رسول بھیجنا ہی تھا [illegible] کسی فرشتے ہی کو رسول بنا کر بھیج دیتا۔ اللہ تعالیٰ [illegible] [illegible] [illegible] اہل علم سے پوچھ لو [illegible] [illegible] اہل علم کی طرف رجوع کرے۔

ف [illegible] کتابیں ہی دی گئی [illegible]

ف [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ۝ أَوْ يَأْخُذَهُمْ

یا آجائے ان پر | عذاب | اس جگہ سے [illegible] | شعور ہی نہ رکھتے | یا پکڑ لے انہیں [illegible]

فِي تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِينَ ۝ أَوْ يَأْخُذَهُمْ عَلَىٰ تَخَوُّفٍ

اپنے کاروبار [illegible] | پس وہ نہیں | عاجز کرنے والے | یا پکڑ لے انہیں | [illegible] ڈرے ہوئے ہوں گے

اللہ عز وجل [illegible] حضرت [illegible]

ف یہ کفار جو مسلمانوں اور اسلام کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں [illegible] غافل کیوں بنے ہیں [illegible] کسی [illegible] اپنے کاروبار [illegible] غافل نہیں ہونا چاہیے۔

ف تخوف کا ایک معنی تو یہ ہے کہ پہلے عذاب کی نشانیاں ظاہر ہوں [illegible] عذاب آئے [illegible] صحت ڈھلنے لگتی ہے [illegible] حضرت عمر [illegible] منبر پر [illegible] تخوف کا کیا مطلب ہے [illegible] ہماری لغت [illegible] تخوف [illegible] آہستہ آہستہ کسی چیز کو گھٹاتے جانا۔ آپ نے پوچھا [illegible] شعروں میں بھی استعمال کیا ہے [illegible] ہاں [illegible] اونٹنی کے [illegible] جس کی کوہان کو سفر کی [illegible] گھٹا دیا تھا

تَخَوَّفَ الرَّحْلُ مِنْهَا تَامِكًا قَرِدًا ۔ كَمَا تَخَوَّفَ عُودَ النَّبْعَةِ السَّفَنُ

کجاوے نے اس [illegible] کوہان کو گھٹا کر رکھ دیا ہے جس طرح [illegible] لکڑی کو [illegible] گھٹا کر رکھ دیتا ہے۔ یہ شعر سن کر حضرت عمر نے فرمایا [illegible] جاہلیت کے اشعار یاد رکھو۔ اس میں تمہاری کتاب کی تفسیر اور تمہارے کلام کے معانی ہیں۔ (قرطبی)

فَإِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿٤٧﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا خَلَقَ اللَّهُ مِن

پس [illegible] تمہارا رب بہت [illegible] ﴿۴۷﴾ [illegible] اللہ [illegible] پیدا [illegible]

شَيْءٍ يَتَفَيَّأُ ظِلَالُهُ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِّلَّهِ وَهُمْ

[illegible] ان کے سائے [illegible] دائیں طرف [illegible] سجدہ کرتے ہوئے اللہ کو [illegible]

دَاخِرُونَ ﴿٤٨﴾ وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ

[illegible] اور اللہ [illegible] جو کچھ آسمانوں میں ہے [illegible] زمین میں ہے [illegible]

۵۹ [illegible] اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں [illegible]

[illegible]

۶۰ [illegible]

[illegible] علامہ قرطبی [illegible] عن الیمین [illegible] الیمین والشمائل [illegible] یہ ساری ترکیبیں درست ہیں اور اہل زبان [illegible] اس طرح استعمال کرتے ہیں۔ (قرطبی)

[illegible]

۶۱ [illegible] آسمان اور زمین کی ہر چیز [illegible] ملائکہ کی اطاعت کا تو یہ عالم ہے کہ ان میں غرور و سرکشی کا شائبہ تک نہیں۔

مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ يَخَافُوْنَ

یعنی ہر قسم کے جاندار اور فرشتے اور وہ غرور و تکبر نہیں کرتے۔ ڈرتے ہیں اپنے

رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝ وَقَالَ

رب کی قدرت سے اور کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے

اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ

نے فرمایا ۔ مت بناؤ دو خدا وہ تو صرف ایک ہی خدا ہے (واس سے ڈرو)

فَارْهَبُوْنِ ۝ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ

پس فقط مجھ سے ہی ڈرا کرو اور اسی کے ملک میں ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اسی کی تابعداری ہی واجب

وَاصِبًا ۚ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ۝ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ

لازمی ہے تو کیا اللہ کے سوا اوروں سے ڈرتے ہو اور تمہارے پاس جتنی نعمتیں ہیں وہ اللہ کی دی ہوئی ہیں

علامہ قرطبی اس آیت کا مفہوم ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ يخافون قدرة ربهم التي هي فوق قدرتهم ففي الكلام حذف۔ یعنی وہ اپنے رب کی قدرت سے خائف ہیں جو ان کی قوت سے بالا و برتر ہے۔ اس کلام میں مضاف محذوف ہے۔ اس کا دوسرا مطلب انھوں نے یہ لکھا ہے کہ يخافون عقاب ربهم من فوقهم یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب و عتاب سے ڈرتے ہیں جو اوپر سے نازل ہوتا ہے۔

دو معبودوں کی نفی سے تعدد کی نفی مطلوب ہے۔ یعنی وہ ایک ہی ہے دو نہیں اور جب دو نہیں جو کثرت اور تعدد کا ادنیٰ درجہ ہے تو اس سے زیادہ کیسے ہو سکتے ہیں۔ توحید ہی کے روشن دلائل سن لینے کے بعد کسی دوسرے کو معبود بنانا انتہائی حماقت ہے چہ جائیکہ سینکڑوں معبود گھڑ لیے جائیں اور ان کی پوجا کی جائے [illegible] بہت سخت ہے۔

ہر چیز اسی کی مخلوق ہے اور اسی کی ملک ہے اس کا شریک تو وہ ہو جس کو اس نے پیدا نہ کیا ہو اس کی پیدا کی ہوئی کسی چیز کو اس کا شریک ٹھیرانا اور اس کا مدمقابل ماننا [illegible] ہے۔

دین سے مراد اطاعت و اخلاص ہے۔ واصب کا معنی ہمیشہ ہے جب کوئی شخص کسی کام کو ہمیشہ پابندی سے کرے تو کہتے ہیں وصب الرجل على الامر اذا واظب عليه (قرطبی) معنی یہ ہے کہ جس کی اطاعت کرنا ہر شخص پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے لازم ہے۔

ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَإِلَيْهِ تَجْـَٔرُونَ ۝ ثُمَّ إِذَا كَشَفَ الضُّرَّ

پھر جب تمہیں تکلیف پہنچتی ہے تو اسی کی طرف تم گڑگڑاتے ہو پھر جب اللہ تعالیٰ دور فرما دیتا ہے تکلیف کو

عَنكُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنكُم بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ۝ لِيَكْفُرُوا بِمَا

تم سے تو فوراً ایک گروہ تم میں سے اپنے رب کے ساتھ شریک ٹھہرانے لگتا ہے تاکہ وہ ناشکری کریں

آتَيْنَاهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوا ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝ وَيَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ

ان نعمتوں کی جو ہم نے انہیں عطا کی ہیں [illegible] بہت جلد تمہیں معلوم ہو جائے گا اور مقرر کرتے ہیں ان کے لیے

نَصِيبًا مِّمَّا رَزَقْنَاهُمْ ۗ تَاللَّهِ لَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنتُمْ تَفْتَرُونَ ۝

جنکو یہ جانتے ہی نہیں حصہ [illegible] خدا کی قسم تم سے ضرور پوچھا جائے گا اس کے متعلق جو تم بہتان باندھا کرتے تھے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ۝٥٧ وَاِذَا

اور ٹھہراتے ہیں اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں [illegible] [illegible] اور [illegible] جو [illegible] اور جب

بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۝٥٨

اطلاع دی جاتی ہے ان میں سے کسی کو بچی کی [illegible] تو ہو جاتا ہے چہرہ اس کا سیاہ [illegible] اور وہ [illegible] ہوتا ہے

يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ۭ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى

چھپتا پھرتا ہے لوگوں کی نظروں سے اس بری خبر کے باعث جو اسے دی گئی ہے (اب یہ سوچتا ہے) کہ [illegible]

٥٧ خزاعہ اور کنانہ کے قبیلوں کا یہ عقیدہ تھا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ سبحانہ سے اس کی تردید کر دی کہ وہ اولاد سے پاک ہے۔ [illegible] لیکن ان کے اس عقیدہ کی قباحت کو ایک اور طرح سے بھی واضح کر دیا کہ [illegible] اپنے لیے تو تم ایک بیٹی بھی پسند نہیں کرتے اور چاہتے ہو کہ صرف بیٹے ہی بیٹے ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کے لیے تم نے سب بیٹیاں ہی تجویز کر دی ہیں۔ کیا حماقت ہے [illegible]

٥٨ کفار کی یہی حالت تھی جب ان کے ہاں بچی پیدا ہوتی تو [illegible] باپ کا چہرہ [illegible] سیاہ پڑ جاتا۔ عار اور شرم کے مارے وہ لوگوں کی نظروں سے چھپا چھپا پھرتا۔ [illegible] ایسا آدمی [illegible] طلب [illegible] جب بچی کی عمر [illegible] سال ہو جاتی تو [illegible] جنگل میں [illegible] جا کر اس کے لیے ایک گڑھا کھودتا [illegible] جنگل کی طرف چل پڑتا۔ اس گڑھے کے کنارے [illegible] وہ معصوم [illegible] معصوم بچیوں [illegible] اسلام کی برکت تھی اور حضور [illegible] تعلیم تھی جس نے عورت کو بلند مقام پر فائز کیا۔ [illegible] بچیوں کے لیے والدین کے دل میں محبت، شفقت اور [illegible] کے جذبات [illegible] کے چند ارشادات ملاحظہ ہوں۔ حضرت عائشہ [illegible] سے مروی ہے [illegible] جس آدمی کے ہاں بچیاں پیدا ہوئیں اور اس نے ان کے ساتھ احسان کا برتاؤ کیا تو وہ اس کے لیے عذاب جہنم سے آڑ بن جائیں گی۔ حضرت انس بن مالک سے مروی ہے [illegible] بچیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہو گئیں تو قیامت کے دن [illegible] ہوں گے۔ یہ فرماتے ہوئے [illegible] انگلیوں کو ملایا۔ [illegible]

هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ ۗ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿٥٩﴾

بچی اپنے پاس رکھے ذلت کے ساتھ، یا گاڑ دے اسے مٹی میں، تو کتنا برا ہے وہ فیصلہ جو وہ کرتے ہیں

لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۖ وَلِلَّهِ الْمَثَلُ

ان لوگوں کے لیے جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے بری صفتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ اعلیٰ صفات کا

الْأَعْلَىٰ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٦٠﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ

مالک ہے اور وہی سب پر غالب حکمت والا ہے۔ اور اگر پکڑتا اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے ظلم کے باعث

مَا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَابَّةٍ وَلَٰكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى ۖ

تو نہ چھوڑتا زمین پر کسی جاندار کو لیکن وہ مہلت دیتا ہے انہیں ایک مقررہ میعاد تک۔

فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً ۖ وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿٦١﴾

پس جب آجاتی ہے ان کی مقررہ میعاد تو وہ ایک گھڑی نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔

[illegible] (قرطبی) [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ مَا يَكْرَهُونَ وَتَصِفُ أَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ أَنَّ

اور ٹھہراتے ہیں [illegible] اللہ کے لیے [illegible] جسے وہ ناپسند کرتے ہیں اور بیان کرتی ہیں ان کی زبانیں جھوٹ کہ

لَهُمُ الْحُسْنَىٰ ۖ لَا جَرَمَ أَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَأَنَّهُم مُّفْرَطُونَ ﴿٦٢﴾ تَاللَّهِ

ان کے لیے بھلائی ہے [illegible] اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کے لیے آگ ہے اور وہ [illegible] بخدا ہم

لَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ

نے بھیجا رسولوں کو [illegible] قوموں کی طرف آپ سے پہلے پس آراستہ کر دکھائے شیطان نے [illegible] ان کے اعمال کو

فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦٣﴾ وَمَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ

پس وہی ان کا دوست ہے آج بھی [illegible] اور ان کے لیے عذاب الیم ہے۔ اور نہیں نازل کی ہم نے آپ پر

الْكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ ۙ وَهُدًى وَرَحْمَةً

یہ کتاب مگر اس لیے کہ آپ صاف صاف [illegible] وہ بات جس میں اختلاف کر رہے ہیں اور یہ کتاب [illegible] ہے

جب ان کا مقررہ وقت آ جاتا ہے [illegible] پھر [illegible] تاخیر کی گنجائش نہیں رہتی۔

[illegible] یعنی ان مشرکین کے ڈھنگ بھی نرالے ہیں جب یہ [illegible] اللہ تعالیٰ کا حصہ [illegible] اور [illegible] جسے وہ اپنے لیے ناپسند کرتے ہیں بیٹیاں اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹے ان کے لیے [illegible] اللہ تعالیٰ کے نام کا اور [illegible] ان کا [illegible] اس قسم کی [illegible] جن سے [illegible] ہو گئی ہیں۔

[illegible] وہ کہتے ہیں اگر [illegible] کی بات سچی ہو اور قیامت [illegible] تو جنت [illegible] کے [illegible] جن کے لیے [illegible] کی [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] جنت [illegible] دوزخ [illegible] جنت [illegible] کے [illegible] بیان کیے گئے ہیں [illegible] قتادہ کا قول [illegible] اسی کے مطابق [illegible] ترجمہ کیا ہے۔

[illegible] دنیا میں وہ شیطان کے چیلے بنے [illegible] اس سے تعلق جوڑا [illegible] قیامت کے دن [illegible] وہ انہیں [illegible] سے چھوڑ دے گا

لِقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿٦٤﴾ وَاللّٰهُ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحۡيَا بِهِ

[illegible]

الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوۡمٍ يَّسۡمَعُوۡنَ ﴿٦٥﴾

[illegible]

وَاِنَّ لَكُمۡ فِى الۡاَنۡعَامِ لَعِبۡرَةً ؕ نُسۡقِيۡكُمۡ مِّمَّا فِىۡ بُطُوۡنِهٖ مِنۡۢ

[illegible]

بَيۡنِ فَرۡثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيۡنَ ﴿٦٦﴾ وَمِنۡ

[illegible]

[illegible]

ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا

اور کھجور اور انگور کے پھلوں سے [illegible] بناتے ہو اس سے [illegible] اور پاک رزق

حَسَنًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۶۷ وَاَوْحٰى رَبُّكَ

بےشک اس میں بھی ہماری قدرت کی نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو سمجھ [illegible] میں [illegible] آپ کے رب نے شہد کی

اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَ

مکھی کے دل میں یہ بات ڈالی کہ [illegible] پہاڑوں میں اپنے گھر بنا اور درختوں کی شاخوں میں اور

[illegible] اس آیت سے [illegible] ہوگا۔

ف سکر [illegible] حضرت ابن عباس [illegible] آیت [illegible] ذکر کیا گیا ہے [illegible]

[illegible] کیا گیا ہے۔

ف کائنات کی بڑی بڑی چیزیں [illegible] شہد کی مکھی [illegible]

مِمَّا يَعْرِشُونَ ۝ ثُمَّ كُلِي مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِي سُبُلَ

[illegible]

[illegible]

رَبِّكِ ذُلُلًا ۚ يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ

کی راہوں پر کہ [illegible] نکلتا ہے ان کے پیٹوں سے ایک شربت مختلف رنگ والا اس میں

شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٦٩﴾ وَاللَّهُ

شفا ہے لوگوں کے لیے بیشک اس میں البتہ نشانی ہے ایسی قوم کے لیے جو غور کرتے ہیں اور اللہ نے

خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفَّاكُمْ ۚ وَمِنكُم مَّن يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ

پیدا فرمایا ہے تمہیں پھر وہی قبض کرے گا تمہاری روح اور تم میں سے بعض ایسے ہیں جنہیں پھیر دیا جاتا ہے ناکارہ عمر کی طرف تاکہ

لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ قَدِيرٌ ﴿٧٠﴾ وَاللَّهُ

وہ کچھ نہ جانے جاننے کے بعد بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہے قدرت والا ہے اور اللہ تعالیٰ نے

فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِينَ فُضِّلُوا

بڑائی بخشی ہے تم میں سے بعض کو بعض پر روزی میں [illegible] دولت کے معاملہ میں پس جن کو بڑائی دی گئی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ۚ

کی ہے وہ لوٹا دینے والے ہیں اپنی دولت غلاموں پر جو ان کے قبضہ میں ہیں تاکہ وہ سب اس میں برابر ہو جائیں تو کیا

اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں۔ ؎ اور اللہ تعالیٰ ہی نے بنائیں تمہارے لیے تمہاری جنس سے

اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّ

عورتیں ؎ اور پیدا فرمائے تمہارے لیے تمہاری بیویوں سے بیٹے اور پوتے اور

والا غلاموں میں بانٹ دیا جائے تو وہ سب مساوی ہو جائیں گے کہ مالک بن جائیں جب وہ اس بات کو پسند نہیں کرتے تو پھر کیسی نادانی اور بے انصافی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و اختیار کو اپنے بتوں میں تقسیم کیے بیٹھے ہیں۔ ان کو اللہ کے ساتھ شریک کر کے خدا مانتے ہیں اس کی عبادت کے ساتھ ان کی بھی عبادت کرتے ہیں۔ وہ اتنا غور کریں کہ جو بات وہ اپنے لیے پسند نہیں کرتے اللہ تعالیٰ کے لیے کیوں پسند کرتے ہیں۔ [illegible] اللہ تعالیٰ کی توحید کو بیان کیا گیا۔ اس کی ذات اور اس کی صفات کمال میں کسی کو شریک [illegible] تعالیٰ اللہ [illegible]۔ یکتا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے [illegible] نجات پا جاؤ گے۔

؎ یہ قوت و صحت، یہ عقل و دانش اور یہ دولت و ثروت سب اسی کی بخشی ہوئی نعمتیں ہیں۔ تم اس کی نعمتوں کا انکار نہ کرو بلکہ اس کا شکر ادا کرو [illegible] اگر تم شکر ادا کرو گے تو وہ اپنی مزید نوازشات کے دروازے تم پر کھول دے گا اور اگر ناشکری کرتے رہو گے تو ان نعمتوں سے بھی محروم کر دیے جاؤ گے۔

؎ یہ بھی اس کی عنایات کی یاد دہانی کرائی جا رہی ہے کہ جس نے تمہیں تنہا پیدا نہیں کیا ایسی تنہائی جس میں تم گھٹے گھٹے سے [illegible] بلکہ اس نے تمہیں اس زندگی کا راستہ طے کرنے کے لیے ایک ساتھی بھی دیا (رفیقہ حیات) اور مزید کرم یہ ہوا کہ وہ تمہاری ہی جنس سے ہے تاکہ تمہاری آرزوئیں و تمنائیں، تمہارے جذبات و احساسات سب یکساں ہوں تاکہ تم ایک دوسرے کے لیے باعث مسرت و سبب اطمینان ہو۔ [illegible] بیٹے اور پوتیاں بخشیں۔ اس طرح [illegible] تمہیں کھانے کے لیے عمدہ سے عمدہ چیزیں بھی فراہم کیں۔ ان [illegible] اس آیت میں حفدۃ کا معنی ولد الولد یعنی پوتے پوتیاں [illegible] آیت کے آخر میں وہ الفاظ ہیں۔ الباطل اور نعمۃ اللہ [illegible] شیطان سے ہے [illegible]

رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ

رزق عطا فرمایا تمہیں پاکیزہ (چیزوں سے) تو کیا وہ لوگ باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمت

هُمْ يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ

کی ناشکری کرتے ہیں اور یہ لوگ عبادت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا ان معبودوں کی جو

لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۷۳﴾

انہیں آسمانوں اور زمین سے رزق دینے کا کچھ اختیار نہیں رکھتے اور نہ وہ کچھ کر سکتے ہیں ف

فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ

پس نہ گھڑا کرو (نہ بیان کیا کرو) اللہ تعالیٰ کے لیے مثالیں ف بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم

نعمة الله سے مراد حضور محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات ستودہ صفات ہے کلبی نے کہا ہے کہ باطل سے مراد [illegible] کے احکام میں شیطان کی اطاعت کرتے ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ اپنے بتوں سے شفاعت کی توقع رکھنا اور ان کی برکت پر یقین رکھنا باطل ہے مقاتل کہتے ہیں من شفاعة الاصنام و برکتہا اور نعمة الله سے مراد ما احل الله لهم جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے حلال کی تھیں

ف کہاں اللہ تعالیٰ اور کہاں یہ معبود جن کی یہ حالت ہے [illegible] کے متعلق بتایا جا رہا ہے کہ [illegible] تو ان معبودوں سے تمہیں کیا حاصل ہوگا [illegible] وہ تمہیں رزق دینے پر قادر ہیں۔ کیونکہ زمین و آسمان میں ان کی ملکیت کوئی نہیں جس کے وہ مالک ہوں جب ان کے پاس ہی کچھ نہیں تو وہ دوسرے کسی کو دیں گے کیا۔

ف ضرب المثل کا معنی ہے ایک حال کو دوسرے حال سے تشبیہ دینا یا بالفاظ دیگر تشبیہ حال بحال۔ یہاں منع کیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی کے ساتھ تشبیہ دی جائے کیونکہ اس کی کوئی مثل ہے نہ کوئی شبیہ۔ ساری مخلوقات اس کی عبید ہیں۔ اس لیے خالق کو مخلوق سے تشبیہ دینا ایمان کی [illegible] ہے۔ پھر تمہیں اللہ تعالیٰ کی ذات کا پتہ ہے نہ اس کی صفات کا تمہیں علم ہے اور نہ تمہیں یہ خبر ہے کہ وہ کن کمالات سے موصوف ہے اور کن عیوب سے [illegible] ہے جب اس کی ذات و صفات کے بارے میں تمہاری لاعلمی کا یہ عالم ہے تو تمہیں کیا حق پہنچتا ہے کہ اس کے لیے مثالیں دیتے رہو۔

لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٧٤﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى

نہیں جانتے ۔ بیان فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے ایک مثال ایک بندہ ہے جو مملوک ہے، کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتا

شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا

اور (دوسرا) وہ جسے ہم نے اپنی جناب سے رزق حسن دیا ہے پس وہ خرچ کرتا ہے اس سے

وَّجَهْرًا ؕ هَلْ يَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٧٥﴾

پوشیدہ طور پر اور علانیہ بھی کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں ساری تعریفیں اللہ کے لیے ہیں بلکہ ان میں سے اکثر نہیں جانتے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کی [illegible] کی شان میں کامل
[illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible]
[illegible]
[illegible] حقیقت [illegible]
[illegible] اشتعال [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى

اور بیان فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے ایک اور مثال کہ دو آدمی ہیں ان میں سے ایک گونگا ہے کسی چیز کی قدرت نہیں

شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ

رکھتا اور وہ بوجھ ہے اپنے آقا پر جہاں کہیں وہ اس کو بھیجتا ہے تو وہ نہیں لاتا کسی بھلائی

هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ

کے ساتھ کیا برابر ہو سکتا ہے یہ گونگا اور وہ شخص جو حکم دیتا ہے عدل کے ساتھ اور وہ راہ راست پر

ہم بہت اچھی راہ دل ست کردیتا ہیں عالم ملکوت مخفی نیست ۔ (صراط مستقیم صفحہ [illegible] مطبوعہ [illegible])

ترجمہ ۔ حضرت شیخ کے مبارک راستے سے ایک بیعت کے ختم ہونے تک [illegible] ہدایت [illegible] سب آپ کے واسطہ سے عطا ہوتے ہیں ۔ بادشاہوں کی سلطنت اور امیروں کی امارت بھی آپ کی ہمت کا ادنیٰ کرشمہ ہے اور حقیقت عالم ملکوت کے بیان پوشیدہ نہیں ۔

دوسری جگہ اولیاء اللہ ہی کے متعلق لکھتے ہیں : وہمچنیں اصحاب این مراتب عالیہ ارباب این مناصب رفیعہ ماذون مطلق در تصرف عالم مثال و شہادت می باشند ۔ (صراط مستقیم صفحہ [illegible] مطبوعہ [illegible]) یعنی ایسے ہی اعلیٰ مرتبے والے اور اونچے منصب والے عالم مثال و شہادت میں تصرف کرنے کے مطلق اذن یافتہ ہوتے ہیں ۔ الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ شفیع المذنبین واولیاء ملتہ الکاملین فی یوم لا ینفعنا النسب منهم ذلک الکرم الاکرمین ۔ آمین ۔

۱؎ مشرکین جو معبودان باطلہ کی عبادت میں لگے ہوئے تھے ان کو بھی اللہ تعالیٰ کے شریک سمجھتے تھے ان کی حماقت کو واضح کرنے کے لیے ایک اور مثال فرمائی ۔ فرمایا ایک شخص ہے جو پیدائشی طور پر گونگا بھی ہے اور بہرا بھی ۔ اسے کسی چیز پر کوئی اختیار بھی حاصل نہیں ۔ وہ اپنے آقا پر صرف بوجھ ہے اور وہ بھی ایسا بوجھ کہ جس کام کے لیے بھیجا جاتا ہے وہ بگاڑ کر آتا ہے ۔ اس کے مقابلہ میں ایک اور شخص ہے جو عدل و انصاف قائم کرنے کے لیے سرگرم عمل ۔ جس کا ہر قدم راہ راست سے ادھر ادھر نہیں ہٹتا ۔ اے مشرکو ! تم ہی بتاؤ کیا یہ دونوں یکساں ہیں ۔ مگر یہ دونوں انسان ہوتے ہوئے ایک جیسے نہیں تو تمہارے اصنام اور ان جیسی مخلوق غلام جن کو تم گھڑ رکھا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہمسر کیسے ہو سکتے ہیں ۔ تم کو شرم نہیں آتی ان بتوں کی عبادت کرتے ہوئے جو صرف اللہ کی ہے ۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا یہ بھی کافر اور مومن کی مثال بیان کی گئی ہے ۔ وقیل هذا مثل للمؤمن والكافر فالابكم هو الكافر ومن يامر بالعدل هو المؤمن ، روی ذلك عن ابن عباس ۔

مُّسْتَقِيمٍ ﴿٧٦﴾ وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَمَآ أَمْرُ

گا وہ [illegible] ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے آسمانوں اور زمین کی [illegible] اور نہیں قیامت کا معاملہ

السَّاعَةِ إِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ أَوْ هُوَ أَقْرَبُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ

[illegible] مگر جیسے آنکھ [illegible] ہے یا اس سے بھی جلد۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٧٧﴾ وَاللَّهُ أَخْرَجَكُم مِّنۢ بُطُونِ أُمَّهٰتِكُمْ

پوری قدرت رکھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں نکالا ہے تمہاری ماؤں کے شکموں سے

لَا تَعْلَمُونَ شَيْـًٔا ۙ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصٰرَ وَالْأَفْـِٔدَةَ ۙ

اس حال میں کہ تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے اور بنائے تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل [illegible]

۱۲۳ سابقہ آیت میں بتوں کی بے بسی اور اللہ تعالیٰ کی [illegible] اب اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت کی دلیل پیش کی جا رہی ہے [illegible] اسی کے ساتھ مخصوص ہے۔ کوئی انسان اپنے حواس کے ذریعہ یا اپنی عقل کے [illegible] غیب [illegible] عقل سے [illegible] بالحس ولا یدرک بالعقل [illegible] غیب پر مطلع [illegible] ایک ہی ذریعہ ہے [illegible] مطلع [illegible] الغیب [illegible] تعالیٰ الا تعلیمہ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] کے سوا [illegible] غیب نہیں جان سکتا [illegible] کہتے ہیں [illegible] اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص [illegible] اس [illegible] اللہ تعالیٰ خود آگاہ [illegible]۔

۱۲۴ اس کی قدرت کا یہ عالم ہے کہ جب وہ قیامت برپا کرنا چاہے گا تو اس دن یہ آسمان شمس و قمر پہاڑوں اور سمندروں کو درہم برہم کرنے کے لیے [illegible] نہیں ہو گی [illegible] آنکھ جھپکنے [illegible] بلکہ اس سے بھی کم وقت میں یہ سب کچھ [illegible] جس کے علم کا یہ حال ہے اور جس کی قدرت کا یہ عالم ہے وہی [illegible] برحق اور معبود برحق ہے۔

۱۲۵ اسی علیم و قدیر کی نوازش ہے کہ اس نے تم کو انسانی شکل میں پیدا فرمایا اور جب تم پیدا ہوئے تھے تو تمہاری [illegible] حال تھا کہ تم اپنی ماں کو بھی نہیں پہچان سکتے تھے [illegible] تمہیں [illegible] کان آنکھیں وغیرہ [illegible]

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٧٨﴾ أَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرَاتٍ فِي جَوِّ

شکر ادا کرو کیا انہوں نے کبھی نہیں دیکھا پرندوں کی طرف کہ مسخر کر دیے گئے ہیں اور فرمانبردار بن کر اڑ رہے ہیں

السَّمَاءِ مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ

فضائے آسمانی میں نہیں روکتا انہیں کوئی بجز اللہ کے۔ بیشک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے

يُؤْمِنُونَ ﴿٧٩﴾ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ سَكَنًا وَجَعَلَ

جو ایمان لاتے ہیں۔ اور اللہ نے ہی (اپنے فضل و کرم سے) بنا دیا ہے تمہارے گھروں کو آرام و سکون کی جگہ اور بنا دیے ہیں

لَكُمْ مِنْ جُلُودِ الْأَنْعَامِ بُيُوتًا تَسْتَخِفُّونَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ

تمہارے لیے جانوروں کے چمڑوں سے گھر (خیمے) جنہیں تم ہلکا پھلکا پاتے ہو اپنے سفر کے دن

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَيَوْمَ إِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ أَصْوَافِهَا وَأَوْبَارِهَا وَأَشْعَارِهَا

اور اقامت کے دن۔ اور (بنائے) ان کی بھیڑوں کی اون اور اونٹوں کی اون اور بکریوں کے بالوں سے

أَثَاثًا وَمَتَاعًا إِلَىٰ حِينٍ ۝۸۰ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُم مِّمَّا خَلَقَ ظِلَالًا

گھریلو سامان اور کام کی چیزیں ایک مدت مقررہ تک۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہی بنا دیئے تمہارے لیے ان چیزوں سے جن کو

وَجَعَلَ لَكُم مِّنَ الْجِبَالِ أَكْنَانًا وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ

اس نے پیدا فرمایا سائے اور بنا دیں تمہارے لیے پہاڑوں میں پناہ گاہیں اور بنا دیئے تمہارے لیے ایسے لباس جو بچاتے ہیں

تَقِيكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيلَ تَقِيكُم بَأْسَكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهُ

تمہیں گرمی سے اور (بنا دیئے) ایسے لباس جو بچاتے ہیں تمہیں جنگ کے وقت اسی طرح وہ پورا فرماتا ہے اپنا احسان

عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُونَ ۝۸۱ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ

تم پر تاکہ تم سر اطاعت خم کرو۔ (اے حبیب!) اگر اس کے بعد بھی وہ منہ پھیر لیں تو آپ کا فرض تو صرف پہنچا دینا ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْمُبِينُ ﴿٨٢﴾ يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللَّهِ ثُمَّ يُنكِرُونَهَا وَأَكْثَرُهُمُ

تو تمہارے ذمہ صرف صاف صاف پہنچا دینا ہے پہچانتے ہیں اللہ کی نعمت کو پھر وہ انکار کرتے ہیں اس کا اور ان میں سے اکثر لوگ

الْكَافِرُونَ ﴿٨٣﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِن كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا ثُمَّ لَا

کافر ہیں اور قیامت کے دن ہم اٹھائیں گے ہر امت سے ایک گواہ پھر نہ اجازت

يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ﴿٨٤﴾ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ

دی جائے گی ان لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا اور نہ ان سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا اور جب دیکھیں گے وہ لوگ جنہوں نے

ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ﴿٨٥﴾

ظلم کیا عذاب کو تو نہ ہلکا کیا جائے گا ان سے اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی۔

وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ شُرَكَاؤُنَا

اور جب دیکھیں گے مشرک اپنے شریکوں کو کہیں گے اے ہمارے رب یہی ہیں ہمارے شریک

سله پس اے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر یہ لوگ ان علامات و نشانات کے باوجود دین حق کو قبول نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان نہیں لاتے تو آپ پریشان کیوں ہوتے ہیں آپ کا فرض تو تبلیغ تھا وہ آپ نے بحسن وجوہ ادا فرما دیا

سله ان کے انکار کی وجہ یہ نہیں کہ آپ نے انہیں سمجھانے میں کمی کی ہے یہ اللہ کے احسانات سے بے خبر نہیں [illegible]
اور اصل میں یہ اچھی طرح جانتے ہیں [illegible] ہٹ دھرمی سے چمٹے ہوئے ہیں۔

سله آج تو اللہ تعالیٰ کی ہستی کا [illegible] انکار کرتے ہیں [illegible] قیامت کے دن ہر امت کا نبی گواہی دے گا کہ
الٰہ العالمین میں نے ان کو تیرا پیغام پہنچا دیا تیری توحید کی دعوت دی تیری رسالت کی [illegible] لیکن انہوں نے
ہماری ایک بات بھی نہ سنی [illegible] اس وقت [illegible] اجازت چاہیں گے کہ دنیا میں واپس [illegible] تو ان کی کوئی معذرت
قبول نہیں کی جائے گی۔

سله [illegible] یستعتبون [illegible] اس کا اصل
عتب ہے جس کا معنی ہے ناراضگی [illegible] جب کوئی شخص کسی پر ناراض ہو [illegible]
اور جب کوئی شخص اپنی ناراضگی کا اظہار کرے تو کہتے ہیں [illegible] اور جب کوئی شخص اس امر سے باز آجائے جو باعث ناراضگی ہے

الَّذِينَ كُنَّا نَدْعُوا مِنْ دُونِكَ ۚ فَأَلْقَوْا إِلَيْهِمُ الْقَوْلَ إِنَّكُمْ

جنہیں ہم پوجا کرتے تھے تجھے چھوڑ کر ۱۶۳ تو وہ [illegible] انہیں جواب [illegible] بیشک تم

لَكَاذِبُونَ ﴿٨٦﴾ وَأَلْقَوْا إِلَى اللَّهِ يَوْمَئِذٍ السَّلَمَ ۖ وَضَلَّ عَنْهُمْ

جھوٹے ہو [illegible] اور [illegible] اللہ [illegible] اس دن [illegible] اور [illegible]

مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٨٧﴾ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ

انہیں [illegible] کرتے تھے جن لوگوں نے کفر کیا اور روکا [illegible] کی راہ

اللَّهِ زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ ﴿٨٨﴾

سے ہم نے بڑھا دیا اور عذاب اس کے پہلے عذاب پر [illegible] فساد برپا کرتے تھے

[illegible] تعتب۔ [illegible] اسم ہے اس کا معنی ہے رضا [illegible]، اگر کوئی کسی کی رضامندی کا طالب ہو تو کہتے ہیں استعتب۔ طلب [illegible] اور جب کوئی کسی کی خوشنودی کو طلب کرے اور اس سے خوش ہو جائے تو کہتے ہیں [illegible] (المنجد)

۱۶۳ روزِ محشر مشرکین اپنے آپ کو بری الذمہ ثابت کرنے کے لیے سارا الزام اپنے معبودوں پر ڈال [illegible] گے۔ [illegible] العالمین [illegible] شریک بناتے تھے۔ [illegible] تیری عبادت [illegible] کریں گے کہ [illegible] ہمیں شریک [illegible] عبادت میں لگ گئے [illegible] کہ تیری عبادت چھوڑ کر ہماری پوجا شروع کر دیں [illegible] (قرطبی)

یعنی اللہ تعالیٰ ان بے زبان اور بے جان بتوں کو قوت گویائی دے گا [illegible] اس آیت میں [illegible] بھی واضح ہو جاتی ہے [illegible] شریک [illegible] کرتے تھے اور ان کی عبادت کیا کرتے تھے [illegible] عبادت بھی کیا کرتے تھے [illegible] فرماتے ہیں [illegible]

۱۶۴ انہیں دوسرا عذاب ملے گا [illegible] گمراہی کا بھی اور [illegible] ہدایت قبول کرنے سے روکا ان کے گناہوں کا وبال بھی انہیں پر ہوگا

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِم مِّنْ أَنفُسِهِمْ

اور وہ دن بڑا ہولناک ہوگا جب کہ ہم اٹھائیں گے ہر امت سے ایک گواہ ان پر انہیں میں سے

وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ ۚ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ

اور ہم لے آئیں گے آپ کو گواہ بنا کر ان سب پر اور ہم نے اتاری ہے آپ پر یہ کتاب

ف حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کی وجہ سے حضور نے فرمایا: حیاتی خیر لکم تحدثون ویحدث لکم ووفاتی خیر لکم تعرض علی اعمالکم فما رأیت من خیر حمدت اللہ علیہ وما رأیت من شر استغفرت اللہ لکم۔ یعنی میری زندگی بھی تمہارے لیے بہتر ہے اور میرا یہاں سے انتقال کر جانا بھی تمہارے لیے بہتر ہے۔ تمہارے اعمال میرے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔ تمہاری کسی نیکی کو دیکھتا ہوں تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں اور جب تمہارے کسی گناہ کو دیکھتا ہوں تو تمہارے لیے استغفار کرتا ہوں۔ [illegible] آیت ۴۱۔ لیکن اس جگہ شہید کی جو تفسیر حضرت شاہ عبد العزیز نے فرمائی ہے وہ پیش خدمت ہے۔ آپ لکھتے ہیں: باشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست و حجابے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس او می شناسد گناہان شما را و درجات ایمان شما را و اعمال نیک و بد شما را و اخلاص و نفاق شما را۔ (تفسیر عزیزی)

ترجمہ: یعنی رسول تم پر گواہی دے گا کیونکہ وہ مطلع ہیں نور نبوت سے اپنے دین کے ہر ماننے والے کے رتبہ پر کہ میرے دین میں اس کا کیا درجہ ہے، اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور کون سا پردہ ہے جس سے اس کی ترقی رکی ہوئی ہے۔ پس وہ تمہارے گناہوں کو پہچانتے ہیں، تمہارے ایمان کے درجوں کو، تمہارے نیک و بد اعمال کو اور اخلاص و نفاق کو۔ یہاں کرم خوب سمجھ لیجئے۔ مزید وضاحت کے لیے سورۃ النساء کی آیت ۴۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔

ف انسانی زندگی کے تمام گوشوں کے متعلق واضح تعلیمات قرآن مجید میں موجود ہیں۔ عقائد، عبادات، سیاست، معاشیات، معاشرہ، اخلاق، بین الاقوامی تعلقات، غرضیکہ ہر وہ چیز جس کا تعلق مومن کی زندگی کے ساتھ ہے ان سب کو قرآن پاک نے بیان کر دیا ہے لیکن اس سے استفادہ کرنا ہر ایک کی اپنی استعداد پر موقوف ہے۔ حضرت ابن عباس سے تو یہاں تک منقول ہے کہ آپ نے فرمایا۔ لو ضاع لی عقال بعیر لوجدته فی کتاب اللہ۔ یعنی اگر میرے اونٹ کا گھٹنا باندھنے کی رسی بھی گم ہو جائے تو میں اسے بھی کتاب اللہ میں پا لوں۔ علامہ ابن کثیر نے حضرت عبد اللہ بن مسعود ؓ کا یہ قول نقل کیا ہے: قد بین لنا فی ہذا القرآن کل علم و کل شیء۔ یعنی ہمارے لیے سارے علوم اور ساری چیزیں اس قرآن میں بیان کر دی گئی ہیں۔ وقال مجاہد کل حلال و کل حرام۔ مجاہد نے کہا کہ ہر حلال اور ہر حرام قرآن میں بتا دیا گیا۔ اس کے بعد علامہ ابن کثیر اپنی رائے لکھتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود کا قول زیادہ جامع ہے کیونکہ قرآن تمام علوم نافعہ پر مشتمل ہے۔ جو پہلے ہو چکے ہیں اور جو آئندہ ہونے والے واقعات کا علم ہے ہر حلال

تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿٨٩﴾

اس میں تفصیلی بیان ہے ہر چیز کا اور یہ ہدایت اور رحمت ہے اور یہ مژدہ ہے مسلمانوں کے لیے۔

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى

بیشک اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے [50] عدل میں انصاف کرنے کا اور [illegible] احسان کرنے کا اور [illegible] رشتہ داروں کے ساتھ

ورنہ تمام علوم دینیہ کی طرف قرآن نے رہنمائی کی ہے [illegible] سب کو بیان کر دیا ہے [illegible] ابن مسعودؓ

وانزل في هذا القرآن [illegible]

[illegible] (تفسیر ابن کثیر) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ شعر بھی اس قول کی تائید کرتا ہے۔

جميع العلم في القرآن لكن ۔۔۔ تقاصر عنه افهام الرجال

قرآن پاک میں تمام علوم ہیں لیکن لوگوں کی عقلیں ان تک پہنچنے سے قاصر ہیں۔

[50] یہ آیت [illegible] اسلام کے ہر شعبہ [illegible] حضرت [illegible] یہ قرآن کی جامع ترین آیت ہے [illegible] اس آیت میں تین چیزوں کے کرنے کا حکم دیا [illegible] عدل (۱) احسان (۲) اور ایتاء ذی القربیٰ [illegible] الفحشاء والمنكر والبغي [illegible] حضرت سفیان بن عیینہ [illegible] العدل [illegible] والاحسان [illegible] حضرت علی کا ارشاد ہے العدل الانصاف والاحسان التفضل [illegible] حقیقت یہ ہے کہ کسی معاشرہ [illegible]

وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ

اور منع فرماتا ہے بے حیائی سے اور برے کاموں سے اور سرکشی سے تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم

[illegible]

تَذَكَّرُوْنَ ﴿٩٠﴾ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا

نصیحت قبول کرو ۔ اور پورا کرو اللہ تعالیٰ کے عہد کو جب [illegible] اور [illegible]

الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا

قسموں کو انھیں پختہ کرنے کے بعد حالانکہ تم نے بنا لیا ہے اللہ تعالیٰ کو اپنے اوپر [illegible]

اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿٩١﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا

بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم کرتے ہو ۔ اور نہ ہو جاؤ اس عورت کی مانند جس نے توڑ دیا اپنا سوت

۹۱ اس آیت میں دو چیزوں پر پابندی سے عمل کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے [illegible] عہد [illegible] چاہے [illegible] اور [illegible] معاملات میں جو قسمیں [illegible] حالت میں [illegible] اور اس کی وجہ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] عہد [illegible] قسموں کا [illegible] [illegible] کفیل کا معنی [illegible] کفیل [illegible] قرطبی میں بعض کا معنی [illegible] اور بعض نے اس کا معنی نگہبان اور بعض نے ضامن بھی لیا ہے۔

۹۲ اسلام سے پہلے [illegible] قبائل کا یہ دستور تھا کہ وہ ایک قبیلے سے دوستی کا معاہدہ کرتے [illegible] اگر انہیں [illegible] کسی دوسرے قبیلے سے [illegible] دوستی [illegible] پہلے قبیلے [illegible] دوست قبیلے [illegible] معاہد قبیلہ کا دشمن [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] اسلام [illegible] عہد شکنی [illegible] روش ہرگز اختیار نہ کرنا [illegible] اور دوستی میں پہلے دوست قبیلے سے زیادہ [illegible] اس لیے [illegible] معاہدہ کو بلاوجہ توڑ دیا جائے اور [illegible] اس قبیلے سے [illegible] تو [illegible] اسلام [illegible] پستی کا ثبوت [illegible] اسلام [illegible] اور اس عہد شکنی کو [illegible] احمق عورت کی سی [illegible] دن بھر سوت کاتتی [illegible] اور شام [illegible] ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے۔ عہد شکنی [illegible] کے جس حماقت کا ثبوت دو گے وہ اسی عورت کی سی [illegible] لیکن [illegible] کا معنی [illegible] کا معنی ہے زیادہ ہونا یعنی اکثر عدداً و ارضاً

مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ۭ تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ اَنْ

کاتنے کے بعد زور سے پھر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ تم بناتے ہو اپنی قسموں کو ایک دوسرے کو فریب دینے کا ذریعہ تاکہ

تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِىَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ۭ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ۭ وَلَيُبَيِّنَنَّ

کہ ہو جائے ایک گروہ زیادہ فائدہ اٹھانے والا دوسرے گروہ سے صرف آزماتا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ ان قسموں سے اور ضرور کھول دے گا

لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ

تمہارے لیے قیامت کے روز ان باتوں کو جن میں تم اختلاف کیا کرتے تھے۔ اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ

لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ

تو بنا دیتا تمہیں ایک امت لیکن وہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے

مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَلَتُسْــَٔـلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا

جسے چاہتا ہے ۱۱۳ اور ضرور تم سے باز پرس کی جائے گی ان عمل سے جو تم کیا کرتے تھے اور نہ بناؤ اپنی قسموں کو ۱۱۴ آپس میں

---

۱۱۲ وعدوں کی پابندی سے تمہیں ایک بڑی آزمائش ہے [illegible] اللہ تعالیٰ تمہیں آزما رہا ہے وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد تم اسلام کے تقاضوں کو کس حد تک پیش نظر رکھتے ہو [illegible] کا ثبوت مہیا کرتے ہو۔

۱۱۳ جبری طور پر اللہ تعالیٰ [illegible] سے [illegible] جو شخص کی دستگیری فرماتی ہے وہی ہدایت قبول کرتا ہے وہ صراط مستقیم پر گامزن رہتا ہے۔

۱۱۴ یہاں ایک دوسرے پہلو سے عہد شکنی [illegible] ہے [illegible] ہیں ان کی اسلام [illegible] کی وجہ سے [illegible] عہد شکنی کی [illegible] اسی طرح دوسرے [illegible] عہد شکنی کا [illegible] تمہاری [illegible] اسلام سے بدظن ہو جائیں گے [illegible] جب اسلام [illegible] پہلے [illegible] قسمیں [illegible] اللہ سے ہی [illegible] اس کے علاوہ [illegible] تمہارا [illegible] جس طرح تم اپنے معاملات اور معاہدات میں سنجیدگی کا اظہار نہیں [illegible] ساری [illegible] جو تمہاری عہد شکنی [illegible] ذمہ دار ہوگے [illegible] قرآن حکیم کی تعلیمات کتنی [illegible] صحابہ [illegible] پابندی کا [illegible]

أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهَا وَتَذُوقُوا

[illegible] اور (کسی کا) قدم جمنے کے بعد پھسل جائے [illegible]

السُّوءَ بِمَا صَدَدْتُمْ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٩٤﴾

[illegible] اللہ کی راہ سے [illegible] اور تمہارے لیے بڑا عذاب [illegible]

وَلَا تَشْتَرُوا بِعَهْدِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ إِنَّمَا عِنْدَ اللَّهِ هُوَ

اور مت لو اللہ تعالیٰ کے عہد کے عوض [illegible] بیشک جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہی بہتر ہے

خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٩٥﴾ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا

تمہارے لیے اگر تم حقیقت کو جانتے ہو جو کچھ تمہارے پاس ہے [illegible]

[illegible]

عِندَ اللّٰهِ بَاقٍ ۗ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِينَ صَبَرُوٓا أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا

[illegible]

كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ

کاموں کے عوض جو وہ کیا کرتے تھے جو کوئی نیک کام کرے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو

[illegible] مقصود ہے۔

[illegible] جائیں گی۔

[illegible]

فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا

[illegible]

يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الرَّجِيْمِ ﴿۹۸﴾ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى

سے جو مردود ہے یقیناً اس کا زور نہیں چلتا ان لوگوں پر جو سچے دل سے ایمان لاتے ہیں اور

رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ

اپنے رب پر کامل بھروسہ رکھتے ہیں ف۔ اس کا زور تو صرف ان پر چلتا ہے جو [illegible] اس سے اور جو

هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ

اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں ف۔ اور جب ہم بدلتے ہیں ایک آیت کو دوسری آیت کی جگہ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے

قرآن پڑھنے میں شیطان کی دخل اندازیوں سے محفوظ رہ سکے۔

ف شیطان کا ان لوگوں پر تو ایسا غلبہ نہیں ہو سکتا جو سچے دل سے ایمان لا چکے ہیں اور ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ پر توکل کیے [illegible] شیطان کے [illegible] کر اللہ تعالیٰ ہی کی اصل مقصود کی طرف رخ کیے چلے جاتے ہیں۔

ف شیطان کا زور صرف ان بدبختوں پر ہی ہے جو اپنے فکر میں ترک [illegible] اسی کو اپنے ہر امر میں اپنا رفیق [illegible] جو اس کی [illegible] اس کے اشارے پر عمل کرتے ہیں [illegible] سے تعلق [illegible] کرتا ہے تو [illegible] ہر کام کی بجا اطاعت کرتے ہیں۔

ف یہ درست ہے کہ قرآن [illegible] مشرکین [illegible] کہ [illegible] پچھلے [illegible] نازل نہیں ہوا [illegible] تیئیس سال کا طویل عرصہ [illegible] اسلام کا [illegible] حالات کے مطابق ان میں [illegible] کیا گیا [illegible] اعتراض کیا [illegible] مختلف [illegible] کبھی [illegible] بیان کیا گیا ہے۔ [illegible] مختلف مقامات پر [illegible] قابل اعتراض نہیں [illegible] کبھی [illegible] اجمالاً ذکر کیا ہے وہ [illegible] سیاق و سباق [illegible] تفصیل کی جگہ اجمال یا اجمال کی جگہ تفصیل کی جاتی تو قطعاً موزوں نہ ہوتا۔

ایک صاحب نے اس آیت کا مفہوم یہ بتلایا ہے کہ کفار کا یہ اعتراض تھا کہ سابقہ کتب میں تبدیلی کر کے کتاب کیوں نازل کی جا رہی ہے لیکن یہاں بدل آیت سے آیت کا بدلنا ہے نہ کہ کتاب سے کتاب بدلنے کا اور ان دونوں میں جو فرق ہے وہ محتاج بیان نہیں۔

بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾

جو وہ نازل فرماتا ہے تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ تم صرف گھڑ لاتے ہو ۲۲۱ بلکہ ان میں سے اکثر نہیں جانتے ۲۲۲

قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ

فرمائیے اس کو اتارا ہے روح القدس نے آپ کے رب کی طرف سے حق کے ساتھ ۲۲۳ تاکہ ثابت قدم رکھے انہیں جو

اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ

ایمان لائے ہیں اور یہ ہدایت اور خوشخبری ہے مسلمانوں کے لیے ۲۲۴ اور ہم خوب جانتے ہیں کہ وہ

يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ

کہتے ہیں کہ اسے تو ایک انسان سکھاتا ہے ۲۲۵ جس شخص کی طرف یہ تعلیم قرآن کی نسبت کرتے ہیں

۲۲۱ یعنی احکام کی تبدیلی میں جو حکمتیں ہیں ان پر تو یہ لوگ غور کرتے نہیں اور اعتراض کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کفار کا مقصد تحقیق حق تو تھا ہی نہیں ورنہ وہ اپنے قول کی صداقت اور عدم صداقت کے متعلق سوچنے کی زحمت گوارا کرتے لیکن ان کے پیش نظر تو محض اعتراض برائے اعتراض تھا۔

۲۲۲ [illegible] روح القدس نے اتارا ہے اور آپ کے پروردگار کے پاس سے [illegible] حق کو ساتھ لایا ہے جو کلام سراسر حق ہو جس میں باطل کی ذرا آمیزش نہ ہو اور اس کو پیش کرنے والا صاحب کتاب ہو اور پہنچانے والا ایک مقدس فرشتہ ہو جو ہر قسم کی انسانی کمزوریوں سے پاک ہو، نہ نسیان کا مریض ہو کہ بھول جانے کا امکان ہو نہ اس کی کوئی [illegible] جس کی وجہ سے [illegible] دیانت دار اور امانت دار ہو تو پھر [illegible] کلام کے منجانب اللہ ہونے میں تامل کرنا اور اسے افترا کہنا ایک [illegible] کا کام ہی ہو سکتا ہے۔

۲۲۳ [illegible] احکام کی تبدیلی میں جو حکمتیں اور مصلحتیں ہوتی ہیں [illegible] ایمان [illegible] اور اللہ پر یقین [illegible] جو ہر قسم کی صورتوں اور مصلحتوں سے واقف ہے [illegible] کتاب سراپا ہدایت ہے اور اس پر عمل [illegible] میں [illegible] ان کے لیے تو یہ [illegible] کا پیغام ہے۔

۲۲۵ جب انسان بوکھلا جاتا ہے تو حقیقت کا انکار [illegible] جب قرآن کریم کے متعلق ان کے تمام شبہات کا جواب دے دیا گیا اور قرآن کریم [illegible] کی مانند [illegible] لانے [illegible] کے بعد یہ [illegible] سمجھتے ہیں [illegible] کے لیے کوئی

أَعْجَمِيٌّ وَهَٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِينٌ ﴿١٠٣﴾ إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ

عجمی ہے۔ اور یہ قرآن عربی زبان صاف ہے۔ بے شک جو لوگ ایمان نہیں لاتے

بِآيَاتِ اللَّهِ لَا يَهْدِيهِمُ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٠٤﴾ إِنَّمَا

اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر ان کو اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ صرف وہی لوگ

يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ

افترا کرتے ہیں جھوٹ جو ایمان نہیں لاتے اللہ تعالیٰ کی آیات پر اور یہی لوگ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ

[illegible] جس نے کفر کیا اللہ کے ساتھ ایمان لانے کے بعد [illegible]

اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ

کیا گیا ہو اور اس کا دل مطمئن ہو ایمان کے ساتھ [illegible] لیکن [illegible] کفر کے ساتھ

ف یہ آیت حضرت عمار کے حق میں نازل ہوئی۔ آپ [illegible] آپ کے والد یاسر [illegible] سمیہ [illegible]
اور [illegible] کیونکہ [illegible] اسلام [illegible] سے حضرت سمیہ [illegible]
دوسری [illegible] ابو جہل نے [illegible]
[illegible] یہاں تک کہ [illegible] شہید [illegible] جان [illegible] دی۔ پھر حضرت یاسر کو
[illegible]
[illegible] حضرت عمار [illegible]
[illegible] حضور صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا [illegible]
[illegible] حضرت عمار [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

جس طرح [illegible] صحابہ کرام [illegible] حضرت عبداللہ بن حذافہ کا ایک واقعہ [illegible] مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی جان [illegible] سرفروشی کی داد دیجیے۔

حضرت عبداللہ بن حذافہ کو [illegible] کر لیا اور اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے اس نے آپ کو کہا کہ عیسائی ہو جاؤ میں تمہیں اپنی حکومت میں [illegible] حصہ دوں گا اور اپنی بیٹی کا رشتہ [illegible] دوں گا۔ آپ نے [illegible] اگر تو مجھے [illegible] ساری دولت [illegible] عرب کی دولت [illegible]

صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١٠٦﴾

[illegible]

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ

[illegible]

[illegible]

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى

ہدایت نہیں دیتا   اس قوم کو   جو کافر ہے ۔   یہ وہ لوگ ہیں   مہر لگا دی ہے اللہ تعالیٰ نے جن کے

قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝

دلوں پر   جن کے کانوں پر   اور جن کی آنکھوں پر [illegible] اور یہی لوگ اپنے مآل کار سے غافل ہیں۔

لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ

ضرور   یہی لوگ   آخرت میں   نقصان اٹھانے والے ہیں ۔   پھر بے شک آپ کا پروردگار ان کے ساتھ

هَاجَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ

جنھوں نے ہجرت کی آزمائشوں میں مبتلا ہونے کے بعد   پھر جہاد کیا اور صابر رہے [illegible] بیشک آپ کا رب

مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ

ان آزمائشوں کے بعد یقیناً بہت بخشنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے   جس دن آئے گا ہر نفس جھگڑا کرتا ہوا

جن لوگوں نے اپنا اسلام صرف اس لیے ترک کیا کہ انھیں دنیوی دولت کی آسائش اور آرام پیارا تھا [illegible] قرآن یہ بتا رہا ہے کہ [illegible]
جیسی نعمت اور بیش قیمت دولت سے وہ [illegible] محروم ہو گئے [illegible] ہو گیا ہے ۔ دنیا میں بھی [illegible]
اور کل آخرت میں سب سے بڑھ کر خسارہ اٹھانے والے ہیں۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ وغیرہ اس قسم کے دوسرے غریب مسلمانوں کے متعلق فرمایا جا رہا ہے کہ جو کفار کے شکنجۂ ستم میں مبتلا ہونے
کے بعد ہجرت کر کے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے [illegible] اپنا گھر بار چھوڑا، حق و باطل کی جنگ میں حق کا پرچم بلند رکھنے کے لیے سر دھڑ
کی بازی لگا دی اور اس راہ میں جو مصیبت اور تکلیف سامنے آئی بڑے صبر کے ساتھ اس کو برداشت کیا تو ان کا رب
انھیں بتلا دو کہ آپ کا رب غفور و رحیم ہے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کی نسبت بار بار اپنے محبوب کی طرف
کی ہے۔ اس کی مٹھاس اور اس کی لطافتوں سے وہی لطف اندوز ہو سکتے ہیں جنھیں مکتب عشق میں زانوئے ادب تہ کرنے کی
سعادت نصیب ہوئی ہو۔

عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝

[illegible] ہے متعلق [illegible] پورا پورا بدلہ دیا جائے گا ہر شخص کو جو اس نے کیا ہوگا اور ان پر کسی طرح ظلم نہیں کیا جائے گا

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّأْتِيْهَا

اور بیان فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے ایک مثال ایک بستی کی جو امن والی اور چین سے آباد تھی [illegible] تھا اسکے پاس

رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا

اس کا رزق [illegible] ہر طرف سے [illegible] پس اس بستی کے باشندوں نے ناشکری کی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی تو چکھایا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿١١٢﴾ وَلَقَدْ

[illegible] اور آیا

جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ

ان کے پاس رسول [illegible]

ظٰلِمُوْنَ ﴿١١٣﴾ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ

[illegible]

اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿١١٤﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ

[illegible]

الدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] سبب پر قابو پا جائے۔ وباللہ التوفیق۔

[illegible]

المسیح علی السلام [illegible] وما اہل بہ لغیر اللہ [illegible] الذبح - یعنی جب مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ اس سے مراد وہ ذبیحہ ہے جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے۔ علامہ آلوسی، قرطبی، رازی اور دیگر مفسرین اسلاف نے اس آیت کی یہی تفسیر بیان کی ہے۔

لیکن علماء متاخرین میں سے بعض لوگوں نے اسلاف اور فقہاء متقدمین کی تحقیق سے انحراف کیا اور اس آیت سے ایک [illegible] پیدا کیا جس سے تفسیر کا دروازہ کھل گیا۔ [illegible] [illegible] مسلمانوں [illegible] [illegible] اور اس طرح [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور ان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] یہ آپ پر واضح ہو جائے گی وہ اس آیت کا یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اللہ کا نام لیا جائے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو بھی حرام ہے۔ [illegible] اس آیت کا جو معنی مراد لیا ہے وہ تو صراحۃً خلاف آیت ہے۔ ان کا استدلال بھی آپ نے پڑھ لیا۔

اب ہم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کہ تمام [illegible] [illegible] پر غیر اللہ کا نام لیا جاتا ہے یا نہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حلال نہ ہوں حالانکہ یہ نہیں، کیونکہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مسلمان ان کو اللہ کا نام لے کر ذبح کرتے ہیں تو حلال ہیں۔ ان جانوروں کو ان کے نام سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے نام سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حلال ہیں۔

فتاویٰ عالمگیری میں مذکور ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے لیے کسی جانور کو نامزد کیا اور کسی مسلمان نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کر دیا تو اس کا کھانا جائز ہے کیونکہ مسلمان نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کیا ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] (فتاویٰ عالمگیری کتاب الذبائح) [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہے وہ حرام نہیں ہو جاتی۔

پھر ان کا یہ دعویٰ کرنا کہ اہل کا لفظ ذبح کے معنی میں لغتاً و عرفاً مستعمل نہیں ہوتا یہ بھی درست نہیں کیونکہ فصاحت و بلاغت کے امام حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اہل کو ذبح کرنے کے معنی میں استعمال کیا ہے اور آپ کا قول بلا اختلاف حجت اور سند ہے۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں۔ اذا سمعتم الیہود والنصاری یہلون لغیر اللہ فلا تاکلوا واذا لم تسمعوہم فکلوا فان اللہ قد احل ذبائحہم وہو یعلم ما یقولون (روح البیان جلد اول ص۲۲۲)

یعنی جب تم سنو کہ یہود و نصاریٰ غیر خدا کا نام لے کر ذبح کرتے ہیں تو ان کا ذبیحہ مت کھاؤ اور اگر نہ سنو تو کھاؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذبیحہ کو حلال کیا ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ وہ کہتے ہیں۔

آپ کے اس قول میں یہلون بمعنی یذبحون مستعمل ہے۔ اس لیے ان کا یہ کہنا کہ اہل کا لفظ ذبح کے معنی میں مستعمل نہیں ہوتا صحیح۔ چنانچہ مفسرین نے بھی اہلّ کے لغوی تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اہلّ کا لغوی معنی تو آواز بلند کرنا ہے لیکن شریعت میں یہ ذبح کرنے کے معنی میں یا ذبح کے وقت آواز بلند کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے چنانچہ امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اس معنی میں لفظ اہل کی تحقیق نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

قال الاصمعی الاہلال اصلہ رفع الصوت فکل رافع صوتہ فہو مہل ومنہ سمی الاہلال والسنۃ ثم قیل للمحرم مہل لرفعہ الصوت بالتلبیۃ عند الاحرام والذابح مہل لانہم کانوا یسمون الاوثان عند الذبح ویرفعون اصواتہم

بلکہ اصمعی نے کہا اہلال اصل میں آواز بلند کرنے کو کہتے ہیں تو ہر آواز بلند کرنے والا مہل کہلائے گا۔ یہ اہلال کا لغوی معنی ہے پھر محرم کو بھی مہل کہتے ہیں کیونکہ احرام باندھتے وقت وہ بلند آواز سے تلبیہ لبیک اللہم لبیک الخ کہتا ہے اور ذبح کرنے والے کو بھی مہل کہتے ہیں کیونکہ مشرکین عرب جانوروں کو ذبح کرتے وقت بلند آواز سے اپنے بتوں کا نام لیا کرتے تھے علامہ ابو الفضل جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور اپنی لغت کی شہرۂ آفاق کتاب لسان العرب میں اس لفظ کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔ واصل الاہلال رفع الصوت وکل رافع صوتہ فہو مہل وکذلک قولہ عزوجل وما اہل لغیر اللہ بہ ہو ما ذبح للآلہۃ وذلک لان الذابح کان یسمیہا عند الذبح فذلک ہو الاہلال۔

صاحب تفسیر خازن لکھتے ہیں:۔

اصل الاہلال رفع الصوت حتی قیل لکل ذابح مہل وان لم یجہر بالتسمیۃ۔ اہلال کا لغوی معنی آواز بلند کرنا ہے۔ ۔ یہاں تک کہ ہر ذبح کرنے والے کو مہل کہا جانے لگا اگرچہ وہ بلند آواز سے تکبیر نہ بھی کہے ابن جریر طبری نے حضرت ابن عباس سے لفظ اہل کا معنی ذبح نقل کیا ہے اور امام مجاہد سے ما اہل کا معنی ما ذبح لغیر اللہ کیا ہے علامہ ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر مظہری میں اس لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:۔ قال الربیع بن انس یعنی ما ذکر علیہ اسم غیر اللہ والاہلال حتی قیل لکل ذابح مہل وان لم یجہر مہل

اور اختصار ان چند حوالوں پر اکتفا کیا جا رہا ہے ورنہ بے شمار حوالے پیش کیے جا سکتے ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اہل بمعنی ذبح مستعمل ہوتا رہتا ہے۔ ان تمام واضح تصریحات کے باوجود یہ کہنا کہ اہل ذبح کے معنی میں لغتہ

استعمال ہوتا ہے ورنہ عرفاً یہ حق و اضافت محض عرفی ہوتی ہے۔

پیران صاحبان کا یہ کہنا کہ ملعون من ذبح لغیر اللہ کا یہ معنی بیان کیا کہ غیر اللہ کے نام سے کسی جانور کو ذبح کرنا حرام ہے؟ یہ بھی درست نہیں کیونکہ علامہ نووی شارح صحیح مسلم حدیث شریف کے الفاظ لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ کا یہ معنی بیان کیا ہے اما الذبح لغیر اللہ فالمراد به ان یذبح باسم غیر اللہ یعنی ذبح لغیر اللہ میں جس ذبح کا ذکر ہے وہ کسی کے نام سے ذبح کیا جانا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے فارسی ترجمہ قرآن میں اس آیت کا یہی معنی کیا ہے: "وآنچہ ذکر کردہ شود نام غیر خدا بر وے" یعنی ذبح کے وقت جس پر غیر اللہ کا نام ذکر کیا جائے۔ کیا اس ترتیب کا لحاظ یہ حضرات آپ بھی [illegible] کی جسارت کر سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ صحیحین سے یہ ثبوت مل گیا کہ آیت کا معنی وہی ہے جو علامہ ابوبکر جصاص نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے جو ابتدائے بحث میں نقل ہو چکا ہے۔

نیز بخاری اور مسلم کی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہی والدہ کے لیے جو کنواں کھدوایا تھا اس کا نام ہی یہ رکھا تھا ھذہ لام سعد یعنی سعد کی ماں کا کنواں۔ اگر کسی چیز کو صرف نام سے منسوب کرنے سے کوئی چیز ناپاک ہو جاتی تو اس کنویں کا پانی بھی ناپاک ہو جاتا۔ اس سے وضو یا غسل کرنا، اس سے کپڑے دھونا سب کچھ ناجائز ہو جاتا۔ [illegible] ایک مدت تک [illegible] کی طرف منسوب رہے۔

کسی ملک کسی ولی کے نام کی نذر ماننے سے کیا اس کی وجہ سے حرام ہو جاتی ہے یا نہیں۔ تو اس کے معنی مختصراً عرض ہے کہ نذر کے دو معنی ہیں۔ شرعی اور عرفی۔ شرعی نذر عبادت ہے اور عبادت کسی غیر اللہ کے لیے جائز نہیں۔ اس لیے شرعی معنی میں نذر اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے اور اس کے علاوہ کسی اور کی نذر ماننا شرک ہے۔ لیکن عرف عام میں نذر عبادت کے معنی میں استعمال نہیں ہوتی۔ بلکہ ہدیہ کے معنی میں استعمال ہوتی ہے اور یہ شرک نہیں۔ چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد بزرگوار حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے فتاویٰ میں یہ عبارت نقل کرتے ہیں۔ وہی عبارت آپ کی خدمت میں بعینہٖ پیش کر کے مطلب عرض کرتا ہوں۔ امید ہے یہ گتھی بھی سلجھ جائے گی۔

لیکن حقیقت این نذر آنست کہ ہدیہ ثواب طعام و انفاق و بذل مال بر روح میت کہ امریست مسنون و از روئے احادیث صحیحہ ثابت است مثل ما ورد فی الصحیحین من حال ام سعد [illegible] پس حاصل این نذر آنست کہ ہذا ثواب ہذا الطعام الی روح فلان۔ و ذکر ولی برائے تعیین محل مصرف است [illegible] و مصرف این نذر [illegible] مستحقان آن ولی [illegible] و امثال ذلک۔ و ہمیں است مقصود نذر کنندگان [illegible] وحکمہ انہ صحیح یجب

الوفاء بہ لانہ قربۃ معتبرۃ فی الشرع (فتاویٰ عزیزی جلد اول صفحہ ۱۷۱ مطبوعہ دیوبند)

ترجمہ: اس نذر کی حقیقت یہ ہے کہ کھانا وغیرہ کا ثواب میت کی روح کو ہدیہ کرنا [illegible] مسنون ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ جیسے حضرت سعد کی والدہ کے کنویں کا ذکر [illegible] صحیح بخاری و صحیح مسلم میں [illegible] اس نذر کا حاصل یہ ہے کہ اس طعام وغیرہ کا ثواب فلاں ولی کی روح کو پہنچے [illegible]

معروف ہے۔ اس کا مصرف تو اس ولی کے قریبی رشتہ دار، خدام درگاہ اور ہم مشرب لوگ ہوتے ہیں، سو اس کا نام مصرف اس عمل کو متعین کرنے کے لیے لیا جاتا ہے۔ منکہ منذور لہ کا، بلاشبہ اس میں مقصد ہوا کرتا ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ ایسی نذر صحیح ہے اور اس کا پورا کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ ایسی طاعت ہے جو شرعاً معتبر ہے۔

حضرت حکیم الامت کی اس بیان اور وضاحت کے بعد کسی قسم کا شبہ باقی نہیں رہتا۔ اگرچہ مزید کسی تشریح کی ضرورت نہیں لیکن محض مزید اطمینان کے لیے ایک دو حوالے اور پیش خدمت ہیں۔

حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ عزیزیہ میں فرماتے ہیں:

آں طعام و شیرینی کہ فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پختہ خورانند جائز است مضائقہ نیست۔

یعنی اگر مالیدہ اور کھانا کسی بزرگ کی فاتحہ کے لیے اس کی روح کو ثواب پہنچانے کے ارادے سے پکا کر کھلائیں تو کچھ مضائقہ نہیں جائز ہے۔ (فتاویٰ عزیزی جلد اول صفحہ ۵۰ مطبوعہ دیوبند)

اسی صفحہ پر حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں:

اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد پس اغنیاء را ہم خوردن جائز است واللہ اعلم۔

یعنی اگر کسی بزرگ کے نام فاتحہ دی گئی تو مالداروں کو بھی اس میں کھانا جائز ہے۔

حضرت شاہ صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں:

طعامیکہ ثواب آں نیاز حضرت امامین نمایند و بر آں فاتحہ و قل و درود خوانند تبرک مے شود و خوردن بسیار خوب است۔ (فتاویٰ عزیزی جلد اول صفحہ ۷۰ مطبوعہ دیوبند)

یعنی وہ کھانا جس کا ثواب حسنین کریمین کو پہنچایا جائے اور اس پر فاتحہ، قل شریف اور درود شریف پڑھا جائے وہ تبرک ہو جاتا ہے اور اس کا کھانا بہت اچھا ہے۔

شاہ اسمعیل دہلوی کی یہ عبارت بھی ملاحظہ فرمائیے:

پس در خوبی ایں قدر امر از امور مرسومہ فاتحہا و اعراس و نذر و نیاز اموات شک و شبہ نیست۔ (صراط مستقیم ص ۵۵)

اب فاتحہ خوانی کا طریقہ بھی شاہ اسمعیل دہلوی کے الفاظ میں سن لیجئے:

اول طالب را باید کہ با وضو دو زانو بطور نماز نشیند و فاتحہ بنام اکابر ایں طریق یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری و حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما خواندہ التجا بجناب حضرت ایزد پاک بتوسل ایں بزرگان نماید بنیاز تمام و زاری بسیار دعائے کشود کار خود کردہ ذکر دو ضربی شروع نماید۔ (صراط مستقیم ص ۱۱۰ مطبوعہ لاہور)

یعنی پہلے طالب کو چاہیے کہ وضو کرے اور نماز کے طریقہ پر دو زانو ہو کر بیٹھے اور اس طریقہ کے اکابر یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما کے نام کی فاتحہ پڑھے اور پھر درگاہ الٰہی میں ان بزرگوں کے وسیلہ سے التجا کرے اور انتہائی عجز و نیاز اور کمال تضرع و زاری کے ساتھ اپنے حل مشکل کی دعا کرکے دو ضربی ذکر شروع کرے

بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ

وہ نہ سرکش ہو اور نہ حد سے تجاوز کرنے والا تو بیشک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ اور نہ کہا کرو جس کے بارے میں [illegible] تمہاری

اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ

زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے تاکہ تم بہتان باندھو اللہ تعالیٰ پر

الغرض اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے نام کے علاوہ کسی دوسرے کے نام پر [illegible] ذبح کرے تو وہ ذبیحہ حرام ہو گا خواہ ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہے۔ اسی طرح اگر کسی شخص کے دل میں یہ خیال ہو کہ [illegible] کسی [illegible] کے لئے اس جانور کی جان اس کے سامنے [illegible] تو [illegible] تب بھی وہ جانور حرام ہو گا کیونکہ جان کا مالک وہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے جان پیدا [illegible] اس لئے جان کی قربانی سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کے لئے قربان [illegible] حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی [illegible] میں [illegible] بڑی وضاحت سے [illegible] آپ لکھتے ہیں :

حيوان ذبح لأجل التقرب الى غير الله حرمت الذبيحة [illegible] ولو [illegible] اسم الله تعالى [illegible] التقرب الى الغير بالاهل فلا تنفع حرمت الذبيحة [illegible] الذي يحصل [illegible] من اللحم والشحم [illegible] شيئ [illegible] حلت بلا شبهة " (فتاویٰ عزیزی جلد اول [illegible])

یعنی اگر کسی جانور کی جان [illegible] غیر خدا کا تقرب حاصل ہو تو وہ [illegible] حرام ہو گیا اور اگر اللہ تعالیٰ کے لئے [illegible] حلال ہے کیونکہ [illegible] اسی لئے ہم نے [illegible] گوشت خریدا [illegible] بکری ذبح کی [illegible] گوشت [illegible] بکری [illegible] حلال ہو گی۔

[illegible] ذبح کرتے ہیں [illegible] کرتے ہیں بلکہ [illegible] ثواب ہوتا ہے۔ [illegible] اگر کوئی شخص [illegible] ایسا [illegible] ہو جاتا ہے [illegible] شرک و کفر کا فتویٰ [illegible] آسان [illegible] حسبنا اللہ [illegible]۔

[illegible] حلت و حرمت کے [illegible] حلال [illegible] حرام [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] حلال [illegible] اختیار نہیں [illegible] تعالیٰ نے نہیں

الْكَذِبَ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ۭ (۱۱۶)

جھوٹ۔ بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔

مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۠ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۱۱۷) وَعَلَي الَّذِيْنَ هَادُوْا

(ان کا) تھوڑا سا فائدہ اٹھانا ہے [illegible] اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے اور یہودیوں پر ہم نے

حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ

حرام کر دیں وہ چیزیں جن کا ذکر ہم آپ سے پہلے کر چکے ہیں اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ

كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (۱۱۸) ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْۗءَ

وہ خود ہی اپنے آپ پر ظلم کیا کرتے تھے۔ پھر بے شک آپ کا رب ان کے لیے جنہوں نے عمل کیے برائیوں

بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ

نادانی سے پھر توبہ کر لی اس کے بعد اور اپنے آپ کو سنوار لیا بے شک آپ کا پروردگار اس کے

بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۱۱۹) اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ

بعد بخشنے والا رحمت فرمانے والا ہے بے شک ابراہیم ایک امت تھے اللہ تعالیٰ کے مطیع تھے

حلال و حرام کرنے کا اختیار ہی نہیں [illegible] اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر کے [illegible]

[illegible] آیت میں الکذب

[illegible] ما مصدریہ

ہے میں نے ترجمہ اسی ترکیب کے مطابق کیا ہے۔

سورۃ الانعام میں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حَنِيفًا ۗ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٢٠﴾ شَاكِرًا لِّأَنْعُمِهِ ۚ اجْتَبَاهُ وَ

یکسوئی سے حق کی طرف مائل تھا وہ اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا۔ وہ اس کی نعمتوں کا شکر گزار تھا۔ اس نے اس کو چن لیا اور

هَدَاهُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿١٢١﴾ وَآتَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَإِنَّهُ

اسے سیدھی راہ کی ہدایت بخشی۔ ہم نے اس کو دنیا میں بھی بھلائی دی اور وہ

فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ﴿١٢٢﴾ ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ

آخرت میں نیک لوگوں میں سے ہوں گے۔ پھر ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی کہ پیروی کرو ملت

إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٢٣﴾ إِنَّمَا جُعِلَ

ابراہیم کی جو یکسوئی سے حق کی طرف مائل تھا اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھا۔ صرف ان لوگوں پر سنیچر کی پابندی

[illegible] امام اور پیشوا [illegible] اس قوم [illegible] کہتے ہیں [illegible] کی طرف [illegible] الامة [illegible] الرجل الجامع [illegible] خصال [illegible] تمام خصال [illegible] حضرت [illegible] کہا جا سکتا ہے [illegible] آپ کی [illegible] اور پیشوا [illegible] قرآن [illegible] آپ [illegible] اوصاف [illegible] آپ [illegible] اللہ کا بندہ [illegible] حضرت ابراہیم علیہ السلام [illegible] اپنے [illegible] ہے۔

[illegible] حضرت ابراہیم [illegible] شرک سے [illegible] واسطہ بھی نہ تھا۔

[illegible] یعنی [illegible] شکر گزاری [illegible] ایسا شکر گزار اور احسان شناس بندہ [illegible] جس کا ذکر ان آیتوں میں کیا گیا ہے۔

[illegible] لفظ ملت کی تحقیق [illegible] صاحب تاج العروس لکھتے ہیں: وقال ابو اسحٰق الملۃ فی اللغۃ السنۃ والطریقۃ

السَّبْتُ عَلَى الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ ۚ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ

پر جنہوں نے اختلاف کیا تھا اس میں اور بے شک آپ کا رب ضرور فیصلہ فرمائے گا ان کے درمیان

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝١٢٤ ادْعُ إِلٰى سَبِيلِ

روز قیامت ان امور کے متعلق جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے (اے حبیب!) بلائیے (لوگوں کو) اپنے رب

رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ

کی راہ کی طرف حکمت سے اور عمدہ نصیحت سے ۱۴۷ اور ان سے بحث (و مناظرہ) اس طریقہ سے کیجیے جو

وفی الصاوی بعد اعجاز الملۃ الطریقۃ المسلوکۃ وھی ملۃ ابراہیم علیہ السلام حسن الحسن۔
یعنی صحت عقائد، مکارم اخلاق، دعوت و ارشاد کا جو انداز آپ (خلیل) کی دل کش تبلیغ کی نرمی اور مشرکین کے جور و ستم کے مقابلہ میں آپ کا صبر و بردباری یہ ہے سنت ابراہیمی ہے جس کی پیروی کا حکم اس آیت میں دیا جا رہا ہے۔ جو شخص تبلیغ و ارشاد کی ذمہ داری سنبھالتا ہے اسے اسوۂ ابراہیمی پر کاربند ہونا پڑتا ہے۔

۱۴۷ ایک داعی اگر بے ترتیب یا بد ذوق ہے تو یہ اس دعوت کے لیے اس دعوت کے دشمنوں سے بھی زیادہ ضرر رساں ہو سکتا ہے بلکہ اس کے پیش کیے ہوئے دلائل بہت اعلیٰ اور وزنی ہوں گے لیکن اس کا انداز جہالت، درشتی اور حماقت کا ہو گا تو اس کی تبلیغ محض اذیت کے لیے موجب ہو گی اور لوگ ایسے مبلغ کی وجہ سے اس دعوت سے متنفر ہو جائیں گے۔ کیونکہ اسلام کی نشر و اشاعت کا انحصار تبلیغ اور فقط تبلیغ پر ہے اس کو قبول کرنے کے لیے دل کی رضا و رغبت کی ضرورت ہے اسے جبر و اکراہ سے کام نہیں لیا جاتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے روبرو وہ ایمان ایمان ہی نہیں جس کے پیچھے کوئی دنیاوی لالچ یا خوف و ہراس ہو۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دعوتِ اسلامی کے آداب کی تعلیم دی۔ اس آیت کا ایک ایک لفظ غور طلب ہے۔ دین اسلام کو سبیلِ ربک کے عنوان سے تعبیر کر کے اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ یہ دعوت کسی سیاسی جتھہ بندی کے لیے، کسی معاشی گروہ سازی کے لیے نہیں دی جا رہی بلکہ اس راستہ کی طرف بلایا جا رہا ہے جو بندے کو اپنے مالک حقیقی کی طرف لے جاتا ہے۔ دوری اور بیگانگی کے صحراؤں سے نکال کر قرب و لطف کی منزل تک پہنچانے والا ہے۔ اس جادۂ منزل کی طرف جب بلایا جائے تو اس کو قریب کرنے کے آداب بتائے جا رہے ہیں۔ حکمت، موعظۂ حسنہ اور پسندیدہ انداز سے مجادلہ۔ ان تین چیزوں کے التزام کا حکم دیا گیا۔ حکمت سے مراد وہ پختہ دلائل ہیں جو حق کو مہر نیم روز کی طرح عیاں کر دیں اور شک و شبہ کی تاریکیوں کو دور کر کے یقین کی قوت دے سکتے ہیں۔

ھو الدلیل الموضح للحق المزیح للشبہات۔ موعظۂ حسنہ اس پند و نصیحت کو کہتے ہیں جو خیر و فلاح کی یاد دلانے والی اس اسلوب سے

أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ

بڑا پسندیدہ طریقہ ہو۔ بے شک آپ کا رب خوب جانتا ہے اسے جو بھٹک گیا اس کی راہ سے اور وہ خوب جانتا ہے

بِالْمُهْتَدِينَ ﴿١٢٥﴾ وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ ۖ

ہدایت پانے والوں کو ۔ اور اگر تم (انہیں) سزا دینا چاہو تو انہیں سزا دو بس اسی قدر جتنی تکلیف تمہیں پہنچائی گئی ہے ۱۲۵

کرنے لگ جاؤ جو اس کی حرام ہو جائیں۔ قال الخلیل الوعظ هو التذکیر بالخیر فیما یرق له القلب والعظة والموعظة الاسم (المفردات راغب اصفہانی) یعنی مخاطبین کی طرح مسکہ والوں کے اندر نکتہ نصیحت پہنچاؤ۔ بلکہ تمہارا انداز خطاب ایسا ہونا چاہیے جس کے ملاطفت، خلوص اور محبت کے چشمے ابل رہے ہوں۔ تب ہی آپ کا ارشاد نصیحت پذیر کا امیدوار ہے۔ اور اگر کسی وقت بحث کی نوبت آ جائے اور بحث و مناظرہ تک نوبت جا پہنچے تو تم بھی احسن طریقہ سے مناظرہ کرو۔ ایسی گفتگو اتنی ترشی کے محض ذہن پر تعصب اور شائستگی کا دامن مت چھوڑو۔ فریق مخالف کو مرعوب کرنے یا نیچا دکھانے کی کوشش نہ کرو۔ تمہارے پیش نظر حق کی سربلندی ہو جب تک کوئی مبلغ ان خوبیوں سے متصف نہ ہو اسے اس میدان میں قدم نہ رکھنا چاہیے۔ اس معیار پر پورا اترنے کے لیے علوم ذاتی کی دستگیری کے علاوہ مکارم اخلاق اور محاسن خصائل سے بہرہ ور ہونا بھی ضروری ہے اور یہ نعمت کسی صاحب دل کی صحبت سے حاصل ہو سکتی ہے۔

۱۳۸ یہاں اس حقیقت کا اظہار فرمایا جا رہا ہے کہ ایک داعی اور مبلغ کی ذمہ داری صرف اس قدر ہے کہ وہ حکمت اور دلسوزی کی ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبات سے سرشار ہو کر بندگان الٰہی کے لیے تبلیغ کرے۔ اگر کوئی قبول نہ کرے تو اس کے لیے بے قرار ہونے کی ضرورت نہیں۔ یہ سب کچھ مشیت الٰہی پر موقوف ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے قبول حق کی توفیق ارزانی فرما دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے محروم و نامراد کر دیتا ہے۔

۱۳۹ یہاں مکارم اخلاق کا درس دیا جا رہا ہے کہ اس رزمگاہ حق و باطل میں اگر تمہارا دشمن تم پر دست درازی کرے اور تمہیں اذیت پہنچائے تو انسانی فطرت کا تقاضا یہ ہے کہ دشمن سے انتقام لیا جائے اور عفو و درگزر کا رویہ اختیار کیا جائے۔ لیکن اگر تمہارا اخلاقی معیار ابھی اتنا بلند نہیں اور تم انتقام لینا ہی چاہتے ہو تو اس صورت میں جتنی زیادتی تم پر کی گئی ہے اس کا اتنا بدلہ لینے کی تمہیں اجازت ہے لیکن اس امر کی اجازت نہیں کہ تم حد سے تجاوز کرو۔ انتقام میں ہی پر طول کرو۔ وہ نصیحت عام تھا اور مستحب است تم شعار اور یہ خطاب فرمایا جائے۔ حضور رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی کتنا جلیل القدر ہے۔ عن حذیفة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تكونوا إمعة تقولون إن أحسن الناس أحسنا وإن ظلموا ظلمنا ولكن وطنوا أنفسكم إن أحسن الناس أن تحسنوا وإن أساءوا فلا تظلموا (ترمذی)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اپنی

وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا

اور اگر تم ان کی تکلیف پر صبر کرو تو [illegible] صبر کرنے والوں کے لیے۔ اور آپ صبر [illegible] آپ کا صبر مگر

بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے [illegible] اور رنجیدہ [illegible] [illegible] [illegible] ان کی [illegible] سے

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾

بے شک اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے جو [illegible] سے ڈرتے ہیں اور جو نیک [illegible] ہیں [illegible]

[illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہر حالت میں صبر [illegible] آپ [illegible]

آپ کا [illegible] اسلام [illegible] اسلام کے خلاف [illegible] آپ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible] ضَیق اور ضِیق [illegible]

[illegible]

[illegible] فرق بتایا ہے [illegible]

[illegible] ہے۔

تبلیغ و اشاعت اسلام [illegible]

[illegible]

[illegible] رکھیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف سورۃ بنی اسرائیل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نام : یہ سورۃ بنی اسرائیل کے علاوہ سبحٰن اور معراج کے ناموں سے بھی موسوم ہے اس میں بارہ رکوع ۱۱۱ آیات ۱۵۳۳ کلمات ۶۴۶۰ حروف ہیں۔

نزول : اس سورۃ کی پہلی آیت ہی بتا رہی ہے کہ اس کا نزول سفر معراج کے بعد ہوا۔ اور سفر معراج ہجرت سے ایک سال پہلے بعثت کے دسویں سال ہوئی۔

مضامین : دیگر مکی سورتوں کی طرح [illegible] کی دعوت ہے۔ عام مضامین کے لحاظ سے اس سورۃ کو ان سورتوں سے گہری مناسبت ہے جو مکی زندگی کے آخری دور میں نازل ہوئیں۔

لیکن وہ چیزیں یہاں ایسی موجود ہیں جو دیگر سورتوں میں نظر نہیں آتیں۔ مثلاً اسراء کے فوراً بعد بنی اسرائیل کو خطاب فرمایا گیا ہے۔ ان کو ان کی گزشتہ زندگی سے عبرت حاصل کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ ان کی تاریخ کے نشیب و فراز ان کے عروج و زوال کی داستان کے اہم ابواب ان کے سامنے کھول کر رکھ دیئے گئے ہیں۔ انہیں بتایا جا رہا ہے کہ جب بھی انہیں سیاسی برتری، معاشی خوشحالی بخشی گئی تو انہوں نے ہمیشہ سرکشی اور نافرمانی کی روش اختیار کی اور جب بھی کوئی اللہ تعالیٰ کا رسول انہیں ان کی اصلاح کی تنبیہ کے لیے تشریف لایا تو وہ بپھر گئے اور اسے اپنی عزت نفس کا سوال بنا کر اللہ تعالیٰ کے بندوں کی ایذا رسانی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔

اے بنی اسرائیل! جب بھی تمہاری سرکشی انتہا کو پہنچی تو ہمارا عذاب کبھی بخت نصر کی شکل میں نمودار ہوا اور کبھی انٹی اوکس اور پومپی اور ٹیٹس رومی بادشاہوں کے روپ میں ظاہر ہوا اور انہوں نے تمہاری اینٹ سے اینٹ بجا دی ہیکل سلیمانی کو برباد کر دیا اور تمہیں غلامی کی ذلت کی زنجیروں میں جکڑ دیا۔ اب پھر تمہیں پیغمبر اسلام کی بعثت سے اصلاح احوال کا زریں موقع دیا جا رہا ہے۔ اگر تم اپنے ماضی کی خونچکاں داستان کا اعادہ نہیں چاہتے تو اس نبی برحق پر ایمان لاؤ اور اس کا دین قبول کرو۔ اگر تم اپنی نافرمانی کی عادت سے باز نہ آئے تو ہمارا قانون مکافات پھر حرکت میں آجائے گا۔

یہ آیات جو مکہ میں نازل ہوئیں جہاں بنی اسرائیل کا کوئی فرد اقامت پذیر نہ تھا ان میں بنی اسرائیل کو خطاب اور ان کو اصلاح احوال کی دعوت بتا رہی ہے کہ مستقبل قریب میں انہیں دعوت قرآن کا مخاطب بنایا جانے والا ہے۔

نیز اس کے رکوع نمبر ۲، ۳، ۴ میں اس نظام حیات کی تفصیلات بیان کر دی گئی ہیں جو اسلام اقوام عالم کے سامنے پیش

کیا جاتا ہے اور جو ہدایات میں دی گئی ہیں انہیں پڑھتا ہے اس سے بالکل صاف معلوم ہو رہا ہے کہ ظلمت کا دور ختم ہونے کے قریب ہے۔ شاندار مستقبل کا آغاز ہوا چاہتا ہے جبکہ اسلام ایک ریاست اور ملکی حیثیت سے نمودار ہوگا۔ چنانچہ ایک سال بعد جب محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت کی اور سرزمین یثرب کو مدینۃ الرسول ہونے کا شرف ارزانی فرمایا تو وہاں صرف اہل مکہ کے ستم رسیدہ مہاجرین ہی نے پناہ نہ لی بلکہ یہودی قوت کے سب گروہ انہیں کے ساتھ ان آیات نے جو ارشادات اجمالاً بیان فرمائے تھے وہاں اسلام کی پہلی حکومت قائم ہوئی جس میں قرآن کے بتائے ہوئے اصول عمل اور نظام حیات پر عمل ہونے لگا۔

ویسے تو قرآن کی ہر آیت ہی علم و حکمت کی ہے اس سورۃ کی ہر آیت میں یہ شان روشن ہے۔ اس لیے ہر آیت خصوصی توجہ کی مستحق ہے اور اپنے اپنے مقام پر ہم نے حسب مقدور ضیاء القرآن کے قاری کی توجہ مبذول کرانے کی سعی کی ہے۔ لیکن یہاں سورۃ کے اس مختصر تعارف میں بھی قرآن کا مطالعہ کرنے والے کی توجہ آیات ۶۱ تا ۶۵ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

ان آیات میں آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کے جرم میں مردود ہونے کے بعد شیطان کے ایک چیلنج کا ذکر ہے۔ ابلیس کہتا ہے کہ یہ آدم جسے تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے اور تاج کرامت عطا کیا ہے۔ اگر تو نے مجھے مہلت دی تو لاحتنکن ذریتہ الا قلیلا میں اس کی اولاد سے یہ تاج کرامت چھین لوں گا اور ان کے منہ میں لگام ڈال کر جدھر چاہوں گا کھینچتا پھروں گا۔ جلال کبریائی نے ابلیس کے اس چیلنج کو قبول کر لیا اور اسے صاف صاف بتا دیا واستفزز من استطعت الایۃ تجھے کھلی چھٹی ہے جو حربہ تو استعمال کر سکتا ہے وہ اختیار کر۔ تجھے اجازت ہے اپنے سواروں اور پیادوں سے اپنے دام تزویر پھیلا ترغیب و ترہیب کی ساری طاقتیں صرف کر ڈال لیکن میرے بندوں پر تیرا کوئی زور نہیں۔ ان عبادی لیس لک علیہم سلطان میرے مخلص بندوں پر تیرا کوئی داؤ نہیں چل سکتا۔

اب ہمیں دیکھنا ہے کہ ہم کس زمرہ میں شامل ہیں۔ کیا ہم ان خوش نصیبوں میں ہیں جو ابلیس کی اول ہی شکست پر لگام ڈالنے گئے میں اور اس کی فتنہ پردازیوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ یا ان بدنصیبوں کے زمرہ میں شامل ہیں جو اس کی شورش کے طوفان میں اپنی عزت و شان کی کشتی کو غرق کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی فتنہ سامانیوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اس سورہ مبارکہ کا طرۂ امتیاز اس کی پہلی آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندے اور برگزیدہ رسول کے معراج کا ذکر فرمایا ہے۔ اس واقعہ کے ذکر کے باعث اس سورہ کو دوسری سورتوں کے مقابلہ میں ایک ممتاز حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ اس کی تفصیل آپ آیت کی تشریح کے ضمن میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

سُورَةُ بَنِي إِسْرَائِيلَ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ إِحْدَى عَشْرَةَ وَمِائَةُ آيَةٍ وَاثْنَا عَشَرَ رُكُوعًا

سورۃ بنی اسرائیل مکی ہے اس میں ۱۱۱ — اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے — آیتیں اور ۱۲ رکوع ہیں

سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

وہ ذات پاک ہے جس نے سیر کرائی اپنے بندہ کو رات کے قلیل حصہ میں مسجد حرام سے

اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهٗ

مسجد اقصیٰ تک له بابرکت بنا دیا ہم نے جس کے گرد و نواح کو تاکہ ہم دکھائیں اپنے بندے کو اپنی قدرت کی نشانیاں بیشک وہی ہے

له اس آیت کریمہ میں حضور سرور انبیاء جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عظیم الشان معجزہ کا بیان کیا گیا ہے۔ اس کے متعلق مختلف کوتاہ اندیش اور کج فہم حقیقت ناشناس لوگوں نے پہلے بھی بڑی موشگافیاں کی ہیں اور آج بھی یہ کاروبار جاری ہے۔ ہم [illegible] کا مقصد [illegible] طویل ابحاث سے دامن بچاتے ہوئے مختصر [illegible] [illegible] حقیقت کو واضح کریں [illegible] [illegible] ایمان ہے اور [illegible] کا [illegible] حقیقت کو سمجھنے کے لیے [illegible] ہے [illegible] دستیاب ہو سکے۔

جس روز صفا کی چوٹی پر کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کے غضب سے ڈرایا تھا اور اپنے [illegible] کو دعوت توحید دی تھی اس روز سے عداوت و عناد کے شعلے بھڑکنے لگے تھے۔ ہر طرف سے مصائب و آلام کا سیلاب امڈ آیا تھا [illegible] کا [illegible] گیا تھا۔ لیکن اس تاریکی میں حضرت ابو طالب اور ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا وجود مسعود بڑا [illegible] تسکین [illegible] کا سبب بنا ہوا تھا۔ بعثت نبوی کے دسویں سال یہ دونوں [illegible] [illegible] [illegible] صدمہ [illegible] [illegible] رفیقہ حیات حضرت خدیجہ [illegible] [illegible] ان کی [illegible] [illegible] جس کے باعث ان [illegible] ناقابل برداشت ہو گئیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اہل مکہ سے مایوس ہو کر طائف تشریف لے گئے شاید وہاں کے لوگ اس دعوت توحید کو قبول کرنے کے لیے آمادہ ہو جائیں لیکن وہاں جو سلوک ہوا [illegible] [illegible] ان حالات میں جب بظاہر [illegible] کا [illegible] رب العزت نے اپنی عظمت و کبریائی کی آیات بینات کا مشاہدہ کرانے کے لیے اپنے محبوب کو عالم بالا کی سیاحت کے لیے بلایا تاکہ حضور [illegible] [illegible] ہو جائے اور حالات کی ظاہری ناسازگاری [illegible] سفر معراج کے لیے اس سے موزوں تر اور کوئی وقت نہیں ہو سکتا تھا

اس مقدس سفر کی تفصیل تمام کتب حدیث و سیرت میں ملتی ہے یہاں اجمالاً چند امور کا ذکر کیا جاتا ہے جو مختلف احادیث صحیحہ میں مذکور ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ شریف کے پاس حطیم میں آرام فرما رہے تھے کہ اچانک جبرئیل امین حاضر خدمت ہوئے۔ آپ کا سینہ چاک کیا اور زمزم کے پانی سے اس کو دھویا۔ پھر سونے کا ایک طشت لایا گیا جو ایمان و حکمت سے بھرا ہوا تھا وہ سینے میں ڈال دیا اور پھر سینہ مبارک درست کر دیا۔ اس کے بعد سواری کے لیے ایک جانور پیش کیا گیا جو براق کے نام سے موسوم ہے۔ اس کی تیز رفتاری کا یہ عالم تھا کہ جہاں نگاہ پڑتی تھی وہاں قدم رکھتا تھا۔ حضور اس پر سوار ہو کر بیت المقدس آئے اور براق کو اس حلقے سے باندھ دیا جس سے انبیاء سواریاں باندھا کرتے تھے۔ پھر مسجد میں تشریف لے گئے جہاں سب انبیاء نے حضور کا استقبال کیا۔ سب انبیاء حضور کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں سب نے نماز ادا کی۔ اس طرح سفر کا پہلا مرحلہ [illegible] آسمانوں کی طرف [illegible] مراتب جلیلہ [illegible] کی طرف [illegible] مختلف طبقات سماوی پر مختلف انبیاء سے ملاقاتیں ہوئیں۔ ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم ابوالانبیاء حضرت خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات ہوئی۔ حضرت خلیل نے "مرحبا بالنبی الصالح والابن الصالح" (یعنی اے نبی صالح اور فرزند صالح خوش آمدید) کہہ کر حضور کا استقبال کیا۔ حضرت ابراہیم بیت المعمور سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے جو ادراک انسانی کی آخری حد ہے جس کی [illegible] سما نہیں سکتی۔ حضرت جبرئیل بھی یہاں آ کر ٹھہر گئے [illegible] سے عظیم قرب کا ذکر اس طرح کیا ہے کہ "ثم دنا فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ" وہاں کیا ہوا [illegible] آپ کی عقل و رسائی سے باہر ہے۔ قرآن نے بتایا ہے کہ "فاوحی الی عبدہ ما اوحی"۔ علامہ سید سلیمان ندوی کے سادہ لفظوں میں "شاہد مستور ازل نے چہرہ سے پردہ اٹھایا اور خلوت گاہ راز میں ناز و نیاز کے وہ پیام ادا ہوئے جن کی لطافت و نزاکت بار الفاظ کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ فاوحی الی عبدہ ما اوحی"۔ (سیرت النبی جلد ۳)

اسی مقام قرب میں بارگاہ حضرت عزت کی دیگر عنایات خسروانہ کے علاوہ پچاس نمازیں [illegible] واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی درخواست پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار بارگاہ رب العزت میں تخفیف کے لیے التجا کی۔ چنانچہ نماز کی تعداد پانچ کر دی گئی۔ اور ثواب پچاس کا ہی رہا۔ فرط خوشی سے محبوب رب العالمین نعمت عظمیٰ [illegible] واپس ہوئے۔ ابھی [illegible] مشاہدات کی [illegible] نہ تھا۔

واقعہ معراج کا اتنا اختصار کے ساتھ آپ کے سامنے پیش کر دیا گیا۔ یہ [illegible] بڑی طویل ہے۔ اس موقع پر [illegible] ہے جس کو [illegible] نے اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف سب سے بڑا اعتراض قرار دیا۔ کئی ضعیف الایمان لوگ اس کے باعث ڈگمگا گئے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ جن کے دلوں میں [illegible] کا مرض تھا انہیں [illegible] پریشانی اور تذبذب میں [illegible] دشمنان اسلام کی ہر [illegible]

وہ متاثر ہوئے بلکہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اس واقعہ کا ذکر کیا گیا تو آپ نے برجستہ جواب دیا کہ اگر میرے آقا و مولا نے ایسا فرمایا ہے تو یقیناً سچ ہے۔ اہل ایمان کے نزدیک کسی واقعہ کی صحت و عدم صحت کا انحصار اس پر نہیں تھا کہ ان کی عقل اس بارے میں کیا رائے رکھتی ہے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت بے پایاں کے سامنے کسی چیز کو ناممکن خیال نہیں کرتے تھے۔ ان کا یہ یقین تھا کہ خدا تعالیٰ جو چاہے جس طرح چاہے کر سکتا ہے۔ عادت سے وضع کیے ہوئے قواعد و ضوابط اس کی قدرت کی جولانیوں کو محدود نہیں کر سکتے اور جو اس واقعہ کی خبر دینے والا ہے وہ اتنا سچا ہے کہ اس کی صداقت کے متعلق شک و شبہ پیدا ہی نہیں ہو سکتا جب اس نے بتا دیا جس کی صداقت ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ اس قدرت والے نے ایسا کیا ہے جو علیٰ کل شیء قدیر ہے جس کے حضور امکان و عدم امکان کے جھگڑے ہی نہیں ہیں۔ اس لیے جب شب اسریٰ کی صبح صحن کعبہ میں نبی برحق نے کفار سے بھرے مجمع میں اس سیاحت عالی کا ذکر کیا تو لوگ دو حصوں میں بٹ گئے بعض نے صاف انکار کر دیا اور بعض نے بلا چون و چرا تسلیم کر لیا۔ یہ اس زمانہ کا ذکر ہے جب یہ واقعہ پیش آیا۔

لیکن آج صورت حال قدرے مختلف ہے۔ ایک گروہ تو وہی منکرین کا ہے۔ دوسرا گروہ وہی ماننے والوں کا ہے لیکن اب تیسرا گروہ بھی نمودار ہو گیا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو سائنس کی اس نئی طاقت کی علمی اور مادی برتری کے حلقہ بگوش ہیں اور دامن اسلام سے بھی ان کا رشتہ ہے۔ وہ اسلام سے رشتہ توڑنے پر بھی آمادہ نہیں اور نہ اپنے ذہنی مربیوں کے مسلمات و نظریات کو رد کرنے کی ہمت رکھتے ہیں۔

ناچار وہ اس واقعہ کی ایسی ایسی تاویلیں کرتے ہیں کہ واقعہ کا نام تو رہ جاتا ہے لیکن اس کے سارے حسن و جمال پر پانی پھر جاتا ہے اور اس کی معجزانہ حیثیت کالعدم ہو جاتی ہے۔ یہ لوگ اپنے اس طریقہ کار پر بڑے مطمئن نظر آتے ہیں۔ وہ دل میں یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے اسلام پر وارد ہونے والے ایک بہت بڑے اعتراض کو دور کر دیا۔ اس لیے ہم مختصراً چند گزارشیں کرتے ہیں تاکہ جو لوگ ایسے اوہام کا شکار ہیں لیکن وہ تعصب اور عناد سے خالی ہیں وہ اگر ان سے فائدہ اٹھانا چاہیں تو اٹھا سکیں۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی قدرت، حکمت اور اس کی شان کبریائی پر ایمان رکھتے ہیں اور حضور فخر موجودات باعث تخلیق کائنات سید و مولا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا سچا رسول مانتے ہیں ان کے لیے تو واقعہ معراج کی صداقت پر اس آیت کریمہ کے بعد کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ اسی واقعہ پر اس آیت طیبہ کی مختصر تشریح کی جاتی ہے۔ آیت کا آغاز "سبحان" سے کیا گیا ہے۔ سبح یسبح تسبیحاً باب تفعیل کے مصدر کا علم ہے۔ اس کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے عیب و نقائص سے منزہ اور مبرا ہے۔ علامہ زمخشری لکھتے ہیں۔ "سبحان علم للتسبيح كعثمان للرجل وانتصابه بفعل مضمر ودل على التنزيه البليغ من جميع القبائح التي يضيفها اليه اعداء الله۔"

یعنی تسبیح مصدر کا علم ہے جس طرح عثمان کسی شخص کا علم ہوتا ہے اور یہ فعل مضمر ہے جو اس کا ناصب بنتا ہے اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام عیبوں، نقصوں اور کمزوریوں سے بالکل پاک اور منزہ ہے جن سے کفار اللہ تعالیٰ کو متہم کرتے تھے۔ علامہ آلوسی نے حضرت طلحہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد نقل کیا ہے جس میں اسی معنی کی تائید ہوتی ہے

[illegible] رسول [illegible] كل شيء [illegible]
سے یہ ذکر کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ ہر عیب و نقص کمزوری اور بے بسی سے پاک ہے۔ اس کے بعد دلیل کی صورت تھی کیونکہ کوئی دعویٰ دلیل کے بغیر قابل قبول نہیں ہوا کرتا بطور دلیل ارشاد فرمایا الذی اسریٰ بعبدہ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے اپنے محبوب بندے کو رات کے تھوڑے سے حصہ میں اتنا طویل سفر طے کرایا اور اپنی قدرت کی بڑی بڑی نشانیاں اور بہت مختلف عجائبات [illegible] اتنا طویل سفر [illegible] وقت میں [illegible] اس کی قدرت بے پایاں اس کی عظمت [illegible] ہے [illegible] کبریائی [illegible] اس [illegible] میں تو [illegible] اتفاق [illegible] کی دلیل کے طور پر فرمایا ہے [illegible] واقعہ میں [illegible] عظیم [illegible] اس [illegible] اللہ تعالیٰ کی قدرت اور [illegible] دلیل [illegible] ہے۔

اسریٰ: رات کو سیر کرانے کو کہتے ہیں [illegible] لیلاً [illegible] رات کے وقت ہوا لیکن اس [illegible] رات کے ایک قلیل حصہ میں [illegible]۔ اسریٰ کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر عبدہ کے لفظ سے فرمایا [illegible] ایک تو یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible] شان اور [illegible] عیسائی [illegible] اس کے علاوہ [illegible] کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہ صمدیت میں مقام قاب قوسین او ادنیٰ پر فائز ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے [illegible] آج میں تجھے کس نسبت سے سرفراز کروں [illegible] اپنا بندہ [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] کے وقت اسی [illegible] فرمایا۔

[illegible] اس [illegible] سفر [illegible] اللہ تعالیٰ کی قدرت [illegible] سب [illegible]

جناب [illegible] اللہ تعالیٰ کی [illegible] پاک کی [illegible] قرآن [illegible] کیا [illegible] قرآن کریم کی دوسری آیت [illegible] خواب [illegible] آیت کا مطلب [illegible] خواب [illegible] اس لیے [illegible] خواب [illegible] انکار کیسے کیا جا سکتا ہے۔

[illegible] اکثر [illegible] کہ اس آیت کا تعلق واقعہ معراج سے ہے [illegible]

اور اگر اس پر بھی اصرار ہو کہ اس آیت میں معراج کا ہی ذکر ہے تو یہ حضرت ابن عباس کی تصریح کے بعد کوئی التباس نہیں رہتا۔ آپ نے فرمایا یہاں رؤیت سے مراد عالم بیداری میں آنکھوں سے دیکھنا ہے قال ابن عباس ھی رؤیا عین اریھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ علامہ ابن عربی اندلسی نے احکام القرآن میں حضرت ابن عباس کا یہ قول بھی نقل کیا ہے

ولو كانت رؤيا منام ما افتتن بها احد ولا انكرها فانه لا يستبعد احد في الرؤيا نفسه يخترق السموات ويجلس على الكرسي ويكلمه الرب (احکام القرآن)

یعنی اگر معراج عالم خواب کا واقعہ ہوتا تو کوئی اس سے فتنہ میں مبتلا ہوتا اور نہ کوئی اس کا انکار کرتا۔ کیونکہ اگر کوئی شخص خواب میں اپنے آپ کو دیکھے کہ وہ آسمانوں کو چیرتا ہوا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ وہ کرسی پر جا بیٹھا اور اللہ تعالیٰ نے اس سے گفتگو فرمائی تو ایسے خواب کو کبھی مستبعد اور خلاف عقل قرار دے کر اس کا انکار نہیں کیا جاتا۔

بعض لوگ حضرت انس کی اس حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں کہ واقعہ معراج بیان کرنے کے بعد حضور نے فرمایا ثم استیقظت وانا فی المسجد الحرام پھر میں بیدار ہوا اور اپنے آپ کو مسجد حرام میں پایا۔ اس روایت کے متعلق اہل حدیث کے ماہرین کی تصریح ملاحظہ فرمائیے سارا شبہ دور ہو جائے گا۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ حضرت انس سے شریک نے نقل کیے ہیں اور شریک لیس بالحافظ عند اهل الحديث (روح المعانی جلد نمبر ۱۵) کہ اہل حدیث کے نزدیک شریک حافظ حدیث نہیں ہے۔

دوسری روایت سنیے۔ ان هذا اللفظ رواه شريك عن انس وكان قد تغير بآخره فيعول على روايات الجميع (احکام القرآن لابن عربی)

کہ یہ الفاظ حضرت انس سے صرف شریک نے روایت کیے ہیں جن کا حافظہ آخر میں کمزور ہو گیا تھا۔ اس لیے ان کی حدیث کی بجائے ان روایات پر بھروسہ کیا جائے گا جو باقی تمام راویوں نے بیان کی ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ حضرت انس سے یہ حدیث شریک کے علاوہ دیگر ائمہ حدیث ابن شہاب، ثابت البنانی اور قتادہ نے بھی روایت کی ہے لیکن ان کی روایات میں یہ الفاظ نہیں

وقد روى الحديث عن انس جماعة من الحفاظ المتقنين والائمة المشهورين كابن شهاب وثابت البناني وقتادة فلم يات احد منهم بما اتى به شريك (روح المعانی جلد نمبر ۱۵)

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں۔ وقوله في حديث شريك عن انس ثم استيقظت فاذا انا في الحجر معدود في غلطات شريك یعنی ان الفاظ کو شریک کی غلطیوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس حدیث کے علاوہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے قول سے بھی استشہاد کیا جاتا ہے کہ ان حضرات کا بھی یہی خیال تھا کہ یہ خواب کا واقعہ ہے۔ لیکن محدثین پہلے تو اس قول کی نسبت ان حضرات کی طرف کرنے کو ہی مشکوک سمجھتے ہیں۔ اور اگر روایت ثابت ہو بھی جائے تو ان کے قول پر جمہور صحابہ کے ارشادات کو ہی ترجیح دی جائے گی کیونکہ اس وقت حضرت صدیقہ تو بالکل کمسن بچی تھیں اور امیر معاویہ ابھی تک مشرف باسلام بھی نہ ہوئے تھے۔ نیز یہ ان صاحبان کی اپنی ذاتی رائے ہے حضور کا ارشاد نہیں۔ علامہ ابن حیان اس کے متعلق لکھتے ہیں۔

[illegible]

[illegible]

اسی سلسلہ میں [illegible] کا بھی تعلق ہے [illegible] اور جواب ثابت کیا ہے اس مسئلہ میں طول طویل بحث کی ہے۔ ان کا مقصد [illegible] اور عیسائی [illegible] کے اعتراضات [illegible] جس میں [illegible] لکھے ہوئے [illegible] ہیں [illegible] میں اسلام [illegible] آپ اس [illegible] کی تعریف کرتے ہیں لیکن واقعہ [illegible] کے مطابق آپ اس [illegible] ہے۔ کیا آپ کی [illegible] ہیں [illegible] صحت کا [illegible] ہیں [illegible]

[illegible]

لیکن تناقض [illegible] ذکر کیے ہیں [illegible] مثال [illegible] ہیں ایک حدیث میں ہے [illegible] ہیں [illegible] روایات میں [illegible] بعض روایات میں تضاد نہیں۔

[illegible] ایک حدیث میں ہے [illegible] موسیٰ علیہ السلام [illegible] جب [illegible] موسیٰ علیہ السلام [illegible] کی کلمات میں کوئی تضاد ہے۔

[illegible] ہیں کہ بعض روایات ایسی [illegible] ہیں [illegible] تصریح کی ہے [illegible] ہیں [illegible]

اور اگر اس پر بھی اصرار ہو کہ اس آیت میں معراج کا ہی ذکر ہے تو پھر حضرت ابن عباس کی تصریح کے بعد کوئی التباس نہیں رہتا آپ نے فرمایا یہاں رؤیت سے مراد عالم بیداری میں آنکھوں سے دیکھنا ہے قال ابن عباس هي رؤيا عين اريها رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ علامہ ابن عربی اندلسی نے احکام القرآن میں حضرت ابن عباس کا یہ قول بھی نقل کیا ہے ولو كانت رؤيا منام ما افتتن بها احد ولا انكرها فانه لا يستبعد احد من الرؤيا ان يخرق السموات ويجلس على الكرسي ويكلمه الرب (احكام القرآن)

یعنی اگر معراج عالم خواب کا واقعہ ہوتا تو کوئی اس سے فتنہ میں مبتلا نہ ہوتا اور کوئی اس کا انکار نہ کرتا۔ کیونکہ اگر کوئی شخص خواب میں اپنے آپ کو دیکھے کہ وہ آسمانوں کو چیرتا ہوا اوپر جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ وہ کرسی پر جا کر بیٹھ گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس سے گفتگو فرمائی تو ایسے خواب کو کبھی مستبعد اور خلاف عقل قرار دے کر اس کا انکار نہیں کیا جاتا۔

بعض لوگ حضرت انس کی اس حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں کہ واقعہ معراج بیان کرنے کے بعد حضور نے فرمایا ثم استيقظت وانا في المسجد الحرام پھر میں بیدار ہوا اور اپنے آپ کو مسجد حرام میں پایا۔ اس روایت کے متعلق اہل حدیث کے ماہرین کی تصریحات ملاحظہ فرمائیے خود بخود شبہ دور ہو جائے گا۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ حضرت انس سے شریک نے نقل کیے ہیں اور شریک ليس بالحافظ عند اهل الحديث (روح المعانی جلد نمبر ١٥) کہ اہل حدیث کے نزدیک شریک حافظ حدیث نہیں ہے۔

دوسری روایت ملاحظہ ہو: ان هذا اللفظ رواه شريك عن انس وكان قد تغير بآخره فيعول على روايات الجميع (احکام القرآن لابن عربی)

کہ یہ الفاظ حضرت انس سے صرف شریک نے روایت کیے ہیں جن کا حافظہ آخر عمر میں کمزور ہو گیا تھا اس لیے ان کی روایت کی بجائے اُن روایات پر بھروسہ کیا جائے گا جو باقی تمام راویوں نے بیان کی ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ حضرت انس سے یہ حدیث شریک کے علاوہ دیگر ائمہ حدیث ابن شہاب، ثابت البنانی اور قتادہ نے بھی روایت کی ہے لیکن ان کی روایات میں یہ الفاظ نہیں: وقد روى حديث الاسراء عن انس جماعة من الحفاظ المتقنين والائمة المشهورين كابن شهاب وثابت البناني وقتادة فلم يأت احد منهم بما اتى به شريك (روح المعانی جلد نمبر ١٥)

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں: وقوله في حديث شريك عن انس ثم استيقظت فاذا انا في الحجر معدود في غلطات شريك یعنی ان الفاظ کا شمار شریک کی غلطیوں میں ہوتا ہے۔ اس حدیث کے علاوہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے قول سے بھی استشہاد کیا جاتا ہے کہ ان حضرات کا بھی یہی خیال تھا کہ یہ خواب کا واقعہ ہے۔ لیکن محدثین پہلے تو اس قول کی نسبت ان حضرات کی طرف کرنے میں ہی مشکوک سمجھتے ہیں۔ اور اگر روایت ثابت ہو بھی جائے تو ان کے قول پر جمہور صحابہ کے ارشادات کو ہی ترجیح دی جائے گی کیونکہ اس وقت حضرت صدیقہ تو بالکل کمسن بچی تھیں۔ اور امیر معاویہ ابھی تک مشرف باسلام ہی نہ ہوئے تھے۔ نیز یہاں ان صاحبان کی ذاتی رائے ہے حضور کا ارشاد نہیں۔ علامہ ابو حیان اس کے متعلق لکھتے ہیں:

[illegible] عنہ [illegible] الحدیث۔

اسی سلسلہ میں [illegible] کے معاملہ کا بھی تعلق ہے [illegible] ثابت کیا ہے [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] اور [illegible] سے [illegible] پر [illegible] ہے [illegible] ہونے کے علاوہ [illegible] رکھنے میں [illegible] کے علاوہ آپ اس [illegible] کیا آپ کی [illegible] کہ آپ [illegible] اسلام [illegible] نہیں [illegible] واقعات کا انکار [illegible] ایک [illegible] سرشیہ [illegible]۔

[illegible] میں ہے کہ حضور اس وقت حطیم میں تھے [illegible] تیسری میں ہے [illegible] اس روایت میں [illegible] حطیم [illegible] بھی [illegible] کی وجہ سے [illegible] روایت میں [illegible] تضاد نہیں۔

تضاد کی ایک دوسری مثال [illegible] بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ [illegible] ایک حدیث میں ہے [illegible] الی السماء السابعة [illegible] پھر مجھے [illegible] آسمان [illegible] موسیٰ علیہ السلام کو پایا۔ دوسری حدیث میں [illegible] پھر مجھے [illegible] اوپر لایا گیا۔ وہاں [illegible] جیسا کہ [illegible] کی کوئی تضاد ہے۔

ہم نے [illegible] کہ بعض روایت میں [illegible] اختلاف پایا جاتا ہے لیکن [illegible] اور حدیث [illegible] ہے [illegible] روایتیں ایک [illegible] کی [illegible] جا سکتی ہے [illegible] کیا جا سکتا ہے [illegible] کرتے ہیں۔

اب ذرا ان حضرات کے ارشادات کی طرف توجہ فرمایئے جو معجزات کا اس لیے انکار کرتے ہیں کہ یہ خلاف عقل ہیں۔ ان لوگوں کا دعویٰ یہ ہے کہ کائنات کا یہ نظام جس میں یہ بے مثل تناسب اور ہم آہنگی ہے یہ قابل ترتیب اور یکسانیت اس امر پر شاہد عادل ہے کہ یہ نظام چند قوانین اور ضابطوں کے مطابق چل رہا ہے جنہیں قوانین فطرت (LAWS OF NATURE) کہا جاتا ہے اور فطرت کے یہ قوانین اٹل ہیں۔ ان میں رد و بدل ممکن نہیں ورنہ کائنات کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے۔ اس لیے عقل معجزات کو تسلیم نہیں کرتی کیونکہ معجزہ ان میں ایک تبدیلی ہے۔ اس لیے یہ بھی ناممکن ہے۔ اس کے متعلق گزارش یہ ہے کہ علماء اسلام نے معجزہ کی جو تعریف کی ہے وہ یہ نہیں کہ معجزہ وہ ہوتا ہے جو قوانین فطرت کے خلاف ہو اور نفس قدرت سے سرے سے بالا ہو بلکہ معجزہ کی تعریف یہ ہے "ذالک امر خارق للعادة مقصود به بیان صدق من ادعی انه رسول الله" (المسامرة و صحیحها من کتب العقائد) یعنی نبی رسالت کی سچائی ثابت کرنے کے لیے کسی ایسے امر کا ظہور پذیر ہونا جو عادت کے خلاف ہو اسے معجزہ کہتے ہیں۔ یہ تعریف نہیں کی گئی کہ معجزہ وہ ہے جو قانون فطرت اور اس قدرت کے خلاف ہو۔ ان لوگوں کا اعتراض تو تب قابل التفات ہوتا جب معجزہ کو اللہ کی قدرت کے خلاف مانا جاتا۔ ہو سکتا ہے کہ یہ معجزات قانون فطرت کے مطابق ہی رونما ہوئے ہوں لیکن ابھی تک وہ قانون فطرت ہمارے ادراک کی سرحد سے ماورا ہو۔ یہ دعویٰ کہ اسرار فطرت کے تمام رموز ہم پر بے نقاب ہو چکے ہیں اور ہم نے اس کے مسائل کا احاطہ کر لیا ہے انتہائی مضحکہ خیز اور غیر معقول ہے۔ آج تک کسی فلسفی یا سائنسدان نے اس بات کا دعویٰ نہیں کیا۔

پھر قوانین فطرت کے متعلق یہ خیال کرنا کہ اٹل اور غیر متغیر ہیں یہ بھی ناقابل تسلیم ہے۔ یہ خیال تب قابل تسلیم تھا جب ان قوانین کو ہر قسم کے نقص اور عیب سے مبرا سمجھ لیا جائے اور ان کے بارے میں یہ عقیدہ اختیار کیا جائے کہ اس کائنات کی رہائش اور زیبائش کے لیے بہترین قوانین بنا دیے گئے ہیں لیکن اہل خرد کے نزدیک یہ خیال غلط ہے۔ چنانچہ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے مقالہ نگار نے معجزہ (MIRACLE) پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے۔

IT IS AN UNWARRANTED [illegible] OPTIMISM WHICH FINDS THE COURSE OF NATURE SO WISE AND SO GOOD THAT ANY CHANGE IN IT MUST BE REGARDED AS INCREDIBLE   ENCY BRI: V 15 P 586

یعنی یہ ایک غیر معقول تصور اور خوش فہمی ہے جو یہ خیال کرتی ہے کہ فطرت کا طریق کار اتنا دانشمندانہ اور بہترین ہے کہ اس میں کسی قسم کی تبدیلی جائز نہیں۔ اس کے علاوہ یہ عرض کرنا مطلوب ہے کہ کیا آپ اللہ تعالیٰ کے وجود کو مانتے ہیں یا نہیں۔ اگر آپ منکر ہیں تو آپ سے معجزات کے متعلق بحث عبث اور تضییع اوقات ہے۔ پہلے آپ کو وجود خداوندی کا قائل کرنا پڑے گا۔ اس کے بعد معجزہ کے اثبات کا مناسب وقت آئے گا۔ اور اگر آپ وجود باری کے قائل ہیں لیکن آپ کا تصور یہ ہے کہ خدا اور فطرت (NATURE) ایک ہی چیز کے دو نام ہیں یا آپ خدا کو خالق کائنات تو مانتے ہیں لیکن یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کا اب اپنی پیدا کردہ دنیا میں کوئی عمل دخل نہیں اور وہ اس میں کسی طرح کا تصرف نہیں کر سکتا بلکہ وہ معطل ہو کر ایک بے بس تماشائی

کی طرح کائنات کے مشاہدہ سے خود بخود کو ماورائی سے دیکھ رہا ہے اور کچھ نہیں سکتا تو پھر معجزوں کے انکار کی وجہ کیا ہو سکتی ہے لیکن اگر آپ ذات باری تعالیٰ کے قائل ہیں اور اسے مادی ذات کے علاوہ ساتھ ہی ایک مطلق اور با اختیار ہستی تسلیم کرتے ہیں اور یہی ایمان رکھتے ہیں کہ کوئی چیز اس کے ارادہ کے بغیر جنبش تک نہیں کر سکتی تو پھر آپ کا قوانین فطرت کو غیر متغیر یقین کرنا اور اس بنا پر معجزات کا انکار کرنا ہماری سمجھ میں نہیں آ سکتا زیادہ سے زیادہ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا عام معمول یہ ہے کہ وہ علت و معلول اور سبب و مسبب کے تسلسل کو قائم رکھتا ہے اور بوقت معجزہ کے وقت اس نے اپنی قدرت اور حکمت کے پیش نظر خلاف معمول اس تسلسل کو نظر انداز کر دیا ہے کیونکہ وہ ایک با اختیار ہستی ہے وہ جب چاہے اپنے معمول کو بدل دے ایک شخص کی سالہا سال کی عادت ہے کہ وہ رات کو دس بجے سو جاتا ہے اور صبح پانچ بجے بیدار ہوتا ہے اگر کسی روز آپ اسے ساری رات جاگتے ہوئے دیکھیں تو آپ اس مشاہدہ کا انکار نہیں کر سکتے زیادہ سے زیادہ آپ یہی کہہ سکتے ہیں کہ آج خلاف معمول صاحب رات بھر جاگتے رہے ہیں اسی طرح ان قوانین فطرت کو عادت خداوندی اور معمول ربانی سمجھنا چاہیے اور کسی چیز کا خلاف معمول وقوع پذیر ہونا اس کے ناممکن ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتا۔

THE LAWS OF NATURE MAY BE REGARDED AS HABITS OF THE DIVINE ACTIVITY, AND MIRACLES AS UNUSUAL ACTS WHICH WHILE CONSISTENT WITH DIVINE CHARACTER, MARK A NEW STAGE IN THE FULFILMENT OF THE PURPOSE OF GOD. ENCY. REL. V. 8 P. 676

یعنی قوانین فطرت کو ہم عادت خداوندی کہہ سکتے ہیں معجزات کے بارے میں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی حکمت کے پیش نظر خلاف عادت ایسا کیا ہے اور یہ قطعاً ناممکن نہیں

مغربی فلاسفہ میں سے ہیوم (DAVID HUME) نے معجزات پر بحث کی ہے اور بڑی شد و مد سے ان کا انکار کیا ہے۔ اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لیے جو طریقہ اس نے اختیار کیا ہے وہ قابل غور ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ہمارا تجربہ اور مشاہدہ یہ ہے کہ عالم ایک مخصوص نہج اور معین قانون کے مطابق چل رہا ہے اور معجزات ہمارے تجربہ اور مشاہدہ کے خلاف واقع ہوتے ہیں۔ اس لیے اگر معجزہ کو ثابت کرنے کے لیے ہمارے پاس جو دلائل ہیں وہ تجربہ اور مشاہدہ کے دلائل سے بیشک زیادہ قوی اور مستحکم ہوں۔ اس وقت تک ہم معجزہ کو تسلیم نہیں کر سکتے لیکن ثبوت معجزہ کے لیے ایسے دلائل موجود نہیں اس لیے عقلاً معجزہ کا امکان تسلیم کرنے کے باوجود ہم اس کے وقوع کو تسلیم نہیں کر سکتے۔ یہ ہے ہیوم کا استدلال۔ ہیوم نے اس طرح بحث کرتے ہوئے الٹا یہ دعویٰ کیا ہے کہ ہم ایسا ماننے کے لیے تیار نہیں کہ معجزات تجربہ و مشاہدہ کے خلاف ہوتے ہیں کیونکہ تجربات سے تو صرف یہ معلوم ہوتا ہے۔ کیا ہم یہ کہتے ہیں کہ معجزہ تمام تجربات کے خلاف ہوتا ہے تو آپ کا یہ قاعدہ کلیہ کیا دلیل ہے پہلے آپ یہ تو ثابت کریں کہ آپ نے تمام تجربات کا مطالعہ کر لیا ہے پھر آپ کو یہ حق ہے کہ معجزہ ان تمام تجربات کے خلاف ہے جب تک آپ اپنی دلیل کا یہ حصہ ثابت نہیں کر سکتے اس وقت تک آپ کی دلیل قابل قبول نہیں اور اگر آپ یہ نہیں کہتے کہ تمام بلکہ تجربات عامہ میں یہی معجزہ تجربات عامہ کے خلاف ہے تو پھر اس سے زیادہ سے زیادہ اتنا ہی ثابت ہوگا کہ معجزہ عام تجربات اور

مسلمات کے خلاف ہے تمام تجربات و مشاہدات کے خلاف ہوا تو وہ امر ثابت ہو سکتا ہے کہ معجزہ کسی تجربے کے مطابق ہو لیکن
تجربہ تک ہماری رسائی سے ابھی بعید ہو۔ (انسائیکلوپیڈیا جلد ۱۵ ص)

THIS PHRASE ITSELF (THAT MIRACLE IS CONTRARY TO EXPERIENCE) IS AS PALEY POINTED OUT AMBIGUOUS IF IT MEANS ALL EXPERIENCE IT ASSUMES THE POINT TO BE PROVED, IF IT MEANS ONLY COMMON EXPERIENCE THEN IT SIMPLY ASSERTS THAT THE MIRACLE IS UNUSUAL STRANGE (ENCY BRI V 15 P 586)

استاذ احمد امین مصری ہیوم کے فلسفہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہیوم نے اپنے ایک مقالہ OF MIRACLE میں معجزات پر بحث کی ہے اور بڑی کوشش سے ان کا بطلان ثابت کیا ہے اس میں اس نے لکھا ہے کہ چونکہ معجزات ہمارے تجربہ کے خلاف ہیں اس لیے ناقابل تسلیم ہیں۔ استاذ موصوف کہتے ہیں کہ ہمیں یہ حق پہنچتا ہے کہ ہم ہیوم سے پوچھیں کہ ایک طرف تو تمہارا یہ دعویٰ کہ علت و معلول اور سبب و مسبب کا حقیقت واقعہ سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ ہم بارہا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں کہ ایسا ہو تو یوں ہو جاتا ہے۔ اس لیے ہم نے ایک چیز کو دوسری چیز کی علت سمجھ لیا حالانکہ حقیقت میں اس کا علت ہونا معلوم نہیں اور دوسری طرف تم معجزہ کا انکار اس بنا پر کرتے ہو کہ یہ مشاہدہ اور تجربہ کے خلاف ہے جب تمہارے نزدیک علت اور معلولیت کا کوئی قانون ہی نہیں ہے۔ ہر چیز بغیر کسی علت و قانون کے ہو رہی ہے اور کسی چیز کے ساتھ ربط نہیں تو پھر اگر معجزہ کا وقوع ہو اس کی تم تعلیل کرنے سے قاصر ہو تو اس میں کیا قباحت ہوگی۔ پہلی کی طرح یہ بھی مزعوم ہے کہ یہاں علت حقیقیہ موجود نہیں اور یہ بھی بغیر علت کے ظاہر ہوا ہے اس کی کیا وجہ ہے کہ ایک کو تو تم تسلیم کرتے ہو اور دوسرے کے انکار میں تم اتنا غلو کرتے ہو کہ تمہیں اپنے فلسفہ کی بنیاد کا بھی صحیح اندازہ نہیں ہو سکا۔ (قصۃ الفلسفۃ الحدیثۃ جز اول ص ۲۲۵)

اور بعض صاحبان نے یہ حیلہ تلاش کر لیا کہ یہ کہہ دیا کہ ان واقعات کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ معجزات محض عقیدت مندوں کے جوش عقیدت کی کرشمہ سازی ہے۔ ان میں بعض نے معجزوں اور خارق عادت واقعات کو مبالغہ آمیزی سے اس طرح بیان کیا کہ انہیں عقل و حقیقت سے بالاتر رکھ دیا جو اس تحقیق و تنقید کی ہمارے زمانہ میں آج بھی زحمت برداشت کرنا چاہتے ہوں ان کے لیے سہل اور آسان ترین یہی طریقہ ہے لیکن کیا یہ کسی مسئلہ کا حل ہے کیا اس سے کوئی عقدہ لا ینحل حل ہو سکتا ہے یہ امر غور طلب ہے۔

آخر میں ہم یہاں ایک اہم مغالطہ کی طرف اشارہ کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں۔ معجزات کے بارے میں جناب محترم سرسید مرحوم نے ایک عقلی مغالطہ دیا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ معجزہ اس وقت تک معجزہ نہیں ہو سکتا جب تک وہ قانون قدرت کے خلاف نہ ہو کیونکہ اگر وہ کسی قانون قدرت کے مطابق ہوگا تو اس کا صدور نبی کے علاوہ کسی اور شخص سے بھی ہو سکتا ہے۔ اس لیے معجزہ کا خلاف قانون ہونا ضروری ہے۔ اور قوانین قدرت اٹل ہیں۔ ان میں کسی قسم کی تبدیلی یا رد و بدل کا ہونا قطعاً باطل ہے۔ کیونکہ نصوص قرآنیہ میں بارہا یہ تصریح کی گئی ہے کہ قانون قدرت میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا اس لیے ثابت ہوا کہ معجزہ کا

هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ① وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى

بیشک وہی ہے سب کچھ سننے والا سب کچھ دیکھنے والا اور دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور بنا دیا ہم نے اس کتاب کو

وقوع باطل ہے۔

آپ نے سید محترم کا استدلال ملاحظہ فرمایا، انھوں نے معجزہ کی غلط تعریف کر کے معجزہ کا بطلان کیا ہے۔ حالانکہ ہم پہلے بتا آئے ہیں کہ علمائے اسلام نے معجزہ کی یہ تعریف نہیں کی کہ وہ قوانین فطرت کے خلاف ہو، بلکہ معجزہ وہ ہے جو خارق عادت ہو۔ معجزات کا قوانین فطرت کے خلاف ہونا تو تب درست ہو سکتا جب کہ پہلے تمام قوانین فطرت اور سنن الٰہیہ کا احاطہ کر لینے کے دعوے کو کوئی ثابت کر دے اور جب تک یہ ثابت نہ ہو اور یقیناً ثابت نہیں تو پھر معجزات کو سنن الٰہیہ کے خلاف کہنا سراسر لغو ہے۔

بہرحال جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے اس کے قادر مطلق ہونے کو تسلیم کرتا ہے وہ یہ مانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بے بس تماشائی کی طرح اس ہنگامہ خیر و شر کو دور سے کھڑا ہوا دیکھ نہیں رہا بلکہ اس کے علم اس کی حکیمانہ تدبیر اور اس کے اذن سے نظم ہستی برقرار ہے۔ قطعاً ایسے کمالات کے بارے میں شک نہیں ہونا چاہیے جو صحیح اور قابل وثوق دلائل سے ثابت ہو چکے ہوں۔

قرآن کریم میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم ترین معجزہ معراج کا ایسے واضح اسلوب سے بیان کیا گیا ہے اس میں غور کرنے کے بعد عقل سلیم کو اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ بلاشک یہ واقعہ جسم پاک کے ساتھ بیداری میں ہوا اور احادیث صحیحہ میں مذکور ہے اور یہی حق ہے۔ اس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔

سلہ واقعہ معراج کی اہمیت صرف اسی قدر نہیں کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندے اور برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین و آسمان بلکہ ان سے بھی ماورا اپنی قدرت و کبریائی کی آیات بینات کا مشاہدہ کرایا بلکہ اس میں اہل اسلام کے لیے بھی ایک مژدہ جانفزا ہے۔ جب تم شب غم سے آشنا ہونے والے ہو تمہارا آفتاب اقبال بھی طلوع ہو جاتا ہے۔ مشرق و مغرب میں تمہاری سلطنت کا ڈنکا بجے گا لیکن مسند اقتدار پر متمکن ہونے کے بعد اپنے پروردگار کو فراموش نہ کرنا۔ اس کی یاد اور اس کی شکر گزاری میں غفلت سے کام نہ لینا اور اگر تم نے اپنے منصب سے روگردانی کر کے نافرمانی اور سرکشی کی راہ اختیار کی تو پھر ان کے ہولناک نتائج سے تمہیں دوچار ہونا پڑے گا۔ دیکھو تم سے پہلے بنی اسرائیل کو ہم نے فرعون کی غلامی اور ظلم و ستم سے نجات دی۔ بحر احمر کو ان کے لیے پایاب کیا۔ ان کی آنکھوں کے سامنے ان کے جابر دشمن کو سمندر کی موجیں خس و خاشاک کی طرح بہا لے گئیں۔ لیکن جب انہیں عزت و وقار نصیب آیا تو وہ اپنے مالک حقیقی کے احکام سے سرتابی کرنے لگے اور اس کے احسانات کا شکر یاد کرنے کے بجائے انھوں نے نافرمانی اور ناشکر گزاری کو اپنا شعار بنا لیا تو ہم نے ان پر ایسے سنگدل دشمن مسلط کر دیے جنھوں نے ان کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا اور ان کے مقدس شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ اسی

لِبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا ۝٢ ذُرِّيَّةَ مَنْ

ہدایت بنی اسرائیل کے لیے (اور حکم دیا) کہ نہ بنانا میرے سوا کسی کو اپنا کارساز ۔ اے ان لوگوں کی اولاد

حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۝٣ وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ

جنہیں ہم نے سوار کیا نوح کے ساتھ (کشتی میں) بے شک وہ بندہ تھا بڑا شکر گزار اور ہم نے صاف بتا دیا تھا بنی

اِسْرَاۗءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ

اسرائیل کو کتاب میں کہ تم ضرور فساد برپا کرو گے زمین میں دو مرتبہ اور ضرور سرکشی کرو گے

چونکہ آیت کے لیے واقعہ معراج کے بعد بنی اسرائیل کا ذکر فرمایا۔

ﮯ الکتاب سے مراد تورات ہے جس کے نازل کرنے کا مقصد یہ تھا کہ بنی اسرائیل اس کے احکام کی پابندی کریں اور زندگی کا ہر شعبہ شریعت کے سانچے میں ڈھال دیں جس کی تفصیل بیان اس کتاب مقدس میں کیا گیا ہے۔ ان تمام احکام سے اہم ترین حکم یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر یقین محکم رکھیں اور ہر معاملہ میں اسی کو اپنا کارساز تسلیم کریں۔ وکیل اس ذات کو کہتے ہیں جس کے سپرد اپنے تمام امور کیے جائیں۔ کما جاء فی القرطبی "الوکیل فعیل بمعنی المفعول وھو الموکول الیہ الامر" (قرطبی) اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تورات سارے جہان کے لیے صحیفہ ہدایت نہیں تھی بلکہ صرف بنی اسرائیل کے لیے ایک محدود وقت تک اس میں سامان ہدایت تھا۔ عالمگیر ہدایت کا لازوال صحیفہ صرف قرآن ہے۔

ﮯ یہاں حرف ندا محذوف ہے۔ اصل میں یوں ہے یا ذریۃ من حملنا یعنی اے ان لوگوں کی اولاد جن کو ہم نے سفینۂ نوح میں پناہ دی اور طوفان کی تباہ کاریوں سے بچایا۔ تم اس احسان عظیم کو فراموش نہ کرو۔ تم اس برگزیدہ ہستی کی اولاد ہو جو ہر وقت اپنے مالک و خالق کا شکر ادا کیا کرتا تھا جس کا ایک سانس بھی اپنے رب کی ناشکری میں نہیں گزرا۔ اس شکر گزار بندہ کے فرزند ہو کر اگر تم اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرو تو بڑی شرم کی بات ہے۔

ﮯ حضرت نوح کو اس عظیم لقب سے سرفراز کیے جانے کی وجہ یہ ہے کہ آپ جب کبھی کوئی لقمہ بھی منہ میں ڈالتے یا پانی کا پیالہ پیتے تو دل و زبان سے اپنے منعم حقیقی کا شکر ان الفاظ سے ادا کرتے الحمد للہ الذی اطعمنی ولو شاء اجاعنی الحمد للہ الذی سقانی ولو شاء اظمانی الحمد للہ الذی کسانی ولو شاء اعرانی۔ یعنی سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے مجھے کھانا کھلایا اور اگر وہ چاہتا تو مجھے بھوکا رکھتا۔ سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے مجھے پانی پلایا اور اگر وہ چاہتا تو مجھے پیاسا رکھتا۔ سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے مجھے کپڑا پہنایا۔ اور اگر وہ چاہتا تو مجھے ننگا رکھتا۔

۶۔ علامہ قرطبی نے قضینا کا معنی اعلمنا واخبرنا لکھا ہے یعنی ہم نے بنی اسرائیل کو پہلے ہی بتا دیا تھا کہ ان عنایاتِ بے پایاں کے باوجود تم آمادۂ فتنہ و فساد ہو گے۔ دنیا تمہارے مظالم سے چیخ اٹھے گی اور تم عقیدۂ توحید سے بھی برگشتہ ہو جاؤ گے اس کی پاداش میں تمہیں ہولناک عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا۔ ولتعلن علوا کبیرا میں لتعلن کی طرح لام قسم کے لیے ہے۔ تجبر، فتنہ و فساد، سرکشی اور بغاوت تمام معانی اس جملہ میں آ گئے۔ العلو التکبر والبغی والطغیان والاستطالۃ والعدوان (قرطبی)

بائیبل میں اس قرآنی دعویٰ کے متعدد شواہد موجود ہیں جن میں سے چند ایک پیشِ خدمت ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام احکامِ شریعت کی تبلیغ اور ان پر عمل پیرا ہونے کی تاکید کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اگر تم نے سرکشی کی تو تم پر سخت عذاب آئے گا۔

"اور میں تمہاری پرستش کے بلند مقاموں کو ڈھا دوں گا اور تمہاری سورج کی مورتوں کو کاٹ ڈالوں گا اور تمہاری لاشیں تمہارے شکستہ بتوں پر ڈال دوں گا اور میری روح کو تم سے نفرت ہو جائے گی اور میں تمہارے شہروں کو ویران کر ڈالوں گا اور تمہارے مقدسوں کو اجاڑ بنا دوں گا ...... اور میں تمہیں غیر قوموں میں پراگندہ کروں گا۔" (احبار باب ۲۶، آیات ۳۰، ۳۱، ۳۳)

اسی کتاب احبار کی چھتیسویں آیت میں ہے۔

• اور جو تم میں سے بچ جائیں گے اور اپنے دشمنوں کے ملک میں ہوں گے ان کے دلوں کے اندر میں بے ہمتی پیدا کر دوں گا۔ اور اڑتی ہوئی پتی کی آواز ان کو کھدیڑے گی۔" کتاب استثناء کے باب ۲۸ کی آیات ۴۹، ۵۰ ملاحظہ ہوں۔

• خداوند دور سے بلکہ زمین کے کنارے سے ایک قوم کو تجھ پر چڑھا لائے گا جیسے عقاب ٹوٹ کر آتا ہے۔ اس قوم کی زبان کو تو نہیں سمجھے گا۔ اس قوم کے لوگ ترش رو ہوں گے جو بڈھوں کا لحاظ کریں گے نہ جوانوں پر ترس کھائیں گے۔" اسی کتاب کے باب ۳۱ آیت ۲۰ میں ان کے کفرانِ نعمت کی پیشین گوئی کی گئی ہے۔

"اس لیے کہ جب میں ان کو اس ملک میں جس کی قسم میں نے ان کے باپ دادا سے کھائی اور جہاں دودھ اور شہد بہتا ہے پہنچا دوں گا اور وہ خوب کھا کھا کر موٹے ہو جائیں گے تب وہ اور دیوتاؤں کی طرف پھر جائیں گے اور ان کی عبادت کریں گے اور مجھے حقیر جانیں گے اور میرے عہد کو توڑ ڈالیں گے۔" (کتاب استثناء باب ۳۱ آیت ۲۰)

موسیٰ علیہ السلام کے بعد جتنے انبیاء تشریف لائے انہوں نے بڑے اثر انگیز پیرایہ میں انہیں آنے والے عذاب سے ڈرایا۔ حضرت یسعیاہ کا صحیفہ اسی قسم کی تنبیہات سے لبریز ہے۔ حضرت یرمیاہ نبی کے لہجہ میں جو درد و سوز ہے، اپنی قوم پر آنے والی تباہی سے جس طرح وہ بے چین اور مضطرب ہیں اور آنسوؤں کا سیل رواں جس طرح ان کی آنکھوں سے جاری ہے وہ اس بات کی غمازی کر رہا ہے کہ اس خوفناک جلاوطنی اور بربادی کا وقت قریب آ پہنچا ہے۔ ان کی ارشاد کی ہر کوشش کے باوجود جب قوم اسرائیل گمراہی سے باز نہ آئی تو بے ساختہ آپ کی زبان سے یہ الفاظ نکلتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد فلسطین کی قبائلی تقسیم

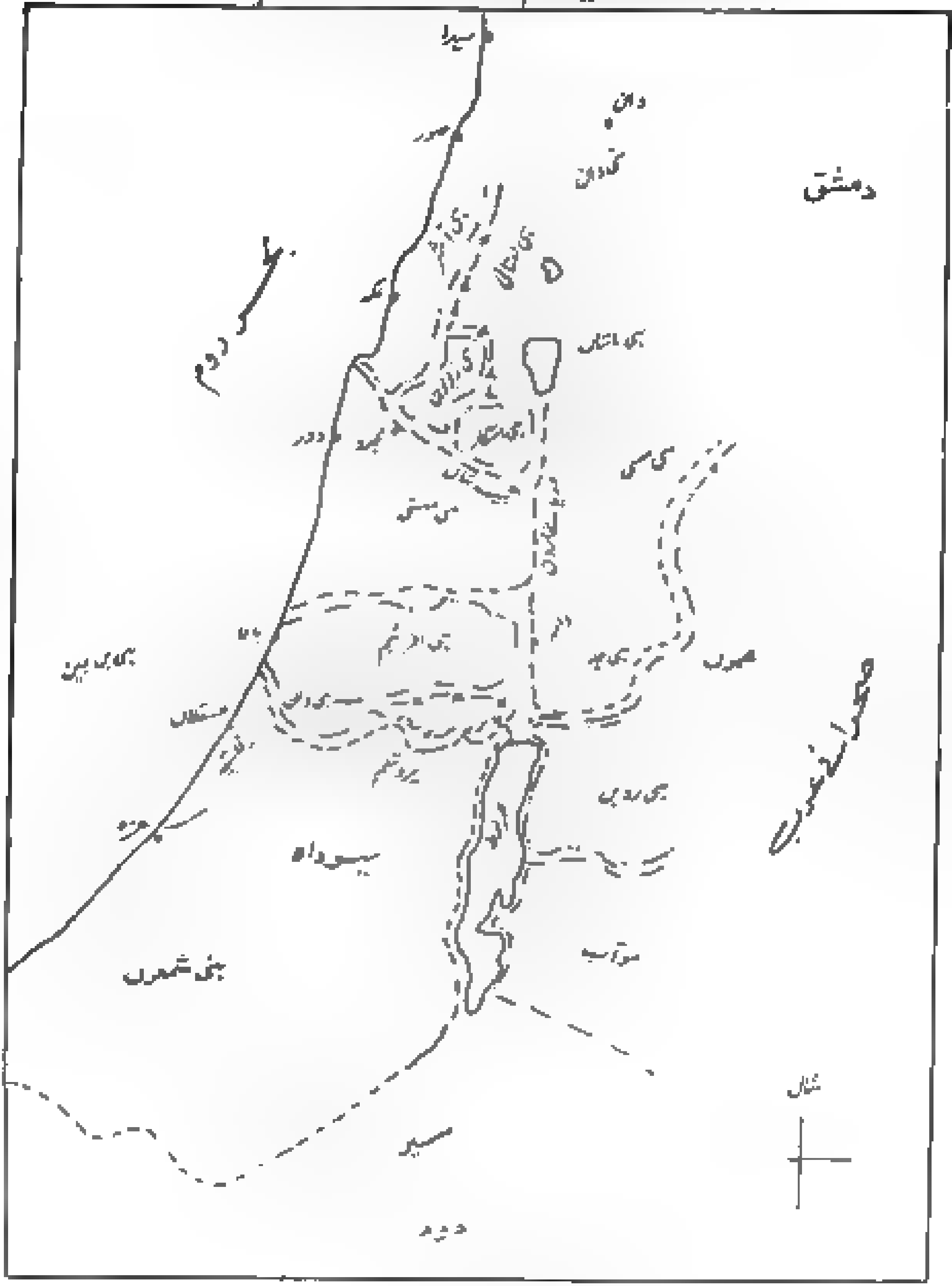
صیدا
دان
صور
دمشق
بحر روم
عکہ
بنی نفتالی
بنی آشر
بنی زبولون
بنی اشکار
دور
بنی منسی
بنی منسی
دریائے اردن
بنی جاد
حسبون
یافا
بنی افرائیم
بنی دان
عسقلان
غزہ
یروشلم
بنی یہوداہ
بنی روبن
موآب
بنی شمعون
صحرائے عرب
شمال

"خداوند فرماتا ہے پہاڑوں کی طرف اپنی آنکھیں اٹھا اور دیکھ کونسی جگہ ہے جہاں تو نے بدکاری نہیں کی۔ تو نے اپنی بدکاری اور شرارت سے زمین کو ناپاک کیا . . . . خداوند نے مجھ سے فرمایا کیا تو نے دیکھا برگشتہ اسرائیل نے کیا کیا ہے۔ وہ ہر ایک اونچے پہاڑ پر اور ہر ایک ہرے درخت کے نیچے گئی اور وہاں بدکاری کی اور اس کی بے وفا بہن یہوداہ نے یہ حال دیکھا۔ . . . وہ بھی نہ ڈری بلکہ اس نے بھی جا کر بدکاری کی اور ایسا ہوا کہ اس نے اپنی بدکاری کی برائی سے زمین کو ناپاک کیا اور پتھر اور لکڑی کے ساتھ زناکاری کی۔ (کتاب یرمیاہ باب ۳۔ آیت ۲، ۶، ۸، ۱۰)

اسی کتاب کا باب ۴، آیت ۱۳ ملاحظہ ہو۔

"دیکھو وہ گھٹا کی طرح چڑھ آئے گا۔ اس کے رتھ گردباد کی مانند اور اس کے گھوڑے عقابوں سے تیز تر ہیں۔ ہم پر افسوس کہ ہم غارت ہو گئے۔"

باب ۵ کی مندرجہ ذیل آیات بھی مطالعہ فرمائیے۔

"میں تجھے کیونکر معاف کروں۔ تیرے فرزندوں نے مجھ کو چھوڑا اور ان کی قسم کھائی جو خدا نہیں ہیں۔ جب میں نے ان کو سیر کیا تو انہوں نے بدکاری کی اور پرے باندھ کر قحبہ خانوں میں اکٹھے ہوئے۔ وہ پیٹ بھرے گھوڑوں کی مانند ہو گئے۔ ہر ایک صبح کے وقت اپنے پڑوسی کی بیوی پر ہنہنانے لگا۔ خداوند فرماتا ہے کیا میں ان باتوں کے لیے سزا نہ دوں گا اور کیا میری روح ایسی قوم سے انتقام نہ لے گی؟" (آیات ۷، ۸، ۹)

"اے اسرائیل کے گھرانے دیکھ میں ایک قوم کو دور سے تجھ پر چڑھا لاؤں گا۔ خداوند فرماتا ہے وہ زبردست قوم ہے۔ وہ قدیم قوم ہے۔ وہ ایسی قوم ہے جس کی زبان تو نہیں جانتا اور ان کی بات کو تو نہیں سمجھتا۔ ان کے ترکش کھلی قبریں ہیں۔ وہ سب بہادر مرد ہیں۔" آیات ۱۵، ۱۶)

"کیونکہ رب الافواج یوں فرماتا ہے کہ درخت کاٹ ڈالو اور یروشلیم کے مقابل دمدمہ باندھو۔ یہ شہر سزا کا سزاوار ہے۔ اس میں ظلم ہی ظلم ہے۔ جس طرح پانی چشمہ سے پھوٹ نکلتا ہے اسی طرح شرارت اس سے جاری ہے۔ ظلم و ستم کی صدا اس میں سنی جاتی ہے۔ ہر دم میرے سامنے دکھ درد اور زخم ہیں۔ اے یروشلیم تربیت پذیر ہو تا نہ ہو کہ میری جان تجھ سے ہٹ جائے۔ نہ ہو کہ میں تجھے ویران اور غیر آباد زمین بنا دوں۔" (باب ۶۔ آیات ۶ . . . ۸)

"خداوند یوں فرماتا ہے کہ دیکھ شمالی ملک سے ایک گروہ آتا ہے اور انتہائے زمین سے ایک بڑی قوم برانگیختہ کی جائے گی۔ وہ تیر انداز اور نیزہ باز ہیں۔ وہ سنگدل اور بے رحم ہیں۔ ان کے نعروں کی صدا سمندر کی سی ہے۔" (آیات ۲۲، ۲۳)

مندرجہ بالا اقتباسات سے معلوم ہوتا ہے کہ مرور وقت کے ساتھ بنی اسرائیل نے شریعت موسوی سے اپنا رشتہ بالکل منقطع کر لیا تھا۔ احکام الٰہی کی پابندی، اخلاق کی بلندی، معاملات میں دیانت و صداقت جس کی تعلیم حضرت کلیم نے انہیں دی تھی اور سب سے اہم عقیدہ توحید جو حضرت موسیٰ کی بعثت کا مقصد اولین تھا۔ ان تمام امور کو انہوں نے یکسر فراموش کر دیا تھا۔ ایک توحید پرست قوم کا ایک صاحب کتاب رسول کی امت کا اتنی بلندی سے اتنی پستی میں گرنے کا سبب معلوم

سلطنت اسرائیل اور یہودا

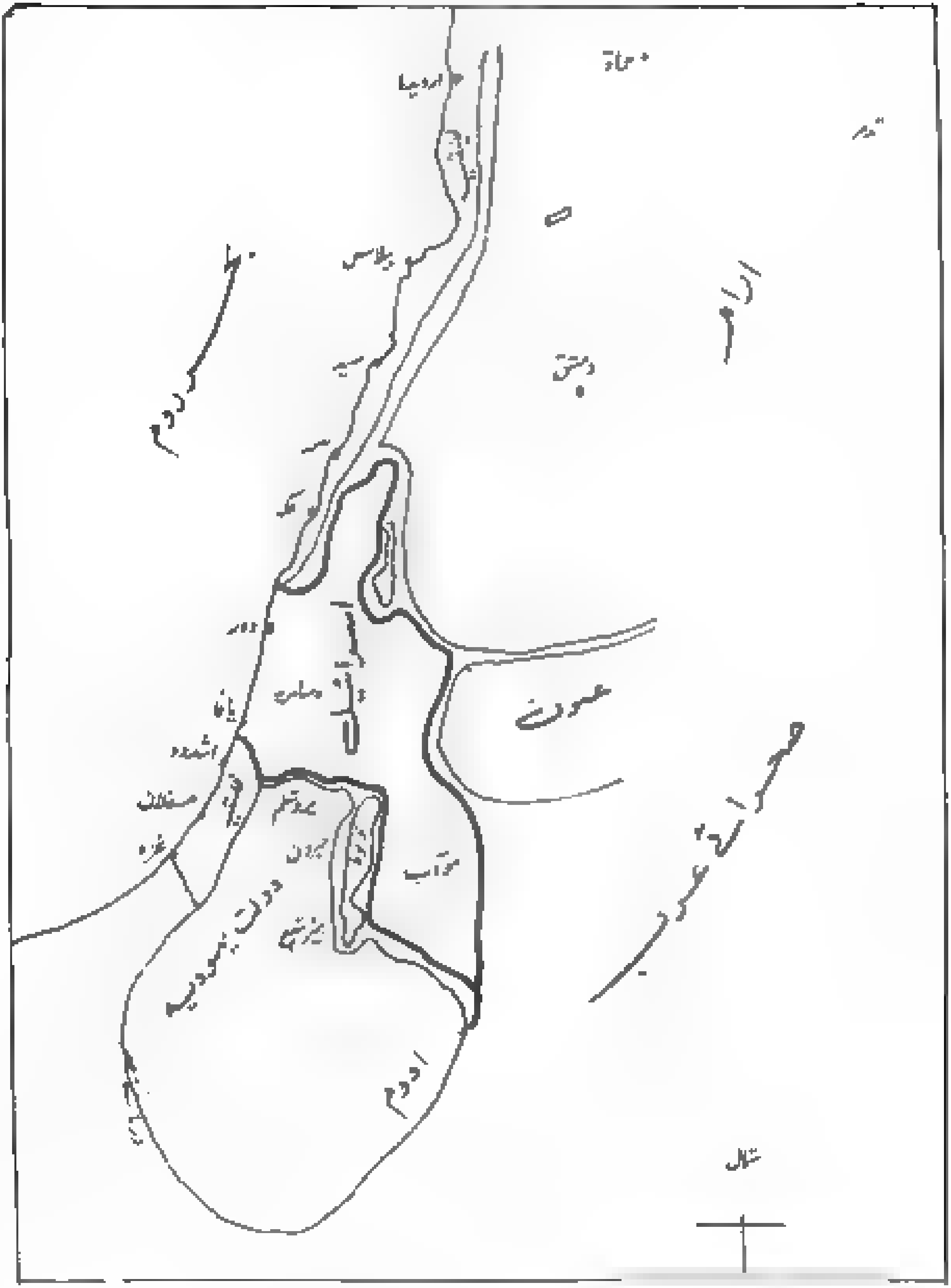
حماۃ
اردیا
تدمر
ببلاس
بحر روم
صیدا
دمشق
ارام
صور
عکو
دور
سامریہ
دولت اسرائیل
یافا
اشدود
عمون
عسقلان
یروشلم
غزہ
حبرون
موآب
صحرائے عرب
بیرشبع
دولت یہودیہ
ادوم
شمال

عُلُوًّا كَبِيرًا ④ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ أُولَاهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَا

بڑی سرکشی کرو گے۔ پھر جب آگیا پہلا وعدہ ان دونوں وعدوں میں سے تو ہم نے تمہارے سروں پر بھیج دیے اپنے بندے

أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ فَجَاسُوا خِلَالَ الدِّيَارِ ۚ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُولًا ⑤

جو بڑے سخت جنگجو تھے۔ پس وہ گھس گئے تمہارے شہروں میں اور یہ وعدہ جو اللہ تعالیٰ نے کیا تھا پورا ہو کر رہا تھا

ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَأَمْدَدْنَاكُم بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَ

پھر ہم نے پلٹا دیا تمہارے حق میں زمانہ کی گردش کو ان کے خلاف اور ہم نے قوت دی تمہیں مال سے اور بیٹوں سے اور

جَعَلْنَاكُمْ أَكْثَرَ نَفِيرًا ⑥ إِنْ أَحْسَنتُمْ أَحْسَنتُمْ لِأَنفُسِكُمْ ۖ

بنا دیا تمہیں کثیر تعداد کو۔ اگر تم بھلے کام کرو گے تو اس کا فائدہ تمہیں ہی پہنچے گا۔

معابد میں ان کے اعمال کی حیثیت سے یہی طرح تقسیم کر دیا گیا کہ یہ ترتیب سے ان کا حساب ہی نہ دیکھ سکیں۔ اس طرح پہلے فساد اور اس کی پاداش میں ان کی نسل کی بربادی کی پیشگوئیاں جو ان کو بتائی گئی تھیں پوری ہو گئیں۔ اس آیت کریمہ میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

۵ جاس بمعنی [illegible] خلال الدیار [illegible] (خلوات) یعنی وہ ان کے شہروں میں گھس گئے اور انہیں خوب لوٹا مارا۔

۶ بہت عرصہ کے بعد حالات نے پلٹا کھایا اور بابل کی سلطنت زوال پذیر ہوئی۔ ایران کے بادشاہ خورس (CYRUS II) جسے بائیبل میں خورس لکھا گیا ہے نے لیڈیا اور بابل پر ۵۳۹ ق م میں حملہ کیا اور اسے فتح کر لیا۔ سب سے پہلے اس نے یہود کی سلطنت کو بحال کر کے یروشلم کے ہیکل کی دوبارہ تعمیر کا فرمان صادر کیا۔ یہ شاہ یہودی جو بابل میں جلاوطنی کی زندگی بسر کر رہے تھے انہیں فلسطین واپس جانے کی اجازت دی۔ چنانچہ کتاب عزرا میں مرقوم ہے۔

"اور شاہ فارس خورس کی سلطنت کے پہلے سال میں اس لیے کہ خداوند کا کلام جو یرمیاہ کی زبانی آیا تھا پورا ہو خداوند نے شاہ فارس خورس کا دل ابھارا سو اس نے اپنی تمام مملکت میں منادی کرائی اور اس مضمون کا فرمان بھی لکھا کہ شاہ فارس خورس یوں فرماتا ہے کہ خداوند آسمان کے خدا نے زمین کی سب مملکتیں مجھے بخشی ہیں اور مجھے تاکید کی ہے کہ میں یروشلم میں جو یہوداہ میں ہے اس کے لیے ایک مسکن بناؤں۔ پس تمہارے درمیان جو کوئی اس کی ساری قوم میں سے ہو اس کا خدا اس کے ساتھ ہو اور وہ یروشلم کو جو یہوداہ میں ہے جائے اور خداوند اسرائیل کے خدا کا گھر جو یروشلم میں ہے بنائے۔" (باب ۱، آیت ۱ تا ۳)

وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا ۚ فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ الْأٰخِرَةِ لِيَسُوٓءُا وُجُوهَكُمْ

اور اگر تم برائی کرو گے تو اس کی سزا بھی تمہیں ملے گی پس جب آیا دوسرا وعدہ (تو ہم نے مسلط کیا دشمن) تاکہ بگاڑ دیں

وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَلِيُتَبِّرُوا مَا عَلَوْا

تمہارے چہروں کو اور تاکہ داخل ہو جائیں مسجد میں جیسے داخل ہوئے تھے اس میں پہلی مرتبہ اور تاکہ برباد کر دیں جس چیز پر ان کا بس چلے

بنی اسرائیل کے کچھ لوگ جب طویل جلاوطنی کے بعد فلسطین واپس پہنچے اور عزم سے ہیکل کی تعمیر شروع کی تو وہاں کی بستی کی آبادی نے مزاحمت کی لیکن جب دارا اول (DARIUS I) ۵۲۲ ق م میں فارس کا بادشاہ بنا تو اس نے بھی یہودیوں کی امداد پر فرمان صادر کیا اور منہدم شدہ ہیکل سلیمانی کے مقام پر دوبارہ ہیکل تعمیر کیا جائے۔ چنانچہ ۵۱۵ قبل مسیح میں اس ہیکل کی تعمیر کا کام ختم ہوا۔

اس کے بعد ۴۵۸ قبل مسیح تک یہاں کے حالات بنی اسرائیل کے لیے تشویشناک ہی رہے۔ یہاں تک کہ اردشیر کی کوشش سے ۴۵۸ قبل مسیح میں شاہ فارس کے حکم سے ایک وفد یروشلم بھیجا گیا اور حضرت عزیر علیہ السلام کو یہودی قانون کی ترویج اور تجدید کا کام سپرد کیا گیا۔ آپ نے یروشلم پہنچ کر اپنی دانائی سے سیاسی استحکام کے ساتھ ساتھ اصلاح عقائد اور تربیت اخلاق کی مہمات سے ملک بھر میں بنی اسرائیل کو بہرہ ور کیا۔ اس طرح ظلم و ستم کے ایک طویل دور کا خاتمہ ہوا اور بنی اسرائیل کو چین کا سانس لینا نصیب ہوا۔ (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا صفحات ۱۸۹، ۲۰۰ جلد ۱۳)

بائیبل میں اس واقعہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔ شاہ فارس ارتخششتا نے حضرت عزیر کو یروشلم روانہ کرتے وقت ان الفاظ سے ہدایت کی۔

اے عزرا تو اپنے خدا کی اس دانش کے مطابق جو تجھ کو عنایت ہوئی حاکموں اور قاضیوں کو مقرر کر جو دریا پار کے سب لوگوں کا جو تیرے خدا کی شریعت کو جانتے ہیں انصاف کریں اور تم اس کو جو نہ جانتا ہو سکھاؤ اور جو کوئی تیرے خدا کی شریعت پر اور بادشاہ کے فرمان پر عمل نہ کرے اس کو بلا توقف قانونی سزا دی جائے خواہ موت یا جلاوطنی یا مال کی ضبطی یا قید کی۔

عزرا باب ۷، آیت ۲۵، ۲۶

اس آیت کریمہ میں بنی اسرائیل پر اسی عنایت ربانی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

ثلہ حضرت عزیر علیہ السلام کی کوششوں سے اصلاح عقائد و اخلاق کی جو تحریک شروع ہوئی ان میں جو خوبی تھی وہ بھی زیادہ دیر پا ثابت نہ ہوئی۔ آپ کے بعد بہت جلد یہود دنیا پرستی، لذت کوشی اور جاہ طلبی کی لعنت میں گرفتار ہو گئے۔ ایرانی سلطنت کے زوال کے ساتھ یونان کا عروج شروع ہوا۔ چنانچہ سکندر اعظم نے مشرق وسطیٰ کے دیگر ممالک کے ساتھ فلسطین پر اپنا قبضہ جما لیا۔ یونانی عقیدہ کے اعتبار سے بدترین قسم کے شرک میں مبتلا تھے اور اخلاقی لحاظ سے عیاشی اور بے حیائی پسند تھے۔ انہوں نے اپنے دور اقتدار

فلسطین • بزمانه دولت مکابیه

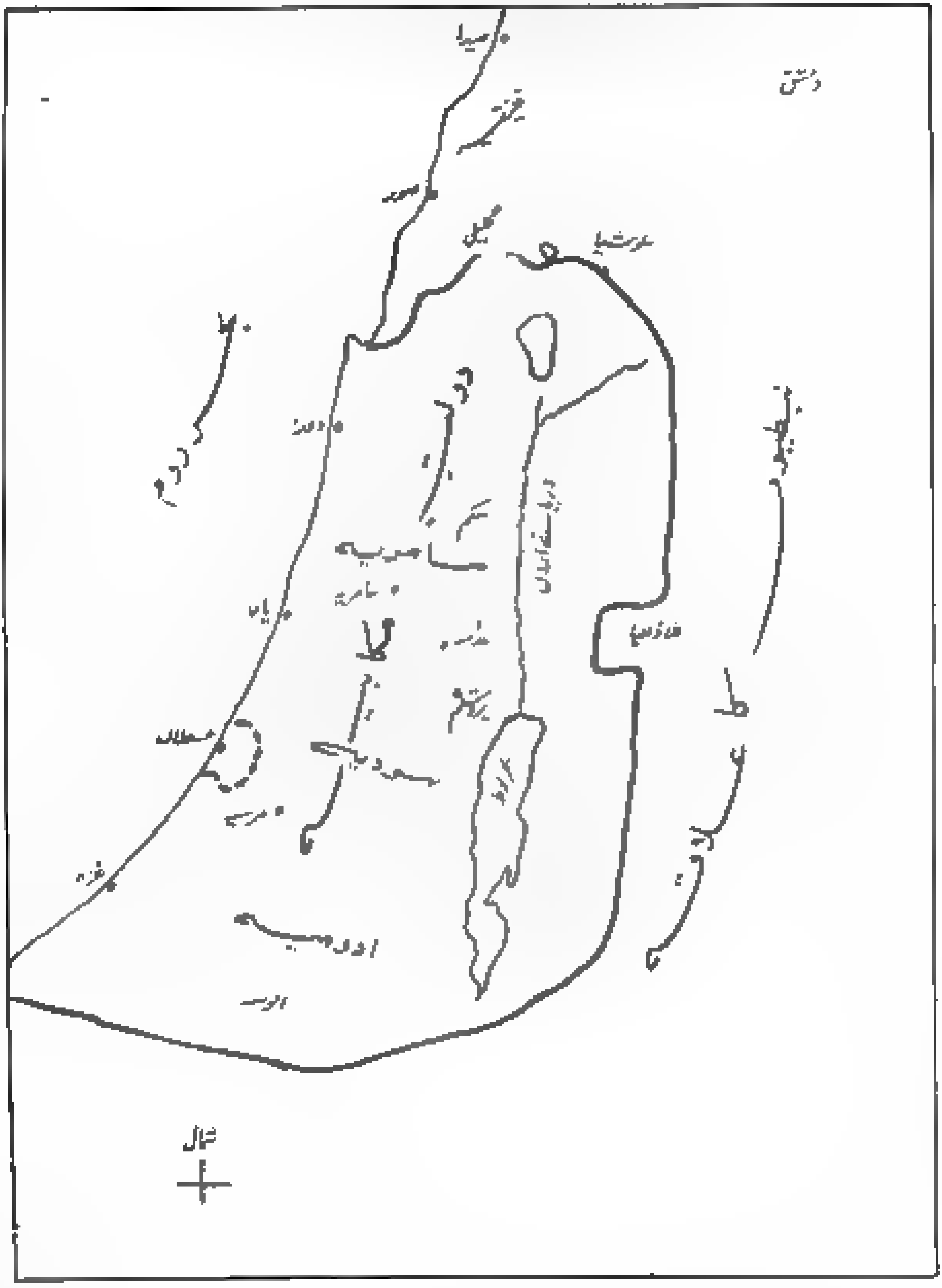
صیدا
دمشق
صور
بحر روم
یافا
سامره
جلیل
یهودیه
عسقلان
غزه
ادومیه
شمال

ہیرود اعظم کی سلطنت (بنی اسرائیل)

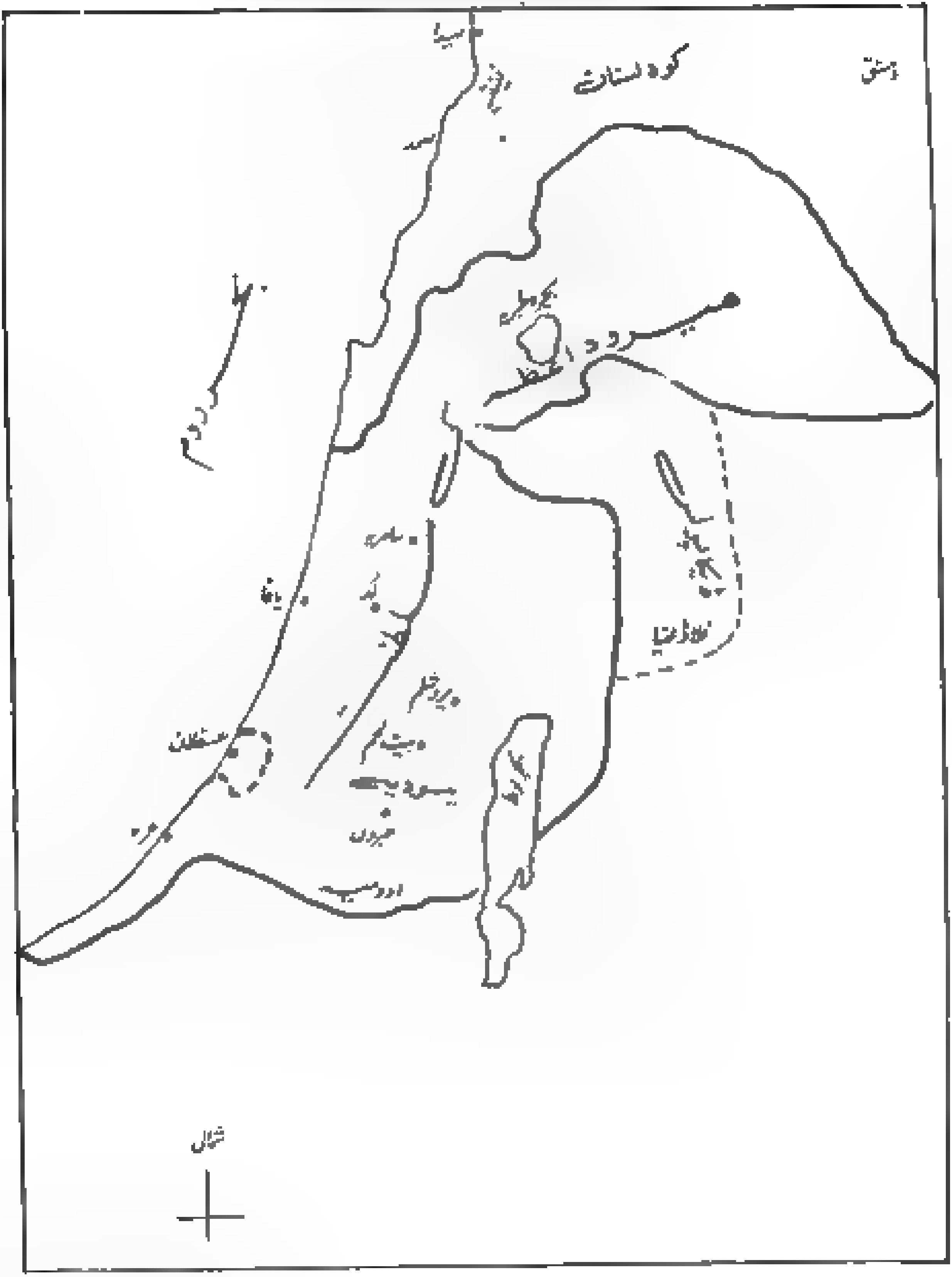
صیدا
کوہ لبنان
دمشق
صور
بحیرہ روم
ہیرود اعظم
سامریہ
یافا
یروشلم
بیت لحم
عسقلان
غزہ
حبرون
ادومیہ
شمال

میں ایسی دراڑ پیدا کر دی۔ آزاد تہذیب اور قدیم روایات ذبح ہونے لگیں یہ احتیاطی کوشش [illegible] کی فلسطین میں ایسے بے ثابت تھی۔ جس کا سربراہ یونانیوں کا مقرر کیا ہوا کوئی یہودی ہوتا لیکن اخلاق کے لحاظ سے اس کا ایمان تمام سے ساقط اور یونانی خاص کا دلدادہ ہوتا۔ وہاں [illegible] یونانی تہذیب کو مستحکم کرنے کی کوششیں [illegible] اور حسیدیوں کا [illegible] جماعت بھی وطن سے [illegible] گیا۔ ۱۶۸ قبل مسیح میں [illegible] محسوس کر رہے تھے شام کے [illegible] انطیوکس ایپی فینس ([illegible]) نے یہودی مذہب کو جبراً ختم کرنے کا منصوبہ بنایا اور ہیکل میں [illegible] قربانی کی [illegible] اور جہاں حضرت موسیٰ کی شریعت کے مطابق سوختنی قربانی دی جاتی تھیں وہاں [illegible] کے لیے قربانی دی [illegible] اور یونانی دیوتاؤں [illegible] کا [illegible] جاری کیا کہ فلسطین [illegible] ہر قصبے میں ایسی قربان گاہیں تعمیر کی جائیں جہاں [illegible] کے مطابق یونانی دیوی دیوتاؤں کے [illegible] اور جو شخص ایسا کرنے سے انکار کرے اس کو [illegible] قریب [illegible] ([illegible]) [illegible] ([illegible]) کے قصبہ میں جو یروشلم سے [illegible] میل دور ہے ایک [illegible] اسمار ([illegible]) [illegible] اپنے [illegible] ایک یہودی کو [illegible] قربانی [illegible] مرد یہودی [illegible] قربانی دینے کے لیے آگے بڑھا [illegible] ([illegible]) سے برداشت نہ ہو سکا اس نے [illegible] شاہی افسر کو بھی قتل کر دیا اور [illegible] یہودا المیکر اور [illegible] وہاں سے نکل کر ایک پہاڑ میں [illegible] یہودیوں کا ایک [illegible] جھنڈے تلے جمع ہو گئی [illegible] کوشش سے ایک آزاد یہودی حکومت معرض وجود میں آئی۔ (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا جلد ۱۳ صفحہ ۳۲۵)

لیکن [illegible] یہ سلطنت [illegible] آزادی کے لیے قربانی دینے والوں کو نظر انداز کر [illegible] ان کے بعد [illegible] چنانچہ [illegible] ایک شخص [illegible] ([illegible]) [illegible] ایک [illegible] بادشاہ [illegible] ([illegible]) کے ماتحت [illegible] ([illegible]) نے [illegible] یہودیوں [illegible] اس کی [illegible] میں اس [illegible] بڑی اہمیت حاصل ہو گئی۔ لیکن [illegible] کی [illegible] ([illegible]) [illegible] قبل مسیح میں اس کو یہودی سلطنت کا بادشاہ مقرر کر دیا۔ [illegible] ([illegible]) فرماں روا رہا۔ اس کا عہد حکومت [illegible] قبل مسیح تا [illegible] عیسوی ہے۔ اسی کے دور حکومت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام [illegible] آپ نے [illegible] ایک [illegible] اخلاقی [illegible] بھی [illegible] آپ [illegible] اور [illegible]

استوار ہو۔ اے سانپو! اے سانپ کے بچو! اس بگڑے ہوئے ماحول میں حضرت مسیح علیہ السلام کی دعوت حق کو کیسے برداشت کیا جا سکتا تھا۔ چنانچہ انہوں نے حضرت مسیح کے خلاف رومی گورنر پیلاطس کی عدالت میں دعویٰ دائر کیا اور ان پر کفر و الحاد کا الزام لگا کر اسے مجبور کیا کہ وہ انہیں سولی پر چڑھا دے ورنہ وہ علم بغاوت بلند کر دیں گے۔

(تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن جلد اول سورۃ النساء آیت [illegible] حاشیہ)

اس دور کی اخلاقی پستی کا اندازہ لگانے کے لیے مندرجہ ذیل واقعہ پڑھیے۔

ایک دفعہ جب یہ روم گیا تو اتفاقاً اس کی ملاقات اپنے بھائی فلپ کی بیوی ہیرودیاس (HERODIAS) سے ہوئی۔ وہ اس پر فریفتہ ہو گیا اور اسے اپنے گھر ڈال لیا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اس پر شدید احتجاج کیا اور اس کو اس فعل قبیح سے باز آنے کی تلقین کی۔ لیکن شاہی غرور اور عورت نے اجازت نہ دی کہ وہ اس نبی برحق کی نصیحت کو قبول کرتا۔ وہ اتنا آتش زیر پا ہو گیا اور اپنی داشتہ کے اکسانے پر حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر جیل خانہ میں قلم کروا دیا۔

(انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا صفحہ ۱۱۵، جلد ۱۱)

اس کے بعد ہیرودیس اگرپا دوم (HEROD AGRIPPA II) جو اس کا لڑکا تھا تخت نشین ہوا۔ اس کا حال یہ تھا کہ اس کی بہن (BERENICE) کے ساتھ اس کے ناجائز تعلقات تھے۔ یاد رہے کہ یہ خاندان صرف سیاسی حکمران ہی نہ تھا بلکہ یہودیوں کا دینی سربراہ بھی تھا اور بڑے بڑے مذہبی عہدوں پر تقرر کرنے کا اختیار رکھتا تھا۔

(انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا صفحہ ۱۱۵، جلد ۱۱)

جس قوم کے فرمانرواؤں اور روحانی پیشواؤں کی اخلاقی زبوں حالی کا یہ عالم ہو اس کے عوام کا اندازہ آپ خود لگا سکتے ہیں۔ ان حالات میں حضرت مسیح نے جن درد انگیز الفاظ میں انہیں ان کے برے انجام سے آگاہ فرمایا۔

اے یروشلم! اے یروشلم! تو جو نبیوں کو قتل کرتی اور جو تیرے پاس بھیجے گئے ان کو سنگسار کرتی ہے۔ کتنی بار میں نے چاہا کہ جس طرح مرغی اپنے بچوں کو پروں تلے جمع کر لیتی ہے اسی طرح میں بھی تیرے لڑکوں کو جمع کر لوں مگر تم نے نہ چاہا۔ دیکھو تمہارا گھر تمہارے لیے ویران چھوڑا جاتا ہے۔ (متی باب ۲۳۔ آیت ۳۷، ۳۸)

اگرپا دوم سنہ ۶۶ء میں مرا اور اس کے بعد فلسطین کا علاقہ براہ راست رومیوں کے قبضہ میں آ گیا جس سے بے اطمینانی کی لہر دوڑ گئی اور یہودیوں نے رومی حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔ ابتدا میں انہیں کچھ کامیابیاں بھی حاصل ہوئیں۔ شام کا رومی گورنر بھی ان سے شکست کھا کر بھاگ نکلا۔ آخر سنہ ۷۰ء میں مرکزی حکومت نے ٹیٹس (TITUS) کی قیادت میں ۸ ہزار کا رومی لشکر فلسطین پر حملہ آور ہوا۔ اسی سال گلیلی فتح ہوا۔ سنہ ۷۰ء میں اس نے یروشلم پر قبضہ کیا اور ہیکل سلیمانی کو تباہ و برباد کر دیا۔ ۱۰ لاکھ سے زیادہ یہودی مارے گئے اور ایک لاکھ کو غلاموں اور لونڈیوں کی حیثیت سے فروخت کر دیا گیا۔ اس فتح عظیم کی یادگار کے طور پر روم میں قوس ٹیٹس تعمیر کی گئی۔ (اگریزی انسائیکلو پیڈیا جلد ۱۲۔ صفحہ ۱۰۰)

یہ ان کی دوسری فساد انگیزی اور اس کی سزا تھی جس کا ذکر اس آیت کریمہ میں کیا گیا ہے۔ اس کے بعد یہودیوں کی

فلسطین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں

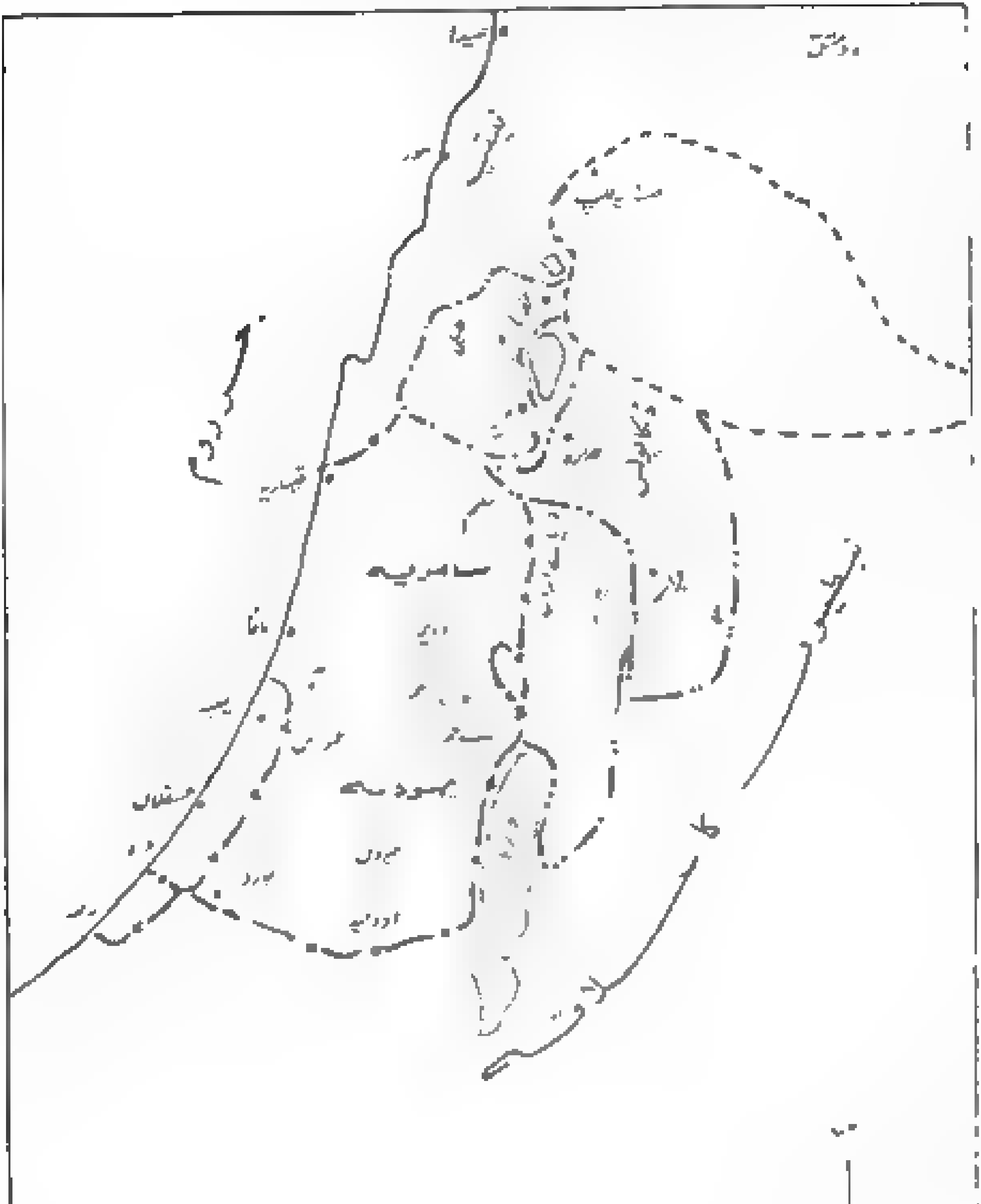
صیدا
دمشق
صور
قیصریہ
سامریہ
یافا
یہودیہ
عسقلان
حبرون
ادومیہ

تَتْبِيرًا ﴿٧﴾ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا وَجَعَلْنَا

قابو پائیں قریب ہے کہ تمھارا رب تم پر رحم فرمائے گا [11] اور اگر تم (شرارت) کی طرف دوبارہ لوٹے تو ہم بھی لوٹیں گے [12]

جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ﴿٨﴾ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ

اور ہم نے بنایا جہنم کو کافروں کے لیے قید خانہ [13] بیشک یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے

بربادی کا وہ طویل دور شروع ہوا جو ابھی تک ختم نہیں ہوا۔

[11] ہادی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے بنی اسرائیل کو ان کی فساد انگیزیوں کی وجہ سے جن ذہنی تباہیوں سے دوچار کیا گیا تھا انھوں نے بنی اسرائیل کو بالکل بے جان کر دیا تھا۔ ان کی جمعیت منتشر ہو چکی تھی۔ ان کا زور ٹوٹ چکا تھا وہ مایوسی کے گھپ اندھیروں میں خاموش بے دست و پا ہو کر اپنی زندگی کے دن گزار رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے ان کے مطلع حیات پر امید کی ایک سحر کی کرن ظاہر ہوئی۔ وہ زبان قدرت سے انھیں صلائے عام دی گئی کہ اے جرم و ستم سے بوجھل اسرائیلی قبیلو! بے لطف رحمت سے محروم ہوئے لوگو! وہ دیکھو رحمت الٰہی کا نقیب تشریف لا رہا ہے اس کے بھیجنے والے نے اسے دنیا بھر کی برباد شدہ قوموں کو آباد کرنے کے لیے زخمی دلوں پر مرہم لگانے کے لیے بھیجا ہے وہ رحمت عالم کی نعمت دیا چاہتی ہے۔ اٹھو! آگے بڑھو۔ اور اس کا دامن کرم تھام لو! تمھیں رحمت الٰہی کا مستحق قرار دے دیا جائے گا۔

[12] لیکن اگر تم نے میرے حبیب رسول کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جو تم نے سابقہ انبیاء کے ساتھ روا رکھا تو تمہارے حال پر اللہ تعالیٰ کی خشمگین غضب ناک ہو گی۔ پھر تمھاری سرکوبی کر دی جائے گی اور تمھیں اپنے کرتوتوں کی سزا پہلے کی طرح بھگتنی ہو گی۔

[13] آفتاب اسلام کے طلوع سے لے کر آج تک کی یہودی قوم کی تاریخ کا طالب علم خوب جانتا ہے کہ یہ ساری مدت ان کی فساد انگیزیوں اور ان پر ترتیب وار اللہ کی قہر سامانیوں سے عبارت ہے۔ یہ ساری دنیا میں منتشر ہو کر یک بے اثر اقلیت کی طرح زندگی بسر کرتے رہے۔ جہاں بھی ان کے قدم پہنچے ادبار و زوال ان کے ہمرکاب رہا۔ جب بھی عیسائیوں نے ان پر غلبہ پایا تو ان کو سخت اذیتیں دیں۔ اپنی حرام خوری کی وجہ سے سارے یورپ میں یہ بڑی حقارت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ مشرق وسطی کی مسلم ریاستوں سے جب اپنے مرکز (خلافت عثمانیہ) سے علیحدگی اور پہلی جنگ عظیم کے بعد انگریزی استعمار نے ان کے حصے بخرے کر کے انہیں کئی چھوٹی چھوٹی حکومتوں میں تقسیم کر دیا تو فلسطین میں انگریزی تسلط انتداب کی شکل میں قائم ہو گیا جب انگریزی جرنیل ایلن بی (ALLEN BE) یروشلم میں فاتحانہ حیثیت سے داخل ہوا تو اس نے کہا کہ آج صلیبی جنگ ختم ہوئی ہے اس کے بعد فلسطین کو یہودی وطن بنانے کی تحریک شروع ہوئی

فَمَحَوْنَا آيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِتَبْتَغُوا فَضْلًا

اور ہم نے مدھم کر دیا رات کی نشانی کو اور بنا دیا دن کی نشانی کو روشن تاکہ دن کے اجالے میں تم تلاش کرو فضل

مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۚ وَكُلَّ شَيْءٍ

اپنے رب سے اور تاکہ تم جان لو سالوں کی تعداد اور حساب کو اور ہر چیز کو ہم نے

فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيلًا ﴿١٢﴾ وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهُ فِي عُنُقِهِ

بڑی وضاحت سے بیان کر دیا ہے[18] اور ہر انسان کی (قسمت کا) نوشتہ اس کے گلے کا ہار بنا دیا ہے[19]

[17] محو کا معنی کسی چیز کو مٹا دینا اور اس کے آثار زائل کر دینا ہے۔ یہاں اس سے مراد مدھم کر دینا، دھندلا دینا۔ اس داغ کو جو چاند میں دکھائی دیتا ہے اس کو بھی اہل عرب محو کہتے ہیں۔ المحو السواد الذی فی القمر کانہ اثر محو۔ چاند کے سیاہ داغ کے لئے مستعمل کی وجہ یہ ہے کہ چاند کی روشنی آہستہ آہستہ گھٹتی رہتی ہے یہاں تک کہ مہینہ کی آخری راتوں میں وہ بالکل بے نور ہو جاتا ہے۔ یہاں محو کا لفظ دھندلا اور دھیما کر دینے کے معنی میں مستعمل ہوا ہے یعنی چاند اگرچہ روشن ہے لیکن اس کی روشنی دھندلی اور دھیمی اور ایسی ہے کہ ہر چیز واضح طور پر نظر نہیں آتی ہے۔ اس کے برعکس سورج کی روشنی بڑی تیز ہے ہر چیز اپنے اصل رنگ و روپ میں دکھائی دیتی [illegible] کسی قسم کا التباس باقی نہیں رہتا۔ اس کا ایک اور مفہوم بھی ہے یعنی یہ کہ رات سے مراد کفر کی تاریکی ہے اور دن سے مراد حق کا اجالا ہے۔ اس آیت میں گویا اس امر کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے کہ کفر و شرک کی شب دیجور ختم ہونے والی ہے، طلوع حق کا آفتاب طلوع ہونے والا ہے جس کی شعاعیں باطل کے اندھیروں کو ختم کر دیں گی اور ہر طرف ضیاء ہی ضیاء ہوگا۔

[18] یعنی ہر وہ چیز جس کی طرف تم اپنی دین و دنیا کی بہتری کے لئے محتاج ہو اس کو وضاحت اور شرح و بسط سے اس کتاب میں بیان کر دیا ہے۔ ای کل ما تحتاجون الیہ فی مصالح الدین والدنیا (مظہری)۔

[illegible] کی تفصیل سے [illegible] یہ نہیں [illegible] کسی [illegible] کے مطابق [illegible] اگر کسی [illegible] نظر نہیں آتا [illegible] تو اس سے یہی کم نظری کا شکوہ [illegible] پہنچتا ہے [illegible] حقائق سے انکار [illegible] سب کے سامنے بے نقاب ہیں۔ [illegible] قرآن کریم نے سطحی [illegible] کیا ہے۔ [illegible] تفسیر [illegible] جامع [illegible] سب علوم قرآن میں موجود ہیں لیکن [illegible] عقلیں ان کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔

[20] اہل عرب بھی گزشتہ قوموں کی طرح فالوں اور شگونوں کے بڑے معتقد تھے [illegible] کامیابی اور ناکامی میں [illegible] کسی کام کو نکلتے راستہ میں [illegible]

وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ⑬ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ

اور ہم نکالیں گے اس کے لیے روز قیامت ایک نوشتہ جسے وہ پائے گا کھلا ہوا۔ (کہا جائے گا) پڑھ اپنا نامۂ عمل

كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ⑭ مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا

تو خود ہی کافی ہے آج اپنا حساب کرنے کے لیے جو ہدایت پر چلتا ہے تو وہ ہدایت

يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ

پر چلتا ہے اپنے فائدے کے لیے اور جو گمراہ ہوتا ہے تو اس کی گمراہی کا وبال بھی اسی پر ہے اور نہیں اٹھائے گا کوئی

وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۗ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ⑮

بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ اور ہم عذاب دینے والے نہیں ہیں جب تک ہم نہ بھیجیں کسی رسول کو ۲۳

[illegible] پیدا ہوتا ہے۔ [illegible] رسالہ دین حق کے ادراک کی دعوت [illegible] ۲۱ اللہ فرماتے ہیں کہ انسان کی فلاح و خسران کا انحصار طیور اڑانے اور ایسی چیزوں پر نہیں بلکہ اس کے ان اعمال پر ہے جن کو وہ اپنے اختیار سے بجا لاتا ہے وہی اسے سرفراز کرتے ہیں اور وہی اس کی ذلت کا سبب بنتے ہیں۔ وہ اپنے اعمال کے نتائج سے رستگاری حاصل نہیں کر سکتا۔ وہ مکافات عمل کے قانون کو نہیں بدل سکتا۔ اس کا اور اس کے اعمال کا رشتہ اتنا گہرا اور مضبوط ہے جیسے کوئی چیز گلے میں لٹکی ہوئی ہو۔ وہ اس سے علیحدہ نہیں ہو سکتی۔ تفصیل کے لیے ضیاء القرآن جلد اول سورۂ اعراف آیت ۱۳۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔

۲۲ آج تو خود اپنی چرب زبانی سے اپنے اعمال کی گندگی پر پردہ ڈال سکتا ہے لیکن کل روز حشر اس کے اعمال کا صحیفہ کھول کر اس کے سامنے رکھ دیا جائے گا۔ اس لیے اگر تم نامرادی کی ذلت اٹھانے کے لیے آمادہ نہیں تو آج ندامت کے آنسو بہا کر ان کی سیاہی کو دھو ڈالو۔

۲۳ اس کے اعمال کا صحیفہ خود ہی اس پر حقیقت حال کو آشکارا کر دے گا۔ اپنے متعلق کسی سے پوچھنے اور کسی کے بتلانے کی ضرورت نہیں رہے گی۔

۲۴ اس آیت میں دو گروہوں کی غلط فہمیوں کا ازالہ کر دیا ہے۔ ایک گروہ تو وہ تھا جس کی ترجمانی ولید بن مغیرہ کے اس قول سے ہوتی ہے کہ اس نے اہل مکہ کو کہا اکفروا بمحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وعلی اوزارکم: تم میری پیروی کرو اور محمد کا انکار کر دو۔ تمہارے سارے بوجھ میں اپنے سر پر اٹھا لوں گا۔ دوسرا گروہ عیسائیوں کا ہے جو عقیدہ کفارہ کے قائل ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ ان کے گناہوں کے عوض اللہ تعالیٰ نے اپنے فرزند حضرت مسیح کو سولی دے دی۔ اب ان سے ان کے گناہ [illegible]

وَإِذَا أَرَدْنَا أَن نُّهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا

فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنَ

[illegible]

الْقُرُونِ مِنْ بَعْدِ نُوحٍ ۗ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا

[illegible]

بَصِيرًا ۝ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ

[illegible]

لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مَّدْحُورًا ﴿۱۸﴾ وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ

[illegible] دھتکارا ہوا ہوگا اور جو شخص طلبگار ہے آخرت کا اور دوڑ دھوپ کرتا ہے اس کے لیے جیسے دوڑ دھوپ کرنے کا حق ہے اور وہ

مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا ﴿۱۹﴾ كُلًّا نُمِدُّ هَٰؤُلَاءِ

مومن بھی ہو تو یہی وہ خوش نصیب ہیں جن کی کوشش مقبول ہوگی ہر ایک کی ہم مدد کرتے ہیں ان کی بھی

علامہ ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں [illegible] (مظہری)

میں نے اسی ترکیب کے مطابق آیت کا ترجمہ کیا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

شلہ طالب دنیا کا انجام بیان کرنے کے بعد طالب حق کا ذکر فرمایا جا رہا ہے جس کی کوئی خواہش ضائع نہیں کی جائے گی بلکہ راہ حق میں جو قدم بھی اس نے اٹھایا ہوگا جو عمل بھی اس نے کیا ہوگا اسے شرف قبول بخشا جائے گا۔ طالب مولیٰ کی پہچان کیا ہے اس کے لیے تین علامتوں کا ذکر کیا ہے۔

(۱) من اراد الآخرۃ یعنی ہر عمل سے اس کا مقصد آخرت کی سرخروئی ہو کوئی دنیوی مقصد اس کے اعمال کا محرک نہ ہو (۲) وسعیٰ لہا سعیہا اور اس کے لیے وہ پوری طرح اپنی مسلسل کوشش صرف کرنے والا ہو۔ قربانی کا وقت آئے تو بصد مسرت دل و جان پیش کر دے اس راہ کے [illegible] سے بار بار گزر جائے مصائب و آلام کے طوفان امڈ آئیں تو چٹان بن کر کھڑا ہو جائے [illegible] اپنی بھلائی [illegible] دین کی سربلندی کے لیے وقف کر دے [illegible] بھی ایسا۔ یہ کتنی شرم کی بات ہے کہ دنیا کے طلبگار تو اپنے مقصد کے لیے دوڑ دھوپ کی انتہا کر دیں اور طالب مولیٰ صرف [illegible] پر ہی اکتفا کرے جس نے راہ حق میں قدم رکھا اس کے لیے ضروری ہے کہ سعیہا کے تمام تقاضوں پر ہر وقت نظر رکھے اور جب بھی [illegible] سے کام ہونے لگے تو سعیہا کا [illegible] ہوشیار کریں۔ طالب مولیٰ کی تیسری علامت یہ ہے کہ دل نور ایمان سے چمک رہا ہو کفر و شرک اور نفاق کی تاریکی [illegible] کیونکہ اعمال کی قبولیت کا انحصار صرف ایمان پر ہے اگر ایمان نہ ہو تو عمر کی ساری ریاضتیں بیکار ہیں۔

شلہ طالب دنیا کی ساری [illegible] کے لیے وعدہ اس طرح بیان فرمایا گیا ہے "جو ہم جتنی مقدار چاہیں گے اور جسے چاہیں گے دے دیں گے" لیکن طالب مولیٰ کو یوں سرفرازی بخشی "فاولئک کان سعیہم مشکورا" ان کی ساری کاوشیں قبول کر لی جائیں گی کوئی عمل اکارت نہ جائے گا نیز اخلاص جتنا زیادہ ہوگا اجر میں اضافہ ہوتا جائے گا ایک کے بدلے دس، ایک کے بدلے [illegible] اور ایک کے بدلے بے حساب کا وعدہ بھی [illegible] الحمد للہ علی منہ و احسانہ والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ

الذی جاءنا بھٰذا [illegible] اللہ اکبر

وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۚ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا ﴿۲۰﴾

(ہم) ان کی مدد کرتے ہیں اور ان کی بھی (جو طالب آخرت ہیں) آپ کے رب کی بخشش سے اور آپ کے رب کی بخشش کسی پر بند نہیں ہے

اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۚ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ

دیکھو کیسے برتری دی ہے ہم نے بعض کو بعض پر اور آخرت یقیناً درجوں سے بہت بڑی

دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ﴿۲۱﴾ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ

اور باعتبار فضل و کرم سب سے اعلیٰ ہے نہ ٹھہراؤ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ورنہ بیٹھ رہو گے

یعنی دنیوی نعمتوں کا دروازہ مومن اور کافر، مطیع اور عاصی، سعید و شقی سب کے لیے کھلا ہے۔ روزی سب کو دی جاتی ہے۔ زندگی اور اس میں عیش و عشرت کی سہولتیں سب کے لیے عام ہیں۔ جو چاہے آگے بڑھے اور اپنا حصہ لے۔ محظورا میں حظر کا معنی منع کی ہے۔ اصل میں حائل بالشیٔ [illegible] روک دیا گیا اور اس کے عوض کل پڑ رہی گئی۔

اے محبوب تیرے رب کی بخششیں عام ہیں۔ ان کا دروازہ سب کے لیے کھلا ہے۔ دیدۂ دل اگر بینا ہو تو اس آیت کے آئینے میں جمال مصطفیٰ کی جانفزائی کا نظارہ کرو۔ دیدہ ور ہو تو کیا کیا نہ نظر آئے۔ معلوم ہوا کہ رحمت کا جو خصوصی تعلق اس یتیم کے ساتھ ہے وہ اور کسی کو بھی حاصل نہیں۔

اس دنیا میں فرق مراتب کو اگر نگاہ عبرت سے دیکھا جائے تو کتنے حقیقت کے راز کھل جاتے ہیں اور کتنی غلط فہمیاں ہیں جو دور ہو جاتی ہیں۔ لیکن حقیقی قدر و منزلت کا پتہ تو قیامت کے دن چلے گا جب گنہگار امتی بھی کسی کو بڑائی نصیب ہوگی اور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پرچم حمد کے نیچے پناہ لیں گے۔ اس لیے اس عالم فانی کے حسن پر ہی دل نہ لگاؤ بلکہ حقیقی کامیابی حاصل کرنے کے لیے مصروف عمل رہو۔

یہاں مخاطب عام انسان ہے یا خطاب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہے لیکن مراد حضور کی امت ہے۔ دنیا و عقبیٰ کی سرخروئی اور رستگاری کے لیے اللہ تعالیٰ کی توحید پر کامل یقین ضروری ہے۔ اگر کسی اور کو اس کی ذات کی طرح قدیم اور واجب مان لیا، اگر کسی کے متعلق یہ تسلیم کیا کہ اس کی صفات بھی اللہ تعالیٰ کی صفات کی طرح (علم، قدرت، حیات کی طرح) ازلی اور قدیم ہیں تو وہ جان لے کہ اس نے اپنی بربادی کا سامان فراہم کر لیا کیونکہ ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے محروم ہو جاتا ہے اور جو بدنصیب اس کی نگاہ رحمت سے محروم ہو جائے۔ اس کی پھر کون دستگیری کر سکتا ہے۔ اسی لیے آیت میں صراحتاً ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو خدا نہ بناؤ ورنہ تم ذلیل و رسوا ہو جاؤ گے۔

مذموما مخذولا ۝ وقضى ربك الا تعبدوا الا اياه و

بالوالدين احسانا اما يبلغن عندك الكبر احدهما او

[illegible]

كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا

[illegible]

كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيرًا ۝۲۴ رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِي نُفُوسِكُمْ

اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحم فرما جیسے انہوں نے مجھے بچپن میں پالا تھا۔ تمہارا رب خوب جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے

۲۔ عن عبد اللہ بن عمرو قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من اکبر الکبائر ان یلعن الرجل والدیہ
قیل یا رسول اللہ وکیف یلعن الرجل والدیہ قال یسب الرجل ابا الرجل فیسب اباہ و یسب امہ

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ انسان اپنے
ماں باپ پر لعنت بھیجے۔ عرض کی گئی یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ تو حضور نے فرمایا ایک شخص کسی کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ شخص
اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اور اس کی ماں کو گالیاں دیتا ہے تو گویا اس نے خود اپنے والدین کو گالی دی)

۳۔ عن ابی ہریرۃ جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال من احق الناس بحسن صحابتی
قال امک قال ثم من؟ قال ثم امک قال ثم من؟ قال ثم امک قال ثم من؟ قال ثم ابوک۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ میرے حسن سلوک کا
سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ تو حضور نے فرمایا تیری ماں۔ پھر اس نے یہی عرض کی تو جواب ملا تیری ماں۔ پھر اس نے یہی سوال
دہرایا تو ارشاد ہوا تیری ماں۔ چوتھی بار اس نے عرض کی یا رسول اللہ! اس کے بعد؟ تو حضور نے ارشاد فرمایا تیرا باپ۔

۴۔ عن ابی اسید الساعدی قال بینا نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ جاءہ رجل من الانصار
فقال یا رسول اللہ هل بقی من بر ابوی شیء ابرہما بعد موتہما قال نعم خصال اربع الصلاۃ علیہما والاستغفار لہما
وانفاذ عہدہما واکرام صدیقہما وصلۃ الرحم التی لا رحم لک الا من قبلہما فہو الذی بقی علیک من برہما بعد موتہما

ترجمہ: حضرت ابو اسید ساعدی روایت کرتے ہیں کہ ہم بارگاہ رسالت میں حاضر تھے اتنے میں ایک انصاری حضور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کی یا رسول اللہ میرے والدین کی وفات کے بعد بھی کیا ان سے حسن سلوک کرنا
ضروری ہے؟ حضور نے فرمایا ہاں، چار باتیں تم پر ضروری ہیں۔ ان کی نماز جنازہ ادا کرو، ان کے لیے مغفرت کی دعا کرتے رہو، جو
وعدہ انہوں نے کیا تھا اس کو پورا کرو اور ان کے دوستوں کا احترام کرو اور ان رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرو جن سے ان کی وجہ
سے رشتہ داری ہو۔ یہ نیکی ایسی ہے جو ان کی وفات کے بعد بھی تم پر واجب ہے

ان واضح نصیحت آمیز اور روشن ارشادات کے بعد آپ یورپ، امریکہ وغیرہ متمدن ممالک کے حالات کا جائزہ لیجئے وہاں
آپ کو کسی اولاد شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ، بوڑھے والدین کی خدمت کرتے ہوئے بہت کم نظر آئے گی۔ شادی کے بعد لڑکا اپنے
والدین سے الگ ہو جاتا ہے اور اپنے والدین کی خدمت کے لیے اخلاقی یا قانونی ذمہ داری قبول نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ ان ممالک
کی حکومت کو ایسی پناہ گاہیں بنانی پڑتی ہیں جن میں بوڑھے اور بے سہارا والدین کو رکھا جاتا ہے تاکہ وہ زندگی کے آخری ایام وہاں بسر کر
سکیں۔

إِن تَكُونُوا صَالِحِينَ فَإِنَّهُ كَانَ لِلْأَوَّابِينَ غَفُورًا ﴿٢٥﴾ وَآتِ

اگر تم نیک کار ہو گے تو بیشک وہ معاف فرمانے والا ہے توبہ کرنے والوں کے لیے بہت بخشنے والا ہے۔ ؂٣٥ اور دیا کرو

ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا ﴿٢٦﴾

رشتہ دار کو اس کا حق ؂٣٦ اور مسکین اور مسافر کو بھی ؂٣٧ اور فضول خرچی نہ کیا کرو ؂٣٨

؂٣٥ یعنی تمہارے دلوں میں اپنے والدین کے لیے اطاعت فرمانبرداری کے جو جذبات ہیں یا ان سے دل ہی دل میں جو نفرت، کدورت یا اکتاہٹ تم محسوس کرتے ہو خدا سب ان سے خوب واقف ہے۔ اگر شیطان نے تمہیں والدین کی شکرگزاری اور احسان شناسی کی راہ سے بہکا دیا ہے تو بہتر ہے اب ہی سنبھل جاؤ۔ آج ہی سچے دل اور شرح صدر سے ان کی خدمت میں لگ جاؤ۔ اور اپنی سابقہ کوتاہیوں کی تلافی کرو۔ جو شخص دل سے جھک جاتا ہے اور غلطی سے باز آجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما دے گا۔ کیونکہ وہ غفور رحیم ہے۔

؂٣٦ لیکن انسان کی محبت و مروت اور حسن سلوک کے مستحق صرف والدین ہی نہیں بلکہ دوسرے رشتہ دار بھی حسب مراتب اس کے حقدار ہیں۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

من احب ان یبسط له فی رزقه و ینسأ له فی اثره فلیصل رحمه۔ یعنی جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کے رزق میں فراخی ہو اور اس کی عمر دراز ہو تو وہ صلہ رحمی کیا کرے۔ اور حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن آبائہ الکرام نے فرمایا یہاں ذی القربیٰ سے مراد حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ دار ہیں۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ اس قول کے مطابق خطاب حکام وقت کو ہوگا کہ وہ بیت المال سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ داروں کی خدمت کریں اور ان کی ضروریات کو بہم پہنچائیں۔

وقال علی بن حسین هم قرابة النبی صلی الله علیه وسلم امر صلی الله علیه وسلم باعطائهم حقوقهم من بیت المال ویکون خطابا للولاة او من قام مقامهم (قرطبی)

الاحکام السلطانیہ، ابو یعلیٰ اور الاحکام السلطانیہ ماوردی کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت اسلامیہ میں ایک مستقل محکمہ "ولایۃ النقابۃ علی ذوی الانساب" کے نام سے کام کرتا جس کے فرائض میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت اور دیگر رشتہ داروں کے متعلق تمام امور کی نگرانی کرنا تھا۔ ان کی اولاد کی صحیح تعلیم و تربیت، ان کی ضروریات کی کفالت، ان کو ایسے پیشوں کے اختیار کرنے سے روکنا جو ان کے شایان شان نہیں، ان کے بچوں اور بچیوں کے نکاح کا انتظام کرنا، ان کو ایسے افعال سے باز رکھنا جو ان کی خاندانی شرافت کے منافی ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

اس آیت سے بعض لوگوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ

إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ

[illegible]

لِرَبِّهِ كَفُورًا ۝ وَإِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِنْ رَبِّكَ

[illegible]

تَرْجُوهَا فَقُلْ لَهُمْ قَوْلًا مَيْسُورًا ۝ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ۝

اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ

خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ

نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوا

[illegible]

[illegible]

الزِّنٰىٓ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ۞ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ

بے شک یہ زنا بے حیائی ہے اور بہت ہی برا راستہ ہے کھلے اور نہ قتل کرو اس نفس کو

کے حق میں انتہائی سنگدلی تھا۔ بیٹیاں تو وہ انہیں بوجھ سمجھتے کیونکہ صرف لڑکے ہی جوان ہو کر ان کے سب سے بڑے وسائل معاش تھے، اس لیے لڑکوں کو وہ نعمت سمجھتے لیکن لڑکیاں ان کے لیے بڑی مصیبت تھیں۔ ان کی پرورش ان کے لیے ناقابل برداشت بوجھ تھی۔ نیز ملک عرب کی اخلاقی حالت ایسی تھی کہ ان کے دل میں یہ بات رہتی کہ مبادا کوئی ان کا اپنا داماد بن بیٹھے اور ان کی ناک کٹ جائے گی۔ ان تمام محرکات کے ساتھ ان میں قتل اولاد ایک عام معمول ہو گیا تھا۔ اب اس کے بجائے بیسویں صدی میں بھی بلکہ کئی لوگ اپنی اولاد کو ایسے ہی اسباب سے قتل کرتے ہیں۔ [illegible] اور ضبط ولادت کے [illegible] اس کی ایک جدید صورت ہے۔ [illegible] کثرت آبادی سے خوفزدہ ہو کر [illegible] اور اس تحریک کا اثر یہی ہے کہ وسائل معاش پر [illegible] اس لیے نسل کشی کی اس تحریک کو ختم کرنے کے لیے [illegible] اور وہ قتل کر دیا جائے [illegible] ہم ہی انہیں بھی اور تمہیں بھی رزق دیتے ہیں۔ ہم نے اپنے ذمہ لے لیا ہے۔ تم اولاد کو اپنے تئیں رزاق اور متکفل کیوں سمجھتے ہو۔

لغوی تحقیق: خِطْئًا کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ قرطبی نے لکھا ہے:

قال الازہری یقال خطئ یخطأ خطأ وخطأ اذا تعمد الخطأ ... یعنی ازہری نے کہا ہے کہ جس غلطی کا ارتکاب جان بوجھ کر کیا جائے اسے 'خطأ' کہا جاتا ہے اور جب بلا ارادہ غلطی پر کوئی لغزش ہو جائے تو وہاں خطاء (باب افعال) استعمال ہوتا ہے۔

قرآن کریم نے نسل کشی کو خِطْئًا كَبِيرًا (بہت بڑی غلطی) کہا ہے۔ اگر اس کا مشاہدہ کرنا ہو تو فرانس وغیرہ ممالک پر نظر ڈالیے جنہوں نے ضبط تولید کے ذریعہ اپنی تعداد کو گھٹا دیا اور جب جرمنی کی افواج ان پر حملہ آور ہوئیں تو ان کے پاس اپنے جوانوں کی شدید قلت تھی جو اپنے وطن کی حفاظت کے لیے میدان جنگ میں سینہ سپر ہو سکیں۔ ایک اقدام جس سے قوم اور وطن کی آزادی خطرہ میں پڑ جائے اس کو اگر بڑی غلطی نہ کہا جائے تو کیا اسے دانشمندی کہا جائے گا۔ یہ ایک ایسی برائی ہے جس میں بہت سی برائیاں جمع ہیں۔ عصمت و عفت کی پامالی، نسب کا اختلاط، یہ سب اس کے نتائج ہیں۔ اس کی قباحت و شناعت کو صرف دو مختصر جملوں میں بیان فرمایا: كَانَ فَاحِشَةً یعنی یہ بڑی بے حیائی کا فعل ہے۔ وَسَآءَ سَبِيْلًا یعنی بہت ہی برا راستہ ہے۔ اس فعل کا فاحش ہونا کسی صاحب عقل سلیم پر مخفی نہیں۔ سیدھی بات ہے اگر تمہاری کسی قریبی عزیزہ کے ساتھ کوئی ایسا کرے تو تم کیا محسوس کرو گے۔ ایک نوجوان بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے زنا کی اجازت دیجئے۔ حاضرین مجلس اس کی اس بے حیائی پر برافروختہ ہو گئے اور اسے جھڑکنا شروع کیا لیکن رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے

محبت سے اپنے قریب بلایا جب وہ قریب آ گیا تو [illegible] تجھے [illegible] جس طرح کوئی
[illegible] سے مباشرت طلب کی ہے کیا تم اسے اپنی ماں کے لیے پسند کرتے ہو، اس نے جواب دیا خدا کی قسم نہیں میں آپ پر قربان جاؤں
حضور نے فرمایا اسی طرح دوسرے لوگ بھی اپنی ماؤں کے لیے یہ پسند نہیں کرتے پھر دریافت کیا تو اپنی بیٹی کے لیے پسند کرتا ہے
بولا میں آپ پر قربان جاؤں ہرگز نہیں یہ ہرگز نہیں۔ فرمایا ایسے ہی دوسرے لوگ بھی اپنی بیٹیوں کے لیے پسند نہیں کرتے۔ پھر پوچھا کیا
اپنی بہن کے لیے تم پسند کرتے ہو اس نے کہا ہرگز نہیں میں آپ پر قربان جاؤں۔ فرمایا اسی طرح دوسرے لوگ بھی اپنی بہنوں کے لیے
پسند نہیں کرتے۔ اسی طرح پھوپھی خالہ کے متعلق اس سے پوچھا اور اس نے وہی جواب دیا [illegible] "
[illegible] اس پر [illegible]
[illegible] "اللھم اغفر ذنبہ وطھر قلبہ وحصن
فرجہ" اے اللہ اس کا گناہ بخش دے اس کے دل کو پاک کر دے اور اس کی شرم گاہ کی حفاظت فرما۔ اس کے بعد اس شخص
سے پھر کبھی اس قسم کی حرکت واقع نہیں ہوئی۔ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے
مقاصد میں یہ بھی فرمایا ویزکیھم کہ وہ ان کو پاک کرتا ہے۔ اس کی عملی تفسیر اس حدیث میں موجود ہے۔
یہ حدیث مسند امام احمد میں حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

[illegible] "ساء سبیلا" [illegible]
میں مبتلا ہو جاتا ہے [illegible] عورت کی عصمت کا چاند
گہنا جاتا ہے [illegible]
[illegible]
معاشرہ میں کبھی بھی عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھی جاتی [illegible]
خاندان [illegible] "ساء سبیلا" کی حقیقت کھل کر سامنے آ
جاتی ہے [illegible] "ساء سبیلا" کے متعلق اگر اب بھی کسی کو
شک ہو تو [illegible]
[illegible] قرآن کریم نے فرمایا کہ
اس فعل شنیع کا ارتکاب [illegible]
[illegible]
[illegible]
اسی لیے فرمایا لاتقربوا الزنا [illegible]
[illegible] اللہ تعالیٰ ہمیں [illegible] کی توفیق بخشے۔ آمین۔

فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ

زمین میں اکڑتے ہوئے، اس طرح، نہ تم چیر سکتے ہو زمین کو اور نہ پہنچ سکتے ہو پہاڑوں کے برابر

طُولًا ﴿٣٧﴾ كُلُّ ذَٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِندَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا ﴿٣٨﴾ ذَٰلِكَ مِمَّا

بلندی میں۔ یہ سب ان کاموں کا ذکر، ان میں سے جو بری بات اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ یہ وہ باتیں ہیں

أَوْحَىٰ إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۗ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا

جو وحی کی آپ کی طرف آپ کے رب نے دانائی کی باتوں میں سے ہیں اور نہ بنانا اللہ کے ساتھ

آخَرَ فَتُلْقَىٰ فِي جَهَنَّمَ مَلُومًا مَّدْحُورًا ﴿٣٩﴾ أَفَأَصْفَاكُمْ رَبُّكُم

کوئی اور معبود ورنہ تجھے پھینک دیا جائے گا جہنم میں اس حال میں کہ تجھے ملامت کی جائے گی اور دھتکار دیئے جاؤ گے۔

اس کے خالق نے جو مختلف اعضاء میں احساس ذمہ داری کا درس دیا ہے تو آج ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی میں انتہائی غیر ذمہ دارانہ رویہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ کاش ہم اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے سچے دل سے کوشش کریں تو ہم کامیاب ہو کر شعور کی منزلیں طے کر سکتے ہیں اور جن مصائب میں ہم گھرے ہوئے ہیں وہ دور ہی ختم ہو جائیں گے یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ دوسروں کی اصلاح سے پہلے اپنی اصلاح ضروری ہے اور دوسروں کی اصلاح کے لیے [illegible] نہیں ہو سکتی اگر آپ اپنے آپ کو معاشرہ کا ایک حصہ سمجھتے ہیں تو آپ اصلاح احوال کے لیے سچے دل سے کوشاں ہو جائیں اور اس انتظار میں وقت ضائع نہ کیجیے کہ دوسرے لوگ ٹھیک ہو جائیں تو میں بھی ٹھیک ہو جاؤں گا اصلاح کا آغاز اپنی ذات سے کیجیے۔ آپ [illegible] پیدا ہو جائیں گے۔ عمل کے کسی مرحلہ پر کوئی شک کا سامنا ہو تو [illegible] کے اعلیٰ و ارفع [illegible] کیجیے۔

ؔ انسان کے غرور و تکبر کی بیہودگی اور نفرت کو کس عمدہ پیرائے میں بیان فرمایا گیا۔ ایک عربی شاعر نے بھی خوب کہا ہے

ولا تمش فوق الارض الا تواضعا فکم تحتها قوم هم منك ارفع

وان کنت فی عز وحرز ومنعة فکم مات من قوم هم منك امنع

یعنی زمین پر چلتے ہوئے تواضع اور انکسار اختیار کر کتنے لوگ جو تم سے بھی زیادہ بلند رتبے تھے اب شکم زمین میں مدفون ہیں۔

اگر تو آج معزز و محترم اور جاہ و سطوت کا مالک ہے تو کیا ہوا۔

تجھ سے پہلے کثیر التعداد لوگ بڑی عزت والے تھے لیکن اب موت کی نیند سو رہے ہیں۔

بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ۭ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا

پس کیا چن لیا ہے تمہیں تمہارے رب نے بیٹوں کیلئے اور (اپنے لیے) بنا لیا ہے فرشتوں کو بیٹیاں ف۵۹ بے شک تم ایسی بات کہتے ہو

عَظِيْمًا ﴿٤٠﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ۭ وَمَا يَزِيْدُهُمْ

جو بہت سخت ہے اور بے شک ہم نے مختلف انداز سے بیان کیا ہے (دلائل توحید کو) اس قرآن میں تاکہ وہ نصیحت قبول کریں

اِلَّا نُفُوْرًا ﴿٤١﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا

اور نہیں بڑھاتا انہیں (یہ بیان) بجز نفرت کے ف۶۰ آپ فرمائیے اگر ہوتے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور خدا جیسے یہ لوگ کہتے ہیں

اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ﴿٤٢﴾ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا

تو اس وقت وہ ضرور تلاش کرتے مالک عرش کی طرف (جنگ کرنے کا) کوئی راستہ ف۶۱ وہ پاک ہے اور بہت بلند و برتر ہے ان باتوں سے

كَبِيْرًا ﴿٤٣﴾ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ

جو یہ لوگ بکا کرتے ہیں پاکی بیان کرتے ہیں اس کی ساتوں آسمان اور زمین اور جو مخلوق ان میں موجود ہے۔

ف۵۹ عرب کے بعض مشرک قبائل فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں مانتے تھے اس حماقت کا پردہ چاک کیا جا رہا ہے کہ [illegible] تم اپنے لیے تو لڑکیاں پسند نہیں کرتے اور اگر کسی کے گھر بیٹی پیدا ہو جائے [illegible] تمہیں شرم نہیں آتی کہ جس چیز کو تم اپنے لیے ناپسند کرتے ہو اللہ تعالیٰ کیلئے اسے ثابت کرتے ہو۔

ف۶۰ یعنی ہم نے قرآن کریم میں دلائل توحید کو مختلف اسلوبوں اور متنوع پیرایوں میں بیان کیا ہے تاکہ جس طبیعت اور ذوق کا شخص ہو اس کے مطابق اس سے استفادہ کر سکے۔ کہیں رحمت کا وعدہ اور کہیں قہر و غضب کی وعید، کہیں دلائل ہیں اور کہیں [illegible] کہیں نیک لوگوں [illegible] کا تذکرہ اور کہیں نافرمان افراد اور سرکش اقوام کے عبرتناک انجام کا بیان لیکن اس کے باوجود جنہوں نے اپنی آنکھوں پر تعصب کی پٹی باندھ رکھی ہے وہ قریب آنے کی بجائے دور، دور اور دور بھاگے چلے جا رہے ہیں۔

ف۶۱ اگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور خدا بھی موجود ہوتا [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] اپنی [illegible] کی طرح [illegible] آپس میں مل کر ایک متحدہ محاذ بنا کر عرش کے مالک پر چڑھائی کر دیں اور اسے مغلوب کر دیں تاکہ وہاں کی حکومت [illegible] لیکن یہ تو کبھی نہیں ہوا [illegible] بیٹھے ہیں [illegible] قوت و شوکت [illegible] نظر آتے ہیں [illegible] ایسے بے بسوں کو اپنا خدا تسلیم کرنا کتنی نادانی اور حماقت ہے [illegible] حقیقت [illegible]۔

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ

اور (اس کائنات کی) کوئی بھی چیز ایسی نہیں جو تسبیح نہ کرتی ہو اس کی حمد کے ساتھ لیکن تم لوگ [illegible] ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں ۸۹

اِنَّهٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۴﴾ وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَکَ وَ

بیشک وہ بہت بردبار بہت بخشنے والا ہے۔ اور جب آپ پڑھتے ہیں قرآن تو ہم حائل کر دیتے ہیں آپ کے درمیان اور

بَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿۴۵﴾ وَّجَعَلْنَا

ان لوگوں کے درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ایک پوشیدہ پردہ ۹۰ اور ہم ڈال دیتے ہیں

۸۹ کائنات کی [illegible] سب [illegible] اس کی تسبیح بھی کر رہی ہے اور اس کی حمد بھی بیان کر رہی ہے یعنی وہ ہر عیب اور نقص سے پاک ہے اور ہر صفت کمال سے متصف ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] امام بخاری [illegible] حضرت جابر [illegible] رضی اللہ تعالیٰ عنہ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

۹۰ یعنی [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضرت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِذَا

ان کے دلوں پر پردے [61] تاکہ وہ اسے سمجھ نہ سکیں اور ان کے کانوں میں گرانی پیدا کر دیتے ہیں اور جب آپ

ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓي اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿٤٦﴾

ذکر کرتے ہیں صرف یکتا رب کا قرآن میں [62] تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہیں نفرت کرتے ہوئے [63]

یٰسین کی پہلی آیتیں علامہ [illegible] علیہ الرحمہ [illegible] پڑھتے ہوئے تشریف لے گئے اور انہیں خبر تک نہ ہوئی۔

بعض علمائے کرام نے حجاب مستور کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ ان سے قرآن کی [illegible] کی وہ [illegible] علم و حکمت کے چھپے ہوئے موتیوں کو نہ پا سکے۔

[61] ان کے پیہم انکار کی پاداش میں ان سے فہم و ادراک کی قوت سلب کر لی گئی ہے۔ ان کے دل ہیں مگر اندھے اور کان ہیں مگر بہرے ہیں۔ دلوں میں نور حق نظر آتا ہے اور نہ ہی کانوں میں نغمۂ حق سنائی دیتا ہے۔

[62] اے محبوب! ان حقیقت ناشناسوں کی طرف دیکھو! جب آپ قرآن کریم پڑھتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کی توحید کو بار بار بڑے دلنشین انداز اور ناقابل تردید دلائل سے پیش کیا گیا ہے۔ جہاں معبودان باطل کی بے بسی اور بے کسی کا پردہ چاک کیا گیا ہے تو یہ اس کلام حق نظام کو توجہ سے سننے کے بجائے نفرت کا اظہار کرتے ہوئے الٹے پاؤں پیچھے بھاگ جاتے ہیں۔

[63] اہل محبت جب بیان توحید کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں اور اس کے مقبول بندوں کے فضائل و کمالات کا ذکر کرتے ہیں جو قرآن کریم نے بیان فرمائے ہیں تو بعض لوگوں پر یہ تمام گراں گزرتے ہیں [illegible] وہی خدا کی توحید کے پہلو [illegible] کا ذکر کرتے [illegible] اور اگر ان [illegible] سے دریافت کیا جائے [illegible] [illegible] کی [illegible] بیان کیوں کی گئی ہے [illegible] رسول [illegible] کیا قرآن میں [illegible] جس میں صرف خدا ہی کا ذکر ہے [illegible] کیا قرآن کریم میں بیان توحید کے ساتھ ساتھ [illegible] اصحاب القصص [illegible] کیا اسی قرآن سے ہمیں پتا نہیں چلتا کہ حضرت موسیٰ کا عصا [illegible] کیا اسی قرآن میں سیدنا یوسف کا پیراہن [illegible] حضرت یعقوب کی آنکھوں پر ڈالا گیا تو وہ بینا ہو گئیں۔ کیا اسی مصحف کے صفحات میں یہ موجود نہیں کہ حضرت عیسیٰ اپنے رب کے اذن سے مردوں کو زندہ اور اندھوں کو بینا [illegible] کوڑھیوں کو تندرست کر دیتے۔ کیا اسی کتاب الٰہی میں ملکہ سبا کے تخت [illegible] حضرت سلیمان کی خدمت میں پیش کر دیا [illegible] اور اس کے علاوہ [illegible] اللہ تعالیٰ کی جود و سخا اور فضل و عطا کی شہادتیں [illegible]

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ

ہم خوب جانتے ہیں جس [illegible] سے یہ [illegible] سنتے ہیں اسے جب یہ کان لگاتے ہیں آپ کی طرف اور [illegible] جاتے ہیں

نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۴۷﴾

جب یہ [illegible] سرگوشیاں کرتے ہیں ، جس وقت یہ [illegible] کہتے ہیں [illegible] مگر [illegible] جادو کر دیا گیا ہے ۴۷

اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

دیکھیے [illegible] آپ کے لیے مثالیں بیان کرتے ہیں پس اس گستاخی کے باعث [illegible] اب وہ [illegible]

سَبِيْلًا ﴿۴۸﴾ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا

[illegible] راستہ ۴۸ [illegible] جب ہم [illegible] ریزہ ریزہ [illegible] اٹھائے جائیں گے [illegible] بنا کر

[illegible] قرآن [illegible] نہیں

حقیقت [illegible]

[illegible]

[illegible] شخص

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہے۔

[illegible] کی تلاوت

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہے۔

[illegible]

[illegible] حضرت ابن عباس [illegible] ہے۔

قال ابن عباس الرفات الغبار۔

جَدِيدًا ﴿٤٩﴾ قُلْ كُونُوا حِجَارَةً أَوْ حَدِيدًا ﴿٥٠﴾ أَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ

[illegible]

فِي صُدُورِكُمْ فَسَيَقُولُونَ مَن يُعِيدُنَا قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ

[illegible]

أَوَّلَ مَرَّةٍ فَسَيُنْغِضُونَ إِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هُوَ

تمہیں پہلی مرتبہ [illegible] سروں کو [illegible] اور کہیں گے یہ کب ہوگا

قُلْ عَسَىٰ أَن يَكُونَ قَرِيبًا ﴿٥١﴾ يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهِ

آپ فرمائیے شاید اس کا وقت قریب ہی ہو۔ [illegible]

وَتَظُنُّونَ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٥٢﴾ وَقُل لِّعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي

[illegible]

هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنزَغُ بَيْنَهُمْ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ

[illegible] یقیناً شیطان

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ۝٥٣ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ؕ اِنْ یَّشَاْ یَرْحَمْكُمْ

انسان کا کھلا دشمن ہے۔ تمہارا رب تمہیں خوب جانتا ہے۔ اگر چاہے تو تم پر رحم کرے

اَوْ اِنْ یَّشَاْ یُعَذِّبْكُمْ ؕ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ وَكِیْلًا ۝٥٤ وَرَبُّكَ

یا اگر چاہے تو تمہیں سزا دے اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو ان کا ذمہ دار بنا کر اور آپ کا رب خوب

اَعْلَمُ بِمَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِیّٖنَ

جانتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور بیشک ہم نے فضیلت دی ہے بعض انبیاء کو

عَلٰی بَعْضٍ وَّاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝٥٥ قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ

بعض پر اور ہم نے عطا فرمائی داؤد کو زبور۔ آپ فرمائیے پکارو انہیں جنہیں تم گمان کیا کرتے تھے

مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا یَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِیْلًا ۝٥٦

اللہ کے سوا پس وہ قدرت نہیں رکھتے کہ تکلیف دور کر دیں تم سے اور نہ وہ اسے بدل سکتے ہیں۔

ف٧٣ اے حبیب! آپ کا فرض دعوت حق پہنچا دینا ہے آپ ان پر جبر یا سختی [illegible] اگر یہ لوگ اب بھی کفر و شرک سے باز نہیں آتے تو آپ دلگیر نہ ہوں جو [illegible] ان کے کفر و شرک کے لیے آپ جواب دہ نہیں [illegible] (القرطبی)

ف٧٤ علامہ قرطبی نے اس آیت کا شان نزول بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔

جب قریش کو قحط نے بے حال کر دیا تو وہ حضور [illegible] کی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور اپنی خستہ حالی کا تذکرہ کیا تو یہ آیت نازل ہوئی اور اللہ تعالی نے اپنے محبوب کو حکم دیا کہ ان سے دریافت کریں کہ جن معبودوں کی وہ پرستش اور عبادت کرتے ہیں ان سے جا کر فریاد کیوں نہیں کرتے جو خود ہی بتا دیا کہ وہ بچارے خود بے بس ہیں اس مشکل وقت میں وہ تمہاری کوئی امداد نہیں کر سکتے تو شرم کرو! تم خود سوچو کہ جو مشکل میں کام نہ آئے اور جو مصیبت کو دور نہ کر سکے اس کو خدا بنانے اور اس کی پوجا کرنے سے کیا حاصل؟ وزعمتم کا معنی اعتقدتم انہ الٰہ معبود ہے یعنی جن کو تم معبود خیال کرتے ہو۔ ای ادعوا الذین تعبدون من دون اللہ وزعمتم انھم آلھۃ (القرطبی) لکشف الضر اما ابقاء اجیاد [illegible] الی غیرکم لاحد (ابن کثیر)۔

أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ

وہ لوگ جنہیں یہ مشرک پکارا کرتے ہیں وہ خود ڈھونڈتے ہیں اپنے رب کی طرف وسیلہ کہ کون ان میں سے زیادہ قریب ہے

وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُۥ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُۥٓ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ

اور امید رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی اور ڈرتے رہتے ہیں اس کے عذاب سے بیشک آپ کے رب کا عذاب ڈرنے کی

مَحْذُورًا ﴿٥٧﴾ وَإِن مِّن قَرْيَةٍ إِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَٰمَةِ

چیز ہے اور کوئی ایسی بستی نہیں ہے مگر ہم اسے برباد کر دیں گے روز قیامت سے پہلے

أَوْ مُعَذِّبُوهَا عَذَابًا شَدِيدًا ۚ كَانَ ذَٰلِكَ فِى الْكِتَٰبِ مَسْطُورًا ﴿٥٨﴾

یا اسے سخت عذاب دیں گے یہ فیصلہ کتاب (تقدیر) میں لکھا ہوا ہے۔

پہلے اس آیت کی ترکیب و تحلیل عرض کر دی جائے تو آیت کا معنی واضح ہو جائے گا۔ اولٰئک موصوف ہے الذین یدعون صفت ہے اور یبتغون اس کی خبر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مشرکین جن کو معبود مان کر اپنی تکالیف و مصائب میں پکارتے ہیں یعنی خدا سمجھتے ہیں وہ تو خود ہر لحظہ اپنے رب کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے مصروف عمل رہتے ہیں۔ اگر واقعی وہ خدا ہوتے جیسے مشرکین کا خیال ہے تو انہیں کسی کی عبادت اور رضاجوئی کی کیا ضرورت تھی۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ تقرب بجناب رب العزت کے لیے بارگاہ الٰہی میں وسیلہ پکڑنا اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کا طریقہ ہے۔ اس آیت میں غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی بزرگ کی عبادت کرنا اسے خدا سمجھ لینا منع ہے۔ لیکن ان کو وسیلہ پکڑنا اور ان سے توسل کرنا جائز ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم کو ارشاد فرمایا وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ اگر آپ ان سے زکوٰۃ لیجئے انہیں پاک کیجئے اور ان کے لیے دعا فرمائیے آپ کی دعا ان کے لیے وجہ تسکین ہے۔ صحابہ کرام مشکلات کے لیے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا کرتے تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دست مبارک جب دعا کے لیے اٹھتا تو اللہ تعالیٰ ان کی مشکلیں آسان فرمایا کرتا۔ ان کی جھولیاں مرادوں سے بھر جاتیں ان کی تنگدستیاں خوشحالی میں بدل جاتیں۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے بندے اس کی رحمت سے مایوس بھی نہیں ہوتے اور اس کے عذاب سے بے خوف بھی نہیں ہوتے۔ ان کی ایک آنکھ اگر اس کی رحمت و کرم پر لگی رہتی ہے تو دوسری آنکھ اپنے گناہوں پر اور اس کے عذاب سے ترساں رہتی ہے۔ یہی وہ حالت ہے جس میں شرف قبولیت بخشا جاتا ہے۔ ان کا یہی حال ہوتا ہے۔

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ۭ

اور نہیں روکا ہمیں اس امر سے کہ ہم بھیجیں (نشانیاں) مگر [illegible] پہلے لوگ [illegible] جھٹلا چکے

وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ۭ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ

گئے تھے، اور ہم نے دی تھی قوم ثمود کو ایک اونٹنی جو روشن نشانی تھی پس انہوں نے اس پر ظلم کیا اور ہم نہیں بھیجتے ہیں نشانیاں

اِلَّا تَخْوِيْفًا ۝ وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ۭ وَمَا جَعَلْنَا

مگر ڈرانے کے لیے اور یاد کرو جب ہم نے کہا تھا آپ کو کہ بے شک آپ کے رب نے گھیر رکھا ہے لوگوں کو اور نہیں بنایا ہم نے

الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي

اس نظارہ کو جو ہم نے آپ کو دکھایا مگر آزمائش لوگوں کے لیے اور اس درخت کو بھی جس پر لعنت کی گئی

ث کفار مکہ بارگاہ رسالت میں معترض ہوتے اور کہا کرتے کہ اگر ہمارے مطالبات پورے کر دیے جائیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے [illegible] یہ ہو کہ صفا کا پہاڑ سونے کا بنا دیا جائے [illegible] یہاں سے ہٹا دیے جائیں تاکہ [illegible] کاشتکاری کر سکیں [illegible] جبرائیل حاضر ہوئے اور [illegible] اگر آپ چاہیں ان کے مطالبات پورے کر دیے جائیں لیکن اگر اس کے بعد بھی وہ ایمان نہ لائے تو ان کو تباہ و برباد کر دیا جائے گا اور اگر آپ چاہیں تو انہیں [illegible] مہلت دی جائے [illegible]

ث قوم ثمود کو ان کے مطالبہ کے پیش نظر اونٹنی کا معجزہ دیا گیا [illegible] پھر بھی ایمان نہ لائے [illegible] طرح تباہ کر دیا گیا۔ اسی طرح ان لوگوں کا [illegible] جن کا مطالبہ پورا کیا جائے [illegible] وہ پھر بھی ایمان نہیں لائیں گے۔

ث یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت [illegible] لوگوں کو اپنے [illegible] میں لے رکھا ہے آپ [illegible] اسلام کی تبلیغ کا ذریعہ اور [illegible] کسی کی مجال نہیں کہ آپ کو گزند پہنچا سکے۔

ث اس آیت کی وضاحت اسی سورۃ کی پہلی آیت کے ضمن میں گزر چکی ہے وہاں بتایا گیا ہے کہ اس آیت میں رؤیا کا لفظ [illegible] معنی میں مستعمل نہیں بلکہ عالم بیداری میں دیکھنے کے معنی میں مستعمل ہے حضرت ابن عباس [illegible] یہاں رؤیا سے مراد عالم بیداری میں دیکھنا ہے سعید بن جبیر، حسن، مسروق، قتادہ، مجاہد، عکرمہ، ابن جریج [illegible] کے علاوہ [illegible] تفسیر کی [illegible] اور اہل عرب کہتے ہیں [illegible]

ث اس سے مراد زقوم ہے [illegible] آیت میں بتایا گیا [illegible] زقوم کا درخت بھی

الْقُرْاٰنِ ؕ وَ نُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا یَزِیْدُهُمْ اِلَّا طُغْیَانًا كَبِیْرًا ۠ وَ اِذْ قُلْنَا

بھی جو قرآن میں ہے۔ اور ہم انہیں ڈراتے رہتے ہیں [illegible] پس نہیں بڑھاتا یہ (ڈرانا) انہیں مگر بہت زیادہ سرکشی میں

لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ؕ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ

اور یاد کرو جب ہم نے حکم دیا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو تو سب نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے۔ اس نے کہا کیا میں سجدہ کروں اس کو

خَلَقْتَ طِیْنًا ۚ قَالَ اَرَءَیْتَكَ هٰذَا الَّذِیْ كَرَّمْتَ عَلَیَّ ؗ لَىِٕنْ

جسے تو نے پیدا کیا ہے مٹی سے۔ کہنے لگا بھلا دیکھ تو یہ آدم جس کو تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ اگر تو

اَخَّرْتَنِ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّیَّتَهٗۤ اِلَّا قَلِیْلًا ۝ قَالَ

مجھے مہلت دے روز قیامت تک تو جڑ سے اکھاڑ پھینکوں گا اس کی اولاد کو سوائے چند افراد کے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ہوگا تو [illegible] ایک درخت ہوگا [illegible] کھجوروں اور مکھن کو ملا کر کھلایا [illegible] دوسری طرف آپ یہ کہتے ہیں [illegible] تو ہمیں [illegible] ابو جہل کے اس مذاق سے بھی کئی لوگ فتنہ میں مبتلا ہو گئے۔

۶۶؎ اس سے پہلے یہ بتایا کہ شیطان تمہارا دشمن ہے۔ اب اس دشمنی کی بنا کس چیز پر ہے اس کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۶۷؎ اس آیت میں حرف [illegible] ہے۔ تقدیر کلام یوں ہے اخبرنی عن ھذا الذی کرمتہ علی [illegible] (قرطبی، ابن کثیر) [illegible] کو مجھ پر فضیلت دی حالانکہ مجھے آگ سے اور اسے مٹی سے پیدا کیا۔ اس کی کیا وجہ ہے [illegible] پر [illegible] استفہام کو ادا [illegible] تو اس کا معنی [illegible] سمجھا جاتا ہے۔

۶۸؎ احتنک الجراد الارض [illegible] (مفردات راغب) [illegible] علوم القرآن [illegible] اگر تو مجھے مہلت دے تو میں [illegible] کی اولاد کو [illegible] لاحتنکن کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ قرطبی اور دیگر علماء لکھتے ہیں کہ جب [illegible] کسی کھیت کو چاٹ کر صاف کر جائے تو عرب کہتے ہیں [illegible] یہاں بھی [illegible] شیطان کہہ رہا ہے کہ اگر مجھے تو نے مہلت دی تو میں ان سب کو راہ راست سے ہٹا کر بھٹکا دوں گا اور ان کے ایمان کا صفایا کر دوں گا۔ ان میں سے چند [illegible] ثابت قدم رہیں گے۔

اذْهَبْ فَمَن تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاؤُكُمْ جَزَاءً مَّوْفُورًا ﴿٦٣﴾

جا! جو ان میں سے تیری پیروی کرے گا تو بے شک جہنم تم سب کی پوری پوری سزا ہے ۶۳

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُم بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِم

اور ان میں سے جس جس کو تو [illegible] سکتا ہے اپنی آواز سے [illegible] اور ان پر [illegible]

بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدْهُمْ

اپنے گھوڑ سوار اور پیادے [illegible] اور شریک ہو جا ان کے مالوں میں اور اولاد میں اور ان سے وعدے کر

۶۳ یعنی بارگاہ خداوندی سے شیطان کو [illegible] جو تجھ سے [illegible] پیروی کریں [illegible] تم سب کی [illegible] پوری پوری سزا [illegible] جہنم [illegible] (اشرفی)

۶۴ اس آیت میں شیطان کو [illegible] کے اختیار کرنے کی اجازت دی [illegible] استعمال کئے جا سکتے ہیں [illegible] اپنی آواز [illegible] اولاد میں شریک ہو جانا [illegible] تیری مرضی کے مطابق [illegible] ان کی تربیت [illegible] والدین کے حقوق [illegible] شیطان کی [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] شیطان کے پاس [illegible] دنیا [illegible] انسان [illegible] میں پھنسا رہتا ہے۔

وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۶۴﴾ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ

اور وعدے دو ان کو۔ اور وعدہ نہیں کرتا ان سے شیطان مگر فریب کا ۹۶ بے شک جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا قابو نہیں ہو سکتا

سُلْطٰنٌ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ﴿۶۵﴾ رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ

اور اے محبوب! کافی ہے تیرا رب کارساز ۹۷ تمہارا رب وہی ہے جو چلاتا ہے تمہارے لیے کشتیوں کو

فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۶۶﴾ وَاِذَا

سمندر میں تاکہ تم تلاش کرو (روزی) اس کے فضل سے ۹۸ بے شک وہ تمہارے ساتھ ہمیشہ سے بڑا رحم فرمانے والا ہے۔ اور جب پہنچتی

۹۶ یہاں تنبیہ فرما دی کہ شیطان کے وعدے ہرگز قابل اعتماد نہیں وہ محض دھوکا دینے کے لیے اور تمہیں ہدایت کی راہ سے بھٹکانے کے لیے ایسی چکنی چپڑی باتیں کرتا ہے۔ اس قسم کے کھوکھلے وعدوں کے فریب میں آجانا کسی عقلمند کو زیبا نہیں۔

الغرور تزیین الباطل بما یظن انہ حق۔ باطل کو اس طرح آراستہ و پیراستہ کر کے پیش کرنا کہ وہ حق معلوم ہونے لگے اسے غرور کہتے ہیں۔

۹۷ اے شیطان میرے بندوں پر تیرا کوئی زور نہیں چل سکے گا وہ تیرے دام فریب میں ہرگز نہیں پھنسیں گے۔ تو جتنی کوشش کر دیکھ۔ عبادی میں جو لطف ہے اس کی حقیقت کا ادراک وہی لوگ کر سکتے ہیں جو عبادی کے زمرہ میں داخل ہیں۔

۹۸ اللہ تعالیٰ کی شان رحمت و ربوبیت کا ایک اور کرشمہ بیان کیا جا رہا ہے کہ بیکراں سمندر کے گہرے پانیوں اور اس میں اٹھنے والی طوفانی موجوں کو تمہاری کشتیوں اور جہازوں کے لیے مسخر فرما دیا ہے۔ آج جبکہ لاکھوں ٹن وزنی تمہارے جہاز سطح آب پر اٹھلاتے پھرتے ہیں اور تمہاری عالمی تجارت کے لیے ایسی شاہراہیں ہموار کر دی ہیں جن کے ذریعے تم آسانی سے اپنے تجارتی سامان کو ایک ملک سے دوسرے ملک کی طرف لے جاتے ہو اور نفع کماتے ہو کیا یہ اس کا احسان عظیم نہیں۔ رزق حلال کمانے کے لیے اسلام نے ہمیشہ اپنے ماننے والوں کو رغبت دی ہے یہاں بھی رزق کو فضل (یعنی فضل) فرما کر مسلمانوں کو بحری تجارت کا شوق دلایا ہے۔ الازجاء السوق۔ ازجاء الشیء سوقہ برفق سہلۃ۔ مراد اور آہستہ آہستہ نرم ہوا سے کشتی چلانے کو ازجاء کہتے ہیں۔

مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ

ہے تمہیں تکلیف سمندر میں تو گم ہو جاتے ہیں وہ معبود جن کو تم پکارا کرتے ہو سوائے اللہ تعالیٰ کے پھر جب وہ بچا

إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ ۚ وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا ﴿٦٧﴾ أَفَأَمِنْتُمْ أَنْ يَخْسِفَ

لاتا ہے تمہیں ساحل کی طرف تو منہ پھیر لیتے ہو اور ہے انسان بڑا ناشکرا کیا تم بے خوف ہوگئے ہو اس سے کہ دھنسا دے

بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ

تمہیں خشکی کے کنارے پر یا بھیج دے تم پر پتھر برسانے والی آندھی پھر نہ پاؤ تم اپنے لیے

[illegible] تو یہ اصل [illegible] وقت [illegible] شکر [illegible] انسان کی [illegible] اس سے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبودوں [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] سمجھتا ہے۔ انسان کی اس حالت [illegible] کشتیاں [illegible] جاتے ہیں [illegible] آتے ہیں اور [illegible] اس وقت [illegible] بھول جاتے ہیں [illegible] قدرت [illegible] اس کی طرف [illegible] اس بات کی [illegible] عقیدہ توحید [illegible] کی [illegible] ہو جاتا ہے۔

[illegible] ساحل [illegible] انسان کی ناشکری کی بھی انتہا ہے۔

[illegible] سمندر میں [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] ہے۔

وَكِيلًا ﴿٦٨﴾ أَمْ أَمِنتُمْ أَن يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَىٰ فَيُرْسِلَ

کوئی کارساز ۔ کیا تم اس سے بے خوف ہو گئے ہو کہ [illegible] تمہیں لے جائے سمندر میں دوسری بار پھر بھیجے تم پر

عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُم بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوا

سخت آندھی جو کشتیوں کو توڑنے والی ہو پھر وہ غرق کر دے تمہیں بوجہ اس کے کہ تم نے کفر کیا پھر تم نہیں پاؤ گے

لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِ تَبِيعًا ﴿٦٩﴾ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ

اپنے لیے ہم پر اس کا کوئی پیچھا کرنے والا ۔ اور بیشک ہم نے بڑی عزت بخشی اولاد آدم کو اور ہم نے سوار کیا انہیں خشکی

وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ

اور تری میں اور رزق دیا انہیں پاکیزہ چیزوں سے اور ہم نے فضیلت دی انہیں بہت سی چیزوں پر جن کو ہم نے

۸۲ ہو سکتا ہے پھر تمہیں [illegible] سمندر [illegible] پہنچ جاؤ تو اللہ تعالیٰ [illegible] تند و تیز [illegible] جو تمہاری کشتیوں کو ریزہ ریزہ کر دے [illegible] لیکن [illegible] ہمارا پیچھا [illegible] اللہ تعالیٰ کی [illegible] اللهم [illegible] من غضبه [illegible] حبیبه الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

۸۳ حضرت صدر الافاضل قدس سرہ نے تکریم کی وضاحت ایک جامع فقرہ میں بیان فرمائی ہے۔

عقل، علم، گویائی، پاکیزہ صورت، معتدل قامت اور معاش و معاد کی تدبیر، تمام چیزوں پر استیلاء و تسخیر عطا فرما کر اور اس کے علاوہ اور بہت سی فضیلتیں دے کر" (خزائن العرفان)۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے وجہ تکریم میں محمد بن کعب کا یہ قول بھی ذکر کیا ہے عن محمد بن کعب بجعل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منهم یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اولاد آدم سے ہونا تمام نوع انسانی کے لیے وجہ صد افتخار ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

[illegible] شرف [illegible] آدم [illegible]

[illegible]

یعنی آدم کے سارے [illegible] حضور کی [illegible] ہے [illegible] بنی آدم میں تشریف [illegible] آپ [illegible] سب [illegible] دیا تھا اور حضور کے صدقہ [illegible] حاصل ہوا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان [illegible]

خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ﴿٧٠﴾ يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ ۖ فَمَنْ

بڑا فرمایا نمایاں فضیلت دے کر ۔ وہ دن جب کہ ہم بلائیں گے تمام انسانوں کو ان کے پیشواؤں کے ساتھ تو جس شخص

أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ

جس کو دیا گیا اس کا نامہ عمل اس کے دائیں ہاتھ میں تو وہ لوگ خوشی خوشی پڑھیں گے اپنا نامہ عمل اور ان پر ذرہ برابر ظلم نہیں کیا

فَتِيلًا ﴿٧١﴾ وَمَنْ كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ

جائے گا ۔ اور جو شخص بنا رہا اس دنیا میں اندھا تو وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا

وَأَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٧٢﴾ وَإِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أَوْحَيْنَا

اور بڑا گم کردہ راہ ہوگا ۔ اور انھوں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ وہ آپ کو آزمائش میں ڈال دیں اس سے جو ہم نے وحی کی

[illegible] فرمایا جو اس نے انسان پر کیا ہے ہیں۔

ف احناف اور جمہور اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ انسانوں میں جو رسول ہیں وہ سب مخلوقات سے افضل ہیں ان کے بعد فرشتوں میں جو رسول ہیں ان کا درجہ ہے پھر عام فرشتے عام انسانوں سے افضل ہیں۔

ف یہاں امام سے [illegible] جائے گا

ف [illegible] ہوگا۔

ف لفظ کاد کی تحقیق کرتے ہوئے صاحب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] میں بھی استعمال ہوتا ہے و کاد بعض کہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] متعدد معانی بیان کرتے ہوئے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کاد کا معنی [illegible] [illegible] [illegible] ہے اس آیت میں کادوا کا یہی معنی زیادہ مناسب ہے

إِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهُ ۖ وَإِذًا لَّاتَّخَذُوكَ خَلِيلًا ﴿٧٣﴾ وَلَوْلَا

طرف وحی کی ہے تاکہ آپ بہتان باندھیں ہم پر اس کے علاوہ اور اس صورت میں وہ آپ کو دوست بنا لیتے اور اگر ہم نے

أَن ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدتَّ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا ﴿٧٤﴾ إِذًا لَّأَذَقْنَاكَ

آپ کو ثابت قدم نہ رکھا ہوتا تو آپ ضرور مائل ہو جاتے ان کی طرف کچھ تھوڑا سا۔ اس صورت میں ہم چکھاتے آپ کو

اس بارے میں منہ اس کے مطابق رد ہوتا ہے۔ (المیزان جلد ۱۳ صفحہ [illegible])

ان آیات میں جو تفسیر علامہ ابن کثیر نے کی ہے اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے۔

" ان آیات میں اللہ تعالیٰ اس امر کی خبر دے رہا ہے کہ وہ اپنے محبوب رسول کی تائید و نصرت کرتا ہے۔ ہمیشہ راہ راست پر آپ کو ثابت رکھتا ہے وہی ہر قسم کی غلطی سے آپ کو محفوظ رکھتا ہے شریروں کی شرارت اور مکاروں کی مکاریوں سے وہی محفوظ و سلامت رکھتا ہے حضور کے سارے معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد ہیں۔ وہی آپ کا حبیب، مددگار، حمایتی اور ناصر ہے وہی آپ کو اپنے دشمنوں پر غالب کرنے والا ہے اور مخالفین کی مخالفت کے باوجود غلبہ بخشنے والا ہے مشرق و مغرب میں اسلام کا پرچم لہرانے والا ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تسلیما کثیرا الی یوم الدین (تفسیر ابن کثیر)

ان آیات میں بار بار غور و تدبر کرنے سے حق کی وعدوں کی صداقت کا احساس ہوتا ہے یعنی کلام الٰہی کی کسی ایسے وقت پر کسی قسم کی [illegible] سے مقابلہ کرتے اور [illegible] قدموں میں [illegible] کا ڈھیر لگا دیتے، تاج و تخت پیش کرتے اور حسین و جمیل عورت کا رشتہ دینے کی [illegible] پیش کش کی لیکن حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرما کر ان پیشکشوں کو بڑے حقارت سے ٹھکرا دیا کہ اگر تم سورج کو میرے دائیں ہاتھ پر رکھ دو اور چاند میرے بائیں ہاتھ پر تب بھی میں اللہ تعالیٰ کے کلام میں رائی برابر رد و بدل کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں جس مقصد کے لیے مبعوث فرمایا گیا ہے اس کی تبلیغ میں سرگرم عمل رہوں گا۔ یہاں تک کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤں یا میری زندگی ختم ہو جائے۔

علامہ آلوسی اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: والمعنی انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یرکن الیھم لا قلیلا ولا کثیرا [illegible] الرکون [illegible] من وجود التثبیت [illegible] یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے پاؤں مضبوطی سے راہ راست پر مستحکم کر دیا ہے۔ اس لیے کفار کی طرف ادنیٰ سا میلان بھی نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کی طرف زیادہ مائل ہوں۔ "لولا" حرف امتناع کا تقاضا یہی ہے کہ اس کا معدوم ہونا بیان کیا جائے (روح المعانی، جلد ۱۵ صفحہ ۱۳۴)

قل ولا تطیعھم [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] الرکون [illegible] الیھم شیئا قلیلا التثبیت مع [illegible] حق کی اطاعت کے ساتھ تثبیت عصمت زندگی کی سعادت ہے حضور [illegible] (البرہان)

ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ۝

اس وقت ہم آپ کو چکھاتے دوگنا عذاب زندگی میں اور دوگنا عذاب موت کے بعد پھر نہ پاتے آپ اپنے واسطے ہمارے مقابلہ میں کوئی مددگار۔

وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا

اور وہ تو تیار ہو گئے تھے کہ پریشان کر دیں آپ کو اس سرزمین سے تاکہ نکال دیں آپ کو یہاں سے اور اگر ایسا ہوتا تو

لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ

یہ حالت کی، سو وہ نہ ٹھہرنے پاتے یہاں آپ کے بعد مگر تھوڑا عرصہ یہی دستور رہا ہے ان کے بارے میں جنہیں ہم نے بھیجا آپ سے پہلے

ف۔ اس سے حضور کی عظمت شان کا پتہ چلتا ہے کیونکہ جس قدر کسی کا پایہ بلند ہوتا ہے اتنی ہی اس کی معمولی لغزش بھی قابل گرفت ہوتی ہے

ع [illegible]

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں حضور معصوم ہیں۔ یہ تنبیہ حضور کی امت کو ہے تاکہ وہ کسی صورت میں دین حق اور احکام شریعت میں کفار کی خوشنودی حاصل کرنے کی طرف مائل نہ ہوں۔ وقال ابن عباس کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معصوما ولکن ھذا تعریف للامۃ لئلا یرکن احد من المؤمنین الی المشرکین فی شیء من احکام اللہ تعالیٰ وشرائعہ (قرطبی)

قتادہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور نے یہ دعا مانگی اللھم لا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین (ابن کثیر) اے اللہ! مجھے پلک جھپکنے تک بھی اپنے نفس کے سپرد نہ کر۔ کہ وہ ہر شخص جو دعوت حق لے کر اٹھے، اسے ہر لحظ ان آیات کو پیش نظر رکھنا چاہیے ہمارا اس سے کوئی عمل درست ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا باعث ہی ہوگا ہمارا علم تو ناقص ہے۔ ہماری عقل خام ہے۔ ہم شیطان کی وسوسہ اندازیوں کا صحیح طور پر پتہ نہیں کر سکتے۔ بچنے کا راستہ صرف یہی ہے کہ صدق دل سے اور عجز و نیاز سے اپنی بے بسی اور لاچاری کا اعتراف کرتے ہوئے ہر قدم پر اللہ کی پناہ میں ہی گزاریں یا حی یا قیوم برحمتک استغیث اصلح لی شانی کلہ

ف۔ کفار مکہ نے باہمی مشورہ سے یہ طے کیا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہاں سے نکال دیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسی حرکت نہ کرنا ورنہ تمہیں اس کا انجام بھی معلوم ہو جائے گا۔ پھر تمہیں بھی یہاں کوئی رہنے نہ دے گا۔ یہ تو اسی طرح قانون ہے کہ [illegible] شکست [illegible] جلد ہی [illegible] جائے گا۔

مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ۝٧٧ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ

رسولوں بنا کر اور آپ نہیں پائیں گے ہمارے اس دستور میں کوئی ردوبدل ۔ نماز ادا کیا کریں سورج ڈھلنے

الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ۭ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ

کے بعد سے رات کا اندھیرا چھا جانے تک [illegible] نماز صبح بھی بیشک نماز صبح کا مشاہدہ

مَشْهُوْدًا ۝٧٨ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ڰ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ

کیا جاتا ہے اور رات کے بعض حصہ میں (بیدار رہ کر) نماز تہجد ادا کیا کرو یہ زائد ہے آپ کے لیے یقیناً فائز فرمائیگا

۷۷ ہمارا یہی دستور ہے کہ جب کوئی قوم اپنے نبی کو اذیت پہنچاتی ہے اور اس کو اپنے وطن سے چلے جانے پر مجبور کرتی ہے اور وہ نبی ان کے مظالم سے تنگ آکر ہجرت کر جاتا ہے تو پھر عذاب الٰہی کے نزول میں دیر نہیں لگتی۔ یہ ہمارا ایسا دستور اور ایسی سنت ہے جس میں ردوبدل کی گنجائش نہیں۔

۷۸ حضور کو راہ حق سے منحرف کرنے کے لیے مشرکین جو حیلے کیا کرتے تھے اور حضور کو تکلیف پہنچانے کے لیے جس طرح سرگرم رہا کرتے تھے۔ ان کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کو نماز کی ادائیگی کی طرف متوجہ فرما رہا ہے۔ تاکہ ان حالات [illegible] میں تائید ایزدی کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ نماز پنجگانہ سفر معراج میں فرض ہوئی تھی۔ یہاں نمازوں کے اوقات بتائے جا رہے ہیں جن کی تفصیل حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو امامت کر کے کرادی۔ دلوک کا معنی اگرچہ غروب آفتاب بھی کیا گیا ہے لیکن یہاں اس کا معنی زوال ہے۔ [illegible] دلوک الشمس [illegible] مالت عن کبد السماء [illegible] رات کے اندھیرے کو کہتے ہیں [illegible] زوال آفتاب سے غروب شفق تک چار نمازوں کے اوقات ہو گئے۔ فجر کی نماز کا وقت الگ قرآن الفجر سے بیان کیا۔

۷۹ یعنی دن اور رات کے فرشتے اس وقت یکجا ہو جاتے ہیں۔

۸۰ تہجد ہجود سے ہے جس کے معنی بیدار ہونے اور سونے دونوں میں مستعمل ہوتا ہے۔ لغت کے امام ابن الاعرابی اس لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں [illegible] یعنی [illegible] کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جیسے تحرج اور تاثم حرج اور اثم کے ترک کو کہتے ہیں۔ (رازی)

پہلے نماز پنجگانہ کے اوقات بیان ہوئے جو ہر مسلمان پر فرض ہیں۔ اب اس مخصوص نماز کی ادائیگی کا ذکر ہو رہا ہے جو حبیب کبریا علیہ الصلوۃ والسلام پر بطور فرض یا زائد عبادت لازم ہے۔ یہ نماز تہجد ہے یعنی جب لوگ سو رہے ہوں ہر طرف سناٹا چھایا ہو۔ آغوش شب میں ہر چیز محو خواب ہو اس وقت محب اٹھے اور خلوت کدہ میں شرف باریابی حاصل کر کے جبین نیاز کو

لذتِ سجود سے آشنا نہ تھی یہ بے چاری [illegible] کی [illegible] شرفِ قبولیت بخشا
اور آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمایا گیا جس کی بدولت [illegible] ساری مخلوق [illegible] حمد و ستائش میں مصروف
ہو جائے گی۔ عسیٰ کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف ہو اس وقت اس کا معنی یقین ہو جاتا ہے [illegible]
(حسن البیان)

مقامِ محمود کی وضاحت فرماتے ہوئے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ھو المقام الذی اشفع فیہ لامتی یہ وہ مقام ہے جہاں میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا۔ [illegible] حضرت ابن عمرو سے [illegible] کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خلیل [illegible] قول [illegible] رب انھن اضللن کثیرا من الناس فمن تبعنی فانہ منی [illegible] اے میرے رب انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے جس نے میری پیروی کی وہ میرا ہے [illegible] پھر حضرت عیسیٰ کے یہ کلمات [illegible] ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفر لھم فانک انت العزیز الحکیم۔ اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو بخش دے تو تو ہی عزیز حکیم ہے۔

پھر حضور نے اپنے مبارک ہاتھ اٹھائے اور عرض کی اللھم امتی امتی۔ اے میرے رب میری امت بخش دے، میری امت بخش دے۔ پھر حضور زار و قطار رونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا جبرئیل اذھب الی محمد فقل انا سنرضیک فی امتک ولا نسوءک۔ اے جبرئیل میرے محبوب کے پاس جاؤ اور جا کر میرا پیغام دو کہ اے حبیب ہم تجھے تیری امت کے بارے میں راضی کریں گے اور آپ کو غمگین نہیں ہونے دیں گے۔

روزِ حشر [illegible] خوف و ہراس طاری ہو گا [illegible] عدل الٰہی کے سامنے کسی کو دم مارنے کی مجال نہ ہو گی۔ بڑے بڑے شجاع اور دلاور [illegible] مارے خوف کے بال [illegible] ہو جائیں گے۔ ساری مخلوق حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر [illegible] کا دروازہ کھٹکھٹائے گی لیکن کہیں شنوائی نہ ہو گی۔ آخر کار حضرت عیسیٰ کے پاس پہنچیں گے [illegible] شفاعت کی [illegible] دینگے کہ [illegible] کی جسارت نہیں رکھتا [illegible] واپس [illegible] جاؤ اللہ تعالیٰ کے محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس۔ وہ وہاں جا کر اپنا حال زار عرض کریں گے [illegible] حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible] حضور فرمائیں گے انا لھا انا لھا۔ ہاں میں تمہاری دستگیری کے لیے تیار ہوں۔ حضور عرش کے قریب سجدہ میں گر جائیں گے [illegible] رب کی حمد و ثنا کریں گے [illegible] ارفع رأسک وقل تسمع واشفع تشفع [illegible] اپنے سر مبارک کو اٹھاؤ کہو تمہاری بات سنی جائے گی [illegible] شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی [illegible] اللہ تعالیٰ کی رحمت [illegible] کیا جائے گا۔

علامہ قرطبی اور دیگر مفسرین نے قاضی ابوالفضل عیاض سے نقل کیا ہے کہ حضور کی شفاعتیں پانچ قسم کی ہیں (۱) پہلی

١۔ شفاعتِ عامہ جس سے روزِ حشر اپنے بیگانے سب مستفیض ہوں گے۔
٢۔ بعض خوش نصیبوں کے لیے بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونے کی شفاعت فرمائیں گے۔
٣۔ وہ موحد جو اپنے گناہوں کے باعث عذابِ دوزخ کے مستحق قرار پا چکے ہوں گے حضور کی شفاعت سے بخش دیئے جائیں گے۔
٤۔ وہ گنہگار جنہیں دوزخ میں پھینک دیا جائے گا حضور شفاعت فرما کر انہیں وہاں سے نکالیں گے۔
٥۔ اہلِ جنت کے درجوں میں ترقی کے لیے سفارش فرمائیں گے۔

خود سوچیے جو بارگاہِ رب کریم میں اتنا قرب رکھتا ہو جس کی محبوبیت کا ڈنکا ہر جگہ بج رہا ہو جس کی جلالتِ شان اپنے بھی دیکھیں گے اور بیگانے بھی۔ ایسے میں کون سا دل ہوگا جو اس محبوب کی عظمت کا اعتراف نہ کرے گا اور کونسی زبان ہوگی جو اس کی تعریف و توصیف میں نغمہ سنج نہ ہوگی۔

یہاں بتایا جا رہا ہے کہ ہے کتنے باشعور، تم جس کی رضا کے لئے اپنا استراحت بستر چھوڑ کر جس طرح سے راز و نیاز کرتے ہو، اپنی قوم کی اصلاح کی فکر کرتے ہو۔ طرح طرح کے شکوک و شبہات میں مبتلا ہو کر یہ لوگ تیرے رتبے کی جلالتِ شان کا انکار کرتے ہیں۔ اس کی حقیقت سے پردہ تب اٹھے گا جب روزِ محشر ہول کے عالم میں پریشان ہو کر ہر ایک تیرے دامن میں پناہ کے لیے طلب فرمائے گا چنانچہ حضرت ابوسعید الخدری ؓ سے مروی ہے کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا انا سید ولد آدم یوم القیامۃ ولا فخر وبیدی لواء الحمد ولا فخر وما من نبی یومئذ آدم فمن سواہ الا تحت لوائی۔ (ترمذی شریف)

یعنی قیامت کے دن ساری اولادِ آدم کا سردار میں ہوں گا۔ حمد کا پرچم میرے ہاتھ میں ہوگا۔ سارے نبی میرے پرچم کے نیچے جمع ہوں گے۔ یہ ساری باتیں اظہارِ حقیقت کے طور پر کہہ رہا ہوں۔ فخر و مباہات مقصود نہیں۔

علامہ شوکانی نے ستائیس صحابہ سے حدیث شفاعت مروی ہونے کی تصدیق کی ہے۔ لیکن اس قسم کی احادیث کے باوجود معتزلہ اور خوارج نے شفاعت کا انکار کیا۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں یہ حدیث متواتر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ آدمی جو شفاعت کا منکر ہے۔ قال السیوطی ھو حدیث متواتر فمن انکر الشفاعۃ۔ امام بخاری و مسلم نے حضرت فاروقِ اعظم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے ایک دن خطبہ میں فرمایا انہ سیکون فی ھذہ الامۃ قوم یکذبون بعذاب القبر ویکذبون بالشفاعۃ۔ اس امت میں ایک ایسا گروہ پیدا ہوگا جو عذابِ قبر کی بھی تکذیب کریں گے اور شفاعت کا بھی انکار کریں گے۔ آج سے پہلے بھی اس کا انکار معتزلہ اور خارجیوں نے کیا اور آج بھی ایک طبقہ بڑی شدومد سے اس کا منکر ہے جو جیسا کہ آیات و احادیث کے باعث انکار نہیں کر سکتے تو شفاعت کا ایسا مفہوم بیان کرتے ہیں جس میں شانِ مصطفیٰ کا انکار پایا جاتا ہے۔ لیکن انہیں یہ جسارت کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ جو آج شفاعت کا انکار کرے گا وہ کل اس سے محروم کر دیا جائے گا۔

رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ﴿۷۹﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ

آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر [illegible]۔ اور دعا کیا کیجئے کہ اے میرے رب جہاں کہیں مجھے داخل کر سچائی کے ساتھ داخل کر اور

اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ﴿۸۰﴾

جہاں کہیں سے مجھے نکال سچائی کے ساتھ نکال اور عطا کر مجھے اپنی جناب سے غلبہ مدد کرنے والا ہو

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۭ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾

اور آپ اعلان فرما دیجئے کہ حق آگیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل تھا ہی مٹنے والا

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ

اور ہم نازل کرتے ہیں قرآن میں وہ چیز جو باعث شفا ہے اور باعث رحمت ہے اہل ایمان کے لیے اور قرآن نہیں بڑھاتا

۱؎ حضور کو جب ہجرت کا حکم ملا تو یہ آیت نازل ہوئی جس میں ایک دعا تلقین کی گئی کہ اے رب مجھے مکہ سے ہجرت کرنا ہی سچائی کے ساتھ ہو اور مدینہ میں داخلہ بھی سچائی کے ساتھ ہو یعنی دونوں کا انجام نیک ہو کہیں سے نکلوں یا کہیں اقامت کروں تیری تائید و نصرت میرے شامل حال رہے چنانچہ ہوا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم کو مکہ سے نکالا [illegible] اس کا ایک ایک حرف پورا ہوا مدینہ میں [illegible] اور نئی ریاست [illegible] چند سال بعد جب مکہ [illegible] دس ہزار جانثاروں کے جھرمٹ میں مکہ میں داخل ہوا تو کفر و شرک کی تاریکی کافور ہو گئی اور مکہ قبضہ میں آ گیا۔

۲؎ یہ اعلان بھی [illegible] ہجرت سے پہلے کر دیا گیا تھا اور پورا ہوا کہ فتح مکہ [illegible] لئے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے کعبہ جو ایک معبود [illegible] تھا جس میں سینکڑوں بتوں کی پرستش ہوتی تھی حضور اس کے قریب لے گئے حضور کے دست مبارک میں ایک چھڑی تھی۔ اس سے بتوں کی طرف اشارہ کرتے جاتے اور زبان پاک سے یہ آیت پڑھتے اور بت منہ کے بل زمین پر گر جاتے۔ اس طرح حق کا بول بالا ہوا اور باطل پسپا اور رسوا ہوا

۳؎ یعنی [illegible] جسمانی اور عقلی [illegible] بیماریوں سے [illegible] ان تمام [illegible] کے لیے شفا ہے [illegible] کی بدولت [illegible] ہو جاتی ہے [illegible] اس کی [illegible] کے چشمے [illegible] ہیں اور [illegible] ہیں۔

۴؎ لیکن جو لوگ [illegible] نہیں کرتے ان کی [illegible] صادر ہوتی ہے [illegible] تعلیمات [illegible] ہو جاتا ہے۔

الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَ

ظالموں کے لیے سوائے خسارہ کے ۔ اور جب ہم انعام فرماتے ہیں انسان پر تو وہ [illegible]

نَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوْسًا ۝ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى

[illegible] اور جب اسے [illegible] تکلیف تو مایوس ہو جاتا ہے ۔ آپ فرمایئے ہر شخص عمل کرتا ہے

شَاكِلَتِهٖ ۭ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ۝ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ

طریقے کے مطابق پس تمہارا رب ہی بہتر جانتا ہے کہ کون زیادہ سیدھی راہ پر [illegible] ہے ۔ اور یہ [illegible] آپ سے

[illegible]

[illegible]

سرشت کیونکہ خبیث ہے اس لیے ان کے اعمال بھی نجاست سے ملوث ہوں گے اور اس میں مومن کی توصیف ہے کیونکہ مومن کی سرشت پاکیزہ ہے اس لیے ان کے اعمال بھی پاکیزہ ہوں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے قرآن کریم کو اول سے آخر تک پڑھا ہے اور دیکھا ہے اس آیت سے زیادہ امید افزا کوئی آیت نظر نہیں آئی کیونکہ اس میں بتایا گیا ہے کہ ہر کوئی اپنی طبیعت کے مطابق کام کرتا ہے۔ بندے کا کام گناہ کرنا ہے اور رحمت خداوندی کا کام گناہوں کا بخشنا ہے۔ قال ابوبکر صدیق قرأت القرآن من اوله الى آخره فلم ار فيه آية ارجى واحسن من قوله تعالى قل كل يعمل على شاكلته فانه لا يشاكل بالعبد الا العصيان ولا يشاكل بالرب الا الغفران

۸۵ اس آیت کی شان نزول کیا ہے۔ اس کے متعلق دو روایتیں ہیں۔ ایک یہ کہ یہود کی انگیخت پر مشرکین مکہ نے روح کی حقیقت کے بارے میں حضور رحمت عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا۔ دوسری روایت یہ ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ طیبہ تشریف فرما ہوئے تو وہاں کے احبار یہود نے اس عقدہ لاینحل [illegible] دریافت کرنا چاہا۔ بہرحال یہ ایک ایسا عقدہ تھا جس کی خلش ہر دور کے مفکر نے اپنے دل و دماغ میں محسوس کی تھی۔ چنانچہ ہر زمانہ کے فلسفیوں نے اس عقدہ کو حل کرنے کی سر توڑ کوشش کی لیکن ہر کوشش نے اسے پیچیدہ سے پیچیدہ تر بنا دیا۔ یہی سوال جب بارگاہ رسالت میں پیش کیا گیا تو وحی الٰہی نے اس کا مختصر لیکن جامع جواب دے کر تمام اوہام و شکوک کا دروازہ بند کر دیا۔ الروح من امر ربی۔ یعنی روح میرے رب کا امر ہے۔ امام فخر الدین رازی اور دیگر محققین نے جو تحقیق کی ہے علامہ سید آلوسی صاحب روح المعانی نے اپنی تفسیر میں اس کا مفصل ذکر کیا ہے۔ ان تفصیلات کا ذکر تطویل کا باعث ہوگا۔ اس لیے میں ان کے بیان سے صرف نظر کر رہا ہوں لیکن ایک چیز کی طرف قارئین کی توجہ مبذول کرانا ضروری سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم کو روح کی حقیقت پر مطلع فرمایا تھا یا نہیں۔ اس کے متعلق امام رازی نے جو لکھا ہے وہ پیش خدمت ہے۔ [illegible] وقال في حقه وعلمك ما لم تكن تعلم وقال [illegible] وقل رب زدني علما وقال في صفة القرآن ولا رطب ولا يابس الا في كتاب مبين وكان عليه الصلوة والسلام يقول [illegible] فمن كان هذا حاله وصفته كيف يليق به ان لا يعرف هذه المسئلة مع انها من المسائل المشهورة المذكورة بين جمهور الخلق بل المختار عندنا انهم سألوه عن الروح وانه صلى الله عليه وسلم اجاب عنه على احسن الوجوه۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی شان میں فرمایا ہے الرحمن علم القرآن رحمن نے قرآن سکھایا اور وعلمک الآیہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ کچھ سکھایا جو آپ نہیں جانتے تھے اور آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے۔ نیز حکم دیا کہ دعا مانگو رب زدنی علما اے اللہ میرے علم کو زیادہ فرما اور قرآن کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا [illegible] الآیہ کوئی تر اور خشک چیز نہیں مگر وہ کتاب مبین میں ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے تمام چیزیں اس طرح دکھا جس طرح وہ حقیقت میں ہیں۔ تو جس ذات کی یہ شان اور وسعت علم ہو اس کے لیے کب مناسب ہے کہ یہ کہا جائے کہ وہ اس مسئلہ کو نہیں جانتا حالانکہ یہ مشہور مذکور مسائل میں سے ہے۔ ہمارے نزدیک پسندیدہ بات یہ ہے کہ انہوں نے روح کے متعلق دریافت کیا اور حضور نے اس کا احسن

جواب دیا

علامہ ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ اس آیت کے ضمن میں بڑی تفصیلی بحث کے بعد لکھتے ہیں وهذه الآية لا تقتضي نفي العلم بالروح للنبي صلى الله عليه وسلم بل للعلماء الراسخين یعنی یہ کہ اس آیت سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور کو اور حضور کے اصحاب صحبت اطاعت کیشن کو روح کا علم نہ تھا کیونکہ ان امور قدسیہ کا علم صرف حواس اور کسب و اکتساب سے ہی حاصل نہیں ہوتا بلکہ حواس و کسب و اکتساب کے بغیر اشیاء کے حقائق کا علم بعض اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا جاتا ہے جن کے دل کے کان ہیں جن سے وہ ایسی باتیں سنتے ہیں جو ظاہری کان نہیں سن سکتے۔ ان کے دل کی آنکھیں ہیں جن سے وہ ایسی چیزیں دیکھتے ہیں جنہیں یہ ظاہری آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اس کے بعد علامہ موصوف نے یہ حدیث مشہور نقل کی ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الله تعالى لا يزال العبد يتقرب الي بالنوافل حتى احببته فاذا احببته كنت سمعه الذي يسمع به وبصره الذي يبصر به والحديث

حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ بندہ نفلی عبادتوں کے ذریعہ میرے نزدیک ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں ہی اس کی قوت سمع بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور قوت بینائی بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ (تفسیر مظہری) تفصیل کے لیے خود تفسیر مظہری ملاحظہ،

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے روح کے معنی پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اطباء کے نزدیک روح کی تعریف یہ ہے جسم لطيف منبعه تجويف القلب الجسماني وينتشر بواسطة العروق الضوارب الى سائر اجزاء البدن۔ کہ روح ایک جسم لطیف ہے جس کا منبع قلب کا خلا ہے جو بدن میں پھیلی ہوئی رگوں اور ریشوں کے ذریعہ جسم کی ہر جانب میں سرایت کرتا ہے اور علماء حقیقت کے نزدیک اس کا معنی یہ ہے هو اللطيفة العالمة المدركة من الانسان وهو الذي اراده الله تعالى بقوله قل الروح من امر ربي وهو امر عجيب رباني تعجز اكثر العقول والافهام عن درك حقيقته۔

یعنی یہ ایک لطیفہ ہے جو علم و ادراک کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اسی کے متعلق اس آیت میں ارشاد ہے قل الروح من امر ربی۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے ایک عجیب راز ہے جس کی حقیقت سمجھنے سے بڑی عقلیں قاصر ہیں۔ علامہ بدرالدین عینی شارح صحیح بخاری ان لوگوں کا رد کرتے ہوئے جو یہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو روح کا علم نہیں دیا گیا لکھتے ہیں جلت منصب النبي صلى الله عليه وسلم وهو حبيب الله وسيد خلقه من ان يكون غير عالم بالروح وكيف وقد من الله عليه بقوله وعلمك ما لم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيما (عمدۃ القاری شرح البخاری جلد دوم صفحہ)

ترجمہ:۔ میں کہتا ہوں کہ نبی کریم جو اللہ تعالیٰ کے حبیب اور اس کی ساری مخلوق کے سردار ہیں۔ آپ کا منصب اس سے بہت بلند ہے کہ آپ کو روح کا علم نہ ہو۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر احسان کرتے ہوئے فرمایا وعلمك ما لم تكن تعلم الآیہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر وہ بات سکھا دی جو آپ نہیں جانتے تھے اور اے محبوب! آپ پر اللہ کا فضل عظیم ہے۔

الرُّوحِ ۚ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا

[illegible] میرے رب کے حکم سے ہے [illegible] نہیں

قَلِيلًا ۝ وَلَئِن شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ

تھوڑا سا اور اگر ہم چاہتے تو [illegible] کر لیجئے [illegible] پھر آپ [illegible] ایسا

لَكَ بِهِ عَلَيْنَا وَكِيلًا ۝ إِلَّا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۚ إِنَّ فَضْلَهُ كَانَ

[illegible]

عَلَيْكَ كَبِيرًا ۝ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا

[illegible] اس قرآن کی

بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ

مثل [illegible] اگرچہ وہ [illegible] ایک دوسرے کے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ظَهِيرًا ﴿٨٨﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِن كُلِّ مَثَلٍ

مددگار ۔ اور بے شبہ ہم نے طرح طرح سے بیان کی لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی مثال

فَأَبَىٰ أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ﴿٨٩﴾ وَقَالُوا لَن نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ تَفْجُرَ

پس انکار کیا اکثر لوگوں نے سوائے اس کے کہ وہ ناشکری کریں ۔ اور کہنے لگے ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے آپ پر جب تک آپ جاری نہ کر دیں

لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنبُوعًا ﴿٩٠﴾ أَوْ تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِّن نَّخِيلٍ وَ

ہمارے لیے زمین سے ایک چشمہ ۔ یا ہو جائے آپ کے لیے ایک باغ کھجوروں اور

عِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْأَنْهَارَ خِلَالَهَا تَفْجِيرًا ﴿٩١﴾ أَوْ تُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا

انگوروں کا پھر آپ جاری کر دیں نہریں اس کے بیچ میں رواں یا آپ گرا دیں آسمان جیسے آپ کا

زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا أَوْ تَأْتِيَ بِاللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ قَبِيلًا ﴿٩٢﴾ أَوْ يَكُونَ

خیال ہے ہم پر ٹکڑے ٹکڑے کر کے یا آپ لے آئیں اللہ کو اور فرشتوں کو ہمارے سامنے یا ہو جائے

لَكَ بَيْتٌ مِّن زُخْرُفٍ أَوْ تَرْقَىٰ فِي السَّمَاءِ وَلَن نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ

آپ کے لیے ایک گھر سونے کا یا آپ آسمان پر چڑھ جائیں ۔ بلکہ ہم تو اس پر بھی ایمان نہ لائیں گے آپ

لے ایک چیز کو بار بار مختلف اسلوبوں سے بیان کرنے کو تصریف کہتے ہیں۔ [illegible]

([illegible])

یعنی اس میں پند و موعظت بھی ہے اور احکام و حکم بھی، گزشتہ قوموں اور ان کے دردناک انجام کا بھی ذکر ہے۔ اور معقولی دلائل و محسوس مثالوں کا بیان بھی۔ الغرض ہدایت پذیری کے لیے جس قسم کے سامان کی ضرورت ہے سب مہیا کر دیا گیا ہے۔ اب بھی اگر کوئی ہدایت قبول نہیں کرتا تو اس سے زیادہ بد نصیب اور کون ہوگا۔

لے ان آیات میں کفار کے بے ہودہ مطالبات اور بے معنی فرمائشوں کا تذکرہ ہے۔

حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّىْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا

[illegible]

بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْۤا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى

[illegible]

اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ قُلْ لَّوْ كَانَ فِى الْاَرْضِ

[illegible]

مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا

[illegible]

رَّسُوْلًا ۝ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ

[illegible]

خَبِيْرًاۢ بَصِيْرًا ۝ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى

پاؤ گے ان کے لیے مددگار اس کے سوا اور ہم اکٹھا کریں گے انہیں قیامت کے روز

وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ۭ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ

منہ کے بل اس حال میں کہ وہ اندھے گونگے اور بہرے ہوں گے ان کا ٹھکانا جہنم ہے جب کبھی بجھنے لگے گی ہم اسے اور بھڑکا دیں گے

سَعِيْرًا ﴿٩٧﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا

یہ ان کی سزا ہے کیونکہ انہوں نے انکار کیا ہماری آیتوں کا اور کہنے لگے کیا جب ہم

عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿٩٨﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ

ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا ہم اٹھائے جائیں گے نئی مخلوق بنا کر۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا

اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓي اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ

کہ اللہ تعالیٰ جس نے پیدا فرمایا ہے آسمانوں اور زمین کو قادر ہے اس پر کہ پیدا فرمادے ان کی مثل

وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿٩٩﴾ قُلْ

اور اس نے مقرر فرما دی ہے ان کے لیے ایک میعاد نہیں کوئی شک جس میں پس انکار کیا ظالموں نے بجز کفر کے

ــه ہدایت دینے والا وہی ہے۔ محض شیطان کی وسوسہ اندازی سے انسان بچ نہیں سکتا جب تک اس کی توفیق دستگیری نہ کرے جس سے اس نے اپنی نظر عنایت پھیر لی اس کا دروازہ بند ہو جاتا ہے عقل وفہم کے چراغ بجھ جاتے ہیں اور ظلم کا سیلاب امڈ آتا ہے۔

ــه کیونکہ انہوں نے ان ذرائع و وسائل کو معرفت حق کے لیے استعمال نہ کیا اس لیے قیامت کے دن جب وہ اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو آنکھوں سے اندھے، کانوں سے بہرے اور زبان سے گونگے ہوں گے۔

ــه روز حشر ان کی ذلت و رسوائی کی وجہ بیان کی جا رہی ہے۔

لَّوْ أَنتُمْ تَمْلِكُونَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيٓ إِذًا لَّأَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ

اگر تم مالک ہوتے میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے تو اس وقت تم ضرور ہاتھ روک لیتے اس خوف سے کہ

ٱلْإِنفَاقِ ۚ وَكَانَ ٱلْإِنسَانُ قَتُورًا ﴿١٠٠﴾ وَلَقَدْ ءَاتَيْنَا مُوسَىٰ تِسْعَ ءَايَاتٍ

کہیں سارا خرچ ہی نہ ہو جائے اور آدمی (انسان) بڑا تنگدل ہے اور ہم نے عطا فرمائیں موسیٰ علیہ السلام کو نو روشن

بَيِّنَاتٍ ۖ فَسْـَٔلْ بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ إِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهُۥ فِرْعَوْنُ

نشانیاں پس آپ پوچھ لیجئے بنی اسرائیل سے جب وہ آئے تھے ان کے پاس پس کہا فرعون نے

گو حضرت ابن عباس کی تفسیر کے مطابق تو ان آیات سے مراد آپ کے وہ معجزات ہیں عصا، ید بیضا، سنین، نقص ثمرات، طوفان، ٹڈی دل، جوئیں، مینڈکوں کی کثرت، خون [illegible] لیکن [illegible] حدیث جس کو ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے اپنی جامع میں ذکر کرکے اسے حسن صحیح کہا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آیات سے یہاں وہ احکام عامہ ہیں جو ہر نبی کی شریعت کا اساس ہیں۔ حدیث یہ ہے۔ عن صفوان بن عسال قال قال یہودی لصاحبہ اذھب بنا الی ھذا النبی فقال لہ صاحبہ لا تقل نبی انہ لو سمعک کان لہ اربعۃ اعین فاتیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسألاہ عن تسع آیات بینات فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تشرکوا باللہ شیئا ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا تمشوا ببریء الی ذی سلطان لیقتلہ ولا تسحروا ولا تأکلوا الربا ولا تقذفوا محصنۃ ولا تولوا الفرار یوم الزحف وعلیکم خاصۃ الیھود ان لا تعتدوا فی السبت فقبلوا یدیہ ورجلیہ وقالوا نشھد انک نبی۔ (الحدیث)

ترجمہ: صفوان بن عسال سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے اپنے ایک دوست کو کہا چلو اس نبی کے پاس چلیں۔ اس کے دوست نے کہا کہ تم اپنی زبان سے نبی مت کہو۔ اگر اس نے یہ بات سن لی تو بڑا خوش ہوگا۔ پس وہ دونوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے نو کھلی کھلی آیات کے متعلق سوال کیا تو حضور نے جواب میں فرمایا وہ نو آیتیں یہ ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ (۲) چوری نہ کرو (۳) زنا نہ کرو (۴) کسی بے گناہ کو قتل نہ کرو (۵) کسی بے گناہ کو حاکم کے پاس نہ لے جاؤ تاکہ وہ اسے قتل کرے (۶) جادو نہ کرو (۷) سود نہ کھاؤ (۸) کسی پاکدامن پر تہمت نہ لگاؤ (۹) میدان جنگ سے پیٹھ پھیر کر نہ بھاگو اور اے یہودیو! تمہارے لیے خاص حکم یہ ہے کہ ہفتہ کے دن کی حد سے تجاوز نہ کرو۔ صفوان کہتے ہیں کہ حضور کا یہ جامع جواب سن کر انہوں نے حضور کے دونوں مبارک ہاتھوں کو چوما اور دونوں مقدس پاؤں کو بوسہ دیا اور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نبی ہیں۔

إِنِّي لَأَظُنُّكَ يٰمُوسٰى مَسْحُورًا ﴿١٠١﴾ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ أَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ

[illegible]

إِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَإِنِّي لَأَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ

[illegible]

مَثْبُورًا ﴿١٠٢﴾ فَأَرَادَ أَنْ يَسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْأَرْضِ فَأَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ

[illegible]

مَّعَهُ جَمِيعًا ﴿١٠٣﴾ وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهِ لِبَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ اسْكُنُوا

[illegible]

الْأَرْضَ فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيفًا ﴿١٠٤﴾ وَبِالْحَقِّ

[illegible]

أَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ۗ وَمَآ أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا ﴿١٠٥﴾

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ﴿۱۰۶﴾

اور قرآن کو ہم نے جدا جدا کیا ہے تاکہ آپ پڑھیں اسے لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر ۱۴۴ اور ہم نے اسے بتدریج اتارا ہے

قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا

آپ فرمائیے تم ایمان لاؤ اس پر یا نہ ایمان لاؤ ۱۴۵ بیشک وہ جنہیں دیا گیا ہے علم اس سے پہلے جب

يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ

پڑھا جاتا ہے ان کے سامنے تو وہ گر پڑتے ہیں ٹھوڑیوں کے بل سجدہ کرتے ہوئے اور کہتے ہیں پاک ہے ہمارا رب

اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَ

یقیناً ہمارے رب کا وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے ۱۴۶ اور وہ گر پڑتے ہیں ٹھوڑیوں کے بل زاری کرتے ہوئے اور

۱۴۳ یعنی یہ کتاب سراپا حق ہے۔ اس میں کسی جھوٹ کی آمیزش نہیں ہوئی۔

۱۴۴ یعنی یکبارگی [illegible] [illegible] نازل ہوتی [illegible] قرآن کریم [illegible] اسلوب بدل دیا گیا۔ آیت میں اسی کی وجہ اور اس کی حکمت بیان کی جا رہی ہے۔

۱۴۵ اگر تم قرآن پر ایمان لاؤ گے تو یہ تمہاری سعادت ہے، قرآن پر تمہارا کوئی احسان نہیں اور اگر ایمان نہیں لاؤ گے تو تم قرآن کا کچھ بگاڑ نہ سکو گے اپنا ہی نقصان کرو گے۔ تمہارے جیسے جاہل قرآن کی عظمت کو تسلیم نہیں کرتے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے جبکہ وہ لوگ جو تم سے کہیں زیادہ عقل اور علم والے ہیں [illegible] وہ اس کے حسن معنوی پر سو جان سے فریفتہ ہیں اور جب کلام الٰہی ان کو سناتے ہیں تو بے ساختہ سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔

۱۴۶ اور ان کی زبانوں سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تحمید کے کلمات بے ساختہ نکلتے ہیں اور وہ تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس کتاب کے نزول کا وعدہ سابقہ آسمانی کتابوں میں کیا تھا وہ پورا ہو گیا۔

يَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ﴿١٠٩﴾ قُلِ ادْعُوا اللَّهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمَٰنَ ۖ أَيًّا مَّا

یہ (قرآن) ان کے خشوع کو اور بڑھا دیتا ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو پکارو، جس نام سے

تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا

بھی پکارو اس کے سب نام ہی اچھے ہیں اور نہ تو بلند آواز سے نماز پڑھو اور نہ

تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ﴿١١٠﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي

بالکل پست آواز سے اور تلاش کرو ان دونوں کے بیچ معتدل راستہ۔ اور آپ کہئے سب تعریف اللہ کے لیے ہے

لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُن

جس نے نہ کسی کو بیٹا بنایا اور نہ ہی اس کا کوئی شریک حکومت و بادشاہی میں اور نہ ہی اس کا

لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ ۖ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا ﴿١١١﴾

کوئی مددگار ہے عاجزی میں اور اس کی بڑائی بیان کرو جیسے بڑائی کی جانی چاہئے۔

۱۲۲ سننے کے بعد [illegible] قرآن کا نزول ہوتا ہے جس بات کے لائق ہے [illegible] کیسا عالم طاری ہو جاتا ہے [illegible] دل میں گداز پیدا ہو جاتا ہے [illegible] آنسوؤں کا سیل رواں جاری ہو جاتا ہے اور [illegible] عاجزی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

۱۲۳ [illegible] اللہ [illegible] رحمٰن [illegible] کے نام ہیں [illegible] کا معنی [illegible] اور [illegible] صفات [illegible] اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کمال پر دلالت کرتا ہے [illegible] صفات [illegible] صفات کمال پر دلالت کرتے ہیں [illegible] اللہ تعالیٰ کے ان اسمائے حسنیٰ میں سے جس نام سے بھی اسے پکارا جائے درست ہے۔

۱۲۴ یعنی وہ ذات پاک جو تمام صفات کمال سے موصوف ہے اور تمام عیوب و نقائص سے منزہ ہے اسی کے لیے ہر طرح کی تعریف ہے۔ اس آیت میں ہر قسم کے مشرکانہ عقائد کی پرزور تردید کر دی۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

جملہ حقوق بحق ضیاء القرآن پبلی کیشنز محفوظ ہیں

طبع ——— تحقیق مرکز پرنٹرز لاہور فون 7229416
کتابت ——— محمود اللہ صدیقی - محمد صدیق - اقبال اختر
متن ——— بشکریہ تاج کمپنی کراچی
تعداد ——— تین ہزار (۳۰۰۰)
تاریخ طباعت ——— محرم الحرام ۱۳۹۹ھ
ناشر ——— ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	سورہ کہف	۵
۲	سورہ مریم	۶۳
۳	سورہ طٰہٰ	۱۰۱
۴	سورہ انبیاء	۱۳۹
۵	سورہ حج	۱۹۵
۶	سورہ مومنون	۲۳۱
۷	سورہ نور	۲۷۹
۸	سورہ فرقان	۳۲۷
۹	سورہ شعراء	۳۸۱
۱۰	سورہ نمل	۴۲۵
۱۱	سورہ قصص	۴۷۳
۱۲	سورہ عنکبوت	۵۱۵
۱۳	سورہ روم	۵۵۱
۱۴	سورہ لقمان	۵۹۵
۱۵	سورہ سجدۃ	۶۲۳
۱۶	تحقیقات نحویہ	۶۴۱
۱۷	التحقیقات النحویہ	۶۴۶
۱۸	فہرست مطالب	۶۴۷

فہرست نقشہ جات

نمبر شمار	نام نقشہ	صفحہ
۱	نقشہ بسلسلہ قصہ ذوالقرنین	۳۰۶
۲	نقشہ خانہ کعبہ	۲۱۰
۳	نقشہ غزوہ بنو مصطلق	۲۷۹

سرٹیفکیٹ

میں نے اس قرآن مجید کو حرفاً حرفاً نہایت غور اور امعان نظر سے پڑھا ہے اور
میں تصدیق کرتا ہوں کہ اس کے متن میں کوئی کمی بیشی اور کتابت کی کوئی غلطی نہیں ہے۔

ابو الفیض محمد عبد الکریم —
خطیب جامع مسجد خانقاہ ڈوگراں
ضلع شیخوپورہ

ابو الفیض محمد عبد الکریم [illegible]
[illegible] عبد الکریم
[illegible]

التحقیقات اللغویہ

	سورت نمبر	حاشیہ نمبر
ا		
استبرق	۱۸	۵۳
ارائک	〃	〃
موئلا	۱۸	۸۳
إمرا	۱۸	۹۵
اثاثا	۱۹	۴۱
أزّ	۱۹	۴۸
إدّا	۱۹	۸۵
آنست	۲۰	۶
آزری	۲۰	۱۸
امتا	۲۰	۴۸
امۃ	۲۱	۴۲
ایکہ	۲۶	۹۱
یؤفکون	۲۹	۵۸
〃	۳۰	〃
اساطیر	۲۳	۵۳
امت	۲۳	۱۵
ایامٰی	۲۴	۵۰
ب		
بخع	۱۸	۸
بغیا	۱۹	۳۰

	سورت نمبر	حاشیہ نمبر
تبہتہم	۲۱	۳۳
لبلاغا	۲	۸۸
البادِ	۲۲	۳۶
بوّأنا	۲۲	۳۸
بُدْن	۲۲	۴۹
بیع	۲۲	۵۶
بُورا	۲۵	۱۴
یُبلس	۳۰	۱۲
یصدع	۳۰	۳
ت		
تترا	۲۳	۲۴
ث		
ثمر	۱۸	۵۵
ثری	۲۰	۴
اثاروا	۳۰	۱۰
تثیر	۳۰	۵۳
ج		
اجاء	۱۹	۲۵
جنیا	۱۹	۲۴
جثیا	۱۹	۹۴
یجئرون	۲۳	۳۸

	سورت نمبر	حاشیہ نمبر
يُجْبٰى	۲۸	۹۴
جُرُز	۳۲	۳۲
ح		
حُسْبَان	۱۸	۹۳
أُحِيطَ	۱۸	۹۳
حَنَانًا	۱۹	۱۴
حَفِيًّا	۱۹	۵۰
حَصِيدًا	۲۱	۱۴
يَسْتَحْسِرُوْن	۲۱	۱۹
حَاقَ	۲۱	۳۵
حَدَب	۲۱	۸۱
حَصَب	۲۱	۸۲
احادیث	۲۳	۲۴
حَاصِب	۲۹	۳۹
يُحْبَرُوْن	۳۰	۱۹
مُحْضَرُوْن	۳۰	۱۶
حَكِيم	۳۱	۲
حِجْرًا مَحْجُورًا	۲۵	۲۲
خ		
مَخَاض	۱۹	۲۵
أَخْفٰى	۲۰	۵
خَامِدِيْن	۲۱	۱۴
مُخْبِتِيْن	۲۲	۳۸
لَمْ يَقْتُرُوا	۲۵	۴۱
مُخْتَال	۳۱	۳۲

	سورت نمبر	حاشیہ نمبر
خَتَّار	۳۱	۵۰
د		
يُدْحِضُوا	۱۸	۸۲
فَيَدْمَغُه	۲۱	۱۵
يُدَافِعُ	۲۲	۵۲
ادّارَكَ	۲۷	۸۰
يَدْعُوْن	۳۱	۴۸
ر		
الرَّقِيم	۱۸	۱۲
رَشَدًا	۱۸	۱۳
مِرْفَقًا	۱۸	۲۱
تُرْهِقْنِى	۱۸	۹۶
رُحْمًا	۱۸	۱۰۲
رسول	۱۹	۵۳
رِئْيًا	۱۹	۴۱
رِكْزًا	۱۹	۸۵
رَكْض	۲۱	۱۲
رَتْقًا	۲۱	۲۳
رِجَالًا	۲۲	۳۰
رُكَامًا	۲۴	۴۳
رِدْءًا	۲۸	۳۴
ز		
زَلَقًا	۸	۹۳
يُزْجِى	۲۴	۴۳
زَفِيرًا	۲۵	۱۳

	سورت نمبر	حاشیہ نمبر
س		
سرادق	۱۸	۵۱
اساور	۱۸	۵۳
سندس	۱۸	۵۳
سمیًا	۱۹	۸
سریًا	۱۹	۲۹
سِرّ	۲۰	۵
تسحت	۲۰	۴۳
یسطون	۲۲	۸۹
سامرا	۲۳	۶۱
سراب	۲۴	۹۹
سوی	۳۰	۱۱
سلالۃ	۳۲	۱۱
سوٓی	۳۱	۱۲
سَخَّر	۳۱	۲۲
ش		
یشوی	۱۸	۵۱
شِعر	۳۶	۱۶
شہاب	۳۷	۹
ص		
صعیدا	۱۸	۹۳
صدفین	۱۸	۱۱۵
صدیقا	۱۹	۴۳
صفصفا	۲۰	۱۰۸
صوآف	۲۲	۶۹

	سورت نمبر	حاشیہ نمبر
صوامع	۲۲	۵۶
صلوات	۲۲	۵۶
صبغ	۲۳	۱۵
صافات	۲۴	۶۲
اصطلی	۲۷	۹
یصّدعون	۳۰	۴۸
تصعّر	۳۱	۳۳
ض		
ضنکًا	۲۰	۹۰
الضامر	۲۲	۳۰
ضللنا	۳۲	۱۵
ط		
طرائق	۲۳	۱۱
ظ		
ظلل	۳۱	۵۰
ع		
عوج	۱۸	۲
عقبا	۱۸	۴۵
عتیا	۱۹	۹
.	۱۹	۷۸
العاکف	۲۲	۲۶
عمیق	۲۲	۴۰
معتر	۲۲	۴۹
عقیم	۲۲	۹۹
عزم	۳۱	۳۱

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
عاکفین	۲۶	۲۳
غ		
غفلۃ	۲۱	۱
غثاء	۲۳	۳۹
ف		
فتیۃ	۱۸	۱۳
فرطا	۱۸	۲۹
فریّا	۱۸	۳۱
یفترون	۲۱	۱۹
فجاجا	۲۱	۲۶
فتقت	۲۱	۲۳
فارھین	۲۶	۸۳
الفتح	۳۲	۳۳
فخورٌ	۳۱	۳۲
ق		
قیّما	۱۸	۳
قبلا	۱۸	۸۰
قطرا	۱۸	۱۱۵
قصیّا	۱۹	۲۵
قبس	۲۷	۹
قاعا	۲۰ ۲۰	۵ ۴۸
قصمنا	۲۱	۱۲
نقذف	۲۱	۱۵
نقدر	۲۱	۶۳
القانع	۲۲	۳۹

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
قیمۃ	۲۳	۶۹
قواعد	۲۳	۸۶
مقرنین	۲۵	۱۳
لم یقتروا	۲۵	۶۵
مقبوحین	۲۸	۴۳
اقصد	۳۰	۳۱
قیّمہ	۳۰	۳۴
	۳۰	۴۶
مقتصد	۳۱	۵۰
ک		
کھف	۱۸	۱۷
کانْ	۱۹	۳۵
اکاد	۲۰	۱۴
الکرب	۲۱	۹۰
کالطود	۲۳	۶۹
کبکبوا	۲۶	۵۹
کسفا	۳۰	۵۳
ل		
ملتحدا	۱۸	۳۵
لسان صدق	۱۹	۵۲
لُدّا	۱۹	۸۵
تلقف	۲۰	۵۳
لھوٌ	۲۱	۳
لَیّن	۲۳	۴۰
لعل	۳۲	۴

	سورت نمبر	حاشیہ نمبر
م		
مُهل	١٨	٥١
مریه	٢٢	٣
المثل الاعلیٰ	٣٠	٢٨
یمهدون	٣٠	٣٩
مرحا	٣١	٣٢
مهین	٣٢	١١
ن		
منتصرا	١٨	٣٩
نزلا	١٨	١٢٢
نسیا	١٩	٥٣
ندیا	١٩	٦٠
نسف	٢٠	٦٨
نسی	٢٠	٨٥
ینسلون	٢١	٨١
منسکا	٢٢	٣٥
منکر	٢٢	٨٩
نادی	٢٩	٣٣
نسیاکم	٣٣	٢٣

	سورت نمبر	حاشیہ نمبر
و		
وصید	١٨	٢٣
ولایة	١٨	٩٦
موبقا	١٨	٦٨
وعدا	١٨	٨٠
وردا	١٩	٨١
اتوکؤا	٢٠	١٣
وجبت	٢٢	٣٩
الودق	٢٤	٦٣
	٣٠	٥٣
ه		
هدًّا	١٩	٨٥
هدی	٢٠	٥
اهش	٢٠	٣
همسا	٢٠	٦٨
هامدة	٢٢	٦
هباءً	٢٥	٢٣
هضیم	٢٦	٨٢

التحقیقات النحویہ

	سورت نمبر	حاشیہ نمبر
کبرت کلمة کی ترکیب	۱۸	۶
ایّ الحزبین احصٰی کی ترکیب	۱۸	۱۵
بئس الشراب	۱۸	۵۱
ساءت مرتفقا	۱۸	۵۱
لٰکنا هو الله ربی	۱۸	۵۹
لا تکلم الناس ثلاث لیال سویا	۱۹	۱۲
اشد علی الرحمٰن عتیا	۱۹	۶۸
آیات بیّنات	۱۹	۷۰
إن هذان لساحران	۲۰	۴۷
وَالذی فطرنا	۲۰	۵۸
لکان لزاما واجل مسمّی	۲۰	۹۲
ما متعنا به ازواجاً منهم	۲۰	۹۸
واسرّوا النجوی الذین ظلموا	۲۱	۴
الموازین القسط	۲۱	۴۲
سامرا تهجرون	۲۳	۴۱
وینزّل من السماء من جبال فیها من برد	۲۴	۴۵
ثم کان عاقبة الذین اساءوا السوای	۳۰	۱۱
هل لکم من ما ملکت ایمانکم	۳۰	۲۹
فطرة الله	۳۰	۳۲
وعد الله	۳۰	۵
والبحر یمده	۳۱	۳۵
تنزیل الکتاب	۳۲	۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مطالب

اللہ جل مجدہٗ

	سورت نمبر	آیت نمبر
۱۔ توحید		
وہی حمد کا مستحق ہے۔	۱۸	۱، ۲
ہر چیز اسی کی حمد و تسبیح کرتی ہے۔	۱۷	۴۴
اول و آخر حمد کا وہی مستحق ہے۔	۲۸	۷۰
صبح و شام اسی کی تسبیح کیا کرو	۳۰	۱۷
آسمان و زمین میں اسی کی حمد ہوتی ہے	۳۰	۱۸
پھر عرش پر مستوی ہوا	۲۰	۵
۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۳۲	۴
۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۲۵	۵۹
وہ وحدہٗ لاشریک ہے اسکے خوبصورت نام ہیں	۲۰	۸، ۱۴
وہی ایک خدا ہے	۲۱	۲۲-۲۵
۔ ۔	۲۲	۳۴
۔ ۔ ۔ ۔	۲۳	۱۱۶
مشرکین کا اقرار کہ زمین و آسمان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا۔	۳۱	۲۵
ہر چیز طوعاً کرہاً اسی کو سجدہ کرتی ہے۔	۲۱	۲۵
ہم نے زمین و آسمان کو دل لگی کے لیے پیدا نہیں کیا۔	۲۱	۱۶، ۱۷
شمس و قمر، دشت و جبل سب اسی کو سجدہ کناں ہیں۔	۲۲	۱۸

	سورت نمبر	آیت نمبر
وہ بہترین رزق دینے والا ہے۔	۲۲	۵۸
اللہ نور السموٰت والارض	۲۴	۳۵ حاشیہ
اس کے نور کی مثال	۲۴	۳۵
خلق و امر اور تدبیر کا وہی مالک ہے۔		
زمین و آسمان کی تخلیق چھ دنوں میں	۲۵	۵۹
اس کی عملی تشریح	۰	۰
سمندر سیاہی بن جائیں تب بھی اس کی تعریف کا حق ادا نہ ہو سکے گا۔	۳۱	۲۷
مشرکین کے تلبیہ سے اہل سنت پر اعتراض اور اس کا رد۔	۳۰	۲۸ حاشیہ
تخلیق، رزق، موت و حیات سب اسی کے قبضہ اختیار میں ہیں۔	۳۰	۴۰
تدبیر کائنات اسی کے دست قدرت میں ہے	۳۲	۵
جو زمین کو سرسبز کرتا ہے تم اور تمہارے جانور اس سے خوراک حاصل کرتے ہو۔	۳۲	۲۷
زمین و آسمان کی ہر چیز کو تمہارے لیے مسخر کیا		
ظاہری اور باطنی نعمتوں کی بارش کر دی۔	۳۱	۲۰
اس کا کوئی بیٹا نہیں۔	۱۹	۹۲، ۹۳
اسے روا نہیں کہ کسی کو بیٹا بنائے	۱۹	۳۵
فرشتے اس کے معزز بندے ہیں اولاد نہیں	۲۱	۲۶-۲۸

۲- دلائل توحید

	سورت نمبر	آیت نمبر
زمین کی رونقیں اسی نے پیدا فرمائی ہیں۔	۱۸	۷
اسی نے زمین کو گہوارہ بنایا اور اس میں راستے بنائے۔	۲۰	۵۳
اگر کوئی اور خدا ہوتا تو نظام عالم درہم برہم ہو جاتا	۲۱	۲۲
زمین و آسمان جڑے ہوئے تھے ہم نے ان کو	۲۱	۳۰ تا ۳۳
پھر ہم نے ان کو الگ الگ کر دیا اور یہ دلائل کہ رتق اور فتق دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ اس کی تحقیق	۲۱	۳۰
لیل و نہار شمس و قمر کا وہی خالق ہے	۲۱	۳۳
آسمانوں کی بلندی، شمس و قمر کی تسخیر،	۲۲	۶۱ تا ۶۵
تدبیر امر، زمین کا بچھانا، انشاء اللہ بلیغ مضمون کفار کا اقرار توحید۔	۲۳	۸۴ تا ۹۲
وہ پانی کو اندازے سے اتارتا ہے۔	۲۳	۱۸
کھجوروں اور انگوروں کے باغات	۲۳	۱۹
زیتون کا درخت	۲۳	۲۰
جانوروں میں قدرت کی نشانیاں	۲۳	۲۱، ۲۲
وہی زندہ کرنے والا وہی مارنے والا ہے	۲۳	۸۰
اختلاف لیل و نہار۔	〃	〃
دلائل تکوینی	۲۳	۸۴ تا ۹۰
سایہ کا پھیلانا وغیرہ آیات تکوینیہ	۲۵	۴۵ تا ۵۰
میٹھے اور کھارے پانی کا یکجا ہونے کے باوجود آپس میں نہ ملنا۔	۲۵	۵۳
دلائل توحید	۲۷	۶۰ تا ۶۴

	سورت نمبر	آیت نمبر
توحید کے قرآنی دلائل	۳۰	۲۰ تا ۲۲
دلیل بعث قرآن کی تشریح	۳۰	۲۷ حاشیہ
آسمانوں اور زمین کی تخلیق، رنگوں اور زبانوں میں اختلاف اہل علم کے لیے ان میں روشن نشانیاں ہیں۔	۳۰	۲۲
رات کی نیند، دن کی تگ و دو میں غور کرنے والوں کے لیے آیات ہیں۔	۳۰	۲۳
بجلی کا چمکنا، بارش کا برسنا، پھر زمین کا تر و تازہ ہونا اہل عقل کے لیے اس میں نشانیاں ہیں	۳۰	۲۴
آسمان و زمین اسی کے حکم سے قائم ہیں	۳۰	۲۵
اسی قدرت سے تمہیں قبروں سے نکالے گا	۳۰	۲۵
جب تم اپنے اموال میں اپنے غلاموں کو برابر کا حصہ دار بنانا گوارا نہیں کرتے تو مجھ اکی غلاموں کو کس طرح اس کا حصہ دار بنا سکتے ہو	۳۰	۲۸
شرک کی تردید سے اہل سنت پر اعتراض اور اس کا رد	۳۰	۲۸ حاشیہ
ہواؤں کا چلنا، پانی میں کشتیوں کا تیرنا اس کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔	۳۰	۴۶
ہواؤں کا چلنا، بادلوں کا چھانا، بارش کا برسنا اس کی قدرت کی نشانیاں ہیں	۳۰	۴۸
آسمانوں اور زمین کی چھ دنوں میں تخلیق	۳۲	۴
آسمانوں کو بغیر ستونوں کے پیدا کیا اور زمین میں پہاڑ جمائے تاکہ وہ ڈولتی نہ رہے	۳۱	۱۰
زمین و آسمان کی ہر چیز کو تمہارے لیے مسخر کیا اور ظاہری باطنی نعمتوں کی تکمیل کر دی	۳۱	۲۰

	سورت نمبر	آیت نمبر
رات کو دن میں، دن کو رات میں داخل کرنا، تسخیر شمس و قمر ہر چیز ایک وقت مقررہ تک رواں دواں ہے۔	۳۱	۲۹
کشتی کے سطح آب پر چلنے میں صبار شکور کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔	۳۱	۳۱
انسان کی تخلیق کے مراحل۔	۳۲	۵
مٹی سے انسان کی تخلیق	۳۰	۲۰
ضعف اور قوت اسباب کی مختلف حالت	۳۰	۲۱
کمزوری سے قوت اور قوت سے ضعف (بڑھاپا)	۳۰	۵۵
جس چیز کو بنایا خوب بنایا	۳۲	۷
انسان کی تخلیق طین سے	۳۲	۷
اس کی نسل ماء مہین سے	۳۲	۸

۲ صفات الٰہی

(ا) علم الٰہی

	سورت نمبر	آیت نمبر
وہ رازوں اور پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔	۲۰	۷
وہ گزشتہ و آئندہ سب حالات کو جانتا ہے۔	۲۰	۱۱۰
اس کی حقیقت کو کوئی نہیں سمجھ سکتا۔	۲۰	۱۱۰
وہ ہر بات کو جانتا ہے	۲۱	۱۱۰
وہ ہر چیز کو دیکھنے والا ہے۔	۲۲	۱۵
وہ لطیف خبیر ہے۔	۲۲	۶۳
	۳۱	۱۶
سمیع بصیر ہے۔	۲۲	۶۱
وہ العلی الکبیر ہے۔	۲۲	۶۲
وہ غنی حمید ہے۔	۲۲	۶۴
وہ زمین و آسمان کی ہر چیز کو جانتا ہے۔	۲۲	۷۰
وہ دلوں کے راز جاننے والا ہے	۲۸	۶۸، ۶۹
	۲۷	۷۴
. . . . .	۳۱	۲۳
وہ عالم الغیب ہے	۲۷	۶۵
علم غیب کی تفصیلی بحث۔ حاشیہ آیت مذکورہ		
زمین و آسمان کی ہر چیز کو جانتا ہے	۲۹	۵۲
وہ سمیع علیم ہے	۲۹	۵، ۶۰
بکل شیء علیم	۲۹	۶۲
عالم الغیب والشہادۃ	۳۲	۶
رائی سے بھی چھوٹی چیز یا چٹان کے اندر چیز ہو اس کو جانتا ہے۔	۳۱	۱۶
سارے درخت قلمیں اور سارے سمندر سیاہی بن جائیں تب بھی اللہ کے علم کا بیان مکمل نہیں ہوتا	۳۱	۲۷
وہ سمیع بصیر ہے۔	۳۱	۲۸
بما تعملون خبیر	۳۱	۲۹

(ب) رحمت و مغفرت الٰہی

	سورت نمبر	آیت نمبر
آپ کا رب غفور اور رحمت والا ہے۔	۱۸	۵۸
وہ مجرم کو فوراً نہیں پکڑتا بلکہ مہلت دیتا ہے۔	۱۸	۵۸
اپنے بندے زکریا علیہ السلام پر خصوصی رحمت	۱۹	۲
انبیاء پر اللہ تعالیٰ کی رحمت خاندان ابراہیمی پر	۱۹	۵۰
اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کے لیے غفار ہے	۲۰	۸۲
وہ لوگوں کے لیے رؤف رحیم ہے	۲۲	۶۵
عفو غفور ہے	۲۲	۶۰
اس کی رحمت اور اس کا فضل نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی بھی پاک نہ ہوتا۔	۲۴	۲۱

	سورت نمبر	آیت نمبر
وہ برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیتا ہے وہ غفور رحیم ہے۔	۲۵	۷۰
آپ کا رب لوگوں پر فضل و کرم فرمانے والا ہے	۲۷	۷۳
وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا لوگ ہی اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔	۲۹	۴۰
جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور جس پر چاہتا ہے رحمت فرماتا ہے۔	۲۹	۲۱
اس کے عذاب اور رحمت کی مختلف شکلیں	حاشیہ آیت بالا	
وہ عزیز رحیم ہے۔	۳۰ ۳۱	۵ ۶
وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا لوگ خود اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔	۳۰	۹
نجات اس کی رحمت سے ہی ہوگی	۳۰	۴۵
مومنوں کی مدد اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کان حقا علینا نصر المومنین	۳۰	۴۷
اللہ تعالیٰ کی مختلف قسم کی نعمتیں تو ہیں مگر اہل دنیا آخرت سے بے خبر ہیں۔	۳۰	حاشیہ
(ج) اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق و مالک ہے		
زمین اور جو کچھ اس کے اوپر ہے اس کے ہم وارث ہیں۔	۱۹	۴۰
آسمانوں اور زمین کا وہ مالک ہے	۱۹	۶۵
آسمانوں، زمین اور مافیہا کا وہی مالک ہے	۲۲ ۲۰ ۲۴ ۲۱ ۲۵ ۳۱	۶۴ ۶ ۶۴ ۱۹، ۲۰ ۱-۲ ۲۶
ہر چیز کو پیدا کیا اور اسے ہدایت بخشا (اعطی کل شیء خلقہ ثم ھدی)	۲۰	۵۰

	سورت نمبر	آیت نمبر
تمہاری ظاہری باطنی نعمتیں بھی سب پوری کیں۔	۳۱	۲۰
اس نے میخیں زمین میں بچھا دی ہیں لنگر کا کام دیتی ہے۔	۳۱	۹، ۱۰
ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا اور جیسے چاہا۔	۲۴	۴۵
اس نے زمین و آسمان کو حق کے ساتھ پیدا کیا	۲۹	۴۴
وہ غنی عن العالمین ہے۔	۲۹	۶
تخلیق کی ابتدا اور اس کا اعادہ اس کے لیے آسان ہے۔	۲۹	۱۹، ۲۰
زمین و آسمان کی ہر چیز اسی کی ہے اور اسی کی فرمانبردار ہے	۳۰	۲۶
تخلیق، رزق، موت و حیات سب اسی کے قبضۂ اختیار میں ہیں۔	۳۰	۴۰
وہ غنی حمید ہے	۳۱	۲۶
(د) وہ ہر چیز پر قادر ہے		
جسے گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا	۱۸	۶
بڑھاپے میں بچہ پیدا کرنا اس کے لیے آسان ہے۔	۱۹	۹
بغیر باپ بیٹا دینا اس پر آسان ہے۔	۱۹	۲۱
اس کے امر کُن سے ہر چیز ہو جاتی ہے۔	۱۹	۳۵
اس سے کوئی باز پرس نہیں کر سکتا۔	۲۱	۲۳
جو چاہتا ہے کرتا ہے	۲۲	۱۴، ۱۸
وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے	۲۲	۶۶
جس کو وہ ذلیل کرے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں۔	۲۲	۱۸
جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔	۲۴	۳۵، ۴۶
ہر چیز پر قادر ہے	۲۹	۱۹ تا ۲۰

	سورت نمبر	آیت نمبر
تمہارا رازق اللہ تعالیٰ ہے بہت سے ہیں۔	٢٩	١٧
آفرینش کا آغاز اس نے کیا اور دوبارہ	٣٠	٢٧-١١
اس پر سہل ہے۔	٢٩	٢٠-١٩
وہ ہر چیز پر قادر ہے۔	٢٩	٢٠
جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور جس پر چاہتا ہے رحمت فرماتا ہے۔ تکذیب عذاب اور رحمت کی قسمیں	٢٩	٢١
جس کی چاہتا ہے مدد فرماتا ہے۔	٣٠	٥
زندہ کو مردہ اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے	٣٠	١٩
جس کو چاہتا ہے وسیع رزق دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔	٣٠	٣٧
اس کی تقسیم میں کئی حکمتیں اور نشانیاں ہیں۔	۰	۰
وہ مُردوں کو زندہ کرنے پر قادر ہے	٣٠	٥٠
وہ جیسے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے وہ علیم قدیر ہے	٣٠	٥٤
تم سب کو پیدا کرنا اور پھر دوبارہ زندہ کرنا اس کے لیے آسان ہے۔	٣١	٢٨
وہ علی کبیر ہے۔	٣١	٣٠
(۵) اللہ تعالیٰ کسے ہدایت دیتا ہے۔		
جسے وہ ہدایت دے وہی ہدایت پاتا ہے	١٨	١٧
جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔	٢٢	١٦
ایمان والوں کو صراط مستقیم کی ہدایت دیتا ہے۔	٢٢	٥٤
جس کو چاہتا ہے چنتا ہے اور اپنی طرف ہدایت دیتا ہے	٤٢	١٣
تمہارا اور جانداروں کا بھی رازق ہے	٢٩	٦
جسے چاہتا ہے فراخ رزق دیتا ہے جسے چاہتا ہے مفلس کر دیتا ہے۔	٢٩	٦٢

	سورت نمبر	آیت نمبر
اللہ تعالیٰ محسنین کے ساتھ ہے۔	٢٩	٦٩
(۶) کس کو ہدایت نہیں دیتا اور بخشتا نہیں		
وہ گمراہ کرنے والوں کا حامی نہیں۔	١٨	٥١
وہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔	٢٨	٥٠
وہ مفسدین کو پسند نہیں کرتا۔	٢٨	٧٧
خواہشات نفس کے باعث جو شخص گمراہ ہو گیا اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔	٣٠	٢٩
وہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا	٣٠	٤٥
متفرق		
اگر سارے سمندر سیاہی بن جائیں۔ الخ	١٨	١٠٩
ہم باطل پر حق سے چوٹ لگاتے ہیں اور اسے پاش پاش کر دیتے ہیں	٢١	١٨
[illegible]	٢٢	١٨
جو اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے	٢٢	٤٠
جن پر زیادتی کی گئی اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرے گا۔	٢٢	٦٠
اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے باقی سب باطل ہیں	٢٢	٦٢
قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا	٢٢	٦٩
بیشک اللہ تعالیٰ قوی عزیز ہے۔	٢٢	٧٤
سمیع بصیر ہے	٢٢	٧٥
اللہ تعالیٰ نے ہر بشر کو ایک نطفے سے پیدا کیا ہے	٢٥	٥٤
بیشک آپ کا رب عزیز رحیم ہے۔ (یہ آیت اس سورت میں کئی بار آئی ہے)	٢٦	٩
اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو بڑی مضبوطی سے بنایا ہے	٢٧	٨٨
شمس و قمر [illegible] حضرت علیؓ [illegible] کی بحث	حاشیہ آیت بالا	
وہ غنی عن العالمین ہے۔	٢٩	٦
وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔	٣٠	٦

سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

۱۔ نبوت و رسالت

	سورت نمبر	آیت نمبر
انبیاء کی میراث کی تحقیق	۱۹	۶ حاشیہ
نبوت و رسالت کا مفہوم	۱۹	۵۱ حاشیہ
انبیاء پر اللہ تعالیٰ کے انعامات	۱۹	۵۸
انسانوں کی طرف انسان ہی نبی بن کر آئے انہیں سے استفادہ ممکن ہو سکتا ہے۔	۲۱	۷
رسول ہمیشہ مرد ہی ہوتے ہیں	۲۱	۷
ہم نے انبیاء سے جو وعدہ کیا وہ سچا ہو گئے اور ان کے دشمن ہلاک ہو گئے۔	۲۱	۹
میں تمہارے لیے نذیر مبین ہوں۔	۲۲	۴۹
ہر امت کے لیے ایک شریعت ہے۔	۲۲	۶۷
بیشک آپ ہدایت پر ہیں	۲۲	۶۷
اگر وہ آپ سے جھگڑیں تو آپ [illegible]	۲۲	۶۸
حضور سارے عالموں کے لیے نذیر ہیں۔	۲۵	۱
حضور کی رسالت پر کفار کے اعتراضات اور ان کے جوابات	۲۵	۷ تا ۲۰
آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے۔	۲۶	۲۱۴
رسول کے ذمہ تو تبلیغ مبین ہے۔	۲۹	۱۸
حضور کی نبوت شک و شبہ سے بالاتر ہے	۲۹	۴۸

۲۔ رحمت و خلق عظیم

	سورت نمبر	آیت نمبر
کیا آپ ان کے غم میں جان دے دیں گے	۱۸	۶ حاشیہ
آپ کی [illegible]	۱۸	۲۸
غریبانِ امت پر آپ کی [illegible]	۱۸	۲۸
ستر ہزار صحابہ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ستر ہزار بخش دیے جائیں گے۔	۱۹	۸۵ حاشیہ
حضور کی رحمۃ للعالمینی کے صدقے کفار پر فوراً عذاب نہیں ہوتا	۲۰	۱۲۸ حاشیہ
[illegible] [illegible] کی حکمت۔	۲۱	۱۰۷

۳۔ شانِ مصطفیٰ

	سورت نمبر	آیت نمبر
اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے پر کتاب نازل کی	۱۸	۱
حضور کی بشریت کی حقیقت	۱۸	۱۱۰ حاشیہ
شانِ بندگی میں آپ کا کوئی ہمسر نہیں	۱۸	۱
نورِ محمدی کی تحقیق۔	۱۸	۱۰۹ حاشیہ
ربک میں ربوبیت کی نسبت اپنی طرف (آپ کا رب)	۱۹	۲
شفاعت کا ضابطہ	۱۹	۸۷

	سورت نمبر	آیت نمبر		سورت نمبر	آیت نمبر
طٰہٰ والے چودھویں کے چاند	۲۰	۱	آپ کا نسب آپ کا پاک اور اعلیٰ ہے	۲۵	۴۳
آپ کا مبدأ تعین محبوبیت ہے اور آپ سب محبوبوں کے سردار ہیں	۲۰	۳۹	آپ مبشر اور نذیر ہیں	۲۵	۵۶-۵۷
			حضور کی شان رفیع	۲۵	۹ حاشیہ
آپ صبر کیجیے صبح شام رات دن حمد تسبیح کرتے رہیے	۲۰	۱۳۰	زمین کے خزانوں کی کنجیاں	۲۵	۱۰
			حبیب وکلیم میں فرق	۲۶	۶۲
ذکرِ الٰہی سے پھر بھی خوشی نصیب ہوگی۔	۲۰	۱۳۰	اپنے مومنوں کے لیے اپنے پر بچھا دیجیے	۲۶	۲۱۵
پہلے انبیاء بھی بشر ہی تھے	۲۱	۸	اس رب پر توکل رکھیے جو ہر وقت آپ کو دیکھتا ہے		
بارگاہِ رسالت میں بے ادبی بربادی کا باعث	۲۱	۲ حاشیہ	حین تقوم وتقلبک فی الساجدین	۲۶	۲۱۸ تا ۲۱۹
حضرت انس کی والدہ پر حضور کا ارشاد کہ بہشت کے درجے میں جگہ تلاش کریں۔	۲۱	۹ حاشیہ	حضور کے والدین کا ایمان	۲۶	۲۱۹ حاشیہ
			قرآن کا نزول خاص آپ کی زبان پر ہے۔	۲۷	۶
حضور رحمت للعالمین ہیں	۲۱	۷ حاشیہ	حضرت حبیب بن حارث کا جان دیتے وقت چہرہ کو قدم مصطفیٰ پر رکھنا	حاشیہ آیت بالا	
جو خیال کرتا ہے اللہ اپنے رسول کی مدد نہیں فرمائے گا وہ گلے میں رسی ڈال کر خودکشی کرے۔	۲۲	۱۵	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مومنین کے ساتھ ملائکہ کی اسلام کی مدد فرمانا۔	۳۰	۴۷ حاشیہ
تلک الغرانیق العلیٰ کی روایت موضوع ہے	۲۲	۵۲ حاشیہ			
حضور تم پر گواہ اور تم لوگوں پر گواہ۔	۲۲	۷۸	صلح حدیبیہ کی تفصیلی بحث	حاشیہ آیت بالا	
آپ ہدایت مستقیم پر ہیں	۲۲	۶۷	میری صداقت کے لیے خدا کی گواہی کافی ہے	۲۹	۵۲
حضور کی رشتہ داری قیامت کو بھی نفع دے گی	۲۳	۱۰۱	رومیوں کے غلبہ کی پیشگوئی	۳۰	۲ تا ۴
حضرت سعیدہ کی فضیلت	۲۳	۱۰ حاشیہ			
بارگاہِ رسالت میں استغاثہ شرک نہیں	۲۳	۱۰۰ حاشیہ	**۴۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم**		
حضرت مریمؑ اور یوسفؑ کی براءت کا اعلان کسی اور حضرت عائشہ کی براءت کا اعلان خود دیا	۲۴	۱۱ حاشیہ	ذوالقرنین کے بارے میں سوال اور اس کا جواب	۱۸	۸۳
			رب زدنی علماً کی دعا	۲۰	۱۱۳
مثل نورہ کا مرجع حضور کی ذات ہے	۲۴	۳۵ حاشیہ	حضور کے علم لدنی کی کیفیت	۲۰	۱۱۴ حاشیہ
حضور جب کسی کو جانے کی اجازت دیں ان کے لیے مغفرت طلب کریں۔	۲۴	۶۲	ماضی و مستقبل کا علم	۲۲	۵
			واقعہ افک سے حضور کے علم کا شبہ	۲۴	۱۱ حاشیہ
حضور کو بلانے کے آداب	۲۴	۶۳	اور اس کا ازالہ		

	سورت نمبر	آیت نمبر
حضور کا علم خداداد تفصیلی بحث	٢٧	٦٥ حاشیہ
کسریٰ کی حکومت کی تباہی کی پیشین گوئی	تمہید سورہ روم	

٥۔ حضور کی اطاعت

جو حضور کی اطاعت کرتے ہیں وہی کامیاب ہیں	٢٤	٥١
" " " "	٢٤	٥٢
" " " "	٢٤	٥٤
حضور کے نافرمان روزِ حشر ندامت سے ہاتھ کاٹیں گے۔	٢٥	٢٧
" " " "	٢٥	٢٨

	سورت نمبر	آیت نمبر
حضور کے نافرمان روزِ حشر ندامت سے ہاتھ کاٹیں گے	٢٥	٢٩

٦۔ اظہارِ عبودیت

قُل اِنّما انا بشر مثلکم		
حضور کی بشریت کے بارے میں تفصیلی بحث	١٨	١١٠
آپ مجرموں کی امداد نہ کیجیے۔	٢٨	٨٦
آپ مشرکوں میں سے نہ ہوجیے۔	٢٨	٨٨
آپ مردہ دلوں کو نہیں سنا سکتے۔	٣٠	٥٢
سماعِ موتیٰ کی تفصیلی بحث۔	٣٠	٥٣

اسلام

تبلیغِ اسلام کو نرم خو اور خوش گفتار ہونا چاہیے	٢٠	٤٤
سب انبیاء دینِ توحید لے کر آئے تھے	٢١	٩٢
اہلِ غرض نے اسے پارہ پارہ کر دیا	٢١	٩٣
" " "	٢٣	٥٣
ہر گروہ اپنے نظریات پر خوش ہے	٢٣	٥٣
اگر حق لوگوں کی نفسانی خواہشات کی پیروی کرے تو نظامِ عالم درہم برہم ہو جائے	٢٣	٧١

والدین سے حسنِ سلوک کا حکم	٢٩	٨
اہلِ کتاب کو اسلام کی دعوت کیسے دی جائے۔	٢٩	٤٦
اسلام دینِ فطرت ہے، اس کی تشریح۔	٣٠	٣٠ حاشیہ
یہ دینِ قیّم ہے، قیّم کی تشریح،	٣٠	٣٠ حاشیہ
دینِ قیّم کی پیروی کا حکم	٣٠	٤٣ حاشیہ

انبیاء علیہم السلام

	سورت نمبر	آیت نمبر
سب انبیاء ایک دین لے کر آئے	۲۱	۹۲
خود غرضوں نے دین کو پارہ پارہ کر دیا	۲۱	۹۳
. . . .	۲۳	۵۳
انبیاء کے اخلاق، وہ نیکی کرتے ہیں	۲۱	۹۰
ایک دوسرے سے سبقت لے جاتے ہیں	"	"
اُمید و بیم سے ہمیں پکارتے ہیں۔	"	"
اور عاجزی اختیار کرتے ہیں۔	"	"
۱- آدم علیہ السلام		
فرشتوں کو سجدہ آدم کا حکم	۱۸	۵۰
سجدہ آدم کا حکم	۲۰	۱۱۶
اولاد آدم کو نصیحت کہ شیطان تمہارا دشمن	۱۸	۵۰
ہے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اسکو دوست نہ بناؤ		
یہ تمہارا دشمن ہے تمہیں گمراہ نہ کر دے۔	۲۰	۱۱۷
آپ کی بھول، لیکن عزم نہیں تھا	۲۰	۱۱۵
شیطان کی فریب دہی۔	۲۰	۱۲۰
عصیٰ آدم ربہٗ فغویٰ کی تحقیق	۲۰	۱۲۱
آدم کو چن لیا۔	۲۰	۱۲۲
آپ کا جنت سے زمین پر اترنا اور	۲۰	۱۲۳
اللہ تعالیٰ کی نصیحت۔		
(ب) ابراہیم علیہ السلام		
آپ صدیق نبی تھے۔	۱۹	۴۱

	سورت نمبر	آیت نمبر
اپنے باپ کو دعوت توحید اور اس کا انداز	۱۹	۴۲ تا ۴۸
آپ کو اولاد صالح، رحمت خاص اور لسان	۱۹	۴۹، ۵۰
صدق علیہ سے سرفراز کیا گیا		
ابراہیم علیہ السلام کا بتوں کو توڑنے کا واقعہ	۲۱	۵۱ تا ۷۰
آگ کا گلزار بننا		مع حواشی
آپ کا اپنی قوم کو دعوت توحید دینا۔	۲۱	۵۲، ۶۶
جو کسی کے بس کا نہیں،		
کفار کا آگ میں جلانے کا مشورہ اور	۳۷	۹۷ تا ۹۸
آپ کا آگ کا گلزار ہونا۔	۲۹	۲۴
تعمیر بیت اللہ کی جگہ کا تعین، شرک سے	۲۲	۲۶
بچنے کی تاکید اور کعبہ کو پاک صاف		
رکھنے کی تاکید۔		
حج کے بارے میں، اعلان عام کرنے کا حکم	۲۲	۲۷
حج کے لیے بعض ہدایات اور احکام	۲۲	۲۸، ۲۹
آپ کی دعوت توحید	۲۶	۶۹ تا ۸۲
اپنے لیے دُعا	۲۶	۸۳ تا ۸۵
اپنے باپ کے لیے دُعائے مغفرت	۲۶	۸۶، ۸۸
آذر چچا تھا	حاشیہ آیت بالا	
آپ کی دعوت توحید	۲۹	۱۶، ۱۷
آپ پر انعامات الٰہی، اسحاق، یعقوب	۲۹	۲۶، ۲۷
نبوت، کتاب		
آپ کی شان بلندی اور حسب کریم کی	حاشیہ آیات بالا	

	سورت نمبر	آیت نمبر
شانِ بندہ نوازی۔		
ج۔ ادریس علیہ السلام		
آپ صدیق نبی تھے	۱۹	۵۶
آپ صاحب مقام رفیع تھے	۱۹	۵۷
د۔ اسحٰق علیہ السلام		
آپ صالح پیشوا اور صاحب وحی تھے	۲۱	۷۲، ۷۳
اسمٰعیل علیہ السلام		
آپ صادق الوعد اور رسول نبی تھے	۱۹	۵۴
آپ اپنے اہل کو نماز و زکوٰۃ کا حکم دیتے	۱۹	۵۵
آپ اپنے رب کے پسندیدہ بندے تھے	۱۹	۵۵
ایوب علیہ السلام		
آپ کی آزمائش اور کامیابی	۲۱	۸۳، ۸۴
بائیبل میں قصہ ایوب کا ذکر اور تقابلی مطالعہ	۲۱	۸۴ کا حاشیہ
داؤد علیہ السلام		
کھیتی کے جھگڑے کا فیصلہ	۲۱	۷۸ تا ۷۹
آپ کے لیے پہاڑوں اور پرندوں کو مسخر کر دیا۔	۲۱	۷۹
زرہ سازی کا فن عطا ہوا	۲۱	۸۰
آپکو علم و حکمت عطا ہوا اور کثیر حضرات سے افضل ہیں	۲۷	۱۵

	سورت نمبر	آیت نمبر
سلیمان علیہ السلام آپ کے وارث بنے	۲۷	۱۶
انبیاء کی وراثت کی تحقیق	حاشیہ آیت بالا	
ذوالقرنین		
اس کے متعلق تفصیلی بحث	۱۸	۸۳ تا ۹۸
یہ کون تھے؟ کیا یہ پیغمبر تھے یا نہیں۔ انکے مذکورہ سفروں کی تفصیل	حواشی آیات بالا	
زکریا علیہ السلام		
آپ کی دعا، انداز دعا، دعا کی قبولیت	۱۹	۲ تا ۱۱
آپ کی سعادتمندی بیٹے کا مژدہ		
حضرت زکریا اور یحییٰ کا ذکر قرآن کے آئینے میں۔	۱۹	۱۲
بائیبل کے متعلقہ حصے کا تقابلی مطالعہ	حاشیہ آیت بالا	
اولاد کے لیے دعا	۲۱	۸۹
سلیمان علیہ السلام		
کھیتی کے جھگڑے کا فیصلہ	۲۱	۷۸، ۷۹
آپ کے لیے ہوا اور جنات کو مسخر کر دیا	۲۱	۸۱، ۸۲
وادی نمل پر آپ کا گزر اور حشرات سے تکلم پر اظہار تشکر	۲۷	۱۸
حضرت داؤد علیہ السلام کے کون بیٹے تھے	۲۷	۱۶
ہُدہُد کا قصہ ملکہ سبا کا واقعہ اور دیگر ضمنی مباحث	۲۷	۲۰ تا ۴۴

	سورت نمبر	آیت نمبر
آپ کے امتی کی کرامت	۲۷	۴۰
کرامات اولیاء کا ثبوت	حاشیہ آیت بالا	
آپ کے مکتوب کا پُر جلال مضمون	۲۷	۳۰ تا ۳۱
بادشاہ جب کسی شہر میں داخل ہوتے ہیں تو اسے برباد کر دیتے ہیں	۲۷	۳۴

شعیب علیہ السلام

	سورت نمبر	آیت نمبر
اپنی قوم کو وعظ و نصیحت	۲۶	۱۷۶ تا ۱۷۸
تقوی اور طاعت کی دعوت	۲۶	۱۷۹
میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا	۲۶	۱۸۰
ناپ تول صحیح رکھو ورنہ فساد برپا ہو جائے گا	۲۶	۱۸۱ تا ۱۸۳
قوم کا رد عمل اور اس کا عبرتناک انجام	۲۶	۱۸۵ تا ۱۹۱
آپ کی دعوت، قوم کا رد عمل اور اس کا عبرتناک انجام	۲۹	۳۶، ۳۷

صالح علیہ السلام

	سورت نمبر	آیت نمبر
آپ کی دعوت	۲۶	۱۴۱ تا ۱۴۴
میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔	۲۶	۱۴۵
تم امن سے، چشموں، کھیتوں میں عیش کرنے کے لیے چھوڑ نہیں دیے جاؤ گے۔	۲۶	۱۴۶ تا ۱۴۸
سنگ تراشی کی صورت	۲۶	۱۴۹
آپ کی دعوت	۲۶	۱۵۰ تا ۱۵۲
قوم کا رد عمل: آپ ہماری طرح بشر ہیں،	۲۶	۱۵۳ تا ۱۵۴

	سورت نمبر	آیت نمبر
آپ پر جادو کر دیا گیا ہے۔	۲۶	۱۵۳
اونٹنی بطور معجزہ	۲۶	۱۵۵، ۱۵۶
اونٹنی سے انکار کر کے انہیں کاٹ ڈالیں اور برباد کر دیے گئے۔	۲۶	۱۵۷، ۱۵۸

عیسیٰ علیہ السلام

	سورت نمبر	آیت نمبر
آپ کے امتیوں اصحاب الکہف والرقیم کے تفصیلی حالات۔	۱۸	۹ تا ۲۶ حواشی
آپ کی ولادت کا تفصیلی بیان۔	۱۹	۱۶ تا ۳۵
حضرت مریم کے تفصیلی حالات	۱۹	۱۶ تا ۳۵
ان پر آپ کی ولادت پہلی طرح کے شکوک اور ان کا ازالہ	حواشی آیت مذکورہ بالا	
آتانی الکتب و جعلنی نبیا کہنے کا وقت	۱۹	۳۰
حضرت عیسیٰ کے بارے میں عیسائیوں کا اختلاف اور عیسائیوں کا گمان کہ مسیح اللہ کے بیٹے ہیں۔	۱۹	۳۷
آپ اور آپ کی والدہ آیت ربانی ہیں۔	۲۱ ۲۳	۹۱ ۵۰

لوط علیہ السلام

	سورت نمبر	آیت نمبر
آپ کی قوم کا اخلاقی انحطاط۔ آپ کا اضطراب، قوم کا انجام	۱۱	۷۷ تا ۸۳
آپ کی قوم کی بدکاری، آپ کی دعوت کا رد عمل اور انجام	۲۶	۱۶۰ تا ۱۷۳
آپ کی قوم کے جرائم کی فہرست	۲۹	۲۸، ۲۹
آپ کی سرزنش اور قوم کا رد عمل	۲۹	۲۹

	سورت نمبر	آیت نمبر
ان کے لیے آپ کی بددعا	۲۹	۳۰
عذاب کے فرشتوں کی حضرت خلیل سے گفتگو	۲۹	۳۱، ۳۲
فرشتوں کی آمد سے آپکی پریشانی اور انکی تسلی	۲۹	۳۳
ان کی بدکاریوں کے باعث ان پر عذاب کا نزول	۲۹	۳۴
موسیٰ و ہارون علیہما السلام		
موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کا واقعہ	۱۸	۶۰ تا ۸۲
حضرت خضر کی نبوت کی تحقیق۔	۱۸	۶۵ حاشیہ
آپ مخلص اور رسول نبی تھے۔	۱۹	۵۱
آپ کو ہارون جیسا بھائی بخشا گیا	۱۹	۵۳
طویٰ کی مقدس وادی میں آپکا ورود	۲۰	۱۰
جوتا اتارنے کا حکم	۲۰	۱۲
شرفِ ہمکلامی	۲۰	۱۱ تا ۳۶
میں نے تجھے چن لیا میری بات غور سے سنو	۲۰	۱۳
وحدانیت باری تعالیٰ	۲۰	۱۴
عبادت اور نماز کا حکم	۲۰	۱۴
منکرِ قیامت کا کہنا نہ مانو	۲۰	۱۵، ۱۶
کلیم سے پیاری پیاری باتیں تیرے	۲۰	۱۷
ہاتھ میں کیا ہے ؟	۲۰	۱۷
عصا کا معجزہ	۲۰	۲۰
ید بیضا کا معجزہ	۲۰	۲۲
موسیٰ فرعون کی طرف جانے کا حکم	۲۰	۲۴
آپ کی دُعا ربِّ اشرح لی صدری نیز اور دیگر دعائیں۔	۲۰	۲۵ تا ۳۵

	سورت نمبر	آیت نمبر
آپکی والدہ محترمہ کا بحکمِ الٰہی آپکو دریا میں پھینکنا	۲۰	۳۸
	۲۸	۷ تا ۱۳
آپ پر اپنی محبت کا پرتو ڈالا	۲۰	۳۹
والدہ کی طرف واپسی	۲۰	۴۰
قتلِ نفس سے نجات	۲۰	۴۰
فرعون کو دعوتِ حق پہنچانے کے لیے	۲۰	۴۲
جانے کا حکم	۲۸	۳۲
کارِ تبلیغ	۲۰	۴۳
فرعون نے پوچھا آپ کا رب کون ہے،	۲۰	۴۹
آپ کا جواب۔	"	۵۰
دیگر سوالات و جوابات	۲۰	۵۱، ۵۲
فرعون کا الزام کہ آپ حکومت چاہتے ہیں اور مجھ سے تخت چھیننا چاہتے ہیں۔	۲۰	۵۷
آپ کے مقابلہ کی تیاری اور اسکا انجام	۲۰	۵۸ تا ۶۱
ساحرانِ مصر کو فرعون کی ترغیب اور دھمکی	۲۰	۶۳
ساحروں کا پاسِ ادب	۲۰	۶۵
مقابلہ	۲۰	۶۶
ساحرانِ فرعون کی شعبدہ بازیاں	۲۰	۶۶
اللہ تعالیٰ کا فرمان اے موسیٰ ڈرو نہیں تم ہی غالب ہو۔	۲۰	۶۷، ۶۸
آپ کو عصا ڈالنے کا حکم اور آپکی کامیابی	۲۰	۶۹
ساحرانِ فرعون کا مشرف باسلام ہونا	۲۰	۷۰
فرعون کا ان پر الزام اور عذاب کی دھمکی	۲۰	۷۱
ان کا وعظِ بلیغ عاشقانہ ملاقات کا شوق	۲۰	۷۲ تا ۷۶
مصر سے ہجرت کا حکم	۲۰	۷۷

	سورت نمبر	آیت نمبر
فرعون کا تعاقب اور اس کا انجام	۲۰	۷۸
موسیٰ کا طور پر آنا اور سامری کا فتنہ	۲۰	۸۳ تا ۹۸
بنی اسرائیل کے زیورات سے متعلق بحث		
کی زیارت [illegible] ہارون نے بتایا	۲۰	۹۰
حضرت موسیٰ کی ہارون پر ناراضگی	۲۰	۹۲ تا ۹۴
سامری کا جواب	۲۰	۹۵
سامری کون تھا	۲۰	۹۵ حاشیہ
موسیٰ و ہارون	۲۳	۴۵ تا ۴۹
	۲۵	۳۵، ۳۶
جادوگر ہونے کا الزام	۲۶	۱۰ تا ۳۰
فرعون کے سامنے آپ کا خطبہ توحید	۲۶	۲۳ تا ۲۸
موسیٰ کو فرعون کے پاس جانے کا حکم	۲۶	۱۱
آپ کا اپنے اور ہارون کے ساتھ بھیجنے کی التجا	۲۶	۱۲ تا ۱۶
فرعون کا احسان جتلانا، آپ کا جواب کہ تو نے	۲۶	۱۸ تا ۲۲
بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے کیا اس بدلے	۰	۲۹
تم احسان جتلاتے ہو فرعون کیا ہے سوال و جواب	۰	۰
فرعون نے معجزے کا مطالبہ کیا	۲۶	۳۰، ۳۱
آپ کا عصا اور ید بیضا دکھانا	۲۶	۳۲، ۳۳
آپ پر جادوگر ہونے کا الزام اور باہمی	۲۶	۳۴ ۳۵
قوم سے مشورہ		
جادوگروں کا مقابلہ کے لیے جمع کرنا اور		
ان سے وعدہ کرنا کہ اگر تم کامیاب ہو گئے تو	۲۶	۳۶ تا ۴۲
تمہیں مقربین میں شمار کیا جائے گا۔		
مقابلہ اور ناکامی	۲۶	۴۳ تا ۴۸
ان کا مشرف باسلام ہونا	۲۶	۴۶ تا ۵۱

	سورت نمبر	آیت نمبر
فرعون کا ان پر الزام اور عذاب الیم کی دھمکی	۲۶	۴۹
ان کا استقلال	۲۶	۵۰، ۵۱
آپ کو ہجرت کرنے کا حکم	۲۶	۵۲
فرعون کا تعاقب کے لیے نکلنا	۲۶	۵۳ تا ۶۰
ان کی بدحالی	۲۶	۵۵، ۵۶
دونوں جماعتوں کا ایک دوسرے کو دیکھنا	۲۶	۶۱
اور اصحاب موسیٰ کا اضطراب		
موسیٰ علیہ السلام کے ایمان کی پختگی	۲۶	۶۲
(ان معی ربی)		
سمندر کو عصا مارنے کا حکم آپ کی نجات اور	۲۶	۶۳ تا ۶۸
فرعونیوں کی غرقابی		
آپ کی مدین سے واپسی	۲۸	۷
نبوت و معجزات کا ملنا	۲۸	۳۰ تا ۳۵
قبطی کے قتل کا واقعہ	۲۸	۱۴ تا ۲۱
آپ کی مدین کو روانگی وہاں کے حالات	۲۸	۲۲ تا ۲۸
موسیٰ نے بھی غور سے اپنی ملازمت کی مدت پوری کی	۲۸	۲۹، ۳۰
نبوت کا عطا ہونا	۲۸	۳۱، ۳۲
فرعون کا قول ما علمت لکم من الٰہ غیری	۲۸	۳۸ حاشیہ
کا مطلب۔		
فرعون کا انجام	۲۸	۳۹ تا ۴۲
آپ کی آمد فرعونیوں کی سرکشی اور تباہی	۲۹	۳۹، ۴۰
حضرت نوح علیہ السلام		
کرب عظیم سے نجات اور قوم کا غرق ہونا	۲۱	۷۶، ۷۷
آپ کی دعوت	۲۳	۲۳

	سورت نمبر	آیت نمبر
قوم کا ردِ عمل کہ یہ ہماری طرح بشر ہے	۲۳	۲۴ تا ۲۵
نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم	۲۳	۲۷
طوفان کی آمد		
کشتی سے اترتے وقت آپ کی دعا	۲۳	۲۹
نوح علیہ السلام	۲۵	۳۷
آپ کی دعوت	۲۶	۱۰۵ تا ۱۱۰
آپ کی قوم کا ردِ عمل۔ تمہارے ماننے والے صرف کمینے لوگ ہیں۔	۲۶	۱۱۱
آپ کا جواب	۲۶	۱۱۲ تا ۱۱۵
قوم کی دھمکی تم باز نہ آئے تو سنگسار کر دیئے	۲۶	۱۱۶
آپ کی بددعا۔ اور ان کی ہلاکت	۲۶	۱۱۷ تا ۱۲۰
آپ کا ساڑھے نو سو سال تبلیغ کرنا قوم کا انجام	۲۹	۱۴، ۱۵
آپ کا زہد	۲۹	۱۴ حاشیہ
آپ کا نسب نامہ	۲۹	۱۴ حاشیہ
ہود علیہ السلام		
آپ کی دعوت	۲۶	۱۲۳ تا ۱۲۶
آپ کی پند و موعظت	۲۶	۱۲۸ تا ۱۳۵
ان کا ردِ عمل	۲۶	۱۳۶ تا ۱۴۰
یحییٰ علیہ السلام		
آپ کی ولادت آپ کے صفاتِ حمیدہ۔	۱۹	۱۲ تا ۱۵
آپ کا یومِ ولادت، یومِ وفات اور یومِ حشر سب برکت والے ہیں۔	۱۹	۱۵
عرس و میلاد کا ثبوت	حاشیہ آیت بالا	

	سورت نمبر	آیت نمبر
آپ کی حق گوئی اور شہادت۔	حاشیہ آیت بالا	
آپ کی سیرت بائبل کے آئینہ میں (تقابلی مطالعہ)	۱۹	۱۲ حاشیہ
خذ الکتاب بقوۃ کے حکم کی تعمیل	۱۹	۱۲ حاشیہ
یعقوب علیہ السلام		
انہیں نبی بنایا گیا۔	۱۹	۴۹
انہیں اپنی رحمت بخشی گئی اور لسانِ صدق علیاً سے سرفراز کیا گیا۔	۱۹	۵۰
یونس علیہ السلام		
آپ کا ہجرت کرنا۔ مچھلی کا نگلنا۔		
آپ کی دعا اور اس کی مقبولیت۔	۲۱	۸۷، ۸۸
بعض قومیں		
یاجوج ماجوج	۱۸	۹۴ و ۹۸
" " "	۲۱	۹۶
حضرت لقمان کون تھے آپ کے پند و مواعظ	۳۱	۱۲ تا ۱۹

انسان

اور اسکی عظمت کا قرآنی تصور

	سورت نمبر	آیت نمبر
ہم اپنے انعامات سے انسان کو آزماتے ہیں۔	۱۸	۷
انسان کو سجدہ کرنے کا حکم، شیطان کا انکار اور اس کا راندہ جانا۔	۱۸	۵۰
انسان بڑا جھگڑالو ہے۔	۱۸	۵۴
اے اولاد آدم تم اپنے دشمن کو اپنا دوست نہ بناؤ۔	۱۸	۵۰
انسان کی تخلیق مٹی سے ہوئی پھر اسی میں اسے لوٹایا جائیگا پھر اسی سے دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔	۲۰	۵۵
اللہ تعالیٰ انسان کا رازق ہے	۲۰	۱۳۲
فکر آخرت کرنے والا اور فکر دنیا کرنے والا دونوں کی حالت میں بڑا فرق ہے	۲۰	۱۳۲ حاشیہ
انسان بڑا جلد باز ہے۔	۲۱	۳۷
انسان فطرتاً سعید ہے	۲۱	۱ حاشیہ
تخلیق انسان کے مختلف مرحلے اور زندگی کے مختلف مدارج	۲۳	۱۲ تا ۱۴
روح پھونک کر انسان کو ایک نئی مخلوق بنا دیا	۲۳	۱۴
ہم نے انسان کو بیکار پیدا نہیں کیا۔	۲۳	۱۱۵
ایمان بچانے کے لیے ترک وطن ناگزیر ہو جائے تو وہاں سے ہجرت کرو۔	۲۹	۵۶
ہر شخص نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے پاس لوٹنا ہے۔	۲۹	۵۷
دنیوی زندگی لہو و لعب ہے، آخرت کی زندگی ہی دائمی ہے	۲۹	۶۴
عبرت پذیری کے لیے زمین میں سیر و سیاحت کی دعوت۔	۳۰	۹، ۴۲
انسان پر رحمت کی جاتی ہے تو وہ پھولے نہیں سماتا تکلیف آتی ہے تو مایوس ہو جاتا ہے۔	۳۰	۳۶
انسان کے کفر کا نقصان اور نیک اعمال کا فائدہ اسی کو ہوتا ہے۔	۳۰	۴۴، ۴۵
تخلیق انسان کا آغاز کیچڑ سے پھر اس کی نسل ماء مہین سے۔	۳۱	۷، ۸
تخلیق انسانی کے بارے میں اسلامی نظریہ اور ڈارون کا نظریہ	۳۲	۷، ۸ حاشیہ
اس ماء مہین میں محیر العقول تبدیلیاں	۳۱	۸ حاشیہ
زمین و آسمان کی ہر چیز کو تمہارے لیے مسخر کر دیا	۳۱	۲۰
ظاہری اور باطنی نعمتیں تمہیں نوازا	۳۱	۲۰

اوامر

	سورت نمبر	آیت نمبر
جب کوئی کام کرنے کا ارادہ کرو تو ان شاء اللہ کہو۔	۱۸	۲۳، ۲۴
اپنے اہل کو نماز کا حکم دو اور خود بھی پابند رہو	۲۰	۱۳۲
اے ایمان والو اطاعت کرو اور نیک کام کرو۔	۲۲	۷۷
حلال روزی کھاؤ اور نیک عمل کرو۔	۲۳	۵۱
برائی کا بدلہ نیکی سے دو۔	۲۳	۹۶

	سورت نمبر	آیت نمبر
لوگوں کو معاف کیا کرو تاکہ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کرے۔	۲۴	۲۲
مساجد کو روشن کرنے صاف ستھرا رکھنے چراغاں کرنے کی ہدایت	۲۴	۳۶ تا
مسجد میں داخل ہونے کے آداب	۲۴	۳۶
غیر شادی شدہ مردوں اور عورتوں کی شادیاں کرانے کا حکم	۲۴	۳۲
والدین سے حسن سلوک کا حکم	۲۹	۸
اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکر ادا کرو	۲۹	۱۷
اپنے بندوں کو اپنی عبادت کا حکم	۲۹	۵۶
اس کا شکر کرو، شکر میں تمہاری بھلائی ہے	۳۱	۱۲
ماں باپ کی اطاعت کا حکم	۳۱	حاشیہ
ماں کا حق سب سے زیادہ ہے	۳۱	. .
والدین کی فرمانبرداری کی حدود	۳۱	۱۵
اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ قیامت سے ڈرو کہ جب نہ باپ بیٹے کے کام آئے گا اور نہ بیٹا باپ کے۔	۳۱	۳۳
تمہیں دنیوی زندگی اور دھوکہ باز شیطان فریب میں مبتلا نہ کر دے۔	۳۱	۱۳

بنی اسرائیل

	سورت نمبر	آیت نمبر
اصحاب الکہف والرقیم کے تفصیلی حالات دقیانوس کا عہد جبر و تشدد	۱۸	۹
اصحاب کہف کا وطن، [illegible] کی تصریحات و دیگر مباحث	حواشی آیت ۵	
بنی اسرائیل کو انعامات کی یاد دہانی	۲۰	۸۰
سرکشی نہ کرو ورنہ غضب الٰہی آ جائے گا	۲۰	۸۱
یہودیوں کی خود غرضی کی انتہا۔	تعارف صفحہ دوم	

جبر و قدر

	سورت نمبر	آیت نمبر
جنہوں نے آیات سے منہ موڑا ہم نے ان کے دلوں اور کانوں کو بیکار کر دیا۔	۱۸	۵۷
گمراہوں کو زیادہ گمراہ کر دیا جاتا ہے۔	۱۹	۷۵
راہ ہدایت پر چلنے والوں کی ہدایت میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔	۱۹	۷۶
آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل اندھے ہوتے ہیں۔	۲۲	۴۶
جو ہدایت اختیار کرتا ہے وہ اپنا بھلا کرتا ہے	۲۷	۹۲
اگر ہم چاہیں تو آسمان سے ایسی نشانیاں نازل کریں جو ان کو عاجز کر دیں۔	۲۶	۴

جہاد

	سورت نمبر	آیت نمبر
میدان بدر میں شجاعت و جاں نثاری کا مظاہرہ۔	۲۲	۱۹
مسلمانوں کو اذن جہاد کب دیا گیا؟ جہاد کی	۲۲	۳۹
حکمت اگر جہاد کی اجازت نہ ہوتی تو کسی کا جان، مال اور دین محفوظ نہ رہتا۔	۲۲	۴۰
اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس طرح جہاد کرو جس طرح جہاد کرنے کا حق ہے۔	۲۲	۷۸
جہاد کی لغوی تحقیق، اصطلاحی جہاد اور	حواشی آیت بالا	

	سورت نمبر	آیت نمبر
دوسری جگہوں میں فرق۔		
جو شخص بھلائی کرتا ہے وہ اپنا بھلا کرتا ہے	۲۹	۶ حاشیہ
دُعائیں		
اصحاب کہف کی دعا	۱۸	۱۰
شرک سے بچنے کی دعا	۱۸	۱۰
نظر بد سے بچنے کی دعا۔	۱۸	۳۹ حاشیہ
نقصانات سے بچنے کا طریقہ	۱۸	۳۹
دعائے صالحین کے طفیل اللہ تعالیٰ	۱۹	۸۷
بخشش فرماتا ہے۔		
حضرت زکریا کی نیاز بھری دعا	۱۹	۳ تا ۶
شرح صدر کی دعا	۲۰	۲۵ تا ۲۸
اولاد کے لیے حضرت زکریا کی دعا	۲۱	۸۹
حضرت ایوب کی دعا	۲۱	۸۳
حضرت یونس کی دعا	۲۱	۸۷
(لا الٰہ الا انت الخ)		
حل مشکلات کے لیے نوافل کی تلقین	۲۱	۸۷ حاشیہ
قربانی کرتے وقت جو دعا مانگی جاتی ہے	۲۲	۳۶ حاشیہ
کسی نئی جگہ اترنے کی دعا	۲۳	۲۹
دعا کی قبولیت کی شرط۔	۲۳	۵۱ حاشیہ
وسوسۂ شیطان سے بچنے کی دعا	۲۳	۹۷، ۹۸
بے خوابی کے مریض کی دعا	۲۳	۹۸ حاشیہ
تعویذ باندھنے کا حکم	۲۳	۹۸ حاشیہ
مغفرت و رحمت کی دعا	۲۳	۱۱۸
عباد الرحمٰن کی دعا کہ ہمیں پاکیزہ بیویاں اور	۲۵	۷۴

	سورت نمبر	آیت نمبر
بچے عطا فرما جو آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں اور	۲۵	۷۴
ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا۔		
دعاء ابراہیم کہ مجھے نیکیوں کی سنگت نصیب فرما	۲۶	۸۳ تا ۸۹
دعاء سلیمان: مجھے شکر کی توفیق عطا فرما	۲۷	۱۹
(رب اوزعنی)		
حالت خطرہ کی دعا	۲۸	۲۱ حاشیہ
دعاء موسیٰ	۲۸	۲۱
سیاسیات		
طاقت کا قانون	۲۲	۴۰
مسلمان حکومت کی خصوصیات و فرائض۔	۲۲	۴۱
اقامت صلوٰۃ، ایتاء زکوٰۃ، امر بالمعروف		
نہی عن المنکر۔		
اللہ تعالیٰ مظلوم کی مدد کرتا ہے۔	۲۲	۶۰
مسلمان اصولی یا دنیوی جھگڑوں کے باہمی	۲۴	۵۱ حاشیہ
تنازعہ کا فیصلہ کون کرے۔		
زعمائے سیاست انبیاء پر تہمت لگاتے کہ اقتدار	۲۶	۳۴، ۳۵
چاہتے ہیں۔		
. . . .	۲۶	۵۳ تا ۵۶
فرعونی سیاست تفرقہ و انتشار	۲۸	۴ حاشیہ
بنی اسرائیل کی ہجرت، فرعون کا تعاقب	۲۶	۵۲ تا ۶۸
اور عبرتناک انجام۔		
جنت و فلاح پر پاک [illegible]	[illegible]	[illegible]
حاکم پر اپنی رعایا کی خبرگیری فرض ہے۔	۲۷	۲۰ حاشیہ
ملوکیت کا مزاج۔	۲۷	۳۴

	سورت نمبر	آیت نمبر
ظالموں کی خدمت اور اعانت حرام ہے۔	۲۸	۱۷ حاشیہ
اس اندیشہ سے شریعت کا انکار کرنا کہ بڑی بڑی حکومتیں ہم سے قطع تعلق کر لیں گی۔	۲۸	۵۷
لوگوں کی بداعمالیوں کے باعث بر و بحر میں فساد کا برپا ہونا۔	۳۰	۴۱

شرک کا ابطال

	سورت نمبر	آیت نمبر
مشرک اپنے معبودوں کو پکاریں گے لیکن وہ انہیں کوئی جواب نہ دیں گے۔	۱۸	۵۲
اصنام جہنم کا ایندھن ہیں	۲۱	۹۸ تا ۱۰۰
شرک کی ممانعت	۲۲	۳۰
مشرک کی مثال	۲۲	۳۱
بت تو مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے۔	۲۲	۷۳
یہ مکھی سے بھی کمزور ہیں۔	۲۲	۷۳
اگر اس کا کوئی بیٹا یا شریک ہوتا تو نظام عالم درہم برہم ہو جاتا۔	۲۳	۹۱
اس کا نہ کوئی بیٹا ہے نہ شریک۔	۲۵	۲
ان کے معبود نہ نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان	۲۵	۵۵
مدد کر سکتے ہیں نہ زندہ کر سکتے ہیں۔	۲۵	۵۵
والدین بھی شرک کا حکم دیں تو نہ مانو۔	۲۹	۸
حضرت سعد اور ان کی ماں کا واقعہ	حاشیہ آیت بالا	
شرک کا ابطال۔ تم اپنے غلاموں کو اپنے اموال میں شریک نہیں مانتے تو خدا کی ملک میں کسی کو اس کا حصہ دار ماننا سخت بڑا جرم ہے	۳۰	۲۸ حاشیہ
اللہ تعالیٰ تخلیق، رزق، موت، حیات پر قادر ہے	۳۰	۴۰
لیکن معبودان باطل کچھ بھی نہیں کر سکتے۔	۳۰	۴۰
یہ کائنات تو خدا تعالیٰ نے پیدا فرمائی تمہارے معبودوں نے کیا پیدا کیا۔	۳۱	۱۱
شرک ظلم عظیم ہے۔	۳۱	۱۳
جب طوفان میں گھر جاتے ہیں تو اسکو پکارتے ہیں جب ساحل پر اترتے ہیں تو شرک کرنے لگتے ہیں۔	۳۱	۳۲

شریعت

۱۔ شریعت اسلامیہ کی خصوصیات

	سورت نمبر	آیت نمبر
دین میں کوئی حرج نہیں۔	۲۲	۷۸
کسی دن کے متعلق یہ کہنا کہ میں یہ کام	۱۸	۲۳
کروں گا کا ارادہ کرو تو انشاء اللہ کہو	۱۸	۲۳
توسل وسیلہ کا ثبوت	۱۹	۱۵
کافر کو سلام دینے کا حکم	۱۹	۴۷ حاشیہ
حرم مکہ میں سب مسلمان یکساں حقوق رکھتے ہیں۔	۲۲	۲۵

۲۔ نماز

	سورت نمبر	آیت نمبر
نماز فحشا اور منکر سے روکتی ہے	۲۹	۴۵
اس پر شبہ اور اس کا جواب	۲۹	۴۵ حاشیہ
اوقات نماز	۳۰	۱۷، ۱۸
جو اذان کے وقت ہی اقامت کے	۱۹	۲۸

	سورت نمبر	آیت نمبر
۳۔ حج		
تعمیر کعبہ	۲۲	۲۶ حاشیہ
تطہیر کعبہ	۲۲	۔ ۔
اعلان حج	۲۲	۲۷
احکام حج	۲۲	۲۷ تا ۲۹
حج کی دینی اور دنیوی حکمتیں	حواشی آیات بالا	
حرم مکہ میں سب مسلمانوں کے حقوق یکساں ہیں	۲۲	۲۵
حرم میں الحاد کرنے والے مستحق عذاب الیم ہیں۔	۲۲	۲۵
شعائر اللہ کی تعظیم تقویٰ کی علامت ہے	۲۲	۳۲
قربانی کی جگہ بیت عتیق کے قریب ہے۔	۲۲	۳۳
قربانی کے جانور ذبح کرنے کا طریقہ اور اس کی حکمت۔	۲۲	۳۴ تا ۳۷
۴۔ جرائم و عقوبات		
الف زنا		
متعہ کی حرمت	۲۳	۵ حاشیہ
حرمت زنا اور اس کی حکمت	۲۴	۲
اس کی سزا	۲۴	۲
اس پر تفصیلی بحث	حاشیہ آیت بالا	
سزا میں نرمی نہ کرو	۲۴	۲
سزا مجمع عام میں دی جائے	۲۴	۲
زانی اور زانیہ کے نکاح کا حکم	۲۴	۳
کنیزوں سے بدکاری کرانے کی ممانعت	۲۴	۳۳ حاشیہ
کفار کے طریق بد کا استیصال	۲۴	۳۴ حاشیہ

	سورت نمبر	آیت نمبر
قحبہ گری کا انسداد	۲۴	۳۳
غیر شادی شدہ مردوں، عورتوں کی شادیاں کرانے کا حکم	۲۴	۳۲
(ب) حد قذف		
قذف کیا ہے	۲۴	۴ و حاشیہ
حد قذف کا حکم	۲۴	۴، ۵
قذف لگانے والے پر حد	۲۴	۴، ۵
(ج) لعان		
لعان کیا ہے؟ اس کا حکم، اس کا طریقہ۔	۲۴	۶ تا ۹
تہمت گر کی سزا	۲۵	۲۳ حاشیہ
(د) پردہ کے احکام		
مومن مرد اپنی نگاہیں نیچی رکھیں	۲۴	۳۰
مومن عورتیں اپنی نگاہیں نیچی رکھیں	۲۴	۳۱
اس کی حکمت	حواشی آیت بالا	
اسلامی پردہ کے تفصیلی احکام	۲۴	۳۱ حاشیہ
گھر میں بچوں اور غلاموں کے لئے حد کا قانون	۲۴	۵۸
بوڑھی عورتوں کے پردہ کا حکم	۲۴	۶۰
کسی کے گھر میں بلا اجازت داخل نہ ہو	۲۴	۲۷
اس کی حکمت	۲۴	۲۷ حاشیہ
کسی کے گھر میں داخل ہو تو سلام کہو	۲۴	۶۱
اپنے قریبی رشتہ داروں کے ہاں سے کھانے کا حکم۔	۲۴	۶۰
شیطان		
شیطان جنات سے تھا	۱۸	۵۰

	سورت نمبر	آیت نمبر
کیا آپ اسے دشمن کو دوست بناتے ہو	۱۸	۵۰
شیطان کفار کو گمراہی پر برانگیختہ کرتا ہے۔	۱۹	۸۳
شیطان اپنے لشکروں کو گمراہ کرکے جہنم کی طرف لے جاتا ہے۔	۲۲	۴
شیطان بے حیائی اور برائی کا حکم دیتا ہے	۲۴	۲۱
شیطان ہر افاک اثیم پر نازل ہوتا ہے۔	۲۶	۲۲۱ تا ۲۲۳
شیطان نے عاد و ثمود کے اعمال کو مزین و آراستہ کر دیا	۲۹	۳۸
صحابہ کرام اور امت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا		
حضرت سیدنا علی نے فرمایا ان الذین سبقت لھم منا الحسنی سے مراد ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔	۲۱	۱۰۱ کا حاشیہ
[illegible] جیسے رضی اللہ عنہم کی جان نثاری	۲۲	۱۱ کا حاشیہ
جنہوں نے ہجرت کی اور شہادت پائی انہیں رزق حسن دیا جائے گا۔	۲۲	۵۸
انہیں پسندیدہ ٹھکانہ مرحمت ہوگا	۲۲	۵۹
حضور کی رشتہ داری قیامت کو بھی نفع دے گی	۲۳	۱۰۱
حضرت سیدۃ النساء کی فضیلت	۲۳	۱۰۱ کا حاشیہ
حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ کی براءت	۲۴	۱۱ تا ۲۰
واقعہ افک کا تفصیلی بیان	حاشیہ آیات مذکورہ	
حضرت صدیق کی نصیحت	۲۴	۲۲

	سورت نمبر	آیت نمبر
اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام سے خلافت کا وعدہ فرمایا اور اسے پورا کیا۔	۲۴	۵۵
خلفاء راشدین کی خلافت	حاشیہ آیت بالا	
حضرت ابوطالب کے ایمان کا مسئلہ اختلافی ہے	۲۸	۵۶ کا حاشیہ
دعوت اسلام کی کامیابی کے لیے حضرت صدیق کا شرط لگانا اور شرط جیتنا پھر حکم ہے سب کو صدقہ کر دینا۔	۳۰	۳ کا حاشیہ
حضرت امام باقر کی تفسیر آیات، حضرت عثمان کی خلافت کی حقانیت	۳۰	۴ کا حاشیہ
واتبع سبیل من اناب الی سے مراد حضرت صدیق اکبر ہیں۔	۳۱	۱۵ کا حاشیہ
عمل صالح		
باقی رہنے والی نیکیاں اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدلہ اور اجر کی مستحق ہیں۔	۱۸	۴۶
. . . .	۱۹	۷۶
دنیا کی بے ثباتی کی مثال	۱۸	۴۵
مال و اولاد دنیوی زندگی کی زینت ہیں	۱۸	۴۶
اپنے اعمال کو ریا سے بچاؤ	۱۸	۱۱۰
راہ ہدایت پر چلنے والوں کو مزید ہدایت مرحمت کیا جاتا ہے	۱۹	۷۶
اعمال صالحہ [illegible] کا استحقاق کیلئے	۱۹	۹۶ کا حاشیہ
مومن کے اعمال اکارت نہیں جائیں گے۔	۲۱	۹۴

عورت

	سورت نمبر	آیت نمبر
عورت کی عزت۔	۲۴	مقدمہ
عفت کی عصمت و عزت کی حفاظت کے احکام۔	۲۴	۲
کنیزوں سے بدکاری کرانے کی ممانعت۔	۲۴	۳۳
زمانہ جاہلیت میں بدکار عورتوں کے گھروں پر جھنڈے لہرایا کرتے تھے۔	۲۴	۳۳ حاشیہ
بدکاری کا انسداد۔	۲۴	۔۔
مومن عورتیں اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔	۲۴	۳۱
اسلامی پردہ کے تفصیلی احکام	۲۴	۳۱ حاشیہ
بوڑھی عورتوں کے پردہ کے احکام	۲۴	۶۰
خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لیے پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لیے۔	۲۴	۲۶

قبلہ

	سورت نمبر	آیت نمبر
کعبہ کے سبب سے تمہیں امن و امان نصیب ہے اس نعمت کی ناشکری نہ کرو۔	۲۹	۶۷

قرآن کریم

	سورت نمبر	آیت نمبر
قرآن کریم میں کوئی کجی نہیں	۱۸	۲،۱
ہر کجی کو درست کرنے والا ہے۔	۱۸	۲
قرآن میں ہر طرح کے مضامین ہیں۔	۱۸	۵۴
یہ اہل ایمان کو بشارت دیتا ہے۔	۱۸	۳،۲
مشرکین کو بروقت متنبہ کرتا ہے۔	۱۸	۵،۴
ہم نے قرآن کو آسان کر دیا ہے تاکہ آپ متقین کو بشارت دیں۔	۱۹	۹۷
قرآن آپ کو مشقت میں ڈالنے کے لیے نہیں اتارا گیا۔	۲۰	۲
یہ ڈرنے والوں کے لیے نصیحت ہے۔	۲۰	۳
اسے خالق ارض و سما نے اتارا۔	۲۰	۴
قرآن و تورات کا تقابلی مطالعہ	۲۰	مقدمہ
. . . . .	۲۰	۹۰
قرآن ذکر مبارک ہے	۲۱	۵۰
قرآن قوم عابدین کے لیے کافی ہے۔	۲۱	۱۰۶

نوٹ: قصص انبیاء جہاں جہاں مذکور ہیں وہاں قرآن کریم اور مروجہ انجیل کا تقابلی مطالعہ پیش کیا گیا ہے خصوصاً سورہ یوسف کے تفسیر میں بڑی وضاحت سے لکھا گیا ہے ان امور کا خلاصہ کرنے سے متعدد حقیقتیں بے نقاب ہو جاتی ہیں۔

۱۔ قرآن کے قصص بائبل سے نقل نہیں کیے گئے جیسا کہ بعض مستشرقین کا خیال ہے۔

۲۔ قرآن کریم تمام انبیاء کے تقدس اور احترام کا داعی ہے وہ ان کی عظمت و تکریم کا محافظ ہے

۳۔ مروجہ بائبل جعلی تحریفات سے آلودہ ہے۔

	سورت نمبر	آیت نمبر
قرآن پر تہمت افترا یعنی جھوٹ کے	۲۳	مقدمہ
اعتراض کا مدلل ٹھوس جواب	۔	۔۔
کفار کا یہ اعتراض کہ کوئی شخص آپ کو قرآن سکھاتا ہے	۲۵	۴
قرآن کریم کو یکبارگی نازل نہ کرنے کی حکمت۔	۲۵	۳۳،۳۲
یہ سب اہل جہان کے لیے ڈرانے والا ہے۔	۲۵	
(نذیر للعلمین)		
کفار کے نظریہ کی تردید	۲۵	۵
یہ مومنوں کے لیے سراپا ہدایت ہے۔	۲۷	۷۷

	سورت نمبر	آیت نمبر
اس میں ہر چیز کا بیان ہے	۲۷	۱
یہ مسلمانوں کے لیے ہدایت و رحمت اور خوشخبری ہے	۲۷	۱، ۲
قرآن کریم قلب مبارک پر نازل ہوا	۲۶	۱۹۳ تا ۱۹۴
عربی قرآن کی کیفیت	۲۶	۱۹۵
کیا صرف معانی کا نزول ہوا یا معانی اور الفاظ دونوں کا۔	۲۶	۱۹۴
شیطان قرآن کو لے کر نہیں اتر سکتے	۲۶	۲۱۰ تا ۲۱۲
آپ کو یہ قرآن علم و حکمت والا سکھاتا ہے۔	۲۷	۶
آسمان و زمین کی ہر چیز کتاب مبین میں ہے	۲۷	۷۵
تلاوت قرآن کا حکم اور اس کی برکات	۲۹	۴۵
قرآن کے کلام الٰہی ہونے کی دلیل	۲۹	۴۸
اس کا صرف ظالم ہی انکار کرسکتے ہیں۔	۲۹	۴۹
قرآن میں اہل ایمان کے لیے رحمت و نصیحت ہے	۲۹	۵۱
رومیوں کی فتح کی پیشگوئی	۳۰	۲ تا ۴
لوگوں کی ہدایت کے لیے قرآن میں ہر طرح کی مثالیں ذکر کی گئی ہیں	۳۰	۵۸
اسے رب العالمین نے نازل فرمایا اس میں یہ تاقیامت رشد و ہدایت ہے۔	۳۲	۲
اس کا مقصد خواب غفلت سے بیدار کرنا ہے۔	۳۲	۳
یہ کتاب حکیم ہے	۳۱	۲
محسنین کے لیے ہدایت و رحمت ہے	۳۱	۳
تورات و انجیل		
تورات متقین کے لیے روشنی ہے	۲۱	۴۸
تورات لوگوں کے لیے ہدایت و رحمت ہے	۲۸	۴۳

	سورت نمبر	آیت نمبر
قیامت		
قیامت کے دن پہاڑوں اور دوسرے مظاہر فطرت کی حالت۔	۱۸	۴۷، ۴۸
سب لوگ صف بستہ پیش ہوں گے۔	۱۸	۴۷، ۴۸
اپنا نامۂ اعمال دیکھ کر کفار کہیں گے یہاں تو ہر چھوٹی بڑی چیز لکھ دی گئی ہے۔	۱۸	۴۹
منکرین قیامت کا اعتراض اور ان کا دردناک حشر	۱۹	۶۶ تا ۷۲
. . . . .	۲۰	۱۰۰ تا ۱۰۲
اکاد اخفیہا	۲۰	۱۵
قیامت کا منظر	۲۰	۱۰۵ تا ۱۰۸
. . .		۱۱۱
قیامت کے دن آسمانوں کو لپیٹ دیا جائے گا	۲۱	۱۰۴
قیامت کا زلزلہ سخت ہوگا۔	۲۲	۱، ۲
قیامت کی دلیل	۲۲	۵
قیامت کی دوسری دلیل۔	۲۲	۵
قیامت کے دن تمام اہل مذاہب کے درمیان فیصلہ ہوگا۔	۲۲	۱۷
اس دن بادشاہی صرف اللہ تعالیٰ کی ہوگی	۲۲	۵۶، ۵۷
کفار کا قیام قیامت پر اعتراض	۲۳	۸۲، ۸۳
منکرین قیامت کا اعتراض اور ان کا دردناک حشر۔	۲۵	۲۵ تا ۲۸
اس دن بادشاہی صرف اللہ تعالیٰ کی ہوگی۔	۲۵	۲۵ تا ۲۸
انکار قیامت کی وجہ	۲۷	۶۸
اس کا رد	۲۷	۶۹
کفار پوچھتے ہیں قیامت کب آئے گی	۲۷ ۳۴	۷۱، ۷۲ ۲۸

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
قیامت کی نشانی خروجِ دابّہ	۲۷	۸۲
جو مُردہ زمین کو زندہ کرتا ہے وہ مُردوں کو روزِ قیامت زندہ کرے گا۔	۳۰	۵۰
قیامت کا دن کتنا بڑا ہوگا	۳۲	۵ مع حاشیہ
قیامت کے بارے میں کفار کے شبہات	۳۲	۱۰
قیامت کے روز نیک و بد میں فیصلہ کردیا جائے گا۔	۳۲	۲۵

کفّار و مُشرکین

(ان کا عقیدہ، انکے اطوار، عبرتناک انجام)

کفار کے مال پر نازاں ذہن کی مثال (واضرب لهم مثلا رجلين)	۱۸	۳۲،۴۴
اپنے مال پر فخر کرنا	۱۸	۳۴
اس کا خیال کہ اس کے باغات ہمیشہ سرسبز رہیں گے۔	۱۸	۳۵
اگر قیامت قائم ہوئی تو بھی وہ اچھی حالت میں ہوں گے۔	۱۸	۳۶
مسلمان ساتھی کا اس کے ساتھ مکالمہ	۱۸	۳۷ تا ۴۱
نیکی کا برباد ہونا اور اسکا کفِ افسوس ملنا	۱۸	۴۲،۴۳
کفار باطل دلیلوں سے حق کو مٹانا چاہتے ہیں	۱۸	۵۶
انکی ساری کوششیں دنیوی زندگی کے لیے وقف ہوگئی ہیں وہ سب بے نتیجہ ضائع ہیں (ضل سعيهم)	۱۸	۱۰۳ تا ۱۰۴
کیا کفار عذاب کا انتظار کر رہے ہیں	۱۸	۵۵
وہ ہماری آیتوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔	۱۸	۵۶

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
آیاتِ الٰہی سے اعراض بڑا ظلم ہے اور اس کا نتیجہ ہدایت سے محرومی ہے۔	۱۸	۵۷
کفار اپنی خوشحالی کو اپنے برحق ہونے کی دلیل سمجھتے ہیں۔	۱۹	۷۳،۷۴
وہ کہتے قیامت کے دن بھی وہی سرفراز ہوں گے	۱۹	۷۷ تا ۸۰
ان کے شرک کی تردید	۱۹	۸۱،۸۲
کسی کو خدا کا بیٹا بنانا سخت بری بات ہے	۱۹	۸۸ تا ۹۲
مجرموں کو روزِ قیامت جہنم کی طرف ہانکا جائے گا	۱۹	۸۶
انکارِ قیامت	۱۹	۶۶،۶۷
شیطان کو کفار پر مسلط کردیا گیا ہے وہ انہیں ہمیشہ اکساتا رہتا ہے۔ (تؤزهم ازا)	۱۹	۸۳
مجرم حشر میں جمع ہوں گے تو زرد چشم ہوں گے	۲۰	۱۰۲
ذکرِ الٰہی سے منہ موڑنے والوں کی سزائیں (معیشۃ ضنکا)	۲	۱۲۴،۱۲۵ ۱۲۶
برباد شدہ قوموں سے یہ کفار عبرت کیوں نہیں پکڑتے۔	۲۰	۱۲۸
کفار کی ثروت و اولاد کی کثرت انکے حق ہونے کی دلیل نہیں بلکہ حق کی آزمائش ہے۔	۲۰	۱۳۱
آیاتِ قرآنی کے نزول پر کفار کا ردِ عمل	۲۱	۱ تا ۵
ان کے معبود باطل بے بس ہیں	۲۱	۴۳،۴۴
ان کے معبود دوزخ کا ایندھن ہیں	۲۱	۹۸
اللہ تعالیٰ کے بارے میں بغیر علم کے جھگڑا کرتے ہیں ان کا انجام	۲۲	۸،۹
یہ لوگ کنارہ پر کھڑے ہو کر اسلام لائے (يعبد الله على حرف)	۲۲	۱۱

	سورت نمبر	آیت نمبر		سورت نمبر	آیت نمبر
آگ اور کھولتا پانی	۱۸	۲۹	اللہ تعالیٰ سے مانگنے والوں سے کفار کا استہزاء	۲۳	۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱
جو ذکر سے بے بہرہ تھے ان کے سامنے دوزخ ظاہر کر دیا جائیگا۔	۱۸	۱۰۰، ۱۰۱	کفار فلاح نہیں پا سکتے	۲۳	۱۱۷
بعض سورج دیوتا کے پرستار تھے	۲۱	۲۹	جن کے نزدیک بس دنیوی زندگی ہی ہے	۲۳	۳۷
طول مدت گزرنے کی وجہ سے وہ غافل ہوئے۔	۲	۲۲، ۲۳	کفار کے الگ الگ گروہ ہیں خوش ہیں جنہوں نے دین میں تفرقہ بازی کی تھی	۲۳	۵۳ تا ۵۶
نزول عذاب کے وقت بھاگ دوڑ شروع	۲۱	۱۲، ۱۳	دلائل توحید سننے کے بعد ان کا ردعمل	۲۳	۸۴ تا ۹۰
ان کا اعتراف گناہ اور بے یاری	۲۱	۱۴، ۱۵	کفار کا انجام	۲۳	۹۹ تا ۱۰۴
ظالم برباد ہو گئے اور ان کی جگہ دوسری قوم نے لے لی	۲۱	۱۱	روز محشر کفار کی حسرت و ندامت	۲۳	۱۰۳ تا ۱۰۸
کفار جن کی پوجا کرتے ہیں وہ نفع نہیں پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان۔	۲۲	۱۲، ۱۳	کفار کا انکار قیامت	۲۳	۸۲، ۸۳
کفار کو دہشتناک عذاب	۲۲	۱۹، ۲۰	مشرکین کی کیفیت اپنی رنگ رلیوں سے چمٹے رہنے۔	۲۳	۶۳
آگ کا لباس اور گرز ہیں۔	۲۲	۱۹، ۲۱	کفار کے اعمال کی مثال	۲۴	۳۹، ۴۰
بعض لوگ جہالت اور عناد کے باعث اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑتے ہیں۔	۲۲	۸، ۹، ۱۰	کفار و منافقین کو جب اللہ اور رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تو انکار کرتے ہیں۔	۲۴	۴۸ تا ۵۰
جو یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی مدد نہیں کرے گا انہیں خودکشی کر لینی چاہیے۔	۲۲	۱۵	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تمسخر اور غضب۔	۲۵	۴۱، ۴۲
کفار آیات قرآنی پڑھنے والوں پر رعب ڈالنا چاہتے ہیں۔	۲۲	۷۲	وہ اپنی ہوائے نفس کے پرستار ہیں۔	۲۵	۴۳
کفار نے اللہ کی شان نہیں پہچانی	۲۲	۷۴	وہ چوپاؤں سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔	۲۵	۴۴
قوم نوح، عاد، ثمود نے اپنے نبیوں کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں برباد کر دیا۔ ان کے کنویں معطل اور شہر ویران پڑے ہیں۔	۲۲	۴۲ تا ۴۵	طوق و سلاسل میں جکڑ کر دوزخ میں پھینکے جائیں گے۔	۲۵	۱۱ تا ۱۴
معاندین کو اسلام میں بھی شبہ رہے گا	۲۲	۵۵ تا ۵۷	کفار کی سرکشی اور ان کا حال زار	۲۵	۲۱ تا ۲۳
تعصب، ہٹ دھرمی	۲۲	[illegible]	- - - - - -	،	۲۵ تا ۲۹
			گمراہ شعراء اور ان کی صفات ذمیمہ	۲۶	۲۲۴ تا ۲۲۶
			کفار کے لیے ان کے برے اعمال مزین کر دیے گئے۔	۲۷	۴، ۵
			روز حشر کفار و معبودین کی نوک جھونک	۲۶	۹۲ تا ۱۰۲
			کفار کا عذر کہ لوگ انہیں اچک لیں گے	۲۸	۵۷

	سورۃ نمبر	آیت نمبر		سورۃ نمبر	آیت نمبر
ان کی خوشحالی تکبر کا باعث بنی۔	۲۸	۵۸	تھیں جب وہ گمراہ ہوئیں تو انہیں برباد کر دیا گیا۔	۳۰	۹
قرآن کا انکار کافر ہی کرسکتے ہیں۔	۲۹	۴۷	جھٹلانے والوں اور مذاق کرنے والوں کا انجام بہت برا ہوگا۔	۳۰	۱۰
۔ ۔ ۔ ظالم ہی کرسکتے ہیں	۲۹	۴۹	کفار کے معبود ان کی شفاعت نہیں کریں گے بلکہ اس روز یہ ان کا انکار کر دیں گے۔	۳۰	۱۳
وہ کہتے ہیں تم کفر اختیار کرو ہم تمہارے بوجھ اٹھالیں گے۔	۲۹	۱۲، ۱۳	رنج والم کے وقت موحد بن جاتے ہیں	۳۰	۳۳، ۳۴
کفار نے بتوں کو باہمی محبت کا ذریعہ بنالیا ہے لیکن روز قیامت ایک دوسرے پر لعنت بھیجیں گے۔	۲۹	۲۵	آرام و سکون کے وقت پھر شرک کرنے لگتے ہیں	۳۱	۳۲
جو لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی کو دوست بناتے ہیں ان کی مثال عنکبوت کی سی ہے	۲۹	۴۱	رحمت کے وقت اترانے لگتا ہے اور تکلیف کے وقت مایوس ہو جاتا ہے	۳۰	۳۶
ان کے معبود عنکبوت کی طرح کمزور ہیں۔	۲۹	۴۱	روز حشر کفار کہیں گے کہ وہ دنیا میں صرف ایک پل ٹھہرے۔	۳۰	۵۵
کیا بدکار خیال کرتے ہیں کہ وہ ہماری گرفت سے بچ جائیں گے۔	۲۹	۴	ان کی تردید	۳۰	۵۶
تم خدا سے بچ کر کہیں نہیں جاسکتے، نہ زمین میں نہ آسمان میں۔	۲۹	۲۲	اس دن ان کا کوئی عذر مقبول نہ ہوگا اور نہ توبہ کی اجازت ہوگی۔	۳۰	۵۷
خدا کے سوا تمہارا کوئی دوست نہیں۔	۲۹	۲۲	ان کا کوئی ولی و شفیع نہیں	۳۲	۴
کفار خدا کی رحمت سے مایوس ہوگئے ہیں	۲۹	۲۳	وقوع قیامت پر ان کا اعتراض	۳۲	۱۰
اللہ تعالیٰ سے کفر کرنے والے گھاٹے میں ہیں۔	۲۹	۵۲	روز حشر کفار کی ندامت اور واپسی کی تمنا	۳۲	۱۲
کفار کے مطالبہ کے باوجود نزول عذاب میں تاخیر	۲۹	۵۳ تا ۵۵	تم نے ہمیں بھلا دیا ہم نے اپنی رحمت سے تمہیں فراموش کر دیا۔	۳۲	۱۴
دنیا کی زندگی لہو و لعب ہے۔ آخرت ہی بڑی ہے۔	۲۹	۶۴	ذکر الٰہی سے روگردانی کرنے والا بڑا ظالم ہے۔	۳۲	۲۲
اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھنے والے اور حق کو جھٹلانے والے سب سے زیادہ ظالم ہیں۔	۲۹	۶۸	انہیں چاہیے کہ گزشتہ برباد شدہ قوموں سے عبرت حاصل کریں۔	۳۲	۲۶ حاشیہ
جو قومیں قوت اور عمرانیات میں ترقی یافتہ	۳۰	۹			

منافقین

	سورت نمبر	آیت نمبر
منافقین کا حال	۲۹	۱۰۱
سانحہ افک اور رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کی فتنہ انگیزی اور حضرت صدیقہؓ کی براءت و دیگر تفصیلات	۲۴	۱۱ تا ۲۰
منافقین کا حال تکلیف میں اسلام کو چھوڑ دیتے ہیں۔	۲۹	۱۰، ۱۱

مومنین و متقین

	سورت نمبر	آیت نمبر
اہل ایمان کے لیے بشارت	۱۸	۲، ۳
مزارات اولیاء کے نزدیک حصول تبرک مسجد بنانے کا حکم	۱۸	۲۱ حاشیہ
	۱۸	۔
دولت پرست کے مقابلہ میں مومن کی سیرت اور ذہنیت۔	۱۸	۳۷
نیک باپ کی اولاد کو بھی اللہ تعالیٰ نوازتا ہے۔	۱۸	۸۲
اہل ایمان کے لیے جنت الفردوس ہے	۱۸	۱۰۷، ۱۰۸
پرہیزگاروں کی آل اولاد و اعمال انعام و اکرام	۱۹	۵۸ تا ۶۳
بارگاہ الٰہی میں پرہیزگاروں کی حاضری	۱۹	۸۵
اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے۔	۱۹	۹۶
پرہیزگاروں کے لیے جنت	۱۹	۶۱ تا ۶۳
راہ ہدایت پر چلنے والوں کو مزید ہدایت بخشتا ہے۔	۱۹	۷۶
	۔	۔

	سورت نمبر	آیت نمبر
من تقرب شبرا (الحدیث) جو ایک بالشت میرے نزدیک ہوتا ہے میں ایک گز اس کے نزدیک ہوتا ہوں	۱۹	۸۱ حاشیہ
عمل صالح قبر پر سواری بن کر آئے گا	۱۹	۸۵ حاشیہ
اہل ایمان کا عہد ان کے رب کے نزدیک	۱۹	۸۷
اہل ایمان کے لیے بلند درجات	۲۰	۷۵
مرشد کامل کی توجہ سے سلوک کی طویل مسافتیں چشم زدن میں طے ہو جاتی ہیں	۲۰	۲۲ حاشیہ
مرنے کے بعد مومن کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے۔	۲۰	۵۵ حاشیہ
ساحران فرعون کا ایمان اور نور حق فاقض ما انت قاض	۲۰	۷۰ تا ۷۶
صرف وہ لوگ شفاعت کریں گے جنہیں اذن شفاعت ہوگا۔	۲۰	۱۰۹
جو میری پیروی کرتا ہے وہ بہکتا نہیں ہے	۲۰	۱۲۳
انبیاء اولیاء شفاعت کریں گے	۲۱	۲۸ حاشیہ
متقین کی صفات	۲۱	۴۹
۔ ۔ ۔	۲۳	۱ تا ۱۰
قیامت کے دن صالحین بہت مطمئن ہوں گے	۲۱	۱۰۱
انہیں کوئی گھبراہٹ نہ ہوگی	۲۱	۱۰۲، ۱۰۳
زمین کے وارث صالحین ہیں۔	۲۱	۱۰۵
اہل ایمان کی مساعی رائگاں نہ ہوں گی	۲۱	۹۴
اہل ایمان پر گوناگوں انعامات	۲۲	۲۳، ۲۴
متقین کی صفات	۲۲	۳۵
مومنین صالحین کو جنت میں داخل کیا جائیگا	۲۲	۱۴

	سورت نمبر	آیت نمبر
دیگر صفات	۲۲	۲۳، ۲۴
اللہ تعالیٰ اہل ایمان کی طرف سے خود دفاع کرتا ہے	۲۲	۳۸
نیکوں کے لیے مغفرت اور رزق کریم	۲۲	۵۰
مخبتین کی تعریف جن کو رزق دیا گیا	۲۲	۳۴، ۳۵
اعمال صالحہ کے باوجود ڈرتے رہتے ہیں۔	۲۳	۵۷ تا ۶۱
مومن اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے	۲۳	۹۹ حاشیہ
پاک مرد پاک عورتوں کے لیے اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لیے	۲۴	۲۶
مومن کو جب شریعت محمدی کی طرف بلایا جاتا ہے تو وہ سر تسلیم خم کر دیتا ہے	۲۴	۵۱
مومن کی صفت خشیت الٰہی	۲۵	۶۴
عباد الرحمٰن کی صفات اور ان کی جزا	۲۵	۶۳ تا ۷۶
توبہ سے برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا جاتا ہے	۲۵	۷۰
اہل ایمان شعراء	۲۶	۲۲۷
کرامات اولیاء	۲۷	۴۰
اولیاء اللہ روز قیامت گھبراہٹ سے محفوظ ہوں گے	۲۷	۸۹
اہل ایمان کی صفات	۲۸	۵۲ تا ۵۵
توبہ، ایمان، عمل صالح سبب فلاح ہیں	۲۸	۶۷
دار آخرت کی نعمتیں انہیں ملیں گی جو دنیا میں جاہ و حشمت کے طالب نہ تھے۔	۲۸	۸۳
اہل ایمان کو آزمانا سنت الٰہیہ ہے۔	۲۹	۲، ۳
ایمان اور عمل صالح سے سابقہ برائیاں مٹ جاتی ہیں	۲۹	۷، ۹

	سورت نمبر	آیت نمبر
اہل ایمان کے لیے ہی زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں	۲۹	۴۴ مع حاشیہ
اہل صبر و توکل کو بہترین اجر	۲۹	۵۸، ۵۹
اہل ایمان خوش و خرم ہوں گے	۳۰	۴
اے اہل ایمان دین فطرت کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو جاؤ	۳۰	۳۰
ان مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ جنہوں نے دین کو پارہ پارہ کر دیا اور خود گروہوں میں بٹ گئے مع حاشیہ	۳۰	۳۲
اہل ایمان کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے	۳۰	۴۷
اہل ایمان قبروں میں ٹھہرنے کا جواب دیتے ہیں، مدد فرماتے ہیں	۳۰	۵۶
سماع موتیٰ کی تفصیلی بحث	۳۰	۵۲ حاشیہ
اہل ایمان کو آزمائش کے وقت صبر کی تاکید اور صبح کا حکم۔	۳۱	۱۷
اہل ایمان کی صفات جب انہیں آیات سے نصیحت کی جاتی ہے تو سجدے میں گر پڑتے ہیں، اپنے بستروں کو چھوڑ دیتے ہیں، خوف و امید سے دعائیں مانگتے ہیں، اس کے دیئے سے خرچ کرتے ہیں	۳۲	۱۶
جو نعمتیں ان کے لیے چھپائی گئی ہیں انہیں کوئی نہیں جانتا، ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔	۳۲	۱۷
مومن اور فاسق یکساں نہیں۔	۳۲	۱۸ تا ۲۰

	سورت نمبر	آیت نمبر		سورت نمبر	آیت نمبر
بزرگ احکام الٰہی کی اطاعت کرتے تھے۔ ان میں سے بعض کو امام بنا دیا گیا	۳۲	۲۴	اللہ تعالیٰ کا فضل کرتا ہے۔	۳۰	۴۵
			زانی		
محسنین کی صفات	۳۱	۳-۵	معاشرہ میں بے حیائی پھیلانے کی ممانعت	۲۴	۱۹
مومنین کے لیے جنات نعیم کا پکا وعدہ	۳۱	۹	بے حیائی پھیلانے والوں کے لیے عذاب الیم۔		
لقمان مرد دانا، ان کے مواعظ	۳۱	۱۲ تا ۱۹	فحش، ہیجان خیز لٹریچر وغیرہ کی ممانعت	۲۴	۱۹ حاشیہ
جو اللہ تعالیٰ کے سامنے سر جھکا دیتا ہے، اور وہ نیک و محسن ہے تو اس نے مضبوط رسی کو پکڑ لیا۔	۳۱	۲۲	شیطان کی پیروی نہ کرو، وہ برائی اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے۔	۲۴	۲۱ حاشیہ
معاشیات			تہمت لگانے والوں پر لعنت	۲۴	۲۳
			قحبہ گری کی ممانعت	۲۴	۳۳
قرآن میں باغ لگانے کا طریقہ	۱۸	۳۲	الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا میں سے نہ ہو جاؤ	۳۰	۳۲
قارون کا معاشی نظریہ	۲۸	۷۸			
مالدار اپنے غریب رشتہ داروں کی نقد امداد حق کا نقد عوض طلب	۳۰	۳۸ حاشیہ	من یشتری لہو الحدیث، لہو الحدیث کا بیوپار کرنے والوں کے لیے عذاب مہین ہے	۳۱	۶
اقربا، فقرا اور مسافروں کا حصہ	۳۰	۳۸	سماع کا حکم تفصیلی بحث	۳۱	۶ حاشیہ
وہ شخص رضائے الٰہی کے لیے خرچ کرتے ہیں	۳۰	۳۸	لقمان نے بیٹے سے کہا شرک مت کرو، شرک ظلم عظیم ہے	۳۱	۱۳
سود سے مال میں برکت نہیں ہوتی	۳۰	۳۹			
زکوٰۃ سے مال میں کئی گنا اضافہ ہوتا ہے	۳۰	۳۹	تمہیں دنیوی زندگی اور مکار شیطان دھوکہ میں مبتلا نہ کرے	۳۱	۳۳
جہاز رانی بحری تجارت سے کسب معاش کا	۳۰	۴۶			

WWW NAFSEISLAM.COM

تعارف سُورۃ کہف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام: کیونکہ اس سورت میں اصحاب کہف کا ذکر ہے، اس مناسبت سے اس کا نام الکہف رکھا گیا۔

نزول: یہ سورت بالاتفاق مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ اس کا نزول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے آٹھویں اور دسویں سال کی درمیانی مدت میں ہوا۔ باتفاق علماء اس کی آیتوں کی تعداد ایک سو دس ہے یہ ایک ہزار پانچ سو ستتر کلمات اور چھ ہزار تین سو ساٹھ حروف پر مشتمل ہے۔

مضامین: اس سورت کا آغاز حمد الٰہی کے تعلق سے کیا گیا۔ ساتھ ہی اس کی وجہ بھی بیان فرما دی کہ اللہ تعالیٰ وہ کریم اور رحیم ہے جس نے ہدایت انسانیت کے لئے رشد و ہدایت کا ایسا صحیفہ عنایت فرمایا جو ہر قسم کی کجی اور خامی سے پاک ہے اور اس کے ساتھ انسانی زندگی کے کسی شعبہ میں سیاسی، معاشی، تمدنی اور اخلاقی جس کسی کجی یا خامی کا امکان ہو یا پائی جا سکتی ہے اس کی اصلاح و درستی کی پوری صلاحیت رکھتا ہے۔ مزید کرم یہ فرمایا کہ ایسی کتاب ملنے کے لئے کسی عام انسان کو منتخب نہیں کیا جس کی صداقت و سیرت میں کوئی گنجائش نہ ہو جس کے قول و فعل میں کوئی بات نہ ہو۔ جو ماضی میں [illegible] کتاب بھی پڑھنے اور لکھنے سے [illegible]۔ بلکہ ایک ایسے بندے کو امانت حق کا پیامبر بنایا جو اس کا محبوب اور اپنا بندہ ہے جس کی آمد سے کفر و شرک کی تاریکیاں اور جہالت کی ظلمات ختم ہوئیں اور حق و صداقت کی صبح طلوع ہوئی۔ باطل و جہل کی [illegible] صداقت کا تخت الٹ دیا گیا۔ [illegible] کا تقاضا ہے کہ ایسے رحیم و کریم خدا کی حمد و ثنا کی جائے کہ وہی ہے جو اس کا مستحق ہو۔

ایک مادہ پرست اور دنیا پرست انسان کا نفسیاتی تجزیہ اس سورت میں کیا گیا ہے جسے پڑھ کر یقین ہو جاتا ہے کہ قرآن کسی انسان کا کلام نہیں بلکہ خالق انسان کا کلام ہے جو اس کے نظریات اور قلبی خطرات سے پوری طرح آگاہ ہے۔ آیات نمبر ۳۲ تا ۴۳ میں ایک دنیا پرست کی کم ظرفی، احمقانہ اور خود فریبی کا تذکرہ کیا گیا، وہ ایک خدا پرست انسان سے جو دولت میں اس سے کم ہے اکڑ کر گفتگو کرنے میں کوئی شرم محسوس نہیں کرتا کہ اس کے پاس دولت بھی زیادہ ہے اور اس کے حامی اور انصار کی تعداد بھی اس سے زیادہ ہے۔ صرف اس کسی غریب بندے کے سامنے اپنی ثروت کی فراوانی بیان کرنا اور اسکو احساس کمتری [illegible] کم ظرفی اور خود بینی کی انتہا ہے مزید برآں وہ قیامت کا منکر ہے اور اس غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ اگر قیامت آ بھی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

یا ہم انھیں عدل و حکمت کے تقاضوں کے سراسر منافی سمجھتے ہیں حقیقت میں یہ ہماری اپنی کم فہمی ہوتی ہے۔ اگر ان سے پردہ ہٹا دیا جائے تو ان کا عین عدل و حکمت ہونا اظہر من الشمس ہو جائے جس طرح ان تین واقعات سے جب حضرت خضر علیہ السلام نے پردہ اٹھایا تو حضرت کلیم اللہ کی بے چینی و اضطراب یکسر مفقود ہو گئی اور انھیں اپنے اعتراضات واپس لینے کے بغیر کوئی چارہ کار نہ رہا۔

ذوالقرنین کا واقعہ بیان کر کے ایک مومن حکمران کی خوبیوں کو ظاہر فرما دیا کہ وہ باوجود قوت و اقتدار کے اپنی رعایا کے لیے مہربان، عادل اور شفیق ہوتا ہے۔

آخری دو آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی عظمت و جلال کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ ارشاد ہے اگر سمندر سیاہی بن جائیں اور اس سے اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی بے پایاں عظمت و جلال کو قلم بند کیا جائے تو سمندر خشک ہو جائیں۔ لیکن اس کی صفات کا بیان پھر بھی تشنہ تکمیل رہے۔

حضور نبی اکرم کی زبان سے یہ اعلان کرایا کہ میں بشر ہوں۔ خدا نہیں۔ خدا ایک ہے جو وحدہٗ لا شریک ہے جس کا میں بھی بندہ ہوں اور ساری کائنات بھی اس کی مخلوق اور اس کے سامنے سرافگندہ ہے۔ اس آیت سے اس صداقت کو ثابت کیا کہ جب پیکر حسن و کمال بایں ہمہ زیبائی و رعنائی خدا نہیں تو اور کون ہے جو خدائی کا دعوے کرے گا۔ جب زبان مصطفیٰ ؐ اعلان کر رہی ہو [illegible] تو کائنات کی ہر چیز [illegible] پکار اٹھتی ہے اشہد ان لا الہ الا اللہ۔ بعض اہل نظر لوگ اس آیت کریمہ سے شان محبوب کبریا کی تنقیص کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں یہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی سب سے بڑی دلیل ہے اور دل بینا کو وہ حکمتیں جو اسم پاک محمد (تعریف کیا ہوا) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں پنہاں ہیں پوری آب و تاب سے دکھائی دے رہی ہیں۔ ؎

دل بینا بھی کر خدا سے طلب آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

[illegible]

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ترجمہ :- [illegible]

[illegible]

عِوَجًا ۝ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَأْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ

[illegible] سخت عذاب سے [illegible] مومنوں کو

الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۝ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ

جو کرتے ہیں نیک اعمال کہ ان کے لیے بہت عمدہ جزا ہے وہ ٹھہریں گے اس میں ہمیشہ

اَبَدًا ۝ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۝ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ

تا ابد اور ڈرائے ان لوگوں کو جو کہتے ہیں کہ بنا لیا ہے اللہ نے بیٹا نہیں ہے انہیں اس کا [illegible]

۱ے اس کتاب کی ایک صفت یہ ہے کہ اس میں کوئی کجی نہیں [illegible]

[illegible]

قیما [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ۭ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۭ اِنْ

[illegible]

يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۝۵ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓي اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ

[illegible]

يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝۶ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَي الْاَرْضِ زِيْنَةً

[illegible]

لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝۷ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا

[illegible]

[illegible]

صَعِيدًا جُرُزًا ﴿٨﴾ أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ

[illegible]

كَانُوا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ﴿٩﴾ إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوا رَبَّنَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دی۔ چونکہ اس وقت روم [illegible] ان کے مختلف شہروں میں بھی عیسائی آبادیاں تھیں [illegible] کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ایک پہاڑ تھا جس میں ایک وسیع غار تھا اس میں جا چھپے اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] پر پاؤں پھیلا کر بیٹھ رہا۔

اس طرح [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہیں۔

ان کی [illegible] [illegible] انھوں نے اپنے ایک ساتھی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ایک نانبائی کی دکان پر گیا اور اسے کھانا دینے کے لیے [illegible] کی طرف

[illegible] کو دیکھ کر [illegible] ظاہر کیا [illegible] شہر کے لوگوں [illegible] ہو گئے [illegible] کیا [illegible] پر [illegible] حقیقت حال [illegible] ان [illegible] میں سے ایک [illegible] حالت سے [illegible] غار میں [illegible] تھے [illegible] اور [illegible] کی [illegible] سب ان کی [illegible] کے لیے [illegible] تھے [illegible] دوسرے [illegible] جب انھیں [illegible] آتے [illegible] وہ [illegible] جب [illegible] وہاں پہنچے تب [illegible] یہاں [illegible] کا [illegible] ہے۔ [illegible] میں [illegible] کے بیان کے مطابق یہ واقعہ ۴۴۷ء میں پیش آیا جبکہ سلطنت کے تخت پر [illegible] DOSIUS II متمکن تھا

مسیحی [illegible] اور [illegible] اصحاب کہف کی [illegible] کے [illegible] حالات سے [illegible] قول [illegible] اصحاب [illegible] عیسیٰ کے [illegible] بتاتے ہیں [illegible] ہے بعض نے شام [illegible] مقام [illegible] ہے اور [illegible] صاحب [illegible] کے قریب [illegible] ہے [illegible] ہیں اس میں ایک غار [illegible] ہے [illegible] دیکھا ہے۔ وہاں ایک [illegible] ہے [illegible] حالت میں ہے [illegible] معلوم ہوتا ہے جیسے کسی [illegible] کے [illegible] ہیں اور [illegible] شہر کے [illegible] میں [illegible] بتایا جاتا ہے [illegible] لکھتے ہیں کہ [illegible] کے لیے [illegible] تھے [illegible]

کہ آج جدید تحقیقات میں [illegible] اس قسم کے [illegible] ہیں [illegible] کا [illegible] چند [illegible] قدیم [illegible] غاروں کی [illegible] ہیں [illegible] ان کے [illegible] اس [illegible] اور [illegible] کا ایک [illegible]

لیکن ان سب [illegible] تفصیل [illegible] حقیقت سے زیادہ قریب معلوم ہوتی ہے [illegible] عیسائی [illegible] نے مفصل [illegible] بیان [illegible] کیا [illegible] مشہور انگریز مورخ ایڈورڈ گبن EDWARD GIBBON نے بھی اپنی معروف تاریخی کتاب THE DECLINE AND FALL OF ROMAN EMPIRE کی تیسری جلد صفحہ ۴۴۰ تا ۴۴۳ میں "سات سونے والوں" کے احوال لکھے ہیں [illegible] سے مطابقت رکھتے ہیں [illegible] مصادر میں [illegible] نام [illegible] اس [illegible] کیے ہیں [illegible] کے حاشیہ میں [illegible]

آتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا ⑩ فَضَرَبْنَا عَلَىٰ

[illegible]

آذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا ⑪ ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ لِنَعْلَمَ أَيُّ

[illegible]

الْحِزْبَيْنِ أَحْصَىٰ لِمَا لَبِثُوا أَمَدًا ⑫ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُمْ

[illegible]

[illegible] اصحابِ کہف [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اصحابِ کہف [illegible]

[illegible]

[illegible] نظر آتی ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] جائیں۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بِالْحَقِّ ۚ إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى ﴿١٣﴾ وَرَبَطْنَا

ٹھیک ٹھیک [illegible] بے شک وہ چند جوان تھے جو ایمان لائے اپنے رب پر اور ہم نے زیادہ کر دیا انہیں ہدایت میں اور ہم نے مضبوط کر دیا

عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

ان کے دلوں کو جب وہ کھڑے ہوئے تو انہوں نے کہا ہمارا رب وہی ہے جو رب ہے آسمانوں اور زمین کا

لَن نَّدْعُوَ مِن دُونِهِ إِلَٰهًا ۖ لَّقَدْ قُلْنَا إِذًا شَطَطًا ﴿١٤﴾ هَٰؤُلَاءِ قَوْمُنَا

ہم ہرگز نہیں پکاریں گے اس کے سوا کسی معبود کو اگر ایسا کریں تو ہم نے کہی یقیناً حق سے دور بات یہ ہماری قوم ہے

اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ آلِهَةً ۖ لَّوْلَا يَأْتُونَ عَلَيْهِم بِسُلْطَانٍ بَيِّنٍ ۖ

انہوں نے بنا لیے ہیں اس کے سوا اور خدا کیوں نہیں پیش کرتے ان کی صداقت پر کوئی روشن دلیل

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ﴿١٥﴾ وَإِذِ اعْتَزَلْتُمُوهُمْ

اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جو اللہ پر جھوٹا بہتان باندھتا ہے۔ اور جب تم الگ ہوگئے ان سے

---

۱۴ اب ذرا وضاحت سے ان کا حال بیان ہوتا ہے۔

۱۵ یعنی وہ اصلی ایمان والے تھے اور جب انہوں نے ایمان کے تقاضوں کو پورا کیا [illegible] کا ثبوت دیا تو ہم نے بھی ان کو اور زیادہ ہدایت سے نوازا اور ان کے سینے کو ہدایت کا گنجینہ بنا دیا۔ یہی مضمون ایک دوسری آیت میں بھی بیان فرمایا گیا ہے۔۔ والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا۔

۱۶ جب وہ آمادہ ہوگئے اور انہوں نے عزم بالجزم کر لیا تو ہم نے ان کے دلوں کو جذبۂ استقامت سے معمور کر دیا اور وہ بے خوف آزمائش کے اس خارزار میں آگے بڑھتے چلے گئے۔

۱۷ جب انہیں بادشاہ کے روبرو پیش کیا گیا اور اس نے ان سے ان کے عقیدے کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے بغیر کسی مصلحت بینی کا لحاظ کئے [illegible] اعلان کر دیا کہ ہمارا رب [illegible] جس کی جناب میں ہم سجدہ ریز ہوتے ہیں جس کی شراب محبت سے ہماری روحیں سرشار ہیں۔ جس کی حمد کے نغمے ہماری زبانیں [illegible] کمالات ہیں۔ کیا [illegible] یا تمہاری ذات [illegible] پائے جاتے ہیں۔

۱۸ یعنی جو اس کے علاوہ کسی غیر کی بندگی کرتے ہیں وہ [illegible] مطلب یہ تھا کہ تم سب گمراہ ہو۔

وَمَا يَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ فَأْوُوا إِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ

اور ان چیزوں سے جن کی یہ پوجا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا، تو اب پناہ لو غار میں پھیلا دے گا تمہارے لیے تمہارا رب اپنی

رَحْمَتِهِ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ مِرْفَقًا ﴿١٦﴾ وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا

رحمت (کا دامن) اور مہیا فرمائے گا تمہارے لیے تمہارے اس کام میں آسانیاں^{٢٠} اور تو دیکھتا سورج کو جب وہ

طَلَعَتْ تَزَاوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَقْرِضُهُمْ

ابھرتا ہے تو وہ ہٹ کر گزرتا ہے ان کی غار سے دائیں جانب کو اور جب وہ ڈوبتا ہے تو بائیں طرف

ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِنْهُ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ مَنْ

کترا کر گزر جاتا ہے اور وہ (سوئے) ہوئے ہیں ایک کشادہ جگہ میں (سورج کا یہ طلوع و غروب) اللہ تعالیٰ کی نشانیوں

يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا

میں سے ہے جسے ہدایت دے اللہ تعالیٰ پس وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے وہ گمراہ کر دے تو ہرگز نہیں پاؤ گے اس کے لیے کوئی

مُرْشِدًا ﴿١٧﴾ وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَهُمْ رُقُودٌ وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ

مددگار راہ بتانے والا اور اگر تو دیکھے تو انہیں بیدار خیال کرے حالانکہ وہ سوئے ہوئے ہیں^{٢٢} اور ہم ان کی کروٹیں بدلتے رہتے ہیں

الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ

دائیں جانب اور کبھی بائیں جانب اور ان کا کتا پھیلائے ہوئے ہے دونوں بازو ان کی دہلیز پر^{٢٣}

---

٢٠ اس کا معنی ہے ملایمت یعنی ایسی چیز جس سے نفع اور مدد حاصل کی جائے۔

٢١ اس کی صورت یہ تھی کہ غار کا دہانہ شمال کی جانب تھا، سورج طلوع ہوتا تو بھی، غروب ہوتا تو بھی۔ اس کی دھوپ اس کے دہانے میں داخل نہ ہوتی۔

٢٢ ایقاظ کا واحد یقظ ہے۔ رقود کا واحد راقد۔

٢٣ وصید غار کا صحن یا دروازہ کی چوکھٹ۔ [illegible]

لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ۝

اگر تو جھانک کر انہیں دیکھے تو ان سے پیٹھ پھیر کر بھاگے [illegible] اور [illegible] جائے [illegible] ہیبت سے

وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ۭ قَالَ قَاۗىِٕلٌ مِّنْهُمْ كَمْ

اور اسی طرح ہم نے انہیں [illegible] کہ آپس میں [illegible] پوچھیں ان میں ایک کہنے والا [illegible] تم یہاں کتنی

لَبِثْتُمْ ۭ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۭ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا

دیر [illegible] ایک دن یا دن کا [illegible] حصہ [illegible] تمہارا رب خوب جانتا ہے

لَبِثْتُمْ ۭ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ

جتنی مدت تم ٹھہرے [illegible] اپنے میں سے کسی کو [illegible] شہر کی طرف [illegible] پس وہ دیکھے کہ

اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ

کس کے ہاں [illegible] کھانا [illegible] تمہارے [illegible] لے آئے اور [illegible] کسی کو [illegible]

[illegible]

[illegible] (قرطبی)

[illegible] اپنی قدرت سے انہیں بیدار کر دیا۔

[illegible] ہو گئے۔

[illegible]

ضرورت نہیں [illegible] جاتا ہے۔

[illegible]

[illegible]

بِكُمْ أَحَدًا ﴿١٩﴾ إِنَّهُمْ إِن يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ

تمھارے متعلق کسی کو۔ بےشک وہ اگر آگاہ ہو گئے تم پر تو وہ تمھیں پتھر مار کر ہلاک کر دیں گے یا لوٹا لیں گے تمھیں جبراً

فِي مِلَّتِهِمْ وَلَن تُفْلِحُوا إِذًا أَبَدًا ﴿٢٠﴾ وَكَذَٰلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ

اپنے مذہب میں اور ہرگز نہ فلاح پاؤ گے تم اس وقت کبھی بھی۔ اور اسی طرح ہم نے مطلع کر دیا ان پر بستی والوں کو [illegible]

لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا إِذْ

تاکہ وہ جان لیں کہ بےشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور یہ کہ قیامت، نہیں کوئی شک اس میں جب

يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِم بُنْيَانًا رَّبُّهُمْ

وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے ان کے معاملہ میں تو انھوں نے کہا بناؤ ان پر ایک عمارت ان کا رب

کھانا [illegible] سامانِ خوراک لاؤ اور واپس پلٹ آؤ۔ ایسا نہ ہو کہ پکڑے جاکر کہیں مصیبت میں پھنس جاؤ اور پہچان لیے جاؤ۔

۲۱ [illegible] اگر وہ ہم پر [illegible] تو وہ ہم سب کو [illegible] یہ ہماری قسمت ہی جو ہمیں پیش آیا [illegible] ہماری [illegible] پر آزمائش ہیں کہ کسی [illegible] ہمیں [illegible] جیسے پہلے [illegible] قبول کریں۔

۲۲ اور اگر ایسی صورت میں ہم نے جان بچالی تو پھر ایسا خسارے کا سودا ہوگا جس کی تلافی ممکن نہ ہوگی۔

۲۳ حضرت عیسیٰ [illegible] بھی ایک [illegible] جو اپنے آبائی مشرکانہ عقائد پر ڈٹے ہوئے تھے اور قیامت پر ان کا عقیدہ نہ تھا۔ جیسے وقت گزرنے کے ساتھ عیسائیوں میں بھی عقائد کی خرابیاں رونما ہو چکی تھیں۔ ان میں بھی ایک طبقہ پیدا ہو گیا تھا جو [illegible] قیامت کا منکر تھا یا روحانی حشر کا قائل تھا جسمانی حشر کا انکاری تھا۔ [illegible] وقت [illegible] تھی۔ [illegible] عقیدے کی تشکیک کا ازالہ کر سکتا تھا لیکن ان کے پاس کوئی ایسی قوی دلیل بھی نہ تھی جس سے وہ منکرین قیامت کو دندان شکن جواب دے سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان حالات میں سینکڑوں سال سوئے رہنے والے اصحاب کہف کو صحیح و سلامت جسموں کے ساتھ بیدار کر کے اپنی قدرت کاملہ کا ایک ناقابل تردید ثبوت مہیا کر دیا۔ اور سب پر [illegible] سونے والوں کو بیدار کر سکتا ہے وہ سارا عالم اٹھا سکتا ہے۔ [illegible] تمام مردوں کو قیامت کے دن زندہ کر کے کھڑا کرے۔

۲۴ اصحاب کہف نے بیدار ہونے کے کچھ عرصہ بعد طبعی وفات پائی۔ اب [illegible] اختلاف ہوا بعض کی رائے یہ تھی کہ

أَعْلَمُ بِهِمْ ۚ قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم

انکے حال سے خوب واقف ہے، کہنے لگے وہ لوگ جو صاحب غلبہ تھے اپنے کام پر کہ ہم تو ضرور بنائیں گے ان پر ایک مسجد

مَّسْجِدًا ﴿٢١﴾ سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ

بتائیں گے۔ یہ کہیں گے کہ اصحاب کہف تین تھے چوتھا ان کا کتا تھا اور کہیں گے وہ پانچ تھے چھٹا ان کا

كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ ۖ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ قُل رَّبِّي

کتا تھا یہ سب تکے ہیں بن دیکھے۔ اور یہ کہیں گے وہ سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا کہہ دیجئے میرا رب

غار کے منہ والے پر دیوار چن دی جائے تاکہ اندر کوئی نہ جا سکے جس کی رائے یہ تھی کہ انکے پڑوس میں ایک مسجد تعمیر کر دی جائے تاکہ آنے والے اس میں عبادت کر سکیں اور یہیں اصحاب کہف کی یادگار بھی رہے۔ فمنهم من قال الاولى ان يسد باب الكهف لئلا يدخل عليهم احد ولا يقف احد على احوالهم ومنهم من قال الاولى ان يبنى على باب الكهف مسجد لان هذا القول يدل على ان هؤلاء الاقوام كانوا عارفين بالله معترفين بالعبادة والصلوة۔ (رازی)

علامہ ثناء اللہ پانی پتی یہاں لکھتے ہیں کہ اس آیت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اولیاء کرام کے مزارات کے قریب ان سے تبرک حاصل کرنے کے لیے مسجد بنانا روا ہے۔ فيه دليل على جواز اتخاذ المسجد بجنب مقابر الصالحين قصدا للتبرك۔ (مظہری)

اس کے بعد حضرت موصوف لکھتے ہیں کہ جن احادیث میں مسجد بنانے کی ممانعت مذکور ہے وہاں مراد یہ ہے کہ قبروں کی طرف سجدہ نہ کیا جائے۔ ومعنى اتخاذ قبور الانبياء مساجد السجود الى القبور اخرج مسلم عن حديث ابی مرثد الغنوی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تجلسوا على القبور ولا تصلوا اليها۔ رواه مسلم۔ یعنی ابو مرثد غنوی سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا کہ نہ قبروں پر بیٹھو اور نہ ان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو۔

① اصحاب کہف کی تعداد میں بھی عیسائی مختلف الرائے تھے یعقوبیہ فرقہ والے تین بتاتے اور چوتھا ان کا کتا۔ نسطوریہ کہتے چار ہیں پانچواں ان کا کتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ محض ان کی قیاس آرائیاں ہیں اور وہ ظن و تخمین کے گھوڑے دوڑاتے پھرتے ہیں۔ رجما بالغيب حال من الضمير يعنى يرجمون رجما بالغيب يعنى ظنا بالغيب عنهم (مظہری)

② بعض کا خیال ہے وہ سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا جمہور علماء کی رائے میں یہ تعداد صحیح ہے کیونکہ جس طرح پہلے دو قولوں کے متعلق قرآن نے رجما بالغيب کا لفظ ذکر کیا ہے اس کے لیے نہیں کیا۔

أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِم مَّا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ ۚ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَآءً

میرا رب خوب جانتا ہے ان کی تعداد کو نہیں جانتے انہیں مگر تھوڑے لوگ پس (اے حبیب) نہ بحث کیجئے ان کے بارے میں

ظَاهِرًا وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِم مِّنْهُمْ أَحَدًا ﴿٢٢﴾ وَلَا تَقُولَنَّ لِشَایْءٍ إِنِّي

مگر سرسری بحث اور نہ دریافت کیجئے ان کے متعلق (اہل کتاب) میں سے کسی سے اور ہرگز نہ کہا کریں کسی چیز کے

فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ﴿٢٣﴾ إِلَّا أَن يَشَآءَ اللَّهُ ۚ وَاذْكُر رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ

متعلق کہ میں یہ کام کرنے والا ہوں کل مگر (ساتھ یہ بھی کہیں) کہ اگر چاہا اللہ تعالیٰ نے اور یاد کیجئے اپنے رب کو جب بھول جائیں اور

۳۳ یہ فرمانا بڑا ہی بجا ہے کہ ایسی بات جس کے تعین کے لیے آپ کے پاس کوئی درست ذریعہ نہ ہو اسے خدا کے علم کے حوالہ کر دینا چاہیے۔ البتہ بعض ایسے خوش نصیب ہیں جن کو ان کی صحیح تعداد کا علم ہے۔ حضرت ابن عباس سے اصحاب کہف کے مندرجہ ذیل نام منقول ہیں۔

یکسلمینا، یملیخا، مرطونس، بینونس، سارینونس، ذونواس، کشفیططنونس۔ (مظہری)

۳۴ یعنی نصاریٰ سے اس بارہ میں بحث کی ضرورت نہیں۔ اس بحث میں اتنا طول کیا جا چکا ہے۔ ان سے سرسری گفتگو کے طور پر بات چیت ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ ان آیات بینات کے بعد ان سے تحقیق دریافت کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔

۳۵ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم کی تعلیم و تربیت اور اصلاح و تہذیب کا ذمہ خود اٹھایا تاکہ اس کے محبوب پر کسی کا احسان نہ ہو بلکہ جو ہو وہ اسی حبیب کے رب کا احسان ہو۔ وہ صرف اسی کا منت پذیر ہو اور جو ہو اسی کا ہو۔ اسی لیے ارشاد فرمایا ادبنی ربی فاحسن تادیبی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تعلیم دی اور آداب و رسوم میں آپ کو یکتا بنا دیا۔ آپ خود سوچیں جس کی تعلیم و تربیت علیم و حکیم اور رحیم و کریم نے فرمائی ہو گی اس کے علم و دانش کا اور اس کے اخلاق و عادات کا کیا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ انہی اسباق میں سے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو پڑھائے ایک یہ سبق ہے جو اس آیت میں سکھایا جا رہا ہے یعنی اے حبیب اگر آپ یہ ارادہ کریں کہ کل آپ فلاں کام کریں گے تو یوں مت کہیں کہ میں ایسا کروں گا بلکہ اس طرح کہیں کہ اگر میرے خدا کو منظور ہوا تو کل میں ایسا کروں گا۔ اس طرح ایک تو اظہار عبدیت ہو گا کہ کسی کے پاس وسائل کی کتنی فراوانی ہو اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو اس کی ساری مساعی بیکار ہو کر رہ جاتی ہیں۔ دوسرا اس کا فائدہ یہ ہے کہ جب انسان اپنے ہر کام کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے تو اس کی عظیم برکت سے وہ سب مشکلیں جو بظاہر نظر آتی ہیں خود بخود حل ہو جاتی ہیں۔ حضرت ابن عمر

عَسٰۤى اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ۝ وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ

[illegible]

ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ۝ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَهٗ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] رسالت کی واضح اور مستحکم دلیل ہے۔

[illegible] قتادہ کا مذہب یہ ہے کہ تین سو سال کی یہ مدت یہودیوں کا

غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ ۭ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ

اسی کے لیے ہے علم غیب آسمانوں اور زمین کا وہ خوب دیکھنے والا ہے اور خوب سننے والا کوئی نہیں ان کا اس کے سوا

مِنْ وَّلِيٍّ ۡ وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ۝ وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ

کوئی دوست اور وہ نہیں شریک کرتا اپنے حکم میں کسی کو اور پڑھ کر سنائیے انھیں جو وحی کیا جاتا ہے آپ کی

كِتَابِ رَبِّكَ ۚ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ڟ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝

طرف آپ کے رب کی کتاب سے۔ کوئی بدلنے والا نہیں اس کے ارشادات کا اور نہیں پائیں گے آپ اس کے سوا کوئی پناہ گاہ

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ

اور روکے رکھیے اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح و شام

قول ہے جو قرآن کی بیان کردہ مدت نہیں۔ وہ تو بعد میں یہ فرمایا جا رہا ہے قل اللہ اعلم بما لبثوا کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے یہی بات وہب اور قتادہ کے اس قول کی تائید حضرت ابن مسعود کی قرأت سے ہوتی ہے وقالوا لبثوا فی الکہف۔

اب جب حقیقت یہ ہے کہ تین سو نو سال کی مدت قرآن کی بیان کردہ مدت نہیں بلکہ اہل کتاب کی رائے ذکر کی گئی اور پھر اس کے بعد اس کی تردید بھی کی گئی تو اب ۳۰۹ کی نسبت قرآن اور صاحب قرآن کی طرف کیسے کی جا سکتی ہے جس سے اعتراض کیا ہے کہ یہ مدت غلط ہے صحیح مدت ۳۰۰ سال ہے۔ خود ہی باطل ہو گیا اور اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ یہ قرآن کی بیان کردہ مدت ہے تو ہم ان سے یہ پوچھ سکتے ہیں کہ تمہارے پاس کون سی ایسی قطعی دلیل ہے جس کی بنا پر تم ۳۰۰ سال کا تعین کر رہے ہو۔ تمہارے پاس بھی صرف تاریخی سنی سنائی باتیں ہیں۔ کیا ان میں اتنی جان ہے کہ انھیں قرآن کے حتمی بیانات کے مقابل تصور کیا جائے۔

۲۲ فعل تعجب کے صیغے ہیں مطلب یہ ہے کہ وہ خوب دیکھنے والا اور خوب سننے والا ہے۔

۲۳ اس کا دین مستقل اور خود مختار ہے وہ اپنے فیصلوں میں کسی کی شراکت گوارا نہیں کرتا نہ اس کی کوئی مزاحمت کر سکتا ہے اور نہ اس کی حکمرانی میں کوئی حصہ دار بن سکتا ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ کسی غیر کو دخل اندازی کا کوئی حق نہیں ہے۔

۲۴ قرار کی جگہ پناہ گاہ۔

يُرِيدُونَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

طلب گار ہیں حق کی رضا کے اور نہ ہٹیں آپ کی نگاہیں ان سے کیا آپ چاہتے ہیں دنیوی زندگی کی زینت

۵۵ عیینہ بن حصن الفزاری جو قبیلہ مضر کا سردار تھا اسلام لانے سے پہلے ایک دفعہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا۔ وہاں سلمان فارسی، ابوذر اور دیگر فقرا صحابہ بیٹھے تھے جن پر صوف کے جبے تھے۔ گرمی کا موسم تھا، پسینے کی بو آتی جس سے انھیں بھی [illegible] عیینہ نے کہا کیا آپ کو ان سے تکلیف نہیں ہوتی ہم قبیلہ مضر کے سردار ہیں اگر ہم آپ کا دین قبول کر لیں تو سب لوگ آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ ہمارا آپ کے پاس آنے کو جی تو چاہتا ہے لیکن جب آتے ہیں تو یہ لوگ [illegible] بیٹھے ہوتے ہیں انھیں یہاں سے اٹھا دیں یا آپ ہمارے لیے تیار [illegible] کسی الگ مجلس کا انتظام کریں۔ تاکہ ہم [illegible] تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا [illegible] ان لوگوں کی صحبت ترک نہ کریں جن کی زندگی کا مقصد وحید صرف اپنے رب کریم کی رضا جوئی ہے جو صبح و شام ہر لمحہ اس کی یاد اور اس کی محبت میں محو رہتے ہیں۔ تیری نگاہِ کرم کے یہی مستحق ہیں۔ یہ تیری نظرِ التفات کے بھوکے ہیں جب قرآن کریم [illegible] محبت بھری نظر ان پر پڑتی ہے تو ان کے زخم مندمل ہو جاتے ہیں [illegible] ایسا نہ ہو کہ تیری نگاہِ عنایت ان سے ہٹ جائے ان سے یہ صدمہ برداشت نہ ہو سکے گا [illegible] دلنوازی اور دلجوئی کے [illegible] یہ کوشش کس [illegible] کہ اس کی ساری خوشیاں اس کی نگاہِ کرم کے ایک گوشہ میں سمٹ آئی ہیں [illegible] دو جہان کی [illegible] شعورِ محبت کے [illegible]

علامہ آلوسی نے کیا خوب لکھا ہے [illegible]

[illegible]

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible] هم القوم لا يشقى جليسهم (روح المعانی)

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کا فائدہ تو ان فقرا کو حاصل ہوتا ہے کیونکہ وہ بارگاہِ الٰہی کے عشاق ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انوارِ الٰہی کے لیے آئینہ اور اس کی تجلیات کے لیے عرش اور اس کے اسرار کا صندوق اور اس کے انوار کا مشرق ہیں۔ صحابہ کرام جب حضور کے روئے زیبا کو دیکھتے تھے تو انھیں رب کی معرفت حاصل ہوتی تھی اور جب حضور ان کی نگاہوں سے اوجھل ہوتے تھے تو وہ رنجیدہ خاطر اور پریشان ہو جاتے تھے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا دوسرے لوگ جو ان فقراء کی صحبت سے مشرف ہوتے ہیں ان کی صحبت کا فائدہ انھیں عجیب تر ہے کیونکہ

وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ

اور پیروی نہ کیجئے اس کی جس کے دل کو غافل کر دیا ہے ہم نے اپنی یاد سے اور اتباع کرتا ہے اپنی خواہش کا اور اس کا معاملہ

فُرُطًا ۝ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ

حد سے گزر گیا ہے ۔ اور کہیے حق تمہارے رب کی طرف سے ہے پس جس کا جی چاہے وہ ایمان لے آئے اور جس کا جی چاہے

اللہ تعالیٰ کی یاد کرنے والے مگر جو بوریا نشین [illegible] بخت نہیں رہتا۔

ولا تعد عیناک عنھم پر مزید یہ اس کا یہ معنی نہیں کہ آپ کی نگاہیں ان سے پھر گئی ہیں، کیونکہ تعد مخاطب کا صیغہ نہیں بلکہ واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے جس کا فاعل عیناک ہے جو بعد میں مذکور ہے اور تعد یہاں متعدی مستعمل نہیں بلکہ تنصرف کے معنی میں لازمی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں اور اپنے غلاموں سے التفات اور توجہ تو نگاہ نہیں پھیرتے لیکن کہیں یہ خیال کے عالم میں نگاہیں نہ پھر جائیں۔

ف علامہ قرطبی لکھتے ہیں [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] رضی اللہ تعالیٰ عنہ [illegible] شرکت [illegible] یعنی جس نے زینت دنیا کو [illegible] وجہ کہ اللہ تعالیٰ نے [illegible] یعنی اگر آپ شرک کریں گے تو آپ کے عمل ضائع ہو جائیں گے حالانکہ شرک کا صدور حضور سے محال ہے۔

ف یہی [illegible] آپ کے سامنے یہ تجویز پیش کرتے ہیں کہ ان غریب مسکین لوگوں کو اپنی مجلس میں شریک ہونے سے روک دیجئے تاکہ ہم رؤسا اور امرا آپ کے پاس بیٹھ سکیں۔ یہ لوگ ایسے نہیں کہ ان کی بات مان لی جائے بلکہ ہم نے ان کے دلوں کو اپنی یاد سے محروم کر دیا ہے۔ یہ عقل سلیم کے تقاضوں سے سراسر غافل ہیں اور اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں۔ [illegible] ان ہی میں ہیں۔

ف [illegible] جو اس کا معنی [illegible] یہی ہے [illegible] ہیں ان کی یہ حالت [illegible] نہیں کہ وہ اس [illegible] کو قبول کریں [illegible] جو اس معنی سے تجاوز کر جاتا ہے۔ (قرطبی)

ف یہ لوگ جو [illegible] ہیں اور آپ کو [illegible] کہ ان [illegible] سب لوگ آپ کے حلقہ بگوش ہو جائیں گے۔ اے حبیب! ان حقیقت ناشناسوں کو [illegible] اور [illegible] تو ایمان لے آؤ [illegible] تسلیم [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] کی مرضی [illegible]

فَلْيَكْفُرْ ۚ إِنَّآ أَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۚ وَإِنْ

کفر کرے بے شک ہم نے تیار کر رکھی ہے ظالموں کے لیے آگ [illegible] اور اگر وہ

يَسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِى الْوُجُوْهَ ۚ بِئْسَ الشَّرَابُ ۚ وَ

فریاد کریں گے تو فریاد رسی کی جائے گی ایسے پانی کے ساتھ [illegible] چہروں کو [illegible]

سَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿٢٩﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ إِنَّا لَا نُضِيْعُ أَجْرَ

[illegible] بے شک جو لوگ ایمان لائے اور [illegible] ہم ضائع نہیں کرتے اجر

مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا ﴿٣٠﴾ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ

[illegible] یہی لوگ ہیں [illegible] جنت [illegible] نیچے

[illegible]

[illegible] حضرت ابو سعید خدری [illegible] رسول کریم [illegible] روایت کیا ہے [illegible] چالیس سال [illegible] (ترمذی، احمد)

[illegible]

[illegible] کا بیان ہو رہا ہے [illegible]

[illegible] جنت [illegible] بلکہ کئی جنتوں کا مجموعہ ہے [illegible]

الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا

دریا، انہیں پہنائے جائیں گے ان جنتوں میں کنگن سونے کے اور پہنیں گے سبز رنگ کے لباس

خُضْرًا مِّن سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ ۚ نِعْمَ

جو باریک ریشم [illegible] اور موٹے ریشم [illegible] تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے وہاں مسندوں پر۔ [illegible]

الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿٣١﴾ وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا

یہ بدلہ اور کتنی عمدہ ہے یہ آرام گاہ۔ اور بیان فرمائیے ان کے لیے مثال کہ تھے دو آدمی ہم نے دے رکھے تھے

لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَحَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا

ان دونوں میں سے ایک کو دو باغ انگوروں کے اور ہم نے باڑ بنا دی ان دونوں کے ارد گرد کھجور کے درختوں کی اور

[illegible] اس کا دار و مدار [illegible] آراستہ [illegible] کی جاتی ہے [illegible] دنیا کی بے ثباتی اور اہل دنیا کی حرص [illegible] ایک مثال سے واضح کیا جا رہا ہے۔ اہل عرب [illegible] کاشت ہے [illegible] پانی [illegible] باغ [illegible] ان کے سامنے [illegible] آدمیوں میں سے ایک [illegible] ثروت اور خوشحالی کا نقشہ پیش کیا گیا ہے کتنا دلنشین اور [illegible] ہے۔

ایک شخص کے پاس باغ ہیں جن میں خوش ذائقہ انگوروں کی بیلیں [illegible] ان باغوں کے ارد گرد بلند قامت کھجوروں کے درخت [illegible] ہیں جو اس باغ کو آندھیوں سے بھی بچاتے ہیں اور اپنے [illegible] شیریں پھل کے باعث [illegible] ان انگوروں کی بیلوں کی قطاروں میں جو جگہ بچ گئی ہے وہ بھی بیکار نہیں [illegible] کھیتی باڑی کی جاتی ہے اور کئی فصلیں کاشت ہوتی ہیں۔

علم زراعت [illegible] آج [illegible] قرآن نے پہلے ہی اپنے ماننے والوں کو [illegible] شام، مصر، اندلس [illegible] باغ [illegible] سے [illegible] قوم کے [illegible] علوم و فنون کی [illegible] باغات [illegible] کے ذریعے ہر پھل اور جنس [illegible] کی اقسام کی [illegible] ہیں۔

بَيْنَهُمَا زَرْعًا ۝ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْـًٔا ۙ

[illegible] دونوں باغ [illegible] میں سے کوئی چیز اور

وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ۝ وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ

ہم نے [illegible] اور اس کو [illegible] تو [illegible] اپنے ساتھی

اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ۝ وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ

[illegible]

قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا ۝ وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ

[illegible]

وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ۝ قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ

[illegible]

ف۱ [illegible] ثمر [illegible] ثمار کی جمع [illegible] لسان العرب [illegible] الثمرة تجمع على ثمر ويجمع الثمر على ثمار ثم يجمع الثمار على ثمر [illegible] انواع المال [illegible] یہاں اس سے مراد [illegible] کے علاوہ جو مال و دولت [illegible] اس کے پاس ہے۔

ف۲ دولت مند آدمی [illegible] دولت کا ذکر [illegible] نہیں [illegible]۔

ف۳ یعنی [illegible] رہیگا۔ [illegible]

ف۴ [illegible] قیامت [illegible]

وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ

[illegible]

ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ؕ لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ۝ وَلَوْلَآ

[illegible]

اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا

[illegible]

اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ۚ فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ

[illegible]

[illegible]

وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَاءِ فَتُصْبِحَ صَعِيدًا زَلَقًا ﴿٤٠﴾ أَوْ

[illegible]

يُصْبِحَ مَاؤُهَا غَوْرًا فَلَن تَسْتَطِيعَ لَهُ طَلَبًا ﴿٤١﴾ وَأُحِيطَ بِثَمَرِهِ فَأَصْبَحَ

[illegible]

يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلَىٰ مَا أَنفَقَ فِيهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَيَقُولُ

[illegible]

يَا لَيْتَنِي لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّي أَحَدًا ﴿٤٢﴾ وَلَمْ تَكُن لَّهُ فِئَةٌ يَنصُرُونَهُ مِن

[illegible]

دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مُنتَصِرًا ﴿٤٣﴾ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلَّهِ الْحَقِّ ۚ هُوَ خَيْرٌ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ۝ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ

[illegible]

اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا

[illegible]

تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ

[illegible]

زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَّخَيْرٌ أَمَلًا ﴿٤٦﴾ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً وَّ

اور بہتر ہیں امید کے اعتبار سے۔ اور جس دن ہم چلائیں گے پہاڑوں کو اور تم دیکھو گے زمین کو کھلا میدان اور

حَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ أَحَدًا ﴿٤٧﴾ وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ؕ

ہم جمع کریں گے ان سب کو پس نہ چھوڑیں گے ان میں سے کسی ایک کو۔ اور وہ پیش کیے جائیں گے آپ کے رب کے سامنے قطار در قطار بیشک

لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۢ بَلْ زَعَمْتُمْ أَلَّنْ نَّجْعَلَ

تم آ گئے ہو ہمارے پاس جیسے ہم نے پیدا کیا تھا تمہیں پہلی بار، بلکہ تم تو یہ گمان کرتے تھے کہ ہم نہیں مقرر کریں گے

لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿٤٨﴾ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا

تمہارے لیے وعدہ کا وقت۔ اور رکھ دیا جائے گا نامۂ اعمال پس تم دیکھو گے مجرموں کو کہ ڈر رہے ہوں گے اس سے جو

علامہ [illegible] روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا استکثروا من الباقیات الصالحات قیل وما ھی یا رسول اللہ قال التکبیر والتہلیل والتسبیح والتحمید ولا حول ولا قوۃ الا باللہ (رواہ احمد وغیرہ)

[illegible] اللہ تعالیٰ کی تسبیح، تہلیل، تحمید، تکبیر اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ ہیں۔ [illegible] ما شاء اللہ [illegible] الباقیات الصالحات حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ تمام نیک اعمال ہی باقیات صالحات ہیں۔ علامہ قرطبی نے لکھا ہے کہ یہی قول صحیح ہے۔ وھو الصحیح ان شاء اللہ تعالیٰ۔

۴۷ اب روز قیامت کے احوال کا ذکر شروع ہوتا ہے۔

۴۸ سب مخلوق تمہیں اسی طرح [illegible] دنیا میں جو لوگ قیامت کا انکار کرتے رہے اور فلسفہ بگھارتے رہے انہیں کہا جائے گا کہ تم تو کہتے تھے کہ قیامت وغیرہ کوئی حقیقت نہیں، بتاؤ ہمارے رسولوں کی بات سچی ہوئی یا تمہاری۔

۴۹ جب نامۂ اعمال ان کے سامنے پیش کیا جائے گا مجرموں کی حالت ناگفتہ بہ ہوگی۔ شدت خوف سے ان کا رنگ اڑ رہا ہوگا، چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی ہوں گی اور حسرت و ندامت کے باعث [illegible] ہوں گے۔

فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا

[illegible]

كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ

[illegible]

اَحَدًا ۞ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ

[illegible]

كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ۭ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَاۗءَ

[illegible]

مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۭ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۞ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ

[illegible]

خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۠ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْمُضِلِّينَ عَضُدًا ۝ وَيَوْمَ يَقُولُ نَادُوا شُرَكَائِيَ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ

[illegible]

فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَوْبِقًا ۝ وَرَأَى الْمُجْرِمُونَ

[illegible]

النَّارَ فَظَنُّوا أَنَّهُمْ مُوَاقِعُوهَا وَلَمْ يَجِدُوا عَنْهَا مَصْرِفًا ۝ وَلَقَدْ

[illegible]

صَرَّفْنَا فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۚ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ

[illegible]

شَيْءٍ جَدَلًا ۝ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ وَيَسْتَغْفِرُوا

[illegible]

[illegible]

رَبَّهُمْ إِلَّآ أَن تَأْتِيَهُمْ سُنَّةُ ٱلْأَوَّلِينَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ ٱلْعَذَابُ قُبُلًا ﴿٥٥﴾

[illegible] اپنے رب سے [illegible] پہلے لوگوں کا دستور [illegible] عذاب [illegible]

وَمَا نُرْسِلُ ٱلْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَيُجَٰدِلُ ٱلَّذِينَ

اور ہم نہیں بھیجتے رسولوں کو [illegible] اور جھگڑتے ہیں کافر

كَفَرُوا۟ بِٱلْبَٰطِلِ لِيُدْحِضُوا۟ بِهِ ٱلْحَقَّ وَٱتَّخَذُوٓا۟ ءَايَٰتِى وَمَآ أُنذِرُوا۟

بے ہودہ دلیلوں کی آڑ لے کر تاکہ وہ مٹا دیں اس سے حق کو [illegible]

هُزُوًا ﴿٥٦﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن ذُكِّرَ بِـَٔايَٰتِ رَبِّهِۦ فَأَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِىَ

ایک مذاق۔ اور [illegible] رب کی آیات [illegible] منہ [illegible]

مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ إِنَّا جَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَن يَفْقَهُوهُ وَفِىٓ

[illegible] ان کے دلوں پر [illegible]

ءَاذَانِهِمْ وَقْرًا وَإِن تَدْعُهُمْ إِلَى ٱلْهُدَىٰ فَلَن يَهْتَدُوٓا۟ إِذًا أَبَدًا ﴿٥٧﴾

[illegible] اور اگر [illegible] ہدایت کی طرف تو تب بھی وہ ہدایت [illegible] کریں گے۔

ایک عذاب کے بعد دوسرا عذاب۔ [illegible] (قرطبی)

یعنی حق کا تعلق صرف دلائل کے ساتھ ہے لیکن ان کافروں کا جھگڑا کسی معقولیت پر مبنی نہیں۔ ان کے پاس اپنے موقف کی سچائی ثابت کرنے کے لیے کوئی ایسی دلیل بھی نہیں جو سنجیدگی سے غور کرنے کے قابل ہو۔ [illegible] رہتے ہیں۔

دحض کا معنی ہے پاؤں کا پھسلنا۔ [illegible] (قرطبی) کسی دلیل کو مسترد کردینے کو بھی دحض کہتے ہیں۔ [illegible] مطلب یہ ہے کہ ان کی ساری کوششیں اس پر مرکوز رہتی ہیں کہ وہ حق کو باطل کرکے دکھائیں اور اہل حق کو اس سے پھسلا دیں۔

وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو الرَّحْمَةِ ۖ لَوْ يُؤَاخِذُهُم بِمَا كَسَبُوا لَعَجَّلَ لَهُمُ

اور آپ کا رب بڑا بخشنے والا رحمت والا ہے اگر وہ پکڑتا ان کو ان کے کیے پر تو جلدی بھیج دیتا ان پر

الْعَذَابَ ۚ بَل لَّهُم مَّوْعِدٌ لَّن يَجِدُوا مِن دُونِهِ مَوْئِلًا ﴿٥٨﴾ وَتِلْكَ

عذاب لیکن ان کے لیے ایک وعدہ کا وقت ہے ہرگز نہ پائیں گے اس کے سوا کوئی پناہ کی جگہ اور یہ ساری

الْقُرَىٰ أَهْلَكْنَاهُمْ لَمَّا ظَلَمُوا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِم مَّوْعِدًا ﴿٥٩﴾ وَإِذْ قَالَ

بستیاں ہم نے ہلاک کر دیا انہیں جب انہوں نے ظلم کیا اور ہم نے مقرر کر دیا ان کی ہلاکت کے لیے ایک وقت اور یاد کرو جب کہا

ع

مُوسَىٰ لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا ﴿٦٠﴾

موسیٰ نے اپنے جوان ساتھی کو میں نہیں ہٹوں گا یہاں تک کہ پہنچ جاؤں جہاں دو دریا ملتے ہیں یا چلتا رہوں گا مدتوں

سکتے ہیں اگر چاہے تو ان ظالموں کو اور عذاب کی بجلی میں ہی گرا کر دیتا۔ انہیں مہلت دی جاتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی سنت ہے اور سنت یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو بھی ان کی غلطیوں کی اصلاح کے لیے مہلت دی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ مہلت کی گھڑیاں ختم ہو جاتی ہیں اور مقررہ وقت آ جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچنا ناممکن ہے۔

ف ان دو رکوعوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے ایک مقبول بندے کا ذکر ہے۔ آیات کی تشریح سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند امور کی وضاحت کر دی جائے تاکہ آیات کے مطالب بیان کرنے اور سمجھنے میں سہولت ہو۔ اس واقعہ میں مندرجہ ذیل امور قابل طلب ہیں۔

(۱) یہ موسیٰ کون ہیں۔ (۲) اس سفر کا کیا مقصد ہے۔ (۳) آپ کے ہمراہی خادم کا نام کیا ہے۔ (۴) وہ بندۂ خاص کون ہے۔ الف اس کا نام کیا ہے۔ ب کیا وہ ولی تھا یا نبی۔ ج وہ صاحب شریعت ہے یا نہیں۔

(۵) وہ جگہ جہاں یہ دونوں حضرات ملے تھے وہ کہاں ہے۔ باقی چیزیں آیات کی تشریح کے ضمن میں بیان ہو جائیں گی۔ پہلی چیز کے متعلق جو روایت صحیحین میں ہے اس کا ذکر کر دینا کافی ہے۔

حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس سے موسیٰ کے متعلق دریافت کیا اور انہیں بتایا کہ نوف بکالی کا خیال ہے کہ اس واقعہ میں جس موسیٰ کا ذکر ہے وہ موسیٰ بنی اسرائیل نہیں بلکہ یہ موسیٰ بن میشا بن یوسف ہے۔ حضرت ابن عباس نے یہ سن کر فرمایا اللہ کے دشمن نے جھوٹ بولا ہے۔ مجھے ابی بن کعب نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک دن موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ سے پوچھا گیا

سب سے بڑا عالم کون ہے تو آپ نے جواب میں کہہ دیا کہ میں سب سے بڑا عالم ہوں۔ حق تعالیٰ کو یہ بات پسند نہ آئی کہ انھوں نے علم کو اپنی طرف کیوں منسوب کیا ہے اس کو اللہ کے حوالہ کیوں نہیں کر دیا۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے آپ پر وحی بھیجی کہ مجمع البحرین میں ہمارا ایک بندہ ہے جو آپ سے زیادہ عالم ہے۔ موسیٰ نے [illegible] ان کی صحبت میں پہنچ کر پہنچ سکتا ہوں حکم ہوا کہ اپنے ساتھ ایک مچھلی زنبیل میں رکھ کر جہاں وہ مچھلی گم ہو جائے وہیں اس بندے کی قیام گاہ ہوگی۔ (۲) اس قصہ میں موسیٰ کے رفیق یوشع بن نون ہیں جو بعد میں نبی ہوئے [illegible] حضرت موسیٰ کی صحبت میں رہا کرتے تھے (۴) بعض علماء کہتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام جن کا نام بلیا بن ملکان ہے یہ جس جگہ پر تشریف فرما ہوتے وہ جگہ سرسبز ہو جاتی تھی اس لیے آپ کا لقب خضر ہو گیا۔ [illegible] بعض علماء کی یہ رائے ہے کہ وہ ولی تھے لیکن جمہور [illegible] اور بعض علماء محققین کی رائے یہ ہے کہ وہ نبی تھے کیونکہ ولی کے الہام سے علم قطعی حاصل نہیں ہوتا۔ اور اس میں خطا کا احتمال ہوتا ہے۔ الہام کی وجہ سے قتل جیسے سنگین فعل کا ارتکاب جائز نہیں ہو سکتا اس لیے آپ کو نبی ماننا پڑے گا اور یہی علم یقینی ہو سکتا ہے۔ رہی یہ بات کہ صاحب [illegible] روایات [illegible] علامہ آلوسی نے اپنی تفسیر میں ان اقوال کو بڑی شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا ہے لیکن [illegible] تفصیلی بحث کا مطالعہ کرنے کے باوجود تسلی نہیں ہوتی اور انسان کسی ایسے نتیجہ پر نہیں پہنچتا جس سے دل مطمئن ہو۔

اللہ تعالیٰ [illegible] حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ [illegible] انھوں نے اس مسئلہ میں ایک ایسی بات تحریر کی ہے جس سے دل کا اضطراب رفع ہو جاتا ہے اور انسان کے دل میں ایک ایسی تازگی پیدا ہو جاتی ہے۔ [illegible] حضرت مجدد الف ثانی کی وہ عبارت [illegible] آپ کی پریشانی بھی ختم ہو جائے گی۔

وہ [illegible] کے اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اس اشکال کا حل حضرت مجدد الف ثانی کے کلام کے مطابق یہ ہے کہ حضرت خضر کے متعلق پوچھا گیا [illegible] حقیقت [illegible] کے لیے متوجہ ہوئے۔ [illegible]

[illegible]

(مظہری)

فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سَرَبًا ﴿۶۱﴾ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا

سرنگ کی طرح۔ پس جب وہ آگے بڑھ گئے تو کہا اپنے جوان ساتھی سے کہ لاؤ ہمارا ناشتہ بے شک ہمیں [illegible]

هٰذَا نَصَبًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ ۡ

پہنچی اس سفر میں بڑی مشقت۔ اس ساتھی نے کہا بھلا دیکھئے جب ہم ٹھہرے تھے اس چٹان کے پاس تو میں بھول گیا مچھلی کو

وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ ۖ

اور نہیں بھلایا مجھے اس کو مگر شیطان نے کہ میں اس کا ذکر کروں اور اس نے بنا لیا اپنا راستہ دریا میں عجیب

عَجَبًا ﴿۶۳﴾ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿۶۴﴾

طرح۔ آپ نے فرمایا یہی تو وہ ہے جو ہم چاہتے تھے۔ پس دونوں لوٹے اپنے قدموں کے نشانات پر کھوج لگاتے ہوئے۔ تو پایا دونوں

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا

نے ایک بندہ ہمارے بندوں میں سے جسے ہم نے عطا کی تھی رحمت اپنی جناب سے اور ہم نے سکھایا تھا اسے اپنے پاس سے

ف۶۲ آرام کرنے کے بعد جب سفر شروع ہو گیا کچھ دور جا کر تھکاوٹ محسوس ہونے لگی تو آپ نے خادم کو حکم دیا کہ کھانا لاؤ۔
نصب، تھکاوٹ۔

ف۶۳ اب یاد آیا کہ جب ہم اس چٹان کے نیچے سستانے کے لیے ٹھہرے تھے تو مچھلی تو شور دان سے نکل کر دریا میں کود گئی تھی لیکن اس وقت میں بتانا بھول گیا۔ اب جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کھانا طلب کیا تو سارا ماجرا عرض کر دیا۔ اور ساتھ ہی اپنی بھول کی معافی مانگی۔

ف۶۴ آپ نے سن کر فرمایا وہی تو ہماری منزل تھی ہم اپنی منزل سے آگے نکل آئے۔

ف۶۵ جب وہاں واپس پہنچے تو جس مرد خدا کی تلاش میں نکلے تھے ان سے وہاں ملاقات ہو گئی۔ حضرت خضر وہاں سفید چادر لپیٹے ہوئے آرام فرما رہے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا آپ موسیٰ نبی اسرائیل ہیں۔ آپ نے پوچھا آپ کو کیسے معلوم ہوا تو حضرت خضر نے فرمایا مجھے بھی اسی نے بتایا ہے جس نے آپ کو یہاں بھیجا ہے۔ عبداً من عبادنا میں اضافت تشریف [illegible] بتا رہی ہے کہ [illegible] کا مقام حاصل تھا۔

عِلْمًا ﴿٦٥﴾ قَالَ لَهُ مُوسَىٰ هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰ أَن تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ

[illegible] کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں [illegible]

رُشْدًا ﴿٦٦﴾ قَالَ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٦٧﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا

[illegible]

لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا ﴿٦٨﴾ قَالَ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي

[illegible] اور میں نافرمانی نہیں کروں گا

لَكَ أَمْرًا ﴿٦٩﴾ قَالَ فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَن شَيْءٍ حَتَّىٰ أُحْدِثَ

آپ کے کسی حکم کی [illegible] اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو [illegible]

---

۱ اس بندہ کی مزید صفت فرمائی جا رہی ہے۔

۲ [illegible]

۳ [illegible]

انما يطلب [illegible] من المفضول۔ [illegible]

۴ حضرت خضر علیہ السلام [illegible] صاحب شریعت [illegible] اعتراض [illegible] فرمایا

[illegible] على الشيخ [illegible]

مرید پر لازم ہے کہ اپنے شیخ پر اعتراض نہ کرے۔

لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿٧٠﴾ فَانْطَلَقَا حَتّٰىٓ اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا ۭ قَالَ

[illegible]

اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا ﴿٧١﴾ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ

[illegible]

اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٧٢﴾ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَ

[illegible]

لَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا ﴿٧٣﴾ فَانْطَلَقَا حَتّٰىٓ اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ

[illegible]

قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ۭ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا ﴿٧٤﴾

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ قَالَ إِنْ

جواب دیا کہ میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ آپ میری صحبت میں صبر نہیں کر سکیں گے ۞ آپ نے کہا اگر اب میں پوچھوں

سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي ۖ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ

آپ سے کسی چیز کے بارے میں اس کے بعد تو آپ مجھے ساتھ نہ رکھیں۔ آپ میری طرف سے

لَدُنِّي عُذْرًا ۝ فَانْطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا

حد عذر کو پہنچ گئے ۞ پھر وہ چل پڑے یہاں تک کہ جب ایک گاؤں والوں کے پاس آئے تو ان سے

أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ

ان سے کھانا طلب کیا تو انہوں نے ان کی مہمانداری سے انکار کر دیا۔ پھر ان دونوں نے اس گاؤں میں ایک دیوار دیکھی جو

يَنْقَضَّ فَأَقَامَهُ ۖ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا ۝ قَالَ

گرنے کے قریب تھی تو اس نے اسے سیدھا کر دیا۔ موسیٰ کہنے لگے اگر آپ چاہتے تو اس محنت پر مزدوری لے لیتے ۞ اس نے کہا

ف حضرت خضر نے کہا میں نے تو پہلے ہی آپ کو بتا دیا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر و قرار سے نہیں رہ سکتے اس لیے آپ کا میرے ہمراہ جانا بے سود ہوگا۔

ف حضرت موسیٰ نے فرمایا اب ایک بار پھر جانے دو۔ اگر پھر بھی مجھ سے ایسی بے صبری صادر ہوئی تو آپ مجھے اپنی رفاقت سے محروم کر دیجیے میں پھر اس جدائی پر آپ کو معذور پاؤں گا۔

ف پھر دونوں آگے چلتے رہے۔ یہاں تک کہ ایک گاؤں میں آئے جہاں کے باشندوں نے ان کی طلب کے باوجود ان کی مہمان نوازی کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ وہاں ایک دیوار جھکی ہوئی دکھائی دی۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ ابھی گری ابھی گری۔ حضرت خضر نے دیکھا تو اس کی مرمت کر کے درست کر دیا اور کسی مزدوری کا مطالبہ بھی نہ کیا۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا آپ بھی عجیب ہیں۔ گاؤں والوں نے تو اتنی بے مروتی کا ثبوت دیا کہ ہمیں ایک روٹی تک نہ دی اور آپ ہیں کہ ان کی گرتی ہوئی دیوار کو بلا معاوضہ درست کرنے جا رہے ہیں۔

هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ

(اس) خضر نے کہا یہ جدائی ہے میرے اور آپ کے درمیان۔ اب میں آپ کو بتاتا ہوں حقیقت ان باتوں کی جن پر

عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝ اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ

نہ کر سکے آپ صبر۔ جو کشتی تھی وہ چند مسکینوں کی تھی جو دریا میں محنت کرتے تھے سو میں نے

فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ

چاہا کہ اسے عیب دار کر دوں [illegible] ان کے آگے ایک بادشاہ تھا جو ہر کشتی کو زبردستی چھین لیتا

غَصْبًا ۝ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا

تھا۔ اور وہ جو لڑکا تھا اس کی حقیقت یہ ہے کہ اس کے والدین مومن تھے ہمیں اندیشہ ہوا کہ وہ ان کو سرکشی اور

طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۝ فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّ

کفر [illegible] سو ہم نے چاہا کہ ان کا رب ان کو اس کے بدلے ایسا بیٹا دے جو پاکیزگی میں اس سے بہتر ہو اور

اَقْرَبَ رُحْمًا ۝ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ

زیادہ مہربان ہو۔ اور وہ جو دیوار تھی اس کی حقیقت یہ ہے کہ وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی

وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ

اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا اور ان کا باپ ایک نیک شخص تھا تو آپ کے رب نے ارادہ فرمایا کہ وہ

۱۲۱ے جب تیسری مرتبہ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اعتراض کر دیا تو حضرت خضر نے فرمایا کہ اب ہم اور آپ ایک ساتھ نہیں رہ سکتے۔ البتہ رخصت کرنے سے پہلے آپ کو ان اسرار سے آگاہ کر دوں جن پر آپ سکوت اختیار نہ کر سکے۔ پھر آپ نے یکے بعد دیگرے تمام واقعات کی حقیقت آپ کے سامنے پیش کر دی۔

۱۲۲ے رُحْمًا مصدر ہے [illegible] رُحْمًا رقت لمرشفقت [illegible] مہربانی سا شفقت،

۱۲۳ے [illegible] سے معلوم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ایک بندے کی صلاح و تقویٰ کی وجہ سے اس کی اولاد اور اولاد

يَبْلُغَآ أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنزَهُمَا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۚ وَمَا

دونوں بچے پہنچ جائیں اپنی جوانی کو اور نکال لیں اپنا دفینہ [illegible] آپ کے رب کی خاص رحمت [illegible]

فَعَلْتُهُۥ عَنْ أَمْرِى ۚ ذَٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِع عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿٨٢﴾ ع

میں نے یہ اپنی مرضی سے نہیں کیا یہ حقیقت ہے ان امور کی جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔

کی اولاد اور ان کے مال و جان کی نگہبانی کرتا ہے۔ اور جب تک وہ نیک بندہ کسی مقام پر سکونت پذیر رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پڑوسیوں کی بھی حفاظت فرماتا ہے۔ قال محمد بن المنکدر ان اللہ یحفظ بصلاح العبد ولدہ وولد ولدہ وعترتہ وعشیرتہ واھل دویرات حولہ فما یزالون فی حفظ اللہ ما دام فیھم۔ (قرطبی)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نیک بندے کی سات پشتوں کی حفاظت کرتا ہے۔ ان ولیی اللہ الذی نزل الکتٰب وھو یتولی الصالحین۔

۹۳؎ اس بحث کو ختم کرنے سے پہلے ایک امر کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے۔ تینوں واقعات کے متعلق حضرت خضر نے جو توجیہات پیش کی ہیں ان میں سے پہلی توجیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا فاردت یعنی میں نے ارادہ کیا کہ کشتی کو عیب دار بنا دوں۔ دوسری توجیہ میں فرمایا فاردنا ہم نے یہ ارادہ کیا۔ اور تیسری میں فاراد ربک آپ کے رب نے ارادہ فرمایا۔ اسلوب بیان کے اس تفاوت کی وجہ کیا ہے؟

اس کے متعلق مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اگرچہ خیر و شر، نفع و ضرر ہر چیز کا خالق حقیقی اللہ تعالیٰ ہے لیکن اہل ادب و عرفان کا طریقہ یہ ہے کہ خیر و نفع کا ذکر کرتے ہیں تو اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرتے ہیں اور جب شر اور ضرر کے ذکر کا موقع آتا ہے تو اس کی نسبت اپنی طرف کرتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ارشاد ہے واذا مرضت فھو یشفین۔ جب میں بیمار ہوتا ہوں تو اللہ تعالیٰ مجھے شفا بخشتا ہے۔ بیماری کی نسبت اپنی طرف کی اور صحت کی اس کی طرف۔ حالانکہ بیماری بھی وہی دیتا ہے۔ اسی طرح یہاں کشتی توڑنے کی وجہ بتائی تو فاردت کہہ کر اس کی نسبت اپنی طرف کی کیونکہ کشتی توڑنا مذموم ہے۔ جب دیوار درست کرنے کی وجہ بتائی تو اس کی نسبت حضرت اللہ تعالیٰ کی طرف کی فاراد ربک کیونکہ وہ خیر محض ہے۔ اور قتل غلام کے دو پہلو تھے۔ خیر اس لیے کہ اس کے والدین کو ان کے بیٹے کے عوض میں نیک اولاد دی جا رہی ہے۔ اور شر اس لیے کہ بظاہر ایک معصوم بچے کو قتل کیا جا رہا ہے۔ اس لیے فاردنا جمع کا صیغہ استعمال کیا تاکہ خیر کے پہلو کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو جائے اور شر کا پہلو اپنی طرف منسوب کر دیا۔ علامہ بدر الدین الزرکشی نے اسی توجیہ کو زیادہ پسند فرمایا ہے۔ [illegible] عیب السفینة نسبہ الی نفسہ ادباً مع الربوبیة [illegible] قتل الغلام مشترکا بین المحمود والمذموم استتبع نفسہ

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ۖ قُلْ سَأَتْلُوا عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا ۝۸۳

اور وہ دریافت کرتے ہیں آپ سے ذوالقرنین کے متعلق آپ فرمائیے میں ابھی بیان کرتا ہوں تمہارے سامنے اس کا حال۔

مع بعض معانی فی الاعتبار [illegible] للکون المخصوص من الفعل [illegible] السائلین منکم سابقاً
علی الحق [illegible] ظاہرا و متصل الکلام بعضہ ببعض حتی ما انتہاء الیہ [illegible] جواب غیرہ الی
[illegible] (البرہان فی علوم القرآن الزرکشی جلد ۲ صفحہ [illegible])

۸۳۔ یہودی انگیخت پر مشرکین مکہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو تین سوالات کیے تھے ان میں آخری سوال ذوالقرنین کے متعلق تھا۔ یہ رکوع تقریباً اسی سوال کے جواب پر مشتمل ہے۔ اس سلسلہ میں جن امور کا جاننا ضروری ہے ان کی تفصیل یہ ہے۔ (۱) ذوالقرنین کون تھا؟ (۲) اس کے تین جنگی سفر کن سمتوں میں تھے اور ان سفروں کے حالات کیا تھے؟ (۳) وہ سد کہاں ہے، وہ دیوار یا بند، جو ذوالقرنین نے تعمیر کی تھی۔ (۴) یاجوج ماجوج سے مراد کون سی قوم ہے۔

چونکہ سکندر مقدونی اپنی فتوحات کی وجہ سے عالمگیر شہرت حاصل کر چکا تھا اس لیے کئی مفسرین کا یہ خیال ہے کہ ذوالقرنین سے مراد سکندر ہے۔ لیکن آیات قرآنی اس نظریہ کی تصدیق نہیں کرتیں۔ کیونکہ سکندر یونان کا باشندہ تھا اور اہل یونان سب بت پرست تھے۔ اور یہی مذہب سکندر کا تھا۔ حالانکہ قرآن کریم میں ذوالقرنین کے متعلق صراحتاً مذکور ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتا تھا اس کا دین، عقیدہ اور مفتوح اقوام کے ساتھ جو سلوک تھا اس میں ایک سچے مومن کی شفقت و انصاف صاف جھلک رہا ہے۔ اس لیے قرآن میں مذکور ذوالقرنین سے سکندر مقدونی مراد نہیں ہو سکتا۔ یہ کہہ دینا کہ سکندر مسلمان تھا اس وقت تک قابل اعتنا نہیں جب تک یہ ثابت کر دیا جائے کہ اس نے اپنے استاد ارسطو کے مشرکانہ عقائد کو ترک کر کے توحید کا عقیدہ قبول کر لیا تھا۔ اس قسم کے اقوال کی وجہ سے دشمنان اسلام کو قرآن پر نکتہ چینی کرنے کا موقع ملتا ہے اور وہ اس سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ علماء اسلام کا یہ فرض ہے کہ اپنی تحقیقات اور تجسس سے قرآن کریم کے بیان کردہ واقعات کی ایسی وضاحت کریں کہ مخالف اپنا سا منہ لے کر رہ جائے۔

ذوالقرنین کے متعلق تحقیق کرتے ہوئے مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے یہی دیکھا ہے کہ کیا قدیم کتابوں میں ذوالقرنین کا لفظ کہیں استعمال ہوا ہے اور اگر ہوا ہے تو ان کے نزدیک اس سے مراد کون ہے۔ پھر یہ دیکھا ہے کہ اس ذوالقرنین میں یہ صفات پائی جاتی ہیں جو قرآن کریم نے ذکر کی ہیں۔ اور کیا وہ کارنامے اس سے صادر ہوئے جنہیں قرآن نے اس کی طرف منسوب کیا ہے۔ جیسے کہ آپ پڑھ چکے ہیں یہ سوال یہودی علماء کی طرف سے اہل مکہ کو سکھایا گیا تھا کہ وہ حضور سے پوچھیں کہ ذوالقرنین کون ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ شخص یہود کے نزدیک اپنی کتب

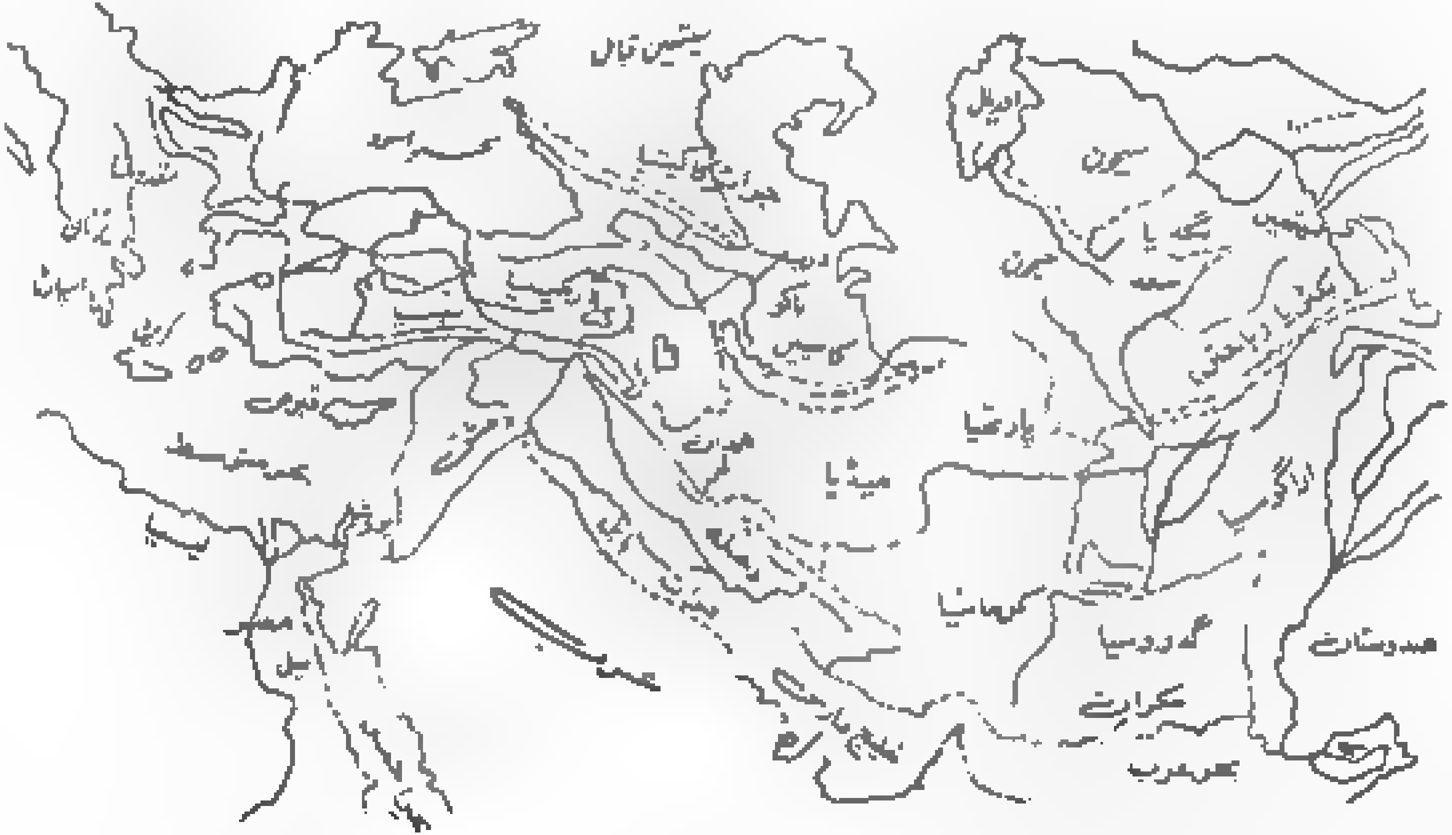
سیتھین قبائل
بحر اسود
دربند
باکو
بحر کاسپین
ہمدان
میڈیا
پارتھیا
کرمانیا
گدروسیا
مکران
بحر عرب
ہندوستان
اراکوسیا
باختر
سیحون
جیحون
ارال
بحر متوسط
مصر
نیل
خلیج فارس
عرب

نقشہ بسلسلہ قصہ ذوالقرنین

سے معروف تھا۔ اس کے متعلق بیبل میں دانیال کی کتاب کے آٹھویں باب میں جو آیتیں ملتی ہیں ان میں حضرت دانیال اپنا خواب بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

”تب میں نے آنکھ اٹھا کر نظر کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ دریا کے پاس ایک مینڈھا کھڑا ہے جس کے دو سینگ ہیں“ اسی باب کی بیسویں آیت میں اس کی تفسیر ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

”جو مینڈھا تو نے دیکھا اس کے دونوں سینگ مادی (میڈیا) اور فارس کے بادشاہ ہیں۔ اور وہ جسیم بکرا یونان کا بادشاہ ہے“ اس سے معلوم ہوا کہ مادی (میڈیا) اور فارس کی سلطنتیں دو سینگوں سے تشبیہ دی گئی ہے اور ان ممالک کے فرمانروا کو مینڈھے سے تشبیہ دی گئی ہے۔

یہ اسی زمانہ کا ذکر ہے جب بخت نصر نے ہیکل کو برباد کیا تھا۔ بیت المقدس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تھی اور بنی اسرائیل کو قیدی بنا کر بابل لے گیا تھا۔ ان کی جمعیت ختم کرنے کے لیے بھیڑ بکریوں کی طرح ادھر ادھر تقسیم کر دیا تھا۔ حضرت دانیال نبی بھی اسیروں میں تھے۔ آپ کو خواب میں بنی اسرائیل کی رہائی کی خوشخبری دی گئی کہ دو سینگوں والا مینڈھا کھڑا ہے۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد سائرس (SERUS)، فارس کا فرمانروا بنا اور اس نے کچھ عرصہ بعد میڈیا کو فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا اور اسی کے ہاتھ سے بابل کی تسخیر اور آزادی نصیب ہوئی اور اسی کی کوشش اور حکم سے ہیکل کی دوبارہ تعمیر ہوئی۔ جس طرح عزرا نبی کی کتاب میں لکھا ہے۔ مورخ لکھتے ہیں کہ پہلے تو صرف گمان تھا کہ اس خواب کی وجہ سے یہود سائرس کو ذوالقرنین (دو سینگوں والا) کے لقب سے یاد کرتے تھے لیکن ۱۸۳۸ء کے ایک انکشاف نے اس قیاس کو ایک تاریخی حقیقت ثابت کر دیا اور معلوم ہو گیا کہ فی الحقیقت شہنشاہ سائرس کا لقب ذوالقرنین تھا اور یہ محض یہودیوں کا رکھا ہوا نہیں تھا بلکہ خود سائرس کا اور باشندگان فارس کا تجویز کردہ نام تھا۔ سائرس کی ایک سنگی تمثال ہے جو اصطخر کے کھنڈروں میں دستیاب ہوئی۔ اس میں سائرس کے دونوں طرف عقاب کے پر بنے ہیں اور سر پر مینڈھے کی طرح دو سینگ ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ میڈیا اور فارس کا شہنشاہ ہونے کے باعث سائرس ذوالقرنین کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔

اور یہ ممکن ہے کہ دانیال کے خواب سے ہی سائرس کو یہ لقب اختیار کرنے کا خیال پیدا ہوا ہو کیونکہ فارس کے بادشاہوں کو بنی اسرائیل کے انبیاء سے بڑی عقیدت تھی۔ سائرس نے بابل کو فتح کیا تو بنی اسرائیل کی اسیری اور جلاوطنی کے دن ختم ہوئے۔ اس نے ان کو انہیں واپس جانے اور ہیکل کو دوبارہ تعمیر کرنے کی اجازت دی اور ہیکل کے سونے چاندی کے جو برتن بخت نصر لوٹ کر لے آیا تھا اور انہیں اپنے خزانے کی زینت بنایا تھا سائرس نے حکم دیا کہ وہ بھی بنی اسرائیل کو واپس دیے جائیں اور پہلے کی طرح ہیکل میں داخل کیے جائیں۔ سائرس کا بچپن بڑی تنگدستی کی حالت میں گزرا۔ جنگلوں اور پہاڑوں میں سارا وقت بسر ہوا۔ قسمت نے کروٹ لی تو اسے اٹھایا اور فارس کا تاجدار بنا دیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں ہی اس نے سب سے بڑی اور مضبوط حکومت میڈیا کو

کر لیا بابل کی پوری قلمرو میں داخل کر لیا جس سے اس کی شہرت بام عروج پر پہنچی اور اس کی عظمت کے پل تعمیر ہونے لگے۔ یہی وہ چیز ہے جسے قرآن نے سببا ـــ الاسباب کے جامع الفاظ سے بیان فرمایا۔

اب جس وقت کے متعلق ذوالقرنین کی تین مہموں کا قرآن نے ذکر کیا ہے کیا ان کی اصل سائرس نے کی۔ ان کی ایک مہم مغرب الشمس کی طرف، دوسری مطلع الشمس کی طرف، تیسری ایک ایسے مقام کی طرف جہاں کوئی وحشی قوم آباد تھی اور یاجوج و ماجوج آ کر غارت مچایا کرتے تھے۔

سائرس کے مورخین بتاتے ہیں کہ جب اس نے میڈیا کو فتح کر کے اپنی سلطنت قائم کی اس کے ساتھ ہی یا اسی کے دوران ایشیائے کوچک کی ایک ریاست جو لیڈیا کے نام سے مشہور تھی اس کے بادشاہ کروسیس نے اس پر حملہ کر دیا اور صلح کے تمام امن معاہدات کو بالائے طاق رکھ دیا جو کروسیس اور سائرس کے بیچ پہلے ہو چکے تھے۔ سائرس مقابلے پر مجبور ہو گیا اور پہلے ہی معرکۂ جنگ میں شرمناک شکست دی اور لیڈیا کی ساری حکومت پر قابض ہو گیا۔ اب تمام ایشیائے کوچک بحر شام سے لے کر بحر اسود تک اس کے زیر نگیں تھا۔ وہ برابر بڑھتا گیا یہاں تک کہ وہ ساحل تک پہنچ گیا جس سے فارس سے لیڈیا تک چھ سو میل کا فاصلہ طے کر لیا۔ لیکن سمندر نے اس کی پیش قدمی روک دی۔ اس کے سامنے سمندر تھا۔ اس نے دیکھا تو حد نظر تک پانی ہی پانی تھا اور سورج گدلے پانی میں غروب ہو رہا تھا۔ ایشیائے کوچک کا مغربی ساحل چھوٹی چھوٹی خلیجوں کا مجموعہ ہے۔ وہ سمندر کم گہرا ہونے کی وجہ سے بالکل گدلا ہے۔ اسی کو قرآن نے ان الفاظ سے بیان فرمایا وجدها تغرب فی عین حمئة۔ اگرچہ سورج تو اپنی آسمانی مدار میں حرکت کرتا رہتا ہے اور کہیں ڈوبتا نہیں لیکن سمندر کے کنارے کھڑے ہو کر وقت غروب آفتاب کا نظارہ کرنے والے کو یہی دکھائی دیتا ہے کہ سورج آہستہ آہستہ پانی کی گہرائیوں میں غوطہ لگانے کے لیے نیچے اتر رہا ہے۔ جس قوم سے سائرس کو وہاں واسطہ پڑا تھا وہ قوم تھی جس نے کروسیس کی سرکردگی میں اس پر حملہ کیا تھا اور اس کا [illegible] کی تھی۔ وہ لوگ اس کے قبضہ میں تھے جس طرح چاہتا ان کے ساتھ برتاؤ کر سکتا تھا۔ لیکن سائرس کے مورخین یک زبان ہو کر کہتے ہیں کہ اس نے [illegible] سے کام لیا اور [illegible] دشمن کے سپاہی کے سوا کسی پر ہاتھ نہ اٹھایا اور [illegible] سے تھا اس سے بھی تعرض نہ کیا۔ قرآن کے بیان سے بھی مورخین کے اس بیان کی تصدیق ہوتی ہے۔ واقعہ اس امر سے بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ مرد مومن تھا اور نیک اعمال کا قدردان تھا۔

اس کی دوسری مہم مشرق کی جانب تھی۔ حد مملکت کے مشرقی اطراف میں بعض خانہ بدوش قبائل نے فتنہ و فساد کی آگ بھڑکا دی تو اس کو روکنے کے لیے مشرق کا رخ کرنا پڑا۔ وہ [illegible] قبائل کی سرکوبی کے لیے بڑھتا چلا گیا۔ آگے پہاڑوں کا طویل اور اونچا سلسلہ تھا اس کے باعث آگے بڑھنے کے لیے کوئی راستہ نہ تھا۔ [illegible] ـــ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیابانی قبیلے صحرا نورد تھے۔ ظلمت اور

مخلوقات کا تو ذکر ہی کیا وہاں کوئی باقاعدہ بستی ہی نہ تھی جہاں مکانات تعمیر کیے جاتے اور ان میں رہائش کی جاتی۔ کبھی درختوں کے کسی حصے کی آڑ میں وقت بسر کر لیا۔ کبھی کوئی سمری سائبان تیار کر لیا۔ دھوپ وغیرہ سے بچنے کے لیے ان کے پاس کوئی معقول انتظام نہ تھا۔

تیسری مہم: اس مہم کے متعلق قرآن نے بتایا کہ ذوالقرنین دو پہاڑوں کے درمیانی درّہ تک پہنچا تو وہاں اسے ایک قوم ملی جو ان کی بولی سے نابلد تھی۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سدین سے مقصود کاکیشیا کا پہاڑی درّہ ہے۔ اس کے دائیں طرف بحر خزر ہے جس سے شمال اور مشرق کی راہ رکی ہوئی ہے۔ بائیں جانب بحر اسود ہے جو شمال مغرب کے لیے قدرتی رکاوٹ ہے۔ درمیانی علاقہ میں اس کا سلسلہ کوہ ایک قدرتی دیوار کا کام دے رہا ہے۔ اس درمیانی درّہ کے علاوہ شمالی قبائل کے لیے ادھر آنے کا کوئی راستہ نہیں تھا اور یقیناً یہیں سے یاجوج ماجوج آ کر ان پر حملے کرتے اور ان کے علاقہ میں غارت و تاراج کیا کرتے تھے۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں دو پہاڑوں کے درمیان ایک سد (دیوار) تعمیر کر کے ان کا راستہ بند کر دیا گیا۔ جو لوگ اس علاقہ میں رہتے تھے اور آئے دن یاجوج ماجوج کے حملوں سے ان کا امن برباد ہو جاتا تھا۔ انھوں نے ہی سائرس سے التجا کی کہ وہ انھیں ان وحشیوں سے نجات دلائے۔

قرآن کریم کی تصریحات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ صرف مومن ہی نہ تھا بلکہ رحم دل، فیاض اور رعایا کا ہمدرد اور خیرخواہ بادشاہ بھی تھا۔ ہمیں اس کے ایمان کے متعلق مطمئن ہونے کے لیے کسی مزید کد و کاوش کی ضرورت نہیں بلکہ انبیاء بنی اسرائیل کی پیشین گوئیاں بھی اس امر کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں کہ وہ مومن تھا۔ حضرت دانیال کی پیشین گوئی تو آپ پڑھ آئے ہیں۔ اب یسعیاہ نبی کی پیشین گوئی سنیے۔

"میں خورس (سائرس) کے حق میں کہتا ہوں کہ وہ میرا چرواہا ہے اور میری مرضی بالکل پوری کرے گا اور یروشلم کی بابت کہتا ہوں کہ وہ تعمیر کیا جائے گا اور ہیکل کی بابت کہ اس کی بنیاد ڈالی جائے گی۔ (یسعیاہ باب ۴۴ آیت ۲۸) اسی کتاب کے باب ۴۵ کی پہلی آیت بھی ملاحظہ فرمائیے۔

"خداوند اپنے ممسوح خورس کے حق میں یوں فرماتا ہے کہ میں نے اس کا داہنا ہاتھ پکڑا کہ امتوں کو اس کے سامنے زیر کروں۔ اور بادشاہوں کی کمریں کھلوا ڈالوں اور دروازوں کو اس کے لیے کھول دوں اور پھاٹک بند نہ کیے جائیں گے۔ یاجوج ماجوج کا ذکر قرآن کریم میں دو جگہ آیا ہے۔ ایک یہاں اور دوسرا سورۃ الانبیاء میں۔ یورپ کی زبانوں میں انھیں [illegible] کہا جاتا ہے یہ ایک وحشی قوم تھی۔ تمام تاریخی قرائن متفقہ طور پر شہادت دیتے ہیں کہ اس سے مقصود صرف ایک ہی قوم ہو سکتی ہے یعنی شمال مشرقی میدانوں کے وہ وحشی اور طاقتور قبائل جن کے مشرقی حصوں کی روک تھام کے لیے چین کے شہنشاہ شین ہوانگ تی کو وہ عظیم الشان دیوار بنانی پڑی۔ جو پندرہ سو میل تک چلی گئی ہے اور جو دیوار چین کے نام سے مشہور ہے۔ اس کی تعمیر [illegible] ق م میں شروع ہوئی اور دس برس میں ختم ہوئی۔ اس سے شمال اور مغرب کی طرف خانہ بدوش قبائل کے حملوں کی تمام راہیں

إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۝ فَأَتْبَعَ

ہم نے اقتدار بخشا تھا اسے زمین میں [1] اور ہم نے دیا تھا اسے ہر چیز (تک رسائی حاصل کرنے) کا ساز و سامان [2] پس وہ

سَبَبًا ۝ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي

ایک راہ پہ چلا۔ یہاں تک کہ جب وہ پہنچا آفتاب کے ڈوبنے کی جگہ تو اس نے دیکھا کہ وہ ڈوب رہا ہے ایک کالی

عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ۗ قُلْنَا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِمَّا

کیچڑ کے چشمہ میں اور اس نے پایا وہاں ایک قوم کو۔ ہم نے کہا اے ذوالقرنین! تجھے اختیار ہے خواہ تم

سے دو چار ہیں۔ اس لیے ان کے حملوں کا رخ پھر وسط ایشیا کی طرف ہو گیا۔ انہیں کے حملوں کو روکنے کے لیے سائرس نے سد تعمیر کی۔ شمال مشرق کے اس علاقہ کا بڑا حصہ اب منگولیا کہلاتا ہے۔ لیکن چینی واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا اصل قدیم نام "موگ" ہے جو چھ سو برس ق م یونانیوں میں میگ اور میگاگ پکارا جاتا تھا۔ اور یہی لفظ عبرانی میں ماجوج ہو گیا۔

آخر میں یہ تحقیق کرنا ہے کہ سائرس نے جو سد تعمیر کی تھی اس کا محل وقوع کہاں ہے۔ بحر خزر کے مغربی ساحل پر ایک قدیم شہر دربند آباد ہے۔ یہ ٹھیک اس مقام پر واقع ہے جہاں کاکیشیا کا سلسلہ کوہ ختم ہوتا ہے اور بحر خزر سے مل جاتا ہے یہاں ایک دیوار ہے جس کا طول پچاس میل اور اونچائی انتیس فٹ اور موٹائی دس فٹ۔ (انسائیکلو پیڈیا)

اس مقام سے مغرب کی طرف قفقاز کا سلسلہ کوہ ہے جو بلند پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے۔ یہاں بھی قدیم زمانے سے ایک دیوار ہے اور اسے آہنی دروازہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ مولانا ابو الکلام آزاد کے خیال کے مطابق یہی آہنی دیوار وہ ہے جو قرآن میں مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (تفصیلات کے لیے ابو الکلام آزاد کی تفسیر ترجمان القرآن سے مدد لیں)

[1] یعنی اسے ملک میں تسلط بخشا۔ اسباب مہیا کیے۔ علم، قدرت، آلات وغیرہ مرحمت فرمائے جن سے کام لے کر وہ ہر چیز تک رسائی حاصل کر سکتا تھا۔ اس آیت میں سببا کا معنی ہے یوصل بہ الی المقصود من العلم والقدرۃ والآلات (مظہری)

[2] یعنی اس کی پہلی مہم کی طرف اشارہ ہے جو مغرب شمس کی طرف تھی۔ جس میں وہ سارا علاقہ فتح کرتا ہوا ایشیائے کوچک کے سمندر کے کنارہ تک جا پہنچا اور سمندر حائل ہونے کی وجہ سے آگے نہ بڑھ سکا۔ حمئۃ سیاہ کیچڑ جہاں پانی کم ہو وہاں کا کیچڑ سیاہ اور پانی گدلا ہوتا ہے۔ اس سے بحر اسود کے خلیج نما ساحل کی طرف اشارہ ہے۔ اس آیت میں سبب کا معنی راستہ ہے۔ سببا یعنی الطریق۔ (مظہری)

أَن تُعَذِّبَ وَإِمَّآ أَن تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا ۝ قَالَ أَمَّا مَن ظَلَمَ

انہیں سزا دو خواہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو ذوالقرنین نے کہا جس نے ظلم (کفر و فسق) کیا

فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُۥ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِۦ فَيُعَذِّبُهُۥ عَذَابًا نُّكْرًا ۝ وَأَمَّا

تو ہم اسے سزا دیں گے پھر وہ اپنے رب کی طرف لوٹایا جائے گا وہ اسے سخت عذاب دے گا اور جو شخص

مَنْ ءَامَنَ وَعَمِلَ صَٰلِحًا فَلَهُۥ جَزَآءً ٱلْحُسْنَىٰ ۖ وَسَنَقُولُ لَهُۥ

ایمان لایا اور اچھے عمل کیے تو اس کے لیے اچھا معاوضہ ہے اور ہم اسے اپنے کام میں

مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا ۝ ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتَّىٰٓ إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ ٱلشَّمْسِ

بات کہیں گے جو آسان ہو گی پھر وہ دوسرے راستہ پر ہو لیا یہاں تک کہ جب سورج طلوع ہونے کے مقام پر پہنچا

وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلَىٰ قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَل لَّهُم مِّن دُونِهَا سِتْرًا ۝

پایا سورج کو وہ طلوع ہو رہا ہے ایسی قوم پر کہ نہیں بنائی ہم نے ان کے لیے سورج (کی گرمی) سے بچنے کی آڑ

ف۱ اگر وہ نبی تھا جیسے بعض کا خیال ہے تو یہ ارشاد ذریعہ وحی ہوگا ورنہ کسی دوسرے نبی کے واسطہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے اجازت مرحمت کی جا رہی ہے۔ اس مفتوح قوم سے جو مناسب برتاؤ چاہے کرے۔

ف۲ اس نے اپنی نیک نفسی کی وجہ سے ان کے پچھلے تمام قصوروں کو معاف کر دیا اور آئندہ کے لیے انہیں متنبہ کر دیا اس کے اس کردار سے بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ سکندر رومی نہ تھا کیونکہ سکندر کے متعلق انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے مقالہ نگار نے لکھا ہے کہ اس نے اپنے باپ فلپ کے مرنے کے بعد اپنے معصوم سوتیلے بھائی کو جو قلوپطرہ کے بطن سے تھا قتل کرا دیا اور اسی طرح اپنے چچا زاد بھائی [illegible] کو بھی اس نے مروا ڈالا تھا نیز اس کے متعلق یہ بھی گمان کیا جاتا ہے کہ اس کے باپ کے قتل میں بھی اس کا ہاتھ تھا جلد ۱ صفحہ ۴۸۰

ایسے شخص سے ایسے حسن کردار کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

ف۳ یہاں سے اس کی دوسری مہم جو مطلع شمس کی طرف تھی کا بیان ہے۔

ف۴ غالباً یہ وحشی قوم جس کے پاس خیمے مکانات وغیرہ بنانے کی ذہنی سمجھ تک نہ تھی اور یہی کی تحقیق میں تہذیب و تمدن سے بالکل بیگانے اور اپنی وحشی زندگی پر مطمئن تھے۔

كَذٰلِكَ ۖ وَقَدْ أَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿٩١﴾ ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٩٢﴾ حَتّٰىٓ

بات یونہی ہے۔ اور ہم نے احاطہ کر رکھا ہے اس کا جو کچھ اس کے پاس تھا علم سے۔ پھر پیچھے پڑا وہ ایک راستہ کے۔ یہاں تک

إِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُونِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُونَ

جب وہ پہنچا دو پہاڑوں کے درمیان تو پایا ان سے اس طرف ایسے لوگوں کو جو نہیں سمجھ سکتے تھے کوئی

يَفْقَهُونَ قَوْلًا ﴿٩٣﴾ قَالُوا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ

کوئی بات۔ انھوں نے کہا اے ذوالقرنین! یاجوج اور ماجوج نے

مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰىٓ أَنْ

بڑا فساد برپا کر رکھا ہے اس علاقہ میں تو کیا ہم مقرر کر دیں آپ کے لیے کچھ خراج تاکہ آپ بنا دیں ہمارے

تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿٩٤﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي

درمیان اور ان کے درمیان ایک بلند دیوار۔ وہ بولا وہ دولت جس میں میرے رب نے مجھے قدرت دی ہے وہ بہتر ہے تم

بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ﴿٩٥﴾ آتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ ۖ حَتّٰىٓ

پس میری مدد کرو افرادی قوت سے میں بنا دوں گا تمہارے درمیان اور ان کے درمیان ایک مضبوط بند۔ لاؤ میرے پاس لوہے کی چادریں یہاں تک

۱۲۲ تیسری مہم کا ذکر ہے۔ سد پہاڑ کو کہتے ہیں جو دو چیزوں کے درمیان آڑ کا کام دے اسی مناسبت سے پہاڑ کو بھی سد کہتے ہیں۔ السد: الجبل۔

۱۲۳ وہاں کے لوگوں نے ذوالقرنین کو اپنی داستانِ غم سنائی اور اسے بتایا کہ یہ وحشی درندہ صفت قبائل آئے دن ان کی بستی پر حملہ کرتے رہتے ہیں۔ انھوں نے بادشاہ کے سامنے ایک مضبوط دیوار بنانے کی درخواست کی اور ہر طرح کی مالی امداد دینے کا وعدہ کیا۔

۱۲۴ اس کی عالی ظرفی کا ایک اور ثبوت ملاحظہ فرمائیے۔ اس نے ان لوگوں کو کہا مجھے تمہاری مالی امداد کی ضرورت نہیں مجھے میرے رب نے بہت کچھ عطا فرمایا ہے۔ ہاں جسمانی کام کر سکتے ہو وہ ضرور کرو۔ خرج اور خراج ہم معنی ہیں۔ ردما: مضبوط دیوار کو کہتے ہیں۔

إِذَا سَاوَىٰ بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَعَلَهُ نَارًا ۙ

[illegible]

قَالَ آتُونِي أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ﴿٩٦﴾ فَمَا اسْطَاعُوا أَنْ يَظْهَرُوهُ وَ

[illegible]

مَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا ﴿٩٧﴾ قَالَ هَٰذَا رَحْمَةٌ مِنْ رَبِّي ۖ فَإِذَا جَاءَ

[illegible]

وَعْدُ رَبِّي جَعَلَهُ دَكَّاءَ ۖ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّي حَقًّا ﴿٩٨﴾ وَتَرَكْنَا

[illegible]

بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ ۖ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ

[illegible]

جَمْعًا ﴿٩٩﴾ وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِلْكَافِرِينَ عَرْضًا ﴿١٠٠﴾ الَّذِينَ

دیں گے۔ اور ہم ظاہر کر دیں گے جہنم کو ان کافروں کے سامنے بالکل عیاں۔ وہ [illegible]

[illegible]

كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَن ذِكْرِي وَكَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ

جن کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا تھا میری یاد سے اور وہ کچھ سن بھی نہیں سکتے

سَمْعًا ﴿١٠١﴾ أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَن يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِن

تھے کیا گمان کرتے ہیں کفار کہ وہ بنا لیں گے میرے بندوں کو میرے سوا

دُونِي أَوْلِيَاءَ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نُزُلًا ﴿١٠٢﴾ قُلْ هَلْ

اپنا حمایتی (تو بے شک) ہم نے تیار کر رکھی ہے جہنم کافروں کی مہمانی کے لیے۔ آپ فرمائیے کیا ہم بتا دیں

نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ﴿١٠٣﴾ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي

تمہیں وہ لوگ جو اعمال کے لحاظ سے سخت گھاٹے میں ہیں ١٢٢ یہ وہ لوگ ہیں جن کی ساری جد وجہد دنیوی زندگی میں

الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ﴿١٠٤﴾ أُولَٰئِكَ

اکارت گئی اور وہ یہ خیال کر رہے ہیں کہ وہ کوئی بڑا عمدہ کام کر رہے ہیں ١٢٣ یہی وہ بدنصیب

١٢١ جو معبود برحق کو چھوڑ کر کسی اور کو رب بنا لیتے ہیں ان سے بڑھ کر اور بدبخت اور کون ہو سکتا ہے۔

١٢٢ کیا تم یہ دریافت کرنا چاہتے ہو کہ اعمال کے لحاظ سے سب سے زیادہ خسارہ اور نقصان میں کون لوگ ہیں۔ آؤ میں تمہیں بتاتا ہوں۔ وہ لوگ جو متاع دنیا کے حصول کے لیے مارے مارے پھرتے ہیں۔ ان کی زندگی کا بس ایک ہی مقصد ہے کہ زیادہ سے زیادہ دولت جمع کی جائے۔ عمارات و محلات تعمیر کیے جائیں۔ دنیا میں منصب عالیہ پر فائز ہوں۔ انہیں کبھی اپنے رب کی خوشنودی حاصل کرنے کا خیال ہی نہیں آیا۔ انہیں اپنی موت کو یاد کرنے کی کبھی فرصت ہی نہیں ملی۔ ضل سعیھم کے الفاظ نے جس حقیقت کی نقاب کشائی کی ہے کہ ان کا ایک ایک قطرہ متاع دنیا کے حصول میں ضائع ہو کر رہ گیا ہے۔ اور اس کشاکش میں وہ تھک کر چور ہو گئے ہیں۔ اخروی سعادت کے حصول کے لیے ان میں اب طاقت نہیں۔ خود غور فرمائیے طالبان دنیا کا یہ کتنا صحیح نقشہ ہے۔

١٢٣ اس کے باوجود انہیں اپنے کیے پر کوئی ندامت نہیں بلکہ اپنی قابلیت پر نازاں ہیں اور اپنی جدوجہد کے ان نتائج پر بڑے مطمئن ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یاد سے روگردانی کر کے جو نقصان عظیم انہوں نے اٹھایا اس کا انہیں احساس تک بھی نہیں ہوا۔

الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ

ہیں جنھوں نے کفر کیا اپنے رب کی آیتوں کا اور اس کی ملاقات کا تو ضائع ہو گئے ان کے اعمال سو نہ قائم کریں گے ہم ان

لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ۝ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا

کے لیے روز قیامت کوئی ترازو نصب نہیں کریں گے یہ ان کی سزا جہنم ہے۔ اس وجہ سے کہ انھوں نے

وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

کفر کیا اور میری آیتوں اور رسولوں کو مذاق بنا لیا۔ یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے

كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ

تو فردوس کے باغات ان کی مہمانی ہوں گے وہ ہمیشہ رہیں گے ان میں اور نہیں چاہیں گے کہ

۱۰۵؎ آخرت کی فکر تو یہ تب کرتے اگر اخروی زندگی پر ان کا ایمان ہوتا۔ انھوں نے تو اس حقیقت کو تسلیم کرنے سے ہی انکار کر دیا ہے کہ ایک روز ان کی ملاقات اپنے رب سے ہونے والی ہے اور ان سے ان کے اعمال کا محاسبہ کیا جائے گا۔

۱۰۶؎ ان کے اعمال ضائع ہو گئے۔ قیامت کے روز جب حضور باری تعالیٰ میں پیش کیے جائیں گے تو ان کے دفتر عمل میں کوئی ایسی نیکی نہیں ہو گی جس کا وزن کیا جائے۔ اس کا یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ بڑے فربہ اور جسیم دنیادار جنھیں لوگ بڑا سمجھتے تھے آئیں گے اور وہ اس غلط فہمی کا شکار ہوں گے کہ آج کے دن بھی وہ معزز ہوں گے اور عزت و احترام کے مستحق قرار پائیں گے لیکن جب ان کو تولنے کے لیے ایک پلڑے میں رکھا جائے گا تو ان کی بے وقعتی ظاہر ہو جائے گی۔ حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ طاقت ور اور صحت مند اور موٹا تازہ جب میزان میں رکھا جائے گا تو اس کا وزن مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہو گا پھر حضور نے یہ آیت پڑھی فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ۔ وزن کا معنی یہاں میزان بھی کیا گیا ہے یعنی ہم ان کے اعمال تولنے کے لیے کوئی ترازو نصب نہیں کریں گے [illegible] ۔ (قرطبی)

۱۰۷؎ ان کے برعکس اہل ایمان جو ہمیشہ عمل صالحات کو شعار بنائے رکھتے تھے ان کی میزبانی کے لیے جنت الفردوس کو آراستہ کیا جائے گا۔ وہاں انھیں رہنے کے لیے ایسے مقامات دیے جائیں گے جہاں سے وہ نکلنا نہیں چاہیں گے بلکہ ہمیشہ وہاں کی مسرت و سرور سے لطف اندوز ہوتے رہیں گے۔ نُزُلًا کا معنی مہمان کی تواضع کے لیے جو کھانا تیار کیا جاتا ہے اسے بھی نُزُل کہا جاتا ہے نیز اس کا ایک دوسرا معنی منزل بھی ہے اور یہاں یہی زیادہ مناسب ہے۔

عَنْهَا حِوَلًا ۝ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ

وہ اس جگہ سے بدلنا نہیں چاہیں گے اے حبیب! آپ فرمائیے کہ اگر ہو جائے سمندر روشنائی میرے رب کے کلمات لکھنے کیلئے تو ختم ہو جائیگا

قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝ قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا

سمندر اس سے پیشتر کہ ختم ہوں میرے رب کے کلمات اور اگرچہ ہم لے آئیں اس جیسا اور سمندر اس کی مدد کو آپ فرمائیے ظاہری صورت

بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰۤى اِلَيَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ

و بشریت میں تو میں تمہاری مانند ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا خدا بس ایک ہی خدا ہے پس جو شخص امید رکھتا ہے

[illegible]

۱۶۶ اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت کی آیات بینات کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔ ان کی بے پایانی کا تصور ذہن نشین کرانے کے لیے کتنا موثر اسلوب اختیار کیا گیا ہے کہ سارے سمندر سیاہی بن جائیں اور اس سیاہی سے اس کی قدرت و حکمت کی آیات کو لکھنا شروع کیا جائے تو سارے سمندر ختم ہو جائیں گے لیکن ان آیات کا احاطہ نہیں ہو سکے گا اگر ایسے سات سمندر سیاہی بنا دیئے جائیں تب بھی یہ مضمون تشنہ ہی رہے گا۔ علامہ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا اچھا مضمون موزوں فرمایا ہے۔

ورق تمام شد و بپایاں رسید عمر ✕ ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

۱۶۷ اللہ تعالیٰ کی ذات بے ہمتا کا ادراک انسان کے بس کا روگ نہیں۔ نہ اس کے ظاہری حواس میں یہ تاب اور نہ اس کے باطنی حواس میں یہ قوت ہے کہ اس کی حقیقت کو پہچان سکیں۔ عقل انسانی اپنی تمام رعنائیوں اور بلند پروازیوں کے باوجود اس کی عظمتوں کے سامنے سرنگوں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت کا بجز اس کے اور کوئی طریقہ نہیں کہ ان آیات بینات میں غور و فکر کیا جائے جن میں اس کی قدرت، عظمت، حکمت اور یکتائی کے جلوے چمک رہے ہیں۔ ان آیات میں جہاں پانی کا قطرہ، ریت کا ذرہ، درخت کا پتہ، زمین کی رنگینیاں، آسمانوں کی وسعتیں، ستاروں کی جھلملاہٹیں، ہیروں کی تب و تابشیاں ہیں وہاں نبی کی ذات بھی ایک ایسا آئینہ ہوتی ہے جہاں دیدۂ بینا کو صفات الٰہی کے ایسے جلوے نظر آتے ہیں جو اور کہیں دکھائی نہیں دیتے۔ خصوصاً وہ ذات اقدس جو مظہر تجلیات جمالیہ اور انوار رحمانیہ کی ایسی تجلی گاہ ہے کہ عرش عظیم کو بھی اس سے کوئی نسبت نہیں۔ جس کسی کے نیاز آگیں دل اور محبت بھری آنکھوں نے حسن مصطفوی کو جتنا جانا، جس قدر پہچانا اور جس قدر پایا اتنا ہی اسے عرفان خداوندی نصیب ہوا۔

لیکن ہر انسان کا ظرف یکساں نہیں ہوتا۔ بعض لوگ اتنے تنگ اور بد دماغ ہوتے ہیں کہ وہ حسن و جمال کے اس

پہلو ہے کہ لیے چہرے دل میں قطعاً کوئی کشش محسوس نہیں کرتے بلکہ ان سے نفرت کرتے ہیں، خود انہیں حقارت کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ اس کے برعکس بعض ہستیاں اتنی عظیم ہیں کہ ان کی عقلیں اتنی دور تک نہیں پہنچ سکتیں کہ جہاں کہیں کمال کی ذرا سی جھلک دیکھی، اسے خدا سمجھ لیا اور خدا بنا لیا، اس کے سامنے سربسجود ہو گئے۔ یہودیوں نے حضرت عزیر کو اللہ کا بیٹا کہنا شروع کر دیا کیونکہ انہیں تورات زبانی یاد تھی۔ حضرت عیسیٰ نے چند معجزات دکھائے تو لوگوں نے انہیں کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا۔ اس غلط فہمی کا سدباب کرنے کے لیے ضروری ہے جہاں اللہ کی توحید کی دعوت دی اور اس کی صداقت ثابت کرنے کے لیے معجزات و کمالات کا اظہار فرمایا وہاں کھلے اور واضح انداز میں یہ تصریح بھی کر دی کہ وہ بایں ہمہ کمال و جمال خدا نہیں بلکہ خدا کے بندے ہیں۔ خالق نہیں بلکہ مخلوق ہیں، معبود نہیں بلکہ عابد ہیں۔ جب جزوی کمالات سے ایسی غلط فہمیاں پیدا ہوئیں جن کی گرفت میں آج بھی بے شمار لوگ ہیں تو جس ذات اقدس پر جمال و کمال کا سلسلہ تمام ہوا اس کے متعلق طرح طرح کی غلط فہمیوں کا پیدا ہونا بعید از قیاس نہ تھا۔ اس لیے ضروری ہوا کہ اس غلط فہمی کے سارے امکانات ختم کر دیئے جائیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو تمام کمالات سے علی وجہ الاتم متصف کرنے کے باوجود اس آیت میں یہ اعلان کرنے کا حکم دیا انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الہکم الہ واحد۔

علمائے سلف نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اظہار تواضع کے لیے یہ اعلان کرنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ اس فتنہ کا دروازہ اول سے ہی بند کر دیا جائے۔ علامہ شہاب الدین آلوسی حضرت ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں: قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما علم اللہ تعالیٰ رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم التواضع لئلا یزہی علی خلقہ فامرہ ان یقر فیقول انی آدمی مثلکم الا انی خصصت بالوحی [illegible] الحق [illegible] للشیطان [illegible] من البحر [illegible] [illegible] علیہ الصلاۃ والسلام [illegible] بعث لہ۔

صاحب کمال کا اظہار تواضع بھی اس کا کمال ہوتا ہے لیکن بعض کم فہم اور حقیقت ناشناس لوگ اس آیت کو کمالات نبوت کے انکار کی دلیل بناتے ہیں۔ اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں نبی مکرم رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان رفیع کے متعلق کچھ بتایا جائے۔

ایک دفعہ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ متی وجبت لک النبوۃ حضور آپ کو خلعت نبوت سے کب سرفراز فرمایا گیا؟ حضور نے جواب میں ارشاد فرمایا وآدم بین الروح والجسد مجھے اس وقت شرف نبوت سے مشرف کیا گیا جب کہ آدم علیہ السلام کی ابھی روح بنی تھی اور نہ جسم۔ رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث حسن صحیح۔ نبوت صفت ہے اور موصوف کا صفت سے پہلے پایا جانا ضروری ہے۔ اب خود ہی فیصلہ فرمائیے جو موصوف اپنی صفت نبوت سے متصف ہو کر آدم علیہ السلام سے پہلے موجود تھا اس کی حقیقت کیا تھی۔ اس لیے

وغیرہ نے یہ کہا ہے کہ کنت نبیا وآدم بین الماء والطین اور کنت نبیا ولا آدم ولا ماء ولا طین لا اصل لھما کہ ان دو حدیثوں کا کوئی اصل نہیں ہے۔ مفسر حقانی ابن تیمیہ کا ردّ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ان حدیثوں کو موضوع یا بے اصل کہنا درست نہیں کیونکہ امام ترمذی کی روایت کردہ حدیث بلا شبہ صحیح ہے۔ نیز یہ دونوں روایتیں اس کی ہم معنی ہیں۔ اس لیے ان کو موضوع کہنا کیونکر درست ہو سکتا ہے جبکہ روایت بالمعنی محدثین کے نزدیک جائز ہے۔ اس حدیث کا یہ مطلب بھی نہیں کہ میں تخلیق آدم سے پہلے علم الٰہی میں نبی تھا کیونکہ اس میں تو حضور کی کوئی خصوصیت نہ ہوئی بلکہ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام ارواح سے پہلے اپنے حبیب کی روح کو پیدا فرمایا اور اسی وقت خلعت نبوت سے سرفراز کیا اور ملاء اعلیٰ کو اس حقیقت پر آگاہ کر دیا۔ ان خلق روحہ قبل سائر الارواح وخلع علیہ خلعۃ التشریف بالنبوۃ اعلانا للملأ الاعلیٰ بہ۔ چنانچہ ایک دوسری روایت میں ہے یسبح اللہ فتسبح الملائکۃ بتسبیحہ کہ روح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا اور سارے فرشتے حضور کی تسبیح سن کر اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

گر ز خورشید جمال یار گشتے روز روشن • از شب تاریک طلعت کس تمیزے [illegible]

ابن قطان نے اپنی کتاب "الاحکام" میں حضرت امام علی زین العابدین سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار حضرت سیدنا امام حسین سے انہوں نے ان کے جد امجد حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کنت نورا بین یدی ربی قبل خلق آدم باربعۃ عشر الف عام یعنی میں نور تھا اور آدم علیہ السلام کی آفرینش سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے رب کے حریم ناز میں باریاب تھا۔

اس حدیث کے تمام ہی تین راوی اہل بیت سے ہیں۔ ان کا علم و فضل اور تقویٰ کسی کی توثیق کا محتاج نہیں۔ البتہ ابن قطان کے متعلق علماء جرح و تعدیل کی رائے بیان کرنا ضروری ہے تاکہ حدیث کی صحت کے متعلق کسی کو شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے۔ علامہ زرقانی ان کے متعلق لکھتے ہیں الحافظ الناقد ابو الحسن علی بن محمد ابن عبد الملک الحمیری۔ کان من ابصر الناس بصنعۃ الحدیث واحفظھم لاسماء رجالہ واشدھم عنایۃ بالروایۃ مع حسن المعتقد والاتقان (زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد اول ص [illegible])

یہ حافظ اور نقاد حدیث تھے۔ ان کا نام ابو الحسن علی بن محمد ہے۔ فن حدیث میں ان کی بصیرت اپنے ہمعصر لوگوں سے زیادہ تھی۔ یہ اسماء الرجال کے حافظ تھے۔ روایت میں وہ انتہا درجہ کی احتیاط برتا کرتے۔ وہ اپنے حسن عقیدہ اور اتقان کے باعث مشہور و معروف تھے۔

حضرت جابر نے حضور پرنور سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ واطیب التحیات سے پوچھا یا رسول اللہ بابی انت وامی اخبرنی عن اول شیء خلقہ اللہ تعالیٰ قبل الاشیاء قال یا جابر ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیک

اور امام عبدالرزاق نے بسند اپنی حضرت جابر سے عرض کی یا رسول اللہ صلعم میرے ماں باپ حضور پر قربان ہوں، مجھے بتائیے کہ اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا۔ حضور نے فرمایا اے جابر اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے تیرے نبی کا نور پیدا کیا۔ اس صحیح حدیث کی تصحیح اور تخریج مولانا تھانوی نے نشر الطیب میں کی ہے۔ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور کی ذات والا صفات عالم امکان میں سب سے مقدم ہے۔ (ص ۵) یہ بھی جابر سے ذکر کی ہے بہت پہلے حضور کی دیگر صفات کی طرح نبوت و بشریت حضور کی صفتیں ہیں۔ اہل معرفت کی اصطلاح میں اسی نور کو حقیقت محمدیہ کہا جاتا ہے۔ یہ حقیقت محمدیہ منبع جملہ خلائق ہے۔ بموجب الاصطلاح مصطفی بسید لافتخر و ابا الارواح (انتقال) یہی اسی وجہ سے حضور کو ابوالعالمین اور تمام ارواح کا باپ کہا جاتا ہے۔

چونکہ بڑا نازک ہے کہ کم علم لوگ پریشان نہ ہوں کہیں ایسے ہی ایسا خیال آ رہا کو دخل دوں۔ بہتر یہی ہے کہ یہاں بھی ان ہستیوں کی تحقیقات پیش کر دی جائیں جن کا علم و فضل اہل شریعت اور اہل طریقت دونوں کے نزدیک مسلم ہے اور جن کا قول ساری امت کے نزدیک حجت ہے۔ اس سلسلے میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کا ایک اقتباس نقل کر رہا ہوں۔ شاید حضرت حسن بصری کی جھلک دیکھ کر کسی چشم الحمد للہ کسی کے دل بے قرار کو قرار آ جائے۔ آپ لکھتے ہیں۔

• جاننا چاہیے کہ پیدائش محمدی تمام افراد انسانی کی پیدائش کی طرح نہیں بلکہ افراد عالم میں سے کسی فرد کی پیدائش کے ساتھ نسبت نہیں رکھتی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود عنصری پیدائش کے حق تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خُلِقتُ من نور اللہ۔ کشف صریح سے معلوم ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش اس امکان سے پیدا ہوئی ہے جو صفات اضافیہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے نہ وہ امکان جو تمام ممکنات عالم میں ثابت ہے۔ ممکنات عالم کے صحیفہ کو اگر کتنی ہی باریک نظر سے مطالعہ کیا جائے لیکن آنحضرت کا وجود مشہود نہیں ہوتا بلکہ ان کی خلقت و امکان کا منشا عالم ممکنات میں سے ہی نہیں کیونکہ اس عالم سے برتر ہے یہی وجہ ہے کہ ان کا سایہ نہ تھا نیز عالم شہادت میں ہر ایک شخص کا سایہ اس کے وجود کی نسبت زیادہ لطیف ہوتا ہے اور جب جہان میں ان سے لطیف کوئی نہیں تو پھر ان کا سایہ کیسے متصور ہو سکتا ہے۔ (دفتر سوم ترجمہ مکتوب ۱۰۰)

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور صفت بشریت سے متصف ہیں اور حضور کی بشریت کا مطلقاً انکار غلط ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ حضور کو بشر کہنا درست ہے یا نہیں۔ جمہور اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضور پر نور کی تعظیم و تکریم واجب ہے اور اس کی بے ادبی سے ایمان سلب ہو جاتا ہے اور اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ ارشاد الٰہی ہے وتعزروه وتوقروه اب دیکھنا یہ ہے کہ بشر کہنے میں تعظیم ہے یا تنقیص [illegible]

رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾

رکھتا ہے اپنے رب سے ملنے کی تو اسے چاہیے کہ وہ نیک عمل کرے اور نہ شریک کرے اپنے رب کی عبادت میں کسی کو ۱۴۲

کامل صورت میں بشر کہنا جائز ہوگا اور دوسری میں ناجائز۔ میرے مربی و مرشد حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب قدس اللہ سرہ نے اس عقدہ کا جو حل پیش کیا ہے اس کے مطالعہ کے بعد کوئی اشتباہ نہیں رہتا۔ آپ کے ارشاد کا خلاصہ یہ ہے کہ لفظ بشر مخصوصاً و صراحتاً متضمن بکمال ہے کیونکہ آدم علیہ السلام کو بشر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا۔ ارشاد باری ہے مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ۔

(اے ابلیس جس کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا اس کو سجدہ کرنے سے تجھے کس نے روکا) کیونکہ اس پیکر خاکی کو اللہ تعالیٰ نے ہاتھ سے بنایا اور یہ عزت نصیب ہوئی اس لیے اسے بشر کہا گیا ہے۔ بس خاک کے پتلے کی اس سے بڑھ کر عزت افزائی کیا ہو سکتی ہے۔ یہی بشریت ہے جو آپ کے الفاظ میں کمال اتحاد کے لیے مظہر بنایا گیا ہے اور ملائکہ اور ابلیس بشریت کاملہ سے محروم تھے۔ یہ دونوں چونکہ نوری و ناری مخلوق ہیں جن کو بشر کہنا عین تعظیم و تکریم ہے۔ اور چونکہ اس کمال تک ہر کس و ناکس سوائے اہل تحقیق و اہل عرفان کے رسائی نہیں رکھتا لہٰذا اطلاق لفظ بشر جو اس کمال سے خالی اس کا علم عوام سے مخفی ہے۔ خواص کے لیے جائز اور عوام کے لیے بہ نیت اظہار شمائل با تعظیم جائز ہے۔

(فتاویٰ مہریہ صفحہ ۹۹ - ۲۲ ملخصاً)

۱۴۲ غور طلب بات یہ ہے کہ یہ مماثلت کس چیز میں ہے۔ صفات و درجات میں ہو یا کسی کمالات علمی میں یا عملی عادات و خصائل، روح پرواز، جسم و صورت میں۔ کسی کو مماثلت کا گمان نہ کرنا نامناسب بھی نہیں۔ پھر یہ مماثلت جس کا ذکر اس آیت میں ہے کس پہلو میں پائی جاتی ہے۔ یقیناً صرف ایک بات میں مماثلت ہے وہ یہ ہے کہ یُوحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ کہ وحدہ لا شریک لہ صرف ایک ہی ہے کہ تم بھی ہو سکے جو اس کا بھی وہی خالق و مالک ہے جو تمہارا خالق و مالک ہے۔

۱۴۳ عمل کی قبولیت کے لیے ضروری ہے کہ وہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کیا جائے۔ جہاں ریا آگئی وہ عمل ضائع ہو گیا۔ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من صلی یرائی فقد اشرک ومن صام یرائی فقد اشرک ومن تصدق یرائی فقد اشرک یعنی جس نے ریاکاری سے نماز پڑھی اس نے شرک کیا جس نے ریاکاری سے روزہ رکھا اس نے شرک کیا۔ جس نے ریاکاری سے صدقہ دیا اس نے شرک کیا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں انہیں شداد رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ ایک دفعہ حضرت شداد رونے لگے۔ رونے کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے جواب دیا کہ میں نے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ایک بات سنی تھی جس نے مجھے رلا دیا۔ میں نے حضور

کہ وہ فرماتے تھے اتخوف علی امتی الشرک والشهوة الخفیة ۔ کہ مجھے اندیشہ ہے کہ میری امت شرک اور شہوت خفیہ میں مبتلا ہو جائے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ اتشرک امتک من بعدک ۔ کیا حضور کی امت حضور کے بعد شرک کرنے لگے گی؟ وقال نعم اما انهم لا يعبدون شمسا ولا قمرا ولا حجرا ولا وثنا ولكن يراؤون باعمالهم حضور نے فرمایا ہاں۔ لیکن وہ سورج چاند کی پوجا نہیں کریں گے اور نہ کسی پتھر اور بت کی عبادت کریں گے، بلکہ وہ لوگوں کو دکھانے کے لیے عمل کریں گے۔ اس حدیث سے واضح ہوا کہ کوئی کام خواہ کتنا نیک اور عمدہ ہو اگر اس میں ریا اور نمود آجائے گی تو بارگاہ رب العالمین میں وہ قطعاً منظور نہیں ہوگا۔ وہاں تو وہی عمل مقبول ہوتا ہے جس سے فقط اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی مطلوب ہو۔ لیکن یہ بڑی مشکل بات ہے نفس کی انگیخت اور شیطان کی وسوسہ اندازی سے محفوظ رہنا بڑی ہمت اور حوصلہ کا کام ہے۔ ہر کس و ناکس میں یہ ہمت و عزم کہاں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے رسول کریم نے ہماری کمزوریوں پر رحم فرماتے ہوئے ہمیں ایسا طریقہ بھی تعلیم کر دیا جس کے ذریعے ہم شیطان کی شر انگیزی سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے شرک کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

هو فيكم اخفى من دبيب النمل وسادلك على شيء اذا فعلته اذهب عنك صغار الشرك وكباره تقول اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ وَاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا اَعْلَمُ تقولها ثلاث مرات (قرطبی)

یعنی شرک چیونٹی کے رینگنے سے بھی زیادہ تم میں مخفی ہوتا ہے۔ میں تمہیں ایک دعا سکھاتا ہوں۔ اگر تم یہ مانگو گے تو اس کی برکت سے چھوٹا اور بڑا ہر قسم کا شرک تم سے دور ہو جائے گا۔ الفاظ یہ ہیں انہیں تین بار کہو:۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ وَاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا اَعْلَمُ۔

اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں تیرے ساتھ دانستہ شرک کروں اور میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اس شرک سے جو نادانستہ مجھ سے سرزد ہو۔

WWW NAFSEISLAM.COM

تعارف سورۂ مریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام :۔ حضرت مریم کا تذکرہ اس سورۃ میں تفصیلاً کیا گیا ہے۔ اسی مناسبت سے اس سورۃ کو آپ کے نام نامی سے موسوم کیا گیا۔ یہ چھ رکوعوں اور اٹھانوے آیات پر مشتمل ہے۔ اس کے کلمات کی تعداد سات سو اسی ہے۔

نزول :۔ جب اہل مکہ کے دو مشہور سیاستدان عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ اپنی سیاسی ریشہ دوانیوں کے باوجود نجاشی کو اس بات پر آمادہ کرنے میں ناکام رہے کہ مسلمان مہاجرین کو حبشہ سے نکل جانے کا حکم صادر کرے تو مسلمانوں کے خلاف نجاشی کے دل میں آتش غیظ و غضب بھڑکانے کیلئے انہوں نے ایک اور چال چلی۔ انہوں نے نجاشی سے کہا کہ وہ مسلمانوں سے پوچھے کہ وہ حضرت مسیح کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔ انہیں یقین تھا کہ مسلمان اگر اپنا صحیح عقیدہ بیان کریں گے تو بادشاہ برافروختہ ہو جائیگا اور اگر مداہنت کریں گے اور غلط بیانی سے کام لیں گے تو ملک میں ہر طرف ان کے خلاف پروپیگنڈہ کا ایک طوفان برپا کر دیں گے۔ نجاشی نے مسلمانوں کو حضرت مسیح کے بارے میں اپنا عقیدہ بیان کرنے کا حکم دیا تو مسلمانوں کی طرف سے اہل دربار کے سامنے تقریر کے فرائض انجام دینے کیلئے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے سورۃ مریم کی ابتدائی آیات پڑھنا شروع کر دیں۔ اس وقت عجیب منظر تھا۔ قرآن پڑھا جا رہا تھا اور پڑھنے والا وہ تھا جس نے قرآن کی تعلیم اس ذات اقدس و اطہر سے حاصل کی تھی جس کے قلب منور پر اس کا نزول ہوا تھا۔ مجلس پر سناٹا چھا گیا۔ نجاشی کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ حتیٰ کہ اس کی داڑھی بھیگ گئی۔ جب حضرت جعفر نے تلاوت ختم کی تو نجاشی نے ایک تنکا اٹھا کر کہا کہ حقیقت مسیح کے متعلق جو قرآن نے بیان کیا ہے حضرت مسیح اس تنکے کے برابر بھی اس سے کم یا زیادہ نہ تھے۔ یہ واقعہ بعثت نبوی کے پانچویں سال وقوع پذیر ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حبشہ کی طرف مسلمانوں کی ہجرت سے پہلے یہ سورۃ نازل ہو چکی تھی۔

مضامین :۔ پہلے رکوع میں حضرت زکریا علیہ السلام کی یاد دلا کر انہیں شرف قبولیت بخشتے ہوئے انہیں اس وقت ایک بیٹے کی ولادت کا مژدہ سنایا گیا جب بڑھاپے کی وجہ سے وہ ناتواں ہو چکے تھے اور ان کی اہلیہ محترمہ بانجھ ہو چکی تھیں۔ دوسرے رکوع میں حضرت مسیح علیہ السلام کی بن باپ پیدائش کا تذکرہ کر کے اس حقیقت کو عیاں فرمایا کہ اسباب و علل کی احتیاج ہمیں ہے اسے نہیں جو اسباب و علل کا خالق ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی

شخصیت انتہائی متنازعہ فیہ تھی۔ آپ کے دوستوں میں ایسے حقیقت ناشناس بھی تھے جو آپ کو خدا یا خدا کا بیٹا یقین کرتے اور آپ کے دشمنوں میں ایسے مداہن بھی تھے جو آپ پر ایک خرافاتی الزام دھرنے کے لیے کسی قیمت پر تیار تھے۔ اور خود حضرت کے اس شور و شغب میں حقیقت دوسرے رنگوں سے باطل اور مضمحل ہو چکی تھی۔ یہ قرآن ہی کا فرض تھا کہ حضرت مسیح کی حقیقت کو آشکار کرے۔ چنانچہ آپ کی اور آپ کی والدہ طاہرہ کی عظمت و شان کو پوری بات و تاکید بیان کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ حضرت مسیح مخلوق تھے اور وہ صرف خدا کے پیارے بندے اور معزز رسول تھے۔ عصر حاضر کے جدید محققین نے حضرت مسیح کی ولادت کے متعلق جس عجیب ذہنیت کا مظاہرہ کیا ہے اس کا تفصیلی تذکرہ اور اس کا تبصرہ آیات کی تفسیر کے ضمن میں ملاحظہ فرمایئے۔

تیسرے رکوع میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے انداز دعوت کو بڑی حسن و خوبی سے بیان کیا گیا ہے۔ آپ کو دعوت کی نزاکتوں کا احساس بھی ہے اور اپنے باپ کا ادب بھی مدنظر رکھتے ہیں۔ امر حق میں سختی ہے حقیقت کلامی ہے، ملائمت ہے اور نرمی بھی ہے، ہمدردی بھی ہے، ادب ہے اور احترام ہے۔ جب تک مبلغ اسلام ہر تبلیغ اس اسوۂ ابراہیمی کو نہیں اپنائے گا وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

چوتھے رکوع میں متعدد اولوالعزم رسولوں کا سرسری حسن و خوبی کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ اور ان کے تذکرے کے بعد ان کی اولاد کا ذکر فرمایا ہے جنہوں نے اس راہ عمل میں قدم جمانے کے بجائے نیکوں کی اولاد میں رہ کر بھی نسب عالی کو برباد اور ذلیل اور رسوا کرنے میں دوسروں سے بھی سبقت لے جانے لگے اور انبیاء کی اولاد ہونے کا جو شرف انہیں حاصل تھا وہ یکسر انہوں نے خاک میں ملا کر رکھ دیا۔ فسوف یلقون غیا کی دل ہلا دینے والی سرزنش سے انہیں خواب غفلت سے جھنجھوڑا۔ اس کے ساتھ ہی انہیں تسلی بھی دی کہ اگر وہ ابھی اس غلط روش سے کنارہ کش ہو کر باز آجائیں گے تو رحمت کے دروازے ان کے لیے کھول دیئے جائیں گے۔

پانچویں رکوع میں منکرین قیامت کی غلط فہمیوں کا ازالہ کر دیا گیا۔ پھر دنیا کے ساز و سامان کی ناپائیداری کی طرف توجہ دلا کر انہیں باقیات صالحات کی طرف شوق انگیز انداز میں دعوت دی گئی۔

آخری رکوع میں ان گمراہ فرقوں کی حماقت کا پردہ چاک کیا گیا جو خداوند تعالیٰ کے لیے بیٹے یا بیٹیاں گھڑا کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر اسرار و رموز کا بیان اپنے اپنے موقع پر آپ ملاحظہ کریں گے۔

سُورَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثَمَانٌ وَتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ مریم مکی ہے اس کی ۹۸ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے آیتیں اور ۶ رکوع ہیں

كٓهٰيٰعٓصٓ[1] ۝ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا[2] ۝ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ[3]

کاف۔ ہا۔ یا۔ عین۔ صاد۔ یہ ذکر ہے آپ کے رب کی رحمت کا جو اس نے اپنے بندہ زکریا پر فرمائی۔ جب انہوں نے پکارا اپنے رب کو

[1] یہ حروف مقطعات ہیں۔ ان پر تفصیلی بحث سورہ بقرہ کے آغاز اور بعض دوسرے مقامات پر گزر چکی ہے۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ یہ حروف اللہ تعالیٰ کے مختلف اسماء پر دلالت کرتے ہیں۔ ک کافی پر، ھا ہادی پر، یا حکیم پر، ع علیم پر اور صاد صادق پر۔

قشیری نے حضرت ابن عباس سے اس کا یہ مفہوم بھی نقل کیا ہے۔

معناه كاف لخلقه هاد لعباده يده فوق ايديهم عالم بهم صادق في وعده۔

یعنی وہ اپنی مخلوق کے لیے کافی ہے۔ اپنے بندوں کو ہدایت دینے والا ہے۔ سب پر غالب ہے۔ سب کو جانتا ہے۔ اور اپنے وعدے کا سچا ہے۔ حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ دعا مانگتے ہوئے کہا کرتے تھے۔ یا کہیعص اغفرلی یا کاف ہا یا عین ص مجھے بخش دے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ایک ہے۔ بعض علمائے اسی کو اسم اعظم کہا ہے۔ (قرطبی، روح المعانی)

[2] یہ فقرہ خبر ہے اور اس کی مبتدا "ھذا" محذوف ہے یعنی ھذا ذکر رحمۃ ربک عبدہ زکریا۔ اے سرور عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ واقعہ جس کا بیان اب ہو رہا ہے اس میں تیرے رب کریم کی اس رحمت کا ذکر ہے جو اس نے اپنے ایک جلیل القدر بندے حضرت زکریا علیہ السلام پر فرمائی۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے۔ کائنات کا ہر ذرہ اپنے وجود اور اپنی بقا میں اس کی شان ربوبیت کا رہین منت ہے۔ ہاں بصفت ربوبیت کا جو خصوصی تعلق ذات پاک مصطفیٰ علیہ اطیب التحیۃ والثناء سے ہے وہ اور کسی چیز کو میسر نہیں۔ عبد کی اضافت اپنی ذات کی طرف فرما کر حضرت زکریا کی عزت و شرف کا اظہار فرما دیا۔

[3] آپ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے تھے۔ جن کے ذمہ بیت المقدس میں مذہبی رسومات کو ادا کرنا تھا۔ آپ حضرت مریم کی خالہ ایشیع [illegible] کے شوہر تھے۔ اسی قرابت کے باعث آپ کو حضرت مریم کا نگران مقرر کیا گیا تھا جس کا تفصیلی تذکرہ سورۂ آل عمران میں گزر چکا ہے۔

نِدَآءً خَفِيًّا ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّىْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ

[illegible]

شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۝ وَاِنِّىْ خِفْتُ الْمَوَالِىَ

[illegible]

مِنْ وَّرَآءِىْ وَكَانَتِ امْرَاَتِىْ عَاقِرًا فَهَبْ لِىْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝٦ يٰزَكَرِيَّآ

جو وارث بنے میرا اور وارث بنے یعقوب (علیہ السلام) کے خاندان کا (1) اور بنا دے اسے اے میرے رب پسندیدہ۔ اے زکریا

شیعہ کا عقیدہ ہے کہ عام لوگوں کی طرح انبیاء کے اموال اور جائیداد بھی بطور میراث وارثوں میں تقسیم ہو سکتی ہیں۔ اپنے اس نظریہ کو ثابت کرنے کے لیے انہوں نے اس آیت سے بھی استدلال کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ وراثت کے لفظ کا اطلاق اگرچہ علم، منصب اور مال کی وراثت پر ہوتا ہے لیکن اس کا حقیقی معنی مال کی وراثت ہے اور دیگر امور کے لیے اس کا استعمال مجاز ہے۔ اس آیت میں وراثت کا حقیقی مفہوم ہی مراد ہوگا۔ حقیقی معنی کو چھوڑ کر مجازی معنی مراد لینا درست نہیں۔ نیز علامہ سیوطی نے اپنی تفسیر درمنثور میں حضرات ابن عباس، مجاہد، عکرمہ اور ابوصالح سے اس آیت کا یہی معنی نقل کیا ہے۔ جہاں تک آیۃ یرثنی کا تعلق ہے یعنی مجھے ایسا بیٹا عطا فرما جو میرے مال کا وارث ہو اور اس معنی کی تائید حضور کے اس ارشاد سے بھی ہوتی ہے یرحم اللہ اخی زکریا ما کان علیہ من یرث مالہ یعنی اس آیت کے متعلق حضور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ میرے بھائی زکریا پر رحم فرمائے ان کا کوئی وارث نہ ہوتا۔ اگر ان کے مال کا کوئی بھی وارث ہوتا۔ یہ مفہوم ان کی کتب سے حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے ہم وضاحت کے لیے اس بحث کو یہاں درج کر رہے ہیں۔

اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ انبیاء کسی کے وارث ہوتے ہیں اور نہ ان کا کوئی وارث ہوتا ہے کیونکہ یہ حدیث صحیح سے ثابت ہوتا ہے اور یہ احادیث صرف اہل سنت کی کتب میں ہی موجود نہیں بلکہ شیعہ کی کتب میں بھی صحیح سند سے مروی ہیں۔ چنانچہ ان کے محدث محمد یعقوب کلینی نے اپنی کتاب الکافی میں حضرت امام جعفر صادق سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ان العلماء ورثة الانبیاء وذلک ان الانبیاء لم یورثوا درهما ولا دینارا وانما اورثوا احادیث من احادیثهم فمن اخذ بشیء منها فقد اخذ حظا وافرا۔

ترجمہ: بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انبیاء درہم اور دینار کا وارث کسی کو نہیں بناتے بلکہ وہ اپنے حکیمانہ ارشادات بطور ورثہ دیتے ہیں۔ جس نے ان ارشادات سے کوئی چیز حاصل کی اس نے بہت بڑی میراث کا بڑا حصہ لیا۔ اس حدیث میں "انما" کا لفظ کلمہ حصر کا فائدہ دیتا ہے جس کے شیعہ بھی معترف ہیں۔ ان احادیث کی روشنی میں جو فریقین کے نزدیک صحیح ہیں ہم آیت میں یرثنی کا معنی وراثت علمی ہی کریں گے۔

ان کا یہ کہنا بھی درست نہیں کہ وراثت کا اطلاق وراثت مال پر حقیقی ہے اور دوسرے معانی پر مجازی بلکہ علم، منصب اور مال کی وراثت سب پر اس کا اطلاق حقیقتاً ہوتا ہے اور اگر مان بھی لیا جائے کہ دیگر معانی پر اس کا اطلاق مجازی ہے تو بھی یہ ایسا مجاز نہیں کہ جس کا مفہوم سمجھنے میں دقت یا دشواری کا سامنا کرنا پڑے بلکہ یہ مجاز متعارف ہے اور بکثرت ان معانی پر اس کا اطلاق ہوتا رہتا ہے۔ صرف قرآن کریم میں اس کا استعمال آٹھ جگہ

إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيَىٰ لَمْ نَجْعَل لَّهُ مِن قَبْلُ سَمِيًّا ⑦

ہم مژدہ دیتے ہیں تجھے ایک بچے کی ولادت کا اس کا نام یحییٰ ہوگا ہم نے نہیں بنایا اس کا کوئی ہم نام اس سے پہلے ش

قَالَ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا وَقَدْ بَلَغْتُ

زکریا نے عرض کی میرے رب کیسے ہو سکتا ہے میرے ہاں لڑکا حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں پہنچ گیا ہوں

مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ⑧ قَالَ كَذَٰلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَقَدْ

بڑھاپے کی انتہا کو ش فرمایا یونہی ہوگا۔ تیرے رب نے فرمایا ہے کہ یہ مجھ پر بہت آسان ہے اور

ہے۔ حقیقت کا اس پر اطلاق آتا ہے۔ مثلاً ارشاد الٰہی ہے "ثم اورثنا الکتب الذین اصطفینا من عبادنا" یعنی اپنے بندوں سے جن کو ہم نے چن لیا تھا انہیں کتاب کا وارث بنایا۔ دوسری جگہ ہے "فخلف من بعدهم خلف ورثوا الکتب" ان کے بعد ان کے جانشین کتاب کے وارث ہوئے۔ ایک اور مقام پر ارشاد ہے "ان الذین اورثوا الکتب من بعدهم" یعنی وہ لوگ جو ان کے بعد کتاب کے وارث ہوئے۔ یہاں تمام آیات میں وراثت سے مراد مالی وراثت نہیں بلکہ علم و حکمت ہے۔

جو روایات مالی وراثت پر دلالت کرتی ہیں، وہ علماء جرح و تعدیل کے نزدیک پایۂ اعتبار سے ساقط ہیں۔ والآثار الدالة علی ... لا یعول علیها عند النقاد (روح المعانی) اور وہ احادیث رسول ہیں اور احادیث صحیحہ کے مقابلہ میں انہیں پیش نہیں کیا جا سکتا۔ [illegible] من الصحاح۔

اس کے علاوہ پیغمبر کی ذات اس سے بالاتر ہے کہ مال و متاع کی محبت میں اسیر ہو۔ وہ ہر وقت حسن ازل کے جلووں کے مشاہدہ میں مستغرق رہتے ہیں۔ وہ دنیا میں رہتے ہیں پھر بھی ان کے دامن دل پر اس کی گرد نہیں لگ سکتی۔ دوسرا حضرت زکریا علیہ السلام کے متعلق یہ مشہور ہے کہ وہ بڑھئی کا کام کر کے اپنی گزر اوقات کیا کرتے تھے۔ ان کے پاس اتنی دولت ہی کہاں تھی جس کے لیے وہ ہر وقت فکرمند رہتے۔ ان تمام امور کے پیش نظر ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ آیت میں وراثت سے مراد وراثت مالی نہیں بلکہ علم و حکمت کی وراثت ہے۔

ش دعا کی قبولیت کا مژدہ سنایا جا رہا ہے۔ سمیّا، ہم نام۔

ش یہ مژدہ سن کر خوشی کی انتہا نہ رہی۔ از راہ مسرت و حیرت عرض کرنے لگے۔ عتیا: وہ بڑھاپا جس کی وجہ سے ہڈیاں بھی خشک ہو گئی ہوں۔ علامہ راغب اصفہانی اس کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں ای حالة لا سبیل الی اصلاحها ومداواتها یعنی بڑھاپے کی وہ حالت جب نقاہت انتہا کو پہنچ جائے اور اس کے دور ہونے کی اب کوئی صورت نہ ہو

خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْـًٔا ﴿٩﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً

(دیکھو) میں نے تمہیں بھی تو پیدا کیا تھا اس سے پہلے جبکہ تم کچھ بھی نہ تھے ف۱۰ زکریا نے عرض کی اے میرے رب! مقرر فرما دے میرے لیے کوئی علامت ف۱۱

قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ﴿١٠﴾ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ

جواب ملا تیری علامت یہ ہے کہ تو بات نہیں کر سکے گا لوگوں سے تین رات تک باوجود تندرست ہونے کے ف۱۲ پس باہر آئے اپنی قوم کے پاس

مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿١١﴾ يٰيَحْيٰى

عبادت گاہ سے پس اشارہ سے انہیں سمجھایا کہ تم بھی پاکی بیان کرو صبح و شام اے یحییٰ! تھام لو اس

خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ﴿١٢﴾ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا

کتاب کو مضبوطی سے ف۱۳ اور ہم نے بخشی انہیں حکمت جبکہ وہ ابھی بچے تھے نیز عطا فرمائی انہیں اپنی جناب سے

ف۱۰ یعنی وہ قادرِ مطلق جس نے تجھے نیست سے ہست کیا، اس کے لیے کیا مشکل ہے کہ وہ اس پیرانہ سالی کی حالت میں تمہیں فرزندِ ارجمند عطا فرمائے۔

ف۱۱ عرض کی کہ میرے لیے کوئی نشانی مقرر کی جائے جس سے میں پہچان لوں کہ مجھ سے جو وعدہ کیا گیا اس کے پورا ہونے کا وقت اب آگیا ہے۔ اس شوق و بے قراری کا وہی شخص اندازہ کر سکتا ہے جو کبھی ایسے حالات سے دوچار ہوا ہو۔

ف۱۲ نشانی یہ بتائی گئی کہ تم اس وقت بات چیت نہیں کر سکو گے لیکن یہ خاموشی کسی بیماری کی وجہ سے نہیں ہوگی بلکہ بطورِ علامت ایسا ہوگا۔ سویا حال ہے اور تکلم کا فاعل اس کا ذوالحال ہے۔ حال من فاعل تکلم مفید لکون انتفاء التکلم بطریق الاعجاز وخرق العادة لا لاعتقال اللسان بمرض ونحوه (روح المعانی)

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ سویا کا تعلق ثلث لیال سے ہے یعنی تین کامل راتیں۔ آیت کا ترجمہ جمہور کی رائے کے مطابق کیا گیا ہے۔

ف۱۳ جب حضرت یحییٰ علیہ السلام کو منصبِ نبوت پر فائز کیا گیا تو انہیں کتاب پر پوری سنجیدگی سے عمل کرنے کی تلقین کی گئی۔ آپ کی زندگی بتاتی ہے کہ آپ نے اس حکمِ خداوندی کی تعمیل کا حق ادا کر دیا۔ بجائے گوشۂ خلوت میں بیٹھ رہنے کے فتنہ و فساد کے مراکز اور شور و غوغا کے چوراہوں میں جا جا کر لوگوں کو پیغامِ حق سنایا۔ اور انہیں گناہوں سے تائب ہونے کی ترغیب دی۔ چنانچہ لوگ آپ کی تبلیغ کی برکت سے راہِ حق پر آگئے۔ فسق و فجور کی زندگی ترک کر کے انہوں نے زہد و تقویٰ کو اپنا شعار بنایا۔ قوم

مسیح علیہ السلام آپ نے ان کی ریاکاریوں اور خامیوں پر تنقید کی۔ علماء بنی اسرائیل جو دنیا کی محبت میں اس قدر وارفتہ ہو گئے تھے کہ احکام الٰہی کی توہین میں کوئی جھجک محسوس نہ کرتے تھے انہیں بڑی سختی سے مخاطب فرماتے۔ اور درشت لہجہ میں انہیں فرماتے اے سانپ کے بچو! تم کو کس نے جتا دیا کہ آنے والے غضب سے بھاگو۔ پس توبہ کے موافق پھل لاؤ اور اپنے دلوں میں یہ کہنے کا خیال نہ کرو کہ ابرہام ہمارا باپ ہے کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا ان پتھروں سے ابرہام کے لیے اولاد پیدا کر سکتا ہے اور اب درختوں کی جڑ پر کلہاڑا رکھا ہوا ہے۔ پس جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ (متی باب ۳ آیت ۷ تا ۱۰)

آپ کی دعوت کا مقصد صرف عوام تک محدود نہ تھا بلکہ شاہی دربار بھی آپ کے نعرۂ حق سے لرزہ براندام تھا۔ بادشاہ وقت ہیرودیس نے اپنے بھائی فلپس کی منکوحہ بیوی ہیرودیاس کو اپنے قبضہ میں رکھا تھا۔ آپ نے اس کو برملا کہا کہ اپنے بھائی کی بیوی کا رکھنا تجھے روا نہیں۔ انجیل متی کی چند آیات ملاحظہ فرمائیں۔

"پس ہیرودیاس اس سے دشمنی رکھتی تھی اور چاہتی تھی کہ اسے قتل کرائے مگر نہ ہو سکا کیونکہ ہیرودیس یوحنا کو راستباز اور مقدس آدمی جان کر اس سے ڈرتا اور اسے بچائے رکھتا تھا اور اس کی باتیں سن کر بہت حیران ہو جاتا تھا مگر سنتا خوشی سے تھا۔ اور موقع کے دن جب ہیرودیس نے اپنی سالگرہ میں اپنے امیروں اور فوجی سرداروں اور گلیل کے رئیسوں کی ضیافت کی۔

اور اسی ہیرودیاس کی بیٹی اندر آئی اور ناچ کر ہیرودیس اور اس کے مہمانوں کو خوش کیا تو بادشاہ نے اس لڑکی سے کہا جو چاہے مجھ سے مانگ میں تجھے دوں گا اور اس سے قسم کھائی کہ جو تو مجھ سے مانگے گی اپنی آدھی سلطنت تک تجھے دوں گا اور اس نے باہر جا کر اپنی ماں سے کہا کہ میں کیا مانگوں؟ اس نے کہا یوحنا بپتسمہ دینے والے کا سر۔ وہ فی الفور بادشاہ کے پاس جلدی سے اندر آئی اور اس سے عرض کی۔ میں چاہتی ہوں کہ تو یوحنا بپتسمہ دینے والے کا سر ایک تھال میں ابھی مجھے منگوا دے۔ بادشاہ بہت غمگین ہوا مگر اپنی قسموں اور مہمانوں کے سبب سے اس سے انکار کرنا نہ چاہا۔ پس بادشاہ نے فی الفور ایک سپاہی کو حکم دے کر بھیجا کہ اس کا سر لائے۔ اس نے جا کر قید خانہ میں اس کا سر کاٹا اور ایک تھال میں لا کر لڑکی کو دیا اور لڑکی نے اپنی ماں کو دیا۔" (مرقس باب ۶ آیت ۱۹ تا ۲۸)

اس طرح حضرت یحییٰ نے اپنا سر کٹا کر اپنے رب کے اس ارشاد پاک خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ کی تعمیل کا حق ادا کیا۔

حَنَانًا کا معنی علماء کرام نے یہ کیا ہے شفقت، رحمت اور محبت کے مجموعہ کو حنان کہتے ہیں قال جمہور المفسرین الحنان الشفقۃ والرحمۃ والمحبۃ (قرطبی)

یہاں ان صفات حمیدہ اور اخلاق حسنہ کا ذکر کیا جا رہا ہے جن سے متصف ہو کر یہ مولود مسعود تشریف لایا تھا۔

وَّزَكٰوةً ۭ وَكَانَ تَقِيًّا ۙ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝ وَ

اور نفس کی پاکیزگی دی اور وہ بڑے پرہیزگار تھے۔ اور وہ حکم گزار تھے اپنے والدین کے اور وہ جابر و سرکش نہ تھے۔ اور

سَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۝ وَاذْكُرْ

سلامتی ہو ان پر جس روز وہ پیدا ہوئے اور جس روز انتقال کریں گے اور جس روز انہیں زندہ اٹھایا جائے گا۔ اور اے حبیب!

فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۝ فَاتَّخَذَتْ

بیان کیجیے اس کتاب میں مریم کا حال، جب الگ ہو گئیں اپنے گھر والوں سے ایک مکان میں جو مشرق کی جانب تھا۔ پس بنا لیا

قرآن کریم میں حضرت زکریا علیہ السلام کی بارگاہ خداوندی میں دعا، اس کی قبولیت، حضرت یحییٰ کی سیرت اور اخلاق کی جو خصوصیات بیان ہوئی ہیں ان کو آپ نے اچھی طرح پڑھ لیا ہے۔ واقعہ تقریباً انہی تفصیلات کے ساتھ انجیل لوقا باب اول آیات ۵ تا ۲۵ میں مذکور ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ انجیل میں وہ بات مذکور نہیں جو اس واقعہ کی جان ہے۔ یعنی آپ کے سکوت کو قرآن نے جس حسن ادا سے خوشخبری کے وقوع پذیر ہونے کی علامت قرار دیا ہے۔ وہاں انجیل میں لکھا ہے کہ بطور سزا ان سے قوت گویائی سلب کر لی گئی تھی۔ چنانچہ اسی باب کی آیت نمبر ۲۰ ملاحظہ فرمائیے۔

"اور دیکھ جس دن تک یہ باتیں واقع نہ ہو لیں تو چپکا رہے گا اور بول نہ سکے گا۔ اس لیے کہ تو نے میری باتوں کا جو اپنے وقت پر پوری ہوں گی یقین نہ کیا۔"

پیدائش، وفات اور حشر کے دن انسان کے لیے بڑی خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔ وہ حقائق جن سے پہلے کبھی واسطہ نہیں پڑا ان سے ہر ایک دن دوچار ہوتا ہے اور ایک نئے اور نامعلوم دور کا آغاز ہوتا ہے۔ ان ایام میں انسان کی بے بسی اور بے کسی انتہا کو پہنچی ہوئی ہوتی ہے۔ ویسے تو انسان کو ہر آن صبر اور رحمت خداوندی کی ضرورت ہے لیکن ان تین نازک مرحلوں میں خصوصیت سے انسان اپنے خداوند کریم و رحیم کی رحمت و عنایات کا محتاج ہوتا ہے۔ وہ الطاف جن سے یہ شخص ہے حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

"کہ یہ تینوں دن بہت اندیشناک ہیں۔ کیونکہ ان میں آدمی وہ دیکھتا ہے جو اس سے پہلے اس نے نہیں دیکھا اس لیے ان تینوں موقعوں پر نہایت وحشت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کا اکرام فرمایا کہ انہیں ان تینوں موقعوں پر امن و سلامتی عطا کی۔" (خزائن العرفان)

حضرت زکریا اور ان کی بیوی کی عمر سو سال کے قریب یا اس سے بھی زیادہ ہو چکی تھی اور اولاد پیدا ہونے کا طبعی وقت

مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سَوِيًّا ۝ قَالَتْ إِنِّيٓ أَعُوذُ بِالرَّحْمَٰنِ مِنكَ إِن كُنتَ تَقِيًّا ۝ قَالَ إِنَّمَآ

انسان کی صورت میں ۔ مریم [illegible] میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں [illegible] ہے۔ جبریل نے کہا میں تو

أَنَا۠ رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَٰمًا زَكِيًّا ۝ قَالَتْ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَٰمٌ

تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں [illegible] تجھے ایک پاکیزہ [illegible] ۔ [illegible] میرے [illegible] لڑکا کیونکر ہو سکتا ہے

وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا ۝ قَالَ كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ

حالانکہ نہیں چھوا مجھے کسی بشر نے اور نہ میں [illegible] ۔ جبریل نے کہا [illegible] تیرے رب نے فرمایا ہے

عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُۥٓ ءَايَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ أَمْرًا

وہ مجھ پر [illegible] آسان ہے [illegible] لوگوں کے لیے نشانی [illegible] اور اپنی رحمت [illegible]

[illegible] کی شکل [illegible] جبریل [illegible] تھا۔ اس کی صورت واضح ہے کہ حضرت مریم جبریل کو ان کی اصلی شکل میں دیکھنے کی طاقت نہ رکھتی تھیں۔

[illegible] جبریل نے [illegible] تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ تجھے ایک پاکیزہ لڑکا [illegible] حقیقت میں [illegible] عطا [illegible] کی نسبت [illegible] کی طرف [illegible] [illegible] بشر [illegible] [illegible] [illegible] سے [illegible]۔

[illegible] جبریل [illegible] جواب میں کہا ایسا ہی ہوگا [illegible] [illegible] بچہ پیدا [illegible] [illegible] کے سامنے [illegible] محتاج ہیں۔

[illegible] اس بچہ کو بغیر باپ کے پیدا کرنے کی حکمت یہ ہے [illegible] لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کے

مَقْضِيًّا ﴿٢١﴾ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿٢٢﴾ فَأَجَاءَهَا

یہ طے شدہ فیصلہ ہو چکا ہے ۲۲ پس حاملہ ہو گئیں اس بچے سے اور اسے لے کر کسی دور جگہ ۲۳ چلی گئیں پھر لے آیا انھیں

الْمَخَاضُ إِلَىٰ جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَٰذَا

دردِ زہ ایک کھجور کے تنے کے پاس ۲۴ کہنے لگیں [illegible] کاش میں اس سے پہلے مر چکی ہوتی اور بالکل

کو خدا سے تعلق ہونے کا ایک قابل ذکر ثبوت پیش کیا جائے۔ مزید یہ تاکہ یہ مولود مسعود عام قسم کا بچہ نہیں ہوگا بلکہ ہماری طرف سے نمونۂ رحمت بنانے کے لیے مقرر کیا جائے گا۔

۲۲ اس کے بعد اس میں تو فرشتہ کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بچہ پیدا کرنے کا فیصلہ کر لیا جس کا مطلب یہ ہو کر رہے گا۔

آپ ان آیات کے متعلق ترجمہ کو [illegible] طور پر دیکھیں گے تو ان لوگوں کے نظریہ کا بیہودہ ہونا آپ پر واضح ہو جائے گا جو کہتے ہیں کہ حضرت مریم اس سے پہلے یوسف سے منسوب ہو چکی تھیں [illegible] کی حالت میں [illegible] صرف خلوت دی جا رہی تھی۔ بچہ تو شادی کے بعد پیدا ہوا تھا۔ آپ [illegible] اگر شوہر والی بیوی ہوتیں [illegible] مکان پر [illegible] سے الگ کیا ہے تو پھر اسلوب کلام [illegible] شادی کے بعد بچہ پیدا ہوا [illegible] انداز ان لوگوں کے نظریات کی واضح تردید کرتا ہے۔

۲۳ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پھونک ماری اور حمل قرار پا گیا۔ [illegible] خود آگاہ ہو گئیں لیکن چونکہ وہ ابھی [illegible] کی بستی [illegible] رسوائیوں سے [illegible] کہا جائے [illegible] کہاں نہیں جا سکتی اور اگر [illegible] ہو جاتے تو [illegible] اس لیے آپ نے [illegible] لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل ہو جائیں [illegible] میں چلی گئیں۔ خود سوچیے اگر یہ حمل شادی کے بعد ہوتا تو انھیں اپنا گھر چھوڑ کر جانے کی کیا ضرورت تھی۔

۲۴ جب وقت پورا ہو گیا اور درد زہ کا سلسلہ شروع ہوا تو گھبرا کے ایک کھجور کے تنے کی طرف آ گئیں۔ وضع حمل کی تکلیف شروع [illegible] پاس نہیں [illegible] سر چھپانے کے لیے [illegible] نہیں [illegible] تیز تر ہو گیا ہے کہ اب [illegible] لوگوں کی طرف سے [illegible] اور اب بچہ پیدا ہوگا تو [illegible] کہاں [illegible] طعنوں کی شدت [illegible] زبان پر [illegible] الفاظ آ گئے یلیتنی [illegible] اگر یہ حمل شادی کا ہوتا تو وہ اپنے گھر میں آرام سے [illegible] رہتیں۔ [illegible] کے لیے [illegible] پاس [illegible] کبھی ایسا بھی ہوا کہ شادی شدہ عورت بچہ جننے کے لیے تنہا ویرانوں میں [illegible] آئے تو اس کی پناہ لیتے ہیں۔ ہی

وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ۝ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ

فراموش کردی گئی بھولی بسری۔ پس پکارا اسے ایک فرشتے نے اس کے نیچے سے کہ آپ غمزدہ نہ ہوں بنا دی ہے

رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۝ وَهُزِّیْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ

تیرے رب نے تیرے نیچے ایک ندی اور ہلاؤ اپنی طرف کھجور کے تنے کو گرنے لگیں گی تم پر

رُطَبًا جَنِيًّا ۝ فَكُلِیْ وَاشْرَبِیْ وَقَرِّیْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ

پکی ہوئی کھجوریں تازہ پس کھاؤ اور پیو اور (اپنی) آنکھ ٹھنڈی کرو پھر اگر تم

نسبت ہے۔

چند لغتوں: نصبی۔ دُور۔ اجاء۔ جاء پر ہمزہ کا اضافہ کر کے متعدی بنا دیا گیا لیکن اس میں "آنے" کے معنی کے ساتھ الجاء مجبور کرنا کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے کیونکہ صار لفظا ألجاء الاستعمال (مظہری بھامش رعشہ) المخاض: وضع الولادة درد زہ جب بچہ باہر نکلنے کے لیے شکم میں حرکت کرنے لگے تو عرب کہتے ہیں مخضت المرأة

(مظہری)

ٹلہ جب آپ کی پریشانی حد سے گزر گئی تو نیچے سے تسلی آمیز آواز آئی مریم غم نہ کر دیکھ تیرے لیے تیرے رب نے ایک خشک ندی میں پانی جاری کر دیا ہے جب اس کی نظر عنایت ہر دم اور ہر لحظہ تیری طرف مائل ہے تو پھر تمہیں فکر کیوں ہو سریا: السري النهر الصغير۔ جمہور علماء کے نزدیک آیت میں یہ لفظ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ سری کا معنی ہے مرد عظیم جو خصائل حمیدہ سے متصف ہو السري من الرجال العظيم الخصال السيد

(قرطبی)

اس صورت میں آیت کا معنی ہوگا اے مریم تو کیوں غمزدہ ہوتی ہے تیرے پیٹ سے اس معصوم بچے کو دیکھ جس کی پیشانی پر سیادت و عظمت کے انوار چمک رہے ہیں۔

ٹلہ قدرت الٰہی نے آپ کو ایک اور اعزاز سے نوازا جا رہا ہے اس سوکھے ہوئے کھجور کے تنے کو ہلائیے پکی ہوئی کھجوریں تیرے قدموں میں آگریں گی یہی پر [illegible] جو [illegible] تجھے [illegible] پھل کھانا قدرتی [illegible] تیرے ایام زچگی کے لیے تازہ اور میٹھے خون کا اہتمام ہو رہا ہے جنی وہ پکا ہوا پھل جو توڑنے کے قابل ہو جائے الرطب الذي بلغ الصلاحية وجاء اوان اجتنائه۔ اطباء کے نزدیک ایام زچگی میں عورت کے لیے بہترین خوراک تازہ اور شیریں کھجور ہے۔

ٹلہ اس آیت میں جو لطف ہے وہ اہل ذوق پر مخفی نہیں۔

الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ

کسی آدمی کو [illegible] تو کہہ دینا کہ میں نے نذر مانی ہے رحمٰن کے لیے روزے کی پس ہرگز نہ بات کروں گی آج کسی انسان

الْيَوْمَ إِنسِيًّا ۝ فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ ۖ قَالُوا يَا مَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ

سے پس لائی اس کو اپنی قوم کے پاس اٹھائے ہوئے کہنے لگے اے مریم تحقیق تو لائی ہے بہت ہی

شَيْئًا فَرِيًّا ۝ يَا أُخْتَ هَارُونَ مَا كَانَ أَبُوكِ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ

برا کیا ہے اے ہارون کی بہن نہ تھا تیرا باپ برا آدمی اور نہ تھی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اُمُّكِ بَغِيًّا ۝ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ۭ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ

تیری ماں بدچلن تھی ۔ تو مریم نے بچے کی طرف اشارہ کیا وہ بولے ہم کیسے بات کریں اس سے جو گود میں ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

صَبِيًّا ﴿۲۹﴾ قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ ۖ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ﴿۳۰﴾

کمسن بچہ ہے۔ (وہ بچہ) بول اٹھا بیشک میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب عطا کی ہے اور اس نے مجھے نبی بنایا ہے ۳۲

خبر نہیں بلکہ حال ہے اور اسی وجہ سے منصوب ہے۔

علامہ ابن حیان اندلسی یہ لکھنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ کان ناقصہ ہے اور صبیا اس کی خبر ہے اور کان زمانہ ماضی پر دلالت کرنے کے ساتھ ساتھ زمانہ حال میں اس فعل کے پائے جانے کی نفی نہیں کرتا بلکہ یہ بتاتا ہے کہ زمانہ ماضی میں پائے جانے کے ساتھ ساتھ وہ فعل زمانہ حال میں بھی بدستور پایا جا رہا ہے جیسے وکان اللہ غفورا رحیما کہ پہلے بھی اللہ تعالیٰ غفور رحیم تھا اور اب بھی ہے یا جیسے ولا تقربوا الزنیٰ انه کان فاحشة زنا کے قریب تک بھی مت جاؤ یہ پہلے بھی بے حیائی کا کام تھا اور اب بھی ہے۔ یہ نہیں کہ گزشتہ زمانہ میں تو یہ فحش تھا اور اب نہیں ہے۔ والظاهر انها ناقصة وهي تدل على اقتران مضمون الجملة بالزمان الماضي ولا تدل على الانقطاع كما تقدم في قوله وكان الله غفورا رحيما وفي قوله ولا تقربوا الزنى انه كان فاحشة. والمعنى كيف نكلم من وجد فيما مضى صبيا ومن كان هذا حاله لم يكلم (البحر المحيط)

۳۲ ۔ آپ دودھ پی رہے تھے۔ یہ باتیں سن کر آپ نے دودھ پینا چھوڑ دیا اور ان لوگوں کی طرف رخ کر کے یہ کلام معجز نظام ارشاد فرمایا۔ سب سے پہلے یہ اعلان کیا کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں۔ نہ میں خدا ہوں اور نہ خدا کا بیٹا جس طرح ان کے پرستار ان کے متعلق اعتقاد رکھنے والے تھے۔ آنے والی غلطیوں کا پہلے روز ہی ازالہ فرما دیا۔ نیز مقام عبدیت تمام مقامات قرب سے اعلیٰ ترین مقام ہے۔

۳۳ ۔ یہاں ایک چیز غور طلب ہے۔ آپ نے یہ نہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے کتاب دے گا اور مجھے وقت مقررہ پر نبی بنا کر مبعوث فرمائے گا اور مجھے بابرکت کرے گا بلکہ تمام صیغے ماضی کے استعمال ہوئے ہیں جن کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کتاب مرحمت فرما دی ہے۔ مجھے نبی بنا دیا ہے اور مجھے بابرکت کر دیا ہے۔ اس کی کئی وجوہ بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے بچپن میں ہی ان نعمتوں سے سرفراز فرما دیا تھا لیکن علامہ قرطبی نے اس وجہ کو ضعیف قرار دیا ہے۔

۲۔ جو چیز علم الٰہی میں مقدر ہو چکی ہو وہ اگرچہ وقوع پذیر نہ ہو پھر بھی اس کو زمانہ ماضی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے واقع ہونے میں کسی قسم کا شائبہ نہیں۔

وقيل ان ذلك سبق في قضائه وسابق حكمه ويحتمل ان يجعل الآتي لتحققه كانه قد وجد (بحر)

وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۪ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا

اور اسی نے مجھے بابرکت کیا ہے جہاں کہیں بھی میں ہوں۔ اور اسی نے مجھے حکم دیا ہے نماز پڑھنے کا اور زکوٰۃ دینے کا جب

دُمْتُ حَيًّا ۝ وَّبَرًّا بِوَالِدَتِيْ ۫ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا ۝ وَالسَّلٰمُ

تک میں زندہ رہوں۔ نیز مجھے خدمت گزار بنایا ہے اپنی والدہ کا اور اس نے نہیں بنایا مجھے جابر اور بدبخت۔ اور سلامتی ہو

عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ۝ ذٰلِكَ عِيْسَى

مجھ پر جس روز میں پیدا ہوا اور جس روز میں مروں گا اور جس روز مجھے زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔ یہ ہے عیسیٰ

ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ۝ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ

ابن مریم۔ یہ ہے وہ سچی بات جس میں لوگ جھگڑ رہے ہیں۔ یہ زیبا ہی نہیں اللہ تعالیٰ کو کہ وہ

يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ

کسی کو اپنا بیٹا بنائے۔ وہ پاک ہے۔ جب وہ فیصلہ فرماتا ہے کسی کام کا تو اسے صرف اتنا حکم دیتا ہے کہ ہو جا

مبارک کے کئی معانی بیان کیے گئے ہیں۔ مثلاً مجاہد سے منقول ہے نفاعاً۔ بہت نفع رساں۔ سفیان سے معلم خیر۔ بھلائی کی تعلیم دینے والا۔ وقیل آمراً بالمعروف ناھیاً عن المنکر۔ نیکی کا حکم دینے والا اور برائی سے روکنے والا۔ وعن الضحاک قضاء للحوائج۔ بہت حاجت روا۔ (روح-بحر)

اس سے مراد یا تو شرعی نماز اور زکوٰۃ ہے یا نماز سے مراد دعا اور زکوٰۃ سے مراد نفس کو رذائل سے پاک کرنا۔ آپ کی والدہ محترمہ پر جو الزام عائد کیا جاتا تھا اس کو دور کرنے کے لیے آپ نے یہ ارشاد فرمایا اور حضرت مریم کی براءت کا ثابت کرنے کے لیے اس سے زیادہ موثر، دلنشیں اور صحیح اسلوب نہیں ہو سکتا تھا۔ کیا ایک زنا کے نطفہ سے ایسا بچہ تولد ہو سکتا ہے جو ان کمالات کا حامل ہو۔ میرا صاحب کتاب نبی ہونا، میرے وجود کا سراپا برکت ہونا کیا اس بات کی بین دلیل نہیں کہ میری والدہ تقیہ، عفیفہ، راہبہ اور قانتہ ہیں۔

اگر کسی کو حضرت عیسیٰ ہی کے اس ارشاد سے حضرت مریم کی عفت و پاکدامنی کا یقین نہ آئے تو وہ اپنے ذوق کا ماتم کرے۔

قرآن کریم کی ان آیات میں ولادت مسیح کا مفصل تذکرہ ہوا ان کا آپ نے مطالعہ فرما لیا۔ آئیے اب ان لوگوں

کے مرتب کا عمل مناسب کریں جوان تعبیرات کے علاوہ اس کے قائل ہیں کہ حضرت مسیح کی پیدائش بغیر باپ کے نہیں ہوئی بلکہ وہ مریم اور یوسف نجار کے لڑکے ہیں۔ اس طائفہ کے سرگروہ سر سید احمد خان ہیں۔ جس شرح و بسط سے انہوں نے اس پر بحث کی ہے اور جس دقت سے دلائل کے جواب لکھے ہیں وہ انہی کا حصہ ہیں۔ باقی سب ان کے پیروکار اور ریزہ چین ہیں۔ اس لیے بہتر ہے کہ انہی کی تحریرات کو زیر بحث لایا جائے اور انہی کی تحقیقات کو قرآن کی کسوٹی پر پرکھا جائے۔

وہ لکھتے ہیں کہ مسیح کو بن باپ پیدا کرنے میں کوئی حکمت ہونی چاہیے کیونکہ ایسا فعل کوئی مستوجب حکمت نہیں۔ اس لیے ہم ماننے کے لیے تیار نہیں کہ آپ کی پیدائش کے لیے بلاوجہ قانون فطرت کو توڑ دیا گیا۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اس کی حکمت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اظہار ہو تو یہ درست نہیں کیونکہ اظہار قدرت کے لیے ایسی دلیل ہونی چاہیے جو یقینی اور واضح ہو [illegible] اور بن باپ کے پیدا ہونا امر مخفی ہے۔

ہم گزارش کرتے ہیں کہ اس کی حکمت تلاش کرنے کے لیے دور جانے کی ضرورت نہیں۔ قرآن کریم نے خود ہی اسے بیان کردیا ہے "لِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ" کہ ہم اس کو اپنی قدرت کاملہ کی نشانی کے طور پر لوگوں کے سامنے پیش کریں۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ یہ واقعہ کس اعتبار سے لوگوں کے لیے آیت ہے۔ جس زمانہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت ہوئی اس وقت شام و فلسطین کے علاقوں پر یونانیوں کا تسلط تھا اور اس سیاسی اقتدار کے ساتھ ساتھ وہاں یونانی فلسفہ کا بول بالا تھا۔ تخلیق عالم کے متعلق یونانی فلسفیوں کا نظریہ یہ تھا کہ خالق سے تخلیق عالم کا فعل یوں صادر ہوا جس طرح علت سے معلول کا صدور ہوتا ہے یعنی جس طرح علت سے بلا اختیار اور ارادہ کے معلول صادر ہوتا ہے۔ اسی طرح خالق سے عالم کی تخلیق ہوئی [illegible] کائنات اور اس کی ہر چیز صادر ہو رہی ہے اس کا ارادہ نہیں ہے اور اس کی یہی حیثیت ہے وہ مادی اسباب کی پابند نہیں۔ اور ان کے سامنے مجبور ہے بلکہ وہ قادر و توانا ہے۔ جو چاہتا ہے جیسے چاہتا ہے، تخلیق کرتا رہتا ہے۔

نیز وہ لوگ [illegible] کے قائل نہ تھے۔ وہ انسانی جسم اور روح کا الگ وجود تسلیم نہیں کرتے تھے۔ بلکہ ان کے نزدیک انسانی روح اسی گوشت پوست کے [illegible] سے آپ کو پیدا کرکے [illegible]۔

اس کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ کیونکہ آپ کی پیدائش کی بشارت دی گئی تھی۔ اس لیے لوگوں نے سمجھا کہ آپ بن باپ پیدا ہوئے ہیں۔ یہ درست نہیں کیونکہ حضرت ابراہیم اور زکریا کو بھی دی گئی تھی لیکن ان کے فرزندوں کو کوئی بن باپ نہیں کہتا۔ اس لیے حضرت مسیح کی ولادت بن باپ ثابت کرنے [illegible] صرف بشارت سے ان کو بن باپ [illegible] بلکہ قرآن کی دوسری آیت اس پر دلالت کرتی ہیں۔

پھر ارشاد ہے کہ مریم کے [illegible] کہنے سے بھی یہ بات ثابت نہیں ہوتی [illegible] اظہار تعجب کی

سے کہ یہ تقاضا [illegible] وعدے سے بھی تھی کہ بچہ اب ہی پیدا ہونے والا ہے، حالانکہ فقط بچے کی پیدائش کی بشارت تھی۔ اور اس کی پیدائش تو ان کی شادی کے بعد ہونی تھی۔ آپ جو اعتراض فرماتے ہیں اگر مقصود یہی تھا تو ان الفاظ سے کہنا ہے تو یہ واضح [illegible] کے لیے صرف [illegible] یہ ہوتا کہ وہ گھبرا رہی ہیں کہ بچہ تب پیدا ہوگا جب شادی کرا دی اس لیے یہ جواب اچھوڑ کر یہ جواب دینا مناسب نہیں بلکہ قواعد فصاحت و بلاغت کے خلاف ہے۔

پھر فرماتے ہیں آپ کا [illegible] اعتقاد ہے کہ آپ [illegible] قطب تھے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ بن باپ پیدا ہوتے کیونکہ [illegible] ہونی چاہیے [illegible] کیا جائے یہ تو ایک امر ہے اس پر بہت سے شبہات وارد کیے جا سکتے ہیں۔

ان کا یہ خیال بھی درست نہیں بلکہ مسیح کا بن باپ پیدا ہونا قدرت خداوندی کی روشن دلیل ہے کیونکہ کنواری لڑکی کے ہاں بچہ پیدا ہو سکنے کی اس کے علاوہ ایک ہی صورت ہے کہ وہ [illegible] حضرت مسیح کے کلام سے صاف آپ کی عصمت و پاکدامنی ثابت ہو گئی اور حضرت مریم [illegible] ہو گئیں [illegible] وقت بچہ [illegible] کے شوہر سے پیدا نہیں ہو سکتا [illegible] قسمت کا شاہکار ہے [illegible] کی [illegible] اللہ تعالیٰ کی ولایت [illegible] دلیل نہیں [illegible] ستارے کسی چیز میں [illegible] قدرت الٰہی کے سامنے [illegible] جیسا کی بھی [illegible] جا سکتا ہے۔

اپنے موقف کا اثبات کرنے کے لیے انہوں نے [illegible] صاحب سے بھی استدلال کیا ہے اور اس آیت کی عجیب و غریب تشریح کرنے کے بعد [illegible] میں نقل کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ کلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے گہوارے میں نہیں کیا تھا جب آپ کی عمر [illegible] سال کی ہو گئی اور آپ یہودی علما کی مجلسوں میں شریک ہو کر ان سے بحث و مباحثہ کرنے لگے اور ان کی کوتاہیوں پر تنقید کرنے لگے تو علمائے یہود امتحان کرنے کے لیے [illegible] کے پاس آئے [illegible] عقیدے کی [illegible] شکایت کی [illegible] کی طرف سے وہ مطالبہ [illegible] جاتے [illegible] کی طرف اشارہ کرتے [illegible] سے بات کرو تو انہوں نے جواب دیا کیف نکلم من کان فی المھد صبیا ہم اس شخص کے ساتھ کیسے بات کر سکتے ہیں جو [illegible] کل تک گہوارہ میں کھیلتا تھا۔ آپ نے ان کا ترجمہ [illegible] کیا کہ اس عمر قرآن کے الفاظ سے جو یہی مفہوم ہے تو پھر انہیں کسی [illegible] پیچ [illegible] جن کا [illegible] بیان کرتے ہوئے [illegible] کیا انہیں [illegible] ہی [illegible] جس نے اصل عام [illegible] بڑے بڑے علما [illegible] کے متعلق [illegible] کہ [illegible] کی طرف سے [illegible] کرنے کا کوئی [illegible] نہیں لیکن [illegible] کی جرأت نہیں کر سکتے [illegible]

فَيَكُونُ ۝ وَإِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ۝

تو وہ کام ہو جاتا ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے سو اسی کی عبادت کیا کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔

فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِن بَيْنِهِمْ ۖ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مِن مَّشْهَدِ

پھر کئی گروہ آپس میں اختلاف کرنے لگے پس ہلاکت ہے منکروں کے لیے اس بڑے دن کی حاضری سے

اور شک کیسے ہو یہ جھوٹا الزام ہے۔ اس سے بات کرنا بھی شان کے خلاف ہے۔ رہا یہ کہ کان ماضی کا صیغہ ہے اس لیے سارے معنی پر دلالت کرتا ہے تو اس کے متعلق ہم اس آیت کی تشریح کے ضمن میں تحقیق کر چکے ہیں۔ آپ وہیں دیکھ سکتے ہیں۔

کہ مریم پر زنا کی تہمت لگائی گئی اور حضرت مسیح نے اس تہمت کی تردید کی۔ اگر مریم پر یہ تہمت لگائی جاتی اور مسیح کو اس کی تردید مقصود ہوتی تو یہ کہتے انی عبد اللہ بلکہ یہ کہتے کہ میری ماں بدکار نہیں ہے۔ تو عقل قرآن مجید اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ آپ خود ہی آیت نمبر ۲۷، ۲۸ کا ترجمہ دیکھیں اور اپنے دل سے پوچھیں کہ کیا یہ بہتان نہیں تھا اور حضرت مسیح کا یہ فرمانا انی عبد اللہ اس سے بہتر کیا اس الزام کی تردید کی کوئی موثر اور بلیغ صورت ہو سکتی ہے۔ ہمیں اپنے محبوب محترم صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ہمیں اور ہماری کتاب مبین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

۱؎ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق صرف یہود و نصاریٰ میں ہی باہمی اختلاف نہ تھا بلکہ خود عیسائی بھی آپ کے متعلق ایک رائے پر متفق نہ تھے۔ عیسائی مذہب کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب آپ کو آسمان کی طرف اٹھایا گیا تو بنی اسرائیل ایک جگہ اکٹھے ہوئے تاکہ حقیقت مسیح کے متعلق کچھ فیصلہ کریں۔ تبادلہ خیال کے لیے انہوں نے چار عالم منتخب کیے۔ پہلے عالم نے مسیح کی حقیقت بیان کرتے ہوئے کہا کہ خود خدا مسیح کی شکل میں زمین پر اترا اس نے جسے چاہا زندہ کیا اور جسے چاہا مار دیا۔ پھر وہ آسمان کی طرف لوٹ گیا۔ (اس نظریہ کے ماننے والوں کو یعقوبیہ کہا جاتا ہے) یہ سن کر باقی تین عالموں نے کہا کہ تم نے جھوٹ بولا۔ دوسرے عالم نے کہا کہ مسیح خدا نہیں بلکہ خدا کا بیٹا ہے (اس رائے کے ماننے والے نسطوریہ کہلاتے ہیں) لیکن اس کو بھی جھٹلا دیا گیا۔ تیسرے عالم نے اپنی رائے کا اظہار ان لفظوں میں کیا کہ وہ ثالث ثلٰثہ ہے یعنی تین خداؤں میں سے مسیح تیسرا ہے۔ چوتھے عالم نے کہا کہ یہ تینوں باتیں سراسر کذب و افترا ہیں۔ سچ یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

انیسویں صدی سے یورپ کے جدید علماء کا رجحان اس آخری نظریہ کی طرف ہے۔ ڈی ایف سٹراس DAVID FRIEDRICH STRAUSS کی کتاب حیات مسیح (LIFE OF JESUS) اور ارنسٹ رینان (ERNEST RENAN

يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿٣٧﴾ أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ يَوْمَ يَأْتُونَنَا لَٰكِنِ الظَّالِمُونَ

وہ بہت بڑا ہے۔ (اس دن) یہ خوب سننے لگیں گے اور خوب دیکھنے لگیں گے جس دن آئیں گے ہمارے پاس لیکن یہ ظالم

الْيَوْمَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿٣٨﴾ وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ

آج تو کھلی گمراہی میں ہیں اور ڈرائیے انہیں آپ حسرت و ندامت کے دن سے جب سب بات

الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٩﴾ إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ

کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔ لیکن یہ لوگ غفلت میں ہیں اور یہ ایمان نہیں لاتے یقیناً ہم ہی وارث ہوں گے

الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ﴿٤٠﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ

زمین کے اور جو کچھ اس کے اوپر ہے اور ہماری طرف ہی سب لوٹائے جائیں گے۔ اور ذکر کیجئے آپ کتاب میں

إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا ﴿٤١﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ

ابراہیم (علیہ السلام) کا ۔ بیشک وہ بڑا راستباز نبی تھا ۔ جب انہوں نے کہا اپنے باپ سے اے میرے باپ! کیوں پوجا

کی کتاب حیات مسیح جلد ۳ ۱۹۰۶ کے بعد عیسائی مفکرین میں اس نظریہ کو بے پناہ شہرت حاصل ہوئی۔ مختصر الفاظ میں نظریہ یہ تھا کہ مسیح دوسرے انسانوں کی طرح ایک انسان تھے لیکن انہیں اللہ تعالیٰ کی قوت و شعور کی حس اوروں سے زیادہ حاصل تھی۔

THE NOTION THAT JESUS WAS A MAN LIKE OTHER MEN, BUT WITH A HEIGHTENED AWARENESS OF THE PRESENCE AND POWER OF GOD. [illegible]

عیسائیوں کا باہمی اختلاف صرف یہاں تک محدود نہیں بلکہ بے شمار فرقے ہیں اور ہر ایک کا نظریہ حقیقت مسیح کے متعلق دوسروں سے مختلف ہے۔ مزید وضاحت کے لیے ضیاء القرآن جلد اول سورۃ النساء آیت نمبر ۱۷۱ کا حاشیہ ملاحظہ فرمائیے۔

۳۹ یہ دونوں صیغے تعجب کے ہیں یعنی یہ لوگ آج تو کلام حق سننے سے بہرے اور حق دیکھنے سے اندھے بنے ہوئے ہیں انہیں سمجھانے کی کوشش ہی نہیں کرتے لیکن کل جب روز قیامت بارگاہ الٰہی میں پیش ہوں گے تو ان کی حالت دیدنی ہوگی۔

۴۲ یہاں سے نئے مضمون کا آغاز ہو رہا ہے چونکہ کفار مکہ اس بات پر نازاں تھے کہ حضرت ابراہیم کی نسل سے ہیں اور ان کا یہ

مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنكَ شَيْئًا ﴿٤٢﴾ يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ

ان کی جو نہ سنتی ہے اور نہ دیکھتی ہے اور نہ بچا سکتی ہے تجھے کسی چیز سے۔ اے میرے باپ! بیشک یقیناً

جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿٤٣﴾

میرے پاس وہ علم جو تیرے پاس نہیں آیا پس پیروی کر میری میں دکھاؤں گا تجھے سیدھا راستہ۔

دعوی یہی تھا کہ وہ ملت ابراہیمی کے پیروکار ہیں۔ انہیں بتایا جا رہا ہے کہ ابراہیم تو ان بتوں کے پرستار نہ تھے جن کی پوجا کو تم نے اپنا دین شعار بنا رکھا ہے۔ اور تمہیں اگر اس حماقت سے باز آنے کے لیے کہا جاتا ہے تو تم فتنہ و فساد برپا کر دیتے ہو۔ کہاں حضرت ابراہیم کا دین اور کہاں تمہارا دین۔ پھر تمہیں یہ کہتے ہوئے شرم نہیں آتی کہ ہم حضرت ابراہیم کے پیروکار ہیں، تمہیں جب بتوں کی پرستش سے روکا جاتا ہے تو تم بگڑ جاتے ہو۔

* انا وجدنا آباءنا على امة وانا على آثارهم مقتدون ہم نے پایا اپنے آبا و اجداد کو ایک طریق پر اور ہم انہیں کے پیچھے چلنے والے ہیں)

اگر تمہیں اپنے آبا و اجداد کی تقلید ہی کرنی ہے تو سب سے عظیم و جلیل باپ ابراہیم کی تقلید کرو جن کی اولاد ہونے پر تمہیں سب سے بڑا افتخار ہے۔ ایسے عظیم و جلیل باپ کی تقلید چھوڑ کر دوسرے آبا و اجداد کی پیروی کرتے رہنا کیونکر درست ہے۔ مدعا یہ ہے کہ اگر تم عقل سلیم پر اپنے عقیدہ کی بنیاد رکھتے ہو تب بھی دین ابراہیم کو اختیار کرو اور اگر محض تقلید آبائی پر تمہارے عقیدہ کا انحصار ہے تو پھر بھی دین ابراہیم کو اپناؤ کیونکہ شہرت، ناموری اور رفعت شان میں تمہارا کوئی دوسرا باپ ان کا ہمسر نہیں۔

۴۳ صدیق مبالغہ کا صیغہ ہے اس کا معنی ہے ہمیشہ سچ بولنے والا ای ملازم الصدق لم یکذب قط۔ (روح المعانی) اس کی مزید تحقیق کے لیے ضیاء القرآن جلد اول سورۃ النساء آیت نمبر ۶۹ کا حاشیہ۔

۴۴ پہلے باپ آزر کو توحید کی دعوت دے رہے ہیں اور ادب و احترام کا دامن بھی مضبوطی سے تھام رکھا ہے۔ کس عمدگی سے بتوں کی عبادت کی قباحت واضح فرما رہے ہیں کہ غیر خدا کی عبادت خواہ وہ غیر سننے اور دیکھنے والا بھی ہو تب بھی جائز نہیں لیکن ایسی بے جان مورتیوں کی عبادت جو مادہ محض ہیں، دیکھنے سننے کی صفت سے بھی عاری ہیں کسی قسم کے نفع و نقصان کی قدرت بھی نہیں رکھتیں ان کے سامنے انسان جو اشرف المخلوقات ہے جو سمیع و بصیر ہے وہ سجدہ ریز ہو کر پیشانی رگڑ رہا ہو یہ کتنی نامعقول اور قبیح حرکت ہے۔

۴۵ ہو سکتا ہے کہ آزر کے ذہن میں یہ خیال گزرا ہو کہ کل کا لڑکا مجھ جیسے بزرگ و دانشور کو نصیحت کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتا۔ آپ نے یہ فرما کر اس کا بھی ازالہ کر دیا کہ آپ عمر میں بڑے ہیں میرے بزرگ اور میرے لیے محترم ہیں لیکن توحید

يَآ أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ۖ إِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ﴿٤٤﴾

اے باپ! شیطان کی پوجا نہ کیا کر بیشک شیطان تو رحمٰن کا نافرمان ہے۔

يَآ أَبَتِ إِنِّيٓ أَخَافُ أَن يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُونَ

اے باپ! میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تجھے پہنچے عذاب (رحمٰن کی طرف سے) تو تو بن جائے

لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ﴿٤٥﴾ قَالَ أَرَاغِبٌ أَنتَ عَنْ اٰلِهَتِي يَآ إِبْرٰهِيمُ ۖ لَئِن

شیطان کا ساتھی ۔ باپ نے کہا کیا روگردانی کرنے والا ہے تو میرے خداؤں سے اے ابراہیم اگر تم باز نہ

رسالت، حشر و معاد کے پیچیدہ مسائل پر جس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے آگاہی بخشی ہے اس سے آپ بہرہ ور نہیں۔ اسی لیے تو آپ غلط راہ پر چل رہے ہیں۔ مجھے حق پہنچتا ہے کہ علم و آگہی کی روشنی سے آپ کے قلب و دماغ کے تاریک گوشوں کو منور کروں تاکہ آپ گمراہی کے اندھیروں میں بھٹکتے نہ رہیں۔

۴۶ اگرچہ وہ شیطان کی نہیں بلکہ بتوں کی پرستش کرتے تھے لیکن ان بتوں کی پرستش انھیں شیطان نے سکھلائی اور وسوسہ ڈالنے سے شروع کی تھی۔ اسی لیے گویا ان کا اصل معبود شیطان ہی تھا۔

۴۷ یہاں بتا دیا کہ اگر آپ نے میری بات نہ مانی اور کفر پر اڑے رہے تو اس کا انجام بڑا ہولناک ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا عذاب آپ کو اپنی گرفت میں لے لیگا تو پھر کوئی چھڑانے والا نہ ہوگا۔

۴۸ شرک کے باعث آپ خدا کی دوستی اور اس کی اعانت سے محروم ہو جائیں گے۔ ایک شیطان سے آپ کی دوستی و تعلق باقی رہ جائے گا۔ اس سے بڑا دشمن تو آج تک کسی نے نہیں دیکھا۔ اس کی دوستی سب سے بڑی ناقابل تلافی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ سے دوستی توڑ کر شیطان سے یارانہ گانٹھنا کسی عقلمند کو زیب نہیں دیتا۔

۴۹ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت کا ہر لفظ محبت و احترام کی خوشبو سے مہک رہا ہے۔ لیکن آزر کا جواب درشتی اور بے مہری کا آئینہ دار ہے۔ یا بنی (اے میرے بیٹے) نہیں کہا بلکہ نام لیا۔ وہ بھی ابتدائے کلام میں نہیں بلکہ آخر میں۔ راغب جو خبر تھی مقدم کیا اور مبتدا کو موخر۔ علاوہ ازیں حضرت ابراہیم کی مدلل دعوت کے جواب میں کوئی معقول بات پیش نہیں کی جا رہی بلکہ دھمکیاں دی جا رہی ہیں اور آنکھوں سے دور ہو جانے کا حکم دیا جا رہا ہے۔

لَمْ تَنْتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا ۝ قَالَ سَلَٰمٌ عَلَيْكَ ۖ سَأَسْتَغْفِرُ

آ تو میں تمہیں سنگسار کر دوں گا اور دور ہو جا میری نظروں سے ایک عرصہ تک۔ آپ نے کہا سلام ہو تجھ پر میں ابھی مغفرت

لَكَ رَبِّي ۖ إِنَّهُ كَانَ بِي حَفِيًّا ۝ وَأَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِنْ

طلب کروں گا تیرے لیے اپنے رب سے بیشک وہ مجھ پر بڑا مہربان ہے۔ اور میں الگ ہوتا ہوں تم سے اور ان سے جن کی تم عبادت کرتے ہو

دُونِ اللَّهِ وَأَدْعُو رَبِّي عَسَىٰ أَلَّا أَكُونَ بِدُعَاءِ رَبِّي شَقِيًّا ۝

اللہ تعالیٰ کے سوا اور میں تو اپنے رب کی عبادت کروں گا امید ہے کہ میں اپنے رب کی عبادت کر کے محروم نہیں رہوں گا

فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ

پس جب الگ ہو گئے آپ ان سے اور ان سے جن کی وہ عبادت کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے سوا تو ہم نے عطا فرمایا آپ کو اسحاق

۵۳؎ آپ کی اس سخت کلامی کے باوجود حضرت ابراہیم کا انداز حسب سابق نہایت مؤدبانہ تھا۔ گفتگو میں [illegible] حفیا: یعنی [illegible] کیونکہ میری التجائیں اللہ تعالیٰ کے حضور میں قبول ہوتی ہیں۔ اب میں ان کی ہدایت اور مغفرت کے لیے عرض کروں گا۔ الحفی بالانسان [illegible] اس کا معنی ہے بہت مہربان، بڑا لطف و کرم والا۔ ابن قتیبہ نے حفیا کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے [illegible] ایسا مہربان جس نے مجھے اس بات کا عادی بنا دیا ہے کہ جب بھی میں کوئی عرض کرتا ہوں تو وہ اسے شرف قبولیت بخشتا ہے۔ اس آیت کے ضمن میں علماء کرام نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ کافر کو سلام کہا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اس کے متعلق مختلف اقوال ملتے ہیں۔ حضرت امام اوزاعی سے پوچھا گیا کہ اس مسلمان کا کیا حکم ہے جو کافر کے پاس سے گزرتا ہے تو اسے سلام دیتا ہے [illegible] سلف صالحین [illegible] سلام دیا کرتے تھے اور اگر تو سلام نہ دے تو بھی درست ہے کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کا یہی عمل تھا۔ حضرت حسن بصری سے منقول ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تیرا گزر کسی ایسی مجلس پر ہو جس میں مسلمان اور کافر موجود ہیں تو پھر انہیں سلام دو۔

۵۴؎ [illegible] آپ نے دیکھا کہ ان کی قوم دعوت کا اثر ان پر نہیں ہو رہا [illegible] آمادہ نہیں تو آپ نے اپنا آبائی وطن [illegible] ہجرت [illegible] اور مختلف علاقوں کی سیاحت کرنے کے بعد شام کے ملک میں [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] آپ کے [illegible] کے سیاسی [illegible] حالات [illegible] ملاحظہ ہو۔

وَيَعْقُوبَ ۖ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ۝ وَوَهَبْنَا لَهُم مِّن رَّحْمَتِنَا وَ

اور یعقوب اور سب کو ہم نے نبی بنایا۔ اور ہم نے عطا فرمائی انہیں اپنی رحمت سے (حصہ وافر) اور

جَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسَىٰ ۚ

ہم نے ان کے لیے سچی اور عمدہ ناموری کو بلند کر دیا۔ اور ذکر کیجئے کتاب میں موسیٰ کا

إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ۝ وَنَادَيْنَاهُ مِن جَانِبِ

بیشک اللہ کے چنے ہوئے تھے اور رسول و نبی تھے۔ اور ہم نے انہیں پکارا طور کی

ف۱ حضرت ابن عباس نے "لسان صدق" کا مفہوم بیان کیا ہے الثناء الحسن یعنی ستودہ صفات و احوال کے باعث تعریف ہے یعنی وہ ستھری تعریف جو قیامت تک باقی رہے گی۔ اور ثناء حسن کو لسان صدق اس لیے کہا گیا ہے کیونکہ یہ زبان سے صادر ہوتی ہے جس طرح عطیہ کو ید سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں۔ علی حسب ... ہر ملت میں حضرت ابراہیم اور ان کی اولاد طاہرہ کی حمد و ثنا میں زبانیں مصروف رہتی ہیں۔ یہودی، عیسائی اور مسلمان اپنی اختلافات کے باوجود حضرت ابراہیم کی عظمت اور تقدس کے دل سے قائل ہیں۔ اور ہماری تو ساری نماز مکمل نہیں ہوتی جب تک ہم حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت خلیل اور ان کی آل پاک پر درود نہ پڑھیں۔

ف۲ مخلص کا معنی ہے چنا ہوا یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو اپنی کلام و ملاقات سے اپنی ارشادات خصوصی اور نبوت کا بار گراں اٹھانے کے لیے منتخب فرما لیا تھا۔

ف۳ رسول کا لغوی معنی بھیجا ہوا ہے اور نبی کے مادہ اشتقاق میں دو قول ہیں۔ پہلا یہ کہ نبوۃ سے ماخوذ ہے۔ اس کا معنی رفعت اور بلندی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نبی اپنی شان و جلالت میں دوسرے لوگوں سے بلند اور اعلیٰ ہوتا ہے اس لیے اسے نبی کہا گیا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ نبأ سے مشتق ہے۔ اس کا معنی خبر دینا ہے اور کیونکہ نبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے بندوں کو ایسے حقائق و اسرار بتاتا ہے جو ان کی عقل و فکر کی رسائی سے بالاتر ہوتے ہیں اس لیے اسے نبی کہتے ہیں۔ نبوت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے علامہ راغب لکھتے ہیں النبوة سفارة بین اللہ وبین ذوی العقول من عبادہ لازاحة علتهم فی امر معادهم ومعاشهم یعنی نبوت اللہ تعالیٰ اور اس کے عاقل بندوں کے درمیان سفارت کا نام ہے۔ تاکہ اس کے ذریعے ان کی اخروی اور دنیوی علتوں اور بیماریوں کو دور کیا جائے۔ ہر رسول کا نبی ہونا ضروری ہے لیکن ہر نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں ہے۔ رسول وہ ہوتا ہے جو صاحب

الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ

دائیں جانب سے اور ہم نے اسے قریب کیا راز کی باتیں کرنے کے لیے اور ہم نے اپنی رحمت سے اسے اس کا بھائی

هٰرُوْنَ نَبِيًّا ۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ

ہارون جو نبی تھا۔ اور ذکر کیجیے کتاب میں اسمٰعیل کا وہ وعدہ کے سچے تھے

وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ

اور رسول اور نبی تھے۔ اور وہ حکم دیا کرتے تھے اپنے گھر والوں کو نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا اور

شریعت ہو خواہ وہ شریعت نئی ہو یا کسی سابق رسول کی شریعت۔ وہ علاوہ کسی نبی قوم کی ہدایت کے لیے بھیجا جائے جس طرح حضرت اسماعیل۔

طور ایک پہاڑ ہے جو مصر اور مدین کے درمیان ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام دس سال حضرت شعیب کے پاس مدین میں گزارنے کے بعد جب واپس مصر روانہ ہوئے تو راستہ میں اگر طور پہاڑ سے ہوا تو پہاڑ کا جو رخ آپ کی دائیں جانب تھا اسی سے یہ ندا آئی۔

اس قرب کی حقیقت کو وہی سمجھ سکتا ہے جس کو اس نعمت سے بہرہ ور کیا گیا ہو قرب بلا تکییف ہے۔ نجیا بمعنی مناجی (سرگوشی) صاحب قاموس نے 'نجیا' کا یہ مفہوم بیان کیا ہے اسی کی تائید صاحب تاج کرتے ہیں۔

وشاهده بمعنى ناجاه استبانه [illegible] (تاج العروس)

بنی اسرائیل یہ سمجھتے تھے کہ نبوت ہماری اولاد ہی میں بند ہے اور حضرت اسماعیل پیغمبر نہیں۔ حضرت اسماعیل کا ذکر کر کے ان کے زعم باطل کی بھی تردید کر دی۔ حضرت اسحٰق کو صرف نبی کہا گیا اور انہیں رسول اور نبی دونوں صفتوں سے موصوف کیا گیا جس سے آپ کی مرتبت کا پتہ چلتا ہے۔ آپ کی صفات کمال میں سے صادق الوعد ہونے کی صفت خصوصی اہمیت کی حامل ہے کیونکہ خدا اور اس کے بندوں کے ساتھ جو وعدہ بھی کیا انھوں نے پورا کیا۔ سب سے اہم وعدہ وہ تھا جو آپ نے اپنے والد ماجد سے کیا تھا: سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ۔ یعنی مجھے ذبح کرنے کا جو حکم خداوندی آپ کو ملا ہے اس کی تعمیل کیجیے میں پس ذبح ہونے پر قطعاً کسی بے صبری کا مظاہرہ نہیں کروں گا اور دنیا جانتی ہے کہ اس مرد باکمال نے اپنے اس وعدہ کو کس صدق و استقامت سے پورا کیا۔

یہ آپ کی دوسری خصوصی شان ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کو تبلیغ کا آغاز گھر والوں سے کرنا چاہیے۔ حضور کریم کو بھی یہی حکم ملا: وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ۔ اے حبیب! اپنے قریبی رشتہ داروں کو عذاب الٰہی سے ڈرائیے

عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا

پروردگار کے ہاں پسندیدہ تھے اور کتاب میں ادریس کا بھی ذکر کرو وہ بھی نہایت سچے

نَّبِيًّا ۝ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

(والے) نبی تھے اور ہم نے ان کو اونچی جگہ اٹھا لیا تھا یہ وہ لوگ ہیں جن پر خدا نے اپنے

مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ وَّمِنْ

پیغمبروں میں سے فضل کیا (یعنی) اولاد آدم میں سے اور ان لوگوں میں سے جن کو ہم نے نوح کے ساتھ (کشتی میں)

ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا اِذَا تُتْلٰى

سوار کیا اور ابراہیم اور یعقوب کی اولاد میں سے اور ان لوگوں میں سے جن کو ہم نے ہدایت دی اور برگزیدہ کیا جب ان کے سامنے (خدا) رحمٰن کی آیتیں پڑھی جاتی تھیں

عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ۝ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ

تو سجدے میں گر پڑتے اور روتے رہتے تھے پھر ان کے بعد

دوسری جگہ ہے قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا ۔ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم سے بچاؤ۔

[illegible] حضرت ادریس [illegible] ان کا نسب [illegible] [illegible]

بن آدم علیہ السلام [illegible]

کتب تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ آپ [illegible] حساب [illegible]

ہوئے کپڑے پہننے کا رواج بھی آپ سے شروع ہوا۔ پہلے لوگ جانوروں کی کھالیں [illegible] استعمال کیا کرتے تھے

ناپ تول کے پیمانے [illegible] آلات بھی آپ کی ایجاد [illegible]

[illegible] ان کے مرتبے کی بلندی [illegible] آپ [illegible] آسمان پر

[illegible] گئے لیکن یہ سب روایات [illegible] کسی [illegible] کی [illegible] رکھی جا سکتی۔

[illegible] پیغمبروں [illegible] جن کے مناقب و محامد بیان کیے گئے ہیں [illegible] اللہ تعالیٰ کی

[illegible] جب ان کے سامنے [illegible] کی تلاوت کی جاتی [illegible] آنکھوں

سے آنسوؤں کا سیلاب [illegible] سجدہ ریز ہو جاتے [illegible]

خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا

[illegible]

إِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولٰٓئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۝ جَنّٰتِ عَدْنِ ۟ الَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ

اور ان پر ذرا ظلم نہیں کیا جائے گا۔ سدا بہار باغ [illegible] جن کا وعدہ رحمٰن نے اپنے بندوں سے

بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ۝ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ۭ

غیب میں کیا ہے بے شک اس کا وعدہ پورا ہو کر رہنے والا ہے۔ نہیں سنیں گے جنت میں وہ کوئی [illegible] بجز سلامتی [illegible]

وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۝ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ

[illegible] صبح و شام۔ یہ وہ جنت ہے جس کا وارث بنائیں گے

عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ۝ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَيْنَ

بندوں سے [illegible] جو پرہیزگار ہو گا۔ اور [illegible] ہم نہیں اترتے مگر آپ کے رب کے حکم سے [illegible]

اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ۝ رَبُّ

[illegible] اور نہیں ہے آپ کا رب بھولنے والا وہ [illegible]

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ۭ هَلْ

آسمانوں اور زمین کا اور [illegible] ان کے درمیان ہے سو اسی کی بندگی [illegible] کیا تم

تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ۝ وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ

جانتے ہو [illegible] اور کہتا ہے انسان کیا جب میں مر جاؤں گا [illegible]

تو اس سے گناہ بخش دیئے جائیں گے [illegible] جنت [illegible] جنت میں [illegible]
جنتیوں [illegible] بیان کر دیا۔

[illegible] حدیث میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل [illegible]
جبرائیل تم [illegible] پاس [illegible] زیادہ کیوں نہیں آتے۔ (بخاری [illegible])

[illegible] کسی [illegible] تیار نہ تھے۔ یہ بات

حَيًّا ﴿٦٦﴾ اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ﴿٦٧﴾

کیا یاد نہیں رکھتا انسان کہ ہم نے پیدا کیا تھا اسے اس سے پہلے حالانکہ وہ کوئی چیز نہ تھا

فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿٦٨﴾

[illegible]

ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ﴿٦٩﴾

[illegible] جو ان میں سے [illegible] رحمٰن کے سخت نافرمان تھے

[illegible]

[illegible] وھو الذی یبدؤ الخلق ثم یعیدہ وھو اھون علیہ (الروم)

اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے کائنات کی تخلیق کا آغاز فرمایا پھر وہ انہیں فنا کرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرے گا اور یہ دوبارہ پیدا کرنا اس پر آسان ہے۔

[illegible] قیامت کے روز میدان حشر میں جمع کیا جائے گا اور ان کے ساتھ وہ شیاطین بھی [illegible]

[illegible]

ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ۝ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا

پھر ہم خوب جانتے ہیں [illegible] زیادہ مستحق ہیں [illegible] اور تم میں سے کوئی نہیں مگر

وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۝ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ

[illegible] آپ کے رب پر لازم ہے اور طے شدہ فیصلہ ہے پھر ہم نجات دیں گے [illegible] اور

حتماً مقضیا: [illegible] کی وضاحت کرتے ہوئے [illegible] لکھتے ہیں جب کسی چیز [illegible] عرب کہتے ہیں [illegible] قرطبی، [illegible] کا مطلب کیا ہے جمہور [illegible] کی رائے یہ ہے کہ منکم کا مرجع [illegible] جیسا کہ [illegible] چنانچہ امام [illegible] نے اپنی مسند میں [illegible] روایت کیا ہے [illegible] حضرت جابر بن عبداللہ سے ورود کے معنی میں [illegible] اختلاف [illegible] اپنے [illegible] کی طرف اشارہ [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible] داخل ہوں گے اور آگ [illegible] ٹھنڈی [illegible] ہو گی جیسے [illegible] پر ہوئی تھی [illegible] آگ شور [illegible] کی ٹھنڈک سے میری [illegible] ہو رہی ہے پھر اللہ تعالیٰ متقیوں کو وہاں سے نکال لے گا اور ظالموں [illegible] پڑے رہیں گے [illegible] ورود [illegible] پل پر سے گزرنا ہے جو دوزخ کے اوپر پھیلایا جائے گا۔

[illegible] الاولى [illegible]

[illegible] اگر یہ بات صحیح ہو تو پھر اس آیت کا [illegible] سے ہوگا جو بیان ہوا۔ لیکن [illegible] اس لیے بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ منکم [illegible] تمام انسان [illegible] ذکر ہو رہا ہے [illegible] کلام سابق میں سب غائب کی ضمیریں ہیں یہاں اچانک ضمیر خطاب کیوں ذکر کی گئی تو اس کا جواب ظاہر ہے کہ التفات [illegible] اسلوب قرآن ہے یکایک غائب سے مخاطب اور مخاطب سے متکلم [illegible] جیسے ارشاد باری ہے:

وسقاهم ربهم شرابا طهورا ان هذا كان لكم جزاء وكان سعيكم مشكورا۔

پہلے ضمیر غائب اور اس کے بعد ضمیر مخاطب ہے۔

نَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ۝ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ

رہنے دیں گے ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل گرے ہوئے   اور جب پڑھی جاتی ہیں ان پر ہماری روشن آیتیں تو کہتے ہیں

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا ۙ اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ

وہ جو کافر ہیں   ایمان والوں سے (بتاؤ) دونوں گروہوں میں سے کس کی رہائش اچھی ہے اور کس کی مجلس

نَدِيًّا ۝ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْيًا ۝

زیادہ شاندار ہے   اور کتنی قوموں کو ہم نے ہلاک کر دیا ان سے پہلے جو ان سے بڑھ کر تھیں سازوسامان اور ظاہری شان میں

قُلْ مَنْ كَانَ فِى الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا

آپ فرمائیے جو گمراہی میں مبتلا ہے تو رحمٰن اسے ڈھیل دیتا رہتا ہے خوب ڈھیل یہاں تک کہ جب وہ دیکھ لیں گے

ف کفار جب آیت قرآنی سنتے اور حق کی دعوت دی جاتی تو وہ کہتے مسلمانو! ہماری معاشی حالت کا تمہاری معاشی حالت سے مقابلہ کرو ہمارے رہائش کے مکان تمہارے جھونپڑوں سے زیادہ خوبصورت اور آرام دہ ہیں اور ہماری محفلیں تمہاری مجلسوں سے زیادہ بارونق ہیں تو یہ حالت کیسے بتاتی ہے کہ ہم حق پر نہیں ہیں، اللہ کی خوشنودی نصیب ہونے پر ہم تمہاری پیروی کی دعوت دے کر ہماری ہمدردی کو بھی ختم اور ہمیں بھی تباہ کرنا چاہتے ہو۔

الفاظ: مقام، منزل اور مکان کو کہتے ہیں۔ ندیا کی تشریح کرتے ہوئے علامہ جوہری لکھتے ہیں: الندی مجلس القوم ومتحدثهم وكذلك الندوة والنادی والمنتدی والمتندی (قرطبی)

اثاثا: اثاث گھریلو سامان، اور رئیا: منظر، حالت۔ والرئی المنظر الحسن و حالاً حسنۃ (قرطبی)

ف دولت و ثروت کی فراوانی کو وہ اللہ کی رضا کی دلیل سمجھتے۔ ان سے پہلے کئی ایسی قومیں گزری ہیں جو سامان آرائش وزینت میں تم سے کہیں بڑھی ہوئی تھیں، ان کے محلات و عمارات بڑے خوش نما تھے۔ لیکن جب ان کے گناہوں کی پاداش میں ان کو نیست و نابود کر دیا گیا تو تمہارا انجام بھی ایسا ہی ہوگا۔ اثاثا: متاع البیت۔ رئیا: حسن المنظر۔ منظر لسان العرب میں اس کی تشریح یوں منقول ہے: الرئی حسن المنظر فی البهاء والجمال وقیل حالۃ حسنۃ وکسوۃ ظاہرۃ۔ وہ خوش حالت اور ظاہری لباس جو آنکھوں کو بھلا لگے۔

ف یعنی جو شخص جان بوجھ کر گمراہی کی راہ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو مہلت دیتا ہے کہ وہ سرکشی اور گمراہی پر اڑا رہے، اسے فوراً گرفت نہیں کرتا بلکہ انہیں سنبھلنے کی مہلت دی جاتی ہے اور جب مہلت کی گھڑیاں ختم ہو جاتی ہیں اور انہیں

مَا يُوعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ

جس کا وعدہ کیا گیا ہے یعنی عذاب یا قیامت تو عنقریب انہیں پتہ چل جائے گا کون

شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ۝ وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى

بدتر ہے مقام کے لحاظ سے اور کمزور ہے لشکر کے اعتبار سے اور بڑھاتا ہے اللہ تعالیٰ ان کو جنہوں نے ہدایت پائی ہدایت میں

وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ۝ اَفَرَءَيْتَ

اور باقی رہنے والی نیکیاں بہتر ہیں آپ کے رب کے نزدیک ثواب کے لحاظ سے اور بہتر ہیں انجام کے اعتبار سے کیا آپ نے دیکھا اس

الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ۝ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ

کو جس نے انکار کیا ہماری آیتوں کا اور کہنے لگا مجھے ضرور دیا جائے گا مال اور اولاد کیا اس نے غیب کو جھانک کر دیکھ لیا ہے یا

کے شکنجے میں کسا پایا جاتا ہے تب انہیں اپنی بے بسی اور بے یار و مددگار ہونے کا پتہ چلتا ہے۔

ک [illegible] جس طرح ان کے عذاب کا [illegible] رشد و ہدایت کا ذکر فرمایا جا رہا ہے یعنی جو لوگ اپنی طاقت اور ہمت کے مطابق صدق و اخلاص سے سرشار ہو کر راہ ہدایت پر گامزن ہو جاتے ہیں تو ان کے ذوق ہدایت میں اضافہ کرتے چلے جاتے ہیں اور اپنے لطف و کرم سے انہیں ایسی صدق و استقامت [illegible] بخش دیتے ہیں جس تک پہنچنا ان کی طاقت سے باہر تھا۔ حدیث قدسی سے اس آیت کا مفہوم بخوبی سمجھ میں آ جاتا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے من تقرب الیّ شبرا تقربت الیہ ذراعا ومن تقرب الیّ ذراعا تقربت منہ باعا ومن اتانی یمشی اتیتہ ہرولۃ کما قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible] یعنی جو شخص ایک بالشت میرے نزدیک ہوتا ہے میں ایک گز اس کے قریب ہوتا ہوں اور جو شخص ایک گز میرے قریب ہوتا ہے میں [illegible] اس کے قریب ہوتا ہوں اور جو چل کر میری طرف آتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں۔ معلوم ہوا اگر طلب صادق ہو تو وہاں [illegible] مل جاتی ہیں۔ [illegible] کی حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

ک اس کی وضاحت سورۂ کہف میں گزر چکی ہے۔ مردّ: مرجع، انجام اور لوٹنے کی جگہ۔

ک حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں لوہاروں کا کام کیا کرتا تھا عاص بن وائل کے ذمہ میری کچھ رقم تھی میں اس سے مانگنے کے لیے گیا تو اس نے کہا [illegible] میں تمہیں اس وقت تک [illegible]

أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿٧٨﴾ كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ

ہو گیا ہے غیب پر یا لے لیا ہے اس نے رحمٰن سے کوئی عہد۔ ہرگز نہیں ہم لکھ لیں گے جو کچھ یہ کہہ رہا ہے اور بڑھاتے رہیں گے

لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿٧٩﴾ وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا ﴿٨٠﴾ وَاتَّخَذُوا

اس کے لیے عذاب خوب لمبا کر کے۔ اور ہم وارث ہوں گے اس کے جو یہ بتاتا ہے اور یہ آئے گا ہمارے پاس اکیلا۔ اور بنا لیے ہیں انہوں نے

مِنْ دُونِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ﴿٨١﴾ كَلَّا سَيَكْفُرُونَ

سوائے اللہ کے چند معبود تاکہ وہ ہوں ان کے لیے باعث عزت۔ ہرگز نہیں بلکہ وہ انکار کریں گے

بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿٨٢﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ

ان کی عبادت کا اور وہ ہو جائیں گے ان کے مخالف۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ ہم نے بھیج دیے ہیں شیطان

عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴿٨٣﴾ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ

کافروں پر وہ انہیں ابھارتے رہتے ہیں خوب۔ پس آپ جلدی نہ کیجیے ان پر ہم تو گن رہے ہیں ان کے لیے

ـــه [illegible] جنت کا [illegible] میں نے اسے جواب دیا کہ میں تو ہرگز انکار نہ کروں گا یہاں تک کہ تو مر جائے پھر قیامت کے دن اٹھایا جائے۔ اس نے کہا [illegible] کیا مرنے کے بعد میں دوبارہ اٹھوں گا؟ اس وقت میرے پاس دولت کی فراوانی ہوگی، اس وقت میرے پاس آنا میں تمہارا قرض ادا کر دوں گا۔ (بخاری، مسلم [illegible]) جو یہ آیت [illegible] پیش کی تھی۔

ـــه یعنی اس گستاخی اور [illegible] کی سزا کیسی ہوتی ہے۔

ـــه انہوں نے اس لیے جن کو اپنا معبود بنا رکھا ہے کہ وہ مشکل وقت ان کی پشت پناہی کریں گے اور مشکل میں ان کے کام آئیں گے ان کا یہ خیال غلط اور سراسر غلط ہے بلکہ [illegible] وہ ان کی عبادت ہی کا انکار کر دیں گے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی [illegible] (تفسیر [illegible] القرآن)

ـــه اگرچہ کفر کے پاس ان دلائل [illegible] کا کوئی معقول جواب [illegible] توحید [illegible] کے بطلان اور قیامت کے قائم ہونے پر پیش کیے۔ لیکن اس کے باوجود [illegible] اور [illegible] حرکت سے باز نہ آتے۔ اس کی وجہ بتائی جا رہی ہے کہ شیطان انہیں [illegible]

عَدًّا ﴿٨٤﴾ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا ﴿٨٥﴾ وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ

گنتی کر ۔ جس روز ہم اکٹھا کریں گے پرہیزگاروں کو رحمٰن کی بارگاہ میں معزز مہمانوں کی طرح ۔ اور ہم ہانک کر لے جائیں گے مجرموں کو

کا وقت پورا ہو رہا ہے یہی ان کے پیمانے ہیں آپ کے لیے انتظار [illegible] اصلحهم [illegible] ہم نے ان کے لیے [illegible] تسبيح [illegible] المعالى [illegible] گنتا۔

ہم ہیں جہاں کی رہنمائی کے لیے ہیں جب جب یہ جائیں گے عذاب کا مقررہ وقت آجائے گا تو یہ کیفر کردار کو پہنچ جائیں گے۔

۵۵ قیامت کے دن اہل ایمان رحمٰن کی بارگاہ میں کس عزت و تکریم سے باریاب ہوں گے جن کو یہ سعادت نصیب ہوگی ان کا ذکر ہو رہا ہے۔ وفد جمع ہے وافد کی۔ وافد وہ ہے جو الطالب اور بعض اہل لغت کے نزدیک یہ جمع ہے کا اسم ہے اور بعض نے اس کی تفسیر یوں کی ہے وفدا ای رکبانا علی نجائب طاعتهم یعنی وہ اپنی طاعتوں کی سواریوں پر سوار ہو کر حاضر ہوں گے عمرو بن قیس نے کہا کہ مومن جب قبر سے اٹھے گا تو اس کا عمل ایک خوبصورت انسان کی شکل میں اس کا استقبال کرے گا اور اس کا جسم خوشبو سے مہک رہا ہوگا۔ وہ اس سے پوچھے گا کیا تو نے مجھے پہچانا۔ وہ کہے گا نہیں بجز اس کے اتنا معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیری شکل بڑی خوبصورت بنائی ہے اور تیری مہک عطر بیز ہے۔ وہ کہے گا میں تیرا عمل صالح ہوں۔ دنیا میں میں تجھ پر سوار رہا آج میں تجھے اپنے کندھوں پر اٹھانے کے لیے آیا ہوں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا [illegible]

ترجمہ: میرے پروردگار نے مجھے میری امت سے ستر ہزار ایسے عطا کئے جو جنت میں بے حساب داخل ہوں گے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی یارسول اللہ! پھر آپ نے رب سے زیادہ کے متعلق سوال کیوں نہ کیا۔ رحمت عالم آقا نے فرمایا: میں نے زیادہ کے لیے درخواست کی تو مجھے میرے رب نے اس قدر عطا فرمایا۔ اس قدر کی وضاحت کرتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو کھول دیا اور اپنے دونوں بازوؤں کو کشادہ کر دیا اور ملا دیا۔ ہشام کہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے جو اس نے اپنے محبوب کو عطا فرمایا اس کی تعداد معلوم نہیں ہو سکتی۔ محمد بن حزم انصاری سے مروی ہے کہ تین دن تک رسول کریم کا یہ معمول رہا کہ صرف نماز پنجگانہ کے لیے تشریف لاتے اور پھر خلوت نشین ہو جاتے چوتھے دن حضور حسب معمول تشریف لائے ہم نے عرض کی یارسول اللہ! حضور تین دن تک ہم سے الگ تھلگ رہے یہاں تک کہ ہمیں یہ اندیشہ ہونے لگا کہ کوئی حادثہ وقوع پذیر ہو گیا ہے۔ آقا نے ارشاد فرمایا [illegible] المزيد فوجدت ربي ماجدا كريما فاعطاني مع كل واحد سبعين الفا یعنی میرے رب نے میرے صحابہ کو [illegible] فکر و اندیشہ کی

إِلَىٰ جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿٨٦﴾ لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ

ہانک کر لے جائیں گے مجرموں کو جہنم کی طرف پیاسے۔ مالک نہ ہوں گے یہ لوگ شفاعت کے بجز اس کے جس نے لے رکھا ہے

کوئی بات نہیں۔ یہ اہل حق کی واقعہ ہوا ہے میرے رب نے میرے ساتھ یہ وعدہ فرمایا کہ میری امت سے ستر ہزار آدمی کو بلا حساب جنت میں داخل فرمائے گا۔ میں اپنے رب سے مزید طلب کرتا رہا اس تعداد میں اضافہ کی التجا کرتا رہا۔ پس میں نے پایا ہے پروردگار کو بڑا عظیم اور کریم پایا۔ اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار کے علاوہ ہر ایک کے ساتھ ستر ستر ہزار عطا فرمایا۔ (روح المعانی) ۔

یا رب تو کریمی و رسول تو کریم
صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

شفاعت [illegible] سے مانگنے رکھتے ہیں جو وقت [illegible] کرتے ہیں جو اعمال میں پایا ہے۔ کیونکہ یہی وہ وفات پر آتے ہیں جو پایا ہو۔ [illegible]

لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ کی تفسیر الّا سے اہل ایمان کی شفاعت کا اثبات ہے۔ علامہ ابو حیان [illegible] الشفاعة لهم والمسلمين يملكون الشفاعة الوسیلی تفسیر کرتے ہوئے علامہ قرطبی نے حضرت ابن مسعودؓ سے ایک حدیث روایت کی ہے جو اس آیت کی تفسیر کے لیے بطور دلیل پیش ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو اپنے صحابہ سے یہ فرماتے سنا کیا تم اس بات سے عاجز ہو کہ ہر صبح و شام اپنے رب سے ایک عہد لے لیا کرو۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ یہ کیسے؟ فرمایا کہ ہر صبح و شام یہ کہے اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ اِنِّیْ اَعْھَدُ اِلَیْکَ فِیْ ھٰذِہِ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا اَنِّیْ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ فَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ فَاِنَّکَ اِنْ تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ تُقَرِّبْنِیْ مِنَ الشَّرِّ وَتُبَاعِدْنِیْ مِنَ الْخَیْرِ وَاِنِّیْ لَا اَثِقُ اِلَّا بِرَحْمَتِکَ فَاجْعَلْ لِّیْ عِنْدَکَ عَھْدًا تُوَفِّیْنِیْہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔ جو شخص یہ کہے گا اللہ تعالیٰ اس پر مہر لگا کر عرش کے نیچے رکھ دے گا اور جب قیامت کا دن ہوگا تو منادی کرنے والا منادی کرے گا کہاں ہیں وہ لوگ جن کا اللہ تعالیٰ کے پاس عہد ہے پس وہ آدمی کھڑا ہوگا اور اسے جنت میں داخل کیا جائے گا۔

عہد کا ترجمہ۔ اے اللہ تعالیٰ! اے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے! اے غیب (پوشیدہ) اور شہادت (ظاہر) کو جاننے والے! میں تیرے پاس اس دنیوی زندگی میں ایک پختہ عہد کرتا ہوں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود بجز تیرے تو ایک ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں۔ مجھے میرے نفس کے حوالے نہ کر۔ کیونکہ اگر تو نے مجھے میرے نفس کے حوالے کر دیا تو وہ مجھے خیر سے دور اور شر کے قریب کر دے گا۔ اور میں تیری رحمت کے بغیر کسی چیز پر بھروسہ نہیں کرتا۔ میرے لیے اپنی بارگاہ میں ایک عہد نامہ محفوظ فرما جو قیامت کے روز مجھے عطا فرما۔ بیشک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿٨٧﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿٨٨﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا

[illegible] عہد [illegible] بنا لیا ہے [illegible]

إِدًّا ﴿٨٩﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ

[illegible] آسمان [illegible] زمین [illegible] اور پہاڑ [illegible]

هَدًّا ﴿٩٠﴾ أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿٩١﴾ وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمٰنِ أَنْ يَتَّخِذَ

[illegible] رحمٰن [illegible] اور نہیں [illegible]

وَلَدًا ﴿٩٢﴾ إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿٩٣﴾

[illegible] آسمان [illegible] زمین [illegible] رحمٰن [illegible]

لَقَدْ أَحْصٰهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿٩٤﴾ وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

[illegible] اور [illegible] قیامت کے دن

ف [illegible] حضرت مسیح [illegible] اللہ تعالیٰ کی اولاد [illegible] وہ ذات پاک [illegible] کے ساتھ [illegible] محال ہے۔

[illegible]

[illegible] (تفسیر غریب القرآن لابن قتیبہ)

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ

تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے عنقریب پیدا کر دے گا ان کے لیے

الرَّحْمَٰنُ وُدًّا ۞ فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ

رحمٰن محبت۔ سو [illegible] ہم نے قرآن کو آپ کی زبان میں آسان کر دیا تاکہ آپ [illegible] خوشخبری دیں اور

وَتُنذِرَ بِهِ قَوْمًا لُّدًّا ۞ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هَلْ

ڈرائیں اس کے ذریعہ جھگڑالو قوم کو۔ اور کتنی ہی قومیں ہم نے ان سے پہلے ہلاک کر دی ہیں۔ کیا

تُحِسُّ مِنْهُم مِّنْ أَحَدٍ أَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ۞

محسوس کرتے ہیں آپ ان میں سے کسی کو یا سنتے ہیں ان کی کوئی آہٹ۔

تشریح: [illegible] حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible] ان اللہ [illegible]

[illegible]

جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں فلاں شخص سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو جبریل بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر آسمان والوں میں یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو، چنانچہ آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اس کے بعد زمین میں اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اہل اللہ [illegible] کی محبت [illegible] دلوں میں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول بندوں [illegible] ہے کہ لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت جاری کر دی ہے۔

اللهم [illegible]

[illegible]

الصلوات واکمل البرکات وازکی التسلیمات۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف سورۃ طٰہٰ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نام :۔ اس سورۃ مبارکہ کا نام طٰہٰ ہے یہی وہ کلمہ ہے جس سے سورۃ کا آغاز ہوا ہے۔

یہ سورۃ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اس میں آٹھ رکوع ہیں۔ اس کی آیتوں کی تعداد ۱۳۵ ہے۔ اور یہ ۱۳۴۱ کلمات اور ۵۲۴۲ حروف پر مشتمل ہے۔

زمانۂ نزول :۔ اس سورۃ کو تاریخ اسلام میں ایک امتیازی شان حاصل ہے۔ مسلمان ہونے سے پہلے ایک دن حضرت عمرؓ بڑے جوش و خروش سے گھر سے نکلے۔ ننگی تلوار گلے میں حمائل تھی۔ کسی نے پوچھا کہاں کا قصد ہے۔ جواب دیا مسلمانوں کے نبی کا سر قلم کرنے کے لیے جا رہا ہوں۔ اس نے کہا پہلے گھر کی خبر لو۔ تمہاری بہن فاطمہ اور بہنوئی سعید بن زید تو مسلمان ہو چکے ہیں اور اپنے نبی پر سر و جان سے فدا ہو رہے ہیں۔ غصہ سے واپس لوٹے اور بڑی بے دردی سے بہنوئی کو مارنا شروع کیا۔ بہن حائل ہوئیں تو ان پر پل پڑے۔ ان کا سر پھوڑ دیا جس سے خون کا فوارہ بہ نکلا۔ یہ منظر دیکھ کر کچھ نرمی پیدا ہوئی اور کلام الٰہی سننے کا اظہار اپنی بہن سے کیا۔ انہوں نے غسل کرنے کا حکم دیا۔ جب آپ غسل کر چکے تو حضرت فاطمہ نے اسی سورۃ کی چند پہلی آیتیں تلاوت کیں جس نے عمر کی دنیا بدل ڈالی۔ پتھر دل پسیج گیا۔ اور آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب امڈ آیا۔ اسی وقت بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے۔ علامہ اقبالؒ نے اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے :۔

نمی دانی کہ سوز قرأت تو ۔ دگرگوں کرد تقدیر عمر را

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمر کے مشرف باسلام ہونے سے پہلے یہ سورۃ نازل ہو چکی تھی۔

ویسے تو اس سورۃ کی ہر آیت روشنی کا ایک مینار ہے لیکن چند امور خصوصی توجہ کے مستحق ہیں :۔

۱۔ مندرجہ بالا تاریخی پس منظر سے آپ نے بآسانی اندازہ لگا لیا ہو گا کہ اس سورۃ کے نزول کا زمانہ وہ تھا جب کفار کی اسلام دشمنی اپنے عروج پر پہنچ چکی تھی۔ ستم رانی اور بہتان تراشی کی انہوں نے انتہا کر دی تھی۔ حضور سرور کائنات کی شبانہ روز محنت کے باوجود صرف چند روحیں ایسی تھیں جنہوں نے اس دعوت حق کو قبول کیا تھا۔ قوم کی یہ ہٹ دھرمی دیکھ کر حضور کے قلب نازک پر کیا گزرتی ہو گی اور اسلام قبول کرنے والوں کے دلوں میں بھی اس دعوت کے مستقبل کے متعلق کیسے کیسے خدشات پیدا ہوتے ہوں گے۔ اس

پہلی ابتدائی آیات میں حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی جا رہی ہے کہ یہ قرآن اس قادر مطلق نے نازل فرمایا ہے جس کی کبریائی کے سامنے کائنات کی ہر چیز سرنگوں ہے۔ اس نے یہ قرآن آپ پر اس لیے نازل نہیں کیا کہ آپ بیجا مشقت میں مبتلا رہیں۔ یقیناً آپ کا دین پھیلے گا اور [illegible] آپ کے قدم چومے گی۔ اس کے بعد بڑی تفصیل کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا گیا کہ کس طرح [illegible] ایک تاریک سنسان رات میں وادی طویٰ کے ایک گوشے میں خلعت نبوت سے سرفراز کیا گیا اور اس کے بعد انہیں ایک ایسے جابر بادشاہ کو دعوت حق دینے کا حکم دیا گیا جس کی [illegible] جبر و ستم [illegible] تھا حکم [illegible] کے سامنے اس [illegible] میں میری توحید کا [illegible] کرو اور اسے کہو کہ بنی اسرائیل کو اپنی غلامی کی زنجیروں سے آزاد کر دے۔ اس کا انجام [illegible] میں تمہارے ساتھ ہوں گا۔

[illegible] فرعون کے پاس تشریف لے گئے [illegible] فرعون کے [illegible] ہو گئے اور [illegible] آپ [illegible] قیامت [illegible] ہیں [illegible] ان کے سامنے [illegible] دل [illegible] کیا [illegible] ہو گئے [illegible] بے نیاز ہو کر آپ پر ایمان لے آئے [illegible] تفصیلات [illegible] پتہ چلتا ہے کہ ایمان کی [illegible] ہے۔

۲۔ اس کے بعد سامری [illegible] بنی اسرائیل کی گمراہی اور [illegible] کا بھی ذکر کر دیا۔

۳۔ آخر میں آدم علیہ السلام کا واقعہ بیان کر دیا جس سے یہ حقیقت بھی عیاں ہو جاتی ہے کہ اصل گناہ [illegible] اور [illegible] انسان [illegible] جس طرح [illegible] ابلیس کے واقعہ سے معلوم ہے [illegible] نادم ہونا اور توبہ کرنا انسان [illegible] جیسا کہ آدم علیہ السلام کے واقعہ سے معلوم ہوا۔

اس [illegible] کوشش [illegible] آپ [illegible] صبح و شام [illegible] دیے جائیں گے۔

سورۃ کو ختم کرنے سے پہلے [illegible] بیان کر دیا تاکہ انسان کسی قسم کی [illegible] کا شکار ہو کر [illegible] نہ رہے۔

سُوْرَةُ طٰهٰ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّخَمْسٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَثَمَانِيْ رُكُوْعَاتٍ

سورہ طٰہٰ مکی ہے اس کی اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے ۱۳۵ آیتیں اور ۸ رکوع ہیں

طٰهٰ ① مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ② اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ③ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ④ اَلرَّحْمٰنُ

طٰہٰ لہ نہیں اتارا ہم نے آپ پر قرآن اس لیے کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں لہ مگر نصیحت ہے اس کے لیے جو ڈرتا ہے اسے نازل کیا گیا ہے اس ذات کی طرف سے جس نے پیدا فرمایا زمین کو اور بلند آسمانوں کو۔ وہ بے حد مہربان

لہ قبیلہ عک اور قبیلہ عکل میں طٰہٰ کا معنی یا رجل یعنی اے شخص ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ قبیلہ عک میں طٰہٰ معنی یا حبیبی (اے میرے حبیب) استعمال ہوتا ہے۔ بعض علماء کے نزدیک یہ اسمائے حسنیٰ میں سے ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور رحمت عالمیان کا اسم مبارک ہے۔ بعض کی رائے ہے کہ 'ط' طہارت اور 'ہ' ہدایت کے لیے بطور رمز لکھا ہے۔ اس کا معنی ہے یا طاہرا من الذنوب یا ہادیا الخلق الی علام الغیوب "اے گناہوں سے پاک اور اے مخلوق خدا کے راہنما"۔ (قرطبی)

علامہ اسماعیل حقی نے اپنی تفسیر میں ایک اور لطیف توجیہ نقل کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حساب جمل سے ط کا عدد ۹ اور ہ کا عدد ۵ ہے۔ یہ کل چودہ ہوئے جس کا معنی ہے اے چودھویں کے چاند فقیل العدد [illegible] الحساب والھاء خمسۃ ومعناہ یا ایھا البدر

علامہ آلوسی نے اس توجیہ کا ذکر کرکے لکھا ہے [illegible] عالم اعلیٰ کے آسمان کے ماہ تمام [illegible] چودھویں کے چاند! (روح المعانی)

لہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دلی آرزو تھی کہ اللہ تعالیٰ کے جو بندے اپنے رب سے منہ موڑ چکے ہیں، اور رشتہ عبودیت توڑ چکے ہیں وہ پھر اپنے رحیم و کریم مالک کے حضور میں آئیں اور اس سے اپنی بندگی کا رشتہ استوار کریں۔ [illegible] انسانیت کی اس تذلیل سے حضور کا دل دکھی ہوتا تھا۔ [illegible] اصلی [illegible] اور [illegible] کی [illegible] پاک سیرت [illegible] قرآن کی آیات بینات [illegible] قرآن [illegible]

عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَ

[illegible] عرش پر [illegible] اسی کی ملک میں ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور

مَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ۝ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ

جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اور جو کچھ گیلی مٹی کے نیچے ہے اور اگر تو بلند آواز سے بات کرے تو [illegible] وہ تو جانتا ہے

رہ کر ہر وقت حزن و ملال کی گھٹائیں دل اور چہرہ پر چھائی رہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم کی [illegible] ارشاد ہوا۔ تسلی دینا [illegible] ارشاد [illegible] یہ قرآن اس لیے تو نازل نہیں کیا گیا کہ آپ روز و شب [illegible] یہ تو ایک نصیحت ہے [illegible] جس میں صلاحیت ہوگی وہ قبول کرے گا [illegible] نجات [illegible] کی قسمت۔ آپ [illegible] کیوں ہو۔

بعض علماء [illegible] ابتدائی ایام میں [illegible] ساری رات [illegible] یہاں تک کہ قدم مبارک [illegible] آپ پر [illegible] کی صورت نہیں [illegible] (قرطبی)

[illegible] ابو جہل اور نضر بن حارث [illegible] آپ [illegible] قرآن [illegible] بدبختی [illegible] اسلام [illegible] ابو جہل [illegible] کی تردید کر [illegible] کے لیے [illegible] ہے اور سعادت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

[illegible] ملاحظہ ہو ضیاء القرآن جلد اول سورۂ اعراف آیت نمبر ۵۴ کا حاشیہ۔

[illegible] اس کی حکومت کی وسعت کا [illegible] جو کچھ [illegible]

السِّرَّ وَأَخْفَى ۝٧ اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى ۝٨ وَهَلْ

[illegible]

أَتٰىكَ حَدِيثُ مُوسٰى ۝٩ إِذْ رَأٰى نَارًا فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّيْ

[illegible]

اٰنَسْتُ نَارًا لَعَلِّيْ اٰتِيْكُمْ مِنْهَا بِقَبَسٍ أَوْ أَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۝١٠

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ﴿١١﴾ اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ

پھر جب آپ اس کے پاس پہنچے تو ندا کی گئی اے موسیٰ! بلاشبہ میں تیرا رب ہوں سو آپ اپنے جوتے اتار دیں بے شک آپ

بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿١٢﴾ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ﴿١٣﴾

طویٰ کی مقدس وادی میں ہیں۔ اور میں نے پسند کر لیا ہے آپ کو رسالت کے لیے سو سنئے جو وحی کی جاتی ہے

شہ وہاں پہنچے تو عجیب منظر تھا ایک سرسبز و شاداب درخت ہے جس سے ایک عظیم نور کی آگ سی نکل رہی ہے آگ ہے کہ روشنی اور انوار ہیں بڑے دلکش! ایسے میں ندا دی!

شہ اچانک ندا آئی اے موسیٰ! یہ آگ نہیں بلکہ میں ہوں تیرا پروردگار تم اپنے جوتے اتار دو کہ بارگاہ جلال میں حاضر ہو رہے ہو طویٰ کی مقدس وادی ہے [illegible] جوتے اتار دو نیز اس وادی کی خاک پاک تیرے پاؤں کے تلووں کو لگ سکے اور وہ بابرکت ہو جائیں۔

یہ وادی کے مقدس میدان ہیں حقانی تجلیات [illegible] ہے وہ جسم کی کاوش سے کب طے ہو سکتی ہے انسانی کی ہر تیز رفتاری سب تھک ہار کر رہ جاتی ہے وہاں عجب عالم ہے اور اس کی زمین تک [illegible] کی بات ہے تو سب مسافتیں [illegible] روح [illegible] حضرت [illegible] رحمۃ اللہ علیہ [illegible] مقامات [illegible] [illegible] ہے اور وہ قطع ہو [illegible] سالک حاصل کر لیتا ہے [illegible] العرش [illegible] [illegible]

سیر زاہد ہر مہے یک روزہ راہ سیر عارف ہر دمے تا تخت شاہ

یعنی مقامات کی منزلیں [illegible] سالک اور [illegible] شیخ کی توجہ اور جذب سے نصیب ہوتی ہے اور وہ اس طرح کہ نگاہ [illegible] ہے اور اسے واصل کر دیتی ہے۔ عارف رومی فرماتے ہیں:

کہ زاہد تو ایک ماہ میں ایک دن کی مسافت ہی طے کرتا ہے لیکن عارف کی سیر آن واحد میں بادشاہ حقیقی کے تخت تک ہوتی ہے۔

شہ شان بندہ نوازی ملاحظہ ہو۔

إِنَّنِيْٓ أَنَا اللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنَا فَاعْبُدْنِيْ وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ⑭

یقینا میں ہی اللہ ہوں نہیں کوئی معبود بجز میرے پس میری عبادت کیا کرو اور قائم کرو نماز مجھے یاد کرنے کے لیے۔

إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰى ⑮

بیشک گھڑی (قیامت) آنے والی ہے میں اسے پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ بدلہ دیا جائے ہر شخص کو جو وہ کوشش کرتا ہے

فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ⑯

پس ہرگز نہ روکے تجھے اس (کی تیاری) سے وہ شخص جو ایمان نہیں رکھتا اس پر اور پیروی کرتا ہے اپنی خواہش کی ورنہ تو ہلاک ہو جائے گا

ثہ اس کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ نماز ادا کرو تاکہ میری یاد کی نعمت سے تم لطف اندوز ہو سکو اور دوسرا یہ بھی بتا دیا ہے کہ نماز میں میری حمد و تمجید کرو اور میرے پاکیزہ صفات کو یاد کرو۔ اس آیت کے متعلق یہ بھی کہا گیا ہے کہ تم نماز ادا کرو جب مجھے یاد کرو جس کی تائید دوسری آیت سے ہوتی ہے۔ [illegible] یعنی جب بھول جاؤ تو جب یاد آئے (مظہری)

مسئلہ ۔ اگر کوئی شخص بھول جائے اور نماز ادا کرنے سے پہلے سو گیا اور جب بیدار ہوا تو نماز کا وقت گزر چکا تھا تو جب اسے یاد آئے اور جس وقت وہ بیدار ہو اسی وقت نماز ادا کرے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من نسی صلوۃ او نام عنہا فکفارتہا ان یصلیہا اذا ذکرہا۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز بھول جائے یا نماز کے وقت سو گیا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ جس وقت اسے یاد آئے اسی وقت نماز ادا کرے۔

ثہ اکاد اخفیہا کا مفہوم بیان کرنے میں علماء نے بڑی تفصیل سے بحث کی ہے لیکن آسان اور قرین فہم بات یہ ہے کہ یہاں اکاد بمعنی ارید ہے یعنی میں نے چاہا اور ارادہ کیا ہے کہ وقوع قیامت کے وقت کو لوگوں سے پوشیدہ رکھوں۔ اخفش نے بطور استشہاد ایک شعر نقل کیا ہے جہاں کاد ارادہ کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

ویکون معنی اکاد اخفیہا ارید اخفیہا ۔ قال الانباری وشاہدہ قول الفصیح من الشعر ۔

کادت وکدت وتلک خیر ارادۃ ۔۔۔ لو عاد من لہو الصبابۃ ما مضی

محبوبہ نے ارادہ کیا اور میں نے بھی ارادہ کیا اور یہ ارادہ بہت عمدہ تھا کاش محبت کی گزری ہوئی بہار پھر لوٹ آتی۔ (قرطبی)

علامہ جوہری رحمۃ اللہ علیہ نے الصحاح میں [illegible] کے معنی کی تحقیق کرنے کے بعد اس آیت کی وضاحت کی ہے لکھتے ہیں [illegible]

وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَٰمُوسَىٰ ⑰ قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَ

اور یہ کیا ہے تمہارے دائیں ہاتھ میں اے موسیٰ عرض کی یہ میری لاٹھی ہے میں ٹیک لگاتا ہوں اس پر اور پتے جھاڑتا ہوں

أَهُشُّ بِهَا عَلَىٰ غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ أُخْرَىٰ ⑱ قَالَ أَلْقِهَا

اس سے اپنی بکریوں کے لیے اور میرے لیے اس میں کئی اور فائدے بھی ہیں۔ حکم ہوا ڈال دے

يَٰمُوسَىٰ ⑲ فَأَلْقَاهَا فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعَىٰ ⑳ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ

زمین پر اے موسیٰ تو آپ نے اسے پھینکا پس ناگہاں وہ سانپ تھا دوڑتا ہوا۔ حکم ہوا اسے پکڑ لو اور مت ڈرو

اشکیتہ ای ازلت عنہ شکواہ۔ یعنی اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ میں اس سے پتے جھاڑتا ہوں جیسے لاحسب کے لیے ہے جیسے اشکیت کا معنی ہے میں نے اس کی شکایت دور کر دی۔

۳ مقصد کسی امر کے متعلق پوچھنا نہیں بلکہ موسیٰ علیہ السلام کو اپنے عصا کی طرف متوجہ کرنا ہے تاکہ جب وہ سانپ بن کر دوڑنے لگے تو انہیں یقین آجائے کہ یہ معجزہ ہے۔

۴ چاہیے تو یہ تھا کہ اسی پر اکتفا کرتے لیکن اپنے محبوب حقیقی سے ہم کلام ہونے کی لذت نے مجبور کیا کہ زیادہ سے زیادہ دیر تک اس لطف گفتگو سے محظوظ ہوتے رہیں۔

اتوکا: ٹیک لگانا، سہارا لینا۔ اھش: درختوں کے پتے جھاڑنا۔ مآرب: جمع ہے اس کا واحد مَأْرَبَۃ، مَأْرُبَۃ، مَأْرِبَۃ اس کا معنی ہے ضرورت۔ (قرطبی)

۵ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک جابر اور مطلق العنان بادشاہ کو دعوت حق دینے کے لیے روانہ فرمانے کا وقت آگیا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ فرعون کو دعوت دینے کے لیے کسی ایسے جوان کو مقرر کیا جاتا جو قوت و سطوت میں اس سے بڑھا ہوا ہوتا۔ اس کی مملکت کی حدود فرعون کی سلطنت سے وسیع تر ہوتیں۔ لیکن قدرت نے اس کام کے لیے ایک ایسے مسافر کو منتخب کیا ہے جو دس سال جلاوطنی میں بسر کرنے کے بعد اپنے وطن واپس لوٹ رہا ہے جس کے پاس نہ لشکر ہے اور نہ سازو سامان لیکن بارگاہ الٰہی سے اس کو دو ایسے ہتھیار (عصا اور ید بیضا) دیئے جا رہے ہیں جن کا فرعون کے اسلحہ خانہ میں تصور تک نہ تھا تاکہ اس مرد مجاہد کی فقر و درویشی کے سامنے فرعون کی سطوتیں اور رعب و دبدبہ پامال ہو جائیں۔ سیرت کا معنی ہے حالت، صورت۔ سیرۃ وھیئۃ من السیر یقال السیرۃ سیرۃ حسنۃ [illegible] تجوز بها للطريقة والهيئة والحالة التي يكون عليها الشيء (روح المعاني)

تورات میں بھی تقریباً اسی طرح آپ کے دونوں معجزوں کا ذکر کیا گیا ہے (خروج ۴: ۲ تا ۹)

سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَىٰ ﴿٢١﴾ وَاضْمُمْ يَدَكَ إِلَىٰ جَنَاحِكَ تَخْرُجْ

[illegible]

بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ آيَةً أُخْرَىٰ ﴿٢٢﴾ لِنُرِيَكَ مِنْ آيَاتِنَا الْكُبْرَى ﴿٢٣﴾

[illegible]

اذْهَبْ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ﴿٢٤﴾ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ﴿٢٥﴾ وَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَسِّرْ لِيٓ أَمْرِي ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي ۝ يَفْقَهُوا قَوْلِي ۝

اور آسان کردے میرے لیے میرا کام ؎ اور کھول دے گرہ میری زبان کی تاکہ لوگ سمجھ سکیں میری بات

وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي ۝ هَارُونَ أَخِي ۝ اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي ۝

اور مقرر فرما میرا وزیر میرے خاندان سے یعنی ہارون کو جو میرا بھائی ہے۔ مضبوط فرما اس سے میری کمر ؎

وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي ۝ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا ۝ وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا ۝ إِنَّكَ

اور شریک کردے اسے میرے اس کام میں تاکہ ہم دونوں تیری پاکی بیان کریں اور بکثرت تیرا ذکر کریں۔ بیشک تو ہمارے

كُنتَ بِنَا بَصِيرًا ۝ قَالَ قَدْ أُوتِيتَ سُؤْلَكَ يَا مُوسَىٰ ۝ وَلَقَدْ

(حالات) کو خوب دیکھنے والا ہے ؎ ارشاد ہوا عطا کی گئی تجھے جو درخواست تو نے کی اے موسیٰ ؎ اور ہم نے احسان

مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ ۝ إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰ ۝ أَنِ

فرمایا تھا تم پر ایک بار پہلے بھی ؎ جب ہم نے الہام کیا تمہاری ماں کو جو الہام کیا جانا تھا کہ

؎ علامہ جوہری لکھتے ہیں الازر القوۃ وقولہ تعالیٰ اشدد بہ ازری ای ظہری وموضع الازار ملخصًا۔ یعنی ازر کا معنی قوت ہے ... اس کے ساتھ میری پشت مضبوط کر۔ (الصحاح)

؎ تسبیح وذکر اگرچہ تنہا بھی کیا جاسکتا ہے لیکن ... جب ... ساتھی مل جائے ... تو ... ذکر کی لذت ... ماحول میسر ہو۔

؎ آپ کی ہر درخواست منظور کرلی گئی ... آپ کی ساری التجاؤں کو قبول فرمادیا۔

؎ یہ نعمتیں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اب عطا فرمائیں۔ اب ان احسانات کا ذکر کیا جارہا ہے جن سے پہلے آپ کو نوازا گیا تھا۔

؎ فرعون نے بنی اسرائیل کے نوزائیدہ بچوں کو قتل کرنے کا حکم جاری کردیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ نجومیوں نے اسے بتایا تھا کہ بنی اسرائیل کے ہاں ایک ایسا بچہ پیدا ہونے والا ہے جو اس کی سلطنت کی بربادی کا باعث ہوگا۔ اس لیے اس نے حفظ ماتقدم کے طور پر ... بچوں کو قتل کرنے کا حکم صادر کردیا تاکہ جو بچہ پیدا ہو اسے ہی مار ڈالا جائے جس کے متعلق ... بنی اسرائیل کی نسل بڑی تیزی سے

اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ

[illegible]

يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّي وَعَدُوٌّ لَّهُ ۚ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي وَلِتُصْنَعَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت ابن عباس [illegible]

[illegible] اسی لیے کلیم علیہ السلام عاشقوں اور [illegible] کے سردار ہیں اور حبیب [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] محبوبوں کے سردار [illegible]

عَلٰى عَيْنِيْ ۝ اِذْ تَمْشِيْٓ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَنْ

(اور تاکہ تیری پرورش ہو) میری آنکھوں کے سامنے [illegible] جب جا رہی تھی تمہاری بہن پھر کہنے لگی کیا میں بتاؤں تمہیں (وہ عورت) جو

يَّكْفُلُهٗ ؕ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰٓى اُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ؕ۬ وَقَتَلْتَ

پرورش کرے گی [illegible] پس ہم نے لوٹا دیا تمہیں تمہاری ماں کی طرف تاکہ ٹھنڈی ہوں اس کی آنکھیں اور وہ غمگین نہ ہو اور تم نے قتل کر دیا

نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ۬ فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْٓ

ایک شخص کو پس ہم نے نجات دی تمہیں غم سے اور ہم نے آزمایا تمہیں کئی آزمائشوں سے [illegible] پھر تم ٹھہرے رہے کئی سال

اَهْلِ مَدْيَنَ ۬ ۙ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى ۝ وَاصْطَنَعْتُكَ

اہل مدین میں [illegible] پھر تم آ گئے مقررہ وقت پر اے موسیٰ! [illegible] اور میں نے تمہیں خاص کر لیا ہے

[illegible] (مظہری)

۳۸ یعنی میں نے آپ کو کسی کی نگرانی میں نہیں چھوڑا بلکہ میں خود آپ کی رہائش، آرام و آسائش اور تربیت کے جملہ انتظامات اپنی آنکھوں کے سامنے کرتا۔

۳۹ دوسرے احسان کا بیان ہے۔

۴۰ فتون یا فتن کے معنی پر مصدر ہے یا فتنہ کی جمع ہے یعنی ہم نے تمہیں بارہا آزمایا یعنی تمہیں طرح طرح کی آزمائشوں میں مبتلا کر کے پرکھا ہم نے تمہیں ایک بھٹی سے گزارا، جب تک وہ آزمائش کے جانگسل مرحلوں سے نہیں گزرتا قیادت کا بوجھ اٹھا ہی نہیں سکتے۔ حضرت یوسف کی ابتلاؤں کے متعلق آپ پڑھ آئے ہیں۔ یہی حالات حضرت کلیم کو پیش آئے۔

۴۱ یہاں تک آپ حضرت شعیب کے ریوڑ چرایا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک روز ایک بکری ریوڑ سے الگ ہو گئی۔ اس کی تلاش میں آپ دن بھر ادھر ادھر دوڑتے رہے شام کے قریب اسے پکڑ سکے۔ بجائے غصہ میں آ کر زد و کوب کرنے کے اسے پیار سے گلے لگایا اور کہنے لگے تو نے کیا کیا مجھے بھی تھکا دیا اور خود بھی تھک گئی۔ جب چرواہے کو اپنے جانوروں کے ساتھ اس قدر شفقت پیدا ہو تب ہی امت کے فرائض انجام دیئے جا سکتے ہیں۔

۴۲ عمر و تربیت کے لحاظ سے جب مقررہ وقت آ پہنچا تو آپ بھی اسی وقت ہی آ گئے۔

لِنَفْسِي ۝ اذْهَبْ أَنتَ وَأَخُوكَ بِآيَاتِي وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي ۝

تمہیں اپنی ذات کے لیے۔ اب جائیے تم اور آپ کا بھائی میری نشانیوں کے ساتھ اور سستی نہ کرنا میری یاد میں

اذْهَبَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ۝ فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ

آپ دونوں جائیں فرعون کے پاس وہ سرکش بن گیا ہے۔ اور گفتگو کریں اس کے ساتھ نرم بات سے شاید وہ نصیحت

أَوْ يَخْشَىٰ ۝ قَالَا رَبَّنَا إِنَّنَا نَخَافُ أَن يَفْرُطَ عَلَيْنَا أَوْ أَن يَطْغَىٰ ۝ قَالَ

قبول کرلے یا ڈر جائے۔ حضرت موسیٰ اور ہارون نے کہا: اے ہمارے رب! ہمیں یہ خوف ہے کہ وہ ہم پر زیادتی کرے گا یا سرکشی سے پیش آئے گا

۳۲ یعنی کسی وقت بھی سستی اور کاہلی نہ کرنا۔ [illegible] "ولا تنیا فی ذکری" کے بعد پھر ایک مرتبہ تاکید کردی کہ ذکر میں کوتاہی نہ کرنا کیونکہ اللہ کا ذکر ہی ہر مشکل کی کلید ہے یہی وہ سرچشمہ ہے جس سے عزم و ہمت کے دھارے پھوٹتے ہیں۔ پہلے عام لوگوں کو پیغام ہدایت سنانے کی صراحت نہیں ہوئی اب خصوصی طور پر فرعون سرکش کے پاس جاکر اسے دعوت حق دینے کا حکم ملا۔

۳۳ مبلغ کے لیے اس میں یہ سبق ہے کہ اس کا ایسا شیریں کلام ہونا چاہیے کہ جب بولے تو یوں معلوم ہو کہ اس کے منہ سے پھول جھڑ رہے ہیں [illegible] درشت کلام ہو گا تو لوگ اس سے نفرت کرنے لگیں گے اور اس سے دور بھاگ جائیں گے [illegible] (قرطبی)

۳۴ یعنی کہ اس میں یہ امید رکھا جاسکتا ہے اس کا تعلق ذات باری سے نہیں کہ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام سے ہے یعنی تم اس امید پر پوری کوشش کرنا کہ شاید وہ ہدایت کو قبول کرلے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے لگے۔

۳۵ فرعون کی سرکشی اور ظلم کوئی ڈھکی چھپی بات نہ تھی اس لیے دونوں کو اندیشہ ہوا کہ جب ہم اس کے پاس جائیں تو وہ ہمیں اپنی بات کہنے کا موقع بھی نہ دے [illegible]

دو انبیاء کرام کا ذکر قرآن کریم میں بھی ہے [illegible] بائبل میں بھی جب ہم انبیاء کرام کے تذکرے پڑھتے ہیں تو [illegible] ان کے لیے تقدس و احترام کا کوئی جذبہ پیدا نہیں ہوتا اور ان کے کردار میں کوئی ایسی کشش محسوس نہیں ہوتی۔ لیکن اس کے برعکس جب قرآن ان کے حالات کو بیان کرتا ہے تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ [illegible] مقدس ہستیاں ہیں [illegible] انسانیت کی فلاح ہے ان کی ہر بات حکیمانہ اور ان کا ہر عمل [illegible] جلال سے [illegible] ہوتا ہے۔ آپ اس [illegible] قصہ کو قرآن میں بھی پڑھ چکے ہیں اب اس

لَا تَخَافَآ إِنَّنِي مَعَكُمَآ أَسْمَعُ وَأَرَىٰ ۝ فَأْتِيَاهُ فَقُولَآ إِنَّا رَسُولَا رَبِّكَ

ارشاد ہوا ڈرو نہیں، میں یقیناً تمہارے ساتھ ہوں سن رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں۔ پس جاؤ اس کے پاس اور کہو ہم دونوں تیرے رب کے رسول ہیں پس جانے دے

فَأَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ۝ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۖ قَدْ جِئْنَٰكَ بِـَٔايَةٍ

اور ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو اور انہیں تکلیف نہ دے، ہم تیرے پاس لائے ہیں ایک نشانی تیرے رب کی طرف سے

مِّن رَّبِّكَ ۖ وَٱلسَّلَٰمُ عَلَىٰ مَنِ ٱتَّبَعَ ٱلْهُدَىٰٓ ۝ إِنَّا قَدْ أُوحِىَ إِلَيْنَآ

تیرے رب کی طرف سے، اور سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔ بیشک وحی کی گئی ہے ہماری طرف کہ

أَنَّ ٱلْعَذَابَ عَلَىٰ مَن كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ۝ قَالَ فَمَن رَّبُّكُمَا يَٰمُوسَىٰ ۝

عذاب اس پر ہوگا جو جھٹلائے اور منہ پھیرے۔ (فرعون نے) کہا پس کون ہے تم دونوں کا رب اے موسیٰ

ذرا بائبل میں پڑھیے :۔

• سو اب آ میں تجھے فرعون کے پاس بھیجتا ہوں کہ تو میری قوم بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لائے ۰ موسیٰ نے خدا سے کہا میں کون ہوں جو فرعون کے پاس جاؤں اور بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لاؤں ۔"

(کتاب خروج ۳ : ۱۰ ، ۱۱)

اسی کتاب کے باب چہارم میں ہے کہ جب موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے معجزات سے مشرف کر دیا اور پھر انہیں فرعون کے پاس جانے کا حکم دیا تو بھی آپ نے اس ذمہ داری کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

• سو اب تو جا میں تیری زبان کا ذمہ لیتا ہوں اور تجھے سکھاتا رہوں گا کہ تو کیا کہے ۰ تب اس نے کہا اے خداوند میں تیری منت کرتا ہوں کسی اور کے ہاتھ سے جسے تو چاہے یہ پیغام بھیج ۰ تب خداوند کا قہر موسیٰ پر بھڑکا ۔

(خروج ۴ : ۱۲ ، ۱۳ ، ۱۴)

بنی اسرائیل پر مصری جس بے دردی سے مظالم ڈھاتے تھے انہیں بیگار میں پکڑا جاتا، نہ دن چین نہ رات کو آرام۔ طرح طرح کی مشقت کے کام لیے جاتے اور ان سے جو حیوانوں کا سا سلوک کیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی فریاد سنی اور فرعون کی زنجیروں سے آزاد کرنے کے لیے اپنے دو بندوں کو روانہ فرمایا۔

جیسے سورۃ الاعراف کے حواشی میں گزر چکا ہے کہ مصری رع سورج دیوتا کو اکبر معبود یقین کرتے تھے اور مصر کے فراعنہ اپنے آپ کو اسی سورج دیوتا کا اوتار کہتے تھے۔ اس طرح مصریوں کے مذہبی عقیدہ کا سہارا لے کر انھوں نے

قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰی كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی ۝ قَالَ فَمَا بَالُ

آپ نے کہا ہمارا رب وہ ہے جس نے عطا کی ہر چیز کو اس کی خاص شکل و صورت پھر رہنمائی فرمائی ۵۰ فرعون نے کہا اچھا یہ بتاؤ

الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰی ۝ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ فِیْ كِتٰبٍ ۚ لَا یَضِلُّ رَبِّیْ

کیا حال ہے پہلی قوموں کا ۵۱ آپ نے فرمایا ان کا علم میرے رب کے پاس ہے ایک کتاب میں (درج ہے) نہ بھٹکتا ہے میرا رب

[illegible]

[illegible]

وَلَا يَنسَى ۝ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَسَلَكَ لَكُمْ فِيهَا

اور نہ کسی چیز کو بھولتا ہے وہ ذات جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنایا اور جا بجا تمہارے چلنے کے لیے

سُبُلًا وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّن نَّبَاتٍ

راہیں بنائے اور اتارا آسمان سے پانی پھر ہم نے نکالے پانی کے ذریعے قسم قسم کے جوڑے کئی طرح کی نباتات

شَتَّىٰ ۝ كُلُوا وَارْعَوْا أَنْعَامَكُمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي النُّهَىٰ ۝

کے۔ خود بھی کھاؤ اور اپنے جانوروں کو بھی چراؤ۔ بیشک اس میں ہماری قدرت کی نشانیاں ہیں عقل مندوں کے لیے۔

مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ ۝

اسی زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے اور اسی میں پھر واپس لوٹائیں گے اور اسی سے پھر دوبارہ تم سب کو نکال کھڑا کریں گے۔

کہ ان کے سارے حالات میرے رب کے علم میں ہیں وہ لوح محفوظ میں لکھ دیئے گئے ہیں۔ مجھے اتنا ہی علم ہے جتنا میرے رب نے مجھے دیا ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے پھر اصل جواب کی طرف رجوع کیا اور اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت کی چند نشانیاں بتلائی گئی ہیں۔ واسطہ میں لفظ ماؤں پر آپ کا کلام ختم ہوتا ہے اور فاخرجنا سے اللہ تعالیٰ خود اپنی قدرت کا ذکر فرماتے ہیں بعض تم کلام موسیٰ علیہ السلام ثم قال الله تعالیٰ [illegible]

شتی جمع ہے اس کا واحد شتیت۔ متفرق۔ مختلف یعنی ذائقہ رنگ و بو، تاثیر و خاصیت میں ہر ایک دوسرے سے الگ مختلف ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام جو ابو البشر ہیں جب ان کو مٹی سے پیدا کیا گیا تو گویا ہر انسان کا اصل مٹی ہوا یا اس کی وجہ یہ ہے کہ نطفہ غذا سے تیار ہوتا ہے اور غذائیں زمین سے اگتی ہیں گویا ہر شخص اپنے اصل و عنصر کے لحاظ سے مٹی سے پیدا کیا گیا۔ پھر مرنے کے بعد قبر میں دفن ہوتا ہے اور قیامت کے روز اسی سے نکالا جائے گا۔ علامہ ابو عبد اللہ القرطبی نے حضرت براء کی روایت نقل کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بندہ مومن کی روح جب نکلتی ہے تو فرشتے اسے لے کر اوپر جاتے ہیں اور جب فرشتوں کے کسی گروہ کے پاس سے اس کا گزر ہوتا ہے تو پوچھتے ہیں یہ کون ہے؟ جواب میں اس کا تعارف کراتے ہیں۔ جب ساتویں آسمان پر پہنچتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اکتبوا العبدی کتابا فی علیین و اعیدوہ الی الارض فانی منہا خلقتہم وفیہا اعیدہم ومنہا اخرجہم تارۃ اخری فتعاد روحہ فی جسدہ یعنی میرے اس بندے کی کتاب علیین میں لکھ دو اور اسے زمین کی طرف لوٹا دو کیونکہ میں نے انہیں اسی سے

وَلَقَدْ أَرَيْنَاهُ آيَاتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَأَبَىٰ ۝ قَالَ أَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا

اور بیشک ہم نے دکھا دیں فرعون کو اپنی ساری نشانیاں لیکن پھر بھی وہ جھٹلاتا رہا اور انکار کرتا رہا۔ کہنے لگا کیا تو آیا ہے ہمارے پاس تاکہ نکال دے ہمیں

مِنْ أَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يَا مُوسَىٰ ۝ فَلَنَأْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهِ فَاجْعَلْ

ہمارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے اے موسیٰ! پس ہم بھی لے آئیں گے تیرے مقابلہ میں ایسا ہی جادو پس مقرر کر دو

بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهُ نَحْنُ وَلَا أَنتَ مَكَانًا سُوًى ۝

اپنے اور ہمارے درمیان مقابلہ کا ایک دن [illegible] نہ خلاف ورزی کریں اس کی ہم اور نہ تو، ہموار کھلی جگہ

قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّينَةِ وَأَن يُحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ۝ فَتَوَلَّىٰ

موسیٰ نے کہا تمہارے مقابلہ کا دن جشن کا دن ہے اور یہ کہ جمع کیے جائیں لوگ دن چڑھے پس لوٹ گیا فرعون

پیدا کیا اور اسی میں لوٹائیں گے اور وہیں سے دوبارہ نکالیں گے۔ پھر ایک بار دوبارہ اسی کے سپرد میں لوٹا دی جاتی ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے عقلی دلائل سے بھی اللہ تعالیٰ کی توحید و یکتائی کو ثابت کر دیا اور اپنے معجزے دکھا کر اپنی نبوت و رسالت کو مستحکم کر دیا لیکن سیاسی مصلحتیں، شاہی اقتدار، جاہ و حشمت اور جاہ طلبی کی محبت تو وہ فرعون اور اس کے مصاحب جس کے خوگر ہو چکے تھے اس حد تک ہوا و ہوس نے ان میں جگہ کر لی تھی کہ وہ ساری نشانیاں دیکھ لینے کے بعد اور معجزات کا مشاہدہ کر لینے کے باوجود انکار و تکذیب پر اڑے رہے۔

دلائل کے سامنے لاجواب ہو کر فرعون نے سیاسی شعبدہ بازی کا مظاہرہ شروع کیا اور موسیٰ پر الزام لگایا کہ آپ ظاہر تو کچھ اور کر رہے ہیں لیکن آپ کا اصل ہدف ہے، حقیقت میں آپ اپنے جادو کی طاقت سے چاہتے ہیں کہ آپ ہی سیاسی اقتدار کے مالک بن جائیں۔ آپ نے لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے نبوت کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے لیکن یاد رکھو تم اپنے ساحرانہ ہتھکنڈوں سے بھی ہمارے ملک سے نکالنے میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے۔

اپنے درباریوں کے جذبات کو مشتعل کرنے کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو مقابلہ کا چیلنج دینے میں پہل کی۔ تاکہ اپنے درباریوں کی نظروں میں اپنا بھرم برقرار رکھ سکے۔ مکاناً سوی کھلا ہموار میدان جہاں ہر چیز صاف نظر آئے۔ ای مکانا مستویا یتبین للناس ما بینکم فیہ (قرطبی)

موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے حسب منشا چیلنج قبول کر لیا اور فرمایا زیادہ تاخیر کی ضرورت نہیں۔ قومی میلہ عنقریب لگنے والا ہے سارے آس پاس کے لوگ اکٹھے ہوں گے بس وہی تاریخ مناسب ہو گی تاکہ جو فیصلہ ہو وہ

فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿٦٠﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا

فرعون واپس ہوا اور اکٹھا کیا اپنے فریب (کے سامان) کو پھر (مقابلہ میں) آیا، موسیٰ نے انہیں کہا تمہاری شامت آئی، مت جھوٹ باندھو

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ﴿٦١﴾

اللہ تعالیٰ پر ورنہ وہ تمہیں نیست و نابود کر دے گا کسی عذاب سے اور (یاد رکھو) ہمیشہ نامراد ہوا جس نے جھوٹ باندھا

فَتَنَازَعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ﴿٦٢﴾ قَالُوْۤا اِنْ هٰذٰنِ

فرعونی جھگڑنے لگے اپنے معاملہ کے متعلق آپس میں اور چھپ چھپ کر سرگوشیاں کرنے لگے، کہنے لگے وہ ایک دوسرے کو

کی روشنی میں یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔

مصر میں مقررہ دن کے لیے زور شور سے تیاری شروع ہو گئی کیونکہ وہ دن فرعون کے لیے فیصلہ کن ثابت ہونے والا تھا۔ اس نے ملک بھر سے بڑے بڑے نامور اور ماہر جادوگر بلوائے۔ انہیں انعام و اکرام کے بڑے بڑے لالچ دیئے اور پوری طرح تیار ہو کر بڑے کروفر کے ساتھ مقررہ تاریخ کو مقابلہ کے لیے میدان میں آ گیا۔

مقابلہ شروع ہونے سے پہلے موسیٰ علیہ السلام نے ان کو ایک بار پھر اس غلط روش سے باز آنے کی تلقین کی اور انہیں عذاب الٰہی سے ڈرایا۔ سحتہ و اسحتہ (یسحتہ) ای استأصلہ (صحاح للجوہری) یعنی کسی چیز کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا، نام و نشان مٹا دینا۔

کھلا اور وسیع میدان ہے اور شاہی دربار لگا ہوا ہے۔ فرعون اپنے حواریوں اور ماہر جادوگروں سمیت زرنگار کرسیوں پر بیٹھا ہے۔ عام پبلک بھی ہزاروں کی تعداد میں دیوار بنی ہوئی ہے کیونکہ ان کے سرداروں نے ان کے دلوں میں یہ بات بٹھا دی ہے کہ یہ دونوں تمہاری حکومت چھیننا چاہتے ہیں اور تمہیں اپنی غلامی کی زنجیروں میں جکڑنا چاہتے ہیں۔ ایسے عجیب حالات و ماحول میں اللہ تعالیٰ کے دو بندے عین مقررہ وقت پر آ پہنچتے ہیں۔ ان کی شان و شوکت قابل دید ہے۔ چہرے یقین کے نور سے جگمگا رہے ہیں۔ آنکھیں اعتماد و جوش سے چمک رہی ہیں۔ حق اپنی ساری دلربائی کا مظاہرہ دکھا رہا ہے۔ پھر سب سے پہلے حضرت موسیٰ کی آواز گونجتی ہے۔ قد خاب من افتری (افترا بازی کرنے والا ہمیشہ نامراد ہوتا ہے) اس بے باکی اور جرأت سے دربار پر رعب طاری ہو جاتا ہے۔ اور فرعون کے درباری آپس میں کھسر پھسر کرنے لگتے ہیں اور آپس میں اس موضوع پر الجھتے ہیں کہ کہیں یہ مقابلہ مہنگا تو نہیں پڑے گا۔

لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ

بلاشبہ یہ دونوں جادوگر ہیں یہ چاہتے ہیں کہ نکال دیں تمہیں تمہارے وطن سے اپنے جادو کے زور سے اور مٹا دیں تمہارے بہترین طریقہ کو

۵۵ آخرکار فرعون و آلِ فرعون کے چند سربرآوردہ افراد نے مقابلہ کا فیصلہ کیا اور یوں منتخب گروہ کی لکھ کر عام تشہیر کر دی کہ یہ کچھ نہیں یہ دونوں جادوگر ہیں ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تمہیں حکومت سے محروم کر دیں۔ اس کے علاوہ ہمارا شاندار تمدن، بے نظیر تہذیب جس کی عظمت و برتری مسلّم ہے، یہ اس کو تہس نہس کرنا چاہتے ہیں۔ فرعونی عکس کی ترغیب جو ہر بستی پھیلتی "اپنی ثقافت اور اپنی تہذیب" جب خطرے میں دیکھی تو ہر طرح حاضرین تماشائی ان کے ساتھ ہو گئے اور سب کے سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ کے لیے مستعد ہو گئے۔

۵۶ یہاں ایک نحوی الجھن ہے جس کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے۔ یہ حرف اِنّ مشدّدہ ہے جو اسم کو نصب دیتا ہے اس لیے یہاں اِنّ هٰذَیْنِ ہونا چاہیے تھا۔ اِنّ هٰذَیْنِ لَسَاحِرَانِ لیکن یہاں هٰذَانِ مرفوع ہے جو نحوی قاعدہ کے خلاف ہے اس کی کیا وجہ ہے۔ علماء کرام نے اس کے متعدد جواب دیے ہیں۔ ان میں سے چند پیش خدمت ہیں۔ کوفیوں کے نزدیک یہ اِنْ نافیہ ہے مخففہ نہیں بلکہ نافیہ ہے اور سَاحِرَانِ پر جو لام ہے وہ اِلّا کے معنی میں ہے۔ اب عبارت یوں ہو گی مَا هٰذَانِ اِلَّا سَاحِرَانِ۔

مبرد، نحو کے مسلّم امام ہیں وہ فرماتے ہیں کہ یہاں اِنّ حروف ناصبہ میں سے نہیں بلکہ نعم (ہاں) کا ہم معنی ہے۔ علامہ قرطبی نے کئی شعر بطور استشہاد نقل کیے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔

وَيَقُلْنَ شَيْبٌ قَدْ عَلَا   وَقَدْ كَبِرْتَ فَقُلْتُ اِنَّهْ

انہوں نے مجھے ملامت کرتے ہوئے کہا کہ اب تیرے بال سفید ہو گئے ہیں اور تو بوڑھا ہو گیا ہے تو میں نے کہا اِنَّهْ یعنی ہاں ایسے ہی ہے۔ اس سے بھی زیادہ قوی شہادت حضور کریم کا ارشاد گرامی ہے جسے حضرت امام جعفر صادق نے حضرت امام باقر سے انہوں نے حضرت امام زین العابدین سے انہوں نے سیدنا امام حسین سے اور انہوں نے سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا لا احصی کم سمعت رسول اللہ یقول علی منبرہ اِنّ الحمدُ لله نحمده ونستعينه یہاں بھی اِنّ نعم کے معنی میں ہے عرب خطباء کا یہ طریقہ تھا کہ وہ اپنے خطبوں کا آغاز نعم سے کیا کرتے۔ (قرطبی) تیسرا جواب جس کو تمام علماء نحو و لغت اور تفسیر نے پسند کیا ہے وہ یہ ہے کہ عرب کے بعض قبائل تثنیہ کو رفعی، نصبی، جری حالت میں الف کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ جیسے

اِنّ اَبَاهَا وَاَبَا اَبَاهَا   قَدْ بَلَغَا فِي الْمَجْدِ غَايَتَاهَا

بنی الحارث بن کعب، زبید، خثعم، کنانہ۔ سب تثنیہ کو الف کے ساتھ پڑھتے۔ (قرطبی)

علامہ قرطبی نے اسے هذا القول احسن ما حملت علیه الآیة کہا ہے۔ علامہ ابن جنی نے [illegible]

الْمُثْلَىٰ ۝٦٣ فَأَجْمِعُوا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوا صَفًّا ۚ وَقَدْ أَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ

کے شاندار مذہب کو۔ پس پختہ کر لو اپنی تدبیریں پھر آؤ صف بستہ ہو کر۔ اور کامیاب بنا آج وہی جو غالب

اسْتَعْلَىٰ ۝٦٤ قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِمَّا أَن تُلْقِيَ وَإِمَّا أَن نَّكُونَ أَوَّلَ

میں رہا ف۶۴ جادوگر بولے اے موسیٰ! کیا پہلے آپ پھینکیں گے یا ہم ہی ہو جائیں پہلے پھینکنے والے ف۶۵ آپ نے

مَنْ أَلْقَىٰ ۝٦٥ قَالَ بَلْ أَلْقُوا ۖ فَإِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ

فرمایا نہیں تم ہی پہلے پھینکو ف۶۶ پھر تب تو یکایک ان کی رسیاں اور ان کی لاٹھیاں یوں دکھائی دینے لگیں ان کے

رہ جاؤ گے بلکہ [illegible] اس آیت کا [illegible] علامہ قرطبی [illegible] وجوہ القوم واشرافهم یعنی سب سے بڑا ترجمہ کیا ہے۔

اس آیت کے ضمن میں چند روایات ایسی ذکر کی گئی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں کاتب کی غلطی سے ھذین کی بجائے ھذان لکھا گیا ہے۔ ان روایات کی نسبت حضرت عائشہ، حضرت عثمان اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف کی گئی ہے۔ علامہ آلوسی نے ان میں سے ہر ایک روایت پر بحث کی ہے اور آخر میں لکھا ہے کہ میری رائے یہ ہے کہ تمام وہ روایات جو قراءت متواترہ کے خلاف ہیں سب ضعیف ہیں۔ والطعن فی الروایۃ اھون بکثیر من الطعن بالائمۃ الذین تلقوا القرآن العظیم الذی وصل الینا بما تواتر من النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولم یألوا جهدا فی اتقانه وحفظه۔ (روح المعانی)

ف۶۳ المثلیٰ امثل کی تانیث ہے جیسے افضل سے فضلیٰ۔ اس کا معنی ہے مثالی، معیاری۔

ف۶۴ ان کے اس قول سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ مقابلہ ان کے لیے کتنا اہم تھا اور انہوں نے اس میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے کیا کیا جتن کیے ہوں گے۔

ف۶۵ جسے اپنی کامیابی کا یقین ہوتا ہے اسے اس بات کی پروا نہیں ہوتی کہ پہلے وار کون کرتا ہے۔ اسی لیے انہوں نے حضرت موسیٰ کو یہ اختیار دیا۔ وقد دلوا علی انفسهم اظهارا للثقة بانفسهم (روح المعانی) یہ وجہ بھی بیان کی گئی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ادب و احترام کی خاطر انہوں نے ایسا کیا۔ وقیل مراعاة للادب معه۔ (روح المعانی) تأدبوا مع موسیٰ علیہ السلام فکان ذلک سبب ایمانهم۔ (قرطبی)

انہوں نے نبی کا ادب ملحوظ رکھا، اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا پسند آئی اور ان کو نعمت ایمان سے مشرف فرما دیا۔ واقعی محبوبانِ خدا کا ادب کلیدِ سعادت ہے اور ان کی جناب میں گستاخی موجبِ حرمان و خسران ہے۔

ف۶۶ آپ نے انہیں پہل کرنے کی اجازت دے دی تاکہ وہ اپنے سارے ساحرانہ کمالات کا اظہار کر لیں اس

إِلَيْهِ مِن سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ ﴿٦٦﴾ فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُّوسَىٰ ﴿٦٧﴾

جادو کے زور سے جیسے وہ دوڑ رہی ہوں۔ تو محسوس کیا اپنے دل میں موسیٰ نے کچھ خوف

قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنتَ الْأَعْلَىٰ ﴿٦٨﴾ وَأَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا

ہم نے فرمایا مت ڈرو بیشک تم ہی غالب رہو گے اور پھینک دو جو تمہارے داہنے ہاتھ میں ہے نگل جائے گا

صَنَعُوا ۖ إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سَاحِرٍ ۖ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَىٰ ﴿٦٩﴾

جو انہوں نے بنایا ہے۔ جو کچھ انہوں نے بنایا ہے وہ تو جادوگر کا فریب ہے اور نہیں کامیاب ہوتا جادوگر جہاں بھی وہ آئے

لے بعض کی تشریح ہے یہ تمام جادوگر ساحرانہ حرکت کر کے بڑے لوگوں کی ساری جادو وحشت اڑا کر لے جاتے۔ گئے انہوں نے پوری شدت سے اپنا سارا زور لگایا۔ مہارت کا مظاہرہ کیا۔ چنانچہ جب جادو سے چھڑیاں رسیاں پھینکیں تو محسوس کرایا کہ یہ سب سانپ ہیں جو ادھر ادھر لہرا رہے ہیں اور زور سے پھنکار رہے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی ایک لمحہ کے لیے ایسا ہی محسوس ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جادو سے کسی چیز کی حقیقت نہیں بدلتی صرف نظر بندی ہوتی ہے۔ چیز اصل میں جو کچھ ہے اور دکھائی کچھ دیتی ہے۔

کہ اس منظر کو دیکھ کر آپ کو وحشت سی ہوئی۔

گئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اور حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے کہا تم ہی سربلند اور سرفراز ہو گے۔ دنیا کی کوئی طاقت تمہیں نیچا نہیں دکھا سکتی۔ ذرا اپنے عصا کو میدان میں پھینکو پھر دیکھو قدرت اس کے کیسے کرشمے دکھاتی ہے۔ تلقف کا معنی نگل جانا۔

گئے جاء الحق کے سامنے جادو کی کیا مجال کہ ٹھہر سکے پیغمبر کے مقابلہ میں جادوگر کی کیا طاقت کہ دم مار سکے اس کے تو مقدر میں ہی ذلت و رسوائی اور ناکامی لکھی جا چکی ہے۔ موسیٰ نے عصا پھینکا ہی تھا کہ وہ ایک خوفناک اژدہا بن کر ان سانپ دکھائی دینے والی رسیوں کی طرف لپکا اور انہیں بڑی سرعت سے نگلنا شروع کر دیا۔ اس اژدہا کی ہیبت سے اس کا پھنکارنا اور جوش و خروش کا یہ عالم تھا کہ اسے دیکھ کر فرعون اور دوسرے حاضرین پر ایک عجیب وحشت طاری ہو گئی۔ جادوگروں کا سارا کھیل ایک تماشا بن گیا۔ حق نے ایک ہی وار سے باطل کے ہر دعویٰ کو خاک میں ملا دیا اور ایک ہی جھپٹ ایسی رسید کی کہ سارا طلسم ٹوٹ گیا۔ دوست و دشمن نے انک انت الاعلیٰ کا مشاہدہ بھی آنکھوں سے کر لیا۔

فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى ۝ قَالَ

[illegible]

اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ

[illegible]

فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ

[illegible]

جُذُوْعِ النَّخْلِ ۫ وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَاۤ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى ۝ قَالُوْا لَنْ

[illegible]

نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَاۤ اَنْتَ

[illegible]

ف [illegible]

ف [illegible]

ف [illegible]

فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝٧٢ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا

جو حکم دینا ہے دے دو ہمیں اس کی پرواہ نہیں، تو صرف اس زندگانیِ دنیوی کے بارے میں ہی فیصلہ کر سکتا ہے۔ ہم ایمان لے آئے ہیں اپنے رب پر تاکہ وہ بخش دے ہمیں

خَطٰيٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝٧٣ اِنَّهٗ

ہماری خطائیں اور وہ جادو گری بھی جس پر تو نے ہمیں مجبور کیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ بہتر ہے اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔ بیشک

مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ۝٧٤

جو شخص حاضر ہو گا اپنے رب کے پاس مجرم بن کر تو اس کے لیے جہنم (کا شعلہ) ہے نہ وہ اس میں مر سکے گا اور نہ زندہ رہے گا

ف۶ مدینہ میں بھی سادہ لوح عوام تھے اپنے صحابہ کرام کو جب حق کی اسی دولتِ زریں کو ان کے سامنے بے نقاب کیا تھا۔ ان کے قلب و نظر اسی کی رعنائیوں سے آشنا کیا تھا پھر انہوں نے ایثار و وفا کے میدانوں میں جو کارہائے انجام دیئے کاروانِ انسانیت کے لیے وہ آج بھی روشنی کے مینار ہیں۔ آئیے میرے ساتھ تفسیر و حاشیہ کے بغیر ان آیات کا سادہ ترجمہ بار بار پڑھیں۔ شاید ہمارے دل بھی اس نشہ و سرور سے سرشار ہو جائیں اور کیا تعجب ہے کہ باطل کے سامنے [illegible] کہنے کی جرأت ہمیں بھی نصیب ہو جائے۔ [illegible] آیت میں والذی فطرنا کے عطف کے متعلق دو قول ہیں۔ بعض نے واؤ کو عاطفہ مانا ہے اور البینات پر معطوف قرار دیا ہے اور بعض نے اس جملہ کو قسمیہ کہا ہے۔ تقدیر کلام یوں ہوگی فانوا والذی فطرنا لن نؤثرک الآیہ۔ میں نے اسی کے مطابق آیت کا ترجمہ کیا ہے۔

ف۷ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان مشتاقانِ جمال کو اپنی دردناک موت کا کوئی غم نہیں۔ اگر انہیں افسوس ہے تو اس بات کا کہ آج تک کیوں اس سے محروم رہے۔ عمر عزیز کہاں برباد کرتے رہے۔ یہیں باب تک باطل کے گرداب میں محبوس رہے۔ ؎

نالہ از بہرِ رہائی نکند مرغِ اسیر خورد افسوس زمانے کہ گرفتار نبود

عرض کرتے ہیں کہ گزشتہ ایام کو ضائع کرنے کا جو قصور ہم سے ہوا ہم اس پر نادم ہیں اور اپنے رب سے معافی کے خواستگار ہیں۔ سورۃ الاعراف میں بھی یہ واقعہ مذکور ہوا۔ ضیاء القرآن جلد دوم آیات ۱۰۹ تا ۱۲۶ کا مطالعہ فرمائیے وہاں از حد فائدہ ہوگا۔

ف۸ بعض علماء کے نزدیک ساحروں کا کلام اس سے پہلے ختم ہو گیا اور یہاں سے ارشادِ خداوندی شروع ہوتا ہے اور بعض علماء نے تو آخر تک سب آیات کو انہی کا کلام تسلیم کیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو ماننا پڑے گا کہ حق قبول کرتے ہی

وَمَنْ يَّأْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ

اور جو شخص حاضر ہوگا [illegible]

الْعُلٰى ۙ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۗ

[illegible] یعنی [illegible] باغات [illegible] بہتی ہیں [illegible] ان میں ہمیشہ رہیں گے

وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى ۧ وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى مُوْسٰٓى ۙ اَنْ اَسْرِ

اور یہ [illegible] موسیٰ علیہ السلام [illegible] راتوں رات

[illegible]

— عشق کی [illegible] تماشا [illegible]

عجیب بات یہ ہے کہ جب ہم یہی واقعہ بائبل میں پڑھتے ہیں تو [illegible] عظمت [illegible] نہیں آتی [illegible]

[illegible] (۳۱۲ : ۵ [illegible])

اور ہمیں وہاں جادوگروں کے سجدہ ریز ہونے اور ہدایت سے مشرف ہونے کا ذکر ملتا ہے۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَّا تَخٰفُ دَرَكًا

لے چلیے میرے بندوں کو راتوں رات [illegible] پھر بنا لیجیے ان کے لیے سمندر میں خشک راستہ [illegible]

وَّلَا تَخْشٰى ۝ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ

[illegible] اور نہ کوئی اور اندیشہ، پس فرعون نے ان کا تعاقب کیا اپنے لشکروں سمیت پس چھا گئی ان پر سمندر کی موجیں

مَا غَشِيَهُمْ ۝ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ۝ يٰبَنِيْٓ

جیسا کہ چھا گئیں ان پر، اور گمراہ کیا فرعون نے اپنی قوم کو اور سیدھی راہ نہ دکھائی، اے بنی اسرائیل

اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ

دیکھو، ہم نے بچا لیا تمہیں تمہارے دشمن سے اور ہم نے وعدہ کیا تم سے کوہ طور کی

الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۝ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ

دائیں جانب کا اور اتارا تم پر من و سلویٰ، کھاؤ پاکیزہ چیزوں سے جو ہم

مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ

نے تمہیں عطا کی ہیں اور اس میں حد سے نہ بڑھو ورنہ اترے گا تم پر میرا غضب اور جس پر

کامیاب وہ ہے جو اپنے [illegible] [illegible] [illegible] خدا سے [illegible]

۱۸؎ ان آیات میں بنی اسرائیل کی ہجرت کا واقعہ مذکور ہے۔ قدرت الٰہی نے کس طرح ان کے لیے سمندر کو پایاب کر دیا اور کس طرح ان کے گزرنے کے بعد سمندر کی لہریں دوبارہ مل گئیں اور اس کے لشکر کو خس و خاشاک کی طرح بہا لے گئیں، اور انہیں تباہ و برباد کر دیا۔ اہل ہوش کے لیے اس میں عبرت کا بڑا سامان ہے۔

۱۹؎ [illegible]

۲۰؎ [illegible] ان کی [illegible] کا اہتمام کیا گیا [illegible] جس کی وضاحت پہلے پارہ میں گزر چکی ہے۔

يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ۝ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَ

اتر گیا جس پر میرا غضب تو یقیناً وہ گر رہا ہے گڑھے میں اور بیشک میں بہت بخشنے والا ہوں اس کو جو توبہ کرے اور

اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ۝ وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ

ایمان لائے اور نیک عمل کرتا رہے پھر [illegible] اور کس بات نے جلدی آگے لے آئی تمہیں قوم سے

يٰمُوْسٰى ۝ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ۝

اے موسیٰ عرض کی وہ یہ ہیں میرے پیچھے اور میں جلدی حاضر ہوا تیری طرف اے میرے رب تاکہ تو راضی ہو جائے

قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ۝

فرمایا تو ہم نے آزمائش میں ڈال دیا ہے تمہاری قوم کو تمہارے بعد اور گمراہ کر دیا ہے انہیں سامری نے

ہے اگر وہ [illegible] تو غضب الٰہی کے مستحق قرار پائے اور جس پر غضب الٰہی پڑا وہ تباہ و برباد ہو گیا۔

ہے یہ واقعہ پوری شرح و بسط کے ساتھ سورۃ اعراف میں گزر چکا ہے۔ یہاں مختصراً اس کا ذکر کیا جاتا ہے جب [illegible] ایک کتاب دی جائے [illegible] قوم کو تاکید فرمائی کہ وہ [illegible] جلدی سے مقام مقررہ تک پہنچ گئے [illegible] ارشاد ہوا [illegible] اتنی جلدی کیسے چلے آئے [illegible] ارشاد ہوا تم تو ادھر آ گئے ہو اور پیچھے تیری قوم کو [illegible] آزمائش میں ڈال دیا ہے [illegible] سامری نے ایک بچھڑے کا [illegible] بنا دیا ہے [illegible]؟

فَرَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ أَلَمْ يَعِدْكُمْ

پس لوٹے موسیٰ اپنی قوم کی طرف غضب ناک اور بہت رنجیدہ ہو کر۔ فرمایا اے میری قوم! کیا وعدہ نہیں کیا تھا تم سے

رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۚ أَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ أَمْ أَرَدْتُمْ أَنْ يَحِلَّ عَلَيْكُمْ

تمہارے رب نے بہت عمدہ وعدہ۔ تو کیا طویل مدت گزر گئی ہے اس عہد پر یا ارادہ کر لیا تم نے کہ اترے تم پر

غَضَبٌ مِنْ رَبِّكُمْ فَأَخْلَفْتُمْ مَوْعِدِي ۝ قَالُوا مَا أَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ

تم پر غضب تمہارے رب کی طرف سے اسلئے تم نے توڑ دیا میرے ساتھ کیا ہوا وعدہ۔ کہنے لگے نہیں توڑا ہم نے آپ سے کیا ہوا وعدہ

ف۸ کہنے لگے حضور یہ جرم ہم سے ارادۃً جان بوجھ کر سرزد نہیں ہوا ہے بلکہ اس سامری نے چکر میں ڈال دیا جب آپ چلے گئے اور ہم پریشان ہو گئے تو اس نے کہا جب تک تم یہ سونے چاندی کے زیورات اتار کر پھینک نہیں دو گے موسیٰ کو نہیں دیکھ سکو گے ہم نے آپ کے شوق میں سارے زیورات اتار کر پھینک دیئے اس نے انہیں اکٹھا کر کے آگ میں گلایا اور ان سے ایک بچھڑا تیار کیا اور کہنے لگا یہ تمہارا خدا ہے اور موسیٰ کا خدا بھی یہی ہے موسیٰ بھول گئے ہیں انہیں اپنے خدا کی خبر ہی نہیں۔ وہ خواہ مخواہ اس کی تلاش میں پہاڑوں کی چوٹیاں سر کرتے پھرتے ہیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ زیورات انہیں کہاں سے دستیاب ہوئے کیا یہ اپنے ذاتی زیورات تھے جیسا کہ مولانا مودودی نے تفہیم القرآن میں لکھا ہے یا قوم فرعون کے زیورات تھے جو انہیں مل گئے تھے۔ قرآن کریم کے الفاظ "من زینۃ القوم" اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ زیورات ان کے اپنے ذاتی نہ تھے بلکہ قوم فرعون سے انہیں دستیاب ہوئے تھے کیونکہ اگر ان کے ذاتی ہوتے تو پھر ـــــ حلیہم کی بجائے من زینتنا کے الفاظ ہوتے۔ زینۃ القوم کے الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ زیورات اصل قوم فرعون کے تھے جو اب بنی اسرائیل کے قبضہ میں آ گئے تھے۔ ان کو یہ زیورات کیونکر دستیاب ہوئے اس کا ایک جواب تو وہ ہے جو تورات میں مذکور ہے چنانچہ بائیبل کتاب الخروج میں ارشاد ہوتا ہے

> "پھر خدا نے موسیٰ سے یہ بھی کہا کہ تو بنی اسرائیل سے یوں کہنا کہ خداوند تمہارے باپ دادا کے خدا ابراہام کے خدا اور اضحاق کے خدا اور یعقوب کے خدا نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ کہ جا کر . . . اسرائیلی بزرگوں کو ایک جگہ جمع کر . . . . . اور ایسا ہوگا کہ جب تم نکلو گے تو خالی ہاتھ نہ نکلو گے بلکہ تمہاری ایک ایک عورت اپنی اپنی پڑوسن سے اور اپنے اپنے گھر کی مہمان سے سونے چاندی کے زیور اور لباس مانگ لے گی اور تم ان کو اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو پہناؤ گے

بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَا أَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ

اپنے اختیار سے بلکہ اٹھوائے گئے ہم پر بوجھ قوم کے زیورات کے، سو ہم نے ڈال دیا انھیں پس اسی طرح

أَلْقَى السَّامِرِيُّ ۝ فَأَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهُ خُوَارٌ فَقَالُوْا

سامری نے بھی ڈالا۔ پس بنا کر نکالا ان کے لیے ایک بچھڑا یعنی جسم جس سے گائے کی سی آواز نکلتی تھی تو وہ کہنے لگے

هٰذَآ إِلٰهُكُمْ وَإِلٰهُ مُوْسٰى ۬ فَنَسِيَ ۝ أَفَلَا يَرَوْنَ أَلَّا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ

یہ ہے تمہارا خدا اور موسیٰ کا خدا، پس وہ بھول گیا ہے۔ کیا یہ احمق نہیں دیکھتے کہ وہ نہیں لوٹاتا انھیں کسی بات کا جواب

اور مصریوں کو لوٹ لو گے۔" (باب ۳، آیت ۱۵ تا ۲۲)

دوسرے مقام پر یوں مذکور ہے:

"سو اب تو لوگوں کے کان میں یہ بات ڈال دے کہ ان میں سے ہر شخص اپنے پڑوسی اور ہر عورت اپنی پڑوسن سے سونے چاندی کے زیور لے۔" (باب ۱۱، آیت ۲، ۳)

ان آیات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ بنی اسرائیل نے دھوکے سے قبطیوں کے زیور لیے۔ انھوں نے کہا تو یہ کہ ہم یہ زیور ادھار لے رہے ہیں لیکن ان کی نیت یہ تھی کہ وہ ان کے زیورات لے کر یہاں سے رفوچکر ہو جائیں گے اور زیور واپس کرنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوگا۔ یہ تو دھوکہ بازی ہے اور بائیبل میں اس دھوکہ بازی کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ العیاذ باللہ۔ ایک نبی تو ایسی بات کی نسبت اپنے رب کریم کی طرف نہیں کر سکتا۔ اس لیے یہ توجیہ ہمارے لیے ہرگز قابل قبول نہیں۔

دوسری توجیہ وہ ہے جو بعض مفسرین نے ذکر کی ہے کہ جب فرعون اور اس کا لشکر سمندر میں غرق ہو گیا تو سمندر کی موجوں نے ان کی لاشوں کو اٹھا کر ساحل پر پھینک دیا۔ اس وقت مرد بھی زیور پہنا کرتے تھے۔ اس لشکر میں جرنیل، بڑے بڑے رؤسا اور اعیان مملکت شامل تھے۔ انھوں نے یقیناً اپنے آپ کو زیورات سے آراستہ کیا ہی ہوگا۔ جب بنی اسرائیل کا گزر ان مردہ لاشوں کے پاس سے ہوا تو انھوں نے وہ زیور اتار کر اپنے قبضہ میں کر لیے۔ اور اس طرح قبطی قوم کا بے اندازہ سونا بنی اسرائیل کے ہاتھ آ گیا۔ چنانچہ علامہ قرطبی لکھتے ہیں:۔

وقیل هو ما اخذوه من آل فرعون لما قذفهم البحر الى الساحل۔ (قرطبی)

انھیں اوزار (بوجھ) اس لیے کہا گیا ہے کہ وہ مال غنیمت تھا اور مال غنیمت ان کے لیے حلال نہ تھا اس لیے وہ اسے بوجھ تصور کرتے تھے۔ وہ زیورات سونے کے زیورات ہوں اور اپنے ہوں یا حلال طریقہ سے حاصل

قَوْلًا ۙ وَلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ﴿٨٩﴾ وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ

کوئی جواب دے سکتا اور نہ اختیار رکھتا ہے ان کے لیے کسی نقصان کا اور نہ نفع کا اور تحقیق کہا تھا انہیں ہارون نے پہلے

مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ

سے میری قوم تم تو فتنہ میں مبتلا ہو گئے اس سے ۔ اور بے شک تمہارا رب رحمٰن ہے سو تم میری پیروی کرو

وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ﴿٩٠﴾ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا

اور مانو میرا حکم ف قوم نے کہا ہم تو اسی کی عبادت پر جمے رہیں گے یہاں تک کہ لوٹ آئیں ہماری طرف

ہوئے ہوں وہ جا چکے تھے وہ زائل ہو چکی اس میں کوئی شخص بھی ایسا خیال نہیں کرتا ۔ مجھے یہی توجیہ زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے ۔

ف یہاں سے ان کی حماقت کی طرف اشارہ کیا گیا کہ بچھڑا جسے خدا بنایا ہے اس کی بے بسی کا یہ عالم ہے کہ تمہاری بات کا جواب تک نہیں دے سکتا ۔ نفع اور نقصان پہنچانے کی اس میں طاقت نہیں ۔ بھلا یہ خدا کیونکر ہو سکتا ہے ۔

ف قرآن کریم نے صاف صاف بتا دیا کہ بچھڑا بنانے والا اور یہ فتنہ کھڑا کرنے والا سامری تھا حضرت ہارون کا اس سے کوئی سروکار نہ تھا بلکہ آپ نے تو اپنی قوم کو اس فتنہ میں مبتلا ہونے سے منع کیا اور ایک نبی کی یہی شان ہونی چاہیے ۔ لیکن ذرا بائبل کا بیان سنیے ۔ وہاں بچھڑا بنانے اور اس کی پوجا کرانے کا سارا الزام ہارون پر لگایا ہے ۔

> "اور جب لوگوں نے دیکھا کہ موسیٰ نے پہاڑ سے اترنے میں دیر لگائی تو وہ ہارون کے پاس جمع ہو کر اس سے کہنے لگے کہ اٹھ ہمارے لیے دیوتا بنا دے جو ہمارے آگے آگے چلے کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ اس مرد موسیٰ کو جو ہم کو ملک مصر سے نکال کر لایا کیا ہو گیا ۔
>
> ہارون نے ان سے کہا تمہاری بیویوں اور لڑکوں اور لڑکیوں کے کانوں میں جو سونے کی بالیاں ہیں ان کو اتار کر میرے پاس لے آؤ ۔ چنانچہ سب لوگ ان کے کانوں سے سونے کی بالیاں اتار اتار کر ان کو ہارون کے پاس لے آئے ۔
>
> اور اس نے ان کو ان کے ہاتھوں سے لے کر ایک ڈھالا ہوا بچھڑا بنایا جس کی صورت چھینی سے ٹھیک کی ۔ تب وہ کہنے لگے اے اسرائیل! یہی تیرا وہ دیوتا ہے جو تجھ کو ملک مصر سے نکال کر لایا ۔ (خروج باب ۳۲ ، آیت : ۱ تا ۴)

اللہ تعالیٰ کے نبی پر بت سازی اور شرک کا یہ گھناؤنا الزام لگانے کی جرأت بائبل کے مرتب کرنے والے

مُوسٰى ﴿٩١﴾ قَالَ يٰهٰرُونُ مَا مَنَعَكَ إِذْ رَأَيْتَهُمْ ضَلُّوٓا ﴿٩٢﴾ أَلَّا تَتَّبِعَنِ ۖ

موسیٰ علیہ السلام نے غصہ سے کہا اے ہارون! کس چیز نے تمہیں روکا جب تم نے انہیں دیکھا کہ وہ گمراہ ہو گئے کہ تم میرے پیچھے چلے آتے

أَفَعَصَيْتَ أَمْرِي ﴿٩٣﴾ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي ۖ

کیا تم نے بھی میری حکم عدولی کی۔ ہارون نے کہا اے میری ماں کے بیٹے! نہ پکڑو میری داڑھی اور نہ میرے سر کے بال، مجھے اس کا ڈر تھا

إِنِّي خَشِيتُ أَنْ تَقُولَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِي إِسْرَآءِيلَ وَلَمْ تَرْقُبْ

کہ آپ کہیں گے کہ تو نے پھوٹ ڈال دی بنی اسرائیل کے درمیان اور میرے حکم کا انتظار نہ کیا۔

قَوْلِي ﴿٩٤﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿٩٥﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا

پھر پوچھا اے سامری! تیرا کیا معاملہ ہے؟ اس نے کہا میں نے وہ چیز دیکھی جو دوسروں نے

بی رکھنے میں تو آپ کو اپنے عمل و دوسرے بیدار ... اپنی حجت پر لگائے ہوئے الزام کو رد کیا، اسی طرح حضرت ہارون نے اس تہمت کی پرزور الفاظ میں تردید کر دی۔

ف حضرت موسیٰ نے سمجھا کہ شاید ہارون نے ان کو سمجھانے میں کوتاہی کی اور انہیں اس غلطی سے باز رکھنے کا وہ اہتمام نہیں کیا اس لیے بڑے مشتعل ہو کر ان سے مخاطب ہوئے۔

ف اب سامری کی باری آئی۔ اس سے پوچھا کہ تو نے یہ کیا گل کھلایا۔ میری ساری کی ساری قوم کو اپنے فتنہ و مکر سے بہکا کر ایک بچھڑے کا پجاری بنا دیا۔

ف یہ شخص کون تھا، کہاں کا رہنے والا تھا، اس کی تحقیق ضروری ہے تاکہ عیسائی مستشرقین و منتشرقین نے قرآن حکیم پر جو اعتراض کیا ہے اس کا جواب دیا جا سکے۔ وہ کہتے ہیں کہ لفظ سامری میں جو نسبت ہے یا تو سامریہ کی طرف ہوگی جو دولت اسرائیل کا پایہ تخت تھا یا اس قبیلہ کی طرف ہوگی جو اسرائیلی قبائل اور غیر اسرائیلی لوگوں کے اختلاط سے معرض وجود میں آیا اور جس نے سامری کے نام سے شہرت پائی۔ اس کے علاوہ اور کوئی تیسرا احتمال نہیں۔ لیکن یہ دونوں احتمال سرے سے غلط ہیں کیونکہ یہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کا ہے اور سامریہ کا شہر کئی سو سال بعد ۹۲۵ قبل مسیح میں آباد ہوا۔ دوسرا احتمال اس سے بھی بعید تر ہے کیونکہ اسرائیلیوں اور غیر اسرائیلیوں کے باہمی ازدواج اور اختلاط سے جو سامری قبیلہ معرض وجود میں آیا تھا وہ سامریہ کی تعمیر سے بھی کئی صدیاں بعد معرض وجود میں آیا تھا اس لیے کسی ایسے شخص کو سامری یا سمری کی طرف منسوب کرنا جو حضرت موسیٰ کا ہم عصر ہو بڑا مضحکہ خیز ہے۔ قرآن کے مصنف کی جہالت ہے

جرأت ہے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے مولانا مودودی لکھتے ہیں:۔

"شاید ان معترضین کے نزدیک علم و تحقیق کا تقاضا یہ ہے کہ قدیم زمانے میں ایک نام کا ایک ہی شخص یا قبیلہ یا مقام ہوا کرتا تھا اور ایک نام کے دو یا زائد اشخاص یا قبیلے یا مقام ہونے کا قطعاً کوئی امکان نہ تھا۔ حالانکہ سمیری قدیم تاریخ کی ایک نہایت مشہور قوم تھی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور میں عراق اور اس کے آس پاس کے علاقوں پر چھائی ہوئی تھی اور اس بات کا بہت امکان ہے کہ حضرت موسیٰ کے عہد میں اس قوم یا اس کی کسی شاخ کے لوگ سامری کہلاتے ہوں۔ پھر خود اس سامریہ کی اصل کو بھی دیکھ لیجیے جس کی نسبت سے شمالی فلسطین کے لوگ بعد میں سامری کہلانے لگے۔"

بائیبل کا بیان ہے کہ دولت اسرائیل کے فرمانروا عمری نے ایک شخص سمر نامی سے وہ پہاڑ خریدا تھا جس پر اس نے بعد میں اپنا دارالسلطنت تعمیر کیا، اور چونکہ پہاڑ کے سابق مالک کا نام سمر تھا اس لیے اس شہر کا نام سامریہ رکھا گیا۔ (سلاطین ۱، باب ۱۶، آیت ۲۴)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ سامریہ کے وجود میں آنے سے پہلے سمر نام کے اشخاص پائے جاتے تھے اور ان سے نسبت پا کر ان کی نسل یا قبیلے کا نام سامری اور مقامات کا نام سامریہ ہونا کم از کم ممکن ضرور تھا

(تفہیم القرآن جلد سوم صفحہ ۱۲۳، ۱۲۴)

سامری کے متعلق تحقیق کرتے ہوئے مولانا ابوالکلام آزاد ترجمان القرآن میں لکھتے ہیں:۔

"قیاس کہتا ہے کہ یہاں سامری سے مقصود سمیری قوم کا فرد ہے کیونکہ جس قوم کو ہم نے سمیری کے نام سے پکارنا شروع کر دیا ہے عربی میں اس کا نام قدیم سے سامری آرہا ہے اور اب بھی عراق میں ان کا بقایا اسی نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہاں قرآن کا السامری کہنا اسے پکار کر صاف کہہ رہا ہے کہ یہ نام نہیں ہے اس کی قومیت کی طرف اشارہ ہے یعنی وہ شخص اسرائیلی نہ تھا سامری تھا۔"

اس سے چند سطور آگے چل کر مولانا آزاد لکھتے ہیں:۔

"بہرحال سمیری قبائل کا اصلی وطن عراق تھا مگر یہ دور دور تک پھیل گئے تھے مصر سے ان کے تعلقات کا سراغ ایک ہزار سال قبل مسیح تک روشنی میں آ چکا ہے پس معلوم ہوتا ہے اسی قوم کا ایک فرد حضرت موسیٰ کا معتقد ہو گیا اور جب بنی اسرائیل نکلے تو یہ بھی ان کے ساتھ نکل آیا۔ اسی کو قرآن نے السامری کے لفظ سے یاد کیا ہے۔"

(ترجمان القرآن جلد دوم صفحہ ۴۶۴، ۴۶۵)

مولانا عبدالماجد دریابادی نے ایک نئی چیز بیان کی ہے۔ لکھتے ہیں۔

بعض جدید محققین کا خیال ہے کہ قدیم مصری زبان میں شمر کہتے ہیں پردیسی، غیر ملکی، بیرونی کو۔ سامری سے مراد ہے کوئی شخص جو غیر اسرائیلی تھا اور مصر سے اسرائیلیوں کے ساتھ ہو گیا تھا۔ (تفسیر ماجدی سورہ طٰہٰ) یہ لکھنے کے

بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ

۔ دیکھی تھی جسے یہ لوگ نہیں دیکھ سکے تھے پس میں نے بھر لی ایک مٹھی (خاک) جبرئیل کی سواری کے نشان قدم سے پھر میں نے ڈال دی اس ڈھانچہ میں اور اسی

لِيْ نَفْسِيْ ﴿٩٦﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ

طرح آراستہ کر دکھایا مجھے میرے نفس نے۔ آپ نے فرمایا دور ہو جا پس تیرے لیے اس زندگی میں یہ سزا ہے کہ تو کہتا پھرے گا مجھے ہاتھ نہ لگانا۔

پھر بھی یہاں اس بات کی طرف رجوع کیا جو سوال پیدا ہوتا ہے اس کے مطالعہ سے وہ بنیاد ہی منہدم ہو جاتی ہے جس پر مستشرقین اور مترجمین کے قیاس کا انحصار ہے۔ السامرة قبيلة من قبائل بني اسرائيل قوم من اليهود يخالفونهم في بعض دينهم اليه نسب السامري الذي عبد العجل الذي سمع له خوار۔

(لسان العرب ج ۴ ص ۳۸۳ طبع بیروت)

یعنی بنی اسرائیل کے متعدد قبائل میں سے ایک قبیلہ کا نام السامرہ ہے اور جس شخص نے بچھڑے کی پوجا شروع کی وہ اسی قبیلہ کا فرد تھا اسی نسبت سے اسے سامری کہا گیا ہے۔ صاحب تاج العروس نے بھی اسی قسم کی تشریح کی ہے۔

۳۰؎ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے استفسار پر سامری نے جو جواب دیا وہ اس آیت میں مذکور ہے لیکن آیت کے مفہوم میں اختلاف ہے۔ عام طور پر مفسرین اس آیت کی اس توجیہ پر متفق ہیں کہ سامری نے عرض کی کہ میں نے ایک دفعہ جبرئیل کو دیکھا کہ وہ گھوڑی پر سوار ہیں۔ وہ گھوڑی جہاں قدم رکھتی ہے خشک گھاس سرسبز ہو جاتی ہے۔ میں نے خیال کیا کہ اس گھوڑی کی خاک پا میں حیات بخش اثر ہے۔ میں نے وہاں سے ایک مٹھی بھری اور حفاظت سے اپنے پاس رکھ لی۔ اب جب آپ طور پر گئے اور آپ کی واپسی میں دیر ہو گئی تو مجھے یہ سوجھی کہ زیورات کو گلا کر ایک بچھڑے کا ڈھانچہ بنایا اور اس میں یہ مٹی ڈال دی جس سے اس میں زندگی کے آثار پیدا ہو گئے اور اس سے آواز نکلنے لگی۔ لیکن ابو مسلم اصفہانی نے جمہور علماء تفسیر کے برعکس اس کا ایک اور مفہوم بیان کیا ہے جسے امام رازی نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا اور اس کو صحیح ثابت کرنے کے لیے کئی وجوہات بیان کیں۔ علامہ ابن حیان اندلسی نے بھی اس قول کو البحر المحیط میں ذکر کیا اور اس کی تردید نہیں کی۔ علامہ نیشاپوری نے بھی اسے اپنی تفسیر میں ذکر کیا اور اس کی تغلیط نہیں کی۔ ابو مسلم نے اس آیت کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ بصرت بما لم يبصروا به کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے بتائے ہوئے عقائد کی صداقت کو بنی اسرائیل نے تسلیم کر لیا تھا لیکن مجھے ان کا صحیح مفہوم نہ ہو سکے۔ اور میں ان کی تصدیق نہ کر سکا کیونکہ میں اس قوم کا فرد تھا جو گائے کی پرستش کیا کرتی تھی اپنے آبائی عقائد اس کے ذہن میں راسخ کیے ہوئے تھے اس لیے عقیدۂ توحید کو اس کا درست نہ سمجھنا بعید از قیاس نہ تھا۔ قال بصرت بما لم يبصروا به اي عرفت ان الذي انتم

وَإِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهُ ۚ وَانْظُرْ إِلَىٰ إِلٰهِكَ الَّذِي ظَلْتَ

اور تیرے لئے ایک اور وعدہ عذاب کا ہے جس کی خلاف ورزی نہیں ہو گی اور دیکھ اپنے اس معبود کو جس پر تو

عنہ لمس حق قبضۃ من اثر الرسول کا مطلب اس نے یہ بیان کیا ہے کہ آپ کی سنت میں کچھ حصہ مجھے ملا تھا میں نے آپ کے نقش قدم میں سے بعض کو تسلیم کر لیا تھا۔ مقصد تھا۔ لیکن جب میں نے دین میں غور و فکر کیا تو اس کو بھی ترک کر دیا فنبذتہا وکذالک سولت لی نفسی یعنی یہ سب کچھ میں نے از خود کیا ہے جس کے اظہار کا اس میں کوئی مقصد نہیں۔ اور جب تک ایک صداقت پر میرا ایمان رہا تو آپ کی حاضری سے عادۃ انشاء تھے میں نے آپ کی قوم کو آپ کے دین سے منحرف کرنے کی یہ تدبیر اختیار کی اب صاحب روح المعانی نے ابو مسلم کی اس توجیہ کو پسند کیا ہے۔

لیکن مولانا مودودی نے اس توجیہ پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ اگر اس طرح قرآن کے الفاظ کو مختلف معانی و مطالب کا لباس پہنایا جانے لگا تو یہ کتاب اللہ نہیں رہے گی بلکہ چیستان کی کتاب بن جائے گی۔ اس قسم کی تاویلیں ہر کسی کو سنت کا جامہ پہنا دیں گی۔ اسی طرح انہیں قصہ سامری کی تحقیق سے بھی اتفاق نہیں۔ ان کا خیال ہے کہ سامری کے اس جواب کا صداقت سے کوئی واسطہ نہیں۔ تھا بلکہ جب موسیٰ علیہ السلام نے سامری سے باز پرس کی اور اس سے اس حرکت کی وجہ پوچھی تو اس نے محض جھوٹ اور بے بنیاد جواب گھڑ کر آپ کے سامنے پیش کر دیا۔

ابو مسلم اصفہانی نے جب قدرے اسلاف کے مسلک سے اختلاف کیا تو اس نے اس کی یہی وجہ بتائی کہ قرآن سے اس مسلک کی تائید نہیں ہوتی۔ اگر یہی بات کوئی مفسر کہتا ہے کہ آپ کی تاویل کی تصدیق قرآن کی کسی آیت سے ہوتی ہے تو شاید نہیں۔ صاحب روح نے اختیار کر لیا ہے اور مولانا کا یہ ارشاد کہ قرآن یہ نہیں کہتا ہے کہ اس کی اول تا آخر بیان تھا لیکن قرآن یہ بھی نہیں کہتا کہ سامری نے جھوٹ بولا تھا۔ اگر سامری نے جھوٹ بولا ہوتا تو موسیٰ علیہ السلام صاف کہہ دیتے کہ تم جھوٹ کہہ رہے ہو۔ تمہارے اس جواب کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں۔ اگر پہلی دو توجیہوں میں سے کسی کو قرآن کریم کی تائید حاصل ہوتی تو تسلیم کرنے میں کوئی حرج نہ تھا لیکن اگر انہیں یہ تائید میسر نہیں تو پہلی توجیہ کو صرف اس لئے رد کر دینا کہ اس کی تائید کسی آیت سے نہیں ہوتی عجیب معلوم ہوتا ہے۔ جمہور کا مسلک ہی اسلم اور اقرب معلوم ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم۔

گئی کہ آپ سامری کو اپنی مجلس سے نکال دیں اور سب کو تاکید کر دی کہ اس کے ساتھ نشست و برخاست، لین دین، میل جول سب بند کر دیں۔ اور اس کے دل میں بھی لوگوں سے وحشت اور نفرت پیدا ہو گئی جنگل میں اسی طرح تنہا مارا مارا پھرتا رہا۔ یہاں تک کہ مر گیا۔ فکان فی البریۃ وحیدا یوحش الناس حتی مات۔

(مظہری)

عَلَيْهِ عَاكِفًا لَّنُحَرِّقَنَّهُ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهُ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿٩٧﴾ إِنَّمَآ

بیٹھا رہا اس کا کیا حشر ہوتا ہے۔ ہم اسے جلا دیں گے پھر اسے ریزہ ریزہ کر کے دریا میں بہا دیں گے۔ تمہارا معبود تو

إِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِي لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿٩٨﴾ كَذٰلِكَ

صرف اللہ تعالیٰ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ؎ گھیرے ہوئے ہے ہر چیز کو اپنے علم سے۔ یونہی ہم

نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا

بیان کرتے ہیں آپ کے سامنے ؎ کچھ خبریں ان واقعات کی جو پہلے گزر چکے۔ اور ہم نے عطا فرمایا ہے آپ کو اپنے پاس سے ایک

ذِكْرًا ﴿٩٩﴾ مَنْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ﴿١٠٠﴾

پند نامہ۔ جو شخص روگردانی کرے گا اس سے تو وہ اٹھائے گا قیامت کے دن ایک بوجھ۔

خٰلِدِينَ فِيهِ ۖ وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ﴿١٠١﴾ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي

ہمیشہ رہیں گے اس بوجھ کے نیچے اور بہت تکلیف دہ ہو گا ان کے لئے روز قیامت یہ بوجھ۔ جس روز پھونکا جائے گا

الصُّورِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ﴿١٠٢﴾ يَتَخَافَتُونَ بَيْنَهُمْ

صور میں۔ اور ہم جمع کریں گے ؎ مجرموں کو اس روز اس حال میں کہ آنکھیں نیلی ہوں گی۔ چپکے چپکے آپس میں

؎ آخر میں آپ نے واضح کیا کہ یہ رب سامری جسے سامری نے ڈھالا ہے اس جیسے تو سینکڑوں ہزاروں ڈھالے جا سکتے ہیں۔ تمہارا معبود رب وہ ہے جو وحدہ لاشریک ہے جس کا کوئی ہمسر نہیں جس کا علم اتنا وسیع ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے سامنے عیاں ہے۔

؎ یہی واقعہ بائبل میں بھی مذکور ہے اور قرآن میں بھی۔ دونوں کا تقابلی مطالعہ کرنے سے آپ کو یقین ہو جائے گا کہ قرآن میں بیان شدہ واقعہ کی ہر ہر آیت میں لقد آتیناک من لدنا ذکرا کا رنگ جھلک رہا ہے۔

؎ وقوع قیامت اور مجرمین کے قبروں سے اٹھنے کا بیان ہو رہا ہے کہ جب وہ اٹھیں گے تو خوف و دہشت کی وجہ سے ان کی آنکھیں نیلی ہو چکی ہوں گی۔ آنکھوں کی سیاہی غائب ہو چکی ہوگی۔ عرب میں آنکھ کا نیلا پن ہونا دشمنی کی علامت سمجھتے ہیں۔ والعرب تتشاءم بزرق العیون وتذمه۔ (قرطبی)

إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا عَشْرًا ۝ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ إِذْ يَقُولُ أَمْثَلُهُمْ

[illegible]

طَرِيقَةً إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًا ۝ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ

[illegible]

يَنْسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا ۝ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۝ لَا تَرَىٰ فِيهَا

[illegible]

عِوَجًا وَلَا أَمْتًا ۝ يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ ۚ وَخَشَعَتِ

[illegible]

الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَٰنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا ۝ يَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ⑩٩ يَعْلَمُ

سوائے اس شخص کی (شفاعت) کے جسے رحمٰن نے اجازت دی اور پسند کیا اس کے قول کو [illegible] وہ جانتا ہے

مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ①①⓪ وَعَنَتِ

ان کے آگے والے حالات کو اور ان کے پیچھے والے واقعات کو اور وہ نہیں احاطہ کر سکتے اس کا علم سے [illegible] اور جھک جائیں

الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۭ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ①①① وَمَنْ

چہرے سب اس زندہ اور قائم رہنے والے کے سامنے۔ اور نامراد ہوا جس نے اٹھایا اپنے سر پر ظلم کا بوجھ [illegible] اور جو شخص

ٹیلا ہو یا نشیب ہو۔ الامت: النبکات، وھی التلال الصغار واحدھا نبکۃ ای ھی ارض مستویۃ لا منخفض فیھا ولا ارتفاع یعنی عوجا کا معنی ہے چھوٹے چھوٹے ٹیلے۔ مطلب یہ ہے کہ جہاں آج اونچے پہاڑ اور گہری وادیاں ہیں وہ جگہ بالکل ہموار کر دی جائے گی جس میں کوئی نشیب و فراز نہیں ہوگا۔ ھمسا: مدھم آواز، پاؤں کی آہٹ کو بھی ھمس کہتے ہیں۔

لے معبودوں کی سرگرمیاں ہے یعنی قیامت کے روز یہ نہیں ہوگا کہ جس کا جی چاہے گا وہ شفاعت کرنے لگے گا۔ خدا کی بارگاہ میں وہی شخص شفاعت کرنے کی جرأت کر سکے گا جسے پہلے رب العزت سے اس کا اذن مل چکا ہوگا جیسے انبیاء، اولیاء، صلحاء وغیرہ۔ اور وہ بھی اسی کے حق میں شفاعت کی طلب کریں گے جس کو شہادت توحید نصیب ہو اور جو بے ایمان مرا ہوگا اس کے لیے کوئی شفاعت نہیں ہوگی۔

ث حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مخلوق کے علوم ذات و صفات الٰہی کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ذات کا ادراک اور کائنات کی [illegible] سے بالاتر ہے اور اپنی صفات و [illegible] حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے، بجا کہا ہے۔ ع

کجا دریابد او را عقل چالاک
کہ او بالاتر ست از حد ادراک
نظر کن اندر اسما و صفاتش
کہ واقف نیست کس از سر ذاتش
([illegible])

ترجمہ: عقل چالاک اس تک کس طرح رسائی پا سکتی ہے کیونکہ وہ فہم و ادراک کی حد سے بہت بلند ہے تو اگر اس کی معرفت حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے اسمائے حسنیٰ اور صفات کمال میں غور و فکر کر۔ کیونکہ کوئی شخص اس کی ذات کی حقیقت سے آگاہ نہیں ہے۔

لے بڑے بڑے مطلق العنان بادشاہ، فاتحین عالم، سرکش اور سادہ مزاج قیامت کے روز جب خداوند ذوالجلال کے حضور میں حاضر ہوں گے تو ان کی گردنیں جھکی ہوں گی، [illegible] ہوں گے اور [illegible] سب ہوں گے کوئی دم نہیں مار سکے گا۔

يَعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ۝

کرتا ہے نیک اعمال اور وہ ایماندار بھی ہو تو اسے اندیشہ نہ ہوگا ظلم کا نہ حق تلفی کا ۔

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ

اور یوں ہم نے اتارا ہے اس کتاب کو قرآن عربی زبان میں اور طرح طرح سے بیان کی ہیں اس میں وعیدیں تاکہ

لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ۝ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ

تاکہ وہ پرہیزگار بن جائیں یا پیدا کر دے یہ قرآن ان کے دلوں میں غور و فکر ۔ پس بلند و برتر ہے اللہ جو سچا بادشاہ ہے

وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ وَقُلْ

اور جلدی نہ کیجئے قرآن کے پڑھنے میں اس سے پہلے کہ پوری ہو جائے آپ کی طرف وحی اس کی اور دعا مانگا

۱۳۵ اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابن کثیر نے حضرت ابن عباس کی حدیث نقل کی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتدائی زمانہ میں نزول وحی کے وقت بڑی شدت کا سامنا کرنا پڑتا۔ جبریل کی زبان سے نکلنے والے ہر حرف کی طرف بھی پوری توجہ ضروری تھی اور وحی سنتے اس کا یاد کرنا بھی از حد اہم تھا۔ تو کہ ادھر سے کچھ چھوٹ نہ جائے وحی کو ازبر کرنے کا اہتمام برداشت کیا جاتا تھا۔ چنانچہ جبریل جو کلام الٰہی سناتے حضور اسے پوری محویت اور توجہ سے سنتے بھی اور ساتھ ہی ساتھ اسے زبان سے دہراتے بھی۔ دونوں کاموں کا ایک وقت کرنا بڑا گراں اور شاق ہوتا تھا لیکن نبوت کی دیگر ذمہ داریوں کے پیش نظر اس سے مفر بھی نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ مشکل ایسے دور فرما کر آسان کر دیا کہ اے محبوب جبرئیل جب میرا کلام پڑھ کر تمہیں سنائے تو آپ خاموش رہیے اور دیکھتے رہیے کہ بھول جانے کا اندیشہ یاد کرا دینا اور اس کے معانی و مطالب سے آگاہ کر دینا ہمارے ذمے لیا ہے۔ آپ کو اس کے لیے متردد اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ عموماً طالب علم کو یہ دقت پیش آتی ہے جب استاد جو کچھ زور سے پڑھ کر سنا رہا ہوتا ہے وہ ساتھ ساتھ اسے دل میں محفوظ بھی کرتا جاتا ہے لیکن رب کریم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محبوب رہنے میں یہ مشقت کوئی صحت معلوم ہوئی تو یوں اس کا ازالہ ہے۔

میں نے جب ایک مشہور مصنف کی تفسیر میں پڑھا تو انتہائی دکھ ہوا وہ لکھتے ہیں ۔

” حضور صلی اللہ علیہ وسلم وحی کا پیغام وصول کرنے کے دوران میں اسے یاد کرنے اور زبان سے دہرانے کی کوشش فرما رہے ہوں گے اس کوشش کی وجہ سے آپ کی توجہ بار بار بٹ جاتی ہوگی ۔ مصنف

رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا ۝ وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِيَ وَ

کہیئے میرے رب! زیادہ کر میرے علم کو ۔ اور بے شک ہم نے تاکید کر دی تھی آدم کو اس سے پہلے پس وہ بھول گئے

وحی میں خلل واقع ہو جاتا کہ پیغام کی سماعت پر توجہ پوری طرح مرکوز نہ ہو رہی ہوگی۔ اس کیفیت کو دیکھ کر یہ ضرورت محسوس کی گئی کہ آپ کو پیغام وحی وصول کرنے کا صحیح طریقہ سکھایا جائے۔"

ایک سطر آگے چل کر لکھتے ہیں:

"ابتدائی زمانہ میں جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو القاء وحی کی عادت اچھی طرح نہ پڑی تھی، آپ سے کئی مرتبہ یہ فعل سرزد ہوا ہے۔ (تفہیم القرآن صفحہ ۱۲۰ جلد سوم)

میرے جیسا جاہل تو بہر حال اس عبارت کا مدعا نہیں سمجھ سکا۔ وصول وحی کے لیے حضور کی یہ حرص اور شفقت حضور کا کمال اور احساس ذمہ داری کا ثبوت تھا یا وہ نقص تھی جس پر اللہ تعالیٰ نے کلام ارشاد فرمایا۔ اس کا مقصد احسان اور لطف تھا یا کسی نقص کی اصلاح اور کوتاہی کی تلافی تھی؟ کیا بعثت اور اس کے لوازمات وہبی ہیں یا کسبی اور عادت سے حاصل ہوتے ہیں؟ یہ چیزیں غور طلب ہیں۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

۴۳ علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: قال ابن عیینة رحمة اللہ علیه ولم یزل رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم فی زیادة حتی توفاه اللہ عز وجل۔ یعنی اس دعا کی برکت سے تادم واپسیں حضور کے علم میں اضافہ اور زیادتی ہوتی رہی۔ وقیل هذا اشارة الی طلب العلم اللدنی (روح المعانی)

ترجمہ: علامہ آلوسی کہتے ہیں کہ اس میں علم لدنی کی طرف اشارہ ہے اور علم لدنی اسے کہا جاتا ہے جو کسبی نہ ہو بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی دین ہو۔

علامہ اسمعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں بڑی پیاری بات لکھی ہے:-

"در لطائف قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ مذکور است کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام زیادہ علم طلبید دراحوال خضر کردند ولیکن حبیب را صلی اللہ علیہ وسلم وعدۂ زیادتی علم بیاموخت و حوالہ بغیر خود نہ کرد تا معلوم شود کہ آنکہ در مکتب "ادبنی ربی" سبق "وقل رب زدنی علما" خواندہ باشد ہر آئینہ از درسگاہ وعلمک مالم تکن تعلم نکتۂ علمت علم الاولین والآخرین بگوش ہوش مستفید ایں حقائق شدہ آمدہ باشد؟ ؎

علمہائے انبیاء و اولیاء
در دلش رخشندہ چوں شمس الضحیٰ
علم کاموزگارش حق بود
علم او بس کامل و مطلق بود

ترجمہ:۔ لطائف قشیری رحمۃ اللہ میں مذکور ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے علم کی زیادتی کا سوال کیا تو انہیں خضر کے حوالے کر دیا گیا اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیادتی علم کی دعا مانگی تو آپ کو کسی کی طرف کسب علم کے لیے جانے کی اجازت نہ دی تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ وہ ہستی جس نے ذاتی طور پر [illegible] حقائق اشیاء کی تلاش کرنے والوں کے ارشاد ہوش میں معلم الاولین والآخرین کا لقب بھی پا سکتا ہے۔

ترجمہ شعر رومی: تمام انبیاء اور اولیاء کے علاوہ آپ کے قلب مبارک میں چاشت کے سورج کی طرح چمک ہے، وہ عالم جس کا [illegible] کیسے اندازہ لگا سکتا ہے۔

آخری سطروں کی وضاحت ضروری ہے تاکہ علم تعلیم یافتہ حضرات بھی اس سے لطف اندوز ہو سکیں۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَاْدِیْبِیْ، میرے رب نے مجھے ادب سکھایا ہے اور خوب سکھایا ہے۔ گویا یہ وہ مدرسہ ہے جہاں سے حضور نے تعلیم حاصل کی ہے اور اس مدرسہ کا پہلا سبق یہ ہے وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا۔ یعنی ہر وقت یہ دعا کرو کہ اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔ یہ مدرسہ جس کا یہ پہلا سبق ہے اسی کے بعض حضور کو وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ کا مژدہ نصیب ہوا یعنی اے حبیب جو آپ پہلے نہیں جانتے تھے وہ سب آپ کو سکھا دیا۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حقائق اشیاء کی تلاش کرنے والوں کے کانوں تک حضور کا یہ اعلان پہنچا فَعَلِمْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ۔ یعنی تعلیم الٰہی سے مجھے پہلے لوگوں کا علم بھی حاصل ہو گیا اور بعد میں آنے والے لوگوں کا علم بھی حاصل ہو گیا۔

کلیم موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ذکر کرنے کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ بیان فرمایا جا رہا ہے۔ موسیٰ کو جن لوگوں سے واسطہ پڑا تھا وہ بدکار و گمراہ لوگ تھے لیکن ان کی [illegible] بدکاری میں عناد، سرکشی اور نافرمانی کا رنگ بھی نمایاں تھا۔ وہ اپنی سرکشیوں پر فخر کرتے تھے۔ موسیٰ دعوت سے ان کی راہیں اکڑی رہتیں۔ ظلم و تکبر کی روش کو ترک کرنے کے لیے انہیں بار بار نصیحتیں کی گئیں مگر ہر بار عصیان و فسوق کا جذبہ ان میں تیز ہوتا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ غضب الٰہی جوش میں آیا اور سمندر کی موجیں انہیں اور ان کے جاہ و جلال کو تنکوں کی طرح بہا لے گئیں۔ قصہ آدم میں بھی لغزش کا وقوع ہے۔ حکم الٰہی کی بجا آوری میں کوتاہی کی گئی تھی لیکن اس لغزش اور کوتاہی میں رعونت اور تکبر کا کوئی شائبہ نہ تھا۔ بھول سے ایسی راہ پر قدم اٹھ گئے تھے جہاں جانے سے اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر منع کیا تھا۔ حکم عدولی یقیناً ہو گئی تھی لیکن یہ فرمایا کہ قصد اور ارادہ نہ تھا۔ قصور و شبہ سرزد ہو گیا تھا لیکن قصور وار ٹھہرانے آنے کا ارادہ موجود نہ تھا۔ جب متنبہ ہو گئے تو عار و ندامت سے گردن جھک گئی۔ شدت غم سے دل پھٹنے لگا۔ جب ان گناہ سے آنسوؤں کے دریا بہنے لگے۔ [illegible] آسمان کی طرف نگاہ نہ اٹھ سکتی تھی اس لیے قدرت کا

لَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ﴿١١٥﴾ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا

اور ہم نے نہ پایا اس میں عزم [illegible] اور جب ہم نے حکم دیا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو تو سب نے سجدہ کیا

إِلَّآ إِبْلِيْسَ ؕ أَبٰى ﴿١١٦﴾ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ إِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا

سوائے ابلیس کے، اس نے انکار کیا۔ پس ہم نے کہا اے آدم! بیشک یہ دشمن ہے تیرا اور تیری بیوی کا سو ایسا نہ ہو

سلوک آدم علیہ السلام سے وہ ثابت ہو جو ان سے ہو گیا۔ زبان قدرت نے خود صد بیان کر دیا یعنی [illegible] بعد سے عزم آدم [illegible] نہیں کی [illegible] ہے اور وہ [illegible] ہوئی۔ پھر [illegible] حالانکہ [illegible] آدم کو اٹھایا اور [illegible] اسی سورۃ کی آیت ۱۲۲ ملاحظہ ہو۔

اس واقعہ کو ذکر کر کے اپنے بندوں کو بتایا کہ اگر بشری کمزوری کی وجہ سے یا جذبات کی شدت سے مجبور ہو کر کوئی گناہ کر بیٹھو تو سرکشی کی راہ اختیار نہ کرو [illegible] بلکہ توبہ و ندامت کا [illegible] ساتھ ہی کریں [illegible] راستہ پر چلنے والے ہر راہرو کے ساتھ [illegible] ہے۔ قصہ آدم اس سے پہلے بھی کئی بار گزر چکا اور اس کے بعد بھی مختلف سورتوں میں اس کا بیان آئے گا۔ اس قصے کے کئی پہلو ہیں۔ سیاق و سباق کی مطابقت میں ہر جگہ اس واقعہ کے اسی پہلو کو نمایاں کیا گیا ہے جس کا نمایاں کرنا وہاں ضروری ہے اس لیے تکرار کے باوجود اس کی حلاوت میں کوئی کمی محسوس نہیں ہوتی۔ مزید تفصیل کے لیے سورہ بقرہ کی آیات ۳۰ تا ۳۹ کے حواشی پر سورہ اعراف کی آیات ۱۱ تا ۲۵ کے حواشی ملاحظہ ہوں جہاں مفصل تشریح اور توضیح پر اکتفا کیا جائے گا۔

اس کا مفہوم بیان کرتے ہوئے علامہ راغب لکھتے ہیں۔ النسیان ترک الانسان ضبط ما استودع اما لضعف قلبه واما عن غفلة او عن قصد . . وکل نسیان من الانسان ذمه الله تعالى به فهو ما کان اصله عن تعمد۔ (مفردات)

یعنی نسیان کا معنی ہے انسان کا اس چیز کو محفوظ نہ رکھنا جو اس کے سپرد کی گئی۔ اس کی وجہ کبھی دل کی کمزوری، کبھی غفلت ہوتی ہے اور کبھی قصداً بھی انسان کسی چیز کو اپنے دل سے فراموش کر دیتا ہے اور یہی نسیان قابل مذمت ہے۔

عزم کے معنی عقد القلب على امضاء الامر یعنی کسی کام کے کرنے کا پختہ ارادہ کر لینا۔ آیت کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ آدم علیہ السلام سے جو حکم عدولی ہوئی اس میں ان کے عزم کا دخل نہیں۔ آپ نے اپنے ارادہ اور خوشی سے اس درخت کا پھل نہیں کھایا۔

يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ۝ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَ

کہ وہ نکلوا نہ دے تمہیں جنت سے اور تم مصیبت میں پڑ جاؤ بیشک تمہارے لیے یہ ہے کہ نہ تمہیں بھوک لگے گی یہاں

لَا تَعْرٰى ۝ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ۝ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ

اور نہ ننگے ہو گے اور یہ کہ نہ تمہیں پیاس لگے گی یہاں اور نہ دھوپ ستائے گی پس شیطان نے ان کے دل میں

الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰۤاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ۝

وسوسہ ڈالا کہنے لگا اے آدم کیا میں آگاہ کروں تمہیں ہمیشگی کے درخت پر اور ایسی بادشاہی پر جو کبھی زائل نہ ہو

فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ

سو دونوں نے کھا لیا اس سے پس نمایاں ہو گئیں ان کے لیے ان کی شرمگاہیں اور لگے دونوں چپکانے اپنے اوپر

دوسرا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ عزم کا معنی ثبات قدم ہے یعنی آپ میں ثبات قدمی نہ تھی شیطان نے جب ان کے دل میں وسوسہ ڈالا تو آپ اس کے فریب میں آ گئے۔ لیکن بعض حضرات نے آیت کے اس حصہ کا مفہوم یہ کیا ہے کہ ہم نے ان میں نافرمانی کا کوئی عزم نہیں پایا۔ پہلا معنی زیادہ مناسب ہے۔ یہ دونوں معنی احتمالات کی طرف اشارہ فرما رہا ہے وقیل معنی لم نجد له عزما ای قصدا علی الاکل من الشجرۃ۔ یعنی اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ آپ نے قصدًا اس درخت کا پھل نہیں کھایا بلکہ بھول کر کھا لیا۔

آدم علیہ السلام کو بتایا جا رہا ہے کہ ابلیس تمہارا اور تمہاری زوجہ کا کھلا دشمن ہے تمہاری عزت اور سرفرازی دیکھ کر حسد میں جل رہا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں کوئی چکمہ دے اور تم پھنس جاؤ۔ تمہیں جنت کی نعمتوں سے محروم کر دے گا فتشقی اور تم مشقت میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ لیکن یہاں تمہارا سب کچھ تیار ہے یہاں سے نکال دیئے گئے تو پھر ایک لقمہ منہ میں ڈالنے کے لیے محنت کرنی پڑے گی پھر بھی یہ ہر چیز میسر نہ ہو گی۔ المراد بالشقاء التعب في طلب المعاش۔ (مظہری)

شقاء سے مراد وہ کلفت و تھکاوٹ ہے جو کسب معاش کے باعث انسان محسوس کرتا ہے۔ یہاں تشقی کا لفظ شقاوت اور بدبختی کے معنی میں مستعمل نہیں ہوا۔

شیطان نے پھر فریب کاری سے کام لیا اور ناصح مشفق بن کر سامنے آ گیا اور کہا کیا میں آپ کو ایک ایسا درخت بتاؤں جس کا پھل کھانے سے موت کا خطرہ ہمیشہ کے لیے ٹل جائے گا اور تمہیں لازوال بادشاہی مل جائے گی۔

وَرَقِ الْجَنَّةِ ۚ وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ ﴿۱۲۱﴾ ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ

جنت کے پتے۔ اور حکم عدولی ہوئی آدم سے اپنے رب کی تو وہ اپنے مقصد میں ناکام ہوئے پھر برگزیدہ کیا انہیں ان کے رب نے

فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدَىٰ ﴿۱۲۲﴾ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا ۖ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ

اور ان کی توبہ قبول کی اور راہ دکھائی۔ حکم دیا اترو یہاں سے اکٹھے تمہارا ایک دوسرے کا

عَدُوٌّ ۖ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ

دشمن ہو گے۔ پس اگر آئے تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت تو جس نے پیروی کی میری ہدایت کی تو نہ وہ بھٹکے گا

؎ غوی کا معنی ہے ضل عن المقصود یعنی جس مقصد کے لیے انہوں نے اس درخت کا پھل کھایا وہ ہمیشہ زندہ رہنے کا وہ مطلب حاصل نہ ہوا۔ اور ابن الاعرابی نے کہا کہ غوی کا معنی ہے فسد علیہ عیشہ ان پر زندگی کا عیش و آرام جو وہ جنت میں پا رہے تھے راحت و آرام کی جگہ مشقت و محنت مقدر میں لکھ دی گئی۔ علامہ اسمعیل بن حماد الجوہری کی الصحاح دیکھیے تو وہ ... سے دور ہو گئے۔ لفظ غوی کی تحقیق کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں غوی کا صرف گمراہ ہونا نہیں ... بلکہ اہل عرب اسے دوسرے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔ یعنی اپنے مقصد میں ناکام ہونا۔ الغی الضلال و الخیبۃ ایضاً الصحاح

اس تحقیق کی روشنی میں ہم یہاں دوسرا معنی لیں گے۔ کیونکہ یہی یہاں مناسب ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آدم علیہ السلام نے بھول کر یہ کام کیا تھا پھر عصی آدم کہ آدم نے نافرمانی کی ایسے الفاظ ان کے متعلق کیوں کہے گئے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حسنات الابرار سیئات المقربین

ترجمہ: نیک لوگوں کی نیکیاں بسا اوقات مقربین بارگاہ الٰہی کی سیئات شمار کی جاتی ہیں۔

خطا و نسیان ہے اگرچہ انسانی سے ... نہیں بلکہ ... عذاب کا مستحق تو نہیں پائے گا۔ لیکن خواص کا معاملہ اور ہے ان سے تھوڑی سی لغزش پر بھی مواخذہ ہوتا ہے۔

بود آدم دیدہ نور قدیم　　موئے در دیدہ بود کوہ عظیم

رومی فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نور قدیم کی آنکھ تھے اور آنکھ میں اگر ایک بال بھی پڑ جائے تو وہ کوہ عظیم کی طرح ناقابل برداشت ہوتا ہے۔

؎ حضرت ابن عباس نے اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ جو شخص قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے اور اس کے احکام پر عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں گمراہ ہونے سے بچائے گا اور قیامت کے دن اسے برے حساب سے محفوظ رکھے گا

وَلَا يَشْقٰى ۝ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ

اور نہ بدبخت ہوگا۔ اور جس نے میرے ذکر سے منہ پھیرا تو اس کے لئے زندگی کی معیشت تنگ[٩١] کر دی جائے گی اور

نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِىْٓ اَعْمٰى وَقَدْ

ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے۔[٩٢] وہ کہے گا: پروردگار! تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا میں تو

كُنْتُ بَصِيْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ

بینا تھا[٩٣]۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اسی طرح تیرے پاس ہماری آیات آئی تھیں تو تو نے انہیں بھلا دیا تھا اسی طرح آج تجھے

[٩١] ضنکًا مصدر ہے جس کا معنی تنگی ہے۔ یہاں یہ معیشۃ کی صفت کے طور پر آیا ہے اور جب مصدر صفت واقع ہو جیسے زید عدل تو اب مصدر ہر حالت میں ایک ہی رہتا ہے اور مذکر و مؤنث دونوں کی صفت واقع ہو سکتا ہے۔

حافظ ابن کثیر اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جو شخص اللہ کی یاد سے منہ موڑتا ہے اور اللہ کے احکام سے روگردانی کرتا ہے وہ دولت و ثروت کے انبار بھی رکھتا ہو، جاہ و جلال کے اعلیٰ ترین مناصب پر فائز ہونے کے باوجود اطمینان قلب کی نعمت سے محروم رہتا ہے۔ اس کے وہ سب سامان جو لذت و تسکین کا باعث سمجھے جاتے ہیں۔ وہ قیمتی لباس زیب تن کئے ہوتا ہے لیکن اس کا دل اداس رہتا ہے جس سے طبیعت افسردہ رہتی ہے۔ بلکہ خوش ہے وہ کسی بھی صورت میں چین نہیں پاتا۔ دولت یا اقتدار کے حصول میں سرگرداں رہتا ہے پھر اس کی حفاظت کی فکر ہر وقت دامنگیر رہتی ہے وہ حرام اور ناجائز ذرائع استعمال کرنے سے باز نہیں آتا۔ اس طرح اس کا ضمیر اسے ملامت کرتا ہے اور یہ ملامت بڑی شدید اور دل گداز قسم کی ہوتی ہے۔ وہ خود اپنی نظروں میں مجرم ہوتا ہے۔ اس کے ذہنی کے بہاؤ اسے ہر وقت کھوکھلا کئے رہتے ہیں۔ ای فی الدنیا فلا طمانینۃ لہ ولا انشراح لصدرہ بل صدرہ ضیق حرج لضلالہ وان تنعم ظاہرہ ولبس ما شاء واکل ما شاء ... فھو فی قلق و حیرۃ وشک ... فھذا من ضنک المعیشۃ۔ بعض علماء نے اس سے مراد عذاب قبر لیا ہے۔

[٩٢] یہ سزا تو دنیا میں ملی اور جب روز محشر اسے قبر سے اٹھایا جائے گا تو ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا چھایا ہوا محسوس ہوگا۔ دوسری آیت میں ہے: ونحشرھم یوم القیامۃ علی وجوھھم عمیا وبکما وصما (۱۷: ۹۷) یعنی ہم انہیں قیامت کے دن منہ کے بل اٹھائیں گے اندھے، گونگے اور بہرے۔

[٩٣] ایسا شخص اندھا پاکر کہے گا الٰہی میں تو دنیا میں بینا تھا میری آنکھیں بڑی خوب صورت تھیں، میری بینائی بڑی تیز تھی آج کیا ہو گیا ہے کہ مجھے کچھ نظر نہیں آتا۔ آخر مجھے اتنی سخت سزا کیوں دی جا رہی ہے۔

تُنْسٰى ۝ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ

[illegible]

وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ۝ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ

[illegible]

مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي

[illegible]

النُّهٰى ۝ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اس آیت میں تقدیم و تاخیر ہے [illegible] اگر تمہارے رب [illegible] اور ان کے عذاب کے لیے وقت مقرر [illegible] انہیں برباد کر دیا جاتا لیکن [illegible] رحمت اور حکمت کا تقاضا یہی ہے [illegible]

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ

پس اے حبیب! صبر فرمائیے ان کی باتوں پر اور پاکی بیان کیجئے اپنے رب کی حمد کے ساتھ سورج کے طلوع ہونے سے

وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ

پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے اور رات کی گھڑیوں میں تسبیح کیجئے اور دن کے اطراف میں بھی تاکہ آپ

تَرْضٰى ۝ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ

خوش ہو جائیں۔ اور آپ نہ دیکھئے للچائی نگاہوں سے ان چیزوں کی طرف جن سے ہم نے لطف اندوز کیا ہے ان کے چند گروہوں کو

[illegible]

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رحمۃ للعالمین۔ (مظہری)

یعنی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا تھا اس لیے یہ مناسب نہ جانا کہ ان کو فوراً ہلاک کر دیا جائے بلکہ قیامت تک انہیں مہلت دے دی۔

اے حبیب! ان کی دل آزار باتوں سے [illegible] صبر فرمائیے اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح میں مشغول رہیے۔ [illegible] آپ کا دل [illegible] ان کی ساری خوشیاں اور آرزوئیں اس بات میں [illegible] اس آیت میں نمازوں کے اوقات کی طرف بھی اشارہ ہے۔ قبل طلوع الشمس سے مراد صبح اور قبل غروبہا سے مراد عصر [illegible] من آناء اللیل سے مراد مغرب و عشاء اور تہجد اور اطراف النہار سے ظہر مراد ہے۔

داعی حق کے لیے یہ چیز بھی بڑی تشویش کا باعث ہوتی ہے کہ لوگ حق قبول نہیں کرتے اور فسق و فجور میں مشغول رہتے ہیں اور اگر انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو وہ اس کا مذاق اڑاتے ہیں اور اس کی توہین پر تل جاتے ہیں۔ پھر ایسے لوگوں کی دولت و ثروت میں اضافہ ہوتا جاتا ہے ان کی ہیبت اور رعب کا [illegible] وہ انکار حق کے باوجود دندناتے پھرتے ہیں [illegible] انسان سوچنے لگتا ہے کہ اگر یہ گمراہ ہوتے تو قدرت ان سے [illegible] اس آیت میں اپنے محبوب کو خطاب فرما کر سب اہل حق کو بتا دیا کہ دنیا کا یہ سارا [illegible] ان کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے مت دیکھئے یہ دولت [illegible] راہ راست پر [illegible] کی آزمائش [illegible] کرنے کے لیے ہے۔

زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝

یہ محض رونق ہے دنیوی زندگی کی تاکہ ہم آزمائیں انہیں اس میں اور آپ کے رب کا عطیہ بہتر اور پائندہ تر ہے

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ

اور حکم دیجیے اپنے گھر والوں کو نماز کا اور خود بھی پابند رہیے اس پر۔ نہیں سوال کرتے ہم آپ سے رزق کا، ہم ہی

اس آیت کی ترکیب پر غور فرمائیے۔ اگر "ازواجا" کو "متعنا" کا مفعول بنایا جائے تو "منہم" اس کی صفت ہوگی۔ معنی ہوگا "ازواجا کائنۃ منہم" یعنی کافروں کے مختلف گروہ۔ دوسری صورت یہ ہے کہ "ازواجا" حال ہو اور "ہم" کی ضمیر ذوالحال۔ اس وقت "منہم" "متعنا" کا مفعول بہ ہوگا اور معنی یہ ہوگا۔ تقدیر کلام یوں ہوگی "ما متعنا به منهم حال كونهم اصنافا مختلفة" [illegible] "زهرة" منصوب بفعل محذوف [illegible] کا مفعول ہوگا اور اگر اسے "متعنا" کا مفعول بنایا جائے تو اس وقت یہ [illegible] "متعنا" "اعطينا" کے معنی میں ہے۔ زهرة الحيوة الدنيا [illegible] (روح المعانی وغیرہ)۔

[illegible] آپ اس دنیائے فانی کے ساز و سامان کی طرف نگاہ التفات بھی نہ کیجیے۔ آپ کے پروردگار نے جو آپ کو [illegible] اور [illegible] جو سعادت [illegible] آپ کو عطا فرمائی ہیں ان کے سامنے اس مال و متاع کی قدر و قیمت ہی کیا ہے [illegible] جلد ہی [illegible] ہو جانے کی [illegible] ہمیشہ [illegible] رہنے والی [illegible] لیکن تیرے حسن کی [illegible] ہمیشہ [illegible] رہیں گے تیری [illegible] ہمیشہ آباد رہے گا [illegible] جس محفل میں [illegible] ذکر ہوگا وہاں [illegible] تیری عظمت کا پرچم سربلند [illegible] دیا۔

[illegible] اس میں [illegible]

[illegible] اس سے پہلی آیت میں [illegible] انسان کی [illegible] آیت میں اقامت صلوٰۃ کا حکم صرف اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیا گیا تھا۔ اب ارشاد ہے اے [illegible] جتنے تیرے [illegible] ہیں سب کو [illegible] حاصل کرنے کا [illegible] ہے [illegible] رحمت [illegible] سب [illegible] آپ کے [illegible] ہے۔ کوئی [illegible] کے [illegible] جہاں کہیں بھی [illegible] حال میں ہو [illegible] رحمت کی [illegible] حضور [illegible] کی ساری امت ہے خواہ [illegible] اس حکم میں شامل ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت خاتون جنت [illegible] رضی اللہ تعالیٰ عنہا [illegible]

نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ۝ وَقَالُوْا لَوْلَا يَأْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ

[illegible]

پیدا ہوتا رہتا ہے۔

افسوس [illegible]

[illegible]

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

[illegible]

[illegible] من كانت الآخرة نيته جمع الله [illegible]

أَوَلَمْ تَأْتِهِم بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ۝ وَلَوْ أَنَّا أَهْلَكْنَاهُم

کیا ان کے پاس [illegible] پہلے صحیفوں میں ہے [illegible] اور اگر ہم انہیں ہلاک کر دیتے

بِعَذَابٍ مِّن قَبْلِهِ لَقَالُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ

کسی عذاب سے اس سے پہلے تو کہنے لگتے اے رب کیوں نہ بھیجا تو نے ہماری طرف کوئی رسول تاکہ ہم پیروی کرتے

آيَاتِكَ مِن قَبْلِ أَن نَّذِلَّ وَنَخْزَىٰ ۝ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوا

تیری آیتوں کی اس سے پہلے کہ ہم ذلیل اور رسوا ہوتے آپ کہیے ہر شخص انتظار کر رہا ہے

فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ أَصْحَابُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدَىٰ ۝

سو تم بھی منتظر رہو تم عنقریب جان لو گے کون ہیں سیدھی راہ پر چلنے والے اور کون ہدایت یافتہ ہیں

ع ۸ ۱۷

[illegible] ابن کثیر میں ہے [illegible] روایت ہے کہ جس کے پیش نظر صرف دنیا ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس کے حالات کو منتشر کر دیتا ہے اور فقر و افلاس ہر وقت اس کی آنکھوں کے سامنے رہتا ہے اور اس کی دنیا کی کوشش کے باوجود اسے دنیا میں سے اتنا ہی ملتا ہے جو اس کے مقدر میں پہلے لکھا جا چکا تھا اور جو شخص آخرت کا طلبگار ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے حالات کو یکجا کر دیتا ہے اور اس کے دل کو غنی بنا دیتا ہے اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے سامنے آتی ہے۔

اس سے کوئی صاحب یہ نہ سمجھیں کہ کسب معاش سے روکا جا رہا ہے ہرگز ایسا نہیں، کسب معاش کا تو اللہ اور اس کے رسول نے بار بار حکم دیا ہے اور رزق حلال کو طلب کرنا فرض قرار دیا گیا ہے۔ وابتغوا من فضل اللہ جو فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ انسان دنیا ہی میں ایسا نہ کھو جائے کہ [illegible] اور ذکر کی توفیق سے بھی محروم ہو جائے۔

۱۱ صبح و شام انہیں [illegible] نشانیاں دکھائی جا رہی ہیں [illegible] جو قیامت تک روشن [illegible] رہیں گے اس کے باوجود کہتے ہیں [illegible] کوئی ایسی نشانی دکھائیں [illegible] ثابت ہوتا ورنہ ہم ایمان لاتے۔

۱۲ انہیں بتا دو [illegible] تمہاری [illegible] ہلاکت [illegible] اللہ تعالیٰ کی [illegible] کیا کسی ایسی نشانی کے [illegible] ہے [illegible] اس آیت میں دے دیا گیا ہے۔ الحمد

تم تفسیر سورۃ طٰہٰ [illegible] اولہ وآخرہ والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ [illegible] وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف سورۃ الانبیاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام: کیونکہ اس سورۃ میں بہت سے انبیاء کرام کا تذکرہ ہے اس مناسبت سے اس سورۃ کا نام سورۃ الانبیاء رکھا گیا ہے۔

نزول: یہ سورۃ تمام مکی ہے جس میں ۷ رکوع ۱۱۲ آیتیں ۱۱۶۸ کلمے اور ۴۸۹۰ حروف ہیں۔

مضامین: جہاں بھی مردہ قوم کی حالت بیان کی جاتی ہے وہاں [illegible] کے متعلق انسان کا تصور یہی پیش کیا جاتا ہے اس کے علاوہ فکری قوتیں اپاہج ہو جاتی ہیں وہ اپنی ان اپاہج قوتوں کے سہارے [illegible] ہی [illegible] جس [illegible] اس کے حواس ظاہری و باطنی [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] سے [illegible] جائے اس کے سامنے [illegible] جائیں وہ اس حقیقت کو باور کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا بلکہ [illegible] زندگی [illegible] نہیں ہوتا اس لیے اس کی ساری کوششیں اس زندگی سے زیادہ سے زیادہ لطف اندوز ہونے [illegible] دولت [illegible] اقتدار حاصل کرنے میں صرف ہو جاتی ہیں [illegible] حلال و حرام کی تمیز بھی [illegible] جاتی ہے [illegible] لیے [illegible] کی عزت و ناموس کو پامال کرنے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کرتا اپنے [illegible] انسان [illegible] ہو جاتا ہے اگر [illegible] اقتدار [illegible] کرنے کے لیے [illegible] کی اعلیٰ قدروں کی [illegible] کی قربانی دینا پڑے تو وہ اس سے بھی باز نہیں آتا

یہی حالت عہد نبوت کے کفار و مشرکین کی تھی باوجود یکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان رکھتے تھے [illegible] ہوس [illegible] کے لوگ اپنی سیاسی اور معاشی ترقی سے [illegible] ہوں

اس لیے اس سورۃ پاک کے آغاز میں بڑی قوت سے ان کے اس فکری [illegible] کو دور کرنے کی کوشش فرمائی جا رہی ہے انہیں بتایا جا رہا ہے کہ تم سے پہلے کئی قوموں نے یہی روش اختیار کی تھی ان کے [illegible] کی داستان تم ان کھنڈرات کے شکستہ دیواروں سے پوچھ سکتے ہو جو تمہاری تجارتی شاہراہوں کے [illegible] ہیں وہ [illegible] کہ یہاں بسنے والے بھی تمہاری طرح قیامت پر ایمان نہیں رکھتے تھے اس لیے وہ دنیا کی لذتوں میں مگن ہو گئے انہیں [illegible] نے [illegible] لیکن وہ دیکھتے [illegible] اس کی [illegible] اور اس [illegible] نہیں [illegible]

میں [illegible] بہت [illegible] بہت پیچھے [illegible] انجام [illegible] اے اہل مکہ! تم ان کے حالات سے عبرت پکڑو ایسا نہ ہو کہ مہلت کی گھڑیاں گزر جانے کے بعد تم بھی اسی ہولناک انجام سے دوچار کر دیے جاؤ۔

۲۔ اس کے بعد توحید باری کے ثبوت کے لیے کونی دلائل کے ساتھ ساتھ عقلی دلیلیں بھی پیش کر دیں تاکہ انہیں راہ راست پر لانے کی کوشش احسن طور پر انجام ہو جائے۔

۳۔ فرشتوں کے متعلق ان کے غلط عقیدہ کا بطلان کیا کہ خدا کی اولاد نہیں بلکہ اس کے معزز بندے ہیں جو ہر وقت اس کی یاد میں رہتے ہیں، اس کی تسبیح و تقدیس میں مشغول رہتے ہیں، سر جھکائے رہتے ہیں۔

۴۔ اسی سورت میں توحید، نبوت اور آخرت کے بارے میں مشرکین کے تمام شبہات کو بیان کیا اور بڑے حکیمانہ انداز میں ان کی تردید بھی کر دی۔

۵۔ اس کے بعد چند جلیل القدر انبیاء اور اولو العزم رسولوں کی سیرت بیان فرمائیں تاکہ راہ حق کا مسافر اگر کسی مشکل سے دوچار ہو تو حوصلہ ہار کر شکستہ دل ہو کر نہ بیٹھ جائے بلکہ ان پاکیزہ ہستیوں کی سیرت کے مطالعہ سے تقویت حاصل کرے اور آگے بڑھتا جائے۔

۶۔ سورت کے آخری رکوع میں دو ٹوک انداز میں اس حقیقت کو بیان فرما دیا کہ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی راہ پر صدق و اخلاص سے گامزن ہوگا وہ بامراد اور کامیاب ہوگا۔ اس کی ادنیٰ سی کوشش رائیگاں نہیں جائے گی۔ یہ لوگ روز حشر کی ہولناکیوں سے بھی خوفزدہ نہیں ہوں گے۔ اس روز فرشتے مرحبا، خوش آمدید کہتے ہوئے ان کا استقبال کریں گے اور جو بدبخت اپنی عقل کو اپنی خواہشات پر قربان کر دیتے ہیں اور کفر پر اصرار کرتے ہیں انہیں ان کے جسموں سمیت دوزخ کا ایندھن بنا دیا جائے گا۔

اختتام تمہید سے پہلے قرآن کی شان اور صاحب قرآن کی عظمت کا ذکر فرمایا۔ ارشاد ہے اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ یعنی یہ وہ کتاب ہے جس میں دین و دنیا میں فلاح و کامرانی حاصل کرنے کے قاعدے مذکور ہیں جس کے علاوہ کسی اور نظام حیات کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ یہ کتاب ہی تمام ضروریات کے لیے کافی ہے اور صاحب قرآن کے متعلق فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ کہ ہم نے آپ کو سب جہانوں کے لیے سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ خوش نصیب ہے وہ قوم جس کی یہ شان ہے اور جس کے نبی کا یہ مقام ہے۔

سورۃ الانبیاء مکیۃ وھی مائۃ واثنتا عشرۃ آیۃ وسبع رکوعات

سورۃ الانبیاء مکی ۱۱۲ آیتیں ۷ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ①

قریب آگیا ہے لوگوں کے لیے ان کے اعمال کے حساب کا وقت اور وہ غفلت میں منہ پھیرے ہوئے ہیں۔

نفس انسانی کی فطرت میں ہے [illegible] حق کو قبول کر کے اس کو اطمینان اور خوشی ہوتی ہے۔ لیکن اگر غلط تربیت یا گندے ماحول یا عادات کے تقاضوں کے چلتے فطری راستے سے ہٹ جاتا ہے تو اس کی سیدھی طبیعت میں جہالت پیدا ہو جاتی ہے۔ [illegible] تیز ہوتی ہے۔ پھر بار بار انسان اپنی اصلاح کر لیتا ہے [illegible] احتیاج اور احساس کے سبب ہو جاتا ہے اور اس کی طرف سے صحت ہٹ جاتی ہے حتیٰ کہ [illegible] جانے والوں میں سے ہو جاتے ہیں [illegible] محسوس کرتے [illegible] آزاد [illegible] کہ اس کی آنکھیں [illegible] کہیں [illegible] غفلت [illegible] اطمینان سے ہر گناہ [illegible] ہو جاتی ہے [illegible] اس کی کسی کو خبر نہ ہو۔ اس لیے [illegible] کہ آپ [illegible] حالات [illegible] آپ پریشان ہو گئے [illegible] آپ [illegible] رحمت کی چادر [illegible] کر سکیں۔

اس آیت میں [illegible] غفلت [illegible] اعمال کے [illegible] حساب کی [illegible] قانون [illegible] ہے

مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ إِلَّا اسْتَمَعُوهُ وَ

نہیں آتی ان کے پاس کوئی تازہ نصیحت ان کے رب کی طرف سے ۲؎ مگر یہ کہ وہ سنتے ہیں اسے اس حال میں کہ وہ

هُمْ يَلْعَبُونَ ۝ لَاهِيَةً قُلُوبُهُمْ ۗ وَأَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ الَّذِينَ

کھیل رہے ہوتے ہیں۔ غافل ہوتے ہیں ان کے دل ۳؎ اور آپس میں چپکے چپکے سرگوشیاں کرتے ہیں ظالم ۴؎

ظَلَمُوا ۖ هَلْ هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ أَفَتَأْتُونَ السِّحْرَ وَأَنْتُمْ

وہ کہتے ہیں کیا ہے یہ مگر ایک بشر تمہاری مانند تو کیا تم چلے جاتے ہو جادو کی طرف حالانکہ تم دیکھ رہے ہو

۱؎ اے حبیب! ان لاپرواہ اور غافل لوگوں کو ہوش میں لاؤ۔ ان کی آنکھوں سے غفلت کی پٹی اتار دو کہ یہ اپنی نجات کا بروقت اہتمام کر لیں۔ الغفلة سهو يعتري الانسان من قلة التحفظ والتيقظ۔ (المفردات)

کیونکہ جو وقت گزر چکا ہے اس کی نسبت سے بقیہ وقت کم ہے۔ اس لیے فرمایا اقترب للناس۔ نیز ہر وہ چیز جس کا آنا یقینی ہو وہ خواہ کتنی دور ہو حقیقت میں نزدیک ہی سمجھی جا سکتی ہے۔ کل ما ھو آت قریب۔ ہر وہ چیز جس کا آنا یقینی ہو وہ آ کر رہے گی۔

۲؎ محدث: ذکر کی صفت ہے یعنی جب بھی کوئی نئی سورت یا آیت ان کی ہدایت کے لیے نازل کی جاتی ہے تو اسے توجہ سے سننے کے بجائے اگر وہ سن بھی لیتے ہیں تو اس پر سنجیدگی سے غور ہی نہیں کرتے بلکہ لہو ولعب میں مگن رہتے ہیں۔ اور اگر انہیں مجبوراً اسے سننے کا اہتمام بھی کیا جائے تو وہ سننے کے ساتھ کھیل تماشے کا شغل بھی جاری رکھتے ہیں۔ ھم یلعبون کا معنی یستھزؤن (یعنی وہ مذاق کرتے ہیں) بھی کیا گیا ہے اور یہ زیادہ مناسب ہے۔ (بغوی)

۳؎ ان غافل دلوں کی اہمیت کا پتہ تب چلتا ہے جب لہو کا لغوی معنی پیش نظر ہو۔ کسی اہم و ضروری چیز سے توجہ ہٹا کر کسی غیر اہم اور غیر ضروری چیز میں مشغول ہو جانا۔ اللھو ما شغل الانسان عما یعنیه و یھمه وقوله لاھیة قلوبھم ای ساھیة مشتغلة بما لا یعنیھا۔ یعنی ایسا ہونا تو انہیں یاد ہی نہیں اس کے متعلق غور کرنے کا ان کے پاس وقت ہی نہیں۔ اسے ٹھکرا کر ان کے دل دنیا کی زیب و زینت میں کھو کر رہ گئے۔

۴؎ ہدایت کا آفتاب طلوع ہو چکا ہے۔ اس کی روشنی آہستہ آہستہ پھیلتی جا رہی ہے۔ وہ بڑی کوشش کرتے ہیں کہ اپنے آپ کو اس فریب میں مبتلا رکھیں کہ ابھی سویرا نہیں ہوا۔ ابھی اندھیرا ہے۔ لیکن کب تک؟ آئے دن کوئی نہ کوئی سعادت مند روح دعوت حق قبول کر کے لبیک کہہ دیتی ہے۔ اسلام کے خلاف ان کے تمام محاذوں میں جگہ جگہ خطرناک قسم کے رخنے اور شگاف نمودار ہو رہے ہیں۔ اس خطرہ کا تدارک کرنے کے لیے وہ ایک دوسرے سے خفیہ

تُبْصِرُوْنَ ۝ قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

اور پیغمبر نے کہا ہے کہ میرا پروردگار ہر بات کو جانتا ہے آسمان اور زمین میں کی

وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۭ بَلِ

اور وہی سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے بلکہ کہنے لگے کہ یہ پریشان خواب ہیں نہیں بلکہ

چپکے سے کہتے ہیں۔ لوگوں کو اسلام سے بدظن کرنے کے لیے جیسے توڑ نے جاتے ہیں اور اعتراض گھڑتے جاتے ہیں۔ ان کے نزدیک پیغمبر کا اعتراض یہ ہے کہ یہ دین نیا دین ہے جو ان کا دادا ... ہماری طرح بشر ہے کھاتا پیتا ہے سوتا ہے جاگتا ہے۔ معلوم ہوا یہ دعویٰ ... شبہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی نے وحی پیدا کی ہی نہیں تو اس سے لوگ کیوں متاثر ہوتے ہیں اور اس کا کلام جسے وہ خدا کا کلام کہتا ہے اسے سن کر دل پر جذب و کیف کا عالم کیوں طاری ہو جاتا ہے اور اس کے عقل سے کیوں کام لیتے ہیں۔ اس غلط کا ازالہ وہ یہ کہہ کر کرتے ہیں کہ یہ جادو ہے۔ لہٰذا جب یہ سب جوڑ سے جادو کا کرشمہ ہیں اور اس کلام کی تاثیر بھی سحر کی بدولت ہے اس لیے ہمیں اس کے اور اس جادو کا تتبع نہیں کرنا چاہیے۔ افتاتون السحر وانتم تبصرون۔

یہاں ذرا ایک نحوی پیچیدگی ہے اس پر بھی غور و فکر کیجیے۔ واسروا النجوی الذین ظلموا میں اسروا فعل ہے نجوی مفعول اور الذین فاعل اور نحو کا قاعدہ یہ ہے کہ فاعل اگر اسم ظاہر ہو تو فعل واحد ہوتا ہے۔ اس قاعدے کے مطابق اسر صیغہ ہونا چاہیے تھا۔ فاعل ظاہر ہونے کے باوجود اسروا جمع کا صیغہ کیوں استعمال کیا گیا۔ اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ اسروا میں واو ضمیر جمع نہیں بلکہ علامت جمع ہے تاکہ اسروا کا لفظ سنتے ہی سمجھ لیا جائے کہ یہ ایک فاعل نہیں بلکہ متعدد ہیں۔ دوسرا جواب یہ دیا گیا ہے کہ واو ضمیر جمع فاعل ہے اور الذین فاعل نہیں بلکہ واو کا بدل ہے۔ اور بدل سے جیسے ثم عموا وصموا کثیر منہم میں ہے۔

تم پر کس طرح چھپ چھپ کر سرگوشیاں کرتے ہو یہ سب میرے رب پر تمہاری کوئی بات راز نہیں وہ تمہاری زبان پر آنے والی باتوں کو بھی سنتا ہے اور تمہارے دلوں کے خیالوں کو بھی جانتا ہے۔

قرآن کے دلائل قاطعہ سے مشرکین کو اعتراف ہے کہ یقینی طور پر یہ واضح ہو چکا ہے کہ قرآن کی تاثیر اور آفتاب اسلام کی ضیا ناقابل انکار حقیقت بن کر سامنے آگئی ہے۔ اس کا انکار بھی نہیں کر سکتے اور قبول بھی نہیں کرتے اس لیے ایک متذبذب آدمی کی طرح ہر لحظہ اپنا موقف تبدیل کرنے پر مجبور ہیں۔ کبھی کہتے ہیں یہ جادو ہے۔ کبھی کہتے ہیں یہ پریشان خواب ہیں۔ کبھی کہتے ہیں یہ خدا کا کلام ہرگز نہیں خود گھڑ لیا ہے اور خدا کی طرف منسوب کر دیا ہے تاکہ لوگ مرعوب ہو جائیں۔ کیونکہ ان تاویلوں کی کمزوری ان پر عیاں ہے اس لیے کہیں بھی قدم نہیں ٹکتے۔ آخری بات یہ کہی کہ یہ شاعر

افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۚ فَلْيَأْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿٥﴾

اس نے خود گھڑ لیا ہے اسے نہیں بلکہ وہ شاعر ہے (اگر وہ سچا نبی ہے) تو لے آئے ہمارے پاس کوئی نشانی جیسے بھیجے گئے تھے پہلے انبیاء

مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ

نہیں ایمان لائی ان سے پہلے کوئی بستی جسے ہم نے تباہ کیا تھا تو کیا اب یہ لوگ

يُؤْمِنُوْنَ ﴿٦﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِىٓ اِلَيْهِمْ

ایمان لے آئیں گے۔ اور نہیں رسول بنا کر بھیجا ہم نے (اے حبیب) آپ سے پہلے مگر مردوں کو ہم نے وحی بھیجی ان کی

فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٧﴾ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ

طرف پس (اے منکرو) پوچھ لو اہل علم سے اگر تم (خود حقیقت حال) نہیں جانتے۔ اور نہیں بنائے ہم نے ان انبیاء کے

جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ﴿٨﴾ ثُمَّ

ایسے جسم کہ کھانا نہ کھاتے ہوں اور نہ ہی وہ (اس دنیا میں) ہمیشہ رہنے والے تھے۔ پھر ہم نے

شاعر، ای هم متحيرون لا يستقرون على شيء قالوا مرة سحر ومرة اضغاث احلام ومرة افتراه ومرة شاعر۔ (قرطبی)

اگر یہ نبی ہوتا تو پہلے انبیاء کی طرح کوئی ایسا معجزہ دکھاتا۔ ہاتھ میں عصا ہے اور نہ آستین میں ید بیضا ہے کہ ہم اس کی نبوت کا قائل کرتے۔ یہ بیچارے اپنے مضطرب دل کو کس کس طرح جھوٹی تسلیاں دے رہے ہیں۔

اس میں ان کے آخری اعتراض کا جواب ہے کہ پہلے انبیاء پر بھی ان کے معجزات کا مشاہدہ کرنے کے باوجود ان کی قومیں ایمان نہ لائیں۔ اسی طرح یہ بھی دلائل و نشانات کے جلوے میں بھی حق سے انکار کر رہے ہیں۔

کفار کے اس شبہ کا ازالہ کیا جا رہا ہے کہ آپ بشر ہیں اس لیے نبی کیسے ہو سکتے ہیں۔ فرمایا ہماری سنت یہی ہے آج تک بنی نوع انسان کی طرف جتنے انبیاء بھیجے گئے وہ انہی کے ہم جنس تھے کیونکہ افہام و تفہیم کا مقصد اسی طرح پورا ہو سکتا ہے۔ اگر نبی فرشتہ ہوتا تو اس کے سامنے آنے کی کسی میں تاب نہیں۔ اگر وہ اپنی اصلی شکل میں آتا تو تم اس کی ہیبت سے دم توڑ دیتے اور اگر انسانی صورت میں آتا تو پھر تم وہی اعتراض کرتے کہ یہ ہماری طرح بشر ہے تمہیں کون سمجھاتا کہ یہ بشر نہیں فرشتہ ہے۔ اس لیے سنت الٰہی یہی ہے کہ انسانوں کی ہدایت کے لیے کسی انسان کو

صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَآءُ وَاَهْلَكْنَا

سچا کر دکھایا انھیں (اپنا) وعدہ جو ہم نے ان سے کیا تھا پس ہم نے نجات دی انھیں اور ان لوگوں کو جن کو ہم نے

الْمُسْرِفِيْنَ ۝٩ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ

چاہا اور ہلاک کر دیا حد سے بڑھنے والوں کو بیشک ہم نے اتاری ہے تمھاری طرف ایک کتاب جس میں تمھارے لیے نصیحت ہے ۱۲

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝١٠ وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً

کیا تم (اتنا بھی) نہیں سمجھتے اور کتنی ہی بستیاں ہم نے برباد کر دیں جو ظالم تھیں ۱۳

ہی کی سالکہ صورت فرمایا جاتا ہے۔ اگر تمھیں اس میں شک ہے تو اہل ذکر سے پوچھ لو۔ اہل ذکر سے مراد یا تو کتب سابقہ کے علماء ہیں یا اس سے مراد اہل القرآن اور علماء دین ہیں۔ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا نحن اھل الذکر (قرطبی) یعنی ہم اہل ذکر ہیں ہم سے پوچھو، ہم تمھیں حقائق سے باخبر کریں گے۔

۱۱ پہلے انبیاء کے ساتھ ان کی قوموں نے وہی سلوک کیا جو قریش اللہ کے نبی سے کر رہے ہیں۔ انھوں نے بھی اپنے ہادیوں کو جھٹلانے میں کوئی کسر روا نہ رکھی اور ہم نے اپنے نبیوں کے ساتھ نصرت و اعانت کا جو وعدہ فرمایا تھا وہ پورا کیا۔ ان کے دشمن ہلاک ہو گئے اور آخری کامیابی انھی کے حصہ میں آئی۔

۱۲ ذکر کا معنی یہاں عزت و شرف بھی کیا گیا ہے۔ والمراد بالذکر ھھنا الشرف اور واقعی اس سے بڑھ کر امت محمدیہ کی عزت افزائی کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں صاحب قرآن بنایا۔ الحمد للہ۔

۱۳ ظالم اور سرکش قوموں پر جب عذاب آتا ہے تو ان کی کیا حالت ہوتی ہے۔ حسرت و ندامت سے وہ کس طرح ہاتھ ملتے ہیں اور اپنی غلطیوں پر کس طرح پچھتاتے ہیں۔ مگر اس بے وقت ندامت کا کیا انجام ہوتا ہے اس آیت میں ان کا نقشہ مؤثر پیرایہ میں بیان کر دیا ہے۔

مشکل الفاظ: القصم۔ الکسر۔ توڑ پھوڑ دینا۔ ریزہ ریزہ کر دینا۔ یرکضون۔ الرکض۔ العدو بشدۃ الوطء۔ تیزی سے دوڑنا۔ یہاں مقصد ہے بھاگ کھڑے ہونا۔ حصیدا۔ حصید کہتے ہیں درانتی سے فصل کاٹنا۔ خامدین خمود سے ہے۔ آگ کا بجھ جانا، مراد ہے مر جانا۔

وَأَنْشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا آخَرِينَ ﴿١١﴾ فَلَمَّا أَحَسُّوا بَأْسَنَا إِذَا هُمْ

اور ہم نے پیدا کر دی ان کے بعد ایک دوسری قوم پس جب انہوں نے محسوس کیا ہمارا عذاب تو وہ فوراً

مِنْهَا يَرْكُضُونَ ﴿١٢﴾ لَا تَرْكُضُوا وَارْجِعُوا إِلَىٰ مَا أُتْرِفْتُمْ فِيهِ

وہاں سے بھاگنے لگے مت بھاگو اور واپس لوٹ آؤ ان آسائشوں کی طرف جو تمہیں دی گئی تھیں

وَمَسَاكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُونَ ﴿١٣﴾ قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿١٤﴾

اور اپنے مکانوں کی طرف تاکہ تم سے باز پرس کی جائے کہنے لگے ہائے ہماری شامت بیشک ہم ہی ظالم تھے۔

فَمَا زَالَتْ تِلْكَ دَعْوَاهُمْ حَتَّىٰ جَعَلْنَاهُمْ حَصِيدًا خَامِدِينَ ﴿١٥﴾

پس وہ یہی پکارتے رہے یہاں تک کہ ہم نے انہیں کر دیا کٹی ہوئی کھیتی کی طرح بجھے ہوئے

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ ﴿١٦﴾ لَوْ أَرَدْنَا

اور نہیں پیدا کیا ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھیل کے لیے اگر ہم چاہتے کہ کوئی کھیل بنائیں

[illegible]
کے بعد کوئی دوسری زندگی نہیں ہے جہاں انہیں اپنی نیکیوں کی جزا اور اپنی برائیوں کی سزا ملنے والی ہو۔ یہ نظریہ یکسر عقل کے خلاف ہے اور شرف انسانیت کے منافی ہے اور حکمت و عدل الٰہی کے شایان شان نہیں اس لیے قرآن حکیم [illegible]

[illegible]

أَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ ۖ إِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝ بَلْ

[illegible]

نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۚ وَ

[illegible]

لَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ۝ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ

[illegible]

وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ۝

[illegible]

يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ۝ أَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً

[illegible]

[illegible] روح المعانی

[illegible]

[illegible] "من عندہ" سے الزمخشری نے فرشتے مراد لیے ہیں۔ [illegible] پانی پتی [illegible] ھم الملئکۃ والانبیاء [illegible]

مِّنَ الْأَرْضِ هُمْ يُنشِرُونَ ۝۲۱ لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ

زمین سے جو (مُردوں کو) زندہ کر سکتے ہیں اگر ہوتے ان دو آسمان (و زمین) میں اور خدا بجز اللہ تعالیٰ کے

إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝۲۲

تو یہ دونوں برباد ہو جاتے شہ پس پاک ہے اللہ تعالیٰ جو عرش کا رب ہے ان باتوں سے جو یہ (لوگ) بناتے ہیں

[illegible]

شہ اللہ تعالیٰ کی توحید پر یہ ناقابلِ تردید دلیل ہے [illegible] اللہ تعالیٰ کی توحید پر اس کا یقین [illegible] ہے اور اس کے وجود [illegible] ہے کہ ایک سادہ [illegible] کی [illegible] یقین سے [illegible] ہے۔ یہ سیدھی سی بات ہے کہ اگر ایک ملک [illegible] کے اختیارات مساوی ہوں تو اس ملک میں فتنہ و فساد کے شعلے بھڑک اٹھیں گے اور اس کی ساری [illegible] حال [illegible] ایک ہی [illegible] کسی [illegible] یہ بات ہے [illegible] جنگلوں میں [illegible] آج تک بھی دیکھا نہیں [illegible] کسی ملک میں [illegible] اپنے [illegible] اختیار میں مساوی حیثیت کے مالک ہوں لیکن اگر آپ اس آیت میں [illegible] تو آپ کو اس دلیل کی گہرائی اور گیرائی کا [illegible] آپ یہ سمجھ [illegible] الٰہ وہ ہو سکتا ہے جو واجب الوجود ہو۔ جو اپنے وجود میں کسی کا محتاج نہ ہو [illegible] تمام صفاتِ کمال سے متصف ہو اور ہر نقص و عیب سے پاک ہو [illegible] اللہ [illegible] اور کمالات [illegible] اب جب [illegible] عقل [illegible] یہ فیصلہ کر [illegible] واجب الوجود ہو اور تمام کمالات سے متصف ہو اور ہر عیب سے پاک [illegible] ناقص [illegible]

لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُونَ ۝ أَمِ اتَّخَذُوا مِنْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِیَ

اللہ [illegible] کے سوا اور [illegible] تم فرماؤ [illegible] دلیل لاؤ [illegible] یہ [illegible] ساتھ والوں [illegible]

اللہ تعالیٰ نے محبوب حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اعتراض [illegible] گستاخی [illegible] علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک [illegible] کہ وہ ایک مجلس میں تھے تو ایک [illegible] اشارہ حضور علیہ السلام کی طرف [illegible] الطیب [illegible] اور [illegible] گستاخ [illegible] حدیث میں [illegible] ہمارے [illegible] فرماتے ہیں اس گستاخ [illegible] آپ [illegible] بھی ایسی بات [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] بخشا اور [illegible]

"[illegible] اس کا [illegible] کہ وہ قتل کر دیا گیا ہے۔ (روح البیان)

علامہ [illegible] حضور [illegible] ثابت کرنے [illegible] قرآن [illegible]

[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]

[illegible] ہے کہ [illegible] نہیں [illegible] آپ [illegible] حقیقت [illegible] بند ہو جاتا ہے۔

[illegible] کے بعد [illegible] مشرکین [illegible] اپنے [illegible] کوئی ایک تو ایسی دلیل پیش کریں جو قابل قبول ہو۔

وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِي ۗ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ

کے پہلے لوگوں کی کتب بھی نصیحت میں [illegible] بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر حق کو نہیں جانتے

فَهُمْ مُعْرِضُونَ ﴿٢٤﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ

اس لیے وہ اس سے منہ پھیرے ہوئے ہیں۔ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول مگر یہ کہ ہم

إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ﴿٢٥﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ

نے وحی بھیجی اس کی طرف کہ بیشک نہیں ہے کوئی معبود بجز میرے پس میری عبادت کیا کرو اور کہتے ہیں بنا لیا ہے

الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا ۗ سُبْحَانَهُ ۚ بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُونَ ﴿٢٦﴾ لَا يَسْبِقُونَهُ

رحمٰن نے اپنے لیے بیٹا سبحان اللہ [illegible] بلکہ وہ تو معزز بندے ہیں وہ نہیں سبقت کرتے اس سے بات

بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ ﴿٢٧﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ

کرنے میں اور وہ اس کے حکم پر عمل پیرا ہیں۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے

وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ وَهُمْ مِنْ

اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور وہ شفاعت نہیں کریں گے۔ مگر اس کے لیے جسے وہ پسند فرمائے اور وہ اس کی بے پایاں

خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ ﴿٢٨﴾ وَمَنْ يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَٰهٌ مِنْ

کے باعث اس کے خوف سے ڈرتے رہتے ہیں۔ اور جو ان میں سے یہ کہے کہ میں خدا ہوں اللہ تعالیٰ کے سوا

۲۵ توحید کی یہ دعوت ہر پیغمبر اور رسول نے دی ہے [illegible] کوئی نئی دعوت نہیں بلکہ نبوت و رسالت کا سلسلہ جب شروع ہوا ہے اور جو حضرات اس منصب پر فائز ہوئے ہیں جب سے [illegible] اپنے اپنے قبیلوں اور قوموں کو یہی دعوت دی ہے شرائع و احکام میں حالات کے پیش نظر تبدیلیاں ہوتی رہیں لیکن عقیدۂ توحید میں سرِمو کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

۲۶ عرب کے بعض قبائل خزاعہ وغیرہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہا کرتے اور یہود و نصاریٰ عزیر و مسیح کو [illegible] کہا کرتے تھے اس آیت میں ان کی غلط روی کی تردید کی جا رہی ہے [illegible] اللہ تعالیٰ کا ان چیزوں کی [illegible] نہیں۔

دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۝

تو اسے ہم سزا دیں گے جہنم کی ایسی ہم سزا دیا کرتے ہیں ظالموں کو

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا

کیا نہیں دیکھا کفر کرنے والوں نے کہ آسمان اور زمین آپس میں

جسمیں وہ اللہ کے بیٹے اور بیٹیاں کہتے ہیں وہ تو اس کے معزز خادم بندے ہیں۔ غلط عقیدہ کی تردید کے ساتھ ساتھ "عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ" فرما کر ان کی عزت و شان پر چار چاند لگا دیئے۔

۳۰ اب توحید کے دلائل قاطعہ و نظریہ بیان کرنے کے بعد اپنی قدرت کاملہ کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔ الرتق: "الضم والالتحام" (مفردات) کسی چیز کا باہم ملا ہوا اور پیوستہ ہونا اور ایک دوسرے سے جڑا ہونا۔ الفتق: الفصل بين المتصلين (مفردات) دو جڑی ہوئی چیزوں کو الگ الگ کر دینا۔ ارشاد ربانی ہے کہ زمین و آسمان جو آج علیحدہ علیحدہ صورت اختیار کئے ہوئے ہیں ایک دوسرے سے پیوستہ تھے پھر ہم نے اپنی قدرت سے زمین کو الگ کر دیا اور آسمان کو الگ کر دیا۔ حضرت ابن عباس اور دیگر علماء تفسیر سے اس آیت کا یہی مفہوم منقول ہے۔ قال ابن عباس والحسن وعطاء وقتادة كانتا شيئا واحدا ملتزقتين ففصل الله بينهما بالهواء (قرطبی) یعنی زمین و آسمان شے واحد تھی ان کے اجزا ایک دوسرے سے جڑے ہوئے چپکے ہوئے تھے۔ پھر ہوا کے ذریعہ انہیں علیحدہ علیحدہ کر دیا۔ سینکڑوں صدیوں کی تحقیقات و تجربات اور غور و فکر کے بعد علمائے سائنس جس نتیجہ پر پہنچے ہیں قرآن حکیم نے پہلے ہی اس حقیقت کو چند الفاظ میں ذکر کر دیا تھا۔

ان کی تحقیقات کا ماحصل یہ ہے کہ ابتداء میں آفتاب ایک سخت گرم اور اشد تھا اس کی حرکت بہت ہی تیز تھی وقت گزرنے کے ساتھ اس کی حرکت کم ہو گئی اور وہ سکڑتا اور چھوٹا ہوتا گیا اور اس سبب سے [illegible] میں [illegible] آ گیا اور حرکت کی تیزی کے سبب اس ہی سے چند ٹکڑے ٹوٹ کر دور دور جا پڑے اور اسی کے گرد چکر لگانے لگے۔ اس وقت تک ظاہر ہوا ہے کہ آفتاب سے گیارہ ٹکڑے ٹوٹ کر جدا ہوئے ہیں۔ جن سے ہمارا عالم شمسی بنا ہے اور زمین بھی انہی سے ایک ہے۔

تخلیق عالم کا ذکر کرتے ہوئے مولانا آزاد [illegible] لکھتے ہیں۔

"موجودہ زمانہ میں اجرام سماویہ کی ابتدائی تخلیق اور کائنات ارضی کی ابتدائی نشو و نما کے جو نظریے تسلیم کر لیے گئے ہیں۔ یہ اشارات بظاہر ان کی تائید کرتے ہیں اور اگر ہم چاہیں تو ان بنیادوں پر شرح و تفصیل کی بڑی بڑی عمارتیں اٹھا سکتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسا کرنا صحیح نہ ہوگا۔ یہ نظریے کتنے ہی متفقہ تسلیم کر لیے گئے ہوں لیکن پھر بھی نظریے ہیں اور نظریات جزم و یقین کے ساتھ حقیقت کا فیصلہ نہیں کر سکتے پھر اس سے کیا فائدہ کہ ان کی روشنی میں

رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۭ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاۗءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۭ

بند تھے پھر ہم نے الگ الگ کر دیا انہیں اور ہم نے پیدا کی پانی سے ہر زندہ چیز ۲۳

اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ

کیا وہ اب بھی ایمان نہیں لاتے۔ اور ہم نے بنا دیئے زمین میں بڑے بڑے پہاڑ ۲۴ تاکہ زمین ہلنے نہ

بِهِمْ ۠ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝

لگے ساتھ۔ اور بنا دیئے ہم نے ان پہاڑوں میں کشادہ راستے تاکہ وہ اپنی منزل مقصود کا راستہ پا سکیں۔ ۲۵

قرآن کے مجمل اور مختصر اشارات کی تفسیر کی جا سکتی کہاں تک کیا کریں گے۔ اگر ان نظریوں کی جگہ دوسرے نظریے پیدا ہو گئے؟ صاف واضح ہی ہے کہ یہ ایک ایسا عالم غیب سے تعلق رکھتا ہے جس کی حقیقت ہم اپنے علم و ادراک کے ذریعہ معلوم نہیں کر سکتے اور قرآن کا مقصد ان اشارات سے تخلیق عالم کی شرح و تفصیل نہیں ہے بلکہ خدا کی قدرت و حکمت کی طرف انسان کو توجہ دلانا ہے۔ (ترجمان القرآن جلد ۲ صفحہ ۵۰۰ ، ۴۹۹)

رتق اور فتق کا ایک اور مفہوم بھی بیان کیا گیا ہے۔ رتق سے مراد یہ ہے کہ آسمان کا منہ پہلے بند تھا۔ کوئی بارش نہیں ہوتی تھی اور زمین کا منہ بھی بند تھا۔ کوئی چیز اس میں پیدا نہیں ہوتی تھی۔ فتق سے مراد یہ ہے کہ خدا کے حکم سے آسمان کا منہ کھلا (فتق)، اور بارش برسنے لگی۔ زمین کی مرطوب زمین اس میں سے ضروریات کی چیزیں اگنے لگیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

۲۳ ہر جاندار چیز کی تخلیق پانی سے کی گئی ہے۔ یعنی اس کا مادہ اصل ہے یا ہر جاندار کی بقا اور نشوونما کا انحصار پانی پر ہے یا یہ کہ اول پیدا ہونے والا مادہ اصل ہے وہ پانی ہے بہرحال جس کا واسطہ سے زندگی اور پانی کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ مولانا عثمانی لکھتے ہیں: "عموماً جاندار چیزیں جو نظر آتی ہیں بالواسطہ یا بلاواسطہ پانی سے بنائی گئی ہیں پانی ہی ان کا مادہ ہے۔ اگر کوئی ایسی مخلوق جس کی نسبت ثابت ہو جائے کہ اس کی پیدائش میں پانی کو دخل نہیں وہ مستثنیٰ ہوگی۔ لہٰذا حکم الکل کے اعتبار سے یہ کلیہ صادق رہے گا۔"

۲۴ پہاڑوں کو سطح زمین پر جما کر زمین کی جس حرکت کا سد باب کیا گیا ہے وہ اس کا تزلزل ہونا اور جھٹکے کھانا ہے۔ اس سے حرکت زمین کی نفی پر استدلال نہیں ہو سکتا۔

۲۵ ہم نے اتنے اونچے اونچے پہاڑ پیدا کیے جن کی بلند چوٹیاں آج بھی مہم جو انسانوں کو للکار رہی ہیں لیکن ان پہاڑوں کی تخلیق میں بھی قدم قدم پر ہماری حکمت کے جلوے نظر آئیں گے۔ ان کا [illegible]

وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚ وَهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا

اور ہم نے بنایا آسمان کو ایک چھت ۳۱ محفوظ اور وہ اس کی نشانیوں سے روگردانی

مُعْرِضُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ

کیے ہوئے ہیں اور وہی ہے جس نے پیدا کیا رات و دن کو ۳۲ اور سورج و

وَالْقَمَرَ ۚ كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ۝ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ

ماہ کو سب اپنے اپنے دائرہ میں تیر رہے ہیں ۳۳ اور نہیں مقدر کیا ہم نے کسی انسان کے لیے جو تجھ سے

کرایا کہ ایک سے دوسری طرف آمد و رفت ہو سکے جنگلوں میں ایسی گھاٹیاں رستے بنا دیے ہیں جن کے ذریعہ ایک ملک سے دوسرے ملک تک پہونچ جاتے ہیں۔ الفج الطریق الواسع بین الجبلین یعنی دو پہاڑوں کے درمیان جو کشادہ راستہ ہوتا ہے اسے فج کہتے ہیں۔ مصباح میں یہی لکھا ہے۔

۳۱ یعنی آسمان زمین کو اسی طرح ڈھانپے ہوئے ہیں جیسے چھت مکان کو اس لیے فرمایا ہم نے زمین کے لیے آسمان کو بمنزلہ چھت بنایا ہے جس میں ایسی چھت نہیں جو گر پڑے یا اس میں شگاف ہو جائیں بلکہ یہ ہر طرف سے محفوظ اور مستحکم ہے۔

۳۲ پھر رحمت کاملہ سے فرمایا کہ رات دن کا سلسلہ قائم کر دیا۔ اگر ہمیشہ رات کا اندھیرا چھایا رہتا یا ہمیشہ دن ہی رہتا تو دنیا کا یہ انتظام نہ رہتا یا قدرت کاملہ سے یہ الجھن ہو تی یا ساری دنیا تعطل کے عالم کی طرف کھینچ لی جاتی۔

۳۳ فلک کیا ہے؟ کیا سماء (آسمان) اور فلک دونوں ایک چیز ہیں۔ کیا شمس و قمر اور دوسرے سیارے ان میں اس طرح جڑے ہوئے ہیں جس طرح لکڑی میں کیل؟

فلاسفہ یونانیین کی رائے یہ ہے کہ فلک اور آسمان ایک چیز کے دو نام ہیں اور فلک کی انھوں نے یہ تعریف کی ہے جسم بسیط متحرک بالارادۃ حرکۃ مستدیرۃ ولا یقبل الخرق والالتئام یعنی فلک وہ جسم ہے جو اپنے ارادہ سے گول حرکت کرتا ہے پھٹنے اور جڑنے کو قبول نہیں کرتا۔ کیونکہ ان کے نزدیک فلک میں خرق و التئام ممتنع ہے اس لیے انھوں نے یہ کہا کہ سیارے اس میں گڑے ہوئے ہیں، خود متحرک نہیں بلکہ وہ فلک متحرک ہیں جن میں وہ گڑے ہوئے ہیں۔ کیونکہ حرکتیں مختلف ہیں اس لیے انھوں نے افلاک کا تعدد مانا ہے ان کے نزدیک مشہور ہے کہ افلاک کی تعداد نو ہے۔

فلک کی جو تعریف ان فلاسفہ نے کی ہے علمائے اسلام نے علم کلام کی کتابوں میں اس کا بطلان ثابت کیا ہے بلکہ اکثر مفسرین کے نزدیک فلک اور سماء (آسمان) دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں اور سماء افلاک سے اوپر ہے جیسا کہ

علامہ آلوسی لکھتے ہیں۔

قال اکثر المفسرین هو موج مکفوف تحت السماء تجری فیه الشمس والقمر۔ کہ فلک ایک موج کا نام ہے جسے اس کی جگہ میں روک دیا گیا ہے اور وہ آسمان کے نیچے ہے اور شمس و قمر اسی میں محو حرکت ہیں اور ضحاک جو مشہور اور مسلم مفسر ہیں ان کا قول ہے کہ فلک کسی ایسی چیز کا نام نہیں جس کا کوئی جسم ہو بلکہ جہاں یہ ستارے گردش کرتے ہیں ان کی مدار کا نام ہے حضرت ابن عباس کا اس باب میں یہی قول مشہور ہے قال الضحاک هو لیس بجسم وانما هو مدار هذه النجوم والشمس مروی عن ابن عباس۔ علامہ کا یہ قول کہ اکثر کی تصریح ہے یہ بھی نقلی اور یقینی نہیں۔ ہو سکتا ہے وہ اس سے بھی [illegible] روح المعانی۔

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اور علامہ ابی حیان اندلسی نے اپنی اپنی تفاسیر میں اسی قول کو ترجیح دی ہے اور پسند فرمایا ہے۔

علامہ ابی عبد اللہ الانصاری القرطبی کی عبارت ملاحظہ ہو۔ والصحیح ان السیارة تجری فی الفلك وهی سبعة افلاك دون السموات المطبقة التی هی مجال الملائكة واسباب الملكوت فالقمر فی الفلك الادنی ثم عطارد ثم الزهرة ثم الشمس ثم المریخ ثم المشتری ثم زحل والثامن فلك البروج والتاسع الفلك الاعظم قال ابن سیده الافلاك مجاری النجوم [illegible] وقیل الفلك موج مکفوف ومجری الشمس والقمر فیه والله اعلم (قرطبی)

یعنی کواکب سیارہ فلک میں چلتے ہیں اور یہ آسمانوں سے نیچے ہیں۔ چاند سب سے نچلے فلک میں ہے اس کے بعد عطارد پھر زہرہ پھر سورج پھر مریخ پھر مشتری پھر زحل آٹھویں کو فلک البروج اور نویں کو فلک اعظم کہتے ہیں۔ ان سب کے اوپر سبع سموات (سات آسمان) ہیں۔ جو ملائکہ کی جولانگاہ اور اسباب ملکوت کا مرکز ہیں۔ واللہ اعلم۔

یہ حقائق جو صدیوں سال پہلے علمائے اسلام اپنی نگاہ حقیقت بین اور عقل رسا سے بے نقاب کر چکے ہیں ان کی روشنی میں اگر جدید علمائے فلکیات کی تحقیقات کا آپ مطالعہ کریں تو آپ کو قرآن کریم کے کتاب الہی ہونے کا یقین آ جائے گا اور علمائے اسلام کی وسعت نظر اور ان کے علم کی وسعت کا اعتراف کرنا پڑے گا۔ ہو سکتا ہے جس طرح آج کے سائنسدان اپنے پیشروؤں پر تنقید کر رہے ہیں ان کے شاگرد کل اپنے استادوں کی غلطیاں نکالنے لگیں۔ اس لیے کسی مومن کو یہ زیبا نہیں کہ قرآن کی صداقت کو وہ تب تسلیم کرے جب جدید تحقیقات کی سند اسے مل جائے بلکہ اس کا پختہ یقین ہونا چاہیے کہ حق وہ ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ قدیم تحقیقات اور جدید انکشافات کا وہی حصہ درست ہے جس کی تائید قرآن سے ملتی ہے اور جو قرآن حکیم کی تصریحات کے خلاف ہے وہ غلط ہے آج نہیں تو کل اسکے علمبردار اپنی غلطی کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ اس سے بڑھ کر احساس کمتری کا مظاہرہ اور کوئی نہیں ہو سکتا کہ مسلمان قرآن مجید کی تصدیق کے لیے قدیم و جدید نظریات کا سہارا ڈھونڈتا پھرے۔ البتہ یہ بھی ضروری ہے کہ قرآنی

قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۖ أَفَإِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ۝ كُلُّ نَفْسٍ

پیشتر دائمی زندگی، تو اگر آپ انتقال فرما جائیں تو کیا یہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ ہر نفس نے موت کا

ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۗ وَإِلَيْنَا

مزہ چکھنے والا ہے۔ اور ہم آزماتے ہیں تمہیں برے اور اچھے حالات سے دوچار کر کے اور ہماری طرف ہی تم سب کو

تُرْجَعُوْنَ ۝ وَإِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا إِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ إِلَّا

لوٹ کر آنا ہے۔ اور جب دیکھتے ہیں آپ کو کفار تو صرف تمسخر اختیار کیے ہوتے ہیں آپ سے بس تمسخر کرنے لگتے ہیں۔

هُزُوًا ۗ أَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ

(کہتے ہیں) کیا یہی وہ صاحب ہیں جو برائی سے ذکر کیا کرتے ہیں تمہارے معبودوں کا۔ حالانکہ وہ کفار رحمٰن کے ذکر سے تو

حقائق کو سمجھنے کے لیے انسانی دانش کی بہت کچھ ساز ہو کر ہم بعض سائنس کے نظریات کو قرآن کے نظریات تصور کرنے لگیں اور اس بے صبری کے باعث علم و دانش کی دنیا میں اپنی تضحیک کے ساتھ قرآن حکیم کی توہین کا بھی سبب بنیں۔

(العیاذ باللہ)

۴۵ کفار نے اشاعتِ اسلام میں ہر ممکن حربہ کے دفتر لگائے لیکن اس کی اشاعت میں روز افزوں اضافہ ہی ہوتا گیا۔ انھوں نے اپنے دل کو یہ کہہ کر تسلی دینی شروع کی کہ آخر کب تک ایسا ہوتا رہے گا۔ ایک روز ان کی زندگی ختم ہو ہی جائے گی۔ اس کے بعد تو ہمیں آرام کا سانس لینا نصیب ہوگا۔ وہ کہا کرتے نتربص به ریب المنون۔ اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی اور انھیں ان کی حماقت کی طرف توجہ دلائی کہ اگر میرے محبوب نے اس دنیا میں ہمیشہ نہیں رہنا تو کیا تم یہاں ہمیشہ رہو گے۔ جب تمہیں بھی ہر ذی روح کی طرح موت کا پیالہ پینا ہے تو پھر اس پر بغلیں بجانے کا کیا فائدہ۔

۴۶ کفار کا یہ دستور تھا کہ جب محبوب رب العالمین کے پاس سے گزرتے یا حضور کو دیکھتے تو آوازے کستے اور مذاق کرتے۔ انھیں خود اپنی حماقت اور جہالت جس کا احساس نہ ہوتا کہ وہ کتنے احمق ہیں جو خدا تعالیٰ کا ذکر کرنے والے ہیں جن کے دستر اور محبت پر وہ تُلے رہتے ہیں جن کی بھلائی برائی میں یہ چلے رہے ہیں۔ جو ایسا کرتا ہو کہ نبی واضح حقیقت کو بھی نہ سمجھ سکے اس کا مذاق اڑانا ہے ورنہ اس ذات والا صفات کا جو ساری حق تعالیٰ کے اسرار کا آگاہ ہے اس لیے کفار کا ایسا کرنا حماقت بالائے حماقت ہے۔

هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۭ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ

منکر ہی ہیں۔ انسان کی سرشت میں ہی جلد بازی ہے [illegible] اپنی نشانیاں

فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ

[illegible] اور وہ کہتے ہیں کب پورا ہوگا یہ قیامت کا وعدہ (ڈراوا) اگر تم

صٰدِقِيْنَ ۝ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ

سچے ہو۔ کاش! جان لیں کافر اس وقت کو، جب وہ نہ روک سکیں گے اپنے

وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝

چہروں سے آگ کے شعلوں کو اور نہ اپنی پیٹھوں سے اور نہ ان کی مدد کی جائے گی

بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَ

بلکہ وہ آئے گی ان کے پاس ناگہاں سو حیران کر دے گی پھر وہ نہ اسے رد کر سکیں گے اور

۳۷ کسی چیز کا اس کے مقررہ وقت سے پہلے طلب کرنا عجلت کہلاتا ہے۔ العجلۃ طلب الشیء و تحریہ قبل اوانہ (راغب) [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۳۷ تم سے جو وعدہ ہے اس کی جلدی کیوں مچا رہے ہو۔ جب عذاب الٰہی آئے گا تو تمہیں [illegible] اس وقت تم چیخو گے چلاؤ گے لیکن بے سود

۳۸ بغتۃ۔ اچانک۔ تبہتہم۔ تحیرہم۔ حیران و ششدر کر دینے والا۔

لَا هُمْ يُنظَرُونَ ﴿٤٠﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ

نہ ہی انھیں مزید مہلت دی جائے گی۔ اور بے شک مذاق اڑایا گیا ان رسولوں کا بھی جو آپ سے پہلے تشریف لائے تھے

فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٤١﴾ ع

پس نازل ہوا ان لوگوں پر جو تمسخر کیا کرتے تھے ان میں سے وہ عذاب جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے ۵۰

قُلْ مَن يَكْلَؤُكُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمَٰنِ ۗ بَلْ هُمْ

آپ پوچھیے (ان سے) کون ہے جو تمھاری نگہبانی کرتا ہے رات اور دن میں (عذابِ) رحمٰن سے ۵۱ [illegible]

عَن ذِكْرِ رَبِّهِم مُّعْرِضُونَ ﴿٤٢﴾ أَمْ لَهُمْ آلِهَةٌ تَمْنَعُهُم مِّن

(اس کے باوجود) یہ لوگ اپنے رب کے ذکر سے ہی روگرداں ہیں۔ کیا ان کے کوئی خدا ہیں جو بچا سکتے ہیں انھیں ہمارے

دُونِنَا ۚ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَ أَنفُسِهِمْ وَلَا هُم مِّنَّا

سوا ۵۲ وہ کسی کے معبود تو کجا اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے اور نہ انھیں ہماری تائید

يُصْحَبُونَ ﴿٤٣﴾ بَلْ مَتَّعْنَا هَٰؤُلَاءِ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ طَالَ عَلَيْهِمُ

میسر ہوگی۔ ۵۳ بلکہ ہم نے (عیش و آرام کا) سامان دیا انھیں اور ان کے آباؤ اجداد کو حتیٰ کہ طویل ہوگئی ان کی عمر

۵۰ حاق۔ احاطہ کرنا۔ گھیرے میں لے لینا۔ جو پہلے گزرے ہیں (حاق بھم العذاب ای احاط بھم و نزل) (الصحاح) عذاب نے ان کو گھیر لیا۔

۵۱ نادانو! تم جو اپنے رب کریم کی یاد اور اس کے ذکر سے دور بھاگے جا رہے ہو، اس نے اگر کسی وقت اپنا عذاب نازل کر دیا تو کہاں سر چھپاؤ گے، تمھیں کون پناہ دے گا۔

۵۲ تمھیں اگر یہ غلط فہمی ہے کہ تمھارے لات و ہبل اس وقت تمھیں عذاب سے بچا لیں گے تو اس کو اپنے ذہن سے نکال دو۔ وہ بیچارے تو اپنے آپ کو بھی نہیں بچا سکتے یہ بھلا تمھیں بچانے پر قادر ہوں۔

۵۳ [illegible] کے باوجود ان کی اطاعت کی ایک بدبخت صورت ہو گئی تھی کہ ہم اگر ان کی پشت پناہی کرتے۔ ہماری تائید اور نصرت ان کے شامل حال ہوتی تو وہ اپنی قوت کے بل بوتے پر نہیں ہماری تائید و نصرت سے اپنے عقیدتمندوں

الْعُمُرُ ۗ أَفَلَا يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا

ان پر لمبا عرصہ گزر گیا اور وہ مغرور ہو گئے ٣٥ کیا وہ ملاحظہ نہیں کرتے کہ ہم بڑھتے چلے آ رہے ہیں اس کی

أَفَهُمُ الْغَالِبُونَ ﴿٤٤﴾ قُلْ إِنَّمَا أُنذِرُكُم بِالْوَحْيِ ۚ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ

طرفوں سے گھٹاتے ہوئے تو کیا وہ ہماری تقدیر پر غالب آ سکتے ہیں ٣٦ آپ فرمائیے میں تو تمہیں ڈراتا ہوں وحی سے اور نہیں سنا کرتے بہرے

الدُّعَاءَ إِذَا مَا يُنذَرُونَ ﴿٤٥﴾ وَلَئِن مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ

پکار کو جب انہیں ڈرایا جاتا ہے ٣٧ اور اگر چھو جائے انہیں ایک جھونکا آپ کے رب کے عذاب کا تو

عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿٤٦﴾ وَنَضَعُ

وہ ضرور کہیں گے ہائے ہماری کمبختی! بیشک ہم ہی ظالم تھے۔ اور ہم رکھ دیں گے

کی امداد کر سکے۔ بجز اس کے کہ ہم ہی کسی کی مدد کریں اور یہ تو یاد رکھیں ہماری تائید و نصرت بھی مخصوص ہے صرف اہل ایمان کے لیے کسی کی حالت نہیں بدل سکیں گے۔ مفسر پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔ ای بصحبتہم [illegible] یصحب لمن یشاء من المؤمنین و الملائکۃ والصالحین [illegible] انبیاء اور اولیاء کرام جو اللہ کے مومنوں کی شفاعت کریں گے انہیں تو تائید الٰہی اور نصرت بھی حاصل ہوگی لیکن کفار کے حصے میں اس سے بھی محروم ہوں گے۔

٤٤ ان کی باہم سرکشی اور انکار کی وجہ بیان کی جا رہی ہے کہ ہم نے خوشحال رکھا انہیں اور ان کے آباؤ اجداد کو اس طرح کہ [illegible] آسائش سے بھرپور رکھا ان کی [illegible] باوجود ان کے [illegible] اس وجہ سے یہ بات ان کے ذہنوں میں راسخ ہو گئی ہے کہ وہ حق پر ہیں اس لیے وہ کسی داعی حق کی کوئی بات سننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

٤٥ انہیں بتایا جا رہا ہے کہ مہلت کا وقت ختم ہونے والا ہے ہم ان کے گرد رفتہ رفتہ حلقہ تنگ کرتے جا رہے ہیں۔ اور دوسرے علاقوں پر مسلمانوں کا قبضہ ہوتا جا رہا ہے۔ بہتر ہے کہ وہ اب بھی آنکھیں کھولیں اور حق کو قبول کریں۔

٤٦ آپ فرمائیے میں تو تمہیں وہی بات کہتا ہوں جو میرے رب کی طرف سے مجھ پر وحی کی جاتی ہے۔ اپنی طرف سے کوئی بات بنا کر کہنا میرا دستور نہیں بہتر ہے تم بھی میری نصیحتوں کو [illegible] عذاب الٰہی سے بچ جاؤ گے ساتھ ہی [illegible] یہ تو بہرے ہیں انہیں کچھ سنائی نہیں دیتا۔

الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۖ وَ

صحیح تولنے والے ترازو ۴۴ قیامت کے دن پس ظلم نہ کیا جائے گا کسی پر ذرہ بھر اور

إِن كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا ۗ وَكَفَىٰ بِنَا

اگر کسی کا کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر بھی ہوگا تو ہم اسے بھی لاحاضر کریں گے۔ اور ہم کافی ہیں

حَاسِبِينَ ﴿٤٧﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ وَهَارُونَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاءً

حساب کرنے والے۔ اور یقیناً ہم نے عطا فرمایا ۴۵ موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو فرقان اور روشنی

۴۴ اس پر مفصل بحث ضیاء القرآن جلد دوم سورۃ الاعراف آیت ۸ کے حاشیہ میں گزر چکی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

الموازین موصوف ہے اور القسط اس کی صفت ہے۔ موصوف اور صفت میں واحد جمع میں مطابقت ہونی چاہیے۔ اور یہاں ایسا نہیں پس کی کیا وجہ ہے۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ القسط مصدر ہے اور جب مصدر صفت واقع ہو تو واحد جمع سب کی صفت واقع ہو سکتا ہے۔ والقسط صفۃ الموازین ووحد لانہ مصدر یقال میزان قسط و میزانان قسط و موازین قسط۔ (قرطبی)

حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں گذارش کی کہ قیامت کے دن آپ میری شفاعت فرمائیں۔ حضور نے فرمایا انا فاعل۔ میں شفاعت کروں گا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں حضور کو کہاں تلاش کروں۔ فرمایا پہلے پل صراط پر جہاں سے میری امت گذر رہی ہوگی مجھے ڈھونڈنا اور اگر وہاں ملاقات نہ ہو تو میزان کے پاس مجھے تلاش کرنا جہاں امت کے اعمال کا وزن ہو رہا ہوگا۔ میں نے عرض کی اگر وہاں بھی شرف ملاقات نصیب نہ ہو۔ فرمایا پھر حوض کے پاس فانی لا اخطئ ھذہ المواطن الثلاثۃ میں ان تین مقامات میں سے کسی ایک میں ضرور ہوں گا۔ (ترمذی، بیہقی)

۴۵ یہاں سے انبیاء کرام کا تذکرہ شروع ہے۔ جن جن کمالات سے انہیں مشرف فرمایا گیا ان کا بیان ہو رہا ہے۔ جن مقاصد کی تکمیل کے لیے وہ تشریف لائے ان کے لیے جن جن مصائب سے انہیں دوچار ہونا پڑا اور جس صبر و استقامت سے انہوں نے کام لیا ان کا تذکرہ ہے تاکہ حق کا ہر علمبردار ان کے اسوۂ حسنہ سے صبر و استقامت، ایثار و اخلاص اور عزیمت کا سبق حاصل کرے۔

وَذِكْرًا لِّلْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ وَهُم

اور ذکر (نصیحت) پرہیزگاروں کے لیے جو ڈرتے رہتے ہیں اپنے رب سے بن دیکھے اور وہ

مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُونَ ۝ وَهَٰذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ أَنزَلْنَاهُ ۚ

قیامت سے بھی ترساں رہتے ہیں۔ اور یہ قرآن نصیحت ہے بڑی بابرکت ہم نے اسے اتارا ہے تو

أَفَأَنتُمْ لَهُ مُنكِرُونَ ۝ وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ

کیا تم اس کے منکر ہو۔ اور بیشک ہم نے عطا فرمائی ابراہیم کو ان کی دانائی

مِن قَبْلُ وَكُنَّا بِهِ عَالِمِينَ ۝ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا

اس سے پہلے اور ہم ان کو خوب جانتے تھے۔ یاد کرو جب فرمایا آپ نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کیا

ــــہ یعنی کتاب جو حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کو دی گئی تھی اس کے اوصاف بیان فرمائے جا رہے ہیں کہ وہ فرقان ہے یعنی حق و باطل کو الگ الگ کر دینے والی۔ وہ ضیاء ہے یعنی روشنی ہے جس سے شاہراہ حیات منور ہو رہی ہے اور پرہیزگاروں کے لیے نصیحت ہے۔ اگلی آیت نے بتا دیا کہ متقی کون ہوتے ہیں۔

ــــہ حضرت موسیٰ و ہارون کے ذکر کے بعد ابوالانبیاء سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔ آپ نے اپنی جان پر کھیل کر ان حالات کو [illegible] جس جرات سے توحید کا اعلان کیا جس تدبیر سے [illegible] خدائی کا پول کھولا اور ان کے پجاریوں پر ان کی بے بسی کو آشکارا کیا پھر جس استقامت کا مظاہرہ آتش نمرود میں پھینکے جاتے وقت کیا ان تمام چیزوں کو اگر پیش نظر رکھا جائے تب لقد اتینا ابراھیم رشدہ کا مفہوم سمجھ میں آتا ہے۔ یہ آپ کو رشد دی گئی وہ صحیح دانش مندی ہے جس سے [illegible] نعرہ توحید بلند کرنے کی جرات اور اس کا سلیقہ اور اس راہ میں حائل ہونے والی ساری ہستیوں کا [illegible] اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل [illegible] پیدا ہوتا ہے۔

ــــہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہمیں ان کے [illegible] کا خوب علم تھا [illegible] کس [illegible] کی ہے ان کی شان [illegible] تفسیر میں [illegible] ہے۔

هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ۝ قَالُوْا

یہ مورتیاں ہیں کیا جن کی [illegible] تم جمے بیٹھے ہو ۔ وہ بولے [illegible]

وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ۝ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ

باپ دادوں کو کہ وہ ان کے پجاری تھے ۔ آپ نے فرمایا بلاشبہ مبتلا رہے ہو تم بھی

وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ

اور تمہارے باپ دادا بھی کھلی ہوئی گمراہی میں ۔ انھوں نے پوچھا کیا تم [illegible] کوئی سچی بات [illegible]

مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ۝ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

دل لگی کرنے والوں سے ہو ۔ آپ نے فرمایا [illegible] بلکہ تمہارا رب وہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے جس

الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰي ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ وَتَاللّٰهِ

نے ان سب کو پیدا فرمایا ہے اور میں اس [illegible] پر گواہی دینے والوں سے ہوں ۔ اور بخدا میں

[1] تماثیل کی تحقیر کے لیے یہ لفظ استعمال کیا ۔ ہر صورت جو ہاتھوں سے بنائی جائے تمثال کہتے ہیں بعض کے نزدیک وہ تماثیل مختلف ستاروں کی تھیں جن کی شکلیں انھوں نے اپنے خیال کے مطابق بنا لی تھیں بعض کے نزدیک یہ ان بزرگوں کے بت تھے جن کے متعلق ان کا یہ اعتقاد تھا کہ وہ شانِ الوہیت کے مالک ہیں۔

[2] آپ کی ملامت کا جواب نہ دے سکے تو انھوں نے اپنا سب سے بڑا سہارا اور اپنا حجت [illegible] اس عقیدہ کی صداقت کے متعلق ان کے دلوں میں [illegible] جب انھوں نے آپ کی زبان سے یہ بات سنی کہ تم کھلی گمراہی میں ہو تو وہ حیرت سے آپ کا منہ تکنے لگے کہنے لگے اے ابراہیم یہ تم نے کیا بات کہی ہے کیا تم ہمارے ساتھ [illegible] رہے ہو یا [illegible] سچ مچ تمہارے منہ سے یہ فقرہ نکل گیا ہے۔

[3] آپ نے فرمایا میں نے پورے وثوق سے یہ کہا ہے یہ مذاق نہیں ۔ خدا تو وہ ہے جس کی یہ شان ہے اور جس کی یہ قدرت ہے میں تو اس کے سوا کسی کو خدا ماننے کے لیے تیار نہیں۔

لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُم بَعْدَ أَن تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ ۝ فَجَعَلَهُمْ

بندوبست کروں گا تمہارے بتوں کا جب تم چلے جاؤ گے پیٹھ پھیر کر۔ پس آپ نے کر دیا انہیں

جُذَاذًا إِلَّا كَبِيرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ ۝ قَالُوا مَن

ریزہ ریزہ بجز ان کے بڑے بت کے تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں (واپس آ کر) کہنے لگے کس نے

فَعَلَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ ۝ قَالُوا سَمِعْنَا

یہ حال کیا ہے ہمارے خداؤں کا بیشک وہ ظالموں سے ہے (بعض) لوگ بولے ہم نے سنا ہے ایک جوان کو

فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ ۝ قَالُوا فَأْتُوا بِهِ عَلَىٰ

ہے کہ وہ ان کا ذکر (برائی سے) کیا کرتا تھا اسے ابراہیم کہا جاتا ہے۔ کہنے لگے تو پکڑ کر لاؤ اسے سب

ف ایسی بات آپ نے اپنے دل ہی میں کہی تھی یا اس وقت کہی جب ان لوگوں کو اس کی حقیقت پر آگاہ ہو جانے کا اندیشہ نہ تھا گئے ہیں۔ کل شیئ کسرته فقد جذذته یعنی کسی چیز کے متعلق یہ ارادہ کرے کہ اسے کاٹ سکتے ہیں کہ اس کے جیسے جذاذ الشجر یہاں یہ لفظ بمعنی مجذوذ اور مکسر کے استعمال ہوا ہے۔

لکھا ہے کہ ایک شہر کے قریب تھا اس روز سارا شہر وہاں میلہ کے لیے جاتا ہے ان میں کئی دن سے کھیل تماشے میں مشغول رہتے شہر کے قریب ہی لگتے تھے آپ نے خیال فرمایا بازار ہوگا جب شہر خالی ہوگا تو کسی رکاوٹ کے بغیر اپنی تدبیر پر عمل کروں گا۔ چنانچہ جب سب لوگ شہر سے نکل کے میلہ میں چلے گئے اور جگہ خالی ہو گئی تو آپ بھاری کلہاڑا اٹھائے ہوئے آئے دیکھا ان کے درمیان بڑا بت تھا اس کے دونوں طرف ترتیب وار چھوٹے بت رکھے ہوئے تھے۔ سب کے سامنے مٹھائی کے تھال بھرے پڑے تھے آپ نے کسی کا کان کاٹا کسی کی ناک کسی کی آنکھ پھوڑی اور کسی کی ٹانگ ادھیڑ دی۔ اور سب مٹھائیاں اٹھا کر بڑے بت کے سامنے ڈھیر کر دیں اور کلہاڑا اس کے کندھے پر رکھ دیا اور خود وہاں سے کھسک گئے۔ شام کو میلہ کا ہجوم واپس پہنچے اور اپنے بتوں کا یہ حال دیکھا تو ہڑبونگ مچ گیا۔ ہر طرف پکڑو پکڑو کا شور بلند ہوا۔ مندر کو اطلاع ملی۔ اس نے تفتیش شروع کی حضرت ابراہیم کے عقیدہ سے جو لوگ واقف تھے انہوں نے فوراً کہا کہ وہی نوجوان ایسا کر سکتا ہے جو ہمارے خداؤں کی شان میں بے ادبی کرتا ہے اور نمرود کی پرستش آپ گوارا نہ کر سکتے تھے۔

أَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُونَ ۝٦١ قَالُوٓا ءَأَنتَ فَعَلْتَ هَٰذَا

روبرو سب لوگوں کے تاکہ وہ دیکھیں شاید وہ اس کے متعلق کوئی شہادت دیں ۔ (ابراہیم تشریف لائے تو) انہوں نے پوچھا اے ابراہیم !

بِـَٔالِهَتِنَا يَٰٓإِبْرَٰهِيمُ ۝٦٢ قَالَ بَلْ فَعَلَهُۥ كَبِيرُهُمْ هَٰذَا فَسْـَٔلُوهُمْ

کیا تو نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ حرکت کی ہے ؟ فرمایا بلکہ ان کے اس بڑے نے یہ حرکت کی ہوگی سو ان سے پوچھ لو

إِن كَانُوا يَنطِقُونَ ۝٦٣ فَرَجَعُوٓا إِلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ فَقَالُوٓا إِنَّكُمْ أَنتُمُ

اگر یہ گفتگو کی طاقت رکھتے ہوں ۔ (یہ سن کر) وہ اپنے دلوں میں لوٹے اور کہنے لگے یقیناً تم ہی

ٱلظَّٰلِمُونَ ۝٦٤ ثُمَّ نُكِسُوا عَلَىٰ رُءُوسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَٰٓؤُلَآءِ

ستمگار ہو ۔ پھر وہ اوندھے ہو گئے اپنی سابقہ گمراہی کی طرف ، پلٹ گئے اور کہنے لگے تم خوب جانتے ہو کہ یہ

۶۲ اور مجمع عام میں آپ سے پوچھ گچھ شروع ہوئی ۔

۶۳ ذرا غور فرمائیے ! ان سے کیا پوچھتے ہو اپنے خداؤں سے پوچھو کس نے ان کا یہ حشر کیا اور یہ بڑا جس کے سامنے مورتیوں کے انبار لگے ہوئے ہیں اور جس کے کندھے پر کلہاڑا لٹکا ہوا ہے یہ واضح اشارہ ہے کہ اس نے چھوٹے خداؤں سے ناراض ہو کر ان کا ستیاناس کر ڈالا ہے۔ کیوں بھٹکتے ہو، ان سے پوچھ لو اگر یہ بولنے کی سکت رکھتے ہوں۔ جن لوگوں میں ذرہ بھی سمجھ تھی وہ بڑے ہی پریشان تھے آپ کے اس الزام سے ان کے ہوش اڑ گئے۔ جنہیں خدا بنا رکھا ہے جس دن سے ... وہ حرکت کرنا بھی نہیں جانتے ، بولنا تو درکنار رہا بھی نہیں۔

۶۴ آپ کے اس ارشاد نے تمام حجابوں کو تار تار کر دیا جنہوں نے حقیقت کو چھپا رکھا تھا۔ آپ کے اس جملے نے ایک لمحہ کے لیے انہیں خواب غفلت سے چونکا دیا۔ ان کے شرک کی بے بسی اور کم مائیگی ایک ناقابل انکار حقیقت بن کر ان کے سامنے آ کھڑی ہوئی اور اپنی گمراہی اور جہالت کا بے ساختہ اعتراف کیا کہنے لگے انکم انتم الظالمون۔

۶۵ علماء تفسیر لکھتے ہیں اس کا معنی یہ نہیں کہ شرم و خجالت کے مارے ان کے سر جھک گئے جیسے بعض لوگوں نے سمجھا ہے کیونکہ اگر یہ معنی ہوتا تو عبارت یوں ہوتی۔ نکسوا رؤسھم اور یہاں نکسوا علیٰ رؤسھم ہے اور اس کا معنی ہے وہ اپنی مشرکانہ حالت اور بتوں کی عبادت کی طرف پھر لوٹ گئے۔ حضرت ابن عباس سے اس کا یہی معنی مروی ہے۔ ادرکتھم الشقاوۃ، فعادوا الی کفرھم۔ یعنی انہیں ان کی بدبختی نے آ لیا اور پھر وہ اپنے کفر کی طرف لوٹ گئے۔

يَنطِقُونَ ﴿٦٥﴾ قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكُمْ

[illegible]

شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ ﴿٦٦﴾ أُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ

[illegible]

أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ

[illegible]

فَاعِلِينَ ﴿٦٨﴾ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ﴿٦٩﴾ وَ

[illegible]

آپ نے ایک ضرب کاری لگا دی۔

[illegible]

اَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا

کہ پہنچائیں انہیں [illegible] ارادہ کیا کہ وہ پہنچائے [illegible] لیکن ہم نے انہیں کو ناکام بنا دیا ۔ اور ہم نے نجات دی آپ کو اور لوط کو اس

اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ

سرزمین کی طرف ہجرت کا حکم دیا جسے ہم نے بابرکت بنایا تھا تمام جہان والوں کے لیے اور ہم نے عطا فرمایا انہیں اسحٰق

وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ۝ وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً

(بیٹا) فرزند اور یعقوب [illegible] بھی دیا ۔ اور سب کو ہم نے صالح بنا دیا ۔ اور ہم نے بنا دیا انہیں پیشوا لوگوں

يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ

کہ رہنمائی کرتے تھے ہمارے حکم سے اور ہم نے وحی بھیجی ان کی طرف کہ وہ نیک کام کریں اور نماز ادا کریں

وَاِيْتَاۗءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ۝ وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا

اور زکوٰۃ دیا کریں ۔ اور وہ سب ہماری عبادت گزار تھے ۔ اور لوط کو ہم نے حکومت

وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰۗىِٕثَ ۭ

اور علم عطا کیا اور نجات دی اسے اس گاؤں سے جس کے باشندے بہت رذیل کام کیا کرتے تھے ۔

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ۝ وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهٗ

بے شک وہ لوگ بڑے بدبخت اور بڑے نافرمان تھے ۔ اور ہم نے اسے داخل کر لیا اپنی رحمت میں ۔

ف۶۵ وہ جس آگ [illegible] آپ کو اس [illegible] پھینکا گیا ۔ [illegible] بجھے ہوئے انگارے [illegible] بجائے شعلوں کے [illegible]
اگر [illegible] خلیل کو ایک بال بھی بیکا ہو جاتا [illegible] ابراہیم کے لیے ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی کا باعث بن جا ۔ ابراہیم آگ میں گئے
وہاں [illegible] تھا [illegible] وہاں ٹھنڈک تھی اور ٹھنڈک بھی ایسی جو باعث راحت و آرام ہو ۔

ف۶۶ حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی قوم کی مسخ شدہ [illegible] کے متعلق آپ [illegible] پڑھ چکے ہیں لوطاً
فعل محذوف کا مفعول ہے اس لیے منصوب ہے ۔

مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾ وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ

بیشک وہ نیکو کاروں میں سے تھا ۔ اور یاد کرو نوح کو جب انہوں نے (ہمیں) پکارا اس سے پہلے تو ہم نے قبول فرمائی ان کی

فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ

دعا کو اور بچا لیا انہیں اور ان کے گھر والوں کو سخت مصیبت سے ۔ اور ہم نے ان کی حمایت کی اس قوم

الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ

کے مقابلہ میں جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو ۔ یقیناً وہ بڑے نابکار لوگ تھے پس ہم نے غرق کر دیا ان

اَجْمَعِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ

سب کو ۔ اور یاد کرو داؤد و سلیمان (علیہما السلام) کو جب وہ فیصلہ کر رہے تھے ایک کھیتی کے جھگڑے کا

نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ﴿۷۸﴾

جب رات کے وقت چھوٹ گئیں اس میں ایک قوم کی بکریاں اور ہم ان کے فیصلہ کا مشاہدہ کر رہے تھے ۔

ع ۵

۲۰؎ الکرب الغم الشدید۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال تک اپنی قوم کو اللہ وحدہ لاشریک کی طرف بلایا اور گناہوں سے کنارہ کش ہونے کی دعوت دی اور اتنا طویل عرصہ ان کے مظالم اور اذیت رسانیوں کو صبر و تحمل سے برداشت کرتے رہے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت کے مطابق آپ کی مغرور اور ستم شعار قوم کو غرق کر دیا اور آپ کو اور آپ پر ایمان لانے والوں کو بچا لیا۔ تفصیلات آپ پہلے پڑھ چکے ہیں۔

۲۱؎ آپ دونوں باپ بیٹا جلیل القدر نبی ہونے کے باوجود اپنے علاقے کے فرمانروا بھی تھے اور حکمت و دانش میں بھی بے مثل تھے۔ آج یہاں ان کے بے پناہ فہم و فراست کے لیے بطور ضرب المثل ذکر کیے جاتے ہیں ان کے دوسرے کمالات کی بات بیان کرنے سے پہلے ایک واقعہ ذکر کیا گیا جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ فرزند دلبند کو فہم و فراست کی نعمت زیادہ بخشی گئی تھی اور یہی حقیقت ہے۔ حضرت داؤد کی عزت اسی میں ہے کہ ان کا دل اپنی برتری سے جو خوشی ایک باپ کو ہوتی ہے وہ اپنے کمالات کی خوشی سے بھی کئی گنا زیادہ ہوتی ہے۔

۲۲؎ واقعہ کی تفصیل جو کتب تفسیر میں مذکور ہے اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

٭ ایک شخص کی بکریاں رات کے وقت کسی کے کھیت میں گھس گئیں اور اسے اجاڑ کر رکھ دیا کھیت والا داؤد علیہ السلام کے

فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۡ وَّسَخَّرْنَا مَعَ

سو ہم نے سمجھا دیا وہ معاملہ سلیمان کو۔ اور دونوں کو ہم نے دیا تھا حکم اور علم اور ہم نے تابع کر دیئے داؤد کے

دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۭ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝ وَعَلَّمْنٰهُ

پہاڑوں اور پرندے مسخر کر دیئے وہ سب ان کے ساتھ مل کر تسبیح کرتے تھے کرنے والے ہم ہی تھے اور ہم نے سکھایا

[1] یہ حضرت داؤد کی عدالت میں مقدمہ جو بکریوں کے متعلق لایا گیا لوگوں کے بیان سن کر آپ نے فیصلہ کیا کہ بکریاں کھیت والے کو دے دی جائیں تاکہ اس سے نقصان کی تلافی ہو سکے کیونکہ جو نقصان ہوا تھا بکریوں کی قیمت اتنا ہی، جس کے لگ بھگ تھی۔ حضرت سلیمان نے جو ابھی کمسن تھے جب یہ فیصلہ سنا تو کہا اس سے بھی بہتر فیصلہ ایک اور صورت ہو سکتی ہے کہ بکریاں عارضی طور پر کھیت والے کو دے دی جائیں۔ وہ ان کا دودھ پئے اور ان سے فائدہ حاصل کرے اور بکریوں والے کو کھیت دیا جائے کہ وہ اس اجڑے ہوئے کھیت کی کاشت اور حفاظت کرے۔ جب کھیت اپنی اصل حالت پر آ جائے تو کھیت والے کو اس کا کھیت لوٹا دیا جائے اور بکریوں کا مالک اپنی بکریاں لے لے۔ یہ فیصلہ سن کر حضرت داؤد نے اسی کو اختیار کر لیا چنانچہ اسی کے مطابق عمل ہو گیا۔

[2] اب ان معجزات اور کرامات کا بیان شروع ہو رہا ہے جو ہر ایک کو الگ الگ مختص فرمایا گیا تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق فرمایا کہ ہم نے پہاڑوں اور پرندوں کو آپ کا تابع بنا دیا جب آپ حمد و تسبیح میں مشغول ہوتے تھے تو پہاڑ اور پرندے بھی آپ کے ساتھ اپنے رب کی حمد و تسبیح کرتے تھے۔ امام شوکانی لکھتے ہیں کہ مَعَ کا متعلق سَخَّرْنَا بھی ہو سکتا ہے اور یُسَبِّحْنَ بھی۔ پہلا احتمال لفظ کے اعتبار سے اور دوسرا معنی کے اعتبار سے راجح ہے۔ مع متعلق بسخرنا او یسبحن والاول اقوی لفظا والثانی معنا۔ (فتح القدیر)

چنانچہ ہم نے ترجمہ میں معنوی پہلو کو ترجیح دی ہے۔ علامہ قرطبی نے بھی یہی مفہوم بیان کیا ہے جعلناها بحيث تطيعه إذا أمرها بالتسبيح۔

پہاڑوں اور پرندوں کی یہ تسبیح کس قسم کی تھی۔ بعض لوگوں نے کہا کہ جب آپ تسبیح کیا کرتے تو پہاڑ گونج اٹھتے اور یہی گونج ان کی تسبیح تھی۔ لیکن علامہ آلوسی اور دیگر علمائے محققین نے تشریح کی ہے کہ پہاڑ زبان قال سے تسبیح کیا کرتے تھے۔ جس طرح فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کنکریوں نے لا الہ الا اللہ پڑھا تھا اور سب لوگوں نے سنا تھا۔ اگر تسبیح سے گونج مراد لی جائے تو یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے یہ بالکل بے بات ہے کیونکہ پھر حضرت داؤد کی کیا خصوصیت ہوئی۔ ہر شخص ہر پہاڑ میں جب آواز دے گا تو اس سے گونج پیدا ہوگی خواہ وہ آواز دینے والا کافر ہی کیوں نہ ہو۔

[3] اس ارشاد سے معترضین کا منہ بند کر دیا کہ تم اس کو تسلیم کرنے سے ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہو یہ کام تو ہم نے کیا تھا

صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ

دیا انہیں زرہ بنانے کا فن تمہارے فائدہ کے لیے تاکہ وہ بچائے تمہیں تمہاری زد سے تو کیا تم اس احسان کا

شٰكِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى

شکر ادا کرنے والے ہو اور (مسخر کر دیا) سلیمان کے لیے تند و تیز ہوا کو چلا کرتی تھی وہ ان کے حکم سے اس

الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۚ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَ

سرزمین کی طرف جسے ہم نے بابرکت بنا دیا تھا۔ اور ہم ہر چیز کو جاننے والے تھے اور

مِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ

ہم نے مسخر کر دیے کچھ شیطان بھی جو غوطہ زنی کرتے تھے ان کے لیے اور کرتے تھے اس کے علاوہ دوسرے کام

نبی کا یہ فیضان ہم سے کسی کو نہیں ملا، ہماری قسمت یقیناً نہیں۔

۸۱ عاصفہ کا معنی ہے تند، اور دوسری جگہ رخاء کا لفظ ہے جس کا معنی ہے نرم ہوا۔ دونوں سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ہوا آپ کی مرضی پر ہے۔ اس ہوا کا ذکر کئی دوسرے مقامات پر بھی ہوا ہے۔

۸۲ اس ہوا کی رفتار کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام پہلے تخت پر بیٹھتے، پھر جہاں آپ کا ارادہ ہوتا وہاں پہنچا دیا جاتا۔ آپ کا تخت ہوا کے دوش پر اڑتا اور آپ کی مرضی پر چلتا۔ اس کی سرعت رفتار کو دوسری جگہ یوں بیان کیا ہے کہ صبح سے لے کر چاشت کے وقت تک ایک ماہ کی مسافت طے کر لیتی۔ آپ کے درباری اور امراء بھی آپ کے ہمراہ ہوتے۔ بیت المقدس سے روانہ ہو کر دن بھر سیر کرنے کے بعد اگر آپ چاہتے تو ہوا آپ کو شام سے قبل آپ کے پایہ تخت میں پہنچا دیتی۔ قرآن کریم کی آیات کو اگر عام ذہن کے مطابق پڑھا جائے تو ان سے یہی مفہوم سمجھ آتا ہے۔

ایک صاحب نے جرمن انسائیکلوپیڈیا کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے کہ آپ کا ایک بہت بڑا بحری بیڑا تھا جس کے ذریعے مشرق و مغرب میں آپ کی تجارت کا جال پھیلا ہوا تھا اور اس سے بڑا نفع حاصل ہوتا تھا۔ آپ اپنے محلات اور اپنے پایہ تخت کی آرائش پر دل کھول کر روپیہ صرف کرتے تھے۔ وہ صاحب لکھتے ہیں کہ قرآن کریم میں بھی اسی بحری بیڑا کا ذکر ہوا ہے۔ قرآن کریم کی آیات کے صرف سادہ ترجمہ پر نظر ڈالیے اور پھر فیصلہ کیجیے کہ کیا ان آیات میں اشارۃً یا کنایۃً بحری بیڑے کا تذکرہ آیا ہے۔ عجب نہیں کہ ایسی توجیہات و تفسیر کرنے سے شرم آنی چاہیے۔ عصر حاضر کے ہمارے صاحب ہر وقت اسی کوشش میں مصروف رہتے ہیں اور انہیں دیکھ کر ایک عام آدمی کو

ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ۙ وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّىْ

[illegible]

[illegible]

مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا

سخت تکلیف ہے اور تو ارحم الراحمین ہے۔ پس ہم نے اس کی دعا قبول فرمائی اور اس کو جو دکھ تھا دور کر دیا

مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً

جو تکلیف اس کو پہنچ رہی تھی اور ہم نے عطا کیے اسے اس کے گھر والے بھی اور ان کے ساتھ

مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ۝ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ

اپنی رحمت خاص سے اور یہ نصیحت ہے عبادت گزاروں کے لیے۔ اور یاد کرو اسمٰعیل اور ادریس

۸۴ رحمت الٰہی جوش میں آئی۔ چشم زدن میں ساری مصیبتیں دور ہو گئیں۔ حسن و شباب پھر لوٹ آیا۔ اجڑا ہوا گھر آباد ہو گیا مال و دولت کی وہی فراوانی ہو گئی۔ بلکہ پہلے سے کئی گنا زیادہ ہر چیز میں برکت ہونے لگی۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ پہلے بچے بچیوں کو بھی زندہ کر دیا گیا۔

۸۵ یہ بھی حضرت ایوب علیہ السلام کے اس قصہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والوں اور اس کی رضا کے متلاشیوں کے لیے بڑی روشن اور واضح نصیحت ہے۔ وہ دیکھیں کہ اگر آزمائش کی کسی ایسی وادی میں سے ان کا بھی گزر ہو جہاں قدم قدم پر مصیبتوں کے اژدہا منہ کھولے بیٹھے ہیں۔ جہاں بلائیں اور ابتلائیں کے رنج و غم تلے ہیں تو وہ اپنے رب کریم کا شکوہ نہ شروع کر دیں۔ اس کی رحمت سے مایوس نہ ہو جائیں بلکہ سیرت ایوب کو سامنے رکھیں اور صبر و استقامت کا دامن تھامے ہوئے قدم آگے بڑھاتے جائیں۔ فاستجبنا لہ فکشفنا کی نوید انہیں بھی سنائی جائے گی۔

اسی واقعہ کو اگر آپ بائیبل میں پڑھیں گے تو ذکرٰی للعابدین کی کوئی ادنیٰ سی جھلک بھی آپ کو نظر نہیں آئے گی وہاں آپ کو ایوب نامی ایک ایسے آدمی سے واسطہ پڑے گا جو اپنی پیدائش کے دن پر لعنت بھیج رہا ہے چنانچہ صحیفہ ایوب باب ۳ میں ہے۔

"اس کے بعد ایوب نے اپنا منہ کھول کر اپنے جنم دن پر لعنت کی اور ایوب کہنے لگا، نابود ہو وہ دن جس میں میں پیدا ہوا اور وہ رات بھی جس میں کہا گیا کہ دیکھو بیٹا ہوا۔"

"وہ دن اندھیرا ہو جائے، وہ رات بانجھ ہو جائے اس میں خوشی کی کوئی صدا نہ آئے۔ اس کی شام کے ستارے تاریک ہو جائیں۔ (آیات ۱، ۳، ۴، ۷، ۹)

پھر وہ اپنی پیدائش پر افسوس کرتا ہے چنانچہ اسی باب میں ہے۔

وَذَا الْكِفْلِ ۖ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ۖ

اور ذوالکفل (انہیں بھی یاد کرو) یہ سب صابروں کے گروہ سے تھے۔ اور ہم نے داخل فرمایا انہیں اپنی خاص رحمت میں۔

اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ

یقیناً وہ نیک بندوں میں سے تھے۔ اور یاد کرو ذوالنون کو جب وہ چل دیا غضبناک ہو کر تو گمان کیا اس نے

"میں رحم ہی میں کیوں نہ مر گیا میں نے پیٹ سے نکلتے ہی جان کیوں نہ دے دی یا پوشیدہ اسقاط حمل کی مانند میں وجود میں نہ آتا یا ان بچوں کی مانند جنہوں نے روشنی ہی نہ دیکھی۔" (ایوب باب ۳ آیت ۱۱، ۱۶)

اسی پر بس نہیں بلکہ وہ اپنے خدا سے صرف شکوہ کرتا ہوا نہیں الجھتا ہوا اور جھگڑتا ہوا سنائی دیتا ہے۔

"اے بنی آدم کے ناظر اگر میں نے گناہ کیا ہے تو تیرا کیا بگاڑتا ہوں تو نے کیوں مجھے اپنا نشانہ بنا لیا ہے یہاں تک کہ میں اپنے آپ پر بوجھ ہوں تو میرا گناہ کیوں نہیں معاف کرتا اور میری بدکاری کیوں نہیں دور کر دیتا۔" (ایوب باب ۷ آیت ۲۰، ۲۱)

آگے باب ۱۰ میں وہی ایوب اپنے رب سے یہ کہتے ہوئے سنائی دیتا ہے۔

"میری روح میری زندگی سے بیزار ہے میں اپنا شکوہ خوب دل کھول کر کروں گا۔ میں اپنے دل کی تلخی میں بولوں گا۔ میں خدا سے کہوں گا مجھے ملزم نہ ٹھہرا مجھے بتا تو مجھ سے کیوں جھگڑتا ہے کیا تجھے اچھا لگتا ہے کہ اندھیر کرے تو میرے خلاف نئے نئے گواہ لاتا ہے اور اپنا قہر مجھ پر بڑھاتا ہے پس تو نے مجھے رحم سے نکالا ہی کیوں میں جان دے دیتا اور کوئی آنکھ مجھے نہ دیکھنے پاتی میں ایسا ہوتا کہ گویا تھا ہی نہیں۔"

(ایوب باب ۱۰ آیت ۱، ۲، ۳، ۱۷، ۱۸، ۱۹)

اب آپ خود انصاف فرمائیے کیا ایسی شخصیت کو جو سراپا احتجاج ہے جو اپنے رب پر ظالم ہونے کا الزام لگاتا ہے جو مصائب سے تنگ آکر اپنی پیدائش پر لعنتوں کی بوچھاڑ کرتا ہے کیا اس کی زندگی یا اس کی سیرت میں کوئی ایسی چیز ہے جو ہمارے لیے ہدایت کا باعث ہو۔

ٹ اس واقعہ کو سورہ یونس میں بھی ملاحظہ فرمائیں۔ آپ اہل نینوا کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے تھے آپ نے انہیں بہت سمجھایا لیکن ان کی ہٹ دھرمی بڑھتی ہی گئی۔ عرصہ دراز تک جب تبلیغ و ارشاد کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا تو آپ ان سے مایوس ہو گئے۔ اس لیے کہ [illegible] نہیں رہتے اور ان کے معاملہ پر [illegible] نہیں ہوتے۔ آپ ناراض ہو کر پھر بیدا آپ اذن الٰہی کے بغیر وہاں سے ہجرت کر گئے۔ راستہ میں دریا تھا کشتی میں سوار ہوئے جب کشتی دریا کے بیچ میں پہنچی تو ڈولنے لگی۔ ملاحوں نے اپنے خیال کے مطابق کہا کشتی میں ضرور کوئی ایسا آدمی ہے جو اپنے مالک سے بھاگ آیا ہے

اور اسی کی نحوست کی وجہ سے کشتی ڈوبنے لگی ہے۔ جب آپ نے یہ سنا تو اٹھ کھڑے ہوئے اور اعتراف کیا کہ وہ میں ہوں۔ چنانچہ آپ کو دریا میں پھینک دیا گیا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ کشتی میں سواریاں زیادہ تھیں جس سے ڈوبنے کا خطرہ تھا، سواریوں کے بچانے کے لیے ایک آدمی کو دریا میں پھینکنا ناگزیر معلوم ہوا۔ تین بار قرعہ اندازی کی گئی ہر بار آپ کا ہی نام نکلا۔ آپ نے دریا میں چھلانگ لگا دی۔ حکم الٰہی سے وہیں ایک بڑی مچھلی منہ کھولے کھڑی تھی۔ اس نے آپ کو نگل لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے مچھلی یہ تمہاری خوراک نہیں بلکہ ہم نے تیرے شکم کو اس کے لیے قید خانہ بنایا ہے خبردار اسے کوئی گزند نہ پہنچے۔ جب آپ مچھلی کے شکم میں گئے تو اس وقت آپ نے اپنے مولا کریم کو ان پیارے الفاظ سے پکارا۔ اپنی لغزش کا اعتراف کیا اور اس کی وحدانیت اور سبوحیت کا اقرار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی التجا قبول فرمائی۔ مچھلی نے ساحل پر لا کر آپ کو اگل دیا۔ یہ دعائیہ کلمات بارگاہ الٰہی میں اتنے مقبول ہوئے کہ فرمایا کہ ہم اہل ایمان کو بھی غم و اندوہ کے اندھیروں سے یونہی نجات دیتے ہیں۔ امام احمد ترمذی اور دیگر محدثین سے منقول ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"دعوة ذي النون اذ دعا ربه وهو في بطن الحوت لا اله الا انت سبحانك اني كنت من الظالمين لم يدع بها رجل مسلم في شيء الا استجاب له"

یعنی حضرت ذی النون کی وہ دعا جو مچھلی کے شکم میں انہوں نے کی تھی جو مسلمان جس مشکل میں ان الفاظ سے دعا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرمائے گا۔ حاکم نے ایک اور ارشاد نبوی اس طرح نقل کیا ہے۔

الا اخبركم بشيء اذا نزل برجل منكم كرب او بلاء من بلايا الدنيا دعا به ففرج عنه فقيل له بلى يا رسول الله۔

حضور نے صحابہ سے پوچھا کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تمہیں کوئی غم اور مصیبت لاحق ہو اور تم اس سے دعا مانگو اور اس میں التجا کرو تو اللہ تعالیٰ تمہاری مشکل آسان فرما دے۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ضرور ارشاد فرمائیے۔ حضور نے یہی دعا ارشاد فرمائی۔ حضرت شاہ عبد العزیز نے اپنے والد بزرگوار حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہما سے قضائے حاجات کے لیے عمل پڑھنا بیان فرمایا ہے۔ قارئین کے فائدہ کے لیے ان کی ترتیب بھی نقل کی جاتی ہے۔

> "مجھ کو میرے والد مرشد نے اجازت فرمائی ہے کہ انسانی حاجات مشکلہ کے پورا ہونے کے واسطے چار رکعتیں پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ وَنَجَّیْنٰہُ مِنَ الْغَمِّ وَکَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ سو بار پڑھے۔ دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ سو بار پڑھے۔ تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ سو بار۔ چوتھی رکعت میں بعد فاتحہ کے قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ پھر سلام پھیر کر

أَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ

کہ ہم اس پر ہرگز گرفت نہیں کریں گے پھر اس نے پکارا اندھیروں میں کہ کوئی معبود نہیں سوا تیرے

سُبْحٰنَكَ إِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۚ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ

پاک ہے تو بے شک میں ہی قصور واروں سے تھا۔ پس ہم نے قبول کر لی اس کی دعا اور نجات دی

مِنَ الْغَمِّ ۚ وَكَذٰلِكَ نُـجِى الْمُؤْمِنِيْنَ ۞ وَزَكَرِيَّآ إِذْ نَادٰى رَبَّهٗ

اسے غم و اندوہ سے اور یونہی ہم نجات دیا کرتے ہیں مومنوں کو۔ اور یاد کرو زکریا کو جب انہوں نے پکارا اپنے رب کو

رَبِّ لَا تَذَرْنِىْ فَرْدًا وَّأَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۚ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ

کہ اے میرے پروردگار! نہ چھوڑ مجھے اکیلا۔ اور تو سب وارثوں سے بہتر ہے تو ہم نے قبول فرمائی ان کی دعا

وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَأَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ

اور عطا فرمایا انہیں یحییٰ اور ہم نے تندرست کر دیا ان کی خاطر ان کی بیوی کو۔ بے شک وہ سب جلدی کرتے

سورہ قمر کی رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ۔

شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ چاروں آیتیں اسم اعظم ہیں کہ ان کے وسیلے سے جو سوال کیا جائے اور جو دعا کی جائے قبول ہوتی ہے۔

[1] اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ سے ناراض ہو کر چلے گئے بلکہ اللہ تعالیٰ کے لیے وہ اپنی قوم سے ناراض ہوئے کہ وہ کیوں ایمان نہیں لاتے اور اتباع حق سے بیزار و دور بھاگتے ہیں۔

[2] اس کا یہ معنی نہیں کہ آپ نے یہ خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ مجھے پکڑ نہیں سکتا جیسے بعض مترجمین نے لکھا ہے بلکہ اس کا معنی ہے لن نضیق علیہ ہم اس معاملہ میں اس پر تنگی نہیں کریں گے۔ یہ قدر سے ماخوذ ہے جس کا معنی تنگ کرنا ہے نہ قدرت سے۔

قیل ہو من القدر الذی ہو القضاء والحکم ای فظن ان لن نقضی علیہ بالعقوبۃ قالہ قتادۃ و مجاہد والفراء۔ مأخوذ من القدر دون القدرۃ۔ (قرطبی)

[3] حضرت زکریا اور ان کی دعا کا تذکرہ سورۂ مریم میں ابھی ابھی گزرا ہے تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ضیاء القرآن سورۂ مریم آیہ ۲ تا ۱۱۔

فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ۭ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ۝۹۰

نیکی کے کاموں میں جلدی کرتے تھے۔ اور ہم کو امید اور خوف سے پکارتے تھے۔ اور ہمارے آگے عاجزی کرتے تھے۔

وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا

اور یاد کرو اس خاتون کو جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی تو ہم نے اس میں اپنی روح سے پھونک دیا اور اسے

وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝۹۱ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ڮ وَّاَنَا

اور اس کے بیٹے کو ایک نشانی بنا دیا سارے جہان کے لیے۔ یہ تمہاری امت ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا رب ہوں

رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ۝۹۲ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ۭ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ۝۹۳

تو میری ہی عبادت کرو۔ مگر لوگوں نے اپنے دین کو آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ سب ہماری طرف لوٹنے والے ہیں۔

اس سے بھی صاف پتہ چلتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بن باپ کے ہوئی تھی۔

[illegible] ایک ہی امت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ تمام انبیاء ایک ہی دین کے داعی تھے [illegible] اس آیت سے اس بات کا اظہار ہوتا ہے کہ تمام انبیاء ایک ہی عقیدہ کی تعلیم دیتے رہے [illegible] آدم علیہ السلام سے لے کر سب انبیاء علیہم السلام نے اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت دی۔ بنیادی عقائد میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہ تھا۔ یہاں امۃ کا معنی دین ہے۔

[illegible]

لوگوں نے خود پیغمبروں کی ہدایت سے منہ موڑ کر اپنی اپنی خواہشات کی پیروی کی اور اپنا اپنا دین بنا لیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ گروہوں میں بٹ گئے اور انسانی وحدت پارہ پارہ ہو گئی۔ عقائد و نظریات کے ان اختلافات نے اتنی شدت اختیار کی کہ ایک دوسرے کے [illegible] بنا دیا۔

آج تو تم دین میں آپس میں جھگڑتے ہو اور کسی کی بات سننے کے لیے تیار نہیں ہو لیکن یہ وقت آنے والا ہے جب تم ہمارے سامنے حاضر کیے جاؤ گے اور پھر اصل حقیقت عیاں ہو جائے گی۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ

پس جو شخص کرے گا نیک کام اور وہ مومن ہو تو نہیں ناقدری ہو گی اس کی کوشش کی لشہ اور بے شک ہم

وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ۝ وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝

اس کے لیے اسے لکھنے والے ہیں اور ناممکن ہے کسی بستی کے لیے جسے ہم نے ہلاک کر دیا ہو کہ اس کے باشندے لوٹ آئیں لشہ

حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ

یہاں تک کہ جب کھول دیے جائیں گے یاجوج اور ماجوج لشہ اور وہ ہر بلندی سے بڑی تیزی کے ساتھ نیچے اترتے نکلیں

يَّنْسِلُوْنَ ۝ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ

گے اور قریب آ جائے گا سچا وعدہ تو اس وقت پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی نگاہیں ان لوگوں کی

لشہ کتنی پیاری آیت ہے۔ کتنا صاف اور واضح ارشاد ہے جو شخص بھی عمل صالح کرے گا۔ اس سے قطع نظر کہ اس کی رگوں میں کس کا خون ہے وہ کس قبیلہ کا فرد ہے۔ اس کی رنگت کیسی ہے کالا ہے یا گورا۔ وہ وقت نہیں یا بعض۔ وہ کس ملک کا باشندہ ہے وہ مرد ہے یا عورت۔ جو شخص بھی کوئی نیک کام کرے گا اس کی مساعی کو رائیگاں نہیں جانے دیا جائے گا اس کی جدوجہد بیکار نہیں جانے دی جائے گی بلکہ اس کے اعمال حسنہ کو شرف قبولیت بخشا جائے گا۔ نیکی کرنے والے اجر پانے کا صرف ایک شرط ہے وہ مومن ہو۔ اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت پر پختہ یقین رکھتا ہو۔ اگر نہیں تو اس کا کوئی عمل بھی مقبول نہیں ہو گا خواہ وہ کتنا صحیح عمل کیوں نہ ہو کیونکہ وہ باغی ہے اللہ تعالیٰ کے حکم میں، وہ اس کی الوہیت اور اس کی سلطنت کا منکر ہے اور دنیا کے کسی ملک کے قانون اور آئین میں باغی کے لیے کوئی گنجائش نہیں خواہ وہ اپنے علم و فضل، زہد و تقویٰ اور اخلاقیات و اکتسابات میں یگانہ روزگار ہی کیوں نہ ہو۔

لشہ یہاں حرام بمعنی ممنوع ہے قال الراغب الحرام الممنوع

لشہ یاجوج اور ماجوج کے متعلق سورۃ کہف میں تفصیلی بحث گزر چکی ہے۔ ملاحظہ ہو سورۃ کہف آیت نمبر ۹۴۔ حدب کہتے ہیں اونچی جگہ کو الحدب ما ارتفع من الارض حدب ینسلون [illegible] الذئب [illegible] ہے جبکہ تیزی سے [illegible] الدشب [illegible] یعنی جیسے بھیڑیا دوڑتا ہے اسی طرح یاجوج ماجوج ہر اونچی جگہ سے بڑی تیزی کے ساتھ اترتے چلے آئیں گے اور دنیا کی [illegible] کو تہ و بالا کر دیں گے

الَّذِينَ كَفَرُوا يَا وَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَٰذَا بَلْ كُنَّا

جنہوں نے کفر کیا تھا ہائے کمبختی ہماری بے شک ہم تو غافل تھے اس امر سے بلکہ ہم ظالم تھے

ظَالِمِينَ ﴿٩٧﴾ إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ

بے شک تم اور جن چیزوں کی تم عبادت کیا کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر سب ایندھن ہوں گے جہنم کا

أَنتُمْ لَهَا وَارِدُونَ ﴿٩٨﴾ لَوْ كَانَ هَٰؤُلَاءِ آلِهَةً مَّا وَرَدُوهَا وَ

تم اس میں داخل ہونے والے ہو۔ اگر ہوتے یہ خدا تو نہ داخل ہوتے جہنم میں۔ اور سب

كُلٌّ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٩٩﴾ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُونَ ﴿١٠٠﴾

[illegible] اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ ان کو وہاں چیخنا ہوگا اور وہ وہاں کچھ نہیں سن سکیں گے۔

إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُم مِّنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ ﴿١٠١﴾

بے شک وہ لوگ جن کے لیے مقدر ہو چکی ہے ہماری طرف سے بھلائی تو وہی لوگ اس سے دور رکھے جائیں گے۔

قال الزجاج و معناہ [illegible]

لہ یہاں خطاب مشرکین مکہ سے ہے کہ تمہیں اور تمہارے پتھر کے گھڑے ہوئے معبودوں کو جہنم کا ایندھن بنا دیا جائے گا۔ ما معبودوں غیر عاقل کے لیے ہے اس لیے اس میں فرشتے عزیر اور عیسیٰ داخل نہیں۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو عبداللہ بن الزبعری نے اعتراض کیا کہ پھر تو سب جہنم میں جائیں گے [illegible] یہ بھی اس آیت کا مصداق ہیں کیونکہ یہود عیسائی اور [illegible] ان کی بھی عبادت کیا کرتے ہیں۔ حضور نے ارشاد فرمایا نعم کل من احب ان یعبد من دون اللہ فهو مع من عبده۔ ہاں ہر وہ آدمی جس نے یہ پسند کیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اس کی بھی پوجا کی جائے تو وہ بھی اپنے پجاریوں کے ساتھ دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ حصب کی وضاحت کرتے ہوئے ابو عبیدہ فرماتے ہیں ہر وہ چیز جو آگ جلانے کے کام آئے اسے حصب کہتے ہیں۔ حصب، حطب، ایندھن کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

لہ جن کی یہ عبادت کرتے تھے وہ داخل ہو گیا وہ اس قابل نہیں کہ انہیں خدا اور معبود تسلیم کیا جائے۔

لہ حسنیٰ سے [illegible] السعادة او التوفيق للطاعة۔ روح المعانی

لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا ۖ وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنفُسُهُمْ

وہ اس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے اور وہ اپنی من مانی چیزوں میں جس کی خواہش ان کے نفس نے کی تھی ہمیشہ رہیں

خَالِدُونَ ۝ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ

گے ان کو غمگین نہ کرے گی وہ بڑی گھبراہٹ اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے [illegible]

هَٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ۝ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ

یہی وہ تمہارا دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا یاد کرو جس دن ہم لپیٹ دیں گے آسمان کو جیسے لپیٹ دیا جاتا ہے

كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۚ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ ۚ وَعْدًا

طومار میں کاغذات کا۔ جیسے کہ ہم نے ابتدا کی تھی پہلی پیدائش کی اسی طرح ہم اسے لوٹائیں گے یہ وعدہ ہے

عَلَيْنَا ۚ إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ ۝ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ

ہم پر بیشک ہم ضرور کرنے والے ہیں اور بیشک ہم نے لکھ دیا زبور میں نصیحت کے بعد [illegible]

[illegible] حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر یہ آیت تلاوت کی اور فرمایا کہ میں ابوبکر عمر عثمان طلحہ زبیر سعد سعید عبدالرحمٰن اور ابوعبیدہ بن جراح انہی میں سے ہیں [illegible]

[illegible] صور کے [illegible] سب مخلوق [illegible] پریشان ہوں گے قرآن پاک [illegible] فرشتے ان کے استقبال کے لیے [illegible] اور انہیں [illegible] اور سب [illegible] یہی ہے [illegible] تمہاری [illegible] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

[illegible] زبور [illegible] اللہ [illegible]

الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ۝ إِنَّ فِيْ

کے بعد کہ [illegible] زمین کے وارث [illegible] میرے نیک بندے ہوں گے [illegible] بیشک اس قرآن میں کفایت

هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ ۝ وَمَآ أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً

ہے ان لوگوں کے لیے جو عبادت [illegible] کے لیے [illegible] اور ہم نے آپ کو [illegible] رحمت بنا کر بھیجا ہے

ف جس زمین کی وراثت کا وعدہ صالحین سے فرمایا گیا ہے اس سے مراد جنت کی سرزمین ہے جس طرح دوسری آیات میں اس کو واضح الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ "وقالوا الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ واورثنا الارض نتبوأ من الجنۃ حیث نشاء فنعم اجر العاملین" یعنی جب متقی لوگ گروہ در گروہ جنت میں داخل ہو جائیں گے تو کہیں گے کہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہمارے ساتھ اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور ہمیں زمین کا وارث بنا دیا اب ہم جنت میں جہاں چاہیں اپنی جگہ بنا سکتے ہیں پس نیک کام کرنے والوں کے لیے بہترین اجر ہے۔

باقی رہی زمینی حکومت تو وہ کبھی صالحین اور کبھی فاسقین کو دے دی جاتی ہے جیسا کہ دوسری آیت میں ہے [illegible] کہ زمین اللہ کی ہے [illegible] [illegible] کی [illegible] حکومت [illegible] قرآن کریم کی [illegible] کے مطابق [illegible] [illegible] اہل [illegible] تخت شاہی پر [illegible] [illegible] جس پر حکومت کا صالحیت کا معیار قرار دینے والے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] صالحیت کا معیار قرار دیتے تو [illegible] [illegible] تاریخ کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سکھ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] انسانیت [illegible] دہشت اور جہالت کی شب دیجور چھا گئی۔

ف صحاح میں ہے البلاغ الکفایۃ یعنی اس قرآن مجید کے احکام و ارشادات [illegible] انسان کو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

لِلْعٰلَمِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ

جہانوں کے لیے ۔ فرمائیے کہ میرے پاس تو صرف یہ وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود وہی ہے جو ایک معبود ہے۔ تو

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: انه تعالیٰ الکماله ومتمومه ببعثته ۔ (تفسیر کبیر)

شانہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جن کمالات صوری ومعنوی، خلقی وہبی وکسبی سے مشرف فرمایا وہ بلاشک وشبہ بے مثل وبے نظیر ہیں اور ان کمالات کو قرآن کریم کی آیات طیبہ میں جس انداز سے بیان فرمایا اس کا بھی جواب نہیں۔ ان آیات کو پڑھ کر ایک عارف جب محبوب کے مرتبہ عالی کا پتہ چلتا ہے تو وہ اس کی طرف ان کمالات کے بخشنے والے کی ثنا کرتی ہیں اور وہ بے ساختہ وارفتگی سے پکار اٹھتے ہیں سبحان اللہ سبحان اللہ کی صدا بلند ہوتی ہے۔ لیکن اس آیت کریمہ میں جو جامعیت ہے اس نے اس کو دیگر آیات سے ممتاز کر دیا ہے جو کمالات وصفات عالیہ اور محاسن جمیلہ ہیں وہ سب کے سب یہاں یکجا کر دیئے گئے ہیں۔ یہیں حسن محمدی اور جمال احمدی کی ساری رعنائیاں اور دلربائیاں بکمال لطافت جلوہ نما ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے اے محبوب! جو کتاب مجید، دین حنیف، شریعت بیضا، خلق عظیم، دلائل قاہرہ، کھلی ہوئی آیات بینات اور معجزات ساطعات غرضیکہ جو ظاہری اور باطنی، جسمانی اور روحانی نعمتیں عطا کر کے ہم نے آپ کو سرفراز فرمایا ہے اس کی غرض وغایت یہ ہے کہ آپ سارے جہانوں کے لیے، سارے جہان والوں کے لیے، اپنوں اور بیگانوں کے لیے، دوستوں اور دشمنوں کے لیے سراپا رحمت بن کر جلوہ فرما ہوں۔

لغت میں رحمت دو چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے۔ الرحمة الرقة والتعطف۔ (الصحاح)

یعنی رحمت رقت اور احسان ومہربانی کے مجموعے کا نام ہے۔ علامہ راغب اصفہانی کی تشریح ملاحظہ ہو۔ الرحمة رقة تقتضى الاحسان الى المرحوم یعنی رحمت اس رقت کو کہتے ہیں جو اس شخص پر احسان کرنے کا تقاضا کرے جس پر رحمت کی جا رہی ہے۔ پھر فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی صفت رحمت میں رقت نہیں کیونکہ وہ اس سے پاک ہے بلکہ صرف تعطف اور احسان ہے اور انسان میں صرف رقت ہوتی ہے اور بسا اوقات احسان نہیں ہوتا۔ (المفردات)

لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو رحمت جامعہ یعنی رحمت کے دونوں پہلوؤں سے نوازا ہے۔ عزیز علیه ما عنتم (جس سے تمہیں تکلیف ہوتی ہے وہ چیز میرے محبوب کو بڑی شاق گزرتی ہے) میں رقت کا اظہار ہے اور بالمؤمنين رؤف رحيم میں شان تعطف واحسان کا بیان۔ دوسروں کے درد کا احساس بھی ہے اور ہر درد کا درماں بھی ہے۔ کسی غمزدہ اور دکھ درد کے مارے کو دیکھ کر غایت رأفت سے آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں اور لب گوہر فشاں پر دعائیہ کلمات اور آنسوؤں کے موتی برسا کر التجائیں بارگاہ رب العالمین میں کرتے ہیں تو مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں، غم واندوہ کی ظلمتیں کافور ہو جاتی ہیں۔

آپ ذرا غور فرمائیے کہ جن اقوام نے یعنی قوموں نے حضورؐ کے دامن رحمت کو تھاما حضورؐ کے لئے سب سے پہلی اور صدق دل سے قبول کیا، حضورؐ کے پیش کردہ نظام حیات کو اپنی عملی زندگی میں، چاہے وہ لوگ کہیں سے کہاں پہنچ گئے گراوٹ تھے لیکن اس دین متین سے وابستہ ہو کر سب کے سب [illegible] عالم میں حیات کے چراغ روشن کرنے والے بن گئے [illegible] سے سیراب۔ [illegible] دنیا کے جس جس گوشے میں گئے علم و حکمت کے پھول کھلاتے گئے۔ گنوار و اجڈ تھے لیکن تہذیب و تمدن کے مالک بن گئے [illegible] ایک اچھا معاشرہ دنیا کے سامنے پیش کیا جس میں کسی ایسے بادشاہ کی گنجائش نہیں جو مطلق العنان ہو جو قانون کی زد سے بالاتر ہو سب کا محاسبہ کر سکے لیکن اس سے باز پرس کرنے کی کسی کو اجازت نہ ہو بلکہ [illegible] جس کا [illegible] کسی سے معتبر کیا ہو اور جس پر [illegible] اپنے [illegible] کی ہدایت کے مطابق کرے گا [illegible] اور قومیں سرشار ہوئیں جنہوں نے حضورؐ کی رسالت کو تسلیم کیا اور حضورؐ کے لائے ہوئے دین پر ایمان لانے کا شرف حاصل کیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

لیکن جو لوگ [illegible] براہ راست [illegible] بالواسطہ [illegible] کی [illegible] سے [illegible] ہیں [illegible] کو [illegible] روشن کرتی [illegible] اپنے [illegible] عقیدے [illegible] ہندوستان میں [illegible] کی صداقت پر شاہد عادل ہیں [illegible] اسلام کے [illegible] سیاست کی [illegible] باوجود [illegible] قوموں کی [illegible] کر دیا۔

یہ تو [illegible] لیکن [illegible] نہیں [illegible] میں بھی حضورؐ کی رحمت [illegible] رحمت [illegible] کے [illegible] ہے [illegible] میں [illegible] اس عالم کی سیاحت اور [illegible] ہے

[illegible] قلب [illegible] روشن [illegible] روحانی لطیف بھی [illegible] تجلیات [illegible] ہے۔ [illegible] اس قلب کی [illegible] کا [illegible] اور [illegible] اس [illegible] کی برکتوں سے [illegible] کی دنیا بھی [illegible] ہے۔

ترجمان حقیقت شاعر مشرق نے بجا طور پر کہا ہے [illegible]

تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پا گئے — عقل غیاب و جستجو، عشق حضور و اضطراب
شوکتِ سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود — فقرِ جنید و بایزید تیرا جمال بے نقاب

حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی شانِ رحمت سے نقاب سرکاتے ہوئے فرمایا انما انا رحمة مهداة یعنی میں وہ رحمت ہوں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو بطور تحفہ دی۔

ایک مرتبہ عرض کیا گیا کہ حضور بددعا فرمائیں تو ارشاد ہوا انما بعثت رحمة ولم ابعث عذابا یعنی مجھے عذاب بنا کر نہیں بھیجا گیا بلکہ سراپا رحمت بنا کر مبعوث کیا گیا ہے۔

علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

وكونه صلى الله عليه وسلم رحمة للجميع باعتبار انه عليه الصلوة والسلام واسطة الفيض الالهى على الممكنات على حسب القوابل ولذا كان نوره صلى الله عليه وآله وسلم اول المخلوقات ففى الخبر اول ما خلق الله تعالى نور نبيك يا جابر وجاء الله تعالى المعطى وانا القاسم وللصوفية قدست اسرارهم فى هذا الفصل كلام فوق ذلك۔ (روح المعانی)

یعنی حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تمام کائنات کے لیے رحمت بننا اس اعتبار سے ہے کہ عالمِ امکان کی ہر چیز کو حسبِ استعداد جو فیضِ الٰہی ملتا ہے وہ حضور کے واسطے سے ہی ملتا ہے اسی لیے حضور کا نور تمام مخلوقات سے پہلے پیدا فرمایا گیا۔ حدیث شریف میں ہے کہ اے جابر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا۔ اور دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ دینے والا ہے اور میں اس کی رحمت کو تقسیم کرنے والا ہوں اور صوفیائے کرام قدست اسرارہم نے اس ضمن میں جو اسرار و معارف بیان کیے ہیں وہ اس سے بلند ہیں جو ہم نے بیان کیے ہیں۔

حضرت علامہ اقبال نے کمال والہانہ عقیدت سے حضور کریم کی شانِ رحمت للعالمینی کی ترجمانی کی ہے کیا خوب کہا ہے ؎

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے — غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر — وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

ونسئل الله تعالى ان يجعل حظنا من رحمته الحظ الاوفر وان يصلح امورنا في الدنيا والآخرة بحرمته صلى الله تعالى عليه وسلم۔ (روح المعانی)

الٰہی ہمیں اپنے محبوب کی رحمت سے حظِ وافر عطا فرما اور حضور کے لطفِ پیہم سے ہمارے دینی اور اخروی امور کو آسان فرما۔ آمین ثم آمین صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ رحمۃ للعالمین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

۵۔ رحمۃ للعالمین کا اہم اور مبارک ترین پہلو یہ ہے کہ حضور نے دلوں کی دنیا بدل دی۔ دلوں کو غیر کی محبت سے چھڑا کر بندہ کا تعلق اپنے خالق سے جوڑ دیا۔ اس کا دل جو دنیا اور اس کی خواہشات کا کعبہ بنا ہوا تھا اسے تمام آلائشوں سے پاک کیا اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا روشن چراغ اس میں جلا دیا۔ انسانیت کا کارواں اپنی منزل کی تلاش میں صدیوں سے بھٹک رہا تھا

فَهَلْ أَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى

پس کیا تم سر جھکانے کے لیے تیار ہو ۔ اگر وہ پھر بھی روگردانی کریں تو آپ فرما دیجئے کہ میں نے آگاہ کر دیا ہے تمہیں

سَوَآءٍ ۚ وَإِنْ أَدْرِيْٓ أَقَرِيْبٌ أَمْ بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ۝ إِنَّهٗ

یکساں طور پر اور میں نہیں جانتا کہ قریب ہے یا بعید جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے بےشک وہ خوب جانتا

يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ۝ وَإِنْ

جانتا ہے جو بات تم بلند آواز سے کہتے ہو اور جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو ۔ اور میں نہیں جانتا

أَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ إِلٰى حِيْنٍ ۝ قٰلَ

شاید یہ تمہارا امتحان ہو اور ایک وقت تک تمہیں لطف اندوز کرنا مقصود ہو ۔ آپ نے عرض کی

یعنی منزل کا پتہ بھی دیا اور وہ راہ بھی بتا دی جو سیدھی منزل تک جاتی ہے صرف اسی پر بس نہیں بلکہ سالک کے دل میں منزل تک رسائی کا اتنا شوق پیدا کر دیا اور ہر طرف سے بے نیاز ہو کر اپنی منزل کی طرف دیوانہ وار گامزن ہو گیا۔

١١ اگر اس کے بعد بھی وہ سرکشی سے باز نہ آئیں تو آپ فرما دیجئے کہ میں نے سب کو [illegible] بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب آنے والا ہے۔ اب بھی اگر تم نے اس غفلت سے بچنے کے لیے کوئی اہتمام نہ کیا تو تمہاری اپنی بدقسمتی ہوگی

١٢ حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں [illegible] عقل و قیاس سے جاننے میں ہے یہاں درایت کی نفی فرمائی گئی درایت کہتے ہیں اندازے اور قیاس سے جاننے کو [illegible] مختار ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کے لیے لفظ درایت استعمال نہیں کیا جاتا اور قرآن کریم کے اطلاقات اس پر دلالت کرتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان۔ لہٰذا یہاں بے تعلیم الٰہی محض اپنے عقل و قیاس سے جاننے کی نفی ہے نہ کہ مطلق علم کی۔ (خزائن العرفان)

علامہ راغب نے درایت کا معنی یہ تحریر کیا ہے الدرایۃ۔ المعرفۃ المدرکۃ بضرب من الختل۔ یعنی حیلہ و مکر سے جو معرفت اور علم حاصل ہو تو اس کو درایت کہتے ہیں۔

رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ۗ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى

میرے رب! فیصلہ فرما دے (ہمارے درمیان) حق کے ساتھ (اور اے کفار!) ہمارا رب بڑا رحمٰن ہے جو (قابل) ہے اسی سے مدد طلب کی

مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

جاتی ہے ان باتوں پر جو تم کرتے ہو۔ ۹۳

۹۳ آخر میں حضور کریم عرض کرتے ہیں کہ الٰہی اب ایسا قطعی فیصلہ فرما دے حق کے متعلق ان لوگوں کے دلوں میں جتنے وسوسے اور جس قسم کے شبہات ہیں وہ دور ہو جائیں اور میری دعوت کے سچے ہونے میں انہیں کوئی تردد نہ رہے۔

۹۴ قوت و طاقت میں تعداد میں زیادہ ہیں۔ وسائل کی ان کے پاس کمی نہیں۔ ساتھ ہی ان لوگوں کی طرح تیز زبانی میں جھوٹ بولنے اور افترا باندھنے سے انہیں شرم نہیں آتی کسی کی ملامت کا انہیں اندیشہ نہیں۔ ایسے حالات میں مادی اور طاقت کے لحاظ سے کمزور، دشمن پر غلبہ پانے کی ایک ہی صورت ہے کہ خداوند رحمٰن کی تائید اور نصرت پشت پناہی فرمائے۔ پس میں نے آخر میں اپنے کاموں کو اسی کے سپرد کر دیا

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف سورۃ الحج

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام: کیونکہ اس سورت میں حج کے اعلان عام اور اس سے متعلق چند احکام کا ذکر ہے اس مناسبت سے اس سورت کو سورۃ الحج کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

اس سورت میں ۱۰ رکوع ۷۸ آیتیں ۱۲۹۱ کلمات اور ۵۰۷۵ حروف ہیں۔

زمانۂ نزول: بعض علماء تفسیر نے اسے مکی سورتوں میں شمار کیا ہے اور بعض نے اسے مدنی کہا ہے۔ اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ اس سورت میں وہ خصوصیات بھی پائی جاتی ہیں جو مکی سورتوں کا طرۂ امتیاز ہیں اور وہ خصوصیات بھی جو مدنی سورتوں کا خاصہ ہیں۔ لیکن جمہور علماء کے نزدیک اس سورت میں وہ آیات بھی ہیں جو مکی زندگی کے آخری دور میں نازل ہوئیں اور وہ آیات بھی جو مدنی زندگی کے آغاز میں نازل ہوئیں۔ چنانچہ علامہ قرطبی نقل اقوال کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

وقال الجمهور السورة مختلطة منها مكي ومنها مدني وهذا هو الاصح۔ یعنی جمہور کی رائے یہ ہے کہ یہ سورت مکی آیات اور مدنی آیات کا مجموعہ ہے اور جمہور کا قول ہی صحیح ہے۔ علامہ آلوسی نے بھی اسی قول کی تصویب کی ہے

روح المعانی

مضامین (۱) کفار کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لیے قیامت کی ہولناکیاں بیان کی گئیں اور انہیں سمجھایا گیا کہ اس سے پہلے کہ وہ ہیبت ناک گھڑی آ جائے تم چشم ہوش وا کرو اور اس دعوت توحید کو صدق دل سے تسلیم کرو۔

کیونکہ کفار وقوع قیامت کو خلاف عقل قرار دیا کرتے اور اس کو تسلیم کرنے سے صاف انکار کیا کرتے اس لیے ایسے شواہد پیش کیے گئے ہیں جن سے وقوع قیامت کے متعلق دل میں یقین پیدا ہو جاتا ہے۔

۲۔ مسلمان تیرہ چودہ سال تک کفار کے ہر طرح کے مظالم خندہ پیشانی سے برداشت کرتے رہے اب مسلمانوں کو اپنی حفاظت کیلئے قوت استعمال کرنے کی اجازت دی جا رہی ہے اور انہیں یقین دلایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ان کے شامل حال ہو گی اس لیے وہ ظاہری وسائل کی کمی سے پریشان نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت پر پورا بھروسہ رکھیں۔

اس ضمن میں دنیا کی مختلف قوموں میں طاقت کا توازن برقرار رکھنے کا ازلی قانون اور اس کی حکمت بھی بیان کر دی کہ اگر ساری قوت اور وسائل کسی ایک قوم کے قبضہ میں آ جائیں تو دنیا کا امن و سکون درہم برہم ہو جائے [illegible]

جان، مال اور آبرو محفوظ رہے حتیٰ کہ مذہبی عبادت گاہوں کا احترام بھی ختم ہو جائے اور ان کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے اس بے غیرتی کا یہ لازمی نتیجہ ہے کہ وہ اقوام عالم میں عزت کا وزن برقرار رکھتی ہے۔

(۳) جب کلام توحید کے روشن دلائل بھی پیش کر دیئے اور اصنام پرستوں کی حماقت سے بھی آگاہ کر دیا تاکہ جو لوگ غیر اللہ کے بیٹے یا بیٹیاں [illegible] ان کو یہ بھی معلوم ہو جائے کہ انہیں اتنی طاقت ہی نہیں کہ وہ سب مل کر مکھی جیسی حقیر چیز بنا سکیں اور وہ اتنے کمزور ہیں کہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے تو اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور نہ اس سے چھینی ہوئی چیز واپس لے سکتے ہیں۔

(۴) آخر میں [illegible] امت مسلمہ کو اس حقیقت سے آگاہ کیا کہ اللہ کا نام سربلند رکھنے کے لیے اور اس کے دین کو غالب کرنے کے لیے [illegible] تمہیں منتخب کیا گیا ہے هو اجتبٰکم، اس لیے اب تمہارا فرض ہے کہ تم ہر قیمت پر اس پرچم کو سربلند رکھو اور [illegible] اپنی صفوں میں اتحاد برقرار رکھنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرتے رہو [illegible] بلند اور مطہر رکھو [illegible] کہ کوئی شخص تم سے تمہاری پیش کردہ دعوت کی صداقت کی کوئی دلیل طلب کرے یا [illegible] تمہاری سیرت اور تمہارا کردار بطور دلیل اور حجت پیش کیا جا سکے۔

آخر میں [illegible] یقین دلانے کے لیے ارشاد فرمایا هو مولٰکم فنعم المولٰی و نعم النصیر۔ وہ قوم جس کے ساتھ کوئی عظیم طاقت ہو [illegible] کے وقت میں اتنی گھبراہٹ نہیں ہوتی کہ [illegible] بیکار شکوں میں [illegible] مسلمانوں کو اس بات کی [illegible] کے پیش نظر [illegible] کوشش کریں گے تاکہ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] والله اعلم بما تعملون۔ [illegible] کے کئی [illegible] اس سورت کا مطالعہ کرنے [illegible] قرآن کریم کے [illegible] پتہ چلا سکیں۔

سورۃ الحج مدنیۃ وھی ثمان وسبعون آیۃ وعشر رکوعات

سورۃ حج مدنی ۷۸ آیتیں ۱۰ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ①

لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو! بلاشبہ قیامت کا زلزلہ بہت ہی بڑی چیز ہے۔

ــــ قرآن کریم نے انسان کی اصلاح اور درستی کے لیے [illegible] پہلو اس کی ہدایت [illegible] اور [illegible] کے بعد قیامت کے دن ہر ایک [illegible] عادات کی وجہ سے [illegible] بات [illegible] کہ ایک دن وہ آنے والا ہے جب اس کی [illegible] عدالت [illegible] ہوگی [illegible] کرنے کے لیے قرآن کریم [illegible] اسی احساس کو [illegible] کے لیے اس سورۃ کا آغاز ان آیات سے کیا جا رہا ہے۔

ــــ وقتِ قیامت کے ہولناک [illegible] زلزلہ [illegible] صور [illegible] حدیث کے [illegible] تین مرتبہ [illegible]

الاولٰی نفخۃ الفزع والثانیۃ نفخۃ الصاعقۃ والثالثۃ نفخۃ القیام لرب العالمین۔ (یعنی پہلا [illegible] گھبراہٹ [illegible] دوسری [illegible] کائنات [illegible] ہو جائے گی اور جب [illegible] سب اپنی قبروں سے نکل کر [illegible] ہو جائیں گے [illegible] زمین [illegible] تبدیل [illegible]

الارض کالسفینۃ الموبقۃ فی البحر تضربھا الامواج تکفأھا باھلھا وکالقندیل المعلق بالعرش ترجحہ الارواح۔

اس وقت [illegible] حاملہ عورتوں کے حمل گر جائیں گے [illegible] بچے بوڑھے ہو جائیں گے۔ (ابن کثیر)

يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ

[illegible]

كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُم

[illegible]

بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيدٌ ② وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ

[illegible]

فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيدٍ ③ كُتِبَ عَلَيْهِ

[illegible]

أَنَّهُ مَن تَوَلَّاهُ فَأَنَّهُ يُضِلُّهُ وَيَهْدِيهِ إِلٰى عَذَابِ السَّعِيرِ ④

[illegible]

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ اس آیت میں جس زلزلہ کا ذکر ہے [illegible]
هي الزلزلة المعروفة التي هي احدى اشراط الساعة التي تكون في آخر [illegible]
[illegible] والله تعالى اعلم بالصواب۔

[illegible]

[illegible]

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ

اے لوگو اگر ہو تم شک میں دوبارہ جی اٹھنے سے تو بے شک ہم نے پیدا کیا تم کو

مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ

مٹی سے ہی پیدا کیا تھا پھر نطفہ سے پھر جمے ہوئے خون کے لوتھڑے سے پھر گوشت کے ٹکڑے سے جو

مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۚ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا

کامل تخلیق شکل والا ہوتا ہے اور بعض کی شکل نامکمل رہ جاتی ہے تاکہ ہم ظاہر کر دیں تمہارے لیے (اپنی قدرت) اور ہم ٹھہرائے رکھتے ہیں رحموں میں جسے

یعنی سب انسانوں کی مٹی سے پیدا کیے جانے کی وجہ یہ ہے کہ آدم جو جد اعلیٰ ہیں ان کی تخلیق مٹی سے ہوئی یا یہ کہ مادۂ منویہ جن غذاؤں سے بنتا ہے وہ سب زمین سے اگتی ہیں جب رحم میں نطفہ قرار پکڑتا ہے تو کچھ عرصہ کے بعد اس میں تدریجی تبدیلیاں ہونے لگتی ہیں پہلے وہ خون کی شکل کا رہتا اور سرخ ہو جاتا ہے اسے علقہ کہا گیا پھر وہ گوشت کی شکل اختیار کرتا ہے اسے مضغہ فرمایا اس کے بعد مکمل بچہ بن جاتا ہے جو سلامت پیدا ہوتا ہے یا وہ اس سے پہلے ہی گر جاتا ہے غیر مخلقہ کا مفہوم اکثر مفسرین نے یہی بیان کیا ہے لیکن بعض کے نزدیک اس سے مراد وہ بچہ ہے جو ناقص الخلقت پیدا ہوتا ہے۔ امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو الصادق المصدوق ان احدکم یجمع خلقہ فی بطن امہ اربعین یوما نطفۃ ثم یکون علقۃ مثل ذلک ثم یکون مضغۃ مثل ذلک ثم یرسل الملک فینفخ فیہ الروح ویؤمر باربع کلمات بکتب رزقہ واجلہ وعملہ وشقی او سعید۔

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا اور آپ سچے ہیں کہ تم میں سے ہر شخص پیدائش کے وقت اپنی ماں کے شکم میں چالیس دن نطفہ رہتا ہے پھر وہ علقہ بنا رہتا ہے چالیس دن تک اس کے بعد وہ مضغہ ہو جاتا ہے پھر چالیس دن گزرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتے ہیں جو اس میں روح پھونکتا ہے اور اس کو چار چیزیں لکھنے کا امر ہوتا ہے وہ یہ ہیں۔ اس کا رزق، اس کی موت کا وقت، اس کے اعمال اور یہ کہ وہ بدبخت ہے یا نیک بخت ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے آگاہ کرنے سے فرشتہ کو ما فی الارحام (جو کچھ رحم میں ہے) کا بھی علم حاصل ہوتا ہے اور اس کی موت کے وقت کا بھی پتہ چلتا ہے۔ آیت میں جس چیز کی نفی ہے کہ ما فی الارحام کو کوئی نہیں جانتا اس کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مطلع کرنے کے بغیر کوئی نہیں جان سکتا۔

نَشَاءُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ

[illegible]

وَمِنكُم مَّن يُتَوَفَّىٰ وَمِنكُم مَّن يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا

[illegible]

يَعْلَمَ مِن بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا ۚ وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ارذل العمر . [illegible] والضعف حتی لا یعقل . (قرطبی)

[illegible]

[illegible]

أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنبَتَتْ مِن كُلِّ زَوْجٍ

اس پر ہم پانی برساتے ہیں تو وہ تروتازہ ہو جاتی ہے اور پھولتی ہے اور ہر قسم کی بارونق چیزیں اگانے لگتی ہے۔

بَهِيجٍ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّهُ يُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَأَنَّهُ

یہ (سب) اس لیے ہے کہ اللہ ہی برحق ہے ف۳ اور یہ کہ وہ مردوں کو زندہ کرتا ہے اور یہ کہ وہ

عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا

ہر چیز پر قادر ہے۔ اور یہ کہ قیامت آنے والی ہے اس میں کچھ شک نہیں ف۴

وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَن فِي الْقُبُورِ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ

اور یہ کہ اللہ ان لوگوں کو جو قبروں میں ہیں اٹھائے گا۔ اور بعض لوگ ایسے ہیں جو جھگڑتے رہتے ہیں۔

فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُّنِيرٍ ۝ ثَانِيَ عِطْفِهِ

اللہ کے بارے میں بغیر علم کے اور بغیر کسی دلیل کے اور بغیر کسی روشن کتاب کے ف۵ تکبر سے گردن موڑے

ف۳ جب انسان قدرت کی ان آیات زمین کو دیکھتا ہے تو اسے یقین ہو جاتا ہے کہ یہ کائنات خود بخود اتفاقی حادثے سے وجود میں نہیں آگئی اور اس کا خالق علیم و قدیر حکمت اور کمال صفات والا ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور اس کی کوئی بات بے حکمت نہیں ہے اور اس کی قدرت کا یہ عالم ہے اس کے لیے ہر چیز کو فنا کرکے دوبارہ پیدا کرنا قطعاً مشکل نہیں۔

ف۴ اس ارشاد سے یہ بتایا کہ قیامت ضرور آئے گی اور شیطان کی وسوسہ انگیزیوں سے دھوکہ کھا کر اس پر جو شبہ کا انکار کرتا ہے بہت افسوس کرے گا اور ندامت سے سر جھکائے گا۔

ف۵ ایسا احمق و جاہل جو نہ خود علم و فراست رکھتا ہو نہ کسی جاننے والے سے پوچھ کر ہی اپنی جہالت کو دور نہیں کی اور جس بدنصیب نے کسی آسمانی کتاب کا مطالعہ کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی وہ ضد کے مارے حق کے سوال سے محروم ہے اور غرور و نخوت سے گردن اکڑائے ہوئے ہے اس نے اپنا شعار بنا رکھا ہے دوسروں کو گمراہ کرنے کے لیے صبح و شام کوشاں رہتا ہے ایسے جاہل، ضدی اور مغرور کا علاج ہدایت سے کیا ہو سکتا۔ ثانی عطفہ، ای معرضا مرحا و تعنتا (قرطبی)، اور دوسرے حضرات نے ثانی کی ترکیب یوں کی ہے۔ ای لاویا عنقه ولاویا عنقه من تجبره الکبر والعوی (ابن کثیر)

لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ ۖ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۖ وَّنُذِيقُهٗ

تاکہ بہکائے (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے اس کے لیے دنیا میں بھی رسوائی ہے اور ہم چکھائیں گے اسے

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيقِ ﴿٩﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَ

قیامت کے دن جلانے والی آگ کا عذاب (یہ) اس کے سبب سے ہے جو آگے بھیجا تیرے دونوں ہاتھوں نے اور

أَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ﴿١٠﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ

بے شک اللہ تعالیٰ نہیں ہے ظلم کرنے والا بندوں پر اور لوگوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو عبادت کرتا ہے

اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَإِنْ أَصَابَهٗ خَيْرُ ۨاطْمَأَنَّ بِهٖ ۚ وَإِنْ أَصَابَتْهُ

اللہ تعالیٰ کی کنارے پر کھڑا ہو کر پس اگر پہنچے اسے کوئی بھلائی تو مطمئن ہو جاتا ہے اس سے اور اگر پہنچے اسے کوئی

علماء حرف کے معنی الطرف کرتے ہیں۔ حرف کل شیء طرفہ وشفیرہ وحدّہ۔ (قرطبی) اس آیت میں منافقین ان لوگوں کا بیان ہو رہا ہے جو دین حق کو اس لیے قبول نہیں کرتے کہ یہ حق ہے اور اللہ تعالیٰ کی اس لیے عبادت نہیں کرتے کہ وہ ہمارا معبود اور خالق ہے بلکہ اس لیے کہ انہیں دنیوی منفعت حاصل ہو گی۔ ان کا اندازہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی عزت اور مالداری میں اضافہ ہوگا۔ اگر اسلام کو قبول کرنے کے بعد ان کی یہ امید پوری ہوتی ہے تو بڑے خوش ہوتے ہیں۔ اور اسلام کی صداقت اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے گیت گانے لگتے ہیں لیکن اگر ان کی یہ امیدیں پوری نہیں ہوتیں بلکہ انہیں تکلیف اور نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو پھر اس کا سلسلہ ہی منقطع کر دیتے ہیں اور اس دین کا دامن ہی چھوڑ دیتے ہیں۔ اور پھر باطل کی طرف پیٹھ پھیرتے ہوئے بھاگتے چلے جاتے ہیں کہ بس دیکھ لیا یہ دین اس کی نحوست سے ہم تو بدنصیب ہو کر رہ گئے جو عزت و وقار پہلے تھا اس کا بھی جنازہ نکل گیا۔ ہم تو ایسے دین سے باز آئے۔

کتب تفسیر میں جہاں اس آیت کی شان نزول بیان کی گئی ہے وہاں یہ واقعہ مرقوم ہے کہ ایک یہودی مسلمان ہوا۔ اتفاق سے کچھ عرصہ بعد اس کی بینائی جاتی رہی۔ پھر اس کا بہت سا مال ضائع ہو گیا۔ ساتھ ہی اس کا ایک لڑکا تھا وہ بھی مر گیا۔ اس نے سوچا کہ یہ سب اسلام کی نحوست کے باعث ہوا ہے چنانچہ حضور پر نور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا۔ یعنی جو بیعت اسلام میں نے آپ کے ہاتھ پر کی ہے مجھے اس سے آزاد کر دیجئے۔ حضور نے فرمایا ان الاسلام لا تقال اسلام کی بیعت واپس نہیں لی جا سکتی۔ کہنے لگا مجھے تو آپ کے اس دین سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا اور اس میں کوئی خوبی نظر نہیں آئی۔ میں اندھا ہو گیا۔ مال برباد ہوا۔ بیٹا تھا وہ مر گیا۔ حضور نے فرمایا اے یہودی اسلام مردوں کو کھرا کر دیتا ہے

فِتْنَةٌ ۨانْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۫ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ

آزمائش تو فوراً روگرداں ہو جاتا ہے، منہ موڑ لیتا ہے۔ ایسے شخص نے برباد کرلی اپنی دنیا اور آخرت بھی یہی تو

الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۱﴾ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا

کھلا ہوا خسارہ ہے۔ وہ عبادت کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا اس کی جو نہ اسے کچھ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ

لَا يَنْفَعُهٗ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۲﴾ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗۤ

نفع پہنچا سکتا ہے۔ یہی تو انتہائی گمراہی ہے۔ وہ پکارتا ہے اسے جس کی ضرر رسانی زیادہ

اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ؕ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ﴿۱۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ

قریب ہے اس کی نفع رسانی سے۔ بہت برا دوست ہے اور بہت برا ساتھی ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ

اور مصائب کی بھٹی میں ڈال کر سونے اور چاندی کی طرح اس کا میل کچیل صاف کرتی ہے۔ یہی ہے حدیث ان البلاء لیسبک الرجال کما یسبک النار خبث الحدید والذھب والفضة۔ (ابن مردویہ)

انسان کو چاہیے کہ اسلام دین حق کو قبول کرے پھر اس راہ کے کانٹوں کو دیکھ کر گھبرا نہ جائے بلکہ ان کانٹوں سے [illegible] جائے کیونکہ یہ وہ [illegible] ہے جو اللہ تعالیٰ نے اسے دین حق کو سربلند کرنے کے لیے بخشی، یہی دولت [illegible] کی توفیق دے تو اسے اپنی سعادت و بلندی یقین کرے۔ اگر پرچم اسلام کو سربلند رکھنے اور دنیا میں [illegible] کے لیے جان دینے کا موقع ملے تو مسکراتا ہوا خوشی سے [illegible] حضرت حبیب کی طرف بڑھے کیونکہ موت اس کے لیے ہلاکت و فنا کا پیغام لے کر نہیں آتی بلکہ حیات جاودانی کی نوید بلکہ وصال حبیب کا مژدہ لے کر آتی ہے الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب موت ایک پل ہے جو یار کو یار سے ملاتی ہے۔ [illegible] تو پھر حق کو قبول کرنے [illegible] کو رسوا کرنے [illegible] کو بیچنا۔

مشرکین کو خبردار کیا جا رہا ہے کہ جن بتوں کی پوجا کرتے ہیں وہ انہیں نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان یعبد الصنم الذی لا یسمع ولا یبصر (قرطبی)

[illegible] سوال کرتے ہیں [illegible] یہ بت پرستوں کے [illegible] کے متعلق نہیں [illegible] ضرر ہے وہ قطعی اور یقینی ہے اس لیے فائدہ کا سوال تو بعد کو دیکھا جائے گا نقصان [illegible] قریب ہوگیا۔

قیامت کے دن جب مشرک بت پرستی کی سزا [illegible] جائیں گے [illegible] کہ یہ بت [illegible]

يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ

داخل کریگا ثلہ انہیں جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے باغات میں رواں ہیں جن کے

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۝۱۴ مَنْ كَانَ يَظُنُّ

نیچے نہریں۔ بیشک اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو چاہتا ہے اور جو شخص یہ خیال کیے بیٹھا ہے کہ

اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کی مدد نہیں کرے گا دنیا میں اور آخرت میں ثلہ تو اسے چاہیے کہ لٹکا لے ایک رسی کے

گھٹیا ہے۔ مولیٰ دوست، یار، مددگار۔ عشیر۔ ساتھی یعنی الوثن (عکبری)۔ مجاہد یعنی الوثن (قرطبی) یعنی وہ اپنے بتوں کے متعلق یوں اظہار افسوس کرینگے۔

ثلہ کافروں کے احوال اور ان کا مآل بیان کرنے کے بعد اب مومنوں کا ذکر فرمایا جا رہا ہے اور جو وراثت ان پاک بازوں کو ملنے والی ہے اس سے انہیں آگاہ کیا جا رہا ہے۔

ثلہ لن ینصرہ کی ضمیر کا مرجع حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اہل مکہ حضور کی بے کسی اور کمزوری کو دیکھتے تو خیال کرتے کہ یہ چند غلاموں اور کمزوروں کے ساتھ مل کر جس انقلاب کا خواب دیکھ رہے ہیں وہ کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ ان کی مدد نہیں کرے گا۔ ان کے اس خیال باطل کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ آخر کار ان کی مدد ہوگی اور ان کی شوکت و اقبال سب کو نظر آ جائے گی۔

انہیں بتایا جا رہا ہے کہ یہ غلط فہمی ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کی مدد کرے گا اور ضرور کرے گا۔ تم دیکھو گے کہ چہار سو انہی کے نام کا ڈنکا بج رہا ہوگا اور ان کے قدموں میں بڑے بڑے سلاطین کے تاج ہوں گے اور یہ بات تمہارے لیے ناقابل برداشت ہوگی۔ تمہارے لیے ایک ہی راستہ ہے کہ اپنے گلے میں رسی کا پھندا ڈالو اور چھت سے لٹک جاؤ اور پھر اس رسی کو کاٹ دو تاکہ تڑپ تڑپ کر مر جاؤ۔ تمہارے سینے میں حسد کی جو آگ بھڑک رہی ہے اس کو ٹھنڈا کرنے کا یہی ایک طریقہ ہے۔

جمہور مفسرین نے آیت کے یہی معنی بیان کیے ہیں۔ بعض کی رائے ہے کہ ینصرہ کا مرجع من ہے اور ضمیر کا مرجع عام آدمی ہے۔ اس صورت میں آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ جو شخص فقر و فاقہ کی سختیاں جھیل رہا ہے اور اللہ کے فضل و کرم سے مایوس ہو چکا ہے اور یہ سمجھ بیٹھا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے کبھی فراخ روزی نہیں دیگا ایسے آدمی کے لیے بہتر ہے کہ وہ جس طرح جاہے اپنے گلے میں رسی ڈال کر اپنے آپ کو چھت سے لٹکا کر خودکشی کر لے لیکن

السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ۝

ذریعہ چھت سے پھر گلے میں پھندا ڈال کر اسے کاٹ دے پھر دیکھے کیا دور کر دیتی ہے اس کی یہ تدبیر اس کے غم و غصہ کو

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ۝

اور اسی طرح ہم نے اتارا ہے اس کتاب کو روشن دلیلوں کے ساتھ اور یقیناً اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى

بیشک اہل ایمان ، یہودی ، ستارہ پرست ، عیسائی ،

وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ

آتش پرست اور مشرک ، ضرور فیصلہ فرمائے گا اللہ تعالیٰ ان سب کے درمیان

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ

قیامت کے دن ۲۲ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا مشاہدہ فرما رہا ہے کیا تم نے ملاحظہ نہیں کیا

اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ

کہ اللہ تعالیٰ کو ہی سجدہ کرتی ہے ہر چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے ۲۳ نیز آفتاب

آیت کے سیاق و سباق کو اگر پیش نظر رکھا جائے تو یہ مفہوم ہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔

سبب حبل رسی ۔ السماء ای سماء منزلہ سقف بیتہ گھر کی چھت (قرطبی)

۲۱ یعنی ایسے دلائل نازل فرمائے جن سے عقیدۂ توحید ، عقیدۂ قیامت اور رسالت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے۔

۲۲ یعنی وہ سب کے اعمال ، احوال ، نظریات اور عقائد پر آگاہ ہے وہ اپنے کامل علم کے مطابق ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا

۲۳ اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا کرشمہ ہے جلال و جبروت کی ہیبت ہے کہ ہر چیز خواہ علوی ہو یا سفلی شمس و قمر ، دشت و جبل ، چوپائے اور انسان سب اس کے سامنے سربسجود ہیں۔ تکوینی لحاظ سے کائنات کی ہر چیز اس کے حکم کے تابع ہے اور مومن اس کے احکام شرعیہ کے سامنے سر نگوں ہے اس لحاظ سے کافر اور مومن ، فاسق و متقی سب داخل ہیں کیونکہ انہیں بھی اللہ تعالیٰ

وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيرٌ

چاند، ستارے، پہاڑ، درخت اور چوپائے اور بہت سے

مِّنَ النَّاسِ ۖ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۗ وَمَن يُهِنِ اللَّهُ

انسان بھی اسی کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جن پر عذاب مقرر ہو چکا ہے اور جس کو [illegible] اللہ تعالیٰ

فَمَا لَهُ مِن مُّكْرِمٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۩ هَٰذَانِ خَصْمَانِ

تو اس کا [illegible] نہیں ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ [illegible] جو چاہتا ہے۔ یہ دو فریق ہیں الگ

تمام عالم [illegible] کی مجال نہیں [illegible]
[illegible] اس عالم کی [illegible] کی گئی ہے [illegible]
[illegible] اختیاری سجدہ [illegible] اختیاری سجدہ کرنے کی وجہ سے [illegible]
[illegible] اختیاری سجدہ کر رہی ہے۔ کیونکہ جمادات [illegible]
[illegible] لیکن [illegible] اطاعت کر رہی ہیں [illegible]
[illegible] وان من شیء الا یسبح بحمده ولکن لا تفقهون تسبیحهم [illegible]
[illegible] اور حدیث شریف میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
[illegible] رواه الطبرانی عن حدیث ابن مسعود [illegible]
[illegible]
[illegible] مسلم شریف میں [illegible] ان کے
پاس [illegible] وقال البغوی هذا مذهب حسن موافق
لمذهب اهل السنة۔ (مظہری)

علامہ بغوی کہتے ہیں کہ یہ اہل سنت کے اقوال کے مطابق ہمارا پسندیدہ مذہب ہے۔

۱ یہ دو فریق [illegible] حضرت ابوذر سے یہ حدیث روایت کی ہے [illegible]
اس حدیث [illegible] حضرت ابوذر کو قسم کھا کر
کہتے سنا کہ آیت [illegible] بدر میں [illegible]
[illegible]

اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ ۖ فَالَّذِينَ كَفَرُوا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّن

جھگڑتے ہیں اپنے رب کے بارے میں سو وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا تیار کر دیئے گئے ہیں ان کے لیے کپڑے

نَّارٍ يُصَبُّ مِن فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ ۝ يُصْهَرُ بِهِ مَا فِي

آگ کے ڈالا جائے گا ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی گل جائے گا اس سے جو

اور عبیدہ اور عتبہ کا [illegible] صحیح مسلم [illegible] (بخاری)

اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ جب عتبہ اپنے بھائی شیبہ اور اپنے بیٹے ولید کو ساتھ لے کر میدان جنگ میں نکلا اور مسلمانوں کو للکارا۔ انصار سے تین نوجوان ان کے مقابلہ کے لیے نکلے۔ عتبہ نے پوچھا تم کون ہو انہوں نے اپنا نام و نسب بتایا تو عتبہ نے [illegible] محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لے کر کہا [illegible] الینا اکفاءنا من قومنا۔ [illegible] ہیں ان کو [illegible] بھیجو۔ حضور نے ارشاد فرمایا قم یا عبیدۃ بن الحارث یا حمزۃ بن عبد المطلب یا علی بن ابی طالب [illegible] حضرت عبیدہ نے عتبہ کو حضرت حمزہ نے شیبہ [illegible] اور [illegible] بن [illegible] حضرت عبیدہ اور عتبہ کے درمیان جنگ جاری رہی [illegible] سخت زخمی ہو گئے [illegible] کو [illegible] اٹھا کر [illegible] حضرت عبیدہ کی ٹانگ کٹ گئی تھی [illegible] اسی حالت میں انہیں [illegible] کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ [illegible] الستُ شہیداً۔ یا رسول اللہ کیا میں شہید نہیں ہوں حضور نے فرمایا بے شک تجھے سعادت شہادت ارزانی ہوئی۔ زندگی کے آخری لمحوں میں [illegible] کیا صرف یہ کہا کہ اگر آج ابو طالب زندہ ہوتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ ان کے ان شعروں کا مصداق میں ہوں

كذبتم وبيت الله نُبزى محمداً ولما نطاعن دونه ونناضل

ونسلمه حتى نصرّع حوله ونذهل عن ابنائنا والحلائل

[illegible] حضور [illegible] جنگ نہیں کریں گے [illegible] حضور [illegible] اور [illegible] سے مالا مال ہو گئے ہیں۔ [illegible] کے [illegible] ہی [illegible] شہادت کی [illegible] سے مالا مال [illegible] لا [illegible]

بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ ﴿٢٠﴾ وَلَهُم مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيدٍ ﴿٢١﴾ كُلَّمَا أَرَادُوا

ان کے پیٹوں میں ہے اور (ان کی) کھالیں بھی ۲۰ اور ان کے لیے ہوں گے گرز لوہے کے ۲۱ جب بھی ارادہ کریں گے

أَن يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَا وَذُوقُوا عَذَابَ

اس سے نکلیں غم کے مارے تو لوٹا دیئے جائیں گے اس میں اور (کہا جائے گا) چکھو جلنے کا

الْحَرِيقِ ﴿٢٢﴾ إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

عذاب۔ یقیناً اللہ تعالیٰ داخل کریگا ان لوگوں کو جو ایمان لے آئے اور عمل بھی نیک کرتے رہے ۲۳

جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن

باغوں میں بہتی ہیں جن کے نیچے ندیاں انہیں پہنائے جائیں گے جنت میں سونے کے

ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ﴿٢٣﴾ وَهُدُوا إِلَى الطَّيِّبِ

کنگن اور موتی (کے ہار) اور ان کی پوشاک وہاں ریشمی ہوگی۔ اور ان کی رہنمائی کی گئی پاکیزہ

مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوا إِلَىٰ صِرَاطِ الْحَمِيدِ ﴿٢٤﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا

قول کی طرف ۲۴ اور رہنمائی کی گئی انہیں اس راستہ کی طرف جو قابل ستائش ہے۔ بیشک جن لوگوں نے کفر اختیار کیا

[illegible] ۔

[illegible] جاسکتے ہیں۔

۲۲ الٰہی اپنے حبیب کریم کے صدقہ میں [illegible] قیامت

کم نہیں چہ جائیکہ وہ دوزخ ہو۔

۲۳ اب اپنے مقبول بندوں پر اپنے احسانات و نوازشات کا بیان ہو رہا ہے۔

۲۴ ان حضرات کی [illegible] بیان ہو رہی ہے۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ قول کی طرف اپنے بندوں کی رہنمائی فرمائی اور انہیں اس راستہ پر گامزن ہونے کی توفیق بخشی جو سیدھا اس رب ذوالجلال کی طرف جاتا ہے جو ہر قسم کی تعریف اور ستائش کا مستحق ہے۔ اللھم اجعلنا منھم ومعھم۔

وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ

اور لوگوں کو روکتے ہیں ۲۵ اللہ تعالیٰ کی راہ سے اور مسجد حرام سے ۲۶ جسے ہم نے بنایا ہے

لِلنَّاسِ سَوَآءَ ۨ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ ۭ وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۢ

سب لوگوں کے لیے اور یکساں ہیں، جو وہاں رہتے ہیں اور جو باہر سے آتے ہیں ۲۷ اور جو کوئی ارادہ کرے اس میں زیادتی

بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۧ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ

ناحق ۲۸ تو ہم اسے چکھائیں گے دردناک عذاب ۔ اور یاد کرو جب ہم نے مقرر کر دی ابراہیم کے لیے ۲۹ جگہ

۲۵ اب یہ مشرکین و کفار کی ان حرکتوں کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے کہ وہ خود تو ہٹ دھرم ہیں ہی لیکن وہ یہ بھی برداشت نہیں کر سکتے کہ کوئی دوسرا اس دین حق کو قبول کرے۔ اسلام کی تبلیغ پر ایک طرح سے پابندی عائد کر رکھی ہے اور جو خوشی سے اس راہ پر چلنا چاہتا ہے اسے بھی حتی المقدور روک دیتے ہیں۔

۲۶ مسجد حرام اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اس پر کسی کی اجارہ داری نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ہر بندہ جو وہاں جا کر اپنے معبود کریم کی یاد اور اس کی عبادت کرنا چاہتا ہے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ حج اور عمرہ کی غرض سے آنے والوں کو روکے۔ طواف کرنے اور دیگر مناسک ادا کرنے میں رکاوٹ ڈالے۔ یہ اس جرم کا ارتکاب ہے جس کا ذکر یہاں ہو رہا ہے۔ اس مسجد کا دروازہ جس طرح مکہ کے رہنے والوں کے لیے کھلا ہے اسی طرح باہر سے آنے والوں کے لیے بھی کشادہ ہے۔ یہاں مقامی اور غیر مقامی امیر و غریب میں کوئی امتیاز نہیں۔ سب کے حقوق یہاں یکساں ہیں۔

گویا عالم اسلامی کے ہر خطہ میں بسنے والے کو یہاں شہری حقوق حاصل ہیں۔

عاکف کا معنی ہے مقیم اور باد کا معنی ہے پردیسی جو باہر سے آنے والا ہو۔

اس آیت سے اکثر علمائے اسلام نے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ حرم مکہ کی زمین اور اس پر بنے ہوئے مکانات سب وقف کے حکم میں ہیں۔ انہیں کوئی بیچ نہیں سکتا اور ان کا کرایہ وصول کرنا منع ہے۔ اس مسئلہ پر یہاں تفصیل سے بحث نہیں کی جا سکتی۔ جو لوگ اس کی تفصیل جاننا چاہتے ہیں وہ کتب فقہ اور تفسیر کی طرف رجوع کریں۔

۲۷ گناہ ہر جگہ معیوب ہے اور ظلم و شرک ہر جگہ قبیح ہے لیکن حرم کعبہ میں معیوب ترین اور قبیح ترین ہے۔ وہاں اگر کوئی اس کا ارتکاب کرے گا تو وہ زیادہ سزا کا مستحق ہے۔

۲۸ حضرت خلیل علیہ السلام کو جب تعمیر کعبہ کا حکم ہوا تو آپ نہیں جانتے تھے کہ وہ کونسی مخصوص جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ کا گھر تعمیر کیا جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس مخصوص جگہ پر مطلع فرمایا اور آپ نے اپنے فرزند ارجمند اسماعیل علیہ السلام سے

الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِينَ وَ

سے واضح کرنے کی جگہ اور حکم دیا کہ شریک نہ بنانا میرے ساتھ کسی چیز کو اور صاف ستھرا رکھنا میرے گھر کو طواف کرنے والوں

لِلْقَآئِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ۝ وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ

قیام کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے اور اعلان عام کر دو لوگوں میں حج کا وہ آئیں گے

رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ۝

آپ کے پاس پیادہ اور ہر دبلی اونٹنی پر سوار ہو کر آئیں گی ہر دور دراز راستہ سے۔

ساتھ تعمیر کعبہ میں مشغول ہو گئے۔

بوّأنا ای عیّنا۔ (مظہری)

۲۹ تعمیر کعبہ کے ساتھ یہ حکم بھی دیا گیا کہ یہاں شرک و بت پرستی کی لعنت نابود کر دی جائے۔ یہ گھر صرف اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کے لیے آباد ہو رہا ہے۔ یہاں کسی چھوٹے بڑے کی عبادت کو ہرگز روا نہیں رکھا جا سکتا۔ یہ بھی ارشاد ہوا کہ یہ گھر چونکہ میرے انوار و تجلیات کا مہبط ہے اس لیے اس کی ظاہری صفائی کا بھی پورا اہتمام کیا جائے۔ فرش آئینہ کی طرح چمکتا رہے۔ در و دیوار صاف اور اجلے ہوں۔ تاکہ میری یاد کرنے والے جب یہاں آئیں تو روحانی پاکیزگی کے ساتھ ظاہری نظافت سے ان کی طبیعتیں بھی شگفتہ ہوں اور ان کے ذوق و شوق میں اضافہ ہو۔ اسی سے مساجد کی صفائی اور ان کو ہر قسم کی آلودگیوں سے پاک رکھنے کا حکم ثابت ہوتا ہے۔

۳۰ حضرت ابراہیم جب کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو حکم ہوا اے ابراہیم اب اعلان کر دو کہ خدا کا گھر تیار ہو گیا ہے خدا کے بندو آؤ اور حج کرو اور فریضہ حج ادا کرو۔ انھوں نے عرض کی الہی میری آواز کہاں تک پہنچے گی۔ وحی آئی علیک الاذان وعلینا البلاغ۔ تم اعلان کرو اس آواز کو پہنچانا میرا کام ہے۔ چنانچہ آپ جبل ابی قبیس پر تشریف لے گئے اور حج کا اعلان فرمایا جو لوگ ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے انھوں نے بھی اس اعلان کو سن کر لبیک اللھم لبیک کہا جس نے اس وقت جتنی بار لبیک کہی اسے اتنی ہی بار حج کی سعادت نصیب ہوگی اور جس نے لبیک نہیں کہی وہ حج نہ کرے گا۔
رجالاً راجل کی جمع ہے۔ پیدل۔ الضامر۔ البعیر المھزول الذی اتعبہ السفر۔ وہ دبلا پتلا اونٹ جس کو سفر نے درماندہ کر دیا ہو۔ عمیق کا معنی یہاں گہرا نہیں بلکہ بعید ہے۔

العمیق مسافۃ البعید

لِّيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ

[illegible]

عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۖ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا

[illegible]

۴۳ حج کرنے کی حکمت بیان ہو رہی ہے [illegible] دنیاوی منفعتوں سے بھی مالا مال ہو کر ہی یہ جائیں گے دینی برکت تو یہ ہے جس کا تذکرہ اس حدیث میں فرمایا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حج للہ فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ۔

[illegible] حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں [illegible] مجاہد کا قول ہے [illegible] والتجارۃ [illegible]

[illegible] عالم اسلام [illegible]

[illegible] سے ذی الحجہ کا عشرہ مراد ہے جیسا کہ حضرت علی، ابن عباس، حسن، قتادہ رضی اللہ عنہم کا قول ہے اور یہی مذہب ہے امام اعظم حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین کے نزدیک [illegible]

[illegible] واسطے کے لیے جائز نہیں۔

الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ﴿٢٨﴾ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ

مصیبت زدہ محتاج کو پھر چاہیے کہ دور کریں ٤٢ اپنا میل کچیل اور چاہیے کہ پوری کریں اپنی نذریں

وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿٢٩﴾ ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ

اور طواف کریں ٤٣ اس گھر کا جو بہت قدیم ہے ٤٤ یہ (حکم) ہو چکا ٤٥ اور جو شخص تعظیم کرے اللہ کی حرمتوں کی

فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۗ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى

٤٦ تو یہ بہتر ہے اس کے لیے اس کے رب کے ہاں۔ اور حلال کیے گئے تمہارے لیے چوپائے مگر ٤٧ جن کی حرمت پڑھی

عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ

گئی تم پر ٤٨ پس پرہیز کرو بتوں کی نجاست سے ٤٩ اور بچو جھوٹی بات

٤٢ حالت احرام میں حجامت کرنے، خوشبو اور تیل لگانے وغیرہ اور بلا ضرورت غسل کرنے کی ممانعت ہے جس کی وجہ سے میل بڑھ جاتی ہے۔ بال پراگندہ ہو جاتے ہیں۔ جسم پر میل کی تہیں جم جاتی ہیں۔ ارشاد ہے کہ جب احرام کھول دو تو اب تم حجامت بناؤ، غسل کرو، کپڑے بدلو اور میل کچیل کو دور کرو۔

٤٣ اس سے مراد طواف زیارت ہے۔

٤٥ اس کی ترکیب کی کئی صورتیں ہیں۔ سب سے آسان اور واضح صورت یہ ہے کہ یہ مفعول ہے فعل محذوف کا۔ تقدیر کلام یوں ہوگی احفظوا ذلک وذلک الذی امرتم من الاعمال (عکبری) ترجمہ اسی کے مطابق کیا گیا ہے۔

٤٦ خداتعالیٰ کی محترم چیزوں کی جو تعظیم کرتا ہے اور انہیں مقررہ آداب و شرائط کے ساتھ بجا لاتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ اس کا اجر عطا فرمائے گا اور اس کی یہ نیت اس کے لیے باعث خیر و برکت ہوگی۔

٤٧ کفار نے بہت سے جانوروں کو اپنے ہی من گھڑت ڈھکوسلوں سے حرام قرار دے رکھا تھا۔ جیسے بحیرہ، سائبہ وغیرہ۔ مسلمانوں کو بتایا جا رہا ہے کہ یہ سب تمہارے لیے حلال ہیں۔ حرام وہی جانور ہیں جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ ان کے علاوہ سب حلال ہیں تم انہیں مزے سے کھا سکتے ہو۔

٤٩ مسلمانوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ یہ بت جن کو مشرکین نے اپنا معبود بنا رکھا ہے یہ سراسر نجاست و غلاظت ہیں۔ ان سے دور بھاگو اور ہر قسم کی جھوٹی باتوں سے اجتناب کرو۔ کذب بیانی، جھوٹی شہادت، کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک ماننا، فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہنا یہ سب قول زور میں شامل ہیں۔

الزُّورِ ۝ حُنَفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ

ہے۔ بالکل یکسو ہو کر اللہ کے ہو جاؤ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہوئے اور جو شریک ٹھہراتا ہے اللہ کا

فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي

گویا وہ آسمان سے گر پڑا پھر اچک لیتے ہیں اسے پرندے یا پھینک دیتی ہے اسے ہوا

مَكَانٍ سَحِيقٍ ۝ ذَٰلِكَ وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِن

کسی دور جگہ میں۔ حقیقت یہ ہے۔ اور جو تعظیم کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی تو یہ تعظیم دلوں کے

تَقْوَى الْقُلُوبِ ۝ لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ

تقویٰ کی وجہ سے ہے۔ تمہارے لیے ان (قربانی کے جانوروں) میں فائدے ہیں ایک مقرر مدت تک پھر

حنفاء سے مراد کمال یکسوئی سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جانا۔ کسی کو اس کا شریک نہ ماننا نہ ذات میں نہ صفات میں۔ اس کی ذات عیب سے منزہ ہے۔ اس کی صفات قدیم اور ازلی ہیں۔ نیز جہاں کہیں بھی حسن و جمال یا کمال ہے کسی کو ملا ہے سب اسی نے عطا کیا ہے جو عطا کیا گیا ہے۔ علم، اختیار، حسن جو کچھ دوسروں کے پاس ہے وہ بخشش اسی کی ہے جب اس کے سوا ہر چیز اپنی تمام صفات کمال میں بلکہ اپنے وجود میں بھی اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے تو وہ اس کی شریک کیسے ہو سکتی ہے۔ ان دو باتوں پر یقین نہ کرنا سب سے بڑی حماقت اور جہالت ہے۔

مشرک کسی بھی حیثیت سے ہو انتہائی ذلیل ہے وہ تباہ و برباد ہو کر رہے گا۔ اس کی مثال یوں سمجھو کہ جو آسمان کی بلندی سے نیچے پھینک دیا گیا ہو یا ایسے شخص کے پاس کوئی سہارا نہیں ہے کہ وہ کسی چیز کو پکڑ سکے یا اسے شکاری پرندے ہوا میں ہی دبوچ کر اس کا تیا پانچا کر دیں گے اور اگر تیز ہوا کی لپیٹ میں آ گیا تو اس کی ہڈیاں چکنا چور ہو جائیں گی اور اس کا گوشت ریزہ ریزہ ہو جائے گا۔ دونوں صورتوں میں اس کی ہلاکت یقینی ہے۔ والعیاذ باللہ۔

علامہ ابن جریر لفظ شعائر کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ شعیرۃ کی جمع ہے اور شعیرۃ کہتے ہیں اس کو جس کا کسی ہے وہ علامت جس سے کسی چیز کو پہچان سکے۔ و شعیرۃ الشیء علامتہ جن چیزوں سے حق اور باطل کی شناخت ہو سکے ان کو شعائر اللہ کہتے ہیں۔

قرآن کریم میں صفا و مروہ کی پہاڑیوں، قربانی کے جانوروں کو اللہ تعالیٰ کے شعائر کہا گیا ہے ان کی تعظیم و تکریم کا حکم دیا گیا ہے۔ جس جس چیز کو شعائر اللہ میں شمار کیا جائے اس کی تعظیم اور ادب و احترام لازم ہے اور

مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا

[illegible] بیت عتیق کے قریب ہے۔ [illegible] ہر امت کے لیے [illegible] قربانی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ

وہ ذکر کریں اللہ کے نام کا ان [illegible] پر جو اس نے انہیں عطا فرمائے ہیں بے زبان مویشیوں میں سے پس تمہارا خدا خدائے

وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ اَسْلِمُوْا ؕ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ

واحد ہے تو اسی کے آگے سر جھکاؤ اور (اے حبیب) خوشخبری سنا دو عاجزی کرنے والوں کو وہ کہ جب ذکر کیا

وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِى

جاتا ہے اللہ کا تو کانپ اٹھتے ہیں ان کے دل اور صبر کرنے والے ہیں ان مصیبتوں پر جو انہیں پہنچتی ہیں اور صحیح ادا کرنے والے

الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ

ہیں نماز کو اور اس میں سے جو ہم نے انہیں دیا (ہماری راہ میں) خرچ کرتے ہیں اور قربانی کے اونٹ ہم نے بنایا ہے

[illegible] اور ہر امت کے لیے [illegible] مقصد یہ ہے کہ جب ان کو ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیں اور بہیمۃ کہتے ہیں بے زبان کو اور یہاں انعام کی قید اس لیے لگا دی کہ وحشی جانور نکل جائیں جو بہیمہ تو ہیں لیکن انعام میں نہیں جیسے گھوڑے [illegible]

[illegible] قربانی شریعت میں باہمی اختلاف کے باوجود سب کا عقیدہ میں یک دلی و یک زبانی ہے کہ لا الٰہ الا اللہ۔ اس لیے اپنی [illegible] سب اللہ تعالیٰ کے احکام کے آگے اپنی گردنیں جھکا دو۔

[illegible] پست اور نشیبی زمین کو لغت میں الخبت کہتے ہیں۔ الخبت المطمئن من الارض۔ مخبت وہ شخص ہے جو متواضع اور منکسر المزاج ہو اور غرور و تکبر کی [illegible]۔ قرآن کریم میں مخبت کا جو مفہوم ہے اس کی وضاحت اگلی آیت میں کر دی گئی ہے۔ جو لوگ ان صفات سے متصف ہیں ان کو خوشخبری سنانے کا حکم دیا جا رہا ہے۔

[illegible] اس آیت میں چند الفاظ تشریح طلب ہیں۔ بُدْن و بُدُن جمع ہے اور اس کا واحد بَدَنَۃ ہے جیسے ثُمُر و ثُمْر جمع ہے اور اس کا واحد ثَمَرَۃ ہے۔ بدنہ [illegible] ہے جس کا [illegible] ہے بدن الرجل بدنا [illegible] السمن۔ اس کا اطلاق صرف اونٹ پر ہوتا ہے یا گائے پر بھی۔ اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام شافعی کے نزدیک اس کا مصداق صرف اونٹ ہیں اور حضرت امام صاحب کے نزدیک اونٹ اور گائے دونوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ یہاں ذبح کا جو طریقہ بیان ہو رہا ہے وہ اونٹ کے ساتھ مخصوص ہے اس لیے یہاں بُدن سے مراد صرف اونٹ ہیں۔ صاحب قاموس اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ صواف اونٹ جس کا بایاں ہاتھ باندھ دیا جائے اور وہ اپنے تین پاؤں پر کھڑا [illegible]

مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ

بنایا ہے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے تمہارے لیے ان میں بھلائی ہے پس ذکر کیا کرو اللہ کا نام ان پر جبکہ وہ قطار میں کھڑے ہوں

فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ

پھر جب گر پڑیں اپنے پہلوؤں کے بل تو کھاؤ ان سے اور کھلاؤ قناعت کرنے والے اور سوال کرنے والے کو

كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا

اسی طرح ہم نے مسخر کر دیا ہے انہیں تمہارے لیے تاکہ تم احسان مانو۔ ہرگز نہیں پہنچتے اللہ کو ان کے گوشت

ہاتھ کے ساتھ کھڑا ہو اس کو صواف کہتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اونٹ ذبح کرنے کا یہی طریقہ منقول ہے کہ ارشاد کی یہی طرح کھڑا کر کے اس کے حلقوم میں زور سے نیزہ مارا جاتا ہے جس سے خون کا فوارہ نکلتا ہے۔ وجبت۔ اس کا معنی گرا۔ جب سورج غروب ہو جائے تو عرب کہتے ہیں وجبت الشمس۔ جب دیوار گر پڑے تو کہتے ہیں وجب الحائط۔ (قرطبی)

القانع الجالس فی بیته المتعفف یقنع بما یعطی ولا یسأل۔ وہ جو گھر میں بیٹھا رہے اور کسی کے آگے دست سوال دراز نہ کرے۔ المعتر الذی یسأل۔ وہ محتاج جو بھیک مانگے۔ [illegible] تشریح کے چند ابیات کے ضمن میں ملاحظہ فرمائیے۔

قربانی کے یہ اونٹ اور جانور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے بعض نشانیاں ہیں۔ ان میں تمہارے لیے دینی اور دنیوی فائدے ہیں۔ اونٹوں کو جب ذبح کرنے کے لیے قطار میں اس طرح کھڑا کرو تو ان پر اللہ تعالیٰ کا نام لو۔ نحر کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ کلمات پڑھا کرتے تھے: اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ اَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَلَکَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ۔ اور بعض احادیث میں یہ الفاظ ہیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَلَکَ۔ اور جب ان کے پہلو زمین پر لگ جائیں اور روح نکل جائے اور وہ ٹھنڈے ہو جائیں تو تمہیں اجازت ہے کہ ان کا گوشت پکا کر خود بھی کھاؤ اور ان مسکینوں کو بھی کھلاؤ جو قناعت کی چادر اوڑھے اپنے گھروں میں بیٹھے ہیں۔ کسی سے مانگ نہیں سکتے ہیں اور کسی کے سامنے ہاتھ پھیلاتے نہیں اور ان سائلوں کو بھی جو تمہارے پاس آکر مانگتے ہیں۔

ف ذرا غور کیجیے جب تم ذبح کرنے لگتے ہو تو یہ جانور خاموش کھڑے رہتے ہیں اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ تم ان کی گردن

وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۭ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ

اور نہ ان کے خون [illegible]

لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ۭ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ

[illegible]

يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ۝

[illegible]

چھری چلانے والے [illegible]

[illegible]

[illegible] ہو۔

[illegible] اور خیال کرتے کہ جب تک ایسا نہ کیا جائے ہماری قربانی قبول نہیں ہوتی اس آیت میں [illegible] قربانی کے جانوروں کے گوشت اور خون کی [illegible] اخلاص اور تقویٰ [illegible] تمہارے دل میں جتنا اخلاص زیادہ ہوگا [illegible]

[illegible] امام راغب اصفہانی [illegible] فادفعوا الیهم اموالهم [illegible] عن [illegible] ان اللّٰه یدافع عن الذین امنوا [illegible]

یہاں [illegible] عن [illegible] ہے تو اس کا مطلب [illegible] اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ان کے شامل حال ہوگی [illegible] گی۔

اس آیت [illegible]

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَقَدِيرٌ ۝ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا

پر قادر ہے . وہ مظلوم جن کو نکال دیا گیا ان کے گھروں سے ناحق ۵۸ صرف اسی بات پر کہ [illegible]

رَبُّنَا اللَّهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ

کہ ہمارا رب اللہ ہے . اور اگر [illegible] لوگوں کا [illegible] ایک کے [illegible] کی [illegible]

صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا

[illegible] اور گرجے اور [illegible] اور مسجدیں جن میں [illegible] کا نام [illegible] کثرت سے لیا جاتا ہے ۔

[illegible] مسلمانوں کے [illegible] کا احساس [illegible] ہو گیا ہوگا۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]　　[illegible]

۵۸ مظالم کی طویل فہرست سے ایک ظلم کا ذکر فرمایا کہ انہیں بلاوجہ ان کے گھروں سے نکال دیا گیا۔ [illegible] کسی کے قتل [illegible] ان کا ایک جرم تھا [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible]

۵۹ [illegible] ایک عالمی اصول بیان فرمایا جا رہا ہے کہ طاقت کا توازن برقرار رکھنے میں ہی تمام [illegible] طاقت [illegible] دنیا [illegible] نہیں [illegible] صرف [illegible] عبادت خانے [illegible] محبت [illegible] طاقت کا توازن [illegible] اجازت [illegible] طاقت کا توازن [illegible] اجازت

وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ اَلَّذِيْنَ

اور اللہ تعالیٰ ضرور مدد فرمائے گا اس کی جو [illegible] شہ بیشک اللہ تعالیٰ قوت والا [illegible] سب پر غالب ہے۔ وہ لوگ کہ اگر ہم

اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا

انہیں قدرت بخشیں شہ زمین میں تو وہ صحیح صحیح ادا کرتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور حکم کرتے ہیں

دنیا والی سیاست کے عالمی اصول کے عین مطابق ہے تاکہ وہ اپنے تحفظ کے ساتھ اسلام کے [illegible] کر سکیں تاکہ اس کے سایہ عاطفت میں باقی قومیں بھی پناہ لیں۔ سب کی جان مال اور آبرو اور ان کے مذہبی عبادت خانوں کا تحفظ کیا جا سکے۔ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اسلامی حکومت کے پیش نظر صرف مسلمانوں کا تحفظ ہی مقصود نہیں اور صرف مساجد کی [illegible] مطلوب نہیں [illegible] اسلامی حکومت سب کے تحفظ کی ذمہ دار ہوگی۔

صوامع صومعہ کی جمع ہے۔ تارک الدنیا راہبوں کی عبادت کے حجرے۔

بیع۔ بیعۃ کی جمع ہے۔ عیسائیوں کے گرجے۔

صلوات یہودیوں کے عبادت خانے [illegible]

شہ اللہ تعالیٰ کی مدد کس کے شامل حال ہوتی ہے۔ اس کا بیان فرمایا جا رہا ہے [illegible] اشاعت کرتے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نکرد
اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

شہ وہ ان لوگوں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝٤١ وَاِنْ

اور لوگوں کو نیکی کا [illegible] اور روکتے ہیں [illegible] برائی سے اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہے سب کاموں کا انجام اور اگر [illegible]

يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ۝٤٢ وَ

جھٹلاتے ہیں [illegible] پس جھٹلا چکی ان سے پہلے قوم نوح اور عاد اور ثمود اور

قَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ۝٤٣ وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى

قوم ابراہیم نے اور قوم لوط نے اور مدین کے رہنے والوں نے [illegible] موسیٰ

فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝٤٤ فَكَاَيِّنْ

[illegible] میں نے مہلت دی ان کافروں کو [illegible] پھر میں نے پکڑا [illegible] میرا عذاب [illegible]

مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا

کتنی بستیاں ہیں جن کو ہم نے تباہ و برباد کر دیا [illegible] تو اب وہ گری پڑی ہیں اپنی چھتوں پر

وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ۝٤٥ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

اور کتنے کنویں ہیں جو بیکار ہو چکے ہیں [illegible] اور کتنے [illegible] محل [illegible] کیا [illegible] سیر [illegible]

[illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دے رہے ہیں۔

[illegible] یہ جملہ حالیہ ہے [illegible] اور اهلکنا [illegible] فعل کا مفعول ہے۔

[illegible] معطلۃ [illegible] مشید [illegible] من الشید وھو الجص (مظہری)

فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا

نہیں کی ہیں تاکہ ان کھنڈرات کو دیکھ کر ان کے دل ایسے ہو جاتے جن سے وہ حق کو سمجھ سکتے اور کان ایسے ہو جاتے جن سے نصیحت

فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي

سن سکتے حقیقت یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں

الصُّدُورِ ﴿٤٦﴾ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَن يُخْلِفَ اللَّهُ وَعْدَهُ

ہوتے ہیں ۴۳ یہ لوگ جلدی طلب کر رہے ہیں آپ سے عذاب ۔ اور ہرگز نہیں اللہ تعالیٰ خلاف ورزی نہیں کرے گا

وَإِنَّ يَوْمًا عِندَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ﴿٤٧﴾ وَكَأَيِّن

اپنے وعدہ کی ۔ اور بے شک ایک دن تیرے رب کے ہاں ۴۴ ایک ہزار سال کی طرح ہوتا ہے جس حساب سے تم شمار کرتے ہو اور کتنی

مِّن قَرْيَةٍ أَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ أَخَذْتُهَا وَإِلَيَّ

بستیاں تھیں ۴۵ جنہیں میں نے مہلت دی حالانکہ وہ ظالم تھیں پھر میں نے جب چاہا انہیں آ پکڑا

الْمَصِيرُ ﴿٤٨﴾ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٤٩﴾

پکڑ لیا اور میری طرف ہی سب نے لوٹنا ہے ۔ آپ فرمائیے اے لوگو! میں تو صرف تمہیں کھلا کھلا ڈرانے والا ہوں

ع ۱۲

---

۴۳ کتنی بڑی حقیقت کا اظہار ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔ شرّ العمى عمى القلب۔ دل کا اندھا ہونا سب سے بڑا اندھا پن ہے۔

۴۴ جو قوم بدکاریوں سے باز نہیں آتی اسے ان کے انجام سے ضرور دوچار ہونا پڑتا ہے لیکن اعمال کی کھیتی ایسی نہیں کہ صبح بوئی اور شام کو کاٹ لی۔ اس کے لیے مناسب وقت درکار ہوتا ہے۔ قومیں اپنے عروج و زوال کی منزلیں دنوں اور مہینوں میں طے نہیں کیا کرتیں بلکہ اس کے لیے صدہا سال درکار ہوتے ہیں۔ ہزار سال کی مدت اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک دن کے برابر ہے اس لیے تمہارے خیال سے اگر نزول عذاب میں تاخیر ہو گئی ہے تو میرے رسول کی تکذیب نہ کرو تمہیں جو مہلت ملی ہے۔

۴۵ پہلے بھی بدکار قوموں پر فوراً عذاب نہیں آیا بلکہ انہیں طویل مہلت دی گئی تھی ۔

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ

سو جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے ان کے لیے مغفرت بھی ہے اور عزت کی روزی بھی۔

كَرِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ

اور جو لوگ ہماری آیات کو نیچا دکھانے کی کوشش کرتے ہیں وہی اہل

الْجَحِيْمِ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ

دوزخی ہیں۔ اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول اور نہ کوئی نبی بھیجا مگر

ف اللہ تعالیٰ آپ کو تسلی دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ آپ سے پہلے بھی جتنے رسول اور نبی مبعوث ہوئے ان کے ساتھ یہی معاملہ ہوا کہ جب انہوں نے ہماری آیات لوگوں کو پڑھ کر سنائیں تو شیطان نے ان لوگوں کے دلوں میں ان آیات کے بارے میں طرح طرح کے شکوک و شبہات پیدا کر دیے۔ بجائے اس کے کہ وہ ان آیات کو قبول کرتے، ان کے خلاف محاذ قائم کر لیا اور اعتراضات کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ یہی مضمون متعدد دوسری آیات میں بھی بیان ہوا ہے وان الشیاطین لیوحون الی اولیاءھم لیجادلوکم یعنی شیطان اپنے چیلوں کے دلوں میں طرح طرح کے وسوسے ڈالتے ہیں تاکہ وہ تمہارے ساتھ بحث مباحثہ شروع کر دیں۔ دوسری آیت میں ہے وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین الانس والجن یوحی بعضھم الی بعض زخرف القول غرورا یعنی اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے سرکش انسانوں اور جنوں کو دشمن بنا دیا جو دوسرے لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے ایسی باتیں سکھاتے ہیں جو بظاہر بڑی دلکش ہوتی ہیں۔

پہلے شیاطین جن و انس نے جو سلوک پہلے انبیاء کے ساتھ کیا تھا بعینہٖ وہی رویہ قریش کے مشرکین نے اختیار کیا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی حرمت علیکم المیتۃ ... تو مشرکین نے اس پر یہ اعتراض جڑ دیا کہ عجیب بات ہے جس جانور کو یہ خود مارتے ہیں اس کو تو حلال اور پاک کہتے ہیں اور جسے اللہ نے مارا وہ ان کے نزدیک حرام اور پلید ہے۔ جب مردار کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو ان کی دیکھا دیکھی [illegible] صاف [illegible] کے لیے حلال ہے اور مردہ حرام [illegible] ایک کو حرام اور دوسری کو حلال کر دیا جائے۔ اسی قسم کے متعدد واقعات ہیں جن کے متعلق شیطان نے [illegible] اور اسلام کے خلاف [illegible] پروپیگنڈا کی [illegible] لیکن اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کاملہ سے ان کے دلائل [illegible] دیتا اور حق کی روشنی [illegible] آیت کا یہ مفہوم [illegible] سیاق و سباق کے عین مطابق ہے کسی قسم کا [illegible] بعض تفاسیر میں ایک روایت [illegible] ہو جانے [illegible] آتے

کا مطلب یہ ہے کہ [illegible] اگر آں صاحب [illegible] قرآن [illegible] ایک [illegible] آیت کا اس طرح [illegible] یہ روایت بخاری [illegible]

کیا [illegible] ہے [illegible]

[illegible]

[illegible] رشک [illegible] نہیں [illegible] کی طرح پھینک دیا جاتا ہے [illegible] تفسیر [illegible] روایات میں اس واقعہ [illegible] قرآن [illegible] بات کو [illegible] کرتے ہیں [illegible]

[illegible] روایت [illegible]

[illegible]

علامہ ابو حیان اندلسی نے بھی البحر المحیط میں اس روایت کو بڑی تفصیل سے [illegible] ہے اور [illegible] سلسلہ روایت پر بحث کرنے کے بعد لکھتے ہیں [illegible] سب کی سب باطل ہیں ان کا کوئی ثبوت نہیں [illegible] ایک [illegible] قطعاً [illegible] صحیح [illegible] آخر میں فرماتے ہیں کہ اگر [illegible] سند صحیح بھی ثابت ہو جائے تو [illegible] ناقابل اعتبار ہوگی کیونکہ [illegible] آیات قرآن کے بھی خلاف ہے اور اس کی کوئی صحیح سند بھی نہیں ہے ان حالات میں اہل نظر کے لیے کب قابل التفات ہو سکتی ہے وعلامہ سید محمود الآلوسی مصنف روح المعانی علیہ الرحمہ نے قاضی عیاض کا یہ قول نقل کیا ہے:۔

ان الامة اجمعت فيما طريقه البلاغ انه معصوم فيه من الاخبار عن شيء بخلاف ما هو عليه لا قصدا ولا عمدا ولا سهوا ولا غلطا یعنی امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ تبلیغ احکام الٰہی میں حضور [illegible] نہیں ہو سکتی نہ قصداً نہ عمداً نہ سہواً نہ غلطاً ان سب صورتوں میں آپ معصوم ہیں۔

علامہ آلوسی نے دیگر اقوال کے ساتھ امام ابو منصور ماتریدی کا یہ قول بھی نقل کیا ہے

وذكر الشيخ ابو منصور الماتريدي في كتاب "حصص الاتقياء" ان الصواب ان قوله تلك الغرانيق العلى من جملة ايحاء الشيطان الى اوليائه من الزنادقة [illegible] وحضرة الرسالة بريئة من شر هذه الرواية۔ (روح المعانی)

یعنی تلك الغرانيق العلى والا جملہ ان میں سے ایک بات ہے جو شیطان اپنے چیلوں کے دلوں میں ڈالتا ہے تاکہ لوگوں کو اسلام سے برگشتہ کریں۔ جناب رسالتمآب اس قسم کی روایتوں سے مبرا اور منزہ ہیں۔ قاضی ابوبکر ابن العربی المالکی جب اس آیت کی تفسیر کرنے لگے ہیں تو اس روایت کا ذکر کرکے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کی آنکھوں میں خون اتر آیا ہے اور دل کا چین لٹ گیا ہے اور بے قرار ہو گیا ہے [illegible] روش کے باعث [illegible] اس روایت کو باطل کرنے کے لیے ایک مستقل فصل لکھی ہے جس کا عنوان ہی ہے تنبيه الغبي على مقدار النبي اور لکھتے ہیں ونرجو به عند الله سبحانه في مقام الزلفى کہ اس فصل کے لکھنے سے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقام قرب میں مجھے [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت [illegible] ہوگی تو آپ کی اس فصل کا پورا ترجمہ یہاں پیش کرنا [illegible] درخواست ہے کہ خود اس فصل کا مطالعہ کریں۔

یہ امر بھی قابل غور ہے کہ یہ آیت مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی اور سورۃ النجم کا نزول اور یہ قصہ جو گھڑا گیا ہے اس کا وقوع ہجرت سے پہلے کئی سال مکہ مکرمہ میں ہوا تو [illegible] حضور [illegible] ایک لمحہ [illegible] حزن و ملال جو اس کو گوارا کر سکے [illegible] تسلی کے لیے [illegible] کوئی آیت نازل نہ ہوئی اور کئی سالوں کے بعد تسلی [illegible] آیت نازل کی گئی یہ عجیب بات کوئی صاحب عقل سلیم تسلیم کر سکتا

إِذَا تَمَنَّىٰٓ أَلْقَى ٱلشَّيْطَٰنُ فِىٓ أُمْنِيَّتِهِۦ فَيَنسَخُ ٱللَّهُ مَا يُلْقِى

اس کے ساتھ یہ ہوا کہ جب وہ اپنے دل میں کوئی آرزو کرنے لگا شیطان نے اس کی آرزو میں کچھ ملا دیا، پس اللہ تعالیٰ دور کر دیتا ہے جو دخل اندازی

ٱلشَّيْطَٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ ٱللَّهُ ءَايَٰتِهِۦ ۗ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ لِّيَجْعَلَ

شیطان کی ہے[۱] پھر اپنی باتیں پکی کر دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔ یہ اس لیے

مَا يُلْقِى ٱلشَّيْطَٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِينَ فِى قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَٱلْقَاسِيَةِ

اس لیے کہ اللہ تعالیٰ شیطانی ملاوٹ کو ان لوگوں کی آزمائش کا ذریعہ بنا دے[۲] جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل

قُلُوبُهُمْ ۗ وَإِنَّ ٱلظَّٰلِمِينَ لَفِى شِقَاقٍۭ بَعِيدٍ ۝ وَلِيَعْلَمَ ٱلَّذِينَ

سخت ہیں۔ اور بیشک ظالم لوگ مخالفت میں بہت دور نکل چکے ہیں۔ یہ اس لیے بھی کہ جنہیں علم

جیسا کہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ شیطان خواب میں میری صورت میں کسی کو دکھائی نہیں دے سکتا، تو مسلمانوں کو حضور کی شکل میں یہ دھوکہ دے سکے تو اس کی یہ مجال کہ آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری کر دے۔

وقد صح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من رآنی فی المنام فقد رآنی فان الشیطان لا یتمثل بی۔

اصل واقعہ جو بخاری و دیگر کتب حدیث میں ہے وہ صرف اتنا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مجمع عام میں سورۂ نجم پڑھی اور اس میں آیت سجدہ آنے کی وجہ سے آخر میں سجدہ کیا تو تمام حاضرین نے بھی، سوائے ایک شخص کے، سب سجدہ میں گر پڑے کیونکہ کلام الٰہی ہی ایسا مؤثر تھا جس کو سن کر کافر بھی بے ساختہ سجدے میں گر پڑے۔ ایسی بات تھی جس کو راویوں نے وضع و تحریف سے کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ [illegible] الشیطان [illegible] ولیجعله [illegible] الی اللہ [illegible] سحرا۔

[۱] آیات قرآنی یا احکام شرعی کے متعلق شیطان لوگوں کے دلوں میں جو وسوسے ڈالا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے اس کا ازالہ فرما دیتا ہے اور لوگوں کے دلوں کا یقین پھر تازہ ہو جاتا ہے۔

[۲] یعنی آیات قرآنی کے متعلق شیطان کی وسوسہ اندازیوں سے وہی لوگ فتنے میں مبتلا ہوتے ہیں جن کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہوتی ہے اور جن کے قلب سخت ہو چکے ہیں۔ ایسے ہی لوگ ان شبہات کے باعث حق کو ٹھکرا دیتے ہیں اور گمراہی کا باعث بنتے ہیں۔ (احسن البیان)

أُوتُوا الْعِلْمَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوا بِهِ فَتُخْبِتَ لَهُ

وہ لوگ جنہیں علم دیا گیا ہے کہ یہ حق ہے آپ کے رب کی طرف سے تاکہ ایمان لائیں اس کے ساتھ پس جھک جائیں

قُلُوبُهُمْ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَهَادِ الَّذِينَ آمَنُوا إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ

اس کے لئے ان کے دل اور بے شک اللہ تعالیٰ ہدایت دینے والا ہے ان کو جو ایمان لائے سیدھے راستہ کی طرف ۔

وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ

اور ہمیشہ شک میں مبتلا رہیں گے کفار فلہ اس کے بارے میں یہاں تک کہ آجائے ان پر قیامت

بَغْتَةً أَوْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيمٍ ۝ الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ

اچانک یا آجائے ان پر عذاب منحوس دن کا ۔ حکومت اس روز اللہ تعالیٰ کی ہی ہوگی

يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي جَنَّاتِ

فلہ وہی فیصلہ فرمائے گا ان کے درمیان پس جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے تو وہ نعمت اور چین

فلہ اہل علم ان وسوسوں کا شکار نہیں ہوتے بلکہ آیات قرآنی میں ہدایت کا جو نور درخشاں ہے اس سے ان کے دل روشن ہو جاتے ہیں وہ سمجھ جاتے ہیں کہ یہ پیغام الٰہی ہے اور ان کا حضور و خشوع اور زیادہ ہو جاتا ہے ۔

فلہ کفار ہمیشہ شک و شبہ کے دلدل میں پھنسے رہیں گے یہاں تک کہ ان کی موت آجائے یا عذاب الٰہی ان کو آدبوچے گا یا قیامت آجائے گی عقیم اس عورت کو کہتے ہیں جس کی اولاد نہ ہو ۔ وہ دن جس کے بعد رات نہ ہو اس کے بعد کوئی دن طلوع نہ ہو اس کو بھی یوم عقیم کہتے ہیں جب کسی قوم پر تباہی نازل ہوتی ہے تو اس کی زندگی کا وہ ایسا دن ہوتا ہے جس کے بعد ان کے لیے کوئی دن طلوع نہیں ہوتا ان کا وجود منقطع ہو جاتا ہے اس لیے اس کو یوم عقیم کہا گیا ۔ وقیل ان عقیما من کل خیر ۔ (قرطبی)

یوم عقیم سے مراد قیامت بھی لیا گیا ہے ۔ قال ضحاک عذاب یوم لا لیلۃ لہ وھو یوم القیامۃ ۔

فلہ بادشاہی اور حکمرانی تو آج بھی اللہ تعالیٰ کی ہے اس کے حکم کے بغیر پتہ بھی حرکت نہیں کر سکتا لیکن آج کئی ایسے سرکش بھی ہیں جو [illegible] شاہی سلطنت کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن قیامت کے روز سب جھوٹے دعویداروں کی زبانیں گنگ ہو جائیں گی [illegible] ۔ [illegible]

النَّعِيمِ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ

[illegible] باغوں میں رہا کریں گے۔ اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو [illegible] نصیب میں [illegible] عذاب

مُهِينٌ ۝ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا

ہوگا اور جن لوگوں نے ہجرت کی راہ خدا میں پھر [illegible] قتل کیے گئے یا مر گئے

لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللَّهُ رِزْقًا حَسَنًا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۝

[illegible] انہیں اللہ تعالیٰ اچھی روزی اور بیشک اللہ تعالیٰ ہی سب سے بہتر روزی دینے والا ہے

لَيُدْخِلَنَّهُم مُّدْخَلًا يَرْضَوْنَهُ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ حَلِيمٌ ۝

وہ ضرور [illegible] جگہ جسے وہ پسند کریں گے [illegible] اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بردبار ہے۔

[illegible]

ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ

یہی بات ہے اور جس نے بدلہ لیا اتنا ہی جتنی تکلیف اسے دی گئی تھی پھر اس پر زیادتی کی گئی اس پر تو

لَيَنْصُرَنَّهُ اللَّهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ ﴿٦٠﴾ ذٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ يُولِجُ

اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مدد فرمائے گا بیشک اللہ تعالیٰ بہت معاف کرنے والا بہت بخشنے والا ہے یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ داخل

اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَأَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ

کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا سب کچھ

بَصِيرٌ ﴿٦١﴾ ذٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ

دیکھنے والا ہے یہ اس لیے بھی کہ اللہ تعالیٰ ہی برحق ہے اور جس کو یہ پوجتے ہیں اس کے

دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴿٦٢﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ

سوا وہ سراسر باطل ہے اور اللہ تعالیٰ ہی ہے جو سب سے بلند اور سب سے بڑا ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ

اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَتُصْبِحُ الْأَرْضُ مُخْضَرَّةً ۚ

اللہ تعالیٰ نے اتارا آسمان سے پانی تو ہو جاتی ہے زمین سرسبز و شاداب۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ثہ اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کی ایک مثال کی طرف مخاطب کو متوجہ کیا جا رہا ہے

إِنَّ اللّٰهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ﴿٦٣﴾ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ

بیشک اللہ تعالیٰ بڑا باریک بین ہر بات سے باخبر ہے۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے شہ

وَإِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٦٤﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُم مَّا

اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو سب سے بے نیاز ہے سب تعریفوں کا مستحق۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے مسخر کر دیا ہے تمہارے

فِي الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَيُمْسِكُ السَّمَاءَ

لیے جو کچھ زمین میں ہے اور کشتیاں بھی جو چلتی ہیں سمندر میں اس کے حکم سے اور وہی روکے ہوئے ہے آسمان کو

أَن تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۗ إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ

کہ گر نہ پڑے زمین پر مگر اس کے اذن سے۔ بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ بڑی مہربانی فرمانے والا

رَّحِيمٌ ﴿٦٥﴾ وَهُوَ الَّذِي أَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۗ

بیحد رحم فرمانے والا ہے۔ اور وہی ہے جس نے تمہیں زندگی دی شہ پھر مارے گا تمہیں پھر زندہ کرے گا تمہیں۔

ع ٩ ١٥

شہ ہر چیز جو کہیں بھی ہے پیدا بھی اسی نے کیا ہے اور اس کے بقا کا بھی وہی ضامن ہے۔

شہ اپنی قدرت و حکمت بیان فرمانے کے بعد اب چند عنایات و احسانات کا ذکر فرمایا۔ دیکھو مسخر کر دیے تمہارے لیے احسانات فرمائے ہیں۔ جن کی شفقت اور بے پایاں رحمت کا تم آسانی سے اندازہ لگا سکتے ہو۔

شہ اگر یہ سب کچھ ہوتا۔ کائنات کی یہ ساری رونقیں ہوتیں لیکن تمہیں پیدا نہ کیا جاتا تو تم ان سے کیسے لطف اندوز ہو سکتے۔ تم پر اس سے مزید کرم یہ فرمایا کہ تمہیں زندگی دی، صحت و طاقت دی تاکہ تم ان گوناگوں احسانات سے مستفیض ہو سکو۔ لیکن یہ زندگی جس کی مقدار [illegible] تمہیں [illegible] کر دیا جانے والا ہے۔ پھر اس کے بعد تمہیں موت کا ذائقہ چکھنا ہوگا۔ اس کے بعد پھر تمہیں زندہ کیا جائے گا اور یہ زندگی ابدی ہوگی۔ عقلمند وہ شخص ہے جو اس کتاب [illegible] ہے۔ اپنے مستقبل کو درخشاں بنانے کے لیے کوشاں ہو۔ جو اس دنیا کے ہنگاموں میں ایسا کھو جائے کہ زندگی کا اسے ہوش ہی نہ رہے اسے کوئی دانا نہیں کہہ سکتا۔

إِنَّ الْإِنسَانَ لَكَفُورٌ ۝ لِّكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ

بیشک انسان بڑا ناشکرا ہے۔ ہر امت کے لیے ہم نے مقرر کر دیا ہے عبادت کا طریقہ ؎ جس کے مطابق وہ

فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْأَمْرِ ۚ وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ ۖ إِنَّكَ لَعَلَىٰ هُدًى

عبادت کرتے ہیں تو نہ جھگڑیں یہ لوگ آپ سے اس معاملہ میں اور آپ بلاتے رہیے اپنے رب کی طرف بیشک آپ ہی

مُّسْتَقِيمٍ ۝ وَإِن جَادَلُوكَ فَقُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝

سیدھی راہ پر ہیں۔ اور اگر وہ آپ سے جھگڑا کریں ؎ تو آپ فرمائیے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو تم کر رہے ہو۔

اللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝

اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا تمہارے درمیان قیامت کے دن ان امور کے متعلق جن میں تم اختلاف کرتے رہتے ہو۔

؎ یہ احسانات جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے ان کے پیش نظر تقاضا تو یہ تھا کہ [illegible] محسن کی چوکھٹ پر ہمیشہ سر نیاز جھکائے رہتا [illegible] اس ناشکری اور [illegible] کی انتہا ہے کہ حضرت انسان کی [illegible] اصل [illegible] ڈال دیے ہیں۔

؎ آپ سے پہلے جو رسول بھی بھیجا گیا اسے اس کی قوم کے مخصوص حالات کے پیش نظر ایک نظام شریعت عطا کیا گیا۔ [illegible] کے مطابق آپ کو بھی شریعت کا ایک [illegible] دستور عطا [illegible] اور اسلام کے [illegible] ہر زمانہ کے تقاضوں سے [illegible] اس لیے کسی کو [illegible] مناسب نہیں کہ احکام شریعت کے اختلاف کو وجہ نزاع [illegible] آپ اپنا فرض ادا کرتے رہیے اور کسی کی ضد اور کج روی کی پرواہ نہ کیجیے۔ [illegible] آپ کا [illegible] نہیں بگاڑ سکتا۔

؎ اگر اس کے باوجود بھی وہ جھگڑا [illegible] تو آپ اپنا قیمتی وقت [illegible] کرنے کی ضرورت [illegible] کہہ دیجیے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کرتوتوں سے خوب واقف ہے۔ قیامت کا دن آنے والا ہے وہ [illegible] فیصلہ فرمائے گا اور [illegible] واضح ہو جائے گا۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں وفی ھذہ الآیۃ ادب حسن علمہ اللہ عبادہ فی الرد علی من جادل تعنتا ومراء ان لا یجاب ولا یناظر ویدفع بھذا القول الذی علمہ اللہ لنبیہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ایک عمدہ ادب سکھایا ہے کہ جو شخص محض تعصب اور جھگڑا کرنے کے شوق میں تم سے بحث کرنا چاہے اسے کوئی جواب نہ دو اور نہ اس کے ساتھ مناظرہ کرو بلکہ تمام [illegible] کے جواب میں صرف یہ بات کہہ دو

أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۗ إِنَّ

کیا آپ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے بیشک یہ سب کچھ

ذَٰلِكَ فِي كِتَابٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۝ وَيَعْبُدُونَ

ایک کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ بیشک یہ (سب کچھ جاننا اور لکھنا) اللہ تعالیٰ پر آسان ہے اور وہ پوجتے ہیں

مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَمَا لَيْسَ لَهُم

اللہ تعالیٰ کے سوا ان کو نہیں اتاری جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کوئی سند اور انہیں جن کے بارے میں ان کو

بِهِ عِلْمٌ ۗ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِن نَّصِيرٍ ۝ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ

علم نہیں۔ اور نہیں ہے ظلم کرنے والوں کا کوئی مددگار۔ اور جب تلاوت کی جاتی ہیں ان کے سامنے

آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِ الَّذِينَ كَفَرُوا الْمُنكَرَ ۖ يَكَادُونَ

ہماری آیتیں صاف صاف تو آپ پہچان لیتے ہیں منکروں کے چہروں پر ناپسندیدگی کے آثار۔ قریب ہے کہ وہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم کو خطاب فرمایا ہے۔

جب وہ سب کچھ جانتا ہے تو ان معاندین کے اعمال اور نیتیں اس سے کیسے مخفی رہ سکتی ہیں۔

کفار و مشرکین جن بتوں کو اپنا خدا مانتے ہیں وہ ان کی پوجا کیا کرتے ہیں اس کے لیے ان کے پاس نہ کوئی نقلی دلیل ہے نہ عقلی۔ پھر ایسے ظالموں اور جفا کاروں کی کون مدد کر سکتا ہے۔

آیت قرآنی کی جب تلاوت کی جاتی ہے تو اہل ایمان خوش ہوتے ہیں اور کلام الٰہی کی شیرینی اور شیفتگی ان کے رگ رگ میں سما جاتی ہے لیکن یہ لوگ حسد سے کفر و شرک کے باعث اپنے دل ہی دل میں پیچ و تاب کھاتے رہتے ہیں جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی آیات بینات پڑھی جاتی ہیں تو ان کے چہروں پر ناگواری اور ناپسندیدگی کے آثار نمایاں ہوتے ہیں اور اگر ان کا بس چلے تو پڑھنے والے پر حملہ کر کے اس کی تکا بوٹی کر دیں۔

المنکر العنف والعبوس ۔ ناراضگی اور ناگواری ۔ یسطون شدۃ البطش ۔

يَسْطُونَ بِالَّذِينَ يَتْلُونَ عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا ۗ قُلْ أَفَأُنَبِّئُكُم بِشَرٍّ

حملہ کر بیٹھیں ان لوگوں پر جو پڑھتے ہیں ان کے سامنے ہماری آیتیں۔ آپ فرمائیے کیا میں بتاؤں تمہیں اس

مِّن ذَٰلِكُمُ ۗ النَّارُ وَعَدَهَا اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ وَبِئْسَ

سے زیادہ بری چیز، وہ آگ ہے۔ وعدہ کیا ہے اس کا اللہ نے ان لوگوں سے جنہوں نے کفر کیا۔ اور وہ بہت

الْمَصِيرُ ﴿۷۲﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ ۚ إِنَّ ع ۱۴

برا ٹھکانہ ہے۔ اے لوگو! ایک مثال بیان کی جاتی ہے پس غور سے سنو اسے۔ بے شک جن

الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَن يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا

معبودوں کو تم پکارتے ہو اللہ کو چھوڑ کر وہ ہرگز پیدا نہیں کر سکتے ایک مکھی بھی اگرچہ وہ سب جمع ہو جائیں

۷۲ یعنی قرآن کریم کی آیت سن کر تمہارا [illegible] غصے سے [illegible] کا حال ہو جاتا ہے اور ماتھے پر تمہاری تیوریاں چڑھ جاتی ہیں کیا میں تمہیں ایسی چیز بتاؤں جو اس ناپسندیدہ چیز سے بھی کہیں زیادہ خوفناک اور ہولناک ہے وہ دوزخ کی آگ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہوا ہے جس کے شعلے تمہیں جلانے کے لیے بے تاب کھڑے ہیں۔ مگر تم نے عقل و ہوش [illegible] سے کام لینا ترک کر دیا۔ کیا تو یاد رکھنا [illegible] دوزخ کا ۷۳ پہلی آیت میں یہ بتایا گیا کہ مشرکین جن معبودوں کی عبادت کرتے ہیں اس کے لیے ان کے پاس نہ کوئی نقلی دلیل ہے نہ عقلی۔ یہ محض ان کی جہالت اور حماقت کا نتیجہ ہے۔ اب ان کے اس عمل کی قباحت کو ایک مثال سے واضح کیا جا رہا ہے تاکہ ان پر ان کی اپنی حماقت اور جہالت آشکارا ہو جائے اور وہ اس سے باز آ جائیں۔ انہیں بتایا جا رہا ہے کہ جن بے جان بتوں کو تم نے اپنا معبود بنا رکھا ہے [illegible] ان کی حقیقت پر کبھی تم نے غور کیا کہ وہ کتنے بے بس ہیں [illegible] ایک مکھی کی [illegible] کمزوری کا یہ حال ہے۔ پھر فرمایا مکھی بنانا تو درکنار۔ یہ اتنی طاقت بھی نہیں رکھتے کہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے تو وہ اس سے واپس لے سکیں۔ جن معبودوں کی بے بسی کا یہ عالم ہے [illegible] اشرف المخلوقات ہے اور جسے [illegible] کی صلاحیتیں بخشی گئی ہیں [illegible] اپنا معبود بنا لے تو دنیا میں اس سے بڑی حماقت اور ظلم نہیں ہو سکتا الذین تدعون سے مراد وہ بت ہیں جن کی وہ پرستش کیا کرتے تھے [illegible] الذین تدعون من دون اللہ (قرطبی)

علامہ آلوسی لکھتے ہیں ان الذین تدعون [illegible] آلہۃ [illegible] من دون اللہ [illegible] الاصنام۔

لَهٗ ۭ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْــــًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ۭ ضَعُفَ

اس کو مل کر ۔ اور اگر چھین لے ان سے مکھی کچھ چیز تو اس کو نہیں چھڑا سکتے اس سے [illegible]

الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

[illegible] طالب اور [illegible] مطلوب ہے ۔ [illegible] اللہ کی [illegible] قدر [illegible] بے شک اللہ تعالیٰ

لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰۗىِٕكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] فرشتوں میں سے [illegible] انسانوں سے بھی

النَّاسِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ

[illegible] بے شک اللہ تعالیٰ سب [illegible] والا ہے ۔ وہ جانتا ہے [illegible] ان کے آگے ہے اور

مَا خَلْفَهُمْ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

[illegible] ان کے پیچھے ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف [illegible] ۔ اے ایمان والو

ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ

رکوع کیا کرو اور سجدہ کیا کرو اور عبادت کرو [illegible]

ف [illegible]

ف [illegible]

ف [illegible]

[illegible]

ف [illegible]

تُفْلِحُوْنَ ۩ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۭ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ

کامیاب ہو جاؤ۔ اور جہاد کرو (کوشش کرو) اللہ تعالیٰ کی راہ میں جیسے اس کی راہ میں کوشش کرنے کا حق ہے[۹۲] اس نے چن لیا ہے تمہیں[۹۳]

نماز روزوں کی سکت نہیں کا شوق کہ جن ادائیگیوں کی جیسی بھی ہو سکے ہر کوئی اپنی قوت صلاحیت کے مطابق بجا لائے۔ یہی وجہ ہے اس کی ایسی بندگی کا حکم دیا جا رہا ہے جو صرف سال میں ایک بار ادا ہو، یا جو چند رسوم میں مقید ہو، جو مساجد و عبادت گاہوں کے دروازوں پر آکر ختم ہو جائے بلکہ ایسی بندگی جس کا زندگی کے ساتھ گہرا اور مستقل تعلق ہے۔ بندگی کا آفتاب جس راہ پر گامزن ہے گھر اور ادارہ کے بیچ لین دین کشتوں سے لے کر عشرت کدوں کے ایوانوں تک ہر جگہ ہر قدم پر بندگی کا شانِ زندگی کی جبین پر تابندہ ہے۔

رکوع و سجود کے بعد حکم دیا واعبدوا جس کے تمام احکام بجا لانے کی تاکید ہے۔ وافعلوا الخیر نیک کام کرنے کا فرمان صادر ہوا اس کے لیے۔ اس کی قوم و ملت کے لیے سارے نوعِ انسانی کے لیے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق کے لیے پیغام ہیں جن میں خیر و صلاح کی رحمت کے چشمے ہوں۔ وافعلوا الخیر الظاھر انہ یعم الاعمال کلھا من الواجبات والمندوبات واصلاح ذات البین ونحو ذلک (مظہری)

[۹۲] اس آیت سے اس سورۃ کا اختتام ہو رہا ہے۔ اس کی جامعیت اور معنویت کا تقاضا تو یہ ہے کہ بڑی گہری نظر اور دقتِ نظر سے اپنے پیشِ نظر رکھ کر بڑے غور و تامل سے اس کا ایک ایک فقرہ پڑھیے اور کلمات کی اوٹ میں جو معانی اور معارف مستور ہیں ان سے پردہ سرکانے کی کوشش کیجیے۔ پھر دیکھیے کیا لطف آتا ہے۔ آغاز اس حکم سے فرمایا وجاھدوا فی اللہ حق جھادہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایسا جہاد کرو جس طرح جہاد کرنے کا حق ہے۔ لفظ جہاد کی تشریح کرتے ہوئے علامہ راغب لکھتے ہیں۔ الجھاد والمجاھدۃ استفراغ الوسع فی مدافعۃ العدو۔ دشمن کا مقابلہ کرنے میں اپنی ہر ممکن قوت صرف کر دینے کو جہاد اور مجاہدہ کہتے ہیں۔ پھر لکھتے ہیں جہاد کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ مجاھدۃ العدو الظاھر ظاہری دشمن سے جہاد۔
۲۔ ومجاھدۃ الشیطان۔ اور شیطان سے جہاد۔
۳۔ ومجاھدۃ النفس۔ اور اپنے نفس کے خلاف جہاد اور اس آیت میں تینوں قسم کے جہاد داخل ہیں

ارشادِ نبوی ہے۔ جاھدوا اھواءکم کما تجاھدون اعداءکم۔ اپنے ظاہری دشمنوں سے تم جس طرح جہاد کرتے ہو اسی طرح اپنی نفسانی خواہشات کے خلاف بھی جہاد کرو۔ آگے لکھتے ہیں کہ جہاد ہاتھ سے بھی ہوتا ہے اور زبان سے بھی جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ جاھدوا الکفار بایدیکم والسنتکم۔ کفار کا مقابلہ زورِ بازو کے ساتھ بھی کرو اور زبان سے بھی۔ (مفردات)

گویا دشمن کے مقابلہ میں سر دھڑ کی بازی لگا دینا لفظ جہاد کے مفہوم میں داخل ہے۔ اسلحہ اور وسائل مہیا کرنے میں

[illegible] کوشش کی [illegible]

[illegible] اللہ [illegible] کے لیے ہونا چاہیے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] تمہیں اپنی ڈھال ضرور رکھنی چاہیے۔

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۚ مِلَّةَ أَبِيكُمْ

اور نہیں روا رکھی اس نے تم پر دین کے معاملہ میں کوئی تنگی ۹۴ پیروی کرو اپنے باپ ابراہیم

إِبْرَاهِيمَ ۚ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هَٰذَا

کے دین کی ۹۵ اسی نے تمہارا نام مسلم (اطاعت گزار) رکھا ہے اس سے پہلے اور اس قرآن میں بھی تاکہ

لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى

ہو جائے یہ رسول کریم گواہ ۹۶ تم پر اور تم گواہ بن جاؤ

۹۴ یہ دین سہل ہے۔ اس پر عمل کرنے کے لئے کسی مصیبت کا شکار ہونا نہیں پڑتا۔ قبول کرنے کے بعد تمہاری مادی، علمی اور روحانی ترقی کی راہیں مسدود ہو جاتی ہیں جس طرح بعض دوسرے مذاہب میں کسی کو اجازت نہ تھی۔ یہ دین ہر قسم کی ایسی رکاوٹوں سے پاک ہے۔ اسے سمجھنا آسان ہے اس پر عمل کرنا آسان ہے۔ ہر وقت اس پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ اس کے پیچیدہ عقائد و کلمات کا فلسفہ ہر عامی سمجھ سکتا ہے۔ اس لیے اس کی تشریح کر کے الجھا دینے والوں کی باتوں میں آکر تم اختلافات میں الجھ جاؤ گے۔ ترقی کی دوڑ میں دوسری قومیں تم سے سبقت لے جائیں گی۔

۹۵ یہ دین کوئی نیا دین نہیں۔ یہ وہی دین ہے جو تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام جن کی عظمت کے گیت تم گاتے ہو جن کی زندگی ایک مثالی زندگی تھی، جس کی ذات و صفات کی طرف نسبت پر آپ و سب کے سب فخر محسوس کرتے ہو اسی نے تمہیں مسلم کا معزز و محترم لقب عطا فرمایا ہے۔

۹۶ ملت اسلامیہ کے حق ہونے پر اور برکات کے سب اقوام عالم کے لیے آیۂ رحمت ہونے پر اگر تمہیں کسی دلیل کی ضرورت ہو۔ اگر کسی کو اس کا انکار ہو تو دیکھو میرا رسول مکرم، میرا حبیب مکرم ہے۔ اس کی کتاب زیست کا ہر ورق اس دین حق کی حقانیت و صداقت کی گواہی دے رہا ہے۔ اس کی زندگی کا مطالعہ کرو۔ اس کے دن کی مصروفیتیں، اس کا مرور، اپنے دوستوں کے ساتھ اس کا برتاؤ، اپنے دشمنوں کے ساتھ اس کا سلوک، اس کی شب کی عبادت سب کچھ تمہیں اس کی زندگی میں ملے گا۔ جس پہلو سے دیکھنا چاہو دیکھو۔ حسن ہی حسن پاؤ گے۔ خوب پاؤ گے۔ اگر تمہاری چشم دل حق کو پہچاننے کی صلاحیت رکھتی ہے تو تم بے اختیار کہہ اٹھو گے کہ اس سے سچا گواہ آج تک چشم فلک نے نہیں دیکھا۔ تمہارا اللہ جس کی گواہی دے رہا ہے اس کے حق ہونے میں ذرا تامل نہیں کیا جا سکتا۔

النَّاسِ ۚ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ۭ هُوَ

[illegible]

[illegible] اور اپنے سچے [illegible] کی گواہی قبول کر کے [illegible]

[illegible]

اس بات پر تاریخ شاہد ہے کہ [illegible] دیکھ کر لوگ [illegible]
اسلام پر نثار ہوتے رہے۔ [illegible]

[illegible] التحیات [illegible]
سلطان محمود [illegible] اور شہاب الدین غوری کی [illegible]

[illegible]

یہ ہستیاں [illegible]
انہیں [illegible]
[illegible] وابستہ ہو گئے۔

آج بھی دنیا اسلام کی برتری اور افادیت ثابت کرنے کے لیے ایسے ہی گواہوں کی ضرورت ہے جو اپنے
عمل سے [illegible] ایسی شہادت دینے کی
اہلیت رکھتے ہوں [illegible] اسلام [illegible]

مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۷۸﴾

وہی تمہارا کارساز ہے۔ پس بہترین کارساز ہے اور بہترین مدد فرمانے والا ہے۔ ۱۱۶

ع ۱۰ ۱۲

مصروف ہو رہی ہے۔ چاک گریبانوں کو رفو کرنا تو کجا ہمارے مبلغین ان چاکوں کو اور زیادہ وسیع کر رہے ہیں۔ محبت و پیار کا درس دینے کے بجائے نفرت کے شعلوں کو ہوا دینا تو بڑی بات ہے جہاں ان کے مبارک قدم پہنچے وہاں فتنہ و فساد کے شعلے بھڑک اٹھتے ہیں۔ آج دلوں میں سوائے نفرت کے کچھ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال زار پر رحم فرمائے۔

یہ تو ہوئی اس دنیا میں شہادت۔ ایک شہادت حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کی امت قیامت کے دن دے گی۔ اسی شہادت سے ہمارے مبلغین اس الزام سے بری کیے جائیں گے جو ان کی امتیں ان پر لگائیں گی کہ الٰہی ان تیرے رسولوں نے ہمیں تیرا کوئی پیغام نہیں پہنچایا۔ افسوس ہے ہمیں دعوت توحید دی جاتی تو ہم کبھی کفر و شرک میں مبتلا نہ رہتے۔ اس وقت غلامان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھیں گے اور گواہی دیں گے یا اللہ تیرے رسولوں اور نبیوں نے اپنا فرض پوری طرح ادا کیا قصور انہی لوگوں کا ہے جو آج یہ شکوہ لب پر لے بیٹھے ہیں۔ اس کی مزید وضاحت کے لیے ضیاء القرآن جلد اول سورۃ بقرہ آیت نمبر ۱۴۳، اور سورۃ النساء آیت نمبر ۴۱ کے حاشیے ملاحظہ فرمائیے۔

۱۱۵ آخر میں پھر نماز و زکوٰۃ کی پابندی کا حکم دیا تاکہ اس میں سستی واقع نہ ہو۔ کیونکہ اسلامی برکات کا سرچشمہ یہی عبادات ہیں۔ اسی سے انسان میں نیکی کی محبت اور جذبے پیدا ہوتے ہیں اور مذموم صفات سے نفس کا تزکیہ ہوتا ہے۔

۱۱۶ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کے دامن رحمت کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔ دشمن کتنا قوی ہو، مشکلات کتنی ہوشربا ہوں، ماحول کتنا ناسازگار ہو، پرواہ نہ کرو۔ ہمت، حوصلہ اور اخلاص سے قدم آگے بڑھاتے چلے جاؤ کیونکہ

هو مولٰكم فنعم المولى ونعم النصير

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف سورۃ المؤمنون

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نام: اس سورۃ کا نام المومنون ہے جو پہلی آیت سے ماخوذ ہے۔

نزول: یہ سورۃ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اس میں چھ رکوع، ایک سو اٹھارہ آیتیں اور ایک ہزار آٹھ سو چالیس کلمات اور چار ہزار آٹھ سو دو حروف ہیں۔

مضامین: (۱) اس سورۃ کا آغاز امت مسلمہ کے ان افراد کی صفات حمیدہ سے کیا گیا ہے جو نور اسلام سے اپنے سینوں کو منور کرتے ہیں اور اپنے اعمال اور جذبات کو قرآن کے پیش کیے ہوئے قالب میں ڈھال دیتے ہیں۔ فرمایا اسی قسم کے لوگوں کے سر پر فلاح دارین کا تاج رکھا جائے گا۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے فردوس بریں کی ابدی نعمتیں چشم براہ ہیں۔

(۲) حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت پر کفار کو سب سے زیادہ اعتراض یہ تھا کہ آپ توحید اور قیامت پر ایمان لانے کا حکم دیتے ہیں یہ دونوں باتیں ان کے خیال کے مطابق عقل، تجربہ اور مشاہدہ کے سراسر خلاف تھیں۔ اس لیے وہ کسی قیمت پر انہیں ماننے کے لیے تیار نہ تھے۔

چنانچہ اس سورت میں اسلام کے ان دو بنیادی عقیدوں کے متعلق ان کی غلط فہمیوں کو دور کیا گیا ہے۔ ان کے سامنے انفسی اور آفاقی ہر قسم کے دلائل پیش کیے گئے ہیں۔ انہیں کہا گیا ہے کہ ذرا اپنی پیدائش پر غور کرو کہاں پانی کی ایک بوند میں ایک گمنام جرثومہ اور کہاں یہ حضرت انسان یہ کس کی قدرت کا کرشمہ ہے۔ یہ اعجاز آفرینی کس کی حکمت کی بوقلمونی ہے۔ ذرا آنکھیں اٹھا کر آسمان کی بلندیوں کی طرف دیکھو وہاں کس کی قدرت کے جلوے نظر آتے ہیں۔ پانی جو ہر قسم کی زندگی کا سرچشمہ ہے اس کی بہم رسانی کا انتظام کس عمدگی سے کیا گیا ہے جہاں تک پہاڑوں کی وہ بلند چوٹیاں جہاں تم کبھی بھی پانی نہیں لے جا سکتے تھے وہاں اس نے میٹھے اور ٹھنڈے پانی کے چشمے جاری کر دیے ہیں۔ اسی طرح اس کی بنائی ہوئی جس چیز میں غور کرو گے تمہیں اس کے خالق کی قدرت، حکمت اور علم محیط کا اندازہ ہو جائے گا۔

جب ان صفات و کمال سے وہی متصف ہے تو یہ کتنی ناروائی ہے کہ اس کا شریک ایسی چیزوں کو بنایا جائے جو

ان صفات سے قطعاً عاری ہیں اور نہ وہ کسی کو ضرر پہنچا سکتے ہیں اور نہ نفع۔

نیز غور کرو ایسی قدرت والے خدا کے لیے یہ کیا مشکل ہے کہ وہ تمہیں مرنے کے بعد پھر زندہ کر دے۔

(۳) اس کے بعد چند انبیاء کرام کے احوال بیان فرمائے اور ان کی قوموں نے ان کے ساتھ جو ناروا سلوک کیا اور ان کا جو انجام ہوا اس کو بیان فرمایا تاکہ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے دل کو اطمینان ہو اور وہ کفار تباہ ہونے والی قوموں سے عبرت حاصل کریں۔

(۴) مشرکین آکر یہ کہتے کہ اگر آپ ہماری فلاں فلاں بات مان لیں اور ہماری رائے کے مطابق فلاں فلاں آیت میں ردوبدل کر دیں یا یہ مفلوک الحال اور گھٹیا قسم کے لوگ جو ہر وقت آپ کے ارد گرد حلقہ باندھے بیٹھے رہتے ہیں ان کو اپنی مجلس سے نکال دیں۔ یا کم از کم جس وقت ہم حاضر ہوا کریں ان کو یہاں سے چلے جانے کا حکم دے دیں تو ہم سب آپ کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہیں۔ شاید انہوں نے یہ خیال کیا ہو کہ اسلام کو ہماری اور ہمارے تعاون کی اشد ضرورت ہے اس کے لیے ہم جیسی بھی نامعقول شرط پیش کریں گے وہ مان لی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس خوش فہمی کا یہ کہہ کر ہمیشہ کے لیے خاتمہ کر دیا کہ حق باطل کے مشورے قبول نہیں کر سکتا۔ اگر ایسا ہو جائے اور تمہاری رائے کے مطابق اس میں تبدیلیاں گوارا کر لی جائیں تو دنیا کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا اور قیامت برپا ہو جائے گی اس لیے اس جنون کو ہمیشہ کے لیے اپنے دل سے نکال دو۔ آخر میں شرک کی قباحت کو آشکار کرنے کے لیے ان سے چند ایسے دلنشین سوالات پوچھے جن کا جواب انہیں بھی لِلّٰہ کے بغیر کوئی نہ بن آیا۔ انہیں بھی طوعاً و کرہاً یہ اعتراف کرنا پڑا کہ ہر چیز کا خالق، مالک اور حکمران اللہ تعالیٰ ہے۔

سورة المؤمنون مكية وهي مائة وثماني عشرة آية وستة ركوعات

سورہ المؤمنون مکی ہے اور اس کی ۱۱۸ آیتیں اور ۶ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو [illegible] مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝١ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝٢

یقیناً دونوں جہانوں میں بامراد ہو گئے ایمان لانے والے ۱؎ وہ ایمان والے جو اپنی نماز میں [illegible] عاجزی کرنے والے ہیں ۲؎

۱؎ قرآن مجید کے [illegible] میں پرورش پانے والا انسان جن خوبیوں اور اوصاف کا حامل ہوتا ہے [illegible] اس [illegible] کا امتحان ہو رہا ہے [illegible] اوصاف والے [illegible] [illegible] اس کا [illegible] اور [illegible] میں [illegible] اور [illegible] اپنے مال اور اخلاق کے [illegible] ہر وقت مشغول ہو [illegible] اس [illegible] کی حفاظت اور [illegible] [illegible] اس [illegible] [illegible] کے سر [illegible] [illegible] [illegible] والوں [illegible] [illegible] عمل اخلاق اور [illegible] [illegible] افراد [illegible] [illegible]

سورۃ کی ابتدا میں لفظ فلاح کی تحقیق کرتے ہوئے بتا دیا گیا ہے کہ فلاح [illegible] دنیا و آخرت میں مکمل کامیابی پر دلالت کرتی ہے۔ [illegible] [illegible] دنیا اور آخرت کی بھلائیوں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہو۔

آیت میں [illegible] کا ترجمہ اسی لغوی تحقیق کے مطابق کیا گیا ہے

۲؎ علماء نے [illegible] خشوع کا مفہوم بیان کیا ہے، الخشوع [illegible] [illegible] [illegible]

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ

اور وہ جو بیہودہ باتوں سے منہ پھیرے ہوئے ہیں سکہ اور وہ جو زکوٰۃ [illegible]

فٰعِلُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ اِلَّا عَلٰٓى

کرتے ہیں سکہ اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں شہ بجز اپنی

ساری توجہ اسی پر لگی ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے حضور سے سر جھکائے ہوئے وہ اپنی زبان سے جو کلمات ادا کرتا ہے ان کے معانی میں بھی غور و تدبر کرتا ہے اس کے علاوہ اس کے ظاہری آداب میں بھی نگاہ سجدہ گاہ پر مرکوز ہے۔ دائیں بائیں مڑ کر دیکھے۔ نہ بیچ سر کو حرکت دے۔ اپنی انگلیاں چٹخائے۔ اپنے کپڑوں کو نہ سنوارے۔ سجدہ میں جائے تو اپنے جسم کی حالت کا خیال ذکر کیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز میں داڑھی سے کھیلتے دیکھا تو فرمایا لو خشع قلب هذا لخشعت جوارحه یعنی اگر اس شخص کے دل میں عجز و نیاز ہوتا تو اس کے ظاہری اعضا بھی اظہار عجز کرتے۔

سکہ لغو سے مراد ہر وہ قول اور فعل ہے جو فضول اور بے فائدہ ہو۔ اللغو مالا یعتد به من کلام وغیرہ۔ مومن کا تو مرتبہ اتنا بلند ہے۔ اس کے لمحے پر تو نہایت قیمتی اور گراں بہا ہیں اس کو فرصت ہی کہاں کہ وہ بیکار اور فضول کاموں میں شرکت کرے۔ علماء نے تصریح کی ہے کہ ایسی سیر و تفریح یا کھیل جو صحت یا قلب کی تازگی کا باعث ہو وہ اس میں داخل نہیں۔ معرضون کے لفظ سے اس امر کی طرف اشارہ کر دیا کہ فضولیات کا ارتکاب تو کجا مومن تو ادھر توجہ ہی نہیں کرتے۔

سکہ زکوٰۃ سے مراد اپنے مال سے مقررہ شرح کے مطابق حصہ نکال کر قرآن کریم میں بیان شدہ مصرفوں پر خرچ کرنا ہے۔ آیت کا معنی یہ ہوگا کہ وہ مومن جو غنی ہیں وہ خدا کے لیے مستحقین کو اس کے حکم کے مطابق زکوٰۃ ادا کرتے ہیں لیکن بعض علماء نے یہاں زکوٰۃ سے اس کا لغوی معنی پاکیزگی مراد لیا ہے۔ اس کی رو سے مطابق آیت کا معنی یہ ہوگا کہ مومن ایسے اعمال کیا کرتے ہیں جو نفس و قلب کے تزکیہ کا باعث بنتے ہیں یعنی وہ اشغال جو اپنے آپ کو پاک رکھتے ہیں جن سے دل کا آئینہ صاف ہو جاتا ہے اور نفس کی پاکیزگی نصیب ہو جاتی ہے۔ وقیل الزکوٰۃ هھنا بمعنی العمل الصالح ای والذین هم للعمل الصالح فاعلون (مظہری)

شہ یعنی ایسا بھی نہیں کہ نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لیے شتر بے مہار ہو گئیں۔ راہبوں اور سنیاسیوں کی طرح شادیوں ہی سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں اور بدباطنوں کی طرح ہوس پرستی کی طرح لوگوں کی آبروئیں برباد کرتے رہیں اور انسانی معاشرہ کو اخلاقی بیماریوں کے تحفے دیتے رہیں اور نت نئی الجھنیں پیدا کر کے معاشرے کے امن اور سکون کی سلامتی

أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝٦ فَمَنِ

بیویوں کے   یا ان کنیزوں کے جو ان کے ہاتھوں کی ملکیت ہیں تو بیشک انہیں ملامت نہیں کی جائے گی   اور جس نے

کنیزوں پر کرتے رہیں۔

اسلام میں جنسی خواہش کی تکمیل کے دو طریقے ہی روا ہیں۔ اپنی منکوحہ بیوی اور مملوکہ کنیز۔ اس کے علاوہ دوسرے سارے طریقے شریعت نے حرام کر دیے ہیں

اہل تشیع متعہ کو نہ صرف جائز سمجھتے ہیں بلکہ اس کے فضائل بیان کرنے میں بڑی مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہیں۔ اس آیت کی موجودگی میں مزید کسی بحث و تمحیص کی ضرورت نہیں۔ میں متعہ کے قائلین صاحبان کی غیرت ایمانی اور حمیت انسانی سے استفسار کرتا ہوں کہ کیا وہ اپنی بچیوں، اپنی بہنوں کے لیے یہ امر پسند کرتے ہیں کہ انہیں کوئی متعہ کا پیغام دے اور وہ متعہ کرتی پھریں۔ اگر وہ اس کے تصور سے ہی لرز جاتے ہیں تو پھر وہ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کی بچیوں کے لیے کیسے برداشت کر سکتے ہیں کہ ان کے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے۔ کیا شریعت اسلامیہ میں امیر و غریب، شاہ و گدا کے لیے الگ الگ قوانین ہیں؟ کیا سوسائٹی کے مختلف طبقات کے لیے عزت و کرامت کے الگ الگ معیار مقرر ہیں؟ ایک عمل جو ایک خاندان کے لیے باعث ننگ و عار ہے کیا کسی دوسرے خاندان کے لیے باعث عزت و وقار ہو سکتا ہے؟ خدارا کچھ تو انصاف کرو۔

علامہ ابن قدامہ نے المغنی میں اس مسئلہ پر مدلل بحث کی ہے جس کا خلاصہ انہیں کے الفاظ میں ناظرین کرام کی خدمت میں پیش کرتا ہوں

"وممن روي عنه تحريمها عمر وعلي وابن عمر وابن مسعود وابن الزبير. قال ابن عبد البر وعلى تحريم المتعة مالك واهل المدينة وابو حنيفة في اهل الكوفة والاوزاعي في اهل الشام والليث في اهل مصر والشافعي وسائر اصحاب الآثار"

ترجمہ: صحابہ کرام میں سے مندرجہ ذیل جلیل القدر ہستیاں متعہ کی حرمت کی قائل تھیں۔ حضرت عمر، حضرت علی، ابن عمر، ابن مسعود، ابن زبیر رضی اللہ عنہم۔ ابن عبد البر کہتے ہیں کہ ائمہ مجتہدین میں سے مندرجہ ذیل لوگ متعہ کو حرام کہتے ہیں۔ امام مالک اور اہل مدینہ۔ امام ابو حنیفہ اہل کوفہ میں سے۔ اہل شام میں اوزاعی اور اہل مصر میں سے لیث نیز امام شافعی اور دیگر اصحاب حدیث بھی متعہ کو حرام قرار دیا کرتے تھے

(المغنی لابن قدامہ، کتاب النکاح)

متعہ کے جواز کے قائل حضرت ابن عباس کے قول کو خوب اچھالتے ہیں۔ حقیقت میں یہ آپ پر بہت بڑا بہتان ہے۔ آپ نے کبھی اس کی مطلق اباحت کا قول نہیں کیا۔ بلکہ آپ شدید قسم کی اضطراری حالت میں اس کے جواز کے قائل تھے

ابتغى وراء ذلك فاولئك هم العدون والذين هم لامنتهم

[illegible]

وعهدهم راعون والذين هم على صلوتهم يحافظون اولئك

[illegible]

هم الوارثون الذين يرثون الفردوس هم فيها خلدون

وارث ہیں ... جو وارث ہوں گے فردوس کے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

[illegible]

[illegible]

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۚ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ

[illegible]

نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۠ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ

[illegible]

مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ

[illegible]

اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۭ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۭ ثُمَّ اِنَّكُمْ

[illegible]

[illegible]

بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝ وَلَقَدْ

[illegible] قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے اور بیشک

خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ۝

ہم نے تمہارے اوپر سات راستے بنا دیئے اور ہم اپنی مخلوق کی ضرورتوں سے بے خبر نہ تھے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ فَأَسْكَنَّاهُ فِي الْأَرْضِ ۖ وَإِنَّا

اور ہم نے اتارا آسمان سے پانی [illegible] پھر [illegible] زمین میں [illegible]

عَلَىٰ ذَهَابٍ بِهِ لَقَادِرُونَ ۝ فَأَنْشَأْنَا لَكُمْ بِهِ جَنَّاتٍ مِنْ نَخِيلٍ

[illegible] پھر ہم نے [illegible] تمہارے لیے [illegible] پانی سے [illegible]

[illegible]

[illegible]

وَّاَعْنَابٍ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَشَجَرَةً

اور انگوروں کے تمھارے لیے ان میں بہت سے پھل ہیں اور ان میں سے تم کھاتے بھی ہو اور پیدا کیا ایک

تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ﴿۲۰﴾

درخت جو اگتا ہے طور سینا میں [illegible] وہ اگتا ہے تیل لیے ہوئے اور سالن لیے ہوئے کھانے والوں کے لیے

وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ

اور بیشک تمھارے لیے چوپایوں میں بھی غور و فکر کا مقام ہے [illegible] ہم پلاتے ہیں تمھیں اس دودھ سے جو ان کے شکموں میں ہے

فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ

اور تمھارے لیے ان میں اور بہت طرح کے منافع ہیں اور انھی کے گوشت سے تم کھاتے ہو اور ان پر اور کشتیوں پر تمھیں سوار

سکیں دوسری کی دوسری سواریاں ہیں۔

[illegible] اس سے مراد زیتون کا درخت ہے کیونکہ طور کے علاقہ میں وہ کثرت سے پیدا ہوتا ہے اور اس علاقہ کی اہم پیداوار شمار کیا جاتا ہے اس لیے اس کی نسبت وادی طور کی طرف کرتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ یہ علاقہ اس درخت کا اصل وطن ہو اور یہاں سے جا کر اس کی کاشت دوسرے علاقوں میں کی گئی ہو۔ صبغ کہتے ہیں اس چیز کو جو سالن کے طور پر استعمال کی جائے کیونکہ اس کا اصل معنی رنگنا ہے اور جب تم سالن میں روٹی ڈبوتے ہو تو وہ اس سے رنگین ہو جاتی ہے [illegible]

[illegible] اس آیت میں یہ حکمت کا ذکر فرمایا کہ مویشیوں کے شکم میں تو خون اور گوبر، پیشاب کی گندی گندی چیزیں ہوتی ہیں۔ یہ کس کی حکمت کی جلوہ گری ہے کہ ان میں سے تمھارے پینے کے لیے وہ ایک ایسی چیز نکالتا ہے جو اپنے رنگ، ذائقہ اور تاثیر میں کسی طرح کی مشابہت ان چیزوں سے نہیں رکھتی پھر اس دودھ کے پینے سے صرف تمھاری پیاس ہی نہیں بجھتی بلکہ اس میں اتنی غذائیت رکھی ہے جو کسی دوسری چیز میں اس افراط اور سہولت سے موجود نہیں۔ اور مویشیوں سے تمھیں جو دوسرے فوائد حاصل ہیں اگر تم ان سب پر غور کرو [illegible] حاصل کرتے ہو پھر بھی اگر تم اپنے منعم حقیقی کا شکر ادا نہ کرو تو یہ انسانیت کی حد ہوگی۔ آیت میں عبرت کا لفظ تشریح طلب ہے۔ علامہ راغب اصفہانی نے اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے والعبرة مختصة بالحالة التي يتوصل بها من معرفة المشاهد الى ما ليس بمشاهد (مفردات) یعنی مشاہد کی معرفت سے غیر مشاہد تک پہنچنا۔ اسی لیے اس کا ترجمہ غور و فکر سے کیا گیا ہے۔

تُحْمَلُونَ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا

کیا جاتا ہے ۔ اور ہم نے بھیجا نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف تو انہوں نے فرمایا اے میری قوم!

اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ

اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو [illegible] تو کیا تم [illegible] تو کہنے لگے [illegible]

كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيدُ أَن يَتَفَضَّلَ

جنہوں نے کفر اختیار کیا ان کی قوم سے کہ نہیں ہے یہ مگر شخص تمہارے جیسا چاہتا ہے کہ بڑائی حاصل کرے

ف۱ یہاں سے پھر [illegible] پیغمبروں کا ذکر شروع ہوتا ہے [illegible] اپنی اپنی قوم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہی ایسا ہی ہولناک ہوگا۔

ف۲ [illegible]

عَلَيْكُمْ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَنْزَلَ مَلَائِكَةً مَا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِي آبَائِنَا

تم پر۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اتار دیتا فرشتوں کو ہم نے نہیں سنی یہ بات اپنے

الْأَوَّلِينَ ﴿٢٤﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ بِهِ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوا بِهِ حَتَّىٰ

پہلے باپ دادا میں۔ نہیں ہے یہ مگر ایسا شخص ہے جس کو لاحق ہو گیا ہے جنون سو انتظار کرو اس کے [illegible] تک

حِينٍ ﴿٢٥﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ ﴿٢٦﴾ فَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ أَنِ

[illegible] اے میرے رب میری مدد فرما کیونکہ انہوں نے مجھے جھٹلایا ہے تو ہم نے وحی بھیجی ان کی طرف

اصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَإِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ ۙ

کہ بناؤ ایک کشتی ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہمارے حکم کے مطابق پھر جب آجائے ہمارا حکم اور پانی ابلنے لگے تنور سے

[illegible]

[illegible] من [illegible]

ف [illegible]

[illegible] اور [illegible] میں امتیاز کر سکتی ہے

ف [illegible] پھر [illegible] حقیقت حال [illegible] واضح ہو جائے گی

فَاسْلُكْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ

تو داخل کر لو اس میں ہر قسم سے جوڑا دو دو اور اپنے گھر والوں کو بجز ان کے جن

عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۖ وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا ۖ إِنَّهُمْ

کے بارے میں پہلے فیصلہ ہو چکا ہے ان میں سے اور گفتگو نہ کرنا میرے ساتھ ان کے متعلق جنہوں نے ظلم کیا وہ تو ضرور

مُغْرَقُونَ ﴿۲۷﴾ فَإِذَا اسْتَوَيْتَ أَنْتَ وَمَنْ مَعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ

غرق کیے جائیں گے ۔ پھر جب ٹھیک طرح بیٹھ جاؤ آپ اور آپ کے ساتھی کشتی کے عرشہ پر ۳۲ تو کہنا

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي نَجَّانَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿۲۸﴾ وَقُلْ رَبِّ

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہمیں نجات دی ظالم قوم کے پنجۂ ستم سے اور یوں عرض کرنا کہ اے

أَنْزِلْنِي مُنْزَلًا مُبَارَكًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ ﴿۲۹﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ

میرے رب! اتار مجھے بابرکت ۳۳ منزل پر اور آپ سب سے بہتر اتارنے والا ہے بیشک اس قصہ میں بڑی عبرت

۳۲ حضرت نوح علیہ السلام نے جب اپنی قوم کی دل آزاریوں سے تنگ آکر بارگاہِ الٰہی میں فریاد کی تو آپ کو حکم ملا کہ ہماری نگاہوں کے سامنے اور ہماری ہدایت کے مطابق کشتی بناؤ اور جب تنور سے پانی ابلنے لگے تو سمجھ لینا کہ عذابِ الٰہی آن پہنچا ہے اسی وقت خود بھی اس میں سوار ہو جانا اور اپنے گھر والوں کو بھی سوار کر لینا اور ہر جانور کا جوڑا جوڑا بھی اس کشتی میں داخل کر لینا لیکن خاندان کے ان لوگوں کے متعلق میری جناب میں عرض نہ کرنا جن کے متعلق قطعی فیصلہ ہو چکا ہے۔ پھر فرمایا جب تم اور تمہارے ساتھی آرام سے کشتی میں بیٹھ جاؤ اور طوفان کا پانی ہر طرف پھیلنے لگے اور اس کی سطح مرتفع و بلند ہوتی جائے جس میں ان کے آدمی ڈوبنے لگے تو اس وقت تم اپنے رب کریم کی حمد و ثنا شروع کر دینا جس نے اس ظالم قوم سے تمہیں نجات دی جن کے ہاتھوں تمہیں اذیتیں پہنچتی رہیں اور [illegible] کیا گیا

۳۳ کشتی پانی پر رواں ہے۔ سلامتی سے کشتی میں بیٹھے رہنا اور پھر کشتی سے اترنے کے وقت یہ دعا کرنا کہ جب صحیح وسلامت اترنے کا وقت آئے تو اللہ کی نگاہ کرم ہو۔ یہی دعا ہر مسلمان کے لئے خیر و برکت کا باعث ہو گی جب کسی گھر میں داخل ہونے کے وقت بھی اور سواری سے اترتے وقت بھی یہ دعا پڑھنی چاہیے۔ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ جب سواری میں

وَإِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِينَ ۝ ثُمَّ أَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ۝

[illegible] ہیں اور ہم [illegible] پھر ان کے بعد ہم نے [illegible] ایک دوسری جماعت

فَأَرْسَلْنَا فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ

پھر ہم نے [illegible] رسول بھیجا [illegible] کہ عبادت کرو اللہ کی نہیں ہے تمہارا کوئی خدا

غَيْرُهُ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝ وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَ

اس کے سوا کیا [illegible] اور [illegible] ان کی قوم کے سردار جنہوں نے کفر کیا تھا اور جنہوں نے

كَذَّبُوا بِلِقَاءِ الْآخِرَةِ وَأَتْرَفْنَاهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا هَٰذَا إِلَّا

جھٹلایا تھا قیامت کی ملاقات کو اور ہم نے [illegible] انھیں دنیوی زندگی میں [illegible] یہ ہے مگر

بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ ۝

ایک بشر تم ہی جیسا [illegible] کھاتا ہے وہی جو تم کھاتے ہو اور پیتا ہے جس سے تم پیتے ہو

وَلَئِنْ أَطَعْتُمْ بَشَرًا مِثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذًا لَخَاسِرُونَ ۝ أَيَعِدُكُمْ أَنَّكُمْ

اور اگر تم [illegible] کرنے لگے اپنے جیسے بشر کی تو تب نقصان اٹھانے والے ہو جاؤ گے کیا وہ تم سے وعدہ کرتا ہے

إِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَعِظَامًا أَنَّكُمْ مُخْرَجُونَ ۝ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ

کہ تم جب مر جاؤ گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے تو تمہیں پھر قبروں سے نکالا جائے گا بہت [illegible]

تشریف لے جاتے تو یہ زمانہ پایا کرتے۔

[illegible] اس سے مراد قوم عاد یا قوم ثمود ہے۔

[illegible] اصل میں [illegible] ہے۔ قوم کے رئیسوں کا [illegible] ہے اور وہی [illegible] و [illegible]

ہیں جن کا ذکر ابھی گزرا

لِمَا تُوعَدُونَ ۝ إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا

[illegible]

نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ۞ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ۞ قَالَ عَمَّا

ہم تو اس پر ایمان لانے والے نہیں [illegible] پیغمبر نے کہا اے میرے رب میری مدد کر [illegible]

قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ۞ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ

[illegible]

غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۞ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا

[illegible] پھر ہم نے ان کے بعد [illegible]

اٰخَرِيْنَ ۞ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ۞ ثُمَّ

[illegible] اپنی مقررہ میعاد سے اور نہ وہ لوگ پیچھے رہتے ہیں پھر

اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ۗ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا

ہم نے بھیجے اپنے رسول پے در پے [illegible] جب کبھی کسی امت کے پاس اس کا رسول آیا [illegible]

[illegible]

[illegible] جب اس قوم کی [illegible] اللہ تعالیٰ کے پیغمبر [illegible] ہدایت کی کوئی امید نہ رہی [illegible] ہمیشہ کے لیے برباد کر دیے گئے [illegible] خس و خاشاک [illegible] علامہ قرطبی اس کی تشریح [illegible] من الحشیش والقصب [illegible] خشک گھاس [illegible] وغیرہ۔

[illegible]

بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٤٤﴾

ہم بھی ایک کے پیچھے دوسرے کو ہلاک کرتے گئے اور بنا دیا ہم نے انہیں افسانے پس پھٹکار ہو ایسی قوم پر جو

ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٤٥﴾

ایمان نہیں لاتی پھر ہم نے بھیجا موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون کو اپنی نشانیاں اور روشن دلیل دے کر

اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ﴿٤٦﴾ فَقَالُوْٓا

فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف تو انھوں نے بھی غرور کیا اور وہ لوگ تھے ہی سرکش تو انھوں نے کہا

اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ﴿٤٧﴾ فَكَذَّبُوْهُمَا

کیا ہم ایمان لے آئیں ان دو آدمیوں پر جو ہمارے جیسے ہیں حالانکہ ان کی قوم ہماری غلام ہے پس انہوں نے دونوں کو

فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ﴿٤٨﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ

جھٹلایا تو وہ بھی ہلاک ہونے والوں میں شامل ہو گئے اور بیشک ہم نے عطا فرمائی موسیٰ کو کتاب تاکہ ان کی قوم

يَهْتَدُوْنَ ﴿٤٩﴾ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى

ہدایت یافتہ ہو جائے اور ہم نے بنا دیا ابن مریم کو اور ان کی ماں مریم کو اپنی قدرت کی نشانی اور انہیں

اور ان کا بس یہ قصے کہانیاں [illegible]

۴۶؎ جب موسیٰ اور ہارون علیہما السلام فرعون اور اس کے سرداروں کو دعوت ایمان دینے کے لیے تشریف لے گئے تو انھوں نے ان کے خلاف وہ تمام ہتھکنڈے اور حربے استعمال کیے تھے جن کے بارے میں ابھی آپ پڑھ چکے ہیں۔

۴۷؎ یعنی یہ دونوں ہمارے جیسے بشر ہیں ان کی قوم ہماری غلام ہے۔ ان کو اگر ہم نبی مان لیں تو انھیں اپنا سردار اور حاکم تسلیم کرنا پڑے گا۔

۵۰؎ علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ چاہیے یہ تھا کہ عبارت یوں ہوتی وجعلنا ابن مریم وامہ آیتین لیکن تثنیہ کے بجائے واحد استعمال کر کے آپ کی بن باپ ولادت کی طرف اشارہ کر دیا۔

رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ۝ يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ

[illegible] جگہ تھی اور [illegible] اے [illegible] پاکیزہ چیزیں کھاؤ [illegible]

وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ

اور اچھے کام کرو [illegible] خوب واقف [illegible]

اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ۝ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ

ایک ہی [illegible] اور میں تمہارا رب ہوں [illegible]

زُبُرًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى

[illegible] ہر گروہ اپنے [illegible] پر مسرور ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حِیْنٍ ۝ اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِیْنَ ۝ نُسَارِعُ

میں ایک مقررہ وقت تک۔ کیا یہ خیال کرتے ہیں کہ جو ہم ان کی مدد کیے جا رہے ہیں مال اور اولاد سے تو ہم جلدی کر

لَهُمْ فِی الْخَیْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ هُمْ مِّنْ

رہے ہیں انہیں بھلائیاں پہنچانے میں (ایسا) نہیں بلکہ وہ (حقیقت حال سے) بے خبر ہیں۔ بیشک وہ لوگ جو (اپنے رب کے)

مستقل اور معاملات پر اتفاق و اتحاد کو قربان کر دیا۔ حالانکہ ایک آدم کی اولاد اور ایک دین کے پیروکار مختلف گروہوں میں بٹ کر رہ گئے اور ہر گروہ نے اپنے عقائد و روایات کو ہی حق تسلیم کر لیا۔

۶۲ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرما رہے ہیں کہ ان کو ان کی [illegible] اور غرور میں ڈوبا رہنے دیجئے [illegible] مہلت ہے جب تک آپ نے انہیں بار بار سمجھایا لیکن ان کے عناد اور تعصب میں ذرہ فرق نہیں پڑا۔ جب معاملہ یہاں تک پہنچ گیا ہے تو اب انہیں چھوڑ دیں۔ غمرۃ کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ قرطبی لکھتے ہیں: الغمرۃ فی اللغۃ ما یغمرک ویعلوک واصلہ الستر ومنہ الغمر الحقد لانہ یغطی القلب والغمر الماء الکثیر لانہ یغطی الارض [illegible] والمراد ھنا الحیرۃ والغفلۃ والضلالۃ یعنی لغت میں غمرہ اس چیز کو کہتے ہیں [illegible] اسی لیے حسد کو غمر کہا جاتا ہے کیونکہ وہ دل کو ڈھانپ لیتا ہے اور کثیر پانی کو بھی غمر کہتے ہیں کیونکہ وہ سطح زمین پر پھیل کر اس کو چھپا دیتا ہے۔ یہاں اس لفظ سے مراد حیرت، غفلت اور ضلالت ہے جس میں وہ لوگ مبتلا تھے۔

۶۳ کفار کی روش [illegible] کے پیش نظر [illegible] لوگوں کی [illegible] چھوڑ دی جاتی ہے [illegible] کے اور [illegible] کا [illegible] جب [illegible] جاہ و مال میں اضافہ ہو جاتا ہے [illegible] کا یہ [illegible] تو وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ شاید وہ [illegible] اسی لیے اللہ تعالیٰ ان پر اپنا احسان [illegible] ان کی اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لیے فرمایا جا رہا ہے کہ یہ لوگ حقیقت حال سے بے خبر ہیں۔ دولت کی کثرت اور جاہ و جلال میں ترقی محض اس لیے ہے کہ ان کو ایک طویل عرصہ تک [illegible] میں مبتلا کر دیا جائے اگر [illegible] تو وہ اپنے [illegible] دیکھ کر [illegible] ہیں کہ [illegible] کہ ہم [illegible] نہیں کیا انہیں بتایا نہیں کہ تم مجرم ہو تم ظالم اور مشرک ہو تم اس قابل نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بیشمار نعمت و احسان تمہاری طرف نازل ہو۔ دولت کی کثرت جس طرح اللہ تعالیٰ کی [illegible] نہیں اسی طرح مال و دولت کی قلت بھی کسی کی [illegible] کی دلیل نہیں۔ اصل چیز عقیدہ اور عمل کی صحت ہے علامہ [illegible] نے [illegible] اگر کسی [illegible] پر اللہ تعالیٰ کے انعامات کے [illegible] اس سے [illegible] تو [illegible] کی [illegible] اور

خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ۙ

خوف سے ڈر رہے ہیں [illegible] اور وہ جو اپنے رب کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں

وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّ

اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتے اور وہ جو دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور

قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۙ اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ

حالانکہ [illegible] دل [illegible] اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہی لوگ جلدی کرتے ہیں

شریعت کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا [illegible]

[illegible]

فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ﴿٦١﴾ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا

[illegible]

وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٦٢﴾ بَلْ قُلُوْبُهُمْ

[illegible]

فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا

[illegible]

عٰمِلُوْنَ ﴿٦٣﴾ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْــَٔرُوْنَ ﴿٦٤﴾

[illegible]

لَا تَجْــَٔرُوا الْيَوْمَ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿٦٥﴾ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى

[illegible]

عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ﴿٦٦﴾ مُسْتَكْبِرِيْنَ بِهٖ سٰمِرًا

[illegible]

[illegible]

[illegible] کا ذکر شروع ہے۔

[illegible] (قرطبی)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تَهْجُرُوْنَ ﴿٦٧﴾ اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ

تم داستان سرائی کیا کرتے تھے (اور) قرآن کی شان میں بیہودہ بکواس کیا کرتے تھے کیا انہوں نے غور نہیں کیا اس کلام میں یا آئی ہے ان کے

الْاَوَّلِيْنَ ﴿٦٨﴾ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿٦٩﴾ اَمْ

پاس ایسی چیز جو نہیں آئی تھی ان کے اگلے باپ دادا کے پاس یا انہوں نے نہیں پہچانا اپنے رسول کو اس لیے وہ اس کے منکر ہیں

یاد ہے اس وقت تمہارا کیا وطیرہ ہوا کرتا تھا تم اپنی محفل میں شرکت کرنا ہی اپنے لیے کسر شان سمجھتے تھے، [illegible] ہی اپنا لوٹ آیا کرتے تھے۔

لیکن تمہارے اس رویہ کا کوئی فائدہ نہیں۔ تمہیں یاد کرنا چاہئے وہ رات کی تاریکی جب حرم میں تمہاری محفلیں جمی تھیں اور تم وہاں عزت سے گپ شپ کیا کرتے تھے اور افسانے بیان کیا کرتے تھے اور قرآن کریم اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں بیہودہ اور ناشائستہ باتیں کیا کرتے تھے

سامر [illegible] ہے جس میں [illegible] سب [illegible] ہوتی لیکن [illegible] اسم جمع ہے اور جمع کے معنی میں استعمال ہوا ہے [illegible] لیکن اس کا معنی [illegible] ہے۔ یہاں [illegible] کیونکہ یہ گفتگو کی محفلیں عموماً چاندنی راتوں میں ہوا کرتی تھیں اس لیے ان کو سامر کہا گیا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عشاء کے بعد گفتگو کرنے کو ناپسند فرمایا ہے [illegible] نماز عشاء کے بعد [illegible] ہے

حضرت فاروق اعظم [illegible] کے بعد [illegible] [illegible] [illegible] حضور [illegible] [illegible] کا وقت ہوتا ہے [illegible] [illegible]

اگلی آیت میں [illegible] حق [illegible] ہے کہ کوئی ایسی شخصیت ہے جس [illegible] انہیں اچھی طرح جانتے ہیں اس کی [illegible] اس کی پاکیزگی، شرافت، اس کے دلی اوصاف و اخلاق سے خوب آگاہ ہیں [illegible] صادق و امین کے معزز القاب سے ملقب کرتے رہے ہیں۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نجاشی کے دربار میں اپنے بیان [illegible]

يَقُولُونَ بِهِ جِنَّةٌ ۚ بَلْ جَآءَهُم بِالْحَقِّ وَأَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ

ہے۔ یا کہتے ہیں اس [illegible] کو سودا ہو گیا ہے [illegible] بلکہ وہ تو تشریف لائے ہیں ان کے پاس حق کے ساتھ اور اکثر ان کے

كَارِهُونَ ﴿٧٠﴾ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمَٰوَٰتُ وَالْأَرْضُ

[illegible] حق کو ناپسند کرتے ہیں۔ اور اگر پیروی کرتا حق ان کی خواہشات نفسانی کی تو درہم برہم ہو جاتے آسمان و زمین

تعارف ان الفاظ میں کرایا تھا: بعث اللہ الینا رسولا نعرف نسبہ وصدقہ وامانتہ' اے بادشاہ! اللہ تعالیٰ نے ہم میں ایک ایسا رسول مبعوث فرمایا جس کے نسب کو، جس کی راست گفتاری کو اور جس کی دیانت داری کو ہم خوب جانتے ہیں۔

کہ جس کی صداقت و امانت کا تم سب اعتراف کرتے رہے ہو آج یک لخت اس کے متعلق تمہاری رائے کیسے بدل گئی ہے یہ انقلاب اچانک کیسے رونما ہو گیا کہ تم اس کے متعلق یہ کہنے لگے ہو کہ انہیں سودا ہو گیا ہے انہیں جنون لاحق ہو گیا ہے۔ [illegible] اصل وجہ یہ ہے کہ یہ ایسا دین لے کر تشریف لائے ہیں جو تمہاری خواہشات اور فاسد عقیدوں کے خلاف ہے اور تم اسے پسند نہیں کرتے اس لیے تم نے [illegible] شروع کر دیے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ

اور جو ان میں ہیں بلکہ ہم لے آئے ہیں ان کے پاس ان کی نصیحت ؎ پس وہ اپنی نصیحت ہی سے روگرداں ہیں

اَمْ تَسْـَٔــلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ڰ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ وَ

کیا آپ طلب کرتے ہیں ان سے کچھ معاوضہ، پس آپ کے رب کا معاوضہ بہتر ہے اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے اور

اِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

بے شک آپ تو انہیں بلاتے ہیں سیدھی راہ کی طرف ؎ اور بے شک وہ لوگ جو نہیں ایمان لاتے

بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ۝ وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ

آخرت پر وہ راہ راست سے منحرف ہو رہے ہیں اور اگر ہم ان پر مہربانی بھی فرمائیں اور دور کر دیں

انہیں تباہ و برباد کر دیں [illegible] حق [illegible] خواہشات کا احترام کرنے لگے اور تمام [illegible] اعتراف کرنے لگے تو [illegible] نظام حیات بھی ان کی خواہش کے مطابق ترتیب دینے لگے اور اس کا مطلب یہ ہو گا کہ حق اور قیادت کے منصب سے دستبردار ہو کر باطل کی اتباع اختیار کرے۔ اگر ایسا ہو جائے تو حق حق نہ رہے گا بلکہ باطل ہو جائے گا۔ اور اگر ایسا ہو جائے تو [illegible] کی بنیادیں ہل جائیں۔ اسی وقت قیامت برپا ہو جائے گی اور [illegible] رکھ دی جائے گی۔

ف ذکر کا معنی نصیحت اور یاد دہانی ہے لیکن مفسرین نے اس کا ایک اور معنی بھی لکھا ہے جو نہایت مناسب ہے یعنی ذکر سے مراد وہ چیز ہے جو ان کے لیے عزت و شرف کا باعث ہو یعنی ہم نے ان کو ایسی کتاب عطا کی جو ان کے لیے موجب صد عز و افتخار ہے۔ اگر وہ اس پر ایمان لاتے اور اس پر عمل کرتے تو یہ کتاب ان کی شہرت و ناموری کو چار چاند لگا دیتی [illegible] ان کا آفتاب اقبال طلوع ہوتا اور یہ [illegible] ہیں کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔

ف سیدھی راہ کہ آپ تو انہیں ہدایت کی طرف بلاتے ہیں اور ان کے سامنے ایک ایسا ضابطہ اخلاق و نظام عمل پیش کرتے ہیں جس سے ان کی ساری خرابیاں دور ہو جائیں لیکن یہ [illegible] جب ان کا [illegible] ہی نہیں تو ان [illegible] کر دیں تو آپ [illegible] ہو جاتی ہیں۔

ف ارشاد ہے یہ لوگ باطل پرستی میں اتنے پختہ ہو گئے ہیں کہ اب ان کو ظلمتوں سے نکالنے کی کوئی کوشش

مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ

[illegible]

بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا یَتَضَرَّعُوْنَ ۝ حَتّٰۤى اِذَا

[illegible]

فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِیْدٍ اِذَا هُمْ فِیْهِ مُبْلِسُوْنَ ۝

[illegible]

وَهُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ قَلِیْلًا

[illegible]

مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِیْ ذَرَاَكُمْ فِی الْاَرْضِ وَاِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَهُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۚ

اور وہی ہے جو زندہ کرتا اور مارتا ہے اور اسی کے اختیار میں ہے گردش لیل و نہار۔

أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ بَلْ قَالُوا مِثْلَ مَا قَالَ الْأَوَّلُونَ ۝ قَالُوا أَإِذَا

کیا تم سمجھتے نہیں؟ بلکہ انہوں نے بھی وہی بات کہی جو اگلے لوگ کہہ چکے۔ کہنے لگے کیا

مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ۝ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ

جب ہم مر جائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے اور ہڈیاں رہ جائیں گی تو کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے؟ بیشک یہ وعدہ ہم سے بھی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ قُلْ

ہمارے باپ دادا کو بھی اس کا وعدہ دیا گیا تھا پہلے۔ یہ نہیں ہیں مگر پہلے لوگوں کی من گھڑت کہانیاں۔ آپ پوچھئے

لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ

بتلائیے جیب انہیں (پوچھئے) کس کی ملکیت ہے یہ زمین اور جو کچھ اس میں ہے بتاؤ اگر تم جانتے ہو۔ فوراً وہ کہیں گے (یہ سب)

گھڑی ہوئی ہیں جن کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں۔

علامہ ابن منظور لسان العرب میں اساطیر کے معنی کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اساطیر، اسطورہ کی جمع ہے جس طرح احادیث احدوثہ کی اور اعاجیب اعجوبہ کی۔ اور اس کا اطلاق ایسی تحریر پر ہوتا ہے جو محض دل بہلانے کے لیے لکھی گئی ہو، جس کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہ ہو۔ والاساطیر ما یکتب ویسطر [illegible] الباطل۔ (قرطبی) اسی لیے جھوٹی اور من گھڑت باتوں کو اساطیر کہتے ہیں۔

کفار مکہ اور دیگر کفار عرب کو حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر دو بنیادی اور شدید قسم کے اعتراض تھے۔ ایک تو یہ کہ آپ کہتے ہیں لا الہ الا اللہ کہ صرف اللہ تعالیٰ معبود برحق ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں۔ دوسرا یہ کہ آپ کہتے ہیں کہ قیامت آئے گی اور ہمیں مرنے کے بعد زندہ کیا جائے گا۔ وہ ان دونوں باتوں کو ماننے کے لیے ہرگز تیار نہ تھے۔ ان کی تعلیمات ان چیزوں کو ماننے اور ان پر ایمان لانے سے اعراض کرتی تھیں جس کا ذکر قرآن کریم میں متعدد بار ہوا ہے۔ [illegible] ان آیات میں حضرت حبیب نے انہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خدا نہیں ہے تو وہ غصہ کا اظہار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کیا ہم اس شاعر اور مجنون کے کہنے پر اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں گے؟ اور جب تمام بتوں کے متعلق ان کو بتایا گیا تو ان کے تعجب کو یوں بیان کیا گیا ہے اجعل الآلهة الها واحدا ان هذا لشيء عجاب۔ بجائے اس کے کہ ان کا تعجب دور ہوتا الٹا صرف ایک خدا بنا دیا ہے کی حیرت اور اچنبھے کی بات ہے۔ آخر ان کا یہ تعجب حد سے بڑھا اور حد انتہا تک پہنچ گیا اور انہوں نے صاف صاف کہہ دیا وقالوا لن نؤمن لك حتى تفجر لنا من الارض ينبوعا۔ آپ ہمیں اس طرح کا معجزہ پیش کریں ہم آپ سے انکار کر چھوڑیں گے اور نہ ہی آپ پر ایمان لائیں گے۔

اب آپ کو ان آیات کے مطالعہ سے واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ ان کا اپنے بتوں کے متعلق کیا عقیدہ تھا۔ وہ انہیں الٰہ اور معبود تسلیم کرتے تھے اور اس میں وہ نہایت سخت اور متعصب تھے۔

اسی طرح قیامت کے ذکر سے بھی وہ بڑا اظہار حیرت اور تعجب کیا کرتے تھے اور کہتے تھے ایسا ہونا ناممکن ہے بالکل ہی ہیہات ہیہات لما توعدون۔ اس آیت سے پہلے آپ قیامت کے متعلق ان کا نظریہ پڑھ آئے ہیں۔

لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَ

اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے۔ آپ فرمائیے پھر تم کیوں غور نہیں کرتے؟ آپ پوچھئے کون ہے مالک سات آسمانوں کا اور مالک

رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۝ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝

عرش عظیم کا؟ وہ فوراً کہیں گے (یہ سب) اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے۔ آپ فرمائیے پھر تم کیوں نہیں ڈرتے

قُلْ مَنْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّ هُوَ یُجِیْرُ وَ لَا یُجَارُ عَلَیْهِ

آپ پوچھئے وہ کون ہے جس کے دست قدرت میں ہے ہر چیز کا اختیار اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے خلاف پناہ نہیں دی جا سکتی

اگر یہ سب [illegible] ۹۴ جیسا پہلے عرض کیا ہے والی آیات میں ان کی اسی روش [illegible] کہ یہ وہ [illegible] ہیں ان کے ذہنی رو اعتراض کا جواب دیا جا رہا ہے۔ [illegible] ہیں اور [illegible] ان کی حس اور شعور کو [illegible] و فکر کے انہیں کس [illegible] فرمایا اے حبیب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ لوگ جو میری توحید کے منکر ہیں اور قیامت کو خلاف عقل سمجھتے ہیں ذرا ان سے پوچھو کہ [illegible] بستیاں یہ [illegible] ملکیت [illegible] مالک کون ہے تو [illegible] وہ جواب [illegible] کہیں گے اللہ ہی یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا ہے

۹۵ جب تمہیں بھی اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ [illegible] تو پھر تم اس کے سوا دوسروں کی عبادت کیوں کرتے ہو [illegible] قدرت [illegible] کہ [illegible] کے بعد تمہیں زندہ کرکے [illegible] ہے [illegible] ذات [illegible] کی قدرت کی [illegible] ہو

۹۶ پھر فرمایا اے حبیب ان منکرین توحید و منکرین قیامت سے ایک اور سوال پوچھو [illegible] کے متعلق تم نے تسلیم کر لیا اب یہ بتاؤ کہ سات آسمانوں کی وسعت و بلندی کا [illegible] اور عرش عظیم جو ان سات آسمانوں سے کئی [illegible] ان کا رب کون ہے اس کا جواب بھی [illegible] کہیں گے کہ یہ سب کچھ بھی اللہ تعالیٰ کا ہے۔

۹۷ جب آپ [illegible] تسلیم کر لیا کہ آسمانوں اور عرش کا مالک اللہ تعالیٰ ہے تو پھر اس کے سوا اور کون ہے جو [illegible] اس کا شریک [illegible] قیامت [illegible] زندہ [illegible]

إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٨٨﴾ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ فَأَنَّىٰ تُسْحَرُونَ ﴿٨٩﴾

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اور ہم اہل سنت حق تعالیٰ کے ساتھ کسی کو [illegible] ذات پاک مستقل کے متعلق ہمارا عقیدہ یہی [illegible]

اگر مولوی صاحب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اسی وقت میں [illegible] دستگیری [illegible]

بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم لے آئے ہیں ان کے پاس حق اور وہ یقیناً جھوٹے ہیں ۸۵ نہیں بنایا اللہ نے کسی کو اپنا بیٹا اور نہ

کے ہر ہولناک ہنگامہ میں اس کی پناہ لے سکوں:

فنعم من اخترت الحبيب محمدا — رسول إله الخلق جم المناقب

زہے نصیبت کہ ہولناک گھڑیوں میں اپنے حبیب محمد مصطفیٰ کے حضور التجائیں لے کر آتا ہوں میرا حبیب اللہ تعالیٰ کا رسول ہے اور عظیم الشان کمالات کا مالک ہے۔ اور قصیدہ کو ختم کرنے سے پہلے عرض کرتے ہیں:

وأنت مجيري من هجوم ملمة — إذا أنشبت في القلب شر المخالب

یا رسول اللہ آپ ہی مجھے پناہ دینے والے ہیں مصیبتوں کے ہجوم سے جب وہ پلٹ پڑیں اور اپنے خطرناک پنجے دل میں گاڑ دیں۔

مولانا تھانوی کی یہ مناجات تو شاید آپ کی نظر سے بھی گزری ہو آپ عرض کرتے ہیں

یا شفیع العباد خذ بیدی — انت فی الاضطرار معتمدی
دستگیری کیجئے میرے نبی — کشمکش میں تم ہی ہو میرے ولی
لیس لی ملجأ سواک اغث — مسّنی الضر سیدی سندی
جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ — فوج کلفت مجھ پہ آ غالب ہوئی

عربی کے اشعار کا اردو شعروں میں ترجمہ بھی مولانا موصوف نے ہی کیا ہے۔

آپ امت کے کس کس فرد کو کفر و شرک کے تیروں سے گھائل کرتے رہیں گے۔ شان رسالت کے انکار کا نام توحید نہیں ہے بلکہ مقام توحید پر صحیح معرفت اس وقت حاصل ہوتی ہے جب شان حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حسب استعداد آگاہی حاصل ہو۔

اشهد ان لا اله الا انت وحدك لا شريك لك. لك الملك ولك الحمد وانت على كل شيء قدير واشهد ان سيدي ومولاي وحبيبي محمدا عبدك ورسولك. اللهم آت سيدنا ومولانا محمد الوسيلة والفضيلة والدرجة العالية الرفيعة وابعثه مقاما محمودا يغبطه فيه الاولون والآخرون انك لا تخلف الميعاد.

۸۵ یہ کافر جھوٹے ہیں کہتے کچھ ہیں اور ان کے دل میں کچھ ہوتا ہے۔

۸٦ جب وہ مالک الملک ہے تو اسے بیٹے کی حاجت ہی کیا ہے۔

وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ إِلٰهٍ إِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ إِلٰهٍ بِمَا خَلَقَ وَ

اور نہ ہی اس کے ساتھ کوئی اور خدا ہے ف۱ (ورنہ) اس صورت میں لے جاتا ہر خدا جسے اس نے پیدا کیا ہوتا اور

لَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۚ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۙ

ضرور چڑھائی کر دیتا ان کا ایک دوسرے پر پاک ہے اللہ تعالیٰ ان تمام (عیوب) سے جو یہ بیان کرتے ہیں

عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۚ قُلْ رَّبِّ إِمَّا

وہ جاننے والا ہے ہر پوشیدہ اور ظاہر کو پس وہ بلند ہے ان سے جنہیں یہ شریک بناتے ہیں آپ دعا کیجئے اے میرے رب! اگر

تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

دکھائے تو مجھے وہ (عذاب) جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تو اے میرے رب! نہ شامل کرنا مجھے ف۲ ان

وَإِنَّا عَلٰى أَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ۞ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ

ظالموں کے ساتھ اور ہم یقیناً اس پر قادر ہیں کہ دکھا دیں آپ کو جس (عذاب) کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں دور کیجئے اس (طریقہ) سے جو

أَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ۚ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ۞ وَقُلْ رَّبِّ أَعُوْذُ بِكَ

بہترین ہے برائی کو ف۳ ہم خوب جانتے ہیں جو باتیں وہ بیان کرتے ہیں اور عرض کیجئے میرے رب! میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں

ف۱ اگر اللہ تعالیٰ کے سوا اور بھی خدا ہوتے تو یہ نظام درہم برہم ہو جاتا۔ اس کی تفصیل لو کان فیھما آلھۃ الا اللہ لفسدتا کے ضمن میں گزر چکی ہے۔

ف۲ علامہ قرطبی فرماتے ہیں حضور جانتے تھے کہ اگر عذاب اترا تو حضور ان میں نہیں ہوں گے اس کے باوجود آپ کو یہ دعا مانگنے کی تلقین اس لیے کی گئی تاکہ حضور کا اجر بڑھے اور ہمیشہ اپنے رب کریم کے ذکر سے شاد کام ہوتے رہیں کان علیہ السلام یعلم ان اللہ تعالیٰ لا یجعلہ فی القوم الظالمین اذا نزل بہم العذاب ومع ھذا امرہ الرب بھذا الدعاء والسؤال لیعظم اجرہ ولیکون فی کل الاوقات ذاکرا لربہ تعالیٰ

ف۳ حضور کا ارشاد گرامی ہے (اتبع السیئۃ الحسنۃ تمحھا)۔ یہ ہدایت مرشد کریم نے دوسروں کو نہیں دی بلکہ خود اس پر عمل کر کے دکھایا ہے یہ ہدایت اس بستان ہدایت کا ایک روشن باب ہے اور حضور کی ساری حیات طیبہ اس کی مکمل تصویر ہے ملاحظہ فرمایئے

مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ۙ﴿۹۷﴾ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾

شیطانوں کے وسوسوں سے ٹ اور میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں میرے رب! اس سے کہ وہ میرے پاس آئیں

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۙ﴿۹۹﴾ لَعَلِّيْٓ

حتیٰ کہ جب آ جاتی ہے کسی کو ان میں سے موت تو وہ عرض کرتا ہے اے میرے رب! مجھے واپس بھیج دو ث

ان کی اس بلند عمل پیہم اور ان کے پختہ عزم مصمم کی شہادت دیتی ہے۔

ٹ یہ جملہ ترجمہ کے دوسرے حصہ سے متعلق ہے جس میں حضور کو شیطانوں کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم فرمایا ہے۔ ہمزات ہمزہ کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے الطعن والتحریک الشدید۔ ہمزات الشیاطین کی وسوسہ اندازی اتنی شدید اور سخت ہوتی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی دستگیری شامل حال نہ ہو تو نفس ان کے حملہ سے سرنگوں ہو کر رہ جاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس لیے [illegible] حتیٰ کہ بعض اوقات بھی کبھی تو شیطان مومن کے دل میں تشویش اور وسوسہ پیدا کر دیتا ہے۔ وہ ایک تعلق بیان کر دیتا ہے جس سے آدمی پریشان ہو جاتا ہے اور [illegible] وہم اور وسوسہ میں [illegible] پھنسا رہے [illegible] اپنے پیچھے [illegible] لگا دیتا ہے [illegible] ان کی مخالفت میں [illegible] سے حق [illegible] مسلمان [illegible] حفاظت [illegible] کی ضرورت ہی ہے۔

ث ان مواقع [illegible] جب انسان [illegible] کے شر اور فتنہ انگیزی سے [illegible] صورت میں [illegible] یہ ہم اور [illegible] سے [illegible] ایک [illegible] کریم [illegible] میں پناہ [illegible] ان کے شر سے محفوظ رکھے۔

ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر شکایت کی کہ مجھے رات کو نیند نہیں آتی۔ حضور نے فرمایا جب سونے لگو تو یہ دعا پڑھا کرو اعوذ بکلمات اللہ التامات من غضبہ وعقابہ ومن شر عبادہ ومن ہمزات الشیاطین وان یحضرون۔ علامہ ابن کثیر نے اس حدیث کے راوی سے نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو یہ دعا اپنی اولاد کو سکھایا کرتے تھے اور جو ابھی بچے ہوتے ان کے گلے میں لکھ کر ڈال دیتے۔ (تفسیر ابن کثیر)

ٹ کفار کی آنکھیں اس وقت کھلتی ہیں جب موت کا فرشتہ پیغام اجل لے کر آ جاتا ہے۔ اس وقت وہ کف افسوس ملتے ہیں لیکن بے سود۔ حضرت عبادہ بن صامت سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم نے ارشاد فرمایا من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاءہ ومن کرہ لقاء اللہ کرہ اللہ لقاءہ یعنی جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ

أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِنْ

[illegible]

وَرَائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿١٠٠﴾ فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا

[illegible]

أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ ﴿١٠١﴾ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ

[illegible]

[illegible]

ف [illegible]

ف قیامت کے دن [illegible] یوم یفر المرء من اخیه وامه وابیه وصاحبته وبنیه۔ قیامت کے دن [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible]

فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ

تو وہی لوگ کامیاب و بامراد ہوں گے — اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے تو وہی لوگ ہیں جنہوں نے

خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ

نقصان پہنچایا اپنے آپ کو وہ جہنم میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے [illegible]

النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ۝ أَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنتُم

اور وہ اس میں [illegible] ہوں گے۔ [illegible] میری آیتیں [illegible] تو تم

بِهَا تُكَذِّبُونَ ۝ قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ

انہیں جھٹلایا کرتے تھے [illegible] کہیں گے اے ہمارے رب [illegible] ہم گمراہ لوگ تھے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝۱۰۷ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا

اے ہمارے مالک! نکال دے ہمیں اس سے، پھر اگر ہم دوبارہ ایسا کریں تو بے شک ہم ظالم ہوں گے۔ [illegible] پھٹکارے ہوئے پڑے رہو

وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝۱۰۸ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ

اسی میں اور مجھ سے بات نہ کرو۔ بے شک میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا جو کہا کرتا تھا اے ہمارے رب

اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝۱۰۹ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ

ہم ایمان لائے سو بخش دے ہمیں اور رحم فرما ہم پر اور تو سب سے بہتر رحم فرمانے والا ہے تو تم نے ان کا مذاق بنا لیا

سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۝۱۱۰ اِنِّيْ

حتیٰ کہ اس مشغلہ نے غافل کر دیا تمہیں میری یاد سے اور تم ان پر ہنسا کرتے تھے۔ میں نے بدلہ

جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝۱۱۱ قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ

دیا انہیں آج ان کے صبر کا۔ [illegible] وہی ہیں کامیاب ہونے والے۔ اللہ تعالیٰ دریافت فرمائے گا کتنے

فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ۝۱۱۲ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ

سال تم زمین میں ٹھہرے رہے؟ کہیں گے ہم ٹھہرے تھے ایک دن یا دن کا کچھ حصہ، آپ پوچھ لیجئے

الْعَآدِّيْنَ ۝۱۱۳ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۱۱۴

سال گننے والوں سے۔ ارشاد ہوگا تم نہیں ٹھہرے مگر تھوڑا، کاش تم اس حقیقت کو پہلے ہی جان لیتے

کریں گے اور اپنی شقاوت و بدبختی کا اعتراف کریں گے

ملے انہیں یہ [illegible] جواب ملے گا جس سے ان کی رہی سہی امیدیں بھی ختم ہو جائیں گی [illegible] جواب [illegible] ہے

کہ کل تم ہمارے مومن بندوں کا مذاق اڑایا کرتے تھے، آج دیکھو ان پر کس طرح ہماری رحمتیں [illegible]

منزل کامیابی کے لیے [illegible] ہے [illegible] قیامت کو ارشاد ہوگا

ملے کفار سے یہ سوال قیامت کے دن پوچھا جائے گا یا انہیں جہنم میں داخل کرنے کے وقت۔

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿١١٥﴾

کیا تم نے یہ گمان کر رکھا تھا کہ ہم نے تمہیں بے مقصد پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿١١٦﴾

پس بہت بلند ہے اللہ تعالیٰ جو شہنشاہ حقیقی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ مالک ہے عرش کریم کا

وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَإِنَّمَا حِسَابُهٗ

اور جو پکارتا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو جس کی اس کے پاس کوئی دلیل نہیں تو اس کا حساب اس کے

عِنْدَ رَبِّهٖ ۚ إِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿١١٧﴾ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ

رب کے پاس ہے۔ بلاشبہ نہیں کامیاب ہوں گے کافر۔ اور آپ عرض کیجئے اے میرے رب! بخش دے اور رحم فرما

وَأَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿١١٨﴾

بخش دے میری کوتاہیاں اور رحم فرما اور تو سب سے بہتر رحم فرمانے والا ہے

ف تم نے سمجھا تھا کہ یہی مقصد حیات ہے کہ کھاؤ پیو اور مزے اڑاؤ [illegible] کی یاد دہانی کا تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہوا، تم سمجھتے رہے کہ [illegible] اور [illegible] کی طرح تمہیں [illegible] اور تم سے تمہارے اعمال کی [illegible] باز پرس نہیں ہوگی۔ تم نے کبھی یہ سوچا کہ مختلف اعضاء [illegible] عقل و فہم، احساس و ادراک [illegible] کی تمیز کی قوت اور ان سے [illegible] فائدہ حاصل کرنے کی صلاحیت۔ تمہارے سوا کسی اور مخلوق کو نہیں دی گئیں تو [illegible] صرف کھانے پینے اور عیش اڑانے کے لیے کی گئی ہے۔ آج اپنی اس نادانی کی سزا بھگتو

ف تم بے مقصد [illegible] عبث اور فضول کام نہیں کرتے۔ تم نے آخر یہ کیسے خیال کر لیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بے مقصد اور عبث پیدا کر دیا ہے، وہ عبث کام کرنے سے بھی پاک ہے اور اس سے بھی پاک ہے کہ کوئی اس کا شریک ہو یا اس کا کوئی بیٹا ہو جیسا تم نے سمجھ رکھا ہے۔

ف یعنی جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کی عبادت کرتا ہے یعنی [illegible] تو وہ ایک ایسا جرم کر رہا ہے جس کی اس کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

[illegible] یا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو استغفار کا حکم دیا تاکہ اُمت اپنے نبی کی اقتدا میں استغفار کیا کرے، یا حکم ہی یہ ملا کہ اے میرے پیارے رسول اپنی اُمت کے لیے مغفرت طلب کرو۔ وقیل امرہ بالاستغفار لتقتدیہ امتہ اور اغفر اور ارحم کا مفعول ذکر نہیں کیا گیا تاکہ کسی خاص چیز کی تخصیص نہ کی جائے بلکہ یہ لفظ اپنی جامعیت کی وجہ سے ہر چیز کو شامل ہو۔ اغفر سے مراد یہ ہو کہ اے مولا کریم! میرا ہر قول اور ہر عمل جو میرے لیے اس دنیا میں یا آخرت میں ضرر رساں ہے، میرے کریم اسے معاف فرما دے۔ اور ارحم کا معنی یہ ہوگا کہ ہر وہ عمل جو میرے لیے یہاں بھی اور وہاں بھی مفید اور سود مند ہو اس سے مجھے سرفراز فرما کیونکہ تو خیر الراحمین ہے۔ گناہوں کا بخش دینا بھی تیرے لیے آسان ہے اور رحمتوں کا عطا فرمانا تو تیرا شیوۂ کرم ہے۔

◆

نقشہ: غزوہ بنی مصطلق

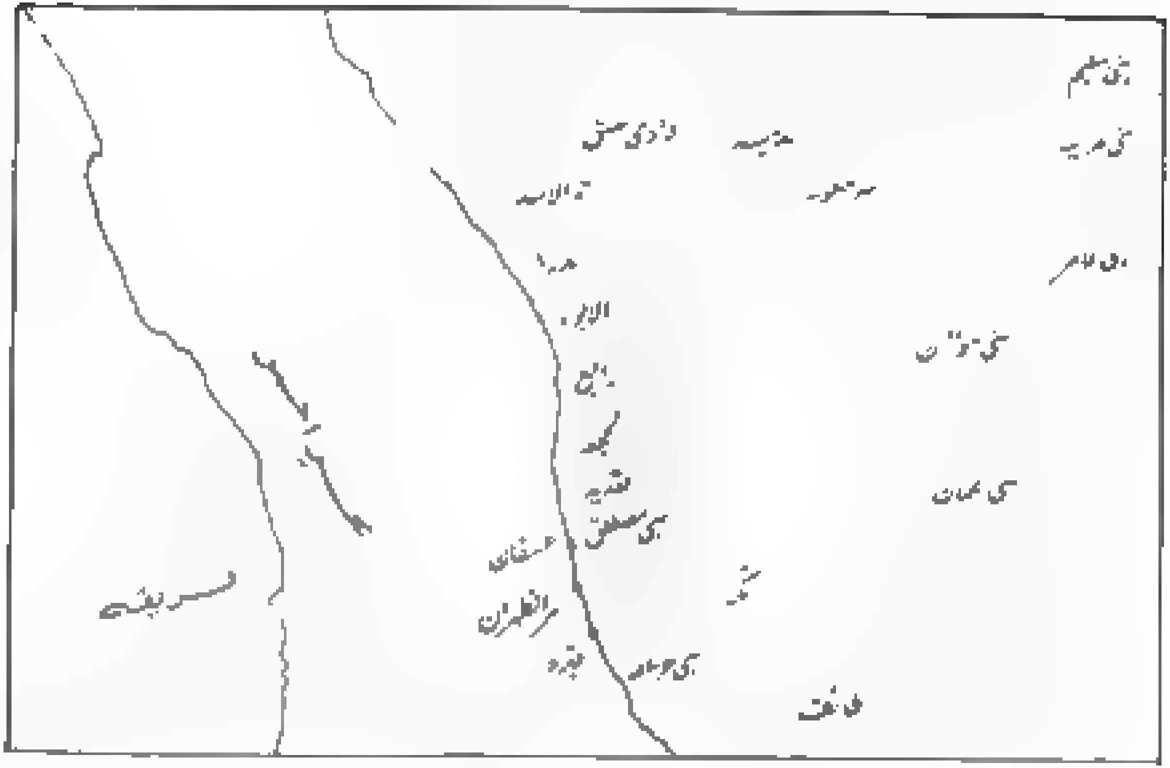
بنی سلیم
وادی حمض
مدینہ
بنی مزینہ
حمراء الاسد
بئر معونہ
بدر
بنی عامر
الابواء
بنی ہوازن
رابغ
جحفہ
بحر احمر
قدید
بنی مصطلق
عسفان
نخلہ
حبشہ
مرالظہران
جدہ
طائف

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف سورۃ النور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام: اس سورۂ پاک کا نام "النور" ہے جو اس سورت کی آیت ۳۵ اللہ نور السمٰوٰت والارض سے ماخوذ ہے۔ اس کی آیات کی تعداد ۶۴ ہے۔

زمانۂ نزول: اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ واقعۂ افک غزوۂ بنی المصطلق کے بعد پیش آیا، اور اس سورۃ کا نزول اسی واقعہ کے بعد ہوا۔ لیکن اس میں اختلاف ہے کہ غزوۂ بنی المصطلق کس سن میں ہوا تھا۔ نیز اس امر میں بھی اختلاف ہے کہ غزوۂ بنی المصطلق غزوۂ خندق سے پہلے ہوا یا بعد میں۔ محدثین کے مختلف اقوال ہیں، لیکن اکثر قرائن کی مطابقت یہ ہے کہ غزوۂ خندق شوال ۵ھ میں ہوا۔ اور غزوۂ بنی المصطلق شعبان ۶ھ میں ہوا۔ مگر غزوۂ خندق کے متعلق ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ ۴ھ میں ہوا، اور ابن خلدون نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ لیکن ابن اثیر اور ابن کثیر اور ابن قیم نے شوال ۵ھ میں ہی غزوۂ خندق کے واقع ہونے کو ترجیح دی ہے۔ ابن سعد، ابن اثیر، ابن کثیر کے نزدیک غزوۂ بنی المصطلق شعبان ۵ھ میں ہوا۔ ابن قیم نے اس کی تاریخ شعبان ۶ھ ذکر کی ہے۔ ابن کثیر نے بھی ایک قول نقل کیا ہے لیکن اکثر محدثین کی وہی تحقیق ہے جو پہلے بیان کی جا چکی ہے۔ ابن اسحاق نے اس اعتراض کا جواب بھی دیا ہے کہ اگر غزوۂ بنی المصطلق غزوۂ خندق کے بعد ہو تو حدیث افک میں سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ کے درمیان جو تکرار روایات میں مذکور ہے وہ درست نہیں ہوگی کیونکہ سعد بن معاذ کا انتقال غزوۂ خندق کے فوراً بعد ہو گیا تھا۔ اس شبہ کا ازالہ ابن خلدون نے یہ کہہ کر کیا کہ حضرت سعد بن عبادہ کی سعد بن معاذ سے تکرار نہیں ہوئی تھی بلکہ اسید بن حضیر سے تکرار ہوئی تھی اور جن روایات میں سعد بن معاذ کا نام ہے یہ راوی کا وہم ہے۔ وھو وھم سبق بالتنبیہ علیہ انما المقاول لسعد بن عبادۃ انما ھو اسید بن حضیر

مضامین: گھر معاشرہ کی خشت اول ہے۔ گھر کے ماحول کو پاکیزہ اور مسرت بخش بنائے بغیر ایک پاکیزہ اور صحت مند معاشرہ کی تشکیل کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا۔

اسلام جس کا مقصد ہی انسان کے سر پر تاج کرامت رکھنا اور اس کے ماحول کو جنتی مسرتوں کے نغمے

[illegible]

[illegible]

۲- [illegible]

۳- [illegible]

جو افترا سے خوف زدہ نہ ہوں ان کے لیے بھی ایک سزا مقرر کی گئی ہے [illegible] برسر عام [illegible]
جائیں اور شادی شدہ [illegible] کے لیے [illegible] مسئلہ [illegible] کی سزا [illegible] قتل کی سزا مخصوص ہے
لیکن اگر مقتول کے وارث چاہیں تو وہ دیت لے کر قتل کی سزا سے چشم پوشی کر سکتے ہیں۔ قرآن کی [illegible]
[illegible] صحیح رکھتے ہیں وہ معاف کر سکتے ہیں [illegible]
اور برسر عام [illegible] اسلامی [illegible] عصمت [illegible] کو اخلاقی [illegible]
اہمیت دیتا ہے جو شخص کسی کی عصمت پر حملہ آور ہو [illegible]
یہ لازم ہے کہ وہ اس جرم کی سزا [illegible] کی شدت [illegible] کرے۔

اس سلسلے میں یہ امر بھی [illegible] اسلامی معاشرے میں [illegible] غیر شادی شدہ [illegible] ہیں، ان کی
شادی کا اہتمام کیا جائے [illegible]
[illegible] کسی وقت بھی [illegible]
[illegible] اسلامی معاشرے میں [illegible]
[illegible] کسی وقت بھی [illegible] ثابت ہوگی۔

۴۔ اس کے علاوہ اسلام نے کسی کی [illegible] اہتمام کیا ہے [illegible] آبرو کو بڑی اہمیت دی ہے [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

۵۔ اس آیت میں جیسا کہ [illegible] ایک نہایت خطرناک [illegible] کا ذکر کیا گیا ہے جو تاریخ
میں واقعہ افک کے نام سے مشہور ہے۔ اسلام کے دشمن اسلام کی روز افزوں ترقی [illegible] فتوحات اور
کامیابیاں دیکھ دیکھ کر آتش حسد میں جل رہے تھے [illegible]
[illegible]
[illegible] اسلامی معاشرہ [illegible]
[illegible]
پیغمبر اسلام [illegible]
[illegible] عصمت [illegible] شرارت [illegible]

زبان قدرت سے دی اور اس سورۂ پاک میں وہ آیتیں نازل فرمائیں جن سے یہ فتنہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا اور منافقین کو یقین ہو گیا کہ ان کا کوئی منصوبہ اور ان کی کوئی سازش اسلام کے شجرۂ طیبہ کو اب اکھیڑ نہیں سکتی اس واقعہ کی تفصیل بھی متعلقہ آیات کے ضمن میں بیان کی گئی ہے۔

۶۔ آیت اللّٰہ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الآیۃ جس سے اس سورۃ کا نام ماخوذ ہے وہ اپنی معنویت اور جلالت شان کے باعث بڑی اہمیت کی حامل ہے اور آپ کی خصوصی توجہ اور مطالعہ کی مستحق ہے۔

۷۔ آخر میں اس وعدہ کا ذکر فرمایا گیا جو عرش و فرش کے پیدا کرنے والے نے ہر اس قوم سے کیا ہے جو اس ضابطۂ حیات کو اپنائے اور ایک ایسا معاشرہ تشکیل کرے جس کا تفصیلی خاکہ یہاں پیش کیا گیا ہے۔ تاریخ عالم گواہ ہے کہ جب مسلمانان مصطفےٰ نے اس نظام کو اپنایا تو اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ پورا فرمایا اور وعدۂ خداوندی آج بھی جوں کا توں موجود ہے۔ اگر ہم آج بھی صدق دل اور حسن نیت سے اس کو اپنائیں گے جس طرح ہمارے اسلاف نے اسے اپنایا تھا تو خداوند قدوس بھی اپنا وعدہ یقیناً پورا فرمائے گا۔ اس کا تو صاف صاف اعلان ہے۔ اَوْفُوْا بِعَهْدِیْۤ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ۔ تم نے جو میرے ساتھ وعدہ کیا ہے تم اس کو پورا کرو جو میں نے تمہارے ساتھ وعدہ کیا ہے وہ میں پورا کروں گا

اس مختصر تعارف میں اتنی گنجائش نہیں کہ سورت کے تمام مضامین کا اشارۃً بھی ذکر کیا جا سکے۔ چند اہم مطالب پیش خدمت ہیں۔ اگر آپ کے دل میں تعلق و شوق ہے تو آگے بڑھئے اور قرآن الٰہی کے اس بحر بیکراں سے اپنے دل کے جام بھر لیجئے۔

سُوْرَةُ النُّوْرِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ اَرْبَعٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ النور مدنی ہے اور اس کی ۶۴ آیات اور ۹ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ

یہ ایک عظیم الشان سورۃ ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے اور جس (کے احکام) کو ہم نے فرض کیا ہے اور ہم نے اتاری ہیں اس میں روشن آیتیں تاکہ تم

تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ

نصیحت قبول کرو۔ بدکار عورت اور بدکار مرد (جو غیر شادی شدہ ہوں) تو کوڑے لگاؤ ہر ایک کو ان دونوں میں سے سو سو کوڑے

لہ اس سورت کا آغاز جس جلال اور تمکنت سے کیا جا رہا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سورت اپنے مضامین اور مطالب کے لحاظ سے بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ آیت کے ہر لفظ سے [illegible] شان اور کبریائی نمایاں ہو رہی ہے۔ اس کے پڑھنے سے دل و دماغ پر ایک ہیبت طاری ہو جاتی ہے آپ اس کے ترجمہ پر بھی غور کریں۔ ارشاد ہوتا ہے یہ ایسی سورت ہے جسے ہم نے اتارا ہے [illegible] اس کا لفظی ترجمہ کیا جا سکتا ہے۔ پھر ارشاد ہوتا ہے و [illegible] ملت اسلام کی [illegible] یہ نہیں کہ ان کا پابند ہونا مسلمانوں کی مرضی پر ہے [illegible] کو حاصل کر [illegible] میں کسی قسم کا ابہام اور اشتباہ نہیں کہ ان کے سمجھنے میں دقت ہو۔

ته آیت کے آخر میں ان احکام کے نازل کرنے کی حکمت بیان فرمائی کہ ان میں [illegible] ہو کر [illegible] کرو گے۔

ته شریعت اسلامیہ کے تعزیری قوانین میں سے ایک اہم قانون کا ذکر ہو رہا ہے۔ اسلام کی جان، مال، عزت کی حفاظت اسلامی قوانین کا مقصد اولین ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کی جان تلف کرتا ہے تو قاتل سے قصاص لیا جائے گا۔ اگر کسی کے مال پر دست درازی کرتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ اور اگر کوئی شخص کسی کی عزت و ناموس کو داغدار کرتا ہے تو اس کو [illegible] سزا دی جائے گی۔ اسلام نے جو سزائیں مقرر کی ہیں ان میں دو باتوں کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ ایک تو یہ کہ مجرم کو اس کے کیے کی سزا دی جائے۔ دوسری یہ کہ وہ لوگ جن میں جرائم کے ارتکاب کا میلان پایا جاتا ہے وہ اس عبرتناک سزا سے [illegible]

جو اس کا ارتکاب [illegible] سامنے [illegible] حاصل ہو جاتا ہے [illegible] جرم کا ارتکاب کرنے [illegible] مطلب [illegible] چاہتے ہیں [illegible] قرآن [illegible]

اسلام یہ چاہتا ہے کہ [illegible] محبت [illegible] ہیں [illegible]

اسلام [illegible] فطری تقاضوں [illegible] جائز [illegible]

[illegible] لا تقربوا الزنی انہ کان فاحشۃ وساء سبیلا [illegible]

حالات [illegible] سے [illegible] ہے [illegible] کے سبب سے [illegible] ہو جاتی ہے [illegible] جب یہ قوت [illegible] ہو جاتی [illegible] [illegible] رہتے ہوتے ہیں

[illegible] ہوتے

[illegible]

اسلام نے جن چیزوں کے بجا لانے کا حکم دیا ہے ان میں ہمارا بھلا ہی نہیں بلکہ ساری انسانیت کا بھلا ہے اور جن چیزوں سے منع کیا ہے اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ یہ ہمارا ہماری قوم کا اور ساری انسانیت کا نقصان ہے یہ کیونکہ ہیں ممکن ہے کہ اس سے کوئی فائدہ وقتی ہوں لیکن اس کی حرمت کی چند چیزیں معلوم ہو جائیں لیکن وہ شراب ہونے سے نقصانات ختم ہو گئی۔ یورپ کے کئی ممالک میں شراب پینا اور جوا کھیلنا قانوناً جائز ہے اس کی یہ وجہ نہیں کہ وہاں شراب پینے اور جوا کھیلنے سے وہ مضر اثرات پیدا نہیں ہوتے جن کے باعث شراب و قمار کو حرام قرار دیا گیا تھا بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے ذریعے حکومت کو بہت بڑی آمدنی ہوتی ہے اور اگر ان چیزوں کو ممنوع قرار دیا جائے تو حکومت اس آمدنی سے محروم ہو جائے گی۔

جب جرائم اور قبائح کے متعلق اسلام کا نقطہ نظر ہی الگ ہے تو ان کے انسداد کے لیے اسلام کا طریقہ کار اگر دیگر اقوام سے الگ ہو تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ جرم کے ساتھ ایسی بے جا شفقت برتنا جس سے شریر لوگوں کو جرم کے ارتکاب پر جری کر دے اس سے کہیں بہتر ہے کہ جرم پر وہ سخت سزا دی جائے کہ وہ دوبارہ اس کا ارتکاب کرنے کی جرات نہ کر سکے اور دوسرے لوگوں کے دلوں میں ایسی دہشت اور خوف پیدا کر دے کہ کسی کے دل میں اس جرم کے ارتکاب کا خیال ہی پیدا نہ ہو۔

زنا کا فعل قبیح چونکہ اکثر ایسی ہی اور بھی متعدی خرابیوں کا سرچشمہ تھا۔ اس لیے اسلام نے سختی سے منع کر دیا اگرچہ قانون اسلام کو عمل پیرا ہونے سے ... اگرچہ بے شرم و حیائی کی اس چادر کو تار تار کرنے کی بڑی منظم کوششیں کی جا رہی ہیں لیکن اپنے ماننے والوں کے دلوں میں اسلام نے جو نفرت اس سے پیدا کر دی ہے اس کے باعث اس فعل شنیع کا ارتکاب سننا بہت ہی کم ہے جبکہ ترقی یافتہ ممالک کے مقابلہ ہمارے ملک میں عصمت و عفت کا احترام بہت ہی زیادہ ہے۔

یہ عرض کرنے کے بعد اب اس کی سزا اور طریقہ کار کے لیے ضروری ہے کہ جو سزا قرآن کریم نے بیان کی ہے اس کو مختصراً پیش کرتے ہوئے انہیں آپ ابتدائی معلومات ہی خیال فرمائیں تفصیلات کے لیے کتب فقہ کی طرف رجوع فرمائیں یہاں اسی کا ذکر نہیں کہ اس مسئلہ کے چند پہلوؤں کو باتفصیل پیش کیا جائے

زانی مرد اور زانیہ عورت کو شریعت نے دو قسموں میں تقسیم کیا ہے اور اس تقسیم کے پیش نظر ان کی سزاؤں میں تفاوت ہے

۱۔ غیر شادی شدہ مرد اور غیر شادی شدہ عورت

۲۔ شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت۔

زمانہ جاہلیت میں دیگر قباحتوں کے ساتھ ساتھ زنا کا رواج بھی عام تھا اور اس کا ارتکاب بے دھڑک کیا جاتا تھا پیشہ ور عورتیں بڑے ٹھاٹھ سے اپنی دکانیں سجاتی تھیں۔ اونچے اونچے جھنڈے ان کے مکانوں پر لہرایا کرتے تھے انہیں اور ان کے پاس آنے والوں کو قطعاً معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا کان فی ذلک الوقت فی العرب ... بغایا الوقت من آبائهن وکن مجاهرات بذلک (قرطبی)

اسلام جو انسان کو ضلالت و گمراہی کی ان پستیوں سے نکالنے کے لیے آیا تھا وہ اس کو کیسے گوارا کرتا چنانچہ

سورۃ النساء جو کہ ۳ھ میں نازل ہوئی اس میں ان بیویوں کی دیگر صفات کے متعلق یہی ذکر کیا گیا کہ وہ زنا کا ارتکاب نہیں کرتے مسافحات ہوں اور سورۃ الممتحنہ میں جہاں عورتوں کے شرف اسلام میں داخل ہونے کے لئے بیعت کرنے کا ذکر ہے وہاں ان سے یہ وعدہ بھی لیا جاتا ہے کہ ولا یزنین کہ وہ زنا نہیں کریں گی۔ یہ واضح ہے کہ سورۃ الممتحنہ ۸ھ میں نازل ہوئی تھی۔ یہ تدریجی اور اخلاقی تربیت تھی جس کی تکمیل پر اسلام قبول کرنے والے اپنے ذہن میں تیار ہو چکے اور اس سے یہ وعدہ لیا جاتا جس کی پابندی ان پر ضروری ہوتی۔

اس قبیح فعل کا ارتکاب کرنے والوں کے متعلق جو حکم نازل ہوا وہ سورۃ النساء کی آیت ۱۵ میں مذکور ہے کہ شادی شدہ عورت اگر اس جرم کا ارتکاب کرے تو اسے گھر میں محبوس کر دو یہاں تک کہ وہ مر جائے یا اللہ تعالیٰ کوئی دوسرا حکم نازل کرے "فامسکوھن فی البیوت حتی یتوفاھن الموت او یجعل اللہ لھن سبیلا" اور غیر شادی شدہ مرد اور عورت کے لئے حکم یہ تھا کہ انہیں زبانی ملامت کی جائے اور جسمانی اذیت دی جائے، والذان یاتینھا منکم فاذوھما کچھ عرصہ اسی حکم کے مطابق عمل ہوتا رہا پھر ۴ یا ۵ ہجری میں جب سورۃ النور نازل ہوئی تو یہ حکم اور زانی مرد اور زانیہ عورت کو سو کوڑے لگانے کا حکم دیا گیا۔ علمائے امت کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ سزا غیر شادی شدہ مرد اور عورت کے لیے ہے۔ شادی شدہ مرد اور عورت کی سزا یہ ہے کہ انہیں سنگسار کیا جائے یعنی ان پر اتنے پتھر برسائے جائیں کہ وہ مر جائیں۔ خوارج کہتے ہیں کہ کوڑوں کی سزا زانی اور زانیہ کے لیے ہے شادی شدہ اور غیر شادی شدہ کی کوئی تخصیص نہیں۔ انہوں نے اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ یہاں مطلق زانی اور زانیہ کی یہ سزا مقرر کی گئی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جن روایات سے رجم کی سزا کا ثبوت ملتا ہے وہ قرآن کریم کی منسوخ یا ناسخ نہیں ہو سکتیں۔ خوارج کے علاوہ اس زمانے کے بعض [illegible] کا بھی یہی قول ہے۔ ان کی خدمت میں مختصر اتنی گزارش ہے کہ رجم اجماع امت سے بھی اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ حضور سرور عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کے نزول کے بعد کئی مقدمات میں رجم کی سزا دی جن کی تفصیل کتب احادیث میں مذکور ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت فاروق اعظم، حضرت علی رضی اللہ عنہم سب نے اپنے اپنے عہد خلافت میں شادی شدہ زانی اور زانیہ کو رجم کیا۔ ایک معمولی عقل کا انسان بھی اس بات کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ اس آیت کا مفہوم قرآن کریم کے لانے والے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہر حال بہتر سمجھتے تھے۔ خلفائے راشدین جن کی پیروی کا ہمیں حکم دیا گیا ہے جو احکام الٰہیہ پر عمل کرنے کے بہت شیدائی تھے ان سے قرآن حکیم کی مخالفت [illegible] ان سب حضرات کا بالاتفاق شادی شدہ کے لیے رجم کا اجرا کرنا [illegible] اس کا انکار صحت عقلی ہی کر سکتے ہیں۔

۲۔ ثبوت زنا: اس کے دو طریقے ہیں۔

۱۔ اقرار ۲۔ شہادت

کیونکہ یہ بہت گھناؤنا جرم ہے۔ اس سے انسانی عزت و آبرو اس کی تباہی ہو جاتی ہے۔ متاثر ہوتی ہے نیز

کی یہ سزا جس قدر سنگین ہے اسی لیے اس کو ثابت کرنے کے لیے بڑی احتیاط ملحوظ رکھی گئی ہے جس اقرار سے یہ جرم ثابت ہوتا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ مجرم بلا اکراہ [illegible] امام کے سامنے چار مرتبہ صاف الفاظ میں اقرار کرے اور [illegible] یہ عمل ناشائستہ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جب ماعز بن مالک اسلمی نے آکر یہ عرض کیا یا رسول اللہ مجھے پاک کر دیجئے میں نے گناہ کیا ہے حضور نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا [illegible] ویحک ارجع فاستغفر اللہ وتب الیہ اسے جواب دیا واپس چلا جا توبہ و استغفار کر [illegible] حضور نے پھر منہ پھیر لیا تیسری مرتبہ بھی یہی ہوا آخر [illegible] حضور نے [illegible] کیا تو [illegible] پاگل تو نہیں [illegible] چوتھی مرتبہ بھی وہی الفاظ دہرائے [illegible] اور [illegible] صرف [illegible] شاید [illegible] [illegible] حضور نے [illegible] حال [illegible] [illegible] حضور نے فرمایا [illegible] اسے لے جاؤ اور رجم کر دو۔

شہادت میں بھی بڑی احتیاط ملحوظ رکھی گئی ہے۔ چار ایسے مرد گواہ ہونے چاہییں جو مسلمان، عاقل، بالغ، آزاد اور عادل ہوں جن کی صداقت و دیانت ہر شک و شبہ سے بالاتر ہو اور گواہی بھی اس بات پر کہ انہوں نے ملزم اور ملزمہ کو عین حالت مباشرت میں دیکھا ہے کالمیل فی المکحلۃ والرشاء فی البئر جس طرح سلائی سرمہ دانی میں اور رسی کنویں میں۔ اگر گواہوں کی گواہی میں ذرہ بھر بھی کسی بات کے متعلق اختلاف پایا جائے گا تو ان کی گواہی رد کر دی جائے گی اور حد ساقط ہو جائے گی۔

اثبات زنا کے لیے آپ نے [illegible] احتیاطی تدابیر [illegible] ملاحظہ فرمایا [illegible] لوگوں کو سزا دینے کا شوق نہیں [illegible] کسی نے انگشت نمائی کر دی [illegible] [illegible] ایک انتہائی [illegible] ایسے شخص کے [illegible] کے دل میں [illegible] آیات قرآنی اور احادیث نبوی کا یہی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] عین حالت مباشرت میں [illegible] [illegible] [illegible] پردہ [illegible] کرے اور گواہوں کے لیے بھی یہ بہتر ہے کہ وہ اس کی پردہ پوشی کریں۔ حدیث پاک میں ہے من [illegible] من هذه القاذورات [illegible] فليستتر بستر الله فانه من يبد لنا صفحته نقم عليه كتاب الله۔ [illegible] کسی سے اس قسم کا کوئی [illegible] جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پردہ کو فاش نہ کرے [illegible] کو ظاہر کرے گا تو اس پر حکم الٰہی ضرور جاری کیا جائے گا [illegible] اس جرم کا اقرار

جَلْدَةٍ ۖ وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ

اور نہ آنے تمہیں ان دونوں پر ذرا رحم اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملے میں اگر تم ایمان

تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ

رکھتے ہو اللہ تعالیٰ پر اور روز آخرت پر اور چاہیے کہ مشاہدہ کرے دونوں کی سزا کو اہل ایمان کا ایک

کرنے کے لیے بھیجا تھا حضور نے فرمایا لو سترتہ بثوبک لکان خیرا لک اگر تو اسے اپنے کپڑے میں ڈھانپ لیتا تو تیرے لیے بہتر ہوتا لیکن جب یہ معاملہ حاکم وقت کے سامنے پیش کر دیا گیا اور اقرار یا شہادت سے یہ ثبوت پہنچ جائے تو پھر حاکم کو اختیار نہیں کہ وہ حد قائم نہ کرے تعافوا الحدود فیما بینکم فما بلغنی من حد فقد وجب (ابو داؤد، نسائی) آپس میں حدود سے درگزر کرتے رہو لیکن جب وہ حد مجھ تک پہنچ جائے گی تو پھر اس کا نفاذ ضروری ہو جائے گا

یہ حدود قابل مصالحت نہیں کہ کچھ معاوضہ دے کر ختم کر دیا جائے۔ ایک لڑکا کسی آدمی کے ہاں کام کرتا تھا۔ اس نے اس کی بیوی کے ساتھ بدکاری کی۔ لڑکے کا باپ نے سو بکریاں اور ایک لونڈی اس کے خاوند کو دے کر راضی کر لیا لیکن جب مقدمہ بارگاہ رسالت میں پیش ہوا تو حضور نے فرمایا اما غنمک وجاریتک فرد علیک سو تیری بکریاں اور تیری لونڈی تجھے واپس کر دی جائے گی اور تیرے لڑکے پر حد لگے گی

جس کوڑے کے ساتھ مارا جائے وہ نہ زیادہ سخت ہو نہ زیادہ نرم۔ جسم کے ایک حصہ پر ہی نہ لگائی جائے بلکہ سر اور شرمگاہ کے علاوہ جسم کے مختلف حصوں پر لگائی جائے

نیز حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ایک حاکم کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا جس نے حد میں کمی کی ہوگی۔ اس سے پوچھا جائے گا لم فعلت ذالک تو نے ایسا کیوں کیا؟ وہ کہے گا رحمۃ لعبادک تیرے بندوں پر رحمت اور شفقت کے لیے۔ اسے کہا جائے گا انت ارحم بهم منی کیا تو ان پر مجھ سے زیادہ رحم کرنے والا ہے؟ فیؤمر به الی النار اسے آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ پھر ایسے حاکم کو بارگاہ الٰہی میں پیش کیا جائے گا جس نے حد سے ایک کوڑا زیادہ مارا ہوگا اس سے اس کی وجہ پوچھی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا انت اشد غضبا منی کیا تو مجھ سے زیادہ غضب کرنے والا ہے۔ پھر اسے بھی آگ میں پھینکے جانے کا حکم صادر ہوگا۔

حقیقت یہ ہے کہ احکام حدود کی یہ سختی رحمت ہی رحمت ہے اسی طرح جو مصلحتیں پیش نظر ہیں ان میں کمی بیشی کی گنجائش نہیں۔ تاریخ شاہد ہے جہاں بھی حدود کے نفاذ میں تساہل کیا گیا جرائم میں روز افزوں اضافہ ہوا۔ قتل و غارت میں جو ہولناک اضافہ ہو رہا ہے اس کی ایک بڑی وجہ یہی ہے جب اس کی

الْمُؤْمِنِينَ ۝ الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِيَةُ

گروہ سے ۔ [illegible] شادی نہیں کرتا مگر زانیہ کے ساتھ یا مشرکہ کے ساتھ اور [illegible]

لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ۝

نہیں [illegible] کرتا [illegible] ساتھ مگر [illegible] یا مشرک ۔ اور حرام کر دیا گیا ہے یہ اہل ایمان پر ۔

[illegible] جس کی [illegible] لگی ہو [illegible] آگے [illegible] ہے اور [illegible] اس [illegible] ہو جائے ۔

ف کیونکہ اس سزا کا ایک اہم مقصد دوسروں کو عبرت دلانا ہے اس لیے حکم دیا گیا [illegible] عام لوگ اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں [illegible] جب کسی شخص [illegible] اور [illegible] مسلمانوں کے [illegible] اس آیت کا مفہوم سمجھنے میں لوگوں کو بڑی پریشانی ہوتی ہے ۔ [illegible] شان نزول [illegible] مطلب [illegible] مکہ [illegible] ایک [illegible] کہ اب [illegible] بات جانے دو [illegible] پاس شب باشی کی جرأت نہیں کر سکتا [illegible] چھپ گیا [illegible] میں کامیاب ہو گیا [illegible] حضور خاموش رہے [illegible] آیت نازل ہوئی [illegible]

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ

اور وہ لوگ جو تہمت لگاتے ہیں پاکدامن عورتوں پر ۔ پھر وہ نہ پیش کریں چار گواہ شہ

نے مجھے بلایا اور یہ حکم ہی پڑھ کر سنایا۔

اس شان نزول سے معلوم ہوا کہ زانیہ سے مراد پیشہ ور عورت ہے کوئی غیرت مند انسان ایسی عورت کو اپنے نکاح میں لینے کے لیے تیار نہیں ہوتا اور زانی سے مراد بھی وہی مرد ہے جو اس فعل کے ارتکاب میں شہرت رکھتا ہو اور شرم و حیا کی چادر اس نے اتار کر پھینک دی ہو۔ ایسے شخص کو بھی کوئی شریف عورت اپنا خاوند بنانے کے لیے آمادہ نہیں ہوتی۔ یہاں ینکح بھی کا ہے لیکن نہی کا [illegible] کا معنی یہ ہوگا [illegible] یعنی پیشہ ور زانیہ کے ساتھ نکاح کرنا مومن کی شان کے لائق نہیں جس طرح کہا جاتا ہے السلطان لا یکذب یعنی بادشاہ کے لیے مناسب نہیں کہ وہ جھوٹ بولے ایک شاعر کہتا ہے ۔

وتجتنب الاسود ورود ماء اذا كان الكلاب يلغن فيه

یعنی شیروں کے لیے ایسی جگہ سے پانی پینا مناسب نہیں جہاں کتے منہ ڈالتے ہوں

اس آیت کا ایک مفہوم حضرت علامہ پانی پتی نے ذکر کیا وہ لکھتے ہیں

والمعنی ان الزانی لا یرغب فی نکاح الصالحات والزانیة لا یرغب فیھا الصلحاء فان المشاکلة علة الالفة (مظہری)۔ آیت کا معنی یہ ہے کہ زانی اپنے فسق و فجور کے باعث صالح عورت سے نکاح کرنے کی طرف راغب نہیں ہوتا۔ اسی طرح نیک مرد بھی زانیہ سے نکاح کرنا پسند نہیں کرتا کیونکہ طبیعتوں کی مناسبت ہی الفت و محبت کی علت ہے جہاں طبیعتوں میں تضاد ہوگا وہاں باہمی الفت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس صورت میں نفی اپنے حقیقی معنی پر ہی محمول ہوگی

شہ یعنی بدکار پیشہ ور عورت سے نکاح اس کے توبہ کرنے سے پہلے جائز نہیں، اسی طرح جو مرد اس قماش کا ہو اس کی اصلاح احوال سے پہلے کسی عفیفہ کو اس کے رشتۂ نکاح میں باندھ دینا سراسر ظلم اور بے انصافی ہے۔

شہ زنا کا جرم اسلامی معاشرہ میں ناقابل برداشت ہے۔ جو شخص اس کا مرتکب ہوگا اس کے لیے ایسی عبرتناک سزا مقرر کی گئی ہے جو کسی دوسرے گناہ پر نہیں دی جاتی۔ اسی طرح زنا کا غلط الزام لگانا بھی انتہائی سنگین جرم ہے۔ جو شخص کسی پاکدامن عفیف عورت پر یا کسی پاکباز اور عصمت شعار مرد پر یہ الزام لگائے گا اسے محض بات خیال کر کے نظر انداز نہیں کر دیا جائے گا بلکہ اسے حکم دیا جائے گا کہ وہ اس الزام کو ثابت کرنے کے لیے چار گواہ پیش کرے اور اگر وہ چار گواہ پیش نہیں کر سکے گا تو اسے اتنے کوڑے لگائے جائیں گے کہ اسے پتہ چل جائے گا کہ کسی کی عزت و ناموس پر غلط الزام لگانا مذاق نہیں ہے۔

آیت کے کلمات میں ایک دفعہ پھر غور فرمایئے۔ یرمون کا معنی تہمت لگانا ہے لیکن یہاں اس سے مراد خاص زنا

فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ

تو لگاؤ ان تہمت لگانے والوں کو اسّی دُرّے اور مت قبول کرو ان کی گواہی کبھی ہمیشہ کے لیے ف

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ

اور وہی لوگ فاسق ہیں مگر اس سے وہ لوگ جو توبہ کرلیں ایسا بہتان لگانے کے بعد اور

اَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ

اپنی اصلاح کرلیں تو بیشک اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے ف اور وہ لوگ جو تہمت لگاتے ہیں اپنی بیویوں

کی تہمت ہے وہ بھی صریح الفاظ میں جیسے کہے رنڈی یا بدکار۔ المحصنٰت سے مراد پاکدامن عورتیں ہیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اگر کسی مرد پر بہتان لگایا جائے گا تو اس پر حد نہیں بلکہ مرد اور عورت کا حکم یکساں ہے۔ یہاں صرف محصنات کا خاص ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی اس میں الزام ایک عورت پر ہی لگایا گیا تھا۔ پاکدامن مرد پر بہتان لگانے کا حکم اجماع امت سے ثابت ہے۔ لفظ محصن کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ قرطبی لکھتے ہیں۔ والمراد بالاحصان باجماع العلماء ان یکون حرا عاقلا بالغا مسلما عفیفا عن الزنا۔ یعنی اس جگہ احصان کا معنی یہ ہے کہ جس پر الزام لگایا جا رہا ہے وہ آزاد، عاقل، بالغ، مسلم، عفیف ہو اور اس پر زنا کی تہمت بھی لگائی گئی ہو

ف ایسے لوگوں کو تین سزائیں دی جائیں گی

۱۔ انہیں اسّی کوڑے لگائے جائیں گے

۲۔ آئندہ کسی حقوق میں ان کی گواہی قابل قبول نہ ہوگی۔

۳۔ انہیں فاسق قرار دیا جائے گا

ف اگر کوئی شخص بہتان لگانے کے بعد توبہ کرے گا تو حد قذف اس سے ساقط نہیں ہوگی البتہ اس کے حق میں جو عذاب اسے روز قیامت دیا جانا تھا وہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیا جائے گا۔ توبہ کے بعد کیا اس کی گواہی مقبول ہوگی یا نہیں اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ احناف کا مسلک یہ ہے کہ توبہ کے بعد بھی وہ مردود الشہادۃ رہے گا۔ حضرت امام اعظم کے علاوہ اسلاف میں سے مندرجہ ذیل حضرات کی بھی یہی رائے ہے

قاضی شریح، ابراہیم نخعی، سعید بن جبیر، مکحول اور عبد الرحمٰن بن زید بن جابر۔ لیکن امام مالک، امام احمد اور امام شافعی کا قول یہ ہے کہ توبہ کے بعد اس کی شہادت مقبول ہوگی۔ سعید بن المسیب وغیرہ کئی علماء کا یہی مسلک ہے۔ شعبی سے یہ قول منقول ہے کہ توبہ سے حد بھی ساقط ہو جائے گی۔ وقال الشعبی ان الاستثناء یرجع الی الاول ومحله نصب حتی یسقط

وَلَمْ يَكُن لَّهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ

[illegible] اور [illegible] ان کے پاس [illegible] گواہ [illegible] ہے تو ان [illegible] کی گواہی یہ ہے کہ [illegible] چار بار گواہی

شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ

دے اللہ کے نام سے کہ وہ [illegible] سچا ہے ۔ اور پانچویں یہ کہ اللہ کی لعنت ہو اس پر

[illegible] التوبہ ۔ مظہری

سلہ جب سابقہ آیت نازل ہوئی تو [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] کی یا رسول اللہ [illegible] کیا یہ آیت [illegible] یہی نازل ہوئی ہے حضرت نے فرمایا [illegible] میں جانتا ہوں کہ یہ حق ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے نازل فرمایا ہے لیکن میں [illegible] کر کے حیران ہوں [illegible] اگر میں کسی بد [illegible] کو اپنی بیوی پر سوار دیکھوں تو جب تک میں چار گواہ تلاش کروں [illegible] اور اگر [illegible] کام تمام کر کے [illegible] ہو چکا ہوگا [illegible] اتفاق [illegible] ایک [illegible] ہلال بن امیہ [illegible] جب گھر [illegible] اپنی بیوی کے ساتھ ایک [illegible] کو دیکھا [illegible] اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا [illegible] صبح [illegible] خدمت میں حاضر ہو کر [illegible] حضرت کو [illegible] بڑی گراں [illegible] کہنے لگے [illegible] ہلال [illegible] جائے گی [illegible] ہلال نے کہا [illegible] امید ہے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] صورت پیدا فرمائے گا [illegible] حضور [illegible] نازل ہونے کے [illegible] سب خاموش ہو گئے جب یہ کیفیت ختم ہوئی تو حضرت نے فرمایا اے ہلال [illegible] اللہ تعالیٰ نے تیری [illegible] صورت پیدا فرما دی [illegible] اور اس کی بیوی کو [illegible] وہ آئی تو یہ آیت [illegible] پڑھ کر سنائی [illegible] قیامت کا عذاب بہت سخت ہے [illegible] ہلال نے [illegible] کہا [illegible] جھوٹ [illegible] ہے [illegible] چار بار قسم [illegible] پانچویں [illegible] اللہ تعالیٰ کی لعنت [illegible] پھر [illegible] کی [illegible] چار [illegible] پانچویں [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِينَ ﴿٧﴾ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ

پر اگر وہ کذب بیانی کرنے والوں میں سے ہو اور ٹل سکتی ہے اس عورت سے حد

أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكٰذِبِينَ ﴿٨﴾

کہ وہ گواہی دے چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہ وہ (خاوند) جھوٹا ہے

وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِينَ ﴿٩﴾

اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ خدا کا غضب ہو اس پر اگر وہ (خاوند) سچا ہو

ع

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيمٌ ﴿١٠﴾

اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی (تو تم بڑی الجھنوں میں پھنس جاتے) اور بیشک اللہ تعالیٰ

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُو بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُمْ

[illegible] بیشک جنہوں نے بہتان تراشا ہے وہ تم میں سے ہی ایک ٹولہ ہے تم اسے اپنے لیے برا

اور ساتھ ہی ایک اور حکم بھی دیا کہ اگر اس کے بعد کسی نے اس عورت کو زنا سے متہم کیا یا اس کے بچے کو حرامی کہا تو اس پر حد قذف لگائی جائے گی۔ اس ارشاد سے واضح ہو گیا کہ جس کو شریعت کسی الزام سے بری کر دے پھر اس پر کسی کو زبان درازی کرنے کا حق نہیں پہنچتا۔ اس طرح [illegible] کہتے ہیں لعان کرنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور پھر وہ عورت ہمیشہ اس کے عقد میں نہیں آ سکتی۔

۱۲ اگر مرد اس طرح قسم کھا لے اور عورت خاموش ہو جائے تو اس پر زنا کی حد لگے گی لیکن اگر عورت بھی اس طرح قسم کھا لے تو وہ بھی زنا کی حد سے بچ جائے گی۔

۱۳ یعنی اگر حد قذف کے علاوہ یہ لعان کا قانون جاری نہ کیا جاتا اور مرد اپنی بیوی کو ناشائستہ حالت میں دیکھ لیتا اور خاموش رہتا تو ساری عمر گھٹن کے گھونٹ پیتا رہتا اور اگر زبان کھولتا تو اسی کوڑے کھاتا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس نے ان پیچیدگیوں سے نجات کا راستہ تمہارے لیے بنا دیا ہے۔ مزید تفصیلات کے لیے کتب فقہ کا مطالعہ کیا جائے۔

۱۴ یہاں سے اس سازش کا ذکر فرمایا جا رہا ہے جو دشمنان اسلام نے اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت اور اسلام کی [illegible] عزت و شوکت کو دیکھ کر اپنی [illegible] میں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ناموس و عزت پر حملہ کر کے

لیکن [illegible] کی روایت کے متعلق [illegible]
[illegible]

حضرت معاذہ عدویہ روایت کرتی ہیں کہ [illegible]
[illegible]
[illegible] اس وقت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

وقت کہنے لگی کہ مسطح ہلاک ہو۔ یہ اس کا نواسا تھا۔ میں نے کہا تم ایک بدری کے لیے ایسے الفاظ استعمال کرتی ہو۔ بہت بری بات ہے۔ اس نے کہا آپ نے سنا نہیں جو وہ آپ کے متعلق کہتا ہے۔ میرے استفسار پر اس نے سارا واقعہ مجھے سنایا۔ یہ سن کر میرا مرض پھر لوٹ آیا۔ حضرت عروہ نے کہا کہ جب میں گھر پہنچی تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے والدین کے پاس جانے کی اجازت طلب کی۔ مقصود یہ تھا کہ ان سے اس خبر کے متعلق تحقیق کر لوں۔ اجازت ملنے پر میں والدین کے پاس گئی اور ماں سے پوچھا کہ لوگ کیا باتیں کر رہے ہیں؟ والدہ نے کہا بیٹی اس بات کو اہمیت نہ دو۔ ایسا کم ہی ہوتا ہے کہ کسی خوبصورت عورت کا شوہر اس سے محبت کرتا ہو اور اس کی سوکنیں ہوں اور وہ اس قسم کی باتیں نہ بنائیں۔ میں نے کہا سبحان اللہ! کیا لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں؟ پھر میں ساری رات روتی رہی۔ صبح ہو گئی مگر میرے آنسو نہ تھمے اور نہ نیند آئی۔ جب وحی آنے میں تاخیر ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی اور حضرت اسامہ کو بلایا تاکہ اپنی اہلیہ کو علیحدہ کرنے کے متعلق ان سے مشورہ کریں۔ حضرت اسامہ نے تو وہی کہا جو آپ کے اہل کی پاکدامنی کے متعلق جانتے تھے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ! ہم ان کے متعلق بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانتے۔ البتہ حضرت علی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر تنگی نہیں کی، عورتیں ان کے علاوہ بہت ہیں، اگر آپ لونڈی سے پوچھیں تو وہ آپ کو سچ سچ بتا دے گی۔ اس بنا پر بریرہ سے حضرت نے پوچھا کہ اے بریرہ کیا تو نے ان میں کوئی ایسی چیز دیکھی ہے جو تجھے شک میں ڈالے؟ اس نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نے ان میں کوئی عیب نہیں دیکھا سوائے اس کے کہ وہ کم عمر لڑکی ہیں، آٹا گوندھ کر سو جاتی ہیں اور بکری آ کر کھا جاتی ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اسی دن منبر پر خطبہ دیا اور عبداللہ بن ابی کے متعلق مدد چاہی اور فرمایا:

يا معشر المسلمين من يعذرني من رجل قد بلغني اذاه في اهل بيتي فوالله ما علمت على اهلي الا خيرا

وما علمت على اهلي من سوء

اے گروہ مسلمان! اس شخص کے مقابلے میں مجھے کون معذور سمجھے گا جس کی اذیت رسانی میرے اہل خانہ کے بارے میں مجھ تک پہنچی ہے۔ بخدا میں اپنے اہل کے بارے میں خیر کے سوا کچھ نہیں جانتا اور جس شخص کا نام لیا جاتا ہے اس کے متعلق بھی بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانتا۔ حضرت سعد بن معاذ انصاری اٹھے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کو اس سے معذور رکھتا ہوں۔ اگر وہ قبیلہ اوس سے ہے تو ہم اس کی گردن اڑا دیں گے اور اگر وہ ہمارے بھائی خزرج سے ہے تو آپ جو حکم دیں گے اس کی تعمیل کی جائے گی۔ حضرت سعد بن عبادہ اٹھے جو خزرج کے سردار تھے اور اچھے آدمی تھے لیکن قبائلی عصبیت پیدا ہو گئی۔ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم تم جھوٹ کہتے ہو، تم اسے قتل نہیں کر سکتے اور نہ تمہیں اس کی طاقت ہے۔ اگر وہ تمہارے قبیلے سے ہوتا

[illegible]

اس وقت [illegible]

[illegible]

اکثر کا یہ خیال ہے کہ [illegible]

[illegible] کی تشریح کے ضمن میں کیا جائے گا۔

بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُم مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ ۚ

خیال نہ کرو ۲۴ بلکہ یہ بہتر ہے تمہارے لیے ہر شخص کے لیے اس گروہ میں سے اتنا گناہ ہے جتنا اس نے کمایا۔

وَالَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١١﴾ لَّوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ

اور جس نے سب سے زیادہ حصہ لیا اس میں سے ان میں سے اس کے لیے عذاب عظیم ہوگا ۲۵ ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے یہ

ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَٰذَا

افواہ سنی تو گمان کیا ہوتا مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنوں کے متعلق نیک گمان ۲۶ اور کہہ دیا ہوتا کہ یہ تو

---

۲۳ کذب بیانی اور بہتان تراشی کی انتہا کو افک کہتے ہیں۔ الافک اسوأ ما یکون من الکذب والافتراء۔ اس ایک لفظ سے ہی منافقین کی سازش کو بے نقاب کر دیا۔ اس کا صداقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ یہ نرا جھوٹ، افترا اور بہتان ہے۔ جس واقعہ کو لفظ افک سے تعبیر کیا ہو اس کی مزید تردید کی ضرورت نہیں رہتی لیکن واقعہ کی سنگینی کے پیش نظر اور مسلمانوں کی تربیت کے لیے اس کو مزید وضاحت سے بیان فرمایا۔

۲۴ خطاب تمام مسلمانوں کو ہے۔ خصوصاً حضرت صدیق اکبر اور ان کے خانوادہ کو کہ اس بہتان تراشی سے جو تمہیں اور تمہارے خاندان کو تکلیف پہنچی ہے اسے شر خیال نہ کرو، اس میں تمہارے لیے خیر ہی خیر ہے۔ اس جھوٹے الزام سے تمہیں دکھ ہوا، صدمہ ہوا لیکن تم نے صبر کیا اس پر تمہیں اجر عظیم ملے گا۔ اے صدیق! تمہیں چند دن تکلیف ضرور ہوئی لیکن اب قیامت تک تیری دختر کی پاک دامنی کی شہادت قرآن دیتا رہے گا۔ تیری عفت مآب بچی کی عفت اور پاک دامنی کو ماننا ایمان اور اسلام ہوگا۔ جو اس کا انکار کرے گا بلکہ جو اس میں ذرا شک کرے گا وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج اور نعمت ایمان سے محروم کر دیا جائے گا۔

۲۵ جس نے اس جھوٹ کو گھڑنے اور اس کی تشہیر میں سب سے بڑا حصہ لیا اس سے مراد عبداللہ بن ابی ہے

۲۶ علامہ قرطبی لکھتے ہیں

هذا عتاب من الله سبحانه وتعالى للمؤمنين

یعنی اللہ تعالیٰ مومنوں کو عتاب اور سرزنش فرما رہے ہیں کہ تم نے سنتے ہی اس بہتان کی تردید کیوں نہ کر دی۔ اس میں تردد کی کیا گنجائش تھی۔ تمہیں تو فوراً کہہ دینا چاہیے تھا هذا افک مبین۔ یہ کھلا ہوا جھوٹ ہے۔

إِفْكٌ مُّبِينٌ ﴿١٢﴾ لَوْلَا جَآءُو عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا

کھلا ہوا بہتان ہے۔ اگر وہ سچے تھے تو کیوں نہ پیش کر سکے اس پر چار گواہ ف۱ پس جب وہ پیش نہیں

بِالشُّهَدَآءِ فَأُولَٰٓئِكَ عِندَ اللَّهِ هُمُ الْكَٰذِبُونَ ﴿١٣﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ

کر سکے گواہ تو معلوم ہو گیا کہ وہی ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹے میں اور اگر نہ ہوتا اللہ تعالیٰ کے

اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَآ

کا فضل تم پر اور اس کی رحمت ف۲ دنیا اور آخرت میں تو پہنچتا تمہیں ان سب باتوں کی وجہ

أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٤﴾ إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ

سے سخت عذاب جب تم ایک دوسرے سے نقل کرتے تھے اس بہتان کو اپنی زبانوں سے

بِأَفْوَاهِكُم مَّا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِندَ

اور بیان کرتے تھے اپنے منہ سے ایسی بات جس کا تمہیں کوئی علم نہ تھا اور تم خیال کرتے تھے کہ یہ معمولی بات ہے حالانکہ یہ

اللَّهِ عَظِيمٌ ﴿١٥﴾ وَلَوْلَآ إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُم مَّا يَكُونُ لَنَآ أَن

بات اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی تھی۔ اور ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے یہ سنا تھا تو تم کہہ دیتے ہمیں یہ حق نہیں پہنچتا

ف۱ اگر ان کے اس دعویٰ میں سر مو بھی صداقت ہوتی تو وہ گواہ پیش کرتے لیکن ان کا گواہ پیش نہ کر سکنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ الزام سراسر جھوٹ ہے اور محض من گھڑت ہے۔

ف۲ یہ اللہ تعالیٰ کا محض فضل و احسان اور اس کی رحمت ہے کہ اس نے تمہیں فوراً عذاب میں مبتلا نہیں کیا ورنہ جو پہلی بار سننے والوں نے تو فوراً اس کی روایت دینے میں کوئی کسر نہ چھوڑی اور بعض نے تو خیال کیا کہ یہ ایک معمولی سی بات ہے انہیں کیا خبر کہ یہی بات ہے جو اللہ تعالیٰ کے غضب کا موجب ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضگی ظاہر ہے جس ذات پاک کے پاک دامن پر کبھی کسی بدی کا داغ نہیں دیکھا گیا جس کے دامن عفت کو داغدار کرنے کی کوشش اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے۔

تَتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿١٦﴾ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ

کہ ہم گفتگو کریں اس کے متعلق اسے ہمارے رب تو پاک ہے ۳۱ یہ بہت بڑا بہتان ہے نصیحت فرماتا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ

۳۱ یہاں سُبْحٰنَکَ [illegible] اس طرح [illegible] ہے [illegible] اس سے پاک اور منزہ ہے کہ اس کے رسول کی زوجہ محترمہ کا دامن ایسے الزامات سے [illegible] [illegible] پر الزام لگانا بدترین الزام لگانا [illegible] [illegible] حضرت صدیقہ کی پاکی کی ثبوت [illegible] کے ساتھ [illegible] کی تردید کے وقت اختیار کیا جاتا ہے

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ [illegible] پہلے ہی حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت عائشہ [illegible] کا علم تھا [illegible] [illegible] کی عصمت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] لان الانبیاء مبعوثون الی الکفار [illegible] فوجب ان لا یکون [illegible] [illegible] (تفسیر کبیر)

امام موصوف نے اپنے اس کلام پر دو شبہے پیش کیے ہیں اور خود ہی ان کا جواب دیا ہے

۱ [illegible] قرآن سے ثابت ہے [illegible] [illegible] کا جواب [illegible] [illegible] [illegible]

۲ دوسرا شبہ یہ ذکر کیا ہے کہ اگر حضور کو علم تھا تو حضور اتنا عرصہ پریشان کیوں رہے۔ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ حضور کا پریشان ہونا عدم علم کی دلیل نہیں [illegible] پریشان صورت ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون [illegible] حضرت عائشہ [illegible] ایک [illegible] حقیقت تھی جس کے متعلق [illegible] شبہ [illegible] الزام لگانے والے [illegible] منافق تھے اور ان کے پاس [illegible] ثابت کرنے کے لیے کوئی ثبوت نہ تھا۔ [illegible] [illegible] حضور کو بھی معلوم تھا

[illegible] [illegible] القول [illegible]

اس کے علاوہ جو خطبہ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا تھا اس کا یہ جملہ ہے

أَن تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٧﴾ وَيُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ

کہ دوبارہ ایسی قسم کی بات ہرگز نہ کرنا اگر تم ایماندار ہو۔ اور کھول کر بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لیے

الْآيَاتِ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ

اپنی آیتیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا بڑا دانا ہے۔ بیشک جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ پھیلے

الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

بے حیائی کی بات ان لوگوں میں جو ایمان لائے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے دنیا اور آخرت میں

شک و شبہ الگ کر دینے کے لیے کافی ہے۔ یا معشر المسلمین من یعذرنی من رجل قد بلغنی اذاہ فی اہل بیتی فواللہ ما علمت علی اہلی الا خیرا۔ اے گروہ مسلمانان! کون ہے جو اس شخص کے معاملہ میں میری مدد کرے جس نے میرے اہل خانہ کے بارے میں مجھے اذیت پہنچائی ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنی اہلیہ کے متعلق بھلائی کے سوا اور کچھ نہیں جانتا۔

[illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] اپنے اہل بیت کی طہارت و عفت کا اظہار بیان فرمایا [illegible] حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] اسی وقت [illegible] حضرت صدیقہ عائشہ کی براءت اور الزام لگانے والوں کے جھوٹے ہونے کا یقینی علم ہو۔ اگر [illegible] کی ترتیب دیتے۔

آج کل بعض لوگ [illegible] اس واقعہ کو تمام [illegible] میں بیان کرتے ہیں [illegible] ثابت کرنے کے لیے [illegible] کہ اگر حضور [illegible] کو علم ہوتا تو [illegible] حضرت عائشہ کی براءت کا اعلان کیوں نہ کر دیتے وغیرہ۔ [illegible] کی بے علمی [illegible] کی جرأت نہ کرتے [illegible]

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ

اور اللہ تعالیٰ حقیقت حال جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو اور اگر نہ ہوتا اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی

رَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

رحمت اور بے شک اللہ تعالیٰ بہت مہربان اور رحیم ہے تو تم بچ نہ سکتے۔ اے ایمان والو

لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ

پیروی نہ کرو شیطان کے نقش قدم کی اور جو چلتا ہے شیطان کے نقش قدم پر تو

فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ

وہ حکم دیتا ہے انہیں بے حیائی کا اور بری بات کا ۲۳ اور اگر نہ ہوتا تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور

عام کر دی ہے۔ ان میں رسائل و ناول کی زہر آلود اشتعال انگیز کتابیں، مجلے جن سے ضمیر کی موت میں کوئی کسر نہیں رہتی، ایسی تصاویر، ایسے ڈرامے، ایسی فلمیں جن سے انسان میں شرم و حیا کا جوہر کمزور ہو جاتا ہے سب اس میں شامل ہیں۔ وہ لوگ جو محض دولت کمانے کے لیے ایسی فلمیں بناتے ہیں، ڈرامے لکھا کرتے یا سر بازار پیش کرتے ہیں۔ ایسے اشتہارات جن میں حسن و نسائیت سے جاذبیت اور کشش پیدا کی جاتی ہے، یہ اخبار جن کی مقبولیت کا انحصار ہی شہوانی تحریکات پر ہے۔ اگر وہ حقیقت پر نگاہ ڈالیں تو ملک میں سے ہر ایک صاحب محبت یہی کہے گا کہ ان میں سے کوئی بھی مستثنیٰ نہیں ہوگا۔ جب قوم کا اخلاق بگڑ جاتا ہے، جب شرم و حیا کی چادر تار تار ہو جاتی ہے اور بے حیائی کا سیلاب امڈ آتا ہے تو اس کی دولت، صحت، رشتے کوئی چیز بھی محفوظ نہیں رہ سکتی۔ قوم کے اعصاب پر اثر ہونے کی بدولت سے جس طرح ہر وہ متاثر ہوتی ہے اسی طرح اس کے اخلاق باختہ ہونے سے ہر ادارہ کمزور ہو کر رہ جاتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس دروازہ کو بند کر دیا جس سے فسق و فجور کا سیلاب امڈ سکتا ہے۔

۲۳ دو قدموں کے درمیان جو جگہ ہوتی ہے اس کو عربی میں خطوة کہتے ہیں جس کی جمع خطوات ہے۔ یہ مصدر نہیں اسم ہے۔ خطوة کا مصدر خَطْوٌ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ شیطان کی پیروی مت کرو، اس کے نقش قدم پر مت چلو کیونکہ وہ اپنے ماننے والوں کو نیکی اور ہدایت کی دعوت نہیں دیتا بلکہ اس کا یہ شیوہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے ماننے والوں کو بے حیائی اور بدکاری کی تعلیم دیتا ہے اور برے کاموں کو ان کے سامنے اس طرح پیش کرتا ہے کہ ان کے برے نتائج نگاہوں سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ ساری زندگی بدکاری اور برے کاموں میں

رَحْمَتُهُ مَا زَكَىٰ مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ أَبَدًا وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي مَن يَشَاءُ

اس کی رحمت تو نہ پاک ہوتا تم میں سے کوئی بھی ہرگز عـــه لیکن اللہ تعالیٰ پاک کرتا ہے جسے چاہتا ہے

وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ

اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے عـــه اور نہ قسم کھائیں جو بزرگی والے ہیں تم میں سے اور فراخی والے

صحت کر دی ہیں شیطان نے مہارت سے وہ ایسی ایسی کہیں ہو بیان اور اتنی قیمت سے کہ دیکھنے والے انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں۔ لیکن جب اپنی بد اعمالیوں کے زہر سے وہ دوچار ہوتا ہے، جب بے حیائی کی تلافی ہوتی نہیں تو اس کے اپنے گھر کا چین بھی لٹ جاتا ہے۔ اس کی اپنی عزت اور عصمت لٹ گئی ہوتی ہے اس وقت وہ شیطان کو اپنی مدد کے لیے پکارتا ہے لیکن وہ بے مروت منہ پھیر لیتا ہے بلکہ الٹا اس کا مذاق اڑاتا ہے۔

عـــه اگر میں اس حقیقت کو بیان کروں کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی نہ ہوتی تو تم شیطان کی وسوسہ اندازیوں سے اور اس کے دام فریب سے بچ نہ سکتے۔ تم میں یہ طاقت نہیں کہ تم اس کی گھات اور اس کے پھندوں سے اپنے آپ کو بچا سکو۔ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ پر اپنا لطف و کرم فرماتا ہے تو گناہ کے جنگل سے وہ بچ نکلتا ہے اور ہر آن ہر وقت اس کی نگاہ اس کے فضل پر رہتی ہے اور اسی کی بارگاہ میں التجا کرتا رہتا ہے۔ جب تک ہم اس کا سہارا نہ لیں ہم کمزور ہیں۔ شیطان کی چالیں بڑی خطرناک ہیں۔ اگر ہم اس کا سہارا نہیں لیتے تو ہماری مدد نہیں ہو سکتی اور ہم اس کے شر سے بچ نہیں سکتے۔

عـــه وہ تمہاری سب باتیں سنتا ہے اور تمہارے اعمال سے بھی واقف ہے اگر تم سچے دل سے توبہ کرو گے اور اس کی جناب کے طلبگار ہو گے تو وہ ضرور تمہاری مدد فرمائے گا۔

عـــه کسی طرف بیٹھے بیٹھے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے رشتہ داروں میں سے مسطح بن اثاثہ بھی تھے جو آپ کی خالہ بہن کے بیٹے تھے۔ ان کی مالی حالت بڑی ناگفتہ بہ تھی۔ حضرت صدیق اکبر ہمیشہ ان کی اعانت فرمایا کرتے تھے اور ان کی ضروریات پوری کرنے میں خصوصی توجہ فرماتے۔ جب مسطح بھی اس افواہ کو پھیلانے میں شریک ہو گئے تو آپ کو سخت صدمہ ہوا۔ جب اللہ تعالیٰ نے براءت نازل فرما دی تو آپ نے قسم اٹھائی کہ وہ آئندہ مسطح کی اعانت نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت صدیق کو اس آیت میں قسم توڑنے کا حکم دیا اور عفو و درگزر سے کام لینے اور ان پر احسان کرنے کی تلقین فرما دیا "فلیعفوا و لیصفحوا، الا تحبون ان یغفر اللہ لکم" یہ سنتے ہی حضرت صدیق اکبر نے عرض کیا بلی واللہ یا ربنا انا لنحب ان تغفر لنا (روح المعانی) اے ہمارے پروردگار! مجھے تیری قسم ہم اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ تو ہمیں معاف فرما دے۔ اور آپ نے پہلے سے کہیں زیادہ مسطح کی امداد کا سلسلہ شروع کر دی۔

أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ

ہیں اس بات پر کہ وہ نہ دیں گے رشتہ داروں کو اور مسکینوں کو اور راہ خدا میں ہجرت کرنے والوں کو

وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ

اور چاہیے کہ یہ لوگ معاف کر دیں اور درگزر کریں کیا تم پسند نہیں کرتے کہ بخش دے اللہ تعالیٰ تمہیں اور اللہ غفور

ملاحظہ فرمائیے قرآن کریم اپنے ماننے والوں کو اخلاق کی کن بلندیوں پر پہنچانا چاہتا ہے۔ مسطح نے اپنے محسن اور ان کے جگر اور اپنے ولی نعمت کی ناموس پر حملہ کیا تھا اور ایسا چرکا لگایا تھا کہ یہ زخم کبھی مندمل نہیں ہو سکتے تھے۔ آپ نے اس کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی بھی نہیں کی۔ صرف مالی اعانت سے ہاتھ کھینچ لیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ بھی پسند نہ آیا اس سے بھی باز رہنے کا حکم دیا۔ آیت کریمہ کی تفسیر میں بعض مفسرین نے تو یہ لکھا ہے کہ اس امت میں غلطی کرنے والوں کے لیے بھی ہدایت کی راہیں کھلی ہیں۔ تمہیں یہ زیب دیتا ہے کہ جس شخص نے تمہاری آبرو کو داغدار کرنے کی ناپاک کوشش کی ہے اس کے اس کرتوت کو معاف کرو۔ اور حسب دستور اس کی مالی اعانت کرتے رہو۔ وفی الایۃ من الحث علی مکارم الاخلاق ما فیہا۔ (روح المعانی)

یہاں ایک مسئلہ کا ذکر کر دینا بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص کسی بات پر قسم اٹھائے اور اس سے کوئی دوسری چیز بہتر ہو تو وہ اپنی قسم کو توڑ دے۔ اس کا کفارہ ادا کرے اور وہ کام کرے جو زیادہ بہتر اور مفید ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: من حلف علی یمین فرای غیرھا خیرا منہا فلیات الذی ھو خیر ولیکفر عن یمینہ (احکام القرآن جصاص)

یعنی اگر کوئی شخص کوئی کام کرنے کی قسم اٹھائے پھر اس سے کوئی بہتر کام معلوم ہو تو وہ بہتر کام کرے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے۔

ے فضل سے مراد بزرگی ہے اور السعۃ سے مراد دولت مندی اور کشادہ دستی ہے۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ یہ آیت حضرت صدیق کے حق میں نازل ہوئی۔ سب علماء اس پر متفق ہیں کہ اولی الفضل سے مراد ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے فضیلت دی اور فرمایا اور جن کے اخلاق عالیہ کی بلندی کا یہ عالم ہو تو ان کی ہستی کے مقابلہ [illegible] کی افضلیت کی انتہا ہے۔ بعض لوگوں نے یہاں الفضل کا معنی دولت مندی کیا ہے یہ درست نہیں۔ علامہ آلوسی نے لکھا ہے کہ السعۃ سے مراد چونکہ دولت مندی اور فراخ دستی ہے اس لیے الفضل کا معنی بھی اگر یہی لیا جائے تو یہ تکرار ہوگی جو کلام الٰہی کی فصاحت کے منافی ہوگا۔ اس لیے فضل کا معنی اخلاقی اور روحانی بزرگی اور برتری ہے۔ اور السعۃ کا معنی دولت کی فراوانی ہے۔ اور حضرت صدیق ان دونوں نعمتوں سے سرفراز تھے۔

رَحِيمٌ ﴿٢٢﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا

رحیم ہے ۔ جو لوگ تہمت لگاتے ہیں پاکدامن عورتوں پر جو انجان ہیں ، ایماندار ہیں ۲۳ ان پر

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٢٣﴾ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ

پھٹکار ہے دنیا اور آخرت میں اور ان کے لیے عذاب عظیم ہے ۔ وہ یاد کریں اس دن کو جب گواہی دیں گی ان پر

۲۳ پہلے تو حضرت صدیقہ کی ذات گرامی پر الزام لگانے والوں کی سنگینی اور سنگدلی کا ذکر ہوا اور ان کی سزا بیان کی گئی جو ایسے ناگفتنی کو دی جانی چاہیے ۔ اب حضرت صدیقہ پر قیامت تک طعنے دینے والوں اور کمینوں کی آبرو پر حملہ کرنے والوں کے متعلق اپنی ناراضگی کا اظہار کیا جا رہا ہے ۔ معاملات سے ناآشنا وہ پاک طینت خواتین جو طبعاً اتنی نیک ہوتی ہیں کہ ان کے دلوں میں ان فضول حرکتوں کا کبھی خیال تک بھی نہیں آتا ۔ وہ اپنی فطری عفت کے باعث کمینہ صفت لوگوں کے طور اطوار سے اصلاً ناواقف اور ان کی مکاریوں سے بے خبر ہوتی ہیں ۔ اپنی عصمت کی وجہ سے کبھی یہ خیال نہیں آتا کہ ان پر بھی کوئی انگشت نمائی کر سکتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس کسی نے کسی عفت شعار مسلمان عورتوں پر اس قسم کا گھناؤنا الزام لگایا ہے دنیا اور آخرت میں اس پر خدا کی لعنت ہوگی اور انہیں دردناک عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا ۔ بعض حضرات نے اس آیت کو امہات المومنین کے لیے مخصوص کیا ہے ۔ لیکن جمہور علماء کے نزدیک پہلا قول ہی راجح ہے ۔ اور امہات المومنین بطریق اولیٰ اس میں داخل ہیں ۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اجتنبوا السبع الموبقات سات ہلاک کر دینے والی چیزوں سے بچو ۔ قیل ما هن یا رسول الله عرض کی گئی وہ کونسی چیزیں ہیں ۔ حضور نے فرمایا الشرک بالله والسحر وقتل النفس التی حرم الله الا بالحق واکل الربو واکل مال الیتیم والتولی یوم الزحف وقذف المحصنات الغافلات المؤمنات ۔ (صحیحین)

حضور نے فرمایا ، وہ سات چیزیں یہ ہیں ۔
۱ ۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک کرنا ۔
۲ ۔ جادو کرنا ۔
۳ ۔ کسی بے گناہ کو قتل کرنا ۔
۴ ۔ سود کھانا
۵ ۔ یتیم کا مال کھانا ۔
۶ ۔ میدان جنگ سے بھاگ آنا ۔
۷ ۔ پاک دامن انجان ایماندار خواتین پر جھوٹی تہمت لگانا ۔

أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ يَوْمَئِذٍ

خلاف ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان اعمال پر جو وہ کیا کرتے تھے۔ اس روز پورا

يُوَفِّيهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ ۝

پورا دے گا انہیں اللہ تعالیٰ ان کا بدلہ جس کے وہ مستحق ہیں اور وہ جان لیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی حق ہے ظاہر کرنے والا۔

الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ ۖ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ

گندی عورتیں گندے مردوں کے لیے ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لیے ہیں اور پاک دامن عورتیں پاک

وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ ۚ أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ ۖ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ

دامن مردوں کے لیے اور پاک دامن مرد پاک دامن عورتوں کے لیے ہیں۔ یہ مبرا ہیں ان تہمتوں سے جو وہ ناپاک لگاتے ہیں

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا قذف المحصنة یھدم عمل مائة سنة (طبرانی) کسی پاک دامن عورت پر بہتان لگانا سو سال کی نیکیوں کو برباد کر دیتا ہے۔

یہ لوگ اپنی زبانوں سے جب چاہیں اپنی صفائی پیش کر لیتے ہیں اور بھولے بھالے مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لیے دلائل کے انبار لگا دیتے ہیں۔ لیکن اس روز کوئی بہانہ نہیں چلے گا جب ان کی زبانیں ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کے خلاف گواہی دیں گے اور وہ انکار کرنے کی جرأت نہیں کر سکیں گے۔

دین سے مراد وہ بدلہ اور جزا ہے جو ان کے کرتوتوں کے باعث ان پر لازم ہو چکی ہے اور اس کا مستحق بھی کیا گیا ہے۔ ای جزاءھم الواجب وقیل حسابھم العدل۔

دوستی اور رفاقت ہر شخص سے نہیں ہو جایا کرتی بلکہ باہمی مناسبت کو اس میں بڑا دخل ہے۔ بُرے لوگ بُرے لوگوں کے پاس بیٹھ کر بڑی راحت محسوس کرتے ہیں مگر انہیں اتفاقاً کسی وقت نیک لوگوں کی محفل میں بیٹھنا پڑے تو وہ اکتا جاتے ہیں اور وہاں سے بھاگ نکلنے کی تدبیریں کرنے لگتے ہیں۔ اسی طرح اگر نیک فطرت لوگ بد اخلاق لوگوں کے پاس بیٹھیں گے تو انہیں کوئی آرام محسوس نہیں ہوگا بلکہ وہ بڑی وحشت اور گھٹن محسوس کریں گے اور اگر انہیں بدکاروں کے پاس کسی وجہ سے بیٹھنا پڑے تو وہ اداس ہو جائیں گے۔ اسی قاعدہ کے مطابق اکثر علما نے یہ سمجھا ہے کہ خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لیے اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لیے، پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لیے اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لیے ہوتے ہیں۔ جب قدرت کا عام اصول یہ ہے تو حضور [illegible] طیب [illegible]

وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ

ان کے لیے ہے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔ اے ایمان والو! نہ داخل ہوا کرو گھروں میں اپنے گھروں کے سوا

جو سید الاولین والآخرین ہے تو اس کی اہلیہ کریمہ بھی طیبہ طاہرہ ہوگی۔ ان تمام حقائق کا خلاصہ اسی ایک بات سے عیاں ہو جاتا ہے۔ مزید دلائل کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

قال بعض اهل التحقيق ان يوسف عليه السلام لما رمي بالفاحشة برأه الله على لسان صبي في المهد وان مريم لما رميت بالفاحشة برأها الله على لسان ابنها عيسى صلوات الله عليه وان عائشة لما رميت بالفاحشة برأها الله بالقرآن (قرطبی)

بعض اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ جب یوسف علیہ السلام پر تہمت لگائی گئی تو اللہ تعالیٰ نے ایک شیر خوار بچے کی زبان سے آپ کی براءت کی۔ جب حضرت مریم پر الزام لگایا گیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو ابھی پنگھوڑے میں تھے انہوں نے براءت کی لیکن جب حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ یہی واقعہ پیش آیا تو رب ذوالجلال نے خود قرآن مجید میں آپ کی پاکدامنی کی شہادت دی۔ ط

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

۲۷ یہاں سے اسلامی طرز معاشرت کے چند اہم اصول بیان کیے جا رہے ہیں۔ شان نزول: ایک خاتون بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی۔ عرض کی۔ یا رسول اللہ! بسا اوقات میں گھر میں ایسی حالت میں ہوتی ہوں کہ میں نہیں چاہتی کہ کوئی مجھے اس حالت میں دیکھے۔ کبھی میرے والد آجاتے ہیں اور کبھی اہل خانہ سے کوئی اور مرد آجاتا ہے۔ مجھے کیا ارشاد ہے۔ کیف اصنع (میں کیا کروں)۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

آپ خود سوچیے کہ انسان کا گھر اس کا خلوت خانہ ہے جہاں وہ بے تکلفی سے وقت بسر کر سکتا ہے۔ اگر یہاں بھی ہر شخص کو بلا اجازت بے دھڑک آجانے کی آزادی ہو تو انسان گھر میں بھی راحت و آرام نہیں پا سکے گا۔ اس کی خلوت میں بار بار خلل انداز ہوگا۔ پھر گھر کی مستورات ہر وقت اپنے کپڑوں کو سنبھال کر نہیں رکھ سکتیں۔ کبھی اوڑھنی سر سے ڈھلکی ہوتی ہے کبھی کوئی کام کرنے کے لیے آستینیں چڑھائی ہوتی ہیں، بناؤ سنگھار بھی ہوتا ہے۔ ان حالات میں اگر آنے والے پر کوئی پابندی نہ ہو تو عورتیں یا تو ہر وقت سر پر چادر ڈالے رہیں اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھی رہیں یا غیر محرم کے سامنے بے حجاب ہونے کا اندیشہ قبول کریں۔ پھر یہ بھی بڑی بدتمیزی ہے کہ کسی کے گھر میں بلا اجازت گھس آئے۔ اس سے کئی خرابیوں کا دروازہ کھل جائے گا۔ نظر بازی، کسی کی گھریلو باتوں کا سننا وغیرہ قباحتیں پیدا ہو جائیں گی۔ گھر جائے سکون نہ رہے گا اور ساتھ ساتھ عصمت و آبرو بھی محفوظ نہیں رہے گی۔ اسلام سے پہلے عرب کے لوگ ان آداب کے عادی نہ تھے۔ حیوا صباحا (صبح بخیر) یا حیوا مساء (شب بخیر) کہا اور حجاب کا انتظار کیے بغیر گھر میں

آگئے۔ اسلام نے اس طریق کار کو سختی سے منع کیا اور حکم دیا کہ اگر کسی کے ہاں جانا پڑے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ باہر کھڑے ہو کر اذن طلب کرو اور اگر اذن مل جائے تو اہل خانہ کو سلام کہتے ہوئے اندر جاؤ۔ فرمایا ذلکم خیر لکم یہی طریقہ تمہارے لیے عمدہ اور پسندیدہ ہے۔

اذن کس طرح لینا چاہیے، کہاں کھڑے ہو کر لینا چاہیے، کتنی بار لینا چاہیے۔ اس کی تفصیل احادیث نبوی میں مذکور ہے جو درج ذیل ہے تاکہ اسلامی تمدن کا یہ قاعدہ اور اس پر عمل کرنے کا طریقہ خوب ذہن نشین ہو جائے

اذن لینے کا طریقہ یہ ہے کہ سلام بھی کہے، داخل ہونے کی اجازت بھی طلب کرے اور اپنا نام بھی بتائے۔ حضرت فاروق اعظم جب شرف باریابی حاصل کرنا چاہتے تو یوں عرض کرتے،

السلام علیک یا رسول اللہ أیدخل عمر؛ یا رسول اللہ آپ پر سلام ہو کیا (عمر) حاضر ہو سکتا ہے؟

ایک شخص حضور کے دروازہ پر آیا اور کہا أادخل کیا میں اندر آسکتا ہوں۔ حضور کی روضہ نامی باندی حاضر تھی۔ حضور نے فرمایا اسے جا کر بتاؤ اور اسے اذن مانگنے کا طریقہ سکھاؤ کہ اسے یوں کہنا چاہیے تھا السلام علیکم أادخل

اگر صاحب خانہ اذن طلب کرنے والے سے پوچھے کون ہے؟ تو اسے اپنا نام بتانا چاہیے صرف یہ کہنا کہ میں ہوں درست نہیں۔ حضور نے اس کو ناپسند فرمایا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ معمول تھا کہ جب اذن طلب فرماتے تو دروازہ کے سامنے کھڑے نہ ہوتے بلکہ دائیں یا بائیں کھڑے ہوتے کیونکہ اس وقت دروازوں پر پردے لٹکانے کا رواج نہ تھا۔ وذلک لان الدور لم یکن علیہا یومئذ ستور۔ (قرطبی)

نیز دروازے کو کھٹکھٹانا بھی اذن طلب کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ آج کل کے گھروں میں گھنٹی لگی ہوتی ہے اسے بجا کر بھی اذن طلب کیا جا سکتا ہے۔

زیادہ سے زیادہ تین بار اذن طلب کرنا چاہیے۔ اگر تیسری بار جواب نہ آئے تو واپس چلا آئے کیونکہ اس سے زیادہ اذن طلب کرنا صاحب خانہ کو اذیت دینا اور پریشان کرنا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ اس وقت ایسے کام میں مشغول ہو جسے وہ منقطع نہ کر سکتا ہو۔ لان الزیادۃ قد تقلق رب المنزل وربما یضرہ الالحاح (قرطبی)

جس گھر میں ماں یا بہن رہائش پذیر ہو وہاں جاتے ہوئے بھی اذن طلب کرنا چاہیے۔ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اپنے گھر جہاں اس کی اہلیہ ہو اطلاع دیئے بغیر داخل نہ ہو۔ بلکہ پاؤں کی آہٹ کرنے سے یا کھنکارنے سے اپنی آمد کی اطلاع دے دے۔ ہو سکتا ہے کوئی اجنبیہ عورت گھر میں اس کی بیوی سے ملنے آئی ہوئی ہو۔

اسلام نے صرف بلا اجازت داخل ہونے پر ہی پابندی نہیں لگائی بلکہ بلا اجازت کسی کے گھر میں جھانکنا بھی ممنوع قرار دیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے من اطلع فی بیت قوم من غیر اذنھم حل لھم ان یفقئوا عینہ۔ ترجمہ: جو دوسروں کے گھر میں ان کی اجازت کے بغیر جھانکے ان کے لیے جائز ہے کہ وہ اس کی آنکھ

حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ

سوا جب تک اجازت نہ لے لو اور سلام نہ کر لو [illegible] یہ بہتر ہے تمہارے لیے تاکہ تم نصیحت [illegible]

تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى یُؤْذَنَ

پس اگر نہ پاؤ تم ان میں کسی کو تو نہ داخل ہو ان میں یہاں تک کہ اجازت دی

لَكُمْ وَ اِنْ قِیْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ وَ اللّٰهُ بِمَا

جائے تمہیں اور اگر کہا جائے تمہیں کہ واپس چلے جاؤ تو واپس چلے جاؤ یہ بات زیادہ پاکیزہ ہے تمہارے لیے اور اللہ تعالیٰ

[illegible] اس طرح شریعت [illegible] کسی کی اجازت کے بغیر [illegible] اپنا وقت بسر کر سکے۔

[illegible]

[illegible] تکلیف نہ ہو۔

جو لوگ کسی تحقیقی کام کرنے میں مشغول ہوتے ہیں انہیں [illegible]

تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ

وہ اس کو جو تم کرتے ہو خوب جاننے والا ہے۔ کوئی حرج نہیں تم پر اگر تم داخل ہو ایسے گھروں میں جن میں کوئی

مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ۝

آباد نہیں۔ جن میں تمہارا سامان رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۚ ذٰلِكَ

آپ حکم دیجیے مومن مردوں کو کہ وہ نیچی رکھیں اپنی نگاہیں اور حفاظت کریں اپنی شرمگاہوں کی۔ یہ طریقہ

میں کہ ایسے کام میں منہمک ہے جس سے روکنا مناسب نہیں یہی کام بہتر ہے۔ چنانچہ گھریلو زندگی کی تدبیر کے ساتھ ساتھ وقت کی قدر و قیمت کا احساس پیدا ہو جاتا ہے جس دین کی سادگی اور بے تکلفی سے وقت ضائع نہیں ہوتا۔ اگر کسی وقت کوئی چاہے اس کے اوقات میں خلل ہو جائے۔ اس کے پاس اتنا فالتو وقت ہوتا ہے کہ ہر وقت آپ کے لیے گپ شپ کرنا اس کا روا ہے جو وقت اس نے مطالعہ یا کسی ضروری کام کے لیے مخصوص کر رکھا ہے اس میں اس کو آرام کرنے دو۔ اس کی مصروفیتوں کا احترام کرو اگر اس نے اپنی کسی مجبوری کی باعث معذرت کی ہے تو بصد خندہ پیشانی اس کی معذرت خواہی کو قبول کرو۔

اگر کوئی اجازت طلب کرے اور اس وقت اسے اجازت نہ ملے تو اسے یہ اختیار ہے کہ دروازہ سے ہٹ کر بیٹھ جائے اور اس شخص کا انتظار کرے۔ حضرت ابن عباس کوئی حدیث سننے کے لیے کسی صحابی کے ہاں تشریف لے جاتے اور وہ آرام کر رہے ہوتے تو آپ اس کے انتظار میں باہر بیٹھ جاتے۔ وہ جب اپنے معمول کے مطابق باہر تشریف لاتے اور حضرت ابن عباس کو منتظر دیکھتے تو کہتے اے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے صاحبزادے! آپ نے اپنی آمد کی ہمیں اطلاع کیوں نہ دی تاکہ ہم اسی وقت حاضر ہو جاتے۔ تو آپ فرماتے تھے۔ ہمیں یہی حکم ملا ہے طلب علم (قرطبی) یہی علم حاصل کرنے کا یہی طریقہ سکھایا گیا ہے۔

اس سے مراد ہوٹل، مہمان خانے اور سرائے وغیرہ ہیں جہاں ہر وقت آنے جانے کی عام اجازت ہوتی ہے۔

شریعت اسلامیہ صرف گناہوں سے ہی منع نہیں کرتی اور ان کے ارتکاب پر سزا ہی نہیں دیتی بلکہ ان تمام وسائل اور ذرائع پر پابندی عائد کر دیتی ہے اور انہیں ممنوع قرار دیتی ہے جو انسان کو گناہوں کی طرف لے جاتے ہیں تاکہ جنسی بے راہروی کی طرف جانے والا راستہ ہی بند ہو جائے۔ ارتکاب گناہ کا آغاز آنکھ سے ہوتا ہے۔ بری نگاہ طبیعت میں ہیجان پیدا کر دیتی ہے اور جذبات شہوت کو مشتعل کر دیتی ہے۔ اس لیے ان کو کھلی چھٹی نہ دے دیا جائے۔ ہر مرد سے یہ توقع رکھنا کہ وہ اپنے قلب کو آتش شہوت سے الگ رکھ سکے گا، بڑی نادانی ہے۔ اگر کوئی شخص ان عوامل اور محرکات سے بچ

نہیں کرتا جو انسان کو بدکاری کی طرف دھکیل کر لے جاتے ہیں۔ تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ اس برائی کو برائی نہیں سمجھتا اور وہ اس سے لوگوں کو بچانے کی مخلصانہ کوشش نہیں کرتا ہے۔ اس کی زبان پر جو کچھ ہے وہ اس کے دل کی صدا نہیں، بلکہ محض ریاکاری اور ملمع سازی ہے۔

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ ای — باز می گوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

کسی کو بہتے ہوئے دریا میں دھکا دے کر گرا دینا اور پھر اس کو یہ کہنا کہ خبردار! اپنے دامن کو پانی کی موجوں سے گیلا نہ ہونے دینا بہت بڑی زیادتی ہے۔

اس سورت کا آغاز زنا کا ارتکاب کرنے والوں کی سزا کے ذکر سے ہوا۔ یہاں ان راستوں کو بھی بند کیا جا رہا ہے جو انسان کو اس جرم شنیع کی طرف لے جاتے ہیں۔ بدکاری کا سب سے خطرناک راستہ نظر بازی ہے اس لیے سب سے پہلے اس کو بند کیا جا رہا ہے۔ مومنوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھو اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔ جب نگاہ کسی نامحرم کی طرف نہیں اٹھے گی تو دل میں اس کی طرف کشش پیدا ہوگی نہ جب کشش ہی نہیں ہوگی تو بدفعلی کا ارتکاب ہی بعید از قیاس ہوگا۔ آیت میں آنکھوں کو مطلقاً بند رکھنے کا حکم نہیں دیا جا رہا بلکہ اس کی طرف آنکھ بھر کر دیکھنے سے روکا جا رہا ہے جس کو دیکھنا حرام ہے۔ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بڑی سختی سے نامحرم کی طرف دیکھنے سے منع فرمایا ہے۔ چند ارشادات نبوی ملاحظہ فرمائیے۔

عن ابی امامۃ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکفلوا لی بست اکفل لکم بالجنۃ اذا حدث احدکم فلا یکذب واذا اؤتمن فلا یخن واذا وعد فلا یخلف وغضوا ابصارکم وکفوا ایدیکم واحفظوا فروجکم (ابن کثیر)

ترجمہ: اگر تم میرے ساتھ ان چھ باتوں کا وعدہ کرو تو میں تمہارے لیے جنت کا ضامن ہوں:

۱۔ جب تم میں سے کوئی بات کرے تو جھوٹ نہ بولے۔
۲۔ جب اسے امین بنایا جائے تو خیانت نہ کرے۔
۳۔ جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی نہ کرے۔
۴۔ اپنی نگاہوں کو نیچے رکھو۔
۵۔ اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو
۶۔ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔

امام بخاری نے اپنی صحیح میں حضور کا یہ ارشاد نقل کیا ہے:

من یکفل لی ما بین لحییہ وما بین رجلیہ اکفل لہ بالجنۃ۔ جو شخص مجھے دو باتوں کی ضمانت دے کہ جو اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان یعنی زبان اور جو اس کے دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے تو میں اسے جنت کی

أَزْكَىٰ لَهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ﴿٣٠﴾ وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ

بہت پاکیزہ ہے ان کے لیے بیشک اللہ تعالیٰ خوب آگاہ ہے ان کاموں سے جو وہ کیا کرتے ہیں اور آپ حکم دیجئے [illegible]

[illegible]

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان النظر سہم من سہام ابلیس مسموم من ترکہ مخافتی ابدلتہ ایمانا یجد حلاوتہ فی قلبہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا

وہ بھی نیچی رکھا کریں اپنی نگاہیں ۵۴ اور حفاظت کیا کریں اپنی عصمتوں کی ۵۵ اور نہ ظاہر کیا کریں اپنی آرائش کو مگر جتنا

۵۴ پہلے مردوں کو نگاہیں نیچی رکھنے اور شرمگاہوں کی حفاظت کرنے کا حکم دیا گیا۔ اب مومن عورتوں کو ان آداب اسلام کی پابندی کا حکم فرمایا جا رہا ہے جن سے وہ اپنی ناموس اور آبرو کو محفوظ رکھ سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرما رہے ہیں کہ آپ مومن عورتوں کو حکم دیجئے کہ

۱۔ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھا کریں
۲۔ اپنے ستر کی جگہوں کی حفاظت کیا کریں۔
۳۔ اپنی زینت کو ظاہر نہ ہونے دیا کریں بجز اس کے جس کے ظاہر کیے بغیر چارہ نہیں۔
۴۔ اپنی اوڑھنیوں سے اپنے سینوں کو ڈھانپ لیا کریں۔
۵۔ زمین پر پاؤں اس طرح نہ مارا کریں جس سے ان کی مخفی زینت و آرائش ظاہر ہو۔
۶۔ مستثنیٰ میں ان لوگوں کا ذکر کر دیا گیا جن کے سامنے زینت کا اظہار درست ہے۔

یہ چھ ارشادات ربانی ہیں جو اس ایک آیت میں ذکر کیے گئے ہیں۔ اب ذرا ان کا تفصیلی تذکرہ سماعت فرمائیے تاکہ وہ قواعد و ضوابط آپ کے سامنے واضح ہو جائیں جن پر کاربند ہونا اسلامی معاشرہ کو پاکیزہ رکھنے کے لیے ہر مرد اور عورت پر لازمی ہے۔ عورتوں کو بھی نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ ان چیزوں کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھیں جن کی طرف دیکھنا ممنوع ہے۔

اس مسئلہ کو امام فخر الدین رازی نے خاص ترتیب سے لکھا ہے جس سے مسئلہ کے سارے گوشے واضح ہو جاتے ہیں۔ اس لیے میں انہیں کا اتباع کرتے ہوئے اس مسئلہ کو پیش خدمت کرتا ہوں۔

آپ فرماتے ہیں جسم کا وہ حصہ جس کو ظاہر کرنا یا جس کو دیکھنا ممنوع ہے چار طرح کا ہے۔

۱۔ مرد کے جسم کا وہ حصہ جو دوسرے مرد کو دیکھنا ممنوع ہے۔
۲۔ عورت کے جسم کا وہ حصہ جو دوسری عورت کو دیکھنا ممنوع ہے۔
۳۔ عورت کے جسم کا وہ حصہ جو مرد کو دیکھنا ممنوع ہے۔
۴۔ مرد کے جسم کا وہ حصہ جس کی طرف عورت کو دیکھنا جائز نہیں۔

مرد کے جسم کا وہ حصہ جس کی طرف دوسرا مرد نہیں دیکھ سکتا ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے۔ امام صاحب کے نزدیک گھٹنوں کو دیکھنا جائز نہیں۔ رانوں کو دیکھنا بطریق اولیٰ ممنوع ہوگا۔

حضرت حذیفہ ایک دن مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے ان کی ران سے کپڑا سرک گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا غط فخذک

"فانہ من العورۃ" اپنی ران کو ننگا مت رکھو کیونکہ یہ بھی ستر ہے۔ حضرت سیدنا علی کو ارشاد فرمایا "لا تبرز فخذک ولا تنظر الی فخذ حی ولا میت" اپنی ران کو ظاہر نہ کرو اور کسی زندہ یا مردہ کی ران کو مت دیکھو۔

۲۔ عورت کے جسم کا وہ حصہ جو کسی عورت کو دیکھنا بھی جائز نہیں وہ بھی یہی ہے یعنی ناف سے لے کر گھٹنوں تک نہیں دیکھ سکتی۔ باقی جسم کا دیکھنا جائز ہے لیکن اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو یہ بھی منع ہے۔ غیر مسلم عورت مسلمان عورت کے صرف ان حصوں کو دیکھ سکتی ہے جو مرد دیکھ سکتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے حضرت ابو عبیدہؓ والی شام کی طرف لکھا "انہ بلغنی ان نساء اھل الذمۃ یدخلن الحمامات مع نساء المسلمین فامنع من ذلک وحل دونہ فانہ لا یجوز ان تری الذمیۃ عریۃ المسلمۃ۔"

یعنی مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ ذمی عورتیں مسلمان عورتوں کے ساتھ حماموں میں جاتی ہیں اس سے روکو کیونکہ کسی ذمیہ عورت کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ مسلمان عورت کے ستر کو دیکھے۔

۳۔ عورت کے بدن کا وہ حصہ جو مرد کو دیکھنا منع ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے امام سرخسی لکھتے ہیں وہ عورت اجنبیہ ہوگی، محرم ہوگی یا بیوی ہوگی۔ اگر وہ آزاد نامحرم عورت ہے تو اس کا سارا بدن ہاتھ اور چہرہ کے سوا ستر ہے۔ کیونکہ وہ بیع شراء اور لین دین کے وقت چہرہ اور ہاتھوں کو کھولنے پر مجبور ہوتی ہے۔ امام سرخسی فرماتے ہیں چہرہ اور ہاتھوں کی طرف دیکھنے کی تین صورتیں ہیں۔

(ا) چہرہ دیکھنے کی کوئی غرض نہ ہو اور فتنہ کا اندیشہ بھی نہ ہو۔

(ب) دوسری صورت یہ ہے دیکھنے کی غرض کوئی نہیں لیکن فتنہ کا اندیشہ ہے

(ج) تیسری صورت یہ ہے کہ غرض بھی ہے اور فتنہ کا اندیشہ بھی ہے

پہلی صورت میں اجنبیہ کی طرف بلا مقصد قصد و ارادہ سے دیکھنا جائز نہیں۔ اگر ایک دفعہ نگاہ پڑ جائے تو دوسری دفعہ آنکھیں پھیر لے۔ نگاہیں نیچی کرلے حضرت امام صاحب کی رائے یہ ہے کہ اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو ایک مرتبہ جائز ہے اور بار بار دیکھنا منع ہے۔ "وقیل یجوز مرۃ واحدۃ اذا امن الشھوۃ وبہ قال ابوحنیفۃ رحمہ اللہ ولا یجوز ان یکرر النظر الیھا" اس کی تفصیل ان احادیث میں گزر چکی ہے جو پہلی آیت کے ضمن میں ذکر کی گئی ہیں۔ دوسری صورت جبکہ اجنبیہ کے دیکھنے کا مقصد ہو مثلاً اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے اس عورت کے چہرہ اور ہتھیلیوں کو دیکھنا جائز ہے۔ ارشاد نبوی ہے "اذا خطب احدکم امرءۃ فلا جناح علیہ ان ینظر الیھا" یعنی اگر کوئی شخص کسی عورت سے منگنی کرنا چاہے تو اسے دیکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ مغیرہ بن شعبہ نے ایک عورت سے منگنی کی، حضور نے پوچھا کیا تو نے اسے دیکھا ہے انہوں نے عرض کی نہیں۔ "قال فانظر الیھا فانہ احری ان یؤدم بینکما" اسے دیکھ لو اس طرح تمہارے رشتہ کے قائم رہنے کا زیادہ امکان ہے۔ تیسری صورت میں جبکہ اجنبیہ کو محض شہوت کے خیال سے دیکھے تو اس وقت اس کے کسی حصہ جسم کو دیکھنا بھی منع ہے البتہ اگر طبیب مریضہ کے جسم کے کسی حصہ کو

ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ

خود بخود نمایاں ہو اس سے اور ڈالے رہیں اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر اور نہ ظاہر کریں

دیکھ سکتا ہے جبکہ اس کا دیکھنا علاج کے لیے ضروری ہو لیکن مستورات کے علاج کے لیے لیڈی ڈاکٹر کے پاس جانا چاہیے اگر ایسی ہو سکے۔ امام رازی فرماتے ہیں۔ یجوز للطبیب الامین ان ینظر الیها للمعالجة۔ نیز اگر وہ غرق ہو رہی ہو یا اسے آگ لگ گئی ہو تو اسے بچانے کے لیے اس کے جسم کے کسی حصہ کو ہاتھ لگانا یا اس کی طرف دیکھنا ممنوع نہیں کیونکہ اس وقت اس کی جان بچانا واجب ہے۔ یہ احکام اس عورت کے تھے جو اجنبیہ اور نامحرم ہو۔

محرم عورت کے متعلق امام ابو حنیفہ کا ارشاد ہے کہ جو عضو عام طور پر کام کاج کرتے وقت کھل جاتے ہیں صرف ان کی طرف دیکھنا جائز ہے۔ عند الشافعیة و هو قول ابی حنیفة رحمة اللہ علیہ [illegible] کی طرف دیکھنا [illegible] کے لیے درست ہو۔

۔ عورت نامحرم مرد کے ناف اور گھٹنوں کے درمیان نہیں دیکھ سکتی۔ بعض نے کہا ہے کہ عورت مرد کا صرف چہرہ اور ہاتھ دیکھ سکتی ہے اس کے جسم کے باقی حصوں کی طرف نہیں دیکھ سکتی لیکن الاقرب پہلا قول ہی ہے۔ یہ اس وقت کا حکم ہے جب فتنہ کا اندیشہ نہ ہو اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو مرد کے کسی حصہ کی طرف دیکھنے کی اجازت نہیں۔ مرد کے چہرے کی طرف بار بار دیکھنا بھی جائز نہیں۔ ولا یجوز لها النظر [illegible] مع خوف الفتنة ولا تکریر النظر الی الوجه (تفسیر کبیر)

ابن عطیہ کا قول ہے کہ [illegible] جو بوقت ضرورت ظاہر ہو جائے [illegible] امام رازی اور دیگر علماء فرماتے ہیں کہ یہ تخصیص ضعیف ہے لانه تخصیص من غیر دلالة۔ ظاہر آیت کا تقاضا یہ ہے کہ ہر وہ چیز جو [illegible] کی جائے [illegible] سب داخل ہیں۔

وہ زینت جو ظاہر ہے جس کے ظاہر کرنے کی اجازت ہے اس کے متعلق حضرت ابن عباس، مجاہد، عطاء، ابن عمر اور انس رضی اللہ عنہم کا قول ہے۔ ما کان فی الوجه والکف مثل الخضاب والکحل یعنی وہ زینت جو چہرہ اور ہتھیلیوں میں ہو جیسے خضاب اور سرمہ۔

جصاص رازی کہتے ہیں [illegible] سعید بن المسیب سے مروی ہے [illegible] قال ابراهیم الزینة الظاهرة الثیاب اس سے مراد لباس ہے [illegible] امام ابوبکر الجصاص کہتے ہیں قول اصحابنا [illegible] الوجه والکفین لان الکحل زینة الوجه والخضاب والخاتم زینة الکف [illegible] کا قول یہی ہے کہ اس سے مراد چہرہ اور ہتھیلیاں ہیں کیونکہ سرمہ چہرے کی اور خضاب اور انگوٹھی ہتھیلیوں کی زینت ہیں۔ (احکام القرآن)

لیکن ملحوظ رہے کہ یہ اجازت اس وقت ہے جب فتنہ کا اندیشہ نہ ہو ورنہ چہرہ اور ہتھیلی کی طرف دیکھنا بھی حرام ہے

علامہ ابن حیان اندلسی لکھتے ہیں: قال ابن خویز منداد اذا کانت جمیلۃ وخیف من وجہہا وکفیہا الفتنۃ فعلیہا ستر ذلک۔ اور اگر عورت حسین ہو، اور اس کے چہرے اور ہاتھوں کی طرف دیکھنا فتنے کا باعث ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے چہرے اور ہاتھوں کو ظاہر نہ کرے (بحر محیط)

آج کل لڑکیوں کی جن محفلوں میں بیباکی اور بے حیائی کا ہر طرف عریانی اور بے پردگی کا مظاہرہ ہو رہا ہے ہر اس شخص پر جس کی کچھ بھی غیرت و حمیت کی رمق باقی ہو، فرض ہے کہ وہ اپنی ان بہن بیٹیوں کو بے پردہ باہر نکلنے سے روکے اور انھیں اسلام کے ادب کی حد سے آگے بڑھنے کی اجازت نہ دے۔

۳؎ پہلے عورتیں سر پر جو کپڑا اوڑھتی تھیں وہ کمر پر پشت پر لٹکا رہتا تھا اس طرح ان کی گردن، کان، سینہ وغیرہ ظاہر رہتے تھے۔ اس آیت نے حکم دیا کہ سر پر جو اوڑھنی ہے اسے پس پشت پیچھے نہ پھینکو بلکہ انھیں اپنے گریبانوں پر ڈال لو تاکہ تمھارے سینے گردن وغیرہ اجنبیوں کی نظروں سے چھپ جائیں۔ جب یہ آیت نازل ہوئی اور مردوں نے جا کر اپنی بیویوں بیٹیوں اور بہنوں کو سنائی تو اسی وقت انھوں نے اس کی تعمیل کی اور اپنی اپنی چادروں کو چیر کر اوڑھنیاں بنا لیں اور اطاعت و انقیاد کی ایک نادر مثال پیش کی۔ حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس آپ کی بھتیجی حضرت حفصہ بنت عبد الرحمن آئیں۔ ان کے اس وقت ایک باریک دوپٹہ سر پر اوڑھ رکھا تھا۔ آپ نے اسے پھاڑ دیا اور فرمایا انما یضرب بالکثیف الذی یستر، ایسی اوڑھنی سے سر ڈھانپنا چاہیے جو موٹی ہو اور جس سے سر کا حصہ نظر نہ آئے۔

دختران اسلام کو اس امر کی وضاحت کر دی گئی کہ ایک معصیت اور حق میں لڑکیاں انھیں ہر کے لباس پہنے پنڈال میں بیٹھیں اور سینہ کا کرتے ہیں ان کا یہ طریقہ اسلامی تعلیمات کے کتنا منافی ہے۔ علامہ اقبال نے کتنے درد بھرے انداز میں دختران ملت کو اپنی روحانی بیٹی سے ایک نصیحت کی ہے ؎

بہل اے دخترک ایں دلبری ہا
مسلماں را نزیبد کافری ہا
منہ دل بر جمال غازہ پرورد
بیاموز از نگاہ غارتگری ہا

پھر فرماتے ہیں

اگر پندے ز درویشے پذیری
ہزار امت بمیرد تو نہ میری
بتولے باش و پنہاں شو ازیں عصر
کہ در آغوش شبیرے بگیری

یعنی اگر تو ایک درویش کی نصیحت کو قبول کرے تو ہزار امتیں مر جائیں گی لیکن تو ہمیشہ زندہ رہے گی۔ حضرت سیدہ زہرا بتول جنت کی سیرت و کردار کی تقلید کر اور اس زمانہ کی نگاہوں سے چھپ جا تاکہ تیری آغوش میں شبیر جیسا فرزند پرورش پا سکے۔

اس آیت سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ سر، گردن اور سینہ کا چھپانا ضروری ہے۔

زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ

[illegible]

اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ

[illegible]

اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ

[illegible]

[illegible]

[illegible] اس لیے اظہار زینت میں بھی فرق ہوگا۔

[illegible] زینت کی جگہوں کو کھولنا مباح ہے۔

[illegible] اس سے مراد کنیزیں ہیں اگرچہ وہ مسلمان نہ ہوں تب بھی ان کے سامنے اظہار زینت کی اجازت ہے

مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ

یا اُن بچوں پر جو ابھی تک آگاہ نہیں عورتوں کی شرم والی چیزوں پر

وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْۤا

اور زور سے نہ ماریں اپنے پاؤں زمین پر تاکہ معلوم ہو جائے وہ سنگار جو وہ چھپائے ہوئے ہیں اور رجوع

حضرت سعید بن المسیب نے فرمایا لا تغرنکم هذه الآیة او ما ملکت ایمانهن انما عنی بها الاماء۔ کہ کہیں یہ آیت دھوکہ نہ دے یہاں ما ملکت سے مراد لونڈیاں ہیں۔

ان سے مراد وہ لوگ ہیں جن میں عورتوں کی خواہش نہیں ہوتی جیسے عنین نامرد خصی وغیرہ۔ لا حاجة له فی النساء، وجنس، ویتبعهم ویتبعونهم لا حاجة له ولا همة ینتبه بها الی امر النساء۔

وہ بچے جو عورتوں کے چھپے معاملات سے بے خبر ہوں۔ جب کوئی لڑکا اگرچہ وہ نابالغ بھی ہو ان معاملات سے آگاہ ہو جائے تو اس سے اجنبی والا سلوک کیا جائے گا

کئی عورتیں پازیب وغیرہ پہن کر نکلتیں اور مردوں کے قریب سے جب ان کا گزر ہوتا تو وہ دانستہ اپنے پاؤں زمین پر مارتیں تاکہ مرد پازیب کی جھنکار سن کر ان کی طرف متوجہ ہوں۔ اس آیت میں اس حرکت سے روک دیا گیا۔ ان تمام احکام کا مقصد تو یہ ہے کہ ایسے تمام افعال، طور اطوار اور اعمال پر قدغن لگا دی جائے جن کی وجہ سے اسلامی معاشرے میں بدکاری اور بے حیائی کی راہیں کھلیں حتی کہ مردوں کے دلوں میں بد نیتی بلکہ اس کی شدت بھی گناہوں کا سبب بننے سے منع ہے۔ حتی کہ اس آیت میں صرف پاؤں مار کر مردوں کی توجہ کا سبب بننا منع قرار دیا جا رہا ہے اور ظاہر ہے کہ جس کی آواز مردوں کی توجہ کا سبب بنے اس سے بھی منع کیا گیا ہے جیسے یہ ہوں جیسا کہ تیز خوشبو لگا کر ایسے مجمع میں جانا کسی عورت کے لیے جائز نہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو گزرتے دیکھا اس سے خوشبو کی لپٹیں آرہی تھیں۔ آپ نے فرمایا یا امۃ الجبار المسجد تریدین؟ کیا تو مسجد سے آرہی ہے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ آپ نے پوچھا کیا تو نے خوشبو لگائی ہے۔ اس نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: سمعت حبی ابا القاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یقول لا تقبل لامرأة صلاة تطیبت لهذا المسجد حتی ترجع فتغتسل غسلها من الجنابة۔ میں نے اپنے محبوب ابوالقاسم کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ اس عورت کی نماز قبول نہیں فرماتا جو مسجد میں تیز خوشبو لگا کر آئے جب تک کہ وہ گھر لوٹ کر غسل جنابت نہ کرے۔

یہ عورتیں جو بے پردہ بن سنور کر بازاروں میں گھومتی پھرتی اجنبی مردوں کے پاس آتی جاتی ہیں دختران اسلام

إِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى

کرو اللہ تعالیٰ کی طرف سب کے سب اے ایمان والو تاکہ تم دونوں جہان میں بامراد ہو جاؤ۔ اور نکاح کر دیا کرو

مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ

جو تم میں مجرد ہوں اور جو نیک ہیں تمہارے غلاموں اور کنیزوں میں سے اگر وہ تنگ دست ہوں [illegible]

ان کے متعلق اپنے پیارے رسول کریم کا یہ ارشاد گرامی بھی سن لیں۔ حضرت سہل بن سعد کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا [illegible] في [illegible] يوم القيامة [illegible] قیامت کے دن [illegible] (ترمذی)۔

اور یہ تمام احکام الٰہی اور ارشادات نبوی کی تعمیل کے لیے جھک جاؤ۔ اسی میں تمہارے دونوں جہان کی کامیابی ہے۔ آفتاب اسلام کے طلوع ہونے کے بعد اہل جاہلیت کے رسم و رواج کو اور اخلاق و عادات کو چھوڑنا بڑی ہمت کا کام ہے [illegible] تعالیٰ [illegible] (ابن کثیر)

ایامیٰ جمع ہے ایّم کی [illegible] اس کا اطلاق [illegible] (قرطبی)۔

اسلام جو دین فطرت ہے وہ معاشرہ کو پاکیزہ رکھنے اور بے حیائی سے بچانے کے متعلق صرف وعظ ہی نہیں کرتا بلکہ وہ عملی تجاویز اور مشکلات کا صحیح حل بھی پیش کرتا ہے۔ آپ [illegible] معاشرہ میں [illegible] کثرت سے [illegible] [illegible] اسلام کی [illegible] حقیقت پسندی [illegible] چنانچہ اس آیت میں حکم دیا جا رہا ہے کہ مسلمان ایسے مردوں اور ایسی عورتوں [illegible] اس حقیقت کو حضور نبی کریم نے اس طرح واضح فرمایا ہے: یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءة فلیتزوج فانه اغض للبصر و احصن للفرج ومن لم یستطع فعلیه بالصوم فانه له وجاء [illegible]

يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ وَلْيَسْتَعْفِفِ

غنی کر دے گا انہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اور اللہ تعالیٰ وسعت والا جاننے والا ہے۔ اور چاہیے کہ پاکدامن رہیں

الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَالَّذِيْنَ

وہ لوگ جو نہیں پاتے شادی کرنے کی قدرت یہاں تک کہ غنی کر دے انہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے۔ اور جو

وہ غیر شادی شدہ کی شادی کرا کر اس کی مدد کر سکتا اور اس کو گناہ سے بچا سکتا ہے۔ اور جو شادی کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ صبر کرے۔

لہ یہ حکم صرف آزاد مردوں اور عورتوں کے لیے نہیں بلکہ غلام مرد اور کنیزیں بھی اس میں شامل ہیں۔ [illegible] مسلمان ہیں [illegible] اگر ان کی [illegible] کے ساتھ [illegible] کی قید کا یہ مطلب ہے [illegible] کی صلاحیت ہو۔ اگر کسی [illegible] کسی ایسی لڑکی کے ساتھ [illegible] ذمہ داریوں سے [illegible] وجوب شرعی [illegible]

لہ اکثر لوگ [illegible] کہ شادی [illegible] جب [illegible] حاجتیں [illegible] [illegible] صدیق [illegible] اللہ تعالیٰ نے نکاح [illegible] اللہ تعالیٰ کے اپنے وعدہ کرم پر محمول ہے۔

۱۔ وہ نکاح کرنے والا جس کی نیت پاکدامن رہنا ہو۔
۲۔ وہ مکاتب جو ادائیگی کا ارادہ رکھتا ہو۔
۳۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والا۔

لہ ضروری نہیں کہ ہر شخص کو اس کی پسند کا رشتہ مل جائے [illegible] ہو کہ شادی کے اخراجات برداشت

يَبْتَغُونَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ

مکاتب بنانا چاہیں تمہارے غلاموں سے تو مکاتب بنالو انہیں اگر تم جانو ان میں

خَيْرًا ۖ وَّ اٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ۚ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ

کوئی بھلائی اور دو ان کو مال سے اللہ کے جو اس نے تمہیں دیا ہے اور نہ مجبور کرو اپنی لونڈیوں کو

عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَ

بدکاری پر اگر وہ چاہیں پاکدامن رہنا تاکہ تم حاصل کرو سامان دنیوی زندگی کا اور

کر سکے۔ اس کے واسطے [illegible] اس کی اجازت نہیں دیتی کہ وہ شادی کر سکے [illegible] جب کسی سے عفت کا دامن چھوٹ رہا ہو [illegible] کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس مشکل کو آسان کر دے۔

۳۳ شریعت میں غلاموں کو آزاد کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ غلام اپنے مالک سے کہے کہ میں اتنی مدت میں اتنی رقم [illegible] آزاد کر دو [illegible] شریعت میں مکاتبت کہتے ہیں اور [illegible] وہ غلام مکاتب کہلاتا ہے۔ جب وہ اپنی مقررہ رقم ادا کر دے تو وہ آزاد ہو جاتا ہے۔ یہاں مسلمانوں کو ہدایت کی جا رہی ہے کہ اگر تمہارا غلام مکاتبت کے لیے تمہارے پاس آئے اور تم دیکھو کہ وہ اس معاہدہ کو پورا کر سکتا ہے [illegible] آزاد ہونے کے بعد وہ دوسروں کے لیے مصیبت کا باعث نہ ہو گا تو اس کے ساتھ مکاتبت کا معاہدہ کر لو۔

۳۴ کفر اپنے ساتھ صرف عقیدہ کی گمراہی نہیں لاتا بلکہ اخلاقی [illegible] اور مروت کا فقدان بھی اپنے جلو میں لاتا ہے [illegible] جہاں [illegible] بڑے بڑے [illegible] کی وجہ سے [illegible] جاہلیت میں لونڈیاں [illegible] بڑے بڑے رئیس [illegible] اس مقصد کے لیے استعمال کرتے تھے [illegible] اور اس [illegible] جاہلیت میں [illegible]

ہوا کرتی تھیں جو ان کی طرف منسوب ہو کر پکارا جاتا تھا، [illegible]۔ یہ فلاں قبیلے کی لونڈی ہے یہ فلاں قبیلے کی لونڈی ہے۔ ان [illegible] ہوتے تھے۔ امام ابن جریر نے ان [illegible] میں سے [illegible] میں [illegible] کے قبیلے کا ذکر بھی کیا ہے۔ یہ بات عجیب تھی [illegible] تھا۔ [illegible] دوسری طرح کی تھیں [illegible] کئی لوگ [illegible] کے ساتھ شادی کرتے [illegible] کمائی سے عیش کریں۔ [illegible]

[illegible]

یثرب کے حالات بھی کچھ اس سے مختلف نہ تھے۔ وہاں اس کا سب سے بڑا کاروباری خود عبداللہ بن ابی تھا جسے اوس و خزرج نے اپنا بادشاہ [illegible] تھے۔ [illegible] مدینے میں تشریف [illegible] اس کے [illegible] وہاں سب سے زیادہ [illegible] تھا۔ اس نے اپنے [illegible] لونڈیاں [illegible] بھی [illegible] تھیں [illegible] ایک [illegible] صورت [illegible] اور [illegible] رکھی جاتی [illegible] کے لیے [illegible] بیاہ [illegible] نہ جانتے تھیں [illegible] [illegible] سیاسی [illegible] حاصل کرتا [illegible] لونڈی [illegible] کے لیے [illegible] [illegible] تھی [illegible]

[illegible] بھی لونڈی معاذہ [illegible] تنگ آکر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور اپنی داستان [illegible] میں اس کی [illegible] پیش کر دی [illegible] جب [illegible] عبداللہ بن ابی [illegible] تو اس نے [illegible] اس پر یہ آیت نازل ہوئی [illegible] اس وقت [illegible] اس طرح [illegible] قحبہ گری کی [illegible] [illegible] کی [illegible] حاصل ہے۔

[illegible] اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر وہ پاک دامن ہونے کا ارادہ نہ رکھیں تو ان سے یہ پیشہ کرانے میں کوئی مضائقہ نہیں، بلکہ مقصد یہ ہے کہ مالک کی طرف سے اکراہ کی [illegible] صورت ہے کہ لونڈی کی مرضی [illegible]۔ [illegible] مالک سے چھپ کر [illegible] صورت میں [illegible] اسی پر ہوگا، لیکن اگر [illegible] اس آیت سے [illegible] ان مالکوں کو [illegible] لونڈی [illegible] جاتی ہے، [illegible] فیصلہ کر دیا [illegible] ہے۔

مَنْ يُكْرِهْهُنَّ فَإِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣٣﴾ وَلَقَدْ

[illegible]

أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ آيَاتٍ مُّبَيِّنَاتٍ وَمَثَلًا مِّنَ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ

[illegible]

وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٣٤﴾ اللّٰهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ مَثَلُ نُورِهِ

[illegible] اس کے نور کی مثال ایسی ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ان کا نام و نشان تک مٹا دیا۔

[illegible]

علامہ ابوالفضل جمال الدین ابن منظور اپنی شہرۂ آفاق کتاب لسان العرب میں النور کی وضاحت کرتے

كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا

جیسے ایک طاق ہو کہ اس میں ہو ایک چراغ وہ چراغ ایک شیشے میں ہو وہ شیشہ گویا ایک

بعض کہتے ہیں کہ نور اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ سے ہے کیونکہ انسان اللہ تعالیٰ کی نعمت سے ہی روشنی پاتا ہے اور اسی کی ہدایت سے راہ راست پر گامزن ہوتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کو نور کہا جاتا ہے لغت عرب میں [illegible] کرتے ہوئے لکھتے ہیں الظاهر بنفسه المظهر لغيره يسمى نورا (لسان العرب)۔ وہ جو خود ظاہر ہو اور اپنی روشنی سے دوسروں کو آشکارا کر دے اسے نور کہا جاتا ہے۔ حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اسماء حسنیٰ کی شرح کرتے ہوئے النور کے معنی میں لکھتے ہیں کہ نور اس کو کہتے ہیں جو خود ظاہر ہو اور دوسروں کو ظاہر کرنے والا ہو کسی چیز کے ظاہر ہونے کے لیے ضروری ہے کہ وہ موجود ہو جو چیز موجود نہیں ہوگی اس کا ظاہر ہونا ممکن نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات واجب الوجود ہے۔ وہ ازل سے موجود ہے اور ابد تک موجود رہے گی نیز وہ اپنے موجود ہونے میں کسی سبب، کسی علت اور کسی فاعل کا محتاج نہیں۔ اس لیے وہی سب سے زیادہ اور سب سے پہلے متصف ہونے کا مستحق ہے۔ وہ ازلی و ابدی ہے اور اس کے امر ہی سے ہر چیز کو نعمت وجود ارزانی ہوتی ہے اس لیے وہ ہر چیز کے لیے [illegible] ہے اس لیے اکثر علماء نے اس آیت میں نور کا معنی موجد اور منور کیا ہے یعنی عدم سے وجود میں لانے والا۔ اس کے علاوہ نور کے [illegible] بیان کیے گئے ہیں [illegible] کہ اس کے متعلق [illegible] [illegible] لکھتے ہیں حضرت ابن عباس اور حضرت انس سے نور کا معنی ہادی بھی منقول ہے تو آیت کا مطلب ہوگا هادي اهل السموات والارض فهم بنوره الى الحق يهتدون وبهداه من حيرة الضلالة ينجون۔ یعنی آسمان اور زمین والوں کا ہادی اللہ ہی ہے وہ اسی کے ارشاد سے حق کی طرف ہدایت پاتے ہیں اور گمراہی کی حیرانی سے نجات پاتے ہیں۔ قيل فى تفسيره هادى اهل السموات والارض (لسان العرب)۔

یہ تمام تفسیریں اکابر علماء سے منقول ہیں ان میں سے ہر ایک درست ہے لیکن ہر ایک کی اپنی شان ہے۔ امام ابن جریر نے ابن عباس کے قول ہادی کو پسند فرمایا ہے اور [illegible] کے نزدیک یہی زیادہ پسندیدہ ہے

مثلہ: بہتر ہے کہ پہلے اس آیت کے مشکل الفاظ کی تشریح کر دی جائے جس سے اس کا مفہوم [illegible] پھر علماء ربانیین کرام کے متعدد اقوال کی روشنی میں اس کا مصداق متعین کرنا آسان ہو گا۔ مثل کا معنی ہے صفت و حال۔ مثل الصفة العجيبة اى صفة نوره العجيبة [illegible] یعنی اس کے نور کی عجیب و غریب صفت یہ بیان کی جاتی ہے۔ مشکوٰۃ اس طاق کو کہتے ہیں جو دیوار میں چراغ رکھنے کے لیے بنایا جاتا ہے جو صرف ایک طرف سے کھلی ہو [illegible] کوۃ غیر نافذۃ [illegible] مصباح [illegible] کرتے ہیں جو

كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِن شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَلَا

ستارہ ہے جو موتی کی طرح چمک رہا ہے [illegible] بابرکت درخت زیتون کے درخت سے [illegible]

کوکب دری ہے۔ مراد مصباح جب شیشے سے باہر [illegible] ہوتا ہے۔ شفاف شیشے سے جو طاق میں اگر چراغ رکھا ہوا ہو سامنے [illegible] ایک ہی سمت سے ہو کر ایک ہی سمت میں پھیلتی ہے تو آپ اسے دیکھتے ہیں [illegible] اگر چراغ روشن کر دیا جائے [illegible] میں رکھ دیا جائے۔ یہ اس وقت ہوگا کہ کسی جگہ سے اس کے لئے [illegible] ہوتا ہے جس کی لو بھی قائم ہوتی ہے۔ اور اگر چراغ کو شیشے کے طاق میں رکھ دیا جائے [illegible] اور جب قندیل کے شفاف شیشے سے اس کی روشنی چھن چھن کر نکلے گی تو اس میں کئی گنا اضافہ ہو جائے گا [illegible] چاروں طرف پھیلی رہی ہو تو بھی اس کی [illegible] ہو جائے گی [illegible] کسی [illegible] میں رکھ دیا جائے [illegible] روشنی ایک سمت میں [illegible] تیز ہو جائے گی۔ [illegible] بھی ہو [illegible] ہیں۔

[illegible] چراغ جلانے کے لئے مختلف قسم کے تیل استعمال کیے جاتے تھے ان میں سے زیتون کے تیل کی روشنی زیادہ صاف اور [illegible] زیتون کا تیل [illegible] اس کی چمک [illegible] اور [illegible] زیتون کے درخت سے [illegible] اور [illegible] نکالے جاتے ہیں۔ [illegible] صاف روشنی ہوتا ہے [illegible] زیتون کا وہ درخت جو کسی [illegible] میں [illegible] آفتاب کے وقت بھی اس کی [illegible] شام تک [illegible] کی وجہ سے [illegible] سے ملی ہو [illegible] درخت [illegible] بھی [illegible] ہوتا ہے [illegible] محسوس ہوتا ہے کہ [illegible] آگ [illegible] روشنی کے شعلے [illegible] آیت کے پہلے حصے [illegible] ذکر [illegible] اب [illegible] ایک [illegible] ہیں [illegible] کر دیئے [illegible] کرامات [illegible] ہوگی [illegible] علامت کے [illegible] ہوگی۔ [illegible] علمائے کرام [illegible] کے [illegible] مطالب بیان [illegible]

۱۔ حضرت ابن عباس نے کعب سے دریافت کیا اخبرنی عن قوله تعالیٰ مثل نوره کمشکوٰة الآیۃ کے اس
آیت کا مطلب بتلاؤ، تو کعب نے کہا هذا مثل ضربه الله لنبيه صلى الله عليه وسلم فالمشكوٰة صدره و
الزجاجة قلبه والمصباح فيه النبوة يكاد نور محمد صلى الله عليه وآله وسلم وامره يتبين للناس
ولو لم يتكلم انه نبي كما يكاد ذلك الزيت يضيء ولو لم تمسسه نار نور على نور [illegible]

ترجمہ: حضرت ابن عباس نے کعب سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق بتاؤ جو مشکوٰۃ [illegible] سا ملکہ ہے [illegible] مشکوٰۃ آپ کا سینہ [illegible] وہ نبوت ہے [illegible] لوگوں کے سامنے [illegible] اگرچہ [illegible] نہ کریں جیسا کہ [illegible] اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے [illegible] [illegible] اس حدیث [illegible] اسی [illegible] یہ ایک مثل [illegible] کی نبوت اور [illegible] شان [illegible] اس کے بعد [illegible] ایک [illegible] اصل [illegible] میں [illegible] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible] معجزات [illegible] اعلان نبوت سے قبل [illegible] [illegible] کے لیے [illegible] کا [illegible] اور [illegible] ایک [illegible] حضرت ابو طالب [illegible] اور حضور [illegible] طرف [illegible] کی دعا [illegible] وقت [illegible] کی [illegible] ابو طالب [illegible]
[illegible] والحجر [illegible] ابو طالب [illegible]

وابیض یستسقی الغمام بوجہہ ثمال الیتامیٰ عصمۃ للارامل

یعنی اسی وقت [illegible] اس [illegible] وقت ابو طالب نے یہ شعر کہا [illegible] کی [illegible] اور [illegible] کا [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] سے [illegible] نور [illegible] ہے۔

۲۔ ابو العالیہ نے ابی بن کعب سے نقل کیا ہے کہ یہ مومن کی مثال ہے مشکوٰۃ اس کا نفس ہے زجاجہ اس کا سینہ ہے [illegible] اور [illegible] قرآن ہے جو اللہ تعالیٰ مومن کے دل میں پیدا فرماتا ہے [illegible]

۳۔ حسن بصری اور ابن زید کہتے ہیں کہ یہ قرآن کی مثال ہے [illegible] جس طرح [illegible] روشنی حاصل کی جاتی ہے اسی طرح قرآن سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے [illegible] مشکوٰۃ سے

غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُورٌ عَلَى نُورٍ

غربی ہے قریب ہے کہ اس کا تیل روشن ہو جائے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے روشنی پر روشنی ہے ۔

يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ

پہنچا دیتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے نور تک جس کو چاہتا ہے اور بیان فرماتا ہے اللہ تعالیٰ طرح طرح کی مثالیں لوگوں کے لیے

وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ

اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے ان گھروں میں جن کے متعلق حکم دیا ہے اللہ نے کہ انہیں بلند کیا جائے اور ذکر کیا جائے

مراد اس کا منبع اور اس کی معدن ہے۔ شجرہ مبارکہ سے مراد اس کی وحی ہے۔ علامہ ابو حیان اندلسی نے اپنی تفسیر البحر المحیط میں یہی قول نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ ان صورتوں میں مثل نورہ کی ضمیر کا مرجع ایسی چیزیں ہوں گی جو پہلے مذکور نہیں ہیں۔ اسی لیے کئی نے اللہ نور السموات والارض پر وقف کیا ہے۔ اور آیت کے پہلے حصہ کو علیحدہ قرار دیا ہے وعلی ھذہ الاقوال الثلاثۃ تعاد الضمیر علی غیر مذکور ولھذا قال مکی یوقف علی الارض فی تلک الاقوال الثلاثۃ بحر محیط۔

۴۹ نورہ کی ضمیر کا مرجع اللہ ہو گا اس صورت میں مصباح سے مراد ذات مصطفوی ہو گی۔ مشکوٰۃ سے مراد ساری کائنات ہو گی اور مطلب یہ ہے کہ اس کا وجود پیدائش کائنات کا باعث ہے اور آشکارا ہونے کے باوجود اہل حجاب کی نگاہوں سے مخفی اور مستور ہے یہ خفا اس لیے نہیں کہ اس کے ظہور میں کمی ہے بلکہ تجلیات کی فراوانی اور انوار کی کثرت اس بات سے مانع ہے کہ کوئی آنکھ اس کو دیکھنے کی جرات کر سکے۔ اللہ تعالیٰ و رسولہ الاکرم اعلم بمراد الکتاب المجید۔

۵۰ انسان محض اپنی کوشش اور علم و فضل سے اس نور حق تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہے جس پر چاہتا ہے جتنا چاہتا ہے فرما دیتا ہے۔

۵۱ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی بندہ پروری ہے کہ وہ ان حقائق و معارف کو حسی مثالوں کے ذریعہ ہمیں سمجھا دیتا ہے ورنہ ان کو سمجھنا کسی انسان کے بس کا روگ نہ تھا۔

۵۲ جن خوش نصیبوں کو اللہ تعالیٰ اپنے نور ہدایت و معرفت سے مالا مال فرما دیتا ہے۔ ان کے چند ظاہری اور باطنی احوال بیان کیے جا رہے ہیں۔ فی بیوت کا متعلق یسبح ہے یعنی یہ لوگ ان گھروں میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں جن کے بلند کرنے کا اس نے حکم فرمایا ہے جیسا کہ مرجح ثبوت ہے اور اسے محل کے آخر میں اس لیے ذکر کیا

[illegible] اور تکبیر و اذان [illegible] رحمۃ اللہ علیہ [illegible] [illegible] [illegible] حدیث پاک [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ذکر دیتے تھے۔ [illegible] قرطبی)

حدیث پاک میں ہے [illegible] مسجد [illegible] اللہ [illegible] جو شخص [illegible] کے لیے مسجد بنا [illegible] ہے اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لیے [illegible] حضرت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] پاک [illegible] حضرت عثمان [illegible] [illegible] المسجد [illegible] الذهب یعنی اگر مسجد [illegible] [illegible] حضرت [illegible] [illegible] تعمیر [illegible] [illegible] مسجد قرار دیا گیا ہے [illegible] الملک [illegible] [illegible] [illegible] حضرت [illegible] [illegible] [illegible] حدیث [illegible] [illegible] اسلام [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] [illegible] [illegible]۔

[illegible] القرآن [illegible] الشرع [illegible] [illegible] فی انوار المساجد و قرطبی)

فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ ۝ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ

ان میں خدا تعالیٰ کا نام اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں ان گھروں میں صبح اور شام - وہ رجال ایسے لوگ جنہیں غافل نہیں

تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ

کرتی تجارت اور نہ خرید و فروخت یاد الٰہی سے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے سے۔

يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ ۝ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ

وہ ڈرتے رہتے ہیں اس دن سے جس میں الٹ جائیں گے دل اور آنکھیں تاکہ جزا دے انہیں

أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَيَزِيدَهُم مِّن فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَن يَشَاءُ

اللہ تعالیٰ ان کے بہترین عملوں کی اور اس سے بھی زیادہ دے انہیں اپنے فضل سے اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے

یہاں مسجد میں داخل ہونے کے آداب کا ذکر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا علی ابیہا و علیہا الصلوات والتسلیمات سے ابن ماجہ نے یہ حدیث نقل کی ہے۔ آپ نے فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو پڑھتے بسم اللہ والسلام علی رسول اللہ اللھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک اور جب باہر تشریف لاتے تو پڑھتے بسم اللہ والصلوٰۃ علی رسول اللہ اللھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک وفضلک۔

اور جب مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے مستحب یہ ہے کہ اگر نفل پڑھنے کا وقت ہو تو دو رکعت نفل پڑھے۔ اذا دخل احدکم المسجد فلیرکع رکعتین قبل ان یجلس (قرطبی)

؎ یعنی یہ وہ لوگ ہیں کہ دنیا کے مشاغل کی کثرت کے باوجود ذکر الٰہی سے غافل ہوتے ہیں نہ نماز و زکوٰۃ کی ادائیگی میں سستی کرتے ہیں ہر وقت قیامت کے خوف سے لرزہ براندام رہتے ہیں۔

؎ روز حشر کی ہولناکی اور دہشت کا بیان ہے یعنی اس دن دل شدت خوف سے گھبرا جائیں گے آنکھیں ٹکٹکی لگا کر دیکھتی کی دیکھتی رہ جائیں گی۔ ای تتقلب القلوب من الخوف فترجع الی الحنجرۃ فلا تنزل ولا تخرج وتتقلب الابصار ای تشخص من ھول الامر وشدتہ یعنی دل ڈر کے مارے گلے میں اٹک جائیں گے اور آنکھیں کا ڈر کے اٹک جائیں گی

؎ اس کا متعلق یسبح ہے۔ لیجزیھم یخافون سے مربوط ہو سکتے ہیں لیکن علامہ قرطبی نے پہلی توجیہ کو ترجیح دی ہے

بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ

چاہتا ہے بے حساب ۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا شہ ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے چمکتی ریت کسی چٹیل میدان میں

الظَّمْاٰنُ مَآءً ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ

خیال کرتا ہے اسے پیاسا پانی یہاں تک کہ جب وہ آیا اس کے پاس تو نہ پایا اسے کچھ بھی اور پایا اللہ کو اپنے

فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ

قریب تو پورا پورا دیا اس نے اس کا حساب اور اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے یا شہ اعمال کفار ایسے ہیں جیسے اندھیرے

لُّـجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ۭ ظُلُمٰتٌۢ

گہرے سمندر میں چھا رہی ہو اس پر موج اس کے اوپر اور موج ہو اس کے اوپر بادل ہو اندھیرے ہی اندھیرے

کہ اس کا مستحق محروم رہ جائے بلکہ ان تمام صفات کو شامل ہے۔ شہ یعنی صالحین نیک بندے یہ امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہر لحاظ سے ان کے اعمال کی جزا بھی دے گا صرف یہی نہیں بلکہ اپنے فضل و کرم سے بے شمار نعمتوں سے انہیں وہ نعمتیں دے گا جن کا یہ ابھی تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ارشاد الٰہی ہے اعددت لعبادی الصالحین ما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر یعنی میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جنہیں کسی آنکھ نے دیکھا نہیں جن کے بارے میں کسی کان کو سننے کا اتفاق نہیں ہوا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال آیا ہے۔ آیت کے آخر میں واللہ یرزق من یشاء بغیر حساب فرما کر بندہ نوازی کی حد کر دی۔

شہ اب کفار کے اعمال کا ذکر فرمایا جا رہا ہے کہ وہ اعمال جنہیں وہ اچھا سمجھ کر کرتے ہیں اور بڑی امیدیں رکھتے ہیں ان کی مثال سراب کی سی ہے جو دور سے نظر آتا ہے۔ ایک پیاسا دور سے اس کی طرف دوڑتا ہے تاکہ پانی پی کر اپنی پیاس بجھائے وہاں پہنچ کر اسے پتہ چلتا ہے کہ پانی کا کیا ذکر وہاں تو ریت کا ڈھیر ہے۔ یہی حال کفار کا ہے جب وہ یہاں سے جائیں گے تو ان کی امیدیں خاک میں مل جائیں گی۔ سراب وہ چمکتی ہوئی ریت جو دور سے پانی نظر آتی ہے۔ قیعۃ اس کی جمع قیعان ہے کشادہ اور ہموار میدان کو کہتے ہیں۔ ھی الارض المنبسطۃ المستویۃ۔

شہ کفار کے اعمال کی ایک دوسری مثال بیان کی جا رہی ہے حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی تحریر فرماتے ہیں

بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۚ إِذَآ أَخْرَجَ يَدَهُۥ لَمْ يَكَدْ يَرَىٰهَا ۗ وَمَن لَّمْ يَجْعَلِ

ہیں ایک دوسرے کے اوپر۔ جب وہ نکالے اپنا ہاتھ تو نہیں دیکھ پاتا اسے۔ اور جسے [illegible]

ٱللَّهُ لَهُۥ نُورًا فَمَا لَهُۥ مِن نُّورٍ ۩ أَلَمْ تَرَ أَنَّ ٱللَّهَ يُسَبِّحُ لَهُۥ مَن فِى

اللہ تعالیٰ نور۔ تو نہیں ہے اس کے لیے کوئی نور۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ بلاشبہ اللہ ہی ہے جس کی تسبیح بیان کرتے

ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَٱلطَّيْرُ صَـٰٓفَّـٰتٍ ۖ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُۥ وَ

ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور پرندے پر پھیلائے ہوئے۔ ہر ایک نے جان لیا ہے اپنی نماز اور اپنی

۱ ایک اندھیرا دریا کی گہرائی کا، اس پر ایک موج کا اندھیرا، اور جب کہ [illegible] کالے بادل کا اندھیرا [illegible] اندھیرے ہی کی شدت کا یہ عالم کہ اگر [illegible] اپنا ہاتھ [illegible] قریب اور اپنے جسم کا جزو ہے جب وہ بھی نظر نہ آئے تو اور دوسری چیز کیا نظر آئے گی۔ یہی حال کافر کا ہے کہ وہ [illegible] اور [illegible] کی تاریکیوں میں گرا ہوتا ہے [illegible] اور اس کی گمراہی [illegible] شک وحیرت [illegible] کے دل پر چھائے ہوتے ہیں [illegible] بے [illegible] [illegible] لیکن [illegible] معصوم نہ ہو گے۔ [illegible] الی الجنة والذی لا یحدث نفسه۔

۲ ہدایت یا نور وہی [illegible] جس کی دستگیری توفیق الٰہی کرے [illegible] کوشش اس کی توفیق کے بغیر [illegible] حاصل ہیں۔

۳ جب اللہ تعالیٰ [illegible] پستی وبلندی ہر جگہ [illegible] کر رہا ہے تو کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ اس کا انکار کرے اور اس کی [illegible] کے علاوہ کسی اور جگہ [illegible] عبادت [illegible] اور جو لوگ اس [illegible] کی تجلیوں سے روشنی حاصل نہیں کرتے ان کی مثال [illegible] کا ذکر [illegible] اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو خطاب فرماتے ہیں کہ [illegible] اللہ تعالیٰ کے [illegible] ہر جگہ نظر آتے ہیں۔ کائنات [illegible] کوئی ایسی چیز ہے جو اس کے [illegible] یا مغرب [illegible] اس کی تسبیح وتہلیل میں [illegible] ہو۔ [illegible] کی طرف دیکھو، وہ کس کی عظمت کا اعتراف کر رہے ہیں۔ [illegible] الهواء، ہوا میں پر پھیلائے ہوئے۔

تَسْبِيحَهُ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ۝ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ

تسبیح کو۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں۔ اور اللہ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور

وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُزْجِي سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهُ

ساری زمین کی اور اللہ ہی کی طرف (سب نے) لوٹنا ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ چلاتا ہے بادل کو پھر جوڑ دیتا ہے

ثُمَّ يَجْعَلُهُ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهِ وَيُنَزِّلُ مِنَ

ان (ٹکڑوں) کو پھر بنا دیتا ہے اسے تہ بہ تہ پس تو دیکھتا ہے بارش کو کہ نکلتی ہے اس کے درمیان سے اور اتارتا

السَّمَاءِ مِنْ جِبَالٍ فِيهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَصْرِفُهُ

ہے اللہ تعالیٰ آسمان سے پہاڑوں جیسے بادلوں سے اولے پس گراتا ہے انہیں جس پر چاہتا ہے اور پھیر دیتا ہے انہیں

عَنْ مَنْ يَشَاءُ ۖ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهِ يَذْهَبُ بِالْأَبْصَارِ ۝ يُقَلِّبُ اللَّهُ

جس سے چاہتا ہے۔ قریب ہے کہ اس کی بجلی کی چمک لے جائے آنکھوں کی بینائی کو۔ الٹ پھیر کرتا ہے اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو اس کی مخصوص عبادت اور تسبیح کا طریقہ سکھا دیا ہے وہ اسی کے مطابق [illegible] میں ہی مشغول رہتا ہے۔

یزجی: آہستہ آہستہ چلانا۔ [illegible] دیکھنا [illegible] کو [illegible] ہوتا ہے [illegible] دھکیل دیتا ہے۔ رکاما: الرکم جمع الشئ یقال منہ رکم الشئ یرکمہ رکما اذا جمعہ والقی بعضہ علی بعض۔ الرکمۃ الطین المجموع والرکام الرمل المتراکم وکذلک السحاب یعنی رکم کا معنی کسی چیز کو اکٹھا کرنا [illegible] کسی چیز کو [illegible] ڈھیر کر دیا جائے تو [illegible] کہتے ہیں رکم الشئ [illegible] ڈھیر کو [illegible] ریت کے ڈھیر کو رکام کہتے ہیں۔ اسی طرح بادل جب گہرا ہو جائے [illegible] کہا جاتا ہے۔ الودق المطر۔ (قرطبی)

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ من الجبال میں من [illegible] علامہ [illegible] فرماتے ہیں کہ [illegible] من السماء [illegible] یعنی آسمان سے برستا آتا ہے [illegible] کی طرح [illegible] پانی [illegible] یعنی من السحاب بعض جبال من برد یعنی آسمان سے جب برف برستی ہے تو اتنی

اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ ۝ وَاللَّهُ خَلَقَ

رات اور دن کو شہ بےشک اس میں عبرت ہے آنکھوں والوں کے لیے۔ اور اللہ تعالیٰ نے پیدا

كُلَّ دَابَّةٍ مِّن مَّاءٍ ۖ فَمِنْهُم مَّن يَمْشِي عَلَىٰ بَطْنِهِ وَمِنْهُم مَّن

کیا ہے ہر جاندار کو پانی سے شہ تو ان میں کچھ تو رینگتے ہیں پیٹ کے بل اور ان میں سے بعض

يَمْشِي عَلَىٰ رِجْلَيْنِ وَمِنْهُم مَّن يَمْشِي عَلَىٰ أَرْبَعٍ ۚ يَخْلُقُ اللَّهُ

چلتے ہیں دو ٹانگوں پر۔ اور ان میں سے بعض چلتے ہیں چار ٹانگوں پر۔ پیدا فرماتا ہے اللہ تعالیٰ

مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ لَّقَدْ أَنزَلْنَا آيَاتٍ مُّبَيِّنَاتٍ ۚ

جو چاہتا ہے بےشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے ہم نے اتاری ہیں ایسی آیتیں جو حق کو صاف صاف

وَاللَّهُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝ وَيَقُولُونَ آمَنَّا

بیان کرتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ پہنچا دیتا ہے جسے چاہتا ہے سیدھی راہ تک۔ اور یہ کہتے ہیں ہم ایمان لائے ہیں

کثرت سے کہ معلوم ہوتا ہے برف کے پہاڑ ہیں جو آسمان سے اتر رہے ہیں۔

شہ بادلوں کے مختلف ٹکڑے جو آسمان پر ادھر ادھر بکھرے ہوئے نظر آتے ہیں ان کو ہوائیں دھکیل کر لے جاتی ہیں یہاں تک کہ گھنگھور گھٹا بن کر آ جاتی ہیں جن سے بارش کی برکت برستی ہے اور بعض اوقات اولوں کی جھڑی لگ جاتی ہے [illegible] جہاں آئے وہاں [illegible] یہ سب اسی کے حکم کے مطابق ہے جب اور جہاں برسانا حکم ہوتا ہے برستے ہیں [illegible] جیسا روشنی جب بجلی چمکتی ہے تو ایسی تیز روشنی ہوتی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ آنکھوں کی بینائی کو سلب کر لے گی۔

شہ گردش لیل و نہار بھی اسی کے حکم سے ہوتی ہے۔

شہ یہ بھی اس کی قدرت کاملہ کی نشانی ہے یہ سب ایک قطرۂ آب سے پیدا کی گئی ہے ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو پیٹ کے بل رینگتے ہیں بعض دو ٹانگوں والے انسان اور پرندے، اور بعض چار ٹانگوں پر چلتے ہیں۔ ہر ایک اپنی ہیئت اور خصوصیات سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی یکتائی کی گواہی دے رہا ہے

بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ

[illegible]

وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ

[illegible]

بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا

[illegible]

ف ۔ [illegible]

[illegible]

إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ۝ أَفِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ أَمِ ارْتَابُوا أَمْ يَخَافُونَ

[illegible] کیا ان کے دلوں میں روگ ہے یا [illegible] یا ڈرتے ہیں

أَن يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ ۚ بَلْ أُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ إِنَّمَا

کہ ظلم کرے گا اللہ ان پر اور اس کا رسول بلکہ وہی لوگ ظالم ہیں [illegible]

كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ

[illegible] بلایا جاتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف تاکہ وہ فیصلہ کرے ان کے درمیان

أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَمَن يُطِعِ

تو وہ کہتے ہیں ہم نے سنا اور اطاعت کی اور وہی لوگ کامیاب ہیں اور جو اطاعت کرے

اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝

اللہ کی اور اس کے رسول کی [illegible] اور تقویٰ اختیار کرے تو وہی لوگ کامیاب ہیں [illegible]

[illegible] جب [illegible] رسول کی طرف فیصلہ کے لیے [illegible]
[illegible] ایک [illegible]
[illegible] اشہد ان لا الٰہ
الا اللہ واشہد ان محمداً رسول اللہ [illegible] حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا بات ہے [illegible] مسلمان ہو گیا ہے
آپ نے [illegible] اس نے کہا میں نے تورات، انجیل، زبور اور
دیگر کتب انبیاء کا مطالعہ کیا۔ میں نے ایک مسلمان قیدی کو ایک آیت پڑھتے سنا [illegible] جمع کر
دیئے گئے ہیں جو سابقہ آسمانی کتابوں میں [illegible] مجھے یقین ہو گیا کہ یہ کتاب منزل من اللہ ہے اس لیے میں مسلمان ہو گیا ہوں
آپ نے دریافت فرمایا وہ کون سی آیت ہے اس نے یہی آیت پڑھی اور ساتھ ساتھ اس کا مطلب بھی بیان کر دیا
قال قوله تعالیٰ ومن یطع اللہ فی الفرائض ورسولہ فی السنن ویخش اللہ فیما مضی من عمرہ ویتقہ
فیما بقی من عمرہ فاولئک ہم الفائزون [illegible] من النار وادخل الجنۃ [illegible] حضرت عمرؓ نے فرمایا
قال النبی [illegible] اوتیت جوامع الکلم [illegible] جو شخص [illegible] میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ أَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۖ قُلْ

اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی [illegible] کہ اگر آپ انہیں حکم دیں تو وہ ضرور نکل کھڑے ہوں گے، کہہ

لَا تُقْسِمُوا ۖ طَاعَةٌ مَعْرُوفَةٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ قُلْ

[illegible]

أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۖ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ

اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول کی [illegible]

وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ ۖ وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ۚ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا

[illegible] اور اگر تم اطاعت کرو گے اس کی تو ہدایت پاؤ گے [illegible]

الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۝ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

[illegible] وعدہ کیا ہے اللہ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے تم میں سے اور نیک عمل کیے

[illegible] اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور [illegible] تقویٰ اختیار کرتا ہے یہی لوگ کامیاب ہیں [illegible] سے نجات مل گئی اور جنت میں داخل کر دیا گیا

[illegible] قسمیں اٹھا اٹھا کر کہتے ہیں [illegible] تو تم اپنے گھروں میں چھپ کر بیٹھ رہو گے۔

طاعۃ معروفۃ کا [illegible]

[illegible]

انہوں نے پہلے مکہ کو چھوڑ کر [illegible] مدینہ طیبہ میں آکر پناہ لی تھی۔ [illegible] اس وقت وہ دولت ایمان تو ساتھ رکھتے تھے لیکن [illegible] ہر وقت [illegible] کہ کفار کی آتش غضب بھی بھڑک رہی تھی [illegible] صحابہ کرام ہر وقت مسلح رہتے، رات دن دشمن کا خطرہ لگا رہتا تھا۔ ایک دن ایک صحابی نے [illegible] میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ [illegible] تو آپ نے [illegible] اور تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: لن تغبروا الا یسیرا حتی یجلس الرجل منکم فی الملا العظیم محتبیا لیس علیہ حدیدۃ (الحدیث)

بہت جلد وہ وقت آنے والا ہے جب تم [illegible] بڑی بڑی مجلسوں میں بیٹھے ہو گے اور تمہارے سر پر کوئی ہتھیار نہیں ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے اس ارشاد کی تائید میں یہ آیت نازل فرمائی۔

تاریخ کی [illegible] اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جو وعدہ [illegible] [illegible] عرب کے [illegible] اسلام [illegible] شامل ہو گئے [illegible] حضور کریم کی رحلت کے بعد [illegible] حضرت ابوبکر صدیق [illegible] [illegible] فتوحات [illegible] حضرت عمر [illegible] [illegible] قیصر و کسریٰ [illegible] حضرت عثمان [illegible] [illegible] مشرق و مغرب [illegible] [illegible] اسلامی فتوحات کا سلسلہ [illegible] [illegible] [illegible] سالہا سال [illegible] رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وعدہ کی تصدیق ہو رہی تھی۔

حضرت عدی بن حاتم سے مروی ہے کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر تھا کہ ایک صاحب حاضر ہوئے اور آپ سے فقر و فاقہ

[illegible] کی حکایت کی ہو۔ اور اس سے اندازہ کریں کہ [illegible] کا شکوہ کیا حضرت نے فرمایا اے عدی کیا تم نے حیرہ کا شہر دیکھا ہے میں نے عرض کیا نہیں [illegible] لوگوں سے اس کے بارے میں سنا ہے حضرت نے فرمایا اگر تیری عمر لمبی ہوئی تو دیکھ لو گے کہ ایک عورت اونٹنی پر سوار ہو کر حیرہ سے چلے گی حتیٰ کہ آ کر کعبہ کا طواف کرے گی اور اسے خدا کے سوا کسی کا ڈر نہیں ہوگا میں نے دل میں خیال کیا کہ [illegible] کہاں چلے جائیں گے پھر حضرت نے فرمایا اے عدی اگر تیری عمر لمبی ہوئی تو کسریٰ کے خزانے فتح کرو گے میں نے عرض کی یا کسریٰ بن ہرمز [illegible] حضرت نے فرمایا ہاں کسریٰ بن ہرمز پھر حضرت نے فرمایا تم دیکھو گے کہ لوگ [illegible] سونا اور چاندی لئے [illegible] کسی کو [illegible] نہیں ملے گا عدی کہتے ہیں میں نے [illegible] پر سوار ہو کر [illegible] طواف کعبہ کیا اور میں خود ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے کسریٰ کے خزانے فتح کئے تھے [illegible] کتب کا مطالعہ کرے گا [illegible] یقین ہو جائے گا کہ [illegible] فرمایا ہے [illegible] ان کی کتابوں میں موجود ہے [illegible] احادیث آئمہ میں [illegible] کی کتاب [illegible] حدیث کی معتبر ترین کتاب ہے اس کی روایت ملاحظہ فرمائیے

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لما حفر رسول اللہ الخندق مروا بکدیۃ فتناول رسول اللہ المعول من ید امیر المؤمنین او من ید سلمان فضرب بہا ضربۃ فتفرقت بثلاث فرق فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لقد فتح علی فی ضربتی ہذہ کنوز کسری وقیصر (فروع الکافی کتاب الروضۃ)

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خندق کھودی تو راستہ میں ایک پتھر حائل ہو گیا حضرت نے کدال حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دست مبارک سے یا حضرت سلمان [illegible] سے لے کر اس چٹان پر ایک ضرب لگائی اس سے اس کے تین ٹکڑے ہو گئے حضرت نے فرمایا لقد فتح علی فی ضربتی ہذہ کنوز کسری وقیصر یعنی اس ضرب سے میرے لئے کسریٰ اور قیصر کے خزانے فتح کر دیئے گئے ہیں اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ [illegible] روایت میں حضرت علی کے [illegible] اس واقعہ کو صاحب حملہ حیدری نے ان اشعار میں ذکر کیا ہے یہ بھی ملاحظہ فرمائیے۔

بیاورد چون گشت [illegible] — [illegible]
[illegible] کسریٰ [illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]

بریں مملکت ہا مسلط شوند ز آئین من جملہ آں بگروند
بدیں مژدہ دستش شکر ولطف عطا جسے بار تکبیر کردم ادا
شنیدہ آں مژدہ چوں مومناں کشیدہ تکبیر بیش از گماں

ترجمہ:۔

۱۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا کہ جب میں نے چٹان کو ضرب لگائی تو پہلی مرتبہ آگ کا شعلہ نکلا۔

۲۔ تو مجھے کسریٰ کا محل دکھایا گیا۔ دوسری مرتبہ قیصر روم کا محل اور تیسری مرتبہ یمن۔

۳۔ اس کی وجہ جبرائیل امین نے مجھے بتائی کہ میرے بعد دین کے مددگار اور انصار

۴۔ ان ملکوں پر قابض ہوں گے اور وہاں کے باشندوں کو میری شریعت کا پابند کریں گے۔

۵۔ اس خوشخبری کو سن کر میں نے اس کا شکریہ ادا کرنے کے لیے تین بار اللہ اکبر کا نعرہ لگایا!

۶۔ جب اہل ایمان نے حضور کی زبان مبارک سے یہ خوشخبری سنی تو سب نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔

یہ چیز قابل غور ہے کہ حضور نے ان ملکوں کی فتوحات کو اپنی فتوحات قرار دیا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کا لطف اور احسان فرمایا ہے اور اس کے شکر کے لیے حضور نے اور حضور کے غلاموں نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کیے۔ اگرچہ یہ فتوحات حضرت صدیق و فاروق علیہما برپا ہوئیں۔ جب تک حضرت ابوبکر اور یہ صاحب ہوتے رہے ان کے ہاتھوں یہ فتوحات ہوئیں انہیں حضور کی فتوحات کہنا درست ہے اور انہیں فتوحات پر حضور مسرت و شادمانی کا اظہار فرماتے ہیں تو کوئی اہل عقل و فہم رکھنے والا انسان بھی ان واقعات کی روشنی میں شیخین کی خلافت پر اعتراض کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔

مزید تسکین قلب کے لیے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا وہ ارشاد گرامی پیش کرتا ہوں جو آپ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا۔ مسلمانوں کی رہنمائی ہو رہی تھی۔ ایک بار ایران سے مسلسل خبریں موصول ہوئیں۔ میدان جنگ سے اطلاع آئی کہ کسریٰ نے ایک لشکر عظیم مسلمانوں کے مقابلے کے لیے بھیجا ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ کسریٰ کے مقابلہ میں وہ لشکر اسلام کی قیادت خود فرمائیں۔ مجلس شوریٰ طلب کی گئی اور اس مسئلہ کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے اس بات کی تائید نہ کی کہ حضرت عمر خود جنگ میں شرکت کریں اور اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں کیا۔ آپ خود انہیں پڑھیں اگر آپ کی طبع صاف ہے اور آپ کے دل میں بغض و عناد نہیں تو حق واضح ہو جائے گا۔ آپ نے فرمایا: ان هذا الامر لم يكن نصره ولا خذلانه بكثرة ولا بقلة وهو دين الله الذي اظهره وجنده الذي اعده وامده حتى بلغ ما بلغ وطلع حيث طلع ونحن على موعود من الله والله منجز وعده وناصر جنده ومكان القيم بالامر مكان النظام من الخرز يجمعه ويضمه فاذا انقطع النظام تفرق الخرز وذهب ثم لم يجتمع بحذافيره ابدا والعرب اليوم وان كانوا قليلا فهم كثيرون بالاسلام عزيزون

لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ

کہ وہ ضرور خلیفہ بنائے گا انہیں زمین میں جس طرح اس نے خلیفہ بنایا ان کو جو ان سے پہلے تھے اور مستحکم

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن

کر دے گا ان کے لیے ان کے دین کو جسے اس نے پسند فرمایا ہے ان کے لیے اور وہ ضرور بدل دے گا انھیں ان

بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۚ يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ۚ وَمَن كَفَرَ

کی حالت خوف کو امن سے ۔ وہ میری عبادت کرتے ہیں کسی کو میرا شریک نہیں بناتے اور جس نے ناشکری کی

(الاحتجاج [illegible] مطبوعہ مصر)

ترجمہ: اس کا یہ حال کثرت تعداد کی وجہ سے اور اس کی بالائی تعداد کی قلت کی وجہ سے نہیں یہ اللہ تعالیٰ کا دین ہے جس کو اس نے غلبہ عطا فرمایا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا لشکر ہے جس کو اس نے تیار کیا ہے اور جس کی مدد اس نے کی ہے یہاں تک کہ وہ ترقی کر کے یہاں تک پہنچا ہے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے ، یہاں آپ نے اس آیت کی طرف اشارہ فرمایا وعد اللہ الذین آمنوا منکم ، اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کو ضرور پورا فرمائے گا اور اپنے لشکر کی مدد فرمائے گا قیم اسلام کی حیثیت موتیوں کی لڑی میں دھاگے کی ہے جس میں دانے پروئے ہوتے ہیں اگر دھاگا ٹوٹ جائے تو دانے بکھر جاتے ہیں اور پھر وہ سب کبھی یکجا نہیں ہو پاتے ہیں۔ عرب اگرچہ تعداد میں تھوڑے ہیں لیکن اسلام کی برکت سے وہ کثیر ہیں اور اپنی اتفاق و اتحاد کی وجہ سے وہ ہر حال میں غالب ہیں۔

آپ نے واضح فرمایا کہ جب حضرت عمر نے حضرت علی سے مشورہ کیا تو اللہ تعالیٰ کا لشکر کہا اور وضاحت سے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ اس آیت میں مسلمانوں سے کیا ہے وہ آپ کے سامنے پورا ہو گا۔ اب بھی اگر کوئی شخص خلفاء راشدین کی خلافت کو برحق نہیں سمجھتا اور ان کے متعلق کسی قسم کی بدگمانی رکھتا ہے تو وہ بیک وقت اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی کریم اور امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب کی شہادت پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ میں ہر قسم کے غلط سے بچنے اور اسلام کے جلال اور سیاسی کی عزت و تکریم اور مسلمانوں کی [illegible] ترقی [illegible]

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ ابھی پورا نہیں ہوا جب امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں گے تو اس وقت یہ وعدہ پورا ہوگا۔ خلفاء ثلاثہ کا [illegible] نہیں [illegible] آیت میں [illegible] صحابہ کرام جو اس آیت کے مخاطب تھے وہی [illegible] اور اگر ان کی اس بات کو صحیح مان لیا جائے تو ثابت ہوگا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عہد خلافت میں بھی یہ وعدہ پورا نہیں ہوا [illegible] بات نہیں کر سکتے

بَعْدَ ذٰلِكَ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ وَأَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ

اس کے بعد تو وہی لوگ نافرمان ہیں ۔ اور صحیح صحیح ادا کیا کرو نماز اور دیا کرو زکوۃ

وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور اطاعت کرو رسول پاک کی تاکہ تم پر رحم کیا جائے ۔ یہ خیال ہرگز نہ کیجئے کہ کفار عاجز

مُعْجِزِيْنَ فِي الْأَرْضِ ۚ وَمَأْوٰىهُمُ النَّارُ ۖ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

کر دینے والے ہیں ہمیں زمین میں ۔ اور ان کا ٹھکانا آتش جہنم ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے ۔ اے

يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَأْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ

ایمان والو! اذن طلب کیا کریں تم سے (گھروں میں داخل ہوتے وقت) تمہارے غلام اور وہ لڑکے

لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ۚ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ

جو ابھی بلوغ کو نہیں پہنچے ۔ تم میں سے تین مرتبہ ۔ نماز فجر سے پہلے ۔

وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ

اور جب تم اپنے کپڑے اتار دیتے ہو دوپہر کو اور نماز عشاء کے

الْعِشَآءِ ۚ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ۚ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ

بعد ۔ یہ تین پردہ کے وقت ہیں تمہارے لیے ۔ نہ تم پر اور نہ ان پر کوئی گناہ ہے

اسلامی طرز معاشرت کا ایک اور فصل بیان کیا جا رہا ہے۔ پہلے حکم دیا گیا تھا کہ جب تم کسی کے گھر داخل ہونے لگو تو اجازت طلب کر لیا کرو۔ اگر اپنے بچوں کو اور گھر کے خدام کو جن کا ہر وقت گھر میں آنا جانا ہوتا ہے ان پر بھی یہ لازم کر دیا جاتا کہ وہ اذن کے بغیر داخل نہیں ہو سکتے تو بڑی تکلیف اور دقت کا سامنا کرنا پڑتا اس لیے ان کے متعلق اس آیت میں وضاحت فرما دی کہ بچے اور خدام اگر ان تین اوقات میں گھر میں داخل ہوں جن کا ذکر آیت میں کیا گیا ہے تو وہ بھی اجازت لے کر داخل ہوں کیونکہ ان اوقات میں انسان ستر عورت میں سستی کرتا ہے ہو سکتا ہے

بَعْدَهُنَّ ۚ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۚ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ

ان اوقات کے علاوہ کثرت سے آنا جانا رہتا ہے تمہارا ایک دوسرے کے پاس اسی طرح صاف صاف بیان فرماتا

اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۞ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ

ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آیتیں، اور اللہ تعالیٰ علیم و حکیم ہے۔ اور جب پہنچ جائیں تمہارے بچے

الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَذٰلِكَ

حد بلوغ کو تو چاہیے کہ وہ بھی اذن طلب کیا کریں جس طرح اذن طلب کیا کرتے تھے وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے یونہی

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۞ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ

صاف صاف بیان فرماتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اپنے احکام اور اللہ تعالیٰ علیم ہے حکیم ہے۔ اور بڑی عمر والی عورتیں

الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ

جنہیں امید نہ ہو نکاح کی تو ان پر کوئی گناہ نہیں اگر وہ رکھ دیں اپنے زائد کپڑے

ان کے علاوہ باقی اوقات میں ہر ایک کو بلا اجازت آنے کی اجازت ہے کیونکہ بچے اور خادم اکثر گھر میں آتے جاتے رہتے ہیں اس لیے ان اوقات کے علاوہ بلا اجازت گھر میں داخل ہو سکتے ہیں۔

؎ آیت کے اس جملہ کی ترکیب علامہ ابن حیان نے اس طرح بیان کی ہے هم طوافون عليكم ويطوف بعضكم على بعض یعنی وہ کثرت سے تمہارے پاس آنے جانے والے ہیں۔ اور تم بھی ایک دوسرے کے پاس کثرت سے آتے جاتے ہو

؎ پہلی آیت میں نابالغ بچوں کو گھر میں آمد و رفت کے طریقے بتائے گئے اب جب وہ بالغ ہو جائیں تو ان کے لیے گھر میں داخل ہونے کا طریقہ ذکر فرمایا جا رہا ہے۔

؎ قواعد جمع ہے اس کا واحد قاعد ہے قاعدۃ نہیں۔ تاء تانیث کی اس لیے ضرورت نہ رہی کہ یہ بیٹھنا بڑھاپے کی وجہ سے ہے جس طرح حائض، حامل کہتے ہیں حائضۃ نہیں کہتے کیونکہ معلوم ہے کہ یہ عورت اپنے گھر میں بیٹھی رہتی ہے۔ قواعد سے مراد وہ عورتیں ہیں جو بچے جننے سے عاجز ہو جائیں اور حیض آنا بند ہو جائے۔ ربیعہ کہتے ہیں هی التی اذا رأيتها تستقذرها من كبرها یعنی وہ عورت کہ جب تو اسے دیکھے تو اس کی بڑھاپے کی وجہ سے تجھے اس سے نفرت ہونے لگے۔ ایسی عورت کو اجازت دی جا رہی ہے کہ وہ اوپر اوڑھنے والی

غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِيْنَةٍ ؕ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ

بشرطیکہ وہ ظاہر کرنے والی نہ ہوں اپنی آرائش اور ان کا اس سے بھی اجتناب کرنا ان کے لیے بہت بہتر ہے اور اللہ سب

عَلِيْمٌ ﴿۶۰﴾ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا

کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے ۔ نہ اندھے پر کوئی حرج ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی حرج ہے ۵۵ اور نہ

عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ

بیمار پر کوئی حرج ہے اور نہ تم پر اس بات میں کہ تم کھاؤ اپنے گھروں سے یا اپنے باپ

اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ

دادا کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے

اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا

چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا جن

چادر اگر استعمال نہ کریں تو کوئی حرج نہیں لیکن یہ اجازت اس وقت ہے جبکہ اس چادر کو استعمال نہ کرنے سے ان کے پیش نظر اپنی آرائش اور زینت کی نمائش نہ ہو۔

۵۵ اس آیت کی تفسیر میں متعدد اقوال ہیں لیکن سب سے پسندیدہ وہ قول ہے جسے علامہ قرطبی نے ترجیح دی ہے آپ فرماتے ہیں اس آیت کا ایک حصہ ولا علی المریض حرج پر ختم ہو جاتا ہے یعنی اگر کوئی شخص نابینا، لنگڑا اور بیمار ہو تو اس پر ایسے اعمال کا ادا کرنا ضروری نہیں جس سے اسے تکلیف ہوتی ہو اسی لیے جمعہ، جہاد وغیرہ سے یہ لوگ مستثنیٰ قرار دیے گئے ہیں۔ آیت کا دوسرا حصہ ولا علی انفسکم سے شروع ہوتا ہے جس میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ وہ رشتہ دار یا احباب جن سے بے تکلفی ہو اور اگر ان کے ہاں سے کھا لینا ان کے لیے زحمت اور اذیت کا موجب نہ ہو تو ایسے قریبی رشتہ داروں اور بے تکلف دوستوں کے ہاں سے کوئی چیز کھا لینا جائز ہے لیکن اگر وہ رشتہ دار یا دوست اس چیز کو ناپسند کریں تو پھر بلا اجازت ان کے ہاں سے کچھ کھانا درست نہیں جیسے متعدد احادیث سے واضح ہے۔ یہ لکھنے کے بعد علامہ قرطبی فرماتے ہیں فہذا معنی صحیح وتفسیر بیّن مفید یعضدہ الشرع والعقل (قرطبی) یعنی آیت کا یہی معنی صحیح ہے اور آیت کی یہ تفسیر واضح اور مفید ہے۔ شریعت اور عقل دونوں اس کی تائید کرتے ہیں۔

مَلَكْتُمْ مَفَاتِحَهُ أَوْ صَدِيقِكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوا جَمِيعًا

گھروں کی کنجیاں تمہارے قبضہ میں ہیں یا اپنے دوست کے گھر سے تم پر کوئی حرج نہیں کہ تم کھاؤ سب مل کر

أَوْ أَشْتَاتًا فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِنْ عِنْدِ

یا الگ الگ۔ پھر جب تم داخل ہو گھروں میں تو سلام کرو اپنوں کو دعا ہے اچھی کہ وہ دعا اللہ تعالیٰ کی طرف سے

اللَّهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ

مقرر ہے برکت والی پاکیزہ۔ اسی طرح کھول کر بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لیے آیتیں تاکہ تم سمجھو

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ

سوائے اس کے نہیں کہ مومن تو وہی ہیں جو ایمان لائے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر اور جب ہوتے ہیں آپ کے ساتھ کسی

أَمْرٍ جَامِعٍ لَمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ

اجتماعی کام کے لیے تو وہاں سے نہیں جاتے جب تک آپ سے اجازت نہ لے لیں۔ بے شک وہ لوگ جو آپ سے اجازت طلب کرتے

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ

ہیں آپ سے یہی وہ لوگ ہیں جو ایمان رکھتے ہیں اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ پس جب وہ اجازت مانگیں آپ سے کسی

ف جب مسلمان کسی گھر میں داخل ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ اگر وہاں پہلے سے کوئی مسلمان موجود ہے تو کہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اور اگر وہاں کوئی شخص موجود نہ ہو تو کہے السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین۔ اور اگر کوئی غیر مسلم وہاں بیٹھا ہو تو کہے السلام علی من اتبع الہدیٰ

ف اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ جب ابوسفیان قریش اور دیگر قبائل عرب کو لے کر مدینہ طیبہ پر حملہ آور ہوئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے اردگرد خندق کھودنے کا حکم دیا جس کی سربراہی تھی مسلمانوں کے ساتھ کام کرنے میں [illegible] حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تعمیل اور ارشاد پر عمل کرتے تھے لیکن منافق پیچھے کھسکنے لگے اور بغیر اجازت کے جانے لگے تو یہ آیت نازل ہوئی یعنی اہل ایمان کا یہ شیوہ ہے کہ وہ بغیر اجازت حاصل کیے نہیں جاتے

شَأْنِهِمْ فَأْذَن لِّمَن شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ

کام کو تو اجازت دے جس کو ان میں سے تو چاہے اور معافی مانگ ان کے واسطے اللہ سے بیشک اللہ

غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٦٢﴾ لَّا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضًا ۚ

بخشنے والا مہربان ہے مت کر لو بلانا رسول کا اپنے اندر برابر اس کے جیسا بلاتا ہے تم میں ایک دوسرے کو

قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ

اللہ جانتا ہے ان لوگوں کو تم میں سے جو کھسک جاتے ہیں آنکھ بچا کر سو ڈرتے رہیں وہ لوگ جو خلاف کرتے ہیں

عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦٣﴾ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ

اس کے حکم کا اس سے کہ آ پڑے ان پر کچھ خرابی یا پہنچے ان کو عذاب دردناک سن لو اللہ کا ہے

مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ قَدْ يَعْلَمُ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ وَيَوْمَ يُرْجَعُونَ

جو کچھ ہے آسمانوں اور زمین میں اس کو معلوم ہے جس حال پر تم ہو اور جس دن پھیرے جائیں گے

إِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٦٤﴾

اس کی طرف تو بتلا دے گا ان کو جو انہوں نے کیا اور اللہ سب کچھ جانتا ہے

[illegible] اجازت حاصل کریں۔

۱؎ [illegible] رسالت کا ادب و احترام [illegible] خطاب کرنے سے منع کیا گیا جس طرح عام لوگ آپس میں ایک دوسرے کو خطاب کرتے ہیں [illegible] ولا تقولوا یا محمد [illegible] یا رسول اللہ [illegible] قال قتادہ [illegible]

۲؎ [illegible]

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف سورۃ الفرقان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام: اس کا نام سورۃ الفرقان ہے جو پہلی آیت سے ماخوذ ہے۔

نزول: یہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اس میں چھ رکوع ستتر آیتیں اور آٹھ سو بانوے کلمات تین ہزار سات سو تین حروف ہیں۔

مضامین: ابتدائی آیتوں میں اس سورۃ کا ماحصل بڑی جامعیت سے بیان فرما دیا۔ قرآن، رسالت اور توحید اس کے بعد ان میں سے ہر ایک موضوع پر مشرکین کے جو اعتراضات و شبہات تھے ان کو ذکر کیا اور اپنے مؤثر انداز بیان اور مسحور کن طرز خطاب سے ان کے جوابات دیئے اور ان کے شکوک کا ازالہ کیا۔ ساری سورۃ میں اگر آپ غور فرمائیں گے تو دیگر ضمنی مسائل کے علاوہ یہی تین بنیادی چیزیں آپ کو نظر آئیں گی۔

سُورَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سَبْعٌ وَسَبْعُونَ آيَةً وَسِتَّةُ رُكُوعَاتٍ

سورۃ الفرقان مکی ہے اور اس میں ۷۷ آیتیں اور ۶ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۝

بڑی خیر و برکت والا ہے وہ جس نے اتارا الفرقان اپنے محبوب بندہ پر تاکہ وہ ہو جائے سارے جہان والوں کو بروقت خبردار کرنے والا

الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ

جس کے لیے ہے حکومت آسمانوں اور زمین کی اور نہیں بنایا اس نے کسی کو بیٹا اور نہیں ہے اس کا

۱۔ کیونکہ اس سورۃ میں مشرکین سے خطاب ہو رہا ہے اور انہی کی اصلاح کی کوشش کی جا رہی ہے اس لیے اس سورۃ کا آغاز بڑے پُرجلال انداز میں ہوا ہے۔

"تبارک" ایسا فعل ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے لیے مخصوص ہے۔ یہ فعل ہونے کے باوجود اس سے دیگر مشتقات مضارع، امر، اسم فاعل وغیرہ نہیں بنتے۔ یہ برکۃ سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے خیر و برکت رسانی میں بڑھا ہوا۔ اس لیے تبارک کا معنی ہوا وہ ہستی جس کی عظمت و کبریائی اور اس کی خیر رسانی کی حد و نہایت نہ ہو۔ عقل حیران ہے کہ اس روشن حقیقت کے تسلیم کرنے میں کیا تامل ہو سکتا ہے۔ اگر اس کی خیر اور نفع رسانی کا سلسلہ جاری نہ ہوتا، اگر اس کے جود و سخا کا دسترخوان ہر وقت بچھا نہ ہوتا تو یہ عالم رنگ و بو اجڑ جاتا اور اس کی یہ رونقیں اور رنگینیاں ختم ہو جاتیں۔ اس کے لطف و کرم کی ایک صورت اور برکات و عنایات کا سرچشمہ یہ صحیفہ ہدایت ہے جس کی حیات آفرین روشنی سے جہاں [illegible] وہاں [illegible] ہیں لیکن قلب کی روشنی سے حیات کے سارے گوشے جگمگا رہے ہیں اس کے رسول سے تعلق [illegible] میں انتشار و التباس کا اندھیرا ختم ہو گیا۔ اس لیے یہاں قرآن کی یہی صفت کہ یہ الفرقان ہے بیان کی گئی۔ اس کا نزول اس عبد کامل پر ہوا جس پر بندگی کی انتہا ہو گئی ہے۔ عبودیت کے اس اعلیٰ و ارفع مقام پر صرف اس محبوب کی رسائی ہے۔ اور اس کے نزول کا مقصد یہ کہ اللہ تعالیٰ کا یہ محبوب تمام اہل زمین کو بروقت خبردار کر دے کہ اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی کے ہولناک انجام سے بروقت متنبہ ہو جائیں۔ کیونکہ یہاں مقصود ہی سرکش اور معاندین کی اصلاح ہے اس لیے یہاں حضور کی صفت نذیری کا بیان ہی مناسب تھا۔ عالمین کے لفظ سے واضح ہو گیا کہ حضور کی بعثت و رسالت، ملکوں، نسلوں کی حدود سے آشنا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا

لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ②

کوئی شریک سلطنت میں اور اس نے پیدا فرمایا ہے ہر چیز کو پھر اس نے مقرر کیا ہے ہر چیز کا ایک اندازہ ٹھیک

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَ

اور بنا لیے ہیں انہوں نے خدا سے ہٹ کر ایسے معبود جو پیدا نہیں کر سکتے کسی چیز کو اور وہ خود پیدا کیے گئے ہیں

کائنات کی پستیاں اور بلندیاں جو کچھ ہے سب کے لیے آپ رسول ہیں اور جب تک یہ عالم برقرار ہے حضور کی رسالت کا پرچم لہراتا رہے گا۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی صفات کمال کو بیان فرمایا جا رہا ہے۔ بتایا کہ قرآن نازل کرنے والا وہ ہے جس کی حکومت و بادشاہی کا ڈنکا آسمانوں اور زمینوں میں ہر جگہ بج رہا ہے۔ اس نے کسی کو اپنا فرزند نہیں بنایا نہ اس کی کوئی ضرورت ہے کوئی شخص اس کی حکومت و سلطنت میں حصہ دار نہیں ہے کہ کچھ اس کا ہو اور کچھ اس کے شریک کا۔ ہر چھوٹی بڑی چیز کا وہی خالق ہے اور وہی مالک ہے۔

اس کی حکمت و علم کا یہ عالم ہے کہ اس جہان میں ان گنت قسموں کی بے شمار چیزیں ہیں لیکن کیا مجال کہ کوئی چیز اپنے مناسب حال سے کم یا زیادہ ہو۔ ہر چیز اتنی ہے جتنی کی ضرورت تھی۔ ریت کے ننھے ذروں سے لے کر چاند اور ستاروں تک ہر چیز اس حقیقت کی شہادت دے رہی ہے کہ بنانے والے نے ہر چیز کو ٹھیک اندازے سے بنایا ہے۔ انسان اپنے آپ میں ہی غور کر لے۔ اگر آنکھیں ٹخنوں کے قریب ہوتیں یا سر کے پیچھے ہوتیں، آنکھوں پر پپوٹوں کا غلاف نہ ہوتا یا اس پر پلکیں نہ ہوتیں تو کیا اس نازک ترین چیز کی حفاظت ممکن تھی۔ اگر دل سینہ میں جہاں ہے وہاں سے ایک انچ اوپر نیچے ہوتا یا دائیں طرف کی بجائے بائیں طرف ہوتا تو کیا وہ اپنی ڈیوٹی کا دم بھر سکتا۔ انسان کا ہی یہ حال نہیں، سارا نظام عالم اسی اعتدال و تناسب سے ترتیب دیا گیا ہے۔ ہر چیز کی وضع و تخلیق، شکل و صورت میں ٹھیک اندازہ مقرر کیا گیا ہے کہ اگر اس میں بال برابر بھی رد و بدل کیا جائے تو ہر چیز پاش پاش ہو جائے اور سورج کی روشنی اور یہ عالم جو کہ ساری خوبیوں اور رعنائیوں کا مرقع ہے، وحشتوں اور ظلمتوں کا مسکن بن جائے۔ یہ چیز لاثانی ہے جس کے علم و حکمت کی گواہی ہر چیز دے رہی ہے، ہر ذرہ اس صانع حکیم کے بے مثل علم و دانائی کی دلیل ہے۔ کیا کسی اور کی حکومت ہے اور اس کا کوئی شریک ہو سکتا ہے۔ اے منکرو! تم کیوں نہیں سمجھتے کہ تم ایسی روشن حقیقت کو نہیں سمجھتے۔

مقام حیرت ہے کہ ان مشرکین نے جنہیں اپنی دانشمندی پر بڑا ناز ہے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسے ایسے معبود بنا رکھے ہیں جو ہر قسم کے عیب و نقائص کا مجموعہ اور تمام خوبیوں سے یکسر عاری ہیں۔

لَا يَمْلِكُونَ لِأَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً

[illegible]

وَّلَا نُشُورًا ۝ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوٓا إِنْ هٰذَآ إِلَّآ إِفْكُ ۨافْتَرٰىهُ

[illegible]

وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُونَ ۚ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُورًا ۚ وَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَقَالُوٓا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلَىٰ عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّ

[illegible]

أَصِيلًا ۝ قُلْ أَنزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ

[illegible]

إِنَّهُ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ وَقَالُوا مَالِ هٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ

[illegible] کھاتا ہے

الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ لَوْلَآ أُنزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونَ

اور [illegible] چلتا پھرتا ہے [illegible] بازاروں میں۔ ایسا کیوں نہیں ہوا کہ اتارا جاتا اس کی طرف کوئی فرشتہ اور رہتا اس کے

ف یہ کہتے تھے کہ یہ کلام ہی کیا ہے بس چند حکایات ہیں جو پہلے لوگوں کی داستانیں ہیں۔ [illegible] صبح وشام [illegible] انھیں [illegible] کر سنا دیا۔ کیا ایسی کتاب بھی اس قابل ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جائے۔ اکتتب استکتب کسی سے لکھوا لینا یا نقل کرنا۔

ف اس کے جواب میں اللہ نے اپنے رسول کو حکم دیا کہ تم فرماؤ کہ یہ جسے سناتے [illegible] علیم و خبیر کا کلام ہے جو زمین و آسمان کے ہر راز سے باخبر ہے۔ اگر تم اب بھی اپنی ہٹ دھرمی چھوڑ دو اور حق کو قبول کر لو تو وہ اپنی مغفرت کی چادر سے تم کو ڈھانپ لے گا اور اپنی رحمت کا سایہ تم پر پھیلا دے گا۔ تمہاری ساری خطائیں سب معاف کر دی جائیں گی یہاں مقصود [illegible] ہے

ف یہ بات بھی بڑی بے سروپا [illegible] بیان کی جاتی [illegible] ان کی [illegible] کسی [illegible] نہیں کر سکیں [illegible] سے [illegible] نہیں [illegible] انھوں نے [illegible] کہ یہ عجیب رسول ہے [illegible] کھانا کھاتا ہے [illegible] بازاروں میں چلتا پھرتا ہے [illegible] کے ساتھ کوئی فرشتہ [illegible] رسول ہے [illegible] ہم نے اس کی پیروی [illegible] تمہیں [illegible] کہ ہم ایسے شخص کو کیسے رسول تسلیم کر لیں۔

مَعَهُ نَذِيرًا ۙ أَوْ يُلْقَىٰ إِلَيْهِ كَنزٌ أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا ۚ وَ

[illegible]

قَالَ الظَّٰلِمُونَ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا ۝ انظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝ تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ

دیکھیے کیسی کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں آپ کے متعلق پس وہ گمراہ ہو گئے ہیں سو نہیں پا سکتے (ہدایت کا) راستہ ۱۰ بڑی برکت والا ہے وہ (خدا) اگر

شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

چاہے تو بنا دے آپ کے لیے اس سے بہتر (یعنی) ایسے باغات رواں ہوں جن کے نیچے نہریں اور

۱۰ دیوانہ، مسحور، شاعر، یہ ایسی ناروا تہمتیں ہیں۔ سب عجیب عجیب مثالیں دیں۔ پہچان نہ کر تیری عظمت سے بے خبر ہو کر تیری مثل کا اظہار کے معاملے میں گمراہ ہو گئے وہ لوگ کیا کریں کاش انہیں حقیقی آنکھ اور دل دانش نصیب ہوتا تو انہیں تیرے حسن سرمدی و تیرے لطف عجیب کا پتہ چلتا۔ بارگاہ رسالت کے شاعر حضرت حسان نے کیا خوب کہا ہے۔ رضی اللہ عنہ ؎

وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِيْ ۔ وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ ۔ كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَآءُ

چشم عالم نے ایسا محبوب کہیں ہی دیکھا ہی نہیں، کبھی وہ حضرت کو کوئی سی ... کسی وقت کسی ساز میں آپ سے پیارا حسین و جمیل بچہ کہیں جنا ہی نہیں۔ جتنا پیارا ہے وہ ایسا ہے تجھے ہر عیب سے پاک پیدا کیا گیا ہے یوں معلوم ہوتا ہے کہ تیری تخلیق اس طرح کی گئی ہے جیسے تیری مرضی تھی۔ اور یہی حسان ایک دوسرے موقع پر یوں حقیقت کی ترجمانی کرتے ہیں ؎

لَهُ هِمَمٌ لَا مُنْتَهٰى لِكِبَارِهَا ۔ وَهِمَّتُهُ الصُّغْرٰى اَجَلُّ مِنَ الدَّهْرِ

اس کے بڑے بڑے حوصلوں اور عزائم کی انتہا ہی نہیں اور اس کا سب سے چھوٹا حوصلہ زمانے سے بھی بڑا ہے لیکن یہ وحشی و جہالت کی راہ پر چلنے والے انہیں تیری صورت میں عیب سجھائی دی وہ بے سبب الزامات اور اتہامات کے جال میں ہی سرگرداں ہو کر رہ گئے۔ کبھی یہ کہتے ہیں کہ جادوگر ہے کبھی کہتے ہیں کہ یہ مسحور ہے کسی نے جادو کر دیا ہے کبھی کہتے ہیں یہ کلام گھڑ لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔ کبھی کہتے ہیں دوسرے لوگ اس کی مدد کرتے ہیں کبھی کہتے ہیں شاعر ہے۔ [illegible] یہ حقیقت سے دور گمراہی میں ... بھٹکتے پھرتے ہیں۔

۱۱ اللہ تعالیٰ کی جود و عطا سے کیا بعید ہے کہ وہ آپ کو ظاہری دنیا بھی دے دیتا۔ اس میں کوئی سوال ہی نہیں تھا آپ کی رہائش کے لیے بڑے بڑے وسیع اور شاندار محل ہوتے جیسے ... کی ... آپ کو پیشکش کی گئی ہے اس کے سامنے یہ ساری چیزیں ہیچ ہیں۔ حدیث پاک میں ہے کہ اس آیت کے ... رضوان ... بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے ... بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔ پھر کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم رب العزت آپ کو

وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ﴿١٠﴾ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ

اور بنا دے آپ کے لیے بہت سے محلات۔ بلکہ یہ تو جھٹلاتے ہیں قیامت کو اور ہم نے تیار کر رکھی ہے اس کے لیے

بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ﴿١١﴾ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا

جو جھٹلاتے ہیں قیامت کو بھڑکتی ہوئی آگ۔ جب وہ دیکھے گی انہیں دور سے تو سنیں گے اس کا جوش و

وَّزَفِيْرًا ﴿١٢﴾ وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ﴿١٣﴾

اور چنگھاڑنا اور جب انہیں پھینکا جائے گا اس کی کسی تنگ جگہ میں زنجیروں میں جکڑے ہوئے تو پکاریں گے وہاں موت کو

[illegible] ایک حدیث [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] الدنیا [illegible] دنیا کے [illegible] آپ [illegible] آخرت [illegible] ہر [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] آپ [illegible] اختیار کریں۔ حضور نے فرمایا [illegible] افلا احب ان اکون عبدا شکورا " [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] [illegible] یہ فیصلہ درست ہے [illegible] کہا ہے

میں تو [illegible] حبیب اور [illegible] میرا تیرا

حضرت [illegible] سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عرض علی ربی لیجعل لی بطحاء مکۃ ذھبا فقلت لا یا رب ولکن اشبع یوما واجوع یوما (الحدیث) یعنی میرے رب نے میرے سامنے یہ چیز پیش کی کہ میرے لیے مکہ کے [illegible] سونا بنا دے۔ میں نے عرض کی [illegible] میں تو یہ چاہتا ہوں کہ ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں اور تیرا شکر ادا کروں اور ایک دن بھوکا رہوں اور صبر کروں۔

[illegible] [illegible]

ملہ ان کی [illegible] قیامت پر یقین نہیں اگر انہیں یہ علم ہو جاتا کہ کل روز محشر [illegible] تو ایسی بے ہودہ باتیں نہ کرتے۔

سلہ [illegible] اس کا حال بیان فرما دیا تاکہ [illegible] سے باز آ جائیں۔

لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَّاحِدًا وَّادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا ۝ قُلْ أَذٰلِكَ خَيْرٌ

[illegible]

أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۚ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّمَصِيرًا ۝

[illegible]

لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَآءُونَ خٰلِدِينَ ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُولًا ۝

[illegible]

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ فَيَقُولُ ءَأَنْتُمْ

[illegible]

أَضْلَلْتُمْ عِبَادِي هٰٓؤُلَآءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ ۝ قَالُوا سُبْحٰنَكَ

[illegible]

[illegible]

مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ

مناسب نہیں یہ بات ہمارے لئے کہ ہم بنائیں تیرے سوا کسی کو بھی دوست لیکن تو نے

مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿۱۸﴾ فَقَدْ

[illegible] بھلا دیا [illegible] ہلاک ہونے والے

كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ

[illegible] اور جو

يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ﴿۱۹﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ

ظلم کرے گا تم میں سے ہم چکھائیں گے اسے عذاب بڑا۔ اور نہیں بھیجے ہم نے آپ سے پہلے

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انھیں بھی [illegible] اس وقت ان معبودوں سے پوچھا جائے گا کیا تم نے انھیں کہا تھا [illegible] اس وقت تمام سارے معبود [illegible] ہم یہ بات کیسے کر سکتے تھے [illegible] دولت و ثروت کی فراوانی اور صحت کی [illegible] اور وہ تیری یاد سے غافل ہو گئے۔

[illegible] قیامت کے روز [illegible] تمام معبودوں کو [illegible] فرشتے ہوں، انسان ہوں [illegible] سب یہی بات کریں گے کہ ہم نے کسی کو اپنی پوجا کرنے کی تلقین نہیں کی [illegible] مشرک [illegible] معبود [illegible] وہ بھی اس وقت مکر جائیں گے۔

بُوْر: ہلاک ہونے والا۔ یہ اسم مصدر ہے واحد، جمع، مذکر، مؤنث سب کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ بائر کی جمع ہے یا حائل کی جمع ہے جس طرح عوذ عائذ کی جمع (قرطبی)

الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ ۗ وَ

رسول بے شک ضرور وہ سب کھانا کھاتے اور چلتے پھرتے بازاروں میں اور

جَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً أَتَصْبِرُونَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا ⑳

کر دیا ہم نے تمہیں ایک دوسرے کے لیے آزمائش کیا تم صبر کرو گے اور ہے تمہارا رب دیکھنے والا

وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْنَا الْمَلَائِكَةُ

اور کہا ان لوگوں نے جو امید نہیں رکھتے ہم سے ملنے کی کیوں نہ اتارے گئے ہم پر فرشتے

تو یہ کفار کا آپ پر اعتراض کرنا کہ آپ کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلتے ہیں بالکل غلط ہے آپ سے پہلے بھی جتنے رسول بھیجے گئے وہ سب کھانا کھاتے اور بازاروں میں تشریف لے جاتے [illegible] ان باتوں میں ان کا مقام رسالت و شان نبوت کے منافی نہیں [illegible] حضرت ابن عباس [illegible] [illegible] [illegible] جبریل [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

یعنی ہر شخص اپنے حال سے آزمایا جاتا ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] جو شخص کسی ایسے آدمی کو دیکھے جو مال اور صورت میں اس سے افضل ہے تو اسے چاہیے کہ اپنے سے کم والے کو دیکھے جو اس سے بھی زیادہ نادار [illegible]

اللہ تعالیٰ سب کو دیکھتا ہے اور ہر شخص کا طریقہ عمل اس پر عیاں ہے۔

کفار ایمان نہ لانے کے لیے عجیب عجیب شرطیں پیش کرتے ہیں کبھی کہتے کہ فرشتے اتر کر سامنے [illegible]

أَوْ نَرَىٰ رَبَّنَا ۗ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيرًا

[illegible]

يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلَائِكَةَ لَا بُشْرَىٰ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِينَ وَيَقُولُونَ

[illegible]

حِجْرًا مَّحْجُورًا ۝ وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

هَبَآءً مَّنثُورًا ﴿٢٣﴾ أَصْحَٰبُ ٱلْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَأَحْسَنُ

بنا کر اڑا دیں گے۔ اہل جنت کا اس روز بہت اچھا ٹھکانا ہوگا اور وہ بہتر ہوگی رہنے کی جگہ بھی

مَقِيلًا ﴿٢٤﴾ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ ٱلسَّمَآءُ بِٱلْغَمَٰمِ وَنُزِّلَ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ تَنزِيلًا ﴿٢٥﴾

آرام دہ ہوگی ۳۵ اور یاد کرو جس روز پھٹ جائیگا آسمان اور بادل نمودار ہوگا ۳۶ اور اتارے جائیں گے فرشتے گروہ در گروہ

ٱلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ ٱلْحَقُّ لِلرَّحْمَٰنِ ۚ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى ٱلْكَٰفِرِينَ عَسِيرًا ﴿٢٦﴾

اس دن حقیقی بادشاہی صرف رحمٰن کی ہوگی ۳۷ اور وہ دن کافروں کے لیے بڑا مشکل ہوگا ۳۸

وَيَوْمَ يَعَضُّ ٱلظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ يَٰلَيْتَنِى ٱتَّخَذْتُ مَعَ

اور اس روز ظالم فرط ندامت سے کاٹے گا اپنے ہاتھوں کو (اور) کہے گا کاش! میں نے اختیار کیا ہوتا رسول

امر کذا ای قصدہ وقال مجاهد قدمنا ای عمدنا (قرطبی)

۳۵ اب جنتیوں کے ساتھ جو سلوک ہوگا وہ سنیے اور کوشش کیجیے اس مرتبہ کو پانے کی۔ کریم نے بہت خوب کہا کہ جنت کی نعمتیں دائمی ہو جائیں اور ان کا محبوب و رشک ہو جائے تاکہ جنت کی مستیوں کے علاوہ نصیب ہو اسے بھی نعمت اعلیٰ ہونے کا مرتبہ ہے۔ مقیل: قیلولہ کرنے کی جگہ۔

۳۶ وقت قیامت کا ہولناک منظر بتایا جا رہا ہے۔ مفسرین کرام نے اس آیت کا یہ مفہوم بیان فرمایا ہے کہ آسمان پھٹ جائے گا اور اس کی جگہ سفید رنگ کا پتلا سا بادل سایہ فگن ہوگا جو ابر کی مانند ہوگا۔ معنی ان السماء تتشقق عن سحاب ابیض رقیق مثل الضبابة (قرطبی)۔

۳۷ ظاہری بادشاہیاں اور مجازی حکومتیں اور ان کے دعویدار سب نابود ہو جائیں گے اور حقیقی شہنشاہی اور سلطانی کے تخت پر اللہ تعالیٰ نزول اجلال فرمائے گا۔ علامہ ابن کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

حدیث صحیح میں ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو لپیٹ کر اپنے داہنے ہاتھ میں پکڑے گا اور دوسرے ہاتھ میں زمینوں کو سمیٹ لے گا، پھر فرمائے گا: انا الملک انا الدیان این ملوک الارض این الجبارون این المتکبرون۔ میں بادشاہ ہوں۔ کہاں ہیں زمین کے بادشاہ، کہاں ہیں وہ سرکش اور متکبر۔ ہر طرف سناٹا چھا جائے گا کوئی دم نہ مار سکے گا۔

۳۸ وہ دن کفار کے لیے تو انتہائی مصیبت اور مشقت کا دن ہوگا۔ لیکن اہل ایمان اس روز خرم و شادماں ہوں گے۔ لا یحزنهم الفزع الاکبر۔ انہیں وہ دن جو ہیبت والی گھبراہٹ غمناک نہ کرے گی۔ حضرت ابو سعید خدری

الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۞ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۞

رسول کی معیت میں نجات کا راستہ۔ ہائے افسوس۔ کاش نہ بنایا ہوتا میں نے فلاں کو دوست

رہتے ہیں کہ اللہ والوں کے لیے یہ ایسی ہی ہو گی گویا ہوئی ہی نہیں۔ قیامت کا دن تو پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا اتنی طویل مدت کیسے کٹے گی۔ حضور نے فرمایا والذی نفسی بیدہ انہ لیخفف علی المؤمن حتی یکون اخف علیہ من صلاۃ مکتوبۃ یصلیہا فی الدنیا (مسند امام احمد۔ ابن کثیر)

مجھے اس کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے یہ طویل مدت مومن کے لیے اتنی ہوگی جتنی فرض نماز جسے وہ دنیا میں ادا کرتا ہے

شان نزول: علماء سیر کرام لکھتے ہیں کہ عقبہ بن ابی معیط جب بھی سفر سے واپس آتا تو دعوت عام کرتا جس میں اہل مکہ شریک ہوتے۔ یہ اکثر حضور کی صحبت میں بیٹھتا حضور کی باتیں سنتا اور انہیں پسند کرتا۔ ایک مرتبہ وہ سفر سے واپس آیا تو اس نے حسب دستور دعوت عام کا اہتمام کیا اور حضور کریم کو بھی دعوت دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک تو مشرف باسلام نہ ہوگا میں تیری دعوت قبول نہیں کروں گا۔ چنانچہ اس نے کلمہ شہادت پڑھا اور اپنے اسلام کا اعلان کر دیا۔ ابی بن خلف سے عقبہ کا بڑا یارانہ تھا۔ اس نے سنا تو [illegible] کہ اے عقبہ [illegible] تم صابی ہو گئے ہو۔ [illegible] نہیں میں نے تو ایک مہمان کے لیے اسلام کا اظہار کیا ہے۔ ابی نے کہا میں تو اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک تو اس کے پاس جا کر ایسی ایسی گستاخیاں نہ کرے۔ عقبہ بدبخت نے اپنے یار کو خوش کرنے کے لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا اور وہی گستاخیاں کیں جن کی تعلیم اس کے یار نے دی تھی یہاں تک کہ اس شقی نے [illegible] پر تھوکنے کی جسارت کی لیکن اللہ تعالیٰ نے اسی تھوک کو آگ کا انگارہ بنا دیا اور اس کے منہ پر لوٹا دیا جس سے اس کا منہ جل گیا اور تادم مرگ اس کا نشان پڑا رہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب مکہ سے باہر تیری ملاقات ہوگی تو میں تیرا سر بالسیف تلوار سے اڑا دوں گا۔ یہ بات اس کے دل میں تیر کی طرح پیوست ہو گئی۔ جس سال اہل مکہ بدر کی طرف جانے لگے تو اس نے چلنے سے انکار کر دیا [illegible] وہ بات اس کے ذہن سے نکل نہیں سکی [illegible] سوال ہی پیدا نہیں ہوتا [illegible] گرفتار کر لیا گیا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے [illegible] اس کا سر قلم کر دیا۔ قیامت کے روز جب یہ قبر سے نکلے گا تو اس کی حسرت و ندامت کی یہ حالت ہوگی جو ان آیات میں مذکور ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ ہر ایسے [illegible] بدنصیب کا یہی حال ہوگا جو حضور کی عداوت اختیار کرے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم

لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي ۗ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنسَانِ

[illegible]

خَذُولًا ﴿۲۹﴾ وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا الْقُرْآنَ

[illegible]

مَهْجُورًا ﴿۳۰﴾ وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِينَ ۗ وَ

[illegible]

[illegible] عن القرآن و الايمان به وقيل عن الذكر [illegible] حضرت ابوہریرہ [illegible] عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم المرء علی دین خلیلہ فلینظر من یخالل۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے پس ہر شخص کو چاہیے کہ وہ خوب دیکھ لے [illegible] پھیر کر الگ ہو جاتا ہے۔

شکوہ [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کیا میری قوم نے تو

كَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّ نَصِيْرًا ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ

[illegible]

عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَ

[illegible]

رَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ۝ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الحمد لله والصلوة والسلام على رسول الله

[illegible]

[illegible]

۱۔ [illegible] قلب پر [illegible] ہو جاتا ہے۔

۲۔ ہر آیت کا [illegible] ہو جاتا ہے

۳۔ ضرورت کے موقع پر آیت کا نزول [illegible] آیات کا

مفہوم اور مصداق زیادہ واضح ہو جائے گا۔

۴۔ [illegible]

تَفْسِيرًا ۝ اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِكَ

اور بہت عمدہ تفسیر ۳۳ وہ لوگ جو جمع کیے جائیں گے منہ کے بل جہنم کی طرف وہ لوگ ان کا

شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِيْلًا ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ

بہت برا ٹھکانا ہے اور وہ سب سے بڑھ کر گمراہ ہیں اور یقیناً ہم نے عطا فرمائی موسیٰ کو کتاب اور مقرر کیا ان کے

جَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ۝ فَقُلْنَا اذْهَبَآ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ

ساتھ ان کے بھائی ہارون کو وزیر۔ پھر ہم نے حکم دیا کہ دونوں جاؤ اس قوم کی طرف جس نے جھٹلایا ہے ہماری

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ۝ وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا

آیتوں کو۔ سو ہم نے ان کو تباہ و برباد کر دیا۔ اور قوم نوح کو بھی جب انہوں نے جھٹلایا رسولوں کو

یہ تھوڑا تھوڑا اس لیے کیا گیا تاکہ حسب ضرورت ہر وقت مناسب حال ہو۔

دوسری یہ کہ ایک دستور حیات ہے اس کو تدریجاً اتارنا ہی مناسب ہے تاکہ اس کو اپنانے میں سہولت ہو۔ اگر کسی قوم کو یکلخت اصلاح و ہدایت کے لیے ایک بالکل جدید دستور حیات اپنانے کا حکم دیا جائے تو اس کے لیے بڑا مشکل ہو جاتا ہے لیکن اگر آہستہ آہستہ احکام نازل ہوں تو ان احکامات پر عمل کرنے میں بڑی آسانی ہوتی ہے۔

۳۳ مثل کا معنی ہے ایسی بات جس میں تعجب اور ضعف پایا جائے یہاں اس سے مراد ان کے اوٹ پٹانگ عجیب و غریب اعتراضات ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ جب بھی وہ آپ پر کوئی اعتراض کریں گے تو ہم آپ کو اس کا صحیح اور معقول جواب سمجھائیں گے اور اس کی ایسی وضاحت کریں گے کہ پھر انہیں کوئی شبہ نہ رہے۔

۳۴ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن بعض لوگ سوار ہوں گے بعض پیدل چل رہے ہوں گے اور بعض کو منہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔ عن معاوية بن حيدة قال سمعت رسول الله ﷺ يقول انكم تحشرون رجالا وركبانا وتجرون على وجوهكم (رواه الترمذی)

۳۵ حضرت نوح علیہ السلام کی رسالت کا انکار گویا تمام پیغمبروں کا انکار ہے اس لیے یہاں الرسل جمع استعمال ہوا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ سرے سے کسی رسول کو ہی نہ مانتے ہوں اور نفس نبوت و رسالت کے ہی منکر ہوں۔ کذبوا نوحا وما قبله او جعل تكذيبهم لنوح تكذيبا لجميعهم او لم يروا بعثة الرسل كالبراهمة (مظہری)

الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ

رسولوں کو تو ہم نے انہیں غرق کر دیا اور بنا دیا انہیں لوگوں کے لیے عبرت اور تیار کر رکھا ہے ہم نے ظالموں کے لیے

عَذَابًا اَلِيْمًا ۚۖ وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا۠ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًۢا بَيْنَ

عذاب دردناک اور عاد کو اور ثمود اور اصحاب الرس کو اور بہت سی قوموں کو ان کے

ذٰلِكَ كَثِيْرًا ۝ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ؗ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ۝ وَ

درمیان کی بہت سی اور ہر ایک کے لیے بیان کیں ہم نے مثالیں اور سب کو ہلاک کر دیا اور

لَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ؕ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا

کئی بار گزرے ہیں یہ لوگ اس بستی پر جس پر برسائی گئی بری طرح کی بارش کیا نہیں تھے وہ

يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ۝ وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ

اسے دیکھتے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ توقع ہی نہیں رکھتے جی اٹھنے کی اور جب وہ آپ کو دیکھتے ہیں تو نہیں بناتے آپ کو

۴۹ یہ کون لوگ تھے اس کے متعلق مفسرین سے متعدد اقوال منقول ہیں لیکن کسی قول پر بھی یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا بس اتنا ہی معلوم ہے کہ ان کے ہاں بھی اسی طرح کا کوئی نبی مبعوث ہوا تھا اصحاب الرس کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایسے لوگ تھے جنہوں نے اپنے نبی کو ایک پرانے کنویں میں پھینک دیا اور اس پر مستقل پتھر رکھ دیا۔ الرس: البئر المطویۃ بالحجارۃ

والرس هو ... قوم اهلكهم الله بتكذيب من ارسل اليهم (بحر)

۵۰ اس سے مراد قوم لوط کا شہر ہے جب قریش کے تجارتی قافلے شام کی طرف جاتے ہیں تو قریش اکثر سدوم اور اس کی نواحی بستیوں پر سے گزرتے تھے جہاں کبھی قوم لوط آباد تھی اور جب ان لوگوں نے اپنے رسول کی دعوت کو ٹھکرا دیا تو ان پر آسمان سے پتھر برسائے گئے اور ان کے ساتھ ان کی بستیوں کو برباد کر دیا گیا۔

مطر السوء الحجارة التي امطرت عليهم من السماء (بحر)

۵۱ ان اجڑے ہوئے شہروں کو دیکھ کر ان کے دل نرم نہیں پڑتے یہ لوگ ان سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ یہ لوگ قیامت پر یقین نہیں رکھتے یہ لوگ ایسے اعمال کی انہیں کوئی پروا نہیں سمجھتے وہ یہ کہ ہم بھی یہیں رہیں گے مر کر بس ختم ہو جائیں گے آخرت میں کوئی باز پرس نہیں ہوگی اس لیے ان کے دل میں کوئی ڈر

إِلَّا هُزُوًا أَهَٰذَا الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ رَسُولًا ۝٤١ إِن كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ

[illegible]

آلِهَتِنَا لَوْلَا أَن صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۚ وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ حِينَ يَرَوْنَ

[illegible]

الْعَذَابَ مَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا ۝٤٢ أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ

[illegible]

أَفَأَنتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ۝٤٣ أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَوْ يَعْقِلُونَ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ۝ أَلَمْ

سمجھتے ہیں نہیں ہیں یہ مگر ڈنگروں کی مانند بلکہ یہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں کیا آپ نے

تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا

نہیں دیکھا اپنے رب کی طرف کیسے پھیلا دیتا ہے سایہ کو اور اگر چاہتا تو بنا دیتا اسے ساکن پھر ہم نے بنا دیا

الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلًا ۝ ثُمَّ قَبَضْنَاهُ إِلَيْنَا قَبْضًا يَسِيرًا ۝ وَهُوَ

آفتاب کو اس پر دلیل پھر ہم سمیٹتے جاتے ہیں سایہ کو اپنی طرف آہستہ آہستہ اور وہی ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ

جس نے بنایا ہے تمہارے لیے رات کو لباس اور نیند کو باعث راحت اور بنایا ہے دن کو طلب معاش کے

نُشُوْرًا ﴿۴۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۚ

لیے [illegible] وہی ہے جس نے بھیجا ہواؤں کو خوشخبری دینے والی اپنی رحمت سے پہلے

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ﴿۴۸﴾ لِّنُحْيِۦَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهٗ

اور ہم نے اتارا آسمان سے پاک کرنے والا پانی تاکہ ہم زندہ کر دیں اس پانی سے کسی مردہ شہر کو اور ہم پلائیں یہ پانی

مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ﴿۴۹﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ

اپنی مخلوق سے کثیر التعداد مویشیوں اور انسانوں کو۔ اور ہم نے تقسیم کر دیا ہے اس کو ان کے درمیان

لِيَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰىٓ اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۵۰﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ

تاکہ وہ غور و فکر کریں پس انکار کر دیا اکثر لوگوں نے مگر ناشکری کرنا اور اگر ہم چاہتے تو بھیج دیتے ہر بستی میں

گرمی خورشید جلال [illegible] ذرّہ [illegible] خلعت [illegible]

[illegible] اس امر کی وضاحت ہو رہی ہے کہ قدرت الٰہی کا تقاضا یہ ہے کہ ساری تبدیلیاں تدریجی طور پر [illegible] آہستہ آہستہ سردیاں گرمیوں میں اور گرمیاں سردیوں میں تبدیل ہوتی ہیں۔ اگر [illegible] سخت سردی شروع ہو جائے [illegible] مشکل ہو [illegible] اسی طرح [illegible] رسالت کی روشنی آہستہ آہستہ پھیلے گی۔

[illegible] ہواؤں کی بات [illegible] اس احسان عظیم پر شکر ادا کرنے کی تلقین فرمائی۔

[illegible] ایک اور احسان عظیم کا ذکر [illegible]

كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيرًا ۝ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِينَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيرًا ۝

[illegible]

وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَّحْجُورًا ۝ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ

اور بنا دی ہے اللہ نے اپنی قدرت سے ان کے درمیان ایک آڑ اور ایسی رکاوٹ۔ اور وہ وہی ہے جس نے پیدا فرمایا انسان کو

الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا ۗ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ۝ وَيَعْبُدُونَ

پانی کی بوند سے اور بنا دیا اسے خاندان والا اور سسرال والا۔ اور تیرا رب بڑی قدرت والا ہے اور وہ پوجتے ہیں

اس کی تصدیق تفہیم القرآن کے مندرجہ ذیل اقتباس سے بھی ہوتی ہے

"ترکی امیر البحر سیدی علی رئیس (کاتب رومی) اپنی کتاب مرآۃ الممالک میں، جو سولہویں صدی عیسوی کی تصنیف ہے، خلیج فارس کے اندر ایسے ہی ایک مقام کی نشاندہی کرتا ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ وہاں آب شور کے نیچے آب شیریں کے چشمے ہیں، جن سے میں خود اپنے بیڑے کے لیے پینے کا پانی حاصل کرتا رہا ہوں۔ موجودہ زمانے میں جب امریکن کمپنی نے سعودی عرب میں تیل نکالنے کا کام شروع کیا تو ابتداً وہ بھی خلیج فارس کے انہی چشموں سے پانی حاصل کرتی تھی۔ بعد میں ظہران کے پاس کنوئیں کھود لیے گئے اور ان سے پانی لیا گیا:"

(تفہیم القرآن، جلد ۳، صفحہ [illegible])

اسی طرح دریائے دجلہ کی حالت ہے جو بغداد میں میٹھے پانی کے دریاؤں کی صورت میں سمندر سے ملتی ہے۔ جو حالت [illegible] کے کنارے پانی کی ہے [illegible] پانی پر چڑھ آنے کے باوجود [illegible] نہیں دیتی۔ وہ کس کی قدرت ہے جس نے سمندروں میں میٹھے پانی کے چشمے جاری کر دیئے۔ یہ اللہ کی ذات ہے جس کی حکمت کے کرشمے آپ کو جگہ جگہ اس کی عظمت و کبریائی کی شہادت دیتے ہوئے نظر آئیں گے۔

اس آیت کا یہ مفہوم بھی بیان کیا گیا ہے کہ میٹھے پانی سے مراد حق ہے اور کڑوے کھاری پانی سے مراد باطل ہے۔ باطل بہ ظاہر کثرت اور شوکت کے باوجود حق کو دبا نہیں سکتا۔ گمراہی کے [illegible] نے ہمیشہ ہدایت کے [illegible] مگر [illegible] اور اہل حق کا علم سرافراز ہی رہے گا۔

[illegible] ایک تو یہ کہ انسانی وجود و [illegible] کا ذکر ہو رہا ہے جو ایک طرف اگر اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ پر دلالت کرتے ہیں تو دوسری طرف انسان کے لیے اس کی ربوبیت عامہ کے ناقابل انکار شواہد ہیں۔ [illegible] کی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے کہ انسان کی اپنی ذات میں [illegible] بتا رہا ہے کہ [illegible] عظمت [illegible] پانی کی ایک بوند سے پیدا کیا ہے [illegible] یہ تبدیلی [illegible] کس کی حکمت اور قدرت کی شہادت دے رہا ہے۔ [illegible] اللہ تعالیٰ نے صرف ایک [illegible] پیدا [illegible] بلکہ [illegible] کو پیدا فرمایا۔ [illegible] کے ظاہری اعضاء میں واضح اختلاف ہے، اس کے ذہنی رجحانات، قلبی احساسات و [illegible]

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۗ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ

(اور پوجتے ہیں) اللہ کے سوا ان کو جو نہ انہیں نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان اور کافر تو اپنے رب کے مقابلہ میں

ظَهِيْرًا ۝ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ

(شیطان کا) مددگار ہے۔ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا۔ آپ فرمائیے میں نہیں مانگتا تم سے اس

مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝ وَتَوَكَّلْ عَلَى

(تبلیغ) پر کوئی اجرت مگر یہی کہ جو چاہے اپنے رب کی طرف (جانے کا) راستہ اختیار کرے۔ اور (اے حبیب!) بھروسہ کیجیے

میں بھی یہی دو اصول کارفرما ہیں لیکن یہاں غیر قدرت کے [illegible] دونوں ایک دوسرے کے لیے جزو لاینفک ہیں۔ نسل آدم کی بقا اور اس کی وسعت نسب اور صہر کی بدولت ہی ہے اور یہ سلسلہ ایک [illegible] رشتے ہیں۔ [illegible] صلہ رحمی ان کے ہاں بچیاں پیدا ہوں گی اور بچے کسی کے یہ سسرال بنیں گے اور کوئی ان کے ہاں کے سسرال بنیں گے باہمی رشتے ہوں گے تو یہ [illegible] اس طرح ایک ایسا معاشرہ معرض وجود میں آئے گا جس کا ہر فرد دوسرے افراد سے محبت و پیار، شفقت و احترام کے رشتوں سے منسلک ہوگا [illegible] رب قدیر [illegible] تصدیق ہو رہی۔

۵۵۔ ان آفاقی و انفسی آیات بینات کے بیان کرنے کے بعد اب ان لوگوں کی حماقت کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے جو اب بھی کسی دوسرے کو اپنا معبود بناتے ہیں۔ ظہیرا: اس کا معنی معین اور مددگار کیا گیا ہے ای معینا للشیطان (قرطبی)۔ اس کا دوسرا معنی ذلیل بھی کیا گیا ہے یعنی وہ چیز جسے پس پشت پھینک دیا جائے۔ ای ذلیلا من ظہرت الشیء اذا جعلتہ خلف ظہرک ولم تلتفت الیہ (قرطبی)۔

۵۷۔ الا من شاء: مستثنیٰ منقطع ہے۔ من شاء مستثنیٰ ہے یعنی میں اشاعت دین میں روز و شب مصروف ہوں۔ تمہارے طعنے سن کر خاموش ہو جاتا ہوں، تمہاری تربیت میں اپنی زندگی بسر کر رہا ہوں، تمہاری گالیاں سن کر دعائیں دیتا ہوں، یہ سب کچھ جو میں کر رہا ہوں اس کے بدلے میں تم سے کسی معاوضہ کا طالب نہیں۔ میرا اجر یہی ہے کہ تم میں سے جو شخص [illegible] حریص علیکم بالمؤمنین رؤوف رحیم کی پیاری دلربا تصویر اس آیت کے [illegible] راہ حق پر گامزن ہو جانا [illegible] ہی میری [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الرؤوف الرحیم وسلم

الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ۚ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوبِ عِبَادِهٖ

[illegible]

خَبِيرًا ۚ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ

[illegible]

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ الرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِيرًا ۝ وَإِذَا قِيلَ

[illegible]

لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمٰنُ ۗ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَ

[illegible]

زَادَهُمْ نُفُورًا ۩ تَبٰرَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ

[illegible]

ف۱ اگر ان کافروں کو اپنی تعداد کی کثرت اپنے وسائل کی کثرت اور اپنے دوستوں کی امداد پر بھروسہ ہے تو کیا ہوا یہ سب فانی ہیں ان میں کسی پر اعتماد نہیں۔ اے حبیب آپ بے فکر رہیں اور اس پر بھروسہ کریں جو ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے [illegible] فتح و نصرت اسی کے [illegible] ہے

ف۲ اللہ تعالیٰ کی عظمت شان بیان کی جا رہی ہے تاکہ جو اس پر توکل کرے اسے اس کی قوت و سطوت کا اندازہ ہو سکے۔ اس آیت کی تشریح پہلے کی جا چکی ہے

ف۳ مفسرین اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی شان اور صفات کو کسی جاننے والے سے پوچھیے [illegible] اِتْ كَمَا اُثْنِيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ [illegible] مخلوق میں سب سے بڑے عارف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی ذات گرامی [illegible] اللہ تعالیٰ کی شان [illegible] ان سے پوچھیے (حاشیہ عثمانی)

ف۴ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے الرحمٰن کا اسم [illegible] اہل عرب میں معروف نہ تھا اس لیے [illegible]

فِيهَا سِرَاجًا وَّقَمَرًا مُّنِيرًا ﴿٦١﴾ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً

میں چراغ (آفتاب) اور چاند چمکتا رکھ ۸۱ اور وہی ہے جس نے بنایا ہے رات اور دن کو ایک دوسرے کے

لِّمَنْ أَرَادَ أَن يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا ﴿٦٢﴾ وَعِبَادُ الرَّحْمَٰنِ الَّذِينَ

پیچھے آنے والا اس کے لیے جو چاہے کہ نصیحت حاصل کرے یا چاہے کہ شکر گزار بنے ۸۲ اور رحمٰن کے بندے

يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا

وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر آہستہ آہستہ ۸۳ اور جب گفتگو کرتے ہیں ان سے جاہل لوگ تو کہتے ہیں

سَلَامًا ﴿٦٣﴾ وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا ﴿٦٤﴾ وَالَّذِينَ

ان کو سلامت رہو ۸۴ اور جو راتیں بسر کرتے ہیں اپنے رب کے حضور سجدہ کرتے ہوئے اور کھڑے رہ کر ۸۵ اور

---

۸۱ سورۂ حجر میں اس کی صراحت گزر چکی ہے۔ ملاحظہ ہو آیت ۱۶ [illegible]

۸۲ قدرت کا یہ شاہکار نصیحت پذیری کے لیے بڑا مفید ہے بشرطیکہ آدمی حق کو قبول کرنا چاہے [illegible] اس کی طلب [illegible] ہوں اور اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی نعمتوں پر شکر ادا کرنے کا جذبہ ہو۔

۸۳ جب انہوں نے رحمٰن سے اپنی ناواقفیت اور بے تعلقی کا اظہار کیا تو اب یہ بتایا جا رہا ہے کہ رحمٰن کی معرفت تو تمہیں کہاں حاصل ہو سکتی ہے اس کے بندوں [illegible] دیکھو [illegible] اپنے آپ [illegible] چال [illegible] حقیقت [illegible] ہو جاتی [illegible] غرور [illegible] نہیں [illegible] [illegible] چہرے [illegible] [illegible] [illegible] اس زمین پر [illegible] چلتے ہیں۔

۸۴ یہاں سے اللہ تعالیٰ کے بندوں کی صفات جمیلہ کا تفصیلی ذکر شروع ہو رہا ہے یعنی ان کی چال ہی نرالی ہے۔ ان کی رفتار [illegible] انداز [illegible] لوگوں کی [illegible] کا [illegible] ہے۔

۸۵ ان کے اخلاق عالیہ کی دوسری خصوصیت یہ بیان کی کہ جب کوئی شخص ان سے جاہلانہ گفتگو کرتا ہے اور شرافت کی روش ترک کر دیتا ہے تو یہ اس کی بات کا [illegible] سلام کر کے [illegible] ہوتے اور برائی کا [illegible] برائی کے [illegible]

يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ

[illegible] جہنم کا عذاب [illegible] بے شک اس کا عذاب

غَرَامًا ۝ إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ۝ وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا

[illegible] بہت برا ٹھکانا اور بہت بری جگہ ہے۔ اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ

لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا ۝ وَالَّذِينَ

فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ [illegible] اس کے درمیان [illegible] اعتدال [illegible]

[illegible]

سکه سابقہ آیت میں ان کے دنوں کی مصروفیتوں کا ذکر تھا۔ اس آیت میں بتایا جا رہا ہے کہ ان کی راتیں کیسے بسر ہوتی ہیں۔ جب دنیا [illegible] راحت کے [illegible] ہوتی ہے تو وہ جاگ کر اپنے پروردگار کو یاد کر رہے ہوتے ہیں۔ [illegible] وقت دوسروں کی طرح ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔

[illegible]

[illegible] کے قول کے مطابق ہے۔

[illegible]

لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ

نہیں پوجتے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو اور نہیں قتل کرتے اس جان کو جس کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام

اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۙ يُّضٰعَفْ

کر دیا ہے مگر حق کے ساتھ اور وہ بدکاری کرتے ہیں اور جو یہ کام کرے گا وہ پائے گا اس کی سزا دگنا کر دیا جائے گا

لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۙ اِلَّا مَنْ تَابَ

اس کیلئے عذاب روز قیامت اور ہمیشہ رہے گا اس میں ذلیل و خوار ہو کر مگر وہ جس نے توبہ کی

وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ

اور ایمان لے آیا اور نیک عمل کیے شائستہ تو یہ وہ لوگ ہیں بدل دے گا اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں سے

پہلا قول یہ ہے کہ جو مال اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے غیر میں خرچ کیا جائے وہ اسراف ہے اور دولت کو اس کی اطاعت میں خرچ کرنے سے روک رکھنا بخل ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں خرچ کیا جائے وہ اعتدال ہے۔ قال النحاس ومن احسن ما قيل في معناه ان من انفق في غير طاعة الله فهو الاسراف ومن امسك عن طاعة الله عز وجل فهو الاقتار ومن انفق في طاعة الله فهو القوام (قرطبی)۔

گذشتہ صفحات میں وہ صفات حمیدہ بیان کی گئیں جن سے اللہ تعالیٰ کے بندے متصف ہوا کرتے ہیں اب ان صفات رذیلہ کا ذکر ہو رہا ہے جن کی آلائش سے صفحہ ہستی کے بندوں کا دامن پاک ہوتا ہے ان میں سر فہرست شرک ہے قتل ناحق کا دوسرا درجہ ہے اور اس کے بعد زنا ہے۔ دور جاہلیت میں یہی تین برائیاں تھیں جن کی عادی تھیں وہ جہاں شرک میں پھنسے ہوئے تھے قتل و غارت کو شجاعت اور بہادری کی علامت سمجھا جاتا تھا اور زنا کا رواج اس قدر عام تھا کہ پیشہ ور عورتیں اپنے اپنے گھروں پر جھنڈے لہرا کر دعوت عام دیا کرتی تھیں اور کسی کا یہ عالم تھا کہ اس فعل بے حیائی پر کسی کی بھی غیرت و حمیت جوش میں نہ آتی اور کسی کی پیشانی پر شکن تک نہیں پڑتی تھی۔ اس ماحول میں ان سب برائیوں سے محفوظ رہنا کوئی بہت بڑی کرامت اور بڑا مجاہدہ تھا اسی لیے ان تینوں سے کنارہ کشی کا خصوصیت سے ذکر کیا گیا۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص شرک اور قتل و زنا میں ملوث ہونے کے بعد اگر سچے دل سے توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے اس پر بند نہیں ہونگے۔ اگر کسی نے کفر و شرک سے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو تسلیم کیا اور حضور علیہ السلام کی نبی رحمت کی تصدیق کی اور اپنے ایمان کی ترقی کر دی تو رحمت الٰہی کا مستحق ہو گیا اور اس کی سیرت کے تمام داغ دھل گئے

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ

اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے اور جس نے توبہ کی اور نیک کام کیے تو اس نے رجوع کیا اللہ تعالیٰ

[illegible] رجوع کر دے گا۔

ف۵ بعض علماء نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ توبہ کی وجہ سے ان کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اس کے بعد جو نیک عمل وہ کریں گے انہیں ان کے نامۂ اعمال میں لکھ دیا جائے گا۔ بعض نے کہا ہے کہ [illegible] برائی کی قوت کو اطاعت و عبادت کی قوت سے بدل دیا جائے گا جیسے وہ ارتکاب گناہ پر بے باک اور جری ہوا کرتے تھے ایسے ہی نیکی پر جری ہو جائیں گے لیکن اس آیت کا صحیح مطلب اس حدیث پاک سے کھلتا ہے جو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مسلم نے روایت کی ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

يؤتى بالرجل يوم القيامة فيقال اعرضوا عليه صغار ذنوبه فتعرض عليه ويخبأ عنه كبارها فيقال عملت كذا وكذا وهو يقر ليس ينكر وهو مشفق من الكبار فيقال اعطوه مكان كل سيئة حسنة فيقول ان لي ذنوبا لا اراها ههنا قال فلقد رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم ضحك حتى بدت نواجذه. رواه مسلم۔

حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا جائے گا اور کہا جائے گا اس کے چھوٹے گناہ پیش کرو، اس کے سامنے اس کے صغیرہ گناہ پیش کیے جائیں گے اور کبیرہ گناہ چھپا لیے جائیں گے پھر اس سے پوچھا جائے گا کیا تو نے فلاں فلاں گناہ کیا وہ اقرار کرے گا اور کبیرہ گناہوں سے ڈر رہا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ اس کو ہر گناہ کے بدلے ایک نیکی دے دو۔ جب وہ رحمت الٰہی کا یہ نظارہ دیکھے گا تو کہے گا میرے تو بہت سے کبیرہ گناہ بھی تھے لیکن وہ یہاں نظر نہیں آ رہے۔ یہ فرما کر حضور [illegible] اتنا ہنسے کہ دندان مبارک ظاہر ہونے لگے۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ [illegible] تو اس کے ہر گناہ کے بدلے نیکی عطا فرما دے۔ علامہ شہاب الدین آلوسی نے اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے بندوں سے کوئی عمل سرزد ہو جاتا ہے تو ندامت و شرم کے باعث وہ پانی پانی ہو جاتے ہیں اور بے تاب ہو کر [illegible] اور [illegible] عذاب سے کانپتے رہتے ہیں اس کے باوجود رحمت کے امیدوار بھی ہوتے ہیں۔ [illegible] كان سبب العذاب سبب الثواب۔ [illegible] طلب کرتے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا [illegible] بن جاتے ہیں اگر اس سے پہلے گناہ نہ کیا ہوتا تو ان میں یہ [illegible] پیدا نہ ہوتا۔ [illegible] اس طرح ان کی [illegible] سبب تھیں ان کے لیے باعث ثواب ہو گئیں۔ آخر میں [illegible] ارشاد کر دیا

إِلَى اللَّهِ مَتَابًا ۝ وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ

کی طرف جیسے رجوع کا حق ہے [illegible] اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے [illegible] اور جب بیہودہ پر گزرتے ہیں

مَرُّوا كِرَامًا ۝ وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا

[illegible] گزر جاتے ہیں [illegible] اور وہ کہ جب انہیں نصیحت کی جائے ان کے رب کی آیتوں سے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ف [illegible] آیت کا مطلب یہ ہوا کہ وہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ف [illegible]

[illegible]

ف اس آیت میں [illegible]

[illegible]

صُمًّا وَّعُمْيَانًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا

ان پر بہرے اور اندھے ہو کر [illegible] اور وہ جو عرض کرتے رہتے ہیں اے ہمارے رب عطا فرما ہمیں ہماری بیویوں

وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝ اُولٰٓئِكَ

اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور بنا ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا یہی وہ خوش نصیب ہیں

مقام مدح میں کسی فعل منفی کے [illegible] یہاں قصد [illegible] کا لفظ [illegible] مقصود نہیں بلکہ [illegible] کرنے کے لیے ذکر کیا گیا ہے۔ [illegible] نہیں کرتا بلکہ ان کی [illegible] [illegible] [illegible] یہ [illegible] اب آیت کا مفہوم واضح ہو گیا [illegible] کہ جب آیات قرآنی پڑھ کر نصیحت کی جاتی ہے تو وہ بہروں اور اندھوں کا طرز عمل اختیار نہیں کرتے بلکہ ان آیات کو گوش ہوش سے سنتے ہیں ان میں چھپے ہوئے [illegible] دیدۂ دل سے دیکھتے ہیں [illegible] قرآن کریم [illegible] آیات کے اسرار و معارف سے آگاہی حاصل کرتے ہیں۔

[illegible] کی صفات [illegible] ہیں۔ اب ان کی وہ دعا ہے جو وہ اپنے رب کریم سے مانگا کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ [illegible] انسانیت کے لیے کوشش کرنے [illegible] اس کے [illegible] [illegible] کرتے ہیں [illegible] انہیں ایسی بیویاں اور ایسی اولاد عطا [illegible] دیکھ کر [illegible] آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور دل مسرور ہوں۔ قرۃ [illegible] [illegible] اولاد [illegible] ان کے لیے [illegible] اخلاق و اطوار [illegible] پسندیدہ ہوں کہ انہیں دیکھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں۔ [illegible] زندگی کی [illegible] حیات [illegible] [illegible] کے باعث [illegible] رہ جاتی ہے۔ [illegible] نیک [illegible] آنکھوں کی [illegible] نصیب ہو [illegible] کی کوشش ہی نہیں کی [illegible] قرۃ [illegible] ہیں۔

[illegible] زندگی کے [illegible]

يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلٰمًا ۝

انہیں جزا ملے گا جنت کا بالا خانہ ان کے صبر کرنے کے باعث اور ان کا استقبال کیا جائے گا وہاں دعا اور سلام سے

خٰلِدِينَ فِيهَا ۚ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ۝ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ

وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ان میں۔ بہت عمدہ ہے ٹھکانا اور قیام گاہ ہے۔ آپ فرمائیے پروا نہیں کرتا تمہاری

رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا ۝

میرا رب اگر تم اس کی عبادت نہ کرو (تو) پس تم نے جھٹلا دیا ہے تو اب یہ تکذیب تمہارے گلے کا ہار بنے گا۔

ع ١

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اس طرح ہوگی جیسے آیت میں مذکور ہے۔ بما صبروا کا جملہ بڑا غور طلب ہے۔ انسانی زندگی کے ضمن میں یہ کشمکش درپیش رہے گی۔ جبلت میں یہ طاقت اور صلاحیت بلا زحمت خود بخود پیدا نہیں ہو جاتی بلکہ اس کے پیچھے ہمیں ہر پل جدوجہد کی ضرورت ہوگی۔ بیرونی رکاوٹوں سے بھی نبرد آزما ہونا ہوگا، اور ذاتی جذبات اور احساسات کا مقابلہ بھی کرنا پڑے گا۔ اس کشمکش اور جدوجہد میں ہم صبر و استقامت کا جتنا مظاہرہ کریں گے اسی نسبت سے جنت میں ہمارے درجات بلند ہوں گے اسی کے مطابق ہمارے استقبال میں نوری فرشتے گرمجوشی کا اظہار کریں گے۔

WWW NAFSEISLAM.COM

تعارف سورۃ الشعراء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام: اس سورۃ کا نام الشعراء ہے۔ کیونکہ اس کی آیت ۲۲۴ میں یہ لفظ مذکور ہے اس لیے اسی لفظ کو اس سورۃ کا عنوان مقرر فرمایا۔ اس سورۃ میں گیارہ رکوع اور ۲۲۷ آیتیں ہیں۔ یہ ۱۳۲۲ کلمات اور ۵۵۴۲ حروف پر مشتمل ہے

نزول: یہ سورۃ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ حضرت ابن عباس کے ایک قول سے پتہ چلتا ہے کہ سورۃ طٰہٰ کے بعد سورۃ الواقعہ نازل ہوئی۔ اور اس کے بعد الشعراء کا نزول ہوا۔ اور بعض علماء کا خیال ہے کہ اس سورۃ کی چار آخری آیتیں جو والشعراء یتبعھم سے شروع ہوتی ہیں وہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئیں۔ (روح المعانی)

مضامین: ہمارے رحیم و کریم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب و روز تبلیغ اسلام میں مصروف ہیں۔ وہ اپنی قوم کو سمجھاتے ہیں ان کے شرک کا ابطال اور ان کے شبہات کا جواب دیتے ہیں۔ قرآن کریم کی آیات پڑھ پڑھ کر انہیں سناتے ہیں۔ اور جب رات کی تاریکی پھیل جاتی ہے اور ہر طرف سناٹا چھا جاتا ہے تو یہ رسول رؤف و رحیم بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوتے ہیں کبھی دست بستہ کھڑے ہو کر اور کبھی سر بسجود ہو کر بڑے سوز و گداز سے اپنی قوم کی ہدایت کے لیے التجائیں کرتے ہیں جب زبان مصروف دعا ہوتی ہے تو آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگتے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ آنسو نہیں بہتے بلکہ دل کے ٹکڑے ہیں جو یوں مائل گریہ ہیں۔ لیکن قوم کی ہٹ دھرمی اور بہتان تراشی میں اضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا ہے۔ جس سے طبیعت اداس رہتی ہے اور فکر و تدبر کے بادل چھائے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں: اے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تم کیوں رنجیدہ خاطر اور ملول ہو رہے ہو۔ آپ نے تو اپنا فرض ادا کر دیا۔ یہ ان کی قسمت کا قصور ہے کہ وہ حق کو قبول نہیں کرتے۔ تمہارا شفیق دل تو یہی چاہتا ہے کہ ان میں سے کوئی بھی گمراہ نہ رہے سب ہدایت یافتہ ہو جائیں۔ اور ایسا کرنا ہمارے لیے کوئی مشکل نہیں۔ ہم انہیں ایسی نشانی دکھانے پر قادر ہیں۔ جس کو دیکھ کر ان کی گردنیں جھک جائیں۔ اور اسلام قبول کرنے کے سوا ان کے لیے کوئی چارہ کار نہ رہے۔ لیکن جبر و اکراہ سے انہیں راہ حق پر گامزن کرنا ہماری حکمت کے بھی خلاف ہے اور شرف انسانی بھی اس کا تقاضا نہیں کرتا

اس کے بعد سات جلیل القدر انبیاء اور ان کی قوموں کے حالات کو بڑی شرح و بسط سے بیان فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی ہو اور کفار و مشرکین ان نافرمان قوموں کے عبرتناک انجام سے باخبر ہو کر اپنی بروقت اصلاح کریں۔

آخری رکوع میں بتایا گیا کہ جس قرآن کریم کا تم اہل مکہ سے انکار کر رہے ہو یہ وہ کلام ہے جسے رب العالمین نے نازل کیا ہے۔ اسے لے کر آنے والا روح الامین ہے اور جس کے قلب پاک پر یہ نازل ہوا وہ نذیر للعالمین ہے اس کے ذکر خیر سے پہلے انبیاء کرام کی کتابیں بھری پڑی ہیں اس کے متعلق یہ کہنا کہ یہ کسی شیطان کا کلام ہے یا کسی شاعر کا لایعنی نذوب ہے انتہائی حماقت اور نادانی ہے۔ کہاں شیاطین کی واہی تباہی باتیں اور کہاں اس کتاب مقدس کا اعجاز بیان اور حسن و جمال، کچھ سوچو اس میں کوئی ادنیٰ سی مناسبت بھی ہے۔

سُوْرَةُ الشُّعَرَاءِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَتَانِ وَّسَبْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّاَحَدَ عَشَرَ رُكُوْعًا

سورۂ شعراء مکی ہے اور اس کی ۲۲۷ آیتیں اور گیارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

طٰسٓمّٓ ۝۱ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝۲ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا

طا سین میم۱؎ یہ آیتیں ہیں روشن کتاب کی۲؎ شاید آپ ہلاک کر دیں گے اپنے آپ کو اس

يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝۳ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ

غم میں کہ وہ ایمان نہیں لاتے۳؎ اگر ہم چاہیں تو اتار دیں ان پر آسمان سے کوئی نشانی پس ہو جائیں

۱؎ حروف مقطعات کے معانی میں [illegible] کیا ہے بعض کی رائے میں یہ سورۃ کا نام ہے اور بعض علماء کے نزدیک حقائق پر دلالت کرنے کے لیے یہ حروف بطور رموز کے لیے گئے ہیں۔ لیکن حق یہ ہے کہ اللہ اور رسول کے درمیان یہ ایک راز ہے۔ والحق [illegible] رضی اللہ عنہ (مظہری)

۲؎ المبین کا معنی ہے خود روشن اور دوسری چیزوں کو روشن کرنے والی [illegible] ہے جیسے اس کتاب نے نہیں کھولا [illegible] قرآن سے پیشتر نہیں [illegible] حقیقت پر جتنے پردے پڑے ہوئے تھے سب کو اس نے اتار کر [illegible] حقیقت کو آشکارا کیا۔ اگر ایسی کتاب کتاب مبین نہیں تو پھر اور کون سی کتاب ہے جو اس لقب سے ملقب ہونے کے قابل ہو۔

۳؎ [illegible] گردن کی ہڈی میں سے گزرتی [illegible] اسے بخاع کہتے ہیں جب ذبح کرتے وقت چھری یہاں تک پہنچ جائے تو یہ مبالغہ ہو جاتا ہے۔ اسی سے ماخوذ ہے۔ اس کا معنی ہے ایسا ذبح کرنے والا جس نے چھری [illegible] جب کسی کی اپنی جان گنوا دے [illegible]

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شبانہ روز کوششوں کے باوجود کفار کی ضد اور ہٹ دھرمی بڑھتی ہی چلی جاتی ہے اور وہ اور بگڑتے جاتے ہیں۔ اسلام سے ان کی عداوت میں [illegible] ہوتا ہے۔ اس المناک صورت حال کو دیکھ کر اس قلب حزیں پر جو گزرتی ہوگی اس کا اندازہ خداوند تعالیٰ کے سوا اور کون لگا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں اے محبوب تو ان لوگوں کے غم میں کیوں گھلا جا رہا ہے۔ [illegible] ہونے کی ضرورت نہیں [illegible]

أَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِينَ ④ وَمَا يَأْتِيهِم مِّن ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمَٰنِ

ان کی گردنیں اس کے آگے جھکی رہتیں ۔ اور نہیں آتی ان کے پاس کوئی نئی نصیحت رحمن کی طرف سے

مُحْدَثٍ إِلَّا كَانُوا عَنْهُ مُعْرِضِينَ ⑤ فَقَدْ كَذَّبُوا فَسَيَأْتِيهِمْ أَنبَاءُ

مگر وہ اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ تو تحقیق انہوں نے جھٹلایا سو عنقریب آ جائیں گی ان کے پاس خبریں اس کی

خود بخود ہی ہر شخص مسلمان ہو جاتا۔ ایسی نشانیاں اتارنا کیا مشکل ہے۔ ایسی نشانی دکھا دیں کہ وہ سب کی گردنیں جھک جائیں سے انکار کی جرأت نہ کرسکے سب کے سب بے بس ہو جاتے۔ تو پھر انہیں کوئی ایسی حالت نہ رکھتے جس سے انہیں اختیار کی آزمائش ہی نہ ہوتی۔ ہماری حکمت یہ ہے کہ انسان کو عقل و شعور کی روشنی دے کر اس کی ساری کی جائے حق و باطل اس کے سامنے واضح کردیا جائے پھر اس کو اختیار دیا جائے کہ اپنی خوشی سے ان دو راہوں میں سے کوئی راہ اختیار کرے تاکہ اگر وہ نیکی کا راستہ اختیار کرے تو وہ اجر کا مستحق ہو۔ اور اگر بدی کی راہ پر چلے تو سزا کا مستوجب ہو۔ جبر و تشدد سے کسی سے حق کی راہ پر چلوانا۔ اس کی شان کے شایاں نہیں ہے اور نہ یہ بات حکمت کے شایان ہے

ع یہاں اعناقهم ظلت کا اسم ہے۔ خاضعین خبر ہے۔ عربی قاعدے کے مطابق خاضعۃ ہونا چاہیے تھا لیکن یہاں جیسا کہ بتایا ہے کہ اسم مرکب اضافی ہے تو اس کی خبر میں کبھی مضاف سے مطابقت کا خیال رکھتے ہیں اور کبھی مضاف الیہ سے مطابقت کا خیال رکھا جاتا ہے۔ عجاج کا شعر ہے ۔

طول الليالي اسرعت في نقضي — طوين طولي وطوين عرضي

یہاں اسرعت اور طوین کا فاعل طول اللیالی ہے اور طول کیونکہ مذکر ہے اس لیے اسرع اور طوی ہونا چاہیے تھا لیکن یہاں مضاف الیہ کی رعایت کرتے ہوئے اللیالی کا لحاظ رکھا گیا اور فعل مؤنث لایا گیا۔ جریر کا شعر ہے ۔

ارى مر السنين اخذن مني — كما اخذ السرار من الهلال

یہاں بھی سنین کی وجہ سے اخذن مؤنث ذکر کیا گیا۔ اگر مر السنین کا لحاظ ہوتا تو اخذ کہا جاتا لیکن یہاں اعناق اس اسم پیوستہ ہے جبکہ اگر مضاف کا لحاظ کیا جائے تو معنی میں فساد لازم نہ آئے۔ فراء اور ابو عبیدہ نے اس توجیہ کو پسند کیا ہے۔

وقال هذا مذهب الفراء وابو عبيدة (قرطبی)

لیکن اعناق رؤساء کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے پھر اس تاویل کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ نقل مجاهد اعناقهم كبراؤهم۔ اور نحاس نے اس کی تائید کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ معنی لغت میں معروف ہے۔

وقال النحاس ومعروف في اللغة

ع اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ جب بھی کوئی نیا اللہ تعالیٰ کا پیغام ان کے پاس آیا تو انہوں نے اس کو

مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۞ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا

ان (خبروں) کی جن کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا زمین کی طرف کہ کتنی کثرت سے ہم نے اگائے

فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۞ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ

اس میں ہر قسم کے عمدہ جوڑے۔ بے شک اس میں (قدرت الٰہی کی) نشانی ہے مگر ان میں سے اکثر لوگ

مُّؤْمِنِيْنَ ۞ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۞ وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ

ایمان لانے والے نہیں۔ اور بے شک آپ کا رب وہی سب پر غالب ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ اور یاد کرو جب ندا دی آپ کے رب نے

مُوْسٰٓى اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۞ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ؕ اَلَا يَتَّقُوْنَ ۞ (١١)

موسیٰ کو کہ جاؤ اس ظالم قوم کے پاس یعنی قوم فرعون کے پاس کیا وہ (اللہ) سے ڈرتے نہیں

ع

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] آپ کو گزند نہیں پہنچا سکے گی [illegible] اسلام کے سیل رواں کو روک نہیں سکتی

قَالَ رَبِّ إِنِّيٓ أَخَافُ أَنْ يُكَذِّبُونِ ۝ وَيَضِيقُ صَدْرِي وَلَا

آپ نے عرض کی اے میرے رب بے شک میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے اور تنگ ہوتا ہے میرا سینہ اور نہیں

يَنْطَلِقُ لِسَانِي فَأَرْسِلْ إِلَىٰ هَٰرُونَ ۝ وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ فَأَخَافُ

چلتی میری زبان سو بھیج ہارون کی طرف اور ان کا مجھ پر ایک جرم ہے تو میں ڈرتا ہوں

أَنْ يَقْتُلُونِ ۝ قَالَ كَلَّا ۖ فَاذْهَبَا بِآيَٰتِنَآ ۖ إِنَّا مَعَكُمْ مُسْتَمِعُونَ ۝

کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے فرمایا ہرگز نہیں تم دونوں جاؤ ہماری نشانیاں لے کر بے شک ہم تمہارے ساتھ سننے والے ہیں

فَأْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُولَآ إِنَّا رَسُولُ رَبِّ الْعَٰلَمِينَ ۝ أَنْ أَرْسِلْ

پس جاؤ فرعون کے پاس اور کہو کہ ہم رسول ہیں رب العالمین کے کہ بھیج دے

[illegible] وہ شدت سے ان پر جھپٹ جائے گا [illegible] جھٹلائیں گے سب سے پہلے ہونے علیہ السلام کا ذکر فرمایا۔

[illegible] فرعون اور اس کی قوم [illegible] سب ہی ظالم تھے [illegible] کو چھوڑ کر انہوں نے فرعون [illegible] کو اپنا معبود بنا رکھا تھا بنی اسرائیل کو انہوں نے غلامی کی زنجیروں میں جکڑ رکھا تھا [illegible] بے سوال شفقت کا اظہار [illegible] مناسب [illegible] کے قتل [illegible] کا ارتکاب [illegible] نبوت و رسالت کی نازک ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے انہوں نے بارگاہ الٰہی میں التجا کی [illegible] دل میں تنگی محسوس کرتا ہوں، میری زبان میں لکنت بھی ہے [illegible] ان کا ایک قتل بھی ہے [illegible] تبلیغ کا حق ادا کرنے سے قاصر رہوں [illegible] میرا بھائی ہارون مجھ سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے اگر اسے میرا مددگار بنا دیا جائے تو ہم دونوں مل کر بہتر طریقہ سے اپنا فرض ادا کر سکیں گے

[illegible] موسیٰ تمہاری درخواست منظور ہے حضرت ہارون کو تمہارا شریک کار بنا دیا گیا ہے۔ بے فکر رہو فرعون تمہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکے گا۔ جاؤ ہم تم سب کی باتیں سنیں گے اور تمہاری حفاظت کریں گے۔

[illegible] اپنی حیثیت اور منصب کا [illegible] کیا جا رہا ہے۔ موسیٰ و ہارون علیہما السلام فرعون کے دربار میں پہنچ [illegible] رب العالمین نے بھیجا ہے اور ہم اس لیے آئے ہیں کہ تو بنی اسرائیل کو

مَعَنَا بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ ﴿١٧﴾ قَالَ أَلَمْ نُرَبِّكَ فِينَا وَلِيدًا وَلَبِثْتَ

بھیج دے ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو [illegible] کیا ہم نے [illegible] بچپن میں [illegible]

فِينَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِينَ ﴿١٨﴾ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِي فَعَلْتَ وَ

اور [illegible] اپنی عمر کے کئی سال [illegible] اور تم نے [illegible] وہ [illegible]

أَنتَ مِنَ الْكَافِرِينَ ﴿١٩﴾ قَالَ فَعَلْتُهَا إِذًا وَأَنَا مِنَ الضَّالِّينَ ﴿٢٠﴾

[illegible] ناشکر [illegible] جواب دیا [illegible] اس وقت [illegible] ناواقف تھا سلہ

فَفَرَرْتُ مِنكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا وَجَعَلَنِي

[illegible] جب مجھے تم سے [illegible] میرے رب نے مجھے [illegible] اور بنا دیا مجھے

یہی مطالبہ تھا اور [illegible] کہ [illegible] ملک شام کی طرف ہجرت کر جائیں۔

سلہ موسیٰ علیہ السلام کی یہ دونوں باتیں اس کے لیے ناقابل برداشت تھیں پہلی بات سے براہ راست اس کی [illegible]
پر زد پڑتی تھی اور دوسری بات سے [illegible] اور [illegible] مصر [illegible]
میں اپنے [illegible] سب [illegible]
[illegible] بنی اسرائیل [illegible] بنی اسرائیل [illegible]
[illegible] قوم [illegible] تھا [illegible]
[illegible] تمام [illegible]
[illegible] سارے [illegible]
[illegible] آپ کی دونوں باتیں [illegible]
[illegible] نہیں [illegible]
[illegible] آنکھیں [illegible]
[illegible] تمہیں [illegible]
[illegible] بنی اسرائیل [illegible] کا ذکر کیا

سلہ آپ نے پہلے اس کی دوسری بات کا جواب دیا کہ [illegible] ایک قتل میرے ہاتھ سے ہو گیا تھا میرا

مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْٓ

رسولوں سے کیا۔ اور یہ نعمت ہے جس کا تو مجھ پر احسان جتلاتا ہے حالانکہ تو نے غلام بنا رکھا ہے

اِسْرَآءِيْلَ ۝ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

بنی اسرائیل کو۔ فرعون نے پوچھا کیا حقیقت ہے رب العالمین کی۔ آپ نے فرمایا رب العالمین وہ

وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ۝ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗٓ

ہے جو مالک ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اگر تم یقین کرنے والے ہو۔ فرعون نے ان سے کہا جو اس کے ارد گرد

اسے قتل کرنے کا ہرگز ارادہ نہ تھا وہ میرے قومی بھائی سے ہاتھا پائی کر رہا تھا میں نے صرف ایک گھونسا رسید کیا اور وہ مر گیا۔ یہاں ضالین نادانستہ کے معنی میں مستعمل ہے۔

اب میرے رب نے مجھ پر کرم کیا ہے حکمت و رسالت سے نوازا اور اسی نے یہ پیغام پہنچانے کے لیے تیرے پاس بھیجا۔

یہ موسیٰ علیہ السلام کا جواب ہے کہ اب سن کس بات کا رونا رو رہا ہے۔ تو مجھ پر احسان جتلاتا ہے کہ تو نے مجھے پالا ہے۔ یہ احسان جتلاتے ہوئے تجھے شرم نہیں آتی۔ تو نے میری ساری قوم کو غلامی کی زنجیریں پہنا رکھی ہیں۔ تیری قوم ان سے جانی مشقت کے ایسے کام لیتی ہے جن کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اے مجھ پر احسان جتلانے والے کیا تو وہی نہیں جس نے بنی اسرائیل کے معصوم بچوں کو قتل کرنے کا حکم صادر کیا تھا۔ تیرے ہی ظلم سے بچانے کے لیے میری ماں نے اپنے جگر پارہ کو دریائے نیل کی موجوں کے سپرد کر دیا تھا۔ تو تو مجھے قتل کرنے کے درپے تھا۔ وہاں کے مالک نے تیرا دل پھیر دیا اور تو قتل کرنے کے بجائے مجھ سے پیار کرنے لگا۔ مجھے تیرے محل میں لا کر تیری گود میں پالنے میں میرے رب کی یہ حکمت تھی وہ مجھے بتانا چاہتا تھا کہ جس بچے کے لیے تو معصوموں کا خون بہا رہا ہے دیکھ وہ وہ بچہ ہے جس کو ہم تیرے محل میں پال رہے ہیں اور تو اس کی صورت پر پیار کر رہا ہے۔ اسے سمجھانے کے بجائے وہ دیا تو اگر خدا ہوتا تو کیا اپنے مقصود کو یوں جان بچانے میں ناکام ہو جاتا اور جس بچے کی ولادت سے تجھے تیرے تخت و تاج کا خطرہ لگ رہا تھا۔ وہ تیری گود میں پلا اور تو اسے پہچان نہ سکا۔ کیا ایسے بے بس اور بے خبر انسان کو یہ بات زیب دیتی ہے کہ وہ خدائی کا دعویٰ کرے۔

موسیٰ علیہ السلام کے دندان شکن جواب نے اس کو اپنے کلام کا رخ بدلنے پر مجبور کر دیا کہنے لگا اس رب العالمین کا تم ذکر کر رہے ہو ذرا اس کی حقیقت تو بیان کرو

أَلَا تَسْتَمِعُونَ ۝ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ۝ قَالَ

کیا تم سنتے نہیں ہو؟ ثلہ آپ نے فرمایا وہ تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے پہلے باپ دادا کا بھی ثلہ فرعون بولا

إِنَّ رَسُولَكُمُ الَّذِي أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَمَجْنُونٌ ۝ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ

بلاشبہ تمہارا یہ رسول جو بھیجا گیا ہے تمہاری طرف یہ تو دیوانہ ہے ثلہ آپ نے فرمایا وہ مشرق و

وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ۝ قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ

مغرب کا رب ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اگر تم کچھ عقل رکھتے ہو ثلہ اس نے کہا اگر تم نے بنایا

إِلَٰهًا غَيْرِي لَأَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُونِينَ ۝ قَالَ أَوَلَوْ جِئْتُكَ

دیکھو، اگر تم نے میرے سوا کسی اور کو معبود بنایا تو میں تمہیں ضرور قیدیوں میں داخل کر دوں گا ثلہ فرمایا اگرچہ میں لے آؤں تیرے پاس

ثلہ کسی چیز کی حقیقت یا ماہیت یا صفت کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے جیسے فرعون نے کہا رب العالمین؟ لیکن اللہ تعالیٰ کی حقیقت پر آگاہ ہونا انسان کے بس کی بات نہیں ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سوال میں ایک کے بعد ایک دلائل و شواہد کی طرف اس کی توجہ مبذول کرائی جن پر اگر غور و فکر کیا جائے تو انسان رب العالمین کو پہچان سکتا ہے

ثلہ جواب کو سوال کے مطابق نہ پا کر اس نے اپنے اردگرد بیٹھنے والوں پر تاثر ڈالا کہ دیکھو مجھے تو پچھتاوا ہے یہ صاحب میرے سوال کا جواب دے رہے ہیں میں نے رب العالمین کی حقیقت پوچھی تھی اور یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ زمین و آسمان کا مالک ہے۔ حالانکہ سب عقلاء اس بات پر متفق ہیں کہ اس کی ماہیت و حقیقت کا ادراک ممکن نہیں یہ جواب سوال سے بے جوڑ ہے بلکہ یہ بھی سمجھ کے ساتھ ساتھ غور و فکر کی دعوت ہے

ثلہ آپ نے فرمایا رب العالمین وہ ہے جس نے تمہیں اور تمہارے باپ دادا کو پیدا کیا اور اپنے آباؤ اجداد کو تو بھی قدیم تسلیم نہیں کرتے تھے۔

ثلہ اس اختلاف کے ذکر کا مقصد یہ ظاہر کرنا ہے کہ جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے وہ سوال کچھ کرتا ہے پھر جواب کچھ دیتا ہے

ثلہ آپ نے پھر وار کیا اور فرمایا اسے مصر کی محدود مملکت پر اترا کر الوہیت کا دعویٰ کرنے والے میرا رب وہ ہے جس کی ربوبیت اور فرمانروائی کا دائرہ مشرق و مغرب میں پھیلا ہوا ہے محدود مصر کے باہر تو تیرا حکم ایک پائی کی قیمت بھی نہیں رکھتا لیکن میرے پروردگار کا حکم پورب پچھم ہر جگہ نافذ ہے

شَيْءٍ مُّبِينٍ ۝۳۰ قَالَ فَأْتِ بِهِ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝۳۱

ایک روشن چیز [illegible] اس نے کہا پیش کرو اسے اگر تم سچے ہو۔

فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ۝۳۲ وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا

پس آپ نے ڈالا اپنا عصا تو اسی وقت وہ صاف اژدہا بن گیا اور آپ نے باہر نکالا اپنا ہاتھ تو

هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ ۝۳۳ قَالَ لِلْمَلَإِ حَوْلَهُ إِنَّ هَٰذَا لَسَاحِرٌ ع

یکایک وہ سفید ہو گیا دیکھنے والوں کے لیے فرعون نے اپنے گرد بیٹھنے والے سرداروں سے کہا یقیناً یہ ماہر

عَلِيمٌ ۝۳۴ يُرِيدُ أَن يُخْرِجَكُم مِّنْ أَرْضِكُم بِسِحْرِهِ فَمَاذَا

جادوگر ہے یہ چاہتا ہے کہ نکال دے تمہیں اپنے ملک سے اپنے جادو (کے زور) سے اب بتاؤ تمہاری

تَأْمُرُونَ ۝۳۵ قَالُوا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ ۝۳۶

کیا رائے ہے انہوں نے کہا مہلت دو اسے اور اس کے بھائی کو اور بھیجو شہروں میں ہرکارے تاکہ وہ

يَأْتُوكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيمٍ ۝۳۷ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ۝۳۸

لے آئیں تیرے پاس ہر ماہر جادوگر کو پس اکٹھے کر لیے گئے سب جادوگر مقررہ وقت پر ایک معین دن

[illegible] بحث و مناظرہ کے میدان میں ہار کر اب وہ دھمکی دینے پر اتر آیا ہے۔

[illegible] آپ اپنے معجزات دکھا کر اپنے دعویٰ نبوت کی صداقت ثابت کرتے ہیں۔

[illegible] وہ آپ پر ماہر جادوگر ہونے کا الزام لگاتا ہے اور اپنے درباریوں کو مشتعل کرنے کے لیے کہتا ہے کہ نبوت کا ڈھونگ رچا کر یہ اپنا تسلط جمانا چاہتا ہے، اقتدار کا بھوکا ہے۔ اپنے جادو کے زور سے یہ تمہارا تخت و تاج چھینا چاہتا ہے۔ اب بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے کیا پیشتر اس کے کہ عنان حکومت ان کے حوالے کر دی جائے اور ملک ان کا ہو جانے کے بعد انہیں اپنا حاکم تسلیم کر لیا جائے۔

[illegible] انہوں نے مشورہ دیا کہ ملک بھر کے ماہر جادوگروں کو بلا کر اسے عبرتناک شکست دی جائے۔

وَقِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ﴿۳۹﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ

اور کہہ دیا گیا لوگوں سے کیا تم مقابلہ دیکھنے کے لیے جمع ہو گے، شاید ہم پیروی کرنے لگیں جادوگروں کی

اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۰﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ

اگر وہ مقابلہ میں غالب آ جائیں۔ جب حاضر ہو گئے جادوگر تو انھوں نے فرعون سے پوچھا

اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۱﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ

کیا ہمیں کوئی انعام بھی ملے گا اگر ہم (موسیٰ پر) غالب آ جائیں؟ اس نے کہا ہاں ضرور ملے گا اور تم اس وقت

اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۴۳﴾

میرے مقربوں میں شامل کر لیے جاؤ گے۔ موسیٰ نے انھیں فرمایا پھینکو جو تم پھینکنے والے ہو

فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ

انھوں نے پھینک دیں اپنی رسیاں اور سوٹیاں اور بولے فرعون کی عزت کی قسم ہم

الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۴۵﴾

یقیناً غالب آئیں گے۔ پھر پھینکا موسیٰ نے اپنا عصا تو وہ دیکھتے دیکھتے نگلنے لگا جو فریب انھوں نے بنا رکھا تھا ۲؎

فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ رَبِّ

پس بے اختیار گر پڑے جادوگر سجدہ کرتے ہوئے۔ انھوں نے کہا ہم ایمان لائے رب العٰلمین پر جو رب ہے

۱؎ ساحرانِ مصر کو اپنے فن پر بڑا ناز تھا۔ انھیں یقین تھا کہ وہ جیت جائیں گے۔ اس لیے پہلے ہی فرعون سے انعام کا وعدہ لے رہے ہیں۔ فرعون انھیں مالی انعامات سے مالا مال کر دینے کے وعدہ کے ساتھ ساتھ انھیں یہ بتا رہا ہے کہ میں تمہیں اپنے مقربین کی صف میں شامل کر لوں گا اور شاہی دربار میں وزراء مملکت کے پہلو بہ پہلو تمہارے لیے سنہری کرسیاں بچھائی جایا کریں گی۔

۲؎ مقابلہ شروع ہوا۔ عصائے موسیٰ جیسے ہی زمین پر گرا اژدہا کی طرح منہ کھولے ہوئے ان کی رسیوں اور سوٹیوں

مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿٤٨﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ

موسیٰ اور ہارون کا ۔ [illegible]

لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۚ لَاُقَطِّعَنَّ

[illegible]

اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٤٩﴾

[illegible]

قَالُوْا لَا ضَيْرَ ۖ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿٥٠﴾ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا

[illegible]

رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٥١﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى

[illegible]

اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿٥٢﴾ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَآئِنِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حٰشِرِيْنَ ۝ إِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ۝ وَإِنَّهُمْ لَنَا

[illegible]

[illegible]

لَغَآئِظُوْنَ ۝ وَاِنَّا لَجَمِیْعٌ حٰذِرُوْنَ ۝ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ

برافروختہ کر رہا ہے [illegible] اور ہم سب [illegible] چوکنے ہیں [illegible] پس ہم نے نکال دیا انہیں باغوں [illegible]

وَّعُیُوْنٍ ۝ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِیْمٍ ۝ كَذٰلِكَ ۚ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِیْۤ

اور چشموں سے اور خزانوں سے اور عمدہ مکانوں سے [illegible] اور ہم نے وارث بنا دیا [illegible]

اِسْرَآءِیْلَ ۝ فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِیْنَ ۝ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ

کا وارث بنا دیا پس وہ ان کے تعاقب میں نکلے طلوع آفتاب کے وقت پس جب ایک دوسرے کو دیکھ لیا [illegible]

[illegible] کب رک سکتے ہیں لیکن ہم ان کو ان کی [illegible] پوری سزا دینا چاہتے ہیں۔ اگرچہ [illegible] بھی ان سے [illegible] ہے لیکن دانشمندی کا تقاضا ہے کہ احتیاطی تمام تدابیر اختیار کرنے میں تساہل نہ برتا جائے [illegible] ہم نے [illegible] تدبیریں اور [illegible] عمل کر لی ہیں۔ بظاہر تو وہ بڑی جانبازی کا مظاہرہ کر رہا تھا لیکن دل میں [illegible] کے مطابق [illegible] کا جواب بھی مل جاتا تھا

الشرذمة [illegible] القليل [illegible] گروہ کو شرذمہ کہتے ہیں۔ اس کی جمع الشراذم ہے۔

قال الجوهري الشرذمة [illegible] ۔ ہم نے پوری احتیاط کر [illegible] ہمارا سارا [illegible] اہتمام کر لیا ہے۔

[illegible] فرعون [illegible] بنی اسرائیل کی اس ہجرت [illegible] ہو گئے۔ یا فوج کے [illegible] ان کا تعاقب کرنے کے لیے [illegible] لیکن قدرت [illegible] یہی بات ڈالی کہ [illegible] اپنے [illegible] اپنی ساری [illegible] کے ساتھ نکل آئے [illegible] جب [illegible] آئے تو سب [illegible] جگہ [illegible] ایک ہی [illegible] ان کا کام تمام کر دیا جائے [illegible] ان کی [illegible] کرنے کے لیے بھی [illegible] بنی اسرائیل کے تعاقب میں [illegible] خاص [illegible] کے تحت [illegible] کا ذکر فرمایا یعنی [illegible] ان کو اس طرح [illegible] لیا۔

[illegible] جب سورج طلوع ہو تو عرب کہتے ہیں شرقت الشمس اور جب اس کی روشنی پھیل جائے تو کہتے ہیں اشرقت الشمس۔ اس لیے مشرقین کا معنی ہوا کہ جب سورج طلوع ہوا اور اس کی روشنی ہر طرف پھیل گئی تو فرعون بنی اسرائیل کے تعاقب میں [illegible]

أَصْحَابُ مُوسَىٰ إِنَّا لَمُدْرَكُونَ ﴿٦١﴾ قَالَ كَلَّا ۖ إِنَّ مَعِيَ رَبِّي

موسیٰ کے ساتھی بے ساختہ بول اٹھے ہم تو ضرور پکڑے گئے فرمایا ہرگز نہیں بیشک میرے ساتھ میرا

سَيَهْدِينِ ﴿٦٢﴾ فَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنِ اضْرِب بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۖ

ہے وہ ضرور میری رہنمائی فرمائے گا پس ہم نے وحی بھیجی موسیٰ کی طرف کہ ضرب لگاؤ اپنے عصا سے سمندر کو

فَانفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ ﴿٦٣﴾ وَأَزْلَفْنَا ثَمَّ

تو سمندر پھٹ گیا اور ہو گیا پانی کا ہر حصہ بڑے پہاڑ کی مانند اور ہم نے قریب کر دیا وہاں

فرعون جب اتنا قریب پہنچ گیا کہ لشکروں نے قریب سے ایک دوسرے کو دیکھ لیا تو بنی اسرائیل کے حواس باختہ ہو گئے۔ سامنے سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے اور پیچھے [illegible] لشکر [illegible] بے اختیار چیخ اٹھے کہ ہم پکڑے گئے۔ اب کیا ہوگا [illegible]

موسیٰ علیہ السلام کے توکل علی اللہ کی شان ملاحظہ ہو [illegible] سامنے [illegible] ہے جس کی تند تیز موجیں ساحل سے آ آ کر ٹکرا رہی ہیں اور پیچھے فرعون ہے جو غیظ و غضب سے [illegible] بچ نکلنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ ان وحشت ناک حالات میں بھی کلیم اللہ کی پیشانی پر شکن تک نہیں [illegible] گھبرائے ہوئے ساتھیوں کو تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں: کلا ہرگز نہیں۔ وہ ہرگز نہیں پکڑ سکتے میرے ساتھ میرا رب ہے [illegible] وہ ضرور میری رہنمائی فرمائے گا [illegible] ارشاد فرمائے۔ جرأت کی عظمت ایسے ہی نازک حالات میں پوری آب و تاب سے جلوہ نما ہوتی ہے

فرمان الٰہی ہوا اپنا عصا ایک ضرب لگاؤ اس سمندر پر پھر دیکھو یہ راستہ دیتا ہے یا نہیں۔

آپ نے ایسا ہی کیا۔ سمندر کی اچھلتی اور شور مچاتی موجوں پر سکتہ طاری ہو گیا۔ جیسے کسی نے سرکش گھوڑے کے منہ میں لگام دے دی ہو۔ سمندر میں شگاف پیدا ہو گیا۔ دونوں طرف کی لہریں تو منجمد ہو کر چٹانوں کی طرح جامد و ساکت ہو کر کھڑی ہو گئیں اور آپ اپنی قوم سمیت اس راستہ پر چل پڑے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ کلمات نہ بتاؤں جو موسیٰ نے اس وقت کہے تھے جب آپ نے سمندر کو پھاڑا تھا۔ میں نے عرض کی بیشک اے آقا ضرور ارشاد فرمائیے۔ حضور نے فرمایا: اللھم لک الحمد والیک المشتکی وانت المستعان ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے حضور سے ان کلمات کو سنا میں نے ان کا ورد کیا (جمل، روح المعانی)

الْآخَرِيْنَ ۚ وَ اَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ ۚ ثُمَّ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ ﴿٦٦﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم

غرق کر دیا دوسرے فریق کو ۔ اس واقعہ میں بڑی واضح نشانی ہے علاوہ ازیں ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانے

مُّؤْمِنِينَ ﴿٦٧﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿٦٨﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ

والے نہیں ۔ اور بیشک آپ کا رب ہی سب پر غالب ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے ان لوگوں کو بیان فرمائیے

إِبْرَاهِيمَ ﴿٦٩﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ ﴿٧٠﴾ قَالُوا نَعْبُدُ

انہیں ابراہیم کا قصہ ۔ جب پوچھا آپ نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کس کی تم پرستش کرتے ہو ۔ انہوں نے کہا ہم پوجا کرتے ہیں

أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِينَ ﴿٧١﴾ قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ

بتوں کی اور ہم انہی کی پوجا میں ہر وقت کمربستہ رہتے ہیں ۔ آپ نے پوچھا کیا یہ سنتے ہیں تمہاری آواز جب

تَدْعُونَ ﴿٧٢﴾ أَوْ يَنفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ ﴿٧٣﴾ قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا

تم انہیں پکارتے ہو ۔ یا وہ تمہیں نفع پہنچاتے ہیں یا نقصان ۔ کہنے لگے [illegible] بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا

قرآن کریم [illegible] سے مقصد کا واسطہ بھی پیغمبر اسلام کی کرامت نہیں [illegible] اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی ایک مثال فرمایا ہے۔

اب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ کے بعد حضرت خلیل علیہ السلام کا ذکر خیر فرمایا جا رہا ہے کیونکہ آپ تمام قریش کے جد اعلیٰ اور کعبہ کے بانی تھے قریش کو ان کی نسل سے ہونے پر بڑا ناز تھا۔ اسی وجہ سے وہ کعبہ کے متولی تھے اور ملک عرب میں بڑی عزت و احترام سے دیکھے جاتے تھے اس لیے ان کے سامنے آپ کے حالات بیان فرمائے جا رہے ہیں تاکہ حضرت ابراہیم کو اپنا جد اعلیٰ سمجھنے والے اور اس نسبت پر فخر کرنے والے حضرت ابراہیم کے نقش قدم پر چلیں ایمان لائیں۔ جس طرح آپ کا دامن کفر و شرک کی آلائش سے بالکل پاک تھا اسی طرح یہ بھی اپنے دامن کو پاک کر کے توحید خالص اختیار کریں۔

اس سے مراد آزر ہے جو آپ کا چچا تھا کیونکہ اس نے آپ کی پرورش کی تھی اس لیے باپ کہا گیا

ای [illegible] بتکوینه [illegible] (القرطبی)

یہاں اس کا معنی ہے مدام [illegible] کسی چیز پر [illegible] آپ کر

كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۞ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ۞ اَنْتُمْ وَ

پیشوا یونہی کیا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا کیا تم نے کبھی غور سے دیکھا ہے ان کو جن کی تم پوجا کیا کرتے ہو۔ تم اور

اٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ۞ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۞

تمہارے گزشتہ آباء و اجداد۔ پس وہ سب میرے دشمن ہیں سوائے رب العٰلمین کے۔

پڑا رہنے کے لیے بہت ہیں کہ ہم تو ہمیشہ ہمیشہ اسی کی پوجا کیا کریں گے۔ جو ہر ملک کی جماعت کرتے چلے آئے ہیں۔
عکف: ای اقبل علیہ مواظبا۔ (جمل)

ملک کیا پیارا اسلوب ہے ابہام و تفہیم کا۔ انہی سے ان کے معبودوں کی بے بسی کا اعتراف کرایا جا رہا ہے۔ جب ان بتوں کا [illegible] ذکر کیا تو کہنے لگے کہ ہمارے باپ دادا ایسا ہی کیا کرتے تھے اس لیے ہم ان کی تقلید سے دست کش ہونے کے لیے کسی قیمت پر تیار نہیں۔

ملک آپ نے کس عجیب اسلوب سے انہیں سمجھانے کی کوشش کی [illegible] تو بہت بھاری نہیں۔ اندھی تقلید کے نتائج بڑے ہولناک ہوتے ہیں۔ ہم دنیاوی معاملات میں جب عقل و فکر کا استعمال کرتے ہیں تو [illegible] اس بنیادی مسئلہ کا وقت آئے تو تم اپنی عقل کا امتحان کیوں نہ کرو۔ یہ تو بڑی بات نہیں۔

ملک میرے قول کے متعلق ذرا غور کرو۔ جو میں نے کہا کہ یہ سب میرے دشمن ہیں [illegible] میری بندگی کا تعلق صرف اس معبود حق کے ساتھ ہے جو کائنات کی ہر چیز کو پیدا کرتا ہے۔ جو حیات سے ہر چیز کو اس کے کمال تک پہنچاتا ہے اس کی ساری ضروریات مہیا کرتا ہے۔ [illegible] ان سب جھوٹے معبودوں کے مقابلہ میں رب العٰلمین ہر چیز کو اس کے کمال تک پہنچانے والا کی ذات سے [illegible] تعلق کا اندازہ کتنا حسین تعبیر ہے۔ آیت میں یہ نہیں فرمایا [illegible] یہ میرے دشمن ہیں [illegible] اپنا [illegible] یہ بات [illegible] نہیں کہا [illegible] بات سے [illegible] اور یہ طرز تعبیر بہت زیادہ موثر ثابت ہوتی ہے۔ [illegible] عدو واحد کیوں لائی گئی۔ اس کا بہترین جواب یہ ہے کہ جیسے صدیق بھی فعیل کے وزن پر ہے اس کا استعمال واحد جمع دونوں کے لیے ہوتا ہے کیونکہ عدو اسی طرح فعول کے وزن پر ہے اس لیے اس کا استعمال درست ہے اس لیے یہ العمل [illegible] [illegible] یجوز اطلاق العدو [illegible] الصدیق علی الواحد والجمع [illegible] کما قال اللہ تعالیٰ [illegible] وهم لكم عدو (القرطبی)

الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ﴿۷۸﴾ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ﴿۷۹﴾

کہ جس نے مجھے پیدا فرمایا پھر وہی مجھے راہ دکھاتا ہے ۔ اور وہ جو مجھے کھلاتا ہے اور مجھے پلاتا ہے

وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ﴿۸۰﴾ وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ﴿۸۱﴾

اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے صحت بخشتا ہے اور وہ جو مجھے مارے گا پھر مجھے زندہ کرے گا ۔

وَالَّذِي أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ﴿۸۲﴾ رَبِّ هَبْ لِي

اور جس سے میں امید رکھتا ہوں کہ وہ بخش دے گا میرے لیے میری خطائیں روز جزا ۔ اے میرے رب عطا فرما

حُكْمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ﴿۸۳﴾ وَاجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ فِي

مجھے علم و عمل میں کمال اور ملا دے مجھے نیک بندوں کے ساتھ اور جاری رکھ میرا ذکر خیر بعد

الْآخِرِينَ ﴿۸۴﴾ وَاجْعَلْنِي مِنْ وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ ﴿۸۵﴾ وَاغْفِرْ لِأَبِي

میں آنے والوں میں ۔ اور بنا دے مجھے ان لوگوں سے جو وارث ہوں گے نعمتوں والی جنت کے ۔ اور بخش دے میرے باپ کو

ف سب اہل ادیان میں ان کی [illegible] ہے [illegible] کسی ایک پر بھی ان کی بہت [illegible] ہیں [illegible]
ان کی [illegible] کی وضاحت [illegible] سورۂ مریم میں گزر چکی ہے ۔

ف حضرت خلیل کا ادب ملاحظہ ہو بیماری کی نسبت اپنی طرف کی اور شفا کی اللہ تعالیٰ کی طرف حالانکہ بیماری اور صحت دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہیں ۔

ف یہاں بھی حسن ادب ہے ۔ خلیل اللہ ہونے کے باوجود ساری عمر اس کی عبادت و اطاعت میں گزارنے کے باوجود اور ہر آزمائش میں کامیاب ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی بے نیازی سے دل سہما جاتا ہے کہتے ہیں مجھے امید ہے [illegible]

ف اپنے خالق کی حمد و ثنا کرنے کے بعد دعا کے لیے ہاتھ اٹھتے ہیں اور طلب کا دامن پھیلاتے ہیں حکم سے مراد علم و عمل کا کمال ہے تاکہ خلافت الٰہیہ کا منصب جلیل سنبھالنے کی کامل استعداد اور اس کی مخلوق کی سیاست کا صحیح ملکہ پیدا ہو جائے ۔ الکمال فی العلم والعمل بحیث یستعد بہ لخلافۃ الحق ورياسۃ الخلق (مظہری)

ف معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نیک اور صالح بندوں کی رفاقت و صحبت [illegible] ہے جس کی تمنا حضرت خلیل جیسی جلیل القدر [illegible]

إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ ۝ وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ۝ يَوْمَ لَا

وہ گمراہوں میں سے ہے۔ اور مجھے رسوا نہ کرنا جس روز لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے جس دن نہ

يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ۝ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ۝ وَأُزْلِفَتِ

مال کام آئے گا اور نہ بیٹے۔ مگر وہ شخص جو حاضر ہوا اللہ تعالیٰ کے حضور قلب سلیم لے کر۔ اور قریب کر دی

بستیاں بھی کیا کرتی ہیں۔

لسان صدق سے مراد ہے الثناء الحسن۔ ستھری تعریف۔ یعنی تیرے نیک بندوں کی زبانیں میری ستائش کرتی رہیں۔ ابد تک زندگی میں جو روحانیات محسوسہ اور کمالات جیسے تو نے مجھے سرفراز فرمایا ہے رہتی دنیا تک ان کا ذکر جاری رہے۔ قشیری نے لسان صدق کا معنی الثناء الحسن میں یک... کیا ہے یعنی لوگ اپنی نیک دعاؤں میں مجھے ہمیشہ یاد رکھیں۔ اگرچہ لسان کا معنی زبان ہے لیکن اس کا اطلاق اس بات پر بھی ہوتا ہے جو زبان سے نکلتی ہے جیسے لغة کو بھی کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ دعا قبول فرمائی۔ آپ کے بعد جتنے بھی انبیاء آئے سب آپ کی عظمت و رفعت شان کا اعتراف کرتے رہے۔ آج تک وہ تمام قومیں جو رسالت پر ایمان رکھنے والی قومیں ہیں وابستہ آپ کی تعریف اور توصیف میں رطب اللسان ہیں۔ حضور پرنور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے آپ کی اس دعا کو چار چاند لگ گئے۔ آپ کے دین حنیف کا احیاء ہوا۔ آپ کے عقائد حقہ کی اشاعت ہوئی اور ہر مسلمان جب بھی نماز میں اپنے ہادی کامل پر درود بھیجتا ہے تو سیدنا ابراہیم اور آل ابراہیم پر بھی درود بھیجتا ہے۔

الٰہی اگر تیری یاد میں کوئی کوتاہی ہوئی ہے تو اس کی وجہ سے مجھے روز حشر شرمندہ نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندے پر کمال عنایت ہوگی اگر وہ اس روز اس کی آبرو رکھ لے اور اہل ایمان کے ساتھ رب کریم کا سلوک کیسا طرح کا ہوگا۔ صحیحین میں ہے کہ کسی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے کانوں میں چپکے سے کیا بات ہوگی اس کے متعلق کیا سنا ہے انہوں نے جواب دیا کہ حضور نے ارشاد فرمایا تھا يدنو احدكم من ربه حتى يضع كنفه عليه فيقول عملت كذا وكذا فيقول نعم فيقرره ثم يقول اني سترت عليك في الدنيا وانا اغفرها لك اليوم ثم يعطى كتاب حسناته بيمينه یعنی تم میں سے کوئی آدمی اپنے رب کے اتنا نزدیک ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر فرمائیں گے تو نے فلاں فلاں کام کیا تھا وہ عرض کرے گا ہاں میں نے کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ دنیا میں میں نے اس کا پردہ رکھا اور آج میں ان گناہوں کو تیرے لیے بخش دیتا ہوں۔ پھر اس کی نیکیوں کی کتاب اس کے دائیں ہاتھ میں پکڑا دی جائے گی۔ لیکن کفار اور منافقین کو سر عام رسوا کیا جائے گا۔ (مظہری)

قلب سلیم سے مراد مومن کا دل ہے جو کفر و نفاق کی بیماریوں سے محفوظ ہوتا ہے [illegible]

الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴿٩٠﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَاوِينَ ﴿٩١﴾ وَقِيلَ لَهُمْ أَيْنَمَا

جائے گی جنت پرہیزگاروں کے لیے۔ اور ظاہر کر دی جائے گی دوزخ بہکنے والوں کے لیے ف اور کہا جائے گا انہیں کہاں

كُنتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿٩٢﴾ مِن دُونِ اللَّهِ هَلْ يَنصُرُونَكُمْ أَوْ يَنتَصِرُونَ ﴿٩٣﴾

ہیں وہ جن کی تم پوجا کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کیا وہ تمہاری کچھ مدد کر سکتے ہیں یا انتقام لے سکتے ہیں۔

فَكُبْكِبُوا فِيهَا هُمْ وَالْغَاوُونَ ﴿٩٤﴾ وَجُنُودُ إِبْلِيسَ أَجْمَعُونَ ﴿٩٥﴾ قَالُوا

پس اوندھے منہ پھینک دیئے جائیں گے اس میں وہ اور وہ سب گمراہ اور ابلیس کی ساری فوجیں ف وہ کہیں گے

ہو سکے جیسے ارشاد ہے "[illegible]" آیت کا مطلب یہ ہے کہ کافر نے نیک کام بھی جتنا چاہے کیا ہو اسے اس سے کوئی فائدہ نہ پہنچے گا۔ اسی طرح اگر کسی کافر کی اولاد کتنی ہی نیک اور صالح بھی ہو تو بھی اس کی شفاعت اس کافر کے حق میں قبول نہیں ہو گی لیکن جس شخص کا دل کفر و نفاق کی بیماری سے محفوظ ہے اس سے اگر عمل میں جو بھول چوک ہو گئی اس کا اجر روز قیامت نہ دیا جائے گا بلکہ اس کی نیک اور صالح اولاد کی دعائیں اس کے گناہوں کی بخشش اور اس کے درجات کی بلندی کا باعث ہوں گی اور قیامت کے دن ان کی شفاعت اپنے والدین کے حق میں قبول ہو گی اور انہیں نفع پہنچائے گی۔ [illegible] والشفاعة [illegible] (زمخشری)

علامہ ابو حیان زمخشری کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں [illegible] من اتی اللہ بقلب سلیم ینفعہ ذلک۔

جیسے صاحب نے ذکر کیا ہے ابو سلیم کہتے ہیں حضرت جنید نے فرمایا یہاں سلیم لدیغ کے معنی میں مستعمل ہوا ہے یعنی وہ شخص جس کا دل سانپ کے ڈسے ہوئے کی طرح ہر وقت اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے خوف سے تڑپتا اور تلملاتا رہتا ہو وہی روز حشر کامیاب ہو گا۔

وقال الجنید السلیم فی اللغة اللدیغ فمعناہ انه قلب کاللدیغ من خوف اللہ (قرطبی)

ف حق سے گمراہی اور سرکشی کے ساتھ جو سلوک کیا جائے گا ان آیات میں اس کا ذکر ہے

ف صاحب قاموس لکھتے ہیں کب الشیء۔ وکبکب سے کا ایک معنی ہے یعنی سر کے بل اوندھا کر کے نیچے پھینک دیا۔ علامہ بیضاوی لکھتے ہیں کہ کب کو مکرر کر کے کبکب بنایا گیا اس کا مطلب یہ ہے کہ جب انہیں جہنم میں پھینکا جائے گا تو لڑھکنیاں کھاتے ہوئے نیچے جا گریں گے [illegible] یعنی جھوٹے معبود ان کے پرستار اور ابلیس کے

وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ۝ تَاللّٰهِ إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ ۝ إِذْ

اس حال میں کہ وہ اس میں باہم جھگڑتے ہوں گے خدا کی قسم بیشک ہم کھلی گمراہی میں تھے جب کہ ہم

نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِينَ ۝ وَمَا أَضَلَّنَا إِلَّا الْمُجْرِمُونَ ۝ فَمَا لَنَا

تمہیں رب العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے اور ہمیں نہ بہکایا مگر مجرموں نے تو اب ہمارا

مِنْ شٰفِعِينَ ۝ وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ ۝ فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونَ

کوئی سفارشی نہیں اور نہ کوئی غمخوار دوست تو کسی طرح ہمیں پھر جانا ہوتا کہ ہم

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۚ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ

مسلمان ہو جاتے بیشک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں بہت ایمان

مُّؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ

والے نہ تھے اور بیشک تمہارا رب ہی عزت والا مہربان ہے نوح کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا

ان کے ساتھ ان کے معبودوں کو سب کو دوزخ میں اوندھے کرکے پھینک دیا جائے گا۔

ف وہاں جہنم میں ان کے [illegible] اور ان کے پیروکاروں میں آپس میں جھگڑا شروع ہو جائے گا

ف [illegible] کہیں گے [illegible] تمہیں [illegible] تھا اور [illegible]

العبادة [illegible] في [illegible] العبادة [illegible] [illegible] کی طرح عبادت کا مستحق سمجھتے تھے۔

ف یہ حسرت کہیں گے جب [illegible] اہل ایمان کی شفاعت [illegible] اور [illegible] کاش ہمارا

بھی کوئی ایسا شفیع ہوتا ف کاش ہمارا بھی کوئی ایسا غمخوار دوست ہوتا [illegible]

المؤمنين [illegible] يوم [illegible] (خازن)

یعنی اہل ایمان کو کثرت سے دوست بنائیں کہ قیامت کے دن انہیں شفاعت کرنے کا اذن ہو جائے گا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ اِنِّیْ لَكُمْ

رسولوں کو۔ جب کہا انھیں ان کے بھائی نوح نے کیا تم ڈرتے نہیں ہو بیشک میں تمہارے لیے

رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۰۷﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ

رسول امین ہوں۔ پس ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور میری فرمانبرداری کرو اور میں نہیں طلب کرتا تم سے اس پر

اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۱۰﴾

کوئی اجرت۔ میرا اجر تو رب العالمین کے ذمہ ہے پس تم ڈرو اللہ سے اور میری پیروی کرو۔

قَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قَالَ وَمَا عِلْمِیْ بِمَا

انھوں نے کہا کیا ہم ایمان لے آئیں تم پر حالانکہ تمہاری پیروی کر رہے ہیں رذیل لوگ آپ نے فرمایا مجھے کیا خبر کہ وہ کیا

ابو سعید [illegible] (قرطبی)۔

۱۵ اب نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کے حالات پر روشنی ڈالی جا رہی ہے۔

۱۶ یہ اخوت اور بھائی چارہ نسبی ہے۔ دینی نہیں۔ یہاں آپ کو ان کا بھائی کہہ کر اس مخلصانہ اخلاص و خیرخواہی کی طرف اشارہ کر دیا جو ایک بھائی کے دل میں اپنے بھائیوں کے متعلق فطری طور پر پایا جاتا ہے۔ بتا دیا کہ کوئی اجنبی نہیں جسے تمہاری خوشی اور غم سے کوئی واسطہ نہ ہو بلکہ یہ تمہارا بھائی ہے۔ تمہاری طرح انسان ہے۔ اس کے سینے میں رحمت و ہمدردی کا چشمہ ہے اور تمہاری گمراہی سے اس کے سینہ میں سوز و گداز کی لہریں اٹھ رہی ہیں۔

۱۷ میری صداقت اور امانت کے تم روز اول سے گواہ ہو۔ اب میری بات ماننے میں کیوں پس و پیش کر رہے ہو۔ میں تو تمہیں اپنے مالک حقیقی کی ناراضگی سے ڈرانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ میرے پیش نظر کوئی ذاتی منفعت نہیں۔ میں تم سے کسی اجر اور معاوضہ کا مطالبہ نہیں کروں گا۔ میری ان مساعی کا اجر اسی کے ذمہ ہے۔

۱۸ وہ کہنے لگے آپ پر ایمان لانے والے سب کے سب ایسے لوگ ہیں جو خاندانی لحاظ سے گھٹیا ہیں۔ مالی لحاظ سے مفلس اور کنگال ہیں۔ معاشرہ میں انھیں کوئی عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا۔ ایسے کمین اور بے چارہ لوگوں کے پیشوا پر ایمان لا کر ہم اپنی سبکی نہیں کر سکتے۔ ارذلون۔ ارذل کی جمع ہے۔ [illegible] علامہ قرطبی اور علامہ آلوسی صاحب تفسیر روح المعانی لکھتے ہیں قال السمین الاقل جاها و مالا یعنی جاہ و مال میں سب سے کمتر کو ارذل کہتے ہیں۔

كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١١٢﴾ إِنْ حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي ۖ لَوْ تَشْعُرُونَ ﴿١١٣﴾ وَ

نیت سے یہاں واسطہ نہیں ف۱ ان کا حساب تو میرے رب کے ذمہ ہے کاش تمہیں حقیقت کا شعور ہو اور

مَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٤﴾ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ ﴿١١٥﴾ قَالُوا لَئِنْ

[illegible] ف۲ [illegible]

لَمْ تَنْتَهِ يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ ﴿١١٦﴾ قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي

[illegible]

كَذَّبُونِ ﴿١١٧﴾ فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِي وَمَنْ مَعِيَ مِنَ

[illegible]

ف۱ [illegible] ان سے کیا سروکار میں تو اتنا جانتا ہوں [illegible] کہ انہوں نے میری دعوت قبول کر لی ہے [illegible] اسلام میں داخل ہو گئے ہیں [illegible] کیا کرتے کہ ان لوگوں نے اس دین کو اس لیے قبول نہیں کیا کہ یہ دین حق ہے بلکہ وہ اس غرض سے [illegible] اللہ تعالیٰ کی توحید کو مان کر اس کے دین کو قبول کیا

ف۲ [illegible]

الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٨﴾ فَأَنجَيْنَاهُ وَمَن مَّعَهُ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ﴿١١٩﴾ ثُمَّ

اور جو میرے ساتھ ہیں اہل ایمان سے ۔ پس ہم نے بچا لیا انہیں اور جو ان کے ساتھ تھے بھری ہوئی کشتی میں ۔ پھر

أَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبَاقِينَ ﴿١٢٠﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم

پھر غرق کر دیا اس کے بعد باقی ماندہ لوگوں کو ۔ بیشک اس میں بڑی عبرت ہے اور نہ تھے ان میں سے اکثر

مُّؤْمِنِينَ ﴿١٢١﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٢٢﴾ كَذَّبَتْ عَادٌ

ایمان لانے والے ۔ اور بیشک آپ کا رب ہی سب پر غالب ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے ۔ جھٹلایا عاد نے (اپنے)

الْمُرْسَلِينَ ﴿١٢٣﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٢٤﴾ إِنِّي لَكُمْ

رسولوں کو ۔ جب فرمایا انہیں ان کے بھائی ہود نے کیا تم (اللہ سے) ڈرتے نہیں ۔ بیشک میں تمہارے لیے

رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٢٥﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٢٦﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ

رسول امین ہوں ۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو ۔ اور میں نہیں طلب کرتا تم سے اس (تبلیغ) پر

بل اسے پہلے دعا مانگنا چاہتا ہے چنانچہ اب وہ آپ کو دھکیل دینے پر آمادہ ہیں۔

جب آپ ان کے ایمان سے مایوس ہو گئے تو آپ نے یہ دعا کی یہاں فتح کا معنی قطعی فیصلہ ہے۔

مشحون، مملوءۃ، بھری ہوئی کشتی میں ہر چیز لادی جائے۔ الشحن بھرنا، دیگر معانی اسے مشتق الفاظ لکھتے ہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ضیاء القرآن جلد دوم، سورۃ ہود آیات ۴۰ تا ۴۹

عاد قوم عاد کا ذکر قرآن کریم میں متعدد مقامات پر آیا ہے ان کے حالات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ عرب قدیم کی قوم تھی [illegible] کے بعد انہیں [illegible] جزیرہ عرب کے [illegible] وسعت میں بے نظیر تھے۔ ان کی تعمیر میں [illegible] سمجھتے تھے تفصیل کے لیے ضیاء القرآن، جلد دوم، الاعراف آیت ۶۵ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔

آپ کی اخوت کا ذکر اس لیے کیا گیا تاکہ ان پر آپ کا امین اور خیر خواہ ہونا واضح ہو جائے

آپ نے بھی اپنی صداقت کے لیے وہی [illegible] استدلال کا پیش کیا [illegible] میرا دامن ہر قسم کی آلائش سے پاک ہے تم خود میری اخلاقی برتری اور دیانت کو تسلیم کرتے ہو [illegible] ایک بات میں جھوٹ [illegible] سب سابق [illegible] بات [illegible] یہ وعظ و نصیحت میں نے

أَجْرٍ ۚ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَٰلَمِينَ ﴿١٢٧﴾ أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ

ذرا سی بھی۔ میرا اجر تو اس ہستی پر ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے کیا تم تعمیر کرتے ہو ہر اونچے مقام پر ایک

آيَةً تَعْبَثُونَ ﴿١٢٨﴾ وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ ﴿١٢٩﴾ وَإِذَا

یادگار بے فائدہ کھیلتے ہوئے اور بناتے ہو مضبوط محلات گویا تم ہمیشہ رہو گے۔ اور جب گرفت

بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ ﴿١٣٠﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٣١﴾ وَاتَّقُوا

پکڑتے ہو تو پکڑتے ہو ظالم و جابر بن کر۔ پس ڈرو اللہ سے اور میری اطاعت کرو۔ اور ڈرو

[illegible]

ریع [illegible]

الریع [illegible] من الارض [illegible] مجاهد [illegible] الفج بین الجبلین (قرطبی)

[illegible]

[illegible] حضور نبی کریم [illegible] رہائشی عمارات پر تکلف بنانے کو ناپسند فرمایا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ببعض جسدی فقال كن في الدنيا كأنك غريب أو عابر سبيل وعد نفسك من أصحاب القبور (رواہ البخاری)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے جسم کو پکڑا اور ارشاد فرمایا کہ دنیا میں یوں زندگی بسر کرو گویا تو یہاں اجنبی ہے یا راہ گیر مسافر ہے اور اپنے آپ کو اصحاب قبور سے شمار کر۔

الَّذِیْٓ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ (۱۳۲) اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِیْنَ (۱۳۳) وَجَنّٰتٍ

اور ڈرو اس ذات سے جس نے مدد کی ہے تمہاری ان چیزوں سے جنہیں تم جانتے ہو مدد کی ہے تمہاری مویشیوں اور بیٹوں سے اور باغوں

وَّعُیُوْنٍ (۱۳۴) اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ (۱۳۵) قَالُوْا سَوَآءٌ

اور چشموں سے بیشک مجھے ڈر ہے تم پر بڑے دن کے عذاب کا [illegible] وہ بولے یکساں ہے

عَلَیْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِیْنَ (۱۳۶) اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ

ہمارے لیے خواہ آپ نصیحت کریں یا نہ ہوں آپ نصیحت کرنے والوں سے [illegible] نہیں ہے یہ مگر [illegible]

[illegible] ایک عام انسان کی دنیا [illegible] کہ جب صحت [illegible] وسیع حویلیاں اور شاندار محلات تعمیر کرتے [illegible] اور دوسری طرف ان کی [illegible] اپنے [illegible] اس کا [illegible] کسی سے [illegible] بڑی [illegible] اس پر [illegible] [illegible] تمام [illegible] شدید تھا [illegible] نہیں [illegible] [illegible] قرآن کریم [illegible] ان کے [illegible] آپ ان کے کردار اور معاشرے کے [illegible] [illegible] دیکھ کر کسی خستہ حال کو [illegible] ان کے دل میں ہمدردی کا جذبہ پیدا ہو [illegible] مادہ پرست قوموں میں یہی [illegible] ہے۔

[illegible] ان کی [illegible] کے بعد [illegible] کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس [illegible] [illegible] اطاعت و بندگی [illegible] دیتے ہیں [illegible] ان کی نجات کا [illegible] انحصار [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ کی [illegible] اور [illegible] ہدایت [illegible] [illegible] نصیحت [illegible]

[illegible] تفصیل ذکر فرما دیا [illegible] کے حواشی میں بتایا گیا ہے کہ یہ قوم احقاف کے علاقہ میں آباد تھی [illegible] ان کا پایۂ تخت حضرموت [illegible] اس وقت [illegible] [illegible] ان پر عذاب الٰہی آیا تو [illegible] گیا [illegible] آباد شہر [illegible] بستیاں اور [illegible]

الْأَوَّلِينَ ۝ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ۝ فَكَذَّبُوهُ فَأَهْلَكْنَاهُمْ ۗ إِنَّ فِي

[illegible]

ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ

[illegible] رب ہی سب پر غالب

[illegible] کوئی بات ماننے کے لیے تیار نہیں۔

[illegible] خلق الاولین [illegible]

[illegible] اس عذاب کا ذکر اس طرح فرمایا۔ وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَىٰ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۔ [illegible] ضیاء القرآن [illegible]

الرَّحِيمُ ﴿١٤٠﴾ كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٤١﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ

[illegible]

أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٤٢﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٤٣﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٤٤﴾ وَ

کیا تم ... سے نہیں ڈرتے۔ میں تمہارے لیے رسول امین ہوں۔ سو ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور میری پیروی کرو۔ اور

مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٤٥﴾

میں نہیں طلب کرتا تم سے اس پر کوئی معاوضہ۔ میرا معاوضہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔

أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هَاهُنَا آمِنِينَ ﴿١٤٦﴾ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿١٤٧﴾ وَزُرُوعٍ

[illegible]

وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ ﴿١٤٨﴾ وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِينَ ﴿١٤٩﴾

[illegible]

[illegible]

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ۚ وَلَا تُطِيْعُوْۤا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ

پس ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور میری اطاعت کرو۔ اور نہ پیروی کرو حد سے بڑھنے والوں کے حکم کی۔ جو فساد

يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ۝ قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مِنَ

برپا کرتے رہتے ہیں زمین میں۔ اور اصلاح نہیں کرتے۔ انہوں نے جواب دیا تم تو ان لوگوں میں سے ہو جن پر

الْمُسَحَّرِيْنَ ۚ مَاۤ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚ فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ

جادو کر دیا گیا ہے۔ نہیں ہو تم مگر ایک انسان ہماری مانند۔ پس لے آؤ کوئی معجزہ اگر تم سچوں میں سے

الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۚ

ہو۔ آپ نے فرمایا یہ اونٹنی ہے۔ ایک دن اس کے پانی پینے کی باری ہے اور ایک مقرر دن تمہاری باری ہے۔

ف [illegible] عمارت سازی کے فن میں انہیں بڑی مہارت حاصل تھی [illegible] کی وجہ سے گرد و نواح میں ان کی [illegible] شہرت تھی۔ فارھین [illegible] بعض [illegible] ابن عباس [illegible] صادق [illegible] میں دوسری قراءت فرھین کی ہے اس کا معنی ہے اشر، بطر، مغرور اور سرکش۔

ف [illegible] آپ نے ان کے سیاسی لیڈروں پر تنقید کرتے ہوئے فرمایا [illegible] ان سے [illegible] کی کوئی توقع نہیں کی جا سکتی۔ [illegible] اس قابل نہیں کہ تم [illegible] اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری پیروی کرو میں تمہیں [illegible] کی [illegible]

ف [illegible] وہ کہنے لگے [illegible] ہم اپنے [illegible] ہمیں اپنے [illegible] سے [illegible] پسند نہیں [illegible] جیسا نیک اور دانشمند آدمی [illegible] سے ہم نے بڑی [illegible] توقعات وابستہ کر رکھی تھیں [illegible]

ف [illegible] آپ ہماری طرح بشر ہیں [illegible] ہم آپ کو رسول کیسے مان لیں۔ کوئی معجزہ دکھائیں جس سے تمہاری صداقت کا ہمیں یقین ہو جائے۔

ف [illegible] حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ ثمود [illegible] مطالبہ کیا کہ اس چٹان سے سرخ رنگ کی [illegible]

وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوٓءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ فَعَقَرُوهَا

[illegible]

فَأَصْبَحُوا نَادِمِينَ ۝ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَ

[illegible]

مَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ كَذَّبَتْ

[illegible]

قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝

[illegible]

إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ

[illegible]

عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝١٦٥ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ

ساری خلقت سے اور چھوڑ بیٹھے ہو جو کچھ پیدا کیا تمہارے لیے تمہارے رب نے تمہاری بیویوں میں بلکہ تم قوم حد سے

قَوْمٌ عٰدُوْنَ ۝١٦٦ قَالُوْا لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ ۝١٦٧

[illegible]

قَالَ اِنِّىْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِيْنَ ۝١٦٨ رَبِّ نَجِّنِىْ وَاَهْلِىْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝١٦٩

[illegible]

فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ۝١٧٠ اِلَّا عَجُوْزًا فِى الْغٰبِرِيْنَ ۝١٧١ ثُمَّ دَمَّرْنَا

[illegible]

الْاٰخَرِيْنَ ۝١٧٢ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَاۗءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝١٧٣

[illegible]

اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝١٧٤ وَاِنَّ رَبَّكَ

بے شک اس میں بڑی عبرت کی نشانی ہے اور ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں اور بے شک تمہارا رب

ۓ پھر یہ بستیاں کس طرح تباہ و برباد کر دی گئیں؟ بائبل میں اس عذاب کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا: "تب خداوند نے اپنی طرف سے سدوم اور عمورہ پر گندھک اور آگ برسائی۔ اور اس نے ان شہروں کے سب رہنے والوں کو اور سب کچھ جو زمین سے اگا تھا غارت کیا۔

• مگر اس کی بیوی نے اس کے پیچھے مڑ کر دیکھا اور وہ نمک کا ستون بن گئی۔

• اور ابرہام صبح سویرے اٹھ کر اس جگہ گیا جہاں وہ خداوند کے حضور کھڑا ہوا تھا۔

اور اس نے سدوم اور عمورہ اور ترائی کی ساری زمین کی طرف نظر کی اور کیا دیکھتا ہے کہ زمین پر سے دھواں ایسا اٹھ رہا ہے جیسے بھٹی کا دھواں۔"

(پیدائش باب ١٩ آیت ٢٤ تا ٢٨)

لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ كَذَّبَ أَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ

پس وہ غالب ہی اور رحیم بھی ہے ۔ جھٹلایا ایکہ والوں نے رسولوں کو سلسلہ جب فرمایا

لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ

انہیں شعیب علیہ السلام نے کیا تم ڈرتے نہیں ہو ۔ بیشک میں تمہارے لیے رسول ہوں امین پس ڈرو اللہ تعالیٰ

وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ

سے اور میری پیروی کرو ۔ اور میں نہیں طلب کرتا تم سے اس پر کوئی اجر ۔ میرا اجر تو اس کے ذمہ ہے جو سارے

رَبِّ الْعٰلَمِينَ ۝ أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ۝ وَزِنُوا

جہانوں کا رب ہے ۔ پورا کیا کرو ماپ اور نہ ہو جاؤ کم تولنے والوں سے ۔ اور وزن کیا کرو

بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ۝ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا

سیدھے ترازو سے ۔ اور مت کم دیا کرو لوگوں کو ان کی چیزیں ، اور مت پھرو

سلسلہ سورۂ اعراف اور سورۂ ہود میں حضرت شعیبؑ اور آپ کے ساتھ آپ کی قوم میں جو گندے اعمال تھے اور اخلاقی برائیاں تھیں ان کا ذکر گزر چکا ہے یہاں بھی آپ کے ساتھ کا وہی انداز ہے اور اپنے مخالفین کو انہی برائیوں سے آپ کی تبلیغ کا [illegible] یہی [illegible] تھا اس لیے بعض حضرات نے یہ خیال کیا کہ اہل مدین اور اصحاب الایکہ ایک ہی قوم کے دو نام ہیں۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ دونوں علیحدہ علیحدہ قومیں تھیں جو الگ الگ علاقوں میں آباد تھیں۔ لیکن چونکہ ان کے علاقے آپس میں نزدیک تھے اور دونوں قومیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے تھیں اس لیے دونوں کی ہدایت کے لیے ایک ہی نبی حضرت شعیبؑ کو مقرر فرمایا گیا۔ نیز یہ دونوں قومیں [illegible] شاہراہوں کے قریب و جوار میں آباد تھیں اور تجارت پیشہ تھیں۔ [illegible] میں جو اخلاقی برائیاں عام طور پر پائی جاتی ہیں وہ ان میں بدرجہ اتم مشترک موجود تھیں۔ [illegible] عقیدہ سے دونوں برگشتہ ہو چکی تھیں اور شرک کی لعنت میں گرفتار تھیں۔ اس لیے حضرت شعیب علیہ السلام کے مواعظ ایک ہی طرح کے ہیں۔ [illegible] الایکۃ [illegible] جس [illegible] گھنے جنگل اور گھنے درختوں کا ذخیرہ [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوم جس علاقہ میں آباد تھی وہاں درختوں کے گھنے [illegible] جھنڈ بکثرت پائے جاتے تھے اس لیے انہیں اصحاب الایکہ [illegible] اور کسی خاص بستی

فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿١٨٣﴾ وَاتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ ﴿١٨٤﴾

ملک میں فساد برپا کرتے پھرتے۔ اور ڈرو اس سے جس نے پیدا فرمایا تمہیں اور اگلی خلقت کو۔ بولے تحقیق تم

قَالُوا إِنَّمَا أَنتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ﴿١٨٥﴾ وَمَا أَنتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَإِن

ان لوگوں میں سے ہو جن پر جادو کر دیا گیا ہے۔ اور آپ نہیں ہیں مگر ایک بشر ہماری مانند اور ہم تو تمہیں

نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿١٨٦﴾ فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ إِن

خیال کرتے ہیں کہ تم جھوٹوں میں سے ہو۔ تو گرا دو ہم پر کوئی ٹکڑا آسمان سے اگر

كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿١٨٧﴾ قَالَ رَبِّي أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٨٨﴾ فَكَذَّبُوهُ

تم راست بازوں میں سے ہو۔ آپ نے فرمایا میرا رب خوب جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ سو انہوں نے جھٹلایا

ایکہ ایک بستی کا نام تھا ... کی رائے ہے کہ مدین اور ایکہ دونوں ایک ہی بستی کے نام تھے۔

جبلة کا معنی خلیقہ ہے۔ اس رب سے ڈرو جس نے تمہیں بھی پیدا کیا اور تم سے پہلے جو مخلوق گزر چکی ہے اس کا بھی وہی خالق ہے۔

ان کی ساری معاشی خوشحالی کا انحصار بے ایمانیوں اور دھوکا بازی پر تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ حضرت شعیب کی نصیحت پر عمل کرنے سے برباد ہو جائیں گے۔ انہوں نے اپنی عقل کی بات سے ہی انکار کر دیا اور ان کی اصلاح کی طرف توجہ کرنا بھی مناسب نہ سمجھا۔ الٹا حضرت شعیب پر الزام لگا دیا کہ تم پر کسی نے جادو کر دیا ہے جبھی تو تم ہمیں ایسے مشورے دے رہے ہو جن پر اگر عمل کریں تو ہماری تجارت ٹھپ ہو جائے اور دولت و ثروت کی روانی کا سب سلسلہ یکدم ختم ہو جائے۔ کوئی ہوش مند آدمی اپنی قوم کو ایسا مشورہ نہیں دے سکتا جو اس کی اقتصادی تباہی کا سبب ہو۔ اے شعیب یقیناً تمہارا دماغ کام نہیں کر رہا۔ پہلے اپنا علاج کراؤ پھر ہمیں نصیحت کرنا۔

کسفا: ٹکڑا، قرطبی

جب آپ نے بہت اصرار کیا کہ وہ ان حرکات سے باز آ جائیں تو انہوں نے تنگ آ کر اور شرم و حیا کی چادر اتار کر کہہ دیا کہ ہم تمہاری بات نہیں مانتے۔ اب جاؤ جو تم ہمارا بگاڑنا چاہتے ہو کر دو۔

فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٨٩﴾

شعیب کو جھٹلایا پس انہیں چھتری والے دن کے عذاب نے پکڑ لیا ف۱ بے شک یہ بڑے دن کا عذاب تھا

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٩٠﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ

بے شک اس میں البتہ عبرت کی نشانی ہے اور نہیں تھے ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانے والے اور یقیناً آپ کا رب

لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٩١﴾ وَإِنَّهُ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٩٢﴾ نَزَلَ بِهِ

ہی سب پر غالب، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے اور یقیناً یہ کتاب رب العالمین کی اتاری ہوئی ہے ف۲ اترا ہے

الرُّوحُ الْأَمِينُ ﴿١٩٣﴾ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ﴿١٩٤﴾ بِلِسَانٍ

اسے لے کر روح الامین ف۳ آپ کے قلب منیر پر ف۴ تاکہ آپ ہو جائیں ڈرانے والوں میں سے واضح عربی

ع ۱۱

ف۱ ان پر عذاب اترا اس کی کیا کیفیت تھی اس کا ذکر نہیں فرمایا اس لیے اس کے بارے میں یقین سے کچھ کہنا مشکل ہے۔ البتہ ظلۃ کا لفظ بتا رہا ہے کہ ان پر کوئی ایسا عذاب نازل کیا گیا جس نے چھتری یا سائبان کی طرح انہیں سایہ کر لیا اور پھر وہ ہمیشہ کے لیے تباہ و برباد کر دیے گئے۔

ف۲ سورت کا آغاز اس بات سے ہوا تھا کہ کفار قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کا کلام ماننے کے لیے تیار نہیں تھے جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت فکر مند رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلب کو تسلی دینے کے لیے متعدد انبیاء اور ان کی قوموں کے حالات بیان فرمائے اب پھر سلسلہ کلام اسی مضمون کی طرف لوٹتا ہے کہ یہ کلام کسی انسان کا وضع کردہ نہیں بلکہ اسے اس نے اتارا ہے جو رب العالمین ہے اور اس کی ربوبیت جس نے انسان کی ہر ضرورت کا اہتمام کیا ہے۔ اس کی شان سے یہ بعید تھا کہ اس کی ہدایت و رہنمائی کے لیے کوئی اہتمام نہ فرماتا چنانچہ انسان کی اس سب سے بڑی ضرورت کی تکمیل کے لیے یہ کتاب مقدس نازل فرمائی۔

ف۳ لوگوں تک پہنچانے کے لیے یہ کتاب نازل ہوئی وہ روح الامین ہے یعنی وہ سراپا روحانیت بھی ہے اور امین بھی ہے۔ اس سے یہ توقع ہی نہیں کی جا سکتی کہ اس نے اپنی طرف سے کوئی حذف و ترمیم یا اضافہ کیا ہو۔ جس کلام کو اس کی امانت و حفاظت میں دیا گیا ہے اس میں اپنی طرف سے ادنیٰ سا تغیر بھی کر کے خیانت کا مرتکب ہو۔ اس کے پیش نظر جبریل امین کی یہ دو عظیم صفتیں بیان کی گئیں۔

ف۴ یعنی اس کا نزول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مطہر پر ہوا اور وحی جس میں نازل ہوا ہے اس میں کسی کی دخل

عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ﴿١٩٥﴾ وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ ﴿١٩٦﴾ أَوَلَمْ يَكُن لَّهُمْ آيَةً

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَن يَعْلَمَهُ عُلَمَٰٓؤُا بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ﴿١٩٧﴾ وَلَوْ نَزَّلْنَٰهُ عَلَىٰ بَعْضِ

آپ کی سچائی کی یہ دلیل کافی نہیں کہ جانتے ہیں آپ کو بنی اسرائیل کے علماء سلا اور اگر ہم اتارتے قرآن کو کسی غیر عربی

ٱلْأَعْجَمِينَ ﴿١٩٨﴾ فَقَرَأَهُۥ عَلَيْهِم مَّا كَانُوا۟ بِهِۦ مُؤْمِنِينَ ﴿١٩٩﴾ كَذَٰلِكَ سَلَكْنَٰهُ

پر سلا پھر وہ اس کو پڑھ کر سناتا تب بھی وہ ایمان لانے والے نہیں تھے یونہی ہم نے داخل کر دی

فِى قُلُوبِ ٱلْمُجْرِمِينَ ﴿٢٠٠﴾ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِۦ حَتَّىٰ يَرَوُا۟ ٱلْعَذَابَ ٱلْأَلِيمَ ﴿٢٠١﴾

یہ انکار کی عادت مجرموں کے دلوں میں سلا وہ ایمان نہیں لائیں گے اس پر جب تک دیکھ نہ لیں دردناک عذاب کو

سکتی۔ چنانچہ جس رسول کے قلب مقدس پر یہ کتاب نازل کی گئی ہے اس کی فصاحت سے [illegible] عاجز آ گئی [illegible] سب جیسے ہی اپنی شکست کو تسلیم کر [illegible] اور حضور پر ایمان [illegible] تکمیل فرمائی۔

سلا اہل مکہ یہود کو صاحب کتاب اور اہل علم خیال کیا کرتے تھے۔ انہوں نے ایک وفد یثرب کے علماء یہود کے پاس [illegible] اور حضور نبی کریم کے متعلق ان سے پوچھ گچھ کی۔ علماء یہود نے بتایا ان هذا لهو زمانه وانا لنجد في التوراة نعته وصفته کہ ان کے ظہور کا وقت آگیا ہے اور ان کی نعت و صفات تورات میں موجود ہیں لیکن اہل مکہ پھر بھی باز نہ آئے۔ آیت میں اسی طرف اشارہ ہے۔

سلا کفار کا انکار کسی معقول دلیل پر مبنی نہیں تھا بلکہ ہٹ دھرمی تھی جس میں وہ مبتلا ہو چکے تھے اور اپنے سراسر غلط موقف کو صحیح ثابت کرنے کے لیے کوئی نہ کوئی اعتراض گھڑ لیا کرتے تھے۔ جیسا کہ پہلے ذکر گزر چکا ہے ان کا ایک یہ بھی اعتراض تھا کہ حضور خود عربی ہیں اور [illegible] اس کے لیے [illegible] کلام [illegible] یہ فرمایا جا رہا ہے اگر ہم کسی غیر عربی پر بھی یہ کتاب نازل کر دیتے تب بھی تم اس پر ایمان لانے کے لیے تیار نہ ہوتے یہ محض بہانے ہیں اصل حقیقت یہ ہے کہ تم دل سے اس کلام کی عظمت کو تسلیم کرتے ہو لیکن زبان سے اقرار کرنے میں اپنی توہین محسوس کر رہے ہو۔

سلا یعنی اس کلام پاک کی صداقت تمہارے رگ و پے میں سرایت کر گئی ہے تمہارے دل مان چکے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے لیکن [illegible] کی وجہ سے [illegible] زبان سے [illegible] اور [illegible] معاشرہ محسوس نہیں [illegible] وہ [illegible] سلا [illegible] داخل کرنے کا اور مجرمین کا [illegible] قرآن کی دل میں [illegible] اشارہ کر [illegible] اس آیت کا معنی یہ کیا ہے کہ سلكنا التكذيب في قلوبهم کہ قرآن کریم کے جھٹلانے کو ہم نے ان کے دلوں میں داخل کر دیا ہے۔

فَيَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾ فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾

[illegible]

اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ﴿۲۰۵﴾ ثُمَّ جَآءَهُمْ

[illegible]

مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾ مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ ﴿۲۰۷﴾ وَمَآ اَهْلَكْنَا

[illegible]

مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ﴿۲۰۸﴾ ذِكْرٰى وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۰۹﴾ وَمَا

[illegible]

تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۱۰﴾ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۲۱۱﴾ اِنَّهُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ۞ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ

شیطان تو (اس کے) سننے سے بھی محروم کر دیے گئے ہیں۔ پس نہ پکارو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو ورنہ تو ہو جائے گا

مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ۞ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۞ وَاخْفِضْ

ان لوگوں میں سے جنہیں عذاب دیا جائے گا۔ اور آپ ڈرایئے اپنے قریبی رشتہ داروں کو۔ اور جھکائے رکھیے اپنا پر

جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۞ فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ

ان لوگوں کے لیے جو آپ کی پیروی کرتے ہیں اہل ایمان سے۔ پھر اگر وہ آپ کی نافرمانی کریں تو آپ فرمائیے

میں جھانک کر بھی دیکھ سکے۔

ف یعنی شیاطین کو کلام الٰہی کی گفتگو سننے سے ہی روک دیا گیا ہے اگر وہ ملائکہ کی باتیں سننے کی کوشش کرتے ہیں تو شہاب ثاقب سے ان کی [illegible] ہوتی ہے اور انہیں بھگا دیا جاتا ہے۔

ف اللہ تعالیٰ وحدہٗ لا شریک ہے اس کے ساتھ کسی غیر کو شریک ٹھہرانا سخت جرم ہے اگر آپ نے ایسا کیا تو تم عذاب میں مبتلا کیے جاؤ گے حضور علیہ السلام کو خطاب [illegible] ہے بنا کر [illegible] اور دوسروں کو سنانا مقصود ہے۔

ف صحیح میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صفا کی پہاڑی پر کھڑے ہو گئے اور بلند آواز سے پکارا یا صباحاہ، پھر بنی عدی، بنی فہر وغیرہ قریش کے قبائل کو ان کا نام لے لے کر بلایا۔ یہاں تک کہ سب جمع ہو گئے جو خود نہ آسکا اس نے کسی آدمی کو بھیج دیا تاکہ معلوم کرے کہ کیا بات ہے۔ جب سب جمع ہو گئے تو حضور نے فرمایا اگر میں تمہیں یہ بتاؤں کہ اس وادی میں ایک لشکر ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم میری بات مانو گے سب نے جواب دیا ہاں ہم مانیں گے کیونکہ آج تک ہم نے آپ کو غلط بیانی کرتے ہوئے نہیں سنا۔ حضور نے فرمایا تو سنو! فانی نذیر لکم بین یدی عذاب شدید میں تمہیں عذاب شدید کے آنے سے پہلے متنبہ کرتا ہوں کہ اگر تم کفر و شرک سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ کا عذاب تم پر ٹوٹ پڑے گا۔ ابولہب بولا [illegible] سے ناراض ہو کر کہنے لگا۔ تبا لک سائر الیوم الھذا جمعتنا۔ یعنی سارا دن تو برباد ہو کیا تو نے اس لیے ہمیں جمع کیا تھا۔ اس کی اس گستاخی کا جواب اللہ تعالیٰ نے دیا اور سورۂ تبت یدا ابی لہب نازل فرمائی جس کی پہلی آیت ہے تبت یدا ابی لھب وتب یعنی ٹوٹ جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ [illegible] جو [illegible] محبوب کی طرف گستاخانہ اشارہ کیا ہے اسے خود ہی تباہ و برباد ہو جائے۔

ف اہل ایمان کے ساتھ پیار اور شفقت سے سلوک کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے کہ ان کے ساتھ تواضع سے پیش آئیے۔ مزید [illegible] یہی ہے کہ اگر حضور رحمۃ للعالمین کی رحمت میں ہی کوئی [illegible] [illegible] ہوں اس [illegible] رحمت کا [illegible]

إِنِّي بَرِيٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۲۱۶﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ﴿۲۱۷﴾ الَّذِي

میں بری الذمہ ہوں ان اعمال سے جو تم کیا کرتے ہو اور بھروسہ کیجئے سب پر غالب ہمیشہ رحم کرنے والے پر ۲۱۴ جو آپ کو

يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ﴿۲۱۸﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ ﴿۲۱۹﴾ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۲۲۰﴾

دیکھتا رہتا ہے جب آپ کھڑے ہوتے ہیں ۲۱۵ اور (دیکھتا ہے) آپ کا پھرنا سجدہ کرنے والوں میں ۲۱۶ بیشک وہی سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے

سکتے وہ اس چشمۂ فیض سے ہی تشنگی کا ساماں نہیں کر سکتے۔ فرمایا اپنے پروں کو نیچے کرو تاکہ تیری رحمت للعالمینی کا سایہ ان کے سروں پر بھی پڑے۔ ذرا اپنے ہی دیکھ لو وہ غریب لوگ یہ چھوڑ کر چلے جائیں یا تیری رفاقت کو اپنے ضعیف اور شکستہ رو ساتھیوں کا لحاظ کرنا ہی پڑتا ہے۔

۲۱۳ اگر وہ آپ کی نافرمانی کریں تو کہہ دیجئے کہ میں تمہارے ان اعمال سے بیزار ہوں اور انہیں پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھتا۔ علامہ آلوسی نے یہاں خوب لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ فقل انی بری منکم یعنی یہ مت کہئے کہ میں تمہاری ذات سے بری الذمہ ہوں۔ یہ حکم نہیں دیا۔ فلیس فی ذلک ما یشعر بالتبری منہم کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو روز حشر گناہگاروں کی شفاعت کون کرتا۔ انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یؤمر بالتبری منہم مع ما ہم علیہ من العصیان [illegible]۔ (روح المعانی)

۲۱۴ فرمایا اپنے اس رب پر توکل کرو جو عزیز ہے یعنی ہر شخص پر غالب ہے علاوہ ازیں رحیم بھی ہے جس کا ابر رحمت ہر ایک کے لئے کشادہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صرف اس ذات پر توکل کرنا ہی چاہئے لان العزة كالعلة لصحة التوكل والرحمة كالعلة الداعية اليه۔ (روح المعانی)

۲۱۵ اے محبوب! اپنے اس رب کریم پر توکل کر جو عزیز بھی ہے اور رحیم بھی۔ اور اس کے علاوہ اس کی چشم عنایت و رحمت ہر وقت تجھے دیکھ رہی ہے تیری ہر ادا اس کو بھی ایسی ہے [illegible] جب تو قیام سے سرفراز ہو۔ یہاں تک کہ جب کہ آفتاب ہے تو اس وقت بھی وہ تجھے دیکھ رہا ہوتا ہے۔

۲۱۶ اس آیت کے متعدد معانی بیان کئے گئے ہیں۔ [illegible]

هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ۝ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ

میں بتلاؤں تم کو کس پر اترتے ہیں شیطان اترتے ہیں ہر جھوٹے

أَثِيمٍ ۝ يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ ۝ وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ۝

گنہگار پر لا ڈالتے ہیں سنی ہوئی بات اور بہت ان میں جھوٹے ہیں اور شاعروں کی بات پر چلیں وہی جو بے راہ ہیں

اور صحابہ کرام کے گھروں کا چکر لگانا یہ دیکھنے کے لئے کہ رات کے وقت کس حال میں ہیں آیا سو رہے ہیں یا مشغول عبادت ہیں، اور جب آپ ان کے گھروں کے پاس سے گزرتے تو تلاوت و ذکر اللہ کی آوازیں اس طرح آتی تھیں جیسے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ (کما قال تعالیٰ سمع لها دويا كدوي النحل من التلاوة) [illegible]

(۲) اور بعض نے حضرت ابن عباس سے اس کا یہ مفہوم بھی نقل کیا ہے کہ تقلب سے مراد منتقل ہونا اصلاب میں ہے یعنی جب آپ کا نسب یکے بعد دیگرے آپ کے آباء کی پشتوں سے منتقل ہوتا چلا آ رہا تھا تو اس تقلب پر بھی ہم آپ کو دیکھ رہے تھے، کیونکہ آپ کے آباء اجداد کو قرآن کریم نے ساجدین (سجدہ کرنے والے) کہا ہے۔ اس لئے اکثر علماء نے اس آیت سے حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین کے مومن ہونے پر استدلال کیا ہے اور اہل سنت والجماعت کے کثیر اجلاء (جیسے اللہ علیہ) کا یہی مسلک ہے، چنانچہ علامہ آلوسی لکھتے ہیں [illegible] الاصلاب ويراد بالساجدين المؤمنين واستدل بالآية على ايمان ابويه صلى الله عليه وسلم كما ذهب اليه كثير من اجلة اهل السنة [illegible] میں کہ جو شخص حضور کے والدین کریمین کے حق میں بے ادبی کے الفاظ کہتا ہے تو مجھے اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔ وانا اخشى الكفر على من يقول فيهما [illegible] على رغم انف على القاري واضرابه (روح المعانی)

اس قول کی تائید میں علامہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد احادیث بھی نقل کی ہیں جن میں سے ایک حدیث یہ ہے

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يلتق ابواي قط على سفاح لم يزل الله ينقلني من الاصلاب الطيبة الى الارحام الطاهرة مصفى مهذبا لا تتشعب شعبتان الا كنت في خيرهما (مظہری)

یعنی حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا میرے ماں باپ کبھی بدکاری پر جمع نہیں ہوئے اللہ تعالیٰ نے مجھے پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل فرمایا اس حال میں کہ میں صاف ستھرا تھا، جب بھی دو شاخیں ہوئیں تو میں ان میں سے بہتر میں رہا۔ [illegible] کے بعد کسی ایسی چیز کا کوئی احتمال ہی نہیں رہتا [illegible] مطلب یہ تھا کہ شیاطین کی مجال نہیں کہ وہ آپ کے قریب بھی پھٹک سکیں [illegible] کہ شیطان لا کر ملا

أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ ﴿۲۲۵﴾ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ﴿۲۲۶﴾

[illegible]

[illegible] کے پاس [illegible] شیطانوں کی آمد و رفت ہوتی ہے۔ افاک کثیر الافک بہت جھوٹ بولنے والا [illegible] بڑا بدکار

ف یعنی [illegible] شیطانوں کی بات کی [illegible] کان لگاتے ہیں پھر اس میں سو گنا اپنی طرف سے اضافہ کرکے بات کا بتنگڑ بناتے ہیں اور لوگوں کی [illegible] پر ڈالتے رہتے ہیں۔

ف کفار کا ایک الزام یہ بھی تھا کہ آپ شاعر ہیں [illegible] ان آیات میں اس الزام کا ابطال کیا جا رہا ہے [illegible] شاعروں کے پیروکار [illegible] قسم کے لوگ ہوتے ہیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کیا [illegible] ہے

یہاں ایک [illegible] مطلب ہے کہ شعر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانتَصَرُوا مِن

[illegible]

بَعْدِ مَا ظُلِمُوا ۗ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ

ع ۱۱ ۱۵

[illegible]

[illegible]

[illegible] کے جواب میں حضرت حسان نے فرمایا

هجوت محمدا فاجبت عنه — وعند الله في ذاك الجزاء
فان ابي ووالده وعرضي — لعرض محمد منكم وقاء
أتهجوه ولست له بكفء — فشركما لخيركما الفداء
لساني صارم لا عيب فيه — وبحري لا تكدره الدلاء

[illegible]

[illegible]

قرآن کی جانب میں تو یہ بات کہتا ہے جس کا تو بھروسہ نہیں ہے۔ تم دونوں میں سے جو بھلا ہے وہ اس پہلو جو جو تم میں سے اچھا ہے۔

میری زبان تیز تر رواں ہے اس میں کوئی نقص نہیں ہے اور میرا پر فصاحت آتا نہیں ہے کہ ذرا بل نکلتے سے وہ مکتہ نہیں ہوتا۔

——— حدیث پاک میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا حسن الشعر کحسن الکلام وقبیحہ کقبیح الکلام کہ اچھا شعر اچھے کلام کی طرح ہے اور برا شعر برے کلام کی طرح ہے۔ دوسری حدیث میں ہے ان من الشعر لحکمۃ بعض شعروں میں بڑی دانائی کی باتیں ہوتی ہیں۔

خلاصہ آخر میں کفار کو تہدید فرمائی کہ آج آپ طرح طرح کی من مانیاں کرتے ہو۔ عنقریب تمہیں پتا انجام معلوم ہو جائے گا تمہیں پتہ چل جائے گا کہ تم کتنے غلط کار تھے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کی تکذیب کر کے اور اس کے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بیجا الزامات لگا کر تم نے اپنے اوپر کتنا ظلم کیا تھا۔ منقلب: مرجع و مصیر۔ لوٹ کر آنے کی جگہ۔

اللہ تعالیٰ دعوت حق کو قبول کرنے کی توفیق دیجئے اور حیاتِ نو کی ہر وقت توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف سورۃ النمل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام:

اس سورت پاک کا نام النمل ہے ۹۳ آیت، ۷ ع مکی ہے۔ اس کی آیات کی تعداد ترانوے ہے۔ یہ ایک ہزار تین سو سترہ کلمات اور چار ہزار سات سو ترانوے حروف پر مشتمل ہے۔

زمانہ نزول:

اس سورت کا تعلق بھی مکی عہد کے درمیانی حصے سے ہے جب کفار کی مخالفت اپنے عروج پر تھی۔ غلط الزامات، طعن و تشنیع، بہتان طرازی کے طوفان برپا کرنے کے ساتھ ساتھ وہ اہل اسلام پر ظلم و ستم کی انتہا کر رہے تھے۔

مضامین:

۱۔ آغاز میں قرآن کریم کا تعارف کرایا گیا ہے کہ یہ اہل ایمان کے لیے سرچشمہ ہدایت ہے نیز یہ کسی انسان کی تصنیف نہیں جس میں قدم قدم پر جہالت اور ساری معذوریاں یا ماحول کے تقاضے اس کی اہمیت اور اس کی عالمگیر حیثیت کو مشکوک بنا دیتے ہیں بلکہ یہ خداوند کائنات کا کلام ہے جو حکیم بھی ہے اور علیم بھی۔ جس کی حکمت اور علم ہر نقص اور خامی سے بالاتر ہیں۔

۲۔ یہاں اس حقیقت کو بھی واضح کیا گیا ہے کہ اسلام نے عقیدہ قیامت پر ایمان لانے کو کیوں ضروری قرار دیا۔ یہ عقیدہ انسانی زندگی کو سنوارنے میں ایک فیصلہ کن حیثیت رکھتا ہے۔ متعدد مثالیں دے کر اس حقیقت کو واضح کر دیا۔ پہلے فرعون اور منکر قیامت اقوام کا ذکر کیا گیا ہے کہ جب ان کو طلب عیش و عشرت کی مہلت ملی تو اس نے اپنے خالق کا ہی انکار کر دیا اور اپنی رعایا پر ظلم و ستم کی انتہا کر دی۔ اپنے اقتدار کو برقرار رکھنا ہی اس کی زندگی کا مقصد وحید بن گیا اور اس مقصد کے حصول کے لیے وہ ہر حیلہ اور وحشیانہ حرکت کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ جب اس کے اپنے مقرر کیے ہوئے معیار کے مطابق حق واضح ہو گیا پھر بھی اس نے حق کو تسلیم کرنا اپنے لیے عار سمجھا اور اہل حق کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ کر تختہ دار پر لٹکا دیا۔ اس کی ہٹ دھرمی اور غرور اس کی بصیرت کے سامنے حائل ہو گئی۔ یہاں تک کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ ان کے پیچھے چل پڑا اور اپنے مظالم کے طوفان میں تنکوں کی طرح بہہ کر فنا ہو گیا۔

اس کے بعد حضرت سلیمانؑ کی سیرت بیان کی گئی۔ آپ کی سلطنت کی [illegible] عظمت سے کہیں [illegible]
[illegible] ہے [illegible] کے [illegible] بیان کر دی گئی ہے
[illegible] ایسے ایسے باکمال لوگ بھی ہیں جو [illegible]
[illegible] ہیں۔ یہی ہر کمال والے کو [illegible] پیدا ہو۔

[illegible] اقتدار [illegible]
[illegible] علم و فضل [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] انسان کی [illegible] حیثیت [illegible]
سکتا ہے۔

قوم ثمود اور قوم لوط کے واقعات بیان کر کے اس حقیقت کو بھی واضح کیا کہ جس سوسائٹی میں [illegible]
[illegible] انسان [illegible]
[illegible]
[illegible] دیتے ہیں۔ [illegible]
[illegible] (آیت ٤٨)۔ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] (آیت ٤٩)

قرآن کریم [illegible]
[illegible]

۴ - [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] آج بھی ان کا جواب نہیں۔

۴ آخر میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم کو مزید تسلی دے رہا ہے کہ ان کفار و مشرکین میں حق پذیری کی استعداد ہی نہیں۔ اگر اندھا سورج کی روشنی کو نہیں دیکھ سکتا تو یہ اس کی بدنصیبی ہے۔ نہ سورج کی روشنی کا قصور ہے اور نہ اس کی تابانی میں کوئی کمی ہے۔

۵ سرداران مکہ کی اس غلط فہمی کا بھی ازالہ کر دیا جس غلط فہمی میں آج بھی کئی بدنصیب اور ناسمجھ لوگ مبتلا ہیں۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ اگر ہم نے اسلام قبول کر لیا تو ہمارا سارا عمل ہی برباد ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر تم نے اسلام کی دعوت کو رد کر دیا تو اس سے اس کی عزت و اقبال میں کوئی کمی آ جائے گی یا آفتاب نبوت کی ضیا پاشیاں مدھم پڑ جائیں گی۔ سب کو وہ بات فرما دی فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ کی آیت ہو۔ یعنی یہ تمہاری خوش نصیبی ہے اگر تم اس دعوت کو قبول کر لو تو تم دونوں جہاں میں سرخرو ہو جاؤ گے اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تمہاری اپنی بدنصیبی ہو گی۔

سُوْرَةُ النَّمْلِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثٌ وَّتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ النمل مکی ہے اور اس کی ۹۳ آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

طٰسٓ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۙ ① هُدًى وَّبُشْرٰى

طٰسٓ ۱؎ یہ آیتیں ہیں قرآن کی اور روشن کتاب کی ۲؎ وہ سراپا ہدایت اور خوشخبری ہے

لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ ② الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ

اہل ایمان کے لیے ۳؎ جو صحیح صحیح ادا کرتے ہیں نماز، اور ادا کرتے ہیں زکوٰۃ ۴؎ اور وہ

۱؎ حروف مقطعات سے ہیں۔

۲؎ یہاں قرآن کو معرفہ اور کتاب کو نکرہ لایا گیا ہے لیکن سورۃ الحجر میں قرآن کو نکرہ، اور کتاب کو معرفہ ذکر کیا گیا ارشاد ہے تلک آیات الکتاب وقرآن مبین۔ اس کی کیا وجہ ہے اس کا جواب دیا گیا ہے کہ قرآن اور کتاب کی دو حیثیتیں ہیں ایک یہ کہ دونوں اس کلام الٰہی کے علم (اسم) ہیں جو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ دوسری یہ کہ یہ اس کلام کی صفتیں ہیں یعنی قرآن سے مراد وہ جو پڑھا جائے اور کتاب سے مکتوب جو لکھا جائے۔ جہاں انہیں معرفہ ذکر کیا جائے گا وہاں حیثیت علم (اسم) مذکور ہے اور جہاں نکرہ وہاں حیثیت صفت ملحوظ ہے۔ [illegible] کتاب مبین ہے [illegible] عظمت شان کے لیے ہے

۳؎ اگر مومنین کا تعلق دونوں سے ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ اہل ایمان ہی اس کتاب مبین سے فیضیاب ہوتے ہیں اس کی تعلیمات پر عمل کرکے علم و دین کی سعادت حاصل کرتے ہیں اس لیے یہ انہی کے لیے باعث ہدایت ہے اور یہی اس بات کے مستحق ہیں کہ دنیا و آخرت کی کامیابی کی انہیں بشارت دی جائے۔ منکرین نے چونکہ اس کی روشنی کو دیکھ کر آنکھیں بند کرلیں اور اس چشمہ شیریں سے اپنے منہ موڑ لیے [illegible] اس کی روشنیاں اور اس کی سیرابیاں ان کے لیے نہیں [illegible] اس قابل ہیں کہ انہیں یہ کتاب کوئی مژدہ جانفزا دے

ایک توجیہ یہ بھی کی گئی ہے کہ للمؤمنین کا تعلق صرف بشریٰ سے ہے یعنی اس کتاب میں ہدایت کا پیغام تو سب کے لیے یکساں ہے لیکن بشارت کی مستحق صرف وہ جماعت ہوگی جس نے اسے قبول کیا اور اس کے سانچے میں اپنی عملی زندگی کو ڈھالا

بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ

جو آخرت پر یقین رکھتے ہیں ۔ بے شک جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے خوبصورت بنا دیئے ان کی

اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ

نظروں میں ان کے اعمال تو وہ سرگرداں پھر رہے ہیں ۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے بدترین عذاب ہے اور یہی آخرت

یعنی وہ بسبب غرور اور ترہات و شبہات ہی کرتے رہتے ہیں وہ اس بات کے اہل نہیں کہ انہیں یہ کتاب کوئی دل خوش کن خبر سنائے ۔

ملہ تو یہ بالکل واضح ہی ہے جو [illegible] کا دعویٰ کہ [illegible] ایمان لانے کے بعد احکام الٰہی کی بجا آوری کیے بغیر جنت ملنا ہی محال ہے ۔ ان احکام میں سے سب سے اہم نماز کی فرضیت اور زکوٰۃ کی پابندی ہے جیسا ان کو اپنے مال سے زکوٰۃ نکالنا ہے ۔

ملہ [illegible] کے تمام متعلقین میں کسی [illegible] کا احساس ہو سکے ایسا ہے جیسا ذکر کیا گیا یعنی آخرت پر کہ اسلام پر کار بند ہونا [illegible] تکمیل نہیں ہے ۔ اپنے دل اپنی خواہشات اپنے آرام اپنے اوقات ، اپنی دولت اور سارے اوقات اپنی جان عزیز تک کا نذرانہ پیش کرنا [illegible] سے عقیدہ ہی کا ایمان کے ساتھ [illegible] جس کا اخروی صلہ یقینی ہو ۔ جہاں یہ اعتقاد پیدا ہوا اور یہ کہ یہ زندگی ہی حیات مستقل کا نام ہے تو اسے کیا پڑی ہے کہ خواہ مخواہ اپنے عیش و طرب کو بے مزہ اور تلخ بناتا ہے ۔

ملہ اہل ایمان کے ذکر کے بعد منکرین کے متعلق بتایا کہ وہ اپنے گناہوں اور بدکاریوں میں ایسے مگن ہیں کہ ایک لمحے کے لیے بھی اس سے دست کش ہونے کے لیے تیار نہیں [illegible] ہیں اور برے اعمال حسنہ کی چمک [illegible] ان کا دل [illegible] کی طرف [illegible] اطاعت کے اس خیر سے محروم ہو کر [illegible] حضرت ابراہیم علیہ السلام [illegible] اعمال [illegible] نسبت [illegible] کی طرف کی جاتی ہے [illegible] کی نسبت مسبب کی طرف کی گئی ہے [illegible] یہاں سبب کی طرف ۔

ملہ [illegible] ان کے عمل کی [illegible] ہے وہ بدکاریوں کے انجام کو نہیں دیکھ سکتی [illegible] [illegible]

فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ ۝ وَإِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْآنَ مِنْ لَدُنْ

میں سب سے زیادہ گھاٹے میں رہیں گے۔ اور بے شک آپ کو سکھایا جاتا ہے قرآن حکیم بڑے دانا سب

حَكِيمٍ عَلِيمٍ ۝ إِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِأَهْلِهِ إِنِّي آنَسْتُ نَارًا سَآتِيكُمْ

بہت علم والے کی جانب سے۔ یاد کرو جب کہا موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے کہ میں نے دیکھی ہے آگ۔ ابھی لے آتا ہوں تمہارے

مِنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ آتِيكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ۝

پاس وہاں سے کوئی خبر یا لے آتا ہوں تمہارے پاس آگ سے سلگا کر شعلہ تاکہ تم اسے تاپو۔ پھر جب

فَلَمَّا جَاءَهَا نُودِيَ أَنْ بُورِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحَانَ

آپ اس کے پاس پہنچے تو ندا آئی کہ بابرکت ہے جو اس آگ میں ہے اور جو اس کے ارد گرد ہے۔ اور پاک ہے

۵ العمہ فی البصیرۃ کالعمی فی البصر (بصیرت) یعنی کسی کام میں حیرت کے باعث متردد ہونا۔

۶ یعنی آپ کو یہ قرآن کسی انسان یا جن کی طرف سے نہیں ملا بلکہ جو ذات آپ کو یہ قرآن سکھاتی ہے وہ حکمت اور علم کی صفات جلیلہ سے متصف ہے۔

۷ حضرت شعیب علیہ السلام کی دس سال تک بکریاں چرانے کے بعد آپ اپنی اہلیہ کے ساتھ مصر جا رہے ہیں۔ موسم سرما کا ہے۔ رات کا وقت ہے۔ ہر طرف تاریکی چھائی ہوئی ہے۔ سخت ٹھنڈک محسوس کر رہے ہیں۔ اپنی منزل کا راستہ بھی معلوم نہیں۔ اسی کشمکش میں دور سے آگ چمکتی ہوئی نظر آئی۔ اہلیہ سے فرمایا تم یہاں ٹھہرو میں وہاں جاتا ہوں۔ آگ جل رہی ہے ضرور کوئی آدمی ہوگا جس سے صحیح راستہ بھی دریافت کروں گا اور آگ کا شعلہ لاؤں گا۔ الاؤ جلائیں گے اور آگ تاپیں گے۔

(اصطلی۔ آگ سینکنا۔ شہاب۔ شعلہ ساطعہ۔ آگ کا چمکتا شعلہ (راغب))

والقبس اسم لما یقتبس من جمر وما اشبہہ (قرطبی) یعنی وہ آگ جو کسی انگارہ وغیرہ سے سلگائی جائے آپ کا مقصد یہ ہے کہ وہاں جو آگ جل رہی ہے اس سے کوئی لکڑی وغیرہ سلگا کے آؤں گا اور پھر اس سے الاؤ جلائیں گے۔

۸ جب وہاں پہنچے تو وہاں عجیب ہی منظر دیکھا۔ آگ ہے بڑی روشن آگ لیکن نہ دھواں ہے اور نہ تپش۔ پاس کھڑا ایک سرسبز درخت ہے اس سے بھڑک رہی ہے۔ اس کی رنگت اور تازگی بڑھ رہی ہے۔ اچانک آواز آئی بڑی بابرکت ہے وہ ذات جو اس آتش نور میں ہے اور اس کا سارا ماحول بابرکت ہے۔

اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۸﴾ یٰمُوْسٰۤى اِنَّهٗۤ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۹﴾

و [illegible] سے پاک ہے [illegible] رب العالمین ہے [illegible] اے موسیٰ [illegible] میں ہی ہوں اللہ [illegible] عزت والا دانا [illegible]

وَ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّ لَمْ یُعَقِّبْ ؕ

اور ڈال دو اپنا عصا [illegible] پھر جب اسے دیکھا کہ وہ حرکت کر رہا ہے جیسے سانپ ہو تو آپ پیٹھ پھیر کر

یٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۫ اِنِّیْ لَا یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۰﴾ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ

دوڑ پڑے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا [illegible] اے موسیٰ ڈرو نہیں بیشک میرے حضور رسول ڈرا نہیں کرتے [illegible] بجز اس کے جس نے

[illegible] جہاں ایک جگہ پایا جاتا اس سے منتقل ہو کر [illegible] یہ خیال پیدا ہو سکتی تھی کہ اللہ تعالیٰ کسی خاص مکان میں جلوہ گر ہے [illegible] ہمارے [illegible] سے [illegible] اس کی [illegible] کیفیت کے ادراک سے [illegible] بہترین طریقہ تھا جو اختیار کیا گیا۔ فرمایا سبحان اللہ رب العالمین یعنی اللہ تعالیٰ پاک اور منزہ ہے جہت و مکان [illegible] تمام چیزوں سے جو [illegible] کے لوازم ہیں

[illegible] اس کی [illegible] شان ہی [illegible] ہے اور یہ بھی [illegible] ہے کہ اس کا [illegible] کام [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] نے تدبیر اسی کے مطابق کیا ہے

[illegible] یہ آگ نہ تھی [illegible] نور تھا [illegible] ہے

[illegible] موسیٰ علیہ السلام [illegible] دل میں یہ یقین راسخ کرنے کے لیے کہ یہ آواز حق کی آواز ہے کسی جن یا شیطان کی آواز نہیں اور [illegible] دیکھ [illegible] ہیں [illegible] آپ کو یہ معجزے بھی عطا فرما دیئے

قرآن کریم میں عصا کے سانپ بننے کو مختلف الفاظ سے بیان کیا گیا ہے کبھی اسے حیۃ کہا گیا اور کبھی ثعبان اور کبھی جان۔ حیۃ مطلق سانپ کو کہتے ہیں چھوٹا ہو یا بڑا۔ ثعبان اژدہا کو کہا جاتا ہے اور جان اس سانپ کو کہتے ہیں جو پتلا اور [illegible] ہو۔ [illegible] اس اختلاف [illegible] وجہ [illegible] یہ ہے [illegible] عصا سانپ بنتا تو ایک ہی [illegible] جب [illegible] سانپ کی شکل اختیار کرتا تو اسے حیۃ کہا گیا جب باریک سانپ بنا تو اسے جان کہا اور فرعون کے دربار میں ساحران مصر کے سانپوں پر جب جھپٹا تو اس وقت اژدہا کی صورت میں نمودار ہوا۔ اور بعض علماء کا یہ خیال ہے کہ تھا تو اژدہا لیکن اس میں پھرتی اور تیزی [illegible] تھی جیسے [illegible] میں ہوتی ہے۔ اس کی جسامت اور حجم کا لحاظ کر کے اسے ثعبان کہہ دیا اور اس کی پھرتی اور تیزی کا خیال کیا تو اسے جان کہا۔ النسفی القرطبی [illegible]

ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱﴾ وَاَدْخِلْ يَدَكَ

[illegible] بخشنے والا مہربان ہوں [illegible] اور

فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ فِيْ تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ

اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں [illegible] وہ نکلے گا سفید [illegible] بغیر [illegible] عیب کے [illegible] نو معجزات [illegible]

وَقَوْمِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۱۲﴾ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً

ساتھ [illegible] فرعون اور اس کی قوم کی طرف [illegible] بیشک وہ [illegible] لوگ ہیں [illegible] ہماری نشانیاں

قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۳﴾ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا

بصیرت افروز [illegible] تو کہنے لگے یہ [illegible] جادو ہے [illegible] انکار کر دیا [illegible] یقین [illegible] ان کے

وَّعُلُوًّا ۭ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۴﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا

اور [illegible] کیسا انجام ہوا [illegible] فساد کرنے والوں کا [illegible] اور بیشک ہم نے

جیسا کہ [illegible] (قرطبی)

شلہ یہ عصا [illegible] تھا جب اپنے عصا پھینکا [illegible] سانپ [illegible] دیکھا تو ڈر گئے اور پیٹھ پھیر کے بھاگ گئے [illegible] منصب رسالت پر [illegible] رسول جب [illegible] دربار میں حاضر ہوں [illegible]

شلہ [illegible] ظلم [illegible] رسول ہو

شلہ اگر ظلم کرنے کے بعد بھی کوئی سچے دل سے تائب ہو جائے تو میں اس کے گناہ بخش دیتا ہوں اور خوف سے نجات دے دیتا ہوں [illegible] ترغیب و ترہیب کا [illegible] کے [illegible] بھی اس کو اپنی رحمت واسعہ سے [illegible] ہونے کا مژدہ بھی دیا۔

شلہ دوسرا معجزہ ید بیضا کا عطا ہوا۔ اس کے علاوہ سات اور معجزوں سے مؤید کر کے فرعون کی طرف روانہ کیا کہ وہ راہ راست اختیار کرے۔

شلہ موسیٰ علیہ السلام نے اسے راہ راست پر چلنے کی دعوت دی، اسے بتایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور اس نے مجھے تیری طرف بھیجا ہے اور اس کی قوم کو اپنی صداقت کے ثبوت میں معجزات بھی دکھائے۔ ان کے دلوں میں یقین

دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى

[illegible] داؤد و سلیمان کو [illegible] اور [illegible] سب تعریفیں [illegible] جس نے [illegible]

كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ

[illegible] مومن بندوں پر [illegible] اور جانشین ہوئے سلیمان داؤد کے اور فرمایا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمۡنَا مَنۡطِقَ الطَّيۡرِ وَاُوۡتِيۡنَا مِنۡ كُلِّ شَىۡءٍ ؕ اِنَّ

اے لوگو! ہمیں سکھائی گئی ہے پرندوں کی بولی اور ہمیں عطا کی گئی ہیں ہر قسم کی چیزیں، بے شک

هٰذَا لَهُوَ الۡفَضۡلُ الۡمُبِيۡنُ وَحُشِرَ لِسُلَيۡمٰنَ جُنُوۡدُهٗ مِنَ الۡجِنِّ

یہی تو ہے نمایاں فضل [illegible] اور جمع کیے گئے سلیمان کے لیے اس کے لشکر جنوں

آپ کے سب سے چھوٹے فرزند تھے جن پر وراثت [illegible]۔ اگر اس سے مال و جائداد کی میراث لی جائے تو کہا جائے گا کہ داؤد کے سامنے [illegible] مال و جائداد کے وارث صرف حضرت سلیمان ہوئے اور باقی تمام بیٹے اور بیٹیاں محروم کر دی جائیں تو اس سے مراد علم اور [illegible] ہو سکتا ہے۔ اس لیے یہ ماننا پڑے گا کہ حضرت سلیمان کو جو وراثت ملی وہ ملک اور [illegible] حضرت علی [illegible] اور احادیث صحیحہ بھی اسی کی تائید کرتی ہیں کہ نبی مال و جائداد کی میراث نہیں چھوڑتے، علم و حکمت کی دولت [illegible] کی مزید وضاحت سورۂ مریم کی آیت ۶ کے حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

دوسرے تاریخی حوالوں کے علاوہ بائبل کی روایات سے بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ سے بڑے [illegible] سلاطین باب اول میں ہے۔

جب حضرت داؤد بہت بوڑھے ہو گئے تو ان کے ایک بیٹے ادونیاہ نے سر اٹھایا اور کہنے لگا میں بادشاہ ہوں گا اس نے ایک بڑی دعوت کا اہتمام کیا اور اپنے سب بھائیوں یعنی بادشاہ کے بیٹوں اور سب یہوداہ کے لوگوں کو جو بادشاہ کے ملازم تھے بلایا۔ [illegible] اپنے بھائی سلیمان کو نہ بلایا۔ (آیت ۵ تا ۱۰)

اللہ تعالیٰ نے جن خصوصی انعامات سے آپ کو سرفراز فرمایا تھا ان میں سے ایک یہ انعام بھی تھا کہ آپ پرندوں کی بولیاں سمجھتے تھے۔ ہمارا یہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ مختلف پرندے مختلف اوقات اور حالات میں مختلف قسم کی آوازیں نکالتے ہیں۔ جب وہ صبح [illegible] کرتے ہیں تو اور، جب ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو اور، جب کوئی شکاری پرندہ ان پر جھپٹتا ہے تو اور۔ غرضیکہ مختلف حالات میں ان کی آوازیں [illegible] پرندے بھی [illegible] سمجھتے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ انہیں اظہار بیان کے لیے بھی اللہ تعالیٰ نے قوت نطق [illegible] ہے۔ اللہ تعالیٰ اگر چاہے ایک پیغمبر کو ان کے کلام کے مفہوم پر مطلع کر دے تو کیا بعید ہے۔

اس کا مفہوم حضرت ابن عباسؓ سے یوں منقول ہے [illegible] جن چیزوں کی ضرورت دنیا و آخرت میں ہو سکتی تھی وہ بکثرت آپ کو عطا کی گئیں۔

ان سب نعمتوں کے ذکر کے بعد یہ تصریح کر دی کہ ان کا ملنا کوئی ذاتی کمال نہیں ہے بلکہ [illegible] یہ بخشش و عطا محض اللہ کا فضل و کرم ہے

وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ

انسانوں اور پرندوں سے بھی، وہ [illegible] یہاں تک کہ جب وہ [illegible] چیونٹیوں کی وادی

قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ

[illegible] تو ایک چیونٹی نے کہا [illegible] اپنے [illegible] میں گھس جاؤ کہیں سلیمان اور

۲۳ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر کا ذکر ہو رہا ہے کہ وہ تین حصوں پر مشتمل تھا جن، انسان اور [illegible] جو قرآن کریم کو اپنے خیالات اور نظریات کے [illegible] [illegible] اس آیت کی تشریح اس طرح کرتے ہیں کہ [illegible] [illegible]

[illegible]

۲۴ [illegible] (روح المعانی)

[illegible]

[illegible]

[illegible] الحق

[illegible] آپ [illegible] آپ [illegible]

[illegible] آپ کی [illegible] ہیں۔

آیت میں [illegible] استعمال [illegible] استعمال [illegible]

[illegible]

[illegible] ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٨﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ

[illegible]

رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْۤ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ

[illegible]

وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ

[illegible]

الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٩﴾ وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَاۤ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ كَانَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ﴿٢٠﴾ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗۤ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ

ہے کیا وہ غیر حاضر [illegible]

بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢١﴾ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ

[illegible]

بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ﴿٢٢﴾ اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ

[illegible]

[illegible] کرتے ہوئے عرض کی میں ایک ایسی [illegible] لایا ہوں جس کا [illegible] وہاں کے حالات [illegible] کا مشاہدہ کیا ہے اور [illegible] حالات میں [illegible] یاقوت حموی [illegible] سبا کے متعلق لکھتے ہیں [illegible] یمن کے ایک علاقہ کا نام ہے [illegible] کی مسافت پر ہے [illegible] کی اولاد وہاں [illegible] یہ علاقہ [illegible] جیسے بیروت

علامہ [illegible] سبا کے متعلق تفصیل لکھتے ہیں [illegible] ایک شہر کا نام ہے [illegible] یہ شہر [illegible] کثرت تھی [illegible] ایک [illegible] بارش ہوتی تھی [illegible] پانی [illegible] اس بند میں پانی [illegible] جس [illegible] کو سیراب [illegible] خوشحال ہو گئے [illegible] عیش و عشرت [illegible] جب ان کی نافرمانیاں حد سے تجاوز کر گئیں تو قہر الٰہی سیلاب کی صورت میں ظاہر ہوا۔ بند ٹوٹ گیا۔ سارا علاقہ برباد ہو گیا۔ اس کا ذکر قرآن میں کئی مواقع پر آیا ہے۔ وہاں مزید وضاحت کی جائے گی

[illegible] کے متعلق علامہ قرطبی نے حضرت ابن عباس کا یہ قول نقل کیا ہے

وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ﴿۲۳﴾ وَجَدْتُهَا وَقَوْمَهَا

اور اسے دی گئی ہے ہر قسم کی چیز سے اور اس کا ایک تخت عظیم الشان تخت ہے میں نے پایا ہے اسے اور اس کی قوم کو کہ وہ

يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ

سجدہ کرتے ہیں سورج کو بجائے اللہ تعالیٰ کے اور آراستہ کر دیئے ہیں ان کے لیے شیطان نے ان کے اع

فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ﴿۲۴﴾ أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ

مشغول اعمال کو پس اس نے روک دیا ہے انہیں سیدھے راستے سے پس وہ ہدایت قبول نہیں کرتے وہ کیوں نہیں سجدہ

الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَ

کریں اللہ تعالیٰ کو جو نکالتا ہے چھپی چیزوں کو آسمانوں اور زمین سے اور وہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو

مَا تُعْلِنُونَ ﴿۲۵﴾ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿۲۶﴾ قَالَ سَنَنْظُرُ

تم ظاہر کرتے ہو اللہ تعالیٰ نہیں ہے کوئی معبود بجز اس کے وہ مالک ہے عرش عظیم کا آپ نے فرمایا ہم ابھی دیکھتے ہیں کہ

قال ابن عباس کان عرش بلقیس [illegible] یعنی اس کا

عرض اسی ہاتھ طول چالیس ہاتھ، اور اونچائی تیس ہاتھ تھی۔

۲ اس کے مذہب کے متعلق بتایا کہ وہ اور اس کی قوم سورج کی پوجا کیا کرتی ہے۔

۳ یعنی شیطان نے ان کی گمراہی کو ان کے سامنے مزین کر کے پیش کیا ہے اس لیے وہ اس پر اس طرح فریفتہ ہو گئے ہیں کہ عقل کے سارے تقاضوں کو پس پشت ڈال دیا ہے۔

۴ علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت اَلَّا یَسْجُدُوْا لِلّٰہِ ہدہد کا کلام نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور اس میں امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات کو خطاب کیا جا رہا ہے۔

۵ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ ہم تیری اس بات کی پوری تحقیق کریں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حاکم کے سامنے اگر کوئی آدمی خبر پیش کرے تو وہ اس کو فوراً نہ جھٹلا دے نہ قبول کرے بلکہ اس کی چھان بین کرے اور تحقیق کرنے کے بعد اس کے متعلق فیصلہ کرے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے لیس احد احب الیه العذر من الله من اجل ذلك انزل الکتاب وارسل الرسل۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے زیادہ عذر کو پسند کرنے والا کوئی نہیں اسی لیے اس نے

أَصَدَقْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ

اس بات کی کہ تو نے سچ کہا ہے یا تو [illegible] جھوٹوں میں سے ہے [illegible] میرا یہ مکتوب اور پھینک دے اسے ان کی

ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْۤ اُلْقِيَ

طرف پھر ہٹ کر [illegible] ان سے اور دیکھ کہ وہ کیا [illegible] ہیں [illegible]

اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۹﴾ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳۰﴾

[illegible] سلیمان کی طرف سے ہے اور وہ [illegible] اللہ کے نام سے [illegible]

اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْۤ ع ۱۷ ۱۲

[illegible]

[illegible]

۲۷ چنانچہ آپ نے بلقیس کی طرف ایک خط لکھا جس کا مضمون اگلی آیت میں مذکور ہے [illegible] کہ اسے لے جا کر بلقیس کے پاس ڈال دو پھر اس کے نزدیک سے ہٹ جاؤ۔ القی کا معنی کسی چیز کو اس طرح پھینکنا کہ وہ تجھے دکھائی دے رہی ہے۔

(الالقاء طرح الشیء حیث تلقاه ای تراه ۔ مفردات)

لیکن جب ترکیب کلام یوں ہو جیسے اس آیت میں ہے تو اس کا معنی پہنچانا ہے۔ صاحب منجد اس کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں القی الشیء الی الاخر طرحه علیه والقی الیه القول وبالقول: ابلغه ایاه

۲۸ خط پہنچا کر [illegible] الگ [illegible] دیکھنا کہ اس کے بارے میں وہ باہم کیا بات چیت کرتے ہیں۔ [illegible]

یرجع بعضهم الی بعض من القول (قرطبی)

۲۹ لکھتے ہیں کہ جب ملکہ سبا اپنے درباریوں کے ساتھ [illegible] ہوتی تو [illegible] ان کے سوال [illegible] (بحر)

شروع کیا۔ جب بلقیس نے نگاہیں اوپر اٹھائیں تو اس نے وہ خط اس کی گود میں پھینک دیا [illegible]

[illegible] سے داخل ہوا اور [illegible] وہ خط اس کے سینے پر رکھ دیا بہر حال اس نے خط پڑھا تو اس کے [illegible]

اور اس کے پرجلال اسلوب کو دیکھ کر لرز گئی فوراً شاہی مشیروں کی مجلس مشاورت منعقد کی اور اس میں اس نے وہ خط پڑھ کر

سنایا اور ان سے رائے [illegible] کہا کرتی ہیں ہر معاملہ میں تم سے مشورہ کرنے کے بعد کوئی فیصلہ کیا کرتی تھی

اب بتاؤ اس خط کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے [illegible]

أَمْرِيْ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ۝ قَالُوْا نَحْنُ أُولُوْا قُوَّةٍ وَّ

اس معاملہ میں مجھے مشورہ دو میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا کرتی جب تک تم لوگ موجود نہ ہو۔ وہ کہنے لگے ہم بڑے طاقت ور اور

أُولُوْا بَأْسٍ شَدِيْدٍ وَّالْأَمْرُ إِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَأْمُرِيْنَ ۝ قَالَتْ إِنَّ

سخت جنگجو ہیں فٹ اور معاملہ آپ کے سپرد ہے آپ خود ہی دیکھ لیں کہ آپ کیا حکم دیتی ہیں فٹ ملکہ نے کہا

الْمُلُوْكَ إِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً أَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ

کہ بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اسے تباہ کر دیتے ہیں اور وہاں کے عزت داروں کو ذلیل کر دیتے ہیں اور یہی ان کا طور

يَفْعَلُوْنَ ۝ وَإِنِّيْ مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ

ہے۔ اور میں ان کی طرف ایک تحفہ بھیجتی ہوں پھر دیکھتی ہوں کہ قاصد کیا جواب لے کر لوٹتے ہیں

فٹ جو اہل الرائے وہاں موجود تھے انہوں نے کہا کہ جہاں تک فوجی قوت و سامان جنگ کی فراوانی اور شجاعت و مردانگی کا تعلق ہے وہ تو آپ سے پوشیدہ نہیں۔ آپ خود جانتی ہیں کہ قوت کے لحاظ سے ہم [illegible] بلا تامل لڑیں گے۔ بہرحال جنگ کی ذمہ داری لینے کے لیے ہم تیار ہیں۔ اس کے متعلق قطعی فیصلہ وہی ہوگا جو آپ کریں گی۔ آپ کے ہر حکم کو ماننے کے لیے بسر و چشم تیار ہیں۔

فٹ ملکہ کو حضرت سلیمان کی قوت و طاقت اور ان کے عظیم لشکر کا علم تھا اس لیے وہ انہیں تیار نہ ہوئی [illegible] شاہ کا مقابلہ کر کے ہم اپنی ہلاکت و بربادی کو دعوت دینے کی حماقت نہیں کر سکتے۔ کوئی اور تدبیر سوچنی ہوگی۔

اس آیت میں ملوکیت کے چہرے سے کیسے پردہ اٹھایا گیا ہے کہ وہ شاہوں کے بیڑے جس ملک میں پہنچتے ہیں اور جس ملک کو روند ڈالتے ہیں اس کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتے ہیں۔ اس کے معاشی وسائل پر اپنی اجارہ داری قائم کر لیتے ہیں اور وہاں کے اصل باشندوں کو غلاموں والی زندگی بسر کرنے کے لیے چھوڑ دیتے ہیں اور جو شخص غلامی کی ذلت گوارا نہیں کرتا [illegible] سیاسی استبداد پوری شدت سے [illegible] ہے۔ اس کی تاریخ [illegible] میں کہ ان کا یہ مقصد [illegible] اس حقیقت کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ آپ خود دیکھ سکتے ہیں کہ ان استعماری قوتوں کے قدم جہاں جہاں پہنچے ہیں وہاں کے رہنے والوں پر قیامت ٹوٹ پڑی ہے۔ وہ [illegible] کر دیے جاتے ہیں۔ [illegible] آزادی اور [illegible] سب سے بڑا [illegible] کا المیہ ہے

الْمُرْسَلُونَ ﴿٣٥﴾ فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَانَ قَالَ أَتُمِدُّونَنِ بِمَالٍ فَمَا آتَانِيَ اللَّهُ

[illegible]

خَيْرٌ مِّمَّا آتَاكُم بَلْ أَنتُم بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُونَ ﴿٣٦﴾ ارْجِعْ إِلَيْهِمْ

[illegible]

فَلَنَأْتِيَنَّهُم بِجُنُودٍ لَّا قِبَلَ لَهُم بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُم مِّنْهَا أَذِلَّةً وَهُمْ

[illegible]

صَاغِرُونَ ﴿٣٧﴾ قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَن يَأْتُونِي

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مُسْلِمِيْنَ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ

[illegible]

مَّقَامِكَ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ

[illegible]

اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ

[illegible]

[illegible]

قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۭ وَمَنْ شَكَرَ

[illegible]

فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ قَالَ نَكِّرُوْا

[illegible]

[illegible] تعجب [illegible] سب [illegible] اور آپ نے جب اس کے [illegible] ہو [illegible] یہ بات [illegible] کہ [illegible] سے [illegible] کا [illegible] اس [illegible] اس کا مطلب یہ ہے کہ [illegible] حقیقی شکر یہ ہے کہ اس نعمت کو اس طرح استعمال کیا جائے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی حمد اور خوشنودی ہو۔

[illegible] اللہ تعالیٰ کا شکر [illegible] اور [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible] امام رازی لکھتے ہیں [illegible] کسی نام کی تعیین [illegible] شخص میں یہ قوت اور طاقت پیدا ہونے کی وجہ یہ تھی کہ اس کے پاس علم من الکتاب کا علم تھا۔ اس آیت سے کرامات اولیاء کا ثبوت بھی ہو گیا اور یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک امتی [illegible]

لَهَا عَرْشَهَا نَنظُرْ أَتَهْتَدِي أَمْ تَكُونُ مِنَ الَّذِينَ لَا يَهْتَدُونَ ﴿٤١﴾

[illegible]

فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ أَهَكَذَا عَرْشُكِ قَالَتْ كَأَنَّهُ هُوَ وَأُوتِينَا الْعِلْمَ

[illegible]

مِن قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ وَصَدَّهَا مَا كَانَت تَّعْبُدُ مِن دُونِ اللَّهِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ

[illegible]

لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا قَالَ اِنَّهُ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ قَالَتْ

[illegible]

رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

[illegible]

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَرِيقٰنِ يَخْتَصِمُونَ ﴿٤٥﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُونَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ

[illegible]

الْحَسَنَةِ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُونَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٤٦﴾ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَ

[illegible]

بِمَنْ مَّعَكَ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُونَ ﴿٤٧﴾ وَ

[illegible]

[illegible]

[illegible] صالح ائتنا بما تعدنا ان کنت من المرسلین۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

كَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ۝٤٨

[illegible]

قَالُوا تَقَاسَمُوا بِاللَّهِ لَنُبَيِّتَنَّهُ وَأَهْلَهُ ثُمَّ لَنَقُولَنَّ لِوَلِيِّهِ مَا شَهِدْنَا

[illegible]

مَهْلِكَ أَهْلِهِ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ۝٤٩ وَمَكَرُوا مَكْرًا وَمَكَرْنَا مَكْرًا وَهُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَا يَشْعُرُونَ ﴿٥٠﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ أَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ

خبر بھی نہ تھی۔ سو دیکھ لو ان کی چال کا کیا انجام ہوا [illegible]

أَجْمَعِينَ ﴿٥١﴾ فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا ۗ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ

ان کی ساری قوم کو [illegible] یہ ہیں ان کے گھر [illegible] بیشک اس میں عبرت ہے اس قوم کے لیے

يَعْلَمُونَ ﴿٥٢﴾ وَأَنْجَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿٥٣﴾ وَلُوطًا إِذْ قَالَ

[illegible] اور لوط کو (بھیجا) جب آپ نے کہا

لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُونَ ﴿٥٤﴾ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ

قوم سے [illegible] بے حیائی کا [illegible] کیا تم جاتے ہو مردوں کے پاس شہوت رانی

شَهْوَةً مِنْ دُونِ النِّسَاءِ ۚ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ﴿٥٥﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ

کے لیے (اپنی) بیویوں کو چھوڑ کر [illegible] لوگ ہو ۔ پس نہیں تھا آپ کی قوم کا جواب

قتل کی سازش شروع ہوئی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کر دیا۔

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْٓا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ

[illegible]

يَّتَطَهَّرُوْنَ ۝ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۡ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝

[illegible]

وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ

[illegible]

وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ۭ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً

بھلا وہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا [illegible] آسمان سے پانی۔

فَأَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَّا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا

پھر اس سے [illegible] باغات۔ تمہاری طاقت میں نہ تھا کہ [illegible] ان کے درخت

ءَ إِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ﴿٦٠﴾ أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ

کیا کوئی اور معبود ہے اللہ کے ساتھ؟ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] روح المعانی

[illegible]

قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۞ ٹ

کے درمیان آڑ [illegible] کیا کوئی اور معبود ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ؟ بلکہ ان میں سے اکثر لوگ بے علم ہیں۔ ٹ

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ

بھلا کون قبول کرتا ہے، ایک بیقرار کی فریاد جب وہ اسے پکارتا ہے اور دور کرتا ہے تکلیف کو اور [illegible]

اب آپ سے فرمایا، ٹ [illegible] کا کیا مفہوم ہے

ٹ اس کرۂ ارضی کو [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] پانی کی [illegible] کے لیے نہایت معتدل کر دی ہیں [illegible] پہاڑوں کی شکل میں [illegible] جیسے [illegible] اور [illegible] ہیں جو [illegible] پانی [illegible] ہر جگہ ہے تمہارے لیے پانی کا ذخیرہ فراہم کیا [illegible] پانی [illegible] جیسی [illegible] نہیں [illegible] پانی [illegible]

ٹ [illegible] سمندر [illegible] اگر [illegible] ایک حالت پر قرار [illegible] انسان [illegible] ہر وقت [illegible] یہ [illegible] کی صحت [illegible] تمہاری [illegible] اور [illegible] ہو جاتی ہیں [illegible] حکمت سے [illegible] پانی [illegible] رکھا ہے کہ وہ اپنی [illegible] حرکت سے [illegible] باعث [illegible]

ٹ [illegible] پانی [illegible] سے [illegible] اور [illegible] ہر وقت [illegible] طبیعت [illegible] مرتے [illegible] کے وجود [illegible] کیا حال [illegible] پانی [illegible]

ٹ اب بتاؤ یہ سب [illegible] کوئی اور [illegible] شریک [illegible] سکے [illegible] تم [illegible] اور [illegible] بڑی حماقت کوئی اور بھی ہو سکتی ہے

ٹ مضطر [illegible] اور [illegible] کر [illegible] (قرطبی)

[illegible] ایک [illegible] کی [illegible] اور [illegible] جب [illegible] اٹھا [illegible] کوئی [illegible]

خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾

بنا دیتے تمہیں زمین میں اگلوں کا جانشین کیا کوئی اور معبود ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ؟ تم بہت کم غور و فکر کرتے ہو۔

اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ

بھلا کون راہ دکھاتا ہے تمہیں بر و بحر کے اندھیروں میں اور کون بھیجتا ہے ہواؤں کو خوشخبری دینے کے لیے

وعید سے دعا کرے۔ اس کا معبود صرف اللہ تعالیٰ کی شان رحمت پر ہو۔ قال سہل بن عبداللہ المضطر هو الذی اذا رفع یدیه الی الله داعیا لم یکن له وسیلة من طاعة قدمها (قرطبی)

غور کیجئے اب ایک اور بات پر بھی بات ہو رہی ہے جس کا تعلق کسی بیرونی چیز کے ساتھ نہیں جس کو فلسفی طور پر دیکھ سکتے ہوں بلکہ اس کا تعلق ہر کسی کی اپنی ذات سے ہے اور جس کو ہر ایک خوب سمجھتا ہے۔ مثلاً ایک شخص خواہ وہ کتنا ہی ذی جاہ، ذی مال ہو اس پر مشکل بھی آتی ہے۔ کوئی افتاد ایسی پڑتی ہے جب اس کی ذاتی کاوشیں، مادی وسائل، اس کے دوست احباب سب بے بس ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اس کا دل و دماغ اعتراف بھی کرتا ہے کہ اس گرداب بلا سے اسے اس کی کوئی تدبیر کوئی حیلہ بچا نہیں سکتا۔ اس وقت اس کی نگاہ اللہ تعالیٰ کی طرف اٹھتی ہے اور وہ یقین کرتا ہے کہ اب اس کی چارہ سازی کے سب دروازے بند ہیں۔ کیونکہ اس قسم کے حالات سے ہر شاہ و گدا، امیر و فقیر، عالم و جاہل کو واسطہ پڑتا ہے۔ اس لیے ان سے سوال کیا جا رہا ہے کہ اس وقت تم بھی اعتراف کرتے ہو کہ تمہارے تراشے ہوئے معبود اس مشکل گھڑی میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہے جو تمہاری اس مشکل گھڑی میں تمہاری مدد کرتا ہے۔ دشمن کو ہلاکت سے نکالتا ہے تو پھر تم کیوں اس کی وحدت قبول نہیں کرتے۔ اور کیوں اس کی توحید پر ایمان نہیں لاتے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے غلاموں کو مصائب و آلام میں یہ دعا پڑھنے کی ہدایت فرمائی ہے وہ تحریر ہے تاکہ سب غلامان مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء اس سے استفادہ کر سکیں۔ عن ابی بکرة قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعوات المضطر

اللهم رحمتك أرجو فلا تكلني الى نفسي طرفة عين واصلح لي شأني كله لا اله الا انت (قرطبی عن ابی داود)

"اے اللہ! میں صرف تیری رحمت کا امیدوار ہوں۔ مجھے آنکھ جھپکنے کی دیر بھی میرے نفس کے حوالہ نہ کر، میرے سب کام درست فرما دے۔ تیرے بغیر کوئی معبود نہیں"

لکے پھر ان سے پوچھا جا رہا ہے کہ جب رات کی تاریکیوں میں تم سفر کر رہے ہوتے ہو۔ اس وقت منزل مقصود کا پتہ تمہیں کون دیتا ہے۔ اسی کے روشن کیے ہوئے ستاروں کو دیکھ کر تم اپنا راستہ دریافت کرتے ہو۔ اگر دن کے وقت جب سورج کی روشنی ہر سو پھیلی ہوتی ہے بیابانوں کے وقت جب ستارے چھپ جاتے ہیں اللہ تعالیٰ تمہیں بتلا دے تو

بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَىْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا

خوشخبری دینے کو اپنی رحمت سے پہلے ف کیا کوئی اور معبود ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ برتر ہے اللہ تعالیٰ ان سے جنہیں

يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۳﴾ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ

وہ شریک ٹھہراتے ہیں بھلا وہ کون ہے جو پہلی بار پیدا کرتا ہے مخلوق کو پھر دوبارہ پیدا کرے گا اسے اور کون ہے جو رزق دیتا ہے

مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ

تمہیں آسمان اور زمین سے ف کیا کوئی اور معبود ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ فرما دیجئے لاؤ اپنی دلیل پیش کرو

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۶۴﴾ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اگر تم سچے ہو ف آپ فرما دیجئے نہیں جان سکتے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں غیب کو

الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ ادّٰرَكَ

سوائے اللہ تعالیٰ کے ف اور وہ نہیں جانتے کہ انہیں کب اٹھایا جائے گا ف بلکہ ختم ہو گیا ہے ان کا

کون اور خدا ہے جو اس وقت تمہاری دستگیری کرے بے شک بعد تمہیں تمہاری منزل پر پہنچا دے۔ ہرگز نہیں

ف یہ ایک دوسری مثال ہے کہ جب مینہ برستا ہے تو اس سے پہلے ہی ہوائیں چلنا شروع ہو جاتی ہیں اس سے پہلے ٹھنڈی ہوا کے جھونکے آنے شروع ہو جاتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ رحمت خداوندی کی آمد آمد ہے اور افسردہ دل شگفتہ ہو جاتا ہے کہ بارش پہنچنے والی ہے تم اختیار کرنا چاہتے ہو اس کے لیے تمہیں کوئی دوسرا مل جاتا ہے۔ تو تم ایسے رحیم اور کریم رب کو چھوڑ کر دوسری چیزوں کو اپنا معبود بناتے ہو۔ کیا تم کچھ بھی عقل سے کام نہیں لیتے

ف اللہ تعالیٰ کو خالق تو مانتے تھے لیکن اعادہ حیات اور وقوع قیامت کے وہ قائل نہ تھے۔ انہیں سمجھایا جا رہا ہے کہ جب وہ پیدا کر سکتا ہے تو دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل کام ہے بلکہ دوسری بار پیدا کرنا تو پہلی بار سے زیادہ آسان ہے۔

ف اپنے علم، کمال اور صفات کمال میں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں تو پھر کسی کو اس کا شریک ٹھہرانا کتنی بڑی حماقت ہے۔ آخر میں فرمایا کہ یہ دلائل جو تمہارے سامنے پیش کیے گئے ہیں اگر تمہارے پاس ان کے مقابلہ میں اپنے کسی شریک کے ثبوت میں کوئی دلیل ہو تو پیش کرو ہمیں اس کا انتظار ہے

ف اللہ تعالیٰ کی توحید پر دلائل واضحہ اور براہین ساطعہ ذکر کرنے کے بعد اب اللہ تعالیٰ کے علم غیب کا بیان ہو رہا ہے۔

اور بتایا جاتا ہے کہ تخلیق کائنات، تدبیر شئون عالم [illegible] اور [illegible] کی [illegible] وغیرہ صفات میں جس طرح اس کا کوئی شریک نہیں، اسی طرح اس کی صفت علم میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں۔ غیب کسے کہتے ہیں، جس کا معنی کیا ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں: والغیب ما غاب عن الحواس و [illegible] العقل (المفردات)۔ یعنی وہ علم جو حواس کی رسائی سے بالاتر ہو اور جو قوت عقل سے بھی ماورا ہو۔ [illegible] میں آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہوگا کہ زمین و آسمان میں جتنی موجودات ہیں فرشتے، جنات، انسان جن میں علماء، اولیاء، انبیاء اور اولوالعزم رسل بھی داخل ہیں، [illegible] یہ صفت صرف اللہ تعالیٰ کی ہی شان ہے کہ وہ عالم الغیب ہے۔ جس طرح اس کی ذات [illegible] دیگر صفات میں کوئی اس کا ساجھی نہیں، اسی طرح اس کی صفت علم میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی شخص اس کی صفت علم میں کسی کو شریک بنائے گا تو وہ بھی اسی طرح مشرک ہوگا اور دائرہ اسلام سے خارج ہوگا جس طرح اس کی دوسری صفات میں کسی کو شریک ٹھہرانے والا یا اس کی ذات کی طرح کسی کو واجب الوجود ماننے والا مشرک ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

قرآن کریم کی آیات کا مفہوم بیان کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ انسان اس بات کا یقین رکھے کہ آیات کا ایسا مفہوم اور تشریح بیان کی جانی چاہئے جو قرآن کی دوسری آیات کے ساتھ مطابقت رکھتا ہو۔ ورنہ وہ قرآن میں تضاد ثابت کرنے کے ساتھ اپنے [illegible] بھی پیدا کرے گا جب یہ مانا جائے کہ قرآن کی بعض آیتیں دوسری آیتوں سے ٹکراتی ہیں اور تکذیب کرتی ہیں (العیاذ باللہ) اور وہ کتاب جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کا مخالف اور مکذب ہو وہ کسی عقلمند انسان کا کلام بھی نہیں کہلا سکتا چہ جائیکہ اسے خداوند حکیم کا کلام کہا جائے جو علیم بھی ہے اور حکیم بھی۔

قرآن کریم نے اپنے کلام الٰہی ہونے پر دیگر دلائل کے علاوہ ایک یہ دلیل بھی پیش کی ہے کہ اس میں اختلاف نہیں پایا جاتا۔ ارشاد ہے: ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا (۴: ۸۲)

یعنی، اگر یہ غیر اللہ کا کلام ہوتا تو تم اس میں بکثرت اختلاف اور تضاد پاتے۔ گویا قرآن میں اختلاف کا نہ پایا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

اگر [illegible] کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس آیت کا ترجمہ کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ [illegible] ہے وہ غیب [illegible] حالانکہ قرآن کی بے شمار آیتیں [illegible] نزول وحی کا، قیامت، جنت و دوزخ کا علم ہے اور ان پر ہمارا ایمان ہے۔ علاوہ ازیں تمام علوم غیبیہ کی [illegible] بیسیوں آیات اور صحیح احادیث سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا امور غیبیہ پر مطلع ہونا ثابت ہے اس لیے ہمیں اس آیت میں غور کرنا چاہیے کہ اس کا مطلب کیا ہے۔ علماء کرام نے تصریح کی ہے کہ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بتلائے اور سکھائے بغیر کوئی بھی غیب پر آگاہ نہیں ہو سکتا۔ خود قرآن حکیم نے بھی اس قول کی تصریح فرما دی۔ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا۔ الا من ارتضی من رسول (۷۲: ۲۶-۲۷) یعنی اللہ تعالیٰ غیب کا جاننے والا ہے اور وہ اپنے غیب پر کسی کو آگاہ نہیں کرتا

اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

اس آیت سے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی تمام صفات کمال کی جامع ہے اس کی یہ صفت بھی ذاتی ہے۔ ذاتی بھی اور غیر متناہی بھی یعنی ایسا نہیں کہ وہ پہلے کسی چیز کو نہیں جانتا تھا اب جان گیا ہے بلکہ وہ ہمیشہ ہمیشہ سے ہر چیز کو اس کے پیدا ہونے سے پہلے بھی اس کی جزئیات سمیت جانتا ہے اور اس کے ہونے کے بعد بھی ہر تفصیل سمیت جانتا ہے نیز اس کا یہ علم لا متناہی ہے کسی سبب کا محتاج نہیں ہے نیز اس کے علم کی کوئی حد نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کے لیے بھی یہی عقیدہ اور کیفیت کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کو اس کے لیے ثابت کرے تو وہ بلاشبہ شرک کا مرتکب ہوگا

اس لیے حضور پرنور امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے متعلق عقیدہ رکھا جائے کہ آپ کا علم اللہ کی طرح قدیم نہیں بلکہ حادث ہے یعنی پہلے نہیں تھا بعد میں اللہ تعالیٰ کے تعلیم کرنے سے حاصل ہوا۔ عقیدہ رکھا جائے کہ آپ کا علم ذاتی نہیں بلکہ عطائی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے عطا کرنے سے حاصل ہوا۔ نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم اللہ کی طرح غیر متناہی اور غیر محدود نہیں بلکہ متناہی اور محدود ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم غیر متناہی کے مقابلہ میں حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کی نسبت اتنی بھی نہیں جتنی پانی کے ایک قطرہ کو بحر کے ساتھ حاصل ہے

اس اتنا فرق ضرور ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ علم عطائی اور متناہی ہونے کے باوجود [illegible] تمام مخلوقات سے بڑھ کر ہے اس کی وسعتوں کا اندازہ لگانا [illegible] ہے۔ [illegible] جبرائیل امین کی [illegible] کا احاطہ [illegible] اس سے [illegible] بندے کی بات [illegible] تنگ ہے [illegible] ہم [illegible] کیا ہوگا۔

اس لیے ہمیں اس معاملہ میں زبان سے نہیں [illegible] جو کچھ بتایا ہے ہم اس کو حق تسلیم کرتے ہیں اور اسی پر ہمارا ایمان ہے اسی کی روشنی میں [illegible] قول حبیب [illegible] ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأیت ربی عز وجل فی احسن صورۃ قال فیم یختصم الملأ الاعلیٰ قلت انت اعلم قال فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردہا بین ثدیی فعلمت ما فی السموات والارض

ترجمہ: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں نے اپنے رب کو بہترین صورت میں دیکھا [illegible] ملاء اعلیٰ کس بات میں بحث کرتے ہیں میں نے عرض کیا تو بہتر جانتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا ہاتھ میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی۔ پس میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں میں تھا اور زمین میں تھا۔

اس حدیث پاک کی شرح کرتے ہوئے حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مشکوٰۃ کی شرح اشعۃ اللمعات میں تحریر فرماتے ہیں:

پس دانستم ہر چہ در آسمانہا و ہر چہ در زمینہا بود عبارت است از حصول تمامہ علوم جزوی و کلی و احاطہ آں

ترجمہ: پس جو چیز آسمانوں میں تھی اُسے بھی میں نے جان لیا اور جو چیز زمینوں میں تھی اسے بھی میں نے جان لیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ اس ارشادِ نبوی کا مقصد یہ ہے کہ تمام علوم جزوی اور کلی مجھے حاصل ہو گئے اور ان کا میں نے احاطہ کر لیا۔

علامہ علی القاری علیہ الرحمۃ اپنی کتاب المرقاۃ شرح المشکوٰۃ میں پہلے اس حدیث کا مفہوم بیان کرتے ہیں۔ اس کے بعد شارحِ بخاری علامہ ابن حجر کا قول نقل کرتے ہیں۔ یہاں بیان مقصد کو طول دینے سے بچتے ہوئے صرف علامہ ابن حجر کے قول پر اکتفا کرتا ہوں

قال ابن حجر اى جميع الكائنات التى فى السموات بل وما فوقها   والارض هى بمعنى الجنس اى جميع ما فى الارضين السبع وما تحتها   يعنى به ما تعلق ارى ابراهيم عليه الصلوة والسلام ملكوت السموت والارض وكشفه له ذلك وفتح عليه ابواب الغيب۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۳۰۲)

ترجمہ: علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تمام کائنات جو آسمانوں میں تھی بلکہ ان کے اوپر بھی جو کچھ تھا اور جو کائنات سات زمینوں میں تھی بلکہ ان کے نیچے بھی جو کچھ تھا وہ سب معلوم ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہی دکھلائی تھی وہ سب آپ پر منکشف کیا تھا اور آپ پر اللہ تعالیٰ نے غیب کے دروازے کھول دیئے ہیں:

ممکن ہے اس حدیث کی صحت کے بارے میں کسی کو شک ہو اس لیے اس کے متعلق مشکوٰۃ کے مصنف کی رائے لکھ دیتے ہیں جو انہوں نے یہ حدیث مستند طرق سے نقل کرنے کے بعد تحریر کی ہے۔ اگر دل میں حق پذیری کا جذبہ موجود ہے تو یقیناً تسلی ہو جائے گی۔

رواه احمد والترمذى وقال هذا حديث حسن صحيح وسألت محمد بن اسمعيل البخارى عن هذا الحديث فقال هذا حديث صحيح۔ (مشکوٰۃ شریف۔ کتاب الصلوٰۃ)

اس حدیث کو امام احمد اور امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کے متعلق امام بخاری سے دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا ھذا حدیث صحیح۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

امام مسلم اپنی صحیح میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا

قام فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم مقاما ما ترك شيئا يكون فى مقامه ذلك الى قيام الساعة الا حدث به حفظه من حفظه ونسيه من نسيه قد علمه اصحابى هؤلاء وانه ليكون منه الشئ قد نسيته فاراه فاذكره كما يذكر الرجل وجه الرجل اذا غاب عنه ثم اذا راٰه عرفه۔

ترجمہ: ایک مرتبہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جگہ تشریف فرما ہوئے اور قیامت تک ہونے والی کوئی چیز ایسی نہ تھی جس کا ذکر حضور نے نہ فرمایا ہو۔ یاد رکھا اس کو جس نے یاد رکھا اور بھلا دیا اسے

جس نے بھلا دیا۔ میرے یہ سارے صحابہ اس کو جانتے ہیں۔ اور ایسا ہوتا ہے کہ کوئی ایسی شے وقوع پذیر ہوتی ہے جسے میں بھول چکا ہوتا ہوں تو اسے دیکھتے ہی مجھے یاد آ جاتا ہے (کہ حضور نے یوں ہی فرمایا تھا) بالکل اس طرح جیسے تیرا کوئی واقف آدمی کسی وجہ سے غائب رہا ہو اور جب تو اسے دیکھے تو تو اسے پہچان لیتا ہے۔"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث روایت کی ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیے:

عن عمر قال قام فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم مقاما فأخبرنا عن بدء الخلق حتى دخل أهل الجنة منازلهم وأهل النار منازلهم حفظ ذلك من حفظه ونسيه من نسيه (رواه البخاري)

ترجمہ: "حضرت عمر سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیام فرما ہوئے اور تخلیق کائنات کی ابتداء سے لے کر اہل جنت کے اپنی منازل میں اور اہل دوزخ کے اپنے ٹھکانوں میں داخل ہونے تک کے تمام حالات سے ہمیں خبر دی۔ یاد رکھا اس کو جس نے یاد رکھا اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا۔"

علامہ علی القاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ طیبی کا یہ قول نقل کرتے ہیں۔

قال الطيبي حتى غاية أخبرنا أي أخبرنا مبتدأ من بدء الخلق حتى انتهى إلى دخول أهل الجنة الجنة ووضع الماضي موضع المضارع مبالغة للتحقيق المستفاد من قول الصادق الأمين صلى الله عليه وسلم

ترجمہ: "علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں حتیٰ کا لفظ بیان غایت کے لیے ہے۔ یعنی حضور نے اس عالم حدوث میں کائنات کی آفرینش سے لے کر اس وقت تک کے تمام حالات بیان فرمائے جبکہ جنتی اپنے اپنے محلات میں قیام پذیر ہو جائیں گے۔ پھر فرماتے ہیں کہ جنتیوں کا جنت میں داخل ہونا تو زمانہ مستقبل میں ہوگا اس لیے حتی یدخلون یعنی مضارع کا صیغہ استعمال ہونا چاہیے تھا۔ حدیث میں ماضی کا صیغہ (حتی دخل) کیوں استعمال ہوا ہے۔ اس کا جواب دیتے ہیں کہ کیونکہ یہ خبر دینے والا صادق تھا، امین تھا۔ وہ جو فرما رہا ہے، اس نے آئندہ کے متعلق جو فرمایا کہ ایسا ہوگا اس کا ہونا بھی اتنا ہی یقینی ہے جتنا اس بات کا جو پہلے وقوع ہو چکی ہو۔"

اللہ تعالیٰ اسلاف کرام کا قرب بیان عطا فرمائے تب ہی کتاب و سنت کے آئینہ میں حق کا رخ زیبا نظر آتا ہے ورنہ ساری فکر شک و شبہ کی بھول بھلیوں میں دامن الجھا رہتا ہے۔ اور قیل و قال سے ہی فرصت نہیں ملتی۔

قرآن کریم کی آیات بینات اور ان احادیث صحیحہ کے بعد کسی سے اپنے مومن ہونے کا سرٹیفکیٹ لینے کے لیے یہ مت پڑھئے یا ان کا تصور کرنے کے لیے بھی تیار نہیں کہ شیطان کا علم حضور عالم کے علم سے زیادہ ہے یا ایسا علم تو زید و عمر اور ہر بچے پاگل کو بھی حاصل ہے۔۔ العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ

اس آیت کا جو مفہوم میں نے بیان کیا علماء کرام کی تصریحات بھی اسی کی تائید کرتی ہیں۔ چنانچہ علامہ سید محمود آلوسی بغدادی

اس پر سیر حاصل بحث کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

ونص ايضاً ان يقال ان العلم بالغيب المنفي عن غيره جل وعلا هو ما كان للشخص لذاته اي بلا واسطة في ثبوته له وما وقع للخواص ليس من هذا العلم المنفي في شيء ضرورة انه من الواجب عز وجل افاضه عليهم بوجه من وجوه الافاضة (روح المعانی جلد ۲۰ صفحہ ۱۱)

ترجمہ: یعنی حق بات یہ ہے کہ جس علم غیب کی نفی کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اسے کوئی نہیں جانتا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص اسے خود بخود نہیں جان سکتا۔ اور خاص بندوں کو جو علم عطا ہوا ہے وہ اس علم میں داخل نہیں جس کی نفی کی گئی ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی بخشش و عطا سے انہیں حاصل ہوا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی بخشش و عطا کے متعدد وجوہ میں سے کسی ایک وجہ سے انہیں مرحمت فرمایا ہے۔

علامہ موصوف اس سے آگے چل کر لکھتے ہیں:

وبالجملة علم الغيب بلا واسطة كلاً او بعضاً مخصوص بالله جل وعلا لا يعلمه احد من الخلق اصلاً

ترجمہ: یعنی ساری بحث کا حاصل یہ ہے کہ علم الغیب بلاواسطہ کلاً اور بعضاً اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہے یعنی سارا علم غیب بغیر اس کے بتانے کوئی جان سکتا ہے اور نہ بعض کوئی جان سکتا ہے۔

حضرت علامہ ثناء اللہ پانی پتی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وعدم تعلق لا يعلم الا باعلامه یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غیب نہیں جان سکتا مگر اس کے بتانے اور سکھانے سے:

آخر میں اپنی رائے ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

قلت ويمكن ان يكون التقدير لا يعلم من في السموات والارض الغيب لشيء الا بانه اي بتعليمه (مظہری)

یعنی میں کہتا ہوں کہ تقدیر عبارت یوں ہے کہ زمین و آسمان کی کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی تعلیم اور سکھانے کے بغیر غیب کو نہیں جان سکتی:

اس تحقیق کے بعد بھی اگر کوئی صاحب ہم اہل سنت پر شرک کا الزام لگائے تو اس کی مرضی۔ اس آزادی کے دور میں ہم اس کے لیے دعائے ہدایت کے بغیر کیا کہہ سکتے ہیں۔ البتہ اسے یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس بہتان کے متعلق اس سے باز پرس ہوگی۔ اور اس پر آشوب دور میں جبکہ امت مصطفویہ علیٰ صاحبہا افضل الصلوات والتسلیمات میں تفرقہ و فتنہ کا دروازہ کھولنے پر اسے روز حشر جوابدہ ہونا ہوگا۔ والحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

۶۹ کفار مکہ نے حضور سے پوچھا کہ جس قیامت سے آپ صبح و شام ہمیں ڈراتے رہتے ہیں، ذرا یہ تو بتائیے؟

عِلْمُهُمْ فِي الْآخِرَةِ ۚ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِّنْهَا ۖ بَلْ هُم

علم آخرت کے متعلق [illegible] بلکہ وہ اس کے بارے میں شک میں ہیں۔ بلکہ وہ اس سے

مِّنْهَا عَمُونَ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَإِذَا كُنَّا تُرَابًا وَآبَاؤُنَا أَئِنَّا

اندھے ہیں۔ اور کفار کہنے لگے کیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے اور ہمارے باپ دادا

لَمُخْرَجُونَ ۝ لَقَدْ وُعِدْنَا هَٰذَا نَحْنُ وَآبَاؤُنَا مِن قَبْلُ إِنْ

بھی تو کیا ہمیں [illegible] نکالا جائے گا۔ بے شک قیامت [illegible] وعدہ ہم سے بھی کیا گیا اور ہمارے باپ دادا سے بھی اس سے پہلے

کس سن میں کس تاریخ کو آئے گی، اس کے جواب میں فرمایا کہ ان کو اس کا شعور نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے۔

[illegible] ادّارک اصل میں تدارک ہے۔ [illegible] میں مدغم کیا اور ہمزہ وصل بڑھایا [illegible] امام [illegible] ادّارک کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس کا معنی [illegible] ہو جاتا ہے۔ جب پھل پک جاتا ہے اور ٹوٹنے کے قابل ہو جاتا ہے تو [illegible] کہتے ہیں [illegible] پھل پختگی کی نہایت کو پہنچ گیا ہے۔ اس کے بعد [illegible] جاتا ہے پھر وہ اپنی شاخ پر [illegible] آخر جب کوئی [illegible] ہو جائے [illegible] بیکار ہو جاتا ہے [illegible] حضرت ابن عباس [illegible] منقول ہے۔ [illegible] کے متعلق ان کا علم [illegible] ہو گیا۔ وقوع قیامت پر انہیں یقین ہی نہ ہوا اور یہ آیت [illegible] آیت کے آخری حصے [illegible] کی تفسیر ہے۔ (کبیر)

[illegible] ہی بڑی سادگی اور [illegible] اس کی تشریح ان الفاظ میں کی ہے۔ [illegible] (قرطبی) یعنی قیامت پر انہیں پختہ یقین ہے۔ [illegible] اس کے وقوع کا اقرار کرتے ہیں لیکن ہٹ دھرمی اور تعصب کے باعث اقرار کی جرأت نہیں کر سکتے

[illegible] قیامت کے متعلق وہ ہمیشہ یہ [illegible] کہ [illegible] قیامت [illegible] دی جا رہی ہیں [illegible] کئی صدیاں بیت گئی ہیں ابھی تک تو قیامت کے آنے کے آثار [illegible] یہ تو ایک [illegible] بات ہے۔ [illegible] محروم کر جاتے

ہیں۔

هٰذَآ إِلَّآ أَسَٰطِيرُ ٱلْأَوَّلِينَ ﴿٦٨﴾ قُلْ سِيرُوا۟ فِى ٱلْأَرْضِ فَٱنظُرُوا۟

یہ وعدہ۔ مگر پہلے لوگوں کے من گھڑت افسانے۔ آپ فرمائیے سیر و سیاحت کرو زمین میں پھر غور سے

كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ ٱلْمُجْرِمِينَ ﴿٦٩﴾ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُن

دیکھو کیسا ہولناک انجام ہوا مجرموں کا۔ اور اے حبیب! آپ غم نہ کریں ان پر اور نہ ہوں ان کے مکرو فریب سے پریشان اور تنگ

فِى ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ﴿٧٠﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا ٱلْوَعْدُ إِن كُنتُمْ

دل ہوں ان کے مکرو فریب سے۔ اور وہ پوچھتے ہیں کب پورا ہوگا یہ وعدہ (بتاؤ) اگر تم سچے

صَٰدِقِينَ ﴿٧١﴾ قُلْ عَسَىٰٓ أَن يَكُونَ رَدِفَ لَكُم بَعْضُ ٱلَّذِى

ہو۔ آپ فرمائیے شاید قریب ہے کہ تمہارے پیچھے آ لگا ہو اس عذاب کا کچھ حصہ جس کے لیے

تَسْتَعْجِلُونَ ﴿٧٢﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى ٱلنَّاسِ وَلَٰكِنَّ

تم جلدی مچا رہے ہو۔ اور بے شک آپ کا رب بہت فضل (و کرم) فرمانے والا ہے لوگوں پر۔ لیکن

عه ان کے اس اعتراض کا جواب اس آیت میں دے دیا گیا کہ تم بھی ان لوگوں کی پیروی کر رہے ہو جنہوں نے تم سے پہلے اپنے رسولوں کو جھٹلایا، ان کی دعوت کو قبول نہ کیا، قیامت کا انکار کرتے رہے۔ تم زمین میں سیر و سیاحت کرو اور اپنی آنکھوں سے ان قوموں کا عبرتناک انجام دیکھو۔ اگر تم یہ نہیں چاہتے کہ تم بھی اسی قسم کے انجام سے دوچار ہو تو ان کے انکار و سرکشی کی روش ترک کرو اور اطاعت و انقیاد کا راستہ اختیار کرو۔

عه اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دے رہے ہیں۔

عه یعنی یہ وعدہ دو طرح پورا ہوگا ایک شکل تو یہ ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھوں شکست فاش کی وجہ سے ایک کا ظہور بدر میں ہوا اور دوسرے کا ظہور قیامت کا دن ہے جو عنقریب ظاہر ہوگا۔

علامہ بیضاوی لکھتے ہیں کہ عسیٰ، لعل، سوف کے الفاظ جب بادشاہ وعدہ کے طور پر بولتے ہیں تو اس سے جزم اور یقین کا قصد ہوتا ہے۔ یہ شاہانہ طرز کلام ہے کہ اپنے ارادہ کا اظہار کرتے ہیں تو قطعی الفاظ کی انہیں چنداں ضرورت نہیں ہوتی۔ اسی لیے جب حضور اپنے وعدہ کی تاکید میں یہ الفاظ فرمائے تو ان سے مراد یقین اور جزم ہی ہوتا ہے۔ وعلیہ جری وعد اللہ ووعیدہ (بیضاوی)

أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ﴿۷۳﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ

اکثر لوگ ناشکری کرتے ہیں ۷۳ اور یقیناً آپ کا رب خوب جانتا ہے جو کچھ چھپا رکھا ہے

صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿۷۴﴾ وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ

ان کے سینوں نے اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔ اور نہیں کوئی پوشیدہ چیز آسمان اور زمین

وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ﴿۷۵﴾ إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَقُصُّ عَلَىٰ

میں مگر اس کا ذکر کتاب مبین میں موجود ہے ۷۵ بلاشبہ یہ قرآن بیان کرتا ہے

بَنِي إِسْرَائِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿۷۶﴾ وَإِنَّهُ

بنی اسرائیل کے سامنے اکثر ان امور کی حقیقت، کہ جن میں وہ جھگڑتے رہتے ہیں۔ اور بلاشبہ یہ

۷۳ ورنہ وہ جو گناہ کا ارتکاب کرتے، اُسی وقت ان پر عذاب نازل کر دیا جاتا۔ اس کی اتنی واضح رحمتوں کے باوجود بھی لوگ شکر نہیں کرتے

۷۵ ہر مخلوق کی مخفی چیز کتاب مبین میں لکھ دی گئی ہے۔ کتاب مبین سے مراد لوحِ محفوظ ہے۔ اور مبین کی صفت اس لیے ذکر کی گئی ہے کہ جن ملائکہ کو لوح محفوظ دیکھنے کی اجازت ہے وہ جب اسے دیکھتے ہیں تو یہ مخفی امور ان پر منکشف ہو جاتے ہیں۔

۱۔ من شيء شديد الغيبوبة والخفاء ۲۔ لأنه مثبت في اللوح المحفوظ المبين الظاهر لمن ينظر فيه من الملائكة (رازی) ۔ الظاهر لمن ينظر فيه من الملائكة (بحر)

علامہ آلوسی نے ایک قول یہ بھی نقل کیا ہے کہ کتاب مبین سے مراد قرآن حکیم ہے پھر لکھتے ہیں کہ بیان کیا جاتا ہے کہ بعض علماء نے سلاطین عثمانی کے نام ہر ایک کی مدت حکومت، یہاں تک کہ سب سے آخری سلطان ان میں سے کون ہوگا، یہ سب چیزیں سورۃ فاتحہ سے استخراج کی ہیں۔ (روح المعانی)

۷۶ یہود و نصاریٰ کی باہمی مخالفت تو اظہر من الشمس ہے لیکن ہر قوم آپس میں بھی سینکڑوں فرقوں میں بٹی ہوئی ہے جو ایک دوسرے کی تکفیر کیا کرتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق نصاریٰ کے باہمی اختلافات کو دیکھ کر دماغ چکرا جاتا ہے۔ کوئی آپ کو خدا، کوئی خدا کا بیٹا، کوئی تین اقانیم سے ایک اقنوم اور کوئی آپ کو اللہ کا بندہ اور رسول کہتا ہے۔ اسی طرح بیشمار مسائل ہیں۔ جن کی ماہیت ان پر مخفی ہے۔ قرآن کریم نے آکر انہیں حقیقت سے آگاہ کر دیا ہے۔ اگر وہ اس کی دعوت

لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝٧٧ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُم

قرآن سراپا ہدایت اور مجسم رحمت ہے مومنین کے لیے ۷۵ بیشک آپ کا رب فیصلہ فرمائے گا ۷۶ ان کے

بِحُكْمِهِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ۝٧٨ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۖ إِنَّكَ عَلَى

درمیان اپنے حکم سے اور وہی ہے زبردست سب کچھ جاننے والا سو آپ بھروسہ کریں اللہ تعالیٰ پر بیشک آپ

الْحَقِّ الْمُبِينِ ۝٧٩ إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ

روشن حق پر ہیں ۷۷ بیشک آپ نہیں سنا سکتے مردوں کو ۷۸ اور نہ آپ سنا سکتے ہیں بہروں کو

إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ۝٨٠ وَمَا أَنتَ بِهَادِي الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ

اپنی پکار جب وہ بھاگے جا رہے ہوں پیٹھ پھیرے ہوئے اور نہیں آپ ہدایت دینے والے اندھوں کو ان کی

قبول کریں تو ان کا یہ باہمی تنازع ختم ہو جائے

۷۵ اگرچہ یہ کتاب سارے جہان کے لیے ہدایت و رحمت ہے لیکن اس سے فائدہ اٹھانے والے صرف اہل ایمان ہیں اس لیے گویا یہ انہی کے لیے ہدایت و رحمت ہے فانهم هم المنتفعون به [illegible] وحدهم (مظہری)۔

۷۶ ایک دن وہ آنے والا ہے جب خود رب کریم ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا۔

۷۷ سارا عالم اگرچہ اسلام کو مٹانے کے لیے ایک دوسرے سے مکمل تعاون کر رہا ہے لیکن آپ خوفزدہ نہ ہوں اپنے رب پر کامل بھروسہ کریں۔ وہ عزیز و علیم ضرور آپ کی مدد فرمائے گا کیونکہ حق و صداقت کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں ہے سچائی کا نور پھیلانے کے لیے آپ شب و روز کوشاں ہیں۔ تو کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کی امداد نہ فرمائی جائے انک علی الحق المبین کہہ کر حضور کو اطمینان دلایا کہ واقعی آپ صراط مستقیم پر ثابت قدمی سے چلے جا رہے ہیں۔ اور جب کسی رہرو کو یقین ہو جاتا ہے کہ وہ سیدھا منزل محبوب کی طرف گامزن ہے۔ کہیں ادھر ادھر کسی پگڈنڈی پر مارا مارا نہیں پھر رہا تو جس طرح اس کی ہمت جوان ہوتی ہے اور اس کا حوصلہ بلند ہو جاتا ہے اس کا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کی آبلہ پائی کو محبوب حقیقی کی طرف سے اس قسم کی داد ملی ہو۔ جن کی خستہ پائیوں پر بھی تحسین و آفرین کے گلدستے نچھاور کیے گئے ہوں۔

۷۸ اے حبیب کریم! جن لوگوں نے کفر و شرک کی تیغ قاتل سے اپنے قلب و روح کو مردہ بنا رکھا ہے انہیں پند و نصیحت

إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ مُسْلِمُونَ ﴿٨١﴾ وَإِذَا وَقَعَ

گمراہی سے نہیں سنا سکتے آپ مگر ان کو جو ایمان لاتے ہیں ہماری آیتوں پر پھر وہ مسلمان بن جاتے ہیں ۸۱ اور جب ہو جائے گا

یہ تبلیغ و نصیحت اور یہ آیات قرآنی کا زمزمہ انہیں کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ انہوں نے تو اپنے ہاتھوں اپنی عقل و فہم کا گلا گھونٹ دیا ہے۔ انہوں نے خود ضد میں بدمست ہو کر فکر کا چراغ بجھا دیا ہے۔ انہیں یہ روشن معجزات حق قبول کرنے پر آمادہ نہیں کر سکتے۔ اس لیے ان کے ہدایت پذیر ہونے کے لیے مزید کوشش کرنا یا ان کے کفر پر بیٹھے آزردہ خاطر ہونا مناسب نہیں۔ آپ نے اپنا فرض باحسن وجوہ ادا کر دیا۔ یہ ان کی بدبختی ہے کہ وہ اس سے فائدہ نہ اٹھا سکے۔

ع۔ آپ تو صرف ان لوگوں کو حق کی آواز سنا سکتے ہیں۔ آپ کی تبلیغ ان کے لیے ہی کارگر ہو سکتی ہے۔ جو آیات بینات سے ان کو راہ ہدایت پر لا سکتی ہیں جن میں ابھی حق قبول کرنے کی استعداد ہو اور جن کا مشرف باسلام ہونا نصیب نے مقدر کر دیا ہو۔

کئی ایسے مبلغ بھی ہیں جو ان آیات کو اگلی آیات کے ساتھ پڑھتے ہیں تو ان کا مقصد حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تنقیص شان تک جا پہنچتا ہے کہ دیکھو وہ کچھ نہیں کر سکتے کسی کو راہ ہدایت پر نہیں لا سکتے۔ اگر ان کی نگاہ میں [illegible] کاش وہ آیت کے اس حصہ کو بھی بنظر غور دیکھتے إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ [illegible] مگر یہ فکر کی وسعت نہیں جو قرآنی حقائق کو سمجھنے کی کوشش کرتے۔ اگر اس کے لیے ضروری روشنی موجود نہیں تو کیا یہ کتاب روشن ہے کہ سورج روشنی کی جگہ [illegible] روشنی سے کسی کو فائدہ ہی نہیں۔ اگرچہ اس کے ان کے منہ میں نور پھیلانے ہوئے کمالی وسعت ہیں تو اس تنقیص کی [illegible] آفتاب کی [illegible] سے مستفید ہو رہی ہے یہ الگ بات ہے کہ ان لوگوں کی کمزوری کے باعث ایسے آپ کو وہ اپنی آنکھیں بند کر لیں اور اپنے کانوں کو بہرا کر لیا ہو اور اس لیے شعور چاہے ہوں کہ دیکھیں نہیں تو یہ ظاہر ہیں آرہے ہیں [illegible] کا احساس ہی وہ اچھا ہو ہے کہاں ہے وہ [illegible] کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ ظلمت ہو گیا ہے اور [illegible] نے شمع دہر کو روشن کیا ہے۔ کیا وہ قبر سے میں ہیں [illegible] پر مفصل بحث [illegible] آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ یہاں صرف اتنا ہی بتانا ہے کہ آیت میں [illegible] مسلمانوں کی ہے [illegible] کی [illegible] اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب جنت البقیع میں آرام فرمانے والے اپنے غلاموں کے پاس تشریف لے جاتے یا شہداء احد کے مزارات پر تشریف لے جاتے تو ان الفاظ سے اہل قبور کو سلام فرمایا کرتے

السلام علیکم یا اهل القبور

اے قبروں میں رہنے والو! تم پر سلام ہو۔

ٱلْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ ٱلْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ

کے اوپر پورا ہونے کا وقت آ پہنچا تو ہم نکالیں گے ان کے لیے ایک جانور زمین سے جو ان سے گفتگو کرے گا کیونکہ

ٱلنَّاسَ كَانُوا بِـَٔايَٰتِنَا لَا يُوقِنُونَ ﴿٨٢﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِن كُلِّ أُمَّةٍ

لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہیں لاتے تھے اور جس روز ہم اکٹھا کریں گے ہر امت سے ایک

فَوْجًا مِّمَّن يُكَذِّبُ بِـَٔايَٰتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿٨٣﴾ حَتَّىٰٓ إِذَا جَآءُو

گروہ ان لوگوں کا جو جھٹلایا کرتے تھے ہماری آیتوں کو تو ان کو اپنی اپنی جگہ پر روک لیا جائے گا حتیٰ کہ جب وہ آ جائیں گے تو اللہ

ربع

اور قبور کی زیارت کے جو آداب حضور نے اپنی امت کو تعلیم فرمائے ان میں بھی اسی طرح انھیں سلام کہنے کی تلقین کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی پیش نظر رہے کہ اس قسم کا کلام انھی سے کیا جاتا ہے جو سن سکتے ہوں۔ اگر اہل قبور سُنا نہ کرتے تو سلام عرض کرنے کا کیا فائدہ ہوتا۔ آمنا باللہ وبما جاء بہ رسولہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم

۸۲ قیامت کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے جو چیزیں بطور علامت ظاہر ہوں گی ان میں سے ایک خروج دابۃ ہے جس کا ذکر اس آیت میں ہو رہا ہے۔ امام مسلم نے اپنی صحیح میں یہ حدیث ذکر کی ہے آپ بھی ملاحظہ فرمائیے۔

عن عبد الله بن عمرو قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان اول الآيات خروجا طلوع الشمس من مغربها وخروج الدابة على الناس ضحى وايهما ما كانت قبل صاحبتها فالاخرى على اثرها قريبا (رواه مسلم)

حضرت عبد اللہ بن عمرو فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کی اولین علامتوں سے سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور چاشت کے وقت دابۃ الارض کا نکلنا ہے۔ ان دونوں میں سے جو بھی پہلے واقع ہوا دوسرا اس کے فوراً بعد ہوگا:

اس کے علاوہ اس کے قد و قامت، مقام خروج وغیرہ کے متعلق بڑی تفصیلات روایات میں مذکور ہیں لیکن امام رازی فرماتے ہیں

واعلم انه لا دلالة في الكتاب على شيء من هذه الامور فان صح الخبر فيه عن الرسول صلى الله عليه وسلم قبل والا لم يلتفت اليه (كبير)

"خوب جان لو کہ کتاب اللہ میں ان امور پر کوئی دلالت نہیں۔ جو چیز صحیح احادیث سے ثابت

قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِيْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّاذَا كُنْتُمْ

خدا فرمائے گا کیا تم نے جھٹلایا میری آیتوں کو حالانکہ تم نے ان کا علمی احاطہ بھی نہ کیا تھا یا اس کے علاوہ اور کیا تھا جو

تَعْمَلُوْنَ ﴿۸٤﴾ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۸۵﴾

تم کیا کرتے تھے اور پوری ہو گئی بات ان پر بوجہ ان کے ظلم کے تو وہ اس وقت بول نہ سکیں گے

اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ

کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ ہم نے بنا دیا رات کو تاکہ وہ اس میں آرام کریں اور دن بنایا ہے روشن

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۸٦﴾ وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي

بے شک اس میں بڑی قدرت کی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں اور جس دن پھونکا جائے گا

الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ

صور تو گھبرا جائے گا ہر کوئی جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ مگر جنہیں

ہو گی وہ دن ہی بلائے گی ورنہ اس کی طرف التفات نہیں کیا جاتا

قیامت کے روز تمام قوموں کے منکروں کو ایک جگہ اکٹھا کیا جائے گا۔ ہر ایک کو اپنی اپنی جگہ پر کھڑا کر دیا جائے گا۔ کسی میں یہ ہمت نہیں ہوگی کہ اپنی جگہ سے ادھر ادھر ہو سکے

یعنی تم اتنے مغرور تھے کہ تم نے ہماری آیتوں پر تدبر کرنا ہی کسر شان سمجھا۔ اور غور و فکر کے بغیر ہی ان کو جھٹلا دیا

یعنی اگر تم نے میری آیتوں کی تکذیب نہیں کی تو بتاؤ تم نے کیا کیا۔ اس الزام کو غلط ثابت کرنے کے لیے کوئی دلیل پیش کرو

یعنی جس ظلم و عدوان کا ارتکاب وہ عمر بھر کرتے رہے اور بار بار سمجھانے کے باوجود بھی وہ اس سے باز نہ آئے اس کی وجہ سے ہی انہیں عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا۔ اس وقت وہ اپنی صفائی پیش کرنے سے قاصر ہوں گے۔ کوئی عذر بھی پیش نہ کر سکیں گے۔ چپ سادھے رہیں گے گویا ان کے لبوں کو کسی نے سی دیا ہے یا ان کی قوت گویائی سلب کر لی گئی ہے۔

اپنی قدرت بے پایاں اور حکمت بالغہ کی ایک ظاہر سی حقیقت کی طرف ایک بار پھر ان کی توجہ مبذول کرا دی

جب حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم ملے گا کہ اب صور پھونکو تاکہ قیامت قائم ہو تو جب وہ صور پھونکیں گے

شَآءَ اللّٰهُ ۭ وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ ۝ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً

سوائے اس کے جسے اللہ چاہے اور سب حاضر ہوں گے اس کے حضور عاجزی کرتے ہوئے۔ اور تم دیکھتے ہو پہاڑوں کو اور خیال کرتے ہو کہ یہ جامد ہیں

وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ۭ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ۭ

حالانکہ وہ چل رہے ہوں گے جیسے چلتے ہیں بادل۔ یہ اللہ کی کاریگری ہے جس نے ہر چیز کو مستحکم بنایا ہے

اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ۝ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ

بیشک وہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔ جو شخص نیک عمل لے کر آئے گا تو اس کے لیے بہتر اجر ہوگا اس سے

زمین و آسمان میں ہیں گھبرا جائیں گی۔ ہر سمت خوف و دہشت طاری ہو جائے گی۔ البتہ بعض ہستیاں ایسی بھی ہوں گی جو اس دن بھی مطمئن ہوں گی کہ یہ تشویشناک بات ہوگی [illegible] متعدد احادیث نقل کرنے کے بعد تحریر فرمایا ہے کہ [illegible] کو کوئی گھبراہٹ نہ ہوگی [illegible]

[illegible]

قیامت کے ہولناک مناظر میں سے ایک اور ہولناک منظر بیان کیا جا رہا ہے کہ یہ پہاڑ اپنے حجم اور جسامت کے باعث دیکھنے والوں کو ساکن کھڑے ہوئے نظر آئیں گے لیکن حقیقت میں وہ بادل کی طرح تیزی سے حرکت کر رہے ہوں گے اس کے بعد اچانک ایسا جھٹکا ہوگا کہ پاش پاش ہو جائیں گے [illegible] ٹوٹ پڑتی ہے اور جب [illegible] انہیں جھٹک سے اڑا دیا جائے گا اس وقت کی ہولناکیوں کا کیونکر اندازہ کیا جا سکتا ہے

کسی چیز کو محنت و مہارت سے مضبوط بنانے کو عربی میں اتقن کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو چیز بنائی اسے ایسا مضبوط اور مستحکم بنایا کہ وقت سے پہلے اس میں ٹوٹ پھوٹ کے کوئی آثار نہیں [illegible] آسمان ہزاروں صدیوں سے یونہی تنا ہوا ہے۔ اس کا کوئی گوشہ ڈھیلا نہیں ہوا۔ کسی جگہ مرمت طلب نہیں۔ اس کی بنائی ہوئی کسی چیز کو دیکھو پانی کی مقدار جو اس نے پہلے دن پیدا فرمائی ہے ساری دنیا اسے استعمال کر رہی ہے لیکن اس کی مقدار میں کمی نہیں ہوئی اور نہ ہی مزید پانی بنانے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے [illegible] ہوا کا وجود [illegible] ساری چیزیں اس میں سانس لے رہی ہیں لیکن اس میں کمی نہیں ہوئی [illegible] یہی ہے کہ وہ صنع اللہ الذی اتقن کل شیء کی صنعت کا شاہکار ہے۔ حضور کریم کا ایک ارشاد گرامی بھی سماعت فرمائیے تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ آپ کا نبی کریم اس امت کو کتنا پسند کرتا ہے کہ [illegible] جو کام کرے اس میں اپنی [illegible] مہارت کا ناقابل تردید

وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ۝ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ

اور یہ نیک بندے اس دن کی گھبراہٹ سے محفوظ ہوں گے ۸۹ اور جو برائی لے کر آئے گا تو ان کو منہ کے بل

وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ۭ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

پھینک دیا جائے گا آگ میں، (اور کہا جائے گا) نہیں بدلہ دیا جا رہا تمہیں مگر اس کا جو تم عمل کیا کرتے تھے ۹۰

اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ

مجھے تو صرف یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں عبادت کروں اس مقدس شہر کے رب کی ۹۱ جس نے اسے عزت و حرمت دی ہے

ثبت ہو جاتے، کسی کام کو نیم دلی اور بے توجہی سے کرنا یا اس میں کوئی خامی اور نقص باقی رہنے دینا ہمیں گوارا نہیں، ارشاد گرامی ہے۔

رَحِمَ اللّٰهُ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا فَاَتْقَنَهٗ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے جو بھی کام کرے بڑی عمدگی سے کرے پختگی، اچھائی اور نفاست کرنی چاہیے ہیں کاش ہم اس حقیقت سے آگاہ ہوں۔ آج ہم حسن اپنے غیروں سے اسی چیز کی ترجیح رکھتے ہیں اور اسی کی تحسین فرماتے ہیں لیکن ہمیں خود مسلمان ہیں کام کرنے والوں کو چاہیے کہ اس حدیث کو فکر کی پختگی کے لیے اپنا کر اپنی زندگیاں کریں۔ علامہ اقبال نے بھی کیا خوب فرمایا ہے۔

؎ نقش ہیں سب ناتمام خونِ جگر کے بغیر

۸۹ قیامت کے ہولناک منظر اور وہاں کے واقعات کا ذکر کر کے فرمایا کہ اس روز جب سب بندے اپنی اپنی مغفرت کے حصول کے لیے اپنی نیکیاں ڈھونڈیں گے وہ پریشان اور بدحال نہیں ہوں گے بلکہ آج کا دن تو ان کے لیے بڑی مسرت اور شادمانی کا دن ہوگا اس دن تو انہیں نیک اعمال کا اجر ملے گا۔ اور اجر دینے والا خود رب العالمین ہوگا، جو جتنا بھی اور جیسا کہ ہے جب دیتا ہے تو بے حساب دیتا ہے۔

۹۰ نافرمانوں کا جو حال ہوگا اس کو بھی بیان کر دیا تاکہ جو پڑھنے والے ہیں ان کو اپنے انجام سے ڈریں اور بروقت اپنی اصلاح کریں۔

۹۱ سارا کعبہ کی وجہ سے مکہ مکرمہ کو جو عزت و شرف اور فضیلت نصیب ہے اس کی طرف توجہ دلانے کے لیے رب کی اضافت اس شہر کی طرف فرمائی۔ رب هٰذه البلدة یعنی میں کسی بت اور ہبل کا پرستار نہیں، کسی مخلوق نے میرا کبھی عبادت گزار نہیں، میری عبادتیں، میری نیازمندیاں اور جبین نیاز تو صرف اس ذات یکتا کے لیے جھکتی ہے جو اس بلدہ اس شہر مقدس کا رب ہے اور جس نے اس شہر کو امن و سلامتی کا سرچشمہ بنا دیا ہے۔

كُلُّ شَيْءٍ وَّأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۙ وَأَنْ أَتْلُوَا

اور اسی کی ملکیت ہے ہر شے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں شامل ہو جاؤں فرمانبرداروں کے زمرہ میں۔ اور یہ کہ میں

الْقُرْآنَ ۖ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن ضَلَّ

تلاوت کیا کروں قرآن کی۔ سو جس نے ہدایت قبول کی تو وہ اپنے ہی فائدہ کے لیے ہدایت قبول کرتا ہے اور جو

فَقُلْ إِنَّمَا أَنَا مِنَ الْمُنذِرِينَ ۝ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ

گمراہ ہوتا ہے تو (اس کی قسمت)، فرما دیجئے میں تو صرف ڈرانے والوں سے ہوں۔ اور آپ کہیے سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے

فَتَعْرِفُونَهَا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝

ہیں عنقریب وہ دکھائے گا تمہیں اپنی نشانیاں تو تم انہیں پہچان لو گے اور نہیں ہے آپ کا رب بے خبر ان کاموں سے جو تم کیا کرتے ہو

۹۰ میرا رب صرف اسی شہر کا رب نہیں بلکہ کائنات کی ہر چیز کا وہ مالک ہے۔ عرش بھی اسی کا ہے فرش بھی اسی کا۔ مجھے تو اس نے یہی حکم دیا ہے کہ اسی کی عبادت کروں اور اسی کی جناب میں اپنا سر نیاز جھکاؤں۔

۹۱ اگر یہ ان کی اس صداقت کا انکار کریں کہ آپ خود یہ کتاب تصنیف کرتے ہیں یا کسی سے سیکھ کر سناتے ہیں اور پھر لوگوں کو سناتے ہیں تاکہ لوگ انہیں اپنا پیشوا مان لیں اور ہر طرف ان کی عزت و تکریم ہونے لگے۔ تو فرمائیے ایسا نہیں ہے میں تو محض حکم کا پابند ہوں مجھے تو اپنے مالک و خالق نے یہ حکم دیا ہے کہ اس کا کلام پڑھ کر تمہیں سناؤں تاکہ تم لوگ گمراہی سے بچ جاؤ تاکہ تمہیں اصل صورت کا پتہ چلے اور یہ بات معلوم ہو جائے اور جب قیامت کے روز بارگاہ الٰہی میں تم حاضر ہو تو تمہیں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی دولت نصیب ہو اور جنت کی ابدی نعمتوں سے تمہیں سرفراز کر دیا جائے۔ خوب سمجھ لو یہ دعوت میں اس لیے نہیں دیتا کہ میں تم سے کوئی دولت طلب کرنا چاہتا ہوں، نہ میں سیاسی لیڈر بننا چاہتا ہوں، نہ کوئی جماعت بنا کر مسند اقتدار پر قابض ہونا چاہتا ہوں۔ میں تو تمہارا سچا خیر خواہ ہوں، تمہیں بروقت متنبہ اور خبردار کر رہا ہوں کہ اس کے انجام بد سے خبردار کر رہا ہوں۔ اگر تم نے میری بات مان لی تو اس کا فائدہ تمہیں ہی ہوگا اور اگر انکار کرتے رہے تو اس کا وبال بھی تمہیں ہی بھگتنا ہوگا۔

۹۲ اے محبوب! اللہ نے آپ پر جو فضل و کرم فرمایا ہے، جو عزت و شان بخشی ہے، بلند قرب الٰہی کی جو خلعت فاخرہ آپ کو عطا کی ہے، اور تیرے سر نیاز پر محبوبیت کا جو درخشاں تاج رکھا ہے، ختم رسالت کے جس عظیم و

اور بلند منصب پر مجھے فائز کیا ہے اور اس کے علاوہ جو بے انداز عنایت ہوتی ہیں ان پر ہماری حمد و ثنا کرتے رہو۔ ان شکروں پر ایک روز حقیقت خود بخود منکشف ہو جائے گی۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف سورۃ القصص

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام: اس سورۂ مبارکہ کا نام القصص ہے۔ اس کی آیات کی تعداد اٹھاسی ہے۔ کل ۹ رکوعات ہیں۔ سو اکتالیس، اور حروف پانچ ہزار آٹھ سو ہیں۔

زمانۂ نزول: یہ بھی مکی زندگی کے درمیانی عہد میں نازل ہونے والی سورتوں میں سے ایک سورت ہے۔

مضامین: ویسے تو قرآن کریم کی تمام آیات کی طرح اس سورت کی ہر آیت بھی روشنی کا مینار ہے جس سے عرصۂ حیات جگمگا رہا ہے لیکن یہاں تین امور کی طرف میں ضیاء القرآن کے قاری کی توجہ خصوصیت سے مبذول کرانا چاہتا ہوں

۱۔ استعماری طاقتوں اور آمریت پسند حکمرانوں کا ہمیشہ سے یہ دستور رہا ہے کہ وہ اپنے اقتدار کو برقرار رکھنے کے لیے اپنی رعایا کے مختلف طبقات میں منافرت پیدا کرتے رہتے ہیں ان کی ساری ذہنی صلاحیتیں باہمی عداوت کی آگ بھڑکانے میں صرف ہو جاتی ہیں۔ انہیں اس سے کوئی غرض نہیں ہوتی کہ منافرت و عداوت کی جو آگ وہ اپنی رعایا میں بھڑکا رہے ہیں کتنی بستیاں اس میں بھسم ہو جائیں گی کتنے سہاگ لٹ جائیں گے کتنی بہشت نشان بستیاں ویرانوں میں بدل جائیں گی ملک کی ترقی رک جائے گی، ان کے سامنے فقط اپنے ایوان اقتدار کو مستحکم بنانا ہوتا ہے اگر ان کی رعایا میں اتحاد و اتفاق پیدا ہو جائے تو وہ ایک دن کے لیے بھی ان کی اس ظالمانہ حکومت کو برداشت نہ کریں یہ لوگ اس حربے سے خوب آگاہ ہیں۔ قرآن کریم نے اس سورت میں فرعونی سیاست کے خدوخال کو اچھی طرح بے نقاب کر دیا ہے تاکہ کوئی شخص ان کے بلند بانگ دعووں سے دھوکا نہ کھائے اور ہمیشہ اہل اسلام اس قسم کے حکمرانوں سے ہوشیار رہیں

۲ دوسری چیز جو اس سورت میں تفصیل سے بیان کی گئی ہے وہ ایک سرمایہ دار کے ذہن کا تجزیہ ہے۔ قارون کے پاس دولت کی افراط ہے۔ اس کے خزینوں اور دفینوں میں جتنی جمع شدہ دولت ہے اس کا شمار آسان نہیں صرف اس کے خزانے کے دروازوں کی چابیوں کا گچھا اتنا وزنی ہے کہ اسے ایک تنومند جماعت بھی آسانی سے نہیں اٹھا سکتی۔ دولت کی اس ریل پیل کے باوجود دل اتنا سخت اور سینہ اتنا تنگ ہے کہ اگر اس کو قوم کا کوئی خیر اندیش نصیحت کرتا ہے کہ احسن کما احسن اللہ الیک تو وہ اسے سننے کے لیے تیار نہیں بلکہ بڑی بے حیائی سے اپنے کمال ذاتی کی

کرم گستری کا انکار کر دیتا ہے اور بڑا کھتا ہے کہ مجھے سیم و زر کے یہ انبار خدا نے نہیں دیئے بلکہ یہ میری ذہانت، معاملہ فہمی اور کاروباری مہارت کا ثمر ہے۔ جب ذہن میں یہ چیز سما جائے تو اسے کیا پڑی ہے کہ وہ اپنی دولت کو خلقِ خدا کی امداد کے لیے صرف کرے۔ ایسے ہی اہلِ ثروت کے شبستانوں کے سایوں میں انسانیت سسکتی رہتی ہے ایسے ہی دولت مند شرفِ انسانی کی قبا کو تار تار کرتے ہیں۔ انہی کے عشرت کدوں میں گناہ اور رذالتوں کا تھوک بیوپار ہوتا ہے۔ یہیں غربت و افلاس کے چنگل میں پھنسے ہوئے انسانوں کو ٹھوکریں ماری جاتی ہیں اور آخر کار یہی ٹھوکریں ان مظلوموں کے ضمیروں میں انتقام کی چنگاری کو سلگاتی ہیں جو بھڑک بھڑک کر جہنم زار بن جاتی ہیں۔ جب ضبط وتحمل کے بند ٹوٹ جاتے ہیں تو سرخ سیلاب بن کر ہر چیز کو زیر و زبر کر دیتے ہیں۔ اہلِ ثروت کی سنگدلی، بخیلی اور سرد مہری سے جو ہولناکیاں جنم لیتی ہیں، ان حقائق کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے حضرت کلیم نے ان کی طرف واضح اشارہ فرمایا وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ یعنی اپنے اس طریقۂ کار سے تو ملک میں فساد برپا کر۔ یہ الفاظ اہلِ ذکر کے لیے اپنے دامن میں پند و موعظت کی ایک دنیا لیے ہوئے ہیں۔

۴۔ آخر میں میں آپ کی توجہ ایک حقیقت کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

اسلام کے نظامِ معاشیات، اسلام کے نظامِ قانون، اسلام کے نظامِ اخلاق کو اپنے ملک میں رائج کرنے سے بعض کوتاہ نظر احباب حکومت کو جو خدشے اور خطرے دکھائی دیتے ہیں ان کا اندازہ لگایا، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر بیسویں صدی میں ہم نے چودہ سو سال پرانا نظام جاری کر دیا تو دنیا کی ترقی یافتہ قومیں ہم سے آنکھیں پھیر لیں گی اور ہم تباہ ہو جائیں گے۔ اس آیت میں غور کرنے سے یہ تمام غلط فہمیاں کافور ہو جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

سُوْرَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ القصص مکی ہے اور اس میں ۸۸ آیتیں اور ۹ رکوعات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

طٰسٓمّٓ ① تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ② نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ

طا سین میم [1] یہ آیتیں ہیں روشن کتاب کی [2] ہم پڑھ کر سناتے ہیں آپ کو کچھ

نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ③ اِنَّ

موسیٰ اور فرعون کا کچھ واقعہ ٹھیک ٹھیک ان لوگوں کے فائدہ کے لیے جو ایمان لاتے ہیں [3] بیشک

فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ

فرعون متکبر و سرکش بن گیا سرزمین (مصر) میں اور اس نے بنا دیا وہاں کے باشندوں کو کئی گروہ گروہ، وہ

---

[1] یہ حروف مقطعات ہیں

[2] یعنی خود بھی روشن ہے۔ اور وہ احکام اور قصص وغیرہ جو اس میں مذکور ہیں ان کو بھی بڑی وضاحت سے بیان کرتی ہے

[3] موسیٰ علیہ السلام کا قصہ متعدد مقامات پر بیان ہوا ہے لیکن یہاں اس قصہ کی چند ایسی کڑیاں ذکر کی جا رہی ہیں جو کسی اور جگہ مذکور نہیں۔ اور اس کا مقصد داستان سرائی نہیں بلکہ ان اہل ایمان کے دلوں کو تازہ اور مضبوط کرنا ہے جو دست مشرکین کے مظالم کا ہدف بنے ہوئے تھے تاکہ انہیں یقین ہو جائے کہ جس خداوند کریم نے فرعون جیسے تند خو اور متعصب مطلق العنان بادشاہ اور اس کی کثیر التعداد اور سنگ دل قبطی قوم کو غرق کر دیا تھا اور بنی اسرائیل جیسی کمزور قوم کو کامیاب کیا تھا وہی خدا ان کی مدد فرما رہا ہے۔ آخرکار کامیابی کا سہرا ان ہی کے سر باندھا جائے گا

[4] یہاں فرعونی سیاست کے سارے خدوخال کو چند الفاظ میں جس عمدگی سے بیان کر دیا گیا ہے یہ اس امر کی واضح دلیل ہے کہ قرآن حکیم خداوند علیم و خبیر کا کلام ہے جس سے کسی جابر بادشاہ کے اسرار سربستہ بھی مخفی نہیں۔ پہلے بتایا کہ فرعون مصر کا حکمران تھا لیکن اس کے دل میں اپنی رعایا کیلئے ہمدردی، شفقت اور خیرخواہی کا تصور تک نہ تھا۔ وہ

طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ أَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيِ نِسَآءَهُمْ ۚ إِنَّهُۥ

وہ کمزور کر رکھا تھا ایک گروہ کو ان میں سے ذبح کر دیتا تھا ان کے بیٹوں کو اور زندہ چھوڑ دیتا ان کی عورتوں کو بیشک وہ

كَانَ مِنَ ٱلْمُفْسِدِينَ ۝ وَنُرِيدُ أَن نَّمُنَّ عَلَى ٱلَّذِينَ ٱسْتُضْعِفُوا۟

وہ تھا فساد برپا کرنے والوں میں سے تھا ۔ اور ہم یہ چاہتے تھے کہ احسان کریں ان لوگوں پر جنہیں کمزور بنا دیا گیا تھا

ایک مغرور اور متکبر بادشاہ تھا جس کے پیش نظر فقط یہ دو چیزیں تھیں اپنی حکومت کا استحکام اور اپنی شوکت و حشمت کا ابقا تھا اس مقصد کے حصول کے لیے وہ ہر [illegible] اور ہر [illegible] پر عمل کرنے سے گریز نہ کرتا تھا۔ جو سب سے [illegible] بادشاہ کی سوچ ایسی [illegible] ہو [illegible] اس سے بحث کرنے کی کیا اس کے لیے [illegible] ان کے سامنے بھی موجود ہوتا۔ اگر ان میں فکر و عمل کی وحدت پیدا ہو جائے تو وہ جیسے [illegible] حکومت کا تختہ الٹ دیں [illegible] نہیں کرے گی ایسے بادشاہوں کی کامیابی کا راز اسی بات میں مضمر ہوتا ہے کہ ان کی رعایا میں پھوٹ پڑی رہے وہ ایک دوسرے سے دست و گریباں رہیں [illegible] ایک طبقہ [illegible] میں وہ ایسے ظالم بادشاہ [illegible] حاصل کرنے کے حق [illegible] میں [illegible] کامیاب ہو گیا [illegible] کے حالات [illegible] اور ان کے [illegible] اختیار کیا اور [illegible] کے [illegible] کے اتفاق و اتحاد کو [illegible] بے رحمی [illegible] کہ ان کے [illegible] اپنی سیاسی [illegible] میں [illegible] اور جب [illegible] صورت [illegible] کرتے ہیں [illegible] اس کے [illegible] گروہوں میں بانٹ دیا تھا اور ان کے درمیان عداوت کی آگ بھڑکا دی تھی تاکہ وہ متحد ہو کر اس کے خلاف [illegible] نہ رہیں۔

[illegible] سے تعبیر کیا

[illegible] اپنی قوم کے ساتھ [illegible] بنی اسرائیل کے ساتھ اس کی زیادتیاں [illegible] کیونکہ بنی اسرائیل [illegible] یوسف علیہ السلام کے [illegible] سے ہجرت کر کے مصر میں اقامت پذیر ہوا تھا [illegible] اپنی [illegible] کے باعث [illegible] اس لیے ان کی طاقت کو توڑنے کے لیے [illegible] سب سے پہلے اس نے [illegible] کا [illegible] ان کو [illegible] میں [illegible] تجارت میں [illegible] سیاست کے [illegible]

فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ ۙ وَ

ملک میں اور بنائیں ان کو پیشوا اور بنائیں ان کو وارث اور

نُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا

[illegible] ان کو ملک میں اور دکھلائیں فرعون اور ہامان اور ان کی فوجوں کو ان کی

مِنْهُمْ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ ۝ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ

[illegible] وہ اندیشہ کرتے تھے اور [illegible] موسیٰ کی ماں کو [illegible]

جیسی [illegible] ان کو [illegible] تو کیا کسی وقت کی انقلاب برپا کرتے ہیں [illegible] حکومت [illegible] کر دی [illegible] اس [illegible] اس وقت [illegible]

[illegible]

[illegible] ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ ارادہ [illegible] صورت میں [illegible] حکومت [illegible] مسلم اقلیت [illegible] اکثریت کی دستگیری کے لیے وہی ارادہ [illegible] ہوگی۔

أَرْضِعِيهِ ۖ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي

اسے لہ دودھ پلاتی رہ پھر جب اس کے متعلق تمہیں اندیشہ ہو تو اس کو دریا میں ڈال دینا اور نہ ہراساں ہونا

وَلَا تَحْزَنِي ۖ إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٧﴾

اور نہ غمگین ہونا یقیناً ہم لوٹا دیں گے اسے تیری طرف اور بنانے والے ہیں اسے رسولوں میں سے

فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا ۗ إِنَّ

پس دریا سے اٹھا لیا اسے فرعون کے گھر والوں نے تاکہ ہو جائے انجام کار ان کا دشمن اور باعث رنج و غم بے شک

فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا كَانُوا خَاطِئِينَ ﴿٨﴾ وَقَالَتِ امْرَأَتُ

فرعون ہامان اور ان کے لشکری خطا کار تھے اور کہا فرعون کی بیوی

فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِي وَلَكَ ۖ لَا تَقْتُلُوهُ عَسَىٰ أَنْ يَنْفَعَنَا

نے یہ تو میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، اسے قتل نہ کرو شاید یہ ہمیں نفع دے

لہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا اپنے لخت جگر کو حکم الٰہی کے مطابق ایک صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دینا پھر اس صندوق کا بہتے بہتے فرعون کے محل کے نزدیک سے گزرنا اور فرعون کی اہلیہ کا اسے اٹھانا پھر قصر شاہی میں اس کی تربیت کا انتظام ہونا، دایہ وغیرہ وغیرہ ان تمام واقعات کی تفصیل سورہ طٰہٰ کے حواشی میں ملاحظہ فرمائی جائے۔

لہ اگرچہ انہوں نے اس تابوت کو دریا سے اس لیے نہیں نکالا تھا کہ اس میں جو معصوم بچہ ہے وہ ان کی تباہی و بربادی کا باعث بنے لیکن جب ان کے اس عمل کا انجام یہ ظاہر ہوا تو اس لیے لیکون کا لفظ استعمال کیا اس کو اہل لغت لام عاقبت کہتے ہیں۔

لہ بتایا جا رہا ہے کہ فرعون خدائی کا دعویدار تھا لیکن وہ یہ بھی خیال نہ کر سکا کہ یہی بچہ انجام کار اس کی ہلاکت کا باعث بنے گا۔ کتنا عجیب خدا ہے جس کی بے بسی اور جہالت کا یہ عالم ہے کہ اپنے دشمن کو بھی نہیں پہچان سکتا۔ ہامان کو بھی اپنی فراست اور تدبر پر بڑا ناز تھا، وہ بھی اس چیز کو نہ سمجھ سکا۔ یقیناً ایسا جاہل خدا ہونے کے قابل نہیں اور ہامان جیسے بدھو وزیر کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ فرعون کی خدائی کا پرچار کرتا ہے

أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٩﴾ وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ

یا ہم اسے اپنا فرزند بنا لیں اور وہ اس تجویز کے انجام کو نہ سمجھتے تھے ۱۰ اور موسیٰ کی ماں کا دل بے قرار

مُوسَىٰ فَارِغًا ۖ إِن كَادَتْ لَتُبْدِي بِهِ لَوْلَا أَن رَّبَطْنَا عَلَىٰ

ہو گیا ۱۱ قریب تھا کہ وہ ظاہر کر دے اس راز کو اگر ہم نے مضبوط نہ کر دیا ہوتا اس

قَلْبِهَا لِتَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠﴾ وَقَالَتْ لِأُخْتِهِ قُصِّيهِ ۖ

کے دل کو تاکہ وہ رہے اللہ کے وعدہ پر یقین کرنے والی اور اس نے کہا موسیٰ کی بہن سے کہ اس کے پیچھے پیچھے جا

فَبَصُرَتْ بِهِ عَن جُنُبٍ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿١١﴾ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ

پس وہ اسے دیکھتی رہی دور سے اور وہ اس حقیقت کو نہ سمجھتے تھے اور ہم نے حرام کر دیں اس پر ۱۲

الْمَرَاضِعَ مِن قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ

ساری دودھ پلانے والیاں اس سے پہلے تو موسیٰ کی بہن نے کہا کیا میں پتہ دوں تمہیں ایسے گھر والوں کا جو اس کی

يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَاصِحُونَ ﴿١٢﴾ فَرَدَدْنَاهُ إِلَىٰ أُمِّهِ كَيْ

پرورش کریں تمہاری خاطر اور وہ اس بچہ کے خیر خواہ بھی ہوں گے تو (اس طرح) ہم نے لوٹا دیا اس کو اس کی ماں کی طرف

---

۱۰ فرعون اور اس کے تمام درباری اس بات کو نہ سمجھ سکے کہ اس بچہ کی وجہ سے مستقبل کی لہریں انھیں خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جائیں گی۔

۱۱ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ نور نظر کی جدائی سے بے چین ہو گئیں۔ ان کا دل اپنے بچے کی یاد اور خیال کے سوا ہر چیز سے خالی ہو گیا۔ اور بعض نے لکھا ہے کہ انھیں وہ وعدہ بھی یاد نہ رہا جو اللہ تعالیٰ نے ان سے کیا تھا۔ لکھتے ہیں کہ شیطان نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو ورغلایا کہ تو نے بچے کو اس لیے دریا کی موجوں کی نذر کیا کہ فرعون اسے قتل نہ کر دے لیکن تیرے بچے کو تو فرعون نے ہی اٹھا لیا ہے وہ اسے کب زندہ چھوڑے گا۔ اس نے جب یہ بات سنی تو فرط محبت کی وجہ سے انھیں وہ بات بھول گئی — [illegible]

۱۲ یہاں تحریم تشریعی نہیں۔ ہم نے تمام دودھ پلانے والیوں کو آپ پر حرام کر دیا یہ تحریم تکوینی ہے

تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَٰكِنَّ

تاکہ اسے دیکھ کر اس کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور وہ غمگین نہ ہو اور یہ بھی جان لے کہ بلاشبہ اللہ کا وعدہ سچا ہوتا ہے

أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَاسْتَوَىٰ آتَيْنَاهُ

لیکن اکثر اس حقیقت کو نہیں جانتے۔ اور جب پہنچ گئے موسیٰ اپنے شباب کو اور ان کی نشوونما مکمل ہوگئی تو ہم نے انہیں

حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝ وَدَخَلَ

حکم اور علم عطا فرمایا اور یونہی ہم صلہ دیا کرتے ہیں نیکوکاروں کو۔ اور وہ شہر میں داخل

الْمَدِينَةَ عَلَىٰ حِينِ غَفْلَةٍ مِّنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيهَا

ہوئے ایسے وقت جب بے خبر ہو رہے تھے اس کے باشندے پس آپ نے پایا وہاں

اسی صورت میں ارادہ یہی ہوگا کہ اس کا معنی ہے [illegible] یعنی [illegible] کی جگہ

۱۵؎ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام فرعون کے شاہی محل میں پروان چڑھ رہے تھے جو فرعون اور فرعونیوں کا مرکز تھا۔ جب وہ اس شہر میں داخل ہوتا ہوگا تو بڑے تزک و احتشام سے داخل ہوتا ہوگا اور حکومت کے عہدیدار اس کے استقبال کے لیے موجود ہوتے ہوں گے۔ ان کے متعلق یہ کہنا کہ وہ شہر میں اس وقت داخل ہوئے جب لوگ آرام کر رہے تھے اور لوگ ان کی آمد سے بے خبر تھے۔ یہ صورت حال آپ کی شاہی محل کے دوست کی مناسبت سے بھی [illegible] اس لیے [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو [illegible] اور [illegible] سارا صورت حال سے آپ اچھی طرح آگاہ ہو گئے تھے نیز آپ کو اپنے جلیل القدر آباء و اجداد کے منصب نبوت پر بھی آگاہی ہو چکی تھی۔ آپ نے جب دیکھا کہ فرعون خدا بنا بیٹھا ہے اور لوگوں سے اپنی پرستش کراتا ہے تو آپ کا موحد دل اس شرک سے [illegible] اور آپ کے [illegible] فرعون کو اس ناشائستہ حرکت پر [illegible] تک [illegible] آپ کو [illegible] چنانچہ اس کے شہر سے باہر آپ کو [illegible] کے لیے روپوش ہو گئے اور [illegible] آپ کا شہر میں آنا ہوا تو آپ ایسے وقت میں آئے کہ [illegible] واقعہ بھی اسی وقت پیش آیا جب آپ ایسے وقت شہر میں تشریف لائے [illegible] کر رہے تھے چنانچہ [illegible] اور دیگر مفسرین نے اسی قول کو ترجیح دی ہے۔ [illegible] الوقت [illegible]

[illegible] حين غفلة من اهلها [illegible]

رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ فَاسْتَغَاثَهُ

دو آدمیوں کو آپس میں لڑتے ہوئے یہ ان کی جماعت سے تھا اور یہ دوسرا ان کے دشمنوں سے تھا پس مدد کے

الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى

لیے پکارا آپ کو اس نے جو آپ کی جماعت سے تھا اس کے خلاف جو آپ کے دشمنوں سے تھا تو سینہ میں گھونسا مارا

فَقَضٰى عَلَيْهِ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ

موسیٰ نے اس کو اور اس کا کام تمام کر دیا آپ نے سوچا یہ کام شیطان کی کارستانی سے ہوا ہے بیشک وہ کھلا گمراہ کرنے والا

مُّبِيْنٌ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ

والا آپ نے عرض کی میرے رب میں نے ظلم کیا اپنے آپ پر پس بخش دے مجھے تو اللہ تعالیٰ نے بخش دیا اسے

اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ

بیشک وہی غفور رحیم ہے موسیٰ کہنے لگے میرے رب مجھے تیری ان نعمات کی قسم جو تو نے مجھ پر

پیشتر ازیں قرطبی کہتے ہیں وکان لا یحل [illegible] قرطبی۔

ککہ جب آپ شہر میں داخل ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ دو آدمی آپس میں دست و گریباں ہیں۔ ایک اسرائیلی ہے اور دوسرا قبطی۔ اسرائیلی نے آپ کو مدد کے لیے پکارا۔ آپ آگے بڑھے کہ قبطی کو دست درازی سے منع کریں۔ جب اس نے بات نہ مانی تو آپ نے اسے ایک مکا رسید کیا۔ اسے قتل کرنے کا آپ کا کوئی ارادہ نہ تھا لیکن وہ مکا ایسا ثابت ہوا اور اس کا قصہ تمام ہو گیا۔ اچانک جب یہ حادثہ رونما ہو گیا تو آپ کو رنج اور بہت تکلیف ہوئی۔ ایک جان تلف ہو گئی اور پھر یہ خدشہ بھی پیدا ہو گیا کہ وہ پہلے ہی درپے آزار ہے جب اس کو اس واقعہ کا علم ہو گا تو وہ مجھے جیتا نہیں چھوڑے گا۔ چنانچہ یہ بات وہ [illegible] تو یہ کہہ اٹھے ہذا من عمل الشیطان۔

ک اس قتل میں اگرچہ آپ کا کوئی ارادہ اور قصد نہ تھا قتل خطا تھا لیکن ایک جان تو ضائع ہوئی تھی اس لیے بارگاہ الٰہی میں بخشش و مغفرت کی التجا کرنے لگے۔ حضرت [illegible] ممکن ہے یہ بھی پیش نظر ہو کہ اللہ تعالیٰ پردہ پوشی فرما دے اور میرے دشمنوں کو اس قتل کی اطلاع نہ ملے۔ چنانچہ اس غفور رحیم نے اپنے بندے کی اس التجا کو قبول فرمایا اور کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہوئی۔

اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۷﴾ فَاَصْبَحَ فِى الْمَدِيْنَةِ خَآئِفًا

فرمانے لگے اب میں ہرگز مجرموں کا مددگار نہیں بنوں گا پھر آپ نے صبح کی اس شہر میں ڈرتے ہوئے

يَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِى اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ يَسْتَصْرِخُهٗ ؕ قَالَ

انتظار میں کہ کیا ہوتا ہے تو اچانک وہی شخص جس نے کل ان سے مدد طلب کی تھی آج پھر انہیں مدد کے لیے پکارتا ہے

قرآن کریم نے اس واقعہ کو جس طرح بیان کیا ہے اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ یہ قتل آپ سے بلا ارادہ سرزد ہوا لیکن اب سنئے جس طرح بائیبل میں اس واقعہ کو بیان کیا ہے وہ بھی سن لیجئے۔

> اتنے میں جب موسیٰ بڑا ہوا تو باہر اپنے بھائیوں کے پاس گیا اور ان کی مشقتوں پر اس کی نظر پڑی اور اس نے دیکھا کہ ایک مصری اس کے عبرانی بھائی کو مار رہا ہے پھر اس نے ادھر ادھر نگاہ کی اور جب دیکھا کہ وہاں کوئی دوسرا آدمی نہیں ہے تو اس مصری کو جان سے مار کر اسے ریت میں چھپا دیا
>
> (خروج ۲: ۱۱، ۱۲)

قرآن کریم کا یہ کتنا احسان ہے کہ اس نے انبیاء کرام کے دامن پر لگے ہوئے سارے داغوں کو دھو کر صاف کر دیا خواہ وہ داغ ان کے دشمنوں نے دانستہ لگائے تھے خواہ ان کے نادان دوستوں نے کرم فرمائی کی تھی

قتادہ نے ان دو آدمیوں کی لڑائی کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ وہ قبطی اسرائیلی کو لکڑیوں کا ایک بھاری گٹھا اٹھانے کا حکم دے رہا تھا اس نے اٹھانے سے انکار کر دیا چنانچہ اس قبطی نے اسے مارنا شروع کر دیا جب آپ تشریف لے گئے تو اسرائیلی نے آپ سے فریاد کی اور حضرت موسیٰ اس کی فریاد رسی کے لیے اس کی مدد کو گئے کہ وہ اسرائیلی تھا بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ ہر مظلوم کی مدد کرنا ہر دین میں فرض ہے۔ وقد اجمعت الامم على ان نصر المظلوم دين في الملل كلها على الامم وهو فرض في جميع الشرائع (قرطبی)

لفظ وکز کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ الوکز واللکز واللهز واللهد بمعنی واحد وهو الضرب بجمع الکف یعنی یہ چاروں الفاظ ہم معنی ہیں ان کا معنی مکا مارنا ہے (قرطبی)

سے آپ نے عرض کی حضرت! تو نے جو مجھ پر عنایت کی ہے تیری عنایات کی قسم آئندہ میں کبھی مجرموں کا مددگار نہیں بنوں گا۔ اس آیت سے علمائے اسلام نے یہ استدلال کیا ہے کہ ظالموں کی امداد اور ان کی ملازمت حرام ہے۔ واحتج اهل العلم بهذه الآية على منع معونة الظلمة وخدمتهم (روح المعانی)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی بھی سماعت فرمایئے من مشى مع مظلوم ليعينه على مظلمته ثبت الله قدميه على الصراط يوم تزل فيه الاقدام ومن مشى مع ظالم ليعينه على ظلمه ازل الله قدميه

لَهٗ مُوْسٰۤى اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ (١٨) فَلَمَّاۤ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ

موسیٰ نے اسے فرمایا بیشک تو کھلا بہکا ہوا ہے پس جب آپ نے ارادہ کیا کہ جھپٹ پڑیں اس پر

بِالَّذِيْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ يٰمُوْسٰۤى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِيْ

جو ان دونوں کا دشمن تھا وہ کہنے لگا اے موسیٰ! کیا تو چاہتا ہے کہ مجھے بھی قتل کر ڈالے

كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ ۖ اِنْ تُرِيْدُ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا

جیسے کل تو نے ایک شخص کو قتل کیا تھا تو نہیں چاہتا مگر اس کے کہ تو ملک میں بڑا جابر بن جائے

فِي الْاَرْضِ وَمَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ (١٩) وَ

اور تو نہیں چاہتا کہ اصلاح کرنے والوں میں سے ہو اور

جَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى ۫ قَالَ يٰمُوْسٰۤى اِنَّ

آیا ایک آدمی شہر کے آخری گوشہ سے دوڑتا ہوا اس نے آ کر بتایا اے موسیٰ!

علی الصراط یوم تدحض فیہ الاقدام (قرطبی)

یعنی جو شخص کسی مظلوم کی مدد کے لیے اس کے ساتھ چلے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جو قدموں کے پھسلنے کا دن ہے اس کے قدموں کو پل صراط پر ثابت قدم رکھے گا اور جو شخص ظالم کے ساتھ اس کے ظلم پر اس کی مدد کرنے کے لیے جاتا ہے تو اس دن اس کے قدم پل صراط سے پھسل جائیں گے۔

ف۳ موسیٰ علیہ السلام کو راز کے انکشاف ہونے اور اپنے گرفتار ہونے کا اندیشہ تھا۔ رات اسی طرح گزر گئی۔ دوسرے دن پھر آپ کیا دیکھتے ہیں کہ وہی اسرائیلی ایک دوسرے شخص سے گتھم گتھا ہو رہا ہے۔ اس نے آپ کو دیکھا تو پھر مدد کے لیے پکارا۔ آپ سمجھ گئے کہ یہ شخص فسادی ہے۔ ہر روز کسی نہ کسی کے ساتھ الجھ پڑتا ہے۔ چنانچہ آپ نے غصہ سے اسے ڈانٹ پلاتے ہوئے کہا۔ انک لغوی مبین۔ آپ آگے بڑھے تاکہ انہیں چھڑا دیں۔ وہ سمجھا کہ جس طرح آپ نے مجھے غضبناک لہجہ میں ڈانٹا ہے شاید مجھے ہی مارنے کے لیے آگے بڑھ رہے ہیں۔ اس نے یموسی اتریدان تقتلنی کہہ کر سارا راز فاش کر دیا۔ علماء نے صراحت کی ہے کہ دوسرے روز جھگڑنے والے بھی ایک قبطی اور ایک اسرائیلی تھے لیکن بعض نے کہا ہے کہ وہ دونوں اسرائیلی تھے۔ قرآن اس کی تردید نہیں کرتا۔ واللہ اعلم

الْمَلَاَ يَأْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّيْ لَكَ مِنَ

سردار لوگ سازش کر رہے ہیں آپ کے بارے میں کہ آپ کو قتل کر دیں پس آپ نکل جائیے یہاں سے بیشک

النّٰصِحِيْنَ ۝ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ

میں آپ کے خیر خواہوں میں سے ہوں پس آپ نکلے وہاں سے ڈرتے ہوئے گرفتاری کا انتظار کرتے ہوئے عرض کی اے میرے رب نجات دے مجھے

الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى

اس ظالم قوم سے اور جب آپ روانہ ہوئے مدین کی جانب تو دل میں کہنے لگے امید ہے کہ میرا

رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ

رب میری رہنمائی فرمائے گا سیدھے راستہ کی طرف اور جب آپ مدین کے پانی پر پہنچے تو دیکھا

وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۝ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ

وہاں بہت لوگوں کا ایک انبوہ ہے جو اپنے مویشیوں کو پانی پلا رہے ہیں اور دیکھیں ان سے الگ

اس سپاہی کی بات سے راز فاش ہو گیا۔ فرعون اور اس کے امراء حکومت کو یہ اطلاع مل گئی کہ قتل کے مقدمہ میں قاتل موسیٰ ہے۔ انہوں نے آپ کو گرفتار کرنے کا منصوبہ بنانا شروع کیا۔ حضرت موسیٰ کے ایک مخلص کو پتہ چلا تو وہ دوڑتا دوڑتا آیا اور حکومت کے ارادہ سے آپ کو مطلع کرنے لگا کہ آپ یہاں سے جلد چلے جانے کی کوشش کیجئے آپ کو گرفتار کرنے کی سازش کی جا رہی ہے۔

چنانچہ آپ وہاں سے روانہ ہوئے دل میں ہر وقت یہ کھٹکا لگا ہوا تھا کہ پیچھے سے آ کر کوئی پکڑ نہ لے اس لیے نگاہ ادھر ادھر ہی رہتی تھی۔ یترقب منتظر ہے

جب مصر میں ٹھہرنا ناممکن ہو گیا تو آپ نے مدین کا رخ کیا کیونکہ یہی ایک ایسا علاقہ تھا جو فرعون کی مملکت سے باہر تھا اور اس کے علاوہ آباد بھی تھا اور قریب بھی تھا نیز آپ کو یہ بھی معلوم تھا کہ وہاں کے باشندے بھی حضرت ابراہیم کے فرزند مدین کی اولاد ہیں اور ان سے خونی قرابت بھی ہے اس لیے آپ مدین کی طرف روانہ ہوئے لیکن وہاں کا سیدھا راستہ بھی معلوم نہیں لیکن دل میں یقین ہے کہ میرا پروردگار ضرور میری راہنمائی فرمائے گا۔

آپ چلتے چلتے مدین کے باہر کنوئیں تک پہنچے تو دیکھا لوگوں کا ایک جمگھٹ ہے اور ہر ایک اپنے

امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۭ قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى

دو عورتیں کہ (اپنے ریوڑ کو) روکے ہوئے ہیں۔ آپ نے پوچھا تمہیں کیا پریشانی ہے؟ وہ بولیں ہم پانی نہیں پلا سکتیں [illegible]

يُصْدِرَ الرِّعَاۗءُ ۫ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ۝ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى

جب تک چرواہے (اپنے ریوڑ) واپس نہ لے جائیں اور ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے۔ تو آپ نے پانی پلا دیا ان کے ریوڑ کو

الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّىْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ۝

پھر سایہ کی طرف آ گئے اور عرض کرنے لگے میرے رب! [illegible] خیر و برکت کا جو تو نے میری طرف

فَجَاۗءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَاۗءٍ ۡ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ

[illegible] پس آئی آپ کے پاس ان دونوں میں سے ایک شرم و حیا سے چلتی ہوئی۔ اس نے کہا میرا باپ آپ کو بلاتا ہے

اپنے جانوروں کو پانی پلانے میں مصروف ہے لیکن دور ایک گوشہ میں دو عورتیں الگ تھلگ کھڑی ہیں اور اپنے ریوڑ کو آگے بڑھنے نہیں دیتیں اور ادھر ادھر منتشر ہو جاتی ہیں۔ آپ سے نہ رہا گیا۔ چپ چاپ کھڑے ہو کر دیکھا تو پوچھا تم اس طرح کیسے کھڑی ہو۔ کیا مقصد ہے۔ خطبک مطلبکما

انھوں نے کہا کہ ہم بھی یہاں اپنے ریوڑ کو پانی پلانے کے لیے لائی ہیں۔ لیکن جب تک یہ چرواہے اپنے جانوروں کو پانی پلا کر چلے نہیں جاتے ہمارے لیے اس بھیڑ میں گھس کر پانی پلانا ممکن نہیں۔ جب یہ چلے جائیں گے تو ہم آگے بڑھ کر انہیں پانی پلائیں گی۔

انھوں نے خود آگے بڑھ کر پانی نہ پلانے کی وجہ بیان کر دی

آپ نے آگے بڑھ کر ڈول لیا اور [illegible] ان کے ریوڑ کو سیراب کر دیا۔ آپ کی طبعی شرافت اس کو گوارا نہ کر سکی کہ عورتیں یوں ہی کھڑی رہیں اور دوسرے لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلاتے رہیں۔ وہ اپنے ریوڑ کو ہانک کر چل دیں۔ حضرت موسیٰ کی یہاں کسی سے جان پہچان نہ تھی۔ پاس ہی ایک سایہ دار درخت تھا۔ ایک غریب الدیار آدمی کی طرح اس کے نیچے سستانے کے لیے بیٹھ گئے۔ اس کس مپرسی کے عالم میں اپنے رب العلیٰ کا شکر کرتے ہوئے [illegible] کی [illegible] کہ وہ مطلب بیان کیے گئے ہیں (۱) [illegible] لیکن مستقبل کے لیے [illegible] ہے کہ جو بھی روزی تو مجھ پر نازل فرمائے گا اب اسی کا انتظار رہے گا۔ (۲) [illegible] جو [illegible] کا وعدہ فرمایا ہے اس کی طرف میں سخت محتاج ہوں

لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ۚ فَلَمَّا جَاءَهُ وَقَصَّ عَلَيْهِ

والد تمہیں بلاتے ہیں تاکہ [illegible] پانی پلایا [illegible]

الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ ۖ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٢٥﴾

ان کے سامنے بیان کیا [illegible] ڈرو نہیں [illegible] ظالموں [illegible]

قَالَتْ إِحْدَاهُمَا يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ ۖ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ

ان دونوں میں سے ایک [illegible] بے شک [illegible]

الْأَمِينُ ﴿٢٦﴾ قَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُنكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ

جو طاقتور بھی ہو [illegible] ایک [illegible]

ف۱ [illegible]

[illegible] بائبل میں بھی یہ واقعہ تقریباً اسی طرح مذکور ہے

ف۳ موسیٰ علیہ السلام [illegible] کسی قسم کا خطرہ نہیں [illegible]

[illegible]

ف۴ [illegible]

عَلٰٓى اَنْ تَاْجُرَنِىْ ثَمٰنِىَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ

شرط پر کہ تو میری ملازمت کرے آٹھ سال تک پھر اگر تو پورے کر دے دس سال تو یہ تیری مرضی

وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ ۭ سَتَجِدُنِىْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ

اور میں نہیں چاہتا کہ تم پر سختی کروں۔ تم پاؤ گے مجھے اگر اللہ نے چاہا نیک لوگوں سے

الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِىْ وَبَيْنَكَ ۭ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ

ایسا کرتے ہیں۔ موسیٰ نے کہا یہ بات میرے اور آپ کے درمیان طے ہو گئی ان دو میعادوں سے جو بھی میعاد میں پوری کر دوں

فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۲۸﴾ فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى

تو مجھ پر کوئی زیادتی نہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ جو ہم قول و قرار کر رہے ہیں اس پر نگہبان ہے۔ پھر جب پوری کر دی موسیٰ علیہ السلام

[illegible]

۵۵ حضرت شعیب [illegible]

۵۶ موسیٰ علیہ السلام [illegible] فرما دیجئے۔

الْأَجَلَ وَسَارَ بِأَهْلِهِ آنَسَ مِن جَانِبِ الطُّورِ نَارًا ۚ قَالَ

لی تو مدت پوری کر دی ۱ اور وہاں سے چلے اپنی اہلیہ کو ساتھ لے کر تو آپ نے دیکھی طور کی ایک طرف آگ ۲

لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّي آتِيكُم مِّنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ

آپ نے کہا اپنے اہل خانہ سے کہ تم ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے میں وہاں جاتا ہوں شاید میں لے آؤں تمہارے پاس وہاں سے

جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ۝ فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ مِن

کوئی خبر یا آگ کی کوئی چنگاری تاکہ تم تاپ سکو۔ پس جب آپ وہاں پہنچے تو ندا آئی وادی کے دائیں

شَاطِئِ الْوَادِ الْأَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ أَن

کنارے سے ۳ اس بابرکت مقام میں ایک درخت سے کہ اے

يَا مُوسَىٰ إِنِّي أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝ وَأَنْ أَلْقِ عَصَاكَ ۖ فَلَمَّا

موسیٰ بےشک میں ہی ہوں اللہ جو رب العالمین ہے۔ اور (حکم ہوا کہ) ڈال دو زمین پر اپنے عصا کو

رَآهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ وَلَّىٰ مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ ۚ يَا مُوسَىٰ أَقْبِلْ

اب جو اسے دیکھا تو وہ اس طرح لہرا رہا تھا جیسے وہ سانپ ہو آپ پیٹھ پھیر کر چل دیئے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ (ندا آئی) اے موسیٰ آگے آؤ

---

۱ حضرت عباس سے مروی ہے کہ آپ نے دس سال پورے کیے۔ قال قضی اکثرھما واطیبھما (قرطبی)۔

۲ موسیٰ علیہ السلام اپنی اہلیہ کو لے کر مصر روانہ ہوئے۔ راستہ میں دور سے آگ دیکھی۔ طور اقدس کا پہلے اس کا ذکر سورہ نمل اور دوسری سورتوں میں گزر چکا ہے۔ جذوۃ: قطعۃ من النار یعنی چنگاری۔

۳ جب آپ آگ لینے کے ارادہ سے اس جگہ پہنچے تو اس بابرکت علاقہ میں وادی طور کی دائیں جانب ایک درخت نظر آیا جس میں سے یہ صوت سرمدی سماع نواز ہو رہی تھی۔ اس آواز کی کیفیت کیا تھی۔ کیا وہ الفاظ و حروف اور اصوات سے عبارت تھی اور کیا اس کا سماع انہی ظاہری کانوں سے ہوا۔ اس کے متعلق علامہ قرطبی کی یہ عبارت بڑی بصیرت افروز ہے

قال ابو المعالی [illegible] واهل الحق يعبرون [illegible] كلمه [illegible] بالرتبة العليا والغاية القصوى

وَلَا تَخَفْ ۖ إِنَّكَ مِنَ الْآمِنِينَ ۝ اسْلُكْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ

اے موسیٰ! سامنے آ اور ڈر نہیں بیشک تم ہر خطرے سے محفوظ ہو ڈال اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں

تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ وَاضْمُمْ إِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ

نکلے گا سفید چمکتا بغیر کسی عیب کے ۳۳ اور دبا لے اپنے سینے پر اپنا ہاتھ خوف

الرَّهْبِ ۖ فَذَانِكَ بُرْهَانَانِ مِنْ رَبِّكَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ ۚ

دور کرنے کے لیے ۳۴ تو یہ دو دلیلیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف

إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ۝ قَالَ رَبِّ إِنِّي قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا

بھیجے گئے ہیں بیشک وہ نافرمان لوگ ہیں ۳۵ موسیٰ نے عرض کی اے میرے رب میں نے ان کا ایک شخص

فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ ۝ وَأَخِي هَارُونُ هُوَ أَفْصَحُ مِنِّي لِسَانًا

قتل کیا ہے تو میں ڈرتا ہوں کہیں وہ مجھے قتل نہ کر دیں۔ اور میرا بھائی ہارون وہ زیادہ فصیح ہے مجھ سے گفتگو میں تو اسے

فَأَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْءًا يُصَدِّقُنِي ۖ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُكَذِّبُونِ ۝

بھیج میرے ساتھ میرا مددگار بنا کر تاکہ وہ میری تصدیق کرے میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے ۳۶

حیث کلامه القدیم المقدس عن مشابهة الحروف والاصوات و تعالٰی عن النغمات و صفة

صفات یعنی اہل حق کہتے ہیں کہ جس کو اللہ تعالیٰ ہی ہم کلامی کا شرف بخشتا ہے تو اسے ایسے طور پر قادر کر دیتا ہے کہ وہ کلام الٰہی کو حرف و صوت و سمت وغیرہ کی حدود کے بغیر ادراک کر لیتا ہے۔

۳۳ یعنی سانپ بننے والا معجزہ عطا ہوا جس کی تفصیل سورۃ نمل میں گزر چکی ہے۔

۳۴ اس کے بعد ید بیضا کا اعجاز مرحمت ہوا۔

۳۵ اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے ہاتھ کو اپنے سینے کے ساتھ ملا تاکہ اللہ تعالیٰ اس خوف کو دور کر دے جو آپ اپنے دل میں محسوس کر رہے ہیں۔ المعنی اضمم یدک الی صدرک لیذهب الله ما فی صدرک من الخوف۔ قرطبی

۳۶ فرمایا تمہارے رب کی طرف سے یہ دو معجزے عطا ہوتے ہیں۔ اب فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس

قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطَـٰنًا فَلَا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم مضبوط کر دیں گے تیرے بازو کو تیرے بھائی سے اور ہم عطا کریں گے تمہیں ایسا غلبہ (و شوکت) کہ

يَصِلُونَ إِلَيْكُمَا ۚ بِـَٔايَـٰتِنَآ أَنتُمَا وَمَنِ ٱتَّبَعَكُمَا ٱلْغَـٰلِبُونَ ﴿٣٥﴾

وہ تمہیں دست درازی سے نہیں پہنچ سکیں گے۔ ہماری نشانیوں کے باعث تم دونوں اور جو تمہاری پیروی کرے گا وہی غالب آئیں گے

فَلَمَّا جَآءَهُم مُّوسَىٰ بِـَٔايَـٰتِنَا بَيِّنَـٰتٍ قَالُوا۟ مَا هَـٰذَآ إِلَّا سِحْرٌ

پھر جب آئے ان کے پاس موسیٰ علیہ السلام ہماری روشن نشانیاں لے کر انہوں نے کہا نہیں ہے یہ مگر جادو

مُّفْتَرًى وَمَا سَمِعْنَا بِهَـٰذَا فِىٓ ءَابَآئِنَا ٱلْأَوَّلِينَ ﴿٣٦﴾ وَقَالَ

گھڑا ہوا اور ہم نے نہیں سنیں ایسی باتیں اپنے پہلے باپ دادا کے زمانہ میں۔ اور موسیٰ علیہ السلام نے

مُوسَىٰ رَبِّىٓ أَعْلَمُ بِمَن جَآءَ بِٱلْهُدَىٰ مِنْ عِندِهِۦ وَمَن

کہا میرا رب خوب جانتا ہے اسے جو اس کی بارگاہ سے ہدایت لے کر آیا ہے اور وہ بھی جانتا ہے کہ اس کا انجام

[illegible] انہوں نے بڑا اور کھرا پایا ہے۔

۳۴ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی الٰہی مجھ سے ایک قبطی قتل ہو گیا تھا میں اگر فرعون کے پاس گیا تو مجھے گرفتار کر لیں گے اور ممکن ہے وہ مجھے قتل کر ڈالیں۔ اس کے علاوہ میری زبان میں وہ روانی نہیں جو ایک مبلغ میں ہونی چاہیے۔ اس لیے میرے بھائی ہارون کو میرا مددگار اور معاون بنا دیجئے تاکہ وہ میری زبان کی لکنت کا [illegible] تیرے حکم کی تعمیل کر سکیں۔ [illegible]

۳۵ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہاری دونوں درخواستیں منظور ہیں۔ تیرے بھائی ہارون سے تیرے بازو کو تقویت دیں گے اور جب تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ گے تو فرعون کی کیا مجال کہ تمہیں کوئی گزند پہنچا سکے۔ تم بلا خوف و خطر اس کے پاس جاؤ اور یقین رکھو کہ تم اور تمہارے پیروکار ہی غالب ہوں گے۔

۳۶ حضرت موسیٰ علیہ السلام حکم الٰہی کے مطابق فرعون کے پاس گئے اسے دعوت دی۔ اپنے معجزات دکھائے انہوں نے ایمان لانے کے بجائے آپ کو جادوگر، آپ کے معجزوں کو جادو کا کرشمہ کہا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہ جادوگری اور ظلم و تعدی سے [illegible] برباد کر دیئے جاؤ گے

تَكُونُ لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۚ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ۝ وَقَالَ

اچھا ہوگا۔ بے شک وہ فلاح نہیں پاتے ظلم و ستم کرنے والے۔ اور فرعون کہنے لگا

فِرْعَوْنُ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرِي فَأَوْقِدْ لِي

اے اہل دربار! میں تو نہیں جانتا تمہارے لیے اپنے سوا کوئی معبود۔ پس آگ جلاؤ میرے لیے

۳۸؎ موسیٰ علیہ السلام نے جب اس کے سامنے دربار میں رب العالمین کا ذکر کیا تو بصد نخوت اس نے اپنے وزرا اور اعیان سلطنت کی طرف دیکھا پھر بڑے غرور سے کہا کہ موسیٰ کی بات کی طرف التفات نہ کرو میں نے خوب تحقیق کر لی ہے میرے سوا تمہارا اور کوئی معبود نہیں میں ہی تمہارا الٰہ ہوں۔

اس کے بعد اس نے اپنے وزیر ہامان کو حکم دیا کہ موسیٰ جس خدا کا ذکر کر رہا ہے وہ زمین پر تو کہیں نظر نہیں آیا۔ ہو سکتا ہے آسمان پر ہو اس لیے اے ہامان تم ایک بہت بلند مینار تعمیر کرو تاکہ ہم اس پر چڑھیں اور آسمان میں بھی جھانک کر دیکھ لیں کہ کہیں موسیٰ کا خدا وہاں نہ ہو۔ اگر وہ ہمیں نظر آ جائے تو ٹھیک ورنہ تم سب کو یقین ہو جائے گا کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے میں تو موسیٰ کو جھوٹا سمجھتا ہوں۔

آیت کا مطالعہ کرنے کے بعد یہاں دو چیزیں وضاحت طلب ہیں:

(۱) فرعون اپنے آپ کو الٰہ کہتا تھا اس سے اس کا مقصد کیا تھا؟

(۲) اس نے ہامان کو جو مینار بنانے کا حکم دیا تھا کیا وہ بنایا بھی گیا یا نہیں؟

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کا اپنے آپ کو الٰہ کہنے کا مقصد ہرگز یہ نہ تھا کہ وہ زمین و آسمان کا خالق ہے۔ کیونکہ اس کے اس دعویٰ کو کوئی عقل تو کیا کوئی احمق بھی ماننے کے لیے تیار نہ تھا۔ اس دنیا میں آئے تو اسے چند سال ہی گزرے تھے۔ ایسے لوگ بھی کثرت سے موجود ہوں گے جن کے سامنے اس کی پیدائش ہوئی، جوان ہوا اور بادشاہ بنا اور بیماری، بھوک اور دیگر عوارض بشریت سے وہ جس طرح دو چار ہوتا ہے وہ روزانہ مشاہدہ کرتے تھے۔ ان حالات میں ایسی بات کا دعویٰ کرنا جو بدیہی البطلان ہو، اس کے دعویٰ سے اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنے آپ کو ساری رعایا کا معبود بنانا چاہتا تھا کہ لوگ اس کے ہر حکم کی تعمیل کریں۔ کسی کو دم مارنے کی اور اعتراض کرنے کی جرأت نہ ہو۔ جو وہ کہتا ہے میرے حکم کے مطابق میری اطاعت کرو۔ موسیٰ یا اس کی قوم کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ میرے کسی فرمان پر یہ کہہ کر اعتراض کریں کہ میرا یہ حکم رب العالمین کی مرضی کے خلاف ہے یا میرا حکم اس کے حکم کے خلاف ہے اس لیے [illegible] ہرگز عمل کا ارتکاب کرنا نہیں چاہیے۔ [illegible]

[illegible]

[illegible] علامہ آلوسی کے قول سے بھی امام کے قول کی تائید ہوتی ہے وہ فرماتے ہیں [illegible]

يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى

[illegible] میرے لیے [illegible] اونچا محل تعمیر کر شاید اس پر چڑھ کر [illegible]

[illegible] کا یہ عقیدہ تھا کہ [illegible] بادشاہ اپنے [illegible]

[illegible] معروف ہوتا ہے

[illegible]

[illegible] کی تحقیق کر رہے ہیں [illegible]

[illegible]

إِلَٰهِ مُوسَىٰ وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۚ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ

میں موسیٰ کے معبود کا اور میں تو اسے یقیناً جھوٹا خیال کرتا ہوں اور تکبر کیا اس نے اور اس کی

وَجُنُودُهُ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ إِلَيْنَا

فوجوں نے زمین میں ناحق اور وہ گمان کرتے رہے کہ انہیں ہماری طرف

لَا يُرْجَعُونَ ﴿۳۹﴾ فَأَخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ ۖ فَانظُرْ

نہیں لوٹایا جائے گا پس ہم نے پکڑ لیا اسے اور اس کے لشکروں کو اور پھینک دیا انہیں سمندر میں۔ دیکھیے

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ ﴿۴۰﴾ وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَدْعُونَ إِلَى

کیسا ہوا انجام ظالموں کا۔ اور ہم نے بنا دیا تھا انہیں ایسے پیشوا جو بلاتے تھے اپنی پیروی کرنے والوں کو

النَّارِ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يُنصَرُونَ ﴿۴۱﴾ وَأَتْبَعْنَاهُمْ فِي هَٰذِهِ

آگ کی طرف۔ اور روز قیامت ان کی مدد نہیں کی جائے گی اور ہم نے ان کے پیچھے لگا دی اس دنیا میں بھی

الدُّنْيَا لَعْنَةً ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ هُم مِّنَ الْمَقْبُوحِينَ ﴿۴۲﴾

لعنت پھٹکار۔ اور قیامت کے دن بھی ان کا شمار بدحالوں میں ہوگا۔

اس نے اور اس کے سرداروں نے سرکشی کی راہ اختیار کی اور اس کا انجام وہ ہوا جو ان آیات میں مذکور ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ کے بغیر جو بھی تکبر کرتا ہے وہ ناحق کرتا ہے۔ حدیث قدسی میں ہے: الكبرياء ردائي والعظمة إزاري فمن نازعني واحدا منهما قذفته في النار رواه احمد وابو داود وابن ماجه عن ابي هريرة وفي رواية الكبرياء ردائي فمن نازعني ردائي قصمته يعنی تکبر میری مخصوص صفت ہے جو اس میں شریک ہونا چاہے گا اس کی میں گردن توڑ دوں گا اور اسے دوزخ میں پھینک دوں گا۔

فرعون اور اس کے درباری سرداروں کے متعلق فرمایا کہ وہ ایسے منحوس لیڈر اور پیشوا تھے جو خود بھی تباہ و برباد ہوئے اور اپنے ماننے والوں کو بھی جہنم رسید کر کے دم لیا۔

اس کا معنی مردود کیا گیا ہے۔ حضرت ابن عباس نے اس کا معنی فرمایا ہے جن کے چہرے بگڑ گئے ہوں گے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ

اور ہم نے دی موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب ۱۱ اس کے بعد کہ ہم نے ہلاک کر دیا تھا پہلی نافرمان قوموں

الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝

کو یہ کتاب، لوگوں کے لیے بصیرت افروز اور سراپا ہدایت و رحمت تھی تاکہ وہ نصیحت قبول کریں

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ

اور آپ نہیں تھے (طور) کی مغربی سمت میں ۱۳ جب ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف رسالت کا حکم

وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ

بھیجا اور نہ آپ گواہوں میں شامل تھے ۱۴ لیکن ہم نے پیدا کیں کئی قومیں یکے بعد دیگرے، دراز

سیاہ ہو اور آنکھیں نیلی اور جس کو ہر بھلائی سے دور ہٹک دیا گیا ہو سب ہی مقبوح کہے جاتے ہیں یقال قبحہ قبحاً اہ ا (ابعدہ من کل خیر۔ مظہری)

۱۲ آپ کو جو کتاب تورات عطا فرمائی گئی، اس کی خصوصیات بیان کی جا رہی ہیں کہ کتاب دلائل و بصائر وغیرہ والی ہے۔ بصائر، بصیرۃ کی جمع ہے جس کا معنی ہے نور القلب یبصر بہ ما بصر حقائق الاشیاء بقدر طاقۃ البشریۃ یعنی دل کی وہ روشنی جس سے عقل طاقت کے مطابق حقیقت اشیاء پر آگاہی ہوتی ہے

۱۳ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ جس صحت اور وضاحت سے آپ نے بیان کیا ہے اس کی یہ وجہ نہیں کہ آپ اس وقت موجود تھے اور تمام حالات کا مشاہدہ کر رہے تھے بلکہ اس کا علم آپ کو وحی کے ذریعہ ملا ہے۔ آپ کی صداقت کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ سینکڑوں سال پہلے کا واقعہ اس طرح درست بیان کر دیا جائے اور تمام تفصیلوں کا ذکر کر دیا جائے جس میں وہ لوگ مبتلا تھے

۱۴ یعنی جب ہم نے آپ کو نبوت بخشی یا جس وقت ہم نے آپ کو تورات دی اس کا ایک مفہوم یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اے محبوب! ہم نے حضرت موسیٰ کو ان الواح میں تیری بعثت اور شریعت آوری کا ذکر موسیٰ علیہ السلام سے کیا تھا

• ای وصینا الی موسی بامرک و ذکرنا بعثتک ... (قرطبی)

۱۵ لیکن موسیٰ علیہ السلام کی رحلت کے بعد کئی صدیاں گزر گئیں بعد میں لوگوں نے ان باتوں کو فراموش کر دیا۔ تورات میں تحریف کر دی اور دین موسوی کو گڈمڈ کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام سے اپنی قوم کو حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنتَ ثَاوِيًا فِي أَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُو

[illegible] ان پر طویل عمر گزر گئی [illegible] اور نہ آپ اہل مدین میں مقیم تھے [illegible] تاکہ آپ

عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا وَلَٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ﴿٤٥﴾ وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ

پڑھ کر سناتے ہوں انہیں ہماری آیتیں بلکہ ہم ہی رسول بنا کر بھیجنے والے تھے اور نہ آپ اس وقت طور کے کنارے پر

الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا وَلَٰكِن رَّحْمَةً مِّن رَّبِّكَ لِتُنذِرَ قَوْمًا

تھے جب ہم نے موسیٰ کو ندا دی تھی لیکن یہ آپ کے رب کی رحمت ہے کہ آپ کو ان حالات پر آگاہ کیا تاکہ

مَّا أَتَاهُم مِّن نَّذِيرٍ مِّن قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٤٦﴾

آپ ڈرائیں اس قوم کو [illegible] نہیں آیا جن کے پاس کوئی ڈرانے والا آپ سے پہلے تاکہ وہ نصیحت قبول کریں [illegible]

کی آمد کی جو اطلاع دی تھی اور ایمان لانے کی تاکید کی تھی اس کو بھی فراموش کر دیا اور ان کے دل سخت ہو گئے اور انہوں نے انبیاء کی مخالفت شروع کر دی۔

ثاوی: مقیم یعنی آپ اہل مدین میں بھی اقامت پذیر نہ تھے [illegible] آپ کو مکہ میں مبعوث فرمایا۔

علامہ قرطبی نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن عباس سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ وہاں اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو ندا کرتے ہوئے فرمایا یا امۃ محمد قد اجبتکم قبل ان تدعونی واعطیتکم قبل ان تسألونی وغفرت لکم قبل ان تستغفرونی ورحمتکم قبل ان تسترحمونی۔

ترجمہ: اے امت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہارے دعا کرنے سے پہلے میں نے تمہاری دعا قبول کی، تمہارے مانگنے سے پہلے میں نے تمہیں دے دیا، تمہاری استغفار سے پہلے میں نے تمہیں بخش دیا اور رحم فرمایا۔ حضرت وہب بن منبہ کہتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے حضور کی فضیلت اور حضور کی امت کی شان بیان فرمائی تو آپ نے عرض کی الٰہی مجھے وہ دکھا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم انہیں نہیں دیکھ سکتے اگر تم چاہو تو میں ان کی آواز تمہیں سنا دیتا ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی ہاں [illegible] فقال اللہ تعالیٰ یا امۃ محمد۔ اللہ تعالیٰ نے ندا دی اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت تو سب نے اپنے باپوں کی پشتوں سے [illegible] جواب دیا تو آیت کا معنی یہ ہوا کہ آپ اس وقت طور کے پاس نہیں تھے جب ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا اور آپ کی امت کو آواز دی اور موسیٰ علیہ السلام کو بتایا کہ ہم نے تجھے اور تیری امت کو کتنی عزت و شان دی ہے۔ [illegible]

وَلَوْلَآ أَن تُصِيبَهُم مُّصِيبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَيَقُولُوا۟

اور کہیں ایسا نہ ہو کہ جب پہنچے انہیں کوئی مصیبت ان اعمال کے باعث جو ان کے ہاتھوں نے کیے ہیں تو وہ یہ کہنے لگیں کہ اے

رَبَّنَا لَوْلَآ أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ ءَايَٰتِكَ وَنَكُونَ مِنَ

ہمارے رب کیوں نہ بھیجا تو نے ہماری طرف کوئی رسول تاکہ ہم پیروی کرتے تیری آیتوں کی اور ہم ہو جاتے ایمان

ٱلْمُؤْمِنِينَ ۝ فَلَمَّا جَآءَهُمُ ٱلْحَقُّ مِنْ عِندِنَا قَالُوا۟ لَوْلَآ

والوں سے [illegible] پھر جب آیا ان کے پاس حق ہماری جناب سے تو وہ کہنے لگے کیوں نہ دیے گئے انہیں

أُوتِىَ مِثْلَ مَآ أُوتِىَ مُوسَىٰٓ أَوَلَمْ يَكْفُرُوا۟ بِمَآ أُوتِىَ مُوسَىٰ

اسی قسم کے معجزے جو موسیٰ کو دیے گئے تھے [illegible] کیا انہوں نے انکار نہیں کیا تھا ان معجزات کا جو موسیٰ

مِن قَبْلُ قَالُوا۟ سِحْرَانِ تَظَٰهَرَا وَقَالُوٓا۟ إِنَّا بِكُلٍّ

کو دیئے گئے تھے ۴۳ اس سے پہلے کہنے لگے یہ دونوں جادو ہیں جو ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں ۴۴ اور انہوں نے کہا ہم ہر ایک کا

الا به [illegible] ما كانت عجائب الطور [illegible] موسى [illegible] من الرحمة [illegible] قرطبي۔

۴۲ یعنی آپ کو اس قوم میں مبعوث فرمایا جس میں ایک مدت دراز سے کوئی نبی نہیں آیا تھا۔ ہدایت کی روشنی مدت سے [illegible] ہر طرف جہالت اور کفر کی تاریکی پھیل چکی تھی۔ کہ آپ انہیں عذاب الٰہی سے بروقت ڈرائیں شاید وہ اس پیغام حق کو سن کر راہ ہدایت پر گامزن ہو جائیں۔

۴۳ حضور کی بعثت کی حکمت بیان کی جا رہی ہے

۴۴ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب میرا رسول ان میں تشریف لے آیا اور انہیں توحید کی دعوت دی تو کہنے لگے یہ کیسے رسول ہیں [illegible] موسیٰ کو طرح طرح کے عظیم معجزے دیے گئے تھے [illegible] ان کے ہاتھ میں عصا [illegible] اور ید بیضا [illegible] کتاب [illegible] آنکھیں بند کیے ہوئے [illegible] کیسے نبی [illegible] ہیں۔

۴۵ کفار مکہ [illegible] جواب ہے [illegible] معجزات موسوی کا ذکر کر رہے ہو کیا انہیں دیکھ کر تمہارے آباؤ اجداد

كَفِرُونَ ۝ قُلْ فَأْتُوا بِكِتَٰبٍ مِّنْ عِندِ ٱللَّهِ هُوَ أَهْدَىٰ مِنْهُمَآ

ہم ان تمام کا انکار کرنے والے ہیں آپ فرمائیے تم لے آؤ کوئی کتاب خدا کے ہاں سے جو زیادہ ہدایت بخش ہو ان دونوں سے

أَتَّبِعْهُ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ۝ فَإِن لَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَٱعْلَمْ

تورات سے تاکہ میں اس کی پیروی کروں اگر تم سچے ہو پس اگر وہ قبول نہ کریں آپ کے اس ارشاد کو تو جان لو

أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَآءَهُمْ ۚ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ ٱتَّبَعَ هَوَىٰهُ بِغَيْرِ

کہ وہ صرف اپنی نفسانی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں اور کون زیادہ گمراہ ہے اس سے جو پیروی کرتا ہے اپنی خواہش کی بغیر

نے موسیٰ کو عطا کیا تھا۔ جب تمہارے پیغمبر روشن دلیلیں لے آئے تھے اگر یہی معجزات تمہیں بھی دکھا دیئے جائیں تو تم بھی ایمان نہیں لاؤ گے بلکہ اپنی ضد پر اڑے رہو گے۔ جادو اور جھوٹ کا الزام لگاؤ گے۔ ہدایت کے لیے تو صرف آنکھ والا دل ہونا ضروری ہے جس پر تعصب کی پٹی نہ بندھی ہو۔

علماء نے اس کا ایک مفہوم یہ بھی بیان کیا ہے کہ اہل مکہ نے تحقیق حال کے لیے ایک وفد یثرب بھیجا۔ یہودیوں نے انہیں بتایا کہ تورات میں ایک نبی آخر الزماں کی آمد کی بشارت موجود ہے اس کی ایسی ایسی نشانیاں ہیں اور ان کے ظہور کا یہی زمانہ ہے تو کفار نے حضور کے ساتھ موسیٰ کا بھی انکار کر دیا اور کہا دونوں جادوگر ہیں ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ ساحران سے مراد موسیٰ و ہارون ہیں۔

انہوں نے بھی ان کے معجزے سے انکار کر دیا تھا۔ تم بھی ایسا ہی کرتے ہو۔

جب ان کا انکار شدت اختیار کر گیا اور وہ کسی طرح ایمان لانے پر آمادہ نہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے حضور کو حکم دیا کہ انہیں کہیں کہ قرآن و تورات دونوں کا تم انکار کرتے ہو اب تم کوئی ایسی کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے لے آؤ جو قرآن اور تورات سے زیادہ ہدایت بخش ہو کوئی ایسا صحیفہ جس میں اس کی پیروی سے بہتر عمل کا تمہارے مطالبہ کی طرح تو اس میں پایا جاتا میرا مقصد تو صرف یہ ہے کہ ہدایت کا نور چمکے اور جہالت کی ظلمت کافور ہو اور کوئی ایسی کتاب دکھا دو تو میں اس پر بھی ایمان لانے کے لیے اور اس کے احکام بجا لانے کے لیے تیار ہوں۔

اے حبیب! اگر یہ لوگ آپ کی اس پیشکش کو بھی قبول نہ کریں تو آپ کو یقین ہو جانا چاہیے کہ ان کا حق سے کوئی سروکار نہیں اور نہ ان کے دلوں میں حق کی طلب ہے بلکہ یہ اپنی خواہشات نفسانی کے پرستار ہیں۔ ان کے سامنے ہزاروں معجزے بھی پیش کیے جائیں تو یہ اسلام قبول نہیں کریں گے اور بلکہ ان سب پر ایمان۔ اس لیے تو آپ رنجیدہ خاطر بھی نہ ہوا کریں

هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ۧ وَلَقَدْ

تعالیٰ کی جانب سے کسی ہدایت کے بغیر بیشک اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا ظالم لوگوں کو اور ہم مسلسل

وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ

بھیجتے رہے ان کی طرف اپنا کلام تاکہ وہ نصیحت قبول کریں لشہ جن کو ہم نے عطا فرمائی

الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا

کتاب (تورات و انجیل) قرآن سے پہلے وہ اس پر ایمان لاتے ہیں لشہ اور جب پڑھی جاتی ہے ان کے سامنے تو کہتے

اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ۝

ہیں ہم ایمان لائے اس کے ساتھ یقیناً یہی حق ہے ہمارے رب کی طرف سے ہم اس سے پہلے ہی مسلم (اطاعت گزار) تھے

لشہ ان لوگوں سے [illegible] کہ اور ان کا [illegible] جس [illegible] جس کے ہاتھ میں [illegible] حضرت عبداللہ [illegible] کوئی قابل اعتماد نہیں ہو سکتا [illegible] تک اس کی [illegible] (قرطبی)

لشہ یعنی ان کی اصلاح کے [illegible] ہم نے قرآن کا سلسلہ جاری رکھا [illegible] آیات اتاری گئیں شاید کسی وقت ان کا دل پسیج جائے [illegible] ان کی آنکھیں کھل جائیں اور وہ ہدایت قبول کر لیں۔

لشہ حضرت جعفر نے جب نجاشی کے دربار میں اسلام کی حقانیت اور حضور سرور عالم کی صداقت پر تقریر کی اور سورۂ مریم کی آیات پڑھ کر سنائیں تو نجاشی اور اس کے درباری اتنے متاثر ہوئے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ نجاشی نے تحقیق حال کے لیے [illegible] ایک وفد مکہ [illegible] روانہ کیا تاکہ حضور سے بالمشافہ گفتگو کر کے اسلام کے بارے میں مزید معلومات حاصل کریں۔ جب یہ وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا ابوجہل اور اس کے حواری بھی تماشائی کی حیثیت سے [illegible] ہو گئے۔ ان لوگوں کی [illegible] سورۂ یٰسین سن کر [illegible] اسی مجلس میں مشرف باسلام ہو گئے۔ جب وہ لوگ وہاں سے نکلے تو ابوجہل اور اس کے ساتھی ان کے پیچھے ہو لیے۔ [illegible] شروع کر دیئے۔ وہ [illegible] ان کے پاس [illegible] ابوجہل نے [illegible] کے جواب [illegible] انہیں [illegible] لا نبتغی الجاھلین۔

ترجمہ: [illegible] ہم نے آج تک

أُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُم مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ

یہ لوگ ہیں جنہیں دیا جائے گا ان کا اجر دو مرتبہ بوجہ ان کے صبر کے اور وہ دور کرتے ہیں نیکی کے

السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝ وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا

ساتھ برائی کو اور اس مال سے جو ہم نے ان کو دیا ہے خرچ کرتے رہتے ہیں اور جب وہ سنتے ہیں کسی بیہودہ بات کو تو

عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ

منہ پھیر لیتے ہیں اس سے اور کہتے ہیں ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لیے تمہارے اعمال ہیں تم پر سلامتی ہو ہم

لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ ۝ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ

الجھنا نہیں چاہتے جاہلوں سے۔ بے شک آپ ہدایت نہیں دے سکتے جس کو آپ پسند کریں ہاں اللہ تعالیٰ

اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝ وَقَالُوا

ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو۔ اور کہتے ہیں

ایسا احمق اور نادان وفد کبھی نہیں دیکھا۔

انہوں نے ناشائستہ الفاظ کے باوجود اس نیک صورت جماعت نے کچھ گلہ نہیں کیا۔ صرف اتنا کہا تم سلامت رہو، تمہارے اعمال تمہارے لیے اور ہمارے اعمال ہمارے لیے ہیں، ہمیں تم سے الجھنے کی ضرورت نہیں۔ [illegible] ان کے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں۔ [illegible] کہ آفتاب اسلام کی کرنیں حبشہ کے رہنے والوں کے دلوں کو روشن کر رہی ہیں اور ہم یہاں رہتے ہوئے اس نعمت سے محروم ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہ لوگ تھے جو حضرت عیسیٰ کے دین پر قائم تھے اور انجیل میں حضور کی آمد کے بارے میں جو پیشگوئیاں موجود تھیں اور حضور پر ایمان لانے کی تاکید تھی اس لیے وہ پہلے ہی اس بشیر کی رسالت کو تسلیم کر چکے تھے۔

ان کے اخلاق عالیہ کا ذکر فرمایا کہ وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے بلکہ نیکی سے دیتے ہیں۔

یعنی ہم اس بات کے خواہش مند نہیں کہ ان کے ساتھ بحث کریں، تلخی کا تلخ جواب دیتے رہیں اور گالی گلوچ پر اتر آئیں۔ ای لا نطلب لہم الجدال والمراجعة والمشاتمة (قرطبی)

اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ۭ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ

اگر ہم اتباع کریں ہدایت کی آپ کی معیت میں تو ہمیں اچک لیا جائے گا ہمارے ملک سے کیا ہم نے بسا نہیں دیا

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو اس بات کے بڑے آرزومند تھے کہ سب لوگ اسلام کے اس چشمہ فیض سے سیراب ہوں اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ کر اس کی بارگاہ میں سرخرو ہوں۔ خصوصاً اپنے اہل شہر اپنے قبیلے، اپنے رشتہ داروں کے متعلق حضور کریم کی شدید تمنا تھی کہ ان میں سے کوئی بھی نعمت ایمان سے محروم نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اے حبیب! ہدایت بخشنا تیرا کام نہیں کہ جس کو تو چاہے ہدایت دے دے۔ ہم ہی اس کو ہدایت دیتے ہیں کیونکہ ہم خوب جانتے ہیں کہ کون اس قابل ہے کہ اس کے دل میں ایمان کی شمع فروزاں کی جائے کس میں اس نعمت عظمیٰ کو قبول کرنے کی استعداد ہے

اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ جب حضور کے چچا ابوطالب کا آخری وقت آیا تو حضور نے جا کر کہا کہ چچا تم صرف لا الہ الا اللہ کہہ دو تاکہ میں اپنے رب سے تیری شفاعت کر سکوں لیکن انھوں نے ایسا کہنے سے انکار کر دیا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت بھی مروی ہے کہ آخری وقت میں حضرت ابوطالب کے ہونٹ ہل رہے تھے حضرت عباس نے کان لگا کر سنا حضور سے عرض کیا بھتیجے جس کلمہ کے پڑھنے کا آپ نے حکم دیا تھا وہ میرے بھائی نے پڑھ لیا ہے آپ نے فرمایا میں نے نہیں سنا (سیرت ابن ہشام)

لیکن اگر کسی کے نزدیک دوسری روایت پایۂ ثبوت تک نہیں پہنچتی یا وہ قابل اعتبار نہیں تب بھی اسے آپ کے حق میں کوئی ناشائستہ بات کہنے سے احتراز کرنا چاہیے۔ آپ کی بے نظیر خدمات کا یہ صلہ ہماری طرف سے نہیں دیا جانا چاہیے کہ ہم ہر مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے ان کی اہانت کرتے رہیں۔ اس سے نہ کوئی علمی خدمت ہوتی ہے نہ کسی مشکل مسئلہ کی گرہ کھلتی ہے۔ چنانچہ علامہ آلوسی لکھتے ہیں۔

ومسئلة اسلامه خلافية. ثم انه على القول بعدم اسلامه لا ينبغي سبه والتكلم فيه بفضول الكلام فان ذلك مما يتأذى به العلويون بل لا يبعد ان يكون مما يتأذى به النبي صلى الله عليه وسلم الذي نطقت الآية بناء على هذه الروايات بحبه اياه والاحتياط لا يخفى على ذي فهم

لاجل عين الف عين تكرم

ترجمہ: حضرت ابوطالب کے ایمان کا مسئلہ اختلافی مسئلہ ہے اور جو لوگ آپ کے ایمان کے قائل نہیں انہیں بھی یہ مناسب نہیں کہ وہ ان کے بارے میں کوئی نازیبا کلمہ کہیں کیونکہ اس سے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد کو رنج پہنچتا ہے اور کوئی بعید نہیں کہ حضور سرور عالم کو بھی ملال ہوتا ہو جن سے حضور کو محبت تھی

لهم حرما امنا يجبى اليه ثمرت كل شيء رزقا من لدنا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ

لیکن ان کی اکثریت کچھ نہیں جانتی اور ہم نے کتنے شہر برباد کر دیئے جب وہ فخر کرنے

مَعِيْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا

لگے اپنی گزران (عیش) پر پس یہ ہیں ان کے گھر جن میں سکونت نہیں کی گئی ان کے بعد مگر بہت

قَلِيْلًا ۗ وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى

کم عرصہ ۔ اور آخر کار ہم ہی ان کے وارث بنے تھے اور نہیں ہے آپ کا رب ہلاک کرنے والا بستیوں

حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْۤ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا

کو یہاں تک کہ بھیجے ان کے مرکزی شہر میں کوئی رسول جو پڑھ کر سنائے ان کے سامنے ہماری آیتیں اور ہم نہیں

مُهْلِكِي الْقُرٰۤى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ۝ وَمَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ

ہلاک کرنے والے بستیوں کو مگر یہ کہ ان کے بسنے والے ظالم ہی ہوں اور جو چیز دی گئی ہے تمہیں تو

اسی رزق طیب کے خزینوں کو قبول کر لو اور نہ پچھتاؤ گے۔

لے یہیں اکثر لوگ اپنے خود ساختہ نظریوں کو سچ سمجھ بیٹھے ہیں اور حقیقت ان کی آنکھوں سے مستور رہتی ہے

کہ ذات و حاجت بخشنے والا ایک ہی ہے اور رزق دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

اس میں قسم کھا کر تمہیں صاف صاف بتا دیا گیا کہ ہدایت کی راہ یہی ہے کہ تم دین اسلام کے احکام و قوانین

سے اس لیے منہ موڑ رہے ہو کہ لوگ تمہیں بے راہ رو سمجھیں گے اور بڑی بڑی طاقتیں تمہاری اقتصادی امداد سے

دستکش ہو جائیں گی تو ان کو یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ اس کا حل یہی ہے کہ تم اس کی رضا کو پیش نظر رکھو، اس کے

احکام بجا لاؤ۔ وہ خود تمہاری پاسبانی کرے گا اور خود تمہاری معاشی خوشحالی کے سامان فراہم کرے گا

لے خدا کی نافرمانی کے ہولناک انجام سے بچنے کے لیے انہیں گزشتہ قوموں کے کھنڈرات میں غور و فکر کرنے کی

دعوت دی جا رہی ہے۔ البطر الطغیان بالنعمۃ (قرطبی) [illegible]

والسلام (مظہری)

لے یہ ان کی اجڑی ہوئی بستیاں ہیں جو تمہیں دکھائی دے رہی ہیں انہیں پھر بھی ویران نہیں کر دیا گیا تھا بلکہ [illegible]

شَیۡءٍ فَمَتَاعُ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَ زِیۡنَتُہَا ۚ وَ مَا عِنۡدَ اللّٰہِ خَیۡرٌ

وہ سامان ہے دنیوی زندگی کا اور اس کی زیب و زینت ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بہتر

وَّ اَبۡقٰی ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۶۰﴾ اَفَمَنۡ وَّعَدۡنٰہُ وَعۡدًا حَسَنًا فَہُوَ

اور دیرپا ہے کیا تم اس حقیقت کو نہیں سمجھتے [illegible]

لَاقِیۡہِ کَمَنۡ مَّتَّعۡنٰہُ مَتَاعَ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ثُمَّ ہُوَ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ

[illegible] دنیوی زندگی کا سامان [illegible] پھر وہ روز قیامت

مِنَ الۡمُحۡضَرِیۡنَ ﴿۶۱﴾ وَ یَوۡمَ یُنَادِیۡہِمۡ فَیَقُوۡلُ اَیۡنَ شُرَکَآءِیَ

[illegible] قیامت [illegible] پیش [illegible]

[illegible]

[illegible]

ک [illegible] یہ جو کچھ تمہارے پاس ہے [illegible] دنیا میں [illegible] اہل ایمان کے لیے جنتیں تیار کر رکھی ہیں [illegible]

ل [illegible] اسلام کو قبول کیا جائے [illegible] انہیں بتایا جا رہا ہے [illegible] کے مقابلے میں [illegible] بھی نہیں رکھتیں۔

م [illegible] کی دعوت کو ٹھکرانے والو! اس دن کا بھی خیال کرو جب تمہیں [illegible] ہمارا شریک ٹھہرایا کرتے تھے۔ اس وقت تم [illegible]

الَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ۝ قَالَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا

[illegible]

هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَغْوَيْنَا أَغْوَيْنَاهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۖ تَبَرَّأْنَا إِلَيْكَ ۖ

[illegible]

مَا كَانُوا إِيَّانَا يَعْبُدُونَ ۝ وَقِيلَ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ

[illegible]

فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَرَأَوُا الْعَذَابَ ۚ لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَهْتَدُونَ ۝

[illegible]

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَا أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ ۝ فَعَمِيَتْ

[illegible]

عَلَيْهِمُ الْأَنْبَاءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَاءَلُونَ ۝ فَأَمَّا مَنْ تَابَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ﴿۶۷﴾

اور ایمان لایا اور نیک کام کیے یقیناً وہ کامیاب ہونے والوں میں ہوگا اور

وَ رَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَ يَخْتَارُ ؕ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ؕ سُبْحٰنَ

آپ کا رب پیدا فرماتا ہے جو چاہتا ہے اور پسند کرتا ہے جسے چاہتا ہے نہیں ہے انہیں کچھ اختیار پاک ہے

اللّٰهِ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَ رَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ

اللہ تعالیٰ اور برتر ہے اس سے جو وہ شرک کرتے ہیں اور آپ کا رب خوب جانتا ہے جو چھپائے ہوئے ہیں ان کے سینے

وَ مَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَ هُوَ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْحَمْدُ فِى الْاُوْلٰى

اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں اور وہی اللہ ہے نہیں کوئی معبود بجز اس کے اسی کے لیے ہے ہر قسم کی تعریف دنیا میں اور

وَ الْاٰخِرَةِ ؗ وَ لَهُ الْحُكْمُ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۷۰﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ

آخرت میں اور اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ آپ فرمائیے بھلا اتنا تو سوچو اگر

وہ پیش کرتے ہیں قیامت کے دن انہیں عذر نہیں آئیں گے

لہ توبہ کرنے والے کسی امید ہی نہیں بلکہ یقینی جنت ملے گی

لہ کفار مکہ کو اعتراض تھا کہ ان کے شرفاء کو چھوڑ کر ہماری معمولی حالت کے آدمی ایک یتیم کو نبوت ملی، ان کو بتایا

جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے مشورے کی ضرورت نہیں۔ وہ علیم و حکیم ہے وہ بہتر جانتا ہے جسے چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے اور اس کی

نگاہ کرم جس کو منصب نبوت کے لیے چن لیتی ہے اسے عطا فرما دیا جاتا ہے تم اس سے بہتر انتخاب نہیں کر سکتے

لہ جب وہ وحدہٗ لاشریک ہے تو اس کے کاموں میں کسی کو دخل دینے کا کیا حق ہے۔

لہ اے محبوب! انہیں بتا دو کہ آج تم اعمال چھپا سکتے ہو جو اپنے سینوں میں چھپا رکھے ہیں وہ سب

اللہ تعالیٰ کے سامنے تمہارا کوئی راز مخفی نہیں ہے اس کے سامنے تمہاری فریب کاری اور چرب زبانی کسی کام نہیں آئے گی

لہ اس ایک آیت میں اللہ تعالیٰ کی توحید ذاتی اور صفاتی کو بیان کر کے ان کے تمام شکوک و اعتراضات

کا جواب دے دیا۔

لہ انہیں تنبیہ کی جا رہی ہے کہ ذرا غور کرو اور سوچو کہ کن نعمتوں سے تم بہرہ ور ہو رہے ہو جو تمہیں کس نے عطا

جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ

بنادے اللہ تعالیٰ تم پر رات ہمیشہ کے لیے قیامت کے دن تک تو کون سا خدا ہے

اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ؕ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿۷۱﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ

اللہ تعالیٰ کے سوا جو لادے تمہیں روشنی کیا تم سن نہیں رہے ہو۔ فرمائیے بھلا بتاؤ تو سہی

اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ

اگر بنادے اللہ تعالیٰ تم پر دن ہمیشہ کے لیے روز قیامت تک تو کونسا خدا ہے

اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۷۲﴾

اللہ تعالیٰ کے سوا جو لادے تمہیں رات جس میں تم آرام کرو کیا تمہیں نظر نہیں آتا؟

وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ

اور یہ اس کی رحمت ہے کہ اس نے بنا دیا ہے تمہارے لیے رات اور دن کو تاکہ تم آرام کرو رات میں اور تلاش

وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ

کرو دن میں اس کے فضل (رزق) سے اور تاکہ تم شکر ادا کرو۔ اور جس دن اللہ تعالیٰ انہیں آواز دے کر

فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَنَزَعْنَا

فرمائے گا کہاں ہیں وہ جنہیں تم میرا شریک خیال کرتے تھے اور ہم نکالیں گے

لہ [illegible] جب [illegible] نہیں تو پھر تم کیوں کسی کو اس کا شریک سمجھتے ہو۔ [illegible] کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ [illegible] آنکھ سے دیکھنے اور عقل سے غور و فکر کرنے کے مفہوم میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ راغب

نظر بالعین او بالعقل (المنجد)

کلہ قیامت کے دن کفار کی رسوائی اور بے بسی کا دوبارہ ذکر کرکے لوگوں کو [illegible] کی دعوت دی جا رہی ہے

مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ

ہر امت سے گواہ تو ہم فرمائیں گے لاؤ اپنی دلیل تو وہ جان لیں گے بیشک حق

لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ

اللہ کا ہے اور گم ہو جائیں گی ان سے جو افترا باندھا کرتے تھے بیشک قارون تھا موسیٰ علیہ السلام کی قوم

ع ۷ ۱۰

قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۪ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ

میں سے تھا پھر اس نے ان پر سرکشی کی اور ہم نے اسے دیئے اتنے خزانے کہ

[illegible]

[illegible] قارون بنی اسرائیل کا فرد تھا [illegible] موسیٰ علیہ السلام [illegible]

[illegible]

تھا۔ ولقد ارسلنا موسیٰ بآیٰتنا وسلطٰن مبین الیٰ فرعون وھامان وقارون فقالوا ساحر کذاب (مومن)

موسیٰ علیہ السلام [illegible] بنی اسرائیل [illegible] قارون [illegible]

[illegible]

مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِی الْقُوَّةِ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ

چابیاں اپنے بوجھ سے جھکا دیتی تھیں ایک طاقتور جماعت کو یاد کرو جب کہا اسے اس کی قوم نے مت اترا

لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْنَ ۝ وَابْتَغِ فِیْمَآ اٰتٰىكَ

خوشی سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا اترانے والوں کو۔ اور طلب کر اس مال سے جو دیا ہے تجھے

اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِیْبَكَ مِنَ الدُّنْیَا وَاَحْسِنْ

اللہ تعالیٰ نے آخرت کا گھر اور مت فراموش کر اپنے حصہ کو دنیا سے اور احسان کیا کر (لوگوں پر)

تمام مطلب پرست استحصالی طاقتوں کی طرح فرعون ایسے ضمیر فروش کے کردار سے خوب واقف تھا اور اسے جی بھر کر نوازتا رہتا تھا۔ اسے کاروباری مواقع اور سہولتیں میسر تھیں جن سے اس کا کاروبار خوب چمکا اور مصر کا رئیس اعظم بن گیا۔ اس کی دولت کا ذکر قرآن کریم نے جن الفاظ سے فرمایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بے حد وحساب دولت کا مالک تھا۔ اس کے خزانوں کے قفلوں کی کنجیاں اتنی بھاری تھیں کہ ایک مضبوط اور طاقتور جماعت جب ان کو اٹھاتی تو اس کی کمر جھک جاتی۔ مفاتح، مفتح کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے کنجی اور اگر اسے مفتح کی جمع کہا جائے تو اس کا معنی خزانہ ہوگا۔

عصبہ دس تا چالیس کی جماعت کو کہتے ہیں۔

تنوء ای تمیل بثقلہا بوجھ سے کمر کا جھک جانا

جب بنی اسرائیل مصر سے روانہ ہوئے تو قارون نے بھی اپنے مال و سامان سمیت حضرت موسیٰ کی معیت میں ہجرت اختیار کی۔

قوم سے مراد سارے بنی اسرائیل ہیں بعض کی رائے میں موسیٰ علیہ السلام نے اسے یہ بات فرمائی کہ مال و دولت کی فراوانی سے تو بہت اترا رہا ہے۔ اور تیرے دل میں احساس برتری اس حد تک پیدا ہو گیا ہے کہ اپنی قوم کے لوگوں یا ان کے حقوق کی پاسداری کا تجھے خیال تک بھی نہیں آیا۔ اس روش سے باز آ جا کیونکہ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔

آپ نے اسے فرمایا یہ دولت جو تجھے اللہ تعالیٰ نے دی ہے اس کو اس طرح خرچ کر کہ قیامت کے روز تیری نجات کی صورت پیدا ہو جائے۔ مومن کا دولت کے متعلق یہی نظریہ ہوتا ہے وہ اسے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور اس کے دین کو سربلند کرنے کے لیے صرف کرتا ہے۔ وہ یہ جانتا ہے کہ دنیا اور اس کی ساری رونق چند روزہ ہے۔ اگر یہاں میں اپنے مال و زر کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کروں گا تو یہ چیز میری ہمیشہ والی زندگی میں میرے کام آئے گی

كَمَآ أَحْسَنَ اللّٰهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِى الْأَرْضِ ۖ إِنَّ

جیسے احسان فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے تجھ پر اور مت خواہش کر فساد کی ملک میں یقیناً اللہ تعالیٰ

اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ۝ قَالَ إِنَّمَآ أُوتِيتُهُ عَلٰى عِلْمٍ

نہیں دوست رکھتا فساد برپا کرنے والوں کو وہ کہنے لگا یہ دی گئی ہے یہ دولت و ثروت اس علم کی وجہ سے

عِنْدِىٓ ۚ أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهِ مِنَ

جو میرے پاس ہے ف کیا اس نے معلوم نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا ہے اس سے پہلے

ف اس کی اس غلط فہمی کا ازالہ بھی کر دیا کہ مومن ہو جانے کے بعد دنیاوی دولت سے بالکل دست کش رہنا ہے۔ دنیاوی سامان سے اپنا حصہ لینے میں کوئی حرج نہیں۔ اچھا کھاؤ، اچھا پہنو، اپنے آرام و آسائش میں مناسب وسائل استعمال کرو۔ یہ تقاضا نہیں ہیں۔

ف لیکن ان تمام حالات میں اس بات کو ہمیشہ ملحوظ رکھو کہ یہ سب اللہ کی عطا ہے اور اس کے اس انعام کا صحیح شکریہ یہ ہے کہ اس کی مخلوق کو آرام پہنچانے کے لیے اسے خرچ کیا جائے اور فتنہ و فساد برپا کرنے کے لیے استعمال نہ کیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ فتنہ برپا کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اگر آپ اس آیت میں غور و تامل فرمائیں گے تو قرآن کی بات کے خد و خال آپ کو صاف نظر آئیں گے۔ مال و متاع کو وہ بڑی حقارت سے دیکھتا ہے اس پر آپ کو آگاہی حاصل ہو جائیگی۔ وہ یہ کہتا ہے کہ مال و دولت اس لیے نہیں کہ تم عیش و عشرت کرتے پھرو اور تمہارے رشتہ داروں کے سایہ میں [illegible] رہ کر [illegible] بھی محروم ہوں۔ قرآن یہ کہتا ہے کہ جاہ و حشمت اس لیے نہیں کہ لوگوں پر ظلم کرتے رہو اور ان کے حقوق کو تلف کرتے رہو۔ بلکہ اس لیے ہے کہ خود بھی جائز حد تک اس سے فائدہ اٹھاؤ اور اپنے ہمسایوں، رشتہ داروں اور بنی نوع انسان کے لیے بھی فیض رساں ہو۔ تمہارا اثر و رسوخ اور تمہاری دولت عامۃ الناس کے لیے رحمت ثابت ہو۔

ف یہاں سے ایک دنیا پرست انسان کی ذہنیت کو بے نقاب کیا جا رہا ہے کہ وہ یہ نہیں کہتا کہ یہ چیزیں مجھے اس خالق و مالک نے عطا فرمائی ہیں اس لیے اس پر اس کا شکر لازم ہے اور شکر کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ اس کی مخلوق کو آرام پہنچایا جائے بلکہ وہ سرے سے اس بات کو تسلیم ہی نہیں کرتا۔ وہ شیخی اور غرور سے یہ کہتا ہے۔ [illegible] مجھے کسی نے نہیں دیا۔ یہ سب میری قابلیت [illegible] کا نتیجہ ہے۔ جب وہ کسی [illegible] ہو جائے تو [illegible] کرنے کے متعلق [illegible] کسی پابندی کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ آپ اسے یہ نہیں سمجھا سکتے کہ اس پر تمہارے پڑوسیوں، غریب رشتہ داروں [illegible]

الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ جَمْعًا ۚ وَلَا يُسْأَلُ

قرنیں گذشتہ جو اس سے قوت میں کہیں سخت اور دولت جمع کرنے میں کہیں زیادہ تھیں اور نہیں دریافت

عَنْ ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ ﴿٧٨﴾ فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ ۖ

کیے جاتے مجرموں سے ان کے گناہ۔ الغرض (ایک دن) وہ نکلا اپنی قوم کے سامنے بڑی زیب و زینت سے

قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا

کہنے لگے وہ لوگ جو خواہشمند تھے دنیوی زندگی کے اے کاش ہمیں بھی اسی قسم کا جاہ و جلال

أُوتِيَ قَارُونُ ۙ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ﴿٧٩﴾ وَقَالَ الَّذِينَ

نصیب ہوتا جیسے دیا گیا ہے قارون کو واقعی وہ تو بڑا خوش نصیب ہے۔ اور کہا ان لوگوں نے جنہیں

أُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ

دنیا کی بے ثباتی کا علم دیا گیا تھا حیف تمہاری عقل پر اللہ کا ثواب بہتر ہے اس کے لیے جو ایمان لے آیا اور نیک عمل کیے

بیراڈوں کا بھی کچھ حصہ ہے جسے لٹا وہ انہیں بیکار لگتے۔ اخلاقی صفت خود کے دل آزار لفظوں سے یاد کرتا ہے اور کثیر محنت پر انہیں ناقابلِ برداشت بوجھ تصور کرتا ہے۔ اس کے سینے میں رحم اور ہمدردی کے جذبات اس کے دل میں پیدا نہیں ہوتے بلکہ نفرت و حقارت سے وہ ان کی طرف دیکھتا ہے۔ یہ نظریہ صرف عہدِ موسوی کے قارون کا نہ تھا بلکہ تمام قارون صفت انسانوں میں یہ قدر مشترک ہے۔

اس کی کم نگاہی اور تنگ ظرفی کو کتنے واضح الفاظ میں بیان کر دیا۔ اس قسم کے بے رحم سرمایہ داروں کی وجہ سے عالمِ انسانیت پر جو مصیبتیں آئیں اور ہلاکت و بربادی کے جو طوفان اٹھے وہ تاریخ کی ایک تلخ حقیقت ہے۔ کوئی ٹھنڈے دل سے سوچے تو اس کی صداقت میں کسی کو کلام نہیں۔

جب وہ اپنے امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ سے نکلا تو اسے دیکھ کر ظاہر بین لوگوں کے منہ میں پانی بھر آیا۔ وہ کہنے لگے کتنا خوش نصیب ہے یہ قارون۔ کاش ہمیں بھی اس مال و دولت سے کچھ حصہ ملتا۔

لیکن جو دنیا کی اس ناپائیداری کو جانتے تھے اور اس کی حقیقت سے باخبر تھے ان کے دلوں میں اس قسم کی کوئی خواہش پیدا نہیں ہوئی وہ دوسرے لوگوں کو بھی اس امر پر آگاہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی جناب سے جو اجر مومنِ صالح کو

صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ۝ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ

اور نہیں [illegible] یہ قسمت بجز صبر کرنے والوں کے [illegible] پھر ہم نے [illegible]

الْاَرْضَ ۟ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۖ

[illegible] پھر کوئی بھی اس کے حامیوں کی کوئی جماعت جو اس وقت اس کی مدد کرتی خدا کے مقابلہ میں

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ۝ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ

اور وہ خود بھی اپنا انتقام نہ لے سکا اور [illegible] ان لوگوں نے جو کل تک اس کے مرتبہ کی

بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ

آرزو کر رہے تھے یہ کہتے ہوئے [illegible] کہ اللہ تعالیٰ کشادہ کر دیتا ہے رزق [illegible]

[illegible] اس کے مقابلہ میں مال و دولت کی کوئی قدر و قیمت نہیں [illegible] کی کوشش کرے جب مسلمان اس مقام کو پا لیتا ہے تو اس کی ساری مشکلیں حل ہو جاتی ہیں

ف یہ بھی بتا دیا کہ یہ ادنیٰ نعمت اور سرمدی دولت مفت نہیں [illegible] سے حاصل نہیں ہوتی [illegible] صبر کے ساتھ اخلاص و عمل کی راہ پر [illegible]

ف اس کے متعلق حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ اس نے ایک فاحشہ عورت کے ساتھ سازش کی کہ جب موسیٰ علیہ السلام لوگوں کے سامنے وعظ کر رہے ہوں تو وہ مجمع عام میں آپ پر بدکاری کا الزام لگائے [illegible] دینی منصب بھی [illegible] رشوت دی [illegible] ایک روز آپ وعظ فرما رہے تھے آپ کے وعظ کا موضوع [illegible] جو بدکاری کا ارتکاب کرے گا اسے سنگسار کر دیا جائے گا [illegible] مجمع کے سامنے [illegible] آپ پر بھی [illegible] اس کے متعلق آپ کو [illegible] کرنا چاہیے [illegible] عورت سے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] حقیقت بیان کر دی [illegible]

مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۖ

اپنے بندوں میں سے اور تنگ کر دیتا ہے اگر یہ نہ ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا ہے تو ہم کو بھی دھنسا دیتا۔

وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۚ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا

اور ہمیں اب پتہ چلا کہ کافر فلاح نہیں پاتے۔ یہ آخرت کا گھر ہم مخصوص کر دیں گے اس کی نعمت کو

لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِى الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۚ وَالْعَاقِبَةُ

ان لوگوں کے لیے جو خواہش نہیں رکھتے زمین میں بڑا بننے کی اور نہ فساد برپا کرنے کی، اور اچھا انجام

اور شیخی پر شیخی بگھارتا رہا اور غضب بھی آیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسی کو اس کے خزانوں کے ساتھ زمین میں غرق کر دیا۔

۲۱ اب ان لوگوں کی آنکھیں کھلیں جو قارون کو رشک بھری نظروں سے دیکھا کرتے تھے۔ اب انہیں پتہ چلا کہ دولت کی قلت و کثرت، سعادت و شقاوت کا کوئی معیار نہیں۔ معلوم ہوا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اس کے شامل حال نہ ہو تو وہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس کا یہی انجام ہوتا ہے جو قارون کا ہوا۔

۲۲ زمین کے جاہ و جلال میں [illegible] ان کے لیے [illegible] یہ ارشاد فرمایا جا رہا ہے کہ آخرت کی سرخروئی اور سروری ان کے حصہ میں آئے گی جو یہاں بڑائی کے خواہشمند نہیں۔ علو کا یہی معنی ہے۔ [illegible] میں لوگوں پر اپنا تسلط جمانا اور ان کو حقیر و ذلیل کرنا [illegible] مقصد یہ ہے کہ لوگوں کے حقوق کو پامال کر کے ان کے اموال کو غصب کر کے [illegible] اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ اس سے بظاہر شاید کوئی یہ سمجھے کہ کسی اچھے منصب پر فائز ہونا [illegible] معاشرہ میں کوئی معزز و محترم مقام حاصل کرنا بھی قرآن کریم کی نظر میں پسندیدہ نہیں۔ آخرت کی کامیابی تب ہی حاصل ہو سکتی ہے جب کہ انسان نامرادی اور [illegible] نامرادیوں کی گٹھڑی اپنے سر پر اٹھائے رکھے۔ اگر کوئی شخص ایسا سمجھتا ہے تو یہ اس کی اپنی کم نگاہی ہے۔ قرآن کریم تو آدمی کو یہ سبق دیتا ہے کہ اچھے [illegible] کے سر پر [illegible] اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لیے سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس آیت کا صحیح مفہوم ان الفاظ میں بیان فرمایا: [illegible] یہ آیت ایسے مغروروں اور [illegible] لوگوں کے حق میں [illegible] نکلا۔

۲۳ فساد سے مراد عام فساد ہے، عقیدہ کا فساد ہو یا عمل کا۔ اگر کوئی کلمہ شرک کی تبلیغ کرے گا تو وہ بھی مفسد ہے۔ [illegible] اور اس کا بازار گرم کرنے کے لیے کوشش کرے گا تو وہ بھی مفسد ہے۔

لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ

پرہیزگاروں کے لیے ہے۔ جو کرتا ہے نیکی ۸۱ تو اس کے لیے ہے بہتر اس نیکی سے اور جو لاتا ہے برائی

بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا

تو نہیں بدلہ دیا جائے گا انہیں جنہوں نے برے کام کیے مگر اتنا جتنے عمل وہ

يَعْمَلُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى

کیا کرتے (اے محبوب!) یقیناً وہ (خدا) جس نے فرض کیا ہے آپ پر قرآن ضرور لوٹا کر لے جائے گا

مَعَادٍ ۚ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى وَمَنْ هُوَ فِيْ

جائے بازگشت میں ۱۱۲ آپ فرمائیے میرا رب خوب جانتا ہے اسے جو آیا ہدایت لے کر اور اسے بھی جو کھلی

ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ

گمراہی میں ہے۔ اور آپ کو امید نہ تھی کہ نازل کی جائے گی آپ کی طرف کتاب ۱۱۳ مگر

۱۱۱ یعنی نیکی کرنے والے کو اس کی نیکی کا اجر صدہا گنا دیا جائے گا اور جو برائی کا مرتکب ہوگا اس پر ایک گناہ کی ہی سزا ملے گی۔ ادھر رحمت و کرم کی فراوانیاں ہیں۔ ادھر عدل و انصاف کے تقاضے

۱۱۲ معاد کا معنی ہے لوٹنے کی جگہ۔ اس سے مراد مکہ شریف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم سے وعدہ فرمایا کہ جس ذات پاک نے آپ پر قرآن نازل کیا اور اس کی تلاوت اور اشاعت کو آپ پر فرض کیا وہ آپ کی پشت پناہ رہی ہے۔ ایک وقت آپ کو مکہ سے ہجرت کرنی پڑے گی لیکن پھر یہاں آپ کی واپسی اس شان و شوکت سے ہوگی کہ سارے دشمن سر جھکائے ہوئے آپ کے سامنے کھڑے ہوں گے اور ان کی قسمت کا فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہوگا چنانچہ فتح مکہ کے دن یہ وعدہ پورا ہوا۔ جب تک مکہ اسلامی قلمرو میں داخل نہیں ہوا تھا اس کے بعد قلیل عرصہ میں سارے جزیرۂ عرب پر اسلام کا پرچم لہرانے لگا۔ معاد کا معنی جنت بھی کیا گیا ہے۔

۱۱۳ یعنی جس نعمت عظمیٰ سے آپ کو سرفراز فرمایا گیا ہے اس کے لیے نہ کبھی آپ نے زبان سے اس منصب کے حاصل کرنے کی دعا کی۔ نہ پہلے کبھی کوئی جد و جہد فرمائی اور نہ کبھی اپنے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ آپ کو نبی بنا کر مشرف کیا جائے

إِلَّا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۖ فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِّلْكَافِرِينَ ۝٨٦

یہ محض رحمت ہے آپ کے رب کی [illegible] تو آپ ہرگز کافروں کے مددگار نہ بنیں ۔

وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ آيَاتِ اللَّهِ بَعْدَ إِذْ أُنزِلَتْ إِلَيْكَ ۖ وَادْعُ

اور دھیان رہے کہ وہ ہرگز روک نہ دیں آپ کو اللہ تعالیٰ کی آیات سے اس کے بعد کہ وہ اتاری گئی ہیں آپ کی طرف اور بلائیے

إِلَىٰ رَبِّكَ ۖ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝٨٧ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ

لوگوں کو اپنے رب کی طرف اور ہرگز نہ ہو جائیے شرک کرنے والوں سے ۔ اور نہ پکارو اللہ تعالیٰ کے ساتھ

إِلَٰهًا آخَرَ ۘ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ۚ

کسی اور معبود کو ، نہیں ہے کوئی معبود سوا اس کے ۔ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے بجز اس کی ذات کے

لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝٨٨

اسی کا حکم ہے ، اور اسی کی طرف تمہیں لوٹایا جائے گا ۝

ق اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو معبود قرار مت پکارو ۔ اسی وحدہ لاشریک کی عبادت و بندگی میں اپنی زندگی گزار دو ۔ یہ ساری دنیا اپنی تمام وسعتوں ، رعنائیوں اور کثرتوں کے باوجود فانی ہے ۔ عرش و فرش ہر چیز سب فنا ہو جائیں گے ایک اللہ تعالیٰ کی ذات پاک باقی رہے گی ۔ الا وجہہ کا یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ تمام اعمال ضائع ہو جائیں گے مگر وہ اعمال جو اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے کیے گئے ہیں انہیں ہی بقا اور دوام حاصل ہوگا ۔

ق اسی کا حکم ہے جو ہر چیز پر نافذ ہے چھوٹی بڑی ہر چیز اس کے فرمان کے سامنے سر افگندہ ہے کسی کی مجال نہیں کہ دم مارے اور تمہیں یہاں چند روزہ زندگی گزارنے کے بعد آخر کار اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے اس لیے عقلمندی کا تقاضا یہ ہے کہ دنیا میں اس طرح وقت گزارو کہ قیامت کے دن جب تم اس کے سامنے پیش ہو تو تمہاری جبین پر اس کی بندگی کا داغ شان چمک رہا ہو ، تمہارا دامن اس کی اطاعت کے سرمایہ سے مالا مال ہو ، تمہارا سینہ اس کے ذوق محبت سے معمور ہو اور جب تم قبروں سے اٹھو رحمت کے دلنشین ترانے تمہارے استقبال کے لیے [illegible]

وجہہ ، وجہ عربی میں چہرے کو کہتے ہیں لیکن جب اس کا اطلاق ساری ذات پر ہوتا ہے ۔ اس لیے یہاں وجہہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ستودہ صفات ہے ۔ [illegible] (روح المعانی)

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف سورۃ العنکبوت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام: اس سورت کا نام العنکبوت ہے جس کا ذکر آیت ۴۱ میں آیا ہے۔ آیات کی تعداد انہتر ہے۔ اس میں نو سو اسی کلمات اور چار ہزار ایک سو پینسٹھ حروف ہیں۔

زمانہ نزول: حسن، عکرمہ، عطاء اور جابر رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ ساری سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

مضامین

۱۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت اور دعوت توحید سے عداوت کی آتش زیر پا ہو گیا۔ انہوں نے اسلام کی شمع کو گل کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ وہ سلیم الطبع لوگ جو کفر و شرک کی ظلمتوں سے دل برداشتہ ہو گئے تھے اور حق کے حسن سے مسحور ہو کر دامن حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثناء میں پناہ لے چکے تھے ان پر ظلم و ستم کی انتہا کر دی جاتی۔ بعض لوگ اسلام کی صداقت کے تو معترف تھے لیکن ان مظالم کو برداشت کرنے کی ہمت ان میں نہ تھی اس لیے ان حالات میں اپنی قسمت کو اسلام کے ساتھ وابستہ کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے تھے۔ بعض اس قسم کے بھی لوگ تھے جنہوں نے اسلام کو قبول کیا لیکن مصائب و آلام کی آندھیوں میں وہ اپنی شمع ایمان روشن نہ رکھ سکے۔ ان سب لوگوں کو بتایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عزت وہی لوگ سرفراز ہوتے ہیں جو آزمائش کی کٹھن گھڑیوں میں ثابت قدم رہتے ہیں اور امتحان میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگ جو زبان سے اسلام کا دم بھرتے ہیں اور ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن امتحان کے میدان میں صبر و استقامت کا مظاہرہ نہیں کر سکتے وہ قطعاً قابل التفات نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یہی سنت ہے اور یہی کسوٹی ہے جس پر اس نے اہل ایمان کو پہلے بھی پرکھا اور قیامت تک پرکھے گا۔

۲۔ کفار مکہ اپنے بے شمار وسائل پر بڑے گھمنڈ میں مبتلا ہو گئے تھے کہ جب اتنے قبائل ہماری پشت پناہی کرنے کے لیے موجود ہیں تو ہمیں محمد (عربی) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک خدا سے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ مادی وسائل کی بھی ان کے ہاں کوئی کمی نہ تھی۔ سب قبائل ان کی دل سے عزت کرتے اور کسی جنگی مہم کے لیے ان کے ادنیٰ اشارہ پر شمشیر بکف میدان میں آنے کے لیے تیار تھے۔ شجاعت و مردانگی اور جنگی مہارت میں بھی ان کا جواب نہ تھا۔ ان حالات کے پیش نظر انہیں اپنے مستقبل کے بارے میں کوئی تشویش نہ تھی وہ یہ سمجھتے تھے

کہ ان کا قلعہ اتنا مستحکم اور محفوظ ہے کہ اس پر کوئی یلغار کارگر ثابت نہیں ہو سکتی۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہیں کہ اے حبیب! ان کے یہ سارے عابد اور ان کے یہ سارے سہارے مکڑی کے جالے کی مانند ہیں وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوتِ اور تمام گھروں سے کمزور ترین گھر مکڑی کا گھر ہے جو ایسے کمزور اور بودے گھر میں بستا ہو اور پھر قہر خداوندی کی بجلیوں کو دعوت دے رہا ہو اس سے زیادہ احمق بھی کوئی اور ہو سکتا ہے

۲۔ اس کے بعد دلائل توحید بیان کیے گئے جو آسان اور عام فہم ہونے کے ساتھ ساتھ اتنے موثر ہیں کہ خود بخود قلب و ذہن میں متمکن ہوتے چلے جاتے ہیں لیکن ان سے فائدہ وہی شخص اٹھاتا ہے جس کے دل میں حق کی طلب ہو اور جس کی آنکھوں پہ تعصب کی پٹی بندھی ہوئی نہ ہو۔

۳ آخر میں وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا فرما کر اس جانگسل اور کٹھن راہ کے مسافروں کی تسکین اور حوصلہ افزائی کا اہتمام فرمایا واقعی اللہ تعالیٰ بڑا بندہ نواز ہے وہ اس راستہ پر چلنے والوں کو کبھی تنہا نہیں چھوڑتا۔

سبحان اللہ وبحمدہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد

سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّسِتُّوْنَ آيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ العنکبوت مکی ہے اور اس کی ۶۹ آیتیں اور ۷ رکوعات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

الٓمّٓ ۚ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ

الف لام میم[1] کیا لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ انہیں صرف اتنی بات پر چھوڑ دیا جائے گا کہ وہ کہیں ہم ایمان لے آئے اور انہیں

لَا يُفْتَنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ

آزمایا نہیں جائے گا[2] اور بےشک ہم نے آزمایا تھا ان لوگوں کو جو ان سے پہلے گزر چکے[3] پس اللہ تعالیٰ ضرور

---

[1] حروف مقطعات ہیں

[2] سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا اور حضور کے دامن سے وابستہ ہونا آغاز تبلیغ کے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا تھا۔ خونی اور قرابت کے سارے رشتے، دوستی و محبت کے سارے تعلقات ٹوٹ جاتے تھے۔ مروت و احسان کے سارے احساسات یکسر ختم ہو جاتے۔ حق قبول کرنے کے جرم میں ان پر ظلم و ستم کی انتہا کر دی جاتی۔ کئی کمزور طبع لوگ اسلام کی صداقت پر یقین رکھنے کے باوجود قبول کرنے کی جرأت نہ کر سکتے تھے اور بعض مرتد ہو کر ستم کی اذیتوں کو برداشت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ سمجھا رہے ہیں کہ ہماری یہ سنت ہے کہ ہم ایمان لانے والوں کو آزمائش کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں۔ صرف کسی کا یہ کہہ دینا کہ میں مومن ہوں کافی نہیں۔ اس لیے امتحان کے ان مرحلوں کو ہمت، صبر و عزم سے طے کرتے جاؤ۔ اس کا انجام بڑا دل خوش کن ہوگا۔

[3] تم سے پہلے جو ایمان لائے ان کو بھی مصائب سے اسی طرح آزمایا گیا جس طرح تم آزمائے جا رہے ہو۔ حضرت خباب بن الارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کے سایہ میں اپنی چادر سے تکیہ لگائے تشریف فرما تھے کہ ہم نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی یا حضور اللہ تعالیٰ ہم پر مصائب کی حد ہو گئی۔ کیا حضور ہمارے لیے دعا نہیں فرماتے۔ حضور نے فرمایا یہ مصیبتیں صرف تم ہی برداشت نہیں کر رہے بلکہ تم سے پہلے لوگوں کا یہ طریقہ تھا کہ کسی کو پکڑتے اس کے لیے ایک گڑھا کھودتے پھر اس گڑھے میں اسے کھڑا کر کے آری لا کر اس کے سر پر چلائی جاتی اور کاٹ کر اس کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے بعض پر لوہے کی کنگھیاں چلائی جاتیں۔ ان کے گوشت اور ہڈیوں کو ادھیڑ کر رکھ دیا جاتا۔ اس کے باوجود وہ

اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ③ اَمْ حَسِبَ

[illegible] انہیں [illegible] بیان میں اپنے [illegible] ایمان [illegible] کیا خیال کرتے ہیں

الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ۭ سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ④

انہوں نے [illegible] کہ وہ ہم سے آگے نکل جائیں گے ؎ بڑا برا فیصلہ ہے جو یہ کر رہے ہیں۔

مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاۗءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ۭ وَهُوَ

جو شخص امید رکھتا ہے اللہ تعالیٰ سے ملنے کی تو وہ [illegible] کہ اللہ [illegible] کا وقت مقرر [illegible]

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ⑤ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ۭ

اور وہی [illegible] سننے والا [illegible] جاننے والا ہے۔ اور جو شخص کوشش کرتا ہے [illegible] تو وہ اپنے فائدہ کے لیے

[illegible] ثابت قدم رہتے [illegible] عذاب الٰہی [illegible] دین پر [illegible] میں [illegible]
[illegible] ایک شخص [illegible] اللہ تعالیٰ کے [illegible] کا وقت [illegible] آخر میں فرمایا [illegible]
[illegible] لیکن تم جلد بازی سے کام لیتے ہو۔

؎ علامہ قرطبی اس کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں [illegible] حضرت [illegible] رضی اللہ تعالیٰ عنہ
[illegible] علم ازلی [illegible] جانتا ہے اس کو عالم واقع میں ظہور پذیر ہوتے دیکھ لے۔ علامہ آلوسی [illegible] اس
کی تحقیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں [illegible]
[illegible] یعنی اللہ تعالیٰ اپنے علم ازلی سے ہر شخص کے جملہ احوال کو [illegible] جانتا ہے [illegible]
نیک کام کرنے والا [illegible] مشغول [illegible]
لیکن [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]
[illegible] اس لیے [illegible] علم سے مراد
وہ علم ہے جس کے بعد کوئی شخص اپنے نیک [illegible] اعمال کے لیے جزا اور سزا کا مستحق ہوتا ہے۔ مزید تحقیق کے لیے [illegible]
جلد اول [illegible] ملاحظہ فرمائیے۔

؎ یعنی [illegible] یہ لوگ [illegible] جب ہم ان کو سزا دینے کا ارادہ کریں گے تو وہ کہیں بھاگ جائیں گے
اور ہم انہیں پکڑ نہ سکیں گے۔ [illegible] اپنے دل سے نکال دیں [illegible]

إِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

کی کوشش ہے بیشک اللہ تعالیٰ غنی ہے سارے کائنات سے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے

الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ

ہم ضرور دور کر دیں گے ان سے ان کی برائیاں اور ہم انہیں بہت عمدہ بدلہ دیں گے ان کے اعمال کا،

الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ

کا جو وہ کیا کرتے تھے۔ اور ہم نے حکم دیا انسان کو کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ

حُسْنًا ۭ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ

اچھا سلوک کرے۔ اور اگر وہ زور دیں تجھ پر کہ تو شریک بنائے میرا اسے جس کا تجھے کوئی علم نہیں

فَلَا تُطِعْهُمَا ۭ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

تو ان کا کہنا نہ مان۔ میری طرف ہی تم سب نے لوٹ کر آنا ہے پس میں آگاہ کروں گا تمہیں ان عملوں سے جو تم کیا کرتے تھے

اسے وحشت کے ان جلوؤں کو بھی دیکھیں گے جو یقیناً ان کو ہم سے متنفر ہو جائیں۔

۵ جو شخص اسلام کی سربلندی کے لیے مصروف جہاد رہتا ہے وہ خداوند کریم پر احسان نہیں کرتا بلکہ اس میں سراسر اس کا اپنا فائدہ ہے۔ کیونکہ اگر اس نے جہاد نہ کیا اور کافر غالب آگئے تو اس کی آزادی چھن جائے گی اسے غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیا جائے گا۔ اس کا گھر مال و متاع سب لوٹ لیا جائے گا۔ اس کی آبرو خاک میں مل جائے گی اور کیا عجب کہ اس کو ایسے حالات سے دوچار ہونا پڑے کہ اسلام چھوڑنے پر مجبور کر دیا جائے۔ ان تمام حالات میں نقصان اسی کا ہوگا۔ جہاد کی اہمیت کی طرف کس عمدگی سے توجہ دلائی گئی ہے۔

۶ جو لوگ صدق دل سے ایمان لے آتے ہیں اور پھر اعمال صالحہ سے اسے آراستہ کرتے ہیں ہم ان کی غلطیوں اور کوتاہیوں کو اپنے دامن رحمت سے ڈھانپ دیں گے کسی عیب جوئی کرنے والے کی نگاہ بھی ان کی سیرت کا دامن آلودہ نہ دیکھ سکے گی۔ [illegible] بحوالہ قرطبی۔ مفسر [illegible] نے کہا ہے [illegible] جو ان کی لغزشوں کو نیکیوں سے مٹا دیں گے۔

۷ قرآن حکیم میں ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی تعلیم متعدد مقامات پر بڑی شان سے دی گئی

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ ۝

اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال بھی کیے تو ہم ضرور شامل کر لیں گے انہیں نیکوں کے زمرہ میں

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ

اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے اللہ تعالیٰ پر پھر جب ستایا جاتا ہے انہیں راہ خدا میں تو بنا لیتا ہے لوگوں

فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ۭ وَلَىِٕنْ جَاۗءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ

کی آزمائش کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کے برابر اور اگر آ جائے نصرت آپ کے رب کی طرف سے تو ضرور کہنے

حکم دیا گیا ہے جس طرح متعدد مقامات پر اس کا تفصیلی ذکر ہو چکا ہے۔ یہاں پھر اس ارشاد گرامی کو دہرایا جا رہا ہے۔ جیسا [illegible] نے حکم دیا۔

ف والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کرنے کے بعد یہ امر بھی واضح کر دیا کہ اگر والدین بھی شرک کا حکم دیں تو یہ حکم ان کا نہیں مانا جائے گا۔ یہ درست ہے کہ ماں باپ کے بڑے حقوق ہیں لیکن اللہ تعالیٰ دنیا بھر کے حقداروں کے حقوق سے اعلیٰ و ارفع ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ یہ آیت میرے حق میں نازل ہوئی۔ میں اپنی ماں کی بڑی خدمت اور عزت کرتا تھا جب میں مشرف باسلام ہوا تو میری ماں نے کہا یہ تو نے کیا کیا ہے۔ تم دین کو چھوڑ دو ورنہ میں کھانا پینا چھوڑ دوں گی اور اسی طرح بھوکی پیاسی مر جاؤں گی۔ پھر لوگ تمہیں یہ کہہ کر طعنہ دیا کریں گے کہ یہ اپنی ماں کا قاتل ہے [illegible] انتقال کیا [illegible] اسے بھوک نے تنگ کر دیا [illegible] خود بھی کھانا کھانے لگی لیکن [illegible] دیکھا کہ وہ اپنی ضد پر قائم ہے تو میں نے اس کو صاف الفاظ میں بتا دیا [illegible] ترک نہیں [illegible] اے اماں اگر ایک کے بجائے تیری سو جانیں ہوں اور بھوک کی وجہ سے وہ ایک ایک کر کے بھی نکل جائیں تب بھی میں اپنا دین نہیں چھوڑوں گا۔ اس کے بعد وہ مجبور ہو کر [illegible] نے کھانا شروع کر دیا۔

ف یعنی اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں میں شامل ہونا ان کی جنت ہے بہت بڑی نعمت ہے۔ یہ ایمان اور عمل صالح کی بہترین جزا ہے۔

ف وہ لوگ جو اسلام کی پاکیزہ تعلیمات سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ راستہ ہموار ہے۔ یہاں کوئی نشیب و فراز نہیں کوئی رکاوٹ نہیں [illegible] منزل مقصود تک پہنچ جائیں گے لیکن اس کی توقع کے خلاف جب مشکل اور مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو اس وقت وہ بے چارے گھبرا کر اسلام سے اپنا رشتہ توڑ لیتے ہیں ان کے متعلق فرمایا جا رہا ہے کہ [illegible] رحمت الٰہی سے محروم کر دیا جائے گا [illegible] اسلام کے غلبہ [illegible] تو وہ [illegible] اللہ تعالیٰ

لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ؕ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِىْ صُدُوْرِ

کہتے ہیں ہم تو تمہارے ساتھ تھے کیا نہیں ہے اللہ خوب جاننے والا اس چیز کو جو لوگوں کے سینوں میں

الْعٰلَمِيْنَ ⑩ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ⑪

جہاں ہے اور ضرور دیکھے گا اللہ تعالیٰ انہیں جو ایمان والے اور ضرور دیکھے گا منافقوں کو ۔ اور

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ

کہا کافروں نے کہا ایمان والوں سے تم چلو ہماری راہ پر اور ہم اٹھالیں گے

خَطٰيٰكُمْ ؕ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَىْءٍ ؕ اِنَّهُمْ

تمہارے گناہوں کے بوجھ کو ۔ اور وہ نہیں اٹھانے والے ان کے گناہوں سے کچھ بھی بیشک وہ بالکل جھوٹے

لَكٰذِبُوْنَ ⑫ وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ۡ وَ

ہیں بےشک اور وہ ضرور اٹھائیں گے اپنے بوجھ اور دوسرے بوجھ اپنے گناہوں کے بوجھوں کے

کے قہر و غضب سے انہیں ڈرایا محض اپنی جان بچانے کے لیے یا دیگر مالی منفعتوں کی خاطر انہوں نے عہد وفا توڑ ڈالا وہ اس قابل نہیں کہ انہیں ملائکہ و صحیفہ جماعت جیسے عاشقان دو عالم کے زمرہ میں شامل کیا جائے یہ عشق کی توہین ہے یہ عشق کی ناقدری ہے اور غیرت عشق اس کو برداشت نہیں کرتی۔

مسئلہ جو لوگ ہوا کا رخ دیکھ کر اپنے عقائد و نظریات بدل دیتے ہیں وہ لوگ اگرچہ اسلام قبول کرنے کا اقرار بھی کریں جب تک انہیں اپنی جان اور اپنے مال کا کوئی خطرہ نہ ہو تو ان کا اقرار قابل اعتماد نہیں۔ یہ کمزور لوگ ہیں اخلاص و وفا کے بازار میں بکنے کے قابل نہیں

۱۳ کفار مسلمانوں کو بہکاتے کہ پہلے تو عقل اس کو تسلیم ہی نہیں کرتی کہ مرنے کے بعد ہمیں پھر زندہ کیا جائے گا اور ہمیں اپنے نیک اور برے عملوں کی کوئی جزا یا سزا ملے گی۔ بفرض محال اگر ایسا ہوا بھی تو ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں کہ ہم تمہارے گناہوں کا بوجھ بھی خود اٹھالیں گے اس لیے تم بے فکر ہو جاؤ اور اس دین کو چھوڑ کر اپنے آباء کے مذہب پر ہی کاربند رہو دنیا تو ظاہر ہے کہ آرام اور ٹھاٹھ باٹھ سے گزارو گے باقی رہی قیامت تو اس کے لیے تمہیں فکرمند ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں ہم خود نمٹ لیں گے

لَيُسْـَٔلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا

ساتھ۔ اور ان سے ضرور پوچھا جائے گا قیامت کے دن ان بہتانوں کے متعلق جو وہ گھڑا کرتے تھے اور بے شک ہم نے بھیجا نوح

اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ۭ فَاَخَذَهُمُ

(علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف تو وہ ٹھہرے رہے ان میں پچاس کم ہزار سال پس آپکڑا انہیں

سکے کتنا شدید جھوٹ بول رہے ہیں۔ ان سے تو اپنا بوجھ بھی اٹھایا نہ جاسکے گا چہ جائیکہ وہ کسی دوسرے کا بوجھ اٹھانے کی طاقت رکھتے ہوں۔

البتہ جن لوگوں کو انہوں نے گمراہ کیا اپنے گناہوں کے بوجھ کے ساتھ ساتھ ان کی پشت پر ان گمراہ ہونے والوں کا بوجھ بھی لاد دیا جائے گا کیونکہ ان کے گمراہ ہونے میں ان گمراہ کرنے والوں کا بھی حصہ ہے بلکہ ان کی گمراہی ان کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ اس لیے گمراہی ان ہی کا کام ہے اس لیے وہی سزا کے بجا طور پر مستحق ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایما داع دعا الی الھدی فاتبع علیہ فلہ مثل اجر من تبعہ لا ینقص ذلک من اجورھم شیئا وایما داع دعا الی الضلالۃ فاتبع علیہ فلہ مثل اوزار من تبعہ لا ینقص ذلک من اوزارھم شیئا۔ (قرطبی)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے ہدایت کی طرف لوگوں کو دعوت دی اور لوگوں نے اس ہدایت کو قبول کیا اور اس پر عمل کیا تو سارے عمل کرنے والوں کا ثواب اس داعی کو ملے گا اور ان کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔ جس نے گمراہی کی دعوت دی اور لوگوں نے اسے قبول کیا اور اس کے مطابق عمل کیا تو سب گمراہوں کی گمراہی کا بوجھ اس پر لادا جائے گا اور ان کے بوجھ میں بھی کمی نہیں ہوگی۔

جب مسلمانوں کو کسی اچھے کام کے لیے شدائد و مصائب برداشت کرنے کی تلقین کی جا رہی ہو اور ان کے سامنے ایک ایسے شخص کی مثال بیان کر دی جائے جس نے ناقابل برداشت تکلیفوں پر صبر و استقامت کا بہترین مظاہرہ کیا ہو تو انسان بڑی تسکین محسوس کرنے لگتا ہے اور اس کی ہمت بندھ جاتی ہے۔ وہ یہ خیال کرنے لگتا ہے کہ جیسے پہلے لوگوں پر امتحان کی گھڑیاں آئیں اور انہوں نے اپنے ایمان و یقین کی پختگی کا بڑی شان سے مظاہرہ کیا۔ اسی مقصد کے پیش نظر اس موقع پر حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر فرمایا کیونکہ جس تند خو قوم سے آپ کو واسطہ پڑا تھا اور جتنا طویل عرصہ آپ نے ان میں دعوت دی ساڑھے نو سو سال نہیں پوری ساڑھے نو صدیاں ان کے ظلم و ستم سہتے ہوئے گزاری تھیں لیکن اپنی روش اور عزیمت میں ذرا لچک نہ آنے دی۔ اس وقت کے حالات کے مطابق یہ بہترین مثال تھی جو قیامت تک اہل حق کے لیے اسوۂ حسنہ اور ثابت قدمی کا ایک درخشندہ مینار ہے۔ کہتے ہیں آپ نے اپنی بستی کے لیے سرکنڈوں کا ایک مکان بنایا ہوا تھا

الطُّوفَانُ وَهُمْ ظَالِمُونَ ﴿١٤﴾ فَأَنجَيْنَاهُ وَأَصْحَابَ السَّفِينَةِ وَ

طوفان نے شلہ اس حال میں کہ وہ ظالم تھے پس ہم نے بچا لیا نوح کو اور کشتی والوں کو اور

جَعَلْنَاهَا آيَةً لِّلْعَالَمِينَ ﴿١٥﴾ وَإِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا

ہم نے بنا دیا اس کشتی کو ایک نشانی سارے جہان والوں کے لیے اور ابراہیم کو یاد کرو جب آپ نے فرمایا اپنی قوم کو عبادت کرو

اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١٦﴾ إِنَّمَا تَعْبُدُونَ

اللہ تعالیٰ کی شلہ اور اس سے ڈرتے رہا کرو یہی بہتر ہے تمہارے لیے اگر تم حقیقت کو جانتے ہو۔ تم تو پوجا کرتے ہو

مِن دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا وَتَخْلُقُونَ إِفْكًا ۚ إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ

اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کی اور تم گھڑ لیتے ہو سراسر جھوٹ۔ بیشک جن کی تم پوجا کرتے ہو

مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِندَ اللَّهِ الرِّزْقَ

اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر وہ مالک نہیں تمہارے رزق کے پس طلب کیا کرو اللہ تعالیٰ سے رزق

کسی لمحہ بھی حضرت الٰہی [illegible] [illegible] کا پیغام پہنچایا ہے

[illegible] [illegible] بیان کیا ہے [illegible]

[illegible]

شلہ جب سمجھاتے سمجھاتے ساڑھے نو سو سال کا طویل عرصہ گزر گیا لیکن انہوں نے ہدایت کو قبول نہ کیا تو انہیں

اس سیلاب [illegible] میں غرق کر دیا گیا اور آپ کے [illegible] ساتھیوں کو بچا لیا گیا جنہیں دیکھ کر [illegible]

سے آنکھیں [illegible] [illegible] کا ذکر [illegible] [illegible]

الشعراء میں گزر چکا ہے ملاحظہ فرما لیا جائے۔

شلہ اب ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر فرمایا جا رہا ہے کہ انہوں نے اپنی بت پرست

قوم کو اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لانے کی کیسے دعوت دی۔

شلہ یہاں بت پرست قوموں کی ایک خصوصی حیثیت کو واضح کیا جا رہا ہے کہ انہوں نے پتھر اور لکڑی وغیرہ

سے بنے ہوئے ان بتوں کو جو خدا بنا رکھا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ انہیں راہ ہدایت پر چلنے کی تلقین نہ کرتے تھے

وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۭ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ

اور اسی کی عبادت کیا کرو اور صرف اسی کا شکر ادا کیا کرو اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ اور اگر تم جھٹلاتے ہو تو کوئی

كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ۭ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝

نئی بات نہیں، (اس سے پہلے) جھٹلا چکی ہیں بہت سی امتیں تم سے پہلے بھی، اور نہیں ہے رسول کے ذمہ مگر صاف صاف پہنچا دینا

انہیں بڑی تفصیل سے بتاتے تھے جن کے معاشرہ کو شرک و الحاد سے پاک کرنے کے لئے تشریف لائے تھے۔ ان کی معاشی ترقی میں ان کی زرخیز زمینوں اور ... تھیں، ان میں سے کوئی چیز بھی انہیں ان بتوں سے حاصل نہیں ہوئی تھی اور سچ تو یہ ہے کہ ان چیزوں کی ان کی نظروں میں کوئی اہمیت بھی نہ تھی۔ ان کے دلوں میں مال و دولت کی ہوس کا ... ہوا تھا۔ ان کے نزدیک دولت کا حصول ہی مقصد حیات بن کر رہ گیا تھا۔ وہ ... اسی لئے اگر ... ان کی پوجا کرتے ان کے آگے ماتھے رگڑتے تو اسی لئے کہ ان کا اعتقاد تھا کہ ان کی دولت میں اضافہ ہو جائے گا۔ ان کی اسی ذہنیت کے مطابق انہیں سمجھایا جا رہا ہے کہ یہ بت جن کے آگے تم ... ہو، ان کے پاس تو ایک دانہ تک نہیں، یہ بیچارے تو خود ... ہیں، یہ تمہیں کیا دیں گے۔ اگر صرف دولت کی ہی طلب ہے تو اس خداوند ذوالجلال کی بارگاہ میں حاضر ہو کر دامن پھیلاؤ جس کے ہاتھ میں رزق کے خزانے ہیں اور جو رزاق اور کریم ہے۔ جس کی شان کریمی یہ ہے کہ کوئی سائل ہاتھ اس کے سامنے پھیلائے اور وہ اسے خالی واپس کر دے۔ جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ بھی سب کریم کی عطا ہے اور جو کچھ مانگو گے تو اسی سے اور وہی دے گا۔

ﷺ رزق اور دولت کوئی ایسی چیز نہیں کہ انسان اسے کو ہی مقصد حیات سمجھ لے بلکہ اسی کی عبادت کرو اور مقام عبدیت کی رفعتوں تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کرو جس میں انسانی عظمت کا راز مضمر ہے یہی کمال انسانیت ہے کہ انسان اپنی حقیقت کو پہچانے اور اللہ تعالیٰ کا عرفان اسے حاصل ہو جائے۔ نیز خود ... غور کرو کہ اس رب کریم نے ... جو تمہیں بن مانگے عطا فرمائی ہیں۔ صحت، عزت ... جو تمہیں مرحمت فرمایا ہے ان کا شکریہ ادا کرو۔ وہ ان نعمتوں سے بھی ... نعمتوں کے دروازے تم پر کھول دے گا۔

ﷺ اگر وہ اپنے معبود حقیقی سے منہ موڑے رہے اور دنیا کی فانی دولتوں کے حصول میں ہی مگن رہے تو یاد رکھو انہیں ایک دن اس کے حضور میں پیش کیا جائے گا اس دن انہیں معلوم ہو گا کہ جن کو وہ رازق سمجھ کر پوجا کرتے تھے وہ ہیچ تھا۔

ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو حق کی دعوت دی تو ان کے انکار پر دلگیر ہونے کی ضرورت نہیں۔ ... تم سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ کے جو رسول آئے ان کی قوموں نے ان کے ساتھ یہی سلوک کیا تو رنج

أَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللَّهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى

[illegible]

اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿١٩﴾ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ

[illegible]

ثُمَّ اللَّهُ يُنْشِئُ النَّشْأَةَ الْآخِرَةَ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٠﴾

[illegible]

يُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَشَاءُ ۖ وَإِلَيْهِ تُقْلَبُونَ ﴿٢١﴾

عذاب دیتا ہے جسے چاہتا ہے [illegible] جس پر چاہتا ہے اور اسی کی طرف تم پھیرے جاؤ گے

[illegible] رسول کا درس توحید کہ
[illegible] اسی طرح ادا کر رہا ہے

۲۴ [illegible] حضرت ابراہیم علیہ السلام [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible]
تم مختلف ممالک کی سیر کرو وہاں تمہیں رنگا رنگ مخلوق نظر آئے گی جو اپنی شکل و صورت، اپنی خصوصیات، اپنی عادات
وغیرہ میں ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہے [illegible] صلاحیتیں عطا فرما کر پیدا
کیا ہے اس کے لیے کیا مشکل ہے کہ وہ پھر انہیں زندہ کر دے۔

۲۵ [illegible] عذاب میں مبتلا کر دے اور جسے چاہے اپنی رحمت سے [illegible]
[illegible] قیامت کے دن [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible]
[illegible]
[illegible]

وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ ۫ وَمَا لَكُمْ

اور نہیں ہو تم بے بس کر دینے والے اللہ تعالیٰ کو زمین میں بھاگ کر اور نہ آسمانوں میں اڑ کر اور نہیں تمہارے

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ

لیے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار۔ اور جن لوگوں نے انکار کیا اللہ تعالیٰ کی آیات کا

اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖٓ اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِىْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ

اور اس کی ملاقات کا وہ لوگ مایوس ہو گئے ہیں میری رحمت سے اور وہی لوگ ہیں جن کے لیے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ

عذاب الیم ہے۔ آپ کی قوم سے کوئی جواب بن نہ آیا بجز اس کے کہ انہوں نے کہا اسے قتل کر دو

اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ۭ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

یا اسے جلا دو، سو بچا لیا اسے اللہ تعالیٰ نے آگ سے بیشک اس واقعہ میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے

آراستہ کرنا، اپنی محبت اور یقین کی دولت سے مالا مال کرنا اور اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق بخشنا۔ الٰہی! اپنے حبیب کریم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے صدقے اس روسیاہ اور خطاکار کو اپنی ہر قسم کی رحمتوں سے بہرہ ور فرما۔ میرے ماں باپ کو بھی، میری ذریت کو بھی اور حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ساری امت کو بھی۔ آمین یا رب العالمین یا اکرم المسئولین۔

تم یہ چاہو کہ زمین و آسمان میں کوئی گوشہ تمہیں مل جائے جہاں تم اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچ جاؤ تو یہ ناممکن۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب انہیں توحید کی دعوت دی اور ناقابل تردید دلائل سے ان کے بتوں کی بے بسی کو ظاہر کر دیا اور وہ لاجواب ہو گئے تو اصل موضوع سے ہٹنے کے لیے یہ شور مچا دیا۔ کسی نے کہا انہیں قتل کر دو، کسی نے کہا انہیں آگ میں جلا دو۔ آخر طے یہ ہوا کہ ایک بڑا الاؤ جلا کر اس میں انہیں پھینک دیا جائے جل کر راکھ ہو جائے گا اور سارا فتنہ ختم ہو جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے بڑے اہتمام اور بڑے جوش و خروش سے ایندھن کے انبار لگا دیئے اور اسے آگ لگا دی۔ جب اس کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے تو آپ کو ایک منجنیق پر رکھ کر پھینک دیا۔ انہیں خیال تھا ابھی سارا بکھیڑا ختم ہو جائے گا۔ ابھی اپنے بتوں کی ہتک کا انتقام لے سکیں گے لیکن ان بیچاروں کو کیا خبر کہ جسے

يُؤْمِنُونَ ۝ وَقَالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ أَوْثَانًا مَّوَدَّةَ

جو ایمان لاتے ہیں۔ اور ابراہیم نے کہا کہ تم نے بنا لیا ہے خدا کو چھوڑ کر بتوں کو باہمی محبت و پیار کا

بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ

ذریعہ اس دنیوی زندگی میں ٹ پھر قیامت کے دن تم انکار کرو گے ایک دوسرے کا۔

بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا

اور پھٹکار بھیجو گے ایک دوسرے پر اور تمہارا ٹھکانا آگ (جہنم) ہو گا اور نہیں ہو گا

لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ

تمہارا کوئی مددگار۔ تو ایمان لائے ان پر لوط ٹ اور ابراہیم علیہ السلام نے کہا میں ہجرت

کی شمع فروزاں ہو جاتی ہے جب عشق کی قوت رگ رگ میں سما جاتی ہے تو انسان کیسے کیا بن جاتا ہے۔ اس وقت وہ خطرات کی ہولناکیوں سے سراسیمہ نہیں ہوتا بلکہ وہ ان خطرات سے دو دو ہاتھ کرنے میں بڑی مسرت محسوس کرتا ہے جیسا کہ

۵ بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق

اور جب عشق نے اپنی پختگی کا ثبوت مہیا کر دیا اور حسن ازل کی دلربائیوں کے بے نقاب ہونے کا وقت آ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل پر اس آگ کو گلزار بنا دیا۔ سیرۃ الانبیاء اور دیگر مقامات پر یہ واقعہ تفصیلاً مذکور ہے۔

ٹ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ آج تو تم ان بتوں کے پجاری ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ بڑی محبت اور پیار کا مظاہرہ کر رہے ہو اور محض شرک کے پرستار ہو اور تم نے میرے خلاف ایک متحدہ محاذ قائم کر لیا ہے لیکن قیامت کے روز تمہیں اس محبت اور دوستی کا انجام معلوم ہو گا۔ اس وقت تمہاری حالت دیدنی ہو گی تم ایک دوسرے کو پہچانتے بھی نہیں۔ ایک دوسرے پر پھٹکار بھیجو گے۔ ہر شخص دوسرے کو اس دوزخ اور عذاب الیم میں مبتلا کرنے کا ذمہ دار ٹھہرائے گا۔ اس دن تم اپنے آپ کو بری الذمہ ثابت کرنے کے لیے بڑا شور مچاؤ گے لیکن تمہاری فریادیں سنی جائیں گی اور سب کو ایک ساتھ دھکا دے کر آتش جہنم میں پھینک دیا جائے گا اور تم میں سے کوئی کسی کی امداد نہیں کر سکے گا۔ [illegible]

ٹ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام آتش نمرود سے صحیح سلامت نکل آئے تو آپ نے پھر تبلیغ کا کام شروع فرما دیا ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لانے کی دعوت دی۔ [illegible] حضرت ابراہیم پر

إِلَىٰ رَبِّي ۖ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٢٦﴾ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَ

کہ میں ہجرت کرنے والا ہوں اپنے رب کی طرف بیشک وہی سب پر غالب بڑا دانا ہے۔ اور ہم نے عطا فرمایا آپ کو اسحٰق جیسا بیٹا اور

يَعْقُوبَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ وَآتَيْنَاهُ

یعقوب جیسا پوتا اور رکھ دی ہم نے آپ کی اولاد میں نبوت اور کتاب اور ہم نے دیا آپ کو آپ کا

ایمان لانے کی توفیق ہوئی۔ بوڑھے چچا کی جان اپنے کمزور کندھوں پر لے لی ہے۔ ساری قوم میں ایک فرد ایسا نکلا جس نے آپ کی صداقت کو تسلیم کیا اور آپ کی دعوت کو قبول کیا۔ اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ حضرت لوط پہلے معاذ اللہ اپنی قوم کی طرح شرک کے مرتکب رہے ہوں۔ بلکہ اس سے تو مراد ہے کہ آپ حق کی تائید کے قائل ہو گئے کیونکہ آپ اول سے ہی برگزیدہ تھے اور ایمان لانے والا تھا۔ انبیاء نبوت سے پہلے بھی کفر و شرک اور فسق و فجور سے پاک ہوتے ہیں۔ اسی لیے علماء کرام نے کہا کہ اس آیت سے صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ اس وقت حضرت لوط علیہ السلام آپ پر ایمان لائے اور آپ کے ساتھی ہو گئے۔ (روح البیان، حضرت شیخ، قرطبی)

جب آپ اپنی قوم سے مایوس ہو گئے اور ان کے ایمان لانے کی کوئی توقع نہ رہی تو آپ نے وہاں سے ہجرت کا ارادہ کر لیا کیونکہ وہ زمین آپ کا مسکن تھی مگر وہاں ایمان کا رہنا بہت مشکل تھا اس لیے وہاں رہنا آپ کے لیے مناسب نہ تھا۔ آپ اپنے شہر کوثا سے ہجرت کر کے پہلے حران تشریف لے گئے پھر وہاں سے چل کر فلسطین میں اقامت اختیار کی۔ اس سفر میں آپ کی اہلیہ حضرت سارہ اور آپ کے بھتیجے حضرت لوط ہمراہ تھے۔

یہاں تک تو حضرت ابراہیم کی شان ہجرت کا بیان تھا۔ اب آگے ان انعامات کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے صلہ میں آپ کو عطا کیے۔ ان کی عظمت کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ ساری قوم کی مخالفت اور سلطنت کی نگاہوں میں معتوب ہونے کے باوجود آپ آگ میں پھینکے گئے اور آخر کار اپنے وطن کو بھی چھوڑ دیا۔ شان ہجرت کے بعد سب سے اہم ابراہیمی انعام جس کا ذکر ہو رہا ہے یہ ہے کہ حضرت ابراہیم کو بڑھاپے میں جب کہ ظاہری اسباب ختم ہو چکے تھے بیٹا عطا ہوا۔ اس کے ساتھ ہی ان کی نسل کو برکت دی۔ حضرت اسحٰق جیسا فرزند اور یعقوب جیسا پوتا مرحمت فرمایا پھر ان کی اولاد میں نبوت کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ بڑے بڑے جلیل القدر انبیاء ان کی نسل سے پیدا ہوئے۔ یوسف، موسیٰ، داؤد، سلیمان، عیسیٰ علیہم السلام جیسی عظمت والے لوگ ہیں۔ یہ سب ابراہیم کی نسل کے تابندہ موتی ہیں اور سب سے بڑا احسان اور انعام یہ تھا کہ سید المرسلین، خاتم الانبیاء والمرسلین حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کی نسل پاک سے ظاہر فرمایا اور سارے انبیاء کو جتنی کتابیں اور صحیفے عطا کیے جو رحمت و ہدایت کو اپنے اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہیں۔

أَجْرَهُ فِي الدُّنْيَا ۖ وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ۝

کا اجر اس دنیا میں بھی اور وہ یقیناً آخرت میں صالحین کے زمرہ میں ہوں گے

وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا

اور ہم نے لوط کو (بھی) بھیجا جب آپ نے فرمایا اپنی قوم سے کہ تم ایسی بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو جو نہیں کیا

آج کی مہذب دنیا کی مختلف قومیں اس سلسلے میں بٹی ہوئی ہیں اور آپس میں ان کے شدید اختلافات ہیں لیکن وہ سب دل سے حضرت خلیل کا احترام کرتی ہیں بلکہ اپنی اس نسبت پر فخر کرتی ہیں۔ پھر دین ابراہیمی کی تجدید کی سعادت بھی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نصیب ہوئی جو حضرت ابراہیم کی نسل پاک سے ہیں اور چار دانگ عالم میں پھیل گئے ہیں ان کے اس دین کا احیاء جو اسی کا نام ہے آپ کے ماننے والوں اور آپ کے ہم قوموں سے وابستہ ہے۔ ہر جگہ شکر کیا جاتا ہے آپ کا بنایا ہوا کعبہ اور مقام ابراہیم کی ذات اس عالم سے وابستہ ہے پھر جہاں کہیں بھی اسلام کا کوئی فرد موجود ہے اس کی زبان خلیل اور آل خلیل پر درود و سلام کے نغمات سے ہمیشہ تر رہتی ہے بلکہ نماز کے ہر قعدہ میں ہر مسلمان جب نبی کریم اور آپ کی آل پاک پر درود و سلام پڑھنے کے ساتھ ساتھ حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم پر بھی درود و سلام بھیجتا ہے۔ دنیا کے کسی دوسرے شخص کو اس طرح عالمگیر عزت و احترام نصیب نہیں ہوا اور نہ ہوگا۔ یہ عزت ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عنایت کیا گیا، یہ انعام تو وہ ہے جو اس دنیا میں آپ کو مرحمت فرمایا گیا اور آخرت میں جو ملنے والا ہے اس کا تو تصور کرنا بھی ہمارے لیے ممکن نہیں۔

وہ حق شناس بندوں کا ہمیشہ سے یہ شیوہ رہا ہے۔ حسن [illegible] کا حسن اور دونوں کا [illegible] اہل دل کے لیے حسن پاک [illegible] یہاں بھی یہی حال ہے جو بندہ اپنی بندگی کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے اس کے معبود برحق نے اپنی شان بندہ نوازی کے جلوے دکھانے میں کبھی بخیلی نہیں دکھائی۔

چوں قلم اندر سراپا شیوہ نیاز
قیس را لیلیٰ ہمی باید خدا را

ہمیں اپنے محبوب سے جس والہانہ عقیدت کا حق ہے اس نے رب کی رحمت دی جس کی آپ کی بارگاہ اور عشق کے گیت گانے کا حوصلہ دیا وہ قوم جس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ یہ عالم ہے جوش طلب کا سیراب کر دیا جو حالی دامن حاضر ہوا، دامن بھر کر لوٹا اور جس نے اس کی محبت کا جام بھر کر پیا اس کے لیے حسن ازل کے دروازے کھول دیئے گئے۔ اور اس کی چشم مشتاق اور دل بے تاب کو اس کی استعداد اور ہمت کے مطابق اپنے جلووں کا دیدار کرا دیا۔ ہم تو ایسے خدا کے بندے ہیں۔

سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ

تم سے اس بے حیائی کی طرف کسی قوم نے دنیا بھر میں ¹ کیا تم بدفعلی کرتے ہو مردوں

الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ۬ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ

کے ساتھ اور ڈاکے ڈالتے ہو عام راستوں پر اور اپنی کھلی مجلسوں میں گناہ کرتے

الْمُنْكَرَ ؕ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا

ہو ² تو نہیں تھا کوئی جواب آپ کی قوم کے پاس بجز اس کے کہ انھوں نے کہا لے آؤ ہم پر

بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ

اللہ کا عذاب ³ اگر تم ایسے ڈراوے میں سچے ہو آپ نے عرض کی میرے مالک!

¹ حضرت لوط علیہ السلام کو جس بدکار قوم سے واسطہ پڑا وہ صرف بدکار اور فاسق و فاجر ہی نہ تھے بلکہ فسق و فجور کی گندگی میں اس قدر دھنس چکے تھے کہ [illegible] وہ ان پستیوں میں بھی گر چکے تھے کہ ان حیا سوز حرکات کا ارتکاب کرتے اور وہ بھی کھلم کھلا اور چھپ کر نہیں بلکہ برسر مجلس۔ دن دیہاڑے [illegible] کے سامنے۔ اس کے علاوہ راہزنی اور قزاقی بھی ان کا پیشہ تھا۔ راستے میں اگر کوئی مسافر مل گیا اسے لوٹ لیا۔ اس کے کپڑے تک بھی اتار لیے۔ اگر کوئی مہمان ان کے ہاں آ نکلتا تو [illegible] مہمان کی [illegible] ایک عیب رہ تھا

² نادی اس مجلس کو کہتے ہیں جہاں لوگ [illegible] شرم و حیا [illegible] رخصت ہو چکی تھی۔ بلکہ [illegible] راہگیروں پر کنکریاں پھینکنا اور [illegible] لوٹ پوٹ ہو جانا [illegible] عام مجلسوں میں بیٹھ کر [illegible] کرتے

³ حضرت لوط علیہ السلام نے ان کو ان بدکاریوں سے باز رکھنے کے لیے بڑی کوشش کی۔ انہیں ہر طرح سمجھایا۔ انہیں اللہ کا واسطہ دیا۔ آخر انہیں عذاب الٰہی سے ڈرایا۔ لیکن سب بے سود کیونکہ انہیں یقین تھا کہ [illegible] سب کچھ اپنی مرضی سے [illegible] قیامت [illegible] آئندہ آئے گی۔ اس لیے انہوں نے آپ کو چیلنج دے دیا کہ ہم پر بھی [illegible] اگر تمہاری ان دھمکیوں میں کچھ سچائی ہے تو [illegible] آؤ اس

انْصُرْنِي عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِينَ ۝ وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا

مدد فرما میری ان فسادی لوگوں کے مقابلہ میں ۳۴؎ اور جب آئے ہمارے فرشتے

إِبْرٰهِيمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوا إِنَّا مُهْلِكُوا أَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ

ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر انھوں نے بتایا کہ ہم ہلاک کرنے والے ہیں اس گاؤں کے باشندوں کو

إِنَّ أَهْلَهَا كَانُوا ظٰلِمِينَ ۝ قَالَ إِنَّ فِيهَا لُوطًا ۚ قَالُوا

بیشک یہاں کے رہنے والے بڑے ظالم تھے ۳۵؎ آپ نے کہا اس میں تو لوط بھی ہے۔ فرشتوں نے کہا

نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَنْ فِيهَا ۖ لَنُنَجِّيَنَّهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ ۫

کہ ہم خوب جانتے ہیں جو وہاں بستے ہیں۔ ہم ضرور بچا لیں گے اسے اور اس کے گھر والوں کو سوائے اس کی عورت کے۔ وہ

كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِينَ ۝ وَلَمَّا أَنْ جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيءَ

پیچھے رہ جانے والوں سے تھی۔ اور جب آئے ہمارے فرشتے لوط علیہ السلام کے پاس تو بڑے غمزدہ

بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَقَالُوا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ۟

ہوئے ان کی آمد سے اور دل تنگ ہوئے اور انھیں پریشان دیکھ کر فرشتوں نے کہا مت ڈریئے اور نہ غمگین ہو

عذاب کو جس کے بارے وہ کہتے تھے کہ لے آ، اب اس میں دیر کیا ہے۔

۳۴؎ آخر ان کے مظالم سے تنگ آکر اور ان کی اصلاح سے مایوس ہو کر آپ نے بارگاہِ الٰہی میں یہ دعا کی

۳۵؎ فرشتے جب بیٹے کی بشارت دینے کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تو انھوں نے قوم لوط کو برباد کرنے کے اپنے مقصد سے آپ کو آگاہ کیا۔ آپ نے فرمایا وہاں تو اللہ تعالیٰ کا نبی لوط بھی ہے۔ انھوں نے عرض کی ہمیں خوب معلوم ہے اس پر کوئی آنچ نہیں آنے دی جائے گی۔ اس کو اور اس کے خاندان کو بچا لیا جائے گا لیکن اس کی بیوی کو نہیں بچایا جائے گا۔ چنانچہ علاقہ سدوم پر پتھراؤ کیا گیا اور ان کی ساری بستیاں تہ و بالا کر دی گئیں۔ فرشتوں کی آمد پر حضرت لوط کی پریشانی کا مفصل ذکر سورۂ ہود اور الحجر میں گزر چکا ہے ملاحظہ فرمائیے

إِنَّا مُنَجُّوكَ وَأَهْلَكَ إِلَّا امْرَأَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِينَ ۝۳۳

ہم نجات دینے والے ہیں تجھے اور تیرے گھر والوں کو سوائے تمہاری بیوی کے، وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے ۔

إِنَّا مُنْزِلُونَ عَلٰٓى أَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ

بیشک ہم اتارنے والے ہیں اس بستی کے باشندوں پر عذاب آسمان سے اس وجہ سے

بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ۝۳۴ وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ

کہ وہ نافرمانیاں کیا کرتے تھے اور بے شک ہم نے باقی رہنے دی اس بستی سے کچھ واضح آثار ان لوگوں کی

يَّعْقِلُونَ ۝۳۵ وَإِلٰى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا

عبرت کے لیے جو عقلمند ہیں ۔ اور ہم نے بھیجا مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو تو آپ نے کہا اے

اللّٰهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝۳۶

میری قوم! عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور امید رکھو قیامت کے دن کی اور ملک میں فساد برپا نہ کرو ۔

فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جٰثِمِينَ ۝۳۷

پھر انہوں نے آپ کو جھٹلا دیا تو آ لیا انہیں زلزلہ نے پس وہ صبح کے وقت اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل گرے پڑے تھے

وَعَادًا وَّثَمُودَا۟ وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُم مِّن مَّسٰكِنِهِمْ ۗ وَزَيَّنَ لَهُمُ

اور ہم نے تباہ کیا عاد اور ثمود کو ۔ اور واضح ہیں تمہارے لیے ان کے مکانات ۔ اور آراستہ کر دیا تھا ان کے لیے

الشَّيْطٰنُ أَعْمٰلَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ ۝۳۸

شیطان نے ان کے برے عملوں کو اور روک دیا انہیں راہ راست سے حالانکہ وہ اچھے بھلے سمجھدار تھے

۳۶؎ اہل مدین کی طرف حضرت شعیب کو مبعوث فرمایا گیا۔ آپ نے بھی اپنے پیغام توحید کو بڑی دلسوزی اور کوشش سے ادا کیا لیکن اہل مدین اپنی گمراہی پر ڈٹے رہے۔ انجام کار انہیں بھی اپنے کیے کی سزا مل کر رہی

وَقَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ ۖ وَلَقَدْ جَاءَهُم مُّوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ

اور (ہم نے) ہلاک کردیا قارون، فرعون اور ہامان کو۔ اور بے شک تشریف لائے ان کے پاس موسیٰ روشن دلیلوں کے ساتھ

فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانُوا سَابِقِينَ ۞ فَكُلًّا أَخَذْنَا

پھر بھی وہ غرور کرتے رہے زمین میں اور وہ (ہم سے) آگے بڑھ جانے والے نہ تھے پس ہر ایک (سرکش) کو ہم نے پکڑا

بِذَنبِهِ ۖ فَمِنْهُم مَّنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُم مَّنْ

اس کے گناہ کے باعث۔ پس ان میں سے بعض پر ہم نے برسائے پتھر اور ان میں سے بعض کو آلیا

أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُم مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ وَمِنْهُم

شدید کڑک نے اور بعض کو ہم نے غرق کر دیا زمین میں اور بعض کو ہم نے

مَّنْ أَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ

(دریا میں) ڈبو دیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ طریقہ نہیں کہ وہ ان پر ظلم کرے بلکہ وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم ڈھاتے

يَظْلِمُونَ ۞ مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ

رہے تھے۔ ان لوگوں کی مثال جنہوں نے بنا لیے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اور دوست مکڑی کی سی ہے جس نے

سورۂ ہود میں ان اقوام کی تفصیل بیان ہوئی ہے ملاحظہ فرمایا جائے

شیطان نے ان کو بری راہ راستہ پر ڈال دیا۔ وہ حق کو اچھی طرح پہچان لینے کے بعد بھی اس کو قبول کرنے پر آمادہ نہ ہوتے۔ جیسا کہ مستبصرین کے لفظ سے واضح ہے۔ مستبصرین۔ متمیزین الحق من الباطل بعقول ذوی البصائر وہ عقلمند، یعنی واضح اور روشن دلائل کی وجہ سے انہوں نے حق کو خوب پہچان لیا تھا۔

حق سے روگردانی کرنے والی اور باطل پر ڈٹے رہنے والی ہر قوم کو ہم نے تباہ و برباد کر دیا۔ حاصب اس تیز ہوا کو کہتے ہیں جو اپنے ساتھ پتھر، روڑے اور کنکریاں اڑا کر لے آتی ہے۔ اب ہر قسم کے عذاب پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ حاصب، ریح فیہا حصباء وہی الحصی الصغار و تستعمل فی کل عذاب (قرطبی)

پہلے مختلف اقوام کی اعتقادی اور عملی خرابیوں کا ذکر ہوا جس کے تجزیہ اور مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی اخلاقی

الْعَنْكَبُوتِ ۚ اتَّخَذَتْ بَيْتًا ۖ وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ

[illegible] سب [illegible] گھروں [illegible] کمزور [illegible]

الْعَنْكَبُوتِ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُونَ مِنْ

[illegible]

دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ

اس کو چھوڑ کر [illegible] اور وہی سب پر غالب حکمت والا ہے اور یہ مثالیں ہم

نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۖ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ ۝ خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ

[illegible] پیدا فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں

[illegible]

[illegible]

وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اور زمین کو حق کے ساتھ بیشک اس میں [illegible] کی نشانی ہے ایمان والوں کے لیے

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ۭ اِنَّ الصَّلٰوةَ

آپ تلاوت کیجیے [illegible] کتاب میں سے جو آپ کی طرف [illegible] اور نماز قائم کیجیے بیشک نماز [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] قدرت [illegible] نے آسمانوں اور زمین کو ایسی حکمت سے پیدا [illegible] کر دیا جائے [illegible] اور اپنے علم سے اس کی تدبیر فرما رہا ہے اہل ایمان کے لیے اس میں اس کی قدرت و حکمت کی بڑی نشانیاں ہیں

مظاہر فطرت میں جو قوتیں پنہاں ہیں [illegible] ایک نظام کے تحت [illegible] قرآن کریم [illegible] یہ الگ بات ہے کہ [illegible] کا احساس پیدا نہیں ہوا [illegible] سائنسی علوم میں ڈگریوں کا حصول [illegible] اور وہ قرآن حکیم کے اشارات کے مطابق [illegible] ان ڈگریوں کے ذریعے [illegible] اسلام [illegible] پیش آئے ہیں

ہائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

الٰہی وہ صبح [illegible] کب طلوع ہوگی جب [illegible] عطا کر [illegible] اور ہمیں [illegible]

تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے
دل مرتضیٰ سوز صدیق دے

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اور حضور کے ذریعے آپ کی ساری امت کو یہاں دو باتوں کا حکم دیا ہے۔ پہلا حکم ہے تلاوت قرآن اور دوسرا اقامت صلوٰۃ۔ تلاوت قرآن کے [illegible] برکات [illegible] جب انسان اللہ تعالیٰ کا کلام پڑھتا ہے [illegible]

[illegible]

[illegible] جس سے قرآن کریم کا ہر پڑھنے والا اپنی صلاحیت اور اپنے ذوق کے مطابق سرشار ہوتا ہے

جب وہ [illegible] کا مطالعہ کرتا ہے [illegible]

لیکن [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کر دیا ہو کہ [illegible] تو اسے [illegible] دیکھا جا رہا ہے وہ کہ اگر آتا تو ضرور [illegible]
جاتا ہے۔ اس رونق و شوق اور حسن و خشوع سے ادا کی ہوئی نماز ہی وہ نماز ہے جو دین کا ستون اور مومن کی معراج ہے یہی
وہ نماز ہے جو انسان [illegible] جس کے متعلق [illegible] کہ یہ بے حیائیوں اور برائیوں سے روکتی ہی نہیں بلکہ متنفر کر دیتی ہے۔ مومن کی
ساری خوشیاں اور مسرتیں اسی میں پنہاں ہیں [illegible] جب وہ [illegible] پا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہوتا ہے
اور دل و جان سے اس کی تعریف و ثنا کرتا ہے [illegible] سے فارغ ہو کر وہاں حاضری کی گھڑی کے لیے بیتاب رہتا ہے اس کا قلب
ہمیشہ اسی طرح بیتاب [illegible] کشاں کشاں اسے اپنے محبوب کی بارگاہ کی طرف لے جاتی ہے۔

وہ نماز جس کا آغاز ہی غفلت سے ہو اور جس کی ادائیگی بھی غفلت سے ہو اور اس کے ادا کرتے ہی بے صبری کی حالت طاری
رہی ہو [illegible] اور جس کے [illegible] تو اس نے نماز پڑھی بھی لیکن اس نے نماز قائم تو نہ کی جس کا
سے حکم دیا گیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود یہ نماز پڑھنا بھی [illegible] اس کیفیت و ذوق سے سرشار کر دے گا جو نماز قائم
کرنے والوں کے لیے مخصوص ہے۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دفعہ ایک شخص کی شکایت کی گئی کہ وہ
نماز بھی پڑھتا ہے لیکن کسی گناہ سے بھی باز نہیں آتا [illegible] تو حضور نے ارشاد فرمایا
[illegible] یہ نماز ایک دن اسے ان برائیوں سے روک دے گی۔ چنانچہ تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ اس کی حالت
بدل گئی۔ اس نے تمام گناہوں سے سچے دل سے توبہ کر لی [illegible] نہیں کیا تھا۔

اس لیے وہ بھائی [illegible] پڑھنے والوں [illegible] بعض نمازیوں کی [illegible] دیکھ کر نماز سے
بیزار اور نماز کی برکات کا انکار کر دیتے ہیں [illegible] ان نمازیوں کے اصلاح پا جانے کا تو امکان ہے کیونکہ جس راہ
پر چل رہے ہیں وہ ان لوگوں کی راہ ہے جو اصلاح اور ہدایت پا چکے۔ ہو سکتا ہے کہ کسی وقت اللہ تعالیٰ ان کی حالت زار پر
بنظر رحمت فرمائے اور انہیں اپنی بارگاہ میں حاضری کی لذت سے آشنا کر دے کیونکہ ؎

مے شود از [illegible] پیدا [illegible]

لیکن آپ لوگ تو اس راستے ہی سے دور بھاگ رہے ہیں آپ سے کسی بہتری کی امید [illegible]

بہرحال حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان غافل نمازیوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لیے جو
جھنجھوڑنے والا ارشاد گرامی ہے من لم تنھہ صلاتہ عن الفحشاء والمنکر لم تزدہ من اللہ الا بعدا
[illegible] جس کو اس کی نماز بے حیائی اور برے کاموں سے نہیں روکتی وہ نماز اسے [illegible]
اور اللہ تعالیٰ کی [illegible] ہلاکت کا باعث ہوگی۔

پھر آیت میں آگے فرمایا ہے کہ نماز فحش اور منکر سے روکتی ہے اور اس میں کیا شک ہے۔ لیکن [illegible]
[illegible] نماز [illegible] تربیت کا [illegible]
[illegible] کی بارگاہ میں [illegible] طبیعت متاثر [illegible]

تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ۗ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

منع کرتی ہے بے حیائی اور گناہ سے اور بے شک اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت بڑا ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے

مَا تَصْنَعُوْنَ ۝ وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ

جو تم کرتے ہو۔ اور اے مسلمانو! نہ مباحثہ کیا کرو اہل کتاب سے مگر شائستہ طریقہ

اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ

سے بجز ان کے جنہوں نے ظلم کیا ان سے اور تم کہو ہم ایمان لے آئے ہیں اس پر جو اتارا گیا

[illegible] حضور میں [illegible] سے [illegible] حضور میں حاضر ہونا [illegible] حاضری سے دل میں اطاعت و انقیاد کا جذبہ [illegible] پیدا ہوتا ہے اور اس کو گناہوں سے نفرت سی ہو جاتی ہے

[illegible] یعنی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں کہ یہ سعادت حاصل ہو گئی ہے کہ یہ نعمت بخش دی گئی کہ اس کے سبب [illegible] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک روز تشریف لائے تو آپ نے صحابہ کو حلقہ بنائے ہوئے ملاحظہ فرمایا۔ پوچھا کس لیے اس طرح بیٹھے ہو۔ عرض کیا جلسنا نذکر اللہ ونحمدہ علی ما ھدانا للاسلام ومن بہ علینا۔ یا رسول اللہ ہم اس لیے بیٹھے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں اور جو اس نے اسلام کی دولت سے ہمیں مالا مال فرمایا ہے اس کے اس احسان پر اس کا شکر ادا کریں۔ حضور نے ارشاد فرمایا ان اللہ عزوجل یباھی بکم الملائکۃ۔ یعنی اے اللہ کے ذکر کرنے والو مجھے بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر فرشتوں سے فخر کرتا ہے۔ بخاری شریف کی حدیث میں ہے اگر کوئی شخص یاد الٰہی میں مصروف بیٹھنے والوں کے پاس آ کر بیٹھ جائے اگرچہ وہ کسی دوسرے مقصد کے لیے آیا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بھی بخش دیتا ہے اور فرماتا ہے ھم القوم لا یشقی بھم جلیسھم۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی مجلس میں بیٹھنے والے کو بھی معاف کر دیا۔ میری یاد کرنے والے ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی بدبخت نہیں رہتا۔

اس آیت کا یہ معنی بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب بندہ اپنے رب کا ذکر کرتا ہے تو رب کریم بھی اپنے اس بندے کو یاد فرماتا ہے اور رب کریم کا اپنے مسکین بندے کو یاد فرمانا سب سے بڑا ذکر ہے۔ [illegible] خضوع و خشوع سے پڑھی ہوئی نماز ہی [illegible] تنھی عن الفحشاء والمنکر [illegible] بلکہ [illegible] حاصل ہو سکے۔

ف۔ اہل کتاب سے جب مجادلہ کرو تو تمہارا اسلوب تبلیغ بڑا شائستہ اور پسندیدہ ہونا چاہیے دلائل کی قوت سے

إِلَيْنَا وَأُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَإِلَٰهُنَا وَإِلَٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ﴿٤٦﴾

ہماری طرف اور اتارا گیا تمہاری طرف اور ہمارا خدا اور تمہارا خدا ایک ہی ہے اور ہم اسی کے سامنے گردن جھکائے ہوئے ہیں

وَكَذَٰلِكَ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ ۚ فَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ

اور اسی طرح اے حبیب! ہم نے نازل کی آپ کی طرف کتاب پس وہ جنہیں ہم نے دی تھی کتاب (تورات) وہ ایمان لاتے

يُؤْمِنُونَ بِهِ ۖ وَمِنْ هَٰؤُلَاءِ مَنْ يُؤْمِنُ بِهِ ۚ وَمَا يَجْحَدُ

ہیں قرآن پر۔ اور یہاں (مکہ) والوں سے بھی کئی لوگ ایمان لا رہے ہیں قرآن پر شک اور نہیں انکار کرتے ہماری

بِآيَاتِنَا إِلَّا الْكَافِرُونَ ﴿٤٧﴾ وَمَا كُنْتَ تَتْلُو مِنْ قَبْلِهِ مِنْ

آیتوں کا مگر کفار اور نہ آپ پڑھ سکتے تھے اس سے پہلے کوئی

مسلمان کی گفتگو تو جو حسین پیارا ہو، وہ خیرات اور حسنات کی طرف لے جائے۔ اپنے عقیدہ کی حقانیت اور اپنے دین کی صداقت کا دلنشیں بیان ہو لیکن اس میں دل آزاری کا شائبہ تک نہ ہو۔

حسن مجادلہ کا طریقہ بتایا جا رہا ہے کہ تم انہیں پہلے ہی بیگانہ سمجھ کر ان کو مقابل حریف بنا کر خطاب نہ کرو بلکہ انہیں قریب کرو کہ تمہارے انبیاء کرام توحید کا جو دین لے کر آئے تھے ہمارے نبی کریم بھی وہی دین لے کر آئے ہیں۔ تمہارے انبیاء نے بھی اسی وحدہ لاشریک کی عبادت کا حکم دیا۔ ہمارے نبی کریم بھی یہی حکم دیتے ہیں۔ ہم صرف قرآن کریم ہی کو کلام الٰہی نہیں مانتے بلکہ تورات و انجیل کے متعلق بھی ہمارا یہی ایمان ہے۔ ہدایت کی جو شمع تمہارے انبیاء نے روشن کی ہم بھی اسی کو روشن رکھنا چاہتے ہیں۔ اس لیے ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی ایسی بات نہیں جو وجہ اختلاف یا باعث افتراق ہو۔ مرور وقت سے جو عمل اور عقیدہ کی خامیاں تمہارے ہاں رائج ہو گئی ہیں ان کی اصلاح کر لو پھر ہم سب ایک ہی ملت مسلمہ کے فرد بن جائیں گے۔

جس طرح ہم نے پہلے انبیاء پر آسمانی صحیفے نازل کیے اسی طرح ہم نے آپ پر بھی قرآن حکیم اتارا۔ ان اہل کتاب میں ایسے سلیم الطبع لوگ بھی ہیں جنہوں نے جب قرآن مجید میں وہی ہدایت و حکمت دیکھی تو بلا تامل اس پر بھی ایمان لے آئے اور اہل مکہ سے بھی کئی لوگ کفر و شرک سے بیزار ہو کر دین اسلام میں داخل ہو گئے

جن کے دلوں پر کفر کی سیاہی چھا گئی ہے وہی اس کتاب پر ایمان نہیں لائیں گے ورنہ کوئی سلیم الفطرت انسان اس کے انکار کی جسارت نہیں کر سکتا۔

كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ بَلْ

کتاب اور نہ ہی اسے لکھتے تھے اپنے دائیں ہاتھ سے اگر ایسا ہوتا تو ضرور شک کرتے اہل باطل بلکہ

هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ۭ وَمَا يَجْحَدُ

وہ روشن آیتیں ہیں جو ان کے سینوں میں محفوظ ہیں جنھیں علم دیا گیا اور ظالموں کے بغیر

بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ

ہماری آیتوں کا کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ اور انھوں نے کہا کیوں نہ اتاری گئیں ان پر نشانیاں ان کے رب کی

رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

طرف سے آپ فرما دیجئے نشانیاں تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں اور میں تو صرف صاف صاف ڈرانے والا ہوں

اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ

کیا انھیں یہ کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر اتاری ہے کتاب جو انھیں پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔ بے شک

فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ

اس میں رحمت اور نصیحت ہے مومنوں کے لیے آپ فرما دیجئے کافی ہے اللہ تعالیٰ

۴۹ قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے کی ایک اور روشن دلیل پیش کی جا رہی ہے کہ اعلان نبوت سے پہلے کا چالیس سالہ دور آپ نے ان لوگوں کے سامنے گزارا ہے۔ ان سب کو اچھی طرح معلوم ہے کہ اس اثنا میں نہ آپ نے کبھی کسی کتاب کا مطالعہ کیا اور نہ کبھی قلم پکڑا۔ اگر آپ پہلے کتابوں کے مطالعہ میں مستغرق رہا کرتے اور لکھنے کا شغف ہوتا تو لوگ یہ شبہ کرنے میں حق بجانب ہو سکتے تھے کہ سب کچھ انھیں کتابوں سے اخذ کیا گیا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان شکوک و شبہات سے پاک رکھا۔ اب کوئی یہ اعتراض نہیں کر سکتا کہ یہ آپ کا اپنا کلام ہے بلکہ یقیناً یہ کلام الٰہی ہے جو اس نے آپ پر نازل کیا ہے۔ صرف معاند لوگ ہی اس روشن حقیقت کا انکار کرتے ہیں۔

۵۰ کس نشانی اور معجزہ کا مطالبہ کرتے ہو کیا قرآن حکیم سے بڑھ کر بھی کوئی اور نشانی اور کوئی دوسرا معجزہ تمھیں درکار ہے۔ اگر اس سے تم نصیحت قبول نہیں کرتے اگر تمھیں یہ راہ راست پر نہیں لے جا سکتا تو پھر کسی اور معجزہ سے تمھیں کیسے ہدایت آئیگی

بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ شَهِيدًا ۖ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ

میرے اور تمہارے درمیان گواہ۔ وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوا بِاللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝

اور وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں باطل پر اور انکار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا وہی لوگ گھاٹے میں ہیں

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ ۚ وَلَوْلَا أَجَلٌ مُسَمًّى لَجَاءَهُمُ

وہ آپ سے جلدی عذاب نازل ہونے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اور اگر میعاد مقرر نہ ہوتی تو آ جاتا ان پر

الْعَذَابُ ۚ وَلَيَأْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ يَسْتَعْجِلُونَكَ

عذاب اور ضرور اپنے وقت پر ان پر اچانک آ جائے گا اور انہیں خبر تک نہ ہوگی۔ وہ آپ سے جلدی عذاب

بِالْعَذَابِ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ ۝ يَوْمَ يَغْشَاهُمُ

لانے کا مطالبہ کرتے ہیں اور بلاشبہ جہنم گھیرے ہوئے ہے ان کافروں کو۔ جس دن ڈھانپ لے گا انہیں

الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ وَيَقُولُ ذُوقُوا

عذاب ان کے اوپر سے اور ان کے پاؤں کے نیچے سے اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا اب چکھو

ہونے کی کوئی امید باقی نہیں۔

اے حبیب! آپ ان منکرین کو فرما دیجئے کہ مجھے اپنی صداقت کے ثبوت کے لیے نہ کسی دلیل کی ضرورت ہے اور نہ کسی معجزہ کی۔ میرے لیے یہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ میری صداقت اور میری رسالت کی گواہی دے رہا ہے وہ خدا جو ہر چیز کو جانتا ہے جس سے کوئی چیز مخفی نہیں۔ جب وہ یہ گواہی دے رہا ہے کہ میں اس کا سچا رسول ہوں تو اب ساری دنیا بھی انکار کرتی رہے اور میری تکذیب کرتی رہے مجھے اس کی کیا پرواہ ہے۔

یہ بڑے مغرور ہیں جب دلائل کے میدان میں شکست کھا جاتے ہیں تو اپنا دل بہلانے کے لیے یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم تیرے دین کو قبول نہیں کرتے۔ اگر تم سچے ہو تو ہم پر عذاب نازل کر دو جس کی دھمکی دے رہے ہو۔ وہ بھی کسی قیمت پر ایمان لانے کے لیے تیار نہیں بلکہ کہہ رہے ہیں کہ ہم جو سالہا سال سے تمہاری دعوت کو ٹھکرا رہے ہیں اور تمہیں طرح طرح کی

مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ

ان کرتوتوں کا جو تم کیا کرتے تھے۔ اے میرے بندو! جو ایمان لائے ہو بیشک میری زمین بڑی

وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ

کشادہ ہے سو میری ہی تم عبادت کیا کرو ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے

ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

پھر ہماری طرف ہی تم لوٹائے جاؤ گے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے

تمہیں بڑا جلدی ہے کہ اگر تم سچے ہو تو ہم پر جلدی عذاب آ جانے کا مطالبہ کیوں نہیں کرتے ہو۔ تمہارے عذاب کے لیے قدرت نے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے۔ جب وہ وقت آ جائے گا تو تمہیں عذاب کی چکی میں پیس دیا جائے گا تمہیں خبر بھی نہ ہوگی اور تمہیں چشم زدن میں نیست و نابود کر دیا جائے گا۔

[illegible] اے حبیب! انہیں یہ لینے دو۔ ہر طرف سے آگ کا گھیرا ہے جو تنگ کیا جا رہا ہے تمہیں اس میں جھونکا جائے گا تمہارے اوپر بھی آگ ہوگی اور نیچے بھی۔ اس وقت تمہیں اپنی سرکشی کا لطف آئے گا۔

[illegible] جب اہل اسلام پر مکہ کے شدائد و مصائب کے ایسے پہاڑ ٹوٹ پڑے کہ پہاڑوں کے دل بھی لرز جاتے۔ ان اذیتوں سے تنگ آ کر بعض لوگ اپنے ایمان کا اظہار بھی نہ کر سکتے تھے انہیں بتایا جا رہا ہے کہ اگر کسی سرزمین میں ایسے حالات ہوں کہ مومن اپنی مرضی سے زندگی کے تقاضوں کو پورا کرنے سے عاجز ہو، وہ اپنے رب کی عبادت نہ کر سکتا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اپنا وطن چھوڑ کر کسی ایسی جگہ چلا جائے جہاں وہ بے خوف و خطر اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کی عبادت میں مصروف رہ سکے۔ اس کا یہ عذر ہرگز قابل قبول نہ ہوگا کہ اگر میں وطن سے ترک سکونت کرتا ہوں تو میرے معاش کے حالات ابتر ہو جاتے ہیں اور اگر میں یہاں بھی ایمان کا اظہار کروں تو جان سے مار ڈالا جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری زمین بڑی فراخ ہے۔ یہاں نہیں تو کہیں اور چلے جاؤ جہاں تمہیں میری عبادت سے کوئی روکنے والا نہ ہو۔

[illegible] یہ مسلّم حال ہے ہر شخص نے ایک دن موت کا پیالہ پینا ہے اس وقت گھر بار چھوٹ جائے گا، فرزند و اقارب، دوست احباب سب یہیں رہ جائیں گے۔ اگر مرتے وقت حالت اضطرار میں تم ان چیزوں کو چھوڑو گے تو کیا بہتر نہیں کہ اپنی مرضی اور اختیار سے اپنے محبوب حقیقی کی رضا جوئی کے لیے ان سب سے تعلق ترک کر دو۔ اگر مجبوری ہو تو خوشی خوشی ہے اختیار اپنی ان زنجیروں کو کاٹ دو۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

جان بجاناں دہ وگرنہ از تو بستاند اجل خود تو منصف باش اے دل این نکو یا آں نکو

لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

انھیں ہم ضرور جنت کے بالاخانوں میں ف رواں ہوں گی جن کے نیچے نہریں

خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰی

وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے کتنا عمدہ صلہ ہے نیک کام کرنے والوں کا وہ جنہوں نے صبر کیا اور ہر حال میں اپنے

رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَكَاَیِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ

اپنے رب پر بھروسہ کیے ہوئے ہیں۔ اور کتنے ہی زمین پر چلنے والے ہیں ف جو اٹھائے نہیں پھرتے اپنا رزق

اَللّٰهُ یَرْزُقُهَا وَاِیَّاكُمْ ۖ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ

اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے انھیں بھی اور تمہیں بھی اور وہ سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے اور اے حبیب! اگر آپ

مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

پوچھیں ان (مشرکوں) سے کہ کس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اور کس نے فرمانبردار بنا دیا ہے سورج اور چاند کو تو

ف غرفۃ کی جمع ہے اس کا معنی بالاخانہ ہے۔ حضرت سیدنا علی سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم نے فرمایا: ان فی الجنۃ غرفا یری ظهورها من بطونها وبطونها من ظهورها جنت میں ایسے بالاخانے ہیں کہ ان کی دیواریں آئینہ کی طرح شفاف ہوں گی کہ نگاہ کے سامنے حجاب نہیں ہو گی۔ باہر والے لوگ اندر والوں کو اور اندر والے لوگ باہر والوں کو دیکھ سکیں گے۔ ایک اعرابی نے جب حضور کا یہ ارشاد سنا تو کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا یا رسول اللہ یہ کن کو ملیں گے۔ قال لمن اطاب الکلام و اطعم الطعام وادام الصیام وصلی بالليل والناس نیام (ترمذی) حضور نے فرمایا یہ ان لوگوں کو ملیں گے جن کی گفتگو پاکیزہ ہوتی ہے جو لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں، جو ہمیشہ روزہ رکھا کرتے ہیں اور آدھی رات کو اٹھ کر جب لوگ سوئے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہو کر نماز پڑھتے ہیں۔

ف جب کفار مکہ نے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا۔ ایمان کے بچانے کے لیے اب اس کے بغیر کوئی چارہ نہ رہا کہ گھر بار چھوڑ کر کسی اور جگہ کو اپنا مسکن بنایا جائے جہاں ایمان کے ضائع ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ چنانچہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ماننے والوں کو ہجرت کر کے مدینہ طیبہ جانے کا حکم دیا تو بعض حضرات نے عرض کی یا رسول اللہ، وہاں ہمارا کوئی جائیداد، نہ کوئی رشتہ دار، ہم جب خالی ہاتھ وہاں جائیں گے تو ہمارے کھانے پینے کا انتظام کون کرے گا

لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۞ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ

وہ ضرور کہیں گے اللہ تعالیٰ نے۔ پھر وہ کہاں دھوکا کھا رہے ہیں (۶۱) اللہ تعالیٰ ہی کشادہ کرتا ہے رزق جس کے لیے

يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۞

چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے اور تنگ کر دیتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ

اور اگر آپ پوچھیں ان سے کس نے اتارا آسمان سے پانی پھر زندہ کر دیا اس کے ساتھ

انہیں احسان جتانے کے لیے [illegible] ہر جگہ [illegible] ہیں کہ انھیں [illegible] ہوتے ہیں۔ اگر انہیں اللہ تعالیٰ وقت پر [illegible] ہے [illegible] انتظامات اپنی حکمت سے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible] سے قبول کرے

فائدہ [illegible] تعجب کیا جا رہا ہے۔

یعنی اگر ان سے پوچھا جائے کہ آسمان اور زمین کا خالق کون ہے [illegible] کے متعلق [illegible] آسمان اور زمین کا خالق [illegible] اللہ تعالیٰ کا شریک [illegible]

[illegible]

فائدہ [illegible] اگر [illegible] دولت کی کثرت [illegible] دولت کی تقسیم اس کی حکمت کے مطابق کی جاتی ہے [illegible]

مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ ۚ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ

زمین کو اس کے مردہ ہو جانے کے بعد تو ضرور کہیں گے اللہ تعالیٰ نے۔ آپ فرمائیے الحمد للہ (حق واضح ہو گیا)

لَا يَعْقِلُونَ ﴿٦٣﴾ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَهْوٌ وَلَعِبٌ ۚ وَ

بلکہ ان میں اکثر نادان ہیں۔ اور نہیں ہے یہ دنیوی زندگی مگر لہو و لعب علاوہ اور

إِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٦٤﴾ فَإِذَا

دار آخرت کی زندگی ہی حقیقی زندگی ہے۔ اسے موت نہیں۔ کاش وہ اس حقیقت کو جانتے۔ پھر جب

رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ

سوار ہوتے ہیں کشتی میں تو دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے خالص کرتے ہوئے اسی کے لیے اپنے دین کو۔ پھر جب

پھر ان سے توحید کا اقرار کرایا جا رہا ہے۔

یعنی توحید کا وہ، جس کا انکار کیا کرتے تھے اسی کا اقرار اپنی زبان سے کر رہے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حمد و شکر بجا لانے کا حکم فرما رہے ہیں کہ آپ کی دعوت کی صداقت اتنی عیاں ہے کہ دشمن بھی اسے ماننے پر مجبور ہو گیا۔ علی مسد بطلك و اظهر حقك۔ مظہری،

کفار اس دنیوی زندگی کی لذتوں پر فریفتہ تھے اور آخرت کا کبھی انہیں خیال تک بھی نہ آتا تھا۔ انہیں حقیقت حال سے آگاہ کیا جا رہا ہے کہ یہ دنیا اور اس کی زیب و زینت کی ایک کھیل تماشا سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ جس طرح کے بچے تھوڑی سی دیر کے لیے تماشا دیکھنے والوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ جمع ہو جاتے ہیں۔ لیکن وہ کھیل ختم ہوا ادھر ہر کوئی اپنے اپنے گھر کو سدھار گیا۔ وہی میدان جہاں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی وہیں اب خاک اڑنے لگی ہے۔ کتنا نادان ہے جو یہ خیال کرتا ہے کہ یہ کھیل یونہی رہے گی، یہ تماشا یونہی جاری رہے گا۔ یہ قہقہے اسی طرح بلند ہوتے رہیں گے۔ بس یہی شان اس بزم ہستی کی ہے۔ آج ہر طرف بڑی چہل پہل ہے۔ پھول کھل رہے ہیں کلیاں مسکرا رہی ہیں۔ ہری بھری شاخوں پر بیٹھے ہوئے طیور چہچہے کر رہے ہیں۔ لیکن ہمیشہ یہ نہیں ہوتا رہے گا۔ اس لیے نادان ہے جو یہاں اس مادی زندگی کو حرز جاں بنانے کے لیے وقت کے ان لمحوں کو جو بیت جانے والے ہیں اپنی مادہ پرستی اور عیش پرستی پر لٹاتا ہے۔ تم اتنا بھی نہیں سوچتے کہ ابدی اور دائمی زندگی کو نظر انداز کر کے اس دو چار دن کی زندگی کی عشرتوں میں محو رہنا کتنے گھاٹے کا سودا ہے۔

کفار کی ایک دوسری حماقت بلکہ بد ذاتی اور بے انصافی کا بیان ہو رہا ہے کہ یہ بھی عجیب لوگ ہیں۔ جب یہ

إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ﴿٦٥﴾ لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ وَلِيَتَمَتَّعُوا

خشکی کی طرف بچا لاتا ہے انہیں تو اسی وقت وہ شرک کرنے لگتے ہیں تاکہ وہ ناشکری کریں اس کی جو ہم نے انہیں دیا ہے اور تاکہ لطف

فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٦٦﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا آمِنًا وَيُتَخَطَّفُ

اٹھالیں (اس سے)، وہ عنقریب جان لیں گے (حقیقت کو) کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ ہم نے بنا دیا ہے حرم کو امن والا حالانکہ اچک

النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ۚ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَةِ اللَّهِ

لیے جاتے ہیں لوگ ان کے آس پاس سے تو کیا وہ باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمت کی ناشکری کرتے ہیں

جب یہ لوگ کشتی میں سوار ہو کر سمندری سفر پر روانہ ہوتے ہیں اور دوران سفر کوئی طوفان بھی آ جاتا ہے یا کسی چٹان سے ٹکرانے کا خطرہ ہوتا ہے اور ان کی بھری ہوئی کشتی ڈوبنے لگتی ہے اور بچاؤ کی ظاہری صورت نہیں رہتی، تو اس وقت اپنے جھوٹے خداؤں سے منہ پھیر لیتے ہیں اور صرف اللہ تعالیٰ کی جناب میں خلوص سے دعائیں کرتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے انہیں سلامتی کے ساتھ ساحل پر پہنچا دیتا ہے تو پھر وہ اپنا وعدہ بھول جاتے ہیں اور شرک کرنا شروع کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں تو فلاں بت نے اس طوفان سے بچایا ہے۔ چنانچہ حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ اہل جاہلیت کا یہ دستور تھا کہ جب سمندری سفر پر جاتے تو اپنے ساتھ اپنے بت بھی لے جاتے اور جب ہوا تیز ہو جاتی اور آندھی آ جاتی تو ان بتوں کو سمندر میں پھینک دیتے اور کہتے یا رب یا رب اب تو ہی ہمیں بچا سکتا ہے۔ (قرطبی)

۶۶ یہ لام امر ہے۔ مقصد انہیں ڈرانا اور دھمکی دینا ہے کہ اگر وہ ناشکری اور لطف اندوزی ہی چاہتے ہیں تو کریں، ابھی انہیں اس کا انجام معلوم ہو جائے گا۔ جس طرح کسی شخص کو کہا جائے کہ جو جی چاہے کرو، ہم بھی سب کچھ دیکھ رہے ہیں۔ یہاں اگرچہ امر کا صیغہ ہے لیکن اس کا یہ مقصد نہیں کہ انہیں اجازت دی جا رہی ہے کہ جو تمہاری مرضی ہے کرتے رہو۔ بلکہ مقصد دھمکی دینا ہے اور جس طرح استاد شاگرد کو کہتا ہے جو چاہو کرو، یعنی یہ بات نہیں کہ وہ عیش و عشرت کریں۔

۶۷ یہ ایک عظیم احسان ہے جو اہل مکہ کو یاد دلایا جا رہا ہے کہ مکہ میں کیسا امن چین ہے۔ ہر طرف رہزنی، لوٹ کھسوٹ کی گرم بازاری ہے کسی کی جان کسی کا مال محفوظ نہیں۔ لیکن تم کو حرم شریف کا پڑوسی بنا کر ہر قسم کی دست درازی سے بچا لیا ہے۔ اس کا تو حق یہ تھا کہ تم صرف اسی کی عبادت کرتے جو تمہارا خالق ہے، جو تمہیں رزق دیتا ہے، اسی کو اپنا الٰہ اور معبود بناتے۔ لیکن تم نے میری عبودیت و بندگی کا رشتہ توڑ کر پھینک دیا اور بتوں کو اپنا معبود اور حاجت روا سمجھ بیٹھے ہو۔ آخر ناشکری اور احسان فراموشی کی بھی کوئی حد ہونی چاہیے

يَكْفُرُونَ ﴿٦٧﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ

اور کون زیادہ ظالم ہے اس شخص سے جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان لگایا ف یا

كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُ ۚ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى

حق کو جھٹلایا جب وہ اس کے پاس آیا ف کیا نہیں ہے جہنم میں ٹھکانا کافروں

لِّلْكَافِرِينَ ﴿٦٨﴾ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ

کے لیے۔ اور جو بڑی محنت و مصروف جہاد رہتے ہیں ہمیں راضی کرنے کے لیے ہم ضرور دکھا

ع ٧

وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٦٩﴾

دیں گے انہیں اپنے رستے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر وقت محسنین کے ساتھ ہے ف

ف اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھنے کا یہ مطلب ہے کہ کسی کو اس کا شریک ٹھہرایا جائے۔ یا کسی کو اس کا بیٹا یا بیٹی تجویز کیا جائے حالانکہ وہ وحدہ لاشریک ہے کائنات کی ہر چیز اس کی وحدانیت کی گواہی دے رہی ہے۔ وہ ہر قسم کی ضرورت اور احتیاج سے پاک ہے تاکہ اسے بیٹے اور بیٹی کی حاجت ہو۔ تو پھر اس سے بڑا ظلم اور کیا ہو سکتا ہے کہ اس کا کسی کو شریک بنایا جائے یا اس کے لیے اولاد کی احتیاج ثابت کی جائے۔

نیز کفار کو جب ان کی مکروہ رسموں پر ٹوکا جاتا اور حق و باطل سے منع کیا جاتا تو بجائے اس کے کہ وہ نادم ہو کر توبہ کرتے وہ نہایت ڈھٹائی اور بے حیائی سے یہ کہا کرتے کہ یہ کام ہم حکم الٰہی کے مطابق کیا کرتے ہیں۔ اس نے ہمیں ایسا کرنے کا حکم دیا ہے وجدنا علیہا آباءنا واللہ امرنا بہا۔ یہ بھی ان کی افتراء پردازیوں میں سے ایک سنگین قسم کی افتراء پردازی تھی۔

ف حق سے مراد قرآن کریم بھی ہو سکتا ہے اور ذات حبیب کبریا محمد مصطفیٰ بھی یعنی جب قرآن کریم ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے وہ اس میں غور و فکر ضروری نہیں سمجھتے اور فوراً اس کا انکار کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں یہ خدا کا کلام نہیں بلکہ کسی انسان کا بنایا ہوا کلام ہے۔ یا اللہ تعالیٰ کا رسول جب انہیں اپنی رسالت پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے تو اس کو بھی جھٹلا دیتے ہیں۔ جو قوم یا جو شخص اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھے اور قرآن کریم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلانے میں شرم محسوس نہ کرے تو اس کا ٹھکانا جہنم کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

ف اس آیت سے سورۃ عنکبوت کا اختتام ہو رہا ہے۔

منزل محبت کی راہ بڑی طویل اور کٹھن ہے۔ قدم قدم پر کانٹے بکھرے پڑے ہیں۔ مخالفت کی چٹانیں سینہ تانے کھڑی ہیں

مہیب جنگل اور سنسان صحراؤں کا تم دیکھنے والا مسافر اس راہ پر قدم بڑھاتے چلے جانا بڑے دل گردے کا کام ہے لیکن اس آیت طیبہ میں سالک راہ حقیقت کو جو یہ مژدہ جانفزا سنایا جا رہا ہے اس کے بعد کانٹے پھولوں سے بھی پیارے لگنے لگتے ہیں۔ راستے کی ویرانیاں فردوس جمال دکھانے لگتی ہیں۔ ہر رکاوٹ ہر مشکل ہمارے شوق کے لیے مہمیز کا کام دینے لگتی ہے۔ آئیے! اس آیت طیبہ کا مفہوم سمجھنے کی کوشش کریں۔

مفردات راغب میں جہاد کا یہ مفہوم بیان کیا گیا ہے: الجهاد والمجاهدة استفراغ الوسع في مدافعة العدو یعنی دشمن سے مقابلہ کرنے کے لیے اپنی امکانی قوت و طاقت کو صرف کر دینا جہاد اور مجاہدہ کہلاتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ایسی کوشش جس میں بے دلی سے کام لیا گیا ہو اسے جہاد نہیں کہیں گے۔ نیز دشمن کے حملے کو دفع کرنے کی رغبت دلائی جا رہی ہے۔ اس سے مراد ظاہری اور باطنی دونوں دشمن ہیں یعنی اسلام کے ظاہری دشمنوں کے خلاف میدان جنگ میں داد شجاعت دینا بھی جہاد ہے اور اپنے نفس اور شیطان کے وسوسوں سے برسرپیکار رہنا بھی جہاد ہے۔ حدیث پاک میں ہے: جاهدوا اهواءكم كما تجاهدون اعداءكم کہ جس طرح تم اپنے ظاہری دشمنوں سے لڑتے ہو، اسی طرح اپنی نفسانی خواہشات کے خلاف بھی جہاد کرو۔

"فینا" کا لفظ خاص طور پر غور طلب ہے۔ اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ اس جہاد اور سرتوڑ کوشش کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کی رضا ہو۔ ساری تگ و دو اپنی ناموری اور حصول جاہ و منصب کے لیے نہ ہو، بلکہ اس ساری جدوجہد کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا ہو۔ اگر اس میں غیر کا ساتھ بھی شامل ہو گیا تو اسے بھی قرآن کی اصطلاح میں جہاد نہیں کہا جائے گا۔

ان الفاظ کا حاصل یہ ہوا کہ وہ لوگ جو ہماری رضا کے حصول کے لیے، دین حق کی سربلندی کے لیے ظاہری و باطنی دشمنوں سے برسرپیکار رہتے ہیں، تو ان پر یہ مہربانی کی جاتی ہے جس کا ذکر اگلے فقرے میں آیا ہے یعنی لنهدينهم سبلنا۔ ہدایت کا معنی ہے الدلالة إلى ما يوصل الى المطلوب یعنی ہر ایسے سامان کو مطلوب تک پہنچا دے۔ لام تاکید، نون ثقیلہ اور لام تاکید سے کلام میں جو زور پیدا ہو گیا ہے وہ اہل نظر سے مخفی نہیں۔ سُبُل جمع ہے سبیل کی۔ اس کی تشریح کرتے ہوئے امام راغب لکھتے ہیں: السبيل: الطريق الذي فيه سهولة۔ یعنی وہ راستہ جو منزل تک بآسانی پہنچا دے۔ یہاں سُبُل جمع کا لفظ استعمال ہوا کیونکہ ہر بندہ کا اپنے رب کریم سے راز و نیاز اور انداز بندگی جدا جدا ہے۔

؎ ہر گدا را بر درت نازِ دگر

مطلب یہ ہوا کہ جہاد و مجاہدہ کر کے جو لوگ اس طرح خلوص نیت کے ساتھ تن من کی بازی لگا دیں گے ہم انہیں ان راہوں تک پہنچا دیں گے جن پر چل کر وہ بآسانی منزل مقصود تک پہنچ جائیں گے۔

وان الله لمع المحسنين۔ یہ ارشاد کتنا ایمان افروز ہے۔ بتایا کہ راہ محبت کے راہرو اپنے آپ کو تنہا خیال نہ کریں، اللہ کریم ہمیشہ ان کے ساتھ ہے۔ قدم قدم پر ان کی راہنمائی فرماتا ہے، ہر مشکل مرحلہ پر ان کی دستگیری کرتا ہے۔ جب بھی ان کے قدم پھسلنے لگتے ہیں، اس کی توفیق آگے بڑھ کر ان کو سنبھال لیتی ہے اور گرنے نہیں دیتی۔ اور جس مسافر کا مصاحب

حقیقی کی معیت نصیب ہو تو منزل کتنی بلند، فاصلہ طویل اور کٹھن کیوں نہ ہو، خود بخود ان کے قریب ہو جایا کرتی ہے نیز اپنے بندوں کے بدخواہوں کو بھی چیلنج کر دیا کہ وہ انہیں اکیلا اور بے یار و مددگار مت سمجھیں۔ میری معیت، میری تائید ان کے شریک حال ہے۔ تمہارا کوئی مکر و فریب، تمہارا کوئی حیلہ اور تدبیر انہیں گزند نہیں پہنچا سکتی

إِنَّ تاکید کے لیے ہے پھر خبر پر لام تاکید ہے۔ نیز معہ علم ذات مذکور ہے تاکہ کسی کو شک و شبہ کی گنجائش ہی باقی نہ رہے۔

بے شک جنہیں اللہ تعالیٰ کی معیت نصیب ہوتی ہے نہ انہیں نفس فریب دے سکتا ہے نہ انہیں شیطان بہکا سکتا ہے اور نہ کوئی جابر دشمن ان کا بال بیکا کر سکتا ہے۔ خلوص نیت سے مصروف جہاد رہنا، اپنی توانائیوں اور وسائل کو آخری حد تک بروئے کار لانا ان کا کام ہے اور منزل مقصود تک پہنچانا ان کے رب کریم کی ذمہ داری ہے۔ وَإِنَّ اللّٰہ لَا یُخْلِفُ الْمِیعَادَ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ الروم

WWW NAFSEISLAM.COM

نام: اس سورت کا نام روم ہے جو پہلی آیت غُلِبَتِ الرُّوْمُ سے ماخوذ ہے۔ یہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اس میں چھ رکوع، ساٹھ آیتیں، آٹھ سو انیس کلمات، تین ہزار پانچ سو چونتیس حروف ہیں۔

شانِ نزول: اس سورت کی ابتدائی آیتیں اس بات کی ناقابل تردید دلیل ہیں کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جو علیم بھی ہے اور خبیر بھی۔ جس کے علم کے سامنے ماضی اور مستقبل کا ہر واقعہ روشن ہے۔ جب حضور نبی رحمت [illegible] اس وقت دنیا کی اقتدار [illegible] سب سے بڑی طاقتوں کے [illegible] تھیں۔ ایک سلطنت فارس اور دوسری روم۔ دونوں اپنی عظمت و جلالت کے ساتھ [illegible] جب تک کہ روم و فارس کی [illegible] اس [illegible] حالات سے [illegible] مسلمان آیات کا انکار [illegible] کوشش کرتے تھے۔

خسرو اول جو نوشیروان عادل کے نام سے معروف ہے کی وفات کے بعد اس کا بیٹا ہرمز تخت سلطنت کا وارث بنا۔ اپنے [illegible] باپ کے [illegible] سے اپنے باپ کی شہرت [illegible] [illegible] پرویز [illegible] اور [illegible] کی [illegible] تھا۔ جب [illegible] سال کے [illegible] [illegible] ہو گیا تو اس کے [illegible] کا [illegible] اور [illegible] ہو گیا۔ [illegible] کے [illegible] شاہی [illegible] [illegible] کے جذبات سے متنفر کر دیا۔ [illegible] [illegible] سے [illegible] [illegible] کی طرف [illegible] کر دیا [illegible] قتل کر دیا گیا [illegible] کے خلاف [illegible] [illegible] کا اعلان کر دیا [illegible] [illegible] کے تمام [illegible] [illegible] بات کیا گیا۔

[illegible] کے [illegible] [illegible] کر دیا [illegible] سے انکار کر دیا [illegible] [illegible]

کا سلسلہ شروع کر دیا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ارباب حیثیت [illegible] کر کے رکھ دیے گئے

حالات کچھ ایسا پلٹا کھا رہے تھے کہ رومیوں کی قوت روز بروز [illegible] تھی اور ایرانی [illegible] کی طاقت میں اضافہ ہو رہا تھا۔ مملکت کے [illegible] کے [illegible] ہو گئے تھے [illegible] تھے اور ایرانیوں کے قدم بڑھتے [illegible]۔ شام، فلسطین، مصر [illegible] تاراج کر دیا گیا۔ [illegible] قسطنطنیہ کے [illegible] ۶۱۶ء میں شہر کے سامنے ایک [illegible] فتوحات کے علاوہ [illegible] ۵۰۰۰۰ [illegible] خسرو کے [illegible] ۱۲ [illegible] کا ذکر کرتا ہے:

[illegible] کی سلطنت کے [illegible] ہاتھی [illegible] میں [illegible] کا [illegible] یہ ہزار [illegible] [illegible] خسرو [illegible] کی [illegible] [illegible] کے [illegible] جن [illegible] [illegible] [illegible] کے [illegible] ہے۔ [illegible] [illegible] [illegible] کی [illegible] کا [illegible] تھا۔ [illegible] کے [illegible] کا ذریعہ تھا۔"

گبن مزید لکھتا ہے:

"جب خسرو اپنے تخت [illegible] کے نشے میں [illegible] اس وقت اسے ایک مکتوب موصول ہوا۔ ایک [illegible] کی طرف سے [illegible] اس میں خسرو کو دعوت دی گئی تھی کہ وہ اسلام قبول کرے [illegible] اللہ تعالیٰ کی [illegible] محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت [illegible] خسرو نے اس دعوت کو [illegible] اس [illegible] کر دیا۔ [illegible] اس [illegible] حرکت پر [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] خسرو [illegible] مکتوب [illegible] اللہ تعالیٰ اس کی مملکت [illegible] ہمیشہ کے لیے پارہ پارہ کر دے گا۔"

(ڈیکلائن اینڈ فال آف رومن ایمپائر جلد ۴ صفحہ ۱۱۳)

خسرو کی [illegible] کا اندازہ اس خط سے [illegible] جو اس نے بیت المقدس [illegible] ہرقل کو لکھا تھا۔ اس کی عبارت [illegible] انسان کا [illegible] ہرقل کو لکھا:

"سب خداؤں سے بڑے خدا، تمام روئے زمین کے مالک خسرو کی طرف سے اس کے کمینے اور بے شعور بندے ہرقل کے نام۔

تو کہتا ہے کہ تجھے اپنے رب پر بھروسہ ہے۔ کیوں نہ تیرے رب نے یروشلم کو میرے ہاتھ سے بچا لیا۔"

ایک ایرانی مورخ [illegible] ([illegible]) نے جب ہرقل [illegible] کے لیے اپنا سفیر خسرو کی خدمت میں بھیجے [illegible] شکست [illegible] ہرقل [illegible] سفیر [illegible] کے [illegible] ہے [illegible] درخواست پیش کی تو خسرو [illegible] کیا:

"میں [illegible] ہرقل کو زنجیروں میں جکڑ کر میرے تخت کے سامنے [illegible] اور [illegible] کسی [illegible] نہیں [illegible] جب تک۔

[illegible]

یہ حالات تھے جب قرآن کریم کی یہ آیات طیبات [illegible]

[illegible]

مگر جس وقت یہ پیشین گوئی کی گئی تھی اس وقت [illegible]

[illegible] تاریخ گبن جلد [illegible]

AT THE TIME WHEN THE PREDICTION IS SAID TO HAVE BEEN DELIVERED, NO PROPHECY COULD BE MORE DISTANT FROM ITS ACCOMPLISHMENT SINCE THE FIRST TWELVE YEARS OF HERACLIUS ANNOUNCED THE APPROACHING DISSOLUTION OF THE EMPIRE

[illegible]

[illegible]

الحمد للہ علی کبریائہ والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا نبیہ وآلہ واصحابہ اجمعین

نوٹ : یہ معلومات مندرجہ ذیل کتب سے حاصل کی گئیں۔

تاریخ زوال سلطنت روما از گبن۔ تاریخ ابن خلدون۔ تفسیر ابن کثیر۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ۱۹۴۰ء جلد ۱۹

مضامین سورۃ اس تاریخی پس منظر کو ذہن نشین کر لینے کے بعد اب اس سورۃ کے مضامین اپنی پوری معنویت اور اثر انگیزی کے ساتھ عیاں ہو سکتے ہیں۔

متذکرہ آیات میں بتایا کہ انسان اپنی ظاہری جاہ و حشمت پر اتنا مسرور و مغرور ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے اعمال بد کے نتائج سے بھی بے فکر ہو جاتا ہے وہ یہی سمجھتا ہے کہ اس کا آفتاب اقبال سدا یونہی چمکتا رہے گا اس کے حسن و شباب کی بہار کبھی خزاں آشنا نہیں ہوگی حالانکہ عروج و زوال بھی اس کی کوتاہیوں سے وابستہ ہیں جو عنقریب اس کی چمک دمک کو ماند کر دینے والے ہوتے ہیں۔

انسان کو خواب غفلت سے جگانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو ضابطہ حیات اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے بھیجا ہے وہی فطرت کا آئینہ ہے جس سے ادیان کا منشور ہو سکتا ہے یہی انسان کی عقل و بصیرت کو ختم نہیں کر دیتا۔ اس کی قرآن میں ... منیب ہو کر اس کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ وہ ہر گروہ اور اس کے ہر فرد کی ... اسی لیے اس کی پابندی ہر سلیم الفطرت انسان کے لیے ضروری ہے۔

سورۃ کے مختلف مقامات پر اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت کی روشن دلیلیں ذکر کر کے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ وہی خدا ہے جو ان صفات کمال سے متصف ہے اس کے علاوہ سب اس کے عاجز بندے ہیں۔ کسی کو یہ زیب نہیں دیتا کہ اس کی ہمسری کا خیال کرے کسی کی یہ مجال نہیں کہ وہ کسی کو اس کا شریک بنا لے۔

دیگر مضامین پر اپنے اپنے مقام پر ملاحظہ فرمائیے اور حسب توفیق قرآن کریم کے نورانی عرفان سے مستفید ہونے کی کوشش فرمائیے

سُوْرَةُ الرُّوْمِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتُّوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ الروم مکی ہے اس کی آیتیں ۶۰ اور رکوع ۶ ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

الٓمّٓ ① غُلِبَتِ الرُّوْمُ ② فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ

الف لام میم مغلوب ہو گئے ہیں رومی پاس کی سرزمین میں اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد

ۓ الف لام میم یہ حروف مقطعات ہیں۔ ان کے متعلق تفصیلی بحث اس سے پہلے متعدد مقامات پر لکھی جا چکی ہے۔ یہاں علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ ایک نکتہ [illegible] فرماتے ہیں [illegible] علم [illegible] لکھتے ہیں [illegible] ھو الواحد الجامع لجمیع التعینات [illegible] ھو [illegible] ثم اسرار الحروف المقطعات والمتشابھات [illegible] بعد الوصول الی [illegible] حروف مقطعات [illegible] واللہ تعالیٰ اعلم [illegible] لا تعد ولا تحصی

ۓ غلبت الروم ۔ ادنٰی [illegible] بہت قریب۔ الارض [illegible] کے شمال میں [illegible] دو بڑی سلطنتیں تھیں [illegible] آتش پرست تھے [illegible] اہل کتاب اور حضرت مسیح کے پیرو کار تھے۔ [illegible] نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] ایران [illegible] رومیوں [illegible] آتش پرست [illegible] اہل کتاب تھے [illegible] خسرو [illegible] قیصر روم [illegible] شام کے [illegible]

غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ ﴿٣﴾ فِي بِضْعِ سِنِينَ ۗ لِلَّهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ

مغلوب ہونے کے غالب آ جائیں گے چند برسوں کے اندر اللہ تعالیٰ کا حکم ہے پہلے بھی

وَمِنْ بَعْدُ ۚ وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ ﴿٤﴾ بِنَصْرِ اللَّهِ ۚ يَنْصُرُ

اور بعد بھی اور اس روز خوش ہوں گے اہل ایمان اللہ تعالیٰ کی مدد سے۔ وہ مدد

کہ جس طرح جنگ کے محاذ پر ایرانیوں نے شام کے علاقہ میں اہل کتاب کو شکست دی ہے اسی طرح یہاں بھی بہت جلد [illegible] اللہ تعالیٰ کی توحید کے علمبرداروں کو [illegible] کر کے رکھ دیں گے۔ مسلمانوں کے دل رومیوں کی شکست سے بڑے رنجیدہ ہوئے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کر کے [illegible] شکست کھانے والے رومیوں کی [illegible] تسلی دی کہ [illegible] یہ کامیابی عارضی ہے۔ چند سالوں میں حالات کا رخ بدل جائے گا اور رومیوں کا پلہ بھاری ہو جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا جس کا مفصل بیان اسی سورت کے تعارف میں آپ پڑھ چکے ہیں۔

۲ یہاں [illegible] مستقبل قریب [illegible] بضع [illegible] سنین [illegible] [illegible] ما بین الثلاث الی التسع [illegible] ۔ (روح المعانی)

۳ [illegible]

مَنْ يَّشَاۤءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ

[illegible]

وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا

[illegible] لیکن اکثر لوگ اس حقیقت کو نہیں جانتے [illegible] وہ جانتے ہیں [illegible]

[illegible]

مسئلہ: شریعت اسلامیہ میں شرط لگانا حرام ہے۔ [illegible]

[illegible] وَعْدَ اللّٰهِ وَعْدًا۔ اس کا مقصد کلام سابق کی تاکید ہے [illegible]

[illegible]

[illegible] اللہ تبارک و تعالیٰ تمام عیوب سے منزہ و مبرا ہے۔

ان آیات کی ایک اور تفسیر [illegible]

[illegible]

[illegible]

مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ اَوَلَمْ

[illegible] اور وہ آخرت سے بالکل غافل ہیں [illegible]

[illegible] شکست کھا گئے۔ وھم من بعد غلبھم سیغلبون [illegible] سنین للہ الامر من قبل ومن بعد ویومئذ یفرح المومنون بنصر اللہ عز وجل۔ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] ہوتا ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم۔

[illegible] قبول کر لیا۔

يَتَفَكَّرُوا فِي أَنفُسِهِم ۗ مَّا خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ

کبھی غور نہیں کیا انہوں نے اپنے جی میں ف نہیں پیدا فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو اور جو

وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ

کچھ ان کے درمیان ہے مگر حق کے ساتھ اور ایک مقررہ مدت تک کے لیے۔ اور بلاشبہ اکثر لوگ

النَّاسِ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ لَكَافِرُونَ ﴿٨﴾ أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ

اپنے رب کی ملاقات کے سخت منکر ہیں۔ کیا انہوں نے سیر و سیاحت نہیں کی زمین میں

فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا أَشَدَّ

تاکہ وہ دیکھتے کیسا ہوا انجام ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے وہ زیادہ تھے

اس آیت کا یہ مفہوم بھی بتایا گیا ہے کہ وہ لوگ جن کا سب کچھ یہ دنیوی زندگی ہی ہے وہ [illegible] کی [illegible] جانے کے لیے ہر وقت مصروف رہتے ہیں۔ اس معاملہ میں ان کا علم و دانست کو دیکھ کر عقل عش عش کر اٹھتی ہے۔ تجارت، صنعت، حرفت اور زندگی کی اور ہر فن کی باریکیوں میں ان کی مہارت [illegible] لیکن یہی لوگ [illegible] عاقبت [illegible] سے [illegible] رہتے اور [illegible] آخرت [illegible] ہے [illegible] اس معاملہ میں ان کی آنکھیں جب نظر [illegible] قرآن کی ہدایت اور معرفت پر [illegible] جاتی ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

ومن البلية ان ترى لك صاحبا فى صورة الرجل السميع المبصر
فطن بكل مصيبة فى ماله واذا يصاب بدينه لم يشعر (قرطبی)

کتنی بڑی [illegible] بات ہے [illegible] بڑی عقلمندی کا ثبوت دیا ہے لیکن [illegible] دین کا [illegible] ہو گیا لیکن [illegible] احساس تک نہیں ہوتا۔

ف کہ وہ کبھی اپنی [illegible] میں غور و فکر [illegible] جسم کی ظاہری ساخت اس کے ظاہری و باطنی قوی [illegible] پیدا کر [illegible] تو صداقت کا اعلان [illegible] کرنے اور ساری [illegible] سمجھتے رہتے ہیں۔ ف غور و فکر کی صلاحیت ہر شخص میں یکساں نہیں ہوتی۔ [illegible] جس میں یہ صلاحیت بخشی جاتی ہے ان کی

مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا

[illegible]

[illegible]

وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ

اور آئے ان کے پاس ان کے رسول روشن نشانیوں کے ساتھ [illegible] اللہ کی یہ شان نہ تھی کہ وہ ان پر ظلم کرتا بلکہ وہ

كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ⑨ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوا

خود ہی اپنے اوپر ظلم کرتے رہے تھے ۔ پھر [illegible] برا

السُّوْٓآٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑩ اَللّٰهُ

برا [illegible] جب [illegible] اور وہ ان کے ساتھ مذاق کیا کرتے تھے ۔ اللہ ہی

يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ⑪ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ

[illegible] تخلیق کی [illegible] پھر اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے ۔ اور جس روز

يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ⑫ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَاۗىِٕهِمْ شُفَعٰۗؤُا وَكَانُوْا

برپا ہوگی قیامت [illegible] اور نہیں ہوں گے ان کے لیے ان کے شریکوں میں سفارشی اور وہ

[illegible]

۱۳ ؎ [illegible] عاقبة [illegible] السوآی [illegible] عاقبة [illegible]

۱۴ ؎ جب انسان کا واسطہ [illegible] ابلس الرجل اذا سکت و انقطعت حجتہ [illegible]

۱۵ ؎ یعنی [illegible] کی عبادت [illegible]

شُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴿١٣﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ﴿١٤﴾

اور وہ اپنے شریکوں کے منکر ہو جائیں گے ۔ اور جس روز قیامت برپا ہوگی اس دن وہ الگ الگ ہو جائیں گے

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ﴿١٥﴾

تو جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ ایک باغ (جنت) میں مسرور و خرم رکھے جائیں گے

وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي

اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا تو وہ عذاب میں حاضر

الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿١٦﴾ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿١٧﴾

رکھے جائیں گے ۔ پس اللہ کی تسبیح کرو جب تم شام کرو اور جب صبح کرو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ ﴿۱۸﴾

اور اسی کے لیے ساری تعریفیں ہیں آسمانوں میں اور زمین میں اور [illegible] پاکی بیان کرو [illegible] اور جب تم دوپہر کرتے ہو۔

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ

نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے اور زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرنے

الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُونَ ﴿۱۹﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ أَنْ

کے بعد اور یونہی (قبروں سے) تمہیں نکالا جائے گا اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں

خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ إِذَآ أَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُونَ ﴿۲۰﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ

سے ایک یہ ہے کہ اس نے پیدا کیا تمہیں مٹی سے پھر تم یکایک بشر بن کر (دنیا میں) پھیلے ہوئے ہو اور اس کی قدرت کی

[illegible] ہے۔

ف [illegible]

[illegible]

ف اللہ تعالیٰ [illegible] لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ۔

انسان [illegible]

اس بے جان مٹی سے [illegible]

أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوٓا۟ إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم

کہ پیدا کیں تمہارے لیے تمہاری جنس سے بیویاں تاکہ تم سکون حاصل کرو ان سے اور پیدا فرما دیے تمہارے

مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً ۚ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَٰتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٢١﴾ وَمِنْ

درمیان محبت اور رحمت۔ بے شک اس میں بہت نشانیاں ہیں اس قوم کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں ۲۱ اور اس کی

ءَايَٰتِهِۦ خَلْقُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَٱخْتِلَٰفُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَٰنِكُمْ

نشانیوں میں سے ہے آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف۔

[illegible]

[illegible] : [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْعَالِمِينَ ﴿٢٢﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ مَنَامُكُم بِاللَّيْلِ

بیشک اس میں بہت سی نشانیاں ہیں اہل علم کے لیے [illegible]

وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاؤُكُم مِّن فَضْلِهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ

[illegible]

يَسْمَعُونَ ﴿٢٣﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا وَيُنَزِّلُ

[illegible]

مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيُحْيِي بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ

[illegible]

لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿٢٤﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ أَن تَقُومَ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ

[illegible]

بِأَمْرِهِ ۚ ثُمَّ إِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْأَرْضِ إِذَا أَنتُمْ تَخْرُجُونَ ﴿٢٥﴾

[illegible]

[illegible] حکمت و قدرت کا کون انکار کر سکتا ہے۔

[illegible]

[illegible]

وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ

اور اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ۔ سب کے سب اس کے تابع فرمان ہیں اور وہی ہے جو

يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ؕ وَلَهُ الْمَثَلُ

تخلیق کی ابتدا کرتا ہے پھر [illegible] ، [illegible] اور اسی کے لیے ہے برترین شان

الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾ ضَرَبَ

ہے آسمانوں اور زمین میں ۔ اور وہی سب پر غالب حکمت والا ہے اللہ تعالیٰ بیان کرتا ہے

لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ

تمہارے لیے ایک مثال تمہارے ہی حالات میں سے کیا ہیں تمہارے غلام تمہارے حصہ دار

[illegible]

[illegible]

مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ

ہوتے ہیں اس مال میں جو ہم نے تم کو عطا فرمایا ہے کہ تم [illegible] اس میں برابر کے حصہ دار ہو [illegible] تم ڈرتے ہو ان سے

كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۲۸

جیسے تم ڈرتے ہو آپس میں ایک دوسرے سے۔ یوں ہم کھول کر بیان کرتے ہیں اپنی نشانیاں اس قوم کے لیے جو عقلمند ہے

اب اس آیت کے معانی پر غور فرمائیے۔ [illegible] مِنْ [illegible] مثل تمام مصنفات سے ملاحظہ ہو [illegible] اس کا ترجمہ کیا گیا ہے [illegible] استفہام انکاری [illegible] مگر [illegible] شرکاء [illegible] یہاں [illegible] ہے اور استفہام انکاری [illegible] کا ترجمہ کیا [illegible] کے لیے مستعمل ہوتا ہے اور [illegible] مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ [illegible] کا ذکر کیا جا سکتا ہے فَاَنْتُمْ فِیْهِ [illegible] تَخَافُوْنَهُمْ [illegible] لا فرق بینکم وبینھم فی التصرف فیہ [illegible] یعنی تم اور تمہارے غلام [illegible] برابر کے شریک ہیں اور یکساں قسم کے تصرف کا اختیار رکھتے ہیں۔

علامہ قرطبی نے اس آیت کی شان نزول یوں بیان کی ہے کہ مشرکین عرب حج کے لیے احرام باندھتے تو تلبیہ کہتے: لبیک لا شریک لک الا شریکا ھو لک تملکہ وما ملک یعنی اے اللہ میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں سوائے اس کے جس کو تو نے خود اپنا شریک بنایا ہے تو اس کا بھی مالک ہے اور اس چیز کا بھی تو مالک ہے جس کا وہ مالک ہے۔

غور فرمائیے کہ ان کی حماقت کا [illegible] ایک طرف تو اپنے [illegible] اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی مخلوق [illegible] کو اس کا شریک بنا رہے ہیں [illegible] اور [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] شریک [illegible] حقیقی [illegible] بخش دیتے ہیں۔ العیاذ باللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم الذی لا الہ الا ھو

بعض حضرات کتاب اللہ کی اس آیت کو [illegible] لگاتے ہیں کہ [illegible] عقیدہ ہے [illegible] بت پرستوں کے [illegible] آیت کی [illegible] کے [illegible] کیا [illegible] اللہ تعالیٰ کا [illegible] اور [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] حضور رحمۃ للعالمین [illegible] سید الاولین والآخرین صاحب مقام محمود [illegible] اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ

بلکہ پیروی کرتے رہے ظالم اپنی خواہشات کی بغیر کسی دلیل کے [illegible] پس کون ہدایت دے

مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ

سکتا ہے [illegible] اور ان کا کوئی مددگار نہیں۔ پس آپ کریں اپنا رخ

حَنِيْفًا ۭ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ

اسلام کی طرف [illegible] اللہ کی [illegible]

۵۷ یہ لوگ [illegible] عقل سے کام لیتے ہیں [illegible]

[illegible]

[illegible] نہیں [illegible]

۵۸ یہاں [illegible] قیامت کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

بعض علماء نے لکھا ہے کہ [illegible]

[illegible] الاستقامة [illegible]

[illegible]

۵۹ [illegible]

[illegible]

[illegible]

فطرۃ کا [illegible] حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور [illegible]

نے فطرت اللہ کا معنی دین اسلام بیان فرمایا ہے [illegible] عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾

نہیں ہو سکتی اللہ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے

مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۳۱﴾

سدا اسی کی طرف رجوع کرتے ہوئے اور اس سے ڈرتے رہا کرو اور صحیح صحیح نماز ادا کیا کرو اور نہ ہو جاؤ ان مشرکوں

مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ

میں سے جنہوں نے پارہ پارہ کر دیا اپنے دین کو اور وہ کئی گروہ بن گئے ہر گروہ جو اس کے پاس ہے

فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا کی عمدہ تشریح علامہ آلوسی نے اس آیت کا مفہوم ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ [illegible] الاسلام ومعنی فطرھم علیہ خلقہم قابلین للتوحید ودین الاسلام غیر نائین عنہ ولا منکرین لہ لکونہ مجاوبا للعقل مساوقا للنظر الصحیح (روح المعانی)

[illegible] سے مراد [illegible] کے عین مطابق ہے [illegible] اس کا انکار کر سکتا ہے۔

یہ انسانی فطرت کے تقاضے [illegible] روحانی [illegible] کی صحت [illegible] سے [illegible] زندگی [illegible] مسرت کے پھولوں سے بھر جاتا ہے اور ابدی سعادت کا تاج اس کے سر پر رکھ دیا جاتا ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ کی [illegible] کی سلامت کے [illegible] کی [illegible] صحیح [illegible] کی [illegible] ان کی صحیح نشوونما کا [illegible] امام بخاری اور امام مسلم نے ایک حدیث نقل کی ہے جس سے [illegible] وضاحت ہو جاتی ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ما من مولود الا یولد علی الفطرۃ فابواہ یہودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ کما تنتج البہیمۃ بہیمۃ جمعاء ہل تحسون فیہا من جدعاء۔ یعنی ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے [illegible] اس کے والدین اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ جس طرح [illegible] صحیح و سلامت پیدا ہوتا ہے بعد میں اس کے کان وغیرہ کاٹے جاتے ہیں۔

۳۳ [illegible] ہو [illegible] اس کے [illegible] سے [illegible] اس آیت کا یہ مفہوم بھی [illegible] ہے [illegible] کے عین مطابق ہے [illegible] نہیں ہو سکتا۔

۳۴ قیم: مستقیم لا عوج فیہ ولا انحراف عن الحق بوجہ من الوجوہ (روح المعانی) یعنی ایسا سیدھا جس میں ذرا کجی نہیں اور [illegible] حق سے [illegible] نہیں۔

فَرِحُونَ ﴿۳۲﴾ وَإِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُنِيبِينَ

اسی پر خوش ہیں اور جب پہنچتی ہے لوگوں کو کوئی تکلیف تو پکارتے ہیں اپنے رب کو رجوع کرتے ہوئے

إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا أَذَاقَهُمْ مِنْهُ رَحْمَةً إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ بِرَبِّهِمْ

اسی کی طرف پھر جب وہ ان کو چکھاتا ہے اپنی جانب سے رحمت تو یکایک ایک گروہ ان میں سے اپنے

يُشْرِكُونَ ﴿۳۳﴾ لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوا فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿۳۴﴾ أَمْ

رب کے ساتھ شرک کرنے لگتا ہے تاکہ ناشکری کریں اس نعمت کی جو ہم نے دی انہیں پس مزے اڑا لو پس عنقریب تم جان لو گے

[illegible] منیبین الیہ ای راجعین الیہ بالتوبۃ والاخلاص (قرطبی) [illegible]

[illegible]

[illegible] من اہل البدعۃ من اہل الاہواء والبدع (قرطبی)

[illegible] ای یشرکون بہ فی العبادۃ

[illegible] معنی التہدید (قرطبی) [illegible]

أَمْ أَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوا بِهِ يُشْرِكُونَ ۝ وَإِذَا

[illegible]

أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوا بِهَا ۖ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ

[illegible]

أَيْدِيهِمْ إِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ ۝ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ

[illegible]

[illegible] فيه الالتفات من الغيبة الى الخطاب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ فَاٰتِ

[illegible]

ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] واستدل بالآية على وجوب النفقة لكل ذي رحم محرم [illegible]

عاجز عن الكسب (روح المعانی)

[illegible]

يُرِيدُونَ وَجْهَ اللّٰهِ ۖ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۳۸﴾ وَمَآ اٰتَيْتُمْ

رضائے الٰہی کے طلبگار ہیں اور یہی لوگ [illegible] کامیاب ہوں گے [illegible]

مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِىٓ أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوا۟ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ وَمَآ

[illegible] تاکہ وہ بڑھتا رہے لوگوں کے اموال میں [illegible] اللہ کے ہاں [illegible] نہیں بڑھتا [illegible] اور جو

اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللّٰهِ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ ﴿۳۹﴾

زکوٰۃ تم دیتے ہو رضائے الٰہی کے طلبگار بن کر پس یہی لوگ ہیں [illegible] کئی گنا کر لیتے ہیں

اَللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۖ هَلْ

خدا ہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا [illegible] پھر تمہیں [illegible]

[illegible]

اس آیت کے دو مفہوم بیان کیے گئے ہیں [illegible]

[illegible] برکتوں سے مالا مال ہوا کرتی ہے۔

اس آیت کا دوسرا مفہوم یہ بتایا گیا ہے کہ بعض لوگ تحفے اس لیے دیتے ہیں کہ تحفہ لینے والا اس سے کئی گنا زیادہ اس کے بدلے میں اسے تحفہ دے۔ اگرچہ ایسا کرنا حرام نہیں لیکن معیوب ضرور ہے۔ [illegible] برکت نہیں ہوتی۔

[illegible] شرک کا ابطال کیا جا رہا ہے۔

مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۚ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى

تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریکوں میں بھی کوئی ہے جو کر سکتا ہو ان کاموں میں سے کوئی۔ پاک ہے اللہ تعالیٰ ہر

عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۟ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي

عیب سے، اور بلند ہے ان سے جنہیں یہ شریک ٹھہراتے ہیں۔ پھیل گیا ہے فساد بر اور بحر میں بسبب ان کرتوتوں کے جو لوگوں ۴۵

۴۵ زندگی میں امن و سکون تب ہی میسر آ سکتا ہے کہ ہر شخص [illegible] ہر شخص کے حقوق محفوظ ہوں، [illegible] جب [illegible] کا م لینے لگتے ہیں یا جب کسی کے حقوق غصب کیے جاتے ہیں تو ہر طرف [illegible] فتنہ و فساد کے شعلے بھڑک اٹھتے ہیں۔

ہر شخص [illegible] ہر شخص کے حقوق [illegible] دین اسلام نے [illegible] حالات کے انقلاب سے بھی سبق نہیں سیکھا۔

جس معاشرہ میں انسان کی جان، عزت اور مال محفوظ [illegible]

النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿۴۱﴾ قُلْ

سے کیے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ چکھائے انہیں کچھ سزا ان کے بعض اعمال کی شاید وہ باز آجائیں ۔ فرمائیے

سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ

آپ (انہیں) سیر و سیاحت کرو زمین میں اور دیکھو کیا انجام ہوا ان لوگوں کا جو ان سے پہلے گزرے

كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُشْرِكِينَ ﴿۴۲﴾ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ مِنْ

ان میں سے اکثر مشرک تھے ۔ پس کرو اپنا رخ دین قیم کی طرف ۵۳ اس سے

قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ يَوْمَئِذٍ يَصَّدَّعُونَ ﴿۴۳﴾

پہلے کہ آجائے وہ دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے جسے ٹلنا نہیں اس روز یہ لوگ جدا جدا ہو جائیں گے ۵۴

جا رہے ہیں جس کی ثروت کو دیمک کی طرح چاٹ رہی ہیں۔ عائلی زندگی کی بربادی [illegible] سے محروم ہیں میاں بیوی کے درمیان اعتماد جو عائلی زندگی کی مسرتوں کے لیے شرط اول ہے بڑی تیزی سے مفقود ہوتا جا رہا ہے۔ ماں باپ کی عیش کوشی کے باعث اولاد کی تربیت سے قاصر ہیں، غیر تربیت یافتہ اولاد بڑی ہو کر بوڑھے والدین کا ادب ملحوظ نہیں رکھتی بلکہ انہیں ایک ناقابل برداشت بوجھ خیال کرتی ہے۔ بوڑھوں کے دلوں میں [illegible] شفقت [illegible] [illegible] کی بھی پیدا ہو گیا ہے۔ جب [illegible] کے حالات [illegible] کا علم رکھتے ہیں [illegible] محسوس نہیں ہوتی۔

۵۲ یعنی اپنے [illegible] [illegible] سے محروم [illegible] [illegible] محسوس کریں [illegible] بدکاریوں کی سزا [illegible] دیکھیں۔ اور اس میں حکمت یہ ہے کہ شاید وہ لوگ اپنے اعمال بد کا انجام دیکھ کر عبرت حاصل کریں اور بروقت ہی اصلاح کر لیں۔

۵۳ مختلف ممالک کی سیر و سیاحت کے دوران تمہیں بڑے بڑے اجڑے ہوئے شہر دیکھنے کو ملیں گے جن کے ویران اور سنسان کھنڈرات پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ یہاں بسنے والوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا [illegible] ظلم و ستم کی حد کر دی تو مکافات عمل کے بے لاگ قانون نے انہیں تہس نہس کر کے رکھ دیا [illegible] لوگ ان کے لیے عبرت کا باعث بنے تم [illegible] عبرت [illegible] پکڑو اور اس دن سے پہلے پہلے اپنی اصلاح کر لو جسے کوئی ٹال نہیں سکتا۔ علامہ راغب اصفہانی نے الدین القیم کی یہ تشریح کی ہے [illegible] [illegible] [illegible]

۵۴ اس دن کی ایک صورت یہ ہوگی کہ اس روز [illegible] کی تقسیم [illegible] [illegible] امیر و فقیر، شاہ و گدا کی حیثیتیں [illegible] ہوں گی۔

مَنۡ كَفَرَ فَعَلَيۡهِ كُفۡرُهٗ ۚ وَمَنۡ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنۡفُسِهِمۡ

جس نے کفر کیا تو اسی پر ہے اس کے کفر کا وبال اور جنہوں نے نیک عمل کیے تو وہ اپنے لیے ہی راہ ہموار

يَمۡهَدُوۡنَ ۙ لِيَجۡزِيَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنۡ فَضۡلِهٖ ؕ

کر رہے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ جزا دے انہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اپنے فضل وکرم سے

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الۡكٰفِرِيۡنَ ۞ وَمِنۡ اٰيٰتِهٖۤ اَنۡ يُّرۡسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ

بیشک وہ پسند نہیں کرتا کافروں کو اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ بھیجتا ہے ہواؤں کو

وَّلِيُذِيۡقَكُمۡ مِّنۡ رَّحۡمَتِهٖ وَلِتَجۡرِىَ الۡفُلۡكُ بِاَمۡرِهٖ وَلِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ

(بارش کا) مژدہ سنانے والی بنا کر اور تاکہ وہ چکھائے تمہیں اپنی رحمت سے اور تاکہ چلیں کشتیاں اس کے حکم سے اور تاکہ تم تلاش کرو

بلکہ کفر و اسلام پر ہوگی۔ کفر کرنے والوں کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

یصدعون کا مادہ الصدع ہے جس کا معنی پھاڑ دینا۔ الصدع الشق یقال صدعته فانصدع ای شققته فانشق تصدع القوم تفرقوا اور تصدع اس کا معنی پھٹ جانا ہے اور تصدع القوم کا معنی ہے قوم کا منتشر ہو جانا۔ مختلف گروہوں میں بٹ جانا۔

ث جو لوگ کفر اختیار کرتے ہیں وہ خدا پر کوئی احسان نہیں کرتے بلکہ اپنا ہی ستیاناس کرتے ہیں اور جو لوگ نیکی کو اپنا شعار بناتے ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ پر کوئی احسان نہیں کرتے بلکہ اپنے واسطے ہی راہ ہموار کرتے ہیں دنیا میں بھی ان کی راہیں آسان ہوں گی اور حشر کے روز بھی اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمتوں کا ان پر نزول ہوگا۔

یَمۡهَدُوۡنَ کی تشریح کرتے ہوئے علامہ قرطبی لکھتے ہیں: منه مهاد الصبي والمهاد: الفراش وقد مهدت الفراش مهدا بسطته ووطأته۔ یعنی بچے کے بچھونے کو مہاد اور بستر کو مہاد کہتے ہیں۔ بستر بچھانے اور درست کرنے کو مہدت الفراش سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس آیت میں یمہدون کا معنی ہوگا کہ وہ اپنی آرام گاہ کو درست کر رہے ہیں۔ اور ابو عبیدہ کہتے ہیں: لانفسهم الامر اذ فراشا وسکنا وقرارا بالعمل الصالح، قرطبی۔ علامہ جوہری نے بھی الصحاح میں اس لفظ کی یہی تشریح کی ہے۔

ث اس آیت میں من فضلہ کا لفظ آپ کی خصوصی توجہ کا مستحق ہے۔ بتانا یہ مقصود ہے کہ اگر وہ اہل ایمان کے ایمان اور صالحین کے عمل صالح کو شرف پذیرائی بخشتا ہے اور اس پر بیشمار اجر عطا فرماتا ہے تو محض اس کا فضل و کرم ہے ورنہ ہماری کیا مجال کہ کوئی شخص اس کی بارگاہ میں کوئی دعویٰ کر سکے۔ اسی لیے ایک صحت کا اظہار کرتے ہوئے ہمارے سید حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو یہ پیاری نصیحت ارشاد فرمائی: سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاَبْشِرُوْا فَاِنَّهٗ لَا يُدْخِلُ اَحَدًا الْجَنَّةَ عَمَلُهٗ قَالُوْا وَلَا اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَّتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ

فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا

اس کے فضل سے اور تاکہ تم شکر ادا کرو ٭ اور بیشک ہم نے بھیجے آپ سے پہلے بہت سے رسول

اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا

ان کی قوموں کی طرف پس وہ لے کر آئے ان کے پاس روشن دلیلیں ۔ پس ہم نے بدلہ لیا ان سے جنہوں نے جرم کیے

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ

اور ہمارے ذمہ کرم پر ہے اہل ایمان کی امداد فرمانا ٭ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو بھیجتا ہے ہواؤں کو

فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا

پس وہ اٹھاتی ہیں بادل کو پس اللہ تعالیٰ پھیلا دیتا ہے اسے آسمان پر جس طرح چاہتا ہے اور کر دیتا ہے اسے

فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

ٹکڑے ٹکڑے پھر تو دیکھتا ہے بارش کو کہ نکلتی ہے اس کے بیچ میں سے پھر جب پہنچاتا ہے اسے جس کو چاہتا ہے

(رواہ الشیخان)

ترجمہ: درمیانہ راستہ اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کی کوشش کرو اور خوش رہو کیونکہ کسی کو اس کا عمل جنت میں نہیں لے جائے گا۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ کا عمل بھی۔ فرمایا ہاں میرا عمل بھی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی مغفرت و رحمت میں ڈھانپ لے۔

٭ اب پھر اپنی قدرت و حکمت کے دلائل ساطعہ کا بیان ہو رہا ہے

٭ پھر اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی نصرت کا ذمہ لیا ہے یعنی اہل ایمان کی امداد و نصرت کو اپنا شیوہ بنایا ہے تو ایسی شان سے ان کی امداد فرمائی اور ہر میدان میں ان کی فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ان کا مددگار ہے

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قال سمعت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یقول ما من مسلم یرد عن عرض اخیہ الا کان حقاً علی اللہ تعالیٰ ان یرد عنه نار جهنم یوم القیامة ثم تلا وکان حقا علینا نصر المؤمنین.

ترجمہ: میں نے حضور کو فرماتے سنا کہ جو مسلمان اپنے بھائی کی عزت کا دفاع کرتا ہے اللہ تعالیٰ پر اس کا حق ہو جاتا ہے کہ روز قیامت اسے آتش جہنم سے بچائے پھر حضور نے یہ آیت تلاوت کی۔

مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ

اپنے بندوں سے تو اسی وقت وہ خوشیاں منانے لگتے ہیں [illegible] اگرچہ وہ [illegible] اس سے پہلے کہ ان

اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ۝ فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ

پر (بارش) برسائی [illegible] مایوس ہو چکے تھے۔ پس (ذرا) غور سے دیکھو رحمت

اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ

الٰہی کے آثار کی طرف کیسے وہ زندہ کر دیتا ہے زمین کو [illegible] بیشک وہی زندہ فرمانے والا ہے مُردوں کو

وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَلَىِٕنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا

[illegible] اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ اور اگر ہم بھیج دیں ایسی ہوا جس کے اثر سے وہ دیکھیں کھیتی کو زرد

لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ۝ فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ

[illegible] تو اس کے بعد وہ کفر کرنے لگیں [illegible] پس آپ مُردوں کو نہیں سنا سکتے [illegible] اور نہ آپ بہروں کو

[illegible] ایسی ہوا بھیجتا ہے جو بادل کو اٹھا کر لے آتی ہے اور پھر آسمان میں [illegible] کسفا [illegible] کی جمع ہے اس کا معنی ٹکڑا ہے۔ (القرطبی، روح)

[illegible] ایسی ہوا چلائی ہے کہ جب چلتی ہے تو ہرے بھرے شاداب کھیت زرد ہو کر خشک ہونے لگتے ہیں۔

[illegible] اس آیت میں موتیٰ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے دل مر چکے ہیں [illegible] عقل و فہم کے چراغ بجھ گئے ہیں اور کسی بات [illegible] کی صلاحیت ختم ہو گئی ہے [illegible] لکھتے ہیں [illegible] علامہ آلوسی فرماتے ہیں [illegible] علامہ قرطبی [illegible] اور الصم سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے کان [illegible] تعصب کی [illegible] بلکہ انہیں حق کی صدا سنائی نہ دے۔

آیت کا مقصد یہ ہے کہ [illegible] ان کے دل مر چکے ہیں ان کے کانوں سے [illegible] کی طاقت سلب ہو گئی ہے آپ نے اپنا فریضہ تبلیغ ادا کر دیا ہے [illegible] کے اندھیروں سے باہر

میں نکالا جاتا ہے قرآن کی قسمت۔

آج کل یہ بحث بڑے زوروں پر ہے کہ میت کو قبر اور دین کی [illegible] جیسا کہ [illegible] مناظرے کے طور پر پیش کرتے ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ سے توفیق طلب کرتے ہوئے بغیر اختصار کے ساتھ قرآنی آیات، احادیث طیبہ اور علمائے [illegible] کے اقوال سے جو کچھ سمجھا ہوں وہ عرض کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ہم سب کو [illegible] راہ راست [illegible] توفیق عطا فرمائے کیونکہ اس کی توفیق اور دستگیری کے بغیر نہ عقل اور نہ [illegible] حاصل ہے۔

یہ مسئلہ قدیم سے علماء میں [illegible] اس کے بارے میں علماء کے متعدد اقوال ہیں۔ بڑے بڑے علماء نے اس کی [illegible] کی ہے [illegible] ابن قیم نے اس پر [illegible] تحقیقات [illegible] اس مسئلہ کے مختلف گوشوں [illegible] کی کوشش کی ہے [illegible] مطالعہ [illegible] لائق ہے۔

سب سے پہلے یہ سمجھنا چاہیے کہ موت کیا چیز ہے، اس کا مفہوم کیا ہے؟ علامہ مذکور لکھتے ہیں کہ موت عدم محض اور فنائے صرف نہیں کہ انسان مرنے کے بعد بالکل نیست و نابود ہو کر رہ جائے بلکہ ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہونے کو موت کہتے ہیں۔ ان الموت لیس بعدم محض وانما هو انتقال من حال الی حال (کتاب الروح صفحہ ۳۰)

اللہ تعالیٰ نے شہداء کے متعلق فرمایا ہے کہ احیاء عند ربهم یرزقون فرحین [illegible] یعنی وہ [illegible] کفار قتل کر دیتے ہیں تو [illegible] وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس، انہیں رزق دیا جاتا ہے اور خوش رہتے ہیں۔ جب عام [illegible] پر موت طاری ہونے کے بعد شہداء کا یہ حال ہے تو [illegible] مصطفیٰ اور [illegible] انبیاء کا رتبہ شہداء سے کہیں بالا اور ارفع ہے، ان کی کیا کیفیت ہوگی۔ علامہ ابن قیم نے حیات انبیاء پر متعدد دلائل بیان کیے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ شب معراج بیت المقدس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات انبیاء کرام کے ساتھ ہوئی۔

۲۔ اسی سفر معراج میں مختلف آسمانوں پر مختلف انبیاء سے ملاقات ہوئی۔

۳۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بار بار ملاقات اور نمازوں کی تعداد پچاس سے گھٹا کر پانچ کرنے کا واقعہ [illegible] کے علم میں ہے۔

ان دلائل کے ذکر کرنے کے بعد ابن قیم لکھتے ہیں: فحصل من مجموعه القطع بان موت الانبیاء انما هو راجع الی ان غیبوا عنا بحیث لا ندرکهم وان کانوا موجودین احیاء (کتاب الروح صفحہ ۳۰) [illegible] دلائل ان کے علاوہ دوسرے دلائل سے بھی یہ امر قطعی طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ انبیاء کرام کی موت کا فقط یہ مطلب ہے کہ وہ ہماری نگاہوں سے غائب ہو گئے ہیں جو ہم ان کو نہیں پاتے حالانکہ وہ موجود ہیں۔

موت کا مفہوم ذہن نشین کر لینے کے بعد اب آپ یہ سمجھنے کی کوشش فرمائیں کہ موت کے بعد روح اور جسم کا باہمی تعلق کیسے باقی رہتا ہے۔ اس کے بارے میں علامہ مذکور فرماتے ہیں کہ جسم کے ساتھ روح کے تعلق کی پانچ حالتیں ہیں، ہر حالت پر مختلف احکام مرتب ہوتے ہیں۔ (۱) شکم مادر میں جب جسم میں روح پھونکی جاتی ہے۔ (۲) جب انسان اس جہان میں قدم رکھتا ہے۔ (۳) حالت خواب میں۔ (۴) برزخ میں اگرچہ روح جسم سے جدا ہو جاتی ہے لیکن یہ جدائی کلی نہیں ہوتی بلکہ روح کا تعلق جسم کے ساتھ کسی نہ کسی طرح باقی رہتا ہے [illegible]

بہ فی البرزخ دانھا وان مرتبتہ و تجردت عنہ فانھا لم تفارقہ فراقاً کلیاً بحیث لا یبقی لھا التفات الیہ البتۃ اور اسی تعلق کی وجہ سے وہ اپنے زائر کے سلام کا جواب دیتا ہے اور اس کا سے علم ہوتا ہے۔ (تفصیلی بیان آگے آرہا ہے۔

(۵) قبروں سے ہی۔ حشر کے بعد روح کا تعلق جسم سے۔ اس تعلق کے متعلق علماء لکھتے ہیں فھو احسن انواع التعلق و ھو تعلق لا یقبل البدن معہ موتاً ولا نوماً ولا فساداً۔ یعنی روح کا جسم کے ساتھ یہ تعلق تمام تعلقات سے اکمل ہے کیونکہ اس کے بعد نہ موت آتی ہے نہ نیند آتی ہے اور نہ اس کے عناصر میں فساد واقع ہوتا ہے۔

موت کے بعد جسم سے جدا ہو کر روح کا مقر اور مقام کہاں ہے؟ اس کے متعلق علماء کے قریب ستر(۷۰) اقوال ملے ہیں جن میں سے ایک قول یہ ہے کہ موت کے بعد روح بھی معدوم ہو جاتی ہے جیسا کہ دوسری صفات علم، قوت وغیرہ کی طرح ختم ہو جاتی ہیں اس کی ایک صفت ہے جسم کے فنا ہونے سے جس طرح دوسری صفات فنا ہو جاتی ہیں اسی طرح روح بھی فنا ہو جاتی ہے لیکن یہ قول سراسر باطل ہے۔ کتاب و سنت اور اجماع صحابہ کے علاوہ دلائل عقلیہ بھی اس کی تردید کرتے ہیں۔ یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی [illegible] اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف واپس چل یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی، پھر میرے بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ۔ یہاں خطاب نفس مطمئنہ کو ہو رہا ہے اور اس وقت ہو رہا ہے جب وہ جسم سے الگ ہو چکی ہے اگر اس کا اپنا مستقل وجود نہ ہوتا تو پھر اس سے خطاب کیسے کیا جاتا۔ احادیث کثیرہ سے بھی یہ ثابت ہے کہ روح کا اپنا مستقل وجود ہے۔ وھو قول لم یقل بہ احد من سلف الامۃ ولا من الصحابۃ والتابعین ولا ائمۃ الاسلام (ابن قیم) یعنی یہ ایسا قول ہے جسے سلف صالحین میں سے کسی نے تسلیم کیا ہے نہ صحابہ، تابعین اور ائمہ اسلام کا یہ خیال ہے۔

(۲) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس بارے میں یہ قول ہے کہ مومنین کی ارواح برزخ میں ہیں اور جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں انّ ارواح المومنین فی برزخ من الارض تذھب حیث شاءت [illegible] والبرزخ ھو الحاجز بین الشیئین۔ وکان سلمان [illegible] الدنیا والآخرۃ مرسلۃ [illegible] تذھب حیث شاءت

برزخ کے متعلق تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں البرزخ الحاجز بین الشیئین دو چیزوں کے درمیان جو چیز حائل ہو اس کو برزخ کہا جاتا ہے۔ یہاں برزخ سے مراد دنیا اور آخرت کا درمیانی جہان ہے۔

۔ فالبرزخ ھھنا ما بین الدنیا والآخرۃ۔

تیسرا قول: مومنین کی روحیں حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں جانب ہیں اور کفار کی روحیں آپ کی بائیں جانب۔

چوتھا قول: ابو محمد بن حزم کا قول یہ ہے کہ اجسام کے پیدا کرنے سے پہلے روحیں جہاں تھیں موت کے بعد پھر وہیں ہی چلی جاتی ہیں۔ ان مستقرھا حیث کانت قبل خلق اجسادھا۔

پانچواں قول: بعض نے یہ کہا کہ مومنین کی روحیں اللہ تعالیٰ کے پاس ہوتی ہیں۔ اس سے زیادہ ان حضرات نے کچھ کہنے کی جرأت نہیں کی اور چونکہ قرآن میں ہے ادب اور احترام کے تقاضے کے پیش نظر اتنا کہنے پر ہی توقف کرتے ہیں۔ ارواح المومنین عند اللہ ولم یزیدوا علی ذلک بانہ تأدب مع لفظ القرآن حیث یقول اللہ عزوجل بل احیاء عند ربھم یرزقون۔

چھٹا قول: [illegible]

ساتواں قول: [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ان کے علاوہ مصنف نے متعدد دوسرے اقوال ذکر کیے ہیں جن سے بعض پر دلائل ہیں اور بعض کی کوئی دلیل نہیں دی جا سکتی ہے۔ آخر میں علامہ نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص یہ سوال کرے کہ ان مختلف اقوال میں سے صحیح کیا ہے، یا قول راجح ہے جس کے مطابق اعتقاد رکھا جائے تو جواب میں کہا جائے گا کہ ساری روحیں یکساں نہیں ہیں ان میں بڑا تفاوت ہے اور اسی تفاوت کی وجہ سے ان کی منزلیں مختلف ہیں اور مختلف احادیث میں روحوں کے مختلف ٹھکانوں کا جو ذکر ہے ان میں تضاد نہیں بلکہ مختلف روحوں کے مختلف مقامات ذکر کیے گئے ہیں۔ اس بحث کو سمیٹتے ہوئے علامہ موصوف لکھتے ہیں کہ روحیں اور ان کے احکام اور حالات مختلف ہیں۔ روحیں جنت میں ہونے کے باوجود اپنی قبروں سے اور اس میں مدفون جسموں سے اتصال رکھتی ہیں اور قریب جاتی اور آتی رہتی ہیں۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچ سکتی ہیں اس کی سرعت رفتار کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا اور اس کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) آزاد روحیں (۲) مقید روحیں (۳) علوی روحیں (۴) سفلی روحیں۔

وللروح شأن غير شأن البدن وانها مع كونها في الجنة فهي في السماء وتتصل بفناء القبر وبالبدن فيه وهي اسرع شيء حركة وانتقالا وصعودا وهبوطا وانها تنقسم الى مرسلة ومحبوسة وعلوية وسفلية (کتاب الروح ص ۱۴۲)

احادیث کثیرہ صحیحہ سے ثابت ہے کہ صاحب مزار اپنے زائر کو پہچانتا ہے اور اس کی آمد کا احساس کرتا ہے۔ ان میں سے چند حدیثیں پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) اخرج الشيخان وغيرهما من طريق قتادة عن انس قال قال النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم ان العبد اذا وضع في قبره وتولى عنه اصحابه انه ليسمع قرع نعالهم.

ترجمہ: امام بخاری، امام مسلم اور دیگر محدثین نے حضرت انس سے نقل کیا ہے کہ آپ نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندے کو اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے دوست دفن کرنے کے بعد ابھی لوٹتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے

(۲) اخرج ابن ابي شيبة والطبراني في الاوسط وابن حبان في صحيحه والحاكم والبيهقي في حديث ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم والذي نفسي بيده ان الميت اذا وضع في قبره انه ليسمع خفق نعالهم حين يولون عنه.

ترجمہ: ابن ابی شیبہ، طبرانی، ابن حبان، حاکم اور بیہقی (جیسے جلیل القدر محدثین) نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ جب میت کو اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ دفن کر کے واپس لوٹنے والوں کی جوتیوں کی آہٹ سنتی ہے۔

(۳) اخرج ابن ابي الدنيا في كتاب القبور عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من رجل يزور قبر اخيه ويجلس عنده الا استأنس به ورد عليه حتى يقوم.

ترجمہ: حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کے لیے جاتا ہے اور اس کے پاس بیٹھتا ہے تو صاحب مزار کو اس سے بڑی راحت ملتی ہے اور وہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

(۴) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اذا مر الرجل بقبر یعرفہ فسلم علیہ رد علیہ السلام وعرفہ واذا مر بقبر لا یعرفہ فسلم علیہ رد علیہ السلام (البیہقی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنے جاننے والے کی قبر پر آتا ہے اور اسے سلام کرتا ہے تو صاحب قبر اس کے سلام کا جواب بھی دیتا ہے اور اسے پہچانتا بھی ہے اور اگر کسی ایسے شخص کی قبر پر آتا ہے جس سے جان پہچان نہ تھی اور اسے سلام کرتا ہے تو قبر والا اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

(۵) یہی الفاظ علامہ ابن عبدالبر نے بروایت ابن عباس حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیے ہیں۔

یہ احادیث اور ان کے علاوہ متعدد کی شرح نقل کرنے کے بعد علامہ ابن قیم نے سماع موتیٰ کے متعلق اپنی تحقیق کا خلاصہ ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ لکھتے ہیں: والسلف مجمعون علی ہذا وقد تواترت الآثار عنہم بان المیت یعرف بزیارۃ الحی لہ ویستبشر یعنی سلف صالحین کا سماع موتیٰ پر اجماع اور اتفاق ہے اور تواتر تک ایسی روایات موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ میت کی زیارت کے لیے جب کوئی شخص آتا ہے تو میت کو اس کی آمد کا علم بھی ہوتا ہے اور اس سے اسے خوشی حاصل ہوتی ہے

علامہ شامی صاحب [illegible] نے اس مسئلہ پر سیر حاصل بحث کی ہے متعدد احادیث اور اقوال علماء نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

والذی یحصل من مجموع النصوص واللہ اعلم ان سماع الموتی ثابت فی الجملۃ بالاحادیث الکثیرۃ الصحیحۃ

یعنی متعدد روایات سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ صحیح اور کثیر التعداد احادیث سے سماع موتیٰ کا مسئلہ ثابت ہے۔ علامہ

یہ ثابت کرنے کے بعد کہ میت سنتی ہے علامہ مذکور نے ان آیات کا مفہوم بیان کیا ہے جن سے بظاہر سماع موتیٰ کی نفی ہوتی ہے۔ وہ علامہ آلوسی صاحب کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ افعال کی دو قسمیں ہیں (۱) افعال عادیہ ہیں جن کا وقوع عادت کے مطابق اسباب ظاہری کے پائے جانے سے ہوتا ہے مثلاً کسی نے کسی پر بندوق سے فائر کیا اور وہ مر گیا ایسے افعال کی نسبت اس بندوق چلانے والے کی طرف کی جاتی ہے (۲) افعال غیر عادیہ یعنی وہ افعال جو اسباب و علل کے پائے جانے کے بغیر وقوع پذیر ہوتے ہیں جیسے کسی نے کنکریوں کی ایک مٹھی پھینکی اور ایک لشکر کو شکست ہو گئی۔ ایسے افعال کی نسبت اس ظاہری فاعل کی طرف نہیں کی جاتی بلکہ براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف کی جاتی ہے جیسے حدیث اور آیت ومارمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی۔

یہاں بھی آیت زیر بحث میں یہی صورت ہے اس کے اوپر [illegible] کا اشارہ ہے۔ [illegible] اللہ [illegible] اور کسی [illegible] کے لیے ظاہری سبب ہوا ہے [illegible] مقصود ہے اس لیے میت اگر سنتی ہے تو اس کا سنانا [illegible] نہیں کیونکہ ہمارے لفظوں کا موجود ہونا اور سنانا کسی معنی کے لیے کافی نہیں۔ چنانچہ ان آیات میں اس بات کی نفی نہیں کی گئی کہ میت نہیں سنتی بلکہ اس کی نفی کی گئی کہ تم نہیں سنا سکتے۔ وما انت بمسمع من فی القبور کا یہی مطلب ہے کہ تم ہرگز ثابت نہیں کہ مُردے تمہیں نہ سن سکیں اسے [illegible] سنا سکتا۔ اس کی تعبیر اسباب اور علل کی محتاج نہیں۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

سید انور شاہ صاحب فیض الباری شرح بخاری میں رقمطراز ہیں:

ولہ جواب آخر وھو ان النفی فی الآیۃ ھو الاسماع دون السماع (فیض الباری جلد دوم ص ۴۳)۔

علاوہ ازیں موصوف اسی کتاب کی اسی جلد کے صفحہ [illegible] پر تحریر فرماتے ہیں:

اقول: والاحادیث فی سماع الاموات قد بلغت مبلغ التواتر وفی حدیث صححہ ابن عبد البر عن [illegible] فانہ یرد علیہ ویعرفہ من حیث یعرفہ فی الدنیا۔

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ مردوں کے سننے کے ثبوت کے بارے میں احادیث حد تواتر تک پہنچ گئی ہیں اور ایک حدیث صحیح میں ہے کہ جب کوئی شخص میت کو سلام دیتا ہے تو وہ اس کا جواب دیتا ہے [illegible] علماء دیوبند کی تصریحات کا مطالعہ آپ نے کیا، معلوم نہیں اب ان کے شاگرد اور پیروکار اپنے ان بزرگوں کے عقیدہ کے برعکس سماع موتیٰ کا انکار کیوں کرتے ہیں اور اولیائے کرام کے مزارات پر حاضر ہونے والوں پر شرک کا فتویٰ کیوں لگاتے ہیں۔

بعض علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ آیات میں مطلق سماع کی نفی نہیں بلکہ ایسے سماع کی نفی ہے جو سبب ہدایت اور نفع رساں ہو، امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سماع موتی کلام الخلق قاطبۃ قد صح فیہا لنا الآثار بالکتب
وآیۃ النفی معناہا سماع ہدی لا یسمعون ولا یصغون للادب

ترجمہ: میت کا لوگوں کے کلام کو سننا صحیح دلائل سے ثابت ہے، اور جن آیات میں سننے کی نفی کی گئی ہے اس سے مراد ایسا سننا ہے جو ہدایت کا باعث ہو اور نفع رساں ہو۔

جنگ بدر میں جب بڑے بڑے مشرکین کو ہلاک کر دیا گیا (ابوجہل، عتبہ وغیرہ) تو مشرکین کی لاشیں ایک گڑھے میں پھینک دی گئیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں تشریف لے گئے اور ایک ایک کا نام لے کر فرمایا: یا فلان بن فلان، یا فلان بن فلان، هل وجدتم ما وعد ربکم حقا؟ اے فلاں بن فلاں [illegible] کیا تم نے اس کو سچا پایا؟ بیشک میرے رب نے [illegible] میرے ساتھ [illegible] سچا پایا۔

قال له عمر یا رسول اللہ ما تخاطب من اقوام قد جیفوا۔

حضرت عمر نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ ایسے لوگوں کو مخاطب فرما رہے ہیں جو بے جان لاشے ہیں۔

فقال والذی بعثنی بالحق ما انتم باسمع لما اقول منہم ولکنہم لا یستطیعون جوابا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میری بات تم ان سے زیادہ نہیں سنتے لیکن وہ جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔

اس حدیث سے صراحۃً ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان تو مسلمان کفار و مشرکین کے مردے بھی سنتے ہیں۔

سماع موتی کے منکرین نے اس حدیث کے جواب میں کہا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس حدیث کی تاویل کی ہے اس لئے یہ حدیث اس مسئلہ کی دلیل نہیں بن سکتی حالانکہ [illegible] جمہور محدثین نے حضرت صدیقہ کی اس تاویل کو قبول نہیں کیا بلکہ حضرت ابن عمر کی روایت کو قبول کیا ہے کیونکہ اسے بہت سے صحابہ کی تائید حاصل ہے جو خود اس موقع پر [illegible] اور [illegible] حضرت صدیقہ وہاں خود موجود نہ تھیں۔ نیز ام المومنین نے سماع موتی کی نفی پر اس آیت سے انک لا تسمع الموتی سے استدلال کیا ہے اس کا

جواب جمہور محدثین نے بایں الفاظ دیا ہے :

ما اسند لوب وقوله تعالیٰ انک لا تسمع الموتی فقالوا انما لا تسمعهم سماعا ینفعهم او لا تسمعهم الا ان یشاء اللہ یعنی تم ان کو ایسی بات نہیں سنا سکتے جو انہیں نفع پہنچائے یا تم مردوں کو اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بغیر نہیں کچھ بھی سنا سکتے۔

کتب حدیث میں ایسی روایات بھی ملتی ہیں جن سے حضرت صدیقہؓ کا اس مسئلہ سے رجوع ثابت ہوتا ہے۔ انہی سے ایک روایت وہ ہے جو ابن اسحاق نے مغازی میں یونس بن بکیر سے بسند جید نقل کی ہے جس کے الفاظ بعینہٖ حدیث ابی طلحہ جیسے ہیں۔

وعن مغازی ابن اسحاق روایۃ یونس بن بکیر باسناد جید عن عائشۃ مثل حدیث ابی طلحۃ وفیه ما انتم باسمع لما اقول منهم یعنی جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے تم ان سے زیادہ نہیں سن سکتے۔

اس کے علاوہ علامہ ابن عبدالبر نے حضرت صدیقہؓ سے یہ حدیث روایت کی ہے۔

قال ابو عمر من حدیث عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنها انها قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من رجل یزور قبر اخیه ویجلس عنده الا استانس به حتی یقوم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کے لیے جاتا ہے اور اس کے پاس بیٹھتا ہے تو صاحب مزار کو اس سے بڑی تسکین اور راحت حاصل ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ وہاں سے اٹھ کر جائے۔

اس روایت سے بھی حضرت صدیقہؓ کا رجوع ثابت ہوتا ہے۔

علامہ شوکانی نے سماع موتی کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ محمود آلوسی صاحب روح المعانی کی یہ عبارت بھی نقل کی ہے۔

قال العلامۃ الآلوسی البغدادی والحق ان الموتی یسمعون فی الجملۃ حق یہ ہے کہ مردے یقیناً سنتے ہیں اور اس کی تحقیق کا اصل مقام دوسرا ہے۔ فتح الملہم جلد دوم ص ۴۰۰

علامہ ابن کثیر نے بھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت کو صحیح فرمایا ہے کیونکہ اس کی تائید دیگر شواہد کثیرہ سے ہوتی ہے

والصحیح عند العلماء روایۃ عبد اللہ بن عمر لما لها من الشواهد علی صحتها من وجوه کثیرۃ تفسیر ابن کثیر ص ۴۳۸

حجرۂ مقدسہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دفن ہونے سے پہلے حضرت صدیقہؓ کا یہ معمول تھا کہ جب زیارت کے لیے حاضر ہوتیں تو اوڑھنی کا زیادہ اہتمام نہ کرتیں۔ فرماتیں یہاں ایک میرے سرتاج ہیں اور دوسرے میرے والد گرامی، مجھے پردہ کی ضرورت نہیں لیکن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے وہاں دفن ہونے کے بعد جب سلام عرض کرنے کے لیے حاضر ہوتیں تو بڑے اہتمام سے سرتاپا چادر سے ڈھانپ کر حاضر ہوتیں۔

علامہ ابن کثیر اپنی مشہور و معروف تفسیر میں اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں

والسلف مجمعون علی هذا وقد تواترت الآثار عنهم بان المیت یعرف بزیارۃ الحی له ویستبشر

یعنی سلف صالحین کا اس بات پر اجماع ہے اور متواتر روایات سے یہ مسئلہ ثابت ہے کہ میت اپنے زیارت کرنے والے کو پہچانتی ہے اور اس سے خوش ہوتی ہے۔

الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ

سنا سکتے ہیں اپنی پکار خصوصاً جب وہ پیٹھ پھیر کر جا رہے ہوں ۔ اور نہ آپ ہدایت دے سکتے ہیں اندھوں کو

ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝

ان کی گمراہی سے ۔ آپ نہیں سنا سکتے مگر انہیں جو ایمان لانے والے ہیں ہماری آیتوں پر پس وہی دل و جان سے اطاعت کرنے والے ہیں ؎

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ

اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمہیں (ابتدا میں) کمزور پیدا فرمایا ؎ پھر عطا کی (تمہیں) کمزوری کے بعد

علامہ مذکور نے اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں کئی دیگر مسائل بھی شرح و بسط سے بیان کیے ہیں۔ جن کا مطالعہ حق کی جستجو کرنے والوں کے لیے بہت مفید ہے۔

؎ آیت کریمہ کے اس جملے سے یہ بات واضح کر دی کہ یہاں موتیٰ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے دل مر چکے ہیں اور الصُّمّ بہرے سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے دل کے کان حق بات سننے سے بہرے ہو چکے ہیں اور العُمْی اندھے سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے دل کی آنکھیں نورِ حق دیکھنے سے عاری ہو چکی ہیں۔ اور سماع سے مراد فقط سننا نہیں بلکہ وہ سننا ہے جو نفع مند اور سود بخش ہو۔ چنانچہ علامہ قرطبی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ای وضحت الحجج یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکنھم لالفھم تقلید الاسلاف فی الکفر ماتت عقولھم وعمیت بصائرھم فلا یتھیأ لک اسماعھم وھدایتھم وھذا رد علی القدریۃ (القرطبی)

یعنی اے محبوب! آپ نے حق کو دلائل کے ساتھ واضح کر دیا ہے لیکن وہ اپنے گمراہ اور مشرک آباء و اجداد کی اندھی تقلید میں اتنے مگن ہیں کہ ان کی عقلیں مر چکی ہیں۔ ان کی بصیرت اندھی ہو گئی ہے۔ پس آپ نہ انہیں سنا سکتے ہیں اور نہ ہدایت دے سکتے ہیں۔ اس آیت سے قدریہ کی تردید ہوتی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب فاطر السموات والارض انت ولی فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین

؎ اللہ تعالیٰ کے علم اور قدرت کاملہ کی ایک اور دلیل پیش کی جا رہی ہے۔ یعنی اگر تمہاری نگاہ کائنات کی دوری وسعتوں تک نہیں پہنچ سکتی کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے دیگر دلائل دیکھ کر ان سے استفادہ کرے تو اپنی ذات پر ہی نگاہ ڈالو۔ جب تم پیدا ہوئے تمہاری نازکی اور بے بسی کی کیا کیفیت تھی۔ پھر رفتہ رفتہ تم جوان ہو گئے پھر تمہاری جملہ طاقتیں عنفوان شباب پر آگئیں۔ لیکن اس کے بعد بتدریج تمہاری ظاہری اور باطنی قوتوں میں کمزوری اور بڑھاپے کے آثار ظاہر ہونے لگے یہاں تک کہ تم اپنا مقررہ وقت ختم کرنے کے بعد موت کی آغوش میں جا پہنچے۔ زندگی کے اس مختصر عرصہ میں جن گوناگوں حالات سے تمہیں دوچار ہونا پڑا۔ قدم قدم پر جو حیرت انگیز تبدیلیاں تمہارے اعضاء میں

قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَّشَيْبَةً ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ

قوت پھر قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دے دیا پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے

وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ ۝ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ڏ

اور وہی سب کچھ جاننے والا بڑی قدرت والا ہے۔ اور جس روز قیامت قائم ہوگی قسمیں کھائیں گے مجرم ؎

مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ۭ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ

کہ نہیں ٹھہرے وہ (دنیا میں)، مگر ایک گھڑی، یونہی وہ (دنیا میں) بہکے جایا کرتے تھے اور کہیں گے وہ لوگ

اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ ۡ

جنہیں علم اور ایمان دیا گیا تھا۔ کہ تم ٹھہرے رہے ہو نوشتۂ الٰہی کے مطابق روزِ حشر تک ؎

ذرا ازراہِ انصاف سوچیں اگر آپ نے غور سے مطالعہ کیا ہو تو آپ بھی اپنے رب کی ربوبیت کا اعتراف کرتے ہوئے صدقِ دل سے اس کی عظمت اور کبریائی کے سامنے سرِ نیاز جھکا دیں گے اور پورے یقین کے ساتھ یہ اعلان کریں گے کہ [illegible] جس طرح چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے نہ اس کے علم سے کوئی چیز مخفی ہے اور نہ اس کی قدرت کے سامنے کوئی چیز مشکل ہے۔

آیت میں مِنْ ضَعْفٍ کا یہ مفہوم بھی بتایا گیا ہے کہ انسان کی تخلیق کمزور مادہ سے ہوتی ہے اسی لیے نطفة ضعيفة سے بھی تفسیر کی گئی ہے کہ انسان کی پیدائش ایسی حالت میں ہوتی ہے جبکہ وہ انتہائی کمزور ہوتا ہے۔ [illegible] الطفولية والصغر۔

؎ روزِ حشر جب مجرموں کو بارگاہِ الٰہی میں جواب دہی کے لیے پیش کیا جائے گا تو وہ قسمیں اٹھا اٹھا کر کہیں گے کہ ہم تو دنیا میں بس ایک گھڑی رہے ہیں، ہم سے اتنی مدت کا حساب کیوں کیا جا رہا ہے۔ ان کی اس غلط بیانی پر اظہارِ تعجب فرمایا کہ ان کا تو یہ پرانا دستور ہے کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں اور واضح حقائق کا انکار کر دیتے ہیں۔

یُؤْفَکُوْنَ کی تشریح کرتے ہوئے علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

ای کذلک کانوا یکذبون فی الدنیا - یعنی دنیا میں بھی جھوٹ بولا کرتے تھے۔

پھر رقمطراز ہیں کہ جب کوئی شخص سچائی اور بھلائی سے روگرداں ہو جائے تو اہلِ عرب کہتے ہیں: اُفِکَ الرجل۔ اور جو زمین بنجر اور بے آباد ہو جائے اس کو ارضٌ مأفوکة کہا جاتا ہے۔

؎ یعنی اہلِ علم اور اہلِ ایمان ان کی اس کذب بیانی کی فوراً تردید کر دیں گے۔

فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ

[illegible] یوم حشر [illegible]

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ۝ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا

[illegible]

لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَلَىِٕنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ

[illegible]

لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ۝ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ

[illegible]

عَلٰي قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ

[illegible] سو آپ صبر کیجئے بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

لَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿٦٠﴾

آپ کو بے چین نہ کر دیں وہ لوگ جو یقین نہیں رکھتے ۲۳

امتحان کے میدان میں [illegible] اللہ تعالیٰ کی نصرت آئے گی اور یقیناً آئے گی [illegible]

۲۳ [illegible] یستخفنّک [illegible]

[illegible]

[illegible]

"فاصبر ان وعد اللہ حق ولا یستخفنک الذین لا یوقنون"

[illegible]

[illegible] قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے

ذٰلک الکتاب لا ریب فیہ ھدی للمتقین۔ [illegible] الصباح یوم الخمیس [illegible]

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ عبدہ الضعیف محمد کرم شاہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سورۂ لقمان

اس سورت کا نام لقمان ہے۔ یہ ہجرت کے [illegible] کے وسط میں نازل ہوئی۔ اس سورت میں چار رکوع، چونتیس آیتیں، پانچ سو اڑتالیس کلمے، دو ہزار ایک سو دس حروف ہیں۔

قرآن کریم کی پُر حکمت نصیحتیں [illegible] ہیں بلکہ [illegible] کرتی ہیں اور اپنے مخاطب [illegible] سیرت میں وہ انقلاب برپا کر دیتی ہیں [illegible] اس سورت کا آغاز [illegible] قرآن کی [illegible]

اس سورۂ پاک کی خصوصیت یہ ہے کہ نصیحت [illegible] لقمان [illegible]

علاوہ ازیں اس [illegible]

رکھتا اپنے بندوں کے سپرد کر دیا ہے۔ بتایا کہ یہی وہ لوگ ہیں جن سے ایک نئے معاشرہ کو جنم دینا ہے جو ٹوٹنے والا نہیں۔

متعدد عقلی دلائل ذکر کر کے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، قدرت کاملہ، حکمت بالغہ اور علم محیط کو ثابت کیا گیا ہے۔ آخر میں بتا دیا کہ غیوب علوم تو بجائے خود اس کی جود و عطا کا یہ حال ہے کہ پوشیدہ سے پوشیدہ چیز بھی اس سے مخفی نہیں۔ وہ امور جن کی وجہ سے انسان کی ظاہری و باطنی زندگی اور اس کے ماحول کی آفات سر بستہ راز ہیں، جو سربستہ راز ہیں ان کا حاصل کرنا انسان کے حیطۂ طاقت سے بھی خارج ہے۔ وہ اوقات جو ابھی وقوع پذیر ہی نہیں ہوئے بلکہ پردۂ غیب میں مستور ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جانتا ہے۔ اس کا علم اتنا کامل اور محیط ہے کہ ہر چیز ہر لمحہ اس پر منکشف ہے۔

سُوْرَةُ لُقْمٰنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ لقمان مکی ہے اس کی آیتیں ۳۴ اور رکوع ۴ ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

الٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳﴾

الف لام میم ل۱ یہ آیتیں ہیں کتاب حکیم کی ل۲ سراپا ہدایت اور رحمت ہے نیکوکاروں کے لیے ل۳

الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ

وہ جو صحیح صحیح ادا کرتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور یہی لوگ ہیں جو آخرت پر بھی

ل۱ یہ حروف مقطعات ہیں ان کی تفصیل متعدد مقامات پر پہلے گزر چکی ہے۔

ل۲ اس آیت میں حکیم کا لفظ زیر مطالعہ ہے، یہ لفظ یہاں کتاب کی صفت واقع ہوا ہے۔ علامہ ابن منظور نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا کہ جب یہ لفظ قرآن کریم کی صفت ہو تو اس کا معنی محکم و مستحکم ہوتا ہے۔ لسان العرب میں قرآن کریم کی آیات حاکم ہیں اس کا فیصلہ دو ٹوک اور [illegible] اگر تم [illegible] چھوٹی ہو یا بڑی تو اس کا فیصلہ تسلیم کرنا ہوگا اور اگر تم دل سے روگردانی کرو گے تو وہ تمہیں تمہاری غلطی پر آگاہ کرے گا اور اس کے [illegible] تمہیں بروقت متنبہ کرے گا

قرآن کریم کو حکیم کہنے کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ یہ کتاب حکمت و دانش کا خزینہ ہے۔ بتضمنه الحکمة۔ اس کا ایک معنی محکم بھی کیا گیا ہے یعنی اس میں کسی قسم کا خلل اور تناقض نہیں۔ لا یدخله خلل ولا تناقض۔

ل۳ فرمایا یہ کتاب سراپا ہدایت اور سراپا رحمت ہے۔ یہاں ہدایت اور رحمت کا اجتماع بڑا پرمعنی ہے۔ یعنی شریعت اسلامیہ کے احکام و اوامر [illegible] اور اس کے ساتھ ساتھ یہ رحمت خداوندی کا مظہر بھی ہیں۔ [illegible]

ل۴ اگرچہ اس کا آفتاب ہدایت انسانی زندگی کے گوشہ گوشہ کو منور کر رہا ہے اور اس کا ابر رحمت ہر جگہ برس رہا ہے۔ لیکن اس سے استفادہ کرنے والے صرف محسنین ہیں۔

[illegible] المحسنین

(بحر محیط)

هُمْ يُوقِنُونَ ۝ أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ

یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ ہدایت پر ہیں اپنے رب کی طرف سے اور یہی لوگ دونوں جہان میں

الْمُفْلِحُونَ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ

کامران ہیں ⓐ اور کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو خریدار کرتے ہیں [illegible] تاکہ [illegible] اللہ کا ⓑ

ⓐ وہ محسنین کون ہیں جن کے لیے قرآن کریم ہدایت اور رحمت ہے، اس کی وضاحت ان آیات میں کر دی۔ ان آیات کی تشریح سورۂ بقرہ کے پہلے رکوع میں کر دی گئی ہے۔ ملاحظہ ہو ضیاء القرآن جلد اول۔ البقرہ ۲، ۳، ۴، ۵۔

ⓑ قرآن کریم نے انسانی زندگی کا جو تصور پیش کیا ہے اس میں [illegible] ایک ایک لمحہ [illegible]

[illegible] اور بعد میں بھی اسے ذکر کیا ہے۔

[illegible]

[illegible] رات کے [illegible] سب اس میں شامل ہیں۔

[illegible]

[illegible] ابن مسعود، ابن عباس، حسن، عکرمہ، سعید بن جبیر رضی اللہ عنہم نے لہو الحدیث کی تشریح [illegible]

[illegible]

العبرة بعموم اللفظ لا بخصوص السبب (مظہری)

علامہ آلوسی نے اسباب النزول واحدی کے حوالے سے [illegible] اس آیت کی شان نزول بیان کرتے ہوئے تحریر کیا ہے

لکھا ہے کہ قریش کی مخالفت کے باوجود جب دین اسلام روز بروز پھیلتا چلا گیا اور قرآن کا حسن بیان لوگوں کے دلوں کو موہ لینے لگا تو اسلام کی ترقی کو روکنے کی ایک تدبیر اختیار کی گئی۔ نضر بن حارث نامی ایک چالاک اور تجارت پیشہ آدمی تھا۔ اپنے کاروبار کے سلسلہ میں مختلف ممالک یعنی عراق، شام وغیرہ میں اس کی آمد و رفت رہتی تھی۔ وہاں سے وہ عجم کے بادشاہوں کے قصے، ایرانی شہنشاہوں کی جنگوں کی داستانیں خرید کر لاتا اور جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں قرآن کریم کی تلاوت ہوتی تو یہ اپنی مجلس جماتا اور لوگوں کو دلچسپ قصے سنا کر ان کی توجہ قرآن کریم کی طرف سے ہٹانے کی کوشش کرتا تاکہ لوگ قرآن کریم سننے کے بجائے اس کی مجلس میں شرکت کرتے رہیں۔ اس کے علاوہ اس نے گانے والی لونڈیاں بھی خرید رکھی تھیں۔ جب کسی کے بارے میں سنتا کہ وہ اسلام کی طرف مائل ہو رہا ہے تو ان لونڈیوں کو اس کے پاس بھیجتا جو اسے کھلاتیں پلاتیں اور گانا سناتیں اور پھر کہتا یہ بہتر ہے یا وہ جس کی طرف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بلاتے ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ (مدارک، روح المعانی، قرطبی، ملخصاً)

علمائے کرام کے ایک طبقہ نے غنا کے مطلقاً حرام ہونے کا فتویٰ دیا ہے اور اس آیت سے استدلال کیا ہے [illegible] مسئلہ [illegible] کوئی فرق نہیں کیا [illegible] ہوتی ہے [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے [illegible] اللہ تعالیٰ نے انہیں [illegible] کے حسن نیت کے مستحق [illegible] مشکل ہے۔

لیکن علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کی تائید نہیں کی بلکہ بڑی وضاحت سے اس حقیقت کو بیان کیا ہے کہ مطلق غنا حرام نہیں بلکہ بعض ایسے مقامات بھی ہیں جہاں اس کی اباحت ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ چنانچہ علامہ قرطبی لکھتے ہیں: وهو الغناء المعتاد عند المشتهرين به الذي يحرك النفوس ويبعثها على الهوى والغزل والمجون الذي يحرك الساكن ويبعث الكامن، فهذا النوع اذا كان في شعر يشبب فيه بذكر النساء ووصف محاسنهن وذكر الخمور والمحرمات لا يختلف في تحريمه لانه اللهو والغناء المذموم بالاتفاق، فاما ما سلم من ذلك فيجوز القليل منه في اوقات الفرح كالعرس والعيد وعند التنشيط على الاعمال الشاقة

(الجامع لاحکام القرآن، قرطبی)

ترجمہ: اس غنا سے مراد وہ گانا ہے جو نفس کو حرکت دیتا ہے اور اسے ہوا و ہوس اور عشق و فجور پر اکساتا ہے۔ اس قسم کا گانا جس میں عورتوں کے حسن و جمال کا بیان ہو، شراب نوشی اور دیگر محرمات کی ترغیب ہو اس کے حرام ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں۔ بالاتفاق یہ مذموم ہے۔ لیکن وہ گانا جو اس قسم کی قباحتوں سے پاک ہو اس کا تھوڑا سا خوشی کے اوقات میں سننا جائز ہے مثلاً شادی اور عید وغیرہ یا مشقت طلب کاموں پر جوش دلانے کے لیے جیسے خندق کھودتے وقت اور حضرت انجشہ کے حدی پڑھنے سے مسئلہ ظاہر ہے۔

علامہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں [illegible] کی حرمت کی دلیل ہے کیونکہ [illegible] الحدیث ہے [illegible] اس آیت [illegible] احادیث سے ثابت ہے [illegible] ہیں [illegible] کی محبت [illegible] کرتی ہے [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ کی محبت [illegible] ہے۔

[illegible] کی حرمت ثابت [illegible] احادیث [illegible] سے [illegible] کی حرمت ثابت ہوتی ہے [illegible] کی احادیث میں [illegible] حضرت عبداللہ بن مسعود [illegible] حضرت عبداللہ بن عباس [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible]

[illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت صدیقہ روایت فرماتی ہیں کہ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] تشریف لائے [illegible]

[illegible] الصبوح [illegible]

[illegible] الامر [illegible]

[illegible]

اللہ تعالیٰ کی یاد کرنے والا ہو، اس وقت تک اس نعمت کا شکریہ ادا کرنا واجب ہے یا ایسی صورت پیش آئے [illegible] مثلاً
نے آپ ایسا حکم فرماتے ہیں جس کی تعمیل کی جائے گی۔

یہ احادیث اور متعدد دوسری احادیث ذکر کرنے کے بعد علامہ ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں۔ قلت المحرم من الغناء ما يخرج الانسان ويشغله عن ذكر الله وما ليس كذلك فليس بحرام فانه قد ثبت عن النبي صلى الله عليه و اله وسلم والاصحاب رضي الله عنهم سماع الدف تقربا الى الله ولاجل ذلك ما اختار بكرام من الصوفية وغيرهم انشاده و ان لم يكن الاحتراز عنه اولى هذا

یعنی ان احادیث سے یہ بات واضح ہو گئی کہ صرف وہ غنا حرام ہے جو فسق و فجور کا باعث ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل کر دے اور جو غنا ایسا نہیں وہ حرام نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے یہ امر ثابت ہے کہ دف کا سننا تقرب الی اللہ تعالیٰ کا ذریعہ ہو سکتا ہے اس لیے صوفیائے کرام میں سے بعض نے سماع سے احتراز نہیں کیا اگرچہ بعض نے سماع کے قائلین پر بھی اعتراض نہیں کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس مقام پر علامہ موصوف نے حاشیہ لکھا ہے جس میں امام غزالی علیہ الرحمۃ کی یہ عبارت درج کی ہے: قال في الاحياء السماع في اوقات السرور تاكيدا للسرور وتهييجا له مباح ان كان ذلك السرور مباحا كالغناء في ايام العيد وفي العرس وفي وقت قدوم الغائب وفي الوليمة والعقيقة وعند ولادة الولد وختانه وعند حفظ القرآن [illegible] یعنی احیاء العلوم میں ہے کہ اگر سرور مباح ہو تو اس پر اظہار مسرت کے لیے سماع جائز ہے۔ جیسے عید، شادی کے دن، کسی غائب کے سفر سے واپس آنے کے وقت، ولیمہ، عقیقہ، لڑکے کی پیدائش، اس کا ختنہ اور حفظ قرآن کے وقت اسی طرح لڑکے کو جب پڑھنے کے لیے استاد کی خدمت میں حاضر کیا جائے۔

علامہ پانی پتی نے مزید چند معتبر کتابوں کے حوالے بھی حاشیہ میں نقل کیے ہیں۔ چند ایک آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

في شرح الكامل واعلم ان [illegible] ما يكون على [illegible] ان يجتمع الفساق عليه [illegible] ويتركون الصلوة وقراءة القرآن واما ما يفعل من [illegible] القرآن من جنة الصالحين [illegible] يتقرب به الى الله [illegible] وكذلك الوجد والتواجد والرقص [illegible] معلوم [illegible] یعنی شرح کامل میں ہے کہ اچھی طرح جان لو کہ ہمارے علمائے کرام کے نزدیک وہ سماع مکروہ ہے جو بیہودہ لوگ [illegible] پر فاسقوں کا اجتماع ہو جو کہ صلوٰۃ چھوڑیں اور قرآن کریم کی تلاوت سے غافل ہوں لیکن جس سماع سے اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب ہو وہ محمود ہے مذموم نہیں۔ وجد وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔

علامہ ابوالقاسم ابن محمد بن عبداللہ الدمشقی نے شرح ابن جوزی میں اس مسئلہ کے متعلق اپنی یہی رائے ظاہر کی ہے
حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ عوارف میں لکھتے ہیں السماع يستجلب الرحمة من الله الكريم۔

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّ يَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ

[illegible]

عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۶﴾ وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْۤ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ⑦

اس نے انہیں سنا ہی نہیں جیسے اس کے دونوں کان بہرے ہیں ۔ سو آپ اسے دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ⑧ خٰلِدِيْنَ

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لیے نعمتوں والے باغات ہیں ۔ وہ ان میں ہمیشہ

فِيْهَا ۚ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ⑨ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

رہیں گے ۔ اللہ کا یہ سچا وعدہ ہے ۔ اور وہی سب پر غالب، بڑا دانا ہے ۔ اس نے پیدا فرمایا آسمانوں کو

بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ

بغیر ستونوں کے جیسے تم دیکھ رہے ہو اور گاڑ دیئے ہیں زمین میں اونچے اونچے پہاڑ تاکہ زمین تمہیں لے کر ڈولنے نہ لگے

[illegible] العیاذ باللہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۗ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا

اور پھیلا دیئے ہیں اس میں ہر قسم کے جانور اور اتارا ہم نے آسمان سے پانی پھر اگائے

فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ﴿١٠﴾ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ

اس میں ہر طرح کے نفیس جوڑے یہ تو ہے اللہ کی تخلیق اب مجھے دکھاؤ کیا پیدا کیا

الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۗ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿١١﴾ وَلَقَدْ

ہے ان لوگوں نے جو اس کے سوا ہیں بلکہ یہ ظالم کھلی گمراہی میں ہیں اور ہم نے

اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۗ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ

عطا کی تھی لقمان کو حکمت کہ اللہ کا شکر ادا کرو اور جو شکر کرتا ہے تو وہ شکر ادا کرتا ہے

یہ دونوں قول [illegible] کے سلسلے میں ہیں [illegible] بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت [illegible] ہے جن کے سامنے یہ عالم [illegible] ہے [illegible] کے ساتھ [illegible] ہے۔ [illegible] آپ اسے [illegible] کر [illegible] حکمت [illegible] اللہ تعالیٰ کی [illegible] کا مظہر [illegible] ہے۔

ف آسمان کا پانی [illegible] کہ [illegible] ہیں [illegible] اور [illegible] مناسب [illegible] اور [illegible] کے علاوہ [illegible] ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے تخلیق فرمایا ہے [illegible] اس کے [illegible] نہیں کر سکتے [illegible] اپنا [illegible] قدرت اور حکمت کا [illegible] ہے [illegible] شرک کے بطلان کی [illegible] دلیل ہے۔

ف یہ لقمان کون تھے [illegible] اور مفسرین نے ان کے بارے میں مختلف اقوال نقل کیے ہیں [illegible] اور کسی نے [illegible] لقمان [illegible] حضرت [illegible] علیہ السلام [illegible] قرآن کریم [illegible] نصیحتیں [illegible] حکمت [illegible] ذکر [illegible] ہے [illegible] بحث [illegible] نہیں [illegible] ہیں [illegible]

لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝۱۲ وَإِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ

اپنے بھلے کے لیے شکر کرتا ہے ۱۲ اور جو ناشکری کرتا ہے تو بیشک اللہ تعالیٰ غنی ہے حمید ہے ۱۳ اور یاد کرو جب لقمان نے بیٹے

[illegible] المفسرين [illegible] الفطرة [illegible] وتقصير [illegible] بتركه [illegible]

علامہ قرطبی نے حضرت ابن عمر سے ایک روایت نقل کی ہے۔ اس موضوع میں اس کا ذکر کر دینا کافی ہے۔ عن ابن عمر قال سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم يقول حقا أقول لم يكن لقمان نبيا ولكن كان عبدا كثير التفكر حسن اليقين أحب الله تعالى فأحبه ومن عليه بالحكمة وخيره في أن يجعله خليفة يحكم بالحق فقال رب إن خيرتني قبلت العافية وتركت البلاء وإن عزمت علي فسمعا وطاعة فإنك ستعصمني ذكره ابن عطية

ترجمہ: حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ میں نے حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ لقمان نبی نہ تھے بلکہ وہ بہت غور و فکر اور دولت یقین سے مالا مال بندے تھے۔ انہیں اللہ تعالیٰ سے محبت تھی اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت کرتے تھے اور انہیں حکمت کی بیش بہا دولت سے سرفراز فرمایا۔ اگر تم پسند کرو تو تمہیں خلیفہ بنا دیا جائے تاکہ تم حق و انصاف کے ساتھ لوگوں میں فیصلہ کرو۔ آپ نے عرض کی اے میرے پروردگار! اگر آپ مجھے اختیار دیں تو میں عافیت کو قبول کروں گا اور آزمائش سے بچوں گا اور اگر منصب خلافت سنبھالنے کا قطعی حکم ہے تو بسر و چشم سے حاضر ہوں کیونکہ مجھے یقین ہے کہ [illegible] مجھے تنہا نہیں چھوڑا جائے گا۔

۱۱ حضرت ابن عباس نے حکمت کی تشریح عقل، فہم اور فطانت سے کی ہے۔ عن ابن عباس العقل والفهم والفطنة علامہ راغب کہتے ہیں کہ حکمت سے مراد موجودات کا صحیح علم اور نیک کام کرنا ہے۔ امام رازی فرماتے ہیں علم کے مطابق عمل کرنے کی توفیق حکمت ہے۔ قال الحكمة هي عبارة عن توفيق العمل بالعلم (تفسیر کبیر)

۱۲ یہاں اَنْ تفسیریہ ہے یا اَنْ یہاں مصدریہ ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے اسے اپنا شکر ادا کرنے کی توفیق بخشی۔ اس صورت میں حکمت سے مراد شکر ہوگا۔ وقد يجوز ان تكون الحكمة هي الشكر

شکر اہل معرفت کہتے ہیں کہ شکر کا مفہوم ہے محسن کے احسان کا اعتراف کرنا۔ وفي القاموس الشكر عرفان الاحسان۔ محسن کے احسان کا اعتراف [illegible] شکر کی تین صورتیں ہیں۔ ۱) دل سے [illegible] ۲) زبان سے اس کی بندہ پروری کی تعریف کرنا۔ ۳) اعضاء سے کہ جب اللہ تعالیٰ صحت و آرام دے تو اس کی عبادت و اطاعت میں [illegible] زیادہ مصروف ہو جائے اور ان نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں [illegible] اور اس کی رضا کے حصول میں صرف کیے۔

۱۳ اداۓ شکر کا حکم دینے کے بعد اس غلط فہمی کا ازالہ کر دیا کہ اس کے شکر کرنے سے اللہ تعالیٰ کی شان کبریائی میں اضافہ نہیں ہوتا اور کسی کی ناشکری سے اس کی شان حکمت میں کمی نہیں آتی۔ اگر کوئی شکر کرے گا تو اس کا اپنا بھلا ہوگا، ناشکری کرے گا تو خود ہی نقصان اٹھائے گا۔ اللہ تعالیٰ غنی ہے۔ سارا جہان اس کا محتاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں۔ وہ حمید ہے۔ اگر کسی کی زبان سے اس کی حمد و ثنا کے نغمے نہ بھی نکلیں تو اس کا ذرہ ذرہ زبان حال سے اس کی حمد کے گیت گا رہا ہے۔

وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۣاِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ⑬

[illegible]

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ⑭ وَ

اور اس کا دودھ چھڑانا ہے دو سال میں (اسے تاکید کی) کہ شکر ادا کر میرا اور اپنے ماں باپ کا۔ میری طرف ہی (تمہیں) لوٹنا ہے ۲۲ اور

اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓي اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا

اور اگر وہ دونوں زور دیں تجھ پر کہ تو شریک ٹھہرائے میرے ساتھ اس کو جس کا تجھے کچھ علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان ۲۳

ماں کا حق بہت زیادہ ہے کیونکہ وہ بچہ کا بوجھ اٹھائے پھرتی ہے۔ [illegible] ضعف و نقاہت [illegible] اسلام نے اس پر [illegible] اس کی پرورش کا [illegible] بچہ کی پیدائش [illegible] اس کا سارا بوجھ بھی ماں ہی [illegible] اس کے علاوہ بچے کی [illegible] خدمت بھی کرتی ہے [illegible] صحت [illegible] کسی صورت بھلانے کے قابل نہیں بلکہ [illegible] حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باپ کی نسبت ماں کی خدمت کی تین گنا زیادہ تاکید فرمائی ہے جیسا کہ اس ارشاد نبوی سے واضح ہو جاتا ہے۔

کسی شخص نے حضور اقدس ﷺ سے عرض کی، یا رسول اللہ مَنْ اَبَرُّ؟ میں کس کے ساتھ احسان کروں۔

فرمایا: اُمَّكَ اپنی ماں کے ساتھ۔ اس نے دوبارہ عرض کیا، ثُمَّ مَنْ؟ اس کے بعد کس کے ساتھ۔

فرمایا: اُمَّكَ اپنی ماں کے ساتھ۔ تیسری بار عرض کی، ثُمَّ مَنْ؟ اس کے بعد کس کے ساتھ۔ فرمایا: اُمَّكَ اپنی ماں کے ساتھ۔ چوتھی بار جب اس نے پوچھا، ثُمَّ مَنْ؟

فرمایا: اَبَاكَ۔ اپنے باپ کے ساتھ۔

۲۲ یہاں اپنا شکر کرنے کے ساتھ والدین کا شکر ادا کرنے کا حکم بھی ملا دیا [illegible] اسلامی معاشرے میں والدین کا [illegible] مقام ہے اس کی وضاحت [illegible] اس کے بعد بھی اگر کوئی [illegible] اپنے والدین کی خدمت میں کوتاہی کرے تو اس کے ساتھ [illegible] ہو سکتی ہے۔

۲۳ والدین کی اطاعت کا اور ان کی تعظیم کا حکم قرآن کریم نے جس تاکید سے دیا ہے اس سے یہ غلط فہمی پیدا ہو سکتی تھی کہ والدین کا ہر حکم ماننا اولاد کے لیے ضروری ہے۔ اگرچہ وہ شرک کرنے کا [illegible] حکم ہی کیوں نہ دیں۔ اس آیت میں اس غلط فہمی کا ازالہ کر دیا اور بتا دیا کہ والدین کا حق [illegible] اللہ تعالیٰ کے حق سے [illegible] اگر وہ اس کے ساتھ شرک کرنے پر اصرار کریں گے یا کسی ایسی [illegible] تو اس وقت ان کے حکم کو ٹھکرا دینا [illegible] حدیث پاک میں ہے: لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق کسی مخلوق کی ایسی اطاعت نہ کرو جس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو۔

وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَّاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ

[illegible]

ف [illegible]

[illegible]

[illegible]

ف [illegible]

ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ یٰبُنَیَّ اِنَّهَاۤ

پھر میری طرف ہی تمہیں لوٹنا ہے پس میں آگاہ کروں گا تمہیں ان اعمال سے جو تم کیا کرتے تھے (لقمان نے کہا) پیارے بیٹے! یقیناً

اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی

اگر کوئی چیز رائی کے دانہ کے برابر بھی ہو پھر وہ کسی چٹان میں ہو یا

السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ ﴿۱۶﴾

آسمانوں یا زمین میں (کہیں بھی) تو لے آئے گا اسے اللہ تعالیٰ بیشک اللہ تعالیٰ ہر باریک بین ہر چیز سے باخبر ہے

یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ

میرے پیارے بچے! نماز صحیح صحیح ادا کیا کرو اور نیکی کا حکم دیا کرو اور برائی سے روکتے رہو اور صبر کیا کرو

پاس آئے اور آکر بیعت کی

"اے ابو بکر! کیا تم نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کر دی ہے اور ان پر ایمان لے آئے ہو؟" آپ نے کہا "ہاں میں تو ایمان لے آیا ہوں اور صدق دل سے ان کی رسالت کو تسلیم کر لیا ہے" آپ کا جواب سنتے ہی یہ حضرات بارگاہ مصطفوی میں حاضر ہوئے کلمہ شہادت پڑھا اور مشرف با اسلام ہو گئے۔ کیونکہ ان کے نزدیک اسلام کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل یہی تھی کہ ابو بکر جیسا دانا اور پختہ شخص اس کو قبول کر چکا ہے۔

الٰہی! ہمیں بھی ان لوگوں کی پیروی نصیب کر جو تیری یاد، تیرے ذکر اور تیری محبت میں سرشار رہتے ہیں۔ آمین

۲۲ اب پھر حضرت لقمان کی نصیحت کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ سب سے پہلے آپ نے اپنے بیٹے کو شرک سے باز رہنے کا حکم دیا۔ اب دوسرے اللہ تعالیٰ کے علم محیط اور قدرت کاملہ کا درس دے رہے ہیں۔ رائی کے دانے کی کیا حقیقت ہے یا عقل کی ہی دو کی ہو پھر بھی وہ قدرت کے ہی علم سے پنہاں نہیں اتنی باریک چیز اگر کسی چٹان کے اندر ہو یا کسی تہ زمین کی وسعتوں اور آسمانوں کی پہنائیوں میں گم ہو جائے تو کوئی انسان ایسا ہے یا کسی کا بس ہے کہ اسے ڈھونڈ کر نکال لائے۔ ہمارے لیے جو یہ بالکل مشکل کام ہے مگر یہی چیز کہیں بھی ہو اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں۔

۲۳ مومن کی دو ذمہ داریاں ہیں۔ اپنی ذات کی تکمیل اور دوسروں کی اصلاح۔ نماز حقیقت کی ہے۔ اس لیے اپنی ذات کی تکمیل کے لیے نماز کا حکم دیا اور دوسروں کی تربیت اور تکمیل کے لیے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم دیا۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں: اقم الصلوٰۃ تکمیلاً لنفسک وامر بالمعروف تکمیلاً لغیرک (روح المعانی)

عَلٰی مَاۤ اَصَابَکَ ؕ اِنَّ ذٰلِکَ مِنۡ عَزۡمِ الۡاُمُوۡرِ ﴿۱۷﴾ وَ لَا تُصَعِّرۡ خَدَّکَ

ہر مصیبت پر جو تمہیں پہنچے بیشک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں اور تکبر کرتے ہوئے اپنا رخسار

لِلنَّاسِ وَ لَا تَمۡشِ فِی الۡاَرۡضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ

لوگوں کی طرف سے اور نہ چلا کر زمین میں اتراتے ہوئے بیشک اللہ تعالیٰ نہیں پسند کرتا کسی

مُخۡتَالٍ فَخُوۡرٍ ﴿ۚ۱۸﴾ وَ اقۡصِدۡ فِیۡ مَشۡیِکَ وَ اغۡضُضۡ مِنۡ صَوۡتِکَ ؕ

اکڑنے والے فخر کرنے والے کو اور میانہ روی اختیار کر اپنی رفتار میں اور دھیمی کر اپنی آواز کو

۲۵ اپنے نفس کی اصلاح [illegible]

[illegible]

۲۶ [illegible] اَلعَزمُ وَ العَزِیمَۃُ عَقدُ القَلبِ [illegible]

[illegible] ذٰلِکَ مِنَ الاُمُورِ الَّتِی یَجِبُ [illegible]

[illegible] روح المعانی

۲۷ [illegible] علامہ ابن منظور لکھتے ہیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَکُنَّا اِذَا الجَبَّارُ صَعَّرَ خَدَّہٗ اَقَمنَا لَہٗ مِن مَیلِہٖ فَتَقَوَّمَا (لسان العرب)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

علامہ آلوسی نے لا تصعر [illegible]

[illegible] قرآن [illegible]

[illegible] جس طرح [illegible]

بھر جاتا ہے۔

إِنَّ أَنكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ۝ أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُم

بیشک سب سے وحشت انگیز آواز گدھے کی آواز ہے کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمانبردار بنا دیا

مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَ

ہے تمہارے لیے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے ۲۳ اور تمام کر دی ہیں اس نے تم پر ہر قسم کی نعمتیں

بَاطِنَةً ۗ وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى

ظاہری بھی اور باطنی بھی ۲۴ اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو جھگڑتے ہیں درحالیکہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بغیر علم کے

وَلَا كِتَابٍ مُّنِيرٍ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ

بغیر ہدایت اور روشن کتاب کے ۲۵ اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ پیروی کرو جو اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے تو کہتے ہیں، نہیں ہم تو پیروی

۲۳ حضرت لقمان کا بیان ختم ہوا۔ اب پھر مشرکین کے سامنے توحید کے دلائل پیش کیے جا رہے ہیں جن سے ان کو غور و فکر کی دعوت دی جا رہی ہے۔

کسی چیز کو بغیر اجرت کسی خاص مقصد کے لیے مصروف کار کر دینے کو تسخیر کہتے ہیں۔

التسخير سياقه الى الغرض المختص قهرا (المفردات)۔ ارشاد ہے کہ سورج، چاند، ستارے، زمین، پانی، ہوا، میدان، بن میں لہلہاتے ہوئے کھیت، اونچے اونچے پہاڑ، سرسبز وادیاں، جھیلیں، ہر چیز تمہاری مختلف قسم کی ضروریات انجام دے رہی ہے جس سے تم خوب کام لیتے ہو اور بعض تمہاری دسترس سے باہر ہیں لیکن حال یہ ہے اور ہر گھڑی سے انہیں تمہاری خدمت پر کمربستہ کر دیا ہے۔

۲۴ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ظاہری اور باطنی نعمتوں کی تم پر بارش کر دی ہے۔ اگر انہیں گننا چاہو تو گن نہ سکو۔ ساری عمر سجدہ شکر ادا کرتے رہو تو شکر کا حق ادا نہیں ہو سکے گا۔ ان نعمتوں اور عنایات کے باوجود اگر تم سب کو چھوڑ کر غیروں کی پوجا کرو تو کتنی احسان فراموشی ہے۔

ظاہری نعمتوں سے مراد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے صحت، مال، دولت، عافیت اور دوسری دنیوی نعمتیں ہیں اور ان کے علاوہ ایمان، قرآن، حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا شرف، اطاعت نبوی کی توفیق یہ سب اللہ تعالیٰ کی ظاہری جلیل القدر نعمتیں ہیں اور باطنی نعمتوں کی تفسیر کرتے ہوئے علماء نے بہت کچھ لکھا ہے، دل، عقل، حواس باطنہ، حسن اخلاق، الہام سے رہنمائی ان کا مصداق ہیں واللہ اعلم۔ اکثر علماء فرماتے ہیں: ومعرفة ومحبة الله والتوكل عليه والشفاعة والتوبة وعلى هذا الحق معنى ہیں سب سے بڑی اللہ کی معرفت کا نور، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے عشق کی تپش اور سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت

مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ

کریں گے اسی کی جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے [illegible] شیطان انہیں [illegible] عذاب

السَّعِيْرِ ۝ وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ

[illegible] کی طرف بلاتا رہا ہو اور جو شخص اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیتا ہے اور وہ [illegible] بھی ہو تو اس نے

بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۭ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ

[illegible] مضبوط حلقہ کو تھام لیا اور اللہ ہی کی طرف ہے سب کاموں کا انجام اور جو کوئی کفر کرے تو [illegible]

[illegible] یعنی ایسے لوگ [illegible] ہدایت سے محروم ہیں [illegible] کتاب ہے [illegible] روشنی سے ہدایت [illegible] اس شخص [illegible] بات نہیں [illegible] [illegible] [illegible] ہدایت کا [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] سے الجھتے ہیں۔

[illegible] جب انہیں قرآن کریم کی پیروی کی دعوت دی جاتی ہے تو عقل کے [illegible] [illegible] عقل [illegible] [illegible] جس پر [illegible] تھے۔

[illegible] ان کی [illegible] شیطان کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] شیطان کی پیروی کریں گے [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دینا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] وَهُوَ مُحْسِنٌ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

مُحْسِنٌ: محسن سے مراد [illegible] احسان کی تشریح حدیث جبریل میں [illegible] حضرت جبریل [illegible] رسالت میں [illegible] [illegible] سوال پوچھے تھے۔ ان میں ایک سوال یہ تھا۔ ما الاحسان [illegible] احسان کا کیا مطلب ہے۔ الاحسان ان تعبد الله كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك [illegible] احسان [illegible] کیفیت [illegible] اللہ تعالیٰ کی [illegible]

كُفْرُهٗ ۭ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ

آپ کو اس کا کفر۔ ہماری طرف ہی انہیں لوٹنا ہے پس ہم آگاہ کریں گے انہیں جو وہ کیا کرتے تھے۔ بیشک اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو

الصُّدُوْرِ ۝ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝

سینوں میں (چھپا) ہے۔ ہم لطف اندوز ہونے دیں گے انہیں تھوڑی دیر پھر ہم انہیں بے بس کر کے لے جائیں گے سخت عذاب کی طرف

وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلِ

اور اگر آپ دریافت کریں ان سے کہ کس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے۔ فرمائیے

الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

الحمد للہ (حق واضح ہو گیا) لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ

بیشک اللہ ہی بے نیاز ہے اور ہر تعریف کے لائق۔ اور اگر جس قدر زمین میں درخت ہیں قلمیں بن جائیں اور

حالت کہ گویا تم اس کے ذوالجلال کا مشاہدہ کر رہے ہو اور اگر تمہاری اس منزل پر رسائی نہیں تو کم از کم یہ تصور تو پختہ ہو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

۳۲ سب کاموں کا انجام (بھی) اسی کے دست قدرت میں ہے اس سے روگردانی کر کے غیروں کو اس کا شریک بنانا کہاں کی دانشمندی ہے۔

۳۳ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو تسلی دے رہے ہیں۔

۳۴ اہل حق باطل پرستوں کی شان و شوکت سے مرعوب نہ ہوں یہ آرائش چار دن کی چاندنی ہے اور پھر اندھیری رات۔

۳۵ کفر و شرک میں کھوئے ہوئے لوگ بت پرستیاں کر رہے ہیں۔ ان سے خود ان کے منہ سے پوچھو کہ آسمانوں کا خالق کون ہے اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ کیا تمہارے ان معبودوں نے جنہیں تم نے اپنے ہاتھوں سے گھڑا اور انہیں اپنا معبود بنالیا۔ کیا ارض و سماء کے خالق یہ ہیں؟ وہ انہیں ناچار کہنا پڑے گا کہ ارض و سماء کا پیدا کرنے والا اللہ ہے۔ اے مصطفےٰ! اللہ کا شکر ادا کرو کہ حقیقت واضح ہو گئی۔ حق کا ظاہر ہو گیا اور مشرکین نے توحید کا بھی اقرار کر لیا۔

۳۶ آسمانوں اور زمین کا خالق بھی وہی ہے اور ان میں جو کچھ ہے اس کا مالک بھی وہی ہے۔ یہاں تک کہ [illegible]

وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ

سمندر سیاہی بن جائے اور اس کے علاوہ سات سمندر اور ہوں، [illegible] تو بھی ختم نہ ہوں اللہ کی باتیں بیشک

اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۞ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ

اللہ صاحب زبردست ہے حکمت والا ہے ۞ نہیں ہے تمہارا سب کا پیدا کرنا اور مرے پیچھے جی اٹھانا مگر جیسا ایک جی کا بیشک

اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۞ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ

بیشک اللہ سب کچھ سنتا دیکھتا ہے ۞ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن

فِى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؗ كُلٌّ يَّجْرِىْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّ

کو رات میں اور اس نے کام میں لگا دیے سورج اور چاند، ہر ایک چلتا ہے ایک مقرر وقت تک اور

ہے اور اس کی شان [illegible] کسی کی حاجت نہیں سب کو اسی کی حاجت ہے۔

۞ سارے زمین پر جتنے درخت ہیں ان کی قلمیں بنالی جائیں اور سمندر سیاہی بن جائے اور جب ایک سمندر کا پانی ختم ہو جائے تو اس کے بعد ایسے سات سمندر [illegible] سات سمندروں کا پانی ختم ہو جائے گا لیکن اس کا ایک کلمہ بھی ختم نہیں ہو سکتا [illegible] نے کیا خوب کہا ہے

ورق تمام گشت و بپایاں رسید عمر
ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

کاغذ ختم ہو گیا اور [illegible] عمر [illegible] تیری صفات کا [illegible]
[illegible] والبحر کے بعد لفظ [illegible] یمدہ [illegible]
[illegible]

۞ [illegible] کلمات اللہ [illegible]
[illegible] والمراد [illegible]
[illegible] (روح المعانی)

۞ [illegible] قیامت کے [illegible]
[illegible]
[illegible]

أَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا

یقیناً اللہ تعالیٰ ہر کام کو جو تم کرتے ہو خوب جاننے والا ہے۔ یہ سب اس کی قدرت کے کرشمے [illegible] کہ اللہ ہی حق ہے

يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ۝ أَلَمْ تَرَ

اور بلاشبہ جنہیں وہ پکارتے ہیں اللہ کے سوا وہ سب باطل ہیں اور بلاشبہ اللہ ہی بلند شان والا بزرگ ہے۔ کیا تو نے

أَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِنْ آيَاتِهِ إِنَّ فِي

نہیں دیکھا کہ کشتی چلتی ہے سمندر میں محض اللہ کی مہربانی سے تاکہ وہ دکھائے تمہیں اپنی قدرت کی نشانیاں، بیشک

ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۝ وَإِذَا غَشِيَهُمْ مَوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا

اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ہر صبر کرنے والے شکر گزار کے لیے۔ اور جب ڈھانپ لیتی ہیں انہیں پہاڑوں جیسی لہریں

کوئی چیز محال نہیں۔ اس کے لیے ایک آدمی کو پیدا کرنا اور اس کو مرنے کے بعد زندہ کرنا جس طرح آسان ہے اسی طرح سب کو پیدا کرنا اور انہیں مار کر دوبارہ زندہ کرنا بھی اس کے لیے مشکل نہیں۔

[illegible] پہلی آیت میں بتایا کہ ایک فرد کو پیدا کرنا، مارنا اور پھر زندہ کرنا اور کروڑوں کو [illegible] اللہ تعالیٰ کے لیے یکساں ہے۔ اس آیت میں قدرت خداوندی کے چند عظیم مظاہر کی طرف انسان کی توجہ مبذول کرائی اور ان کی غلط فہمی کا ازالہ کر دیا۔

[illegible] اللہ تعالیٰ کا وجود، قدرت کاملہ اور علم محیط اور اس کی حکمت بالغہ کے جو مظاہر بیان ہوئے ان سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وجود حق ہے، اس کی قدرت حق ہے، اس کی کبریائی اور عظمت حق ہے، وہی اور صرف وہی معبود برحق ہے۔ اس کے علاوہ وہ جسے یہ لوگ پکارتے ہیں یا جس کی عبادت کرتے ہیں وہ باطل ہے۔ باطل کا مفہوم علامہ راغب نے یوں بیان کیا ہے: الْبَاطِلُ نَقِيضُ الْحَقِّ وَهُوَ مَا لَا ثَبَاتَ لَهُ عِنْدَ الْفَحْصِ عَنْهُ [illegible] ثابت نہ ہو سکتی ہو۔ [illegible] وہ سب باطل ہیں۔ علامہ پانی پتی نے بھی یہی لکھا ہے [illegible]۔ علامہ قرطبی نے ما یدعون من دونہ کی تفسیر شیطان سے کی ہے۔ ایک قول یہ بھی لکھا ہے: مَا أَشْرَكُوا بِهِ اللّٰهَ تَعَالَى مِنَ الْأَصْنَامِ وَالْأَوْثَانِ، یعنی وہ بت جنہیں وہ اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا کرتے تھے وہ باطل ہیں۔ [illegible] اللہ کے سوا عبادت کرتے ہیں باطل ہیں [illegible]

اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۭ وَمَا

[illegible]

يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا

[illegible]

[illegible]

اے تماشا گاہ عالم روئے تو
تو کجا بہر تماشا می روی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَوْمًا لَّا يَجْزِي وَالِدٌ عَن وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَن وَالِدِهِ

[illegible]

شَيْئًا ۚ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۖ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَ

[illegible] بے شک اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کا علم [illegible]

يَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِيْ

جانتا ہے جو کچھ رحموں میں ہے [illegible] اور کوئی نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کمائے گا اور کوئی نہیں جانتا

نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝

کہ کس سرزمین میں مرے گا بے شک اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ پانچ چیزیں ایسی ہیں جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، کوئی مقرب فرشتہ اور کوئی نبی مرسل بھی انہیں خود بخود نہیں جان سکتا، جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ وہ ان چیزوں میں سے کوئی چیز خود بخود جانتا ہے اس نے قرآن کریم کا انکار کیا کیونکہ اس نے قرآن کریم کی مخالفت کی ہے۔ پھر مصنف نے یہ حدیث لکھی ہے۔ ان کاہنوں اور نجومیوں کی تعلیم سا مطلب ہے اس آیت سے مراد اللہ کے علم کی نفی نہیں بلکہ بالذات ان نجومیوں اور منجموں کے قول کی تردید ہے جو ستاروں کے طلوع و غروب سے وابستہ سمجھتے ہیں ان کی تردید ہے۔

علامہ قرطبی اس کے بعد لکھتے ہیں کہ کبھی کبھی طبی تجربہ کے باعث حمل کے لڑکا یا لڑکی ہونے کا علم ہو جاتا ہے لیکن اسے یقینی علم نہیں کہا جاسکتا، یہ سب بڑے تجربہ کاروں کے تجربے علامات ہوتے ہیں، جن سے اللہ تعالیٰ کی بات کی نفی نہیں ہوتی ہے۔

علامہ شہاب الدین خفاجی رقمطراز ہیں:

وما جعل العلم لله والدراية للعبد لما فيها من معنى الحيلة فيشعر بالفرق بين العلمين في القاموس دريته علمته او بضرب من حيلة ففيه اشارة الى انه فيشعر بانه ان عمل حيلة واعمل فيها وسعه لم يعرف ما هو لاحق به من كسبه وعاقبته فكيف بغيره مما لم يحصل له علم بتعليم من الله تعالى بتوسط الرسل او نصب دليل عليه

ترجمہ: آیت میں علم کی اللہ تعالیٰ کی طرف اور درایت کی بندہ کی طرف نسبت کی گئی ہے اور بندے کے لیے درایت کا لفظ استعمال کیا گیا ہے کیونکہ اس کے معنی حیلہ اور تدبیر کے ہیں۔ اس لیے دونوں علموں میں فرق ہے۔ قاموس میں ہے دریته علمته او بضرب من حيلة کہ درایت کا معنی جاننا یا حیلہ اور تدبیر سے جاننا ہے۔ اس آیت میں اس چیز کی طرف اشارہ ہے کہ بندہ خواہ کتنا ہی حیلہ کرے اور اپنی ساری طاقت صرف کر دے وہ ان چیزوں کو نہیں جان سکتا جن کا تعلق اس کے ذاتی کسب اور انجام سے ہے تو وہ دوسری چیزوں کو کیسے جان سکتا ہے جن کے جاننے کی ایک ہی صورت ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا علم سکھا دے، رسولوں کے ذریعہ یا کسی دلیل کو قائم کر کے۔

علامہ ابن کثیر ایک حدیث کی شرح میں ان امور کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وهذه مفاتيح الغيب التي استأثر الله تعالى بعلمها فلا يعلمها احد الا بعد اعلامه تعالى بها یعنی یہ امور غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے ساتھ مختص کر رکھا ہے، انہیں کوئی نہیں جان سکتا سوائے اس کے جس کو اللہ تعالیٰ ان کا علم عطا کرے۔

علامہ آلوسی روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح بخاری میں علامہ قرطبی کا یہ قول نقل کیا ہے: من ادعى علم شيء منها غير مسنده الى رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم كان كاذبا في دعواه۔ یعنی اگر کوئی شخص ان پانچ امور میں سے کسی کے جاننے کا دعویٰ کرے اور یہ نہ کہے کہ یہ علم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ملا ہے تو وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہوگا۔

ان تصریحات سے حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ امور غیبیہ کے متعلق یہ خیال کہ کوئی خواہ وہ کتنا ہی مقرب فرشتہ ہو یا نبی انہیں جان ہی نہیں سکتا، یہ کتب صحیحہ اور احادیث صریحہ کے علاوہ قرآن کریم کی آیات کثیرہ کا انکار ہے۔ اسی طرح یہ گمان کہ کوئی از خود ان کو جان لے

کے بتانے سے بھی کوئی نہیں جانتا یا سرور کائنات و مفخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ان علوم غیبیہ کا انکار اس کی سراسر جہالت اور بدنصیبی ہے اور آیات کثیرہ اور احادیث صحیحہ کا انکار ہے۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے صدر الافاضل حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: علم غیب اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور انبیاء و اولیاء کو غیب کا علم اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے بطریق معجزہ و کرامت عطا ہوتا ہے یہ اس اختصاص کے منافی نہیں اور کثیر آیتیں اور حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں۔ بارش کا وقت، حمل میں کیا ہے اور کل کو کیا کرے گا اور کہاں مرے گا ان امور کی خبریں بکثرت اولیاء و انبیاء نے دی ہیں۔ اور قرآن و حدیث سے ثابت ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرشتوں نے حضرت اسحاق علیہ السلام کے پیدا ہونے کی اور حضرت زکریا علیہ السلام کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے کی اور حضرت مریم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خبریں دیں تو ان فرشتوں کو پہلے سے معلوم تھا کہ ان حملوں میں کیا ہے اور ان حضرات کو بھی جنہیں فرشتوں نے اطلاعیں دی تھیں اور ان سب کا جاننا قرآن کریم سے ثابت ہے۔ تو آیت کے معنی قطعاً یہی ہیں کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے کوئی نہیں جانتا۔ اس کے یہ معنی لینا کہ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے بھی کوئی نہیں جانتا محض باطل اور صدہا آیات و احادیث کے خلاف ہے۔ (خزائن العرفان)

امید ہے کہ ان تصریحات سے اہل سنت کے عقیدہ کے متعلق جو غلط فہمیاں پیدا کرنے کی مذموم کوشش کی جاتی ہے۔ بعونہٖ تعالیٰ ان کا ازالہ ہو جائے گا۔ مزید وضاحت کے لیے سورۃ الاعراف آیت ۱۸۸ ضیاء القرآن جلد دوم اور سورت النمل آیت ۶۵ ضیاء القرآن جلد ہذا کا مطالعہ بھی فرمائیے۔

اللّٰھم لک الحمد ولک الشکر بتوفیقک ایای فرغت من تفسیر ھذہ السورۃ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم والصلوٰۃ والسلام علی حبیبک ومحبوبک سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین فاطر السمٰوٰت والارض انت ولی فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین

صباح یوم الثلاثاء [illegible] جمادی الاولیٰ [illegible]

محمد کرم شاہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سورۃ السجدۃ

نام: اس سورۃ مبارکہ کا نام السجدۃ ہے جو اس کی آیت ۱۵ کے مضمون سے ماخوذ ہے۔

زمانۂ نزول: یہ سورۃ مکہ میں نازل ہوئی۔ آیات کے اسلوب سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا تعلق مکی زندگی کے درمیانی دور سے ہے جب کہ اسلام کے خلاف کفار نے ظلم و تشدد، استہزاء و تمسخر کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا لیکن ابھی ظلم و ستم اپنی انتہا کو نہیں پہنچا تھا۔ اس سورت کی آیات کی تعداد تیس ہے۔ یہ تین سو اسی کلمات پر مشتمل ہے اور اس کے ایک ہزار پانچ سو اٹھارہ حروف ہیں (خزائن العرفان)

مضامین: اس سورت کا مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن تین امور کی دعوت دی تھی اور وہ کسی قیمت پر انہیں ماننے کے لیے تیار نہیں تھے۔ (۱) اللہ تعالیٰ ایک ہے اور وحدہٗ لا شریک ہے (۲) یہ کتاب مجید کی آیتیں ہیں جنہیں پڑھ کر سنا رہا ہوں، یہ اسی وحدہٗ لا شریک نے تمہاری ہدایت کے لیے نازل فرمائی ہیں (۳) تمہیں مرنے کے بعد جی اٹھنا ہے اور قیامت کے روز تمہیں اپنی قبروں سے زندہ کر کے اٹھایا جائے گا اور تم سے ایک ایک عمل کی باز پرس کی جائے گی۔ یہی تین باتیں تھیں جن کی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انہیں بار بار دعوت دیتے تھے اور یہی تین باتیں ایسی تھیں جن پر وہ ایمان لانے کے لیے تیار نہیں تھے۔ اس سورت میں ان امور کے متعلق ان کے شکوک و شبہات کا ازالہ کر کے حقیقت بڑے واضح اور دلنشین اسلوب میں بیان کیا گیا ہے کہ اگر انسان فہم و فکر کی قوت سے محروم نہ کر دیا گیا ہو تو وہ ان پر ایمان لانے کے لیے مجبور ہو جاتا ہے۔

منکرین کا یہ عام وطیرہ ہے کہ جب انہیں ان کی بد کرداریوں سے روکا جاتا ہے اور انہیں روز قیامت سے ڈرایا جاتا ہے تو وہ عبرت پکڑنے کے بجائے یہ سوال کرنے لگتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی۔ حالانکہ ان کا مقصد قیامت کا استفسار کرنا نہیں ہوتا بلکہ وہ یہ سوال استہزاءً کرتے ہیں۔ جب قیامت قائم ہو گی تو ان کی کوئی توبہ اور معذرت تسلیم نہیں کی جائے گی۔

سورت کی آخری آیت میں اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ اب انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو۔ ان کی اصلاح کے لیے رو رو کر اپنے آپ کو ہلکان نہ کرو۔ یہ اس قابل ہی نہیں ہیں کہ تمہاری دعوت کو سمجھ سکیں اور اسے قبول کر سکیں۔

سُوْرَۃُ السَّجْدَۃِ مَکِّیَّۃٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اٰیَاتُهَا ۳۰ رُکُوْعَاتُهَا ۳

سورۃ سجدہ مکی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے اس کی تیس آیتیں اور تین رکوع ہیں

الٓمّٓ ۝۱ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۲ اَمْ یَقُوْلُوْنَ

الف۔ لام۔ میم ۱؎ اس کتاب کا نازل ہونا ۲؎ اس میں ذرا شک نہیں سب جہانوں کے پروردگار کی طرف سے ہے کیا وہ کہتے ہیں

افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِیْرٍ

کہ اس شخص نے خود گھڑ لیا ہے ۳؎ بلکہ یہی حق ہے آپ کے رب کی طرف سے تاکہ آپ ڈرائیں اس قوم کو نہیں آیا جن کے پاس

۱؎ یہ حروف مقطعات میں سے ہیں ان کی وضاحت سورۃ بقرہ میں ہو چکی ہے

۲؎ بتایا جا رہا ہے کہ یہ کتاب کسی شخص کی [illegible] کی تصنیف نہیں ہے [illegible] کسی [illegible] نہیں ہے [illegible]

بے گمان ہی شک و شبہ کی ذرا گنجائش نہیں۔

اس کی ترکیب میں علماء کے متعدد قول ہیں۔

۱۔ تنزیل مبتدا ہے [illegible]

۲۔ تنزیل مبتدا ہے اور [illegible] لا ریب فیہ [illegible] من رب العالمین [illegible]

فیہ [illegible] اور اس ترکیب کو علامہ قرطبی نے [illegible] پسند کیا ہے۔ لکھتے ہیں [illegible] (قرطبی)

۳؎ کفار کے دلوں میں اسلام اور پیغمبر اسلام سے [illegible] عداوت تھی اس نے [illegible] الزام [illegible] اسلام دشمنی کے باعث وہ [illegible] کرتے تھے۔ اگرچہ قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت نے [illegible] کر دیا تھا [illegible] کے باعث وہ حیرت زدہ ہو کر رہ گئے تھے لیکن پھر بھی [illegible]

مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ

[illegible] تاکہ وہ ہدایت پائیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو

الْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ

اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دنوں میں، پھر مستوی ہوا عرش پر حسب شان اپنے جلال کے

[illegible] اللہ تعالیٰ کا کلام [illegible] اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] وقت سے تجاوز ہے۔

ے یہاں قرآن کریم کے نازل [illegible] بیان کی گئی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] "البرہان فی علوم القرآن" میں لکھا ہے۔ [illegible] القرآن [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

ے یہاں سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ و حکمت بالغہ [illegible] استدلال کیا جا رہا ہے۔ [illegible] ارشاد ہو رہا ہے کہ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] استویٰ علی العرش [illegible] [illegible]

مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ۭ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ④ يُدَبِّرُ

نہیں تمہارے لیے اس کے سوا کوئی مددگار اور نہ کوئی سفارشی کیا پھر تم نصیحت نہیں پکڑتے تدبیر فرماتا ہے

الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ

ہر کام کی آسمان سے زمین تک پھر رجوع کرے گا ہر کام اس کی طرف اس دن جس کی

مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ⑤ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

مقدار ہزار سال ہے ان سالوں سے جن کو تم شمار کرتے ہو۔ وہی جاننے والا ہے ہر پوشیدہ اور ظاہر کا

الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ⑥ الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ

سب پر غالب ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے وہ جس نے بہت خوب بنایا جو چیز بھی بنائی اور ابتدا فرمائی انسان کی

لے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن کو تم اپنا حامی و ناصر خیال کرتے ہو۔ [illegible] یا روز محشر تمہاری

مدد نہیں کر سکیں گے [illegible] اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اجازت کے بغیر

نہیں ہو سکے۔ شفاعت کے متعلق [illegible] شفاعت کو جائز قرار دیا ہے وہ شفاعت

ہے، رسول، صلحاء، شہداء، اولیاء کریں گے اور حضور ﷺ سب سے پہلے شفاعت کا آغاز فرمائیں گے۔

لے یہ بتانے کے بعد کہ [illegible] اب اس آیت میں اس حقیقت

کو بیان کیا جا رہا ہے کہ آسمان سے لے کر زمین تک ہر چھوٹی بڑی چیز کا وہی انتظام فرماتا ہے۔ ہر چیز اس کے اختیار اور قدرت [illegible]

ہے کوئی کام اس کی مرضی کے خلاف انجام نہیں پا سکتا۔ جب قیامت برپا ہوگی تو تمام امور اس کے حضور پیش ہوں گے اور ان کے

متعلق فیصلہ ہوگا۔ وہ دن کوئی چھوٹا سا دن نہیں ہوگا بلکہ تمہارے حساب کے مطابق وہ ہزار سال کے برابر ہوگا۔

مفسرین کرام نے [illegible] کی ہیں [illegible] اس کی تائید

کرتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بمراد حبیبہ

قیامت کے دن کا طول [illegible] ہزار سال [illegible] کہ قیامت

کا دن [illegible]

اس کی وجہ [illegible]

[illegible]

الْإِنسَانِ مِن طِينٍ ۝ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِن سُلَالَةٍ مِّن مَّاءٍ مَّهِينٍ ۝

تخلیق کی گارے سے ۔ پھر بنایا اس کی نسل کو ایک عرق سے جو حقیر ذلیل ہے ۔

اس آیت میں [illegible] کا بیان [illegible] ہستی [illegible] اور [illegible] پیدا کر سکتی ہے [illegible] کر سکتی ہے [illegible] صفات کا بھی ذکر کر دیا گیا۔

ف اللہ تعالیٰ کی صفات کمالیہ میں سے ایک اور صفت بیان کی جا رہی ہے۔

پہلے ارشاد فرمایا کہ اس نے ہر چیز کو پیدا کیا اب بتایا جا رہا ہے کہ اس نے جس چیز کو پیدا کیا اس کے مقصد تخلیق کے مطابق [illegible] فرمایا اس سے حسین شکل و صورت کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت ابن عباس نے احسن کا مفہوم بیان کیا ہے ، اتقنه و احکمه ۔ قتادہ سے مروی ہے حسن خلق كل شيء [illegible]

ف پہلے بتایا کہ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان اور ان میں جو کچھ ہے سب کا خالق ہے پھر [illegible] کائنات کی [illegible] کا شاہکار ہے۔

انسان کی پیدائش کے متعلق دو نظریے [illegible] ڈارون کا نظریہ ارتقا [illegible] قبول کر لیتے۔

مروجہ نظریہ کو درست [illegible] تھا جب بے دینی کا یہ عام رجحان پیدا ہو گیا تھا اس کے باعث ذہنوں سے جب یہ نظریہ پیش کیا ڈارون نے تو آنکھیں بند کر کے [illegible] نظریہ کو [illegible] اس کے بعد [illegible] اس نظریہ کے [illegible] دلائل [illegible] ان کے باعث اس نظریہ کی صداقت پر شک و شبہ [illegible] لاکھوں سال [illegible] ہے۔ اس کے بعد کی ساخت [illegible] قسم کے [illegible] صورت ہے [illegible] مختلف قسم کی تبدیلیاں [illegible] کے ثبوت [illegible] انسان [illegible] کے باعث [illegible] سے کسی صورت میں [illegible] سمجھتے ہیں [illegible] خلاف [illegible] انسان [illegible] دلائل پیش کیے ہیں [illegible] ہے۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ انسان کی تخلیق براہ راست ہوئی [illegible] خصوصیات رکھ دی گئیں اور [illegible] ہو جائے۔

اگر انسان [illegible] قرآن کریم نے پیش کیا [illegible] ہے۔

[illegible] انسان [illegible] ہے۔

ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ

پھر اس کے قدوقامت کو درست کر دیا اور پھونک دی اس میں اپنی روح [illegible] اور بنائے تمہارے لیے کان اور آنکھیں

کسی چیز کے [illegible] تسویہ کہتے ہیں [illegible] جسم کا [illegible] اور [illegible] ہے اس لیے [illegible] تسویہ کیا گیا ہے۔ [illegible] روح [illegible] سے مراد وہ [illegible] استقرار حمل کا باعث بنتا ہے۔

[illegible] رحم مادر میں [illegible] عجیب و غریب تبدیلیاں [illegible] گوشت [illegible] ہاتھ، پاؤں، [illegible] گوشت کے [illegible] جاتا ہے [illegible] مختلف [illegible] اعصاب کے ذریعے تمام اعضا کے درمیان [illegible] قائم ہو جاتا ہے [illegible] ہے۔

[illegible] ماہرین کے [illegible] تبدیلیاں [illegible] حیرت [illegible] حقیقت [illegible] روح المعانی [illegible] اس کے تمام اعضاء [illegible] کر دی۔

[illegible] جب [illegible] تیار ہو جاتا ہے تو پھر اس میں ایک [illegible] روح پھونک دی جاتی ہے [illegible] اس کی نسبت [illegible] اپنی طرف فرمائی [illegible] ہے۔

[illegible] عقیدہ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] ایک [illegible]

وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ

اور دل بھی [illegible] تم لوگ بہت کم شکر ادا کرتے ہو اور کہنے لگے کیا جب ہم [illegible] زمین میں

ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۥ بَلْ هُمْ بِلِقَاۗءِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ۝ قُلْ

تو کیا ہم [illegible] پیدا کیے جائیں گے درحقیقت یہ لوگ اپنے رب کی ملاقات سے انکار کرتے ہیں آپ فرما دیجئے

يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝

جان قبض کرے گا تمہاری موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کر دیا گیا ہے پھر اپنے رب کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

[illegible]

[illegible]

ٹ قیامت کے متعلق وہ جس شبہ میں مبتلا تھے اس کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد جب ہم مٹی میں مل جائیں گے اور ہمارے جسم کے ذرے زمین کی وسعتوں میں منتشر ہو جائیں گے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ [illegible] دوبارہ اکٹھا کر کے انہیں پھر زندہ کیا جائے۔ پہلے تو ان ذروں کا سراغ لگانا ہی محال ہے اور اگر [illegible] اور پھر ان میں زندگی پیدا کی [illegible] ایسی باتوں کو تسلیم کرنے کی [illegible] اس کو [illegible] یہاں ضللنا فی الارض [illegible]

ٹ ان کی اس جہالت [illegible] صاف صاف کہہ دو کہ یہ اپنے رب کی ملاقات کے [illegible] کسی [illegible] ہے کیا اس کی قدرت کے [illegible] حقیقت [illegible] کی تردید کر دی۔

آیت کی ابتداء میں [illegible] علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ عرب [illegible] ضلّ [illegible] بہت [illegible] ضلّ الماء فی اللبن و [illegible] تقول العرب [illegible] ضلّ [illegible] خفی [illegible] قد ضلّ [illegible] یہ لفظ استعمال ہوتا ہے

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا

اور کاش تم دیکھو جب مجرم سر جھکائے ہوں گے اپنے رب کے حضور (عرض کر رہے ہوں گے) اے ہمارے رب! ہم نے دیکھ لیا

وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا

اور سن لیا پس ہمیں واپس لوٹا دے ہم نیک عمل کریں گے بیشک اب ہمیں یقین آگیا ہے اور اگر ہم چاہتے تو عطا کر دیتے

یقال استوفی حقه اذا اخذه (قرطبی)

۱۵ جس فرشتہ کو روحیں قبض کرنے کے لیے مقرر کیا گیا ہے وہ عزرائیل علیہ السلام ہے۔ عزرائیل کا معنی عبد اللہ (اللہ کا بندہ) ہے۔ مومن و کافر ہر شخص کی روح یہی قبض کرتے ہیں لیکن جب کافر کی روح قبض کی جاتی ہے تو اس وقت ان کی شکل بڑی خوفناک ہوتی ہے اور ان کا سلوک بڑا سخت ہوتا ہے اور جب کسی مومن کی جان نکالتے ہیں تو بڑے حسین و جمیل بن کر تشریف لاتے ہیں اور بڑی محبت و پیار سے اس کی روح قبض کرتے ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق اپنے والد ماجد حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور رسول اکرم ﷺ نے ملک الموت کو ایک انصاری کے سرہانے کھڑا دیکھا تو فرمایا يا ملك الموت ارفق بصاحبي فانه مؤمن۔ میرے صحابی کے ساتھ نرمی اور شفقت کے ساتھ پیش آنا کیونکہ یہ مومن ہے۔ ملک الموت نے عرض کی طب نفسا وقر عينا فاني بكل مؤمن رفيق۔ آپ خوش ہوں اور آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں میں ہر ایمان والے شخص کے ساتھ بڑی نرمی اور شفقت سے پیش آتا ہوں۔

۱۶ آج تو کفار و مشرکین اکڑ اکڑ کر چلتے ہیں اور حق و صداقت کا مذاق اڑاتے ہیں۔ ذرا اس وقت کا خیال کرو جب انہیں مالک یوم الدین کی بارگاہ میں لا کھڑا کیا جائے گا۔ اس وقت ندامت سے ان کے سر جھکے ہوئے ہوں گے شرم کے مارے آنکھیں نہ اٹھا سکیں گے اور عرض کریں گے۔

"اے ہمارے رب! تیرے رسول نے جن حقائق کے متعلق ہمیں خبردار کیا تھا اور دنیا میں جن کو تسلیم کرنے سے ہم انکار کرتے رہے تھے آج ہم نے ان حقائق کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور اپنے کانوں سے سن لیا۔ اب ہم غفلت کی نیند سے بیدار ہو گئے ہیں اور یہ وعدہ کرتے ہیں کہ آئندہ کبھی نافرمانی نہیں کریں گے۔ تو ہمیں ایک مرتبہ پھر دنیا میں لوٹا دے تاکہ ہم نیک عمل کا اظہار کریں اور تیری اطاعت و فرمانبرداری کے ساتھ عمر کے دن بسر کر سکیں۔"

لیکن ان کی یہ حسرت شرمندۂ تکمیل نہ ہو سکے گی۔

واعظ شیراز نے کیا خوب کہا ہے ؎

مرا به جیب غفلت بر آوردی … که فرصت … غفلت نیست

(اب غفلت کے گریبان سے سر اٹھا لو کہ ندامت و خجالت کے باعث … [illegible])

كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّىْ لَاَمْلَــَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ

اور اگر ہم چاہتے تو ہر نفس کو اس کی ہدایت دے دیتے [illegible] لیکن بات طے ہو چکی ہے میری طرف سے کہ میں جہنم کو ضرور بھر دوں گا

الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿١٣﴾ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ

[illegible] جنوں اور انسانوں سب سے [illegible] پس اب چکھو [illegible] کہ تم نے بھلا دیا تھا اپنے اس دن کی

کنون کہ چشمت [illegible] زبان در دہانست [illegible] بیدار

اب جب کہ تیری آنکھیں سلامت ہیں [illegible] اور آنکھ جب کہ تیرے

منہ میں زبان ہے [illegible])

نہ پیوستہ باشد روان در بدن نہ ہموارہ گردد زبان در دہن

(یاد رکھ جسم میں جان ہمیشہ نہیں رہے گی اور نہ منہ میں زبان ہمیشہ رہے گی)

۱۷ اور انہیں بتایا جائے گا کہ اگر ہم چاہتے تو کوئی شخص گمراہ نہ ہوتا ہر شخص کی جبلت اور فطرت میں ہدایت کا ٹھپہ لگا دیا جاتا، سرکشی اور گمراہی کرنے کی کسی میں طاقت ہی نہ ہوتی۔ فرشتوں کی طرح سب فرماں بردار ہوتے [illegible] لیکن ہماری حکمت کا تقاضا یہ نہیں تھا۔ اس طرح تو انسان کی پیدائش کا مقصد ہی فوت ہو جاتا اور انسان کو جس شرف و کرامت سے سرفراز کرنا مقصود تھا اس کے لیے کوئی وجہ جواز نہ رہتی۔

انسان کی تخلیق سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ اسے عقل اور علم کا نور عطا کیا جائے حق اور باطل کی راہوں کو اس کے سامنے واضح کر دیا جائے۔ انبیاء کرام کو بھیج کر [illegible] کی توفیق دیں اور غلطی سے بچنے کی تلقین کریں۔ اس کے بعد انسان کو ایک گونہ اختیار دے دیا جائے کہ چاہے تو ایمان لائے اور چاہے تو کفر کرے۔ چاہے تو حق کو اپنا مطلوب [illegible] اور چاہے [illegible] کی طلب میں [illegible] شروع کر دے۔ جب وہ اپنی مرضی سے ہماری رضا کی خاطر ساری رکاوٹوں کو [illegible] اور مشکلات کا مقابلہ کرتا ہوا آگے بڑھے گا تو ہم دست کرم سے اس کے سر پر اپنی رضا کا تاج رکھ دیں گے اور اگر اس نے عقل و علم کے تقاضوں کو پس پشت ڈال دیا، انبیاء کی دعوت کو جان بوجھ کر ٹھکرا دیا، ہماری آیات سے [illegible] ان پر عمل کرنے سے انکار کر دیا تو وہ اصل مجرم کہلائے گا اور سزا کا مستحق ہوگا۔

۱۸ یعنی میری یہ بات [illegible] ہو چکی ہے کہ [illegible] کلام میں پایا جائے گا نہ کسی کو [illegible] حق پر چلنے کے لیے مجبور کیا جائے گا اور نہ کسی کو جبراً فسق و فجور میں مبتلا کیا جائے گا۔ من شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر۔ دعوت حق دے دی گئی ہے۔ حق و باطل میں امتیاز کر دیا گیا۔ اب جس کا جی چاہے وہ ایمان لائے اور جس کا جی چاہے کفر اختیار کرے۔

۱۹ اس کا مطلب یہ نہیں کہ تمام جنوں اور انسانوں سے دوزخ کو بھر دیا جائے گا۔ بلکہ الجنة اور الناس پر الف لام عہدی ہے اور اس سے مراد سرکش جن اور نافرمان انسان مراد ہیں۔

هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اِنَّمَا

[illegible]

يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ

[illegible]

رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۩ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ

[illegible]

يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ⑰

سو کسی شخص کو [illegible] نہیں جو آنکھوں کی [illegible] ان کے لیے [illegible] غیب میں موجود ہے [illegible] اعمال کا [illegible] جو وہ کیا کرتے تھے

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۭ لَا يَسْتَوٗنَ ⑱ اَمَّا الَّذِيْنَ

تو کیا جو شخص [illegible] وہ [illegible] جو [illegible] یہ [illegible] نہیں [illegible] جو لوگ [illegible] ایمان لائے

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ۡ نُزُلًۢا بِمَا كَانُوْا

اور نیک عمل [illegible] ان کے لیے [illegible] جنتیں ہیں [illegible] ان کے اعمال کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَعْمَلُونَ ﴿١٩﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ فَسَقُوا فَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۖ كُلَّمَا أَرَادُوا أَن

کیا کرتے تھے اور جنہوں نے نافرمانی کی تو ان کا ٹھکانا آگ ہے جب کبھی وہ ارادہ کریں گے کہ

يَخْرُجُوا مِنْهَا أُعِيدُوا فِيهَا وَقِيلَ لَهُمْ ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّذِي

(کسی طرح) یہاں سے نکل جائیں تو ہر بار انہیں لوٹا دیا جائے گا اس میں اور انہیں کہا جائے گا چکھو آگ کا عذاب جسے

كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ ﴿٢٠﴾ وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ

تم جھٹلایا کرتے تھے۔ اور ہم ضرور چکھائیں گے انہیں تھوڑا سا عذاب

الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٢١﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن ذُكِّرَ بِآيَاتِ

بڑے عذاب سے پہلے ۲۵ تاکہ وہ (شاید) باز آجائیں۔ اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جسے نصیحت کی گئی

رَبِّهِ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا ۚ إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنتَقِمُونَ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ

اس کے رب کی آیتوں سے پھر اس نے منہ پھیر لیا ان سے۔ بیشک ہم مجرموں سے بدلہ لینے والے ہیں اور بیشک ہم نے

آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُن فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَائِهِ ۖ وَجَعَلْنَاهُ

عطا فرمائی موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب تو آپ شک میں مبتلا نہ ہوں ایسی کتاب کے ملنے سے ۲۶ اور ہم نے بنایا تھا

فوائد: ۲۵ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بڑے عذاب میں گرفتار ہونے سے پہلے ان نافرمانوں اور سرکشوں کو طرح طرح کی مصیبتوں اور سختیوں میں مبتلا کر دیتے ہیں تاکہ وہ خواب غفلت سے بیدار ہو کر اپنی اصلاح کر لیں اور عذاب جہنم سے بچنے کی تدبیر سوچ لیں۔ یہی اللہ تعالیٰ کا عام دستور ہے کہ وہ کسی تکلیف اور مصیبت کو اس کی اصلاح کا ذریعہ بنا دیتا ہے۔ وہ عشرت و راحت جو انسان کو غافل اور سرکش بنا دے اس سے وہ مصیبت ہزار درجہ بہتر ہے جو انسان کو گناہوں سے روک دے اور اس کی نجات کا سبب بن جائے۔ [illegible] میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

۲۶ اعلان نبوت سے پہلے حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں نہ یہ بات تھی کہ کبھی خواہش پیدا ہوئی تھی اور نہ آپ کو یہ توقع تھی کہ آپ پر وحی نازل ہوگی۔ توقع کے خلاف یکایک جبرئیل امین کا آنا حیرت و شک کا باعث بن سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا ازالہ فرمایا کہ جبرئیل کے آنے سے موسیٰ کے [illegible] آپ کسی شک میں مبتلا نہ ہوں [illegible] صورت میں [illegible]

هُدًى لِّبَنِىٓ إِسْرَآءِيلَ ﴿٢٣﴾ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا

اسے ہدایت کا سرچشمہ بنی اسرائیل کے لیے۔ اور ہم نے بنائے ان میں سے بعض کو پیشوا، وہ رہبری کرتے ہیں ہمارے حکم سے

لَمَّا صَبَرُوا ۖ وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ ﴿٢٤﴾ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ

جب تک وہ صابر رہے اور جب تک وہ ہماری آیتوں پر پختہ یقین رکھتے رہے۔ بیشک آپ کا پروردگار وہی فیصلہ کرے گا

يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٢٥﴾ أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ

ان کے درمیان قیامت کے دن جن امور میں وہ باہم اختلاف کیا کرتے تھے۔ کیا یہ چیز ان کی ہدایت کا باعث نہیں بنی کہ

أَهْلَكْنَا مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِى مَسَاكِنِهِمْ ۚ إِنَّ

کتنی قومیں تھیں جن کو ہم نے ان سے پہلے ہلاک کر دیا حالانکہ یہ چل پھر رہے ہیں ان کے مکانوں میں۔ بیشک

نہیں ہے کہ آپ تک کبھی نہ ہوا ہو۔ آپ سے پہلے کئی انبیاء تشریف لائے۔ ان پر بھی نازل ہوئی انہیں صحائف اور کتب سے مشرف کیا گیا۔ موسیٰ علیہ السلام کو ہم کس سے کم نہیں۔ وہ بھی منصب رسالت پر فائز کیے گئے اور انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تورات جیسی کتاب مرحمت فرمائی گئی۔ اب بعثت کی گھڑی آ گئی ہے تو سارے جہان کی رہنمائی کے لیے سب سے بہتر آپ کو چن لیا اور قرآن حکیم جیسے صحیفہ رشد و ہدایت کے نزول کا سلسلہ شروع ہو گیا اس میں تعجب و حیرانی کی کون سی بات ہے۔ اور یہ شک و شبہ کی بات ہے۔ آیت میں خطاب اگرچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے لیکن مراد وہ لوگ ہیں جو حضور کی نبوت میں اور قرآن کے منزل من اللہ ہونے میں شک اور تردد کا اظہار کیا کرتے تھے۔

موسیٰ علیہ السلام کی امت میں سے ہم نے بعض کو امام اور پیشوا بنا دیا تاکہ وہ ہمارے فرمان کے مطابق لوگوں کی رہنمائی کریں۔ امامت و پیشوائی کے اس اعلیٰ منصب کے لیے وہی لوگ چنے گئے جو صبر و استقامت سے عبادت و طاعت کی کٹھن اور دشوار راہوں کو طے کرتے رہے۔ دین حق کی تبلیغ میں انہیں جن مصائب کا سامنا کرنا پڑا اس سے ان کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آئی اور وہ بڑی ثابت قدمی اور جوانمردی سے اپنا فرض ادا کرتے رہے۔ جو لوگ عبادت و طاعت سے گھبراتے ہیں اور مصائب و آلام کے ہجوم سے گھبرا جاتے ہیں انہیں امامت کے عظیم منصب کے لیے منتخب نہیں کیا جاتا۔ ان سے مراد بنی اسرائیل کے وہ علماء تھے کہ وہ اپنے زمانہ میں موسیٰ کی دعوت دیتے رہے۔ ان کے وہ علماء و فقہاء جو نبی کے نائب کی حیثیت سے نبوت کے مشن کی تکمیل میں بھرپور شامل رہے۔

اہل مکہ کے تجارتی قافلے شام، مشرق و مغرب کا سفر کرتے تھے ان کے راستہ میں کئی اجڑی ہوئی بستیاں آتی تھیں کئی ویران

فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ ۖ أَفَلَا يَسْمَعُونَ ﴿٢٦﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَسُوقُ الْمَاءَ إِلَى

ان میں عبرت کی کتنی نشانیاں ہیں کیا وہ سنتے نہیں؟ کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ ہم لے جاتے

الْأَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا تَأْكُلُ مِنْهُ أَنْعَامُهُمْ وَأَنفُسُهُمْ ۖ

ہیں پانی بنجر زمین کی طرف پھر ہم اگاتے ہیں اس کے ذریعہ سے کھیتی کھاتے ہیں جس سے ان کے چوپائے اور وہ خود بھی

أَفَلَا يُبْصِرُونَ ﴿٢٧﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْفَتْحُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٨﴾

کیا وہ دیکھتے نہیں؟ اور وہ کہتے ہیں یہ فیصلہ کب ہوگا؟ بتاؤ اگر تم سچے ہو

قوموں اور ملکوں کے پاس سے ان کا گزر ہوتا ہے ان کے کھنڈرات ہیں کہ شکستہ در و دیوار پکار پکار کر ان بستیوں کی بد انجامی اور بربادیوں کی عبرت آموز داستانیں سنا رہے ہیں۔ ان سے پوچھا جا رہا ہے کیا تم ان عبرت بھری داستانوں کو سننے کی زحمت گوارا کرو گے۔ اگر ان میں سننے کی صلاحیت ہوتی تو وہ ضرور اپنی ہٹ دھرمی سے باز آجاتے کفر و شرک کو چھوڑ کر دعوت توحید کو بصد شوق قبول کر لیتے۔

۲۳ قدرت الٰہی کا ایک اور ثبوت پیش کیا جا رہا ہے "الجرز" اس زمین کو کہتے ہیں جو بے آب و گیاہ ہو یا خشک سالی کی وجہ سے بنجر ہو گئی ہو یا جہاں جانوروں نے گھاس چرنے کے بعد اسے بالکل صاف کر دیا ہو اور سبزے کا نام و نشان تک نہ رہا ہو۔ علامہ زمخشری لکھتے ہیں: الجرز الارض التی جرز نباتها ای قطع اما لعدم الماء و اما لانه رعی و ازیل۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں: جرز وہ زمین ہے جو شدید خشکی کی وجہ سے ناقابل کاشت ہو گئی ہو۔ وہ زمین جس میں بالکل روئیدگی نہ ہو اسے جرز نہیں کہتے لیکن پانی نہ ملنے کی وجہ سے قابل کاشت نہ رہی ہو۔ ولا يقال للتي لا تنبت كالسباخ جرز۔

کیا یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ نہیں کہ جب خشک سالی کے باعث سرسبز کھیتیاں بنجر ہو جاتی ہیں اور ان میں کہیں گھاس کا تنکا بھی نظر نہیں آتا تو اللہ تعالیٰ باران رحمت نازل فرما کر انہیں از سر نو سرسبز و شاداب کر دیتا ہے۔ اگر وہ اسی ایک چیز میں غور کر لیں تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے انکار سے باز آجائیں۔

اس سے اس بات کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے کہ اسلام کی ظاہری کمزوری اور مسلمانوں کی بے کسی سے تمہیں غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے۔ جس طرح بنجر زمین کی کھیتی بھی ہری بھری ہو جاتی ہے اسی طرح ان چند مسلمانوں کے چہرے پر بھی رونق اور شادابی آجائے گی اور جس طرح اللہ تعالیٰ بنجر زمین پر بارش برسا کر اسے سرسبز کر دیتا ہے اسی طرح مسلمانوں کی حالت زار پر بھی اپنی نظر رحمت فرمائے گا اور تنگ دستی اور بے بسی کو ختم کر دے گا اور ان کی پریشانی کو خوشحالی سے اور ان کی عسرت کو یسر سے بدل دے گا۔

۲۴ "الفتح" سے مراد فیصلہ کا دن یعنی روز قیامت ہے۔ قال مجاهد يعني يوم القيامة

قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِيمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴿٢٩﴾

آپ فرمائیے فیصلہ کے دن سر فاش ہو جانے کا کافروں کو ان کا ایمان لانا نفع نہ دے گا اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی

فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ إِنَّهُمْ مُنْتَظِرُونَ ﴿٣٠﴾

پس (اے حبیب!) رخ انور پھیر لیجئے ان سے اور انتظار فرمائیے وہ بھی منتظر ہیں

اہل ایمان کفار کو کہا کرتے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا۔ نیک لوگوں کو ان کے نیک اعمال کی جزا ملے گی اور بدکاروں کو آتش جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔ کفار ازراہ تمسخر پوچھتے کہ وہ فیصلہ کا دن جس کی دھمکی تم ہمیں ہر روز دیا کرتے ہو، وہ ذرا ہمیں بھی تو بتاؤ کہ کب آئے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے حبیب! ان مجرموں سے کہو کہ فیصلہ کا دن آئے گا اور ضرور آئے گا لیکن اگر تم نے غیب کی حقیقت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور اس کے بعد ایمان لائے تو تمہارے ایمان کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اس روز تمہاری ندامت اور معذرت تمہارے کسی کام نہیں آئے گی۔ عقلمندی کا تقاضا تو یہ ہے کہ اب آنکھیں کھولو، اب ہوش میں آؤ اور دعوت محمدی علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ واجمل السلام قبول کرو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہیں عفو و درگزر کا مژدہ سنایا جائے گا اور روز محشر اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی رحمت سے مالا مال فرمائے گا۔

اے محبوب! آپ نے اپنا فرض ادا کر دیا ان کو ہلاکت کے گڑھے میں گرنے سے بچانے کے لیے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی، لیکن یہ باز نہیں آتے۔ اب ان کی طرف سے رخ انور پھیر لیجئے۔ یہ کسی التفات کے مستحق نہیں ہیں۔

آپ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور امداد کا انتظار فرمائیے اور انہیں اپنی بربادی اور تباہی کی گھڑی کا انتظار کرنے کے لیے چھوڑ دیجئے۔

اللّٰھم رب العباد و مولاھم بحمدک نحمدک وصل وسلم علی حبیبک الاکرم ونبیک المعظم وعلی
آلہ وصحبہ و تابعیھم وتقبل منی ہذہ انک انت السمیع العلیم ووفقنی لاتمامہ انک انت العزیز الرحیم۔
قد فرغت من تسوید ہذہ السطور فی ضحی یوم الثلاثا
٥ جمادی الاولیٰ ١٤٠٠ھ وانا نزیل مسجد جامعیۃ من مضافات قریۃ مکھیال۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱۔	سورۃ الاحزاب	۵
۲۔	سورۃ سبا	۱۰۷
۳۔	سورۃ فاطر	۱۳۷
۴۔	سورۃ یٰسٓ	۱۶۵
۵	سورۃ الصّٰفّٰت	۱۹۵
۶۔	سورۃ صٓ	۲۲۳
۷۔	سورۃ زمر	۲۵۵
۸	سورۃ مومن	۲۸۷
۹۔	سورۃ حٰمٓ السجدہ	۳۲۷
۱۰۔	سورۃ شوریٰ	۳۵۹
۱۱۔	سورۃ زخرف	۳۹۷
۱۲	سورۃ الدخان	۴۳۱
۱۳۔	سورۃ الجاثیہ	۴۴۷
۱۴۔	سورۃ الاحقاف	۴۶۷
۱۵	سورۃ محمد	۴۹۹
۱۶۔	سورۃ فتح	۵۲۳
۱۷	سورۃ حجرات	۵۷۵
۱۸	سورۃ قٓ	۶۰۵
۱۹۔	سورۃ الذّٰریٰت	۶۲۳
۲۰	سورۃ الطّور	۶۴۳

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

التحقیقات اللغویہ

ا ـــ

	سورة نمبر	حاشیہ نمبر
اسوہ	۳۳	۴۲
اهل البیت	۳۳	۶۳
اکل	۳۴	۲۸
اثل	۳۴	۲۸
تؤفکون	۳۵	۹
اجاج	۳۵	۱۹
اساور	۳۵	۲۷
امام	۳۶	۱۲ الف
اقر	۴۳	۲۶
اسفونا	۴۳	۶۰
استبرق	۴۴	۳۰
افاک	۴۵	۴
اثیم	۴۵	۹
اثارۃ	۴۶	۵
آسن	۴۷	۲۱
آدر	۴۸	۶۱
اواب	۵۰	۳۸
افک	۵۱	۹
الآزفة	۵۳	۴۲
الاعلی	۵۳	۴۸
	ـ	ـ

ب ـــ

	سورة نمبر	حاشیہ نمبر
بادون	۳۳	۳۱
تبرج	۳۳	۶۱
یبور	۳۵	۱۷
بعد	۳۵	۱۹
بیض	۳۷	۱۶
مبین	۳۳	۲
بالهجر	۳۷	۳
بهیج	۵۰	۸
مبصرا	۴۰	۴۸

ت

	سورة نمبر	حاشیہ نمبر
اتراب	۳۸	۵۳
تعسا	۴۷	۱۳
توب	۴۰	۳

ث ـــ

	سورة نمبر	حاشیہ نمبر
مثانی	۳۹	۳۲
اثخنتموهم	۴۷	۶

ج ـــ

	سورة نمبر	حاشیہ نمبر
جلابیب	۳۳	۹۸

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
جِنّة	۳۴	۱۱
جِفان	۳۴	۲۰
جُدَدٌ	۳۵	۳۹
اجداث	۳۶	۳۵
جِبِلًّا	۳۶	۵۵
جياد	۳۸	۳۲
اجتبیٰ	۴۲	۲۰
الجوار	۴۲	۵۵
جعل	۴۳	۳
جاريات	۵۱	۱
ح		
حناجر	۳۳	۱۹
حداد	۳۳	۳۷
حميد	۳۴	۹
محاريب	۳۴	۲۰
حوت	۳۷	۴۳
محراب	۳۸	۲۳
حميم	۳۸	۵۳
حفيظ	۴۲	۷۳
حكيم	۴۳	۵
محضرون	۳۶	۷۰
محله	۴۸	۳۹
الحميّة	۴۸	۳۷
حَصيد	۵۰	۱۸

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
حبك	۵۱	۳
حور	۵۲	۳
حجاب	۴۱	۷
خ		
خاتم	۳۳	۷۳
خمط	۳۴	۲۸
خامدون	۳۶	۲۸
خوّله	۳۹	۱۹
فاستخف	۴۳	۵۸
خرّاصون	۵	۷
خطب	۵۱	۲۹
خوض	۵۲	۵
د		
تدعو	۳۵	۲۵
تدعون	۳۶	۳
الدعا	۴۰	۷۶
فادعوه	۴۰	۸۳
دحورا	۳۷	۵
داخرون	۳۷	۷
مدحضين	۳۷	۴۳
الدهر	۴۵	۳۳
لاادری	۴۶	۱۲
يُدَعُّوْن	۵۲	۶

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
لیدحضوا	۴۰	۹
ذ		
ذاریات	۵۱	۱
ذنوب	۵۱	۵۵
ذوالعرش	۴۰	۲۸
ر		
مرجفون	۳۳	۱۰۲
راسیات	۳۴	۲۰
رجز	۳۵	۱۰
رکعًا	۴۸	۵۷
راشدون	۴۹	۱۲
مریب	۵۰	۲۳
	۴۱	۶۰
راغ	۵۱	۲۵
برکنه	۵	۳۳
رق	۵۲	۱
ریب المنون	۵۲	۲۳
مرکوم	۵۲	۳۹
رفیع الدرجات	۴۰	۲۸
الروح	۴۰	۲۸
مرتاب	۴۰	۵۳
رواسی	۴۱	۱۳
ربت	۴۱	۶۲

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
ز		
یزفّون	۳۷	۳۱
ازواج	۴۳	۳
زخرف	۴۳	۳۹
رهوًا	۴۴	۲۴
الزقوم	۴۴	۳۷
تَزَیَّلُوا	۴۸	۴۶
س		
سلق	۳۳	۳۷
ساهم	۳۷	۴۳
تسوّروا	۳۸	۲۳
سوق	۳۸	۳۶
استوی	۴۱	۱۵
	۴۸	۶۱
سندس	۴۴	۴۱
سخّر	۴۵	۱۰
سوّل	۴۷	۴۳
سکینه	۴۸	۶
سجّدا	۴۸	۵۷
سیماهم	۴۸	۵۹
سوق	۴۸	۶۰
المسجور	۵۲	۱
سیئات	۴۰	۱۸

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
سلطان	۴۰	۳۸
مسرف	۴۰	۵۳
اسباب	۴۰	۵۴
یسحبون	۴۰	۸۹
یسجرون	۴۰	۸۹
استویٰ	۴۱	۱۹
ش		
اشحّه	۳۳	۳۵
شقاق	۳۸	۳
لاتشطط	۳۸	۲۳
متشاکسین	۳۹	۳۳
شرع	۴۲	۱۷
شوریٰ	۴۲	۶۰
شریعة	۴۵	۲۳
اشدّاء	۴۸	۵۹
شطأه	۴۸	۶۱
ص		
صیاصی	۳۳	۵۱
صافنات	۳۸	۳۶
صفحًا	۴۳	۶
صُبّوا	۴۴	۳۸
صدّوا	۴۷	۱
صرّة	۵۱	۲۸

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
فصکّت	۵۱	۲۸
اِصلوها	۵۲	۹
مصیطر	۵۲	۳۲
یصعقون	۵۲	۳۵
صاعقه	۴۱	۲۶
صرصرا	۴۱	۳۰
ض		
اضغانهم	۴۷	۳۷
اضغانکم	۴۷	۴۲
ط		
تطؤهم	۴۸	۴۶
طور	۵۲	۱
طول	۴۰	۵
ظ		
اظنّه	۴۰	۵۵
ع		
الاعراب	۳۳	۴۰
معجزین	۳۴	۸
عرم	۳۴	۲۷
عذب	۳۵	۱۹
عین	۳۷ ۵۲	۱۶ ۱۳

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
عزّة	۳۸	۳
عجاب	۳۸	۷
عشّی	۳۸	۳۶
الاعلام	۴۲	۵۵
عزم	۴۲	۶۶
یعش	۴۳	۴۱
عابدین	۴۳	۷۷
فاعتلوا	۴۴	۳۸
یستعتبون	۴۵	۳۲
	۴۱	۳۰
معکوف	۴۸	۳۶
المعرّة	۴۸	۳۶
العضید	۵۰	۲۳
عتید	۵۰	۴۷
عقیم	۵۱	۳۶
علی	۳۰	۹۹
غ		
نُغرینّک	۳۳	۱۰۲
غرور	۳۵	۱۱
غرابیب سُود	۳۵	۳۹
غول	۳۷	۱۵
غسّاق	۳۸	۵۳
یغصون	۳۹	۶
غمرة	۵۱	۸

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
ف		
یفتح	۳۴	۶
فاطر	۳۵	۲
فرات	۳۵	۱۹
فواق	۳۸	۱۶
یفرق	۴۴	۶
تفیضون	۴۶	۹
ق		
قدور	۳۴	۲۰
قطمیر	۳۵	۲۵
مقمحون	۳۶	۶
قطّنا	۳۸	۱۷
مقرنین	۴۳	۱۵
نقیّض	۴۳	۳۲
ق	۵۰	۱
ک		
کافّة	۳۴	۲۸
کأس	۳۷	۱۵
یکوّر	۳۹	۱۲
یکفّر	۳۹	۳۹
یکفّر	۴۸	۹
کفّار	۵۰	۲۳

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
مکیدون	۵۲	۳۷
الّتہ	۴۱	۷

ل

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
لغوب	۳۵	۳۷
مبیر	۳۷	۳۳
لطیف	۴۲	۳۷
مبیر	۵۱	۳۵
التناھم	۵۲	۱۵
یُلقّاھا	۴۱	۵۶
یُلحدون	۴۱	۶۳

م

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
مرقّم	۳۳	۱۰
تماثیل	۳۴	۲۰
مواخر	۳۵	۲۳
مارد	۳۷	۵
ملأاعلیٰ	۳۷	۵
المہل	۴۴	۳۷
مثل	۳۸	۶۰
امتحن	۴۹	۶
مجید	۵۰	۲
مریج	۵۰	۶
مورا	۵۲	۲
ممنون	۴۱	۱۲

ن

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
نبی	۳۳	۱
نحب	۳۳	۳۶
مِنسأتہ	۳۴	۲۳
تناوش	۳۴	۶۹
نصب	۳۵	۳۷
ینسلون	۳۶	۴۵
ننکسہ	۳۶	۶۰
یزفون	۳۷	۱۹
اندادا	۳۹	۲۰
ینتصرون	۴۲	۶۱
نقبوا	۵۰	۴۳
انذرتکم	۴۱	۲۶
ینزغنک	۴۱	۵۷

و

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
وقرن	۳۳	۶۱
وجیہاً	۳۳	۱۰۹
واصب	۳۷	۵
یتوفّی	۳۹	۴۵
وحی	۴۲	۷۶
اوزعنی	۴۶	۲۲
اولی	۴۷	۳۱
وقرا	۵۱	۱

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر		سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
موسعون	۵۱	۴۷	ھدینا	۴۱	۳۱
وقرٌ	۴۱	۷	اھکلا	۳	۹۲
یوزعون	۴۱	۳۳			
			ی ——		
ھ ——					
			یقطین	۳۷	۴۳
یھیج	۳۹	۲۹	یوم التناد	۴۰	۳۹
الھدی	۴۸	۳۶	ایام	۴۵	۱۵

التحقیقات النحویہ

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر		سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
لا یجاورونک الا قلیلا	۳۳	۱۰۲	تنزیل من الرحمٰن الرحیم	۴۱	۲
وما ارسلناک الا کافۃ للناس	۳۴	۲۸	قرآنا عربیا	۴۱	۳
الحمد للہ الذی	۳۴	۱	حفظا	۴۱	۲۳
افمن زین لہ سوء عملہ	۳۵	۱۳	ان الذین کفروا	۴۱	۹۳
لات حین مناص	۳۸	۳	اتخذوا من دون اللہ قربانا	۴۶	۳۹
قال فالحق والحق اقول	۳۸	۷۰	آلھۃ		
الا المودۃ فی القربی	۴۲	۳۴	ضرب الرقاب	۴۷	۵
اننی بُراء مما تعبدون	۴۳	۳۲	ھأنتم ھؤلاء	۴۷	۴۳
ام حسب الذین اجترحوا	۴۵	۲۸	ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون	۴۹	۵
السیئات			عن الیمین وعن الشمال قعید	۵۰	۱۶
واضلہ اللہ علی علم	۴۵	۳۱	القیا فی جہنم میں القیا کو تثنیہ	۵۰	۲۳
تنزیل الکتاب	۴۰	۲	ذکر کرنے کی وجہ		
ربنا وسعت کل شی رحمۃ وعلما	۴۰	۱۵	وعنھم سراعا	۵۰	۴۰

اللہ جل مجدہٗ عز شانہٗ

	سورۃ نمبر	آیت نمبر		سورۃ نمبر	آیت نمبر
توحید			اُس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے	۴۰	۶۲
سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو زمین و آسمان کی ہر چیز کا مالک ہے۔	۳۴	۱	• • • • • • • •	۴۰	۶۵
			• • • • • • • •	۴۱	۶
سب تعریفیں فاطر السموٰت والارض کے لیے جس نے مختلف قوت کے فرشتے پیدا کیے۔	۳۴	۱	تمہارا معبود ایک ہے	۳۷	۴
			• • • •	۴۱	۶
			وُہ آسمانوں اور زمین کا رب ہے	۳۷	۵
سب تعریفیں اللہ کے لیے جو رب العالمین ہے	۳۷	۱۸۲	وُہ مشارق کا رب ہے	۳۷	۵
• • • • • • • •	۴۵	۳۶	وُہ میرا رب ہے	۴۲	۰
ساری برکتیں اللہ کے لیے جو رب العالمین ہے	۴۰	۶۴	آسمانوں اور زمین میں بڑائی اُسی کے لیے ہے۔	۴۵	۳۷
ساری تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو رب العالمین ہے۔	۴۰	۶۵			
			اللہ ہی کارساز ہے	۴۲	۹
• • • • • • • •	۴۵	۳۶	وُہی تمہارا رب ہے	۳۹	۶
اُس کے بغیر کوئی خالق ہے جو رزق	۳۴	۳	آسمانوں میں اور زمین میں وُہی خُدا ہے	۴۳	۸۴
اُس کے بغیر کوئی معبود نہیں	۳۵	۳	خلوص کے ساتھ اسی کی عبادت کرو	۴۰	۳
• • • • • • •	۳۹	۶	وُہی زندہ ہے	۴۰	۶۵
اُس واحد قہار کے سوا کوئی معبود نہیں	۳۸	۶۵	بُت کسی ذرہ کے مالک نہیں	۳۴	۱
وُہ اللہ ہی واحد و قہار ہے	۳۹	۴	زمین و آسمان میں اُن کا کوئی حصہ نہیں	۳۴	۱
اُس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔	۴۴	۸	حاملین عرش اور دوسرے فرشتے اُس کی تسبیح و تحمید کرتے ہیں	۴۰	۷
• • • • • • • • •	۳۷	۱۹	حکم کا اختیار اللہ کے لیے ہے جو علی کبیر ہے۔	۴۰	۱۲
• • • • • • • • •	۴۰	۳			

دلائل توحید

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
کفار سے پوچھو رازق کون ہے کہیں گے اللہ	۳۴	۲۴
جو نعمت کسی کو دینا چاہے کوئی روک نہیں سکتا اور جسے روکنا چاہے کوئی دے نہیں سکتا۔	۳۵	۲
ہوائیں، بادل، بارش اور مردہ زمین کا زندہ ہونا	۳۵	۹
میٹھے پانی اور کھاری پانی کے ذخائر	۳۵	۱۲
تسخیر شمس و قمر ساری بادشاہی اسی کی ہے	۳۵	۱۳
بارش کا برسنا، مختلف رنگوں کے پھل، پہاڑوں کے مختلف رنگ کوئی سفید، کوئی سرخ، کوئی سیاہ۔	۳۵	۲۷
انسانوں، چارپایوں اور جانوروں کے مختلف رنگ اور روپ۔	۳۵	۲۸
مردہ زمین کو زندہ کرنا، باغات کا پیدا ہونا، چشموں کا جاری ہونا تاکہ تم کھاؤ ان سے ثمرات، اچار چٹنیاں وغیرہ بناؤ۔	۳۶	۳۳، ۳۴، ۳۵
وہ ہر عیب سے پاک ہے جس نے زمین سے اگنے والی ہر چیز کو جوڑا جوڑا بنایا	۳۶	۳۶ مع حاشیہ
ماہرین علم کا اعتراض اور جواب	۳۶	حاشیہ آیت ۳۶
رات کا آنا، سورج کا چلنا عزیز و علیم کا مقرر کردہ ہے	۳۶	۳۷، ۳۸
چاند اور اس کی مختلف منزلیں	۳۶	۳۹

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
چاند کی منزلوں کے نام	۳۶	حاشیہ آیت بالا
نہ سورج چاند سے آگے نکل سکتا ہے اور نہ رات دن سے۔	۳۶	۴۰
سب تیزی سے چلتے اپنے فلک میں تیر رہے ہیں	۳۶	۴۰
سفینۂ نوح بھی اس کی قدرت کی نشانی ہے	۳۶	۴۱ مع حاشیہ
سمندر اور دریا تمہارے لدے ہوئے جہازوں کو اٹھائے ہوئے ہیں یہ محض ہماری رحمت ہے	۳۶	۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴
جانور بنائے سواری کے لیے انہیں مسخر کیا، ان کے گوشت کو خوراک بنایا اور دیگر فوائد	۳۶	۷۱، ۷۲، ۷۳
اس نے سبز درخت میں آگ رکھ دی	۳۶	۸۰
آسمان دنیا کو ستاروں سے آراستہ کیا	۳۷	۶
ہم نے آسمان و زمین کو باطل پیدا نہیں کیا	۳۸	۲۷
آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا	۳۹(۱)	۵ (۱)
گردش لیل و نہار، تسخیر شمس و قمر	۳۵(۲)	(۲) ۱۳
	۳۱(۳) (۴)	(۳) ۲۹
تمہیں ایک نفس سے پیدا کیا	۳۹	۶
تمہاری خدمت کے لیے آٹھ قسم کے جانور پیدا کیے۔	۳۹	۶
شکم مادر کے تین اندھیروں میں تمہیں پیدا فرمایا	۳۹	۶

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
مینہ کا برسنا، چشموں کا جاری ہونا، کھیتوں کا اُگنا پھر سوکھنا، اہل عقل کے لیے اس میں نصیحت ہے۔	۳۹	۲۱
آسمانوں اور زمین کی تخلیق، اس میں گوناگوں جانور اس کی قدرت و حکمت کی نشانیاں ہیں۔	۴۲	۲۹
ہر صابر و شکور کے لیے کشتیوں، پہاڑوں جیسے سمندر کی لہروں میں نشانیاں ہیں	۴۲	۳۲،۳۳ ۳۴
اُس کی قدرت کی نشانیاں، آسمان سے رزق کا نزول	۴۰	۱۳
رات کو آرام کے لیے بنایا اور دن کو کام کے لیے روشن بنایا	۴۰	۶۱ مع حاشیہ
اُس نے زمین کو تمہارے لیے قرار اور آسمان کو چھت بنایا، تمہیں حسین صورت دی، پاکیزہ رزق دیا۔	۴۰	۶۴
کھانے کے لیے اور سواری کے لیے جانور بنائے اور اُن میں دیگر فوائد ہیں کشتی پر تم سوار ہوتے ہو۔	۴۰	۸۰
اُس کی قدرت کی دیگر نشانیاں	۴۰	[illegible]
زمین کی تخلیق دو دن میں کی۔ اس میں پہاڑ بنائے، ہر قسم کی خوراک کا انتظام چار دن میں کیا۔	۴۱	۱۰،۹
دھوئیں سے سات آسمان دو دن میں بنائے	۴۱	۱۱
ہر آسمان کو اُس کے حسب حال وحی فرمائی	۴۱	[illegible]
آسمانِ دنیا کو ستاروں سے مزین کیا۔	۴۱	۱۲

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
ذٰلک تقدیر العزیز العلیم	۴۱	۱۲
رات دن، سورج، چاند اُس کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔	۴۱	۳۷
بنجر زمین پر مینہ کا برسنا، کھیتی کا لہلہانا اُس کی قدرت کے نشان ہیں	۴۱	۳۹
آفاق و انفس میں اللہ کی نشانیاں ہیں	۴۱	۵۳ مع حاشیہ
اُس نے زمین کو گہوارہ بنایا اس میں راستے بنائے، وہ بارش برساتا ہے وغیرہ آیات قدرت، زمین و آسمان کی تخلیق	۴۳	۱۰،۱۱ ۱۲
تمہاری اپنی پیدائش، حیوانات، گردش لیل و نہار، بارش، ہوائیں سب اُس کی قدرت و حکمت کی نشانیاں ہیں	۴۵	۳،۴ ۵
تسخیر بحر	۴۵	۱۲
تمہارے لیے زمین و آسمان کی ہر چیز کو مسخر کر دیا	۴۵	۱۳
اہل فکر کے لیے ان میں اُس کی قدرت کی آیات ہیں۔	۴۵	۱۳
آسمان کی طرف دیکھو اُسے کیسا بنایا اور آراستہ کیا۔	۵۰	۶
زمین کو کیسے بچھایا، پہاڑ گاڑے، کیسے ہر قسم کی چیزیں اگائیں	۵۰	۷
ہر رجوع ہونے والے بندے کے لیے اس میں بصیرت افروزی اور یاد دہانی کا سامان ہے	۵۰	۸
بارش کا نزول، باغات، اجناس وغیرہ	۵۰	۹،۱۰،۱۱

	سورہ نمبر	آیت نمبر
آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا فرمایا	۵۰	۳۸
آسمان کو بنایا اور اُسے وسعتیں بخشیں	۵۱	۴۷
زمین کا آرام دہ فرش بچھایا	۵۱	۴۸
ہر چیز کے جوڑے بنائے تاکہ تم غور و فکر کرو	۵۱	۴۹

صفات الٰہی

(الف) علم الٰہی

	سورہ نمبر	آیت نمبر
وہ علیم حکیم ہے	۳۳	۱
. . . .	۴۹	۸
اللہ لطیف خبیر ہے	۳۳	۳۴
جو تم کرتے ہو اُس کو جانتا ہے	۳۳	۲
. . . .	۳۵	۸
. . . .	۴۸	۱۱
. . . .	۴۸	۲۴
وہ ہر چیز کو جانتا ہے	۳۳	۴۰
. . . . . .	۴۹	۱۶
. . . . . .	۳۳	۵۵
. . . . . .	۴۲	۲
جو تمہارے دلوں میں ہے وہ جانتا ہے وہ علیم اور حلیم ہے	۳۳	۵۱
. . . .	۳۵	۳۸
. . . .	۳۹	۷
جو تمہارے دلوں میں ہے جانتا ہے وہ علیم اور حلیم ہے	۴۲	۲۴
وہ تمہارے ظاہر و باطن ہر چیز کو جانتا ہے	۳۳	۵۴
. . . .	۳۶	۷۹
علم قیامت اللہ کے پاس ہے	۳۳	۶۳
. . . . . .	۴۳	۸۵
وہ عالم الغیب ہے	۳۴	۳
زمین و آسمان کا کوئی ذرہ اس سے مخفی نہیں	//	۔
علام الغیوب ہے	۳۴	۴۸
ہر عورت اُس کے علم سے حاملہ ہوتی ہے	۳۵	۱۱
عالم الغیب والشہادہ	۳۹	۴۶
وہ غیب السمٰوٰت والارض کو جاننے والا ہے	۴۹	۱۸
اِلّا لِنَعلَمَ (علم الٰہی کی حقیقت)	۳۴	۲۱ مع حاشیہ
وہ فتاح علیم ہے	۳۴	۲۶
وہ علیم خبیر ہے	۳۴	۱
وہ سمیع قریب ہے	۳۴	۵۰
وہ خبیر بصیر ہے	۳۵	۳
وہ علیم قدیر ہے	۳۵	۴۴
وہ بکل خلق علیم ہے	۳۶	۷۹
. . . . .	۴۲	۱۲
. . . . .	۴۸	۲۶
وہ سمیع بصیر ہے	۴۲	۱۱
. . . .	۴۰	۲۰

	سورہ نمبر	آیت نمبر
وہ سمیع بصیر ہے	۴۰	۵۶
وہ حکیم علیم ہے	۴۳	۸۴
۔ ۔ ۔ ۔	۴۸	۴
۔ ۔ ۔ ۔	۴۹	۸
وہ سمیع علیم ہے	۴۴	۶
۔ ۔ ۔ ۔	۴۹	۱
عمر کی زیادتی اور کمی ایک نوشتے میں درج ہے	۳۵	۱۱
وہ بندوں کو اندازے سے رزق دیتے انہ بعبادہ خبیر بصیر	۴۲	۲۷
وہ شہ رگ سے قریب ہے	۵۰	۱۶
دائیں بائیں دو فرشتے ہر شخص کی ہر بات لکھ رہے ہیں	۵۰	۱۷، ۱۸
جو وہ کہتے ہیں ہم جانتے ہیں	۵۰	۴۵
وہ خائن آنکھ اور دلوں کے بھیدوں کو جانتا ہے	۴۰	۱۹
اس کا علم محیط ہے	۴۱	۴۷

(ب) قوت و عزت خداوندی

	سورہ نمبر	آیت نمبر
وہ قوی اور عزیز ہے	۳۳	۲۵
وہ عزیز اور حمید ہے	۳۴	۶
۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۳۴	۲۷
۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۳۵	۲
۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۳۹	۲
جو عزت چاہتا ہے تو عزت اللہ کے پاس ہے	۳۵	۱۰

	سورہ نمبر	آیت نمبر
اُسے کوئی ہرا نہیں سکتا	۳۵	۴۴
وہ عزیز و وہاب ہے	۳۸	۹
وہ عزیز غفار ہے	۳۸	۶۶
۔ ۔ ۔ ۔	۳۹	۵
وہ عزیز حکیم ہے	۳۹	
وہ عزیز ذی انتقام ہے	۳۹	۳۷
اللہ عزیز حکیم ہے	۴۲	۳
وہ علی و عظیم ہے	۴۲	۴
وہ ولی حمید ہے	۴۲	۲۸
وہ عزیز حکیم ہے	۴۵	۳۷
۔ ۔ ۔ ۔	۴۶	۲
۔ ۔ ۔ ۔	۴۸	۷
۔ ۔ ۔ ۔	۴۸	۱۹
۔ ۔ ۔ ۔	۶۰	۷
اگر اللہ چاہتا تو تمہارے خود ہی نمٹ لیتا لیکن اس کی حکمت ہے وہ تمہیں آزمانا چاہتا ہے	۴۷	۴
وہ عزیز حکیم ہے	۶۰	۵

(ج) رحمت و مغفرت الٰہی

	سورہ نمبر	آیت نمبر
اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے	۳۳	۵
۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۳۳	۲۴
۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۳۳	۵۰
۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۳۳	۵۹
۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۳۳	۷۳

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے	۴۲	۵
۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۴۶	۸
۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۴۸	۱۴
اللہ غفور رحیم ہے	۴۹	۵
۔ ۔ ۔ ۔	۴۹	۱۴
وہ رحیم و غفور ہے	۳۴	۲
وہ عزیز و غفور ہے	۳۵	۲۸
وہ غفور و شکور ہے	۳۵	۳۰
۔ ۔ ۔ ۔	۴۲	۲۳
وہ اپنے بندوں کے ساتھ لطیف ہے	۴۲	۱۹
اگر لوگوں کے اعمال کے مطابق اللہ تعالیٰ گرفت کرتا تو کوئی جاندار زندہ نہ رہتا	۳۴	۴۵
لیکن اُس نے ایک وقت مقرر فرما دیا	۳۵	۴۵
اُس کی رحمت سے مت نا امید ہو	۳۹	۵۳
توبہ کا اسلامی تصور	۳۹	حاشیہ آیت
وقت سے پہلے توبہ کرلو	۳۹	۵۴
اگر اُس کی رحمت نہ ہوتی تو فرشتے اہل زمین کے لیے مغفرت طلب۔ کرتے اور آسمان پھٹ جاتے	۴۲	۵
جو نیکی کرتا ہے اُس کی نیکی کا حُسن دوبالا کر دیا جاتا ہے	۴۲	۲۳
فاتی الشیخ ۔ فقال فی الرسول خیر فی شرہ	۴۲	حاشیہ آیت ۱
اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے ان کی بُرائیوں کو معاف کر دیتا ہے	۴۲	۲۵
توبہ کی حقیقت اور شرائط	۴۲	حاشیہ آیت

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
مایوسی کے بعد بارش برساتا ہے	۴۲	۲۸
تمہاری تکالیف تمہارے اعمال کا نتیجہ ہیں۔ ویعفوا عن کثیر	۴۲	۳۰
تم سے ناراض ہو کر ہم قرآن سے تمہیں محروم نہیں کریں گے	۴۳	۵
وہ عزیز الرحیم ہے	۴۴	۴۲
اللہ تعالیٰ تواب رحیم ہے	۴۹	۱۲
وہ بر الرحیم ہے	۵۲	۲۸
گناہ بخشنے والا توبہ قبول کرنے والا ہے	۴۰	۳
ذی الطول	۴۰	۳
آپ کا رب بخشش والا اور دردناک عذاب والا ہے۔	۴۱	۴۳
(د) اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق و مالک ہے		
وہ آسمانوں اور زمین کا فاطر (پیدا کرنے والا) ہے	۴۲	
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۳۹	۴۶
انسان کو مٹی سے پھر نطفہ سے پیدا فرماتا ہے	۳۵	۱۱
پھر جوڑے بناتا ہے	۳۵	۱۱
ہر عورت اُس کے علم سے حاملہ ہوتی ہے	۳۵	۱۱
ہر شے اُس کے قبضۂ قدرت میں ہے	۳۶	۸۳
وہ ہر عیب سے پاک ہے۔		
آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا فرمایا	۳۹	۵
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۴۶	۳

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
رات کو دن پر اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے	۳۹	۵
تم سب کو ایک نفس سے پیدا فرمایا	۳۹	۶
شفاعت کا مالک اللہ ہے	۳۹	۴۴
آسمان اور زمین اور ملک اُس کے قبضہ میں ہیں	۳۹	۴۴
وُہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا تمہیں جوڑا جوڑا بنانے والا بھی وُہی ہے	۴۲	۱۱
ہر چیز کا خالق اللہ ہے	۳۹	۶۲
آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اُسی کے قبضہ میں ہیں	۴۲	۱۲
. . . .	۳۹	۶۳
آسمانوں اور زمین میں سب کچھ اُسی کا ہے	۴۲	۴
جس کو چاہتا ہے فراخ روزی دیتا ہے جس کو چاہتا ہے تنگ روزی دیتا ہے	۴۲	۱۲
آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ کے لیے ہے	۴۲	۴۹
. . . .	۴۲	۵۳
. . . .	۴۳	۸۵
. . . .	۴۸	۱۴
وُہ آسمانوں اور زمین کا رب ہے	۴۴	۷
ہم نے زمین و آسمان کو کھیل کے طور پر پیدا نہیں کیا	۴۴	۳۸
ہم نے انہیں حق کے ساتھ پیدا کیا	۴۴	۳۹
آسمانوں اور زمین کے لشکر اللہ تعالیٰ کے ہیں	۴۸	۴
. . . .	۴۸	۷
ہم نے انسان کو پیدا فرمایا	۵۰	۱۶

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
ہم اُس کی شہ رگ سے بھی زیادہ اُس کے نزدیک ہیں	۵۰	۱۶
ارض و سما کو چھ دن میں پیدا کیا پھر بھی تھکا نہیں	۵۰	۳۸
ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور مارتے ہیں	۵۰	۴۳
تمہارا رب وُہی ہے جو ہر شئی کا خالق ہے	۴۰	۶۱
انسان کو پہلے مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر علقہ سے تخلیق کے مختلف مرحلوں سے گزارا پھر بچپن جوانی بڑھاپا زندگی کی مختلف منزلوں میں اُس کا سفرِ حیات جاری رکھا	۴۰	۶۷

(۵) اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے	۳۳	۲۷
. . . .	۳۴	۱
. . . .	۳۵	۱
. . . .	۴۱	۳۹
کسی پر جو رحمت کرنا چاہے کوئی روک نہیں سکتا جو روکنا چاہے کوئی دے نہیں سکتا	۳۳	۲
اللہ کا حکم ہو کر رہتا ہے	۳۳	۳۷
اللہ کا حکم مقرر تقدیر ہے	۳۳	۳۸
آپ کا رب ہر چیز کا نگہبان ہے۔	۳۴	۲۱
وُہ علی کبیر ہے	۳۴	۲۳

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
میرا رب جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے	۳۴	۳۹
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۳۹	۵۶
اگر چاہے تو تمہیں فنا کر دے اور کوئی دوسری قوم لے آئے	۳۵	۱۶
آسمانوں اور زمین کو سرکنے سے اُس نے روکا ہوا ہے	۳۵	۴۱
اُسے کوئی تھکا نہیں سکتا	۳۵	۴۴
ہم مُردوں کو زندہ کرتے ہیں اور اُن کے اعمال کو لکھتے ہیں	۳۶	۱۲
کُن فیکون	۳۶	۸۲
بے شک تو بہت بخشنے والا ہے (الوھاب)	۳۸	۸۵
تسخیر شمس و قمر، یہ نظام ایک مقررہ وقت تک چل رہا ہے	۳۹	۵
موت اور نیند دونوں حالتوں میں اللہ تعالیٰ رُوح کو قبض کرتا ہے	۳۹	۴۲
جسے چاہتا ہے فراخ روزی دیتا ہے جسے چاہتا ہے تنگ۔ تقسیم رزق میں بڑی حکمتیں ہیں	۳۹	۵۲
اللہ کی بے پایاں قدرت، زمین اور آسمان اُس کی دائیں مٹھی میں ہے	۳۹	۶۷
وُہ مُردوں کو زندہ کرتا ہے	۴۲	۹
ہر چیز پر غالب ہے۔ اس آیت کی خوبصورت تفسیر	۴۲	حاشیہ آیت ۹

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
جس کو چاہتا ہے رزق دیتا ہے وُہ قوی عزیز ہے	۴۲	۱۹
وُہ باطل کو مٹاتا ہے حق کو غلبہ دیتا ہے	۴۲	۲۴
تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے۔ اُس کے بغیر تمہارا کوئی کارساز نہیں	۴۲	۳
وُہ علیم و قدیر ہے	۴۲	۵۰
وُہ شدید العقاب ہے	۴۰	۳
وُہ درجات بلند کرنے والا عرش کا مالک ہے	۴۰	۱۵
آج بادشاہی اللہ واحد قہار کی ہے	۴۰	۱۶
وُہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے	۴۴	۸
اللہ تعالیٰ آسمان و زمین کو پیدا کر کے تھک نہیں گیا	۴۶	۳۳
وُہ مُردوں کو پھر زندہ کرے گا۔	۴۶	۳۳ حاشیہ
بائیبل میں ہے وُہ تھک گیا اور اُس نے آرام کیا۔	〃	〃 〃
جس کو چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے	۴۸	۱۴
اللہ رزاق ہے قوت والا ہے	۵۱	۵۸
وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے	۴۰	۶۸

اللہ تعالیٰ کسے ہدایت دیتا ہے

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اللہ جس کو چاہتا ہے اپنے لیے چُن لیتا ہے اور جو صدق دل سے جُھکتا ہے اُس کو ہدایت دیتا ہے	۴۲	۱۳

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
شانِ جعب کی تشریح	۴۲	اسی آیت نمبر ۲
ہم جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں	۴۲	۵۳
اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے	۴۹	۹

(ز) وہ کسے ہدایت نہیں دیتا اور محبت نہیں کرتا

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اللہ تعالیٰ جھوٹے اور ناشکرے کو ہدایت نہیں دیتا	۳۹	۳
جسے اللہ گمراہ کر دے اُسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا	۳۹	۲۳
ظالموں کا کوئی مددگار نہیں	۴۲	۸
وہ ظالموں سے محبت نہیں کرتا	۴۲	۴۰
اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا	۴۶	۱۰
ہر متکبر سرکش کے دل پر وہ مہر لگا دیتا ہے	۴۰	۳۵

(ح) وہ ہر عیب سے پاک ہے

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا	۳۹	۲۰
زمین آسمان اور عرش کا رب اُن کے بیان کردہ خرافات سے پاک ہے	۴۳	۸۲
آپ کا رب بندوں پر ظلم نہیں کرتا	۴۱	۴۶
کائنات کو پیدا کر کے ہم تھک نہیں گئے	۵۰	۱۵
ہم بندوں پر ظلم نہیں کرتے	۵۰	۲۹
ہمیں تھکاوٹ نہیں ہوتی	۵۰	۳۸
میں اُن سے رزق طلب نہیں کرتا	۵۱	۵۷

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
جن کو وہ شریک ٹھہراتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن سے پاک ہے	۵۲	۴۳

(ط) متفرق

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اللہ تعالیٰ حق کہتا ہے اور سیدھی راہ کی ہدایت دیتا ہے	۳۳	۴
اللہ وکیل کافی ہے	۳۳	۳
	۳۳	۳۸
اللہ کی سُنّت میں تُو تبدیلی نہیں پائے گا	۳۳	۶۲
پاکیزہ کلمے اُسی کی طرف بلند ہوتے ہیں اور عمل صالح اُس کے درجے کو بلند کرتے ہیں	۳۵	۱۰
لوگ محتاج ہیں اللہ غنی ہے	۳۵	۱۵
اللہ کی سُنّت میں تُو تبدیلی نہیں پائے گا	۳۵	۴۳
جس کو ہم لمبی عمر دیتے ہیں اُس کی قوتیں کمزور کر دیتے ہیں	۳۶	۶۸
اگر سب بندوں کو اللہ تعالیٰ کشادہ روزی دیتا تو وہ باغی بن جاتے لیکن وہ اندازے سے رزق دیتا ہے	۴۲	۲۷
اللہ غنی ہے اور تم فقراء ہو	۴۷	۳۸
اللہ کی یہ سُنّت ہے کہ آخر کار حق غالب آتا ہے اور باطل شکست کھاتا ہے	۴۸	۲۳
اِس سُنّت میں رد و بدل نہیں ہو سکتا		
میرا فیصلہ میرے نزدیک بدلتا نہیں	۵۰	۲۹

سیدنا و مولٰنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
(الف) نبوت و رسالت		
نبوت کی لغوی اور اصطلاحی تعریف	۳۳	۴۰ مع حاشیہ
رسولوں سے تبلیغ حق کا پختہ وعدہ لیا گیا	۳۳	۷
جو کام اللہ تعالیٰ نبی پر فرض کرے اس کو بجا لانا ضروری ہوتا ہے	۳۳	۳۸
حضورؐ کی کثرت ازواج پر یہود و نصاریٰ کا اعتراض اور اس کا جواب	۳۳	حاشیہ آیت نمبر ۵۰
انبیاء و رسل اللہ کا پیغام پہنچاتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے	۳۳	۳۹
حق آیا باطل کی قوت کا خاتمہ ہو گیا	۳۴	۴۹
ہر امت میں ڈرانے والا بھیجا گیا ہے	۳۵	۲۴
قسم ہے قرآن کی آپ رسولوں میں سے ہیں	۳۶	۳
آپ سیدھی راہ پر ہیں	۳۶	۴
آپ کی بعثت کا مقصد	۳۶	۶
اللہ کے رسول ہی آخر کار فتح یاب ہوتے ہیں	۳۷	۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳
سب انبیاء نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ علیہم السلام کو حکم ہے کہ دین کو قائم کریں	۴۲	۱۳
آپ کا فرض تبلیغ حق ہے آپ ان کے ذمہ دار نہیں۔	۴۲	۴۸

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
انبیاء پر نزول وحی اور خطاب الٰہی کے مختلف طریقے	۴۲	۵۱
حضورؐ کی رسالت کا اعلان	۴۸	۲۹
آپ نصیحت کیا کریں کیونکہ نصیحت کرنا مومنین کے لیے نفع مند ہے	۵۱	۵۵
آپ نصیحت کیا کریں اللہ کے احسان سے نہ کاہن ہیں نہ مجنون	۵۲	۲۹
کفار کا عتبہ کو تحقیق حق کے لیے بھیجنا قرآن کریم سن کر اس کا دنگ رہ جانا	۴۱	۱۳ حاشیہ
(ب) رحمت و خُلق عظیم		
اپنی امت کے ساتھ حضورؐ کی بے حد محبت	۳۳	۶ مع حاشیہ
میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا میرا اجر اللہ کے ذمے ہے	۳۴	۴۷
آپ بدکاروں کے لیے رنج و غم نہ کریں	۳۵	۸
میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا اور نہ میں تکلف کرنے والوں سے ہوں	۳۸	۸۶
آپ بھی دین حق کی طرف دعوت دیجیے	۴۲	۱۵
عظیم آیت۔ جس میں دس احکام ہیں	۴۲	۱۵
کیا آپ بہروں اور اندھوں کو راہ دکھا سکتے ہیں	۴۳	۴۰
ہم ان منکرین کو جلد یا بدیر ضرور سزا دیں گے	۴۳	۴۱

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
گھر میں شدید قحط، ابوسفیان کا مدینہ میں حاضر ہو کر التماس دعا کرنا، حضور کی دعا اور بارش	۴۴	آیت نمبر ۱۲ کا حاشیہ
واستغفر لذنبک وللمؤمنین	۴۷	۱۹ مع حاشیہ
اپنی اُمت کی مغفرت کے لیے دعا مانگیے اور صبح و شام تسبیح و تحمید کیجیے	۴۰	۵۵
کفار کی اذیت رسانی پر صبر کی تلقین اور ہر لحظہ ذکر الٰہی کی تاکید	۵۰	۳۹، ۴۰
حضور کوئی اجر نہیں مانگتے	۵۲	۴۰
صبر کی تلقین محض تانیس و دلجوئی کے لیے ہے	۴۰	۷۷ مع حاشیہ

ج) شانِ مصطفوی

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
حضرت زید کی محبت بے پایاں اور اُس کی برکات	۳۳	۵ مع حاشیہ
النبی اولی بالمؤمنین	۳۳	۶
حضور کی ازواج مومنوں کی مائیں ہیں	۳۳	۶
انبیاء کے ذکر میں حضور کو مقدم کیا کیونکہ حضور اقرب الخلق ہیں	۳۳	۷ مع حاشیہ
اہل ایمان کے لیے رسول کی ذات بہترین نمونہ ہے	۳۳	۲۱
اُسوۂ حسنہ کی تشریح	۳۳	آیت ۲۱ کا حاشیہ
حضرت زید کے بارے میں فرمایا جس پر اللہ نے انعام فرمایا اور آپ نے انعام فرمایا	۳۳	۳۷
اس واقعہ کا تفصیلی تجزیہ	۳۳	آیت ۳۷ کا حاشیہ

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
حضور لوگوں کے رسول اور خاتم النبیین ہیں	۳۳	۴۰
عقیدہ ختم نبوت کے عقلی اور نقلی دلائل، تاویلات باطلہ کا رد، مفصل بحث	۳۳	حواشی آیت ۴۰
ہم نے آپ کو شاہد، مبشر، نذیر، داعی الی اللہ اور سراج منیر بنا کر بھیجا ہے	۳۳	۴۶
ان اسماء حسنیٰ کی دلنشیں تشریح	۳۳	حاشیہ آیت ۴۶
حضور کی کثرت ازدواج کی حکمت	۳۳	۵۰ مع حاشیہ
مساوی سلوک کرنے کی پابندی نہیں پھر بھی حضور مساوی سلوک فرمایا کرتے	۳۳	۵۱
مزید نکاح کی ممانعت	۳۳	۵۲
حضور کی ازواج مطہرات سے نکاح کی ممانعت	۳۳	۵۳
اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی کریم پر درود بھیجتے ہیں	۳۳	۵۶
اے ایمان والو تم بھی درود و سلام بھیجا کرو	۳۳	۵۶
درود شریف کے فضائل و برکات، صلوٰۃ و سلام کا لغوی اور اصطلاحی معنی، درود شریف پڑھنے کے خصوصی مقامات، مفصل بحث	۳۳	حاشیہ آیت نمبر ۵۶
جو اللہ اور اس کے رسول کو اذیت پہنچاتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت اور رسوا کن عذاب	۳۳	۵۷
آپ سب بنی نوع انسان کے رسول ہیں	۳۴	۲۸
آپ کو حق کے ساتھ بشیر و نذیر بنا کر بھیجا گیا	۳۵	۲۴

	سورۃ نمبر	آیت نمبر		سورۃ نمبر	آیت نمبر
ابوجہل کا حضور ﷺ کو تلوار مارنے کے ارادہ سے آگے بڑھنا اور اس کا انجام	٣٦	٨ مع حاشیہ	فراموش نہ فرمائیے۔ ابو ایوب انصاری کا وہ عریضہ پیش خدمت کرنا حضور کا تبع کے ایمان کو قبول فرمانا اور شفاعت کا وعدہ		
قرآن کی قسم حضور سچے نبی ہیں	٣٨	١ مع حاشیہ			
حضور کی حکومت کا دائرہ سلیمانی حکومت سے کہیں وسیع تھا	٣٨	آیت نمبر ٣٥ کا حاشیہ	بارگاہ رسالت میں فریاد شرک نہیں عین ایمان اور پاکان امت کا معمول ہے	٤٦	٥، ٦ مع حواشی
جب حضرت سلیمان کو اختیار دیا تو سید المرسلین کو کیا نہ دیا ہوگا	٣٨	حاشیہ آیت نمبر ٣٩، ٤٠	میری رسالت کا خدا گواہ ہے	٤٦	٨
میں ڈرانے والا ہوں	٣٨	٦٥	لا ادری ما یفعل بی ولا بکم الآیہ کی تشریح	٤٦	٩ مع حاشیہ
حضور اول المسلمین ہیں	٣٩	١٢	جنات بھی حضور کے امتی ہیں۔ جن کا قرآن سننا، اس پر ایمان لانا، پھر قوم میں واپس جا کر تبلیغ اسلام کرنا	٤٦	٢٩ تا ٣٢
وہ آپ کو اپنے بتوں سے ڈراتے ہیں کیا اللہ آپ کی مدد کے لیے کافی نہیں	٣٩	٣٦			
میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا الا المودۃ فی القربیٰ (اس کی وضاحت)	٤٢	٢٣ مع حاشیہ	حضرت سواد ابن قارب کا ایک جن کے کہنے پر ایمان لانا اور بارگاہ رسالت میں یہ قصیدہ پیش کرنا وانک مامون علی کل غائب	٤٦	٢٩ تا ٣٢ مع حواشی [illegible]
اعلان نبوت سے پہلے کیا حضور کو کتاب و ایمان کا علم تھا (تفصیلی بحث)	٤٢	٥٢ مع حاشیہ			
آپ صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کرتے ہیں	٤٢	٥٢، ٥٣	آپ صبر کیجیے جس طرح اولو العزم رسولوں نے صبر کیا	٤٦	٣٥
بے شک آپ سیدھی راہ پر ہیں	٤٣	٤٣	عصمت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (واستغفر لذنبک وللمؤمنین)	٤٧	١٩ مع حاشیہ
قرآن آپ کے لیے اور آپ کی قوم کے لیے وجہ عزت و شرف ہے	٤٣	٤٤	ہم نے آپ کو فتح مبین عطا فرمائی	٤٨	١
حضور کے قول کی قسم (وقیلہ)	٤٣	٨٨	عصمت نبوت (لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر)	٤٨	٢ مع حاشیہ
مہاراجہ سروراؤ والی سندھ کا اسلام سے عشق	٤٣	حاشیہ آیت نمبر ٣			
تبع ابو کرب کا مشرف باسلام ہونا۔ حضور کی خدمت میں عریضہ کہ میں حضور کے پہلے پہلے غلاموں سے ہوں مجھے روز قیامت	٤٤	حاشیہ آیت نمبر ٣٧	حضور پر اللہ نے اپنی نعمت تمام کر دی	٤٨	٢
			اور آپ کی زبردست مدد فرمائی	٤٨	٢
			آپ کو شاہد، مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا	٤٨	٨

	سورہ نمبر	آیت نمبر
آپ کی تعظیم اور توقیر کا حکم (وتعزروہ وتوقروہ)	۴۸	۹ مع حاشیہ
جو آپ کی بیعت کرتے ہیں وہ اللہ کی بیعت کرتے ہیں	۴۸	۱۰
اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہوتا ہے	۴۸	۱۰
حضورؐ کے دست مبارک پر بیعت کرنے والوں سے اللہ راضی ہو گیا اور ان پر دیگر انعامات	۴۸	۱۸
حضورؐ کا خواب کہ تم مسجد حرام میں ضرور داخل ہو گے۔ اللہ نے وہ خواب سچا کر دکھایا۔	۴۸	۲۷
حضورؐ کو ہدایت اور دین حق دے کر مبعوث فرمایا تاکہ سارے دینوں پر اس دین کو غلبہ دے	۴۸	۲۸
آپ ہماری قدرت کی آنکھوں میں ہیں (فانک باعیننا)	۵۲	۴۸ مع حاشیہ
(د) نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم		
ہم نے آپ کو شعر نہیں سکھایا بلکہ ذکر اور قرآن سکھایا	۳۶	۶۹
شعر کی تشریح	۳۶	حاشیہ آیت نمبر ۶۹
ملاء اعلیٰ کا علم بہ تعلیم الٰہی		۶۹ مع حاشیہ
کیا حضورؐ کو اپنے انجام کا علم نہ تھا؟	۴۶	۹ مع حاشیہ
حضرت سواد ابن قارب کی شہادت	۴۶	حاشیہ

	سورہ نمبر	آیت نمبر
(وانک ماصون علی کل غائب)	۴۶	آیت سورہ ۲۹
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو منافقین کا علم وحی سے دیا گیا تھا	۴۷	۳۰
ثابت ابن قیس کو سعادت، شہادت اور جنت کی بشارت	۴۹	حاشیہ آیت نمبر ۲
میرا بیٹا سردار ہے یہ دو مسلمان گروہوں میں صلح کرائے گا	۴۹	۹ مع حاشیہ
جن رسولوں کا ذکر قرآن میں نہیں ان کا علم بھی دیا گیا	۴۰	۷۸ مع حاشیہ
(ہ) آداب نبوت		
حضورؐ کے حجروں میں جانے کے آداب	۳۳	۵۳
حضورؐ کے گھر سے کوئی چیز مانگنی ہو تو پردہ کے باہر کھڑے ہو کر مانگو	۳۳	۵۳
جس طرح بنی اسرائیل نے موسیٰ کو ستایا تم اے ایمان والو میرے نبی مکرم کے ساتھ یہ سلوک مت کرو	۳۳	۶۹
حضورؐ کی تعظیم اور توقیر کا حکم (وتعزروہ وتوقروہ)	۴۸	۹
اللہ اور اس کے رسول سے آگے بڑھنے کی کوشش مت کرو	۴۹	۱
حضورؐ کے سامنے آواز بلند نہ کرو ورنہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے	۴۹	۲ مع حواشی
صحابہ کا ادب حضرت ثابت ابن قیس	۴۹	حاشیہ آیت نمبر ۲
بارگاہ نبوت کا ادب ملحوظ رکھنے والوں کی شان	۴۹	۳

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
بلند آواز سے درود شریف پڑھنے کا حکم	۴۹	حاشیہ آیت نمبر ۲
علما و صلحاء کا ادب	۴۹	۔ ۔ ۔
حجرات کے باہر سے آواز دینا نادانی ہے	۴۹	۴
وفد بنی تمیم کی آمد اُن کا طرزِ عمل و درخواست	۴۹	حاشیہ آیت نمبر ۴
حضورؐ کی آمد کا صبر سے انتظار کرو	۴۹	۵
(د) اہل بیت نبوت		
فتوحات سے پہلے ازواج مطہرات کی درویشانہ زندگی، فتوحات کے بعد ان کے مطالبات، ارشاد الٰہی کہ اگر تمہیں مال و اسباب چاہیے تو تمہیں رخصت کر دیا جائے اور اگر تمہیں اللہ اور اُس کا رسول چاہیے تو تمہیں اجر عظیم ملے گا، ازواج مطہرات نے اللہ اور رسول کو پسند کیا	۳۳	۲۸، ۲۹
جو تم میں سے کھلی بے حیائی کرے گی اُس کو دگنی سزا ملے گی	۳۳	۳۰
جو تم میں سے وفادار رہے گی اُسے دگنا اجر ملے گا اور رزق کریم	۳۳	۳۱
اے ازواج النبی تم عام عورتوں کی مانند نہیں ہو	۳۳	۳۲
پردہ کا حکم	۳۳	۳۳
اُمّ المؤمنین حضرت عائشہؓ پر شیعہ کا اعتراض اور اُس کا رد	۳۳	آیت نمبر ۳۳ کا حاشیہ

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
جنگ جمل کے تفصیلی حالات	۳۳	۳۳
اُقتلوا نعثل والی روایت جعلی ہے	۳۳	۳۳ حاشیہ
اُمّ المؤمنین اور امیر المؤمنین کے دلوں میں باہمی قدر و عزت	۳۳	۳۳ حاشیہ
نماز، زکوٰۃ کی ادائیگی اور اُس کے رسول کی اطاعت کا حکم	۳۳	۳۳
اے اہل بیت اللہ تعالیٰ تم سے رجس دور کرنے کا ارادہ کرتا ہے	۳۳	۳۳
کیا ازواج مطہرات اہل بیت میں داخل ہیں یا نہیں تفصیلی بحث، شیعہ کا نقطۂ نظر اُن کے دلائل اور اُن کا رد	۳۳	حاشیہ آیت نمبر ۳۳
ازواج و بنات کے لیے پردہ کا خصوصی حکم	۳۳	۵۹
حضورؐ کی چار صاحبزادیاں تھیں	۳۳	۵۹ مع حاشیہ
اِلّا المودّۃ فی القربیٰ کی تشریح	۴۲	۲۳ مع حاشیہ
(ذ) حضورؐ کی اطاعت		
اہل ایمان کے لیے حضورؐ کی ذات میں بہترین نمونہ ہے	۳۳	۲
اللہ اور اُس کے رسولؐ کے فیصلہ کے بعد کسی مومن مرد یا عورت کو کوئی اختیار نہیں رہتا	۳۳	۳۶
اللہ اور رسولؐ کا نافرمان کھلا گمراہ ہے	۳۳	۳۶
حضورؐ کا مطیع ہی فوزِ عظیم حاصل کرے گا	۳۳	۷۱
شریعت کی پابندی کا حکم اور اہوائے نفس کی متابعت کی ممانعت	۴۵	۱۸

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اطاعت خدا اور رسول کا حکم	۴۷	۳۳
جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اس کو جنت ملے گی	۴۸	۱۷
اور جو منہ پھیرے گا اس کو عذاب الیم	۴۸	۱۷
اطاعت رسول کا حکم	۴۹	۱
اگر اللہ اور رسول کی اطاعت کرو گے تو تمہارے اعمال میں کمی نہیں کی جائے گی	۴۹	۱۴
(ح) اظہار عبدیت		
اللہ سے ڈرے	۳۳	۱
کفار و منافقین کی اطاعت کی ممانعت	۳۳	۱ ح حاشیہ
. . . .	۳۳	۴۸
اتباع وحی کا حکم	۳۳	۲
اللہ پر توکل کا حکم	۳۳	۳
. . . .	۳۳	۴۸
انک میت وانہم میتون	۳۹	۳۰
اللہ کی عبادت کرو اور شکر گزاروں میں شامل ہو جاؤ	۳۹	۶۶
قل انما انا بشر مثلکم	۳۰	۹
قرآن کو مضبوطی سے پکڑے رہیے	۴۳	۴۳
شریعت کی پابندی کا حکم	۴۵	۱۸
وما ادری ما یفعل بی ولا بکم	۴۶	۹
استغفر لذنبک وللمؤمنین	۴۷	۱۹
اپنے رب کے حکم پر صبر کیجیے	۵۲	۴۸
اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح بیان کیجیے	۵۲	۴۹

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
(ط) اسلام		
دین کو اللہ کے لیے خالص کرتے ہوئے اس کی عبادت کرو	۳۹	۲
خبردار دین خالص فقط اللہ کے لیے ہے	۳۹	۳
جس کا سینہ اللہ اسلام کے لیے کھول دے وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے	۳۹	۲۲
شریعت کی پابندی کا حکم اور جاہلوں کی خواہشات سے اجتناب کی تاکید	۴۵	۱۸
دین اسلام کو سب دینوں پر اللہ تعالیٰ غلبہ دینا چاہتا ہے	۴۸	۲۸
مکارم اخلاق کی تعلیم۔ مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ اگر دو میں لڑائی ہو تو ان کے درمیان صلح کرو	۴۹	۱۰
ایک دوسرے کا مسخر نہ اڑاؤ	۴۹	۱۱
ایک دوسرے پر عیب نہ لگاؤ	۴۹	۱۱
برے القاب سے یاد نہ کرو	۴۹	۱۱
بئس الاسم الفسوق بعد الایمان	۴۹	۱۱
سوء ظن سے بچو	۴۹	۱۲
ایک دوسرے کی جاسوسی مت کرو	۴۹	۱۲
غیبت نہ کرو یہ تو مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے	۴۹	۱۲
نسب اور رنگ وجہ شرف نہیں ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم یعنی جو تم میں زیادہ متقی ہے وہ اللہ کے نزدیک عزت والا ہے شعوب و قبائل پہچان کے لیے ہیں	۴۹	۱۳ ح حاشیہ

	سورۃ نمبر	آیت نمبر		سورۃ نمبر	آیت نمبر
اسلام لانے کا احسان اللہ پر مت جتلاؤ۔ یہ اس کا احسان ہے کہ	٤٩	١٧	اس نے تمہیں ہدایت دی	٤٩	١٧

انبیاء علیہم السلام

	سورۃ نمبر	آیت نمبر		سورۃ نمبر	آیت نمبر
اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے وحی نازل فرماتا ہے	٤٠	١٥	مخلص بندوں کے اللہ تعالیٰ کا جواب	٣٨	٨٣،٨٥،٨٤
ہم اپنے رسولوں کی اور مومنین کی مدد کرتے ہیں	٤٠	٥١	**ابراہیم علیہ السلام**		
بعض انبیاء کا ذکر قرآن میں ہے بعض کا نہیں	٤٠	٧٨	حضرت ابراہیم نوح کی جماعت سے تھے	٣٧	٨٣
			آپ کا قلب سلیم تھا	٣٧	٨٤
نبی اذنِ الٰہی سے معجزہ پیش کرتا ہے	٤٠	٧٨	آپ کا اپنی قوم کو توحید کی دعوت دینا	٣٧	٨٥
آدم علیہ السلام			قوم کا عید منانے کے لیے جانا۔ آپ کا بت خانہ میں بتوں کو ریزہ ریزہ کرنا	٣٧	٨٨ تا ٩٣
تحقیق آدم کے پتلے میں نفخت فیہ من روحی کا شرف آدم کو حاصل ہوا	٣٨	٧٢	قوم کی میلے سے واپسی۔ جوش میں آ کر آپ کے پاس دوڑے آئے	٣٧	٩٤
فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم	٣٨	٧٢،٧٣	اُن کے غلط عقائد پر آپ کا بھرپور وار	٣٧	٩٥،٩٦
ابلیس کا انکار اور تکبر کا اظہار کہ میں	٣٨	٧٣،٧٤	اُن کا آتش کدہ بنانا اور آپ کا سرخرو رہنا	٣٧	٩٧،٩٨
آدم سے بہتر ہوں		٧٥،٧٦	آپ کا وہاں سے ہجرت کر جانا	٣٧	٩٩
ابلیس کا راندہ جانا	٣٨	٧٧،٧٨	بچے کے لیے دعا اور اس کی قبولیت	٣٧	١٠٠،١٠١
اس کا مہلت مانگنا اور مہلت کا ملنا	٣٨	٧٩،٨٠،٨١	بچے کو ذبح کرنے کا حکم۔ باپ بیٹے کا جذبۂ تسلیم و رضا	٣٧	١٠٢ تا ١٠٥
شیطان کا چیلنج کہ تیری عزت کی قسم میں اولادِ آدم کو گمراہ کروں گا سوائے تیرے	٣٨	٨٢،٨٣	یہ فرزند کون تھا، اسماعیل یا اسحاق علیہما السلام	٣٧	حاشیہ آیت نمبر ١٠٣

	سورہ نمبر	آیت نمبر
آپ کا ذکر خیر ہمیشہ باقی رہے گا	۳۷	۱۰۸ تا ۱۱۱
حضرت اسحاق کی بشارت	۳۷	۱۱۲
ابراہیم، اسحاق، یعقوب بڑے طاقتور اور روشن دل تھے (اولی الأیدی والأبصار)	۳۸	۴۵
وہ ہمیشہ یاد آخرت میں لگے رہتے	۳۸	۴۶
یہ چنے ہوئے پسندیدہ لوگ تھے	۳۸	۴۷
حضرت ابراہیم کا اپنے باپ اور قوم کو وعظ	۴۳	۲۶، ۲۷ ۲۸
ابراہیم کے پاس انسانی شکل میں فرشتوں کی آمد، آپ کا گوشت بھون کر پیش کرنا	۵۱	۲۴، ۲۵ ۲۶
فرشتوں کا بیٹے کی بشارت دینا	۵۱	۲۸
حضرت سارہ کا اس پر متعجب ہونا	۵۱	۲۹، ۳۰
فرشتوں کا جواب	۵۱	۳۰
کیا اس سے ماتم کا جواز ثابت ہوتا ہے؟	۵۱	حاشیہ نمبر [illegible]
فرشتوں کا بتانا کہ وہ قوم لوط کو برباد کرنے کے لیے بھیجے گئے ہیں	۵۰	۳۱ تا ۳۷
الیاس علیہ السلام		
حضرت الیاس رسول تھے	۳۷	۱۲۳
اپنی قوم کو دعوت توحید	۳۷	۱۲۴ تا ۱۲۶
قوم نے آپ کو جھٹلایا	۳۷	۱۲۷
آپ کا ذکر خیر، آپ پر سلام	۳۷	۱۲۸ تا ۱۳۲
اسحاق علیہ السلام		
آپ کی بشارت	۳۷	۱۱۲

	سورہ نمبر	آیت نمبر
ہم نے آپ پر اور اسحق پر برکت دی	۳۷	۱۱۳
ان کی اولاد میں کچھ نیک ہیں اور کچھ ظالم	۳۷	۱۱۳
حضرت اسحاق، آپ کی صفات حمیدہ	۳۸	۴۵ تا ۴۷
اسماعیل علیہ السلام		
آپ کی ذبح کا ایمان افروز واقعہ	۳۷	۱۰۲ تا ۱۰۵ ،
کیا ذبیح آپ تھے تحقیق	۳۷	حاشیہ نمبر ۲۲
آپ کا ذکر باقی رہے گا	۳۷	۱۰۸ تا ۱۱۰
آپ اخیار میں سے تھے	۳۸	۴۸
ایوب علیہ السلام		
آپ کی آزمائش، آپ کی دعا	۳۸	۴۱ تا ۴۲
آپ پر عنایات خداوندی	۳۸	۴۳
قسم پورا کرنے کا طریقہ	۳۸	۴۴
نعم العبد انه اواب کا خطاب	۳۸	۴۴
داؤد علیہ السلام		
داؤد علیہ السلام کو فضیلت بخشی، پہاڑ اور پرندے اُن کے ساتھ مل کر تسبیح کرتے، لوہے کو نرم کر دیا	۳۴	۱۰
آپ کو زرہ بنانے کا فن سکھایا	۳۴	۱۱
زرہ سازی کے ساتھ ساتھ نیک کام کرنے کا حکم دیا	۳۴	۱۱
آپ بڑے طاقتور تھے	۳۸	۱۷
پہاڑ، پرندے سب اُن کے فرمانبردار تھے	۳۸	۱۸، ۱۹

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
آپ کو ملک، حکمت اور فصل الخطاب کا انعام دیا گیا	۳۸	۲۰
آپ کے حجرۂ عبادت میں دو فریقوں کا اچانک عبادت گاہ میں آپ کے پاس آنا اور مقدمہ پیش کرنا، تفصیلی تذکرہ	۳۸	۲۱ تا ۲۵
بائیبل کی آپ پر تہمت اور اس کی تحقیق	۳۸	آیت نمبر ۲۵ کا حاشیہ
آپ کو زمین میں خلیفہ مقرر کیا گیا	۳۸	۲۶
آپ کو عدل قائم کرنے کا حکم اور خواہش نفس کی اتباع سے ممانعت	۳۸	۲۶

سلیمان علیہ السلام

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
ہوا کو آپ کے ماتحت کر دیا، صبح و شام ایک ماہ کی مسافت طے ہوتی	۳۴	۱۲
عین القطر، جنات کو بھی ان کا تابع فرمان بنا دیا گیا	۳۴	۱۲
جنات آپ کے لیے مختلف چیزیں بناتے، بلند عمارتیں، مجسمے، لگن، دیگیں وغیرہ	۳۴	۱۳
آپ کو شکر ادا کرنے کا حکم	۳۴	۱۳
جنات کو آپ کی وفات کا کیسے علم ہوا	۳۴	۱۴
حیاتِ انبیاء علیہم السلام	۳۴	حاشیہ آیت نمبر ۱۴
سلیمان علیہ السلام کو نعم العبد انہ اواب فرمایا گیا	۳۸	۳۰
آپ کا گھوڑوں کو ملاحظہ کرنا اس بارے میں روایات کی تحقیق	۳۸	۳۱ تا ۳۳ مع حواشی
آپ کی آزمائش (اسرائیلی روایات کی تردید)	۳۸	۳۴
آپ کی دعا	۳۸	۳۵
ہوا آپ کے ماتحت تھی	۳۸	۳۶
سب شیطان (دیو) بھی ماتحت کر دیئے، (کوئی معمار کوئی غوطہ خور)	۳۸	۳۷، ۳۸
یہ ہمارا انعام ہے چاہے پاس رکھو چاہے کسی کو دے دو تمہیں اجازت ہے	۳۸	۳۹ مع حاشیہ
آپ بڑے مقرب تھے آپ کا انجام بہت اچھا	۳۸	۴۰
جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ شان ہے تو محبوب رب العالمین کی شان کیا ہوگی	۳۸	حاشیہ آیت نمبر ۴۰

صالح علیہ السلام

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
آپ کی قوم ثمود کی سرکشی اور تباہی	۵۱	۴۳ تا ۴۵
آپ کی قوم نے گمراہی کو ہدایت پر ترجیح دی اور ہلاک و برباد ہوئی	۴۱	۱۷، ۱۸

عیسیٰ علیہ السلام

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
ابن مریم کے ذکر پر اہل مکہ کا شور و غل	۴۳	۵۷، ۵۸
حالانکہ وہ ہمارا بندہ ہے جس پر ہم نے انعام فرمایا	۴۳	۵۹
آپ قیامت کی نشانی، تفصیلی بحث	۴۳	۶۱
آپ کی تنبیہ کہ صرف اللہ کی عبادت کیا کرو	۴۳	۶۳، ۶۴
عیسائی فرقوں کا اختلاف	۴۳	۶۵

	سورہ نمبر	آیت نمبر
لوط علیہ السلام		
آپ رسول تھے	۳۷	۱۳۳
آپ کی نجات اور منکرین کی تباہی	۳۷	۱۳۴تا۱۳۶
موسیٰ و ہارون علیہما السلام		
آپ پر قوم نے جو الزام لگایا اللہ نے اس سے آپ کو بری کر دیا	۳۳	۶۹
آپ اپنے رب کے ہاں بڑے معزز تھے	۳۳	۶۹
قوم کا آپ کے ساتھ معاندانہ رویہ ، بحوالہ حاشیہ	۳۳	حاشیہ آیت نمبر ۶۹
ہم نے موسیٰ و ہارون پر احسان فرمایا	۳۷	۱۱۴
انہیں اور ان کی قوم کو غلامی کے عذاب سے نجات دی	۳۷	۱۱۵، ۱۱۶
انہیں روشن کتاب دی	۳۷	۱۱۷، ۱۱۸
ان کے ذکر کو دوام بخشا	۳۷	۱۱۹تا۱۲۲
موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا تذکرہ	۴۳	۴۶
فرعون کا آپ کو ساحر کہنا	۴۳	۴۹ مع حاشیہ
فرعون کا اترانا کہ میں مصر کا مالک ہوں یہ دریا اور نہریں میری ہیں اور موسیٰ مہین ہیں	۴۳	۵۱، ۵۲ ۵۳
قوم فرعون کی گمراہی اور تباہی	۴۳	۵۴، ۵۵، ۵۶
آپ کا فرعون سے بنی اسرائیل کو آزاد کرنے کا مطالبہ اور سرکشی سے بچنے کی نصیحت	۴۴	۱۷، ۱۸ ۱۹

	سورہ نمبر	آیت نمبر
میں تمہاری سنگ باری سے اپنے رب کی پناہ مانگتا ہوں	۴۴	۲۰، ۲۱، ۲۲
مصر سے ہجرت کا حکم ، بحر احمر کو چھوڑ کر جانے کی ہدایت اور ان کے غرق ہونے کی خبر	۴۴	۲۳، ۲۴
فرعون کی غرقابی ، اتنے باغات ، محلات وہ پیچھے چھوڑ کر چلے گئے	۴۴	۲۵تا۲۸
نہ ان پر آسمان رویا نہ زمین	۴۴	۲۹
ہم نے بنی اسرائیل کو متکبر فرعون سے نجات دی	۴۴	۳۰، ۳۱
بنی اسرائیل کو چن لیا	۴۴	۳۲، ۳۳
سلطان مبین کے ساتھ آپ کا فرعون کے پاس جانا ، اس کی روگردانی اور غرقابی	۵۱	۳۸، ۳۹ ۴۰
حضرت موسیٰ کو دلائل کے ساتھ فرعون ، ہامان اور قارون کی طرف بھیجا گیا	۴۰	۲۳، ۲۴
فرعون ان کے بیٹوں کو قتل کرتا ہے اور عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتا	۴۰	۲۵
فرعون کا غیظ و غضب ، یہ تمہارا دین بدل دے گا ۔ یہ فتنہ و فساد کی آگ بھڑکا دے گا	۴۰	۲۶
فرعون کی دھمکی کے جواب میں آپ کا ارشاد (انی عذت بربی)	۴۰	۲۷
قوم فرعون کا مومن حضرت کلیم کا دفاع کرتا ہے اور انہیں بڑے موثر انداز میں نصیحت کرتا ہے	۴۰	۲۸تا۳۵
فرعون کی بے بسی	۴۰	۲۹

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
فرعون قوم کی توجہ حضرت موسیٰ سے ہٹانے کے لیے ہامان کو ایک بلند مینار تعمیر کرنے کا حکم دیتا ہے	۴۰	۳۶
مومن آلِ فرعون کا دوسرا وعظ	۴۰	۳۸ تا ۴۴
اللہ نے اس مومن کو فرعون کے شر سے بچا لیا	۴۰	۴۵
فرعون کی تباہی، فرعونی صبح و شام آگ پر پیش کیے جاتے ہیں	۴۰	۴۶
موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی گئی لوگوں نے اس میں بھی اختلاف کیا	۴۱	۴۵

نوح علیہ السلام

حضرت نوح کی فریاد اور اس کی قبولیت	۳۷	۷۵، ۷۶
ان کی اولاد کو باقی رکھا	۳۷	۷۷
ان کا ذکرِ خیر ہمیشہ ہوتا رہے گا	۳۷	۷۸ تا ۸۰
ان کے مخالفوں کو غرق کر دیا	۳۷	۸۲
آپ کی قوم بھی نافرمان تھی	۵۱	۴۶

ہود علیہ السلام

حضرت ہود کی قوم عاد کے حالات، احقاف کا محل وقوع	۴۶	۲۱ تا ۲۶
قوم کا آپ پر الزام کہ تم ہمیں ہمارے خداؤں سے برگشتہ کرنا چاہتے ہو	۴۶	۲۲
ہم نے عاد کو زمین میں قوت بخشی تھی کان، آنکھیں اور دل دیے لیکن سب بے سود	۴۶	۲۶
ان کی بربادی	۴۶	۲۴، ۲۵
آپ کی قوم عاد پر جھکڑ کا چلنا اور ان کا ملیامیٹ ہو جانا	۵۱	۴۱، ۴۲
. . . .	۴۱	۱۵، ۱۶

یونس علیہ السلام

حضرت یونس رسولوں میں سے ہیں	۳۷	۱۳۹
آپ کا اپنی قوم سے بھاگ جانا	۳۷	۱۴۰
مچھلی کا آپ کو نگل جانا	۳۷	۱۴۲
پھر اس کا ساحل پر آپ کو اگل دینا وغیرہ حالات	۳۷	۱۴۵ تا ۱۴۸
پھر قوم کے پاس واپسی اور ان کا ایمان	۳۷	۱۴۷، ۱۴۸

بعض دوسری قومیں

قومِ سبا کے حالات، ان کا آب پاشی کا بہترین نظام ان کے ملک کی زرخیزی ان کی ناقدردانی، سیلِ عرم اور ان کی بربادی	۳۴	۱۵، ۱۶، ۱۷ مع حواشی
ان کی خوشحالی کے دور میں بستیاں باہم تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر بسائیں	۳۴	۱۸
ان کی ناشکری اور تباہی	۳۴	۱۹
ابلیس نے اپنا ظن سچ کر دکھایا	۳۴	۲۰
اصحاب قریہ کے پاس رسولوں کا آنا	۳۶	۱۳ تا ۱۹
ان کا ایمان لانے سے انکار اور رسولوں پر الزام تراشی		

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
ایک مردِ مومن کی آمد اس کا خطاب بیان	۳۶	۲۰
پیغمبروں کی اطاعت کی تلقین	۳۶	۲۱
اپنے مومن ہونے کی وجہ	۳۶	۲۲، ۲۳،
		۲۴، ۲۵
اس کی شہادت، درگاہِ الٰہی میں اس کی مقبولیت	۳۶	۲۶، ۲۷
اصحابِ قریہ کی بربادی (تفصیل جانیں)	۳۶	۲۹
قومِ تبع، ایک تبع کا مسلمان ہونا اور حضورؐ کی مدحت میں شفاعت کے لیے عریضہ لکھنا	۴۴	۳۷

انسان اور اس کی عظمت کا قرآنی تصور

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
انسان کے سینہ میں صرف ایک ہی دل ہے (اس کی حکمت)	۳۳	۴
آسمانوں، زمین اور پہاڑوں نے امانت کو نہ اُٹھایا انسان نے اٹھالیا	۳۳	۷۲
اس کی حکمت	۳۳	۷۳
دستکاری میں کوئی عیب نہیں، جو کام کرو بڑی ہنرمندی سے کرو۔	۳۴	۱۱ مع حاشیہ
ہر شخص سے اس کے اعمال کے بارے میں بازپرس ہوگی	۳۴	۲۵
سب منکرین کو غور و فکر کی دعوت ۔ دو دو مل کر یا اکیلے اکیلے کھڑے ہو کر سوچو کیا یہ نبی کریم مجنون ہے	۳۴	۴۶

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
عمل صالح انسان کو بلند کرتا ہے	۳۵	۱۰
تخلیقِ انسان	۳۵	۱۱
کوئی کسی کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا	۳۵	۳۸
جو پاکیزگی اختیار کرتا ہے وہ اپنا بھلا	۳۵	۱۸
کرتا ہے	۳۵	۱۸
اندھا اور بینا، ظلمت اور نور، سایہ اور دھوپ برابر نہیں	۳۵	۱۹
زندہ اور مُردے برابر نہیں	۳۵	۲۰
اللہ سے علماء ہی ڈرتے ہیں، علم کی حقیقت	۳۵	۲۸ مع حاشیہ
انسان کی تخلیق ایک بوند پانی سے اور پھر وہ سرکشی کرتا ہے۔ زمین، آسمان اور مابینہما کو عبث پیدا نہیں کیا گیا۔	۳۸	۲۷
کیا ہم نیکوں اور بدکاروں کو، پرہیزگاروں اور فاجروں کو ایک جیسا بنا دیں گے	۳۸	۲۸
میں نے انسان کو درست کیا، اس میں اپنی روح پھونکی تو (فرشتو) اسے سجدہ کرو	۳۸	۷۲
شیطان کا اعتراف: میں تیرے مخلص بندوں کو گمراہ نہیں کر سکتا	۳۸	۸۲، ۸۳
اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے ناشکری کو پسند نہیں کرتا اور شکر کو پسند کرتا ہے۔ (مشیت اور رضا میں فرق)	۳۹	۷
کوئی کسی کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا	۳۹	۷
تکلیف کے وقت انسان فریاد کرتا ہے اور نعمت کے وقت شرک کرنے لگتا ہے	۳۹	۳۹

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اوامر		
اللہ پر توکل کرو	۳۳	۳
اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچی بات کہا کرو	۳۳	۷۰
اپنے رب سے ڈرتے رہو	۳۹	۱۰
دین کو اللہ کے لیے خالص کرتے ہوئے اس کی عبادت کرو	۳۹	۲
. . . .	۳۹	۱۱، ۱۳، ۱۴
مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلے ایمان لاؤں	۳۹	۱۲
موت سے پہلے اپنے رب کا حکم مانو	۴۲	۴۷
اہل ایمان کو کفار سے درگزر کرنے کا حکم	۴۵	۱۴
شریعت کی پابندی کا حکم، اللہ تمہارا مددگار ہوگا	۴۵	۱۸، ۱۹
ماں باپ کی خدمت اور حسن سلوک	۴۶	۱۴، ۱۵
کافر اولاد کا اپنے والدین سے سلوک	۴۶	۱۷
اولو العزم رسولوں کی طرح صبر کیجیے	۴۶	۳۵
اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم	۴۷	۳۸
مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں	۴۹	۹
تو صلح کرا دو	۴۹	۹
جو زیادتی کرے اس کے ساتھ سب لڑو	۴۹	۹
صلح عدل و انصاف سے کراؤ	۴۹	۹
اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے	۴۹	۱۰

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
باہمی مصالحت کی فضیلت	۴۹	حاشیہ آیت نمبر ۹
سوءِ ظن سے بچو بعض ظن گناہ ہیں	۴۹	۱۲
اللہ کی طرف دوڑ کر جاؤ (فرار کا مفہوم)	۵۱	۵۰
بنی اسرائیل		
قوم نے حضرت کلیم پر الزام لگایا اللہ نے انہیں بلند کر دیا	۳۳	۶۹
قوم کا آپ کے ساتھ نامناسب برتاؤ بحوالہ بائیبل	۳۳	حاشیہ ۶۹
انہیں غرقابی سے نجات دی	۳۷	۱۱۵، ۱۱۶،
بنی اسرائیل کی آزادی کا مطالبہ	۴۴	۱۷، ۱۸
مصر سے ہجرت کا حکم	۴۴	۲۳، ۲۴
ہم نے بنی اسرائیل کو متکبر فرعون سے نجات دی	۴۴	۳۰، ۳۱، ۳۲
بنی اسرائیل کو چن لیا	۴۴	۳۲
بنی اسرائیل کو کتاب، حکومت اور نبوت بخشی اور عالمین پر فضیلت دی	۴۵	۱۶
ان کا باہمی اختلاف دانستہ تھا اس کی وجہ بغیاً بینہم	۴۵	۱۷
جبر و قدر		
اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے	۳۵	۸
ان میں سے اکثر ایمان نہیں لائیں گے	۳۶	۷، ۱۰
اگر اللہ چاہتا تو سب کو ایک امت بنا دیتا	۴۲	۸

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
کہتا ہے یہ میرے علم کی برکت ہے	۳۹	۴۹
شب بیدار، ہر وقت ڈرنے والا اس کی رحمت کا امیدوار اور جاہل کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔	۳۹	۹
جو اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں وہی ہدایت یافتہ ہیں، وہی دانشمند ہیں	۳۹	۱۸
جس کا سینہ وہ اسلام کے لیے کھول دے تو وہ نورِ ہدایت پر ہے۔	۳۹	۲۲
جو ہدایت قبول کرتا ہے وہ اپنا بھلا کرتا ہے	۳۹	۴۱
جو گمراہ ہوتا ہے وہ اپنا نقصان کرتا ہے	۳۹	۴۱
اب فرصت ہے اچھے قول کی پیروی کرو۔ ورنہ پچھتاؤ گے	۳۹	۵۵تا۵۹
اگر اسے راحت پہنچے تو پھولے نہیں سماتا، تکلیف پہنچے تو مایوس ہو جاتا ہے	۴۲	۴۸
زمین و آسمان کی ہر چیز تمہارے لیے مسخر کر دی	۴۵	۱۲، ۱۳
اہلِ فکر کے لیے اس میں نشانیاں ہیں	۴۵	۱۳
جو اچھا عمل کرتا ہے وہ اپنے لیے کرتا ہے جو برا کرتا ہے اپنے لیے کرتا ہے	۴۵	۱۴
بدکاروں اور نیکوں کی زندگی اور موت یکساں نہیں	۴۵	۲۱
کیا راہِ ہدایت کا مسافر اور اعمال بد پر دلیر شخص اور خواہشات کا غلام یکساں ہیں	۴۷	۱۴

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
ایک دوسرے کا تمسخر مت اڑاؤ	۴۹	۱۱
عیب مت لگاؤ، اور بُرے نام نہ دھرو	۴۹	۱۱
مسلمان ہو کر فاسق کہلانا بہت برا ہے	۴۹	۱۱
ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم	۴۹	۱۳
ہم شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں (قرب کی حقیقت)	۵۰	۱۶
اس کے دائیں بائیں کاتب تیار بیٹھے ہیں	۵۰	۱۷، ۱۸
قلب بینا اور کان لگا کر سننے والے کے لیے یہ تذکرہ ہے	۵۰	۳۷
انس و جان کی تخلیق عبادت کے لیے ہے	۵۱	۵۶
ہر شخص اپنے اعمال کا اسیر ہوگا	۵۲	۲۱
اندھا اور بینا، مومن صالح اور فاسق برابر نہیں ہیں	۴۰	۵۸
جو اچھا کام کرتا ہے اس میں اس کا اپنا بھلا ہے	۴۱	۴۶
جو برا کام کرتا ہے اس کا وبال اس پر ہوگا۔	۴۱	۴۶
انسان بھلائی کی دعا کرنے سے نہیں تھکتا اگر اسے تکلیف پہنچے تو مایوس ہو جاتا ہے	۴۱	۴۹
جب خوشحال ہوتا ہے تو اس کا ردعمل	۴۱	۵۰
رنج و مسرت میں انسان کی حالت	۴۱	۵۱

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
سلام کہنے کا حکم اور اس کا جواب دینا	۳۳	حاشیہ آیت نمبر ۴۴
کفار کو ناکام واپس لوٹا دیا۔ اہل ایمان کو جنگ کے بغیر فتح عطا فرمائی	۳۳	۲۵
بنی قریظہ		
اس یہودی قبیلے کا محاصرہ، اس کا قلع قمع	۳۳	۲۶
تفصیلی جائزہ	۳۳	۲۶ کا حاشیہ
جنگِ کل	۳۳	۲۷ کا حاشیہ
دشمن کے مقابلہ کے لیے نکلو تو ان کی گردنیں اڑا دو	۴۷	۴
اسیرانِ جنگ کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے (تفصیلی بحث)	۴۷	۴ کا حاشیہ
شہداء کے اعمال ضائع نہیں ہوں گے ان پر انعامات	۴۷	۶،۵،۴
جہاد		
اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا	۴۷	۷
ہمت مت ہارو صلح کی پیش کش مت کرو تم ہی سربلند ہو گے اللہ تمہارے ساتھ ہے	۴۷	۳۵
جنگجو قوم سے جہاد کرنے کی دعوت	۴۸	۱۶

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
وہ کون لوگ تھے؟ مسیلمہ کذاب کی قوم ان سے جہاد کی تفصیل	۴۸	۱۶
معذوروں پر جہاد فرض نہیں	۴۸	۱۷
غزوۂ خیبر		
اس کے محرکات خیبر کا علاقہ دو حصوں میں منقسم تھا۔ دونوں حصوں میں بہت سے مستحکم قلعے تھے ان قلعوں کو فتح کرنے کے تفصیلی حالات۔ وہ ضرب حیدری نے مرحب کو دو لخت کر کے جزیرۂ عرب میں یہودیت کا خاتمہ کر دیا تفصیلی جائزہ	۴۸	حاشیہ آیت نمبر ۱۹ اور ۲۰
دیگر فتوحات کی بشارتیں	۴۸	۲۱
صلح حدیبیہ		
اس سفر میں اللہ تعالیٰ نے جو احسانات مسلمانوں پر فرمائے۔	۴۸	۲۰ تا ۲۴
صلح میں ایک حکمت یہ تھی کہ مکہ مکرمہ میں کئی مومن مرد اور عورتیں تھیں جنہیں تم نہیں پہچانتے تھے	۴۸	۲۵
جنگ کی صورت میں انہیں گزند پہنچنے کا اندیشہ تھا	۴۸	۲۵
اگر کفار مسلمان قیدیوں کو ڈھال بنا لیں تو کیا اسلامی لشکر کو حملہ کرنے کی اجازت ہے؟	۴۸	آیت ۲۵

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
جس کو اللہ گمراہ کردے اس کا کوئی راہنما نہیں	۳۹	۲۳
کفار کی بہانہ سازی، اگر اللہ نہ چاہتا تو ہم بتوں کی عبادت نہ کرتے جو اپنی خواہش کو خدا بنا لیتا ہے اور علم کے باوجود اللہ اسے گمراہ کر دیتا ہے تو اس کے کان اور دل پر مہر اور آنکھوں پر پردہ ڈال دیا جاتا ہے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا	۴۵	۲۳
بدبخت ہی قرآن سے گمراہ ہوتا ہے	۵۱	۹

جہاد

غزوۂ خندق

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
تفصیلی جائزہ		
یہودی قبائل کی اہل مکہ کے ساتھ خفیہ ساز باز		
اہل مکہ اور قبائل عرب کی مدینہ پر یلغار خندق کھودنے کی تجویز	۳۳	آیت نمبر ۹ کا حاشیہ
خندق کھودتے وقت روح پرور منظر چٹان کو تین ضربوں سے ریزہ ریزہ فرمایا اور ایران، روم اور یمن کی فتوحات کی خوشخبری		۱ حاشیہ نمبر ۱۲ ملاحظہ ہو
شدید بھوک کے لالے		
حضرت فاروق اعظم کے عہد میں ان بشارتوں کی تکمیل		
شیر خدا اور عمرو ابن عبدود کا معرکہ		
بنی قریظہ کی سازش میں شمولیت		
انصار کا کفار کو محاصرہ اٹھانے کے لیے ایک کھجور بھی دینے سے انکار		
نعیم بن مسعود کا اسلام اور کفار و یہود میں پھوٹ ڈالنے کا کارنامہ	۳۳	آیت نمبر ۹ کا حاشیہ و حاشیہ نمبر ۲۱ ملاحظہ ہو
آخر میں نصرت الٰہی آندھی کی صورت میں نمودار ہوئی		
کفار کے کیمپ میں کھلبلی		
بدحواسی کے عالم میں ان کا فرار		
کٹھن ساعت کے وقت اہل ایمان پر اللہ تعالیٰ نے جو انعام فرمایا اس کو یاد رکھو	۳۳	۹، ۱۰، ۱۱
اس وقت منافقین کا طرز عمل کہنے لگے اللہ اور رسول نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا وہ محض دھوکا تھا	۳۳	۱۲
منافقین نے میدان جنگ سے کھسکنا شروع کر دیا	۳۳	۱۳، ۱۴
سرفروشی کی پہلے بڑی ڈینگیں مارتے تھے اب بھاگ رہے ہیں	۳۳	۱۵
یہ فرار تمہیں موت سے نہیں بچا سکتا	۳۳	۱۶، ۱۷
جہاد سے روکنے والوں کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے	۳۳	۱۸
یہ بخیل اور حریص	۳۳	۱۹
جنگ کے وقت بزدل اور امن کے وقت زبان دراز	۳۳	۱۹
اہل ایمان کا جذبۂ ایمان و تسلیم اور سرفروشی اور ان کی جرأت	۳۳	۲۲، ۲۳، ۲۴ مع حواشی
شہدا کے مزارات کی زیارت [illegible]	۳۳	تحت آیت نمبر ۲۳

دعائیں

	سورہ نمبر	آیت نمبر
حضرت سلیمانؑ کی دعا رَبِّ اغْفِرْ لِیْ	۳۸	۳۵
بڑی پیاری دعا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ الخ	۳۸	حاشیہ آیت ۳۵
سوتے وقت جو دعا مانگنی چاہیے	۳۹	حاشیہ آیت ۴۲
گھوڑے وغیرہ پر سوار ہوتے وقت کی دعا	۴۳	۱۳ مع حاشیہ
سفر پر روانہ ہوتے وقت کی دعا	۴۳	حاشیہ آیت ۱۴
رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ الخ بڑی جامع دعا	۴۶	۱۵
نمازِ تہجد کے بعد کی دعا	۵۱	۱۸ کا حاشیہ
کسی مجلس سے اٹھتے وقت کی دعا	۵۲	حاشیہ آیت ۴۸
رات کو سوتے سوتے آنکھ کھل جائے تو کیا دعا مانگیں	۵۲	حاشیہ آیت ۴۹
مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا	۴۰	۶۰ مع حاشیہ
شرائط قبولیت دعا	۴۰	حاشیہ آیت ۶۰
جو عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ دوزخ کا ایندھن بنیں گے۔ شرِ شیطان سے اللہ کی پناہ مانگ	۴۰	۶۰

سیاسیات

	سورہ نمبر	آیت نمبر
شریعت نبوی کی پابندی کیوں ضروری ہے؟	۳۳	حاشیہ آیت ۲۱
مومنوں کو جنگ کے بغیر فتح	۳۳	۲۵
خلیفہ کون ہوتا ہے؟ عدل قائم کرنے اور ہوائے نفس سے بچنے کا حکم	۳۸	۲۶

	سورہ نمبر	آیت نمبر
خلیفہ اور بادشاہوں میں فرق۔ حضرت عمرؓ کا اپنے بارے میں استفسار۔ سربراہِ مملکت کے لیے خلیفہ کا لفظ کیوں پسند کیا گیا	۳۸	حاشیہ آیت ۲۵
اُن کے کام مشورے سے طے ہوتے ہیں (وَاَمْرُھُمْ شُوْرٰی بَیْنَھُمْ)	۴۲	۳۸
غلامی رسوا کن عذاب ہے	۴۴	۳۰
ظالم فرعون سب کچھ چھوڑ کر ہلاک ہو گیا	۴۴	۲۵ تا ۲۸
ظالموں کی بربادی پر کوئی آنکھ اشکبار نہ ہوئی	۴۴	۲۹
ایمان کامل نہ ہو تو برسرِ اقتدار لوگ فتنہ برپا کرتے ہیں اور قطع رحمی شروع کر دیتے ہیں	۴۷	۲۲
شدید ضرورت کے بغیر کفار کو صلح کی پیشکش درست نہیں	۴۷	حاشیہ آیت ۳۵
اگر جہاد میں بخل کرو گے تو اپنے اوپر ظلم کرو گے	۴۷	۳۸
اگر تم اپنے فرائض انجام نہیں دو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں ہٹا کر کسی اور قوم کو تمہاری جگہ کھڑا کر دے گا	۴۷	۳۸
صلح حدیبیہ کو فتح مبین فرمایا گیا	۴۸	۱
اس کی وجہ، حالات کا تفصیلی جائزہ	۴۸	حواشی آیت نمبر ۱
فاسق کی خبر بغیر تحقیق کے مت مانو ایسا نہ ہو کہ پچھتانا پڑے	۴۹	۶
دو مسلمان گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو اُن میں صلح کرا دو اور جو زیادتی کرے اُس کے ساتھ سب لڑو	۴۹	۹

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں	۴۹	۹ مع حاشیہ
باغی گروہ کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے	۴۹	۹
حضورؐ کا حکم، حضرت علیؓ کا عمل ان کے زخمیوں اور مقتولوں کے ساتھ برتاؤ	۰	حاشیہ آیت نمبر ۹
کیا ظالم حکمران کے ساتھ جنگ جائز ہے	۴۹	حاشیہ آیت نمبر ۹
باغی گروہ کے قیدیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے	۴۹	. . . .
حضرت امام حسنؓ کی مصالحت	۴۹	. . . .
حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مخالفین کے بارے میں پوچھا گیا کیا وہ مشرک ہیں؟ کیا وہ منافق ہیں؟ آپ کا جواب	۴۹	. . . .
مسلمان بھائی بھائی ہیں ان میں صلح کراؤ	۴۹	۱۰
فرعونی سیاست جس نے حضرت موسیٰ پر فتنہ و فساد برپا کرنے کا الزام لگایا	۴۰	۲۶
بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے نجات دلا کر ان پر احسان کیا	۳۷	۱۱۵، ۱۱۶
فرعون نے آپ پر ساحر ہونے کا الزام لگایا	۴۳	۴۹ مع حاشیہ
فرعون کا غرور و تکبر	۴۳	۵۱ تا ۵۳
حضرت موسیٰ نے فرعون سے مطالبہ کیا کہ وہ بنی اسرائیل کو آزاد کر دے	۴۴	۱۷، ۱۸
فرعونی سیاست کا انجام	۴۴	۲۵ تا ۲۸
تباہی و بربادی		
ان کی تباہی پر کسی آنکھ بھی نمناک نہیں ہوئی	۴۴	۲۹
فرعون نے بنی اسرائیل کی کثرت سے ڈر کر ان کے بچوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔	۴۰	۲۵

شرک کا ابطال

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
ان کے معبود ایک ذرہ کے بھی مالک نہیں	۳۴	۲۲
بت گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں	۳۵	۱۳
اللہ کا کوئی شریک نہیں	۳۴	۲۷
نہ وہ پکار سنتے ہیں نہ جواب دے سکتے ہیں	۳۵	۱۴
قیامت کے دن اپنے پجاریوں کی پوجا کا انکار کریں گے	۳۵	۱۴
معبودان باطل اپنے پرستاروں کے دشمن ہوں گے	۴۶	۶
تمہارے معبودوں نے کیا بنایا ہے دکھاؤ	۳۵	۴۰
باطل معبودوں نے کیا پیدا کیا ہے دکھاؤ	۴۶	۴
ایک مثال سے شرک کی قباحت	۳۹	۲۹
اگر پوچھا جائے زمین و آسمان کا خالق کون ہے تو کہیں گے اللہ	۳۹	۳۸
اگر ان سے پوچھا جائے کہ زمین آسمان کا خالق کون ہے تو کہیں گے عزیز و علیم نے	۴۳	۹
اگر ان سے پوچھا جائے کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے تو کہیں گے اللہ نے	۴۳	۸۷
وہ تکلیف دور کر سکیں نہ کوئی انعام روک سکیں	۳۹	۳۸
تم اپنا کام کرو میں اپنا کام کروں گا پھر دیکھو عذاب کس پر آتا ہے	۳۹	۴۰
اے جاہلو کیا تم غیر خدا کی عبادت کا کہتے	۳۹	۶۴

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
گھڑ لیتے ہو۔	۳۹	۴۳
حالانکہ مجھے بتایا گیا ہے کہ شرک سے سارے عمل برباد ہو جاتے ہیں	۳۹	۶۵
اُن کے شریکوں کے دین کی شریعت جن کی اجازت اللہ نے نہیں دی	۴۲	۲۱
ظالموں کے لیے عذاب الیم ہے	〃	〃
ظالم اپنے کرتوتوں کے باعث لرزاں ہوں گے	۴۲	۲۲
گزشتہ رسولوں سے پوچھو کیا اللہ نے کوئی اور خدا بنائے	۴۳	۴۵
اگر رحمٰن کا کوئی بیٹا ہوتا تو میں سب سے پہلے اُس کی عبادت کرنے والا ہوں۔	۴۳	۸۱
خدا کے سوا معبودوں کو شفاعت کا حق نہیں	۴۳	۸۶
غیروں کو خدا سمجھ کر پکارنے والا بڑا گمراہ ہے	۴۶	۵
جب عذاب آیا تو بتوں نے ان کی کیوں مدد نہ کی	۴۶	۸
اللہ کے ساتھ کسی غیر کو خدا نہ بناؤ	۵۱	۵۱
غیر خدا کی عبادت سے مجھے منع کیا گیا ہے	۴۰	۶۶
مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اُس کی عبادت کرو	۴۰	۶۶
شریعت		
(الف) شریعت کی خصوصیات۔		
خطا سے غلطی سرزد ہو تو مواخذہ نہیں، دانستہ ہو تو مواخذہ ہے	۳۳	۵

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
یہ شریعت ایسے نبی کی ہے جو اَولیٰ بالمؤمنین ہے	۳۳	۶ مع حاشیہ
شریعت میں حیلہ کا حکم	۳۸	حاشیہ آیت نمبر ۴۴
جس چیز کا اصل ثابت ہو اُس کی پیروی سے وہ بدعت نہیں بن جاتی	۳۸	حاشیہ آیت نمبر ۴۹
عبادات		
کثرت ذکر کا حکم	۳۳	۴۱
صبح و شام اُس کی تسبیح کرو	۳۳	۴۲
متقی رات کو بہت کم سوتے ہیں	۵۱	۱۷
وہ سحری کے وقت استغفار کرتے ہیں	۵۱	۱۸
طلوع شمس اور غروب شمس سے پہلے تسبیح و تحمید کا حکم	۵۰	۳۹
رات کے وقت تسبیح کا حکم	۵۰	۴۰
میری عبادت کرو یہی صراط مستقیم ہے	۳۶	۶۱
جو عبادت کرنے سے تکبر کرتے ہیں وہ ذلیل و خوار ہوں گے اور وہ دوزخ میں پھینک دیے جائیں گے	۴۰	۶۰
ازواج مطہرات کو نماز اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم	۳۳	۳۳
نماز، زکوٰۃ و صدقات		
ازواج مطہرات کو نماز اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم	۳۳	۳۳
اُس کی راہ میں جو کچھ خرچ کرو گے وہ اُس	۳۴	۳۹

	سورہ نمبر	آیت نمبر
کا معاوضہ تمہیں دے گا	۳۴	۳۹
جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں نماز قائم کرتے ہیں، ظاہر اور پوشیدہ ہمارے دیئے ہوئے رزق سے خرچ کرتے ہیں ان کی تجارت میں گھاٹا نہیں۔	۳۵	۲۹
کافروں کو اگر خرچ کرنے کے بارے میں کہا جائے تو کہتے ہیں جن کو خدا نے نہیں دیا ہم انھیں کیوں دیں	۳۶	۴۷
اُن کے مالوں میں سائل اور محروم کا حق ہے۔	۵۱	۱۹

پردہ کے احکام

عورت کے عنوان کے نیچے ملاحظہ فرمائیے

حلال وحرام

	سورہ نمبر	آیت نمبر
عورتوں کے لیے ریشم اور سونا حلال ہے	۴۳	۱۸

دیگر شرعی احکام

	سورہ نمبر	آیت نمبر
متبنّیٰ کے بارے میں زمانہ جاہلیت کا رواج جس میں قرآنی اصلاح	۳۳	۴ ، ۵
ہر شخص کی نسبت اُس کے باپ کی طرف کرو	۳۳	۵
اولوالارحام بعض بعض سے مقدم ہیں۔	۳۳	۶
ماں باپ سے حسنِ سلوک	۴۶	۱۵ ح حاشیہ

شیطان

	سورہ نمبر	آیت نمبر
شیطان نے قوم سبا کو گمراہ کرنے کا وعدہ پورا کر دیا	۳۴	۲۰
شیطان کو لوگوں پر قابو حاصل نہیں ہوتا۔ وہ صرف انھیں بہکاتا ہے اور یہ پھسل جاتے ہیں	۳۴	۲
شیطان تمہارا دشمن ہے اُسے دشمن ہی سمجھا کرو	۳۵	۶
وہ اپنے گروہ کو جہنمی بنانے کے درپے رہتا ہے	۳۵	۶
شیطانوں کی شہاب ثاقب سے خبر لی جاتی ہے۔ وہ ملاء اعلیٰ کی باتیں نہیں سن سکتے۔	۳۷	۶ تا ۱۰
شیطان کا سجدہ نہ کرنا در رحمت سے راندہ جانا، اللہ سے مہلت طلب کرنا مہلت کا مل جانا اس کا چیلنج	۳۸	۷۳ تا ۸۵
شیطان تمہارا دشمن ہے تمہیں راہِ حق سے روک نہ دے۔	۴۳	۶۲
ہم نے بنی آدم کو تاکید کی کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے	۳۶	۶۰
اُس نے بڑی قوموں کو گمراہ کیا	۳۶	۶۲

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
بدکاروں پر ہم نے بُرے ساتھی مسلط کردیے ۔ طرز بیوالہ	۴۱	۲۵
وہ انھیں سیدھے راستے سے روکتے ہیں اور یہ اپنے آپ کو ہدایت یافتہ خیال کرتے ہیں	۴۳	۳۷
شیطان فریب دیتا ہے اور طبعی زندگی کی آس دلا کر مغرور کر دیتا ہے	۴۷	۲۵
جو رحمان کے ذکر سے آنکھیں بند کرتا ہے ہم شیطان کو اُس کا ساتھی مقرر کر دیتے ہیں	۴۳	۳۶
صحابۂ کرام اور اُمتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم		
حضرت زیدؓ کے فراق میں اُن کے والد حارث کی بے تابی، پُردرد اشعار، ان کا مل جانا، آپ کا باپ کو چھوڑ کر حضورؐ کو اختیار کرنا	۳۳	۵ مع حاشیہ
غزوۂ خندق کے وقت صحابہؓ کا جذبۂ ایمان و تسلیم اور بڑھ گیا	۳۳	۲۲
ان جوانمردوں نے جان دے کر اپنی نذر پوری کر دی۔ بعض منتظر ہیں	۳۳	۲۳
صحابۂ کرامؓ کی جانفروشیوں کے مناظر	۳۳	۲۳ کا حاشیہ
شیخینؓ کے ایمان کی دلیل	۳۳	آیت ۳۳ کا حاشیہ
حضرت سواد ابن قارب کا ایمان لانا اور قصیدہ پیش کرنا	۴۶	آیت ۲۹ کا حاشیہ
اُن کے گناہ مٹا دیے گئے۔ ان کے حالات سنوار دیے گئے	۴۷	۲
صلح حدیبیہ سے صحابہ کے دلوں کو تسکین اور قوتِ ایمان میں اضافہ	۴۸	۴
صحابہؓ پر مزید عنایات تکفیرِ سیئات	۴۸	۵
بیعتِ رضوان کا ایک منظر	۴۸	۱۰
شیعہ کتب سے بیعتِ رضوان کرنے والوں کے فضائل	۴۸	حاشیہ آیت ۱۰
صحابہ کرامؓ کا جذبۂ سرفروشی اور رضائے الٰہی کا تاج رضی اللہ عنہم	۴۸	۱۸
صحابہؓ کے مومن برحق ہونے پر اللہ تعالیٰ کی گواہی	۴۸	۱۸
دیگر بشارتیں	۴۸	۸، ۱۹
اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور اس کے غلاموں پر سکینہ اتارا	۴۸	۲۶ مع حاشیہ
اور انھیں متقی بنا دیا (والزمهم كلمة التقوى وكانوا احق بها واهلها)	۴۸	۲۶ مع حاشیہ
صحابہ کرامؓ کے خصائل حمیدہ حضورؐ کی ہمراہی کفار پر سخت آپس میں رحیم و شفیق کثرت رکوع و سجود کرنے والے فضلِ الٰہی کے متلاشی چہروں پر نورِ عبادت تورات اور انجیل میں اُن کی مثالیں	۴۸	۲۹

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
کفار اسلام کے باغ کو ہرا بھرا دیکھ کر غصہ سے بے قابو ہو جاتے	۴۸	۲۹
حضورؐ کے خلفاء سے صحابہؓ کے ایمان شیعہ کا اعتراض اور ان کی کتب سے اس کا رد	۴۸	آیت ۲۹ کا حاشیہ
احادیث میں صحابہؓ کی شان اور ان کے گستاخوں پر اللہ کی پھٹکار	۴۸	آیت ۲۹ کا حاشیہ
بارگاہِ رسالت میں صحابہؓ کا ادب	۴۹	حاشیہ آیت ۲
استاد کا ادب و احترام	۴۹	حاشیہ آیت ۵
اللہ تعالیٰ نے ایمان کو صحابہ کرامؓ کی نگاہ میں محبوب اور مزین کر دیا اور کفر و فسق کو مکروہ بنا دیا	۴۹	۷
یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں (اولٰئک ھم الراشدون)	۴۹	۷
یہ اللہ کا ان پر فضل و انعام ہے	۴۹	۸
حضرت فاروق اعظمؓ کا اپنے ایک دوست کو نصیحت آموز خط	۴۰	حاشیہ آیت ۴
انبیاء، شہداء اور اولیاء کے اجسام کو زمین نہیں کھاتی	۵۰	حاشیہ آیت ۴

عمل صالح

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک	۴۶	۱۵
ہر شخص کو اس کے اعمال کے مطابق درجات پر فائز کیا جاتا ہے	۴۶	۱۹
جو عمل صالح کرتا ہے اس کے گناہ مٹا	۴۷	۲

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
دیئے جاتے ہیں اور اس کے حالات درست کر دیئے جاتے ہیں	۴۷	۲
حسن عمل کالے حبشی کے چہرے کو بھی رشکِ قمر بنا دیتا ہے	۴۸	حاشیہ آیت ۲۹
نیک عمل کے لیے نہ ختم ہونے والا اجر ہے	۴۱	۸

عورت

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
ظہار کی تشریح اور اس کے احکام	۳۳	۴ مع حاشیہ
متبنّٰی کے بارے میں کفار کا رواج اور قرآنی اصلاح	۳۳	۴، ۵
متبنّٰی کی بیوی سے نکاح کی اجازت	۳۳	۴، ۵
پردے کا حکم	۳۳	۳۳
آرائش کی نمائش کی ممانعت	۳۳	۳۳
مومن عورت کی صفات	۳۳	۳۵
حضورؐ کے متبنّٰی زید کی طلاق کے بعد حضرت زینبؓ سے حضورؐ کا نکاح	۳۳	۳۷
اس واقعہ کے بارے میں قدیم و جدید معاندین کے شکوک و شبہات اور ان کا ازالہ	۳۳	حاشیہ آیت ۳۷
غیر مدخولہ کو طلاق ہو تو اس پر عدت نہیں	۳۳	۴۹
اس کو خوبصورتی کے ساتھ رخصت کرنے کا حکم	۳۳	۴۹
کون سے مرد محرم ہیں جو عورت کے پاس آ جا سکتے ہیں	۳۳	۵۵
پردے کے متعلق احکام اور اس کی حکمت	۳۳	۵۹

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
بے پردگی کی سخت ممانعت (احادیث)	۳۳	حاشیہ آیت ۵۹
عورتوں کے لیے سونا اور ریشم حلال ہے	۴۳	۱۸
ماں کا ادب اور حسن سلوک	۴۶	۱۵ مع حاشیہ
دودھ پلانے کی مدت	۴۶	۱۵
حمل کی مدت	۴۶	۱۵

قرآن کریم

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
یہ کتاب بذریعہ وحی آپ کو عطا فرمائی گئی ہے	۳۵	۳۱
یہ کتاب حق ہے	۳۵	۳۱
بیشک جن بندوں کو وہ چن لیتا ہے ان کو اپنی کتاب کا وارث بنا لیتا ہے	۳۵	۳۲
بعض لوگ ظالم ہیں بعض متوسط بعض نیکیوں میں آگے بڑھنے والے۔ یہی فضل کبیر ہے	۳۵	۳۲
یہ کتاب عزیز و رحیم نے نازل کی ہے	۳۶	۵
تاکہ غافلوں کو ڈرایا جائے	۳۶	۶
قرآن زندوں کو ہدایت دیتا ہے	۳۶	۶۹، ۷۰
ہم نے آپ پر مبارک کتاب نازل کی ہے تاکہ لوگ اس میں تدبر کریں اور نصیحت پکڑیں۔	۳۸	۳۰
قرآن نصیحت ہے	۳۸	۴۹
یہ سب جہانوں کے لیے نصیحت ہے	۳۸	۸۷
یہ عزیز و حکیم خدا نے نازل کی ہے	۳۹	۱
ہم نے اسے حق کے ساتھ اتارا ہے	۳۹	۲

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
یہ عمدہ کلام اللہ نے نازل کیا ہے	۳۹	۲۳
قرآن میں ہر قسم کی مثالیں ہیں	۳۹	۲۷
یہ عربی زبان میں ہے اس میں ذرا کجی نہیں	۳۹	۲۸
ہم نے آپ پر قرآن کو حق کے ساتھ نازل کیا	۳۹	۴۱
یہ قرآن عربی میں ہم نے آپ پر نازل کیا ہے	۴۲	۷
قرآن کو اللہ نے حق کے ساتھ نازل کیا ہے	۴۲	۱۷
ہم نے انہیں سمجھنے کے لیے قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے	۴۳	۳،۲
قرآن لوح محفوظ میں ثبت ہے۔ وہ ہمارے نزدیک عالی اور پُر از حکمت ہے	۴۳	۴
کفار کا اعتراض، مکہ و طائف کے کسی رئیس پر کیوں نازل نہ ہوا اور اس کا رد	۴۳	۳۱
کیا رب کی رحمت وہ بانٹنے والے ہیں	۴۳	۳۲
قرآن آپ کے لیے اور آپ کی قوم کے لیے وجہ عزو شرف ہے	۴۳	۴۴
ہم نے قرآن کو مبارک رات میں نازل کیا	۴۴	۲ تا ۵
اس سے مراد کونسی رات ہے۔ شعبان کی رات کے فضائل۔ گنبد خضرا عرش سے افضل ہے	۴۴	حواشی آیات مذکورہ
یہ کتاب عزیز و حکیم نے نازل کی ہے	۴۵	۲
. . . .	۴۶	۲۰
قرآن بصائر، ہدایت اور رحمت ہے	۴۵	۲۰

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
قرآن کو رسولؐ نے نہیں گھڑا	۴۶	۸
قرآن کتب سابقہ کا مصدق ظالمین کے لیے ڈراوا اور بدکاروں کے لیے تنبیہ ہے	۴۶	۱۲
قرآن اگر خدا کا کلام نہیں تو اس جیسا بنا کر دکھاؤ	۵۲	۳۳، ۳۴
یہ کتاب عزیز و علیم کی نازل کردہ ہے	۴۰	۲
یہ رحمن و رحیم کی نازل کردہ ہے	۴۱	۲
یہ عزیز و حکیم نے نازل کی ہے	۴۵	۲
- - - - - - - -	۴۶	۲
یہ عزیز و رحیم نے نازل کی ہے	۳۶	۵
یہ عزیز و حکیم خدا نے نازل کی ہے	۳۹	۱
یہ حکیم و حمید نے نازل کی ہے	۴۱	۴۲
اس کی آیتیں مفصل ہیں	۴۱	۳
یہ بشیر و نذیر ہے	۴۱	۴
جو اس میں تحریف کرتے ہیں وہ ہم سے پوشیدہ نہیں انہیں سزا ملے گی	۴۱	۴۰
باطل اس کے نزدیک نہ آگے سے آ سکتا ہے نہ پیچھے سے اہل ایمان کے لیے ہدایت اور شفاء ہے	۴۱	۴۲
کفار کے لیے یہ شبہ ہے	۴۱	۴۴

دیگر آسمانی کتب

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
انجیل۔ یہ کتاب منیر ہے	۳۵	۲۵
تورات۔ یہ ہدایت اور نصیحت ہے (ھدی و ذکری)	۴۰	۵۴

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
یہ امام و رحمت ہے	۴۶	۱۲

قیامت

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
قیامت کا علم اللہ کے پاس ہے	۳۳	۶۳
قیامت کب آئے گی۔ احادیث سے اس کی تفصیل	۳۶	۴۸ تا ۵۰ مع حاشیہ
قیامت ضرور آئے گی	۳۴	۳
قیامت یقیناً آئے گی	۴۰	۵۹
اس کی حکمت	۳۴	۵
انکار قیامت	۳۴	۷
دلیل قیامت مردہ زمین کو زندہ کرنا کذالک النشور	۳۵	۹
جب صور پھونکا جائے گا تو قبروں سے نکل کر اپنے رب کے پاس جانے لگیں گے	۳۶	۵۱
اس وقت چلائیں گے	۳۶	۵۲
اس روز کسی پر ظلم نہیں کیا جائے گا	۳۶	۵۴
بوسیدہ ہڈیوں کو وہی زندہ کرے گا جس نے پہلے پیدا فرمایا	۳۶	۷۸، ۷۹
دلائل قیامت	۳۶	۸۰، ۸۱
اس کی قدرت قاہرہ	۳۶	۸۲، ۸۳
صور پھونکا جائے گا سب غش کھا کر گر پڑیں گے سوائے ماشاء اللہ	۳۹	۶۸، ۶۹
منظر قیامت، دفتر عمل، نبی و گواہ	۳۹	۶۹، ۷۰

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
پیش ہوں گے انصاف سے فیصلہ ہوگا	۳۹	۶۹، ۷۰
قیامت کے روز سب کو بدلہ ملے گا ظلم نہیں ہوگا	۴۰	۱۷
مارے خوف کے دل گلے میں اٹک رہے ہوں گے	۴۰	۱۸
اس روز ظالموں کا کوئی دوست اور شفیع نہیں ہوگا	۴۰	۱۸
کفار کہتے ہیں بس یہی زندگی ہے حشر نہیں ہوگا	۴۴	۳۴ تا ۳۶
روز قیامت سب جمع ہوں گے	۴۴	۴۰
جن بندوں پر اللہ نے رحم فرمایا ہے ان کے سوا کوئی دوست کام نہیں آئے گا	۴۴	۴۱
انکار قیامت، ہمارے باپوں کو زندہ کر دکھا	۴۵	۲۵
اس کا رد	۴۵	۲۶
روز قیامت باطل پرست خسارے میں ہوں گے	۴۵	۲۷
ہر امت گھٹنوں کے بل گری ہوگی اور اسے اپنے دفتر عمل کی طرف بلایا جائے گا	۴۵	۲۸، ۲۹
انکار قیامت	۴۵	۳۲
ان کا انجام	۴۵	۳۳
روز قیامت انہیں فراموش کر دیا جائے گا	۴۵	۳۴
قیامت کی نشانیاں	۴۷	نصف آیت ۱۸
انکار قیامت اور اس کا رد	۵۰	۲ ۳
دلیل قیامت	۵۰	۱۱
منظر قیامت	۵۰	۲۰-۲۱-۲۲

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
منظر قیامت	۵۲	۹ ۱۰
قیامت کے روز مکذبین کی حالت	۵۲	۱۰ تا ۱۶

کفار و مشرکین

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
غزوہ خندق سے لشکر کفار کی ناکام واپسی	۳۳	۲۵
کفار پر لعنت اور ان کے لیے بھڑکتی آگ	۳۳	۶۴
اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا	۳۳	۶۵
آگ میں ڈالے جائیں گے کہیں گے کاش ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی	۳۳	۶۶
کہیں گے ہمارے بڑوں نے ہمیں گمراہ کیا انہیں دوگنا عذاب دیا جائے	۳۳	۶۷-۶۸
جو ہماری آیات کو ناکام کر کے ہمیں ہرا دینا چاہتے ہیں انہیں عذاب الیم	۳۴	۵
کفار کے معبود ایک ذرے کے مالک نہیں اور نہ زمین و آسمان میں ان کا کوئی حصہ ہے	۳۴	۲۲
اس کے اذن کے بغیر کوئی شفاعت نہیں کر سکے گا	۳۴	۲۳
کفار کا قیامت کے بارے میں سوال کہ وہ کب ہوگی ان کا جواب	۳۴	۲۹-۳۰
کفار کا قرآن کو ماننے سے انکار	۳۴	۳۱
قیامت کے دن ان کی حالت زار	۳۴	۳۱
سرداروں اور ماتحتوں کا باہمی تکرار	۳۴	۳۱-۳۲-۳۳
مترفین نے انبیاء کا انکار کیا کیونکہ ان	۳۴	۳۴-۳۵

	سورہ نمبر	آیت نمبر
کے پاس مال و اولاد انبیاء سے زیادہ ہے	۳۴	۳۵-۳۴
ان کے اس شبہ کا رد	۳۴	۳۶
اموال و اولاد قربِ الٰہی کا ذریعہ نہیں	۳۴	۳۷
اُن کا عقیدہ		
انکارِ قیامت	۳۴	۳
منکرین کو عذاب اور ضلالِ بعید	۳۴	۸-۷
کفار ملائکہ کی نہیں بلکہ جنات کی پوجا کرتے ہیں	۳۴	۴۱-۴۰
کفار کسی کو نفع و ضرر نہ پہنچا سکیں گے	۳۴	۴۲
بارگاہِ رسالت میں کفار کی گستاخی یہ نبی ہے آباء کے دین سے روکتا ہے یہ کلام خود گھڑتا ہے۔ سحرِ مبین	۳۴	۴۳-۴۳
پہلے کفار نے بھی ایسا ہی کیا اور برباد ہوگئے	۳۴	۴۵
ان کو غور و فکر کی دعوت	۳۴	۴۶
روزِ قیامت کفار کی حالت	۳۴	۵۱ تا ۵۴
کفار نے آپ سے پہلے انبیاء کی تکذیب کی	۳۵	۴
کفار کے لیے اُن کے بُرے اعمال مزین کر دیے گئے	۳۵	۸
کفار مکر کرتے ہیں لیکن اُن کا مکر تباہ ہو کر رہے گا	۳۵	۱۰
کفار نے اپنے انبیاء کا پہلے بھی انکار کیا اور تباہ ہوگئے	۳۵	۲۶-۲۵

	سورہ نمبر	آیت نمبر
اُن کا حالِ زار۔ نہ موت آئے گی نہ عذاب میں تخفیف	۳۵	۳۷-۳۶
مجرم اور منکرِ آیاتِ الٰہی کا مذاق اُڑاتا ہے اس کا انجام	۴۵	۷ تا ۱۱
اللہ کی آیتوں میں کفار ہی جھگڑا کرتے ہیں	۴۰	۴
ان کی آمد و رفت، جاہ و جلال انھیں دھوکہ میں نہ ڈالے	۴۰	۴
پہلے کفار کا بھی یہی وتیرہ تھا ان کا انجام	۴۰	۶-۵
روزِ حشر کفار کو سرزنش	۴۰	۱۰
اُن کا اعترافِ جرم۔ اظہارِ ندامت	۴۰	۱۲-۱۱
پہلی کافر قومیں طاقت اور آثار میں ان سے زیادہ تھیں لیکن برباد ہوگئیں	۴۰	۲۲-۲۱
اس کی وجہ	۴۰	۸۴،۸۳،۸۲
فرعونی غرق ہوئے۔ صبح و شام آگ پر پیش کیے جاتے ہیں، قیامت کے روز اشد عذاب میں داخل کیے جائیں گے	۴۰	۴۶
دوزخ میں اُن کا آپس میں تکرار	۴۰	۴۸-۴۷
دوزخ کے داروغوں کی منت سماجت اور اُن کا جواب	۴۰	۵۰-۴۹
موسیٰ کو ہدایت عطا فرمائی	۴۰	۵۳
ایسی کتاب دی جو ہدیٰ و ذکریٰ لاولی الالباب ہے	۴۰	۵۴
کفار محض ہوسِ اقتدار کے لیے ایمان نہیں لاتے لیکن وہ کامیاب نہیں ہوں گے	۴۰	۵۶

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اللہ کی کتاب اور رسولوں کو جھٹلانے والوں کا ہولناک انجام	۴۰	۶۹ تا ۷۶
حالت یاس میں ایمان منظور نہیں	۴۰	۸۵
کفار کہتے ہیں۔ قلوبنا فی اکنۃ ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے	۴۱	۵
مشرکین جو زکوٰۃ نہیں دیتے ان کے لیے ہلاکت ہے	۴۱	۶۔۷
وہ کہتے خدا چاہتا تو فرشتے ہماری طرف رسول بنا کر بھیجتا	۴۱	۱۴
عتبہ کی ہٹ دھرمی	۴۱	۱۳ مع حاشیہ
قوم عاد نے ناحق تکبر کیا اور ہلاک ہوگئے	۴۱	۱۵
قوم ثمود نے ہدایت پر گمراہی کو پسند کیا	۴۱	۱۷۔۱۸
روزِ حشر کفار گروہوں میں بانٹ دیئے جائیں گے	۴۱	۱۵
ان کے کان، آنکھیں اور جلد یا چمڑے اُن کے خلاف گواہی دیں گے	۴۱	۲۰ تا ۲۲
قرآن مت سنو، اس میں شور مچاؤ	۴۱	۲۶
انکار آیات کی سزا	۴۱	۲۷۔۲۸
کفار اُن لوگوں کو دیکھنا چاہیں گے جنہوں نے انہیں گمراہ کیا	۴۱	۲۹
جھوٹا اور بدکار، آیات الٰہی کا مذاق اڑاتا ہے اس کا انجام	۴۵	۷ تا ۱۱
جو اپنی خواہش کو اپنا خدا بناتا ہے اور جان بوجھ کر گمراہ ہوتا ہے اُسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا	۴۵	۲۳
وہ صرف دنیوی زندگی کے قائل ہیں کہتے ہیں ہمیں دہر ہلاک کر دے	۴۵	۲۴
کفار قرآن کو سحر کہتے ہیں	۴۶	۷
کفار کہتے اگر یہ دین سچا ہوتا تو یہ لوگ اسے قبول کرنے میں ہم سے سبقت نہ لے جاتے	۴۶	۱۱
روزِ حشر کفار کو کہا جائے گا جو اچھے مفید کام تم نے کیے اُن کا اجر تم دنیوی زندگی میں لے چکے ہو	۴۶	۲۰
کفار خود حق قبول نہیں کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی روکتے ہیں	۴۷	۱
کفار کی بربادی	۴۷	۱۰
کفار عیش و عشرت اور ڈنگروں کی طرح کھانے میں مصروف ہیں	۴۷	۱۲
کفر کی حالت میں مرنے والوں کی بخشش نہیں ہوگی	۴۷	۳۴
کفار کے دلوں میں حمیت جاہلیہ	۴۸	۲۶
انہیں اعتراض ہے کہ رسول ان میں سے کیوں آیا	۵۰	۲
کفار خیر سے منع کرنے والے، حد سے بڑھنے والے، شک میں گرفتار وغیرہ	۵۰	۲۵، ۲۶
قرآن کریم کے بارے میں کفار کا باہمی اختلاف	۵۱	۷۔۸
قیامت کا انکار اور عذاب	۵۱	۱۱ تا ۱۴
وہ حضور کو کبھی کاہن کبھی مجنون اور کبھی شاعر کہتے ہیں	۵۲	۲۹۔۳۰
یہ اللہ کی عبادت کیوں نہیں کرتے	۵۲	۳۵۔۳۶

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
کسی رئیس کو نبی کیوں نہ بنایا	۵۲	۳۷
اللہ کے لیے بچیاں ان کے لیے بیٹے	۵۲	۳۹
ان کے اطوار		
کفار پہلے قسمیں کھایا کرتے کہ اگر ان کے پاس کوئی رسول آیا تو وہ اس پر ضرور ایمان لائیں گے لیکن جب آیا تو تکبر کرنے لگے	۳۵	۴۲،۴۳
مجرموں کو الگ کر دیا جائے گا ان کو سرزنش	۳۶	۵۹-۶۲
ان کے منہوں پر مہریں، ان کے ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے	۳۶	۶۵
اگر ہم چاہتے تو ان کو اندھا کر دیتے، ان کے چہرے مسخ کر دیتے	۳۶	۶۶-۶۷
انھوں نے اللہ کے سوا دوسرے خدا بنائے	۳۶	۷۴
کہتے بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا اس کا جواب	۳۶	۷۹
نصیحت قبول نہیں کرتے، آیات کا تمسخر اڑاتے ہیں، قرآن کو سحر کہتے ہیں قیامت کا انکار کرتے ہیں۔ ان کا رد	۳۷	۱۲ تا ۱۹
قیامت کے روز ان کی حالت	۳۷	۲۰ تا ۲۶
ایک دوسرے پر الزام تراشی	۳۷	۲۷ تا ۳۲
جب ان کو کہا جاتا کہ لا الٰہ الا اللہ تو تکبر کرتے اور کہتے ہم ایک شاعر اور	۳۷	۳۵،۳۶

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
مجنون کے لیے اپنے خداؤں کو چھوڑنے والے نہیں	۳۷	۳۵،۳۶
زقوم کے ذکر پر کفار کا مذاق	۳۷	۶۲ مع حاشیہ
وہ اپنے گمراہ باپ دادا کے نقش قدم پر چلتے ہیں	۳۷	۶۹-۷۰
کیا اللہ کے لیے بیٹیاں اور ان کے لیے بیٹے	۳۷	۱۴۹ تا ۱۵۳
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ساحر، کذاب کہتے	۳۸	۴
بہت سے خداؤں کو ایک خدا بنا دیا یہ عجیب و غریب بات ہے	۳۸	۵
اپنے عقیدہ شرک پر ڈٹے رہنے کی تاکید	۳۸	۶
کہتے عقیدہ توحید من گھڑت ہے	۳۸	۷
ہم رئیسوں کو چھوڑ کر محمد عبد المطلب کو نبی بناتے ہیں کیا تک ہے	۳۸	۸
کیا آپ کے رب کے خزانے وہ بانٹتے ہیں	۳۹	۹
پہلی قوموں نے بھی اپنے انبیاء کو جھٹلایا اور تباہ ہوئیں	۳۸	۱۲،۱۳،۱۴
کفار فوری نزول عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں	۳۸	۱۶
سرکشوں کا انجام، دوزخ، کھولتا پانی	۳۸	۵۵ تا ۶۰
پیپ، آپس میں لڑتے ہیں		۶۱
جن کو ہم شریر اور ذلیل (مسلمان) کہا کرتے تھے وہ آج نظر نہیں آتے	۳۸	۶۲ تا ۶۳
ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ	۳۹	۳ مع حاشیہ

	سورہ نمبر	آیت نمبر
ذلتی اس کی تشریح، ناروا الزام اور اس کا ازالہ	۳۹	مع حاشیہ
مشرک گھاٹے میں ہیں، ان کے اوپر نیچے آگ ہی آگ ہو گی	۳۹	۱۵-۱۶
تکذیب کرنے والوں کا حشر	۳۹	۲۴-۲۵،۲۶
ان کا عبرتناک انجام		
بڑا ظالم وہ ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے اور قرآن کو جھٹلاتا ہے	۳۹	۳۲
جب صرف اللہ کا ذکر کیا جائے تو کڑھنے لگتے ہیں اور جب بتوں کا ذکر کیا جاتا ہے تو خوش ہوتے ہیں	۳۹	۴۵
ایک ناروا الزام اور اس کا رد	۳۹	حاشیہ آیت
کفار دنیا بھر کی دولت سے فدیہ ادا کرنا چاہیں گے، حقیقت سے پردہ اس روز اٹھے گا	۳۹	۴۷-۴۸
جب ہم اسے کوئی نعمت بخشتے ہیں تو کہتا ہے کہ یہ میرے علم و ہنر کا ثمر ہے	۳۹	۴۹ تا ۵۲
روز قیامت کفار کے منہ کالے ہوں گے۔	۳۹	۶۰
کفار کو جہنم کی طرف ہانکا جائے گا		
فرشتوں سے ان کی بات چیت	۳۹	۷۱-۷۲
کفار نے بتوں کو اپنا کارساز بنا لیا ہے	۴۲	۹
جو لوگ حجت بازی کرتے ہیں ان کا انجام	۴۲	۱۶
کفار قیامت کے لیے جلدی مچاتے ہیں	۴۲	۱۸
دنیا کے طلبگار کو صرف دنیا ملے گی	۴۲	مع حاشیہ

	سورہ نمبر	آیت نمبر
ظالموں کے لیے عذاب الیم	۴۲	۲۱
ظالم اپنے کرتوتوں کے باعث لرزاں ہوں گے	۴۲	۲۲
مجرموں اور ظالموں کی حالت زار	۴۲	۴۴،۴۵،۴۶
منکرین کا انبیاء کے ساتھ سلوک اور اس کا انجام	۴۳	۶-۷-۸
کفار، اللہ کی اولاد مانتے	۴۳	۱۵
خدا کے لیے بیٹیاں اور اپنے لیے بیٹے	۴۳	۱۶
اگر انہیں بچی کی پیدائش کی خبر دی جائے تو رنگ فق ہو جائے	۴۳	۱۷-۱۸
جب فرشتوں کو بیٹیاں بنایا تو کیا وہ لوگ دیکھ رہے تھے	۴۳	۱۹
کفار کی بہانہ سازی کہ اگر اللہ نہ چاہتا تو ہم بتوں کی عبادت نہ کرتے	۴۳	۲۰
وہ اندھی تقلید کے خوگر ہیں	۴۳	۲۱،۲۲،۲۳
سب کے گروہ ہو جانے کا خدشہ نہ ہوتا تو ہم	۴۳	۳۳،۳۴،
کفار کے گھروں کے دروازے اور چھتیں سونے کی بنا دیتے		۳۵
جو اللہ کے ذکر سے اندھا بنتا ہے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں	۴۳	۳۶
قیامت کے روز اس سے بیزاری کا اظہار کریں گے	۴۳	۳۸
مجرمین کی حالت زار	۴۳	۷۴ تا ۷۷
انہیں کھیلنے کودنے دو	۴۳	۸۳
وہ شک میں کھیل رہے ہیں	۴۴	۹

	سورہ نمبر	آیت نمبر
قحط سالی کا عذاب بدخان مبین	۴۴	۱۰، ۱۱
عذاب معاف کرنے کی دعا وقتی طور پر منظور ہو کر پھر عذاب الیم	۴۴	۱۲-۱۴
حضور کو معلم اور مجنون کہنا	۴۴	۱۴
کفار کا دردناک انجام	۴۴	۴۳ تا ۵۰

مومنین و متقین

	سورہ نمبر	آیت نمبر
غزوہ خندق کی روشنی میں اہل ایمان کا کردار	۳۳	۲۲
تکلیف کے وقت ان کا جذبہ ایمان فزوں تر ہو جاتا ہے۔ ان کی جانفشانیاں اور اجر	۳۳	۲۲، ۲۳-۲۴ مع حواشی
اہل ایمان مرد و زن کی صفات	۳۳	۳۵
اللہ کا ذکر کرنے والوں کی شان	۳۳	۳۵ مع حاشیہ
اہل ایمان کو کثرت ذکر اور تسبیح کا حکم	۳۳	۴۱-۴۲
اللہ تعالیٰ مومنین پر رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اس کے فرشتے ان کے لیے دعائیں مانگتے ہیں	۳۳	۴۳
انھیں سلامتی کی دعا اور اجر کریم ملے گا	۳۳	۴۴
مومنین کو فضل کبیر کی بشارت	۳۳	۴۷
مومنین کے لیے مغفرت اور رزق کریم	۳۴	۴
جنھیں اذن ہو گا وہ شفاعت کریں گے	۳۴	۲۳
اموال و اولاد نہیں بلکہ ایمان اور	۳۴	۳۷

	سورہ نمبر	آیت نمبر
عمل صالح قرب الٰہی کا ذریعہ ہیں	۳۴	۳۷
جو لوگ کتاب کی تلاوت کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، اللہ کے رزق سے خرچ کرتے ہیں۔ اُن کی تجارت نفع والی ہے	۳۵	۲۹
ان کو ان کا پورا اجر بھی ملے گا اور اپنے فضل سے مزید بھی	۳۵	۳۰
نیکیوں میں سبقت لے جانے والوں کو جنات عدن اور دیگر نعمتیں	۳۵	۳۳
وہ اللہ کی حمد کریں گے	۳۵	۳۴، ۳۵
دعوت نصیحت کا فائدہ اللہ سے ڈرنے والوں کو ہوتا ہے	۳۶	۱
مومن کی زندگی اور موت	۳۶	۲۰ تا ۲۷
اہل جنت کی لطف اندوزیاں، وہ اور ان کی بیویاں، سلام کا پیغام، مقصد پانی کی تفسیر	۳۶	۵۵، ۵۶، ۵۷
اللہ کے مخلص بندوں پر نعمتوں کی بارش	۳۷	۴۰ تا ۴۹
اہل جنت کا ایک منکر قیامت ساتھی کو یاد کرنا اور وہاں سے اس دوزخی سے بات چیت	۳۷	۵۰ تا ۵۷
اہل جنت کو پھر موت نہیں آئے گی یہی فضل عظیم ہے	۳۷	۵۸ تا ۶۰
پرہیزگاروں پر نوازشات (جنت عدن، پھل، شراب طہور اور حوریں)	۳۸	۴۹ تا ۵۴
بندۂ مومن رات بھر جاگتا ہے پھر ڈرتا ہے	۳۹	۹

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اس کی رحمت کی آس لگائے رہتا ہے تو وہ اور جاہل برابر نہیں ہو سکتے	٣٩	٩
صابروں کو بغیر حساب اجر ملے گا	٣٩	١٠
جو دنیا میں اچھے کام کرتے ہیں انہیں اچھا صلہ ملے گا	٣٩	١٠
اہل ایمان کو خوشخبری	٣٩	١٧-١٨
قرآن سن کر ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں	٣٩	٢٠
ان کے دل نرم ہو جاتے ہیں	٣٩	٢٣
حضورؐ پر ایمان لانے والوں کی شان	٣٩	٣٣، ٣٤، ٣٥
متقیوں کو نجات ملے گی، کوئی تکلیف نہ ہوگی	٣٩	٦١
متقیوں کو جنت کی طرف لے جائیں گے وہاں ان کی عزت افزائی	٣٩	٧٣-٧٤
اہل ایمان قیامت سے خوفزدہ رہتے ہیں	٤٢	١٨
جو آخرت کا طلبگار ہے اس پر مہربانی	٤٢	٢٠ مع حاشیہ
نیکوں پر فضل کبیر	٤٢	٢٢-٢٣
اہل ایمان کی دعائیں قبول فرماتا ہے	٤٢	٢٦
ویزید ہم من فضلہ		
اہل ایمان کے لیے خیر و ابقیٰ	٤٢	٣٦، ٣٧، ٣٨، ٣٩
اہل ایمان کی صفات	٤٢	٣٨
جب ان پر زیادتی کی جاتی ہے تو بدلہ لیتے ہیں	٤٢	٣٩، ٤٠، ٤١ مع حاشیہ
لیکن بخش دینا افضل ہے	٤٢	٤٣
من عزم الامور		

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
آخرت متقین کے لیے ہے	٤٣	٣٥
قیامت کے روز پرہیزگاروں کے سوا سب دوست دشمن ہوں گے (الاخلاء یومئذ)	٤٣	٦٧ مع حاشیہ
انہیں اس روز خوف و حزن نہ ہوگا	٤٣	٦٨-٦٩
دیگر انعامات	٤٣	٧٠ تا ٧٣
جن پر اللہ رحم فرمائے گا ان کی دوستی کام آئے گی	٤٤	٤٢
متقین پر نوازشات	٤٤	٥١ تا ٥٧
اہل ایمان کے لیے زمین و آسمانوں میں اللہ کی قدرت و حکمت کی نشانیاں ہیں	٤٥	٣
تمہاری پیدائش، حیوانات، گردش لیل و نہار میں تمہارے لیے نشانیاں ہیں	٤٥	٤، ٥
جو اللہ کو رب مانتے ہیں پھر استقامت اختیار کرتے ہیں انہیں نہ خوف اور نہ حزن ہوگا و دیگر انعامات	٤٦	١٣
جو اللہ کے محبوبؐ پر ایمان لائے۔ ان کے گناہ مٹا دیے۔ ان کے حالات کو درست کر دیا۔ اللہ اہل ایمان کا مددگار ہے کفار کا کوئی مددگار نہیں	٤٧	١١
اہل ایمان جنت میں	٤٧	١٢
اہل ایمان کے لیے جنت جس میں شہد و شراب کی نہریں	٤٧	١٥
جو ہدایت پر ہیں ان کے نور ہدایت میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ تقویٰ بخشا جاتا ہے	٤٧	٧

	سورہ نمبر	آیت نمبر
مومنین کی آزمائش	۴۷	۳۱
ہمت مت ہارو تم ہی سربلند ہو گے	۴۷	۳۵
اہلِ ایمان کے دلوں میں سکینہ نازل کیا اور ان کی قوتِ ایمان میں اضافہ	۴۸	۴
اولیاء اللہ کے ساتھ بیعت کا ثبوت	۴۸	حاشیہ آیت ۱۰
مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں	۴۹	۱۰
مومن کی صفات	۴۹	۱۵
جنت ان کے نزدیک کر دی جائے گی	۵۰	۳۱
آخرت میں قرب وبعد کا مفہوم	۵۰	حاشیہ آیت
ان کی صفات، خشیت اور قلبِ منیب	۵۰	۳۲-۳۳
جو مانگیں گے وہ بھی عطا ہو گا مزید	۵۰	۳۵ مع حاشیہ
متقین پر انعامات	۵۱	۱۵-۱۹
وہ رات کو کم سوتے ہیں	۵۱	۱۷
سحری کے وقت استغفار کرتے ہیں	۵۱	۱۸
ان کے اموال میں سائل اور محروم کا حق ہے	۵۱	۱۹
آیاتِ زمین اور انفس میں غور کرنا ان کا شیوہ ہے	۵۰	۲۰-۲۱
متقین پر نوازشات کی بارش	۵۲	۱۷ تا ۲۰، ۲۳
متقین کی ایماندار اولاد بھی ان کے ساتھ ملا دی جائے گی	۵۲	۲۱ مع حاشیہ
ایک دوسرے سے گزشتہ احوال کا تذکرہ	۵۲	۲۵ تا ۲۸
فرشتے مومنین کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں	۴۰	۷
فرشتے جنتیوں کے والدین، بیویوں اور	۴۰	۸ ۹

	سورہ نمبر	آیت نمبر
اولاد کے لیے بھی دعائیں کرتے ہیں	۴۰	۸-۹
مومن اپنے ماں باپ کو بخشوائے گا	۴۰	حاشیہ آیت ۸
شانِ بندگی اور شانِ بندہ نوازی	۴۱	۳۰ مع حاشیہ
دیگر بے پایاں انعامات	۴۱	۳۱-۳۲
دوسروں کو گمراہی سے نکالنا بہترین کام ہے	۴۱	۳۳
برائی کا بدلہ نیکی سے دینے کا حکم	۴۱	۳۴-۳۵

معاشیات

	سورہ نمبر	آیت نمبر
جو لوگ راہِ حق میں خرچ کرتے وقت کنجوسی کرتے ہیں اور ضرورت مند طبقہ کی کفالت نہیں کرتے اُن کا انجام	۳۳	۱۹ مع حاشیہ
حضرت داؤد کو لوہے کی زرہیں بنانے کا فن سکھایا گیا	۳۴	۱
مصنوعات کو مضبوط اور خوب صورت بنانے کی تلقین	۳۴	حاشیہ آیت ۱۱
دریا اور سمندر میں گوشت اور سامانِ زینت ہے	۳۵	۱۲
بحری تجارت سے تلاشِ رزق کو فضلِ الٰہی کہا گیا	۳۵	۱۲
- - - - - - - - - - - - -	۳۵	۱۲
گرے ہوئے لوگوں کو غریبوں کی امداد کے لیے کہا جاتا ہے تو کہتے ہیں جنھیں خدا نے نہیں دیا ہم انھیں کیوں دیں۔	۳۶	۴۷
سرمایہ دارانہ ذہنیت		

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ	۴۲	۳۸
ہم نے کسی کو رزق کم دیا، کسی کو زیادہ، درجات میں فرق کردیا اس کی حکمت، ایک دوسرے سے کام لے سکو	۴۳	۳۲
سب کے گمراہ ہونے کا خطرہ نہ ہوتا تو ہم کفار کے دروازے اور چھتیں سونے اور چاندی کی بنا دیتے	۴۳	۳۳، ۳۴، ۳۵
آخرت تیرے رب کے پاس متقین کے لیے ہے	۴۳	۳۵
ان کے مالوں میں سائل اور محروم کا حق ہے (متقین کی صفات)	۵۱	۱۹
زمین پیدا فرمائی۔ اس نے رزق کا انتظام کیا۔ سب کے لیے برابر موقع سواء للسائلین	۴۱	۱۰ مع حاشیہ

مُنافقین

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
مُنافقین کے کردار کا تفصیلی تجزیہ غزوہ خندق کی روشنی میں	۳۳	۱۲ تا ۲۰ مع حاشیہ
منافقین کو مدینہ سے نکال دیا جائے گا انھیں قتل کردیا جائے گا ان کا انجام تباہی ہے	۳۳	۶۰، ۶۱، ۶۲
مُنافقین جب بارگاہِ رسالتؐ میں حاضر ہوتے ہیں	۴۷	۱۶
ان کے دلوں پر مُہریں، وہ نفس کے پیروکار ہیں	۴۷	۱۶
جہاد پر جانے کا حکم سُن کر موت کی غشی طاری ہوگئی	۴۷	۲۰-۲۱
اگر تمہیں حکومت مل جائے تو فتنہ برپا کردیں اور قطع رحمی کرنے لگیں	۴۷	۲۲
موت کے وقت مُنافقین کی حالت	۴۷	۲۶، ۲۷، ۲۸
صلح حدیبیہ سے مُنافقین کو عذاب	۴۸	۶
مُنافقین کی جہاد سے پیچھے رہنے کی بہانہ سازیاں	۴۸	
یہ سمجھتے تھے کہ اب اللہ کا رسولؐ اور مسلمان مکہ سے بچ کر واپس نہیں آئیں گے	۴۸	۱۲
غنیمت کے لالچ کے لیے جہاد میں شرکت کی خواہش کریں تو انہیں اجازت نہیں	۴۸	۵۰
فرمایا تمہیں پھر موقع دیا جائے گا جب جنگجو قوم سے لڑنے کی نوبت آئے گی جنگجو قوم سے کون مراد ہیں	۴۸	۱۶ مع حاشیہ

نواہی

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
تمہیں دُنیوی زندگی دھوکہ میں نہ ڈال دے	۳۵	۵
شیطان تمہیں اللہ سے فریب میں مبتلا نہ کردے	۳۵	۵

	سورہ نمبر	آیت نمبر		سورہ نمبر	آیت نمبر
آپس میں تفرقہ نہ ڈالو	۴۲	۱۳ اور حاشیہ	(اہل پاکستان کے لیے لمحۂ فکریہ)		
تفرقہ بازی کی وجہ بغیاً بینہم	۴۲	۱۴	مذاق مت کرو عیب چینی مت کرو برے القاب سے مت بلاؤ	۴۹	۱۱
جاہلوں کی طرح خواہشاتِ نفس کی پیروی نہ کرو، وہ تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکیں گے	۴۵	۱۸-۱۹	ایک دوسرے کی جاسوسی نہ کرو	۴۹	۱۲ مع حواشی
			اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ	۵۱	۵۱

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سورۃ الاحزاب

نام: اس سورۂ پاک کا نام الاحزاب ہے۔ جو اس سورت کی آیت ۲۰ میں مذکور ہے۔ نیز اس میں غزوۂ احزاب کا تفصیلی ذکر ہے جو تاریخ کے اعتبار سے ایک فیصلہ کن جنگ تھی۔ اس لیے اس سورت کو اسی نام سے موسوم کیا گیا۔ اس میں ۹ رکوع، تہتر آیتیں، اور ایک ہزار دو سو اسی کلمات اور پانچ ہزار سات سو نوے حروف ہیں۔

زمانۂ نزول: یہ سورت مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔ اس میں جن واقعات کا ذکر ہے یعنی غزوۂ احزاب، بنی قریظہ اور نکاح حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا، وہ اس بات کی شہادت دے رہے ہیں کہ اس کا نزول ۵ھ میں ہوا۔

مضامین: اس سورۂ مبارکہ میں تاریخ اسلام کے اہم واقعات بیان کیے گئے ہیں۔ عرب کے جاہلانہ رسم و رواج میں سے دو رسوم ظہار اور تبنیت کی اصلاحات کی گئی ہیں۔ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عائلی زندگی کے کئی گوشوں کو آشکارا کیا گیا ہے۔ ازواج مطہرات اور خاندان رسالت کو خصوصی ہدایات اور ارشادات ہوئے ہیں۔ عام مسلمانوں کے لیے ان کے اختلاط کو ممنوع کیا گیا ہے۔ پردے کے احکام کے نفاذ کے لیے ابتدائی ہدایات دی گئی ہیں۔ حضور سید کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا اعلان فرمایا گیا ہے۔ جن تمام امور نے اس سورت کو بڑی اہمیت بخش دی ہے ہر ایک کی تفصیل بیان آ رہی ہے۔ ہر مقام پر آنے والی اس تعلق میں صرف اجمالی اشارات کیے گئے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ قارئین کرام سورت کا مطالعہ کرنے سے پہلے ان امور کو اپنے ذہن میں محفوظ کر لیں اور جب ان کے تفصیلی ذکر کے مقام سے ان کا گزر ہو تو وہ بے خبری میں ہی نہ گزر جائیں بلکہ وہاں توقف کریں، غور و تدبر کریں اور قرآن کریم کی روشنی سے مکتسب فیض کرتے ہوئے گزریں۔

اس سورت کے آغاز میں عہد جاہلیت کی رسوم و عادات پر ضرب کاری لگائی گئی ہے لیکن اس سے پہلے یہ بتا دیا کہ ہمارے نبی پر لازم ہے کہ اپنے معبود و مولا اللہ جل جلالہ کے ہر حکم کی بے چون و چرا تعمیل کرے اور اگر اس راستہ میں مخالف لوگوں کی طرف سے جتانے یا لوگوں کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑے تو وہ اس کی پروا کیے بغیر اپنے رب کریم پر توکل کرے اور اپنے سارے کام اس کے سپرد کر دے۔ اس کے بعد اس امر کا اظہار ہو سکتا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی بیان کر دیا کہ دل ایک ہی ہوتا ہے یا اس دل میں دنیا اور اہل دنیا کی محبت جاگزیں ہوگی یا خدا کی محبت کا جذبہ موجزن ہوگا۔ ان دونوں میں سے ایک کا انتخاب لازمی ہے۔ اگر انسان کے سینے میں دو دل ہوتے تو ممکن تھا کہ ایک دل میں خدا اور دوسرے میں دنیا کو وہ جگہ دے دیتا۔ ایک وقت میں

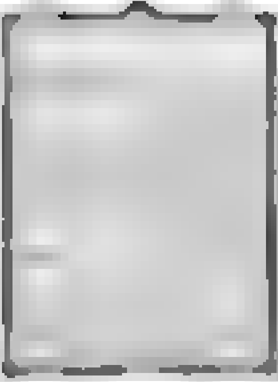

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم [illegible] ان کی مدد کے لیے [illegible] سے متعلق [illegible] کی
[illegible] ایک [illegible] تھے [illegible] جو [illegible] کی۔ یہ لوگ [illegible]
[illegible] ہو گئے۔ [illegible] عرب [illegible] کے لیے [illegible] عرب کے [illegible]
کے [illegible] گئے۔ انہیں [illegible] اللہ تعالیٰ نے ان کو
[illegible] تفصیل حالات [illegible] کے [illegible] ہیں۔ [illegible] ایک [illegible]
[illegible] کے [illegible] کی [illegible] تھے [illegible] مسلمان [illegible]
لشکر [illegible] کی پسپائی [illegible] ہو گئے [illegible] ہو گئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ
اعلان فرمادیا: لن تغزوکم قریش بعد عامکم ہذا ولکنکم تغزونہم۔ یعنی آج کے بعد قریش تم پر لشکر کشی نہ
کر سکیں گے، اب تم ہی ان پر لشکر کشی کرو گے۔

دوسرا واقعہ یہ ہوا کہ [illegible] ہو گئے اس [illegible] بنو قریظہ [illegible]
کر دیا۔ اب مسلمان ان کو [illegible] جنگ [illegible] ہو گئے۔ [illegible] کی [illegible]
[illegible] کے ساتھ [illegible] جنگ کے [illegible] کی [illegible] کے ساتھ [illegible] گیا۔ [illegible]
[illegible] تفصیلات [illegible]
[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] کے [illegible] عرب کے سارے قبائل [illegible] ان کے
[illegible] کے [illegible] حالات [illegible] تھے۔ [illegible] کی [illegible]
[illegible] سے محفوظ ہو گئی۔

[illegible] ایک [illegible] ہے۔ [illegible]
[illegible] شادی [illegible] کے [illegible] حضرت کی [illegible]
[illegible] کی [illegible] کے [illegible] صلی [illegible]
[illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم [illegible]
[illegible] اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول کے [illegible] نبوت کے [illegible] اخلاق [illegible]
[illegible] کا ایک [illegible] اس کی [illegible]
جانے کا تاکیدی حکم دیا جاتا ہے۔

[illegible] ذکر [illegible] گئے
[illegible] اخلاق [illegible]
[illegible] تفصیل سے ان کو بیان کر دیا گیا۔

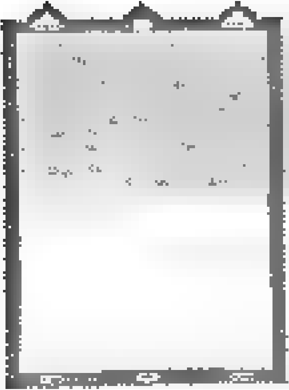

سورۃ الاحزاب مدنیۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

آیاتہا ۷۳ رکوعاتہا ۹

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

اے نبی! [illegible] اللہ سے ڈرتے رہیے اور کہنا نہ مانیے کافروں اور منافقوں کا بے شک اللہ تعالیٰ

1 اس مبارک سورت کا آغاز یا ایہا النبی کے پر جلال کلمات سے کیا گیا ہے۔ براہ راست حضور کو خطاب کی وجہ یہ ہے کہ اس سورت میں چند ایسی معمولات کا ذکر کیا جا رہا ہے جو مدت سے اہل عرب کے رگ و ریشہ میں سرایت کیے ہوئے تھیں۔ معاشرہ میں جب کوئی عمل رواج پکڑ جاتا ہے اور پشت در پشت سے لوگ اس پر عمل پیرا چلے آتے ہیں تو اسے ایک تقدس اور احترام حاصل ہو جاتا ہے وہ لوگوں کی طبیعت کا جزو بن جاتے اور وہ اس کے اتنے عادی ہو جاتے ہیں کہ اس میں کسی [illegible] برداشت نہیں کرتے۔ وہ کسی بڑی سے بڑی ہستی کی [illegible] اجازت نہیں دیتے۔ ذہنوں کی اصلاح کا [illegible] [illegible] کے خلاف اظہار [illegible] کیونکہ اس سورت میں [illegible] کے علاوہ [illegible] کی اصلاح کا مقصد [illegible] لاحق ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے [illegible] خصوصی طور پر خطاب [illegible] ہدایات سے سرفراز کیا ہے تاکہ حضور [illegible] اور استقامت کا مظاہرہ کریں۔

دوسرے انبیاء [illegible] کو ان کے نام سے خطاب کیا گیا ہے یا آدم، یا نوح، یا ابراہیم، [illegible] لیکن جب حضور کو خطاب [illegible] نام سے نہیں [illegible] شان اور جلالت [illegible] ہے۔ چنانچہ علامہ آلوسی [illegible] نے لکھا ہے [illegible]

[illegible]

صاحب لسان العرب لفظ نبی کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس کے مادہ اشتقاق کے متعلق اہل لغت کے دو قول ہیں [illegible] سے مشتق ہے [illegible] سے مشتق ہے۔ پہلے قول کے مطابق معنی [illegible] خبر [illegible] جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبریں دیتا ہے۔

علامہ جوہری [illegible] اس کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دینے والا۔

[illegible]

[illegible]

اور اگر اس کا مادہ اشتقاق [illegible] ہو تو اس کا معنی ہے [illegible]

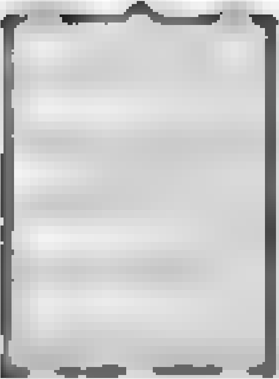

[illegible]

كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۙ وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

خوب جاننے والا بڑا دانا ہے ۔ اور پیروی کیجئے اس کی جو وحی کی جاتی ہے آپ کو آپ کے رب کی طرف سے ۔ بیشک اللہ تعالیٰ

كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۙ وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ③

جو کچھ تم کرتے رہتے ہو اس سے پوری طرح باخبر ہے۔ اور (اے محبوب!) بھروسہ کیجئے اللہ پر اور کافی ہے اللہ تعالیٰ کارساز

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ

نہیں بنائے اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی کے سینہ میں دو دل ۔ اور نہیں بنایا اس نے تمہاری بیویوں کو

الّٰۗـِٔيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاۗءَكُمْ اَبْنَاۗءَكُمْ ۭ

کہ جن سے تم ظہار کرتے ہو تمہاری مائیں ۔ اور نہیں بنایا اس نے تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارے فرزند

سے ڈرایا گیا ہے انہیں پہلے بھی اسی طرح ڈرایا جا چکا ہے۔ مگر ان کو خطرہ ہے کہ [illegible] سے نکل جائے کا کہہ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا کہ یہ کفار اور منافق اس قابل نہیں کہ ان کی بات مان لی جائے۔ آپ صرف ان احکام کی پیروی کریں جو علیم و حکیم خدا نے آپ پر نازل فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی وہ ذات ہے جو تمہاری انفرادی، اجتماعی، سیاسی اور معاشی ضرورتوں سے باخبر ہے اور اس کا ہر حکم حکمت پر مبنی ہے۔ علیم و حکیم خدا کی فرمانبرداری سے ہی تم دونوں جہانوں میں سرفراز ہو سکتے ہو۔

۲ کہ آپ صرف ان احکام کی پیروی کریں جو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آپ پر نازل فرمائے ہیں وہ تمہارے ہر عمل کو جانتا ہے۔

۳ اگر یہ کفار کی دھمکیاں اور منافقین کی ریشہ دوانیاں مؤثر ہیں تو آپ ان کی قطعاً پروا نہ کریں۔ اپنے رب پر بھروسہ کریں۔ اپنے سارے کام اس کے سپرد کر دیں۔ اس کی تائید و نصرت کے بعد آپ کو کسی اندیشہ کی یا [illegible] کا شکار ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

۴ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو دو ہاتھ، دو پاؤں، دو کان اور دو آنکھیں دی ہیں لیکن دل صرف ایک ہی دیا ہے۔ یہاں متضاد خیالات اور عقائد کی گنجائش نہیں۔ ایک دل میں ایک ہی عقیدہ رہ سکتا ہے یا انسان خدا کا بندہ بن جائے یا سب کو چھوڑ کر غیر کی بندگی اختیار کرے یہ ناممکن ہے کہ آپ بیک وقت دونوں کے غلام بنے رہیں۔ حق و باطل دونوں سے رشتہ عقیدت استوار رکھیں۔ منافقوں کی یہ خود فریبی کہ وہ دو کشتیوں میں سوار ہو کر [illegible] چاہتے ہیں وہ غرق ہو جاتا ہے یا صرف منافقین کی صف میں شامل ہو جاتا ہے [illegible] اختیار کرو عبد اللہ بن ابی جیسے [illegible] کی یہاں قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔

۵ یہ جاہلیت کے عہد کا خیال دوری کی گنجائش نہیں۔ اسلام کو [illegible] ان کے سارے تقاضوں کے ساتھ قبول کرنا ہوگا۔

أَخْطَأْتُمْ بِهِ وَلَٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ⑤

نادانستہ کر بیٹھو البتہ وہ کام جو تمہارے دل قصداً کرتے ہیں (ان پر) ضرور گرفت ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے

کسی غیر کا بیٹا کہنے کے عدم جواز پر اس موقع پر بہت سی احادیث نقل کی ہیں جن میں حضور (صلی اللہ) تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا کہنے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔

تم گفتگو میں جو بات ارادہ و نیت کے بغیر زبان سے نکل جائے۔ اس پر مواخذہ نہیں ہوگا۔ البتہ جو خلاف شرع باتیں تم جان بوجھ کر قصداً کرو گے اس کی سزا تمہیں ضرور دی جائے گی۔ اگر غلطی کرنے کے بعد تمہیں ندامت ہو اور تم سچے دل سے توبہ کرو تو تمہاری توبہ قبول ہوگی۔ بیشک اس کی بخشش بڑی عام ہے اور اس کا دامن رحمت بڑا وسیع ہے۔

تمام علماء تفسیر کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ آیت حضرت زید بن حارثہ کے حق میں نازل ہوئی۔ یہ شام کے باشندے تھے۔ چند سواروں کا ادھر سے گزر ہوا۔ یہ ابھی بچے ہی تھے انہوں نے انہیں پکڑ لیا۔ مکہ لا کر انہیں فروخت کر دیا۔ حکیم بن حزام بن خویلد نے جو ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے تھے انہیں خرید لیا اور اپنی پھوپھی صاحبہ کو تحفہ پیش کیا۔ حضرت ام المومنین نے یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا۔ حضور نے انہیں آزاد کر دیا اور اپنا متبنیٰ بنا لیا۔

زید کے والد حارثہ اپنے لخت جگر کے فراق میں دیوانہ ہو گئے اور اس کی تلاش میں ملک ملک کی خاک چھانتے رہے۔ اپنے بیٹے کے فراق میں جو قصیدہ انہوں نے لکھا اسے پڑھ کر پتھر کا بھی دل پسیج جاتا ہے۔ چند شعر آپ بھی ملاحظہ فرمایئے اور ایک باپ کے دل کی حالت اور اس کے درد و سوز سے آگاہی حاصل کیجئے۔

بَكَيْتُ عَلَى زَيْدٍ وَلَمْ أَدْرِ مَا فَعَلْ أَحَيٌّ فَيُرْجَى أَمْ أَتَى دُونَهُ الْأَجَلْ

میں زید کے فراق میں سوگوار رہتا ہوں۔ مجھے اس کے حال کا کوئی علم نہیں۔ کیا وہ زندہ ہے تاکہ اس کے لوٹ آنے کی امید کی جائے یا موت کی آغوش میں سو چکا ہے

تُذَكِّرُنِيهِ الشَّمْسُ عِنْدَ طُلُوعِهَا وَتُعْرِضُ ذِكْرَاهُ إِذَا غَرْبُهَا أَفَلْ

سورج جب طلوع ہوتا ہے تو وہ اس کی یاد دلاتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو بھی اس کی یاد مجھے ستانے لگتی ہے

وَإِنْ هَبَّتِ الْأَرْيَاحُ هَيَّجْنَ ذِكْرَهُ فَيَا طُولَ مَا حُزْنِي عَلَيْهِ وَيَا وَجَلْ

جب ہوائیں چلتی ہیں تو اس کی یاد کے شعلے بھڑکا دیتی ہیں۔ اس کی جدائی میں میرا غم اور اس کے متعلق میرے اندیشوں کا سلسلہ کتنا طویل ہے

سَأُعْمِلُ نَصَّ الْعِيسِ فِي الْأَرْضِ جَاهِدًا وَلَا أَسْأَمُ التَّطْوَافَ أَوْ تَسْأَمَ الْإِبِلْ

میں اپنے تیز رفتار اونٹ کو ساری زمین میں چلاتا رہوں گا اور نہ میں اس کی تلاش میں طواف کرنے سے تھکوں گا اور نہ میری اونٹنی

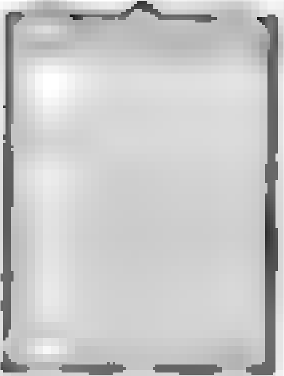

اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ

قریبی رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں کتاب اللہ کی رو سے عام

يقعن فيه وانا آخذ بحجزكم وانتم تقحمون فيه (ترجمہ) یعنی میری اور میری امت کی حالت اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ جلائی ہو اور مختلف جانور اور پروانے اس آگ میں گرنے کے لیے دوڑتے چلے آرہے ہوں۔ میں تمہیں تمہاری کمروں سے پکڑ رہا ہوں اور تم اس میں گرنے پر اصرار کر رہے ہو۔

صحیح بخاری کی یہ حدیث بھی ملاحظہ فرمائیے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال ما من مؤمن الا وانا اولی بہ فی الدنیا والآخرۃ اقرؤوا ان شئتم النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم فایما مؤمن مات وترک مالاً فلیرثہ عصبتہ من کانوا ومن ترک دینا او ضیاعا فلیاتنی فانا مولاہ۔

یعنی کوئی ایسا مومن نہیں جس کا میں دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ والی نہیں۔ اگر تم چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھو النبی اولی بالمؤمنین۔ اور جو مومن فوت ہو اور پیچھے کچھ مال چھوڑ جائے تو اس کے قریبی رشتہ دار اس کے وارث ہوں گے اور جو قرض یا عیال چھوڑ جائے تو وہ میرے پاس آئے میں اس کا والی ہوں۔

حضور کی شان کریمی پر انسان قربان ہو جائے کس شفقت و محبت کا اظہار فرمایا جا رہا ہے

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہمارے ساتھ ایسا تعلق ہے، حضور کی مہربانی اور لطف و کرم کا یہ عالم ہے تو پھر غضب ہے ہم پر اگر ہم حضور کی شریعت کو چھوڑ کر اپنے نفسوں کی خواہشات کی پیروی میں لگ جائیں۔ چند دوستوں کو خوش کرنے کے لیے غلاموں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ہم اپنے نبی پاک کی اطاعت سے سرتابی کریں۔ ہماری ملکی حکومتوں اور قانون ساز اداروں کو بھی اس امر کا ہر وقت احساس رہنا چاہیے کہ وہ کس رؤف و رحیم کا دامن چھوڑ رہے ہیں اور کس کی اطاعت کو اپنا شعار بنا رہے ہیں۔ وکونہ علیہ السلام اولی بالمؤمنین من انفسھم ای ارأف بھم واعطف علیھم وھو یدعوھم الی النجاۃ وانفسھم تدعوھم الی الھلاک۔ یعنی حضور کے اولی بالمؤمنین ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حضور ان کے نفسوں سے بھی زیادہ مہربان اور شفقت کرنے والے ہیں کیونکہ حضور انہیں نجات کی طرف بلاتے ہیں اور ان کے نفس انہیں ہلاکت کی دعوت دیتے ہیں۔ حضرت سہل فرماتے ہیں: من لم یر نفسہ فی ملک الرسول ولم یر ولایتہ علیہ فی جمیع احوالہ لم یذق حلاوۃ سنتہ۔ یعنی جو شخص اپنے آپ کو حضور کا غلام نہ سمجھے اور جو تمام حالات میں اپنے آپ پر حضور کی حکمرانی تسلیم نہ کرے اس نے سنت کی شیرینی کا مزہ ہی نہیں چکھا۔

نیز حضور رسالت مآب علیہ التحیات والتسلیمات کی ازواج مطہرات کی عزت افزائی فرمائی جا رہی ہے کہ یہ مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ اس تعلق کے باعث ہر مومن کا فرض ہے کہ ان کا بھی احترام کرے جس طرح اپنی ماں کا احترام کرتا ہے۔ مگر ان [illegible]

مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۙ لِّيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ

سب سے پختہ عہد لیا تھا تاکہ (اللہ) سچوں سے ان کے سچ کے متعلق [illegible] اور اس نے

لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۧ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ

تیار کر رکھا ہے کافروں کے لیے دردناک عذاب اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کے احسان کو جو تم پر

ف ان آیات میں اس تاریخی واقعہ کی طرف اشارہ ہے جس سے [illegible] غزوۂ خندق میں مسلمانوں کو دو چار [illegible] حالات کا [illegible] تھا اس کی [illegible] ایک مختصر سی وضاحت ہے۔

مدینہ طیبہ میں یہودیوں کے [illegible] مشہور [illegible] بنی نضیر، بنی قریظہ [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ منورہ میں پہنچے تو ان سے دوستی کا معاہدہ کر لیا تھا لیکن ان کے دلوں میں اسلام سے عداوت کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ وہ ہمیشہ موقع کی تلاش میں رہتے جب کہ وہ اپنی دلی [illegible] کا مظاہرہ کر سکیں۔ [illegible] جب [illegible] [illegible] کی [illegible] اور [illegible] کے [illegible] مسلمانوں [illegible] کے [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شہید کرنے کی ایک سازش کی جس میں [illegible] ناکام [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں مدینہ طیبہ سے نکل جانے کا حکم دیا [illegible] جلاوطنی کی [illegible] مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کا ارادہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مسلمانوں کا مقابلہ کرنے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اسلام کے خلاف سازش [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور قریش [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف جنگ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کر اسلام اور بانیٔ اسلام [illegible] [illegible] قریش نے ان [illegible] صاحب کتاب [illegible]

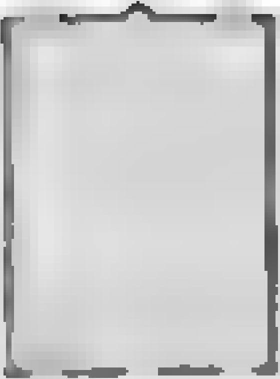

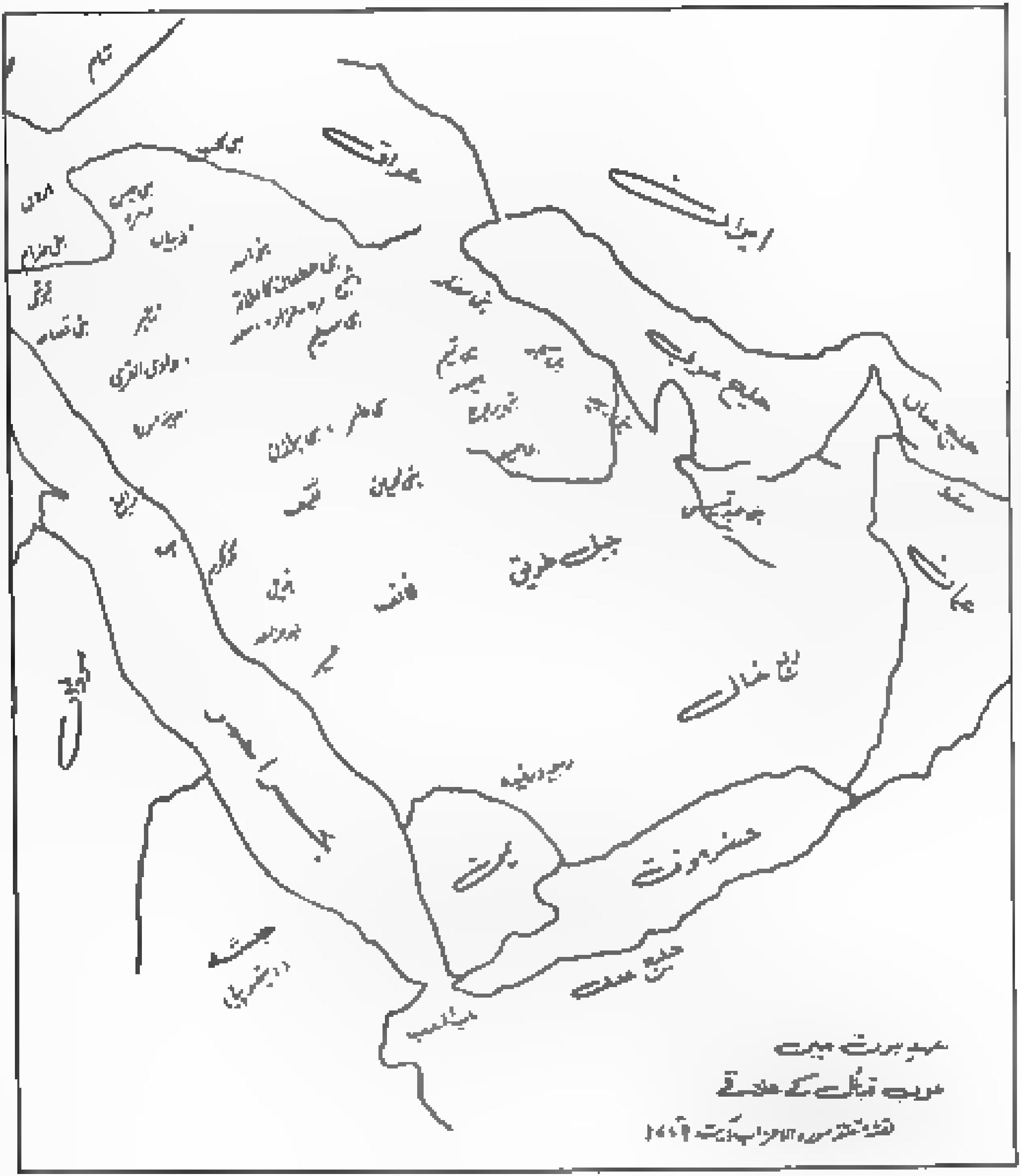
شام
عراق
ایران
خلیج عرب
خلیج عمان
عمان
بنی کلب
ذبیان
بنی غطفان کا علاقہ
بنی سلیم
خیبر
وادی القریٰ
ثقیف
جبل طویق
ربع خالی
بحر احمر
یمن
حضرموت
خلیج عدن
حبشہ
باب المندب

عہد نبوت میں
عرب قبائل کے علاقے
تفہیم سورہ الاحزاب دیکھیے آیت ۱۰۱

[illegible] سے ہو رہی ہیں لیکن اپنے محبوب آقا کے ارشادات تسکین بخش ہیں [illegible] کہ ان [illegible] اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب [illegible] اور محبت کا یوں مظاہرہ کرتے ہوئے فرماتے:

ان العیش عیش الآخرة فاغفر الانصار والمهاجرة

یعنی زندگی تو آخرت کی زندگی ہے پس اے پروردگار انصار و مہاجرین کو بخش دے

جواب میں [illegible] کیفیت طاری ہو گئی [illegible] سے [illegible] لگے۔

نحن الذین بایعوا محمدا على الجهاد ما بقینا ابدا

یعنی ہم وہ عشق و محبت کے [illegible] ہیں جنہوں نے اپنے ہادی [illegible] کے دست مبارک پر اس بات پر بیعت کی ہے کہ جب تک [illegible] جہاد [illegible] مصروف رہیں گے

کبھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] حضرت عبد اللہ بن رواحہ کے یہ شعر پڑھتے

اللهم لولا انت ما اهتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا

فانزلن سکینة علینا وثبت الاقدام ان لاقینا

یعنی [illegible] اگر تیری [illegible] نہ ہوتی تو [illegible] اور نہ نماز [illegible] اے اللہ ہم پر اطمینان و سکون نازل فرما اور [illegible] ثابت قدم رکھ۔

[illegible] سلمان [illegible] ایک چٹان [illegible] حضرت سلمان [illegible] حضور [illegible] عرض [illegible] چٹان [illegible] لیکن [illegible] اللہ اکبر [illegible] ایک [illegible] اللہ اکبر اعطیت مفاتیح الشام [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] اللہ اکبر اعطیت مفاتیح فارس [illegible] اللہ اکبر اعطیت مفاتیح الیمن [illegible] چٹان کو پارہ پارہ کر دیا [illegible] حالات [illegible] منافقین [illegible] بیعت [illegible] ان حالات میں جب [illegible] دشمن [illegible]

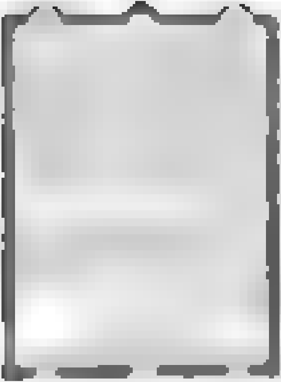

سبب زو چنیں گفت دانای امین کہ بعد از من اعوان و انصار دین

جبرئیل علیہ السلام نے اس کا سبب بیان کیا کہ یہ سب دین اسلام کے مددگار اور معاون شمار

بریں کشورستان با مسلط شوند باتین من اہل آں بگروند

ان ملکوں پر قابض ہوں گے اور وہاں میری شریعت کا قانون نافذ کریں گے

بریں مژدہ دل شاکر و خطیب شد ہمہ بار تکبیر گو مدعا

یہ بشارت اللہ تعالیٰ کے لطف پر جیسے جوہر تجھے ہی۔

شنیدند آں مژدہ چوں مومناں کشیدند تکبیر شادی کناں

مومنوں نے جب یہ مژدہ سنا تو سب نے خوش ہو کر نعرہ تکبیر بلند کیا۔

اسی طرح دیگر کتابوں میں بھی یہ واقعہ مذکور ہے

شب و روز کی محنت شاقہ سے کفار کے حملہ کرنے سے پہلے خندق تیار کر لی گئی۔ مدینہ طیبہ کے تین اطراف پہلے تھے، جہاں سے حملہ آوری کی توقع نہ تھی۔ جنوب کی طرف گھنے باغات تھے۔ مشرق اور مغرب کی طرف پتھریلا علاقہ اور سخت چٹانیں تھیں۔ جہاں جگہ جگہ گہری اور چوڑی دراڑیں تھیں۔ صرف شمال کی سمت ہی کھلی اور غیر محفوظ تھی اور حملہ اسی جانب سے متوقع تھا۔ جبل سلع کو پشت کی طرف رکھ کر اس کی تینوں جانب ... دشمن کے وہاں پہنچنے سے پہلے حضور ﷺ مع مجاہدین کے ... حفاظت پر مامور ہو گئے۔ کفار کا لشکر ایک طوفان کی صورت میں آگے بڑھا چلا آ رہا تھا ان کا خیال تھا کہ وہ مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے لیکن جب سامنے گہری چوڑی اور لمبی خندق دیکھی تو حیرت زدہ ہو کر رہ گئے کہ ان کی جنگ میں ... خندق کی دوسری طرف ہی اپنے خیمے نصب کر لیے اور مسلمانوں کو اپنے محاصرے سے ... مناسب وقت کا انتظار کرنے لگے۔

ایک دن ابو جہل کا بیٹا عکرمہ، عمرو بن عبدود جو عرب کا مشہور شہسوار اور بہادر تھا، چند سواروں کے ساتھ گھوڑے دوڑاتے ہوئے خندق کا چکر لگانے لگے۔ ایک جگہ خندق بہت تنگ تھی۔ ان سواروں نے گھوڑوں کو ایڑ لگائی، گھوڑے بڑی سرعت کے ساتھ کود کر خندق کے دوسری طرف پہنچ گئے۔ عمرو بن عبدود نے میدان میں آ کر للکارا: "ھل من مبارز" ہے کوئی جو میرے ساتھ مقابلہ کرنے والا؟ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ... تلوار ... اس کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور عمرو بن عبدود کے ... سے فرمایا کہ اگر کوئی قریشی تجھ سے دو چیزوں کا مطالبہ کرے گا تو تو ان میں سے ایک ضرور قبول کرے گا ... آپ نے فرمایا میں تجھ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک پر ایمان لے آ اور اسلام قبول کر لے۔ ادعوک الی اللہ والی رسولہ والی الاسلام

اس نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ شیر خدا نے فرمایا: پھر میری دوسری درخواست یہ ہے کہ تو میرے ساتھ مقابلہ کر۔ وہ کہنے لگا میرے آپ کے والد ابو طالب کے ساتھ بڑے دوستانہ مراسم تھے میں یہ پسند نہیں کرتا کہ آپ میری تلوار سے قتل ہوں۔ اسلام کے

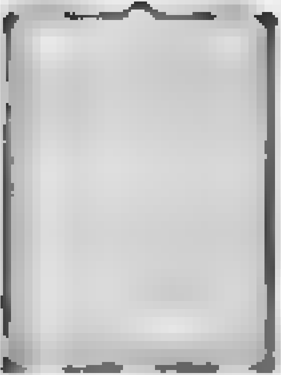

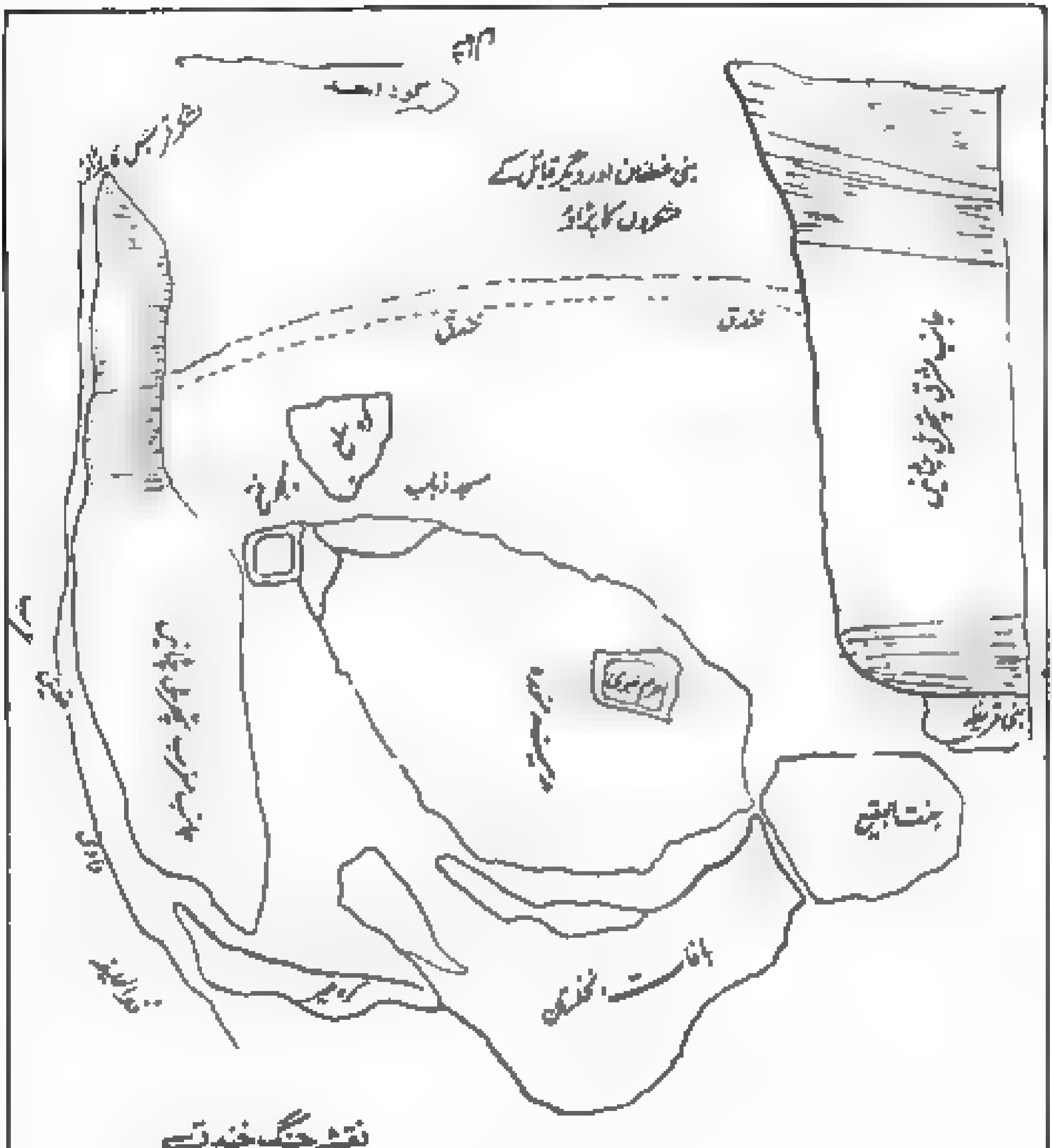
شمال
کوہ احد
بنی غطفان اور دیگر قبائل کے
لشکروں کا پڑاؤ
خندق
خندق
سلع
مسجد نبوی
جنت البقیع
باغات نخلستان

نقشہ جنگ خندق

ماخوذ سورۃ الاحزاب آیات نمبر ۹ تا ۲۷ جنوب

[illegible]

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ بات [illegible] حضرت سعد بن معاذ [illegible] حضرت سعد بن عبادہ [illegible]

[illegible]

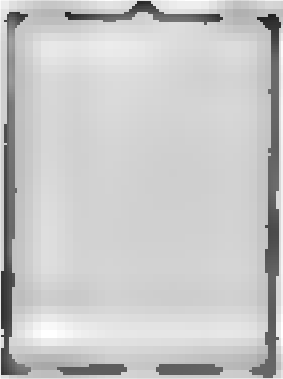

[illegible]

بھاگے اور اسلام کے خلاف ان کا محاذ [illegible] ہو گیا۔

[illegible] تھا۔ [illegible] ٹوٹ چکے تھے۔

[illegible] ابوسفیان [illegible]

[illegible] ابوسفیان [illegible]

[illegible] قریش [illegible]

ہی بھاگ جانے میں عافیت سمجھی۔

حضرت حذیفہ [illegible] ابوسفیان [illegible]

[illegible] تھیں۔

یہاں حالات کا [illegible] اگر آپ [illegible] کا مطالعہ کریں گے تو آیات

کا مفہوم سمجھنے میں بڑی آسانی ہوگی۔

علامہ ابن کثیر [illegible] ہلاک

أَسْفَلَ مِنكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَ

نشیب کی طرف سے بھی اور جب مارے دہشت کے آنکھیں پتھرا گئیں اور کلیجے منہ کو آ گئے اور تم

تَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونَا ۝١٠ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا

اللہ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے [illegible] اس موقع پر اہل ایمان آزمائے گئے اور وہ خوب سختی سے جھنجھوڑے

شَدِيدًا ۝١١ وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ

گئے اور اس وقت کو یاد کرو جب منافق اور جن کے دلوں میں روگ تھا کہ

مَّا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُورًا ۝١٢ وَإِذْ قَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ

نہیں وعدہ کیا تھا ہم سے اللہ نے اور اس کے رسول نے مگر فریب کا اور یاد کرو جب ان میں کا ایک گروہ کہنے لگا

ف یعنی دشمن [illegible] بلکہ یہ تو [illegible] حالت تھی جب [illegible] کہ دہشت کے مارے آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں خوف و دہشت سے کلیجے منہ کو آ رہے تھے [illegible] جب انسان [illegible] ہوتا ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دل اچھل کر حلق میں آ گیا ہے [illegible] یعنی خوف کی وجہ سے آنکھوں کا پتھرا جانا

ف ان کلمات سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ان کے [illegible] کے قابل تھی

ف آزمائش بڑی سخت تھی [illegible] سے مسلمان [illegible] تھے [illegible] رہے تھے۔

ف منافق [illegible] [illegible]

عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ۭ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ سے وعدہ کر چکے تھے کہ وہ پیٹھ نہیں پھیریں گے اور اللہ تعالیٰ سے جو وعدہ کیا جاتا ہے

مَسْـُٔوْلًا ﴿۱۵﴾ قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ

کے متعلق ضرور باز پرس کی جانی ہے ۱۲ فرمائیے ہرگز نفع نہ دے گا تمہیں یہ بھاگنا اگر تم بھاگو موت سے یا

الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۶﴾ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ

قتل سے اور اگر بھاگ کر تم جان بچا بھی لو تو لطف اندوز نہ ہو سکو گے مگر تھوڑی مدت ۱۳ دریافت کیجئے کون ہے جو بچا سکتا ہے تمہیں

چھوڑ دیں اس جہاد کا بہانہ بنانے کا اور اپنے گھروں کی حفاظت کا عذر پیش کر دیں گے تاکہ پھر وہ بآسانی ان لوگوں سے مل جائیں جنہوں نے اسلام کو مٹانے کے جوش میں کفار کے لشکر میں شریک ہو جائیں گے۔

اس آیت میں کفار و منافقین کی ذہنیت کا اک حقیقت پسندانہ تجزیہ کیا جا رہا ہے اور ان کے اندازِ فکر اور طرزِ عمل کی صحیح تصویر کھینچی جا رہی ہے۔

۱۱ کفار کی دعوت پر لبیک کہتے ہیں وہ صرف اتنی مہلت لیتے کہ گھروں میں سے ہتھیار اٹھائیں اور پوری طرح مسلح ہو کر اسلام کو مٹانے کے لیے ان کے لشکر میں شریک ہو جائیں۔

۱۲ آج قرآن کا یہ مطالبہ کہ بھاگ جانے کی بجائے ڈٹ کر مقابلہ کرو۔ یہی لوگ ہیں جو بڑے دعوے کیا کرتے تھے اور عہد کی قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ ہم اسلام کے لیے جانیں دے دیں گے، دشمن کا حملہ ہوا تو ہم سر کٹا دیں گے لیکن پیٹھ نہ پھیریں گے۔ اب دیکھیے کہاں گئے ان کے وہ سب دعوے۔ ان کے جیسے منافق کا ہمیشہ یہی شعار رہا ہے کہ جب باتیں بنانے کا وقت ہوتا تو زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں۔ اپنے اخلاص اور جانبازی کے بارے میں ایسی ڈینگیں مارتے ہیں کہ سننے والا حیران ہو جاتا ہے لیکن جب عمل کا وقت آتا ہے تو ان کی قلعی کھل جاتی ہے اور ان کا خبثِ باطن آشکار ہو جاتا ہے۔

۱۳ وہ یہ گمان نہ کریں کہ چونکہ اس وقت وعدہ سے پیچھے ہٹ گئے تھے انہیں معاف کر دیا جائے گا اور ان سے کسی قسم کی باز پرس نہیں ہوگی۔ ان کا یہ خیال غلط ہے اللہ تعالیٰ ان سے عہد شکنی کے متعلق باز پرس کرے گا۔

۱۴ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے محبوب! انہیں کہیے کہ اگر تم موت اور قتل سے بچنے کے لیے میدانِ جنگ سے بھاگ جانا چاہتے ہو تو تمہاری حماقت ہے۔ یہاں سے بھاگ کر کہاں جاؤ گے، موت سے کسی کو مفر نہیں۔ یہاں میدانِ جنگ میں قتل ہونے سے اگر آج تم بچ نکلے تو کیا پھر ہمیشہ کے لیے زندہ رہو گے؟ آج نہیں تو کل بہرحال تمہیں موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ اس لیے چند روزہ زندگی کے لیے اپنے نام پر بزدلی اور نامردی کی تہمت نہ لگنے دو۔

جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ

جب خوف (و وحشت) پیش آجائے تو آپ انہیں اس حالت میں دیکھیں گے کہ وہ آپ کی طرف یوں دیکھنے لگتے ہیں کہ ان کی آنکھیں [illegible]

يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ

[illegible]

حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ۭ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

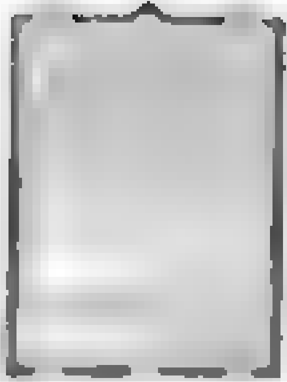

إِلَّا قَلِيلًا ۞ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَ

[illegible]

صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ﴿۲۲﴾ مِنَ

[illegible]

الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ

[illegible]

قَضٰى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ﴿۲۳﴾ لِيَجْزِيَ

[illegible]

[illegible] خوش خبری بھی دے دی۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ

اس جنگ میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ جزا دے سچوں کو ان کی سچائی کے باعث اور عذاب دے منافقوں کو اگر

اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۚ وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

مرضی ہو یا ان کی توبہ قبول فرمالے بیشک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے اور لوٹا دیا اللہ تعالیٰ نے

دیکھا تھا کہ ان کی کیا حالت ہو گئی۔ ان کی مشیت [illegible] کے [illegible] کو کیا سمجھا۔

[illegible]

خوشا نصیب [illegible] کہ در غم [illegible] زیست

۲۳ اور جو لوگ میدان جہاد سے سلامت واپس آ گئے ہیں انہیں اپنے جسم کی سلامتی پر کوئی خوشی نہیں ہے بلکہ وہ شہادت عظمیٰ کے حصول کے لیے ہر وقت منتظر رہتے ہیں۔ وہ اس سعادت کی گھڑی کا بڑی بے تابی سے انتظار کر رہے ہیں جب وہ خلعت شہادت سے سرفراز ہو کر بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوں گے۔

یہی جاں نثار ہیں جن کی بے مثال قربانیوں کے باعث اسلام کو یہ عزت و شوکت نصیب ہوئی۔ انھوں نے اپنے خون ناب سے آبیاری کر کے شجر اسلام کو سرسبز و شاداب بنایا۔ انہی کی کاوشوں کی برکت سے آج ہم ایمان کی نعمت سے بہرہ ور ہیں لیکن صد حیف کہ ایک ایسا [illegible] طبقہ بھی پیدا ہو گیا ہے [illegible] کی وجہ سے اسلام کے [illegible] ہو رہی ہیں۔ [illegible] شریعت [illegible] صحابہ [illegible] کے [illegible] ہیں [illegible] سیرت و کردار [illegible] اسلام [illegible] [illegible] [illegible] کی شان میں [illegible] بیان خیال کرتے ہیں [illegible] ان کے گناہ [illegible] ہوں گے۔ [illegible] قرآن کی تعریف [illegible] قرآن کے [illegible] شہادت [illegible] ان کی شجاعت، سخاوت اور [illegible] کی قسمیں کھا رہے ہیں [illegible] سکیں [illegible] ان کو [illegible] نہیں آتا۔

۲۴ اللہ تعالیٰ ان کی [illegible] نہیں کرے گا بلکہ اپنی شان کریمی کے مطابق انہیں جزا دے گا۔

۲۵ [illegible] منافقین [illegible] کے متعلق جیسی اس کی مرضی ہوگی ویسا کرے گا۔ چاہے تو ان کی بداعمالیوں کے باعث انہیں قعر ضلالت میں گرا کر [illegible] اس حالت میں موت آ جائے اور [illegible] کے لیے [illegible] میں پھینک دیئے جائیں۔ اور چاہے تو اپنی رحمت اور مہربانی سے انہیں خواب غفلت سے بیدار کر دے اور [illegible] توفیق [illegible] دے۔ وہ [illegible] ہے اس کی شان [illegible] اور اس کی رحمت [illegible] [illegible] ہو [illegible] کا [illegible]

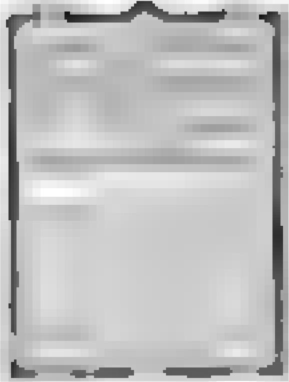

[illegible] تھے جس کا [illegible] صحابہ کے ایک دستے نے [illegible] سوار ہو کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ [illegible] کے [illegible] کے پاس [illegible] جیسا کہ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] کے قریب [illegible] حضرت [illegible] کی اس وقت [illegible] کا واسطہ دیا [illegible] اور اپنا وعدہ [illegible] یہاں سب [illegible] اس قوم کا محاصرہ کر [illegible] اختیار [illegible] حضور کے [illegible] اجازت طلب کی [illegible]

[illegible] گئی۔

[illegible] کی اجازت دی [illegible] کی طرف [illegible] بچوں اور [illegible] کے ساتھ [illegible] کی اجازت [illegible] کے لیے [illegible] قوم [illegible] سب [illegible] بشارت [illegible] کی مخالفت [illegible] اب وقت ہے [illegible] مال و متاع سب [illegible] ایمان [illegible] کی تعلیمات [illegible] ہو جائے [illegible] ان کی [illegible] جنت کی [illegible] شکست [illegible] جنت [illegible] نصیب [illegible] بار بار ان کی [illegible] کا نشانہ بنے [illegible]

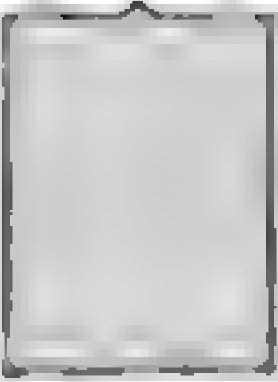

اَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا ﴿۲۷﴾

ان کے مال و متاع کا اور وہ علاقہ بھی [illegible] تمہیں [illegible] جہاں ابھی تمہارے قدم بھی نہیں پہنچے ۴۰ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا

اے نبی (مکرم)! آپ فرما دیجئے اپنی بیبیوں کو ۴۱ کہ اگر تم دنیوی زندگی اور اس کی زیب و آرائش کی خواہاں ہو

تمہارے [illegible] یہودی جو اللہ تعالیٰ [illegible] عرب کے [illegible] ہے جب ان کی [illegible] مکاری اور وحشت سے [illegible] کے جرم میں قتل کر دیا گیا۔ [illegible] ۴۰ تمہیں ان کی زمینوں اور مکانوں اور مال و متاع کا وارث بنا دیا اور ایسی زمین کی فتح کی [illegible] جہاں تک ابھی تم نہیں پہنچے۔

۴۱ ازواج مطہرات [illegible] آسائش کے [illegible] ہر حال [illegible] [illegible] حالات میں [illegible] حضور [illegible] کے بعد [illegible] سادگی [illegible] سب کچھ برداشت کرتی رہیں [illegible] حضرت عائشہ صدیقہ حضرت ابوبکر صدیق [illegible] حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا [illegible] حضرت عمر [illegible] [illegible] سادگی [illegible] کی [illegible] باعث بھی تھیں۔

لیکن جب فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا اور مال غنیمت کثرت سے تقسیم ہونے لگا اور مسلمانوں کی معاشی حالت تیزی سے بدلنے لگی، [illegible] مدینہ کے یہودی قبائل بنی نضیر، بنی قریظہ [illegible] کا مال و متاع [illegible] مال غنیمت تقسیم کیے گئے [illegible] مسلمانوں کی [illegible] تنگ دستی [illegible] بود و باش اور [illegible] تبدیلیاں پیدا ہو گئیں۔ اس وقت امہات المومنین [illegible] [illegible]

فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ﴿٢٨﴾ وَإِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ

تو آؤ میں تمہیں کچھ مال و متاع دے دوں اور تمہیں رخصت کر دوں بڑی خوبصورتی کے ساتھ ف۲۲ اور اگر تم چاہتی ہو

اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ أَجْرًا

اللہ کو اور اس کے رسول کو اور دار آخرت کو ف۲۳ تو بیشک اللہ تعالیٰ نے تیار کر رکھا ہے تم میں سے نیکوکاروں کے لیے اجر

عَظِيمًا ﴿٢٩﴾ يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ مَن يَأْتِ مِنكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ

عظیم ف۲۴ اے نبی کریم کی بیبیو! جو کوئی تم میں سے کھلی ہوئی بیہودگی کرے تو اس کے لیے

يُضَاعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿٣٠﴾

عذاب کو دو چند کر دیا جائے گا اور یہ بات اللہ تعالیٰ پر بالکل آسان ہے ف۲۵

ف۲۲ یعنی اگر تم دنیا اور متاع دنیا کی طلبگار ہو تو پھر آؤ۔ عزت کی رخصت میں ہی تمہیں علیحدہ کر دوں گا لیکن جیسا کہ بڑی وضع داری سے اور بڑے عمدہ طریقے سے ہوگی۔ یہاں سے یہ بھی پتہ چلا کہ اگر تعلقات منقطع کرنے کا موقع آ جائے تو اس وقت بھی تمہارے ہاتھوں سے شائستگی کا دامن نہ چھوٹنے پائے۔

ف۲۳ تمام ازواج مطہرات نے بصد مسرت اپنے مطالبات ترک کر دیئے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور دار آخرت کو پسند کیا۔ وہ اس بشارت کی مستحق ہو گئیں جس کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے۔

صد حیف ان کم نصیبوں اور بدبختوں پر جو اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ پڑھ کر بھی ازواج مطہرات کی شان میں گستاخی اور بدزبانی سے باز نہیں آتے۔

ف۲۴ تم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بیویاں ہو۔ ساری امت کی مائیں ہو اور مومنوں کے لیے تمہاری زندگی ایک نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارا بڑا اونچا مقام ہے۔ لیکن اس رفعت شان اور عظمت مقام کے تقاضے پورا کرنا بھی تو لازم ہے۔ جو تمہارے اعلیٰ درجہ کے لائق ہوں گے۔ یاد رکھو اگر تم نے کوئی ایسی حرکت کی تو یاد رکھو تمہیں اس کی سزا بھی دگنی دی جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ کے لیے ایسا کرنا کوئی مشکل نہیں۔

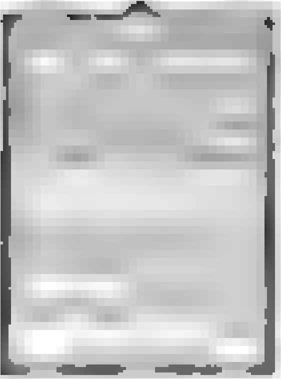

بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ

اپنے گھروں میں اور بے پردہ نہ پھرو جیسے سابق دور جاہلیت میں ہوا کرتا تھا اور ادا کرتی رہو

۳۵؎ آیت میں جو امور مذکور ہیں پہلے ان کا مفہوم ذہن نشین کر لیجئے اس کے بعد اس آیت کا مقصد اور مفہوم سمجھنے کی کوشش کریں۔ وقرن: یہ لفظ قرار سے ماخوذ ہو یا وقار سے دونوں [illegible] سے مقصود یہ ہے کہ امہات المومنین اپنے گھروں میں [illegible] سے ٹھہرے رہنے کا حکم دیا جا رہا ہے [illegible] سے نکلنے کی ممانعت فرمائی جا رہی ہے [illegible] جاہلیت میں عورتیں جس طرح بن ٹھن کر بازاروں میں بے حجاب پھرا کرتی تھیں اپنے حسن و جمال کی نمائش کیا کرتی تھیں اس سے بھی روکا جا رہا ہے۔ اگر یہ سوال [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] استعمال ہوتا ہے۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اپنے حسن و جمال اور زیبائش کو غیر مردوں کے سامنے ظاہر کرنا۔ [illegible] [illegible] [illegible] الرجال۔

علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اس سے روکا ہے اور [illegible] کا حکم دیا جا رہا ہے۔

اسلام کے نزدیک عفت و عصمت کی جو قدر و منزلت ہے اس کے پیش نظر [illegible] اس وقت [illegible] [illegible] [illegible]۔

اسلام نے مسلمانوں کو جو ثقافت اور تہذیب عطا کی ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اسلام نے قرآن سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

یا رسول اللہ! [illegible] جہاد میں شرکت کا [illegible] انہیں نصیب ہوتا ہے کیا کوئی عمل ایسا ہے

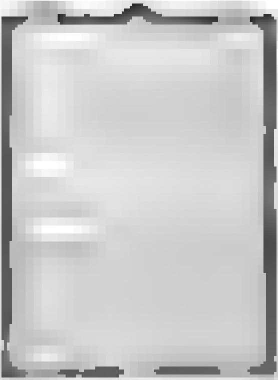

اور یہی [illegible] حضرت [illegible]
[illegible]
[illegible] حالات کے [illegible]
[illegible] حضرت امام حسین [illegible]
جب تک حالات [illegible] حضرت [illegible]
لہٰذا کسی [illegible] حالات کے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] حضرت امام حسین [illegible]
[illegible] حالات [illegible]
[illegible] حضرت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] حضرت [illegible]
[illegible]

[illegible] حضرت [illegible]
[illegible]

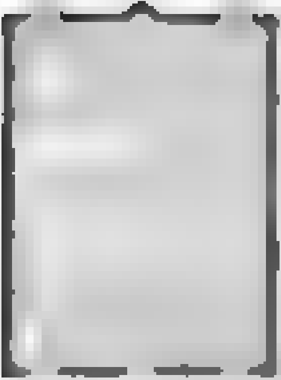

سے بچا جائے۔

حضرت امیر المومنین کو بھی اس جنگ کا از حد افسوس تھا۔ اس معرکہ میں اپنے لشکر کی فتح پر آپ کو قطعاً کوئی خوشی نہ تھی۔ جنگ ختم ہوئی تو آپ میدان جنگ میں تشریف لے گئے تو قوم کے سرداروں اور عزیزوں کی لاشوں کے ڈھیر دیکھے تو زار و قطار رونے لگے اور آپ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے: یالیتنی مت قبل هذا وکنت نسیا منسیا "کاش! اس سے پہلے میری زندگی کا چراغ بجھ گیا ہوتا اور میں بھولا بسرا ہو جاتا۔"

دشمنان اہل بیت کی طرف سے حضرت صدیقہ پر یہ الزام بڑی شدومد سے لگایا جاتا ہے کہ پہلے تو آپ لوگوں کو حضرت عثمان کے قتل پر ابھارا کرتی تھیں اور آپ کو ایک یہودی نعثل کے نام سے پکارا کرتی تھیں۔ اقتلوا نعثلا فقد فجر "نعثل کو قتل کر دو وہ فاسق ہو گیا ہے" اور جب ان کے اکسانے پر لوگوں نے حضرت عثمان کو شہید کر دیا اور حضرت علی خلیفہ منتخب ہو گئے تو آپ قصاص کا مطالبہ کرنے لگیں۔ یہاں تک کہ امیر المومنین سے جنگ شروع کر دی۔ اس اعتراض کو رد کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس روایت کی تحقیق کی جائے۔

حضرت علامہ محمود آلوسی البغدادی الازہری اپنی شہرہ آفاق تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ هذا لا اصل له وهو من مفتريات ابن قتيبة وابن اعثم الكوفي والسمساطي وكانوا مشهورين بالكذب والافتراء یعنی یہ روایت سراسر کذب و افترا ہے، اس کی کوئی اصل نہیں۔ یہ ابن قتیبہ، ابن اعثم الکوفی اور سمساطی کی گھڑی ہوئی روایتوں میں سے ہے اور یہ لوگ جھوٹ اور افترا پردازی میں مشہور تھے۔ ایک جھوٹی روایت کو سند بنا کر حضرت ام المومنین پر اعتراض کرنا دیانت کی کتنی بڑی خیانت اور بے ادبی ہے۔ اسی طرح یہ الزام بھی اصلاً بے بنیاد ہے کہ حضرت صدیقہ کے دل میں امیر المومنین سے بغض و عناد تھا اسی وجہ سے آپ نے ان سے جنگ کی کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو حضرت صدیقہ کبھی حضرت امیر المومنین کے مناقب اور محاسن جمیلہ بیان نہ کرتیں۔ حالانکہ تادم مرگ حضرت سیدہ علی کے اوصاف حمیدہ بیان کرتی رہیں۔

دیلمی نے یہ حدیث حضرت ام المومنین سے ہی روایت کی ہے۔ عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم حب علي عبادة کہ حضرت علی سے محبت عبادت ہے۔ اس واقعہ کے بعد بھی آپ حدیث بیان فرمایا کرتیں۔ وعنها انها قالت ما كان بيني وبين علي الا ما يكون بين المرأة واحمائها۔ مجھ میں اور علی مرتضیٰ کے درمیان تعلقات کی ناچاقی یا رنجش نہ تھی مگر اس کے کہ جو عموماً سسرالی رشتوں کے درمیان ہوا کرتی ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی اس جنگ کے اختتام کے بعد حضرت ام المومنین کی انتہائی تکریم اور ادب و احترام کے ساتھ مدینہ طیبہ روانہ کیا۔ اس بات کا پورا اہتمام کیا کہ راستے میں آپ کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ بصرہ کی معزز و محترم خواتین کو آپ کے ہمراہ روانہ کیا۔ آپ کے بھائی محمد بن ابی بکر کو بھی ساتھ بھیجا اور سب کو تاکید فرمائی کہ ام المومنین کو راستے میں کسی طرح کی بھی تکلیف نہ پہنچے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ امیر المومنین کے دل میں حضرت صدیقہ کا کتنا احترام تھا۔

جنگ جمل کا واقعہ جہاں تاریخ اسلام کے ان المناک واقعات میں سے ایک ہے جس پر قلب سلیم آج بھی گریاں اور سوگوار ہے، لیکن ان ناسازگار حالات میں بھی ان حضرات کے باہمی عزت و احترام کا یہ عالم تھا۔

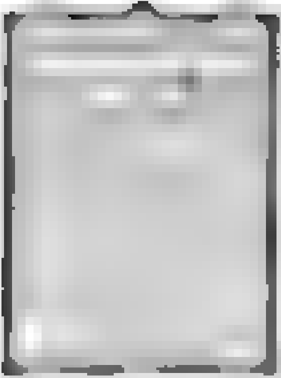

قضا و قدر کا ظہور صورتیں ہوتی بلکہ قدسیہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بیت کے لیے چن لیا ہے اور یہ وہ ارادہ ہے جس سے شان کی کمالات ظاہر ہیں۔ اس لیے اس عصمت کی ضرورت ادا ہوتی ہے اور عصمت کی عملی زندگی کے جو حسین صورتیں دیکھے جب ہوتے ہیں ان کو اپنے عمل پر پیش کرو اور دوسروں کے لیے بہترین اسوہ حسنہ کی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آگاہ کرتے رہو

یہ ہے اس آیت کا سیاق و سباق۔ اسے دیکھنے کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آیت کے اس جملہ، انما یرید اللہ، میں بھی وہی مخاطب ہیں جن سے پہلے اور بعد میں خطاب ہو رہا ہے اور وہ ازواج مطہرات ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہن اور اہل بیت سے بھی ازواج مطہرات مراد ہیں۔

فرقہ وارانہ تعصب سے بالاتر ہو کر اگر ان آیات کا مطالعہ کیا جائے تو ان آیات کا یہی مفہوم ہے جو بلا تکلف سمجھ آتا ہے۔ لیکن برا ہو فرقہ وارانہ تعصبات کا کہ وہ حق فہمی کی راہ میں پہاڑ بن کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

شیعہ حضرات کا اس بات پر اصرار ہے کہ اہل بیت میں ازواج مطہرات داخل نہیں۔ اس سے مراد فقط حضرات خمسہ ہیں یعنی امام المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، امیر المومنین علی مرتضیٰ، حضرت سیدہ فاطمہ اور حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اپنے اس نظریہ کو ثابت کرنے کے لیے جو دلائل انہوں نے پیش کیے ہیں وہ پیش خدمت ہیں۔ انہیں پڑھیے، سمجھنے کی کوشش کیجیے اور انصاف سے فیصلہ کیجیے کہ وہ حق سے کس طرح بیگانہ ہو جاتے ہیں:

① آیت کے اس جملہ میں ضمیر مذکر کی ہیں۔ عنکم اور یطہرکم۔ اگر ان کا مرجع ازواج مطہرات ہوتیں تو مؤنث کی ضمیر ذکر کی جاتیں۔ عنکم کی بجائے عنکن اور یطہرکم کی بجائے یطہرکن ہوتا۔

② آیت کے اس حصہ میں بیت واحد ذکر ہے۔ یہ چیز دلالت کرتی ہے کہ جہاں ان کے گھروں کا ذکر ہے وہاں بیوت کا صیغہ جمع ذکر کیا ہے۔ جیسے وقرن فی بیوتکن اور واذکرن ما یتلی فی بیوتکن

③ اس حصہ میں جو بڑی دلیل پیش کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ انما حصر کے لیے آتا ہے یعنی جو چیز اس کے بعد مذکور ہے اس کے لیے یہ حکم ثابت ہے اور جو مذکور نہیں اس سے یہ حکم منفی ہے۔ یہاں ارادہ کی دو قسمیں ہیں ارادہ تکوینی اور ارادہ تشریعی۔ ارادہ تشریعی میں مراد کا پایا جانا یا نہ پایا جانا مشکوک ہے۔ لیکن ارادہ تکوینی کے ساتھ مراد کا پایا جانا ضروری ہے۔ یہی ارادہ یہاں مراد ہے۔ تطہیر اور ازالہ رجس ضرور مرتب ہوگا۔ اس مقام پر ارادہ تشریعی نہیں ہے کیونکہ یہ ارادہ تو ہر انسان کے لیے ہے کہ وہ ہر ناپاکی سے منزہ ہو ظاہری اور باطنی نجاستوں سے اپنی زندگی حیات پاک رہے۔ اہل بیت کی اس میں کوئی خصوصیت نہیں۔ حالانکہ یہ تمام اہتمام اہل بیت کا ہے۔ یہاں تو کسی ایسی چیز کا ذکر ہونا چاہیے جو ان کے ساتھ مخصوص ہو اور وہ ارادہ تکوینی ہی ہو سکتا ہے جس سے ان حضرات کی عصمت ثابت ہوتی ہے۔ لیکن ازواج کی عصمت کا کوئی بھی قائل نہیں۔ یہاں وہی لوگ مراد ہوں گے جن کی عصمت ثابت ہے اور وہ یہ حضرات خمسہ ہی ہیں۔ اس لیے ثابت ہوا کہ یہاں اہل بیت سے مراد ازواج نہیں۔ یہ نسبت یہی پنج تن پاک سے مخصوص ہوگی۔

④ کتب اہل سنت میں بھی ایسی احادیث کثرت سے موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل بیت سے مراد ازواج نہیں بلکہ حضرات خمسہ ہیں۔ شیخ الطائفہ طوسی نے التبیان میں اور شیخ طبرسی نے مجمع البیان میں اور اسی طرز کے دوسرے مفسرین نے اپنی تفاسیر میں یہ دلائل

جانتے ہیں کہ آیت اس طرح نہیں ہے۔

ان صاحبان نے جو قوی دلیل پیش کی ہے کہ اہل سنت کی کتب میں بھی کثرت سے ایسی احادیث ہیں جو اکابر صحابہ ابو سعید خدری، انس بن مالک، واثلہ بن اسقع، ام المومنین عائشہ، ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اہل بیت سے مراد حضرات خمسہ ہی ہیں اور ازواج اہل بیت میں داخل نہیں۔ ان کے متعلق گزارش ہے کہ وہ احادیث جن میں یہ مذکور ہے کہ یہ آیت فقط ان حضرات قدسی صفات کے حق میں نازل ہوئی ان کے راوی مجروح اور ساقط الاعتبار ہیں۔ جن کی تفصیل ابھی پیش کی جا رہی ہے اور جن کے راوی ثقہ اور قابل اعتماد ہیں ان میں کوئی تخصیص مذکور نہیں۔ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ ازواج مطہرات بھی اور یہ حضرات سب اہل بیت ہیں۔ یہی حق ہے اور اسی پر ہمارا ایمان ہے۔

پہلی حدیث: حضرت انس سے مروی ہے جس میں یہ مذکور ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صبح کی نماز کے لیے تشریف لے جاتے تو حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مکان کے پاس سے گزرتے اور فرماتے: الصلوۃ یا اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ چھ ماہ تک حضور کا یہ معمول رہا۔

گزارش ہے کہ حضرت انس سے روایت کرنے والے کا نام علی بن زید ہے۔ اس کے بارے میں علماء جرح و تعدیل کی رائے ملاحظہ فرمائیے۔ لیس بالقوی۔ منکر الحدیث عن الثقات وقال ابن عدی احادیثہ لا تشبہ حدیث الثقات (تہذیب التہذیب) یعنی یہ قوی نہیں ہے۔ ثقات سے منکر حدیثیں روایت کرتا ہے۔ ابن عدی فرماتے ہیں کہ اس کی مرویات ثقات کی احادیث سے کوئی مشابہت نہیں رکھتیں۔

اسی مضمون کی ایک حدیث ابو الحمراء سے مروی ہے جس کے راویوں میں ابو داؤد ہے۔ علامہ ابن کثیر اس کے بارے میں لکھتے ہیں: وابو داؤد الاعمیٰ ھو نفیع بن الحارث کذاب۔ ابو داؤد کا نام نفیع بن حارث ہے وہ کذاب ہے بہت بڑا جھوٹا ہے۔

علامہ ابن حجر لکھتے ہیں: متروک [illegible] یعنی محدثین نے اس کی حدیث کو ترک کر دیا ہے یہ ضعیف ہے اپنی طرف سے حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔ یہ کوئی چیز نہیں ہے رفض میں بڑا غالی تھا۔ (تہذیب التہذیب)

تیسری حدیث واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس کا متن یہ منقول ہے وہ کہتے ہیں میں حضرت فاطمہ کے ہاں گیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں پوچھا۔ سیدہ نے بتایا کہ وہ رسالت مآب کے پاس گئے ہیں۔ میں بیٹھ کر انتظار کرنے لگا۔ اسی اثنا میں حضور تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ حضرت علی اور دونوں شہزادے بھی تھے حضور نے دونوں کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا یہاں تک کہ گھر تشریف لائے پس شہزادوں کو اپنی رانوں پر بٹھایا اور علی اور حضرت سیدہ کو اپنے قریب کیا۔ پھر ان پر اپنی چادر ڈالی پھر یہ آیت پڑھی: انما یرید اللہ [illegible] پھر فرمایا: اللھم ھؤلاء اھل بیتی واھل بیتی احق۔ یا اللہ یہ لوگ میرے اہل بیت ہیں اور میرے اہل بیت زیادہ حق دار ہیں۔ واثلہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں بھی آپ کے اہل بیت میں سے ہوں۔ تو آپ نے فرمایا: "وانت من اھلی" تو بھی میرے اہل سے ہے۔ واثلہ کہا کرتے تھے "انھا لمن ارجیٰ ما ارتجی" یعنی حضور کا یہ ارشاد وانت من اھلی میرے لیے سب سے بڑی امید ہے۔

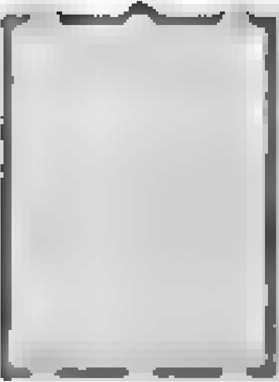

قرآن کریم کی اس نص کا انکار کردیا جائے اور سیاق و سباق سے جو معنی سمجھا جاتا ہے اس کی نفی کردی جائے۔ احادیث اگر صحیح بھی ہوں تو وہ قرآن کریم کے عموم کی ناسخ نہیں ہوسکتیں۔ ان کی وجہ سے قرآن کریم کی نصوص میں تغیر و تبدل کیا جاسکتا ہے جبکہ جب وہ ایسے راویوں سے مروی ہوں جو درجۂ ثقاہت سے ساقط ہیں۔

اب آئیے اور یہ دیکھیں کہ قرآن کریم کی اصطلاح میں اہل کے لفظ کا اطلاق بیوی پر ہوتا ہے یا نہیں۔

ایک آیت تو آپ پہلے پڑھ چکے ہیں جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اہلیہ حضرت سارہ کا ذکر ہے۔ گھر میں کوئی بچہ نہ تھا، صرف حضرت سارہ زوجہ خلیل تھیں۔ ان کے بارے میں ارشاد ہے رحمة الله وبركاته عليكم اهل البيت انه حميد مجيد۔ کوئی ذی ہوش جرأت نہیں کرسکتا کہ یہاں اہلبیت کے لفظ سے حضرت سارہ کو نکال سکے۔ اسی طرح حضرت کلیم علیہ السلام مدین سے اپنی اہلیہ محترمہ اور اپنے بچوں کے ہمراہ مصر واپس جارہے ہیں۔ ان کا گزر وادی سینا سے ہوتا ہے۔ رات کی تاریکی ہے، جاڑے کا موسم ہے، ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔ دور سے ایک آگ جلتی نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس منظر کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے: فلما قضى موسى الاجل وسار باهله آنس من جانب الطور نارا قال لاهله امكثوا اني آنست نارا۔ یعنی جب موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام کے ساتھ مقرر کی ہوئی مدت پوری کرلی اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ روانہ ہوئے تو کوہ طور کی ایک سمت میں انہوں نے آگ دیکھی اور اپنے اہل کو کہا تم یہاں ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے۔ یہاں بھی اہل سے بیوی اور بچے سب مراد ہیں۔

سورۂ طٰہٰ میں ہے فقال لاهله امكثوا اني آنست نارا۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس سفر میں آپ کی زوجہ آپ کے ہمراہ نہ تھیں۔ قرآن کریم کی ان متعدد آیات کے بعد بھی اگر کوئی شخص اہلبیت سے ازواج مطہرات کو خارج کرنے پر مصر ہو تو اس کی ہٹ دھرمی کی داد دینی چاہیے۔

حدیث شریف میں ہے: ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم اعطى الآهل حظين والعزب حظا۔ الآهل الذي له زوجة وعيال۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آہل کو مال غنیمت میں دو حصے دیئے اور اکیلے آدمی کو ایک حصہ دیا۔ آہل کا معنی بتایا گیا ہے کہ جس کی بیوی بھی ہو اور بچے بھی ہوں۔

آخر میں اہل لغت کی تصریح بھی ملاحظہ فرمائیں۔ علامہ جوہری لکھتے ہیں: اهل الرجل واهل الدار ... وقد اهل الرجل يأهل ويأهل اهولا اذا تزوج وتأهل مثله، قال ابو زيد آهلك الله في الجنة ايهالا اي ادخلكها وزوجك فيها۔ ہم اپنے محاورہ میں بھی بیوی کو اہل خانہ یا گھروالی کہتے ہیں۔ یہ حضرات فرمائیں کہ حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کی زوجہ محترمہ آپ کی اہلبیت سے تھیں یا نہیں؟ حضرت شہربانو حضرت سید الشہداء کے اہل خانہ میں سے تھیں یا نہیں؟

آپ کی یعنی بیوی صاحبہ آپ کے اہل خانہ میں سے ہے؟ ذرا آپ اپنی بیگم صاحبہ کو یہ کہہ کر تو دیکھیں کہ وہ آپ کی اہل خانہ یا گھروالی نہیں ہے تو آپ کو آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہوجائے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ کی بیگم صاحبہ تو آپ کی اہل خانہ ہوں اور انبیائے کرام کی ازواج مطہرات قرآن کے اہل میں شمار نہ ہوں۔ کیا آپ کا صرف حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات

فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ

کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والیاں اور کثرت سے اللہ کو یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والیاں تیار کر رکھا

اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا

ہے اللہ نے ان سب کے لیے مغفرت اور اجر عظیم اور نہیں ہے کسی مومن مرد کو یہ حق پہنچتا ہے اور نہ کسی

۳۵ ۔ امت [illegible] کا لقب عطا کیا گیا ہے اس کے افکار اور اس کا کردار، نظریات اور اعمال کیسے ہونے چاہئیں، اس آیت میں انہیں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے [illegible] میں کوئی امتیاز نہیں۔ اللہ تعالیٰ امت [illegible] کے ہر مرد اور ہر عورت کو ان صفات عالیہ سے متصف [illegible] اس مقام [illegible] دیکھنا چاہتا ہے [illegible] صفات کا ذکر [illegible] بتا دیا کہ اسلام کو قبول کرنے والے مرد اور عورتیں [illegible] ہیں ① مسلمین اور مسلمات، یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم کے سامنے سر جھکا دینے والے [illegible] اطاعت و انقیاد [illegible] رہنا۔

② مومنین اور مومنات، یعنی [illegible] کے ہر حکم کی صداقت [illegible] دل سے [illegible] ان کے عمل اور اعتقاد میں [illegible] کے مطابق [illegible] کی عظمت [illegible] کے قائل ہیں [illegible] ③ قانتین اور قانتات، وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگے رہتے ہیں [illegible] اطاعت کرتے ہیں [illegible] ④ صادقین اور صادقات، [illegible] اور عمل میں بھی سچے ہیں [illegible] ⑤ صابرین اور صابرات [illegible] ⑥ خاشعین اور خاشعات [illegible] ⑦ متصدقین اور متصدقات، اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے رہتے ہیں [illegible] اور صدقات دینے میں [illegible] باعث سعادت تصور کرتے ہیں

مُّبِينًا ۝ وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِيٓ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ

ہو گیا ۹۶ اور یاد کیجیے جب آپ نے فرمایا اس شخص کو جس پر اللہ نے احسان فرمایا اور آپ نے بھی

أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ

احسان فرمایا کہ اپنی بیوی کو اپنی زوجیت میں رہنے دے اور اللہ سے ڈر اور آپ مخفی رکھے ہوئے تھے [illegible]

مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَن تَخْشَاهُ فَلَمَّا قَضَىٰ

جسے اللہ ظاہر کرنے والا تھا اور آپ کو اندیشہ تھا لوگوں کے طعن و تشنیع کا حالانکہ اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس سے ڈریں

زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ

زید نے ۹۷ پوری کر لی اس سے اپنی غرض [illegible] تو ہم نے اس کا نکاح آپ سے کر دیا تاکہ نہ رہے اہل ایمان پر

حضرت زینب اور ان کے بھائی عبداللہ [illegible] زید سے نکاح کرنے پر رضامندی کا اظہار کیا۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ان کا نکاح حضرت زید سے پڑھا [illegible] دینار مہر دیا [illegible] ضرورت کا سامان اور [illegible] ان کے ہاں بھجوا دیں۔

اگرچہ یہ آیت اس خاص موقع پر نازل ہوئی لیکن [illegible] کے اعتبار سے یہ عام ہے کسی مسلمان فرد، قوم، حکومت یا مجلس [illegible] اسلامیہ کے حق [illegible] کسی [illegible] اور قانون ساز [illegible] کو اس امر کا اختیار نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد [illegible] کوئی نئی راہ عمل تجویز کرے۔ مسلمان ہوتے ہوئے اطاعت رسول کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں [illegible] ہم مسلمان ہونے کے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں اور دوسری طرف دلی [illegible] کے لیے ہم احکام [illegible] کو بڑی آسانی سے پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ ہماری اسی دو رنگی کے باعث اسلام رسوا ہو رہا ہے اور ہم اس [illegible] سے نصیب ہیں جو رب جلیل [illegible] کا باعث بن سکتی ہیں۔

۹۶ یہاں [illegible] رسول مکرم کے [illegible] کی وہ کان کھول کر سن لیں [illegible] راہ راست سے بھٹک گیا [illegible] سے [illegible] اللہ تعالیٰ اس [illegible] سے بچائے۔ آمین

۹۷ جو رسمیں کسی معاشرہ میں [illegible] لوگ ان کے اتنے گرویدہ ہو جاتے ہیں کہ ان سے دست کش ہونا پسند نہیں کرتے۔ [illegible] تقلید کے باعث ان رسوم کو ترک کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے [illegible] جرات نہیں کرتے کہ اس [illegible] کا معاشرتی نظام درہم برہم ہو جائے گا۔

واقعہ کی صحیح صورت تو یہ ہے جو آپ کے سامنے بلا کم و کاست پیش کر دی گئی لیکن یورپ کے متعصب اور تنگ نظر پادریوں نے حسب سابق اس کو [illegible] محقق و مستشرق کا لباس پہن کر [illegible] کیا ہے تو ذرا سوچئے کہ اس الزام سے [illegible] کریں جہاں ادب سے بیگانگی [illegible] وہاں ان کے اعتراضات میں پھنس گئے اور وہ بات یہاں سے جاتے رہے۔ آئیے قرآن کریم کے کلمات طیبات کو سمجھنے کی کوشش کریں اور معلوم کریں [illegible] کا اظہار کیا ہو اس کی شادی کریں بلکہ حقیقت اس کے [illegible] کے ساتھ آشکار ہو جائے۔

بعض علماء اہل روایات کا یہ خیال ہے کہ جب حضرت زینب کا نکاح حضرت زید سے ہو گیا۔ تو ایک روز اچانک حضور ان کے گھر تشریف لے گئے وہ گھر پر موجود نہ تھے حضرت زینب بے دھیانی کے عالم میں بیٹھی تھیں۔ اچانک جب ان پر نظر پڑی تو حضور [illegible] ہو گئے اور یہ کہتے ہوئے واپس ہو گئے۔ سبحان اللہ مقلب القلوب۔ پاک ہے دلوں کو پھیرنے والا۔ جب زید حضرت زینب کے پاس آئے تو انہوں نے ساری بات کہہ سنائی۔ حضرت زید نے یہی مناسب سمجھا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دیں تاکہ حضور ان سے نکاح کر سکیں۔ انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا ارادہ ظاہر کیا حضور نے ان سے فرمایا کہ اپنی بیوی کو طلاق نہ دو اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو لیکن حضور کی خواہش یہی تھی کہ یہ طلاق دے دے تو حضور ان سے نکاح کریں محض ظاہرداری کے طور پر کہا کہ طلاق نہ دے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اس بات پر عتاب فرمایا کہ [illegible] سے چھپائے ہوئے ہو جس کو اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والا ہے [illegible] دلوں کو ظاہر کر دوں گا [illegible] نے اس آیت کے [illegible] صلی اللہ علیہ [illegible] کی گئی ہے [illegible] الصلوٰۃ والتسلیم [illegible] اس کو ہرگز برداشت نہیں کر سکتا [illegible]

میں آپ کا ایک [illegible] حیثیت سے نہیں بلکہ حقیقت پسند کی حیثیت سے ان کی اس بیہودہ الزام تراشی پر غور کرنے کی دعوت دیتا ہوں [illegible] ہو جائے گی۔

اگر حضرت زینب ایک ایسی خاتون ہوتیں جن کو حضور نے [illegible] دیکھا ہوتا تو پھر ان کی اس بات پر [illegible] کی وجہ بھی ہوتی [illegible] حالانکہ واقعہ یہ ہے آپ حضور کی پھوپھی زاد ہیں۔ حضرت عبدالمطلب کی پوتی ہیں۔ حضور کے سامنے ان کی ولادت ہوئی۔ حضور کے گھر کے صحن میں ان کا بچپن گزرا۔ حضور کی آنکھوں کے سامنے وہ جوان ہوئیں۔ [illegible] ایسی بات تھی جس کا حضور کریم کو علم نہ تھا۔ ان کی [illegible] حضور پر کبھی مخفی نہیں رہا [illegible]

اور سنئے۔ حضرت زینب ان سعادتمند [illegible] میں سے تھیں جو اسلام کے ابتدائی دور میں ایمان سے مشرف ہوئیں پھر حضور کی ہجرت کے بعد گھر بار چھوڑ کر مدینہ طیبہ میں آگئیں۔

مزید غور فرمائیے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں حضرت زید کے لیے شادی کا پیغام بھیجا تو [illegible]

باطل کر دیتا ہے۔ ارشاد ہے مَا اللّٰهُ مُبْدِيهِ یعنی آپ وہ چیز دل میں چھپا رہے ہیں جسے اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والا ہے۔ معلوم ہوا جسے حضور چھپائے تھے وہ وہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا۔ اب آپ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے کس چیز کو ظاہر فرمایا ہے۔ قرآن پڑھ لیجئے اللہ تعالیٰ نے صرف اسے ظاہر فرمایا، یہی وہ چیز ہے جس کو حضور چھپا رہے تھے۔ اس کے علاوہ کسی اور چیز کا تصور کرنا باطل، کذب اور محض افترا ہے۔ کیا کسی جگہ اللہ تعالیٰ نے اس عشق و محبت کو ظاہر کیا جو خود ساختہ کہانی کا جز ہے۔ بلکہ کسی اشارہ سے بھی کوئی بات کا الزام ... میں ترجمہ شخص کی سند کا بھی بیان کر کے بعض لوگوں نے کیا ہے کتنی بڑی گستاخی ہے۔

وہ بات جسے حضور چھپا رہے تھے اور جسے اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والا تھا، وہ کیا تھی؟ اس کے متعلق وضاحت سیدنا امام زین العابدین علی بن حسین علیٰ جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے اس بیان سے ہوتی ہے۔ اوحی اللہ تعالیٰ الیہ ان زینب سیطلقہا زید وتتزوجہا بعدہ علیہ الصلوٰۃ والسلام والی ھذا ذھب اھل التحقیق من المفسرین کالزہری وبکر بن علاء والقشیری والقاضی ابو بکر بن العربی وغیرھم (روح المعانی) یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پر وحی نازل کی کہ زید حضرت زینب کو طلاق دے دیں گے اور آپ ان سے نکاح فرمائیں گے۔ مفسرین میں سے اہل تحقیق کا یہی قول ہے کہ یہی وہ چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ما فی نفسک سے تعبیر فرمایا ہے اور اس نکاح کی حکمت بھی اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دی کہ پہلے سے رسم چلی آ رہی ہے کہ اپنے متبنّیٰ کی مطلقہ سے نکاح حرام ہے۔ اس کا خاتمہ کر دیا جائے تاکہ لوگ اس رسم کے باعث جن پریشانیوں سے دوچار ہیں ان کا ازالہ ہو سکے۔

ایک بار پھر غور فرمائیے ان حالات پر بھی غور کیجئے اللہ تعالیٰ نے حضور کو بتا دیا کہ اس رسم کو ختم کرنے کے لیے اس کا فیصلہ ہے کہ زید طلاق دے گا اور آپ ان سے نکاح کریں گے۔ حضور جانتے تھے کہ کفار و منافقین اس پر بہتان طرازی کا طوفان برپا کر دیں گے۔ حقیقت کو مسخ کر کے لوگوں کے سامنے پیش کریں گے اور پروپیگنڈا کا جو زرّیں موقع انہیں ملا ہے اس سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں گے۔ اس کے باعث ہو سکتا تھا کہ بعض کمزور ایمان والے بہک جائیں۔ یہ اندیشہ تھا جو حضور دل ہی دل میں محسوس فرما رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بھی پسند نہیں کہ اس کا محبوب ان کا بھی لحاظ کرے جو جھوٹ کے طوفان اٹھانے والے بدنہاد ہیں۔ دین اسلام کا پرچم سرنگوں نہیں ہو گا۔ حضور کی عزت و عظمت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ اگر کوئی بدبخت ان کی ہرزہ سرائی سے متاثر ہو کر اسلام سے اپنا رشتہ توڑتا ہے تو آپ کو میرے محبوب کیا پروا۔ ایک دو نہیں سو دو سو نہ رہے تو اسلام کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا کا مطلب یہ ہے کہ جب زید طلاق دے دے اور وہ عدت گزار لیں اور زید کا ان کے ساتھ دلی تعلق بھی منقطع ہو جائے۔ اس کا یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ زید حضرت زینب کو طلاق دینے کے لیے بے چین ہیں وہ اپنی اس خواہش کو پورا کر لیں۔ ف: الوطر حاجۃ من معشوق

آخر میں ایک چیز کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ جو لوگ یورپ کے مستشرقین اور خود غرض یہ باتیں کہتے ہیں یہ باتیں انہوں نے اپنے پاس سے تو نہیں گھڑیں تفسیر کی کتابوں میں ایسی روایتیں موجود ہیں اس میں ان کا کیا قصور۔ جو باتیں

[illegible]

مَقْدُوْرَا ۨ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ

ہوتا ہے۔ وہ لوگ جو اللہ کے پیغامات پہنچاتے ہیں اور اس سے ڈرتے ہیں اور وہ نہیں ڈرتے کسی

اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ

سے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کافی ہے اللہ تعالیٰ حساب لینے والا نہیں ہیں محمد باپ کسی کے

رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ

مردوں میں سے لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے آخر میں ختم اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو

[illegible] کسی کو [illegible] حضور سے پہلے کی [illegible] خصوصی [illegible] عطا فرمائی تھی سے ان اولوالعزم ہستیوں کو اللہ تعالیٰ نے منصب رسالت پر سرفراز کیا ہے اور جو پیغام پہنچانے کی ذمہ داری سونپی ہے وہ حضرات صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اللہ کے سوا کسی کا ڈر ان کے دل میں نہیں ہوتا اور اگر وہ اپنے [illegible] لوگوں سے ڈرنے لگیں تو وہ رسالت و نبوت کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ اگر وہ کسی کی [illegible] تبلیغ میں [illegible] کریں تو ان کو اللہ تعالیٰ کی گرفت سے کون بچا سکتا ہے

لکھ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا جب حرم نبوت میں [illegible] تھا وہ [illegible] اور یہودیوں اور منافقین نے کہنا شروع کر دیا کہ [illegible] بیٹے کی [illegible] کو [illegible] بیٹے کی بیوی سے باپ نکاح نہیں کر سکتا [illegible]

ان کی [illegible] یہ [illegible] جب باپ نہیں [illegible] بیٹے [illegible] باپ [illegible] تمہارا یہ اعتراض محض تمہارے خبث باطن کی پیداوار ہے حقیقت سے اس کا دور کا بھی واسطہ نہیں۔

ثلہ باپ [illegible] کا اعلان فرمایا [illegible] باپ کی اولاد پر [illegible] مہربان اور شفیق ہوتا ہے لیکن [illegible] شفقت [illegible] کے مقابلہ میں باپ کی ساری شفقتیں ہیچ ہیں۔ [illegible] اولاد کی [illegible] اور [illegible] روح، ظاہر و باطن، دل و عقل سب [illegible] باپ [illegible] کی شفقتیں [illegible] دنیوی رشتے اس دن ٹوٹ جائیں گے۔ [illegible]

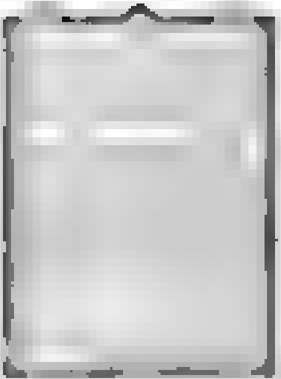

کر کے اُن کا ساتھ دیا

ساڑھے تیرہ سو سال تک یہی ہوا۔ جب بھی کسی [illegible] نے [illegible] جھوٹی نبوت کی [illegible] قتل کر دیا گیا۔

انگریزی غلامی کے دور میں ملت اسلامیہ کو جس چیز نے سب سے [illegible] پہنچایا اسی طرح ایک جھوٹی نبوت قائم کر کے اُمت میں [illegible] جھوٹی نبوت [illegible] انگریز [illegible] مسلمان [illegible] کی [illegible] اسلام [illegible] شخص [illegible] مسلمانوں [illegible] حکومت [illegible] اسلام [illegible] انگریز [illegible] ان کی [illegible]

[illegible] جھوٹی نبوت [illegible] انگریزی سیاست [illegible] انگریزی استعمار کی [illegible] نہیں تھا۔

[illegible] نبوت [illegible] اسلام [illegible] نبوت [illegible] اسلام قرار دیا۔

[illegible] ختم نبوت کا عقیدہ ان بنیادی عقیدوں میں سے ایک ہے جن پر [illegible] تیرہ سو برس تک اُمت کا [illegible] ہے جس طرح ایک مسلمان کے [illegible] ختم نبوت کا مسئلہ بھی [illegible] بحث [illegible] کے ثبوت کے لیے کسی مسلمان کو کسی دلیل [illegible] نبوت [illegible] ان کے [illegible] اسلام [illegible] کو [illegible] ہیں اور [illegible] کے [illegible] ہیں ایسے لوگوں کا علاج کسی کے پاس نہیں [illegible]

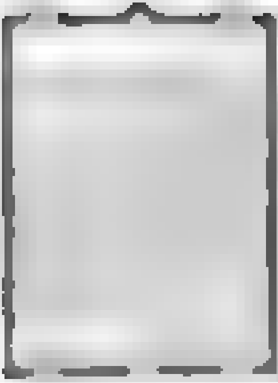

آخرهم و محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام۔ [illegible] کو [illegible] کہتے ہیں۔ قوم کے آخری [illegible] اسی مناسبت سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو [illegible] فرمایا ہے۔ لسان العرب میں التہذیب کے حوالے سے لکھا ہے [illegible] النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ ای آخرهم ومن اسمائہ العاقب ایضاً ومعناہ آخر الانبیاء [illegible] نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماء گرامی میں سے [illegible] خاتم النبیین [illegible] سب نبیوں سے پیچھے آنے والا [illegible] اس کا معنی آخر ہے۔

اہل لغت کی ان تصریحات سے [illegible] آخری نبی [illegible] کی تائید [illegible] اہل لغت کی [illegible] ہو گی۔

ختم نبوت کے منکرین [illegible] کہتے ہیں کہ [illegible] آخری [illegible] جب [illegible] ہے۔

[illegible] اور [illegible] کے شایان [illegible] حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] نبوت کے [illegible] مشرف ہو [illegible] ہو سکتا۔

اس کے [illegible] خاتم النبیین [illegible] کلام میں [illegible] دی جائے [illegible] اہل سنت [illegible] کے خلاف ہے۔ [illegible] کی عبارتیں [illegible] کرتے۔

آیئے [illegible] لسان العرب میں ہے: [illegible] کی جائے [illegible]

[illegible] کے طور پر [illegible] ہیں۔

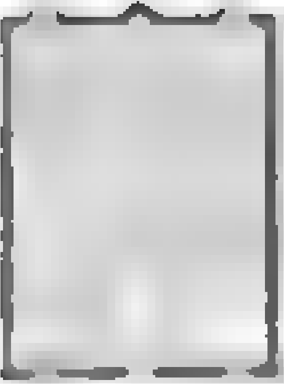

جاتی ہے اور اس میں کوئی خالی جگہ نہیں رہتی اور کوئی ماہر سے ماہر انجینئر بھی اس میں ایک اینٹ کا اضافہ نہیں کر سکتا۔ ہاں اس کی ایک ہی صورت ہے کہ پہلی بنیادوں میں سے کوئی اینٹ توڑ کر وہاں سے نکال لی جائے اور پھر اس خالی کی ہوئی جگہ پر کوئی نئی اینٹ لگا دی جائے۔ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قصر نبوت مکمل ہو گیا۔ اب اس میں کسی اور نبی کی گنجائش نہیں۔ بجز اس کے کہ ماتھا جیسا ہے کہ کسی نبی کو وہاں سے نکالا جائے اور مرزا غلام احمد کے لیے جگہ خالی کی جائے۔ کیا کوئی عقل سلیم اس کو گوارا کرے گی۔ قصر نبوت کی اس توڑ پھوڑ کو کیا اللہ تعالیٰ کی غیرت برداشت کرے گی؟ ہرگز نہیں۔ یہ ایک حدیث ہی اتنی واضح اور اتنی صریح اور اتنی بصیرت افروز ہے کہ ختم نبوت کے لیے کسی اور دلیل کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ اس حدیث کو امام بخاری کے علاوہ امام مسلم نے کتاب الفضائل باب خاتم النبیین میں اور امام ترمذی نے کتاب المناقب اور ابو داؤد طیالسی نے اپنی مسند میں مختلف اسناد سے نقل کیا ہے۔

۲۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجدا وطهورا وارسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبیون (مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)	رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے چھ باتوں میں انبیاء پر فضیلت دی گئی۔ (۱) مجھے جوامع الکلم سے نوازا گیا یعنی الفاظ مختصر اور معانی کا سمندر بے پایاں۔ (۲) رعب کے ذریعے میری مدد فرمائی گئی (۳) میرے لیے غنیمت کا مال حلال کیا گیا۔ (۴) میرے لیے ساری زمین کو مسجد بنا دیا گیا اور اس سے تیمم کی اجازت دی گئی۔ (۵) مجھے تمام مخلوق کے لیے رسول بنایا گیا اور (۶) میری ذات سے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

۳۔ حضرت انس بن مالک سے مروی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا اور میرے بعد نہ کوئی رسول آنے والا ہے نہ کوئی نبی۔

سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس تصریح کے بعد جس کی کوئی تاویل ممکن نہیں کسی کا نبوت کا دعویٰ کرنا اور کسی کا اس باطل دعوے کو تسلیم کرنا سراسر کفر اور الحاد ہے۔

۴۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لم یبعث نبیا الا حذر امتہ الدجال وانا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم وهو خارج فیکم لا محالۃ۔ (ابن ماجہ)	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو دجال کے فتنہ سے نہ ڈرایا ہو۔ اب میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔ وہ ضرور تمہارے اندر ہی نکلے گا۔

اس حدیث سے جس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا آخر الانبیاء ہونا ثابت ہو رہا ہے اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا آخر الامم ہونا بھی ثابت ہو رہا ہے۔

۵۔ امام ترمذی نے کتاب المناقب میں یہ حدیث روایت کی ہے۔

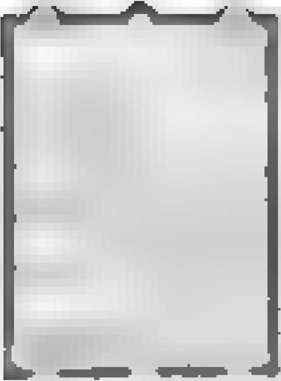

ہے آج تک جن لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا، مسلمانوں نے ان کو قتل کر دیا۔ ہمارے زمانے میں بھی [illegible] میں سے ایک شخص نے شہر [illegible] میں نبوت کا دعویٰ کیا تو اس کے چند ساتھیوں نے اس کا سر قلم کر دیا اور اس کی لاش کو [illegible] اور اسی حالت میں [illegible] کی گرفت کی گئی ہے۔

ان دلائل و بلا قیاسات سے ثابت ہوا کہ ختم نبوت کے عقیدہ پر ہمارا ایمان ثابت ہو گیا اور پہلے زمانے کے علماء نے مدعی نبوت کو گردن زدنی قرار دیا۔ آخر میں ہم ختم نبوت پر عقلی دلائل پیش کرتے ہیں

ختم نبوت کے عقلی دلائل (ضرورت کے لحاظ سے عقلی نہیں ہوتے)

جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت تمام اقوام عالم کے لیے اور قیامت تک کے لیے ہے جب حضور پر اس قدر کتاب بغیر کسی ردو بدل تحریف کے چودہ سو برس سے ہمارے پاس موجود ہے جب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ اپنی ساری تفصیلات کے ساتھ اس کتاب کی تشریح و توضیح کر رہی ہے جب کہ شریعت اسلامیہ سورج کی طرح آج بھی انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں ہماری رہنمائی کر رہی ہے جب قرآن کریم کی یہ آیت مبارکہ آج بھی اعلان کر رہی ہے: الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا تو پھر کسی اور نبی کی بعثت کا کیا مقصد ہے اور اس سے کس مقصد کی تکمیل مطلوب ہے۔ آفتاب محمدی طلوع ہو چکا ہے اور آج تک ساری کائنات سے روشن ہو رہا ہے۔ تو جگنوؤں کے پیچھے کسی دوڑ کی کوشش کرنا تقاضائے عقل و دانشمندی نہیں ہے

مزید غور فرمائیے کہ نبی کی آمد معمولی واقعہ نہیں ہوتا کہ نبی آئے جس نے چاہا مان لیا اور جس نے چاہا انکار کر دیا اور بات ختم ہو گئی بلکہ نبی کی بعثت کے بعد کفر اور اسلام کی کسوٹی نبی کی ذات بن کر رہ جاتی ہے کوئی کتنا نیک، پاکباز، پارسا اور عالم باعمل ہو اگر وہ کسی سچے نبی کی نبوت کو تسلیم نہیں کرے گا تو اس کا نام مسلمانوں کی فہرست سے خارج کر دیا جائے گا اور کافروں منکرین کے رجسٹر میں اس کا نام درج کر دیا جائے گا اور یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں۔

اب ذرا عملی دنیا میں مرزا صاحب کی آمد کا جائزہ لیجیے

مسلمان کسی بھی فرقہ سے متعلق ہو، اعداد و شمار کے مطابق پچاس کروڑ سے زائد ہیں یہ سب اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان رکھتے ہیں۔ قرآن کریم کو خدا کا کلام یقین کرتے ہیں، تمام انبیاء جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے ان کی نبوت اور صداقت کا اقرار کرتے ہیں۔ قیامت کی آمد کے قائل ہیں، جزا و سزا پر کامل یقین رکھتے ہیں بلکہ اسلام [illegible] کے برحق ہونے پر یقین رکھتے ہیں۔ ضروریات دین میں سے ہر چیز پر ان کا ایمان ہے اور اس امت میں [illegible] نہیں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں ایسے مسلمان ہر [illegible] میں موجود ہیں جو شریعت پر پوری طرح کاربند ہیں عبادات کے [illegible] ان کے اخلاص و للہیت پر رشک کرتے ہیں اور ان کے کارنامے قابل فخر [illegible] ہے

اس پاک امت میں اگر مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور اس کی [illegible] سے پہلے تو یہ سارے کے سارے مسلمان تھے جو جس

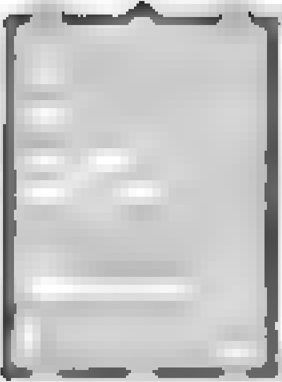

نزول فرمائیں گے۔ جن احادیث میں حضرت مسیح کے نزول کی تصریح کی گئی ہے وہ اس کثرت سے مروی ہیں کہ معنوی طور پر وہ درجہ تواتر کو پہنچ چکی ہیں۔ آیئے آپ بھی ان احادیث کی جھلک ملاحظہ کیجئے آپ کو یقین ہو جائے گا کہ نبی برحق نے کوئی مبہم پیش گوئی نہیں کی۔ کسی ایسے مسیح کی آمد کی اطلاع نہیں دی جس کی پہچان نہ ہو سکے اور جس کا انتظار کیا جائے وہ سے دجال بن بیٹھے بلکہ نبی کریم نے اپنی امت کو اس کا نام بتایا اس کی والدہ کا نام بتایا جس کے لقب سے مشہور کیا۔ اس وقت اور مقام کی نشاندہی کی جس وقت اور جس مقام پر وہ نزول فرمائیں گے۔ جو کارہائے نمایاں وہ انجام دیں گے اس کی تفصیل بیان فرما دی اور اس کے بعد [illegible] دیا اور اس کا حلیہ بھی بیان کر دیا۔ اب اگر یہ احادیث صحیح ہیں جن میں حضرت مسیح کی آمد کی خبر دی گئی ہے تو ان تفصیلات کو بھی کہ من وعن تسلیم کرنا پڑے گا جو ان کے متعلق بتائی گئی ہیں اور اگر کوئی شخص ان تفصیلات کو رد کرتا ہے ان کا انکار کرتا ہے تو پھر اسے ان تمام احادیث کو بھی ساقط الاعتبار قرار دینا پڑے گا جن میں ان کی آمد کی خبر دی گئی ہے۔ تحقیق اور انصاف کا یہ کیا معیار ہے کہ ایک حدیث کی جو مطلب کی بات تھی مان لی اور اسی روایت کی دیگر تفصیلات کا انکار کر دیا

ان کثیر التعداد احادیث میں سے چند احادیث جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا ذکر ہے۔

پہلی حدیث جسے امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ نے اپنی کتب حدیث میں روایت کیا ہے:

۱۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الحرب و یفیض المال حتی لا یقبلہ احد حتی تکون السجدۃ الواحدۃ خیر من الدنیا وما فیھا۔ (بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریم، مسلم باب نزول عیسیٰ، ترمذی ابواب الفتن باب ما جاء فی نزول عیسیٰ، مسند احمد مرویات ابو ہریرہ)	حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس خدا کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے عنقریب تم میں ابن مریم نازل ہوں گے منصف حاکم کی حیثیت سے۔ پھر وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو ذبح کر ڈالیں گے اور جنگ کا خاتمہ کر دیں گے اور مال کی اتنی فراوانی ہوگی کہ اسے کوئی لینے والا نہ ہوگا اور دینداری کا یہ عالم ہوگا کہ اپنے پروردگار کی جناب میں ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔

۲۔ امام بخاری نے کتاب المظالم باب کسر الصلیب میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔

لا تقوم الساعۃ حتی ینزل عیسیٰ ابن مریم۔	اس وقت تک قیامت برپا نہ ہوگی جب تک عیسیٰ بن مریم کا نزول نہ ہو۔

۳۔ مشکوٰۃ المصابیح میں حضرت ابی ہریرہ سے منقول ہے:

فبینما ھم یعدون للقتال یسوون الصفوف اذ اقیمت الصلوٰۃ فینزل عیسیٰ بن مریم فامھم فاذا راہ عدو اللہ یذوب کما یذوب الملح فی الماء فلو ترکہ لانذاب حتی	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خروج دجال کے ذکر کے بعد فرمایا اس اثنا میں کہ مسلمان اس سے لڑنے کی تیاری کر رہے ہوں گے صفیں درست کر رہے ہوں گے اور نماز کے لیے اقامت کہی جا چکی ہوگی کہ حضرت عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے اور مسلمانوں کی امامت

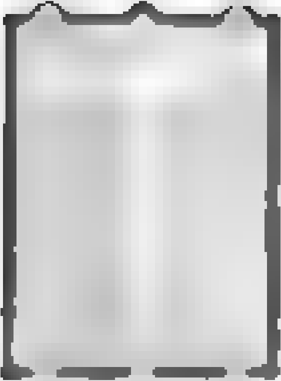

شَیۡءٍ عَلِیۡمًا ﴿٤٠﴾ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اذۡکُرُوا اللّٰہَ ذِکۡرًا کَثِیۡرًا ﴿٤١﴾ وَّ

خوب جاننے والا ہے ہر شے کو ۶۳ اے ایمان والو! یاد کیا کرو اللہ تعالیٰ کو کثرت سے ۶۴ اور

وواریقه تحدر منه جمان کاللؤلؤ فلا یحل لکافر یجد ریح نفسه الا مات ونفسه ینتهی حیث ینتهی طرفه فیطلبه حتی یدرکه بباب لد فیقتله

(مسلم: ذکر الدجال۔ ابوداؤد، کتاب الملاحم

ترمذی، ابواب الفتن)

محسوس ہوں گے جب وہ سر جھکائیں گے تو ایسے محسوس ہوگا گویا قطرے ٹپکتے ہیں اور جب سر اٹھائیں گے تو موتیوں کی طرح قطرے ڈھلکتے نظر آئیں گے۔ ان کے سانس کی ہوا جس کافر تک پہنچے گی اور وہ ان کی حد نظر تک جائے گی وہ مر جائے گا۔ پھر ابن مریم دجال کا پیچھا کریں گے اور لد کے دروازے پر اسے جا پکڑیں گے اور قتل کر دیں گے۔

آخر میں ایک اور حدیث سماعت فرمائیے:

عن ثوبان مولی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن النبی صلی الله علیه وسلم قال عصابتان من امتی احرزهما الله تعالی من النار عصابة تغزو الهند وعصابة تکون مع عیسی بن مریم علیهما السلام۔ (نسائی، کتاب الجهاد

مسند احمد، حدیث ثوبان)

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے غلام ثوبان سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا میری امت کے دو گروہ ایسے ہیں جن کو اللہ نے دوزخ کی آگ سے بچا لیا۔ ایک وہ لشکر جو ہندوستان پر حملہ کرے گا دوسرا وہ جو عیسیٰ ابن مریم کے ساتھ ہوگا۔

آپ نے ان احادیث کا مطالعہ فرمایا۔ ان میں مسیح موعود کا نام، والدہ کا نام، مقام اور وقت نزول، نیز ان کے کارنامے سب کے سب مذکور ہیں۔ مثلاً نشان واضح ہو کہ جس شخص نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے اس کا نام بھی عیسیٰ نہیں۔ حالانکہ ہزاروں مسلمان اس نام کے موجود ہیں۔ اس کی والدہ کا نام بھی مریم نہیں، حالانکہ ہزاروں مسلمان عورتیں اس نام کی اب بھی ہیں اور خود قادیان میں اس نام کی کئی لڑکیاں ہوں گی۔ صلیب کو توڑنا، خنزیر کو قتل کرنے کے بجائے انہوں نے ساری عمر عیسائی حکومت کے مداح بنے رہے اور اس کی غیرت پر پردہ ڈالتے رہے اور اہل اسلام کو کشت و خون میں ڈال کر آصف کے قصیدے گاتے رہے۔ ساری دنیا کو دارالاسلام بنا کر جزیہ ختم کرنا تو بڑی دور کی بات ہے، مرزا صاحب نے تو ... قادیان کا حصہ پاکستان کا حصہ بنے۔ اب بھی جو لوگ انہیں مسیح موعود مانتے ہیں ان کی حالت قابل صد افسوس ہے۔

۶۳ اللہ تعالیٰ جس نے اپنے محبوب کو خاتم النبیین بنایا اور جس کی ذات پاک پر نبوت کا سلسلہ ختم کر دیا وہ ہر چیز کو اچھی طرح جانتا ہے۔ دنیا کے حالات جزو کل اس سے چھپے نہیں۔ معاشی اور سیاسی میدانوں میں کتنے ہی انقلاب کیوں نہ برپا ہوں ہر زمانے کے ہر مرحلہ میں طالب ہدایت کی رہنمائی کا راستہ دکھانے کے لیے اب کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں۔ یہ نہیں ہے کہ سلسلہ نبوت بند کرنے کا فیصلہ کسی ایسی ہستی نے کیا ہو جو آنے والے حالات سے بے خبر ہے، مختلف قوموں اور ملکوں کی ضرورتوں سے ناواقف ہے بلکہ یہ فیصلہ اس ذات والا صفات کا ہے جو کائنات کی ہر چیز سے واقف ہے اور جو تمام امتوں سے بھی باخبر ہے جس کا علم لا نہایت

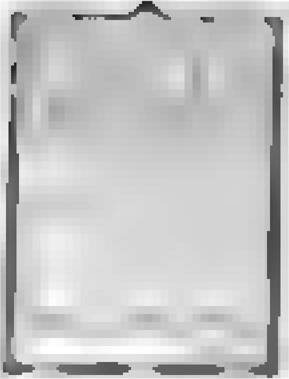

النَّبِيُّ إِنَّآ أَرْسَلْنَٰكَ شَٰهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿۴۵﴾ وَدَاعِيًا إِلَى

[illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible] وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ میں اسی طرف اشارہ ہے

[illegible]

[illegible] [illegible]

ف اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو [illegible] سے خطاب فرمایا ہے اور اس کے بعد جلیل القدر صفات کا ذکر کیا ہے [illegible] ایک طرف اپنے پیارے رسول کی عزت [illegible] مقصود ہے تو دوسری طرف مسلمانوں کی [illegible] پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں [illegible] یقیناً تمہیں ساحل مراد تک رسائی نصیب ہوگی۔ ساتھ ہی دشمنان اسلام کی [illegible]

کر رہا ہوتا ہے۔

[illegible]

[illegible] شاهدا على امتك [illegible]

[illegible] اخرج ابن المبارك عن سعيد بن المسيب قال ليس من يوم الا ويعرض على النبي صلى الله عليه وسلم امته غدوة وعشية فيعرفهم بسيماهم واعمالهم فلذلك يشهد عليهم۔ یعنی حضرت عبداللہ بن مبارک نے حضرت سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ ہر روز صبح شام حضور کی [illegible] امت حضور پر پیش کی جاتی ہے اور حضور ہر ایک کو اس کے چہرے سے پہچانتے ہیں اسی لیے حضور ان پر گواہی دیں گے۔

علامہ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

فقوله تعالى شاهدا اي لله بالوحدانية وانه لا اله غيره وعلى الناس باعمالهم يوم القيامة

یعنی حضور اللہ تعالیٰ کی توحید کے گواہ ہیں کہ اس کے بغیر کوئی معبود نہیں اور قیامت کے روز لوگوں کے اعمال پر گواہی دیں گے۔

علامہ آلوسی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: شاهدًا على من بعثت اليهم تراقب احوالهم و تشاهد اعمالهم ... وتؤدي يوم القيامة وله مقبولًا في مالهم وما عليهم (روح المعانی) یعنی حضور گواہی دیں گے اپنی امت پر کیونکہ حضور ان کے احوال کو دیکھ رہے ہیں اور ان کے اعمال کا مشاہدہ فرما رہے ہیں اور روز قیامت ان کے حق میں یا ان کے خلاف گواہی دیں گے۔

آگے چل کر علامہ موصوف لکھتے ہیں کہ صوفیائے کرام نے اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ان الله تعالى قد اطلعه صلى الله تعالى عليه وسلم على اعمال العباد فنظر اليها ولذلك اطلق عليه شاهد۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے نبی کریم کو بندوں کے اعمال پر آگاہ فرما دیا ہے اور حضور نے ان سب کو دیکھا ہے اس لیے حضور کو شاہد کہا گیا۔

اس قول کی تائید میں علامہ آلوسی نے مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ کا یہ شعر نقل کیا ہے۔

در نظر بودش مقامات العباد زاں سبب نامش خدا شاہد نہاد

کہ بندوں کے مقامات حضور کی نگاہ میں تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کا اسم پاک شاہد رکھا ہے

یہ لکھنے کے بعد علامہ موصوف فرماتے ہیں [illegible] کہ اس بیان کردہ حقیقت میں [illegible] شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی نے اس مقام پر جو حاشیہ لکھا ہے اس سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے لکھتے ہیں: "اور محشر میں بھی امت کی نسبت گواہی دیں گے کہ خدا کے پیغام کو کس نے کس قدر قبول کیا۔" الغرض وہ تمام امور اور وہ صداقتیں جنہیں انسان سمجھنے سے قاصر ہے عالم غیب کی وہ حقیقتیں جو عقل و خرد کی رسائی سے دور ہیں ان سب کی سچائی کے آپ گواہ ہیں۔

نیز آنحضرت کا دوسرا لقب مبشر ہے۔ یعنی خوشخبری دینے والے۔ جو اس دین پر ایمان لائے گا اس کے ارشادات پر عمل کرے گا وہ دونوں جہانوں میں کامیاب و کامران ہوگا۔

علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں: ومبشرًا لاهل الايمان والطاعة بالجنة ولاهل المحبة بالرؤية کہ اہل ایمان اور اہل طاعت کو جنت کی خوشخبری دیتے ہیں اور اہل محبت کو دیدار محبوب کی۔

تیسرا لقب نذیر ہے۔ نذیر کا معنی ہے کسی شخص کو نافرمانی کے نتائج سے بروقت آگاہ کر دینا یہ بھی حضور کی شان ہے۔

وداعيًا الى الله باذنه: حضور کا چوتھا لقب ہے کہ حضور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والے ہیں اور یہ کام کیونکہ بہت ہی کٹھن اور دشوار ہے کوئی آدمی اپنے عقیدہ کو چھوڑنے کے لیے آسانی سے تیار نہیں ہوتا خصوصاً عرب کے مشرک جو کورانہ تقلید اور بت پرستی میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے جنہوں نے کعبہ شریف کے سارے بت نصب کر دیئے تھے ان کو شرک کی تاریکیوں سے نکال کر نور حق کی طرف لے آنا ازحد دشوار تھا۔ یہی حالت یہود و نصاریٰ اہل کتاب کی تھی۔ اس لیے ساتھ ہی "باذنه" کا لفظ بڑھا دیا۔ یعنی اے محبوب! ہم نے اس دشوار کام کو آپ کے لیے آسان بنا دیا ہے۔ باذنه اي بتيسيره وتسهيله تعالى [illegible] اور اس کی صورت یہی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو [illegible]

اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝٤٦ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ

والا اللہ کی طرف اس کے اذن سے اور آفتاب روشن کرنے والا بنا کر ۝ اور آپ مژدہ سنا دیں مومنوں کو کہ ان کے لیے اللہ کی

اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ۝٤٧ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ

جانب سے بڑا ہی فضل ہے ۝ اور نہ کہنا مانیے کافروں اور منافقوں کا اور نظر انداز کر دیجئے ان کی

اور وہ حبشیوں سے [illegible] رہا تھا اور وہ بھی جو اس شمع ہدایت کی طرف کھنچے چلے جاتے تھے۔ وہ لوگ جن میں حق پرستی کا ادنیٰ سا ملکہ بھی موجود تھا وہ اس شمع جمال پر پروانہ وار نثار ہوتے تھے۔ اور دنیا نے دیکھا کہ عرب کے تند اور سخت مزاج لوگ کس طرح اپنے آباد گھروں، جمع کی ہوئی دولت اور وطن عزیز کو چھوڑ کر حضور مصطفےٰ علیہ اطیب التحیۃ والثناء کی طرف کشاں کشاں آ رہے ہیں۔ ابھی چند سال پہلے خالد بن ولید نے میدان احد میں مسلمانوں کی فتح کو شکست میں تبدیل کر دیا لیکن وہی فاتح [illegible] کہہ رہا ہے اور اپنے گلے میں غلامی کا قلادہ ڈال کر سرکار دو عالم کی حاضری کے لیے کوہ و دمن، دشت و صحرا کو طے کرتا ہوا چلا جا رہا ہے۔ یہ سب داعیا الی اللہ باذنہ کی شان کا ایک مظہر ہے۔

۴۶ فرمایا: اے محبوب! میں نے تجھے سراج منیر بنا کر بھیجا ہے۔ ان دو لفظوں سے حق تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک کی طلعت کی درخشندگی بیان فرمائی ہے اس کی ہمہ گیری کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔ آفتاب اور آفتاب بھی عالمتاب، روشن اور تابانی بخش، نور سے ہر گوشہ کو ضیاء بار کر دینے والا۔ اہل دل نے یہاں بہت کچھ لکھا ہے میں صرف حضرت عارف باللہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا ایک جملہ لکھنے پر اکتفا کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں: انه صلی الله تعالی علیه وآله وسلم کان مستضیئا من الله تعالی وبقلبه وقالبه کان مثل السراج یتنور [illegible] یعنی حضور [illegible] سے آراستہ تھے اور اپنے قلب مبارک اور قالب اطہر کی وجہ سے سراج منیر تھے۔ جو یعنی اس آفتاب کے رنگوں میں رنگے جاتے ہیں اور ان کے انوار سے روشن و تاباں ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انوار سے درخشاں راہ حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

۴۷ پہلے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف و کرم سے اپنے حبیب کریم رؤف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو کچھ عطا فرمایا اس کا ذکر ہوا۔ اب اس ابر رحمت کا بیان ہو رہا ہے جو امت مسلمہ پر برسایا جانے والا ہے۔ ارشاد ہے کہ اے میرے نبی! آپ غلاموں کو بھی یہ بشارت دے دو کہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ان پر بھی ہوگا اور وہ فضل و کرم قلیل اور محدود نہیں ہوگا بلکہ فضل کبیر ہوگا۔ آپ خود ہی غور فرمائیے کہ وہ رب العزت جس کے سامنے ساری دنیا متاع قلیل ہے، جس کی نظر میں سارا سامان زیست حقیر ہے، وہ جس کو کبیر فرما رہا ہے اس کی وسعتوں کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ یہ سب صدقہ ہے محبوب کریم رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلامی کے باعث جس پر یہ شرف حاصل ہے۔ کاش ہم اس غلامی کی قدر کو پہچانتے اور اس جمال جہاں آراء پر اپنی جان، اپنا دل اور ہوش و خرد قربان کرتے جو صحابہ کرام کا طریقہ

أَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿٤٨﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اذیت رسانی کی اور بھروسہ رکھیے اللہ پر اور کافی ہے اللہ تعالیٰ کارساز اے ایمان والو!

اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ

جب تم نکاح کرو مومن عورتوں سے پھر انہیں طلاق دے دو اس سے پہلے کہ تم انہیں

تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ

ہاتھ لگاؤ تو نہیں تمہارے لیے ان پر کوئی عدت جسے تم شمار کرو پس انہیں کچھ مال

وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿٤٩﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ

دے دو اور انہیں رخصت کر دو بڑی خوبصورتی سے اے نبی (مکرم)! ہم نے حلال کر دیں آپ کے لیے آپ کی بیویاں

الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ

جن کے مہر آپ نے ادا کر دیے ہیں اور وہ کنیزیں جو آپ کی ملکیت ہیں جو اللہ نے بطور غنیمت آپ کو عطا کی ہیں

تب بھی اس فیصلہ کو کیسے صحیح سمجھا جاتا۔

اے محبوب! جب ہم نے آپ کو ان صفتوں سے نوازا ہے تو آپ کو کفار و منافقین کا کہا ماننے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ ان کی اذیت رسانیوں سے صرف نظر کیجئے۔ جب آپ انہیں پیغام حق سنائیں گے، دین اور صداقت کا صاف صاف اعلان کریں گے تو تکلیف اور اذیت وہ پہنچانا چاہتے ہیں۔ اس کی کوئی پروا نہ کیجئے۔ آپ کا مددگار آپ کے ساتھ ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت آپ کا بال بیکا نہیں کر سکتی اور نہ آپ کے دین کی ترقی میں رکاوٹ ڈال سکتی۔

یہاں شرعی حکم بیان کیا جا رہا ہے کہ اگر تم کسی ایسی منکوحہ کو طلاق دو جس سے تم نے خلوت صحیحہ نہیں کی تو اس مطلقہ کا عدت گزارنا لازمی نہیں۔ لیکن جب ان کو اپنی قید نکاح سے آزاد کرو تو بے مروتی کا ثبوت مت دو۔ طلاق دے کر تم نے ان کا دل توڑا ہے ان کو کچھ مال عنایت کر دو، تاکہ ان کی دلجوئی ہو جائے۔ اگر ایسی عورت کا مہر مقرر تھا تو نصف مہر ادا کرنا ضروری ہے۔ مہر مقرر نہ ہونے کی صورت میں ایک جوڑا کپڑوں کا دینا لازمی ہے۔

اسلام نے مردوں کو شرائط کے ساتھ چار شادیاں کرنے کی اجازت دی ہے جس کی حکمتیں سورۂ نساء میں بیان ہو چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بعض خاص حکمتوں کے پیش نظر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو چار سے زیادہ شادیاں کی اجازت مرحمت

وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ

اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور آپ کی خالاؤں کی

الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۡ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ

بیٹیاں جنہوں نے ہجرت کی آپ کے ساتھ اور کوئی مومن عورت اگر وہ بخش دے اپنی جان نبی کو

اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۤ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ

اگر نبی چاہے کہ نکاح کرے اس سے یہ خاص ہے آپ کے لیے نہ دوسرے مومنوں کے لیے ف

قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْۤ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ

ہمیں معلوم ہے جو ہم نے فرض کیا ہے مسلمانوں پر ان کی بیویوں اور کنیزوں کے بارے میں

[illegible] ان شادیوں میں سے کسی شادی کو [illegible] کی علامت قرار نہیں دیا جا سکتا۔

ف اس کا تعلق [illegible]

لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٥٠﴾ تُرْجِي

تاکہ آپ پر کسی قسم کی تنگی نہ ہو اور اللہ تعالیٰ [illegible] رحم والا ہے [illegible]

مَن تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيٓ إِلَيْكَ مَن تَشَآءُ ۖ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ

[illegible]

مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ۚ ذٰلِكَ أَدْنٰىٓ أَن تَقَرَّ أَعْيُنُهُنَّ

[illegible]

وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ ءَاتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

[illegible]

مَا فِي قُلُوبِكُمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيمًا حَلِيمًا ﴿٥١﴾ لَا يَحِلُّ لَكَ

جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے اور اللہ تعالیٰ [illegible] حلال نہیں آپ کے لیے

النِّسَآءُ مِنۢ بَعْدُ وَلَآ أَن تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ

دوسری عورتیں اس کے بعد [illegible]

[illegible]

[illegible]

أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى

اگر آپ کو پسند آئے ان کا حسن بجز کنیزوں کے ش اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر

كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيبًا ۟ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ

نگہبان ہے۔ اے ایمان والو! نہ داخل ہوا کرو نبی کریم کے گھروں میں بجز اس

النَّبِيِّ إِلَّآ أَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ إِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ إِنٰىهُ وَلٰكِنْ

صورت کے کہ تم کو کھانے کے لیے آنے کی اجازت دی جائے اور نہ کھانا پکنے کا انتظار کیا کرو

إِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَأْنِسِيْنَ

لیکن جب تمہیں بلایا جائے تو اندر آجاؤ پھر جب کھانا کھا چکو تو فوراً منتشر ہو جاؤ اور وہاں جا کر باتوں کے سلسلے

لِحَدِيْثٍ ۭ إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۡ وَاللّٰهُ

بیٹھے باتیں شروع کر دیا کرو تمہاری یہ حرکتیں نبی کے لیے تکلیف کا باعث تھیں پس وہ تم سے حیا فرماتے ہیں اور حق بات کہنے سے اللہ

شرمایا کرتا [illegible]

ش جب اللہ تعالیٰ نے امہات المومنین کو اجازت دے دی کہ جو چاہے تو وہ اس فقر و فاقہ کے ساتھ حضور کی زوجیت میں رہیں چاہیں تو الگ ہو جائیں۔ ان سب نے دنیا اور آسائش دنیا کو ٹھکرا کر فاقہ مستی میں حضرت محبوب کی معیت کو خوشی سے قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ کو ان کا یہ ایثار بہت پسند آیا اور حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرمایا کہ اب کسی اور خاتون سے زوجیت کا رشتہ قائم مت فرمائیے۔ چنانچہ اس کے بعد حضور نے کسی نئی آزاد عورت کے ساتھ نکاح نہیں فرمایا۔ البتہ کنیزوں کے متعلق اجازت حسب دستور باقی رکھی گئی۔

ش یہاں مسلمانوں کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گھروں میں داخل ہونے یا جانے کے متعلق ہدایات دی جا رہی ہیں۔ فرمایا جب تک حضور اجازت نہ دیں تمہارا داخل ہونا قطعاً ممنوع ہے۔ جب اجازت ملے تو داخل ہو سکتے ہو اور دعوت کے وقت کھانے کے لیے کہا جائے تو کھانا کھاؤ اور اس کے بعد فوراً منتشر ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ وہیں بیٹھ کر باتیں کرنے لگو اور حضور کو اس طرح تمہارے دیر تک بیٹھنے سے تکلیف پہنچے۔ حضور اپنے شرم کی وجہ سے تمہیں جانے کا حکم نہیں فرمائیں گے اور خاموش رہیں گے لیکن اللہ تعالیٰ تمہیں یہ بات بیان کرنے سے حیا نہیں کرتا کہ ان کا جانا تمہارے لیے ضروری ہے۔ آیت میں جو یہ لفظ ہے غیر ناظرین اناہ اس کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ صاحب قاموس لکھتے ہیں: انی الشیء یانی انا و انا و اناء: حان و ادرک نضج بلغ حانہ او

لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ۭ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ

اللہ تعالیٰ کسی کا شرم نہیں کرتا حق بات [illegible] اور جب تم مانگو ان سے کوئی چیز

وَّرَاۗءِ حِجَابٍ ۭ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ۭ وَمَا كَانَ لَكُمْ

پس پردہ ہو کر [illegible] یہ طریقہ پاکیزہ تر ہے تمہارے دلوں کے لیے اور ان کے دلوں کے لیے [illegible] اور نہیں ہے

اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا

[illegible] کہ تم تکلیف دو رسول اللہ کو [illegible] اور نہ یہ کہ تم نکاح کرو ان کی بیویوں سے ان کے بعد کبھی

اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۔ اِنْ تُبْدُوْا شَيْـًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ

بے شک ایسا کرنا اللہ کے نزدیک بڑا گناہ ہے [illegible] چاہے تم کسی بات کو ظاہر کرو یا اسے چھپاؤ

فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۔ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَاۗىِٕهِنَّ

یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز سے خوب آگاہ ہے۔ کوئی حرج نہیں ان پر ان کے باپوں کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ

نہ اپنے بیٹوں نہ اپنے بھائیوں نہ اپنے بھتیجوں اور نہ اپنے

اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ

بھانجوں اسی طرح مسلمان عورتوں اور نہ اپنی کنیزوں سے اور اللہ سے ڈرتی رہو

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ

بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا مشاہدہ فرما رہا ہے ۵۵ بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے

يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا

درود بھیجتے ہیں نبی (کریم) پر ۵۶ اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام عرض کیا کرو

۵۵ اس آیت میں ان اصناف کا ذکر کیا گیا ہے جن سے پردہ کی ضرورت نہیں۔

۵۶ [illegible]

[illegible]

اس آیت کا صحیح مطلب سمجھنے کے لیے پہلے اس کے الفاظ [illegible] کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ آیت کریمہ میں صلوٰۃ (۱) [illegible] (۱) اللہ تعالیٰ (۲) فرشتے (۳) اہل اسلام

جب صلوٰۃ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس کا معنی یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کی محفل میں اپنے محبوب کی [illegible] تعریف و ثنا کرتا ہے۔ صلوٰۃ اللہ ثناؤہ علیہ عند الملائکۃ [illegible] رواہ البخاری عن ابی العالیہ

[illegible] لکھتے ہیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کرتے ہوئے لکھتے ہیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

اس آیت میں [illegible]

[illegible] درود بھیجنے کا [illegible]

① عن عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه قال خرج رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لحاجة فلم يجد احدا يتبعه ففزع عمر فأتاه بمطهرة من خلفه فوجد النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ساجدا في مشربة فتنحى عنه من خلفه حتى رفع النبي صلى الله تعالى عليه وسلم رأسه فقال احسنت يا عمر حين وجدتني ساجدا فتنحيت عني ان جبريل اتاني فقال من صلى عليك من امتك واحدة صلى الله تعالى عليه عشر صلوات ورفع له عشر درجات

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے باہر تشریف لے گئے حضور کے ساتھ کوئی اور آدمی نہیں تھا حضرت عمر لوٹا پانی سے بھرا ہوا لیا اور پیچھے چل دیئے۔ جب آپ آئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک وادی میں سربسجود پایا۔ پیچھے سے ایک طرف ہٹ کر تھم بیٹھ گئے۔ یہاں تک کہ حضور نے سجدے سے سر مبارک اٹھایا اور فرمایا اے عمر تم نے بہت اچھا کیا جب مجھے سربسجود دیکھا تو ایک طرف ہٹ کر بیٹھ گیا۔ جبریل میرے پاس آئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر بتائی کہ جو امتی آپ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود پڑھے گا اور اس کے دس درجے بلند کرے گا۔

② عن عبد الله بن ابي طلحة عن ابيه ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم جاء ذات يوم والسرور يرى في وجهه فقالوا يا رسول الله انا لنرى السرور في وجهك فقال انه اتاني الملك فقال يا محمد اما يرضيك ان ربك عز وجل يقول انه لا يصلي عليك احد من امتك الا صليت عليه عشرا ولا يسلم عليك احد من امتك الا سلمت عليه عشرا قلت بلى۔ (ترجمہ) ایک دن حضور سید کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ کے چہرہ پر خوشی اور مسرت کے آثار نمایاں تھے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آج تو چہرہ مبارک خوشی سے کھل رہا ہے۔ فرمایا میرے پاس فرشتہ آیا ہے اور اس نے آکر کہا کہ اے محمد (ﷺ) کیا آپ اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ آپ کے رب نے فرمایا ہے کہ آپ کا جو امتی آپ پر ایک بار درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود پڑھے گا اور آپ کا جو امتی آپ پر ایک بار سلام پڑھے گا اللہ تعالیٰ دس بار اس پر سلام بھیجے گا۔ میں نے جواب دیا ہے کیوں نہیں بے شک میں اس پر بہت خوش ہوں

③ عن انس قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم من ذكرت عنده فليصل علي ومن صلى علي مرة واحدة صلى الله تعالى عليه عشرا۔ حضرت انس سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اس پر لازم ہے کہ وہ مجھ پر درود پڑھے اور جس نے ایک مرتبہ مجھ پر درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود پڑھے گا۔

④ عن عبد الله بن علي بن حسين عن ابيه ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال البخيل من ذكرت عنده فلم يصل علي۔ حضرت عبد اللہ حضرت زین العابدین کے واسطے سے اپنے والد گرامی سیدنا امام حسین سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخیل وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے پھر وہ مجھ پر درود نہ پڑھے

⑤ عن الطفيل بن ابي بن كعب عن ابيه قال كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اذا ذهب ثلثا الليل قام فقال يا ايها الناس اذكروا الله اذكروا الله جاءت الراجفة تتبعها الرادفة جاء الموت بما فيه جاء الموت بما فيه قال ابي قلت

يا رسول الله اني اكثر الصلاة عليك فكم اجعل لك من صلاتي فقال ما شئت قلت الربع قال ما شئت فان زدت فهو خير لك قلت النصف قال ما شئت فان زدت فهو خير لك قلت فالثلثين قال ما شئت فان زدت فهو خير لك قلت اجعل لك صلاتي كلها قال اذا تكفى همك ويغفر لك ذنبك

ابی ابن کعب کے فرزند طفیل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں جب رات کے دو حصے گزر جاتے تو حضور ﷺ کھڑے ہوتے اور فرماتے اے لوگو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو تھرتھرا دینے والی آگئی اس کے پیچھے آنے والی ہے موت اپنی تمام سختیوں کے ساتھ آگئی موت اپنی سختیوں کے ساتھ آگئی۔ میرے باپ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بکثرت درود پڑھتا ہوں تو اپنے دعا کے وقت میں کس قدر پڑھا کروں۔ فرمایا جتنا تو چاہے۔ میں نے عرض کیا چوتھائی وقت۔ فرمایا جتنا تیرا جی چاہے اور اگر اس سے زیادہ کرے تو تیرے لیے بہتر ہے۔ عرض کیا نصف وقت۔ فرمایا جتنا تیرا جی چاہے اگر زیادہ کرے تو تیرے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کی دو تہائی فرمایا جتنا تیرا جی چاہے اگر زیادہ کرے تو افضل ہے۔ میں نے عرض کی میں سارا وقت صرف درود شریف ہی پڑھا کروں گا فرمایا

"تب یہ درود تیرے سب دکھوں کو دور کرنے کے لیے کافی ہے اور تیرے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔"

عن الطفيل بن ابي بن كعب عن ابيه قال قال رجل يا رسول الله ارأيت ان جعلت صلاتي كلها عليك قال اذا يكفيك الله تبارك وتعالى ما اهمك من دنياك وآخرتك۔ طفیل کہتے ہیں میرے والد نے عرض کی یا رسول اللہ میں اگر اپنا تمام وقت حضور پر درود پڑھنے میں صرف کر دوں۔ حضور نے فرمایا تب اللہ تعالیٰ تیری دنیا و آخرت کی مشکلیں آسان کر دے گا

آیت طیبہ اور ان احادیث مبارکہ سے درود شریف کی برکتیں اور فضیلتیں معلوم ہو گئیں۔ ہر کلمہ گو اور عاشق کا فرض ہے کہ وہ اس دولت سے اپنی جھولی بھرنے کی کوشش کرے لیکن بعض اوقات اور بعض مقامات ایسے ہیں جن میں درود شریف پڑھنے کی خصوصی تاکید کی گئی ہے ان میں سے بھی چند اوقات و مقامات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ہر محفل اور مجلس میں درود شریف پڑھنے کی ہدایت

عن ابي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم ما جلس قوم مجلسا لم يذكروا الله فيه ولم يصلوا على نبيهم الا كان عليهم ترة فان شاء عذبهم وان شاء غفر لهم۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا جب لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں اور اس میں نہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور نہ اس کے نبی پر درود بھیجتے ہیں تو قیامت کے دن وہ مجلس ان کے لیے وبال ہوگی چاہے تو ان کو عذاب دے اور چاہے تو ان کو بخش دے

ہر محفل کے اختتام کے وقت

حضرت ابو سعید سے مروی ہے آپ نے فرمایا جب لوگ بیٹھتے ہیں اور پھر کھڑے ہو جاتے ہیں اور حضور پر درود نہیں پڑھتے تو قیامت کے دن وہ مجلس ان کے لیے باعث حسرت ہوگی اگر وہ جنت میں داخل ہو بھی جائیں تو ثواب سے محرومی کے باعث انہیں حسرت ہوگی

اذان کے بعد: حضرت عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا جب مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنو تو جیسے

دعا کیا کرو کہ وہ مجھے ... پھر مجھ پر درود پڑھو کیونکہ جو مجھ پر درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود پڑھتا ہے۔ اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما یقول ثم صلوا علی فانہ من صلی علی صلی اللہ علیہ بہا عشرا

مسجد میں داخل ہوتے وقت اور نکلتے وقت حضرت عبد اللہ بن حسن اپنی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا اپنی دادی صاحبہ حضرت خاتون جنت سے روایت کرتے ہیں۔ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا دخل المسجد صلی علی محمد وسلم ثم قال اللھم اغفر لی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک واذا خرج صلی علی محمد وسلم ثم قال اللھم اغفر لی ذنوبی وافتح لی ابواب فضلک

دعا کرتے وقت: حضرت فاروق اعظم سے مروی ہے کہ دعا میں جب تک درود پاک نہ پڑھا جائے وہ قبول نہیں ہوتی اور زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتی ہے۔

نماز کے بعد دعا سے پہلے حضرت عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضرت صدیق اور حضرت فاروق اعظم تشریف فرما تھے۔ جب میں نماز سے فارغ ہو کر بیٹھا تو پہلے میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی، پھر حضور پر درود پاک پڑھا پھر اپنے لیے دعا مانگی تو حضور نے فرمایا: اب مانگ! تجھے دیا جائے گا۔

عن عبد اللہ قال کنت اصلی والنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وابو بکر وعمر معہ فلما جلست بدأت بالثناء علی اللہ تعالیٰ ثم بالصلاۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم دعوت لنفسی فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سل تعطہ

امام ترمذی اپنی سنن میں نقل کرتے ہیں

بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاعد اذ دخل رجل فصلی فقال اللھم اغفر لی وارحمنی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عجلت ایھا المصلی اذا صلیت فقعدت فاحمد اللہ بما ھو اھلہ وصل علی ثم ادعہ قال ثم صلی رجل آخر بعد ذلک فحمد اللہ وصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایھا المصلی ادع تجب (ترمذی، ابو داؤد)

ترجمہ: ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے ایک آدمی آیا اس نے نماز پڑھی اور دعا مانگی یا اللہ مجھے بخش دے مجھ پر رحم فرما۔ حضور نے ارشاد فرمایا: اے نمازی تو نے بڑی جلد بازی سے کام لیا ہے۔ جب نماز پڑھ چکے تو بیٹھو اللہ کی حمد و ثنا کرو مجھ پر درود پڑھو پھر دعا مانگو۔ پھر دوسرا آدمی آیا اس نے نماز پڑھی اور اللہ کی حمد و ثنا کی پھر حضور پر درود پڑھا۔ حضور نے فرمایا: "اے نمازی اب دعا مانگ قبول ہوگی"۔ اس سے ثابت ہوا کہ اہل سنت نماز کے بعد جو ذکر اور درود شریف پڑھتے ہیں یہ سنت ہے اور قبولیت دعا کا باعث ہے نیز اس سے بآواز بلند ذکر اور درود شریف پڑھنا ثابت ہوا۔

جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک لیا جائے تو درود شریف پڑھے۔ جب نام گرامی لکھے تو ساتھ درود پاک لکھے۔ حضرت سفیان بن عیینہ روایت کرتے ہیں کہ خلف نے بیان کیا کہ ان کا ایک دوست حدیث کا طالب علم تھا وہ فوت ہو گیا میں نے اسے خواب میں دیکھا کہ سبز رنگ کی پوشاک پہنے خوش و خرم گھوم رہا ہے۔ میں نے کہا کہ تو وہی میرے ہم مکتب نہیں ہو؟ اس نے کہا ہاں

تَسْلِيمًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي

کرو ۔ بیشک جو لوگ [illegible] دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو اللہ نے ان پر [illegible] میں ہی لعنت [illegible]

الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا ۝ وَالَّذِينَ

ہے دنیا میں اور آخرت میں [illegible] ف [illegible] اور جو لوگ

يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا

دکھ دیتے ہیں [illegible] مردوں [illegible] عورتوں کو [illegible]

بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا ۝ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ

بہتان [illegible] اور کھلے گناہ کا ۔ ف اے نبی [illegible] اپنی [illegible]

[illegible] حضور صلی اللہ علیہ [illegible]

[illegible] درود شریف [illegible]

حضرت [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] صلی اللہ علیہ [illegible]

[illegible] درود شریف [illegible]

[illegible] صلی اللہ علی محمد [illegible]

[illegible] درود شریف لکھا جاتا۔

ف [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

ف [illegible]

[illegible]

وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ

[illegible]

[illegible]

عن عبد الله بن مغفل رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الله الله في أصحابي الله الله في أصحابي لا تتخذوهم غرضا من بعدي فمن أحبهم فبحبي أحبهم ومن أبغضهم فببغضي أبغضهم ومن آذاهم فقد آذاني ومن آذاني فقد آذى الله ومن آذى الله فيوشك أن يأخذه

ترجمہ: اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے بارے میں، اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے بارے میں، میرے بعد انہیں طعن و تشنیع کا ہدف نہ بنانا پس جو شخص ان سے محبت کرتا ہے وہ میری محبت کی وجہ سے ایسا کرتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے تو وہ مجھ سے بغض کی وجہ سے ایسا کرتا ہے جس نے انہیں اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی اور جو ایسا کرتا ہے اسے پکڑ لیا جاتا ہے۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَدْنَىٰٓ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۗ وَكَانَ ٱللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٥٩﴾

وہ بآسانی پہچان لی جائیں گی پھر انہیں ستایا نہیں جائے گا ۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

یہاں حضور کی صاحبزادیوں کا جب ذکر کیا تو قرآن نے بنت ایک صاحبزادی نہیں کہا بلکہ جمع کا لفظ بنات استعمال کیا جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حضور کی ایک صاحبزادی نہ تھی بلکہ متعدد صاحبزادیاں تھیں اور شیعہ کی معتبر کتابوں میں بھی اس بات کی تصریح ہے کہ حضرت خدیجہ کے بطن سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں یہاں متعدد حوالے پیش کرتا ہوں ۔ اصول کافی جو ان کی معتبر ترین کتاب ہے اس میں لکھتے ہیں :

وتزوج خديجة وهو ابن بضع وعشرين سنة فولد له منها قبل مبعثه عليه السلام القاسم ورقية وزينب وام كلثوم وولد له بعد المبعث الطيب والطاهر وفاطمة عليها السلام

ترجمہ : حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خدیجہ سے شادی کی جب کہ حضور کی عمر مبارک پچیس سال کے قریب تھی اور حضرت خدیجہ کے بطن سے حضور کی یہ اولاد پیدا ہوئی ۔ بعثت سے پہلے قاسم ، رقیہ ، زینب اور ام کلثوم اور بعثت کے بعد طیب ، طاہر ، فاطمہ علیہا السلام پیدا ہوئیں ۔ (اصول کافی ج ۱ ، ص ۴۳۹ مطبوعہ تہران)

ان کی دوسری کتاب حیات القلوب میں علامہ مجلسی لکھتا ہے :

" در قرب الاسناد بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ از برائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ و ام کلثوم و رقیہ و زینب ۔ (حیات القلوب ص ۲۲۳)

ترجمہ : قرب الاسناد میں معتبر سند سے حضرت جعفر صادق سے روایت ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ اولاد پیدا ہوئی : طاہر ، قاسم ، فاطمہ ، ام کلثوم ، رقیہ اور زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۔

ان واضح تصریحات کے باوجود جو لوگ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تین صاحبزادیوں کا انکار کرتے ہیں معاذ اللہ بغض ان کی بے علمی اور ہٹ دھرمی کا کوئی علاج نہیں ۔

ف یعنی اگر وہ اس طرح چادر اوڑھ کر چہرہ ڈھانک کر باہر نکلیں گی تو انہیں دور سے پہچان لیا جائے گا کہ یہ عفت مآب اور عصمت شعار ہیں کسی کو جرأت نہیں ہوگی کہ ان کی طرف بری نظر اٹھا کر دیکھ سکے ۔ لیکن اگر عورت شرم و حیا کا دامن ہاتھ سے چھوڑ کر اور بن سنور کر باہر نکلے اپنے لباس اور چال سے کسی کو دعوت نظارہ دے تو کسی کی مجال نہیں ہوگی کہ وہ اس کی طرف ہوسناک نگاہ سے نہ دیکھے ۔ اس جملہ نے اس حقیقت کی طرف اشارہ کر دیا کہ اگر تم اس طرح چادر اوڑھ کر نکلو گی تو تمہارے ساتھ کوئی چھیڑ چھاڑ نہیں کرے گا اور تم ہر قسم کی اذیت سے بچ جاؤ گی ۔ اسلام نے پردہ اور شرم و حیا کے جو اصول تمہیں سکھائے ہیں ان پر عمل کرنے سے تمہارا ہی بھلا ہوگا ۔

ے یعنی اسلام قبول کرنے سے پہلے جو غلطیاں تم سے سرزد ہوئیں یا اب نادانستہ کوئی لغزش ہو گئی تو اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے تم توبہ کرو گے وہ توبہ قبول فرمائے گا تم اظہار ندامت کرتے ہوئے حاضر ہوگے تو تمہاری خطائیں بخش دی جائیں گی ۔

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ

اگر باز نہ آئے منافق اور جن کے دلوں میں بیماری ہے اور شہر میں جھوٹی افواہیں

فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا

اڑانے سے تو ہم آپ کو مسلط کر دیں گے ان پر پھر وہ نہ ٹھہر سکیں گے آپ کے پاس مدینہ میں مگر

قَلِيْلًا ۞ مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ﴿٦١﴾

چند دن ۲۶ اس حال میں کہ ان پر لعنت برس رہی ہوگی جہاں پائے جائیں پکڑے جائیں اور جان سے مار دیئے جائیں ۲۷

سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ

اللہ کی سنت ان لوگوں کے متعلق جو پہلے گزر چکے اور آپ سنت الٰہی میں ہرگز کوئی تبدیلی

تَبْدِيْلًا ﴿٦٢﴾ يَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۖ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ

نہ پائیں گے ۲۸ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں فرما دیجئے اس کا علم تو صرف اللہ تعالیٰ کے

۲۶ اگر منافقین مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے سے باز نہ آئے اور مسلمانوں کے خلاف جھوٹی افواہیں اڑانے والے اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو وہ یاد رکھیں انہیں من مانی کرنے کے لیے آزاد نہیں چھوڑا جائے گا بلکہ ہم آپ کو ان پر غلبہ و تسلط عطا فرمائیں گے اور وہ آپ کے پڑوس میں رہنے سے محروم ہو جائیں گے۔

المرجفون ارجاف سے ہے۔ اس کا معنی ہے جھوٹی اور غلط خبریں پھیلانا۔ اور رجاف کا معنی ہے زلزلہ۔ لنغرینک بهم ای لنسلطنک علیهم فتستأصلهم بالقتل (قرطبی) یعنی ہم آپ کو ان پر مسلط کر دیں گے اور آپ ان کے قتل کا حکم دے کر انہیں نیست و نابود کر دیں گے۔ قلیلا ترکیب میں کیا ہے۔ اس کے متعلق دو قول ہیں۔ پہلا یہ کہ یجاورونک میں ضمیر کا حال ہے۔ اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ وہ بہت قلیل تعداد میں کچھ عرصہ یہاں رہیں گے۔ پھر انہیں قتل کر دیا جائے گا۔ لا یجاورونک الا حال قلۃ۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ظرف وقت محذوف کی صفت ہے۔ ای لا یجاورونک الا وقتا قلیلا یعنی وہ بہت قلیل عرصہ مدینہ طیبہ میں رہیں گے۔ اس کے بعد انہیں یہاں سے نکال دیا جائے گا۔

۲۷ ان شریروں اور بد باطن لوگوں کے لیے اے حبیب تیرے پڑوس میں کوئی جگہ نہیں۔ یہ چند روز یہاں رہیں گے۔ اس کے بعد انہیں یہاں سے نکال دیا جائے گا۔ جہاں جائیں گے ان پر لعنت اور پھٹکار رہے گی۔ جہاں بھی وہ پائے جائیں گے انہیں گرفتار

اللّٰهِ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ۝۶۳ اِنَّ اللّٰهَ

کے پاس ہے ۱۴۲ اور اے مخاطب! تو کیا جانے شاید وہ گھڑی قریب ہی ہو بیشک اللہ تعالیٰ

لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ۝۶۴ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ

نے بھی رحمت سے محروم کردیا کفار کو اور تیار کر رکھی ہے ان کے لئے بھڑکتی آگ وہ ہمیشہ رہیں گے اس میں ابد

لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝۶۵ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي

تک نہ پائیں گے کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار جس دن وہ منہ کے بل

النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝۶۶ وَقَالُوْا

آگ میں پھینکے جائیں گے ۱۴۳ تو (حسرت سے) کہیں گے کاش! ہم نے اطاعت کی ہوتی اللہ تعالیٰ کی اور ہم نے اطاعت کی ہوتی رسول کی

کی پاداش میں انہیں گرفتار کر لیا جائے گا اور انہیں بڑی رسوائی اور ذلت کے ساتھ موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا

۱۴۱ یہ اللہ تعالیٰ کا دستور ہے کہ جو لوگ اس کے رسول کے ساتھ منافقانہ رویہ اختیار کرتے ہیں اور در پردہ اہل اسلام کو اذیت پہنچاتے رہتے ہیں ان کے ساتھ ایسا ہی سلوک روا رکھا جاتا ہے

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق و فاروق اعظم کے ایمان کی یہ بھی ایک قطعی دلیل ہے کہ اگر ان کے دل میں نفاق ہوتا یا وہ اسلام کے بدخواہ ہوتے جس طرح کئی بدباطن کہتے ہیں تو اس ارشاد ربانی کے مطابق وہ مدینہ میں نہ رکھے جاتے ان کے ساتھ وہ سلوک روا رکھا جاتا جو پہلی آیتوں میں مذکور ہے اور حال یہ ہے کہ وہ آج بھی [illegible] میں [illegible] بلکہ [illegible] میں اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہلو میں ابدی آرام کی جگہ نصیب ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ کی ان گنت اور بے شمار رحمتیں اور برکتیں جو اس کے حبیب پاک پر نازل ہوتی ہیں ان سے وہ بھی محظوظ ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یہ عنایت آشکارا ہے لیکن ان کے اندھے [illegible] نہیں دیکھ سکتے

۱۴۲ جب انہیں عذاب کی دھمکی دی جاتی تو وہ ازراہ تمسخر پوچھتے جناب بتائیے (بھلا) وہ قیامت آئے گی کب؟ جس سے آپ ہمیں ڈراتے رہتے ہیں۔ وہ اس لیے نہیں پوچھتے تھے تاکہ وہ تیاری کریں اور اپنے گناہوں سے باز آجائیں۔ اس لیے ان کے حسب حال جواب دیا گیا۔ اصل قیامت کی بحث چھوڑ دی گئی ہے۔

۱۴۳ جب انہیں منہ کے بل جہنم میں پھینک دیا جائے گا اور آگ میں جلنے کے باعث ان کے چہرے کا گوشت ادھر ادھر لٹکنے لگے گا کبھی ادھر کبھی ادھر کیا جائے گا۔ معنی التقلیب تغییر [illegible] زمخشری [illegible] حضرت [illegible]

رَبَّنَآ إِنَّآ أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَأَضَلُّونَا ٱلسَّبِيلَا۠ (۶۷) رَبَّنَآ

اور (وہ) کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے اپنے سرداروں کی اور اپنے بڑوں کی بات مانی، پس انہوں نے ہمیں بہکا دیا سیدھی راہ سے ۱؎ اے ہمارے رب

ءَاتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ ٱلْعَذَابِ وَٱلْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا (۶۸) يَٰٓأَيُّهَا

ان کو دوگنا عذاب دے اور لعنت بھیج ان پر بہت بڑی لعنت ۲؎ اے

ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَكُونُوا۟ كَٱلَّذِينَ ءَاذَوْا۟ مُوسَىٰ فَبَرَّأَهُ ٱللَّهُ مِمَّا

ایمان والو! نہ ہو جاؤ ان لوگوں کی طرح جنہوں نے موسیٰ کو ستایا، پس بری کر دیا انہیں اللہ تعالیٰ نے اس تہمت سے جو

قَالُوا۟ ۚ وَكَانَ عِندَ ٱللَّهِ وَجِيهًا (۶۹) يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟

انہوں نے لگائی ۳؎ اور آپ اللہ کے نزدیک بڑی عزت والے تھے ۴؎ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو

۱؎ وہ پچھتاوا اور ندامت کا اظہار کریں گے جب انہیں آگ میں گھسیٹا جائے گا اس وقت وہ کف افسوس ملیں گے لیکن بے سود۔

۲؎ وہ بڑی لجاجت سے عرض کریں گے کہ اے ہمارے رب! اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔ ہمارے سردار اور پیشوا ہمیں جس راہ پر چلاتے رہے ہم چلتے رہے انہوں نے ہمیں گمراہ کر دیا۔

۳؎ اس میں ہم بے قصور ہیں، ہمیں معاف ہی کر دینا چاہیے لیکن اگر ہمیں معافی نہیں ملتی تو ہماری یہ درخواست ضرور قبول ہو کہ ان سرداروں اور پیشواؤں کو دوگنا عذاب دیا جائے۔ ان ظالموں نے خود کو بھی ہلاک کیا اور ہمارا بیڑا بھی غرق کر دیا ان کا جرم دگنا ہے انہیں سزا بھی دگنی ملنی چاہیے۔

۴؎ بنی اسرائیل اپنے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بات بات پر دکھ دیتے تھے، قدم قدم پر مخالفت کرتے تھے۔ وہ مانتے تھے کہ انہیں اپنا رسول مانتے تھے لیکن ان کے ہر حکم سے سرتابی کرنا ان کی عادت ثانیہ بن چکی تھی۔ تورات کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اس جلیل القدر پیغمبر کی دل آزاری کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔ یہ داستان بڑی طویل ہے لیکن چند جملے آپ بھی پڑھ لیں۔

بنی اسرائیل مصر میں غلامی اور ذلت کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق مصر سے ہجرت کا حکم دیا۔ چند قدم چلے تو گھبرانے لگے اور اپنے کمالات و معجزات اور خدا تعالیٰ کے کرم سے بیگانہ ہو گئے:

"تب انہوں نے ان سے کہا کہ خداوند ہی دیکھے اور تمہارا انصاف کرے کیونکہ تم نے ہم کو فرعون اور اس کے خادموں کی نگاہ میں ایسا گھناؤنا کیا ہے کہ ہمارے قتل کے لیے ان کے ہاتھ میں تلوار دے دی ہے۔"

(خروج باب ۵، آیات ۲۱، ۲۲)

انہوں نے سمندر کو بحیرۂ قلزم عبور کر لیا۔ موسیٰ علیہ السلام کے عصا کی ضرب سے اس کی بپھری ہوئی موجیں پھٹ گئیں ان کے لیے راستے بن گئے۔ یہ ساحل پر بسلامت پہنچ گئے۔ فرعون اور اس کا لشکر ان کی آنکھوں کے سامنے تباہ ہوا۔ ان معجزات کو دیکھنے کے بعد جب سینا میں وہ پہنچے تو اپنے نبی سے یوں خطاب کیا۔

> اور موسیٰ سے کہنے لگے کیا مصر میں قبریں نہ تھیں جو تو ہم کو وہاں سے مرنے کے لیے بیابان میں لایا۔ تو نے ہم سے یہ کیا کیا کہ ہم کو مصر سے نکال لایا۔ کیا ہم تجھ سے مصر میں یہ بات نہ کہتے تھے کہ ہم کو رہنے دے کہ ہم مصریوں کی خدمت کریں کیونکہ ہمارے لیے مصریوں کی خدمت کرنا بیابان میں مرنے سے بہتر ہوتا۔ (خروج باب ۱۴ : ۱۱-۱۲)

دشت سینا میں جب دھوپ لگی اور پیاس نے تنگ کیا تو یوں گستاخی کرنے لگے۔

> "اور اس بیابان میں بنی اسرائیل کی ساری جماعت موسیٰ اور ہارون پر بڑبڑانے لگی۔ اور بنی اسرائیل کہنے لگے کاش کہ ہم خداوند کے ہاتھ سے ملک مصر میں جب ہی مار دیے جاتے جب ہم گوشت کی ہانڈیوں کے پاس بیٹھ کر دل بھر کر روٹی کھاتے تھے کیونکہ تم تو ہم کو اس بیابان میں اسی لیے نکال لائے ہو کہ سارے مجمع کو بھوکا مارو۔ (خروج باب ۱۶ : ۲-۳)

مزید تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو:

کتاب خروج ۱۷ : ۳

کتاب گنتی ۱۱ : ۱ تا ۶، ۱۴ : ۲، ۴ وغیرہ۔ ۲۰ : ۲، ۵

اے ایمان کا دعویٰ کرنے والو! تم بنی اسرائیل کی روش اختیار کر کے میرے محبوب کی دل آزاری نہ کرو۔ ورنہ تم کو اس گستاخی کی ایسی سزا ملے گی جس سے نجات کے سارے دروازے بند ہو جائیں گے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ہر وہ چیز جس سے حضور کریم کو اذیت پہنچے وہ قطعاً ممنوع ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، اس کی صفات کمال کا انکار کرنا، حضور کی ذات اقدس و اطہر پر بہتان باندھنا، اللہ تعالیٰ نے حضور کو جن کمالات سے سرفراز فرمایا ہے ان کا انکار کرنا، حضور کے دین اور شریعت کے قوانین کو ناقابل عمل کہنا، حضور کی آل اطہار پر طعن کرنا، حضور کے صحابہ پر زبان طعن دراز کرنا، یہ سب ایسے امور ہیں جن سے حضور کے قلب نازک کو تکلیف پہنچتی ہے۔ ان تمام امور سے اجتناب ضروری ہے۔

۱۰۱۔ بنی اسرائیل کے احمق موسیٰ علیہ السلام پر اعتراض کیا کرتے تھے اور ان کی بیہودہ گوئیوں سے ان کا دل دکھتے تھے حالانکہ اللہ رب العالمین کے نزدیک ان کا مقام بہت اونچا اور مرتبہ بہت بڑا تھا۔ "وجیہ" کہتے ہیں ذو جاہ کو۔ الوجیہ ذو جاہ و مرتبہ (کشاف) الوجیہ سید العرب العظیم قدرہ والرفیع منزلتہ۔ جس کی شان بہت بڑی ہو جس کا رتبہ بہت بلند ہو عربی میں اس کو وجیہ کہتے ہیں۔

اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ

اور ہمیشہ کہا کرو سیدھی، درست بات کہا کرو۔ تو اللہ تعالیٰ درست کر دے گا تمہارے اعمال کو اور بخش دے گا

ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝

تمہارے گناہوں کو بھی بخش دے گا۔ اور جو شخص حکم مانتا ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا تو [illegible] بڑی کامیابی

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ

ہم نے پیش کی یہ امانت آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کے سامنے مگر وہ اس کی ذمہ داری اٹھانے میں تو سب نے

اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ

انکار کر دیا اس کے اٹھانے سے اور وہ ڈر گئے اس سے اور اٹھا لیا اس کو انسان نے بے شک وہ

اے اہل ایمان! اللہ تعالیٰ کے بارے میں خوف کا دامن تھامے رہو اور اس کی شان کا انکار کرنے سے ڈرتے رہو تمہیں تقویٰ اور پرہیزگاری کا شیوہ اختیار کرنا چاہیے اور جب بات کرو تو سچی اور درست بات کرو کوئی بھونڈی بات تمہارے منہ سے نہ نکلے۔

یعنی اگر تم نے عمل میں تقویٰ اور درست روی کو اور اپنے قول میں حق و صداقت کو اپنا شعار بنا لو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو ہر کجی سے پاک کر دے گا اور انہیں شرف قبول بخشے گا۔ بعض نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں نیک اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائے گا۔

اور اس سے پہلے جو لغزشیں تم سے سرزد ہو چکی ہیں وہ سب معاف کر دی جائیں گی۔ وہ لوگ جن کے دامن [illegible] آلودہ تھے [illegible] بلکہ فرشتوں نے جو ان کا نامہ اعمال تیار کیا ہے وہاں سے بھی [illegible] کی تحریر کو مٹا دیا جائے گا۔ [illegible] واقعی اللہ تعالیٰ جب [illegible] اکرام فرماتا ہے اور اس کے دل کو اپنی یاد اور بندگی کی لذت سے آشنا کر دیتا ہے تو اس کی کایا ہی پلٹ جاتی ہے اور اس کے چہرے پر ایک [illegible] نظر آتا ہے۔ [illegible] اس کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں۔

فوز عظیم اور فلاح دارین کا تاج صرف اس کے سر پر رکھا جاتا ہے جو [illegible] کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم کے ہر ارشاد کے سامنے بصد شوق [illegible] جھکا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی اپنی بندگی کی اور اپنے پیارے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ابدی غلامی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۙ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ

ظلوم بھی ہے اور جہول بھی ۱۳۴؎ تاکہ عذاب دے اللہ تعالیٰ منافق مردوں اور منافق عورتوں کو

۱۳۴؎ یہاں پر لفظ [illegible] شریعت اسلامیہ میں سے ایک بڑی [illegible] کے متعلق [illegible] کی وضاحت کی ہے [illegible] کے عارف و محقق لکھ گئے ہیں ان حضرات سے [illegible] اللہ تعالیٰ انہیں قرب [illegible] سے حق پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

میں یہاں صرف ایک دو اقوال پیش کرتا ہوں۔ اہل لغت نے لکھا ہے کہ جب کوئی شخص امانت کو واپس کرنے سے انکار کر دے اور اس میں خیانت کرے تو عرب کہتے ہیں۔ حمل الامانۃ یعنی اس نے امانت واپس کرنے سے انکار کیا اور اس کا بوجھ اٹھایا۔ اس آیت طیبہ میں حمل اسی معنی میں مستعمل ہوا ہے۔ اس معنی کی تحقیق کے پیش نظر آیت کا معنی یوں ہوگا کہ آسمانوں زمین اور پہاڑوں پر ہم نے امانت کو پیش فرمایا۔ فابین ان یحملنھا تو انہوں نے اس امانت میں خیانت کرنے سے انکار کر دیا۔ جو حکم ان کو ملا ہے جب سے ملا ہے اس کی تعمیل میں لگے ہوئے ہیں اور ذرا سستی نہیں کی۔ واشفقن منھا وہ اس بات سے ڈر گئے کہ کہیں امانت میں خیانت کر کے وہ غضب الٰہی کا نشانہ نہ بن جائیں۔ وحملھا الانسان لیکن انسان نے اس امانت میں خیانت کی اور اس کا بوجھ گردن پر اٹھایا۔ انہ کان ظلوما جهولا بیشک انسان بڑا ظالم اور نادان ہے۔

لسان العرب کی عبارت ملاحظہ فرمائیے۔ [illegible] من حمل الامانة [illegible] الله عز وجل [illegible] والسموات والارض [illegible] ان يحملنها يعني الامانة [illegible] طاعة الله تعالى فيما امرها به — و [illegible] الكافر والمنافق [illegible] حملا الامانة اي خاناها ولم يطيعا، قال هذا المعنى والله اعلم صحيح ومن اطاع من الانبياء والصديقين فلا يقال كان ظلوما جهولا

اہل لغت کی بیان کردہ تفسیر کے بعد [illegible] ملاحظہ فرمائیے۔ ان کے نزدیک امانت سے مراد تکلیفات شرعیہ ہیں جن میں عبادات، اخلاقیات اور ہر قسم کے آداب شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کو [illegible] ارادہ کی آزادی دے دیتے ہیں کیا تم اس اختیار و آزادی کے ساتھ اس امانت کا بار اٹھانے کے لیے تیار ہو؟ انہوں نے اعتراف عجز کرتے ہوئے معذرت خواہی کر دی اور اپنی بے بسی کا اعتراف کیا کہ یہ بوجھ بہت گراں ہے۔ ہم اسے اٹھانے سے قاصر ہیں۔ ہمیں یہ بات [illegible] تیرے ارشاد کی تعمیل کریں گے۔ اختیار اور ارادہ کی آزادی میں جو خطرات پنہاں ہیں ان کو برداشت کرنے کی طاقت ہم اپنے اندر نہیں پاتے۔ اب یہی چیز جب انسان کے سامنے پیش کی گئی تو اس نے [illegible] اس امانت کو اٹھانے کی حامی بھر لی اور اس بارگراں کو اٹھا کر اپنے آپ کو خطرات [illegible] میں مبتلا کر دیا اور اس نے کسی عقلمندی کا ثبوت نہیں دیا اس لیے [illegible] کی صفت مذموم نہیں بلکہ بیان واقعہ کے طور پر انہ کان ظلوما جهولا فرمایا۔ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ نے بڑی پیاری بات فرمائی،

چنانچہ جمعی وہ بودکہ نظر آدم بر ذوق حق بود نہ بر امانت، لذت عرض ثقل امانت را برو فراموش گرد، بیلا جرم لطف بازل بزبان عنایت فرمود کہ برداشتن از تو و نگاہ داشتن از من" (روح البیان)

یعنی اللہ تعالیٰ نے جب یہ امانت حضرت آدم پر پیش کی تو آپ کی نظر اس وقت امانت اور ثقل پر نہ تھی بلکہ امانت پیش کرنے والے پر تھی۔ اور اس کے پیش کرنے میں جو لذت و سرور تھا اس نے امانت کی گرانی کو نظروں سے اوجھل کر دیا جب وہ تیے ہی چیتا عتاب، زبانِ قدرت سے آواز آئی کہ اس بار مشقت کی ذمہ داری سے خوش ہو کر دیا کہ اے آدم اٹھانا تیرا کام ہے اور اٹھانے کی ترقی دینا اور تیری حفاظت کرنا میرا کام ہے۔

سب صوفیائے کرام کا مسلک ملاحظہ فرمائیے، اس کی ترجمانی کا حق حضرت علامہ پانی پتی نے ادا کیا ہے۔ فرماتے ہیں میں کہتا ہوں کہ آیت کا سیاق اس بات کا مقتضی ہے کہ یہاں جو امانت مذکور ہے اس سے وہ امانت مراد ہے جسے صرف انسان اٹھا سکتا ہے اور کوئی مخلوق اسے اٹھانے کی ہمت نہیں رکھتی۔ اگر اس امانت سے مراد احکام شرعیہ ہوں تو انسان کی خصوصیت نہیں کیونکہ جن اور ملائکہ بھی مکلف ہیں۔ اس طرح ملائکہ کی معصیت اس پر لازم آئے گی کیونکہ ان کی شان تو یہ ہے: یسبحون اللیل والنہار لا یفترون۔ وہ دن رات تسبیح میں مصروف رہتے ہیں اور دم نہیں لیتے اور انسان کی یہ حالت نہیں۔ اس لیے صوفیائے کرام نے امانت کی تعبیر نور العقل اور نار العشق سے کی ہے۔ یعنی نورِ عقل مشتعل کر کے معرفت الٰہی حاصل کی جائے اور عشق کی آگ جلا کر اسے معرفت کے کمال تک پہنچایا جائے۔ ومن ثم قالت الصوفیۃ الامانۃ [illegible] بالامانۃ نور العقل ونار العشق ونور العقل یحصل بہ معرفۃ اللہ تعالیٰ بالاستدلال ونار العشق یحصل بہا معرفۃ اللہ تعالیٰ منجذبا بہ بحرق الحجب۔

بیشک فرشتے بھی اس کے مقرب بندے ہیں لیکن ان میں سے ہر ایک کے لیے ایک مخصوص مقام ہے جس سے آگے وہ تجاوز نہیں کر سکتا اور نورِ عشق کے باعث غیر متناہی درجات تک ترقی کرتے جانا یہ حضرت انسان کی خصوصیت ہے۔ علامہ آلوسی [illegible] مت جہۃ بنار العشق مما ھو من خصائص الانسان

اس کے بعد علامہ موصوف لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات سے جو تعبیر ہے، وہ غالب ہے وہ یہ کہ امانت سے مراد وہ تجلی ذاتیہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ماہیت انسانیہ میں ودیعت کی ہے جو تجلیات ذاتیہ دائمہ کو قبول کرنے کی مستحق ہے۔ حالانکہ جن بھی عبادت و ریاضت سے ملائکہ کی صفت میں شامل ہو جاتے ہیں پھر بھی ان کے حصہ میں تجلیات صفاتی آتی ہیں تجلیات ذاتیہ کی اہلیت نہیں ہوتی۔

آخر میں علامہ موصوف "ظلوما جهولا" کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انسان میں دو قوتیں ہیں: ایک جبلت بشری جس کی رُو سے اس کے اندر شہوت اور ترقی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے جس سے وہ معرفت کی بلندی سے [illegible] گر جاتا ہے اور بیمی طاقتوں کے باعث اس میں جانکاہی اور مشقت جھیلنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے جس کے باعث وہ طویل یا شاق اور ثقیل [illegible] کو بھی صبر و تحمل سے برداشت کرتا ہے جس سے منزل محبوب کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اگر یہ دو قوتیں انسان میں نہ ہوتیں تو وہ بھی ساحل عافیت پر مطمئن رہتا اور کبھی اس امانت کے سمندر جو طوفانوں سے معمور ہے، آشنا ہونے کے لیے تیار نہ ہوتا۔

وَّالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ

شرک کرنے والے مردوں اور شرک کرنے والی عورتوں کو اور نگاہ لطف و کرم فرمائے اللہ تعالیٰ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں پر ۱۱۵

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۳﴾

اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے ۱۱۶

ع

مولانا جامیؒ نے بھی ظلوما جہولا کا معنی خوب کیا ہے۔

بہر انساں گشت محمود قبول زانکہ انسان ظلوم بود وجہول

(انسان کے سوا اس امانت کو کسی نے قبول نہ کیا کیونکہ انسان ظلوم اور جہول تھا۔)

ظلم او آں کہ ہستی خود را ساخت حالی ز نقش مردہ را

(اس کا ظلم یہ تھا کہ اس نے اپنی ہستی کو فنا کر دیا تاکہ بقائے سرمدی حاصل کرے)

جہل او آں کہ ہرچہ جز حق بود صورت آں زلوح دل بزدود

(اور اس کی جہالت یہ ہے کہ حق کے سوا جو کچھ تھا اس نے اپنے دل کی تختی سے مٹا دیا)

نیک ظلمے کہ عین عدالت است خوش جہلے کہ اصل معرفت است روح البیان

(وہ ظلم کتنا اچھا ہے جو عین عدل ہے اور وہ جہالت کتنی خوب ہے جو معرفت کا سرچشمہ ہے۔)

یہاں ان صفات ظلوم و جہول کے ذکر کرنے سے دو فائدے حاصل ہوئے۔ ایک تو اس بات کا پتہ چل گیا جس کی وجہ سے انسان اس بار امانت کو اٹھانے کے لیے آمادہ ہوا۔ اور دوسرا اس پیکر جمال کی حقیقت اور توصیف کر دی گئی کہ یہ ان صفات عالیہ سے متصف ہے۔ فہو صفۃ مدح وصفۃ لہ۔ اللہ تعالیٰ ورسولہ اکرم۔ [illegible] اسرار القرآن الکریم۔

۱۱۵ یہ لام عاقبت ہے یعنی اس امانت کے اٹھانے کا انجام یہ ہوا کہ جن مردوں اور عورتوں نے منافقانہ روش اختیار کی یا جن مردوں اور عورتوں نے کھلم کھلا شرک کیا وہ تو عذاب الیم کے مستحق ٹھہرے اور جن مردوں اور عورتوں نے ایمان قبول کیا ان پر اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف و کرم کی نگاہ فرمائی اور اس مشکل بوجھ کو ان کے لیے آسان کر دیا۔ یہاں یتوب اللہ کا معنی توبہ قبول کرنا نہیں بلکہ لطف و کرم سے متوجہ ہونا ہے۔ ای یرجع بالرحمۃ والمغفرۃ والمجتبیٰ والاجتباء واعطاء مراتب القرب یعنی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت، مغفرت، بخشش، اجتباء اور قرب کے مراتب عالیہ عطا کر کے ان پر نگاہ کرم فرماتا ہے (مظہری)

آیت میں مومنین اور مومنات سے مراد وہ لوگ ہیں جو امانت کو ادا کرتے ہیں اور تجلیات میں مستغرق رہتے ہیں۔ عبارت:

مؤدیات مستغرقین فی التجلیات (مظہری)

۱۱۶ اس کے بندوں سے جو لغزشیں صادر ہوتی ہیں ان کو وہ معاف فرما دیتا ہے اور جو نیک کام ان سے صادر ہوتا ہے)

اس کریم نے اپنی رحمت کے طفیل منزل تک رسائی کا ذریعہ بنا دیا ہے ورنہ کہاں وہ بارگاہ ناز اور کہاں یہ پیکر عجز و نیاز۔ رب کریم کی انہی دو صفتوں غفور رحیم کے صدقے سالک راہ محبت ٹھوکریں کھاتا، افتاں و خیزاں آگے بڑھتا چلا جاتا ہے اور آخر کار وصل حبیب سے شاد کام ہوتا ہے۔

فاطر السموات والارض انت ولیّ فی الدنیا والآخرة توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔ اللّٰھم صل علیٰ سیدنا محمد رسولک المرتضیٰ وعبدک المصطفیٰ من الصفوة، فیما [illegible] الشبہات ارکانها [illegible] انت [illegible] وعلیٰ آله وصحبه وازواجه، امته وعلینا معهم الیٰ یوم الدین

محمد کرم شاہ

۷ رجب ۱۴۱۰ھ ۲۰ اگست ۱۹۹۰ء

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سورۂ سبا

نام: اس سورۂ پاک کا نام "سبا" ہے۔ یہ لفظ آیت نمبر ۱۵ میں مذکور ہے۔ اس کی آیتوں کی تعداد چون ہے۔ آٹھ سو تینتیس کلمات اور ایک ہزار پانچ سو بارہ حروف ہیں۔

زمانۂ نزول: یہ سورت مکی ہے۔ کسی صحیح روایت سے اس کی تاریخ نزول کا تعین نہیں کیا جا سکتا لیکن اس کے مضامین سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ سورت مکی زندگی کے وسطی زمانہ میں نازل ہوئی جب کہ اسلام کی دعوت پھیل چکی تھی اور دشمن محض طعن و تشنیع اور استہزاء و تمسخر سے ہی اس دعوت کا کام تمام کر دینا چاہتے تھے۔ ابھی انہیں اس حقیقت کا پوری طرح احساس نہیں ہوا تھا کہ یہ دعوت ایک ہمہ گیر انقلاب کی دعوت ہے جو ان کے غلط عقائد، ان کے معاشرتی رسم و رواج اور معاشی نظام کو ہی درہم برہم نہ کر دے گی بلکہ اس سے بڑھ کر ان کے دلوں اور دماغوں کی دنیا ہی بدل دے گی۔

مضامین: سورت کی ابتدا حمد باری تعالیٰ سے کی جا رہی ہے اور اس کی کبریائی و عظمت کا اعلان کیا جا رہا ہے۔ اس کے بعد وقوع قیامت پر کفار کو جو اعتراض تھا اس کا جواب "بلیٰ وربی لتاتینکم عالم الغیب" کے پر زور الفاظ سے دیا جا رہا ہے کہ اس رب کی قسم جو عالم الغیب ہے قیامت ضرور آئے گی۔ ساتھ ہی "لیجزی" سے وقوع قیامت کی حکمت بھی بیان کر دی کہ اس کے بغیر عدل و انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہو سکتے۔ نیک لوگوں کو ان کے اعمال حسنہ پر جزا اور بدکاروں کو ان کی سیاہ کاریوں کی سزا آخرت کے روز ہی پوری طرح مل سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے نیک اور مقبول بندوں کو اس دنیا میں بھی انعامات و احسانات سے سرفراز کرتا ہے اور جو عزت و سرفرازی بخشتا ہے حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کے ذکر سے اس کا اظہار فرما دیا۔ اس ہیبت و جلال کے باوصف جس طرح وہ اپنا حق بندگی ادا کرتے رہے اور اپنے منعم حقیقی کے شکر گزار بندے رہے اس کا بیان کر کے ہمیں ان کے عشق و وفا کی جھلک ترغیب دلائی اور یہ بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ کے بندے عزتوں اور آسائشوں کے باوجود اطاعت و انقیاد کا طریقہ اپنائے رکھتے ہیں۔ بلکہ اسی میں ان کی یہ سر افگندگی ان کی عظمت کو کم نہیں کرتی بلکہ اسے چار چاند لگا دیتی ہے۔

ان کے ذکر کے متصل ہی ایک ایسی بستی کا حال بیان کیا جو خوشحالی کی زندگی بسر کر رہی تھی جن کا آبپاشی کا نظام بڑا ترقی یافتہ تھا۔ ان کا ملک سرسبز و شاداب باغات اور لہلہاتے ہوئے کھیتوں اور ان میں رواں نہروں کے باعث رشک فردوس بنا ہوا تھا لیکن جب وہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ان معاملات کے علاوہ دوسرے کئی حقائق ہیں جو آپ [illegible] کے مطالعے کے دوران میں [illegible] گے۔

سُوْرَةُ سَبَاٍ مَّكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورت سبا مکی ہے اس کی چون آیات ہیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَهُ

سب تعریفیں اللہ کے لیے جو مالک ہے ہر اس چیز کا جو آسمانوں میں ہے اور ہر اس چیز کا جو زمین میں ہے اور اسی

الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ① يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي

کے لیے ساری تعریفیں ہیں آخرت میں اور وہی بڑا دانا ہر بات سے باخبر ہے وہ جانتا ہے جو زمین میں

الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاۗءِ وَمَا يَعْرُجُ

داخل ہوتا ہے اور جو اس سے نکلتا ہے اور جو اترتا ہے آسمان سے اور جو آسمان کی طرف چڑھتا

ا؎ یعنی کائنات کی جملہ اشیاء اور ہستیوں میں ہر جگہ جو خوبی و برتری پائی جاتی ہے اس کا باعث بھی اللہ تعالیٰ ہے مالک بھی وہی ہے اور ہر چیز اسی کے فرمان کے سامنے سرافگندہ ہے جو بھلائی اور خوبی کہیں موجود ہے اسی کے لطف و کرم کا پرتو ہے جو جمال و کمال کسی میں پایا جاتا ہے اسی کے حسن ازلی کی جلوہ نمائی ہے، اس لیے ہر قسم کی حمد و ثنا کا وہی حق دار ہے

الذی اصل میں لفظ اللہ کی صفت اور مجرور ہے یا مبتدا محذوف کی خبر ہے اور مرفوع ہے الحمد للہ ھو الذی یا معنی فعل یہاں مقدر ہے اور صلہ اس کا معمول ہے اس لیے منصوب ہے

۲؎ اس سے یہ بتایا کہ صرف اس جہان فانی کی ہر چیز ہی کا نہیں بلکہ عالم آخرت کی ہر شے کا خالق و مالک بھی وہی ہے۔ وہاں بھی اسی کی حکمرانی ہوگی۔ جو نعمت کسی کو ملے گی اسی کی جود و عطا کا کرشمہ ہوگا۔ اس لیے وہاں بھی ہر قسم کی حمد و توصیف کا سزاوار صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ لہ خبر کو یہاں مقدم ذکر کر کے اس امر کی طرف اشارہ کر دیا کہ اس دنیا میں تو کئی مظاہر ایسے ہیں جن کو چند کرشموں کی جھلک دکھاتے ہیں لیکن قیامت کے دن سارے حجاب اٹھ جائیں گے حقیقت اپنی تمام رعنائیوں کے ساتھ عیاں ہو جائے گی سو وہاں حمد ہوگی تو صرف اسی مالک یوم الدین کی۔

۳؎ اللہ تعالیٰ کا ہر ارشاد حکمت سے بھرا ہوا ہے اور اس کی شریعت کا ہر قانون بلکہ قضا و قدر کے سارے فیصلے اس کی حکمت و دانائی کے آئینہ دار

فِيهَا ۚ وَهُوَ الرَّحِيمُ الْغَفُورُ ﴿٢﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا

اترتا ہے اس میں اور وہی ہمیشہ رحم فرمانے والا بہت بخشنے والا ہے ۳ اور کفار کہتے ہیں

لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ ۖ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتَأْتِيَنَّكُمْ عَالِمِ الْغَيْبِ ۖ

ہم پر قیامت نہیں آئے گی آپ فرمائیے ضرور آئے گی مجھے اپنے رب کی قسم جو عالم الغیب ہے وہ ضرور تم پر آئے گی

لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَ

نہیں چھپی ہوئی اس سے ذرہ برابر کوئی چیز آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور

لَا أَصْغَرُ مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ﴿٣﴾ لِيَجْزِيَ

نہ کوئی چھوٹی چیز ذرہ سے اور نہ کوئی بڑی چیز مگر وہ کتاب مبین میں ہے ۳ قیامت آئے گی تاکہ

ہیں۔ وہ اپنی مخلوق کے حالات اور ضروریات سے پوری طرح باخبر ہے۔

۳ اللہ کی ہمہ دانی کا بیان ہو رہا ہے۔ زمین میں جو بیج داخل ہوتی ہے، بارش کے قطرے، یعنی پانی، معدنیات وغیرہ اور جو کچھ نکلتی ہے، ہر آسمانوں سے جو چیز اترتی ہے اور جو نیچے سے اوپر جاتی ہے۔ وہ ہر چیز کو تفصیل سے جانتا ہے۔

۳ وہ مجرموں اور نافرمانوں کو فوراً نہیں پکڑتا۔ وہ سالہا سال بغاوت اور سرکشی میں مدہوش پھرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ وہ انہیں سزا نہیں دے سکتا یا یہ لوگ بہت طاقتور ہیں اور اس کے قبضہ سے باہر ہیں۔ بلکہ یہ اس کی شان رحیمی ہے کہ وہ قادر مطلق ہونے کے باوجود انہیں مہلت دیئے رہتا ہے اور جب بھی کوئی اپنے کیے پر شرمسار ہو کر تائب ہوتا ہے تو وہ اپنی مغفرت اور بخشش کے دامن میں پناہ دے دیتا ہے۔

۳ کفار وقوع قیامت کے منکر تھے اور اس انکار میں بڑے متشدد اور متعصب تھے۔ وہ بڑے وثوق سے کہا کرتے کہ قیامت نہیں آئے گی۔ اس لیے ان کا رد بھی بڑے پر زور اور موثر طریقے سے کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ قسم اٹھا کر فرمائیے کہ قیامت ضرور آئے گی۔ قسم کے الفاظ بھی بڑے موثر اور پرجلال ہیں۔ فرمایا مجھے اپنے پروردگار کی قسم، جو عالم الغیب ہے، قیامت ضرور آئے گی۔ عالم الغیب ربی کی صفت، عطف بیان اور بدل سب بن سکتے ہیں۔ یہاں عالم الغیب کی صفت ذکر کرنے کی حکمت یہ ہے کہ وہ قیامت کا انکار اس وجہ سے کیا کرتے تھے کہ جب وہ مر جائیں گے اور انہیں مرے ہوئے صدیاں بیت جائیں گی۔ اس طرح ان کی ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔ ان کا گوشت پوست مٹی میں مل کر مٹی ہو جائے گا۔ ہوا کے جھونکے ان ذرات کو کہاں سے کہاں پھینک دیں گے۔ ان منتشر ذرات کو جمع کرنا اور پھر انہیں اسی وجود کے ساتھ زندہ کرنا کسی طرح ممکن نہیں۔ عالم الغیب

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۚ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ

اللہ تعالیٰ جزا دے انھیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے [illegible] یہی ہیں جن کے لیے بخشش اور رزق

كَرِيمٌ ④ وَالَّذِينَ سَعَوْ فِي آيٰتِنَا مُعٰجِزِينَ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ

کریم ہے اور جو [illegible] کوشش کرتے رہے ہیں کہ ہماری آیتوں کو [illegible] کر کے ہمیں ہرا دیں یہی ہیں جن کے لیے

مِّنْ رِّجْزٍ أَلِيمٌ ⑤ وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ الَّذِي أُنْزِلَ

بدترین قسم کا دردناک عذاب ہے شہ اور جانتے ہیں وہ لوگ جنھیں علم دیا گیا کہ جو آپ کی طرف نازل کیا گیا

[illegible] ناقص ہے لیکن [illegible] اس سے بھی [illegible] ہیں۔ [illegible] کتاب مبین میں محفوظ ہے۔

شہ قیامت برپا کرنے کی حکمت بیان کی جا رہی ہے

شہ یعنی جو لوگ ہماری آیتوں کو غلط ثابت کرنے اور جھٹلانے میں [illegible] کوشش [illegible] رہتے ہیں اور اس طرح وہ ہمیں مغلوب کرنا چاہتے ہیں۔ ای ابطال ادلتہ والتکذیب بآیاتہ

- معجزین کی وضاحت کرتے ہوئے علماء [illegible] لکھتے ہیں کہ جب کوئی شخص کسی کا مقابلہ کرے اور اس سے آگے بڑھ جائے تو عربی میں کہا جاتا ہے عاجزہ واعجزہ [illegible] (قرطبی)

علامہ راغب اس کے معنی یوں لکھتے ہیں: اعجزت فلانا وعجزتہ وعاجزتہ جعلتہ عاجزا یعنی کسی کو عاجز کر دینا۔

علامہ ابن حیان فرماتے ہیں: ای معجزین قدرۃ اللہ [illegible] یعنی [illegible] کے مطابق وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کو عاجز کر دینا چاہتے ہیں۔ اسی مناسبت سے یہاں اس کا ترجمہ ہرا دینا کیا گیا ہے

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ ہم تو بار بار اس امر کا اعلان کر رہے ہیں کہ قیامت آئے گی انہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور ان کے اعمال کے بارے میں ان سے باز پرس ہوگی لیکن یہ لوگ ان آیتوں کو جھٹلانے کی کوشش میں ہیں اور اس کے لیے طرح طرح کی [illegible] باتیں کرتے ہیں اور اپنی طرف سے عقلی و نقلی دلائل کا انبار لگاتے چلے جاتے ہیں۔ اس طرح وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ [illegible] قیامت برپا کرنے کا فیصلہ منسوخ کر دیں گے۔ یہ محض ان کی خام خیالیاں ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں۔ ہمارا یہ فیصلہ قطعی ہے اور ہماری [illegible] کا یہ تقاضا ہے کہ قیامت قائم ہو [illegible] ہمارے اس فیصلہ کو کوئی بدل نہیں سکتا اور ہمیں اس کو عملی جامہ پہنانے سے کوئی باز نہیں رکھ سکتا ہے۔

إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَيَهْدِيْٓ إِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ⑥

[illegible] آپ کے رب کی طرف سے وہی حق ہے اور وہ [illegible] سب تعریفوں [illegible] کی راہ دکھاتا ہے

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ إِذَا

اور کافر (قیامت) کہتے ہیں [illegible] کیا ہم بتائیں تمہیں ایک شخص [illegible] جو تمہیں خبر دیتا ہے کہ جب تم مرنے کے بعد

مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ إِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ⑦ أَفْتَرٰى عَلَى

ریزہ ریزہ کر دیے جاؤ گے تو تم [illegible] پیدا کیے جاؤ گے؟ ملے [illegible]

اللّٰهِ كَذِبًا أَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ۗ بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْآخِرَةِ فِي

[illegible] یا اسے جنون ہے [illegible] بلکہ وہ جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے وہ

الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ⑧ أَفَلَمْ يَرَوْا إِلٰى مَا بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ

عذاب میں اور دور کی گمراہی میں مبتلا ہیں ملے کیا نہیں [illegible]

"رِجْزٍ اَلِیْمٍ" [illegible]

[illegible] شدۃ [illegible]

ملے [illegible]

[illegible]

[illegible] روح المعانی،

ملے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جب [illegible] قیامت سے ڈراتے تو وہ [illegible] تعجب [illegible]

[illegible] قیامت [illegible] مُمَزَّقٍ [illegible] اسم ظرف [illegible]

لیکن [illegible] مصدر ہے [illegible] کسی چیز کو پھاڑ کر پارہ پارہ [illegible] کر دینا۔ مزق [illegible] تمزیقا وجعلہ قطعا قطعا

ملے کفار [illegible] حالانکہ یہ خود بھی جانتے ہیں کہ

قیامت [illegible]

وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ

اور پیچھے سے آسمان اور زمین نے گھیر رکھا ہے اگر ہم چاہیں تو دھنسا دیں انہیں

الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ

زمین میں یا گرا دیں ان پر چند ٹکڑے آسمان سے درحقیقت اس میں کھلی نشانی ہے

لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ؕ

ہر اس بندے کے لیے جو (رب) کی طرف رجوع کرنے والا ہے گا بے شک ہم نے داؤد کو اپنی جناب سے بڑی فضیلت بخشی تھی

مثل [illegible] کہتے ہیں [illegible] کی [illegible] ہیں [illegible] سمجھتے ہیں [illegible]

[illegible] ام به جنة والصحیح [illegible] سان العرب [illegible] میں بھی ذکر کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کے اعتراضات کا رد فرما رہا ہے کہ [illegible] ہے [illegible] لیکن [illegible] حشر [illegible] عذاب میں مبتلا کر دیے گئے [illegible] قرآن [illegible] روایت سے [illegible] علامہ قرطبی [illegible] عذاب میں مبتلا ہو گئے [illegible]

[illegible] العذاب والبعید من الصلاح [illegible] قرطبی۔

۱۲ چاروں طرف سے [illegible] بھاگ نکلنے کا کوئی [illegible] یہ ہے کہ [illegible] زمین [illegible] یا آسمان کا کوئی ٹکڑا [illegible] لیکن اللہ تعالیٰ [illegible] رحیم ہے [illegible] مہلت [illegible] حکمت [illegible]

[illegible] ما اعاط بهم [illegible]

۱۳ یہ [illegible] حسین [illegible] مظاہر [illegible] منیب کے لیے ہماری عظمت [illegible] بڑی بڑی نشانیاں موجود ہیں۔ منیب [illegible] اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والا۔

۱۴ اب [illegible] کا ذکر کیا جا رہا ہے [illegible] سب سے پہلے حضرت داؤد علیہ السلام [illegible] اور [illegible] کا ذکر فرمایا [illegible] فضل فرمایا [illegible] نکال کر تاج و تخت کا مالک بنا دیا [illegible] کی عظمت کے سامنے [illegible] مصدر [illegible] کا [illegible] کرم [illegible] حکمت [illegible]

يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۙ اَنِ اعْمَلْ

[illegible]

سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

[illegible]

[illegible] خصوصی طور پر بیان فرما دیا۔

[illegible]

[illegible]

ان آیات میں [illegible]

[illegible]

بَصِيرٌ ⑪ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ

[illegible]

وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ؕ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ

[illegible]

بِاِذْنِ رَبِّهٖ ؕ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ

[illegible]

السَّعِيْرِ ⑫ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ

[illegible]

كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ؕ وَقَلِيْلٌ مِّنْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عِبَادِيَ الشَّكُورُ ﴿۱۳﴾ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ

میرے بندوں میں سے شکر گزار ہیں ۔ پس جب ہم نے سلیمان پر موت کا فیصلہ نافذ کر دیا تو جنات کو ان کی

مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنسَأَتَهُ ۖ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ

موت کا علم [illegible] زمین کے دیمک نے [illegible] آپ کے عصا کو [illegible] پس جب آپ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ کے [illegible]

[illegible]

[illegible] جنات [illegible] کا دعویٰ کیا کرتے تھے [illegible]

[illegible] حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس وقت موت نے آلیا جب وہ عصا پر ٹیک لگائے مصروف عبادت تھے آپ کی روح پرواز کر گئی لیکن آپ کا جسم مبارک عصا کے سہارے [illegible] جنات جو آپ کے [illegible] سخت مشقت طلب کاموں میں لگے ہوئے تھے [illegible] آپ کے [illegible] [illegible]

اسی طرح پورا سال گزر گیا [illegible] دیمک نے عصا کو [illegible] شروع کر دیا [illegible] ایک سال کا عرصہ بیت گیا جب وہ [illegible] اور آپ کا [illegible] سہارا ٹوٹ گیا اور آپ نیچے زمین پر آ رہے تب جنات کو پتا چلا [illegible]

الْجِنُّ أَنْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ

تو جنات کی حقیقت کھل گئی کہ اگر وہ غیب کو جانتے ہوتے [illegible] تو اتنا عرصہ [illegible] میں نہ رہتے

الْمُهِينِ ﴿١٤﴾ لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ جَنَّتَانِ عَنْ

عذاب میں [illegible] اور سبا کے لیے ان کے مسکن میں بڑی نشانی موجود تھی [illegible] دو باغ تھے ایک داہنی

يَمِينٍ وَشِمَالٍ كُلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ بَلْدَةٌ

طرف دوسرا بائیں طرف [illegible] کھاؤ اپنے رب کا دیا ہوا رزق اور اس کا شکر ادا کرو [illegible] اتنا پاکیزہ

[illegible]

[illegible] کہ جنات کو غیب کا علم نہیں۔

جنات کے [illegible]

[illegible]

حضرت [illegible] سے کسی صحابی نے دریافت کیا [illegible] سبا کسی مرد کا نام ہے یا کسی عورت کا [illegible] حضور نے فرمایا هو رجل ولد له عشرة [illegible] منهم ستة [illegible] منهم اربعة [illegible] ایک آدمی کا نام ہے۔ اس کے دس بیٹے تھے [illegible] صاحب لسان العرب [illegible]

طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ۝ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ

[illegible]

مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ⑯ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ۭ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عرم کے متعدد معانی بیان کیے گئے ہیں [illegible] العرم [illegible] الاحباس [illegible] العرم المسیل الذی لا یطاق [illegible]

[illegible]

إِلَّا الْكَفُورَ ۝ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا

[illegible]

قُرًى ظَاهِرَةً وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ ۖ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اٰمِنِيْنَ ﴿١٨﴾ فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

کے وقت امن وامان سے [illegible]

فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

[illegible]

لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿١٩﴾ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ

[illegible] صبر [illegible] شکر [illegible] شیطان نے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ف ان نعمتوں پر شکر کرنے کے بجائے [illegible] وہ قوم جو فارغ البالی اور خوشحالی کے باعث [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہمیشہ کے لیے جدا کر دیا۔

[illegible]

علامہ [illegible]

[illegible] صبر و شکر کی صفات سے [illegible]

[illegible] جب شیطان نے [illegible]

[illegible] کی کوشش کروں گا [illegible]

[illegible]

کرنا اور ناشکری کی [illegible] تو [illegible] اس کا وہ گمان درست ثابت ہو گیا

فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ

سو وہ اس کی تابعداری کرنے لگے بجز مومنوں کے ایک گروہ کے جو حق پر قائم رہا اور شیطان کو حاصل نہ تھا ان پر [illegible]

مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا

کوئی بھی [illegible] مگر سب کچھ اس لیے ہوا کہ ہم کو معلوم ہو جائے کہ کون آخرت پر یقین رکھتا ہے اور کون اس کے

فِيْ شَكٍّ ۭ وَرَبُّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ۝ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ

متعلق شک میں مبتلا ہے اور [illegible] آپ کا رب ہر چیز پر نگہبان ہے آپ فرما دیجیے (اے مشرکو) پکارو

[illegible] یعنی پہلے اس کا یہ غالب گمان تھا کہ وہ انہیں گمراہ کر سکے گا کیونکہ جب ابلیس نے انسان کے [illegible] اس کی پیروی اختیار کریں تو اب کے گمان کی تصدیق ہو گئی۔ وقال مجاهد [illegible] کہ اس نے [illegible] گمان پورا ہو گیا تو اب اس کے گمان کی تصدیق ہو گئی۔

[illegible] یعنی شیطان کے پاس ایسی کوئی قوت نہ تھی جس کے ذریعہ وہ انہیں [illegible] پیروی کرواتا اور وہ اپنی مرضی اور ارادہ کے خلاف اس کے پیچھے چلنے پر مجبور ہوتے۔ اس کا کام تو صرف وسوسہ اندازی اور دعوت [illegible] اس [illegible] اس کی [illegible] چیزوں [illegible] ہو گئے کہ اپنے خالق کو بھی بھلا دیا اور اپنے نفس [illegible]

[illegible] یہ استثناء منقطع ہے [illegible] کے معنی میں مستعمل ہوا ہے۔ [illegible] کی تحقیق کئی مقامات پر گزر چکی ہے مختصر خلاصہ یہ ہے کہ [illegible] تفسیر [illegible] کے سوال میں مستعمل ہوتا ہے [illegible] سوال [illegible] ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ [illegible] کسی چیز کے [illegible] ہونے سے پہلے [illegible] حاصل ہے [illegible] جب تک [illegible] ہو [illegible] یرید علم الشهادة الذی یقع به الثواب والعقاب (قرطبی)

لیکن علم الٰہی کے بارے میں [illegible] کے نزدیک وہی [illegible] ہے جس کا خلاصہ چند سطور میں پیش خدمت ہے:

[illegible] فرماتے ہیں [illegible] سب حادث ہیں اور ان تمام امور کے

زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ

جنہیں تم اللہ تعالیٰ کے سوا اپنا معبود خیال کرتے ہو۔ وہ تو ذرہ برابر کے بھی مالک نہیں ہیں نہ آسمانوں میں

وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ

اور نہ زمین میں اور نہ ان کا زمین و آسمان میں کچھ حصہ ہے اور نہ ان میں اللہ تعالیٰ کا ان میں سے

مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿۲۲﴾ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ؕ حَتّٰۤى

کوئی مددگار ہے اور نہ نفع دے گی شفاعت اس کے ہاں مگر جس کے لیے اجازت دی ہو یہاں تک

متعلق اللہ تعالیٰ کا علم قدیم [illegible] جس کا تعلق [illegible] رزق جس کا تعلق
مخلوق سے ہے وہ حادث ہے اللہ تعالیٰ زمان و مکان کا خالق ہے وہ [illegible] تغیر اور [illegible]
منزہ اور منزہ ہے [illegible] تفصیل کے لیے [illegible]

ـــــہ زعمتم کا مفعول ثانی محذوف ہے، اصل عبارت یوں ہے کہ ادعوا الذین زعمتموهم آلهة من دون الله، یعنی جن کو تم اپنا معبود یقین کرتے ہو انہیں پکارو، دیکھیں وہ تمہاری کیا مدد کرتے ہیں۔ وہ بیچارے تو ایسے بے بس ہیں کہ وہ زمین آسمان میں سے کسی ذرہ کے بھی مالک نہیں۔ [illegible] ملکیت اور شرکت میں [illegible] زمین و آسمان میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ علامہ قرطبی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ای ادعوا الذین زعمتم انهم آلهة [illegible] یعنی انہیں پکارو جنہیں تم معبود خیال کرتے ہو۔ علامہ ابن جریر لکھتے ہیں: زعمتموهم الالهة من دونه یعنی جنہیں تم اللہ کے سوا معبود سمجھتے ہو۔ یہ آیت مشرکین کے حق میں نازل ہوئی جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو معبود بنائے ہوئے تھے۔ تقریباً سب مفسرین نے اس آیت کی یہی تفسیر بیان کی ہے۔

ـــــہ کفار یہ نہیں کہتے تھے کہ جن کو ہم پکارتے ہیں وہ زمین و آسمان کی کسی چیز پر اختیار نہیں رکھتے اور وہ کسی کے مالک ہیں، بلکہ وہ تو یہ کہتے تھے کہ قیامت کے دن ہماری شفاعت کریں گے اور ان کی شفاعت کے باعث ہم نجات پا جائیں گے۔ ان کے اس گمان کا ابطال کیا جا رہا ہے کہ ان کا یہ خیال بھی سراسر بے بنیاد ہے۔ قیامت کے دن ایسا نہیں ہو گا کہ جس کا جی چاہے شفاعت کرنے کے لیے کھڑا ہو جائے گا بلکہ شفاعت کے لیے صرف وہی لب کشائی کرے گا جس کو درگاہ الٰہی سے شفاعت کرنے کی اجازت ملے گی اور مخلص لوگوں کے لیے وہ شفاعت کرے گا اور جن کی شفاعت کرنے کا اللہ تعالیٰ نے اذن دیا ہو گا۔ مقبول بندوں کو شفاعت کرنے کی اجازت ہو گی۔ وہ انبیاء و اولیاء ہوں گے اور انہیں صرف ان گنہگاروں کے لیے سفارش کرنے کا اذن ملے گا جو ایمان کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوئے ہیں۔ [illegible] تو انہیں [illegible] سفارش کرنے کی اللہ تعالیٰ

إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ

کہ جب دور کر دی جاتی ہے گھبراہٹ ان کے دلوں سے تو پوچھتے ہیں کیا ارشاد فرمایا ہے تمہارے رب نے وہ کہتے ہیں حق فرمایا ہے اور

الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴿۲۳﴾ قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ قُلِ

وہی بڑی شان والا سب سے بڑا ہے۔ آپ پوچھئے کون رزق دیتا ہے تمہیں آسمانوں اور زمین سے خود ہی فرما دیجئے

اللّٰهُ وَإِنَّا أَوْ إِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى أَوْ فِي ضَلٰلٍ مُبِينٍ ﴿۲۴﴾ قُلْ

اللہ تعالیٰ اور ہم یا تم دونوں میں سے ایک ہدایت پر ہے اور دوسرا کھلی گمراہی میں ہے۔ فرمائیے

نے اجازت ہی نہیں دی۔ ان کی کیا مجال ہے کہ وہ شفاعت کر سکیں۔ نیز وہ بھی ان بد نصیبوں کی جنہوں نے ساری عمر کفر و شرک میں برباد کر دی اور آخر دم تک ایمان نہ لائے۔

۳۳ فُزِّعَ کا معنی ہے جب دل سے گھبراہٹ اور پریشانی دور ہو جائے گی۔ قال ابن عباس خُلّی عن قلوبهم الفزع [illegible] یعنی قیامت کے دن جنہیں اذن شفاعت ملے گا وہ بھی اللہ تعالیٰ کے خوف سے کانپ رہے ہوں گے۔ ان کے دل گھبرا رہے ہوں گے کہ دیکھیں ان کے ساتھ آج کیا سلوک کیا جاتا ہے۔ اور جب مولا کریم اپنے فضل و کرم سے انہیں اذن شفاعت بخشے گا اور ان کی حوصلہ افزائی کرے گا تو ان کی گھبراہٹ دور ہو جائے گی۔ اس وقت وہ ایک دوسرے سے اطمینان کے لیے پوچھیں گے کہ پروردگار نے کیا فرمایا۔ تو جواب دیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے وہ بات فرمائی ہے جو عین حق ہے یعنی اس نے ہمیں اجازت دی ہے کہ تم اہل ایمان گنہگاروں کی شفاعت کرو۔ واقعی اس کی شان سب سے اعلیٰ و ارفع ہے اور وہ بہت بڑا ہے۔

۳۴ کفار کو لاجواب کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ اپنے رسول کریم کو حکم دیتا ہے کہ آپ ان سے پوچھیے کہ تمہارے رزق کا اہتمام [illegible] کون ہے جو بادلوں کے مشکیزے میٹھے پانی سے بھر کر ہواؤں کے کندھوں پر لادا کرتا ہے اور تمہارے کھیتوں پر آکر برساتا ہے۔ یہ سورج کی کرنیں اور یہ دلکش شعاعیں کس کے حکم سے ہر چیز کو مناسب حد تک حرارت پہنچا رہی ہیں اور ان کو رنگ و روپ اور ذائقہ سے متصف کر رہی ہیں۔ کون ہے جس نے یہ تمام انتظامات حسن و خوبی سے انجام دے رکھے ہیں۔ تمہارے کھانے کے لیے ہر طرح کی اجناس، میوے اور پھل تیار کر رہا ہے؟ کفار کے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہ تھا۔ وہ اگر یہ کہتے کہ ان کے بت یہ سب کچھ کر رہے ہیں تو یہ صریح جھوٹ تھا اور اگر اللہ تعالیٰ کا نام لیتے تو پھر شرک سے چمٹے رہنے کے لیے ان کے پاس کوئی وجہ جواز باقی نہ رہتی۔ اس لیے خود ہی حکم دیا قُلِ اللّٰهُ اے محبوب! یہ اس سوال کا جواب نہیں دیں گے آپ خود ہی بتا دیجئے اللہ تعالیٰ۔

۳۵ ہم اللہ تعالیٰ کی توحید کے قائل ہیں اور تم شرک میں مبتلا ہو۔ ہم دونوں تو راہ راست پر ہو نہیں سکتے۔ لہٰذا اگر ہم راہ راست پر ہیں تو تم گمراہ ہو اور اگر تم راہ راست پر گامزن ہو تو ہم بھٹکے ہوئے ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ توحید کے ماننے والے اور شرک کرنے والے

لَا تُسْـَٔلُونَ عَمَّآ أَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۲۵﴾ قُلْ يَجْمَعُ

تم سے باز پرس نہیں ہوگی ان جرموں کی جو ہم سے ہوئے ہوں گے اور نہ ہم سے باز پرس ہوگی تمہارے عمل کی ۔ف۴۵ کہو ہمیں ہمارا رب

بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ ﴿۲۶﴾ قُلْ

جمع کرے گا پھر وہ فیصلہ کر دے گا ہمارے درمیان حق اور انصاف کے ساتھ اور وہی ہے فیصلہ کرنے والا سب کچھ جاننے والا ۔ف۴۶ ذرا مجھے

أَرُونِيَ الَّذِينَ أَلْحَقْتُم بِهِۦ شُرَكَآءَ ۖ كَلَّا ۚ بَلْ هُوَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۲۷﴾

بھی دکھاؤ تو وہ شریک جنہیں تم نے اس کے ساتھ لا ملایا ہے ۔ ہرگز ایسا نہیں ۔ بلکہ وہی اللہ ہے زبردست دانا ۔ف۴۷

وَمَآ أَرْسَلْنَٰكَ إِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو اے پیغمبر مگر تمام انسانوں کی طرف بشیر و نذیر بنا کر ۔ف۴۸ لیکن اکثر لوگ

اور اب دونوں کی روش پر بحث نہیں ۔ اب تم خود ہی فیصلہ کر لو کہ حق پر کون ہے ۔ دیانت اور دلائل کس کی تائید کرتے ہیں ۔ حق ہم کو کس کے حق میں ہے ۔ اور دونوں قسم کے لوگ کیا کر رہے ہیں ۔ تمہاری احتیاط کی بہتر یہ شکل ہے

ف۴۵ ہر شخص اپنے گناہوں کا بوجھ خود اٹھائے گا ۔ اب وقت ہے کہ کوئی اپنی اصلاح کر لے اور اگر اس حقیقت کو وہ سوچ بھی نہ سکے تو وہ اس بات کو کیا سمجھ سکے گا جب حساب ہوگا ورنہ پچھتائے گا

ف۴۶ اللہ تعالیٰ ہم سب کو میدان حشر میں جمع کرے گا اور ہمارے جھگڑے کا دو ٹوک فیصلہ فرمائے گا ۔ اس سے بہتر اور کون فیصلہ کر سکتا ہے کون سی بات ہے جس کا اسے علم نہ ہو ۔ (فتح ، ابن کثیر ، روح المعانی ، مظہری)

ف۴۷ مجھے دکھاؤ وہ کون ہیں جو اللہ تعالیٰ کے شریک بنے ہیں جنہیں شریک بنایا جاتا ہے ۔ "اَرُونِی" کا پہلا مفعول ضمیر متکلم متصل ، دوسرا مفعول "الذین الحقتم بہ" اور تیسرا مفعول "شرکاء" ہے ۔

ف۴۸ اس آیت کی تفسیر اس حدیث پاک سے ہوتی ہے جو حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے ۔

"عن ابی هریرة رضی اللہ عنه ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیه وسلم قال فُضِّلْتُ علی الانبیاء بِسِتٍّ أُعْطِیتُ جوامعَ الکلم وَنُصِرْتُ بالرعب وَأُحِلَّتْ لِیَ الغنائم وَجُعِلَتْ لِیَ الارضُ مسجدًا وطهورًا وَأُرْسِلْتُ الی الخلق کافَّة وَخُتِمَ بِیَ النبیون"

ترجمہ : حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء پر چھ باتوں میں فضیلت دی ہے ۔ مجھے اس نے جوامع الکلم عطا فرمائے (یعنی مختصر الفاظ میں کثیر معانی کو بیان کرنا) ۔ اس نے رعب سے میری مدد کی ، میرے لیے غنیمت حلال کی

النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٨﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ

نہیں جانتے۔ اور وہ کہتے ہیں کب پورا ہوگا یہ وعدہ بتاؤ اگر تم

صَادِقِينَ ﴿٢٩﴾ قُل لَّكُم مِّيعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَأْخِرُونَ عَنْهُ سَاعَةً

سچے ہو فرمائیے تمہارے لیے وعدہ کا دن مقرر ہے۔ نہ تم اس سے ایک لمحہ پیچھے ہٹ سکو گے

وَلَا تَسْتَقْدِمُونَ ﴿٣٠﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَن نُّؤْمِنَ بِهَٰذَا الْقُرْآنِ

اور نہ ایک لمحہ آگے بڑھ سکو گے۔ اور کفار کہتے ہیں کہ ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے اس قرآن پر

وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ ۗ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ مَوْقُوفُونَ

اور نہ ان کتابوں پر جو اس سے پہلے نازل ہوئیں۔ کاش! تم دیکھو جب یہ ظالم کھڑے کیے جائیں گے

عِندَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ الْقَوْلَ يَقُولُ الَّذِينَ

اپنے رب کے روبرو اس وقت یہ ایک دوسرے پر الزام دھریں گے کہیں گے وہ لوگ جو دبا لیے

گئی، میرے لیے تمام روئے زمین مسجد قرار دی گئی اور طہارت کا ذریعہ بنایا اور مجھے تمام مخلوقات کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا اور مجھے تمام نبیوں کے آخر میں بھیج کر سلسلہ نبوت ختم کر دیا گیا۔

* کافۃ کے مفہوم اور ترکیب کے بارے میں مختلف اقوال منقول ہیں۔ زجاج کے نزدیک کافۃ کا معنی جامع ہے۔ قال الزجاج أي وما أرسلناك إلا جامعا للناس بالإنذار والإبلاغ۔ بعض کے نزدیک یہ کف کا اسم فاعل ہے جس کا معنی روکنا ہے اور تا مبالغہ کے لیے ہے یعنی ہم نے آپ کو اس لیے بھیجا ہے کہ آپ سب لوگوں کو کفر و عصیان سے روکیں۔ معناہ کافا للناس تکفہم عما هم فیه من الکفر۔ اور آخرت میں آپ ان سب کو دوزخ میں گرنے سے روکیں گے۔ اس کی ترکیب میں بھی اختلاف ہے۔ بعض نے اسے مصدر محذوف کی صفت بنایا ہے۔ اس تقدیر پر عبارت یوں ہوگی۔ وما أرسلناك إلا رسالة كافة یعنی جامعة أو مانعة۔ اور بعض نے اسے أرسلناك کی ضمیر خطاب کا حال بنایا ہے اور للناس جار مجرور اس کے ساتھ متعلق ہے اور بعض نے اسے للناس کا حال بنایا ہے مگر یہ اکثر نحوی مجرور پر حال کا مقدم کرنا درست نہیں سمجھتے لیکن یہاں اہتمام کی وجہ سے تقدیم جائز ہے۔ وكافة حال من الناس قدم عليه للاهتمام۔ ومعناه إلى الناس كافة عامة حمرهم وأسودهم۔ (مظہری)

* ان کفار نے بڑے تکبر اور غرور سے قرآن پر ایمان لانے سے انکار کر دیا ہے بلکہ انہوں نے کتب سابقہ کو بھی فرضی قرار دے دیا ہے۔

اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لَوْلَا أَنتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ ﴿٣١﴾ قَالَ

کمزور سمجھے جاتے تھے ان سے جو بڑے بنا کرتے تھے اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایماندار ہوتے۔ جواب دیں گے

الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا أَنَحْنُ صَدَدْنَاكُمْ عَنِ

متکبر ان کمزوروں کو کیا ہم نے تمہیں روکا تھا

الْهُدَىٰ بَعْدَ إِذْ جَاءَكُم بَلْ كُنتُم مُّجْرِمِينَ ﴿٣٢﴾ وَقَالَ الَّذِينَ

ہدایت قبول کرنے سے بعد اس کے کہ وہ تمہارے پاس آ گئی بلکہ درحقیقت تم خود ہی مجرم تھے اور کہیں گے وہ

اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ مَكْرُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونَنَا

کمزور لوگ ان مغروروں سے (نہیں) بلکہ تمہاری شب و روز کی مکاری (نے ہمیں روکا) جب تم ہمیں حکم دیا کرتے تھے

أَن نَّكْفُرَ بِاللَّهِ وَنَجْعَلَ لَهُ أَندَادًا ۚ وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا

کہ ہم اللہ کے ساتھ کفر کریں اور بنائیں اس کے ہمسر نیز وہ دل ہی دل میں پچھتائیں گے جب دیکھیں گے

جب قیامت کے دن انہیں قبروں سے نکال کر اللہ تعالیٰ کے روبرو پیش کیا جائے گا اس وقت ان کی حالت دیدنی ہوگی۔ سارا غرور اتر چکا ہو گا اور یہ مسکین چہرے (ندامت سے) ہونٹ کاٹ رہے ہوں گے جب عذاب الٰہی کے بھڑکتے ہوئے شعلے دیکھیں گے تو آپس میں الزام تراشی شروع کر دیں گے۔ ان آیات کا مفہوم واضح ہے۔

؎ اس کی ترکیب یوں مطلب ہے۔ کمزور اور ضعیف لوگ کہیں گے کہ اے سردارو! حضرات دین اسلام کے خلاف سازشیں کرتے تھے کبھی قرآن کی کسی آیت پر اعتراض کرتے کبھی حال ذاتی پر پھبتیاں کستے کبھی مسلمانوں کی خستہ حالی کا مذاق اڑاتے اور ہمیں اس امر کا یقین دلایا کرتے تھے کہ ہمارا دین آبائی سب سے بہتر ہے یہی سیدھی راہ ہے۔ ہمارا کسی کے کہنے سے اس سے منحرف ہونا [illegible] دیکھنے کی ضرورت نہیں آنکھیں بند کیے ہمارے پیچھے چلتے آؤ۔ تم خود سوچو اگر مسلمانوں کا مذہب سچا ہوتا تو ہم [illegible] کے راستہ اور [illegible] کے لیے وہ [illegible] اسے قبول نہ کرتے ہم نے اس مسئلہ پر بڑی سنجیدگی سے غور کیا ہے ہم نے اس کی بڑی پوری تحقیق کی ہے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ مسلمان اپنا آبائی دین چھوڑ کر گمراہ ہو گئے ہیں۔ اے ہمارے سردارو! ہمیں دین حق سے روکنے کے لیے تم شب و روز اسی قسم کے مکر و فریب کیا کرتے تھے کیا تمہاری مجلسوں پر ہر وقت اسی قسم کی گفتگو نہیں ہوا کرتی تھی تم لوگوں کو گمراہ کرنے کے [illegible] ہر وقت [illegible] نہیں کیا کرتے تھے [illegible] تمہاری ان مکاریوں نے ہی [illegible]

الْعَذَابَ ۚ وَجَعَلْنَا الْأَغْلَالَ فِي أَعْنَاقِ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ هَلْ يُجْزَوْنَ

[illegible]

إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِّن نَّذِيرٍ إِلَّا

[illegible]

قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُم بِهِ كَافِرُونَ ۝ وَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ

[illegible]

أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ۝ قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۟ وَ

رزق جس کے لیے چاہتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے لیکن اکثر لوگ اس حقیقت کو نہیں جانتے۔ اور

مَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ

یاد رکھو، نہ تمہارا مال اور نہ تمہاری اولاد ایسی چیز ہیں جو تمہیں ہمارا قرب بخشتی ہو۔ مگر جو ایمان لایا اور

اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَ

نیک عمل کیا [illegible] یہی لوگ ہیں جن کے لیے دوگنا صلہ ہے ان کے عملوں کا اور

هُمْ فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ۟ وَالَّذِیْنَ یَسْعَوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ

وہ بالا خانوں میں امن و امان سے رہیں گے۔ اور جو لوگ کوشش کرتے ہیں ہماری آیتوں کو [illegible]

سمجھے بیٹھے ہیں کہ [illegible] دولت کی [illegible] ہے۔ ان کا [illegible] اگر [illegible] ہوتے تو ہم سے اس دولت کو [illegible] کیوں [illegible] اسی وجہ سے [illegible] رسول حق [illegible] درست کہو۔

یعنی قیامت کا تصور ہی غلط ہے [illegible] قیامت آئی گئی [illegible] کا [illegible] کی [illegible] گے۔

یہ مضمون [illegible] رزق [illegible] لوگوں کا یہی حال ہے اس آیت میں [illegible] رزق کی کمی بیشی کسی کے ہدایت یافتہ ہونے کی دلیل نہیں۔ رزق تو اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ اپنی حکمت کے پیش نظر کسی کو رزق زیادہ دیتا ہے [illegible] جن کے دل میں اس کی طلب ہو اور اس کو قبول کرنے کی صلاحیت ہو۔ لیکن اکثر لوگ اس حقیقت کو نہیں سمجھتے وہ رزق کے [illegible] سے ہدایت کا [illegible] رہتے ہیں۔

یعنی یہ نہ سمجھو کہ اگر تمہارے پاس مال کی کثرت ہو گی اور [illegible] کی تعداد زیادہ ہو گی تو تم خدا کے مقرب بن جاؤ گے۔ یہاں تو قرب وہی پاتا ہے جس کے دل میں ایمان کا جوہر ہو [illegible] اپنے حسن عمل سے اللہ تعالیٰ کی [illegible]

یعنی نیک عمل کرنے والوں کے [illegible] کسی قسم کا [illegible] ان کی [illegible] میں خلل [illegible] نہیں ہو گا۔ اس کی تشریح پہلے گزر چکی ہے۔ ملاحظہ ہو اسی سورہ کی آیت [illegible]

أُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ ۝ قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ

وہی لوگ عذاب میں ہمیشہ گرفتار رہیں گے ۵۳ آپ فرمائیے بے شک میرا رب کشادہ کر دیتا ہے رزق

لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ ۚ وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ

جس کے لیے چاہتا ہے اپنے بندوں سے اور تنگ کر دیتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے۔ اور جو چیز تم خرچ کرتے ہو تو وہ اس کی جگہ

فَهُوَ يُخْلِفُهُ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۝ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ

اور دیتا ہے اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے۔ اور جس روز وہ ان سب کو جمع کرے گا پھر

يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ أَهَٰؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ ۝ قَالُوا سُبْحَانَكَ

فرشتوں سے پوچھے گا کیا یہ لوگ تمہاری پوجا کیا کرتے تھے۔ ۵۴ فرشتے عرض کریں گے تو پاک ہے

أَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُونِهِمْ ۖ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ ۖ أَكْثَرُهُمْ

تو ہی ہمارا مالک ہے نہ کہ یہ، بلکہ یہ تو جنوں کی عبادت کیا کرتے تھے۔ ان میں سے اکثر

بِهِمْ مُؤْمِنُونَ ۝ فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَفْعًا وَلَا

ان پر ایمان رکھتے تھے۔ پس آج تم میں سے کوئی ایک دوسرے کو نفع پہنچانے کی قدرت رکھتا ہے اور نہ

---

۵۳ ان بدبختوں کو لا کر عذاب الٰہی میں پھینک دیا جائے گا۔ وہ ادھر ادھر کہیں بھاگ نہ سکیں گے

۵۴ عرب مشرک قبائل فرشتوں کی پرستش کیا کرتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ فرشتے معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ قیامت کے دن انہیں شرمندہ کرنے کے لیے فرشتوں سے پوچھا جائے گا کہ اے ملائکہ! یہ مشرک تمہاری پوجا کیا کرتے تھے، تم انہیں خوب پہچانتے ہو گے اور ان سے تمہارے بڑے گہرے مراسم ہوں گے۔ فرشتے کہیں گے اے ہمارے مالک! اے معبود برحق! تو ہر قسم کے شرک سے منزہ ہے۔ ہماری بندگی بھی تیرے لیے، ہماری دوستی بھی تیرے ساتھ۔ تو ہی ہمارا آقا اور تو ہی ہمارا مالک۔ ان سے تو ہمارا قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ "ای انت ربنا الذی نتولاہ ونطیعہ ونعبدہ ونخلص لہ العبادۃ" (قرطبی) علامہ آلوسی لکھتے ہیں: ای انت الذی نوالیہ من دونھم لا موالاۃ بیننا وبینھم (روح المعانی)۔ یہ تو شیطان اور اس کے لشکروں کی پوجا کرتے تھے اور انہیں فرشتہ کہتے تھے۔

ضَرًّا ۗ وَنَقُولُ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّتِي كُنتُم بِهَا

نقصان کی اور ہم کہیں گے جنہوں نے ظلم کیا تھا کہ چکھو آتش جہنم کا عذاب جس کو تم

تُكَذِّبُونَ ﴿٤٢﴾ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هَٰذَا إِلَّا

جھٹلایا کرتے تھے ۴۲ اور جب پڑھ کر سنائی جاتی ہیں انہیں ہماری آیتیں صاف صاف وہ کہتے ہیں نہیں ہے یہ

رَجُلٌ يُرِيدُ أَن يَصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُكُمْ وَقَالُوا مَا هَٰذَا

یہ شخص جس نے ارادہ کیا ہے کہ روک دے تمہیں ان معبودوں سے جن کی عبادت تمہارے باپ دادا کیا کرتے تھے نیز کہتے ہیں نہیں ہے

إِلَّا إِفْكٌ مُّفْتَرًى ۚ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ إِنْ

یہ قرآن مگر بہتان گھڑا ہوا اور کفار کہتے ہیں حق کے بارے میں جب وہ ان کے پاس آیا کہ نہیں

هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿٤٣﴾ وَمَا آتَيْنَاهُم مِّن كُتُبٍ يَدْرُسُونَهَا ۖ وَمَا

ہے یہ مگر جادو کھلا کھلا ۴۳ اور نہیں دی ہم نے انہیں کوئی کتابیں جن کو وہ مطالعہ کرتے ہوں اور نہ

أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِن نَّذِيرٍ ﴿٤٤﴾ وَكَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ

ہی ہم نے بھیجا ان کی طرف آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا ۴۴ اور اسی طرح جھٹلایا تھا ان سے پہلے لوگوں نے

۴۲ یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کی عبادت کرتے تھے اور ان کا یہ عقیدہ رکھتے تھے۔ قیامت کے دن وہ ایک دوسرے کو کوئی نفع یا نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ بلکہ ہم ان سب کے متعلق جہنم رسید کر دیا جائے گا۔ تاکہ وہ اپنے کرتوت کی سزا چکھیں۔

۴۳ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک کے بارے میں ان کے بیہودہ الزامات کا ذکر ہو رہا ہے جیسا کہ قرآن کی بڑی تاثیر کے ہاں کوئی بات نہ تھی وہ کہتے ہیں کہ یہ ہماری روش سے جدا راستہ ہے۔ قرآن کریم کی تاثیر کو غلط کہنا ممکن نہ تھا اور یہ کہتے ہیں کہ یہ سارا جادو ہے۔ انہیں معجزات دکھائے جاتے ہیں تو کہتے ہیں یہ تو جادو ہے۔ پہلے ایسی خرافات کے لوگ کہہ گزرا کرتے ہیں۔

۴۴ ان کی جہالت کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

۴۵ ان سے پہلے بھی بہت سے انبیاء تشریف لائے ان کی قوموں نے انہیں جھٹلایا جس کا انجام ان کو بھگتنا پڑا۔ آخر کار ہم

وَمَا بَلَغُوا مِعْشَارَ مَا آتَيْنَاهُمْ فَكَذَّبُوا رُسُلِي ۖ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿٤٥﴾

[illegible]

قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُم بِوَاحِدَةٍ ۖ أَن تَقُومُوا لِلَّهِ مَثْنَىٰ وَفُرَادَىٰ ثُمَّ

[illegible]

تَتَفَكَّرُوا ۚ مَا بِصَاحِبِكُم مِّن جِنَّةٍ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَّكُم بَيْنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ﴿٤٦﴾ قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ؕ

سخت عذاب کے آنے سے پہلے ۔ فرمائیے جو معاوضہ میں نے تم سے طلب کیا ہو وہ تم ہی رکھو

اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿٤٧﴾ قُلْ

میرا اجر تو صرف اللہ کے ذمہ ہے اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے ۷۹ فرمائیے

اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿٤٨﴾ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا

بیشک میرا رب باطل پر حق کی ضرب لگاتا ہے وہ سب غیبوں کو خوب جاننے والا ہے ۸۰ اے محبوب! اعلان کر دیجئے حق آگیا

يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ﴿٤٩﴾ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ

اور باطل کی قوت کا خاتمہ ہو گیا ۸۱ فرمائیے ، تمہارے گمان کے مطابق ، اگر میں بہک گیا ہوں تو اس کا وبال

صادق اور امین کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ اب تم کو کیا ہو گیا کہ ان کی تبدیلی آگئی ہے کہ تم نے ان کے بارے میں ایسی باتیں [illegible] [illegible] ان امور میں کچھ [illegible] کر دو [illegible] ہو [illegible] اور [illegible] سوچو [illegible] ان سے تمہارا خیال کیا ہے۔ لیکن [illegible] اور [illegible] کہ وہ شخص [illegible] کیا [illegible] تو [illegible] تم اس نتیجہ پر پہنچو گے کہ اللہ کا محبوب نہ مجنون ہے نہ اس پر آسیب کا اثر ہے [illegible] ہے [illegible] اس کے پیش نظر کوئی سیاسی مفاد ہے [illegible] کر رہا ہے محض تمہاری خیر خواہی کے لیے کر رہا ہے۔ وہ تمہیں عذاب الٰہی سے بچانا چاہتا ہے۔ وہ تمہیں بروقت خواب غفلت سے بیدار کر رہا ہے۔ دل کی گہرائی سے اسے دیکھو [illegible] اس کی قدر کرو۔ ان کے بروقت [illegible] سے فائدہ اٹھاؤ تو [illegible] اور سارا عالم [illegible] ایسی [illegible] تمہیں [illegible] نہیں دیتیں۔

۷۹ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم کو حکم دیتے ہیں کہ آپ انہیں فرما دیجئے کہ اگر میں نے کبھی تم سے کوئی معاوضہ طلب کیا ہو تو وہ تم مجھ سے واپس لے لو۔ میں اس [illegible] تم [illegible] کیا سمجھتے ہو۔ [illegible] ترغیب [illegible] اور [illegible] مجھے [illegible] تو دنیا کے [illegible] برابر بھی نہیں [illegible] میرا رب کریم ہے [illegible] اس کے [illegible] ہوتے [illegible] اس کے ہاتھ [illegible] اور اس نے مجھے [illegible] کیا [illegible] میرا رب [illegible] اور ہر شخص کے ظاہری اور باطنی احوال کا مشاہدہ کر رہا ہے اس علیم و خبیر رب پر ایمان رکھتے ہوئے میں یہ جرأت کیسے کر سکتا ہوں کہ اپنی محنت کا کوئی [illegible]

۸۰ آپ فرمائیے میرا رب وہ جبار و قہار ہے کہ باطل کی طاقتوں پر حق کا وار کرتا ہے اور انہیں ریزہ ریزہ کر کے رکھ دیتا

عَلٰى نَفْسِىْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِىْۤ اِلَىَّ رَبِّىْ ؕ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ

میری جان پر ہوگا اور اگر میں ہدایت پر ہوں تو یہ سب اس وحی کے باعث ہے جو میرا رب میری طرف بھیجتا ہے بیشک وہ سب کچھ

قَرِيْبٌ ۝ وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ

سننے والا قریب ہے کاش تم دیکھو جب یہ گھبرائے ہوئے ہوں گے کہ بچ نکلنے کی کوئی صورت نہ ہوگی اور قریب ہی سے پکڑ لیے

قَرِيْبٍ ۙ وَّقَالُوْۤا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍ

جائیں گے ؎ اس وقت کہیں گے ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں ؎ لیکن اب کیونکر وہ پا سکتے ہیں ایمان کو اتنی

بَعِيْدٍ ۝ وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ

دور جگہ سے ؎ حالانکہ وہ کفر کرتے رہے اس سے اس سے پہلے ؎ اور تکے چلاتے رہے بن دیکھے غیب پر

؎ میری جان پر ہی اس کا وبال ہوگا۔ (مظہری)

؎ آپ اعلان کر دیجئے کہ حق آگیا اور باطل مٹ گیا باطل کے لئے اب نہ مایبدی۔ ما یبدئ الباطل وما یعید سے تعبیر کیا گیا ہے۔ عربی محاورہ میں جب کسی چیز کی ہلاکت اور بربادی کا ذکر کرنا ہو تو اس محاورہ کو استعمال کرتے ہیں۔ لا یبدی ولا یعید۔ اصل قول یہ ہے لا یبدی ولا یعید مستعمل ہے۔ کیونکہ جو ہلاک ہو جائے نہ وہ کوئی نیا کام شروع کر سکتا ہے اور نہ کسی کام کا اعادہ کر سکتا ہے۔ علامہ ابن منظور لکھتے ہیں کہ جب کوئی شخص بے بس اور کمزور ہو جائے اس وقت کہتے ہیں فلان ما یبدی وما یعید ای اذا لم یکن لہ حیلۃ۔ یہی بات اسی کے مطابق ظہور پذیر ہوئی ہے۔ اسلام کو فتح نصیب ہو گئی اور باطل کے مقدر میں ذلت و رسوائی لکھ دی گئی۔ اب یہ اسلام کا شاندار مستقبل ہے اور مسلمان اس کو صحیح سمجھ سکتے ہیں۔

؎ اب تو بڑی ڈینگیں مار رہے ہیں۔ وہ اس منظر کا تصور کیجئے جب روز حشر انہیں پابجولاں اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش کیا جائے گا اور سارا حساب ہوش اڑے ہوں گے۔ آنکھیں پھٹی پھٹی کوشش کریں گے کہ کہیں دور نکل جائیں تو اور روپوش ہو جائیں لیکن وہاں سے کہاں بھاگ سکیں گے۔ اسی وقت وہیں فرشتے انہیں ڈال کر گھسیٹ لیں گے۔ اخذوا من مکان قریب میں ایک خاص لطف ہے وہ یہ سمجھ رہے ہوں گے کہ ابھی انہیں کسی دور کے مقام سے اب وقت ہے اور پیش ہونے کا کانوں کان کسی کو خبر نہیں ہوگی کہاں تھے اور کدھر غائب ہو گئے ہیں۔ اس وقت ان کے اہل تو تب جس سے بچنے والے جانتے مرجھا ہوئے ہوں گے اور بھاگ جانے کی جو تدبیریں وہ کر رہے تھے وہ یکایک خاک میں مل جائیں گی۔

؎ اس وقت پکارنے لگیں گے کہ ہم تو اسی نبی کریم پر دل و جان سے ایمان لے آئے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول اور

مَّكَانٍ بَعِيدٍ ۝ وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ كَمَا فُعِلَ

کرتے رہے تھے اور رکاوٹ کھڑی کر دی جائے گی ان کے درمیان اور ان چیزوں کے درمیان جن کی وہ

[illegible] ہیں۔

کفار اب ایمان لانا چاہتے ہیں اور توبہ کرنا چاہتے ہیں۔ اب وہ وقت بیت گیا۔ اب وہ گھڑیاں [illegible] ہو گئیں۔ وہ وقت جب [illegible] جب ایمان کی طرف بلانے والا ان کے پاس آ کر دعوت دیتا تھا جب سعادت دارین کا حصول ان کے دروازوں پر دستک دیا کرتا تھا [illegible] اس وقت [illegible] آج قیامت کے دن وہ چاہتے ہیں کہ ہدایت کا نور انہیں مل جائے۔ ان کی توبہ قبول ہو جائے۔ "ایں خیال است و محال"

تناوش کا معنی [illegible] والتناوش [illegible] من مکان بعید [illegible] وقد کفروا به [illegible] یہی تناوش کا معنی [illegible] کے اس ارشاد کا معنی یہ ہے کہ قیامت کے دن وہ ایمان کو کس طرح پا سکتے ہیں جب کہ دنیا میں وہ اس کا انکار کرتے رہے۔

قرآن کریم [illegible] کرنا اور [illegible] اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا فرمائے۔

یعنی آج ایمان لانے کا کیا فائدہ۔ دنیا میں تو وہ ہمارے رسول کے ساتھ گستاخی کرتے رہے اور ان کی دل آزاری میں مشغول رہے۔ [illegible] کے کمالات کا انکار کرنے کے سوا ان کا کوئی مشغلہ ہی نہ تھا۔

جب کوئی شخص ایسی باتیں کرتا ہے [illegible] تو عرب کہتے ہیں۔ یقذف بالغیب۔ العرب تقول لکل من تکلم بما لا یحقه هو یقذف و یرجم بالغیب۔ (قرطبی)

کفار کا یہی حال ہے بغیر کسی عقلی دلیل کے [illegible] کبھی اللہ تعالیٰ کی توحید کا انکار کرتے ہیں۔ کبھی قرآن کریم [illegible] کبھی قیامت کے [illegible] من مکان بعید کہہ کر ان کی بیہودہ گوئی کی [illegible] کہ ایک [illegible] ہے یہی حال ان لوگوں کا ہے۔ اس آیت میں [illegible] کو بیان کیا گیا ہے۔

اس آیت کریمہ میں قیامت کے دن [illegible] اس کو بیان کیا جا رہا ہے

یعنی اس وقت ان کی بڑی خواہش ہوگی کہ ان کا ایمان قبول کر لیا جائے اور انہیں عذاب سے نجات مل جائے لیکن آج وہ اپنی اس آرزو کو پورا نہ کر سکیں گے۔ ان کے درمیان اور ان کی آرزو کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی گئی ہے جس کو [illegible] ان کے بس کا روگ نہیں ہے۔ آج [illegible] اور اپنی قسمت کو [illegible] جہنم میں پھینک دیے جائیں گے۔

بِأَشْيَاعِهِم مِّن قَبْلُ إِنَّهُمْ كَانُوا فِي شَكٍّ مُّرِيبٍ ﴿٥٤﴾

اس سے جو چاہتے تھے جیسے کیا گیا ان کے ہم مشربوں کے ساتھ پہلے بیشک وہ (بھی) ایسے شک میں مبتلا تھے جو دوسروں کو بھی شک میں ڈالنے والا تھا

۸۸ اشیاع، جمع الجمع ہے شیع کی۔ اور شیع جمع ہے شیعہ کی یعنی ان کے ہم عقیدہ دوسرے کفار کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا گیا تھا۔

۸۹ مُرِیب باب افعال کا اسم فاعل ہے اس کا معنی ہے دوسروں کو شک میں ڈالنا۔

أَرَبْتُ الرجل جعلت فيه ريبة ، ورِبْته ، اوصلت اليه الريبة (لسان العرب)۔

یعنی وہ کسی معمولی شک میں ہی مبتلا نہ تھے کہ خود ہی اس کی وحشت ناکیوں میں بھٹکتے چلے گئے بلکہ ان کا شک اتنا سنگین قسم کا تھا کہ وہ دوسروں کو بھی لے ڈوبا اور ان کے یقین کا بیڑا بھی غرق کر گیا۔

إياك نعبد و إياك نستعين ۔ اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔ آمين ثم آمين

وصلى الله تعالى على حبيبه الكريم ورسوله الرءوف الرحيم وعلى آله وصحبه وبارك وسلم ۔

قد فرغت من تبييض الثالث من هذه التفسيرات وانا عبد ضعيف يرجو رحمة ربه الرحيم اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله

لا زالت كلمة الله هي العليا

وكلمة الذين كفروا السفلى

اللهم ارفع ذكره وعظم شأنه وتقبل برهانه واستعملنا فيه وعلمه واحشرنا يوم القيامة تحت لوائه يا رب كريم جواد وهاب۔

محمد کرم شاہ

نظر ثانی

وقت الضحى ۔ یوم السبت

۱۵ رجب ۹۳ھ ، ۲۰ اگست ۷۳ء

بھیرہ سرگودھا

وقت العصر

یوم الثلاثاء ۸ رجب ۹۱ھ

۳۱ اگست ۱۹۷۱ء

سنگھال

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سورۂ فاطر

نام: یہ سورت دو ناموں سے موسوم ہے۔ فاطر اور ملائکہ۔ یہ دونوں لفظ پہلی آیت میں مذکور ہیں۔ اس کی آیتوں کی تعداد پینتالیس ہے۔ اس میں ۵ رکوع، سات سو ستر کلمات اور تین ہزار ایک سو تیس حروف ہیں۔

زمانۂ نزول: یہ سورت بھی مکی ہے۔ اس میں بیان ہوئے مضامین پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ سورۂ سبا اور فاطر کا زمانۂ نزول قریب قریب ہے۔

مضامین: کفر و شرک، فسق و فجور کے گھپ اندھیروں میں انسانیت کا کارواں بری طرح ٹھوکریں کھا رہا تھا اور ان اندھیروں سے اب اتنا مانوس ہو گیا تھا کہ نور کی ہر کرن سے گھبراہٹ، وحشت محسوس کرنے لگتا۔ ایسے لوگوں کو ان تاریکیوں سے نکال کر ہدایت کی چمکتی دمکتی شاہراہ پر گامزن کرنے کا اس سورت میں بھی اہتمام کیا جا رہا ہے۔ اس میں افہام و تفہیم بھی ہے اور ترغیب و ترہیب بھی۔ اس میں دعوتِ فکر و نظر بھی ہے اور سرزنش و توبیخ بھی۔ انتہائی صراحت اور بڑی وضاحت سے قارئین کو بتایا جا رہا ہے کہ ان کے اعمال نیک و بد کے کیا نتائج مرتب ہونے والے ہیں۔ جیسے آپ سورۂ پاک کی ہر آیت کھول کر دیکھیں گے معرفت اور ہدایت کے کئی چشمے آپ کو پھوٹتے نظر آئیں گے۔

۱۔ عقیدۂ توحید کو ثابت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی صفتِ خلق اور اس کی شانِ کبریائی کو بیان کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ جو وہ معبودانِ باطل جن کی پرستش مشرکین مکہ ذوق و شوق سے کیا کرتے تھے ان کی بے بسی کا بھی بڑے مؤثر پیرایہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ اگر انسان میں ذرہ بھر بھی عقل ہو تو اس کی آنکھیں ضرور کھل جاتی ہیں اور اس کے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے بغیر کسی کی معاونت کے خلق و تکوین رب کی ربوبیت اور وحدانیت کی اعلیٰ دلیل ہے۔ جو ذات یہ قدرت رکھتی ہو کہ جس کو جیسے چاہے پیدا کر دے، جو چاہے جتنا چاہے دے دے اور جس وقت چاہے اپنی نعمتیں واپس لے لے اور زمین و آسمان میں کوئی ایسی قوت نہیں جو اس کے فیصلہ کو بدل دے وہ آزادی ذات ہی ساری کائنات کا معبود اور پروردگار ہے۔ اس کے بغیر کوئی بھی ایسا نہیں جسے خدا سمجھا جائے یا اس کی پرستش کی جائے۔ اس مضمون کو مختلف انداز سے کئی بار اس سورت میں دہرایا گیا ہے تاکہ قاری کے ذہن میں توحید کا سبق پوری طرح راسخ ہو جائے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کا محبوب نبی، اور برگزیدہ بندہ علیہ الصلوٰۃ والسلام جو سراپا رأفت و رحمت بن کر تشریف لایا تھا۔ جس کے پاکیزہ دل

میں شفقت و [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے دامن پر [illegible] کوئی نشان بھی [illegible]
مولانا ابوالحسن [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے ساتھ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے ساتھ [illegible] [illegible] [illegible]

۲ - [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

۳ - [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]

اللہ تعالیٰ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہے۔

۴ - [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہیں۔

[illegible] [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کرے۔

سُوْرَةُ فَاطِرٍ مَّكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ خَمْسٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ فاطر مکی ہے اس کی اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم والا ہے ۴۵ آیتیں اور ۵ رکوع ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا

سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو پیدا کرنے والا ہے آسمانوں اور زمین کا جس نے بنایا ہے فرشتوں کو پیغام رساں

اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۭ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاۗءُ ۭ

جو پر والے ہیں بعض کے دو دو ہیں کسی کے تین اور کسی کے چار وہ زیادہ کرتا ہے بناوٹ میں جو چاہتا ہے

۱ حمد کہتے ہیں کسی کے کمالات اختیاریہ پر اس کی توصیف و ثنا کو ۔ چونکہ حقیقتاً اللہ تعالیٰ کی ذات ہی تمام کمالات اختیاریہ سے موصوف ہے اس لیے حقیقی حمد و ثنا اسی کے لیے سزاوار اور اسی کے لیے مخصوص ہے ۔ باقی جہاں کہیں کوئی خوبی اور کمال پایا جاتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہے اس لیے جس چیز کی بھی ثنا کی جائے وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی ثنا ہوگی جس نے اس شئے یا چیز کو اس کمال و خوبی سے متصف فرمایا ہے ۔

۲ یہاں اللہ تعالیٰ کے جن کمالات قدرت کا ذکر کیا جا رہا ہے ۔

کسی چیز کو کسی پہلے نمونے کے بغیر عدم محض سے وجود میں لانے کو فطر کہتے ہیں ۔ الفطرۃ : الابتداء والاختراع یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو عدم سے وجود بخشا ہے ۔ ان کا پہلے کوئی نمونہ نہ تھا جس کو دیکھ کر اس کی نقل اتاری گئی ہو ۔ اس کے علم قدرت اور حکمت کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے جس نے اتنی بڑی کائنات کو بغیر کسی نمونہ کے تخلیق کیا اور اس کی تخلیق کا یہ عالم ہے کہ ان گنت سال گزر گئے مگر اس میں کوئی اضمحلال و بوسیدگی کی کوئی علامت ظاہر نہیں ہوئی ۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ فاطر کے معنی کا صحیح مفہوم مجھے اس وقت معلوم ہوا جب دو اعرابی ایک کنویں کے بارے میں جھگڑتے ہوئے میرے پاس آئے اور ان میں سے ایک نے کہا : انا فطرتها ۔ یعنی اس کنویں کو میں نے ابتداءً کھودا ہے ۔ ای انا ابتدأت حفرها ۔ [illegible]

۳ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک اور کمال یہ ہے کہ اس نے اپنے انبیاء اور رسل تک پیغام رسانی کی خدمت فرشتوں کے ذمہ لگائی ہے ۔ وہ جناب الٰہی سے وحی لے کر انبیاء و رسل تک پہنچاتے ہیں اور الہام و القاء سے اولیاء کاملین کو سرفراز کرتے ہیں ۔ یہ بڑی سنگین ذمہ داری ہے اس میں ذرا سی خیانت اور کمی بیشی کی غلطی ناقابل برداشت ہے لیکن فرشتے اس خدمت کو اس حسن و خوبی سے انجام دے رہے ہیں کہ خیانت و غلطی کا ان کے متعلق کوئی شک نہیں کیا جا سکتا ۔

۴ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے احکام تکوینیہ کی تنفیذ بھی ان کا کام ہے اس لیے ہر فرشتہ کو اس کی ذمہ داریوں کے

إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۱﴾ مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ

بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر جو چاہے پوری طرح قادر ہے ۵؎ جو عطا فرمائے اللہ تعالیٰ لوگوں کو (کوئی) رحمت تو

فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ ۚ وَ

تو کوئی روکنے والا نہیں اور جو روک دے تو کوئی بھیجنے والا نہیں اسے روکنے کے بعد ۶؎ اور

هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۲﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ

وہی سب پر غالب بڑا دانا ہے اے لوگو! یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو جو اس نے تم پر فرمائی ہے

جبرئیل علیہ السلام کی قوت پرواز بتائی گئی ہے [illegible] یہ تو ہمیں کوئی کہ وہ کسی کو کتنی [illegible] پر لگے ہیں اور جبرئیل علیہ السلام کے تو چھ سو پر ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے:

عن ابن مسعود ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رای جبریل علیہ السلام له ستمائة جناح ۔ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابن مسعود کہتے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبرئیل کو دیکھا ان کے چھ سو پر تھے۔

اس سے ایک طرف فرشتوں کی قوت اور غیر معمولی صلاحیتوں کا اندازہ ہوا دوسری طرف ان لوگوں کے وہم باطل کی تردید کر دی جو ان کو [illegible] بتا دیا کہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہیں [illegible]

۵؎ اللہ تعالیٰ ایک مخلوق کو دوسری مخلوق پر [illegible] آیت [illegible] بے شمار کمالات ہیں جس طرح چاہے بڑائی اور بزرگی عنایت فرماتا ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے کوئی اس کے لیے دشوار نہیں [illegible]

۶؎ اس کی رحمت بے پایاں ہے جس کے لیے رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے [illegible] کسی کی مجال نہیں کہ [illegible] اور اگر وہ کسی پر سے رحمت کو روک لے تو کسی کی طاقت نہیں کہ [illegible] سکے۔ وہ قادر مطلق ہے اس کا ہر کام اس کی شان حکمت کا آئینہ دار ہے۔

فتح کا اصلی معنی تو یہ ہے کہ کسی بند چیز کو کھول دینا [illegible] عطا کرنا، بخشش کرنا۔ ترجمہ اسی کے مطابق کیا گیا ہے۔ ای ما یفعل [illegible]

[illegible] (قرطبی)

۷؎ قدرت الٰہی کے چند مظاہر پیش کرنے کے بعد روئے سخن سب انسانوں کی طرف ہے کہ اے انسانو! [illegible] عزت، دولت [illegible] سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں مالا مال کیا ہے انہیں یاد کرو اور اس محسن حقیقی کا شکر ادا کیا کرو [illegible]

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ

بھلا بتاؤ تو کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق بھی ہے جو تمہیں رزق دیتا ہے آسمان اور زمین سے ش

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۫ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ③ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ

نہیں کوئی معبود بجز اس کے سو وہاں سے تم پھر کدھر جا رہے ہو ف اور اے حبیب! اگر یہ آپ کو جھٹلا رہے ہیں تو (یہ نئی بات نہیں)

رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ④ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ

ہیں آپ سے پہلے بھی رسولوں کو جھٹلایا گیا تھا اور آخرکار اللہ کی طرف ہی سب کاموں کے فیصلے لوٹائے جاتے ہیں ث اے لوگو! بلاشبہ یقیناً

وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ٝ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ

اللہ کا وعدہ سچا ہے پس دھوکہ میں نہ ڈال دے تمہیں یہ دنیوی زندگی ث اور فریب میں مبتلا نہ کرے تمہیں اللہ کے

عند المصیبۃ والشکر (قرطبی)

ش اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی خالق نہیں۔ تمہیں بھی اس نے پیدا کیا اور تمہارے رزق کے سارے سامان بھی اسی نے پیدا فرمائے۔ تخلیق میں جب اس کا کوئی شریک نہیں، رزق رسانی میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں۔ جب خالق بھی وہی ہے اور رازق بھی وہی تو پھر خود انصاف کرو اور کون ہے جو عبادت کرنے کے لائق ہو۔ ہرگز نہیں، صرف وہی لا الٰہ الا ھو۔

ف تُؤْفَكُوْنَ کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ الاَفک والاِفک۔ الاَفک کا معنی پھیرنا ہے اور الاِفک کا معنی جھوٹ بولنا۔ علامہ قرطبی اور دیگر علماء تفسیر نے یہاں الاَفک کو تؤفکون کا مصدر قرار دیا ہے یعنی تم کدھر الٹے پھرے جا رہے ہو کہ اپنے خالق، رازق اور معبود حقیقی سے منہ موڑ کر شیطان کی پیروی کر رہے ہو اور دوسروں کے خاک پا چوم رہے ہو۔ من این تصرفون۔ والافک بالفتح: الصرف، یقال ما افکک عن کذا ای ما صرفک عنہ (قرطبی)

ث حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب راہ حق سے منحرف لوگوں کی اطاعت سے انکار فرماتے تو وہ مشتعل ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے حبیب! ان کا انکار کوئی اچنبھے کی بات نہیں۔ پہلے سے باطل پرستوں نے اپنے نبیوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا ہے۔ آپ بے فکر رہئے سب معاملات آخرکار اللہ تعالیٰ کے پاس ہی لوٹ کر آنے والے ہیں وہ خود فیصلہ فرمائے گا۔

ث پہلے یایہا الناس کہہ کر لوگوں کو توحید و رسالت کی دعوت دی اور شرک سے اجتناب کرنے کی تاکید فرمائی۔ اب یایہا الناس کہہ کر انہیں ان دو چیزوں سے باخبر کیا جو انسان کی تباہی اور بربادی کا باعث بنتی ہیں۔ ان دو میں سے پہلی کا ذکر اس آیت میں کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا ہے کہ قیامت آئے گی اور تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں باز پرس ہوگی، یہ وعدہ کسی ٹالنے والی بات نہیں۔ جو مہلت ملی ہے اس میں تم

الْغَرُورُ ﴿٥﴾ إِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا ۚ إِنَّمَا يَدْعُوا

[illegible]

[illegible]

[illegible] کی تشریح حضرت سعید بن جبیر سے منقول ہے:

"الغرور بالله ان يعمل بالمعاصي ثم يتمنى على الله المغفرة"

ترجمہ: [illegible]

بخش دے گا۔

[illegible]

حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ؕ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ

دعوت دیتا ہے اپنے گروہ کو تاکہ وہ دوزخی بن جائیں۔ جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان کے لیے عذاب

شَدِيْدٌ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ

شدید ہے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لیے مغفرت اور بہت بڑا

كَبِيْرٌ ۠ اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ

اجر ہے۔ بھلا کیا وہ شخص جس کے لیے مزین کر دیا گیا ہے اس کا برا عمل اور وہ اس کو خوبصورت خیال کرنے لگا ہے پس بیشک

مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ

گمراہ کرتا ہے جسے چاہتا ہے، بیشک اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے پس نہ گھلے آپ کی جان ان کے لیے

وہ بھولتا ہے وہ قطعاً اس دشمنی سے [illegible] ہے [illegible] وہ [illegible] کی تمہیں کہیں [illegible]۔ تمہاری کمزوریاں [illegible] [illegible] ہر وقت [illegible] کی تلاش میں ہے اور وہ [illegible] ایسی [illegible] ہے کہ تم اپنے [illegible] کے بل [illegible] پہنچا سکے اور [illegible] سے [illegible] اور [illegible] سے ہمیشہ کے لیے محروم ہو جاؤ۔ جب وہ تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اس کو اپنا دشمن سمجھو تب ہی تم اس کے فریب سے بچ سکو گے۔

ک علامہ قرطبی لکھتے ہیں: افمن زین له سوء عمله فرآه حسنا، یہ جملہ مبتدا ہے اس کی خبر محذوف ہے جس پر فلا تذهب نفسك دلالت کرتی ہے۔ اس صورت میں تقدیر عبارت یوں ہوگی: افمن زین له سوء عمله فرآه حسنا ذهبت نفسك عليهم حسرات۔ یعنی کیا ایسے لوگ جن کے برے اعمال کو آراستہ کر دیا گیا ہے ان کے لیے اے حبیب آپ کی جان گھلا رہے ہیں؟ مطلب یہ ہے کہ وہ اس ہمدردی اور دلسوزی کے مستحق نہیں۔

ابتدا میں جب انسان گناہ کرتا ہے تو اس کا دل اسے ملامت کرتا ہے اس کے رویے کے خلاف سخت احتجاج کرتا ہے لیکن اگر وہ باز نہیں آتا اور دل کی آواز مسلسل ٹھکراتا ہے تو اس کے کان بہرے ہو جاتے ہیں کہ ملامت ضمیر کی صدائے احتجاج سنائی نہیں دیتی۔ اس کے بعد ایک دور ایسا آتا ہے کہ گناہ کا احساس ہی نہیں ہوتا۔ پھر وہ دن بھی آتا ہے جب کوئی شخص اس برائی پر ٹوکتا ہے تو وہ اسے بھلا اور اچھا سمجھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ہمیں گمراہی کے ہر عیب سے بھی بچائے اور اس تباہ کن انجام کے شر سے بھی محفوظ رکھے۔ ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم۔

حَسَرٰتٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ

فرطِ غم سے بیشک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے ان کرتوتوں کو جو وہ کیا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے بھیجا ہے

الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ

ہواؤں کو پس وہ اٹھا لاتی ہیں بادل کو پھر ہم لے جاتے ہیں بادل کو مردہ شہر کی طرف پھر ہم زندہ کر دیتے ہیں اس بادل

الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ

کے ذریعہ سے زمین کو اس کے مردہ ہو جانے کے بعد یونہی (مردوں کو) قبروں سے اٹھایا جائے گا ۱۴ جو عزت کا طلبگار ہے تو وہ جان لے

فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ۭ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ

کہ ہر قسم کی عزت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے ۱۵ اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور نیک عمل

۱۴ تم موسم خزاں کے بعد کبھی صحرا کا جائزہ لو، وہاں کچھ نہیں، ویرانی ہی ویرانی ہے۔ سب زرد اور اداس کھڑے ہیں کی رحمت الٰہیہ اور برگ و بار دیکھا تک نہیں، ایسے نظر آتا ہے جیسے کسی [illegible] کی وحشت میں اداس ہو رہی ہے۔ بادل کی گرج تک بھی اس میں زندگی نہیں۔ یکایک ٹھنڈی ہوا چلتی ہے، گھنگھور گھٹائیں برس پڑتی ہیں، ہوائیں اٹھکیلیاں کرنے لگتی ہیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہر طرف سبزہ لہلہانے لگتا ہے۔ ہر طرف پھول ہی پھول ہیں۔ اسی طرح جو زمین مردہ پڑی تھی اسے زندگی مل گئی ہے اور ہر طرف کی سرسبزی اسے لہلہاتی ہے۔ تو اس مالک حقیقی کے لیے جو اپنی قدرت سے زمین کو ہر سال زندہ کر دیتا ہے۔ کیا اس کے لیے یہ کوئی مشکل بات ہے کہ تمہیں مرنے کے بعد پھر زندہ کر دے۔ ذرا غور کرو، ورنہ عقل سے تو کام لو۔

۱۵ ارشاد ہوتا ہے جو عزت و آبرو کا آرزومند ہے اسے معلوم ہونا چاہیے کہ ساری عزتوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ جس کو عزت ملی ہے اسی کی بارگاہِ اقدس سے ملی ہے۔ تم بھی اس کی جناب میں حاضر ہو کر سرِ نیاز جھکا دو۔ اس کی اطاعت و فرمانبرداری کو اپنا شعار بنا لو، تمہیں بھی سرفراز کر دے گا۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

"من طلب العزة من الله وصدقه في طلبها بافتقار وذل وسكون وخضوع وجدها عنده إن شاء الله تعالى غير ممنوعة ولا محجوبة عنه" (قرطبی)

ترجمہ: جو شخص اللہ تعالیٰ کی جناب سے عزت طلب کرتا ہے اور پھر اپنی اس طلب کی صداقت کو اپنے فقر، عاجزی اور درماندگی سے سچا ثابت کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی جناب سے اس عزت کو پا لے گا۔ وہ عزت اس سے روکی نہیں جائے گی اور اس سے چھپائی بھی نہیں جائے گی۔ ان شاء اللہ

يَرْفَعُهُ ۚ وَالَّذِينَ يَمْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۖ وَ

پاکیزہ کلام کو بلند کرتا ہے نیک عمل اور جو لوگ بری تدبیریں کرتے ہیں ان کے لیے شدید عذاب ہے اور

کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

[illegible] ہر جا کہ [illegible]

الکلم الطیب یعنی پاکیزہ کلام۔ اس سے مراد ذکر الٰہی ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب کوئی مسلمان یہ کہتا ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہ، والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر، تبارک اللہ تو ان کلمات کو ایک فرشتہ اپنے پروں کے نیچے لے کر آسمان کی طرف چڑھ جاتا ہے اور فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے اس کا گزر ہوتا ہے وہ ان کلمات کے کہنے والے کے لیے استغفار کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد حضرت ابن مسعود نے یہ آیت تلاوت کی۔ اکثر علماء کا یہ قول ہے کہ پاکیزہ کلام سے مراد [illegible] ذکر، تلاوت اور دعا ہے۔ [illegible] علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ہر وہ کلام ہے جس میں یا تو اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو یا وہ کلام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیا گیا ہو جس طرح کسی کو وعظ و نصیحت کرنا یا علم سکھانا۔ والمختار انه كل كلام هو ذكر الله تعالى او هو لله سبحانه كالنصيحة والعلم (روح المعانی)۔ پھر علامہ موصوف لکھتے ہیں کہ اس کلام کے صعود سے مراد اس کی مقبولیت ہے۔ صعود الكلم اليه مجاز عن قبوله (روح المعانی)

یرفعہ کا فاعل عمل صالح اور ضمیر مفعول کا مرجع الکلم الطیب ہے۔ یعنی پاکیزہ کلمات کو نیک عمل بارگاہ الٰہی میں شرف قبولیت عطا کرتا ہے۔ اگر کوئی ذکر تو کرتا ہے لیکن عمل اس کے خلاف ہو تو وہ قبولیت سے محروم کر دی جاتی ہیں۔

بعض حضرات نے یرفعہ کا فاعل اللہ تعالیٰ کو بتایا ہے اور ضمیر کا مرجع العمل الصالح ہے۔ اور عمل صالح سے مراد وہ اعمال ہیں جن میں ریا نہ ہو بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیے جائیں۔ [illegible] رحمۃ اللہ [illegible] يرفعه الله تعالى [illegible] الکلم الطیب [illegible] عمل صالح يرفع شأن تلك الكلمة [illegible] یعنی پاکیزہ کلام [illegible] اگر اس کے ساتھ عمل صالح بھی ہو تو اس کی شان بلند ہو جاتی ہے اور اس کے ثواب میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

والحق ان العاصي التارك للفرائض اذا ذكر الله تعالى وقال كلاما طيبا فانه مكتوب له متقبل منه وله حسناته وعليه سيئاته (قرطبی)

یعنی حق یہ ہے کہ اگر کوئی گنہگار فرائض کا تارک ہو، جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور اچھی باتیں کرتا ہے تو انہیں لکھ دیا جاتا ہے اور انہیں قبول بھی کیا جاتا ہے۔ ہر شخص کی نیکیوں کا اسے ثواب ملے گا اور اس کی برائیوں کی اسے سزا ملے گی۔

مَكْرُ أُولَٰئِكَ هُوَ يَبُورُ ﴿١٠﴾ وَاللَّهُ خَلَقَكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ

ان کا مکر و فریب، تباہ ہو کر رہے گا۔ اور اللہ نے تم کو پیدا کیا ہے مٹی سے پھر پانی کی بوند سے

ثُمَّ جَعَلَكُمْ أَزْوَاجًا ۚ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ ۚ

پھر تمہیں جوڑا جوڑا بنا دیا۔ اور نہیں حاملہ ہوتی کوئی عورت اور نہ بچہ جنتی ہے مگر اس کو اس کا علم ہوتا ہے

وَمَا يُعَمَّرُ مِن مُّعَمَّرٍ وَلَا يُنقَصُ مِنْ عُمُرِهِ إِلَّا فِي كِتَابٍ ۚ إِنَّ

اور نہیں زندگی دی جاتی ہے کسی عمر پانے والے کو اور نہ کم کی جاتی ہے کسی کی عمر مگر اس کی تفصیل کتاب میں درج ہے۔ بیشک

ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿١١﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ

یہ بات اللہ کے لیے بالکل آسان ہے۔ اور یکساں نہیں ہیں دونوں پانی کے ذخیرے، یہ ایک میٹھا ہے پیاس بجھانے والا

ف۱۸ یعنی جو لوگ اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف مکر و فریب اور سازشیں کرتے رہتے ہیں، مسلمانوں کو شکست دینے اور ان کی جمعیت کو منتشر کرنے کے لیے جو چالیں چلتے ہیں ان سب کا خمیازہ انہیں بھگتنا ہوگا اور ان کا مکر و فریب ناکام ہو کر رہے گا۔ یہاں بار یبور بوراً، ھلک و بطل، و بارت السوق ای کسدت (قرطبی)۔ جب کوئی چیز ہلاک و فنا ہو جائے تو عرب کہتے ہیں بار، اور جب کوئی بازار ٹھنڈا پڑ جائے یعنی بے رونق ہو جائے تو کہتے ہیں بارت السوق۔

ف۱۹ تمہارے آغاز آفرینش سے لے کر موت تک کے تمام حالات سے اللہ تعالیٰ تفصیلاً آگاہ ہے اور یہ تمام جزئیات اور تفصیلات لوح محفوظ میں درج کر دی گئی ہیں۔

ف۲۰ اردو ترجموں میں عام طور پر البحرین کا معنی دو سمندر کیا گیا ہے حالانکہ سمندر سارے کے سارے کھارے ہیں، کوئی میٹھا نہیں اور دریا جھیل کا پانی میٹھا ہوتا ہے کھاری نہیں ہوتا۔ اس لیے جب تک لفظ "بحر" کی معنوی تحقیق نہ کی جائے یہ الجھن دور نہیں ہو سکتی۔ علامہ ابن منظور نے اس کی توضیح کرتے ہوئے لکھا ہے: البحر: الماء الکثیر ملحاً کان او عذباً، یعنی پانی کی کثیر مقدار اور وسیع ذخیرہ کو بحر کہتے ہیں، خواہ وہ نمکین ہو یا میٹھا۔ بحر کو بحر کہنے کی وجہ اصل میں یہ بھی ہے کہ اس میں وسعت اور انبساط کا مفہوم پایا جاتا ہے جیسے کوئی شخص وسعت کی بنا پر واسع کہتے ہیں انہ بحر کہ وہ دریا ہے۔ یہ درست ہے کہ عام طور پر بحر کا اطلاق سمندر پر ہوتا ہے لیکن میٹھے پانی کے دریا وغیرہ کو بھی اہل عرب بحر کہتے ہیں۔ چنانچہ علامہ موصوف نے ابن مقبل کا یہ شعر بطور استشہاد پیش کیا ہے ؎

ونحن منعنا البحر ان تشربوا بہ وقد کان منکم ماؤہ بمکان

یہاں بحر میٹھے پانی کے معنی میں استعمال ہوا ہے کیونکہ میٹھے پانی ہی کو پینے سے روکا جاتا ہے۔ (لسان العرب)

سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۭ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا

[illegible]

وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ

[illegible]

لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي

دن کو رات میں داخل کرتا ہے [illegible] اور مسخر کر دیا ہے سورج اور چاند کو ہر ایک رواں ہے

لِأَجَلٍ مُّسَمًّى ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ

مقررہ میعاد تک یہ ہے اللہ تمہارا رب اسی کی سلطنت ہے اور وہ بت جن کی تم پوجا کرتے ہو

مِن دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِن قِطْمِيرٍ إِن تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا

اللہ تعالیٰ کے سوا وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں [illegible] اگر تم انہیں پکارو تو وہ نہیں سنیں گے

ہوتی گرمی میں زیادہ شدید ہوتا ہے اس لیے انہیں [illegible] کیا گیا۔

[illegible] تاکہ تم ان نعمتوں سے لطف اندوز ہو اور اپنے منعم حقیقی کا شکر بجا لاؤ نیز اس کی توحید کا اقرار کرو، اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اس کے تمام احکام کی پیروی کرو تاکہ تم پر اس کے لطف و کرم کی بارش کی جائے۔

[illegible] سال بھر دن بھی یکساں رہتا اور رات بھی گھٹتے بڑھتے رہتے ہیں، ورنہ تم اس یکسانیت سے اکتا جاتے، نیز طرح طرح کی سبزیاں، گرمی اور سردی کے پھل، ان سے بھی تم محروم ہو جاتے۔ اس نے اپنی قدرت کاملہ سے یہ نظام بنا دیا ہے کہ سب موسموں کے بعد موسم بدلتے رہتے ہیں۔ گرمی کے بعد سردی، خزاں کے بعد بہار آنے کا سلسلہ رہتا ہے، دن اور راتیں گھٹتی بڑھتی رہیں۔ تاکہ اس کی حکمت کے مختلف نقش ظہور پذیر ہوتے رہیں۔ اس نے سورج اور چاند کے لیے بھی ایک معلوم الاوقات مقرر کر دیا ہے۔ وہ اسی کے مطابق سرگرم عمل ہیں۔

جو ان تمام قدرتوں کا مالک ہے، تمہیں بخشنے والا اور بے پایاں لطف و احسان فرمانے والا ہے وہ ہے تمہارا خدا اور تمہارا رب ہے۔ جو تمہیں ضعف سے قوت کی طرف، نقص سے کمال کی طرف، جہالت سے علم کی طرف تدریجاً بتدریج لے جا رہا ہے۔ سارا ملک اسی کا ہے سب جہانوں میں اسی کی حکمرانی ہے۔

[illegible] اے کفار و مشرکین! [illegible] معبود برحق، مستحق حقیقی کو چھوڑ کر اس کی عبودیت کا رشتہ توڑ کر جن بتوں کو تم نے خدا بنا رکھا ہے اور جن کی پوجا پاٹ میں تم مصروف رہتے ہو ان کے اختیار کا یہ عالم ہے کہ کھجور کی گٹھلی پر جو باریک سا سفید چھلکا ہوتا ہے وہ اس کے بھی مالک نہیں۔ جو اتنے بے بس اور لاچار ہیں ان کو اپنا معبود بنا لینا، ان کی پوجا کرنا اور رب قدیر و حکیم اور مالک الملک کو چھوڑ دینا کہاں کی دانائی اور عقلمندی ہے۔ کچھ تو سوچو۔ تم کیا کر رہے ہو۔ ذرا غور کرو۔ تم کیا ہو اور کیا ہو رہے ہو۔ مختلف مفسرین نے اس آیت کی جو تفسیر کی ہے ملاحظہ ہو۔

تدعون من دونہ ای الاصنام (قرطبی)۔ ای الذین تعبدونہم من الاصنام (مظہری)۔ تدعون من دونہ ھم

دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ

تمہاری پکار اور اگر وہ سن بھی لیں تو وہ تمہاری التجا قبول نہیں کر سکیں گے اور روز قیامت صاف انکار کر دیں گے

بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ ۞ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنتُمُ الْفُقَرَاءُ

تمہارے شرک کا اور حقیقت حال سے، تجھ کو کوئی آگاہ نہیں کرے گا جیسے خبردار ۔ اے لوگو تم سب محتاج ہو

إِلَى اللَّهِ ۖ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۞ إِن يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ

اللہ تعالیٰ کے اور اللہ ہی غنی ہے سب خوبیوں والا ہے اگر وہ چاہے تو تم سب کو دور کر دے اور لے آئے

الوہیت (رحمن، رحیم) سب کا مفہوم یکساں ہے یہی وہ بت ہیں کہ تم پوجا کرتے ہو معلوم ہوا کہ یہ بت جنوں اور ان کے پجاریوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ قطمیر: سابقة رقيقة على النواة۔ (وحیدی) وہ باریک پردہ جو گٹھلی پر ہوتا ہے

ف۱۴ مشرکین کے معبودوں کی بے بسی کا اظہار بیان ہے کہ یہ بے جان مورتیاں تو قطمیر (یعنی گٹھلی کے چھلکے) کی بھی مالک نہیں اور الغرض اگر ان کی بات ہو تو یہ تمہاری کیا مشکل حل کر سکتی ہیں۔ تمہاری پکار سمجھ ہی نہیں سکتیں۔ جب ان کے پاس سرے سے کوئی اختیار ہی نہیں کوئی طاقت ہی نہیں۔ قیامت کے دن جنہیں معبود بنایا گیا تھا وہ صاف انکار کر دیں گے اور کہیں گے کہ ہم نے ان کو اپنی عبادت کرنے کا حکم دیا اور نہ ہی ہمارا ان کا باہمی کوئی تعلق تھا علاوہ ازیں کہتے ہیں کہ بت تو اس کا جواب ہی نہ دیں گے کہ وہ بے جان ہیں سن سکتے ہیں نہ بول سکتے ہیں، لیکن جو کہ جن اور فرشتے کہ اللہ تعالیٰ کے کہنے سے بولا جاتا ہے ہیں وہ اس سے جواب نہیں دیں گے کہ ان کا جواب ہمیں معلوم ہی کیا تھا کہ وہ بڑے ہی سے الگ تھے پس وہ ایسے لوگوں کو زیادہ کیوں جواب دیں گے وہ تو ان پر بڑی تہمت لگاتے تھے۔ وکیف یجیبون وهم غافلون عنهم وعن عبادتهم (فتح، روح المعانی)

معلوم ہوا کہ یہاں ان لوگوں کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سا اور معبود مانتے تھے ان بے بختوں کی روحانی نفسی کا یہ حال ہوگا

ف۱۵ اسے مخاطب ۔ یہ صحیح حالات سے تجھیں آگاہ کیا جا رہا ہے اور آگاہ کرنے والا وہ رب ہے جو کہ ظاہر و باطن ہر چیز کی حقیقت سے بخوبی واقف ہے اب تو خود ہی سوچ لے کہ کوئی اور بھی ہستی ہے جو اس خبیر علیم کی طرح حقائق اور صداقت سے تجھ کو اس طرح آگاہ کر سکتی ہے ہرگز نہیں۔ معلوم ہوا یہاں ہے ، ولا ینبئک ای لا یخبرک بالامر مخبر مثل خبیر (مظہری)

ف۱۶ اے لوگو! تم اپنے وجود میں، بقا میں اپنی نشوونما میں غرضیکہ زندگی کے ہر معاملے میں ہر قدم پر اس کے فضل و کرم کے محتاج ہو اگر وہ ایک لمحہ بھی اپنی نگاہ رحمت پھیر لے تو تمہیں ہوش آجائے تم سب اس کے محتاج ہو اور وہ بے نیاز ہے کوئی اس کی تعریف نہ کرے تب بھی وہ سب خوبیوں والا ہے۔

جَدِيْدٍ ۝ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۝ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ

ایک نئی مخلوق اور یہ بات اللہ تعالیٰ پر کچھ دشوار نہیں اور نہیں اٹھائے گا کوئی گنہگار کسی دوسرے

اُخْرٰى ۭ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ

کا بوجھ ف۱ اور اگر بلائے گا کوئی بوجھ سے لدا ہوا کسی کو اپنا بوجھ اٹھانے کیلئے تو نہ اٹھایا جائے گا اس سے کچھ بھی اگرچہ

كَانَ ذَا قُرْبٰى ۭ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا

کوئی قریبی رشتہ دار ہی ہو ف۲ آپ صرف ان لوگوں کو ڈرا سکتے ہیں جو اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں اور جنہوں نے قائم رکھا

ف۱ وازرۃ صفت ہے اس کا موصوف نفس محذوف ہے اس کا مطلب ہے لا تحمل نفس آثمۃ اثم نفس اخری (قرطبی) یعنی کوئی گنہگار جو پہلے ہی گناہوں کے بوجھ تلے دبا ہوا ہے وہ کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ کیونکر اٹھا سکتا ہے۔ سورۃ عنکبوت کی آیت ہے: وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ وہ اپنے بوجھ بھی اٹھائیں گے اور اپنے بوجھ کے علاوہ اور بوجھ بھی اٹھائیں گے۔ اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ دونوں آیتیں متضاد ہیں کیونکہ سورۃ عنکبوت میں جن لوگوں کا ذکر ہے وہ وہ لوگ ہیں جو کفر و ضلال کے سرغنے تھے خود بھی گمراہ تھے اور دوسروں کو بھی راہ حق سے ہٹاتے تھے انہیں گمراہی میں مبتلا کرنا ان کا مشغلہ تھا۔ ایسے لوگوں پر دوہرا بوجھ ہوگا ایک اپنی بداعمالیوں کا اور دوسرا ان بداعمالیوں کا جن کی انہوں نے دوسرے لوگوں کو ترغیب دی۔ یہ دوسروں کو گمراہ کرنے کے وبال کا بوجھ ان کی گردن پر ہوگا گویا یہ بوجھ بھی ان کا اپنا ہے کیونکہ گمراہ کرنا بھی انہیں کا فعل ہے۔

ف۲ پہلے جملہ کی مزید توضیح کی جا رہی ہے۔ مثقلۃ: وہ نفس جو گناہوں سے بوجھل ہو۔ یہ لفظ [illegible] کے لیے مستعمل ہوتا ہے۔ (قرطبی)۔ ای نفس مثقلۃ بالاوزار۔ حمل: ما کان علی الظہر۔ اس بوجھ کو کہتے ہیں جو پیٹھ پر لادا جائے اور جو پیٹ میں یا درختوں کی شاخوں پر ہو اسے حمل کہتے ہیں۔ والحمل حمل المرأۃ والنخلۃ (قرطبی)۔

حضرت فضیل بن عیاض سے منقول ہے اس سے مراد وہ عورت ہے جس نے بچے جنے ہوں گے اس دن بیٹے کو پکڑ کر کہے گی: یا ولدی، الم یکن بطنی لک وعاء، الم یکن ثدیی لک سقاء، الم یکن حجری لک وطاء۔ فیقول بلی یا اماہ۔ اے میرے بیٹے! کیا میرا پیٹ تیرے لیے قرار گاہ نہ تھا، کیا میری چھاتیاں تیرے لیے مشکیزہ نہ تھیں، کیا میری گود تیرے لیے آرام کی جگہ نہ تھی؟ وہ کہے گا ہاں میری ماں ہاں!

فتقول یا بنی قد اثقلتنی ذنوبی فاحمل عنی منها ذنبا واحدا۔ فیقول الیک عنی یا اماہ فانی بذنبی عنک مشغول (قرطبی)۔ پھر وہ کہے گی میرے بیٹے میرے گناہوں نے میری کمر توڑ دی ہے مجھ سے صرف ایک گناہ تو اٹھا

ٱلصَّلَوٰةَ ۚ وَمَن تَزَكَّىٰ فَإِنَّمَا يَتَزَكَّىٰ لِنَفْسِهِۦ ۚ وَإِلَى ٱللَّهِ ٱلْمَصِيرُ ﴿١٨﴾

ہیں نماز ۲۲ اور جو پاکیزگی اختیار کرتا ہے سو وہ اپنے ہی بھلائی کے لیے پاکیزگی اختیار کرتا ہے ۲۳ اور اللہ کی طرف

وَمَا يَسْتَوِى ٱلْأَعْمَىٰ وَٱلْبَصِيرُ ﴿١٩﴾ وَلَا ٱلظُّلُمَٰتُ وَلَا ٱلنُّورُ ﴿٢٠﴾ وَ

ہی لوٹنا ہے۔ اور یکساں نہیں ہے اندھا اور بینا۔ اور نہ اندھیرے اور نور اور

لَا ٱلظِّلُّ وَلَا ٱلْحَرُورُ ﴿٢١﴾ وَمَا يَسْتَوِى ٱلْأَحْيَآءُ وَلَا ٱلْأَمْوَٰتُ ۚ إِنَّ

نہ یکساں ہے سایہ اور تیز دھوپ۔ اور نہ یکساں ہیں زندے اور مردے ۲۴ بیشک

وہ کہ اس روز سب خود اپنے گناہوں میں مشغول ہوں گے تیری طرف توجہ نہیں کر سکتے۔

اس آیت پاک اور اس روایت سے مطلق شفاعت کا انکار کرنا تعصب کے سوا کچھ نہیں۔ قیامت کے دن جب ماں باپ اپنے بیٹے کو بخشوانے کا حق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ہوگا اور آپ اپنی امت کے گنہگاروں کی بخشش کے لیے بے قرار ہوں گے نصیب ہوگی۔ اسی طرح دیگر انبیاء و اولیاء و علماء و صالحین اپنے اپنے درجہ کے مطابق شفاعت کریں گے۔

آیت کے الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ یہاں ایسے لوگ جو خود گناہوں کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہوں گے جنھوں نے اپنی ساری عمر دولت ہی میں بسر کی ہوگی۔ جنھوں نے اس دنیا میں حضور کی شفاعت کا انکار کر کے اپنے آپ کو شفاعت کبریٰ سے محروم کر دیا ہوگا یہاں ایسے لوگوں کا ذکر ہو رہا ہے۔ نیز انبیاء و اولیاء کی شفاعت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ گنہگاروں کے گناہ اٹھا کر بوجھ برداشت کریں گے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ ان کی بخشش کے لیے دعا کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی دعا کی برکت سے ان کے گناہ معاف کر دے گا اور گنہگاروں کا بوجھ سے واسطہ ہی نہیں رہے گا۔

۲۲ حضور نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اگرچہ سب کو آخرت کے عذاب سے ڈرانے کے لیے سب مخلوق کی طرف مبعوث ہوئے تھے لیکن جنہوں نے اس تنبیہ سے فائدہ اٹھایا وہ خوش نصیب تھے انہی کا ذکر اس آیت میں کیا جا رہا ہے۔

۲۳ جو شخص اپنے دامن کو گناہوں سے پاک کرتا ہے تقویٰ اور پارسائی کی زینت سے آراستہ ہوتا ہے کسی پر کوئی احسان نہیں کرتا بلکہ اسی میں سراسر اس کا اپنا بھلا ہے۔ اس کے مراتب بلند ہوں گے اور اس کی نیکیاں سب آخرت میں نفع بخش بن جائیں گی۔

۲۴ ان آیات میں ذرا غور فرمائیے

اعمیٰ سے مراد کافر۔ بصیر سے مراد مومن۔ ظلمت سے مراد باطل۔ نور سے مراد حق۔ ظل (سایہ) سے مراد ثواب۔ حرور (دھوپ گرم) سے مراد عقاب ہے۔ اسی طرح احیاء سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے دل بیدار ہیں جن کی آنکھیں نور حق کو دیکھ سکتی ہیں جن کے کان آواز حق کو سن سکتے ہیں اور اموات سے مراد وہ بدنصیب ہیں جن کی ظاہری اور باطنی

اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴿٢٢﴾ اِنْ اَنْتَ

اللہ تعالیٰ سناتا ہے جس کو چاہتا ہے اور آپ نہیں سنا سکتے انہیں جو قبروں میں پڑے ہیں [illegible] نہیں ہیں آپ

اِلَّا نَذِيْرٌ ﴿٢٣﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۭ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ

مگر بروقت ڈرانے والے۔ ہم نے آپ کو بھیجا ہے حق کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور بروقت ڈرانے والا اور کوئی امت ایسی

اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ﴿٢٤﴾ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ

نہیں جس میں کوئی ڈرانے والا نہ گزرا ہو۔ اور اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلاتے ہیں تو (کوئی تعجب نہیں) جھٹلایا تھا

[illegible]

یہاں سماع سے مراد فقط سننا نہیں بلکہ ایسا سننا جو ہدایت پذیری کا سبب بن جائے جس کے بعد انسان کفر کے اندھیرے سے نکل کر ہدایت کی روشنی کی طرف آ جائے۔ ای المراد یسمع من یشاء سماع تدبر وقبول لآیاته عز وجل

یہاں بھی سماع سے مراد مطلق سننا نہیں بلکہ وہ سننا ہے جس کا ذکر پہلی آیت میں گزر چکا ہے۔ [illegible] علامہ قرطبی اس کا مفہوم بیان کرتے ہیں: [illegible]

[illegible]

[illegible]

قَبْلِهِمْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ

جو ان سے پہلے تھے۔ تشریف لائے تھے ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں اور صحیفے اور روشن کتاب لے کر ش پھر

اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۲۶﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ ع

ان کی گرفت کی جنہوں نے کفر کیا، تو کیسا سخت تھا میرا عذاب ش کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ۭ وَمِنَ

آسمان سے پانی پھر ہم نے نکالے اس سے طرح طرح کے پھل جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں ش

الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ﴿۲۷﴾

پہاڑوں سے بھی رنگ برنگ قطعے ہیں کوئی سفید کوئی سرخ مختلف رنگوں میں اور کوئی شوخ اور کوئی مدھم اور بعض بہت سیاہ رنگ

جس طرح احادیث کثیرہ میں مذکور ہے۔ نیز ان آیات میں غور کرو۔ یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ نیز وما ارسلناک الا کافۃ للناس۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس رشد و ہدایت کے لئے تمام بنی نوع انسان کے لیے تشریف لائے ہیں تو اب کسی اور رسول کی گنجائش نہیں رہی۔

ش اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دے رہے ہیں۔

ش اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بوقلمونی کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔ ایک زمین ہے، ایک ہی پانی لیکن پھلوں کی قسمیں گنی نہیں جا سکتیں۔ رنگ، ذائقہ، بو سب کی الگ الگ خصوصیات و اثرات ہیں، ایک دوسرے سے یکسر جدا۔ اس کمال میں بھی بڑی حکمت بالغہ کی کتنی نشانیاں ہیں۔

ش مختلف پہاڑوں کی بناوٹ، ان کی بلندی و پستی میں قدرت ذوالجلال کے عجیب و غریب نظارے ہیں۔ نیز ان کے رنگوں کو ملاحظہ فرمائیے۔ کہیں تو بالکل سفید دودھ کی طرح ہے، کہیں رنگت سرخ ہے اور سرخی بھی ایک جیسی نہیں، اس میں بھی کئی رنگ ہیں۔ کوئی ہلکا سرخ، کہیں گہرا عنابی، کہیں گلابی اور کہیں سیاہ ہے تو ایسا سیاہ کہ بس حد ہی ہو گئی۔ جدد کا معنی طرق راستے بھی کیا گیا ہے یعنی پہاڑوں کا اپنا رنگ ہے لیکن ان کی گھاٹیوں میں سے جو راستے گزرتے ہیں ان کی رنگتیں بھی مختلف ہیں۔ وهي مسالك من الطرق في الجبل، اور بعض نے جدد کا معنی قطع ٹکڑے کیا ہے یعنی پہاڑوں کے مختلف حصوں کے مختلف رنگ ہیں۔ جدد، قطع من قولك جددت الشئ اذا قطعته۔ یعنی جب کسی چیز کا ٹکڑا کیا جائے تو کہتے ہیں جددتہ۔

وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَٰلِكَ

اور انسانوں اور چارپایوں اور جانوروں کے رنگ بھی اسی طرح جدا جدا ہیں ہے

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَٰٓؤُا۟ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ ﴿٢٨﴾

اللہ کے بندوں میں سے صرف علم ہی رکھنے والے اس سے ڈرتے ہیں بیشک اللہ تعالیٰ سب پر غالب بہت بخشنے والے ہیں

پہاڑوں کے مختلف رنگوں کی طرف خصوصی طور پر توجہ کر کے ان سے ہدایت کا سبق لانے کی ترغیب دی گئی ہے۔ جو ان کے نقشوں میں موجود ہیں اور مختلف [illegible] تحقیق کی طلب علماء کے لیے [illegible] مختلف رنگتیں ان معدنی عناصر کا پتہ بتا رہی ہیں [illegible] تک پیسٹ کر رہی [illegible] اپنی کتب [illegible] میں سمجھتے ہیں۔

عرب میں غرابیب ای شدید السواد یعنی سخت سیاہ

[illegible] قدرت کی ندرت [illegible] انسانوں [illegible] رنگ [illegible] ہیں۔ [illegible] ہوتی ہیں [illegible] مختلف [illegible] ہیں اسی طرح [illegible] مختلف [illegible] کر رہی ہیں [illegible] کائنات کے [illegible] ہے جس نے ان کو ایسے عجیب طریقے سے بنایا ہو۔

[illegible] اللہ تعالیٰ کی [illegible] وقت [illegible] سے [illegible] جو [illegible] ہیں [illegible] اللہ تعالیٰ کی عظمت [illegible] یقین کی منزل تک پہنچ [illegible] وہاں سے حق الیقین کی منزل [illegible] دور نہیں [illegible] حق الیقین کی [illegible] نصیب ہوگی [illegible] حقیقت کیا ہے اس کے بعد چند اقوال ملاحظہ ہوں۔

۱۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا لیس العلم عن کثرۃ الحدیث ولکن العلم عن کثرۃ الخشیۃ

ترجمہ: زیادہ باتیں بنانا علم نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ سے خشیت والے علم رکھتے ہیں۔

۲۔ امام مالک فرماتے ہیں: ان العلم لیس بکثرۃ الروایۃ وانما العلم نور یجعلہ اللہ فی القلب

ترجمہ: بکثرت روایت کرنے کا نام علم نہیں بلکہ علم ایک نور ہے جسے اللہ تعالیٰ کسی دل میں ڈال دیتا ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا

بیشک جو لوگ ذوق و شوق سے تلاوت کرتے ہیں اللہ کی کتاب کی اور نماز قائم کرتے ہیں اور خرچ کرتے ہیں اس

رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿۲۹﴾ لِيُوَفِّيَهُمْ

مال سے جو ہم نے ان کو دیا ہے در پردہ بھی اور علانیہ بھی وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو ہرگز نقصان والی نہیں ہوگی تاکہ اللہ

اُجُوْرَهُمْ وَ يَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۳۰﴾ وَ الَّذِيْٓ

انہیں پورا پورا اجر عطا فرمائے اور مزید اضافہ کرے ان کے اجر میں اپنے فضل سے بیشک وہ بہت بخشنے والا (اور) قدر دان ہے اور جو

۳- مجاہد فرماتے ہیں: انما العالم من خشی اللہ عزوجل۔ ترجمہ: عالم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ عزوجل سے ڈرتا ہے۔

۴- ربیع بن انس کا ارشاد ہے: من لم یخش اللہ تعالیٰ فلیس بعالم

ترجمہ: جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں وہ عالم نہیں۔

۵- حضرت ابن مسعود سے ایک قول مروی ہے: کفیٰ بخشیۃ اللہ تعالیٰ علما وبالاغترار جھلا۔

ترجمہ: اگر دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہو جائے تو انسان کے لیے اتنا علم ہی کافی ہے اور اس سے بڑی جہالت اور کوئی نہیں کہ انسان خدا سے مغرور رہے۔

۶- سعد بن ابراہیم سے پوچھا گیا کہ اس شہر میں سب سے بڑا فقیہ کون ہے؟ فرمایا: جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔

من افقہ اھل المدینۃ قال اتقاھم لربہ عزوجل

۷- سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا یہ ارشاد گرامی آب زر سے لکھنے کے قابل ہے:

"ان الفقیہ حق الفقیہ من لم یقنط الناس من رحمۃ اللہ ولم یرخص لھم فی معاصی اللہ تعالیٰ ولم یؤمنھم من عذاب اللہ تعالیٰ ولم یدع القرآن رغبۃ عنہ الی غیرہ"

ترجمہ: یعنی صحیح معنوں میں فقیہ اور عالم وہ ہے جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ کرے اور خدا کی نافرمانی پر انہیں جری نہ کرے۔ خدا کے عذاب سے انہیں بے خوف نہ کرے اور قرآن کے بغیر اسے کوئی چیز اپنی طرف راغب نہ کر سکے۔ (قرطبی)

۲۹ یعنی یہ لوگ ایسی تجارت کر رہے ہیں جس میں نفع ہی نفع ہے جس میں خسارے اور گھاٹے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

۳۰ ایسے پاکباز لوگوں کو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال حسنہ کا پورا پورا اجر عطا فرمائے گا اور صرف اسی پر بس نہیں بلکہ ویزیدھم من فضلہ۔ انہیں اپنے فضل و کرم سے مزید بخشے گا۔ اس مزید کا اندازہ کون لگائے اس کو کس ترازو سے تولا جائے اور

اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۗ

کتاب جو ہم نے وحی کی ہے آپ کی طرف یہی ہے وہی برحق ہے وہ تصدیق کرتی ہے پہلی کتابوں کی

اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ۝ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ

بیشک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے سب احوال سے خوب آگاہ اور دیکھنے والا ہے پھر ہم نے وارث بنایا اس کتاب کا ان کو

اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ

جنہیں ہم نے چن لیا اپنے بندوں سے۔ پس بعض ان میں سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض درمیانہ رو ہیں

وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۗ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۝

اور بعض سبقت لے جانے والے ہیں نیکیوں میں اللہ کی توفیق سے بیشک یہی اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل وکرم ہے

کسی [illegible] سے [illegible] ہو جائے، وہ شکور بھی ہے [illegible] عمل تھوڑا بھی ہو [illegible] اس پر ثواب عطا فرمایا کرتا ہے۔ یقبل القلیل من العمل الخالص [illegible] (قرطبی)

۳۱ اس آیت میں بھی حضور کی رسالت کی دلیل ہے۔ [illegible] یہ کتاب حق ہے جو پہلی کتابیں [illegible] ان کی تصدیق کرتی ہے اگر اس کتاب کے [illegible] تو [illegible] پہلی کتابوں کی طرح بعد میں نازل ہونے والی کتابوں کی بھی تصدیق کرتی ہے

۳۲ علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس سے اس آیت کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے:

هم امة محمد صلى الله تعالى عليه وآله وسلم [illegible] امت ہے۔ اس امت میں ایک گروہ وہ ہے [illegible] اور بعض وہ ہیں [illegible] اور بعض گروہ [illegible] اور تیسرا گروہ [illegible] نیکی کے کام میں سب سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ [illegible] اس آیت کی یہ تفسیر [illegible] علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کی ہے۔

هم امة محمد صلى الله تعالى عليه وآله وسلم [illegible] ظالمهم يغفر له ومقتصدهم يحاسب حسابا يسيرا وسابقهم

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ

سدا بہار باغات جن میں وہ داخل ہوں گے پہنائے جائیں گے انہیں وہاں سونے کے کنگن اور

لُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿٣٣﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ

موتیوں کے بھی اور ان کی پوشاک وہاں ریشمی ہوگی۔ اور عرض کریں گے سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے

عَنَّا الْحَزَنَ ۭ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُۨ ﴿٣٤﴾ الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ

دور کر دیا ہم سے غم و اندوہ یقیناً ہمارا رب بہت بخشنے والا بڑا قدردان ہے جس نے ہمیں بسایا ہے ہمیشہ رہنے کے گھر میں اپنے فضل

مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ﴿٣٥﴾

و احسان سے۔ نہ چھوئے گی ہمیں یہاں کوئی تکلیف اور نہ چھوئے گی ہمیں یہاں کوئی تھکن ۳۵

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَ

اور جنہوں نے کفر کیا ان کے لیے دوزخ کی آگ ہے نہ ان کی قضا آئے گی کہ وہ مر جائیں اور

یدخلون الجنۃ بغیر حساب۔

ترجمہ کر اس آیت میں تین گروہوں کا ذکر ہے جو امت محمدیہ ہیں ان میں جو گنہگار ہیں ان کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جو درمیانہ رو ہیں ان سے آسان حساب لیا جائے گا۔ جو سابقین ہیں ان کو بغیر حساب کے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

ف قرآن مجید کا وارث بنانا اور پھر ان میں ایسے گروہ کا پیدا کرنا یہ اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا فضل و کرم ہے جو اس کریم نے فرمایا ہے

ف ان آیات میں اس انعام و اکرام کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر فرمائے گا۔

چند الفاظ: اساور: سوار کی جمع ہے کنگن جو کلائیوں میں پہنے جاتے ہیں۔ الحزن: غم و اندوہ

فکر۔ نے حزن کی وضاحت کی ہے: خوف، اندوہ، ہر قسم کی تکالیف، خوف، روزی کی فکر، (مظہری)

یعنی گناہوں اور خطاؤں کا ڈر اور عیبوں کے مشہور ہونے کا اندیشہ

دار المقامۃ: دار الاقامۃ، مقامہ، مصدر میمی ہے۔ دار الاقامۃ کا معنی ٹھہرنے کی جگہ۔ نصب: تعب، تھکاوٹ

لغوب: تکان، ماندگی، تعب، تکلیف، مشقت کے بعد جو اضمحلال اور سستی پیدا ہو جاتی ہے۔

لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِنْ عَذَابِهَا كَذٰلِكَ نَجْزِي كُلَّ كَفُورٍ ﴿٣٦﴾ وَهُمْ

ہلکا کیا جائے گا ان سے دوزخ کا عذاب ۔ اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں ہر ناشکرے کو ۔ اور وہ

يَصْطَرِخُونَ فِيهَا رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا

اس میں چیختے چلاتے ہوں گے اور فریاد کریں گے، اے ہمارے رب! ہمیں یہاں سے نکال ہم نیک عمل کریں گے ایسے

نَعْمَلُ أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ

نہیں جیسے ہم پہلے کیا کرتے تھے (جواب ملے گا) کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی جس میں نصیحت حاصل کرنا چاہتا کر سکتا اور [illegible]

فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَصِيرٍ ﴿٣٧﴾ إِنَّ اللّٰهَ عَالِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ

[illegible]

وَالْأَرْضِ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٣٨﴾ هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ

[illegible]

۳۶ پچھلی آیات میں ایمان اور عمل کے ثمرات جنت کا حال بیان کیا گیا اب کفار کے حالات کا ذکر ہو رہا ہے۔ [illegible] علیھم [illegible] اس وقت وہ تمنا کریں گے کاش موت ہی آجائے اور اس سے ہماری جان چھوٹ جائے لیکن انہیں موت نہ آئے گی اور نہ عذاب میں تخفیف ہوگی۔ ہمیشہ اسی طرح اپنے کئے اور ناشکری کی سزا بھگتتے رہیں گے۔

۳۷ [illegible] دوزخ سے نکالے جانے کی درخواست کریں گے اور وعدہ کریں گے کہ اگر [illegible] ہم نیک کام کریں گے۔ انہیں کہا جائے گا کہ اب ایسی باتیں کرنے کا کیا فائدہ ہے۔ [illegible]

خلٰٓئف في الارض فمن كفر فعليه كفره ولا يزيد الكٰفرين

[illegible] جانشین بنایا زمین میں پس جس نے کفر کیا تو اس کے کفر کا وبال اسی پر ہوگا اور نہیں بڑھائے گا [illegible]

كفرهم عند ربهم الا مقتا ولا يزيد الكٰفرين كفرهم الا

[illegible] ان کا کفر ان کے رب کی جناب میں مگر ناخوشی [illegible] اور نہیں بڑھائے گا کافروں کو ان کا کفر مگر [illegible]

خسارا ﴿٣٩﴾ قل ارءيتم شركآءكم الذين تدعون من دون الله

خسران۔ کہہ دے ف آپ ذرا بتاؤ کیا تم نے دیکھے ہیں اپنے شریک جنہیں تم پکارتے ہو اللہ کے سوا

اروني ماذا خلقوا من الارض ام لهم شرك في السمٰوٰت ام

مجھے بھی تو دکھاؤ زمین کا کون سا حصہ ہے جو انہوں نے بنایا ہے یا ان کی کوئی شرکت ہے آسمانوں کی تخلیق میں یا ہم نے

اٰتينٰهم كتٰبا فهم على بينٰت منه بل ان يعد الظٰلمون بعضهم

انہیں کوئی کتاب دی ہو اور وہ اس کی روشن دلیل پر ہوں [illegible] بلکہ یہ ظالم ایک دوسرے کے ساتھ

[illegible]

ف [illegible]

[illegible]

ف [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ

[illegible]

وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا

[illegible]

غَفُوْرًا ۝ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ

[illegible]

لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِلَّا نُفُورًا ﴿٤٢﴾ اسْتِكْبَارًا فِي الْأَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۚ وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ

تو ہے ، صرف اضافہ ہوا ان کی نفرت کا [illegible] غرور کرنے لگے زمین میں اور مکروہ سازشیں کرنے لگے اور نہیں گھیرتی مکروہ

السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ ۚ فَهَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ ۚ فَلَن تَجِدَ

سازش بجز سازشیوں کے پس کیا یہ لوگ انتظار کر رہے ہیں کہ ان کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے جو پہلوں سے ہوا [illegible]

لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۖ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا ﴿٤٣﴾ أَوَلَمْ يَسِيرُوا

الٰہی بدلتے ہیں تو آپ نہیں پائیں گے قانون قدرت میں کوئی تبدیلی اور آپ نہیں پائیں گے قانون الٰہی میں کوئی تغیر ۔ کیا یہ لوگ چلے پھرے نہیں

ہدایت قبول کی ان سے بھی ہاری سے بڑھ جائیں گے اور کوئی قوم راست بازی اور حق پرستی میں بھی ہماری ہمسر نہیں ہوگی

[illegible] کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابو حیان لکھتے ہیں

[illegible]

ف اور جب وہ نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تشریف لے آیا جس کی عظمت رسالت اور ہدایت کے انوار تاریکیوں کو شکست دینے لگے تو یہ [illegible] انہوں نے مخالفت شروع کر دی اور دین حق [illegible] وہ اپنی قسمیں بھول گئے [illegible] اور آج وہ کیا گل کھلا رہے ہیں اور اپنے عہد بیان کر رہے ہیں۔

ف اس آیت کا پہلی آیت سے کیا تعلق ہے۔ اس کے متعلق علماء کے مختلف اقوال ہیں بعض نے [illegible] اور بعض نے [illegible] لیکن سب سے زیادہ احسن یہ ہے کہ یہ [illegible] مَا زَادَهُمْ إِلَّا نُفُورًا [illegible] وَمَكْرَ السَّيِّئِ [illegible] جب وہ [illegible] اس کی اطاعت [illegible] کے بجائے وہ اس سے نفرت کرنے لگے [illegible] اور اس کے خلاف [illegible] سازشیں شروع کر دیں

ف حاق یحیق کا معنی ہے [illegible] یہ سازشیں تو اسلام کے خلاف کرتے تھے لیکن اس سازش کا وبال خود ان پر پڑا [illegible] اسلام کے خلاف [illegible] حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی شان کو [illegible] حضور کی عظمت [illegible]

ف [illegible] انہیں [illegible] سے باز نہیں آتے

فِی الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْٓا

نہیں کی زمین میں تاکہ وہ دیکھ لیتے کہ کیسا ہوا انجام ان لوگوں کا جو ان سے پہلے گزر چکے حالانکہ وہ

اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ

قوت و طاقت میں ان سے کہیں زیادہ تھے ف اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ ایسا کہ عاجز کر دے اسے کوئی چیز آسمانوں میں

وَلَا فِي الْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ۝ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ

اور نہ زمین میں بے شک وہ سب کچھ جاننے والا ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے ف اور اگر اللہ تعالیٰ پکڑنے لگے لوگوں کو

بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰي ظَهْرِهَا مِنْ دَاۗبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ

ان کے کرتوتوں کے باعث تو نہ چھوڑے روئے زمین کی پشت پر کسی جاندار کو لیکن ان کی مہلت دیتا ہے، وہ ڈھیل دیتا ہے

مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَاۗءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ۝

ایک مقررہ مدت تک پس جب آجائے گی ان کی میعاد تو بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خوب دیکھ رہا ہے ف

ع ۱۷

کیا یہ اس بات کے منتظر ہیں کہ ان پر بھی ایسا عذاب نازل ہو جو ان سے پہلے گزری ہوئی سرکش قوموں پر نازل ہوا تھا۔ اگر ان کی یہی حالت رہی تو یقیناً ان کا بھی یہی انجام ہوگا کیونکہ ہر دور کے مجرموں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا برتاؤ ایسا ہی ہوتا ہے جیسا اللہ تعالیٰ کی سنت کو کوئی بدل نہیں سکتا۔

ف گزشتہ تباہ شدہ قوموں کے کھنڈرات پر وہ سفر کرتے ہیں ان کو سامان عبرت سامنے ہی ہے اگر یہ لوگ آنکھیں کھول کر دیکھیں تو وہ کافی ہے۔ وہ لوگ قوت دولت اور وسائل میں اہل مکہ سے کہیں زیادہ تھے۔ عذاب الٰہی سے وہ اپنا بچاؤ نہ کر سکے۔ ان کا انجام کیا حقیقت ہے ف عجز کا اصل معنی ہے کسی چیز سے تنگ ہونا۔ یہاں مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو زمین اور آسمان یا زمین میں بسنے والی کوئی چیز خواہ وہ کتنی بڑی طاقت کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتی۔ اس کے علم اور اس کی قدرت کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ہے۔

ف عذاب دینے میں اللہ تعالیٰ عجلت اور جلد بازی نہیں کرتا۔ ورنہ اپنے کرتوتوں کی وجہ سے کوئی بھی سلامت نہ رہتی لیکن وہ بڑا حلیم اور بڑا کریم اور رحیم ہے۔

اللّٰھم ربنا لک الحمد و لک الشکر و صل علی نبیک و حبیبک و حبیب سیدنا و مولانا

محمد افضل الصلوات وازكى التسليمات واطيب التحيات واسنى البركات
وعلى آله واصحابه وازواجه وامته اجمعين۔

رب اوزعني ان اشكر نعمتك التي انعمت علي وعلى والدي وان
اعمل صالحا ترضه واصلح لي في ذريتي اني تبت اليك واني من المسلمين
اللهم آمين بجاه طٰهٰ ويٰس عليه الصلوة والسلام۔

محمد کرم شاہ

نظر ثانیہ	
وقت الاشراق	صلوۃ الظہر
یوم الاحد	یوم الخمیس
۱۷ رجب ۱۳۹۲ھ	۱۲ رجب ۱۳۹۱ھ
۲۷ اگست ۱۹۷۲ء	۲ ستمبر ۱۹۷۱ء

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سورۂ یٰسٓ

نام : اس سورۂ مبارکہ کا نام یٰسٓ ہے جو اس کی پہلی آیت ہے۔ اس میں پانچ رکوع، تراسی آیات، کلمات سات سو انتیس اور حروف تین ہزار۔

ترمذی کی حدیث شریف میں ہے کہ ہر چیز کے لیے قلب ہے اور قرآن کا قلب یٰسٓ ہے۔ ابو داؤد کی حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے اموات پر یٰسٓ پڑھو اس لیے قریب موت حالت نزع میں مرنے والے کے پاس یٰسٓ پڑھی جاتی ہے۔ (خزائن العرفان)

زمانۂ نزول : مضامین میں غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سورت اس وقت نازل ہوئی جب کفار بڑی شدت اور پوری قوت سے اسلام کی تعلیمات کا انکار کرنے لگے تھے اور اسلامی دعوت اپنے فطری حسن و جمال کے باعث سعادت مند لوگوں کو اپنی طرف تیزی سے کھینچنے لگی تھی۔ اسلام کی روز افزوں مقبولیت سے مشرکین گھبرا گئے تھے۔

مضامین : اس میں اسلامی دعوت کے تین بنیادی اصولوں پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے یعنی توحید، رسالت اور قیامت۔ سب سے پہلے حضور کی رسالت کو قرآن کی قسم کھا کر بیان کیا گیا اور یہ بھی بتا دیا کہ آپ صراط مستقیم پر ہیں۔

مدت دراز سے سرزمین عرب فیض نبوت سے محروم چلی آ رہی تھی۔ صدیاں بیت گئی تھیں اس علاقہ میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا تھا۔ جو صدیوں تک گمراہ رہنے کے باعث فہم و فکر کی قوتیں بانجھ ہو گئیں اس لیے انہوں نے حضور پر ایمان لانے سے انکار کر دیا۔ ان کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لیے ایک تباہ شدہ بستی کا حال انہیں سنایا گیا۔ انہیں بتایا کہ اس بستی کے رہنے والوں نے اپنے رسولوں کو جھٹلایا تھا اور وہ برباد ہو گئے تھے تم ان کی روش اختیار نہ کرو۔ اس ضمن میں ایک مرد مومن کا تذکرہ بھی آ گیا ہے جس کی قوت ایمانی اور جذبۂ جانفروشی آج بھی ہمارے مردہ دلوں کو نئی زندگی بخش رہا ہے۔

اس کے بعد یکے بعد دیگرے اپنی قدرت اور حکمت پر بڑے ہی دلائل پیش فرمائے۔ بنجر زمین پر کون مینہ برساتا ہے کس کے حکم سے غذائی اجناس اور رنگ برنگ کے پھل بکثرت پیدا ہوتے ہیں۔ سورج اور چاند کے طلوع و غروب اور ان کی مقررہ رفتار کی طرف متوجہ کیا اور بتایا کہ سب اپنے اپنے مدار میں محو خرام ہیں نہ کبھی ان کی رفتار کم ہوتی ہے اور نہ کوئی اپنے مقررہ وقت سے ایک لمحہ بھر پیچھے ہوا ہے اور نہ کبھی کسی نے آگے گزرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ بے پایاں نظم و نسق اس حکیم

سے کس کی تدبیر سے مصروف عمل ہے۔ دریاؤں اور سمندروں میں کشتیاں کس کے حکم سے سامان اور مسافروں کو اٹھائے ہوئے ایک ملک سے دوسرے ملک کو جا رہی ہیں۔

انسان جس کی تخلیق ایک قطرہ آب سے کی گئی ہے وہ کس ڈھٹائی سے قیامت کا انکار کرتا ہے اور وقوع قیامت پر شبہات و اعتراضات کے انبار لگا دیتا ہے۔ وہ پوچھتا ہے کہ ان بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا۔ اے حبیب! آپ اس ناسپاس کو بتا دیجئے وہی جس نے انہیں پہلے زندگی بخشی تھی وہی جس کے امر کن سے یہ جہان رنگ و بو معرض وجود میں آگیا۔ وہی جس کے دست قدرت میں زمین و آسمان کی حکومت ہے جو ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ وہی قیامت کے دن تمہیں قبروں سے زندہ کر کے اٹھائے گا اور جواب دہی کے لیے اپنی عدالت میں پیش کرے گا۔

اس سورت میں دو چیزیں آپ کی خصوصی توجہ کی مستحق ہیں۔ آیت ۴۷ میں سرمایہ دارانہ ذہنیت کو بے نقاب کیا گیا ہے کہ جب انہیں اپنے ان مصیبت زدہ بھائیوں کی مدد کرنے کی دعوت دی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے رزق نہیں دیا ہم کیوں ان کو رزق دیں وہ خود ان کی ضروریات کو پورا کرنے والا۔ درحقیقت ان کا یہ جواب محض اپنی کنجوسی اور بخل پر پردہ ڈالنے کی ایک بھونڈی کوشش ہے مگر وہ ایسے ہی رہتی فضا میں تربیت کیسے معاشرہ میں وہ کسی ضابطہ اور قانون کی پابندی کو بھی گراں سمجھتے ہیں۔ دولت کے لالچ میں تمام حدود کو روندتے چلے جاتے ہیں۔ انہیں بھلا ایسی بات کہنے کا کیسے حق پہنچتا ہے۔ ان کے دلوں میں اپنی دولت کی اتنی محبت ہے کہ وہ اس سے جدا ہونا نہیں چاہتے اور کسی محروم کی محرومی پر انہیں ذرا ترس نہیں آتا۔ کسی یتیم اور بیوہ کی حالت زار دیکھ کر ان کے دل میں رحم کا جذبہ نہیں ابھرتا۔

دوسری بات یہ ہے جس کا ذکر آیت ۶۹ میں کیا گیا ہے بتا دیا گیا ہے کہ نبی کریم کے علوم و معارف کا ماخذ خیالی نری موشگافیاں اور شعرا کی کذب بیانی نہیں بلکہ ان کا سرچشمہ وہ کتاب مقدس ہے جو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جسے اس نے اپنے حبیب مکرم پر نازل فرمایا ہے تاکہ ہر اس شخص کو بروقت خبردار کر دے جس میں انسانیت کی زندگی کا کچھ اثر موجود ہو۔

سُوْرَةُ يٰسٓ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلَاثٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ یٰسین مکی ہے اس کی آیتیں ۸۳ ہیں اس کے رکوع ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

يٰسٓ ① وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ② اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ③ عَلٰى

اے سید عرب و عجم قسم ہے قرآن حکیم کی بیشک آپ رسولوں میں سے ہیں (اور) آپ

ف ۱ یٰس کے متعلق علماء تفسیر کے متعدد اقوال ہیں (۱) یہ سورت کا نام ہے (۲) قرآن کے اسماء سے ہے۔ (۳) اللہ تعالیٰ کا اسم پاک ہے (۴) یاسین کا معنی لغت طے میں یا انسان ہے اور اس سے مراد انسان کامل یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ (۵) رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ سے ہے (۶) ابوبکر وراق کہتے ہیں (یہ) مخفف ہے یا سید البشر کا۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حدیث پاک میں ہے،

الله تعالیٰ جعل ان ابا القاسم محمدا صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم من العالم باسره بمنزلة القلب من البدن فالطف افتتاح قلب القرآن بقلب الاکوان۔

ترجمہ، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] اس حدیث پاک کے مطابق عالم کے جسم میں حضور دل کی مانند ہیں اور سورۂ یاسین قرآن کریم کا دل ہے۔ کتنا لطیف اور پیارا نکتہ ہے اس سورت کا کہ قرآن کے دل کو ساری کائنات کے دل کے ذکر سے شروع کیا جا رہا ہے۔

ف ۲ کفار مکہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا انکار کرتے تھے اور طرح طرح کے الزامات اور اتہامات لگاتے تھے یہاں اللہ تعالیٰ قسم اٹھا کر اپنے رسول کی رسالت کی شہادت دے رہے ہیں۔ فرمایا اے انسان کامل! یا اے عرب و عجم کے سردار! مجھے اس قرآن حکیم کی قسم ہے کہ آپ ان برگزیدہ مقدس ہستیوں میں سے ہیں جن کو منصب رسالت سے سرفراز فرمایا گیا۔ مجھے قرآن حکیم کی قسم ہے کہ آپ سیدھے راستے پر گامزن ہیں۔

اے حبیب! جب تیرا پروردگار تیری رسالت کی شہادت دے رہا ہے اور وہ بھی قرآن حکیم کی قسم اٹھا کر، اس کے بعد اگر کوئی بدبخت تیری رسالت کو ماننے سے انکار کرے تو آپ کو کیوں ملال ہونا چاہیے۔

قسم اٹھاتے ہوئے صرف والقرآن نہیں فرمایا بلکہ والقرآن الحکیم فرمایا یعنی قرآن حکیم کی قسم اٹھائی جا رہی ہے یہ کوئی عام قسم کی

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٤﴾ تَنزِيلَ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ﴿٥﴾ لِتُنذِرَ قَوْمًا

راہ راست پر ہیں نازل فرمایا ہے۔ قرآن غالب رحیم کی طرف سے اور بھیجے گئے تاکہ آپ ڈرا سکیں اس قوم کو

مَّا أُنذِرَ آبَاؤُهُمْ فَهُمْ غَافِلُونَ ﴿٦﴾ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ

کہ جن کے باپ دادا کو ڈرایا نہیں گیا، پس وہ غافل ہیں تحقیق ان میں سے اکثر پر بات ثابت ہو

عَلَىٰ أَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٧﴾ إِنَّا جَعَلْنَا فِي أَعْنَاقِهِمْ

بات لازم ہو چکی ہے ان میں سے اکثر پر سو وہ ایمان نہیں لائیں گے ہم نے ڈال دیے ہیں ان کی گردنوں میں طوق

أَغْلَالًا فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُم مُّقْمَحُونَ ﴿٨﴾ وَجَعَلْنَا مِن

پس وہ ان کی ٹھوڑیوں تک ہیں پس وہ سر اوپر اٹھائے ہوئے ہیں اور ہم نے بنا دی ہے

کتاب ہیں بلکہ کتب سماویہ میں بھی یہ ... حکمت ہے ... یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ ... اس پر ... کہ اس کی ... کسی کی ... [illegible] کی تصنیف میں ... ہے یہ رحیم نے نازل فرمایا ہے تنزیل کا مصدر

کا مفعول مطلق ہے۔ ای نزل اللہ ... (قرطبی)

ﮯ عزیز و رحیم نے اسے ... نازل فرمایا ... اس کا مقصد یہ ہے کہ ایسی قوم کو بروقت خبردار کر دیا جائے جو

اس عرصہ دراز سے کوئی ڈرانے والا ... غفلت سے بیدار کرنے والا نہیں آیا۔ یہ اہل عرب تھے جن کے پاس حضرت اسماعیل

علیہ السلام ... کے بعد کوئی نبی ... نہیں لایا تھا ... ان کی عقل ... کا ... دیا گیا ... تھا۔ لیکن

... دلائل ... تھا اس کی طرف بھی توجہ نہ کی۔ ان کے ... بیشک ... ہوتا تھا

جن کے ... جو ... کی داستانیں ... سناتے تھے ... ان سے اس سے بھی

فائدہ نہ اٹھایا اور آنکھیں بند کر کے ... کی زندگی بسر کرتے رہے۔

ﮯ جن کو ڈرانے کے لیے اے حبیب آپ تشریف لائے ہیں ان کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لیے قرآن کریم نازل

کیا گیا ہے ان میں ایسے لوگوں کی تعداد بھی کافی ہے جن کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے کہ وہ ... ایمان نہیں لائیں گے کیونکہ وہ تعصب اور

ہٹ دھرمی کی ایسی روش اختیار کریں گے جہاں کوئی پند و موعظت کارگر نہیں ہوگی۔ وہ ... ایمان نہیں لائیں گے

... عذاب ... کا ... ہے ... کا ... واجب ہونا ... اسی وجہ سے ... اکثرھم

کے پہلے آیت کا ... ذہن نشین فرما لیجیے۔ اس کے بعد اس کا ... آسان ہو جائے گا۔ ... کی ... ہے کہ

بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ

ان کے سامنے ایک دیوار اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے پس وہ کچھ

فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝ وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ

نہیں دیکھ سکتے اور یکساں ہے ان کے لیے چاہے آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں

[illegible] سے گردن۔ مقمحون: اہل لغت کے امام الاصمعی کہتے ہیں، یقال اقمحت الدابۃ اذا [illegible] لترفع رأسہا، [illegible] سی کو جب [illegible] تاکہ وہ [illegible] ۔ [illegible] کہتے ہیں [illegible] جب [illegible] [illegible] تاکہ اس کا سر اوپر اٹھا ہوا رہ جائے [illegible] ہے [illegible] قرطبی، حضرت [illegible] جاتے ہیں کہ حضرت [illegible] کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے [illegible] [illegible] [illegible] کے نیچے [illegible] اور [illegible] اوپر اٹھایا [illegible] ہو گئے

یہی ان [illegible] اور [illegible] کی ایسی حالت ہے جیسے ان کے ہاتھوں میں [illegible] گلے میں طوق ڈال کر انہیں گردن کے ساتھ [illegible] سختی سے جکڑ دیا ہو [illegible] ان کا سر اوپر [illegible] آنکھیں [illegible] ہوئی ہوں [illegible] [illegible] دیکھ سکیں۔ اس حالت میں [illegible] [illegible] کی بات [illegible] سے [illegible] ہے۔ بس یہی حال ان نابکاروں کا ہے۔

اس آیت کے شان نزول کے متعلق یہ روایت منقول ہے کہ ایک دفعہ ابوجہل نے قسم اٹھائی کہ اگر اس نے حضور [illegible] [illegible] پتھر سے سر مبارک کو [illegible] ۔ ایک دفعہ حضور نماز پڑھ رہے تھے [illegible] پتھر اٹھا کر حضور کی طرف بڑھا جب پتھر [illegible] ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ [illegible] [illegible] واپس [illegible] جب اپنے ساتھیوں کے پاس [illegible] [illegible] اے ابوجہل [illegible] [illegible] اور [illegible] بات بولی۔ جب وہ اس نیت سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] واللہ [illegible] [illegible] ان کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سے [illegible] جب میں ان کے قریب [illegible] تو ایک [illegible] [illegible] لات و عزیٰ [illegible] [illegible] کی قسم اگر میں قریب جاتا تو وہ [illegible] ۔

[illegible] [illegible] ان کے آگے بھی دیوار کھڑی کی ہے اور ان کے پیچھے بھی دیوار کھڑی کر دی ہے۔ ان کی آنکھوں پر پردہ

تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ

وہ ایمان نہیں لانے کے ۔ آپ تو صرف اسی کو ڈرا سکتے ہیں جو [illegible]

الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ۝ اِنَّا نَحْنُ

[illegible] تو اسے مغفرت اور عزت والے اجر کی بشارت [illegible] بیشک ہم ہی

نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۗ وَكُلَّ شَيْءٍ

زندہ کرتے ہیں مُردوں کو اور لکھ رہے ہیں [illegible] اور ہر چیز

اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ

ہم نے شمار کر رکھی ہے [illegible] اور بیان فرما دیجئے ان کے [illegible] مثال

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْقَرْيَةِ إِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ ۚ إِذْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ

گاؤں کے باشندوں کی جب آئے وہاں بھیجے ہوئے ؎۱ جب بھیجے ہم نے ان کی طرف دو رسول تو

[illegible] گئے جن [illegible] بستی [illegible] کسی [illegible] جو [illegible] نازل [illegible] بستی [illegible] کسی نے [illegible]

اور یہ احتمال اور حقیقی واقعہ کے [illegible] پھر [illegible] کے لحاظ سے [illegible] ان سب کا [illegible] پاس

سوال ہے اس یہاں ان کا مراد ہے [illegible] وقت ہوگی

علامہ [illegible] اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں [illegible]

[illegible]

[illegible] کا [illegible] ہے۔

؎۲ عام طور پر ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے علماء تفسیر نے [illegible] کا بیان ذکر ہے [illegible] انطاکیہ [illegible] تھا کا ایک شہر ہے اور یہ دو رسول جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عیسائیت کی تبلیغ کے لیے بھیجے تھے [illegible] حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے [illegible] تھا اور وہ شخص جو شہر کے پرلے کنارے سے دوڑتا ہوا آیا تھا اس کا نام حبیب نجار تھا۔

لیکن محققین نے ان تفصیلات کو ماننے سے انکار کیا ہے چنانچہ علامہ ابن کثیر نے بھی اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ تفصیلات کئی وجوہ سے قابل اعتماد نہیں۔

۱. جن حضرات کا یہاں ذکر کیا گیا ہے وہ اپنا تعارف ان لوگوں سے یوں کراتے ہیں: ربنا یعلم انا الیکم لمرسلون۔ کہ ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ براہ راست اللہ تعالیٰ کے رسول تھے نہ کہ وہ حضرت عیسیٰ کے حواری اور فرستادہ تھے۔ اگر وہ حواری ہوتے تو ان کے الفاظ [illegible] ہوتے

۲. دوسری وجہ یہ ہے کہ یہاں جس گاؤں کا ذکر ہے اس کے باشندوں نے ان رسولوں کی دعوت کا انکار کیا ہے ان کو دھمکی دے ڈالی [illegible] یہاں تک کہ ان کو سنگسار کرنے کی دھمکیاں دیں۔ ان حضرات کے بار بار سمجھانے کا بھی ان پر کوئی اثر نہ ہوا، یہاں تک کہ عذاب الٰہی ایک کڑک کی صورت میں نازل ہوا اور اس بستی اور اس میں بسنے والوں کو ہلاک کر دیا۔ جب ہم انطاکیہ کی تاریخ پڑھتے ہیں تو یہ وہ شہر ہے جس نے [illegible] سب سے پہلے قبول کیا اس کی ساری آبادی حضرت عیسیٰ پر ایمان لائی اسی لیے آج تک اس کا شمار ان شہروں میں ہوتا ہے جو عیسائیوں کے نزدیک مقدس ہیں۔ نیز کسی تاریخ میں [illegible] کہ اس شہر پر کوئی عذاب نازل ہوا اور یہ [illegible] ہو گیا ان حقائق کے پیش نظر قرآن میں مذکورہ قریہ کو انطاکیہ اور ان رسولوں سے حضرت عیسیٰ کے حواری مراد لینا، قیاس ہے۔

اس لیے مناسب یہی ہے کہ جیسے قرآن نے اس گاؤں کا نام ذکر نہیں کیا اور ان رسولوں کا تعین بھی نہیں کیا تو ہم اپنے آپ کو

فَكَذَّبُوهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوا إِنَّا إِلَيْكُم مُّرْسَلُونَ ﴿١٤﴾ قَالُوا

انہوں نے ان کو جھٹلایا [illegible] تقویت دی [illegible] تیسرے سے [illegible] تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں

مَا أَنتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَا أَنزَلَ الرَّحْمَٰنُ مِن شَيْءٍ إِنْ

بستی والوں نے کہا نہیں ہو تم مگر انسان ہماری طرح اور نہیں نازل کی رحمٰن نے کوئی چیز نہیں ہو تم

أَنتُمْ إِلَّا تَكْذِبُونَ ﴿١٥﴾ قَالُوا رَبُّنَا يَعْلَمُ إِنَّا إِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُونَ ﴿١٦﴾

مگر جھوٹ بول رہے ہو انہوں نے کہا ہمارا رب جانتا ہے کہ یقیناً ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَئِنْ لَّمْ

[illegible]

تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸﴾ قَالُوْا

[illegible]

طٰٓئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ۭ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۱۹﴾

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا

[illegible]

الْمُرْسَلِيْنَ ۙ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۱﴾

[illegible]

وَمَا لِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۲﴾ ءَاَتَّخِذُ مِنْ

[illegible]

دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شَيْـًٔا وَّلَا يُنْقِذُوْنِ ۝ اِنِّيْٓ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ اِنِّيْٓ اٰمَنْتُ

[illegible]

بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ۝ قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۭ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ

[illegible]

يَعْلَمُوْنَ ۝ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝ وَمَآ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَنْزَلْنَا عَلَىٰ قَوْمِهِ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ جُنْدٍ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا كُنَّا

اتارا ہم نے اس کی قوم پر کسی کی شہادت کے بعد کوئی لشکر آسمان سے اور نہ ہمیں اس کی

مُنْزِلِينَ ﴿٢٨﴾ إِنْ كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ خَامِدُونَ ﴿٢٩﴾

ضرورت تھی وہ نہ تھی مگر ایک کڑک پس وہ اسی لمحہ بجھ کر رہ گئے

يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ

صد افسوس ان بندوں پر نہیں آیا ان کے پاس کوئی رسول مگر وہ اس کے ساتھ

يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٣٠﴾ أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنَ الْقُرُونِ أَنَّهُمْ

مذاق کرنے لگے کیا نہیں دیکھا انہوں نے کتنی امتوں کو ہم نے ان سے پہلے ہلاک کر دیا اور وہ ان کی طرف

میرے قصور میرے رب نے معاف کر دیے ہیں اور مجھے ان لوگوں کی صف میں جگہ دے دی ہے جن کو اس نے عزت و اکرام اور انعام و اکرام سے سرفراز فرمایا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں [illegible] سے ایمان لایا تھا اور جب امتحان کے میدان میں مجھے کھڑا کیا گیا میں نے جان دے دی لیکن ایمان پر آنچ نہیں آنے دی۔ حضرت علامہ روم کا ارشاد ملاحظہ ہو ؎

بر تو [illegible] ہوگی [illegible] جان اور کبھی [illegible] ہوگی

مفسرین لکھتے ہیں کہ اس شخص کا نام حبیب نجار تھا۔ علامہ قزوینی تحریر فرماتے ہیں کہ جب اہل انطاکیہ نے اسے شہید کیا تو اللہ تعالیٰ نے سب کو ہلاک کر دیا۔ انطاکیہ [illegible] ایمان لایا [illegible] اس کی [illegible] ایک مسجد ہے اس مسجد کو مسجد حبیب کہا جاتا ہے۔ اس کے صحن میں ان کا مزار پر انوار ہے لوگ اس کی زیارت کے لیے آیا کرتے ہیں۔

(آثار البلاد و اخبار العباد للقزوینی صفحہ ۱۵۰، مطبوعہ بیروت)

مشہور جغرافیہ دان علامہ یاقوت حموی متوفی ۶۲۶ھ اپنی کتاب معجم البلدان میں انطاکیہ کے عنوان کے نیچے لکھتے ہیں، انطاکیہ میں حبیب نجار کی قبر ہے دور و نزدیک سے لوگ اس کی زیارت کے لیے آتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ یہ آیات انہی حبیب کے حق میں نازل ہوئیں وجاء من اقصى المدينة رجل يسعى الخ لیکن یقین سے کچھ کہنا مشکل ہے۔ علامہ ابن کثیر کی رائے آپ چند صفحے پہلے پڑھ آئے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

ف۳ ہمیں ان سرکشوں کی سرکوبی کے لیے آسمان سے فرشتوں کا لشکر اتارنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ جب ہم نے ان کو تباہ کرنے کا

اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٣١﴾ وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿٣٢﴾ وَ

طرف لوٹ کر آتے اور ان سب کو ہمارے سامنے حاضر کر دیا جائے گا اور

اٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۚ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ

ایک نشانی ان کے لیے یہ مردہ زمین ہے ٢٦ ہم نے اسے زندہ کر دیا اور ہم نے نکالا اس سے غلہ پس اس سے وہ

يَاْكُلُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا

کھاتے ہیں ٢٧ اور ہم نے لگائے اس میں باغات کھجور اور انگوروں کے اور جاری کر دیے اس میں

فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ﴿٣٤﴾ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ

چشمے ٢٨ تاکہ کھائیں وہ اس کے پھلوں سے اور نہیں بنایا ہے اس کو ان کے ہاتھوں نے

فیصلہ کیا تو ایک ایسی چیخ اور کڑک پیدا کی کہ وہ چشم زدن میں ہی خس و خاشاک کا ڈھیر بن گئے۔ جلتی ہوئی آگ کے بجھ جانے کو خمود کہتے ہیں۔ یعنی پہلے وہ آگ کے شعلوں کی طرح دمک رہے تھے اور اس کے شعلوں کی طرح لپک رہے تھے ایک ہی چیخ نے ان مغروروں کا قصہ تمام کر دیا جیسے کسی نے شعلوں پر پانی ڈال دیا ہو۔

٢٦ یہاں سے ان تکوینی دلائل کے بیان کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جو توحید اور قیامت کے منکرین کے سامنے پیش کیے جا رہے ہیں۔ یہ دلائل نہیں کہ وقتی طور پر تو مخالفین کو ساکت اور لاجواب کر دیں لیکن کچھ وقت گزرنے کے بعد بحث کا دروازہ پھر سے کھل جائے بلکہ ان دلائل میں غور کرنے سے حقیقت کا یقین نصیب ہوتا ہے اور دل کو اطمینان اور تسکین حاصل ہوتی ہے۔ پہلی دلیل یہ بیان فرمائی کہ بنجر اور مردہ زمین جس میں سبزہ کی کوئی رمق نظر نہیں آتی۔ جب اللہ تعالیٰ بارش برساتا ہے تو اس میں نمو پیدا ہو جاتی ہے۔ سبزہ لہلہانے لگتا ہے۔ وہ قسم قسم کی ہریالی اور طرح طرح کے غلوں سے معمور ہو جاتی ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے بیابان رشک چمن بن گئے ہیں۔

٢٧ کسان جو محنت کرتا ہے اس کی بدولت زمین کے جگر کو چیر کر غلہ برآمد کیا ہے۔ جس کے پکنے میں ایک عمل ہوتا ہے جس سے تم غذا حاصل کرتے ہو۔

٢٨ ہم نے باغ اگا دیے ہیں۔ ان باغوں میں کھجور کے لمبے لمبے درخت بھی اگے ہیں جو سال کے بعد پھلتے ہیں اور دوسری طرف انگور کی بیلیں بھی ہیں جو زمین پر بچھی ہوتی ہیں۔ جن کو اوپر چڑھانے کے لیے تم کھپچیاں لگاتے ہو۔ وہاں چشمے ابل رہے ہیں جو ان کی کمی سے سیراب ہوتے ہیں۔ تم ان پھلوں کو قسم قسم کے طریقوں سے جن کی مختلف شکلیں ہیں پیس کر ان سے

أَفَلَا يَشْكُرُونَ ۝ سُبْحَٰنَ ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلْأَزْوَٰجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنۢبِتُ

کیا وہ ان نعمتوں پر شکر ادا نہیں کرتے۔ وہ ذات پاک ہے جس نے جوڑے پیدا کیے سب چیزوں میں سے جن کو اگاتی ہے

ٱلْأَرْضُ وَمِنْ أَنفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَءَايَةٌ لَّهُمُ ٱلَّيْلُ

زمین اور خود ان کے نفسوں کی جنس میں سے اور ان چیزوں میں سے جن کو یہ نہیں جانتے ۳۳ اور ایک نشانی ان کے لیے رات ہے

نَسْلَخُ مِنْهُ ٱلنَّهَارَ فَإِذَا هُم مُّظْلِمُونَ ۝ وَٱلشَّمْسُ تَجْرِى لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا

ہم کھینچ لیتے ہیں اس سے دن کو تو یکایک وہ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں ۳۴ اور سورج چلا جا رہا ہے اپنے ٹھکانے کی طرف

لطف اندوز ہوتے ہیں۔ ایک آم کے پھل ہی کو دیکھیے [illegible] جب وہ پھل کچھ بڑا ہوتا ہے تو اس کا اچار [illegible] جب آم پک جاتے ہیں [illegible]

[illegible]

۳۳ [illegible]

[illegible]

۳۴ [illegible]

ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ

یہ اندازہ مقرر کیا ہوا ہے اس خدا کا جو عزیز و علیم ہے۔ [illegible] اور چاند کو ہم نے مقرر کر دی ہیں اس کے لیے منزلیں

كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ ۝ لَا الشَّمْسُ يَنۢبَغِي لَهَآ أَن تُدْرِكَ الْقَمَرَ

حتیٰ کہ ہو جاتا ہے کھجور کی پرانی شاخ کی مانند [illegible] نہ سورج کی یہ مجال کہ پیچھے سے چاند کو جا پکڑے اور نہ

وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۚ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ۝ وَاٰيَةٌ لَّهُمْ

رات کی یہ طاقت ہے کہ دن سے آگے نکل جائے اور سب اپنے اپنے فلک میں تیر رہے ہیں [illegible] اور ایک نشانی ان

أَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ۝ وَخَلَقْنَا لَهُم مِّن مِّثْلِهِ

کے لیے یہ بھی ہے کہ ہم نے سوار کیا ان کی اولاد کو کشتی میں جو بھری ہوئی تھی [illegible] اور ہم نے پیدا کیں ان کے لیے اس کشتی کی مانند

شکر ادا کرے تو اس سے بڑی حسین و دلآویز روشنی وہ دلربائی کیا ہو سکتی ہے۔

صبح کے وقت جب سورج [illegible] کے بعد اس کی کمال [illegible] دن کے وقت روشنی کا وہ سیلاب کہاں چلا جاتا ہے۔ جب رات آتی ہے تو [illegible] یہاں تک کہ ہر طرف سیاہی پھیل جاتی ہے۔

[illegible] سورج اپنے مقررہ مدار کی طرف حرکت کر رہا ہے اور اس کی چال میں کیا مجال کہ مقررہ رفتار سے ایک سیکنڈ تاخیر ہو جائے یا وہاں سے سرک کر کسی اور جگہ چلا جائے [illegible] ضابطہ اس کے لیے متعین کر دیا گیا ہے۔ جو نظام اس کے طلوع و غروب، ارتفاع و انخفاض کا مقرر کر دیا گیا ہے اس میں کمی بیشی کا امکان تک نہیں۔ [illegible] کا مقرر کیا ہوا ہے [illegible] اس میں [illegible] ہے اور وہ کوئی چیز اس کی خلاف ورزی کر سکتی ہے۔

[illegible] ہماری قدرت پر ایمان لانے کے لیے کسی اور دلیل کی ضرورت ہو تو چاند کو دیکھو اس کے گھٹنے بڑھنے کو دیکھو کیسے افق کے کنارے [illegible] ہوتا ہے۔ بڑھتے بڑھتے بدر تمام بن جاتا ہے پھر گھٹنے لگتا ہے یہاں تک کہ آخری راتوں میں کھجور کی ایک پرانی سوکھی اور ٹیڑھی ٹہنی کی طرح ہو جاتا ہے۔ [illegible] سورج چاند اپنی [illegible] گردش سے [illegible] حرکت کر رہا ہے [illegible] سیارے [illegible] مقررہ مداروں میں تیر رہے ہیں کوئی کسی سے ٹکراتا نہیں کوئی کسی سے آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کرتا کوئی کسی سے پیچھے نہیں رہتا۔ کیا قدرت [illegible] تدبیر کی [illegible] حرکت [illegible] کوئی حادثہ رونما نہیں ہوتا [illegible] کے لیے ملاحظہ ہو ضیاء القرآن جلد سوم سورۃ الانبیاء آیت [illegible] کی تفسیر [illegible] کی تحقیقات [illegible] تفصیل سے مذکور ہیں۔

[illegible] ہماری قدرت کی [illegible] آیت کریمہ [illegible] اگر تم پوری طرح سمجھ نہیں سکتے تو یہ بات تو ہر روز [illegible]

مَا يَرْكَبُونَ ﴿٤٢﴾ وَإِن نَّشَأْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنقَذُونَ ﴿٤٣﴾

[illegible] جن پر وہ سوار ہوتے ہیں۔ اور اگر ہم چاہیں تو غرق کر دیں انہیں پس نہ کوئی ان کی فریاد رس ہو اور نہ وہ بچائے جا سکیں

إِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا إِلَىٰ حِينٍ ﴿٤٤﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا مَا

مگر یہ ہمارا کرم ہے [illegible] اور [illegible] ایک وقت تک [illegible] اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ ڈرو اس سے

بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٤٥﴾ وَمَا تَأْتِيهِم مِّنْ

جو تمہارے سامنے ہے اور جو تمہارے پیچھے ہے تاکہ تم پر رحم کیا جائے [illegible] اور نہیں آتی ان کے پاس کوئی

بے شمار دیتی ہے کہ ہم نے دریاؤں اور سمندروں کو تمہارا تابع فرمان بنا دیا ہے۔

[illegible] مطلب یہ کہ وہ کشتی جو سواری اور بار برداری کا کام دیتی [illegible] کس طرح [illegible] علیہ السلام کی [illegible] سے کشتیاں [illegible] کشتیاں [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible] کشتیاں [illegible] بڑے بڑے جہاز بن گئے ہیں اور ان میں [illegible] اب بھی [illegible] ہیں [illegible] سمندر کی لہروں سے انہیں کوئی بچا نہ سکے گا۔ [illegible]

[illegible]

اور [illegible] کا دامن [illegible] ہے

[illegible]

[illegible] ہماری رحمت کا دامن پھیلا دیتے ہیں [illegible] ماں باپ [illegible] بیوی اور بچے [illegible] ہیں اور ہماری حکمت [illegible] ہے۔

[illegible] اور جب انہیں [illegible] نصیحت کی جاتی ہے کہ اب تو ہوش کرو [illegible] اب تو سنبھل جاؤ [illegible]

آيَةٍ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ﴿٤٦﴾ وَإِذَا قِيلَ

نشانی ان کے رب کی نشانیوں سے مگر وہ اس سے روگردانی کرنے لگتے ہیں اور جب انہیں کہا جاتا

لَهُمْ أَنفِقُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا

ہے کہ خرچ کرو اس مال سے جو تمہیں اللہ نے دیا ہے تو کافر کہتے ہیں ایمان والوں کو کیا ہم

أَنُطْعِمُ مَن لَّوْ يَشَاءُ اللَّهُ أَطْعَمَهُ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٤٧﴾

کھانا کھلائیں جنہیں اگر اللہ چاہتا تو خود کھلا دیتا ، نہیں ہو تم تو بالکل بہک گئے ہو۔ [illegible]

میں برباد کر دی ہے۔ اب آؤ ! توبہ کرو اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں حاضر ہو کر معافی مانگو۔ وہ [illegible] بخش دے گا اور تمہیں تنگی اور پریشانی سے رہائی مل جائے گی [illegible] لیکن وہ بار بار [illegible] منہ پھیر کر چلے جاتے ہیں اس کو ذرا بھی اہمیت نہیں دیتے بلکہ پس پشت ڈال دیتے ہیں۔

جب انہیں صدقہ و خیرات کی تلقین کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق میں سے اس کے محتاج اور مفلس بندوں کی مدد کیلئے کچھ خرچ کرو تو وہ بڑی بے حیائی سے اس بات کا مذاق اڑاتے ہیں کہ [illegible] کے پیٹ ہم کیوں بھریں [illegible] مدد کی اپیلیں کرتے ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں [illegible] مبتلا کیا ہوا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ [illegible] ہم اس کی مرضی کی خلاف ورزی نہیں کر سکتے۔

[illegible]

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٤٨﴾ مَا يَنْظُرُوْنَ

اور کافر کہتے ہیں یہ وعدہ کب آئے گا اگر تم سچے ہو تو اس کا مقررہ وقت بتلاؤ ۴۳ یہ نہیں انتظار

اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ﴿٤٩﴾ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

کر رہے مگر اس ایک کڑکا کا جو ان کو آ پکڑے گی ۴۴ [illegible] جب وہ وقت باہم جھگڑ رہے ہونگے ۴۵ پس وہ اس وقت

واویلا ہو گیا، انہوں نے بھی اپنے قیمتی ملبوس کی طرح [illegible] کی پرواہ ترک کر دی اور صاحب بن کر بوٹوں پر بیٹھ گئے۔ مولانا محبت کشش اور کمال وجد کے ساتھ انہوں نے وہی بے رحمانہ سلوک شروع کر دیا جس میں انقلابات کی [illegible] کا جب [illegible] کی ہے اور اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ جب تک محمد رسول کا لطف اور قیامت کے حساب کا یقین دل میں پیدا نہ ہو جائے اس وقت تک جو بد اعمالیاں [illegible] کوشش کی جائے گی اس سے [illegible] کا [illegible] نہ ہوگا [illegible] بے اثر ہونے کے بجائے عمل [illegible] حضرت [illegible] کے جو [illegible] لوگ دنیا کی محبت سے [illegible] ہیں جنہیں [illegible] عزت سے حصہ ملتا ہوتا ہے۔

۴۳ وہ یہ سوال اس لیے نہیں پوچھتے تھے کہ وہ بروقت اپنی اصلاح کر لیں بلکہ از راہ استہزا پوچھا کرتے تھے۔

۴۴ یہاں قیامت کی ابتدا کا حال بیان ہو رہا ہے۔ قیامت اس طرح نہیں آئے گی کہ پہلے اس کا اعلان کیا جائے گا اور لوگ [illegible] کا انتظام [illegible] کر دیا جائے گا بلکہ لوگ اپنے اپنے کام میں مشغول ہوں گے قیامت کا کسی کو وہم و گمان بھی نہ ہوگا۔ اچانک حضرت اسرافیل کو حکم ہوگا اس سے [illegible] صور پھونک کر دنیا کے ختم ہونے کا اعلان کریں گے یہ ایک ہولناک کڑک ہوگی جس سے [illegible] درہم برہم ہو جائے گی۔ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وقوع قیامت کا جو نقشہ بیان فرمایا ہے حضرت ابوہریرہ کی روایت سے ملاحظہ فرمائیے:

تقوم الساعة و الرجلان قد نشرا ثوبهما يتبايعانه فلا يطويانه حتى تقوم الساعة والرجل يليط حوضه ليسقي ماشيته فما يسقيها حتى تقوم الساعة والرجل يخفض ميزانه فما يرفعه حتى تقوم الساعة والرجل يرفع اكلته الى فيه فما يبتلعها حتى تقوم الساعة۔

ترجمہ: یعنی قیامت اس حال میں قائم ہوگی کہ دو آدمی کپڑے کی خرید و فروخت کر رہے ہوں گے۔ انہوں نے کپڑے کا تھان کھولا ہوا ہوگا اس سے پیشتر کہ وہ اس تھان کو لپیٹیں قیامت برپا ہو جائے گی۔ اسی طرح ایک شخص اپنے مویشیوں کو پانی پلانے کے لیے حوض کی لپائی کر رہا ہوگا ابھی پانی پلانے سے پہلے ہی قیامت بپا ہو جائے گی۔ ایک آدمی کوئی چیز تول رہا ہوگا اس سے پہلے کہ وہ ترازو اٹھائے قیامت برپا ہو جائے گی۔ ایک آدمی لقمہ منہ تک لے جا رہا ہوگا اور اسے نگلنے سے پہلے

تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ وَنُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ

کوئی وصیت کر سکیں گے اور نہ اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ کر جا سکیں گے ف۲ اور جب صور پھونکا جائے گا تو وہ

مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ

یک قبروں سے نکل کر اپنے پروردگار کی طرف تیزی سے چلنے لگیں ف۳ اس وقت کہیں گے ہائے ہماری کم بختی کس نے

مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ اِنْ كَانَتْ

میں اٹھا دیا ہے یہ وہی ف۴ ہے جس کا رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا ف۵ بس

قیامت برپا ہو جائے گی۔

ف۲ اس افراتفری میں وہ کوئی وصیت کر سکیں گے اور نہ اپنے گھروں کو لوٹ سکیں گے

ف۳ جب پہلا صور پھونکا جائے گا تو عالم کا خاتمہ ہو جائے گا تو چالیس سال یہی کیفیت قائم رہے گی اور زمین اُگلے گی پہاڑ بھی روئی کے گالوں کی طرح بکھر جائیں گے انسان بھی جیسے کیڑے پتنگوں کی طرح بے سدھ ادھر ادھر بکھرے پڑے ہوں گے پھر دوسرا صور پھونکا جائے گا تو سب کی روحیں لوٹ آئیں گی اور وہ قبروں سے نکل کر ہوں گے اور تیزی سے حواس باختگی کی حالت میں میدان حشر میں حاضر ہونے کے لیے چل پڑیں گے۔ ینسلون کا مصدر النسلان ہے۔ اجداث جدث کی جمع ہے بمعنی قبر۔ ینسلون کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ جوہری لکھتے ہیں: ونسل فی العدو ینسل وینسل نسلاناً ای اسرع قال تعالیٰ الی ربھم ینسلون ای یسرعون (صحاح)۔ ینسل کا معنی ہے تیزی سے بھاگنا۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں: والنسلان الاسراع فی المشی ای یخرجون مسرعین۔ یعنی تیزی سے چلنا۔ آیت کا معنی ہے کہ وہ بڑی سرعت اور عجلت سے قبروں سے باہر نکل رہے ہوں گے تاکہ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہونے کے لیے حاضر ہو جائیں (قرطبی)

ف۴ منکرین قیامت قبروں سے نکل کر جب میدان حشر میں گے تو بدحواس ہو جائیں گے اور کہیں گے آج تک ہم اس کا انکار کرتے رہے۔ اسے محال عقل گردانتے رہے لیکن پڑی ہو کر دیکھیں گے ان سے جس نے ہمیں یہی عذاب کا مزہ چکھانے کو گرفتار کر دیا۔ حضرت ابی فرماتے ہیں پہلے نفخ اور دوسرے نفخ کے درمیان میں کفار سے عذاب اٹھا لیا جائے گا اور وہ سو رہے ہوں گے۔

ف۵ اس وقت غضب کی بڑی شکل سے یاد آ جائے گا کہ یہ وہی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا اور ہم اس کو جھٹلاتے رہے اور اس کے نبیوں کو جھوٹا کہتے رہے اور یہ ہم گمان کرتے رہے کہ یہ لوگ ایسی باتیں اپنی طرف سے گھڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔ وہ سچ ہے کہ یہ وعدہ اللہ تعالیٰ کا ہی تھا اور اس کے نبیوں نے

إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ﴿٥٣﴾ فَالْيَوْمَ

ہوگی مگر ایک ہی زوردار کڑک پس وہ فوراً سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کر دیئے جائیں گے ف۲ پس آج نہیں

لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٥٤﴾ إِنَّ أَصْحَابَ

ظلم کیا جائے گا کسی پر ذرہ بھر اور نہیں بدلہ دیا جائے گا تمہیں مگر ان عملوں کا جو تم کیا کرتے تھے ف۳ بیشک اہل

الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغُلٍ فَاكِهُونَ ﴿٥٥﴾ هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلَالٍ عَلَى

جنت آج (حسب) مراتب اپنے اپنے شغل سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے ف۴ وہ اور ان کی بیویاں سایوں میں (آراستہ)

جو کچھ ہمیں بتایا تھا وہ تو تھا بڑی حکمت اور دانائی تھے کہ اس کو رد [illegible] آج ان حالات سے دوچار ہیں کہ [illegible]

پاسِ رحمٰن۔

یعنی یہ ان کا خیال ہے کہ ان کے سوال کا جواب فرشتے دیں گے۔

ف۲ پھر ایک اور ہولناک چیخ کی آواز سنے گی اور سب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں گے۔

ف۳ اس روز کسی پر ظلم اور زیادتی نہیں ہوگی۔ عدل و انصاف کے سارے تقاضے پورے کیے جائیں گے۔

ف۴ اہل جنت پر جب جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور وہ وہاں کی لذتوں اور لطف و سرور میں اس طرح کھو جائیں گے کہ انہیں دوسری کسی بات کی خبر تک نہ ہوگی۔ وہ اور ان کی نیک بخت بیویاں ٹھنڈے اور گھنے سایوں میں مرصع اور آراستہ تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ ہر قسم کے پھل رنگین تھالوں میں رکھ کر خدام ان کی خدمت میں پیش کریں گے ان کی ہر خواہش پوری کی جائے گی جو بھی طلب کریں گے مہیا کر دی جائے گی۔

علامہ ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"والاولی ان یقال ان شغل کل شخص ما یشتھونہ فمقصود الصوفیۃ العلیۃ الذین لا مقصود لھم الا اللہ تعالیٰ شغلھم المشاھدۃ والاستغراق فی التجلیات الذاتیۃ علی حسب مدارجھم وغیرھم کان شغلھم السماع والنزھۃ والاکل والشرب والجماع علی حسب شھوتھم ومراتبھم" (مظہری)

ترجمہ: یعنی ہر ایک اپنی خواہش کے مطابق مشغول ہوگا۔ صوفیائے کرام جن کا مقصود اللہ تعالیٰ کے بغیر اور کوئی نہیں ان کا شغل یہ ہوگا کہ وہ اپنے مدارج کے مطابق تجلیات ذاتیہ کے مشاہدہ میں منہمک اور مستغرق ہوں گے اور دوسرے لوگ دیگر دنیاوی لذتوں میں اپنی خواہش کے مطابق مشغول ہوں گے۔

علامہ مذکور نے ابراہیم سے دیگر بزرگوں کا کلام نقل کیا ہے وہ بھی سننے کے قابل ہے۔

الْأَرَائِكِ مُتَّكِئُونَ ۝۵۶ لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُمْ مَا يَدَّعُونَ ۝۵۷

تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے ان کے لیے وہاں طرح طرح کے میوے ہوں گے اور انہیں ملے گا جو وہ طلب کریں گے

سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبٍّ رَحِيمٍ ۝۵۸ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ ۝۵۹

(تم پر) سلامتی ہو یہ کہا جائے گا رب رحیم کی طرف سے اور (حکم ہوگا) اے مجرمو! آج الگ ہو جاؤ

"اخرج ابن ابی حاتم عن شیخ طریقت ابی یزید البسطامی انه قال ان لله خواص من عباده لو حجبهم عن رؤيته لاستغاثوا كما يستغيث اهل النار بالخروج من النار"

ترجمہ: آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے خاص بندے بھی ہیں کہ اگر انہیں دیدار جمال سے محروم کر دیا جائے تو وہ جنت میں اس طرح آہ و فغاں اور فریاد کرنا شروع کر دیں جس طرح جہنمی آگ سے نکلنے کے لیے چیخ و پکار کریں گے

۵۷ سب خوشیاں، سب نعمتیں بجا لیکن رب کریم کا وعدہ دیدار، وہ محبوب حقیقی جس کی دید کی آرزو کے لیے وہ عمر بھر ماہی بے آب کی طرح تڑپتے رہے۔ جب وہ انہیں اپنے حجاب جمال اٹھا کر سلام فرمائے گا تو اس وقت ان کی مسرت اور فرحت و انبساط کی انتہا ہو جائے گی۔

اس آیت کی جو تفسیر ان روایات سے واضح ہے وہ بھی ملاحظہ ہو:

"عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بينا اهل الجنة في نعيمهم اذ سطع عليهم نور فرفعوا رؤوسهم فاذا الرب تعالى قد اشرف عليهم من فوقهم فقال السلام عليكم يا اهل الجنة وذلك قوله تعالى سلام قولا من رب رحيم قال فينظر اليهم وينظرون اليه فلا يلتفتون الى شيء من النعيم ما داموا ينظرون اليه حتى يحتجب عنهم ويبقى نوره وبركته عليهم وفي ديارهم" (ابن ماجہ، ابن کثیر)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جس وقت اہل جنت اپنی نعمتوں میں مشغول ہوں گے اچانک اوپر سے ایک نور چمکے گا جب وہ سر اوپر کر کے دیکھیں گے تو انہیں معلوم ہوگا کہ ان کا رب کریم ان کی طرف جھانک رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو فرمائے گا اے جنتیو! السلام علیکم، سلام قولا من رب رحیم سے یہی مراد ہے۔ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان کی طرف دیکھے گا اور وہ اس کی طرف دیکھتے رہیں گے۔ محویت کا یہ عالم ہوگا کہ جب وہ جمال حقیقی کا دیدار کر رہے ہوں گے جنت کی کسی دوسری نعمت کا انہیں خیال تک بھی نہیں آئے گا یہاں تک کہ حسن حقیقی پردہ فرما لے گا، لیکن اس کا نور اور اس کی برکت ان پر اور ان کے مکانوں پر ہمیشہ باقی رہے گی۔

۵۹ اہل جنت پر تو یہ کرم ہوگا اور مجرموں کو حکم ہوگا کہ الگ الگ ہو جاؤ کوئی گروہ دوسرے گروہ کے ساتھ گڈمڈ نہ ہو چنانچہ یہودی، عیسائی، آتش پرست، بت پرست، ملحد وغیرہ سب ایک دوسرے سے الگ الگ ہو کر جمع ہو جائیں گے

أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ

کیا میں نے تمہیں یہ تاکیدی حکم نہیں دیا تھا اے اولاد آدم کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا بلاشبہ وہ تمہارا

عَدُوٌّ مُبِينٌ ﴿٦٠﴾ وَأَنِ اعْبُدُونِي ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾ وَلَقَدْ

کھلا دشمن ہے اور میری عبادت کرنا۔ یہ سیدھا راستہ ہے اور اس نے گمراہ

أَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا ۖ أَفَلَمْ تَكُونُوا تَعْقِلُونَ ﴿٦٢﴾ هَٰذِهِ جَهَنَّمُ

کر دیا تم میں سے کثیر مخلوق کو۔ کیا تم عقل و خرد نہیں رکھتے تھے یہ ہے وہ جہنم

الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ﴿٦٣﴾ اصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٦٤﴾ الْيَوْمَ

جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ آج اس کی آگ میں اس کفر کے باعث جو تم کیا کرتے تھے۔ آج ہم

پھر دوزخ میں ہر فرقہ کے لیے الگ الگ زندان خانے موجود ہوں گے ہر گروہ کو اس کے مخصوص جیل میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا جائے گا جو پھر کبھی نہ کھل سکے گا۔ نعوذ باللہ تعالیٰ من سخطہ وعذابہ۔ یا اللہ ہم تیری ناراضگی اور تیرے عذاب سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔

اس کا یہ مفہوم بھی بتایا گیا ہے کہ ابتدا میں حشر کے میدان میں لوگوں کا ہجوم سب ایک ساتھ کھڑے ہوں گے۔ بعد میں مجرموں کو حکم ملے گا تم اہل ایمان سے علیحدہ ہو جاؤ۔

ان مجرموں سے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ آج سر جھکانے اور پیچھے پچھتانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ ہم نے اپنے انبیاء اور اپنے ناصحین علماء و مبلغین کے ذریعے تمہیں تاکیدی حکم دیا تھا اور وصیت کی تھی کہ دیکھنا شیطان کی بندگی اور اطاعت شروع نہ کر دینا کیونکہ وہ تمہارا ازلی دشمن ہے وہ تمہیں جہنم رسید کر کے رہے گا۔

شیطان کی بندگی کو چھوڑ کر میری عبادت کرو کیونکہ یہی سیدھی راہ ہے۔ مادی نعمتیں بھی میں نے ہی تمہیں دی تھیں اور شعور کے لیے بڑی نشانیاں بھی سارے وسائل ہم نے بہم پہنچا دیے ہیں اور ترقی اور بندگی کے متعلق ہی فیصلہ کرنے کا اختیار صرف مجھے ہے اور مجھ سے بڑھ کر تم پر کوئی شفقت و رحمت فرمانے والا نہیں۔ اگر تم میرا حکم مانو گے میری اطاعت کرو گے تو یہی صراط مستقیم ہے جس پر چل کر تم اپنے مقصود تک پہنچ سکتے ہو۔

اتنے تاکیدی احکام کے باوجود تم نے ہوش و خرد سے کام نہ لیا۔ ہماری ہدایت کو پس پشت ڈال دیا۔ اس طرح شیطان تم میں سے ایک امت کثیر کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

جبلًّا : الجماعۃ العظیمۃ، اطلق علیہم تشبیہا بالجبل فی عظمہم یعنی امت کثیر کیونکہ یہ پہاڑ کی طرح عظیم ہوتی ہے اس لیے

نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا

ہم مہر لگا دیں گے ان کے منہ پر اور بات کریں گے ہم سے ان کے ہاتھ اور گواہی دیں گے ان کے پاؤں ان

كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ

کاموں کی جو وہ کیا کرتے تھے ۲ اور اگر ہم چاہتے تو ان کی آنکھوں کا نشان مٹا دیتے پھر وہ رستہ کی طرف دوڑ

چلا کیا گیا۔ (مظہری)

۱ واقعی اس سے بڑی حماقت اور نادانی کیا ہو سکتی ہے

۲ پہلے فرمایا گیا کہ آج کسی پر ظلم نہیں ہوگا سب کے ساتھ [illegible] انصاف کیا جائے گا۔ عدل کا تقاضا یہ ہے کہ جو فیصلہ کیا جائے [illegible] فیصلہ کرنے سے [illegible] سے [illegible] کر دیا جائے۔ کسی [illegible] فیصلہ [illegible] ہو سکتا ہے کہ فیصلہ کرتے وقت صحیح طریقہ کار اختیار نہیں کیا گیا [illegible] گواہ پیش ہوتے ہیں۔ دوسرے دستاویزی ثبوت [illegible] کیے جاتے ہیں پھر [illegible] فیصلے کا اعلان [illegible] مجال نہیں کر سکتا۔ لیکن جس کے خلاف فیصلہ صادر ہوتا ہے وہ [illegible] ہوتا ہے۔ اگر [illegible] آدمی کا [illegible] ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جو فیصلہ [illegible] خود وہ شخص جس کے خلاف فیصلہ سنایا گیا ہوگا وہ بھی تسلیم کرنے پر مجبور ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ بالکل درست اور برحق ہے۔

اس لیے [illegible] جب عدالت [illegible] میں پیش ہوں گے۔ ان پر [illegible] کیا جائے گا تو وہ اقبال جرم سے مکر جائیں گے۔ [illegible] گواہی دیں گے۔ ان کے [illegible] پیش کیے جائیں گے لیکن وہ [illegible] سے باز نہیں آئیں گے۔ بزبان غالب کہیں گے،

پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق
آدمی کوئی ہمارا دم تحریر بھی تھا

ان کی [illegible] جب حد سے تجاوز کر جائے گی اس وقت ان کے منہ سی دیے جائیں گے۔ ان کی زبانوں سے قوت گویائی سلب کر لی جائے گی۔ ان کے ہاتھوں [illegible] کے پاؤں [illegible] گے۔ ہاتھ اور پاؤں عینی شاہد کی حیثیت سے سارا کچا چٹھا کھول کر سامنے رکھ دیں گے۔ اس کے بعد ان کی [illegible] تمام ہو جائے گی اور بجز تسلیم کے ان کے لیے کوئی چارہ نہ رہے گا۔

فَأَنّٰى يُبْصِرُونَ ۝ وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوا

[illegible]

مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُونَ ۝ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ۖ أَفَلَا

[illegible]

يَعْقِلُونَ ۝ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى

نصیحت اور قرآن ہے واضح و روشن ہے ۷۲ تاکہ وہ ہر اس شخص کو خبردار کرے جو زندہ ہو ۷۳ اور تاکہ حجت تمام

الْكٰفِرِيْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا

کرے کافروں پر ۷۴ کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ ہم نے پیدا کیے ان کے لیے اس مخلوق میں سے جو ہمارے ہاتھوں

فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ۝ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا

نے بنائی مویشی پھر یہ ان کے مالک ہیں۔ اور ہم نے انہیں ان کا مطیع بنا دیا تو ان میں سے بعض پر وہ سوار ہوتے

سے موسوم کرتے تھے وہ ایسی غلط بات کو گھڑ کر کہتے تھے اس لیے یہاں شعر سے مراد جھوٹ اور حق کے خلاف بندش ہے۔ اور شاعر سے مراد وہ آدمی جو حقائق اور صداقت کو نظر انداز کر کے محض وہم و گمان کی باتیں بیان کرتا ہو جیسے کسی کی شان میں یا مذمت میں مبالغہ آرائی و خیال آرائی سے بڑھ کر بے تحاشا جھوٹ کی باتیں گھڑ لی جاتی ہیں۔ جھوٹ کی ملاوٹ کے بغیر شعر میں رنگینی اور جاذبیت پیدا نہیں ہوتی۔ اسی لیے عرب کہتے ہیں "اعذب الشعر اکذبہ" یعنی بہترین شعر وہ ہے جس میں زیادہ سے زیادہ جھوٹ ملا لیا ہو۔ چنانچہ علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

"وقال بعض المحققين ليس مقصوده هنا نفي كون القرآن شعرا لانه ظاهر من الكلام انه ليس على اساليب الشعر ولا يخفى ذلك على احد من [illegible] عن بلغاء العرب والمراد بالكذب فان الشعر يعبر به عن الكذب والشاعر عن الكاذب حتى سمى القوم الادلة الكاذبة الشعرية۔ (روح المعانی)

ترجمہ: بعض اہل تحقیق نے کہا ہے کہ کفار جب حضورؐ پر شاعر ہونے کی تہمت لگاتے تھے تو اس سے ان کی مراد شعر کا اصطلاحی معنی نہیں ہوتا تھا کیونکہ یہ بات بالکل واضح ہے کہ قرآن نظم و شعر کے اسلوب پر نہیں ہے اور یہ حقیقت کسی جاہل سے جاہل پر بھی مخفی نہیں چہ جائیکہ عرب کے بلغاء اس حقیقت سے ناواقف ہوں بلکہ حضورؐ پر کذب کی تہمت لگاتے تھے کیونکہ جھوٹ کو شعر سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اور جھوٹے کو شاعر کہا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جھوٹی دلیلوں کو ادلہ شعریہ کہتے ہیں۔

۷۲ یہ کتاب سراسر نصیحت ہے خیال آرائی اور جھوٹ کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے یہ تو سراسر نصیحت اور حکمت ہے۔ جو بات اس میں بیان کی گئی وہ محض حق ہے۔ اس کی ہر بات سے صداقت ٹپکتی ہے۔ نہ خیال حقیقت میں بدل دیا اور نہ جھوٹ ملایا گیا ہے۔ یہ ایسی کتاب ہے جس میں علم کی حقیقت اور سچائی کی صداقت کو کھول کر بیان کیا گیا ہے۔

۷۳ اس کے نزول کا مقصد یہ ہے کہ ان لوگوں کو بروقت متنبہ کر دیا جائے جن کے ضمیر ابھی مردہ نہیں، جن میں حق پذیری کی تڑپ ابھی موجود ہے اور جن کے دل زندہ ہیں اور جن میں حق قبول کرنے کی استعداد ختم نہیں ہوئی ہے جہاں تک [illegible] کے نزول کی

يَأْكُلُونَ ﴿٧٢﴾ وَلَهُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۖ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ﴿٧٣﴾ وَاتَّخَذُوا

ہیں اور بعض کا گوشت کھاتے ہیں اور ان کے لیے ان میں بہت سی منفعتیں ہیں اور پینے کی چیزیں ہیں کیا وہ شکر نہیں کرتے اور انہوں نے بنا لیے

مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لَعَلَّهُمْ يُنْصَرُونَ ﴿٧٤﴾ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ

اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے معبود اس امید پر کہ شاید ان کی مدد کی جائے ۶۴ وہ نہیں مدد کر سکتے ان کی ۶۵

وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُحْضَرُونَ ﴿٧٥﴾ فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّا نَعْلَمُ مَا

اور یہ ان معبودوں کے لیے تیار شدہ لشکر ہیں ۶۶ پس رنجیدہ نہ کرے آپ کو اے حبیب ان کی باتیں ہم خوب جانتے ہیں

يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٧٦﴾ أَوَلَمْ يَرَ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُطْفَةٍ

جس بات کو وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں ۶۷ کیا انسان نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے پیدا کیا ہے اسے نطفہ سے

بحث تمام کر دے۔

۶۳ یہی ان لوگوں کی بھی حالت ہے کہ روزی جس دستر خوان سے کھاتے ہیں وہ جانور جن پر یہ سواری کرتے ہیں جن کا گوشت کھاتے ہیں جن کا دودھ پیتے ہیں وہ سب ہم نے پیدا کیے ہیں اور انہیں ان کا تابع بنا دیا ہے۔ اس کے باوجود ہمیں چھوڑ کر دوسری چیزوں کو پکارا جا رہا ہے اور شیطان نے ان کے دل میں یہ بات ڈال دیا ہے کہ اگر تم ان کی اصل کی تو یہ تمہاری مدد کریں گے اور سب انہی کے شکر سے تمہیں روزی پہنچائیں گے۔

۶۴ ان کی اس غلط فہمی کا ازالہ کر دیا کہ یہ تو اپنی حفاظت نہیں کر سکتے، ان کی کیا طاقت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے تم کو بچا سکیں۔

۶۵ "ھم" ضمیر کا مرجع مشرکین ہیں۔ "لھم" کا مرجع ان کے معبودان باطل ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ یہ بتوں کی عزت و ناموس کو بچانے کے لیے اس طرح تیار رہتے ہیں جب کوئی توحید کی دعوت دینے کے لیے آتا ہے تو یہ ان کے خلاف برسر پیکار ہو جاتے ہیں [illegible] ایک مفہوم اس کا یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن ہر بت کے پجاری کو کھڑا کر دیا جائے گا اور انہیں ایک ساتھ واصل جہنم کر دیا جائے گا۔

۶۶ اللہ تعالیٰ اپنے نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تسلی دے رہا ہے اور دلجوئی فرما رہا ہے

۶۷ اگر انسان اپنے آغاز تخلیق کی طرف ہی غور و فکر کرتا تو سرکشی اور جہالت کا راستہ اختیار نہ کرتا ہم نے اسے ایک حقیر بوند سے پیدا کیا پھر اسے صحت، جوانی، فراست و دولت کی نعمتیں عطا کیں شکر کرنے اور اطاعت گزار بندہ بننے کے بجائے وہ ہمارے

فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ ۝ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ ۖ قَالَ

[illegible]

مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ۝ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ

[illegible]

مَرَّةٍ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ۝ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ مِنَ الشَّجَرِ

[illegible]

الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَا أَنْتُمْ مِنْهُ تُوقِدُونَ ۝ أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ

آسمانوں اور زمین کو قدرت نہیں رکھتا کہ پیدا کر دے ان کے مثل؟ کیوں نہیں بیشک وہ ایسا کر سکتا ہے، وہی

الْعَلِيْمُ ۝ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝

پیدا کرنے والا سب کچھ جاننے والا ہے ۳۱ اس کا حکم جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو فرماتا ہے اس کو ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے ۳۲

فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

پس وہ ذات ہر عیب سے پاک ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت ہے، اور اسی کی طرف تمہیں لوٹایا جائے گا ۳۳

درخت میں آگ اور پانی کو جمع کر دیا ہے۔ یہ گیلی لکڑی جب کاٹ کر اس سے آگ جلانی ہوتی ہے تو اس سے آگ کے شعلے نکلتے ہیں۔ بعض علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ عرب میں دو درخت پیدا ہوتے ہیں۔ ایک کو مرخ اور دوسرے کو عفار کہتے ہیں۔ اگر ان کی شاداب شاخیں کاٹی جائیں جن سے پانی ٹپک رہا ہو اور انہیں ایک دوسرے سے رگڑا جائے تو شعلے بھڑک اٹھتے ہیں۔ جو ذات اس امر پر قادر ہے اس کے لیے مردوں کو دوبارہ زندہ کرنا کوئی مشکل نہیں۔

۳۲ اللہ تعالیٰ تو وہ ہے جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا جن کی بلندی، وسعت اور گہرائی کا اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا۔ کیا ایسی قادر و توانا ہستی کے لیے تمہیں دوبارہ پیدا کرنا کوئی مشکل بات ہے؟ اس کی دیگر مخلوقات کے سامنے تمہاری حیثیت ہی کیا ہے۔ وہ پہاڑ کے ساتھ [illegible] ہاتھی کے ساتھ [illegible] اس کا [illegible] [illegible] تمہاری حیثیت [illegible] طاقت اور یہ حیثیت۔ وہ اس کے [illegible] قدرت کی پوری [illegible]

۳۳ تمہیں تو ایک معمولی سی چیز بنانی ہو تو اس کے لیے تمہیں کئی اسباب اور آلات کا اہتمام کرنا پڑتا ہے۔ اگر ایک چیز بھی نایاب ہو جائے تو تمہاری ساری کوششیں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی قدرت و جبروت کا یہ عالم ہے کہ وہ جس چیز کو [illegible] کہتا ہے خواہ وہ کتنی بڑی ہو [illegible] سے [illegible] آ جاتی ہے۔

۳۴ بیشک ہر نقص، ہر عیب، ہر کمزوری اور ہر شریک سے وہ ذات پاک ہے۔ اس کا [illegible] اس کی قدرت ہر گیر [illegible] کا حکم ہر جگہ جاری ہے۔ ہر چیز اس کے [illegible] جب وہ چاہتا ہے [illegible] دیتا ہے۔ ہر چیز کا [illegible] اس کے دست قدرت میں ہے اور انجام کار ہر چیز نے اسی کی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ سبحان الذی بیدہ ملکوت کل شیء والیہ ترجعون

سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم سبوح قدوس ربنا ورب الملائكة ورب العرش العظيم۔
اللهم لا اله الا انت سبحانك انى كنت من الظالمين
فاطر السموت والارض انت ولى فى الدنيا والآخرة توفنى مسلما والحقنى بالصالحين ۔

يا رب صل وسلم دائما ابدا
على حبيبك خير الخلق كلهم

ولن يضيق رسول الله جاهك بى … اذا الكريم تحلى باسم منتقم
يا نفس لا تقنطى من زلة عظمت … ان الكبائر فى الغفران كاللمم
ومن تكن برسول الله نصرته … ان تلقه الاسد فى آجامها تجم

يا رب صل وسلم دائما ابدا
على حبيبك خير الخلق كلهم

محمد کرم شاہ

نظرثانی	
۱۳ رجب المرجب ۱۳۹۱ھ	۲۱ رجب ۱۳۹۲ھ
۵ ستمبر ۱۹۷۱ء	۲۳ اگست ۱۹۷۲ء
یوم الاحد فی سکھال	یوم الاحد بھیرہ شریف

WWW NAFSEISLAM.COM

تعارف

سُورہ الصّٰفّٰت

نام : اس کا نام سورہ الصافات ہے جو پہلی آیت میں مذکور ہے۔ اس میں پانچ رکوع، ایک سو بیاسی آیتیں، آٹھ سو ساٹھ کلمات اور تین ہزار آٹھ سو چھبیس حروف ہیں۔

زمانہ نزول : یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ مضامین میں غور و فکر کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مکی دور کے اس حصہ میں نازل ہوئی جب اسلامی دعوت نے اہل مکہ کو چونکا دیا تھا اور انہوں نے تعصب کا سہارا لیتے ہوئے اس کو تسلیم کرنے سے صاف انکار کر دیا تھا۔ اسلامی دعوت اور داعی برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آوازے کسنے شروع کر دیئے گئے۔ یہ سورت مکی زندگی کے درمیانی دور کے آخر میں نازل ہونے والی سورتوں سے واضح مشابہت رکھتی ہے۔

مضامین : کفار عرب شرک کی لعنت میں بری طرح گرفتار تھے۔ آیات ۳۵-۳۶ میں بتایا گیا ہے کہ انہیں لا الٰہ الا اللہ پر ایمان لانے کی دعوت دی جاتی تو وہ انتہائی غرور و نخوت سے اس دعوت کو ٹھکرا دیتے اور کہتے ایک شاعر مجنون کی بات مان کر ہم اپنے خداؤں کی خدائی کے عقیدہ کو ہرگز نہیں چھوڑیں گے۔ بھلا کائنات کا یہ وسیع و پیچیدہ کاروبار ایک خدا سرانجام دے سکتا ہے، ناممکن۔

سورت کا آغاز عقیدہ توحید کو دلوں میں جاگزیں کرنے کے لیے تین قسمیں کھا کر فرمایا جا رہا ہے کہ تمہارا خدا بس ایک خدا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا وہی پروردگار ہے۔

قیامت کے بارے میں بھی ان کا عقیدہ یہ تھا کہ ایسا ہونا ناممکن ہے عقل اس کو تسلیم نہیں کرتی۔ اس کے بارے میں دو لفظوں میں فرما دیا: قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ۔ ہاں قیامت ضرور آئے گی اور تمہیں ذلیل و خوار کر کے حشر کے میدان میں کھڑا کر دیا جائے گا۔

قیامت کے دن منکرین قیامت جس طرح آپس میں الجھیں گے اور ایک دوسرے پر الزام تراشی کریں گے اس کا ذکر بھی کر دیا تاکہ لوگ عبرت حاصل کریں۔

حضور نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضور کے جاں نثار غلام بڑے زہرہ گداز حالات سے دوچار تھے۔ بظاہر مصائب و آلام کے اندھیرے گہرے ہوتے جا رہے تھے۔ ان کی تسلی کے لیے انبیاء کرام کے ایمان افروز حالات بیان فرما دیے کہ مخالفت اور عداوت سے انہیں بھی واسطہ پڑا تھا۔ مشکلات کے پہاڑ ان کے راستہ میں بھی حائل تھے

تھے لیکن انہوں نے صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑے رکھا۔ اپنے خدا پر توکل کیا اور مصروف جہاد رہے۔ آخر کار فتح و ظفر کا سہرا، مرنے والے سہرا ان کے سر پر باندھ دیا گیا۔ ساتھ ہی فرما دیا کہ جو بھی انبیاء کرام کے نقش قدم پر چلے گا، اسلام کا علمبردار بنے گا وہی ہمیشہ غالب رہے گا۔ اِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ۔

اہل مکہ کو تنبیہ فرما دی کہ آج جس کو تم کمزور سمجھ رہے ہو سارے عرب پر اس کا پرچم لہرائے گا اور سارا عالم اس کے دامن رحمت میں جگہ لے گا۔

سُوْرَةُ الصّٰفّٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّاثْنَتَانِ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ الصّٰفّٰت مکی ہے اس کی آیتیں ۱۸۲ اور رکوع ۵ ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۙ﴿۱﴾ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۙ﴿۲﴾ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۙ﴿۳﴾ اِنَّ اِلٰهَكُمْ

قسم ہے [illegible] قرآن کی تلاوت [illegible]

لَوَاحِدٌ ؕ﴿۴﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ؕ﴿۵﴾

ایک ہی ہے ۔ جو مالک ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور مالک ہے مشرقوں کا

[illegible]

[illegible]

[illegible] کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے ۔

[illegible]

[illegible] کی قسم کھائی گئی

۲ فرشتوں کے ان [illegible]

۳ [illegible]

إِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِزِينَةٍ الْكَوَاكِبِ ۝ وَحِفْظًا مِّن كُلِّ شَيْطَانٍ

[illegible]

مَّارِدٍ ۝ لَّا يَسَّمَّعُونَ إِلَى الْمَلَإِ الْأَعْلَىٰ وَيُقْذَفُونَ مِن كُلِّ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جَانِبٍ ۝ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ

طرف سے ۔ ان کو بھگانے کے لیے اور ان کے لیے دائمی عذاب ہے ۔ مگر جو شیطان کچھ جھپٹ لے جاتا ہے

فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝ فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ

تو تعاقب کرتا ہے اس کا تیز شعلہ ۔ پس آپ ان سے پوچھیے آیا وہ زیادہ سخت ہیں تخلیق کے اعتبار سے یا وہ دوسری

خَلَقْنَا ۭ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ۝ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ۝

مخلوق جسے ہم نے پیدا کیا ہے ۔ بیشک ہم نے پیدا کیا ہے انہیں لیسدار مٹی سے ۔ بلکہ آپ تو تعجب کرتے ہیں اور وہ تمسخر کرتے ہیں

جب حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت کا اعلان فرمایا اور لوگوں کو بتایا کہ آسمان سے ایک فرشتہ وحی لے کر میرے پاس آتا ہے تو اہل عرب نے حضور کو بھی ایک کاہن خیال کیا جو عموماً کاہنوں کے متعلق ان کا خیال تھا اور سمجھنے لگے کہ ان کے پاس بھی کوئی جن آتا ہے اور انہیں یہ باتیں سکھا جاتا ہے۔

ان آیات میں ان کے اس گمان باطل کی تردید کر دی کہ جس دن سے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منصب نبوت پر فائز کیے گئے ہیں اس دن سے آسمانوں کے پہرے سخت کر دیے گئے ہیں۔ اب کسی شیطان کی مجال ہی نہیں کہ عالم بالا میں انتظامات عالم کے متعلق جو فیصلے ہو رہے ہیں ان پر آگاہ ہونے کی جرأت کرے۔ فرشتوں کے درمیان اختلاط کر کے سننے کی کسی جن یا شیطان کو ایسا کرنے کی ہمت نہیں ہوتی اور اگر کوئی بڑی شرارت کے باعث ایسا کرتا ہے تو شہاب ثاقب سے اس کی آنکھ کی جاتی ہے جو اسے جلا کر راکھ کر دیتا ہے۔ اس لیے اب نہ کہانت رہی اور نہ کاہن۔

یہ مضمون پہلے بھی اس پارہ کلام میں ہو چکا ہے۔ اس امر پر کہ آسمان سے وحی لانے والا فرشتہ ہے جو میرے دل پر اترتا ہے۔ یہاں اس الزام کی تردید سے مقصود کہانت کا رد ہے۔

چند مشکل الفاظ کی تشریح: الملاء: معنی اس جماعت کے جس کی ہیبت دلوں میں ہو یا مقتدر۔ ملاء اعلیٰ: مراد فرشتے ہیں۔ یقذفون: پھینکے جاتے ہیں۔ دُحورًا: یہ مصدر ہے اس کا معنی دھکے دے کر نکال دینا۔ مصدر ثلاثی دحرہ دَحرًا ودُحورًا ای طردہ۔ واصب: دائم ہمیشہ رہنے والا۔ شہاب ثاقب: اس کے متعلق تفصیل بحث ضیاء القرآن جلد دوم سورہ حجر آیت نمبر ۱۸ کے حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

ان آیات میں مشرکین کے ایک شبہ کا جواب دیا جا رہا ہے۔ وہ موت کے بعد زندگی کا انکار کرتے ہیں۔ آپ ان سے پوچھیے کہ آسمانوں کو، زمین کو، ستاروں، سورج اور چاند وغیرہ کو پیدا کرنا ہمارے لیے مشکل ہے یا انہیں دوبارہ زندہ کرنا جنہیں ہم نے لیسدار گارے سے پیدا کیا ہے۔

وَإِذَا ذُكِّرُوا لَا يَذْكُرُونَ وَإِذَا رَأَوْا آيَةً يَسْتَسْخِرُونَ وَقَالُوا إِنْ

[illegible]

هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ

[illegible]

أَوَآبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ قُلْ نَعَمْ وَأَنْتُمْ دَاخِرُونَ فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ

[illegible]

وَاحِدَةٌ فَإِذَا هُمْ يَنْظُرُونَ وَقَالُوا يَا وَيْلَنَا هَٰذَا يَوْمُ الدِّينِ

[illegible]

هَٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ احْشُرُوا الَّذِينَ

[illegible]

ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَاهْدُوهُمْ

[illegible]

ف [illegible]

ف [illegible]

ف [illegible]

إِلَىٰ صِرَاطِ الْجَحِيمِ ۝ وَقِفُوهُمْ ۖ إِنَّهُم مَّسْئُولُونَ ۝ مَا لَكُمْ

[illegible]

لَا تَنَاصَرُونَ ۝ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ ۝ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ

[illegible]

عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ۝ قَالُوا إِنَّكُمْ كُنتُمْ تَأْتُونَنَا عَنِ الْيَمِينِ ۝

[illegible]

قَالُوا بَل لَّمْ تَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ۝ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُم مِّن سُلْطَانٍ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بَلْ كُنتُمْ قَوْمًا طَاغِينَ ۝ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَا ۖ إِنَّا لَذَائِقُونَ ۝

بلکہ تم خود ہی سرکش لوگ تھے — پس ثابت ہو گئی ہم پر ہمارے رب کی بات — بے شک ہم [illegible]

فَأَغْوَيْنَاكُمْ إِنَّا كُنَّا غَاوِينَ ۝ فَإِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ

پس ہم نے تمہیں گمراہ کیا — ہم خود بھی گمراہ تھے — پس وہ سب اس دن عذاب میں

مُشْتَرِكُونَ ۝ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ۝ إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا

شریک ہوں گے — ہم اسی طرح سلوک کرتے ہیں مجرموں کے ساتھ — کہ وہ ایسے تھے کہ جب ان

قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ ۝ وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُو

[illegible]

آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍ ۝ بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِينَ ۝

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِنَّكُمْ لَذَائِقُو الْعَذَابِ الْأَلِيمِ ۝ وَمَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ

بے شک تم ضرور چکھو گے دردناک عذاب کو اور نہیں بدلہ دیا جائے گا تمہیں مگر اسی کا جو تم

تَعْمَلُونَ ۝ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ۝ أُولَٰئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ

کیا کرتے تھے۔ بجز اللہ کے مخلص بندوں کے [illegible] یہی ہیں وہ جن کے لیے رزق ہے جس کی

مَّعْلُومٌ ۝ فَوَاكِهُ ۖ وَهُم مُّكْرَمُونَ ۝ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝ عَلَىٰ

کیفیت معلوم ہے۔ [illegible] اور وہ نعمت کے باغوں میں ہوں گے [illegible]

سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ۝ يُطَافُ عَلَيْهِم بِكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ ۝ بَيْضَاءَ

پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے [illegible] چشموں سے [illegible]

لَذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ ۝ لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنزَفُونَ ۝ وَ

[illegible] پینے والوں کے لیے۔ [illegible]

بے وہ قیامت کے منکر تھے وہ بتوں کو خدا اور معبود یقین کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا انکار کرتے تھے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب پاک میں گستاخی کرتے تھے [illegible]

[illegible]

[illegible] سریر کی [illegible] تخت۔ متقابلین آمنے سامنے۔ کاس [illegible]

[illegible]

وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ۙ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۴۹﴾

ان کے پاس ہوں گی نیچی نگاہوں والی موٹی آنکھوں والی حوریں گویا وہ شتر مرغ کے انڈے ہیں گرد و غبار سے محفوظ

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۵۰﴾ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ

پس وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوں گے اور سوال جواب کریں گے ۵ کہنے لگا ان میں سے ایک کہ

اِنِّيْ كَانَ لِيْ قَرِيْنٌ ﴿۵۱﴾ يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ﴿۵۲﴾ ءَاِذَا مِتْنَا

میرا ایک ملاقاتی دوست ہوا کرتا تھا وہ مجھ سے کہا کرتا تھا کیا تم بھی تصدیق کرنے والوں میں سے ہو کیا جب ہم مر جائیں

وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ﴿۵۴﴾

اور ہو جائیں گے مٹی اور ہڈیاں تو کیا ہمیں اس وقت جزا دی جائے گی [illegible] کہے گا کیا تم جھانک کر دیکھنا چاہتے ہو

شرم و حیا میں بھی ہے جیسا کہ ہوتی ہوئی نظروں سے [illegible] حوریں بڑی بڑی خوبصورت آنکھوں والیاں جن کی آنکھوں کا سیاہ حصہ بہت سیاہ اور سفید حصہ بہت سفید [illegible] اللہ [illegible] شتر مرغ کا انڈا [illegible] زردی مائل سفیدی ہوتی ہے اور عرب عورتوں کے اس رنگ کو بہت پسند کرتے تھے۔

۵ اب اہل جنت کی باہمی گفتگو کا ذکر ہو رہا ہے اور اس کا مقصد بھی [illegible] کی بروقت حسرت کرنا ہے۔ اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ [illegible] میں دیکھنے اور سننے کی قوت کیا عالم ہوگا جنت میں بیٹھا ہوا ایک جنتی [illegible] میں بیٹھا ہوا [illegible] ہزاروں کی مسافت پر دوسرے کو دیکھ بھی لے گا اور اس سے بات بھی کرے گا اور اس کا جواب بھی سن سکے گا وہاں [illegible] حائل نہیں ہوگی [illegible] فاصلہ [illegible] آڑے آئے گا۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ جنت میں اہل جنت پر اللہ تعالیٰ [illegible] دیکھنے اور سننے کی [illegible] یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے [illegible] اللہ تعالیٰ کی صفت میں شرک نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں جس طرح اس دنیا میں کوئی شریک نہیں ہو سکتا اسی طرح دار آخرت میں بھی اس کی صفت میں کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔ اگر اہل جنت کی طرح اس دنیا میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو یہ قوت عطا فرما دے تو اس کی قدرت و طاقت سے کوئی بعید نہیں۔
یہاں [illegible] اگر ہم درود شریف پڑھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ [illegible] رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے سماعت فرما رہے ہیں تو اس سے کوئی شرک لازم نہیں آتا ورنہ تمام اہل جنت کو شرک [illegible] السمیع والبصیر [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿٥٥﴾ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ﴿٥٦﴾

[illegible]

وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿٥٧﴾ اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ﴿٥٨﴾

اور اگر میرے رب کا احسان نہ ہوتا تو میں بھی [illegible] کیا [illegible]

اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿٥٩﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ

[illegible]

الْعَظِيْمُ ﴿٦٠﴾ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ﴿٦١﴾ اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا

کامیابی ہے [illegible] عظیم الشان کامیابی کے لیے [illegible]

اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿٦٢﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿٦٣﴾ اِنَّهَا شَجَرَةٌ

زقوم کا درخت ف [illegible] ظالموں کے لیے ف [illegible] ایک درخت ہے

[illegible]

ف اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں [illegible]
کا درخت [illegible]

زقوم ایک [illegible] درخت ہے [illegible]

[illegible]

ف علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی [illegible] قریش کہنے لگے [illegible] زقوم کیا ہے

ہم تو اس نام کا کوئی درخت نہیں جانتے [illegible]

[illegible]

[illegible]

تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ ﴿٦٤﴾ طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ ﴿٦٥﴾

جو نکلتا ہے جہنم کی تہ میں ۔ اس کے شگوفے گویا شیطانوں کے سر ہیں

فَإِنَّهُمْ لَآكِلُونَ مِنْهَا فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ ﴿٦٦﴾ ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ

پس انہیں ضرور کھانا ہوگا اسی سے اور بھریں گے اس سے اپنے پیٹ ۔ پھر انہیں زقوم کھانے کے

عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِنْ حَمِيمٍ ﴿٦٧﴾ ثُمَّ إِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَإِلَى الْجَحِيمِ ﴿٦٨﴾

بعد کھولتا ہوا پانی ملا کر دیا جائے گا ۔ پھر انہیں لوٹا دیا جائے گا جہنم کی طرف ۔

إِنَّهُمْ أَلْفَوْا آبَاءَهُمْ ضَالِّينَ ﴿٦٩﴾ فَهُمْ عَلَىٰ آثَارِهِمْ يُهْرَعُونَ ﴿٧٠﴾ وَلَقَدْ

انہوں نے پایا تھا اپنے باپ دادا کو گمراہ ۔ پس وہ دوڑے چلے جا رہے ہیں ان کے پیچھے لپکے جا رہے ہیں ۳۳ اور بے شک

ضَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ الْأَوَّلِينَ ﴿٧١﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا فِيهِمْ مُنْذِرِينَ ﴿٧٢﴾

گمراہ ہو چکے تھے ان سے قبل بہت سے پہلے لوگ ۔ اور ہم نے بھیجے تھے ان میں ڈرانے والے ۔

کی کثرت کرے۔ ابوجہل نے اپنی لونڈی سے کہا: زقمینی ؛ تو وہ کھجور اور مکھن لے کر آگئی جسے [illegible] سے کہا۔ تزقموا ھذا الذی یخوفنا بہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مکھن اور کھجور کھاؤ یہ ہے وہ جس سے ہمیں وہ ڈرایا کرتے ہیں

۳۱ یعنی زقوم کا درخت جو جہنم کے وسط میں اُگے گا اس کے شگوفے ایسے ہوں گے جیسے شیطانوں کے سر اگرچہ کسی نے شیطانوں کے سروں کو نہیں دیکھا لیکن جس طرح کسی کی خوبصورتی اور حسن کو فرشتہ سے تشبیہ دی جاتی ہے اسی طرح مکروہ اور بدصورتی بیان کرنے کے لیے شیطان سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ [illegible] قرطبی

۳۲ بتایا جا رہا ہے کہ زقوم کھانے کے لیے زقوم ملے گا اور اس زقوم سے جب ان کے پیٹ بھر جائیں گے تو ان کو پینے کے لیے جہنم کا کھولتا ہوا پانی ملے گا حمیم کھولتے ہوئے پانی کو کہتے ہیں۔ شوبا شاب یشوب کا مصدر ہے اس کا معنی ہے کسی چیز کو کسی چیز میں ملا دینا۔ مخلوط کر دینا [illegible] اس کو بھی شوب کہتے ہیں۔

۳۳ ان کی گمراہی کی وجہ بتائی جا رہی ہے کہ انہوں نے اپنے باپ دادا کے طور طریقے اپنا لیے سوچے سمجھے بغیر ان کی تقلید کرتے رہے اور اپنے گمراہ اسلاف کے نقش قدم پر چلتے رہے

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۷۳﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۷۴﴾

پس دیکھئے کیسا انجام ہوا ان لوگوں کا جنہیں ڈرایا گیا تھا ۔ سوائے اللہ کے مخلص بندوں کے ۲۲

وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ

اور نوح (علیہ السلام) نے ہمیں پکارا ۔ ہم بہت اچھے جواب دینے والے ہیں ۲۳ اور ہم نے نجات دی انہیں اور ان کے

الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ

گھر والوں کو اس مصیبت سے جو بڑی سخت تھی ۔ اور ہم نے صرف انہی کی نسل کو باقی رہنے دیا ۔ اور ہم نے چھوڑا ان کا ذکر خیر

فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۷۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۹﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي

پیچھے آنے والوں میں ۔ سلام ہو نوح پر تمام جہانوں میں ۔ ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۱﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۸۲﴾

محسنین کو ۔ بیشک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے ۔ پھر ہم نے دوسروں کو غرق کر دیا

۲۲ عام لوگوں کی تو یہی روش ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے ایسے نہیں کیا کرتے وہ حق کے پیروکار ہوتے ہیں ۔ اگر ان کے باپ دادا ہدایت پر ہوں اور سچے دین کے ماننے والے اللہ کا ذکر اور یاد میں اپنی زندگی بسر کرنے والے ہوتے ہیں تو وہ ان کی پیروی کرتے ہیں اور اگر وہ بھٹکے ہوئے اور گمراہ ہوتے ہیں تو یہ ان سے اپنا تعلق منقطع کر لیتے ہیں ۔ انہیں صرف حق سے سروکار ہے ۔ حق کی شمع جہاں بھی روشن ہو یہ پروانے وہاں پہنچ جاتے ہیں ۔ حق کا پرچم اٹھا کر جو شخص میدان میں آئے یہ اس کے ساتھ صف بستہ کھڑے ہو جاتے ہیں ۔

۲۳ حضرت نوح علیہ السلام کی تبلیغی سرگرمیوں کا جب یہ نتیجہ نکلا کہ آپ کے ساتھ استہزا اور تمسخر ہونے لگا تو آپ نے ... کئی مقامات پر پڑھ چکے ہیں جب طوفان آیا تو صرف آپ اور آپ کے دین والے بچے باقی سب غرق ہو گئے آج نسل انسانی جہاں کہیں موجود ہے یہ نوح کی ہی اولاد ہے ۔

۲۴ اس آیت میں بعض کلمات مقدر ہیں :

تَرَكْنَا عَلَيْهِ ثَنَاءً حَسَنًا فِي كُلِّ أُمَّةٍ یعنی ہم نے بعد والی نسلوں میں آپ کی شہرت اور نیک نامی کو باقی رکھا ہر قوم آپ کی ثنا خواں اور ہر امت آپ کی تعریف کرتی ہے ۔

وَإِنَّ مِنْ شِيعَتِهِ لَإِبْرٰهِيمَ إِذْ جَاءَ رَبَّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ۸۴

اور نوح کی جماعت سے ابراہیم بھی تھے ۷۴ جب وہ حاضر ہوا اپنے رب کے حضور قلبِ سلیم کے ساتھ

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَاذَا تَعْبُدُونَ أَئِفْكًا آلِهَةً دُونَ

جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تم کس چیز کی پوجا کرتے ہو ۷۵ کیا جھوٹے گھڑے ہوئے معبود اللہ تعالیٰ کے

اللَّهِ تُرِيدُونَ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِينَ ۸۷ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي

علاوہ چاہتے ہو ۷۶ پس تم نے کیا سمجھ رکھا ہے سارے جہانوں کے پروردگار کے بارے میں ۷۷ پھر اس نے ایک نظر

النُّجُومِ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ ۹۰ فَرَاغَ إِلَىٰ

ڈالی ستاروں کی طرف اور کہا میں بیمار ہوں ۷۸ چنانچہ وہ لوگ اسے چھوڑ کر پیٹھ پھیر کر چلے گئے ۷۹

۷۴ اب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر شروع ہو رہا ہے۔ قلبِ سلیم سے مراد وہ دل ہے جو اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں ہر قسم کی کھوٹ اور شرک سے محفوظ ہو۔ [illegible]

۷۵ یعنی [illegible] عبادت کرتے ہو۔

۷۶ یہ سوال بھی تنبیہ کے لیے ہے۔ آیت کی ترکیب یہ ہے: [illegible] دُونَ اللّٰہِ اس کی صفت اور [illegible] مفعول [illegible] کی اہمیت کے لیے اس کو سب سے پہلے ذکر کیا۔ [illegible] دُونَ اللّٰہِ [illegible] بتانا یہ ہے کہ ان کا مذہب جھوٹ اور باطل پر مبنی ہے محض جھوٹ سے انہوں نے بہت سے دیوی دیوتا معبود بنا لیے۔ [illegible]

۷۷ یعنی [illegible] رب العالمین کا تم نے کیا خیال کر رکھا ہے۔ کیا خیال ہے کہ [illegible] وہ تم سے [illegible] نہیں کرے گا۔ اس کے غضب سے ڈرو اور اس کی عبادت سے [illegible] اس کی ہدایت کو تسلیم کرو۔

۷۸ یہاں جو واقعہ بیان ہوا ہے وہ تفصیلاً سورۂ انبیاء میں گزر چکا ہے۔ وہاں اس کے حواشی کا بھی مطالعہ کر لیا جائے۔ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے ستاروں کی طرف دیکھا لیکن جب کوئی شخص کسی بات پر غور و فکر کرے [illegible] اس وقت بھی یہ محاورہ بولتے ہیں۔

اس آیت کے ضمن میں [illegible] علم نجوم کے بارے میں تفصیلی بحث کی ہے [illegible] جلد ۲۳ صفحات [illegible]

الِهَتِهِمْ فَقَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ﴿٩١﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنطِقُونَ ﴿٩٢﴾ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ

[illegible]

ضَرْبًا بِالْيَمِينِ ﴿٩٣﴾ فَأَقْبَلُوا إِلَيْهِ يَزِفُّونَ ﴿٩٤﴾ قَالَ أَتَعْبُدُونَ مَا

[illegible]

تَنْحِتُونَ ﴿٩٥﴾ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ ﴿٩٦﴾ قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا

[illegible]

فَأَلْقُوهُ فِي الْجَحِيمِ ﴿٩٧﴾ فَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَسْفَلِينَ ﴿٩٨﴾

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَقَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ۝۹۹ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ

اور آپ نے کہا میں جانے والا ہوں اپنے رب کی طرف وہ میری رہنمائی فرمائے گا (دعا کی) میرے رب! عطا فرما دے

الصّٰلِحِیْنَ ۝۱۰۰ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ ۝۱۰۱ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ

مجھے ایک نیک بچہ۔ پس ہم نے مژدہ سنایا انہیں ایک حلیم بچہ کا اور جب وہ اتنا بڑا ہو گیا کہ آپ کے ساتھ دوڑ دھوپ

یٰبُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی ؕ قَالَ

کرنے لگے تو آپ نے کہا اے میرے پیارے بچے! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں سو غور کرو تمہاری کیا رائے ہے بیٹے نے

جو تمہارا بھی خالق ہے اور تمہارے عمل کا بھی پیدا کرنے والا ہے۔

۹۷ وہ حضرت خلیل اللہ کی اس دلیل کا تو کوئی جواب نہ دے سکے تو طاقت کا سہارا لینے پر آمادہ ہو گئے، کہنے لگے ایک الاؤ تیار کرو اور اسے اس میں پھینک دو۔

۹۸ دشمنوں نے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہلاک کرنے کے لیے یہ منصوبہ بنایا لیکن اللہ تعالیٰ نے ہی ان کی تدبیر سے ان کے منصوبے کو ناکام بنا دیا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا گیا تو وہ ٹھنڈی ہو گئی اور آپ کا بال بھی بیکا نہ ہوا

۹۹ جب ان لوگوں نے حضرت ابراہیم کی صداقت کی روشن دلیلیں اپنی آنکھوں سے دیکھیں لیکن وہ پھر بھی ایمان لانے پر آمادہ نہ ہوئے۔ آخر کار حضرت ابراہیم کو یقین ہو گیا کہ ان لوگوں میں حق کی طلب ہی موجود نہیں۔ ایسے ماحول میں دعوت و ارشاد کا سلسلہ جاری رکھنا وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے تو آپ نے ان کو صاف صاف کہہ دیا کہ میں تمہارے اس مشرکانہ ماحول سے رخصت ہو رہا ہوں تم جانو اور تمہارا کام۔ میں وہاں جا رہا ہوں جہاں دل جمعی سے اپنے رب کو یاد کر سکوں گا اور اس کے بندوں کو اس کے قریب لانے کی کوشش کروں گا۔ [illegible] حیثیت امر ربی [illegible] (زور) ملک شام یعنی جہاں میرے رب نے مجھے جانے کا حکم دیا ہے یا جہاں میں سکون کے ساتھ اپنے رب کی عبادت کر سکوں گا۔ چنانچہ آپ وہاں سے عراق اور مصر ہوتے ہوئے ملک شام تشریف لے گئے۔

۱۰۰ اس وقت تک آپ کا کوئی فرزند نہ تھا۔ آپ نے ایک صالح بیٹے کے لیے التجا کی جو قبول ہوئی۔

۱۰۱ جب وہ فرزند دلبند [illegible] دوڑ دھوپ کی عمر کو پہنچ گیا تو ایک نیا امتحان شروع ہوا۔ ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ آپ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں۔ چونکہ انبیاء کے خواب بھی وحی الٰہی ہوتے ہیں اس لیے آپ سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بیٹا ذبح کرنے کا حکم دیا ہے۔ فوراً بے تامل حکم کی تعمیل کے لیے تیار ہو گئے۔ وہ جانتے تھے کہ اگر ایک بچہ جو کئی برس کی دعا سے حاصل ہوا ہے تو یہ سودا بڑا سستا ہے۔ آپ نے سارا معاملہ اپنے بیٹے کو بھی بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے

يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

عرض کی میرے پدر [illegible] کر ڈالیے جو آپ کو حکم دیا گیا ہے انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں سے پائیں گے۔

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ﴿۱۰۳﴾ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ قَدْ

پس جب دونوں نے سر تسلیم خم کر دیا اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا ۔ اور ہم نے ندا دی اسے کہ اے ابراہیم! بیشک

صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ

تو نے سچ کر دکھایا اپنا خواب ہم اسی طرح صلہ دیتے ہیں محسنوں کو ۔ بیشک یہ بڑی کھلی

[illegible] حضرت اسماعیل [illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت ابراہیم نے حضرت اسماعیل سے جب یہ خواب بیان کیا [illegible] تسلیم و رضا [illegible] جو جواب دیا وہ قرآن کریم کے الفاظ میں پڑھیے [illegible] قال یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین [illegible] حکم کی تعمیل [illegible] باقی رہا میں تو مجھے آپ صابروں میں سے پائیں گے [illegible] کامیابی حاصل کر لی اور [illegible] امتحان میں [illegible] سلام کی دولت حضرت ابراہیم [illegible] حضرت اسماعیل [illegible] پیش کیا جا سکتا ہے [illegible] اسلام [illegible] کہا:

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

جب دونوں باپ بیٹا اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کے لیے [illegible] تیار ہو گئے [illegible]

الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ﴿١٠٦﴾ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ﴿١٠٧﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي

کھلی آزمائش تھی اور ہم نے بچا لیا اسے بدلے میں ایک عظیم ذبیحہ دے کر اور ہم نے چھوڑا ان کا ذکر خیر

الْاٰخِرِيْنَ ﴿١٠٨﴾ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿١٠٩﴾ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١١٠﴾

آنے والوں میں سلام ہو ابراہیم پر اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکوکاروں کو

اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١١﴾ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ

بیشک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا اور ہم نے بشارت دی انہیں اسحاق کی جو نبی ہوگا

اور علم کی ذات اقدس واطہر موجود تھی۔ یہودی اور عیسائی علماء چونکہ تعصب سے متصف ہیں کہ حضرت اسماعیل کو اس شرف سے محروم کریں۔ جب تک بھی رحمت دو عالم کی عظمت شان میں وہ ہر طرح کی بے ادبی کرتے ہیں۔ اس لیے یہ یہودیوں کی عادت کی تعصب میں ہے کہ وہ خواہ ایک بزرگ کا قول اس سے پہلے کر دو جسے بہت کر دیتے ہیں اور کتنے ہی دلائل، تاریخی حالات اور شواہد پیش کر کے ثابت کرلیں کہ ان کو ماننا اور ان کے برعکس کسی اور خیال کو اپنے دل میں جگہ دینا بھی غلط ہو رہے ہیں۔ اس لیے از راہ تعصب نہیں بلکہ تحقیق حق کے لیے یہیں دلائل کا موازنہ کیا جاتا ہے۔

یہودی اس امر کے مدعی ہیں کہ ذبیح حضرت اسحاق تھے جیسا کہ کتاب پیدائش باب ۲۲ میں حضرت اسحاق علیہ السلام کی قربانی کا تذکرہ موجود ہے لیکن اس باب میں کئی جگہ کئی دفعہ یہ تصریح بھی ہے کہ جس بیٹے کو قربانی کے لیے آپ لے گئے تھے وہ آپ کا اکلوتا بیٹا تھا کیا یہودی یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ حضرت اسحاق اکلوتے بیٹے تھے بلکہ کتاب پیدائش باب ۱۶ میں تو صاف مذکور ہے کہ حضرت اسحاق سے پہلے حضرت ہاجرہ کے بطن سے آپ کا ایک فرزند تولد ہوا تھا (ملاحظہ ہو آیت ۱۵) اور وہ لڑکا (اسحاق) بڑھا اور اس کا دودھ چھڑایا گیا اور اسحاق کے دودھ چھڑانے کے دن ابراہیم نے بڑی ضیافت کی اور سارہ نے دیکھا کہ ہاجرہ مصری کا بیٹا جو اس کے ابراہیم سے ہوا تھا ٹھٹھے مارتا ہے۔" اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسحاق کے دودھ چھڑانے کے وقت حضرت اسماعیل کی عمر کافی بڑی تھی۔

جب حضرت اسماعیل پیدا ہوئے اس وقت حضرت ابراہیم کی عمر چھیاسی سال کی اور جس وقت حضرت سارہ کے بطن سے اسحاق پیدا ہوئے تھے اس وقت آپ کی عمر سو سال تھی۔ اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ حضرت اسحاق کی ولادت کے وقت حضرت اسماعیل اپنے باپ کے اکلوتے بیٹے تھے اور تیرہ سال کی عمر تھی جب ان کو قربانی دینے کے لیے حضرت ابراہیم لے گئے تھے اس وقت آپ کے اکلوتے بیٹے حضرت اسماعیل تھے نہ حضرت اسحاق۔

اب قرآن کریم کی طرف آئیے: پہلے اسی بات پر غور کیجیے حضرت ابراہیم وطن عزیز کو چھوڑ کے جاتے ہیں تو دعا مانگتے ہیں، دعا کیسی ہوتی

الصّٰلِحِيْنَ ﴿١١٢﴾ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ۭ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ

صالحین میں سے۔ اور ہم نے برکتیں دیں اس پر اور اسحاق پر اور ان کی نسل میں سے کوئی نیک ہوگا

وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ﴿١١٣﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰي مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿١١٤﴾

اور کوئی اپنی جان پر کھلا ظلم کرنے والا ہوگا۔ اور ہم نے احسان کیا موسیٰ اور ہارون علیہما السلام پر

وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿١١٥﴾ وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا

اور ہم نے بچا لیا ان دونوں کو اور ان کی قوم کو بڑے غم سے اور ہم نے ان کی مدد کی پس ہو گئے

ہے۔ بچے کو [illegible] قربان کرنے کا خواب [illegible] جب [illegible] کی تعمیل کر چکے ہیں [illegible] السلام ہی کا مژدہ سنایا جاتا ہے۔ آیات کے بعد ارشاد ہوتا ہے وبشرنٰہ باسحٰق کہ ہم نے حضرت ابراہیم کو حضرت اسحاق کی ولادت کی خوشخبری دی اور اس آیت میں ہے [illegible] یعنی اسحاق [illegible] جاتا ہے کہ [illegible] کی [illegible] اسحاق کی صفات ذکر کر کے ان کی صالحیت کی تصدیق کر دی۔

پھر جب اسحاق کی ولادت کا مژدہ سنایا جاتا ہے تو ساتھ ہی ان کے بیٹے حضرت یعقوب کی بشارت دی ہوئی ہے فبشرنٰہا باسحٰق ومن وراء اسحٰق یعقوب۔ اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ اسحاق صاحب اولاد ہوں گے اور ان کے فرزند کا نام یعقوب ہوگا [illegible] ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ مژدہ ملتا ہے کہ اسحاق اور اس کے بیٹے یعقوب ہوں گے اور دوسری طرف [illegible] قربان کرنے کا حکم ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام میں یہ تضاد ممکن نہیں۔ بعض حضرات نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ حضرت اسحاق کو قربانی کے لیے اس وقت لے گئے جب حضرت یعقوب پیدا ہو گئے۔ یہ جواب قطعاً قابل تسلیم نہیں کیونکہ قرآن کریم نے [illegible] اس کے علاوہ یہ امر بھی قابل غور ہے کہ وہ [illegible] آپ کے بیٹے کا فدیہ دیا گیا اس کے سینگ [illegible] کعبہ میں آویزاں تھے اور حضرت ابراہیم نے جس میدان میں اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کی کوشش کی وہ منیٰ کا میدان [illegible] ہے یہ [illegible] عرب میں واقع ہے [illegible] اور تاریخ میں کوئی ایسی شہادت نہیں جس سے پتہ چلے کہ حضرت اسحاق مکہ میں تشریف لائے ہوں۔ [illegible] حضرت اسمٰعیل ہی اور وہ یہیں رہے ہیں۔ دلائل اسی بات کی تائید کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب [illegible] تفصیل کے لیے تفسیر ابن کثیر ملاحظہ ہو۔

؎ حضرت ابراہیم [illegible] کے ذکر کے بعد اب حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام پر جو احسانات [illegible] ذکر [illegible] جو احسانات اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ پر [illegible] آپ کے [illegible] غلامی سے نجات ملی [illegible] ان کے لیے [illegible]

هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَهَدَيْنٰهُمَا

وہی غلبہ پانے والے رہے ۔ اور ہم نے بخشی ان دونوں کو ایسی کتاب جو نہایت واضح ہے ۔ اور ہم نے ہدایت دی انہیں

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۱۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰى

سیدھے راستہ کی ۔ اور ہم نے چھوڑا ان کے ذکر خیر کو پیچھے آنے والوں میں ۔ سلام ہو

مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ اِنَّهُمَا مِنْ

موسیٰ اور ہارون پر ۔ ہم یوں ہی اجر دیتے ہیں نیک کام کرنے والوں کو ۔ بیشک وہ دونوں

عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ

ہمارے مومن بندوں میں سے تھے ۔ اور بیشک الیاس (علیہ السلام) بھی پیغمبروں میں سے ہیں ۔ یاد کرو جب انہوں نے

اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ اللّٰهَ

اپنی قوم سے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ۔ کیا تم عبادت کرتے ہو بعل کی اور چھوڑتے ہو جو احسن الخالقین کو سب سے بہتر ہیں ، اللہ کو جو

رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾

تمہارا بھی پروردگار ہے اور تمہارے پہلے باپ دادا کا بھی پروردگار ہے ۔ پھر انہوں نے آپ کو جھٹلایا پس یقیناً وہ بھی پکڑ کر حاضر کیے جائیں گے

ہو گیا اور ان کی آنکھوں کے سامنے ان کا دشمن فرعون اپنے لاؤ لشکر سمیت غرق ہو گیا پھر انہیں تورات جیسی کتاب مرحمت فرمائی اور جب تک دنیا قائم ہے حضرت موسیٰ اور ہارون کا ذکر خیر ہوتا رہے گا ۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک اور پیارے بندوں کو اسی طرح سرفراز فرماتا ہے

ف۲ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل مختلف قبیلوں میں بٹ گئے اور ہر قبیلے نے اپنی اپنی علیحدہ سلطنت بنالی۔ بنی اسرائیل کے بعض قبائل میں سے ایک قبیلہ جہاں کے اس علاقے میں آباد ہو گیا جہاں اب حضرت ربی شہر بعلبک کے کھنڈرات موجود ہیں۔ اس قبیلے نے خدا کو چھوڑ کر بت پرستی شروع کر دی۔ ان کے بڑے بت کا نام بعل تھا جس کے متعلق مشہور ہے کہ یہ بیس گز لمبا سونے کا مجسمہ تھا جس کے چار منہ تھے جس کے خدمت گاروں کی تعداد چار سو تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو راہ راست دکھانے کے لیے حضرت الیاس علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ آپ نے انہیں سمجھانے کی انتہائی کوشش کی لیکن وہ لوگ آپ کو جھٹلاتے رہے

إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ﴿۱۲۹﴾

سوائے اللہ کے بندوں کے جو مخلص ہیں۔ اور ہم نے چھوڑا ان کے ذکر خیر کو پیچھے آنے والوں میں۔

سَلَامٌ عَلَىٰ إِلْ يَاسِينَ ﴿۱۳۰﴾ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۳۱﴾ إِنَّهُ

سلام ہو الیاسین پر ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں نیک کام کرنے والوں کو بیشک وہ

مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۳۲﴾ وَإِنَّ لُوطًا لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۳۳﴾ إِذْ

ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے اور بیشک لوط بھی پیغمبروں میں تھے یاد کرو جب

نَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ﴿۱۳۴﴾ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ ﴿۱۳۵﴾ ثُمَّ

بچا لیا ہم نے انہیں اور ان کے سارے اہل و عیال کو مگر ایک بڑھیا کو جو پیچھے رہنے والوں میں تھی پھر ہم نے

دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ﴿۱۳۶﴾ وَإِنَّكُمْ لَتَمُرُّونَ عَلَيْهِم مُّصْبِحِينَ ﴿۱۳۷﴾ وَبِاللَّيْلِ

برباد کر دیا دوسرے لوگوں کو اور تم گزرتے رہتے ہو ان کے اجڑے دیاروں پر صبح کے وقت اور رات کے وقت

أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۱۳۸﴾ وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۳۹﴾ إِذْ أَبَقَ إِلَى

کیا تم پھر بھی نہیں سمجھتے۔ اور بیشک یونس بھی ہمارے رسولوں میں سے تھے جب وہ بھاگ کر

بالآخر ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب اترا اور وہ نیست و نابود ہو گئے

اللہ تعالیٰ نے پیچھے آنے والی نسلوں میں ان پر سلامتی بھیجنے والے اور ان کے ذکر خیر کو تا قیامت زندہ جاوید کر دیا۔

۱۳۱ سورہ شعراء میں حضرت لوط علیہ السلام کا تذکرہ تفصیل سے گزر چکا ہے، آیت ۱۶۰ تا ۱۷۵۔ ان کی قوم میں بڑا بھاری عیب [illegible] ملک شام میں ان کے بڑے بڑے شہروں کے کھنڈرات کے پاس سے گزرتے ہو کیا تمہیں عبرت حاصل نہیں ہوتی کیا تم بھی یہی چاہتے ہو کہ تمہارا بھی یہی انجام ہو۔

۱۳۲ حضرت یونس علیہ السلام کا واقعہ تفصیل سے سورہ یونس آیت ۹۸ میں گزر چکا ہے۔ مختصراً یہ ہے کہ آپ نے [illegible] راہ راست پر لانے کی کوشش کی [illegible] تین دن کے بعد تم پر عذاب نازل ہوگا۔ تیسرے روز [illegible] آپ کو [illegible]

الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ۙ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ ۚ فَالْتَقَمَهُ

[illegible]

الْحُوتُ وَهُوَ مُلِيمٌ ۚ فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ ۙ لَلَبِثَ

[illegible]

فِي بَطْنِهِ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۚ فَنَبَذْنَاهُ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ سَقِيمٌ ۚ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وظیفۂ حیات بنا لیا۔ چند مشکل الفاظ: [illegible] ساهم [illegible] حوت: بڑی مچھلی، ملیم: [illegible] ملامة [illegible] چٹیل میدان، جہاں درخت، بوٹے، جھاڑی [illegible]

وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ﴿١٤٦﴾ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ

اور ان کی حفاظت کے لیے اُگا دی ان پر کدو کی بیل اور ہم نے بھیجا تھا انہیں ایک لاکھ یا اس سے

اَوْ يَزِيْدُوْنَ ﴿١٤٧﴾ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿١٤٨﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ

زیادہ لوگوں کی طرف۔ پس وہ ایمان لائے اور ہم نے انہیں لطف اندوز ہونے دیا کچھ وقت تک۔ ذرا پوچھیے ان سے کیا

الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ﴿١٤٩﴾ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ

آپ کے رب کے لیے تو بیٹیاں ہیں اور ان کے لیے بیٹے۔ کیا ہم نے پیدا کیا فرشتوں کو عورت ذات اور وہ

شٰهِدُوْنَ ﴿١٥٠﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿١٥١﴾ وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّهُمْ

موجود تھے۔ خبردار! یہ اپنی من گھڑت سے کہتے ہیں کہ اللہ کے بچے ہیں اور وہ بلاشبہ

لَكٰذِبُوْنَ ﴿١٥٢﴾ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ﴿١٥٣﴾ مَا لَكُمْ ۣ كَيْفَ

جھوٹ کہتے ہیں۔ کیا اس نے پسند کیں اپنے لیے بیٹیاں بیٹوں کو چھوڑ کر۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے، تم کیسے

۱۴۳ سورت کے آغاز میں حق تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کفار مکہ سے جو سوالات پوچھنے کا حکم دیا تھا مقصد یہ تھا کہ ان کی کم عقلی اور حماقت بھی لوگوں کے قول و عمل سے عیاں ہو جائے۔ یہاں الگ ایک اور حماقت کے متعلق ان سے استفسار کرنے کا ارشاد ہو رہا ہے جو عرب کے کئی قبائل جہینہ، سلیم، خزاعہ وغیرہ میں تھی۔ اس مسئلہ میں وہ یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ ان سے پوچھیے کہ تم بیٹیوں کو اس قدر ناپسند کرتے ہو اور اگر کسی کے گھر بچی پیدا ہو جائے تو اس کے چہرے کا رنگ فق ہو جاتا ہے، شرم کے مارے کسی کو منہ نہیں دکھاتا، اور اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد ثابت کی تو وہ بھی لڑکیاں۔ کتنی حماقت اور بے انصافی ہے۔

۱۴۴ تم جو بڑے وثوق سے یہ دعویٰ کر رہے ہو تو تمہارے پاس اس کی کیا دلیل ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جب فرشتوں کو پیدا فرمایا کیا اس وقت تم پاس موجود تھے اور تم نے دیکھا کہ وہ لڑکیاں ہیں؟ یا تمہارے پاس اس بات کا کوئی تحریری ثبوت ہے کسی نبی کا، یا کوئی سماوی صحیفہ جس میں یہ درج ہو؟ ان میں سے کوئی صورت بھی نہیں۔ نہ تم فرشتوں کی پیدائش کے وقت پاس تھے اور نہ تمہارے پاس کوئی تحریری ثبوت موجود ہے تو کتنی نادانی ہے کہ ایک غلط بات پر یوں ڈٹے ہوئے ہو اور اگر کوئی دستاویز اس بارے میں تمہارے پاس ہے تو اسے جلدی سے سب کے سامنے پیش کرو تاکہ دوسرے لوگ بھی تمہارے ہمنوا بن جائیں۔

تَحْكُمُوْنَ ۝ أَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ أَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝ فَأْتُوْا

فیصلے کرتے ہو [illegible] کیا تمہارے پاس کوئی واضح دلیل ہے [illegible]

بِكِتٰبِكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ۚ

دستاویز پیش کرو اگر تم سچے ہو ۔ اور ٹھہرا دیا ہے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اور جنوں کے درمیان رشتہ

وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۝ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝

حالانکہ جن خود جانتے ہیں کہ انہیں پکڑ کر پیش کیا جائے گا [illegible] اللہ پاک ہے ان باتوں سے جو یہ بیان کرتے ہیں

إِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ فَإِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ۝ مَا أَنْتُمْ

مگر اللہ کے چنے ہوئے بندے [illegible] پس تم اور جن کی تم پوجا کرتے ہو تم سب مل کر

عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ۝ إِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ۝ وَمَا مِنَّا إِلَّا لَهٗ

اس کے خلاف کسی کو نہیں بہکا سکتے سوائے اس کے جو جہنم میں جانے والا ہے [illegible] اور فرشتے کہتے ہیں کہ ہم میں سے

مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ۝ وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ۝ وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ۝

کوئی ایسا نہیں جس کا ایک مقام مقرر نہ ہو [illegible] اور ہم تسبیح کرنے والے ہیں

[illegible] بعض کہتے ہیں کہ بعض کفار عرب کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی [illegible] جنوں میں شادی کی اور اس سے [illegible] ان کے اس عقیدہ کی تردید کی جا رہی ہے

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible]

"هل يصير [illegible] ان يصل" (قرطبی)

[illegible]

وَإِنْ كَانُوا لَيَقُولُونَ ﴿١٦٧﴾ لَوْ أَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِنَ الْأَوَّلِينَ ﴿١٦٨﴾

اور وہ (بعثت نبوی سے پہلے) کہا کرتے تھے اگر ہمارے پاس کوئی نصیحت ہوتی پہلے لوگوں کی طرف سے

لَكُنَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿١٦٩﴾ فَكَفَرُوا بِهِ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿١٧٠﴾

تو ہم اللہ کے مخلص بندے بن جاتے پس (جب نصیحت آ گئی تو) انہوں نے اس سے انکار کر دیا۔ وہ عنقریب اپنا انجام جان لیں گے ث

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ﴿١٧١﴾ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ ﴿١٧٢﴾

اور ہمارا وعدہ پہلے ہو چکا ہے اپنے بندوں کے ساتھ جو رسول ہیں کہ ان کی ضرور مدد کی جائے گی۔ ث

وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ ﴿١٧٣﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿١٧٤﴾ وَأَبْصِرْهُمْ

اور بیشک ہمارا لشکر ہی غالب ہو کر رہتا ہے پس آپ منہ پھیر لیجیے ان سے تھوڑی دیر اور دیکھتے رہیے انہیں

فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ ﴿١٧٥﴾ أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ﴿١٧٦﴾ فَإِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ

وہ بھی عنقریب (انجام) دیکھ لیں گے کیا وہ ہمارے عذاب کے لیے جلدی مچا رہے ہیں پس جب وہ اترے گا ان کے آنگن میں

فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ ﴿١٧٧﴾ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿١٧٨﴾ وَأَبْصِرْ

تو وہ صبح بڑی خوفناک ہوگی جنہیں ڈرایا جا چکا تھا اور پھیر لیجیے ان سے منہ تھوڑی دیر کے لیے اور دیکھتے رہیے

ث قرآن کریم کے نازل ہونے سے پہلے وہ یہ کہا کرتے تھے اور جب قرآن نازل ہوا تو انہوں نے کیا طرز عمل اختیار کیا اس کے متعلق بیان فرمایا جا رہا ہے۔

ث ارشاد ہو رہا ہے کہ ہمارا یہ فیصلہ ہے کہ فتح و نصرت، عزت اور غلبہ ہمارے رسولوں کو اور ان کے ماننے والوں کو نصیب ہوگا۔ یہ نصرت و غلبہ ظاہری طور پر بھی ہو سکتا ہے اور اس طرح بھی کہ دنیا ان کی صداقت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائے اور دل ان کی محبت و تکریم کے جذبات سے معمور ہو جائیں۔

ث یہ نادان جلدی عذاب کے نزول کے لیے بیتاب ہیں اور آپ کی صداقت کا معیار انہوں نے خود مقرر کیا ہے کہ اگر ان پر ہمارا عذاب نازل ہوا تو آپ سچے اور اگر نہ اترا تو جھوٹے۔ آپ کی نبوت کو وہ تسلیم نہیں کریں گے لیکن وہ کتنے نادان ہیں۔ اگر عذاب نازل ہو گیا اور انہیں اپنے مقرر کردہ معیار کے مطابق آپ کی نبوت کی تصدیق ہو گئی تو انہیں اس سے کیا فائدہ حاصل ہوگا

فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿١٧٩﴾ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿١٨٠﴾

تو دیکھتے رہیے وہ بھی عنقریب دیکھ لیں گے پاک ہے آپ کا رب جو عزت کا مالک ہے ان نازیبا باتوں سے جو وہ بیان کیا کرتے ہیں

وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٨١﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٨٢﴾

اور سلامتی ہو سب رسولوں پر اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا رب ہے

کتنا حسین اختتام ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: من قال دبر کل صلوة سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العالمين ثلاث مرات فقد اكتال بالمكيال الاوفى من الاجر۔ یعنی جس شخص نے نماز کے بعد یہ تین آیتیں تین مرتبہ پڑھیں گویا اس نے اجر کا بہت بڑا پیمانہ بھر لیا۔

اللھم صل وسلم علی حبیبک ورسولک وسیلتنا عن افضلهم واکرمهم محمد سید الانبیاء والمرسلین رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین اکرم الاولین والآخرین سیدنا ومولانا وحبیبنا وشفیعنا محمد وعلی آلہ وصحبہ ومن تبعھم من امتہ الی یوم الدین یارب العالمین۔

محمد کرم شاہ

یوم الجمعہ
۵ رجب
۱۱ ستمبر
مکمل

یوم الاثنین
۲۰ رجب
۲۸ اگست
نظر ثانی
بھیرہ سرگودھا

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سورۃ صٓ

نام : اس کا نام صٓ ہے جو پہلی آیت میں مذکور ہے۔ اس کی آیات کی تعداد اٹھاسی اور کلمات کی تعداد سات سو بتیس اور حروف کی تعداد تین ہزار ستر ہے۔ اس کے پانچ رکوع ہیں۔

زمانۂ نزول : اس امر پر تو سب کا اتفاق ہے کہ یہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی لیکن مکی زندگی کے کس دور میں اس کا نزول ہوا، اس بارے میں کوئی صراحت تو نہیں ملتی البتہ مفسرین کرام نے اس کے شان نزول کے بارے میں جو روایت لکھی ہے اس سے قیاس کیا جا سکتا ہے۔

روایت یہ ہے کہ جناب ابوطالب بیمار ہو گئے۔ بیماری نے شدت اختیار کر لی تو مکہ کے رئیسوں نے سوچا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ اس بیماری میں وفات پا جائیں۔ ان کی وفات کے بعد اگر ہم نے نبی کریم پر سختی کی تو عرب ہمیں طعنے دیں گے کہ کل تک ابوطالب زندہ تھے تو انہیں کچھ نہ کہا، اب ان کی آنکھیں بند ہوتے ہی انہوں نے تشدد شروع کر دیا ہے۔ اس لیے بہتر ہے کہ ہم ایک وفد ان کے پاس لے جائیں شاید باہمی مصالحت کی کوئی صورت نکل آئے۔ چنانچہ ابوجہل، عاص بن وائل، اسود بن مطلب، اسود بن یغوث اور دوسرے سرداروں کے ساتھ ابوطالب کے پاس گئے اور کہا : یا اباطالب انت کبیرنا و سیدنا فانصفنا من ابن اخیک فمرہ فلیکفف عن شتم آلھتنا وندعہ والٰھہ (ابن کثیر)

اے ابوطالب! آپ ہم سب کے بڑے اور ہمارے سردار ہیں۔ اپنے بھتیجے اور ہمارے درمیان انصاف سے فیصلہ کر دیں۔ آپ انہیں حکم دیں کہ ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہنے سے رک جائیں ہم انہیں اور ان کے خدا کو کچھ نہیں کہیں گے۔

چنانچہ آپ نے حضور کو بلا بھیجا۔ حضور جب تشریف لائے تو ابوطالب نے کہا کہ یہ آپ کی قوم کے شیوخ اور سردار ہیں ان کا یہ مطالبہ ہے۔ حضور نے فرمایا چچا جان! کیا میں ان کو ایسی بات کی دعوت نہ دوں جو ان کے لیے سراپا خیر ہے۔ پوچھا کیا ہے؟ حضور نے فرمایا : اَدْعُوْهُمْ اِلٰى كَلِمَةٍ يَتَكَلَّمُوْنَ بِهَا تَدِيْنُ لَهُمْ بِهَا الْعَرَبُ وَيَمْلِكُوْنَ بِهَا الْعَجَمَ یعنی میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ ایک کلمہ کہیں اس کی برکت سے سارا عرب ان کا باجگزار بن جائے گا اور عجم کے بھی وہ مالک بن جائیں گے۔ ابوجہل کہنے لگا ہم ایک نہیں ایسے دس کلمے کہنے کے لیے تیار ہیں، بتاؤ وہ کلمہ کیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یہ سن کر وہ بھڑک اٹھے اور جھاگ اڑاتے ہوئے اس محفل سے چلے گئے۔ اس وقت یہ سورت نازل ہوئی۔ اگر یہ واقعہ جناب ابوطالب کے مرض وفات کا ہے تو پھر اس سورت کا سال نزول بعثت کا دسواں سال ہوگا لیکن بعض

[illegible]

[illegible]

۱۔ [illegible]

۲۔ [illegible]

۳۔ [illegible]

سُوْرَةُ صٓ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ثَمَانٍ وَّثَمٰنُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ ص مکی ہے اس میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے اٹھاسی آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ ۝ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ۝٢

ص ۱ قسم ہے قرآن ذوالنصیحت کی دعوت محمدی حق ہے ۲ لیکن یہ کفار غرور اور مخالفت میں اندھے ہو گئے ہیں ۳

كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ۝٣ وَ

بہت سی امتوں کو ہم نے ہلاک کر دیا ان سے پہلے پس وہ فریاد کرنے لگے اور نہیں تھا یہ وقت بچ نکلنے کا ۴ اور

---

۱ حروف مقطعات میں سے ہے۔ بعض علماء کے نزدیک یہ حضورؐ کا نام ہے۔

۲ واؤ قسم کے لیے ہے یعنی میں قرآن کی قسم کھاتا ہوں جس میں تمہاری دینی اور دنیوی سعادتوں کا مفصل بیان ہے اور جواب قسم محذوف ہے یعنی دین محمدی حق ہے۔ جواب قسم کے بارے میں اور قول بھی ہیں لیکن یہ اولیٰ ہے۔

۳ اگرچہ اسلام کی حقانیت اور دعوت محمدی کی صداقت نصف النہار کی طرح واضح ہے لیکن کفار از راہ عناد و حسد اس کو تسلیم نہیں کرتے۔

علامہ پانی پتی اس کا شان نزول بروایت امام احمد و ترمذی یہ بیان کرتے ہیں کہ جناب ابوطالب ایک دفعہ بیمار ہو گئے تو قریش آپ کی عیادت کے لیے آئے، اتنے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تشریف لائے۔ قریش نے ابوطالب سے حضورؐ کی شکایت کی۔ آپ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا میرے بھتیجے! تم اپنی قوم سے کس بات کا مطالبہ کرتے ہو۔ حضور نے فرمایا:

"ارید منھم کلمۃ تدین لھم بھا العرب وتؤدی الیھم العجم الجزیۃ۔ کلمۃ واحدۃ قالوا ما ھی!
قال لا الہ الا اللہ۔"

ترجمہ: حضور نے فرمایا "میں ان سے صرف ایک بات ماننے کا مطالبہ کرتا ہوں۔ اگر وہ مان لیں گے تو سارا عرب ان کا مطیع ہو گا اور عجم ان کو جزیہ پیش کرے گا۔" آپ نے پوچھا "وہ کونسی بات؟"

حضور نے فرمایا: وہ صرف یہ کلمہ لا الہ الا اللہ۔

کفار نے ازراہ تعجب کہا: صرف ایک خدا یہ بڑی عجیب و غریب بات ہے۔ ہم یہ کیسے مان سکتے ہیں۔ اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں یعنی کفار کا انکار کسی معقولیت پر مبنی نہیں محض غرور و عناد کی وجہ سے مخالفت پر تلے ہوئے ہیں۔ عزۃ: تکبر اور عن الحق حمیۃ جاھلیۃ یعنی حق سے نفرت اور رسوم جاہلیت کی عصبیت۔ شقاق: خلاف و عداوۃ مخالفت اور عداوت۔

۴ کفار کی اس ہٹ دھرمی پر انہیں سرزنش کی جا رہی ہے کہ تم سے پہلے بھی جو لوگ بے پرواہ ہو کر مست تھے اور ایسے

عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ۡ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝۴

وہ اس بات پر حیران تھے کہ آیا ہے ان کے پاس ایک ڈرانے والا انہی میں سے اور کہنے لگے کفار یہ شخص ساحر ہے کذاب ہے ۔ ث

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝۵ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ

کیا بنا دیا ہے اس نے بہت سے خداؤں کو ایک خدا ۔ ث بیشک یہ بڑی عجیب بات ہے ۔ ث اور تیزی سے چل پڑے

حدوں سے بلاوجہ عداوت رکھتے تھے ان پر جب اچانک عذاب آیا تو ان کے سارے نشے ہرن ہو گئے ۔ ساری شیخیاں بھول گئے اور لگے چلانے اور فریاد کرنے ۔ لیکن ہمیں صاف صاف بتا دیا گیا کہ مہلت کی گھڑیاں ختم ہو گئی ہیں اب یہ واویلا اور یہ شور بے سود ہے ۔ ولات حین مناص ، کی ترکیب میں نحویوں کے متعدد اقوال ہیں ۔ سیبویہ کے نزدیک لا مشبہ بلیس ہے ۔ مبالغہ اور تاکید کے لیے تا زائد کر دی گئی ہے ۔ حین مناص ، اس کی خبر ہے اس لیے منصوب ہے ۔ اور اس کا اسم یعنی "الحین" محذوف ہے ۔ اور اخفش کے نزدیک لا نفی جنس کے لیے ہے حین مناص اس کا اسم ہے اور خبر محذوف ہے ۔ ای لھم او لات حین مناص لھم ۔ مناص کا معنی ملجا اور مفر ، جائے پناہ ۔

جب میدان جنگ میں کوئی شدید قسم کے معرکے کا موقع آتا تو وہ ایک دوسرے کو کہتے تھے مناص یعنی بالعموم یہی بھاگ کر جان بچاؤ جیسا کہ ان پر جب عذاب الٰہی آیا اور اس کے مقابلے کی طاقت اپنے میں بالکل نہ دیکھنے لگے ، مناص ، مناص یعنی جس طرح ہو سکتا ہے بھاگ کر جان بچاؤ ۔ اسی وقت انہیں کہا گیا لات حین مناص اب تم کہیں بھاگ کر نہیں جا سکتے بھاگ جانے کا وقت اور بچ جانے کا وقت اب گزر گیا ہے ۔ (روح المعانی)

بعض نحویوں نے کہا ہے کہ لات ، لیس کی طرح فعل ہے یعنی لات یلیت کا ماضی ہے اور یہ لات ، ہے جس کا معنی ہے کہ لات فعل ماضی ہے اس کا معنی نقص و قلت ہے ۔

ث وہ اس بات پر بڑے حیران تھے کہ انہیں میں سے ایک شخص کو نبوت کیسے مل گئی ہے اور حیران ہے کہ نبوت کی ذمہ داریاں کیسے سونپ دی گئی ہیں ۔ چنانچہ اسی حسد کی وجہ سے انکار کر دیا اور ساحر و کذاب کے بہتان لگانے لگے ۔

کفار کا پہلے ذکر ہو چکا تھا ۔ قال الکفرون میں بجائے اسم ظاہر ذکر کرنے کے بجائے ضمیر ہی کافی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان پر غضب کے لیے اور ان کی مذمت کرنے کے لیے اسم ظاہر ذکر کیا ۔ تاکہ یہ بھی پتہ چلے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کے محبوب کی طرف اسکو کذب کی جو نسبت کی ہے اس کی وجہ صرف ان کا کفر ہے ۔ وضع الظاہر موضع الضمیر غضبا علیھم وذما لھم واشعارا بان کفرھم حملھم علی ما قالوا ۔

ث جب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے تو کفار کے گھروں میں صف ماتم بچھ گئی ان کی پریشانی و اضطراب کی حد نہ رہی ۔ ولید بن مغیرہ نے سرداران قریش کو مشورہ کے لیے طلب کیا ۔ جب سب کے سب اکابر آ گئے جمع ہو گئے وہ عالمت

مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ﴿۶﴾

اور ان کے سردار ان میں سے (یہ کہتے ہوئے) چل پڑے کہ چلو اور ڈٹے رہو اپنے خداؤں پر یقیناً اس میں [illegible] کی ذاتی غرض ہے

کی تبلیغی [illegible] دیکھ کر سہم گئے۔ ولید جو ان سب سے بڑا تھا اس نے مشورہ دیا کہ چلو ابوطالب کے پاس چلیں اور ان سے کہیں کہ وہ اپنے بھتیجے کو سمجھائے کہ وہ ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہنے سے باز آجائے۔ چنانچہ سب کا یہ وفد ابوطالب کے پاس گیا جب انہوں نے آمد کی غرض و غایت بیان کی تو آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بلا بھیجا اور انہیں کہا کہ ان کے معبودوں کو برا نہ کہیں مگر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کیا گیا ہے کہ [illegible] اس بات کی دعوت دے رہا ہوں جس میں ان کی بہبود و فلاح ہے۔ ابوطالب نے پوچھا وہ کون سی دعوت ہے جس سے وہ باز آئیں۔ آپ نے ایک کلمہ کی طرف دعوت دیتا ہوں اگر یہ اس کو قبول کرلیں تو سارا عرب ان کی اطاعت کرے گا اور عجم ان کو [illegible] ادا کرے گا۔ ابوجہل نے کہا تیرے باپ کی قسم! وہ کون سا کلمہ ہے ہم ایک نہیں دس کلمے کہنے کو تیار ہیں قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تقولون لا الٰہ الا اللہ فقاموا [illegible] [illegible] ابن کثیر حضور نے فرمایا تم کہو کلمہ لا الٰہ الا اللہ۔ یہ سنتے ہی غصے سے آگ بگولہ ہو گئے اور وہاں سے یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ جس کا ذکر اوپر [illegible] ان کے رویے سے یہ بات عیاں ہو گئی کہ ایک [illegible] کی بیشمار [illegible] کے جاہ و جلال اور منفعت کے لیے کافی ہے اس لیے حضور بہت سے [illegible] کے سامنے [illegible] ایک ایک شبہ پیش کر دیا تھا۔

ان کے دلوں میں خدا کا ناقص تصور تھا۔ وہ اپنی طرح اس کی قوت اور علم محدود تصور کرتے تھے لیکن وہ خدا جو تمہارا ہے اور جس کے بغیر اور کوئی خدا نہیں۔ اس کی قوت، اس کی حکمتیں لا محدود ہیں۔ اس کے لیے کوئی چیز بھی مشکل نہیں ہے اس کی مشیت سے کوئی چیز باہر نہیں۔ کائنات کی ہر چیز پیدا اسی کی ہوئی ہے۔ ملک بھی اسی کا ہے اور اپنی حکمت سے اس کی بقا اور عروج کے سارے اسباب مہیا فرما دیے ہیں۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کفار کا اپنے رب کے بارے میں کیا عقیدہ تھا۔ وہ انہیں صفت الوہیت سے متصف سمجھتے تھے وہ انہیں اپنا الٰہ اور معبود یقین کرتے تھے لیکن غلامان مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء اپنے دل کی گہرائیوں سے یہ شہادت دیتے ہیں اور یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ واللہ لا الٰہ الا انت وحدک لا شریک لک لک الملک ولک الحمد وانت علی کل شیء قدیر ہمارا یہی عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اسی پر زندہ رکھے اور اسی پر یہاں سے رخصت کرے۔

ے عُجَاب یعنی عجیب۔ ان کے نزدیک اللہ وحدہ کا عقیدہ بڑا تعجب انگیز ہے بھلا کوئی شخص اسے کیسے قبول کر سکتا علامہ قرطبی لکھتے ہیں۔ العجاب والعجب سواء۔ یعنی یہ دونوں ہم معنی ہیں۔ وقد فرق الخلیل بین عجیب وعجاب فقال والعجیب العجب والعجاب الذی قد تجاوز حد العجب خلیل نے عجیب اور عجاب میں فرق کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں عجیب تعجب انگیز چیز کو کہتے ہیں اور عجاب اس کو کہتے ہیں جو تعجب انگیزی میں حد سے تجاوز کر گئی ہو۔ ے جب حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ إِنْ هٰذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ ۚ أَؤُنْزِلَ

ہم نے تو ایسی بات آخری ملت (عیسائیت) میں بھی نہیں سنی یہ محض من گھڑت بات ہے۔ کیا اتارا گیا ہے

عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَيْنِنَا ۚ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِنْ ذِكْرِي ۚ بَلْ لَمَّا

اس پر ذکر (قرآن) ہم سب میں سے بلکہ یہ شک میں ہیں میرے ذکر کے متعلق بلکہ ابھی تک

يَذُوقُوا عَذَابِ ۝٨ أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيزِ الْوَهَّابِ ۝٩

نہیں چکھا میرے عذاب کا مزہ کیا ان کے قبضہ میں ہیں خزانے آپ کے رب کی رحمت کے جو عزت والا بہت عطا کرنے والا ہے

یعنی ذات حق اور اس وحدت کی تبلیغ پر مترتب ہونے والے نتائج بڑے دور رس اور فیصلہ کن ہیں۔ جب ان کے سامنے پیش کیے تو کفار گھبرا گئے۔ انہیں اپنے مفادات کی بھولی ہوئی عمارت کا تخت ڈولتا ہوا نظر آنے لگا۔ وہ جانتے تھے کہ اس سے ان کے اپنے عوام بھی بڑے مشتاق اور متفکر ہیں۔ ہدایت کی سبیل سے غافل نہ رہیں گے۔ یہی بات تھی جس سے اپنے مذہب کو حق سے بچائے رکھنا چاہتے تھے۔ وحدت ایک حکومت اور ایک منظم امت کے لیے دی جا رہی ہے۔ اس کا مقصد مخالفت سے روکنا بھی ہیں۔ شیخ عبد الرحمن سے محمد بن ... الاعتبار ... الاطلاق الذهاب بالسرعة جلدی سے چلے جانا

ف یہ دلیل اور تقریر بہت کمزور ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف ایک ہے اگر یہ عقیدہ صحیح ہوتا تو عیسائیت جو آخری ملت ہے اس میں بھی اس کا کوئی ثبوت ملتا۔ اختلاق کذب افتراء یعنی جھوٹ جو گھڑ لیا ہو۔

ف وہ اپنے جاہ کا معیار کر کے کہتے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے وحی کرنی ہی تھی تو ہمارے سرداروں اور دولت مندوں میں سے انہیں کیوں منتخب کیا جو مال و دولت کے اعتبار سے کوئی درجہ نہیں رکھتے۔ ہم بڑے بڑے سردار، امراء اور علماء اس قوم میں موجود تھے ان کے حسد و بغض کی آگ بھڑکی ہوئی ہے ہم میں سے کسی کو اس منصب کے لیے نامزد کیا جاتا، تو یہ بات تسلیم کی جا سکتی تھی۔

ف وہ ایسی باتیں اس لیے کہہ رہے ہیں کہ ابھی تک میرے عذاب کا کوڑا ان کی پشت پر نہیں لگا۔ ایک تھپڑ رسید ہو تو سب خمار اتر جائے گا۔ ہوش و حواس درست ہو جائیں گے۔

ف رحمت کے خزانوں کے مالک ہم ہیں۔ ہم ہی بانٹنے والے ہیں۔ جس کو چاہیں، جتنا چاہیں اور جس وقت چاہیں عطا فرما دیں۔ ہم کریم ہیں، بے حد بخشش و عطا پر اختیار رکھنے والے۔

اس آیت میں ان لوگوں کو جھنجھوڑا جا رہا ہے اور سرزنش کی جا رہی ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت پر اعتراض کیا کرتے تھے۔

أَمْ لَهُم مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ فَلْيَرْتَقُوا فِي الْأَسْبَابِ ⑩

کیا ان کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے تو چاہیے کہ رسیاں لگا کر آسمان پر چڑھ جائیں ۹؎

جُندٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ مِّنَ الْأَحْزَابِ ⑪ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ

در حقیقت کفار کے لشکروں میں سے یہ ایک چھوٹا سا لشکر ہے جسے یہیں شکست ہونے والی ہے ۱۰؎ جھٹلا چکی ہے ان سے پہلے قوم نوح

وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ ذُو الْأَوْتَادِ ⑫ وَثَمُودُ وَقَوْمُ لُوطٍ وَأَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ ۚ

اور عاد اور میخوں والا فرعون بھی ۱۱؎ اور ثمود اور قوم لوط اور اصحاب ایکہ بھی

۹؎ نبوت کا منصب تو بہت دور کا ہے کسی کو رحمت کی قسمت سے محروم کرنے کا اختیار تو بہت حقیر درجہ ہے انہیں زمین و آسمان کی مکمل حکومت مل گئی ہے اور جیسے کہ کسی کو اختیار نہیں ملا کہ ان کے پاس کوئی قوت و اختیار ہے تو تمام میں لاؤ رسیاں سیڑھیاں لگا کر رسائی حاصل کریں اور وہاں قبضہ جما کر بیٹھ جائیں اور کائنات کی حکومت کی باگ ڈور ہاتھ میں لے لیں حرکت کا یہ غرض اور اس کا لفظ مختلف مقامات پر مختلف معانی سے ذکر ہے۔ یہاں سبب سے مراد یا تو وہ رستے ہیں جن سے آسمان تک پہنچا جاتا ہے یا اس سے مراد وہ ذرائع ہیں۔ ہر وہ چیز جس سے کسی چیز تک پہنچا جا سکے۔ اسے سبب کہتے ہیں۔ قال قتادہ و مجاہد ارید بالاسباب ابواب السماء و طرقہا من سماء الی سماء وکل ما یوصلک الی شیء من باب او طریق فہو سببہ (مظہری) یعنی قتادہ اور مجاہد کہتے ہیں کہ سبب سے مراد آسمان کے دروازے ہیں یا وہ راستے جو ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف جاتے ہیں اور ہر وہ چیز جو کسی تک پہنچنے کا ذریعہ ہو اسے سبب کہتے ہیں۔

۱۰؎ یعنی یہ بھی جو تھوڑی سی فوج ہے کچھ مدت بعد میدان بدر میں پیس کر رکھ دی جائے گی اس کی حقیقت ہی کیا ہے کہ ہماری عطایا پر اعتراض کر سکے۔

۱۱؎ ان سے پہلے بڑی بڑی سرکش قومیں اور فرعون جیسے جابر اور طاقتور بادشاہ گزرے ہیں جب انہوں نے ہمارے نبیوں کو جھٹلایا ہم نے ان پر عذاب بھیجا کہ زمین خشک سیاہ ہو گئی اور ان کا نام و نشان تک بھی باقی نہ رہا۔ فرعون کو ذی الاوتاد کہا گیا ہے۔ اس کی مختلف تاویلیں کی گئی ہیں۔ وتد اس کھونٹی کو کہا جاتا ہے جس کے ساتھ مویشی رسیاں باندھی جاتی ہیں۔ بعض اس سے یا تو اس کے لشکر کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ اس کا لشکر اتنا کثیر تھا کہ جہاں وہ پڑاؤ ڈالتے ان کے خیمے کے نصب ہوتے تو ہر طرف کھونٹیاں ہی کھونٹیاں نظر آنے لگتیں جن کے ساتھ ان کے خیموں کی رسیاں باندھی جاتیں۔ بعض علماء نے کہا کہ اس کی حکومت کے استحکام اور پختگی کا ذکر ہے۔ اور بعض نے فرعون کو ذی الاوتاد کہنے کی وجہ یہ بتائی ہے کہ اس کا دستور تھا کہ جب وہ کسی مجرم کو سزا دیتا تو زمین میں چار میخیں گاڑ دیتا۔ پھر اس شخص کے ہاتھ پاؤں کو ان کے ساتھ مضبوطی سے باندھ دیا جاتا تھا

أُولَٰئِكَ الْأَحْزَابُ ⑬ إِنْ كُلٌّ إِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ⑭ ع وَ

یہی وہ گروہ ہیں (جو مقابلہ پر اترے تھے)۔ ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا تو لازم ہوگیا میرا عذاب۔ اور

مَا يَنْظُرُ هَٰؤُلَاءِ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً مَا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ⑮ وَقَالُوا

نہیں انتظار کر رہے یہ لوگ مگر ایک چنگھاڑ کا جس کے بعد کوئی مہلت نہیں ہوگی ٹ۳ اور (ازراہ تمسخر) کہتے ہیں

رَبَّنَا عَجِّلْ لَنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ⑯ اصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ

اے ہمارے رب! جلدی دے دے ہمارا حصہ (عذاب کا) روز حساب سے پہلے ٹ۴ اے حبیب! صبر کیجئے ان کی باتوں پر اور یاد

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُودَ ذَا الْأَيْدِ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ⑰ إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ

فرمائیے ہمارے بندے داؤد کو جو بڑا طاقتور تھا ٹ۵ وہ (ہر حال میں ہماری طرف) بہت رجوع کرنے والا تھا۔ ہم نے مسخر کر دیا تھا پہاڑوں کو

کہ وہ شخص تڑپ تڑپ کر جان دے دیتا یا اس کو زمین پر لٹا کر اس کے ہاتھوں اور پاؤں میں میخیں ٹھونک دیتا۔

ٹ۳ علامہ جوہری نے صحاح میں فواق کا یہ معنی لکھا ہے کہ ما لہا من نظرۃ و راحۃ و افاقۃ یعنی انہیں کوئی مہلت نہیں دی جائے گی۔ یعنی تمام مصیبت ہوگا اور ان کے عذاب میں تخفیف کی جائے گی۔ علامہ آلوسی فواق کے معنی کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس میں دو لغتیں ہیں۔ فَواق، فُواق بعض کے نزدیک یہ دونوں ہم معنی ہیں اور بعض علماء نے فَواق کو افاق المریض سے مشتق مانا ہے جب وہ بیماری سے صحت کی طرف رجوع کرے اسی لیے قتادہ نے اس کی تفسیر رجوع اور استراحت کے ساتھ کی ہے اور اگر فُواق ہو تو اس کا معنی وہ وقت ہے جب ایک مرتبہ دودھ دوہنے کے بعد تھن میں دوبارہ دودھ جمع ہو جائے۔ (روح المعانی)

ٹ۴ کہنے لگے صبح و شام آپ ہمیں عذاب قیامت کی دھمکیاں دیتے رہتے ہیں ہم دعا کرتے ہیں کہ ہم پر تو ہمارے حصہ کا عذاب آج ہی نازل کر دیا جائے اور ہمارے ساتھ جو کچھ ہونا ہے ابھی ہو جائے۔ یہ باتیں وہ از راہ تمسخر کیا کرتے تھے۔ قطنا حظنا من العذاب، وکذا قال قتادۃ نصیبنا من العذاب (قرطبی)

ٹ۵ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کفار کی مخالفت اور ایذا رسانی پر صبر کی تلقین فرماتے ہیں اور حضرت داؤد علیہ السلام جن کو گوناگوں انعامات سے سرفراز کیا گیا تھا ان کا ذکر کر کے تسلی دیتے ہیں۔ عبدنا (ہمارا بندہ) فرما کر حضرت داؤد کو معزز و مشرف کیا۔ ذی الاید کا معنی ہے سخت ہاتھوں والا۔ اس سے مراد طاقت اور قوت ہے کیونکہ آپ عبادت اور جہاد میں بڑی قوت اور توانائی کا مظاہرہ فرماتے اس لیے آپ کو ذا الاید فرمایا گیا۔ آپ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے

يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ ﴿١٨﴾ وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً ۖ كُلٌّ لَّهُ أَوَّابٌ ﴿١٩﴾ وَ

وہ ان کے ساتھ تسبیح [illegible] شام اور اشراق کے وقت [illegible] اور پرندوں کو بھی [illegible] سب ان کے [illegible]

شَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ﴿٢٠﴾ وَهَلْ أَتَاكَ

ہم نے مستحکم کر دیا ان کی حکومت کو اور ہم نے عطا کی انہیں دانائی اور فیصلہ کن بات کرنے کا ملکہ [illegible] اور کیا آئی ہے آپ کو

[illegible]

ف حضرت داؤد علیہ السلام پر [illegible] خصوصی انعامات [illegible] آپ جب ذکر الٰہی میں مشغول ہوتے تو پہاڑ بھی آپ کے ساتھ مل کر ذکر کیا کرتے۔ پہاڑوں کی اس تسبیح سے کیا مراد ہے بعض نے کہا ہے کہ جب آپ ذکر کرتے تو آپ کی آواز سے پہاڑ [illegible] بعض کی رائے یہ ہے کہ پہاڑ بزبان حال [illegible] لیکن [illegible] یہ ہے کہ جب آپ [illegible] پہاڑ بزبان قال [illegible] آپ کے ساتھ مل کر ذکر کیا کرتے۔ علامہ قرطبی [illegible] تسبیح [illegible] اشراق اس وقت کو کہتے ہیں جب [illegible] چاشت کا وقت کہتے ہیں۔ اس وقت جو نفل پڑھے جاتے ہیں انہیں صلوة الضحی کہتے ہیں۔ حدیث پاک میں صلوة الضحی کی بڑی فضیلت [illegible] ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حافظ علی شفعة الضحی غفرت له ذنوبه وان کانت مثل زبد البحر کہ جو شخص پابندی سے چاشت کے وقت دو رکعت پڑھے گا اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ صحیحین کی ایک حدیث میں ہے عن ابی هریرة رضی الله عنه قال اوصانی خلیلی بثلاث لا ادعهن حتی اموت۔ صوم ثلاثة ایام من کل شهر وصلوة الضحی ونوم علی وتر ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ میرے خلیل نے مجھے تین باتوں کی وصیت [illegible] ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکھنا [illegible] وتر پڑھ کر سونا۔ [illegible] واللہ تعالیٰ اعلم

ف آپ کی آواز [illegible] شیریں، دلکش اور پرسوز [illegible] کہ جب آپ ذکر کرتے تو اڑتے ہوئے پرندے بھی رک جاتے [illegible] آپ کے ارد گرد حلقہ باندھ کر بیٹھ جاتے اور آپ کی آواز کے ساتھ آواز ملا کر اپنے رب کریم کی تسبیح کرتے۔ [illegible]

نَبَؤُا الْخَصْمِ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿۲۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ

[illegible]

قَالُوْا لَا تَخَفْ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ

[illegible]

وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَاۤ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾ اِنَّ هٰذَاۤ اَخِیْ لَهٗ تِسْعٌ وَّ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تِسْعُونَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ أَكْفِلْنِيهَا وَعَزَّنِي فِي

[illegible]

الْخِطَابِ ۝ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَىٰ نِعَاجِهِ وَإِنَّ كَثِيرًا

[illegible]

مِّنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ۗ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَ

ہیں اور ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں ؎ اور خیال آیا داؤد کو کہ ہم نے انہیں آزمایا ہے سو وہ معافی مانگنے لگے

خَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ۩ ۲۴ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ۭ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَ

اپنے رب سے اور گر پڑے سجدہ میں اور دل سے ہماری طرف متوجہ ہوگئے پس ہم نے بخش دی ان کی یہ لغزش اور بیشک ان کے لیے ہمارے ہاں قرب ہے اور

کر دیا ہے۔ الغرض جس واقعہ سے تعلق رکھتے ہیں یہاں سکتے ہیں وہ نیک عمل کے لوگ ہیں وہ اپنے دوسرے شریک کا حق پر جھپٹ کے
ان کا حق نہیں چھینتے۔ بلکہ حق و انصاف اور مروت و اخلاص کے تقاضوں کو ہر قیمت پر پورا کرتے ہیں۔

؎ لیکن ایسے لوگوں کی تعداد بہت تھوڑی ہے۔ انہیں انگلیوں پر گنا جا سکتا ہے۔

؎ یہ فیصلہ سنانے کے بعد حضرت داؤد کو اپنی بات یاد آگئی اور یہ خیال آیا کہ یہ تو میری آزمائش کی جا رہی ہے۔ فوراً مغفرت طلب کرنے لگے اور سجدہ میں گر گئے۔ یہاں رکوع سے مراد سجدہ ہے۔ عربی لغت میں رکوع کے معنی میں سجدہ کا استعمال ہوتا رہتا ہے جیسے اس شعر میں ہے ؎

فخر علی وجهه راکعا
وتاب الی اللّٰه من کل ذنب (روح المعانی)

یعنی وہ سجدہ کرتے ہوئے منہ کے بل گر پڑا اور بارگاہ الٰہی میں ہر گناہ سے توبہ کی۔ اس شعر میں راکعا کا معنی ہے سجدہ کرنے والا۔

؎ بیشک داؤد کا مقام ہمارے نزدیک بہت بلند ہے اور ان کے لوٹ کر آنے کی جگہ بہت اچھی ہے۔

روایات کی اس تشریح کے بعد اب ہم اس واقعہ کی تحقیق کرتے ہیں جس کی طرف پہلے ہم نے اشارہ کیا ہے۔ ضیاء القرآن میں آپ مختلف مقامات پر پڑھ آئے ہیں کہ یہاں سرکش لوگ اپنے انبیاء کرام پر ہر قسم کی تہمتیں لگاتے رہتے تھے۔ جیسا کہ ایسی چیزیں جو ایک عام شریف آدمی کی طرف بھی منسوب کرتے ہوئے انسان جھجکتا ہے، وہ بے دھڑک اپنے محبوب پیغمبروں کی طرف منسوب کر دیتے تھے۔ انہی روایات میں سے ایک یہ واقعہ بھی ہے جو بائبل میں بڑی تفصیل سے نمک مرچ لگا کر لکھا گیا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ قارئین کے ذوق کو مجروح کیا جائے، لیکن حقیقت حال کے لیے چند سطور لکھنا ضروری سمجھتا ہوں۔

کتاب "۲ سموئیل باب ۱۱" میں لکھا ہے:

" اور شام کے وقت داؤد اپنے پلنگ پر سے اٹھ کر بادشاہی محل کی چھت پر ٹہلنے لگا اور چھت پر سے اس نے ایک عورت کو دیکھا جو نہا رہی تھی اور وہ عورت نہایت خوبصورت تھی۔ تب داؤد نے لوگ بھیج کر اس عورت کا حال دریافت کیا اور کسی نے کہا کیا وہ العام کی بیٹی بت سبع نہیں جو حتی اوریاہ کی بیوی ہے؟ اور داؤد نے لوگ بھیج کر اسے بلا لیا۔ وہ اس کے پاس آئی اور اس نے اس سے صحبت کی۔ پھر وہ اپنے گھر کو چلی گئی اور وہ عورت حاملہ ہو گئی۔ سو اس نے داؤد کے

پاس خبر بھیجی کہ میں حاملہ ہوں۔ آیت ۲ تا ۵

اس سے آگے چل کر وہ لکھتے ہیں کہ حضرت داؤد نے یوآب [illegible] کو خط لکھا کہ جب دشمن سے جنگ شروع ہو تو حتی اوریاہ کو ایسی جگہ پر تعینات کیا جائے کہ اس کا قتل ہو جانا یقینی ہو۔ جیسا کہ لکھا ہے

"اوریاہ کو گھمسان میں سب سے آگے رکھنا اور تم اس کے پاس سے ہٹ جانا تاکہ وہ مارا جائے اور جاں بحق ہو۔ اور یوں ہوا کہ جب یوآب نے اس شہر کا ملاحظہ کر لیا تو اس نے اوریاہ کو ایسی جگہ رکھا جہاں وہ جانتا تھا کہ بہادر مرد ہیں۔ اور اس شہر کے لوگ نکلے اور یوآب سے لڑے اور وہاں داؤد کے خادموں میں سے تھوڑے سے لوگ کام آئے اور حتی اوریاہ بھی مر گیا۔"

کتاب ۲ سموئیل باب ۱۱ آیت ۱۵ تا ۱۷

علماء یہود نے اپنی مقدس کتاب میں [illegible] حضرت داؤد پر [illegible] لگایا اس کو پڑھ کر آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ بعض مفسرین نے ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے اسی واقعہ کو ذکر کر دیا۔

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قصہ کے متعلق بڑی تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: "کہ یہاں ایک قصہ بیان کیا جاتا ہے جس [illegible] اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر رسول کی طرف [illegible] امام رازی فرماتے ہیں [illegible] کہ یہ قصہ سراسر باطل اور مردود ہے۔ پھر اس کے بطلان کی کئی وجوہ پیش کی ہیں۔"

اگر ایسی حرکت [illegible] کسی [illegible] کی طرف منسوب کی جائے تو وہ بھی اس کو [illegible] اگر حضرت داؤد سے یہ حرکت سرزد ہوئی ہوتی تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے ذکر سے پہلے محبوب کی دلجوئی [illegible] خواہش نفس کے سامنے بے بس [illegible] کی جرأت کی ہے [illegible] حضرت داؤد کی صفات عالیہ سے موصوف فرمایا گیا ہے [illegible] ہر وقت رجوع کرنے والا صاحب [illegible] اگر آپ سے ایسی رذیل حرکت سرزد ہوئی ہوتی تو آپ کو ان اوصاف جمیلہ سے موصوف کرنے کا کیا مقصد [illegible] آپ کو [illegible] حسن مآب کی خوشخبری [illegible]

نہ دی ہوتی۔ اس لیے آیت کا سیاق و سباق دونوں اس قصہ کی پرزور تردید کرتے ہیں اور اسے سرے سے لا اصل اور بے بنیاد قرار دیتے ہیں۔ دیکھیے:

حضرت سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:

"من حدثكم بحديث داود على ما يرويه القصاص جلدته مائة وستين"

ترجمہ: یعنی جو شخص حضرت داؤد کے متعلق ایسی بات کرے جیسے یہ داستان گو کیا کرتے ہیں تو میں اسے ایک سو ساٹھ کوڑے لگاؤں گا۔

بعض حضرات نے اس آیت کا یہ مفہوم اس طرح بیان کیا ہے کہ اس زمانے میں یہ عام رواج تھا اور اس میں کوئی قباحت محسوس نہیں کی جاتی تھی کہ اگر کسی کو کسی کی منکوحہ پسند آجاتی تو وہ اس سے کہتا کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو تاکہ میں اس کے ساتھ نکاح کر لوں۔ چنانچہ حضرت داؤد نے ایک شخص سے یہ درخواست کی، اس نے درخواست قبول کر لی اور عورت کی عدت گزرنے کے بعد اس عورت کے ساتھ نکاح کر لیا گیا۔ لیکن یہ بات نبی کی شان کے مناسب نہ تھی اس لیے فرشتوں کے ذریعے آپ کو اس بات پر تنبیہ فرمادی۔

امام ابوبکر جصاص نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ ابھی اس عورت کی شادی اوریاہ کے ساتھ نہیں ہوئی تھی بلکہ صرف منگنی ہوئی تھی اور حضرت داؤد نے اس عورت کے گھر والوں سے اس کا رشتہ طلب کیا اور انہوں نے وہ رشتہ دے دیا۔ لیکن یہ ساری باتیں قیاس آرائیوں کے علاوہ کچھ نہیں۔

ان تمام توجیہات کے بعد علامہ آلوسی وغیرہ کی رائے یہ ہے کہ مناسب یہ ہے کہ آیت میں جس فتنہ کا ذکر ہے اس کو اس طرح بیان کیا جائے کہ داؤد علیہ السلام کی سلطنت بہت وسیع تھی [illegible] ایک گروہ آپ کا مخالف ہو گیا تھا اور انہوں نے آپ کو قتل کرنے کی غرض سے [illegible] آپ نے اپنے اوقات تقسیم کیے ہوئے تھے [illegible] اللہ تعالیٰ کے ذکر اور عبادت میں مشغول ہو جایا کرتے تھے۔ انہوں نے اس مقصد کے لیے یہی وقت مناسب سمجھا اور دیوار پھاند کر اندر آ گئے تاکہ تنہائی میں آپ کا کام تمام کر دیں [illegible] جب وہ آپ کے [illegible] پہنچے تو وہاں بہت سے لوگ موجود تھے جن کی وجہ سے وہ اپنے منصوبہ کو عملی جامہ نہ پہنا سکے اور اپنے آنے کی ایک مصنوعی وجہ بیان کی کہ ہم تو آپ سے ایک مقدمہ کا فیصلہ کرانے کے لیے آئے ہیں [illegible] آپ ان کی بدنیتی پر آگاہ ہو گئے تو آپ نے [illegible] ان سے انتقام لینے کا ارادہ کیا لیکن بعد میں [illegible] معاف کر دیا [illegible] اپنی ذات کے متعلق انتقام لینے کا خیال ہی پیدا کیوں ہوا [illegible] آخر میں فرماتے ہیں: [illegible] والله اعلم بحقيقة الحال۔ دیکھیے، یہی جواب سب اقوال سے بہتر ہے اور اس میں [illegible] جو تحقیق ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کے [illegible] ذکر فرمایا ہے۔

علامہ ابوحیان اندلسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر البحر المحیط میں اپنی تحقیق کا خلاصہ تحریر فرمایا ہے اس کا ترجمہ بھی حسب ذیل نذر ناظرین ہے۔

"ہماری تحقیق یہ ہے کہ دیوار کو پھاند کر آنے والے دو انسان تھے وہ ایسے راستے سے داخل ہوئے تھے، جو داخل ہونے کا راستہ نہ تھا۔ اور ایسے وقت آئے تھے جو آپ کی عدالت کا وقت نہ تھا۔ آپ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ مجھے قتل نہ کر دیں۔ لیکن جب واضح ہو گیا کہ یہ دونوں کسی مقدمہ کا فیصلہ کرانے کے لیے آئے تھے جس طرح اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے تو حضرت داؤد کو پتہ چل گیا کہ یہ سارا واقعہ یعنی ان لوگوں کا بے وقت آ دھمکنا اور غیر معروف راہ سے آنا اور آپ کا ان کے بارے میں یہ خیال کرنا کہ یہ قتل کے ارادہ سے آئے ہیں اور اس وجہ سے آپ کا گھبرا جانا یہ سب آزمائش ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس لیے آنے دیا ہے اور ان کے بارے میں ان کا سوءِ ظن کرنا آپ کی شان نبوت سے فروتر ہے۔ اس لیے آپ مغفرت طلب کرنے لگے۔ آگے شیخ علامہ مزید لکھتے ہیں:

وعلمنا قطعا ان الانبياء عليهم السلام معصومون من الخطايا لا يمكن وقوعهم في شيء منها ضرورة انا لو جوزنا عليهم شيئا من ذلك بطلت الشرائع ولم يوثق بشيء مما يذكرون انه وحي من الله تعالى فما حكى الله تعالى في كتابه يمر على ما اراده الله وما حكى القصاص مما فيه نقص لمنصب الرسالة طرحا ونحن كما قال الشاعر:

ونترك حكم العقل في كل شبهة اذا آثر الاخبار رهط من قصاص

یعنی ہمارا پختہ یقین ہے کہ انبیاء علیہم السلام گناہ اور خطا سے معصوم ہوتے ہیں ان سے ایسا امر قطعاً سرزد نہیں ہو سکتا اگر ایسا ہو تو شرعی احکام پر اعتماد باقی نہ رہے۔ اور انبیاء کے ارشادات سے اعتبار اٹھ جائے۔ قصہ گو لوگوں نے منصب نبوت کے منافی جو کہانیاں گھڑی ہیں ہم ان کو ان کی (گندگی) سمیت پھینک دیا کرتے ہیں۔ ہمارا مسلک تو وہ ہے جو شاعر نے اس شعر میں بیان کیا ہے۔ کہتا ہے۔

"جس بارے میں شک و شبہ ہو وہاں ہم عقل کا فیصلہ مانتے ہیں جب کہ قصہ گو لوگ کمزور حکایتوں اور کہانیوں کو ترجیح دیتے ہیں۔"

شیخ اکبر حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں خوب لکھا ہے:

واعظوں کو چاہیے کہ وہ اپنے وعظوں میں غلط قصے اور جھوٹی کہانیاں بیان نہ کیا کریں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جب جھوٹ بولا جاتا ہے تو اس کی بدبو کے باعث فرشتے اس سے تیس میل دور بھاگ جاتے ہیں اور اس آدمی کو بہت برا جانتے ہیں۔ جب واعظ یہ جانتا ہے کہ فرشتے مجلس وعظ میں حاضر ہوتے ہیں تو اس پر لازم ہے کہ وہ سچ بولنے کی پوری کوشش کرے۔

پھر فرماتے ہیں:

ولا يتعرض لما ذكره المؤرخون عن اليهود من زلات من اثنى الله عليهم واجتباهم ويجعل ذلك تفسيرا لكتاب الله۔ (فتوحات مکیہ، جلد دوم، صفحہ ۲۵۴ طبع مصر)

وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ

اور بہترین انجام ہے۔ اے داؤد ہم نے مقرر کیا ہے آپ کو (اپنا) نائب زمین میں پس فیصلہ کیا کرو لوگوں

[illegible] سے نقل کی ہیں [illegible]

[illegible] کا بیان ہوا ہے جن کی اللہ تعالیٰ نے [illegible]

[illegible] کے بارے میں [illegible] قرآن کی تفسیر بیان کر رہا ہے

[illegible] حضرت داؤد [illegible]

[illegible]

والله تعالى اعلم باسرار كتابه وحبيبه الاكرم [illegible]

ـــه حضرت داؤد علیہ السلام کو [illegible] حکومت [illegible] آپ ایک فیصلہ [illegible] آپ نے اپنے [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] وہ اللہ تعالیٰ کے سخت عذاب میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔

[illegible] اس آیت کے ضمن میں [illegible]

ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت طلحہ، زبیر، کعب اور سلمان رضی اللہ عنہم سے پوچھا: ما الخليفة من الملك؟ یعنی خلیفہ اور بادشاہ میں کیا فرق ہے؟ حضرات طلحہ و زبیر نے کہا ہم نہیں جانتے۔ حضرت سلمان نے عرض کیا: الخليفة الذي يعدل في الرعية ويقسم بينهم بالسوية ويشفق عليهم شفقة الرجل على اهله ويقضي بكتاب الله. یعنی خلیفہ وہ ہے جو رعیت میں عدل کرتا ہے [illegible] اور اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلے کرتا ہے۔

سفیان بن ابی العوجاء سے مروی ہے کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حاضرین سے دریافت کیا: ما ادري اخليفة انا ام ملك؟ یعنی میں نہیں جانتا کہ میں خلیفہ ہوں یا بادشاہ۔

ایک شخص نے کہا: اے امیر المومنین ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ آپ نے فرمایا کیا فرق ہے؟ قال الخليفة لا يأخذ الا حقا ولا يضعه الا في حق وانت بحمد الله كذلك والملك يعسف الناس فيأخذ من هذا ويعطي هذا، فسكت عمر

اس نے کہا خلیفہ وہ ہے جو نہیں لیتا مگر حق [illegible]

النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ

کے درمیان انصاف کے ساتھ اور پیروی نہ کرو کہ جو نفس کی وہ بھٹکا دے گی تمہیں راہ خدا سے۔ بیشک

الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ

جو لوگ بھٹک جاتے ہیں راہ خدا سے ان کے لیے سخت عذاب ہے اس لیے کہ انہوں نے بھلا دیا تھا

الْحِسَابِ ۝ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاۗءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۭ ذٰلِكَ ظَنُّ

یوم حساب کو تھا۔ اور نہیں پیدا کیا ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے بیہودہ۔ یہ گمان ہے

بھی کیا کرتے تھے اور بادشاہ [illegible] لوگوں پر [illegible] حق ہے [illegible] یہ ان کو صرف خلافت

خاص حق ہو گئے۔ (حاشیہ تفسیر عثمانی)

سربراہ مملکت کے لیے اسلام نے بادشاہ، سلطان، پریسیڈنٹ وغیرہ کی اصطلاحات پسند نہیں کیں کیونکہ ان میں خودسری اور مطلق العنانی کی بُو آتی ہے بلکہ خلیفہ کی اصطلاح اختیار کی ہے جس کا معنی ہے نائب اور قائم مقام۔ یہ لفظ ہی بتاتا ہے کہ ملک کا سربراہ خودمختار حاکم نہیں بلکہ نائب ہے اپنے آقا کے احکام کی تعمیل کرتا ہے اور اس کے ارشادات کے مطابق اس کے دیے ہوئے اختیارات کا استعمال کرتا ہے۔ یہ وہ فرق ہے جو دنیا کے [illegible] نظاموں اور اسلام کے نظام سیاست میں بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔

قرآن کریم نے یہاں حقیقت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اس کا فیصلہ [illegible] حق [illegible] کے وقت [illegible] [illegible] قیامت کے دن [illegible] [illegible] قیامت [illegible] [illegible] وقت [illegible] [illegible] [illegible] ان کے لیے عذاب شدید [illegible]

اللھم [illegible] [illegible] [illegible] من عذاب القبر و عذاب الحشر و عذاب النار۔

کفار اور ملحد لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کا حق [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] قیامت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] زندگی کا لطف [illegible]

اللہ تعالیٰ ان کے اس غلط [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آسمان کا پیدا

الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ ﴿٢٧﴾ أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ

گمان ہے [illegible] پس بربادی ہے کافروں کے لیے آتش [illegible] سے کیا ہم بنادیں گے انہیں جو

آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ

ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کی مانند جو فساد برپا کرتے ہیں زمین میں یا ہم بنا دیں گے پرہیزگاروں کو

كَالْفُجَّارِ ﴿٢٨﴾ كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو

بدکاروں کی طرح یہ کتاب ہے جسے ہم نے اتارا ہے آپ کی طرف بڑی بابرکت تاکہ غور و فکر کریں اس کی آیتوں میں اور تاکہ نصیحت قبول کریں

الْأَلْبَابِ ﴿٢٩﴾ وَوَهَبْنَا لِدَاوُودَ سُلَيْمَانَ ۚ نِعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ﴿٣٠﴾ إِذْ

[illegible]

عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصَّافِنَاتُ الْجِيَادُ ﴿٣١﴾ فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ

پیش کیے گئے [illegible] تو آپ نے کہا [illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت داؤد علیہ السلام [illegible]

[illegible]

اور اوّاب کے معنی [illegible]

حضرت سلیمان علیہ السلام کی [illegible]

[illegible]

[illegible] کے وقت کو عشی کہتے ہیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۝ رُدُّوْهَا عَلَيَّ ۖ فَطَفِقَ

پسند کرتا ہوں ان کو اپنے رب کی یاد کے لیے یہاں تک کہ وہ چھپ گئے پردہ کے پیچھے لوٹا لاؤ انہیں میرے پاس پھر [illegible]

مَسْحًاۢ بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى

تو ہاتھ پھیرنے لگے ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر۔ اور بے شک ہم نے آزمائش میں ڈالا سلیمان علیہ السلام کو اور ڈال دیا ان کے

كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ۝ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا

تخت پر ایک بے جان جسم ۳۵ پھر وہ (اللہ کی طرف) متوجہ ہوئے۔ عرض کی اے میرے رب بخش دے مجھے اور عطا فرما مجھے

یہ قصہ یوں کہا گیا ہے (تفسیر کبیر)

جن لوگوں نے پہلے قول کو ترجیح دی ہے، انہوں نے لفظ مسح سے استدلال کیا ہے کہ [illegible] کا یہ مطلب ہے کہ ان سے کوئی فروگذاشت سرزد ہوئی جس کی وجہ سے وہ نماز [illegible] گئے [illegible] اس تحقیق کی کیا ضرورت ہے، [illegible] ان گھوڑوں سے بہت محبت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے [illegible] یہ گھوڑے [illegible] آپ نے [illegible] ان گھوڑوں سے اس لیے محبت کرتا ہوں کہ ان کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کا [illegible] بلند ہوگا [illegible] کلمۃ اللہ کے لیے جہاد کریں گے حق کو غلبہ ہوگا اور حق کا پرچم اونچا رہے گا

؎ یہاں بھی [illegible] بہت سی اسرائیلی روایات نقل کر دی گئی ہیں جن کی تردید [illegible] بھی نقل کرنا مناسب نہیں سمجھتا کیونکہ جن لوگوں کو شانِ نبوت اور مقامِ سلیمانی کا تھوڑا سا بھی علم ہے وہ ان خرافات کی تصدیق نہیں کر سکتے۔ علامہ ابن حیان کہتے ہیں: ان هذه المقالة من وضع اليهود والزنادقة [illegible] اور [illegible] کی وضع کردہ ہے۔ علامہ ابن کثیر، امام رازی، علامہ آلوسی اور دیگر محققین [illegible] کی تکذیب [illegible] ہے

ان آیات کی ترجمہ بیان کرتے ہوئے امام رازی لکھتے ہیں کہ آپ کسی بیماری میں مبتلا ہو گئے۔ بیماری اتنی شدید اور اس کا عرصہ اتنا طویل تھا کہ آپ کا [illegible] جسم [illegible] ڈھانچہ بن کر رہ گیا۔ وہ عظیم شاہی تخت جس پر آپ جب بیٹھتے تھے تو آپ کے رعب و جلال کی وجہ سے [illegible] جب تشریف رکھتے تو یوں معلوم ہوتا کہ ایک بے جان جسم ہے جس کو کسی نے اٹھا کر کرسی پر ڈال دیا ہے۔ آپ نے اللہ کی [illegible] میں رجوع کیا اور اپنی صحت کے لیے دعا کی جو قبول ہوئی۔ آپ کامل صحت یاب ہو گئے اور [illegible] کی طرح بڑی شان و شوکت سے احکام دینے لگے

يَنۢبَغِىْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ

ایسی حکومت جو کسی کو میسر نہ ہو میرے بعد بیشک تو ہی ہے بے حد عطا کرنے والا تو ہم نے [illegible]

تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ ۝ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّ

چلتی تھی آپ کے حکم سے نرمی سے جہاں آپ جاتے اور سب دیو بھی ماتحت کر دیے کوئی معمار اور

غَوَّاصٍ ۝ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ۝ هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ

کوئی غوطہ خور اور ان کے علاوہ جو سرکش تھے جکڑے ہوئے بیڑیوں میں یہ ہماری عطا ہے

۳۵ پہلے مغفرت کے لیے التجا کی اس کے بعد ملک و حکومت بخشنے والے کا سوال کیا [illegible] کا سوال اپنے شان کے مطابق ہو کرتا ہے [illegible] سے سوال کر رہا ہے اس کی [illegible] اور جود و عطا کی [illegible] بھی ملحوظ ہوتی ہے [illegible] حضرت سلیمان ہیں اور جس سے مانگ رہے ہیں وہ سب سخیوں سے بڑھ کر اکرم الاکرمین ہے اس سے بڑا صاحب قسمت و اقتدار بھی کوئی نہیں اور اس جیسا سخی اور کریم بھی کوئی نہیں [illegible] کوئی شخص [illegible] حضرت سلیمان [illegible] حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] بڑے بڑے بادشاہ [illegible] بیٹھے کے جانے کی [illegible] [illegible] وکان النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible]

سے [illegible] [illegible]

[illegible] صاحب قصیدہ بردہ کہتے ہیں کہ حضور جب درختوں کو اشارہ کرتے ہیں تو وہ سجدہ کرتے ہوئے قدموں کے پاس آ جاتے [illegible] قدرت [illegible] ماہر ہوتے ہیں اور ہی حال عطا [illegible] کا تھا [illegible] علاقات اور [illegible] کا بخش دیا [illegible] صاحب روح البیان نے یہاں بڑی پیاری بات لکھی۔

[illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] روح البیان۔

۳۶ [illegible] آپ کی سلطنت کا کوئی [illegible] ذات پاک [illegible] میں [illegible] اس کا دن [illegible] کر سکتا [illegible] آپ کے [illegible] آپ کے اختیار میں دے دی شیطان کو آپ کا ماتحت کر دیا ان میں سے کئی [illegible] تھے اور کئی [illegible] قسم قسم کے قیمتی موتی نکالنے کے [illegible] تھے ان میں سے سرکش کو آپ کے حکم کی زنجیروں میں جکڑ دیا آپ کے اذن کے بغیر وہ کہیں جا سکتے اور نہ کچھ کر سکتے۔

اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝

(کسی کو) محروم کر دو اپنے پاس رکھ لو تم سے کوئی پوچھ گچھ نہیں ہوگی۔ بیشک ان کے لیے ہمارے ہاں قرب خاص ہے اور خوبصورت انجام ہے

۵۳؎ یہ نعمتیں عطا فرمانے کے بعد ہر چیز کو اپنی مرضی سے صرف کرنے کا اختیار بھی دے دیا۔ بغیر حساب کہہ کر اس خدشہ کو بھی دور کر دیا کہ جس طرح چاہو استعمال کرو آپ سے اس کے بارے میں باز پرس تک نہ کی جائے گی۔ فامنن من شئت وامسک عمن شئت بغیر حساب ای غیر محاسب علی منہ وامسکہ لتفویض التصرف فیہ الیہ۔ یعنی جس کو چاہیں آپ دیں اور جس کو چاہیں آپ نہ دیں۔ آپ سے اس معاملہ میں کوئی باز پرس نہ ہوگی کیونکہ ان میں تصرف کرنے کا اختیار آپ کے سپرد کر دیا گیا (مظہری)

علامہ آلوسی فرماتے ہیں: والمعروف انہ تعریض بانہ … کہ یہ نعمتیں کلی طور پر ان کے حوالے کر دی گئی ہیں۔ (روح المعانی)

صاحب روح البیان لکھتے ہیں: ھذا عطاؤنا … فیہ اشارۃ الی ان الانبیاء والاولیاء … الفیض … [illegible] … استفاضۃ … (روح البیان)

ترجمہ: قرآن کریم کے یہ الفاظ ھذا عطاؤنا اس حقیقت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ انبیاء کرام کو فیض الٰہی کی تقسیم کا یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ جس طالب فیض پر چاہیں لطف و کرم فرما سکتے ہیں اور اپنے فیضان کرم سے مالا مال کر سکتے ہیں اور جو نا اہل ہو اس کو فیضان سے محروم کر سکتے ہیں۔

علامہ عثمانی یہاں رقمطراز ہیں:

"یعنی کسی کو بخش دو یا نہ دو تم مختار ہو۔ اس قسم کے حساب یا محاسبہ و کتاب کا اندیشہ نہیں۔ بلکہ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ یہ اور سرداروں کو تو دیا اور مختار کر دیا حساب معاف کر کے لیکن وہ کھاتے تھے اپنے ہاتھ کی محنت سے کما کر۔" (حاشیہ عثمانی)

جب حضرت سلیمان علیہ السلام پر یہ کرم ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو جو عدیم النظیر نعمتیں اور جس طرح کے اختیار عطا فرمائے ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کے اذن سے کیا حضور مختار نہیں ہوں گے یہ کتنی بڑی جسارت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان رفیع گھٹانے کے لیے اور حضور کے اختیارات کا انکار کرنے کے جوش میں واضح آیات سے بھی غافل کر دیا جاتا ہے اور آنکھیں بند کر لی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کج روی سے بچائے۔

۵۴؎ صرف یہ ملک و سلطنت اور ان میں ہر طرح کے تصرف کے اختیارات دینے پر ہی بس نہیں بلکہ یہ مژدہ بھی سنایا کہ انہیں ہماری بارگاہ قدس میں قرب حاصل ہے اور انہیں حسن مآب کی خوشخبری بھی دے دی یعنی ان کا انجام بھی بہت اچھا ہوگا۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو حسن انجام کی بشارت سے نوازا گیا تو جو لوگ یہ کہتے نہیں شرماتے کہ حضور پر نور علیہ افضل الصلوٰۃ واطیب التحیات کو اپنے انجام کے بارے میں خبر نہ تھی۔ ان کے متعلق آپ خود ہی فیصلہ کریں۔

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ

اور یاد کرو ہمارے بندے ایوب کو ۳۳ جب انہوں نے پکارا اپنے رب کو کہ مجھے شیطان نے سخت تکلیف

وَّعَذَابٍ ۝۴۱ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ۝۴۲ وَ

اور دکھ پہنچایا ہے ۳۴ [illegible] اپنا پاؤں مار ۳۵ یہ ہے ٹھنڈا پانی نہانے کے لیے اور پینے کے لیے ۳۶ اور

وَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۝۴۳

ہم نے عطا فرمایا انہیں ان کا اہل و عیال اور ان کی مثل ان کے ساتھ ۳۷ رحمت تھی ہماری جانب سے اور نصیحت اہل عقل کے لیے ۳۸

۳۳ حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کو سلطنت عطا فرمائی گئی۔ مالی وسعتیں اور وسیع اختیارات [illegible] اب ایک ایسے بندے کا ذکر ہو رہا ہے جسے تکالیف و مصائب نے گھیر لیا [illegible]

۳۴ اگرچہ تکلیف اور راحت، مرض اور صحت سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے لیکن ادب کا تقاضا یہ ہے کہ اچھی چیزوں کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی جائے اور تکلیف دہ امور کی نسبت اپنی طرف یا شیطان کی طرف کی جائے۔ حضرت خلیل نے بھی اسی طرح [illegible] نصب، مشقت اور تکلیف [illegible] شیطان کی وسوسہ اندازی۔

۳۵ [illegible]

۳۶ [illegible]

وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ۗ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ

اور (ہم نے کہا) اپنے ہاتھ سے تنکوں کا ایک مٹھا لو اس سے مارو اور قسم نہ توڑو بیشک ہم نے اسے پایا صبر کرنے والا

نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۴۴﴾ وَاذْكُرْ عِبٰدَنَاۤ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ

بڑا خوب بندہ، ہر وقت (اللہ کی طرف) رجوع کرنے والا اور ہمارے بندوں ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کو

اُولِى الْاَيْدِىْ وَالْاَبْصَارِ ﴿۴۵﴾ اِنَّاۤ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ﴿۴۶﴾

بڑی قوتوں والے اور روشن ضمیر تھے ۴۹ ہم نے انہیں ایک خاص صفت سے ممتاز کیا تھا (جو) آخرت کی یاد تھی ۵۰

اور اگر وقتی طور پر کوئی تکلیف آ گئی ہو تو وہ ہماری رحمت سے مایوس نہ ہوں۔ [illegible] حضرت ایوب علیہ السلام [illegible] کے اس کردار [illegible] ہمارے [illegible] سلوک کریں گے (حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری کی نوعیت کے متعلق تیسیر القرآن جلد دوم صفحہ [illegible] آیت [illegible] کے حواشی ملاحظہ ہوں)

۴۸ [illegible] جب کسی بات سے [illegible] آپ کی [illegible] خدمت میں [illegible] آپ [illegible] جب آپ صحت یاب ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے [illegible] ترکیب بتلا دی [illegible] اور [illegible] سرزنش بھی کر دی [illegible] قسم بھی [illegible]

اس آیت سے بعض لوگوں نے یہ استدلال کیا ہے کہ شرعی حیلے کرنے جائز ہیں [illegible] درست نہیں [illegible] یہ تو ایک حکم [illegible] کے لیے [illegible] سے [illegible] یہ بات [illegible] وہ [illegible] جو [illegible] سے کوئی حیلہ [illegible] کر دیتے ہیں۔ [illegible] ۴۹ [illegible] حضرت [illegible] آخرت [illegible] پھر [illegible] بھی [illegible]

۵۰ [illegible] حضرت ابراہیم [illegible] یہ حضرات بڑی قوتوں والے تھے [illegible]

وَإِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ ﴿٤٧﴾ وَاذْكُرْ إِسْمٰعِيلَ وَالْيَسَعَ

اور یہ حضرات ہمارے نزدیک چنے ہوئے بہت اچھے لوگ ہیں اور یاد فرمایئے اسمعیل الیسع

وَذَا الْكِفْلِ ۖ وَكُلٌّ مِّنَ الْأَخْيَارِ ﴿٤٨﴾ هٰذَا ذِكْرٌ ۚ وَإِنَّ لِلْمُتَّقِينَ لَحُسْنَ

اور ذوالکفل کو ۔ یہ سب بہترین لوگوں میں سے ہیں یہ نصیحت ہے اور بیشک پرہیزگاروں کے لیے بہت عمدہ

مَآبٍ ﴿٤٩﴾ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْأَبْوَابُ ﴿٥٠﴾ مُتَّكِئِينَ فِيهَا يَدْعُونَ

ٹھکانا ہے سدا بہار باغات کھلے ہوں گے ان کے لیے سب دروازے تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے ان میں

فِيهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ وَّشَرَابٍ ﴿٥١﴾ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ أَتْرَابٌ ﴿٥٢﴾

طلب کر رہے ہوں گے وہاں طرح طرح کے پھل اور مشروبات [illegible] اور ان کے پاس [illegible] ہم عمر [illegible]

یعنی دل کی قوت اعمال صالحہ بجا لانے کی قوت اور [illegible] قوت عطا ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ انہیں دین کی بصیرت اور معرفت الٰہی بھی عنایت کی گئی تھی

ای ذوی القوة فی الطاعة و بصیرة فی الدین و معرفة بالله

ف [illegible] خصوصی نعمت کے ساتھ ہم نے مخصوص کیا تھا انہیں آخرت کی یاد تھی وہ ہر وقت آخرت کی زندگی کو سنوارنے کی فکر میں رہتے تھے۔ [illegible] (قرطبی)

ف [illegible] برگزیدہ ہستیوں کا ذکر ہے

ف یعنی ان کے اوصاف حمیدہ کا یہ بیان تو قرآن میں کیا جا رہا ہے یہ ذکر خیر ہے۔ ان کی پاکیزہ صفات کی یاد [illegible] کے لیے ہے۔ اس کے علاوہ [illegible] سے انہیں [illegible] ان کا بیان [illegible]

ف [illegible] (قرطبی)۔ یعنی یک ہی قسم کے پھل کثرت سے نہیں ہوں گے بلکہ مختلف اقسام کے رنگا رنگ پھل ہوں گے [illegible] دیا جائے گا [illegible] تصویر پیش کی گئی ہے۔ قاصرات الطرف [illegible] اپنے خاوندوں کے سوا کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھیں گی۔ اتراب [illegible] ای علی سن واحدة [illegible] فی الحسن والشباب۔ یعنی ہم عمر حسن و شباب میں یکساں [illegible] فی الدنیا [illegible] میں ایک دوسرے سے پیار کریں گی اور [illegible] رقابت نہیں ہوگی۔

هَٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝ إِنَّ هَٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهُ مِن نَّفَادٍ ۝

یہ وہ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا روز حساب کے لیے بیشک یہ ہمارا رزق ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا

هَٰذَا ۚ وَإِنَّ لِلطَّاغِينَ لَشَرَّ مَآبٍ ۝ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝

یہ تو ہوا ان کا اور بلاشبہ سرکشوں کے لیے بدترین ٹھکانا ہے جہنم وہ داخل ہوں گے اس میں پس کتنا برا بچھونا ہے

هَٰذَا فَلْيَذُوقُوهُ حَمِيمٌ وَغَسَّاقٌ ۝ وَآخَرُ مِن شَكْلِهِ أَزْوَاجٌ ۝ هَٰذَا

یہ کھولتا پانی اور پیپ ہے پس چکھیں اسے اور اس کے علاوہ اسی کی مانند طرح طرح کا عذاب ہے یہ ایک

فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۖ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ ۚ إِنَّهُمْ صَالُو النَّارِ ۝ قَالُوا بَلْ أَنتُمْ

فوج ہے جو گھسی چلی آتی ہے تمہارے ساتھ کوئی خوش آمدید نہیں انہیں یہ بھی آگ میں جلنے والے ہیں وہ کہیں گے بلکہ تمہیں

لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ۖ أَنتُمْ قَدَّمْتُمُوهُ لَنَا ۖ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝ قَالُوا رَبَّنَا مَنْ

کوئی خوش آمدید نہیں تم نے ہی تو یہ آگے کیا ہے ہمارے لیے پس بہت بری جگہ ہے رہنے کی کہیں گے اے ہمارے رب جس

ف یہ مجرم بندوں کے ذکر کے بعد قرآن پاک اپنے حسنات و انعامات کے بیان کے بعد ان بدنصیبوں کے خوفناک انجام کا ذکر فرمایا جا رہا ہے جن کی ساری عمر سرکشی اور نافرمانی میں گزر گئی۔

مشکل الفاظ: حمیم: سخت کھولتا ہوا پانی۔ ھو الماء الحار الذی انتھی حرارہ۔ غساق: پیپ۔ ای یسیل من القیح والصدید من جلود اھل النار۔

ف پینے کے لیے کھولتا ہوا پانی اور بدبودار پیپ ملے گی۔ اسی پر بس نہیں اسی قسم کے اذیت ناک عذاب اور بھی ہیں جن میں وہ مبتلا کیے جائیں گے۔

ف پہلے جب ان کے سرداروں کو دوزخ میں پھینکا جائے گا ان کے پیچھے ان کے چیلے قطار در قطار فوج در فوج جہنم میں دھکیلے جائیں گے اور جب ایک فوج جہنم میں داخل ہو گی تو فرشتے ان سرداروں کو کہیں گے یہ تمہارے چیلوں کا ایک اور دستہ آ گیا۔

ف وہ چڑ کر جواب دیں گے ان کو خوش آمدید کہنے کے لیے ہم تیار نہیں ان کے لیے یہاں بھی فراخی اور آرام نہ ہو۔

ف آگے سے وہ بھی جواباً اپنے ان سرداروں سے کہیں گے [illegible] سامنے رکھیں گے

قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ۝ وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى

[illegible]

رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ۝ اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ

[illegible]

الْاَبْصَارُ ۝ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ۝ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّ

[illegible]

مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا

[illegible]

بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ۝ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ۝

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍۭ بِالْمَلَإِ الْأَعْلَىٰٓ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ۝ إِنْ يُوحَىٰٓ إِلَيَّ

مجھے کوئی علم نہ تھا عالم بالا کے رہنے والوں کا جب وہ جھگڑ رہے تھے نہیں وحی کی جاتی میری طرف

امر کی کوئی بحث ہی نہیں ہے

۶۸۔ نبأ کا مرجع قرآن کریم ہے۔ یا اس خبر کی طرف اشارہ ہے جو ابھی بیان ہوئی۔ بعض نے اس کا مرجع قیامت بتایا ہے۔

۶۹۔ ملأ کی تشریح کرتے ہوئے علامہ آلوسی لکھتے ہیں: الملأ الجماعة الاشراف الذين يملؤن العيون مهابة والصدور جلالة وهيبة۔ یعنی سرداروں اور امراء کی جماعت جو اپنی وجاہت کے باعث آنکھوں کو بھر دیتی ہے اور اپنی ہیبت و جلال کے باعث دلوں کو پر کر دیتی ہے۔ یہاں ملأ اعلیٰ سے مراد فرشتوں کی جماعت ہے جو اپنے شرف کے علاوہ عالم بالا کی مکین ہے۔ ان کے درمیان جھگڑے سے مراد ان کی بحث و تمحیص ہے جو [illegible] کیا جاتا ہے۔ اس لیے ان میں اپنے مشورے [illegible] کے لیے قبل و قال ہوتی ہے۔ [illegible] تحقیق اور علم [illegible] ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] علامہ [illegible] بیان کی ہے جس [illegible] میں فرشتوں کی بحث و تمحیص کے متعلق ایک بڑی حدیث ہے جو ہم آپ کے مطالعہ کے لیے پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ حضرت معاذ بن جبل روایت کرتے ہیں کہ ایک دن صبح کی نماز کا وقت تھا اور حضور نماز کے لیے تشریف نہ لائے۔ قریب تھا کہ سورج طلوع ہو جائے پھر حضور تیزی سے تشریف لائے تکبیر ہوئی حضور نے مختصر نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد فرمایا اپنی صفوں پر بیٹھے رہو۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ میں تمہیں دیر سے آنے کی وجہ بتاتا ہوں۔ انی قمت اللیل فتوضأت وصلیت ماقدر لی فنعست فی صلاتی حتی استثقلت فاذا انا بربی تبارک وتعالی فی احسن صورة فقال یا محمد قلت لبیک ربی قال فیم یختصم الملأ الاعلی قلت لا ادری فوضع کفه بین کتفی فوجدت بردها بین ثدیی فتجلی لی کل شیء وعرفته فقال یا محمد فقلت لبیک رب قال فیم یختصم الملأ قلت فی الدرجات والکفارات فقال ما الدرجات فقلت اطعام الطعام وافشاء السلام والصلوة باللیل والناس نیام قال صدقت فما الکفارات قلت اسباغ الوضوء فی المکاره [illegible] وانتظار الصلوة بعد الصلوة ونقل الاقدام الی الجماعة قال صدقت سل یا محمد فقلت اللهم انی اسألک فعل الخیرات وترک المنکرات وحب المساکین وان تغفر لی وترحمنی واذا اردت بعبادک فتنة فاقبضنی الیک غیر مفتون اللهم انی اسألک حبک وحب من یحبک وحب عمل یقربنی الی حبک قال النبی صلی الله علیه وسلم تعلموهن وادرسوهن فانهن حق۔

ترجمہ: میں آج رات اٹھا، وضو کیا اور جتنا مقدر تھا نماز پڑھی۔ پھر مجھے نماز میں ہی اونگھ آگئی یہاں تک کہ مجھے گرانی محسوس ہونے لگی۔ پھر میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرا رب کریم بڑی پیاری صورت میں تشریف فرما ہے اور فرمایا

إِلَّا أَنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا

مگر یہ کہ میں صرف کھلا ڈرانے والا ہوں [illegible] جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں [illegible]

میں نے عرض کی لبیک [illegible] اللہ تعالیٰ نے پوچھا [illegible] کس بات میں جھگڑ رہے ہیں
میں نے عرض کی میں نہیں جانتا [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] کی ٹھنڈک
[illegible] پس ہر چیز میرے لیے روشن ہو گئی [illegible]
[illegible] میں نے عرض کی [illegible]
[illegible] کس بات پر جھگڑ رہے ہیں میں نے عرض کی درجات
اور کفارات میں۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا درجات کیا ہیں؟ میں نے عرض کی اطعام الطعام [illegible] والصلوٰۃ [illegible]
[illegible] رات کے وقت جب لوگ سو رہے ہوں اس وقت نماز پڑھنا۔
[illegible] میں نے عرض کی [illegible]
[illegible] اللہ تعالیٰ سے دعا [illegible] اے محبوب [illegible]
اے اللہ! میں [illegible] مجھ سے [illegible] محبت کرنے کی اور [illegible]
محبت کرنے کی توفیق [illegible] اور جب تو [illegible]
[illegible] فتنہ میں مبتلا [illegible]
اور تجھ سے محبت کرنے والوں کی محبت کا [illegible] کی محبت کے قریب کر دے [illegible]
[illegible]

اس حدیث کے متعلق امام ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے [illegible] امام بخاری سے
[illegible] یہ حدیث حسن صحیح ہے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
دیا [illegible] اس حدیث میں [illegible]
[illegible]
[illegible]

مِّن طِينٍ ﴿٧١﴾ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ

[illegible] بنانے والا ہوں مٹی سے ف۲ پس جب میں اس کو درست کر دوں اور پھونک دوں اس میں اپنی روح ف۳ تو گر پڑنا اس کے آگے

سَاجِدِينَ ﴿٧٢﴾ فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ﴿٧٣﴾ إِلَّا إِبْلِيسَ اسْتَكْبَرَ

سجدہ کرتے ہوئے ف۳ پس سجدہ کیا سب کے سب فرشتوں نے سوائے ابلیس کے اس نے گھمنڈ کیا

وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ﴿٧٤﴾ قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَن تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ

اور ہو گیا کافروں میں سے۔ ارشاد ہوا اے ابلیس کس چیز نے روکا تجھ کو اس کو سجدہ کرنے سے جسے میں نے بنایا

بِيَدَيَّ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ الْعَالِينَ ﴿٧٥﴾ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي

اپنے دونوں ہاتھوں سے ف۴ کیا تو نے گھمنڈ کیا یا تو بڑے درجے والوں میں سے ہے ف۵ کہنے لگا میں بہتر ہوں اس سے تو نے مجھے بنایا

ان کلمات طیبات سے [illegible] اپنے نفس [illegible] کے دل [illegible]۔

ف۲ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق پر [illegible] متعدد مقامات پر گزر چکے ہیں وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

ف۳ سویتہ یعنی جب میں اس کی تخلیق مکمل کر دوں اور اس کی ترکیب [illegible] روح [illegible] [illegible] اور صلاحیت [illegible] [illegible] صلاحیتیں اور قوتیں [illegible] [illegible]۔

ف۴ اس کا لفظی ترجمہ ہے کہ جس کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا اللہ تعالیٰ کے دو ہاتھ ہیں [illegible] اسلاف کا مسلک [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]۔

ف۵ شاید ابلیس کے سجدہ نہ کرنے کی دو وجہیں ہو سکتی تھیں اس سے پوچھا جا رہا ہے کہ [illegible] کس وجہ سے سجدہ نہیں کیا۔ کیا تو نے [illegible]

مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿۷۶﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۷۷﴾

تو نے پیدا کیا ہے مجھ کو آگ سے اور پیدا کیا ہے اس کو مٹی سے۔ حکم ہوا سو نکل جا جنت سے کیونکہ تو مردود ہو گیا۔

وَّاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۷۸﴾ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ

اور بیشک تجھ پر میری لعنت رہے گی قیامت تک۔ بولا اے میرے رب تو مجھ کو مہلت دے اس دن تک کہ

يُبْعَثُوْنَ ﴿۷۹﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۸۱﴾

مردے زندہ ہوں۔ ارشاد ہوا کہ تجھ کو مہلت دی گئی۔ معین وقت کے دن تک

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۲﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۸۳﴾

کہنے لگا تیری عزت کی قسم میں ضرور سب کو گمراہ کروں گا سوائے تیرے ان بندوں کے جو ان میں چن لئے گئے ہیں

قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ﴿۸۴﴾ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ

ارشاد ہوا تو میں سچ کہتا ہوں اور میں سچ ہی کہا کرتا ہوں کہ میں جہنم کو تجھ سے اور ان میں سے جو تیرے ساتھ ہو ان سب سے

اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ﴿۸۶﴾

بھر دوں گا۔ آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس پر کوئی معاوضہ نہیں چاہتا اور نہ میں بناوٹ کرنے والوں میں ہوں

[illegible]

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِينَ ﴿۸۷﴾ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ ﴿۸۸﴾

نہیں ہے یہ (قرآن) مگر نصیحت سب جہانوں کے لیے۸۷ اور ضرور جان لو گے تم اس کی خبر کچھ عرصہ بعد۸۸

سے تمہارے دامن کو کفر و شرک کی آلودگیوں سے پاک کرنا چاہتا ہوں۔ تم شاید یہ خیال کرتے ہو کہ اس میں میرا کوئی ذاتی فائدہ ہے اس طرح میں دولت جمع کرنا چاہتا ہوں، اقتدار کی کرسی سنبھالنا چاہتا ہوں۔ کان کھول کر سن لو میں نے تم سے کسی اجر اور معاوضہ کا سوال نہ آج تک کبھی کیا ہے اور نہ آئندہ کبھی کروں گا۔

۸۶ نیز میں اس معاملہ میں تم سے کسی تصنع اور بناوٹ سے کام نہیں لے رہا یعنی میرے دل میں تو کچھ اور ہے اور محض دکھاوے کے لیے میں تم سے دعوت و اصلاح اور اخلاق و تقویٰ کی باتیں کرتا ہوں، ایسا ہرگز نہیں مجھے تکلف اور تصنع سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ میں تمہارے سامنے حقیقت کا اظہار کرتا ہوں اور سچی بات کہتا ہوں میرے مواعظ میری نصیحتیں میرا اعمال ہی [illegible]

متکلفین الذین یتصنعون ویتحلون بما لیسوا من اهله

۸۷ یہ کتاب مقدس جو میں تمہیں صبح و شام پڑھ پڑھ کر سنایا کرتا ہوں یہ تو سارے جہانوں کے لیے صحیفۂ رشد و ہدایت ہے۔

۸۸ اگر اب تم اس کی بیان کردہ حقیقتوں کو تسلیم نہیں کرتے تو سنو عنقریب وہ وقت آنے والا ہے جب تم طوعاً و کرہاً اس کی صداقت کا اعتراف کرو گے۔

الحمد للہ تعالیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ ومن تبعهم الیٰ یوم الدین۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

محمد کرم شاہ

[illegible] ۱۱ رجب ۹۲ھ

۲۱ اگست ۷۲ء

بروز سوموار

۱۹ رمضان المبارک ۹۱ھ

۹ نومبر ۷۱ء

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سورۂ زمر

نام: اس سورت کی آیات نمبر ۷۱ اور نمبر ۷۳ میں زمر کا لفظ مذکور ہے یہی اس سورت کا نام ہے۔ اس سورت میں آٹھ رکوع، ۷۵ آیتیں، ایک ہزار ایک سو بہتر کلمات اور چار ہزار نو سو آٹھ حروف ہیں۔

زمانۂ نزول: یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ اس وقت نازل ہوئی جب اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کفار و مشرکین کا بغض و عناد اور ظلم و ستم انتہا کو پہنچ چکا تھا۔ مکہ کی فضا میں ان کے لیے اطمینان کا سانس لینا ممکن نہ تھا وہ یہاں رہ کر اپنے دین کے ارشادات کے مطابق اپنے پروردگار کی عبادت نہیں کر سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ بتا دیا کہ اگر یہاں رہ کر تم اپنی بندگی کے لائق انجام نہیں دے سکتے تو اللہ تعالیٰ کی زمین بڑی وسیع ہے کسی ایسی جگہ چلے جاؤ جہاں تمہارا ایمان بھی محفوظ ہو اور تمہیں عبادت کرنے کی بھی آزادی ہو۔ چنانچہ مفسرین کرام نے آیت ”وارض اللہ واسعۃ“ کے ضمن میں لکھا ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب حضرت جعفر بن ابی طالب اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مکہ سے ہجرت کر کے حبشہ روانہ ہوئے۔ سورت کے مضامین اور اس قسم کی روایات سے بآسانی یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ سورت اس زمانہ میں نازل ہوئی جب مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا اذن مل گیا تھا۔

مضامین: ابتدا میں مشرکین مکہ کے شرک کی حقیقت بیان کر دی کہ وہ اپنے بتوں کو خدا سمجھتے تھے اور ان کی عبادت کیا کرتے تھے اور وہ اس زعم باطل میں مبتلا تھے کہ ان بتوں کی عبادت ان کے لیے قرب الٰہی کا باعث ہے۔ ان کے اس زعم باطل کا قلع قمع کرنے کے لیے سورت کا آغاز اس حقیقت کے بیان سے کیا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی ہے تو صرف اسی کی عبادت کرو۔ اس کے ساتھ اگر کسی اور کی عبادت کرو گے تو وہ عبادت مردود اور نامنظور ہوگی۔ عبادت کے لائق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور ہر چیز مخلوق ہے حادث ہے اپنے وجود اور اپنی بقا میں اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم کی محتاج ہے۔ وہ اس قابل کب ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اسے معبود مانا جائے۔

عقیدۂ توحید کو ثابت کرنے کے لیے تکوینی آیات پیش کی گئیں۔ آسمانوں اور زمین کو اس حسن و خوبی اور اس اعتدال و توازن سے پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ گردش لیل و نہار کا تسلسل قائم رکھنے والا وہی ہے۔ سورج اور چاند اسی کے حکم کے پابند ہیں اور اپنے مقررہ راستہ پر چل رہے ہیں۔ اسی نے تمہیں تمہاری ماؤں کے شکموں میں تاریک اندھیروں میں اس حسن و خوبی کے ساتھ تخلیق فرمایا۔

اس سورت کے مضامین میں سے ایک قابل غور مضمون یہ ہے کہ انسان دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو خوش بختی میں تھیں

جب مصائب و آلام اپنی گرفت میں لے لیتے ہیں تو چیخنے چلانے لگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریادیں کرتے ہیں اور پکے وعدے کرتے ہیں کہ اگر اس مصیبت سے بچ گئے تو عمر بھر تیری بندگی اور تیری فرمانبرداری میں گزار دیں گے لیکن جب ہماری رحمت ان کی فریادرسی کرلیتی ہے تو انہیں یاد ہی نہیں رہتا کہ ان پر کسی کا کرم ہے۔ بلکہ الٹا اس تبدیلی کو اپنے علم و فضل کی مہارت اور کاروباری فراست کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔ حالانکہ چند روز پہلے جب وہ بلبلاتے ہوئے فریادیں کرتے تھے تو ان کی علمیت قابلیت تجربہ و فراست تو اس وقت بھی ان میں موجود تھے۔

دوسری قسم ان خوش نصیب لوگوں کی ہے جو اپنی زندگی کی ہر ساعت اپنے کریم پروردگار کی یاد اور بندگی میں بسر کرتے ہیں۔ ان کی راتیں عبادت الٰہی میں گزر جاتی ہیں کبھی دست بستہ کھڑے ہیں کبھی جبین نیاز سجدہ میں جھکائے ہوئے ہیں اس کے باوجود اپنے رب کی بے نیازی سے ہر وقت ڈرتے رہتے ہیں۔ اپنی کسی عبادت اور نیکی پر انہیں ناز نہیں ہوتا انہیں اگر آس ہے تو اس کی رحمت کی۔ اگر سہارا ہے تو اس کے فضل و کرم کا۔

کفار اپنے دل میں سوچا کرتے کہ ہم پیغمبر اسلام اور اس کے ماننے والوں کو کسی نہ کسی وقت اپنے سانچے میں ڈھال لیں گے ان کی اس خام خیالی کو دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو برملا اعلان کرنے کا حکم دے دیا۔ قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ۔ "اے میرے حبیب! آپ انہیں فرما دیجیے اے جاہلو! کیا تم مجھے حکم کرتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت کروں؟"

کیا جلال ہے اس آیت کریمہ کا اور کیا رعب ہے ان چند کلمات میں۔

ایسے معاشرے کی اصلاح کی کوششیں ہو رہی ہیں جس کی کوئی کل بھی سیدھی نہ تھی۔ شرک و کفر کے علاوہ فسق و فجور، ظلم و ستم، رہزنی و قزاقی وغیرہ ہر قسم کی برائیوں میں وہ بری طرح مبتلا تھے۔ وہ اپنے بد عمل کی سیاہی کو دیکھ کر اپنی اصلاح اور اپنی نجات سے بالکل مایوس ہو چکے تھے۔ اسی مایوسی نے انہیں طرح طرح کے گناہوں سے بھری زندگی بسر کرنے کا متوالا بنا دیا تھا۔ آیت ۵۳ میں لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ کا مژدۂ جانفزا سنایا اور انہیں بتایا کہ اگرچہ تم نے عصیاں کی حد کر دی ہے لیکن اگر اس کے در رحمت پر آکر دستک دو گے تو اس کی رحمت تمہیں مایوس نہیں کرے گی۔ تمہارے گزشتہ جرم کو معاف کر دیا جائے گا اور تمہیں از سر نو پاکیزہ زندگی شروع کرنے کا ایک بار پھر موقع دے دیا جائے گا۔

[illegible] بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ [illegible]

[illegible]

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ

[illegible]

بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ؕ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ؕ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى

اور جنہوں نے بنا رکھے ہیں اس کے سوا اور دوست (کہتے ہیں) ہم تو نہیں عبادت کرتے ان کی مگر صرف اس لیے کہ یہ ہمیں اللہ کا

اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ؕ اِنَّ

مقرب بنا دیں۔ ۵ بیشک اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا ان کے درمیان ان باتوں میں جن میں وہ اختلاف کیا کرتے ہیں۔ ۶ بلاشبہ

کے بعد جس کا نام اہل ایمان کی فہرست سے حذف کر دیا جائے گا۔

ے دوبارہ تنبیہ فرمائی کہ اطاعت کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ ابن مردویہ نے یزید الرقاشی سے ایک روایت نقل کی ہے کہ کسی شخص نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ! ہم شہرت اور ناموری حاصل کرنے کے لیے مال خرچ کرتے ہیں کیا ہمیں اس پر کوئی اجر ملے گا۔ حضور نے فرمایا نہیں۔ پھر اس شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم مال خرچ کرتے ہیں اور ہماری نیت اجر آخرت اور شہرت دونوں کا حصول ہوتا ہے کیا اس صورت میں مال خرچ کرنے پر ہمیں اجر ملے گا۔ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ لا یقبل الا من اخلص له ثم تلا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم هذه الآية الا لله الدين الخالص۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ صرف اس کے عمل کو قبول کرتا ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرتا ہے۔ پھر حضور نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ علامہ قرطبی نے الدین کا معنی اطاعت اور عبودیت کیا ہے اور بعض کا یہ قول نقل کیا ہے کہ الدین سے مراد عبادت ہے۔ الدين ای الطاعة وقيل العبادة (قرطبی)

ے کفار کا یہ طریقہ تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کیا کرتے تھے بلکہ چند بت اور مصنوعی معبودوں کی پرستش کرتے اور اگر انہیں کہا جاتا کہ تم یہ کیا حماقت کر رہے ہو، پتھروں کی پوجا پاٹ میں لگے رہتے ہو کیا انہوں نے تمہیں پیدا کیا ہے؟ کیا اس عالم رنگ و بو کے خالق وہ ہیں؟ زمین کا فرش انہوں نے بچھایا ہے؟ آسمان کا نیلگوں شامیانہ انہوں نے تانا ہے؟ ان گلستانوں میں رنگ و بو کی فراوانی ان کی قدرت کا کرشمہ ہیں؟ جواب دیتے نہیں۔ تو پھر تم ان کی عبادت کیوں کرتے ہو؟ کہنے لگتے ہیں کہ ان کی عبادت سے قرب الٰہی نصیب ہوتا ہے یہ ہمیں خدا کا مقرب بنا دیتے ہیں۔

اسلام کا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ عبادت کے لائق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے اس کے سوا کوئی بھی عبادت کا مستحق نہیں۔ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت کرے گا تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ مشرکین عرب نے اللہ تعالیٰ کی عبادت ترک کی ہوئی تھی وہ کہتے تھے کہ ہم اس قابل نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں ہم تو فقط ان بتوں کی عبادت کریں گے اور ان کی عبادت سے ہمیں قرب الٰہی نصیب ہو گا۔ امام رازی لکھتے ہیں: "حاصل الكلام لهؤلاء الكفار انهم قالوا ان الاله الاعظم اجل من ان يعبده البشر لكن اللائق بالبشر ان يشتغلوا بعبادة الاكابر من عباد الله مثل الكواكب ومثل الارواح السماوية ثم انها تشتغل بعبادة الاله الاكبر فهذا هو المراد من قولهم ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفى" (کبیر)

اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝ لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا

اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا شہ اس کو جو جھوٹا ہو بڑا ناشکرا ہو ثہ اگر اللہ چاہتا کہ کسی کو بیٹا بنائے

ترجمہ کہ بت پرستوں کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ کہتے کہ ہم اس لیے [illegible] خدا کی شان اس سے بلند ہے کہ انسان اس کی عبادت کرے۔ انسان کے لائق یہ ہے کہ کسی معتمد خاص کے بڑے بندوں کی عبادت میں مشغول ہو۔ مثلاً ستارے، ملائکہ اور یہ چیزیں خود اس کی عبادت میں مشغول ہوں۔ مشرکین کے اس قول کا [illegible] کا یہی مفہوم اور مطلب ہے۔

بعض صاحبان حضرات اولیاء کے [illegible] ان کی صحبت میں حاضری کو بھی اسی ضمن میں شمار کرتے ہیں اور مسلمانوں پر بڑی بے دردی سے شرک کا الزام لگاتے ہیں۔ وہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جب کوئی مسلمان کسی ولی یا بزرگ کی صحبت میں حاضر ہوتا ہے اور دعا کے لیے عرض کرتا ہے تو گویا وہ ان کی عبادت کر رہا ہوتا ہے۔ حالانکہ اگر کسی سے طلب دعا کے لیے کسی کے پاس جانا عبادت اور شرک ہے تو ان صاحبان کا صحابہ کرام کے متعلق کیا خیال ہے جو حضور سید عالم رحمت مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت اقدس میں کبھی [illegible] کے لیے کبھی بارش کے لیے کبھی بیماری سے صحت یاب ہونے کے لیے کبھی دیگر مقاصد کے لیے حاضر ہوتے اور دعا کے لیے عرض کرتے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا کے لیے دست مبارک بلند فرماتے تو [illegible] شفایاب ہو جاتے اور قحط سالی کے بعد آسمان پر گھنگھور گھٹائیں برسنے لگتیں اور [illegible] چل جاتیں۔

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اس بات پر پختہ یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کی عبادت کرنا شرک ہے جو گناہ کبیرہ ہے اور [illegible] کا مرتکب ہے اور [illegible] کہ وہ صحیح توحید کے بیان پر شرک کی جھوٹی تہمت لگانے کا شغل [illegible] اور کوئی مفید مقصد [illegible] ان کی قوم کا بھلا ہو۔

آیت میں زلفی مصدر مطلق ہے کیونکہ تقربیا کا ہم معنی ہے اور مصدر کا مترادف مصدر مطلق ہو سکتا ہے جیسے قعدت جلوسا۔

ل مشرکین کا اپنے معبودوں کے بارے میں بڑا اختلاف ہے کوئی سورج کو کوئی چاند کو کوئی کسی ستارے کو اور کوئی کسی پہاڑ کی [illegible] معبود بنائے بیٹھا ہے اس کا فیصلہ قیامت کے دن ہو گا۔ اس وقت انہیں اپنی گمراہی کی حقیقت معلوم ہو گی۔

شہ ہدایت کوئی ایسی جنس ارزاں نہیں کہ خواہ مخواہ ہر ایک کی جھولی میں ڈال دی جائے۔ یہ دولت تو فقط اسے عطا ہوتی ہے جس کے دل میں اس کی سچی طلب اور تڑپ ہو۔ جو لوگ [illegible] انبیاء کرام کی تکذیب کرتے ہیں اور ان کی دعوت حق کو ٹھکرانے لگتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ اس نعمت سے محروم کر دیا کرتا ہے۔

ثہ حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں یعنی اس بات میں کہ کسی کو اللہ تعالیٰ نے [illegible] اور [illegible] کے لیے اولاد [illegible] ایسا کرتا [illegible]

لَاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ④

تو چن لیتا ۹ اپنی مخلوق سے جس کو چاہتا ، وہ پاک ہے لے وہی اللہ ہے جو ایک ہے، سب سے زبردست

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ

اس نے پیدا فرمایا ہے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ لے وہ لپیٹتا ہے رات کو دن پر اور لپیٹتا ہے

النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ

دن کو رات پر لے اور اس نے مسخر کر دیا ہے سورج اور چاند کو ہر ایک چل رہا ہے مقررہ میعاد تک

اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ⑤ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ

خبردار! وہی عزت والا، بہت بخشنے والا ہے لے اس نے پیدا کیا تمہیں ایک جان سے لے پھر بنایا اس سے

ف بعض مشرکین اللہ تعالیٰ کی اولاد کے قائل تھے۔ ان کے اس باطل نظریہ کی تردید کی جا رہی ہے

لے اولاد کا ہونا تو تقاضا ہے تقویت اور عزت و رونق کا باعث ہے کیونکہ تم کمزور ہو، دشمن ہو، یا جس کا تنہا مقابلہ کرنے سے عاجز ہو، تمہاری اولاد ہوگی تو تم طاقتور بن جاؤ گے۔ نیز تم فنا ہونے والے ہو تمہیں اولاد کی اس لیے بھی ضرورت ہے کہ تمہارے مرنے کے بعد تمہارا نام تمہاری اولاد کے ذریعے باقی رہے لیکن اللہ تعالیٰ تو قہار ہے ہر چیز پر غالب ہے اس کے لیے اولاد کی ضرورت کا تصور بھی گستاخی اور بے ادبی ہے۔ وہ ان تمام چیزوں سے پاک ہے اس لیے اولاد کا عقیدہ رکھنا اس کی شان کبریائی سے جہالت کی دلیل ہے۔

لے اللہ تعالیٰ کی توحید، قدرت اور حکمت کے دلائل کو بیان فرمائے جا رہے ہیں۔

لے تکویر الشیء علی الشیء لفہ علیہ۔ مصباح۔ جیسے دن کی روشنی رات کے اندھیرے سے ڈھکی ہوئی ہے، رات کی تاریکی دن کی روشنی میں چھپ جاتی ہے۔ اسی طرح رات کا اندھیرا جب ختم ہوتا ہے دن کا اجالا وہاں نمودار ہو جاتا ہے یہ سلسلہ کبھی ٹوٹنے نہیں پاتا۔ علامہ جوہری تکویر کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: کور العمامۃ علی رأسہ تکویرًا ای لاثہا۔ کل دور کور۔ مصباح یعنی عمامہ کو سر پر لپیٹا۔ لپیٹ پر لپیٹ دیتے چلے جانا عربی کو تکویر کہتے ہیں۔

لے اس کی قدرت عالیہ کا تو یہ عالم ہے کہ وہ اگر چاہے تو تمہاری سرکشی کے باعث تمہیں پل میں تہس نہس کر کے رکھ دے لیکن اس کے ساتھ وہ غفار بھی ہے اس کی بخشش اور پردہ پوشی کی بھی حد نہیں۔

لے اللہ تعالیٰ کی توحید اور قدرت کاملہ کی مزید دلائل بیان کی جا رہی ہیں۔ پہلے حضرت آدم کو پیدا فرمایا پھر ان سے

مِنْهَا زَوْجَهَا وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ الْأَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ أَزْوَاجٍ يَخْلُقُكُمْ

[illegible]

فِي بُطُونِ أُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ

[illegible]

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَأَنّٰى تُصْرَفُونَ ۝ إِنْ

[illegible]

تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَإِنْ

[illegible]

تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرٰى ثُمَّ إِلٰى رَبِّكُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿۷﴾

[illegible]

وَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوٓا إِلَيْهِ مِن قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ أَندَادًا لِّيُضِلَّ

[illegible]

عَن سَبِيلِهِۦ ۚ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا ۖ إِنَّكَ مِنْ أَصْحَٰبِ ٱلنَّارِ ⑧

[illegible]

أَمَّنْ هُوَ قَٰنِتٌ ءَانَآءَ ٱلَّيْلِ سَاجِدًا وَقَآئِمًا يَحْذَرُ ٱلْءَاخِرَةَ وَيَرْجُوا۟

[illegible]

رَحْمَةَ رَبِّهِۦ ۗ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى ٱلَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَٱلَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ

[illegible]

إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُو۟لُوا۟ ٱلْأَلْبَٰبِ ⑨ قُلْ يَٰعِبَادِ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ رَبَّكُمْ ۚ

[illegible]

لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا۟ فِى هَٰذِهِ ٱلدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۗ وَأَرْضُ ٱللَّهِ وَٰسِعَةٌ ۗ إِنَّمَا

[illegible]

---

[٢٠] [illegible]

[٢١] [illegible]

[٢٢] [illegible]

[٢٣] [illegible]

یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝۱۰ قُلْ اِنِّیْۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ

صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا ؎ (آپ) فرمائیے! مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی

اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ ۝۱۱ وَ اُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝۱۲ قُلْ

عبادت کروں خالص کرتے ہوئے اس کے لیے اطاعت کو ۔ اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلا مسلمان بنوں ۔ آپ

اِنِّیْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝۱۳ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ

فرمائیے میں ڈرتا ہوں اگر میں نے (بھی) نافرمانی کی اپنے رب کی ایک بڑے دن کے عذاب سے ۔ آپ فرمائیے میں اللہ ہی کی عبادت کرتا

مُخْلِصًا لَّهٗ دِیْنِیْ ۝۱۴ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِیْنَ

ہوں خالص کرتے ہوئے اس کے لیے اپنے دین کو ۔ پس تم عبادت کرو جس کی چاہو اس کے سوا ۔ آپ فرمائیے اصل خسارہ پانے والے

ف۱۰ اس کی تفسیر اس حدیث پاک سے ہوتی ہے جو ہمیں صبر و استقامت کے شہسوار سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے جد کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے۔ قال سمعت جدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یقول اد الفرائض تکن اعبد الناس وعلیک بالقنوع تکن من اغنی الناس یا بنی ان فی الجنۃ شجرۃ یقال لها شجرۃ البلوی یؤتی باهل البلاء فلا ینصب لهم میزان ولا ینشر لهم دیوان یصب علیهم الاجر صبا ثم قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انما یوفی الصابرون اجرهم بغیر حساب (قرطبی)

ترجمہ: میں نے اپنے جد پاک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ۔ بیٹے! فرائض ادا کیا کرو تم سب لوگوں میں بڑا عبادت گزار بنو گے ۔ اے بیٹے! قناعت اختیار کرو تم سب لوگوں سے غنی ہو جاؤ گے ۔ اے بیٹے! جنت میں ایک درخت ہے جسے شجرۃ البلوی یعنی مصیبت کا درخت کہتے ہیں ۔ وہ لوگ جو آفات و مصائب میں مبتلا رہے ان کو وہاں لایا جائے گا ۔ ایسے لوگوں کے لیے نہ کوئی ترازو رکھا جائے گا اور نہ ان کا دفتر کھولا جائے گا بلکہ موسلا دھار بارش کی طرح ان کا اجر ان پر برسے گا ۔ پھر حضور نے یہ آیت تلاوت فرمائی ۔

ف۱۲ [illegible] میں ثابت قدم رہنے اور [illegible] [illegible] کی تلقین [illegible] میں حضور [illegible] سب سے پہلے [illegible] کرنے کا حکم فرمایا ہے یعنی سب سے پہلے ایمان لانے والا بنوں ۔ اس مقام پر [illegible] کے معنی مقدم کے ہیں ۔ چنانچہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ذات کے لحاظ سے اور مقام و منصب میں تمام انبیاء و مرسلین کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے فرمانبردار بندے ہیں ۔

ف۱۳ اگر تم میری دعوت قبول کرنے کے لیے تیار نہیں اور میری نصیحت تمہارے لیے قابل قبول نہیں تو جس کی جی چاہتا ہے

الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ

والے وہ ہیں جو گھاٹے میں ڈالیں اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن۔ سن رکھو یہی کھلا گھاٹا

الْمُبِينُ ﴿١٥﴾ لَهُم مِّن فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِن تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۚ ذَٰلِكَ

ہے۔ ان کے اوپر سے بھی آگ کے شعلے ہوں گے اور نیچے سے بھی آگ کے شعلے ۲ اس

يُخَوِّفُ اللَّهُ بِهِ عِبَادَهُ ۚ يَا عِبَادِ فَاتَّقُونِ ﴿١٦﴾ وَالَّذِينَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ

سے اللہ ڈراتا ہے اپنے بندوں کو اے میرے بندو مجھ سے ڈرتے رہو۔ اور جو لوگ بچتے رہے شیطان سے

أَن يَعْبُدُوهَا وَأَنَابُوا إِلَى اللَّهِ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿١٧﴾ الَّذِينَ

کہ اس کی عبادت کریں اور اللہ کی طرف رجوع کیا ان کے لیے خوشخبری ہے پس آپ میرے بندوں کو خوشخبری سنا دیجیے جو

يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ

سنتے ہیں بات کو پھر پیروی کرتے ہیں اچھی بات کی۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے

وَأُولَٰئِكَ هُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿١٨﴾ أَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ

اور یہی لوگ دانشمند ہیں۔ بھلا جس پر واجب ہو گیا عذاب کا حکم

أَفَأَنتَ تُنقِذُ مَن فِي النَّارِ ﴿١٩﴾ لَٰكِنِ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّن

کیا آپ بچا سکتے ہیں اسے جو آگ میں ہے؟ لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لیے بالاخانے ہیں جن کے

کے [illegible] یا کسی پتھر کی پوجا کرو، خواہ کسی [illegible] کو [illegible] یا کسی جن وغیرہ [illegible] [illegible]
[illegible] شرک اختیار کرے تو [illegible] [illegible] [illegible] کی تلافی ممکن نہ ہوگی۔

۲ ظلل ابر کے [illegible] کو کہتے ہیں جس کا سایہ کسی پر [illegible] یہ ہے کہ اوپر اور نیچے سے آگ کے [illegible] شعلے انہیں
اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔

۳ اللہ تعالیٰ نے اپنے متقی اور پیارے بندوں کا ذکر کیا ہے۔

فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَعْدَ اللَّهِ لَا يُخْلِفُ

اوپر اور بالاخانے ہیں بنے ہوئے چلتی ہیں ان کے نیچے سے نہریں۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے اللہ [illegible]

اللَّهُ الْمِيعَادَ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهُ يَنَابِيعَ فِي

اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کیا کرتا کیا تو نہیں دیکھتے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے اتارا آسمان سے پانی پھر [illegible]

الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا

کیا اسے زمین کے چشموں سے پھر لاتا ہے اس کے ذریعے کھیتیاں کہ رنگ جدا جدا ہیں پھر وہ [illegible]

ثُمَّ يَجْعَلُهُ حُطَامًا إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ۝ أَفَمَن

تو دیکھتا ہے اسے زرد پھر کر دیتا ہے اسے ریزہ ریزہ یقیناً اس میں نصیحت ہے اہل عقل کے لیے۔ بھلا وہ

شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّن رَّبِّهِ فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ

[illegible] کشادہ کر دیا ہو اللہ نے جس کا سینہ اسلام کے لیے تو وہ اپنے رب کی طرف سے ایک نور پر ہے پس ہلاکت ہے ان

یہاں سے پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت وحکمت کے کچھ دلائل بیان کیے جا رہے ہیں۔ ینابیع، ینبوع کی جمع ہے [illegible]

یعنی اللہ تعالیٰ کا [illegible] کہ وہ اسلام قبول کرنے کے لیے سینہ کھول دے تعصب اور عناد کے پردے اٹھ جائیں اور [illegible] اس وقت [illegible] حق کی طرف [illegible] اور اسے قبول کرتا ہے اس کی روشنی کے ساتھ [illegible]

حضرت عبداللہ بن مسعود [illegible] رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی،

"یا رسول اللہ! [illegible]"

قال [illegible] فرمایا موت کو کثرت سے یاد کرے اور اس کے لیے اچھی طرح تیاری کرے

اس کے بعد حضور [illegible] جب دل میں نور داخل ہو جاتا ہے تو دل کشادہ [illegible] ہو جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کی اے اللہ تعالیٰ کے نبی اس کی علامت کیا ہے؟ قال التجافی عن دار الغرور والانابة الی دار الخلود والاستعداد للموت قبل نزول الموت [illegible] اس کی نشانی یہ ہے کہ وہ شخص [illegible] کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ [illegible] دھوکہ والی دنیا سے الگ

قُلُوبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ أُولٰٓئِكَ فِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ ﴿٢٢﴾ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ

دلوں کے ہیں جو ذکر خدا سے متاثر نہیں ہوتے سخت ہو گئے ہیں یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے بہترین

الْحَدِيثِ كِتٰبًا مُّتَشٰبِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ

کلام یعنی وہ کتاب جس کی آیتیں ایک جیسی ہیں بار بار دہرائی جاتی ہیں ۲۳ کانپ اٹھتے ہیں اس کے پڑھنے سے جسم ان کے

يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ

جو ڈرتے ہیں اپنے پروردگار سے پھر نرم ہو جاتے ہیں ان کے جسم اور ان کے دل اللہ کے ذکر کی طرف ۲۴

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَآءُ ۚ وَمَنْ يُضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ

یہ اللہ کی ہدایت ہے راہ دکھاتا ہے اس کے ذریعے جسے چاہتا ہے ۲۵ اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے تو اس کو

اختیار کرتا ہے اور موت کے آنے سے پہلے اس کے لیے تیاری شروع کر دیتا ہے۔

۲۲ ان لوگوں کی بدبختی کا کون اندازہ لگا سکتا ہے جن کے دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کا شوق ان کے دلوں میں کبھی پیدا ہی نہیں ہوا۔ انہیں یہ کبھی خیال ہی نہیں آیا کہ ان کا ایک رب بھی ہے اور انہیں ایک روز اس دنیا سے کوچ بھی کرنا ہے۔

۲۳ یعنی یہ دل موہ لینے والی، حسین و جمیل آیات کتاب کی صورت میں تمہارے پاس موجود ہیں انہیں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔ ان کے مضامین ہم آہنگ ہیں سب ایک دوسرے کی موافقت اور تائید کرتے ہیں ان میں کسی قسم کا تضاد نہیں۔ اس کی یہ صفت بھی ہے کہ اس کو بار بار پڑھنے سے طبیعت نہیں اکتاتی بلکہ ہر بار نئی لذت اور نیا سرور حاصل ہوتا ہے۔ اس کی اثر انگیزی کا یہ عالم ہے کہ جب عذاب الٰہی کا ذکر ہوتا ہے تو پڑھنے والوں پر خوف اور دہشت طاری ہو جاتی ہے اور وہ کانپ اٹھتے ہیں اور جب اس کی رحمت کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے دل اور جسم فرحت سے جھک جاتے ہیں اور اس کے ذکر کے شوق و محبت سے مسرور ہو جاتے ہیں۔ تقشعر میں پہلی حالت کی طرف اشارہ ہے۔ متشابہ میں دوسری کیفیت کا ذکر ہے۔ متشابها يشبه بعضه بعضا في الحسن والحكمة ويصدق بعضه بعضا یعنی حسن و حکمت میں اس کی آیتیں ایک جیسی ہیں ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہیں۔ ان میں کوئی تناقض اور اختلاف نہیں ہے اور مثانی کا معنی بیان کیا گیا: مثنی مکرر وہ ملال میں کہ جب اسے بار بار پڑھا جائے تو انسان اکتاتا نہیں۔ اس کا یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ اس میں احکام اور قصص بار بار دہرائے جاتے ہیں۔ مثانی کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ آلوسی لکھتے ہیں: مثانی مثناۃ کی جمع ہے جو اسم ظرف ہے اور یہ کبھی دہرانے کے معنی ہے صیغہ [illegible]

مِنْ هَادٍ ۝٢٣ اَفَمَنْ يَّتَّقِىْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَقِيْلَ

کوئی ہدایت دینے والا نہیں ۔ بھلا وہ شخص جو ڈھال بنائے گا شدید عذاب کے سامنے اپنے چہرہ کو روز قیامت اور کہا جائیگا

لِلظّٰلِمِيْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝٢٤ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

ظالموں کو چکھو اس کا مزہ جو تم کمایا کرتے تھے ۔ جھٹلایا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے گزرے

فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝٢٥ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْىَ

تو آیا ان پر عذاب وہاں سے جہاں سے وہ سوچتے بھی نہ تھے پس چکھائی انہیں اللہ نے رسوائی

فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝٢٦

دنیوی زندگی میں اور آخرت کا عذاب اس سے کہیں بڑا ہے کاش وہ جان لیتے ۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِىْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ

اور ہم نے بیان کی ہیں لوگوں کے لیے اس قرآن حکیم میں ہر قسم کی مثالیں تاکہ وہ

يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ۚ٢٧ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِىْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝٢٨ ضَرَبَ

نصیحت قبول کریں ۔ اور ہم نے واضح کیا ہے قرآن جو عربی زبان میں ہے جس میں کوئی کجی نہیں تاکہ وہ بچتے رہیں ۔

اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ؕ

بیان فرمائی ہے اللہ نے ایک مثال ایک غلام ہے جس میں شریک ہیں کئی جھگڑالو آقا اور ایک غلام پورا کا پورا ایک شخص کا ہے ۔

٢٣ خشوع و خضوع کی یہ حالت محض اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے نصیب ہوتی ہے جس کو چاہتا ہے اس کو یہ نعمت مرحمت فرماتا ہے ۔

٢٤ اللہ تعالیٰ شرک اور توحید کا فرق بیان کرنے کے لیے مثال پیش فرماتے ہیں ۔ ایک غلام ہے جس کے کئی آقا ہیں اور ہر ایک اسے اپنا غلام سمجھتا ہے اور ہر وقت اس پر حکم چلاتا رہتا ہے ایک اس کو حکم دیتا ہے اور دوسرا اس کے برعکس حکم دیتا ہے ۔ اس بیچارے غلام کی جان تو عذاب میں مبتلا ہو جائے گی وہ ہر وقت پریشان اور حیران رہے گا ۔ ایک اور غلام ہے جس کا صرف ایک آقا ہے ۔ ان دونوں غلاموں کی حالت کا اندازہ کرو اور خود فیصلہ کرو کہ تمہارے لیے ایک خدا کا بندہ بننے میں آرام و راحت ہے یا کئی خداؤں کا بندہ بننے میں ۔

هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۚ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّكَ مَيِّتٌ

کیا ان دونوں کا حال یکساں ہے سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے بیشک آپ بھی

وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿۳۱﴾

(دنیا سے) انتقال فرمانا ہے اور ان لوگوں نے بھی مرنا ہے پھر تم سب روز حشر اپنے رب کے حضور میں آپس میں جھگڑو گے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ

پس اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ بہتان باندھتا ہے اور تکذیب کرتا ہے

بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾

اس سچ کی جب وہ اس کے پاس آیا کیا جہنم میں کفار کا ٹھکانا نہیں ہے؟

وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ

اور وہ ہستی جو سچ لے کر آئی اور جنہوں نے اس سچائی کی تصدیق کی یہی لوگ ہیں جو

الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ مَّا يَشَاۗءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ ذٰلِكَ جَزٰۗؤُا

پرہیزگار ہیں انہیں ملے گا جو وہ چاہیں گے اپنے رب کے پاس سے یہ صلہ ہے

مجوزہ الفاظ کا بدلہ بنتے ہیں۔ علامہ متشاکسون کی تشریح کرتے ہوئے علامہ جوہری لکھتے ہیں۔ رجل شکس ای صعب الخلق یعنی بد خلق۔ راجز کہتا ہے شکس عبوس عنبس عذور

۳۰ کفار اسلام کی روز افزوں ترقی کو دیکھ کر جلتے تھے اور یہ کہہ کر اپنے دلوں کو تسلی دیتے تھے کہ یہ چند روزہ کھیل ہے یہ فوت ہو جائیں گے تو کوئی بھی نہیں پوچھے گا اور یہ دین خود بخود ختم ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے محبوب! اس دار فانی سے آپ نے رخصت ہونا ہے تو کیا یہ لوگ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ کیسے نادان ہیں کہ یونہی اپنے دل کو جھوٹی تسلیاں دے رہے ہیں۔

۳۲ یہ کفار ایک تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کو قبول نہیں کرتے دوسرے یہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹے بہتان لگاتے ہیں اور غلط باتیں منسوب کرتے ہیں۔ ان سے بڑھ کر اور کون ظالم ہوگا۔

۳۳ یعنی وہ نبی کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جو اس ابدی صداقت کو لے کر تشریف لائے اور وہ اہل ایمان جنہوں نے

الْمُحْسِنِينَ ﴿۳۴﴾ لِيُكَفِّرَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي عَمِلُوا

محسنوں کا۔ تاکہ ڈھانپ دے اللہ تعالیٰ ان سے ان کے بدترین عمل کو

وَيَجْزِيَهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۳۵﴾

اور عطا فرمائے انہیں اجر ان کے بہترین اعمال کا جو وہ کیا کرتے تھے

أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ ۖ وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِنْ

کیا اللہ تعالیٰ کافی نہیں اپنے بندے کے لیے؟ یقیناً کافی ہے۔ اور وہ (نادان) ڈراتے ہیں آپ کو ان معبودوں سے

دُونِهِ ۚ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ﴿۳۶﴾ وَمَنْ يَهْدِ

جو اس کے سوا ہیں۔ اور جسے اللہ گمراہ چھوڑ دے تو اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ اور جس کو ہدایت بخشے

سچے دل سے اس صداقت کو قبول کیا۔ یہی متقی اور پرہیزگار ہیں۔

یہ پاک لوگ جن چیزوں کی تمنا کریں گے اللہ تعالیٰ کی جانب سے انہیں عطا فرما دی جائیں گی۔ کیا انعام ہے یہی کرم کا اور کیا شان ہے آپ کے دامن کرم سے وابستہ ہونے والوں کی۔ آپ کی دعوت پر صدق دل سے ایمان لانے والوں اور قرآن پر عمل کرنے والوں کی جو وہ تمنا کریں گے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ پوری ہوگی

ان پر مزید کرم یہ کیا جائے گا کہ ایمان لانے سے پہلے جو لغزشیں ان سے سرزد ہوئے تھے اور جن قبیح گناہوں کا ارتکاب کیا تھا ان کو اس طرح ڈھانپ دیا جائے گا کہ ان کا سراغ تک بھی کسی کو معلوم نہ ہوگا۔ علامہ ابن منظور لسان العرب میں لکھتے ہیں: اصل الکفر تغطیة الشیء تغطیة تستهلکه یعنی کفر کا اصل معنی یہ ہے کہ کسی چیز کو اس طرح ڈھانپ دیا کہ اس چیز کا نام و نشان بھی دکھائی نہ دے

دین اسلام قبول کرنے کے بعد جو نیکیاں وہ کریں گے ان کا بہترین اجر انہیں دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی ان بشارات کا کیا کہنا ساری عمر برباد کرنے کے بعد بھی اگر کوئی نادم ہو کر شرمسار ہو کر در اقدس پر حاضر ہوتا ہے تو اس کے لیے آغوش رحمت کو کشادہ کر دیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ نامہ اعمال کی سیاہی دھو دی جاتی ہے اور اس پر ایسے ایسے کرم فرمائے جاتے ہیں جنہیں دیکھ کر دنیا حیران ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو تسلی دے رہے ہیں کہ آپ کے ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ خود آپ کا حافظ و ناصر ہے اور جس کا حافظ و ناصر خود رب تعالیٰ ہو کیا ایسے شخص کو کسی دوسرے کے سہارے اور مدد کی ضرورت باقی رہتی ہے؟ ہرگز نہیں۔

اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ اَلَیْسَ اللّٰهُ بِعَزِیْزٍ ذِی انْتِقَامٍ ۝

اللہ تعالیٰ تو اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں [illegible] کیا نہیں ہے اللہ تعالیٰ زبردست انتقام لینے والا؟

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ

اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو تو ضرور کہیں گے

اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِیَ

اللہ نے [illegible] آپ فرمایئے بھلا دیکھو تو جنہیں تم پوجتے ہو اللہ کے سوا اگر اللہ تعالیٰ نے

اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِیْ بِرَحْمَةٍ هَلْ

مجھے تکلیف پہنچانا چاہا تو کیا یہ معبود دور کر دیں گے اس تکلیف کو؟ یا اگر اللہ نے مجھ پر مہربانی کرنا چاہا تو کیا

هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ ؕ عَلَیْهِ یَتَوَكَّلُ

وہ روک سکتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کو (وہ) فرمایئے مجھے کافی ہے اللہ تعالیٰ [illegible] فقط اسی پر بھروسہ کرتے ہیں

اے محبوب! ساری دنیا بھی اگر آپ کی مخالفت پر کمربستہ ہو جائے تو آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔ یہ لوگ بڑے احمق اور نادان ہیں جو آپ کو اپنے معبودانِ باطل کے غیظ و غضب سے ڈراتے ہیں۔

[illegible] ہدایت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے نورِ ہدایت بخش دیتا ہے پھر اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔

[illegible] جن بتوں کے غیظ و غضب سے یہ لوگ آپ کو ڈراتے ہیں اور ان کے بے پایاں اقتدارات کے افسانے گھڑ گھڑ کر پیش کرتے ہیں، آپ ذرا ان سے پوچھئے کہ آسمان و زمین کا خالق کون ہے۔ تو وہ برملا کہیں گے اللہ تعالیٰ۔ ان سے پوچھئے کیا تمہارے بتوں میں یہ دم خم ہے کہ اگر رب العالمین مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو یہ اس تکلیف کو دور کر کے مجھے اس تکلیف سے بچا لیں۔ یا اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر کرم فرمانا چاہے تو یہ رکاوٹ پیدا کر دیں اور مجھے اس کے کرم سے محروم کر دیں۔ جب یہ نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان تو تم ایسے معبودوں کے لئے اور ان کی پرستش کرنے کا کیا فائدہ۔

[illegible] یہ لوگ آپ کو طرح طرح کی دھمکیاں دیتے ہیں۔ آپ کو اپنے بتوں کی اذیت رسانی سے ڈراتے ہیں۔ آپ خود ہی انکار دیجئے "حسبی اللہ" مجھے میرا اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ تم مجھے کسی طرح بھی نہیں ڈرا سکتے۔ تم اسلام کو ناکام کرنے کے لیے جو کوششیں کر رہے ہو [illegible] مجھے میرا اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ [illegible]

الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿٣٨﴾ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۚ

بھروسہ کرنے والے (فرمائیے) اے میری قوم تم عمل کیے جاؤ اپنی جگہ پر میں اپنا کام کرتا رہوں گا پس

فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٣٩﴾ مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ

تم ضرور جان لو گے کہ کس پر آتا ہے عذاب جو اسے رسوا کر دے گا اور کون ہے جس پر

عَذَابٌ مُقِيمٌ ﴿٤٠﴾ إِنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ

دائمی عذاب اترتا ہے اے حبیب! ہم نے اتاری ہے آپ پر یہ کتاب لوگوں کی ہدایت کے لیے حق کے ساتھ

فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهِ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ

پس جو ہدایت قبول کرتا ہے تو وہ اپنا بھلا کرتا ہے اور جو بھٹک جاتا ہے تو وہ بھٹکتا ہے اپنے آپ کو گمراہ کرنے کے لیے

وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ ﴿٤١﴾ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ ع ۱۰

اور نہیں آپ ان بدبختوں کے ذمہ دار اللہ تعالیٰ قبض کرتا ہے جانوں کو موت کے وقت

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: من احب ان یکون اقوی الناس فلیتوکل علی اللہ ومن احب ان یکون اغنی الناس فلیکن بما فی ید اللہ عز وجل اوثق منہ بما فی یدیہ ومن احب ان یکون اکرم الناس فلیتق اللہ عز وجل (ابن کثیر) یعنی جو شخص اس بات کو دوست رکھتا ہے کہ وہ تمام لوگوں سے زیادہ طاقتور بن جائے تو اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرے اور جو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ سب لوگوں سے زیادہ غنی ہو جائے تو اسے چاہیے کہ جو دولت اس کے ہاتھ میں ہے اس سے زیادہ وہ اس پر یقین رکھے جو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ جو شخص چاہتا ہے کہ سب سے زیادہ مکرم و معظم بن جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرے۔ (ابن کثیر)

۴۳ اے محبوب! ہم نے آپ پر ایسی کتاب نازل کی ہے جو سراپا حق ہے۔ جو صاحب اس کی روشنی سے ہدایت حاصل کرے گا اس میں فائدہ اس کا اپنا ہوگا اور جو شخص بے رخی یا معصیت کا راستہ اختیار کرے گا تو اس میں وہ خود اپنا ہی نقصان کرے گا اور اپنے آپ کو کسی ایسے گڑھے میں گرائے گا جس سے پھر نکلنا اس کے لیے دشوار ہو جائے گا۔ آپ ان کے ذمہ دار نہیں ہیں کہ آپ سے یہ باز پرس کی جائے کہ فلاں شخص کیوں ایمان نہیں لایا۔ فلاں شخص کیوں شرک کرتا رہا۔ فلاں شخص فسق و فجور کی دلدل میں کیوں پھنسا رہا۔ آپ کا کام تبلیغ اور ارشاد ہے جس میں بڑی دلسوزی اور اخلاص کے ساتھ پیغام حق پہنچا دیا ہے۔ آپ نے اپنا فرض احسن طریقے سے ادا کر دیا ہے۔ اب ان کی

مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا ۖ فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَىٰ

اور جن کی موت کا وقت ابھی نہیں آیا (ان کی روحیں) ان کی نیند میں، حالت نیند میں ۶۵ پھر روک لیتا ہے ان روحوں کو جن کی موت

عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى ۚ إِنَّ

کا فیصلہ کرتا ہے   اور واپس بھیج دیتا ہے دوسری روحوں کو مقررہ میعاد تک   بے شک

فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝ أَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ

اس میں (اس کی قدرت کی) نشانیاں ہیں ان کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔   کیا انہوں نے بنا لیے ہیں خدا کو چھوڑ کر

اللَّهِ شُفَعَاءَ ۚ قُلْ أَوَلَوْ كَانُوا لَا يَمْلِكُونَ شَيْئًا وَلَا يَعْقِلُونَ ۝

اور سفارشی۔   آپ پوچھیے اگرچہ وہ (نام نہاد سفارشی) کسی چیز کے مالک نہ ہوں اور نہ عقل و شعور رکھتے ہوں ۶۶

گمراہی کے متعلق آپ سے کسی طرح کا محاسبہ نہیں ہوگا۔

۶۵ آیت کا مضمون واضح ہے۔ حضور نے سوتے وقت جو دعا سکھائی وہ قابل ذکر ہے۔ آپ بھی اسے یاد کریں اور سوتے وقت یہ دعا مانگ کر سویا کریں: باسمک ربی وضعت جنبی وبک ارفعہ ان امسکت نفسی فارحمها وان ارسلتها فاحفظها بما تحفظ به عبادک الصالحین۔ متفق علیہ۔

ترجمہ: اے اللہ! میں تیرے نام سے اپنا پہلو بستر پر رکھتا ہوں اور تیرے نام کے ساتھ ہی اسے اٹھاؤں گا۔ اس اثنا میں اگر تو میری روح قبض کرلے تو اس پر رحم کرنا اور اگر واپس کر دے تو اس کی اس سے حفاظت کرنا جس سے تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔

یتوفی کا معنی ہے کسی چیز کو پوری طرح اپنے قبضہ میں لے لینا۔ توفیۃ الشئ بذلہ وافیا واستیفاءہ تناولہ وافیا۔ قال تعالیٰ ووفیت کل نفس ما کسبت وقد عبر عن الموت والنوم بالتوفی (مفردات)

اس توفی کی دو قسمیں ہیں ایک ہمیشہ کے لیے روح کا اپنے قبضہ میں کرنا اور دوسرا عارضی طور پر کچھ وقت کے لیے۔ پہلی صورت میں اس کا معنی موت ہوگا۔ دوسری صورت میں یہ نیند کے معنی میں مستعمل ہوگا اور یہ مجاز ہوگا۔

۶۶ یعنی یہ مشرک بھی عجیب دماغ کے لوگ ہیں کیسے معبودوں کو انہوں نے اپنا سفارشی فرض کر لیا ہے جن کے پاس پھوٹی کوڑی بھی نہیں اور عقل و فہم سے بھی عاری ہیں۔ یہاں کے پتھر لکڑی کے بت اور تانبے پیتل کے اصنام تھے جو بے جان ہونے کے باعث ہر قسم کے علم و شعور سے اور قوت و اختیار سے محروم تھے۔

قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ۭ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

آپ فرمائیے سب شفاعت اللہ کے اختیار میں ہے شٹ اسی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی

ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ

پھر اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ اور جب ذکر کیا جائے اکیلے اللہ کا تو کڑھنے لگتے ہیں دل ان لوگوں کے

الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ

جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور جب ذکر کیا جاتا ہے اس کے سوا دوسروں کا تو اسی

اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

وقت وہ خوشیاں منانے لگتے ہیں شٹ آپ عرض کیجیے اے اللہ! اے پیدا کرنے والے آسمانوں اور زمین کے

شٹ آپ ان کو بتا دیجیے کہ شفاعت کرنے کا اختیار تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ اس کے اذن کے بغیر کسی کی مجال نہیں کہ سفارش بھی کر سکے اور ان کے معبودوں کو تو شفاعت کا اذن ملنے سے رہا، یہ کیسے ان کی شفاعت کریں گے۔

شٹ جب اللہ تعالیٰ کی توحید کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے منہ بگڑنے لگتے ہیں۔ ان کے چہروں پر ناگواری چھا جاتی ہے اور جب کسی محفل میں ان کے بتوں اور جھوٹے معبودوں کی تعریف کی جاتی ہے تو ان کے چہرے خوشی اور مسرت سے دمکنے لگتے ہیں۔

اشمأزت۔ نفرت و انقباض، یعنی دل کا نفرت کی وجہ سے گھٹ جانا۔

ہمارے بعض مہربان اپنی مخصوص ذہنی مزاج کے مطابق اس آیت کو خوب مزے لے لے کر پڑھتے ہیں اور اس کی تفسیر بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے محبوب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے نام نامی اور اولیاء کرام کا ذکر کرنے والوں پر اس آیت کی تطبیق کرتے ہیں۔ جو شخص خطابت میں ان کے ذکر و تعریف سے ہمکنار ہوتی ہے اور وہ مانتے ہیں کہ یہ حق بھی ہے، جو ہر وقت نبی کی توصیف میں رطب اللسان رہتے ہیں، ہر وقت اولیاء کرام کا ذکر کرتے رہتے ہیں، دیکھو قرآن انہیں کیا کہتا ہے۔

ان حضرات والا صفات سے بصد ادب گزارش کروں گا کہ پہلے قرآن کریم کی ان متشابہ آیات کو ملاحظہ کیجیے جن میں قرآن نازل فرمانے والے نے اپنے حبیب کریم علیہ السلام اور اس کے غلاموں کی تعریف و توصیف کی ہے۔ ہم انشاء اللہ تفسیر میں جب ان آیات پر پہنچیں گے تو وہاں بھی آپ کو بتائیں گے۔ اگر آپ کو تلاوت کرنا ہو تو ایسی بہت سی آیات ملیں گی۔ اور ان پر اعتراض کرنے والوں کے لیے کیا جواب رکھتے ہیں۔ جب یہ ضروری ہے کہ آیات کا بیان ہو، قرآن میں جو مذکور ہیں اس الزام سے آپ بھی نہیں بچ سکتے۔ غور و خوض سے کام لیجیے، یہ جو اعتراض کر رہے ہیں اس کا مصداق کون ہے۔

عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِي مَا

اے جاننے والے غیب اور شہادت کے تو ہی فیصلہ فرمائے گا اپنے بندوں کے درمیان، ان امور میں

كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٤٦﴾ وَلَوْ أَنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مَا فِي الْأَرْضِ

جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے۔ اور اگر ان کے پاس جنھوں نے ظلم کیا ہے جو کچھ زمین میں ہے

جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ مِنْ سُوءِ الْعَذَابِ يَوْمَ

سب کا سب اور اتنا اور بھی اس کے ساتھ تو وہ تیار ہو جائیں گے کہ بطور فدیہ دے دیں اسے برے عذاب کے عوض قیامت

الْقِيَامَةِ ۚ وَبَدَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ ۝

کے دن۔ اور اس روز ظاہر ہو جائے گا ان پر اللہ کی طرف سے جس کا ان کو گمان بھی نہیں کیا کرتے تھے۔

وَبَدَا لَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ

اور ظاہر ہو جائیں گے ان پر وہ برے عمل جو انھوں نے کمائے تھے اور گھیر لے گا انھیں وہ عذاب جس کا وہ

يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٤٨﴾ فَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ إِذَا خَوَّلْنَاهُ

مذاق اڑایا کرتے تھے۔ پس جب پہنچتی ہے انسان کو کوئی تکلیف تو ہمیں پکارنے لگتا ہے پھر جب ہم عطا کر دیتے ہیں

ہاتھ سے چھوٹ جائے۔

ک آج تو یہ ایک ذرہ پر جان دیتے ہیں۔ راہ خدا میں خرچ کرنے کے لیے انہیں کہا جائے تو مرنے لگتے ہیں۔ وہ دن آنے والا ہے جب عذاب الٰہی انہیں چاروں طرف سے گھیرے گا اس وقت اپنا زر و مال کیا ساری دنیا کے خزانے پیش کرنے کے لیے تیار ہو جائیں گے بلکہ دنیا کے سارے خزانے بھی اگر ان کے پاس ہوں تو اپنی جان بچانے کے لیے بطور فدیہ دے دیں۔ اس وقت ان کی صرف ایک ہی آرزو ہوگی کہ عذاب سے نجات مل جائے خواہ انہیں کتنا ہی گراں تاوان ادا کرنا پڑے۔

ش جب انسان کسی تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اس وقت ہمیں پکارتا ہے گڑگڑاتا ہے، فریاد کرتا ہے۔ لیکن جب اسے اس عذاب سے نجات مل جاتی ہے اور ہم اس پر اپنی گرانقدر نعمتوں کا مینہ برسا دیتے ہیں تو یہ نہیں کہتا کہ میرے رب نے مجھ پر احسان فرمایا ہے بلکہ کہتا ہے کہ یہ میری ذاتی قابلیت اور مہارت کا نتیجہ ہے۔ میرے جیسا لائق فائق انسان اس خوشحال

نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ إِنَّمَآ أُوتِيتُهُۥ عَلَىٰ عِلْمٍۭ ۚ بَلْ هِىَ فِتْنَةٌ

نعمت اپنی جناب سے دے کر تو کہتا ہے کہ یہ نعمت مجھے دی گئی ہے مجھے علم کے باعث [illegible] بلکہ

وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٤٩﴾ قَدْ قَالَهَا ٱلَّذِينَ مِن

آزمائش ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ۞ کہہ چکے یہی بات ان لوگوں نے جو ان سے

قَبْلِهِمْ فَمَآ أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُوا۟ يَكْسِبُونَ ﴿٥٠﴾ فَأَصَابَهُمْ

پہلے تھے [illegible] ان کے کچھ کام نہ آیا [illegible] جو وہ کیا کرتے تھے ۞ پھر پہنچے

سَيِّـَٔاتُ مَا كَسَبُوا۟ ۚ وَٱلَّذِينَ ظَلَمُوا۟ مِنْ هَٰٓؤُلَآءِ سَيُصِيبُهُمْ

کام جو انہوں نے کیے ان کا نتیجہ انہیں [illegible] اور جنہوں نے ظلم کیا ہے ان لوگوں میں سے عنقریب انہیں بھی

سَيِّـَٔاتُ مَا كَسَبُوا۟ وَمَا هُم بِمُعْجِزِينَ ﴿٥١﴾ أَوَلَمْ يَعْلَمُوٓا۟ أَنَّ

بداعمالیوں کی سزا [illegible] اور یہ [illegible] نہیں کر سکتے ۞ کیا ان کو معلوم نہیں کہ

ٱللَّهَ يَبْسُطُ ٱلرِّزْقَ لِمَن يَشَآءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَٰتٍ

اللہ جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور تنگ [illegible] یقیناً اس میں [illegible]

۴۹ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
آپ کو تباہی کے گڑھے میں جھونک دیتے ہیں۔

۵۰ [illegible]
[illegible]
فائدہ پہنچا سکی۔

لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ

[illegible] قوم کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں ۔ آپ فرما دیجئے اے میرے بندو جنہوں نے زیادتیاں کی ہیں اپنے نفسوں پر

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ

مایوس نہ ہو جاؤ اللہ کی رحمت سے یقیناً اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے سارے گناہوں کو

اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ

بلاشبہ وہی بہت بخشنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے ۔ اور رجوع کرو اپنے رب کی طرف اور سر تسلیم خم کر دو اس کے لیے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

یہی وہ وسیع بشارت ہے جس نے تربیت کی وسعت اور شمول کے ساتھ ساری انسانیت کی بحالی کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ اسلام نے انسان کو اس کی اصل سے کام لیتے ہوئے یہ ہے کہ وہ دوستیاں کرتا ہے بلکہ صفات کی مدد کی اور معصوم قلبوں کو ستانے سے بچنے ان کی زندگی اصلاح کی طرف موڑ دیتا ہے ورنہ ان کے دروازوں پر بھی کوشش کا کوئی نتیجہ نہ نکلے اور نہ ہی اسلام نے انسان کو بے بس اور نا امیدی کے گڑھے میں پھینک دیا بلکہ اس کو اس موڑ پر اس کی تربیت کا پورا اہتمام کیا۔ کیونکہ اس سے پہلے اعمال ٹھیک ہو کا وقت ظاہر ہوا ہے اور ان سے اس میں تبدیلی ہو جاتی ہے اس کے بعد یہ نئے اعمال درست اسی کے مطابق مرتب ہو کر رہیں گے تاکہ کوئی کام کرنے سے پہلے وہ اس تبدیلی کا اچھی طرح جائزہ لے اور دیکھے کہ کیا وہ اس تبدیلی کی ذمہ داری قبول کرنے کے لیے تیار ہے۔ اس کے ساتھ اس کو اس بات کی بھی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو گناہوں اور برائیوں سے تائب ہو کر جب وہ جہاں سے وہ حق پر پیروی کا آغاز ہو جاتا ہے، اس کا رخ دیا جائے گا۔

اس آیت مبارکہ میں بھی ان لوگوں کو رحمت کی امید دی ہے جو ظاہر ہے خوب پتا تبدیل کرتے ہیں جن کے گناہ حق کی حد سے بڑھ گئے ہیں ان سے کوئی شرک کا ارتکاب کر کے اپنے آپ کو اہل ہوا کرایا۔ ایسے لوگوں کو کہا جا رہا ہے کہ اللہ کی رحمت کا دروازہ تمہارے لیے کھلا ہوا ہے۔ اگر تم پچھلے سے تائب ہو کر حق اور پاکیزہ زندگی شروع کرنے کا عزم کر لو تو تمہارے گناہ جو بے شمار ہیں یقیناً کبھی بھی معاف کر دیے جائیں گے جنہیں تم نے کبھی سوچا بھی نہیں ہو گا۔

حدیث پاک میں اس کا شان نزول اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ:

عن ابن عباس رضي الله عنهما ان ناسا من اهل الشرك كانوا قد قتلوا واكثروا وزنوا واكثروا فاتوا محمدا صلى الله تعالى عليه وسلم فقالوا ان الذي تقول وتدعو اليه لحسن لو تخبرنا ان لما عملنا كفارة فنزل

قل يا عبادي الذين اسرفوا الآية

ترجمہ: حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ چند مشرک شخصوں نے بہت سے لوگوں کو قتل کیے تھے اور کثرت سے زنا کا ارتکاب کیا تھا۔ حضور کی خدمت میں آئے اور عرض کرنے لگے کہ آپ جو کہتے ہیں اور جس چیز کی دعوت دیتے ہیں وہ بہت اچھی ہے لیکن آپ ہمیں یہ بتائیے کہ ہمارے گناہوں کی کوئی صورت ہے یا نہیں کیا سب اس کے کفارے میں آ جائیں گے۔ یہی ضرورت تھی کہ ہم اسلام قبول کر لیں تو کیا ہمیں ہمارے گناہوں پر گرفت ہو گی اگر اسلام لانے کے بعد بھی ہم ان سے بچے رہے تو ہمیں پتہ چل جائے کہ ہمارے گناہوں کی معافی ہے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

جب کفار و مشرکین کے ساتھ رحمت ہی کا یہ معاملہ ہے تو اہل ایمان کے ساتھ تو وہ کیسے گنہگار کیوں نہ ہوں، اگر وہ پچھلے سے توبہ کریں تو اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور مغفرت کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ اسی لیے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ما احب ان لی الدنیا وما فیھا بھذہ الآیۃ یعنی اگر اس آیت کے عوض مجھے دنیا اور اس کی ساری دولت بھی دی جائے تو میں اس سودا کو پسند نہیں کروں گا۔

مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ وَاتَّبِعُوْٓا

اس سے پہلے کہ آجائے تم پر عذاب [illegible] پھر تمہاری مدد نہ کی جائے گی۔ اور پیروی کرو

اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ

عمدہ کلام کی جو اتارا گیا ہے تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اس سے پیشتر کہ آئے تم پر اچانک

الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ

عذاب آجائے [illegible] اور تمہیں خبر تک نہ ہونے پائے۔ (اس وقت) کوئی شخص یہ کہے گا

يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ

صد حیف! ان کوتاہیوں پر جو مجھ سے سرزد ہوئیں اللہ کے بارے میں [illegible] اور میں تو

السّٰخِرِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ

تمسخر اڑانے والوں سے تھا یا یہ کہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دی ہوتی تو میں ہو جاتا

السرف: تجاوز الحد فی کل فعل۔ ہر کام میں حد سے بڑھ جانا۔ القنوط: الیأس من الخیر۔ خیر و بھلائی سے ناامید ہو جانا۔ ان اللہ یغفر الذنوب کا مفہوم بتاتے ہوئے علامہ آلوسی نے فرمایا: المراد بمغفرۃ الذنوب، ستر اللہ تعالیٰ لھا وعدم المؤاخذۃ فی الدنیا والآخرۃ وھو المراد بسترھا وقیل المراد بہ محوھا من الصحائف بالکلیۃ مع التجاوز عنھا۔ یعنی مغفرت ذنوب سے مراد یہ ہے کہ ان کے مستحق عقاب ہونے کے باوجود مواخذہ نہ کیا جائے اور یہ باطن ہیں۔ اور بعض نے فرمایا کہ دفتر عمل سے ان کو بالکل مٹا دیا جائے اور ان کے بارے میں کوئی مواخذہ نہ ہو۔

[illegible] اس کا معنی یہ ہے کہ پہلے تم اپنے رب کریم کی جانب سے منہ موڑے ہوئے تھے اور گمراہی کے راستہ پر گامزن تھے۔ اب سچے دل سے اپنے خالق کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اس کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کر دو۔ ایسا نہ ہو کہ سرکشی کی حالت میں ہی پیغام اجل آجائے اور تم عذاب میں مبتلا کر دیے جاؤ۔ اس وقت کوئی تمہاری مدد نہیں کر سکے گا۔

[illegible] ہم نے جو بہترین کلام تمہاری طرف نازل کیا ہے اس کو مضبوطی سے پکڑ لو اور اس کی اطاعت و پیروی شروع کر دو۔ ایسا نہ ہو کہ اچانک عذاب الٰہی نازل ہو اور تمہیں نیست و نابود کر کے رکھ دے۔

[illegible] اس وقت تم پچھتاؤ گے، اپنی نالائقیوں پر اپنے آپ کو ملامت کرو گے لیکن سب بے سود۔

الْمُتَّقِيْنَ ﴿٥٧﴾ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً

پرہیزگاروں میں سے ہوتا [illegible] یا یہ کہنے لگے جب عذاب دیکھے کاش! مجھے ایک بار پھر موقع دیا جائے

فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٥٨﴾ بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ

تو میں نیکوکاروں میں سے ہو جاؤں گا [illegible] (اللہ فرمائے گا) ہاں! آئی تھیں تیرے پاس میری آیتیں پس تو نے انہیں جھٹلایا

بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٥٩﴾ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى

اور تو نے غرور کیا اور تو کافروں میں سے تھا اور روز قیامت آپ دیکھیں گے

الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ

انہیں جو اللہ پر جھوٹ باندھتے تھے اس حال میں کہ ان کے چہرے سیاہ ہوں گے کیا نہیں ہے جہنم میں ٹھکانا

مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿٦٠﴾ وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ؗ

تکبر کرنے والوں کا؟ اور نجات دے گا اللہ تعالیٰ متقیوں کو ان کی کامیابی کے ساتھ

لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦١﴾ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۫

نہ چھوئے گی انہیں کوئی تکلیف اور نہ وہ غمگین ہوں گے [illegible] اللہ تعالیٰ پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کا

[illegible] ان کی حالت ناگفتہ بہ ہوگی۔ کبھی کچھ کہیں گے اور کبھی کچھ۔

[illegible] ان کی واویلا سے ایک ہی مسکت جواب ملے گا۔

[illegible] علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے:

> قال کہ حضور نے فرمایا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہر آدمی کو اس کے اعمال سمیت حشر میں حاضر کرے گا۔ مومن کے عمل کی شکل بڑی خوبصورت ہوگی اس کی مہک بڑی طیب اور خوشبودار ہوگی۔ جب کبھی وہ خوفزدہ ہوگا تو وہ اسے تسلی دیتے ہوئے کہے گا کہ مت گھبراؤ، یہ خوف صرف تمہارے لیے نہیں۔ وہ مومن کہے گا کہ تو نے مجھ پر بڑے احسان کیے ہیں تو ہے کون؟ وہ جواب دے گا تم مجھے نہیں پہچانتے۔ میں تمہارا نیک عمل ہوں۔ دنیا میں تو نے میرے بوجھ کو اٹھائے رکھا اب میں تمہیں اٹھاؤں گا

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ وَّكِیْلٌ ۝ لَهٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ

اور وہی ہر چیز کا نگہبان ہے وہی مالک ہے آسمانوں اور زمین کی

وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

کنجیوں کا ف۱ اور جو لوگ انکار کرتے ہیں اللہ کی آیتوں کا وہی لوگ خسارہ میں ہیں۔

قُلْ اَفَغَیْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّیْۤ اَعْبُدُ اَیُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ۝ وَلَقَدْ

آپ فرمائیے اے جاہلو کیا تم مجھے کہتے ہو کہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کروں ف۲ اور بیشک آپ کی

اُوْحِیَ اِلَیْكَ وَاِلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ لَیَحْبَطَنَّ

طرف وحی بھیجی گئی ہے اور ان کی طرف جو آپ سے پہلے تھے۔ کہ اگر (بفرض محال) آپ نے بھی شرک کیا تو ضائع ہو جائیں گے

[illegible] ف۱ مقالید جمع ہے اس کا واحد مقلید یا مقلاد ہے اور اقلید کثیر الاستعمال ہے۔ اس کا معنی ہے المفتاح یعنی کنجی۔ وقال السدی خزائن السموات والارض۔ مقالید سے مراد آسمانوں اور زمین کے خزانے ہیں۔

علامہ بیہقی نے حضرت عبداللہ [illegible] سے روایت کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کی تفسیر پوچھی۔ حضور نے فرمایا کہ تم سے پہلے کسی نے مجھ سے یہ تفسیر دریافت نہیں کی۔ پھر فرمایا آسمانوں اور زمین کی کنجیاں یہ کلمات طیبات ہیں۔ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وسبحان اللہ وبحمدہ استغفر اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ھو الاول والآخر والظاہر والباطن۔ بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر۔

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے مقالید کی تشریح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھی تو حضور نے یہی کلمات دس مرتبہ صبح اور دس مرتبہ شام پڑھنے کی ہدایت کی۔ جو شخص اللہ کے رسول کی [illegible] کنجیوں سے قرآن اور دین کے قفل کھولتا ہے اسی کا [illegible] ہوتا ہے اور وہی ان خزانوں کی قدر و قیمت کو پہچان سکتا ہے۔ [illegible] مرشد کی [illegible] پر عمل پیرا ہے۔ ان وظائف و اوراد کو پابندی سے ورد کرنے [illegible] ان کی برکت سے حریم قرب کے دروازے ان کے لیے کھلتے [illegible] جنت کے پھولوں سے ان رستوں پر [illegible] جہاں [illegible] عشق [illegible] رسائی ناممکن ہے۔ اے [illegible] عشق کے مسافر! اے منزل محبت کے راہرو! [illegible] ان کلمات طیبات کا ورد جاری رکھ۔

[illegible] ف۲ کفار مکہ [illegible] رسالت میں [illegible] کہ آپ بھی معبودان [illegible]

عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۞ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ

آپ کے عمل اور تو بھی خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ بلکہ صرف اللہ کی عبادت کیا کرو اور ہو جاؤ

مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ۞ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا

شکر گزار بندوں میں سے۔ اور انہوں نے قدر نہیں پہچانی اللہ تعالیٰ کی جس طرح قدر پہچاننے کا حق تھا حالانکہ ساری کی ساری

قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ

زمین اس کی مٹھی میں ہو گی قیامت کے دن اور سارے آسمان لپٹے ہوئے اس کے دائیں ہاتھ میں ہوں گے۔ پاک ہے وہ

وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۞ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي

عیب سے اور برتر ہے ان کے شرک سے۔ اور پھونکا جائے گا صور پس بے ہوش ہو کر گر پڑے گا جو آسمانوں

السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ

میں ہے اور جو زمین میں ہے مگر ان کے جنہیں اللہ چاہے گا پھر دوسری مرتبہ پھونکا جائے گا

کریں۔ آپ کے بزرگوں کا بھی یہی دین تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اکرم پر یہ آیات نازل کر کے جواب دیا۔

۲ اللہ تعالیٰ کی عظمت شان بیان کی جا رہی ہے کہ قیامت کے دن زمین اپنی وسعتوں، طبقوں، پہاڑوں، بحروں سمیت ایک چھوٹی سی گیند کی طرح اللہ تعالیٰ کی مٹھی میں ہو گی اور ساتوں آسمان لپیٹ کر اپنے دائیں ہاتھ میں لے گا۔ حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے، قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یقبض اللہ الارض یوم القیامۃ ویطوی السماء بیمینہ ثم یقول انا الملک این ملوک الارض (متفق علیہ)۔ کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ زمین کو اپنے دست قدرت میں لے گا اور آسمانوں کو لپیٹ کر پکڑ لے گا۔ پھر فرمائے گا میں ہوں بادشاہ، زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟

۳ حضرت مفسرین لکھتے ہیں کہ پہلے نفخ کا یہ نتیجہ ہو گا کہ اس کی خوفناک آواز سے بے ہوشی طاری ہو گی۔ اس کا اثر یہ ہو گا کہ ملائکہ اور زمین والوں میں سے اس وقت جو لوگ زندہ ہوں گے ان پر موت واقع ہو گی وہ اس سے مر جائیں گے اور جن پر موت وارد ہو چکی، پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں حیات عطا فرمائی۔ وہ جو قبروں میں زندہ ہیں جیسے انبیاء، شہداء ان پر اس نفخہ سے بے ہوشی کی کیفیت طاری ہو گی۔ اور جو لوگ قبروں میں مرے پڑے ہیں انہیں اس کا شعور ہی نہ ہو گا۔

۴ اس مستثنیٰ میں کون داخل ہے اس میں مفسرین کے متعدد اقوال ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا،

أُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ۞ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ

میں یکایک سب کے سب کھڑے ہو کر دیکھنے لگ جائیں گے۔ اور چمک اٹھے گی زمین اپنے رب کے

رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ

نور سے اور رکھ دیا جائے گا دفتر عمل اور حاضر کیے جائیں گے نبی، اور دوسرے گواہ اور فیصلہ کر دیا

بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۞ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا

جائے گا ان کے درمیان انصاف سے ٹھیک اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اور پورا پورا دیا جائے گا ہر شخص کو جو

عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۞ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى

اس نے کیا تھا اور اللہ خوب جانتا ہے جو کام لوگ کرتے ہیں۔ اور ہانکے جائیں گے کافر جہنم کی طرف

جَهَنَّمَ زُمَرًا حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ

گروہ در گروہ ؎ جب اس کے پاس پہنچیں گے تو کھول دیے جائیں گے اس کے دروازے اور کہیں گے

؎ [illegible] تمام آسمان اور زمین والے مر جائیں گے بجز جبرئیل، میکائیل، اسرافیل و ملک الموت کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] قرآن کریم میں [illegible] آیا ہے۔ حدیث [illegible] [illegible] [illegible] حضرت [illegible] [illegible] [illegible] حضرت موسیٰ [illegible] [illegible] بے ہوش [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

؎ تمام لوگوں [illegible] پیشی [illegible] ان کے اعمال کے صحیفے کھول دیے جائیں گے [illegible] نبی [illegible] لائے جائیں گے جو [illegible] گواہی دیں گے اور دوسرے [illegible] بھی طلب کیے جائیں گے اور [illegible] انصاف کے ساتھ ان کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔

؎ عدالت الٰہی میں جن کو جہنم رسید کرنے کا فیصلہ صادر ہوگا ان کو کس طرح ہانک کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ

ان سے وہاں کے چوکیدار کیا نہیں آئے تھے تمہارے پاس پیغمبر تم ہی میں سے جو پڑھ کر سناتے تمہیں تمہارے رب

وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ

کی آیتیں اور ڈراتے تمہیں اس دن کی ملاقات سے۔ کہیں گے بےشک آئے تھے لیکن ثابت ہو چکا تھا وعدہ

الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ

عذاب کا کافروں پر۔ انہیں کہا جائے گا داخل ہو جاؤ دوزخ کے دروازوں میں ہمیشہ رہنے والے

فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ

اس میں۔ سو بہت برا ٹھکانا ہے غرور کرنے والوں کا۔ اور لے جائے جائیں گے وہ جو ڈرتے رہتے تھے اپنے رب سے

اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ

جنت کی طرف گروہ در گروہ یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے اور جنت کے دروازے پہلے ہی کھولے جا چکے ہوں گے

لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ۝ وَقَالُوْا

اور کہیں گے انہیں جنت کے نگہبان سلام ہو تم پر خوش رہو تم، سو داخل ہو جاؤ اس میں ہمیشہ رہنے کے لیے اور وہ عرض کریں گے

ف۔ اللہ رب العزت ان خوش نصیبوں کے بارے میں فرما رہا ہے کہ انہیں بڑی عزت و اکرام سے نعیم جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔ کیا دلکش منظر ہوگا۔ البتہ اس روز لوگ گروہ در گروہ جنت میں داخل کیے جائیں گے اور سب سے پہلے داخل ہونے والے ہمارے آقا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں گے۔ مسلم شریف کی حدیث ہے: انا اول من یقرع باب الجنۃ۔ یعنی حضور نے فرمایا میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔

حضرت انس بن مالک سے مروی ہے: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آتی باب الجنۃ یوم القیامۃ فاستفتح فیقول الخازن من انت فاقول محمد فیقول بک امرت لا افتح لاحد قبلک۔ حضور نے فرمایا قیامت کے دن میں جنت کے دروازے پر آؤں گا اور اسے کھولنے کے لیے کہوں گا تو جنت کا دربان پوچھے گا آپ کون ہیں؟ میں اپنا نام بتاؤں گا تو وہ کہے گا کہ مجھے آپ کے حق میں ہی حکم دیا گیا ہے کہ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ

کہیں گے ساری تعریفیں اس اللہ (تعالیٰ) کے لیے جس نے پورا فرمایا ہمارے ساتھ اپنا وعدہ اور وارث بنا دیا ہمیں اس زمین کا

مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ﴿۷۴﴾ وَتَرَى

اب ہم ٹھہر سکتے ہیں جنت میں جہاں چاہیں گے۔ پس کیا خوب اجر ہے نیک کام کرنے والوں کا اور (اے حبیب!) آپ

الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّیْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ

دیکھیں گے فرشتوں کو حلقہ باندھے کھڑے ہوں گے عرش کے اردگرد ٹ تسبیح پڑھ رہے ہوں گے اپنے رب (جلیل) کی ثنا۔

وَقُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِیْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۷۵﴾

ع ۸

اور فیصلہ کر دیا گیا ان کے درمیان حق کے ساتھ اور کہا جائے گا سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو رب العالمین ہے ٹھ

آپ سے پہلے کسی کے لیے جنت کا دروازہ نہ کھولوں۔

ٹ دوزخی جہنم میں پھینک دیے جائیں گے اور اہل جنت فردوس بریں میں اقامت گزیں ہو جائیں گے۔ اس وقت نورانی ملائکہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے اردگرد حلقہ باندھے اپنے رب کریم کی حمد و ثنا کے گیت گا رہے ہوں گے۔

ٹھ یہ حمد کرنے والا کون ہوگا۔ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں: ای نطق الکون اجمعه ناطقه وبهيمه لله رب العالمين یعنی کائنات کی ہر چیز اپنے خالق و مالک کریم و رحیم پروردگار کی حمد کرے گی۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین شفیع المذنبین وعلیٰ آلہٖ و
اصحابہٖ ومن تبعھم باحسان الیٰ یوم الدین۔ ربنا اغفر لی ولوالدی وللمؤمنین
یوم یقوم الحساب۔

محمد کرم شاہ

۲۵ رمضان المبارک یوم الاثنین ۱۳۹۱ھ
۱۵ نومبر ۱۹۷۱ء

نظر ثانی: ۳۰ رجب المرجب یوم جمعہ ۱۳۹۲ھ
۱۰ ستمبر ۱۹۷۲ء

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سُورۃ المومن

نام : اس سورت مبارکہ کا نام المومن ہے جو آیت ۲۸ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ سے ماخوذ ہے۔ اس کے علاوہ اسے سورۃ غافر اور سورۃ الطول بھی کہا جاتا ہے۔ اس میں نو رکوع اور پچاسی آیتیں ہیں۔ یہ ایک ہزار ایک سو ننانوے کلمات اور چار ہزار نو سو ساٹھ حروف پر مشتمل ہے۔

نزول : یہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ جابر بن زید سے مروی ہے کہ اس کا نزول سورۃ زمر کے معاً بعد ہوا۔ روح المعانی
جمہور علماء تفسیر کا اس پر اتفاق ہے کہ اس کی تمام آیتیں مکی ہیں۔ بعض نے اِنَّ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ الخ کو مدنی کہا ہے
لیکن جمہور کا قول ہی صحیح ہے۔

زمانہ نزول : مکی دور کے اس مرحلہ میں یہ سورت نازل ہوئی جب اسلام اپنی دلآویز تعلیمات کے باعث دن بدن ترقی کرتا جا رہا تھا۔ چاروں طرف مشکلات کے باوجود سلیم الطبع لوگ اس کی دعوت کو تیزی سے قبول کرنے لگے تھے۔ کفار کے سرغنوں کو اپنے پاؤں تلے سے زمین سرکتی ہوئی دکھائی دینے لگی تھی۔ وہ حسد سے مشتعل ہو کر بے جا الزامات اور بہتان لگانے کی مہم تیز تر کر دی تھی۔ کبھی حضور کی ذات بابرکات سے تابندہ سیرت پر انگشت نمائی کی جاتی۔ کبھی حضور کے اعمال و ارشادات پر اعتراض کیے جاتے۔ کبھی قرآن کے کلام الٰہی ہونے کا انکار کیا جاتا اور کبھی وقوع قیامت پر اعتراضات کی بوچھاڑ شروع کر دی جاتی۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ کسی طرح لوگ اسلام سے بدگمان ہو جائیں اور اسلام قبول کرنے کی جو تحریک زور پکڑتی جا رہی ہے وہ رک جائے۔ اس سورت میں انہی کے اٹھائے ہوئے شکوک و شبہات کا ازالہ کیا جا رہا ہے۔

مضامین : اس سورت کا آغاز اتنا پر رعب اور پرجلال ہے کہ قاری متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ فرمایا یہ کتاب کسی انسان کی تصنیف نہیں بلکہ اسے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ جو عزیز و علیم بھی ہے۔ غافر الذنب، قابل التوب اور صاحب جود و کرم بھی ہے۔ کیا ایسے خدا کی نازل کردہ کتاب میں کوئی نقص تلاش کیا جا سکتا ہے۔

دیگر مضامین کے علاوہ اس سورت میں دو امور کی طرف خصوصی توجہ مبذول کرائی گئی ہے۔ کفار مکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بات بات پر جھگڑتے اور تکرار کیا کرتے جس سے حضور کے قلب نازک کو اذیت پہنچتی۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کو تسلی دے رہے ہیں کہ گزشتہ اقوام کے کفار کا رویہ بھی اپنے رسولوں کے ساتھ اسی قسم کا تھا۔ وہ بات بات پر اپنے انبیاء سے جھگڑتے، ان کا مذاق اڑاتے، انہیں طرح طرح کی اذیتیں پہنچاتے۔ اس کا انجام یہ ہوا کہ غضب الٰہی کی بجلی کڑکی اور

انہیں خاک سیاہ کر کے رکھ دیا۔ اگر فکر کیا جائے تو [illegible] ہر شخص تک زندگی [illegible] کے لیے تیار ہو جائیں۔

ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ [illegible] عجیب [illegible] مگر یہ لوگ [illegible] تسلیم نہیں کرتے [illegible] روایت پر ایمان نہیں لاتے رکھا ہے۔ [illegible] جو [illegible] اس کے [illegible] ہے وہ ہر وقت [illegible] کر رہی ہے [illegible] تسبیح [illegible] کے لیے وہ ہر وقت [illegible] حضرت کی [illegible] رہی ہے [illegible] کی بلندی [illegible] کے [illegible] کی تعلق اور بلندی درجات کے لیے بھی مصروف ہو جاتے ہیں

دوسری چیز جو بڑی اہمیت سے اس صورت میں ذکر کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو دعوت حق دی اور آپ نے ان کی صداقت کو [illegible] سے ثابت کر دیا تو اس نے ایمان [illegible] شکست [illegible] کی اس میں اس کا [illegible] اور [illegible] موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کے منصوبے [illegible] انہیں اس [illegible] حضرت سے آگاہ کیا [illegible] اگر تم نے موسیٰ [illegible] [illegible] ہے کہ حالات کے [illegible] اس وقت [illegible] قوم کا [illegible] تک [illegible] ایمان [illegible] موسیٰ علیہ السلام کا [illegible] کے [illegible] اور آپ کی دعوت کی [illegible] صداقت سے [illegible] کے [illegible] ان کو [illegible] کے [illegible] فرعون کے [illegible] ان کے سامنے [illegible] [illegible] جب [illegible] کے [illegible] اس کے [illegible] میں [illegible] نہیں اور [illegible] تو سب [illegible] اس سے واضح ہوا کہ [illegible] جب [illegible] ہے [illegible] صورت میں [illegible] دلائل [illegible] کیے گئے ہیں تاکہ [illegible] سبب ہو جانے [illegible] کی قسمت کے [illegible] ہیں [illegible] صورت [illegible] ہے۔

قیامت کے بعد کی [illegible] کا [illegible] انجام ہوگا۔ اس کی بھی تصویر کشی کر دی گئی ہے تاکہ جو لوگ اس [illegible] سے بچنا چاہتے ہیں وہ ابھی سے [illegible] ہو جائیں۔

سُوْرَۃُ الْمُؤْمِنِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ خَمْسٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ مومن مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے — اس کی ۸۵ آیتیں، ۹ رکوع

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۲﴾ غَافِرِ

حا میم ۱؎ اتاری گئی ہے یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو زبردست ہے سب کچھ جاننے والا ہے ۲؎ گناہ بخشنے والا

۱؎ حٰمٓ حروف مقطعات ہیں۔ جیسے ان کی وضاحت پہلے گزر چکی ہے بعض علماء نے فرمایا کہ یہ سورت کا نام ہے بعض کے نزدیک یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔

قال عکرمة قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حٰمٓ اسم من اسماء اللہ تعالیٰ وھی مفاتیح خزائن ربك (قرطبی)

علامہ اسماعیل حقی اس موضوع پر لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ہر اسم اس کے ورد کرنے والے شخص پر اثرانداز ہوا کرتا ہے جب کوئی شخص کسی اسم الٰہی کا ورد کرتا ہے تو اس شخص کی روح اور اس اسم میں ایک خاص مناسبت پیدا ہو جاتی ہے جو رفتہ رفتہ اسے ذات خداوندی کے قریب کر دیتی ہے۔ اس وقت اس بندہ پر انوار الٰہی کا ظہور ہونے لگتا ہے۔ اور حسب استعداد فیضان حاصل کرتا ہے۔ فحینئذ یتجلی له الحق سبحانه من مرتبة ذلك الاسم ویفیض علیه ما شاء بقدر استعداده وكل اسمائه تعالى اعظم عند الحقيقة (روح البیان)

۲؎ تنزیل مصدر ہے لیکن منزل (اسم مفعول) کے معنی میں ہے۔ تنزیل مصدر لکن المراد منه المنزل (کبیر) اس کی ترکیب میں متعدد اقوال ہیں یہ خبر ہے مبتدا محذوف (ھذا) کی یا حٰمٓ مبتدا ہے اور تنزیل اس کی خبر یا یہ خود مبتدا ہے اور من اللہ اس کی خبر۔

جن ایام میں یہ سورت نازل ہوئی کفار نے ستم ظریفی اور افترا پردازی کا ایک طوفان برپا کر رکھا تھا ہر طرح کے جھوٹے الزامات لگانے کی مہم زوروں پر تھی۔ ذات پاک مصطفیٰ علیہ الطیب التحیۃ واجمل الثناء کی ذات اقدس پر، اسلامی عقائد پر اعتراضات کی بوچھاڑ شروع تھی۔ اس بھونڈے پروپیگنڈے سے کفار لوگوں کی توجہ اسلام سے ہٹانے کی کوشش میں رات دن مصروف تھے اس لیے اس سورت کا آغاز اس قدر پرجلال اور پرشکوہ انداز سے کیا جا رہا ہے تاکہ لوگ بھی توجہ کریں اور اس کی طرف متوجہ ہوں۔ بتایا جا رہا ہے کہ یہ کتاب کسی انسان کی تصنیف شدہ نہیں کہ اس میں طرح طرح کی خامیوں کا احتمال ہو بلکہ یہ آسمان سے نازل کی گئی ہے اور اس کا نازل کرنے والا وہ جل جلالہ ہے جو عزیز ہے یعنی سب سے زبردست اور سب پر غالب اور علیم ہے یعنی ماضی، حال، مستقبل اس کے علم کے سامنے یکساں ہیں۔ وہ ہر چھوٹی بڑی ظاہر و مخفی چیز کو جاننے والا ہے وہ کتاب جو آسمان سے اتری ہو اور اس کا اتارنے والا ان خصوصی اوصاف و قدرتوں کا مالک ہو۔ وہ کتاب اس قابل ہے کہ اسے توجہ سے سنا

الذَّنۡۢبِ وَقَابِلِ التَّوۡبِ شَدِیۡدِ الۡعِقَابِ ذِی الطَّوۡلِ ؕ لَاۤ اِلٰہَ

اور توبہ قبول فرمانے والا ہے سخت سزا دینے والا ہے فضل وکرم فرمانے والا ہے ۵ نہیں کوئی معبود

ہونے خوب سمجھا جاسکتا اور اس کے ارشادات کو تسلیم کیا جائے۔

۳ قرآن نازل فرمانے والے معبود حقیقی کی چند دوسری صفات بیان کی جارہی ہیں۔

سورۂ زمر کے آخر میں کفار کے ہولناک انجام کا ذکر کیا گیا تھا اب اپنی مغفرت و رحمت کی نوید سنا کر انہیں مایوسی کے اندھیرے سے نکالا جارہا ہے۔ وہ غافر الذنب ہے یعنی گناہوں کی پردہ پوشی فرمانے والا ہے۔ کوئی شخص کتنا ہی گنہگار ہو جب وہ اس کے دربار میں ندامت و شرمساری کی تصویر بنے کر آجاتا ہے تو وہ اس کے گناہوں کو اپنی رحمت کی چادر سے ڈھانپ دیتا ہے کسی کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ اس نے کبھی کوئی گناہ یا قصور کیا تھا۔

قابل التوب ۔ یعنی جب کوئی توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کی سابقہ سرکشیوں کے باعث اپنے باب کرم سے دھتکار نہیں دیتا بلکہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے اور اس کے گناہوں کا نام ونشان بھی باقی نہیں چھوڑتا۔ توب ، مصدر ہے تاب یتوب کا اس کا لغوی معنی ہے رجوع کرنا ، لوٹنا۔ اور اہل شریعت نے توبہ کی تشریح ان الفاظ سے کی ہے :

> والتوبة في الشرع ترك الذنب لقبحه والندم على ما فرط منه
> والعزيمة على ترك المعاودة وتدارك ما امكنه ان يتدارك من الاعمال
> بالاعادة (روح البيان)

یعنی شریعت میں توبہ ان چار چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے گناہ کو قبیح سمجھتے ہوئے چھوڑ دے جو کوتاہی اس سے پہلے ہو چکی ہے اس پر دل سے شرمسار ہو۔ دوبارہ اس کا ارتکاب نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرے اور جہاں تک ممکن ہو گزشتہ اعمال کا تدارک کرے۔

غافر اور قابل کے درمیان واؤ عطف ذکر کرکے اس طرف اشارہ فرمایا کہ یہ دونوں الگ الگ صفتیں ہیں۔ وہ توبہ کرنے والے کی توبہ بھی قبول کرتا ہے اور جو توبہ نہیں کرتے وہ اتنا کریم ہے کہ جس کو چاہتا ہے توبہ کے بغیر ہی بخش دیتا ہے کیونکہ توبہ کے بغیر بخشش میں اس کی شان کریمی کا ظہور زیادہ ہے اس لیے غافر الذنب کو پہلے ذکر کیا۔

۴ اس کا عذاب بھی بہت شدید ہے جب پکڑتا ہے تو کوئی چھڑا نہیں سکتا۔ یہاں شدید عقاب کی صفت مقدر ہے۔

۵ طول کہتے ہیں فضل وانعام کو۔ الطول بالفتح المن يقال منه طال عليه وتطول عليه اذا امتن عليه (صحاح)۔ ابن منظور نے اس کا معنی قدرت بھی لکھا ہے۔

ذي الطول اي ذي القدرة (لسان العرب)

إِلَّا هُوَ إِلَيْهِ الْمَصِيرُ ۝ مَا يُجَادِلُ فِي آيَاتِ اللَّهِ إِلَّا الَّذِينَ

اس کے سوا۔ اسی کی طرف واپس جانا ہے ۞ نہیں جھگڑا کیا کرتے اللہ کی آیتوں میں مگر

ۓ جو ذات ان صفات جلیلہ کی مالک ہے وہی عبادت کے لائق بھی ہے اس کے سوا کوئی ان صفات جلیلہ سے متصف ہے اور نہ کوئی معبود ہونے کی حیثیت رکھتا ہے۔

ۓ اس میں اطاعت گزاروں کے لیے مژدہ ہے اور سرکش نافرمانوں کے لیے سرزنش ہے۔

علمائے تفسیر نے یہاں بڑا صحیح اور بصیرت افروز واقعہ بیان کیا ہے اس کا ہر لفظ کتنا عظمت سے مملو ہے۔ ملک شام کا ایک آدمی امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا دوست تھا اس کی ہمیشہ معاملات، تقوی اور دین کے لیے اس کی محبت کے باعث آپ اس کو بہت پسند کرتے تھے۔ کچھ عرصہ تک وہ نہ آیا۔ آپ نے اس کے ہم شہر دوست کی خیریت دریافت کی۔ اس نے بتایا کہ وہ تو تباہ ہو گیا ہے۔ شراب پیتا ہے۔ فسق و فجور کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ یہ سن کر آپ کو از حد رنج ہوا۔ جب صبح ہوئی تو نماز فجر کے وقت سب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے اپنے کاتب کو بلایا اور لکھوایا

"من عمر بن الخطاب الى فلان بن فلان سلام عليكم فاني احمد اليك الله الذي لا اله الا هو غافر الذنب وقابل التوب شديد العقاب ذي الطول لا اله الا هو اليه المصير۔"

ترجمہ: یہ خط عمر بن الخطاب کی طرف سے فلاں بن فلاں کی طرف۔ تم پر سلام ہو۔ میں تیری طرف اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں جو وحدہ لا شریک ہے۔ گناہ معاف کرنے والا، توبہ قبول کرنے والا، سخت عذاب والا، بڑی قدرت والا، اس کے بغیر کوئی معبود نہیں، اسی کی طرف سب نے لوٹنا ہے۔"

پھر آپ نے اس کی ہدایت کے لیے دعا کی اور سب حاضرین مجلس نے بھی اس کے لیے دعا مانگی اور یہ خط ایک خاص آدمی کو دے کر فرمایا کہ یہ میرے دوست کو پہنچا دو۔ جب اس دوست نے خط پڑھا تو اس پر ایک عجیب کیفیت طاری ہو گئی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہنے لگا۔ روتا تھا اور خط کو بار بار پڑھتا تھا یہاں تک کہ اس نے اپنے گناہوں سے توبہ کی۔ فسق و فجور کی زندگی ترک کر کے اطاعت و عبادت کی زندگی بسر کرنے لگا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو جب اس کی توبہ کی اطلاع ملی تو آپ بڑے خوش ہوئے اور فرمانے لگے: هكذا فاصنعوا اذا رأيتم اخا لكم زل زلة فسددوه ووفقوه وادعوا الله له ان يتوب عليه ولا تكونوا اعوانا للشيطان عليه۔ یعنی تم بھی جب اپنے کسی بھائی کو دیکھو کہ راستی سے اس کا قدم پھسل گیا ہے تو اس کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا کرو۔ اسے سیدھی راہ پر چلنے کی تلقین کرو۔ اس کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو اور اس کے خلاف شیطان کے مددگار نہ بن جاؤ یعنی اگر تم نے برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور اس پر طعن و تشنیع کے تیر برسانے لگے تو اس کی ضد پختہ ہو جائے گی اور وہ سرکشی اور گمراہی میں دور نکل جائے گا۔

سبحان اللہ! دعوت و ارشاد اور تبلیغ و اصلاح کا کیا حکیمانہ انداز ہے۔

كَفَرُوا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ۝ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ

کافر ہیں۔ پس دھوکہ میں نہ ڈالے تمہیں ان لوگوں کا بے خوف چلنا پھرنا مختلف شہروں میں۔ جھٹلایا تھا ان سے پہلے قوم

نُوحٍ وَالْأَحْزَابُ مِنْ بَعْدِهِمْ ۖ وَهَمَّتْ كُلُّ أُمَّةٍ بِرَسُولِهِمْ

نوح نے اور کئی دوسرے گروہوں نے ان کے بعد۔ اور قصد کیا ہر امت نے اپنے رسول کے متعلق

لِيَأْخُذُوهُ ۖ وَجَادَلُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ فَأَخَذْتُهُمْ ۖ

کہ اسے گرفتار کر لیں اور جھگڑنے لگے باطل کے ساتھ تاکہ متزلزل کر دیں اس کے ذریعہ حق کو تو میں نے انہیں پکڑ لیا۔

فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝ وَكَذَٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ

پس کتنا شدید تھا میرا عذاب۔ اور اسی طرح واجب ہو گیا اللہ کا فیصلہ

ف بحث و تکرار کسی مقام کی تفہیم کے لیے بھی ہوتی ہے۔ کسی مشکل مسئلہ کو حل کرنے کے لیے کسی غلط فہمی کو دور کرنے کے لیے اور مخالفین کے اعتراضات کا جواب دینے کے لیے بھی ہوتا ہے۔ یہ بحث و تکرار مستحسن ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے اور قرآن میں اسے جادلہم بالتی ھی احسن فرمایا گیا ہے لیکن ایک جدال اور مناظرہ ایسا ہے جس سے مقصد صرف حق کو مشکوک کرنا ہو۔ آیات الٰہی میں باہمی تناقض ثابت کرنا۔ ان کی تضحیک کرنا۔ ان کی ایسی تاویل کرنا جس سے دوسری آیت کی نفی ہوتی ہو۔ ایسے جدال کی جرأت صرف وہی شخص کر سکتا ہے جس کے دل میں ایمان و یقین نہ ہو۔ مشرکین مکہ کا دن رات یہی شغل تھا۔ وہ قرآن کے بیان کردہ عقائد کو غلط ثابت کرتے۔ ایک آیت کو دوسری آیت سے متصادم ثابت کرتے اور اپنے شرک و شبہات کا انبار لگا کر حق کے حسن و جمال کو مستور کرتے۔ ان کی اس گھٹیا اور ناشائستہ حرکت پر انہیں سرزنش کی جا رہی ہے۔

ف بعض لوگوں کے دلوں میں یہ خلش پیدا ہوتی کہ اگر واقعی یہ حق کے منکر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سچے رسول کو جھٹلاتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کا عذاب ان کو تباہ و برباد کیوں نہیں کر دیتا۔ یہ کیوں بڑے کروفر سے کبھی اپنے تجارتی قافلے لے کر شام کی طرف اور کبھی یمن کی طرف جاتے رہتے ہیں اور ہر بار دولت و ثروت کے ڈھیر سمیٹ کر واپس آتے ہیں۔ ارشاد ہے: اے میرے بندے! تجھے یہ بات دھوکے میں نہ ڈال دے۔ ہم نے کچھ عرصہ کے لیے انہیں مہلت دے رکھی ہے۔ اگر انہوں نے اس مہلت سے فائدہ نہ اٹھایا تو ان کی تباہی یقینی ہے۔ عذاب کا سیلاب آئے گا اور ان کا نام و نشان مٹا کر رکھ دے گا۔

ف ان سے پہلے بھی کئی جماعتوں اور گروہوں نے یہی وتیرہ اختیار کیا۔ انہوں نے پیغمبروں کو اپنا قیدی بنانے کے منصوبے بنائے اور غلط طریقوں سے ان کے ساتھ جھگڑتے رہے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ اس طرح وہ حق کو مٹا دیں گے لیکن ہمارے عذاب نے

كَفَرُوٓا أَنَّهُمْ أَصْحٰبُ النَّارِ ۘ الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ

کفار پر کہ وہ دوزخی ہیں ۱۱ جو فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں عرش کو ۱۲ اور جو

حَوْلَهٗ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ

عرش کے ارد گرد (حاضر) ہیں وہ تسبیح کرتے ہیں ۱۳ حمد کے ساتھ اپنے رب کی اور ایمان رکھتے ہیں اس پر اور استغفار کیا کرتے ہیں

اٰمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ

ایمان والوں کے لیے ۱۴ (عرض کرتے ہیں) اے ہمارے رب! تو نے گھیرا ہوا ہے ہر چیز کو اپنی رحمت اور علم سے پس بخش دے

انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا اور ان کا انجام تمہیں اچھی طرح معلوم ہے۔ اَدْحَضَ: حجۃ الطالب ... کسی دلیل کے باطل کرنے کو ازالہ میں اِدْحَاض کہتے ہیں۔

۱۱ صرف دنیا میں ہی ان پر عذاب نہیں آئے گا بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرما دیا ہے کہ جو کفر پر مرے گا وہ جہنم میں ہمیشہ کے لیے جھونک دیا جائے گا۔

۱۲ کفار و مشرکین مسلمانوں کی جس طرح دل آزاری کیا کرتے تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس و اطہر پر جس طرح بہتان لگاتے تھے ان کا ذکر ہو چکا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو یہ بشارت دے رہا ہے کہ یہ بدباطن لوگ اگر ایسا کرتے ہیں تو کیا ہوا۔ وہ عظیم المرتبت فرشتے جو عرش عظیم کو اٹھائے ہوئے ہیں اور وہ مقرب ملائکہ جو ہر لحظہ عرش الٰہی کے حاشیہ میں سرگرم ہیں اور اپنے رب کریم کی حمد و ثنا میں مشغول رہتے ہیں وہ تمہارے لیے بارگاہ الٰہی میں دست بدعا رہتے ہیں اور تمہارے لیے استغفار کرتے ہیں، تمہارے مراتب کی بلندی، تمہارے اور تمہارے ماں باپ، ازواج و اولاد کے لیے دخول جنت کی التجائیں کرتے ہیں۔ پھر تمہیں ان کی پروا کی کیا ضرورت ہے۔

۱۳ یہ فرشتے اپنے رب کی تسبیح بھی کرتے ہیں اور اس کی حمد و ثنا بھی کرتے ہیں۔ وہ کن کلمات سے تسبیح کرتے ہیں اس کے لیے بھی ایک روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں: سبحان ذی العزۃ والجبروت، سبحان ذی الملک والملکوت، سبحان الحی الذی لا یموت، سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح۔ ان کے حیا و ادب کا یہ عالم ہے کہ یہ ہمیشہ سر جھکائے رہتے ہیں آنکھ اوپر اٹھا کر دیکھتے ہی نہیں، جلال الٰہی سے ہر وقت لرزاں و ترساں رہتے ہیں۔

یہ صورت بعض کلمات سے مشرکین عرب کی غلطی کا ازالہ کر دیا کہ فرشتے نعوذ باللہ اس کی بیٹیاں نہیں بلکہ وہ بھی اس کے وجود پر اس کی توحید و کبریائی پر اسی طرح ایمان رکھتے ہیں جیسے دوسری مخلوق۔

۱۴ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کے علاوہ ان ملائکہ کا دوسرا وظیفہ یہ ہے کہ وہ اہل ایمان کی مغفرت کے لیے ہر وقت دعائیں مانگتے رہتے ہیں

تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَکَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ﴿۷﴾ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ

انہیں جنہوں نے توبہ کی ہے اور پیروی کی ہے تیرے راستہ کی اور بچالے انہیں عذاب جہنم سے اے ہمارے رب! اور داخل فرما

جَنّٰتِ عَدْنِ ِۨالَّتِیْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ

انہیں سدا بہار باغوں میں جن کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے اور جو قابل بخشش ہیں ان کے والدین،

اَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ ؕ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ﴿۸﴾ وَقِهِمُ

ان کی بیویاں اور ان کی اولاد سے بیشک تو ہی سب پر غالب اور حکمت والا ہے اور بچالے انہیں

ف۱ اصل عبارت یوں تھی وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَتُکَ وَعِلْمُکَ یعنی تیری رحمت و علم ہر چیز کو اپنے احاطہ میں لیے ہوئے ہے لیکن اس کے بجائے وَسِعْتَ فرمایا۔ اس امر کی طرف اشارہ ہو کہ ذات باری سراپا رحمت اور سراسر علم ہے۔ اور یہاں علم سے رحمت کو مقدم کیا کیونکہ بخشش کا ذکر ہو رہا ہے۔ آداب دعا میں سے یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف و تمجید کی جائے پھر حمد باری کے بعد اس رحیم و کریم کے حضور دست سوال دراز کیا جائے۔

ف۲ یہاں ملائکہ کی دعا کا ذکر ہو رہا ہے۔ الٰہی کیونکہ تیری رحمت کا دامن بڑا وسیع ہے اس لیے تو ان کی توبہ کو قبول فرما لے الٰہی جن لوگوں نے توبہ کی اور تیرے نبی کے بتائے ہوئے راستہ پر چلے ان کو بخش دے اور انہیں عذاب جہنم سے بچالے اور انہیں جنات عدن میں داخل فرما۔

ف۳ الٰہی! ان کے اہل میں سے باپ دادا، بیویاں اور اولاد کو بھی بخش دے جو مغفرت کی صلاحیت رکھتے ہیں اور بخشے جانے کے قابل ہیں۔ بخشش اور مغفرت کا دروازہ کن کے لیے کھل سکتا ہے جو ایمان دار ہوں۔ ان لوگوں کا متقی عابد و زاہد ہونا ضروری نہیں کیونکہ ایسے لوگ تو خود بخود بخش دیئے جاتے ہیں ان کو اپنی بخشش کے لیے اپنی اولاد یا والدین کے سہارے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ علامہ پانی پتیؒ لکھتے ہیں: المراد بالصلاح ههنا اصل الایمان۔ یعنی یہاں صلاح کا معنی صرف ایمان ہے۔ کیونکہ انسان جب صرف ایمان سے متصف ہوتا ہے تو وہ بخشش کے لائق ہو جاتا ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ یہ بات پہلے اس لیے کہی ہے کیونکہ معطوف علیہ میں آگیا ہے۔ اگر یہاں بھی صلح سے مراد زہد، تقویٰ اور نیکی ہو تو پھر صالحین تبعاً کے زمرہ میں داخل ہو گئے ان کو علیحدہ ذکر کرنے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ امام طبری سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہیں کہ جب مومن جنت میں داخل ہوگا تو پوچھے گا میرا باپ کہاں ہے؟ میری ماں کہاں ہے؟ میرے بچے کہاں ہیں؟ میری بیوی کہاں ہے؟ اسے بتایا جائے گا کہ انہوں نے تیری طرح نیک اعمال نہیں کیے اس لیے وہ یہاں موجود نہیں۔ تو وہ جنتی عرض کرے گا کہ میں نے اپنے لیے اور ان کے لیے نیک اعمال کیے تھا۔ پھر کہا جائے گا کہ ان لوگوں کو بھی جنت میں داخل کرو۔ یہ روایت اگرچہ موقوف ہے لیکن مرفوع کے

السَّيِّاٰتِ ۭ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۭ وَذٰلِكَ

برائیوں سے ﴿۱﴾ اور جس کو تو بچا لے برائیوں سے اس دن تو گویا آپ نے بڑی رحمت (فرمائی) اس پر اور یہی ہے

هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ

بہت بڑی کامیابی ﴿۲﴾ بے شک جن لوگوں نے کفر کیا انہیں منادی دی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ کی (تم سے)

اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ۝

بیزاری بہت بڑھ کر ہے اس بیزاری سے جو تمہیں اپنے سے ہے، جبکہ تم بلائے جاتے ایمان کی طرف تو تم کفر کیا کرتے تھے

قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا

وہ کہیں گے اے ہمارے رب! تو نے ہمیں دو مرتبہ موت دی اور دو مرتبہ زندہ کیا پس اب ہم اعتراف کرتے ہیں اپنے گناہوں کا

فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ

کا، سو کیا یہاں سے نکلنے کی کوئی صورت ہے ﴿۳﴾ اس کی وجہ یہ تھی کہ جب پکارا جاتا اللہ کو اکیلے تو تم

کو شامل ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آیت میں [illegible] سے مراد نفس یا جان ہے (عثمانی)

ف سیئات کا ایک معنی عقوبت کیا گیا ہے یعنی ان کو ہر قسم کی عقوبتوں سے بچا اور اس کا دوسرا معنی یہ کیا گیا ہے کہ ان کو دنیا میں ان گناہوں اور اعمال قبیحہ سے بچا خود ان کی نگہبانی فرما اور نفس و شیطان کی فریب دہی سے محفوظ رکھ۔

ف پہلی صورت میں اس کا معنی ہوگا کہ قیامت کے دن جس کو تو عذاب سے بچا لے تو اس پر تو نے رحمت (فرمائی) دوسری صورت میں معنی ہوگا کہ اس دنیا میں جس کو تو نے گناہوں سے محفوظ رکھا اس پر تو نے بڑا احسان کیا۔ فرشتوں کے دل میں جو سب سے بڑی خواہش تھی کہ یہ پاکیزہ جماعت کیونکر بہرہ ور ہو اس کی دعا یہاں ہے۔

ف قیامت کے دن کفار جب جہنم رسید کیے جائیں گے تو اس وقت انہیں اپنی بدبختی کا احساس ہوگا اور انہیں اپنے آپ پر از حد غصہ آئے گا اپنی جہالت پر سر پیٹیں گے اور اپنی بدبختی کا ماتم کریں گے [illegible] فرشتے ان کی یہ حالت دیکھ کر انہیں کہیں گے کہ آج تمہیں اپنے آپ پر جتنا غصہ آ رہا ہے اس سے کہیں زیادہ [illegible] کی مسند پر [illegible] اس وقت [illegible] غضب بھڑکتا تھا اور اس کا [illegible] ہوا کرتا تھا۔ ف کفار کہیں گے [illegible] موت [illegible] زندہ کیا [illegible]

كَفَرْتُمْ وَإِنْ يُشْرَكْ بِهِ تُؤْمِنُوا فَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ ﴿١٢﴾ هُوَ

انکار کر دیتے اور اگر شریک بنایا جاتا کسی کو اس کا تو تم مان لیتے ۲۲ پس حکم کا اختیار اللہ کے لیے ہے جو برتر اور بزرگ ہے ۲۳

الَّذِي يُرِيكُمْ آيَاتِهِ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ رِزْقًا وَمَا يَتَذَكَّرُ

وہی ہے جو دکھاتا ہے تمہیں اپنی آیتیں ۲۴ اور نازل فرماتا ہے تمہارے لیے آسمان سے رزق ۲۵ اور نہیں نصیحت

إِلَّا مَنْ يُنِيبُ ﴿١٣﴾ فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ

قبول کرتا مگر وہ جو اللہ کی طرف رجوع کرنے والا ہے ۲۶ تو عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی خالص کرتے ہوئے دین اسی کے لیے اگرچہ

پارہ میں گزر چکا ہے۔ کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون۔ کفار کو جب دوزخ میں پھینک دیا جائے گا تو وہ اپنی غلطی کا اعتراف کریں گے اور تسلیم کریں گے کہ حیات بعد الموت جس کا آج تک وہ انکار کرتے رہے یقیناً حق ہے۔ اعتراف گناہ کے بعد پوچھیں گے کہ کیا اب اس دوزخ سے نکلنے کی کوئی سبیل ہے۔ جواب ملے گا نہیں بالکل نہیں اب تمہیں یہیں رہنا پڑے گا۔

۲۲ یہ کس جرم کی سزا ہے کہ تم بھگت رہے ہو؟ یہ اس جرم کی سزا ہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کی توحید کا ذکر کیا جاتا، تو تم بڑے فخر سے انکار کر دیتے اور اس کے ساتھ جب تمہارے معبودان باطل کو شریک ٹھہرایا جاتا، تو تم فوراً اس بات کو تسلیم کر لیا کرتے تھے۔ توحید کی توحید کے انکار کی یہ سزا ہے جس میں تم مبتلا ہو۔

۲۳ تمہارے متعلق فیصلہ کرنے کا کلی اختیار اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے۔ تمہارے وہ معبودان جن کو تم نے اس کا شریک بنایا کرتے تھے وہ اس فیصلہ میں ذرہ بھر کا کوئی اختیار نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ تو تمہیں اس لیے نہیں بخشے گا کہ تم اس پر ایمان ہی نہیں لائے اور جب بھی اس کی توحید پر ایمان لانے کی تمہیں دعوت دی گئی تم فوراً بپھر جاتے تھے اور جن خداؤں کی پوجا میں تم مگن رہا کرتے تھے ان کا آج کوئی بس نہیں چلتا۔ آج تو ان کا نام و نشان تک بھی نہیں رہا۔ اس لیے اب تمہارے چھٹکارے کی کوئی صورت نہیں۔

۲۴ یعنی وہ تمہیں ایسی نشانیاں دکھاتا ہے جن کو دیکھنے کے بعد اس کی وحدانیت، اس کی حکمت بالغہ، قدرت کاملہ اور علم محیط کا اعتراف کیے بغیر کوئی چارہ نہیں رہتا۔

۲۵ اس کی وحدانیت اور اس کی حکمت کی ایک واضح نشانی بیان کر دی۔ رزق سے مراد یہاں بارش ہے۔ رزق ای مطر یکون سببا لرزقکم۔ مگر اسی ایک نشانی پر غور کیا جائے تو سارے حجاب اٹھ جاتے ہیں۔

۲۶ لیکن اس سے فائدہ صرف وہی لوگ اٹھاتے ہیں جن کے دلوں میں رجوع الی اللہ کا جذبہ موجود ہو۔

الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ

اگرچہ ناپسند کریں کافر ف بلند درجات والا عرش کا مالک ف نازل کرتا ہے وحی اپنے فضل سے

عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿۱۵﴾ يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ

اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے ف تاکہ وہ ڈرائے ملاقات کے دن سے ف جس دن وہ ظاہر ہوں گے

ف کفار نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو شریک بنایا۔ [illegible] تم نے دیکھ لیا [illegible] فقط اسی کی عبادت کی [illegible] اور [illegible] شرک کی [illegible] آمیزش [illegible] کفار [illegible] کیا تو [illegible] انجام [illegible] ہوگا

ف اس آیت طیبہ میں اللہ تعالیٰ کی [illegible] صفات کا بیان فرمایا جا رہا ہے (۱) رفیع الدرجات [illegible] مراتب و درجات [illegible] کے مطابق [illegible] بلند فرمانے والا ہے ۔۔۔ [illegible] اللہ تعالیٰ کی شان [illegible] کسی حیثیت سے اس کی برابری کا دعویٰ نہیں کر سکتی (۲) ذو العرش وہ عرش کا مالک ہے [illegible] اس کے قبضہ میں ہے [illegible] (۳) یلقی الروح [illegible] جس طرح آسمان سے [illegible] اس طرح [illegible] اللہ تعالیٰ وحی نازل فرماتا ہے۔

ف حضرت ابن عباس نے [illegible] کا معنی [illegible] کیا ہے [illegible] اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے [illegible] وحی نازل کرتا ہے کسی پر وحی کا نزول محض اس کا فضل و کرم ہے۔

ف انبیاء کرام کو وحی سے سرفراز کرنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو خواب غفلت سے بیدار کریں اور انہیں [illegible] یوم التلاق سے مراد قیامت کا دن ہے [illegible] سب [illegible] کریں گے۔ ف سب قبروں سے نکل کر [illegible] میں حاضر ہوں گے اللہ تعالیٰ کے سامنے [illegible] ظاہر ہو جائیں گے [illegible] بڑے بڑے تاجدار [illegible] ربکم الاعلیٰ [illegible] کرتے تھے [illegible] اس وقت اعلان کیا جائے گا لمن الملک الیوم [illegible] ہوگا کسی کو جرأت نہ ہوگی

لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ لِّمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَاحِدِ

پوشیدہ۔ جبکہ اللہ تعالیٰ پر ان کے حالات سے کوئی شے کس کی بادشاہی ہے آج؟ (کسی کی نہیں) صرف اللہ کی جو واحد

الْقَهَّارِ ⑯ الْيَوْمَ تُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۚ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۚ

اور قہار ہے آج بدلہ دیا جائے گا ہر شخص کو جو اس نے کمایا تھا۔ ذرا ظلم نہیں ہوگا آج

إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ⑰ وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْآزِفَةِ إِذِ الْقُلُوبُ

بیشک اللہ تعالیٰ بہت تیزی سے حساب لینے والا ہے اور آپ ڈرایئے انہیں قریب آنے والے دن سے جبکہ دل لگے ہوں گے

لَدَى الْحَنَاجِرِ كَاظِمِينَ ۚ مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ

حلقوں میں غم اور دہشت سے بھرے ہوئے ہوں گے نہ ہوگا ظالموں کے لیے کوئی دوست اور نہ ایسا سفارشی جس کی

کہ جواب دے سکے گا کوئی خالق کائنات جواب دے گا۔ للہ الواحد القہار۔

۲۸؎ اللہ تعالیٰ نے حبیب کریم ﷺ کو حکم دیا ہے کہ آپ ان لوگوں کو ہول قیامت سے ڈرائیے تاکہ وہ توبہ کریں اور اس روز شدید کے عذاب سے بچ جائیں۔ آزفہ کا معنی ہے بہت جلد آنے والی۔ قرآن مجید میں متعدد بار قیامت کے بارے میں یہ بات ذہن نشین کرائی گئی ہے کہ وہ بالکل قریب آپہنچی ہے اس کے آنے میں دیر نہیں۔ مقصد یہ ہے کہ لوگ ابھی سے اس کی تیاری شروع کر سکیں۔ ایک مرد صالح کے بغیر اپنے عقائد کی درستی اخلاق کی اصلاح کا اہتمام شروع کر دیں۔

۲۹؎ قیامت کی ہولناکی اور شدت کی تصریح کی گئی ہے کہ اس دن جو لوگ منتظر کرکے رکھے ان پر اتنی دہشت اور خوف طاری ہوگا کہ ان کے دل اچھل کر گلے میں اٹک کر رہ جائیں گے۔ نہ اپنی جگہ پر واپس جا سکیں گے تاکہ سکون نصیب ہو اور نہ گلے سے باہر نکل سکیں گے تاکہ رشتۂ حیات منقطع ہو اور قصہ ختم ہو جائے گا۔ بس گلے میں اٹکے رہ جائیں گے نہ موت آئے گی کہ جان چھوٹے اور نہ جینے میں آرام و سکون ہوگا۔

۳۰؎ ایسے مشکل وقت میں کوئی جگری دوست بھی نظر نہیں آئے گا جو ان کا غم غلط کرے یا ان کے دکھ بانٹ سکے اور نہ کوئی ایسا سفارشی انہیں ملے گا جس کی شفاعت بارگاہ الٰہی میں قابل قبول ہو۔

ان لوگوں نے دنیا میں جیسے بڑے بڑے لوگوں سے پینگیں بڑھا رکھی تھیں لیکن اس دن کوئی بھی ان کے نزدیک تک سے گزرنا بھی روا نہ رکھے گا۔ یہ بتوں کی پوجا بڑے ذوق و شوق سے اس لیے کیا کرتے تھے کہ قیامت اگر آ بھی گئی اور ہمیں ادھر جانا بھی پڑ گیا تو یہ بت ان کی سفارش کریں گے اور ان کو آتش جہنم سے نکال لیں گے۔ لیکن ان بیچارے بتوں کو تو اب کسی کی ضرورت ہی ہوگی وہ اس

يُطَاعُ ۝ يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ۝ وَاللّٰهُ

سفارش مانی جائے۔ وہ جانتا ہے خیانت کرنے والی آنکھوں کو اور ان باتوں کو جنہیں سینے چھپائے ہوئے ہیں ۳۱ اور اللہ

يَقْضِي بِالْحَقِّ ۖ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَقْضُونَ

فیصلہ فرماتا ہے حق کے ساتھ ۳۲ اور جنہیں وہ اللہ کے بغیر پکارتے ہیں وہ کسی چیز کا فیصلہ نہیں

بِشَيْءٍ ۗ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝ أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي

کر سکتے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے کیا انہوں نے سیر و سیاحت نہیں کی

الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ كَانُوا مِنْ قَبْلِهِمْ

زمین میں تاکہ وہ دیکھتے کہ کیا انجام ہوا ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے ۳۳

دن ان کے کسی کام نہیں آئیں گے۔

۳۱ اللہ تعالیٰ کے علم محیط سے غلاموں کی کوئی حرکت، کوئی کرتوت پوشیدہ نہیں۔ بلکہ اس کو تو ان کی آنکھوں کی خیانت یعنی بدنگاہی کا بھی علم ہے اور ان کے سینوں کے پوشیدہ رازوں سے بھی وہ خوب واقف ہے۔

۳۲ کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام حقائق سے آگاہ ہے اس لیے اس کا فیصلہ برحق ہوگا اور کفار کے معبودان باطل جو اندھے، بہرے جاہل بلکہ بے جان پتھر یا دھات کے بنے ہوئے ہیں وہ کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے۔

۳۳ اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ رسول انہیں عرصہ سے دعوت حق دے رہا ہے۔ اپنی دعوت کی سچائی ثابت کرنے کے لیے طرح طرح کے شواہد اور معجزات پیش کر رہا ہے لیکن یہ لوگ غیظ و غضب کا شکار ہیں اور اس حق بھری دعوت کو درخور التفات ہی نہیں سمجھتے۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ ان کے یہ ٹھاٹھ سدا یونہی رہیں گے۔ ان کے پاس دولت کی فراوانی ہے جس پر وہ بڑا گھمنڈ کرتے ہیں ان کو ہوتا ہے کہ وہ حقیقت سے اپنی آنکھیں پوشیدہ رکھ دیتے ہیں۔ انہیں کیا ضرورت ہے کہ اس نبی کی دعوت کو قبول کریں جس کا لباس پھٹا ہوا ہے۔ جس کی مالی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ جس کے ساتھ غلام اور نادار اکٹھے ہو گئے ہیں اور ان سے ان کی عزت بھی کسی کو نہیں ہوتی۔

اس آیت سے ان کی غلط فہمی کو دور کیا جا رہا ہے کہ تم دنیا میں پہلے لوگ تو نہیں ہو جنہیں یہ جاہ و حشمت، دولت و ثروت میسر آئی ہو اور جنہیں ہے کسی وجہ سے [illegible] ہو تم سے پہلے بھی یہاں بڑی قومیں آباد رہی ہیں جو دولت و قوت میں تم سے کہیں زیادہ تھیں۔ ان کے بنائے ہوئے قلعے، ان کے محلات، پہاڑوں کو تراش کر بنائے گئے، ان کے بسائے ہوئے شہر

كَانُوا هُمْ أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ

وہ قوت کے لحاظ سے بھی ان سے طاقتور تھے اور زمین میں چھوڑے ہوئے آثار کے لحاظ سے بھی آخر پکڑ لیا انہیں اللہ نے

بِذُنُوبِهِمْ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَاقٍ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانَتْ

ان کے گناہوں کے باعث اور نہیں تھا ان کے لیے اللہ سے کوئی بچانے والا یہ اس لیے کہ آتے رہے تھے

تَأْتِيهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَكَفَرُوا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ إِنَّهُ قَوِيٌّ

پاس ان کے رسول روشن نشانیاں تو سب نے انکار کر دیا پس پکڑ لیا انہیں اللہ نے بے شک وہ بڑا طاقتور

شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ مُبِينٍ ۝

سخت سزا دینے والا ہے اور بے شک بھیجا ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیوں اور روشن سند کے ساتھ

إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَقَارُونَ فَقَالُوا سَاحِرٌ كَذَّابٌ ۝ فَلَمَّا

فرعون ہامان اور قارون کی طرف تو انہوں نے کہا (یہ) جادوگر ہے بڑا جھوٹا ہے پھر جب

جن کے کھنڈرات آج بھی جابجا موجود ہیں جو ان کی عظمت و شوکت کی گواہی دے رہے ہیں اور تم جب اپنے تجارتی کاروان لے کر ان ممالک میں جاتے ہو تو تم نے بھی ان کو دیکھا ہو گا اور ان کے کھنڈرات کو دیکھا ہو گا۔ تو سوچو کہ انہیں کیسے تباہ و برباد کر دیا گیا؟ انہوں نے بھی تمہاری روش اختیار کی تھی۔ انہوں نے بھی اپنے نبیوں کی دعوت کو ٹھکرا دیا تھا اور فسق و فجور اور بے راہ روی کے خوگر ہو گئے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا غضب ان پر بھڑکا اور انہیں نیست و نابود کر دیا۔ اس وقت انہیں بچانے کے لیے کوئی سامنے نہ آیا۔ یاد رکھو! اگر تم نے بھی اس روش کو ترک نہ کیا تو تمہارا بھی وہی انجام ہو گا اور اس ذلت کی گھڑی میں کوئی طاقت تمہیں بچا نہ سکے گی۔

۲۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم کی دلجوئی اور حوصلہ افزائی کے لیے حضرت موسیٰ اور فرعون کے حالات بیان فرما رہے ہیں کہ جو الزامات کفار حضور پر لگاتے ہیں یہی الزامات فرعون اور اس کے درباریوں نے ایک جلیل القدر رسول پر لگائے تھے لیکن تم الزام لگانے والے ذلیل و خوار ہوئے اور اپنی حشمت و جاہت کھو بیٹھے اور موسیٰ علیہ السلام اور ان کی پیروی کرنے والوں کو کامیابی حاصل ہوئی۔ یہی حال کفار مکہ کا بھی ہو گا۔

۳۔ آیات سے مراد وہ نو معجزات ہیں جن کا ذکر قصہ سیدنا موسیٰ میں تسع آیات بینات کے ضمن میں پہلے گزر چکا ہے

جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

موسیٰ لے کر آئے ان لوگوں کے پاس حق ہماری جانب سے تو انہوں نے کہا کہ قتل کر ڈالو ان لوگوں کے بیٹے جو ایمان لائے

مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ۚ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝

ساتھ ایمان لائے اور زندہ چھوڑ دو ان کی لڑکیوں کو ۳۳ اور نہیں ہے کافروں کا مکر مگر رائیگاں ۳۴

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ

اور فرعون نے (اہل دربار سے) کہا مجھے چھوڑو میں موسیٰ کو قتل کر ڈالوں اور وہ بلا لے اپنے رب کو ۳۵ بیشک مجھے ڈر ہے

اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ۝ وَقَالَ

کہ کہیں وہ تمہارا دین ہی نہ بدل ڈالے یا اس ملک میں فساد نہ پھیلا دے ۳۶ اور موسیٰ علیہ السلام

سلطان مبین، یعنی واضح سند یعنی ایسی دلیل جس سے کہ اس کا معجزہ ہونا ثابت ہے

۳۳ اہل باطل جب دلیل و برہان کے میدان میں شکست کھا جاتے ہیں تو ظلم و تشدد پر اتر آتے ہیں۔ اور یہی ان کی شکست کا نتیجہ اختیار کرتے ہیں۔ یہی حال فرعون اور اس کے امراء کا ہے۔

۳۴ جب موسیٰ علیہ السلام دین حق کے سلسلہ میں کئی سال تک اپنی صداقت و اپنے دین کی حقانیت کو اپنے معجزات سے ثابت کر دیا تو ان لوگوں نے آپ کو جادوگر اور جھوٹا کہنا شروع کر دیا۔ اس سے بھی عجیب بات یہ کی تو فرعون نے یہ فیصلہ کیا کہ بنی اسرائیل کی نسل کشی کی جائے۔ بچے مار دیئے جائیں۔ لڑکیاں سب زندہ رہ جائیں۔ اس طرح بنی اسرائیل کی عددی قوت ختم ہو جائے گی اور وہ کسی طرح بھی ہمارے لیے خطرہ کا باعث نہ بن سکیں گے۔ لیکن ان کی یہ تدبیر بھی ناکام ہو گئی۔

۳۵ کید کا بیان ان الفاظ میں، وما کید الکافرین الا فی ضلال، یعنی اصل مقصد تو یہ تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو گزند پہنچے کے لیے اور آپ کی دعوت کو بے اثر بنانے کے لیے سوچا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے واضح کیا کہ ان کی یہ چال بھی دھری کی دھری رہ گئی مقصد حاصل کرنے میں ناکام رہی۔ ۳۶ فرعون بھی یہ محسوس کرتا ہے کہ لوگ ایمان لا رہے ہیں۔ اگر تم مجھے آزادی دو تو میں اس موسیٰ کا کام تمام کر دوں۔ مجھے تو تمہاری منت کا پاس ہے اور میں رکا ہوں ورنہ کب کا۔ گویا موسیٰ علیہ السلام پر اپنے ظلمت کی پاسداری کی وجہ سے اب تک ہاتھ نہیں اٹھایا گیا مقصد فرعون کا یہ تھا کہ اگر اس نے ابھی موسیٰ کا فتنہ ہی کر اسے کچل نہ جائے۔

۳۷ اپنی رعایا کی یک جہتی کے بہانے مطمئن کرنے کے لیے فرعون نے دو خطروں کا ذکر کیا۔ پہلی بات تو یہ بتائی کہ اگر تم

مُوسَىٰٓ إِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُم مِّن كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ

نے کہا میں پناہ مانگتا ہوں اپنے رب کی اور تمہارے رب کی ہر ایسے تکبر کرنے والے سے جو روز حساب پر

بِيَوْمِ الْحِسَابِ ۞ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ

ایمان نہیں رکھتا اور کہا ایک مرد مومن نے جو فرعون کے خاندان سے تھا اور چھپاتے

[illegible]

[illegible]

إِيمَانَهُۥٓ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَن يَقُولَ رَبِّيَ ٱللَّهُ وَقَدْ جَآءَكُم

جو چھپائے ہوئے تھا اپنے ایمان کو کیا تم قتل کرنا چاہتے ہو ایک شخص کو اس وجہ سے کہ وہ کہتا ہے میرا پروردگار اللہ ہے

بِٱلْبَيِّنَٰتِ مِن رَّبِّكُمْ ۖ وَإِن يَكُ كَٰذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُۥ ۖ وَإِن

حالانکہ وہ لے آیا ہے تمہارے پاس روشن نشانیاں تمہارے رب کی طرف سے اور اگر وہ جھوٹا ہے تو اسی پر ہوگا وبال اس کے جھوٹ کا

يَكُ صَادِقًا يُصِبْكُم بَعْضُ ٱلَّذِى يَعِدُكُمْ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى

اور اگر وہ سچا ہے تو پہنچ کر رہے گا تمہیں کچھ حصہ اس عذاب کا جس سے وہ تمہیں ڈراتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا

مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿٢٨﴾ يَٰقَوْمِ لَكُمُ ٱلْمُلْكُ ٱلْيَوْمَ ظَٰهِرِينَ

اسے جو حد سے بڑھنے والا بہت جھوٹا ہو۔ اے میری قوم! آج تمہاری حکومت ہے درآنحالیکہ تم غالب ہو

فِى ٱلْأَرْضِ فَمَن يَنصُرُنَا مِنۢ بَأْسِ ٱللَّهِ إِن جَآءَنَا ۚ قَالَ

اس ملک میں لیکن کون ہماری مدد کرے گا اللہ کے عذاب سے اگر وہ ہم پر آ گیا۔ فرعون نے کہا

دامنِ رحمت میں پناہ ڈھونڈی ہے تم بھلا کیا گرفت کر سکتے۔

ھک قبطی قوم کا ایک فرد حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا چکا تھا۔ لیکن اس نے اپنی قوم کو اپنے ایمان سے آگاہ نہیں کیا تھا۔ اس نے جب سنا کہ فرعون حضرت کلیم کو قتل کرنے کا منصوبہ بنا رہا ہے تو اس نے ان کو اس ارادہ سے باز آنے کی تلقین شروع کی۔ پہلے تو انہیں ایسا اقدام کرنے کے عواقب سمجھائے کہ جس شخص کو تم قتل کرنا چاہتے ہو اس نے کسی قانون شکنی کی ہے۔ محض اس لیے تم اسے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا پروردگار اللہ ہے اور اس نے اپنے عقیدہ کی حقانیت دلائل و براہین سے ثابت کر دی ہے۔ تمہاری صحت تو بڑی انوکھی بات ہے اگر ان کے دلائل سے عقیدہ میں تمہیں کوئی خلل دیتے ہیں تو اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو اگر العیاذ باللہ وہ غلط کہتا ہے اور جھوٹا ہے تو خود ہی گرفتار ہو جائے گا۔ لیکن اگر سچا ہے تو اس کے نبوت سے انکار کرنے کی کیا صورت ہے ھک آج کل ہم بڑی عزت و احترام کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ حکومت ہماری ہے۔ جاہ و حشمت اور جاہ و اقبال کی قسمتیں ہماری ہیں کسی کی مجال نہیں کہ ہمارے فرمان سے سرتابی کرے۔ دولت، سلطنت، عیش و عشرت کی فراوانی ہے ہم اس حالت کو بدلنا نہیں چاہتے۔ ہماری بہتری اسی میں ہے کہ اس صورتِ حال پر قناعت کریں اگر وہ جھوٹا ہے تو مسرف کذاب خود بھگت لے گا۔ اور اگر وہ سچا ہے اور ہم نے اسے قتل کر دیا تو یاد رکھو خدا کا غضب جوش میں آئے گا اور ہمیں ملیامیٹ کر دے

فِرْعَوْنُ مَآ أُرِيكُمْ إِلَّا مَآ أَرٰى وَمَآ أَهْدِيكُمْ إِلَّا سَبِيلَ

میں تو تمہیں وہی مشورہ دیتا ہوں جس کو میں درست سمجھتا ہوں اور تمہیں رہنمائی کرتا ہوں صرف ہدایت کے

الرَّشَادِ ﴿٢٩﴾ وَقَالَ الَّذِيٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ إِنِّيٓ أَخَافُ عَلَيْكُم مِّثْلَ

راستہ کی طرف ف اور کہنے لگا وہ جو ایمان لایا تھا اے میری قوم میں ڈرتا ہوں کہ تم پر بھی کہیں پہلی قوموں کی

يَوْمِ الْأَحْزَابِ ﴿٣٠﴾ مِثْلَ دَأْبِ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ وَالَّذِينَ

تباہی کے دن جیسا دن نہ آجائے ف جیسا حال ہوا تھا قوم نوح، عاد اور ثمود کا اور ان لوگوں کا جو

مِنۢ بَعْدِهِمْ ۚ وَمَا اللّٰهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ﴿٣١﴾ وَيٰقَوْمِ إِنِّيٓ أَخَافُ

ان کے بعد آئے۔ اور اللہ نہیں چاہتا کہ بندوں پر ظلم کرے اور اے میری قوم میں ڈرتا ہوں

عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ﴿٣٢﴾ يَوْمَ تُوَلُّونَ مُدْبِرِينَ ۚ مَا لَكُم مِّنَ اللّٰهِ

تمہارے بارے میں پکار کے دن سے ف جس روز تم بھاگو گے پیٹھ پھیرتے ہوئے نہیں ہوگا تمہارا کوئی اللہ سے بچانے والا

بھول آنت کر کے دور کر دی جائے گی۔ اس لیے مصلحت کا یہی تقاضا ہے کہ تم جلد بازی کر کے اسے قتل کر دینے کی بجائے اس کے حال پر چھوڑ دو اور خود حالات سے واقف ہو جاؤ اگر وہ سچا نہیں تو خود اس کے جھوٹ کا پول کھل جائے گا ورنہ تمہیں بھی بچنے کا موقع مل جائے گا۔

ف فرعون نے کہا کہ میں نے تمہیں جو مشورہ دیا ہے میرے نزدیک وہ درست ہے اور میں تمہیں اسی راہ پر گامزن کرنا چاہتا ہوں جس میں تمہاری بھلائی ہے۔

اس آیت سے پتا چلتا ہے کہ فرعون جس مطلق العنان بادشاہ ہونے کے باوجود "ہاں" کے درباروں کی طرح ایک طرح کا جابر نہیں تھا کہ جو کسی نے مخالف بات کی ہو جھٹ سے اسے موت کے گھاٹ اتار دے بلکہ وہ اختلاف رائے کو بڑے تحمل سے برداشت کرتا تھا۔

ف اس مرد مومن نے جب دیکھا کہ اس کی پند و نصیحت کارگر نہیں ہو رہی تو اس نے ایک مکمل گفتگو شروع کی اور گزشتہ زمانوں میں اپنی بد اعمالیوں کے باعث تباہ و برباد ہونے والی قوموں کا ذکر شروع کر دیا اور فرمایا ان تباہ ہونے والی قوموں کے حالات سے عبرت پکڑو اور اس غلط روش کو چھوڑ دو۔

ف ذرا سا زلزلہ آ جائے یا کوئی ناگہانی مصیبت آ جائے تو ہر طرف شور و غل مچ جاتا ہے کہ کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی جب لرزہ خیز قیامت کی ہولناکیوں سے دوچار ہوں گے تو لوگوں کے ہجوم میں افراتفری کی طرح ہر طرف پکار مچی ہوگی انہیں سے شروع

مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ

سے کوئی بچانے والا نہیں اور جسے گمراہ کر دے اللہ تعالیٰ اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں [illegible]

يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ۖ

[illegible] یوسف علیہ السلام اس سے پہلے دلائل لے کر سو تم شک میں رہے [illegible] جو وہ لے کر آئے تھے

حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ۚ كَذٰلِكَ

یہاں تک کہ جب وہ وفات پا گئے تو تم نے [illegible] اللہ تعالیٰ ان کے بعد کوئی رسول [illegible] اسی طرح

يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ ۚۖ﴿۳۴﴾ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْ

گمراہ کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ [illegible] حد سے بڑھنے والا شک کرنے والا ہو [illegible] جو جھگڑتے ہیں

کہ کہیں بھاگ [illegible] ہر طرف سے فرشتوں نے گھیرا ہوگا۔ اس [illegible] ایک دوسرے کو پکارنے کا اعلان کر دیا [illegible]

۱ [illegible]

۲ [illegible] یوسف علیہ السلام [illegible]

۳ اور جب وہ [illegible]

اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ

اللہ کی آیتوں میں بغیر کسی معقول دلیل کے جو ان کے پاس آئی ہو۔ یہ طریقہ بڑی ناراضگی کا باعث ہے اللہ کے نزدیک

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿۳۵﴾

اور مومنوں کے نزدیک اسی طرح مہر لگا دیتا ہے اللہ تعالیٰ ہر مغرور اور سرکش کے دل پر ۶۲

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ﴿۳۶﴾

اور فرعون نے کہا اے ہامان! بنا میرے لیے ایک اونچا محل، اس پر چڑھ کر میں ان راہوں تک پہنچ جاؤں ۶۳

۶۲ آخر میں ایک اصول بیان فرما دیا کہ جس فرد یا قوم میں یہ تین عیب پیدا ہو جائیں ان کے ہدایت پانے کی کوئی امید نہیں رہتی۔ کوئی معجزہ کوئی پند و نصیحت انہیں راہ صداقت پر نہیں لا سکتی۔ ان عیبوں سے ان کے دل اس طرح مسخ ہو جاتے ہیں کہ قدرت انہیں گمراہ ثبت ہو سکتی ہے۔ وہ تین عیب یہ ہیں

۱۔ مُسْرِف: حد سے بڑھنے والا، جو احکام و اوامر اللہ تعالیٰ نے دیے ہیں ان کی پابندی نہ کرنے والا، اسے جتنا سمجھایا جائے وہ اپنی ہٹ سے باز آنے کا نام ہی نہیں لیتا۔

۲۔ مُرْتَاب: وہ شخص جو شک کی بیماری کا مریض ہو، اس کے سامنے روشن دلائل کے انبار لگا دو، شک کے جراثیم اس کے ذہن سے نکلتے ہی نہیں۔

۳۔ من یجادل: جو اللہ تعالیٰ کی آیات میں بے جا کج بحثی کرتا ہے ان میں عیب نکالتا ہے۔ تعصب ثابت کرتا ہے جس فرد میں یہ تین عیب ہوں خدا اسے کبھی ہدایت نہیں دیتا

۶۳ فرعون نے جب یہ محسوس کیا کہ اس مرد مومن کی گفتگو حاضرین کو متاثر کر رہی ہے تو اس نے فوراً پینترا بدلا اور کہنے لگا کہ موسیٰ کی صداقت کو پرکھنا کوئی اتنا مشکل کام نہیں کہ ہم اس کے بارے میں پریشان رہیں اور کسی حتمی فیصلہ پر نہ پہنچ سکیں۔ ابھی ایک بلند مینار تعمیر کرتے ہیں اور اس پر چڑھ کر موسیٰ کے خدا کا سراغ لگائیں گے۔ زمین پر تو کہیں ہے نہیں اگر آسمان پر مل گیا تو ہم بھی مان لیں گے اور اگر آسمان پر بھی اس کا سراغ نہ ملا تو پھر سب کو یقین ہو جائے گا کہ موسیٰ کی بات غلط ہے۔ پھر ہامان کی طرف متوجہ ہو کر کہا، ہامان! اے وزیر باتدبیر! یہ کام تم کرو میں ایک اونچا بہت اونچا مینار تعمیر کرو۔ اس پر چڑھ کر ہم آسمان پر جانے کے راستے دریافت کریں گے اور آسمان کا اللہ کا ذرا جھانک کر دیکھیں گے۔ (ضیاء القرآن جلد سوم سورۃ قصص آیت ۳۸)

ہر وہ چیز جس کے ذریعہ کسی جگہ تک رسائی حاصل کی جائے اسے سبب کہتے ہیں۔ یہاں اسباب سے مراد وہ راستے ہیں جو آسمان کی طرف جاتے ہیں یا ان سے مراد آسمان کے دروازے جن کے ذریعے آسمان میں داخل ہوتے ہیں۔ کل ما یتوصل بہ

أَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَأَطَّلِعَ إِلٰىٓ إِلٰهِ مُوسٰى وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ كَاذِبًا ۚ وَكَذٰلِكَ

یعنی آسمانوں کی راہوں تک پھر میں جھانک کر دیکھوں موسیٰ کے خدا کو اور میں تو یقین کرتا ہوں کہ وہ جھوٹا ہے ف۵۳ اور

زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوٓءُ عَمَلِهِ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيلِ ۚ وَمَا كَيْدُ

یوں آراستہ کر دیا گیا فرعون کے لیے اس کا برا عمل اور روک دیا گیا اسے راہِ راست سے ۔ اور نہیں تھا

فِرْعَوْنَ إِلَّا فِي تَبَابٍ ﴿٣٧﴾ وَقَالَ الَّذِيٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ

فرعون کا سارا فریب مگر اپنی تباہی کے لیے ف۵۴ اور کہنے لگا وہ جو ایمان لایا تھا اے میری قوم میرے پیچھے چلو

أَهْدِكُمْ سَبِيلَ الرَّشَادِ ﴿٣٨﴾ يٰقَوْمِ إِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ

میں دکھاؤں گا تمہیں ہدایت کی راہ ف۵۵ اے میری قوم! یہ دنیوی زندگی تو چند روزہ لطف اندوزی ہے

وَّإِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿٣٩﴾ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰىٓ

اور آخرت ہی ہمیشہ ٹھہرنے کی جگہ ہے جو برے کام کرتا ہے اسے سزا دی جائے گی

إِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ

اسی قدر اور جو نیک کام کرتا ہے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ

ال شئ معہ سبب کالرشاء والماء ۔ واسباب الشاف بیاب النزول

ف۵۳ ساتھ ہی اپنی رائے بھی ظاہر کر دی کہ میرا تو خیال ہے کہ موسیٰ کی بات میں سچائی نام کو نہیں ۔ ظن ، بمعنی گمان غالب بھی لیا جا سکتا ہے اور بمعنی یقین بھی۔

ف۵۴ یعنی اس کی مکاری ، عیاری ، حیلہ سازی اور دانستہ انکارِ حق کے باعث اس کے برے اعمال اسے حسین و خوشنما نظر آنے لگے ، وہ انہی کے پیچھے پڑا رہا اور جو حیلہ سازیاں اس نے حضرت موسیٰ کے خلاف کی تھیں وہ سب خود اس کی تباہی اور بربادی کا سبب بنیں۔

ف۵۵ یعنی بھلائی اور نجات کا راستہ وہ نہیں جس پر فرعون تمہیں چلانا چاہتا ہے بلکہ آؤ میں تمہیں رشد و ہدایت کا راستہ دکھاتا ہوں جس پر چل کر تم اپنی منزل تک پہنچ سکتے ہو۔

فَأُولٰٓئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٤٠﴾ وَ

ایماندار ہو تو وہ داخل ہوں گے جنت میں رزق دیا جائے گا انہیں وہاں بے حساب اور

يٰقَوْمِ مَا لِيٓ أَدْعُوكُمْ إِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُونَنِيٓ إِلَى النَّارِ ﴿٤١﴾

اے میری قوم میرا بھی عجیب حال ہے کہ میں تو تمہیں بلا رہا ہوں نجات کی طرف اور تم بلاتے ہو مجھے آگ کی طرف ۔ ف

تَدْعُونَنِي لِأَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَأُشْرِكَ بِهِ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ وَأَنَا

تم مجھے دعوت دیتے ہو کہ میں اللہ کا انکار کروں اور میں شریک ٹھہراؤں اس کے ساتھ اس چیز کو جس کا مجھے علم تک نہیں اور میں

أَدْعُوكُمْ إِلَى الْعَزِيزِ الْغَفَّارِ ﴿٤٢﴾ لَا جَرَمَ أَنَّمَا تَدْعُونَنِيٓ إِلَيْهِ لَيْسَ

حال یہ ہے کہ میں بلا رہا ہوں تمہیں اس کی طرف جو بڑی قوت والا بہت بخشنے والا ہے یقینی بات ہے کہ جس کی طرف

لَهُ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ وَأَنَّ مَرَدَّنَآ إِلَى اللّٰهِ وَأَنَّ

تم مجھے بلاتے ہو اس کو نہ حق ہے پکارنے کا نہ اس دنیا میں اور نہ آخرت میں ف اور یقیناً ہم سب کو لوٹنا ہے

مومن کا مصلحانہ وعظ شروع ہے اب اس نے مصلحت کے سارے حجاب تار تار کر دیے ہیں اور اس کے [illegible] اور [illegible] مصلحت سے بے نیاز ہو کر اعلان حق کرنا شروع کر دیا ہے۔

ف یعنی میرے ساتھ بھی تم لوگوں کا رویہ عجیب و غریب ہے میں تمہیں نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے آگ میں گرانے کی دعوت دیتے ہو میں تمہیں اس رب واحد کی بندگی کی طرف بلاتا ہوں جو زبردست بھی ہے اور اس کے باوجود بخشنے والا ہے۔ [illegible] کے ساتھ [illegible] اور تم مجھے کہتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا انکار کروں اور اس کے ساتھ ایسے شریک بناؤں جو باطل ہیں جس کا مجھے کوئی علم نہیں [illegible] اور [illegible] کو اپنے ساتھ [illegible] چاہتے ہو تم میرے [illegible] تمہاری ایسی دعوت کی ضرورت نہیں [illegible] اس قوم کی نصیحت [illegible]

ف یعنی جن معبودان باطل کی عبادت [illegible] کہ تم مجھے دعوت دے رہے ہو [illegible] کہ انہیں یہ حق ہی نہیں پہنچتا کہ دنیا یا آخرت میں [illegible] انہوں نے خود بھی [illegible] کا دعویٰ کیا ہے اور اس کا یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ [illegible] ہیں [illegible] کہ نہ دنیا میں ان کو پکارنے کا کوئی فائدہ ہے اور نہ قیامت کے دن کسی کی [illegible]

الْمُسْرِفِينَ هُمْ أَصْحٰبُ النَّارِ ﴿٤٣﴾ فَسَتَذْكُرُونَ مَآ أَقُولُ لَكُمْ

اللہ کی طرف اور یقیناً حد سے گزرنے والے ہی دوزخی ہیں ۔ عنقریب تم یاد کرو گے جو میں تمہیں کہہ رہا ہوں

وَأُفَوِّضُ أَمْرِيٓ إِلَى اللّٰهِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ بَصِيرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿٤٤﴾ فَوَقٰىهُ

اور میں اپنا سارا کام اللہ کے سپرد کرتا ہوں بے شک اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے بندوں کو ۔ پس بچا لیا اسے

اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوٓءُ الْعَذَابِ ﴿٤٥﴾

اللہ تعالیٰ نے ان کی بری تدبیروں سے [illegible] اور گھیر لیا فرعونیوں کو سخت عذاب نے

النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ ۟

وہ آگ ہے جس پر پیش کیا جاتا ہے انہیں صبح و شام اور جس روز قیامت قائم ہوگی (حکم ہوگا)

أَدْخِلُوٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿٤٦﴾ وَإِذْ يَتَحَآجُّونَ فِي النَّارِ

داخل کر دو فرعونیوں کو سخت تر عذاب میں ۔ اور جب آگ میں وہ جھگڑ رہے ہوں گے

۵۳ فرعون جو پہلے آپ کی بات [illegible] سن رہا تھا [illegible]
لیکن جب [illegible] تو [illegible] کہ آج تو میری بات [illegible]
تمہیں گراں گزرتی ہے عنقریب وہ وقت آنے والا ہے جب عذاب الٰہی تم پر نازل ہوگا اس وقت میری [illegible] یاد کرو گے

۵۴ تمہارے پاس طاقت و اقتدار ہے اور میں نے [illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۵ چنانچہ فرعون [illegible] اس مرد مومن کو قتل کرنے کی سازشیں کیں [illegible] اللہ تعالیٰ نے
[illegible] غرق کر دیا۔

۵۶ فرعون اور اس کا [illegible] اس دنیا میں [illegible]
[illegible]
[illegible]

فَيَقُولُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ

پس کہیں گے کمزور لوگ ان سے جو تکبر کیا کرتے تھے کہ ہم تو تمہارے تابع تھے پس کیا تم دور

اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ﴿۴۷﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا

کرسکتے ہو ہم سے کچھ حصہ آگ (کے عذاب) کا جواب دیں گے متکبر

اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿۴۸﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ

ہم سب آگ میں (جل) رہے ہیں بیشک اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا ہے بندوں کے متعلق، اور جو آگ میں ہیں

فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ

وہ کہیں گے داروغوں کو جہنم کے کہ دعا کرو اپنے رب سے کہ ایک دن (ہی) عذاب میں کچھ تخفیف فرما

الْعَذَابِ ﴿۴۹﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ قَالُوْا

دے وہ جواب دیں گے، کیا نہیں آیا کرتے تھے تمہارے پاس تمہارے رسول روشن دلیلوں کے ساتھ۔ وہ

ہوگی۔ اس کے بعد انہیں اسی بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونک دیا جائے گا۔

اس آیت سے علماء اہل سنت نے عذاب قبر کا اثبات کیا ہے۔ قبر سے مراد صرف وہ گڑھا ہی نہیں جس میں کسی کو دفن کیا جاتا ہے کیونکہ قبر تو کسی کو نصیب ہوتی ہے اور کسی کو نصیب ہی نہیں ہوتی۔ بلکہ اس سے مراد عالم برزخ ہے۔ مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے کے وقت کو عالم برزخ کہتے ہیں۔ آل فرعون کو دیے جانے والے دو عذابوں کا یہاں ذکر ہو رہا ہے۔ ایک وہ جس میں قیامت سے پہلے وہ مبتلا ہیں، دوسرا وہ جو قیامت کے بعد انہیں دیا جائے گا۔ هذه الاية اصل كبير في استدلال اهل السنة على عذاب البرزخ في القبور۔

۴۷ کافر سردار اور ان کے پیروکار سب ایک جگہ آتش جہنم میں جل رہے ہوں گے۔ پیروکار کہیں گے اے ہمارے سردارو! دنیا میں تو تم بڑی ڈینگیں مارا کرتے تھے کہ ہم یوں کر دیں گے ہم یوں کر دیں گے۔ اب اپنے اثر و رسوخ سے کام لے کر ہمارے عذاب میں تو کچھ تخفیف کرا دو۔

۴۸ ان کی بے بسی دیدنی ہوگی۔

۴۹ مجبور ہو کر وہ ان فرشتوں کی منت سماجت کریں گے جو جہنم کی حفاظت کے لیے مقرر ہیں کہ تم ہمارے لیے دعا کرو

بَلٰى ۚ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝٥٠ اِنَّا

کہیں گے بیشک! (داروغے) کہیں گے تم خود ہی دعا کرو اور حقیقت یہ ہے کہ نہیں ہے کافروں کی دعا مگر محض بے سود۔ بیشک ہم

لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ

(اب بھی) مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور مومنین کی۔ اس دنیوی زندگی میں اور اس دن بھی مدد کریں گے

الْاَشْهَادُ ۝٥١ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ

جس دن گواہ کھڑے ہوں گے ۵۱ اس روز نفع نہ دے گی ظالموں کو ان کی معذرت خواہی اور ان کے لیے لعنت ہوگی

وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۝٥٢ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا

اور ان کے لیے بدترین گھر ہوگا اور ہم نے عطا فرمایا موسیٰ کو (نور) ہدایت اور وارث بنایا

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ۝٥٣ هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۝٥٤

بنی اسرائیل کو کتاب کا جو سراپا ہدایت اور نصیحت تھی عقلمندوں کے لیے۔

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ

پس (اے محبوب!) آپ صبر فرمائیے (کفار کی درشتی پر) بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور استغفار کرتے رہیے اپنی موہوم کوتاہیوں کے لیے اور پاکی بیان

کہ کسی دن تو جہنم کے عذاب کی شدت کم کر دی جائے فرشتے کہیں گے کہ ہم تو تمہارے جیسے اشقیاء اور بدکاروں کے لیے دعا مانگنے سے رہے۔ اس لیے تم جانو اور تمہارا کام۔

۵۰ اللہ تعالیٰ نے دو ٹوک فرما دیا کہ کفار کی دعا تو دست سے نکل گئی ہے قبولیت کی منزل تک کبھی نہیں پہنچ سکتی۔ آج ان کا رونا پیٹنا چیخنا چلانا واویلا کرنا سب بے سود ہے۔

۵۱ ہماری مدد اپنے رسولوں کے لیے اور اہل ایمان کے لیے مخصوص ہے۔ کافر وقتی طور پر کتنے ہی خوشحال اور کامگار ہوں، حقیقی کامیابی و کامرانی فقط ان کو نصیب ہوگی جن کی ہم دستگیری کریں گے۔

۵۲ بعض اولیٰ کا ترک عام لوگوں کے لیے جرم اور گناہ تصور نہیں ہوتا لیکن مقربین بارگاہ صمدیت سے خلاف اولیٰ کا صدور بھی قابل مواخذہ ہوتا ہے۔ یہاں بھی جس ذنب سے استغفار کی ہدایت کی جا رہی ہے اس سے مراد ایسے امور

رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيٰتِ اللّٰهِ

کیجئے اپنے رب کی حمد کے ساتھ شام کے وقت اور صبح کے وقت بیشک جو لوگ جھگڑتے ہیں اللہ کی آیتوں کے بارے میں

بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ أَتٰىهُمْ ۙ إِنْ فِي صُدُورِهِمْ إِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ

بغیر کسی سند کے جو ان کے پاس آئی ہو نہیں ہے ان کے سینوں میں بجز بڑائی کی ایک ہوس کے جس کو وہ

بِبٰلِغِيهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۖ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝ لَخَلْقُ

پہنچ نہیں سکیں گے تو آپ اللہ کی پناہ طلب کیجئے بیشک وہی سب کچھ سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے بیشک پیدا

جو وقت ہو آرام و سکون کا ہو وہ مناسب ہے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام رنج و غم اور تمام مشکلات کے خاتمے کا یہی شان نہیں اور اسی کا وعدہ کیا گیا ہے۔ یہ کہ جس کی نہیں کی جاتی کسی کی طرف ان کے لئے ملتفت نہ ہو یہ آرام کی کامل برداشت ہے اور حقیقی سکون ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ لفظ بہ تعبیری ہو کہ امت کے اس اضافے نسبت ہو گئی ہو جائے اور کوئی شخص تو وہ اس کا ترجمہ کرتا ہے یہ واقعہ قصہ اور طلب مغفرت میں کرتا ہی نہیں کہ بعض علماء نے اس عبارت میں ذنب کے معنی مضاف محذوف سے لیا ہے اس صورت میں عبارت یوں ہوگی و استغفر لذنب امتک یعنی حضور اپنی امت کے گناہوں کی معافی طلب کریں۔ علامہ قرطبی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: وھو تعبد للنبی علیہ السلام بالدعاء والعبادۃ لزیادۃ الدرجات وان یصیر الدعاء سنۃ لمن بعدہ (قرطبی)۔ یعنی یہ محض تعبدی ہے تاکہ حضور دعا مانگا کریں اور اس میں حکمت یہ ہے کہ استغفار سے حضور کے درجات بلند سے بلند تر ہوتے جائیں گے اور امت کے لیے دعا و استغفار کرنے کے بعد رسول کی سنت بن جائے گی۔

مشرکین مکہ کا یہ وتیرہ تھا کہ قرآن، اسلام اور پیغمبر اسلام کے متعلق بڑی بحث کیا کرتے تھے۔ کوئی بحث نہیں بلکہ کسی منطقی دلیل کے بحث و تکرار ان کا شیوہ بن گیا تھا۔ بچے بچے کی زبان پر اسلام کے دلائل بحث ہو رہی تھی بات بات پر الجھ پڑتے۔ انسان یہ دیکھ کر حیران ہو جاتا تھا کہ اہل مکہ جیسے دانا و بینا حضرات کے دور میں قرآن کریم جیسی کتاب کی آیات پر بلا وجہ کیوں اعتراض کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس راز سے پردہ اٹھاتا ہے کہ ان کے دلوں میں غرور و تکبر کی ہوس تھی۔ انہیں یہ اندیشہ تھا کہ اگر انہوں نے اس رسول کریم کا دامن الٰہی اطاعت کا حلقہ اپنی گردنوں میں ڈال لیا تو ان کی سرداری اور چودھراہٹ ختم ہو جائے گی اور وہ کسی قیمت پر اس عہدہ و اقتدار سے ہاتھ دھونے کے لیے تیار نہ تھے۔ علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس کا قول پیش کرتے ہیں قال ابن عباس ما یحملھم علی تکذیبک الا ما فی صدورھم من الکبر والعظمۃ یکبّرون علیک ویتعظمون بکبرھم عن اتباعک (قرطبی)

اللہ تعالیٰ نے ما ھم ببالغیہ فرما کر ان کی امیدوں پر پانی پھیر دیا کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے اللہ تعالیٰ نے عزت و سربلندی اپنے محبوب کریم کے لیے مقدر کی ہے اور اپنے بندے کی عزت و عظمت کا خواہاں ہے وہ اپنے مخلص غلام اور

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

کرنا آسمان اور زمین کا بہت بڑا کام ہے لوگوں کے پیدا کرنے سے لیکن بہت سے لوگ

النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۥ وَالَّذِيْنَ

اصل حقیقت کو نہیں جانتے ۔ اور یکساں نہیں ہے اندھا اور بینا ۔ اور اسی طرح

کی خدائی کا دعویٰ ذلیل کر دے گا جس کی بدولت یہ شخص کبھی [illegible] کی وجہ سے [illegible] کیا جائے گا۔

ف یہ جو سازشیں کرتے ہیں تو [illegible] کے وہ شمع اسلام کو بجھانے کے لیے منصوبے باندھتے ہیں تو انہیں باندھنے دو، وہ آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو قتل کرنے کی دھمکیاں دیتے ہیں تو پروا نہ کرو۔ آپ اپنے رب کی پناہ طلب کرو جس کو وہ اپنی پناہ اور حفاظت میں لے لیتا ہے ساری دنیا بھی اگر اس کے قتل کی پیاسی ہو تو اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی۔ وہ آپ کی دعاؤں اور التجاؤں کو بھی سنتا ہے اور ان کے منصوبوں کو بھی خوب دیکھ رہا ہے۔

ف کفار کا اسلام پر سب سے بڑا اعتراض یہ تھا کہ وہ قیامت پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہے۔ یہ بات انہیں خلاف عقل نظر آتی وہ حیران ہو کر سوچتے کہ بھلا ہڈیاں [illegible] مٹی میں مل کے بھی [illegible] کر کے اٹھائے جائیں گے یہ بات صریحاً باطل ہے اور عقل سلیم اس کو تسلیم کرنے سے قاصر ہے۔ ان کے اس اعتراض کا جواب دیا جا رہا ہے کہ کسی انسان کو دوبارہ زندہ کرنے کے بعد [illegible] جب کہ اس کی خاک کے ذرے بھی کائنات کی وسعتوں میں گم ہو چکے ہوں گے بڑا مشکل کام ہے لیکن یہ تو سوچو کہ کس کے لیے مشکل ہے۔ [illegible] کے لیے تو واقعی مشکل ہے لیکن کیا [illegible] جو آسمان و زمین کو عدم سے پیدا کرنے والا ہے اس کے لیے بھی مشکل ہے؟ خدا کی قدرت اور علم کو اپنی بے بسی اور بے علمی پر کیوں قیاس کرتے ہو؟ [illegible] نہیں پاتا ہے۔

ف یہ تو تم بھی تسلیم کرتے ہو کہ اندھا اور بینا یکساں نہیں۔ اسی طرح جو لوگ [illegible] کی راہ پر گامزن رہتے ہیں اپنے نفس کی خواہشات [illegible] سب کی [illegible] کر دیتے ہیں، [illegible] نقصان برداشت کر لیتے ہیں لیکن کسی کے ساتھ دھوکا نہیں کرتے۔ ان میں اور ان لوگوں میں [illegible] فرق ہے جن کی [illegible] عیش کوشی میں بسر ہوئی۔ انہوں نے اپنی ذاتی [illegible] کی قربان گاہ پر [illegible] کے مفادات کو قربان کر دیا بلکہ اپنی [illegible] وجاہت اور [illegible] کی خاطر پوری قوم اور ملک کی عزت و آبرو کو قربان کر دیا۔ جب تم بھی اندھے اور بینا، نیک اور بدکردار کو [illegible] نہیں کر سکتے تو ان میں مساوات کے قائل ہو [illegible] اگر موت کو ہی حیات کی آخری منزل یقین کر لیا جائے تو پھر فرق کہاں نمایاں ہوگا۔ نیک کو اس کی نیکی کا کیا صلہ ملا [illegible] اس نظریے کے مطابق تو وہ [illegible] جس نے [illegible] نکالی اور خوب داد عیش دی۔ [illegible] وہ اسی [illegible] جس [illegible] آپ کو [illegible] کا پابند [illegible]

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِیْٓءُ ۭ قَلِیْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾

مومن نیکوکار اور بدکار بھی یکساں نہیں بہت کم تم غور کرتے ہو

اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِیَةٌ لَّا رَیْبَ فِیْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

یقیناً قیامت آکر رہے گی ذرا شک نہیں ہے اس میں لیکن بہت سے لوگ (قیامت پر)

لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ

ایمان نہیں لاتے اور تمہارے رب نے فرمایا ہے مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا بیشک

ہر انسان کی کوشش کو بے مطلب قرار دیا گیا۔ اس لیے عقل سلیم کا فیصلہ یہ ہے کہ اس دارالعمل کے بعد ایک دارالجزاء ہو اس زندگی کے بعد ایک دوسری زندگی ہو جس میں نیک لوگوں کو جنت کی ابدی مسرت سے سرفراز کیا جائے اور مشرکوں کو اپنے کیے کی سزا ملے۔

تم قرآنی حقائق میں غور و فکر بہت ہی کم کیا کرتے ہو اگر تم سوچ بچار کی تھوڑی سی تکلیف بھی برداشت کرو تو یہ حقائق کھل کر تمہارے سامنے آجائیں۔

تمہارے انکار سے قیامت ٹل نہیں جائے گی بلکہ قیامت ضرور آئے گی یہ اللہ تعالیٰ کا حتمی فیصلہ ہے۔

حضرت ابن عباس سے ادعونی استجب لکم کی یہ تفسیر منقول ہے اعبدونی اثبکم۔ اگر تم میری عبادت کرو گے تو میں تمہیں اس کا ثواب اور اجر عطا کروں گا۔ یہی قول ضحاک، مجاہد اور حسن بصری کی ایک جماعت سے مروی ہے۔ دیگر علماء نے اس کا مفہوم یہ بیان فرمایا ہے۔ اسئلونی اعطکم۔ جو تم مجھ سے مانگو گے میں دوں گا۔ حقیقت میں یہ دونوں تفسیریں ہم معنی ہیں۔ ان میں اصلاً کوئی تفاوت نہیں۔ دعا عبادت کی روح اور اساس کا درجہ رکھتی ہے۔ کیونکہ انسان رب کی عاجزی اور نیازمندی کو عبادت کہتے ہیں اور اس کا ظہور صحیح معنوں میں اسی وقت ہوتا ہے جب انسان مصائب میں گھرا ہو۔ دوست ساتھ چھوڑ گئے ہوں۔ مرض بڑا ناکام ہو چکی ہو۔ حالات کی سنگینی نے اس کی قوت و طاقت کو ریزہ ریزہ کر ڈالا ہو جب ہر واسطے سے رشتہ منقطع کر کے اپنے رب کریم کے در رحمت پر آکر سر نیاز جھکا دے اس کی زبان گنگ ہو دل درماندگی کی داستان اشک بار آنکھیں سنا رہی ہوں اور احساس کی یہ کیفیت ہو کہ وہ اس قادر مطلق کے سامنے اپنا قصہ غم پیش کر رہا ہے اور اپنی مشکل کو بیان کر رہا ہے جس کے سامنے کوئی مشکل مشکل ہی نہیں پھر اسے یہ پختہ اعتقاد ہو کہ یہاں سے کبھی کوئی سائل خالی ہاتھ نہیں گیا یہاں سے کبھی تہی دامن اور محروم نہیں لوٹایا جاتا۔ گداگر دیا۔ جو عبودیت تذلل و خضوع و خشوع اس وقت ظہور پذیر ہوتا ہے اس کی مثال کہاں ملے گی۔

اسی لیے نور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: الدعاء مخ العبادۃ دعا کی اہمیت کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کلمات طیبات سے ذکر فرمایا ہے۔ الدعاء سلاح المؤمن وعماد الدین ونور السموات والارض

یعنی دعا مومن کا ہتھیار ہے۔ دعا دین کا ستون ہے اور زمین و آسمان اس کے نور سے منور ہیں۔ (مستدرک) دوسری حدیث یہ ہے: عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فتح له منكم باب الدعاء فتحت له ابواب الرحمة، وما سئل الله شيئا احب اليه من ان يسال العافية۔ (ترمذی) یعنی حضور نے فرمایا جس شخص کے لیے دعا کا دروازہ کھول دیا گیا اس کے لیے رحمت کے دروازے کھول دیے گئے۔ اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال بہت ہی پسندیدہ ہے۔

حضور رحمت عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا مانگنے والے کو یہ تلقین بھی فرمائی ہے کہ جب وہ دعا مانگے تو اس کے دل میں یہ یقین ہو کہ میرا کریم و رحیم پروردگار میری اس عاجزانہ التجا کو ضرور قبول فرمائے گا۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم: ادعوا اللہ وانتم موقنون بالاجابة واعلموا ان اللہ تعالیٰ لا یستجیب دعاء من قلب غافل لاہ۔ یعنی اللہ سے دعا مانگو اس یقین سے کہ وہ قبول ہوگی اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ اس دعا کو قبول نہیں کرتا جو غافل دل سے مانگی جائے۔

دعا کی قبولیت کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ دعا مانگنے والا جس چیز کے لیے دعا مانگ رہا ہے اس کے بارے میں اپنی شدت احتیاج اور افتقار کا اظہار کرے تاکہ پتہ چلے کہ اگر اس کی یہ التجا منظور نہ ہوئی تو اس کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑے گا اور یہ صدمہ برداشت کرنا اس کے بس کی بات نہیں۔ حدیث نبوی میں ہے: اذا دعا احدكم فلا يقل اللهم اغفر لي ان شئت ولكن ليعزم وليعظم الرغبة فان الله تعالى لا يتعاظمه شيء اعطاه۔ (مسلم) یعنی جب تم میں سے کوئی دعا مانگے تو یوں نہ کہے کہ یا اللہ اگر تو چاہتا ہے تو میری مغفرت فرما بلکہ یوں عرض کرے کہ الٰہی مجھے ضرور بخش دے۔

حضرت فضالہ بن عبید فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے تو ایک آدمی مسجد میں آیا۔ نماز ادا کی۔ پھر یہ دعا مانگنے لگا۔ اللھم اغفرلی وارحمنی۔ اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ حضور نے اس کی کیفیت دیکھ کر فرمایا: عجلت ایھا المصلی۔ اے نمازی تو نے بڑی جلدی کی۔ دعا ایسے تو نہیں مانگی جاتی۔ اس کو دعا کا طریقہ بتاتے ہوئے فرمایا: اذا صليت فقعدت فاحمد الله بما هو اهله وصل على ثم ادعه۔ یعنی جب تو نماز پڑھ چکے تو بیٹھ جا اور اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کر پھر مجھ پر درود بھیج، پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ۔

اس شخص کے چلے جانے کے بعد ایک دوسرا آدمی آیا۔ اس نے پہلے نماز پڑھی پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر حضور پاک پر درود بھیجا۔ فقال له النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ايها المصلي ادع تجب۔ حضور نے اس کو فرمایا اے نمازی! اب دعا مانگ تمہاری دعا قبول کی جائے گی۔ (رواہ الترمذی، ابو داؤد و النسائی) اس سے معلوم ہوا کہ اہل سنت نماز ادا کرنے کے بعد جو ذکر الٰہی کرتے ہیں، پھر درود پاک پڑھتے ہیں اور اس کے بعد دعا مانگتے ہیں یہی دعا مانگنے کا مسنون طریقہ ہے اور جو لوگ اس چیز سے روکتے ہیں وہ بے خبر لوگ ہیں۔

اگر کسی ولی سے اس کی ظاہری زندگی میں یا اس کے وصال کے بعد دعا کے لیے التماس کیا جائے یا بارگاہ رسالت میں استغاثہ

الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ ۝

جو لوگ میری عبادت کرنے سے تکبر کرتے ہیں وہ عنقریب جہنم میں داخل ہوں گے ذلیل و خوار ہو کر ف۶

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ لِتَسْکُنُوْا فِیْهِ وَ النَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ

اللہ ہی ہے جس نے بنائی ہے تمہارے لیے رات تاکہ تم آرام کرو اس میں اور بنایا ہے دن کو روشن ف۷

کیا جائے تو تب بھی بس وہ لوگ عبادت شمار کرتے ہیں اور دعا کرنے والے کو بلا تامل مشرک کر دیتے ہیں۔ حالانکہ ایسا کرنے والا ان کو [illegible] خدا نہیں سمجھتا [illegible] اس کے ذہن میں یہ ہوتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تب بھی یہ حضرات اس کی مشکل کشائی کر سکتے ہیں [illegible] اللہ تعالیٰ کا معبود سمجھتے ہیں اور جن [illegible] کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو شرف قبولیت سے نوازتا ہے [illegible] شرک ہیں۔ حضور سید الخلق [illegible] اللہ تعالیٰ ہمیں [illegible] ثابت قدم رکھے [illegible] صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دے۔ [illegible] اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔

ف۶ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے تکبر کرتے ہیں یا اس کی جناب میں دست دعا دراز کرنے کو بھی توہین خیال کرتے ہیں ایسے مغرور اور سرکش لوگ ذلیل و رسوا کر کے جہنم رسید کیے جائیں گے۔

ف۷ یہاں توحید باری کی ایسی دلیل پیش کی جا رہی ہے جسے سمجھنے کے لیے کسی بڑی عقل و فراست یا علم و فضل کی ضرورت نہیں بلکہ ایک ان پڑھ بھی اسے [illegible] سکتا ہے اور اس سے [illegible] استفادہ کر رہا ہے۔ یہ رات اور دن کا تسلسل ہزاروں لاکھوں برس سے قائم ہے [illegible] آج سے [illegible] سال پہلے اس تاریخ کو جس وقت سے سورج طلوع ہوا اور جس وقت غروب ہوا [illegible] منٹ پر [illegible] اس میں سر مو تفاوت نہیں۔ [illegible] معلوم ہوا کہ ایک [illegible] کے مطابق [illegible] [illegible] جس کا حکم ہمیشہ سے جاری و نافذ ہے۔

آٹھ پہروں کو رات اور دن میں تقسیم کرنے میں جو حکمتیں اور منافع ہیں ان سے تو بچہ بچہ آگاہ ہے۔ اس وحدہ لاشریک کے بنائے ہوئے شب و روز سے فائدہ بھی اٹھاتے ہو اور اس کی وحدانیت کا انکار بھی کرتے ہو۔ اس سے بڑی ناشکری اور کیا ہو سکتی ہے۔ مُبصرا مضیئا روشن۔

إِنَّ اللّٰهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ

بیشک اللہ تعالیٰ بڑا فضل (وکرم) فرمانے والا ہے لوگوں پر لیکن بہت سے لوگ (اس کی نعمتوں کا)

لَا يَشْكُرُونَ ﴿٦١﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ لَا إِلٰهَ إِلَّا

شکر ادا نہیں کرتے۔ وہ ہے اللہ تمہارا رب، پیدا کرنے والا ہر چیز کا کوئی عبادت کے لائق

هُوَ فَأَنّٰى تُؤْفَكُونَ ﴿٦٢﴾ كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِينَ كَانُوا بِآيَاتِ اللّٰهِ

نہیں بجز اس کے پس کہاں سے تم راہ حق سے برگشتہ کیے جا رہے ہو ت اسی طرح راہ حق سے منہ پھیر دیا جاتا ہے ان بدنصیبوں کا جو

يَجْحَدُونَ ﴿٦٣﴾ اللّٰهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ قَرَارًا وَالسَّمَاءَ

اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے بنایا ہے تمہارے لیے زمین کو قیام کی جگہ اور آسمان کو چھت کی مثل ث

ت یہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ کی یہ شانیں اور صفتیں ہیں جن کی وضاحت اس کی بے (پایاں) گلشن ہستی کی ہر کلی شہادت دے رہی ہے یہی تمہارا پروردگار ہے۔ ہر چیز کا مقصود وجود ہے اسی سے ملتا ہے اس کے بغیر کوئی عبادت کے لائق نہیں پس تمہیں یہ جرأت کیسے ہو رہی ہے کہ تم اس کی عبادت سے روگردانی کر کے ادھر ادھر باطل معبودوں کے آستانوں پر ماتھے رگڑتے پھرو۔ علامہ جوہری صحاح میں لفظ افک کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

افك قلبه وصرفه عن الشيء یعنی کسی چیز سے دل کو الٹ دینا، منہ پھیر لینا لیکن علامہ راغب اصفہانی نے اس لفظ کا جامع مفہوم یوں تحریر فرمایا:

الافك كل مصروف عن وجهه الذي يحق ان يكون عليه: یعنی کسی چیز سے منہ پھیر لینا جس کی طرف متوجہ رہنا اس پر لازم تھا۔ ایسی سمت سے منہ پھیر لینا جس کی طرف متوجہ ہونا ضروری ہوتا ہے۔

ث اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے مزید دلائل پیش کیے جا رہے ہیں جن میں قدرت کے ساتھ حکمت اور رحمت کی صفات کی جلوہ گری بھی نمایاں ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو قرارگاہ بنایا، نہ وہ اتنی سخت ہے کہ تم اس پر چل ہی نہ سکو اور نہ آرام کر سکو اور نہ اس میں کھیتی باڑی کر سکو اور نہ اتنی نرم ہے کہ قدم رکھو تو پاؤں دھنسنے لگیں۔ تمہارے سروں پر یہ افلاک کی نیلی ردا پھیلا دی ہے جو دیکھنے والے کو گنبد کی طرح نظر آتا ہے۔ اس طرح تم کو کئی ناگہانی آفتوں سے بچایا گیا ہے جن کا تمہیں شعور بھی نہیں اور یہ طاقت بھی نہیں ہے کہ خود بخود ان سے اپنا بچاؤ کر سکو۔

بِنَاۤءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ

اور تمہاری صورت گری کی اور حسین بنا دیں تمہاری صورتیں اور کھانے کے لیے تمہیں پاکیزہ چیزیں عطا فرمائیں

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚۖ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۴﴾ هُوَ الْحَیُّ لَاۤ اِلٰهَ

ایسی خوبیوں والا اللہ تمہارا پروردگار ہے پس بڑی ہی برکت والا ہے اللہ تعالیٰ جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے وہی زندہ ہے نہیں ہے

اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

کوئی معبود بجز اس کے پس اسی کی عبادت کیا کرو خالص کرتے ہوئے اس کے لیے دین کو سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو رب ہے سارے

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۵﴾ قُلْ اِنِّیْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ

جہانوں کا آپ فرما دیجئے کہ مجھے منع کر دیا گیا ہے کہ میں عبادت کروں ان کی جن کو تم پکارتے ہو

ملٹ کسی نے تمہاری تصویر کشی بھی فرمائی ہے اور تمہاری صورتوں کو حسین اور دلکش بنایا ہے۔ جو ہر سے دوسروں میں حسن کا ایک معیار تصور ہے۔ ناک ایسی ہو آنکھیں ایسی ہوں رخسار ایسے ہوں۔ لیکن حقیقی دلکشی اور رعنائی تو یہ ہے کہ جس مقصد کے لیے اس کی تخلیق کی گئی ہے اس مقصد کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اس کے پاس پوری پوری صلاحیتیں ہوں۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں: حیث خلق کل منکم منتصب القامة بادی البشرة متناسب الاعضاء والتخطیط متہیئا لمزاولة الصنائع واکتساب الکمالات (روح المعانی)

یعنی یہاں حسن سے مراد یہ ہے کہ تمہیں قامت دلکش اور تمہیں مناسب اعضاء عطا کیے تمہارے خد و خال کو دلکش بنایا تم ہر قسم کی صنعت و حرفت کے کام بخوبی سرانجام دے سکتے ہو تمہیں کسب کمال کے لیے صلاحیت دی۔

ملٹ دنیا میں پیدا کرنے سے پہلے ہی تمہارے لیے رنگا رنگ نعمتوں کا ایک دسترخوان بچھا دیا۔ یہ نعمتیں صرف تمہاری مادی ضرورتوں کو پورا نہیں کرتیں بلکہ تمہارے ذوق لطیف کی تسکین کا سامان بھی کرتی ہیں۔ [illegible]

ملٹ یہی وہ ذات پاک جس کی یہ صفات ہیں وہ اللہ تعالیٰ تمہارا پروردگار ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ جل شانہ کی مزید صفت کمال کا ذکر ہو رہا ہے۔

ملٹ جب اس کی یہ شان ہے تو روا نہیں ہے کہ کسی کو اس کا شریک ٹھہرایا جائے۔ اس لیے اپنے عقیدہ کو ہر قسم کے جلی و خفی شرک کی آمیزش سے پاک کرتے ہوئے صرف اسی کی عبادت کرو۔ فادعوہ: فاعبدوہ (روح المعانی)

مخلصین ای ممحضین له ... یعنی فادعوہ کا مطلب فاعبدوہ ہے یہاں دعا عبادت کے معنی میں مذکور ہے۔

دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ

اللہ کے سوا میں ان کی عبادت کیسے کر سکتا ہوں جب آ گئی ہیں میرے پاس روشن دلیلیں اپنے رب کی طرف سے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ

لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۶﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ

سر تسلیم خم کر دوں سارے جہانوں کے پروردگار کے لیے ف اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے پیدا کیا تمہیں مٹی سے پھر

نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا

نطفہ سے پھر گوشت کے لوتھڑے سے پھر نکالا تمہیں (شکم مادر سے) بچہ بنا کر پھر (پرورش کی) تاکہ پہنچو اپنی قوت تک

اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ

پھر (مہلت دی) تاکہ تم بوڑھے ہو جاؤ اور بعض تم میں سے وفات پا جاتے ہیں پہلے ہی اور

وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ

(یہ سب اس لیے ہے) کہ تم پہنچ جاؤ مقررہ میعاد تک اور تاکہ تم (حقیقت) سمجھ سکو ف وہی ہے جو زندہ کرتا ہے

ف حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ ولید بن مغیرہ اور شیبہ بن ربیعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آئے اور حضور کو اپنے آبائی دین کی طرف رجوع کرنے کی دعوت دی۔ وہ معبود جن سے کسی بھی چیز کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو حکم دیا کہ آپ ان بیہودہ لوگوں کو صاف صاف بتلا دیں کہ مجھے تو میرے رب نے تمہارے معبودوں کی عبادت سے روک دیا ہے۔ میں تو اپنے رب کے ارشاد کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔ حق تعالیٰ نے مجھے ایسی آنکھ بخشی ہے جو دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ [illegible] مجھے تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں [illegible] تو تم ذرا بھی [illegible] تمہاری خوشامدانہ باتوں میں پھنس کر تمہارے جھوٹے خداؤں کی پرستش کا تصور تک بھی کر سکتا ہوں۔

ف اللہ تعالیٰ کی عظمت اور قدرت کے رخ سے ہم نقاب اٹھایا جا رہا ہے۔ انسان کی تخلیق کے ابتدائی مدارج سے لے کر اس کی آخری منزل تک [illegible] اس کی زندگی کا [illegible] انسان کو پیدا [illegible] اس کی موت کا وقت پہلے ہی متعین کر دیا ہے کوئی بچپن میں ہی موت کی نیند سو جاتا ہے کسی کو عنفوان شباب میں پیام اجل پہنچتا ہے اور کسی کو بڑھاپے تک جینے کی مہلت ملتی ہے اگر تم سمجھنے کی کوشش کرو تو اس

وَيُمِيتُ ۚ فَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴿٦٨﴾ أَلَمْ

اور مارتا ہے پس جب کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو صرف اتنا فرماتا ہے اسے کہ ہو جا تو وہ کام ہو جاتا ہے کیا تم

تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ أَنَّىٰ يُصْرَفُونَ ﴿٦٩﴾ الَّذِينَ

نہیں دیکھتے ان لوگوں کی طرف جو جھگڑا کرتے ہیں اللہ کی آیات میں، یہ کہاں بھٹک رہے ہیں ۸۸ جن لوگوں نے

كَذَّبُوا بِالْكِتَابِ وَبِمَا أَرْسَلْنَا بِهِ رُسُلَنَا ۖ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٧٠﴾

جھٹلایا اس کتاب کو اور اس چیز کو بھی جسے دے کر ہم نے اپنے پیغمبروں کو بھیجا تھا۔ انہیں عنقریب (اس کا انجام) معلوم ہو جائے گا ۸۹

إِذِ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ يُسْحَبُونَ ﴿٧١﴾ فِي الْحَمِيمِ

جب طوق ان کی گردنوں میں ہوں گے اور زنجیریں انہیں گھسیٹ کر لے جایا جائے گا۔ کھولتے ہوئے پانی میں

ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ ﴿٧٢﴾ ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ

پھر دوزخ کی آگ میں جھونک دیے جائیں گے ۹۰ پھر پوچھا جائے گا ان سے کہاں ہیں وہ جنہیں تم

میں اہل دانش کے لیے بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو سورۂ حج کی آیت ۵ کے حواشی۔

۸۸ وہ لوگ جو ضد اور تعصب کے باعث ہدایت قبول نہیں کرتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیات میں جھگڑنا ان کا وطیرہ بن گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول کے ساتھ انہیں چڑ سی ہو گئی ہے جو سبق بھی پڑھیں ہر وقت وہ الٹی سمجھ بیٹھے رہتے ہیں۔ ان کی اس غلط روش کے باعث ان کی ہدایت پذیری کی صلاحیت دم توڑ چکی ہے۔

۸۹ اس بے جا ضد اور ہٹ دھرمی کا انجام انہیں عنقریب ہی معلوم ہو جائے گا

۹۰ ان کے گلے میں طوق اور زنجیریں ہوں گی انہیں گھسیٹ کر کھولتے ہوئے پانی کے چشمے پر لے جائیں گے اور انہیں کہا جائے گا کہ تم بڑے پیاسے ہو! اسے پیاس کا شدید احساس تھا۔ اب پیٹ بھر کر پانی پی لو۔ جب وہ بادل نخواستہ چند گھونٹ زہر کر لیں گے تو پھر انہیں آتش جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔

یسحبون سحب سے ہے، اس کا معنی ہے گھسیٹ کر لے جانا۔ یُسْجَرُونَ، مجاہد اس کی تفسیر بیان کرتے ہیں۔ سجرت التنور، اوقدته وملأته۔ تنور کا ایندھن سے بھر دینا اور بھڑکا دینا۔ اسی مناسبت سے یسجرون کا معنی کیا گیا ہے۔ یطرحون فیھا فیکونون وقودھا انہیں آتش دوزخ میں پھینک دیا جائے گا اور وہ اس کا ایندھن بن جائیں گے۔ (قرطبی)

تُشْرِكُوْنَ ﴿٧٣﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا

شریک ٹھہرایا کرتے تھے ۔ اللہ کے سوا ؎ وہ کہیں گے وہ تو ہم سے گم ہو گئے ؎ بلکہ ہم تو کسی چیز کو پوجتے ہی نہ

مِنْ قَبْلُ شَيْـًٔا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٧٤﴾ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

تھے اس سے پہلے ؎ اسی طرح اللہ گمراہ کرتا ہے کافروں کو ۔ یہ سزا اس وجہ سے ہے

تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ﴿٧٥﴾ اُدْخُلُوْٓا

کہ تم خوشیاں منایا کرتے تھے زمین میں ناحق اور اس سبب سے بھی کہ تم اترایا کرتے تھے ؎ اب داخل ہو جاؤ

اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿٧٦﴾

جہنم کے دروازوں میں تم وہاں ہمیشہ رہنے والے ہو پس یہ بہت برا ٹھکانا ہے تکبر کرنے والوں کا

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ

پس اے حبیب! آپ دلجمعی کے ساتھ صبر فرمائیے بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے ؎ سو ہم جو آپ کو دکھائیں اس عذاب کا کچھ حصہ جس کا

؎ اس وقت ان سے پوچھا جائے گا کہ اب بتاؤ تمہارا کیا حال ہے تمہیں ہمارے رسولوں نے بار بار سمجھایا کہ شرک سے باز آ جاؤ لیکن تم نے ایک نہ سنی۔ اب بتاؤ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر تم جن کی عبادت کیا کرتے تھے وہ آج تمہیں دوزخ سے نکال کر اور اس عذاب الیم سے بچا کر کیوں نہیں لے جاتے

؎ اس وقت ان کی پشیمانی کی انتہا ہو جائے گی وہ کہیں گے کہ آج تو وہ بت کہیں نظر ہی نہیں آتے۔

؎ اس کے ساتھ ہی وہ مکر جائیں گے اور کہیں گے کہ ہم تو کسی چیز کی پرستش کیا ہی نہیں کرتے تھے

؎ ان کی گمراہی اور قبول ہدایت سے محرومی کی وجہ بیان کی جا رہی ہے۔

؎ بڑی مخلصانہ کوششوں کے باوجود کفار اپنی روش ترک کرنے پر آمادہ نہ ہوتے تھے بلکہ اسلام کے خلاف ان کی سرگرمیاں تیز سے تیز تر ہوتی جاتی تھیں۔ مولا کریم اپنے حبیب مکرم کو صبر کی تلقین فرما رہے ہیں۔ ہر بار بتایا جا رہا ہے کہ دین اسلام کی سربلندی اور مسلمانوں کی کامیابی کا جو وعدہ آپ کے ساتھ کیا گیا ہے وہ پورا ہو کر رہے گا۔ دنیا کی کوئی طاغوتی قوت اس وعدہ کے ایفاء میں مزاحم نہیں ہو سکتی۔ کفار اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے کہ کس طرح حق کے پرچم کی سربلندی کا وقت طلوع ہوتا ہے اور کس طرح [illegible] کا پرچم اور بھی بہت اونچا [illegible] ہے اور [illegible] کا اعلان کرنے سے [illegible]

نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّیَنَّكَ فَاِلَیْنَا یُرْجَعُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا

ان سے ہم نے وعدہ کیا ہے یا اس سے پہلے ہی آپ کو دنیا سے اٹھا لیں بہر حال یہ سب لوٹ کر ہماری ہی طرف آئیں گے اور ہم نے بھیجے تھے

رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَیْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ

پیغمبر آپ سے پہلے بھی ان میں سے بعض کا ذکر ہم نے آپ سے کر دیا اور ان میں سے بعض کا

لَّمْ نَقْصُصْ عَلَیْكَ ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَةٍ

ذکر قرآن کریم میں آپ سے نہیں کیا ۝ اور کسی رسول کی مجال نہ تھی کہ وہ لے آتا کوئی نشانی

اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِیَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ

اللہ کی اجازت کے بغیر پس جب آ گیا اللہ کا حکم تو فیصلہ کر دیا جاتا ہے حق و انصاف کے ساتھ اور باطل پرست

ان کو یہی فرمایا کہ کوششوں کی ناکامی کا صدمہ دیکھنا نصیب نہ ہو تو آخر کار انہیں لوٹ کر ہمارے پاس ہی آنا ہے وہاں ان کا کیا حال ہوگا علامہ ابوحیان اندلسی فرماتے ہیں کہ صبر کی تلقین محض تسلی اور اطمینان کے لیے ہے ورنہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو صبر کا دامن پہلے ہی مضبوطی سے تھامے ہوئے تھے۔ امر تعالٰی نبیه بالصبر تأنیسا له والا فهو علیه السلام فی

غایة الصبر۔ بحر

ف۱ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم کو تسلی دے رہے ہیں کہ مشرکین جو طرح طرح کے معجزات کا آپ سے مطالبہ کرتے ہیں اس سے آپ پریشان نہ ہوں۔ آپ سے پہلے بھی ہم نے رسول بھیجے جن کا تفصیلی حال قرآن میں مذکور ہے اور بعض کا تفصیلی ذکر ہم نے قرآن میں ابھی بیان نہیں کیا۔ ان کی قوموں نے بھی ان سے اسی قسم کے بیہودہ مطالبے کیے تھے۔ انہیں تو سب کچھ کی منزل کی یہی کیفیت کرو درگزر کرتے رہیں گے۔

اس سے کوئی اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو کہ جن انبیاء و رسل کا قرآن کریم میں ذکر ہے ان کا علم تو حضور کو ہے اور جن کا ذکر نہیں ان کو حضور نہیں جانتے۔ چنانچہ علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

ایضا کان لا دلالة فی الآیة علی عدم علمه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم بعدد الانبیاء والرسل کما توهمه بعض الناس — روح المعانی

یعنی کچھ بھی ہو اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور کو انبیاء اور مرسلین کی تعداد کا علم نہ تھا، جس طرح بعض لوگوں نے وہم کیا ہے۔ تمام انبیاء و رسل نے شب معراج امام الانبیاء کی اقتداء میں نماز ادا کی۔

هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا

وہاں اس وقت جھوٹے گھاٹے میں رہ گئے ف۷۸ اللہ ہی ہے جس نے بنائے تمہارے واسطے مویشی تاکہ ان میں سے کسی پر سواری کرو

مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا

اور کسی کا گوشت کھاؤ ف۷۹ اور تمہارے لیے ان میں طرح طرح کے فائدے ہیں اور ان پر

حَاجَةً فِىْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۝

یہ مقصد بھی ہے کہ ان پر سوار ہو کر تم وہاں پہنچو جہاں پہنچنے کی تمہارے دلوں میں حاجت ہو اور ان پر اور کشتیوں پر تم سوار کیے جاتے ہو ف۸۰

ف۷۸ یعنی کوئی رسول بھی اپنی طرف سے اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر معجزہ نہیں دکھا سکتا۔ یہ کافر لوگ تماشا سمجھتے ہیں کہ جب جی چاہے فرمائش کر کے پیغمبروں سے کسی معجزے کا مطالبہ کر بیٹھیں اور وہ دکھا دیا جائے۔ ایسا نہیں ہوتا ہے اور یہ ایک سنت الٰہی ہے، جو لوگ معجزہ طلب کر کے پھر اس پر ایمان نہ لائیں ان کو مہلت نہیں دی جاتی، فوراً عذاب آ جاتا ہے اور ان کا کام تمام کر دیا جاتا ہے۔ اس لیے ان کی اس فرمائش کو رد کیا گیا ہے۔ جب حکم الٰہی آ جاتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کے ہاں سے کوئی معجزہ دکھایا جاتا ہے اور پھر بھی لوگ ہدایت قبول نہیں کرتے تو فیصلہ بہ حق ہو کر رہتا ہے اور ہنالک المبطلون کا نقشہ سامنے آ جاتا ہے۔

ف۷۹ یہاں سے پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت اور نعمت کا ذکر دوبارہ شروع کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے یہ مویشی اگر ایک طرف اس کی قدرت کی کرشمہ سازی ہیں تو دوسری طرف اس کی حکمت اور رحمت کے آئینہ دار بھی ہیں۔ یہ جانور جن کا ہم دودھ پیتے ہیں، جن کا گوشت کھاتے ہیں، جن کی پیٹھ پر سوار ہو کر دور دراز کا سفر آسانی سے طے کر کے اپنی منزل مقصود تک پہنچتے ہیں، جن کی پشت پر بھاری بوجھ لاد کر لق و دق ریگستانوں میں بہت آرام سے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ انہیں ہمارا تابع نہ بناتا تو کیا ہم ان سے یہ خدمت لے سکتے تھے۔ یہ کس کی مہربانی ہے کہ گھوڑے جیسا برق رفتار جانور ہمارے سامنے سر اطاعت خم کیے حاضر ہے۔ چاہیں تو زین ڈال کر اس پر سوار ہو جائیں اور چاہیں تو اس کی پیٹھ پر بوجھ لاد دیں۔ چاہیں تو کسی گاڑی میں جوت دیں۔ ہر حال میں تعمیل حکم کرنے کو تیار ہے۔ یہی حال دوسرے جانوروں کا بھی ہے۔ گائے، بیل، بھیڑ بکری، اونٹ وغیرہ ہماری خدمت انجام دینے کے قابل ہیں، اس کے لیے تیار کیے گئے ہیں۔

ف۸۰ کشتیوں اور جہازوں کو اس قابل بنایا کہ ان میں بیٹھ کر سمندر پار کیے جا سکیں۔ کشتیوں اور جہازوں میں ہزاروں من بھاری بھرکم سامان لاد کر دنیا کے ایک گوشے سے دوسرے گوشے تک لے جا سکتے ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ نے اپنی حکمت سے پانی میں یہ صلاحیت

وَيُرِيكُمْ اٰيٰتِهٖ ۖ فَاَيَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ﴿۸۱﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا

اور وہ دکھاتا ہے تمہیں اپنی نشانیاں پس اللہ تعالیٰ کی کن کن آیتوں کا تم انکار کرو گے کیا ان منکروں نے کبھی سیر و سیاحت

فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ

نہیں کی زمین میں تاکہ انہیں نظر آجاتا کہ کیا انجام ہوا ان سرکشوں کا جو ان سے پہلے گزرے وف

كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى

وہ لوگ ان سے تعداد میں زیادہ تھے اور قوت میں زبردست تھے نیز زمین میں اپنی نشانیوں کے لحاظ سے بھی بڑھ کر تھے

عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَلَمَّا جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

پس کچھ فائدہ نہ پہنچایا انہیں اس دولت نے جو وہ کمایا کرتے تھے۔ پس جب آئے ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لے کر

فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

تو وہ اترانے لگے اس علم پر جو ان کے پاس تھا۔ اور آخرکار گھیر لیا انہیں جس کا وہ

يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۸۳﴾ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَ

مذاق اڑایا کرتے تھے وس پھر جب انہوں نے دیکھ لیا ہمارا عذاب تو کہنے لگے ہم ایمان لاتے ہیں اکیلے اللہ پر اور

رنگی ہوئی زینت و قباحت کی یہ گرم بازاری کبھی نہ ہوتی۔

وف سابقہ قوموں کے حالات سے عبرت حاصل کرنے کی طرف مزید توجہ دلائی۔

وس یعنی ان قوموں کا یہ دستور رہا ہے کہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب کوئی رسول ہدایت لے کر آیا تو انہوں نے یہ کہہ کر اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا کہ تمہارے علم سے وہ علم جو ہمارے پاس ہے وہ زیادہ صحیح اور مطابقِ واقعہ ہے۔ جو خیالی باتیں ان کے پاس تھیں جو فلسفیانہ نظریات انہوں نے اپنے فلسفیوں سے سیکھے تھے یا اپنے دیوی دیوتاؤں کے بارے میں جو من گھڑت افسانے انہوں نے اپنے مذہبی پیشواؤں سے سن رکھے تھے ان کو ہی انہوں نے اپنی فلاح و نجات کے لیے کافی سمجھ لیا اور انبیاء کرام کی پاکیزہ تعلیمات کی طرف ہرگز توجہ نہ دی۔ موسیٰ علیہ السلام اور سقراط کا زمانہ ایک ہے۔ سقراط نے جب آپ کا چرچا سنا اور لوگوں نے اسے مشورہ دیا کہ بہتر ہے کہ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر فیض حاصل

كَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ

ہم ان معبودوں کا انکار کرتے ہیں جنہیں ہم اس کا شریک ٹھہرایا کرتے تھے۔ پس کوئی فائدہ نہ دیا انہیں ان کے ایمان نے

لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَ

جب دیکھ لیا انہوں نے ہمارا عذاب۔ یہی دستور ہے اللہ تعالیٰ کا جو (قدیم سے) اس کے بندوں میں جاری ہے اور

خَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾

سراسر خسارہ میں رہے اس وقت حق کا انکار کرنے والے

کر دو اس نے کہا، نحن قوم مهتدون لا حاجة لنا الى ما يهدينا کہ ہم مہذب و شائستہ قوم ہیں ہمیں کسی ہادی کی ضرورت نہیں۔

ان ناہنجاروں نے مہلت کی گھڑیاں انبیاء کرام کا مذاق اڑانے اور ان پر پھبتیاں کسنے گزار دیں اور جب انجام کار عذاب الٰہی نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا تو اس وقت ایمان کا اظہار کرنے لگے اور کفر سے بیزاری اور برأت کا اعلان شروع کر دیا لیکن بے ہنگام ایمان ان کے کسی کام نہ آیا اور وہ تباہ و برباد کر دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ سے یہی دستور ہے کہ وہ قوموں کو سوچنے سمجھنے اور سنبھلنے کی مہلت دیتا ہے اور جب وہ دعوت حق کو قبول کرنے سے انکار کر دیتے ہیں تو انہیں صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دیا جاتا ہے۔

الحمد لله الذي تتم بنعمته الصالحات والصلوٰة والسلام على رسوله المكرم الذي بجاهه تقبل الحسنات وعلى آله وصحبه ومن تبعهم الى يوم الدين۔ ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم

۶ ذیقعدہ ۱۳۹۲ھ عبدہ المسکین

۱۲ دسمبر ۱۹۷۲ء محمد کرم شاہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سورۃ حٰمٓ السجدہ

نام: متعدد سورتیں ہیں جن کی ابتدا حٰمٓ سے ہوتی ہے۔ اس سورت کی ابتدا بھی حٰمٓ سے ہوئی۔ لیکن اس قسم کی دوسری سورتوں سے جو چیز اسے ممتاز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کی آیت ۳۸ آیت سجدہ ہے اس لیے اس کو حٰمٓ السجدہ سے موسوم کیا گیا۔ اس کا دوسرا نام فُصّلت بھی ہے۔ یہ کلمہ تیسری آیت میں موجود ہے۔ یہ چھ رکوع اور چوّن آیات پر مشتمل ہے اس کے کلمات کی تعداد سات سو چھیانوے اور حروف کی تعداد تین ہزار تین سو پچاس ہے۔

زمانۂ نزول: یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اس کے زمانہ نزول کا تعین علماء تفسیر نے یوں کیا ہے کہ یہ سورت حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشرف باسلام ہونے کے بعد اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے سے پہلے درمیانی وقفہ میں نازل ہوئی۔

مضامین: قریش مکہ کی شدید مخالفت اور مزاحمت کے باوجود آہستہ آہستہ مگر مسلسل اسلام اپنے قدم آگے بڑھاتا جا رہا تھا۔ آئے روز کوئی نہ کوئی ایسی ہستی اسلام قبول کرتی جس کے باعث کفار پر کوہ الم ٹوٹ پڑتا اور اسلام کے خلاف ان کی اشتعال انگیزیوں میں بڑی شدت پیدا ہو جاتی۔ حضرت حمزہ اپنی شجاعت اور بہادری میں بے نظیر تھے چند روز ہوئے انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ ان کے مشرف باسلام ہونے سے مشرکین ذہنی انتشار سے دوچار ہو گئے۔ اس مشکل کا حل سوچنے کے لیے ان کی ایک میٹنگ حرم میں منعقد ہوئی۔ قریش کے دوسرے سرداروں کے علاوہ عتبہ بن ربیعہ بھی وہاں موجود تھا۔ [illegible] اس نے اپنے آپ کو پیش کیا کہ وہ حضور کے پاس جاتا ہے اور انہیں سمجھا کر راہ راست پر لاتا ہے جس کا تفصیلی ذکر آیت ۳ کے حاشیہ میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔ جب اس نے اپنی لمبی چوڑی تقریر ختم کی تو اس کے جواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی سورت تلاوت فرمائی جسے سن کر وہ دم بخود ہو گیا اور اپنا سا منہ لے کر واپس آگیا۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کفار کے وہی سابقہ اعتراضات تھے جنہیں وہ ہر موقع پر بڑی شدومد سے دہرایا کرتے تھے۔ ان کا پہلا اعتراض یہ ہوتا کہ قرآن کلام الٰہی ہے یہ بات ان کے ذہن میں آتی ہی نہ تھی۔ کبھی کہتے یہ خود گھڑ کر ہمیں سناتا ہے، کبھی کہتے کسی سے سیکھ کر آتا ہے اور ہمیں بہکاتا ہے۔ یہ شبہ اتنا لغو تھا کہ اس کو ذکر کرنا بھی مناسب نہیں سمجھا گیا بلکہ بڑے یقینی اور قطعی انداز میں یہ فرما دیا کہ یہ اس رب کا کلام ہے جو رحمٰن و رحیم ہے۔ اس ارشاد الٰہی سے وہ شکوک و شبہات دور کر دیے گئے جو کفار کے ذہنوں میں پیدا ہوتے رہتے تھے۔

دوسرا اعتراض توحید باری پر تھا۔ وہ اس بات کو تسلیم ہی نہیں کرتے تھے کہ خدا ایک ہے بلکہ بہت سے بتوں کو انہوں نے اپنا معبود بنا رکھا تھا۔ یہاں بھی ان کے اس خیال باطل کی تردید کرنے کے لیے دلائل محکمہ کا ذکر کیا گیا جس کے آئینہ میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ، علم محیط اور کبریائی کے جلوے جھلک رہے ہیں۔

نیز انہیں متنبہ کیا کہ حبیب محبوب کے خلاف جو روش تم نے اختیار کر رکھی ہے اس کا نتیجہ بڑا ہولناک ہوگا۔ تم سے پہلے بھی بڑی بڑی طاقتور، دولتمند اور قومیں گزر چکی ہیں۔ جن کی مادی ترقی اور معاشی خوشحالی سن کر آج بھی تم حیران و ششدر ہو جاتے ہو۔ انہوں نے اپنے انبیاء کے ساتھ جب اس قسم کا سلوک کیا تو انہیں تباہ و برباد کر دیا گیا۔ اگر تم باز نہ آئے تو تمہیں بھی اسی قسم کے عذاب سے دوچار کر دیا جائے گا۔

قیامت کا ذکر کرتے ہوئے انہیں بتایا کہ تم جو کچھ کر رہے ہو تمہارے اعضاء بھی اور سلطانی گواہ کی حیثیت سے تمہارے خلاف شہادت دیں گے اس وقت تم اپنے جرائم پر کیسے پردہ ڈال سکو گے۔

کفار اپنے تمام حیلے بروئے کار لا چکے تھے تاکہ اسلام کی پیش قدمی کو روک دیں لیکن کلام الٰہی کی اثر انگیزی نے ان کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔ اب انہوں نے یہ طے کیا کہ جب بھی قرآن کریم کی تلاوت کی جائے اس محفل میں ہنگامہ آرائی شروع کر دو تاکہ شور و شغب میں کوئی قرآن سن نہ سکے۔ لیکن ان کی یہ تدبیر بھی ناکام ثابت ہوئی۔

اس سورت میں اہل حق کی شانِ استقامت کو بیان فرمایا اور اس کے بعد ان انعامات و عنایات کا تذکرہ کیا جو اللہ تعالیٰ اپنے ایسے بندوں پر فرماتا ہے۔ ساتھ ہی ان مکارم اخلاق کا ذکر کیا جن سے ان کی سیرت مزین و آراستہ ہے۔

آخر میں بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام کا خود محافظ و نگہبان ہے۔ باطل کی یہ مجال نہیں کہ اس میں کسی جانب سے بھی گھسنے کی جرأت کر سکے۔

سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اٰيَاتُهَا ٥٤ رُكُوْعَاتُهَا ٦

سورۃ حم السجدہ مکی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے ٥٤ آیتیں ٦ رکوع

حٰمٓ ① تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ② كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ

حا میم ١ یہ اتارا گیا ہے یہ قرآن، رحمٰن و رحیم (خدا) کی طرف سے ٢ یہ ایسی کتاب ہے کہ جس کی آیتیں تفصیل سے

١ اگر حم کو سورت یا قرآن کا نام قرار دیا جائے تو یہ مبتدا اور تنزیل اس کی خبر ہوگا۔ ورنہ تنزیل مبتدا محذوف کی خبر ہوگا۔ بعض نے تنزیل کو مبتدا اور کتاب فصلت کو خبر کہا ہے۔

٢ کفار اس بات پر مصر تھے کہ قرآن خدا کا کلام نہیں بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود گھڑ کر یا کسی سے سیکھ کر خود ہی لوگوں کو سنا دیتے ہیں۔ ان کے اس زعم باطل کو رد کرنے کے لیے ان گنت روشن دلائل پیش کیے گئے لیکن وہ اپنی ہٹ سے باز نہ آئے۔ ایسے لوگوں کے سامنے مزید دلائل پیش کرنا بے سود تھا۔ اس لیے یہاں بطور دعویٰ فرمایا کہ قرآن "تنزیل من الرحمن الرحیم" ہے۔ تم تسلیم کرو یا نہ کرو یہ صحیفہ رشد و ہدایت کسی انسانی دماغ کی تخلیق نہیں بلکہ اسے رحمن و رحیم نے نازل فرمایا ہے۔ آج نہیں مانتے تو کل تمہیں بھی ماننا پڑے گا۔

یہاں وہ دو صفات ہی ذکر کیے گئے جو اس کی رحمت بے پایاں اور اس کی شان بے نیازی پر دلالت کرتے ہیں تاکہ سننے والوں کے دلوں میں اس کی محبت پیدا ہو اور وہ خود بخود کھنچے چلے آئیں اور بطیب خاطر اس کے ارشادات کی تعمیل کو اپنا شعار بنالیں۔ نیز قیامت تک آنے والے انسانوں کے دلوں سے اس غلط فہمی کو دور کیا کہ قرآن کی تعلیمات کسی وقت بھی ان کی معاشی، تمدنی، علمی اور اخلاقی ترقی میں رکاوٹ بن سکتی ہیں۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جس ذات کا رحم بے پایاں ہو وہ [illegible] اس کی تعریف کی پروا نہ ہو اس کی رعایت کیا کرتی ہے۔ ان کے جذبات کا کیسے خون ہوتا ہے یا وہ کس قسم کی ذہنی کوفت یا معاشی بدحالی کا شکار رہتے ہیں۔ قرآن تو اس ذات پاک کا نازل کیا ہوا صحیفہ ہے جو رحمان و رحیم ہے۔ اس کی شان رحمانی تو نہیں چھوڑتا۔ نزول کی چند منزلیں طے کر کے [illegible] ہوتی ہے۔

اگر تم اپنے خداوند کریم کے احکام بجا لاؤ گے تو دین و دنیا کی سعادتیں تم پر نثار ہوں گی اور اگر تم نے اس کی طرف سے بے رخی برتی تو تمہیں کوئی دوسرا دستور اپنانا پڑے گا۔ اس میں اور تو شاید بہت کچھ ہو لیکن اس میں رحمت و رافت کا عنصر ہرگز نہیں ہوگا جو رحمان و رحیم پروردگار کے ارشادات میں موجود ہے۔ یہ تمہاری بدبختی ہوگی کہ خداوند رحمن کی ہدایات کو چھوڑ کر تم کسی جاہل، خودسر، خواہش پرست اور کوتاہ فہم کے بنائے ہوئے دستور کو اپناتے پھرو۔

٣ رحمن و رحیم نے جو کتاب نازل فرمائی ہے اس کی بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ احکام واضح اور عام فہم ہے اس میں کوئی پیچیدگی

قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝٣ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ

بیان کر دی گئی ہیں یہ قرآن عربی زبان میں ہے ان لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا پس روگردانی کی ان میں سے اکثر نے

فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝٤ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ

پس وہ سنتے ہی نہیں اور وہ کہتے ہیں ہمارے دل غلافوں میں ہیں اس سے جس کی طرف آپ ہمیں بلاتے ہیں اور

وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا

ہمارے کانوں میں گرانی ہے اور ہمارے اور آپ کے درمیان ایک پردہ حائل ہے پس آپ اپنا کام کیجئے ہم اپنا کام

عٰمِلُوْنَ ۝٥ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ

کر رہے ہیں آپ فرمائیے میں بھی انسان ہی ہوں بظاہر تمہاری مانند (البتہ) وحی کی جاتی ہے میری طرف کہ تمہارا معبود معبود

نہیں۔ ہم میں اتنا اس کا تناسب تک نہیں جس کی تہ تک پہنچنے کے لیے غیر معمولی عقل و خرد کی ضرورت ہو۔ یہ ایسی کھلی ہوئی کتاب ہے کہ ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

۲؎ یہ قرآن عربی زبان میں ہے جو تمہاری مادری زبان ہے جس کے اسرار و معارف سمجھنے کی تم میں پوری استعداد ہے۔ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا منصوب علی المدح ہے۔

۳؎ اس سے فائدہ وہی لوگ اٹھا سکتے ہیں جو علم و فہم کی صفت سے موصوف ہیں۔ بے عقل اور ان پڑھ لوگ اس کی قدر و قیمت کیا جانیں۔

۴؎ یہ قرآن کریم ان لوگوں کو نجات و فلاح کی خوشخبری دیتا ہے جو اس کے احکام بجا لاتے ہیں اور جو لوگ اس کی ہدایات پر کاربند نہیں ہوتے انہیں بروقت ان کے انجام بد سے ڈراتا ہے تاکہ وہ اپنی اصلاح کریں۔

۵؎ کفار کی ہٹ دھرمی اور تعصب کا ذکر ہو رہا ہے۔ تمام باطل فرقے اپنی ہٹ پر اسی طرح قائم رہتے ہیں۔ انہیں لاکھ سمجھاؤ وہ سمجھنے کا نام نہیں لیتے۔ باطل پرستوں کے ہاں حق کی پرستش کے مقابلہ میں یہی ایک [illegible] ذہنیت ہے کہ وہ [illegible] کا ورد کرتے رہتے ہیں۔ اَكِنَّة کنان کی جمع ہے اس سے مراد وہ کپڑا یا غلاف ہے جس میں کسی چیز کو اچھی طرح لپیٹ کر رکھ دیا جاتا ہے۔ وَقْرٌ: ثقل یعنی بہرہ پن۔ حِجَابٌ: پردہ۔ یعنی ہمارے اور تمہارے درمیان ایسی دیوار حائل ہے کہ تمہارے حق کا اثر اس سے عبور کر کے ہم تک نہیں پہنچ سکتا۔

۶؎ کفار کہتے تھے کہ ہمارے درمیان یہ پردہ حائل ہے کہ افادہ اور استفادہ ممکن ہی نہیں۔ اور آپ کا پیغام حق ہم تک

وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۙ⑥

یکتا ہی ہے ۸ پس تم سیدھے اسی کی طرف متوجہ رہو اور اسی سے مغفرت طلب کرو اور ہلاکت ہے مشرکوں کے لیے ۹

الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ⑦ اِنَّ

جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کے منکر ہی رہتے ہیں ۱۰ بے شک

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ⑧ قُلْ

وہ لوگ جو ایمان لے آئے اور جنہوں نے نیک عمل کیے ان کے لیے ایسا اجر ہے جو منقطع ہونے والا نہیں ۱۱ کہو

ہو سکتا ہے وہ ہمارے قبیلہ کے لگتے ہیں۔ ان کے اس قول کی تردید کی جا رہی ہے کہ تمہارا یہ خیال سراسر باطل ہے کہ میں انسان نہ ہوتا فرشتہ یا جن ہوتا تو تم میری بات سمجھ سکتے۔ جب تم بھی انسان ہو اور میں بھی انسان ہوں تو بیچ میں مغائرت کی کونسی ایسی دیوار کھینچ دی گئی ہے کہ افہام و تفہیم کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو۔ تمہارا یہ کہنا سراسر لغو اور باطل ہے۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں: لَسْتُ مَلَكًا وَلَا جِنِّيًّا لَا يُمْكِنُكُمُ التَّلَقِّي مِنِّي (روح المعانی) یعنی میں نہ فرشتہ ہوں اور نہ جن ہوں کہ تم مجھ سے استفادہ نہ کر سکو۔ اس آیت سے ان کے اس قول کی تردید کر دی گئی جس کا ذکر سابقہ آیت میں ہے وَمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ۔ حسن بصری فرماتے ہیں کہ اظہار تواضع کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو یہ کہنے کا حکم دیا۔ قال الحسن علمه الله التواضع۔

(اس مسئلہ کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ضیاء القرآن جلد سوم سورۂ کہف آیت ۱۱۰)

۸ انہیں کہا جا رہا ہے کہ میں تمہیں کسی ایسی بات پر ایمان لانے کی دعوت نہیں دیتا جس کو تسلیم کرنے پر عقل سلیم تیار نہیں۔ ذرا سوچو کیا یہ بھی کوئی ایسی بات ہے کہ تم اس سے یوں بدکتے ہو۔ میں تمہیں ان پتھروں کی طرف نہیں بلا رہا جن سے بڑی جہالت کی بات ہو ہی نہیں سکتی۔ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت دے رہا ہوں۔ اے عقلمندو! عقل سلیم کا تقاضا بھی یہی ہے کہ تم اس کی دعوت قبول کرو اور جو غلطیاں تم سے پہلے صادر ہو چکی ہیں ان کے لیے معافی طلب کرو۔

۹ جن کا دین شرک سے آلودہ ہے ان کے مقدر میں تباہی و بربادی ہے۔ شرک جیسی گندگی سے بڑھ کر اور کون سی نجاست ہو سکتی ہے۔

۱۰ ان کی ہلاکت کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مال و دولت دیا ہے لیکن کسی غریب پر خرچ نہیں کرتے۔ زکوٰۃ نہیں ادا کرتے۔ کسی یتیم کی بھوک مٹانے کے لیے وہ اپنی دولت سے کچھ خرچ کرنے کے لیے تیار ہی نہیں۔ یہ طرز عمل اس لیے ہے کہ انہیں یہ خیال ہے کہ اگر آج ہم نے کچھ خرچ کیا تو کل جو بھوکے رہیں گے، دولت کے انبار نہ لگے تو کیا عیش کریں گے۔ ان کی اس بے حسی اور سنگدلی کی وجہ یہ ہے کہ وہ آخرت کے منکر ہیں۔

۱۱ ان کے برعکس نیک لوگ وہ ہیں جو ایمان سے بھی بہرہ ور ہیں اور ان کی زندگی کا دامن نیکیوں کے سنہرے موتیوں سے

أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُونَ

پوچھیے کیا تم لوگ انکار کرتے ہو اس ذات کا جس نے پیدا کیا زمین کو دو دن میں ۳ اور ٹھیراتے ہو

لَهُ أَندَادًا ۚ ذَٰلِكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِن

اس کے لیے مد مقابل وہ رب العالمین ہے [illegible] ہی ہو سکتا ہے، اور اس نے گاڑ دیے اس میں پہاڑ اس کے

فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً

اوپر سے اور برکتیں رکھ دیں اس میں اور اندازے سے مقرر کیں اس میں اس کی غذائیں [illegible] چار دنوں میں [illegible]

پھلوں سے بھرا ہوا ہے۔ [illegible] وہ اس سے ناامید، جو ابھرے گا وہ کبھی ختم نہ ہوگا۔ ممنون یعنی غیر مقطوع یا منقطع نہ ہونے والا ختم نہ ہونے والا

ان چار آیتوں میں اپنی توحید اپنی قدرت کاملہ اور علم و حکمت کے ایسے دلائل واضحہ پیش کیے ہیں کہ کوئی سمجھدار آدمی ان کا انکار نہیں کر سکتا۔ ان دلائل کو بیان کرنے کے بعد کفار سے یہ دریافت کیا جا رہا ہے کہ کیا تم سے بڑا احمق اور کم عقل بھی کوئی ہے جن کی تم پوجا پاٹ کرتے ہو وہ ان اوصاف سے متصف ہیں؟ ان میں ان صفات عالیہ میں سے کسی صفت کا معمولی سا رنگ بھی پایا جاتا ہے؟ اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو پھر تم سے بڑا ظالم اور احمق کون ہوگا جو ذرے کو آفتاب کا ہمسر اور قطرے کو سمندر کا ہم پایہ خیال کرتا ہے۔ پہلی آیت میں بتایا کہ یہ زمین جس پر تم آباد ہو اور جس کی فضا میں تم سانس لیتے ہو، [illegible] تمہارے کسی دیوتا نے پیدا نہیں کیا ہے یہ ساری کی ساری [illegible] سے بہت پہلے [illegible] ان معبودوں کی تخلیق سے پہلے اس وسیع و عریض زمین کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔ جب حقیقت یہ ہے تو تمہیں حیا نہیں آتی کہ اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہو اور اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے بتوں کو اس کا ہمسر یقین کرتے ہو۔ یہ احساس رہے کہ یہ زمین [illegible] بلکہ دو دن میں اس کی آفرینش مکمل کر دی۔ اس کی قدرت تو اس کو پلک جھپکنے میں بھی پیدا کر سکتی تھی لیکن یہ تدریج اس کی حکمت کا تقاضا ہے۔

یوم سے مراد یہ دن نہیں بلکہ مطلق وقت ہے یا تعیین کا [illegible] پہلے کئی مرتبہ اس لفظ کی وضاحت گزر چکی ہے۔

رَوَاسِيَ جمع ہے رَاسِيَة کی: جو چیز زمین میں گڑی ہوئی ہو۔ جیسا کہ لنگر کو بھی کہتے ہیں جن سے کشتیاں اور جہاز [illegible] ڈال دیتے ہیں۔ پہاڑوں کو بھی اس لیے رواسی کہا کہ ان کی جڑیں زمین میں دور تک چلی گئی ہوتی ہیں۔ یوں نہیں کہ بس زمین کی سطح پر رکھ دیے گئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے کرۂ زمین کو اضطرابی حرکت سے محفوظ کرنے کے لیے زمین میں جابجا پہاڑوں کی میخیں ٹھونک دی ہیں لیکن یہ پہاڑ کسی میخ کی طرح زمین میں [illegible] ہوئے نہیں

لِّلسَّآئِلِیْنَ ⑩ ثُمَّ اسْتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ وَ هِیَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَ

یکساں ہے ضرورت مندوں کے لیے ثہ پھر اس نے توجہ فرمائی آسمان کی طرف جبکہ وہ اس وقت محض دھواں تھا ثلہ پس فرمایا اس نے

کہ زمین سے جست اُٹھے ہوئے ہیں پہاڑوں کو اس طرح جماتے ہیں جو کھونٹیں ہیں ان سے بخوبی واقف ہے۔ ان
کے سب فائدوں سے ایک یہ بھی ہے کہ پہاڑوں کے کرۂ ارض کے حالات اور معاشیات سے گہرے رشتے ہیں۔ کیونکہ
سے ایک کوہِ جنوں سے گرد پھیرتے کے بعد بادل گھومتے ہیں۔ وضاحت اس لئے ہمیں گھروں کو مل سکتا ہے۔ اگر
پہاڑ سامنے کے سامنے زمین میں دھنسے ہوئے تو ان صفات کا ظاہر ہونا مشکل ہوتا۔

ث اللہ تعالیٰ نے زمین میں بے شمار خیرات و برکات رکھ دی ہیں جو زمین کو کسی صورت سے جدا ہو کر نہیں استعمال کیا جا
سکتا بلکہ کسی جگہ کا سامان ہے جس سے پانی کو نیچے لا کر وہاں سے عمدہ چیزیں حاصل ہوتا ہے لیکن چشمے پھوٹ نکلتے ہیں
جیسے جب پہاڑی میدان میں مٹی وغیرہ سے سب کی کوئی کمی جاری ہیں۔ دنیا کی قوموں کو ہمیشہ جو مال دولت ہے اور وہ
کی برکتوں کا اندازہ ہو سکتا ہے

ث سطح زمین پر مٹی کی جو چادر پھیلی ہے ان سب کے لیے مختلف قسم کی جو غذا مطلوب ہے سب کا انتظام پہلے دن ہی
سے کر دیا۔ مثلاً گیہوں اور جو۔ شیر کی غذا جنگلی جانوروں کے گوشت ہے۔ بیل کے لیے گھاس وغیرہ اور چوپایوں کے کھانے
کا سب سے عمدہ پہلو گوشت وغیرہ جیسے کہ ہر ایک نوع کی جس کی ضرورت کے مطابق
کی اور اس کے مطابق قسمت کے ذخیرے وہیں مقرر ہیں ہر ایک کو جگہ دی گئی ہے۔ ان کے علاوہ کائنات کی اس جگہ کی
بات کے ساتھ حضرت انسان کے لیے کیا کچھ رکھا گیا ہے۔ جب کہ زمین کے اندر وسیع ذخیرے انتظام سے پیدا ہونے سے ہزاروں
سالوں پہلے کر دیا گیا۔ اس کی حکمت اور اس کی قدرت کے بارے میں اہل مالک بھی کیا جا سکتا ہے

ثہ یعنی زمین کی تخلیق اور اس میں سامان زندگی مہیا کرنے کا اہتمام دو دن میں۔ مگر کی بنا اور شمولیت کے لیے یہ سارے انتظامات صرف
چار دنوں میں یعنی چار مرحلوں میں مکمل کر دیئے گئے۔

ثلہ یہ زمین و سمت کے ہونے کسی خاص طبقے کی اجارہ داری نہیں جس کی طلب ہوگی۔ جتنا اور جیسا ہوگا۔ ہر ضرورت کا
سامان یہاں مہیا کیا گیا ہے اس کی حکمت اور وعدے کے مطابق اس کی حق سے حصے دیا جائے گا
اس آیت سے جو شرک کے نظام کی تائید کے لیے جو استدلال کیا جاتا ہے وہ بالکل بے محل ہے

ثلہ استویٰ کا صلہ جب الیٰ ہو تو اس کا معنی توجہ کرنے کے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے آسمان کی طرف توجہ فرمائی۔ یہ پہلے
ایک دھواں سا تھا سائنس اور اس قسم کا مادہ تھا جس سے اس نے اپنی قدرت کا ملہ سے سات آسمان پیدا کر دئے۔

لِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ ﴿۱۱﴾ فَقَضٰىهُنَّ

زمین کو کہ آجاؤ تعمیل حکم اور ادائے وظائف کے لیے خوشی سے یا مجبوراً دونوں نے عرض کی ہم خوشی خوشی بصد مسرت حاضر ہیں ۱۲ پھر بنا دیے

سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحٰى فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا وَزَيَّنَّا

انہیں سات آسمان ۱۳ دو دنوں میں اور وحی فرما دی ہر آسمان میں اس کے حسب حال اور ہم نے مزین کیا

السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَحِفْظًا ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ

آسمان دنیا کو چراغوں سے ۱۴ اور اسے خوب محفوظ کر دیا گیا ۱۵ یہ اندازہ ہے غالب سب کچھ جاننے

الْعَلِيمِ ﴿۱۲﴾ فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ

والے کا ۱۶ پس اگر وہ روگردانی کریں تو آپ فرمائیے کہ میں نے ڈرایا ہے تمہیں ایسی کڑک سے جو

۱۱ زمین و آسمان کو حکم دیا کہ جس خدمت کی ادائیگی کے لیے جس وظیفہ کی بجا آوری کے لیے تمہیں پیدا کیا گیا ہے اس کے لیے حاضر ہو جاؤ۔ اس میں تمہاری مرضی کا کوئی دخل نہیں بلکہ حکم کی بجا آوری ضروری ہے تم چاہو یا نہ چاہو ہر حال میں تمہیں ہمارے فرمان کی تعمیل کرنا ہو گی۔

۱۲ زمین و آسمان نے بیک زبان جواب دیا اے ہمارے مالک و مولا ہم بصد خوشی تعمیل ارشاد کے لیے حاضر ہیں۔

۱۳ چنانچہ سات آسمان بنا دیے گئے اور ہر آسمان کے حسب حال وہاں احکام و ہدایات نازل فرما دیے تاکہ ہر آسمان کی مخلوق منشاء خداوندی کے مطابق اپنی زندگی گزارے

۱۴ جب سورج غروب ہو جاتا ہے، شام کا دھندلکا پھیلنے لگتا ہے تو ننھے ننھے ستارے آنکھ مچولی شروع کر دیتے ہیں رات کی وحشت اور تاریکی کی گھٹن ان چراغوں سے کافور ہو جاتی ہے بلکہ ان کی روشنی کی یہ ہلکی پھلکی چمک دل کو نیا سرور اور تازگی بخشتی ہے

۱۵ یہ مصدر متعلق ہے یعنی حَفِظْنَاهَا حِفْظًا یعنی ہم نے آسمان کو خوبصورت اور دلآویز بنایا ہے، نیز اسے مضبوط اور مستحکم بھی بنایا ہے جس میں کوئی دراڑ نظر نہیں آتی کوئی شگاف دکھائی نہیں دیتا۔ ہر طرح کی بیرونی دخل اندازیوں سے اسے محفوظ کر دیا گیا ہے۔

۱۶ یعنی یہ سارا انتظام ہر چیز کے لیے مناسب محل اور مقام کا تعین، ہر چھوٹی بڑی چیز کے لیے فرائض و واجبات کا تعین یہ محیر العقول نظام، یہ ساری منصوبہ بندی اور اس منصوبہ بندی کی عملی تکمیل اسی خداوند قدوس کی قدرت کا کرشمہ ہے

عَادٍ وَّثَمُوْدَ ۝ اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ

عاد و ثمود کی کڑک کی مانند ہلاکت خیز کڑک ٹوٹ پڑے گی یاد کرو جب آئے تھے ان کے پاس رسول ان کے سامنے سے اور

جو سب سے زبردست اور بڑی حکمت والا ہے۔

اگرچہ قرآن حکیم ایسی کتاب نہیں جس میں کائنات کی تخلیق و ترکیب کے علوم و اسرار کا تفصیلی تذکرہ ہو۔ البتہ جو اشارات آفرینش عالم کے متعلق قرآن کے مختلف مقامات پر موجود ہیں۔ سائنس کی تحقیقات بھی مختلف مراحل سے گزر کر اسی طرف آرہی ہے۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

إن عرشه تعالى كان قبل خلق السموات والأرض على الماء، فأحدث الله تعالى في الماء سخونة فارتفع زبد ودخان، فأما الزبد فبقي على وجه الماء فخلق الله تعالى فيه اليبوسة وأحدث سبحانه منه الأرض، وأما الدخان فارتفع وعلا فخلق الله تعالى منه السموات۔ (روح المعانی)

یعنی زمین و آسمان کی پیدائش سے پہلے اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پانی میں حرارت پیدا کر دی۔ اس سے جھاگ اور دھواں بلند ہوا۔ جھاگ پانی کی سطح پر باقی رہی۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں خشکی پیدا کی اور اس سے زمین بنائی اور دھواں اوپر اٹھا بلند ہوا۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے آسمان کو پیدا کیا۔

سائنس کی جدید تحقیقات بھی اس نظریہ سے بہت قریب ہیں۔

۲۶ ان آیات بینات کے مشاہدہ کے بعد بھی وہ کفر و ضلال کی روش کو چھوڑ کر اگر راہ راست پر گامزن نہیں ہوتے تو وہ یاد رکھیں جس عذاب نے عاد و ثمود جیسی قوموں کو نیست و نابود کر کے رکھ دیا تھا وہ عذاب انہیں بھی آ لے گا۔ جب عذاب انہیں چاروں طرف سے گھیرنے کا ارادہ کیے ہوئے تھا، یہ نہیں کہ انہیں کسی نے بروقت خبردار نہیں کیا تھا اور وہ اپنے بچاؤ کی تدبیر کرتے۔

انذرت کا عام طور پر اتنا ہی مفہوم بیان کیا جاتا ہے کہ میں نے ڈرایا۔ حالانکہ نذر کے مادہ کا اطلاق اس ڈرانے پر ہوتا ہے جس میں کم از کم دو خصوصیتیں ہوں۔ ایک تو وہ ڈر بروقت ہو۔ یہ نہیں کہ جب پتھر آسمان سے برسنے شروع ہو جائیں تو خطرہ کا الارم بجنے لگے۔ دوسری بات یہ ہے کہ انذار سے مقصد صرف عذاب کی خبر دینا نہیں ہوتا بلکہ اصل مقصد اس شخص کی خیرخواہی ہوتا ہے کہ وہ اپنے بچاؤ کا انتظام کرے۔ لسان العرب میں ہے کہ عرب کہتے ہیں: أنذرت القوم سير العدو إليهم، أي أعلمتهم ذلك فعلموا وتحرزوا۔ یعنی میں نے قوم کو دشمن کے حملے سے خبردار کیا پس انہوں نے بچاؤ کر لیا۔ صاعقہ بجلی کی اس شدید کڑک کو کہتے ہیں جس کے ساتھ بجلی گرے۔ الصاعقة: الصوت الشديد من الرعد يسقط معها قطعة نار۔ یہ اس کا لغوی معنی ہے لیکن اب اس کا اطلاق ہر مہلک عذاب پر بھی ہوتا ہے خواہ اس کی نوعیت کسی قسم کی ہو۔ كل عذاب مهلك صاعقة۔ (لسان العرب)

خَلْفِهِمْ أَلَّا تَعْبُدُوْٓا إِلَّا اللّٰهَ ۖ قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَأَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً

پیچھے سے ، ہمیں ہدایت یہ سمجھاتے ہوئے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو [illegible]

فَإِنَّا بِمَآ أُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ فَأَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْأَرْضِ

فرشتے ، اس لیے ہم [illegible] اس کے منکر ہیں [illegible] عاد [illegible] زمین میں

۱۸ اس سے مراد پیغمبروں کی کثرت ہے [illegible] ان کے پاس تشریف لائے [illegible] اس [illegible] بھیجی تھی اس [illegible] ان سے کیا [illegible] اس [illegible] سے

بھی ڈرایا۔

۱۹ [illegible] انہوں نے دعوت حق قبول کرنے [illegible] کی ہدایت کے لیے [illegible] کرتے تھے [illegible] آپ [illegible] عرب [illegible] آپ [illegible] آپ کی [illegible] حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ایک دن ابوجہل اور چند دوسرے قریش کے سردار [illegible] جادو [illegible] کہانت اور شعر [illegible] عتبہ بن ربیعہ [illegible] تو [illegible] حکومت حاصل کرنا ہے تو ہم [illegible] بادشاہی کا اعلان کر دیتے ہیں [illegible] تو [illegible] جب [illegible] کتاب [illegible] سجدہ تک [illegible]

بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوا مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ۖ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ

ناحق تکبر کیا اور کہنے لگے کہ ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے ؟ کیا انہوں نے نہ جانا کہ اللہ تعالیٰ جس

الَّذِي خَلَقَهُمْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۖ وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ ﴿١٥﴾

نے ان کو پیدا کیا ہے وہ ان سے . زیادہ قوی ہے اور وہ ہمیشہ ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے

فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي أَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيقَهُمْ

پس ہم نے بھیجی ان پر سخت سردی کی تند ہوا منحوس دنوں میں تاکہ ہم انہیں چکھائیں

[illegible] صاعقة مثل صاعقة عاد وثمود تک پہنچے تو وہ [illegible] حضور کے لب مبارک پر ہاتھ رکھ دیا [illegible] قسمیں دلانے لگا کہ بس کیجیے ورنہ ہم برباد ہو جائیں گے۔ وہاں سے اٹھ [illegible] قریش [illegible] اس کا انتظار کر رہے تھے وہ سیدھا گھر چلا گیا [illegible] ابوجہل سب کو لے کر اس کے گھر پہنچا اور وہاں پہنچ کر اسے [illegible] شروع کر دیا [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] اختیار کر لیا ہے [illegible] ہو۔ ولقد علمتم ان محمدا اذا قال شيئاً لم يكذب فخفت ان ينزل عليكم العذاب

١ قوم عاد پر عذاب اس لیے [illegible] تکبر کرتے تھے اور انہیں اپنی قوت و طاقت پر [illegible] ناز تھا [illegible] میں [illegible] کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کا خوف بھی ان کے دل سے نکل گیا تھا۔ ارشاد فرمایا [illegible] انہیں [illegible] کہ تمہاری [illegible]

٢ العصر ، الحية و العصيفة ، وريح صرصر اى باردة و صماء ، سخت ٹھنڈی ہو کر [illegible] شدید

عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى

ذلت آمیز عذاب [illegible] دنیوی زندگی میں۔ اور آخرت کا عذاب تو بہت زیادہ رسوا کن ہوگا

وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى

اور ان کی ہرگز مدد نہ کی جائے گی [illegible] رہے ثمود تو ہم نے انہیں [illegible] اندھے پن کو

عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا

ہدایت پر [illegible] عذاب کی کڑک نے [illegible] ان کرتوتوں کے باعث جو وہ

يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَيَوْمَ يُحْشَرُ

کیا کرتے تھے۔ اور ہم نے ان لوگوں کو نجات دی جو ایمان لائے تھے اور اللہ سے ڈرا کرتے تھے۔ اور جس دن

اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۹﴾ حَتّٰىٓ اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ

[illegible] اللہ کے دشمنوں کو آگ کی طرف [illegible] یہاں تک کہ جب وہ [illegible]

[illegible] شدیدة الصوت (لسان العرب)، سخت ٹھنڈی ہوا [illegible] صرصر [illegible]
گئے [illegible] سخت ٹھنڈی [illegible] سات دن اور آٹھ راتیں تک
چلتی رہی [illegible] ان کے مکانوں کو بنیادوں سے اکھیڑ کر پھینک دیا [illegible] شدت کی تاب [illegible]
سے [illegible] مختلف [illegible]
[illegible] ہدایت کا لفظ دو معنوں میں مستعمل ہوتا ہے [illegible] یہاں فَهَدَيْنٰهُمْ
میں [illegible] اللہ تعالیٰ کے [illegible] انبیاء [illegible] نجات پائیں گے
لیکن [illegible] گمراہی کے [illegible] ہدایت کی روشنی [illegible]
اللہ تعالیٰ کی [illegible]
طرح ثمود پر جو عذاب آیا [illegible] حضرت صالح اور ان کے پیروکار [illegible] محفوظ رہے

اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو قبروں سے نکال کر جہنم کے [illegible] اور وہاں جو پہلے پہنچیں گے
انہیں روک دیا جائے گا [illegible] پھر ایک ساتھ سب کا حساب شروع ہوگا [illegible]

عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

آ جائیں گے تو ان کے خلاف گواہی دیں گے ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں ان باتوں کی جو وہ کیا کرتے تھے ۳۴

وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدْتُمْ عَلَيْنَا قَالُوا أَنْطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي

اور وہ کہیں گے اپنی کھالوں سے ۳۵ تم نے ہمارے خلاف گواہی کیوں دی؟ وہ کہیں گی ہم کو بھی اسی اللہ نے گویائی دی ہے جس

أَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ

نے ہر چیز کو گویا کیا ہے ہر شے ۳۶ اور اسی نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور اسی کی طرف تم لوٹائے جا رہے ہو۔

وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا

اور تم نہیں چھپا سکتے تھے (اپنے آپ کو) اس سے کہ گواہی دیں تمہارے خلاف تمہارے کان اور نہ

تقاضا یہ ہے کہ سب حاضرین کی موجودگی میں ہر شخص کے مقدمہ کا فیصلہ ہو تاکہ کوئی جرم کو چھپا نہ سکے یہ بات ہے تو وہ اس کا نام لے اور اگر وہ حاضر ہو جائیں پھر ایک ساتھ کے اعمال جنت سے متعلق ہیں تو ان سب کو فائدہ اور ذلیل بھی اس کا بھی اندازہ لگایا جا سکے اور بڑا ملک کی بدعملیوں کے حساب کتاب تو ان سب کو سامنا کرنا پڑا ہمیں ہر ایک وقت ان کا بھی لحاظ رکھا جا سکے۔ یوزعون: الوزع کف النفس عن ھواھا و وزعت الجیش حبست اولھم علیٰ آخرھم وفی التنزیل فھم یوزعون ای یحبس اولھم علیٰ آخرھم (لسان العرب)

نفس کو اپنی خواہش سے روک لینا۔ اس کو وزع کہتے ہیں۔ جب لشکر کے ہراول دستے کو پچھلی ٹکڑیوں سے ملنے تک روکا جائے کہ لشکر کا آخری حصہ بھی جمع ہو جائے یہ وزع کا معنی تقسیم کر دینا الگ الگ گروہوں میں بانٹ دینا بھی ہے ترجمہ اسی کے مطابق کیا گیا ہے

۳۴ گویا ہر چیز ٹیپ ریکارڈر کا کام دے رہی ہے اور جملہ اعمال و افعال کا ناقابل تردید ریکارڈ تیار کیا جا رہا ہے۔ قیامت کے روز اگر کوئی شخص کراماً کاتبین کی گواہی ماننے سے انکار کرے گا تو ان اعضاء کو بولنے کا حکم دیا جائے گا۔ اس کے بعد کسی کو ماننے سے انکار نہ ہوگا۔

۳۵ وہ بڑے جھنجلائیں گے اور اپنی کھالوں کو کوسنے لگیں گے

۳۶ وہ جواب دیں گے ہمارا کیا قصور ہے ہم تو محض تعمیل کر رہے ہیں جو ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اور ہم بولنے لگے۔ ہماری کیا مجال کہ حکم عدولی کر سکیں اور صرف ہم ہی نہیں ہر چیز بول رہی اور گواہی دے رہی ہے۔

أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَٰكِن ظَنَنتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ

تمہاری آنکھیں اور نہ تمہاری کھالیں ۳۳ بلکہ تم تو یہ گمان کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہی نہیں تمہارے

كَثِيرًا مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٢٢﴾ وَذَٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنتُم

اکثر اعمال کو جو تم کرتے ہو ۳۴ اور تمہارے اسی گمان نے جو تم اپنے رب کے بارے میں کیا

بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُم مِّنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٢٣﴾ فَإِن يَصْبِرُوا فَالنَّارُ

کرتے تھے تمہیں ہلاک کر دیا پس تم ہو گئے نقصان اٹھانے والوں سے پس وہ صبر کریں یا نہ کریں۔ آگ ہی ان کا

مَثْوًى لَّهُمْ ۖ وَإِن يَسْتَعْتِبُوا فَمَا هُم مِّنَ الْمُعْتَبِينَ ﴿٢٤﴾ وَ

ٹھکانا ہے ۳۵ اور اگر وہ اس وقت رضا طلبی چاہیں گے تو وہ ان میں سے نہیں ہوں گے جن پر اللہ راضی ہوا کرے

۳۳ تم دوسرے لوگوں سے تو گناہ کرتے وقت پردہ پوشی کرتے تھے ان کی نظروں سے چھپ چھپ کے کرتے تھے لیکن اپنے آپ اپنے اعضاء سے تمہارے لیے پردہ کرنا کیسے ممکن تھا۔

۳۴ بلکہ تمہارا تو یہ خیال تھا کہ تمہارے بعض اعمال کی خبر تو اللہ تعالیٰ کو بھی نہیں ہوتی۔ اسی لیے تم نے فسق و فجور کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ تمہارا یہی خیال تمہیں لے ڈوبا۔

۳۵ اس کے دو مفہوم بیان کیے گئے ہیں (۱) جب انہوں نے دنیوی زندگی میں رب جلیل کے احکام پر صبر کیا تو اب وہ آتش جہنم میں جلیں۔ جو کام بے دلی بجبر و اکراہ کرتے رہے ہیں اب اس کی سزا بھگتیں۔ (۲) یہاں او یجزعوا کا لفظ مقدر ہے اصل عبارت یوں ہے۔ فان یصبروا او یجزعوا۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ چاہے وہ صبر کریں یا جزع فزع کریں اب آگ سے نجات پانے کا کوئی رستہ انہیں نہیں ملے گا۔

۳۶ استعتب کا معنی ہے طلب العتبیٰ، العتبیٰ، الرضا۔ کسی کی خوشنودی اور رضا طلب کرنا۔ عرب کہتے ہیں استعتبتہ فاعتبنی ای استرضیتہ فارضانی (الصحاح)۔ یعنی میں نے اس سے گزارش کی کہ وہ راضی ہو جائے تو وہ راضی ہو گیا۔ یہاں بتایا جا رہا ہے کہ کفار و مشرکین قیامت کے دن جب جہنم کے کنارے پر لا کھڑے کر دیے جائیں گے اور وہ بھڑکتے ہوئے شعلوں کو دیکھیں گے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کریں گے۔ بڑی معذرتیں پیش کریں گے زمین پر ناک رگڑ رگڑ کر معافی مانگیں گے لیکن سب بے سود۔ و ما ھم من المعتبین یعنی یہ ان لوگوں میں سے نہیں ہوں گے جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا۔

قَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ فَزَيَّنُوا لَهُم مَّا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ

اور ہم نے مقرر کر دیے ان کے لیے کچھ ساتھی پس انہوں نے آراستہ کر دکھائیں انہیں اگلے اور پچھلے گناہ ان کے

وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِم مِّنَ

اور ثابت ہو گیا ان پر فرمان (عذاب)، ان قوموں کی طرح جو ان سے پہلے گزر چکی تھیں

الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ ﴿٢٥﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا

جنوں اور انسانوں سے وہ سب ہلاکت والے نقصان اٹھانے والے تھے اور کہنے لگے وہ کافر

لَا تَسْمَعُوا لِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ ﴿٢٦﴾

مت سنا کرو اس قرآن کو اور شور و غل مچا دیا کرو اس کی تلاوت کے درمیان تاکہ شاید تم اس طرح غالب آ جاؤ

ف۲۵ ان لوگوں کو شاید کبھی یہ خیال تو آتا ہو کہ وہ راہ راست سے بھٹک گئے ہیں انہیں اپنے برے اعمال پر شاید شرمندگی اور ندامت بھی محسوس ہوتی ہو لیکن ان کے مصاحب جن کا کام ہی خوشامد کرنا اور عیب کو خوبی ظاہر کرنا ہوتا ہے وہ ان کو ہوا لگنے ہی نہیں دیتے، ان کے برے کاموں کو بھی ایسے دلکش پیرایہ میں پیش کرتے ہیں کہ ان پر نیکی کا گمان ہونے لگتا ہے ظالم اور جابر حکمران اپنے سیاسی مخالفین کا قتل عام کرتے رہتے ہیں لیکن ان کے مصاحب انہیں اور کہتے رہتے ہیں کہ سرکار عالی! جو قدم آپ نے اٹھایا ہے اسی میں ملک و ملت کی بقا کا راز مضمر ہے یہ تو ہمارے قوانین جو آپ بناتے ہیں ناگزیر ہیں۔ جب تک یہ قانون نافذ نہ ہو گا حکومت چل ہی نہیں سکتی اور جب ان مظالم اور جابرانہ قوانین کے خلاف ملک کے گوشہ گوشہ سے صدائے احتجاج بلند ہوتی ہے تو احتجاج کرنے والوں پر دشمن کے ایجنٹ ہونے کا الزام لگا دیا جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ غفلت اور اپنے عروج کا نشہ اور گہرا کر دیتا ہے۔ ہر شخص کو اس قسم کے خوشامدیوں اور بدقماش دوستوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا چاہیے۔ خصوصاً ارباب اقتدار کا فرض ہے کہ وہ ایسے لوگوں کی گمراہ کن باتوں میں آ کر اپنے آپ کو اور اپنی قوم و ملک کو تباہ و برباد نہ کر دیں۔

ف۲۶ کفار قرآن کی ہیبت سے خوفزدہ ہیں۔ اس کی دل میں گھر کر جانے والی تاثیر سے خوب آگاہ ہیں۔ اس سے بچنے کی ایک ہی تدبیر انہیں سوجھی ہے کہ جس وقت قرآن پڑھا جائے تو اس وقت شور مچانا شروع کر دیا جائے تاکہ وہ قرآن کو نہ سنیں اور نہ کسی دوسرے کو سننے دیں۔

بھلا اس تدبیر سے اسلام کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے سامنے بند باندھا جا سکتا ہے۔

فَلَنُذِيقَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا عَذَابًا شَدِيدًا وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ

پس ہم ضرور چکھائیں گے کفار کو شدید عذاب کا مزہ اور انہیں بدلہ دیں گے

أَسْوَأَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٧﴾ ذَٰلِكَ جَزَاءُ أَعْدَاءِ اللَّهِ

بہت برا اس (رذالت) کا جو وہ کیا کرتے تھے ۳۲ یہ ہے سزا اللہ کے دشمنوں کی

النَّارُ ۖ لَهُمْ فِيهَا دَارُ الْخُلْدِ ۖ جَزَاءً بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا

یعنی آگ۔ ان کے لیے اس میں ہمیشہ رہنے کا گھر ہے۔ یہ سزا ہے اس بات کی کہ وہ ہماری آیتوں کا

يَجْحَدُونَ ﴿٢٨﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا رَبَّنَا أَرِنَا الَّذَيْنِ

انکار کیا کرتے تھے اور کفار کہیں گے اے ہمارے رب ہمیں دکھا وہ دونوں شیطان،

أَضَلَّانَا مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ أَقْدَامِنَا لِيَكُونَا

جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا جنوں اور انسانوں سے ہم انہیں روند ڈالیں گے اپنے قدموں کے نیچے تاکہ وہ ہو جائیں

مِنَ الْأَسْفَلِينَ ﴿٢٩﴾ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا

پست ترین لوگوں سے ۳۳ بیشک وہ (سعادت مند) جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر وہ اس قول پر ثابت قدم رہے

۳۲ لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس جرم کی جو سزا مقرر ہے بڑی سخت ہے۔ اس تجویز پر عمل کرنے سے پہلے وہ اپنی قوت برداشت کا جائزہ لے لیں۔ کیا ان میں اس عذاب الیم کو برداشت کرنے کی ہمت ہے۔

۳۳ جب انہیں دوزخ کے ابدی عذاب میں جھونک دیا جائے گا اس وقت انہیں وہ لیڈر اور قائد یاد آئیں گے جن کے ورغلانے سے وہ اللہ تعالیٰ کے رسول کو ستایا کرتے تھے اور قرآن پر طرح طرح کے اعتراضات کیا کرتے تھے۔ انہیں رہ رہ کر ان لیڈروں پر غصہ آئے گا اور دانت پیسیں گے اور کہیں گے۔

"اے رب! ایک دفعہ ہمیں وہ شیطان دکھا دے جو جنوں اور انسانوں میں سے ہمیں گمراہ کیا کرتے تھے اگر وہ کہیں ہمارے ہتھے چڑھ جائیں تو ہم ان کو اپنے پاؤں تلے رگید کر رکھ دیں اور ان کا حلیہ بگاڑ ڈالیں تاکہ اہل جہنم کی نظروں میں بھی ان کی ذلت اور پستی آشکارا ہو جائے۔" ۳۴ اہل تبلیغ و اہل دل کی دلچسپی رہی گی اس میں ان کی [illegible]

تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا

اترتے ہیں ان پر فرشتے اور انہیں کہتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو تمہیں بشارت ہو

عذاب الیم میں مبتلا کیا جائے گا اور وہ کس طرح ایک دوسرے سے الجھیں گے۔ ان کے اس دردناک تذکرہ کے بعد اب سعادت مندوں کے انجام کا ذکر ہو رہا ہے اور دنیا و آخرت میں جو نعمتیں ان پر ہونے والی ہیں ان کا دلنشین بیان کیا جا رہا ہے تاکہ دل مچل جائیں ان کے نقش پا پر صبر و ثبات سے چلنے کے لیے بیتاب ہو جاتے ہیں

مختصر ان آیات میں دو حقیقتیں آشکارا کی گئی ہیں۔ شان بندگی کیا ہے اور شان بندہ نوازی کس کو کہتے ہیں۔ شان بندگی تو یہ ہے کہ انسان زبان سے اقرار کرے کہ میرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے اور پھر آخر دم تک اپنے اس قول پر قائم رہے اپنے قول و عمل سے اپنی عادات اور معمولات سے اپنی حرکات اور سکنات میں اس کی تصدیق کرتا رہے۔ زبان سے یہ کہہ دینا کہ میرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے آسان لیکن پھر ثابت قدمی سے اس پر قائم رہنا بڑی ہمت و حوصلہ کا کام ہے۔

حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی پھر کہا قد قالہا الناس ثم کفر اکثرھم فمن مات علیہا فھو ممن استقام (ترمذی)۔ یعنی لوگوں نے اقرار کیا ہے کہ ربنا اللہ لیکن پھر اکثر اس کا انکار کر بیٹھے ہیں۔ جو آخر دم تک اس بات پر ثابت قدم رہا اس کا شمار ان لوگوں میں ہو گا

علامہ قرطبی نے صحابہ و تابعین سے اس آیت کی تفسیر نقل کی ہے ملاحظہ فرمائیے:

ایک بار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے یہ آیت پڑھی اور پوچھا اس کا کیا مطلب ہے۔ لوگوں نے کہا ثم استقاموا کہ استقامت کا معنی یہ ہے کہ پھر انہوں نے کوئی گناہ نہ کیا۔ آپ نے فرمایا قد حملتم الامر علی اشدہ، تم نے تو یہ کلام بڑا مشکل بنا دیا ہے۔ عرض کی گئی آپ ہی واضح فرمائیے۔ فرمایا یعنی انہوں نے کسی کو اپنا معبود نہ بنایا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو اپنا رب ماننے کے بعد ان کی استقامت کا یہ مطلب ہے کہ پھر انہوں نے کسی اور کو خدا نہ بنا لیا۔ حضرت فاروق اعظم نے استقاموا کی تفسیر یوں کی:

استقاموا واللہ تعالیٰ بطاعتہ ولم یروغوا روغان الثعلب۔ یعنی وہ ثابت قدمی سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں اور لومڑی کی طرح حیلہ سازیاں کر کے روگردانی اختیار نہیں کرتے۔

حضرت عثمان سے مروی ہے: اخلصوا العمل۔ جو عمل کرتے ہیں اخلاص سے کرتے ہیں۔ ریا اور نمائش کا وہاں کوئی دخل نہیں ہوتا۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا فرائض کی ادائیگی استقامت ہے۔

عارف باللہ مولانا ثناء اللہ لکھتے ہیں کہ استقامت ایک مختصر لفظ ہے۔ اس سے مراد شریعت کے تمام احکام کی بجا آوری اور جن امور سے روکا گیا ہے ان سے اجتناب اور آخر دم تک اسی طریقہ کار پر ثابت قدمی۔

حضرت سفیان بن عبد اللہ الثقفی نے عرض کی یا رسول اللہ قل لی فی الاسلام قولا لا اسئل عنہ احدا بعدک اے اللہ تعالیٰ کے رسول! اسلام کے بارے میں مجھے ایسی بات بتائیے کہ حضور کے بعد مجھے کسی سے پوچھنے کی حاجت نہ رہے

بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۝ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي

جنت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا	ہم تمہارے دوست ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قل آمنت باللہ ثم استقم کہ کہو میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور پھر عمر بھر اس پر ثابت قدم رہو۔

۳۳۔ شانِ بندگی کے ذکر کے بعد اب شانِ بندہ نوازی کا بیان شروع ہو رہا ہے۔ بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے ان مقبول بندوں پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان کو طرح طرح سے تسلی دیتے ہیں کہ تمہیں دہشت زدہ اور خوفزدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں اور اہل و عیال اور اسباب جو تم پیچھے چھوڑ جاؤ گے ان کے بارے میں بھی تمہیں پریشان نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہے۔ اور ہم تمہیں یہ خوشخبری دیتے ہیں کہ جنت کے دروازے تمہارے لیے کھول دیے گئے ہیں اور وہاں کی حوریں تمہارے لیے چشم براہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے بندوں پر فرشتوں کا نزول کس وقت ہوتا ہے اور کیا وہ فرشتوں کی باتوں کو انہی ظاہری کانوں سے سنتے ہیں۔ بعض علماء کا یہ قول ہے کہ فرشتوں کا نزول موت کے وقت ہوتا ہے۔ لیکن اہل تحقیق کا یہ قول ہے کہ یہ سلسلہ ہر وقت جاری رہتا ہے جب بھی بندہ مومن اپنے ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے اور اپنے فرائض سے عہدہ برآ ہونے کے لیے میدان عمل میں گامزن ہوتا ہے تو قدم قدم پر یہ فرشتے اس کے پاؤں کی لغزش کو روکتے ہیں ہر روز جو مشکلیں اس کی منتظر ہوتی ہیں۔ اور سکون و آرام کے بادل ہر جانب سے گھر آتے ہیں۔ اس وقت فرشتے اس کی دلجوئی کے لیے نازل ہوتے ہیں۔ بعض مقبول بندے فرشتوں کی یہ باتیں اپنے کانوں سے سنتے ہیں اور بعض ان کی باتیں تو نہیں سن سکتے لیکن ان کے دلوں میں طمانیت و سکینت کی ایک ایسی کیفیت نمودار ہو جاتی ہے کہ ان کے اکثر اندیشے ختم ہو جاتے ہیں۔ اعمال کے سلسلہ میں ان کی قوت عاملہ تیز ہو جاتی ہے اور نئے ولولے اور عزم سے سرشار ہو کر وہ منزل مقصود کی طرف بڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ کوئی چیز ان کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتی مرتے وقت قبر میں اور روز حشر تمام مقامات پر انہیں فرشتوں کی رفاقت حاصل ہو گی۔ چنانچہ علامہ آلوسی فرماتے ہیں:

تتنزل عليهم فيما يعن ويطرأ لهم من الامور الدينية والدنيوية بما يشرح صدورهم ويدفع عنهم الخوف والحزن بطريق الالهام كما ان الكفرة يغويهم ما قيض لهم من قرناء السوء

یعنی فرشتے ان پر اترتے ہیں اور دینی اور دنیوی حالات میں انہیں جو پیش آتی ہیں ان میں ان کی یوں امداد کرتے ہیں کہ ان کے سینے کشادہ ہو جاتے ہیں اور بذریعہ الہام ان کے خوف و حزن کو دور کر دیتے ہیں۔ جس طرح کفار کو ان کے برے ساتھی برے کاموں پر اکساتے ہیں۔

اس کے بعد علامہ موصوف فرماتے ہیں کہ کلام کے اطلاق اور عموم کے پیش نظر یہی قول اقرب ہے اور ہم قبل ازیں بتا چکے ہیں کہ بہت لوگوں کا یہ قول ہے کہ یہ فرشتے اکثر اوقات متقیوں پر منکشف ہوتے ہیں اور وہ ان سے کسب فیض کرتے ہیں و ربما [illegible]

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ

دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی اور تمہارے لیے اس میں ہر وہ شے ہے جو تمہارا جی چاہے

وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿۳۱﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ﴿۳۲﴾ وَ

اور تمہارے لیے اس میں ہر وہ چیز ہے جو تم مانگو گے یہ مہمانی ہے بہت بخشنے والے ہمیشہ رحم فرمانے والے کی طرف سے اور

مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ

اس شخص سے بہتر کس کا کلام ہے جس نے دعوت دی اللہ کی طرف اور نیک عمل کیے اور کہا کہ

یعنی نیک کاموں کی ادائیگی میں ہم تمہارے مددگار ہیں، بذریعہ الہام حق بات تمہارے دلوں میں ڈال دیتے ہیں۔ اور ان امور کی طرف تمہاری رہنمائی کرتے ہیں جن میں تمہارا بھلا اور کامیابی ہے اور آخرت میں ہم دوستی کا حق یوں ادا کریں گے کہ شفاعت سے تمہاری امداد کریں گے اور جب قبر سے اٹھو گے تو تمہارا شاندار استقبال کریں گے (روح معانی)۔

تم جو چاہو گے، تم جو مانگو گے وہ دیا جائے گا۔

یہ عنایات جو اوپر مذکور ہیں یہ انعامات بے پایاں تمہارے اعمال کا معاوضہ نہیں ہوگا بلکہ رب غفور رحیم کی طرف سے مہمانی ہوگی۔ بندہ مومن اور خداوند عرش میزبان۔ سبحان اللہ کیا شان ہے کیسا اعزاز ہے اور کتنا کرم ہے۔ اللھم اجعلنا منھم بحبیبک الکریم وقائدھم المحتشم ومرشدھم المعظم۔ اللھم صل علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

بےشک ایمان لانا اور اس پر ثابت قدم رہنا بہت بڑی بات ہے لیکن اس سے اونچا ایک اور مقام ہے جس پر فائز ہونے کے لیے کوشاں رہنا ہر بندہ مومن پر لازم ہے۔ وہ یہ کہ لوگوں کو بھی اس عقیدہ مقدسہ کی دعوت دے کر دل و جان سے ایمان لانے کی دعوت دے۔ اس کے سچے رسول کی فرمانبرداری، اس کی نازل کی ہوئی کتاب کے احکام کو بجا لانے کی ترغیب دے حتیٰ کہ اس بات پر مطمئن نہ ہو جائے کہ اس نے اسلام کے چشمہ شیریں سے اپنی پیاس کو بجھا لیا۔ بلکہ ان تشنہ لبوں کا درد بھی اس کو بے قرار کر دے جو ریگزار حیات میں ایک قطرہ آب کے لیے ترس رہے ہیں۔ اس کے دل میں یہ شدید جذبہ ہو کہ جس طرح اس نے اپنی تاریک زندگی میں ایمان کی شمع روشن کر لی ہے، گمراہی کی ظلمتوں میں ٹھوکریں کھانے والا کوئی شخص بھی اس نور یقین سے محروم نہ رہے۔ خود سوچیے اس مقام کو مقام رفیع کیوں نہ کہا جائے کیا اس سے بھی زیادہ خیر خواہی اور خلوص کا کوئی درجہ ہے۔

آیت کا عموم اس امر کا مقتضی ہے کہ اس کو کسی کے ساتھ مختص نہ کیا جائے جو بھی یہ کار سر انجام دے اس کے لیے یہ [illegible] لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ تبلیغ و ارشاد میں حضور سرور عالم و عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جو مقام ہے اس سے کسی کو

إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ

میں فرمانبردار ہوں اپنے رب کے فرمانبرداروں میں سے ہوں ٹ۳ ۔ اور یکساں نہیں ہو سکتی نیکی اور برائی ٹ۴

کیا نسبت ہو سکتی ہے۔ حضرت حسن بصری گو اس آیت کریمہ کے متعلق کہتے تھے اس کے باوجود جب کبھی یہ آیت تلاوت کرتے اور اس کی تشریح کرنے لگتے تو ان پر عجیب ایک کیفیت طاری ہو جاتی اور یوں گویا ہوتے۔ وقد قال الحسن اذا قرء هذه الآية يقول هذا رسول الله، هذا حبيب الله، هذا ولي الله، هذا صفوة الله، هذا خيرة الله، هذا والله احب اهل الارض الى الله (قرطبی) کہ اس زمین تک کے ملک رسول اللہ ہیں، حبیب اللہ ہیں، ولی اللہ ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ ہیں، یہ تمام اہل زمین سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہیں۔

ٹ۲ لوگوں کو دعوت دے کر خود عامل نہیں ہو جاتا جس طرح عام طور پر دیکھا جاتا ہے۔ بلکہ وہ خود بھی اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی پوری تندہی سے کرتا ہے۔

ٹ۳ زبان سے یہ کہہ دینا کہ میں مسلمان ہوں، کون سے کمال کی بات ہے کہ اتنے اہتمام سے یہاں اس کو بیان کیا گیا ہے ہم سب اپنی مسلمانی کے دعوے کرتے ہیں لیکن اس سے کسی کو کیا فائدہ پہنچتا ہے۔ بالکل کوئی انوکھی بات نہیں ہے آج کل یہ معمولی سا ہے لیکن آپ ذرا تصور کریں اس ماحول کا جس ماحول میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اس وقت جو شخص اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرتا تھا وہ گویا لوگوں کو دعوت عام دیتا تھا کہ آؤ مجھ پر پتھر برساؤ، میری تذلیل کرو کہ میں نے یہ جرم کیا ہے۔ پتھر پر لٹا دو، میرے جسم پر چھریاں چلاؤ پھینکو، دو انگارے دہکاؤ اور مجھے ان پر لٹا دو، بھوکے پیاسے رکھو، میری داڑھی کے بال نوچو لیکن میں آنے کا نہیں۔ تم سے کوئی بازپرس نہیں ہوگی۔ ایسے ماحول میں یہ کہنا کہ میں مسلمان ہوں، ہر طرح کے ستم اور مصائب کا اعلان کرنا ہے ویسا اعلان کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہ تھی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آج بھی اس اعلان کی ذمہ داریوں کو قبول کرنے کا پورا احساس کرتے ہوئے یہ کہنا اننی من المسلمین بڑے ہی دل گردے کا کام ہے۔ اسی لیے تو علامہ مرحوم نے فرمایا تھا

چو می گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلات لا الٰہ را

اور اپنے انداز میں جگر مراد آبادی کا یہ شعر بھی خوب ہے:

یہ عشق نہیں آساں اتنا ہی سمجھ لیجے
اک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے

ٹ۴ یہاں حقیقت سے پردہ اٹھا دیا گیا کہ نیکی اور برائی یکساں نہیں۔ نیکی ہر حال میں نیکی ہے خواہ معاشرہ میں اس کی پذیرائی نہ ہو اور برائی اپنی ظاہری خوبصورتی کے باوجود برائی ہے۔ خواہ اس کو اپنانے والی بڑی بڑی ہستیاں ہوں۔ برائی کا مرتکب برائی کا ارتکاب کیوں نہ کرتا ہو لیکن اس کے دل میں یہ خلش ہمیشہ رہتی ہے کہ وہ برائی کر رہا ہے اور اس طرح اپنے اوپر ظلم کر رہا ہے۔

ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ

(برائی کو) دفع کرو اس نیکی سے جو بہتر ہے ۵۵ پس ناگہاں وہ شخص تیرے درمیان اور اس کے درمیان عداوت

كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ۝ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَ

تھی یوں ہو جائے گا گویا وہ تمہارا جانی دوست ہے ۵۶ اور نہیں توفیق دی جاتی اس خصلت کی مگر انہیں جو صبر کرتے ہیں

ف۵۵ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم کو اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذریعہ سے تمام داعیان حق کو یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ جب [illegible] میں تم دیکھو کہ [illegible] برائی کا جواب برائی سے نہیں بلکہ حسن سلوک سے دو [illegible] ہے اور اگر تم پر زیادتی [illegible] تمہارے [illegible] لیکن [illegible] لوگ نہیں [illegible] آپ [illegible] سے [illegible] خوب [illegible] بات ہے۔ لیکن لطف تو تب ہے کہ [illegible] کی دعوت [illegible]۔

ف۵۶ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ [illegible] کی قوت [illegible] کا [illegible] نصیب ہوگی [illegible] وہ اس سے [illegible] تمہارے [illegible] کی وجہ سے تمہاری جان کے دشمن اور تمہارے خون کے پیاسے بن گئے تھے اب وہ دل و جان سے تم پر تصدق اور نثار ہونے لگیں گے [illegible] علامہ ابن [illegible] اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ تفسیر ملاحظہ کریں۔

یہ مسلمان کی [illegible] کا اصل [illegible] زندگی میں یہی صحیح [illegible] کامیابی حاصل کرنے کا یہی طریقہ ہے۔ کسی شخص نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو [illegible] آپ نے جواب دیا :

ان کنت صادقا فغفر اللہ لی وان کنت کاذبا فغفر اللہ لک (قرطبی) اگر تم سچے ہو تو اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے اور اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تمہیں بخشے۔

سیدنا علی مرتضیٰ کے غلام قنبر کو کسی نے گالی دی۔ آپ نے [illegible] قنبر [illegible] فرمایا: یا قنبر دع شاتمک [illegible] مہانا ترضی الرحمن وتسخط الشیطان وتعاقب ملکیک فما عوقب الاحمق بمثل السکوت عنہ (قرطبی)۔

ترجمہ: اپنے گالی دینے والے کو چھوڑ دو [illegible] رحمن کو راضی کرو گے اور شیطان کو غضبناک کرو گے [illegible] کی بجائے خاموشی اختیار کی جائے۔

ف۵۷ اس مقام رفیع پر پہنچنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ جب تک [illegible] صبر حاصل نہ ہو [illegible] پالیا جائے اس وقت

مَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ

اور نہیں توفیق دی جاتی اس کی مگر بڑے خوش نصیب کو اور اگر شیطان کی طرف سے تجھے

الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

دل میں کوئی وسوسہ پیدا ہو تو اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگ ٹ بیشک وہی سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۭ لَا تَسْجُدُوْا

اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہیں رات اور دن اور سورج اور چاند بھی ٹ مت سجدہ کرو

تک یہاں قدم رکھا گئی ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ وہ شخص بڑا ہی خوش نصیب اور بلند اقبال ہے جس کو اس مقام تک رسائی حاصل ہوگئی ہے۔ علامہ ابن منظور یلقیٰ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وقال الازہری: والتلقی هو الاستقبال ومنه قوله تعالیٰ وما یلقّٰها الا الذین صبروا ۔ وقیل فی قوله ما یلقّاها ای ما یُلقّنها ویوفق لها الا الصابر (لسان) ترجمہ اسی کے مطابق کیا گیا ہے۔

ٹ اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے ایک بڑی پیاری بات کہہ دی۔ جتنا تو اپنے حسن عمل سے خوبصورت روایات قائم کرنے کی کوشش کرے گا شیطان بھی تمہیں بہکانے کے لیے اپنی کوششوں کو تیز تر کرے گا۔ وہ بھلا یہ کب گوارا کر سکتا ہے کہ تیری ذات میں حسن حق پسندی کا ایک ایسا حسین پیکر دنیا کے سامنے پیش ہو جسے دیکھ کر دل بے اختیار اس کی طرف کھنچے آئیں۔ وہ ضرور ڈنگ مارے گا اور پوری جدوجہد کرے گا کہ تجھ سے کوئی ایسی بات صادر ہو جائے جس کا منفی اثر تیری سیرت کی دلکشی اور جاذبیت کو ختم کر دے۔ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہونے دے تجھے کیسا چوکنا رہنا چاہیے۔ ایسا ہو کہ بچا لیا جائے۔ جب بھی شیطان کوئی ایسی بات تیرے دل میں ڈالے تجھے چاہیے کہ بیک وقت اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرنے کے لیے التجا کر تاکہ وہ شیطان کے شر سے تجھے محفوظ رکھے۔ تو اس جن کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ تجھے اللہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق کی ضرورت ہے اس لیے بڑی بے بسی اور بے چارگی کا اعتراف کرتے ہوئے بڑی عاجزی سے درخواست کر کہ وہ تجھے شیطان کی اس یلغار سے بچائے۔ وہ تیری درخواست سننے کا اسے قبول فرمائے گا۔ وہ تیرے حال دل سے خوب آگاہ ہے۔

نزغ: نزغ مرضا کا معنی دل میں وسوسہ ڈالنا۔ وہ وسوسہ جس کی وجہ سے انسان گناہ کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے اسے نزغ شیطان کہتے ہیں۔ علامہ ابن منظور لکھتے ہیں: ونزغ الشیطان وسوسته ونخسه فی القلب بما یسول للانسان من المعاصی (لسان)

ٹ اب پھر شرک کے بطلان اور توحید کی حقانیت پر دلائل پیش کیے جا رہے ہیں۔ مشرکین عرب کا اکثر مشرک قوموں

لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ

سورج کو اور نہ چاند کو بلکہ سجدہ کرو اللہ کو جس نے انہیں پیدا کیا ہے اگر تم

كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ

واقعی اس کے پرستار ہو پھر بھی اگر یہ لوگ اکڑ میں رہیں تو کچھ پرواہ نہیں جو فرشتے تیرے

رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْئَمُوْنَ ۝

رب کے پاس ہیں تسبیح کرتے رہتے ہیں اس کی شب و روز اور وہ کبھی نہیں تھکتے

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا

اور اسی کی قدرت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تو دیکھتا ہے زمین کو کہ وہ کسی وقت خشک بے جان پڑی ہے پھر جب ہم برساتے

الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ؕ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ؕ اِنَّهٗ

ہیں اس پر پانی تو وہ لہلہانے اور ابھرنے لگتی ہے بے شک جس نے اسے زندہ کیا وہی یقیناً زندہ کرنے والا ہے مردوں کو بھی بے شک وہ

کے معبود بنا رکھے ہیں۔ بتانا چاہتا ہے کہ یہ خود مخلوق ہیں۔ یہ تو اس خالق کائنات کی قدرت و حکمت کی نشانیاں ہیں۔ جو کام اس نے ان کے سپرد کیا ہے اس کو انجام دینے میں مصروف ہیں۔ رات کو چاند طلوع ہوتا ہے اور صبح کا کہیں پتہ نہیں چلتا۔ صبح ہوتی ہے تو سورج نور افشانیاں کرتا ہوا نمودار ہوتا ہے اور چاند کو نظروں سے اوجھل کر دیتا ہے۔ اگر یہ معبود ہوتے تو ہر وقت ہر جگہ موجود رہتے۔ دونوں روشن ہیں لیکن ہر ایک کی روشنی کی مقدار الگ الگ اور تاثیر جدا ہے۔ رفتار کی تیزی کی سست روی کا یہ اختلافات میں کئی حکمتیں ہیں جو اہل نظر سے پوشیدہ نہیں۔

ان کو سجدہ نہ کرو بلکہ اس ہستی کو سجدہ کرو جو ان کی خالق ہے۔

اگر کفار اس کی صداقت کو تسلیم نہ کریں اور وہ غرور و تکبر سے باز نہ آئیں تو اللہ تعالیٰ کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے اپنی عاقبت کو ہی تباہ کر رہے ہیں۔ ان گنت فرشتے ایک پل بھی اس کی حمد و ثنا میں کمی نہیں کرتے۔ نہ تھکتے ہیں نہ اکتاتے ہیں بلکہ اسی ذکر و تسبیح پر ہی ان کی زندگی کا انحصار ہے۔

یہاں سجدہ تلاوت کرنا چاہیے احناف کے نزدیک۔ امام مالک اور کئی ائمہ تعبدون پر سجدہ تلاوت لازم کہتے ہیں۔

اپنی قدرت کی ایک اور شان کا ذکر فرمایا جس کا مشاہدہ تم نے ہزار بار کیا ہوگا۔ بعض اوقات خشکی سے

عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝۳۹ اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا

کرنے والا ہے مُردوں کو۔ بلاشبہ وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے بیشک جو لوگ ہماری آیتوں میں ہر طرف سے انحراف کرتے ہیں ۴۳

لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا ؕ اَفَمَنْ یُّلْقٰى فِی النَّارِ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْٓ اٰمِنًا

وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں ہیں بھلا کیا جو پھینکا جائے گا آگ میں وہ بہتر ہے یا جو آئے گا امن و سلامتی کے ساتھ

یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝۴۰

قیامت کے دن وہ بہتر ہے، (اچھا) کرو جو تمہاری مرضی ہو بیشک جو تم کرتے ہو وہ خوب دیکھ رہا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ وَ اِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِیْزٌ ۝۴۱

بیشک وہ لوگ جنہوں نے قرآن کا انکار کیا جب وہ ان کے پاس آیا ۴۴ (وہ ہم سے مخفی نہیں) اور بلاشبہ یہ بڑی عزت والی کتاب ہے

لَّا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ لَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِیْلٌ

نہیں آسکتا اس کے پاس باطل، نہ اس کے سامنے سے اور نہ اس کے پیچھے سے ۴۵ یہ اتاری ہوئی ہے

حرکت کرنا، [illegible] چلنا، چھونا، بڑھنا

۴۳ علامہ ابن منظور الحاد کے معنی کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں: المُلحِدُ العادِلُ عن الحقّ المُدخِل فيه ما ليس فيه،
یعنی ملحد اس شخص کو کہتے ہیں جو حق سے روگردانی کرے اور اس میں ایسی چیز کی آمیزش کرے جو اس میں نہیں ہے۔ اس کا ایک
دوسرا مفہوم بھی بتایا گیا ہے۔ یلحدون ای یعترضون یعنی وہ اعتراض کرتے ہیں۔

وہ لوگ جو خود حق سے روگردانی کیے ہوئے ہیں لیکن صرف اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ حق میں ایسی چیزوں کی ملاوٹ کرتے رہتے ہیں جن کے باعث لوگ حق سے نفرت کرنے لگتے ہیں یا جو لوگ آیات الٰہی میں طرح طرح کے اعتراضات کرتے ہیں، وہ کتنے مکار اور عیار کیوں نہ ہوں، ان کی یہ سازش کبھی چھپی نہیں رہ سکتی، نہ وہ اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں۔ قیامت کے دن انہیں ان کا ایک ایک [illegible] جائے گا۔ وہ خود سوچیں اور فیصلہ کریں کہ ان کی یہ حالت اچھی ہوگی یا اس شخص کی حالت بہتر ہوگی جسے قیامت کے دن کسی [illegible] کا اندیشہ نہ ہوگا ہر طرح سے محفوظ ہوگا [illegible] اپنے [illegible] کا انتظار کر رہا ہوگا

۴۴ [illegible] اور [illegible] یا [illegible] ہے۔

۴۵ یہ ایسی کتاب ہے کہ کسی [illegible] کی مجال نہیں کہ اس میں کمی بیشی کر سکے۔ یا اس کے بیان کی [illegible]

مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ﴿٤٢﴾ مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ

بڑے حکمت والے سب خوبیوں سراہے کی طرف سے۔ اے حبیب! نہیں کہا جاتا آپکو (جو کچھ کہا جاتا ہے) مگر وہی جو کہا گیا تھا رسولوں کو آپ

مِن قَبْلِكَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ وَذُو عِقَابٍ أَلِيمٍ ﴿٤٣﴾ وَلَوْ

سے پہلے ٤٨ بیشک آپ کا رب بڑا درگزر فرمانے والا (اہل ایمان کیلئے) اور (کفار کیلئے) دردناک عذاب دینے والا ہے۔ اور

جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا لَّقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ ۖ أَأَعْجَمِيٌّ

اگر ہم بنا دیتے اس کتاب کو قرآن عجمی (زبان میں) تو وہ کہتے کیوں نہ کھول کر بیان کی گئیں اس کی آیتیں ٤٩ کیا عجمی ہے کتاب اور

وَعَرَبِيٌّ ۗ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ ۖ وَالَّذِينَ

مخاطب عربی ہیں ٥٠ آپ فرمائیے وہ تو ایمان لانے والوں کے لیے ہدایت اور شفا ہے ٥١ اور جو

کیونکہ یہ ایسا مضبوط قلعہ ہے جس کے تمام اطراف محفوظ ہیں کسی جہت سے اس کے اندر کوئی شخص داخل نہیں ہو سکتا۔ کفر کے ہزار ہا حملے ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں لیکن کوئی ان میں سے اس کی حریم میں رخنہ اندازی کرنے کی ناپاک کی لیکن ہمیشہ ناکام رہے۔

٤٨ کفار جو اعتراض آج آپ پر کرتے ہیں بعینہٖ یہی اعتراضات آپ سے پہلے جو رسول تشریف لائے ان کی امت کے بدبختوں نے ان پر بھی کیے۔ یہ لوگ پہلے مجرموں کا انجام دیکھ چکے ہیں۔ اگر باز نہ آئے تو ان کے ساتھ بھی وہی سلوک ہوگا جو ان کے پیشروؤں کے ساتھ روا رکھا گیا تھا۔

٤٩ ان کفار کا بھی عجیب حال ہے قرآن کریم فصیح و بلیغ عربی زبان میں نازل کیا گیا ہے۔ اس کی آیات بالکل واضح اور ان کا مفہوم بالکل آشکارا ہے۔ لیکن یہ اسے قبول نہیں کرتے۔ اگر یہ قرآن کسی عجمی زبان میں نازل کیا جاتا تو یہ کہتے کہ عجیب بات ہے لانے والا عربی اور جن پر نازل ہوا وہ عربی ہیں، یہ کتاب اس زبان میں نازل ہوئی ہے جس کی خبر نہیں کہ اس میں کیا لکھا ہے۔ دراصل انہیں تو صرف اعتراض کرنے سے کام ہے۔ عربی میں ہے تب بھی اعتراض کرتے ہیں۔ کسی اور زبان میں نازل ہوتی تب بھی اعتراض کرتے۔ ضد اور عناد بڑا ہی بیہودہ بات ہے۔

٥٠ تقدیر کلام یوں ہے، اکتابٌ عجمیٌّ و رسولٌ عربیٌّ۔ یعنی کتاب عجمی ہے اور رسول عربی۔

٥١ اے حبیب! آپ فرمائیے۔ قرآن کریم اہل ایمان کے لیے تو سراپا ہدایت اور پیغام شفا ہے۔ وہ تو اس کی تعلیمات کو دل سے قبول کرتے ہیں اور اس کے احکام کو صدق دل سے بجا لاتے ہیں اور اس کی برکات سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ البتہ جن کے

لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۭ اُولٰۗىِٕكَ

ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں بہرا پن ہے اور وہ ان پر ہر حال میں مشتبہ رہتا ہے۔ انھیں

يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ۝۴۴ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ

گویا پکارا جاتا ہے دُور کی جگہ سے اور ہم نے عطا فرمائی موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب بھی

فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ

اس میں بھی بہت اختلاف کیا گیا ہے سلہ اور اگر ایک بات طے شدہ نہ ہوتی آپ کے رب کی طرف سے تو ابھی فیصلہ

بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝۴۵ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا

کر دیا جاتا ان کے درمیان اور بے شک وہ ایک شک میں مبتلا ہیں اس کے بارے میں جو بے چین کر دینے والا ہے جو نیک عمل کرتا ہے

فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَاۗءَ فَعَلَيْهَا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝۴۶

تو وہ اپنے بھلے کے لیے اور جو برائی کرتا ہے تو اس کا وبال اسی پر ہے اور آپ کا رب تو بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔

اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۭ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا وَ

اسی اللہ کی طرف لوٹایا جاتا ہے قیامت کا علم سله اور نہیں نکلتا کوئی پھل اپنے غلافوں سے اور

[illegible] انہیں اپنی ذات سے ہی فرصت نہیں تھی۔ اس پیغامِ حق کو سننے سے ان کے کان بہرے ہیں اور وہ ہر وقت شک و شبہ میں ہی گرفتار رہتے ہیں۔

عمی کا معنی دل کا اندھا ہونا ہے۔ یہاں اس سے مراد شبہ میں مبتلا ہونا۔ ای ظلمة و شبهة۔

سکہ موسیٰ علیہ السلام جو بڑے جلیل القدر پیغمبر تھے ان پر تورات نازل ہوئی تو اس میں بھی اہلِ زیغ نے طرح طرح کے اختلافات کا دروازہ کھول دیا۔ وہ شک جو انسان کو قلق و اضطراب سے دوچار کر دے اور سکونِ قلب کی دولت اس سے چھین لے اس کو شکِ مریب کہتے ہیں۔

سکہ یہاں اللہ تعالیٰ کے علمِ محیط کا بیان ہو رہا ہے۔

مَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ ۚ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ أَيْنَ شُرَكَائِي

نہ حاملہ ہوتی ہے کوئی مادہ اور نہ بچہ جنتی ہے مگر اس کے علم سے۔ اور جس دن وہ انہیں پکارے گا کہاں ہیں میرے شریک

قَالُوا آذَنَّاكَ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيدٍ ﴿٤٧﴾ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَدْعُونَ

کہیں گے ہم نے تجھے عرض کر دیا ہے ہم میں سے کوئی اس کا گواہ نہیں۔ اور گم ہو جائیں گے ان سے جن کی وہ پہلے عبادت

مِنْ قَبْلُ ۖ وَظَنُّوا مَا لَهُمْ مِنْ مَحِيصٍ ﴿٤٨﴾ لَا يَسْأَمُ الْإِنْسَانُ مِنْ دُعَاءِ

کیا کرتے تھے اور وہ یقین کر لیں گے کہ اب بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں۔ نہیں اکتاتا انسان بھلائی کی دعا کرنے

الْخَيْرِ وَإِنْ مَسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوسٌ قَنُوطٌ ﴿٤٩﴾ وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ رَحْمَةً مِنَّا

سے اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ بالکل مایوس اور ناامید ہو جاتا ہے۔ اور اگر ہم چکھائیں اسے رحمت اپنی طرف

مِنْ بَعْدِ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ هَٰذَا لِي وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً

سے اس تکلیف کے بعد جو اسے پہنچی ہے تو کہتا ہے یہ تو میرا حق ہی تھا اور میں نہیں گمان کرتا کہ قیامت برپا ہو گی

ف۱ قیامت کے روز ان سے پوچھا جائے گا کہ تمہارے وہ معبود کہاں ہیں جن کو تم میرا شریک بنایا کرتے تھے۔ وہ
کہیں گے ہم تو اقرار کر چکے ہیں اور کہیں گے کہ ہم نے تو پہلے ہی بتا دیا تھا کہ ہم ان کی خدائی پر گواہی دینے کو تیار
نہیں۔ یا اس آیت کے اس حصہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ آج یہاں نظر نہیں آتے۔ ہم میں سے کوئی بھی ان کو آج یہاں
نہیں دیکھ رہا۔

ف۲ جب یہ دعا مانگتا ہے تو تھکتا ہی نہیں جن نعمتوں اور برکات کا یہ مطالبہ کرتا ہے ان کی فہرست ختم ہونے
میں ہی نہیں آتی۔ لیکن اگر اسے کوئی تکلیف پہنچے تو پھر بالکل مایوس ہو کر ہمت ہار بیٹھتا ہے اور اسے یوں لگتا ہے کہ
اب اس کے بچنے کی کوئی امید نہیں۔

ف۳ اور اگر ہم اس کو اپنی رحمت سے نوازتے ہیں تو پھر یہ احسان فراموش عجیب و غریب باتیں بناتا ہے۔ کہتا ہے کہ
میں اپنی قابلیت، ذہانت اور تجربہ کے لحاظ سے اسی کا حق دار تھا۔ یہ تو میری محنت کا پھل ہے اور اس پر مجھے ناز کیا
جانا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ قیامت کی ہر وقت دھمکی دیتے رہو [illegible] میں ہمیں ڈرایا جاتا ہے سچی بات
تو یہ ہے کہ قیامت آنے کی ہی نہیں۔ یہ یونہی ہیں [illegible] ڈراوے ہیں۔ اور اگر بالفرض آ بھی گئی تو پھر وہاں کو

وَلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ

اور اگر میں لوٹایا گیا اپنے رب کی طرف تو یقیناً میرے لیے اس کے پاس بھی بھلائی ہوگی سو ہم ضرور آگاہ کریں گے

كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا ۡ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝۵۰ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا

کفر کرنے والوں کو ان کے کرتوت اور ہم ضرور چکھائیں گے انہیں سخت عذاب اور جب ہم احسان کرتے

عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَاۗءٍ

ہیں انسان پر تو وہ منہ پھیر لیتا ہے اور پہلو تہی کرنے لگتا ہے اور جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو لمبی چوڑی دعائیں

عَرِيْضٍ ۝۵۱ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ

کرنے لگ جاتا ہے۔ آپ فرمائیے بتاؤ تو سہی اگر یہ قرآن اللہ کی طرف سے ہو پھر بھی تم اس کا انکار کرو تو کون

اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ۝۵۲ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَ

زیادہ گمراہ ہے اس سے جو مخالفت میں بہت دور نکل گیا ہو ہم دکھائیں گے انہیں اپنی نشانیاں آفاق عالم میں

فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ۭ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ

اور ان کے اپنے نفسوں میں تاکہ ان پر واضح ہو جائے کہ قرآن واقعی حق ہے کیا یہ کافی نہیں کہ آپ کا رب

یہاں وزارت و سلطنت کے منصب پر فائز ہیں قیامت کے روز بھی یہی کیفیت ہوگی ان کو سلامی دی جائے گی اور ان سے کوئی عمل کرنے کو بھی کوئی نہیں پوچھے گا۔

ف حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی قوم کو توحید کی دعوت دے رہے تھے اپنے دعویٰ کی صداقت کے لیے ناقابل تردید عقلی اور فکری دلائل پیش فرما رہے تھے۔ لیکن کفار مکہ اپنے آباء کے تعصب اور ضد کی ایسی دبیز پٹی بندھی تھی جسے وہ کسی طرح اتارنے کے لیے تیار نہ تھے۔ اسلام کے حالات بھی کچھ بہت زیادہ حوصلہ افزا نہ تھے۔ اسلام کے ماننے والے نہایت کمزور تھے۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ جب چاہیں گے پھونک مار کر اس چراغ کو بجھا دیں گے۔ یہ مٹھی بھر مسلمان جن میں اکثریت غلاموں، ناداروں اور نچلے طبقے سے تعلق رکھنے والوں کی ہے ان کی یہ مجال کہاں کہ ہمارے متحدہ محاذ کا مقابلہ کر سکیں۔ جب چاہیں گے ان کو ملیا میٹ کر کے رکھ دیں گے۔ ایک ظاہر بین کو ان نامساعد حالات میں اسلام کے روشن مستقبل کے بارے میں کیا

[illegible] کائنات میں [illegible] پوری قسمت [illegible] متعلق ہے یہ آیت [illegible]
اس کی ایک پیشگوئی [illegible] کے لحاظ سے یہ چیز ہے کہ یہ ہو کر رہے گا لیکن واقعات و حالات بتا رہے تھے کہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا بظاہر کوئی امکان نہیں۔

دوسرا یہ کہ ہم انہیں آفاق میں اور خود ان کی اپنی ذات میں ایسی نشانیاں دکھائیں گے جن کے بعد حق کا واضح انکار کرتے ہیں، انہیں یقین ہو جائے گا کہ یہی حق ہے اور [illegible] رہے کے بعد [illegible] کا تعصب کی [illegible] اتر جائے گی۔ آنکھیں [illegible] کی [illegible] گی۔ [illegible] لگیں گے۔ [illegible] ان کے آگے [illegible] جب ان کے ہاتھوں میں [illegible] ہوں گے [illegible] ایک دوسرے سے [illegible] ان کی [illegible] کی حقیقت کا اقرار [illegible] رہے ہیں۔

وہ آیات جن کا ذکر کیا گیا ہے اس میں [illegible] تفسیر کے دو رخ ہیں۔

وہ فتوحات [illegible] سے [illegible] اور [illegible] کی [illegible] ہو [illegible] شکست [illegible] ہوئے [illegible] کے [illegible] کبھی [illegible] تھا۔ [illegible] ایک مسلمان کو [illegible] دیکھیں گے [illegible] قسمت سے [illegible] کی آنکھیں [illegible] اسلام کے متعلق [illegible] [illegible] کی [illegible] ایمان کو [illegible] موت [illegible] تھے [illegible] تھا اور [illegible] کے [illegible] تھے مسلمانوں کو [illegible] میں اتنی طاقت [illegible] کر کے [illegible] جب [illegible] اور [illegible] کے [illegible] مسلمانوں [illegible] کے ساتھ [illegible] شکست [illegible] فتح کے [illegible] لوگ جہاں گئے [illegible] ہو کر رہے۔

اس [illegible] وقت [illegible] کے [illegible] کی [illegible] کو [illegible] وہاں کے لوگ اپنے [illegible] کے اخلاق [illegible] کی سیرت کی [illegible] نے [illegible] مذہب [illegible] اپنی [illegible]

أَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝ أَلَا إِنَّهُمْ فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَاءِ

ہر چیز پر گواہ ہے ۵۳ خبردار! یہ لوگ شک میں مبتلا ہیں اپنے رب سے ملنے

رَبِّهِمْ ۗ أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ ۝

کے بارے میں ۵۴ یاد رکھو! وہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے

کی اہل عرب کے تمدن اور ثقافت کو جتنا کیا اسلام نے ترقی بخشی اس سے بڑی روشن دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس مختصر عرصہ میں [illegible] جاہل، اجڈ اور غیر تربیت یافتہ قوم کی [illegible] کایا پلٹ کر رکھ دی۔ کہاں وہ دن کہ سارا جزیرہ جہالت و وحشت کی تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ مدرسے، مکاتب تو کجا وہاں کوئی [illegible] مکہ جیسے مرکزی شہر میں گنتی کے چند آدمیوں کے سوا لکھنا [illegible] اور کہاں وہ [illegible] آفتاب و ماہتاب [illegible] بیان کرتے تھے کہاں وہ [illegible] تہذیب اور شائستگی کو [illegible] ہاتھوں سے [illegible] کیا کرتے تھے اور کہاں یہ احساس [illegible] عروج [illegible] تھے [illegible] قرآن کی آیات ہے ان کے [illegible] ہے لیکن [illegible] سے بھی زیادہ [illegible] خرافات کی [illegible] کر رہا تھا۔

اس آیت کا دوسرا مفہوم یہ بتایا گیا ہے کہ [illegible] قدرت کی [illegible] ہے لیکن لوگ ان میں غور و فکر کی زحمت ہی نہیں کرتے۔ کائنات کے ذرہ ذرہ میں جو [illegible] ہے اس سے وہ غافل ہیں۔ [illegible] صرف اپنی جسم کی ساخت پر غور کریں [illegible] جسم انسانی کے مختلف حصوں کو [illegible] گئے ہیں اور کیا کیا اہم انجام دیتے ہیں ان کی بناوٹ میں ان کاموں کو انجام دینے کے لیے جو مناسبتیں رکھی گئی ہیں [illegible] کی وضع قطع کو دیکھیے [illegible] ہوتا ہے کہ کسی علیم و حکیم ہستی کی تخلیق کا [illegible] ہے۔ [illegible] کے اندر [illegible] چھوٹی بڑی چیزیں [illegible] ان میں غور [illegible] قرآن کی صداقت واضح ہو جاتی ہے اس کے [illegible] پہاڑ، دریا، [illegible] چاند، [illegible] کوئی بڑے سے بڑا انسان۔

ف اے محبوب! ان گم کردہ راہ انسانوں کو راہ ہدایت پر چلانے کے لیے جس خلوص، جانسوزی اور استقامت سے آپ شب و روز کوشش فرما رہے ہیں اور جس ہٹ دھرمی، [illegible] کا طریقہ انہوں نے اختیار کر رکھا ہے [illegible] باتیں ہم جانتے ہیں ہم ان کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔ ہم آپ کے دشمنوں کو ناکام کریں گے اور آپ کے سر مبارک پر کرامت و عظمت کا تاج سجائیں گے

ف آخر میں بتایا کہ ان کے دل میں قیامت کے بارے میں شبہ ہوتا ہے [illegible] انسانوں کی [illegible] نہیں آتا کہ

سامنے ہزار دلائل پیش کیے جائیں وہ انہیں لائق التفات ہی نہیں سمجھتا۔ وہ اس دنیوی زندگی کو ہی سب کچھ سمجھتا ہے اس لیے اس کی ساری کوششیں ایک ہی نقطہ پر مرکوز ہو کر رہ جاتی ہیں کہ وہ زندگی کے ان ماہ و سال میں زیادہ سے زیادہ لطف اٹھائے، زیادہ سے زیادہ دولت جمع کرے اور اونچے سے اونچے منصب تک رسائی حاصل کرے۔ اس کے لیے اسے شرف انسانی، عزت نفس اور اخلاق عالیہ کی دھجیاں بھی اڑانی پڑیں تو وہ کوئی جھجک محسوس نہیں کرتا۔ وہ فقط اپنی ذات کو سنوارنے اور اس کو اونچا کرنے کے لیے پوری بستی، پورے علاقہ بلکہ پوری امت کی قسمت کے ساتھ کھیل جاتا ہے۔ لیکن یہ سودا انہیں آخرکار مہنگا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے علم اور قدرت سے ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور یہ لوگ بھی اس کے علم و قدرت سے باہر نہیں۔ جب وہ علیم و قدیر ان سے انتقام لے گا تو انہیں اپنی عاقبت معلوم ہو جائے گی۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

رب تقبل منی انک انت السمیع العلیم رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی و علی والدی و ان اعمل صالحا ترضاہ واصلح لی فی ذریتی۔

انی تبت الیک وانی من المسلمین۔

محمد کرم شاہ

لیلۃ الجمعۃ ۹ ذی قعدہ ۱۳۹۲ھ

۱۴ر دسمبر ۱۹۷۲ء

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سورۃ الشوریٰ

نام: آیت نمبر ۳۸ میں شوریٰ کا لفظ ہے یہی اس سورت کا نام ہے۔ اس سورت میں پانچ رکوع، ترپن آیتیں، آٹھ سو ساٹھ کلمات اور تین ہزار پانچ سو اٹھاسی حروف ہیں۔

زمانۂ نزول: سورۂ مومن سے احقاف تک یہ سات سورتیں ہیں جن کا آغاز حٰمٓ سے ہوا۔ ان سب کا زمانۂ نزول قریب قریب ہے۔ مضامین کی یکسانیت اس کی تائید کرتی ہے۔ اس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سورت اس وقت نازل ہوئی جبکہ کفار کا عناد اور مخالفت اپنی انتہا کو پہنچ گئی تھی۔

مضامین: حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو اہل مکہ سراپا حیرت و تعجب بن کر رہ گئے۔ انہیں یقین نہیں آتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کسی کو منصب نبوت پر فائز کر دیا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا! ان کی اس حیرت کا ازالہ یہ کہہ کر کیا کہ وحی الٰہی کا نزول کوئی نئی بات نہیں۔ اگر یہ پہلی بار ہوتا تو تمہارا تعجب برحق بجانب تھا۔ لیکن یہ سلسلہ نبوت تو آدم علیہ السلام سے شروع ہے۔ ان سابقہ نبیوں کی نبوت پر تمہیں اعتراض نہیں۔ اعتراض ہے تو اس نبی پر جو تمہاری ڈوبتی ہوئی کشتی کو ساحل پر پہنچانے کے لیے آیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نبی کا انکار، اللہ تعالیٰ کی توحید کا انکار اور بے شمار معبودوں کی پوجا پاٹ کا جو گورکھ دھندا تم نے شروع کر رکھا ہے اس کا تقاضا تو یہ تھا کہ آسمان پھٹ پڑتا، زمین درہم برہم ہو جاتی اور تمہارا نام و نشان بھی باقی نہ رہتا لیکن اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے۔ وہ تمہیں فوراً ہلاک نہیں کر دیتا بلکہ مہلت دیتا ہے تاکہ تم غور و فکر کرو۔

یہ بھی بتا دیا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو فرشتوں کی طرح سب انسانوں کو بھی عبادت و طاعت میں سرگرم بنا دیتا اور کوئی بھی سرمو انحراف نہ کرتا، لیکن اس کی حکمت کا تقاضا تھا کہ انسان کو عقیدہ و ارادہ کی نعمت سے نوازا جائے تاکہ ان بلندیوں کی طرف جانے والا راستہ اس کے لیے ہموار ہو جائے جہاں کسی اور مخلوق کی رسائی نہیں۔ جو لوگ اپنی مرضی سے عقیدہ اور عمل کی گمراہی اختیار کرتے ہیں ان کو اپنے کیے کی سزا بھگتنی پڑے گی۔

اس حقیقت سے بھی پردہ اٹھا دیا کہ جس طرح وہ تمہارا خالق اور مالک ہے اسی طرح اسی کو یہ زیبا ہے کہ وہ تمہارے لیے ایک ایسا نظام حیات تجویز کرے جس کی پابندی کر کے تم دارین کی سعادتوں سے بہرہ ور ہو سکو۔ جس طرح کسی غیر کو خالق نہیں مانا جا سکتا اسی طرح اس کے بغیر اس کی مخلوق کے لیے کسی کو ضابطۂ حیات مقرر کرنے کا اختیار ہی نہیں دیا جا سکتا۔

تمام انبیاء ابتدا سے ایک ہی دین کی دعوت دیتے آئے ہیں۔ انہوں نے انسانی معاشرے میں افتراق و انتشار کی کبھی تخم ریزی نہیں کی۔ البتہ ان کے بعد آنے والے اہل غرض نے اپنی سرداری کا سکہ جمانے کے لیے باہمی تفرقہ بازی کا آغاز کیا۔ آیت نمبر ۱۵ خصوصی توجہ کی مستحق ہے جس میں دس احکام دیئے گئے ہیں۔

نبوت میرا کاروبار نہیں، اس کے ذریعہ سے میں دولت کمانا نہیں چاہتا۔ میں دین اسلام کی دلسوزی کا تم سے کوئی اجر کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا۔ ہاں میرا ایک ہی مطالبہ ہے کہ تم باہم شیر و شکر ہو جاؤ۔ ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو تاکہ تمہاری دنیوی زندگی ہر قسم کی بے چینیوں اور تکالیف سے محفوظ ہو جائے اور تم یکسوئی کے ساتھ اپنے رب کی عبادت اور اس کی مخلوق کی خدمت انجام دے سکو۔

رزق کی تقسیم وہ اپنے حکیمانہ انداز سے کرتا ہے۔ اگر ہر ایک کو رزق فراواں مل جائے تو لوگ سرکش اور باغی ہو جائیں۔

اہل ایمان کی متعدد خوبیاں پہلے بیان کیں۔ ان میں سے ایک نمایاں خوبی یہ بیان کی کہ وہ اپنے گھریلو، معاشی اور سیاسی تمام معاملات باہمی مشورہ سے طے کرتے ہیں۔ اسلامی ریاست کا یہ وہ اصول ہے جس پر اگر عمل کیا جائے تو اسلامی سوسائٹی میں آمریت، مطلق العنانی اور ڈکٹیٹرشپ کا کوئی خطرہ نہیں رہتا۔

ان کی خوبیوں میں سے اس خوبی کو بطور خاص ذکر کیا (آیت ۳۹) کہ مسلمان بے غیرت اور بے حیثیت نہیں ہوتا کہ مخالف اسے جوتیاں مارتا ہے اس پر ظلم و تشدد روا رکھے اور یہ سر جھکائے خاموشی سے اس تذلیل کو برداشت کرتا ہے بلکہ وہ انتقام کے لیے اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور جب تک بدلہ نہ لے لے اسے چین نہیں آتا۔ دشمن پر قابو پانے کے بعد اسے معاف کر دینا بھی مومن کا شیوہ ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو جن مختلف طریقوں سے وحی بھیجتا ہے ان کا ذکر بھی کر دیا تاکہ کسی کو غلط فہمی نہ رہے۔

سورۃ الشوریٰ مکیۃ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ [illegible]

[illegible]

حٰمٓ ۚ عٓسٓقٓ ۚ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۙ

حٰم عین سین قاف [illegible]

اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۚ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ۭ وَهُوَ

[illegible]

الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۚ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ

[illegible]

ـــہ یہ حروف مقطعات ہیں، ان کی تشریح پہلے گزر چکی ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ ۗ أَلَا إِنَّ

[illegible]

اللَّهَ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ اللَّهُ

[illegible]

حَفِيظٌ عَلَيْهِمْ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ ۝ وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِلَيْكَ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِّتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنذِرَ يَوْمَ

آپ کی طرف قرآن عربی زبان میں، تاکہ آپ ڈرائیں ام القریٰ کو شہ اور جو اس کے آس پاس رہتے ہیں اور تاکہ آپ ڈرائیں جمع ہونے کے

الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيهِ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ ﴿٧﴾ وَلَوْ

دن سے جس میں کوئی شک نہیں اس دن ایک فریق جنت میں اور دوسرا فریق بھڑکتی آگ میں ہوگا ف اور اگر

شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَهُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِن يُدْخِلُ مَن يَشَاءُ فِي

چاہتا اللہ تعالیٰ تو بنا دیتا ان سب کو ایک امت شہ لیکن وہ داخل کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اپنی

اور دلائل سے ثابت کرتے، ان کے شرک و شبہات کا [illegible] جواب دیتے اور تبلیغ حق ادا کرتے۔ اس کے باوجود جب وہ یہاں سے نہ سمجھتے اور کفر کرتے تو آنحضرت کو انتہائی رنج ہوتا اور شدید افسوس ہوتا جس پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے حبیب! آپ ان کے بارے فکر مند نہ ہوں آپ پر ان کی گمراہی کی کوئی ذمہ داری نہیں [illegible] آپ سے کوئی باز پرس نہ ہوگی آپ کا فرض تبلیغ حق تھا وہ آپ نے احسن طریق پر ادا کر دیا اب یہ جانیں اور ان کی قسمت۔ آفتاب ہدایت طلوع ہو چکا اس کی کرنوں سے سارا عالم جگمگا رہا ہے لیکن یہ اب بھی آنکھوں پر تعصب کی پٹی باندھے کفر و شرک کے اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں۔ الوکیل الکفیل جو کسی کا ضامن اور ذمہ دار ہو۔

شہ اے حبیب! یہ قرآن ہم نے عربی زبان میں آپ پر نازل کیا ہے تاکہ ام القریٰ جو تمام بستیوں کی اصل ہے اس کے باشندوں کو آپ بروقت خبردار کر دیں اور اس کے شرق و غرب میں بسنے والوں [illegible] کو آگاہ کر دیں کہ قیامت کا دن آنے والا ہے اس کے آنے میں ذرا کوئی شک نہیں۔

ف اس روز مخلوق کی تقسیم [illegible] غریب امیر، سید غلام اور [illegible] کی بنیاد پر نہ ہوگی بلکہ [illegible] اعمال کی بنا پر ہوگی۔ نیکوکار جنت میں اور بدکار [illegible] جہنم میں جھونک دیے جائیں گے۔

شہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو انسان کو بھی ارادہ کی آزادی اور اختیار نہ دیتا بلکہ دوسری مخلوقات کی طرح یہ بھی مجبوراً اس کے احکام کی تعمیل کرتا [illegible] حضرت انسان [illegible] اس کے احکام کے سامنے سر جھکائے رہتا۔ لیکن [illegible] گوارا نہ کیا کہ اس کی صنعت تخلیق کا شاہکار [illegible] کی طرح بے ارادہ اور بے اختیار [illegible] گزار [illegible] اس لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کو ارادہ اور عمل کی ایک گونہ آزادی عطا فرمائی تاکہ وہ راہ حق پر چلے تو اپنی مرضی سے اور گمراہی پر گامزن ہو تو اپنی مرضی سے۔ جو لوگ ہدایت قبول کریں گے اور سیدھی راہ پر چلیں گے تو وہ رحمت الٰہی [illegible] اور جو بدنصیب [illegible] غلط راہ منتخب کریں گے تو ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے گا [illegible]

رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ⑧ اَمِ اتَّخَذُوْا

رحمت میں اور جو ظلم کرنے والے ہیں نہ ان کا کوئی دوست ہے اور نہ مددگار۔ کیا انہوں نے بنا لیے

مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى ۡ وَهُوَ عَلٰي

ہیں اسے چھوڑ کر دوسرے کارساز پس اللہ ہی حقیقی کارساز ہے اور وہی زندہ کرتا ہے مُردوں کو اور وہ ہر چیز پر

ان کی منت سماجت نہیں کی جائے گی کہ خدارا تم ایسا کرو۔

۱۱ جو لوگ جان بوجھ کر اپنی مرضی سے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے بجائے اس کی نافرمانی کرتے ہیں وہ ظالم ہیں۔ ایسے ظالموں کا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی مددگار — کتنے احمق ہیں کہ خالق و مالک اپنے پروردگار کو چھوڑ کر غیروں کو انہوں نے اپنا کارساز بنا لیا ہے۔ جو بت ہیں اور دیوتا، جن کو اپنا کارساز بنا کر انہیں کیا فائدہ ہوگا جو اپنا بھلا بھی نہیں کر سکتے وہ ان کا کیا بھلا کریں گے۔ انسان کو چاہیے کہ وہ اسی ہستی کو اپنا کارساز اور حامی بنائے جو ہر قسم کی قدرت کا مالک ہو۔ اور وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس کی قدرت اور طاقت کا یہ عالم ہے کہ چاہے تو مُردوں کو زندہ کر دیتا ہے۔ وہ کون سی مشکل ہے جس کا آسان کر دینا اس کے لیے مشکل ہے۔ کسی کو کیا طاقت ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو زندہ کرے اس کو کوئی مار سکے۔ کیا ہی عمدہ فرمایا ہے۔ قال الواسطی رحمہ اللہ یحیی القلوب بالتجلی ویمیتہا بالاستتار۔ واسطی فرماتے ہیں کہ جب کسی دل پر اپنی تجلی فرماتا ہے تو وہ زندہ ہو جاتا ہے اور جب چھپ جاتا ہے تو لوگ اس سے مر جاتے ہیں۔ لیکن یہ سعادت فقط ان کو نصیب ہوتی ہے جو سرکشی اور نافرمانی کی روش کو ترک کرکے اطاعت و عبادت کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ جو غرور و تکبر کے انداز چھوڑ کر عجز و نیاز کو اپنا شعار بناتے ہیں۔ علامہ اقبال نے خوب کہا ہے۔

۱ — پیش یوسف نازش و خوبی مکن — جز نیاز و آہ یعقوبی مکن
۲ — از بہاراں کے شود سرسبز سنگ — خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ
۳ — سالہا تو سنگ بودی دل خراش — آزموں را یک زمانے خاک باش

ترجمہ

— یوسف کے سامنے ناز و ملاحت نہ کرو۔ اظہار نیاز اور آہ یعقوبی کے سوا کچھ نہ کرو۔
۲ — موسم بہار میں پتھر سرسبز نہیں ہوتے۔ مٹی ہو جا تاکہ تجھ سے رنگ برنگے پھول اُگیں۔
۳ — اے انسان! سالہا سال تو دل دکھانے والا پتھر بنا رہا۔ چار و ناچار آزما اور کچھ عرصہ کے لیے مٹی بن جا۔

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝٩ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى

ہر چیز پر قادر ہے۔ اور جس بات میں بھی تم نے اختلاف کیا ہو ١٣ تو اس کا فیصلہ اللہ

اللّٰهِ ۚ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّيْ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ۝١٠ فَاطِرُ

کے سپرد کر دو۔ یہی اللہ میرا رب ہے، اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں ١٤ وہ پیدا کرنے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ

والا ہے آسمانوں اور زمین کا ١٥ اس نے بنائے تمہارے لیے تمہاری جنس سے جوڑے اور مویشیوں

١٣ کسی نظریہ کے حق یا باطل ہونے، کسی چیز کے حلال و حرام ہونے، کسی عمل کے مفید اور مضر ہونے میں اگر تمہارا کسی قوم سے اختلاف ہو یا آپس میں تمہارا کسی بات میں تنازع ہو تو اگر تم اپنی عقل و فہم سے ہی حل کرنے کی کوشش کرو گے تو جھگڑا بڑھتا ہی جائے گا، اختلاف کی خلیج وسیع ہوتی جائے گی۔ اس انتشار و افتراق سے نجات پانے کا یہی ذریعہ ہے کہ اپنی عقل و فہم کو ثالث بنانے کے بجائے اپنے معاملہ کو اس کے فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا جائے جو علیم بھی ہے اور حکیم بھی اور جو رحیم بھی ہے اور کریم بھی۔

١٤ وہ ذات جو جمال و احسان و نوال کی صفات سے موصوف ہے وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ یہی میرا پروردگار ہے۔ میں نے اپنے تمام کام اسی کے سپرد کر دیے ہیں اور جب بھی مجھے کوئی مشکل پیش آتی ہے تو میری نگاہیں اسباب و وسائل کے جنگل میں بھٹک کر نہیں رہ جاتیں بلکہ سب سے ہٹ کر اس کی بارگاہ بیکس پناہ میں رجوع کرتی ہیں۔ تم خود دیکھ لو کامیابی کس کے قدم چوم رہی ہے اور فتح و نصرت کا تاج کس کے سر پر سجایا جا رہا ہے۔ تم اپنے وسائل کی کثرت، ساز و سامان کی بہتات اور دولت و ثروت کے باوجود پسپا ہو رہے ہو اور میں ان بے سرو سامانیوں کے باوجود اپنی منزل مقصود کی طرف بڑھتا چلا جا رہا ہوں۔ کیا یہ اس امر کا کھلا ثبوت نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والے ہی بازی جیت لیا کرتے ہیں۔

١٥ اللہ تعالیٰ کی دوسری صفت جلیلہ کو بیان فرمایا جا رہا ہے کہ بلندیوں اور پستیوں کو پیدا کرنے والا بھی وہی ہے اور ان کو آباد اور رونق بخشنے والا بھی وہی ہے۔ اس کی قدرت و حکمت کی نیرنگیاں ملاحظہ ہوں کہ اس نے تنہا آدم علیہ السلام کو ہی پیدا نہیں کیا بلکہ زندگی کی جدوجہد میں اس کا دل بہلانے والی، اس کے حوصلوں کو بڑھانے والی اسی کی جنس سے حوا کو بھی پیدا کر دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ افزائش نسل کا انتظام بھی فرما دیا تاکہ جب تک خالق کائنات کی مرضی ہو یہ گلشن آباد رہے، اس کی تنہائی دور ہوتی رہے، اس میں نئی نئی کونپلیں پھوٹتی رہیں اور رنگ رنگ کے پھول کھل کر مہکتے رہیں۔

صرف انسانوں کی افزائش نسل کا انتظام نہیں فرمایا بلکہ طرح طرح کے حیوانات جو انسان کی گوناگوں ضروریات سرانجام دے سکیں

الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ؕ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ

سے بھی جوڑے بنائے وہ پھیلاتا ہے تمہاری نسل کو اس کے ذریعہ نہیں ہے اس کی مانند کوئی چیز ف۱۱ اور وہی

السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۱۱﴾ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ

سب کچھ سننے والا دیکھنے والا ہے اسی کے قبضہ میں ہیں کنجیاں آسمانوں اور زمین کے خزانوں کی ف۱۲ کشادہ کر دیتا ہے

الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾ شَرَعَ لَكُمْ

رزق کو جس کے لیے چاہتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے بیشک وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے اسی نے مقرر کیا ہے

مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا

تمہارے لیے وہ دین جس کا حکم اس نے دیا تھا نوح کو اور جسے ہم نے بذریعہ وحی بھیجا ہے آپ کی طرف اور جس کا

انعام میں بھی نر و مادہ پیدا کیا تاکہ ان کی نسل بھی بڑھتی رہے اور انسان کی روز افزوں ضروریات کی تکمیل کا اہتمام بھی ہوتا رہے۔ یذرؤکم، ای یکثرکم من الذرء، البث۔ (مظہری) یذرؤ، ذرء سے مشتق ہے اس کا معنی ہے پھیلانا۔ یعنی وہ تمہاری تعداد کو بڑھاتا ہے اور تمہیں دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلا دیتا ہے۔ فیہ کی ضمیر کا مرجع التدبیر ہے۔ ای فی هذا التدبیر وهو جعل الناس ازواجا۔ (مظہری) یعنی انسانوں اور حیوانوں کو جوڑا جوڑا پیدا کر کے اس نے ان کی نسل کے پھیلنے اور بڑھنے کا اہتمام کر دیا۔

ف۱۱ کوئی چیز ذات میں یا صفات میں اللہ تعالیٰ کی مانند نہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ [illegible] تو [illegible] اپنے سوال کا [illegible] کہیں پناہ نہیں مل سکتی۔ وہ سمیع اور بصیر ہے۔ اپنی ہر مخلوق کی فریاد اور اس کا [illegible] سن رہا ہے اور اس کی حالت زار کو دیکھ بھی رہا ہے۔ اور کون ہے جس کی یہ شان ہو۔

ف۱۲ جب دولت انسان کے ہاتھ [illegible] اسباب ثروت کی محبت کا دم بھرنے لگتا ہے۔ اس طرح ان کے ظلم و ستم کا [illegible] اور دولت کی سرگرمیوں [illegible] ان کا [illegible] وہ [illegible] جو علم وہ رکھتے ہیں [illegible] پایا جاتا ہے وہ سراسر [illegible] اس کے [illegible] کی [illegible] اور دل آزاری ہے۔ اس کا تعلق بھی اس کی رحمت [illegible] کر رہا ہے لیکن اس کے باوجود [illegible] اس نے [illegible] اس کا رزق بھی پھیلا [illegible] اور اپنے منصب سے [illegible] کر دیا جائے [illegible] ہے کہ آسمانوں اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ رزق کی تقسیم [illegible] ہی کرتا ہے [illegible] جس کو چاہے تنگ دست کر دے۔ جو حکمت وہ ہے کسی بندے [illegible] کوئی [illegible] نہیں سکتا اور جس کو محروم

وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَ

ہم نے حکم دیا تھا ابراہیم موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو کہ اس دین کو قائم رکھنا اور

کیا جاتا ہے سب کوئی شے نہیں حتیٰ کہ [illegible] تو اس کا [illegible] رزق و عزت کے طلبگار ہو تو کرم والے اس کے دربار پر حاضر ہو کر [illegible] لیکن اس کے دشمنوں کے سامنے جھولی [illegible] ہو۔ اس حق [illegible] کہاں کہاں خوار ہو گے اور [illegible] بھی [illegible] کرو گے۔

پہلے اللہ تعالیٰ کی صفات شان اور عظمت و کبریائی کا بیان ہوا۔ اب اس دین قیم کے قائم کرنے اور [illegible] کا حکم صادر فرمایا جا رہا ہے جس کی [illegible] اور تکمیل کے لیے سارے [illegible] مبعوث [illegible] ہے۔ شرع کے دو معنی بیان کیے گئے ہیں۔ شرع [illegible] مقرر کرنا۔ شرع [illegible] ظاہر [illegible] اور [illegible] کی گنجائش باقی نہ رہے۔

ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کی صفات شان کے تذکرے ہو رہے ہیں اس نے اس دین کو [illegible] اور یقینی کر دیا جس کا حکم اس نے سب سے اول حضرت نوح علیہ السلام کو دیا تھا اور جس پر [illegible] اور یہی وہ دین ہے جس کے بارے میں حضرات ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو وصیت فرمائی گئی تھی [illegible] ہیں جنہیں اولوالعزم رسول کے جلیل منصب سے نوازا گیا ہے [illegible] رسول اور [illegible] یہ جلیل القدر رسول ایک ہی دین [illegible] اس کے [illegible] کرنے کے لیے نہیں [illegible] ایک ہی دین کے لیے [illegible]

[illegible] ہے۔ اس صورت میں [illegible] کے بعد یہ سوال [illegible] جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے ان اولوالعزم رسولوں کو دیا تھا وہ ہے ھو اقامۃ الدین تو ان اقیموا [illegible] اور [illegible] بھی [illegible] یہ امر واضح ہو گیا کہ تمام انبیاء کو یہی حکم دیا گیا تھا کہ اس دین کو قائم کرو۔ [illegible] تاکہ لوگوں کے اعمال اس دین کے [illegible] اور اس [illegible] کے [illegible] انبیاء کا [illegible] تمام حیات [illegible] کیا جائے [illegible] اور [illegible] کی پوری پوری حفاظت کی جائے جو اس کو [illegible] زندگی [illegible] ہو۔

[illegible] انبیاء و رسل کی تعلیم [illegible] امت محمدیہ علی صاحبہا

لَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْهِ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ

تفرقہ نہ ڈالنا اس میں۔ بہت گراں گزرتی ہے مشرکین پر وہ بات جس کی طرف آپ انہیں بلاتے ہیں ۲۳ اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے ۲۴

افضل الصلوات واکمل التحیات کے لیے ہی جناب الٰہی سے [illegible] کیا گیا ہے اور ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ دین کو قائم رکھو اور [illegible] کر کے اپنی جمعیت کا شیرازہ منتشر نہ کر دینا اور ایک امت کو متفرق فرقوں اور گروہوں میں [illegible] کر دیں کیونکہ اگر ایسا ہوا تو پھر وحدت اور یکجہتی کو فرقہ بندی کی نذر کر دو گے تو رحمت الٰہی کی وہ ہوا جس سے وہ عمدہ بار آور ہوں گے ان کا اتحاد پارہ پارہ ہو جائے گا۔ ان کی ہوا اکھڑ جائے گی [illegible] انسانی معاشروں میں [illegible] کا قیام کتنی اہم بات ہے جہاں ان کے اختلافات اور خلفشار کے باعث ان کا نظم و ضبط درہم برہم ہو جاتا ہے [illegible] مسائل کا شکار ہو جاتے ہیں [illegible] اس لیے قرآن کریم نے [illegible] سختی سے [illegible] روایت کی ہیں [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] شدت [illegible] حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من فارق الجماعة شبرا فقد خلع ربقة الاسلام من عنقه۔ جس نے جماعت سے ایک بالشت بھر بھی علیحدگی اختیار کی اس نے گویا اپنی گردن سے اسلام کا پٹہ اتار پھینکا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم يد الله على الجماعة۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت و رحمت کا ہاتھ جماعت پر ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث منقول ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان الشیطان ذئب الانسان كذئب الغنم يأخذ الشاذة والقاصية والناحية واياكم والشعاب وعليكم بالجماعة والعامة (رواہ احمد) یعنی حضور نے فرمایا جس طرح بکریوں کے لیے بھیڑیا ہوتا ہے اسی طرح شیطان انسان کے لیے بھیڑیا ہے وہ بکری جو ریوڑ سے الگ ہو جاتی ہے یا دور رہ جاتی ہے یا ایک طرف ہو جاتی ہے اس کو پکڑ لیتا ہے اور تم گھاٹیوں سے بچتے رہنا اور تم پر لازم ہے کہ تم جماعت کے ساتھ اور عام لوگوں کے ساتھ رہو۔ (مظہری)

۲۳ اے محبوب! وہ دین حق جس کی دعوت آپ دے رہے ہیں مشرکین کو انتہائی گراں ہے۔ اس دین کو قبول کرنے کا مطلب تو یہ ہے کہ وہ اپنے خود ساختہ معبودوں سے قطع تعلق کر لیں جن کی وہ عبادت صدیوں سے کرتے چلے آ رہے ہیں [illegible] قدیم رسم و رواج جن پر ان کا معاشرہ قائم ہے ان سب کو ترک کر دیں [illegible] وہ کسی قیمت پر قبول کرنے کے لیے ہرگز تیار نہ تھے

۲۴ علامہ ابن منظور اجتبیٰ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ الاجتباء الاصطفاء [illegible] ابن سیدہ کہتے ہیں اجتبی الشیء اختارہ [illegible] وهو مشتق من جبيت الشيء اذا خلصته لنفسك۔ جب کسی چیز کو اپنے لیے مخصوص کر لے تو عرب کہتے ہیں جبیت الشیء۔ جبیت الماء فی الحوض یعنی میں نے حوض میں پانی جمع کر لیا۔ (لسان العرب) علامہ راغب اصفہانی اسی قسم کی تحقیق کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ واجتباء الله العبد تخصيصه

اِلَیۡهِ مَنۡ یَّشَآءُ وَیَهۡدِیۡۤ اِلَیۡهِ مَنۡ یُّنِیۡبُ ۝ وَمَا تَفَرَّقُوۡۤا اِلَّا

اپنی طرف جس کو چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے اپنی طرف اس کو جو رجوع کرتا ہے۔ اور نہیں متفرق ہوئے وہ مگر

مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَهُمُ الۡعِلۡمُ بَغۡیًۢا بَیۡنَهُمۡ ؕ وَلَوۡلَا کَلِمَةٌ سَبَقَتۡ

اس کے بعد کہ آگیا ان کے پاس صحیح علم، وہ تفرقہ محض باہمی حسد کے باعث تھا اور اگر یہ فرمان پہلے سے نہ ہو چکا ہوتا

الیہ، وبعض الناس یتحصل له ذلك بنوع من التعمل والسعی من العبد وذلك للانبیاء، وبعضهم من یتدارکهم من الصدیقین والشهداء۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو چن لیتا ہے تو وہ ایسے لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مخصوص کر لیا ہے جن سے بغیر کوشش کے انہیں قرب کی منزلیں حاصل ہوتی ہیں یہ انبیاء ہیں جیسے کہ اور صدیقین اور شہداء ہیں جن کو محنت کے عوض عزت ہوتی ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی دو صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ (۱) ایک صورت تو یہ ہے کہ وہ محض اپنی مہربانی سے کسی کو اپنے قرب اور محبت کے لیے چن لیتا ہے اس کی کوئی محنت و ریاضت شرط اولین نہیں، یہ مخصوص انبیاء کرام، صدیقین اور شہدا پر کیا جاتا ہے (۲) دوسری صورت یہ ہے کہ انسان پر واجب ہے وہ پہلے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے اپنی ہمت وقف کر دے جب کوئی شخص خلوص نیت سے رجوع لے آتا ہے تو وہ رحمت کا مستحق ہو جاتا ہے تو اس شخص کو بتدریج اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے، جب وہ [illegible] ہو جاتا ہے تو پھر توفیق الٰہی اس کی دستگیری کرتی ہے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر منزل مقصود تک پہنچا دیا جاتا ہے

محنت ار طلبی از عقل بگذر و مرد آن گر آں حضرت ہدایت کرے بر گشتہ راہ یک

ترجمہ: اگر تو اس کا طالب ہے تو پہلے سب سے جتنی تیزی کے ساتھ اس کی طرف بڑھ سکتا ہے بڑھ، پھر اس کا لطف و کرم [illegible] جیسے وہ [illegible] ہے

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: قالت الصوفیۃ من یجتبیه ویجذبه الی نفسه من غیر سعی منه فهو مراد الله تعالیٰ وهم الانبیاء والصدیقون ومن ینیب الی الله تعالیٰ فهو المرید وهم اولیاء الله الصالحون من عامۃ المؤمنین۔ یعنی صوفیہ کرام فرماتے ہیں کہ جس کو اللہ تعالیٰ خود چن لیتا ہے اور اپنی ذات کی طرف کھینچ لیتا ہے جس میں اس بندے کی سعی کا کوئی دخل نہیں ہوتا تو وہ اللہ تعالیٰ کا مراد ہوتا ہے اور وہ انبیاء اور صدیقین ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کی رہنمائی فرماتا ہے تو وہ مرید ہے جیسے اولیاء کرام اور اس کے نیک بندے۔

۱۴ بتا دیا کہ لوگوں کا اختلاف [illegible] معرفت [illegible] حق [illegible] محض حسد اور تعصب کے باعث ہیں [illegible] اور اس طرح [illegible] کی وحدت [illegible] واضح ہے [illegible]

مِنْ رَّبِّكَ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا

آپ کے رب کی طرف سے انہیں ایک مقررہ مدت تک مہلت دینے کا فیصلہ نہ ہو چکا ہوتا تو ان کا فیصلہ کر دیا جاتا [٢٣] اور جو لوگ وارث بنائے گئے

الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۞ فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ

کتاب کے ان کے بعد وہ اس کے متعلق بڑے شک میں پڑے ہیں جو انہیں بے چین رکھتا ہے [٢٤] پس اسی دین کی طرف آپ دعوت دیتے رہیے [٢٥]

کسی طرح گوارا نہیں۔ وہ جانتے بوجھتے ہوئے غلط روی پر چل نکلے ہیں۔ محض حسد و عناد کے باعث سب کے سب ایک دوسرے پر غضب ناک ہیں۔

[٢٣] ان کے کرتوتوں کا تقاضا تو یہ تھا کہ انہیں اسی دنیا میں تہس نہس کر دیا جاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور حکمت کے پیش نظر انہیں ایک مقررہ وقت تک مہلت دے رکھی ہے اس لیے اس وقت تک ان کی رسی ڈھیل ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اس مدت میں ان کی چشم بصیرت کھل جائے اور وہ اپنی بدکاریوں پر نادم ہو کر توبہ کر لیں اور اپنی بخشش کا سامان کر لیں اور اگر ان کی بدکرداری اسی طرح برقرار رہی اور مقررہ میعاد تک انہوں نے بچنے کی کوشش نہ کی تو جب مقررہ وقت آ جائے گا تو انہیں ان کو روئے زمین کی طرح نیست و نابود کر دیا جائے گا اور ان کا نام و نشان تک بھی مٹ جائے گا۔ ان کی عمر تنگ ہو گی پر وہ آخرت میں الگ ہی رسوا ہوں گے۔

[٢٤] یعنی اہل کتاب جنہیں گزشتہ قوموں کی تباہی کے بعد تورات اور انجیل جیسی کتاب کا وارث بننے کی سعادت نصیب ہوئی تھی وہ عقل کے اندھے اسی کتاب کے متعلق شبہ میں مبتلا ہیں کہ آیا یہ کتاب خدا کی کتاب ہے یا نہیں۔ مُرِیب مشتق ہے الریب سے۔ الریب ایسے شک کو کہتے ہیں جس میں اضطراب اور بے چینی پیدا ہو اس کو مریب کہتے ہیں۔ (زمخشری)

[٢٥] علامہ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں دس کلمات ہیں ہر کلمہ اپنی جامعیت اور افادیت کے لحاظ سے ایک مستقل حکم ہے اور اگر سیاق و سباق سے قطع نظر کر کے ان کو دیکھا جائے تو ان کی افادیت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اس آیت کی نظیر صرف آیۃ الکرسی ہے جس میں اسی طرح کے دس احکام بیان کیے گئے ہیں۔

اب نہایت اختصار کے ساتھ ان کلمات کی وضاحت کی جاتی ہے۔

١۔ فَلِذٰلِكَ فَادْعُ   ذٰلِكَ اسم اشارہ ہے اس کے مشار الیہ کے متعلق علماء کے دو قول ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ باہمی حسد و عناد کی وجہ سے لوگ مختلف فرقوں میں بٹ چکے ہیں جو دین آپ لائے ہیں اس میں تفرقہ ڈال دیا گیا ہے۔ اے حبیب! آپ اسی دین حق کی طرف سب لوگوں کو دعوت دیں تاکہ وہ اس انتشار کے باعث ذلیل و خوار ہونے سے بچ جائیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس کا مشار الیہ وہ دین ہے جس کی اشاعت کا حکم تمام انبیاء کو دیا گیا ہے اور جس پر چلنے کی آپ کو ہدایت کی گئی ہے۔ آپ بے خوف و خطر اسے قبول کرنے کی دعوت دیں۔ اس نظام صداقت سے صرف آپ کی قوم ہی نہیں بلکہ شرق و غرب میں بسنے والا ہر فرد اس دعوت کی روح پرور برکتوں سے متاثر ہو کر دونوں جہانوں کی سعادت سے بہرہ یاب ہو سکے۔

٢۔ وَاسْتَقِمْ كَمَاۤ اُمِرْتَ   صرف اس دعوت کو قبول کر لینا ہی کافی نہیں بلکہ اس کو قبول کرنے کے بعد اس پر ڈٹ جانا اور عمر

وَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ ۖ وَقُلْ آمَنتُ بِمَا أَنزَلَ

اور ثابت قدم رہیے جیسے آپ کو حکم دیا گیا ہے اور نہ پیروی کیجیے ان کی خواہشات کی اور فرمائیے میں ایمان لایا ہر

اللَّهُ مِن كِتَابٍ ۖ وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ ۖ اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۖ لَنَا

اس کتاب پر جو اتاری ہے اللہ تعالیٰ نے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں عدل کروں تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی ہمارے

[illegible] خود صاحب [illegible] ہیں ثابت قدم [illegible] جو اللہ تعالیٰ نے مقرر [illegible] ہے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] استقامت کا حکم [illegible] شان کا اندازہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد [illegible] سے لگایا جا سکتا ہے۔ شیبتنی سورۃ ھود واخواتھا وقیل [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] فاستقم کما امرت [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] استقامت [illegible] طرح آپ کو حکم دیا گیا ہے۔

[illegible] آپ کا کام نہیں [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] مستقل [illegible] ہو جاتا۔

[illegible] آپ [illegible] اس کتاب پر [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ کی طرف سے [illegible]

[illegible] ہمارا پروردگار بھی اللہ تعالیٰ ہے [illegible] عبادت کریں گے [illegible]

أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا

ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لیے تمہارے اعمال ۳۱ کوئی بحث و تکرار نہیں ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان ۳۲ اللہ ہم سب کو جمع کرے گا ۳۳

وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ۝ وَالَّذِينَ يُحَاجُّونَ فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا

اور اسی کی طرف سب نے پلٹنا ہے ۳۴ اور جو لوگ حجت بازی کرتے ہیں اللہ (کے دین) کے بارے میں اس کے بعد کہ لوگ اسے

اسْتُجِيبَ لَهُ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ

اس کو مان چکے ہیں، سو ان کی حجت بالکل بودی ہے ۳۵ ان کے رب کے نزدیک اور ان پر (خدا کا) غضب ہے

گوارا نہیں کرتی۔

۳۱ بیشک نیک اعمال کا ثواب ہمیں ملے گا اور برے اعمال کی سزا بھی ہمیں ملے گی۔ تمہارے اعمال کی جزا و سزا تمہیں ملے گی۔ ایسا نہیں ہو گا کہ ہم کسی اور کے اعمال کا ثواب ہمیں مل جائے یا برائی ہم کریں اور سزا تمہیں ملے۔ اس لیے جب تمہارے اعمال کا انجام تمہیں بھگتنا ہے تو تم حق کی مخالفت کیوں کرتے ہو اور جب یہ بات ہے کہ تمہارا کیا تمہارے سامنے آئے گا تو پھر تم برے کاموں کا ارتکاب کیوں کرتے ہو۔

۳۲ حق واضح ہو گیا، دلائل روشن ہو گئے اور شک و شبہ کے حجابات اٹھا دیے گئے۔ پھر بھی تم باطل سے چمٹے رہو اور حق کو قبول نہیں کرتے تو تمہاری قسمت۔ اب مزید بحث و تکرار کی کوئی گنجائش نہیں۔ اتمام حجت ہو چکا۔ بے مقصد بحث سے سر کھپانا فضول ہے۔

۳۳ آخر میں فرمایا وہ دن آنے والا ہے جب اللہ تعالیٰ ہم سب کو جمع کرے گا اور ہم سب اس کے حضور پیش ہوں گے۔ اس روز معلوم ہو جائے گا کہ حق پر کون ہے اور غلط راستوں پر کون بھٹک رہا ہے۔

۳۴ سب نے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور اگر کوئی خوشی سے وہاں جانے کے لیے آمادہ نہ ہو گا تو اسے بھی دھکیل کر وہاں لے جایا جائے گا۔

۳۵ آفتاب ہدایت طلوع ہو چکا۔ لوگ خواب غفلت سے بیدار ہو گئے۔ ان کی آنکھیں روشن اور سینے نور سے معمور ہو گئے۔ سلیم العقل لوگ ایک ایک کر کے کفر و شرک کی زنجیروں کو توڑ کر رحمت عالمیان سے وابستہ ہو رہے ہیں۔ ان حالات میں بھی جو لوگ حق قبول کرنے والوں پر اعتراض کی بوچھاڑ کرتے ہیں ان پر خدا کا غضب ہو گا اور وہ عذاب الیم میں مبتلا کر دیے جائیں گے۔ دحض برجلہ: فحص برجلہ کسی چیز کو پاؤں کے ساتھ مسلنا (قاموس)۔ وعن المحیط دحضت الحجۃ دحوضا بطلت۔ یعنی باطل اور مضمحل دلیل کو حجت داحضہ کہتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ حق کی تردید کے لیے وہ جو حرف بھی پیش کرتے ہیں وہ بالکل غلط اور بیہودہ ہے۔ ان کی مثال ایسی ہے جیسے پاؤں تلے مسلی ہوئی کوئی چیز۔

وَلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ۗ

اور ان کے لیے سخت عذاب ہے اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے نازل کی ہے کتاب حق کے ساتھ اور نازل کیا ہے میزان کو

وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ۝ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ

اور تمہیں کیا معلوم کہ شاید وہ گھڑی قریب ہی ہو جلدی مچاتے ہیں اس کے لیے وہ لوگ

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُوْنَ

جو ایمان نہیں رکھتے اس پر اور جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ خوفزدہ رہتے ہیں اس سے اور وہ جانتے ہیں

اَنَّهَا الْحَقُّ ۭ اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ۝

کہ یہ حق ہے۔ خبردار! جو لوگ شک کرتے ہیں قیامت کے متعلق وہ بڑی گمراہی میں مبتلا ہیں

اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ۝

اللہ تعالیٰ بہت مہربان ہے اپنے بندوں پر رزق دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور وہی قوی (اور) زبردست ہے

ع ۲

بالحق کی تشریح کے لیے دیکھئے ضیاء القرآن جلد اول سورۃ آل عمران آیت ۳۔ میزان سے مراد شریعت ہے جس سے حق کو باطل سے [illegible] کیا جا سکتا ہے اور لوگوں کے درمیان عدل و انصاف [illegible] المیزان [illegible] وغیرہ میں ہے۔

قرآن کریم [illegible] نہیں پتہ کہ وہ گھڑی قریب آ گئی ہو [illegible] سے تعبیر کیا گیا ہے۔

[illegible]

یہی وہ لوگ جو قیامت پر یقین نہیں رکھتے وہ اس کے جلدی برپا ہونے کے لیے بے تاب ہیں اور وہ مذاق کرتے ہیں کہ قیامت جلدی برپا ہو جائے تاکہ [illegible] سب کو پتہ چل جائے کہ حق پر کون ہے۔ [illegible] قیامت کے [illegible] کفار کی یہ حالت [illegible] اس کے متعلق [illegible] لوگوں کو قیامت کے [illegible] ہیں۔

لطیف اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔ علمائے لغت نے اس کی تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے۔ قال ابن الاثیر فی تفسیرہ اللطیف ھو الذی اجتمع له الرفق فی الفعل والعلم بدقائق المصالح وایصالها الی من قدرها له من خلقه۔ یعنی لطیف اس کو کہتے ہیں جس میں یہ دو چیزیں جمع ہوں [illegible]

مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ

جو طلب گار ہو آخرت کی کھیتی کا ہم بڑھا دیتے ہیں اس کے لیے اس کی کھیتی (اور برکتیں) اور جو شخص

يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ

خواہش مند ہے صرف دنیا کی کھیتی کا ہم دے دیتے ہیں اسے اس سے اور نہیں ہوگا اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ

[illegible] اللطيف من [illegible] هذا اللطف اللطيف بالعبد الضعيف [illegible]

[illegible]

[illegible] من كانت نيته الآخرة جمع الله شمله وجعل غناه في قلبه واتته الدنيا وهي راغمة ومن كانت نيته الدنيا فرق الله عليه امره وجعل فقره بين عينيه ولم ياته من الدنيا الا ما كتب له [illegible]

أَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللّٰهُ ۚ

کیا ان کے ایسے شریک ہیں جنہوں نے مقرر کیا ہے ان کے لیے ایسا دین جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی ۲۹

وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ وَإِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ

اور اگر ان کے فیصلہ کی بات پہلے سے طے شدہ نہ ہوتی تو ان کا قصہ کبھی کا چکا دیا گیا ہوتا ۳۰ اور جو ظالم ہیں یقیناً ان کے لیے

عَذَابٌ أَلِيْمٌ ﴿٢١﴾ تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَهُوَ

دردناک عذاب ہے۔ آپ دیکھیں گے ظالموں کو کہ ڈر رہے ہوں گے ان کرتوتوں سے جو انہوں نے کمائے اور وہ وبال

وَاقِعٌ بِهِمْ ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ

پر واقع ہو کر رہے گا ۳۱ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے وہ بہشتوں کے باغوں میں

الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿٢٢﴾

ہوں گے انہیں ملے گا جو وہ چاہیں گے اپنے رب کے پاس سے یہی بڑا فضل ہے

ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۗ

یہ وہ انعام ہے جس کی خوشخبری اللہ تعالیٰ دیتا ہے اپنے ان بندوں کو جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے

۲۹ وہ دین جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے لیے پسند فرمایا ہے کیا اس کو تم مانتے نہیں ہو اور ان قواعد وضوابط کی ہر آن خلاف ورزی کرتے ہو جو رحیم وکریم پروردگار نے اپنے بندوں کی فلاح و بہبود کے لیے مقرر کیے ہیں۔ حیرت ہے ان بندوں کے لیے جن کو وہ قابل قبول سمجھتے ہیں جو ان کے نفس نے ایسی ہوتی ہے کہ ان قواعد وضوابط کی پیروی کر رہے ہیں یہ ضابطے ہر ترکے پیچھے جاتے تو یہ نہیں ہے جو اصول وضع کیے ہیں وہ کہاں سے لیے ہیں کیا انہوں نے کوئی اور خدا بنا رکھے ہیں اور یہ ان کا نازل کیا ہوا دین ہے اور ان کے خود ساختہ گروہ قاعدے ہیں جن پر یہ چل رہے ہیں جو باطل و لاحاصل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی اور خدا نہیں ہوسکتا کوئی دین قابل عمل نہیں ہوسکتا۔

۳۰ اللہ تعالیٰ نے ان کے فیصلے کے لیے ایک وقت مقرر کیا ہے اس لیے ان کو مہلت دی جا رہی ہے ورنہ کبھی کا ان کا کام تمام کر دیا گیا ہوتا

۳۱ قیامت کے دن ان ظالموں کی جو کیفیت ہوگی اس کا ذکر ہو رہا ہے

قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى ۗ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ

[illegible] قرابت کی محبت کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

کے منصب جلیل پر فائز کیا۔ وہ تو لوگوں سے کسی اجر کا مطالبہ نہیں کرتے کسی صلہ یا منفعت کی خواہش نہیں کرتے تو العیاذ باللہ سید الرسل کے متعلق یہ کیسے باور کیا جا سکتا ہے کہ حضور نے کسی قسم کی منفعت کی خواہش کی ہو۔ حضور کی کوئی بڑی سے بڑی مشقت کی قربانیوں کے عوض [illegible] رحمت عالمیان نے ہی رب العالمین کو شرف قربانی [illegible] ایک تحریف [illegible] احتمال ہی ان [illegible] دوسری طرف ان شہیدوں کے [illegible] قرابت کا مطالبہ کر کے اپنی تمام محنت و مشقت کا معاوضہ طلب کیا۔ معاذ اللہ

اس آیت سے متصل بعد فرمایا کہ [illegible] حسنۃ نزد لہ فیہا حسنا۔ جو شخص بھی کوئی نیکی کا کام کرے گا ہم اس میں حسن اور اضافہ کریں گے۔ اس سیاق و سباق کو پیش نظر رکھئے تو معلوم ہوگا کہ آیت کی تفسیر یہی [illegible] ہے۔

حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قرابت داری [illegible] اہل بیت کرام کی محبت اور ان کا ادب و احترام ہمارے ایمان کا جزو ہے [illegible] اہل بیت کی محبت نہیں [illegible] اس کی تمام [illegible] جس کی قربت حضور سے زیادہ ہوگی اتنی ہی اس کی محبت و احترام زیادہ مطلوب ہوگا۔ ایک نہیں متعدد ایسی صحیح احادیث موجود ہیں جن میں اہل بیت پاک سے محبت کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ بے شک اہل بیت پاک کی محبت ہمارا ایمان ہے [illegible] ایمان ہوگا وہاں [illegible] کا عشق ضرور ہوگا۔

مگر اب یہ کہنا [illegible] حضور نے اپنی اہل بیت کی محبت کا حکم دیا ہے اسی طرح صحابہ کے احترام و اکرام کی بھی تاکید فرمائی ہے۔ ایک حدیث میں اہل بیت کے بارے میں فرمایا مَثَلُ اَہْلِ بَیْتِیْ کَمَثَلِ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَہَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْہَا غَرِقَ۔ میرے اہل بیت کی مثال نوح علیہ السلام کی کشتی کی ہے جو اس میں سوار ہوا نجات پا گیا اور جو پیچھے رہ گیا وہ ڈوب گیا۔ تو دوسرا ارشاد گرامی بھی ہے اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ میرے صحابہ درخشاں ستاروں کی طرح ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اہل سنت کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ اہل بیت کی محبت کی کشتی میں سوار ہیں [illegible] صحابہ کرام کی [illegible] سمندر کی [illegible] جو اس کشتی میں سوار نہ ہوا وہ غرق ہو گیا اور جس نے ان روشن ستاروں سے ہدایت حاصل نہ کی وہ راہ راست سے بھٹک گیا

حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝ اَمْ

کرے گا ہم اس کو دوبالا کر دیں گے اس کے لیے اس میں خوبی بے شک اللہ بہت بخشنے والے بڑے قدر دان ہیں کیا یہ

يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى

لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے اللہ پر جھوٹا بہتان باندھ رکھا ہے سو اگر اللہ چاہتا تو مہر لگا دیتا آپ کے

ف ارشاد ہوتا ہے کہ جو شخص نیک عمل کرتا ہے ہم اس کے اعمال کے حسن و کمال میں اپنی طرف سے اضافہ کر دیتے ہیں۔ اس کی سعی و کوشش کے وجود جو حاصل ہوتا ہے وہ اپنے فضل و کرم سے دوبالا کر دیتے ہیں اس کا یہ مفہوم بھی بتایا گیا کہ ایک نیکی کے سبب سے کئی نیکیوں کی توفیق دیتے ہیں [illegible] جیسا کہ اس کے برعکس [illegible] کا اس کے اعمال میں [illegible] یقترف: یکتسب۔ الاقتراف الاکتساب واصل القرف الکسب۔ قولہ یقترف اصل [illegible]

آیت میں حسنہ نیکی عمل [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضور کے اہل بیت اور صحابہ کرام کی محبت [illegible] اہل بیت کرام اور صحابہ کرام سے محبت [illegible] محبت [illegible] من مهمات الصوفية يحصل الوصول ولا [illegible] الشيخ [illegible] في الرسول [illegible] بحيث [illegible] المحبوب [illegible]

[illegible] وسیلہ بنا کر [illegible] محبت [illegible]

[illegible] حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ [illegible] اہل بیت کرام کی [illegible] محبت [illegible]

[illegible] مصطفیٰ [illegible]

[illegible] اللہ غفور شکور [illegible]

[illegible]

ف [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

قَلْبِكَ ۗ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ۗ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ

دل پر۔ اور مٹاتا ہے اللہ تعالیٰ باطل کو ۲۸ اور ثابت کرتا ہے حق کو اپنے ارشادات سے۔ بے شک وہ جاننے والا

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۴﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ

ہے جو کچھ سینوں میں ہے۔ اور وہی ہے جو توبہ قبول کرتا ہے اپنے بندوں کی ۲۹ اور

خیال پر حیرت کرتے ہیں۔ ان کی تردید فرماتے ہیں کہ وہ شخص جو قرآن اپنے پاس سے گھڑ رہا ہو، جس کا دل اس کے خوف سے ہر وقت لرزاں رہتا ہو، جس کی احتیاط کا یہ عالم ہو [illegible] کیا ایسی ہستی سے توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ اپنے [illegible] اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرے [illegible] اللہ تعالیٰ کی طرف سے [illegible] اللہ تعالیٰ نے اس پر مہر لگا دی ہوتی [illegible] لیکن آپ کا قلب [illegible] آپ کے انوار و تجلیات کا مہبط ہے آپ کے بارے میں تو اس [illegible] کا وہم بھی نہیں کیا جاسکتا۔

۲۸ اگر یہ کلام خود حضور کریم کا [illegible] ہوتا [illegible] تو اللہ تعالیٰ اس کا نام و نشان بھی مٹا دیتا [illegible] کی یہ ترقی ہے عروج ہرگز نصیب نہ ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ باطل کو آخر کار مٹا دیتا ہے اور صداقت [illegible] حق کا بول بالا ہو کر رہتا ہے۔

اگر دجل و فریب کے باعث باطل کو چند روزہ عروج نصیب ہو اور اہل حق کی غفلت [illegible] کی وجہ سے حق کمزور اور ضعیف ہو جائے تو اس سے [illegible] باطل [illegible] حاصل ہو جائے اس کا [illegible] انکار [illegible] اہمیت [illegible] اخلاق [illegible] کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح [illegible] مسلمانوں میں افتراق و انتشار پیدا کرنے کے لیے مرزا کی جھوٹی نبوت کو [illegible] باطل [illegible] تسلیم کریں تو اس [illegible] کی نبوت کی سچائی ثابت نہیں ہو سکتی [illegible] وقت آنے والا ہے جب [illegible] اور اس [illegible] کا اظہار کریں گے ان شاء اللہ۔

۲۹ ان نابکاروں کے [illegible] کہ آپ کا [illegible] جس کا [illegible] اس سے توبہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔

حضرت جابر سے مروی ہے کہ ایک اعرابی مسجد [illegible] اور کہنے لگا اللھم انی استغفرك واتوب الیك وکبر اے اللہ میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں [illegible] تکبیر [illegible] نماز پڑھنے لگا جب نماز سے فارغ ہوا تو سیدنا علی نے فرمایا ان سرعة اللسان بالاستغفار توبة الكذابين وتوبتك تحتاج الى التوبة [illegible] توبہ کرنا جھوٹوں کی توبہ ہے [illegible] اس نے عرض کیا یا امیر المومنین توبہ کیا ہے؟

يَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ

درگزر کرتا ہے ان کی غلطیوں سے اور جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ اور وہی قبول کرتا ہے دعائیں ان لوگوں کی جو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ

ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ دیتا ہے اور جو کافر

لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۝ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا

ان کے لیے سخت عذاب ہے۔ اور اگر کشادہ کر دیتا اللہ تعالیٰ رزق کو اپنے تمام بندوں کے لیے تو وہ سرکشی

فِى الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌ ۢ

کرنے لگتے زمین میں لیکن وہ اتارتا ہے اندازہ سے جتنا چاہتا ہے۔ بیشک وہ اپنے بندوں کے حال سے خبردار

بَصِيْرٌ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ

سب کچھ دیکھنے والا ہے۔ اور وہی ہے جو برساتا ہے مینہ اس کے بعد کہ لوگ مایوس ہو چکے ہیں اور پھیلا دیتا ہے

توبہ تب ہی قبول ہوتی ہے جب گزشتہ گناہوں پر ندامت ہو، ترک شدہ فرائض کی قضا ہو، جس کسی کا مال ناحق لیا ہو اس کی واپسی ہو، جس طرح تو نے اپنے نفس کی پرورش کی ہے اسی طرح اطاعت میں اسے گلا دے، جس طرح تو نے گناہوں کی مٹھاس چکھائی ہے اسی طرح اس کو فرمانبرداری کی کڑواہٹ چکھا اور کثرت گریہ۔

اللہ تعالیٰ اہل ایمان کی صرف دعائیں ہی قبول نہیں فرماتا بلکہ اپنے فضل و کرم سے انہیں ان کی طلب سے بھی زیادہ نعمتیں مرحمت فرماتا ہے۔

یعنی اگر اللہ تعالیٰ ہر ایک کو کثرت دولت و ثروت سے نواز دے تو وہ سرکشی اور طغیانی کی راہ اختیار کر لیں اور ساری زمین میں فتنہ و فساد کے شعلے بھڑک اٹھیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ اپنی حکمت اور مصلحت کے مطابق ہر ایک کو رزق دیتا ہے۔ حدیث میں ہے خیر العیش ما لا یلھیک ولا یطغیک بہترین زندگی وہ ہے جو تمہیں غافل بھی نہ کرے اور سرکشی میں بھی مبتلا نہ کرے۔ (ابن کثیر)

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حالات سے خوب واقف ہے وہ جانتا ہے کہ کس کے لیے دولت کی کثرت تباہی کا باعث بنے گی اور کس کے لیے تنگدستی وجہ ہلاکت ثابت ہوگی، اس لیے وہ جس کو جتنا عطا فرماتا ہے یہ اس کی حکمت کا تقاضا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بے شمار نشانیوں میں سے ایک کا یہاں ذکر فرمایا ہے۔

رَحْمَتَهٗ ؕ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ

اپنی رحمت کو اور وہی کارساز حقیقی اور سب تعریفوں کے لائق ہے اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے آسمانوں کی تخلیق

وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ؕ وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ

اور زمین کی اور جو جاندار اس نے پھیلا رکھے ہیں ان دونوں میں اور وہ جب چاہے ان کو جمع کرنے پر

اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ ۝ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ

پوری قدرت رکھتا ہے ۲۹ اور جو مصیبت تمہیں پہنچتی ہے تمہارے ہاتھوں کی کمائی کے سبب پہنچتی ہے

اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۝ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ

[illegible] بہت سے (گناہوں) سے وہ درگزر فرماتا ہے ۳۰ اور تم عاجز نہیں کر سکتے (اللہ کو) زمین میں۔

ع

۲۹ اللہ تعالیٰ کی قدرت و کمال کی یہ نشانیاں بیان ہو رہی ہیں۔

۳۰ قرآن کریم نے یہاں مصیبت کا ذکر عام کیا ہے اور اس کا سبب بھی متعین کیا ہے [illegible] اس میں اشارہ کا سبب قرار [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حدیث [illegible] ما یصیب المسلم من نصب ولا وصب

ولا ھم ولا حزن الا کفر اللہ عنہ بھا من خطایاہ حتی الشوکۃ یشاکھا [illegible]

[illegible]

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝٣١ وَمِنْ اٰيٰتِهِ

اور تمہارا [illegible] اللہ کے سوا کوئی دوست ہے اور نہ کوئی مددگار [illegible]

الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۝٣٢ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ

[illegible] اگر وہ چاہے تو ہوا کو ساکن کر دے پس وہ رہ جائیں

رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝٣٣

[illegible] کی پشت پر بے شک [illegible]

اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيْرٍ ۝٣٤ وَّيَعْلَمَ الَّذِيْنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible] ما انتم [illegible] بالاستقلال [illegible] من المصائب [illegible]

[illegible] نصیر' یدفعها عنکم [illegible]

[illegible]

[illegible] قال الاعلام الجبال وقال مجاهد الاعلام القصور (قرطبی)

[illegible]

يُجَادِلُونَ فِيٓ ءَايَٰتِنَا مَا لَهُم مِّن مَّحِيصٍ ﴿۳۵﴾ فَمَآ أُوتِيتُم مِّن

جھگڑا کرتے رہتے ہیں ہماری آیتوں میں کہ ان کے لیے کوئی جائے پناہ نہیں۔ پس جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے

شَيْءٍ فَمَتَٰعُ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا ۖ وَمَا عِندَ ٱللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ لِلَّذِينَ

دنیوی زندگی کا سامان ہے۔ اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والا ہے ان لوگوں کے لیے جو

ءَامَنُوا۟ وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿۳۶﴾ وَٱلَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَٰٓئِرَ

ایمان لائے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں ف اور جو لوگ بچتے رہتے ہیں بڑے بڑے

ٱلْإِثْمِ وَٱلْفَوَٰحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا۟ هُمْ يَغْفِرُونَ ﴿۳۷﴾ وَٱلَّذِينَ

گناہوں اور بدکاریوں سے اور جب وہ غضب ناک ہوتے ہیں تو وہ معاف کر دیتے ہیں ف اور جو لوگ

جہازوں کی جگہ اب اگرچہ اسٹیم، بجلی اور ایٹمی توانائی سے چلنے والے جہازوں نے لے لی ہے لیکن سمندر میں اٹھنے والے طوفانوں کی موجوں کے سامنے ان کی حیثیت تنکے سے زیادہ نہیں۔ پہلے بھی اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے بادبانی کشتیاں ساحل تک پہنچتی تھیں، آج بھی اسی کے کرم کے طفیل ایٹمی توانائی سے چلنے والے بحری جہاز سلامتی سے منزل مقصود تک پہنچتے ہیں۔

سہارا ہے جہازوں کے، ہوا جب ان کی مساعی تو کی
کہ بھروسہ کیجے [illegible] کہ وہ سب تقدیر کا ہے

ف یہ دولت و ثروت، یہ جاگیریں اور محلات، یہ مرتبے اور عہدے اور یہ سامان عیش و عشرت سب فانی ہیں اور چند روزہ دنیوی زندگی کا [illegible] جن کو حاصل کرنے میں ملی ہیں [illegible] حاصل حیات ہے یا اس سے بڑا کوئی [illegible] سب کچھ دھرے کا دھرا رہ جائے گا۔ البتہ اہل ایمان کے لیے اور توکل کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو لازوال نعمتیں اپنے پاس محفوظ کر رکھی ہیں وہ بہتر اور باقی رہنے والی ہیں۔ سیدنا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال راہ خدا میں قربان کر دیا تو کئی لوگ انہیں ملامت کرنے لگے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (مظہری)

ف سابقہ آیت میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس جو خصوصی انعامات ہیں وہ ہمیشہ باقی رہنے والے ہیں۔ اس آیت میں ان لوگوں کا تعارف کرایا جا رہا ہے جنہیں یہ ابدی نعمتیں بخشی جائیں گی۔ [illegible] اہل ایمان کی خوبیوں اور خصائل حمیدہ کا بیان شروع ہے۔ ایک صفت تو ان کی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہیں۔ اس آیت میں ان کی دو اور صفات کا ذکر ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ وہ کبیرہ گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے دور رہتے ہیں [illegible]

اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ

رب کا حکم مانتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں ملے اور ان کے سارے کام باہمی مشورے سے طے ہوتے ہیں ملے

ستایا جاتا ہے یا انہیں مشتعل کیا جاتا ہے [illegible] غضب ناک ہو کر [illegible] نہیں کیے جاتے [illegible] کہ انہیں مشتعل کرنے کی کوشش کرنے والا [illegible] کو اس بات سے [illegible] کر دیتے ہیں۔

صاحب لسان العرب نے اثم کی تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے: الاثم الذنب وقیل هو ان یعمل ما لا یحل له۔ اثم کا معنی گناہ ہے یا ایسا کام کرنا جس کا کرنا حلال نہ ہو۔ علامہ راغب لکھتے ہیں [illegible] الاثم اسم للافعال المبطئة عن الثواب [illegible]

[illegible]

[illegible]

ملے [illegible] ربّ کی دعوت پر لبیک [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

ملے علامہ راغب شوریٰ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں: التشاور والمشاورة والمشورة استخراج الرأی بمراجعة البعض الی البعض من قولهم شرت العسل اذا اتخذته من موضعه واستخرجته منه۔ یعنی [illegible] عرب کہتے ہیں شرت العسل۔

امام [illegible] لکھتے ہیں [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک مجلس شوریٰ مقرر کی [illegible]

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ

اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا فرمایا ہے اس سے خرچ کرتے ہیں اور جب ان پر زیادتی کی جاتی ہے تو وہ اس کا

[illegible]

[illegible]

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

ينتصرون اى ينتقمون [illegible] الانتصار، الانتقام وانتصر منه اى انتقم [illegible] ماسالهم ظلم من ظالم لم يستسلموا لظلمه [illegible]

هُمْ يَنْتَصِرُونَ ۝ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا

(مناسب) بدلہ لیتے ہیں۔ اور برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے پس جو معاف کر دے

فرمایا ہے۔ انہم کانوا یکرھون ان یذلوا انفسہم فیجترئ علیہم الفساق یعنی اہل ایمان اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل و خوار بنالیں تاکہ فاسق اور فاجر ان پر دست درازی کر سکیں۔ بلکہ یہ لوگ کے سامنے وہ فولاد کی چٹان بن جاتے ہیں اور بدمست مغروروں کو کچل کر رکھ دیتے ہیں۔ علامہ بیضاوی نے اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں خوب لکھا ہے۔ وقال البیضاوی وصفہم بسائر امہات الفضائل مما کرھۃ استذلال وھی لا یخالف وصفہم بالغفران فانہ ینبئ عن عجز المغفور والانتصار عن مقاومۃ الخصم والحلم عن العاجز محمود وعن المتغلب مذموم لانہ اجراء واغراء" علامہ بیضاوی فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی بنیادی خوبیوں سے توصیف فرمائی ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ کسی کے سامنے اپنے آپ کو ذلیل و خوار ظاہر کرنا ناپسند کرتے ہیں۔ اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ آیت پہلی آیت کے خلاف ہے جس میں غفران ان کی صفت بیان کی گئی ہے کیونکہ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ عاجز اور درماندہ سے عفو و درگزر کرنا مستحب ہے اور بدقماش دشمن سے انتقام لینا عین حکمت ہے۔ کمزور سے حلم محمود ہے اور زبردست سے حلم مذموم ہے کیونکہ اس طرح وہ ظلم کرنے پر اور زیادہ جری ہو جائے گا۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

اذا انت اکرمت الکریم ملکتہ
وان انت اکرمت اللئیم تمردا

اگر تو کسی شریف آدمی کی عزت کرے گا تو وہ ہمیشہ تیرا ممنون رہے گا اور اگر تو کسی کمینہ فطرت آدمی کی عزت کرے گا تو وہ اور زیادہ سرکش ہو جائے گا۔

فوضع الندی فی موضع السیف بالعلی
مضر کوضع السیف فی موضع الندی

یعنی جہاں تلوار استعمال کرنا چاہیے وہاں سخاوت سے کام لینا مضر ہے جس طرح سخاوت کے موقع پر تلوار کا استعمال مضر ہوا کرتا ہے۔

کیونکہ ظالم سے انتقام لینے کی رخصت دے دی گئی تو ممکن تھا کہ انتقام لیتے وقت حد سے تجاوز کر جائے اور کل کا مظلوم آج خود ظالم بن جائے اس لیے واضح کر دیا کہ انتقام میں بھی انصاف کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ جتنی زیادتی کسی نے تم پر کی ہے تم بھی اسی قدر اس پر کر سکتے ہو۔ انتقام کی اجازت سے کہیں یہ غلط فہمی پیدا نہ ہو جائے کہ اب بدلہ لینے کی کھلی چھٹی مل گئی ہے جس طرح چاہے وہ اپنے دل کی بھڑاس نکال لے۔

وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ﴿٤٠﴾ وَلَمَنِ

اور اصلاح کر دے تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے ۴۲ بے شک وہ ظالموں سے محبت نہیں کرتا ۴۳ اور جو

انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَٰئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ سَبِيلٍ ﴿٤١﴾ إِنَّمَا

بدلہ لیتے ہیں اپنے اوپر ظلم ہونے کے بعد پس یہ لوگ ہیں جن پر کوئی مؤاخذہ نہیں ۴۴ بے شک

السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ

مؤاخذہ ان پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور فساد برپا کرتے ہیں زمین میں

بِغَيْرِ الْحَقِّ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٤٢﴾ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ

ناحق۔ یہی ہیں جن کے لیے دردناک عذاب ہے۔ اور جو شخص (ظالم کی زیادتی پر) صبر کرے اور طاقت کے

۴۲ بسا اوقات انتقام لینے سے ظالم کا دماغ درست ہو جاتا ہے اور وہ لوگوں پر ظلم و تعدی سے باز آجاتا ہے اور بسا اوقات انتقامی کارروائی سے فتنہ بڑھتا ہے اور شر و شر میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہاں دل جوئی کی خاطر اس امر کی طرف ہدایت کی جا رہی ہے کہ اگر عفو و درگزر سے حالات اصلاح پذیر ہو جاتے ہوں اور مشتعل جذبات ٹھنڈے پڑ جاتے ہوں تو اگر کوئی شخص انتقام لینے کی اجازت کے باوجود معاف کر دے اور اپنے احساسات اور جذبات پر قابو پالے اگرچہ وقتی طور پر اسے تکلیف ضرور ہو گی لیکن اسے یاد رکھنا چاہیے کہ اس کا اجر اسے رب کریم ایسا عطا فرمائے گا کہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی اور دل مسرور ہو جائے گا۔

۴۳ وہ شخص جو ظلم کی ابتدا کرتا ہے اور وہ مظلوم جو جوش انتقام میں اندھا ہو جاتا ہے اور حد سے تجاوز کرتا ہے دونوں ظالم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی ظالم کو پسند نہیں کرتا۔

۴۴ بعض لوگ عفو و درگزر سے زیادہ ہی پسند کرتے ہیں۔ مظلوم اگر ظالم کا دست ظلم کاٹنے کے لیے تلوار بے نیام کر لیتا ہے تو شور مچانا شروع کر دیتے ہیں اور اس کی جوابی کارروائی پر ملامت کرنے لگتے ہیں۔ حقیقت میں ایسے ہی لوگوں کی وجہ سے ظالم کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور وہ محسوس کرتا ہے کہ لوگوں پر جو دھونس چاہے جما سکتا ہے۔ قرآن کا یہ موقف نہیں ہے۔ صاف اعلان کیا جا رہا ہے کہ ظالم سے انتقام لینے کے لیے مظلوم جو کارروائی کرے گا بشرطیکہ وہ حد اعتدال سے تجاوز نہ کرے اس پر کسی قسم کی ملامت نہ ہو گی۔ ملامت کے مستحق تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے ظلم و زیادتی کا آغاز کیا اور زمین میں ناحق فتنہ و فساد کی آگ بھڑکائی

إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ۝ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ

باوجود (قدرت) معاف کرتے تو یقیناً یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے [illegible] اور جس کو گمراہ کر دے اللہ تعالیٰ تو اس کا کوئی

مِن وَلِيٍّ مِّن بَعْدِهِ ۗ وَتَرَى الظَّالِمِينَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ

کارساز نہیں اس کے بعد [illegible] اور آپ دیکھیں گے ظالموں کو جب وہ دیکھیں گے عذاب (آنکھوں سے) کہیں گے

يَقُولُونَ هَلْ إِلَىٰ مَرَدٍّ مِّن سَبِيلٍ ۝ وَتَرَاهُمْ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا

کہیں گے کیا واپس لوٹنے کا کوئی راستہ ہے [illegible] اور آپ انہیں دیکھیں گے کہ وہ پیش کیے جائیں گے آگ پر

خَاشِعِينَ مِنَ الذُّلِّ يَنظُرُونَ مِن طَرْفٍ خَفِيٍّ ۗ وَقَالَ الَّذِينَ

اس حال میں کہ وہ جھکے ہوں گے ذلت سے دیکھتے ہوں گے کن انکھیوں سے [illegible] اور کہیں گے

[illegible] لفظ عزم کی تحقیق کرتے ہوئے [illegible] نے لکھا ہے قال الليث ما عقد عليه قلبك من امر انك فاعله. یعنی جس کام کے کرنے کا تیرا دل پختہ ارادہ کر لے وہ عزم کہلاتا ہے۔ (لسان العرب) علامہ جوہری لکھتے ہیں عزمت على كذا اذا اردت فعله وقطعت عليه. جب تم کسی کام کا قطعی ارادہ کر لو تو عرب کہتے ہیں عزمت على كذا۔ امام راغب لکھتے ہیں العزم والعزيمة عقد القلب على امضاء الامر کسی کام کی تکمیل پر دل کا پختہ ارادہ کر لینا عزم کہلاتا ہے۔ آیت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں [illegible] من معزومات الامور ای مما يجب العزم عليه من الامور [illegible] عند الله تعالىٰ. (روح البیان)

[illegible]

[illegible]

اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ

[illegible] حقیقی [illegible] میں وہی لوگ ہیں جنہوں نے [illegible] اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے

الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ۝ وَمَا كَانَ لَهُمْ

دن۔ سن رکھو [illegible] ظالم لوگ [illegible] عذاب میں ہوں گے نشہ [illegible] نہیں ہوں گے [illegible]

مِّنْ اَوْلِيَاۗءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ

ان کے لیے مددگار جو مدد کریں ان کی اللہ کے مقابلہ میں اور جس کو گمراہ کر دے اللہ تعالیٰ

فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ۝ اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ

تو اس کے لیے [illegible] کوئی راہ نہیں۔ لوگو! مان لو اپنے رب کا حکم اس سے پیشتر کہ آجائے

يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۭ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَىِٕذٍ وَّمَا لَكُمْ

وہ دن جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے [illegible] نہیں [illegible] اس روز اور [illegible] کوئی [illegible]

مِّنْ نَّكِيْرٍ ۝ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۭ اِنْ

[illegible] پس اگر وہ [illegible] کریں تو ہم نے آپ کو ان کے [illegible] نہیں بھیجا آپ کا

[illegible]

[illegible]

نشہ [illegible]

[illegible]

نشہ قیامت کے روز کفار کی حالت زار بیان کرنے کے بعد [illegible] اسلام کی دعوت دی جا رہی ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

نشہ آیت کے اس آخری حصہ کے [illegible] بیان کیے گئے [illegible] انکار [illegible] قیامت

عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلٰغُ ۗ وَإِنَّا إِذَا أَذَقْنَا الْإِنسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۖ

[illegible]

وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَإِنَّ الْإِنسَانَ كَفُورٌ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ

اللہ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی پیدا فرماتا ہے جو چاہتا ہے بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے

اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۙ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ

بچیاں اور عطا فرماتا ہے جس کو چاہتا ہے فرزند یا ملا جلا کر دیتا ہے انہیں بچے اور بچیاں

وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ

اور بانجھ بنا دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بے شک وہ سب کچھ جاننے والا ہر چیز پر قادر ہے ف۵۴ اور کسی بشر کی یہ شان نہیں کہ

اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا

کلام کرے اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ براہ راست مگر وحی کے طور پر یا پس پردہ یا بھیجے کوئی پیغامبر فرشتہ

فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ

اور وہ وحی کرے اس کے حکم سے جو اللہ تعالیٰ چاہے بے شک وہ بلند شان والا حکمت والا ہے ف۵۵ اور اسی طرح ہم نے بذریعہ وحی بھیجا

ف۵۴ یہاں یہ بتایا جا رہا ہے کہ آسمانوں اور زمین میں اسی کی حکمرانی ہے ہر چیز اسی کے قبضہ میں ہے جس کو چاہے جتنا چاہے عطا کرے اور اگر کسی کو کسی نعمت سے محروم رکھنا چاہے تو دنیا کی کوئی طاقت اسے کچھ نہیں دے سکتی۔ اولاد کے سلسلہ میں بھی لوگوں کی چار قسمیں ہیں (۱) وہ لوگ جن کو صرف بچیاں ہی دی جاتی ہیں۔ بچے کے لیے وہ ترستے رہتے ہیں اور ان کی حسرت پوری نہیں ہوتی (۲) وہ لوگ جن کو صرف بچے ہی دیے جاتے ہیں (۳) جن کو بچے بھی اور بچیاں بھی عطا فرماتا ہے (۴) وہ لوگ جو بانجھ ہیں جن میں اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت ہی مفقود ہے۔ اس کے ہاں یہ جو تقسیم ہے وہ یونہی اندھا دھند نہیں کیونکہ وہ علیم بھی ہے اور قدیر بھی۔ وہ بہتر جانتا ہے کہ کس کو کیا دینا ہے اور کس کو کچھ نہیں دینا ہے۔

ف۵۵ اس مقام پر وحی کے لغوی معنی کی تحقیق اور پھر اس کا اصطلاحی مفہوم ذکر کر دینا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ صاحب تاج العروس لفظ وحی کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اصل الایحاء ان یسر بعضهم الی بعض کما فی قوله تعالی یوحی بعضهم الی بعض زخرف القول غرورا۔ هذا اصل الحرف ثم قصر الایحاء علی معنی الالهام۔ قال ابو اسحاق اصل الوحی فی اللغة اعلام فی خفاء ولذلك صار الالهام یسمی وحیا۔ قال الازهری وکذلك الاشارة والایماء یسمی وحیا والکتابة تسمی وحیا (تاج العروس ج ۱۰ ص ۳۸۵) یعنی ایحاء کا اصل معنی ہے کہ آپس میں پوشیدہ طور پر کوئی بات کی جائے۔ قرآن کریم میں ہے یوحی بعضهم

الی بعض یا اس کا اصل معنی ہے پھر کبھی اس کا اطلاق صرف الہام پر ہوتا ہے۔ ابو اسحاق کہتے ہیں وحی کا اصل لغوی معنی پوشیدہ طور پر کسی کو کوئی چیز بتانا ہے۔ اسی وجہ سے الہام کو بھی وحی کہتے ہیں۔ اسی طرح کہتے ہیں اشارہ کرنے اور لکھ کر کوئی چیز بتانے کو بھی وحی کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں بھی دوسروں کو خبر نہیں ہوتی

علامہ راغب اصفہانی نے اس کی مزید وضاحت کی ہے۔ ان کی تحقیق کا خلاصہ بھی ہدیۂ ناظرین ہے

"اصل الوحی. الاشارۃ السریعۃ وذلک یکون بالکلام علی سبیل الرمز . وباشارۃ ببعض الجوارح وبالکتابۃ . . وعلی ہذہ الوجوہ قولہ وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین الانس والجن یوحی بعضہم الی بعض زخرف القول غرورا وذلک بالوسواس المشار الیہ بقولہ من شر الوسواس الخناس. ویقال للکلمۃ الالٰہیۃ التی تلقی الی انبیاۂ واولیاۂ وحی وذلک اضرب حسبما دل علیہ قولہ تعالیٰ وما کان لبشر الآیۃ وذلک اما برسول مشاہد تری ذاتہ ویسمع کلامہ کتبلیغ جبریل للنبی فی صورۃ معینۃ واما بسماع کلام من غیر معاینۃ کسماع موسیٰ کلام اللہ تعالیٰ واما بالقاء فی الروع کما ذکر علیہ السلام ان روح القدس نفث فی روعی واما بالہام نحو اوحینا الی ام موسیٰ ان ارضعیہ واما بتسخیر نحو قولہ تعالیٰ واوحی ربک الی النحل وبمنام کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام انقطع الوحی وبقیت المبشرات رؤیا المؤمن فالالہام والتسخیر والمنام دل علیہ قولہ الا وحیا وسماع الکلام معاینۃ دل علیہ قولہ او من وراء حجاب وتبلیغ جبریل فی صورۃ معینۃ دل علیہ قولہ او یرسل رسولا فیوحی باذنہ ما یشاء۔"

ترجمہ:

وحی کا اصل معنی اشارہ سریعہ ہے۔ یہ کبھی ایسے کلام سے ہوتا ہے جو بطور رمز مستعمل ہو۔ یا بعض اعضاء کے اشارہ سے یا کتابت سے۔ ان مذکورہ وجوہات کے لیے ملاحظہ ہو آیت وکذلک جعلنا الآیۃ یعنی اسی طرح بنا دیے ہم نے ہر نبی کے لیے دشمن یعنی سرکش انسان اور جن، چپکے چپکے سکھاتے تھے ایک دوسرے کو آراستہ باتیں، دھوکا دینے کے لیے۔ شیطان کی ان باتوں کو وسواس کہتے ہیں جن کی طرف من شر الوسواس الخناس سے اشارہ کیا گیا ہے اور کلمۂ الٰہی جس کا القاء انبیاء یا اولیاء کی طرف کیا جاتا ہے اسے وحی کہتے ہیں اور اس وحی کی کئی قسمیں ہیں جن کا ذکر اس آیت میں ہے وما کان لبشر الآیۃ۔ یہ وحی تو بذریعہ فرشتہ ہوگی جس کو وہ بھی دیکھتا اور اس کے کلام کو سنتے کہ جس طرح جبریل شکل معین میں حاضر ہوتے تھے یا یہ وحی اس صورت میں ہوگی کہ کلام آواز الٰہی سنی جاتی لیکن متکلم دکھائی نہیں دیتا، جس طرح موسیٰ علیہ السلام کلام الٰہی سنتے یا یہ وحی بصورت القاء ہوگی جیسے حضور نے فرمایا ان روح القدس نفث فی روعی یعنی روح القدس نے میرے دل میں ڈال دیا یا بذریعہ الہام ہوگی جیسے و اوحینا الی ام موسیٰ ہم نے موسیٰ کی والدہ کو وحی فرمائی یعنی بذریعہ الہام بتایا۔ یہ وحی بذریعہ تسخیر ہوگی جیسے اس چیز کی فطرت اور جبلت میں کوئی بات ڈال

إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا مَا كُنتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ

آپ کی طرف ایک جانفزا امر اپنے حکم سے شہ نہ آپ یہ جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے شہ

وَلَٰكِن جَعَلْنَاهُ نُورًا نَّهْدِي بِهِ مَن نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا وَإِنَّكَ

لیکن اے حبیب! ہم نے بنا دیا اس کتاب کو روشن نور، ہم ہدایت دیتے ہیں اس کے ذریعے جس کو چاہتے ہیں اپنے بندوں میں سے اور بلاشبہ آپ

وحی کی گئی جس کی بنا [illegible] وہ پھر جیسا کہ [illegible] آپ کے سبب سے [illegible] کی طرف وحی کی یا [illegible] خواب ہوئی۔ یہ حضور نے فرمایا وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا اب خوشخبریاں رہ گئیں یعنی سچی خواب جو مومن کو دکھائے جاتے ہیں۔ یہ امام [illegible] کا قول ہے جو روح [illegible] اس آیت کے اس قول کے مطابق کہ ما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا [illegible] کلام فرشتہ کی صورت میں [illegible] ہوتی ہے [illegible] مطلب سے تعبیر کیا اور [illegible] جبریل [illegible] تھے اس آیت کے اس فقرہ او یرسل رسولا سے تعبیر فرمائی۔

[illegible] لکھتے ہیں کہ [illegible] انبیاء کرام [illegible] مخصوص [illegible] الانبیاء علیہم السلام (روح المعانی)

شہ [illegible] قرآن کریم [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی کی ابتداء [illegible] ہوتا تھا

شہ بظاہر اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ کتاب کا علم تھا نہ ایمان کا۔ تحقیق طلب امر یہ ہے کہ کیا انبیاء کرام کو بعثت سے پہلے ایمان و کتاب کا علم ہوتا ہے یا نہیں۔ آیات قرآنی اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ثابت ہوتا ہے۔ جب ہم قرآن کریم کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم یہ آیت پڑھتے ہیں و آتیناہ الحکم صبیا اللہ تعالیٰ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق فرماتے ہیں کہ آپ ابھی بچے ہی تھے کہ ہم نے انہیں علم و حکمت سے مشرف فرمایا۔ حضرت ابن عباس کے قول کے مطابق آپ کی عمر [illegible] سال تھی [illegible] حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے گہوارہ میں ہی اعلان فرمایا انی عبد اللہ آتانی الکتاب وجعلنی نبیا وجعلنی مبارکا این ما کنت۔ یعنی میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے اور اس نے مجھے بابرکت بنایا ہے جہاں کہیں میں ہوں۔ حضرت یوسف علیہ السلام ابھی کمسن ہی تھے کہ جب بھائیوں نے ان کو [illegible] کنویں میں لٹکایا تھا اس وقت انہیں اللہ تعالیٰ نے غیب سے بتا دیا کہ واوحینا الیہ لتنبئنہم بامرہم ھذا یعنی ہم نے ان کی طرف وحی کی کہ آپ انہیں ان کی اس حرکت پر آگاہ کریں گے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے بچپن میں ہی حضرت خلیل سے عرض کیا تھا یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین۔ اے پدر بزرگوار! آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اس کی تعمیل کیجئے اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ مجھے صابر پائیں گے

اگر ان حضرات انبیاء کو بچپن میں ہی ان امور پر آگاہی بخش دی گئی تھی [illegible] معصوم ہوتے ہوئے معرفت اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان کا ہی ثمرہ ہو سکتے ہیں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق یہ کیسے فرض کر لیا جائے کہ حضور کو ایمان [illegible] کتاب کا علم تھا [illegible] کی نفی [illegible] بعثت سے قبل [illegible] کی تکذیب کرتی ہے۔ حدیث پاک میں ہے۔ لما نشأت بغضت الی الاوثان وبغض الی الشعر ولما هممت بشیء مما کانت الجاهلیة تفعله الا مرتین یعصمنی اللہ منهما ثم لم اعد جب میں بڑا ہوا تو مجھے بتوں سے اور شعر گوئی سے بغض ہو گیا اور میں نے جاہلیت کے کاموں کا کبھی ارادہ نہیں کیا صرف دو مرتبہ خیال آیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے بچا لیا پھر میں نے ان کا قصد نہیں کیا۔

حضرت یحییٰ بچپن میں [illegible] ماں باپ سے فرقت ہوئی۔ اس سے حضرت یحییٰ کی [illegible] کی قسم [illegible] ارشاد فرمایا لا تسئلنی بعد [illegible] ما احدثت شیئا قط [illegible] کوئی بات مت پوچھو۔ [illegible] اور کسی سے نہیں۔

انبیاء کرام بچپن کے ایام [illegible] ہوتے ہیں۔ ثم یشکل الامر لهم ویتحقق [illegible] وتشرق انوار المعارف فی قلوبهم حتی یصلحوا [illegible] ویصطفیهم اللہ تعالیٰ لهم بالنبوۃ وتحصیل الکمال الشریعة من دون ممارسة ولا ریاضة۔ پھر ان کے معاملات [illegible] اللہ تعالیٰ کی [illegible] ان کے دلوں میں معرفت کے انوار چمکنے لگتے ہیں [illegible] اسی وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نبوت کے لیے [illegible] منتخب کر لیتا ہے [illegible] اور ریاضت کی ضرورت نہیں ہوتی۔

علامہ [illegible] فرماتے ہیں الصواب انہ معصوم قبل النبوۃ من الجهل باللہ وصفاته والتشکک فی شیء من ذلک وقد تعاضدت الاخبار والآثار عن الانبیاء بتنزیههم عن هذه النقیصة منذ ولدوا ونشأتهم علی التوحید والایمان بل علی اشراق انوار المعارف ونفحات الطاف السعادة ومن طالع سیرهم منذ صباهم الی مبعثهم حقق ذلک۔ [illegible] یعنی صحیح یہ ہے کہ انبیاء کرام بعثت سے پہلے بھی اس بات سے معصوم ہوتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات سے جاہل ہوں یا ان میں سے کسی بات میں [illegible] بکثرت احادیث اور آثار [illegible] سے ثابت ہو چکا ہے کہ انبیاء کرام [illegible] پاک ہوتے ہیں [illegible] توحید اور ایمان پر ہوتی ہے بلکہ معرفت کے انوار ان پر [illegible] کے الطاف [illegible] کی سیرت کا بچپن سے [illegible] واضح ہے۔

جب حقیقت حال یہ ہے تو آیت [illegible] کا مفہوم کیا ہے؟ علامہ قرطبی نے متعدد جواب نقل کیے ہیں [illegible] جواب ان میں سے زیادہ پسند ہے۔

ما کنت تدری ما الکتاب لولا الرسالة ولا الایمان لولا هدایتنا لک یعنی آپ پر اگر [illegible]

لَتَهْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۙ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی

رہنمائی فرماتے ہیں صراط مستقیم کی طرف ۵۲ جو اللہ کی راہ ہے وہ اللہ جو مالک ہے ہر اس چیز کا جو

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِلَی اللّٰهِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ

آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے ۵۳ خبردار! سب کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ کی طرف ہی ہے ۵۴

تو آپ کتاب کو جان سکتے اور نہ ہم آپ کی رہنمائی نہ فرماتے تو آپ کو ایمان کا علم کیسے ہوتا۔

(ملخصاً عن تفسیر القرطبی)

نیز درایت کی نفی سے علم کی نفی نہیں ہوتی کیونکہ درایت کہتے ہیں۔ المعرفة المدركة بضرب من الختل (درایت اس کسی چیز کی [illegible] کو کہتے ہیں [illegible] ودريت به۔ عرفته او علمته بضرب من الحيلة ولذا لا يطلق على الله تعالى یعنی حیلہ سے کسی چیز کے جاننے کو درایت کہتے ہیں۔ اسی لیے اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر نہیں کیا جاتا۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ ہیں جنہیں دلائل عقلیہ سے پہچانا جا سکتا ہے اور دوسری وہ ہیں جن کی معرفت دلائل سمعیہ کے بغیر ممکن نہیں۔ یہ دوسری قسم کی معرفت نبوت سے پہلے نہ تھی۔ (کبیر)

بعض علماء نے اس آیت کا یہ مطلب بیان کیا ہے۔ ای کنت من قوم امیین لا یعرفون الکتاب ولا الایمان حتی اکون قد اخذت ما جئتهم به عمن کان یعلم ذلك منهم وهو کقوله تعالیٰ۔ وما کنت تتلوا من قبله من کتاب ولا تخطه بیمینك اذا لارتاب المبطلون

ف۵۲ یعنی ہم نے قرآن کو نور بنایا ہے [illegible] جن کو ہم چاہتے ہیں منزل مقصود تک پہنچاتے ہیں۔ اسی طرح جب آپ بھی صراط مستقیم کی طرف لوگوں کی رہنمائی فرماتے ہیں۔ یہ صراط مستقیم اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے۔

ف۵۳ آخر میں پھر اللہ تعالیٰ کی جلالت شان کا ذکر کر دیا کہ اس وسیع کائنات میں جو کچھ ہے سب کا خالق و مالک وہی ہے اور اسی کو ہر چیز پر تصرف کرنے کی پوری قدرت حاصل ہے۔

ف۵۴ اس میں اطاعت گزاروں اور نافرمانوں دونوں کے لیے بشارت ہے اور [illegible] سب مخلوقات کے [illegible] امور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں [illegible] کوئی چیز [illegible] نہیں کر سکتا۔ علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں [illegible] . . . [illegible] تعالیٰ جمیعاً کل شیء [illegible] مصیره اما بالصدور الاختیاری او بالصدور الاضطراری [illegible]

اسی کی جانب ہے۔ جب یہ نکتے ذہن میں درست ہوتے ہیں تب ان علوم کا ثمرہ نصیب ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر چیز کا مالک بھی اللہ تعالیٰ ہے اور مختار بھی وہی ہے سب چاہے کسی چیز کی ہو اور احتیاج صرف آپ کو اس کی مشکلات کے وقت شکوہ تو کیا ہو سکتا ہے کہ عقل مندی کا تقاضا تو یہ ہے کہ جو بھی محبوب عطا کرے خوشی سے قبول کیا جائے

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایک جنازے کے ہمراہ میں شریک ہوئے جب اسے قبر میں ڈال دیا گیا تو فرمانے لگے افسوس ہے کہ قبر ہو گی، پھر زمین میں ہوا، آخر دنیا کی گردش اول آخرت کی گردش پر زمانہ بہت سے گزر گئے جب وقت گزر جائے تو سیاہ دل کے کو اول اور دنیا بھی تو گئی۔ وہ عقل والے لوگو! دنیا کا انجام قبر ہے اور آخرت کی ابتدا قبر ہے۔ اس جہان پر ناز کرنا کتنی حماقت ہے جس کا انجام قبر ہے اور اس جہان سے کیوں نفرت رکھتے ہو جس کی پہلی منزل قبر ہے۔

الحمد لله والصلوة والسلام على مطلع الشرق من شمس الازل اللهم اجعل دنيانا خير مزرعة للآخرة واجعل قبورنا روضة من رياض الجنة وآنس وحشتنا بأنسك وبرؤية الوجه الصبيح الذي لا زلنا مشتاقين الى رؤياه اللهم صل على صاحب الوجه الجميل والقد الاحسن والطرف الكحيل وعلى آله وصحبه وبارك وسلم

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سورۃ زخرف

نام: اس کا نام زخرف ہے یہ کلمہ آیت ۳۵ میں مستعمل ہوا ہے۔ اس سورت میں سات رکوع نواسی آیات اور تین ہزار چار سو حروف ہیں۔

زمانۂ نزول: یہ بھی ان سات سورتوں میں سے ایک ہے جن کی ابتدا حٰمٓ سے ہوئی اور اس کا زمانہ نزول بھی اس حصے کی سورتوں کے زمانۂ نزول کے قریب قریب ہے۔

مضامین: ویسے تو قرآن کریم کی ہر سورت کی طرح اس سورت کی ہر آیت بھی گنج زر ہے جو شاہوار جواہرات کا مخزن ہے جب آپ اس کا مطالعہ کریں گے تو اس سے لطف اندوز ہوں گے۔ البتہ چند ایسی باتیں ہیں جو آپ کی خصوصی توجہ کی مستحق ہیں:

۱۔ عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ اگر کسی کے احسان کا شکریہ ادا نہ کیا جائے بلکہ الٹا ناشکری اور سرکشی کو اپنا شعار بنایا جائے تو محسن اپنے احسان کا سلسلہ بند کر دیتا ہے۔ انسانوں کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے ازراہ لطف و احسان نبی کی بعثت اور وحی کے نزول کا سلسلہ جاری کیا تاکہ لوگ ہدایت کی راہ سے بھٹک نہ جائیں۔ لیکن اس نعمت کی قدر کرنے کے بجائے کفار نے اس کا مذاق اڑانا شروع کر دیا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ان کی ناشکری کے باعث یہ سلسلہ بند کر دیا جاتا اور گمراہی کے گھپ اندھیرے میں انہیں دھکے کھانے کے لیے چھوڑ دیا جاتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ احسان کی بارش بند نہیں کی جائے گی۔ تمہیں نفس اور شیطان کے رحم و کرم پر چھوڑ نہیں دیا جائے گا۔ بلکہ قرآن کریم آفتاب ہدایت بن کر مطلع حیات پر چمک رہا ہے تاکہ اس کی روشنی سے فائدہ اٹھا کر جس وقت بھی کوئی شخص اپنی منزل کی طرف بڑھنا چاہے تو وہ بڑھ سکے۔ ہم تمہاری سرکشیوں کے باعث ناراض ہو کر یہ نعمت سلب نہیں کریں گے۔

۲۔ تم خود مانتے ہو کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے پھر تم ان اصنام جیسے بتوں کو خدا کیوں بناتے ہو اور ان کی پوجا کیوں کرتے ہو؟ اس وقت کہتے کہ ہم تو وہی کچھ کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوتی ہے۔ اس نے چاہا تو ہم نے بتوں کو پوجا۔ اگر وہ نہ چاہتا تو بھلا ہماری کیا مجال تھی کہ ہم بتوں کی طرف نظر اٹھا کر بھی دیکھتے۔ ہم پر یہ اعتراض نہ کرو بلکہ ہمارے خدا پر کرو جس کے ارادہ و مشیت کے ہم پابند ہیں۔ ان کے اس مغالطے کی کئی طرح تردید کر دی گئی کہ یہ محض جہالت اور حماقت ہے۔ اگر ان کی اس توجیہ کو قبول کر لیا جائے تو پھر دنیا بھر کے گنہگاروں کو یہ بہانہ مل جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم نے قتل کیا

زنادقہ وغیرہ) کہتے ہیں۔ اگر وہ چاہتا تو کسی کی کیا مجال تھی کہ وہ کوئی نازیبا حرکت کرتا اور جب خدا کے چاہنے سے سب کچھ ہو رہا ہے تو پھر یہ سارے کام عین ثواب ہونے چاہئیں۔ یہ جاہل لوگ رضا اور مشیت کا فرق بھی نہیں جانتے۔ بے شک اس جہان میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کے ارادہ و مشیت سے ہو رہا ہے لیکن ضروری نہیں کہ وہ اس پر راضی اور خوش بھی ہو۔ اس کی رضا انہی کاموں سے حاصل ہوتی ہے جن کے کرنے کا اس نے حکم دیا ہے۔

۳۔ انہیں اس بات پر بڑا سخت اعتراض تھا کہ منصب نبوت کے لیے ایسے شخص کو چنا گیا ہے جس کے پاس نہ مال و زر ہے اور نہ اعوان و انصار کا مضبوط جتھہ۔ وہ کہتے جزیرۂ عرب میں دو مشہور شہر ہیں مکہ اور طائف۔ ان میں بڑے بڑے رئیس ہیں جن کی ثروت و امارت کی گرد و نواح میں دھوم مچی ہوئی ہے۔ جن کے اثر و اقتدار کے آگے کسی کو دم مارنے کی مجال نہیں۔ ان میں سے اگر کسی کو اس منصب پر فائز کیا جاتا تو یہ دعوت زیادہ سرعت سے ملک عرب کے کونے کونے میں پھیل جاتی۔ ان کے اس اعتراض کو یہ فرما کر ختم کر دیا کہ نبوت اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ اس کو تقسیم کرنے کا انہیں قطعاً کوئی اختیار نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس نعمت عظمیٰ کی اہلیت کس میں پائی جاتی ہے اور اس انعام کا کون حقدار ہے۔

یہ بھی بتا دیا کہ یہ کتاب مقدس یہ صحیفۂ رشد و ہدایت جو ہم نے آپ پر نازل فرمایا ہے اس کا نزول آپ کے لیے اور آپ کی ساری امت کے لیے وجہ عزت و شرف ہے۔ اس کی برکت سے تمہیں سرمدی رعنائیاں، سرمدی کامرانیاں اور عرش کی بلندیاں نصیب ہوں گی۔ اس کے فیضان سے قافلہ انسانیت کی قیادت کا منصب تمہیں سونپ دیا جائے گا۔ اسے رحمت سمجھو۔ اس کی تعلیمات کو اپنی ترقی کی راہ میں رکاوٹ مت خیال کرو بلکہ شرح صدر سے قبول کرو اور خوشی خوشی اس پر عمل پیرا ہو جاؤ۔

اسی ضمن میں حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے حالات کی طرف بھی اختصار کے ساتھ اشارہ فرمایا تاکہ ہجوم مصائب میں ان کی اولو العزمی باعث تسکین ثابت ہو۔

سُوْرَةُ الزُّخْرُفِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ الزخرف مکی ہے اس کی نواسی آیتیں ہیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

حٰمٓ ① وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ② اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ

حا میم ۱؎ قسم ہے اس کتاب مبین کی ۲؎ ہم نے بنایا ہے اسے قرآن عربی زبان میں تاکہ تم

۱؎ یہ حروف مقطعات ہیں، ان کی وضاحت پہلے گزر چکی ہے۔ بعض علماء نے ارشاد فرمایا کہ "حا" حی اور "میم" قیوم کی طرف اشارہ ہے۔

۲؎ واؤ قسم کے لیے ہے یعنی کتاب مبین کی قسم۔ "مبین" ابان یبین باب افعال کا اسم فاعل ہے۔ یہ فعل لازم اور متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ پہلی صورت میں معنی ہوگا کہ اس کتاب کی قسم جو بذات خود واضح، ظاہر اور روشن ہے۔ اس کے مطالب اور معارف شک و شبہ سے پاک ہیں، اختلاف و تضاد کا وہاں شائبہ تک نہیں۔ متعدی ہونے کی صورت میں مفہوم یہ ہوگا کہ اس کتاب کی قسم جو حق اور باطل کو واضح کرنے والی ہے، راہ ہدایت کو ضلالت سے ممتاز کرنے والی ہے۔ مبین کے ایک لفظ سے قرآن کریم کی دونوں صفات کو بیان کر دیا کہ یہ کتاب بذات خود بڑی واضح اور روشن ہے۔ اس میں کسی قسم کا ابہام اور التباس نہیں، نیز یہ حق و باطل کو نمایاں اور آشکار کرنے والی ہے۔ جن لوگوں کے دلوں کی آنکھیں اس کے نور سے بینا ہو جاتی ہیں وہ کسی حالت میں غلطی نہیں کرتے، وہ بڑی آسانی سے ہدایت اور گمراہی کو پہچان لیتے ہیں۔ علامہ ابن منظور لسان العرب میں اس لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ابان، استبان، تبین تتعدی هذه الثلاثة ولا تتعدی وکذا بان الشیء واستبان وتبین وابان وبین بمعنی واحد والکتاب المبین ای الکتاب البین وقیل معنی المبین الذی ابان طرق الهدی من طرق الضلالة وابان کل ما تحتاج الیه الامة"

ترجمہ: یعنی ابان، استبان اور تبین متعدی اور لازم دونوں طرح سے استعمال ہوتے ہیں۔ حٰم والکتاب المبین کا ایک معنی یہ ہے کہ یہ کتاب بذات خود واضح اور روشن ہے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ یہ ہدایت کے راستوں کو گمراہی کی راہوں سے الگ کرنے والی ہے اور ہر وہ چیز جس کی طرف امت کو احتیاج ہے اس کو کھول کر بیان کرتی ہے۔

۳؎ کتاب مبین کی قسم کھانے کے بعد جواب قسم کے طور پر بتایا جا رہا ہے کہ ہم نے اس کتاب کو عربی میں جو تمہاری مادری زبان ہے نازل فرمایا۔ اس کو عربی میں نازل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ تم اس کے حقائق و معارف کو اچھی طرح سمجھ لو، اس کے قواعد و ضوابط کو پوری طرح ذہن نشین کرو

تَعۡقِلُوۡنَ ۝۳ وَاِنَّهٗ فِیۡۤ اُمِّ الۡكِتٰبِ لَدَیۡنَا لَعَلِیٌّ حَكِیۡمٌ ۝۴ اَفَنَضۡرِبُ

مطالب کو) سمجھو۔ اور بے شک یہ قرآن ہمارے پاس لوح محفوظ میں ثبت ہے، بڑی شان والا، حکمت سے لبریز ہے۔ کیا ہم روک لیں گے

جن پر تمہاری سعادت و ارجمندی کا دارومدار ہے۔ وہ قرآن کی برکت ہے جس کی الہی کتاب سے سرفراز کیا گیا ہے۔

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہاں جعل کے لفظ کی تحقیق ذکر کی جائے کیونکہ اس لفظ میں تدبر نہ کرنے کے باعث ایک بہت بڑا فتنہ خلق قرآن کا رونما ہوا جس نے کئی صدیوں تک امت کو گوناگوں ذہنی پریشانیوں اور دیگر مصائب و آلام میں مبتلا رکھا۔

علامہ راغب اصفہانی نے مفردات القرآن میں اس کی جو تحقیق کی ہے اس کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔ وہ لکھتے ہیں جعل پانچ وجوہ پر استعمال ہوتا ہے:

۱۔ صار اور طفق کا ہم معنی۔ اس وقت یہ لازمی ہوتا ہے جیسے جعل زید یقول (زید کہنے لگا)۔

۲۔ اوجد اور خلق یعنی پیدا کرنے کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ اس وقت یہ فقط ایک مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے جیسے جعل الظلمات والنور (اس نے تاریکیوں اور نور کو پیدا فرمایا)

۳۔ کسی چیز سے کوئی دوسری چیز بنا دینا جیسے جعل لکم من الجبال اکنانا (اس نے تمہارے لیے پہاڑوں میں گھر بنائے)

۴۔ کسی چیز کو ایک حالت پر مقرر کر دینا جیسے الذی جعل لکم الارض فراشا (اس نے تمہارے لیے زمین کو بستر بنایا) اسی معنی میں علامہ راغب نے یہ آیت ذکر کی ہے۔ یعنی ہم نے اس کتاب کو قرآن عربی بنا دیا۔

۵۔ کسی چیز پر کسی چیز کا حکم لگانا، سچا ہو یا جھوٹا۔ جیسے ویجعلون للہ البنت یا انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین۔

اس تحقیق سے واضح ہو گیا کہ جعلنا کا معنی یہاں خلقنا نہیں ہے، ورنہ یہ ایک مفعول کی طرف متعدی ہوتا حالانکہ یہاں دو مفعول مذکور ہیں۔

صاحب قرطبی نے اس کا ترجمہ کیا ہے: ای انزلناہ بلسان العرب۔ بعض نے یہی لکھا ہے وقیل بیناہ۔ بعض علماء نے اس کو عربی زبان میں اتارا ہے۔ ہم نے ترجمہ انہی حضرات کی تحقیق کے مطابق کیا ہے۔

۴؎ ام الکتاب سے مراد لوح محفوظ ہے۔ بعض علماء نے ام الکتاب کی تعبیر العلم الازلی سے کی ہے۔ یہ تعبیر بہت خاص اور لطیف ہے تمثیل العلم الازلی (روح المعانی)

۵؎ یہ قرآن کریم کوئی معمولی کتاب نہیں۔ جس ہستی نے اسے نازل فرمایا ہے اس کے حضور اس کا مرتبہ بہت اونچا اور شان بڑی بلند ہے۔ کوئی دوسری کتاب شکل اور معنوی خوبیوں اور اسرار و معارف میں اس کی ہمسری نہیں کر سکتی۔ ای رفیع الشان بین الکتب لاعجازه واشتماله علی عظیم الاسرار ودقیق المعانی (روح المعانی) حکیم کی تشریح کرتے ہوئے علامہ آلوسی لکھتے ہیں حکیم ذو حکمة بالغة او محکم لاینسخه غیره او حاکم علی غیره من الکتب (روح المعانی)

یعنی حکیم کے کئی معانی مراد لیے جا سکتے ہیں۔ یہ سراسر حکمت ہے۔ یا یہ محکم ہے کہ کوئی دوسری کتاب اس کے احکام کو کالعدم

عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا أَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ۞ وَكَمْ أَرْسَلْنَا

تم سے اس ذکر کو اعراض کرتے ہوئے اس وجہ سے کہ تم لوگ حد سے بڑھنے والے ہو ۵ اور ہم نے کثرت سے بھیجے ہیں

مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْأَوَّلِيْنَ ۞ وَمَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ إِلَّا كَانُوْا بِهٖ

نبی پہلے لوگوں میں ۶ اور نہیں آیا ان کے پاس کوئی نبی مگر وہ کرتے رہے اس سے

شریعت منسوخ نہیں کر سکتی۔ یہ حاکم ہے ہر چیز پر تمام آسمانی کتابیں اس کی محتاج ہیں یہ کسی کا محتاج نہیں اس کا حکم اٹل ہے۔

۵ یہ بڑی عجیب بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے جو بے پایاں محبت ہے اور ان کے حال پر جو خصوصی نظر عنایت ہے اس آیت میں اس کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کفار و مشرکین کو دعوت توحید دیتے، انہیں سمجھاتے، ان کے سامنے عقلی براہین سے اسلام کی صداقت ثابت کرتے۔ حضور کی پاکیزہ زندگی کا ہر پہلو ان کے سامنے تھا لیکن ان کی آتش بغض و عناد بڑھتی ہی چلی جاتی۔ اس کے بعد ان کا انکار اور ان کی سرکشی روز بروز بڑھتا ہی جاتا تھا جیسے ہو تو کیا ایسے ناشکرگزاروں سے نظر عنایت پھیر دی جاتی۔ ان کو ہمیشہ کے لیے نظر انداز کر دیا جاتا تاکہ وہ بڑی مرادوں کے سامان اندھیروں میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بھٹکتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میری رحمت، میری محبت اور میری شفقت ایسا نہیں کرے گی۔ ہم ہر حالت میں انہیں دعوت حق دیتے رہیں گے۔ خواہ وہ قبول حق سے انکار کرتے رہیں اور اسلام کو ناکام بنانے میں عقل و دانش کے تمام کمالات کو پس پشت ڈال دیں۔

اس آیت کے کلمات بھی غور طلب ہیں۔

علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص کسی چیز سے منہ پھیرے اور اسے نظر انداز کر دے تو عرب کہتے ہیں قد ضربت عنه صفحا اذا اعرضت عنه وتركته (قرطبی)

علامہ ابن منظور اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ای نهملكم ولا نعرفكم ما يجب عليكم لان كنتم قوما مسرفين ای لان اسرفتم (لسان العرب) یعنی کیا ہم تم کو نظر انداز کر دیں گے اور تمہیں ان فرائض و واجبات سے مطلع نہیں کریں گے جن کی تعمیل تم پر لازمی ہے اور یہ اس لیے کہ تم اسراف کے خوگر ہو۔ صفحا کے متعلق علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ یہ ضرب کا مفعول مطلق ہے جیسے قعد جلوسا یا یہ مفعول لہ اور حال بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس وقت صفحا صافحين کے معنی میں ہوگا۔ (روح المعانی)

۶ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب مبارک کو تسلی دیتے ہیں کہ کفار کا آپ کے ساتھ یہ نامعقول اور نازیبا غیر اخلاقی رویہ کوئی نئی بات نہیں۔ جو رسول بھی آپ سے پہلے بھیجے گئے ان کے ساتھ بھی ان کی قوموں نے یہی سلوک روا رکھا تھا "کم" یہاں استفہامیہ نہیں بلکہ خبریہ ہے۔ کم هنا خبرية والمراد بها التكثير (قرطبی)

يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ۝

مذاق اڑایا کرتے۔ پس ہم نے ہلاک کر دیا ان کو جو ان سے زیادہ طاقتور تھے اور گزر چکی ہے مثال پہلے لوگوں کی ف

وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ

اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو ف تو وہ ضرور کہیں گے پیدا کیا ہے انہیں بڑے

الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۝ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ

زبردست سب کچھ جاننے والے نے جس نے بنا دیا ہے تمہارے لیے زمین کو گہوارہ ف اور بنا دیے ہیں تمہارے لیے

ف جب ان قوموں کا عناد حد سے تجاوز کر گیا اور ان کی ہدایت پذیری کے سارے امکانات ختم ہو گئے تو ہم نے ان کو تہس نہس کر دیا۔ ان بے چارے کمزوروں کی کیا حیثیت ہے بڑی بڑی طاقتور اور ترقی یافتہ قومیں ہمارے غضب کے سامنے ٹھہر کے بے دم ہو گئیں۔ یہ تو مہلت کی گھڑیاں ہیں جو ہم نے ان کو سوچنے سمجھنے کے لیے ارزانی فرمائی ہیں اور یہ نادان اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ ان کا کوئی کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔ وہ اپنی تدبیر یا قوت بازو سے عذاب الٰہی کو روک سکتے ہیں۔ وہ اپنی اس بد مستی میں مست رہیں گے، حق کا مذاق اڑاتے رہیں گے اور اہل حق کو ذلیل و رسوا کرتے رہیں گے۔ یہ ان کی خام خیالی ہے۔ جونہی مہلت کی گھڑیاں ختم ہوں گی انہیں دھر لیا جائے گا۔

ف گزشتہ نافرمان قوموں کے عبرت ناک حشر کا تذکرہ جا بجا قرآن کریم میں بیان ہو چکا ہے اور وہ بار بار اسے سن چکے ہیں۔ کیا پھر بھی وہ کوئی عبرت حاصل نہیں کرتے۔

ف اگرچہ وہ تمہیں معاذ اللہ گمراہ کرنے کے درپے ہیں۔ گو وہ صنم پرستی پر فخر کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ سینکڑوں بتوں کی پوجا پاٹ بڑی شدومد سے کرتے ہیں لیکن ان کی عقل ابھی اتنی ماؤف نہیں ہوئی کہ اس کے انکار کی جرأت ان میں بھی ہو۔ اگر آپ ان سے پوچھیں کہ "آسمانوں اور زمین کا خالق کون ہے" تو وہ بلا توقف کہیں گے کہ ان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے جو عزیز بھی ہے اور علیم بھی ہے ــــ اس بات کو بھی وہ تسلیم کرتے ہیں کہ ان کی تخلیق میں ان کے بتوں کا کوئی حصہ نہیں۔ اس اعتراف کے بعد ان کا کسی کو خدا سمجھنا اور اس کی عبادت کرنا اتنی بڑی بیہودگی اور حماقت ہے کہ اس کے بطلان کے لیے کسی دلیل کی ضرورت ہی نہیں۔

ف اللہ تعالیٰ اپنی شان کریمی کا ذکر فرما رہا ہے۔ یعنی وہی وہ عزیز اور علیم ہے جس نے تمہارے لیے اس زمین کو گہوارہ بنایا جس میں تم آرام سے رہتے ہو [illegible] کے لیے [illegible] اس کی وسعت کے باوجود [illegible] کر دیے گئے ہیں۔ پہاڑوں میں [illegible] بنادی ہیں تاکہ تم ان پر چل کر اپنی منزل مقصود تک پہنچ سکو

فِيهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝ وَالَّذِي نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً

اس میں راستے تاکہ تم منزلِ مقصود تک پہنچ سکو اور جس نے اتارا آسمان سے پانی اندازہ کے

بِقَدَرٍ فَأَنشَرْنَا بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا كَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ ۝ وَالَّذِي

مطابق پھر ہم نے زندہ کر دیا اس سے ایک مردہ شہر کو۔ یونہی تمہیں قبروں سے نکالا جائے گا ۱۱ اور جس نے

خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُم مِّنَ الْفُلْكِ وَالْأَنْعَامِ مَا

ہر قسم کی مخلوق پیدا فرمائی ۱۲ اور بنا دیں تمہارے لیے کشتیاں اور مویشی جن پر تم

اگر تم ان احسانات کی قدر پہچانو گے اور ان کا شکر ادا کرو گے تو تمہیں وہ راہ بھی مل جائے گی جو تمہیں عرفانِ ذات تک پہنچائے گی اور تم اس کے نورِ عرفان سے اپنے دل کی دنیا کو روشن کر لو گے۔

"مہد" گہوارے کو کہتے ہیں۔ آرام دہ فرش کو بھی کہتے ہیں۔ "مکانا ممهدا ای موطأ وقال بعض الحکماء تستقرون فیها ولا تحسون بحرکتها کالمکان الممهد"۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ گو زمین بھی حرکت میں ہے لیکن یہ گہوارہ آرام دہ اور سکون بخش ہے کہ یہاں اس کی گردش کا احساس نہیں ہوتا بلکہ یہ تھپک تھپک کر چین کی میٹھی نیند سلا دیتا ہے۔

۱۱ ایک اور شانِ کبریائی بیان فرمائی جا رہی ہے۔ بارش کا ہر قطرہ ایک اندازے کے مطابق برستا ہے۔ اسی طرح بارش برستی ہے تو اندھا دھند نہیں بلکہ ایک طے شدہ اندازے کے مطابق۔ پھر تم دیکھتے ہو کہ وہ بستی جس پر چند لمحے پہلے خاک اڑ رہی تھی ہر طرف افسردگی اور مردنی چھائی تھی یکایک اس میں تازگی اور شادابی کے آثار نمایاں ہونے لگتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی وہ رب کریم جو مردہ دانوں میں ایک نئی زندگی کی لہر دوڑا دیتا ہے وہی تمہیں قبروں سے زندہ کر کے میدانِ حشر میں لا کھڑا کرے گا۔ اس کے لیے یہ قطعاً مشکل نہیں۔

۱۲ زوج سے مراد یہاں صنف اور نوع ہے۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں: "ای اصناف المخلوقات والزوج هنا بمعنى الصنف لا بمعنى المشهور"۔ اس کی تائید میں آلوسی نے حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا ہے۔ عن ابن عباس الازواج الضروب والانواع کالحلو والحامض والابیض والاسود والذکر والانثی یعنی اللہ تعالیٰ نے گوناگوں اور قسم قسم کی مخلوق پیدا کی۔ ذائقہ کے اعتبار سے کوئی میٹھی کوئی ترش، رنگ کے اعتبار سے کوئی سفید کوئی سیاہ۔ پھر کوئی بے جان اور جاندار پھر کوئی نر اور کوئی مادہ۔ یہ تنوع اتنا وسیع، اتنا دلچسپ اور اتنا عجیب ہے کہ انسان اس میں جتنا غور کرے اتنا ہی اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکمت پر ایمان پختہ ہوتا جاتا ہے۔

تَرْكَبُونَ ﴿١٢﴾ لِتَسْتَوُوا عَلَىٰ ظُهُورِهِ ثُمَّ تَذْكُرُوا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ إِذَا

سوار ہوتے ہو ۱۲؎ تاکہ تم جم کر بیٹھو ان کی پیٹھوں پر پھر یاد کرو اپنے رب کی نعمت کو جب

اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُولُوا سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَٰذَا وَمَا

تم خوب جم کر بیٹھ جاؤ ان پر اور (زبان سے) کہو پاک ہے وہ ذات جس نے رام کر دیا ہمارے لئے اسے ورنہ ہم اس پر قابو پانے

كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ ﴿١٣﴾ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنقَلِبُونَ ﴿١٤﴾ وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ

کی قدرت نہ رکھتے تھے ۱۳؎ اور یقیناً ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں ۱۴؎ اور بنا لیا ہے مشرکوں نے اس کے لیے

۱۲؎ پھر دونوں میں تمہاری سواری کا بندوبست کر دیا گیا ہے تاکہ تم اپنے سفر و سامان کے ساتھ دشوار گزار راستوں کو طے کرتے ہوئے آسانی سے اپنی منزل پر پہنچ سکو۔ کشتیاں اور جہاز جن میں بیٹھ کر تم دریاؤں اور بیکراں سمندروں کو عبور کرتے ہو اور گھوڑوں، اونٹوں اور گدھوں، خچروں پر سوار ہو کر تم خشکی کا سفر کرتے ہو۔

۱۳؎ تاکہ جب تم ان کی پیٹھ پر بیٹھ کر سوئے منزل روانہ ہو تو تمہارا دل اپنے رب کریم کے شکر سے لبریز ہو، تمہاری روح اس کے احسانات کی یاد سے سرشار ہو اور اپنی ناتوانی اور بے بسی کے اعتراف کے ساتھ ساتھ ان پاکیزہ کلمات سے اپنے رب کی پاکی کے گیت گا رہے ہو۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اس کو ہمارا مطیع اور فرمانبردار بنا دیا، ورنہ اتنا کمزور اور طاقتور سرکش کشتی پر اترائے تو کشتی کو نزدیک دیکھتے ہی ایک دم بھاگ جائے، تو یہ طاقتور جانور کو کیونکر قابو کر سکتے۔ اتنی طاقت والے جانوروں کی پشت پر سوار ہونے کا کسی کی ہمت بھی نہ ہوتی۔ یہ تیرا ہی کرم ہے کہ طاقت کی شکست و ریخت ہو کر رہ گئی ہماری اطاعت پر سر جھکائے ہوئے ہیں۔ سب نعمتیں تیرے ہی کرم سے ہمیں ملی ہیں۔ ہم اس حقیقت کا بھی صدق دل سے تسلیم کرتے ہیں کہ ہم سب نے تیری جناب میں بالآخر لوٹ کر حاضر ہونا ہے۔

اسلام کی حقانیت کی یہ بھی دلیل ہے کہ اس نے زندگی کے ہر شعبہ کے لئے ضوابط مقرر کئے ہیں اور اس کے فیض سے ہماری زندگی کا ہر شعبہ بہرہ ور ہے۔ ان آیات میں کہ جب کسی جانور یا کشتی وغیرہ پر سوار ہونے کے اسلامی آداب سکھائے جا رہے ہیں۔ ایک حدیث پاک ملاحظہ فرمائیے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم گھوڑے پر سوار ہونے لگے تو جس وقت رکاب میں قدم رکھا تو فرمایا بسم اللہ۔ جب اس کی پشت پر تشریف فرما ہوئے تو الحمد للہ۔ پھر یہ آیت پڑھی سبحان الذی ... الی منقلبون۔ اس کے بعد تین مرتبہ الحمد للہ اور تین مرتبہ اللہ اکبر کہا۔ پھر تین مرتبہ کہا لا الہ الا انت ظلمت نفسی فاغفر لی انہ لا یغفر الذنوب الا انت۔ پھر آپ ہنس پڑے۔ کسی نے عرض کی امیر المؤمنین ہنسی کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے رسول کریم کو دیکھا کہ حضور نے ایسا کیا جیسا میں نے کیا ہے اور یہی کلمات کہے پھر ہنس پڑے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کیوں ہنسے۔ حضور

عِبَادِهٖ جُزْءًا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ۭ۠ اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ

اس کے بندوں میں سے اس کا ٹکڑا بے شک انسان کھلا ہوا ناشکر ہے کیا اللہ نے [illegible] بیٹیاں

بَنٰتٍ وَّاَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِيْنَ ۝ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ

مخلوق سے بیٹیاں اور تم کو دے دیئے چن کر بیٹے اور جب [illegible] ان میں سے کسی کو اس چیز کی جس کی نسبت اس نے

آپ کیوں ہنسے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ جب بندہ استغفار کرتا ہے رب عظیم [illegible] اس کی یہ بات نہایت خوش ہوتا ہے کہ بندہ [illegible] کہ حقیقت [illegible] گناہوں کو بخشنے والا [illegible] اور کوئی نہیں بخش سکتا جب سفر [illegible] اور سواری [illegible] بسم اللہ [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] اللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ. اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ [illegible] وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ [illegible] سفر کی مشقت سے [illegible] پناہ مانگتا ہوں۔

اب [illegible] الفلک اور الانعام [illegible] کردی [illegible] اپنا صحیح کرلیں۔

ف کفار فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہا کرتے تھے یعنی باپ کا جزء ہوا کرتی ہے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] بیٹیاں [illegible] کہتے ہیں کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔

ف الانسان سے مراد یہاں کافر ہے [illegible] صریح ناشکر گزار۔

ف اللہ تعالیٰ جس طرح بیٹیوں سے منزہ ہے اسی طرح بیٹوں سے بھی [illegible] کی اس بد بات کے جواب میں

لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۱۷﴾ اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا

رحمان کی طرف کی ہے تو اس کا چہرہ (فرط غم سے) سیاہ ہو جاتا ہے اور اس کا دل غم سے بھر جاتا ہے ؎ کیا وہ (اولاد) جو زیورات

فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ ﴿۱۸﴾ وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ

میں پرورش پاتی ہے اور وہ بحث مباحثہ کے وقت اپنا مدعا واضح نہیں کر سکتی ؎ اور انہوں نے قرار دیا ہے فرشتوں کو

کی طرف اشارہ ہے کہ اپنے لیے تو بیٹوں کو پسند کرتے ہیں اور بیٹیوں کو اللہ تعالیٰ کے حصہ میں ڈال دیتے ہیں۔

؎ یعنی ان کی یہ حالت ہے کہ اگر ان کو بتایا جائے کہ ان کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی ہے تو ان کے گھر میں صف ماتم بچھ جاتی ہے چہروں پر اداسی کی سیاہی پھیل جاتی ہے۔ دل غم و غصہ سے بھر جاتا ہے۔ بڑی حیرت کی بات ہے کہ ایسی جنس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنے میں انہیں حیا نہیں آتی۔ ان کی بیوی بیٹی جنے تو گھر آنا چھوڑ دیتے ہیں۔ ان کی بیچاری بیگم ان کو [illegible] ایک عرب عورت اپنے خاوند کی اسی بے رخی کا یوں بیان کرتی ہے۔

ما لأبی حمزة لا یأتینا   یظل فی البیت الذی یلینا
غضبان ان لا نلد البنینا   وانما نأخذ ما اعطینا

یعنی میرے خاوند ابو حمزہ کو کیا ہو گیا ہے کہ اب وہ ہمارے ہاں آتا ہی نہیں اور ساتھ والے مکان میں ہی رہتا ہے وہ اس لیے غضبناک ہے کہ ہم بیٹے کیوں نہیں جنتیں۔ اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔ جو ملتا ہے وہ ہم لے لیتی ہیں۔

؎ ان کی اس تقسیم کے بے سبب ہونے کو ایک دوسرے انداز سے بیان کیا جا رہا ہے۔ یعنی بیٹیاں تو ناز و نعم میں پلتی ہیں اور کسی بحث میں اپنا مدعا واضح طور پر بیان کرنے سے ہچکچاتی ہیں۔ کیا ان سے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ مملکت خداوندی کے فرائض و خدمات کو کامیابی سے انجام دے سکیں۔ نہ ان میں زور بازو کہ شمشیر و سناں لے کر میدان میں اتر سکیں اور نہ ان میں جرأت و بیان کی استعداد کہ وہ بیان سے حق کا بول بالا کر سکیں۔ ایسی بے سر و سامان اولاد کی اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کیا درست ہے۔

اس آیت سے علماء نے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ عورتوں کو زیور پہننا جائز ہے۔ حدیث نبوی سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے۔

عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لبس الحریر والذهب حرام علی ذکور امتی وحلال لاناثها۔ یعنی ریشم اور سونے کا استعمال میری امت کے مردوں پر حرام ہے اور عورتوں کے لیے حلال ہے۔

علامہ ابوبکر جصاص متعدد احادیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ [illegible] اس کے بعد لکھتے ہیں کہ۔۔ ان احادیث سے عورتوں کے لیے زیور کی ممانعت ثابت نہیں ہو سکتی۔ (احکام القرآن ۳۵۵)

الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ؕ سَتُكْتَبُ

جو بندے ہیں رحمٰن کے، عورتیں ۲۱ کیا یہ موجود تھے ان کی پیدائش کے وقت، لکھی جائے گی

شَهَادَتُهُمْ وَيُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ؕ

ان کی گواہی اور ان سے باز پرس ہوگی ۲۲ اور وہ کہتے ہیں کہ اگر چاہتا رحمٰن تو ہم انہیں نہ پوجتے ۲۳

۲۱ یہ ان کی عقیدت کی خوش فہمیاں اور ان کی تاویلیں حقیقت کے سراسر خلاف ہیں۔ فرشتے تو اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں جو ہر وقت اس کے ذکر میں لگے رہتے ہیں اور اس کے ہر ایک حکم کی بے چون و چرا اطاعت کرتے ہیں۔ ان کو انہوں نے خدا کی بیٹیاں کہنا شروع کر رکھا ہے یہ کتنا ظلم اور کس قدر ناانصافی ہے۔

۲۲ ایسی نامعقول اور لغو بات پر ان کا ایمان لے آنا؟ آخر ان کی کون سی دلیل ہے؟ کیا یہ لوگ اس وقت موجود تھے جب اس نے فرشتوں کو پیدا کیا اور ذاتی مشاہدہ کی بنا پر ان کو بیٹیاں کہہ رہے ہیں۔ اگر ایسی بات ہے تو اس پر شہادت پیش کریں۔ ان کی یہ شہادت محفوظ کر لی جائے گی جب وہ روز قیامت ہمارے حضور پیش ہوں گے تو ہم اس شہادت کے متعلق ان سے باز پرس کریں گے۔ اس کا جواب دینے کے لیے ابھی سے تیار ہو جانا چاہیے۔

۲۳ اگر کوئی انسان کسی غلط فہمی کا شکار ہو جائے کہ وہ [illegible] ہے، اگر کوئی جاہل اپنی جہالت کو علم و عقل خیال کرنے لگے تو اس کی تفہیم و تعلیم کا مرحلہ بڑا ہی مشکل ہو جاتا ہے اور اس کے تیرہ و تار دماغ سے ظلمات بہت مشکل سے چھٹتی ہیں۔ وہ اپنی ہر بے سروپا نامعقول بات کو معقولیت کی چادر پہنانے کی کوشش کرتا ہے اور اگر اس کو کسی کی نامعقولیت کی طرف متوجہ کیا جائے تو وہ بات تک سننے کا روادار نہیں ہوتا۔

اہل مکہ اسی قسم کی صورت حال سے دوچار تھے۔ جب انہیں توجہ دلائی گئی کہ فرشتوں کی عبادت ٹھیک نہیں، وہ تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور اس کے بندے ہیں، یہ بڑی نامناسب بات ہے کہ خالق کو چھوڑ کر مخلوق کی بندگی شروع کر دی جائے تو کہنے لگے کہ ہم عرصہ دراز سے ایسا کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کو یہ بات ناپسند ہوتی تو ہماری مجال نہ تھی کہ ہم ایسا کر سکتے۔ اس نے ہمیں ایسا کرنے سے باز نہیں رکھا۔ یہ اس امر کی دلیل ہے کہ ہمارا یہ کام اسے پسند ہے۔ یہ دلیل پیش کر کے وہ سمجھتے کہ انہوں نے اپنے موقف کی حقانیت کو ایسی دلیل سے ثابت کر دیا ہے جس کی صداقت میں شک و شبہ کی ادنیٰ گنجائش ہی نہیں۔ لیکن اگر اسے بنظر غائر دیکھا جائے تو یہ دلیل بڑی ہی بودی، کمزور اور ضعیف ہے۔ اگر یہ اصول تسلیم کر لیا جائے کہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے تو پھر نیکی اور بدی کا فرق مٹ جائے گا۔ ہر شب جو ظلم و ستم کی مشق ہر روز [illegible] ہوتی ہے۔ قتل، زنا، چوری، ڈاکہ زنی، [illegible] کی جاتی ہیں تو سب درست اور برحق ہیں۔ ان کے پیش کردہ اصول کے مطابق تو یہ سب صواب ہے اور ان پر کسی کو اعتراض کا حق نہیں اور نہ ہی ان کا ارتکاب کرنے والوں کو کوئی سزا ملنی چاہیے۔ کیا یہ اپنی پیش کردہ دلیل کے مطابق ان سب قباحتوں کو بجا اور مستحسن قرار دینے کی جرأت کر سکتے ہیں۔ اگلی آیت میں ہے

مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿۲۰﴾ أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا

انہیں اس حقیقت کا کوئی علم نہیں وہ محض اٹکل سے باتیں کر رہے ہیں کیا ہم نے دی انہیں کوئی کتاب

مِنْ قَبْلِهِ فَهُمْ بِهِ مُسْتَمْسِكُونَ ﴿۲۱﴾ بَلْ قَالُوا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا

اس سے پہلے پس وہ اسے مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں ۲۲ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو

عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِمْ مُهْتَدُونَ ﴿۲۲﴾ وَكَذٰلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ

ایک طریقہ پر اور ہم ان کے نقوش قدم پر چل رہے ہیں ۲۳ اور اسی طرح جب بھی ہم نے بھیجا

قَبْلِكَ فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا وَجَدْنَا

آپ سے پہلے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا تو کہا وہاں کے عیش پرستوں نے کہ ہم نے پایا

آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِمْ مُقْتَدُونَ ﴿۲۳﴾ قُلَ أَوَلَوْ جِئْتُكُمْ

اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر اور ہم ان کے نقش قدم کی پیروی کرنے والے ہیں ۲۴ اس نے فرمایا اگرچہ میں لے آؤں تمہارے

تو پھر وہ عقیدہ توحید اور دینی معاملات میں بھی اسی دلیل پر اعتماد کیوں کرتے ہیں۔

۲۱ باطل افکار اور رواج ہیں۔ علم و فکر کی بنیاد پر نہیں بلکہ محض اٹکل پچو باتیں ان کا سرمایہ دلیل ہو سکتا ہے۔

۲۲ اگر ہم نے ان کی طرف کوئی ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں ہم نے انہیں شرک کرنے کی اجازت دی ہو یا ان غلط رسم و رواج کی پابندی کا حکم دیا ہو تو وہ سب لوگوں کے سامنے پیش کریں تاکہ یہ جھگڑا ختم ہو اور سب کو معلوم ہو جائے کہ ان کے عقائد اور ان کے اعمال اس کتاب کے مطابق ہیں جو انہیں عطا کی گئی ہے

۲۳ ان کے پاس نہ کوئی عقلی دلیل ہے اور نہ کوئی نقلی دلیل۔ جب ہر طرف سے عاجز اور لاجواب ہو جاتے ہیں تو اپنے گمراہ باپ دادا کی تقلید کا سہارا لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا جس راہ پر چلتے رہے ہم بھی اسی راہ پر چلیں گے۔ امۃ کے کئی معنی ہیں۔ الامۃ، الطریقۃ والدین۔ کسی طریقہ اور دین کو امت کہتے ہیں۔ [illegible]

۲۴ یہ اہل مکہ کا ہی انداز فکر نہیں بلکہ ان سے پہلے جو قومیں گزری ہیں وہ بھی اپنے رسولوں کے ساتھ یہی رویہ اختیار کیا کرتی تھیں۔ جب کوئی عقلی اور نقلی دلیل پیش نہ کر سکتے تو آباء و اجداد کی اندھی تقلید [illegible]

بِأَهْدَىٰ مِمَّا وَجَدتُّمْ عَلَيْهِ آبَاءَكُمْ ۖ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُم بِهِ

راہ ہو اس سے جس پر تمہارے باپ دادا تھے بولے جو کچھ تم لے کر بھیجے گئے ہم

كَافِرُونَ ۝ فَانتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۖ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ

نہیں مانتے تو ہم نے ان سے بدلہ لیا تو دیکھو کیسا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَإِذْ قَالَ إِبْرٰهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِۦٓ إِنَّنِى بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ ۝٢٦ إِلَّا

اور یاد کیجئے جب کہا ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے کہ میں بیزار ہوں ان سے جن کی تم عبادت کرتے ہو ۳۳؎ بجز

الَّذِى فَطَرَنِى فَإِنَّهُۥ سَيَهْدِينِ ۝٢٧ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِى

اس کے جس نے مجھے پیدا کیا وہ یقیناً میری رہنمائی کرے گا ۳۴؎ اور آپ نے بنا دیا اس کلمہ (توحید) کو باقی رہنے والی بات اپنی

۳۳؎ حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روشن معجزات دیکھنے کے باوجود قرآن کریم کی ایمان افروز آیات سننے کے باوجود کفار کو شرک پر جمے رہنے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے باپ دادا کی پیروی چھوڑنے کے لیے تیار نہ تھے۔ عقل کے بجائے آپ کو اندھی تقلید کی آڑ میں انہیں یہ سمجھا دیا تھا کہ عقل و دانش کے تقاضوں کو وہ بڑی جرأت سے نظر انداز کر دیا کرتے۔ ان کے سامنے ان کے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ کار پیش کیا جا رہا ہے کہ دیکھو حضرت خلیل نے جب اپنے اسلاف کو اپنی قوم کو راہ حق سے بھٹکا ہوا پایا تو ان سے بیزاری کا اعلان کر دیا۔ تم لوگ جو حضرت ابراہیم کی اولاد ہو اور ان کے بنائے ہوئے کعبہ کے متولی اور خدمت گزار ہو۔ اسی نسبت کے باعث تمام عرب میں تمہیں عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے جب انہوں نے اپنے گمراہ پیشروؤں کی روش کو اعلانیہ ترک کر دیا تھا تو تم بھی آپ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے گمراہ آباء و اجداد سے اپنی براءت کا اعلان کرو۔ نیز ان آیات سے یہ بات بھی سمجھائی کہ اگر تم عقل و دانش سے کام لینا نہیں چاہتے اور تقلید کرنے پر ہی مصر ہو تو پھر تقلید کرو تو ابراہیم علیہ السلام کی کرو۔ یہ کیا مذاق ہے کہ عقل کا چراغ بھی گل کر رکھا ہے اور تقلید کے لیے ابراہیم جیسے صادق، مخلص اور راست باز کو چھوڑ کر نیم وحشی لوگوں کی تقلید پر اصرار کرنے بیٹھے ہو یہ انسان کہلانے کے لائق نہیں۔

بَرَآءٌ: مصدر ہے اور اسم صفت کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ واحد، تثنیہ، جمع، مذکر و مؤنث سب حالتوں میں یہ اسی طرح مستعمل ہوتا ہے۔ علامہ قرطبی امام جوہری کا قول نقل کرتے ہیں قال الجوهري وتبرأت من كذا وأنا منه براء لا يثنى ولا يجمع لأنه مصدر في الأصل اور اگر بَرِیْءٌ مستعمل ہو تو اس کا تثنیہ، جمع، تذکیر و تانیث سب اپنے موصوف کے مطابق ہوگا۔

۳۴؎ شرک سے بیزاری کا اعلان کرنے کے بعد آپ نے فرمایا کہ میں تمہارے ان تمام معبودوں سے بیزار ہوں جن کی تم پرستش کرتے ہو میں صرف اس کا پرستار ہوں جس نے مجھے پیدا فرمایا۔ وہی مجھے دین پر ثابت قدم رکھے گا اور مجھے بلند مقامات اور درجات کی طرف میری رہنمائی فرمائے گا۔ ای سیثبتنی علی الهدایة ویرشدنی الی ما وراء ذلک۔ تم ان معبودوں کو پوجا کرتے ہو جو نہ کسی چیز کے خالق ہیں اور نہ وہ کسی کی ہدایت کر سکتے ہیں اور میرا رب وہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے وہی میرا ہادی ہے وہی میرا والی ہے اور میرا دستگیر بھی۔ میں اسے چھوڑ کر کسی غیر کی طرف کیوں دیکھوں؟

عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى

اولاد میں تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں بلکہ میں نے لطف اندوز ہونے دیا انہیں اور ان کے آباؤ اجداد کو یہاں تک

جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۹﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا

کہ آگیا ان کے پاس حق اور کھول کر بیان کرنے والا رسول اور جب آیا ان کے پاس حق تو وہ کہنے لگے یہ تو جادو

سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ

ہے اور ہم اس کے منکر ہیں ۔ اور کہنے لگے کیوں نہ اتارا گیا یہ قرآن کسی ایسے آدمی پر جو ان

مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴿۳۱﴾ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۭ نَحْنُ قَسَمْنَا

دو شہروں میں بڑا ہے کیا وہ بانٹا کرتے ہیں آپ کے رب کی رحمت کو ہم نے خود تقسیم کیا ہے

حضرت خلیل علیہ السلام نے توحید کا یہ پیغام اپنی نسل کو دیا اور تاکید کی کہ وہ اس دین حق سے جو تمہاری رشد و ہدایت کا ضامن ہے اپنے رب کریم سے ہمیشہ جڑے رہنے کے لیے پیوستہ رہو۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ سورۂ بقرہ کی آیت وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ یعنی حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اور اسی طرح یعقوب نے دین حق پر ثابت قدم رہنے کی وصیت فرمائی۔ العقب الذریۃ یعنی اولاد اور نسل۔

یعنی اے محبوب! آپ قریش کو حضرت ابراہیم کی وصیت سنائیے شاید وہ اس طرح راہ حق کو قبول کر کے رشد و ہدایت پر گامزن ہو جائیں۔

ان لوگوں نے عرصہ دراز سے مسلسل ایمان کو ترک کیا ہوا تھا اور شرک و کفر کو اختیار کیا ہوا تھا چاہیے تو یہ تھا کہ انہیں اسی بغاوت اور سرکشی کی فوراً سزا دی جاتی اور ان کو نیست و نابود کر دیا جاتا لیکن ہماری رحمت نے ان کو مہلت دی اور دنیوی عیش کے ساز و سامان سے اور عیش و آرام سے لطف اندوز ہونے دیا۔ حتیٰ کہ ان کے پاس حق آ گیا اور رسول بھی جلوہ گر ہو گیا۔ انہیں چاہیے تھا کہ وہ اس نور مبین سے اپنے سینوں کو روشن کر لیتے اور رسول کریم کی ہدایات، قرآنی تعلیمات اور ارشادات پر عمل کرتے لیکن ان بدنصیبوں نے ایسا نہ کیا۔ الٹا اسے جادو کے نفرت انگیز لفظ سے تعبیر کیا اور اس پر ایمان لانے سے صاف صاف انکار کر دیا۔

پہلے تو کفار عرب اس بات کو تسلیم کرنے کے لیے ہی تیار نہ تھے کہ کوئی انسان نبوت کے منصب پر فائز ہو سکتا ہے۔ کہنے لگے اگر فرض کر لیا جائے کہ ایسا ہو سکتا ہے تو پھر اس منصب کے لیے کسی ایسے شخص کا انتخاب ہونا چاہیے جو اثر و رسوخ کا مالک ہو، سرداری اور مال و دولت اس کا منصب ہو اور پہلے ہی [illegible] اس ملک کے دو مشہور شہر تھے۔ مکہ اور طائف۔ مکہ میں ولید بن مغیرہ اور طائف میں عروہ بن مسعود

بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ

ان کے درمیان سامانِ زیست کو اس دنیوی زندگی میں [۳۳] اور ہم نے ہی بلند کیا ہے بعض کو بعض پر مراتب

یعنی منصب نبوت کے لیے ان میں سے کسی کو منتخب کیا جانا چاہیے تھا تاکہ لوگ اس کی دولت سے مرعوب ہو کر دعوت کو اذعان سے قبول کر لیتے اور اس کے احکام کے سامنے سرتسلیم خم کر لیتے چنانچہ ولید بن مغیرہ عروہ بن مسعود کی ایسی شخصیت ہے کہ ان لوگوں کا یہ مقولہ ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم حقاً لنزل علی او علی ابن مسعود۔ یعنی اگر یہ کلام سچا ہوتا تو یہ مجھ پر نازل ہوتا یا طائف کے سردار ابو مسعود ثقفی پر۔

بے شک اس منصب کے لیے بڑے اعلیٰ جوہر کی ضرورت ہے۔ کوئی عظیم شخصیت ہی اس امانت گراں کا تحمل ہو سکتی ہے۔ اس منصب جلیل کی نازک ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے لیکن اے کفار! عظمت کا جو معیار تم نے مقرر کر رکھا ہے کہ ثروت مند ہو، جتھے والا ہو، ساتھ ہو، نوکر و حشم کا لشکر جرار اس کے ساتھ ہو، اس منصب کی اہلیت کے لیے عظمت و بڑائی کا یہ معیار نہیں بلکہ اس کا معیار یہ ہے کہ دل ہر قسم کی آلائشوں سے پاک ہو، کردار بے داغ اور سیرت آفتاب سے تابندہ تر ہو، عزم و حوصلہ ایسا عالی ہو کہ مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں تو بھی اور بے پناہ مشکلات کے ہجوم میں بھی سکون و وقار کے ساتھ قدم منزل کی طرف بڑھتا چلا جائے۔ علامہ الآلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: فان الرسالۃ من اللہ منصب عظیم لا یلیق الا بعظیم ولم یعلموا انہا رتبۃ روحانیۃ تستدعی عظم النفس بالتحلی بالفضائل والکمالات القدسیۃ وکمال الاستعداد للتجلیات العلیۃ والصفاتیۃ لا التزخرف بالزخارف الدنیویۃ۔

ترجمہ: یعنی رسالت ایک منصب عظیم ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا جاتا ہے اور کسی عظیم ہستی ہی کو سزاوار ہے۔ کفار نہیں سمجھتے کہ یہ ایک روحانی مرتبہ ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ نفس فضائل اور کمالات قدسیہ کی بدولت عظیم ہو اور اس میں ذاتی اور صفاتی تجلیات کو برداشت کرنے کی کامل استعداد ہو۔ دنیوی زیب و زینت اور ساز و سامان کی یہاں کوئی اہمیت نہیں۔

[۳۳] نبوت و رسالت اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت ہے۔ کیا یہ لوگ اس کی رحمت کے خزانوں کی تقسیم پر مقرر ہیں، جس کو چاہیں یہ دے دیں اور جس کو چاہیں محروم کر دیں۔ ان کا یہ مطالبہ ان کی تنگ نظری و تنگ دلی کا پتہ دیتا ہے کہ وہ کس قدر بھٹک رہے ہیں۔

یہاں دولت جس پر یہ پھولے نہیں سماتے اور جس کو یہ نبوت کی اہلیت کے لیے بنیادی شرط قرار دیتے ہیں یہ بھی تو ہم ہی نے ان کو عطا کی ہے اور اس عطا میں کئی گونا حکمتیں اور مصلحتیں ہیں۔ کسی کو کاشتکار بنایا، کسی کو زرخیز کھیتوں کا مالک، کسی کو صنعت و حرفت میں کمال بخشا، کسی کو سیاست اور کسی کو شجاعت کا کمال عطا فرمایا، کسی کو اقلیم سخن کی سلطانی بخشی، کسی کو ریاضی اور سائنس کے دقیق اور پیچیدہ مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت بخش دی، کسی کو دولت دی اور کسی کو اس دولت کا محافظ بنا دیا اور مختلف صلاحیتوں سے مالا مال کر دیا تاکہ ملت کی ساری ضروریات پوری ہوتی رہیں۔ اگر سب ساہوکار بن جاتے، اگرچہ ان کی تجوریاں زر و نقد سے بھری ہوتیں لیکن ہل کون چلاتا، کاشتکاری میں کام کون کرتا۔ اگر سب لوگ منشی ہی کی صلاحیت کے مالک ہوتے تو انتظام کون کرتا۔ اگر سارے شاعر ہوتے خواہ وہ کتنے بلند پایہ شاعر ہوتے تو

دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ۗ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا

میں تاکہ وہ ایک دوسرے سے کام لے سکیں ش اور آپ کے رب کی رحمت [illegible] بہتر ہے اس سے جو یہ جمع

يَجْمَعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ

کرتے ہیں ش اور اگر یہ نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک ہی امت بن جائیں گے تو ہم بنا دیتے ان کے لیے جو انکار

يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ﴿۳۳﴾

کرتے ہیں رحمن کا ان کے مکانوں کے لیے چھتیں چاندی کی اور سیڑھیاں جن پر وہ چڑھتے ہیں [illegible] چاندی کی

وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ﴿۳۴﴾ وَزُخْرُفًا ۗ وَاِنْ كُلُّ

اور ان کے گھروں کے دروازے [illegible] اور تخت جن پر وہ تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں [illegible] سونے کے ش اور یہ سب

حال یہ کہ [illegible] اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کے مطابق بعض لوگوں کو بعض پر فضیلت دی اور بعض کو [illegible] تاکہ سب ایک دوسرے سے کام لے سکیں [illegible] کا باعث ہیں۔

ش علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ليستعمل بعضهم بعضا في مصالحهم [illegible] (روح المعانی) یعنی تاکہ بعض لوگ دوسروں کو اپنی مصلحت میں استعمال کریں [illegible]

ش اے حبیب [illegible] رب کریم کی [illegible] رحمت [illegible] جس سے اس نے آپ کو سرفراز فرمایا ہے، اس کے مقابلہ میں دنیا بھر کے [illegible] کی کیا حیثیت [illegible]

ش ارشاد ہے کہ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ سارے لوگ گمراہ ہو جائیں گے تو ہم کفار کو [illegible] دولت دیتے [illegible] چاندی کی [illegible] ان کے گھروں کی چھتیں چاندی کی [illegible]

ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝

سب [illegible] دنیا کا سامان ہے اور آخرت [illegible] تمہارے رب کے پاس پرہیزگاروں کے لیے ہے

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝

اور جو شخص [illegible] رحمٰن کے ذکر سے [illegible] ہم اس پر ایک شیطان [illegible] وہ اس کا ساتھی رہتا ہے

زخرف کے اصل معنی [illegible] الزخرف الزینۃ المزوقۃ [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لو کانت الدنیا تعدل عند اللہ جناح بعوضۃ ما سقی منہا کافرا شربۃ ماء

ترمذی ابن ماجہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر اس دنیا کی قدر و عزت اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی میسر نہ ہوتا۔

قیامت کے دن [illegible]

[illegible]

وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝

[illegible]

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْقَرِيْنُ ﴿٣٨﴾ وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ

ست برا ساتھی ہے [illegible] اور جب تم ظلم کر چکے تو آج یہ بات تمہیں کچھ فائدہ نہ دے گی کہ تم سب عذاب میں

مُشْتَرِكُوْنَ ﴿٣٩﴾ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ وَمَنْ كَانَ

حصہ دار ہو ۳۹ کیا آپ سنا سکتے ہیں بہروں کو یا راہ دکھا سکتے ہیں اندھوں کو اور اس کو جو

فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٤٠﴾ فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ﴿٤١﴾ اَوْ

کھلی گمراہی میں ہے ۴۰ پس اگر ہم لے جائیں آپ کو (دنیا سے) تو بھی ہم ان سے بدلہ لیں گے یا ہم

نُرِيَنَّكَ الَّذِيْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ﴿٤٢﴾ فَاسْتَمْسِكْ

آپ کو دکھا دیں گے وہ عذاب جس کا ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے ہم ان پر پوری طرح قادر ہیں ۴۲ پس مضبوطی سے تھامے رہیے

۳۸ اس [illegible] دنیا میں [illegible] کا [illegible] ایک قسم [illegible] جو [illegible] سے [illegible] کی [illegible] ہیں [illegible] کر [illegible] ہے [illegible] کے [illegible] اس کا [illegible] کے [illegible] جب وہ [illegible] کر [illegible] ہیں [illegible] یالیت بینی کاش مجھ میں اور [illegible] کے درمیان اتنا فاصلہ ہوتا جتنا مشرق اور مغرب کے درمیان ہے۔ [illegible] برا ساتھی [illegible] ہیں۔

۳۹ اب [illegible] سب [illegible] جو [illegible] کرتے ہو [illegible] نہیں [illegible] ان کی [illegible] اور دوستوں کو [illegible] سزا [illegible] ایک [illegible] آیت ۳۶ [illegible] بتایا جا سکے

۴۰ [illegible] دنیا [illegible] نہیں [illegible] اس [illegible] ہدایت [illegible] آپ ان کی [illegible] نصیب [illegible]

۴۱ [illegible] اللہ تعالیٰ کے [illegible] حکمت کے مطابق ہوتے ہیں۔ اس لیے [illegible] ایک مناسب وقت مقرر [illegible] فیصلوں [illegible] معلوم نہیں [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] نہیں [illegible]

بِالَّذِیْۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۴۳﴾ وَ اِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ

اس (قرآن) کو جو آپ کی طرف وحی کیا گیا ہے۔ بے شک آپ سیدھی راہ پر ہیں ۴۳ اور بے شک یہ بڑا شرف ہے

وَ لِقَوْمِكَ ۚ وَ سَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَ سْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ

آپ کیلئے اور آپ کی قوم کیلئے ۴۹ اور عنقریب (اس کے بارے میں) تم سے جواب طلبی ہوگی ۵۰ اور آپ پوچھیے ان سے جنہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے

کسی سرکش کو کچل ڈالے اور وہ اس عرصہ میں بظاہر کتنا طاقتور ہو جائے اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کی حیثیت ایک چیونٹی سے بھی کم ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو فرما رہے ہیں کہ ان کفار کو سزا ملے گی اور ضرور ملے گی لیکن ہر شخص کو سزا دینے کے لیے ایک وقت مقرر ہے۔ بعض تو آپ کے سامنے کیفر کردار تک پہنچائے جائیں گے اور بعض ایسے ہیں جنہیں آپ کے وصال کے بعد عذاب کے شکنجہ میں کس دیا جائے گا۔

۴۸ اے میرے حبیب! آپ ان کی شرانگیزیوں کا کوئی نوٹس نہ لیں۔ جو کتاب ہدایت ہم آپ پر نازل کر رہے ہیں، اس کو بڑی مضبوطی سے تھامے رہیں۔ بلاشبہ آپ راہ راست پر گامزن ہیں۔ کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔ آپ کے دین کو غلبہ نصیب ہوگا۔ آپ کا آفتاب عظمت ہمیشہ ہمیشہ چمکتا رہے گا۔ ناکامیاں اور نامرادیاں فقط ان لوگوں کا مقدر ہیں جنہوں نے تیرا دامن چھوڑ دیا، تیری ذات اور تیرے دین کے بغیر کسی اور کو اپنی عقیدت کا مرکز بنا لیا۔

۴۹ ذکر کا معنی یہاں شرف عظیم ہے۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں وھو شرف عظیم (روح المعانی) یعنی یہ قرآن حکیم ایسی بڑی چیز ہے، یہ ایسی نعمت عظمیٰ ہے کہ آپ کے لیے بلاشبہ باعث صد عز و شرف ہے اور آپ کی امت کے لیے بھی سرمایہ افتخار و نازش ہے۔ کیا پیاری بات فرمائی۔ جس نبی مکرم، رسول معظم اور حبیب محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو رب العزت نے اپنا لافانی تحفہ رحمت فرما دیا اس کی شان رفیع کا کون اندازہ لگا سکتا ہے اور جس امت کو ایسا نبی رحمت عطا فرما دیا تو اس پر شکر کے جتنے سجدے کرے کم ہے۔

۵۰ امت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ واطیب التحیۃ کو ضرور اس کا احساس دلایا جا رہا ہے کہ یہ دولت بے بہا تمہیں اس لیے نہیں دی گئی کہ اس سے تم صرف اپنے قلب و نگاہ کو روشن کرو بلکہ تمہاری ذمہ داری ہے کہ جہاں جہاں اندھیروں نے پنجے گاڑ رکھے ہیں، وہاں پہنچو اور اس نور سے وہاں اجالا کر دو۔ ہم تم سے اس کے بارے میں پوچھیں گے اور اس کی کڑی باز پرس ہوگی۔

شومئی قسمت ملاحظہ ہو آج حالت یہ ہے کہ سب سے زیادہ اندھیرا وہیں ہے جہاں حاملین قرآن کی بستیاں ہیں۔ معاشی پسماندگی، اخلاقی انحطاط اپنے عروج پر ہے۔ کہیں کہیں عشرت کدے آباد ہیں۔ اس کے برعکس جگہ جگہ غربت و افلاس کی رسوائیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور میں کل ہم کیا منہ لے کر جائیں گے۔ بلکہ یہ سوچ کر لرزہ طاری ہو جاتا ہے کہ اس ننگ زندگانی کے بعد ہم محبوب خدا کے دامن شفاعت کو پکڑ سکیں

مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَقَدْ

اپنے رسولوں سے کیا ہم نے بنائے ہیں رحمٰن کے علاوہ اور معبود کہ ان کی پوجا کی جائے ف۔ اور بے شک

اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ئِهٖ فَقَالَ اِنِّىْ رَسُوْلُ رَبِّ

بھیجا ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف ف۔ پس آپ نے (فرمایا) بیشک میں رسول ہوں رب العالمین کا

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا

فرستادہ ہوں ف۔ پس جب آپ تشریف لائے ان کے پاس ہماری نشانیاں لے کر تو اسی وقت وہ ان سے ہنسنے لگے اور ہم نہیں

نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِىَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا ۫ وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ

دکھاتے تھے انہیں کوئی نشانی مگر وہ بڑی ہوتی پہلی سے اور ہم نے پکڑ لیا انہیں عذاب میں

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ

تاکہ وہ باز آجائیں ف۔ اور وہ بولے اے جادوگر! دعا مانگ ہمارے لیے اپنے رب سے بسبب اس عہد کے جو اس نے تجھ سے کیا ہے

[illegible]

ف۔ ان رسولوں کے [illegible] سب سے سوال کریں اگر آپ پوچھیں گے تو وہ اس کی تصدیق کریں گے

ف۔ اس رکوع میں موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا ذکر کیا جا رہا ہے [illegible] اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

[illegible]

ف۔ موسیٰ علیہ السلام فرعون کے دربار میں تشریف لے گئے وہاں [illegible]

[illegible]

[illegible]

ف۔ موسیٰ علیہ السلام [illegible]

[illegible]

ف۔ فرعون کی قوم [illegible] حضرت موسیٰ سے دعا کی درخواست

إِنَّنَا لَمُهْتَدُونَ ﴿٤٩﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِذَا هُمْ يَنكُثُونَ ﴿٥٠﴾

ہم ضرور ہدایت پر آ جائیں گے۔ پس جب ہم نے دور کر دیا ان سے عذاب کو تو وہ عہد شکنی کرنے لگے۔

وَنَادَىٰ فِرْعَوْنُ فِي قَوْمِهِ قَالَ يَا قَوْمِ أَلَيْسَ لِي مُلْكُ مِصْرَ وَ

اور پکارا فرعون اپنی قوم میں۔ اس نے کہا اے میری قوم! کیا میں مصر کا فرمانروا نہیں؟ اور

هَٰذِهِ الْأَنْهَارُ تَجْرِي مِن تَحْتِي ۖ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿٥١﴾ أَمْ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ

یہ نہریں جو بہہ رہی ہیں میرے نیچے کیا تم انہیں دیکھ نہیں رہے؟ کیا میں بہتر نہیں ہوں

هَٰذَا الَّذِي هُوَ مَهِينٌ وَلَا يَكَادُ يُبِينُ ﴿٥٢﴾ فَلَوْلَا أُلْقِيَ عَلَيْهِ أَسْوِرَةٌ

اس شخص سے جو ذلیل ہے اور بات بھی صاف نہیں کر سکتا۔ تو کیوں نہ اتارے گئے اس پر

کرتے ہیں لیکن اس وقت بھی [illegible] رسول کے [illegible] آپ کو [illegible] یا ایہا الساحر کہہ کر آپ کو پکارتے ہیں۔ بعض علماء [illegible] کہ ساحر ان کے ہاں [illegible] اور [illegible] کرتے تھے [illegible] تحقیر [illegible] استعمال [illegible] کہ وہ سرکشی میں [illegible] کہ اپنی [illegible] کے بعد [illegible] حضرت موسیٰ علیہ السلام [illegible] کہ [illegible] بات پر [illegible] آپ نے ان کی [illegible] کو قبول [illegible] ان کا [illegible] سرکشی [illegible] حتیٰ کہ جب وہ غرق ہونے [illegible] کی اہمیت نہ ہوئی

[illegible] انسان کو چاہیے کہ ان آیات [illegible] غور و فکر کرے [illegible] حقیقت ہے جس طرح ہزاروں سال پہلے مصر کے فرعون کے زمانے میں ایک حقیقت تھی

فرعون نے جب محسوس کیا کہ موسیٰ علیہ السلام کے معجزات دیکھ کر اس کی قوم ان کی طرف مائل ہوتی جا رہی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ سب لوگ اس کو خدا ماننے سے انکار کر دیں اور اس کی حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیں۔ اس نے بھرے دربار میں اپنی ساری قوم کو خطاب کرتے ہوئے کہا اے میری قوم! مصر کے وسیع و عریض علاقہ میں کس کی شاہی کا نقارہ بج رہا ہے۔ اس کی گلیوں [illegible] میں کس کا پرچم لہرا رہا ہے۔ [illegible] نکلی ہیں اور کس کی تدبیر [illegible]

مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِیْنَ ۝۵۳ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَأَطَاعُوهُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿٥٤﴾ فَلَمَّا آسَفُونَا انتَقَمْنَا

سو وہ اس کی پیروی کرنے لگے درحقیقت وہ (بڑے) نافرمان لوگ تھے ف۵۴ پس جب انہوں نے ہمیں ناراض کر دیا تو ہم نے انتقام لیا

مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٥٥﴾ فَجَعَلْنَاهُمْ سَلَفًا وَمَثَلًا لِّلْآخِرِينَ ﴿٥٦﴾

ان سے پس ہم نے ان سب کو غرق کر دیا ف۵۵ اور بنا دیا انہیں پیش رو اور کہاوت پچھلوں کے لیے ف۵۶

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ﴿٥٧﴾ وَ

اور جب بیان کی جاتی ہے مریم کے فرزند (عیسیٰ) کی مثال تو آپ کی قوم اس سے شور و غل مچا دیتی ہے ف۵۷ اور

ابن الاعرابی فاستخف کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں فاستخف قومہ: فاستجہل قومہ۔ اپنی قوم کو احمق اور نادان بنایا اور اپنی چکنی چپڑی باتوں سے انہیں دھوکہ دینے میں کامیاب ہو گیا۔

ف۵۴ فرعون کی قوم اس کے دھوکے میں آ گئی۔ [illegible] حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عظیم شخصیت ان کے سامنے [illegible] اور پاکیزہ سیرت [illegible] رشد سے [illegible] ہو گئے۔ قرآن کریم پہلے ان کے اس [illegible] کی وجہ بتاتا ہے [illegible] لوگ تھے۔ [illegible] ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہ تھی۔ انہیں اپنی ذات اور اپنے مفادات کا تحفظ مطلوب تھا [illegible] عزت نفس اور قومی غیرت [illegible] اخلاقی اور روحانی [illegible] حق کی سربلندی کے لیے جان کی بازی لگانے [illegible] پشت ڈال کر [illegible] فاسقوں کو [illegible] سرخ رو ہستیاں [illegible] ہو جاتی ہیں۔

ف۵۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آسفونا کی تشریح کرتے ہیں: اغضبونا و اسخطونا۔ جب انہوں نے ہمیں ناراض کر دیا تو ان لوگوں نے جو ستم اور [illegible] اختیار کیا تھا وہ ان کو غضب الٰہی سے نہ بچا سکا اور سب کے سب غرق کر دیئے گئے۔

ف۵۶ سلف کہتے ہیں پیش رو کو۔ والسلف المتقدم اور مثلا کا معنی عبرت اور پند و نصیحت ہے۔ مثلا ای عبرۃ لمن بعدہم یعنی قوم فرعون کے بعد آنے والوں کے لیے ان کے واقعات میں پند و نصیحت اور عبرت ہے اور ان کا ذکر ضرب المثل کے طور پر کیا جاتا ہے۔

ف۵۷ اس مقام پر حضرت علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے سامنے یہ آیت پڑھی انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم۔ تم اور جن کی تم اللہ کے سوا پوجا کرتے ہو سب جہنم کا ایندھن ہیں

وَقَالُوٓا ءَأٰلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ ۚ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًۢا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ

کہتے ہیں کیا ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ۔ [illegible] بلکہ حقیقت یہ لوگ ہیں

خَصِمُونَ ﴿٥٨﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَٰهُ مَثَلًا لِّبَنِىٓ

جھگڑالو ہیں۔ [illegible] ایک نمونہ بنی

إِسْرَٰٓءِيلَ ﴿٥٩﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنكُم مَّلَٰٓئِكَةً فِى ٱلْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ﴿٦٠﴾

اسرائیل کے لیے۔ اور اگر ہم چاہتے [illegible] جانشین ہوتے

وَإِنَّهُۥ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَٱتَّبِعُونِ ۚ هَٰذَا صِرَٰطٌ

اور بیشک وہ ایک نشان ہے قیامت کے [illegible] ہرگز شک نہ کرو [illegible] سیدھا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطَٰنُ ۖ إِنَّهُۥ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٦٢﴾ وَلَمَّا

راستہ سیدھا ہے ۔ اور کہیں روک نہ دے تمہیں شیطان (اس راہ سے)، بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے ۔ اور جب

جَآءَ عِيسَىٰ بِٱلْبَيِّنَٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُم بِٱلْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُم

آئے عیسیٰ علیہ السلام روشن نشانیوں کے ساتھ تو فرمایا: میں تمہارے پاس حکمت لے کر آیا ہوں اور (اس لیے آیا ہوں) کہ بیان کر دوں تم سے

بَعْضَ ٱلَّذِى تَخْتَلِفُونَ فِيهِ ۖ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿٦٣﴾ إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ

بعض وہ باتیں جن میں تم اختلاف کرتے ہو پس تم ڈرو اللہ سے اور میری اطاعت کرو ۶۳ بیشک اللہ تعالیٰ ہی

آپ کا قیامت سے پہلے تشریف لانا قرب قیامت کی علامات میں سے ہے۔ اس لیے جب آپ نازل ہوں گے تو لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ اب قیامت تمام جہان کے لیے قریب آگئی ہے۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ یہ شرط من شروط الساعۃ، شرط و علامت کو علم لحصول العلم بہ۔ کشاف میں ہے: قرب قیامت کی علامتوں میں سے ایک یہ ہے اس لیے اسے علامت کی وجہ سے علم کہا گیا کیونکہ اس سے علم حاصل ہوتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا ان احادیث کثیرہ سے ثابت ہے جن کے انکار کی جرأت کوئی ایماندار شخص نہیں کر سکتا۔ ان متعدد صحیح احادیث میں سے ایک حدیث ملاحظہ فرمائیے جسے بخاری، مسلم اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزل عیسی ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر و یضع الجزیۃ وتترک القلاص فلا یسعی علیہا ولتذہبن الشحناء والتباغض والتحاسد ولیدعون الی المال فلا یقبلہ احد۔ یعنی عیسیٰ ابن مریم حاکم عادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔ صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ ختم ہو جائے گا اور اونٹنیوں کو کھلا چھوڑ دیا جائے گا۔ عداوت، بغض اور حسد کا نام و نشان مٹ جائے گا۔ لوگوں کو مال قبول کرنے کی دعوت دی جائے گی لیکن اسے قبول نہ کیا جائے گا۔ مزید وضاحت کے لیے ملاحظہ فرمائیے سورۃ الاحزاب کی آیت ۴۰ کا حاشیہ ضیاء القرآن۔

۶۳ عیسیٰ علیہ السلام انجیل مقدس اور معجزات لے کر بنی اسرائیل کی اصلاح کے لیے مبعوث فرمائے گئے۔ اس وقت بنی اسرائیل کی حالت یہ تھی کہ مذہبی، سیاسی اور معاشرتی ہر لحاظ سے زوال پذیر تھے۔ ایک دوسرے کی تکفیر ان کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ دین جو ان کے لیے اتحاد و اتفاق کا منبع ہونا تھا، باہمی انتشار و افتراق کا سبب بن گیا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں فرمایا کہ اللہ نے مجھے حکمت دے کر بھیجا ہے۔ اگر تم تعصب کو چھوڑ کر حق کا طریقہ اپنا لو گے تو آسانی سے بہت سارے مختلف فیہ مسائل حل ہو جائیں گے۔ ساتھ فرقہ بندی کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ ساتھ ہی یہ تنبیہ بھی فرما دی کہ میری رہنمائی سے وہی فائدہ اٹھا سکے گا جس کے دل میں خوف خدا ہو اور وہ میری اطاعت کرنے کے لیے تیار ہو۔

رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۞ فَاخْتَلَفَ

میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے پس اسی کی عبادت کیا کرو یہی سیدھا راستہ ہے ۶۶ پھر اختلاف کرنے لگے

الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ

ان کے گروہ آپس میں ۶۷ پس ہلاکت ہے ظالموں کے لیے دردناک عذاب سے اس دن

اَلِيْمٍ ۞ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ

سے ۔ کیا یہ لوگ اب قیامت برپا ہونے کے منتظر ہیں کہ آجائے ان پر اچانک اور انہیں

لَا يَشْعُرُوْنَ ۞ اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا

خبر تک نہ ہو ۔ گہرے دوست اس روز ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے بجز ان کے جو متقی ہیں

الْمُتَّقِيْنَ ۞ يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۞ الَّذِيْنَ

ہیں ۔ ۶۸ اے میرے پیارے بندو، آج تم پر کوئی خوف نہیں اور نہ تم آج غمزدہ ہو گے ۔ وہی، وہ جو ایمان لائے

---

۶۶ نیز آپ نے انہیں بتایا کہ یہ بات ہرگز نہیں کہ میں تمہارا رب ہوں بلکہ میرا اور تمہارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے۔ اسی کی عبادت کرنا ہی درست ہے۔ آپ نے اپنی امت کو اپنے متعلق غلو سے بچنے کی تاکید کی جس میں وہ بعد میں مبتلا ہونے والے تھے۔

۶۷ ان کے باہمی اختلافات کی تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو ضیاء القرآن جلد اول سورۃ النساء آیت ۱۷۱ نیز دیکھیے ۔ قرآن سورہ مریم آیت ۳۷ ۔ جلد سوم

۶۸ قیامت کے دن دنیا کے سارے تعلقات ختم ہو جائیں گے، ہر شخص یہ چاہے گا کہ اس کے حصے کا عذاب بھی کسی دوست پر ڈال دیا جائے۔ ہر ایک دوسرے سے دور بھاگنے کی کوشش کریں گے ایک دوسرے سے بیزاری کا اعلان کریں گے لیکن وہ لوگ جو پرہیزگار تھے اور محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے ان کی دوستی اس روز بھی قائم رہے گی۔ امام مسلم نے یہ حدیث نقل کی ہے عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یقول یوم القیامۃ این المتحابون بجلالی الیوم اظلہم فی ظلی یوم لا ظل الا ظلی یعنی کہاں ہیں وہ لوگ جو میری عظمت کے باعث ایک دوسرے سے محبت کیا کرتے تھے آج میں ان کو اپنے سایہ میں جگہ دوں گا جبکہ میرے سایہ کے بغیر اور کوئی سایہ نہیں ہے۔ بیہقی نے شعب الایمان میں یہ حدیث ذکر کی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو ان عبدین تحابا فی اللہ عز وجل واحد فی المشرق وآخر فی المغرب لجمع اللہ بینہما یوم القیامۃ یقول ہذا الذی کنت تحبہ فیّ۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ

اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝٦٩ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ

ایمان لائے اور ہماری آیتوں پر اور فرمانبردار تھے ۔ داخل ہو جاؤ جنت میں تم اور تمہاری بیویاں

تُحْبَرُوْنَ ۝٧٠ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا

خوش ہوں گے ۔ گردش میں رہیں گے ان پر سونے کے تھال اور جام اور وہاں

مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝٧١ وَ

ہر وہ چیز ہوگی جس کو دل چاہے گا اور جس سے آنکھوں کو لذت ملے گی اور تم وہاں ہمیشہ رہنے والے ہو اور

تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝٧٢ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ

یہی وہ جنت ہے جس کے تم وارث بنائے گئے ہو ان اعمال کے باعث جو تم کیا کرتے تھے ۔ تمہارے لیے وہاں بکثرت پھل

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

كَثِيرَةٌ مِّنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿٧٣﴾ إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي عَذَابِ جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ﴿٧٤﴾

[illegible] ان میں سے کھاؤ گے ۔ بے شک مجرم عذاب دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے

لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ﴿٧٥﴾ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا

[illegible]

هُمُ الظَّالِمِينَ ﴿٧٦﴾ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۖ قَالَ إِنَّكُم

[illegible] اے مالک [illegible]

مَّاكِثُونَ ﴿٧٧﴾ لَقَدْ جِئْنَاكُم بِالْحَقِّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُونَ ﴿٧٨﴾

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَمْ أَبْرَمُوا أَمْرًا فَإِنَّا مُبْرِمُونَ ۚ أَمْ يَحْسَبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَ

[illegible]

نَجْوَاهُمْ ۚ بَلَىٰ وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُونَ ۝ قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ

[illegible] اگر رحمٰن کی کوئی

وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَابِدِينَ ۝ سُبْحَانَ رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبِّ

[illegible] پاک ہے آسمانوں اور زمین کا پروردگار

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿٨٢﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتّٰى يُلٰقُوا

عرش کا رب ہر عیب سے جو یہ بیان کرتے ہیں ف۸۲ پس آپ انہیں چھوڑ دیجئے کہ یہ بکواس کرتے رہیں اور کھیل تماشا کرتے رہیں یہاں تک کہ

يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿٨٣﴾ وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَآءِ إِلٰهٌ وَّفِي

مل جائیں اپنے اس دن سے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے ف۸۳ اور وہی ہے جو آسمان میں خدا ہے اور زمین میں بھی

الْأَرْضِ إِلٰهٌ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ﴿٨٤﴾ وَتَبٰرَكَ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

معبود ہے۔ اور وہی بہت دانا سب کچھ جاننے والا ہے ف۸۴ اور بڑی برکت والا ہے وہ جس کی سلطنت ہے آسمانوں

وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ وَعِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٨٥﴾

اور زمین میں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے۔ اور اسی کے پاس ہے قیامت کا علم اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

جو آدمی کیا ہی اس کے سامنے سر تسلیم خم کرتا [illegible] میرا ایمان ہے کہ اس بات کی روشن دلیل ہے کہ اس کی کوئی اولاد نہیں وہ اس سے پاک اور بہت پاک ہے کہ کسی کو اس کا بیٹا یا بیٹی کہا جائے۔

یہاں شرط بھی محال ہے اور جزا بھی محال [illegible] ایک محال دوسرے محال کو مستلزم ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہونا بھی محال اور اس کی عبادت کرنا بھی محال ہے۔

اس آیت کا یہ مفہوم بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہاں اِنْ شرطیہ نہیں بلکہ نافیہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا کوئی بیٹا نہیں۔ عٰبِدِیْنَ کا معنی آنفین ہے یعنی میں اس کذب و افترا کو [illegible] سب سے پہلے انکار کرنے والا ہوں اور اس کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے والا۔
قال الجوهري وقال أبو عمرو: فأنا أول العابدين من الأنف والغضب حكاه ابن الأعرابي [illegible] فأنا أول العابدين أي الغضاب الآنفين (قرطبی)

ف کفار کی بہتان طرازیوں کے منہ توڑ جواب کے بعد اللہ تعالیٰ کی تنزیہ و تقدیس کا بیان ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وہ ذات جو آسمانوں کا خالق ہے اور [illegible] زمین بنائی [illegible] عرش پر بھی اسی کی کبریائی کا پرچم لہرا رہا ہے۔ ایسی عظیم و جلیل ہستی کو اولاد کی قطعاً ضرورت نہیں۔ [illegible]

ف اے حبیب! آپ انہیں نظر انداز کر دیجئے [illegible]
[illegible] جب قیامت کا دن آئے گا تو اس وقت ان کی آنکھیں کھلیں گی

ف آسمانوں میں بھی اسی کی عبادت کی جاتی ہے اور زمین میں بھی اسی کی عبادت کی جاتی ہے اس کا کوئی شریک نہیں [illegible]

وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ شَهِدَ

اور نہیں اختیار رکھتے جنہیں یہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں شفاعت کرنے کا البتہ شفاعت کا حق انہیں ہے جو حق کی گواہی دیں

بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿۸۶﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ

اور وہ اس کو جانتے بھی ہیں ۸۶ اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ انہیں کس نے پیدا کیا تو یقیناً کہیں گے اللہ نے

فَأَنَّى يُؤْفَكُونَ ﴿۸۷﴾ وَقِيلِهِ يَا رَبِّ إِنَّ هَؤُلَاءِ قَوْمٌ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۸۸﴾ فَاصْفَحْ

پھر کدھر بہکے جا رہے ہیں ۸۷ اور قسم ہے حبیب کے اس قول کی کہ اے میرے رب! یہ ایسی قوم ہے جو ایمان نہیں لاتے ۸۸ پس درگزر فرمائیے

عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَامٌ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿۸۹﴾

[illegible] ان سے اور کہیے سلام، پس عنقریب یہ جان لیں گے ۸۹

اس کا کوئی اعتبار ہے۔

۸۶ کفار اس گھمنڈ میں تھے کہ ان کے بت اور فرشتے ان کی شفاعت کریں گے۔ بتایا کہ ایسا نہیں ہوگا۔ ہر ایک کی مجال نہیں کہ بارگاہ رب العزت میں شفاعت کرنے کی جرأت کر سکے اور نہ ہر شخص اس قابل ہے کہ اس کی شفاعت کی جائے۔ شفاعت کرنے کا وہ مجاز ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی توحید کی گواہی دیتا ہے اور اس کی یہ گواہی علم و یقین پر مبنی ہو اور شفاعت اس کی کی جائے گی جس کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہو۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ شفاعت صرف ان گناہگاروں کے لیے ہوگی جن کے دامن اس دنیا سے رخصت ہوتے وقت [illegible] جن کا خاتمہ کفر و شرک پر ہوگا ان کے لیے شفاعت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

۸۷ عجیب احمق لوگ ہیں۔ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے پھر اس کے علاوہ دوسروں کو اپنا معبود بنا لیتے ہیں اور ان کی عبادت [illegible] اس حق سے روگردانی کرتے ہیں۔

۸۸ حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل [illegible] کے باوجود [illegible] قرآن کریم کے [illegible] ان مشرکین کے [illegible] حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خدائے ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کی الٰہی [illegible] یہ لوگ ایمان [illegible] نہیں ہیں۔ [illegible] اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کا [illegible] اس قول کی قسم [illegible] حاصل [illegible]

۸۹ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اے میرے حبیب! آپ ان سے [illegible] کیجئے۔ اب ان سے الجھنے کی ضرورت نہیں۔

ان کے لیے سلامتی اور ہدایت کی دعا مانگتے رہیے عنقریب ان کی آنکھیں کھل جائیں گی اور حقیقت حال جان لیں گے اگر حق کو قبول نہ کیا تو اپنی سزا پائیں گے اور اگر قبول کرلیا تو دونوں جہان کے دروازے ان پر کھول دیے جائیں گے۔

علامہ ابو حیان اندلسی اور علامہ محمود آلوسی کی رائے یہ ہے کہ یہاں سلام وداع ہے یعنی کفار سے اپنی برأت اور قطع تعلق کے اعلان کے لیے مستعمل ہوا ہے۔ فليس ذلك امر بالسلام عليهم والتحية وانما امر بالمتاركة وحاصله ما انا بقابل للقبول منكم السلام منكم (روح المعانی)، علامہ ابو حیان لکھتے ہیں: وعيد لهم وتهديد وموادعة (بحر محیط) یعنی قل سلام میں کفار کو عذاب کی وعید اور دھمکی دی جا رہی ہے جس سے متارکہ کا اعلان مقصود ہے۔

اللهم لك الحمد ولك الشكر على ما انعمت علي ووفقتني وعلى حبيبك وصفيك ونبيك وشفيعنا محمد وآله واصحابه افضل الصلوات واجمل التسليمات واحسن التحيات. ربنا اغفر لي ولوالدي وللمومنين يوم يقوم الحساب. فاطر السموات والارض انت ولي في الدنيا والآخرة توفني مسلما والحقني بالصالحين.

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ الدخان

نام: اس سورت کا نام الدخان ہے۔ یہ لفظ آیت ۱۰ میں مذکور ہے اسی سے اس کا نام ماخوذ ہے۔ اس میں تین رکوع، ستاون یا انسٹھ آیتیں، تین سو چھیالیس کلمات اور ایک ہزار چار سو اکتیس حروف ہیں۔

زمانۂ نزول: وہ سورتیں جن کی ابتدا حٰم سے ہوتی ہے ان سب کا زمانۂ نزول قریب قریب ہے اگرچہ سال و ماہ کے تعین کے لیے ہمارے پاس کوئی قطعی دلیل نہیں۔ لیکن جس واقعہ کا ذکر سورۂ دخان میں ہے اس سے اس کے زمانۂ نزول کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

کفار کا عناد اور اسلام سے ان کی عداوت جب حد سے بڑھنے لگی اور انہوں نے اسلام قبول کرنے کے جرم میں غریب مسلمانوں پر ظلم و تشدد شروع کر دیا، سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی الٰہی۔ ان کو حضرت یوسف کے قحط کی طرح قحط میں مبتلا کر تاکہ دولت کا غرور ان کے دماغوں سے نکلے اور جب بھوک اور فاقوں سے جان بلب ہونے لگے تو شاید ان کے دل پسیج جائیں اور یہ حق کو قبول کر لیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم کی دعا قبول فرمائی۔ مینہ برسنا بند ہو گیا خشک سالی سے ہر طرف خاک اڑنے لگی۔ اشیائے خورد و نوش بازاروں سے نایاب ہو گئیں۔ وہ مردار کھانے پر مجبور ہو گئے۔ انہیں یقین ہو گیا کہ یہ حضور کی دعا کا اثر ہے اور جب تک حضور کے دست مبارک دعا کے لیے نہیں اٹھیں گے یہ مصیبت نہیں ٹلے گی۔ چنانچہ ان کے سرداروں کا ایک وفد جس میں ابو سفیان بھی تھا، بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا اور التجا کی کہ حضور دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس قحط سے نجات بخشے۔ ہم ضرور ایمان لائیں گے۔ سراپا رحمت و رأفت نبی کے مبارک ہاتھ دعا کے لیے اٹھے مینہ برسنا شروع ہو گیا اور قحط کی ہلاکت آفرینیوں سے انہیں نجات مل گئی۔

مضامین: اہل مکہ کی وہی پرانی بیماریاں ہیں اور انہیں کا علاج یہاں مقصود ہے۔ قرآن کریم کو وہ کلام الٰہی ماننے کے لیے تیار نہ تھے۔ اس سلسلہ میں شکوک و شبہات کے وہ انبار لگا رکھے تھے ان کے ازالہ کے لیے ارشاد ہو رہا ہے کہ یہ کتاب مبین ہے۔ اس کا انداز بیان، اس کے بلند حکیمانہ مضامین خود بتا رہے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ تم یہ کہتے ہو کہ اس کتاب کے نزول سے تم گوناگوں مصائب اور پریشانیوں میں مبتلا ہو گئے ہو تمہیں نحوست نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے یہ تمہاری کج فہمی ہے۔ یہ کتاب تو خیر و برکت کا سرچشمہ ہے۔ وہ رات جس میں یہ نازل ہوئی اس کے نزول کے باعث دوسری راتوں پر فوقیت لے گئی۔ سال کے بعد جب وہ رات لوٹ کر آتی ہے اللہ تعالیٰ کے دریائے رحمت میں جوش آ جاتا ہے اور سارے گنہگاروں کو ردائے بخشش پہنا دی جاتی ہے۔

دوسرا روگ جس میں وہ بری طرح جکڑے تھے، شرک تھا۔ جس نے ان کی توانائیوں کا آخری قطرہ تک چوس لیا تھا۔ اس سورت میں اس کے علاج کی طرف توجہ مبذول کی جا رہی ہے۔ انہیں بتایا جا رہا ہے کہ جن بتوں اور معبودانِ باطل کو تم اپنا خدا سمجھتے ہو، جو کل تک ان گھڑے پتھر کی صورت میں کسی پہاڑ میں پڑے ہوئے تھے۔ تمہارے سنگتراش نے انہیں اٹھایا اور اپنے فن کی قوت سے اس پر ایک صورت تراش دی۔ تم خود ہی بتاؤ یہ بے جان پتھر بھی کہیں تمہارے نفع و نقصان کے مالک بن سکتے ہیں۔

کفار کو مخاطب کر کے فرمایا جا رہا ہے کہ تم اپنی دولت اور شان و شوکت پر پھولے نہیں سماتے ہو اور اپنے حالات پر پوری طرح مطمئن ہو۔ تمہارا یہ خیال ہے کہ تمہیں اصلاحِ احوال کے لیے کسی نئی دعوت کو قبول کرنے کی ضرورت نہیں۔ تم نے زندگی بسر کرنے کا جو طریقہ اختیار کیا ہے، وہ بالکل سیدھا راستہ ہے۔ جن نظریات و افکار کی بنیادوں پر تم نے اعمال کی دنیا تعمیر کر رکھی ہے وہ بالکل صحیح ہیں۔ اور تم نے زندگی بسر کرنے کے جو انداز اختیار کر رکھے ہیں ان میں کسی اصلاح کی گنجائش نہیں۔ اس لیے تم آیاتِ الٰہی میں غور کرتے ہو، نہ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول کی مخلصانہ کوششوں کو درخورِ اعتنا سمجھتے ہو۔ یہ گھمنڈ تمہیں مہنگا پڑے گا۔ تم سے پہلے فرعون نے بھی یہی روش اختیار کی تھی اور تم خوب جانتے ہو کہ باوجود جاہ و جلال اس کا انجام کتنا عبرتناک ہوا تھا۔

وہ لوگ قیامت کے بھی منکر تھے اور اس انکار پر انہیں شدید اصرار تھا۔ وقوعِ قیامت کی حکمت بیان فرما دی کہ اگر قیامت کے عقیدہ کو خارج کر دیا جائے تو یہ جہان ایک کھیل تماشہ بن کر رہ جائے گا جس میں "جس کی لاٹھی اس کی بھینس" کا قانون نافذ ہوگا۔

سُوْرَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ تِسْعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ دخان مکی اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے آیات ۵۹ رکوع ۳

حٰمٓ ۞ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۞ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا

حا میم ۱ حق کو واضح کرنے والی کتاب کی قسم ۲ بیشک ہم نے اتارا اسے ایک بابرکت رات میں ۳ بیشک ہم ہی [illegible]

۱ یہ بھی حروف مقطعات میں سے ہیں جن کی وضاحت پہلے گزر چکی ہے [illegible] قوم کی طرف اشارہ ہے

۲ اس کی وضاحت بھی سورۂ زخرف میں گزر چکی ہے۔

۳ یہ قسم [illegible] اس کتاب مبین کی قسم۔ اس کتاب کا ہم نے ہی نازل فرمایا ہے۔ یہ انسانوں اور جنوں میں سے کسی فرد واحد کی تصنیف ہے اور نہ [illegible] سے [illegible] ہے۔

۴ یعنی ہم نے اس کو اتارا ہے اور بڑی خیر و برکت والی رات میں اس کو اتارا گیا ہے۔ وہ رات کون سی رات تھی اس کے بارے میں اگرچہ بعض حضرات کی رائے ہے [illegible] لیکن جمہور مفسرین کی رائے یہ ہے کہ وہ لیلۃ القدر تھی کیونکہ سورۂ قدر میں اس کی وضاحت کر دی گئی ہے انا انزلناہ فی لیلۃ القدر۔ اور عکرمہ وغیرہ کا یہ خیال ہے کہ یہ پندرہ شعبان کی رات تھی لیکن صحیح پہلا قول ہے۔

ویسے نصف شعبان کی رات بھی بڑی برکتوں والی رات ہے۔ اس کی فضیلت میں متعدد احادیث مروی ہیں۔ ان میں سے ایک حدیث سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کانت لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلہا وصوموا نہارہا فان اللہ تعالیٰ ینزل فیہا لغروب الشمس الی سماء الدنیا فیقول الا من مستغفر فاغفر لہ الا مسترزق فارزقہ الا مبتلی فاعافیہ الا کذا الا کذا حتی یطلع الفجر۔ ابن ماجہ، بیہقی، روح المعانی

ترجمہ: حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب شعبان کی پندرہویں رات ہو تو رات کو قیام کرو اور اس کے دن میں روزہ رکھو جب سورج غروب ہوتا ہے اس وقت سے اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ ہے کوئی مغفرت طلب کرنے والا تاکہ میں اس کو بخش دوں، ہے کوئی رزق طلب کرنے والا تاکہ میں اس کو رزق دوں، ہے کوئی مصیبت زدہ کہ میں اس کو اس سے نجات دوں۔ یہ اعلان طلوع فجر تک ہوتا رہتا ہے۔

دوسری حدیث: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں کہ ایک رات میں نے حضور کو بستر پر نہ پایا۔ میں حضور کی تلاش میں نکلی۔ میں نے حضور کو جنت البقیع میں پایا آسمان کی طرف حضور نے سر اٹھایا ہوا تھا مجھے دیکھ کر حضور نے فرمایا ان اللہ تعالیٰ ینزل لیلۃ النصف من شعبان الی السماء الدنیا فیغفر لاکثر من عدد شعر غنم کلب۔ رواہ الترمذی وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور قبیلہ کلب کی بکریوں کے جس قدر بال ہیں ان سے [illegible]

مُنْذِرِیْنَ ۝ فِیْهَا یُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِیْمٍ ۝ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ۭ اِنَّا كُنَّا

ہم ڈرانے والے تھے ۔ اس رات میں ہر حکمت والے کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے ہر امر کا شہ ہر حکم ہماری جانب سے صادر ہوا کرتا ہے شہ بے شک

لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی گرفت سے ڈرانا ہے۔

علمائے کرام نے اس آیت کے ضمن میں یہ بحث بھی کی ہے کہ بعض اوقات اور مقامات کو ذاتی لحاظ سے دوسروں پر فضیلت حاصل نہیں۔ عزبن عبدالسلام کہتے ہیں کہ ذاتی طور پر کوئی فضیلت نہیں البتہ کسی خاص وقت یا مقام میں بعض اعمال کے وقوع پذیر ہونے کے باعث ان کو فضیلت حاصل ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ نسبت کسی مقدس شخصیت کی طرف ہو جائے تو اس کے باعث وہ وقت اور وہ جگہ مشرف و محترم ہو جاتی ہے۔ اس مقام پر علامہ آلوسی لکھتے ہیں البقعة التی ضمت جسمه صلی اللہ تعالیٰ علیه وآله وسلم افضل البقاع الارضیة والسماویة حتی قیل وقیل انها افضل من العرش (روح المعانی)

ترجمہ: وہ جگہ جہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم استراحت فرما ہیں وہ زمین و آسمان کے تمام مقامات سے افضل ہے یہاں تک کہا گیا ہے، اور یہ قول صحیح ہے کہ وہ جگہ عرش سے بھی افضل ہے۔ اصحاب طریقت و معرفت فرماتے ہیں اشد اللیالی برکة وقدرا لیلة یکون العبد فیها حاضر القلب مشاهدا لربه یتنعم فیها بانوار الوصل یعنی وہ رات بڑی برکت اور عزت کی ہے جب بندہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں دل سے حاضر ہو کر اپنے رب کی تجلیات کا مشاہدہ کرتا ہے اور انوار وصال سے لذت حاصل کرتا ہے۔

شہ نزول کتاب کی حکمت بیان کی جا رہی ہے۔ یعنی ہماری شان یہ ہے کہ ہم برے اعمال کے انجام سے بروقت آگاہ کر دیا کرتے ہیں تاکہ وہ برائیوں سے بچنا چاہیں تو بچ جائیں۔ انا کنا منذرین ای من شأننا الانذار والتحذیر من العقاب (کشاف)

شہ امام راغب نے فرق یفرق کا معنی یفصل کیا ہے یعنی ہر کام کو واضح کر دیا جاتا ہے۔ صاحب روح المعانی نے اس کے علاوہ دوسرا معنی یقضی کیا ہے یعنی فیصلہ کیا جاتا ہے۔ حکیم ذو الحکمة او هو المحکم ای الذی لا یحتمل التغییر ولا اضطراب یعنی ہر ایسا امر جو حکمت والا ہو یا حکیم بمعنی محکم ہے جس میں کوئی خلاف نہ ہو۔

بتایا جا رہا ہے کہ اس بابرکت رات میں وہ تمام امور جن کا تعلق مختلف قوموں کی قسمت سے ہے سال بھر کے لیے ان امور کے متعلق فرشتوں کو تفصیل سے بتا دیا جاتا ہے۔ اگر یفرق بمعنی یقضی ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ سے ملنے والے امور کے متعلق یہ فیصلہ صادر ہوتا ہے۔ اور حکیم سے مراد یہ ہے کہ ایسا امر جو سراسر حکمت ہو یا حکیم سے مراد محکم ہے یعنی فیصلہ کن ہے۔ اس میں کسی طرح کا تغیر ممکن نہیں۔

شہ یعنی یہ فیصلے میری بارگاہ اقدس کی طرف سے صادر ہوتے ہیں اور جو فیصلے ہماری بارگاہ سے صادر ہوں گے یقیناً خیر و برکت کا حامل ہوں گے، عدل و احسان کا آئینہ دار ہوں گے۔ اس مبارک رات میں جو فیصلے کیے جاتے ہیں ان کی عظمت شان کے اظہار کے لیے امراً من عندنا کے الفاظ ذکر کیے گئے۔ امام رازی نے امراً کے منصوب ہونے کی دو وجہیں ذکر فرمائی ہیں۔ ایک منصوب علی

مُرْسِلِيْنَ ۚ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۙ رَبِّ السَّمٰوٰتِ

[illegible]

وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۘ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ⑦ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ

[illegible]

الاختصاص [illegible]

شہ [illegible]

شہ [illegible]

ثلہ [illegible]

ثلہ [illegible]

رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآىِٕكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸﴾ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْنَ ﴿۹﴾ فَارْتَقِبْ

[illegible]

يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۰﴾ يَّغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱﴾

[illegible]

رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ۙ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ؀۱۴ اِنَّا

کہ ان کے پاس تشریف لے آیا روشن بیان والا رسول ۔ پھر انہوں نے منہ پھیر لیا اس سے اور کہا سکھایا ہوا ہے دیوانہ ہے ۔ ۱۳ ہم

كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ ؀۱۵ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ

ذرا دور کرنے والے ہیں عذاب کو تھوڑی دیر کے لیے تم پھر کفر کی طرف لوٹ جاؤ گے ۔ جس روز ہم پکڑیں گے بڑی سخت پکڑ

الْكُبْرٰى ۚ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ؀۱۶ وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَآءَهُمْ

اس روز ہم (ان سے) بدلہ لے ہی لیں گے ۱۴ اور ہم نے آزمایا تھا ان سے پہلے قوم فرعون کو اور آیا تھا ان کے پاس

یہ آیات مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں۔ ان میں قحط شدید اور اس کی علامات کا ذکر ہے [illegible] جو تمہاری اسی حال تھا اسی کا ذکر کیا گیا۔ ذکریٰ نصیحت [illegible] جب اصل خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی روشن تعلیمات اور روشن معجزات کے باوجود یہ ایمان قبول نہیں کیا تو اب اتنی سی بات سے وہ ہدایت کیسے قبول کر سکتے ہیں۔ اِنَّا کَاشِفُوا سے بتا دیا گیا کہ ان سے عذاب ایک عرصہ کے لیے ٹال دیا جائے گا لیکن وہ پھر کفر کی طرف لوٹ آئیں گے۔

آیات کی یہ تفسیر جو بخاری سے منقول ہے اس کو ان احادیث سے متعارض کہنا جن میں دخان علامات قیامت کے ضمن میں ذکر ہے درست نہیں۔ بے شک قیامت سے پہلے بھی دخان ظاہر ہوگا جیسے حدیث میں مذکور ہے۔ وہ دخان علامات قیامت میں سے ہوگا اور یہ ایک واقعہ ہے جس کا ذکر ان آیات میں ہے۔ اس لیے ان میں کوئی تعارض نہیں جیسے بعض حضرات کا خیال ہوتا ہے۔

۱۳ جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے رسول کے روشن معجزات اور کمالات دیکھ کر بھی نصیحت قبول نہیں کی اور منہ موڑ لیا اور جانتے بوجھتے بہتان باندھنے لگے کہ کوئی کہتا کہ یہ کسی سے باتیں سیکھ لیتا ہے کوئی کہتا نہیں دماغ چل گیا ہے اس لیے ایسی ان ہونی باتیں کرتا ہے کہ کوئی عقل مند انہیں مان ہی نہیں سکتا [illegible] آتی ہیں۔ قال بعضهم هو معلّم وقال بعضهم هو مجنون۔ (قرطبی)

۱۴ جب بطور عذاب کے ان پر قحط پڑا تو [illegible] کرنے لگے کہ اگر یہ عذاب ایک مرتبہ ٹل گیا تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ [illegible] پھر بھی ہم کچھ وقت کے لیے ان سے عذاب ٹال دیتے ہیں [illegible] جس روز ہم انہیں سختی سے پکڑیں گے تو بدلہ لے کر چھوڑیں گے۔ اس دن سے مراد بدر کا دن بھی ہو سکتا ہے اور قیامت کا دن بھی۔

رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ۙ اَنْ اَدُّوْٓا اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۙ وَّ

[illegible]

اَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنِّيْٓ اٰتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۚ وَاِنِّيْ عُذْتُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ ﴿۲۰﴾ وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِيْ فَاعْتَزِلُوْنِ ﴿۲۱﴾

[illegible]

فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۲۲﴾ فَاَسْرِ بِعِبَادِيْ لَيْلًا اِنَّكُمْ

[illegible]

مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ۭ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۴﴾ كَمْ تَرَكُوْا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۙ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۙ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا

بہت سے باغات اور چشمے اور بہت کھیتیاں اور بہت عمدہ مقامات اور بہت سا سامان راحت جس میں وہ

فٰكِهِيْنَ ۙ كَذٰلِكَ ۫ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۚ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ

عیش کیا کرتے تھے یہ ہی ہوا اور ہم نے ان کا وارث دوسری قوم کو بنا دیا پس ان پر نہ آسمان

وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ۠ وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنَ

اور زمین روئے اور نہ انہیں مہلت ملی اور بے شک ہم نے نجات دی بنی اسرائیل کو

الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۙ مِنْ فِرْعَوْنَ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ

رسوائی کے عذاب سے فرعون سے بے شک وہ سرکش حد سے بڑھنے والوں میں سے تھا

وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۚ وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ

اور بے شک ہم نے بنی اسرائیل کو دانستہ چن لیا جہان والوں پر اور انہیں ایسی نشانیاں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مَا فِيْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ ۝۳۳ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَيَقُوْلُوْنَ ۝۳۴ اِنْ هِيَ اِلَّا مَوْتَتُنَا

جن میں صریح آزمائش تھی ۲۹ بے شک یہ کفار کہا کرتے ہیں ۳۰ ہمیں بس یہی پہلی ہی موت

الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ ۝۳۵ فَاْتُوْا بِاٰبَآىِٕنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۳۶

پہلی موت۔ اور ہمیں دوبارہ اٹھایا جانے کا۔ ہمارے باپ دادوں کو زندہ کر کے لے آؤ اگر تم سچے ہو ۳۱

بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم سے ان کو اس سب جہان کے لیے منتخب فرمایا کہ اس دور میں پوری دنیا میں ان سب سے اس بار امانت کو اٹھانے کی اہلیت صرف بنی اسرائیل ہی میں تھی۔

۲۹ ان کے دلوں کو یقین سے معمور کرنے کے لیے انہیں بے شمار معجزات دکھلائے گئے اور حقیقت یہ ان کا امتحان تھا یہ ان کی آزمائش تھی کہ آیا وہ اس اعزاز کا حق رکھتے ہیں جو انہیں عطا کیا گیا ہے یا نہیں۔

۳۰ یہ لفظ کفار مکہ کے متعلق ہیں جن کی اکثریت بات ماننے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ لیکن جب ان کی ضد میں کوئی فرق نہ آیا تو ان کو سمجھانے کے لیے فرعون اور اس کی قوم کا ذکر کر دیا۔ بتایا کہ ان کی روش بھی ہٹ دھرمی اور تعصب کی تھی جس طرح تمہاری ہے لیکن ان کی جاہ و حشمت اور حکومت و سلطنت سے تم کو کوئی نسبت ہی نہیں۔ وہ بہت بڑی سلطنت کے مالک تھے ان کے طرز حیات پانی سے بھرے ہوئے تھے ان کے باغات، مرغزار اور زرخیز زمینیں تھیں جن کو دریائے نیل سے نکالی ہوئی نہریں سیراب کرتی تھیں۔ جب انہوں نے قبول حق سے انکار کیا تو ان کی یہ جاہ و حشمت ان کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا گیا۔ تم سوچو کہ تم میں یہ طاقت ہے کہ غضب الٰہی کا مقابلہ کر سکو۔

اس مختصر بحث کے بعد پھر سلسلہ کلام کفار مکہ کی طرف ہی ہو رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ ہمیں خواہ مخواہ قیامت اور عذاب جہنم سے ڈراتے رہتے ہیں۔ پہلی دفعہ جب ہم موت کا پیالہ پی لیں گے تو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندگی کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا۔ اس کے بعد کوئی زندگی ہے نہ کوئی حشر و نشر۔

الموتۃ الاولیٰ سے مراد پہلی موت۔ پہلی موت کے لیے ضروری نہیں کہ کوئی دوسری موت بھی ہو۔ قال الآلوسی فی التمہید الاول لا یقتضی بحسب المشہور تعدد ثانٍ وقد ذہب کوں السعدی اپنی کتاب التمہید میں کہتے ہیں کہ لغت میں اول شے کی ابتدا کو کہتے ہیں لیکن اس کے بعد دوسرا ہو یا نہ ہو۔

۳۱ وہ قرب قیامت پر ان کے سامنے جو بھی دلائل پیش کیے گئے وہ خاطر میں لائے بغیر ایک ہی رٹ لگاتے رہے کہ ہم تمہاری اس بات کو تب تسلیم کریں گے جب تم ہماری مطلوبہ دلیل پیش کرو، ہم کہتے ہیں کہ ہمارے آباؤ اجداد جو مر چکے ہیں تم ان کو زندہ کر دو۔ ہم مان لیں گے کہ ہم بھی زندہ ہوں گے اور قیامت بھی قائم ہو گی۔ ان کا یہ مطالبہ سراسر احمقانہ تھا بھلا ان سے کس نے یہ کہا تھا کہ وہ اسی دنیا میں مرنے کے بعد زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے۔

أَهُمْ خَيْرٌ أَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ ۙ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ أَهْلَكْنَاهُمْ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا

والے زور اور سامان میں) کیا یہ لوگ بہتر ہیں یا تبع کی قوم اور جو ان سے پہلے گزرے ہیں ہم نے ہلاک کر دیا انہیں، بیشک وہ

۳۵ جس طرح ایران کے بادشاہ کو کسریٰ اور چین کے حکمران کو خاقان کہا جاتا تھا اسی طرح یمن اور حضرموت کے فرمانروا کا لقب تبع تھا۔ یہ علاقہ اس وقت بیوپار کی ترقی یافتہ منڈی ہونے کے باعث بڑا زرخیز اور آباد تھا۔ یہاں کے لوگ متمول اور خوش حال تھے یہاں کے سلاطین کے خزانے بھرے ہوئے تھے۔ ان کی شوکت اور حشمت کے باعث ان کے ہمعصر سلاطین اور ملوک میں ان کی بڑی دھاک بیٹھی ہوئی تھی اور سب ان سے خائف رہا کرتے تھے۔

اہل مکہ کو کہا جا رہا ہے کہ تم نشہ دولت میں مست ہو کر میرے حبیب پیغمبر کی تکذیب کر رہے ہو۔ تبع کی قوم تم سے کہیں زیادہ دولت مند اور طاقتور تھی۔ انہیں زندگی کی ہر راحت اور ہر سہولت میسر تھی۔ نہیں تو ان کا انجام تمہارے پیش نظر ہے۔ ان کی عظمت و شوکت کے افسانے خود تمہارے ہاں زبان زد عام ہیں۔ انہیں تو تب ہلاک کیا جب انہوں نے دولت کے نشہ میں مست ہو کر ہماری نافرمانی اور بغاوت پر آمادہ ہو گئے تو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا ان کا نام و نشان تک باقی نہ رہا۔ بلکہ تم سے پہلے جتنی قومیں گزری ہیں انہوں نے جب سرکشی کو اپنا وطیرہ بنایا تو ان کو اسی حسرت ناک انجام سے دوچار ہونا پڑا۔ اب وہ دیکھ لو کہ تم کس راہ پر چل رہے ہو۔ انہی بدنصیبوں کی عادت پر کیوں مست ہو اور ہماری آیات کو جھٹلاتے ہو۔ کیا کبھی تم نے اس بات پر غور کیا کہ تمہاری اس روش کا انجام کس قدر خوفناک ہے۔ ہوش میں آؤ اور عقل سے کام لو۔

مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ ان سلاطین یمن میں سے ایک تبع مشرف بہ اسلام ہوا تھا اس کا نام ابو کرب اسعد بن ملکی کرب تھا۔ اس نے سب سے پہلے خانہ کعبہ پر غلاف چڑھایا۔ جب یہ مدینہ طیبہ کے مقام سے گزرا تو اس کے لشکر کے علماء نے بتایا کہ یہ نبی آخر الزمان کی ہجرت گاہ ہے۔ اس علاقہ میں ایک کشش ہے وہ دل بہت متاثر ہوا۔ اس نے حضور کے نام ایک خط لکھ کر ان میں سے ایک عالم کے حوالے کیا۔ اس میں التجا کی کہ میں ایمان لے آیا ہوں۔ قیامت کے دن مجھے اپنی شفاعت سے محروم نہ کیا جائے۔ علامہ قرطبی اور دیگر علماء تفسیر نے اس واقعہ کو بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔ علامہ قرطبی نے وہ خط نقل کیا ہے جس میں تفصیلات ہیں یہاں صرف اس کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اس کے آخری الفاظ یہ ہیں:

"فان لم ادرکک فاشفع لی ولا تنسنی یوم القیامة فانی من امتک الاولین"

ترجمہ: اگر میں اس حیات مستعار میں حضور کی زیارت سے بہرہ مند نہ ہو سکوں تو میری شفاعت فرمائیے اور قیامت کے دن مجھے فراموش نہ کیجیے کیونکہ میں آپ کے ان امتیوں میں سے ہوں جو پہلے گزرے ہیں۔"

اس کے ہمراہ علماء کی ایک جماعت تھی۔ ان میں سے ایک جماعت نے یہیں اقامت کی اجازت چاہی۔ بادشاہ نے ان کی رہائش کے لیے مکانات تعمیر کرائے، ان کو زندگی کی ضروریات فراہم کیں۔ ان میں جو سب سے بڑا عالم تھا اپنا مکتوب اس کے حوالے کیا اور اسے وصیت کی کہ اگر تجھے زیارت نصیب ہو تو میرا عریضہ پیش خدمت کر دینا ورنہ اپنی اولاد کو وصیت کر کے جانا کہ جس کو یہ سعادت نصیب

مُجْرِمِيْنَ ﴿۳۷﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ مَا

مجرم تھے   اور نہیں پیدا کیا ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھیل کے طور پر   نہیں

خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ

پیدا کیا ہم نے ان دونوں کو مگر حق کے ساتھ لیکن اکثر لوگ حقیقت کو نہیں جانتے   یقیناً فیصلہ کا دن ان سب کا

مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۰﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ

ان سب کے لیے مقررہ وقت ہے   جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ ان کی

[illegible]

[illegible] کر دی گئی ہے۔

[illegible]

۳۳ [illegible]

يُنصَرُونَ ۝٤١ إِلَّا مَن رَّحِمَ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝٤٢ إِنَّ شَجَرَتَ

مدد کی جائے گی ۳۳ سوائے ان کے جن پر اللہ رحم فرمائے۔ ۳۴ وہ عزیز و رحیم ہے۔ ۳۵ بلاشبہ زقوم کا

الزَّقُّومِ ۝٤٣ طَعَامُ الْأَثِيمِ ۝٤٤ كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ ۝٤٥ كَغَلْيِ

درخت گنہگار کی خوراک ہوگا ۳۶ پگھلے تانبے کی مانند پیٹوں میں جوش مارے گا جیسے کھولتا پانی جوش

الْحَمِيمِ ۝٤٦ خُذُوهُ فَاعْتِلُوهُ إِلَىٰ سَوَاءِ الْجَحِيمِ ۝٤٧ ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ

مارتا ہے۔ ۳۷ حکم ہوگا اسے پکڑو اور گھسیٹتے ہوئے جہنم کے وسط میں لے جاؤ۔ پھر انڈیلو اس کے سر کے

سب بے مروت جھگڑا دامن بچاتے رہے جب قیامت برپا ہو اور تمہیں تجربے سے معلوم ہو کہ دار العمل میں گنوا دیا جائے تو اس وقت رحمت و نجات سے محروم ہو کے رہ جاؤ گے۔

میقات کہتے ہیں اس وقت کو جو کسی کام کے لیے مقرر کر دیا گیا ہو۔ اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے وقوعِ قیامت کے لیے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے۔ تمہاری جلد بازی سے اس پروگرام میں رد و بدل نہیں کیا جا سکتا۔ تم کہتے ہو کہ ہم قیامت پر تب ایمان لائیں گے کہ جب ہمارے باپ دادا جو مر چکے ہیں انہیں زندہ کر کے ہمارے سامنے لا کھڑا کر دیا جائے۔ اس دنیا میں تمہاری فرمائش کے مطابق مردوں کو زندہ کرنے کا کوئی پروگرام نہیں ہے۔ جب قیامت کا مقررہ وقت آئے گا قیامت برپا ہو جائے گی۔

۳۳ مولیٰ قرابت اور تعلق کی بنا پر کوئی شخص کسی کی مدد و حمایت کرتا ہے اسے مولیٰ کہتے ہیں خواہ یہ تعلق نسب کا ہو یا دوستی کا ہو یا عقیدہ و جماعت کا۔ امام راغب لکھتے ہیں: والمعنى الذی یشترک فیہ النصرۃ ما القرب فی الدین او النسب ہو مشتق کل مولیٰ جس سے مولیٰ آیت میں بتایا جا رہا ہے کہ کوئی قریبی رشتہ دار یا دوست کسی کے کام نہ آسکے گا اور نہ کسی کی مدد کی جائے گی۔ پہلے وقوعِ قیامت کا ذکر کیا گیا اب احوالِ قیامت کا بیان شروع ہوا ہے۔

۳۴ البتہ وہ لوگ مستثنیٰ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوگی جن کی دوستی ہی کام آئے گی اور ان کی نصرت و دستگیری ہوگی۔ ان کے ساتھ کسی قسم کا کوئی برا معاملہ نہ ہوگا۔

۳۵ یہاں دشمنوں اور دوستوں دونوں کا ذکر ہوا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کے یہ دو اسم یہاں ذکر کیے گئے ہیں جن سے اس سلوک کا پتہ چل جاتا ہے جو دونوں گروہوں کے ساتھ ہونے والا ہے۔ وہ العزیز ہے یعنی سب سے زبردست اور سب پر غالب اگر وہ دشمنوں سے انتقام لینا چاہے تو وہ اس پر قادر ہے اور اپنے دوستوں کے ساتھ وہ الرحیم ہے۔ اس کے مستحقین لطف الرحیم ہی ہوں گے۔

۳۶ الدخان کی آیت ۶۲ میں بھی اس کا ذکر ہوا ہے۔ الزقوم۔ دوزخ کا ایک درخت ہے جو نہایت کڑوا کسیلا ہوگا۔ ذیل۔ نیز تشریح کے لیے ایک گزر چکا ہے کہ بحث الزقوم کہا گیا ہے۔ اثیم۔ بدکار، فاجر۔ المہل۔ الرصاص المذاب۔

رَأْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ﴿۴۸﴾ ذُقْ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ﴿۴۹﴾ إِنَّ

اوپر کو اس کے سر [illegible] عذاب دینے کے لیے [illegible] چکھ [illegible] تو بڑا عزت [illegible] بیشک

هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ إِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ أَمِيْنٍ ﴿۵۱﴾

یہ وہ ہے جس میں تم شک کیا کرتے تھے بیشک پرہیزگار امن کی جگہ میں ہوں گے

فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۵۲﴾ يَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّإِسْتَبْرَقٍ

باغات میں اور بہتے چشموں میں پہنے ہوں گے لباس باریک اور دبیز ریشم کا

مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۵۳﴾ كَذٰلِكَ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ﴿۵۴﴾ يَدْعُوْنَ فِيْهَا

آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے [illegible] اور ہم [illegible] گوری [illegible] آنکھوں والی [illegible] وہ منگوایا کریں گے وہاں

پگھلا ہوا تانبا۔ اس کا دوسرا معنی تیل کا تلچھٹ بیان کیا گیا ہے

ف [illegible] عتل [illegible] العتل ان تاخذ بتلبیب الرجل فتعتلہ ای تجرہ الیک [illegible] کسی کو گریبان سے پکڑ کر کھینچنا۔ [illegible] المطلب یعنی اس کو آگ میں [illegible] درمیان [illegible] سواء الجحیم ای وسط الجحیم یعنی جہنم کے درمیان [illegible]

ف [illegible]

ف [illegible] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ [illegible] روایت [illegible] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] ہمیشہ تندرست رہو گے [illegible] ہمیشہ زندہ رہو گے [illegible] ہمیشہ خوش حال رہو گے [illegible] ہمیشہ جوان رہو گے [illegible]

السندس الرقیق من الدیباج [illegible] الاستبرق غلیظ [illegible]

ف [illegible]

بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ ﴿٥٥﴾ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ

ہر قسم کا پھل اطمینان سے ۵۲ نہ چکھیں گے وہاں موت کا ذائقہ بجز اس

الْاُوْلٰى ۚ وَوَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿٥٦﴾ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ۚ ذٰلِكَ

پہلی موت کے۔ اور اللہ نے بچا لیا ہے انہیں عذاب جہنم سے۔ محض آپ کے رب کی مہربانی سے ۵۳ یہی وہ

هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٥٧﴾ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٥٨﴾

بڑی کامیابی ہے جس کی نوید دی گئی۔ پس ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو آپ کی زبان میں تاکہ وہ نصیحت قبول کریں

فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ ﴿٥٩﴾

سو آپ بھی انتظار کیجیے وہ بھی انتظار کرنے والے ہیں ۵۴

کی، جمع ہے۔ بڑی بڑی ہوں، خوبرو، خوشبودار۔ اس کا واحد حوراء ہے، گوری رنگت والی۔ عین جمع ہے عیناء کی، وہ عورت جس کی آنکھیں بڑی اور خوبصورت ہوں۔

۵۲ جو پھل طلب کریں گے جتنی بار وہ جتنی مقدار میں وہ فوراً پیش کر دیا جائے گا۔ یہ فکر نہ ہوگا کہ موسم نہیں ہے کی اور نہ یہ ختم ہو جانے کا اندیشہ ہوگا۔

۵۳ یہ سب جو فوز و فلاح ہے یہ سب نعمتیں یہ سب کرم نوازیاں اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان کا ثمر ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دنیا میں جو لاتعداد انعامات کیے ہیں اگر ہم عمر بھر شکر ادا کرتے رہیں تو کسی ایک نعمت کا شکر بھی ادا نہیں ہو سکتا۔ ہم بہتر سے بہتر عمل کریں بڑا متقی اور پارسا بھی دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس کے اعمال صالحہ ہر لحاظ سے مکمل ہیں اور ان میں کسی قسم کا کوئی نقص نہیں۔ اس لیے قیامت کے روز جنتیوں کا اپنے جنتی منازل پر پہنچ جانا تو محض اس کا فضل و احسان ہی کہا جا سکتا ہے۔

۵۴ ہم نے قرآن کو آپ کی مادری زبان میں نازل فرمایا جس کا سمجھنا ان کے لیے آسان ہے۔ اب بھی اگر وہ نصیحت قبول نہیں کرتے تو ان کی قسمت۔ لیکن اے حبیب کریم! آپ بھی انتظار فرمائیے اور وہ بھی انتظار کریں۔ جب ان کی بربادی کی مقررہ ساعت آ پہنچے گی تو ان کو ان کے کرتوتوں کی سزا مل کر رہے گی۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین شفیع المذنبین سیدنا ومولانا محمد المبعوث رحمۃ للعالمین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ الجاثیہ

نام: اس کا نام جاثیہ ہے۔ یہ لفظ آیت نمبر ۲۸ میں مذکور ہے۔ اس سورت میں چار رکوع، سینتیس آیات، چار سو اٹھاسی کلمات اور دو ہزار ایک سو اکیانوے حروف ہیں۔

زمانہ نزول: ان سات سورتوں میں سے ایک ہے جن کا آغاز حٰمٓ سے کیا گیا ہے۔ مضامین و خطاب میں یکسانیت اس بات پر بھی دلالت کر رہی ہے کہ ان کا نزول یکساں حالات میں ہوا۔

مضامین: ① عقیدۂ توحید کو تسلیم کرنا ان کے لیے بڑا دشوار تھا۔ اس دشواری کو دور کرنے کے لیے عالم رنگ و بو کی بلندیوں اور پستیوں میں بکھری ہوئی ان روشن نشانیوں کی طرف توجہ مبذول کرائی جو پکار پکار کر اپنے بنانے والے کی حکمت بالغہ، قدرت کاملہ اور علم محیط کی شہادت دے رہی ہیں۔ چشم بصیرت وا کر کے زمین و آسمان کی پہنائیوں کو دیکھو۔ خود اپنے وجود اور اس کی بوقلمونیوں کی سیر کرو۔ حیوانات کے بے شمار انواع و اقسام پر نگاہ ڈالو۔ گردش لیل و نہار کے دقیق نظام میں غور و فکر کرو۔ ہر ہر چیز میں اس خالق علیم کا جلوہ نظر آئے گا جو قدیر و حکیم بھی ہے اور وحدہٗ لاشریک بھی۔ البتہ کذاب اور اثیم لوگ تو محروم ہی رہیں گے۔ وہ ان روشن حقیقتوں کو نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ ان سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس کے بعد ان مزید احسانات کا ذکر فرمایا جن سے انسان کو بہرہ ور کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی یہ بتا دیا کہ ان کی قدر و منزلت وہی لوگ جان سکتے ہیں جو فکر اور تدبر کے خوگر ہیں۔

② بنی اسرائیل پر جو بے پایاں الطاف کیے گئے انہیں بیان کیا۔ بتایا کہ ہم نے اس قوم کو کتاب، حکومت اور نبوت کی گرانبہا نعمتیں ارزانی فرمائیں۔ ان عنایات کے باعث اس زمانے کی تمام اقوام عالم پر انہیں فضیلت اور برتری حاصل تھی۔ لیکن کچھ عرصہ بعد ان میں باہمی حسد و عداوت کی وبا پھوٹ پڑی۔ وہ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لیے مختلف دھڑوں میں بٹ گئے اور اس آسمانی دین کو انہوں نے اس طرح پارہ پارہ کر دیا کہ وہ ان کی اجتماعی زندگی میں یکجہتی کی قوت سے محروم ہو گیا۔

اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا کہ ہم نے آپ کو بھی ایک شریعت، ایک جامع نظام حیات عطا فرمایا ہے۔ آپ پر لازم ہے کہ اس کا اتباع کریں۔ ان جاہلوں اور نادانوں کی اطاعت نہ کریں جو اپنے نفسوں کی خواہشات کے بندے بن کر رہ گئے ہیں۔ اگر آپ نے بفرض محال ایسا کیا تو پھر دنیا کی کوئی طاقت ہماری گرفت سے آپ کو نہ بچا سکے گی۔

اے غلامانِ مصطفیٰ! اے سرزمین پاکستان میں بسنے والے فرزندانِ اسلام! اپنے خالق و مالک کا فرمان غور سے سنو۔ کیا

اس کے بعد بھی جب سربراہان مملکت کو، جن سے ان کا واسطہ تھا، دلیل کو اللہ نے حضور کریم کے دشمنوں کے اراکین کو عبرت کی تنبیہ اور سرزنش کی ضرورت ہے۔ صاف صاف بتادیا کہ ہماری دی ہوئی شریعت پر عمل کرو ورنہ عذاب الٰہی سے تمہاری نجات کی سب راہیں بند ہو جائیں گی۔

آیت ۲۳ میں بھی غور فرمائیے۔ ارشاد ہے جو ہمارے قانون پر عمل نہیں کرتا گویا وہ ہمیں خدا نہیں مانتا اور جو نفس کی ہر فرمائش کو پورا کرتا ہے گویا اس نے اسے اپنا خدا اور معبود بنالیا ہے۔ ایسا شخص علم و فضل کا پتلا ہی کیوں نہ ہو، وہ راہ راست سے بھٹک جاتا ہے۔ ایسے بدبخت سے فہم و تدبر کی قوتیں سلب کرلی جاتی ہیں اور اس کے ہدایت قبول کرنے کا امکان ہی باقی نہیں رہتا۔

کفار کا عقیدہ تھا کہ بس یہی زندگی ہے۔ گردش زمانہ ان کی موت کا باعث بنتی ہے۔ نہ قیامت برپا ہوگی اور نہ دوبارہ جی اٹھنے کا سوال پیدا ہوگا۔ یہ عقیدہ انہیں اپنے آباؤ اجداد سے ورثے میں ملا تھا۔ وہ کسی قیمت پر اس سے دستبردار ہونے کے لیے تیار نہ تھے۔

سورت کے اختتام سے پہلے ان کی اس دلیل کے کھوکھلے پن کی طرف توجہ دلائی گئی اور ارشاد ہوا کہ قیامت کا برپا ہونا خلاف عقل نہیں بلکہ عین حکمت ہے اور عقل کے تقاضوں سے کلیۃً ہم آہنگ ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک شخص جس نے عمر بھر تقویٰ کو اپنا شعار بنائے رکھا اور ایک عیش پرست بدکار شخص دونوں یکساں ہوں۔ دنیاوی عیش و عشرت نے ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی ہے، اور وہ اس روشن حقیقت سے انکار کرتے ہیں۔

سُوْرَةُ الْجَاثِيَةِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ وَهِيَ سَبْعٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ جاثیہ مکی اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے ۳۷ آیتیں ۴ رکوع

حٰمٓ ۚ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۚ اِنَّ فِى السَّمٰوٰتِ

حا میم ۔ اتاری گئی ہے یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو زبردست (اور) حکمت والا ہے سلہ بے شک آسمانوں اور زمین

وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَفِىْ خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ

میں (اس کی قدرت کی) بے شمار نشانیاں ہیں اہل ایمان کے لیے سلہ اور خود تمہاری تخلیق میں اور ان حیوانات میں بھی جو وہ پھیلا دیتا ہے

اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۙ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو یقین رکھتے ہیں اور گردش لیل و نہار میں اور جو اتارا ہے اللہ تعالیٰ نے

سلہ پہلی دو سورتوں کی طرح اس سورت کا آغاز بھی اس حقیقت کے اظہار سے ہو رہا ہے کہ یہ کتاب اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے۔ کفار کا یہ خیال سراسر باطل ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود اس کے مصنف ہیں یا کوئی اور شخص آپ کو یہ کلام سکھاتا ہے۔ کفار کی یہ تمام باتیں افترا پردازیاں ہیں۔ اس کی شان و شکوہ سب سے جدا ہے۔ اس کے [illegible] اس کا بیان کردہ فلسفۂ حیات سب سے بہتر ہے کیونکہ اس ذات نے [illegible] کا کلام ہے جو عزیز ہے اور حکیم بھی۔ اس لیے تمہاری فلاح اسی میں ہے کہ اس عزیز و حکیم کے ارشادات پر سچے دل سے ایمان لے آؤ اور یقین کر لو کہ اسی کی فرمانبرداری میں ہی تمہاری کامیابی اور بہتری کا راز مضمر ہے۔

تنزیل ۔ مصدر ہے اسم مفعول منزل کے معنی میں۔

سلہ اسلام کی یہ ہرگز کوشش نہیں کہ لوگ غفلت کی چادر تانے سوتے رہیں۔ عیش و عشرت [illegible] کی تعمیری صلاحیتوں کو گھن کھاتا رہے۔ فسق و فجور کے بدنما داغ ان کی انسانیت کو مسخ کرتے رہیں۔ اسلام اس صورت حال کے خلاف جہاد کرتا ہے۔ وہ انہیں جھنجوڑ کر جگانے کے لیے اپنی ساری قوت صرف کر دیتا ہے۔ لیکن اسلام جبر و تشدد کا قائل نہیں۔ وہ زبردستی اپنے نظریات کسی پر نہیں ٹھونپ دیتا۔ وہ صرف غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔ وہ آیات بینات جو عالم کون و مکان کی وحدانیت اور اس کی صفات کاملہ پر ناقابل تردید شہادت دے رہی ہیں، ان کی طرف توجہ مبذول کراتا ہے تاکہ ان میں حق پذیری کی صلاحیت موجود ہے [illegible] اسی مقصد کے لیے قرآن کریم نے قارئین کو آفاق عالم کی ان آیات بینات میں غور و فکر کی دعوت دی ہے۔

مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيْفِ

[illegible]

الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ

[illegible]

فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۝

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ

جو سنتا ہے اللہ کی آیتیں [illegible] گویا اس نے ان کو سنا ہی نہیں

فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ⑧ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْـًٔا اتَّخَذَهَا هُزُوًا ؕ

[illegible] اور جب ہماری آیتوں میں سے کسی چیز [illegible] مذاق اڑانے لگتا ہے۔

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ؕ⑨ مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا

یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے [illegible] عذاب ہے۔ ان کے آگے جہنم ہے۔ [illegible]

كَسَبُوْا شَيْـًٔا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ⑩

[illegible] عذاب ہے

هٰذَا هُدًى ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ⑪

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا

خدا وہ ہے جس نے مسخر کر دیا ہے تمہارے لیے سمندر کو تاکہ چلیں اس میں کشتیاں اس کے حکم سے اور تاکہ تم تلاش کرو

مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

اس کا فضل اور تاکہ تم اس کا شکر ادا کیا کرو ۔ اور اس نے مسخر کر دیا ہے تمہارے لیے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ

الرجز فی القرآن هو العذاب المقلقل لشدته وله قلقلة شديدة متتابعة (لسان العرب) یعنی رجز کا لفظ جو قرآن میں مذکور ہے اس کا معنی ہے ایسا عذاب جو اپنی شدت کی وجہ سے لرزہ خیز ہو۔ اس کے جھٹکے شدید اور لگاتار ہوں۔ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ بدبخت جو از راہ غرور و تکبر میری آیات کا انکار کرتے ہیں انہیں شدید [illegible] عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

سلہ پہلی آیات میں کائنات کے ان آثار کا سلسلہ شروع تھا جو حق تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی صفات کمال پر دلالت کرتی ہیں۔ درمیان میں کفار کے ایک گروہ کی ہٹ دھرمی کا ذکر آ گیا۔ اب پھر آیات کا سلسلہ شروع ہو رہا ہے۔

علماء لغت لفظ تسخیر کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: سخره تسخيرا: كلفه عملا بلا اجرة واسخره [illegible] یعنی کسی کو اجرت اور معاوضہ دیئے بغیر کسی کام کے کرنے پر مجبور کرنا۔ علامہ ابن منظور لسان العرب میں تسخیر کا یہی معنی ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: قال الزجاج تسخير ما في السموات تسخير الشمس والقمر والنجوم للآدميين وهو الانتفاع بها في بلوغ منابتهم والاقتداء بها في مسالكهم وتسخير ما في الارض تسخير بحارها وانهارها ودوابها وجميع منافعها۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات نے سمندر کو تمہاری خدمت [illegible] اس کی سطح [illegible] کر دیا ہے اس کی [illegible] تم اس میں غوطے لگا سکتے ہو۔ تمہارے بڑے بڑے سامان سے لدے ہوئے جہاز اس کی پشت پر رواں دواں [illegible] دور دراز مقامات تک پہنچتے ہیں۔ وہ اس پر تیرتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ تم اس میں غوطہ لگا کر موتی نکالتے ہو، مچھلیاں پکڑ کر ان کو بیچتے بھی ہو اور کھاتے بھی ہو۔ اس کے علاوہ اور بے شمار منافع ہیں جو سمندر سے تمہیں مل رہے ہیں اور تم سے ان خدمات کا کوئی معاوضہ بھی طلب نہیں کیا جاتا۔

ذرا سوچو اگر سمندر کی یہ سطح ہموار نہ ہوتی تو تم اس میں غوطے کیسے لگا سکتے، اس میں جہاز کیسے چلا سکتے [illegible] بین الاقوامی تجارت کی یہ گرم بازاری سب سے متعلق ہے یہ سب اسی کا فضل ہے جس کو تم تلاش کرتے ہو۔

سلہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو کسب حلال کا شوق دلایا ہے اور پاکیزہ رزق تلاش کرنے کے لیے بحر و بر میں سفر کرنے والوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ میرے فضل کے متلاشی ہیں۔ اس مقام میں کسب حلال کی جو عزت افزائی ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔

الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿١٣﴾ قُل لِّلَّذِينَ

میں ہے سب کا سب اپنی طرف سے مسخر کیا ہے یقیناً اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔ آپ فرمائیے

آمَنُوا يَغْفِرُوا لِلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ أَيَّامَ اللَّهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوا

ایمان والوں کو کہ درگزر کریں ان لوگوں سے جو امید نہیں رکھتے اللہ کے دنوں کی تاکہ اللہ تعالیٰ بدلہ دے ہر قوم کو جو وہ کیا

؎ صرف سمندروں ہی کو نہیں سب آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ تمہاری خدمت گزاری کے لیے وقف ہے اور اس کی تسخیر میں تمہاری [illegible] کا کوئی حد نہیں۔ یہ سب اسی کا فضل و کرم ہے۔ [illegible] نئی نئی ایجادات کے باوجود کسی چیز کے خالق ہونے کا دعویٰ نہیں۔ انسان نے تو صرف ان [illegible] کو دریافت کیا ہے جو پہلے سے موجود تھیں اور [illegible] مثلاً جب انسان [illegible] کے [illegible] سے [illegible] ہوا میں ایک ارتعاش پیدا ہوتا ہے [illegible] دنیا کے کونے کونے تک [illegible] جاتی ہے۔ سائنس کے ماہرین کو اس راز کی خبر تک نہ تھی وہ اس سے استفادہ نہ کر سکے۔ اب [illegible] ریڈیو ٹیلیویژن وغیرہ کے ذریعے آپ دور دراز کی آوازیں سن لیتے ہیں [illegible] اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔

امریکہ کا مشہور [illegible] سائنسدان ایڈیسن جس نے ایک ہزار سے زیادہ ایجادات کیں ایک دفعہ کہنے لگا میرے متعلق لوگ کہتے ہیں کہ میں بہت بڑا موجد ہوں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ [illegible] جب میں سوچتا ہوں کہ یہ ایک [illegible] ایک [illegible] تو [illegible] انسان ہے [illegible] آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "THAT IS THE REAL INVENTOR" حقیقی موجد وہی ذات ہے۔

(ریڈرز ڈائجسٹ اگست ۱۹۵۵)

؎ ان آیات کے [illegible] مومنوں [illegible] حکم [illegible] دیا گیا ہے [illegible] لیکن [illegible] فکر کی [illegible] قوم [illegible] کبھی [illegible] نہیں کی [illegible] کی [illegible] بہت بڑا المیہ ہے کہ وہ قوم جو قرآن جیسی کتاب کی حامل ہے [illegible] اونگھ رہی ہے۔ [illegible] صدیاں بیت چکی ہیں اور ابھی تک وہ جاگنے کا نام نہیں لیتی۔ اقبالؒ نے اسی لیے تو دعا کی تھی

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں

يَكْسِبُونَ ﴿۱۴﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۖ ثُمَّ

کرتے رہے تھے۔ ۲۳ جو نیک عمل کرتا ہے وہ اپنے ہی لیے کرتا ہے اور جو برائی کرتا ہے اس کا وبال اسی پر ہوگا۔ ۲۴ پھر

اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ

اپنے رب کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب ، حکومت

وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾

اور نبوت عطا کی ۲۵ اور ان کو پاکیزہ رزق دیا ۲۶ اور انہیں دنیا والوں پر فضیلت عطا کی ۲۷

۲۳ اہل ایمان کو عفو و درگزر کی تلقین کی جا رہی ہے کہ [illegible] کے عذاب کا کوئی خوف [illegible] کی امید نہیں رکھتے ہیں اور [illegible] کر دیتے ہیں تم ان سے الجھا نہ کرو [illegible] کام لیا کرو [illegible] بات [illegible] وہ [illegible] جب [illegible] عذاب کے شکنجے میں [illegible] سے مراد اہل ایمان ہی ہو سکتے ہیں [illegible] اہل ایمان [illegible] اور حکم الٰہی کی تعمیل [illegible] درگزر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible]

۲۴ ہر شخص اپنے عمل نیک و بد کا خود ذمہ دار ہے

۲۵ بنی اسرائیل پر جو انعامات ہوئے تھے ان کا ذکر ہو رہا ہے پہلے ان انعامات کا ذکر کیا جو دین سے متعلق ہیں یعنی ہم نے ان کو تورات جیسی عظیم کتاب [illegible] حکومت [illegible] فرمائی تاکہ وہ احکام الٰہی کی [illegible] کتاب [illegible] کے مطالب کا ادراک ہی ہو سکتا ہے [illegible]

۲۶ ان دینی عطیات کے علاوہ انہیں پاکیزہ رزق بھی عطا فرمایا [illegible] شام و فلسطین پر ان کی حکومت قائم ہوئی تو وہاں کی سرسبز و شاداب زمینوں نے ان کو مالا مال کر دیا

۲۷ یعنی اس زمانہ میں [illegible]

وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَهُمُ

اور ہم نے عطا کیں انہیں دین کے بارے میں واضح دلائل ۲۱ پس انہوں نے جھگڑا شروع نہیں کیا مگر بعد اس کے کہ آچکا ان کے پاس حقائق کا

الْعِلْمُ ۙ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا

علم آپس کی حسد کے باعث ۲۲ بے شک آپ کا رب فیصلہ فرمائے گا ان کے درمیان قیامت کے دن ان باتوں

كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰي شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا

میں جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے ۲۳ پھر ہم نے مقرر کیا آپ کو ایک واضح راہ پر اور دین کے سب امور میں ۲۴ پس آپ اس کی

[illegible] اپنی مسرت قائم رہ سکے [illegible] حیثیت کسی کی [illegible] کے سپرد ہو گی۔

۲۱۔ الامر سے مراد یہاں دین ہے یعنی دین کے معاملہ میں انہیں کئی قسم کے واضح دلائل دیئے گئے۔ عقائد صحیحہ، اعمال حسنہ اور اخلاق پسندیدہ کے بارے میں انہیں واضح ہدایات دی گئیں اور انہیں دلائل سے ثابت کیا گیا۔ ودلائل ظاهرة في امور الدين۔ (روح المعانی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس سے مراد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس ہے یعنی حضور کے متعلق ایسی واضح نشانیاں انہیں بتا دی گئیں جن سے وہ حضور کو پہچان کر یقین رکھتے تھے (روح المعانی، قرطبی)

۲۲۔ یعنی ان امور میں متعدد فرقوں میں بٹ جانے کا سبب [illegible] حسد و عداوت کا جذبہ تھا [illegible] ان کی ذہنی اور اخلاقی [illegible] کی گراوٹ [illegible] اور [illegible] ظاہری قوت بھی پاش پاش ہو گئی تھی۔ [illegible] ان کے [illegible] اختلاف اور تنازع کی وجہ [illegible] سب کچھ جانتے تھے [illegible] حسد اور کینہ کے باعث وہ الگ الگ گروہوں میں بٹ گئے تھے اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے میں اپنی پوری کاوش صرف کرنے لگے۔

۲۳۔ قیامت کے دن ان کے باہمی اختلاف کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔

۲۴۔ لغت میں شریعت، شرعہ اس مقام کو کہتے ہیں جہاں لوگ آسانی سے پہنچ کر پانی پی سکتے ہیں اور غسل وغیرہ کر سکتے ہیں۔ اسی طرح وہ راستہ جو منزل کی طرف لے جاتا ہے، اس کو عربی میں شارع کہتے ہیں۔ یہاں شریعت کا مطلب ہے ماشرع اللہ لعبادہ من الدین۔ یعنی وہ عقائد، عبادات اور معاملات جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے مقرر فرمائے ہیں جن کی پابندی سے وہ اپنے مالک کے شکرگزار بندے کہلا سکتے ہیں اور ان کا وجود ان کے اپنے لیے اور سارے معاشرہ کے لیے خیر و برکت کا باعث بن جاتا ہے۔

بنی اسرائیل پر جو عنایات کی گئی تھیں وہ اس لیے [illegible] حسد و بغض سے [illegible] مختلف طبقوں میں تقسیم کر کے

وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝ إِنَّهُمْ لَنْ يُغْنُوا عَنكَ مِنَ

پیروی کیجئے۔ ان لوگوں کی خواہشات کی جو [illegible] نہیں جانتے ۲۳ یہ لوگ اللہ کے مقابلہ میں آپ کو [illegible] ۲۴

یہ امامت [illegible] دوسری [illegible] اب [illegible] حالات بیان کیے گئے ہیں [illegible] اپنے محبوب رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی [illegible] ایک واضح شریعت عطا فرمائی ہے جس میں کسی قسم کا نقص نہیں۔ دین و دنیا کی تمام [illegible] اور اس پر عمل کرنے والا [illegible] کے شرف سے مشرف ہوگا۔

۲۳ اے میرے پیارے حبیب! اب آپ پر لازم ہے کہ آپ اس کی پیروی کریں [illegible] آپ ان کی طرف قطعاً التفات نہ کریں۔ [illegible] آپ کو جو شریعت عطا فرمائی ہے [illegible] جاہلوں کی خواہشات کو ترجیح دی جائے [illegible] ہو گا۔

۲۴ یاد رکھو اگر تم نے [illegible] تو ان کے غضب سے [illegible] کوئی طاقت نہیں بچا سکے گی۔

اہل پاکستان کے لیے یہ آیت خصوصی توجہ کی مستحق ہے۔ [illegible] اپنی پاکیزہ ثقافت اور [illegible] تہذیب [illegible] قرآن کریم کے [illegible] فلاح [illegible] رحمت [illegible] انقلاب [illegible] قرآن کی اس آیت پڑھا تھا ولا تتبع اھواء الذین لا یعلمون پر عمل پیرا [illegible]

[illegible]

[illegible]

اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ⑲

بچا سکیں گے بلاشبہ ظالم لوگ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور اللہ تقویٰ والوں کا دوست ہے ①

هٰذَا بَصَاۗىِٕرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ⑳ اَمْ حَسِبَ

یہ بصیرت افروز [illegible] سب لوگوں کے لیے اور ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لیے جو یقین رکھتے ہیں ② کیا خیال کرتے ہیں

الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ

وہ لوگ جو برے کام کرتے ہیں یہ کہ ہم ان کو بنا دیں گے ان لوگوں کی مانند جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے کہ

سَوَاۗءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۭ سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ㉑ وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ

یکساں ہو ان کا جینا اور مرنا ③ بہت برا فیصلہ ہے جو وہ کرتے ہیں۔ اور پیدا کیا اللہ نے آسمانوں

① اگر تم قرآن کریم کے [illegible] اللہ تعالیٰ کی نصرت [illegible] [illegible] [illegible] فرمانبرداری کو اپنی زندگی کا شعار بنا لیتے ہیں۔

② قرآن کریم تمام لوگوں کے لیے ہدایت کا سرچشمہ ہے [illegible] [illegible] [illegible] بلکہ ہر ہر منزل پر [illegible] حاصل کر سکتے ہیں۔

③ کفار عرب قیامت پر ایمان نہیں رکھتے تھے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] لَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى [illegible] [illegible] [illegible]

وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ

اور زمین کو حق کے ساتھ ۲۲ تاکہ بدلہ دیا جائے ہر شخص کو جو اس نے کمایا اور ان پر قطعاً ظلم نہیں کیا جائے گا

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى

(اے حبیب) اس کی طرف تو دیکھو جس نے بنا لیا ہے اپنا خدا اپنی خواہش کو ۲۳ اور گمراہ کر دیا ہے اسے اللہ نے باوجود علم کے اور مہر لگا دی

نفس کی ہر ہوا و ہوس کی تکمیل کے لیے تمام اخلاقی ضابطوں کو روندتے رہے اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی حدود کو توڑا ہے۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ان سب سے یکساں سلوک کیا جائے۔ کیا ہو سکتا ہے؟ ان کو ایک جیسا ہرگز نہیں ہو گا۔ بلکہ جس طرح ان کی دنیوی زندگیاں یکساں نہیں تھیں اسی طرح ان کے مرنے کے بعد کی زندگیاں بھی یکساں نہیں ہوں گی۔ اطاعت گزار بندوں کو فردوس بریں میں بعزت و اکرام داخل کیا جائے گا اور بدکاروں اور سرکشوں کو ذلت و رسوائی کے ساتھ جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

اس آیت کی ترکیب پر دوبارہ غور فرمائیے۔ اَمْ منقطعہ ہے اس کا کوئی تعلق ماقبل سے نہیں۔ محض ایک بیان سے دوسرے بیان کی طرف انتقال کے لیے ذکر کیا گیا ہے۔ یا استفہام انکار کے لیے ہے۔ یعنی ما ینبغی ولا یلیق ولا یصح حسبانہم ہٰذا۔ حسب کا فاعل الذین ہے۔ قاعدے کے مطابق حسب کے دو مفعول ہونے چاہئیں۔ یہاں صرف ایک مفعول ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان نجعلہم اگرچہ بظاہر ایک مفعول ہے لیکن دو کے قائم مقام ہے۔ نجعل کا مفعول ثانی ہے۔ ھم اس کا مفعول اول ہے اور کالذین امنوا مفعول ثانی ہے۔ سواءً حال ہے اور سواء یہاں فعل کے معنی میں مستعمل ہوا ہے۔ سواء مصدر ہے اور مستوی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ محیاہم ومماتہم اس کا فاعل ہیں۔ اگرچہ اس کی اور ترکیبیں بھی ہیں لیکن یہ زیادہ صحیح اور صاف ترکیب ہے۔

اب آیت کا مطلب واضح ہو گیا کہ بدکاروں کا یہ خیال باطل محض ہے کہ ہم انہیں اور اہل ایمان کو ایک جیسا کر دیں گے اور ان سے یکساں سلوک کیا جائے گا۔ یعنی ہم کفار کی زندگی اور موت اہل ایمان کی زندگی اور موت کی طرح کر دیں گے۔ ان کا یہ خیال باطل ہے۔

۲۲ یہ کارخانہ ہستی کھیل تماشا نہیں بلکہ بڑی سنجیدگی اور متانت سے اس کی تخلیق کی گئی ہے اس کی ترتیب و تنظیم کے انتظامات کیے گئے ہیں۔

۲۳ اپنی خواہش کو خدا بنانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کام کو کر گزرتا ہے جو اس کے نفس کو پسند ہو خواہ وہ کام ممنوع اور ناجائز ہو اور جس کام سے اس کا نفس انکار کرے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات کی وہ پرواہ نہیں کرتا۔ جب کوئی شخص اس حالت کو پہنچ جاتا ہے تو گویا اس نے اپنی خواہش نفس کو خدا بنا لیا ہے۔ اس لیے اپنی خواہش کو خدا بنا لیا ہے۔ قرآن کریم نے بھی جا بجا نفس کی اتباع کی مذمت فرمائی ہے اور احادیث میں بھی اس سے اجتناب کا حکم دیا گیا ہے۔ مثلاً شداد بن اوس عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الکیس من دان نفسہ وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسہ

سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ۭ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ

جس کے کانوں اور اس کے دل پر مہر لگا دی اور ڈال دیا ہے اس کی آنکھوں پر پردہ ۳۳ پس کون ہدایت دے سکتا ہے اسے اللہ کے

ھواھا وتمنّی علی اللہ۔ یعنی دانا وہ ہے جس کا نفس محکوم ہو اس کا تابعدار ہو اور اُخروی زندگی کے لیے عمل کرتا ہے اور عاجز وہ ہے جو اپنی خواہش نفس کی پیروی کرتا رہتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ سے بڑی بڑی توقعات وابستہ رکھتا ہے۔ وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثلاث مهلكات وثلاث منجيات۔ تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں اور تین چیزیں نجات دینے والی ہیں۔ المهلكات شحٌ مطاعٌ، وهوًى متبعٌ، وإعجاب المرء بنفسه۔ والمنجيات خشية الله في السر والعلانية، والقصد في الغنى والفقر، والعدل في الرضا والغضب۔ پس ہلاک کرنے والی چیزیں یہ ہیں۔ بخل جس کی اطاعت کی جائے۔ خواہش نفس جس کی پیروی کی جائے اور خود بینی یعنی اپنے آپ کو سب کچھ سمجھنے کی عادت۔ اور نجات دینے والی چیزیں یہ ہیں: ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا خوف، تونگری اور ناداری میں سلامت روی اور خوشی ملال اور ناراضگی میں میانہ روی۔

مولانا کی رائے یہ ہے کہ انسان ہوائے نفس کا مقابلہ کرے اس کی تربیت و تہذیب کے لیے ہر وقت چوکنا رہے۔ اگر کوئی شخص اپنی عزیمت کا مظاہرہ کرتا ہے تو نفس ہر حالت میں قابو رہتا ہے اگر وہ ڈھیلا پڑ جاتا ہے تو اس کی خواہشات اور مطالبات احکام الٰہی سے ہم آہنگ ہو جاتے ہیں۔ صاحب قصیدہ بُردہ کہتے ہیں:

والنفس كالطفل إن تهمله شبّ على
حبّ الرضاع وإن تفطمه ينفطم

ترجمہ: نفس بچے کی مانند ہے اگر تم اس کو دودھ پیتا چھوڑ دو تو وہ اسی عادت پر جوان ہو جائے گا اور اگر تم اس کا دودھ چھڑا دو تو وہ دودھ پینا چھوڑ دے گا۔ لیکن اگر نفس کے مطالبات کو ٹھکرا دیا جائے تو نفس کے مطالبات میں بھی کمی ہوتا چلا جائے گا۔

ابو العیا الطوسی کہتے ہیں:

والنفس إن أعطيتها مناها
فاغرة نحو هواها فاها

ترجمہ: اگر تو نفس کی خواہشات کی تکمیل کرتا ہے تو وہ اپنی مزید خواہشات کی طرف منہ کھولے ہوئے بڑھتا جائے گا۔

۳۲ علی علم حال ہے اس کا ذوالحال یا اضل کا فاعل یا اس کا مفعول ہو سکتا ہے اور مفعول یا اضلّه کی ضمیر۔ پہلی صورت میں معنی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ پہلے جانتا ہے کہ یہ شخص ہوائے نفس کی پیروی کرے گا دعوت حق کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھے گا نہ اس کے دل میں ہدایت کا شوق ہے نہ اس نے حصول ہدایت کے لیے کوئی کوشش کی ہے اس لیے اس کو گمراہ کر دیا گیا۔ دوسری صورت میں آیت کا معنی ہوگا کہ یہ شخص جانتے بوجھتے حق سے گریز کرتا رہا اور باطل سے چمٹا رہا۔ وہ اسی قابل تھا کہ اسے ہدایت سے محروم کر دیا جائے اور بدستور ضلالت میں بھٹکنے کے لیے چھوڑ دیا جائے۔

۳۳ اس اتباع ہویٰ کی نحوست سے ان پر یہ وبال پڑا کہ ان کے کان حق سننے سے بہرے ہو گئے اور دلوں میں حرف صداقت کی جو

اللّٰهِ ۖ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝ وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا

بعد [illegible] کیا تم غور نہیں کرتے۔ اور وہ کہتے ہیں نہیں ہے کوئی زندگی بجز ہماری دنیوی زندگی کے، ہم یہیں مرتے اور زندہ

وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ هُمْ إِلَّا

رہتے ہیں اور نہیں ہلاک کرتا ہمیں مگر زمانہ۔ اور نہیں انہیں اس حقیقت کا کوئی علم بھی۔ وہ محض ظن و تخمین سے

[illegible] آنکھوں سے نور حق کو ختم کر دیتی ہے [illegible] بعد کون اس کو ہدایت دے سکتا ہے
کفار مکہ کی دہریت سے حالت بے نقاب ہو کر سامنے آ گئی ہے۔ وہ صرف قیامت، حیات بعد الموت کے ہی منکر نہ تھے بلکہ وہ یہ بھی [illegible] کہ اس سارے جہان کا خالق ہو اور اس میں وقتاً فوقتاً جو تغیرات اور احوال کی تخلیق [illegible] حیات اور موت، فتح و شکست، عروج و زوال [illegible] ان کے [illegible] ہے [illegible] اقبال، ناکامی و کامیابی [illegible] سب کا تعلق فلک الافلاک کی گردش سے ہے۔ جب وہ خالق کائنات کے ہی منکر تھے تو پھر حالت قیامت [illegible] کا ایمان کیسے ہو سکتا تھا [illegible] سب کچھ سمجھتے تھے [illegible]

الدھر کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں: الدھر فی الاصل اسم لمدۃ العالم من مبدأ وجودہ الی انقضائہ [illegible] ثم یعبر بہ عن کل مدۃ کثیرۃ۔ یعنی دہر اصل میں جہان کی ابتدا سے لے کر اس کے اختتام تک کی مدت کو کہتے ہیں۔ پھر طویل مدت کو بھی دہر کہا جاتا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حدیث میں ہے ان اللہ ھو الدھر کہ دہر ہی خدا تعالیٰ ہے۔ علامہ ابو بکر جصاص لکھتے ہیں کہ صحیح حدیث کے الفاظ یہ ہیں: عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال یقول اللہ تعالیٰ یؤذینی ابن آدم یسب الدھر وانا الدھر بیدی الامر اقلب اللیل والنہار۔ اس کا معنی یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابن آدم مجھے اذیت دیتا ہے کہ وہ دہر کو برا بھلا کہتا ہے [illegible] میرے دست قدرت میں ہے۔ میں رات اور دن کو بدلتا رہتا ہوں۔

اس حدیث میں الدھر [illegible] الدھر [illegible] اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے [illegible] مقصد یہ ہے کہ [illegible] عرب [illegible] کا حقیقی فاعل دہر کو کہتے ہیں [illegible] حالانکہ حقیقی فاعل [illegible] سب [illegible] گویا ان کا سب و شتم [illegible] ہوتا ہے [illegible] ان اللہ ھو الدھر (احکام القرآن للجصاص) [illegible] اس حدیث کے [illegible] الفاظ نقل نہیں کیے بلکہ روایت بالمعنی کی ہے

يَظُنُّونَ ۝ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ مَا كَانَ حُجَّتَهُمْ إِلَّا أَنْ

[illegible]

قَالُوا ائْتُوا بِآبَائِنَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ قُلِ اللَّهُ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ

[illegible]

ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ

[illegible] قیامت [illegible]

[illegible] مادہ پرست سائنس دان [illegible] ایک طالب علم [illegible]

[illegible] قیامت [illegible]

[illegible] قرآن قیامت [illegible]

[illegible]

[illegible]

لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٦﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ

نہیں جانتے۔ اور اللہ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور جس روز برپا ہوگی قیامت

يَوْمَئِذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿٢٧﴾ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۚ كُلُّ اُمَّةٍ

اس روز سخت نقصان اٹھائیں گے باطل پرست۔ اور آپ دیکھیں گے ہر گروہ کو گھٹنوں کے بل گرا ہوا ہر گروہ کو بلایا جائے

تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٨﴾ هٰذَا كِتٰبُنَا

گا اس کے صحیفہ عمل کی طرف۔ انہیں کہا جائے گا آج تمہیں بدلہ دیا جائے گا جو تم کیا کرتے تھے۔ یہ ہمارا نوشتہ ہے

يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٩﴾ فَاَمَّا

جو ٹھیک ٹھیک بیان کرتا ہے تمہارے متعلق۔ ہم لکھواتے جاتے تھے جو تم عمل کیا کرتے تھے۔ پس

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے تو داخل فرمائے گا انہیں ان کا رب اپنی رحمت میں

[illegible]

[illegible] حقیقت کو تسلیم [illegible]

ف [illegible]

حقیقت کو تسلیم کر لیا [illegible] قیامت [illegible] کوئی فائدہ نہ ہوگا

ف [illegible]

[illegible]

[illegible]

ف انہیں کہا جائے گا یہ صحیفہ اعمال ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۰﴾ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۫ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ

یہی وہ روشن کامیابی ہے ۳۰ اور جو لوگ کفر کرتے رہے (ان سے کہا جائے گا) کیا میری آیتیں

تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَ اِذَا قِيْلَ

سنائی نہیں جاتی تھیں تم کو پس تم نے تکبر کیا اور تم لوگ مجرم تھے ۳۱ اور جب تمہیں کہا جاتا تھا کہ

اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ السَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا

اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت کے آنے میں کوئی شک نہیں تو تم جواب دیتے کہ ہم نہیں جانتے قیامت

السَّاعَةُ ۙ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّ مَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَ بَدَا لَهُمْ

کیا ہے ہم تو بس ایک گمان سا کرتے ہیں اور ہم اس پر یقین نہیں رکھتے ۳۲ اور ظاہر ہو گئے ان کے لیے

سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَ قِيْلَ

برے نتائج ان کے کرتوتوں کے اور گھیر لیا انہیں اسی عذاب نے جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے ۳۳ اور انہیں کہہ دیا جائے گا

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] کی حقیقت کے [illegible] پھر [illegible] ایک [illegible] کیا جائے [illegible] صفات [illegible] اللہ تعالیٰ کی [illegible] پامال نہ ہونے دے۔

۳۰ وہ اہل ایمان جو [illegible] صراط مستقیم پر [illegible] ان کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جنت میں داخل فرمائے گا۔ [illegible] طالب حق [illegible] اور کیا چاہیے [illegible] اس امتحان میں شاندار کامیابی حاصل کی ہے۔

۳۱ اس آیت میں کفار کے عبرتناک انجام کا ذکر کیا جا رہا ہے [illegible] کیا ہم نے تمہیں خواب غفلت سے

الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَ

آج ہم تمہیں فراموش کردیں گے جس طرح تم نے فراموش کیے رکھا اپنے اس دن کی ملاقات کو اور تمہارا ٹھکانا آگ ہے اور

مَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ

تمہارا کوئی مددگار نہیں۔ یہ اس لیے کہ تم نے بنا رکھا تھا اللہ کی آیتوں کو مذاق اور فریب میں مبتلا کر دیا تھا

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ۝

تمہیں دنیوی زندگی نے۔ پس آج نہ وہ نکالے جائیں گے اس سے اور نہ ان سے یہ مطالبہ کیا جائے گا کہ اپنے رب کو راضی کر لیں ۲۲

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلَهُ

پس اللہ کے لیے ہیں سب تعریفیں جو رب ہے آسمانوں کا اور رب ہے زمین کا (وہی) رب ہے سارے جہانوں کا ۲۳ اور اسی

الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۪ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

کے لیے بڑائی ہے آسمانوں اور زمین میں اور وہی سب پر غالب حکمت والا ہے۔

بیان کرتے ہوئے ان کی ہٹ دھرمی، سرکشی اور اعمال کی [illegible] تم نے پہلے بھلا رکھا تھا جب اس کے ہولناک انجام سے تمہیں بار بار آگاہ کیا لیکن تم ماننے سے انکار کرتے رہے اور ہماری آیتوں کا مذاق اڑاتے رہے۔ جاؤ جہنم میں! کوئی تمہاری فریاد رسی کرنے والا کوئی نہیں۔

۲۲ الاستعتاب طلب العتبی وهی الرجوع الی المسرة۔ یعنی کسی سے یہ مطالبہ کرنا کہ وہ اپنی ناراضگی دور کر کے رجوع کرے۔ مقصد یہ ہے کہ قیامت کے روز جب حقیقت عیاں ہو جائے گی اور ان کی ساری غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی، اپنے غرور و سرکشی کے نتائج ان کے سامنے آ جائیں گے اور دنیا کے تجربے جس شخص کو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے اس وقت وہ چاہیں گے کہ انہیں ایک بار پھر موقع دیا جائے تاکہ ایک مرتبہ پھر اپنے کریم و رحیم پروردگار کو راضی کرنے کی مہلت مل جائے لیکن ایسا نہ ہوگا۔ ای لا یطلب منهم ان یرضوا ربهم بالتوبة لفوات اوانه قال علیه الصلوة والسلام لا بعد الموت من مستعتب (زمخشری) حضور نے ارشاد فرمایا کہ موت کے بعد پھر رب کو راضی کرنے کی مہلت نہیں ملے گی۔

۲۳ اس سورت کا اختتام کس شاندار اور دلنشیں انداز سے ہو رہا ہے۔ عالم کے صانع حقیقی کا انکار کرنے والے انکار کرتے رہیں اور اس پر بے اصل دلائل کا انبار لگاتے رہیں۔ شرک کرنے والے اپنے بتوں کو پوجتے رہیں اور شرک کو ثابت کرنے کے لیے [illegible]

جن کو سمجھتے ہیں ان کے انجام سے حقیقت نہیں چل جائے گی کہ کون سنے۔ یاد رہے ہر قسم کی تعریفیں اور شکر گزاریاں کے لائق صرف
اللہ تعالیٰ ہے جو آسمانوں کا رب، زمین کا رب بلکہ سب جہانوں کا رب ہے۔ بڑی اور سرمدی عظمتیں اور ہر نوع کی بڑائیاں اسی کو
سزاوار ہیں۔ آسمانوں اور زمین میں اسی کی کبریائی کا ڈنکا بج رہا ہے۔ وہی سب پر غالب اور بڑا دانا ہے۔

فلله الحمد رب السموات ورب الارض رب العلمين وله الكبرياء في السموات والارض
وهو العزيز الحكيم

والصلوة والسلام على رسوله النبي الامي سيدنا ومولينا محمد شفيع المذنبين
انيس الغرباء والمساكين وعلى اله وصحبه ومن تبعه الى يوم الدين.

فاطر السموات والارض انت وليي في الدنيا والاخرة توفني مسلما والحقني بالصالحين.
رب ارحمهما كما ربياني صغيرا.

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ الاحقاف

نام: آیت ۲۱ میں الاحقاف کا ذکر آیا ہے یہی اس سورت کا نام ہے۔ اس سورت میں چار رکوع اور پینتیس آیتیں ہیں۔ اس کے کلمات کی تعداد چھ سو چوالیس اور حروف کی تعداد دو ہزار پانچ سو پچانوے ہے۔

زمانۂ نزول: یہ سورت بہت سے علماء کے نزدیک مکہ میں نازل ہوئی۔ اس کی آخری آیت فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل نے جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو [illegible] اولوالعزم رسولوں کا شیوہ تھا کے کلمات صاف بتا رہے ہیں کہ یہ آیت مکہ کے اس دور میں نازل ہوئی جب کفار کے ظلم و تشدد کی انتہا ہو گئی تھی وہ حضور کی روز افزوں ترقی کو دیکھ کر غضب ناک ہو رہے تھے وہ ہر قیمت پر اس شمع کو بجھانا چاہتے تھے قرابت، رشتہ داری، ہمسائیگی کے سب رشتوں کو پاؤں تلے روند چکے تھے۔ جبر، ظلم اور ستم جب کوئی کارگر حربہ نہ رہا تو انہوں نے طے کر لیا کہ آپ کا اور آپ کے سارے کنبہ بنو ہاشم اور مسلمانوں سے معاشرتی تعلق منقطع کر لیا جائے کا فیصلہ ہو گیا اور اس کو ایک صحیفہ میں لکھ کر خانہ کعبہ میں لٹکا دیا گیا۔ اس معاہدہ کی رو سے یہ طے کیا گیا کہ سب قبائل بنو ہاشم سے کوئی شادی بیاہ نہیں کریں گے نہ ان سے کوئی چیز خریدیں گے نہ فروخت کریں گے۔ تین سال تک حضور اپنے جاں نثاروں کے ہمراہ شعب ابی طالب میں محصور رہے۔ الغرض [illegible] کے آخری سال تھے جب اس سورۂ کریمہ کا نزول ہوا۔

اس سورت میں جنات کی حاضری کا ذکر ہے۔ جنات نے [illegible] جس حاضری کا ان آیات میں ذکر ہے اس کے بارے میں متعدد اقوال ہیں۔ صحیح قول یہ ہے کہ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طائف سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ حضور کے ہمراہ زید بن حارثہ تھے اور صبح کی نماز ادا کی جا رہی تھی۔ حضرت ابن عباسؓ، سعید بن جبیرؒ [illegible] اور دیگر علماء کا یہی خیال ہے کہ جب حضور طائف سے واپس تشریف لا رہے تھے، اس وقت جنات نے حاضری دی۔ اس قول کے مطابق اس سورت کا زمانۂ نزول بعثت کا دسواں سال یا گیارہویں سال کا آغاز ہوگا کیونکہ دسویں سال میں جناب ابو طالب کی وفات ہوئی ایک ماہ بعد ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہو گیا۔ حضور کے قلب نازک کو سخت صدمہ پہنچا۔ اس سال کو حضور نے عام الحزن یعنی غم و اندوہ کا سال فرمایا۔ کفار کے جور و ستم میں بے پناہ اضافہ ہو گیا۔ ان دردناک حالات میں حضور نے طائف کا قصد کیا کہ شاید بنی ثقیف کے سردار اس دعوت کو قبول کر کے مشرف بہ اسلام ہو جائیں۔ لیکن انہوں نے انتہائی شقاوت کا مظاہرہ کیا۔ یہ تین بھائی تھے عبد یالیل، مسعود، حبیب۔ قریش کی ایک خاتون جو ان کے ہاں بیاہی ہوئی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو اسلام لانے کی دعوت دی۔ ان میں سے ایک صاحب کہنے لگے۔ اگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا ہو تو میں غلاف کعبہ کو [illegible]

دوسرے نے کہا کہ کیا اللہ کو آپ کے سوا رسول بنانے کے لیے کوئی اور نہ ملا، تیسرے نے کہا کہ میں تو آپ سے ہرگز بات نہیں کروں گا کیونکہ اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ کی شان اتنی اونچی ہے کہ میری مجال نہیں کہ میں آپ کی بات کا جواب دوں اور اگر آپ نعوذ باللہ جھوٹے ہیں تو پھر آپ اس قابل نہیں کہ آپ سے گفتگو کی جائے

حضور علیہ الصلوۃ والسلام جب وہاں سے واپس جانے لگے تو ان لوگوں نے شہر کے لڑکوں اور اوباشوں کو پیچھے لگا دیا جو آپ پر پتھر برسانے لگے اور تالیاں بجاتے اور گالیاں دیتے رہے جس سے حضور کی پنڈلیاں لہولہان ہو گئیں اور جوتے خون سے بھر گئے۔ اسی حالت میں آپ نے شہر سے باہر انگور کے ایک باغ میں پناہ لی جو عتبہ اور شیبہ کا تھا اور وہاں ایک درخت کے سائے میں بیٹھ گئے اور اللہ کی بارگاہ میں یہ دعا کی

الٰہی! اپنی کمزوری بے سروسامانی اور لوگوں کے نزدیک بے وقعتی کی شکایت تیری ہی جناب میں کرتا ہوں۔ اے ارحم الراحمین کمزوروں کا تو ہی رب ہے اور میرا رب بھی تو ہی ہے، تو مجھے کس کے سپرد کرتا ہے، کیا ایسے بیگانے کی طرف جو ترش روئی سے پیش آتا ہے یا ایسے دشمن کی طرف جس کو تو نے میرے کام کا مالک بنا دیا ہے اگر تیرا مجھ پر غضب نہیں ہے تو مجھ کو ان مصیبتوں کی کچھ پرواہ نہیں لیکن تیری عافیت میرے لیے زیادہ وسعت والی ہے، میں تیرے چہرے کے اس نور کی پناہ مانگتا ہوں جس سے اندھیرے روشن ہو جاتے ہیں کہ تیرا غضب مجھ پر اترے یا تیری ناراضگی مجھ پر وارد ہو

لک العتبیٰ حتیٰ ترضیٰ ولا حول ولا قوۃ الا بک۔ ترجمہ۔ عتبہ اور شیبہ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو اس حالت میں دیکھا تو ان کو رحم آ گیا انہوں نے اپنے نصرانی غلام عداس کے ہاتھ انگور کا ایک خوشہ آپ کی خدمت میں بھیجا۔ عداس نے جب حاضر ہو کر خوشہ حضور کی خدمت میں پیش کیا تو حضور نے بسم اللہ کہہ کر کھانا شروع کیا، عداس نے تعجب سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف دیکھا اور کہا کہ اس علاقے کے لوگ تو یہ کلمہ نہیں بولتے۔ حضور نے پوچھا تم کس علاقے کے رہنے والے ہو اور تمہارا دین کیا ہے؟ اس نے کہا میں نصرانی ہوں اور نینویٰ کا رہنے والا ہوں۔ حضور نے فرمایا کیا تم مرد صالح یونس بن متیٰ کے شہر کے رہنے والے ہو۔ عداس نے کہا کہ آپ کو یونس کا کیسے علم ہے۔ حضور نے فرمایا وہ میرے بھائی تھے وہ بھی نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں۔ عداس نے جھک کر حضور کے سر مبارک اور ہاتھوں اور قدموں کو چوم لیا۔ عتبہ اور شیبہ نے دیکھا تو عداس سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا۔ اس نے کہا کہ اس وقت روئے زمین پر ان سے بہتر کوئی شخص نہیں ہے۔ انہوں نے مجھے ایسی بات بتائی ہے جو نبی کے بغیر کوئی نہیں بتا سکتا

وہاں سے واپس ہو کر حضور علیہ الصلوۃ والسلام وادی نخلہ میں پہنچے۔ وہاں شب باشی کے لیے ٹھہر گئے۔ رات میں حضور تلاوت فرما رہے تھے کہ نصیبین کے جنات کا ایک گروہ وہاں سے گزرا، وہ کھڑے ہو کر قرآن سننے لگے۔ اللہ تعالیٰ علیم و خبیر کی قدرت سے وہ سب وہیں ایمان لے آئے اور اللہ تعالیٰ کے پیغام کو لے کر اپنی قوم کے پاس وہاں سے چلے گئے، جب اپنی قوم میں واپس گئے تو قوم کو نصیحت کی اور انہیں بھی ایمان کی دعوت دی

مضامین: جیسے شروع میں وضاحت سے واضح ہو گیا کہ یہ سورت ہجرت سے دسویں سال کے آخر یا گیارہویں سال کے آغاز میں مکہ میں نازل ہوئی۔ اس لیے اس میں ان کی صفات کی طرف بڑی توجہ کی گئی ہے۔ ان کے معبودان باطل کی بے بسی اور بیچارگی کا پردہ چاک کر کے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر استدلال کیا گیا ہے۔ قیامت کے منکرین جن شبہات میں بری طرح الجھے ہوئے تھے ان سے نکلنے کا صحیح راستہ بتایا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کے عقیدہ [illegible] اللہ تعالیٰ اور خود نبی کے [illegible] کا انکار کرتے تھے ان کو بیان کیا گیا ہے۔

عوام اقوام اسلام کی پاکیزہ تعلیمات سے متاثر ہو کر اور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ سیرت و صورت سے مسحور ہو کر اسلام کی طرف راغب ہونے لگتے تو لوگ ان سے [illegible] کہہ کر اسلام سے برگشتہ کرنے کی کوشش کرتے کہ اگر یہ دین [illegible] علم و فہم میں ہم سے بڑھ کر کوئی [illegible] ہے؟ کوئی ایسا شخص ہے جسے [illegible] ہم سے زیادہ [illegible] ہے [illegible] ہماری قسمت کا ستارہ بڑی بلندی پر ہے۔ اپنے [illegible] کی بدولت [illegible] کی طرف ہم سب لوگ [illegible] جاتے ہیں۔ اگر اسلام کوئی اچھا دین ہوتا تو ہم [illegible] علم و فہم [illegible] اس کو قبول کرنے میں [illegible] اس معاملہ میں ہم سے سبقت لے جاتے [illegible] تھا۔ اس لیے جو اس دین کو قبول کر رہا ہے [illegible] کا [illegible] ہے کہ یہ دین کسی [illegible] کا نہیں [illegible] ہے۔

یہود کی [illegible] میں [illegible] ہے [illegible] اسلام کے [illegible] اور جہاں تک [illegible] اسلام [illegible] ہے۔

اسلام کی پاکیزہ تعلیمات جس شخص میں جو انقلاب پیدا کرتی ہیں ان کی وضاحت [illegible] کے حالات کا تذکرہ کر کے [illegible] ایک [illegible]

آیت ۱۵ کے [illegible] آیت ۱۶ [illegible]

آیت ۱۷ میں ایک [illegible] کا ذکر [illegible] ہے۔

اس کے بعد قوم عاد کے انجام سے عبرت حاصل کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ ان کی تباہی کی وجہ بتاتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑی قوت و طاقت عطا فرمائی تھی۔ انہیں [illegible] صلاحیتیں مرحمت کی تھیں۔ وہ اگر [illegible] کا شکر [illegible] احسانات کے مستحق بن جاتے [illegible] ان کا استہزاء اور ان کی تکذیب کی عادت نے انہیں برباد کر کے رکھ دیا۔ [illegible] مال و دولت ان کو [illegible] سے بچا سکی، علم و فنون میں ان کا کمال [illegible] ان کے کسی کام آیا۔ [illegible] حرف غلط کی طرح نیست و نابود کر دیے گئے۔

کفار و مشرکین کی طرف سے جب [illegible] عناد و عداوت کا اظہار کیا جانے لگا [illegible] مسلمانوں کو [illegible] پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے [illegible] تو ان کی [illegible] کا [illegible] کے لیے

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو صبر کی ڈھال استعمال کرنے کا حکم دیا ارشاد فرمایا فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل۔ بے شک اہل حق کے لیے ہمیشہ سے صبر ہی ایک ایسا ہتھیار ہے جس سے وہ دشمن کے مکر و فریب کا بھی مقابلہ کرتے ہیں اور اسی سے مسلح ہو کر دشمنان حق کے جدید ترین اسلحہ کی یلغار کو بھی ناکارہ بنا کر رکھ دیتے ہیں۔ ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسی ہتھیار سے باطل کو شکست دی اور حق کا پرچم بلند کیا اور ہم غلاموں کے لیے بھی کامیابی اور فلاح کا یہی طریقہ ہے۔

سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ الاحقاف مکی ہے اور اس کی پینتیس آیات اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ مَا خَلَقْنَا

حا میم [illegible] ہے یہ کتاب اللہ کی طرف سے جو سب پر غالب بہت دانا ہے ہم نے پیدا نہیں کیا

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى

آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے مگر حق کے ساتھ اور مدت مقررہ تک کے لئے

لے [illegible]

سے آسمانوں اور زمین کی تخلیق [illegible] الحکمۃ التکوینیۃ والتشریعیۃ [illegible] لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم [illegible]

سے اجل مسمّٰی [illegible]

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ

اور کفار اس چیز سے جس سے انہیں ڈرایا جاتا ہے روگردانی کرنے والے ہیں۔ [illegible]

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ

تم اللہ کے سوا [illegible] آسمانوں کی تخلیق میں

فِي السَّمٰوٰتِ ۭ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ

[illegible] کوئی کتاب [illegible] علمی ثبوت

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ

اگر تم سچے ہو۔ اور کون زیادہ گمراہ ہے [illegible] اللہ کو چھوڑ کر

[illegible]

[illegible]

ــہ اگر کتاب سے [illegible] قرآن کریم کو تم تسلیم نہیں

اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ

ایسے معبود کو جو قیامت تک اس کی فریاد قبول نہیں کر سکتا اور وہ ان کے پکارنے سے بھی

غٰفِلُوْنَ ۝ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ

غافل ہیں ف اور جب جمع کیے جائیں گے لوگ (روز حشر) تو وہ معبود ان کے دشمن ہوں گے اور ان کی عبادت کا صاف

کرتے۔ آخر اس سے پہلے بھی کئی آسمانی کتابیں نازل ہو چکی ہیں ان میں سے کسی میں یہ لکھا ہوا دکھاؤ کہ تمہارے فلاں فلاں معبود نے زمین و آسمان کی فلاں چیز بنائی ہے۔ اگر تم اس قسم کا کوئی حوالہ کسی آسمانی کتاب سے نہیں دکھا سکتے تو پھر کوئی عقلی ثبوت ہی پیش کر دو۔

علامہ ابو حیان اندلسی اثارة من علم کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں او بقية من علم اى من علوم الاولين۔ یعنی وہ علم جو پہلے علماء و حکماء سے منقول ہوتا چلا آ رہا ہے۔ امام حسن بن علی [illegible] سے مروی ہے اثارة من علم یعنی وہ علم جو صرف تمہیں حاصل ہو تم سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں ان کی کسی بات سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا۔ اگر تمہارے پاس کوئی نقلی یا عقلی دلیل ہے تو پھر لاؤ تاکہ ان کی غلطی کی [illegible] سے ادنیٰ نسبت ہے۔

ف مشرکین بتوں کی پرستش کیا کرتے تھے اس نسبت سے فرمایا ہے۔ وہ بت نصب کر رکھے تھے پتھر کی چٹانوں میں جو مورتیاں انہوں نے بنا رکھی تھیں، ان کے کان تھے سن نہیں سکتی تھیں۔ ان کی حماقت کو [illegible] پیش کیا جا رہا ہے کہ اے عقل کے اندھو! تم ان بتوں کو پکارتے ہو جو نہ سن سکتے ہیں نہ جواب دے سکتے ہیں۔ بھلا کسی مشکل وقت میں تمہاری مدد کیا کریں گے۔ ان سے بڑا نادان اور گمراہ اور کون ہو سکتا ہے۔ علامہ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ای لا اضل ممن يدعو من دون الله اصناما ويطلب منها ما لا تستطيعه الى يوم القيامة وهى غافلة عما يقول لا تسمع ولا تبصر ولا تبطش لانها جماد حجارة صم (تفسیر ابن کثیر)

یعنی اس آدمی سے بڑا گمراہ اور کوئی نہیں جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کو پکارتا ہے اور ان سے ایسی چیزیں مانگتا ہے جو وہ قیامت تک نہیں دے سکتے۔ جو وہ کہتا ہے اس سے غافل ہیں۔ نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں نہ پکڑ سکتے ہیں کیونکہ وہ بے جان پتھر ہیں جو بالکل بہرے ہیں۔

علامہ ابو حیان اندلسی کی عبارت بھی ملاحظہ ہو۔

يدعون من دونه جمادا لا يستجيب لهم ولا قدرة له على استجابة

یعنی وہ ایسے بے جان پتھر کو پکارتے ہیں جو نہ جواب دے سکتے ہیں اور نہ ہی جواب دینے کی طاقت ہے۔

بعض نام نہاد لوگ وقت کے تقاضوں کو [illegible] بنا کر چاہتے ہیں [illegible] یہ کہتے ہیں کہ [illegible] نئی تحقیق کریں۔ وہ یہ آیت اولیائے کرام پر چسپاں کرتے ہیں [illegible]

کسی کی عداوت اور اہل بیت کا عقیدہ فاسدہ نہیں رکھتا جب وہ حق تعالیٰ کے محبوب تمام نبیوں کے سردار تمام رسولوں کے سرتاج بلکہ آنکھوں اور روحوں کی جان کے تمام مخلوقات سے پیارے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ اور یہ کسی کی دل کی شہادت کا وہ دعویٰ ہے تو وہ کسی طرح گستاخی کر سکتا ہے۔ یہ محض بہتان اور افتراء عظیم ہے کہ اہل سنت کو گستاخ کہتے ہیں۔ سبحانک ھذا بہتان عظیم۔

ضیاء القرآن میں مختلف مقامات پر اس کی تشریح کی جا چکی ہے۔

خوارج، وہابیہ و دیوبندیہ کے علاوہ تمام امت اس بات پر متفق ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں جب کوئی غلام صلوٰۃ وسلام عرض کرتا ہے تو حضور اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ جن کو حواس پر قابو ہے کانوں سے سنتے ہیں اور ولایت جواب سے سرفراز ہوتے ہیں۔ مصر کے مشہور ولی کامل حضرت سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ جب روضہ اقدس پر حاضر ہوئے اور عرض کی الصلوٰۃ والسلام علیک یا جدی، اے میرے نانا آپ پر صلوٰۃ وسلام ہو۔ روضہ اقدس سے جواب آیا۔ وعلیک السلام یا ولدی اے میرے بچے تجھ پر بھی سلام ہو۔ یہ سن کر آپ پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی اور فی البدیہہ یہ عرض کی۔

فی حالۃ البعد روحی کنت ارسلھا تقبل الارض عنی وھی نائبتی

جب میں دور تھا تو اپنی روح کو بھیجا کرتا تھا وہ میری نائب بن کر آستانہ حبیب کو چومتی تھی

وھذہ دولۃ الاشباح قد حضرت فامدد یمینک کی تحظی بھا شفتی

اب میں بہ نفس نفیس حاضر ہوں دست مبارک بڑھائیے تاکہ میرے لب اس کو چوم کر سعادت حاصل کریں۔

دست مبارک باہر آیا جس کو آپ نے بوسہ دیا اور حاضرین نے اس کی زیارت کی۔

اس واقعہ کو ذکر کرنے کے بعد علامہ جلال الدین سیوطی نے الحاوی میں اس واقعہ کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔

حضرت شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کو فالج کا حملہ ہوا نصف جسم بے کار ہو گیا آپ نے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں عرض حال کیا۔ اسی رات زیارت سے مشرف ہوئے حضور نے دست مبارک پھیرا تو بالکل شفایاب ہو گئے مولانا اشرف علی تھانوی نشر الطیب مطبوعہ دیوبند ص ۲۲۲ پر اس واقعہ کو لکھنے کے بعد تحریر کرتے ہیں اسے آپ بھی پڑھیے:

"اور یہاں سے گھر گئے تو ایک درویش سے ملاقات ہوئی انہوں نے درخواست کی کہ وہ قصیدہ مجھ کو دیجئے جو آپ نے مدح میں لکھا ہے۔ شیخ نے پوچھا کون سا قصیدہ؟ انہوں نے کہا جس کی ابتدا ہے امن تذکر جیران بذی سلم۔ ان کو تعجب ہوا کیونکہ انہوں نے کسی کو اطلاع نہیں دی تھی۔ اس درویش نے کہا خدا کی قسم میں نے اس کو اس وقت سنا ہے جب یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پڑھا جا رہا تھا اور آپ خوش ہو رہے تھے"

یہ قصیدہ آپ نے زندگی میں لکھا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سنا اور پسند فرمایا ہے۔ اس کا ایک شعر آپ بھی سن لیں۔ اس شعر کے سننے سے حقیقت کھل جائے گی۔

كٰفِرِيْنَ ۝ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

انکار کرنے لگے تھے اور جب پڑھی جاتی ہیں ان کے سامنے ہماری آیتیں جو روشن ہیں تو کہتے ہیں کافر

لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ

حق کے بارے میں جب ان کے پاس آیا کہ یہ کھلا جادو ہے کیا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اس کو خود گھڑ لیا ہے فرمایئے

یا اکرم الخلق مالی من الوذ بہ — سواک عند حلول الحادث العمم

اے ساری مخلوق سے زیادہ کرم والے مصیبت عامہ کے وقت حضور کے بغیر کس کے دامن میں پناہ لوں۔

[illegible] شاہ عبد العزیز [illegible] کے یہ اشعار بھی سن لیجئے

[illegible] — [illegible] یا رسول اللہ
[illegible] — [illegible] یا رسول اللہ
[illegible] — [illegible] یا رسول اللہ

آخر میں شاہ اسماعیل دہلوی کی عبارت بھی پیش خدمت ہے [illegible] کے متعلق لکھتے ہیں کہ حضرت غوث الاعظم اور حضرت بہاء الدین نقشبند [illegible] کے متعلق دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

"روزے حضرت [illegible] حضرت خواجہ قطب الاقطاب [illegible] تشریف [illegible] فرمودہ [illegible] حاصل [illegible] شد" (صراط مستقیم ص ۱۶۶ مطبع [illegible])

یعنی ایک دن سید احمد صاحب حضرت خواجہ قطب الاقطاب بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار [illegible] پر گئے اور وہاں مراقبہ میں بیٹھے۔ اس اثناء میں حضرت کی روح پر فتوح سے ملاقات نصیب ہوئی۔ خواجہ [illegible] نے آپ [illegible] توجہ فرمائی۔ اس توجہ کی برکت سے نسبت چشتیہ کے حصول کی ابتدا ہوئی

[illegible]

[illegible]

إِنِ افْتَرَيْتُهُ فَلَا تَمْلِكُونَ لِي مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ هُوَ أَعْلَمُ بِمَا

اگر میں نے اس کو خود گھڑ لیا ہے تو تم اس طاقت کے مالک نہیں کہ مجھے اللہ سے بچا لو ۱۱ وہ خوب جانتا ہے جن باتوں میں تم

تُفِيضُونَ فِيهِ ۖ كَفَىٰ بِهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۖ وَهُوَ الْغَفُورُ

مشغول ہو ۔ ۱۲ وہ کافی ہے بطور گواہ میرے درمیان اور تمہارے درمیان ۱۳ اور وہ بہت بخشنے والا ہمیشہ

الرَّحِيمُ ۝ قُلْ مَا كُنتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ

رحم فرمانے والا ہے۔ آپ کہیے میں کوئی انوکھا رسول تو نہیں ہوں ۱۴ اور میں (بالذات) نہیں جانتا کہ کیا کیا جائے گا

والی جماعت [illegible] ایک صاف صاف حقیقت ہے۔

۱۱ کہہ کے ان کے افترا اور بہتان کا جواب [illegible] اگر یہ کتاب اللہ تعالیٰ نے نازل نہیں کی بلکہ میں نے خود اس کو گھڑا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی جھوٹی نسبت کر دی ہے [illegible] اور تم میں سے کسی میں یہ [illegible] ہے کہ اگر [illegible] اللہ کے غضب [illegible] سکتا ہوں [illegible] اللہ تعالیٰ کی [illegible] ہے۔

تفیضون: الافاضة فی الشیء الخوض فیه [illegible] کسی کام میں گم ہو جانا، منہمک ہو جانا، کسی گفتگو میں لگ جانا۔

۱۲ میں حق پر ہوں یا تم اس کا گواہ اللہ تعالیٰ ہے [illegible] کسی اور گواہ کی ضرورت ہی نہیں رہتی [illegible] (مظہری)

۱۳ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت پر کفار [illegible] اعتراضات کرتے تھے کبھی کہتے یہ بشر ہے بھلا بشر بھی منصب نبوت پر فائز ہو سکتا ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بِي وَلَا بِكُمْ ۖ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ وَمَا أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ ۝

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ومنہم من ینتظر۔ اس آیت سے [illegible] رسول اللہ [illegible] حضور [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible] یقین ہی تھا۔

قرآن کریم کی [illegible] آیات میں [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] شفاعت کبریٰ [illegible] حقیقت کا [illegible]

ایسی بہت سی احادیث ہیں [illegible] حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے [illegible] کوئی شک نہیں [illegible] حسنین کریمین کے متعلق فرمایا سیدا شباب اهل الجنة [illegible] جنت کے جوانوں کے سردار ہوں گے۔ حضرت ثابت بن قیس [illegible] اما ترضی ان تعیش حمیدا وتقتل شهیدا وتدخل الجنة کیا تم اس بات سے [illegible] تمہیں شہادت کا شرف نصیب ہو اور تم جنت میں داخل ہو۔ اس قسم کے سینکڑوں واقعات سے کتب احادیث بھری پڑی ہیں۔

اس آیت طیبہ [illegible] حدیث [illegible] [illegible] دنیا کے [illegible] شہید [illegible] اسلام [illegible] قرآنی آیات [illegible] احادیث [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible]

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ دوسری جگہ ہے [illegible] ارشاد ہے [illegible] کے ساتھ نصرت و امداد کا وعدہ کیا گیا ہے۔ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ یعنی ہم پر یہ لازم ہے کہ ہم اہل ایمان کی مدد کریں گے۔

وہ آیت جو ہجرت کے بعد نازل ہوئی [illegible] کے متعلق کسی میں حضور کو کوئی شبہ نہیں ہو سکتا سورہ والضحیٰ میں صاف طور پر [illegible] وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى [illegible] آپ کا ہر آنے والا لمحہ گزرے ہوئے لمحہ سے بہتر ہوگا اور آپ کا رب آپ کو اتنا عطا کرے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔

غزوہ احزاب [illegible] عرب کے تمام مشرک قبائل [illegible] ان کا ایک لشکر جرار مدینہ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ ان کے دفاع کے لیے خندق کھودی جا رہی ہے [illegible] کئی کئی وقت کا فاقہ ہے۔ یہودی بنو قریظہ [illegible] ساز باز کر رہے ہیں [illegible] بظاہر حالات [illegible] مسلمانوں کی کامیابی کی توقع نہیں کر سکتا۔ ان حالات میں [illegible] ایک چٹان [illegible] ضرب لگاتے ہیں [illegible] کسریٰ [illegible] قیصر کے شاہی [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک میں ہوا۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: واللہ انی لاعلم الناس بکل فتنة هي كائنة فيما بيني وبين الساعة وما بي الا ان يكون رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اسر الي في ذلك شيئا لم يحدثه غيري (مسلم شریف جلد دوم ص ۳۹۰)

حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ قیامت تک جتنے فتنے رونما ہونے والے ہیں ان میں سے ہر فتنہ کے متعلق میں تمام لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان فتنوں کی خبر مجھے دی۔

عن ثوبان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وانه سيكون في امتي كذابون ثلاثون كلهم يزعم انه نبي وانا خاتم النبيين لا نبي بعدي (ابو داؤد کتاب الفتن)

ترجمہ: حضرت ثوبان روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں تیس کذاب ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہ گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

ان آیات و احادیث کی روشنی میں [illegible] کہ حضور کریم کو علم نہیں تھا کہ دنیا میں آپ کے ساتھ آپ کے دین کے ساتھ اور آپ کی امت کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔

تیسرا قول یہ ہے کہ ما ادری سے تفصیلی علم کی نفی ہے کہ میں تفصیلاً نہیں جانتا۔ اگرچہ اجمالاً جانتا ہوں۔ ان تینوں اقوال سے

کوئی بھی ایسا نہیں ہوا جس کو ملحوظ رکھے لیکن اگر ما ادری کی تحقیق کی جائے تو سارا خلجان دور ہو جاتا ہے حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے۔

علامہ راغب اصفہانی اپنی شہرہ آفاق مفردات القرآن میں اس لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ الدرایۃ: المعرفۃ المدرکۃ بضرب من الختل یقال دریتہ ودریت بہ درية نحو فطنت وشعرت والدرایۃ لا تستعمل فی اللہ تعالیٰ وقول الشاعر لاھم لا ادری وانت الداری فمن تعجرف اجلاف العرب۔ یعنی درایت اس معرفت کو کہتے ہیں جو کسی حیلہ سے حاصل ہوتی ہے۔ ... سے کسی چیز کو جاننا اس کے بعد لکھتے ہیں کہ درایت کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال نہیں ہوتا شاعر کا یہ مصرع جس میں اللہ تعالیٰ کو الداری کہا گیا ہے یہ شاعر کا جاہلانہ انداز ہے

علامہ زبیدی شارح قاموس اپنی بے مثال تصنیف تاج العروس میں اس کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں

دریتہ ودریت بہ علمتہ۔ قال شیخنا صرح بعضھم بترادف العلم والدرایۃ وصرح غیرہ بان الدرایۃ اخص من العلم وانھا علم یحصل بضرب من الحیلۃ ولذا لا یطلق علی اللہ تعالیٰ وجعلوا قول الراجز لاھم لا ادری وانت الداری فی عجرفۃ الاعراب (تاج العروس)

ترجمہ یعنی درایت بمعنی علم کے آتی ہے اور یہ ب کے ساتھ بھی متعدی ہوتا ہے۔ درایت کا لفظ ... سے جانا ہے۔ میرے شیخ کہتے ہیں کہ علم و درایت ہم معنی ہیں لیکن دوسرے علماء نے تصریح کی ہے کہ درایت علم سے خاص ہے جو حیلہ و قیاس سے کسی کو حاصل ہوتا ہے اسی لیے اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر نہیں کیا جاتا اور ایک رجز گو نے درایت کی نسبت اس مصرع میں ذات باری کی طرف کی ہے یہ اس کا گنوار پن ہے

علامہ ابن عابدین نے درایت کی تشریح ان الفاظ سے کی ہے الدرایۃ ای ادراک العقل بالقیاس علی غیرہ۔ یعنی عقل کا ذریعہ قیاس سے کسی چیز کو جاننا (رد المحتار جلد اول ص ۹۹)

ان تصریحات سے واضح ہو گیا کہ درایت کا مفہوم یہ ہے کہ غور و فکر، ظن و تخمین اور قیاس آرائی سے کسی چیز کا علم حاصل کرنا۔ یہ معلوم ذہن نشین کر کے اب آیت میں غور کریں اور حاشیہ ہی ... نہ کسی تاویل کی ضرورت پڑے گی۔ نہ کسی کا قول کرنا پڑے گا۔ نہ آیت قرآنی میں باہمی تضاد یا احادیث صحیحہ سے تعارض کی نوبت ہی آئے گی۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دے رہے ہیں کہ آپ ان کفار کو بتا دیجیے کہ میں اپنی عقل و فہم و ذہانت و فطانت اور قیاس سے نہیں جانتا ہوں کہ آخرت میں میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ نہ میں یہ جان سکتا ہوں کہ اس دنیا میں میرا، مجھ پر ایمان لانے والوں کا اور میری اس دعوت کا انجام کیا ہوگا یا تمہاری سرکشی کی تمہیں کب اور کیا سزا ملے گی۔ ان امور کو میں اپنی فہم و فراست سے نہ تصور کر سکتا ہوں الخ۔ اس لیے میرا علم یہ میری عقل و شعور کا نتیجہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے۔ اگر میں نے خود غور و فکر سے ان حقائق کو جانا ہوتا تو اس میں شک و شبہ کی گنجائش ہو سکتی تھی اور تمہیں یہ حق پہنچتا تھا کہ ان کو جانچو اور اپنی کسوٹی پر پرکھو لیکن میرا علم تو اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے اس میں شک و شبہ کا ذرا شائبہ نہیں

نیز ادری سے درایت کی نفی ہے۔ ما یوحیٰ الیّ سے علم تفصیلی کا ثبوت ہے۔ سکھانے والا اللہ تعالیٰ ہو اور سیکھنے والا مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ہو اُستاد عالم الغیب والشہادۃ ہو اور شاگرد نادرِ عرفان کا گوشہ نشین ہو جیسے وہ رب العالمین ہیں ویسے وہ رحمۃ للعالمین ہو' وہاں کی وسعتوں کی بھی کوئی حد ہو گی اور کس جانب سے؟

آخر میں مفسرین کرام کی چند عبارات بھی ملاحظہ فرمائیے۔ آپ کا سینہ ہر قسم کے گرد و غبار سے پاک ہو جائے گا۔

علامہ ابن جریر طبری نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے متعدد اقوال لکھے ہیں ان میں سے ایک قول حضرت حسن بصری کا ہے وہ فرماتے ہیں: اما فی الآخرۃ فمعاذ اللہ قد علم انہ فی الجنۃ حین اخذ میثاقہ فی الرسل ولکن قال ما ادری ما یفعل بی ولا بکم فی الدنیا اخرج کما اخرجت الانبیاء

یعنی یہ کہنا کہ حضور کو یہ علم نہ تھا کہ آخرت میں حضور کے ساتھ کیا کیا جائے گا تو یہ نازیبا بات ہے ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ حضور کو اس وقت سے اپنے جنتی ہونے کا علم تھا جب روزِ ازل انبیاء سے حضور پر ایمان لانے کا وعدہ لیا گیا تھا۔ بلکہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ میں نہیں جانتا کہ دنیا میں مجھے سابقہ انبیاء کی طرح جلاوطن کر دیا جائے گا یا نہیں۔ ابن جریر حسن بصری کے قول کو صحیح قرار دیتے ہیں وکذٰلک کما قال الحسن ثم بین اللہ لنبیہ ما ھو فاعل بہ وبمن کذب بما جاء بہ من قومہ وغیرھم۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس دنیا میں جو معاملہ حضور سے کیا جانے والا تھا اور جو سلوک آپ کی قوم اور دوسرے کفار کے ساتھ ہونے والا تھا اس کو بیان کر دیا۔

علامہ نیشاپوری لکھتے ہیں: وانہ لم یعلم الا الدرایۃ من قبل نفسہ وما نفی الدرایۃ من جہۃ الوحی یعنی خود بخود جان لینے کی نفی کی گئی ہے اور جو بذریعہ وحی علم ہوا اس کی نفی نہیں۔

علامہ آلوسی نے تو بڑی شرح و بسط کے ساتھ اس حقیقت کو بیان کیا ہے: والذی ینبغی ان یعلم ان المعنی علی نفی الدرایۃ من غیر جہۃ الوحی سواء کانت الدرایۃ تفصیلیۃ او اجمالیۃ وسواء کان ذلک فی الامور الدنیویۃ او الاخرویۃ واعتقادہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لم ینتقل من الدنیا حتی اوتی من العلم باللہ تعالیٰ وصفاتہ وشئونہ والعلم باشیاء یعد العلم بہا کمالاً ما لم یؤتہ احد غیرہ من العالمین۔ (روح المعانی)

ترجمہ: میرے نزدیک پسندیدہ قول یہ ہے کہ نفی اس درایت کی ہے جو وحی کے بغیر ہو۔ خواہ تفصیلی ہو یا اجمالی۔ اس کا تعلق دنیوی واقعات سے ہو یا اخروی حالات سے۔ آلوسی کہتے ہیں کہ میرا عقیدہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دنیا سے انتقال نہیں فرمایا جب تک حضور کو اللہ تعالیٰ کی ذات اس کی صفات اور اس کے شئون کا علم اور تمام ایسی اشیاء کا علم جو وجہِ کمال ہے عطا فرما دیا گیا۔

واللہ اعلم بالصواب وعندہ حسن الثواب والیہ المآب

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ

تو دیکھو کیا تم نے کبھی سوچا کہ اگر یہ (قرآن) اللہ کی طرف سے ہو اور تم اس کا انکار کر دو (تو تمہارا کیا حال ہوگا) ف۱۳ حالانکہ گواہی دے چکا

شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ

ہے ایک گواہ بنی اسرائیل سے اس کی مثل پر اور وہ ایمان بھی لے آیا اور تم نے تکبر کیا ف۱۴

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۧ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ

بے شک اللہ تعالیٰ نہیں ہدایت دیتا ظالم لوگوں کو اور کفار اہل ایمان کے بارے میں

اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ۭ وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ

کہتے ہیں کہ اگر یہ اسلام (کوئی) اچھی چیز ہوتا تو یہ لوگ ہم سے سبقت نہ لے جاتے اس کی طرف ف۱۵ اور جب انہوں نے اس سے ہدایت نہیں پائی تو کہیں گے یہ (قرآن) پرانا جھوٹ ہے

ف۱۳ یعنی مجھے بتاؤ اگر یہ قرآن اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ ہو جیسا کہ اس کا دعویٰ ہے تو تم نے کبھی سوچا اس کا انجام کس قدر ہولناک ہوگا اس لیے ضد اور عناد کو چھوڑ کر عقل سے کام لو اور اس کتاب کو تسلیم کرو

ف۱۴ تعجب ہے کہ بنی اسرائیل کے ہاں موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے انہیں تورات عطا کی گئی بنی اسرائیل نے اس کتاب کو آسمانی مانا اور موسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر ایمان لے آئے حالانکہ قرآن کریم جیسی عظیم الشان کتاب آئی ہے اور اس کتاب کے لانے والے وہ ہستی ہیں جن کی سچائی کا انکار نہیں کیا جا سکتا ان کے لائے ہوئے دین اور کتاب پر ایمان لاتے ہو اور اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول پر ... اور تم سرکشی کی روش اختیار کر رہے ہو جو ظالم اور ناانصاف ہے اللہ تعالیٰ حق قبول کرنے کی توفیق سے اس کو محروم کر دیتا ہے

بعض مفسرین نے شاہد سے مراد عبداللہ بن سلامؓ لیا ہے لیکن یہ درست نہیں کیونکہ حضرت عبداللہ ہجرت کے بعد ایمان لائے اور یہ آیت ہجرت سے پہلے مکہ میں نازل ہوئی بلکہ صحیح حضرت مسروق کا قول ہے "قال مسروق هو موسى والتوراة مثل القرآن وموسى مثل محمد فآمنوا بالتوراة وبرسولهم وكفرتم" (ابن جریر)

ف۱۵ غرور اور تکبر نے انہیں اس غلط فہمی میں مبتلا کر رکھا تھا کہ وہ عقل کل ہیں جس بات کو وہ پسند کریں وہی پسندیدہ ہے اور جس کو وہ مسترد کر دیں اسے رد کر دینا چاہیے حق و باطل کے پرکھنے کے لیے وہ اپنے آپ کو معیار قرار دیتے تھے چنانچہ جب دعوت اسلام لوگوں کو اپنی طرف کھینچنے لگی اور ابتداء میں اکثریت غلاموں، غریبوں اور ... کی تھی تو ان لوگوں کو دیکھ کر انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اگر اس دین میں کوئی خوبی ہوتی تو اسلام ان کو کیسے ... ہم سے پہلے

هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ﴿۱۱﴾ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ وَ

اب خود کہیں گے کہ وہی پرانا جھوٹ ہے ۱۷ علاوہ ازیں اس سے پہلے کتاب موسیٰ رہنما اور رحمت بن کر آچکی ہے ۔ اور

هٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ وَبُشْرٰى

یہ کتاب (قرآن) تصدیق کرنے والی ہے عربی زبان میں ہے تاکہ بروقت خبردار کرے ظالموں کو، اور خوشخبری ہے

لِلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ

نیکوکاروں کے لیے ۱۸ بے شک جن لوگوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے پس کوئی خوف نہیں

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۳﴾ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ

انہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے ۱۹ یہی لوگ جنتی ہیں ہمیشہ رہیں گے اس میں

کہ ایک بھی چیز کو قبول کرنے میں یہ لوگ ہم اہل عزت و دولت حضرات سے سبقت لے جاتے ؟ — ہرگز نہیں۔ ہم نے سارا سودا کر کے خوب جانچا ہے اس میں ایسی خرابیاں دیکھی ہیں جن کی وجہ سے ہم نے اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اے لوگو! تم خود بتاؤ کہ ان غلاموں، مفلسوں، بے چاروں کا یا ہم جیسے سمجھ دار اور تجربہ کاروں کا، ان کا انتخاب کیا ہوا راستہ یہ ہے کہ چلنے کے قابل ہے یا جو راہ ہم دانشوروں اور جہاں دیدہ مشائخ نے اختیار کی ہے اس پر چلنا چاہیے۔

۱۷ یہ لوگ خود بد نصیب تھے۔ شقاوت نے ان کو قبول حق سے محروم رکھا۔ اب ان کی مرضی ہے کہ ساری دنیا اس فیض سے محروم رہے اس لیے وہ بڑی شدومد سے اسلام کے بارے میں جھوٹا پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ یہ جھوٹ ہے ایسا جھوٹ جو پہلے سے بولا جا رہا ہے۔ خبردار اس کے نزدیک نہ جانا۔

۱۸ ان کے اس دعوے کے رد میں، فرمایا جا رہا ہے کہ یہ قدیم جھوٹ نہیں بلکہ قدیم سچائی ہے۔ ایسی سچائی جس کو ہر زمانے کے پاکباز لوگوں نے قبول کیا اور حرز جان بنایا۔ قرآن کریم سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی جو بعینہٖ یہی دعوت دیتی رہی جس کی دعوت قرآن دے رہا ہے۔ قرآن کریم تورات کی تصدیق کرتا ہے اور جو لوگ ظلم اور ناانصافی کی روش اختیار کیے ہوئے ہیں ان کو بروقت ہولناک انجام سے آگاہ کرتا ہے اور جن لوگوں نے تقویٰ و پرہیزگاری کو اپنا شعار بنا لیا ہے انہیں اللہ کی رحمت کا مژدہ سنا رہا ہے اور ان کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

۱۹ اس کا بیان حٰمٓ السجدہ میں گزر چکا ہے۔ آیات ۳۰، ۳۱، ۳۲ کے حواشی ملاحظہ ہوں۔

فِيهَا جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ

میں یہ جزا ہے ان نیکیوں کی جو وہ کیا کرتے تھے ۔ اور ہم نے تاکید کی ہے انسان کو کہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا

إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَفِصَٰلُهُ

سلوک کرے ۔ اسے پیٹ میں اٹھائے رکھا اس کی ماں نے بڑی مشقت سے اور جنم دیا اس کو بڑی تکلیف سے اور اس کے حمل اور اس کے دودھ

۱۹ عام طور پر قرآن کریم میں توحید کے دلائل اور عبادت الٰہی بندگی کے ذکر کے بعد حقوق والدین کی طرف بڑے دلنواز الفاظ میں توجہ دلائی جاتی ہے۔ یہاں بھی مشرکین کی غلط فہمیوں کے ازالہ کے بعد اور اہل استقامت کی اعزاز و اکرام کے بیان کے بعد قارئین کی توجہ والدین کی خدمت اور دلجوئی کی طرف مبذول کرائی جا رہی ہے۔ علامہ ابن منظور لکھتے ہیں کہ وصیت کا اصل مطلب امر و تاکید ہے جو کسی کام کی ترغیب کے لئے کی جاتی ہے۔ لغت الوصیۃ ما اوصیت بہ (لسان العرب)۔ اگرچہ ماں باپ دونوں کے ساتھ حسن سلوک و احسان کی دعوت دی گئی ہے اور ہر ایک سے ادب کا حکم دیا ہے۔ ایک حدیث پاک سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ماں کا حق باپ سے کئی گنا زیادہ ہے۔ یہاں ان تکالیف اور مشقتوں کا مختصر ذکر ہے جو بچے کے سلسلہ میں صرف ماں برداشت کرتی ہے۔ جس روز رحم مادر میں حمل قرار پکڑتا ہے اسی وقت سے ماں کی ساری جسمانی قوتیں جنین کی پرورش اور نگہداشت میں صرف ہونے لگتی ہیں۔ اس کی صحت کا معیار گرنے لگتا ہے۔ نیند، بھوک وغیرہ معمولات میں نمایاں فرق رونما ہو جاتا ہے۔ طبیعت گراں بار اور افسردہ رہتی ہے۔ آخری دنوں میں ان تکلیفوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ پیدائش کے وقت تو ماں کو جان کنی کی کیفیت سے دوچار کر دیتی ہیں۔ ان جان لیوا مراحل سے گزرنے کے بعد پھر ایک طویل ریاضت کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ دودھ پلانا، صبح و شام اس کی نگہداشت کرنا، بیماری کی صورت میں راتیں جاگ کر اسے گود میں اٹھائے پھرنا، اس کے آرام کی خاطر یہ سب بڑی خوشی اور محبت سے قبول کرنا صرف ماں کا حصہ ہے۔ ان مشقتوں کا ذکر کر کے بتا دیا کہ ماں کی خدمت کا حق باپ سے کئی گنا زیادہ ہے۔ ایک شخص نے رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا یارسول اللہ میں کس سے نیکی کروں؟ فرمایا ماں سے۔ اس نے عرض کی اس کے بعد؟ فرمایا ماں سے۔ عرض کی اس کے بعد؟ فرمایا ماں سے۔ عرض کی اس کے بعد، چوتھی بار فرمایا اپنے باپ سے۔

امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ جو مفسر ہونے کے علاوہ طبیب حاذق بھی تھے، انہوں نے اس آیت کے ضمن میں ان تبدیلیوں کا ذکر کیا ہے جو ماں میں جنین کے دوران حمل رونما ہوتی ہیں۔ آپ بھی اس کا مطالعہ فرمائیے اور دیکھیے کہ وہ خلاق عظیم انسان کی پیچیدہ ترین مشینری کو کس طرح بناتا ہے۔

امام لکھتے ہیں کہ جب حمل رحم مادر میں ٹھہرتا ہے تو وہ ماں کی حرارت کی وجہ سے اس کی رطوبت میں گاڑھی ہو کر جیلی سی نشوونما ہونے لگتی ہیں۔ پھر چند دن وہ مضغہ کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ پھر اس میں ہڈیوں کے ڈھانچے قائم ہونے لگتے ہیں اور میلان لگ

ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ

چھڑانے کی مدت تیس مہینے ہے یہاں تک کہ جب وہ اپنی پوری قوت کو پہنچا اور چالیس برس کو

بعد میں ہیکل قلب اور دماغ وغیرہ اعضا کی علامات [illegible] مختلف رنگ کے دھبے کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں جو ان کو آگے [illegible] اس پہلے مرحلے میں ہوتی ہے۔ دوسرے ہفتے کے بعد [illegible] کی مدت میں وہ لوتھڑا سا ہو جاتا ہے۔ پندرہ دن کے بعد وہ گوشت کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ بیس دن کی مدت میں [illegible] اعضا تیار ہونے لگتے ہیں اور سر آگے کو جھکنے لگتا ہے۔ ستائیس دن کے بعد ہاتھ پاؤں بننا شروع ہو جاتے ہیں۔ [illegible] پسلیاں، آنکھ اور پیٹ اپنی جگہ شکل اختیار کرتے ہیں۔ اس تبدیلی [illegible] مختلف اعضا اپنی صورتیں شکلیں اختیار کر لیتی ہیں۔ [illegible] چالیس دن کے عرصے میں [illegible] تیار ہو جاتا ہے۔ کبھی یہ عرصہ چھتیس دن کا ہوتا ہے اور اس کی کم از کم مدت تیس دن ہے۔ امام رازی لکھتے ہیں کہ ان طبی تحقیقات سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کی تصدیق ہو گئی [illegible] چالیس دن میں پوری ہوتی ہے۔ [illegible] صرف ہوتا ہے۔

[illegible] جیسی ہوتی ہے

ف اس آیت سے [illegible] حمل کی کم از کم مدت [illegible] چھ مہینے [illegible] کی مدت [illegible] دو سال [illegible] والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین یعنی مائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔ [illegible] حمل کی اقل مدت ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے [illegible] ایک عورت [illegible] آپ نے اس کے متعلق صحابہ کرام سے مشورہ کیا تو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا [illegible] کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وحملہ وفصالہ ثلثون شھرا۔ اس کے حمل و فصال کی مدت تیس ماہ ہے۔ پھر فصال کی مدت کے متعلق فرمایا وفصالہ فی عامین [illegible] حمل کے لیے صرف چھ مہینے [illegible] حضرت عمر نے اس عورت کو چھوڑ دیا۔ (مظہری)

قدیم طب کی [illegible] تحقیق ہے [illegible] کم سے کم مدت [illegible] ہے۔ یہاں [illegible] جدید تحقیقات سے بھی یہ ثابت ہو چکا ہے کہ کم از کم [illegible] سے شروع ہوتی ہے جب [illegible]

قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ

ہو گیا چالیس سال کا تو اس نے عرض کی اے میرے رب! مجھے توفیق عطا فرما کہ میں شکر ادا کروں تیری اس نعمت کا جو تو نے مجھ پر اور

وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ

میرے والدین پر فرمائی اور میں ایسے نیک کام کروں جن کو تو پسند فرمائے اور صلاحیت پیدا فرما میرے لیے میری اولاد

دل میں یہی کل قرار پاتے ہیں حالانکہ جدید تحقیقات سے یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ ننھے جنین سے جو ماں کے پیٹ میں ہو چار ماہ سے کم عرصہ میں حمل کی تخلیق و تکمیل پذیر ہو سکتی ہے۔ اس طرح یہ صورتیں اور فرق ممکن ہے۔

حمل کی زیادہ سے زیادہ کتنی مدت ہے؟ قرآن کریم میں اس کا ذکر نہیں۔ البتہ ابو اسحٰق نے اپنی مشہور کتاب الثقات کے ایک مقالہ میں لکھا ہے کہ مجھے ثقہ راویوں سے معلوم ہوا ہے کہ ایک عورت کے ہاں حمل کے چوتھے سال بچہ پیدا ہوا اس کے منہ میں دانت نکل آئے تھے۔ پھر وہ تندرست سلامت رہا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ دیگر حالات کے لحاظ سے حمل کی مدت مختلف ہے لیکن انسان کے بارے میں یقینی تحدید مشکل ہے۔

امام رازی فرماتے ہیں کہ اس میں کیا حکمت ہے کہ قرآن کریم نے دودھ پلانے کی تو زیادہ سے زیادہ مدت بیان کی اور حمل کی کم سے کم مدت۔ وہ اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں ان للعقول من تقدیر اقل الحمل ستة اشهر وتقدیر اکثر الرضاع حولین کاملین السر فیه مع للحکم والمصالح وبسبب التنبیه علی ان المراد من مدة الحمل من ہذہ الآیة كل كلمة من هذا الكتاب اسرار عجيبة ومعانی لطيفة تعجز العقول عن الاحاطة بكمالها (تفسیر کبیر)

ترجمہ: یعنی اس میں یہ حکمت ہے تاکہ تمہیں پتہ چلے کہ اللہ تعالیٰ کی اس کتاب کے ہر کلمہ میں اسرار اور حکمتیں پوشیدہ ہیں اور اس کتاب کے ہر کلمہ میں ہزاروں حکمتیں اور لطیفے ودیعت فرمائے ہیں جن کے احاطہ سے عقل عاجز ہے۔

۴۲ جب انسان کی عمر چالیس سال ہوتی ہے تو اس کی جسمانی اور ذہنی قوتیں اپنے شباب پر ہوتی ہیں۔ اس عمر میں جذبات شباب کا جوش کم ہو جاتا ہے اور عقل کی پختگی آ جاتی ہے۔ جسمانی اور ذہنی قوت میں استقلال ہوتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ان الشیطان یجر یدہ علی وجه من زاد علی الاربعین ولم یتب ویقول بابی وجه لا یفلح یعنی وہ آدمی جس کی عمر چالیس سال سے تجاوز کر جائے اور پھر بھی وہ توبہ نہ کرے تو شیطان اس کے منہ پر ہاتھ پھیرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں اس چہرے پر قربان جو کبھی سرخرو نہ ہوگا۔ حضرت ابن عباس سے منقول ہے من اتی علیه الاربعون سنة ولم یغلب خیره شره فلیتجهز الی النار (روح المعانی)

ترجمہ: جس کے چالیس سال گزر جائیں پھر بھی اس کی نیکی اس کی برائی پر غالب نہ ہو تو ایسے شخص کو دوزخ کی تیاری کرنی چاہیے۔

ذُرِّيَّتِي ۚ إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿١٥﴾ أُولَٰئِكَ

میں درستی فرما دے۔ بے شک میں نے رجوع کیا ہے تیری جناب میں اور بیشک میں تیرے مخلص فرمانبرداروں سے ہوں ۲۲ یہی وہ

الَّذِينَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّئَاتِهِمْ

(خوش نصیب) ہیں قبول کرتے ہیں ہم جن کے بہترین اعمال کو اور درگزر کرتے ہیں جن کی برائیوں سے

۲۲ بندۂ مومن کے عقائد و نظریات، اس کے افکار اور سوچ کا انداز، اس کی آرزوؤں اور امنگوں اور اس کی ضرورتوں کا مکمل نقشہ اس آیت کے آئینہ میں دیکھا جا سکتا ہے۔

سب سے پہلے وہ ان نعمتوں اور احسانات کا اعتراف کرتا ہے جو اس پر کیے گئے ہیں، جن سے صرف اس کو نہیں بلکہ اس کے والدین کو بھی نوازا گیا ہے۔ اعتراف نعمت پر ہی بس نہیں کرتا، بلکہ ان کا حق شکر ادا کرنے کی توفیق مانگتا ہے، اور یہ طلب توفیق و ظفر کے لفظ سے نہیں بلکہ اوزعنی کے لفظ سے کی جا رہی ہے کیونکہ اس لفظ سے توفیق کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس چیز کی توفیق مانگی جا رہی ہے اس کے دل میں اس کی شدید لگن اور مضبوط جذبہ بھی پایا جاتا ہے۔ [illegible] علامہ ابن منظور لکھتے ہیں اس آیت میں اوزعنی کا معنی ہے کہ میرے دل میں شکر کا جذبہ اتنا گہرا کر دے [illegible] (لسان العرب)

اس لطف و احسن دعا کو کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا

اس کے بعد عمل صالح کے لیے التجا کی جا رہی ہے، لیکن وہ عمل صالح نہیں جس کو لوگ تو صالح کہیں، لوگ آفرین و آفرین کے پھول برسائیں، لیکن وہ کسی دوسری غرض کے باعث بارگاہ الٰہی میں واپس مسترد کر دیا جائے۔ اس لیے عرض کی کہ ایسے نیک عمل کی توفیق مرحمت فرما جسے تو پسند کرتا ہے۔ پھر عرض کرتا ہے کہ الٰہی ایسا ہو کہ جب تک میری شمع حیات روشن ہے نیکی اور خوبی کا اجالا پھیلتا رہے، [illegible] میرے مالک میری اولاد کو [illegible] ان کو شیطان کے مکر و فریب سے بچائے رکھ، ان کی جبینیں تیرے حضور میں جھکتی رہیں، ان کے دامن پر تیرے انوار رحمت کی برکھا برستی رہے۔ ان کے سینوں کو اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلامی اور عشق کی دولت سے مالا مال فرما، جب تک زندہ رہیں تیرے بندے بن کر تیرے پیارے رسول کے غلام بن کر اور تیرے دین حنیف کے سچے مخلص بن کر زندگی بسر کریں۔

وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ میری اولاد کے بارے میں [illegible]

دعا کے آخری جملے کیا ہیں، اظہار بندگی کی انتہا اور تسلیم و رضا کا مظہر۔ بس عرض کرتا ہے میرے رب، سب سے منہ

فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ۭ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْ

یہ جنتیوں میں سے ہوں گے [illegible] سچا وعدہ [illegible] سے کیا گیا ہے [illegible] اور جس نے

قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِيْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ

[illegible] گزر چکی ہیں

مِنْ قَبْلِيْ ۚ وَهُمَا يَسْتَغِيْثٰنِ اللّٰهَ وَيْلَكَ اٰمِنْ ڰ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ

[illegible]

حَقٌّ ښ فَيَقُوْلُ مَا هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ

[illegible] یہی لوگ ہیں جن پر

حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ

ثابت ہو چکا ہے عذاب کا فرمان ان گروہوں میں جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں جنوں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْجِنِّ وَالْإِنْسِ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ ﴿١٨﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِمَّا عَمِلُوا ۖ

اور انسانوں میں سے ۳۳ بےشک وہ سراسر گھاٹے میں تھے۔ اور ہر ایک کے لیے مرتبے ہوں گے ان کے اعمال کے مطابق ۳۴

وَلِيُوَفِّيَهُمْ أَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١٩﴾ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ

اور اللہ تعالیٰ پورا پورا دے گا انہیں ان کے عملوں کا بدلہ اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اور جس روز لا کر کھڑا کر دیا جائے گا

كَفَرُوا عَلَى النَّارِ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ

کفار کو آگ کے سامنے (تو انہیں کہا جائے گا) تم نے لے لیں اپنی لذتیں اپنی دنیوی زندگی میں اور خوب لطف اٹھا چکے تم

بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ فِي

ان سے ۳۵ آج تمہیں رسوائی کا عذاب دیا جائے گا بسبب اس کے کہ تم

لیے بھی کہا جاتا ہے۔

۳۳ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت صدیق اکبر کے بیٹے عبدالرحمن یا عبداللہ کے حق میں نازل ہوئی کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ اس قسم کا سلوک کرتے تھے۔ اس آیت سے اس بات کی تردید ہو جاتی ہے کیونکہ ان لوگوں کے بارے میں بتا دیا گیا کہ یہ ایمان نہیں لائیں گے۔ ان کے بارے میں عذاب کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ لیکن حضرت عبداللہ اور حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہما تو مشرف باسلام ہوئے اور ان کا شمار اکابر اسلام میں ہوتا ہے۔

۳۴ یعنی نیک و بد کے درجے ان کے اعمال کے مطابق ہوں گے۔

۳۵ کفار کو روز حشر جہنم کے کنارے لا کھڑا کیا جائے گا۔ انہیں اپنی زر و شان و شوکت یاد آئے گی۔ دنیا میں جو عیش انہوں نے کیے تھے وہ سب یاد کریں گے۔ انہیں بتایا جائے گا کہ تم نے جو اچھے کام کیے تھے ان کا معاوضہ تمہیں دنیا میں ہی دے دیا گیا تھا۔ تمہیں دولت کی فراوانی، شہرت کی بلندی، عیش کا سامان سب کچھ دیا گیا لیکن تم نے اس پر شکر کرنے کے بجائے تکبر و سرکشی کی، اب تمہارے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

حضور پرنور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی زندگی کا مطالعہ کیجئے کہ وہ دنیاوی لذات سے اجتناب فرمایا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے کیا دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا پیارا رسول ایک چٹائی پر آرام فرما رہا ہے اور جسم مبارک پر چٹائی کے نشان پڑ گئے ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر نے عرض کی یا رسول اللہ قیصر و کسریٰ تو ناز و نعمت میں ہیں اور اللہ تعالیٰ کا حبیب اس حالت میں۔ یا رسول اللہ دعا فرمائیے اللہ تعالیٰ آپ کی امت کو وسعت رزق عطا فرمائے۔ سرور کائنات نے فرمایا اما ترضی ان تکون لہم الدنیا ولنا الآخرۃ۔

الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ۝ وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ؕ اِذْ

زمین میں ناحق تکبر کیا کرتے تھے اور بوجہ تمہاری نافرمانیوں کے۔ اے حبیب! ذکر فرمایئے انہیں قوم عاد کے بھائی

اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ

(ہود) کا جب انہوں نے اپنی قوم کو احقاف میں ڈرایا [۳۶] اور گزر چکے تھے ڈرانے والے ان سے پہلے بھی اور

سے فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں کہ انہیں دنیا دے دی جائے اور ہمیں آخرت۔

اس حدیث پاک، اور اسی قسم کے دیگر ارشادات کا نتیجہ تھا کہ حضرت فاروق اعظم ہمیشہ لذت و عشرت سے کنارہ کش رہے۔ اپنے عہد خلافت میں بڑی سادگی کو اپنا شعار بنائے رکھا۔ فتح بیت المقدس کے سلسلہ میں آپ شام تشریف لے گئے آپ کے اعزاز میں پر تکلف دعوت کا اہتمام کیا گیا۔ دستر خوان پر چنے ہوئے رنگ برنگ کے کھانوں کو دیکھ کر فرمایا یہ ہمارے لیے ہے ان فقیر مسلمانوں کا کیا ہوگا جنہوں نے عمر بھر جو کی روٹی بھی سیر ہو کر نہیں کھائی حضرت خالد نے عرض کی لھم الجنۃ "انہیں جنت مل گئی"۔ یہ سن کر آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا اگر ہمارے حصے میں دنیا کا یہ ایندھن ہے اور انہیں جنت مل گئی ہے تو وہ ہم سے بہت آگے نکل گئے

[۳۶] قریش کو ایک ایسی قوم کی تباہی کا حال سنایا جا رہا ہے جو ان سے جسمانی قوت، مال و دولت کے اعتبار سے کہیں بڑھے ہوئے تھے اور اپنے سیاسی اثر و رسوخ کے باعث سارے عرب میں معروف تھے لیکن جب انہوں نے راہ حق سے گریز کیا اور اپنے نبی حضرت ہود علیہ السلام کے سمجھانے کے باوجود باز نہ آئے تو ان کو نیست و نابود کر دیا گیا۔

لفظ احقاف، مشہور جغرافیہ دان یاقوت حموی اس عنوان کے ضمن میں لکھتے ہیں:

الاحقاف جمع حقف من الرمل والعرب تسمي الرمل المعوج حقفا وحقافا والاحقاف المذكور في الكتاب العزيز الاحقاف رمل فيما بين عمان الى حضرموت۔ (معجم البلدان جلد دوم)

ترجمہ: احقاف حقف کی جمع ہے اور عرب ریت کے بل کھائے ہوئے ٹیلے کو حقف اور حقاف کہتے ہیں۔ قرآن کریم میں احقاف سے مراد وہ ریگستان ہے جو عمان سے حضرموت تک پھیلا ہوا ہے۔

اس کا کل رقبہ تقریباً ڈھائی لاکھ مربع میل ہے جو آج کل صحرائے الربع الخالی کہلاتا ہے۔ بعض مقامات پر ریت اتنی باریک ہے کہ جو چیز وہاں پہنچے اندر دھنستی چلی جاتی ہے۔ بڑے بڑے مہم جو سیاح بھی اس کو عبور کرنے کی جرأت نہیں کرتے

یہی وہ علاقہ ہے جہاں کسی زمانہ میں بڑے جسموں والی ایک طاقتور، زبردست اور متمدن قوم آباد تھی جس کی دولت و ثروت کے افسانے دور و نزدیک ہر زبان زد عام تھے۔ جب انہوں نے اپنے نبی کی دعوت کو ٹھکرا دیا تو عذاب الٰہی نے ان کا نام و نشان تک مٹا دیا۔ آج اس علاقہ کی ویرانی اور بربادی کو دیکھ کر یہ یقین ہی نہیں آتا کہ یہ علاقہ کبھی قوم عاد کا مسکن تھا۔ یہاں

صحرائے الاحقاف ۔ متعلقہ آیت ۲۱ سورہ الاحقاف

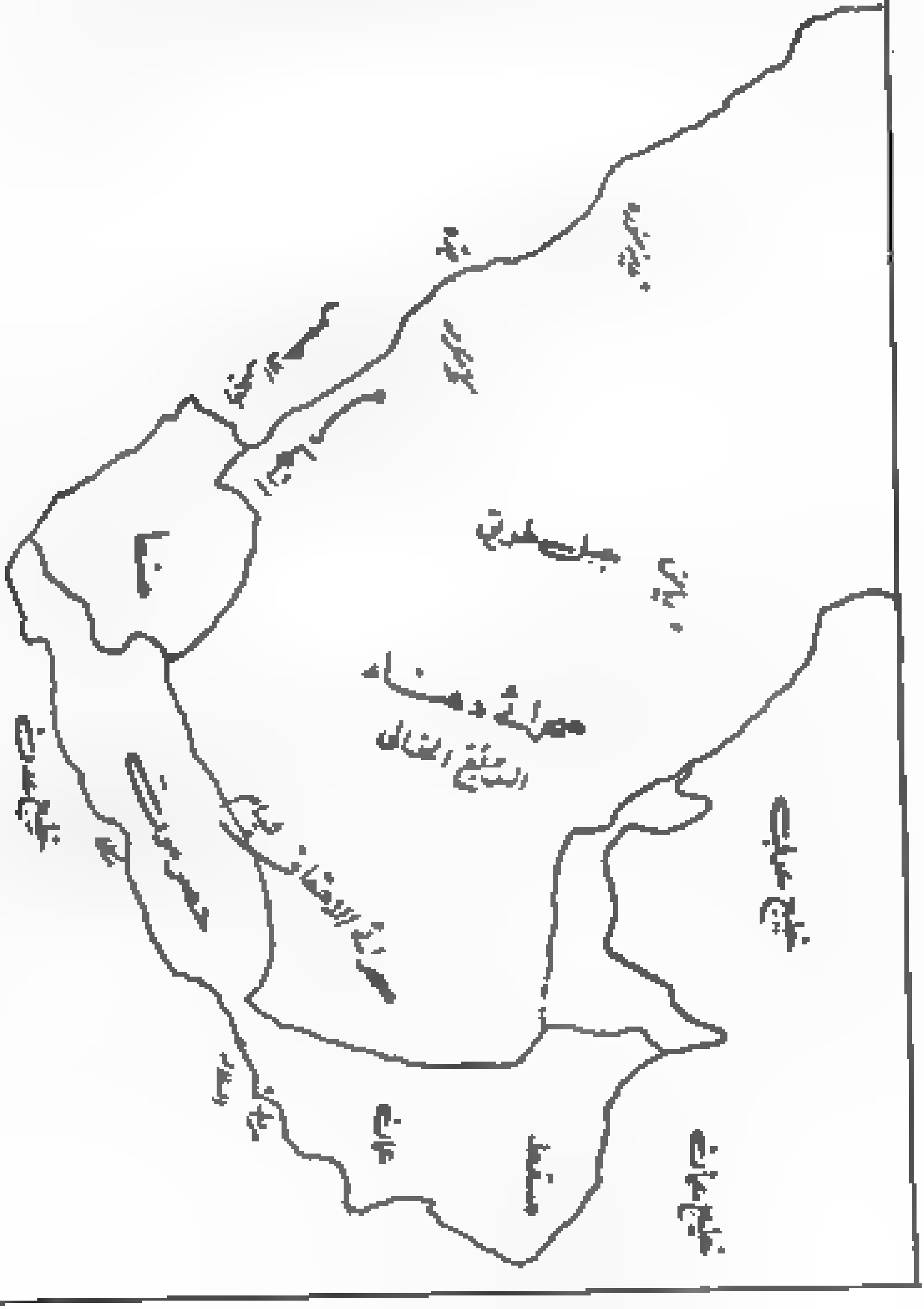
جبل طویق
صحرائے دھناء
الربع الخالی

مِنْ خَلْفِهِ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ

ان کے بعد بھی کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کی عبادت نہ کرو مجھے اندیشہ ہے کہ تم پر بڑے دن کا عذاب نہ

عَظِيمٍ ۝ قَالُوا أَجِئْتَنَا لِتَأْفِكَنَا عَنْ آلِهَتِنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ

آجائے وہ بولے کیا آپ اس لیے آئے ہیں کہ ہمیں ہمارے معبودوں سے برگشتہ کر دیں لے آئیے وہ عذاب جس

كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ قَالَ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ وَأُبَلِّغُكُمْ مَا

کی آپ ہمیں دھمکیاں دیتے رہتے ہیں اگر آپ سچے ہو ہود نے فرمایا کہ (اس کا) علم تو اللہ کے پاس ہے اور میں پہنچا رہا ہوں

أُرْسِلْتُ بِهِ وَلَٰكِنِّي أَرَاكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُونَ ۝ فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا

تمہیں وہ پیغام جو دے کر مجھے بھیجا گیا ہے لیکن میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم جاہل قوم ہو پس جب انہوں نے دیکھا عذاب کو

مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوا هَٰذَا عَارِضٌ مُمْطِرُنَا ۚ بَلْ هُوَ مَا

بادل کی صورت میں کہ وہ ان کی وادیوں کی طرف آ رہا ہے تو کہنے لگے یہ بادل ہے جو ہم پر برسنے والا ہے نہیں بلکہ یہ تو وہ

کبھی یہاں شہر اور بارونق بستیاں آباد تھیں یہاں کبھی پھول کھلتے اور سبزہ لہلہاتا تھا یہاں کی زمین پانی کے چشمے ابلتے اور نہریں بہتی تھیں۔ ... کیا تم بھی عبرت حاصل کرنے کے لیے تیار ہو :

یعنی ہود علیہ السلام سے پہلے بھی حضرت نوح علیہ السلام ... تشریف لا چکے تھے اور بعثت انبیاء کا سلسلہ ان کے بعد بھی جاری رہا۔

انہوں نے ہود علیہ السلام کی دعوت کو سنا تو غضب سے تلملا اٹھے۔ کہنے لگے کیا تم اس لیے آئے ہو کہ ہمیں اپنے خداؤں سے برگشتہ کر دو ہمیں اپنے باپ دادا کے مذہب سے بہکا دو۔ جاؤ ہم تمہاری بات نہیں مانتے جس عذاب سے تم ہمیں ہر وقت ڈراتے رہتے ہو اسے لے آؤ۔

آپ نے فرمایا عذاب کا وقت مقرر ہو چکا ہے جب مقررہ گھڑی آئے گی تو عذاب خود بخود آ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ اس نے تمہاری تباہی کے لیے کون سی گھڑی مقرر فرمائی ہے۔ میرا کام تمہیں ہر وقت خبردار کرنا ہے۔ اور تم ہو کہ جاہلوں کی سی باتیں بنا رہے ہو۔

جب مقررہ وقت آپہنچا تو افق پر ایک کالی گھٹا نظر آئی جو ان کی وادی کی طرف بڑھ رہی تھی انہوں نے دیکھ

اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ﴿۲۴﴾ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۭ بِاَمْرِ

وہ عذاب ہے جس کے لیے تم جلدی مچا رہے تھے، یہ ہوا ہے جس میں دردناک عذاب ہے جو ہر چیز کو تباہ کر دے گی اپنے

رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰۤى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ

رب کے حکم سے پس جب صبح ہوئی تو دکھائی نہ دیتی تھی کوئی چیز مگر ان کے ویران مکانات۔ اسی طرح ہم سزا دیتے

الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَاۤ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا

ہیں مجرموں کو۔ اور ہم نے ان کو وہ قوت و طاقت عطا کی تھی جو ہم نے تمہیں نہیں دی، اور ہم نے عطا کیے تھے

لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْئِدَةً ۖ فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَاۤ

انہیں کان، آنکھیں اور دل لیکن ان کے کسی کام نہ آئے ان کے کان،

اَبْصَارُهُمْ وَلَاۤ اَفْئِدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ بِاٰيٰتِ

ان کی آنکھیں اور نہ ان کے دل کیونکہ وہ انکار کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کی آیتوں

کر وہ بے خانماں ہو گئے۔ اور ان کو یہ بتایا گیا کہ وہ زمین میں سب ہو جائیں گے یہاں تک کہ ان کی بستیاں پامال ہو جائیں گی۔

[illegible] یہ بارش نہیں، دردناک عذاب ہے جو تیز آندھی کی شکل میں نمودار ہو رہا ہے۔ چنانچہ سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل جھکڑ چلتا رہا۔ ساکنوں کو بیت کے نیچے دفن ہو گئے۔ ان کی نعمت کا نام و نشان باقی نہ رہا اور عظیم عمارات کی ویرانیاں رہ گئیں۔

قوت و ملک میں وہ تم سے کہیں بڑھ کر تھے۔ انہیں سننے کے لیے کان، دیکھنے کے لیے آنکھیں اور سمجھنے کے لیے دل دیے گئے تھے لیکن انہوں نے ان سے فائدہ نہ اٹھایا اور آیات الٰہی کا انکار کرتے رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی ساری صلاحیتیں بے کار ہو کر رہ گئیں اور ان کا انجام تباہی و بربادی ہوا۔

ان آیات کو پڑھ کر یوں ہی نہ گزر جائیے بلکہ غور و فکر کیجئے۔ ان آیات میں آپ کے لیے جو عبرت ہے اس کو سمجھنے کی کوشش کیجئے۔

قرآن حکیم نے ان واقعات کو کہانی اور افسانے کے طور پر پیش نہیں کیا بلکہ اپنے قارئین کے شعور کو جھنجھوڑنے کے لیے ان کو اپنا حال سمجھ کر پڑھنے کے لیے ان کا اعلان کیا ہے۔ ہمیں ان کا مطالعہ کرنے کے لیے ان واقعات کو پیش کیا ہے۔ غور کیجئے اور بتائیے کیا ہم اپنے کانوں، آنکھوں اور فہم و فراست کو قرآن کی روشنی میں استعمال کر رہے ہیں؟ اور کیسے قدرت کے گواہ بن رہے ہیں۔ یہ

اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا

کا اور احاطہ کر لیا ان کو اس (عذاب) نے جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔ اور ہم نے برباد کر دیے وہ گاؤں

حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَوْلَا

جو تمہارے اردگرد آباد تھے ۴۲ اور ہم نے (ان کو سمجھانے کے لیے) طرح طرح کی نشانیاں پیش کیں تاکہ وہ (حق کی طرف) لوٹ آئیں۔ پس کیوں

نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ؕ بَلْ ضَلُّوْا

مدد نہ کی ان کی ۴۳ ان معبودوں نے جنہیں انہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر (اس سے) قرب حاصل کرنے کے لیے اپنا خدا بنا رکھا تھا ۴۴ بلکہ وہ تو ان سے

عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ

غائب ہو گئے اور یہ محض ان کا جھوٹ تھا اور بہتان جو وہ باندھتے تھے۔ اور جس وقت ہم نے متوجہ کیا آپ کی

بیٹھ گیا، دیکھتے رہے کسی کی خاطر ان سے یہ وعدہ ٹالا نہیں کیا جاتا۔

۴۲ اے اہل مکہ! تمہارے قریب ہی عاد و ثمود، قوم لوط کی تباہ شدہ بستیوں اور ویران بستیوں کے کھنڈرات موجود ہیں۔ تمہارے تجارتی قافلے ان کے پاس سے گزرتے ہیں۔ ان کے کھنڈرات سے پوچھو کہ ان پر کیا بیتی۔ وہ تمہیں بتائیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے نبیوں نے ہر ممکن طریقہ سے ان کو سمجھایا، طرح طرح کے معجزات دکھائے لیکن بدبختی ان پر یوں غالب آ چکی تھی کہ انہوں نے ان کی ایک نہ سنی۔ وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر معبودان باطل کی پوجا کرتے رہے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ قہر الٰہی کے غضب کا شکار ہو گئے۔

۴۳ انہیں اپنے بتوں اور دیوی دیوتاؤں کی قوت پر بڑا ناز تھا لیکن جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تو وہ یوں غائب ہو گئے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ اس آڑے وقت میں ان کو لاکھ پکارا لیکن کسی نے جواب تک نہ دیا۔ ان بتوں کی حالت کا جو حال ہوا، ان بے جان معبودوں کی مدد پر بھروسا اور ان کی شفاعت پر تکیہ سراسر فریب ہے۔ اس میں کوئی حقیقت نہیں۔ اس آیت سے یہ بھی کفار کے عقیدہ کی حقیقت واضح ہو گئی کہ وہ اپنے بتوں کو ذریعہ قرب سمجھتے تھے اور عبادت کرتے تھے۔ جو بھی کسی کو اللہ تعالیٰ کے سوا اپنا معبود قرار دیتا ہے اس کا یہی حال اور انجام ہوگا۔

۴۴ علامہ قرطبی اور دیگر مفسرین قربانا الٰهة کی ترکیب کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ مفعول اول ضمیر محذوف ہے جس کا مرجع الذین ہے اور الٰهة مفعول ثانی ہے اور قربانا حال ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ قربانا کو مفعول ثانی اور الٰهة کو اس کا بدل بنانا درست نہیں۔

نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ

طرف جنات کی ایک جماعت کو کہ وہ قرآن سنیں [illegible] آپ کی صحبت میں پہنچے [illegible]

فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا

پھر جب تلاوت ہو چکی تو لوٹے اپنی قوم کی طرف ڈر سناتے ہوئے۔ انہوں نے جا کر کہا اے ہماری قوم

سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ

ہم نے سنی ہے ایک کتاب جو اتاری گئی ہے موسیٰ علیہ السلام کے بعد تصدیق کرنے والی ہے پہلی کتابوں کی

يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۰﴾ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ

رہنمائی کرتی ہے حق کی طرف اور سیدھے راستہ کی طرف۔ اے ہماری قوم قبول کرو اللہ کی طرف

۲۹ جنات بھی حضور کی امت دعوت میں شامل ہیں [illegible] اس آیت میں [illegible] رسالت میں جنات کی پہلی حاضری کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ اکثر مفسرین کے قول کے مطابق یہ واقعہ وادی نخلہ میں پیش آیا جبکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صبح کی نماز میں تلاوت فرما رہے تھے جنوں کے ایک گروہ کا ادھر سے گزر ہوا [illegible] کلام [illegible] ایک دوسرے کو [illegible] کفار قریش سے [illegible] جب انہوں نے قرآن کریم کی آیات کو سنا تو ان کے دل کی دنیا بدل گئی۔ [illegible] اسلام قبول کیا اور اسلام کے داعی اور مبلغ بن کر اپنی قوم کے پاس پہنچے انہیں بتایا کہ کس طرح انہیں کلام الٰہی سننے کی سعادت نصیب ہوئی ہے وہ ایسا کلام ہے جو گزشتہ صحیفوں اور آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے راہ حق کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ انہوں نے اپنی قوم کو دعوت دی کہ وہ ایک لمحہ ضائع کیے بغیر اس پر ایمان لائیں۔ ان کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ [illegible]

اس کے علاوہ ہجرت سے پہلے اور ہجرت کے بعد جنات کی حاضری کا سلسلہ جاری رہا۔ وہ حضور کی بارگاہ قدس سے کلام الٰہی سنتے شریعت کے مسائل دریافت کرتے اور اپنی قوم میں جا کر ان کی تبلیغ کرتے۔ [illegible] ہجرت سے پہلے [illegible] جنات حاضر [illegible] احادیث [illegible] اس واقعہ کو مختلف انداز سے بیان کیا گیا ہے ان میں بھی تطبیق ہو جائے گی۔

جنات کی تبلیغ کا ایک عجیب واقعہ علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت [illegible] بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت فاروق اعظم [illegible] آپ نے پوچھا [illegible] [illegible]

نقشہ متعلقہ سورہ الاحقاف

آیت نمبر ۲۹

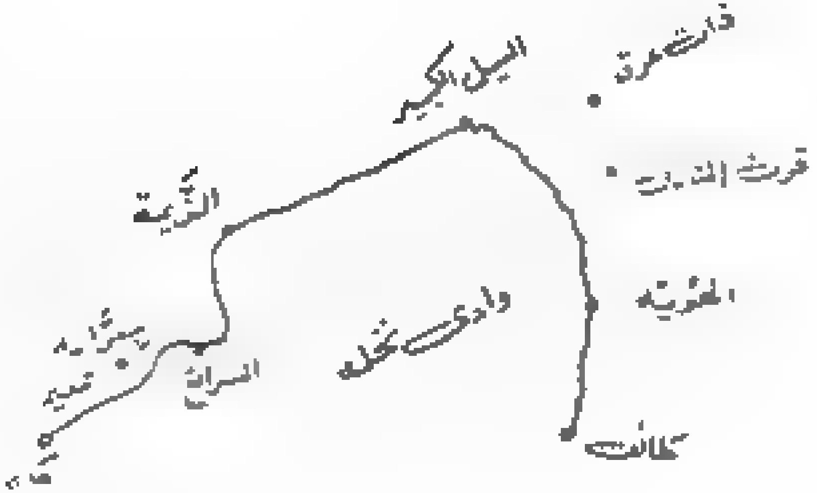
ذات عرق
السیل الکبیر
قرن المنازل
الزیمہ
المضیق
وادی نخلہ
بیر شمیسہ
الشرائع
مکہ
طائف

اللّٰهِ وَ اٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ يُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ

بلانے والے کی دعوت کو اور اس پر ایمان لے آؤ بخش دے گا تمہارے لیے تمہارے گناہوں کو اور بچا لے گا تمہیں دردناک عذاب

اَلِيْمٍ ۝ وَ مَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَ

سے۔ اور جو قبول نہیں کرتا اللہ کی طرف بلانے والے کی دعوت کو تو وہ اللہ کو عاجز کرنے والا نہیں زمین میں کہیں بھاگ کر

لَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءُ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ اَوَ لَمْ

جا سکے اور نہیں اس کے لیے بجز اس کے کوئی مددگار، یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔ کیا انہوں نے

کے ایمان لانے کا واقعہ بڑا عجیب و غریب ہے۔ ابن کثیر میں حضرت سواد کی آپ بیتی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے مذکور ہے۔ پہلے یہاں ان کا واقعہ بیان کرو۔ سواد نے کہا ایام جاہلیت میں، میں کاہن تھا اور ایک جن میرا تابع تھا ایک شب میں سویا ہوا تھا اور اس نے آ کر مجھے خواب میں کہا اٹھو، میری بات سنو، اللہ تعالیٰ نے لوی بن غالب سے ایک نبی مبعوث فرمایا ہے۔ اس پر ایمان لاؤ۔ تین رات یوں ہی ہوتا رہا۔ اس کے بعد مجھے یقین ہو گیا، میرے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہو گئی میں اونٹنی پر سوار ہو کر مکہ پہنچا، وہاں جا کر دیکھا کہ لوگ حضور کے آس پاس حلقہ باندھے بیٹھے ہیں۔ جب حضور کی نظر مجھ پر پڑی تو فرمایا مرحبا بک یا سواد بن قارب قد علمنا ما جاء بک۔ سواد نے عرض کیا، ہم اس کی ... میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے چند شعر کہے ہیں اجازت ہو تو پیش کروں۔ حضور نے اجازت دی۔ سواد نے قصیدہ پیش کیا، اس میں اپنے ... کا واقعہ بیان کیا پھر نبی کی بعثت ... میں اپنے ایمان کا اعلان کیا۔ چند شعر آپ بھی سنیے۔

① فَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ لَا رَبَّ غَيْرُهٗ — وَاَنَّكَ مَأْمُوْنٌ عَلٰى كُلِّ غَائِبِ
② وَاَنَّكَ اَدْنَى الْمُرْسَلِيْنَ وَسِيْلَةً — اِلَى اللّٰهِ يَا ابْنَ الْاَكْرَمِيْنَ الْاَطَايِبِ
③ فَمُرْنَا بِمَا يَأْتِيْكَ يَا خَيْرَ مُرْسَلٍ — وَاِنْ كَانَ فِيْمَا جَاءَ شَيْبُ الذَّوَائِبِ
④ وَكُنْ لِّيْ شَفِيْعًا يَوْمَ لَا ذُوْ شَفَاعَةٍ — سِوَاكَ بِمُغْنٍ عَنْ سَوَادِ بْنِ قَارِبِ

ترجمہ ① میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی رب نہیں ہے اور آپ ہر قسم کے غیبوں کا امین بنایا گیا ہے۔
② اے معزز اور پاکیزہ لوگوں کے فرزند! تمام رسولوں میں سے آپ کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں بہت قریب ہے۔
③ جو حکم آپ کے پاس آتا ہے ہمیں اس کا حکم دیجئے ہم اس کی تعمیل کریں گے خواہ اس کی تعمیل میں ہمارے بال ہی سفید ہو جائیں۔
④ یا رسول اللہ! اس روز میرا شفیع بن جانا جس روز حضور کے بغیر کسی کی شفاعت کوئی فائدہ نہ پہنچا سکے گی۔

يَرَوْا أَنَّ اللّٰهَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْىَ بِخَلْقِهِنَّ

نہ جانا کہ وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور ذرا تھکا نہیں۔ ان کے بنانے میں

بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْـِۧىَ الْمَوْتٰى ۚ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۳﴾

وہ خود اس پر قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کر دے [illegible] بلکہ وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ۭ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ

اور جس روز کفار آگ کے سامنے لائے جائیں گے (ان سے کہا جائے گا) کیا یہ حق نہیں۔

قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۴﴾

کہیں گے ہاں ہمارے رب کی قسم حق ہے [illegible] ارشاد ہوگا تو اب چکھو عذاب اپنے کفر کے باعث جو تم کیا کرتے تھے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] چنانچہ [illegible] کتاب خروج باب ۳۱ کی آیت ۱۷ میں ہے

"اس لیے کہ چھ دن میں خداوند نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور ساتویں دن آرام کر کے تازہ دم ہوا"

[illegible] قرآن کریم [illegible] اس آیت [illegible]

[illegible]

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ۚ

پس اے حبیب! آپ صبر کیجیے جس طرح اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا تھا ۴۳ اور ان کے لیے (عذاب) مانگنے میں جلدی نہ کیجیے

كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّن نَّهَارٍ ۚ

جس روز وہ اس عذاب کو دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تو خیال کریں گے کہ وہ (دنیا میں) نہیں ٹھہرے تھے مگر دن کی فقط ایک گھڑی۔

بَلَاغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ ۝

یہ پیغام حق ہے۔ پس کیا نافرمانوں کے علاوہ بھی کسی کو ہلاک کیا جائے گا ۴۴

[illegible]

۴۳ ۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہیں کہ اے حبیب! کفار کی فتنہ انگیزیاں، فتنہ پردازیاں اور اسلام کے خلاف ان کی سازشیں [illegible]

۴۴ ۔ [illegible]

○

الحمد لله أهل الحمد وولي الشكر

وعلى حبيبه المصطفى وصفيه المجتبى التحية والثناء

اللهم صل على سيدنا ومولانا محمد وعلى آل سيدنا ومولانا محمد وبارك وسلم

فاطر السموات والارض انت وليي في الدنيا والآخرة توفني مسلما والحقني بالصالحين

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نام: اس سورۂ مبارکہ کے دو مشہور نام ہیں۔ سورۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور سورۃ القتال۔ اس سورت میں جو [illegible] وارد ہوئے ہیں۔ دوسری آیت میں یہ نام آیا ہے۔ یہاں اس سورت کا نام [illegible] کی خصوصیت [illegible] ہے اسی طرح [illegible] اس سورت کی آیت ۲۰ میں قتال کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس لیے اس سورت کا یہ نام بھی رکھا گیا۔ اس سورت میں اسلام اور کفر کے درمیان جنگ کا ذکر اور اس کے احکام بیان کیے گئے ہیں۔

زمانۂ نزول: [illegible]

[illegible]

الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے راستے میں ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں۔ مگر حد سے تجاوز نہ کرو بے شک

اللہ تعالیٰ بے انصافوں کو دوست نہیں رکھتا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہوتا ہے جس کی مدد [illegible] کرتا ہے۔

[illegible]

اسلام کے جانبازوں اور غیور سپاہیوں کو آیت ۳۵ میں ایک خصوصی حکم دیا کہ جنگ میں حالات کتنے ہی ناموافق کیوں نہ ہوں، کمزوری مت دکھاؤ، صلح کی درخواست مت کرو۔ اگر تم نے کمزوری کا مظاہرہ کیا یا صلح کے لیے اپنی بے تابی کا اظہار کیا تو دشمن جری ہو جائے گا۔ تمہاری اس پیش کش کو کمزوری اور بزدلی پر محمول کرے گا۔ تم خوب جانتے ہو کہ اس کا انجام کتنا خطرناک ہوتا ہے۔ نیز تم ہی سربلند ہو گے کیونکہ حق تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔ تمہاری محنت اور کوشش کو وہ ضائع نہیں ہونے دے گا

آخر میں مال جہاد کی طرف متوجہ کیا۔ اگر اسلام کو تمہارے مال کی ضرورت پڑے تو فراخ دلی سے اس کو پیش کرو۔ اگر تم نے مال خرچ کرنے میں بخل سے کام لیا تو اس سے اللہ تعالیٰ کو تو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا البتہ تمہارا استیصال ہو جائے گا اور تمہاری جگہ یہ عزت کسی اور کو بخش دی جائے گی۔ پھر تم ہاتھ ملتے رہ جاؤ گے۔ حق تعالیٰ کے دین کا کام تو رکتا نہیں۔ جب تک کوئی قوم اس کی شیدا رہے گی تو وہ سرفروشانہ شوق سے یہ خدمت بجا لانے کے لیے اپنے آپ کو پیش کرے گی۔

السنی کے علاوہ دوستو! اس پُرجلال آیت کو بار بار پڑھیں۔ وَإِن تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوٓا أَمْثَالَكُم۔

سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ مَّدَنِيَّةٌ وَّهِيَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ثَمٰنٍ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ محمد اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے ۳۸ آیات رکوع ۴

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝

جنہوں نے انکارِ حق کیا اور دوسروں کو اللہ کی راہ سے روکتے رہے اللہ نے ان کے عملوں کو برباد کر دیا ؎۱

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور ایمان لائے اس پر جو اُتارا گیا محمد ﷺ پر اور وہی

۱؎ جو لوگ حق کو قبول نہیں کرتے اور اس سے منہ موڑ بیٹھے پر اصرار کرتے ہیں وہ دو طرح خود ہی اپنا نقصان کرتے ہیں پہلا نقصان تو یہ کہ ان کی اپنی زندگی راہِ راست سے محروم رہتی ہے وہاں اندھیرا ہی اندھیرا ہوتا ہے جس کی ساری عمر ٹھوکریں کھاتے گزر جاتی ہے جیسا کہ [illegible] انہیں درست کی ہی [illegible] تمام باتیں ان کا [illegible] کر دیتا ہے۔ دوسرا نقصان یہ ہے کہ ان کا وجود دوسرے لوگوں کے لیے حجاب بن جاتا ہے [illegible] کہ ان کی گمراہی کی تقلید کرنے لگتے ہیں۔ نیز حق سے انہیں [illegible] کہ وہ حق اور صداقت کی ترقی میں روڑے اٹکاتے ہیں اور لوگوں کو طرح طرح سے حق سے متنفر کرتے رہتے ہیں۔ [illegible] لوگوں کی قسمت میں یہی ذلت ہے۔ خود بھی حق کو قبول کرنے سے گریزاں رہے اور دوسرے لوگوں کو بھی حق سے دور کرنے کے لیے کوشش کرتے رہے۔ اس سے بڑی بدبختی اور کیا ہو سکتی ہے

ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا کہ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ان کے اعمال ضائع [illegible] لوگ [illegible] انہیں [illegible] نصیب نہیں ہوتی بظاہر جو نیک کام وہ کرتے ہیں آخرت میں انہیں ان کا کوئی صلہ نہیں ملے گا [illegible] کو قدم قدم پر [illegible] انہیں [illegible] کی سعادت سے محروم کر دیا گیا دنیا میں [illegible] جو چیزیں انہیں مطلوب تھیں وہ ان کے لیے وبال بن گئیں۔

وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ کا ایک مفہوم یہ بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کو ناکام کرنے کے لیے جو جو منصوبے [illegible] کے خلاف [illegible] اسلام کو ختم کرنے کے لیے جو [illegible] وہ سب ناکام ہو کر رہ گئے ان کی ساری کوششوں کے باوجود اسلام کا آفتابِ اقبال بلند ہوتا گیا [illegible] بِفَضْلِ حَقٍّ وَعَدْلِهِ [illegible]

تعالیٰ [illegible] وقدرتہ العالی

الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ② ذٰلِكَ

حق ہے ان کے رب کی طرف سے اللہ تعالیٰ نے دور کر دیں ان سے ان کی برائیاں اور سنوار دیا ان کے حالات کو ۔ یہ اس

بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا

لیے کہ جنہوں نے کفر کیا وہ باطل کی پیروی کرتے تھے اور جو ایمان لائے تھے وہ حق کی پیروی کرتے تھے جو

الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ③ فَاِذَا لَقِيْتُمُ

ان کے رب کی طرف سے تھا ۔ اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ لوگوں کے لیے ان کے حالات ۔ پس جب میدان جنگ میں

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ۭ حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا

تمہارا کفار سے آمنا سامنا ہو تو ان کی گردنیں اڑا دو یہاں تک کہ جب انہیں خوب قتل کر دو اور کچل کر رکھ دو

[illegible] لغت میں ماننے اور تصدیق دونوں معنی میں مستعمل ہوتا ہے لیکن یہاں [illegible] کا مفہوم [illegible] گیا۔ اس کے برعکس جو خوش نصیب دولت ایمان سے مالا مال ہوئے [illegible] رسول [illegible] کی اتباع کر کے اعمال اور عبادات صالحہ کے ساتھ [illegible] قرآن کریم جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل کیا اس کو تسلیم کر لیا ان کے ساتھ [illegible] وعدہ ہے کہ اگر [illegible] ہوئے ہیں تو وہ سب معاف کر دیے جائیں گے [illegible] کی [illegible] خرابیاں ان میں پیدا ہو گئی ہیں وہ دور کر دی جائیں گی سب درست ہو جائیں گے [illegible] قدم [illegible] کے زیر سایہ [illegible] رہا ہے۔

سے لفظ بال کی تشریح کرتے ہوئے علامہ زبیدی لکھتے ہیں کہ مجاہد نے اس کا معنی شان، قتادہ نے اس کا معنی حال اور ابن عباس نے اس کا معنی امر کیا ہے۔ مفہوم کے لحاظ سے ان میں کوئی فرق نہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے حالات کو درست کر دیا ہے۔ پہلے وہ مفلس و نادار تھے اب وہ تونگر اور مالدار ہیں۔ پہلے وہ [illegible] کے [illegible] سمجھے جاتے تھے اب [illegible] ان کے دامن رحمت میں پناہ تلاش کرتے ہیں۔ پہلے [illegible] کی [illegible] عرب میں [illegible] رہا ہے۔

سے دونوں گروہوں کے ساتھ جو الگ الگ برتاؤ کیا گیا ہے، وجہ اس کی یہ بتائی کہ وہ باطل کا پرستار ہے۔ جو شخص جھوٹ اور گناہ کا پیروکار ہو گا اسے [illegible] اور جو شخص حق کی پیروی کرے گا [illegible] کامیابی اس کے قریب آ جائے گی۔ [illegible] اس کی طرف بڑھے گی۔

سے پہلے کفار کے [illegible] اور [illegible] کے مقابلہ میں [illegible] اسلام کی [illegible]

الْوَثَاقَ ۙ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ۚ

رسیاں سخت بعد ازاں یا تو احسان کرکے ان کو رہا کردو یا ان سے فدیہ لو یہاں تک کہ جنگ رکھ دے اپنے ہتھیار۔ ذلک سے ف

[illegible]

ف [illegible]

ف [illegible] کس طرح کا سلوک کیا جانا چاہیے [illegible]

والصواب من القول عندنا ان هذه الآية محكمة ليست منسوخة کہ صحیح قول یہ ہے کہ یہ آیت محکم ہے منسوخ نہیں ہے۔ [illegible] حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible]

احادیث میں جہاں کسی اسیر کو قتل کرنے کا ذکر آیا ہے وہاں مخصوص حالت کی بنا پر ایسا کیا گیا ہے۔ اس آیت کی وضاحت امام ابو عبید القاسم ابن سلام (ولادت [illegible] وفات [illegible]) نے اپنی تصنیف کتاب الاموال میں کی ہے جو بہت عمدہ ہے۔ طوالت کلام کی صورت میں اس کا خلاصہ پیش ہے۔

ابو عبید فرماتے ہیں۔ حدیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ مشرکین اسیران جنگ کے ساتھ تین طرح کا سلوک روا رکھا جاتا تھا۔ من، فدا، قتل۔ قرآن حکیم میں بھی ان کا ذکر ہے۔ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً۔ اس میں پہلی اور دوسری صورت کا بیان ہے۔ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ الآیۃ میں تیسری صورت کا ذکر ہے۔ احسان و مروت کی شکل یہ ہے کہ حضور کا حکم ہے۔ اس روز حضور کی طرف سے ایک منادی کرنے والے نے اعلان کیا: لا یجھزن علی جریح ولا یتبعن مدبر ولا یقتلن اسیر ومن اغلق بابہ فھو آمن۔ یعنی زخمی کا کام تمام نہ کیا جائے، پیٹھ پھیرنے والے کا تعاقب نہ کیا جائے، کسی قیدی کو قتل نہ کیا جائے اور جس نے اپنا دروازہ بند کر لیا وہ امن میں ہے۔ چنانچہ مکہ کے موقع پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چند قیدیوں کے سوا سب کو رہائی دے دی اور معاف فرما دیا اور ان چار کا استثنا فرمایا ان کی خاص وجوہات تھیں۔ جبیر بن مطعم وہاں کے سرداروں کی طرف سے حاضر ہوا اور معاف فرما دیا۔ بدر کے اسیران جنگ کے بارے میں جبیر بن مطعم بتایا کرتے ہیں کہ بدر کے قیدیوں کی سفارش کرنے کے لیے حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اس وقت حضور مغرب یا عشاء کی نماز پڑھ رہے تھے۔ جب حضور نے یہ آیت تلاوت کی اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ یعنی تیرے رب کا عذاب ضرور واقع ہونے والا ہے کوئی اسے روک نہیں سکتا تو دہشت کے مارے میرا دل پھٹنے لگا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ سے اپنی حاضری کی وجہ عرض کی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لو کان الشیخ ابوک حیا فاتانا فیہم شفعناہ۔ یعنی مطعم بن عدی۔ یعنی اگر تمہارا بوڑھا باپ زندہ ہوتا اور ان کی شفاعت کرتا تو ہم اس کی شفاعت قبول کر لیتے۔

یہ واقعات نقل کرنے کے بعد امام ابو عبید لکھتے ہیں فھذہ سنن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی المن وقد عمل بھا الائمۃ بعدہ (کتاب الاموال ص [illegible])

بعض قیدیوں کے ساتھ احسان کرنے کا طریقہ حضور کے خلفاء نے بھی اپنایا۔ چنانچہ اسلام سے مرتد ہونے والوں کے بعد ارتداد کے جرم میں جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے تمام قیدیوں کو آزاد کر دیا۔

فدیہ کے متعلق علامہ آلوسی نے تصریح کی ہے کہ امام صاحب کا ایک قول یہ ہے کہ مسلمان قیدیوں کے ساتھ غیر مسلم قیدیوں کا تبادلہ کیا جائے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ایسا تبادلہ جائز نہیں۔ امام محمد، امام ابو یوسف، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد کا یہی قول ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں الامام ان یختار مصلحۃ المسلمین فی الاسری بین القتل والاسترقاق والمن والفداء لا غیر بالاسری المسلمین او بمال۔ یعنی امام قیدیوں کے متعلق ان چار امور میں سے کسی ایک کو اختیار کر سکتا ہے جو مناسب ہو۔ قتل کرنے، فدیہ لے کر چھوڑنے، یا بلا عوض آزاد کرنے یا غلام بنا لینے کا اختیار ہوتا ہے۔

اس کے بعد لکھتے ہیں وعنہ فی روایۃ وھو الظاھر فی المتون من الامام ابی حنیفۃ فی السیر الکبیر میں امام محمد نے ذکر کی ہے اور حضرت امام کا یہی قول اظہر اور اشہر ہے۔

ذٰلِكَ ۛ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا۟ بَعْضَكُمْ

یہی حکم ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو خود ہی ان سے بدلہ لے لیتا لیکن وہ آزمانا چاہتا ہے تم میں بعض کو

بِبَعْضٍ ۗ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ④

بعض سے۔ اور جو مارے گئے اللہ کی راہ میں پس وہ ان کے اعمال ضائع نہیں کرے گا۔

امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ قیدیوں کی تقسیم سے پہلے تو [illegible] تقسیم کے بعد نہیں اور امام محمد کے نزدیک ہر وقت جائز ہے۔ [illegible] حدیث پیش کی ہے [illegible] مروی ہے کہ [illegible] حضرت ابو بکر کی قیادت میں ایک سریہ [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible]

[illegible] مسلمان قیدی [illegible]

[illegible] مسلمان [illegible] بالصواب [illegible]

[illegible] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

[illegible]

[illegible]

غزوہ اُحد کے معرکہ میں مسلمان کثرت سے شہید اور زخمی [illegible] اُعْلُ هُبَل [illegible] مسلمانوں نے جواب میں نعرہ لگایا اللہ اعلیٰ و اجل [illegible]

سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ۚ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ⑥

وہ جلد ہی انہیں بلند منزلیں پہنچا دے گا اور سنوار دے گا ان کے حالات کو اور داخل کرے گا انہیں جنت میں جس کی پہچان اس نے انہیں کرا دی ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ⑦

اے ایمان والو! اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد فرمائے گا اور جما دے گا تمہارے قدم ١٣

لڑائی کا پانسہ پلٹ رہا ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا اے عمر! تم جواب دو ہماری اور تمہاری برابری کیسے ہو سکتی ہے۔ ہمارے مقتول اللہ تعالیٰ کے ہاں زندہ ہیں اور تمہارے مقتول دوزخ کا ایندھن۔ مشرکین نے کہا ان لنا العزی ولا عزی لکم ہمارا عزی ہے اور تمہارا کوئی عزی نہیں۔ فقال المسلمون: اللہ مولانا ولا مولیٰ لکم۔ مسلمانوں نے جواب میں کہا اللہ تعالیٰ ہمارا مددگار ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔

فلن یضل اعمالھم کا یہ بھی معنی ہے یعنی ان شہیدانِ حق کی قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی بلکہ ان پر خوشگوار نتائج مرتب ہوں گے۔ اس قربانی کا صلہ یہی نہیں کہ جنت میں بہترین محلات میں وہ تشریف فرما ہوں گے اور ان کی حسرت کہ ان کی جو نمایاں ہے کہ ان کی قوم کو عزت و سربلندی نصیب ہوگی اور جس مقصد کے لیے انہوں نے اپنی جانیں نثار کی تھیں، وہ مقصد حاصل ہوگا۔ حق کی روشنی سے کرۂ ارض میں اجالا ہو جائے گا۔ ان پاکبازوں نے جان دے کر اتنے عظیم مقاصد حاصل کیے، ان سے بڑھ کر اور کون خوش نصیب ہو سکتا ہے۔

١١ یعنی جنت اور رضائے الٰہی کی ذی شان منزل تک انہیں رسائی حاصل ہو جائے گی۔ وہاں کی نعمتوں اور مسرتوں سے نوازا جائے گا۔ ان کی حالت درست کر دی جائے گی۔ وہاں کے حالات سنوار دیے جائیں گے یعنی جو لغزشیں ان سے بھول چوک میں ہو گئی تھیں، جن گناہوں کا ان سے ارتکاب ہوا تھا وہ سب معاف کر دیے جائیں گے۔ عزت اور رحمت کے نزول سے ان کا شمار ہوگا۔

اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ ان کی برکت سے دوسرے لوگ راہِ ہدایت پر گامزن ہو جائیں گے۔ ان کی قوم کی بگڑی ہوئی حالت سنور جائے گی۔ شکست و نامرادی کے جو داغ ان کی قوم کے چہرے کو بدنما بنا رہے تھے وہ دھل جائیں گے اور کامرانی کا سورج ان پر ضوفشانی کرنے لگے گا۔

١٢ جب جنت میں قدم رکھیں گے تو اپنے محلات کی طرف اس طرح جائیں گے جیسے وہ مدت سے یہاں آباد ہیں اور یہیں رہتے ہیں، ان کے جانے پہچانے ہیں۔ کسی سے پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں۔

١٣ دین اور رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدد کو اللہ تعالیٰ کی مدد فرمایا گیا ہے۔ جان کی بازی لگانے والوں کے لیے اس سے بڑھ کر مژدہ کیا ہو سکتا ہے۔ وہ مجاہد جن کی نصرتِ الٰہی پشت پناہی کر رہی ہو، جن کے ہر معرکہ میں تائیدِ ایزدی ان کے دلوں کی ڈھارس بندھا رہی ہو، دشمن کا کوئی حملہ ان کے قدموں میں لغزش پیدا کر سکتا ہے؟ آپ ہی بتائیے کہ دنیا کی کوئی طاقت ان کو

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا

اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لیے ہلاکت ہے [illegible] اور ان کے اعمال [illegible] یہ اس لیے کہ انہوں نے [illegible]

مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا

جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا [illegible] ان کے اعمال [illegible] کیا [illegible] سیر و سیاحت نہیں کی [illegible] دیکھتے

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۡ وَلِلْكٰفِرِيْنَ

کہ کیسا انجام ہوا ان منکروں کا جو ان سے پہلے گزرے اللہ تعالیٰ نے ان پر [illegible] اور کافروں کے لیے [illegible]

اَمْثَالُهَا ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ

کی علامات ہیں یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا مددگار ہے اور کفار کا [illegible] کوئی

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible] التعس [illegible]

[illegible]

[illegible] ضائع ہو گئی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَا مَوْلٰى لَهُمْ ﴿۱۱﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

مددگار نہیں ۔ بے شک اللہ [illegible] ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۗ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَ

[illegible] اور

يَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ﴿۱۲﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ

[illegible] ان کا ٹھکانا ہے اور بہت سی بستیاں تھیں

هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَهُمْ ﴿١٣﴾ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ

[illegible]

وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿١٤﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ

[illegible]

مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ

[illegible]

خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى وَلَهُمْ فِيْهَا

[illegible]

مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ كَمَنْ هُوَ خٰلِدٌ فِي النَّارِ

[illegible]

وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿١٥﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حَتّٰۤى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا

حتیٰ کہ جب نکلتے ہیں آپ کے پاس سے تو کہتے ہیں اہل علم سے کہ یہ صاحب ابھی ابھی کیا کہہ رہے تھے ۲۳

اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ اتَّبَعُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ ۝ وَ الَّذِيْنَ

یہی وہ بدقسمت ہیں، مہر لگا دی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور وہ پیروی کرتے ہیں اپنی خواہشوں کی اور جو لوگ راہ

اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّ اٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ ۝ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا

ہدایت پر چلے اللہ تعالیٰ نے بڑھا دیا انہیں ہدایت میں اور عطا فرما دی انہیں ان کی پرہیزگاری ۲۴ پس کیا یہ لوگ انتظار کر رہے ہیں

السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ

قیامت کا کہ آ جائے ان پر اچانک ۲۵ بے شک اس کی نشانیاں تو آ ہی چکی ہیں ۲۶ تو جب قیامت آ جائے گی تو کب ان کو نصیحت

۲۳ جمعہ کے خطبہ اور دیگر مجالس میں اہل ایمان کے ساتھ منافقین بھی شریک ہوا کرتے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات طیبات اہل ایمان تو ہمہ تن گوش ہو کر سنتے اور اپنے دلوں میں محفوظ کر لیتے لیکن منافقین حضور کے فرمان سنتے تو ان کی طبیعت پر بوجھ گراں گزرتے۔ جب مجلس برخاست ہوتی تو صحابہ کرام سے پوچھتے کہ ابھی ابھی حضور نے کیا فرمایا۔ وہ دراصل لوگوں سے کہنا چاہتے کہ ہمیں تو کچھ سمجھ نہیں آیا، ہم کچھ نہیں سمجھ سکے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے اور وہ صرف اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی ہی کرتے رہتے ہیں۔ انہیں حضور علیہ السلام کے ارشادات کیسے یاد رہ سکتے ہیں۔

۲۴ جو نیک بخت حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات اور کلام بلاغت نظام سے ہدایت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان پر مزید کرم یہ کیا جاتا ہے کہ انہیں علم و بصیرت اور شرح صدر کی دولت سے مالامال کر دیا جاتا ہے اور انہیں احکام الٰہیہ پر عمل کی توفیق بھی بخشی جاتی ہے یا ان چیزوں سے بچا لیا جاتا ہے جو دوزخ میں لے جانے کا باعث بنتی ہیں۔ تقویٰ کے یہ دونوں مفہوم درست ہیں۔

۲۵ حق واضح ہو گیا۔ دلائل و براہین سے شک و شبہ کا غبار چھٹ گیا۔ اس کے بعد بھی یہ لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے۔ کیا وہ اس انتظار میں ہیں کہ اچانک قیامت برپا ہو جائے تب وہ ایمان لائیں گے۔

۲۶ قیامت کی علامات کے بارے میں احادیث نبویہ میں واضح ارشادات ہیں۔ چند ذیل کی احادیث ملاحظہ فرمائیے۔ (قرطبی)

① عن ابی هریرة قال بینما النبی صلی الله علیه وسلم یحدث اذ جاء اعرابی فقال متی الساعة فقال اذا ضیعت الامانة فانتظر الساعة قال کیف اضاعتها قال اذا وسد الامر الی غیر اهله فانتظر الساعة (رواہ بخاری)

ایک روز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گفتگو فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا۔ اس نے پوچھا قیامت کب آئے گی۔ ارشاد فرمایا جب امانت کو ضائع کیا جانے لگے تو اس وقت قیامت کا انتظار کرو۔ اس نے عرض کی امانت ضائع کرنے کی کیا صورت ہوگی۔ فرمایا جب کام نااہلوں کے سپرد کیے جانے لگیں گے تو پھر قیامت کا انتظار کرو۔

② حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد گرامی ہے جس میں ہم سب کے لیے عبرت کے بیشمار سامان ہیں۔ ذرا غور سے پڑھیے:

قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذا اتخذ الفیء دولا والامانة مغنما والزکٰوة مغرما وتُعُلّم لغیر الدین واطاع الرجل امرأته وعق امه وادنی صدیقه واقصی اباه وظهرت الاصوات فی المساجد وساد القوم فاسقهم وکان زعیم القوم ارذلهم واکرم الرجل مخافة شره وظهرت القینات والمعازف وشربت الخمور ولعن آخر هذه الامة اولها فارتقبوا عند ذلک ریحا حمراء وزلزلة وخسفا ومسخا الخ (ترمذی)

ترجمہ: رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مال غنیمت کو ہم باہمی دولت بنا لیا جائے گا اور امانت کو لوٹ کا مال سمجھا جانے لگا اور زکوٰۃ کو تاوان خیال کیا جانے لگا اور دنیوی مقاصد کے لیے دینی تعلیم حاصل کی جائے گی۔ جب مرد اپنی بیوی کا فرمانبردار اور اپنی ماں کا نافرمان ہو جائے گا۔ جب وہ اپنے دوست کو قریب کرے گا اور باپ کو دور بھگائے گا۔ جب مسجدوں میں طرح طرح کی آوازیں بلند ہونے لگیں گی۔ جب فاسق قوم کا سردار بن جائے گا۔ جب رذیل شخص قوم کا قائد ہوگا۔ جب کسی شخص کی عزت اس کی خوبی کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کے شر سے بچنے کے لیے کی جائے گی۔ جب گانے والیاں اور گانا بجانا عام ہو جائے گا۔ جب شراب نوشی شروع ہو جائے گی۔ جب بعد میں آنے والے امت کے پہلے حضرات پر لعنت بھیجیں گے۔ اس وقت سرخ آندھی کا، زلزلہ کا، خسف اور مسخ کا انتظار کرو۔

علامہ آلوسی نے اس موضوع پر کیا خوب لکھا ہے، فرماتے ہیں:

بعض لوگوں نے قیامت کے بارے میں مختلف قسم کی قیاس آرائیاں کی ہیں۔ کسی نے کچھ دعویٰ کیا کسی نے کچھ، بعض نے اس کا وقت مقرر کیا ہے۔ بعض نے فلاسفہ یونان سے دنیا کی عمر سات ہزار سال نقل کی ہے۔ بعض نے چھتیس ہزار برس۔ کل ذلک خبط لا دلیل علیه۔ یہ سب تک بندیاں ہیں۔ ان پر کوئی دلیل نہیں۔ اس سے بڑھ کر عجیب تر وہ بات ہے جو بعض صوفیاء سے منقول ہے کہ قیامت پندرہ سو سات ہجری میں قائم ہوگی۔ علامہ موصوف آگے لکھتے ہیں: وستعلم من مثل ذلک عند التحقیق ما قال ان یعول علیه او یلتفت الیه والحزم والجزم عندی انه لا یعلم ذلک الا اللطیف الخبیر۔ (روح المعانی)

یعنی تو جانتا ہے کہ اس قسم کی بے سروپا باتیں قابل التفات ہی نہیں۔ احتیاط اور یقین کا فیصلہ یہ ہے کہ قیامت کے آنے کو صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو لطیف و خبیر ہے۔

ذِكْرٰىهُمْ ﴿١٨﴾ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ

آ جائے تو کہاں نصیب ہوگا انہیں ان کا نصیحت قبول کرنا۔ پس جان لو کہ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے اور مغفرت طلب کیجئے

اہل ایمان کی سعادت اور کفار کی شقاوت کا حال بیان کرنے کے بعد اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا جا رہا ہے کہ توحید کا جو عرفان کامل جناب کو بخشا گیا ہے اسے ہمیشہ پیش نظر رکھیے۔ علماء فرماتے ہیں کہ اس بات میں تو کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا علم حضور کو ان آیات سے حاصل نہیں ہوا بلکہ روز الست سے حاصل ہے۔ اس لیے یہاں فاعلم کا معنی اثبت ہے یعنی آپ اسی پر ثابت قدم اور پختہ رہیے۔ لیکن بعض علماء نے فرمایا کہ حضور کو اس عقیدہ پر ثبات و پختگی تو پہلے سے حاصل ہے اس لیے فاعلم بمعنی تفکر ہے یعنی اس حقیقت کو پیش نظر رکھیے۔

علامہ قرطبی نے اس کے دو معنی ذکر کیے ہیں یعنی ① استغفر اللہ ان یقع منک ذنب یعنی آپ اس بات سے اللہ کی مغفرت طلب کریں کہ آپ سے کوئی گناہ سرزد ہو۔ یہی معنی ترجمہ میں اس کے مطابق کیا ہے۔

② استغفر لیعصمک من الذنوب یعنی استغفار کیجیے تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کو گناہوں سے بچائے رکھے۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درجات میں ہر لحظہ اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اور جب بلند درجہ پر آپ فائز ہوتے تو جب نیچے والے درجہ پر نگاہ پڑتی تو اس درجہ کے مقابلہ میں اسے قصور محسوس ہوتا اس لیے حضور کثرت سے استغفار کیا کرتے۔ وقیل لکون سیدنا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی کل لحظۃ عروج من مقام الی مقام اعلی مما کان فیہ۔ فیکون ما عرج منہ فی نظرہ الشریف ذنبا بالنسبۃ الی ما عرج الیہ فیستغفر منہ۔ روح المعانی

عارف باللہ حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس حکم میں دو حکمتیں ہیں۔ ① اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے احکام کی بجا آوری میں جتنی بھی کوشش کی جائے انسان پر لازم ہے کہ اپنے قصور کا اعتراف کرتا رہے اور یہ کہے کہ جیسا کچھ کرنا چاہیے تھا ویسا نہیں ہو سکا کیونکہ حق تعالیٰ کے جو بے پایاں احسانات ہیں ان کا حق شکر ادا نہیں ہو سکتا یہ انسان کا کام ہی نہیں۔ هضم النفس واظهار التقصير في العبودية بالنسبة الى جلال الربوبية وعظمته۔ یعنی آپ اندازہ فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کے پیش نظر اپنی تقصیر کا اعتراف کیجیے

② دوسری حکمت یہ ہے کہ استغفار امت کے لیے سنت بن جائے

امام فخرالدین رازی نے اس آیت کے ضمن میں لکھا ہے کہ اس آیت کی دو توجیہیں کی گئی ہیں۔ ایک توجیہ یہ ہے کہ خطاب اگرچہ حضور سے ہے لیکن مراد امت ہے۔ یہ توجیہ درست نہیں کیونکہ مومنین کے لیے استغفار کا علیحدہ حکم ہے۔ دوسری توجیہ یہ ہے کہ یہاں ذنب سے مراد گناہ یا خطا نہیں بلکہ ترک افضل ہے۔ محققین علماء نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات والا صفات اس سے منزہ ہے کہ وہ افضل کو چھوڑ کر غیر افضل کریں۔ اس لیے امام رازی نے ایک اور توجیہ پیش کی ہے۔ فرماتے ہیں ان المراد توفیق العمل الحسن واجتناب العمل القبیح۔ یعنی نیک عمل کی توفیق اور برے اعمال سے اجتناب۔ کیونکہ استغفار کا معنی طلب غفران

وَالْمُؤْمِنٰتِ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ۟ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ

[illegible]

اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا

[illegible]

الْقِتَالُ ۙ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَأَوْلَىٰ لَهُمْ ۝ طَاعَةٌ وَقَوْلٌ مَعْرُوفٌ ۚ

جیسے کوئی بے ہوش ہو موت کی غشی طاری ہو پس ان کے لیے بہتر تو یہ تھا کہ اطاعت کرتے اور اچھی بات کہتے

فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللَّهَ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ ۝ فَهَلْ عَسَيْتُمْ

پھر جب حکم قطعی ہو چکا تو اگر وہ سچے رہتے اللہ تعالیٰ سے تو یہ ان کے لیے بہتر ہوتا پھر تم سے یہی توقع ہے کہ

إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ۝ أُولَٰئِكَ

اگر تم کو حکومت مل جائے تو فساد برپا کرو گے زمین میں اور قطع کرو گے اپنے رشتوں کو یہی وہ لوگ ہیں جن پر

ف۱ [illegible] کی اطاعت کرتے اور جب جہاد کے بارے میں قطعی حکم نازل ہو گیا [illegible] کی جا سکتی ہے کہ وہ اہل ایمان [illegible]

[illegible] ① [illegible] ② [illegible]

ف۳ اس آیت میں [illegible] آیت میں تولیتم کے دو معنی ہو سکتے ہیں اول، تولیتم ای اعرضتم عن الاسلام [illegible] جاہلیت کی طرف [illegible]

دوم تولیتم ولایت سے [illegible]

الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ ﴿٢٣﴾ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ

اللہ نے لعنت کی ہے ان پر پس انہیں بہرا کر دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ۳۳ کیا یہ لوگ غور نہیں کرتے

الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ﴿٢٤﴾ إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِم

قرآن میں یا ان کے دلوں پر قفل لگا دیے گئے ہیں۔ بے شک جو لوگ پیٹھ پھیر کر پیچھے ہٹ گئے

مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ ﴿٢٥﴾

باوجودیکہ ان پر ہدایت روز روشن کی طرح ظاہر ہو چکی تھی شیطان نے انہیں فریب دیا اور انہیں جھوٹی آس دلائی ۳۴

ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ

یہ اس لیے کہ انہوں نے کہا ان لوگوں کو جنہوں نے ناپسند کیا جو اللہ نے اتارا کہ ہم تمہاری بعض باتوں میں اطاعت

الْأَمْرِ ۖ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ ﴿٢٦﴾ فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ

کریں گے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے ان کے پوشیدہ مشوروں کو ۳۵ پس ان کا کیا حال ہوگا جب فرشتے ان کی روحیں قبض کریں گے اور مارتے ہوں گے

۳۳ یہی وہ بدنصیب ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے۔ ان کی بدعملیوں اور ان کے ظلم و عدوان کے باعث ان کے کان بہرے ہو گئے ہیں۔ وہ حق کی صدائے دلنواز سن ہی نہیں سکتے۔ ان کی آنکھیں اندھی ہو گئی ہیں۔ نور ہدایت انہیں نظر ہی نہیں آتا۔

۳۴ حق جب کھل کر سامنے آ جاتا ہے تو اس کی کشش بڑی طاقتور ہوتی ہے۔ ان کو اپنی طرف جذب کیے بغیر نہیں رہتی۔ اس کے باوجود جو لوگ حق کو قبول کرنے سے روگردانی کرتے ہیں اور الٹے پاؤں پیچھے ہٹ جاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ شیطان ان کے غلط عقائد اور برے اعمال کو ان کے سامنے آراستہ و پیراستہ کر کے پیش کرتا ہے۔ ان کو جھوٹی تسلیاں دیتا رہتا ہے۔ ان کے دل میں ڈالتا ہے کہ ابھی تو عنفوان شباب ہے، صحت اچھی ہے، زندگی کے بہت دن باقی ہیں۔ اس طرح ان کو حق سے دور کر دیتا ہے۔ سول لھم زین لھم خطایاھم یعنی ان کے گناہوں کو ان کے سامنے خوبصورت بنا کر پیش کرتا ہے۔ املی لھم مد لھم الشیطان فی الامل ووعدھم طول العمر۔ یعنی شیطان نے انہیں بڑی لمبی امیدیں دلائیں اور ان سے وعدہ کیا کہ تمہاری عمریں بڑی لمبی ہوں گی۔ تم بعد میں توبہ کر لینا کہ جب بڑھاپا آئے گا اس وقت توبہ کر لینا۔

۳۵ منافقین در پردہ مشرکوں سے ساز باز کرنے میں مصروف رہتے تھے اور انہیں یقین دلاتے تھے کہ اگرچہ بظاہر مسلمان

وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوا

مارتے ہوں گے ان کے چہروں اور پشتوں پر ف۳۲ یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے پیروی کی اس کی جو اللہ کو ناراض کرتی ہے اور ناپسند کیا

رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ۝ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ

اس کی خوشنودی کو پس اس نے ان کے اعمال ضائع کر دیے ف۳۳ کیا خیال کرتے ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے کہ اللہ تعالیٰ

أَنْ لَنْ يُخْرِجَ اللّٰهُ أَضْغَانَهُمْ ۝ وَلَوْ نَشَاءُ لَأَرَيْنَاكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ

ظاہر نہیں کرے گا ان کے دل کے کھوٹوں کو ف۳۴ اور اگر ہم چاہیں تو آپ کو دکھا دیں یہ لوگ ف۳۵ سو آپ پہچان لیتے ہیں

بنے ہوئے ہیں لیکن اگر مسلمانوں پر حملہ کیا گیا تو ہم تمہارا ساتھ دیں گے، یہ میدان جنگ میں نہیں آئیں گے تم ہماری طرف سے مطمئن رہو۔ منافقین کی یہ تقریریں اگرچہ بڑی خفیہ تھیں لیکن اللہ تعالیٰ سے تو پوشیدہ نہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی سازشوں سے آگاہ کر دیا۔

ف۳۲ یعنی کفار و منافقین کی روحیں جب قبض کریں گے تو فرشتے مار مار کر نکالیں گے۔ بعض علماء کے نزدیک اس سے مراد جنگ کی صورت میں مسلمانوں کے ساتھ ان کی ذلت کا اظہار ہے۔

ف۳۳ ان کی عبادت کی قدر و قیمت کیوں نہیں رہی اس کی وجہ بیان کی جا رہی ہے۔

ف۳۴ منافقین بغض و عناد اور بیماری دل کے باوجود اپنے دلوں کے بغض کو چھپانے کی بڑی کوشش کرتے ہیں لیکن کیا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اپنے نفاق کو چھپانے میں کامیاب ہو جائیں گے اور ان کے دلوں میں اسلام کے خلاف نفرت و عداوت کے جو شعلے بھڑک رہے ہیں کسی کو ان کی خبر نہ ہوگی۔ یہ ان کی خام خیالی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا پردہ چاک کر دے گا اور ان کے دلوں کے بھید سارے آشکارا ہو جائیں گے۔ اضغان جمع ہے ضغن کی، بمعنی بغض و کینہ۔ الضغن والضغینة: الحقد (جوہری)

ف۳۵ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ما خفی علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد هذه الآية احد من المنافقین۔ یعنی اس آیت کے نزول کے بعد کوئی منافق حضور پر مخفی نہ رہا۔ حضور ان کو ان کے چہروں اور بشروں کے ساتھ پہچان لیتے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو منافقین کا علم عطا فرما دیا تھا۔

حضور کی اس بات کی تکمیل اس وقت ہو گئی جب حضور کو منافقین کے بارے میں یہ ارشاد ہوا وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ۔ آپ کسی منافق کی نماز جنازہ نہ پڑھیے اور کسی کی قبر پر تشریف نہ لے جائیے۔ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِیَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِیَ عَدُوًّا۔ اے حبیب! آپ منافقین کو فرما دیجئے کہ تم کبھی میرے ساتھ جہاد کے لیے روانہ نہ ہو گے اور میرے ساتھ مل کر کسی دشمن کے ساتھ جنگ نہ کرو گے۔

بِسِيمٰهُمْ ۚ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَعْمَالَكُمْ ۝

[illegible]

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِينَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِينَ ۙ وَنَبْلُوَا أَخْبَارَكُمْ ۝

[illegible]

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ

[illegible]

مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى ۙ لَنْ يَضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۗ وَسَيُحْبِطُ أَعْمَالَهُمْ ۝

[illegible]

يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوٓا أَعْمَالَكُمْ ۝

اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول کریم کی اور نہ ضائع کرو اپنے عملوں کو

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ

[illegible]

فَلَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۝ فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوٓا إِلَى السَّلْمِ ۖ وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ ۖ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ۞ اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ

اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے وہ ضائع نہیں کرے گا تمہارے اعمال اور تمہاری کوششوں کو۔ یہ دنیوی زندگی تو بس ایک کھیل اور تماشا ہے

وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْـَٔلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ۞

اور اگر تم ایمان لاؤ اور پرہیزگار بن جاؤ تو وہ تمہیں تمہارے اجر عطا کرے گا اور وہ طلب نہیں کرے گا تم سے تمہارے مال ۳۳

اِنْ يَّسْـَٔلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ۞ هٰۤاَنْتُمْ

اگر وہ طلب کرے تم سے تمہارے مال اور اصرار کرے تو تم بخل کرنے لگو اور (یوں) ظاہر کر دے گا تمہاری ناگواریوں کو۔ ہاں تم وہ

دشمن کی کثرت و قوت سے ڈر کر صلح کی درخواست مت کرو۔ یہ تمہاری شان کے منافی ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت تمہیں مغلوب نہیں کر سکتی۔ تم سربلند اور غالب رہو گے۔ اسلام کی سربلندی کے لیے جو تمہاری کوششیں کر رہے ہو اللہ تعالیٰ انہیں ضرور کامیاب کرے گا اسی طرح تم اپنے خون کے جو دریا بہا رہے ہو وہ ضائع نہیں جائیں گے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو صلح کی درخواست میں پہل نہیں کرنی چاہیے۔ اس طرح دشمن دلیر ہو جاتا ہے البتہ اگر اپنے آپ کو کمزور سمجھیں یا محسوس کرنے لگیں کہ دشمن کے تیز و تند حملوں کے سامنے نہ ٹھہر سکیں گے۔ اس کا پوری قوت سے مقابلہ کرنے سے قاصر ہوں تو صلح کی جا سکتی ہے چنانچہ علمائے اسلام نے تصریح کی ہے۔ لا يجوز مهادنة الكفار الا عند الضرورة القوية یعنی کفار کے ساتھ جنگ بندی شدید ضرورت کے بغیر جائز نہیں۔

۳۳ اللہ تعالیٰ تمہیں یہ حکم نہیں دیتا کہ تم اپنے سارے مال اس کی راہ میں خرچ کر دو۔ اس کو تمہاری کمزوریوں کا بخوبی علم ہے۔ اگر وہ تمہیں اپنی ساری دولت خرچ کرنے کا حکم دے تو تم بخل کرنے لگو گے اور تمہارے دلوں میں مال و دولت کی محبت جو مخفی ہے وہ آشکارا ہو جائے گی۔

صاحب تاج العروس ضغن کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں قد ضغن اليه وعليه مال واشتاق وحقد۔ اس لفظ کے معنی ہیں کسی چیز کی طرف مائل ہونا، کسی چیز کا شوق دل میں پیدا ہونا اور کینہ و بغض۔ اس آیت میں یہ دوسرے معنی کی طرف لطیف اشارہ ہو۔ آج جس کا مطلب یہ ہوگا کہ اگر تمہیں اللہ تعالیٰ اسلام کے لیے سب کچھ دینے کا حکم دیتا تو جو محبت تم نے اپنے دلوں میں چھپا رکھی ہے وہ ظاہر ہو جاتی۔ لیکن اگر اس سے مراد اہل ایمان ہوں تو پھر اس سے مراد دولت کی محبت ہوگی کیونکہ ہر شخص صدیق اکبر نہیں ہوتا کہ اپنے محبوب کریم کے اشارۂ ابرو پر گھر کا سارا اثاثہ لا کر قدموں میں ڈھیر کر دے۔ بعض لوگوں کو دولت سے محبت ہوتی ہے وہ کسی نیک کام کے لیے تو دے دیتے ہیں لیکن اگر انہیں سارا مال خرچ کرنے کا حکم دیا جائے اور اس پر اصرار کیا جائے تو بعض لوگ دولت سے یوں ہاتھ دھونا گوارا نہیں کرتے۔ ضغن کے یہ متعدد معانی ہیں، محل اور موقع کی مناسبت سے اس کا معنی

هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَ

وہ لوگ ہو تمہیں دعوت دی جاتی ہے کہ اپنے مال خرچ کرو اللہ کی راہ میں سو تم میں سے بعض بخل کرنے لگتے ہیں اور جو

مَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ

شخص بخل کرتا ہے تو وہ اپنی ذات سے بخل کر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ غنی ہے وہ کسی کا محتاج نہیں بلکہ تم اس کے محتاج ہو۔

وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ﴿۳۸﴾

اور اگر تم روگردانی کرو گے تو وہ تمہاری بجائے دوسری قوم کو لے آئے گا پھر وہ تمہارے جیسے نہیں ہوں گے ۴۳

چھین لیا جائے گا۔

۴۲؎ مالداروں کو بخل سے بچنا ضروری ہے

اللہ تعالیٰ تمہیں دعوت دیتا ہے کہ تم اس کی راہ میں اپنے مال خرچ کرو۔ اس میں سراسر تمہاری ہی بھلائی ہے۔ زکوٰۃ ادا کرو گے اسلامی معاشرہ کے غریب اور مفلوک الحال لوگوں کی ضروریات پوری کرو گے تو تمہیں معاشی سکون اور اطمینان نصیب ہوگا۔ اگر جہاد کے موقع پر مجاہدین کی ضروریات کا انتظام کرو گے اور میدان جنگ میں دشمن کو شکست دو گے تو تمہاری عزت میں اضافہ ہوگا۔ تمہاری مالی حالت میں خوشگوار تبدیلی ہوگی۔ اس میں سراسر تمہارا ہی فائدہ ہے۔ حالانکہ یہ تو تم سے کچھ طلب نہیں کرتے۔ اس کے باوجود اگر یہ کہتے ہیں کہ ہمارے دل تنگ ہیں تو وہ اس حقیقت کو نہیں سمجھتے۔ درحقیقت وہ کسی کا نقصان نہیں پہنچاتے بلکہ اپنے آپ کو ثواب سے محروم کر دیتے ہیں۔ آخرت میں ان کے حصے کی جنت پر دوسرے قابض ہو جائیں گے اور ان کی زندگی ویران ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ تو غنی ہے۔ اس کو تمہاری دولت کی ضرورت نہیں۔ تم محتاج ہو تمہیں اس کی عنایت و رحمت کی ہر لحظہ حاجت ہے۔ اگر کچھ دیر اس کی رحمت کا سہارا نہ ملے تو تم ترقی کی منزلوں پر نہیں پہنچ سکتے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں سے پوچھا تم میں سے کون شخص ہے جس کو اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کا مال محبوب ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کو اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ محبوب ہو۔ پھر حضور نے ارشاد فرمایا فان ماله ما قدم ومال وارثه ما اخر یعنی انسان کا اپنا مال وہ ہے جو اس نے راہ خدا میں خرچ کر دیا اور جو پیچھے چھوڑ گیا وہ اس کا مال نہیں اس کے وارث کا مال ہے۔

۴۳؎ اللہ تعالیٰ جس قوم کو اپنے دین کا علمبردار بننے کی سعادت بخشتا ہے اسلامی عدل کا پرچم اور عظیم ذمہ داری کی ادائیگی جب تک وہ قوم اپنے فرائض کی انجام دہی کی کوشش کرتی ہے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اس کے شامل حال رہتی ہے اس

کی بہترین تدبیر ہم آہنگ تقدیر ثابت ہوتی ہے۔ اس لیے ہر قوم ترقی کی طرف گامزن ہے اور ہر قوم کی عزتیں اور سرفرازیاں اس پر نچھاور کی جاتی ہیں۔ لیکن جب کوئی قوم اس نعمت کی قدر نہیں کرتی اللہ کی راہ میں جان دینے سے کتراتی ہے اور مال خرچ کرنے میں بخل سے کام لینے لگتی ہے اس کی قوت عمل میں کاہلی اور سستی کے آثار نمایاں ہونے لگتے ہیں تو اس سے یہ سب انعامات اس کی کوتاہیوں پر ختم کیا جاتا ہے۔ اگر پھر بھی وہ اپنی اصلاح نہیں کرتی تو اسے اس منصب جلیل سے ہٹا دیا جاتا ہے اور کسی دوسری قوم کو وہ منصب جلیلہ کی عزت بخشی جاتی ہے۔ وہ ایسی قوم ہو جو جان کی بازی لگانے میں پیش پیش رہتی ہے اور مال خرچ کرنے میں دریغ نہیں کرتی ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا آیا ہے اور قرآن حکیم کا فیصلہ ہے کہ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہے گا۔ جو قومیں یا جو افراد اس منصب پر فائز ہیں انہیں چاہیے، اس منصب کی نازک ذمہ داریوں کا پورا پورا احساس ہونا چاہیے اور انہیں ہر لحظہ چوکنا رہنا چاہیے کہ اپنے فرائض میں ان سے کوئی کوتاہی سرزد نہ ہونے پائے۔

◆

الحمد لله رب العالمين الذي جعلنا من امة حبيبه سيد المرسلين
ومن حملة كتابه القرآن العظيم.
اللهم صل عليه وعلى آله وأصحابه وبارك وسلم
نسألك التوفيق لنكون من أتباع سلفنا الصالحين
الذين بذلوا أرواحهم وأموالهم وضحوا بكل ما يملكون من قوة وعلم وجاهة
لكي تكون كلمة الله هي العليا وكلمة الذين كفروا السفلى.
ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ الفتح

نام: یہ سورۂ مبارکہ الفتح کے نام سے موسوم ہے جو اس کی پہلی آیت میں مذکور ہے۔ یہ اس کا نام بھی ہے اور اس میں بیان کیے گئے مضامین و مطالب کا عنوان بھی۔ یہ چار رکوع اور انتیس آیات پر مشتمل ہے۔ اس کے کلمات کی تعداد پانچ سو ترسٹھ اور حروف کی تعداد دو ہزار پانچ صد ساٹھ ہے۔

زمانۂ نزول: اس بات پر سب علماء متفق ہیں کہ یہ سورت ماہ ذی القعدہ سنہ ۶ ہجری میں اس وقت نازل ہوئی جب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیبیہ کے مقام پر مشرکین مکہ سے صلح کا معاہدہ کرنے کے بعد مدینہ طیبہ واپس تشریف لے جا رہے تھے۔

تاریخی پس منظر: مشرکین مکہ کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر مسلمان مکہ کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے رسول کی معیت میں مدینہ طیبہ میں جا کر آباد ہو گئے۔ یہاں بھی کفار نے انہیں آرام کا سانس نہ لینے دیا۔ اکا دکا جھڑپوں کے علاوہ یکے بعد دیگرے بدر، احد اور خندق کی جنگیں ہوئیں۔ جنگ و جدال کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ اہل مکہ نے مسلمانوں کے لیے مکہ کے دروازے بند کر دیے۔ خانہ کعبہ کے طواف و زیارت کے لیے سوز دروں سب کا بے چین رکھتی تھی لیکن مسلمانوں پر پابندی تھی کہ وہ حرم شریف کی زیارت کا قصد بھی کر سکتے اللہ تعالیٰ نے ان کے اس نازیبا اقدام کی متعدد مقامات پر مذمت کی ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے: وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ یعنی اللہ تعالیٰ ان مشرکوں کو کیوں عذاب نہ دے حالانکہ وہ اہل ایمان کو مسجد حرام میں آنے سے روک رہا ہے

مدینہ طیبہ میں مہاجرین و انصار کو بیت اللہ شریف کی زیارت کا شوق ہر وقت بے چین رکھتا تھا۔ یہی احساس کا اظہار وہ بارگاہ رسالت میں بھی کرتے رہتے تھے۔ حضور انہیں صبر کی تلقین کے ساتھ ساتھ یقین دلاتے کہ عنقریب وہ دن آنے والا ہے جب یہ سب رکاوٹیں ختم ہو جائیں گی اور تم بڑی آزادی سے حج و عمرہ کے ارکان ادا کر سکو گے۔

ایک روز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو یہ مژدہ جانفزا سنایا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ ہم سب امن و سلامتی کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہو رہے ہیں۔ یہ سن کر صحابہ کرام کی خوشی کی حد نہ رہی۔ انہوں نے اللہ اکبر کی حمد و شکر کے نعرے بلند کیے اور یہ خبر آن واحد میں سارے شہر میں پھیل گئی۔ صحابہ کرام یہ جانتے تھے کہ نبی کریم کا خواب عام خواب نہیں ہے بلکہ یہ وحی الٰہی ہے اور اس میں انہیں عنقریب عمرہ ادا کرنے کی بشارت دی گئی ہے۔ اس لیے انہیں یقین تھا کہ

یہ ضرور ہوگا لیکن کس طرح ہوگا اس کے بارے میں مختلف توجیہیں پیش کرنے لگے۔ کیا قریش کے ساتھ جنگ ہوگی؟ وہ انہیں شکست دے کر مسجد حرام میں داخل ہوں گے؟ کیا وہ بلا مزاحمت اپنی قربانیاں حرم تک پہنچا دیں گے؟ کیا اہل مکہ خود بخود ان کے لیے شہر کے دروازے کھول دیں گے؟ بہر حال سفر کی تیاریاں بڑے زور شور سے شروع ہو گئیں۔ مدینہ طیبہ کے باہر جو قبائل مسلمان ہو چکے تھے انہیں بھی دعوت دی گئی کہ وہ بھی اس سعادت میں شریک ہوں۔

یکم ذیقعدہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قیادت میں عشاق کا یہ قافلہ سوئے حرم روانہ ہوا۔ اس کی تعداد چودہ سو اور پندرہ سو کے درمیان تھی۔ حضور اپنی ناقہ قصویٰ پر سوار تھے۔ ستر اونٹ قربانی کے لیے ساتھ تھے۔ ان کے گلوں میں قلادے ڈال دیے گئے تھے تاکہ پہچان ہو سکے کہ یہ قربانی کے جانور ہیں۔ یہ قافلہ جب مدینہ طیبہ سے چھ سات میل دور ذوالحلیفہ میں پہنچا تو سب نے عمرہ کا احرام باندھا، ان کے پاس ایک ایک تلوار تھی جو میان میں بند تھی۔ اس کے علاوہ کوئی ہتھیار نہ تھا۔ ازواج مطہرات میں سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اس سفر میں حضور کی ہمرکابی کا شرف حاصل ہوا۔

قریش کو جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روانگی کی اطلاع ملی تو ان کے دلوں میں وسوسوں اور وہموں کے طوفان اٹھنے لگے۔ انہوں نے یہ خیال کیا کہ عمرہ محض بہانہ ہے۔ اصل مقصد مکہ پر قبضہ کرنا ہے۔ سب نے طے کر لیا کہ وہ کسی قیمت پر مسلمانوں کو شہر میں گھسنے کی اجازت نہیں دیں گے۔

حضور جب عسفان کے مقام پر پہنچے جو مکہ سے تقریباً دو دن کی مسافت پر واقع ہے تو بنی کعب قبیلہ کا ایک آدمی ملا۔ حضور نے اس سے قریش مکہ کے بارے میں دریافت کیا۔ اس نے جواب دیا انہیں آپ کی روانگی کی خبر پہنچ گئی ہے۔ وہ مکہ سے نکل کر ذی طویٰ کے مقام پر خیمہ زن ہو گئے ہیں۔ سب نے عہد کیا ہے کہ آپ کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ انہوں نے آپ کی پیش قدمی کو روکنے کے لیے دو سو شہسواروں کا دستہ خالد بن ولید کی زیر کمان کراع الغمیم کی طرف بھیج دیا ہے۔ یہ بستی عسفان سے صرف آٹھ میل کے فاصلہ پر تھی۔

یہ سن کر حضور نے ارشاد فرمایا، افسوس! قریش کو جنگوں نے کھوکھلا کر دیا ہے لیکن پھر بھی وہ اپنی ضد سے باز نہیں آتے۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ میرے درمیان اور دیگر عرب قبائل کے درمیان حائل نہ ہوتے۔ اگر عرب قبائل مجھ پر غالب آ جاتے تو ان کا مقصد پورا ہو جاتا اور اگر اللہ تعالیٰ مجھے ان پر غلبہ بخشتا تو وہ اپنی پوری کثرت کے ساتھ اسلام میں داخل ہو جاتے اور اگر اس وقت بھی اسلام قبول کرنے کے لیے تیار نہ ہوتے تو پھر مجھ سے جنگ کرتے۔ اس وقت وہ طاقتور ہوتے۔ آخر میں حضور نے فرمایا۔ فما تظن قریش، فواللہ لا ازال اجاھد علی الذی بعثنی اللہ بہ حتی یظہرہ اللہ او تنفرد ھذہ السالفۃ۔ ترجمہ: قریش کیا سوچ رہے ہیں؟ بخدا میں اس وقت تک اس دین کے لیے جہاد کرتا رہوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو غالب کر دے یا میری زندگی ختم ہو جائے۔

حضور نے جنگ و قتال سے بچنے کے لیے یہ مناسب سمجھا کہ اس مشہور راستہ کو چھوڑ کر کوئی اور راستہ اختیار کیا جائے۔ چنانچہ حضور نے پوچھا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو کسی غیر معروف راستے سے ہمیں مکہ لے جائے۔ ایک شخص نے حامی بھری۔

چنانچہ ایک نہایت ہی کٹھن اور دشوار گزار رستے پر چل کر حضور حدیبیہ کے مقام پر پہنچ گئے یہ جگہ حرم شریف کی سرحد پر واقع ہے کی طرف جانے کے لئے اس رستے سے گزر گیا اور قریش کی یہ تدبیر ناکام ہو گئی کہ مسلمانوں کو رستے ہی میں الجھا دیا جائے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب حدیبیہ کے مقام پر پہنچے تو حضور کی ناقہ قصویٰ بیٹھ گئی۔ لوگوں نے خیال کیا کہ ناقہ کی وجہ سے بیٹھ گئی ہے۔ نبی کریم نے فرمایا: انما حبسها حابس الفیل عن مکۃ اسے اس ذات نے آگے بڑھنے سے روک دیا ہے جس نے ہاتھیوں کو مکے سے روکا تھا۔ حضور نے حکم دیا کہ یہیں فروکش ہو جاؤ۔ لوگوں نے عرض کی:

یا رسول اللہ! یہاں تو پانی کی کمی ہے اور یہیں سامنے کنویں خشک پڑے ہیں۔ یہ سن کر حضور نے فرمایا کیا تو پانی کی کمی کی وجہ سے بڑی تکلیف کا سامنا کرنا پڑے گا؟ پھر آپ نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور ایک صحابی کو حکم دیا کہ کسی کنویں میں اتر جائے اور یہ تیر اس میں گاڑ دے۔ انہوں نے تعمیل ارشاد کی۔ تیر گاڑنے کی دیر تھی کہ پانی جوش مار کر ابلنا شروع ہو گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے کنواں پانی سے بھر گیا۔

قریش مسلمانوں کو کسی قیمت پر مکہ میں داخل ہونے دینے پر تیار نہ تھے۔ حضور کی خواہش تھی کہ جنگ نہ ہونے پائے اور آپ معاملات صلح و امن سے طے پا جائیں۔ اسی اثنا میں بدیل بن ورقاء جو بنی خزاعہ قبیلے کا سردار تھا، اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ حضور کی خدمت میں آیا اور حضور سے عرض کی کہ آپ کا مقصد کیا ہے؟ حضور نے اسے بتایا کہ ہم صرف بیت اللہ کی زیارت کا شوق ہمیں کشاں کشاں یہاں لے آیا ہے۔ جنگ کرنے کا ہمارا قطعاً کوئی ارادہ نہیں اور ہم عمرہ کی ادائیگی سے فارغ ہو کر واپس چلے جائیں گے۔ ادھر قریش کی حالت یہ ہے کہ جنگ نے انہیں کمزور کر دیا ہے۔ قریش کے حالات ہمارے سامنے ہیں کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ ہم ایک مدت کے لئے صلح کر لیں ساتھ ہی ہم اطمینان سے عمرے کی ادائیگی کر کے واپس آ جائیں۔ بدیل کو اطمینان ہو گیا۔ چنانچہ وہ اپنی قوم کے پاس گیا اور انہیں جا کر کہا کہ مسلمان محض کعبہ کی زیارت اور طواف کے لئے آئے ہیں۔ جنگ کرنے کا ان کا قطعاً کوئی ارادہ نہیں، تم ان کا راستہ نہ روکو۔ قریش نے اسے ڈانٹ دیا اور صاف کہا کہ تم بدو لوگ ان باتوں کو کیا سمجھو ہم کسی قیمت پر مسلمانوں کو شہر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دے سکتے۔

چند قبائل جنہیں احابیش کہا جاتا تھا، مکہ کے نواح میں آباد تھے۔ قریش کے ساتھ ان کا دوستانہ معاہدہ تھا۔ مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اہل مکہ کو ان کی بڑی ضرورت تھی۔ یہ لوگ بلا کے تیر انداز اور جنگجو تھے۔ اہل مکہ نے ان کے سردار حلیس بن علقمہ کو اپنا نمائندہ بنا کر حضور کی خدمت میں بھیجا تاکہ وہ مجبور کرے کہ مسلمان واپس چلے جائیں۔ ان کا خیال تھا کہ اگر حضور نے اس کی بات نہ مانی تو وہ برافروختہ ہو کر مسلمانوں کے خلاف اپنی پوری قوت استعمال کرے گا۔ حضور نے جب دور سے اپنی طرف آتے دیکھا تو صحابہ کو ارشاد فرمایا کہ قربانی کے جانوروں کی قطاریں اس کے سامنے سے گزارو۔ حلیس نے جب یہ منظر دیکھا تو بہت متاثر ہوا۔ حضور سے گفتگو کیے بغیر قریش کے پاس واپس چلا گیا اور جو کچھ دیکھا تھا وہ سب کو بیان کر دیا اور انہیں یقین دلایا کہ مسلمان جنگ کرنے کی غرض سے نہیں آئے اور مکہ پر قبضہ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے۔ اس کی بات سن کر قریش کے لیڈروں کی ضد ہی اُٹھی کہا اور بولا، مجھے حیرت ہے ان چیزوں کا کیا علم ہے۔ حلیس غصے سے بے قابو ہو گیا اور انہیں کہا کہ ہم نے

ساتھ اس بے وقوفی میں کہ قریش کب کا رات مکے کے لیے تیاری اور ... گئے ہیں تب سے باز آئے تو اپنے
قبیلے کے لوگ کے ساتھ ان سے ہو ہو کر ... قریش ان کی شکست حاصل کر لے گا اور امید سے عالم ہے ہیں سوچیے کا فتح
اور اس کے بعد اہل عرب نے ... مسعود ثقفی آگے کو حضور کے ساتھ بات کرنے کو ... ایک بچے کے بغیر کے
اپنے ہاتھ سے سوں کے ساتھ ... وہ اس سے ... آنکھوں سے دیکھ تھا اس سے صحبت کرتے تھے
کہ اگر ... حرکت کرو گے اس سے ... تصور ہوں قریش سے ... ایک
اس کی صحبت ... سے ملا تھے اس کی ... ہے ... چاہو وہاں سے ...
ہو کر ... رسالت میں ... سے گفتگو ... کیا ... آپ کی قوم ... اگر آپ ...
لوگوں کی ... کرے ... اور ... کے ... قتل و غارت کا ... کر دیں گے
... اگر جنگ کی نوبت آئی تو آپ کے یہ ساتھی آپ کو تنہا چھوڑ کر میدان جنگ سے بھاگ جائیں گے
حضرت صدیق اکبر اس کی یہ گفتگو سن رہے تھے جب اس نے یہ آخری بات کی تو آپ کو بے حد غصہ آیا اور ... کر دیا
اور لات کے ... کہا ... تم ... کیا ہم حضور کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے ... وہ ...
... کے ... کے ساتھ ... ہاتھ ... ریش مبارک
پھر جب حضرت مغیرہ جو پاس کھڑے تھے اس کے ہاتھ کو ... سے ... دیتے ... کے ... احسان تھے
اس کی طرف سے ... ... تھا ... سے ... مسلمان ہوئے تھے۔

عروہ ... بہت ... حضور ... کرتا ہے ... کہ
حضور اپنے مخلص ساتھیوں کے ساتھ ... بہت ... ہیں ... وقت گزرنے
کے بعد جب ... نے ... کے ... اور ... کی ...
کا ... دیا ... بہت ... وہ ... پاس ... گے ...
... قیصر و کسریٰ ... کے دربار میں گیا ہوں ... اور ... دیکھ ...
... ان کی ... ہے ... دیکھے ... ہیں ... آتا ...
... ہیں ... ایک ... ہیں ...
... ہیں ... کلام کرتے ہیں ...
... سے ... ایک ... ہیں ... ہیں ... اجازت ...
... اور محبت کے ... کسی ... ہیں ... اگر تم یہ ... کرتے ہو ... وقت میں ... ساتھ
چھوڑ کر بھاگ جائیں گے تو یہ ... ہے ... حقیقت ... ہے ...
قریش ... کے خلاف جو ... اختیار کر رکھی تھی ... کا اندیشہ تھا ...

میں اس کا ردعمل ان کے خلاف ہو گا۔ یہ سمجھیں گے کہ قریش کعبہ کے متولی نہیں ہیں بلکہ مالک ہیں انہیں یہ اختیار ہے کہ جس کو چاہیں وہاں آنے دیں جس کو چاہیں روک دیں۔ اس لیے وہ ملک دیں۔ قریش کی کوشش تھی کہ اہل مکہ کے اذہان میں ان کے متعلق جو تصویر بنا رکھی ہے وہ بگڑنے نہ پائے جس کے باعث وہ مسلمانوں پر براہ راست حملہ کرنے سے گریزاں تھے۔ لیکن یہ کوشش بھی کر رہے تھے کہ ایسے حالات پیدا کر دیے جائیں کہ مسلمان مشتعل ہو کر جنگ کا آغاز کریں۔ چنانچہ انہوں نے بارہا ایسی حرکتیں کیں جس سے جنگ کے شعلے بھڑک سکتے تھے۔ ایک مرتبہ رات کی تاریکی میں ان کے چالیس پچاس نوجوان اسلامی کیمپ میں گھس آئے اور مسلمانوں پر پتھروں اور تیروں کی بارش شروع کر دی۔ مسلمانوں نے صبر و ضبط سے کام لے کر جنگ کو چھڑنے نہیں دیا۔ بلکہ ان سب کو گرفتار کر کے حضور کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا۔ رحمت عالم علیہ الصلوۃ والسلام نے کسی سے انتقام نہیں لیا بلکہ سب کو آزاد کر دیا۔ اس طرح قریش کی اس سازش کو ناکام بنا دیا۔ ایک مرتبہ مسلمان نماز ادا کرنے میں مصروف تھے تنعیم[1] کی طرف سے ۸۰ آدمیوں کے ایک دستے نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ مسلمانوں نے ان سب کو بھی گرفتار کر لیا لیکن سرور عالم نے ان کے لیے بھی معافی کا اعلان کر دیا۔ یوں قریش کی دوسری سازش بھی ناکام بنا دی گئی۔

حالات کوئی فیصلہ کن صورت اختیار نہیں کر رہے تھے۔ اہل مکہ نے جیسے پیغام رسانوں کی غرض و غایت کے بارے میں دور مطمئن ہو کر آئے لیکن اہل مکہ کو مطمئن نہ کر سکے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کو سفیر بنا کر اہل مکہ کی طرف بھیجا تاکہ وہ اپنی ذاتی وجاہت اور خاندانی اثر و رسوخ کے باعث اہل مکہ کی غلط فہمی کو دور کر سکیں اور قریش کو اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ مسلمانوں کو بیت اللہ کا طواف کرنے دیں۔

آپ حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے رخصت ہو کر مکہ گئے۔ سرداران قریش سے ملاقات کی۔ انہیں حضور کا پیغام دیا۔ انہوں نے کہا اے عثمان! تمہیں کعبہ کا طواف کرنے کی اجازت ہے۔ آپ نے جواب دیا: ما کنت لافعل حتی یطوف به رسول الله صلی الله علیه وسلم

ترجمہ: جب تک اللہ تعالیٰ کا پیارا رسول کعبہ کا طواف نہیں کرے گا، میں طواف نہیں کروں گا۔

آپ نے انہیں بتایا کہ ہم جنگ کرنے کی غرض سے نہیں آئے بلکہ عمرہ ادا کرنے کے لیے آئے ہیں۔ قربانی کے جانور ہمارے ساتھ ہیں۔ اسلحہ ہمارے پاس نہیں۔ اگر ہمارا ارادہ مکہ پر قبضہ کرنے یا جنگ آزمائی کا ہوتا تو کیا ہم اس بے سروسامانی کی حالت میں یہاں آتے؟ آپ نے انہیں یقین دلانے کی کوشش کی کہ ہم یہاں چند روز قیام کرنے کے بعد واپس چلے جائیں گے لیکن وہ اپنی ضد پر اڑے رہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے قسم کھائی ہے کہ مسلمانوں کو مکہ میں نہیں آنے دیں گے۔ آپ اس وقت واپس چلے جائیں۔ آئندہ سال کے بارے میں سوچا جا سکتا ہے۔ اہل مکہ نے حضرت عثمان کو اپنے پاس روک لیا تاکہ گفت و شنید کا سلسلہ جاری رہے۔

---

[1] مکہ کے قریب حرم کی حدود سے باہر ایک مقام ہے۔ مکہ کے لوگ عمرہ کرنے کی خاطر اسی مقام پر جا کر احرام باندھتے ہیں اور پھر واپس آکر عمرہ ادا کرتے ہیں۔

اسی اثنا میں یہ افواہ پھیل گئی کہ اہل مکہ نے حضرت عثمان کو شہید کر دیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلان کر دیا کہ جب تک عثمان کے خون کا بدلہ نہیں لے لیں گے یہاں سے نہیں ٹلیں گے۔ صحابہ کو حکم دیا کہ وہ جان کی بازی لگا دینے کے لیے بیعت کریں۔ سرورِ عالم ایک درخت کے نیچے جلوہ افروز ہیں۔ صحابہ کرام پروانوں کی طرح شوقِ شہادت سے سرشار بیعت کر رہے ہیں۔ انہیں یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ اپنے مرکز سے اڑھائی سو میل دور ہیں۔ ان کی تعداد صرف چودہ پندرہ سو ہے۔ جنگ کے لیے جس قدر کے اسلحہ اور سازوسامان کی ضرورت ہوتی ہے اس کا فقدان ہے۔ بادیہ نشین قبائل میں سے کوئی بھی ان کی مدد کرنے کے لیے تیار نہیں۔ دشمن اپنے علاقہ میں ہے وہ مکہ کے سارے جنگجو افراد کو میدان میں لا سکتا ہے۔ ضرورت کے وقت دوست قبائل بھی ان کی کمک کر سکتے ہیں۔ ان حالات کو بھی سمجھتے ہیں وہ عشق اور ایمان کے تقاضوں سے باخبر ہیں اور ان کو عملی طور سے پورا کرنے کی جرأت بھی رکھتے ہیں۔ نتائج سے بے نیاز ہو کر وہ اپنے ہادی و مرشد کے دستِ مبارک پر سر کٹانے اور جان دینے کی بیعت کر رہے ہیں۔ سرفروشی، جان نثاری کا یہ منظر چشمِ فلک نے پہلے کب دیکھا ہوگا۔ ان پاکیزہ اور بے لوث عشاق کے جذبہ ایثار پر عالم بالا کے مکینوں کو بھی وجد آ گیا ہوگا۔ اسی حالت میں جبریل امین آئے اور خداوند کریم کا یہ پیغام سنا کر شمع جمالِ مصطفوی کے پروانوں کو یوں روح پرور مژدہ سنایا:

لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ

ترجمہ: بے شک راضی ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ مومنین سے جب وہ درخت کے نیچے آپ کے دستِ حق پرست پر سر دھڑ کی بازی لگانے کی بیعت کر رہے تھے۔

یہ بیعت تاریخِ اسلام میں بیعتِ رضوان کے نام سے مشہور ہے۔ آج بھی اس کے تذکرے سے ایمان کو جلا اور عشق کو نئی توانائیاں نصیب ہوتی ہیں۔

اس بیعت کی اطلاع جب اہل مکہ کو ملی تو ان کے اوسان خطا ہو گئے۔ جس ہٹ دھرمی کا وہ اب تک مظاہرہ کرتے رہے تھے، اس کی شدت کافور ہو گئی۔ انہوں نے صلح کی بات چیت کرنے کے لیے سہیل بن عمرو کو حضرت عثمان کے ہمراہ حضور نبی کریم کی خدمت اقدس میں بھیجا۔

گفت و شنید کا سلسلہ کافی دیر تک جاری رہا۔ آخر کار ایک معاہدہ صلح طے پایا جس کی اہم شرائط حسب ذیل ہیں:

۱۔ فریقین دس سال تک ایک دوسرے سے جنگ نہیں کریں گے۔ اور کوئی فریق خفیہ یا علانیہ ایسی حرکت نہ کرے گا جو امن و آشتی کو درہم برہم کر دے۔

۲۔ اس عرصہ میں اگر کوئی قریشی اپنے ولی کی اجازت کے بغیر مکہ سے بھاگ کر حضور کے پاس چلا جائیگا تو حضور اسے واپس کر دیں گے لیکن اگر کوئی مسلمان العیاذ باللہ مرتد ہو کر مکہ چلا جائیگا تو اہل مکہ اسے واپس نہیں کریں گے

۳۔ عرب کے بادیہ نشین قبائل آزاد ہیں، مسلمانوں یا اہل مکہ جس کے ساتھ چاہیں دوستی کا معاہدہ کر سکتے ہیں۔

۴۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ عمرہ کیے بغیر امسال واپس چلے جائیں گے۔ البتہ آئندہ سال آ کر عمرہ ادا

کر سکیں گے انہیں تین دن تک مکہ میں ٹھہرنے کی اجازت ہوگی۔ تلوار کے سوا ان کے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہوگا اور تلوار بھی میان میں رہے گی۔

۵۔ اہل مکہ ان تین دنوں میں مکہ سے باہر چلے جائیں گے لیکن مسلمان جب واپس جائیں گے تو مکہ کے کسی شخص کو ساتھ نہیں لے جائیں گے۔

مسلمانوں سے صلح کی جب یہ شرائط طے ہو رہی تھیں [illegible] ان کی غیرت بالکل بے تاب ہو گئی اگر کسی کو کوئی وجہ [illegible] قریش کے مجبور ہوتے ہوئے [illegible] دب کر صلح کریں۔ وہ تو ہر وقت جان دے دینے اور [illegible] کو تیار تھے مگر یہ بات ان کے لیے ناقابل برداشت تھی کہ [illegible] سے صلح کریں۔ حضرت عمر جیسا [illegible] بھی [illegible] حضرت صدیق اکبر [illegible] حالت میں [illegible] کے پاس پہنچ گیا [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] رسول [illegible] بھی اس معاہدہ پر [illegible] صدیق اکبر کی شخصیت تھی جن کے دل میں اطمینان و سکون تھا انہیں یقین تھا کہ اللہ کا رسول جو کچھ کر رہا ہے اللہ کے حکم کی تعمیل میں ہے اور اسی میں مسلمانوں کی فلاح اور سرفرازی ہے۔

ابھی معاہدہ لکھا جا رہا تھا کہ کفار کے نمائندہ سہیل بن عمرو کا لڑکا ابو جندل جو مسلمان ہو چکا تھا اور جسے زنجیروں میں جکڑ دیا گیا تھا۔ زنجیروں کو گھسیٹتا ہوا مسلمانوں کے کیمپ میں پہنچ گیا اور [illegible] معاہدہ کر چکے ہیں، سب معاہدہ کا احترام [illegible] اللہ تعالیٰ تمہاری خلاصی کی کوئی صورت پیدا فرمائے گا۔ اس پر صحابہ کے رنج [illegible] لیکن کسی کو دم مارنے کی مجال نہ تھی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے احرام کھول دیا [illegible] کے جانوروں کو ذبح [illegible] احرام کھول دیے [illegible] تسلیم و رضا [illegible] جب عسفان کے مقام پر پہنچے

سے واپس مدینہ کے راستے پر [illegible] کراع الغمیم کے مقام پر پہنچے، یہ سورت مبارکہ نازل ہوئی جس کی پہلی آیت انا فتحنا لک فتحا مبینا نے اس حقیقت کا اعلان کر دیا کہ جس صلح سے [illegible] کے باعث غمزدہ دل افسردہ ہو گئے ہیں، یہ حقیقت میں فتح مبین ہے۔ چنانچہ چند سال میں ہی جب اس معاہدہ کے ثمرات کا ظہور ہوا تو ہر ایک کو یہ اعتراف کرنا پڑا کہ واقعی یہ صلح اسلام کے لیے اور دعوت اسلام کے مشن کی تکمیل کے لیے اور امت مسلمہ کے لیے ایک عظیم الشان فتح تھی۔ کفار نے اس معاہدہ میں مسلمانوں کی آزاد حیثیت کو تسلیم کر لیا تھا۔ وہ اب تک جنہیں [illegible] سمجھتے تھے [illegible] بلکہ ایک آزاد قوم تھے جن کی [illegible] تھی جس کے اپنے مخصوص حقوق تھے اور وہ لوگ جو ان کی اس حیثیت کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ تھے انہوں نے بھی آج اس حقیقت کو تسلیم کر لیا تھا۔ پھر صلح ہو جانے کے بعد مکہ اور مدینہ کے درمیان حالت جنگ کی کیفیت اختتام پذیر ہو گئی۔ آنے جانے پر پابندیاں اٹھ گئی تھیں۔ چنانچہ تبلیغ اسلام کا کام اس

زور و شور سے ہوا اور ایسی کامیابیاں حاصل ہوئیں کہ گزشتہ انیس سال کی جد و جہد یکسر ماند پڑ گئی۔ صلح کے بعد دو سال کی جد و جہد ایک طرف، قبائل کے قبائل فوج در فوج مدینہ طیبہ کا رخ کر رہے تھے اور حضور کے دست حق پرست پر اسلام قبول کر رہے تھے اس سفر میں حضور کے ہمراہیوں کی تعداد چودہ سو کے قریب تھی اور دو سال بعد جب فتح مکہ کے لیے حضور روانہ ہوئے تو دس ہزار کا لشکر جرار ہمراہ تھا۔

پھر اس تصادم کے ختم ہو جانے کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ موقع مل گیا کہ جو علاقے حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں وہاں اسلامی حکومت کو مستحکم بنیادوں پر قائم کر دیا جائے اور اسلامی قانون کے نفاذ سے مسلم معاشرہ کو ایک نئی تہذیب اور تمدن کے سانچے میں ڈھال دیا جائے۔

اس صلح کا یہ فائدہ بھی ہوا کہ اب قریش کی جانب سے مطمئن ہو کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے شمالی عرب اور وسط عرب کی مخالف طاقتوں کو زیر کرنے کے لیے خاطر خواہ توجہ مبذول فرمائی۔ صلح حدیبیہ کے تین ماہ بعد یہودیوں کے مرکز خیبر، وادی القریٰ، تیماء، فدک وغیرہ پر اسلام کا پرچم لہرانے لگا اور وسط عرب میں پہلے جو سب سے بڑے طاقتور قبائل قریش کے حلیف تھے ایک ایک کر کے حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے یا حضور کی اطاعت قبول کر لی۔

صلح نامہ کی جو شرط مسلمانوں کے لیے سب سے زیادہ پریشانی کا باعث بنی تھی وہ شرط یہ تھی جس کی رو سے اگر اہل مکہ کا کوئی آدمی بھاگ کر مدینہ طیبہ چلا جاتا تو اس کو واپس کرنا ضروری تھا اس کے برعکس اگر مسلمانوں کا کوئی آدمی بھاگ کر مکہ چلا جاتا تو مسلمان اسے واپس نہیں لے سکتے تھے لیکن تھوڑا عرصہ کے بعد اہل مکہ کی درخواست پر یہ شرط معاہدہ سے خارج کر دی گئی۔ ہوا یوں کہ ابو بصیر جو اسلام لا چکا تھا اور جسے اہل مکہ نے بیڑیوں میں قید کر رکھا تھا قید سے بھاگ نکلا اور مدینہ طیبہ پہنچ گیا۔ کفار نے اسے واپس لانے کے لیے دو آدمی بھیجے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معاہدہ کا احترام کرتے ہوئے اسے واپس چلے جانے کا حکم دیا۔ راستے میں وہ ان لوگوں کے قبضہ سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے اور بحر احمر کے ساحل پر ایک جگہ ڈیرا لگا لیا جہاں سے قریش کے تجارتی قافلے گزرتے تھے۔ جب دوسرے مظلوموں کو پتہ چلا جو مکہ میں قید و بند کی سختیاں جھیل رہے تھے تو وہ قید سے جان چھڑا کر ابو بصیر کے پاس جمع ہونے لگے یہاں تک کہ ستر آدمی وہاں جمع ہو گئے۔ قریش کا جو قافلہ وہاں سے گزرتا وہ اسے لوٹ لیتے۔ اور جو کوئی مزاحمت کرتا اسے موت کے گھاٹ اتار دیتے۔ اس صورت حال سے اہل مکہ سخت پریشان ہو گئے۔ چنانچہ انہوں نے اپنا ایک وفد مدینہ طیبہ بھیجا اور یہ درخواست کی کہ ابو بصیر اور ان کے ساتھیوں کو اپنے پاس مدینہ بلا لیں اور اس شرط کو منسوخ کرنے کا مطالبہ کیا۔ اس طرح ارشاد الٰہی فتحاً مبیناً کی عملی تفسیر اپنوں اور بیگانوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لی۔

اس سورت کے اس تاریخی پس منظر کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر آپ اس کا مطالعہ کریں گے تو زیادہ مفید ہوگا۔

سُوْرَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ الفتح مدنی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے انتیس آیات اور چار رکوع

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ

یقیناً ہم نے آپ کو شاندار فتح عطا فرمائی ہے۔ تاکہ دور فرما دے آپ کے لیے اللہ تعالیٰ جو الزام آپ پر ہجرت سے پہلے لگائے گئے

۱؎ اگرچہ بعض روایات میں اس فتح سے مراد فتح مکہ بیان کی گئی ہے اور بعض حضرات نے اس سے مراد فتح خیبر لی ہے لیکن صحیح قول یہی ہے کہ اس فتح مبین سے مراد صلح حدیبیہ ہے چنانچہ امام زہری لکھتے ہیں: لقد کان الحدیبیۃ اعظم الفتح وذلک ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جاء الیہا فی الف واربعمائۃ فلما وقعت الصلح مشی الناس بعضہم فی بعض وعلموا وسمعوا عن اللہ تعالیٰ فما اراد احد الاسلام الا تمکن منہ فما مضت تلک السنتان الا والمسلمون قد جاءوا الی مکۃ فی عشرۃ آلاف (قرطبی)

ترجمہ: صلح حدیبیہ ایک عظیم الشان فتح تھی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اس موقع پر صرف چودہ سو صحابہ حضور کے ہمرکاب تھے صلح کے بعد لوگوں نے آنا جانا شروع کر دیا۔ اس طرح انہیں اللہ تعالیٰ کے دین کے بارے میں جاننے اور سننے کا موقع میسر آیا جس کسی نے اسلام قبول کرنے کا ارادہ کیا وہ کامیاب ہو گیا۔ صرف دو سال کے عرصہ کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ فتح کرنے کے لیے جب تشریف لے گئے تو دس ہزار مجاہد حضور کے ہمرکاب تھے۔

۲؎ بظاہر اس آیت کا مفہوم یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے ہیں۔ مغفرت کا فقرہ بجا لیکن اس سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ حضور سے گناہوں کا صدور پہلے بھی ہوتا رہا اور بعد میں بھی ہوتا رہے گا العیاذ باللہ۔ حالانکہ اس عقیدہ پر امت کا اجماع ہے کہ انبیاء معصوم ہیں اور بالخصوص سید الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات کے دامن عصمت پر گناہ کا کوئی داغ نہیں ہے۔

اس شبہ کو دور کرنے کے لیے علمائے تفسیر نے متعدد جواب دیے ہیں جن کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

۱۔ یہاں گناہ سے مراد گناہ صغیرہ ہے۔

۲۔ یہاں گناہ سے مراد خلاف اولیٰ ہے اور حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ کے قاعدے کے مطابق خلاف اولیٰ کو گناہ کہا گیا ہے۔

۳۔ وہ فعل اگرچہ نہ گناہ صغیرہ ہے نہ خلاف اولیٰ لیکن حضور کی نگاہ عالی میں وہ درست نہ تھا اس لیے حضور کے مقام رفیع کے باعث اسے ذنب (گناہ) کہہ دیا گیا ہے

۴۔ بعض علماء نے مغفرت کا معنی بچا لینا اور محفوظ کر دینا کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر قسم کے گناہوں سے محفوظ

اور معصوم رکھتا ہے۔ اس حفاظت ربانی کے باعث نہ پہلے آپ سے کوئی گناہ سرزد ہوا اور نہ آئندہ کبھی کوئی گناہ سرزد ہوگا۔

بعض علماء نے یہ توجیہ کی ہے کہ آیت کا مقصد یہ ہے کہ مغفرت الٰہی کی بشارت دے کر حضور کے قلب مبارک کو مطمئن کر دیا جائے۔ پہلے تو آپ سے کوئی گناہ سرزد ہی نہیں ہوتا یا اگر کوئی سہو سرزد ہو گئی ہو تو بھی اس سے عفو و درگزر کا مژدہ سنا دیا جاتا ہے تاکہ کسی قسم کی خلش یا خوف کا اندیشہ نہ رہے۔

یہ سارے جوابات اپنی اپنی جگہ بجا ہیں۔ لیکن کلام کے سیاق و سباق کو پیش نظر رکھا جائے تو ان میں سے کوئی جواب یہاں چسپاں نہیں ہوتا۔ فتح مبین کی غرض و غایت اس کا نتیجہ اور اس کا ثمرہ بتایا گیا ہے لیکن فتح اور مغفرت میں کوئی مناسبت نہیں۔ اس لیے اس آیت میں ذنب کے معنی کی وضاحت کی ضرورت ہے تاکہ آیت کا باہمی ربط بھی واضح ہو جائے اور عصمت نبوت پر بھی کسی کو نکتہ چینی کا موقع نہ ملے۔

ذنب کے معنی پر اگر غور کیا جائے تو یہ مشکل حل ہو جائے گی۔

ذنب کا اصل ماخذ ذنب ہے۔ گناہ کو کہتے ہیں جس کے برے انجام کا ڈر ہو لیکن اہل لغت اس لفظ کو الزام کے معنی میں بھی استعمال کرتے رہتے ہیں۔ وہ الزام جس کا ضروری نہیں کہ وہ عمل اس شخص سے صادر ہی ہوا ہو بلکہ بسا اوقات بلا وجہ اس عمل کی نسبت اس شخص کی طرف کر دی جاتی ہے۔ اسی لیے اس کے دونوں لفظوں میں ذنب اور ذنَب۔ ذنَب کا معنی دم ہے جو جانور کے سر کے آخر میں لگی ہوتی ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس کے جسم کا حصہ نہیں بلکہ پیچھے سے اس کے ساتھ جوڑ دی گئی ہے۔ اور [illegible] جانوروں کو دم سے پکڑ کر [illegible] ہیں۔ اس مناسبت سے ذنب کا اطلاق الزام پر بھی ہو سکتا ہے جو کسی شخص کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے خواہ اس نے اس کا ارتکاب نہ کیا ہو۔

قرآن کریم میں بھی ذنب کا لفظ الزام کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ ایک دفعہ موسیٰ علیہ السلام نے ایک مصری کو ایک قبطی کو دیکھا جو ایک اسرائیلی پر ظلم کر رہا تھا۔ حضرت موسیٰ نے اسے ایک گھونسا رسید کیا۔ آپ نے پہلے قبطی کو سمجھایا کہ غریب اسرائیلی پر زیادتی نہ کرے۔ جب وہ باز نہ آیا تو آپ نے اسے ایک گھونسا مارا جو اس کے لیے جان لیوا ثابت ہوا۔ یہ ایک ستم رسیدہ کی مدد کرتے ہوئے ایک بلا ارادہ ناگہانی حادثہ تھا۔ کوئی جرم نہیں تھا۔ لیکن وہ قبطی چونکہ فرعون کی قوم کا فرد تھا اور انہیں حکومت کا مالک تصور کرتا تھا اس لیے آپ پر قتل کا الزام رکھتی تھی اور اگر آپ ان کے ہاتھ آ جاتے تو وہ آپ کو وہی سزا دیتے جو قتل عمد کی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ فرعون کے پاس جاؤ اور اسے دعوت حق دو تو آپ نے یہ گزارش کی۔

وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ (۲۶ : ۱۴)

ترجمہ: ان لوگوں نے میرے اوپر قتل کا الزام لگا رکھا ہے مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے۔

اس آیت میں ذنب سے مراد گناہ نہیں بلکہ الزام ہے۔ کیونکہ آپ نے پہلے اپنے اور اپنے امتی کے بچاؤ کے لیے یہ اقدام کیا تھا، آپ کا ارادہ اس کو قتل کرنے کا ہرگز نہ تھا اور نہ عام طور پر مکا لگنے سے موت واقع ہوتی ہے۔

ان آیات کے سیاق و سباق کو مد نظر رکھا جائے تو یہی معنی (الزام) یہاں موزوں اور مناسب معلوم ہوتا ہے۔

غفر کا معنی چھپا دینا، دور کر دینا۔ ما تقدم سے مراد ہجرت سے پہلے اور ما تأخر سے مراد ہجرت کے بعد

یعنی اے حبیب! جو الزامات کفار آپ پر ہجرت سے پہلے عائد کیا کرتے تھے اور جو الزامات ہجرت کے بعد اب تک وہ لگاتے رہے ہیں، اس فتح مبین سے وہ سارے کے سارے یکسر نابود ہو جائیں گے اور ان کا نام و نشان بھی باقی نہیں رہے گا۔

پہلے ہم قرآن حکیم اور کتب حدیث سے ان الزامات کی پہچان میں کرتے ہیں اور اس کے بعد یہ وضاحت کریں گے کہ وہ الزامات اس فتح مبین سے کس طرح دور ہو گئے

ہجرت سے پہلے جو الزامات کفار کی طرف سے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر عائد کیے جاتے تھے، وہ یہ ہیں: یہ کاہن ہے، یہ شاعر ہے، یہ مجنون ہے، یہ ساحر ہے، یہ اوروں سے سن سن کر فلسفے بنا لیتا ہے، اسے کوئی اور پڑھاتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

ہجرت کے بعد الزامات کی فہرست کچھ یوں ہے:

وہ کہتے یہ قوم میں افتراق و انتشار پیدا کرنے والا ہے۔ اس نے جنگ کی آگ بھڑکا کر گھروں کو اجاڑ دیا۔ یہ بھائی کو بھائی سے، اولاد کو اپنے ماں باپ سے جدا کرنے والا ہے۔ اس نے ہمارے محفوظ تجارتی راستوں کو خطرناک بنا دیا ہے۔ جاہلی انتظامات کو درہم برہم کر دیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اس فتح سے پہلے مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان حالت جنگ تھی۔ ایک دوسرے کے ہاں آنا جانا، اٹھنا بیٹھنا اور تبادلہ خیال کرنا ناممکن تھا۔ حضور کے خلاف جو پروپیگنڈا اہل قریش کرتے تھے، سادہ لوح عوام انہیں ہی تسلیم کر لیتے اور اسلام سے کچے کچے رہتے۔ مسلمان صرف مدینہ طیبہ میں محصور ہو کر رہ گئے تھے۔ ہجرت کے بعد مکہ میں ان کی آمد و رفت ممنوع قرار دے دی گئی تھی۔ مکہ کے سردار اپنے آدمی بھیج کر دور نزدیک کے قبائل میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈہ کرتے اور ان کے دلوں میں مسلمانوں سے نفرت اور عداوت کی آگ بھڑکاتے رہتے۔ یوں عرب کے بیشتر قبائل میں تبلیغ اسلام کے امکانات نہ ہونے کے برابر تھے۔

حدیبیہ کے موقع پر جو صلح ہوئی اس کی شرائط آپ اس سورت کے تعارف میں ملاحظہ کر چکے ہیں۔

اس معاہدہ پر سرسری نظر ڈالنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ مسلمانوں نے بہت دب کر صلح کی ہے اور کفار اپنی من مانی شرائط منوانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اسی وجہ سے لشکر اسلام کو ان شرائط کا جب علم ہوا تو انہیں بہت گراں گزرا۔ حضرت

وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۙ

اور جو ہجرت کے بعد لگائے گئے اور مکمل فرما دے اپنا انعام آپ پر ۳ اور چلائے آپ کو سیدھی راہ پر ۴ اور

يَنصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا ۝ هُوَ الَّذِي أَنزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ

تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی ایسی مدد فرمائے جو زبردست ہے ۵ وہی ہے جس نے اتارا اطمینان کو اہل ایمان کے

فاروق اعظمؓ جیسی ہستی بھی بے تاب ہو گئی۔ بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر اپنی بے چینی کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ کے حبیب نے ارشاد فرمایا۔ انا عبد اللہ ورسولہ لن اخالف امرہ ولن یضیعنی

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ میں اس کے حکم کی ہرگز مخالفت نہیں کروں گا اور وہ مجھے ہرگز ضائع نہیں ہونے دے گا۔

اور ایسا ہی ہوا کہ اس صلح کی وجہ سے وقتی طور پر جنگ بند ہو گئی۔ امن قائم ہو گیا۔ عداوت کی بھڑکتی آگ ختم ہو گئی۔ مسلمانوں کو ان الزامات کی تردید کا سنہری موقع مل گیا۔ شکوک و شبہات کی کالی گھٹائیں چھٹ گئیں۔ حقیقت اپنے حسن و خوبی کے ساتھ آشکارا ہو گئی۔ غلط پروپیگنڈے کے باعث دلوں پر جو غبار پڑا تھا وہ دور ہو گیا اور لوگ جوق در جوق دین اسلام کو قبول کرنے لگے۔ چنانچہ اس واقعہ کے صرف دو سال بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتح مکہ کی مہم کے لیے روانہ ہوئے تو دس ہزار جانباز اور سرفروش غلاموں کا لشکر جرار ہمرکاب تھا۔

آپ اس بات کا اب پھر تجزیہ کیجئے حقیقت حال روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی۔

۳ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر جو بے حد و حساب احسانات فرمائے ان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اے محبوب! ہم نے اپنی نعمت کی تکمیل فرما دی۔ [illegible] دین اسلام کی شمع کو جس کو دشمنوں نے بجھانا چاہا تھا [illegible] باظہار الدین وانتشارہ فی البلاد [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] النعمۃ والمنحۃ

تکمیل نعمت [illegible] اس کے علاوہ جو دینی اور دنیوی نعمتیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پر ارزانی فرمائیں وہ سب اس میں داخل ہیں۔

۴ فرائض رسالت کی ادائیگی اور احکام شریعت کی تنفیذ کوئی آسان کام نہیں۔ اس میں ہر موڑ پر [illegible] دشوار گزار [illegible] ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ وعدہ فرما رہا ہے کہ اے حبیب! ہم نے آپ کو ان کٹھن اور دشوار [illegible] کے لئے [illegible] کوئی مشکل ہمارے لئے [illegible] نہیں ہو سکتی کوئی اشکال باعث اضطراب نہیں ہو سکتا۔ علامہ آلوسی نے بھی یہی تشریح کی ہے۔ ای فی تبلیغ الرسالۃ واقامۃ [illegible]

۵ ان انعامات عظیمہ کے آخر میں فرمایا وینصرک اللہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ آپ کی ایسی نصرت فرمائے گا جو عزیز ہے

الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ۭ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ

دلوں میں تاکہ وہ مزید بڑھ جائیں قوت ایمانی میں اپنے پہلے ایمان کے ساتھ اور اسی کے زیر فرمان ہیں سارے لشکر آسمانوں

غالب رہیں گے اور کسی قوم کی کوئی کوشش کامیاب نہ ہوگی

یہاں ایک نکتہ قابل غور ہے۔ [illegible] کہ تمام افعال کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے [illegible] کے بعد لفظ نصر کو ظاہر ذکر کیا۔ اس کی حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ مغفرت کا تعلق عالم آخرت کے ساتھ ہے اور نصرت و غلبہ کا تعلق دنیا کے ساتھ گویا فرمایا اے محبوب! تیری دنیا اور تیری آخرت کے تمام امور طے ہو چکے ہیں۔ دنیا میں آپ کو نصرت و غلبہ کی ضرورت ہے اور آخرت میں بخشش کی ضرورت ہے۔ [illegible] (روح المعانی)

یعنی اللہ تعالیٰ آپ کے دینی اور دنیوی تمام امور کا مددگار ہے۔

ــــ صلح ہونے کے بعد مسلمان [illegible] کی صورت میں مدینہ طیبہ واپس جا رہے تھے تو راستہ میں اس سورت کی پہلی آیتیں نازل ہوئیں۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے ساری دنیا سے محبوب تر اور عزیز تر ہے۔ حضور نے صحابہ کو سنائی۔ جب یہ پاک کلمات لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر کے کلمات طیبات ادا ہوئے تو صحابہ خوشی سے بے قابو ہوگئے۔ مبارکباد پیش کرنے لگے۔ عرض کی [illegible] اے اللہ کے رسول۔ بیشک [illegible] اللہ تعالیٰ نے حضور کو [illegible] فرما دیا۔ [illegible] یا رسول اللہ ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

ــــ سکینہ سے اطمینان اور تسلی کا [illegible] جس سے دل کو قرار آجاتا اور ہر قسم کے قلق اور تشویش کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔ صحابہ کرام کو صلح حدیبیہ سے جو پریشانی اور تشویش تھی اور جس کے باعث ان کے دل بے چین اور بے قرار تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے ان کے مضطرب اور بے چین دلوں میں سکون و طمانیت کو اتار دیا وہ اضطراب جس میں وہ پہلے گرفتار تھے وہ یکسر بدل گیا۔

آگے نظر دوڑا کر دیکھا جائے تو ہم [illegible] حالات کا [illegible] تقاضا یہ تھا کہ قوم [illegible] کے بعد [illegible] تھے [illegible] کہ ایک [illegible] شروع کر دیا کہ [illegible] کے [illegible] میں [illegible] لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] اللہ [illegible] جب [illegible] کو [illegible] کی بیعت پر مسلمانوں کو [illegible] نہیں [illegible] جنگ کی [illegible] مسلمانوں کے دلوں میں [illegible] پیدا نہ ہوا۔ بلکہ [illegible] لگ رہے تھے۔ پھر جب حضرت عثمانؓ کی شہادت کی افواہ گرم ہوئی اور بیعت رضوان کی دعوت دی گئی اس وقت [illegible] کا سینہ جوش [illegible] تھا [illegible] کر رہے تھے اور [illegible] کا [illegible] کے [illegible] تھے اور جب [illegible] کی

وَالْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۙ لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

اور زمین کے۔ اور اللہ تو سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔ تاکہ داخل کرے ایمان والے مردوں اور ایمان والیوں کو

جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ

باغوں میں رواں ہیں جن کے نیچے نہریں وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور دور کردے ان سے ان کی

سَيِّئَاتِهِمْ ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عِندَ اللَّهِ فَوْزًا عَظِيمًا ۙ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ

برائیوں کو۔ اور یہ اللہ کے نزدیک بڑی کامیابی ہے۔ اور تاکہ عذاب دے منافق مردوں

شرائط صلح پا گئیں جو بظاہر اسلام کے خلاف تھیں اور مسلمانوں کے لیے ذلت کی تھیں تو اس وقت بھی حضور کی قیادت پر انہیں پورا اعتماد اور بھروسہ تھا کہ سر تسلیم خم کر دیا۔ اور [illegible] ایک وقت [illegible] اشتعال و اضطراب کی [illegible] ثابت قدم [illegible] اسی کی بدولت ممکن ہو سکتا ہے کہ دلوں کو اللہ تعالیٰ نے سکینت و اطمینان کی دولت سے مالا مال کر دیا تھا۔

۸ یعنی [illegible] اور بیعت رضوان [illegible] قدم قدم پر کیا اس کا اجر انہیں یہ دیا گیا کہ ان کی قوت ایمانی دوچند ہو گئی اور ان کے یقین کو تقویت نصیب ہوئی۔

۹ یعنی آسمانوں کے سارے لشکر اللہ تعالیٰ کے زیر فرمان ہیں۔ اس کا تقاضا ہو تو چشم زدن میں سارا معاملہ [illegible] کسی کے روکے [illegible] لیکن اس کی [illegible] وہ تمام حالات کا [illegible] ماضی، حال اور مستقبل سب اس کے سامنے عیاں ہیں اور اس کے سارے کام حکمت کے مطابق ہوتے ہیں۔ یہ صلح اسی لیے ہوئی کہ کفار کی طاقت [illegible] اور مسلمان [illegible] ہونے والا ہے۔

۱۰ اس کا تعلق اوپر کے مضمون سے ہے کہ مسلمانوں پر سکینت کا نزول اس لیے ہوا کہ اہل ایمان مردوں اور عورتوں کو [illegible] سے نوازے جن کا بیان اس آیت میں کیا گیا ہے۔

۱۱ یکفر کا معنی ہیں چھپا دینا [illegible] پردہ ڈال دینا کہ اس کے وجود کا پتہ ہی نہ چلے [illegible] اس مفہوم کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ای یغطیها ولا یظهرها [illegible] روح المعانی [illegible] ان کی خطاؤں اور لغزشوں [illegible] کر دیا جائے گا ان کا نام و نشان بھی باقی نہ رہے گا۔ یہ کمال مغفرت کی طرف اشارہ ہے۔ یہ بہت بڑی کامیابی اور کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی خطاؤں اور لغزشوں پر [illegible] قیامت کے روز جب انسان [illegible] پیش ہوگا تو فرشتے اس کے نامۂ اعمال

وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ؕ

اور منافق عورتوں، مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو جو اللہ کے بارے میں برے گمان رکھتے ہیں۔

عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ

انہیں پر ہے بری گردش [illegible] اور اللہ [illegible] ان پر [illegible] اور ان کے لئے تیار کر رکھا ہے

جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝٦ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ

ان کے لیے جہنم اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔ اور اللہ کے لیے ہی ہیں سب لشکر آسمانوں اور زمین کے۔ اور

اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝٧ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝٨

اللہ [illegible] حکمت والا ہے۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

سلہ شاہد کا معنی گواہ ہے۔ [illegible]

[illegible] الرسول عليكم

لِتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ

[illegible]

اَصِيْلًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَيْدِيهِمْ ۚ فَمَن نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا

ان کے ہاتھوں پر ہے [۱۲] پس جس نے توڑ دیا اس بیعت کو تو اس کے توڑنے کا وبال اسی کی ذات پر ہوگا اور جس نے پورا کیا اس عہد کو جو اس نے

یہ افواہ پھیل چکی تھی کہ کفار نے حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا ہے۔ اگرچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جنگ کی غرض سے تیار ہو کر نہیں آئے تھے۔ احرام کی دو چادریں اور تلواریں بھی نیاموں کے اندر تھیں لیکن ایسی صورت حال پیدا ہو گئی کہ دشمن کی قوت اور اسلام کے فدائیوں کی بے سروسامانی کے باوجود ان کے ساتھ جنگ ناگزیر ہو گئی۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہوتے ہیں اور بیعت کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ صحابہ جوق در جوق حاضر ہو کر بیعت اس بات پر کرتے کہ جب تک جان میں جان ہے، جب تک بدن میں خون کا ایک قطرہ بھی ہے، ہم میدان جنگ میں ڈٹے رہیں گے اور اپنی وفا کی اس جانثاری اور سرفروشی کی عظمت کا کیا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ حبیب کبریا علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات پر دلدادہ وارفتہ ہو رہے ہیں اور اپنے آقا و مولا کے دست مبارک پر ہاتھ رکھ کر جاں بازی اور سرفروشی کی بیعت کر رہے ہیں۔ اللہ رب العزت کو یہ ادا اتنی پسند آئی کہ ان کی اس سعادت سے ان کو بہرہ ور فرمایا۔ جن کے ہاتھ پر یہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ سے بیعت کر رہے ہیں، ان کی ابدی عظمت کو ظاہر کرنے کے لیے دشمن کے پیٹ کے ساتھ پتھر باندھے ہوئے آپ کو لوگوں کی نظروں سے چھپانے کی کوشش کر رہا ہے۔

حضور سرور عالمیان ﷺ نے جس درخت کے نیچے بیٹھ کر بیعت لی تھی اس کے بارے میں صحیح بخاری میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے: انتم خیر اهل الارض الیوم۔ تم سارے روئے زمین کے لوگوں سے آج سب سے بہتر ہو۔ اور حضرت جابرؓ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد منقول ہے: لا یدخل النار احد ممن بایع تحت الشجرۃ۔ جنہوں نے اس درخت کے نیچے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے ان میں سے کوئی بھی دوزخ میں داخل نہیں ہوگا۔ (ابن کثیر)

ملا فتح اللہ کاشانی شیعہ اپنی تفسیر منہج الصادقین میں لکھتے ہیں: آنحضرت اصحاب را در زیر درخت جمع کرد و ایشان را به تجدید بیعت امر بود و اصحاب به رغبت تمام و میل کلام دست بدست مبارک او بیعت کردند که نگریزند و در هیچ حال از مخالفت با آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکنند و در مرگ دست از او بدارند و چون این بیعت کمال رغبت و میل بود و آنرا بیعت رضوان گویند بیعت رضوان و در شان ایشان آیت نازل شد۔ (منہج الصادقین جلد ۸ صفحہ ۳۷۳)

ترجمہ: حضور نے صحابہ کو درخت کے نیچے جمع کیا اور انہیں تجدید بیعت کا حکم دیا۔ صحابہ کرام نے کمال شوق و جذبہ سے بڑی خوشی کے ساتھ حضور کے دست مبارک پر ہاتھ رکھ کر اس بات پر بیعت کی کہ ہم میدان سے نہیں بھاگیں گے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر قربان ہو جائیں گے اور کسی وقت بھی آپ سے اختلاف نہیں کریں گے۔ صحابہ کرام کے اس جذبہ اشتیاق اور کمال محبت کے باعث اس بیعت کا نام بیعت رضوان رکھا گیا اور ان کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی۔

---

[۱۲] یہ بیعت بظاہر اگرچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست اقدس پر ہو رہی ہے لیکن درحقیقت یہ بیعت اللہ تعالیٰ کے

سادہ تھی۔ اگرچہ بظاہر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہاتھ تھا لیکن درحقیقت یہ دست خداوندی تھا جس طرح حضور کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کہا گیا ہے۔ اسی طرح حضور سے بیعت اللہ سے بیعت اور حضور کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ فرمایا گیا ہے۔

علامہ اسمٰعیل حقی صوفیہ کی اصطلاح کے مطابق اس آیت کی یہ شرح کرتے ہیں۔ وقال اهل الحقيقة هذه الآية [illegible] من بيع الرسول [illegible] مع الله [illegible] على [illegible] عن وجوده بالكلية فتحقق بالله في ذاته وصفاته وافعاله وكل ما صدر عنه صدر من الله. (روح البیان)

یعنی اہل حقیقت کہتے ہیں کہ یہ آیت بھی ان آیات میں سے ہے جو حضور کی اطاعت کو بعینہٖ اللہ کی اطاعت کہتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ذات و صفات سے فانی ہو کر حق کے مقام پر فائز ہو چکے تھے اس لیے ہر فعل جو حضور سے صادر ہوا وہ حقیقت اللہ سے صادر ہوتا۔

آج کل جو ہم کسی مرد کامل کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ اسی سنت کا اتباع ہے۔ علامہ اسمٰعیل حقی لکھتے ہیں۔ يقول الفقير فيه اي في الآية سنة المبايعة وتلقين الذكر من شيخ كامل [illegible] الذين جعلهم الله قطب الارشاد [illegible] الى [illegible] (روح البیان) یہ فقیر کہتا ہے کہ اس آیت سے بیعت کی سنت اور شیخ کامل سے تلقین ذکر کا ثبوت ملتا ہے۔ وہ مشائخ جنہیں اللہ تعالیٰ نے قطب ارشاد کے مقام پر فائز کیا ہے۔ وہ اس طرح کامل سے تلقین سے کہ انہیں مشاہدہ کی نعمت سے بہرہ ور کیا جاتا ہے۔

حضرت شداد بن اوس اور عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے

قال كنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال هل فيكم غريب يعني اهل الكتاب قلنا لا يا رسول الله فامر بغلق الباب فقال ارفعوا ايديكم وقولوا لا اله الا الله فرفعنا ايدينا ساعة ثم وضع رسول الله يده ثم قال الحمد لله اللهم انك بعثتني بهذه الكلمة وامرتني بها ووعدتني عليها الجنة انك لا تخلف الميعاد ثم قال ابشروا فان الله قد غفر لكم۔

ترجمہ: انہوں نے بتایا کہ ایک روز ہم بارگاہ رسالت میں حاضر تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریافت فرمایا کیا تم میں کوئی اجنبی اہل کتاب ہے۔ ہم نے عرض کی نہیں یا رسول اللہ! حضور نے دروازہ بند کرنے کا حکم دیا۔ پھر فرمایا اپنے ہاتھ اٹھاؤ اور کہو لا الہ الا اللہ۔ ہم کچھ دیر تک ہاتھ اٹھائے رہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک نیچے کیا اور کہا الحمد للہ۔ اے اللہ! تو نے مجھے اس کلمہ کے ساتھ مبعوث فرمایا اور اس کلمہ کا حکم دیا اور مجھ سے وعدہ فرمایا کہ اس پر جنت ملے گی اور تو وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔ پھر فرمایا اے میرے صحابہ! تمہیں مژدہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تم سب کو بخش دیا ہے۔

اس قسم کی متعدد روایات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اپنے غلاموں سے بیعت لیا کرتے تھے۔ مستورات کو بھی اس شرف سے مشرف فرماتے لیکن ان کی بیعت کا طریقہ یہ تھا کہ پانی کے ایک پیالہ میں پہلے حضور اپنا دست مبارک ڈبوتے اس کے بعد ان کو اس پیالہ میں ہاتھ ڈالنے کا حکم دیتے۔ حضور نے کبھی کسی اجنبیہ کے ہاتھ سے مس نہیں کیا۔

عَهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۚ سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ

[illegible]

مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بِأَلْسِنَتِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۚ قُلْ فَمَن يَمْلِكُ لَكُم مِّنَ اللَّهِ

باتیں کرتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں شہ آپ [illegible] کون [illegible] اللہ کے [illegible]

شَيْئًا إِنْ أَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۚ بَلْ كَانَ اللَّهُ بِمَا

کسی چیز کا [illegible] شہ بلکہ اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے

تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿١١﴾ بَلْ ظَنَنتُمْ أَن لَّن يَنقَلِبَ الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ

پوری طرح باخبر ہے حقیقت یہ ہے کہ تم نے یہ خیال کر لیا تھا کہ ہرگز [illegible] رسول [illegible] اور ایمان والے

تھے وہ تو [illegible] حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible]

[illegible]

شہ اگر ان کی عدم حاضری کی کوئی [illegible]

[illegible]

شہ اے محبوب! آپ انہیں بتائیے کہ [illegible]

[illegible]

اللہ تعالیٰ [illegible]

إِلَىٰٓ أَهۡلِيهِمۡ أَبَدٗا وَزُيِّنَ ذَٰلِكَ فِي قُلُوبِكُمۡ وَظَنَنتُمۡ ظَنَّ ٱلسَّوۡءِ

اپنے اہل خانہ کی طرف کبھی [illegible]

وَكُنتُمۡ قَوۡمَۢا بُورٗا ﴿١٢﴾ وَمَن لَّمۡ يُؤۡمِنۢ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ فَإِنَّآ أَعۡتَدۡنَا

[illegible]

لِلۡكَٰفِرِينَ سَعِيرٗا ﴿١٣﴾ وَلِلَّهِ مُلۡكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِۚ يَغۡفِرُ لِمَن يَشَآءُ

[illegible]

وَيُعَذِّبُ مَن يَشَآءُۚ وَكَانَ ٱللَّهُ غَفُورٗا رَّحِيمٗا ﴿١٤﴾ سَيَقُولُ ٱلۡمُخَلَّفُونَ

[illegible]

إِذَا ٱنطَلَقۡتُمۡ إِلَىٰ مَغَانِمَ لِتَأۡخُذُوهَا ذَرُونَا نَتَّبِعۡكُمۡۖ يُرِيدُونَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

علامہ جوہری لفظ بور کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں

أَن يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ ۚ قُل لَّن تَتَّبِعُونَا كَذَٰلِكُمْ قَالَ اللَّهُ مِن قَبْلُ ۖ

اللہ کے حکم کو بدل دیں [illegible] تم فرماؤ ہرگز تم ہمارے ساتھ نہ [illegible] اللہ تعالیٰ نے پہلے سے [illegible]

فَسَيَقُولُونَ بَلْ تَحْسُدُونَنَا ۚ بَلْ كَانُوا لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا ⑮

پھر وہ کہیں گے کہ نہیں بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو [illegible] بہت کم سمجھتے ہیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ

فرما دیجئے [illegible] پیچھے چھوڑ دیے گئے تھے [illegible] عنقریب تمہیں دعوت دی جائے گی ایک ایسی قوم سے مقابلہ کی جو بڑی سخت جنگجو ہے

شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا

تم ان سے جنگ کرو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے۔ پس اگر تم نے (اس وقت) اطاعت کی تو دے گا تمہیں اللہ تعالیٰ بہت اچھا

حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶﴾

اجر۔ اور اگر تم نے [illegible] جیسے پہلے [illegible] تو اللہ تعالیٰ دے گا [illegible]

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ

نہ اندھے پر کوئی گناہ ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی گناہ ہے اور نہ ہی مریض پر کوئی گناہ ہے (اگر جہاد [illegible]

[illegible] کا شکار ہیں۔

۱۶؎ مدینہ طیبہ کے گرد و نواح میں [illegible] غزوۂ خیبر میں شریک ہونے کے لیے بڑے بے تاب تھے ان کی بے تابی اس لیے نہیں تھی کہ وہ اپنی گزشتہ کوتاہی کی تلافی کرنا چاہتے تھے بلکہ ان کا مقصد [illegible] کہ خیبر میں انہیں اموال غنیمت [illegible] [illegible] کا شوق پورا کریں۔ [illegible]

اب رہا یہ [illegible]

[illegible]

شکست ہونے کی گنجائش اور توجیہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہوازن اور ثقیف نے یہ [illegible] کہ مسلمانوں کے ساتھ جنگ کے [illegible] لیکن [illegible] کے بعد [illegible] مدد کے [illegible] حنین کی ابتدا میں [illegible] ان کا پلہ بھاری نظر آتا ہے [illegible] میدان جنگ میں [illegible] تھے کہ مسلمان [illegible] کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس نے [illegible] جب لشکر اسلام [illegible] [illegible] اشارہ [illegible] [illegible] [illegible] یا معشر الانصار [illegible] یا معشر المہاجرین [illegible] [illegible] [illegible]

واستشہد من المسلمین یومئذ من قریش ایمن بن ام ایمن [illegible] ویزید بن زمعۃ بن الاسود وسراقۃ بن الحارث من بنی العجلان وابو عامر الاشعری۔ (تاریخ ابن خلدون جلد ۲ صفحہ [illegible])

ان حقائق کو سامنے رکھ کر [illegible] اس آیت میں جس جنگ کا ذکر ہے وہ [illegible]

[illegible]

[illegible] مسلمانوں [illegible]

[illegible]

[illegible]

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد [illegible] عصبیت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ [illegible] مسیلمہ کذاب [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] مسیلمہ [illegible]

[illegible] آل [illegible]

[illegible] الشہید [illegible] علیہما الصلوٰۃ والسلام

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حَرَجٌ ۚ وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

ذرہ بھر بھی تنگی اور جو شخص اطاعت کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی داخل فرمائے گا اسے باغات میں رواں ہیں جن کے نیچے

الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۷﴾ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ

نہریں۔ اور جو شخص روگردانی کرے گا اسے اللہ تعالیٰ دے گا دردناک عذاب یقیناً راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ [illegible] ان

[illegible] ہزار [illegible] مارے گئے دشمن کے مقتولین کی [illegible] مسلمانوں کا [illegible] شہید [illegible] اس طرح حضرت ابو بکر صدیق کی [illegible] حضرت خالد کی بے نظیر [illegible] اور صحابہ کرام کی بے مثل شجاعت [illegible] ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دیا۔

[illegible] آیت [illegible] مسلمانوں [illegible] خلیفہ [illegible] اور اس کا انعام بھی تقاتلونهم او یسلمون کے [illegible] متعلق [illegible] حضرت [illegible] استدلال فرماتے ہیں:

والله لقد [illegible] هذه الآية [illegible] القوم [illegible] بأس شديد [illegible] حتى [illegible] بكر [illegible] اليمامة بني حنيفة [illegible]

[illegible] یہ آیت پڑھا کرتے تھے [illegible] جنگ کی دعوت دی جائے گی [illegible] بنو حنیفہ کے ساتھ جنگ کی دعوت دی [illegible] ذکر کیا گیا ہے۔

[illegible] جب [illegible] کے بارے میں یہ آیت سنی [illegible] بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر گزارش کی کہ [illegible] یا رسول اللہ [illegible] ایمان [illegible] یہ آیت نازل ہوئی۔

[illegible] آیت [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] بیعت [illegible] کیا گیا [illegible] اللہ کے رسول کے دست مبارک پر [illegible] بیعت [illegible] رسول [illegible] بیعت [illegible] ہے [illegible] ایمان [illegible]

[illegible] ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ

مومنوں سے جب وہ بیعت کر رہے تھے آپ کی درخت کے نیچے سو جان لیا جو ان کے دلوں میں تھا

فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۙ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً

پس اتارا اس نے اطمینان ان پر [illegible] اور بدلہ دیا [illegible] قریب کی فتح سے اور غنیمتیں بہت سی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَأْخُذُونَهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝ وَعَدَكُمُ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً

جن کو وہ حاصل کریں گے [illegible] اور اللہ تعالیٰ [illegible] ہے [illegible] وعدہ فرمایا ہے تم سے اللہ تعالیٰ نے بہت سی غنیمتوں کا [illegible]

[illegible] حدیبیہ [illegible] اسلام [illegible] دل راحت اور اطمینان سے [illegible] رہ سکیں گے

یہاں بھی ان سے مراد [illegible] وہی لوگ ہیں جنہوں نے بیعت الرضوان کا شرف حاصل کیا تھا

اس خوش خبری کا مصداق فتح خیبر ہے کیونکہ سفر حدیبیہ کے [illegible] اور [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب خیبر کی طرف [illegible] تو حکم دیا کہ اس سفر میں [illegible] کا شرف حاصل کریں گے جو حدیبیہ کے سفر میں ہمارے ساتھ تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد سے [illegible] مراد متعین ہو گئی

[illegible] اسباب [illegible] دشمنوں کے [illegible] غنیمت [illegible] اور کثرت دیں گے جن سے [illegible] یہ اموال غنیمت جنہیں مغانم کثیرہ کہا گیا ہے [illegible] منقولہ اور غیر منقولہ اموال و املاک ہیں۔

حدیبیہ میں [illegible] کے ساتھ [illegible] دس سال [illegible] خیبر [illegible] سال [illegible] دشمن سے [illegible] یہودیوں [illegible] مسلمانوں [illegible] ان کے پاس دولت [illegible] خیبر [illegible] مستحکم تھیں۔ [illegible] قلعوں [illegible] صورت میں [illegible] تعلقات تھے

[illegible] حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] حدیبیہ [illegible] بیعت رضوان سے مشرف ہوئے تھے [illegible] خیبر کی طرف [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت [illegible]

اے اکوع کے فرزند ذرا ہمیں اپنا کلام سناؤ وہ فوراً اترے اور بڑی خوش الحانی سے یہ اشعار پڑھے

والله لولا الله ما اهتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا

بخدا اگر اللہ تعالیٰ مہربانی نہ فرماتا تو ہم کو ہدایت نصیب ہوتی نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھنے کی توفیق میسر آتی۔

انا اذا قوم بغوا علینا وان ارادوا فتنة ابینا

ہم وہ جانباز ہیں کہ اگر کوئی قوم ہم پر سرکشی کرتی ہے اور ہمیں کسی آزمائش میں مبتلا کرنا چاہتی ہے تو ہم اس کے سامنے سر جھکانے سے انکار کر دیتے ہیں۔

فانزلن سكينة علينا وثبت الاقدام ان لاقينا

الٰہی ہم پر سکینہ نازل فرما اور جب دشمن سے ہمارا مقابلہ ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھ۔

ان کے یہ شعر سن کر حضور بہت خوش ہوئے اور دعا فرمائی یرحمہ ربہ۔ صاحب سیرت حلبیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے عرض کی: وجبت یا رسول الله لولا امتعتنا به فقتل یوم خیبر شهیدا۔ یعنی اے اللہ کے پیارے رسول! آپ کے اس غلام پر شہادت واجب ہو گئی۔ کاش حضور کچھ مدت اور ہمیں ان سے مستفید ہونے دیتے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آپ نے غزوۂ خیبر میں شہادت پائی۔

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ خیبر ایک شہر کا نام ہے۔ وہاں ایک ہی قلعہ تھا۔ جب وہ فتح ہوا تو خیبر پر اسلام کا پرچم لہرانے لگا۔ اس طرح مجاہدین اسلام نے خیبر کو سر کرنے میں جن جانبازیوں کا مظاہرہ کیا اور جس جرأت و شجاعت سے، ان کا صحیح علم نہیں ہو سکتا۔ میں قارئین کرام کی اجازت سے حقیقت حال ذرا تفصیل سے عرض کرنا چاہتا ہوں۔

خیبر ایک علاقہ کا نام ہے جس میں کئی وادیاں، نخلستان اور کھیتیاں تھیں۔ یہ علاقہ دو حصوں میں منقسم ہے۔ ایک کا نام "نطاۃ" ہے۔ یہ پہاڑی علاقہ ہے۔ اس میں چٹانیں، اونچے نیچے ٹیلے اور پتھریلی زمین ہے۔ دوسرے کا نام "شق" ہے۔ یہ زرخیز میدانی علاقہ ہے۔ اس کی آب و ہوا صحت کے لیے مضر ہے۔ نطاۃ کے مشہور قلعوں کے نام یہ ہیں: حصن ناعم، حصن الصعب ابن معاذ، حصن الزبیر ——— اور شق کے مشہور قلعوں کے نام یہ ہیں: سموان، قلہ، قموص، وطیح اور سلالم۔

جب حضور خیبر کی وادی میں داخل ہونے لگے تو سب کو حکم دیا: "قفوا" رک جاؤ۔ پھر یہ دعا مانگی

اللهم رب السموات وما اظللن ورب الارضین وما اقللن ورب الشیاطین وما اضللن ورب الریاح وما ذرین فانا نسالك خیر هذه القریة وخیر اهلها وخیر ما فیها ونعوذ بك من شرها وشر اهلها وشر ما فیها۔ اے اللہ! اے آسمانوں کے رب اور جن چیزوں پر وہ سایہ فگن ہیں، اے زمینوں کے رب اور جن چیزوں کو وہ اٹھائے ہوئے ہیں، اے شیطانوں کے رب اور جن کو انہوں نے گمراہ کیا ہے، اے ہواؤں کے رب اور جن چیزوں کو وہ اڑاتی ہیں، ہم تجھ سے اس بستی کی خیر، اس کے رہنے والوں کی خیر اور جو کچھ اس میں ہے اس کی خیر کا سوال کرتے ہیں اور اس کے شر سے اور اس کے رہنے والوں کے شر سے اور جو کچھ اس میں ہے اس کے شر سے پناہ مانگتے ہیں۔ (ہر بستی میں داخل ہوتے وقت حضور یہ دعا مانگا کرتے تھے)

پھر آپ خیبر میں داخل ہوئے۔ جس وقت یہودی حسب معمول روزمرہ کے کام کے لیے کدالیں، کسیاں اور ٹوکرے لیے نکلے

جب انہوں نے قلعوں سے باہر نکل کر [illegible] لشکر اسلام کو وہاں دیکھا تو [illegible] محمد و الخمیس [illegible] کی قسم [illegible] واپس بھاگ گئے [illegible] حضور نے اپنے ہاتھ بلند کرتے ہوئے فرمایا اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین [illegible] خیبر برباد ہو گیا ہم جب کسی قوم کے صحن میں اترتے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بڑی ہولناک ہوتی ہے۔

[illegible] یہاں محمود بن مسلمہ [illegible] شدید جنگ ہوئی یہودیوں نے بڑی شجاعت سے مقابلہ کیا [illegible] حضرت [illegible] دشمن سے مقابلہ کی [illegible] فاصبروا [illegible] ان الجنۃ تحت ظلال السیوف [illegible]

[illegible]

[illegible] یہودیوں [illegible] مسلمانوں [illegible]

[illegible] یہودیوں [illegible] مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا

[illegible] یہودی [illegible]

[illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اب آپ اس آیت کو دوبارہ پڑھیے آپ کو پتہ چل جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان اصحاب کرام کا کتنا بڑا مقام ہے [illegible] دستِ مبارک پر [illegible] بیعت کی تھی [illegible]

[illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible]

تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هَٰذِهِ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنكُمْ وَلِتَكُونَ

[illegible]

آيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۙ وَأُخْرَىٰ لَمْ تَقْدِرُوا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ﴿٢١﴾

[illegible] لیکن وہ اللہ کے احاطہ قدرت میں ہیں ۳۴ اور اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے

وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوَلَّوُا الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَّ

اور اگر جنگ کرتے تم سے یہ کفار تو پیٹھ دے کر بھاگ جاتے پھر نہ پاتے کسی کو اپنا دوست

لَا نَصِيرًا ﴿٢٢﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۖ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ

اور مددگار ۳۵ یہ اللہ کا دستور ہے جو پہلے سے چلا آ رہا ہے ۳۶ اور اللہ کے دستور میں تو ہرگز

ثابت قدمی سے [illegible] عطا فرمایا ہے۔

۳۴ اس آیت سے ان فتوحات کا ذکر ہو رہا ہے جو اہل بیعت رضوان کو حاصل ہوئیں [illegible] تھوڑی مدت کے بعد عرب، شام، فلسطین، مصر، شمالی افریقہ، چین کی سرحدوں تک، عراق، ایران، افغانستان، ترکستان وغیرہ ممالک کی فتوحات ہیں۔ قال ابن عباس ہی الفتوح التی فتحت علی المسلمین کارض فارس والروم وجمیع ما فتحہ المسلمون۔ (القرطبی)

اس آیت میں [illegible] کی خبر دی گئی ہے اس وقت [illegible] کوئی ان [illegible] حریف [illegible] اسلام [illegible] کا کسی کو خیال [illegible] وہ سلطنتیں جو [illegible] مشرق و مغرب کی دو عظیم طاقتیں [illegible] ایک وقت [illegible] سرنگوں ہو جائیں گی اور [illegible] لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے نعرے بلند کریں گے۔

۳۵ اس کا ایک مفہوم تو [illegible] اللہ تعالیٰ کی قدرت [illegible] علامہ قرطبی نے اس کا ایک اور مفہوم بیان کیا ہے وقیل حفظہا اللہ علیکم لیکون فتحہا لکم یعنی اللہ تعالیٰ نے ان ملکوں اور ان کے خزانوں کو محفوظ رکھا ہے [illegible] تمہارے مستقبل کے لیے [illegible] اللہ [illegible] میں ذخیرہ کیے ہوئے ہیں۔

۳۶ آیت کریمہ [illegible] ہے۔

۳۷ یعنی اگر اہل مکہ تمہارے ساتھ جنگ کرتے تو انہیں ایسی رسوا کن شکست دی جاتی کہ میدان جنگ سے پیٹھ پھیر کر سرپٹ [illegible] بھاگ جاتے اور اس شکست [illegible] میں کوئی بھی ان کا ساتھ نہ دیتا

۳۸ اللہ تعالیٰ کا یہ معمول ہے کہ آخر کار اپنے رسول اور اس کے [illegible] کو فتح [illegible] سے ممکن [illegible] کفر و باطل کو شرمناک شکست ہوتی ہے [illegible] دستور ہے [illegible] اس کو بدل نہیں سکتی

اللّٰهِ تَبْدِیْلًا ﴿۲۳﴾ وَهُوَ الَّذِیْ كَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ عَنْهُمْ

[illegible]

بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَیْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا

[illegible]

تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ﴿۲۴﴾ هُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ

[illegible]

الْحَرَامِ وَالْهَدْیَ مَعْكُوْفًا اَنْ یَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ؕ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ

[illegible]

وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَـُٔوْهُمْ فَتُصِیْبَكُمْ مِّنْهُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مَعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ لَوْ تَزَيَّلُوْا

[illegible]

لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ

اپنے دلوں میں ضد کو وہی جاہلیت کی ضد ٹ تو اتار دیا اللہ تعالیٰ نے اپنی تسکین کو اپنے

ایک سوال یہ کیا جاتا ہے کہ اگر کفار کسی قلعہ میں محصور ہو جائیں اور ان کے ساتھ اس قلعہ میں چند مسلمان قیدی بھی ہوں اور اسلامی لشکر کے لیے اس کو گرانا اور فتح کرنا بے حد ضروری ہو گیا ہو۔ اب اگر گولہ باری کی جائے تو مسلمان قیدیوں کے ہلاک ہونے کا بھی اندیشہ ہے اور اگر رک جاتے ہیں تو مسلمانوں کے مفاد کو سخت نقصان پہنچتا ہے تو کیا اس صورت میں گولہ باری جائز ہے یا نہیں۔ یا کفار کا کوئی ایسا جہاز ہے جس میں کفار کے علاوہ چند مسلمان بھی ہیں۔ کیا ایسے جہاز کو غرق کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

امام مالک اور امام احمد فرماتے ہیں کہ گولہ باری کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ لیکن امام اعظم ابو حنیفہ اور ان کے صاحبین اس کی اجازت دیتے ہیں اور اس کی وجہ یہ لکھتے ہیں کہ اس میں جہاد جیسے اہم فریضہ کی ادائیگی کا سوال ہے۔ اگر چند مسلمان قیدیوں کی موجودگی کے باعث کفار کے ایسے قلعوں پر یلغار سے رک جائیں تو کفار ہمیشہ یہی حربہ استعمال کریں گے اور ان کے مسلمان قیدیوں کو قتل کرنے میں بھی کوئی پس و پیش نہیں کریں گے۔

علامہ آلوسی روح المعانی میں امام غزالی سے یہ بات نقل کرتے ہیں کہ ان حالات میں مسلمان قیدیوں کا لحاظ نہیں کیا جائے گا کیونکہ انہیں کفار ڈھال کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ لیکن اس اجازت کو انہوں نے تین شرطوں کے ساتھ مشروط کیا ہے۔ آپ کی اصل عبارت ملاحظہ ہو:

وذلك لان المصلحة ضرورية كلية قطعية (یعنی) مسلمان قیدیوں کی موجودگی کے باوجود اگر گولہ باری نہ کی جائے تو ایسے حالات رونما ہو جائیں گے جن سے مسلمانوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا۔ دوسرا یہ کہ [illegible] ہو۔ تیسرا یہ کہ ایسا کرنے سے مسلمانوں کی فتح قطعی اور یقینی ہو۔

لیکن اگر ایسے حالات نہ ہوں کہ کوئی شدید خطرہ ہو تو پھر مسلمان قیدیوں کو ہلاک کرنا جائز نہیں۔ اس آیت کے چند کلمات کی تحقیق ملاحظہ ہو:

الهدي والبدن التي يهدى الى البيت الحرام ليذبح فيه، وہ جانور جو ذبح کرنے کے لیے حرم کعبہ کی طرف لے جائے جائیں۔

معكوفا اى محبوسا جسے کسی جگہ روک دیا جائے۔

محله مكانه الذي يحل فيه نحره وہ جگہ جہاں اس کو ذبح کرنا حلال ہوتا ہے۔

تطؤوهم الوطء والدوس عبارة عن الايقاع والابادة یعنی ان کو روند دینا، پامال کر دینا۔

المعرة العيب وهي مفعلة من العر عیب، گناہ وغیرہ۔

تزيلوا تفرقوا وتميز بعضهم من بعض جدا جدا ہو جاتے، الگ الگ ہو جاتے۔

ٹ آیت میں بڑی وضاحت سے حمیت جاہلیہ کی مذمت کی گئی ہے اس لیے ضروری ہے کہ پہلے حمیت کا تحقیقی مفہوم ذہن نشین کر لیجئے۔

علامہ قرطبی حمیت کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں: الحمية فعيلة وهي الانفة يقال حميت عن كذا حمية

وعصبية قد أصبحت [illegible] أصبحت في نفسه

[illegible]   [illegible]

یعنی میت [illegible] اس کا کوئی [illegible] اور کوئی [illegible] کہا جاتا ہے [illegible]

اسلام [illegible] جناب امیر [illegible] کیونکہ اس [illegible] باعث ننگ و عار تھا

علامہ [illegible] لکھتے ہیں [illegible] حمیۃ جاہلیۃ [illegible] ذلک

محض تعصب

کندی کی میت کو میت [illegible] اس لیے کہا گیا ہے کہ [illegible] تھی اور اس کی وجہ محض تعصب

اور ہٹ دھرمی تھی

حضرت علی [illegible] کے

[illegible]

[illegible] قرآن [illegible] ہدایت [illegible] چنانچہ [illegible]

[illegible] مسلمانوں [illegible] اور

جانوروں کو قتل کیا گیا [illegible] کی قسم [illegible] ہو گا

کندی کی [illegible] تعصب کا [illegible] کی میت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اسلام [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ

[illegible]

بِهَا وَاَهْلَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ

[illegible]

[illegible]

رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ

سچا خواب دکھایا حق کے ساتھ البتہ تم ضرور داخل ہوگے مسجد حرام میں جب اللہ نے چاہا!

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا [illegible]

آمِنِينَ مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ فَعَلِمَ مَا لَمْ

امن و امان سے منڈاتے ہوئے اپنے سروں کو یا ترشواتے ہوئے تمہیں کسی کا خوف نہ ہوگا پس وہ جانتا ہے جو تم نہیں

تَعْلَمُوا فَجَعَلَ مِنْ دُونِ ذَٰلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ

جانتے تو اس نے عطا فرما دی تمہیں اس سے پہلے ایک فتح جو قریب ہے وہی اللہ ہے جس نے بھیجا ہے اپنے رسول کو

کہتے ہیں صدقہ الحدیث اس کا معنی ہے انبأہ بالصدق یعنی اس نے اسے سچی بات بتائی۔ کہا جاتا ہے صدقت القوم کا معنی ہے قلت لھم صدقا۔ یعنی میں نے ان سے سچی بات کہی۔ اس تحقیق کے مطابق آیت کا ترجمہ وہ ہوگا جو میں نے کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو سچا خواب دکھایا ہے۔

بعض حضرات نے معنی کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے خواب کو سچا کر دکھایا۔ اگرچہ لغت میں صدق اس معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے لیکن اس مقام پر یہ مناسب معلوم نہیں ہوتا کیونکہ یہ آیت حدیبیہ سے واپسی پر راستہ میں نازل ہوئی۔ اس خواب کی تعبیر دوسرے سال ہوئی جب آپ عمرۃ القضاء کی ادائیگی کے لیے تشریف لے گئے۔

لتدخلن المسجد: یہ رسول کریم کے خواب کی تعبیر ہے کہ میں نے اپنے رسول کو جو خواب دکھایا ہے اس میں ذرہ بھر شک کی گنجائش نہیں۔ سب اسی خواب کا مصداق ہے جو کچھ آیت میں مذکور ہے۔ رہا یہ امر کہ اس پر ان شاء اللہ کا لفظ کیوں بڑھایا گیا ہے۔ اس لفظ کا یہاں استعمال شک کے لیے نہیں بلکہ ادب اور تعلیم کے لیے ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہاں ان کا معنی اذ ہے یعنی جب اللہ تعالیٰ چاہے گا تم مسجد حرام میں داخل ہو گے۔ ان بمعنی اذ کا استعمال عام ہے۔ صاحب لسان العرب لکھتے ہیں۔ و تجیء ان بمعنی اذ ومنہ قولہ اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مومنین المعنی اذ کنتم مومنین یعنی جب تم مومن ہو۔ یاد رہے یہ جملہ تو ہر حال میں کہا جائے گا اس آیت میں ایمان کا ذکر لازم ہے۔

ان شاء اللہ کا جملہ ذکر کرنے کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ نبی کریم اور صحابہ کرام اس امر پر یقین رکھتے تھے کہ وہ بہت طاقتور ہیں اور مسلمان اپنی قوت سے مسجد حرام میں داخل ہو جائیں گے۔ مگر اللہ کی مشیت یہ تھی کہ وہ واپس چلے جائیں کیونکہ اس میں وہ حکمتیں تھیں جن کو اللہ تعالیٰ تو جانتا تھا لیکن تم نہیں جانتے تھے۔

فعلم ما لم تعلموا: اس میں اسی کی طرف اشارہ ہے جب یہ حکمتیں پوری ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ اس وقت اپنے حبیب کے قدوم میمنت لزوم سے مکہ کی وادی کو مشرف فرمائے گا۔ دوسری حکمت یہ ہے کہ کئی ایسے مومن مرد اور عورتیں وہاں تھے جن کا علم صحابہ کرام کو نہ تھا۔ اگر حملہ ہو جاتا تو وہ بھی ہلاک ہو جاتے۔ چنانچہ علامہ آلوسی اور دیگر مفسرین لکھتے ہیں:

فتربص الی وقوع الدخول من مشیتہ تعالیٰ لاجل ما علمہ من جلالکم و تعبیرھم۔ (روح المعانی)

چنانچہ دوسرے سال ہجرت کے ساتویں سال ذوالقعدہ میں حضور اپنے صحابہ کرام کے ہمراہ عمرہ کی قضا کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے

بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ۭ وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ؕ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ

[illegible] محمد اللہ کے رسول ہیں [illegible] اور جو آپ کے ساتھ ہیں کفار کے مقابلہ میں [illegible] آپس میں [illegible] رحم دل ہیں ۲۹

ہوتے ہیں تو اس کی چیرہ دستیاں ختم کر دی جاتی ہیں۔ جہاں [illegible] اور [illegible] کی [illegible] ہے جو [illegible] کی کشتی کو [illegible] کے حوالے [illegible] کیا جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ وہ اسلام کو تمام ادیان یعنی مذاہب اور نظام ہائے حیات پر غالب کر دے گا۔ [illegible] اسلام کا پرچم [illegible] خلافت راشدہ میں ایشیا اور افریقہ کے بڑا حصہ میں اس کی عظمت کے نقارے بجنے لگے شرق و غرب میں توحید کی صدائیں گونجنے لگیں۔ غالب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ لوگ اس کو قبول کریں گے یا اس کی برتری کو تسلیم کریں گے [illegible] مسلمانوں کے [illegible] اختلافات [illegible] کے میدانوں میں اسلام کا پرچم بلند ہوا۔

آخر میں فرمایا کہ میں اپنے رسول کی رسالت کا بھی گواہ ہوں اور اس حقیقت کا بھی گواہ ہوں کہ وہ کتاب ہدایت اور دین حق لے کر آیا ہے اور اس امت کا [illegible] کہ یہ دین سب ادیان پر غالب ہو کر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کی گواہی کے بعد ان سچائیوں کو ثابت کرنے کے لیے کسی دوسرے گواہ کی ضرورت نہیں۔

۲۹ اس کی ترکیب میں دو مشہور قول ہیں۔ ① مُحَمَّدٌ مبتدا اور رَسُوْلُ اللّٰهِ اس کی خبر ② هُوَ مبتدا محذوف مُحَمَّدٌ موصوف، رسول اللہ صفت، یا عطف بیان [illegible] خبر۔

یہ جملہ مستانفہ [illegible] اللہ تعالیٰ کی گواہی [illegible] اور رسول اللہ کے الفاظ [illegible] اور فضائل حمیدہ پر مشتمل ہیں۔ وھی مشتملۃ علی کل وصف جمیل (ابن کثیر)

[illegible] اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کی توصیف فرماتے ہوئے فرمایا کہ [illegible] ایمان [illegible] اور اس کی محبت [illegible] کفار کے مقابلہ میں [illegible] کسی [illegible] کے سامنے [illegible] کہ کوئی شخص اسلام [illegible] کہ ان کو اس راہ محبت سے برگشتہ کیا جائے۔ اشداء شدید کی جمع ہے اور لفظ شدت کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ ابن منظور لسان العرب اور علامہ زبیدی تاج العروس میں لکھتے ہیں

الشدة: نجدة وثبات القلب والشديد: الشجاع والقوي من الرجال والجمع اشداء [illegible]

قوت ارادی کی پختگی کا نام ہے اور شدید شجاع اور طاقتور مرد کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع اشداء ہے۔ [illegible] اسلام کے [illegible] اور [illegible] تھے اور کفار [illegible] تھے [illegible] کا یہ مفہوم نہیں۔

کفار کے مقابلہ میں [illegible] کے ساتھ

ان کا معاملہ باہمی دوستوں سے بڑھ کر نرم، شفیق اور بے حد مہربان ہے۔ حق کی باہمی الفت و رحمت کی کیفیت کو جس طرح اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے اس سے زیادہ بیان کرنا ممکن نہیں۔

قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مَثَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَكٰى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعٰى لَهٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالْحُمّٰى وَالسَّهَرِ۔

ترجمہ: یعنی مسلمانوں کی مثال باہمی محبت اور ایک دوسرے پر شفقت کرنے میں ایسی ہے جیسے ایک جسم۔ اگر اس کا کوئی عضو بیمار ہو جاتا ہے تو سارا جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے اور رتجگا اس کو لاحق ہو جاتا ہے۔

قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا وَشَبَّكَ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بَیْنَ اَصَابِعِهٖ۔

ترجمہ: مومن کا تعلق مومن کے ساتھ ایسا ہے جیسے دیوار کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو سہارا دیے ہوئے ہوتا ہے۔ حضور نے یہ فرمایا اور پھر دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کر دیا۔

ایک عرب شاعر نے بھی اس مضمون کو ادا کیا ہے۔

حلیم اذا ما الحلم زین اھلہ   علی انہ عند العدو مھیب

کہ وہ بڑا حلیم ہے اس وقت تحمل و بردباری کا مظاہرہ کرتا ہے جب تحمل کا عمل باعث زینت ہو لیکن دشمن کے مقابلہ میں بڑا خوفناک ہے۔

ترجمان حقیقت کا ارشاد بھی سنیے

[illegible]   [illegible]

اہل ایمان کی باہمی محبت اور وابستگی کا یہ عالم ہے کہ جب آپس میں ملتے ہیں تو اجنبیوں کی طرح منہ پھیر کر گزر نہیں جاتے بلکہ مصافحہ کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو سلامتی کی دعا دیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اذا التقی المسلمان و تصافحا وحمدا اللہ واستغفراہ غفر لھما یعنی جب دو مسلمان آپس میں ملیں اور ایک دوسرے سے مصافحہ کریں، پھر رب کی تعریف کریں اور اس سے مغفرت طلب کریں تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کو بخش دیتا ہے۔

اس موقع پر علامہ آلوسی کی اس عبارت کا مطالعہ بڑا مفید ہوگا۔ جس سے کئی شبہات دور ہو جائیں گے۔

واما ما اعتادہ الناس بعد صلوتی الصبح والعصر فلا اصل لہ ولکن لا باس بہ فان اصل المصافحۃ سنۃ وکونھم حافظین علیھا فی بعض الاحوال ومفرطین فیھا فی کثیر منھا لا یخرج ذلک البعض عن کونہ من المصافحۃ التی ورد الشرع باصلھا وجعلھا الشیخ عز الدین بن عبد السلام فی قواعدہ من البدع المباحۃ۔ (روح المعانی)

ترجمہ: یعنی عام طور پر لوگوں کی عادت ہے کہ صبح اور عصر کی نماز کے بعد مصافحہ کرتے ہیں اس کی کوئی دلیل نہیں ہے لیکن ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اصل مصافحہ سنت ہے۔ بعض حالات میں اس کی پابندی کرنا اور بعض میں غفلت کرنا اس کو مسنون مصافحہ سے خارج نہیں کر دیتا۔ چنانچہ شیخ الاسلام عز بن عبد السلام نے اپنی کتاب القواعد میں اسے بدعت مباحہ شمار کیا ہے۔

تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ

تو دیکھتا ہے انہیں کبھی رکوع کرتے کبھی سجدہ کرتے ہوئے [illegible] طلب کرتے ہیں اللہ کے فضل اور اس کی رضا کو [illegible] ان کی پہچان

فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ

کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے اثر سے [illegible] یہ ان کے اوصاف تورات میں ہیں اور ان کی صفات

اس سے واضح ہو گیا کہ [illegible]

[illegible] اپنے رب کریم کی عبادت میں ان کے ذوق و شوق کا یہ عالم ہے کہ جب بھی تم انہیں دیکھو گے انہیں اپنے رب کی عبادت میں مصروف پاؤ گے۔ [illegible] سبحان ربی الاعلیٰ [illegible] کی کبریائی [illegible] ہو رہے ہوں گے۔

رکعًا، راکع کی جمع ہے۔ سجدًا، ساجد کی جمع ہے۔

[illegible] دشمنان اسلام کے مقابلہ میں ان کا شیر کی طرح [illegible] اور اپنے دینی ساتھیوں کے لیے ان کی شفقت اور رحمت [illegible]

[illegible] سیماھم [illegible] ان کے چہروں پر [illegible]

سیما سے مراد [illegible] پیشانی پر [illegible]

[illegible]

فِي الْإِنْجِيلِ ۚ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ

انجیل میں ان کی مثال یوں ہے جیسے ایک کھیتی جس نے نکالی اپنی باریک سی کونپل پھر اسے قوت دی پھر وہ موٹی ہو گئی پھر سیدھی کھڑی ہو گئی

عبدالعزیز مکی سے منقول ہے کہ اس سے مراد وہ نورانی اور روحانی تجلی ہے جس سے سحر خیزی، عبادت گزاری اور شب زندہ داری کے باعث ان کے چہرے دمکتے ہیں خواہ وہ سیاہ فام حبشی کیوں نہ ہوں۔ فتلك نور يظهر على وجوه العابدين يبدو من باطنهم على ظاهرهم ولو كان زنجيا وحبشيا۔ (روح المعانی)

علامہ ابن کثیر نے اس آیت کے ضمن میں لکھا ہے:

قال بعض السلف من كثرت صلاته بالليل حسن وجهه بالنهار۔ بعض بزرگوں کا قول ہے کہ جو رات کے وقت بکثرت نماز پڑھتا ہے دن کے وقت اس کا چہرہ بڑا خوش رو ہو جاتا ہے۔ حضرت جابر سے یہی الفاظ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہیں لیکن ابن کثیر کہتے ہیں۔ والصحيح انه موقوف۔ وقال بعضهم ان للحسنة نورا في القلب وضياء في الوجه وسعة في الرزق ومحبة في قلوب الناس۔ بعض بزرگوں کا قول ہے کہ نیکی سے دل میں نور، چہرے پر چمک، رزق میں فراخی اور لوگوں کے دلوں میں اس کے لیے محبت پیدا ہو جاتی ہے۔

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے: ما اسر احد سريرة الا ابداها الله تعالى على صفحات وجهه وفلتات لسانه۔ یعنی جو شخص کوئی کام چھپ کر بڑی رازداری سے کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے آثار اس کے چہرے اور اس کے کلام میں نمایاں کر دیتا ہے۔

حضرت امام مالک سے مروی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ جب نصاریٰ نے ان صحابہ کرام کو دیکھا جنہوں نے شام کا ملک فتح کیا تو وہ کہنے لگے: واللہ لھؤلاء خیر من الحواریین فیما بلغنا۔ بخدا یہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں سے کہیں بہتر ہیں۔

مثل: امام لغت جوہری مثل کے متعلق تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں: مثل الشيء ايضا صفته۔ یعنی مثل کے دوسرے معانی کے علاوہ ایک معنی یہ بھی ہے کہ کسی چیز کی صفت و حالت کو مثل کہتے ہیں۔ قال ابن سيده ومنه قوله تعالى مثل الجنة التي وعد المتقون۔ وقال ابو اسحاق معناه صفة الجنة۔ (لسان العرب) ابن سیدہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں بھی مثل کا معنی صفت ہے۔ ابو اسحاق سے بھی یہی منقول ہے۔

اب آیت کا مفہوم ہوا کہ پیارے رسول کے صحابہ کے یہ اوصاف اور صفات ہیں جو تورات اور انجیل میں مذکور ہیں۔ بعض نے تورات پر وقف کیا ہے ان کے نزدیک مثلهم في الانجيل کا تعلق اگلے جملہ کزرع سے ہے۔ یعنی تورات میں یہ اوصاف مذکور ہیں۔ انجیل میں ان کی جو صفت بیان کی گئی ہے اس کا ذکر کزرع اخرج سے ہو رہا ہے۔

اس آیت کے اس حصہ میں جو مشکل الفاظ ہیں پہلے ان کی وضاحت ضروری ہے۔

شطء: جو فصل زمین سے اگتی ہے اسے شطء کہتے ہیں۔ الشطء نبات كل شيء یعنی ہر چیز کی روئیدگی، یہاں مراد ایک بالی۔

عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

[illegible]

[illegible] ترجمہ

شطأه [illegible] والشطأ فروخ الزرع [illegible]

آزره [illegible]

[illegible]

یعجب خوش کرنا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝۲۹

لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان سے مغفرت کا اور اجر عظیم کا ۔ ۶۲

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم تھا کہ ایک ایسا گروہ پیدا ہوگا جس کے دلوں میں صحابہ کرام کا بغض ہوگا اس لیے حضور نے پہلے ہی اپنی امت کو اس گروہ کی شرانگیزی سے آگاہ کردیا۔ چند احادیث آپ بھی سماعت فرمایئے

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تسبوا اصحابی فلو ان احدکم انفق مثل احد ذہبا ما بلغ مد احدہم ولا نصیفہ (متفق علیہ)

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہا کرو۔ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرے تو ان کے ایک سیر جو کے برابر بھی نہیں ہو سکتا بلکہ نصف سیر کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوہم غرضا من بعدی فمن احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم ومن اٰذاہم فقد اٰذانی ومن اٰذانی فقد اٰذی اللہ ومن اٰذی اللہ فیوشک ان یاخذہ (ترمذی)

ترجمہ: رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ کرام کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، میرے بعد ان کو طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنانا۔ جو شخص ان سے محبت رکھتا ہے وہ میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کرتا ہے اور جو شخص ان سے بغض رکھتا ہے وہ میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھتا ہے۔ جس نے میرے صحابہ کو اذیت پہنچائی اس نے مجھے اذیت پہنچائی، جس نے مجھے اذیت پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی تو اللہ تعالیٰ اس کو جلد گرفت میں لے لے گا۔

شیخ العلماء علوی شافعی اپنی تفسیر الجمل میں لکھتے ہیں لیغیظ بہم الکفار معناہ لیغیظ بالنبی واصحابہ الکفار والمشرکین۔ کفار اور مشرکین نبی اور اس کے صحابہ کو دیکھ کر حسد سے جلتے بھنتے ہیں۔

جو لوگ کسی عداوت کے باعث صحابہ کرام کے بارے میں بدگمانی میں مبتلا ہیں انہیں چاہیے کہ لیغیظ بہم الکفار کے جملہ میں غور کریں اور ان ارشادات رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غور سے پڑھیں۔

۶۲ اس سورۂ فتح کی آخری آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی تعریف و توصیف کی ہے۔ آخر میں وعدہ فرمایا کہ ان کے لئے قیامت کے دن مغفرت اور اجر عظیم ہے۔ بڑا خوش نصیب ہے وہ گروہ جو ان حضوری صحبت سے بہرہ ور ہوا اور جس کا ایمان اور تقویٰ کامل ہے اور جس کی عادات اور طور طریقے کو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا۔ لیکن بعض لوگوں کے دلوں میں صحابہ سے عداوت کی جڑیں اتنی گہری ہیں کہ وہ حق سننے اور حق قبول کرنے سے گریزاں ہیں۔ چنانچہ اس آیت سے بھی انہوں نے صحابہ کی تنقیص کا پہلو نکال لیا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس آیت میں "منہم" کا لفظ ہے

اردو میں ترجمہ ہے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ان صحابہ میں سے [illegible] کے ساتھ مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ ہے بلکہ بعض کے ساتھ ہے [illegible] اس سورت کی آیات پر [illegible] سب [illegible] کی [illegible] ان سب پر اپنی جانب سے تسکین و طمانیت کے نزول کی خبر دی ہے۔ ان سب کو [illegible] اس سورت کی آیات ۴، ۵، ۱۸، ۲۶ اور ۲۹ کا دوبارہ مطالعہ کریں ان کی برتری آپ پر آشکارا ہو جائے گی

اگر من تبعیض کے لیے ہوتا تو ان کا یہ اعتراض بجا تھا لیکن لفظ من چونکہ مختلف معانی پر دلالت کرتا ہے محل اور موقع کی مناسبت سے اس کا معنی متعین کیا جائے گا۔ صاحب تاج العروس لکھتے ہیں: ومن بالکسر حرف خفض یاتی علی اربعة عشر وجها الاول لابتداء الغاية والثانی للتبعيض والثالث لبيان الجنس [illegible] من حرف جار ہے اس کے استعمال کی چودہ صورتیں ہیں ابتدا، تبعیض اور بیان وغیرہ

اس آیت میں منھم کا من [illegible] کے لیے ہے [illegible] تبعیض کے لیے نہیں بیان کے لیے ہے [illegible] فاجتنبوا الرجس من الاوثان میں من بیان کے لیے ہے [illegible]

خود شیعہ مفسرین [illegible] شیخ ابو علی طبرسی اپنی تفسیر مجمع البیان میں لکھتے ہیں [illegible] منھم [illegible] بالوعد [illegible] مغفرت اور اجر عظیم [illegible] کے ساتھ مخصوص ہے [illegible] ملا فتح اللہ کاشانی اپنی تفسیر منہج الصادقین جلد [illegible] پر لکھتے ہیں من از برائے بیان است [illegible] فاجتنبوا الرجس من الاوثان [illegible]

علامہ قرطبی لکھتے ہیں [illegible] ایک مسئلہ پر بحث شروع ہوئی ایک شخص نے اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے حضرت ابو ہریرہ کی روایت کردہ حدیث پیش کی [illegible] اس حدیث کو [illegible] انکار کر دیا اور کہا ابو ہریرہ کی روایت [illegible] [illegible] [illegible] اسی کی طرف [illegible] کہ حدیث [illegible] حضرت ابو ہریرہ روایت احادیث میں [illegible] [illegible] خشمگیں نظروں سے میری طرف دیکھا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

دیں کیا جس طرح ڈٹے کیا میں نے کہا امیر المؤمنین! میں نے صرف اس بات کی تردید کی ہے جس سے شاہی سلطنت پر حرف آتا تھا اور حضور کی لائی ہوئی شریعت کی توہین ہوتی تھی۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ حضور کے صحابہ بحث ہو سکتے تھے تو شریعت باطل ہو جائے گی۔ نماز، روزہ، طلاق، نکاح اور حدود کے متعلق جتنے احکام ہیں سب مردود اور غیر مقبول ہو جائیں گے۔ میری یہ بات سن کر معلوم ہوا کہ ہارون کو ہوش آ گیا۔ اس کا غصہ کافور ہو گیا اور مجھے کہنے لگا احییتنی یا عمرو بن حبیب احیاک اللہ۔ عمرو بن حبیب تم نے مجھے زندہ کر دیا۔ اللہ تجھے سلامت رکھے۔ پھر دس ہزار دینار بطور صلہ مجھے دینے کا حکم دیا (قرطبی)

آخر میں حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی پیش کر کے اس بحث پاک کا اختتام کرتے ہیں

روی عویم بن ساعدة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله عزوجل اختارنی واختار لی اصحابا فجعل لی منهم وزراء وانصارا واصهارا فمن سبهم فعلیه لعنة الله والملائکة والناس اجمعین ولا یقبل الله منه یوم القیامة صرفا ولا عدلا (قرطبی)

عویم بن ساعدہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب مخلوقات سے اللہ تعالیٰ نے مجھے چنا اور میرے لیے اصحاب کا انتخاب فرمایا۔ ان میں سے میرے وزیر اور مددگار اور سسرالی رشتہ دار بنائے۔ پس جس نے ان کو برا بھلا کہا اس پر اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہو۔ روز قیامت اللہ تعالیٰ ان سے کوئی معاوضہ اور کوئی بدلہ قبول نہ کرے گا

◆

اللّٰهم لك الحمد على جلالك وكبريائك ولك الشكر على ما اسبغت علي من توفيقاتك ونعمائك. اسألك بفضلك وبرحمتك وبشفاعة بصفاتك الجميلة والجليلة وباسمائك الحسنى ان تصلي وتسلم وتبارك على سيد المرسلين، محبوبك وحبيبك وصفيك سيدنا ومولانا وقرة عيني ونور قلبي وسيدي وحضرتك محمد وعلى آله واصحابه ومن تبعه باحسان الى يوم الدين. فاطر السموات والارض انت وليي في الدنيا والآخرة توفني مسلما والحقني بالصالحين. رب اجعلني مقيم الصلاة ومن ذريتي ربنا وتقبل دعاء. ربنا اغفر لي ولوالدي وللمؤمنين يوم يقوم الحساب.

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ الحجرات

نام: اس سورۂ مبارکہ کا نام الحجرات ہے جو آیت ۴ میں مذکور ہے۔ اس میں دو رکوع، اٹھارہ آیتیں، تین سو تینتالیس کلمات اور ایک ہزار چار سو چھہتر حروف ہیں۔

زمانۂ نزول: حضرت حسن بصری، قتادہ، عکرمہ اور دیگر علماء کے نزدیک یہ ساری سورت مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک قول یہ بھی مروی ہے کہ باقی آیات مدنی ہیں، صرف آیت ۱۳ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی لیکن پہلا قول ہی صحیح ہے۔

آیت ۴ اس وقت نازل ہوئی جب بنی تمیم کا وفد شرف باریابی حاصل کرنے کے لیے مدینہ طیبہ حاضر ہوا۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت کاشانۂ اقدس میں تشریف لے جا چکے تھے۔ وفد نے حضور کی آمد کا انتظار نہ کیا۔ حجرے کے باہر کھڑے ہو کر آوازیں دینے لگے کہ باہر آئیے۔ ان کو تنبیہ کرنے کے لیے یہ آیت نازل ہوئی۔ کتب سیرت کے مطابق یہ وفد ۹ھ میں آیا تھا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سورت مدنی زندگی کے آخری دور میں نازل ہوئی۔ نیز آیت ۶ میں جس واقعہ کا ذکر ہے اس کا تعلق ولید بن عقبہ بن ابی معیط سے ہے اور وہ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوا تھا۔

مضامین: اس سورۂ مبارکہ کی آیتوں کی تعداد اگرچہ صرف اٹھارہ ہے لیکن اس میں نہایت اہم ہدایات بیان کی گئی ہیں جن پر اعتقاد، اخلاق، سیرت اور کردار کا محل تعمیر کیا جا سکتا ہے اور جن کی برکت سے معاشرے میں الفت، محبت اور ایثار کی فضا پیدا کی جا سکتی ہے۔

سب سے پہلے بارگاہ رسالت کے ادب و احترام کے بارے میں حتمی احکام صادر فرمائے۔ صاف صاف بتا دیا کہ کان کھول کر سن لو! اگر تم نے گستاخانہ لہجے میں میرے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گفتگو کی، اگر تم نے اپنی آواز میرے نبی کی آواز سے بلند کی تو تمہارے سارے اعمال صالحہ ضائع و برباد ہو جائیں گے۔ میرا پیارا رسول آرام فرما ہو تو باہر کھڑے ہو کر آوازیں مت دو بلکہ خاموشی سے انتظار کرو۔ جس وقت حضور تشریف فرما ہوں اس وقت اپنی معروضات پیش کرو۔ لطیف طریقوں سے بارگاہ نبوت کے ادب و احترام کا نقش اہل دل پر ثبت فرما دیا کہ حضور سے پہلے کوئی بات تک نہ کیجئے۔

اس کے بعد مسلمانوں کو تنبیہ کی گئی کہ سادہ لوح مت بن جاؤ کہ جس کسی نے کوئی بات کر دی تم نے اسے پلے باندھ لیا اور اس پر اپنے ردعمل کا اظہار کر دیا۔ جب بھی کوئی غیر معتبر آدمی کوئی بات آ کر بتائے تو پہلے خوب چھان بین کر لیا کرو پھر کوئی قدم اٹھایا

کر دو ورنہ شدید ندامت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

حضور ﷺ کے صحابہ کے بارے میں صراحۃً اعلان کر دیا کہ ہم نے ایمان کو ان کا محبوب بنا دیا ہے اور ان کی آنکھوں میں اسے یوں آراستہ کر دیا ہے کہ وہ اسے چھوڑ کر کسی غیر کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے۔ اس کے ساتھ ساتھ کفر و فسوق کی نفرت اور بغض ان کے دل میں یوں پیدا کر دیا ہے کہ وہ اس کی طرف مائل ہونے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ جن خوش نصیب قدسیوں کی عادات کلام الٰہی میں ان نورانی الفاظ سے بیان کی گئی ہوں ان کے ایمان کے بارے میں شک کرنا اور ان کے دامن تقدس پر کیچڑ اچھالنا سوء بختی اور محرومی کی انتہا ہے۔

انسانی معاشرے میں تعلقات کو کبیدہ ہونے سے بچانا قطعاً بعید از امکان نہیں۔ اگر ایسی صورت حال پیدا ہو جائے اور اہل ایمان کے دو گروہ آپس میں دست و گریبان ہو جائیں تو دوسرے مسلمانوں کو خاموش تماشائی بنے کی اجازت نہیں بلکہ انہیں حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ آگے بڑھیں اور ان کے درمیان صلح کرا دیں اور اپنا پورا اثر و رسوخ بھی استعمال کریں۔ پھر بھی اگر ایک فریق ظلم پر آمادہ ہو تو اس کی امداد کریں جو حق پر ہے۔

آیت ۱۰ میں تصریح کر دی کہ روئے زمین کے کسی گوشے میں رہنے والا، کوئی بولی بولتا ہو، کسی بھی نسل سے متعلق ہو جب وہ اس دین کو قبول کر لیتا ہے تو وہ اخوت اسلامی کے رشتے میں پرو دیا جاتا ہے۔ بیگانگی اور منافرت کے سارے حجابات اٹھ جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اسلامی معاشرے کو صحت مند بنیادوں پر استوار کر کے ترقی و خوشحالی کی راہ پر گامزن دیکھنا چاہتا ہے اس لیے ان تمام باتوں سے سختی کے ساتھ روک دیا جو دلوں میں نفرت، حقارت، حسد اور عداوت کی تخم ریزی کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کا مذاق اڑانا، ایک دوسرے کی عیب جوئی اور نکتہ چینی کرنا، چغلی کھانا، ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد کرنا وغیرہ۔ یہ سب باتیں ایسی ہیں جن سے دل ایک دوسرے سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔ اس لیے اہل ایمان کو حکم ہوا کہ وہ ان چیزوں سے دور رہیں۔

آیت ۱۳ میں ان تمام باطل امتیازات کا قلع قمع کر دیا جو انسانی معاشرے کو رنگ، نسل، زبان، دولت وغیرہ کی بنیادوں پر متحارب گروہوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ انہیں بتایا کہ تم سب آدم و حوا کی اولاد ہو اور تمہاری قدر و منزلت کا معیار دولت، حکومت وغیرہ نہیں بلکہ تمہارا تقویٰ ہے۔ جو زیادہ متقی ہو گا اللہ تعالیٰ کی جناب میں اسی کا مقام بلند ہو گا۔

یہ آیت اسلام کے معاشرے کی خشت اول ہے۔ جو باطل امتیازات آج بھی بڑی بڑی ترقی یافتہ قوموں کو آپس میں دست و گریباں کیے ہوئے ہیں، اسلام نے ایک قلم سے ان تمام کو ملیامیٹ کر کے رکھ دیا۔

آخر میں بتایا کہ اہل ایمان اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں۔ جو لوگ اسلام کو قبول کرتے ہیں وہ اسلام پر کوئی احسان نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کا ان پر احسان ہے کہ اس نے اس دین حق کو قبول کرنے کی انہیں توفیق عطا فرمائی۔

سُوْرَةُ الْحُجُرٰتِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ حجرات مدنی ہے اور اس کی اٹھارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا

اے ایمان والو! آگے نہ بڑھا کرو اللہ اور اس کے رسول سے اور ڈرتے رہا کرو

ــــ ۱ امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ اس سے پہلی سورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مقام رفیع اور شان بدیع بیان فرمائی کہ وہ اللہ کے رسول ہیں جن کی رسالت کے ہم گواہ ہیں۔ جس کے دین کو تمام ادیان پر غلبہ حاصل ہوگا اس کے ہمراہی صفات جلیلہ سے موصوف ہیں جن کا ذکر سابقہ آسمانی کتب میں بھی ہے۔ اس سورت میں اس رسول ذیشان کی عزت وتکریم کا حکم دیا جا رہا ہے۔ ادب واحترام کے انداز سکھائے جا رہے ہیں۔ کیونکہ جب کسی کا دل میں تعظیم ہوگی تو اس کے ہر حکم کی تعمیل کا جذبہ پیدا ہوگا۔ جب تعمیل حکم کی خو پختہ ہوگی تو رب کی رحمت وبرکت نازل ہوگی اور جب محبوب خداوند ذوالجلال کے عشق کی شمع فروزاں ہوگی تو راہ کی منزلیں بھی جلد طے ہوں گی اور راستے مختصر ہو جائیں گے۔

ــــ ۲ ادب واحترام کے مدنی کلمات لَا تُقَدِّمُوْا کا مفعول محذوف ہے۔ علامہ ابن جریر لکھتے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنے شیخ یا امام کے ارشاد کے بغیر کوئی امر انجام دے یا ان کے بولنے سے پہلے بول پڑے تو عرب کہتے ہیں کہ فلان تقدم بین یدی امامہ یعنی فلاں شخص اپنے امام کے آگے آگے چلتا ہے۔ علامہ ابن کثیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس جملہ کی تفسیر ان الفاظ میں نقل کی ہے۔ ای لا تقولوا خلاف الکتاب والسنۃ کہ کتاب وسنت کی خلاف ورزی مت کرو۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول کے ارشاد کے بعد کسی کو یہ حق ہی نہیں پہنچتا کہ وہ پیغمبر کریم اور اس کے صحابہ کرام کے ارشادات کے خلاف اپنی رائے یا قول پیش کرے۔ جب اس نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا ہے تو وہ اس امر کا بھی اعلان کر رہا ہوتا ہے کہ زندگی کے ہر شعبہ میں اس کی ہر خواہش اس کی ہر رائے اس کی سمجھ اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر بلا تأمل قربان کر دی جائے گی۔

یہ ارشاد خداوندی ایمان کی صرف انفرادی زندگی تک ہی محدود نہیں بلکہ قومی اور اجتماعی زندگی کے تمام گوشوں سیاسی، اقتصادی اور اخلاقی کو محیط ہے۔ کسی ادارے کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کوئی ایسا قانون بنائے جو کتاب وسنت کے منصوص احکام کی مخالفت کرتا ہو یا عدالت احکام شرعیہ کے برعکس کوئی فیصلہ کرے۔

اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ

اللہ تعالیٰ سے۔ بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔ اے ایمان والو! [illegible] اپنی آوازوں کو

فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ

نبی کریم کی آواز سے [illegible] اور نہ زور سے آپ کے ساتھ بات کیا کرو جس طرح تم ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہو

لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ کے [illegible] کا مطلب [illegible] محاورہ ہے

یہاں ایک چیز قابل غور ہے۔ لا تقدموا فعل متعدی ہے لیکن اس کا مفعول مذکور نہیں۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ اگر کسی چیز کو ذکر کر دیا جاتا تو صرف اسی کے بارے میں حکم کی خلاف ورزی ممنوع ہوتی۔ مفعول کو ذکر نہ کر کے بتا دیا کہ کوئی عمل ہو کوئی قول ہو زندگی کے کسی شعبہ سے اس کا تعلق ہو اس میں اللہ اور اس کے رسول کے ارشاد سے آگے بڑھنا ممنوع ہے۔ اگر مفعول ذکر کیا جاتا تو سامع کی توجہ ادھر بھی [illegible] ہو جاتی۔ اس کو ذکر نہ کر کے بتایا کہ [illegible] لا تقدموا کے [illegible] پر مرکوز ہونا چاہیے۔

زمخشری لکھتے ہیں: احدهما ان يحذف ليتناول كل ما يقع في النفس مما تقدم والثاني ان لا يقصد قصد مفعول ولا حذفه ويتوجه بالنهي الى نفس التقدمة. كشاف

اس آیت طیبہ میں بارگاہ رسالت کے ادب کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ سابقہ آیت میں بتایا کہ قول و عمل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] سبقت نہ کرو۔ اب گفتگو کا طریقہ بتایا جا رہا ہے کہ اگر تمہیں وہاں شرف باریابی نصیب ہو اور ہمکلامی کی سعادت سے بہرہ ور ہو تو یہ نہیں ہونا چاہیے کہ تمہاری آواز میرے محبوب کی آواز سے بلند ہو جائے۔ جب حاضر ہو تو ادب و احترام کی تصویر بن کر حاضر ہو۔ اگر اس [illegible] سارے اعمال [illegible] ہجرت جہاد عبادت [illegible] تمام کے تمام اکارت ہو جائیں گے [illegible] یا ایها الذین امنوا سے خطاب ہو چکا تھا یہاں خطاب کی چنداں ضرورت نہ تھی لیکن معاملہ کی نزاکت اور اہمیت کے پیش نظر دوبارہ اہل ایمان کو یا ایها الذین امنوا سے خطاب کیا [illegible] اور بتایا کہ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ بلکہ اس پر [illegible] [illegible] ناممکن [illegible]

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت فاروق اعظم نے اتنی آہستہ آہستہ کلام کرنے کا معمول بنا لیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ پر قرآن نازل فرمایا میں [illegible] آہستہ آہستہ بات کروں گا جب کوئی وفد حضور سے ملاقات کے لیے مدینہ طیبہ آتا تو حضرت صدیق اکبر ان کی طرف ایک خاص آدمی بھیجتے جو انہیں حاضری کے آداب بتاتا اور ادب و احترام ملحوظ رکھنے کی تلقین کرتا۔ [illegible]

حالانکہ وہ بلاقصد حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] روح المعانی

صحابہ کرام جو پہلے ہی سراپا ادب و احترام تھے اس آیت کے نزول کے بعد مزید محتاط ہو گئے حضرت ثابت ابن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو قدرتی طور پر بلند آواز تھے اس آیت کے نزول سے متوحش ہو گئے [illegible] گھر میں بیٹھ رہے دروازہ کو قفل لگا دیا اور دن رات زاروقطار رونا شروع کر دیا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ایک دو روز ثابت کو نہ دیکھا تو ان کے بارہ میں دریافت کیا عرض کی گئی کہ انہیں تو رونے دھونے سے کام ہے دروازہ بند کر رکھا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بلا بھیجا اور رونے کی وجہ پوچھی۔ تو ثابت نے عرض کیا یا رسول اللہ میری آواز اونچی ہے مجھے اندیشہ ہے کہ یہ آیت میرے حق میں نازل ہوئی ہے میری تو عمر بھر کی کمائی غارت ہو گئی اس پر حضور نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا یا ثابت اما ترضی ان تعیش حمیدا وتقتل شہیدا وتدخل الجنۃ کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم قابل تعریف زندگی بسر کرو اور شہید قتل کیے جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ عرض کی رضیت پھر رب کریم کی اس بشارت پر میں بصد دل راضی ہوں۔ روح المعانی

علامہ ابن حجر اس حدیث کو لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ جب مسیلمہ کذاب کے خلاف یمامہ کے مقام پر جنگ ہوئی تو ان پر مسلمانوں کے قدم ذرا لڑکھڑانے لگے حضرت ثابت اور حضرت سالم نے آپس میں کہا کہ عہد رسالت میں ——— تو ہم کفار سے اس طرح نہیں لڑا کرتے تھے وہاں سے پیچھے ہٹے گڑھا کھودا اس میں اتر کر دشمن پر تیروں کی بوچھاڑ شروع کر دی حتیٰ کہ وہیں سے جام شہادت نوش کیا اس روز حضرت ثابت نے ایک نفیس اور قیمتی زرہ پہن رکھی تھی ایک شخص آپ کی نعش کے پاس سے گزرا تو اس نے وہ زرہ اتار لی اور جا کر چھپا دی۔ اسی شب حضرت ثابت نے ایک شخص کو خواب میں دیکھا کہ میں تمہیں ایک وصیت کرتا ہوں مبادا یہ خیال کرو کہ یہ محض خواب ہے اور اس کی کوئی حیثیت نہیں سمجھتے ہو کہ جب میں قتل ہوا تو ایک آدمی میرے پاس سے گزرا اور میری زرہ اتار لی اس کی رہائش لشکر کے آخری کنارہ پر ہے۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کے خیمہ کے نزدیک ایک گھوڑا چر رہا ہے جس کے پاؤں میں ایک لمبی رسی ہے۔ اس شخص نے میری زرہ پر ایک دیگچہ الٹا کر رکھا ہے اس کے اوپر اونٹ کا کجاوہ ہے۔ تم حضرت خالد کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ میری زرہ اس شخص سے لے لیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب تم مدینہ طیبہ پہنچو تو حضرت صدیق کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنا کہ ثابت پر اتنا قرض ہے وہ ادا کر دیں اور میرے فلاں فلاں غلام آزاد کر دیں۔

جب وہ شخص بیدار ہوا تو حضرت خالد کے پاس گیا اور اپنا خواب سنایا۔ حضرت خالد نے وہ زرہ وہاں سے تلاش کر لی اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ثابت کی وصیت کو عملی جامہ پہنایا۔ کتاب الفروق

جن خوش نصیبوں کے دل میں اللہ تعالیٰ کے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب جاگزیں ہو ان کی رفعت شان کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔

أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ

(اس بے ادبی سے) کہیں ضائع نہ ہو جائیں تمہارے اعمال اور تمہیں خبر تک نہ ہو۔ بے شک جو پست رکھتے ہیں اپنی آوازوں

أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ

کو اللہ کے رسول کے سامنے یہی وہ لوگ ہیں مختص کر لیا ہے اللہ نے ان کے دلوں کو

ـــہ یہاں لام تعلیل کے لیے نہیں بلکہ لام عاقبت کے لیے ہے یعنی اگر تم نے آواز اونچی کی تو بعید نہیں کہ اس کا انجام یہ ہو کہ تمہارے سارے اعمال برباد ہو جائیں گے اور تمہیں علم تک نہ ہو۔ یہ خطاب صحابہ کرام کو ہے جن کا ایثار بے نظیر جن کی قربانیاں بے مثال جن کی عبادتیں خشوع و خضوع سے معمور ہوتی تھیں جو سراپا تسلیم و رضا تھے انہیں کہا جا رہا ہے کہ اگر تم نے میرے پیارے رسول کی جناب میں آواز بھی اونچی کی تو ایسی گستاخی کی سزا میں تمہاری سب نیکیاں ملیامیٹ ہو جائیں گی۔ آج وہ لوگ جو حضور کی شان میں بے سروپا باتیں کرتے ہیں حضور کے علم اور اختیار پر معترض ہوتے ہیں ادب و احترام کو ملحوظ نہیں رکھتے اپنے علم پر اپنی نیکیوں پر اور اپنے ایمان پر نازاں ہیں [illegible] کے بارے میں ذرا سوچیں۔

بقول شاعر ؎

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید اینجا

ـــہ اس فقرہ میں گستاخوں کی محرومی و بدنصیبی کو بیان کیا جا رہا ہے۔ [illegible] اگر [illegible] قرار دیا ہے کہ تمہارے سارے اعمال اکارت ہو جائیں گے سب نیکیاں ملیامیٹ ہو جائیں گی اور تمہیں خبر تک نہ ہوگی۔ تم اس غلط فہمی کا شکار ہو گے کہ تم نے بڑی [illegible] ہیں [illegible] جب وہاں پہنچو گے تو اس وقت پتہ چلے گا کہ اعمال کا جو انبار تم نے لگایا تھا اسے تو بے ادبی اور گستاخی کی [illegible] اس وقت کف افسوس ملو گے لیکن بے سود اور لاحاصل۔

ـــہ [illegible]

یہ جملہ حال ہے۔ اعمالکم میں ضمیر مخاطب ذوالحال ہے اور تشعرون کا مفعول محذوف ہے۔

اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے علماء نے فرمایا ہے کہ اب بھی جب روضۂ مقدسہ پر حاضری دینے کی سعادت سے بہرہ ور ہو تو وہاں بھی آواز اونچی نہ کرے۔ جہاں حدیث پاک کا درس ہو رہا ہو وہاں بھی آواز بلند کرنے سے [illegible] علمائے ربانیین کی خدمت میں حاضر ہو تو اس وقت بھی چلا چلا کر گفتگو کرنے سے [illegible] ادب و احترام [illegible]

بارگاہ رسالت میں اگر کوئی اس طرح [illegible] کہ جس سے [illegible] تو [illegible] لیکن ضرورت کے وقت

لِلتَّقْوٰى ۚ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ

تقویٰ کے لیے ان کے لیے بخشش اور اجر عظیم ہے بیشک جو لوگ پکارتے ہیں آپ کو

بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے۔ حضرت ثابت حضور کی موجودگی میں جب تقریر کرتے تو بلند آواز سے بولتے تھے۔ جنگ میں لشکر بلند آواز سے پکارا جاتا۔ جنگ حنین میں حضور نے حضرت عباس کو حکم دیا کہ بلند آواز سے صحابہ کو بلائیں۔ حضرت حسان حضور کی موجودگی میں بلند آواز سے اپنے قصائد سناتے تھے۔ الغرض نیت کا مطلب ہے۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں: لیس المراد ما یقع فی الحرب او مجادلۃ معاند او ارہاب عدو ونحو ذلک فانہ مما لا باس بہ۔ (روح البیان)

اس پر علماء کا اتفاق ہے کہ روضہ شریف پر بھی کسی قسم کا شور نہیں کیا جا سکتا۔

ف۔ اب ان لوگوں پر اپنی عنایت کا اظہار فرمایا جا رہا ہے جو حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے آہستہ آہستہ گفتگو کرتے ہیں۔ اس آیت کا مضمون سمجھنے کے لیے اس کے دو لفظوں کی تشریح کی ضرورت ہے۔

یَغُضُّوْنَ: غض البصر آنکھیں نیچی کرنا، غض الصوت آواز کو آہستہ کرنا۔

امتحن: علماء لغت اور علمائے تفسیر نے مختلف اقوال نقل کیے ہیں۔

قال الفراء: ای خلصہا للتقوی یعنی اللہ تعالیٰ نے ان باادب حضرات کے دلوں کو تقویٰ کے لیے خالص کر دیا ہے۔

قال الاخفش: اختصہا، اخفش کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو تقویٰ کے لیے مخصوص کر دیا ہے جو لوگ ہیں۔ واستعمال الامتحان من حیث اللازم المتعلق ای بسببہ بمعنی امتحن اللہ قلوبہم للتقوی عرفہا للتقوی۔ امتحان باب افتعال ہے۔ اس کا لغوی معنی ہے پرکھنا۔ اس معنی کے پیش نظر آیت کا معنی ہوگا کہ ہم نے ان کے دلوں کو تقویٰ اور پرہیزگاری کے لیے کسوٹی پر پرکھا ہے۔ وہ تقویٰ کی راہ پر چلنے میں کسی قسم کی تھکاوٹ محسوس نہیں کرتے۔

علامہ زمخشری اس مقام کی تحقیق کرتے ہوئے ایک اور نکتہ پیدا کرتے ہیں: من قولہم امتحن فلان لامر کذا وجرب لہ ودرب للنہوض بہ فہو مضطلع بہ غیر وان عنہ۔ یعنی جب کوئی شخص کسی چیز کا خوگر ہو جاتا ہے اور اس کی عادت پختہ ہو جاتی ہے تو عرب کہتے ہیں امتحن فلان لامر کذا۔ جب کوئی شخص مسلسل محنت اور مشق سے کسی چیز کا عادی بن جاتا ہے اس وقت وہ اس بار گراں کو آسانی سے اٹھا لیتا ہے اور اس میں کسی ضعف اور کمزوری کا مظاہرہ نہیں کرتا۔

ان لغوی تحقیقات کے بعد اب اس آیت کو غور سے پڑھیے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو لوگ میرے محبوب کا ادب ملحوظ رکھتے ہیں ہم ان کو تین عظیم انعام عطا فرماتے ہیں۔ پہلا انعام تو یہ ہے کہ ہم ان کے دلوں کو تقویٰ کا عادی بنا دیتے ہیں۔ اس بار گراں کے اٹھانے میں انہیں کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی۔

وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى

حجروں کے باہر سے ان میں سے اکثر ناسمجھ ہیں شہ اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ

دوسرا احسان یہ ہے کہ ان سے کوئی غلطی سرزد ہو جاتی ہے تو درگزر فرما دیتے ہیں۔ تیسرا یہ کہ رحیم ہیں۔ ابوحیان صاحب بحر محیط کہتے ہیں کہ مغفرت اور اجر کو تنکیر کے ساتھ ذکر کرنے اور اجر کو عظیم سے موصوف کرنے سے اس کی عظمت میں مبالغہ کیا گیا ہے کیونکہ وہ اجر ایسا ہے جو کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل میں اس کا خیال گزرا۔ تنکیر مغفرة وجمع التنکیر مع وصف الاجر بعظیم مبالغة فی عظمه وانه لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر (بحر المحیط)

شہ اسلام سے پہلے عرب کا معاشرہ ناشائستگی کا گہوارہ تھا۔ چند بڑی بستیوں کی گنتی کے چند شہریوں کے سوا ساری آبادی صحرا نشین اور وحشی تھی۔ تہذیب و معاشرت کے آداب سے لوگ بالکل ناآشنا تھے۔ صحرا نشین بدوؤں کی حالت اور بھی ناگفتہ بہ تھی۔ ان آیات کریمہ میں وہ آداب سکھائے جا رہے ہیں جن کا بارگاہ رسالت میں ملحوظ رکھنا ازحد ضروری ہے۔

ایک وفد بنی تمیم کا مدینہ طیبہ حاضر ہوا جو ستر اسی افراد پر مشتمل تھا۔ اس وفد میں زبرقان بن بدر، عطارد بن حاجب، قیس بن عاصم جیسے ان کے سردار تھے۔ دوپہر کا وقت تھا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آرام فرما رہے تھے۔ یہ لوگ حجروں کے پیچھے کھڑے ہو کر آوازیں دینے لگے [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تو ان لوگوں نے کہا یا محمد ان مدحنا زین وان شتمنا شین ونحن اکرم العرب۔ یعنی ہم جس کی مدح کریں اس کی عزت بڑھ جاتی ہے اور جس کی مذمت کریں اس کو عیب ناک بنا دیتے ہیں۔ ہم تمام عرب سے اشرف ہیں۔ حضور نے فرمایا کذبتم بل مدح اللہ تعالیٰ زین وشتمه شین واکرم منکم یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم

پھر بنو تمیم کے خطیب نے [illegible] خطبہ دیا۔ [illegible] حضرت ثابت بن قیس [illegible] ان کے خطیب [illegible] اور [illegible] اپنی فصاحت و بلاغت کا مظاہرہ کیا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ثابت بن قیس کو ارشاد فرمایا [illegible] ان کے خطیب کا جواب دو۔ آپ کا خطبہ سن کر ان کے چھکے چھوٹ گئے اور وہ مرعوب ہو گئے۔

اس کے بعد ان کا شاعر زبرقان بن بدر کھڑا ہوا اور اپنی قوم کی مدح میں ایک قصیدہ پڑھا۔ حضور نے حضرت حسان کو ارشاد فرمایا۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ اٹھے اور [illegible] مسلمانوں کی عظمت اور حضور کی عظمت کا اس انداز میں بیان فرمایا کہ ان کا غرور خاک میں مل گیا۔ انہوں نے تسلیم کر لیا کہ ہمارا خطیب حضور کے خطیب کا ہم پلہ نہیں اور نہ ہمارا شاعر دربار رسالت کے شاعر سے کوئی نسبت رکھتا ہے۔

تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

آپ باہر تشریف لاتے ان کے پاس تو یہ ان کے لیے بہتر ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے اے ایمان

اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا خصوصی کرم فرمایا اور ان کے دلوں کو اسلام کے لیے کشادہ کر دیا سارے کے سارے مشرف بایمان ہوئے۔ رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سب کو گراں بہا انعامات سے مالا مال کیا۔

لفظ وراء کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ آلوسی لکھتے ہیں۔

الوراء من المواراة والاستتار فما استتر عنك فهو وراء خلفا كان او قداما۔ یعنی وراء مواراۃ سے ہے۔ اس کا معنی چھپانا اور پوشیدہ ہونا ہے۔ جو چیز تیری نگاہوں سے اوجھل ہوگی خواہ وہ پیچھے ہو یا سامنے اس کو وراء کہیں گے۔ بعض اہل لغت کے نزدیک وراء اضداد سے ہے۔

شاید ان کی اس بے تابانہ حرکت پر ہوش کے بجائے غصہ آتا، اس لیے فرمایا کہ ان کے لیے بہتر یہ تھا کہ وہ حضور کا انتظار کرتے یہاں تک کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام خود باہر تشریف لاتے۔ اس وقت وہ زیارت کی سعادت حاصل کرتے اپنا احوال پیش کرتے اور ان کے جود و کرم سے سیراب ہو جاتے۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ ان آیات میں بارگاہ نبوت میں بے ادبی کی قباحت بیان کرنے کے ساتھ ساتھ محاسن آداب کی بھی تعلیم دی جا رہی ہے۔ علمائے کرام نے ان آیات سے یہ ادب اخذ کیا ہے۔ حضرت ابو عبید جو بڑے پایہ کے عالم تھے فرمایا کرتے کہ میں نے کبھی کسی استاد کے دروازہ پر دستک نہیں دی بلکہ میں ان کا انتظار کرتا جب وہ از خود تشریف لاتے تو ان سے استفادہ کرتا۔

امام ابن سمعان کی طرح بھی اسی قسم کا قول منقول ہے۔

حضرت ابن عباس صاحب قرآن کی تفسیر حاصل کرنے کے لیے حضرت ابی کے گھر جاتے تو ان کا دروازہ نہ کھٹکھٹاتے بلکہ دروازہ سے باہر انتظار کرتے یہاں تک کہ وہ اپنے معمول کے مطابق باہر آتے۔ حضرت ابی کو یہ بات بڑی گراں گزری۔ کہا آپ نے دروازہ کیوں نہ کھٹکھٹایا۔ اگر میں اندر ہوتا تو باہر آجاتا۔ آپ کو انتظار کی زحمت نہ اٹھانی پڑتی۔ آپ نے جواب دیا کہ العالم فی قومہ کالنبی فی امتہ وقد قال اللہ تعالیٰ فی حق نبیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ولو انہم صبروا حتی تخرج الیہم لکان خیرا لہم یعنی عالم اپنی قوم میں اس طرح ہے جس طرح نبی اپنی امت میں ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں فرمایا ہے ولو انہم صبروا الآیۃ

اس کے بعد علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ میں نے یہ واقعہ بچپن میں پڑھا تھا اور عمر بھر اس کے مطابق اپنے اساتذہ کا احترام کرتا رہا۔ الحمد للہ علی ما الہم ووفق۔

عصر حاضر کے بد ترین اثرات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ شاگردوں کے دلوں سے اساتذہ کا احترام ختم ہو گیا ہے۔ ان کے ساتھ گستاخانہ گفتگو کی جاتی ہے۔ ان پر آوازے کسے جاتے ہیں۔ تعلیں برپا کی جاتی ہیں پھر بھی کوئی شرمندگی محسوس نہیں کی جاتی۔

آمَنُوٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوٓا اَنْ تُصِيبُوا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ

والو اگر لے آئے تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر تو اس کی خوب تحقیق کر لیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم ضرر پہنچاؤ کسی قوم کو بے علمی میں

فَتُصْبِحُوا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝ وَاعْلَمُوٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ

پھر تم اپنے کیے پر پچھتانے لگو ف اور خوب جان لو کہ تمہارے درمیان رسول اللہ تشریف فرما

ذکر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح بزرگوں کا احترام، چھوٹوں سے پیار، اپنی تعظیم و تکریم کا جس بیہودہ انداز سے مظاہرہ کیا جاتا ہے آج کل کے ترقی یافتہ لوگوں کا معاشرہ انسانی معاشرہ ہے۔ یہ دوسرے حیوانی معاشروں کی تصویر پیش کرتا ہے۔

لیکن اسلام کے آداب معاشرت کو پڑھیے اور مکارم اخلاق سے آپ کو قرآن و سنت کی تعلیم ہمیں اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہے۔

حضور کا ارشاد ہے: من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا فلیس منا۔ یعنی جو شخص چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کی توقیر نہیں کرتا وہ ہماری جماعت سے نہیں ہے۔

ف اس آیت کی شان نزول کے سلسلہ میں اکثر علمائے تفسیر نے یہ روایت ذکر کی ہے۔ بنو مصطلق کا سردار حارث بن ابی ضرار بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور مشرف بہ اسلام ہوا۔ حضور نے زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا تو اس نے اسے بھی قبول کیا اور عرض کیا کہ میں واپس اپنے قبیلہ کے پاس جاتا ہوں۔ انہیں اسلام کی دعوت دوں گا۔ جو لوگ میری دعوت قبول کریں گے ان سے زکوٰۃ وصول کر رکھوں گا۔ آپ فلاں وقت اپنا کوئی آدمی بھیج دیں تاکہ وہ زکوٰۃ وصول کر لے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وقت مقررہ پر ولید بن عقبہ ابن ابی معیط کو بنی مصطلق کی طرف بھیجا تاکہ وہ زکوٰۃ وصول کر لائے۔ زمانہ جاہلیت میں ولید کے اور ان کے درمیان قتل تھا۔ اسے اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ اسے قتل نہ کر دیں۔ وہ راستہ سے واپس آ گیا اور آ کر عرض کی کہ انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ وہ میرے قتل کے درپے ہو گئے تھے۔ مشکل سے جان بچا کر یہاں پہنچا ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اس کی یہ بات سنی تو حضرت خالد کو ایک دستہ دے کر ان کی طرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ پہلے حقیقت حال معلوم کر لینا پھر کوئی کارروائی کرنا جلد بازی سے کام نہ لینا۔ وامرہ ان یتثبت ولا یعجل (قرطبی)

حسب ارشاد حضرت خالد رات کے وقت وہاں پہنچے تو ان کے علاقہ سے باہر ٹھہر گئے اور اپنے جاسوس بھیجے کہ ان کے حالات کا علم حاصل کریں۔ انہوں نے آ کر گواہی دی کہ وہ اسلام پر پختہ ہیں۔ ہم نے ان کی اذانیں سنی ہیں اور ان کو باجماعت نماز ادا کرتے دیکھا ہے۔ حضرت خالد صبح کے وقت ان کے ہاں گئے اور اپنے جاسوسوں کی فراہم کردہ اطلاعات کو درست پایا۔ حضرت خالد نے واپس آ کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے حقیقت حال عرض کر دی۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ نبی کریم نے فرمایا کہ التأنی من اللہ والعجلۃ من الشیطان سوچ بچار کر کے کوئی کام کرنا اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہے اور جلد بازی کرنا شیطان کی طرف سے ہے

اللّٰہِ لَوْ یُطِیْعُکُمْ فِیْ کَثِیْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ حَبَّبَ اِلَیْکُمُ

اللہ کے رسول ہیں۔ اگر وہ مان لیا کریں تمہاری بات کو بہت سے معاملات میں تو تم مشکل میں پڑ جاؤ لیکن اللہ تعالیٰ نے محبوب بنا دیا ہے تمہارے لیے ایمان کو

ہر روز سانحے ایسے خطرناک رونما ہوتے ہیں جن کا موجب محض بے بنیاد اور غلط افواہیں پھیلانا ہوتا ہے۔ ایسی لڑائیاں خاندانوں، قبیلوں، جماعتوں اور قوموں کی تباہی و بربادی کا باعث بنتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کتنے مسلمانوں کو یہ ہدایت دی ہے کہ اگر کوئی فاسق اور بدکار شخص تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اس کو آنکھیں بند کر کے قبول نہ کیا کرو۔ ہو سکتا ہے کہ وہ جھوٹ کہہ رہا ہو اور تم اس کی جھوٹی خبر سے مشتعل ہو کر کسی ایسی کارروائی کا ارتکاب کر بیٹھو جس پر تمہیں ساری عمر نادم رہنا پڑے اور کف افسوس ملتے رہو۔ اس لیے جب کوئی خبر سننے کا اتفاق ہو تو اس کی تحقیق کر لیا کرو۔ عمل کرنے سے پہلے اچھی طرح اس کی چھان پھٹک کر لو اور جو مناسب سمجھو وہ کرو۔ نیز خیال رہے کہ یہاں النَّبَأ کا لفظ مستعمل ہے اور عربی میں النبأ ہر ایسی خبر کو نہیں کہا جاتا۔ بلکہ ایسی خبر جس سے فوائد عظیمہ نکل سکتے ہوں اس کو نبأ کہتے ہیں۔

علامہ راغب اصفہانی اس کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ النَّبَأُ خبر ذو فائدة عظيمة (مفردات)

امام ابوبکر جصاص اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ومقتضى الآية ايجاب التثبت في خبر الفاسق والنهي عن الاقدام على قبوله الا بعد التبين۔

یعنی اس آیت کا مقتضیٰ یہ ہے کہ فاسق کی خبر کی تحقیق کرنا واجب ہے جب تک حقیقت حال پوری طرح واضح نہ ہو جائے اس پر عمل کرنا حرام ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ جس امر کا حقوق کے ساتھ تعلق ہے فاسق کی شہادت مردود ہوگی روایت حدیث میں بھی اس کا کوئی اعتبار نہ ہوگا کسی قوم کی شرعی حکم اور کسی انسان کے حق کے ثبوت کے لیے بھی اس کی خبر معتبر اور مقبول نہ ہوگی۔ (احکام القرآن جصاص)

نادمین: علامہ زمخشری لکھتے ہیں کہ ندامت ایک خاص قسم کے غم کو کہتے ہیں۔ وہ یہ کہ کوئی ایسی بات ہو جائے جس کا صدمہ ہو اور اس کے متعلق تمنا یہ ہو کہ کاش میں نے یہ کام نہ کیا ہوتا۔

الندم ضرب من الغم وهو ان تغتم على ما وقع منك تتمنى انه لم يقع (الکشاف)

۷؎ ولید بن عقبہ جب بنو مصطلق سے واپس آئے اور ان کی گزارشات حضور نے سنیں تو بعض صحابہ بھی مشتعل ہو گئے اور وہ اصرار کرنے لگے کہ بنو مصطلق کے خلاف فوری کارروائی کا آغاز کر دیا جائے اور شب خون مارا جائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعض صحابہ کے پیش نظر حضرت خالد کو ایک دستے کے ساتھ روانہ فرمایا اور ساتھ ہی تنبیہ فرما دی کہ جب تک اچھی طرح پوری تحقیق نہ کر لو کوئی مناسب اقدام نہ کریں جس طرح آپ پڑھ چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مومنوں کی اصلاح اور تربیت کا اہتمام فرمایا ہے کہ اہل اسلام کو ایک واضح حقیقت سے آگاہ کر دیا۔ کہ جب تک اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ رسول تمہارے درمیان موجود ہے تو اپنی رائے سے

الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَ

ایمان کو اور آراستہ کر دیا ہے اسے تمہارے دلوں میں ۱۱ اور قابل نفرت بنا دیا ہے تمہارے لیے کفر، فسق اور

الْعِصْيَانَ أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ ۝ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَنِعْمَةً

نافرمانی کو۔ یہی لوگ راہ حق پر ثابت قدم ہیں ۱۲ یہ محض خدا کا فضل اور احسان ہے ۱۳

وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ وَإِن طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا

اور اللہ سب کچھ جاننے والا بڑا دانا ہے ۱۴ اور اگر اہل ایمان کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں

ہر بات پیغمبر کی کو سمجھا سکتے ہو تم سے کہیں زیادہ وہ علم و عواقب کا صحیح اور بروقت اندازہ لگا سکتے ہیں، وہ تمہیں چاہیے کہ ان کے اشارہ ابرو پر عمل پیرا رہو، جو حکم دیں اس کی تعمیل کرو۔

اگر تم اپنی بات منوانے پر اصرار کرو گے تو تم مشقت و ہلاکت میں پھنس جاؤ گے۔ ہو سکتا ہے کہ عجلت سے اٹھایا ہوا قدم تمہیں کسی مصیبت کے گڑھے میں گرا دے۔

۱۱ بنو مصطلق کے خلاف ان لوگوں کا یہ جوش اپنی ذات یا اپنے مفادات کے لیے نہ تھا بلکہ اس کی وجہ محض ایمانی غیرت اور اسلامی حمیت تھی۔ بنو مصطلق کے خلاف وہ اس لیے بھڑک اٹھے تھے کہ انہیں بتایا گیا کہ انہوں نے حضور کے قاصد کے ساتھ ناروا سلوک کیا تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ آیت کے اس جملہ میں بڑی وضاحت کے ساتھ ارشاد فرما رہا ہے کہ ہم نے پہلے دن سے ہی اپنے رسول کے جاں نثار صحابہ کے دلوں میں ایمان کی محبت رچا بسا دی ہے۔ ان حضرات کو ایمان کے حسن و زیبائی نے فریفتہ کر دیا ہے۔ کفر و عصیان اور سرکشی سے ان کے دلوں کو ہم نے متنفر کر دیا ہے۔ اس لیے شیطان کی کوئی وسوسہ انگیزی انہیں راہ حق سے منحرف نہیں کر سکتی۔

۱۲ علامہ قرطبی راشدون کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: الرشد الاستقامة على طريق الحق مع تصلب فيه من الرشادة وهي الصخرة

یعنی رشد راہ حق پر ایسی ثابت قدمی کو کہتے ہیں جس میں تصلب اور پختگی ہو۔ یہ لفظ رشادہ سے مشتق ہے جس کا معنی چٹان ہے۔

۱۳ یہ فضلاً، کَرَّہَ کا مفعول لہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے صحابہ کے دلوں میں ایمان کو محبوب بنایا۔ ان کی نگاہوں میں حسین و جمیل بنایا۔ ان کے دلوں کو کفر و نافرمانی سے متنفر کر دیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا فضل فرمایا اور ان پر اپنی رحمت و احسان کی انتہا کر دی۔

۱۴ اللہ تعالیٰ کا یہ فضل اور نعمت ان پر واجب نہیں بلکہ وہ ان کے دلوں کے خلوص و نیاز کو خوب جانتا ہے وہ اس بات کے

فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا ۖ فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِي

تو ان کے درمیان صلح کرا دو ۵۵ اور اگر زیادتی کرے ایک گروہ دوسرے پر تو سب مل کر لڑو اس سے جو زیادتی

تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ ۚ فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا

کرتا ہے یہاں تک کہ وہ لوٹ آئے اللہ کے حکم کی طرف پھر اگر لوٹ آئے تو صلح کرا دو ان کے درمیان

مستحق ہیں کہ ان پر نوازش کی بارش برسے۔ نیز یہ حکم ہے [illegible] تعصب کی [illegible] کو ایک ہی ملک [illegible] ہو جاتے ہیں [illegible] ذریعہ اسے دور کیا جائے اور [illegible] ہو کہ اس پاکیزہ گروہ [illegible] دنیا کے [illegible] گوشہ میں یہ اسلام کی دعوت لے کر گئے [illegible] ان کی [illegible] کے لیے سب [illegible] ان کی [illegible] اور کردار ہے۔

جو کم نگاہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صحابہؓ کے بارے میں طرح طرح کے شبہات و ظنون کا شکار ہیں وہ قرآن کریم کی ان آیتوں کا بغور مطالعہ کریں اللہ تعالیٰ نے چاہا تو حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی۔

۵۵ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے جزیرہ عرب کی سرزمین قتل و غارت اور جنگ و جدل کی آماجگاہ بنی ہوئی تھی [illegible] ہر قبیلہ دوسرے قبیلہ [illegible] پر حملہ کر دیتا [illegible] کسی کی جان و مال اور آبرو محفوظ نہ تھی [illegible] دعوت [illegible] کے علاوہ [illegible] حضور کی [illegible] انقلاب برپا ہو گیا عداوت و مخاصمت کی جگہ محبت و اخوت [illegible] قرآن کریم میں [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے [illegible] ارشادات میں بھی [illegible] ایک دوسرے کا احترام اور حقوق کا پاس رکھنے کی تاکیدی احکامات ہیں [illegible] مسلمانوں کے [illegible] ہے۔

چند احادیث پاک ملاحظہ ہوں۔ ① المسلم اخو المسلم لا یظلمه ولا یسلمه حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے وہ نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے کسی ظالم کے حوالے کرتا ہے۔

② واللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیه (بخاری شریف) اللہ تعالیٰ اس بندہ کی مدد فرماتا رہتا ہے جب تک وہ بندہ اپنے بھائی کی مدد و اعانت میں لگا رہتا ہے۔

③ اذا دعا المسلم لاخیه بظهر الغیب قال الملک آمین ولک بمثله حضور نے فرمایا جب کوئی مسلمان اپنے بھائی کے لیے اس کی عدم موجودگی میں دعا کرتا ہے تو [illegible] شامل حال ہو۔

④ مثل المؤمنین فی توادهم وتراحمهم وتعاطفهم کمثل الجسد اذا اشتکی منه عضو تداعی له سائر الجسد بالسهر والحمی مسلمانوں کی مثال باہمی محبت [illegible] ایک [illegible]

دوسرے سے تعلق رکھنے میں ایسے ہے جیسے ایک جسم ہے۔ جب اس کا کوئی عضو بیمار پڑ جائے تو سارا جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے اور بیدار رہتا ہے۔

(ق) المومن للمومن کالبنیان یشد بعضہ بعضا ایک مومن دوسرے مومن کے لیے دیوار کی مانند ہے جس کی ہر اینٹ دوسری اینٹ کو سہارا دیتی ہے۔

باہم انسانی معاشرت میں باہمی تکرار کا ہو جانا بعید از قیاس نہیں۔ نفسانی خواہشات، مالی طمع اور بسا اوقات غلط فہمیوں کے باعث جنگ و جدل کی نوبت آ جاتی ہے۔ اس صورت میں کیا کرنا چاہیے اور طرز عمل کیا ہونا چاہیے۔ اس آیت میں ان امور کو [illegible] بیان کیا گیا ہے۔

آیت کا ترجمہ آپ پڑھ چکے ہیں، اس کے کلمات میں جو لطائف اور دقائق ہیں ان پر نظر ڈال لیجیے۔ اس کے بعد تفصیلات کا ذکر ہو گا۔

امام رازی لکھتے ہیں: ان طائفتان [illegible] یعنی ان کا لفظ ذکر کر کے اس طرف اشارہ کیا کہ قرآن و سنت نے مسلمانوں کو اتفاق و اتحاد کی جو تعلیم دی ہے اس کے پیش نظر ایسا شاذ و نادر ہی ہو سکتا ہے کہ دو مومن اسلام کے رشتہ میں لڑ پڑیں۔ طائفتان فرمایا فریقان نہیں فرمایا کیونکہ طائفہ فریق سے بھی کم گروہ کو کہتے ہیں۔ یعنی اگر جنگ کی نوبت آئی تو مسلم امت یا اس کی اکثریت اس جنگ میں شریک نہیں ہوگی بلکہ تھوڑے سے لوگ ہوں گے [illegible] اسلام کے [illegible] کی جرأت کر سکتا ہے۔ ان طائفتان من المومنین فرمایا [illegible] نہیں فرمایا، اس میں اس بات کی ترغیب دی جا رہی ہے کہ تم [illegible] ایک دوسرے پر [illegible] اور اسلام کے [illegible] ناشائستہ حرکت تمہیں زیب نہیں دیتی ہرگز نہیں۔

نیز امام [illegible] یہاں ان اقتتلوا [illegible] طائفتان کے درمیان طائفتان من المومنین کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ باہمی جنگ و قتال سے پہلے [illegible] کی حیثیت پر اقتتلوا ماضی کا صیغہ ذکر کیا۔ یقتتلوا نہیں فرمایا کیونکہ مستقبل میں تکرار کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ یہاں بتانا مقصود ہے کہ اگر کبھی جنگ و جدال کی نوبت آ جائے تو [illegible] کو فورا دیتے ہیں۔

اقتتلوا میں طائفتان کے معنی کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور بینہما کی ضمیر [illegible] میں لفظ کا لحاظ کر کے تثنیہ کی ضمیر ذکر کی ہے۔ (تفسیر کبیر)

بغت: تعدت۔ [illegible] طالب العلو بغیر حق یعنی کسی کو حق کے بغیر برتری کا طالب ہونا

اب دوبارہ آیت کے معانی و مطالب کی طرف توجہ فرمائیے۔

مسلمانوں میں جنگ نہیں ہونی چاہیے اگر بد قسمتی سے ایسا ہو جائے [illegible] صورت حالات سے دوچار ہو جائیں تو ہمیں اس ارشاد خداوندی کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔ اب باہمی جنگ و جدل کی مختلف صورتیں ہیں اور ہر صورت کے لیے الگ حکم

[illegible]

[illegible]

اسے کیا جائے گا [illegible] یہ حدیث [illegible] جسے ابوبکر جصاص نے اپنی تفسیر احکام القرآن میں نقل کیا ہے

حدثنا کوثر بن حکیم عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابن ام عبد کیف

حکم الله فی من بغی من هذه الامة؟ قال الله ورسوله اعلم قال لا یجهز علی جریحها ولا یقتل اسیرها ولا یطلب هاربها۔

حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعود سے پوچھا کہ اے ام عبد کے فرزند! اس امت میں سے اگر کوئی بغاوت کرے تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا کیا حکم ہے؟ ابن مسعود نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ حضور نے فرمایا اس باغی گروہ کے زخمی کو مارا نہیں جائے گا، ان سے جو قید ہو جائے گا اسے قتل نہیں کیا جائے گا اور میدان جنگ سے جو بھاگ نکلے گا اس کا تعاقب نہیں کیا جائے گا۔ باغیوں کے احکام کی تفصیل ہمیں سیدنا علی مرتضیٰ کے طریقہ کار سے ملتی ہے اور فقہاء نے اکثر احکام کا استنباط آپ ہی کے اسوہ کریمہ سے کیا ہے۔

جنگ جمل میں جب آپ فتحیاب ہوئے اور مخالف گروہ کو شکست ہوئی تو حضرت نے فوراً اعلان فرما دیا لا تقتلوا اسیرا ولا تجهزوا علی جریح ومن القی السلاح فهو آمن۔ کسی قیدی کو مت قتل کرو، کسی زخمی کو مت جان سے مارو، جو ہتھیار پھینک دے اسے امان ہے۔

اگر حاکم فاسق و فاجر ہے، احکام اسلامیہ کی کھلم کھلا نافرمانی کرتا ہے، اس کے خلاف اگر کوئی جماعت علم بغاوت بلند کرے کیا ان کا یہ فعل حکومت کے ظلم و ستم کا ازالہ اور عدل و انصاف بحال کرنا ہے، ان کے بارے میں فقہاء کی آراء مختلف ہیں۔

اکثر فقہاء کی رائے یہ ہے کہ جب کوئی شخص ایک بار خلیفہ بن جائے اور اس کی وجہ سے ملک میں امن و امان قائم ہو جائے تو اس کے خلاف بغاوت کرنا خواہ وہ ظالم اور فاسق ہی ہو جائز نہیں۔ کیونکہ اس بغاوت سے صلاح کی بجائے فساد کا اندیشہ زیادہ ہے۔ اس بغاوت سے فتنہ کی آگ بھڑک اٹھے گی۔ سارا ملک اس کی لپیٹ میں آجائے گا۔ قتل و غارت کا بازار گرم ہو گا۔ عصمتیں لوٹی جائیں گی۔ آبادیاں ویران ہو جائیں گی۔ اس لیے ضروری ہے کہ لوگ ان حالات میں صبر کریں تاکہ ملک کا وجود ہی خطرہ میں نہ پڑ جائے۔

لیکن سنت سے جلیل القدر علماء کا یہ فتویٰ ہے اور حضرت امام اعظم ؒ اس گروہ کے ساتھ ہیں کہ ظالم حکمران کے خلاف اگر صالحین کا کوئی گروہ اٹھ کھڑا ہو تو ان کی امداد کی جائے گی تاکہ کامیاب ہو کر اس ظالم اور فاسق کو مسند اقتدار سے ہٹا سکیں اور ملک میں پھر دوبارہ نظام شریعت کا نفاذ کر سکیں۔

باغیوں کے بارے میں چند اہم مسائل ذہن نشین کر لیں۔

ان کے قیدی اگر یقین دلا دیں کہ وہ آئندہ ایسا نہیں کریں گے تو انہیں رہا کر دیا جائے گا۔

اثنائے جنگ میں باغیوں نے جو جانی اور مالی نقصان کیا ہو گا ہتھیار ڈالنے کے بعد ان سے اس کا کوئی قصاص یا تاوان وصول نہیں کیا جائے گا۔

باغیوں نے اگر کسی علاقہ پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے باشندوں سے زکوٰۃ، عشر اور دیگر صدقات کی رقوم وصول کرتے رہے اگر وہ علاقہ پھر اسلامی حکومت کے تسلط میں آجائے تو وہاں کے باشندوں سے زکوٰۃ وغیرہ کا دوبارہ مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔

بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ

عدل (و انصاف) سے اور انصاف کیا کرو بیشک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے انصاف کرنے والوں سے۔ بیشک اہل ایمان بھائی بھائی ہیں

اپنے مقبوضہ علاقوں میں باغیوں نے جو گورنر یا قاضی مقرر کیے اور وہاں مقدمات کے فیصلے ہوتے رہے۔ اگر قاضی عادل تھا اور اس نے شرعی قوانین کے مطابق فیصلے صادر کیے تو وہ برقرار رہیں گے لیکن اگر رشوت حاصل کی ہو گی اور احکام شرعیہ کی صریح خلاف ورزی کا مرتکب ہوا ہو گا تو اس حالت میں وہ فیصلے رد کر دیے جائیں گے اور نیا فیصلہ صادر کیا جائے گا

باہمی جنگ و جدال سے کوئی فریق دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو جاتا۔ بخاری شریف میں موجود ہے کہ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس وقت منبر پر حضرت حسنؓ بھی موجود تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ان کی طرف دیکھتے اور کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے۔ پھر فرمایا ان ابنی ھذا سید ولعل اللہ تعالیٰ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین۔

میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرائے گا۔ حضور کی یہ پیشین گوئی پوری ہوئی۔ وہ آپ کے زمانہ خلافت میں امیر معاویہؓ کے ساتھ جو جنگ کا سلسلہ عرصہ سے جاری تھا وہ ختم ہو گیا اور مسلمانوں کے دونوں گروہوں میں صلح ہو گئی۔

حضرت امیر معاویہؓ اور ان کی جماعت کو بھی حضور نے مسلمان قرار دیا۔

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا گیا کہ جو لوگ آپ سے جمل اور صفین کی جنگیں لڑے ہیں کیا وہ مشرک ہیں؟ آپ نے فرمایا من الشرک فروا۔ ہرگز نہیں۔ وہ تو شرک سے بھاگ کر آئے تھے۔

پھر کہا گیا کیا وہ منافق ہیں؟ فرمایا ہرگز نہیں۔ منافق تو بہت کم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ اور یہ لوگ تو ذکر الٰہی دن رات کرتے تھے، پھر پوچھا گیا کہ وہ مشرک اور منافق نہیں تو پھر کیا ہیں؟ امیر المومنین نے فرمایا۔ اخواننا بغوا علینا۔ یہ ہمارے مسلمان بھائی ہیں لیکن انہوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے۔

باغیوں کا مال غنیمت تصور نہیں ہو گا۔ جنگ کے دوران میں اگر ان کے اسلحہ اور گھوڑوں کے استعمال کی ضرورت ہو تو استعمال کرنے کی اجازت ہے۔

یہ چند احکام ہیں جنہیں اختصار سے یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ تفصیل کے لیے کتب فقہ کی طرف رجوع فرمائیے۔

نیز یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ جب صلح کرانے لگو تو عدل و انصاف سے کام لیا جائے۔ اگر ظلم اور بے انصافی کی بنیاد پر صلح کرا دی جائے گی تو وہ صلح پائیدار ثابت نہ ہو گی۔ مظلوم فریق مطمئن نہ ہو گا بلکہ اپنی حق تلفی کا بدلہ لینے کے لیے موقع کا منتظر رہے گا۔ جب حالات اجازت دیں گے تو پھر فتنہ کی آگ بھڑک اٹھے گی اس لیے اسلام کو ایسی صلح سے کوئی دلچسپی نہیں جس کی بنیاد ظلم پر ہو اور جو ناپائیدار ہو۔

إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿١٠﴾

ہیں ۲۱ پس صلح کرا دیا کرو اپنے دو بھائیوں کے درمیان ۔ اور ڈرتے رہا کرو اللہ سے تاکہ تم پر رحم فرمایا جائے

۲۱ جنگ و جدل، باہمی قتل و قتال اور ان کے بارے میں احکام کا ذکر ہو چکا۔ اب پھر باہمی محبت و پیار اور الفت و ایثار کے جذبات کو بیدار کرنے کے لیے فرمایا جا رہا ہے کہ اہل ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ ان کا نفع اور نقصان، ان کی خوشی اور غمی، ان کی فتح اور شکست سب ایک ہیں۔ یہ تھوڑی سی رنجش جو پیدا ہو گئی ہے عارضی اور وقتی ہے۔ ان کے بہی خواہوں پر فرض ہے کہ مداخلت کر کے ان کے درمیان صلح کرا دیں تاکہ وہ پہلے کی طرح پھر شیر و شکر ہو جائیں۔

اخویکم کے لفظ میں کیا لطف ہے کہ گویا یہ آپس میں ہی ایک دوسرے کے بھائی نہیں اور تمہارے بھی بھائی ہیں۔ جب یہ تمہارے بھائی ہیں تو آگ کا کام دشمنوں تک محدود نہیں۔ اس لیے تمہیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ تم ان کا تماشا دیکھتے رہو۔ فوراً مداخلت کرو اور ان میں صلح صفائی کرا دو۔

جب دو جماعتوں، دو گروہوں کے درمیان جنگ ہونے کا وقت تھا اس وقت بھی حکم دیا کہ ان میں صلح کرا دو۔ یہاں جب دو فرد آپس میں جھگڑ رہے ہیں تو بھی حکم دیا کہ ان میں صلح کرا دو لیکن پہلے صلح کے بعد واتقوا اللہ نہیں فرمایا گیا اور یہاں امر صلح کے بعد واتقوا اللہ کا اضافہ کیا گیا ہے کیونکہ جب جھگڑا عام ہو اور ہر طرف پھیلا ہو تو ہر کسی کو اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں وہ بھی اس کے شعلوں کی لپیٹ میں نہ آ جائے۔ یہی خوف ان کو صلح کرانے کے لیے اس آگ کو بجھانے کے درپے ہو جاتا ہے۔ لیکن جب معاملہ صرف دو آدمیوں تک محدود ہو اس کو اپنے تک پہنچنے کا اندیشہ نہیں ہوتا اس لیے ان حالات میں لوگ عام طور پر بے پروائی کرتے ہیں اور صلح کرانے کے لیے کوشش نہیں کرتے لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک جس طرح مسلمانوں کا اتحاد اور یکجہتی اہم ہے اسی طرح چند افراد کی خوشی اور صلح و آشتی بھی اہمیت رکھتی ہے۔ اس لیے یہاں اصلحوا کے حکم پر واتقوا اللہ کا اضافہ کر دیا یعنی اللہ سے ڈرو اور ان دو بھائیوں کے درمیان صلح صفائی کرا دو تاکہ ان کی باہمی کشیدگی ختم ہو اور ان کے دلوں کو آسودگی حاصل ہو۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے تم اسی وقت مستحق ہو سکتے ہو جب تمہارے سینے نفرت و عداوت سے پاک ہوں اور باہمی صلح پر ایک دوسرے سے محبت و پیار کا مظاہرہ کرو۔

ایسی دل نشین، ایسی شیرین، ایسی شستہ عبارت اللہ تعالیٰ کے کلام میں ہی پائی جا سکتی ہے۔ قرآن کریم وہ کتاب ہے جس نے فصحائے عرب کو دم بخود کر دیا تھا۔ یہاں صاحب جوامع الکلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی بھی سماعت فرمائیے۔

عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اخبرکم بافضل من درجة الصیام والصلوٰة والصدقة. قالوا بلیٰ یا رسول اللہ قال اصلاح ذات البین وفساد ذات البین الحالقة۔

حضرت ابو درداء سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسے عمل پر آگاہ نہ کروں جس کا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا

اے ایمان والو! نہ تمسخر کریں مردوں کی ایک جماعت دوسری جماعت کا شاید وہ (جن کا) مذاق اڑاتے ہیں ان سے بہتر

مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا

ہوں اور نہ عورتیں (مذاق اڑائیں) دوسری عورتوں کا شاید وہ ان سے بہتر ہوں شہ اور نہ

درجہ روزے، نماز اور صدقہ سے افضل ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ضرور ارشاد فرمائیے۔ فرمایا دو لڑنے والوں میں صلح کرا دینا۔ ساتھ ہی بتایا کہ دو آدمیوں کے درمیان فساد ڈالنا ایمان کو مونڈ کر رکھ دیتا ہے۔

شہ پچھلی آیات میں صلح کا ذکر ہوا اس کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے جب مسلمان ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہو جائیں اور جنگ و قتال شروع ہو جائے۔ لیکن اسلام اصلاح احوال کی صرف اسی صورت کا قائل نہیں کہ پہلے حالات کو بگڑنے دیا جائے۔ مختلف عوامل کو کشیدگی پیدا کرنے اور جذبات کو مشتعل کرنے کی کھلی چھٹی دی جائے جب عداوت کے شعلے بھڑکنے لگیں اور دونوں کی نیتیں بگڑ گئیں تو آگ بجھانے کی کوشش یا اصلاح کی سعی کی جائے۔ اسلام اس سے بھی زیادہ ان محرکات کی بیخ کنی پر توجہ دیتا ہے اور ان اسباب و علل کے سد باب کا متقاضی ہے جو اس صورت حال کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔

ان آیات میں مسلمانوں کو تمام ایسی باتوں سے سختی سے روکا جا رہا ہے جن کے باعث اسلامی معاشرہ کا امن و سکون برباد ہوتا ہے۔ محبت و پیار کے رشتے ٹوٹنے لگتے ہیں اور عداوت کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں پہلا حکم یہ دیا کہ اے ایمان والو! ایک دوسرے کا مذاق نہ اڑایا کرو۔ مذاق اس کا اڑایا جاتا ہے جس کی عزت اور احترام دل میں نہ ہو۔ جب آپ کسی کا مذاق اڑاتے ہیں گویا آپ اس چیز کا اعلان کرتے ہیں کہ اس شخص کی میرے دل میں کوئی عزت نہیں۔ جب آپ اس کی عزت نہیں کرتے تو کیا توقع ہے کہ وہ آپ کا احترام کرے۔ جب دلوں سے ایک دوسرے کی عزت اور احترام کا جذبہ ختم ہو جاتا ہے تو انسان عداوت و دشمنی کی گہری کھڈ کی طرف لڑھکتا چلا جاتا ہے۔ کوئی معاشرہ ایسی بے حسی کے حوصلہ شکن انجام سے دوچار ہوئے بغیر تک استقرار کی کوئی صورت نہیں۔

زبان سے مذاق کرنا، نقلیں اتارنا، کسی کی کمزوری کا مذاق اڑانا، اس کے لباس یا قد و گفتار پر پھبتی کسنا سب ممنوع ہیں۔

یوں تو شریعت کے یہ احکام مرد و عورت سب کے لیے ہوتے ہیں اور بطور تغلیب صیغہ مذکر کا ہی استعمال ہوتا ہے لیکن چونکہ عورتوں میں یہ عادت زیادہ پائی جاتی ہے اس لیے ان کو روکنے کے لیے عورتوں کو الگ مخاطب کیا گیا ہے۔ یہاں بھی اگرچہ جن کا مذاق اڑایا جائے اور ان پر پھبتیاں کسی جائیں وہ تکلیف محسوس کرتے ہیں اس لیے یہاں اس قبیح حرکت سے باز رہنے کی تاکید کی گئی کہ جن کو تم حقیر سمجھتے ہو اور ان کا مذاق اڑاتے ہو ممکن ہے اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ان کی شان تم سے کہیں زیادہ بلند ہو۔

تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ

عیب لگاؤ ایک دوسرے پر ۱۶ اور نہ برے القاب سے کسی کو پکارو ۱۷ کتنا برا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق

۱۶ دوسرا حکم یہ دیا کہ لَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ

لفظ لمز کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ ابن منظور لکھتے ہیں: اللمز: العیب فی الوجہ واصلہ الاشارۃ بالعین والرأس والشفۃ مع کلام خفی

کسی کے منہ پر اس کی عیب جوئی کرنے کو اللمز کہتے ہیں۔ اصل میں آنکھ، سر کے اشارے یا زیر لب آہستہ سے کسی کی عیب چینی کی جائے تو کہتے ہیں لمزہ یلمزہ۔ وَلَا تَلْمِزُوْٓا کا مطلب ہے کہ کسی طرح بھی تمہیں یہ بات زیب نہیں کہ اپنے بھائی کے عیب گنواؤ اور اس کی خامیوں اور کمزوریوں کو اچھالتے رہو۔ علامہ راغب لکھتے ہیں اللمز تتبع المعاب کسی کی کمزوریوں اور عیوب کا کھوج لگاتے رہنا۔ جبکہ ہر انسان میں کوئی نہ کوئی عیب ہوتا ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ اس کا عیب ظاہر ہو۔ اگر کوئی شخص اس کی خامیوں کا برملا تذکرہ کرتا ہے اور اس کے عیب کے کھوج میں لگا رہتا ہے تو اس کا کینہ خاطر میں ایک قدرتی امر ہے۔ اور قرآن حکیم اس کی اجازت نہیں دیتا۔ قرآن کا اسلوب ملاحظہ ہو یہ نہیں کہا کہ تم ایک دوسرے کی عیب چینی نہ کیا کرو بلکہ فرمایا لَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ یعنی تم اپنے عیب نہ چنو۔ گویا مقصد یہ ہے کہ جس کی بدنامی کرتے تم نہیں تھکتے وہ کوئی غیر نہیں تمہارا بھائی ہے۔ اس کی بدنامی تمہاری بدنامی ہے۔ اس کی فضیحت تمہاری رسوائی ہوگی۔ اس سے یہ مطلب بھی لیا جا سکتا ہے کہ جب تم کسی کی پردہ دری کرو گے تو وہ تمہارے عیوب و نقائص کو طشت از بام کرے گا۔ تم اس کی عیب جوئی کرو گے تو وہ تمہاری ذلت کے اسباب۔ تمہیں جو خجالت ہوگی وہ یہ تمہارے اپنے کرتوتوں کا ثمرہ ہے۔ اگر اپنی عزت کو محفوظ رکھنا چاہتے ہو تو کسی کی عزت پر ہاتھ مت ڈالو۔

۱۷ تیسرا حکم یہ دیا کہ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ

لفظ تنابزوا کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابن منظور لکھتے ہیں: النبز: اللقب، التنابز التداعی بالالقاب وھو یکثر فیما کان ذما (لسان العرب)

یعنی کسی کو کسی نسبت سے ملقب کرنے کو نبز کہتے ہیں لیکن عموماً اس کا استعمال اس لقب کے لیے ہوتا ہے جس میں کسی کی مذمت ہو اور جسے وہ شخص ناپسند کرے۔ کسی انسان کی دل آزاری کرنے والا کوئی لقب بھی جائز نہیں۔ جیسے ایسے نام اور القاب سے ایک دوسرے کو پکارنا جس سے سننے والا ناخوش ہوتا ہو۔

بَعْدَ الْإِيمَانِ ۚ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿١١﴾ يَا أَيُّهَا

کہلانا ۲۱ اور جو لوگ باز نہیں آئیں گے (ان حرکتوں سے) تو وہی بے انصاف ہیں ۲۲ اے

الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ

ایمان والو! دور رہا کرو کثرت بدگمانیوں سے ۲۳ بیشک بعض بدگمانیاں گناہ ہیں

۲۱ اس جملہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو تنبیہ فرمائی ہے کہ تم اب ایسے ہو چکے ہو تمہیں اب ایسی کمال نازیبا حرکت نہیں کرنی چاہیے جس کی وجہ سے تمہیں فاسق اور فاجر کہا جائے۔ اگر اسلام قبول نہ کرتے، ایسے عیب دعویٰ ایمان ولایت سے پہلے بھی کیا کرتے رہتے تو تم سے کوئی شکایت نہ ہوتی۔ اب تو مشرف بہ اسلام ہو چکے ہو لوگ بجا طور پر تم توقع رکھتے ہیں کہ تم جیسے مسلمان کامل نمونہ پیش کرتے ہو گے نیکی اور پارسائی تمہارا شعار ہوگا۔ علامہ ابن ... کہ اگر تم فسق و فجور سے پہلو تہی نہیں کرو گے تو یہ بڑی ہی بے حیائی اور افسوس کی بات ہے۔ حضرت علامہ نے کیا خوب کہا ہے ؎

گر نداری از محمد رنگ و بو
از زبان خود میالا نام او

یعنی اگر تمہاری سیرت اور کردار میں اپنے محبوب کے رنگ و بو کا پرتو نہیں تو تمہیں کوئی حق نہیں کہ اپنی ناپاک زبان سے اس کا پاک نام لو۔

علامہ ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اس جملہ کا یہ معنی بیان کرتے ہیں۔ ومعنى بئس الاسم الفسوق بعد الايمان فلا تفعلوا شيئا فيصير اسمكم به اسم الفسوق

اس جملہ کی تشریح کرتے ہوئے علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ یہاں اسم کا لفظ ... اور ... عرب کا ... یہاں ذکر کے معنی میں مستعمل ہے جیسے کہتے ہیں طار اسمه في الناس بالكرم اي ذكره۔ بئس کا فاعل الاسم ہے۔ فسوق مخصوص بالذم ہے۔ یہاں مضاف محذوف ہے تقدیر کلام یہ ہے۔ بئس الذكر ذكر الفسوق بعد الایمان۔ جس کا معنی یہ ہے۔ بئس الذكر المرتفع للمؤمنين ان يذكروا بالفسوق بعد دخولهم الايمان۔ (روح المعانی)

۲۲ آخر میں فرمایا جو شخص ان بداعمالیوں سے باز نہیں آئے گا وہ ظالم ہے۔ ... عزت کا اسلامی قانون ... کہ کوئی شخص کسی پر ایسی تہمت لگائے ... قرآن کے مطابق ... حد ... کوئی شخص کسی کے حق میں ... استعمال کرتا ہے تو اس کے خلاف اسلامی عدالت میں ہتک عزت کا دعویٰ دائر کیا جا سکتا ہے ... والے شخص پر اس کے مناسب حال تعزیر لگائے گی ... اس کی ... کے الفاظ ... استعمال کیا جاتا ہے۔

۲۳ اسلامی معاشرہ کو ہر قسم کی ... سے محفوظ رکھنے کے لیے جو ہدایات دی جا رہی ہیں ان کا سلسلہ اس آیت میں بھی جاری

وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ

اور نہ جاسوسی کیا کرو اور نہ غیبت کیا کرو ایک دوسرے کی۔ کیا پسند کرتا ہے تم میں سے کوئی شخص کہ

ہے۔ فرمایا بکثرت ظن و گمان کرنے سے اجتناب کیا کرو کیونکہ بعض ظن ایسے ہیں جو گناہ ہوتے ہیں۔ اگر تم ظن و گمان کے شیدائی ہی بن جاؤ تو ہو سکتا ہے تم ایسے گمان بھی کرنے لگو جو سراسر گناہ ہیں۔ ان کلمات کے کہنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اطلاقاً ظن سے نہیں روکا، بلکہ ہر قسم کے ظن کو گناہ نہیں کہا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی ظن جائز ہیں۔ اس لیے علمائے کرام نے ظن کی متعدد قسمیں ذکر کی ہیں۔

واجب، مستحب، مباح اور ممنوع۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھنا واجب ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال سے تین روز پہلے فرمایا لا یموتن احدکم الا وھو یحسن الظن باللہ عزوجل۔ تم میں سے کوئی نہ مرے مگر اس حالت میں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھتا ہو۔ دوسرا ارشاد نبوی ہے۔ یقول اللہ انا عند ظن عبدی بی فلیظن بی ما شاء۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے ساتھ وہی معاملہ کرتا ہوں جس کا وہ مجھ سے گمان رکھتا ہے۔ اب اس کی مرضی جیسا چاہے میرے ساتھ ظن رکھے۔

مستحب کی مثال۔ مومن کے ساتھ جس کا ظاہری حال اچھا ہو حسن ظن رکھنا مستحب ہے۔ ایسا شخص جس کے احوال مشکوک ہوں اس کے متعلق سوء ظن کرنا مباح ہے لیکن جب تک صحیح دلائل موجود نہ ہوں اس وقت تک محض ظن کے مطابق اس کے خلاف کاروائی کرنا جائز نہیں۔ اسی کے متعلق حضور کی حدیث ہے۔

اذا ظننتم فلا تحققوا یعنی اگر کسی کے بارے میں تمہیں شک پیدا ہو جائے تو اس کی تحقیق میں نہ لگ جاؤ۔ شریعت میں نصوص کے خلاف ظن و تخمین سے کام لینا ممنوع ہے۔

علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ آیت میں ظن سے مراد تہمت ہے۔ قال علماءنا الظن فی الآیۃ ھو التھمۃ اور اس قول کی دلیل یہ ہے کہ اس کے بعد ہی فرمایا ولا تجسسوا کیونکہ جب کسی پر تہمت لگتی ہے تو طبیعت چاہتی ہے اس کا سراغ لگایا جائے اور صحیح حالات پر آگاہی حاصل کی جائے۔

ولا تجسسوا کسی مسلمان کے عیبوں کا سراغ لگانا اور اس کے پوشیدہ حالات کو کریدنا ممنوع ہے۔ اس طرح اس کی پردہ دری ہوتی ہے، حالانکہ ہمیں پردہ پوشی کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد نبوی ہے من ستر مسلمًا سترہ اللہ یوم القیامۃ۔ جو اس دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ ابن ماجہ کی روایت میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یا معشر من آمن بلسانہ ولم یدخل الایمان قلبہ لا تغتابوا المسلمین ولا تتبعوا عوراتھم فانہ من اتبع عوراتھم یتبع اللہ عورتہ ومن یتبع اللہ عورتہ یفضحہ فی بیتہ۔

یعنی اے وہ لوگو جو زبان سے تو ایمان لائے ہیں لیکن ایمان ان کے دلوں میں ابھی داخل نہیں ہوا۔ مسلمانوں کی غیبت مت کیا کرو۔ ان کی پوشیدہ باتوں کا سراغ مت لگایا کرو۔ جو مسلمانوں کی پوشیدہ باتوں کا پیچھا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مخفی باتوں کا پیچھا

يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ

اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ تم اسے تو مکروہ سمجھتے ہو۔ ڈرتے رہو اللہ سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے

کرتا ہے اور جس کی مخفی باتوں کو کریدا جا رہا ہے تو وہ اس کی پیٹھ پیچھے بدنامی کا موجب بنتا ہے۔ اسی طرح ارباب حکومت کو بھی لازم ہے کہ لوگوں کے مخفی رازوں اور ان کے عیوب کی ٹوہ لگانے کی کوشش نہ کیا کریں۔ حضرت امیر معاویہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول کریم کو فرماتے ہوئے سنا۔

انک ان اتبعت عورات الناس افسدتھم او کدت ان تفسدھم۔

یعنی اگر تم لوگوں کی پوشیدہ باتوں کی جستجو کے درپے ہو گئے تو تم انہیں خراب کر کے چھوڑو گے۔ انسان کی پرائیویٹ زندگی کا اسلام میں جس قدر احترام ہے اس کا اندازہ آپ اس مشہور واقعہ سے بآسانی لگا سکتے ہیں جو علامہ خرائطی نے ثور کندی کے واسطہ سے مکارم الاخلاق میں نقل کیا ہے۔ ایک رات حضرت فاروق اعظمؓ مدینہ طیبہ کی گلیوں میں گشت لگا رہے تھے۔ ایک گھر سے آپ کو ایک شخص کے گانے کی آواز آئی۔ دیوار پھاند کر آپ اندر داخل ہو گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی ہے۔ اس کے پاس ایک عورت بیٹھی ہے۔ قریب ہی شراب رکھی ہے۔ حضرت عمرؓ غصہ سے کانپ گئے۔ فرمایا یا عدو اللہ اظننت ان اللہ یسترک وانت علی معصیۃ۔ اے اللہ کے دشمن کیا تجھے یہ گمان تھا کہ تو گناہ بھی کرے گا اور اللہ تعالیٰ تیری پردہ پوشی بھی کرے گا۔ اس شخص نے کہا اے امیر المومنین۔ عجلت سے کام نہ لیں۔ اگر میں نے اللہ تعالیٰ کی ایک نافرمانی کی ہے تو آپ نے تین نافرمانیاں کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولا تجسسوا کسی کی جاسوسی نہ کیا کرو۔ آپ نے میری جاسوسی کی ہے۔ قرآن حکیم کا ارشاد ہے واتوا البیوت من ابوابھا گھروں میں دروازوں سے داخل ہو۔ آپ دیوار پھاند کر داخل ہوئے ہیں۔ ارشاد ہے لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا۔ داخل ہونے سے پہلے اہل خانہ سے اجازت لو۔ اور آپ میری اجازت کے بغیر اندر آ گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر میں تمہیں معاف کر دوں تو کیا تم آئندہ اس جرم کا ارتکاب نہ کرو گے۔ اس نے کہا ہاں۔ البتہ جن لوگوں کی سرگرمیاں ملک و ملت کے خلاف ہوں یا جن کے متعلق بدکاری یا کسی کو قتل کرنے کا شبہ ہو تو ایسے لوگوں کے احوال کی جانچ پڑتال کی جا سکتی ہے۔

وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا،

غیبت کی تعریف خود زبان رسالت سے بیان فرمائی ہے۔ ایک دن حضورؐ نے دریافت کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ ورسولہ اعلم اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ حضور نے فرمایا ذکرک اخاک بما یکرہ۔ اپنے بھائی کا ایسا ذکر جسے وہ ناپسند کرے۔ عرض کیا گیا اگر وہ بات اس میں پائی جاتی ہو تو کیا اس کا ذکر غیبت ہو گی۔ فرمایا اگر وہ بات اس میں پائی جاتی ہے جس کا تم نے ذکر کیا ہے تو تم نے غیبت کی اور اگر وہ بات اس میں نہیں پائی جاتی تو تم نے اس پر بہتان باندھا۔

قرآن کریم نے لوگوں کو غیبت سے متنفر کرنے کے لیے ایک ایسی تشبیہ دی ہے جس کو سن کر کوئی سلیم الطبع غیبت کی طرف

واجب نہیں ہو سکتا۔ فرمایا کوئی شخص انسانی گوشت کھانا پسند کرے گا نہیں ہرگز نہیں بلکہ وہ مردہ بھی ہو اور وہ بھی اس کے بھائی کا ہو۔ اسی چیز کی کراہت حضور نے ایک واقعہ سے بیان فرمائی کہ جب ماعز نے اعتراف زنا کیا اور حضور نے ان پر رجم کرنے کا حکم دیا تو حضور نے سنا کہ دو آدمی آپس میں اس طرح کی گفتگو کر رہے ہیں کہ اس شخص کی طرف دیکھو جس کا گناہ اللہ تعالیٰ نے ڈھانپ دیا تھا مگر اس نے خود اس کو ظاہر کیا۔ پھر اسے اس طرح سنگسار کیا گیا جس طرح کتے کو مارا جاتا ہے۔ حضورؐ نے یہ بات سنی اور خاموش رہے۔ پھر کچھ وقت حضورؐ چلتے رہے یہاں تک کہ ایک مردار گدھے کے پاس سے گزرے۔ فرمایا فلاں فلاں آدمی کہاں ہیں؟ ان دونوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہم حاضر ہیں۔ فرمایا اترو اور اس مردار گدھے کا گوشت کھاؤ۔ عرض کرنے لگے یا نبی اللہ اس مردار کو کون کھاتا ہے۔ حضور نے فرمایا فما نلتما من عرض اخیکما آنفا اشد من اکل منه والذی نفسی بیده انه الآن لفی انهار الجنة ینغمس فیها۔ یعنی تم نے ابھی ابھی اپنے بھائی کی عزت پر جو حملہ کیا ہے وہ مردار کھانے سے بھی زیادہ بدتر ہے۔ پھر فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، وہ اس وقت جنت کی نہروں میں نہا رہا ہے۔ اس لیے کسی شخص میں کوئی عیب کیوں نہ ہو اس کی غیبت گناہ ہے۔ اگر کوئی شخص غیبت کر بیٹھے تو وہ توبہ کرے۔ اگر ہو سکے تو جس کی غیبت اس نے کی ہے اس سے بخشوائے۔

حضرت حسن بصری سے مروی ہے کہ غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ جس کی غیبت تم نے کی ہے اس کے لیے بکثرت مغفرت کی دعا مانگو۔

لیکن بعض صورتیں ایسی ہیں جن میں غیبت مباح ہو جاتی ہے۔ وہ شخص جو اعلانیہ فسق و فجور کا ارتکاب کرتا ہے اس کے عیب کا ذکر غیبت نہیں۔ حدیث شریف میں ہے من القی جلباب الحیاء فلا غیبة له جو شخص حیا کی چادر اتار کر پھینک دے اس کی کوئی غیبت نہیں۔ دوسرا ارشاد ہے اذکروا الفاجر بما فیه کی یحذره الناس۔ فاجر کی خرابیاں بیان کیا کرو تاکہ لوگ اس سے بچتے رہیں۔

ان ارشادات سے معلوم ہوا کہ اس شخص کی عیب جوئی جو اپنی بدکاری کی تشہیر کرتا ہے اسی طرح بدعتی، ظالم، ظالم بادشاہ کے عیوب بیان کرنا بھی غیبت نہیں۔ اگر کوئی شخص قاضی کے پاس دعویٰ کرتا ہے اس صورت میں اپنے خصم کے عیوب بیان کرتا ہے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی۔ ان ابا سفیان رجل شحیح لا یعطینی ما یکفینی وولدی الا ما اخذت من غیر علمه ابو سفیان بخیل آدمی ہے اتنا نہیں دیتا جس سے میرا اور میرے بچوں کا گزر ہو سکے کیا میں اس کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر لے سکتی ہوں۔ حضور نے فرمایا خذی بالمعروف۔ ہاں لے سکتی ہو۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے لصاحب الحق مقال۔ جس کا حق ہو اسے بات کرنے کی اجازت ہے۔ اسی طرح رشتہ کے بارہ میں اگر کوئی مشورہ کرے تو اسے صحیح صورت حال سے آگاہ کرنا جائز ہے۔

فاطمہ بنت قیس کہتی ہیں کہ جب ان کے خاوند نے طلاق دے دی تو معاویہ اور ابو جہم نے پیغام بھیجا۔ مشورہ کرنے کے لیے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی تو حضور نے فرمایا اما معاویة فصعلوک لا مال له واما ابو جهم فلا یضع العصا عن عاتقه

رَّحِيمٌ ۞ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ

وہ ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے اے لوگو! ہم نے پیدا کیا ہے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے اور بنا دیا ہے تمہیں مختلف

شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ

قومیں اور مختلف خاندان تاکہ ایک دوسرے کو پہچان سکو بے شک زیادہ عزت والا تم میں سے اللہ کی بارگاہ میں وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے

بھی سادہ لوح مخلص اور گنہگار سب [illegible] کیے سے محروم نہیں [illegible] کر سکتا ہی

[illegible] دور جاہلیت کے عرب بڑے نازاں رہتے [illegible] کے ساتھ ساتھ ان کو [illegible] مسلط تھے وہ اپنے آپ کو سب سے برتر، اشرف اور اعلیٰ خیال کرتے۔ ان سب میں قریش کے غرور و مباہات کی شان ہی نرالی تھی۔ جب مکہ فتح ہوا اور اس کی فصیلوں پر اسلام کا پرچم لہرانے لگا تو حضور نے حضرت بلال کو حکم دیا۔ کہ وہ کعبہ کی چھت پر چڑھ جاؤ اور اذان دو۔ تعمیل ارشاد میں بلال نے کعبہ کے اوپر چڑھ کر اذان دینی شروع کی تو شیوخ قریش کی رگ حمیت پھڑک اٹھی ان کے بعض سرداروں کا اعلانیہ مذاق اڑانے پر اتر آئے

عتاب ابن اسید بولا اللہ کا شکر ہے میرا باپ پہلے ہی مر گیا اور یہ منظر دیکھنے سے پہلے چل بسا۔ حارث ابن ہشام کہنے لگا کیا اس کالے کوے کے سوا محمد کو اور کوئی مؤذن نہیں ملا۔ سہیل بن عمرو کہنے لگا اگر اللہ کو یہ ناپسند ہو گا تو وہ اسے بدل دے گا۔ ابو سفیان نے کہا میں کچھ نہیں کہتا، اندیشہ ہے کہ میری اس گفتگو کی اسے اطلاع نہ کر دی جائے۔ اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی اور ان کے اس زعم باطل کو پاش پاش کر کے رکھ دیا

[illegible] حسب و نسب [illegible] شائستہ آدمی [illegible] تھیں وہ سب کی سب کسی نہ کسی صورت میں [illegible] مبتلا تھیں کہیں نسل اور قومیت پر فخر کیا جاتا تھا کہیں ان کے وطن کی سرزمین ان کی بڑائی اور برتری کا باعث تھی کہیں زبان اور رنگ وجہ افتخار بنے ہوئے تھے۔ اس فاسد تصور نے مختلف قوموں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا [illegible] اپنی نسل شرافت اور اپنے علاقہ کی عظمت کے باعث یہ حق سمجھتی تھی کہ وہ دوسرے ممالک کو تاخت و تاراج کرے، ان کی دولت کو لوٹے ان کے باشندوں کو اپنا غلام بنائے اور انہیں اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرے اسی فتنہ انگیز نظریہ کے باعث جنگ و جدال کا لامتناہی سلسلہ جاری رہا اور نسل انسانی کی آبادیاں [illegible] تلواروں کے ہاتھوں تباہ ہوتی رہیں۔ یہ بیماری صرف ان [illegible] میں ہی موجود نہیں جنہیں [illegible] کہا جاتا ہے بلکہ آج بھی [illegible] کا بھی اس مرض [illegible] ہے۔ [illegible] سب سے بڑا جمہوری ملک ہونے کا دعویٰ ہے وہاں آج بھی اچھوت [illegible] قائم ہیں۔ [illegible] اچھوت [illegible] اعلیٰ ذات کے [illegible] کے مندروں میں جا کر پوجا پاٹ کر سکتے ہیں [illegible] ان کے کنوؤں سے پانی بھر سکتے ہیں۔ امریکہ میں [illegible] ایسے ہوٹل ہیں جن کے

اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ۭ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ

بے شک اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہے۔ یہ بدوی اعراب کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے آپ فرمائیے تم ایمان نہیں لائے بلکہ یوں کہو کہ

قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاِنْ تُطِيْعُوا

ہم نے اطاعت اختیار کر لی ہے اور ابھی یقین تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا اور اگر تم سچے دل سے اطاعت کرو گے

[illegible] میں لکھا ہوا ہے۔ [illegible] وہاں کے [illegible] داخل نہیں ہو سکتے۔ [illegible] کے حکمران اور کاروباری طبقے [illegible] تعلیم حاصل نہیں کر سکتے۔ یہی ذات پات کا [illegible] قوم میں [illegible] مذہب اختیار کیا اور [illegible] انسانی کرامت کے [illegible]

وطنیت، قوم، رنگ، نسل اور [illegible] کے بتوں کی پوجا آج بھی [illegible] زور و شور سے ہو رہی ہے۔ اس مختصر سی آیت میں ان تمام بیماریوں کو [illegible] کر کے رکھ دیا جن پر مختلف قوموں نے اپنی اپنی بڑائی اور شرافت کے ایوان تعمیر کر رکھے تھے۔

فرمایا: اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک ہی باپ اور ایک ہی ماں کی اولاد [illegible] تمہاری نسل کا سلسلہ اسی ایک اصل سے جا ملتا ہے۔ تمہارا اصل بھی ایک ہے [illegible] اور تخلیق کی کیفیت بھی ایک ہے۔ تمہاری پیدائش کا طریقہ بھی ایک جیسا ہے۔ تو پھر [illegible] ایک دوسرے پر بڑائی [illegible] اور اقوام کا تقسیم شعوب و قبائل میں [illegible] اس لیے نہیں کہ ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کو حقیر سمجھے اور اپنے آپ کو اشرف و افضل خیال کرے بلکہ اس لیے ہے کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو اور باہمی معاملات میں کوئی پریشانی نہ ہو۔

الشعوب رؤوس القبائل مثل ربيعة ومضر والاوس والخزرج

شعوب کا واحد شعب ہے وہ بڑے اصل کو کہتے ہیں جس سے کئی قبیلے نکلتے ہوں۔ ان کی ترتیب یوں ہے:

شعب، قبیلہ، عمیرہ، عمارہ، بطن اور فخذ۔

کسی خاندان میں پیدا ہونا، کسی زمین کا باشندہ ہونا اور جسم کی کوئی خاص رنگت، اس میں انسان کی اپنی کوشش اور سعی کا کوئی دخل نہیں تھا اس لیے قرآن کریم نے ان کو وجہ افتخار نہیں بنایا۔ ایک چیز ہے جس سے انسان ترقی کر کے دوسرے لوگوں سے ممتاز و افضل ہو جاتا ہے اور اس میں انسان کی ذاتی کوشش کا بھی دخل ہے اور وہ ہے تقویٰ۔

تقویٰ کی بنا پر جو معزز و محترم ہو گا وہ خود خوف و خشیت کا پیکر ہو گا اور ایسے شخص کا وجود نہ صرف اپنے ملک اور قوم کے لیے باعث خیر و برکت ہو گا بلکہ تمام نوع انسانی اس کے لطف و عنایت سے مستفیض ہوتی رہے گی۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر بڑے شاندار انداز میں اس حقیقت کو بیان فرمایا ہے۔ چند ارشادات بھی سماعت فرمایئے۔

فتح مکہ کے دن حضور نے اپنی اونٹنی قصواء پر سوار ہو کر طواف کیا۔ مسجد لوگوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ اونٹنی کے بیٹھنے کے لیے جگہ نہ تھی۔ حضور لوگوں کے ہاتھوں کا سہارا لے کر اونٹنی سے اترے۔ حضور نے خطبہ ارشاد فرمایا۔

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

اللہ اور اس کے رسول کی تو وہ ذرا کمی نہیں کرے گا تمہارے اعمال میں شہ بے شک اللہ تعالیٰ غفور

یا ایها الناس ان الله تعالیٰ قد اذهب عنکم عبیۃ الجاهلیۃ وتعظمها بآبائها فالناس رجلان، رجل بر تقی کریم علی الله تعالیٰ وفاجر شقی هین علی الله تعالیٰ، الناس کلهم بنو آدم وخلق الله آدم من تراب۔ (ترمذی شریف، ابن کثیر)

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے تم سے جاہلیت کی ساری نخوت دور کر دی اور تمہیں تکبر سے پاک کر دیا۔ سب لوگ صرف دو ہی گروہ ہیں۔ ایک نیک متقی جو اللہ کے نزدیک محترم ہے، دوسرا بدکار بدبخت جو اللہ کے نزدیک حقیر ہے۔ سب انسان آدم کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو مٹی سے پیدا فرمایا۔

حجۃ الوداع کے موقع پر حضور نے خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا:

یا ایها الناس، الا ان ربکم واحد، لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی، ولا لاسود علی احمر ولا لاحمر علی اسود الا بالتقوی۔ ان اکرمکم عند الله اتقٰکم۔ الا هل بلغت، قالوا بلیٰ یا رسول الله، قال فلیبلغ الشاهد الغائب۔ (بیہقی)

ترجمہ: اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے۔ کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں۔ نہ کسی کالے کو گورے پر اور نہ کسی گورے کو کالے پر کوئی برتری حاصل ہے مگر تقویٰ کے۔ اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ متقی ہو۔ کیا میں نے اللہ کا حکم پہنچا دیا؟ سب نے کہا ہاں، یا رسول اللہ! بے شک آپ نے پہنچا دیا۔ فرمایا جو حاضر ہیں وہ یہ حکم ان لوگوں تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔

کلکم بنو آدم وآدم خلق من تراب لینتهین قوم یفخرون بآبائهم او لیکونن اهون علی الله من الجعلان۔ (بزار)

ترجمہ: تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا تھا۔ لوگ اپنے باپ دادا پر فخر کرنے سے باز آ جائیں ورنہ وہ اللہ کے نزدیک گبریلے کیڑے سے بھی حقیر و ذلیل ہوں گے۔

ان الله لا یسئلکم عن احسابکم ولا عن انسابکم یوم القیامۃ۔ ان اکرمکم عند الله اتقٰکم۔ (تفسیر ابن جریر)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ روز محشر تم سے تمہارے حسب و نسب کے بارے میں باز پرس نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ محترم وہ ہوگا جو زیادہ متقی ہوگا۔

ان الله لا ینظر الی صورکم واموالکم ولکن ینظر الی قلوبکم واعمالکم۔ (مسلم)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہاری شکلوں اور مالوں کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور عملوں کی طرف دیکھتا ہے۔

قرآن کریم کی اس تعلیم اور نبی کریم کے ان ارشادات کا یہ اثر ہوا کہ ایک نئی ملت معرض وجود میں آ گئی جن کے نزدیک عظمت و بزرگی کا معیار فقط تقویٰ اور پرہیزگاری تھی۔ نسلی تمام امتیازات مٹ گئے اور تعصبات کے جملہ اسباب کا قلع قمع ہو گیا۔

شہ قبیلہ بنو اسد کے لوگ ایک سال قحط کا شکار ہو گئے۔ بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر زبان سے اسلام کا اقرار کیا لیکن ان

رَّحِيْمٌ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا

رحیم ہے ۔ ایماندار تو وہی ہیں جو ایمان لائے اللہ اور اس کے رسول پر پھر انہوں نے کبھی شک نہیں کیا

وَجَاهَدُوْا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ أُولٰٓئِكَ هُمُ

اور جہاد کرتے رہے اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں ۔ یہی لوگ

الصّٰدِقُوْنَ ۞ قُلْ أَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

راست باز ہیں ۔ آپ کہیے کیا تم آگاہ کرتے ہو اللہ کو اپنے دین سے ۔ حالانکہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں

کے دل نور ایمان سے محروم تھے نہ منافقین کی طرح دشمن تھے بلکہ وہ حضور کی خدمت میں آکر عرض کرتے کہ ہم بال بچوں کو لے کر آپ کے پاس آگئے ہیں دوسرے قبائل کی طرح ہم نے آپ کے ساتھ جنگ نہیں کی اس لیے آپ ہماری ضروریات پوری کریں۔ اس طرح وہ حضور پر اپنا احسان جتلاتے تھے ان کے علاوہ دوسرے قبائل مزینہ، جہینہ اور اسلم سے بھی جو احسان جتلانے کے لیے یہی باتیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو آگاہ کر دیا کہ ابھی تک ان کے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا تم زبانی دعویٰ ایمان نہ کرو بلکہ یوں کہو کہ ہم مسلمانوں کے گروہ میں شامل ہو گئے ہیں۔ اگر تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کا پختہ عزم کرو گے تو تمہارے اعمال کا پورا پورا اجر دیا جائے گا۔

لا یلتکم : لا ینقصکم۔ کوئی چیز کم نہیں کرے گا۔

ف اعراب جو باتیں بنا کر آپ کو دل آزار باتیں کیا کرتے تھے۔ اس آیت میں سچے مومن کی وضاحت کر دی کہ جو شخص محض زبان سے اسلام کا اقرار کرے وہ مومن کہلانے کا حق نہیں رکھتا بلکہ اس کے لیے ضروری ہے کہ اس کا ایمان پختہ اور شک سے پاک ہو اور جب اسلام کی سربلندی کے لیے مال اور جان قربان کرنے کا موقع آئے تو وہ بلا تامل ہر چیز اللہ کی راہ میں قربان کر دے۔

اس آیت سے بعض لوگ اس غلطی کا شکار ہو جاتے ہیں کہ قرآن کی اصطلاح میں ایمان اور اسلام دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ مومن وہ کہلاتا ہے جس کا دل نور ایمان سے منور ہو اور مسلمان وہ کہلاتے ہیں جو ظاہری طور پر مطیع اور فرمانبردار ہوں اگرچہ ان کے دل ایمان سے محروم ہوں ایسا ہرگز نہیں کیونکہ دوسری جگہ قرآن کریم کی یہ تصریح موجود ہے جو اس کی تردید کرتی ہے۔

ارشاد ہے

ان الدین عند اللہ الاسلام ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل قبول دین صرف اسلام ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق ہے۔ ما کان ابراہیم یہودیا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفا مسلما ۔ حضرت ابراہیم نہ یہودی تھے نہ عیسائی بلکہ ہر طرف سے ہٹ کر اللہ کی طرف مائل ہونے والے مسلم تھے۔

وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١٦﴾ يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ

اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو اچھی طرح جاننے والا ہے وہ احسان جتلاتے ہیں آپ پر کہ وہ اسلام

أَسْلَمُوا ۖ قُلْ لَا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ ۖ بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ

لے آئے فرمائیے مجھ پر مت احسان جتلاؤ اپنے اسلام کا بلکہ اللہ نے احسان فرمایا ہے تم پر کہ

هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٧﴾ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ غَيْبَ

تمہیں ایمان کی ہدایت بخشی ۳۰ اگر تم اپنے ایمان کے دعویٰ میں سچے ہو یقیناً اللہ تعالیٰ آسمانوں اور

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے متعلق ارشاد ہے:

قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ

آپ فرمائیے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلے اسلام لے آؤں۔

۳۰ عرب کے بعض بادیہ نشین قبائل اسلام قبول کرتے تو یہ احسان جتلاتے کہ دیکھو ہم نے اپنا آبائی دین ترک کر دیا ہے اور آپ کا دین قبول کر لیا ہے جبکہ دوسرے قبائل سے ہمارے دیرینہ تعلقات آپ کی خاطر ٹوٹ چکے ہیں ہمیں دولت کی ضرورت ہے وہ ہمارے پاس سواری کے لیے جانور نہیں ہیں ہماری مدد فرمائیے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کی اس غلط فہمی کو دور کر دیا کہ تمہارا احسان نہیں کہ تم نے اسلام قبول کیا بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ تمہیں اسلام قبول کرنے کی توفیق مرحمت فرمائی۔ اگر وہ تمہیں قبول حق کی توفیق نہ بخشتا تو تم اس نعمت عظمیٰ سے محروم ہی رہتے۔ تم پہ لازم ہے اور مناسب ہے کہ احسان نہ جتلاؤ بلکہ اپنے رب کے اس فضل و کرم پر صبح و شام شکر بجا لاؤ کہ تمہارا شمار غلامان مصطفیٰ علیہ اطیب التحیۃ والثناء میں ہو رہا ہے

علامہ شیرازی علیہ الرحمۃ نے اس کی خوب تفسیر فرمائی ہے

شکر خدا کن کہ موفق شدی بخیر ز انعام و فضل او نہ معطل گذاشتت
منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

یعنی خداوند کریم کا شکر ادا کر کہ اس نے تجھے نیکی کی توفیق دی ہے
اور اس نے تجھے اپنے انعام و احسان سے محروم نہیں رکھا
یہ احسان مت جتلا کہ تو بادشاہ کی خدمت کر رہا ہے
بلکہ اس کا احسان سمجھ کہ اس نے تجھے اپنی خدمت کا موقع دیا ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَاللّٰهُ بَصِيرٌۢ بِمَا تَعْمَلُونَ ⑱ ۲ ع ۱۴

زمین کے سب چھپے بھیدوں کو خوب جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھ رہا ہے جو تم کر رہے ہو۳۳

۳۳ے اے بندے! تیرا معاملہ اس ذات سے ہے جس کا علم کائنات کے ذرہ ذرہ کو محیط ہے۔ آسمانوں اور زمین کی بیکراں وسعتوں میں کوئی چیز کوئی ایسی چیز نہیں جو اس سے مخفی ہو۔ ذرہ ذرہ اس کے سامنے عیاں ہے۔ جب ہر چیز اس کے سامنے عیاں ہے تو تیرے دل کی کٹھڑی دنیا کا کوئی گوشہ اس سے پوشیدہ رہ سکتا ہے؟ جس علیم و بصیر کے ساتھ معاملہ ہو، ریاکاری اور نفاق پر جرأت کیسے ہو سکتی ہے۔ وہ دو عالم کا رب ہے۔ بڑا خوش نصیب ہے وہ جس کا ظاہر و باطن یکساں ہے۔ جس کی زبان بھی اس کے ذکر میں مشغول اور اس کا دل بھی اس کی یاد سے معمور رہتا ہے۔ جس کا باطن بھی اس کے انوار سے منور ہو اور جس کی زندگی بھی اس کی بندگی پر نازاں اور شاداں رہتی ہے۔

◆

اللهم انی عبدك وابن عبدك وابن امتك ناصيتي بيدك ماض فيّ حكمك و
عدل فيّ قضاؤك اسئلك بكل اسم هو لك سميت به نفسك وانزلته في كتابك
او علمته احدا من خلقك او استاثرت به في علم الغيب عندك ان تجعل القرآن العظيم ربيع
قلبي ونور صدري وجلاء حزني وذهاب همي وغمي۔
اللهم مننت على عبدك الباقي المسكين فوفقته لخدمة كتابك المبين وتقبل منه
انك انت السميع العليم۔
اللهم صل وسلم وبارك على حبيبك وصفيك ونبيك سيدنا ومولانا محمد
وعلى آله واصحابه من الصلوات ازكاها ومن التسليمات اسناها ومن البركات اوفى
وارزقنا حبه واتباعه وشفاعته واحشرنا تحت قدميه الحبيبتين يا رب
المشرقين والمغربين۔

◆

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ ق

نام: اس کا نام سورۃ ق ہے جو پہلی آیت کا پہلا حرف ہے۔ اس کے تین رکوع اور پینتالیس آیات ہیں۔ تین سو ستاون کلمات اور ایک ہزار چار سو چورانوے حروف پر مشتمل ہے۔

زمانہ نزول: اگرچہ کوئی مستند روایت نہیں جس سے اس کا سال نزول متعین ہو سکے لیکن اس کے مضامین میں غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سورت ان سورتوں میں سے ہے جو مکی عہد کے درمیانی زمانہ میں نازل ہوئیں جبکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھل کر اسلام کی تبلیغ شروع کر دی تھی۔ سعادتمند روحیں اس دعوت کو قبول کرنے لگی تھیں۔ مکہ کے کفار اور مشرکین میں ایک ہلچل پیدا ہو گئی تھی اور انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ناکام بنانے کے لیے طعن و تشنیع کے تیر برسانے شروع کر دیے تھے۔

مضامین: اہل عرب کے لیے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ساری دعوت ایسی تھی جس نے انہیں ورطۂ حیرت میں ڈال دیا تھا۔ لیکن اس بات کو تو وہ ماننے کے لیے قطعاً تیار نہ تھے کہ مرنے کے بعد انہیں پھر زندہ کر دیا جائے گا۔ ان کے پراگندہ اجزاء اور منتشر ذروں کو پھر جوڑ دیا جائے گا۔ یہ چیز ان کے نزدیک ناممکن بھی تھی اور خلاف عقل بھی۔ اس لیے وہ برملا کہتے تھے کہ ہم آپ کی یہ بات ماننے کے لیے کسی قیمت پر تیار نہیں۔ انہیں بتایا جا رہا ہے کہ بے شک یہ کام از حد مشکل اور ازبس مشکل ہے تمہارے جیسے ناتواں جنہیں یہ علم نہیں کہ مرنے کے بعد جسم کے ذرے کہاں کہاں بکھر گئے ان کو اکٹھا کرنا تمہارے بس کی بات نہیں۔ یہ کام تو اس علیم و حکیم اور قدرت والے رب کا ہے لیکن اس ذات کے لیے یہ کچھ بھی دشوار نہیں جس کا علم کائنات کے ذرے ذرے کو اور ہر آن رونما ہونے والی معمولی تبدیلیوں کو بھی جانتا ہے، جس نے اس کا کل کارخانہ تیار کیا ہے۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی بے پایاں قدرت کو جاننا چاہتے ہو تو عالم بالا کی بے پایاں اور وسیع پہنائیوں کو دیکھو اور اگر اس کی کمال حکمت کا اندازہ لگانا چاہتے ہو تو اس وسیع و عریض اور عجیب و غریب عالم میں جو بے نظیر نظم و ضبط اور ہم آہنگی پائی جاتی ہے اس میں غور کرو تمہیں یقین آ جائے گا کہ اس ہستی کے لیے انسان کو موت کے بعد زندہ کرنا اور پھر اس کو عدل و انصاف کے لیے وقت مقررہ پر پیش کر دینا قطعاً مشکل نہیں۔

جی چاہتا ہے کہ اختصار کے ساتھ عالم بالا کی بے کراں وسعتوں کا تذکرہ کر دوں تاکہ حسب معلومات حاضرہ ان کی عظمتوں کا قارئین کو کچھ تصور ہو جائے

جدید ماہرین فلکیات کی تحقیقات کے مطابق یہ نظام شمسی جس میں ہمارا کرۂ زمین بھی ہے، ایک کہکشاں کا (GALAXY) ایک حصہ ہے۔ اس ایک کہکشاں میں ایک لاکھ ملین[1] سے زیادہ ستارے موجود ہیں۔ اس کہکشاں کا قطر دس لاکھ نوری[2] سال ہے۔ اس کی موٹائی دس ہزار نوری سال ہے۔ سورج کہکشاں کے مرکز سے تیس ہزار نوری سال دور ہے۔ سائنسدان تسلیم کرتے ہیں کہ کائنات کی وسعتوں کا اندازہ لگانا ان کے امکان سے خارج ہے۔ ابھی تک انہوں نے کائنات کے ایک حقیر سے حصہ کا مشاہدہ کیا ہے۔ لیکن یہ حقیر حصہ بھی اتنا بڑا ہے کہ اگر کوئی شخص روشنی کی رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ، سے سفر کرے تو اس کی سرحد تک پہنچنے کے لیے اسے چھ ہزار ملین سال درکار ہوں گے۔

یہ کہکشاں جس سے ہمارا تعلق ہے نسبتاً چھوٹی ہے۔ اس کے علاوہ ہزاروں ملین چھوٹی بڑی کہکشائیں ہیں۔ اس چھوٹی سی وسعت کا اندازہ لگائیے کہ زمین سے چاند دو لاکھ چالیس ہزار میل دور ہے۔ سورج زمین سے ساڑھے نو کروڑ میل دور ہے۔ اس کا قطر آٹھ لاکھ چونسٹھ ہزار میل ہے اور وہ زمین سے تیرہ لاکھ گنا بڑا ہے۔

آسمان اور زمین کی وسعتوں کا ذکر کرنے کے بعد [illegible] کاش وہ وقت جلد آئے جب قرآن کے وہ نوجوان جو اسلامی مستقبل کا خواب دیکھتے ہیں وہ بھی علوم و سائنس اور آرٹس سے بیدار ہوں، تحقیق و تجسس کو اپنا شعار بنائیں۔ اسرار قدرت کی نقاب کشائی میں بہت مردانہ جرأت دیں تو ملت اسلامیہ کا سقف بلند رہے۔ ادبار و انحطاط کا یہ دور ختم ہو جائے

منکرین قیامت کو تنبیہ فرمائی کہ جس سرکشی اور ہٹ دھرمی کا تم مظاہرہ کر رہے ہو اس سے پہلے بھی چند قوموں نے یہی طریقہ اپنایا تھا۔ انجام کار وہ تباہ کر دی گئیں۔ کیا تم بھی یہی انجام دیکھنا چاہتے ہو؟

اس حقیقت کی وضاحت بھی کر دی کہ اللہ تعالیٰ بندہ کے بہت نزدیک ہے بلکہ اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہے۔ کوئی کام، کوئی حرکت اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں ہے اور کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی گرفت سے باہر نہیں۔ بایں ہمہ دو فرشتے دائیں بائیں تمہارے ساتھ مقرر کر دیے گئے ہیں جو تمہارے اقوال و اعمال کا ریکارڈ تیار کر رہے ہیں۔

سورت کے اختتام سے پہلے فرمایا اے حبیب! آپ ان لوگوں کی دل آزار باتوں اور بے ہودہ ہرزہ سرائیوں سے رنجیدہ خاطر نہ ہوں بلکہ صبر و استقامت کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہیں۔ صبح و شام ہر وقت پروردگار عالم کی تسبیح کرتے رہیں۔ یقیناً کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔

---

[1] ملین: دس لاکھ کو ایک ملین کہتے ہیں۔

[2] نوری سال سمجھنے کے لیے یہ خیال فرمائیے کہ روشنی ایک سیکنڈ میں ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل سفر طے کرتی ہے۔ اس کو ساٹھ سے ضرب دیجیے پھر حاصل ضرب کو ساٹھ سے پھر حاصل ضرب کو چوبیس سے۔ یہ حاصل ضرب ایک نوری دن ہوگا۔ پھر اس کو تین سو پینسٹھ دنوں سے ضرب دیجیے اس عرصہ میں جتنی مسافت طے ہوگی اسے ایک نوری سال کہیں گے ——————

۱۸۶۰۰۰×۶۰×۶۰×۲۴ = ۱۶۰۷۰۴۰۰۰۰۰ یعنی سولہ ارب سات کروڑ چار لاکھ میل (ایک دن میں)۔

سُوْرَةُ قٓ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ ق مکی ہے اور اس کی پینتالیس آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ﴿۱﴾ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ

قاف[1] قسم ہے قرآن مجید کی[2] (کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں) بلکہ انہیں حیرانی ہے اس بات پر کہ آگیا ہے ان کے پاس ڈرانے والا ان میں

[1] یہ حروف مقطعات میں سے ہے جن کا علم اللہ تعالیٰ کو یا اس کے محبوب رسول کو ہے۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کی کنجی ہے جن کی ابتدا اس قاف سے ہے مثلاً القدیر، القادر، القاہر وغیرہ۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں: ق سر بینہ وبین رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے درمیان ایک راز ہے جس تک ہماری عقل کی رسائی نہیں ہو سکتی ہے۔

علامہ اسمٰعیل حقی لکھتے ہیں: قال ابن عطاء اقسم اللہ بقوۃ قلب حبیبہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حیث حمل الخطاب والمشاھدۃ ولم یؤثر ذلک فیہ لعلو حالہ (روح البیان)

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم کے دل کی قوت کی قسم کھائی ہے کہ حق تعالیٰ کا مشاہدہ بھی کیا اور شرف ہمکلامی بھی حاصل ہوا لیکن کلیم کی طرح ایک تجلی سے بےہوش ہو کر گر نہیں پڑے۔

بعض کتب میں لکھا ہے کہ قاف ایک پہاڑ کا نام ہے جو ساری زمین کو گھیرے ہوئے ہے وہ زبرجد کا بنا ہوا ہے آسمان کی نیلاہٹ اسی زبرجد کا عکس ہے وغیرہ وغیرہ۔ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ یہ اسرائیلی خرافات ہیں جو بعض لوگوں نے علمائے اہل کتاب سے بغیر تحقیق اپنی کتب میں لکھ دیں بلکہ ان میں سے کئی تو ایسے تھے جن کا مقصد ان روایات کو گھڑنے سے یہ تھا کہ لوگوں کو دین حق سے بدگمان کیا جائے وعندی ان ھذا وامثالہ واشباھہ من اختلاق بعض زنادقتھم۔ اس ضمن میں حضرت ابن عباس سے جو اثر منقول ہے اس کے بارے میں علامہ موصوف لکھتے ہیں ولا یصح سندہ عن ابن عباس کہ حضرت ابن عباس سے اس کی سند صحیح نہیں ہے۔ (ابن کثیر)

صاحب روح المعانی نے بھی اس قول کی تردید کی ہے۔

[2] اللہ تعالیٰ قرآن مجید کی قسم اٹھا رہا ہے کہ میرا محبوب میرا سچا رسول ہے۔ صاحب لسان العرب لکھتے ہیں کہ جب مجید قرآن کی صفت ہو تو اس کا معنی ہوگا الرفیع المحل: عالی شان، بلند مرتبہ۔ علامہ راغب لکھتے ہیں کہ قرآن کریم چونکہ مکارم دینی اور

فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ۚ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ

تو کہنے لگے کافر کہ یہ تو بڑی عجیب و غریب بات ہے [illegible]

ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَ

[illegible] بے شک ہم خوب جانتے ہیں جو کمی کرتی ہے زمین ان کے جسموں سے اور

عِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهُمْ فَهُمْ

ہمارے پاس ایک کتاب ہے جس میں سب کچھ محفوظ ہے۔ بلکہ انہوں نے جھٹلا دیا حق کو جب وہ ان کے پاس آیا پس وہ

[illegible] ذلک رجع بعید [illegible] الاموات بعید

سے چاہیے تو یہ تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت پر وہ لوگ حق تعالیٰ کا شکر بجا لاتے کہ اس نے ان کی طرف ایک راہبر بھیجا ہے۔ وہ بدنصیب کہنے لگے کہ وہ ہماری قوم اور ہم وطن ہے [illegible] لیکن عجیب [illegible] اور اس پر ایمان لاتے۔

سے کفار کے نزدیک تو یہ بات بڑی حیرت انگیز ہے کہ ایک انسان نبوت کا دعویٰ کرے [illegible] لیکن اس سے بھی زیادہ عقل کو [illegible] مرنے کے بعد [illegible] دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ یہ ایسی بات ہے [illegible] تسلیم [illegible] بڑی حیرت انگیز [illegible] حیرت انگیز ہے

سے وقوع قیامت پر انہیں اعتراض یہ تھا کہ جب مر کر زمین میں دفن کیا جاتا ہے تو زمین اس کے گوشت پوست اور ہڈیوں کو کھا جاتی ہے۔ پھر وہ مٹی [illegible] ان کے اس شبہ کا ازالہ کیا جا رہا ہے کہ زمین [illegible] کمی کرتی ہے اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے۔ بلکہ اس کے پاس تو ایک ایسی کتاب ہے جس میں [illegible] وہ ذات جس کا علم ہر چیز کو [illegible] کل شیء [illegible]

[illegible]

اس آیت کے [illegible] والشہادة [illegible] ما تنقص الارض منہم

فِىٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ۝ اَفَلَمْ يَنْظُرُوٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَ

(اس وجہ سے) وہ ژولیدہ حالت میں پھنس گئے ہیں ۵ کیا انہوں نے کبھی غور سے نہیں دیکھا آسمان کی طرف جو ان کے اوپر ہے ہم نے اسے کس طرح بنایا ہے

زَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۝ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا

اور اسے کیسے آراستہ کیا ہے اور اس میں کوئی شگاف نہیں ہے ۵ اور زمین کو ہم نے پھیلا دیا اور ڈال دیے اس میں

یعنی یہ ایک مستند بات ہے کہ انبیا، اولیا اور شہدا کے جسموں کو زمین نہیں کھاتی۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ ان کے جسموں کو کھائے۔ علامہ [illegible] لکھتے ہیں کہ امام [illegible] نے اپنی کتاب التذکرہ میں بڑی وضاحت کے ساتھ لکھا ہے۔

وہ نبی کریم کی شخصیت و سیرت اور آپ کی تعلیمات کو قطعاً بے داغ پاتے ہیں لیکن کتنا عجیب ہے کہ سب کچھ جانتے ہوئے اس حق کو سراسر جھوٹ کا پلندہ کہنے کی رٹ لگا رکھی ہے۔ کبھی کہتے ہیں معاذ اللہ یہ مجنون ہے۔ اس کی لائی ہوئی کتاب جعلی ہے، اس کے پیش کیے ہوئے عقائد مہمل ہیں۔ لیکن تکذیب حق کے بعد کیا ان کے دلوں کو قرار نصیب ہے۔ کیا ان کے ذہنوں اور دلوں نے اس بات کو درست تسلیم کر لیا ہے۔ نہیں، ہرگز نہیں! اس تکذیب کی وجہ سے تو ان کا ذہنی سکون برباد ہو گیا ہے۔ ان کے دل مضطرب اور بے چین ہیں۔ انہیں کسی پہلو قرار نہیں۔ کسی ایک بات پر ان کے قدم نہیں جمتے۔ کبھی کہتے ہیں یہ جادوگر ہے۔ کبھی اسے شاعر کہتے ہیں۔ کبھی اسے دیوانہ کہتے ہیں اور کبھی اس پر جھوٹ باندھنے کا الزام لگاتے ہیں۔ واقعی جو حق کا انکار کرتا ہے اس سے سکون و قرار چھین لیا جاتا ہے اور وہ قلق و اضطراب کی [illegible] کی طرح [illegible] ایسی بے چینی رہتی ہے۔ آیت کے آخری حصہ میں مریج کا لفظ اسی مطلب کے لیے ہے۔ علامہ قرطبی اس کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں اصل المرج الاضطراب والقلق۔

کفار مکہ مرنے کے بعد جی اٹھنے کے منکر تھے اور اس انکار پر انہیں شدید اصرار تھا۔ ان چند آیات میں ان کے اس انکار کی جڑ کاٹی جا رہی ہے۔ [illegible] اگر کسی ایسی ہستی سے کیا بعید ہے جو کر دو۔ [illegible] دلوں کے انکار کا سبب حق پہنچ چکا تھا لیکن وہ [illegible] یہ بلندیاں اور پستیاں سب اس کے زیر فرمان ہیں۔ لہٰذا نگاہ اٹھا کر اوپر دیکھو تمہیں کیا نظر آتا ہے۔ یہ نیلگوں شامیانہ جو بغیر ستونوں کے کھڑا ہے اور ان گنت ستارے جن سے یہ مزین ہے، جب سے وجود میں آیا ہے لاکھوں سال گزر چکے ہیں۔ کیا اس میں کہیں کوئی دراڑ تمہیں نظر آتی ہے؟ ان کے مدارات میں کبھی ایک لمحہ کا تقدم و تاخر ہوا ہے۔ جدید سائنسی تحقیقات کے ذریعہ فضا میں جو انکشافات ہوئے ہیں ان کے مطالعہ سے عالم افلاک کی وسعتوں کا تصور کر کے ہی انسانی عقل و دانش کی گہرائی کے سامنے تصویر حیرت بن کر رہ جاتا ہے۔

رَوَاسِيَ وَأَنْۢبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيجٍۢ ۙ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى

[illegible]

لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ ۝ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَأَنْۢبَتْنَا بِهٖ

[illegible]

جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيدِ ۙ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيدٌ ۙ رِّزْقًا

[illegible]

لِّلْعِبَادِ ۙ وَأَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذٰلِكَ الْخُرُوجُ ۝ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ

[illegible]

[illegible]

قَوْمُ نُوحٍ وَّأَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُودُ ۙ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَإِخْوَانُ

[illegible]

لُوطٍ ۙ وَّأَصْحٰبُ الْأَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ۚ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ

[illegible]

وَعِيدِ ۝ أَفَعَيِينَا بِالْخَلْقِ الْأَوَّلِ ۚ بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ

[illegible]

جَدِيدٍ ۝ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ﴿۱۶﴾ إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيَانِ عَنِ

اور ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں ۲۱ جب اس کے اعمال کو لکھ لیتے ہیں دو لکھنے والے ایک

الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ ﴿۱۷﴾ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ

دائیں جانب اور دوسرا بائیں جانب بیٹھا ہوتا ہے ۲۲ وہ نہیں تلفظ کرتا کوئی بات مگر اس کے پاس ایک نگہبان

یہ بات ہے کہ ان کے سب سے بڑے [illegible] قیامت برپا ہونی ہے۔ کیونکہ اس طرح ان کی ساری بد اعمالیاں اور خرافات [illegible] کی جائے گی۔ وہ گناہ و معصیت کی جس دلدل کے وہ خوگر ہو چکے ہیں اس سے دست کش ہونا پڑے گا اور اتنے بڑے انقلاب کے لیے وہ تیار نہیں اس لیے یہ اس میں شک کر رہے ہیں۔ [illegible] ذہنی [illegible] والا معاملہ ہے۔

مریج کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ زبیدی لکھتے ہیں مرج علیہ الامر یعنی کام اس پر مشتبہ ہو گیا اور اس کے باعث وہ آدمی شک و شبہ میں مبتلا ہو گیا۔

۲۱ اس ارشاد میں بتایا گیا ہے کہ انسان کو ہم نے پیدا فرمایا ہے۔ اس کی خوبیاں اور کمزوریاں ہم پر عیاں ہیں۔ اس کا کوئی قول اور عمل ہم سے مخفی نہیں۔ حتیٰ کہ وہ وسوسے جو اس کے نہاں خانہ دل میں پیدا ہوتے ہیں ان کو بھی ہم جانتے ہیں۔ ہم اس کی رگ جان سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔ وہ خود اپنے بعض احوال سے بے خبر ہو سکتا ہے۔ اس کے نفس کے کئی گوشے اس کی اپنی نگاہ سے اوجھل ہو سکتے ہیں لیکن ہمارا علم اس کے ظاہر و باطن پر محیط ہے۔ صد حیف کہ اتنے قرب کے باوجود وہ ہم سے بے خبر ہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

دوست نزدیک تر از من بمن است — وین عجب تر کہ من از وے دورم
چہ کنم با کہ توان گفت کہ او — در کنار من و من مہجورم

یعنی دوست مجھ سے بھی میرے نزدیک تر ہے۔ تعجب یہ ہے کہ میں اس سے دور ہوں۔ میں کیا کروں اور کس سے یہ بات کہوں کہ محبوب تو میری آغوش میں ہے اور میں ہجر کی سختیاں برداشت کر رہا ہوں۔

علمائے ظاہر نے تو اس سے قرب علمی مراد لیا ہے لیکن اولیائے کرام نے اس قرب کی حقیقت کو جس انداز سے بیان فرمایا ہے وہ انہیں کا حصہ ہے۔

علامہ پانی پتی لکھتے ہیں [illegible] یعنی [illegible] قرب کا ادراک کیا جا سکتا ہے حواس ظاہری اور قوت عقلیہ اس کے ادراک سے عاجز ہیں۔

مزید تحقیق کے لیے اس مقام پر تفسیر مظہری کا مطالعہ فرمائیے۔

۲۲ اللہ تعالیٰ ہر انسان کے جملہ احوال سے خود باخبر ہے لیکن اس نے اپنی حکمت کے پیش نظر انسان کے لیے دو

رَقِيبٌ عَتِيدٌ ﴿۱۸﴾ وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَٰلِكَ مَا كُنتَ

لکھنے کے لیے تیار موجود ہےؔ اور آپہنچی موت کی بے ہوشی حق کے ساتھؔ (اے انسان) یہ ہے وہ چیز جس سے

مِنْهُ تَحِيدُ ﴿۱۹﴾ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيدِ ﴿۲۰﴾ وَجَاءَتْ كُلُّ

تو دور بھاگتا تھاؔ اور صور پھونکا جائے گا۔ یہی وعید کا دن ہوگاؔ اور حاضر ہوگا ہر

فرشتے مقرر کر رکھے ہیں۔ ان میں سے ایک دائیں جانب بیٹھا رہتا ہے اور دوسرا بائیں جانب۔ عبارت میں ذرا حذف ہے۔ عن الیمین اور عن الشمال جار مجرور ہیں اور قعید کے ساتھ متعلق ہیں اور قعید [illegible] کا خبر ہے۔ اصل عبارت یوں تھی عن الیمین قعید وعن الشمال قعید لیکن ایک ہی قعید پر اکتفا کیا ہے اور عن الیمین کے ساتھ قعید کو حذف کر دیا ہے۔

؎ انسان جس وقت کوئی لفظ بولتا ہے دونوں فرشتے نوٹ کر لیتے ہیں۔

رقیب: نگہداشت کرنے والا۔ عتید: فی الصحاح العتید الحاضر المہیأ یعنی ہر وقت حاضر و مستعد۔ اس آیت میں بتایا گیا کہ انسان کی کوئی بات اور اس کی کوئی حرکت ایسی نہیں جس پر یہ دو فرشتے متعین نہ ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اعمال جس وقت صادر ہوتے ہیں وہ فرشتے ساتھ ساتھ ریکارڈ کر لیتے ہیں۔ قیامت کے دن جب انسان پیشی کے لیے بارگاہ الٰہی میں پیش کیا جائے گا تو سب کچھ اس کے سامنے لا کر رکھ دیا جائے گا [illegible] ہر شخص کے اقوال کا ریکارڈ مستند دستاویز کی صورت میں پیش کیا جائے گا۔ ریکارڈ، ٹیپ اور ویڈیو کی ایجاد نے ثابت کر دیا کہ انسان کی آواز کو [illegible] محفوظ کیا جا سکتا ہے اور اس کی حرکات و سکنات کو بھی محفوظ رکھنے کے لیے [illegible] ویڈیو [illegible] جب [illegible] انسان کو [illegible] اس کی آواز سنی جائے گی اور اس کی حرکات و سکنات کا مشاہدہ کرایا جائے گا اور اس میں [illegible] کی بات نہ ہوگی [illegible] عمل کا مسئلہ ہو گیا ہے لیکن فرشتے ہماری زندگی کے اندر [illegible] قول اور [illegible] سے محفوظ کر رہے ہیں ان کا اندازہ کرنا اس دنیا میں ہمارے لیے بہت مشکل ہے۔ البتہ اس کے ان انکشافات کے بعد [illegible] کو اب انکار کی ہمت نہیں رہی۔

؎ موت کی سختی اور شدت کو سکرۃ الموت کہتے ہیں۔ یعنی جب انسان مرنے کے قریب ہوتا ہے اس پر جان کنی کے آثار طاری ہونے لگتے ہیں تو اس وقت حقیقت سامنے آ جاتی ہے [illegible] غیب کا پردہ اٹھنے لگتا ہے اور [illegible] اپنی آنکھوں سے [illegible] کا مشاہدہ کرنے لگتا ہے [illegible] فرشتے نظر آنے لگتے ہیں۔ اس وقت اس سے کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ عالم آخرت جس سے تم دور بھاگتے تھے اور جس کو تسلیم کرنے سے تم گریز کرتے تھے۔ اب یہ حق اور سچی حقیقت تمہاری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اس وقت کیا تم اس کا انکار کرنے کی جرأت کر سکتے ہو؟ [illegible] الحق ہو الموت۔ حاد عن الشیء حیوداً وحیدۃ وحیدودۃ مال عنہ وعدل۔

؎ یہ وعید کا دن ہوگا [illegible] جب صور پھونکا جائے گا [illegible] ہر شخص [illegible] اٹھ کھڑے ہوں گے اور میدان حشر

نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ ۝ لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا

شخص اس طرح آئے گا کہ اس کے ساتھ ایک ہانکنے والا اور ایک گواہ ہوگا [illegible] اس [illegible] دن سے

فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ۝ وَقَالَ قَرِيْنُهٗ

پس ہم نے اٹھا دیا تیری آنکھوں سے تیرا پردہ سو تیری نگاہ آج بڑی تیز ہے اور کہے گا اس کا ساتھی

هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ۝ اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ مَّنَّاعٍ

ساتھی یہ اعمال نامہ جو میرے پاس تھا حاضر ہے ڈال دو دوزخ میں ہر ناشکرے سرکش کو جو نیکی سے روکنے والا تھا

میں کر دیا [illegible] جو لوگ قیامت کا انکار کرتے تھے [illegible] ہے یا نہیں [illegible] فرمایا کرتے تھے [illegible] قیامت [illegible] ہے یا نہیں [illegible] نہیں [illegible] ہے یا نہیں [illegible] حقیقت کا انکار کرتے

۲۱ ہر شخص کے لیے دو فرشتے مقرر کیے جائیں گے۔ ایک اس کو ہانکنے والا [illegible] دوسرا اس کا دفتر عمل لیے ساتھ ہوگا جو اس کے اعمال کے بارے میں گواہی دے گا۔ یہ وہی دو فرشتے ہوں گے جو دنیا میں اس کے ہم نشین رہے تھے اور اس کا دفتر عمل مرتب کرنے پر متعین کیے گئے تھے

۲۲ [illegible] صاحب [illegible] آج [illegible] روشنی [illegible] ہے یا نہیں؟ تمہاری آنکھوں پر جو پردے پڑے ہوئے تھے وہ [illegible] آج تمہاری نگاہ بڑی تیز ہو گئی ہے [illegible] حقیقت [illegible]

۲۳ حضرت حسن، قتادہ اور ضحاک کے نزدیک قرین سے مراد وہی فرشتہ ہے جو اس کے ساتھ [illegible] کہے گا کہ یہ وہ شخص ہے جس کی نگہداشت میرے سپرد کی گئی تھی اور یہ اس کا صحیفۂ عمل [illegible] تیار کیا ہے جو [illegible] وقال مجاهد يقول هذا الذي وكلتني به من بني آدم قد أحضرته وأحضرت ديوان عمله (قرطبی)

بعض علماء کی رائے ہے کہ قرین سے مراد شیطان ہے جو ہر وقت [illegible] مسلط رہا

۲۴ اے دو فرشتو! [illegible] کو [illegible] جہنم میں [illegible] کر دو

قرطبی صاحب [illegible] القیا [illegible] تثنیہ کا صیغہ کیوں ذکر کیا۔ اس کی متعدد وجوہات بیان کی گئی ہیں

خلیل اور اخفش کہتے ہیں کہ فصحائے عرب واحد کے لیے بھی بسا اوقات تثنیہ کا لفظ استعمال کرتے ہیں جیسے [illegible] ایک دوست

لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيبٍ ۝ الَّذِي جَعَلَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَأَلْقِيَاهُ فِي

نیکی سے سخت روکنے والا، حد سے بڑھنے والا، شک کرنے والا ۲۴؎ جس نے بنا رکھے تھے اللہ کے ساتھ کئی اور خدا پس جھونک دو اس بد بخت کو

الْعَذَابِ الشَّدِيدِ ۝ قَالَ قَرِينُهُ رَبَّنَا مَا أَطْغَيْتُهُ وَلَٰكِن كَانَ فِي

عذاب سخت میں۔ اس کا ساتھی شیطان بولے گا اے ہمارے پروردگار! میں نے اسے سرکش نہیں بنایا تھا بلکہ وہ خود ہی

کے لیے خلیلین کی بجائے خلیلی آ سکے، یا مجزوم ہے۔ امرؤ القیس اپنے ایک رفیق سفر کو خطاب کر کے کہتا ہے

قفا نبک من ذکری حبیب و منزل

اے میرے دوست! ذرا ٹھہرو تاکہ ہم اپنے محبوب اور اس کی منزل کو یاد کر کے کچھ آنسو بہا لیں۔ یہاں قف کی بجائے قفا تثنیہ کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔ بعض نے کہا کہ الف تثنیہ کا صیغہ نہیں بلکہ اصل میں امر واحد تاکید کا صیغہ تھا الفین، اب نون بدل کر الف ہو گیا۔ ایک توجیہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ قرینہ سے مراد ایک نہیں بلکہ دو ساتھی ہیں ان کو کہا جا رہا ہے اور قرین کا لفظ مصدر کی طرح تثنیہ اور جمع کے لیے بھی بولا جاتا ہے۔

۲۴؎ کفار، سخت ناشکر گزار یا حد سے بڑھا ہوا منکر۔

عنید: المعرض عن الحق وهو يعرفه۔ جو حق کو پہچاننے کے باوجود اس سے منحرف ہو جائے۔ یہ کفر و عناد کی بدترین قسم کی بیماری ہے۔

مناع: مانع کا مبالغہ ہے۔ کثرت سے روکنے والا اور خیر کا معنی اگر مال ہو تو مطلب یہ ہو گا کہ بڑا کنجوس ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مال سے اس کی محبت کا یہ عالم ہے کہ جب کوئی غریب اس کے پاس آتا ہے اور کسی ناداری کے لیے اس کا دل نہیں پسیجتا۔ اور اگر خیر کا معنی نیک اور اچھا کام ہو تو پھر مطلب یہ ہو گا کہ خود بھی نیک کام نہیں کرتا اور دوسروں کو بھی نیک کام کرنے سے منع کرتا ہے اور باز رکھتا ہے۔

معتد: حد سے تجاوز کرنے والا، یعنی اس نے کبھی حق و انصاف کے حدود کا لحاظ نہیں کیا بلکہ اس کی گفتگو، اس کے کردار اور اس کے احکام میں سرکشی اور بے باکی کی جھلک صاف نمایاں ہے۔

مریب: جو خود کسی شک میں مبتلا ہو اس کو بھی مریب کہتے ہیں اور جو شخص دوسروں کی متاع یقین کو غارت کرنے کے درپے ہو اور وسوسہ اندازی سے اس کے خرمن ایمان میں آگ لگانے کے لیے کوشاں رہے اسے بھی مریب کہتے ہیں۔ یہاں یہ لفظ ان دونوں معنوں میں استعمال ہو سکتا ہے۔

ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ۝ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ

[illegible]

بِالْوَعِيْدِ ۝ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ يَوْمَ

[illegible]

نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ۝ وَاُزْلِفَتِ

[illegible]

الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ۝ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بسر کی اور تمام عمر احکام کی بجا آوری میں کوشاں رہے قیامت کے دن ان کی عزت افزائی کا عجیب ہی منظر ہوگا انہیں جب جنت میں داخل ہونے کا اذن ملے گا تو جنت تک کا طویل فاصلہ طے کرنے کی انہیں زحمت نہیں دی جائے گی بلکہ جنت ان کے قدموں میں حاضر کر دی جائے گی۔ یہ نہیں فرمایا کہ انہیں جنت کے نزدیک کر دیا جائے گا بلکہ فرمایا جنت ان کے قریب کر دی جائے گی۔ اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اطاعت و تقویٰ کی راہ پر گامزن رہنے والے جنت کے طالب نہیں کہ اس کے پیچھے بھاگتے پھریں بلکہ وہ مطلوب ہیں۔ جنت کی بہاریں سمٹ کر ان کے قدموں میں حاضر ہو جائیں گی

جس مادی دنیا میں ہم آج رہ رہے ہیں اس کے زمان و مکان، قرب و بعد اور سرعت و تاخیر کے جو مفہوم ہم سمجھ چکے ہیں قیامت کے دن یہ سارے تصورات بدل جائیں گے۔ وہاں ان الفاظ کے نئے مفہوم سمجھے جائیں گے۔ اس کا اندازہ اس دنیا میں رہتے ہوئے کرنا ہمارے لیے سخت مشکل ہے۔ وہاں زمین و آسمان سے بڑی وسعتیں چشم زدن میں طے ہو جائیں گی۔ دور دراز فاصلے ذرے سے بھی کمتر معلوم ہوں گے بالکل نزدیک سے نظر آ رہے ہیں۔ یہاں بھی دیکھیے کہ جو لوگ اس دنیا میں رہتے ہوئے روحانیت اور احسان کے کمال سے وابستگی حاصل کر لیتے ہیں وہ ان کی روح ذکر الٰہی سے سرشار ہو جاتی ہے اور ان کی آنکھ نور معرفت سے منور ہو جاتی ہے تو ان کے لیے بھی زمان و مکان کی یہ قیود باقی نہیں رہتیں۔ وہ مدینہ طیبہ میں بیٹھے بیٹھے نہاوند کے پہاڑوں میں لڑنے والے ساریہ کو ہدایات کر سکتے ہیں۔

یہ نعمت جن کے لیے مخصوص کی گئی ہے ان کی دو صفتیں اوّاب اور حفیظ بیان کی جا رہی ہیں۔ اوّاب کے معنی ہیں کثرت سے رجوع کرنے والا۔ یعنی جب بھی اس سے کوئی غلطی سرزد ہو جاتی ہے تو ندامت و خجالت سے پانی پانی ہو جاتا ہے اور اللہ سے توبہ کرتا ہے۔ جتنی بار اس کا قدم جادۂ حق سے پھسلے وہ فوراً توبہ کا دروازہ کھٹکھٹانے لگتا ہے۔ وہ سرکشی کی روش اختیار کر کے وہ گناہ پر مصر رہتا ہے اور نہ دیدہ دلیری کر کے بیٹھ جاتا ہے کہ میں نے اتنے گناہ کیے ہیں تو اب میری توبہ کیسے قبول ہوگی بلکہ صدق دل سے اپنی لغزش پر نادم ہے۔ وہاں سے سلطنت رب کریم کی رحمت ہے وہ یہ وعدہ فرما چکی ہے کہ جب بھی کوئی شرمسار ہو کر معافی مانگنے آتا ہے تو معافی دے دی جاتی ہے۔

شعبی اور مجاہد نے اوّاب کی تحقیق کرتے ہوئے کہا ہے ھو الذی یذکر ذنوبہ فی الخلاء فیستغفر اللہ منھا یعنی جو شخص تنہائی میں اپنے گناہوں کو یاد کرکے ان سے استغفار کرے۔

عبید بن عمیر کہتے ہیں کہ ہم اوّاب اور حفیظ اسے کہا کرتے تھے جو اپنی مجلس سے جب اٹھے تو یہ کہے سبحان اللہ وبحمدہ اللھم انی استغفرک مما اصبت فی مجلسی ھذا۔ الٰہی اس نشست میں جو غلطی مجھ سے ہوئی ہے اس کے لیے میں مغفرت طلب کرتا ہوں۔

ابوبکر الوراق فرماتے ہیں ھو المتوکل علی اللہ فی السراء والضراء۔ اوّاب وہ ہے جو خوشحالی اور تکلیف ہر دو حالت میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے۔ قاسم کا قول ہے ھو الذی لا یشتغل الا باللہ عزوجل۔ جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا کسی اور بات میں مشغول نہ ہو۔

حَفِيظٍ ۝٣٢ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيبٍ ۝٣٣

کرنے والا (اپنی) خوب حفاظت کرنے والا ہے جو ڈرتا رہا رحمٰن سے بن دیکھے ۳۳ اور حاضر ہوا ایسے دل کے ساتھ جو (اس کی) طرف متوجہ تھا ۳۴

ادْخُلُوهَا بِسَلٰمٍ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُودِ ۝٣٤ لَهُم مَّا يَشَآءُونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا

داخل ہو جاؤ جنت میں سلامتی سے ۳۵ یہ ہمیشگی کا دن ہے ۳۶ انہیں ملے گا جو چاہیں گے اس میں اور ہمارے پاس

حفیظ کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت قتادہ فرماتے ہیں حفیظ لما استودعه الله تعالى من حقه ونعمته وائتمنه عليه۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے حقوق کی نگہداشت کرے اس کی گراں قدر نعمتوں کا شکر ادا کرے اور جو قوتیں اور صلاحیتیں اور وسائل و اختیارات اسے بطور امانت دیئے گئے ہیں ان میں خیانت نہ کرے۔

یہی لوگ اس قابل ہیں کہ جنت ان کے قریب لا کر حاضر کی جائے۔

۳۳ یہ بدل ہے اواب حفیظ کا یا ان کی صفت ہے یا مبتدا ہے جس کی خبر محذوف ہے۔ بالغیب یعنی جو خدائے رحمٰن سے اس وقت بھی ڈرتا رہا جب اسے کوئی آنکھ دیکھ نہ رہی ہو۔ يعني في الخلوة حيث لا يراه احد۔

یہاں رحمٰن کا اسم پاک ذکر کرنے میں یہ لطف ہے کہ یہ بتانا مقصود ہے کہ اس کا خوف [illegible] اس کی رحمت کے باعث اس سے بے شمار گناہوں کی [illegible] کوئی وقت نہیں۔ بلکہ اپنے رب کی رحمت پر تکیہ کر کے [illegible] نافرمانی کی راہ پر قدم نہیں رکھتا [illegible] اپنے کریم مالک کی [illegible] شیطان [illegible] وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر مغرور ہو کر سرکشی نہیں کرتا۔ تخصيص الرحمن للاشعار بانهم مع علمهم بسعة رحمته لا يغترون [illegible]

۳۴ یہ بتایا کہ ان کے سینوں میں جو دل ہے وہ ہر وقت اپنے رب کی طرف مائل رہتا ہے۔ حوادث دہر اسے کتنا ہی پریشان کریں، مصائب و آلام کے پہاڑ اس پر کیوں نہ ٹوٹ پڑیں اس کے عشق کی کیفیت نہیں بدلتی۔ بندگی اور تسلیم و رضا کی جس لذت سے وہ آشنا ہو گیا ہے ہر وقت وہ اس سے سرشار رہتا ہے۔ منیب، مخلص، مقبل على الطاعة۔ یعنی اخلاص کے ساتھ اطاعت کی طرف متوجہ رہے۔

۳۵ ان عشاق اور خوش نصیب لوگوں کو بڑے لطف و کرم سے کہا جائے گا جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہاں تمہیں کسی قسم کا اندیشہ نہیں ہو گا۔ يعني سالمين من العذاب والهموم وزوال النعمة۔

۳۶ [illegible] بیان کیا گیا ہے کہ جب تم جنت میں قدم رکھو گے تو [illegible] کہتے ہوں گے السلام علیکم [illegible] کی بہاریں اپنے خالق کی [illegible] اپنی آنکھوں کو [illegible] آنکھیں اپنے حبیب حقیقی کے [illegible] اس کے جلووں کو دیکھا اور خوب سیر ہو کر دیکھا اور ہمیشہ دیکھتے رہو

مَزِيدٌ ﴿۳۵﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هُمْ أَشَدُّ مِنْهُم بَطْشًا

ان کے لیے اس سے بھی زیادہ ہے ۳۳ اور قریش سے پہلے ہم نے برباد کر دیں کتنی امتیں جو زور و شوکت میں ان سے کہیں زیادہ تھیں

فَنَقَّبُوا فِي الْبِلَادِ هَلْ مِن مَّحِيصٍ ﴿۳۶﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ

پس وہ گھومتے پھرے شہروں میں کیا (ملی) انہیں کوئی پناہ گاہ ۳۴ بیشک اس میں نصیحت ہے اس

کہ جب وصال ہو جاتا ہے اب ہجر کی رات نہیں آئے گی۔ جب ایسا نہیں ہوتا کہ تو یہ کیفیت طاری ہے —

[illegible] عجب سا کہ دم وصال
خوف [illegible] سے [illegible] جدائی

انہیں بتایا جا رہا ہے کہ اب ایسا نہیں ہوگا۔

۳۳ — اور رحمت کی یہ موج [illegible] اپنی کرم نوازیوں کا ذکر جاری ہے [illegible] بندوں کو سرفراز فرمایا جائے گا ان کی ہر خواہش پوری کی جائے گی اور صرف یہی نہیں ہوگا کہ جو کچھ وہ چاہیں گے ہم انہیں [illegible] بلکہ [illegible] کے سامنے عقل [illegible] تنگ ہے۔ ان کا خواب [illegible] مزید کے متعلق اس کی کیا حقیقت ہے۔ [illegible] ہم صرف اتنا ہی نہیں دیں گے جتنا وہ مانگیں گے، جتنا وہ چاہیں گے وہ بھی دیں گے اور اس کے علاوہ جنت میں ان کے لیے اور بھی بہت کچھ رکھا ہے۔ اب اس [illegible] کا کیا کوئی اندازہ لگا سکتا ہے۔ حضرت انس و جابر سے مروی ہے المزید النظر الی وجہ اللہ بلا کیف۔ یعنی اس مزید سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات کا دیدار ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ سے مروی ہے عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ تعالیٰ یبعث یوم القیامۃ منادیا ینادی یسمعہ اولہم واٰخرہم یا اہل الجنۃ ان اللہ وعدکم الحسنیٰ وزیادۃ۔ الحسنیٰ الجنۃ والزیادۃ النظر الی وجہ الرحمٰن۔ حضور نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک منادی کرنے والا بھیجے گا جس کی آواز سب سنیں گے۔ اے جنتیو! اللہ نے تم سے الحسنیٰ اور زیادۃ کا وعدہ فرمایا ہے۔ الحسنیٰ سے مراد جنت ہے اور الزیادۃ سے مراد رحمٰن کے چہرہ کی طرف نظر کرنا ہے۔

۳۴ — اہل مکہ کو بتایا جا رہا ہے کہ تم سے پہلے کئی قومیں گزری ہیں جو تم سے کہیں زیادہ قوت اور عسکری طاقت کے بل بوتے پر دوسرے ممالک پر لشکر کشی کی اور ان کو اپنے زیر نگیں بنا لیا وہاں [illegible] تھا۔ وہ اپنی سرزمین کے معاشی وسائل کے علاوہ مفتوحہ ممالک کے وسائل معیشت سے بھی بھرپور فائدہ اٹھایا کرتے تھے۔ ان کی آن بان اور ٹھاٹھ باٹھ دیکھنے والوں کو حیرت زدہ کر دیا کرتی تھی لیکن یہ ساری قومیں اور [illegible] اللہ کی گرفت سے نہ بچ سکیں۔ اے اہل مکہ تم کس کے بل بوتے پر یہ غرور کر رہے ہو۔ نَقَّبُوا کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ آلوسی لکھتے ہیں وھو التنقیب البحث [illegible] یعنی کسی ملک کا [illegible] اور شاہراہوں [illegible] کا کھوج لگانے کو عربی میں تنقیب فی البلاد کہتے ہیں۔ نقب فی البلاد

لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ۝ وَلَقَدْ خَلَقْنَا

کے لیے جو دل بیدار رکھتا ہو یا کان لگا کر سنے متوجہ ہو کر۔ ۳۳ اور ہم نے پیدا فرمایا

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ۝

آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دنوں میں ۳۴ اور ہمیں تھکن نے چھوا تک نہیں ۳۵

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ

پس اے پیغمبر جو باتیں یہ کہتے ہیں ان پر صبر کرو اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرو طلوعِ آفتاب سے پہلے اور

کہیں پناہ نہیں۔ سیر و سیاحت کے لیے کسی ملک میں جانا یا تعلیم اور تجارت کے لیے کسی ملک میں جگہ جگہ اقامت گزیں رہنا
[illegible] ہو سکتا ہے۔

دولت مند لوگ جب کسی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں اور اپنے ملک کے معالجین کے علاج سے فائدہ نہیں ہوتا تو صحت
سے مایوس ہو کر علاج حاصل کرنے کے لیے دور دراز ملک میں جاتے ہیں۔ سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے ہیں۔ لاکھوں روپیہ خرچ کرتے ہیں
لیکن جب موت کا مقررہ وقت آ جاتا ہے تو کوئی ڈاکٹر اور حکیم انہیں نہیں بچا سکتا۔ [illegible] قلب [illegible] دل [illegible]
جو حقیقت کو دیکھتا اور سمجھتا ہے [illegible] اس کو دل کہنا ہی صحیح نہیں۔

۳۳ یعنی جو دل [illegible] سماعت [illegible] ہو اس کو [illegible] فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

ربیع کہتے ہیں کہ جب وہ سنتا ہے تو اس کا دل حاضر ہوتا ہے۔ قال الربیع ای بقلبہ حاضر بما یسمع
سفیان کہتے ہیں کہ یہ معنی ہیں کہ جب بات سنی کی سماعت کی جائے تو اس وقت اس کا جسم تو موجود ہو لیکن
دل غائب ہو۔

۳۴ چھ دنوں سے مراد [illegible] اس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

۳۵ اس میں یہود و نصاریٰ کے اس زعم باطل کی تردید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چھ دنوں میں کائنات کی تخلیق کی اور ساتویں
دن آرام کیا۔ گویا کائنات کی تخلیق سے اللہ تعالیٰ تھک گیا اور اسے آرام کی ضرورت محسوس ہوئی۔ موجودہ تورات میں ہے:
"خداوند نے چھ دنوں میں آسمان اور زمین اور سمندر اور سب کچھ جو ان میں ہے بنایا اور ساتویں دن آرام کیا" (خروج ۲۰: ۱۱) اسی طرح ایک
دوسری جگہ ہے: "چھ دنوں میں خداوند نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور ساتویں دن آرام کیا اور تازہ دم ہوا۔" (خروج ۳۱: ۱۷) اور انجیل
میں ہے: "خدا نے اپنے سارے کاموں کو پورا کر کے ساتویں دن آرام کیا۔" (عبرانیوں ۴: ۴)

قَبْلَ الْغُرُوْبِ ۝۳۹ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ۝۴۰ وَاسْتَمِعْ يَوْمَ

غروب آفتاب سے پہلے ۔ اور رات کے وقت بھی اس کی تسبیح بیان کیجیے اور نمازوں کے بعد بھی ۳۸ اور کان کھول کر سنو ۳۹ اس

يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ۝۴۱ يَّوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ۚ ذٰلِكَ

دن کے بارے میں جب پکارنے والا قریب سے پکارے گا ۴۰ جس دن سب لوگ ایک چیخ کو بالیقین سنیں گے، وہی دن قبروں سے

يَوْمُ الْخُرُوْجِ ۝۴۲ اِنَّا نَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَاِلَيْنَا الْمَصِيْرُ ۝۴۳ يَوْمَ تَشَقَّقُ

نکلنے کا دن ہوگا ۔ بے شک ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے ۔ جس روز زمین پھٹ جائے گی ۴۱

۳۸ حضرت ابن عباس سے مروی ہے الصلوٰة قبل الطلوع للفجر وقبل الغروب الظهر والعصر ومن الليل العشاءان وادبار السجود النوافل بعد الفرائض یعنی طلوع آفتاب سے قبل نماز سے مراد فجر ہے اور غروب سے قبل مراد ظہر اور عصر ہے، و من اللیل سے مغرب اور عشاء اور ادبار السجود سے وہ نوافل مراد ہیں جو فرائض کے بعد پڑھے جاتے ہیں۔ (روح المعانی)

ادبار السجود سے مراد وہ اذکار بھی ہیں جو فرائض کے بعد پڑھے جاتے ہیں اور جو احادیث صحیحہ میں بکثرت موجود ہیں۔ ان میں سے ایک حدیث ملاحظہ فرمائیے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہر نماز فرض کے بعد تینتیس مرتبہ سبحان اللہ تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور تینتیس مرتبہ اللہ اکبر کہتا ہے اور آخر میں کہتا ہے لا الٰه الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير تو اللہ تعالیٰ اس کی خطائیں بخش دیتا ہے خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (رواہ الشیخان)

۳۹ جو بات اب بتائی جانے والی ہے وہ بڑی اہم ہے اس لیے اس کے ذکر سے پہلے استمع کہہ کر سامعین کو متوجہ کیا کہ کان کھول کر سنو جو تمہیں بتایا جانے والا ہے۔

۴۰ اس روز منادی کرنے والا منادی کرے گا اور ہر شخص یوں محسوس کرے گا کہ یہ آواز کہیں دور سے نہیں آرہی بلکہ بالکل قریب سے آرہی ہے۔

۴۱ قبروں سے ان کے نکلنے کا منظر بیان کیا جارہا ہے کہ زمین اوپر سے پھٹ جائے گی اور وہ جھٹ پٹ قبروں سے نکلنا شروع ہو جائیں گے۔

سراعا جمع ہے سریع کی اور یخرجون مقدر کی ضمیر فاعل کا حال ہے۔ جمع سريع حال من الضمير المرفوع في الفعل المقدر يعني يخرجون سراعا (مظہری)

الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ﴿۴۴﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ

ان کے اوپر سے جلدی سے کھل جائے گی یہ حشر ہے جو ہمارے لیے بالکل آسان ہے ۲۱ ہم خوب جانتے ہیں جو وہ کہتے ہیں

وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ﴿۴۵﴾

اور آپ ان پر جبر کرنے والے نہیں ۲۲ پس آپ نصیحت کرتے رہیے اس قرآن سے ہر اس شخص کو جو میرے عذاب سے ڈرتا ہے ۲۳

۲۱ یہ ہے حشر کی کیفیت۔ یہ نہیں کہ کوئی آسانی سے بچ کر رہ جائے یہ تو ہمارے لیے بالکل آسان ہے کیونکہ ہمارا علم اور ہماری قدرت ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔

۲۲ سال ہا سال سے ان کا محبوب انہیں خواب غفلت سے بیدار کر رہا ہے۔ ہمیں اللہ کی آیتیں پڑھ کر سنا رہا ہے لیکن ان کی ہٹ دھرمی میں دن بدن اضافہ ہی ہوتا جاتا ہے جس سے حضور کو پریشانی ہوتی۔ اس تعلی کی خاطر یہ کہا کہ اے حبیب! ہم ان کی کارستانیوں سے خوب واقف ہیں۔ ان کی باتوں کو خوب سنتے ہیں۔ آپ بے فکر رہیں۔ ہم نے آپ کو اس لیے تو نہیں بھیجا کہ سختی اور تشدد سے کام لے کر آپ ان کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کریں۔ ان کے متعلق آپ جواب دہ نہیں۔

۲۳ اے حبیب پیارے رسول! آپ قرآن کریم کی آیات سے ان کو یاد دہانی کراتے رہیے جو ہمارے عذاب سے خائف و ترساں رہتے ہیں۔ وہی اس کو کان لگا کر سنیں گے وہی اس کو سمجھیں گے اور انہی خوش نصیبوں کو اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب ہوگی

○

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى حَبِيْبِكَ الْمُصْطَفٰى وَنَبِيِّكَ الْمُرْتَضٰى وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَمَنْ
تَبِعَهُمْ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ۔ وَتَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ [illegible]
[illegible]

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ الذاریات

نام: اس کا نام الذاریات ہے جو اس کا پہلا کلمہ ہے۔ اس میں تین رکوع، ساٹھ آیتیں، تین سو ساٹھ کلمے، ایک ہزار، دو سو انتالیس حروف ہیں۔

نزول: بالاتفاق علماء اس کا نزول مکہ مکرمہ میں ہوا

مضامین: عقیدۂ قیامت اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے۔ زندگی کا جو پروگرام اسلام پیش کرتا ہے اس پر صحیح طور پر عمل اسی وقت ہو سکتا ہے، اس کے ثمرات و برکات سے انسان اسی وقت مستفیض ہو سکتا ہے جب قیامت پر اس کا یقین محکم ہو۔ اس لیے متعدد چیزوں کی قسمیں کھا کر بتایا گیا ہے کہ قیامت کی آمد کا وعدہ سچا ہے اور وہ دن ضرور آنے والا ہے جب ہر ایک کو جزا و سزا ملے گی۔ کفار جو قیامت کا انکار کرتے ہیں، ان کے پاس اس انکار کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے صرف قیاس یا وہم ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں اور وہ ان قیاس آرائیوں سے اس لیے مطمئن ہیں کہ وہ عیش و عشرت کے نشہ میں مدہوش ہیں۔ جب موت کا نشہ ٹوٹ جائے گا اس وقت خوفناک حقائق سے ان کی آنکھیں کھلیں گی۔ مگر اس وقت کی حسرت و ندامت سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

پھر ان کے برعکس کچھ اللہ کے بندے ہیں جو ہر وقت اپنے رب کریم سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں۔ اس کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔ ان کی راتیں اس کے ذکر میں گزرتی ہیں اور سحری کے وقت بیدار ہو کر اپنی لغزشوں پر مغفرت طلب کرتے رہتے ہیں اور جو مال انہیں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اس میں سے فقیروں اور محتاجوں کو حصہ دیتے رہتے ہیں۔

دوسرے رکوع میں متقین کے سرتاج اور مہمان نوازوں کے امام حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات بیان کیے اور پیرانہ سالی میں انہیں فرزند دلبند کی ولادت کا مژدہ سنایا۔

اس کے بعد چند دیگر قوموں کا تذکرہ کیا جو فسق و فجور کی مستی میں سرشار رہیں۔ اپنے نبیوں کی دعوت کو ٹھکراتی رہیں۔ اس سرکشی کی پاداش میں ان کا جو انجام ہوا وہ سب کے لیے باعث عبرت ہے۔

تیسرے رکوع میں اللہ تعالیٰ کی شان و عظمت بیان کرنے کے بعد بتایا کہ اسی کے دامن کرم میں پناہ لو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ پہلے بھی لوگ رسولوں کو ساحر اور مجنون کہتے اور سرکشی پر اڑے رہے۔ اے محبوب! اگر یہ کفار آپ کے بارے میں ایسی نازیبا باتیں کرتے ہیں تو آپ ان سے رخ موڑ لیں اور نصیحت کرتے رہیں۔ اہل ایمان اس نصیحت سے

صحیح حاصل کریں گے۔ پھر جن و انس کی تخلیق کی غایت بتادی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اس کے احکام کی پابندی کریں اللہ تعالیٰ کو ان کی ضرورت نہیں۔ نہ وہ ان سے رزق مانگتا ہے۔ نہ وہ کسی کا محتاج ہے بلکہ ساری کائنات اس کے دستر خوان کرم کی ریزہ چین ہے اور جو لوگ اس حقیقت کو نہیں سمجھتے ان کے لیے ہلاکت اور خرابی ہے

[illegible] جمیل سرگودھا
۲- ۳-۷۷

سُوۡرَۃُ الذّٰرِیٰتِ مَکِّیَّۃٌ وَہِیَ سِتُّوۡنَ اٰیَۃً وَثَلٰثُ رُکُوۡعَاتٍ

سورۃ الذاریات مکی ہے اس کی ساٹھ آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

وَالذّٰرِیٰتِ ذَرۡوًا ۙ فَالۡحٰمِلٰتِ وِقۡرًا ۙ فَالۡجٰرِیٰتِ یُسۡرًا ۙ فَالۡمُقَسِّمٰتِ

قسم ہے ان ہواؤں کی جو (گرد و غبار) اڑا کر بکھیر دیتی ہیں پھر ان (بادلوں) کی جو (پانی کا) بوجھ اٹھاتے ہیں پھر ان (کشتیوں) کی جو آہستہ آہستہ چلتی ہیں پھر ان (فرشتوں) کی جو (اللہ کے) حکم سے

لے عرب کہتے ہیں ذرت الریح التراب۔ ذرتہ واذرتہ ہوا نے مٹی کو اڑا اڑا کر منتشر کر دیا۔ اسی سے الذاریات ہے، یعنی ہوا کو اڑا کر بکھیرنے والیاں۔ وقر، بوجھ۔ الجاریات چلنے والیاں۔ یسرا آہستہ آہستہ، نرمی سے۔ مُقَسِّمات تقسیم کرنے والیاں۔

اس سورت کی ابتدا بڑی پرجلال ہے۔ پے در پے چار قسمیں کھائی گئی ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ وقوع قیامت کی اہمیت کفار کے ذہن نشین کی جائے اور اس کے بارے میں جو شکوک و شبہات وہ پیش کرتے رہتے ہیں ان کا قلع قمع کیا جائے۔ یعنی جس چیز کے وقوع پذیر ہونے کی خبر اللہ تعالیٰ دے رہا ہے اور قسم پر قسم کھا رہا ہے اس کے واقع ہونے میں تو کسی کو ادنیٰ سا تردد بھی نہیں ہونا چاہیے۔

ان آیات کی تفسیر حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے منقول ہے۔ آپ کے ارشاد کے بعد کسی کلام کی گنجائش نہیں رہتی۔ امیر المومنین نے ایک روز برسر منبر اعلان فرمایا کہ مجھ سے پوچھو جو پوچھنا چاہتے ہو۔ ولن تسئلوا بعدی مثلی میرے بعد تم میرے جیسے کسی آدمی سے نہیں پوچھ سکو گے۔ ابن الکواء نامی ایک شخص اٹھا اس نے والذاریات کا مطلب دریافت کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا فالذاریات الریاح کہ ذاریات سے مراد ہوائیں ہیں جو چیزوں کو اڑاتی اور بکھیرتی رہتی ہیں۔ حاملات سے مراد السحاب یعنی بادل ہیں جو پانی کی عظیم مقدار شکل صورت میں لئے پھرتے ہیں۔ الجاریات سے مراد الفلک یعنی کشتیاں ہیں جو سینکڑوں آدمیوں اور ہزاروں من سامان کو اٹھائے آہستہ آہستہ بے تکلف اپنی منزل مقصود کی طرف رواں دواں رہتی ہیں۔ المقسمات سے مراد الملائکۃ یعنی وہ فرشتے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے رزق اور حصوں کی تقسیم پر متعین ہیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ یہ سارا ترجمہ اسی کے مطابق کیا ہے۔

بعض مفسرین نے چاروں صفات کا موصوف ہواؤں کو بنایا ہے۔ اس کی گنجائش تو بے شک ہے لیکن تفسیر کے مقدمات کلام میں جو قوت اور جلالت ہے وہ کسی حد تک متاثر ہوتی ہے، یہاں کی عبارت یہی ظاہر ہے

أَمْرًا ۝٤ إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَصَادِقٌ ۝٥ وَإِنَّ الدِّينَ لَوَاقِعٌ ۝٦ وَالسَّمَاءِ

بانٹنے والیوں کی۔ بے شک جو وعدہ تم سے کیا گیا ہے وہ سچا ہے لے اور یقیناً جزا و سزا ضرور ہونے والی ہے ۲ قسم ہے آسمان

ذَاتِ الْحُبُكِ ۝٧ إِنَّكُمْ لَفِي قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۝٨ يُؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ

کی جو راستوں والا ہے ۳ بے شک تم مختلف باتوں میں پڑے ہو ۴ برگشتہ ہوتا ہے اس (قرآن) سے جس کا ازل سے

لے تم سے جو وعدہ کیا گیا ہے کہ تمہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ اس دنیوی زندگی کے بارے میں تم سے باز پرس ہوگی اور تمہیں تمہارے اعمال کے مطابق جزا یا سزا دی جائے گی۔ ہم بار بار تمہیں بتا رہے ہیں کہ یہ وعدہ سچا ہے۔ اس میں تخلف کا شک نہیں۔

۲ اور بے شک جزا و سزا تو ضرور ہو کر رہے گی۔ قرآن کریم نے اس عقیدہ کو جس اہتمام سے بیان کیا ہے، زمانہ گواہ ہے کہ وہ پاکیزہ انسانی معاشرہ جو اسلام قائم کرنا چاہتا ہے اس کی تعمیر میں جہاں قانون کی طاقت اور عقل کی رہنمائی اور اعمال صالحہ ایک حد تک حفاظت اور بھلائی قائم کر سکتی ہے وہاں اس قانون میں کوئی آرائش نہیں۔ شبہ ہو سکتا ہے۔ اسلام کی محبت و عقیدت اسی وقت نفس اور شیطان کی دست درازیوں اور مکاریوں سے محفوظ رہ سکتی ہے جب اسے یقین ہو کہ قیامت کے روز اسے اس ہستی کے سامنے جواب دہ ہونا ہے جو اس کے ظاہر و باطن سے پوری طرح آگاہ ہے اور جس سے اس کی کوئی بات مخفی نہیں۔

عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ انسان جسے عقل و خرد کی دولت سے نوازا گیا، جسے پورے عالم کا مالک بنا دیا گیا ہے جسے اختیار فعل و ترک کی پوری آزادی دی گئی ہے اس سے اس کے تمام اعمال کے بارے میں باز پرس کی جائے ورنہ نیک اور بد انسانوں میں کوئی تفاوت باقی نہیں رہے گا۔

۳ حبک جمع ہے اس کا واحد حباک ہے اس لفظ کے متعدد معانی بیان کیے گئے ہیں۔ وہ کپڑا جس کی بناوٹ بڑی خوبصورت اور عمدہ ہو تو عرب کہتے ہیں حبک الثوب حبکا حسنا۔

حبک ان لہروں کو بھی کہتے ہیں جو ہوا کے چلنے سے ریت یا پانی پر پیدا ہوتی ہیں۔ حباک کا معنی طریق بھی ہے راستہ اور حباک گھنگھریالے بالوں کو بھی کہتے ہیں۔ یعنی گھنگھریالے بالوں میں جو خم ہوتے ہیں انہیں بھی حباک کہا جاتا ہے (قرطبی)

اکثر علماء نے اس سے مراد حسن و جمال لیا ہے۔ یعنی خوبصورت آسمان کی قسم کھاتا ہے۔ جو آسمان جن میں ستاروں کی مختلف قسم کی حرکات کے باعث ان کے راستے دکھائی دیتے ہیں جو تقطیع کرتے ہوئے مختلف سمتوں میں جاتے ہیں۔ گھنگھروں کا معنی بھی اسی سبب سے کہ جن کے باعث آسمان کا حسن دوبالا ہو گیا ہے اور اس کے بارے میں جدید تحقیقات نے حیرت انگیز انکشافات کیے ہیں۔ گھنگھر والے آسمان کی قسم

۴ اے کافرو۔ حقیقت یہ ہے کہ آسمان کی قسم تمہاری کوئی رائے قطعی نہیں۔ تمہاری کوئی بات پکی نہیں۔ حضور نبی کریم کے بارے میں جو رائے قائم کرتے ہو تو کبھی کہتے ہو یہ جادوگر ہے کبھی انہیں مجنون کہتے ہو اور کبھی شاعر ہونے کی تہمت لگاتے ہو۔ اسی طرح

اُفِكَ ۙ قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ۙ

[illegible] پھیر دیا گیا [illegible] جو غفلت کے نشہ میں بے خبر پڑے ہیں ف

قرآن کریم کے بارے میں بھی تمہاری کوئی متفقہ رائے نہیں۔ کبھی اسے [illegible] کہتے ہو [illegible] کبھی اسے شعر کہتے ہو اور [illegible] ۵ [illegible] قیامت کے بارے میں بھی تمہاری [illegible] [illegible] قیامت کے بارے میں بھی [illegible] اور کبھی [illegible] دکھائی [illegible] کی بات کرتے ہو۔

ف علامہ قرطبی لکھتے ہیں: اصلہ [illegible] ما اُفک [illegible] یقلبہ وصرفہ عن الشیئ [illegible] کسی چیز سے کسی کو پھیر دینا

صاحب قاموس لکھتے ہیں: رجل مأفوک مصروف عن الحق الی الباطل یعنی جو شخص حق سے منہ موڑ کر باطل کی طرف متوجہ ہو جائے اسے مأفوک کہتے ہیں۔ آیت کا مطلب یہ ہوا کہ جو شخص حق قبول کرنے سے منہ پھیر [illegible] حضرت حسن بصری کہتے ہیں: یصرف عن الایمان [illegible] والقرآن من صرف [illegible] قرآن پر ایمان لانے سے روک دیا جاتا ہے۔

ف قتل [illegible] بغیر تحقیق کے محض قیاس و گمان سے کوئی بات کہنے کو [illegible] خرص کہتے ہیں [illegible] قیامت کے بارے میں [illegible] [illegible] [illegible] قرآن کریم [illegible] [illegible] [illegible] غفلت [illegible] کی ہے۔

ف علامہ راغب اصفہانی غمرۃ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اصل الغمر ازالۃ اثر الشیئ ومنہ قیل للماء الکثیر الذی یزیل اثر مسیلہ غمر وغامر والغمرۃ معظم الماء الساترۃ لمقرھا وجعل مثلا للجھالۃ التی تغمر صاحبھا یعنی غمر کا اصل معنی [illegible] کثیر پانی کو غمر کہتے ہیں کیونکہ وہ [illegible] اپنے بہنے کی جگہ

يَسْـَٔلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ ؕ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ۝

وہ پوچھتے ہیں روز جزا کب آئے گا ۱۲ یہ اس دن ہو گا جب وہ آگ پر تپائے جائیں گے ۱۳

ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ؕ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ

(انہیں کہا جائے گا) اپنی سزا کا مزہ چکھو ۱۴ یہی ہے وہ جس کے لیے تم جلدی مچاتے تھے البتہ پرہیزگار ۱۵ وہ

فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ اٰخِذِيْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا

باغوں اور چشموں میں ہوں گے ۱۶ وصول کر رہے ہوں گے جو ان کا رب انہیں بخشے گا ۱۷ بے شک یہ لوگ

قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ؕ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝ وَ

اس سے پہلے ہی نیکوکار تھے ۱۸ یہ لوگ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے ۱۹ اور

[illegible]

۱۲ ان کا یہ سوال طلب علم کے لیے نہ تھا بلکہ بطور استہزاء تھا۔

۱۳ اس کا جواب انہیں یہ دیا گیا [illegible]

[illegible]

۱۴ انہیں کہا جائے گا کہ اپنے کرتوتوں کا مزہ چکھو۔

۱۵ [illegible]

[illegible]

۱۶ [illegible]

۱۷ [illegible]

۱۸ ان کی دوسری خوبی یہ تھی کہ ان کی راتیں [illegible]

جب دنیا غفلت کی نیند میں مست پڑی ہوتی ہے یہ بستر سے الگ ہو کر اپنے رب کے حضور کھڑے ہوتے ہیں۔ ساری رات ذکر و عبادت میں بسر کر دیتے جب سحری کا وقت ہوتا تو اپنی کوتاہیوں اور خامیوں کے احساس سے مضطرب ہو جاتے اور رو رو کر اپنی تقصیرات کی مغفرت طلب کرتے کیونکہ وہاں دل شکستہ ہی رحمت کا مستحق سمجھا جاتا ہے

در کفِ عشق شوکتِ شاہی چہ سود اقرب رحمت گل و دردی پاکری

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے غلاموں کو سحری کے وقت ذکر و فکر الٰہی میں مشغول رہنے کی بڑی ترغیب دی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزل اللہ الی السماء الدنیا کل لیلۃ حین یبقی ثلث اللیل ویقول انا الملک من الذی یدعونی فاستجیب لہ من الذی یسئلنی فاعطیہ من الذی یستغفرنی فاغفر لہ۔

یعنی جب رات کا تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر نزول اجلال فرماتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ میں بادشاہ ہوں کون ہے جو مجھ سے دعا مانگے اور میں اس کی دعا قبول کروں، کون ہے جو مجھ سے سوال کرے اور میں اس کا سوال پورا کروں، کون ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے اور میں اس کے گناہ بخش دوں۔

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم بالعموم تہجد ادا کرنے کے بعد یہ دعا مانگا کرتے۔ وہ بیش بہا دعا ہے تاکہ کوئی صاحبِ دل اس کو یاد کرے اور اسے اپنا وظیفہ بنالے

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ
لَكَ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ
الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ
وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ
وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ اَنْتَ رَبُّنَا وَاِلَيْكَ
الْمَصِيْرُ فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ
اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ

ترجمہ: اے اللہ! ساری تعریفیں تیرے لیے ہیں، تو ہی آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کا قائم رکھنے والا ہے۔ ساری تعریفیں تیرے لیے ہیں، تو ہی آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے کا بادشاہ ہے۔ ساری تعریفیں تیرے لیے ہیں، تو حق ہے، تیرا وعدہ حق ہے، تیری ملاقات حق ہے، تیرا قول حق ہے، دوزخ حق ہے، سارے نبی حق ہیں، محمد علیہ السلام تیرا حبیب حق ہے اور قیامت حق ہے۔ اے اللہ! میں نے تیرے آگے سر تسلیم خم کر دیا ہے، میں تجھ پر ایمان لایا، تجھ پر ہی میں نے بھروسہ کیا، تیری طرف ہی دل سے رجوع کیا، تیری مدد سے ہی دشمن کا مقابلہ کیا اور تجھے ہی اپنا حاکم تسلیم کر لیا، تو ہی سب کا رب ہے اور تیری طرف ہی سب نے لوٹنا ہے۔ اے اللہ! میرے گزشتہ گناہ بھی بخش دے اور آئندہ کے بھی معاف کر دے، جو میں نے چھپ کر کیے ہیں اور جو میں نے اعلانیہ

وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ﴿۱۸﴾ وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ﴿۱۹﴾

سحری کے وقت اپنی خطاؤں کی بخشش طلب کیا کرتے تھے۔ اور ان کے اموال میں حق تھا سائل کے لیے اور محروم کے لیے

وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ ﴿۲۰﴾ وَفِي أَنفُسِكُمْ ۚ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿۲۱﴾

اور زمین میں بڑی قدرت کی نشانیاں ہیں اہل یقین کے لیے اور (خود) تمہاری ذات میں بھی، کیا تمہیں نظر نہیں آتیں

گئے ہیں اور میری وہ خطائیں بھی جن کو تو مجھ سے بہتر جانتا ہے۔ تو ہی سب سے پہلے ہے اور تو ہی سب سے بعد میں ہے تیرے سوا کوئی خدا نہیں تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

سحری کا وقت کس قدر بابرکت ہے۔ اور جو لوگ اللہ کی جناب میں اس وقت حاضر ہو کر دامن طلب پھیلاتے ہیں ان پر کیسی کیسی نوازشات کی جاتی ہیں اس کا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہیں یہ آرزو نصیب ہوتی ہو۔ مولانا شیرازی کہتے ہیں۔

ہر گنج سعادت کہ خدا داد بحافظ   از یمن دعائے شب و ورد سحری بود

اور حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کا ارشاد بھی سنیے

عطار ہو رومی ہو رازی ہو غزالی ہو   کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحرگاہی

ان کی تیسری خوبی یہ ہے کہ اگر کوئی سائل ان کے در پر آجاتا تو وہ بڑی فراخ دستی سے اس کی مدد کرتے۔ اگر انہیں پتہ چل جاتا کہ فلاں شخص کسب معاش سے معذور ہے اور غیرت مند ہے اور کسی کے آگے دست سوال دراز کرنے کی بجائے فاقوں پر گزارہ کر لیتا ہے یا [illegible] کسی کو اپنا حال نہیں بتاتا یا کسی کو اس کی خبر نہیں ہے تو وہ خود وہاں روانہ ہو جاتے اور حسب مقدور اس کی خدمت بجا لاتے اور ایسا کرنا وہ اپنا فرض سمجھتے نہ کسی پر احسان جتلاتے اور نہ کسی سے شکر گزاری کی تمنا کرتے

اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ اس سے مراد زکوٰۃ نہیں بلکہ اس کے علاوہ ہے۔

پہلے تو صرف یہ کہا گیا کہ [illegible] ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ قیامت ضرور برپا ہوگی۔ اب ان کی توجہ کو آفاقی دلائل کی طرف مبذول کرایا جا رہا ہے جو زبان حال سے شہادت دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سچا ہے۔ ذرا اس زمین اس کی ساخت اور اس میں [illegible] عجیب و غریب تہہ بہ تہہ [illegible] غور کرو قدم قدم پر تمہیں ایسے آثار و علامات ملیں گے کہ اگر تم غور سے دیکھو تو حقیقت عیاں ہو جائے گی

انہیں کہا جا رہا ہے کہ اگر ان کی آفاقی [illegible] کو دیکھنے پر [illegible] اپنی ذات کے حیرت انگیز نظام کی باریکیوں اور نزاکتوں کو سمجھ لو [illegible] فکر کرو کہ کس طرح ایک حقیر قطرہ [illegible] کس طرح اپنے تنگ و تاریک [illegible] ایک بے جان لوتھڑا [illegible] کی شکل میں [illegible] پھر [illegible] کس طرح آہستہ آہستہ [illegible] ہے یہاں تک کہ اس کی جملہ [illegible] پرورش پا کر حد کمال تک پہنچ جاتی ہیں۔ حصول علم کے لیے جو ظاہری اور باطنی وسائل اسے بخشے گئے ہیں

وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ﴿٢٢﴾ فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ

[illegible] قسم [illegible]

لَحَقٌّ مِثْلَ مَا أَنَّكُمْ تَنْطِقُونَ ﴿٢٣﴾ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ

[illegible]

الْمُكْرَمِينَ ﴿٢٤﴾ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا ۖ قَالَ سَلَامٌ قَوْمٌ مُنْكَرُونَ ﴿٢٥﴾

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَرَاغَ إِلَىٰٓ أَهْلِهِۦ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِينٍ ﴿٢٦﴾ فَقَرَّبَهُۥٓ إِلَيْهِمْ قَالَ أَلَا

پس چپکے سے اپنے اہل خانہ کی طرف گئے اور ایک موٹا تازہ (بھنا ہوا) بچھڑا لے آئے ۲۶ اور اسے ان کے قریب کر دیا فرمایا کھاتے کیوں

تَأْكُلُونَ ﴿٢٧﴾ فَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۖ قَالُوا۟ لَا تَخَفْ ۖ وَبَشَّرُوهُ بِغُلَٰمٍ

نہیں ۲۷ پس دل ہی دل میں ان سے خوف کرنے لگے وہ بولے ڈریے نہیں ۲۸ اور انہوں نے بشارت دی آپ کو

عَلِيمٍ ﴿٢٨﴾ فَأَقْبَلَتِ ٱمْرَأَتُهُۥ فِى صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ

ایک صاحب علم فرزند کی پس آپ کی بیوی چیختی ہوئی آگے بڑھی ۲۹ اور (حیرت سے) ماتھا پیٹ لیا اور بولی میں بوڑھی

عَقِيمٌ ﴿٢٩﴾ قَالُوا۟ كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ ۖ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلْحَكِيمُ ٱلْعَلِيمُ ﴿٣٠﴾

بانجھ (کیا میرے ہاں بچہ ہوگا) انہوں نے کہا ایسا ہی فرمایا ہے تیرے رب نے بےشک وہی بڑا دانا، سب کچھ جاننے والا ہے

ان کی وضع قطع بالکل مختلف نظر آ رہی ہے۔

۲۶ راغ کا معنی ہے الذهاب خفية فی سرعة۔ تیزی سے چپکے چپکے چلا گیا۔ یعنی اپنے مہمانوں کو آرام سے بٹھایا، خود چپکے سے اٹھے اور ان کی ضیافت کے انتظام میں مصروف ہو گئے۔ جلدی جلدی ایک موٹا تازہ بچھڑا ذبح کیا، اس کو بھونا اور مہمانوں کی خدمت میں پیش کر دیا۔

۲۷ کھانا دسترخوان پر چن دیا گیا ہے لیکن مہمان پیش کرنے کے لیے ہاتھ نہیں بڑھاتے۔ آپ نے فرمایا آپ لوگ کھانا تناول نہیں کریں گے۔ قدیم زمانہ میں یہ دستور تھا کہ اگر مہمان ضیافت قبول کر لیتا تو سمجھا جاتا کہ اس کا آنا بخیر ہے۔ لیکن اگر وہ کھانا تناول کرنے سے انکار کر دیتا تو سمجھا جاتا کہ وہ کسی بری نیت سے آیا ہے۔ جب فرشتوں نے ہاتھ نہ بڑھائے تو آپ کو ان سے ایک گونہ خوف سا محسوس ہونے لگا۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جب آپ نے دیکھا کہ وہ ہاتھ نہیں بڑھاتے تو آپ سمجھ گئے کہ یہ انسان نہیں بلکہ فرشتے ہیں۔ بالعموم فرشتے عذاب لے کر آتے ہیں اور ان کا آنا عذاب کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ عن ابن عباس انه علیه السلام وقع فی نفسه انهم ملائكة ارسلوا للعذاب۔

۲۸ فرشتوں نے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ آپ ہراساں نہ ہوں۔ ہم تو آپ کو ایک فرزند ارجمند کی بشارت دینے کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔

۲۹ حضرت سارہ قریب ہی کھڑی یہ گفتگو سن رہی تھیں۔ اس وقت آپ کی عمر نوے سال اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر سو سال سے تجاوز کر چکی تھی۔ جب یہ سنا کہ ایک بچہ کی ولادت کا مژدہ سنایا جا رہا ہے تو اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکیں اور جہاں حضرت ابراہیم فرشتوں سے محو گفتگو تھے وہاں آ پہنچیں اور کہنے لگیں کہ آپ لوگ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔ میں بوڑھی ہوں اور بانجھ،

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ

آپ نے پوچھا تمہارے آنے کا کیا مقصد ہے اے فرشتو! انہوں نے کہا ہمیں بھیجا گیا ہے ایک قوم کی طرف جو

یہ سوال ہی پیدا ہوا کہ بڑا کون ہے۔ آیت میں وارد شدہ تحقیق طلب الفاظ صرۃ اور صکت۔

علامہ ابن منظور صرۃ کی تحقیق کرنے کے بعد لکھتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے۔ قال الزجاج الصرۃ اشد الصیاح تکون فی الطائر والانسان وغیرھما۔ یعنی سخت چیخ کو صرۃ کہتے ہیں خواہ وہ کسی پرندہ کی ہو یا انسان کی۔ جب فرشتوں سے بیٹے کی بشارت کا مژدہ سنا تو ان کے تعجب کی کوئی حد نہ رہی اور شور مچاتی ہوئی آگے بڑھیں۔ صرۃ کا معنی جماعت ابن منظور نے جماعت لکھا ہے۔ اس صورت میں آیت کا مفہوم یہ ہوگا کہ جب آپ نے یہ بات سنی تو جو عورتیں اس وقت ان کی خدمت میں حاضر تھیں ان کو ساتھ لے کر آپ تشریف لے آئیں۔

آخر میں علامہ موصوف نے اس لفظ کا ایک اور معنی لکھا ہے جو کہ بڑا ہی مناسب حال ہے جس سے بی بی سارہ کی اپنی کیفیت اور حال کے مطابق ترجمہ کیا ہے۔ لکھتے ہیں: الصرۃ التقطیب والجمع من الکراھۃ۔ یعنی ناپسندیدگی کے باعث چہرہ پر بل ڈالنا اور تیوری چڑھانا۔ جب ضعیفہ کو یہ مژدہ سنایا گیا کہ بیٹا ہوگا اور ان کا [illegible] ہیں تو ان کا ایسا کرنا ایک فطری امر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

صکت: عورتوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ جب وہ حیرت زدہ ہوتی ہیں تو اپنے منہ پر ہاتھ مار لیتی ہیں۔ شوہر کی عمر سو سال اور اپنی عمر نوے سال۔ اس پر یہ بشارت کہ فرزند تولد ہوگا۔ اس پر ان کا حیرت زدہ ہو جانا بجا تھا۔

بعض لوگ صکت وجہھا کے لفظ سے ماتم کرنے اور پیٹنے کے جواز پر استدلال کرتے ہیں اور اسے حضرت سارہ کی سنت کہتے ہیں۔ وہ صرف اتنی بات بھول گئے کہ انہیں حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شدت مسرت میں بی بی حیرت اور مسرت ہوئی تھی۔ حضرت سارہ کا یہ عمل شدت مسرت سے تھا۔ اگر ایسا ہی ہے تو انہیں ہر خوشی کے موقع پر اپنے منہ پیٹنے چاہئیں۔ مثلاً ان کے بیٹا پیدا ہو [illegible] اسی طرح سنت کا اہتمام کریں۔ انہیں اس کا حق پہنچتا ہے کہ وہ [illegible] کو سنت [illegible] کے ساتھ [illegible] کرتے ہیں [illegible] یہ لوگ ایسے صدمہ کے موقع پر [illegible] خوشی نہیں منا سکتے اور ان کو خوشی کا [illegible] ایمان والوں کے دل [illegible] ہیں۔ [illegible] وہ کس طرح خوشی کا اظہار کر سکتے ہیں۔

خوشی اور حیرت کے موقع پر کی گئی حرکت کو اپنے مذموم مقاصد کے لئے [illegible] اسلام جو صبر کا سبق دیتا ہے وہ ان [illegible] کی اجازت ہرگز نہیں دے سکتا۔ جس [illegible] رب کریم [illegible] اپنا سر کٹا دیا ہو اپنا گھر لٹا دیا ہو [illegible] اسلام [illegible] ہیں۔ ان کے بارے میں یہ گمان کرنا [illegible]

---

۳۱ اس گفتگو سے فارغ ہونے کے بعد ان معزز مہمانوں سے ان کی آمد کا مقصد دریافت کرتے ہیں۔ فرشتوں کا تشریف لانا [illegible]

مُجْرِمِينَ ۙ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِينٍ ۙ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ

[illegible]

رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِينَ ۝ فَأَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝

[illegible]

فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ وَتَرَكْنَا فِيهَا آيَةً

[illegible]

لِّلَّذِينَ يَخَافُونَ الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۝ وَفِي مُوسَىٰ إِذْ أَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ

[illegible]

[illegible] الخطب [illegible] الامر العظیم [illegible] الخطب الشان الامر [illegible] الامر العظیم [illegible]

[illegible] مسومۃ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] (DEAD SEA) [illegible]

فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٨﴾ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَقَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿٣٩﴾

فرعون کی طرف ایک صریح سند کے ساتھ بھیجا ۳۶ تو وہ اپنے بل بوتے پر اکڑ گیا اور بولا یہ جادوگر ہے یا دیوانہ ۳۷

فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿٤٠﴾ وَفِىْ عَادٍ اِذْ

آخرکار ہم نے اس کو اور اس کے لشکروں کو پکڑا اور سب کو سمندر میں پھینک دیا اور وہ قابل ملامت بن گیا ۳۸ اور قصہ عاد میں بھی عبرت ہے

ضرور یاد ہوگا کہ کسی ایسے شہر کے آثار آج تک بھی نہیں ملے جو وہاں دب گیا ہو، بجز ایک قبرستان کے جو [illegible] اس سے یہ شبہ تقویت پاتا ہے کہ جس شہر کا یہ قبرستان تھا وہ بحیرۂ مردار میں غرق ہو چکا ہے۔ (تفہیم القرآن، سورۃ الذاریات)

مزید وضاحت کے لیے دیکھیے، القرآن، سورۃ الاعراف، آیات ۸۰ تا ۸۴ کا مطالعہ کیجیے

۳۶ اب بتایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نشانی [illegible] موسیٰ علیہ السلام کو [illegible] معجزات دے کر فرعون کی طرف بھیجا تاکہ اس کو قبول حق کی دعوت دے لیکن فرعون نے اپنے لشکر پر، اپنے [illegible] اور اپنی ذاتی طاقت کے بل بوتے پر [illegible] حق کی بات ماننے سے انکار کر دیا پھر اس کا جو انجام ہوا وہ سب کو معلوم ہے۔

۳۷ رکن کے لغوی معنی [illegible] کے ہیں [illegible] لفظ [illegible] جس پر کوئی چیز قائم ہو [illegible] اس کی مراد [illegible] فوج اور لشکر ہو سکتے ہیں [illegible] فرعون نے اپنے اعیان و انصار [illegible] موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت ابن عباس اور قتادہ سے مروی ہے برکنہ ای بقوتہ۔ یعنی اس نے اپنی ذاتی قوت کے بل بوتے پر آپ کی دعوت کو ٹھکرا دیا اور موسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہا کہ یہ شخص یا تو جادوگر ہے یا پاگل ہو گیا ہے [illegible] کے دعویٰ [illegible] کر رہا ہے۔

۳۸ جب یہ واقعہ رونما ہوا تو فرعون اور اس کے لشکر بحر قلزم کی موجوں کے حوالے [illegible] لیکن اس عظیم سانحہ پر [illegible] کسی کی آنکھ [illegible] نہیں [illegible] بلکہ سب کی زبان پر یہی بات تھی کہ فرعون بڑا ظالم تھا اور اس کا یہی انجام ہونا تھا۔ وھو ملیم میں اسی امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے [illegible] ملامت کرنے [illegible] ملیم کی تحقیق کرتے ہوئے صاحب لسان العرب لکھتے ہیں: الام الرجل فھو ملیم اذا اتی ما یلام علیہ۔ جب کوئی شخص ایسے گناہ کا ارتکاب کرے جو قابل ملامت ہو تو اس شخص کو ملیم کہتے ہیں۔

جوہری کہتے ہیں: الام، صار ذا لائمۃ

أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَ ﴿٤١﴾ مَا تَذَرُ مِن شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ

جب ہم نے ان پر آندھی بھیجی جو خیر و برکت سے خالی تھی ۔ نہیں چھوڑتی تھی کسی چیز کو جس پر سے گزرتی

إِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيمِ ﴿٤٢﴾ وَفِي ثَمُودَ إِذْ قِيلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوا حَتَّىٰ حِينٍ ﴿٤٣﴾

مگر اسے ریزہ ریزہ کر دیتی ۔ اور واقعہ ثمود میں بھی (نشانی ہے) جب انہیں کہا گیا لطف اندوز ہو لو ایک وقت تک ۔

فَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ وَهُمْ يَنظُرُونَ ﴿٤٤﴾ فَمَا

پس انہوں نے سرکشی کی اپنے رب کے حکم سے تو آ پکڑا انہیں ایک کڑک نے اس حال میں کہ وہ دیکھ رہے تھے ۔ پس نہ ان

اسْتَطَاعُوا مِن قِيَامٍ وَمَا كَانُوا مُنتَصِرِينَ ﴿٤٥﴾ وَقَوْمَ نُوحٍ مِّن

میں اٹھنے کی طاقت رہی ۔ اور نہ وہ (ہم سے) بدلہ لے سکے ۔ اور قوم نوح کو (ہلاک کیا) اس سے

ف قوم عاد کا انجام بھی بڑا عبرت ناک ہے۔ جب ان کی سرکشی حد سے بڑھ گئی تو [illegible] ان پر ایسی ہوا کا جھکڑ مسلط کر دیا گیا جو عقیم تھی۔ عقیم بانجھ کو کہتے ہیں۔ یہاں اس سے مراد وہ ہوا ہے جو خیر و برکت سے یکسر خالی ہو [illegible] اس میں رحمت کا کوئی شائبہ ہو۔ والعقیم التی لا تلقح سحابا ولا شجرا ولا رحمة فیها ولا برکة ولا منفعة (قرطبی)۔ [illegible] جھکڑ آٹھ دن اور سات رات مسلسل چلتا رہا اور جس چیز کے پاس سے گزرتا اسے ریزہ ریزہ کر دیا

ف قوم ثمود نے جب [illegible] سرکشی کی حد کر دی [illegible] تو انہیں بتا دیا گیا کہ تمہاری بربادی میں صرف تین دن کی مہلت رہ گئی ہے [illegible] لیکن انہیں پھر بھی ہوش نہ آیا۔ تین روز بعد ایک ایسی کڑک دار آواز پیدا ہوئی کہ مارے دہشت کے ان کے کلیجے پھٹ گئے اور ان میں اتنی سکت بھی نہ رہی کہ وہ [illegible] بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے۔

ف من قیام کا ایک مفہوم یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ عذاب الٰہی کو برداشت نہ کر سکے۔ [illegible]

[illegible] الله [illegible]

ف [illegible] منتصرین [illegible] جگہ [illegible] کہیں بھاگ کر بچ نکلتے [illegible] یہ لوگ جنہیں اپنی طاقت کا زعم تھا ان میں سکت نہ رہی کہ وہ ہم سے انتقام لے سکیں اور دوسری صورت [illegible] بھی ممکن نہ تھی کہ اپنی قوت سے [illegible] عذاب کو ٹال سکے

قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝ وَالسَّمَاۗءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا

پہلے ہی غرق کیا بے شک وہ لوگ بڑے نافرمان تھے ۴۳ اور آسمان کو ہم نے بنایا قدرت کے ہاتھوں سے ۴۴ اور ہم

لَمُوْسِعُوْنَ ۝ وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ۝ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ

بلاشبہ اس کو وسیع کر رہے ہیں ۴۵ اور زمین کو ہم نے فرش بنا دیا [illegible] ہم کیا خوب بچھانے والے ہیں ۴۶ اور ہر چیز کے

۴۳ نوح علیہ السلام کی قوم کی داستان بھی بڑی عبرت افزا ہے۔ [illegible] آپ شدید [illegible] تو پانی کا طوفان آیا اور انہیں تنکوں کی طرح بہا لے گیا

۴۴ اس کا عطف قوم [illegible] پر ہے یعنی پہلے ہم نے تمہیں اپنی قدرت کے [illegible] دلائل سنائے ہیں۔ اب [illegible] دلائل بیان کئے جا رہے ہیں۔ پہلے بتایا جا رہا ہے کہ آسمان کی وسعت اور بلندی کے ساتھ ہم نے خود بنایا۔ [illegible] اور اس کے بنانے میں کسی سے کوئی مشورہ یا کوئی امداد لینے کی ضرورت نہیں پڑی جیسے خود محض اپنی قدرت اور [illegible] سے اس کی تخلیق کی ہے۔ بایید ای بقوۃ قالہ ابن عباس (قرطبی)

۴۵ موسعون، اوسع سے ہے۔ یہ متعدی اور لازم دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ متعدی ہونے کی صورت میں اس جملہ کا مفہوم ہوگا کہ ہم [illegible] اور [illegible] زمین کا [illegible] لازم کے معنی میں [illegible] بڑی وسعت اور [illegible] کے مالک ہیں [illegible] علامہ ابن منظور لکھتے ہیں۔ اوسع [illegible] وسع الرجل صار ذا سعۃ وغنی وقولہ انا لموسعون ای اغنیاء قادرون [illegible]

اب [illegible] قیامت کا انکار [illegible]

۴۶ [illegible] زمین کو [illegible] فرش کی طرح بچھا دیا [illegible] میں تمہارے رزق اور ضرورت کے تمام اسباب مہیا کر دیئے ہیں۔ [illegible] اس کا [illegible] [illegible] اور حکمت سے [illegible] دنگ رہ جاتی ہے۔ [illegible] میدان ہیں۔ مناسب مقامات پر دریا بہہ رہے ہیں۔ [illegible] پانی کے [illegible] میں پہاڑی علاقوں میں [illegible] لیکن پہاڑوں کی [illegible] ہر قسم کی [illegible] اور [illegible] کا سلسلہ جاری ہے

زمین [illegible] اور اس [illegible] کے ساتھ [illegible]

آپ اس فرش زمین کو [illegible] آپ کو اس کے بنانے والے کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کا اعتراف کرنا

خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ ۖ إِنِّي لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ

جوڑے جوڑے بنائے ۴۴ تاکہ تم غور و فکر کرو پس دوڑو اللہ کی طرف ۴۵ بے شک میں تمہیں اس

مُبِينٌ ۝ وَلَا تَجْعَلُوا مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۖ إِنِّي لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ مُبِينٌ ۝

کے غضب سے کھلا ڈرانے والا ہوں ۴۶ اور نہ بناؤ اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ۴۷ بے شک میں تمہیں اس کے غضب سے کھلا ڈرانے والا ہوں

پہنچانا اپنی ہستی آگے کر رہی ہو، اور حشر کے منکروں کا کون کھلا ہوا انکار کر رہا ہے۔

۴۴ قدرت و حکمت کا ایک اور نقشہ پیش کیا جا رہا ہے کہ جتنی بھی جاندار چیزیں ہیں سب کو جوڑا جوڑا پیدا کیا ہے تاکہ باہم اختلاط سے افزائش نسل کا سلسلہ جاری رہے۔ انسان اور حیوانات میں دو قسم کا جو تناسب ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ نباتات کی دنیا میں بھی [illegible] یہ اصول بجلی کی قوت اور [illegible] کار فرما ہے [illegible] انکشاف ہوا ہے۔ تحقیقات کے قدم جب آگے بڑھیں گے تو جمادات وغیرہ میں بھی یہ اصول زوجیت کار فرما نظر آئے گا۔

ان کے علاوہ بھی تضادات اور متقابلات کی یہ دنیا بھری پڑی ہے، مثلاً شقاوت و سعادت، ہدایت و ضلالت، آسمان و زمین، سیاہی و سفیدی، صحت و مرض، کفر و ایمان۔ امام مجاہد سے یہی منقول ہے۔ قال مجاهد هذا اشارة الى المتضادات والمتقابلات كالليل والنهار والشقاوة والسعادة والهدى والضلال والسماء والارض والسواد والبياض والصحة والمرض والكفر والايمان۔ (البحر المحيط)

۴۵ مقصود یہ ہے کہ انہیں بیان کرنے کے بعد [illegible] لفظ فرار کا استعمال کیا گیا ہے، گویا بتایا جا رہا ہے کہ شیطان تمہارے پیچھے ہے، معلوم نہیں کس وقت تم پر حملہ کر دے، اس لیے جلدی کرو، بھاگو اور اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آجاؤ۔ [illegible] بیان کی [illegible] علامہ پانی پتی لکھتے ہیں: ففروا من كل شيء الى الله بالمحبة والاستغراق [illegible] یعنی ہر چیز سے منہ موڑ کر اللہ کی طرف بھاگو [illegible] اللہ تعالیٰ کی ذات ہی تمہاری توجہ اور محبت کا مرکز ہو [illegible] اس کے ہر حکم کی تعمیل پورے ذوق و شوق سے کرو۔

۴۶ اکثر علماء [illegible] عذاب اور غضب [illegible] ہیں، لیکن علامہ [illegible] دنیا [illegible] حکمت سے [illegible] یہ قول بہت پسند ہے۔

۴۷ یہاں تک [illegible] قیامت کا ثبوت [illegible] رہا ہے۔

كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ

اسی طرح نہیں آیا ان سے پہلے لوگوں کے پاس کوئی رسول مگر انہوں نے یہی کہا کہ یہ ساحر ہے یا

مَجْنُوْنٌ ۚ اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ۚ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ

دیوانہ [illegible] کیا انہوں نے ایک دوسرے کو اس کی وصیت کر دی تھی [illegible] بلکہ یہ لوگ سرکش ہیں [illegible] پس آپ ان سے منہ پھیر لیجئے [illegible] نہیں آپ پر کوئی

بِمَلُوْمٍ ۫ وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ

الزام نہیں۔ اور آپ سمجھاتے رہیے بیشک سمجھانا نفع دیتا ہے ایمان والوں کو [illegible] اور نہیں پیدا کیا میں نے جن

حقیقت بھی بیان ہو گئی ہے کہ وہ وحدہٗ لاشریک ہے۔ سب اسی کے محتاج [illegible] کائنات کا خالق اور مالک وہی ہے تو پھر اور کون ہے جس کو اس کا کوئی ہمسر [illegible] اس کی عبادت کی جائے۔ اسی لیے یہاں واضح طور پر تنبیہ کر دی کہ خبردار اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک [illegible] [illegible] جنت [illegible] محروم ہو جاؤ گے۔ میں تمہاری طرف [illegible] نہیں [illegible] کر دوں۔

[illegible] اس [illegible] میرے حبیب [illegible] جب آپ کو [illegible] کہتے ہیں [illegible] کوئی نئی بات نہیں آپ سے پہلے [illegible] تشریف لائے [illegible] اسی طرح [illegible] نہیں [illegible]

[illegible] سابقہ [illegible] کے [illegible] قرآن [illegible] کیا [illegible] ہر زمانہ میں ان الفاظ سے [illegible] کیا گیا ہے [illegible] کہ [illegible] وصیت کرتے گئے ہوں [illegible] اب [illegible] ساحر اور مجنون [illegible] کہا گیا۔

[illegible] اس بات کی [illegible] کوئی بات نہیں [illegible] حقیقت یہ ہے کہ [illegible] سرکش لوگ ہیں اور پہلے بھی سرکش اور نافرمان لوگ تھے [illegible] جب [illegible] سرکشی [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] سرکشوں [illegible] آپ [illegible] آپ [illegible] نصیحت [illegible] آپ اپنے [illegible] ایمان [illegible] قیامت [illegible]

وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ

اور انسانوں کو مگر اس لیے کہ وہ میری عبادت کریں ۵۳ نہیں طلب کرتا میں ان سے رزق اور نہ یہ طلب کرتا ہوں کہ وہ

يُّطْعِمُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ۝ فَاِنَّ لِلَّذِيْنَ

مجھے کھلائیں ۵۴ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی سب کو روزی دینے والا، زبردست قوت والا، بڑا مضبوط ہے ۵۵ پس ان ظالموں کے لیے

ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ ۝ فَوَيْلٌ

عذاب کا ویسا ہی حصہ ہے جیسا ان کے ہم مشربوں کا حصہ تھا پس یہ جلد بازی نہ کریں ۵۶ پس تباہی ہے

اس کی روشنی سے مستفیض نہیں ہو سکے تو کیا ہوا۔ آنکھوں والے تو فیض یاب ہو رہے ہیں۔ اندھوں کی وجہ سے سورج چمکنا چھوڑ نہیں سکتا۔

۵۳ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس آیت کی تشریح یوں بیان فرمائی ہے وما خلقت الجن والانس الا لآمرهم بالعبادة۔ یعنی میں نے جن و انس کو اس لیے پیدا کیا ہے تاکہ میں انہیں حکم دوں کہ وہ میری عبادت کریں۔ انسان کو عقل و فہم اور اختیار کی جو نعمتیں ارزانی کی گئی ہیں ان کا تقاضا ہے کہ وہ اپنے حقیقی پیدا کرنے والے کو پہچانے جس نے اسے پیدا فرمایا اور رب کریم کی عبادت سے اسے انکار نہ ہو۔ اب اگر وہ کسی اور کی عبادت کرنے لگے جو اس کا خالق نہیں ہے تو اس کا یہ مسلک ہے یہ دراصل بغاوت کا راستہ اختیار کرے گا اور اپنی فطرت سے جنگ کرنے والا ہے اپنی ہی جڑ کو بیخ کنی کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

۵۴ میں ان سے رزق کا طالب نہیں ہوں اور نہ اس لیے میں نے ان کو اپنی عبادت کا حکم دیا ہے کہ مجھے ان کے سجدوں اور ان کی عبادتوں کی حاجت ہے۔ نہیں ہرگز نہیں، اس میں انہی کا فائدہ ہے۔ جب یہ مجھ سے ربط قائم کریں گے تو ان کی خوابیدہ صلاحیتیں بیدار ہو جائیں گی، حیوانی اور شیطانی خصلتوں سے نجات پا کر ان کا مقام جنت الفردوس کی بلندیوں پر ہوگا جہاں فرشتوں کی رسائی بھی نہیں ہو سکتی۔ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے منہ موڑتے ہیں وہ دراصل اپنی انسانیت کا گلا گھونٹتے ہیں اور اپنی سعادتوں کی راہیں اپنے ہاتھوں سے بند کر دیتے ہیں۔ ان کے عمل ان کی ذاتوں ہی کو نقصان پہنچاتے ہیں اور وہ اپنی اصلاح کے ذریعہ کو ضائع کر دیتے ہیں۔

۵۵ رزق دینے والا تو اللہ تعالیٰ ہے، وہی قوت والا اور مضبوط ہے۔ وہ کسی کا دست نگر نہیں۔ ہم پر اپنی بندگی لازم کرنا اس کے جود و کرم کی علامت ہے۔

۵۶ ذنوب بڑے ڈول کو کہتے ہیں جس سے کنوئیں سے پانی کھینچا جاتا ہے۔ عرب میں دستور تھا کہ ڈول کھینچنے والے اپنا اپنا حصہ لیتے اس لیے ذنوب کا لفظ حصہ اور نصیب کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس آیت میں بتایا جا رہا ہے کہ ان کو

لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ يَّوْمِهِمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ۝

ان کے لیے جنہوں نے کفر کیا اس دن سے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے ۔ ف

کے لیے بھی عذاب کا ایک حصہ مقرر ہے جس طرح اپنے اپنے وقت پر پچھلی قوموں کے ساتھیوں کو اپنا اپنا حصہ ملا ان لوگوں کو بھی مل کر رہے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کے پیش نظر ان پر نزول عذاب کے لیے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے یہ لوگ جلدبازی سے کام لے رہے ہیں۔ مصر ہیں۔ یہ جو مہلت انہیں عطا کی ہے اسے بھی بحث تکرار میں ضائع کر رہے ہیں۔ آپ انہیں فرمائیے کہ تم عذاب کے لیے جلدی مت مچاؤ۔ عذاب آئے گا اور ضرور آئے گا لیکن اپنے مقررہ وقت پر۔ جب یہ عذاب آئے گا تو یہ گھبرا جائیں گے لیکن وہ ان کا بچاؤ نہ ہو سکے گا۔

ف منکرین حق پر تنبیہ و ہدایت کی تمام کوششوں کے باوجود بدستور جمے بیٹھے ہیں اور کفر و الحاد کی راہ پر بھاگے چلے جا رہے ہیں۔ جب وہ دن طلوع ہوگا جس کی تباہی کے لیے مقرر ہے تو اس روز ان بدبختوں کی حالت زار بڑی دردناک ہوگی۔

○

اَللّٰهُمَّ انت ربي واشهد بقلبي واقر بلساني بانه لا اله الا انت لا شريك لك لك الملك
ولك الحمد وانت على كل شيء قدير لا حول ولا قوة لا ملجأ ولا منجا منك
الا اليك اني عبدك وابن عبدك وابن امتك ناصيتي بيدك واشهد بقلبي واقر بلساني
بان سيدي ومولائي وحبيبي وقرة عيني محمدا عبدك ورسولك ونبيك وحبيبك
اللهم صل عليه وعلى اله واصحابه وازواجه وامته من الصلوات اطيبها ومن التسليمات
ازكاها ومن التحيات اسماها ومن البركات اجمعها كلما ذكره وذكرك الذاكرون وكلما غفل عن
ذكره وذكرك الغافلون فاطر السموات والارض انت وليي في الدنيا والاخرة توفني مسلما
والحقني بالصالحين ۔ آمین بحق طٰہٰ ویٰسین

○

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ الطور

نام: اس سورت کا نام الطور ہے اور یہ اس سورت کا پہلا لفظ ہے۔ اس میں دو رکوع، انچاس آیتیں، تین سو بارہ کلمات اور ایک ہزار پانچ سو حروف ہیں۔

زمانۂ نزول: اس سورہ مبارکہ کے مضامین، اسلوب بیان اور طرز استدلال میں سابقہ سورتوں سے بہت یکسانیت ہے جس سے بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان کے زمانۂ نزول میں کوئی زیادہ فرق نہیں۔

مضامین: کفار یہ شور کرتے تھے کہ قیامت نہیں آئے گی [illegible] کے سامنے پیش کیا جائے گا جہاں ان سے ان کی زندگی کے [illegible] قسمیں کھا کر اعلان کیا جا رہا ہے کہ قیامت ضرور آئے گی۔ دنیا میں کوئی ایسی طاقت نہیں جو قیامت کو برپا ہونے سے روک سکے۔ [illegible] وہ حقیقت بدل نہیں سکتی۔ تم اگر ایک سچائی کو تسلیم نہ کرو تو وہ سچائی بدل نہیں جائے گی۔ [illegible] ہے۔

مجرمین اور متقین کے ساتھ قیامت کے روز جو برتاؤ ہوگا اس کی تفصیل بھی بیان کی گئی ہے تاکہ انسان خود فیصلہ کرے کہ کس گروہ میں اپنا حشر پسند کرتا ہے۔

[illegible] آیت ۲۹ [illegible] صداقت [illegible] ہو گئے وہی لائے گئے۔

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس اور حیات پاک آپ کی صداقت کی ایسی روشن دلیل تھی جس کا ان کے پاس کوئی توڑ نہ تھا۔ [illegible] اس لیے کبھی ایک موقف پر ٹھہرے رہنا ان کے بس میں نہ تھا۔ کبھی کاہن کہتے، کبھی مجنون، کبھی شاعر [illegible] اور کبھی کہتے یہ کتاب خدا کا کلام نہیں بلکہ ان کی اپنی اختراع ہے۔ ان الزامات کا بڑی خوبی سے رد کیا گیا۔

کفار کو جب اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کی دعوت دی جاتی تو وہ سخت برہم ہو جاتے۔ ان سے پوچھا جا رہا ہے کہ اس انکار کی وجہ کیا ہے؟ کیا تمہارا کوئی خالق نہیں؟ یا تم خود اپنے خالق ہو؟ [illegible]

کا جواب نفی میں ہے تو پھر اپنے خالق و مالک کی بارگاہ میں سر نیاز خم کرنے میں تمہیں ہرگز تامل نہیں ہونا چاہیے

آخر میں اپنے حبیب پاک کو بتایا کہ یہ لاعلاج مریض ہیں۔ ان کے دل کی کھیتی بنجر ہو چکی ہے۔ اپنی صداقت کا کتنا ہی بڑا معجزہ آپ ان کو دکھائیں یہ ایمان نہیں لائیں گے۔ آپ فکر نہ کریں ہم آپ سے بے خبر نہیں ہیں۔ آپ کو دشمنوں کے حوالے کر کے آپ سے لاتعلق نہیں ہو گئے۔ وَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا۔ آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ کس کی مجال ہے کہ آپ کو کوئی گزند پہنچائے۔ البتہ دو چیزیں آپ اپنے اوپر لازم کر لیں ① اس راہ میں پیش آنے والی مشکلات اور مصائب کا مقابلہ صبر سے کریں ② ہماری تسبیح و تحمید کو اپنا وظیفہ بنا لیں۔ اس سے آپ کے دل کو تقویت ملے گی اور کسی قسم کا خوف و ہراس آپ کو پریشان نہ کر سکے گا۔

یہ ہادی برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع میں ہدایت و ارشاد کی راہ پر چلنے والے ہر راہرو کا فرض ہے کہ وہ ان دو باتوں کا خوب خیال رکھے۔

سُوْرَةُ الطُّوْرِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اٰيَاتُهَا ٤٩ رُكُوْعَاتُهَا ٢

سورۃ طور مکی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ اس کی انچاس آیتیں اور دو رکوع ہیں

وَالطُّوْرِ ① وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ② فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ③ وَالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ④

قسم ہے کوہ طور کی۔ اور کتاب کی جو لکھی گئی ہے کھلے ورق میں۔ اور قسم ہے بیت معمور کی۔

وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ⑤ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ⑥ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ⑦

اور بلند چھت کی۔ اور سمندر کی جو لبالب بھرا ہے۔ یقیناً آپ کے رب کا عذاب واقع ہو کر رہے گا۔ [1]

[1] ابتدائی آیات میں جو تشریح طلب الفاظ ہیں پہلے ان کی تشریح کی جائے گی اس کے بعد ان آیات کے مطالب اور معانی بیان کیے جائیں گے۔ بیدہ توفیق التحقیق

طور سریانی لغت کا لفظ ہے۔ اس پہاڑ کو کہتے ہیں جو سرسبز و شاداب ہو خشک پہاڑ کو طور نہیں کہتے۔ بعض نے اسے عربی لغت کا لفظ کہا ہے۔ لیکن جب الطور کہا جائے تو اس سے مراد وہ پہاڑ ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی ہمکلامی کے شرف سے نوازا۔ یہیں آپ کو منصب رسالت پر فائز کیا گیا اور یہیں سے آپ کو فرعون جیسے جابر کی طرف جو اس وقت کی دنیا کے سب سے طاقتور اور سفاک حکمران کو دعوت حق پہنچانے کے لیے بھیجا جو ظلم کا خوگر اور عیار تھا جس نے بنی اسرائیل کو اپنی غلامی کی زنجیروں میں جکڑ رکھا تھا جس کی سطوت و ہیبت کے سامنے کوئی شخص دم مارنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔

مسطور: لکھی ہوئی، مرتب کتاب۔

الرق: اس کا معنی ہے کھال، چمڑا۔ قدیم زمانہ میں جبکہ کاغذ سازی کی صنعت ابھی اپنے ابتدائی دور میں تھی حسب ضرورت یا تو کاغذ نایاب تھا اس لیے دستور تھا کہ کھال کو رگڑ رگڑ کر خوب باریک اور صاف بنایا جاتا۔ اس میں چمک سی پیدا ہو جایا کرتی اور اسی پر عمدہ کتابت کی جاتی، اصول مسالک، قیمتی دستاویزات اور شاہی فرامین لکھے جاتے۔

منشور: کھلا ہوا، جس کو پھیلا دیا گیا ہو اور کھولا گیا ہو۔

البیت المعمور: اس کا لغوی معنی ہے آباد گھر، جس میں خوب چہل پہل ہو۔ حضرت حسن بصری کہتے ہیں کہ اس سے مراد کعبہ شریف ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں سے ہر وقت آباد رہتا ہے۔ کوئی طواف کر رہا ہے، کوئی نماز پڑھ رہا ہے، کوئی دعا مانگ رہا ہے، کوئی ذکر الٰہی میں مشغول ہے۔ رات دن کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا جب یہ عبادت کرنے والوں سے خالی ہو۔ بعض علماء کی رائے ہے کہ جس طرح زمین میں کعبہ شریف ہے اسی طرح ہر آسمان میں وہاں کے مکینوں کے لیے ایک عبادت گاہ ہے جو وہاں کے ساکنین اور عابدین کا مرکز توجہ ہے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ ساتویں آسمان پر جو قبلہ ہے وہ کعبہ شریف کے عین اوپر ہے۔ یہاں اسی کی قسم کھائی جا رہی ہے کیونکہ حدیث

میں اسی کو البیت المعمور کہا گیا ہے۔

قال علیہ الصلوۃ والسلام فی السماء السابعۃ اذا انا بابراھیم مسند ظہرہ الی البیت المعمور و ھو یدخلہ کل یوم سبعون الف ملک لا یعودون الیہ یعنی جب میں ساتویں آسمان پر پہنچا تو وہاں میری ملاقات حضرت ابراہیم سے ہوئی جو بیت المعمور کے ساتھ پشت لگائے بیٹھے تھے اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں۔ دوبارہ انہیں باری نہیں ملتی۔ اب جب نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے آسمانی مسجد کے قبلہ کا نام بیت المعمور فرمایا تو اس کے بعد کسی اور تعبیر کی ضرورت نہیں رہتی۔

السقف المرفوع اونچی، بلند چھت۔ اس سے مراد آسمان ہے۔

والبحر المسجور عربی زبان میں مسجور کے کئی معنی ہیں:

① المسجور الذی ذھب ماؤہ یعنی وہ سمندر جس کا پانی خشک ہو جائے [illegible]

② وہ سمندر جسے اندر ہی سے بھڑکا دیا گیا ہو اور تنور بھی جو گرم کیا ہو اسے بھی التنور المسجور کہتے ہیں۔

③ مسجور جو پانی سے بھرا ہوا اور متحرک ہو، جوش مار رہا ہو۔

④ حضرت ابن عباس سے مسجور کا ایک معنی محبوس منقول ہے یعنی جس کا پانی ایک جگہ رکا ہوا ہے وہاں سے بہہ کر کہیں چلا نہ جائے۔ بے شک قرب قیامت کے وقت سمندروں کا پانی خشک ہو جائے گا اور قیامت کے دن انہیں آگ بنا دیا جائے گا لیکن یہاں قسم موجودہ حالت کی اٹھائی جا رہی ہے۔ اس لیے یہاں اس کا تیسرا مفہوم ہی ہوگا یعنی قسم ہے اس سمندر کی جو پانی سے بھرا ہوا ہے یا جس کے پانی کو محبوس میں بند کر دیا گیا ہے۔

دافع دور کرنے والا، ٹالنے والا۔

پہلی پانچ قسمیں اٹھانے کے بعد سب کا جواب قسم یہ ہے کہ مجھے ان پانچ عظیم الشان چیزوں کی قسم! بلاشبہ منکرین پر عذاب آکر رہے گا اور کسی کی مجال نہیں کہ اس عذاب کو ٹال سکے یا روک سکے۔

کفار مکہ کو اپنی بے پناہ قوت اور کثرت تعداد پر ناز تھا۔ قریش کے بعض سردار جزیرہ عرب میں ان کی حیثیت مانی ہوئی تھی اور ان کا ادب سے احترام کیا جاتا تھا۔ اس بات نے ان کے خانہ پندار کو اتنی تقویت دی کہ وہ دلوں میں یہ بیٹھے تھے کہ پہلے تو عذاب آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور مرنے کے بعد کوئی دوبارہ زندہ ہوگا۔ لیکن اگر بالفرض ایسا ہو بھی گیا اور عذاب آ بھی گیا تو ہم اپنی قوت و کثرت اور اپنے معبودوں کی امداد سے اسے آسانی سے ٹال سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس غلط فہمی کا قلع قمع کر دیا کہ [illegible] جو اسے روک سکتا ہو [illegible] نقل کی ہیں ان سب میں یہ مضمون ہے کہ [illegible] کا اعتراف کرنے کے لیے اس کے سامنے [illegible] بیت المعمور میں فرشتوں کا آنا جانا جاری ہے جس نے آسمان کی یہ اونچی اور بلند چھت بنائی ہے اور وہ خدا جس کے حکم سے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر موجود ہیں [illegible] کے سب کر سکیں گے [illegible] عذاب سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔

مَا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۙ يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ۙ وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ۗ

[illegible]

فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ۘ

[illegible]

يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ۗ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تُكَذِّبُوْنَ ۝۱۴ اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ۝۱۵ اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا

جھٹلایا کرتے تھے۔ کیا یہ جادو ہے؟ یا تم کو نظر نہیں آ رہا۔ داخل ہو جاؤ اس میں، اب چاہے

اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۱۶

صبر کرو یا نہ کرو دونوں برابر ہیں تمہارے لیے۔ تمہیں اسی کا بدلہ دیا جا رہا ہے جو تم کیا کرتے تھے

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ۝۱۷ فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَ

بے شک پرہیزگار اس دن باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے۔ خوش ہو رہے ہوں گے ان نعمتوں سے جو ان کے رب نے انہیں دی ہوں گی اور

وَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝۱۸ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْۗــــًٔا بِمَا كُنْتُمْ

بچا لیا ہوگا انہیں ان کے رب نے دوزخ کے عذاب سے۔ (انہیں کہا جائے گا) کھاؤ اور پیو خوب مزے سے ان (نیک اعمال) کے بدلے جو تم

ف جب ان کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا تو انہیں کہا جائے گا یہ وہی آگ ہے جس کا تم انکار کیا کرتے تھے اور جس کی تم تکذیب کرتے تھے [illegible] اور اس کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔

ف ان سے پوچھا جائے گا کہ یہ آگ جو تمہاری آنکھوں کے سامنے [illegible] ہے کیا یہ بھی جادو ہے [illegible] اس کی حقیقت [illegible] اب تو تمہیں [illegible] جس کا تم انکار کیا کرتے تھے [illegible] تمہیں نظر آ رہا ہے یا [illegible]۔

ف یہ صلی یصلی صلیا کا امر ہے [illegible] جس کا معنی ہے آگ میں ڈالنا [illegible] کو [illegible] اس میں داخل کر دینا [illegible] (روح المعانی)

ف اب چیخنا چلانا بے فائدہ ہے۔ اب تمہیں اپنے کرتوتوں کی سزا ہر حالت میں بھگتنی ہوگی۔

ف اللہ تعالیٰ اپنے نیک اور پرہیزگار بندوں پر جو فضل و احسان فرمائے گا اس آیت میں اس کا بیان ہو رہا ہے۔ جن لوگوں نے [illegible] کے لیے نفس کی خواہشات [illegible] آج انہیں [illegible] جنت کی نعمتوں [illegible] ان کی لذتوں کی بہتات ہوگی [illegible] دنیا میں مسرت و شادمانی [illegible]

النعیم: النعمة الكثيرة (جوہری، قرطبی، والمفردات)

ف اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں ہی داخل نہیں فرمائے گا بلکہ انہیں عذاب جہنم سے بھی بچا لے گا [illegible]

تَعْمَلُوْنَ ۝ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَ زَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۝

کیا کرتے تھے تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے بچھے ہوئے تختوں پر اور ہم بیاہ دیں گے انہیں گوری گوری غزال چشموں سے

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ اتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور پیروی کی ان کی ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ہم ملا دیں گے ان کے ساتھ ان کی اولاد کو

کہ طلب [illegible] محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر موقوف ہے۔ مومنوں کے اعمال تو اتنے قابل نہیں کہ وہ اس [illegible] بہشت کی نعمتوں
کی [illegible] ہم جو نیک اعمال کرتے ہیں وہ [illegible] نعمتوں [illegible] لیکن اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت سے [illegible]
انسان کی حیثیت [illegible] ہیں تو یہ عزت افزائی ہے کہ وہ ہماری [illegible] کو شرف قبولیت بخشے اور
انہیں جنت سے نوازے۔

سلہ بہشت کی [illegible] تفصیل سے بیان کیا جا رہا ہے۔ [illegible] ملاحظہ فرمائیے۔ متّکئین،
[illegible] مشتق [illegible] مصفوفۃ [illegible] الصفوف [illegible] تکیہ [illegible]
[illegible] حکمت [illegible] متکئین [illegible] سریر [illegible] جن [illegible]
[illegible] مصفوفۃ [illegible] آمنے سامنے [illegible]
[illegible] حور [illegible] جس کی آنکھوں کی سیاہی [illegible] سفیدی [illegible]
[illegible] آنکھوں کی [illegible] عین [illegible] جس کی آنکھیں
بڑی بڑی [illegible] آنکھوں کی طرح [illegible] سیاہ ہوں۔

سلہ ایک اور [illegible] ذکر کیا جا رہا ہے [illegible] مومنوں کو سرفراز فرمایا جائے گا۔ اگر ان کی اولاد با ایمان اس دنیا
سے رخصت ہوئی ہے تو جنت میں وہ اپنے والدین کے ساتھ ملا دی جائے گی اگرچہ ان کے اعمال [illegible] یہ مضمون اس سے
پہلے سورۃ الرعد آیت نمبر ۲۳ اور سورۃ المومن آیت نمبر [illegible] گزر چکا ہے [illegible] ان کی بیویاں اور ان کی
اولاد کو ان کے طفیل [illegible] کر دیا جائے گا [illegible] اور یہاں صرف
ایمان کی شرط [illegible] جنت [illegible] ہم ان کو ان کے حقیقی والدین کے
ساتھ ملا دیں گے۔ [illegible] ان کے [illegible]
[illegible] دیکھ کر [illegible] آنکھیں [illegible] ہوں گے۔

عن ابن عباس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ عز وجل لیرفع ذریۃ المومن معہ فی
درجتہ فی الجنۃ وان کان لم یبلغھا بعملہ لتقر بھم عینہ ثم قرأ والذین امنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الآیۃ (قرطبی)

وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِیْنٌ ﴿۲۱﴾

اور ہم کمی نہیں کریں گے ان کے عملوں میں ذرہ [illegible] تک ذرہ بھر شے ہر شخص ہے اپنے اعمال میں اسیر ہوا

وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا یَشْتَهُوْنَ ﴿۲۲﴾ یَتَنَازَعُوْنَ فِیْهَا كَاْسًا

اور ہم مسلسل دیتے رہیں گے ان کو میوے اور گوشت جو وہ پسند کریں گے ۔ وہ چھینا جھپٹی کریں گے وہاں جام شراب پر

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل مومن کی اولاد کو بھی جنت میں اس کا درجہ عطا فرمائے گا اگرچہ وہ اپنے عمل کے ذریعہ وہاں تک نہ پہنچ سکیں یہ اس لیے ہوگا کہ [illegible] اس قسم پر [illegible] کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں پھر حضور نے یہ آیت تلاوت فرمائی (قرطبی)

علامہ زمخشری لکھتے ہیں فیجمع اللہ لہم انواع السرور بسعادتہم فی انفسہم وبمزاوجۃ الحور العین وبمؤانسۃ الاخوان المؤمنین وباجتماع اولادہم ونسلہم بہم (کشاف) یعنی اللہ تعالیٰ ان کے لیے ہر قسم کی مسرتیں جمع کر دے گا وہ بذات خود جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے حوروں کے ساتھ ان کی شادی ہوگی اپنے مومن بھائیوں کے ساتھ مل بیٹھیں گے ان کی اولاد اور ان کی نسل کو بھی ان کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔

[illegible] والذین کی ابتدائی [illegible] تو [illegible] کی [illegible] ہو سکتا تھا کہ [illegible] ان کے آباء [illegible] اس احتمال کی تردید کر دی کہ ان کے ساتھ ملانے کی وجہ سے ان کے ثواب میں کوئی نقصان ہوگا ان کے اعمال کا پورا پورا اجر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ان کے [illegible] کے لیے ان کی اولاد کو جو درجات میں [illegible] ملا دے گا [illegible] کسی کے حق میں کمی نہیں کی جائے گی۔ علامہ [illegible] لکھتے ہیں ما الثناہم من عملہم شیئا الا بما نقصناہ (المحاسن)

[illegible] لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ [illegible] ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے [illegible] اللہ تعالیٰ کے پاس [illegible] کوئی [illegible] اللہ تعالیٰ کے [illegible] جو ان کے علم کے مطابق مستقل [illegible] تو [illegible] کوئی نصیب نہیں ہوگا۔

اس جملہ میں یہ بتانا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ [illegible] ہوگا [illegible] کی دوسری [illegible] حضرت شفاعت [illegible] کے ساتھ [illegible] نصیب نہیں [illegible] شفاعت ہوگی [illegible] کام آئے گی۔

[illegible] جنت کی [illegible] کیفیت بیان کی جا رہی ہے [illegible] ان کے

لَا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْثِيمٌ ۝ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ

[illegible]

مَّكْنُونٌ ۝ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ۝ قَالُوا إِنَّا كُنَّا

[illegible]

قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ ۝ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ ۝

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوهُ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ ۝ فَذَكِّرْ فَمَا أَنْتَ بِنِعْمَتِ

[illegible]

رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ ۝ أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ

[illegible]

[illegible]

الْمَنُونِ ۝ قُلْ تَرَبَّصُوا فَإِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُتَرَبِّصِينَ ۝ أَمْ تَأْمُرُهُمْ

گردش زمانہ کا ۳۰ فرمائیے (اچھا) انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں سے ہوں ۳۱ کیا حکم دیتی ہیں انہیں ان کی

شخص ہے؟ جسے اللہ تعالیٰ فطرت بصیرت اور فراست کامل عطا کرتا ہے۔ وہ لوگوں کو غیب کی باتیں بتاتا ہے اور ان کے سربستہ رازوں کا انکشاف کرتا ہے۔ اس کا کلام مقفّی اور مسجع ہوتا ہے۔ اس کا اسلوب اور اس کا لہجہ عام لوگوں سے بالکل مختلف ہوتا ہے۔ اس کے برعکس مجنون اس شخص کو کہتے ہیں جس کی عقل میں فتور آ جائے۔ جو غور و فکر کی صلاحیت سے محروم ہو جائے۔ اس کی باتیں بے ربط اور اس کے کلمات بیہودہ ہوتے ہیں۔ تمہارے اس الزام کے ابطال کے لیے کسی خارجی دلیل کی ضرورت نہیں بلکہ وہ از خود اپنے ابطال کے لیے کافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے حبیب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ نہ کاہن ہیں اور نہ مجنون۔ یہ اپنی بات سے بکتے ہی آ رہے ہیں۔

۳۰ کفار جب یہ سوچتے کہ ہم کیسے اس دعوت کا سد باب کر سکتے ہیں جو لے کر آپ آئے ہیں؟ چنانچہ یہ تجویز پیش کرتے ہیں یہ شاعر ہے۔ حالانکہ وہ بخوبی جانتے تھے کہ اس حقیقت سے وہ کیسے واقف ہیں کہ یہ کلام بلاغت نظام جو پیش کرتے ہیں اس کا شاعری کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ بہرحال وہ اپنے دل کو تسلی دینے کے لیے یہ کہا کرتے یہ شاعر ہے۔ بہت جلد اس کی زندگی کا پیمانہ لبریز ہو جائے گا اور اس کے بعد دنیا اسے اور اس کے اقوال کو فراموش کر دے گی جس طرح دوسرے کئی گرامی قدر شعراء کا حال ہوا ہے۔ اس لیے تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ فرمایا چنانچہ آپ کو کہا جاتا ہے کہ تم بھی انتظار کرو میں بھی انتظار کرنے والوں میں ہوں۔ انہیں کہو۔ وقت خود ہی روز روشن ہو جائے گا۔ اس آیت میں ریب المنون کا لفظ قابل غور ہے۔ عرب لوگ کہتے ہیں کیونکہ ان کے شب و روز زندگی کو گھٹاتے رہتے ہیں۔ ریب مصدر ہے، کسی کو بے چین کرنے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اس سے مراد حوادثات ہیں۔

والریب مصدر رابہ، اذا اقلقہ اطلق علیٰ ما یحدث الدھر وصروفہ لانھا تقلق النفوس، یعنی ریب رابہ کا مصدر ہے جس کا معنی ہے قلق و اضطراب میں مبتلا کر دینا۔ اس سے مراد زمانہ کے حوادثات اور لیل و نہار کی گردش ہے جو انسان کو پریشان کرتی رہتی ہے۔

۳۱ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انہیں کہہ دیجئے، اے بیہودہ باتیں بکنے والو! یہ کوئی ایسی بات نہیں۔ تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کروں گا۔ وقت خود ہی فیصلہ کر دے گا کہ کون حق پر تھا اور کون گمراہ تھا۔ کامیابیاں کس کے قدم چومتی ہیں اور ناکامیاں کس پر نازل ہوتی ہیں۔

◎

اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ

کی تعلیم ان کی عقلیں [illegible] باتوں کا ۲۰ یا [illegible] سرکش ہیں ۲۱ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ [illegible] ۲۲

لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ۝ اَمْ

درحقیقت یہ بے ایمان [illegible] ۲۳ کیا

۲۰ حضور کے بارے میں یہ لوگ کسی ایک بات پر متفق نہیں تھے [illegible]

[illegible]

۲۱ اس کے بعد [illegible] عقل [illegible]

[illegible]

ان الفاظ میں [illegible]

۲۲ اس [illegible] قرآن [illegible]

[illegible]

۲۳ [illegible]

[illegible]

۲۴ [illegible] کلام [illegible]

[illegible]

خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ۝ أَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ

[illegible]

وَالْأَرْضَ ۚ بَل لَّا يُوقِنُونَ ۝ أَمْ عِندَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ

[illegible]

الْمُصَيْطِرُونَ ۝ أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَسْتَمِعُونَ فِيهِ ۖ فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ الْبَنُوْنَ ۝ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا

[illegible] کیا اس کے لیے بیٹیاں [illegible] کیا آپ ان سے کوئی

فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ۝ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ۝

[illegible] کیا ان کے پاس غیب کا علم ہے پس وہ لکھ لیتے ہیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَمْ يُرِيدُونَ كَيْدًا ۖ فَالَّذِينَ كَفَرُوا هُمُ الْمَكِيدُونَ ۚ أَمْ لَهُمْ

[illegible]

إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۚ وَإِن يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ

[illegible]

السَّمَاءِ سَاقِطًا يَقُولُوا سَحَابٌ مَّرْكُومٌ ۚ فَذَرْهُمْ حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الَّذِي فِيهِ يُصْعَقُونَ ۙ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَلَا هُمْ

[illegible]

يُنْصَرُونَ ۗ وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذَٰلِكَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ

[illegible]

لَا يَعْلَمُونَ ۗ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا ۖ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يصعقون، صعق [illegible] الصيحة الشديدة [illegible]

[illegible]

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم [illegible]

[illegible]

[illegible]

نبوت کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لیے بڑی مصیبتیں برداشت کرنا ہوں گی۔ اس لیے آپ صبر و استقامت کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہیں اور اپنا فرض پوری مستعدی سے انجام دیتے رہیں۔ ان کلمات میں آپ کو یہ بھی فرمایا کہ ان کی اذیت رسانی پر کبیدہ خاطر نہ ہوں بلکہ صبر کیجیے کیونکہ یہ آپ کے رب کا حکم ہے۔ یہ جملہ کس قدر لطف بخش ہے۔ صبر کرنے میں جو لطف ہے اسے اہل محبت ہی سمجھ سکتے ہیں۔

پس آپ ہماری نگاہوں میں ہیں۔ ہم خود آپ کے محافظ اور نگہبان ہیں۔ کوئی دشمن آپ کا بال بیکا نہیں کر سکتا۔

اہل معرفت علماء لکھتے ہیں کہ اسی قسم کا جملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بھی فرمایا گیا۔ وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ (طٰہٰ آیت ٣٩) تاکہ آپ میری نگاہ کے سامنے تیار ہوں۔ لیکن اس آیت میں عین، واحد اور صیغہ واحد متکلم استعمال ہوا ہے جس کا مطلب ہے میری ایک آنکھ کے سامنے۔ لیکن یہاں فرمایا بِاَعْيُنِنَا۔ صیغہ جمع یا اور اعین جمع۔ یعنی ایک آنکھ نہیں بلکہ ہماری ساری آنکھوں میں ہیں۔ اسے اہل حق سمجھتے ہیں۔

ومن هنا صح عيون الصفات والذات بعين المحبة والشوق ننظر بها اليك شوقا اليك ومراعاة لك۔ یعنی ہم آپ کو دیکھتے ہیں اپنی ذات اور اپنی صفات کی تمام آنکھوں سے بڑے محبت بھرے انداز سے۔ ہم شوق سے آپ کی طرف دیکھتے ہیں اور آپ کی نگہبانی کرتے ہیں۔

علامہ آلوسی اس جملہ کی تشریح کے بعد لکھتے ہیں،

ومن نظر بعين بصيرته علم من الآيتين الفرق بين الحبيب والكليم عليهما افضل الصلوٰة واكمل التسليم (روح المعانی)

یعنی جو شخص نگاہ بصیرت سے ان دو آیتوں کا مطالعہ کرے گا اسے حبیب و کلیم کے درمیان جو فرق ہے وہ معلوم ہو جائے گا۔

حضرت ابراہیم بن ادہم کا قول ہے کہ آپ نے اپنے مریدین کو صبح اور شام کے وقت یہ دعا مانگنے کی تلقین فرمائی۔ آپ بھی اگر ان دعائیہ کلمات سے رب حبیب کو پکاریں گے تو رحیم و کریم اسے خالی واپس نہ کرے گا۔

اللّٰهُمَّ احْرُسْنَا بِعَيْنِكَ الَّتِي لَا تَنَامُ وَاحْفَظْنَا بِرُكْنِكَ الَّذِي لَا يُرَامُ وَارْحَمْنَا بِقُدْرَتِكَ عَلَيْنَا فَلَا نَهْلِكُ وَأَنْتَ ثِقَتُنَا وَرَجَاؤُنَا (روح المعانی)

ترجمہ: اے اللہ! ہماری اپنی اس آنکھ سے نگہبانی فرما جو سوتی نہیں ہے اور اپنے اس گوشہ میں ہماری حفاظت فرما جس کا کوئی ارادہ و قصد نہیں کر سکتا اور اپنی اس قدرت سے ہم پر رحم فرما جو تجھے ہم پر حاصل ہے۔ جب تک تو ہمارا بھروسا اور ہماری امید ہے ہم ہلاک نہیں ہوں گے

◎

حِيْنَ تَقُوْمُ ۙ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ ۴۹

جس وقت آپ اٹھتے ہیں ۔ اور رات کے کچھ حصہ میں بھی اس کی تسبیح کیجئے اور اس وقت بھی جب ستارے ڈوب رہے ہوتے ہیں ۴۹

۴۸؎ دین حق کی تبلیغ کی راہ میں جو مشکلات پیش آئیں ان پر صبر کرنا کوئی معمولی کام نہیں۔ نفس کو شکوہ کرنے کی عادت ہے۔ بار بار میدان سے بھاگ جانے کی جب آفتیں، صدمات اور مصیبتیں پے در پے آتی ہیں تو نفس ہمت ہار دیتا ہے اور کمزور ہو جاتے ہیں۔ اس لیے صبر کا حکم دینے کے بعد یہ ہدایت فرمائی کہ اپنے رب کی حمد و تسبیح میں ہر وقت مشغول رہئے۔ اگر تم ہر وقت یہ ہو تو مصیبت کا سامنا کرنے کے بعد نفس میں ہمت نہیں رہتی۔ صبر کی توفیق اسی صورت ملتی ہے کہ ذکر الٰہی کی کثرت ہو۔ رب العزت کے ذکر میں رہتے ہیں اور یہ بھی حکم ہے کہ جب آپ کھڑے ہوں تو اپنے رب کی حمد اور تسبیح بیان کریں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجلس سے اٹھتے وقت یہ دعا مانگنے کی بھی تلقین فرمائی۔ ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من جلس فی مجلس فکثر فیہ لغطہ فقال قبل ان یقوم من مجلسہ سبحانک اللہم وبحمدک اشہد ان لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک یعنی جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا اور وہاں بہت فضول باتیں کیں اور اٹھنے سے پہلے یہ کلمات سبحانک اللہم الخ پڑھ لیے تو اس مجلس میں جو گناہ اس سے سرزد ہوئے بخش دیئے جاتے ہیں۔

اسی طرح اگر رات کو کسی صاحب کی آنکھ کھل جائے تو اس وقت یہ تسبیح پڑھے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر والحمد للہ وسبحان اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ پھر اس کے بعد جو دعا مانگے گا وہ قبول ہو گی اور اگر وضو کر کے نماز پڑھے تو اس کی نماز بھی قبول ہو گی۔ (بخاری شریف)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معمول مبارک تھا کہ جب تہجد کے لئے بیدار ہوتے تو اس کی ابتدا اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح سے کرتے۔

وادبار النجوم سے مراد صبح کی دو سنتیں ہیں۔ ان کے متعلق حضور کا ارشاد ہے کہ یہ دو رکعتیں دنیا و ما فیہا سے بہتر ہیں۔ حضور کسی نفل کی اتنی پابندی نہیں کرتے تھے جتنی ان دو سنتوں کی پابندی کیا کرتے تھے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نماز کے بعد ذکر کرنا بڑی برکت کی چیز ہے۔ شب کی ساعتوں اور نماز کے بعد خصوصاً تمام اہل اسلام ذوق و شوق سے ذکر شریف اور درود شریف کا ذکر کرتے ہیں۔ وہ اسی ارشاد کی تعمیل ہے۔

* * *

رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحا ترضاہ واصلح لی

فی ذریتی انی تبت الیک وانی من المسلمین۔

سبحانک اللہم وبحمدک لیلا ونہارا سرا وجہرا!

والصلوٰۃ والسلام علی نور عرشک وعروس مملکتک شفیع العاصین!

جملہ حقوق بحق ضیاء القرآن پبلی کیشنز محفوظ ہیں۔

WWW NAFSEISLAM COM

مطبع ——— تخلیق مرکز پرنٹرز لاہور

کتابت ——— اقبال محمد عبد الرحمن ناصر۔ خوشی محمد ناصر

متن ——— بشکریہ تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی

فوٹوگرافی ——— حاجی رحیم بخش (ایف آر پروسیسنگ)

تعداد ——— تین ہزار

تاریخ طباعت ——— ربیع الثانی ۱۴۰۰ھ

ناشر ——— ضیاء القرآن پبلی کیشنز۔ لاہور

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	سُورۃ النجم	۵	۲۰	سُورۃ الجن	۳۸۳
۲	سُورۃ القمر	۳۹	۲۱	سُورۃ المزمل	۳۹۹
۳	سُورۃ الرحمٰن	۶۳	۲۲	سُورۃ المدثر	۴۱۳
۴	سُورۃ الواقعہ	۸۳	۲۳	سُورۃ القیامہ	۴۲۰
۵	سُورۃ الحدید	۱۰۳	۲۴	سُورۃ الدھر	۴۳۰
۶	سُورۃ المجادلہ	۱۳۳	۲۵	سُورۃ المرسلٰت	۴۵۱
۷	سُورۃ الحشر	۱۵۵	۲۶	سُورۃ النبأ	۴۶۳
۸	سُورۃ الممتحنہ	۱۸۹	۲۷	سُورۃ النزعٰت	۴۷۷
۹	سُورۃ الصف	۲۰۸	۲۸	سُورۃ عبس	۴۸۹
۱۰	سُورۃ الجمعہ	۲۲۷	۲۹	سُورۃ التکویر	۴۹۸
۱۱	سُورۃ المنافقون	۲۴۳	۳۰	سُورۃ الانفطار	۵۰۷
۱۲	سُورۃ التغابن	۲۵۹	۳۱	سُورۃ المطففین	۵۱۳
۱۳	سُورۃ الطلاق	۲۷۱	۳۲	سُورۃ الانشقاق	۵۲۲
۱۴	سُورۃ التحریم	۲۹۱	۳۳	سُورۃ البروج	۵۲۷
۱۵	سُورۃ ملک	۳۰۸	۳۴	سُورۃ الطارق	۵۳۳
۱۶	سُورۃ القلم	۳۲۷	۳۵	سُورۃ الاعلیٰ	۵۳۹
۱۷	سُورۃ الحاقہ	۳۳۵	۳۶	سُورۃ الغاشیہ	۵۴۷
۱۸	سُورۃ معارج	۳۵۷	۳۷	سُورۃ الفجر	۵۵۳
۱۹	سُورۃ نوح	۳۷۱	۳۸	سُورۃ البلد	۵۶۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۳۹	سُورۃ الشمس	۵۷۰	۵۲	سُورۃ الہمزہ	۶۵۹
۴۰	سُورۃ اللیل	۵۷۹	۵۳	سُورۃ الفیل	۶۶۰
۴۱	سُورۃ والضحیٰ	۵۸۳	۵۴	سُورۃ قریش	۶۷۱
۴۲	سُورۃ الانشراح	۵۹۵	۵۵	سُورۃ الماعون	۶۷۷
۴۳	سُورۃ التین	۶۰۳	۵۶	سُورۃ الکوثر	۶۸۲
۴۴	سُورۃ العلق	۶۰۹	۵۷	سُورۃ الکافرون	۶۹۱
۴۵	سُورۃ القدر	۶۱۷	۵۸	سُورۃ النصر	۶۹۷
۴۶	سُورۃ البیّنہ	۶۲۳	۵۹	سُورۃ لہب	۷۰۱
۴۷	سُورۃ الزلزال	۶۳۰	۶۰	سُورۃ اخلاص	۷۰۹
۴۸	سُورۃ العدیات	۶۳۴	۶۱	سُورۃ فلق و ناس	۷۱۹
۴۹	سُورۃ القارعہ	۶۴۱	۶۲	تحقیقاتِ لغویہ	۷۲۹
۵۰	سُورۃ تکاثر	۶۴۶	۶۳	تحقیقاتِ نحویہ	۷۳۹
۵۱	سُورۃ والعصر	۶۵۱	۶۴	فہرست مطالب	۷۵۰

تحقیقاتِ لغویہ

	سورۃ	حاشیہ نمبر
ا ـــ		
اُبشر	۵۳	۲۰
انام	۵۵	۱۰
الاعلام	۵۵	۳۳
المومن	۵۹	۲۵
آنٍ	۵۵	۴۴
اباریق	۵۶	۲۰
یأنِ	۵۷	۲۱
الامیین	۶۲	۲
یؤفکون	۶۳	۸
انّٰی	۶۳	۸
مؤتفکت	۶۹	۸
ارائک	۷۶	۱۹
استبرق	۷۶	۲۰
اسرھم	۷۶	۲۸
اَبًّا	۸۰	۱۹
اخدود	۸۵	۴
آنیة	۸۸	۳
ابابیل	۱۰۵	۳
احد	۱۱۲	۱
مؤتفکة	۵۳	۳۹
ازفت الآزفة	۵۳	۵۳

	سورۃ	حاشیہ نمبر
استبرق	۵۵	۳۸
ب ـــ		
تبوّؤا	۵۹	۱۷
باری	۵۹	۳۶
بطائن	۵۵	۳۸
بُسّت	۵۶	۵
منبثًّا	۵۶	۵
تبارک	۶۷	۱
تبتّل	۷۳	۸
بشر	۷۴	۸
بَرِق	۷۵	۴
بصیرا	۷۵	۱۰
باسرة	۷۵	۱۹
ابرار	۷۶	۸
بعثرت	۸	۱
بیّنة	۹۸	۱
ابتر	۱۰۸	۳
ت ـــ		
مترفین	۵۶	۱۹
ترائب	۸۶	۳
متربه	۹۰	۱۰

	سُورة	حاشیہ نمبر
ث		
یثقفوکم	۶۰	۵
ثیبات	۶۶	۸
لایستثنون	۶۸	۱۰
ثجاجا	۷۸	۱۲
ثبورا	۸۴	۹
ج		
الجانّ	۵۵	۱۵
الجوار	۵۵	۲۰
جنٰی	۵۵	۳۹
الجلاء	۵۹	۶
الجبّار	۵۹	۳۵
مجنون	۶۸	۲
جزوع	۷۰	۱۳
جدّ	۷۲	۳
الجواری	۸۱	۱۱
جمّا	۸۹	۱۵
جید	۱۱۱	۲
ح		
المحتضر	۵۴	۲۱
یحادون	۵۸	۱۰
الحشر	۵۹	۳
حاجة	۵۹	۱۹
حور	۵۵	۳۷
یحموم	۵۶	۱۵

	سُورة	حاشیہ نمبر
استحوذ	۵۸	۲۵
حواریون	۶۱	۴
حملوا	۶۲	۴
تحِلّة	۶۶	۳
حسیر	۶۷	۶
حاصب	۶۷	۲
حلّاف	۶۸	۸
حرد	۶۸	۱۳
الحاقة	۶۹	
حسوما	۶۹	۶
تحرّوا	۷۲	۱۳
لن تحصوه	۷۳	۹
احقابا	۷۸	۲۰
حدائق	۷۸	۲۳
الحافرة	۷۹	۹
احوی	۸۷	۶
الحجر	۸۹	۳
حامیه	۱۰۱	۴
الحطمة	۱۰۴	۳
حاسد	۱۱۳	۵
خ		
خشّعا	۵۴	۶
خالق	۵۹	۳۷
مخضود	۵۶	۱۲
مستخلفین	۵۷	۸

	سورۃ	حاشیہ نمبر
حطاما	۵۷	۲۹
خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ	۶۳	۵
خاسِئًا	۶۷	۶
خُلُق	۶۸	۳
د		
دنیٰ فتدلّیٰ	۵۳	۹
دُسُر	۵۴	۱۴
الدِّهان	۵۵	۳۱
مدهامّتان	۵۵	۴۴
مُدْهِنُوْن	۵۶	۴۵
مَدِيْنِيْن	۵۶	۴۶
الدُّنيا	۶۷	۷
تُدْهِن	۶۸	۷
سَنَسْتَدْرِجُهُمْ	۶۸	۲۱
دُكَّتَا	۶۹	۱۰
دانيه	۶۹	۱۴
أَدْرِيْ	۷۲	۲۳
مُدَّثِّر	۷۴	۱
الدهر	۷۶	۱
دهاقا	۷۸	۲۳
دحاها	۷۹	۲۱
دَسّٰهَا	۹۱	۱۰
دَمْدَمَ	۹۱	۱۳
يَدُعُّ	۱۰۷	۲
ذ		
ذَلُوْلًا	۶۷	۱۹
ذَرَأَ	۶۷	۳۱
ذَاغُصَّةٍ	۷۳	۱۲
ذُلِّلَتْ	۷۶	۱۹
ر		
رَاوَدُوْهُ	۵۴	۳۴
الرَّحْمٰن	۵۵	۱
رَيْحَان	۵۵	۱۲
رَفْرَف	۵۵	۴۷
رُجَّتْ	۵۶	۳
تَرَبَّصْتُمْ	۵۷	۱۹
رهبانية	۵۷	۴۴
ركاب	۵۹	۱۰
رجومًا	۶۷	۸
رابية	۶۹	۹
ترجون	۷۱	۱۱
رهقًا	۷۲	۷
وَرَتِّلْ	۷۳	۳
الرُّجْز	۷۴	۵
سَاُرْهِقُه	۷۴	۱۳
رَهِيْنَة	۷۴	۲۸
التَّرَاقِيَ	۷۵	۷
مرصاد	۷۸	۱۸
رادفة	۷۹	۴

	سورۃ	حاشیہ نمبر
رین	۸۳	۳
رحیق	۸۳	۷
الروح	۹۷	۳
ز ــــ		
زاغ	۵۳	۱۸
مزدجر	۵۴	۶
ازدجر	۵۴	۱۲
زنیم	۶۸	۸
زعیم	۶۸	۱۷
المزمّل	۷۳	۱
زمهریر	۷۶	۱۹
زرابی	۸۸	۶
زبانیة	۹۶	۹
زلزلت	۹۹	۱
زرتم	۱۰۲	۲
س ــــ		
سامدون	۵۳	۵۷
سُعُر	۵۴	۲۱
سلطان	۵۵	۲۷
مسکوب	۵۶	۱۲
سموم	۵۶	۱۵
مسبوقین	۵۶	۲۱
سبّح	۵۷	۱
السلام	۵۹	۳۵
اسفار	۶۲	۹

	سورۃ	حاشیہ نمبر
سائحات	۶۶	۸
أسلفتم	۶۹	۷
یستمع	۷۲	۲
یسلکه	۷۲	۱۶
سبحا	۷۳	۶
سُدی	۷۵	۲۲
سندس	۷۶	۲۰
سباتا	۷۸	۷
سرابا	۷۸	۱۴
سُیّرت	۷۸	۱۴
السابحات	۷۹	۳
الساهرة	۷۹	۱۲
سمکها	۷۹	۱۹
سفرة	۸۰	۸
سجین	۸۳	۳
مسغبه	۹۰	۰
سجی	۹۳	۲
لنسفعا	۹۶	۹
ش ــــ		
الشعری	۵۳	۳۷
شرب	۵۴	۲۱
اشیاعکم	۵۴	۲۵
شواظ	۵۵	۲۸
المشئمة	۵۶	۶
الشح	۵۹	۳۰

	سُورۃ	حاشیہ نمبر
شکور	۹۳	۲۶
شہیقا	۶۷	۱۰
شرکاء	۶۸	۱۷
الشوی	۷۰	۱۲
شطط	۷۲	۵
شامخات	۷۷	۱۳
شتّی	۹۲	۲
الم نشرح	۹۴	۱
شانئ	۱۰۸	۳
ص		
صاحب	۵۳	۲
المصور	۵۹	۲۷
صلصال	۵۵	۱۳
یصرّون	۵۶	۹
صدّوا	۶۳	۳
صغت	۶۶	۵
صٰفّٰت	۶۷	۲۳
الصریم	۶۸	۱۱
صرصر	۶۹	۲
صبّا	۸۰	۱۹
الصاخۃ	۸۰	۱۸
المصیطر	۸۸	۹
ض		
ضلّ	۵۳	۲
ضیزیٰ	۵۳	۲۱

	سُورۃ	حاشیہ نمبر
الضنین	۸۱	۷
ضریع	۸۸	۵
ضحی	۹۱	۱
ضحی	۹۳	۱
تضلیل	۱۰۵	۳
ط		
طغی	۵۳	۸
طمسنا	۵۴	۲۲
طلح	۵۶	۱۲
طباقا	۶۷	۵
طائف	۶۸	۱۱
طاغیۃ	۶۹	۵
اطوارا	۷۱	۱۲
طرائق	۷۲	۰
طمست	۷۷	۳
مستطیرا	۷۶	۱
الطامۃ	۷۹	۲۳
طارق	۸۶	۱
طحٰی	۹۱	۲
ظ		
یظٰھرون	۵۸	۱
ظہیر	۶۶	۷
ع		
عسر	۵۴	۱۱
تعاطی	۵۴	۲۱

	سورۃ	حاشیہ نمبر		سورۃ	حاشیہ نمبر
عقر	۵۳	۲۱	المعصرات	۷۸	۱۲
العصف	۵۵	۱۲	العشار	۸۱	۳
اعلام	۵۵	۲۰	عسعس	۸	۱۲
عبقری	۵۵	۳۱	عاملۃ	۸۸	۲
عربا	۵۶	۱۳	عماد	۸۹	۵
العزیز	۵۷	۲	العقبۃ	۹۰	۹
العزیز	۵۹	۳۵	العدیات	۱۰۰	۱
یعلم	۵۷	۳۶	عیشۃ	۱۰۱	۳
عدوّی	۶۰	۱	والعصر	۱۰۳	۱
عصم الکوافر	۶۰	۲۲	عصف	۱۰۵	۵
فعاقبتم	۶۰	۲۳	اعطینا	۱۰۸	
تعاسرتم	۶۵	۱۸	غ		
عتوّ	۶۷	۲۴	غوی	۵۳	۲
عظیم	۶۸	۴	غرور	۵۷	۹
معتدٍ	۶۸	۸	تغابن	۶۴	۱۱
عتلّ	۶۸	۸	غسلین	۶۹	۲۱
عاتیۃ	۶۹	۹	غدقاً	۷۲	۱۵
معارج	۷۰	۲	غساقاً	۷۸	۲۱
کالعهن	۷۰	۴	غلباً	۸۰	۱۴
؍؍	۱۰۱	۳	غثاءً	۸۷	۴
عزین	۷۰	۲۵	غاشیۃ	۸۸	۱
عجباً	۷۲	۳	مغیرات	۱۰۰	۱
معاذیر	۷۵	۱۱	غاسق	۱۱۳	۳
عبوساً	۷۶	۱۳	ف		
عمّ	۷۸	۲	فخار	۵۵	۱۳

	سورۃ	حاشیہ نمبر		سورۃ	حاشیہ نمبر
سنفرغ	۵۵	۲۶	القارعة	۶۹	۳
افنان	۵۵	۳۶	قطوفها	۶۹	۹
تفكهون	۵۶	۲۵	تقوّل	۶۹	۲۳
فتمم	۵۴	۰۹	الأقاويل	۶۹	۲۳
تفسحوا	۵۸	۲۰	قددا	۷۲	۰
أفاء	۵۹	۱۰	القاسطون	۷۲	۱۳
فخور	۵۷	۲۹	اقوم قيلا	۷۳	۵
فتنة	۶۰	۱۱	قسورة	۷۴	۳۲
تفاوت	۶۷	۹	قمطريرا	۷۶	۱۳
فطور	۶۷	۹	قوارير	۷۶	۱۹
تفور	۶۷	۱۰	قضبا	۸۰	۱۹
مفتون	۶۸	۵	اقتحم	۹۰	۹
فجاجا	۷۱	۱۵	قدر	۹۷	۱
فاقرة	۷۵	۱۹	قيّمة	۹۸	۳
فرجت	۷۷	۳	قيّمة	۹۸	۶
فراتا	۷۷	۱۲	قدحا	۱۰۰	۱
مفازا	۷۸	۲۳	القارعه	۱۰۱	
منفكين	۹۸	۱	**ک**		
الفلق	۱۱۳	۱	كاشفه	۵۳	۵۳
ق			اكمام	۵۵	۱
قاب قوسين	۵۳	۱۰	كبتوا	۵۸	۲
اقنى	۵۳	۳۶	المتكبر	۵۹	۳۵
القدوس	۵۹	۳۵	اكواب	۵۶	۹
قفينا	۵۷	۳۳	كأس	۵۶	۹
تقسطوا	۶۰	۱۵	كأس	۷۶	۸

	سورۃ	حاشیہ نمبر		سورۃ	حاشیہ نمبر
کفرنا بکم	۶۰	۷	لیبلوا	۴۷	۲۷
یکفر	۶۶	۱۳	مُلتحدا	۷۲	۲۰
کرّتین	۶۷	۹	لواحہ	۷۴	۱۸
کُبّار	۷۱	۱۷	لوامہ	۷۵	۲
کثیب	۷۳	۱۳	لقّی	۷۶	۱۵
الکُبَر	۷۴	۲۵	لمّا	۸۹	۱۳
کِفاتا	۷۷	۱۲	لُبدا	۹۰	۵
کلّا	۷۸	۳	اَلهمها	۹۱	۸
کِذّاب	۷۸	۲۲	لُمزۃ	۱۰۴	
کواعب	۷۸	۲۳	م ـــــــ		
کُوّرت	۸۰	۱	مِرّۃ	۵۳	۶
انکدرت	۸۱	۲	تُمٰرونہ	۵۳	۱۳
کُشطت	۸۱	۹	تتمارٰی	۵۳	۵۱
الکُنّس	۸۱	۱۱	مستمر	۵۴	۳
کادح	۸۴	۶	تماروا	۵۴	۲۲
الکبد	۹۰	۳	الملک	۵۹	۳۵
اکرم	۹۶	۳	مارج	۵۵	۵
کنود	۱۰۰	۲	مَرَج	۵۵	۱۸
التکاثر	۱۰۲	۱	مقتا	۶۱	۳
کعصف	۱۰۵	۳	تمیّز	۶۷	۱۰
الکوثر	۱۰۸	۱	تمور	۶۷	۳۰
کفوًا	۱۱۲	۴	ممنون	۶۸	۳
ل ـــــــ			مهین	۶۸	۸
لمم	۵۳	۳۳	مشاء بنمیم	۶۸	۸
الواح	۵۴	۱۴	المهل	۷۰	۷

	سُورۃ	حاشیہ نمبر		سُورۃ	حاشیہ نمبر
منوع	۷۰	۱۳	نطفہ	۷۵	۲۳
یتمطّی	۷۵	۲۰	نطفۃ	۷۶	۲
امشاج	۷۶	۲	نسفت	۷۷	۳
ممددۃ	۱۰۴	۷	[illegible]	۷۶	[illegible]
الماعون	۱۰۷	۷	النازعات	۷۹	۱
مسد	۱۱۱	۴	الناشطات	۷۹	۲
ن			نخرۃ	۷۹	۱۰
نذر	۵۴	۷	فلیتنافس	۸۳	۸
نکر	۵۴	۸	ناصبۃ	۸۸	۲
نجم	۵۵	۵	نمارق	۸۸	۶
نجوی	۵۸	۱۳	النجدین	۹۰	۱۸
المنشئات	۵۵	۲۰	انقض	۹۴	۲
نحاس	۵۵	۲۸	فانصب	۹۴	۵
نضاختان	۵۵	۳۳	نادیۃ	۹۶	۹
منضود	۵۶	۱۲	نقعاً	۱۰۰	۱
انشاء	۵۶	۱۳	لَیُنْبَذَنّ	۱۰۴	۳
المنٰفقون	۶۳	۱	نفّٰثٰت	۱۱۳	۳
مناکب	۶۷	۱۹	و		
تمور	۶۷	۲۷	وضعها	۵۵	۱۰
ن	۶۸	۱	موضونۃ	۵۶	۹
نفر	۷۲	۲	ولدان مخلدون	۵۶	۹
ناشئۃ	۷۳	۵	توعظون	۵۸	۵
انکالا	۷۳	۱۳	اوجفتم	۵۹	۱۰
ناقور	۷۴	۸	وَدُّوا	۶۸	۷
نذیرا	۷۴	۲۶	وتین	۶۹	۲۴

	سورۃ	آیت نمبر		سورۃ	آیت نمبر
وقارا	۷۱	۱۱	وسواس	۱۱۴	۴
وطأ	۷۳	۵	ہ		
وبیلا	۷۳	۱۵	ھوی	۵۳	۱
وزر	۷۵	۹	ھوی	۵۳	۳۹
″	۷۵	۲	مھطعین	۵۴	۱۰
اولی لک فاولی	۷۵	۲۰	منھمر	۵۴	۱۳
ویل	۷۷	۲	مھیمن	۵۹	۳۵
وھاجا	۷۸	۱۱	الھیم	۵۶	۹
واجفة	۷۹	۸	ھماز	۶۸	۸
الاوتاد	۸۹	۸	ھلوع	۷۰	۳
مؤصدة	۹۰	۱۳	مھیلا	۷۳	۱۴
مؤصدة	۱۰۴	۸	ھل	۷۶	۱
موریات	۱۰۰	۱	ھمزة	۱۰۴	۱
موازین	۱۰۱	۶	ی		
تواصوا	۱۰۳	۳	میمنة	۵۶	۹
وقب	۱۱۳	۳			

بمنہ تعالیٰ و فضلہ تم الشروع العظیم الحمد للہ رب العالمین
والصلوٰۃ والسلام علیٰ رحمۃ للعالمین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

محمد کرم شاہ
دربار شریف بھیرہ

۱۵ صفر المظفر سنہ ۱۴۰۰ھ
۴ جنوری سنہ ۱۹۸۰ء

تحقیقاتِ نحویہ

	سورۃ	حاشیہ نمبر		سورۃ	حاشیہ نمبر
حکمۃ بالغۃ۔ فما تغن النذر	۵۴	۷	ومن خلقت وحیدا	۷۴	۹
خشعا ابصارہم	۵۴	۹	لا اقسم بیوم القیامۃ	۷۵	۱
ما اصحاب المیمنۃ	۵۶	۶	من نطفۃ امشاج	۷۶	۲
ما اصحاب المشئمۃ	۵۶	۶	کانت قواریرا قواریرا من فضۃ	۷۶	۱۷
والسابقون السابقون	۵۶	۶	لا یسمعون	۷۸	۳
الا قیلا سلاما سلاما	۵۶	۱۱	جزاءً وفاقا	۷۸	۲۳
لئلا یعلم اہل الکتاب	۵۷	۲۷	جزاءً من ربک، عطاءً حسابا	۷۸	۲۵
تلقون الیہم بالمودۃ	۶۰	۲	رب السموت والارض	۷۸	۲۶
ان کنتم خرجتم جہادا فی سبیلی	۶۰	۳	ما ادراک ما علیون	۸۳	۶
تسرون الیہم بالمودۃ	۶۰	۳	قتل اصحب الاخدود النار	۸۵	۵
اٰخرین منہم لما یلحقوا بہم	۶۲	۳	لا اقسم بہذا البلد وانت حل	۹۰	۱
خیرا لانفسکم	۶۴	۲۳	بہذا البلد		
قد انزل اللہ الیکم ذکرا رسولا	۶۵	۲۵	ناقۃ اللہ وسقیہا	۹۱	۱۳
صالح المؤمنین	۶۶	۶	ان سعیکم لشتی	۹۲	۲
الذی خلق الموت والحیٰوۃ	۶۷	۳	البینۃ رسول من اللہ	۹۸	۲
الذی خلق سبع سمٰوٰت	۶۷	۵	دین القیمۃ	۹۸	۶
فسحقا لاصحاب السعیر	۶۷	۱۳	لایلف قریش ایلفہم	۱۰۶	۱
ہاؤم اقرءوا کتابیہ	۶۹	۱۵	فذلک الذی یدعّ الیتیم	۱۰۷	۲
قم اللیل الا قلیلا نصفہ	۷۳	۲	ولا انتم عٰبدون ما اعبد	۱۰۹	۵
او انقص منہ			تبت یدا ابی لہب وتب	۱۱	۱
تبتل الیہ تبتیلا	۷۳	۸	حمالۃ الحطب	۱۱	۵
ہو خیرا واعظم اجرا	۷۳	۲۵	———		

فہرست مطالب

اللہ جلّ مجدہٗ

مطلب	سُورۃ	آیت
توحید		
اُس کے سوا اور کوئی خدا نہیں	۵۹	۲۲
. . . .	۵۹	۲۳
. . . .	۶۴	۱۳
. . . . .	۷۳	۹
وہی ایک خدا ہے۔ قُل ھُوَ اللّٰہُ اَحَد	۱۱۲	تا ختمِ سورۃ
زمین و آسمان کی ہر چیز اُسی کی تسبیح کرتی ہے	۵۷	۱
. . . .	۵۹	۲۴
زمین و آسمان کی ہر چیز اُسی کی پاکی بیان کرتی ہے	۶۱	۱
. . . .	۶۲	۱
. . . .	۶۴	۱
اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ	۵۹	۲۲،۲۳،۲۴
اُس کی ذات بڑی برکتوں والی ہے	۶۷	۱
اللہ ہمیشہ رہے گا وہ ذوالجلال والاکرام ہے	۵۵	۲۷
اُس کے سوا ہر چیز فانی ہے	۵۵	۲۶

مطلب	سُورۃ	آیت
دلائلِ توحید		
شمس و قمر حساب کے مطابق گردش کر رہے ہیں	۵۵	۵
سورج کو روشنی اور گرمی کا منبع بنایا	۷۸	۱۳
ستارے اور درخت اسی کو سجدہ کرتے ہیں	۵۵	۶
اُسی نے آسمان کو بلند کیا اور میزانِ عدل قائم کیا	۵۵	۷
اُسی نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا	۶۴	۳
وہی ساتوں آسمانوں اور زمین کا خالق ہے ہر چیز کو اپنے علم سے احاطہ کیے ہوئے ہے	۶۵	۲
آسمانوں کی یہ تخلیق اور ان کی طباقی پیدائش کے باوجود ان میں تمہیں کوئی عیب نظر نہیں آسکے گا۔	۶۷	۳، ۴
آسمانوں کو ستاروں سے آراستہ کیا	۶۷	۵
ستاروں کو رجومِ شیاطین بنایا	۶۷	۵
زمین کو اُسی نے نرم بنایا تم اس کی سطح پر چلتے ہو اُس کے خزانوں میں سے اپنا رزق کھاتے ہو۔	۶۷	۵

	سورۃ	آیت		سورۃ	آیت
کیا زمین سے پہلے آسمان کی تخلیق ہوئی	۷۹	۳۰ مع حاشیہ	زمین، پھل، اناج، خوشبو، پھول اس کی قدرت کی نشانیاں ہیں	۵۵	۱۰-۱۱-۱۲
آسمان، پہاڑ، زمین سب اس کی قدرت کی جلوہ گاہیں ہیں	۸۸	۱۸-۱۹-۲۰	کھیتوں کو وہی اُگاتا ہے	۵۶	۶۳ تا ۶۷
اُسی نے زمین کو بچھونا بنایا اور پہاڑوں کو میخیں۔	۷۸	۶-۷	میٹھا پانی وُہی برساتا ہے	۵۶	۶۸ تا ۷۰
			آگ اسی نے پیدا کی ہے	۵۶	۷۱-۷۲
اُسی نے تمہارے اُوپر سات مضبوط آسمان بنائے۔	۷۸	۱۲	اُس کی توحید کے متعدد تکوینی دلائل	۷۸	۶ تا ۱۶
			. . . .	۷۹	۲۷ تا ۳۳
قطرۂ آب سے انسان کو اللہ ہی نے پیدا کیا۔	۵۶	۵۷-۵۸ ۵۹	دو دریاؤں کا پانی میلوں ساتھ ساتھ بہتا چلا جاتا ہے لیکن برزخ کے باعث مل نہیں سکتا	۵۵	۱۹-۲۰
اُسی نے انسان کو حسنِ صورت سے نوازا	۶۴	۳	ان سے موتی اور مرجان نکلتے ہیں	۵۵	۲۲ مع حاشیہ
اُسی نے انسان کو پیدا کیا اور اسے سمع، بصر اور قلب کی نعمتیں بخشیں۔	۶۷	۲۳	اسی کے سمندری جہاز بحرِ آب پر تیرتے چلے جاتے ہیں	۵۵	۲۴
اُسی نے تمہیں زمین میں پھیلا دیا ہے اور اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے	۶۷	۲۴	ہر چیز اس کے درِ کرم پر سوالی ہے ہر روز وہ نئی شان سے تجلی فرماتا ہے	۵۵	۲۹ مع حاشیہ
اُسی نے انسان کو حقیر قطرۂ آب سے پیدا کیا۔	۷۷	۲۰ تا ۲۳	فضا میں پرندوں کی پرواز اس کی قدرت کی نشانیاں ہیں	۶۷	۱۹
انسانی تخلیق میں قدرتِ الٰہی کی حکمتیں	۸۰	۱۸ تا ۲۲	اُونٹ کی طرف دیکھو کیسے بنایا	۸۸	۱۷
انسان کی بقا اور نشوونما کے لیے دسترخوانِ نعمت بچھا دیا	۸۰	۲۴ تا ۳۲	اُسی نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا۔	۶۱	۹
انسان کے مویشیوں کے لیے چارے کا انتظام فرمایا۔	۸۰	۳۲	اُسی نے اُمیوں میں ایک جلیل القدر رسول مبعوث فرمایا	۶۲	۲

صفاتِ الٰہی

	سورۃ	آیت
علم الٰہی		
ان کے سارے اعمال صحیفوں میں رقم ہیں	۵۴	۵۲
ہر چھوٹی بڑی چیز ان میں لکھی ہے	۵۴	۵۳
اللہ تعالیٰ مرنے والے سے زیادہ قریب ہوتا ہے	۵۶	۸۵
وہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے (وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ)	۵۷	۳
. . . .	۵۸	۷
. . . .	۶۴	۱۱
. . . .	۶۵	۳
زمین میں جو داخل ہوتا ہے اور جو نکلتا ہے آسمان سے جو نازل ہوتا ہے اور جو عروج کرتا ہے اسے وہ جانتا ہے۔	۵۷	۴
وہ ہر وقت تمہارے ساتھ ہوتا ہے	۵۷	۴
جو تم کرتے ہو اسے دیکھ رہا ہے	۵۷	۴
وہ سینے کے رازوں کو جاننے والا ہے	۵۷	۶
جو تم کرتے ہو اس سے باخبر ہے (بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ)	۵۷	۱۰
. . . .	۶۳	۱۱
. . . .	۵۸	۱۱
. . . .	۵۸	۱۳

	سورۃ	آیت
جو تم کرتے ہو اس سے خوب باخبر ہے (بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ)	۵۹	۱۸
. . . .	۶۴	۸
اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر ہے	۵۸	۱
اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے کہ کون اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے	۵۷	۲۵
تمام اعمال کو گن رکھا ہے	۵۸	۶
وہ ہر چیز پر گواہ ہے	۵۸	۶
زمین و آسمان کی ہر چیز کو جانتا ہے	۵۸	۷
. . . .	۶۴	۴
وہ تمہارے ظاہر و باطن کو جانتا ہے	۶۴	۴
. . . .	۸۷	۷
وہ دلوں کے رازوں کو جانتا ہے	۶۴	۴
اگر وہ تین ہوں تو چوتھا وہ ہوتا ہے اگر وہ پانچ ہوں تو چھٹا وہ ہوتا ہے الخ	۵۸	۷
وہ غیب و شہادت کا جاننے والا ہے	۵۹	۲۲
. . . .	۶۴	۱۸
جو تم کرتے ہو وہ دیکھ رہا ہے	۶۰	۳
. . . .	۶۴	۲
. . . .	۶۷	۱۹
وہ علیم و حکیم ہے	۶۰	۱۰
. . . .	۶۶	۲

	سورۃ	آیت
وہ علیم و حکیم ہے	۷۶	۳۰
تم آہستہ بات کرو یا بلند آواز سے وہ دلوں کے بھیدوں کو جانتا ہے	۶۷	۱۳
وہ اپنی مخلوق کو جانتا ہے اور لطیف خبیر ہے	۶۷	۱۴
جو گمراہ ہیں وہ ان کو بھی جانتا ہے اور ہدایت یافتہ ہیں وہ ان سے بھی واقف ہے	۵۳	۳۰
. . . .	۶۸	۷
وہ خاموں کو خوب جانتا ہے	۶۸	۷
جب تم شکم مادر میں تھے اللہ اس وقت بھی تمہیں جانتا تھا	۵۳	۳۲
وہ متقیوں کو بھی جانتا ہے	۵۳	۳۲
ان کا رب اس دن ان سے خوب باخبر ہوگا	۱۰۰	۱۱

رحمت و مغفرت الٰہی

	سورۃ	آیت
وہ رحمن ہے۔ اسی نے قرآن سکھایا	۵۵	۱-۲
اس کی شان رحمانیت	۵۵	۱ کا حاشیہ
اس کی نعمتوں کا انکار نہیں کیا جا سکتا	۵۵	۱۳
زمین و آسمان کی ہر چیز اس کے در کرم پر سوالی ہے	۵۵	۲۹
ہر روز وہ ایک نئی شان سے تجلی فرماتا ہے	۵۵	۲۹
اس کا نام بڑی برکت والا، وہ عظمت والا احسان فرمانے والا ہے	۵۵	۷۸
اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ رؤف رحیم ہے	۵۷	۹
یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے	۵۷	۲۱
عطا کرتا ہے	۵۷	۲
اللہ فضل عظیم کا مالک ہے	۵۷	۲۱
اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے	۵۷	۲۸
. . . .	۵۸	۱۲
. . . .	۶۰	۷
. . . .	۶۰	۲
فضل اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے	۵۷	۲۹
وہ صاحب فضل عظیم ہے	۵۷	۲۹
. . . .	۶۲	۴
اللہ تعالیٰ عفو غفور ہے	۵۸	۲
وہ رحمن رحیم	۵۹	۲۲
اللہ تعالیٰ غنی حمید ہے	۶۰	۶
اللہ تعالیٰ رحمن ہے۔ اسی پر ہم نے توکل کیا ہے	۶۷	۲۹
انسان کی کمزوری کے پیش نظر شب بیداری میں تخفیف کر دی	۷۳	۲۰ حاشیہ
وہ اہل التقوی اور اہل المغفرۃ ہے	۷۴	۵۶
آپ کے رب کی مغفرت بڑی وسیع ہے	۵۳	۳۲
وہ غفور و دود اور عرش مجید کا مالک ہے	۸۵	۱۴-۱۵
احسان کرنا چاہے تو وہ کرم پر ہے	۹۲	۲

وہ ہر چیز کا خالق و مالک ہے

	سورۃ	آیت
ہر چیز کو اندازے سے پیدا فرمایا	۵۴	۴۹
. . . .	۶۵	۳

	سُورۃ	آیت
وہ بادشاہ ہے قادرِ مطلق ہے	۵۴	۵۵
انسان کو اسی نے پیدا فرمایا	۵۵	۳
قطرۂ آب سے انسان کی تخلیق اسی کا شاہکار ہے	۵۶	۵۸ تا ۵۹
انسان کو پیدا کیا اور اسے حسن و جمال کا مرقع بنا دیا	۶۴	۳
اپنے رب کا نام لے کر پڑھیے جس نے سب کو پیدا فرمایا جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے تخلیق کیا	۹۶	۱
جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا	۹۶	۴
انسان کو اس کا علم دیا جس کو وہ نہیں جانتا	۹۶	۵
اسی نے موت کو تمہارے لیے مقرر فرمایا	۵۶	۶۰
موت و حیات کا وہی خالق ہے	۵۰	۲
آسمانوں اور زمین میں اسی کی بادشاہی ہے	۵۷	۲ - ۵
آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا	۵۷	۴
وہ الملک القدوس ہے	۵۹	۲۳
. . . . . .	۶۲	۱
وہی خالق، باری اور مصور ہے	۵۹	۲۴
زمین اور آسمان کے خزانے اسی کے ہیں	۶۳	۷
ملک اور حمد اسی کے لیے ہے	۶۴	۱
آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا۔	۶۴	۳
سات آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا	۶۵	۱۲
اس کے احکام کا ان میں ہر وقت نزول ہوتا رہتا ہے	۶۵	۱۲

	سُورۃ	آیت
سب بادشاہی اسی کے دستِ قدرت میں ہے	۶۷	
سات آسمانوں کو اوپر تلے پیدا کیا	۶۷	۳
وہ مشرق و مغرب کا رب ہے اسے اپنا کارساز بنائیے	۷۳	۹
وہی پیدا کرنے والا وہی لوٹانے والا ہے	۸۵	۱۳
جو چاہتا ہے کرتا ہے (فعال لما یرید)	۸۵	۱۶
ہر چیز کو اسی نے پیدا کیا پھر اسے درست کیا اس کا اندازہ مقرر کیا پھر اسے راہ راست دکھائی۔	۸۷	۲ - ۳
جانوروں کے لیے چارہ پیدا کیا	۸۷	۴ - ۵
اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین ہے	۹۵	۸
دنیا و آخرت سب اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہے	۵۳	۲۵
زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ کی ہے	۵۳	۳
اسی نے نر اور مادہ کو منی سے پیدا کیا	۵۳	۴۵ - ۴۶
ہر چیز پر قادر ہے		
وہی ہنساتا وہی رلاتا ہے	۵۳	۴۳
وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے	۵۳	۴۴
وہی دوسری بار پیدا فرمائے گا	۵۳	۴۷
وہی غنی کرتا ہے وہی مفلس بناتا ہے	۵۳	۴۸
وہی شعریٰ ستارے کا رب ہے	۵۳	۴۹ مع حاشیہ
اسی نے عاد و ثمود اور قوم نوح کو برباد کیا	۵۳	۵۰، ۵۱، ۵۲

	سورۃ	آیت
اُس کا ہر حکم چشم زدن میں پورا ہو جاتا ہے	۵۴	۵۰
وُہ ملیکٌ مُقتدر ہے	۵۴	۵۵
وہ عزیز و حکیم ہے	۵۷	۱
″ ″ ″ ″	۵۹	۲۴
″ ″ ″ ″ ″	۶۱	۱
″ ″ ″ ″ ″	۶۲	۱
″ ″ ″ ″ ″	۶۲	۳
″ ″ ″ ″ ″	۶۴	۱۸
وُہی زندہ کرتا ہے وُہی مارتا ہے	۵۷	۲
ہر چیز پر قادر ہے	۵۷	۲
″ ″ ″ ″ ″	۶۴	۱
″ ″ ″ ″ ″	۶۶	۸
″ ″ ″ ″	۶۷	۱
دن کو رات میں، رات کو دن میں داخل کرتا ہے	۵۷	۶
اللہ تعالیٰ مُردہ زمین کو زندہ کر دیتا ہے	۵۷	۱۷
وُہ قوی عزیز ہے	۵۷	۲۵
″ ″ ″ ″	۵۸	۲۱
وُہ چاہے تو تمھارے اور تمھارے دشمنوں کے درمیان محبت پیدا کر دے	۶۰	۷
کفار کی کوششوں کے باوجود اللہ اس دین کو روشن رکھے گا (واللہ متم نورہٖ)	۶۱	۸
اس نے اپنے رسول کو دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ سب دینوں پر اس دین حق کو غالب کر دے	۶۱	۹

	سورۃ	آیت
ہم چاہیں تو ان سے بہتر قوم ہو سکتے ہیں آپ کے رب کی قربت جنت ہے	۷۰	۴۱
اللہ تعالیٰ کن سے محبت کرتا ہے		
اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے	۶۰	۸
ان مجاہدوں سے محبت کرتا ہے جو صف باندھ کر باطل سے جنگ کرتے ہیں	۶۱	۴
وُہ کن سے محبت نہیں کرتا		
مغرور اور شیخی بازوں سے اللہ تعالیٰ محبت نہیں کرتا	۵۷	۲۳
جو خود بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بخل کا حکم دیتے ہیں اُن سے بھی محبت نہیں کرتا	۵۷	۲۴
وُہ کسے ہدایت نہیں دیتا		
جو حق سے رُوگردانی کرے اللہ اُس سے بے نیاز ہو جاتا ہے	۵۷	۲۴
وُہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا	۶۱	۵
″ ″ ″ ″ ″ ″	۶۳	۶
وُہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا	۶۱	۷
″ ″ ″ ″ ″	۶۲	۵
متفرق		
وُہی اوّل، وُہی آخر، وُہی ظاہر، وُہی باطن ہے	۵۷	۳

	سورۃ	آیت
وہ غنی حمید ہے	۵۷	۲۴
〃 〃 〃	۶۴	۶
وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے	۶۲	۱۱
جب وقت آجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کسی کو ڈھیل نہیں دیتا	۶۳	۱۰

	سورۃ	آیت
اللہ تعالیٰ شکور حلیم ہے	۶۴	۱۷
قیامت کے روز دیدار الٰہی	۷۵	۲۳ موضع حاشیہ
ذکر ہی سے قرب الٰہی نصیب ہوتا ہے	۷۳	۱۹ موضع حاشیہ
سب نے لوٹ کر ہماری طرف آنا ہے	۸۸	۲۵
سب کا حساب ہم خود لیں گے	۸۸	۲۶

سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نبوت و رسالت

	سورۃ	آیت
اللہ تعالیٰ معجزات اور کتاب دے کر رسول مبعوث کرتا ہے تاکہ وہ عدل قائم کریں	۵۷	۲۵
اس مقصد کی تکمیل کے لیے لوہے کا ڈنڈا، قوت بدنی بھی عطا فرماتا ہے	۵۷	۲۵واں حاشیہ
آخر کار اللہ اور اس کے رسولوں کو ہی غلبہ حاصل ہوتا ہے	۵۸	۲۱
دین حق غالب ہونے کے لیے آیا ہے	۶۱	۹
نبی کریم کی بعثت کے مقاصد، تلاوت آیات تزکیہ قلوب، تعلیم کتاب و حکمت	۶۲	۲
نبی اللہ کے رسول ہیں [illegible]	۶۳	۱ کا حاشیہ
اگر نبی خود کلام بنا کر اللہ کی طرف منسوب کرے تو اس کی رگ جان کاٹ دی جائے	۶۹	۴۶
ابتدائی احکام، اٹھیے لوگوں کو ڈرایئے، اللہ کی بڑائی بیان کیجیے	۷۴	۲ تا ۳
آپ لوگوں کو نصیحت کیا کریں۔ جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ سمجھ جائے گا، بدبخت دور بھاگے گا	۸۸	۲۱-۲۲
ماضل صاحبکم وما غوی	۵۳	۲
آپ اپنی مرضی سے بات ہی نہیں کرتے	۵۳	۳-۴

رحمت و خلق عظیم

	سورۃ	آیت
حضرت اوس بن صامت پر ظہار کا کفارہ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رأفت و شفقت	۵۸	۱ مع حاشیہ
مسلمان عورتوں کے لیے استغفار کا حکم (واستغفرلہن)	۶۰	۱۲
حضرت حاطب سے لغزش اور حضور کا درگزر	۶۰	۱
فیضان نبوت فضل الٰہی ہے جس کو چاہتا ہے اُسے اس سے سرفراز فرماتا ہے	۶۲	۳
حضور اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے جاتے ہیں	۶۵	۱۱
رحمت فراواں کے باوجود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو منافقین پر سختی کرنے کا حکم دیا جاتا ہے (واغلظ علیہم)	۶۶	۹
حضور خلق عظیم کے مالک ہیں خلق کی تعریف اور دیگر مباحث اس آیت کے حاشیے میں ملاحظہ فرمائیں۔	۶۸	۴
کفار نے نزول عذاب کی دعا مانگی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب تک میرا حبیب تم میں ہے میں عذاب نازل نہیں کروں گا	۷۰	۱ کا حاشیہ

	سورۃ	آیت
آپ صبر جمیل فرمایئے	۷۰	۵
اے حبیب! آپ کفار کی دل آزاریوں پر صبر فرمائیں	۷۳	۱۰ ، ۱۱
حضور کی شفاعت گنہگاروں کے لیے حق ہے، اس کا منکر اس سے محروم ہوگا	۷۴	۴۸ کا حاشیہ
فقراء سے حضور کی محبت	۸۰	۱ تا ۱۰
اپنی اُمت کی مغفرت کے لیئے مانگیں	۹۳	۵ مع حاشیہ
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت سے پچاس دن پہلے ابرہہ کی لشکر کشی اور اس کی تباہی کا واقعہ پیش آیا	۱۰۵	۱ تا ۵
قریش پر احسان کہ ان کے دلوں میں تجارت کی اُلفت پیدا کر دی اور انہیں فاقہ کشی سے خوشحالی بخشی اور خوف و فساد سے امان دی	۱۰۶	۱ تا ۴
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی اُمت کے لیے استغفار کا حکم	۱۱۰	۳
شانِ مصطفوی		
معجزہ شق القمر اس کا عقلی و نقلی ثبوت	۵۴	۱ مع حاشیہ
حضور جن و انس کے نبی ہیں	۵۵	۱۵ کا حاشیہ
حضور کا معراج پر تشریف لے جانا	۵۵	۳۳ کا حاشیہ
اپنے عظیم پروردگار کی آپ تسبیح بیان کیا کیجیے	۵۶	۹۶ حاشیہ
حضور سے سرگوشی کرنے سے پہلے صدقہ دیا کرو	۵۸	۱۲

	سورۃ	آیت
حضرت عیسیٰ نے حضور کا نام احمد بتا کر آمد کی بشارت دی	۶۱	۶
نامِ احمد کا مفہوم تفصیلی حاشیہ	۶۱	۶ مع حاشیہ
کفار چراغِ مصطفوی کو بجھانا چاہتے ہیں لیکن اللہ اسے روشن رکھے گا	۶۱	۸
اللہ نے اپنے رسول کو نورِ ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تاکہ اس دین کو سب دینوں پر غلبہ حاصل ہو	۶۱	۹
فیضانِ نبوت، تلاوتِ آیات، تزکیۂ قلوب، تعلیمِ کتاب و حکمت	۶۲	۲
قیامت تک آنے والے اُمتی فیضانِ نبوت سے فیض یاب ہوتے رہیں گے (وآخرین منھم لما یلحقوا بھم)	۶۲	۳ مع حاشیہ
جمعہ کے روز بکثرت درود شریف پڑھنے کا حکم اور عقیدہ حیات النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام	۶۲	۹ کا حاشیہ
عزت اللہ کے لیے، اس کے رسول کے لیے اور مومنین کے لیے ہے	۶۳	۸
فی کل ارض آدم کآدم ونوح کنوح ونبی کنبیکم یہ حدیث موضوع ہے اس کا راوی کذاب ہے	۶۵	۱۲ کا حاشیہ
پیار بھی ہے اور عتاب بھی دونوں کی مٹھاس ناقابلِ بیان ہے (لم تحرم ما احل اللہ لک)	۶۶	۱ مع حاشیہ
اس آیت کا شانِ نزول	۶۶	۱ حاشیہ
اللہ آپ کا مددگار ہے	۶۶	۱

	سورۃ	آیت
جبریل، میکائیل اور فرشتے آپ کے خدمت گار ہیں	۶۶	۴
اللہ چاہے تو اپنے حبیب کو بہ صحبت موصوف دوسری بیویاں عطا فرمائے	۶۶	۵
قلم کی قسم آپ مجنون نہیں ہیں	۶۸	۲
آپ کے لیے نہ ختم ہونے والا اجر ہے	۶۸	۳
گستاخ رسالت کو کن برے القاب سے یاد کیا گیا ہے	۶۸	۱۰ تا ۱۶
کفار کی نظر بد سے حضور کی حفاظت	۶۸	۵۱
حضور کا وجود سارے جہانوں کے لیے وجہ عزت و شرف ہے	۶۸	۵۲
رافع بن عمیر کا اسلام۔ ایک جن نے ان کی راہنمائی کی	۷۲	۶ کا حاشیہ
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عبداللہ ہیں	۷۲	۱۹
یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ سے خطاب	۷۳	۱
سحر خیزی کی تلقین	۷۳	۲ تا ۴
آپ کو گواہ بنا کر بھیجا گیا ہے	۷۳	۱۵
یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ کا خطاب دلنواز اور اس کے معانی	۷۴	۱ حاشیہ
حدیث لولاک لما خلقت الافلاک	۷۸	۳۹ حاشیہ
حدیث شفاعت	۷۸	۳۸ حاشیہ
بڑی شان والا فرشتہ آپ کے پاس	۸۱	۱۹-۲۰
قرآن لے کر آتا ہے		۲۱
آپ مجنون نہیں ہیں	۸۱	۲۲
آپ نے اس فرشتہ کو دیکھا ہے	۸۱	۲۳

	سورۃ	آیت
شہر کی قسم کہ آپ اس میں بس رہے ہیں	۹۰	۲-
رخ انور کی قسم، گیسوئے عنبریں کی قسم	۹۳	۲-۱
نہ آپ کو چھوڑا نہ ناراض ہوا	۹۳	۳
ہر آنے والی گھڑی پہلی سے بہتر ہے	۹۳	۴
آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے	۹۳	۵ مع حواشی
آپ کو یتیم پایا تو آپ کو اپنی آغوش رحمت میں جگہ دی	۹۳	۶ مع حاشیہ
وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى، ضالا کی تشریح	۹۳	۷ مع حاشیہ
آپ کو عیالدار پایا اور غنی کر دیا اس کی تشریح	۹۳	۸
آپ کا فقر اختیاری تھا	۹۳	۸ حاشیہ
یتیم پر سختی نہ کیجیے	۹۳	۹
سائل کو نہ جھڑکیے	۹۳	۱۰
کار ہدایت بہت وکرامت ۱۱	۹۳	۱۰
الحق حضور کی شان محمود تھا	۹۳	۱۰ حاشیہ
حدیث عشق مولا عشق من ذی العرش العلا۔		
تحدیث نعمت	۹۳	۱
اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (حضور کے علوم ومعارف کا بیان)	۹۴	۱ مع حاشیہ
ہم نے آپ کا بوجھ اٹھالیا	۹۴	۲-۳
ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کر دیا	۹۴	۴ مع حاشیہ
اپنے رب کے نام سے پڑھیے جس نے سب کو پیدا کیا	۹۶	۱-۲

	سورۃ	آیت
آپ کا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا جس نے انسان کو علم سکھایا	۹۶	۳،۴، ۵
حضور کی ولادت کے سال ابرہہ کو شکست اور کعبہ کی حفاظت فرمائی	۱۰۵	۱ تا ۵
ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا	۱۰۸	۱
کوثر کی تشریح اور اس کے مطالب	۱۰۸	۱ کا حاشیہ
فصل لربک سے حضور کی امتیازی شان کا بیان	۱۰۸	۲ کا حاشیہ
آپ کا دشمن دُم بریدہ ہے	۱۰۸	۳
حضور کے طفیل پانچ نعمتوں کی تکمیل	۱۱۰	۲
بارگاہ رسالت کے گستاخ ابولہب اور اس کی بیوی کا دردناک انجام، گستاخوں پر غضب الٰہی	۱۱۱	۱ تا ۵

معراج شریف

	سورۃ	آیت
تابندہ ستارے (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی قسم	۵۳	۱
وہ وحی کے بغیر بولتے ہی نہیں	۵۳	۳-۴
آپ کو تعلیم دینے والا اللہ تعالیٰ ہے	۵۳	۵ ۶
دنیٰ فتدلّٰی کا مفہوم	۵۳	۸ کا حاشیہ
قاب قوسین او ادنیٰ کی تشریح	۵۳	۹
وحی فرمائی اپنے بندے کی طرف	۵۳	۱۰ مع حاشیہ
جو وحی فرمائی (اسرار و علوم کا بیان)		
آنکھ نے جو دیکھا دل نے اس کی تصدیق فرمائی	۵۳	۱۱

	سورۃ	آیت
اس پر تمہارا جھگڑنا بے سود ہے	۵۳	۱۲
سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دوبارہ دیکھا	۵۳	۱۳ ۱۴
- - - - - -		۱۵-۱۶
نظر نہ درماندہ ہوئی نہ حد سے بڑھی	۵۳	۱۷
کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بچشم ظاہر دیدار الٰہی کیا مفصل بحث	۵۳	۱۷ کا حاشیہ
حضور نے اللہ تعالیٰ کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں	۵۳	۱۸

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا علم

	سورۃ	آیت
اللہ تعالیٰ ہی نے حضور کو قرآن اور اس کا بیان سکھایا	۵۵	۲-۴
تعلیم الٰہی سے علوم کے سمندر موجزن ہوگئے	۵۵	۴ مع حاشیہ
بیان سے مراد علم ماکان وما یکون ہے	۵۵	۴ مع حاشیہ
حضرت عکاشہ ان ستر ہزار میں سے ہیں جو بغیر حساب جنت میں جائیں گے (ارشاد نبوی)	۵۵	۴۱ کا حاشیہ
حضور روز حشر اپنی امت کو پہچان لیں گے	۵۵	۴۱ حاشیہ
علم نبوت تعلیم الٰہی	۶۶	۳ حاشیہ
ماکان وما یکون کا علم عطا ہوا	۶۸	۱ حاشیہ
حق بن لا ادری اقریب الآیۃ میں روایت کی نفی ہے۔ درایت کی تحقیق	۷۲	۲۵ حاشیہ
عالم الغیب فلا یظہر۔ الآیۃ	۷۲	۲۶
غیب کی تحقیق۔ حضور کا علم غیب باعلام اللہ تعالیٰ ہے	۷۲	۲۶ حاشیہ
آپ غیب بتانے میں بخیل نہیں	۸۱	۲۴ مع حاشیہ

	سورۃ	آیت
اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم اپنے حبیب کو خود پڑھایا ہے	۸۷	۶ - ۷
حضور کو قرآن کی تعلیم دینے والا اللہ ہے	۵۳	۵ - ۶
فرمایا: اے علی! پچھلوں میں سب سے زیادہ بدبخت آپ کا قاتل ہے	۹۱	۱۲ حاشیہ
حضور کا علم (الم نشرح لک صدرک)	۹۴	۱
علم اللوح والقلم سطر من سطور علمه ونهر من بحور علمه (ملا علی قاری)	۹۶	۱تا۵ حاشیہ
صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو ایسے علوم سکھائے گا جن کا احاطہ عقل نہیں کر سکتی	۹۶	۵ حاشیہ
حضور کو علوم الاولین والآخرین عطا فرمائے	۹۶	۵
إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ	۱۰۸	۱
کیا حضور اجتہاد کیا کرتے تھے	۵۳	۳ حاشیہ

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت

	سورۃ	آیت
سنت نبوی بیان قرآن ہے۔ اور وہ بھی تعلیم الٰہی ہے	۵۵	۴
اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو	۵۸	۱۳
اطاعت رسول کا حکم	۶۴	۱۲
کتابت حدیث کا حکم اُکتُبْ فما خرج منی الا الحق	۵۳	۳ حاشیہ
جو اللہ کا رسول تمہیں دے اسے پکڑ لو جس سے منع کرے اس سے رک جاؤ	۵۹	۷
جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے گا ذلیل ہو گا	۵۸	۲۰
منکرین سنت کا اعتراض اور اس کا جواب قرآن کا بیان بھی منزل من اللہ ہے	۷۵	۱۶ تا ۱۹

اظہار عبودیت

	سورۃ	آیت
اپنے رب کے حکم کے لیے صبر کرو کسی گنہگار ناشکر گزار کی پیروی مت کرو	۷۶	۲۴
عَبَسَ وَتَوَلّٰی عتاب کی حکمت	۸۰	۱تا۱۰ مع حواشی
فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ	۱۰۸	۲
جب فتح و نصرت نصیب ہو تو اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کیجیے	۱۱۰	۳

اسلام

	سورۃ	آیت
اسلام		
صحابہ کرام کس طرح اور کن امور پر بیعت اسلام کیا کرتے تھے	۵۷	۸ کا حاشیہ
دلوں میں خشوع پیدا کرنے کی ضرورت	۵۷	۱۶ حاشیہ
اسلام میں رہبانیت کا مقام	۵۷	۲۷ حاشیہ
اسلام میں رہبانیت نہیں ہے	۷۳	۸
کفار اللہ کے نور (اسلام) کو بجھانا چاہتے ہیں لیکن یہ روشن رہے گا	۶۱	۸
توبہ نصوح کرنے کا حکم اور اس کے اثرات	۶۶	۸
اسلام کا اعجاز ہے کہ انسان کی فطری کمزوریوں کی اصلاح کرکے اس کی کایا پلٹ دیتا ہے	۷۰	۱۹ تا ۳۵
کسی پر کسی کے گناہ کا بوجھ نہیں ڈالا جاتا	۵۳	۳۸
لیس للانسان الا ما سعی۔ اس کا صحیح مفہوم، اس کی غلط تاویلوں کی تردید	۵۳	۳۹
ایصال ثواب کی تفصیلی بحث	۵۳	۳۹ کا حاشیہ
اسلامی اخلاق و آداب		
اپنی خودستائی مت کرو	۵۳	۳۲
ہر شخص کو اپنی جدوجہد کی پوری جزا ملتی ہے	۵۳	۴۰، ۴۱

	سورۃ	آیت
نیکی کے کاموں اور تقویٰ کے لیے مشورے کیا کرو	۵۸	۹
مسلمانوں کو اللہ پر توکل کرنا چاہیے	۵۸	۱۰
مجلس میں کھل کر بیٹھو اور کہا جائے تو کھل کر بیٹھ جایا کرو	۵۸	۱۱
جب کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہوا کرو	۵۸	۱۰
جس کو بخل و شح سے بچا لیا گیا اس نے فلاح پائی	۵۹	۹
. . . .	۶۴	۱۶
وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں	۶۱	۱
یہ چیز خدا کی ناراضگی کا باعث ہے	۶۱	۳
اللہ پر توکل اہل ایمان کا شیوہ ہے	۶۴	۱۳
خوشی میں شکر، مصیبت میں صبر، مومن کا طرۂ امتیاز ہے	۶۴	۱۱ حاشیہ
عفو و درگزر سے اللہ کی رحمت ملتی ہے	۶۴	۱۴
جو اللہ پر توکل کرتا ہے وہ اس کے لیے کافی ہے	۶۵	۳ مع حاشیہ
اولاد کی حسن تربیت کا حکم	۶۶	۶ حاشیہ
سحر خیزی کی ترغیب	۷۳	۷ کا حاشیہ
مسلمان تاجر ذخیرہ اندوزی سے اجتناب کریں	۷۳	۲۰ حاشیہ

	سُورۃ	آیت
زیادہ بدلے کے لیے احسان مت کرو لَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ	۷۴	۶
صبر و ترحم کی وصیت کرنا	۹۰	۱۷
جو شخص سخاوت، تقویٰ اور تصدیق حق کو اپنا شعار بنا لیتا ہے۔ راہِ فطرت اس کے لیے آسان ہو جاتی ہے	۹۲	۵۔۶۔۷
جو بخل کرتا ہے اور بے پروا بنتا ہے وہ خلافِ فطرت طریقہ کا دلدادہ بن جاتا ہے	۹۲	۸۔۹۔۱۰
تمہاری کوششیں مختلف قسم کی ہیں	۹۲	۱ تا ۴
جب ایک کام سے فارغ ہو تو دوسرا	۹۴	۷

	سُورۃ	آیت
کام شروع کر دو۔ بے کار مت رہو	۹۴	۷
حضرت فاروق اعظمؓ کا ارشاد۔ مومن مشکل پسند ہوا کرتا ہے	۹۴	۷ حاشیہ
ہلاکت ہے اس کے لیے: جو روبرو طعنے دیتا ہے پس پشت عیب جوئی کرتا ہے مال جمع کرتا ہے اور گن گن کر رکھتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ مال اسے لافانی بنا دے گا	۱۰۴	۱۔۲۔۳

انبیاء علیہم السلام

	سُورۃ	آیت
ابراہیم علیہ السلام		
ہم نے ابراہیمؑ کو نبی بنا کر بھیجا اور اس کی نسل کو بھی نبوت و کتاب سے سرفراز فرمایا	۵۷	۲۶
دشمنانِ اسلام سے قطع تعلقی میں حضرت ابراہیمؑ کے اسوہ پر عمل کرو	۶۰	۴
صالح علیہ السلام		
قوم ثمود نے آپ کو جھٹلایا	۵۴	۲۳
ہم اپنے جیسے بشر کی اطاعت نہیں کریں گے	۵۴	۲۴

	سُورۃ	آیت
دیگر اعتراضات	۵۴	۲۵
اونٹنی	۵۴	۲۷
ان کا دردناک انجام	۵۴	۲۷ تا ۳۱
ثمود نے قیامت کو جھٹلایا ان کا انجام	۶۹	۴۔۵
ثمود جنہوں نے چٹانوں کو تراشا اپنی بدکاریوں کے باعث تباہ ہو گئے	۸۹	۹۔۱۱۔۱۲۔۱۳
قوم ثمود نے سرکشی کی۔ اونٹنی کی کونچیں کاٹیں۔ تباہ کر دیے گئے	۹۱	۱۱ تا ۱۵

	سورۃ	آیت
عیسیٰ علیہ السلام		
آپ کو انجیل بخشی، آپ کے ماننے والوں کے دلوں میں رأفت و رحمت کے جذبات ودیعت کیے۔	۵۷	۲۷
آپ کی امت میں رہبانیت کا آغاز		
اس کے پیچھے برے نتائج	۵۷	۲۷ مع حواشی
اسلام میں رہبانیت کا حکم		
تحریک رہبانیت کی تاریخ پر ایک نظر		
آپ نے حضور کی آمد کا مژدہ دیا اور نام بھی احمد بتایا	۶۱	۶
انجیل برناباس کے بارے میں تحقیق اور اس کے اقتباسات	۶۱	۶ حاشیہ
آپ صرف بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گئے	۶۱	۶ حاشیہ
آپ کی دعوت من انصاری الی اللہ	۶۱	۱۴
حواریوں کا جواب نحن انصار اللہ		
حضرت مریم بنت عمران، آپ کی عصمت حضرت عیسیٰ کی ولادت، کلمات الٰہی پر آپ کا ایمان، آپ فرمانبرداروں میں سے تھیں	۶۶	۱۲
ابرہہ عیسائی نے حسد سے کعبہ پر لشکر کشی کی اور تباہ ہوا	۱۰۵	۱ تا ۵ مع حواشی
لوط علیہ السلام		
آپ کی قوم نے آپ کو جھٹلایا	۵۴	۳۳

	سورۃ	آیت
اس کا دردناک انجام	۵۴	۳۴
آل لوط پر اللہ تعالیٰ کا احسان	۵۴	۳۴۔۳۵
آپ کے مہمانوں پر دست درازی کا قصد اور انجام	۵۴	۳۷، ۳۸ ۳۹
لوط علیہ السلام کی بیوی، اس کی خیانت اور انجام	۶۶	۱۰
موسیٰ و ہارون علیہما السلام		
فرعون کا جھٹلانا اور غرق ہونا	۵۴	۴۱، ۴۲
آپ نے اپنی قوم بنی اسرائیل سے فرمایا تم مجھے کیوں اذیت دیتے ہو	۶۱	۵
حضرت آسیہ زوجہ فرعون کی استقامت اور دعا	۶۶	۱۱ مع حاشیہ
وادی طویٰ میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے ندا دی اور فرعون کی ہدایت کے لیے بھیجا اور اس کو تبلیغ کرنے کا طریقہ سکھایا	۷۹	۱۵ تا ۲۰
فرعون کا تکبر۔ انا ربکم الاعلیٰ کا دعویٰ اور اس کا انجام	۷۹	۲۱ تا ۲۶
فرعون کو ذی الاوتاد کہنے کی وجہ	۸۹	۱۰ مع حاشیہ
اس کی تباہی کی وجہ	۸۹	۱۱، ۱۲، ۱۳
نوح علیہ السلام		
قوم نے جھٹلایا، جھڑکا، مجنون تک کہا	۵۴	۹
آپ کی بد دعا	۵۴	۱۰
موسلادھار بارش اور طوفان کی آمد	۵۴	۱۱ ۱۲

	سورۃ	آیت
آپ کا کشتی میں سوار ہونا اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں روانہ ہونا	۵۴	۱۳، ۱۴
ہم نے نوح کو رسول بنا کر بھیجا اور نبوت و کتاب سے ان کی نسل کو بھی سرفراز کیا	۵۷	۲۶
حضرت نوح کی بیوی، اس کی خیانت اور انجام	۶۶	۱۰
حضرت نوح کو ان کی قوم کی طرف ڈرانے کے لیے بھیجا گیا ہے	۷۱	۱
آپ کا نسب نامہ، آپ کے باپ مومن تھے	۷۱	۱ حاشیہ
آپ کا وعظ	۷۱	۲، ۳، ۴
بارگاہ الٰہی میں آپ کی فریاد	۷۱	۵، ۶، ۷
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۷۱	۲۱
آپ کا وعظ، جس میں منطقی اور تکوینی دلائل	۷۱	۸ تا ۲۰
کفار کے لیے بددعا کہ ان کا نام و نشان مٹا دے	۷۱	۲۶

	سورۃ	آیت
ان پانچ بتوں کی تحقیق جن کی عبادت قوم نوح کیا کرتی تھی	۷۱	۲۳ مع حاشیہ
آپ کی اپنے لیے، اپنے والدین اور اہل ایمان کے لیے دعا	۷۱	۲۸

ہود علیہ السلام

	سورۃ	آیت
قوم عاد نے آپ کو جھٹلایا	۵۴	۱۸
قوم کا دردناک انجام	۵۴	۱۹، ۲۰
عاد نے قیامت کو جھٹلایا	۶۹	۴
ان پر سات رات آٹھ دن ہوا چلتی رہی جس نے ان کو تباہ کر دیا	۶۹	۶، ۷، ۸
قوم عاد ارم ذات العماد۔ ان کا جو انجام ہوا کیا تم اسے جانتے ہو	۸۹	۶، ۷، ۸

یونس علیہ السلام

	سورۃ	آیت
یونس علیہ السلام کا واقعہ، اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم نے ان کی چارہ سازی کی، انہیں چن لیا اور نیکوں میں شامل کر لیا	۶۸	۴۸ تا ۵۰

اِنسان

اس کی عظمت کا قرآنی تصور

	سورۃ	آیت
انسان کو الرحمٰن نے پیدا فرمایا	۵۵	۳
اسے قرآن اور اس کا بیان سکھایا	۵۵	۲، ۴
انسان کو مٹی اور جان کو آگ سے پیدا کیا	۵۵	۱۴، ۱۵
تخلیق آدم کے تدریجی مرحلے	۵۵	۱۴ حاشیہ
جنات کے وجود اور ان کے مکلف ہونے کا ثبوت	۵۵	۱۵ حاشیہ
اے جن و انس تم زمین و آسمان کی سرحدوں سے سلطان کے بغیر نہیں نکل سکتے	۵۵	۳۳
سلطان کی تشریح	۵۵	۳۳ حاشیہ
آیات نازل فرمائیں تاکہ تم سمجھو	۵۷	۱۷
اہل علم و ایمان کے درجات کو بلند فرماتا ہے	۵۸	۱۱
انسان کو چاہیے کل کی فکر کرے	۵۹	۱۸
جو خدا فراموش ہوتا ہے وہ خود فراموش ہوتا ہے	۵۹	۱۹
انسان کو حسن و جمال کا مرقع بنایا	۶۴	۳
مفلس کون ہے	۶۴	۹ حاشیہ
بعض بیویاں اور بچے تمہارے دشمن ہیں ان سے ہوشیار رہو	۶۴	۱۴
مال و اولاد فتنہ ہے	۶۴	۱۵

	سورۃ	آیت
حتی المقدور تقویٰ اختیار کرو	۶۴	۱۶
جسے بخل سے بچا لیا گیا وہ فلاح پا گیا	۶۴	۱۶
موت و حیات سے تمہاری آزمائش مقصود ہے	۶۷	۲
انسان کی تربیت میں خوفِ الٰہی کا بڑا حصہ ہے	۶۷	۱۲ حاشیہ
انسان کو سمع، بصر اور قلب کی نعمتوں سے سرفراز فرمایا	۶۷	۲۳
قلم اور مسطورات کی قسم کھا کر علم کی عزت افزائی فرمائی	۶۸	
انسان کی فطری کمزوریاں اور ان کی اصلاح کا اسلامی طریقہ	۷۰	۱۹ تا ۳۵
انسان کو مہمل نہیں چھوڑ دیا جائے گا	۷۵	۳۶
انسان اپنے اعمال میں گروی ہے	۷۴	۳۸
ہر انسان پر ایک ایسا وقت گزرا ہے جب وہ قابل ذکر چیز نہ تھا	۷۶	
انسان کو عقل و فہم کی جو صلاحیتیں بخشی گئی ہیں اس سے مقصد اس کی آزمائش ہے	۷۶	۲-۳
تخلیق انسان اور اس پر گوناگوں نوازشات	۸۰	۱۸ تا ۳۲
معزز و محترم ربِ اکرم جس نے تجھ پر بے حساب انعامات کیے	۸۲	۶ تا ۸
قیامت پر ایمان نہ ہونے کی وجہ سے	۸۲	۹

	سورۃ	آیت
غلطیاں سرزد ہوتی رہتی ہیں	۸۲	۹
ہر شخص جیسے نیک یا بد اعمال کی کمائی کرتا ہے اس کو شکل رہتا ہے، موت کے بعد اس کا پورا اجر و سزا اسے ملنی ہے	۸۳	۶
ہر انسان کے لیے محافظ مقرر کر دیے گئے ہیں	۸۶	۱ تا ۴
انسان کی تخلیق اس پانی سے ہوتی ہے جو صلب اور ترائب کے درمیان میں سے نکلتا ہے	۸۶	۵-۶، ۷
یخرج من بین الصلب والترائب کی تشریح	۸۶	۷ کا حاشیہ
انسان کو کبھی انعامات سے آزمایا جاتا ہے اور کبھی آلام و مصائب سے	۸۹	۱۵، ۱۶
دولت کی کثرت اللہ کی رضا اور قلت اس کی ناراضگی کا معیار نہیں ہے	۸۹	۱۶ حاشیہ
انسان کو محنت و مشقت کی سعی کرنے کے لیے پیدا کیا گیا ہے	۹۰	۴
انسان پر اللہ تعالیٰ کے احسانات، دو آنکھیں، زبان، دو ہونٹ نیز نیکی کی دشوار گھاٹی میں اوپر چڑھنے کی ہدایت بخشی	۹۰	۸ تا ۱۱
انسان کے شایانِ شان افعال:- غلام کو آزاد کرنا یتیم اور مسکین کو کھانا کھلانا کئی قسمیں کی کرنا یا۔	۹۰	۱۲ تا ۱۶

	سورۃ	آیت
جس نے اپنے نفس کو پاک کیا وہ کامیاب ہو گیا جس نے اس کو آلودہ کیا، نامراد ہوا	۹۱	۹ تا ۱۰
لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ احسن تقویم کی تفصیلی بحث	۹۵	۱ تا ۵
انسان دولت کی محبت میں بہت سخت ہے وہ بڑا ناشکرا ہے ان دو باتوں کا وہ خود گواہ ہے	۱۰۰	۶-۸
سب انسان خسارے میں ہیں بجز ان کے جن میں یہ چار صفات ہوں۔ ایمان، عمل صالح، حق اور صبر کی وصیت	۱۰۳	۱، ۲-۳
اوامر		
وزن کو انصاف کے ساتھ قائم رکھو	۵۵	۹
ہر معاملے میں عدل و انصاف کو ملحوظ رکھو	۵۵	۹ حاشیہ
اپنے عظیم پروردگار کی پاکی بیان کرو	۵۶	۷۴
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۵۶	۹۶
اللہ اور رسول پر ایمان لے آؤ اور ان مالوں سے خرچ کرو جن میں اس نے تمہیں اپنا نائب بنایا ہے	۵۷	۷
مغفرت اور جنت کی طرف تیزی سے آگے بڑھو	۵۷	۲
تقویٰ اختیار کرنے کا حکم، دو گنا رحمت اور نور کی نوید	۵۷	۲۸
نیکی اور تقویٰ کے لیے مشورے کیا کرو	۵۸	۹

	سورۃ	آیت
اللہ سے ڈرتے رہا کرو	۵۸	۹
٭ ٭ ٭ ٭ ٭	۵۹	۱۸
اللہ کے دین کے مددگار بن جاؤ	۶۱	۱۴
اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو تاکہ فلاح پاؤ	۶۲	۱۰
موت سے پہلے اللہ کے دیئے ہوئے مال سے خرچ کرو ورنہ پچھتاؤ گے	۶۳	۱۰
جتنی تمہاری طاقت ہے اتنا اللہ سے ڈرو	۶۴	۱۶
اپنے آپ کو اپنے اہل و عیال کو آتش دوزخ سے بچاؤ	۶۶	۶
اپنے رب کے نام کا ذکر کرو وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا	۷۳	۸
اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنے کا حکم	۸۷	۱
اے قریش، اس گھر کے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں رزق اور امن دیا	۱۰۶	۳-۴
اے حبیب! جو ہمارے ذکر سے روگردانی کرے اس سے رخ انور پھیر لیجئے	۵۳	۲۹

بنی اسرائیل

	سورۃ	آیت
قبیلہ بنی نضیر کی غداری اور جلاوطنی ان کا یہ خیال غلط ثابت ہوا کہ ان کے قلعے ان کی حفاظت کریں گے	۵۹	۲
اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا وہ اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں سے برباد کر رہے ہیں	۵۹	۲
وہ اللہ سے زیادہ تم سے ڈرتے ہیں	۵۹	۱۳
یہ گروہ بندیوں میں کھلے میدان میں تمہارے ساتھ جنگ نہیں کریں گے	۵۹	۱۴
وہ بظاہر متحد نظر آتے ہیں درحقیقت متفرق ہیں	۵۹	۴
موسیٰ علیہ السلام کو اذیت رسانی	۶۱	۵
حضرت عیسیٰ کے بتانے کے باوجود انہوں نے حضور کو ماننے سے انکار کر دیا اور سحر مبین کہا	۶	۶
جنہیں تورات دی گئی لیکن انہوں نے اس پر عمل نہ کیا ان کی مثال گدھے کی ہے جس پر کتابوں کا انبار لدا ہو	۶۲	۵
اگر تمہارا یہ دعویٰ درست ہے کہ تم اللہ کے دوست ہو تو موت کی تمنا کیوں نہیں کرتے	۶۲	۶
وہ اپنے کرتوتوں کے پیش نظر یہ تمنا ہرگز نہ کریں گے	۶۲	۷
اہل کتاب دلائل کے باوجود فرقوں میں بٹ گئے ہیں	۹۸	۴
حالانکہ انہیں حکم یہ تھا کہ وہ خلوص کے ساتھ اللہ کی عبادت کریں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں، یہی سچا دین ہے	۹۸	۵
یہ جہنمی ہیں، یہ شر البریۃ ہیں	۹۸	۶

جبر و قدر

	سورۃ	آیت
جو مصیبت پہنچتی ہے وہ پہلے لکھی جا چکی ہے	۵۷	۲۲

	سورۃ	آیت
جو چھٹے اس پر رنجیدہ نہ ہو جو ملے اس پر اتراؤ مت	۵۷	۲۳
جب وہ ٹیڑھے ہوئے تو اللہ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا	۶۱	۵
کرتوتوں کے باعث دلوں پر مہر لگ جاتی ہے	۶۳	۳
انسان اور اس کی صلاحیتوں کو پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کا فعل ہے ان کو استعمال کرنا انسان کا کام ہے	۶۴	۲
انہوں نے منہ پھیرا، اللہ ان سے بے نیاز ہو گیا	۶۴	۶
اللہ کے علم کے بغیر کوئی مصیبت نہیں پہنچتی	۶۴	۱۱
مصائب میں تسلیم و رضا کیفیت ایمان سے پیدا ہوتی ہے	۶۴	۱۱
جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے ہدایت دے دیتا ہے	۷۴	۳۱ مع حاشیہ
جس کو اللہ چاہتا ہے وہ نصیحت قبول کرتا ہے	۷۴	۵۶
وما تشاءون الا ان یشاء اللہ	۷۶	۳۰
اعمال بد سے سینۂ و دل زنگ آلود ہو جاتا ہے	۸۳	۱۴

جہاد

	سورۃ	آیت
غزوۂ تبوک کے وقت مالی قربانی کی ترغیب	۵۷	۱۰ مع حاشیہ
انبیاء کو معجزات و کتب کے علاوہ لوہے کا تذکرہ بھی تاکہ معاشرہ کے سرکش افراد کی سرکوبی کرکے عدل قائم کریں	۵۷	۲۵ مع حاشیہ
قبیلۂ بنی نضیر کی جلاوطنی		
اس کے اسباب		
سامان حرب اور مضبوط قلعوں کے باوجود ان کی مرعوبیت		
مدینہ طیبہ سے ان کا خروج		
تفصیلات سورۃ کے حواشی میں دیکھیں	۵۹	۲
ان کا یہ انجام اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کے باعث ہوا	۵۹	۴
جو درخت جنگ میں حارج ہوں انہیں بے شک کاٹ دو	۵۹	۵
دیگر آداب جنگ	۵۹	۵ حاشیہ
اموال فے کون کون سے ہیں، ان کا حکم	۵۹	۶ مع حاشیہ
اموال فے کے مصارف	۵۹	۷
کی لا یکون دولۃ بین الاغنیاء	۵۹	۷
دولت اغنیاء ہی میں نہ گھومتی رہے، متعلقہ مسائل کی تفصیل ان آیات کے حواشی میں ملاحظہ فرمائیں		
یہودی بڑے بزدل ہیں کھلے میدان میں تم سے جنگ نہیں کریں گے	۵۹	۱۴
بظاہر متحد ہیں، بحقیقت منتشر ہیں	۵۹	۱۴
اسلامی جہاد کی خصوصیت کہ وہ صرف راہِ خدا میں ہوتا ہے	۶۱	۴

	سورۃ	آیت
جہاد کا طریقہ یہ ہے کہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر لڑو	۶۱	۴
وہ تجارت جو عذاب الیم سے نجات دیتی ہے ایمان، جانی اور مالی جہاد فی سبیل اللہ	۶۱	۱۰، ۱۱
اس کی برکت سے گناہ بخش دیے جائیں گے اور جنت ملے گی	۶۱	۱۲
مزید برآں فتح و کامرانی ارزانی ہو گی	۶۱	۱۳
کفار و منافقین کے ساتھ جہاد جاری رکھو اور ان پر سختی کرو	۶۶	۹
مجاہدین کے گھوڑوں کی قسم	۱۰۰	۱ تا ۵
جن		
جن کو آگ سے پیدا کیا گیا ہے	۵۵	۱۵
جنات کے وجود اور ان کے مکلف ہونے کا ثبوت	۵۵	۱۵ حاشیہ
اے جن و انس تم زمین و آسمان کی سرحدوں سے سلطان کے بغیر نہیں نکل سکتے	۵۵	۳۳
انسانوں کی طرح جنات بھی دعوت اسلام کے مخاطب ہیں		
جنوں کا قرآن سن کر مسلمان ہونا واپس جا کر اپنی قوم کو ہدایت کی دعوت دینا ان کا اعلان	۷۲	۱ تا ۱۹
شہاب ثاقب سے جنات کی سرکوبی	۷۲	۸ - ۹
جنات میں سے بعض نیک بھی اور بعض بُرے	۷۲	۱۱

	سورۃ	آیت
جنات میں سے بعض مسلمان ہیں اور بعض کافر	۷۲	۱۴ - ۱۵
دعائیں		
وہ دعا جو قبول ہوتی ہے	۵۴	۱۰ حاشیہ
فتنہ اور افلاس سے نجات کی دعا	۵۶	۳۳ حاشیہ
پچھلوں کو پہلوں کے لیے دعا مانگنی چاہیے اس سے ان کو فائدہ پہنچتا ہے	۵۹	۱۰ حاشیہ
ابراہیمی دعا	۶۰	۴ - ۵
مشکلات کے لیے وظیفہ	۶۵	۳ حاشیہ
صحابہ کی دعا [illegible]	۶۶	۸
نظر بد کا تعویذ اور دم	۶۸	۵۱ حاشیہ
دعا مانگنے کا طریقہ۔ پہلے اللہ کی تعریف کرو پھر اس کے حبیب پر درود شریف پڑھو پھر دعا مانگو ([illegible] حدیث نبوی)	۸۷	۱۴ حاشیہ
ایک دعا جو حضور صحابہ کو یاد کرایا کرتے تھے	۹۰	۸ حاشیہ
گمشدہ چیز کی بازیابی کی دعا	۹۳	۱۱ حاشیہ
مقبول دعا	۱۱۲	[illegible] سورۃ اخلاص
ہر چیز کے شر سے پناہ کی دعا رات کی تاریکی کے شر سے پناہ کی دعا جادو منتر کرنے والیوں کے شر سے پناہ کی دعا شر حاسد سے پناہ کی دعا	۱۱۳	۱ تا ۵ مع حواشی
شیاطین جن و انس کے شر سے بچنے کی دعا	۱۱۴	۱ تا ۶ مع حواشی

سیاسیات

	سورة	آیت
اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ	۶۰	۱
دشمن کی جاسوسی کرنے والے کا حکم	۶۰	حاشیہ آیت ۱
اگر کافر تم پر قابو پائیں تو تمہیں ہر طرح کی اذیت پہنچائیں	۶۰	۲
جو کفار تم سے برسرِ پیکار نہیں ان پر بے شک احسان کرو	۶۰	۸
البتہ جو کفار تم سے برسرِ پیکار ہیں تمہیں ان سے منع کیا جاتا ہے ان کو دوست بناؤ گے تو ظالم ہو گے	۶۰	۹
جب دشمن پر مکمل فتح حاصل ہو جائے تو غرور و تکبر نہ کرو بلکہ اپنے رب کی حمد و تسبیح بیان کرو	۱۱۰	۳
شریعت اسلامیہ میں قانون سازی کا حق	۵۸	۵
سلاطین کو خلاف شرع قانون بنانے کی اجازت نہیں	۵۸	۵ حاشیہ
حکومت کو قانون سازی کا کہاں کہاں حق ہے	۵۸	۵
کسی پر کسی کے گناہ کا بوجھ نہیں ڈالا جائے گا	۵۳	۳۸

شرک اور اس کا بطلان

	سورة	آیت
اللہ تعالیٰ پاک ہے ان سے جنہیں وہ شریک ٹھہراتے ہیں	۵۹	۲۳
مساجد میں اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو	۷۲	۱۸
میں صرف اپنے رب کی عبادت کرتا ہوں کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہراتا	۷۲	۲۰
اللہ کے اذن کے بغیر میں ضرر پہنچا سکتا ہوں نہ فائدہ	۷۲	۲۱
مجھے اللہ سے کوئی پناہ نہیں دے سکتا	۷۲	۲۲
لات، عزیٰ اور منات بتوں کی تفصیلات	۵۳	۱۹-۲۰ مع حواشی
اپنے لیے بیٹے خدا کے لیے بیٹیاں بڑی ظالمانہ تقسیم ہے	۵۳	۲۱، ۲۲
یہ محض وضعی نام ہیں کوئی حقیقت نہیں	۵۳	۲۳
شرک بڑے گناہوں میں سے ہے، کبیرہ گناہوں کی تفصیل	۵۳	۳۲ مع حاشیہ
فرشتوں کو دیوتا اور دیوی قرار دینا توحید کے ثبوت کے لیے [illegible] [illegible] بیان سے شرک کا اعلان ہی تو ہے		

شریعت اسلامیہ

۱۔ شریعت اسلامیہ کی خصوصیات

	سورة	آیت
جو قانون سازی کا حق اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں انہیں ذلیل و خوار کر دیا جاتا ہے	۵۸	۵ مع حاشیہ
سلاطین کو خلاف شرع قانون بنانے کی اجازت نہیں	۵۸	۵ حاشیہ
حکومت کو قانون سازی کا کہاں کہاں حق ہے	۵۸	۵ حاشیہ
مالک حکم اور منتظم حکم میں فرق	۵۸	۱۲ حاشیہ

	سورۃ	آیت
جو اللہ کی حدوں کو توڑتا ہے وہ اپنے اوپر ظلم کرتا ہے	۶۵	۱
اسلامی نظام عبادات کی برکت سے انسان کی کایا پلٹ جاتی ہے	۷۰	۹ تا ۳۵
کسی پر کسی کے گناہ کا بوجھ نہیں لادا جائے گا	۵۳	۳۸
ہر شخص کو وہی ملتا ہے جس کے لیے وہ سعی کرتا ہے	۵۳	۳۹
۲۔ نماز		
نماز ادا کرنے کا حکم	۵۸	۱۳
نماز جمعہ کی فرضیت	۶۲	۹
دیگر متعلقہ مسائل	۶۲	حاشیہ آیت ۱۰
نماز پر دوام	۷۰	۲۳
صبح و شام ذکر الٰہی میں مشغول رہو	۷۶	۲۵-۲۶
۳۔ زکوٰۃ (صدقات)		
راہ خدا میں مال خرچ کرنے کی ترغیب	۵۷	۷ مع حاشیہ
جو اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتا ہے گویا وہ اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دے رہا ہے جس کے بدلے اسے کئی گنا ملے گا	۵۷	۱۱
صدقہ دینے والے مرد و زن، ان کو کئی گنا ملے گا	۵۷	۱۸
ان کے لیے اجر کبیر ہے	۵۷	۱۸
زکوٰۃ دینے کا حکم	۵۸	۱۳
ان کے اموال میں سائل اور محروم کا حق ہے	۷۰	۲۴-۲۵
۴۔ جرائم و عقوبات		
دشمن کی جاسوسی کرنا	۶۰	۱ کا حاشیہ

	سورۃ	آیت
۵۔ ظہار		
اسلام میں ظہار کا پہلا واقعہ اس کا حکم	۵۸	۱ مع حاشیہ
بیوی کو بیٹی ماں کہنا بری بات ہے اور جھوٹ ہے	۵۸	۲
اس طرح وہ تمہاری ماں نہیں بن جاتی	۵۸	۲
ظہار کی تعریف ظہار کا کفارہ تفصیلات	۵۸	۳ مع حواشی
۶۔ مہاجر عورت		
جب کوئی عورت ہجرت کر کے آئے تو اس کا امتحان لو اگر وہ دل سے ایمان لا چکی ہے تو اسے واپس نہ کرو	۶۰	۱۰
وہ اب کفار کے لیے حلال نہیں	۶۰	۱۰
مہاجر عورت کے امتحان کا طریقہ	۶۰	حاشیہ آیت مذکورہ
مومن اور کافر کے درمیان زوجیت کی ممانعت	۶۰	۱۰
مہاجر عورت کی عدت کا حکم	۶۰	آیت مذکورہ کا حاشیہ
ان کے ساتھ نکاح کا حکم	۶۰	۱۰
کافر عورتوں کو مسلمان بھی آزاد کریں	۶۰	۱۰
ان عورتوں کے مہر کا مسئلہ	۶۰	
۷۔ طلاق		
طلاق مباح ہے لیکن از حد ناپسندیدہ ہے۔ اسے ابغض الحلال کہا گیا ہے۔ اس سے عرش کانپ جاتا ہے	۶۵	کا حاشیہ

	سُورۃ	آیت
طلاق دینے کا اسلامی طریقہ، اس کی حکمت		
حضرت ابن عمرؓ کا حالتِ حیض میں طلاق دینا اور حضورؐ کی ناراضگی	۶۵	۱ حاشیہ
طلاق کی قسمیں	۶۵	۲
سنّی اور بدعی اور ان کی تشریح		
۸۔ عدّت		
عدّت کے احکام، مدتِ عدّت کا نفقہ اور سکنیٰ مرد کے ذمہ ہے		
اثناءِ عدّت میں زوجین میں سے کوئی فوت ہوجائے تو وراثت کا حکم	۶۵	ابتدائی حواشی
اثناءِ عدّت میں نکاح باطل ہے		
عدّت گزرنے کے بعد عورت آزاد ہے		
عدّت گزرنے سے پہلے طے کرو کہ اس سے رجوع کرنا ہے یا نہیں بصورتِ ثانی اسے عمدگی سے رخصت کر دو۔	۶۵	ابتدائی حواشی
دونوں صورتوں میں گواہ بنانا افضل ہے		
نصیحت ان کے لیے ہے جو اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں	۶۵	ابتدائی حواشی

	سُورۃ	آیت
جن عورتوں کو حیض نہ آتا ہو، ان کی عدّت کا حکم	۶۵	۴ مع حاشیہ
حاملہ عورت کی عدّت کا حکم	۶۵	۴ مع حاشیہ
عدّت گزارنے والی عورتوں کے متعلق احوال اور ان کا حکم	۶۵	۶ مع حاشیہ
انہیں تنگ کرنے کے لیے ضرر نہ دو	۶۵	۶
۹۔ نفقہ و سکنیٰ	۶۵	۶
بیوہ جو حاملہ ہو اس کے نفقہ اور سکنیٰ کا حکم	۶۵	۶ حاشیہ
مطلقہ اپنے بچے کو دودھ پلائے تو وہ اجرت لینے کی حقدار ہے	۶۵	۶ حاشیہ
دیگر متعلقہ مسائل		
وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے	۶۵	۷
شیطان		
شیطان پہلے بڑے مکر و فریب سے انسان کو کفر و شرک کے گڑھے میں گراتا ہے پھر اسے بے یار و مددگار چھوڑ دیتا ہے اور اس کا تماشا دیکھتا ہے	۵۹	۶

صحابہ کرام اہل بیت عظام امت مسلمہ

	سورۃ	آیت
صحابہ کرام السابقون السابقون ہیں	۵۶	۱۰
یہی حضرات مقرب ہیں اور جنت نعیم میں ہیں	۵۶	۱۱-۱۲
ابتدا میں ان کی تعداد زیادہ بعد میں کم	۵۶	۱۳-۱۴
ان کی عزت افزائی	۵۶	۱۵ تا ۲۶
حضرت عکاشہ ابن محصن انہیں میں سے ہیں جن سے حساب نہیں لیا جائے گا	۵۶	۳۹ کا حاشیہ
صحابہ کی دو گروہ ہیں اور درجات کی تقسیم	۵۶	۱۰ کا حاشیہ
جنہوں نے فتح سے پہلے مال خرچ کیا اور جہاد کیا بعد میں آنے والے ان کے ہمسر نہیں ہو سکتے	۵۷	۱۰
ان کا درجہ بہت بڑا ہے اولئک اعظم درجۃ	۵۷	۱۰
فتح کے بعد خرچ کرنے والوں اور جہاد کرنے والوں کو بھی ان کا اجر ملے گا	۵۷	۱۰
حضرت صدیقؓ کا عباء کو کانٹوں سے ٹانکنا رضائے الٰہی کو خرید حاملین عرش کا یہی لباس زیب تن کرنا	۵۷	۱۱ کا حاشیہ
حضرت ابو دحداح کی شان ایثار۔ یہ آیت سن کر اپنا قیمتی باغ اللہ تعالیٰ کو قرض دے دیا	۵۷	۱۱ کا حاشیہ
حضرت فاروق اعظمؓ ایک بڑھیا کی باتیں دیر تک کھڑے سنتے رہے	۵۸	۱ کا حاشیہ

	سورۃ	آیت
سیدنا علی مرتضیٰ کے سوا [illegible]	۵۸	۱۲ کا حاشیہ
اہل ایمان دشمنان اسلام سے محبت نہیں کرتے۔ خواہ وہ ان کے باپ ہوں یا بیٹے یا قریبی رشتہ دار	۵۸	۲۲
جنگ کے میدان میں صحابہ کا اپنے کافر رشتہ داروں کو قتل کرنا	۵۸	حاشیہ آیت ۲۲
ان کے دلوں میں ایمان نقش کر دیا گیا ہے روح منہ سے ان کی تائید جنت کا مژدہ اللہ ان سے راضی وہ اللہ سے راضی	۵۸	۲۲
یہی اللہ کا لشکر ہیں اور یہی غالب ہیں	۵۸	۲۲
حضرت صدیقؓ نے بیٹے کو جام شہادت نوش کرنے کی اجازت طلب کی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا امتعنا بنفسک۔ تو میرے کان اور آنکھوں کی جگہ ہے	۵۸	حاشیہ آیت ۲۲
مہاجرین اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے طالب ہیں	۵۹	۸
اللہ اور اس کے رسولوں کی مدد کرتے ہیں۔ اولئک ھم الصادقون۔ یہی سچے ہیں	۵۹	۸
انصار کا اپنے مہاجر بھائیوں کے لیے ایثار	۵۹	۹

	سورۃ	آیت
انصار کے ایثار کی چند مثالیں	۵۹	۹ معہ حاشیہ
جو لالچ سے محفوظ ہوں وہی دونوں جہانوں میں کامیاب ہیں	۵۹	۹
گزشتہ مسلمانوں کے لیے دعا کرنے والے حضرات رافضی یہود و نصاریٰ سے ایک قدم آگے ہیں۔ حاشیہ نمبر ۲۲	۵۹	۱۰
رافضیوں کا صحابہ پر اعتراض اور اس کا رد	۶۲	۱۰
شیخین کی خلافت کی بشارت	۶۶	۳ معہ حاشیہ
تفسیر مجمع البیان کا حوالہ	۶۶	۳ کا حاشیہ
حضرت صدیقہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما کو توبہ کا حکم عصمت کے منافی نہیں	۶۶	۴
جو لوگ حضور کے ساتھ ایمان لائے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ روز حشر رسوا نہیں کرے گا	۶۶	۸
ان کا نور روز حشر ان کے آگے پیچھے پھیل رہا ہوگا	۶۶	۸
ان کی دعا	۶۶	۸
حضرت آسیہ زوجۂ فرعون کی استقامت اور دعا	۶۶	۱۱ معہ حاشیہ
حضرت مریم	۶۶	۱۲
سیجنبها الاتقی الذی یؤتی ماله یتزکی۔	۹۲	۱۷ تا ۲۱
یہ آیات صدیق اکبر کی شان میں نازل ہوئیں		

عورت

	سورۃ	آیت
زمانۂ جاہلیت کے ایک رواج ظہار کے بارے میں قرآن کا فیصلہ سورۃ میں ظہار کا پہلا واقعہ	۵۸	۱ معہ حاشیہ
بیوی کو ماں کہنا بری بات ہے اور جھوٹ	۵۸	۲
اس طرح وہ تمہاری ماں نہیں بن جاتی	۵۸	۲
ظہار کی تعریف ظہار کا کفارہ تفصیل احکام تفصیل بحث	۵۸	۳
مندرجہ ذیل معاملوں میں شریعت اسلامیہ کے عورتوں کے حقوق میں جو حدود ذکر کی ہیں		
۱۔ دارالحرب سے ہجرت کر کے آنے والی مسلمان خاتون		
۲۔ طلاق		
۳۔ عدت		
۴۔ نفقہ و سکنیٰ کی شقیں		
عورتوں کی بیعت کی عبارت ان کی بیعت کے مقاصد ان کی بیعت کا طریقہ	۶۰	۱۲ معہ حاشیہ
بچیوں کے ساتھ محبت اور ان کی عزت کرنے کی ترغیب (احادیث)	۸۱	۸ کا حاشیہ

بقیہ

قرآن کریم

	سورۃ	آیت
نصیحت قبول کرنے والے کے لیے	۵۴	۱۷، ۲۲، ۳۲، ۴۰
قرآن آسان بنا دیا گیا ہے		۴۰
قرآن کریم رحمٰن نے سکھایا ہے	۵۵	۲
مواقع النجوم کی قسم کھا کر فرمایا یہ قرآن کریم ہے	۵۶	۷۷
اسے صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں	۵۶	۷۹
اسے رب العالمین نے اتارا ہے	۵۶	۸۰
قرآن آیات بینات ہے جو اللہ تعالیٰ نے نازل کی ہیں تاکہ وہ اندھیروں میں بھٹکنے والوں کو نور کی طرف لے آئے	۵۷	۹
اگر قرآن کریم پہاڑ پر اترتا تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتا	۵۹	۲۱
ایمان لاؤ قرآن پر یہ نور ہے	۶۴	۸
قرآن کریم سب کے لیے وعظ و نصیحت ہے	۶۸	۵۲
قرآن نہ کسی شاعر کا قول ہے نہ کسی کاہن کا	۶۹	۴۱-۴۲
بلکہ رب العالمین کی طرف سے نازل شدہ ہے	۶۹	۴۳
اگر آپ خود گھڑ کر ہماری طرف منسوب کرتے تو رگ دل کاٹ دی جاتی	۶۹	۴۴، ۴۵، ۴۶
نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قرآن یاد کرانا پھر اس کا مفہوم سمجھانا اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لیا ہے	۷۵	۱۶ تا ۱۹
قرآن نصیحت ہے جس کا جی چاہے نصیحت قبول کرے	۷۴	۵۴-۵۵
قرآن کریم نصیحت ہے	۷۶	۲۹
قرآن کریم نصیحت ہے جس کا جی چاہے نصیحت قبول کرے	۸۰	۱۱-۱۲
قرآن کریم تھوڑا تھوڑا کر کے نازل فرمایا	۷۶	۲۳
شان قرآن	۸۰	۱۳ تا ۱۶
قرآن کریم کو ایک جلیل القدر فرشتہ لے کر آیا ہے	۸۱	۱۹، ۲۰، ۲۱
یہ ذکر للعالمین ہے	۸۱	۲۷
یہ قرآن مجید ہے لوح محفوظ میں	۸۵	۲۱-۲۲
قرآن کریم قول فیصل ہے ہنسی مذاق نہیں	۸۶	۱۳ تا ۱۴
قرآن کریم ہم نے لیلۃ القدر میں نازل کیا	۹۷	۱
لیلۃ القدر ہزار مہینے سے بہتر ہے	۹۷	۲، ۳
وجہ تسمیہ یہ کس مہینہ کی کونسی رات ہے	۹۷	مع حواشی
اس میں فرشتے نازل ہوتے ہیں	۹۷	۴-۵

دیگر آسمانی کتب

	سورۃ	آیت
حضرت عیسیٰ نے تورات کی تصدیق کی	۶۱	۶
موجودہ اناجیل کی تدوین و ترتیب تفصیلات حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں	۶۱	۶ حاشیہ
برنباس کی شخصیت اور اس کی انجیل کی علمی اور تاریخی حیثیت پر تفصیلی بحث	۶	۶ حاشیہ
انجیل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کی متعدد بشارتیں	۶۱	۶ حاشیہ

	سورۃ	آیت
صحف ابراہیم و موسیٰ میں بھی وہی ہدایات ہیں جو اس قرآن کریم میں ہیں کہ آخرت اس دنیا سے بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے	۸۷	۱۸، ۱۹

قیامت

	سورۃ	آیت
قیامت بالکل قریب آگئی ہے	۵۳	۵۷ حاشیہ
اس کی دلیل	۵۴	۱
روز قیامت آسمان پھٹ جائے گا اور اس کا رنگ سرخ ہو جائے گا	۵۵	۳۷
اس کے گناہوں کے بارے میں کسی جن و انس سے نہ پوچھا جائے گا۔ وجود ہی جواب دہ ہوگا	۵۵	۳۹
مجرموں کا حال	۵۵	۴۱ تا ۴۴
قیامت ضرور واقع ہوگی کوئی جھٹلا نہ سکے گا	۵۶	۱-۲
قیامت کسی کو ذلیل اور کسی کو سرفراز کرے گی	۵۶	۳
وقوع قیامت کا ہوشربا منظر	۵۶	۴-۵-۶
قیامت کے روز اول و آخر سب جمع کیے جائیں گے	۵۶	۴۹-۵۰
قیامت کے روز تمہیں پیدا کرنا مشکل نہیں	۵۶	۶۰-۶۱، ۶۲
روز قیامت رشتہ دار اور اولاد کام نہ آئے گی	۶۰	۳
کفار کا انکار قیامت اور اس کی پرزور تردید	۶۴	۷
قیامت کو یوم تغابن کہنے کی وجہ	۶۴	۹
کفار پوچھتے ہیں قیامت کب آئے گی؟ آپ فرما دیجئے اس کا علم اللہ کے پاس ہے	۶۷	۲۵-۲۶

	سورۃ	آیت
قرب قیامت کے وقت کفار کی حالت	۶۷	۲۷
قیامت آکر رہے گی (الحاقہ)	۶۹	۲-۳
قیامت پر ایمان اصلاح کا اساس ہے	۶۹	حاشیہ آیت ۵۲
جب صور پھونکا جائے گا تو زمین اور پہاڑ ریزہ ریزہ کر دیے جائیں گے آسمان پھٹ جائے گا	۶۹	۱۳ تا ۱۶
فرشتے ہر طرف کھڑے کر دیئے جائیں گے	۶۹	۱۷
آٹھ فرشتے عرش الٰہی کو اٹھائے ہوئے ہوں گے	۶۹	۱۷
قیامت کے روز آسمان اور پہاڑوں کی حالت	۷۰	۸-۹
کوئی جگری دوست کسی جگری دوست کو نہیں پوچھے گا	۷۰	۱۰
وہ چاہے گا کہ اپنے بچوں، بیوی بلکہ سب کو بطور فدیہ دے دے اور خود چھوٹ جائے لیکن ناممکن	۷۰	۱۱ تا ۱۸
قسمیں کھا کر بتایا کہ قیامت ضرور آئے گی	۷۵	۱-۲
انسان کا یہ خیال باطل ہے کہ اعادۂ قیامت ناممکن ہے	۷۵	۳-۴
قیامت کے انکار کی وجہ	۷۵	۵
وقوع قیامت کے وقت کا منظر	۷۵	۶ تا ۹
اس روز کفار کے لیے کوئی جائے پناہ نہ ہوگی	۷۵	۱۰-۱۱، ۱۲
انسان کو اس کے اعمال سے آگاہ کیا جائے گا	۷۵	۱۳
انسان جتنے بہانے بنائے اسے حقیقت حال کا علم ہے	۷۵	۱۴-۱۵

	سُورۃ	آیت
اہلِ ایمان کے چہرے تروتازہ ہوں گے	۷۵	۲۲-۲۳
بدکاروں کے چہروں پر نحوست برس رہی ہوگی	۷۵	۲۴-۲۵
جس نے انسان کو قطرہ آب سے بنایا اس کو دوبارہ زندہ بھی کر سکتا ہے	۷۵	۳۷ تا ۴۰
جب صور پھونکا جائے گا تو کفار کے لیے وہ بڑا سخت دن ہوگا	۷۴	۸-۹-۱۰
دوزخ بہت بڑی آفت ہے	۷۴	۳۲ تا ۳۶
پانچ قسمیں کھا کر بتایا کہ قیامت ضرور آئے گی	۷۷	۱ تا ۷
قیامت کا ہولناک منظر	۷۷	۸ تا ۱۴
اس روز جھٹلانے والوں کی تباہی ہوگی	۷۷	۱۵
جہنم کا ہولناک منظر	۷۷	۲۹ تا ۳۳
روزِ قیامت یوم الفصل ہے مجرموں سے قوت گویائی سلب کر لی جائے گی	۷۷	۳۵ تا ۳۹
قیامت کے بارے میں ان کے شکوک اور ان کا رد	۷۸	۱ تا ۵
وقوعِ قیامت پر تکوینی دلائل	۷۸	۶ تا ۱۶
وقوعِ قیامت کے لیے ایک وقت مقرر ہے	۷۸	۱۷
منظرِ قیامت	۷۸	۱۸ تا ۲۰
عذابِ قیامت	۷۸	۲۱ تا ۳۰
قیامت ضرور آئے گی	۷۹	۱ تا ۵
وقوعِ قیامت پر کفار کا اظہارِ حیرت	۷۹	۱۰ تا ۱۲
جب قیامت برپا ہوگی انسان کو اپنے	۷۹	۳۵
سارے اعمال یاد آجائیں گے	۷۹	۳۵
روزِ حشر انسان اپنے بھائی، ماں، باپ بیوی اور بچوں سب سے بھاگے گا	۸۰	۳۴ تا ۳۶
کتنے چہرے خوش و خرم مسکراتے ہوں گے	۸۰	۳۸-۳۹
کئی چہرے غبار آلود اور سیاہ ہوں گے	۸۰	۴۰-۴۱
وقوعِ قیامت کا منظر	۸۰	۳۳
سورج اور ستارے بے نور، پہاڑ محوِ گردش سمندر کے شعلے (اس کی وجہ)	۸۱	۱ تا ۶
زندہ درگور لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ اسے کیوں زندہ درگور کیا گیا تھا	۸۱	۸
جو کچھ اس نے کیا وہ قیامت میں عیاں ہو جائے گا	۸۲	۱ تا ۵
کئی قسمیں کھا کر فرمایا قیامت ضرور آئے گی	۸۹	۱ تا ۵
جب قیامت برپا ہوگی اس وقت انسان کی آنکھ کھلے گی لیکن بے سود	۸۹	۲۱ تا ۲۳
وقوعِ قیامت کا منظر	۹۹	۱ تا ۵
روزِ قیامت لوگ گروہ در گروہ نکلیں گے جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی اسے اس کا اجر ملے گا جس نے ذرہ برابر گناہ کیا ہوگا اسے اس کی سزا ملے گی	۹۹	۶-۷-۸
جب لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح اور پہاڑ دھنکی ہوئی اون کی مانند ہوں گے	۱۰۱	۴ تا ۵
اس روز جس کے پلڑے بھاری ہوں گے وہ خوش و خرم ہوگا	۱۰۱	۶

	سورۃ	آیت
جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے وہ دوزخ میں ہوں گے	۱۰۱	۸ ۔ ۹
قیامت کے منکر یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ سنگدلانہ سلوک کرتے ہیں، نماز میں سستی اور ریاکاری ان کا شعار ہے	۱۰۷	۱ تا ۷

کفار و مشرکین

	سورۃ	آیت
ان کے عقائد		
ان کے اطوار		
عبرتناک انجام		
کفار معجزات دیکھ کر منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جادو ہے	۵۴	۲
وحی کی تکذیب، جھوٹے نفس کی پیروی ان کا شیوہ ہے	۵۴	۳
روز قیامت ان کی حالت زار	۵۴	۶ ۔ ۸
کفار کس غلط فہمی میں مبتلا ہیں	۵۴	۴۳، ۴۴
انہیں یقیناً شکست ہو گی	۵۴	۴۵
روز قیامت ان کا حال زار	۵۴	۴۷ ۔ ۴۸
اصحاب المشئمہ	۵۶	۹
ان کی حالت زار	۵۶	۴۱ تا ۴۴
اس کی وجہ	۵۶	۴۵ ۔ ۴۶
وہ منکرین قیامت تھے	۵۶	۴۷
اس کی سزا	۵۶	۵۱ تا ۵۶
ان کی بدقسمتی ملاحظہ ہو کہ ان کے حصہ میں تکذیب قرآن کے سوا کچھ نہیں	۵۶	۸۱ ۔ ۸۲

	سورۃ	آیت
منافقین کا انجام	۵۹	۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۷
اے کفار، تمہارے ایمان نہ لانے کی وجہ کیا ہے؟	۵۷	۸
کفار کے لیے دردناک عذاب ہے	۵۸	۴
جو اللہ اور رسول کی حدود کو توڑتے ہیں انہیں ذلیل و خوار کیا جاتا ہے	۵۸	۵
کفار کے لیے رسوا کن عذاب ہے	۵۸	۵
اگر کفار تم پر چھا جائیں تو تمہاری تکذیب کریں	۶۰	۲
بڑا ظالم ہے جو اللہ پر افترا باندھتا ہے	۶۱	۷
یہ اللہ کے نور کو پھونکوں سے بجھا دینا چاہتے ہیں لیکن کامیاب نہ ہوں گے	۶۱	۸
کفار کو اپنے کفر کی سزا ملی	۶۴	۵
انہوں نے اللہ کے رسولوں کا انکار کیا، نتیجہ یہ کہ اللہ بھی ان سے بے پروا ہو گیا	۶۴	۶
اللہ اور اس کے رسول کے نافرمانوں کو سخت سزا دی جائے گی	۶۵	۸
کفار کا کوئی عذر مقبول نہ ہو گا	۶۶	۷
کفار کے لیے جہنم	۶۷	۶
کفار کا دوزخ میں پھینکا جانا اور دیگر ہولناک مناظر	۶۷	۷، ۸، ۹
کفار کا اعتراف کہ ہم خطاکار تھے	۶۷	۱۱
کفار اللہ کے عذاب سے کیوں نہیں ڈرتے	۶۷	۱۶، ۱۷
گزشتہ برباد شدہ قوموں سے عبرت حاصل کرو	۶۷	۱۸
کیا ان کے پاس ایسا لشکر ہے جو انہیں اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچا سکے؟	۶۷	۲۰

	سورۃ	آیت
اگر وہ رزق بند کر دے تو وہ کیا کریں گے	۶۷	۲۱
کفار منہ اوندھے کیے ہوئے چلے جا رہے ہیں	۶۷	۲۲
کفار کو تنبیہ کہ تمہیں عذاب سے کون بچائے گا	۶۷	۲۸
کفار تمنا کرتے ہیں کہ آپ نرمی اختیار کریں تاکہ وہ بھی شدت ترک کر دیں	۶۸	۹
ایسے کافر کے پیچھے چلنے سے ممانعت جس میں یہ عیوب ہوں	۶۸	۱۰ تا ۱۶
باغ والے کفار کی تباہی کا تذکرہ	۶۸	۱۷ تا ۳۳
کیا کفار کے پاس کوئی عقلی یا نقلی دلیل ہے کہ سارے کام ان کی منشاء کے مطابق ہوں گے	۶۸	۳۵ تا ۴۱
کفار کو روز قیامت سجدہ کرنے کا حکم دیا جائے گا لیکن وہ سجدہ نہ کر سکیں گے	۶۸	۴۳
کفار کو صورت استدراج بھی سزا دی جاتی ہے	۶۸	۴۴ حاشیہ
جن اقوام نے رسولوں کی مخالفت کی انہیں سختی سے پکڑ لیا گیا	۶۹	۹-۱۰
کفار کے بائیں ہاتھ میں ان کا نامۂ عمل دیا جائے گا	۶۹	۲۵
ان کا واویلا	۶۹	۲۵ تا ۲۹
حکم ہوگا کہ پکڑو اور زنجیروں میں جکڑ کر جہنم رسید کر دو	۶۹	۳۰ تا ۳۲
کیونکہ وہ نہ اللہ پر ایمان لاتا تھا اور نہ مسکین	۶۹	۳۳ ۳۴

	سورۃ	آیت
کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتا تھا	۶۹	۳۳.۳۴
اس کا آج کوئی دوست نہیں۔ اس کا کھانا غسلین ہے	۶۹	۳۵-۳۶ ۳۷
کفار جس عذاب کا مطالبہ کر رہے ہیں وہ اٹل حقیقت ہے اُسے کوئی روک نہیں سکتا	۷۰	۲
روز قیامت پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا	۷۰	۴
ان کو کھیل کود میں مشغول رہنے دیں	۷۰	۴۲ تا ۴۴
قوم نوح کے رئیسوں کا لوگوں کو کہنا کہ اپنے بتوں کو ہرگز نہ چھوڑنا خصوصاً ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو	۷۱	۲۳
بت پرستی کا آغاز اور رواج	۷۱	۲۳ حاشیہ
ان پانچ بتوں کی مزید تحقیق	۷۱	۲۳
عذاب قبر کا ثبوت قرآن و سنت سے	۷۱	۲۵
ان کی اولاد کے بارے میں آپ کا علم کہ سب گمراہ پیدا ہوں گے	۷۱	۲۷
نزع موت کے وقت کفار کی حالت	۷۵	۲۶ تا ۳۰
نہ قرآن کی تصدیق کی، نہ نماز ادا کی بلکہ جھٹلایا اور منہ موڑ لیا	۷۵	۳۱ تا ۳۳
اس کی تباہی قریب آ گئی	۷۵	۳۴-۳۵
اگر تم کفر کرتے رہے تو روز حشر کیسے بچو گے	۷۳	۱۷-۱۸
ولید بن مغیرہ کے بارے میں غیظ و غضب کا اظہار	۷۴	۱۱ تا ۲۳
وہ واقعہ جو قہر الٰہی کا باعث بنا	۷۴	۱۸ کا حاشیہ

	سورۃ	آیت
وہ کہتا ہے کہ قرآن جادو ہے یہ جادوگری ہے	۷۴	۲۴، ۲۵
اس کو دوزخ میں پھینکا جائے گا	۷۴	۲۶ تا ۲۹
کفار کے لیے شفاعت نہیں	۷۴	۴۸
کفار ان گدھوں کی طرح ہیں جو شیر کو دیکھ کر بھاگے جا رہے ہیں	۷۴	۴۹، ۵۰ ۵۱
کفار ایمان لانے کے بجائے عذر پیش کرتے ہیں	۷۴	۵۲
کفار کے لیے جہنم کی بیڑیاں طوق و سلاسل	۷۶	۴
یہ لوگ عاجل نعمتوں کو پسند کرتے ہیں اور آخرت کی نعمتوں کو نظرانداز کرتے ہیں	۷۶	۲۷
سرکشوں اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے والوں کا ٹھکانہ جہنم ہوگا	۷۹	۳۷، ۳۸ ۳۹
ناشکرا انسان ہلاک ہو گا	۸۰	۱۷
وہ اپنی تخلیق پر غور کیوں نہیں کرتے	۸۰	۱۸ تا ۲۲
صرف سرکش و بدکار ہی قیامت اور قرآن کا انکار کرتے ہیں	۸۳	۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳
انہیں دیدار الٰہی سے محروم کر دیا جائے گا	۸۳	۱۵
پھر انہیں جہنم رسید کر دیا جائے گا	۸۳	۱۶ ـ ۱۷
جس کتاب میں کفار کے اعمال ہوں گے اسے سجین کہا جاتا ہے	۸۳	۷، ۸
اہل ایمان کا مذاق اڑانا ان کا دستور ہے	۸۳	۲۹ تا ۳۲
ان کا نامۂ عمل انہیں پس پشت دیا جائے گا	۸۴	۱۰
اس پر اس کا شور و غوغا	۸۴	۱۱، ۱۲، ۱۳
اصحاب الاخدود تباہ ہو گئے، ان کے لیے ابدی عذاب	۸۵	۴ تا ۷

	سورۃ	آیت
مسلمانوں پر ان کی ناراضگی کی صرف یہ وجہ تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے تھے	۸۵	۸، ۹
کفار مکر و فریب کر رہے ہیں میں انہیں ناکام بنا دوں گا	۸۶	۱۵
روز قیامت کفار کی حالت زار	۸۸	۲ تا ۷
بدبخت آگ میں جلیں گے	۹۲	۱۴، ۱۵، ۱۶
انسان جب اپنے آپ کو مستغنی دیکھتا ہے تو سرکشی کرنے لگتا ہے	۹۶	۶ ـ ۸
ابوجہل کی گستاخانہ جسارت اور اس کو تنبیہ	۹۶	۹، ۱۰
اگر وہ ہدایت قبول کرتا تو کتنا اچھا ہوتا	۹۶	۱۱، ۱۲
اگر وہ ان گستاخیوں سے باز نہ آیا تو ہم اس کو اس کی پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹیں گے	۹۶	۱۵ تا ۱۹
کفار و مشرکین ہمیشہ جہنم میں رہیں گے		
کیا وہ نہیں جانتے کہ قیامت کے روز قبروں کو ظاہر کر دیا جائے گا اور سینے کے راز افشا ہوں گے	۱۰۰	۹ ـ ۱۰
مال زیادہ کرنے کی ہوس نے تمہیں غافل کر دیا ہے	۱۰۱	۱ تا ۵
ہلاکت ہے طعنے دینے والوں کے لیے	۱۰۴	۱
پیٹھ پیچھے عیب جوئی کرنے والوں کے لیے		
جو مال جمع کرتا ہے اور اسے گن گن کر رکھتا ہے	۱۰۴	۲

	سورۃ	آیت
خیال کرتا ہے کہ اس کا مال اُسے لافانی بنا دے گا	۱۰۴	۳
اس کے لیے حطمۃ ہے حطمہ کی توضیح	۱۰۴	۴ تا ۹
کعبہ پر ابرہہ کی لشکرکشی اور ذلیل ترین شکست کی تفصیلات	۱۰۵	۱ تا ۵
کفار کو بتا دیا کہ پہلے میں نے تمہارے بتوں کی پوجا کی نہ اب کروں گا اسی طرح تم کو بھی میرے معبود برحق کی عبادت کی توفیق نصیب نہ ہوگی	۱۰۹	۱ تا ۶
مشرکوں نے بتوں کے فرضی نام رکھ چھوڑے ہیں جن کی کوئی سند نہیں	۵۳	۲۳
یہ محض ظن اور ہوائے نفس کی پیروی کرتے ہیں	۵۳	۲۳
کفار کے لیے شفاعت نہیں	۵۳	۲۶ مع حاشیہ
مشرکین فرشتوں کے نام عورتوں کے سے رکھتے ہیں	۵۳	۲۷
یہ محض ظن کے پیروکار ہیں	۵۳	۲۸
اور ظن کوئی فائدہ نہیں دیتا	۵۳	۲۸
کفار کے اخلاق و اطوار	۵۳	۳۲،۳۳،۳۴

معاشیات

تولنے میں ڈنڈی اور کمی کی ممانعت	۵۵	۸،۹ مع حواشی
والارض وضعها للانام سے اشتراکیت کا نظریہ ثابت کرنا غلط ہے	۵۵	۱۰ حاشیہ

	سورۃ	آیت
دولت کی فراوانی کبھی سرکشی و طغیان کا باعث بھی بن جاتی ہے	۵۶	۴۵
جو اموال تمہارے پاس ہیں ان میں تم اللہ کے نائب ہو	۵۷	۷
جو لوگ راہ خدا میں مال خرچ کرتے ہیں ان کے لیے اجر کبیر ہے	۵۷	۷
جو لوگ راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں وہ اللہ کو قرض حسن دیتے ہیں	۵۷	۱۱
جو لوگ راہ خدا میں مال خرچ کرتے ہیں ان کے لیے اجر کبیر ہے	۵۷	۱۸
دنیوی زندگی لہو و لعب ہے زینت مال اور اولاد کی کثرت پر تفاخر ہے	۵۷	۲۰
اس کی مثال	۵۷	۲۰
ما الحیوۃ الدنیا الا متاع الغرور	۵۷	۲۰
مال فئی کی تعریف اس کے مصارف	۵۸	۶-۷ مع حواشی
مال غنیمت		
اسلامی اقتصادیات کا زریں اصول کہ دولت اغنیاء ہی میں گھومتی نہ رہے	۵۸	۷
اسلامی بیت المال اس کے ذرائع آمدن اور مصارف تفصیلی بحث	۵۹	۷ مع حاشیہ
نماز جمعہ کے بعد کسب معاش کے لیے زمین میں پھیل جاؤ	۶۲	۱۰

	سورۃ	آیت
کسب معاش کو اللہ کا فضل فرمایا	۶۲	۱
اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا تمہارے لیے بہتر ہے	۶۴	۱۶
بخل سے بچنے کی ترغیب	۶۴	۱۶
راہ خدا میں جو مال تم خرچ کرتے ہو وہ گویا اسے قرض دیتے ہو جو کئی گنا کر کے واپس کیا جائے گا	۶۴	۱۷
جو مساکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا اسے پکڑ لیں، زنجیر میں جکڑ کر دوزخ رسید کیا جائے گا	۶۹	۳۳، ۳۴
کسب رزق حلال کو جہاد کے برابر درجہ دیا گیا	۷۳	۲۰ مع حاشیہ
احتکار (ذخیرہ اندوزی) سے نفرت	۷۰	۱۸
راہ خدا میں خرچ کرنے کا ثواب	۷۳	۲۰
وہ دوزخی کہیں گے ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے اور مسکینوں کو کھانا نہیں کھلایا کرتے تھے	۷۴	۴۲، ۴۳، ۴۴
کم تولنے اور کم ناپنے سے سخت ممانعت اور ایسے لوگوں کے لیے تباہی کی پیشین گوئی	۸۳	۱، ۲، ۳
انہیں قیامت کے خوفناک دن سے ڈرایا گیا ہے	۸۳	۴، ۵، ۶
یتیموں کی تکریم نہ کرنا، غریب کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہ دینا، مال سے بے پناہ محبت انسان کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذلیل کر دیتی ہے	۸۹	۱۷ تا ۲۰

	سورۃ	آیت
اعمالِ خیر: غلام کو آزاد کرنا یتیم و غریب کو کھانا کھلانا	۹۰	۱۲ تا ۱۶
سیدنا علی بیت المال کے در و دیوار سے کہتے، گواہ رہنا میں نے تمہیں حق کے ساتھ بھرا اور حق کے ساتھ خالی کیا	۹۹	۴ حاشیہ
قریش کے دلوں میں تجارت کی محبت پیدا کر دی اور انہیں خوشحال بنا دیا	۱۰۶	۱ تا ۴
یتیموں کو دھکے دے کر نکالنا، مساکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہ دینا، استعمال کی چیزوں کو روکے رکھنا، یہ قیامت پر ایمان نہ رکھنے کی نشانی ہے	۱۰۷	۱ تا ۷
لیس للانسان الا ما سعیٰ۔ اس آیت سے اشتراکیوں کا غلط استدلال	۵۳	۳۹ کا حاشیہ

مومنین اور متقین

	سورۃ	آیت
جنات اور نہریں	۵۴	۵۴
اللہ تعالیٰ کی بارگاہ قدس میں شرف باریابی اور دیگر اعزازات	۵۴	۵۵ مع حاشیہ
اولیاء اللہ جب فرشتے جنت کی طرف چلنے کی دعوت دیں گے تو کہیں گے کہ ہمارا مقصود تو اللہ تعالیٰ ہے	۵۴	۵۵ حاشیہ
جو اللہ کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرتا رہا ہے اسے دو جنتیں ملیں گی	۵۵	۴۶

	سورۃ	آیت
ان دو جنتوں کے تفصیلی حالات	۵۵	۴۸ تا ۵۹
ان کے علاوہ انہیں دو اور جنتیں ملیں گی ان کی تفصیل	۵۵	۶۲ تا ۷۶
اصحاب ثلاثہ دائیں بائیں والے	۵۶	۸
اصحاب الیمین کی عزت افزائیاں	۵۶	۲۰ تا ۳۸
مقربین کی عزت افزائی	۵۶	۸۸، ۸۹
اصحاب یمین پر مہربانیاں	۵۶	۹۰، ۹۱
اہل ایمان جب قبروں سے اٹھیں گے تو ان کا نور ایمان آگے اور دائیں جانب ضوفشاں ہوگا	۵۷	۱۲
کیا ابھی وہ گھڑی نہیں آئی کہ اہل ایمان کے دل ذکر الٰہی کے لیے خشوع کریں	۵۷	۱۶ ابتدائی حصہ
اہل کتاب کی طرح نہ ہو جاؤ کہ وقت گزرنے کے ساتھ ان کے دل سخت ہو جائیں	۵۷	۱۶
جو اللہ اور رسول پر ایمان لائے وہ صدیق و شہید ہے	۵۷	۱۹
نیکی اور تقویٰ کے بارے میں مشورہ کیا کرو	۵۸	۹
گناہ، ظلم اور نافرمانی کے بارے میں مشورہ کی ممانعت	۵۸	۹
اللہ تعالیٰ اہل ایمان اور اہل علم کے درجات کو بلند فرمائے گا	۵۸	۱۱
اہل ایمان، اللہ اور اس کے رسول کے مخالفین سے محبت نہیں کرتے خواہ وہ ان کے قریبی رشتہ دار ہوں	۵۸	۲۲
ایسے لوگوں پر انعامات الٰہی	۵۸	۲۲
اے مومنین! اللہ سے ڈرو، کل کی فکر کرو	۵۹	۸
خدا کو فراموش مت کرو ورنہ خود فراموش بن جاؤ گے	۵۹	۱۹
اہل جنت اور دوزخی برابر نہیں ہو سکتے	۵۹	۲۰
اللہ کے دشمنوں کو اپنا دوست مت بناؤ	۶۰	۱
ان کی میٹھی باتوں پر مت جاؤ وہ سنگدل ظالم ہیں	۶۰	۲
تمہارے رشتہ دار اور اولاد تمہیں نفع نہ پہنچا سکے گی	۶۰	۳
اہل ایمان و عمل کی جزا: تکفیر سیئات اور دخول جنت	۶۴	۹
ایمان سے تسلیم و رضا کی کیفیت نصیب ہوتی ہے	۶۴	۱۱
مومن اللہ پر ہی بھروسہ کرتے ہیں	۶۴	۱۳
اے اہل ایمان، کئی بیویاں اور کئی بچے تمہارے دشمن ہیں ان سے ہوشیار رہو	۶۴	۱۴
مال و اولاد تو آزمائش ہیں	۶۴	۱۵
جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی نجات کی راہ بنا دیتا ہے اور وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے گمان نہیں ہوتا	۶۵	۲-۳
جو اللہ پر توکل کرتا ہے وہ اسے کافی ہے	۶۵	۳
جو تقویٰ اختیار کرے گا اللہ اس کے کام کو آسان بنا دے گا	۶۵	۴

	سورۃ	آیت
جو تقویٰ اختیار کرے گا اس کی برائیاں کو دور کر دیا جائے گا اور اسے بڑا اجر ملے گا	۶۵	۵
اہل ایمان ہی اہل خرد ہیں	۶۵	۱۰
جو بن دیکھے اللہ سے ڈرتے ہیں ان کے لیے مغفرت اور اجر کبیر ہے	۶۷	۱۲
متقین کے لیے جنت نعیم ہے	۶۸	۳۴
مسلمان اور کافر یکساں نہیں	۶۸	۳۵، ۳۶
اہل ایمان کو ان کے نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیے جائیں گے۔ ان کی خوشی	۶۹	۱۹ تا ۲۴
جذب الٰہی اور شیخ کامل کی توجہ کے بغیر فنائے قلب کے بعد آگے سفر ممکن نہیں	۷۰	۴ حاشیہ
شیخ کامل کی توجہ سے وہ مقام ملتا ہے جو مجاہدات، عبادات و ریاضت سے نہیں ملتا	۷۳	۸ کا حاشیہ
ابرار کے لیے جنت کی نعمتیں	۷۶	۵، ۶
ابرار کی صفات حمیدہ۔ وہ نذر پوری کرتے ہیں اور قیامت سے ڈرتے ہیں۔	۷۶	۷
اللہ کی محبت کے لیے وہ مسکین یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں	۷۶	۸، ۹، ۱۰
اللہ تعالیٰ انہیں قیامت کے شر سے بچائے گا	۷۶	۱۱
دیگر انعامات	۷۶	۱۱ تا ۲۲

	سورۃ	آیت
متقین پر عنایات	۷۸	۳۰ تا ۳۲
مدبرات امر میں وہ شامل ہیں	۷۸	۵
ان کی قبور کی زیارت کی وجہ سے زائرین کی مشکلیں حل ہوتی ہیں	۷۸	۵ کا حاشیہ
اللہ کے مقبولوں کو روز قیامت کوئی حزن نہ ہوگا	۷۹	۱۴ حاشیہ
جو اللہ کی جناب میں حاضر ہونے سے ڈرتا رہا اور نفس کو سرکشی سے روکتا رہا اس کا مقام جنت ہے	۷۹	۴۰، ۴۱
ہوائے نفس سے بچنے کا ذریعہ شیخ کامل کا دامن مضبوطی سے پکڑنا ہے	۷۹	۴۰ کا حاشیہ
جس کتاب میں ابرار کے اعمال محفوظ ہیں اس کا نام علیین ہے	۸۳	۱۸، ۱۹، ۲۰
علیین کی مزید تحقیق	۸۳	حاشیہ آیت بالا
ابرار پر مزید عنایات	۸۳	۲۲ تا ۲۸
ان کو نامۂ عمل دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور وہ خوشی خوشی واپس لوٹیں گے	۸۴	۷، ۸، ۹
اہل ایمان کے لیے نہ ختم ہونے والا اجر ہے	۸۴	۲۵
جو تزکیہ نفس کرتا ہے اپنے رب کا ذکر کرتا ہے۔ نماز ادا کرتا ہے۔ وہ کامیاب ہوگا	۸۷	۱۴، ۱۵
اہل ایمان کے شگفتہ چہرے اور دیگر بے شمار انعامات	۸۸	۸ تا ۱۶
نفس مطمئنہ کو بشارتیں (ارجعی الی ربک)	۸۹	۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰
متقی دوزخ کی آگ سے بچ جائیں گے	۹۲	۱۷ تا ۲۰

	سُورۃ	آیت
حضرت غوث اعظم کا ارشاد (قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ)	۹۳	۱۱ حاشیہ
ایمان والوں کے لیے اجر غیر ممنون ہے	۹۵	۶ مع حاشیہ
اہل ایمان خیر البریہ ہیں انہیں جنت ملے گی	۹۸	۷-۸
اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی	۹۸	۸
یہ سعادت اُسے حاصل ہے جو اللہ سے ڈرتا ہے	۹۸	۸
مرشد کامل کی توجہ سے مریدوں کے فطری نقائص اور خامیاں بھی دُور ہو جاتی ہیں	۱۱۰	۲ کا حاشیہ

مُنافقین

	سُورۃ	آیت
روزِ قیامت منافق کہیں گے۔ اے اہل ایمان ہمیں بھی اپنے ساتھ لے چلو تاکہ تمہارے نورِ ایمان سے ہم بھی استفادہ کریں۔ ان کا جواب	۵۷	۱۳
منافق پکاریں گے کیا دُنیا میں ہم تمہارے ساتھ نہ تھے مسلمانوں کا جواب	۵۷	۱۴
آج ان سے اور کفار سے کوئی فدیہ قبول نہ ہوگا	۵۷	۱۵
مُنافقین گناہ، ظلم اور رسُول کی نافرمانی کے لیے سرگوشیاں کرتے ہیں حالانکہ انہیں روکا گیا ہے	۵۸	۸
منافقین کی دلی ہمدردیاں کفار کے ساتھ ہیں	۵۸	۱۴ حاشیہ
وُہ جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں	۵۸	۱۴

	سُورۃ	آیت
ان کے لیے شدید عذاب تیار ہے	۵۸	۱۵
انہوں نے قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے		
اس طرح وُہ لوگوں کو اسلام سے روکتے ہیں	۵۸	۱۶
ان کے مال اور ان کی اولاد انہیں عذاب الٰہی سے بچا نہ سکے گی	۵۸	۱۷
یہ قیامت کے دن بھی جھوٹی قسمیں کھائیں گے	۵۸	۱۸
شیطان نے ان پر تسلط جما رکھا ہے اور یادِ خدا سے انہیں غافل کر دیا ہے	۵۸	۹
یہی لوگ حزب الشیطان ہیں	۵۸	۱۹
منافقین نے یہودی قبیلہ کو کہلا بھیجا کہ وُہ ہرگز مدینہ نہ چھوڑیں ہم تمہارے ساتھ ہیں تمہارے ساتھ ہی نکلیں گے یہاں سے چلیں گے	۵۹	۱۱
وُہ ہرگز ایسا نہیں کریں گے وُہ پرلے درجے کے جھوٹے اور بزدل ہیں	۵۹	۱۲
منافقین اور یہود کی مثال ایسی ہے جیسے شیطان اور انسان	۵۹	۱۶-۱۷
منافق بظاہر حضور کی رسالت کی گواہی دیتے اللہ تعالیٰ ان کی تکذیب فرماتا ہے	۶۳	۱
اپنی قسموں کو انہوں نے ڈھال بنا رکھا ہے	۶۳	۲
ان کے کرتوتوں کے باعث ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی	۶۳	۳
ان کے ظاہر خوشنما، باتیں بڑی رسیلی لیکن خود بے کار	۶۳	۴

	سورۃ	آیت
پہلے درجے کے بزدل	۶۳	۴
یہ دشمن ہیں ان سے ہوشیار رہیے	۶۳	۴
طلب مغفرت کے لیے بارگاہ رسالت میں حاضر ہونے سے انکار	۶۳	۵
جو تیری بارگاہ میں حاضر ہوگا اس کو بخشا نہیں جائے گا	۶۳	۶
عبداللہ بن ابی کا کہنا کہ مسلمانوں کی روٹی اور چندہ بند کردو۔ یہ خود ہی تتر بتر ہو جائیں گے	۶۳	۷ حاشیہ
منافقین بے سمجھ ہیں	۶۳	۷
منافق کہتے ہیں مدینہ جا کر عزت والے ذلیلوں کو نکال دیں گے۔ اس کا رد	۶۳	۸

نواہی

	سورۃ	آیت
اپنی خودستائی مت کرو	۵۳	۳۲
تولنے میں زیادتی مت کرو	۵۵	۸
کم مت تولو	۵۵	۹
گناہ، ظلم اور رسول کی نافرمانی کے بارے میں خفیہ مشوروں کی ممانعت	۵۸	۹
اللہ کے دشمنوں کو اپنا دوست مت بناؤ	۶۰	۱
اے ایمان والو جن پر اللہ کا غضب ہے انہیں دوست نہ بناؤ	۶۰	۳
تمہیں اموال و اولاد ذکر الٰہی سے غافل نہ کردیں	۶۳	۹

سرٹیفکیٹ

میں نے اس قرآن مجید کو حرفاً حرفاً نہایت غور اور امعان نظر سے پڑھا ہے اور میں تصدیق کرتا ہوں کہ اس کے متن میں کوئی کمی بیشی اور کتابت کی کوئی غلطی نہیں ہے۔

ابوالفیض محمد عبدالکریم
خطیب جامع مسجد خانقاہ ڈوگراں
ضلع شیخوپورہ

ابوالفیض محمد عبدالکریم
ابدالوی چشتی

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف سورۃ النجم

نام: اس سورۂ مبارکہ کا نام النجم ہے جو اس کا پہلا کلمہ ہے۔ اس میں تین رکوع، باسٹھ آیتیں، [illegible] کلمات [illegible] حروف ہیں۔

زمانۂ نزول: حضرت حسن بصری، عکرمہ، عطاء، جابر بن زید وغیرہم کے نزدیک یہ سورۃ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اس کے مکی ہونے کا قول اصح ہے۔ حضرت ابن مسعود سے مروی ہے: اول سورۃ اعلنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمکۃ۔ یہ بھی منقول ہے کہ حضور نے حرم کعبہ میں [illegible] یہ سورۃ پڑھ کر سنائی۔ جب آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سجدہ ریز ہوئے تو سامعین پر [illegible] کا ایسا عالم طاری تھا کہ [illegible] سب کے سب سجدہ میں گر گئے۔ وہ کفار بھی جو قرآن سننے سے گریز کیا کرتے تھے لیکن جب حضور نے [illegible] تلاوت شروع کی تو [illegible] مخالفت کے سارے منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے اور وہ بھی سجدہ کرنے پر مجبور ہو گئے۔

سورۃ والنجم کے سال نزول کے بارے میں بعض مصنفین نے یہ لکھا ہے کہ یہ ہجرت حبشہ کے پانچویں سال ماہ رمضان میں نازل ہوئی۔ ان کی دلیل انہوں نے یہ بیان کی ہے کہ یہ سورۃ جب نازل ہوئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حرم میں مجمع عام میں اس کی تلاوت کی اور جب اس کی آخری آیت تلاوت کی فاسجدوا للہ واعبدوا تو حضور نے بھی سجدہ کیا اور اس محفل میں مسلمان اور کافر جو حاضر تھے سب سربسجود ہو گئے۔ اس سے یہ بات مشہور ہو گئی کہ اہل مکہ مشرف باسلام ہو گئے ہیں۔ یہ خبر [illegible] ہجرت کر کے جانے والے مسلمانوں تک بھی پہنچی [illegible] ہجرت کر کے واپس پہنچے تو اصل حقیقت کی اطلاع ملی۔ چنانچہ ان میں سے بعض تو پھر [illegible] لیکن بعض [illegible] چنانچہ وہ ماہ شوال میں [illegible] قریش کی مخالفت [illegible] میں سے کسی کی پناہ لے کر [illegible] اس واقعہ سے ان مصنفین نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ یہ سورۃ ہجرت کے پانچویں سال ماہ شوال سے پہلے نازل ہو چکی تھی چنانچہ انہوں نے ماہ رمضان کو اس کے نزول کا مہینہ متعین کیا ہے لیکن اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو یہ استدلال کئی وجوہ سے ناقابل تسلیم ہے۔

اس نسبت کے حامیین اس قدر تو [illegible] کرتے ہیں کہ اس کا نزول بعثت کے پانچویں سال ہوا ہے لیکن اس کی [illegible] میں معراج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ہے خصوصاً عند سدرة المنتهى عندها جنة المأوى والی آیتیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

آخر میں تنبیہ فرمادی کہ ان سچائیوں کا انکار کرنے والے تم پہلے لوگ نہیں ہو تم سے پیشتر بھی کئی بد نصیب قوموں نے ان کو ماننے سے انکار کیا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ تباہ کر دی گئیں۔ اگر تمہارا بھی یہی وتیرہ رہا تو یقیناً اس کا نتیجہ بھی مختلف نہ ہوگا۔ اس نصیحت پر اس سورت کا اختتام ہوتا ہے کہ سب سجدہ کے لیے جھک جاؤ۔ کلام الٰہی سن کر تم جو تمسخر کرنے لگتے ہو بڑی بے پروائی سے گزر جاتے ہو، یہ فرصت کی گھڑیاں ختم ہونے والی ہیں۔ پھر واویلا کرنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا تمہاری نجات کی یہی راہ ہے کہ آج شرک و جہل سے توبہ کر لو اور اپنے سچے معبود کی عبادت میں مصروف ہو جاؤ

سُوْرَةُ النَّجْمِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَسِتُّوْنَ اٰيَةً

سورۃ النجم مکی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے ۶۲ آیات [illegible]

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۙ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۚ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ

قسم ہے اس [illegible] ستارے کی جب وہ نیچے اترا[1] [illegible] تمہارا ساتھی [illegible] [2] اور وہ [illegible] نہیں [illegible]

[1] آیت کے ان دو کلمات [illegible] النجم [illegible] [illegible] ھویٰ [illegible]

[illegible]

[illegible] (روح المعانی)

[illegible]

[illegible]

النجم [illegible]

[2] [illegible]

الْهَوٰى ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى ۝ عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوٰى ۝ ذُو مِرَّةٍ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] احمد بن حنبل کا ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَاسْتَوٰى ۙ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۭ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۙ فَكَانَ قَابَ

پھر اس نے (جبریل نے) قصد کیا اور وہ سب سے اونچے کنارے پر تھا پھر وہ قریب ہوا پھر اور زیادہ قریب ہوا تو دو کمانوں کی مقدار بلکہ

ذو مرۃ۔ اصل میں رسی کو بٹنے اور بل دینے کو کہتے ہیں اور مضبوط بنانے کو کہتے ہیں۔ یہاں اس سے مراد شدت عقل ہے (قرطبی) اسی لیے دو مرہ کا معنی ذو قوۃ بھی کیا گیا ہے اور ذو عقل بھی کیا گیا ہے۔ لفظ مرۃ عقل مندی و دانائی کے لیے استعمال ہوتا ہے اس لیے حکیم اور دانا لوگوں کو ذو مرۃ کہتے ہیں۔ وقال قطرب: تقول العرب لکل جزل الرأی حصیف العقل ذو مرۃ۔ (قرطبی)

شدید القوٰی سے حضرت جبریل کی جسمانی طاقت کا بیان ہے اور ذو مرۃ سے ان کی دانش مندی اور خرد مندی کا ذکر ہے۔ یعنی جو ہستی تمام انبیاء کرام کی طرف اللہ تعالیٰ کی وحی لے کر اترتی رہی ہو اس کی دیانت داری، اس امانت کی ادائیگی اور اس کی دانش مندی اور دانائی کے بارے میں کیسے شک ہو سکتا ہے

فاستوٰی کا فاعل بھی جبریل امین ہیں۔ مطلب یہ ہے فاستقام علی صورتہ الحقیقیۃ التی خلقہ اللہ تعالیٰ علیہا۔ یعنی جبریل امین اپنی حقیقی شکل میں نمودار ہوئے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ اپنی اصلی شکل میں ظاہر ہو کر دکھائیں جس صورت پر ان کی تخلیق کی گئی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غار حرا کے باہر تشریف فرما تھے۔ مشرق الٰہی، جبریل اپنے چھ سو پروں سمیت نمودار ہوئے۔ ان کے وجود سے آسمان کے مشرقی و مغربی کنارے بھر گئے۔ حالانکہ ابھی آپ نے اپنے چھ سو پروں میں سے صرف دو پر ہی پھیلائے تھے۔ انبیائے کرام میں سے صرف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہی جبریل کو اپنی اصلی شکل میں دیکھا۔

استوٰی کا ایک اور مطلب بھی ذکر کیا گیا ہے۔ ای فاستقر القرآن فی صدرہ؛ یعنی جو قرآن جبریل نے آپ کو سکھایا وہ آپ کے سینہ مبارک میں قرار پکڑ گیا۔ اب اس کے بھول جانے کا کوئی امکان نہیں۔

وھو بالافق: ھو سے مراد بھی جبریل امین ہیں۔ افق اس کنارے کو کہتے ہیں جہاں آسمان و زمین آپس میں ملتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ اعلیٰ۔ بلند تر۔ آیت کا مطلب یہ ہوا کہ جبریل آسمان کے مشرقی کنارے پر جہاں سے سورج طلوع ہوتا ہے اپنی اصلی شکل میں نمودار ہوئے

دنا اور فتدلّٰی دونوں ضمیروں کا فاعل بھی جبریل امین ہیں۔ دنا کا معنی ہے قریب ہوا اور تدلّٰی کا معنی کسی بلند چیز کا نیچے کی طرف لٹکنا۔ اس کا حقیقی معنی اپنی اصلی جگہ سے نیچے آنا ہے۔ جب ڈول کو کنوئیں میں لٹکایا جائے اور اس کی رسی لٹکنے لگے تو کہتے ہیں تدلی الدلو۔ اسی طرح انگور کے خوشے جو شاخوں سے لٹکے ہوتے ہیں ان کو بھی دوالی کہتے ہیں۔ الدوالی: الثمر المعلق کعناقید العنب۔ جو شخص جھک کر بیٹھا ہو اور اپنی ٹانگیں لٹکائے ہوئے ہو اس کے بارے میں بھی کہتے ہیں: دلّٰی یخلی بعض الشئ (روح المعانی)

علامہ قرطبی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: واصل التدلی النزول الی الشئ حتی یقرب منہ۔ اس سے مراد قربت

قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ۝ فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ ۝ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ

[illegible]

مَا رَأَىٰ ۝ أَفَتُمَارُونَهُ عَلَىٰ مَا يَرَىٰ ۝ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ ۝

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوٰى ۝ إِذْ يَغْشَى

سدرۃ المنتہیٰ کے پاس ف اسی کے پاس ہی جنت الماویٰ ہے ف جب سدرہ پر

السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۝ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝ لَقَدْ رَاٰى مِنْ

چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا ف نہ درماندہ ہوئی نظر نہ حد سے آگے بڑھی ف یقیناً اس نے اپنے

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام [illegible] محسوس کرتا ہے۔ [illegible] ہے۔ [illegible] ہیں [illegible] فرشتے [illegible] ہیں [illegible] کی طرف [illegible] ہوتے کے [illegible] ہے [illegible] میں کر دیا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

ف سدرۃ المنتہیٰ [illegible] من السدر [illegible] ہے۔

ف [illegible] جبریل کو [illegible] دوسری مرتبہ بھی دیکھا ہے۔

ف [illegible] سدرۃ المنتہیٰ [illegible] درخت کو کہتے ہیں۔ [illegible] آخری سرے [illegible] ہے [illegible] حقیقت [illegible] ہے [illegible] کی حقیقت [illegible] جاتی ہے۔

ف ماویٰ [illegible] جنت الماویٰ [illegible] ہے [illegible] بتلائی ہے [illegible]

ف یعنی [illegible] حقیقت [illegible] کی حقیقت کو [illegible] ہے [illegible]

ہے۔ اس وقت بھی نظر کی تصویر کشی اس کے بعد [illegible] کی گئی ہے۔ اذ یغشی السدرۃ ما یغشی

شیخ [illegible] رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں [illegible] ما زاغ البصر [illegible] کا ادب [illegible] اور [illegible] اس کو بیان کر سکتے ہیں۔ ان کے [illegible] حضور [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہ [illegible] دائیں بائیں [illegible] کی طرف [illegible] نہیں [illegible] جیسے [illegible] کے وقت [illegible] کی [illegible] شوق [illegible] اور [illegible] جاتی ہے [illegible] حبیب کی آنکھیں [illegible] ہو گئیں [illegible] گیا۔

وما طغی [illegible] اپنے حبیب کی چشم [illegible] شان بیان کی گئی ہے۔ طغی کہتے ہیں حد سے تجاوز کرنا۔ طغی یطغی ویطغو [illegible]

یعنی [illegible] کتب [illegible] آیت کی [illegible] اس [illegible] الفاظ کی [illegible] گئی ہے [illegible] ہو سکے گی۔

دوسرے [illegible] علماء [illegible] ان حضرات [illegible] آیات کی جو تفسیر بیان کی ہے اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

علامہ [illegible] شہاب الدین [illegible] رحمۃ اللہ تعالیٰ [illegible] آنکھ [illegible] قرآن کریم کی [illegible] علوم القرآن [illegible] ہے۔

[illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] کہ آپ [illegible] تشریف لے گئے [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] سدرۃ المنتہیٰ کے قریب [illegible] اتنے قریب [illegible] اس حالت [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] (روح المعانی) [illegible] دیکھا [illegible] دیکھنے والے [illegible] وقت [illegible] کے پاس تھا۔

اس [illegible] حقیقت [illegible] اگر [illegible] حقیقت [illegible] حضور [illegible] حقیقت [illegible] جس [illegible] ہے [illegible] حضور کی [illegible] حقیقی کی [illegible] ہے [illegible]

ایک مرتبہ یہ پوچھ بیٹھے آپ کا دیوان سب سے پہلے کی رعایتوں پر مجھے وجود دے گا

کفار کا اعتراض یہ تھا کہ جو کلام آپ پڑھ کر ہمیں سناتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں ہے یہ خود گھڑ کر لاتے ہیں یہ کیا نہیں کہ اگر سکھایا جاتا ہے اس کی تردید اس طرح ہونی چاہیے کہ بتایا جائے کہ ان جاہلوں سے جو گھڑ کر لاتے ہیں سکھایا جائے بلکہ اس خالق کائنات نے اپنے رسول کو تعلیم دی ہے جو روز قرآن والا ہے اور دیگر دلائل ہیں۔ اس کے علاوہ ذہن میں جو پریشانی پیدا ہوتی ہے اور جو قرآن کے حسن و صحت سے بھی مناسبت نہیں رکھتی اس مشکل کا صرف یہی راستہ ہے کہ حضرت حسن بصری کے قول کو تسلیم کیا جائے۔

اس تمام بحث کو ترجیح دی گئی ہے تو احادیث صحیحہ میں واقعہ معراج بیان ہوا ہے وہ اس سورہ کی آیت کے پہلے کا ذکر ہے یہاں چند احادیث نقل کی جاتی ہیں تاکہ اس کا واقعہ جس سے اس آیت کے سمجھنے میں مدد ملتی ہے امام مسلم نے اپنی کتاب میں ایک مسلسل حدیث روایت کی ہے جس کا حصہ درج ذیل ہے جس کا واقعہ معراج سے تعلق ہے

ثم عرج بنا الی السماء السابعة فاستفتح جبرئیل فقیل من هذا

قال جبرئیل قیل ومن معک قال محمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قیل قد بعث الیه قال قد بعث الیه ففتح لنا فاذا انا بابراهیم علیه الصلوٰة والسلام مسندا ظهره الی البیت المعمور واذا هو یدخله کل یوم سبعون الف ملک لا یعودون الیه ثم ذهب بی الی السدرة المنتهی واذا ورقها کآذان الفیلة واذا ثمرها کالقلال قال فلما غشیها من امر الله ما غشی تغیرت وما احد من خلق الله یستطیع ان ینعتها من حسنها فاوحی الله الی ما اوحی ففرض علی خمسین صلوٰة فی کل یوم ولیلة فنزلت الی موسی علیه السلام فقال ما فرض ربک علی امتک قلت خمسین صلوٰة قال ارجع الی ربک فاسأله التخفیف فان امتک لا یطیقون ذلک فانی قد بلوت بنی اسرائیل وخبرتهم قال فرجعت الی ربی فقلت یا رب خفف علی امتی فحط عنی خمسا فرجعت الی موسی فقلت حط عنی خمسا قال ان امتک لا یطیقون ذلک فارجع الی ربک فاسأله التخفیف قال فلم ازل ارجع بین ربی وبین موسی علیه السلام حتی قال یا محمد انهن خمس صلوات کل یوم ولیلة لکل صلوٰة عشر فذلک خمسون صلوٰة ومن هم بحسنة فلم یعملها کتبت له حسنة فان عملها کتبت له عشرا ومن هم بسیئة فلم یعملها لم تکتب شیئا فان عملها کتبت سیئة واحدة قال فنزلت حتی انتهیت الی موسی علیه السلام فاخبرته فقال ارجع الی ربک فاسأله التخفیف فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم فقلت قد رجعت الی ربی حتی استحییت منه"

مسلم شریف جلد اول ص ۹۱

پھر ہم جبرئیل کے ساتھ ساتویں آسمان پر پہنچے تو جبرئیل نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا۔

"دربان کون ہے؟ کہا میں جبرئیل ہوں۔ پوچھا ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں۔ پس دروازہ کھولا گیا تو دیکھتا ہوں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت المعمور کے ساتھ ٹیک لگائے تشریف فرما ہیں بیت المعمور

لیکن یہاں کی حکمت ہے۔ اس میں یہی پنہاں تھی کہ اپنے محبوب کے تعلق کو جتانا مقصود ہے کہ یہ سب لطف و کرم اس محبوب کریم کے صدقے میں ہو رہے ہیں [illegible] اس کے بعد یہ چیز بھی قابل طلب ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے محبوب نے تخفیف کے لیے التجا کی تو یکبار ہی بیس نمازیں کیوں معاف کر دی گئیں؟ اس راز کو صرف اہل محبت ہی سمجھ سکتے ہیں۔ [illegible] جلوہ [illegible] موسیٰ علیہ السلام نے ایک بار پھر [illegible] کا مشورہ دیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اب اپنے رب سے حیا آتی ہے کہ میری امت [illegible] علیہ التحیۃ والثناء کا حق ہے کہ [illegible]

اب آئیے ایک اور حدیث ملاحظہ ہو:

ثم مررت بابراهيم عليه السلام فقال مرحبا بالنبي الصالح والابن الصالح قال قلت من هذا قال هذا ابراهيم قال ابن شهاب واخبرني ابن حزم ان ابن عباس وابا حبة الانصاري يقولان قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم عرج بي حتى ظهرت لمستوى اسمع فيه صريف الاقلام قال ابن حزم وانس بن مالك قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ففرض الله على امتي خمسين صلوة فرجعت بذلك حتى امر بموسى عليه السلام فقال موسى ماذا فرض ربك على امتك قال قلت فرض عليهم خمسين صلوة قال لي موسى فراجع ربك فان امتك لا تطيق ذلك قال فراجعت ربي فوضع شطرها

مسلم شریف صـ۹۲ مشکوٰۃ شریف متفق علیہ،

ترجمہ: . . . . حضور نے فرمایا پھر میں ابراہیم کے پاس سے گزرا۔ آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا مرحبا ہو اے فرزند ارجمند [illegible] ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے ابن حزم نے خبر دی کہ ابن عباس اور ابو حبہ انصاری کہا کرتے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر مجھے اوپر لے جایا گیا یہاں تک کہ میں ایک مقام پر پہنچا جہاں سے قلموں کی تحریر کی آواز سنائی دیتی تھی۔ [illegible] اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں۔ جب میں [illegible] موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو آپ نے پوچھا کہ آپ کے رب نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟ [illegible] موسیٰ علیہ السلام نے کہا اپنے رب کے پاس لوٹ کر جاؤ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی [illegible] کے حضور میں لوٹ گیا اور کم حصہ معاف ہوا ۔ الخ"

[illegible] جبریل موجود تھے [illegible] جبریل [illegible] آپ کے ذوق پر منحصر ہے کہ آپ علمہ شدید القوی [illegible] ما زاغ البصر وما طغی [illegible] جبریل پر منطبق کرتے ہیں [illegible]

متعلقہ احادیث بھی یہاں ذکر کیے گئے ہیں۔

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم

اس مقام پر انہی آیات کی تفسیر کرتے ہوئے علماء مفسرین نے اس مسئلے پر سیر حاصل بحث کی ہے کہ کیا حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو شب معراج دیدار الٰہی نصیب ہوا یا نہیں۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے پیروکار اس طرف گئے ہیں کہ شب معراج دیدار الٰہی نصیب نہیں ہوا، لیکن حضرت ابن عباس، دیگر صحابہ، تابعین اور ان کے پیروکاروں کی رائے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شب معراج اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دولت دیدار سے مشرف فرمایا۔ آیئے فریقین کے پیش کردہ دلائل کا تجزیہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہماری رہنمائی فرمائے۔ آمین!

جہاں تک امکان رویت کا تعلق ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ سب تسلیم کرتے ہیں کہ اس دنیا میں بیداری کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے۔ اگر محال ہوتا تو موسیٰ علیہ السلام اس کا سوال نہ کرتے، کیونکہ نبی کو اس کا علم ہوتا ہے کہ فلاں چیز ممکن ہے اور فلاں چیز محال اور ممتنع۔ محال اور ممتنع کے بارے میں سوال کرنا درست ہی نہیں ہوتا۔

پہلے ہم وہ دلائل پیش کریں گے جن سے رویت باری کا انکار کرنے والے استدلال کرتے ہیں:

۱۔ عن ابن مسعود فی قولہ تعالیٰ فکان قاب قوسین او ادنی وفی قولہ ما کذب الفؤاد ما رای وفی قولہ لقد رای من آیات ربہ الکبری، رای جبریل علیہ السلام لہ ستمائۃ جناح۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابن مسعودؓ نے ان آیات کے بارے میں فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جبریل کو دیکھا کہ ان کے چھ سو پر تھے۔

۲۔ ما کذب الفؤاد ما رای قال ابن مسعود رای رسول اللہ جبریل فی حلۃ من رفرف قد ملأ ما بین السماء والارض۔ (رواہ الترمذی)

ابن مسعودؓ نے اس آیت کی یوں تشریح کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل کو ایک ریشمی سبز پوشاک میں دیکھا کہ آپ نے آسمان و زمین کے درمیان خلا کو پُر کر دیا۔

۳۔ وللترمذی والبخاری فی قولہ تعالیٰ لقد رای من آیات ربہ الکبری قال ابن مسعود رای رفرفا اخضر سد افق السماء

ترمذی اور بخاری نے اس آیت کے ضمن میں لقد رای الایۃ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن مسعود نے فرمایا کہ حضور نے سبز رفرف کو دیکھا جس نے آسمان کے افق کو ڈھانپ لیا تھا۔

۴۔ عن الشعبی قال لقی ابن عباس کعبا بعرفۃ فسالہ عن شیء فکبر حتی جاوبتہ الجبال فقال ابن عباس انا بنو ہاشم فقال کعب ان اللہ قسم رویتہ وکلامہ بین محمد وموسی، وکلم موسی

موسى ورآه محمد مرتين قال مسروق فدخلت على عائشة فقلت هل رأى محمد ربه فقالت لقد تكلمت بشيء قف له شعري قلت رويدا ثم قرأت لقد رأى من آيات ربه الكبرى فقالت أين تذهب بك إنما هو جبريل من أخبرك أن محمدا رأى ربه فقد أعظم الفرية ولكنه رأى جبريل ولم يره في صورته إلا مرتين مرة عند سدرة المنتهى ومرة في أجياد له ستمائة جناح قد سد الأفق. (سنن الترمذي)

ترجمہ: شعبی کہتے ہیں کہ عرفہ میں حضرت ابن عباس نے کعب سے ملاقات کی، ان سے کسی چیز کے بارے میں دریافت کیا حضرت کعب نے بلند آواز سے تکبیر کہی [illegible] پہاڑ گونج اٹھے [illegible] ابن عباس نے کہا ہم بنو ہاشم ہیں [illegible] آپ سے سوال [illegible] کعب نے کہا یہ حضرت ابن عباس کے سوال کا جواب تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دیدار اور اپنے کلام کو (حضرت) محمد اور موسیٰ کے درمیان تقسیم کر دیا، حضرت موسیٰ سے دو مرتبہ کلام فرمایا اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو مرتبہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا [illegible] علیہم السلام سبقت کرتے ہیں، مسروق کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے یہ سوال کیا کہ کیا محمد مصطفیٰ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ آپ نے کہا تم نے ایسی بات کی ہے جس کو سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے، میں نے عرض کی ٹھہریئے پھر میں نے یہ آیت پڑھی [illegible] حضرت عائشہ نے فرمایا تم کدھر جا رہے ہو، اس سے مراد جبریل ہیں، جو شخص تمہیں یہ خبر دے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے اس نے بہت بڑا بہتان باندھا، لیکن حضور نے جبریل کو دیکھا اور ان کو اصل صورت میں صرف دو مرتبہ دیکھا، ایک بار سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اور ایک بار اجیاد کے پاس، ان کے چھ سو پر تھے جنہوں نے افق کو بھر لیا۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں: عن مسروق قال كنت متكئا عند عائشة فقالت يا أبا عائشة ثلاث من تكلم بواحدة منهن فقد أعظم على الله الفرية قلت ما هن قالت من زعم أن محمدا رأى ربه فقد أعظم على الله الفرية قال وكنت متكئا فجلست فقلت يا أم المؤمنين أنظريني ولا تعجليني ألم يقل الله عز وجل ولقد رآه بالأفق المبين ولقد رآه نزلة أخرى فقالت أنا أول هذه الأمة سأل عن ذلك رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فقال إنما هو جبريل عليه السلام لم أره على صورته التي خلق عليها غير هاتين المرتين رأيته منهبطا من السماء سادا عظم خلقه ما بين السماء والأرض فقالت أولم تسمع أن الله عز وجل يقول لا تدركه الأبصار وهو يدرك الأبصار وهو اللطيف الخبير أولم تسمع أن الله يقول وما كان لبشر أن يكلمه الله إلا وحيا أو من وراء حجاب أو يرسل رسولا الآية (صحيح مسلم)

ترجمہ: مسروق سے روایت ہے کہ میں حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر تھا، آپ نے فرمایا اے ابو عائشہ ("ابو عائشہ" ان کی کنیت ہے) تین چیزیں ہیں جس نے ان میں سے کسی ایک کے ساتھ کلام کیا اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان باندھا، میں نے پوچھا وہ کیا ہیں؟ آپ نے کہا جو شخص یہ گمان کرے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھا، میں ٹیک لگائے بیٹھا تھا، اٹھ کر بیٹھ گیا اور میں نے کہا اے ام المومنین! میری طرف دیکھیے جلدی نہ کیجیے کیا اللہ تعالیٰ نے

خود نہیں فرمایا ولقد رآہ بالافق المبین کہ آپ نے اسے افق مبین میں دیکھا اور دوبارہ دیکھا آپ نے جواب دیا اس امت سے میں پہلی ہوں جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا حضور نے فرمایا وہ جبرئیل علیہ السلام ہیں میں نے ان کو ان کی اصلی شکل میں صرف دو مرتبہ دیکھا . . . . . اے مسروق! کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر کہ آنکھیں اس کو نہیں پا سکتیں وہ آنکھوں کو پالیتا ہے وہ لطیف و خبیر ہے۔

اور کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ کسی انسان کو یہ طاقت نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے کلام کرے مگر بذریعہ وحی یا پس پردہ یا کوئی فرشتہ بھیجے۔ (مسلم)

۳۔ روی الشیخان قال مسروق قلت لعائشۃ این قولہ ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی قالت ذاک جبرئیل کان یاتیہ فی صورۃ الرجل وانہ اتاہ ھذہ المرۃ فی صورتہ التی ھی صورتہ فسد الافق (مشکوۃ شریف)

ان روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی یہ رائے تھی کہ حضور نے اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں کیا۔ حضرت عائشہ بھی اس بارے میں بڑی متشدد تھیں۔ انہوں نے اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لیے دو آیتوں سے استدلال بھی کیا ہے۔

اب ان لوگوں کے دلائل سماعت فرمائیے جو دیدار الٰہی کے قائل ہیں،

۱۔ عن ابن عباس ما کذب الفؤاد ما رای ولقد رآہ نزلۃ اخری قال رآہ بفؤادہ مرتین۔ رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت ابن عباس نے ان آیات کے بارے میں فرمایا کہ حضور نے اپنے رب کا دیدار اپنے دل کی آنکھوں سے دو مرتبہ کیا۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں قال ابن عباس رای محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ربہ قال عکرمۃ قلت الیس اللہ یقول لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار قال ویحک ذاک اذا تجلی بنورہ الذی ھو نورہ وقد رای ربہ مرتین۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار کیا عکرمہ آپ کے شاگرد کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار کہ آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں۔ آپ نے فرمایا افسوس تم پر یہ تو اس وقت ہے جبکہ وہ اس نور کے ساتھ تجلی فرمائے جو اس کا نور ہے حضور نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "ابن عمر دریں مسئلہ مراجعت بسوئے ابن عباس کرد و پرسید کہ ھل رای محمد ربہ پیغام فرستاد کہ آرے پس ابن عمر تسلیم نمود و قضا برو تردد و انکار نکرد"۔ (اشعۃ اللمعات جلد چہارم ص۴۳)

ترجمہ: حضرت ابن عمر نے حضرت ابن عباس سے اس مسئلہ کے بارے میں رجوع کیا اور پوچھا کیا حضور نے اپنے رب کا دیدار کیا پس ابن عباس نے جواب دیا کہ حضور نے اپنے رب کا دیدار کیا حضرت ابن عمر نے ان کے اس قول کو تسلیم کیا اور تردد و انکار کا راستہ اختیار نہیں کیا

علامہ بدرالدین عینی شرح بخاری میں حسب ذیل حدیث نقل کرتے ہیں:

روی ابن خزیمۃ باسناد قوی عن انس قال رای محمد ربہ وبہ قال سائر اصحاب ابن عباس وکعب الاحبار والزہری وصاحبہ معمر۔

ترجمہ: ابن خزیمہ نے قوی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے کہا حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے رب کو دیکھا۔ اسی طرح ابن عباس کے شاگرد کعب احبار، زہری اور معمر کہا کرتے تھے۔

۳۔ اخرج النسائی باسناد صحیح وصححہ الحاکم ایضا من طریق عکرمۃ عن ابن عباس قال اتعجبون ان تکون الخلۃ لابراہیم والکلام لموسی والرؤیۃ لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم

روایت نسائی نے صحیح سند کے ساتھ اور حاکم نے بھی صحیح سند کے ساتھ عکرمہ کے واسطے سے حضرت ابن عباس سے نقل کی ہے۔ آپ کہا کرتے کہ کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو کہ خلت کا مقام ابراہیم علیہ السلام کے لیے اور کلام کا شرف موسیٰ علیہ السلام کے لیے اور دیدار کی سعادت محمد رسول اللہ کے لیے ہو۔

۴۔ امام مسلم حضرت ابوذر سے روایت کرتے ہیں: قال سألت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ھل رأیت ربک قال نور انی اراہ۔ اس کا ترجمہ دو طرح سے کیا گیا ہے نُوْرٌ اَنّٰی اَرَاہُ اور نُوْرًا اَرَاہُ۔ پہلی صورت میں اس کا معنی یہ ہوگا ابوذر کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے پوچھا کیا حضور نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ نور ہے میں اسے کیونکر دیکھ سکتا ہوں۔ دوسری صورت میں ترجمہ ہوگا وہ سراپا نور ہے میں نے اسے دیکھا۔

مسلم کے اسی صفحہ پر ایک روایت ہے: عن عبد اللہ بن شقیق قال قلت لابی ذر لو رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لسألتہ فقال عن ای شیء کنت تسألہ قال کنت اسألہ ھل رأیت ربک قال ابو ذر قد سألتہ فقال رأیت نورا۔ کہ میں نے نور دیکھا ہے۔ یہ روایت بھی دوسری ترجمہ کی تائید کرتی ہے

۵۔ حکی عبد الرزاق عن معمر عن الحسن انہ حلف ان محمدا رأی ربہ (عمدۃ القاری جلد ۱۹)

کہ حسن بصری اس بات پر قسم کھاتے تھے کہ حضور نے اپنے رب کا دیدار کیا۔

۶۔ واخرج ابن خزیمۃ عن عروۃ بن الزبیر اثباتہا۔ عروہ بن زبیر سے ابن خزیمہ نے نقل کیا ہے کہ وہ بھی رؤیت کے قائل تھے

۷۔ علامہ ابن حجر نے امام احمد کے بارے میں لکھا ہے: وقال الخلال فی کتاب السنۃ عن المروزی قلت لاحمد انہم یقولون ان عائشۃ قالت من زعم ان محمدا رأی ربہ فقد اعظم علی اللہ الفریۃ فبای شیء یدفع قولہا قال

لقول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رأیت ربی. فقول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکبر من

قولھا۔ فتح الباری ص۴۹۴ جلد ۸

ترجمہ: معمر کہتے ہیں کہ ہم نے امام حسن سے کہا کہ لوگ کہتے ہیں ام المؤمنین یہ کہتی ہیں کہ جس نے یہ کہا کہ حضور نے اپنے رب کو دیکھا تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھا تو حضرت عائشہ کے اس قول کا کیا جواب دیا جائے؟ تو آپ نے فرمایا حضور کے ارشاد کے ساتھ کہ میں نے اپنے رب کو دیکھا حضرت عائشہ کے قول کا جواب دیں گے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد حضرت عائشہ کے قول سے بہت بڑا ہے

یہ مختلف اقوال ہیں جو قائلین رویت کی طرف سے بطور استدلال پیش کیے جاتے ہیں۔ ان میں نحو صحابہ مثلاً ابن عباس کعب احبار انس بن مالک کے علاوہ عکرمہ، تابعین و محدثین حسن بصری، عکرمہ جیسے اکابر تابعین بھی موجود ہیں اور حضرت امام احمد بن حنبل بھی شامل ہیں۔ ان اقوال کے علاوہ متعدد احادیث بھی ذکر کی ہیں

ان تمام دلائل کو تفصیل سے پیش کرنے کے بعد علامہ نووی لکھتے ہیں

اذا صحت الروایات عن ابن عباس فی اثبات الرؤیۃ وجب المصیر الی اثباتھا فانھا لیست مما یدرک بالعقل ویؤخذ بالظن وانما یتلقی بالسماع ولا یستجیز احد ان یظن بابن عباس انہ تکلم فی ھذہ المسألۃ بالظن والاجتہاد ثم ان ابن عباس اثبت شیئا نفاہ غیرہ والمثبت مقدم علی النافی

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے جب یہ روایت ثبوت کو پہنچ گئی کہ انہوں نے ایسا کہا ہے تو اب ہم یہ خیال نہیں کر سکتے کہ آپ نے یہ بات محض اپنے قیاس سے کہہ دی ہو بلکہ انہوں نے کسی ارشاد نبوی کی بنا پر ایسا کہا ہوگا، نیز ابن عباس ایک چیز کو ثابت کر رہے ہیں اور دوسرے حضرات نفی کر رہے ہیں اور قاعدہ ہے کہ مثبت کا قول نافی پر مقدم ہوتا ہے۔

خلاصہ کلام کو علامہ نووی ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں

فالحاصل ان الراجح عند اکثر العلماء ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رأی ربہ بعینی رأسہ لیلۃ الاسراء۔ وھذا مما لا ینبغی ان یتشکک فیہ

حاصل بحث یہ ہے کہ اکثر علماء کے نزدیک راجح قول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب معراج اللہ تعالیٰ کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا اور اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں۔ علامہ نووی نے یہ بھی کہا ہے کہ حضرت ابن مسعود اور حضرت صدیقہ نے اپنے موقف کی تائید میں کوئی حدیث مرفوع پیش نہیں کی بلکہ محض اپنے قیاس اور اجتہاد سے کام لیا ہے۔ اس پر علامہ ابن حجر نے کہا ہے کہ صحیح مسلم جس کی شرح علامہ نووی کر رہے ہیں اسی کے صفحے پر یہ حدیث مرفوع موجود ہے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ میں نے ولقد رآہ بالافق المبین اور ولقد رآہ نزلۃ اخری کے بارے میں پوچھا تو حضور نے فرمایا وہ جبریل امین تھے۔ جب مسلم میں یہ حدیث موجود ہے تو حیرت ہے کہ شارح مسلم علامہ نووی نے کیسے انکار کیا

علامہ ابن حجر کے اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ حضرت صدیقہ نے ولقد رآہ بالافق المبین کے بارے میں حضور

سے استفسار کیا اور حضور نے فرمایا کہ وہ جبریل ہیں اور یہ بات قرین صحت ہے کیونکہ یہ آیت سورۂ تکویر کی ہے اور وہاں حضرت جبریل کا ہی ذکر ہے۔ ارشاد ہے: انه لقول رسول كريم ذي قوة عند ذي العرش مكين مطاع ثم امين وما صاحبكم بمجنون ولقد رآه بالافق المبين۔ یہ بات واضح ہے کہ جبریل امین کا ہے۔ ہم پہلے بتا آئے ہیں کہ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبریل امین کو ان کی اصل صورت میں دو دفعہ دیکھا۔ ایک دفعہ جب آپ آسمان کے افق پر نمودار ہوئے وہ افق جہاں جبریل نمودار ہوئے تھے افق مبین کہا گیا ہے لیکن یہاں جس افق کا ذکر ہو رہا ہے وہ وهو بالافق الاعلیٰ ہے۔ آسمان اور زمین کے افق کو افق مبین تو کہہ سکتے ہیں لیکن افق اعلیٰ وہ ہو گا جو تمام افقوں سے بلند تر ہو یعنی فلک الافلاک کا کنارہ۔ اسی لیے امام نووی کا قول ہی درست ہے کہ شب معراج رؤیت کے بارے میں کوئی حدیث مرفوع نہیں ہے۔

علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کی تفسیر و تشریح سے فارغ ہونے کے بعد دیدار الٰہی کے بارے میں اپنا نقطۂ نظر یوں بیان کرتے ہیں:

وانا اقول برؤيته صلى الله عليه وسلم ربه سبحانه وبدنوه منه سبحانه على الوجه اللائق (روح المعانی)

اور میں یہ کہتا ہوں کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب کریم کے دیدار سے مشرف ہوئے اور حضور کو قرب الٰہی نصیب ہوا۔ لیکن اس طرح جیسے اس کی شان کبریائی کے لائق ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے جب دریافت کیا جاتا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب کا دیدار کیا تو آپ جواب میں فرماتے:

رآه رآه حتى ينقطع نفسه (روح المعانی)

ہاں حضور نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا، ہاں حضور نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔ یہ جملہ اتنی بار دہراتے کہ آپ کا سانس ٹوٹ جاتا۔

مولانا سید انور شاہ صاحب اس مسئلہ پر مفصل بحث کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

ولكنه صلى الله تعالى عليه وسلم تشرف برؤيته تعالى ومن عليه سبحانه بكرمه وتفضل عليه بجلاله و انعامه عليه من الاصطفاء وانه كان كما احدهما الله مرتين لا اتصال كمكالمة الحبيب الى الحبيب والعبد الى مولاه ينكس عنه نظره ولا يستطيع ان يشخص اليه بصره وهو قوله تعالى ما زاغ البصر وما طغى (فیض الباری شرح البخاری)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیدار الٰہی سے مشرف ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دولت سے بہرہ ور فرمایا اور اپنے فضل و احسان سے عزت افزائی فرمائی۔ لیکن حضور نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا جس طرح امام احمد نے فرمایا ہے لیکن یوں ایسا تھا جیسے حبیب اپنے حبیب کا دیدار کرتا ہے۔ نظر جھکی ہوئی ہے، نگاہ اٹھانے کی ہمت نہیں رکھتا۔ اسی حالت کو بڑی خوبی کا بیان کرنے والا کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس فرمان میں: ما زاغ البصر وما طغى

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات کی جلد چہارم میں اس مسئلہ کی تحقیق کرتے ہوئے اسی قول کو پسند فرمایا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے دیدار کا شرف حاصل کیا۔ والحمد للہ علی ذالک۔

آيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى (۱۸) اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى (۱۹) وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ

رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں ۱۵ ۔ بھلا تم نے غور کیا ہے لات اور عزیٰ کے بارے میں ۱۶ اور منات کے بارے میں جو

۱۵ آیات کبریٰ کی تشریح کرتے ہوئے علامہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

والمراد بالآيات عجائب الملكوت التي رآها في ليلة المعراج من جسده ووجوده من البراق والسموات والانبياء والملائكة والسدرة المنتهى ورفرف الملوك. (تفسیر مظہری)

یعنی آیات کبریٰ سے مراد عالم ملکوت کی وہ عجیب و غریب چیزیں ہیں جن کا مشاہدہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سفر معراج پر جاتے ہوئے اور وہاں سے واپسی تک کیا جیسے براق، سماوات، انبیاء، فرشتے، سدرۃ المنتہیٰ، جنت، رفرف وغیرہا۔

پھر علامہ موصوف فرماتے ہیں اگرچہ کائنات کی چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت کی بہت بڑی نشانی ہے ان اشیاء کو آیات کبریٰ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان ذوات کے ساتھ جن خصوصی تجلیات کا تعلق ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکات کا نزول جس کثرت سے ان پر ہوتا ہے وہ کسی دوسری آیت کو نصیب نہیں۔

۱۶ شان محبوب کی رفعت کمال کے بیان کے بعد مشرکین کی تنبیہ اور توبیخ کی جا رہی ہے کہ بے عقلو! ہاتھ سے گھڑے ہوئے دیوتاؤں کو خدا کا شریک بنا کر بے جان پتھروں کی عبادت میں اپنی عمریں برباد کر رہے ہو۔ اگرچہ عرب بے شمار بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے جن میں سے تین سو ساٹھ بت تو صرف کعبہ میں رکھے ہوئے تھے لیکن ان تین دیویوں کا نام لے کر ان کا ذکر کیا ان کی وجہ یہ ہے کہ عرب میں بڑی کثرت سے ان کی پرستش ہوتی تھی۔ قربانیوں کے جانور ان کے لیے ذبح کیے جاتے تھے اور ان کی نذریں مانی جاتی تھیں۔

پہلے ہم ان بتوں کی وجہ تسمیہ، ان کے مخصوص مقامات اور جو قبائل ان کے خاص طور پر معتقد تھے ان کا ذکر کریں گے بعد میں آیات کی تشریح کی جائے گی۔

لات: علماء کہتے ہیں کہ لات قبیلہ ثقیف کا بت تھا جس کا استھان طائف میں تھا۔ اس شعر سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے ؎

وفرت ثقيف الى لاتها بمنقلب الخائب الخاسر

یعنی بنو ثقیف خائب و خاسر ہو کر بھاگے ہوئے اپنے لات کے پاس لوٹ آئے۔

بنو ثقیف اس کے بڑے معتقد تھے جب ابرہہ کا لشکر کعبہ کو گرانے کے قصد سے گزرتے ہوئے طائف سے گزرا تو انہوں نے اسے رہبر مہیا کیے اور دیگر سہولتیں بہم پہنچائیں تاکہ وہ ان کے معبود لات کے استھان کو مسمار نہ کرے۔

لات کے اشتقاق کے بارے میں علماء کے متعدد اقوال ہیں۔ بعض کے نزدیک ت "تا" اس کا حرف اصلی ہے اس کے اصل حروف ل ی ت یا ل و ت ہیں۔ بعض کہتے ہیں اس کا اصل لوی یلوی ہے جس کا معنی جھکنا اور مڑنا ہے کیونکہ اس کے

پرستار اس کے ارد گرد جمع ہوا کرتے اور جھک جھک کر اس کو سجدہ کیا کرتے اور آداب بجا لایا کرتے اس لیے اس کو لات کہا گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ لات لت سے ماخوذ ہے جس کا معنی ستو میں گھی وغیرہ ڈال کر تیار کرنا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں ایک شخص حاجیوں کے لیے ستو اسی طرح تیار کیا کرتا تھا۔ اس کے مر جانے کے بعد جس چٹان پر بیٹھ کر وہ یہ کام کیا کرتا تھا اس کی پرستش شروع ہوگئی۔ کہتے ہیں یہ شخص طائف کا رہنے والا تھا۔

لیکن مجھے ان تمام توجیہات سے علامہ راغب کی تحقیق زیادہ پسند ہے وہ لکھتے ہیں:

واصل اللات الله فحذفوا منه الهاء وادخلوا التاء فيه وانثوه تنبيها على قصوره عن الله وجعلوه مختصا بما يتقرب به الى الله تعالى فی زعمهم (مفردات)

ترجمہ: اس کا اصل اللہ ہے۔ ہ کو حذف کر دیا اور اس کے آخر میں ت داخل کر دی گئی تاکہ یہ مؤنث بن جائے اور اس چیز پر دلالت کرے کہ اس کا درجہ رب سے کم ہے۔ وہ اپنے گمان میں اسے تقرب الی اللہ کا ذریعہ خیال کیا کرتے تھے۔

عزیٰ: اس کا ماخذ عزت ہے۔ یہ اعز کی تانیث ہے۔ سوق عکاظ کے قریب وادی نخلہ میں غطفان کی ایک بستی تھی عزیٰ کا معبد اس جگہ تھا۔ بنو غطفان اس کی پوجا کیا کرتے تھے۔ بعض کے نزدیک یہ بنی شیبان کی دیوی تھی جو بنو ہاشم کے حلیف تھے۔ قریش اور دوسرے قبائل اس کی زیارت کے لیے آیا کرتے، قربانی کے جانور یہاں ذبح کیا کرتے، نذرانے پیش کرتے۔ تمام دوسرے بتوں سے زیادہ اس کی عزت و تکریم کی جاتی۔

منات: اس کا استھان قدید کے مقام پر تھا جو کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان بحر احمر کے کنارے ایک آبادی ہے۔ یثرب کے اوس و خزرج کے علاوہ بنو خزاعہ بھی اس کے بڑے معتقد تھے۔ کعبہ کی طرح اس کا بھی حج کیا جاتا، قربانیوں کے علاوہ بھی اس کے لیے ذبح کیے جاتے۔ حج کعبہ سے فارغ ہونے کے بعد جو لوگ اس کا حج کرنا چاہتے وہ وہیں سے لبیک لبیک کے نعرے لگاتے ہوئے قدید کی طرف چل پڑتے۔

اگرچہ ان بتوں کے مخصوص استھان مختلف مقامات پر تھے جس طرح آپ پڑھ آئے ہیں لیکن ابن حبیب لکھتے ہیں کہ انہی ناموں کے بت کعبہ میں بھی رکھے ہوئے تھے اور دوسرے بتوں کے ساتھ ان کی وہاں بھی پوجا پاٹ کی جاتی تھی۔ علامہ سہیلی اور سیوطی نے ابن حبیب کی اسی رائے کو ترجیح دی ہے اور دلیل یہ پیش کی ہے کہ احد کے میدان میں ابوسفیان نے جو نعرہ لگایا تھا کہ لنا العزی ولا عزی لکم کر کہ ہمارے لیے تو عزیٰ دیوی ہے اور تمہارے پاس کوئی عزیٰ نہیں۔ نیز افرأیتم کی ضمیر کا مرجع قریش کو کرتے ہیں۔

قال ابن حبیب کانت بالکعبة۔ یستظهر ابو حیان انها کانت فیها۔ قال: ولذا جاء الخطاب فی قوله افرأیتم لقریش (روح المعانی)

ان بتوں کی پوجا کرنے والوں کا یہ عقیدہ تھا کہ فرشتے معاذ اللہ، اللہ کی بیٹیاں ہیں اور یہ بت جنات کا مسکن ہیں اور یہ جنات بھی اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ بعض کا یہ خیال تھا کہ یہ بت فرشتوں کے ہیکل ہیں اور یہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ (نعوذ باللہ)

الْأُخْرَىٰ ۝ أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنثَىٰ ۝ تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَىٰ ۝٢٢

تیسری کو ہے   کیا تمہارے لیے تو بیٹے ہیں اور اس کے لیے بیٹیاں   یہ تقسیم تو بڑی بے انصافی ہے ۲۱

إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَنتُمْ وَآبَاؤُكُم مَّا أَنزَلَ اللَّهُ

نہیں ہیں یہ مگر محض نام   جو رکھ لیے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادا نے   نہیں نازل کی اللہ نے

[illegible]

ان باتوں کو ذہن نشین کرنے کے بعد اب آیت کا معنی سمجھنے کی کوشش کیجیے

پہلا کلمہ افرأیتم ہے۔ اس پر غور کیجیے جو استفہام انکار کے لیے ہے جس سے تعجب کیا جا رہا ہے۔

والمعنی اعقیب ما سمعتم من آثار کمال عظمة الله عز وجل فی ملکه وملکوته وجلاله وجبروته واحکام قدرته ونفاذ امره فی الملأ الاعلی وتحت الثری وما بینهما رأیتم هذه الاصنام مع غایة حقارتها بنات له تعالی (روح المعانی وغیرہ)

یعنی ملکوت میں اللہ تعالیٰ کی عظمت، اس کے جلال و جبروت، اس کی محکم قدرت اور آسمان و زمین میں اس کے احکام کی تنفیذ کے آثار دیکھنے سننے کے بعد بھی تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ حقیر و ذلیل بت اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ تم خود سوچو اس سے بڑھ کر کوئی حماقت اور جہالت ہو سکتی ہے۔

بعض کتب تفسیر میں یہاں ایک روایت نقل کی گئی ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حرم شریف کے صحن میں کفار کے مجمع کے سامنے یہ سورت تلاوت فرمائی تو اس آیت کے بعد حضور کی زبان سے یہ جملہ نکلا (العیاذ باللہ)

تلک الغرانیق العلی وان شفاعتهن لترتجی

یہ جملہ سن کر مشرکین کے دلوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی وغیرہ وغیرہ۔

یہ روایت سراسر باطل اور موضوع اور محض کذب و افترا ہے۔ اس پر مفصل بحث ضیاء القرآن سورۃ الحج کی آیت ۵۲ کے ضمن میں آپ ملاحظہ فرمائیں۔

ملائکہ کو مشرکین لڑکیاں کہا کرتے تھے۔ انہیں کہا جا رہا ہے کہ تمہاری حماقت کی بھی کوئی حد ہے۔ اپنے لیے تو تم لڑکے پسند کرتے ہو اور اگر کسی کے گھر بیٹی پیدا ہو جائے تو اس کے ہاں صف ماتم بچھ جاتی ہے اور جہاں کا انتخاب ہے جسے تم اپنے لیے پسند نہیں کرتے جب اللہ کی بات ہوتی ہے اس کے لیے تم بیٹیاں ہی تجویز کرتے ہو۔

تلک اذا قسمة ضیزی۔ یہ تو ظالمانہ تقسیم ہے۔ ضیزی کا معنی ہے ظلم کی حد سے بڑھی ہوئی۔ ضاز یضیز ضیزا وضاز یضوز ضوزا وضاز یضاز ضازا اذا ظلم وتعدی وبخس وانتقص قال امرؤ القیس ؎

ضازت بنو اسد بحکمهم   اذ یجعلون الراس کالذنب

بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ

ان کے بارے میں کوئی سند ف۲۱ نہیں ہوئی کر رہے یہ لوگ مگر گمان کی اور جیسے ان کے نفس چاہتے ہیں ف۲۲

وَلَقَدْ جَاۗءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ۭ اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ۝۲۴

حالانکہ آگئی ہے ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے ہدایت ف۲۳ کیا انسان کو مل جاتا ہے جس کی وہ تمنا کرے

[illegible]

ف۲۲ [illegible]

ف۲۳ ان کے پاس کوئی سوال و شبہ ہے [illegible]

[illegible]

حقیقت میں وہ [illegible] کے پجاری ہیں [illegible] خواہشات نفس کے [illegible] ایسے لوگوں سے [illegible]

فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى ۝ وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِى السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِىْ

پس اللہ ہی کے اختیار میں ہے آخرت اور دنیا [illegible] اور کتنے ہی فرشتے ہیں آسمانوں میں جن کی شفاعت

شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ۝

کچھ کام نہیں آسکتی مگر اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ اذن دے جس کے لیے چاہے اور پسند فرمائے

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ۝

بے شک جو لوگ ایمان نہیں لاتے آخرت پر وہ فرشتوں کے نام عورتوں کے سے رکھتے ہیں

[illegible] گے۔

[illegible] ان کے پاس قرآن جیسی کامل کتاب بھی ہے لیکن یہ بدنصیب [illegible] ہدایت [illegible] آیت میں [illegible] سے مراد [illegible] قرآن مجید ہے۔

[illegible] اس وقت آیت کا مطلب یہ ہوا کہ ان کفار [illegible] قیامت [illegible] الانسان سے مراد عام انسان بھی لیا جا سکتا ہے۔ اس وقت آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ [illegible] دونوں جہانوں کی بادشاہی اسی کے لیے مخصوص ہے۔

[illegible] قیامت کے روز ہماری شفاعت کریں گے [illegible] شفاعت [illegible] فرشتے بھی اس وقت شفاعت کریں گے جب ہم انہیں [illegible]

وَمَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ ۖ وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي

حالانکہ انہیں اس کا کچھ علم نہیں ہے [illegible] وہ محض ظن کی پیروی کرتے ہیں، اور ظن حق کے مقابلہ میں کچھ بھی

مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ﴿٢٨﴾ فَأَعْرِضْ عَنْ مَنْ تَوَلَّىٰ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ إِلَّا

نہیں آ سکتا [illegible] پس آپ بھی اس سے منہ پھیر لیں جس نے ہمارے ذکر سے روگردانی کی اور [illegible]

الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿٢٩﴾ ذَٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِنَ الْعِلْمِ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ

کرتے ہیں سوا دنیا کی [illegible] یہ ہے ان کا مبلغ علم [illegible] بے شک تیرا رب ہی خوب جانتا ہے

کی اجازت دیں گے اور فلاں کے لیے شفاعت کریں گے جو شفاعت کے اہل ہوں۔ جن بتوں کی سمت کو رجوع ہوں گی وہ تو اس قابل ہی نہیں کہ ان کی شفاعت کی جائے شفاعت تو اہل ایمان کے لیے ہے جب فرشتے ہی کفر و شرک پر چلنے والوں کی شفاعت نہیں کر سکتے تو یہ بت تمہاری نجات کا سبب کیونکر بن سکتے ہیں!

جو لوگ فرشتوں کو دیوی بنا کر ان کی پرستش کرتے ہیں وہ اس بنا پر [illegible] ہیں اور اس سے ان کی [illegible] پست ہو گئے ہیں [illegible] ان کی ان فرضی دیویوں کا ایک ہی [illegible] ہے کہ وہ قیامت کے روز [illegible] اس لیے ان میں ذمہ داری کا احساس بالکل ختم ہو گیا ہے۔ کسی چیز کو مانتے ہیں تو اس بنا پر نہیں کہ ان کے پاس اس کے ماننے کی کوئی معقول دلیل ہے یا اگر کسی چیز کا انکار کرتے ہیں تو اس بنا پر نہیں کہ [illegible] کسی چیز کا [illegible] کیا ہے بلکہ جب چاہا کسی چیز کو مان لیا اور جب چاہا کسی چیز کا انکار کر دیا۔ احساس ذمہ داری کا [illegible] یہی وجہ ہے کہ بغیر کسی دلیل اور تحقیق کے انہوں نے فرشتوں کو دیویاں بنا ڈالا ہے اور ان پر اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہونے کی تہمت لگا دی ہے۔

حقیقی علم کا سرچشمہ تو وحی کی ذات ہوتی ہے [illegible] ان کی [illegible] ان کے پاس [illegible] ان کے [illegible] زندگی کی بنیادی [illegible] حقیقت کا سراغ نہیں [illegible] ان کے علم کی پہنچ [illegible] ان کے پاس کچھ ہی نہیں۔

ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدَىٰ ۝ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ

بھٹک گیا اس کی راہ سے اور وہی بہتر جانتا ہے جس نے راہ پائی ۔ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

وَمَا فِي الْأَرْضِ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ أَسَاءُوا بِمَا عَمِلُوا وَيَجْزِيَ الَّذِينَ

اور جو کچھ زمین میں ہے تاکہ وہ بدلہ دے بدکاروں کو ان کے اعمال کا اور بدلہ دے نیکوکاروں کو

أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَى ۝ الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا

ان کی نیکیوں کا ۲۲ جو لوگ بچتے ہیں بڑے گناہوں سے اور بے حیائی کے کاموں سے مگر

۲۱ [illegible]

۲۲ [illegible]

۲۳ [illegible]

۲۴ [illegible] آسمانوں کی بلندیوں اور زمین کی پستیوں میں [illegible] ہے اسی لیے [illegible] کہ وہ بدکاروں کو ان کی بدکاریوں کی سزا دے اور نیکوکاروں کو ان کی نیکیوں

اللَّمَمَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۚ هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ إِذْ أَنشَأَكُم مِّنَ

شاذ و نادر۔ بلاشبہ آپ کا رب وسیع بخشش والا ہے ۳۲ وہ خوب جانتا ہے تمہیں جب اس نے تمہیں پیدا کیا

کی اجازت ہے۔

۳۲۔ یہ آیت الذین احسنوا کا بدل ہے یا صفت ہے۔ یہاں مضارع کا صیغہ اس لیے بیان کیا گیا ہے تاکہ اجتناب کے تجدد اور استمرار پر دلالت کرے۔ وہ ہمیشہ گناہوں سے اجتناب کرتے رہتے ہیں۔

گناہ کبیرہ اور فواحش کے مفہوم کے بارے میں علماء کے متعدد اقوال ہیں جن میں سے چند پیش کیے جاتے ہیں۔

کبائر الاثم سے مراد شرک ہے کیونکہ یہ تمام کبیرہ گناہوں سے بڑا اور سنگین گناہ ہے اور فواحش سے مراد زنا ہے جو بے حیائی کی انتہا ہے۔

مقاتل کہتے ہیں ہر وہ گناہ جس کی سزا آتش جہنم ہے وہ کبیرہ ہے اور جس کی سزا کوئی شرعی حد ہے وہ فاحشہ ہے۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا ارشاد ہے کہ کبیرہ گناہ سات ہیں۔ صحیحین کی اس حدیث سے بھی آپ کے ارشاد کی تصدیق ہوتی ہے:

اجتنبوا السبع الموبقات الاشراک باللہ تعالیٰ والسحر وقتل النفس التی حرم اللہ تعالیٰ الا بالحق واکل مال الیتیم واکل الربوٰ والتولی یوم الزحف وقذف المحصنات الغافلات المومنات۔

ترجمہ: سات برباد کرنے والی چیزوں سے اجتناب کیا کرو۔ شرک باللہ، جادو، قتل بے گناہ، یتیم کا مال کھانا، سود کھانا، میدان جنگ سے بھاگ جانا، پاک دامن بے خبر مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔

گناہ کبیرہ کے بارے میں متعدد روایات ہیں۔ کسی میں ان کی تعداد چار بتائی گئی ہے، کسی میں سات، کسی میں نو اور کسی میں گیارہ مذکور ہے۔ جبکہ علامہ لکھتے ہیں کبیرہ وہ گناہ ہے جس کے مرتکب کے حق میں سخت سزا کی خصوصیت سے تصریح کی گئی ہو یا اس کے لیے کوئی حد شرعی مقرر ہو یا جس کی سزا جہنم بتائی گئی ہو یا جس کے مرتکب کو لعنت کا مستحق قرار دیا گیا ہو یا جس پر غضب کے نزول کی خبر دی گئی ہو۔ ایسے تمام امور کبیرہ گناہ ہیں۔ ان کے علاوہ جو دوسرے گناہ ہیں انہیں گناہ صغیرہ کہا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ گناہ صغیرہ پر اصرار اور شریعت کے کسی فرمان کا استخفاف اور تحقیر کا شمار بھی کبیرہ گناہوں میں ہوتا ہے۔

اللمم کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ راغب لکھتے ہیں: اللمم مقاربۃ المعصیۃ ویعبر بہ عن الصغیرۃ ویقال فلان یفعل کذا لمما ای حینا بعد حین (مفردات)

یعنی معصیت کے قریب ہونے کو لمم کہتے ہیں۔ نیز صغیرہ گناہ کو بھی لمم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ نیز جو گناہ کبھی کبھی کیا جائے اس کو بھی لمم کہتے ہیں۔

قال ابو اسحٰق الزجاج: اصل اللمم والالمام ما یعمله الانسان المرۃ بعد المرۃ ولا یتعمق فیہ ولا یقیم علیہ یقال

الْأَرْضِ وَإِذْ أَنْتُمْ أَجِنَّةٌ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ ۖ فَلَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ ۖ

پیدا کیا اور جب کہ تم حمل تھے اپنی ماؤں کے شکموں میں پس اپنی خود ستائی نہ کیا کرو۔

هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَىٰ ﴿٣٢﴾ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي تَوَلَّىٰ ﴿٣٣﴾ وَأَعْطَىٰ قَلِيلًا وَ

وہ خوب جانتا ہے کہ کون پرہیزگار ہے۔ کیا آپ نے دیکھا جس نے روگردانی کی ۳۳ اور تھوڑا سا مال دیا اور

الممت بہ اذا زرتہ وانصرفت عنہ (قرطبی)

یعنی وہ چھوٹے گناہ جو کبھی سرزد ہو جاتے ہیں جن کا ارتکاب کبھی کبھی کیا جائے اور اس پر تسلسل نہ کیا جائے اور یہی معنی لغوی سے ملتی جلتی ہے۔ جب تو کسی اعلیٰ کی ملاقات کے لیے جائے اور مل کر فوراً واپس چلا جائے تو کہتے ہیں الممت بہ۔

عرب شاعر ایک شعر میں اسی معنی پر دلالت کرتا ہے:

الممت فحیت ثم قامت فودعت   فلما تولت کادت النفس تزهق

ترجمہ: وہ محبوبہ میرے پاس آئی، اس نے سلام کیا، پھر وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور اس نے الوداع کہا۔ جب اس نے پیٹھ پھیری تو قریب تھا کہ روح پرواز کر جائے۔

آیت کے ان کلمات کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ بڑے بڑے گناہوں سے کنارہ کش رہتے ہیں۔ بے دھیانی کے باعث صادر ہو جاتے ہیں اگر کبھی کبھی ان سے کسی غلطی کا صدور ہو جاتا ہے تو فوراً اس سے وہ تائب ہو جاتے ہیں۔ تو رب کریم سب ان کو اپنی مغفرت کے وسیع دامن میں چھپا لے گا۔ بے شک آپ کے رب کی مغفرت کا دامن بڑا وسیع ہے۔

۳۲ بعض کم ظرف لوگ اپنی نیکیوں پر اترانے لگتے ہیں، اپنی پارسائی اور پرہیزگاری کے قصے بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں۔ وہ جس اللہ تعالیٰ کی توفیق سے نیکی کرتے ہیں اس کا سارا کمال اپنی طرف منسوب کرنے لگتے ہیں۔ اس لیے منع فرمایا جا رہا ہے کہ لوگو! اپنے تقویٰ اور نیکی کا ڈھنڈورا پیٹ کر خود ستائی مت کرو، کیونکہ تمہارا حال اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ جانتا ہے۔ تمہیں وہ خوب جانتا ہے، صرف آج سے ہی نہیں بلکہ اس وقت سے جب تم شکم مادر میں تھے اور پیدا ہونے کے بعد اپنی گلیوں میں کھیلا کرتے تھے۔ بلکہ اس سے بھی ہزاروں سال پہلے جب تمہارے باپ آدم کا خمیر مٹی سے تیار کیا جا رہا تھا اور تمہیں اس کی پشت میں ودیعت کیا جا رہا تھا۔ جو اتنے عرصے سے جانتا ہے اس کے سامنے اپنی تعریف کرنا زیب نہیں دیتا۔ وہ خود جانتا ہے کہ تم میں سے متقی اور پرہیزگار کون ہے اور فسق و فجور کا دلدادہ کون ہے۔ تمہارے بتانے کی حاجت نہیں۔ اگر وہ تمہاری لغزشوں پر فوری گرفت نہیں کرتا یا تمہارے جرائم کی پاداش میں تمہیں سزا نہیں دیتا تو یہ محض اس کا لطف و کرم ہے۔ اس میں تمہاری پاکبازی کا کوئی دخل نہیں۔

۳۳ بعض علماء تفسیر نے لکھا ہے کہ یہ آیت ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ ولید حضور علیہ الصلوٰۃ

أَكْدَىٰ ﴿٣٤﴾ أَعِندَهُ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرَىٰ ﴿٣٥﴾ أَمْ لَمْ يُنَبَّأْ بِمَا فِي

کنجوسی سے کام لیا ۳۴ کیا اس کے پاس علم غیب ہے سو وہ دیکھ رہا ہے ۳۵ کیا وہ آگاہ نہیں کیا گیا ان باتوں سے جو

والسلام کی خدمت عالیہ میں اکثر حاضر ہوتا اور آیات قرآنی سنا کرتا جنہیں سن کر وہ بے اختیار کہہ اٹھتا کہ بخدا یہ کلام سراسر حق ہے۔ اس کی شاخیں پھلوں سے لدی ہوئی ہیں۔ اس کی حلاوت دل موہ لینے والی ہے۔ [illegible]

اس کے احباب اور رشتہ داروں کو جب اس بات کا پتہ چلا تو شدید فکر و تشویش ہوئی کہ کہیں وہ اسلام قبول کرنے کا برملا اعلان نہ کر دے۔ چنانچہ اس کا ایک بے تکلف دوست اس کے پاس آیا اور اسے بڑی لعنت ملامت کی کہ تم نے اسلاف اور اپنے بزرگوں کے مذہب کو چھوڑ دیا ہے اور ایک نیا دین اختیار کر لیا ہے۔ یہ بڑی شرم کی بات ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے عذاب قیامت سے بڑا ڈر لگتا ہے۔ اس دوست نے کہا کہ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تم اتنا مال مجھے دو تو قیامت کے روز میں تمہارے حصہ کا عذاب بھی اپنے سر پر اٹھا لوں گا۔ چنانچہ ولید نے اسلام لانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ اور جس مال کا وعدہ اس شخص سے کیا تھا اس میں سے کچھ تو اسے دے دیا بقیہ دینے سے انکار کر دیا۔

اللہ تعالیٰ اپنے رسول کریم کو فرماتے ہیں کہ کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے حق قبول کرنے سے منہ پھیر لیا اور اپنے ساتھی کو پورا معاوضہ بھی نہ دیا۔ یہ شخص کتنا احمق ہے جو سمجھتا ہے کہ روز حساب کوئی شخص اس کے حصے کا عذاب برداشت کرے گا اس کے ساتھ ساتھ یہ کتنا بڑا بخیل ہے کہ جتنا مال دینے کا اس نے وعدہ کیا تھا وہ بھی اس نے پورا ادا نہیں کیا۔ حماقت اور بخل دونوں عیب اس میں پائے جاتے ہیں۔

۳۴ اَکْدٰی۔ علامہ راغب لکھتے ہیں الکدیۃ صلابۃ فی الارض یقال حفر فاکدی اذا وصل الی کدیۃ و استعیر ذلک للطالب المخفق والمعطی المقل (مفردات)

ترجمہ: زمین کھودتے ہوئے اگر پتھر آ جائے تو عرب کہتے ہیں حفر فاکدی اس نے زمین کھودی اور سخت چٹان تک آ گیا۔ بعد ازاں ناکام ہونے والے اور تھوڑا عطیہ دینے والے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

علامہ فیروز آبادی قاموس میں لکھتے ہیں۔ اکدی: بخل او قل خیرہ او قل عطاءہ۔ بخیل ہو گیا یا اس کی بھلائی کم ہو گئی یا اس کی عطا قلیل ہو گئی۔ اسی سے ہے اکدی اکداء بمعنی قطع عطاءہ۔ اس نے عطیہ میں بخل سے کام لیا

۳۵ یعنی اس نے جو یہ خیال کیا کہ ایک دوسرا شخص قیامت کے روز اس قسم کے وعدے پر اس کا عذاب اپنے سر لے گا کیا اس کے پاس علم غیب ہے جس کے باعث اسے پتہ چل گیا ہے یا کسی کے کہنے سے اسے یقین ہو گیا ہے

صُحُفِ مُوْسٰى ۙ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰۤى ۙ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ

موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں ہے اور ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں جنہوں نے (حق اطاعت) پورا کیا ف کہ کوئی شخص دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں

اُخْرٰى ۙ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۙ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ

اٹھائے گا ف اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے اور یہ کہ اس کی کوشش کا نتیجہ عنقریب

ف اگر یہ سوال کیا جائے کہ [illegible] صحف، جیسا کہ [illegible] صحف موسیٰ سے مراد تورات ہے جو [illegible] صحف ابراہیم سے مراد وہ آسمانی کتاب ہے جو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئی تھی۔ اس وقت اس کا کوئی نسخہ دنیا میں موجود نہیں ہے۔ [illegible] قرآن کریم [illegible] صحف ابراہیم کا ذکر [illegible] دو مقامات پر ہے ایک اس جگہ پر دوسری مرتبہ سورۃ الاعلیٰ کی آخری آیات میں۔ [illegible] حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بھی صحیفے نازل ہوئے تھے۔ ان دو مقامات پر ان تعلیمات کا اشارۃً ذکر کر دیا جو ان میں موجود تھیں۔

ف حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے یہ دستور تھا کہ اگر ایک شخص کسی کو قتل کرتا تو قاتل کی سزا اس کے باپ، اس کے بیٹے، اس کے بھائی اور اس کی بیوی یا اس کے علاوہ کسی [illegible] میں سے کسی کو پکڑ کر قتل کر دیا جاتا۔

قال [illegible] عن عکرمة عن ابن عباس قال کانوا قبل ابراهیم علیه السلام یأخذون الرجل بذنب غیره [illegible] الرجل لیقتل بقتل ابیه [illegible]

جب آپ مبعوث ہوئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام سنایا:

الا تزر وازرۃ وزر اخری [illegible] کوئی کسی دوسرے کا [illegible]

[illegible] کسی سابق رسول کی شریعت [illegible] جاہلیت کا ایک دستور تھا [illegible] اس میں چلا آ رہا تھا [illegible] جیسے اس طرح حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے عرب میں [illegible] کسی قبیلے کا [illegible] قبیلے کے کسی فرد کو قتل کر دیتا [illegible] کو قتل کرنے [illegible] بلکہ قاتل کے بجائے اس کے کسی دوسرے [illegible] کو قتل کیا جاتا [illegible] کے اس ظالمانہ دستور کا خاتمہ ہوا۔

[illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے: من

من سن سنة سيئة فعليه وزرها ووزر من عمل بها الى يوم القيامة۔ [illegible] مسلم من حديث جرير بن عبد الله

نیز امام احمد اور مسلم نے جریر بن عبداللہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا جو شخص برا طریقہ رائج کرتا ہے اس پر اس کا بوجھ بھی لادا جائے گا اور قیامت تک جو لوگ اس طریقے کو اختیار کریں گے ان کا بوجھ بھی اس پر لادا جائے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ دوسروں کے گناہ کا بوجھ بھی کسی پر لاد دیا جاتا ہے، حالانکہ آیت اس کی نفی کرتی ہے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ چونکہ یہ شخص قیامت تک نئے نئے بدکاروں کی بدکاری کا سبب بنا ہے، اس لیے صحیح معنوں میں وہ ان کا شریک ہے اس کی سزا ملے گی۔ یہ نہیں کہ ان بدکاروں کو کوئی سزا نہ دی جائے گی اور ان سب کی سزا اس شخص کو دی جائے گی۔

دوسری حدیث ہے جس کے راوی ابن عمر ہیں: اذا انزل اللہ بقوم عذابا اصاب العذاب من کان فیہم ثم بعثوا علی اعمالہم (متفق علیہ)

یعنی جب کسی قوم پر اللہ تعالیٰ عذاب نازل کرتا ہے تو اس قوم کے تمام افراد بیک وقت اس عذاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں پھر قیامت کے دن اپنے اعمال کے مطابق قبروں سے اٹھائے جائیں گے۔

اس حدیث سے بھی یہ معلوم ہوا کہ عذاب ان لوگوں پر بھی نازل ہوتا ہے جو مجرم نہیں ہوتے، حالانکہ آیت اس کی تردید کرتی ہے۔ تو اس کا جواب یہ دیا گیا ہے جو لوگ ان مجرموں کا محاسبہ نہیں کر سکتے تھے لیکن وہ ان کو منع بھی نہیں کرتے تھے بلکہ خاموشی سے ان گناہوں کو دیکھتے رہتے تھے ان کی یہ خاموشی ان کا گناہ تھا جس کی وجہ سے وہ اس عذاب میں مبتلا کیے گئے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ایک حدیث جو سنن ابو داؤد میں مروی ہے اس میں یہ تصریح موجود ہے کہ جب لوگ ظالم کو دیکھتے ہیں اور ظلم سے اس کا ہاتھ نہیں پکڑتے تو ان پر بھی عذاب نازل ہوگا۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں بتایا گیا ہے کہ جب انسان فوت ہوتا ہے اور اس کے رشتہ دار ماتم کرتے ہیں تو ان کے ماتم کرنے کے گناہ کا عذاب اس میت کو دیا جاتا ہے۔ یہ حدیث بھی اس آیت کے منافی ہے۔ اس کے جواب میں علماء کہتے ہیں کہ میت کو اس وقت عذاب ہوگا جب وہ اس بات کی وصیت کر جائے کہ مجھ پر ماتم کرنا۔ یا معلوم تھا کہ اس کے گھر والے اس کے مرنے پر ماتم کریں گے اور اس نے ان کو منع نہیں کیا۔ یہ عذاب اس کے اپنے گناہ کا ہوگا۔

بہر حال اس آیت سے معلوم ہو گیا کہ حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے صحیفوں میں جو یہ حکم نازل ہوا تھا شریعت محمدیہ میں بھی باقی ہے۔ کسی کے گناہ کے بدلے میں کسی دوسرے کو سزا نہیں دی جائے گی ہر شخص اپنے عمل کا خود ذمہ دار ہے۔ یہ حکم صحف موسیٰ اور ابراہیم علیہما السلام میں بھی موجود تھا اور شریعت اسلامیہ میں بھی یہ قانون باقی ہے۔ لیکن بعض کج فہموں نے اس آیت سے ایسے معانی نکالے ہیں جن سے حسد و عداوت کی تعلیم و تلقین ہوتی ہے۔ اس لیے ہم یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ ان باطل معانی کا ابطال بھی کیا جائے اور اس کے حقیقی مفہوم کو بھی واضح کیا جائے تاکہ کوئی کم فہم یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ ایک آیت کی ایسی من مانی تشریح کی جائے جس سے جہالتوں کی تعلیم ہوتی ہو۔

اشتراکی ذہنیت رکھنے والے جو ملکیت کا صرف محنت سے ہی ثابت ہونا مانتے ہیں وہ اس آیت کا یہ مفہوم بیان کرتے ہیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہے خواہ اس نیک عمل کا تعلق عبادت کی کسی قسم سے ہو مثلاً روزہ، تلاوت قرآن، ذکر، صدقہ، حج، عمرہ جو نیک عمل بھی وہ کرے اس کے بارے میں وہ اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرے کہ یا اللہ! اس کا ثواب فلاں شخص کو پہنچا۔ اس بارے میں اتنی کثرت سے صحیح احادیث موجود ہیں کہ کوئی مسلمان ان کے انکار کی جرأت نہیں کر سکتا۔

یہاں ہم ان میں سے چند احادیث ہدیۂ ناظرین کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

۱۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مات الانسان انقطع عملہ الا من ثلاث صدقۃ جاریۃ وعلم ینتفع بہ او ولد صالح یدعو لہ (رواہ مسلم)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے بجز تین اعمال کے کہ ان کا سلسلہ منقطع نہیں ہوتا۔ صدقہ جاریہ، ایسا علم جس سے نفع حاصل کیا جائے، یا نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔

پہلے دو کام تو ایسے ہیں جن میں اس شخص کا اپنا کچھ عمل دخل ہے، لیکن لڑکے کی دعا لڑکے کا اپنا فعل ہے۔ اس سے بھی میت کو فائدہ پہنچتا ہے۔

۲۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لیرفع الدرجۃ للعبد الصالح فی الجنۃ فیقول یا رب انی لی ھذہ فیقول باستغفار ولدک لک (رواہ طبرانی)

ترجمہ: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جنت میں کسی نیک بندے کے درجے کو بلند فرما دیتا ہے۔ وہ بندہ عرض کرتا ہے یا رب! میرا درجہ کیسے بلند ہوا؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تیرے لڑکے نے تیرے لیے استغفار کی۔ اس کی برکت سے تیرا درجہ بلند ہوا۔

۳۔ عن ابن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما المیت فی قبرہ الا شبہ الغریق المتغوث ینتظر دعوۃ تلحقہ من اب او ام او ولد او صدیق ثقۃ فاذا لحقتہ کانت احب الیہ من الدنیا وما فیہا وان اللہ لیدخل علی اھل القبور من دعاء اھل الارض امثال الجبال وان ھدیۃ الاحیاء الی الاموات الاستغفار لھم (رواہ بیہقی ودیلمی)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قبر میں میت کی حالت ڈوبنے والے کی طرح ہوتی ہے جو فریاد کر رہا ہوتا ہے۔ وہ اس چیز کا منتظر ہوتا ہے کہ اس کے باپ اس کی ماں یا لڑکے یا معتمد دوست کی دعا اسے پہنچے۔ جب وہ دعا اسے پہنچتی ہے تو اس کی قدر و منزلت اس کے نزدیک دنیا و مافیہا سے زیادہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل زمین کی دعاؤں کی برکت سے قبروں پر رحمت کے پہاڑ بھیجتا ہے اور مردوں کے لیے دوستوں کا تحفہ یہ ہے کہ وہ ان کے لیے دعائے مغفرت کیا کریں۔

۴۔ عن عائشۃ ان رجلا قال یا رسول اللہ ان امی افتلتت نفسہا ولم توص واظنہا لو تکلمت تصدقت فہل لہا اجر ان تصدقت عنہا قال نعم (متفق علیہ)

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری ماں اچانک فوت ہو گئی اور کوئی وصیت نہ کر سکی۔ میرا خیال ہے اگر اسے

ہونے کا موقع ملتا تو وہ صدقہ دیتی۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ دوں تو کیا اسے اس کا اجر ملے گا؟ حضور نے فرمایا بے شک۔

۵۔ عن ابن عباس ان سعد بن عبادة توفيت امه وهو غائب فقال لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله صلى الله عليك وسلم ان امي ماتت وانا غائب فهل ينفعها ان تصدقت عنها قال نعم فقال اني اشهدك ان حائطي صدقة عنها (رواه البخاری)

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ سعد بن عبادہ کی والدہ نے وفات پائی۔ آپ موجود نہ تھے جب واپس آئے تو حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گزارش کی یا رسول اللہ میری والدہ نے میری غیر حاضری میں وفات پائی۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ دوں تو کیا اسے کوئی نفع پہنچے گا تو حضور نے فرمایا ہاں پہنچے گا۔ اس نے عرض کی حضور آپ گواہ رہیں میں نے اپنا باغ اس کی طرف سے صدقہ کیا

۶۔ عن انس سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ما من اهل بيت يموت منهم ميت فيتصدقون عنه بعد موته الا اهداها له جبرائيل على طبق من نور ثم يقف على شفير القبر فيقول يا صاحب القبر العميق هذه هدية اهداها اليك اهلك فاقبلها فيدخل عليه فيفرح بها ويستبشر ويحزن جيرانه الذين لا يهدى اليهم شيء (رواه الطبراني في الاوسط)

حضرت انس کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی شخص کسی گھر سے فوت ہوتا ہے اور گھر والے اس کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں تو جبرئیل امین نور کے تھال پر اسے رکھتے ہیں پھر اس کی قبر کے دہانے پر کھڑے ہو کر کہتے ہیں اے گہری قبر کے رہنے والے یہ ہدیہ ہے جو تیرے گھر والوں نے تیری طرف بھیجا ہے، تو اسے قبول کر۔ اس کی خوشی اور مسرت کی کوئی حد نہیں رہتی اور اس کے پڑوسی جن کی طرف کوئی ہدیہ نہیں بھیجا گیا وہ بڑے غمناک ہوتے ہیں۔

۷۔ عن انس قال جاء رجل الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال ان ابي مات ولم يحج حجة الاسلام فقال ارأيت لو كان على ابيك دين كنت تقضيه عنه قال نعم قال فانه دين عليه فاقضه، رواه البزار والطبرانی باسناد حسن

حضرت انس فرماتے ہیں ایک شخص نبی کریم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میرا باپ فوت ہو گیا ہے اس نے حج نہیں کیا۔ حضور نے فرمایا بتاؤ اگر تیرے باپ پر قرض ہوتا تو کیا تو اسے ادا کرتا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ہاں ادا کرتا۔ حضور نے فرمایا یہ حج بھی اس پر قرض ہے۔ اس کو ادا کرو۔

۸۔ عن علي رضي الله تعالى عنه من مر على المقابر وقرأ قل هو الله احد احدى عشرة مرة و وهب اجره للاموات اعطي من الاجر بعدد الاموات۔ (رواه ابو محمد السمرقندی)

ابو محمد سمرقندی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے یہ حدیث مرفوع نقل کی ہے کہ جو شخص قبرستان میں سے گزرے اور گیارہ مرتبہ قل شریف پڑھ کر اہل قبرستان کو بخشے تو جتنے لوگ وہاں دفن ہوں گے ان کی تعداد کے برابر اسے ثواب ملے گا۔

۹۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من دخل المقابر ثم قرأ فاتحۃ الکتاب وقل ھو اللہ احد والھاکم التکاثر ثم قال انی جعلت ثواب ما قرأت من کلامک لاھل المقابر من المؤمنین والمؤمنات کانوا شفعاء لہ الی اللہ (رواہ ابو القاسم سعد بن علی)

ابو القاسم سعد بن علی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قبرستان میں داخل ہو پھر سورہ فاتحہ، قل شریف اور الہاکم التکاثر پڑھے پھر کہے کہ الٰہی میں نے تیرے کلام سے جو پڑھا ہے اس کا ثواب اس مقبرہ کے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بخشا ہوں تو وہ لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی جناب میں اس کی شفاعت کریں گے۔

۱۰۔ عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من دخل المقابر فقرأ سورۃ یٰس خفف اللہ عنھم (رواہ عبد العزیز صاحب الخلال بسندہ)

حضرت انس سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قبرستان میں داخل ہوتا ہے اور سورۃ یٰس پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اہل قبور پر تخفیف کر دیتا ہے۔

کثیر التعداد احادیث میں سے یہ چند مرفوع احادیث ہیں جو آپ نقل کی گئی ہیں۔ صحابہ کرام کا بھی اسی پر تعامل تھا۔ حضرت امام حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کے بعد آپ کو ایصال ثواب کرنے کے لیے غلام آزاد کیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت عبد الرحمٰن وفات پا گئے تو حضرت عائشہ نے ان کے لیے غلام آزاد کیا اور فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ وفات کے بعد یہ چیز انہیں نفع پہنچائے گی۔

مسلمانوں کا ہمیشہ سے یہ معمول رہا ہے کہ وہ اپنے وفات یافتہ عزیزوں کی روح کو ایصال ثواب کرتے ہیں۔ علامہ ابن قیم لکھتے ہیں قال الحافظ شمس الدین بن عبد الواحد ما زال الناس فی کل مصر یجتمعون ویقرءون لموتاھم من غیر نکیر فکان ذلک اجماعا۔

ترجمہ: حافظ شمس الدین ابن عبد الواحد کہتے ہیں ہر شہر میں مسلمانوں کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ اکٹھے ہوتے ہیں اور اپنے فوت شدگان کے لیے قرآن کریم کی قرأت کرتے ہیں اور کبھی کسی عالم نے اس پر اعتراض نہیں کیا گویا اس بات کا اجماع ہے۔

۱۱۔ اخرج الخلال عن الشعبی کانت الانصار اذا مات لھم المیت اختلفوا الی قبرہ یقرءون القرآن۔

امام شعبی سے مروی ہے کہ انصار کا یہ طریقہ تھا کہ جب ان کا کوئی آدمی فوت ہو جاتا تو وہ اس کی قبر پر جایا کرتے اور وہاں قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے۔

۱۲۔ وفی الاحیاء عن احمد بن حنبل قال اذا دخلتم المقابر فاقرءوا بفاتحۃ الکتاب والمعوذتین وقل ھو اللہ احد واجعلوا ذلک لاھل المقابر فانہ یصل الیھم۔

امام احمد بن حنبل نے فرمایا جب تم قبرستان میں داخل ہو تو سورۂ فاتحہ، معوذتین اور قل ہو اللہ احد پڑھو پھر اس کا ثواب

يُرٰى ﴿۴۰﴾ ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ﴿۴۱﴾ وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ﴿۴۲﴾ وَ

عنقریب دیکھی جائے گی ۔ پھر اس کو اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا ۔ اور یہ کہ سب کو آپ کے رب کے پاس ہی پہنچنا ہے ۔ اور

قبر میں مُردوں کو پہنچاؤ وہ انہیں پہنچے گا۔

جب اس کثرت سے ایصال ثواب کے بارے میں احادیث موجود ہیں تو پھر اس کا انکار کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا، لیکن آیت کے بارے میں کیا کہا جائے گا۔

حضرت ابن عباس کا ارشاد ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اس کی ناسخ یہ آیت ہے:

والذین آمنوا واتبعتهم ذریتهم بایمان الحقنا بهم ذریتهم

یعنی جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کرتی رہی تو ہم (بروز قیامت) ان کی اولاد کو ان کے ساتھ ملا دیں گے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کی نیکیاں اولاد کے مراتب کو بلند کرتی ہیں جس سے اس بات کی تردید ہوگئی ہے کہ یہاں الانسان سے مراد کافر ہے کہ اس کو کسی کی نیکیاں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتیں۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو اس میں ایک دوسرا جواب ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ ایصال ثواب صرف اس شخص کو پہنچتا ہے جو ایمان کی حالت میں فوت ہوا ہو۔ جس کی موت کفر پر ہوئی ہو اسے قطعاً کوئی نفع نہیں پہنچتا۔ تو معلوم ہوا کہ یہ سب اعمال جو اس کے لیے ایک مومن کو نفع پہنچاتے ہیں در حقیقت یہ اس کے ایمان کے درخت کا پھل ہیں اور ایمان اور خدمت اس شخص کی اپنی سعی کا نتیجہ ہے تو گویا یہ سعی اسی کی اس کی دوڑ دھوپ میں شمار ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ اپنے ایمان کے درخت کی اعمال صالحہ سے آبیاری کرتے رہتے ہیں اور گناہوں کی آلودگی سے اس کو پاک صاف رکھتے ہیں ان کا ایمان کا پودا برگ و بار لاتا ہے اور لوگ کثرت سے ان کی روحوں کو ایصال ثواب کرتے ہیں اور بیانات کرامت کے حوالات پر فاتحہ پڑھتے رہتے ہیں۔ اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ ان حضرات نے اپنی زندگی میں ایمان کا جو درخت لگایا اور جو پانی دیا اور اعمال صالحہ سے سینچا ہے اب اس کا جو پھل مل رہا ہے۔

مثلاً ارشاد الٰہی ہے: مثل کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلها ثابت وفرعها فی السماء تؤتی اکلها کل حین باذن ربها۔

کہ کلمہ طیبہ کی مثال ایک پاکیزہ درخت کی طرح ہے جس کی جڑیں بہت گہری گئی ہیں اور اس کی شاخیں آسمان تک پھیلی ہوئی ہیں وہ درخت ہر وقت پھل دیتا رہتا ہے۔

اس مسئلہ کی مزید بحث ضیاء القرآن سورۃ الطور کی آیت ۲۱ کے تحت ملاحظہ فرمائیے۔

(نوٹ: اس آیت کی تشریح میں ایصال ثواب کے بارے میں جو احادیث درج کی گئی ہیں اور جو آثار نقل کیے گئے ہیں وہ تفسیر مظہری سے ماخوذ ہیں)

۴۳ ہر انسان اپنی زندگی کے لمحات کسی نہ کسی مقصد کے لیے صرف کر رہا ہے اپنی سعی و کوشش اور تگ و دو کا ماحصل ان کے

اَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ﴿۴۳﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ﴿۴۴﴾ وَاَنَّهٗ خَلَقَ

یہ کہ وہی ہنساتا ہے اور رلاتا ہے ۴۳ اور یہ کہ وہی مارتا ہے اور جلاتا ہے اور یہ کہ اسی نے پیدا فرمائیں

حصول کے لیے وقف ہے جب قیامت کے روز اس کی پوری طرح جانچ پڑتال کی جائے گی اور اس کے مقاصد اور اس کی نیت کے مطابق اس کی جدوجہد کے نتائج برآمد ہوں گے۔ اس لیے تم اپنے اعمال کا خود محاسبہ کیا کرو تاکہ قیامت کے روز تمہیں نادم اور شرمسار نہ ہونا پڑے۔

۴۱ ہر شخص کو اس کے اعمال اور اس کی مساعی کی پوری پوری جزا دی جائے گی۔ اگر وہ زندگی بھر نفس کی خواہشات کی تکمیل میں لگا رہا، کبھی اپنے رب کی رضا اور جنت کا اسے خیال نہ آیا تو اس کا بدلہ ملے گا اور جو شخص اپنے کریم پروردگار کی رضا حاصل کرنے کے لیے مصروف رہا، مصائب و آلام کی پرواہ کیے بغیر تسلیم و رضا کی راہ پر قدم بڑھاتا رہا تو اس کی جو پذیرائی ہوگی اس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔

۴۲ ہر چیز کو روز حشر اپنے رب کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے۔ کوئی شخص کہیں چھپ نہیں سکے گا اور کوئی شخص کہیں بھاگ کر روپوش نہیں ہو سکے گا۔

بعض حضرات نے اس کا دوسرا مفہوم بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ منتہی مصدر میمی ہے۔ اس کا معنی انتہا ہے یعنی فکر انسانی حقائق اشیاء کے بیابان میں گرم سیر رہتا ہے لیکن جب عرصۂ ذات کبریا کی جانب آتا ہے تو پر جل جاتا ہے۔ اس سے آگے دم مارنے کی اسے مجال نہیں ہوتی۔

وقيل المعنى انه عز وجل منتهى الافكار فلا تزال الافكار تسير في بيداء حقائق الاشياء وماهيات والاحاطة بها حتى اذا وصلت الى حريم ذاته عز وجل وحقائق صفاته وقفت وحرنت وانتهى سيرها۔

حضرت ابن عباس کی روایت اس قول کی تصدیق کرتی ہے:

قال مر النبي صلى الله تعالى عليه وسلم على قوم يتفكرون في الله فقال تفكروا في الخلق ولا تفكروا في الخالق فانكم لن تقدروه۔ (ابن ماجہ)

یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرے جو ذات الٰہی میں غور و فکر کر رہے تھے۔ تو حضور نے انہیں ارشاد فرمایا: مخلوق میں تو بے شک غور و فکر کیا کرو، لیکن ذات خالق کو اپنی سوچ کا موضوع مت بناؤ کیونکہ یہ چیز تمہاری طاقت اور وسعت سے باہر ہے۔

حضرت ابو ذر سے بھی اسی سے ملتی جلتی حدیث منقول ہے:

قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم تفكروا في خلق الله ولا تفكروا في الله فتهلكوا۔ (روح المعانی)

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ کی مخلوق میں تو غور و فکر کیا کرو لیکن اس کی ذات میں فکر نہ کیا کرو ورنہ

الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَىٰ ﴿٤٥﴾ مِنْ نُطْفَةٍ إِذَا تُمْنَىٰ ﴿٤٦﴾ وَأَنَّ عَلَيْهِ

دو دو قسمیں نر اور مادہ وہ بھی ایک بوند سے جب ٹپکائی جاتی ہے اور یہ کہ اسی اللہ تعالیٰ کے ذمہ

النَّشْأَةَ الْأُخْرَىٰ ﴿٤٧﴾ وَأَنَّهُ هُوَ أَغْنَىٰ وَأَقْنَىٰ ﴿٤٨﴾ وَأَنَّهُ هُوَ رَبُّ

ہے دوسری بار پیدا فرمانا ف۴۷ اور یہ کہ وہی غنی کرتا ہے اور مطمئن بناتا ہے ف۴۸ اور یہ کہ وہی شعریٰ (ستارے) کا

الشِّعْرَىٰ ﴿٤٩﴾ وَأَنَّهُ أَهْلَكَ عَادًا الْأُولَىٰ ﴿٥٠﴾ وَثَمُودَ فَمَا أَبْقَىٰ ﴿٥١﴾ وَقَوْمَ

رب ہے ف۴۹ اور یہ کہ اسی نے ہلاک کیا عاد اولیٰ (قوم ہود) کو ف۵۰ اور ثمود کو پس کسی کو نہ چھوڑا۔ اور ہلاک کیا قوم

ہلاک ہو جائیں گے

ف۴۳ چاہے وہ کسی کو خوش کر کے ہنسائے اور چاہے تو کسی کو کسی واقعہ میں مبتلا کر کے رلائے۔ مسرت اور غم اسی کے دست قدرت میں ہیں۔ عقل مندی کا تقاضا تو یہ ہے کہ اسی کی بارگاہ کا قصد کیا جائے اور اس کے دربار میں حاضر ہو جاؤ۔ اسی سے خوشی کی بھیک مانگو اور حزن و ملال سے اسی کی پناہ طلب کرو۔ اس کے در کو چھوڑ کر ادھر ادھر خوشیوں کی تلاش میں بھٹکتے پھرنا محض جہالت اور نادانی ہے۔

ف۴۵ موت و حیات بھی اسی کے دست قدرت میں ہے۔ کسی کی زندگی ایک جیسی نہیں ہوتی۔ وہ اپنی حکمت سے کسی سے زندگی لے لیتا ہے اور کسی کو دے دیتا ہے۔ جو خالق اتنی طاقت اور قوت کا مالک ہے اس کے لیے قطعاً مشکل نہیں کہ وہ قیامت کے روز تم سب کو پھر سے زندہ کر کے از سر نو زندگی بخش دے۔

ف۴۸ اللہ تعالیٰ کی ایک دوسری شان بیان فرمائی جا رہی ہے۔ مال و دولت کے خزانے بھی اسی کے قبضہ میں ہیں۔ چاہے تو کسی کو مالا مال کر دے اور اسے سب منتوں سے خوشحال بنا دے اور چاہے تو کسی کو مفلس اور کنگال کر دے وہ ان کے پیچھے دوڑتا رہے اسے دو وقت کی روٹی بھی نصیب نہ ہو۔ یہ اس کی حکمت کے کرشمے ہیں۔ اس آیت میں اقنی کی حقیقت سے متعلق عرب لغت سے اقنی کے کئی اور معانی بھی بتلائے گئے ہیں لیکن میرے نزدیک اس کا یہی معنی زیادہ مناسب ہے جو یہاں بیان کیا گیا ہے۔

ف۴۹ ایک نہایت روشن ستارہ جو جوزا کے بعد طلوع ہوتا ہے اسے شعریٰ کہتے ہیں۔ شعریٰ دو ہیں۔ ایک کو شعریٰ عبور اور دوسرے کو شعریٰ غمیصاء کہتے ہیں۔ اہل عرب کا عقیدہ ہے کہ یہ دونوں سہیل ستارہ کی بہنیں ہیں۔ عرب کی لوک داستانوں میں یوں مذکور ہے کہ سہیل اور شعریٰ دونوں میاں بیوی تھے۔ سہیل جنوب کی طرف نکل گیا اور یہ وہاں رہ گیا۔ شعریٰ اس کی بیوی بھی کہکشاں کو عبور کر کے اس کے پیچھے پیچھے چل دی۔ اس لیے اسے الشعریٰ العبور کہتے ہیں۔ دوسری بہن عبور نہ کر سکی اس لیے اس کو الشعریٰ الغمیصاء کہتے ہیں۔ اس کا دوسرا نام کلب الجبار بھی ہے کیونکہ یہ جوزا جسے جبار کہا جاتا ہے اس کے پیچھے پیچھے کتے کی طرح چلتا ہے۔

نُوحٍ مِّن قَبْلُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا هُمْ أَظْلَمَ وَأَطْغَىٰ ۝ وَالْمُؤْتَفِكَةَ

اور قوم نوح کو ان سب سے پہلے وہ بڑے ظالم اور سرکش تھے۔ اور الٹی ہوئی بستی کو بھی

أَهْوَىٰ ۝ فَغَشَّاهَا مَا غَشَّىٰ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكَ تَتَمَارَىٰ ۝ هَٰذَا

دے پٹکا ۲۸ پس ان پر چھا گیا جو چھا گیا ۲۹ پس (اے سننے والے) تو اپنے رب کی کن کن نعمتوں کا انکار کرے گا یہ

اگرچہ اللہ تعالیٰ تمام ستاروں کا رب ہے لیکن اسے خصوصیت سے شعریٰ کا رب کہا گیا ہے کیونکہ قبیلہ بنی خزاعہ کے لوگ اس کی عبادت کیا کرتے تھے سب سے پہلے جس نے اس کی عبادت شروع کی اس کا نام ابو کبشہ ہے۔ عرب کے دوسرے قبائل گو اس کی عبادت نہیں کیا کرتے تھے لیکن اس کی عزت و تکریم کرنے میں سب شریک تھے اور ان کا یہ عقیدہ تھا کہ انسانوں کی قسمت میں بہت بڑا کردار ادا کرتا ہے۔

شعریٰ ستارے کو انگریزی میں کئی نام دیئے گئے ہیں SIRIUS , DOG STAR اور CANIS MAJORIS بھی کہا جاتا ہے انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں SIRIUS کے عنوان کے ضمن میں جو معلومات فراہم کی گئی ہیں ان کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔ یہ ستارہ [illegible] روشن ترین ستارہ ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] وقت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور اس کی عبادت کیا کرتے تھے۔ (انسائیکلوپیڈیا، جلد ۲۰)

ہو سکتا ہے کہ اہل عرب میں اس کی عبادت کا تصور مصر ہی سے آیا ہو۔

۲۸ عاد اولیٰ سے مراد وہ [illegible] [illegible] کی وجہ یہ ہے کہ نوح علیہ السلام کی قوم کی ہلاکت کے بعد سب سے پہلے اسی قبیلہ پر عذاب نازل ہوا۔ ان کی طرف ہود علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا تھا لیکن جب ان کی سرکشی حد سے تجاوز کر گئی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر [illegible] [illegible] جس نے ان کو تباہ کر کے رکھ دیا ان میں سے صرف وہی لوگ بچے جو حضرت ہود پر ایمان لائے تھے۔ انہیں کی اولاد کو عاد ثانیہ کہا جاتا ہے۔

ثمود حضرت صالح علیہ السلام کی قوم تھی اور [illegible] جب ان کی نافرمانیاں اور سرکشیاں انتہا کو پہنچ گئیں تو ان کو بھی تباہ و برباد کر دیا گیا۔

۲۹ اس سے مراد وہ بستی قوم لوط علیہ السلام [illegible] [illegible] اکھیڑ کر اوپر لے گیا [illegible] الٹا کر کے زمین پر پھینکا گیا۔ اس کا مادہ ائتفک ہے عرب کہتے ہیں [illegible] کسی چیز کو الٹ پلٹ کر پھینک دیا۔ ائتفک

نَذِيرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْأُولَىٰ ۝ أَزِفَتِ الْآزِفَةُ ۝ لَيْسَ لَهَا مِن دُونِ

ڈرانے والا رسول [illegible] پہلے [illegible] قریب [illegible] کے سوا [illegible]

اللَّهِ كَاشِفَةٌ ۝ أَفَمِنْ هَٰذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ ۝ وَتَضْحَكُونَ وَ

ظاہر کرنے والا نہیں [illegible] بات سے تعجب کرتے ہو [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَلَا تَبْكُونَ ۝ وَأَنْتُمْ سَامِدُونَ ۝ فَاسْجُدُوا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوا ۝

روتے نہیں ہو [illegible] اور تم [illegible] کھیل [illegible] سو سجدہ کرو اللہ کے آگے اور اس کی عبادت کیا کرو ف

ف یعنی [illegible] اس گھڑی [illegible] قیامت [illegible] اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ جب وہ چاہے گا اس کو [illegible] برپا ہو جائے گی [illegible] ایک [illegible] کیا [illegible] کہتے ہیں [illegible] لیس لها من دون الله کاشفة [illegible] اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی [illegible] نہیں کر سکتا ہے

ف یعنی [illegible] کیا [illegible] کی بات [illegible] کیا جاتا ہے [illegible] بے [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] اور [illegible] نہیں [illegible] ایک [illegible] تھا [illegible] اس کی [illegible] پر [illegible] کر رہے ہو [illegible] کے [illegible] ہیں

ف یعنی [illegible] اور [illegible] ہو [illegible] پر [illegible] کی [illegible] ہے

ف [illegible] کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں [illegible] ۔ یعنی [illegible] سے [illegible] کرتے ہیں۔ [illegible] حضرت ابن عباس سے اس [illegible] کیا ہے [illegible] کہتے ہیں [illegible] جب [illegible] قرآن [illegible] سنتے [illegible] میں [illegible] جاتے [illegible] کو [illegible] ہے [illegible] تھا [illegible] جاتا ہے

قال [illegible]

ف سورۂ [illegible] مشرکین کے [illegible] سجدہ [illegible] ایک [illegible] آیت [illegible] سجدے میں گر گئے [illegible] مشرکین کی [illegible] سب کے سب [illegible] ہو گئے [illegible] اس نے [illegible] پر [illegible] کیا [illegible] ہے

[illegible] ایمان [illegible] اپنے پروردگار کی جناب میں سجدہ [illegible] کرو [illegible] ان [illegible] کی عبادت کرو [illegible] کا حق ہے۔ یہی [illegible] انسانیت ہے ——— یہی [illegible] سے اونچا [illegible] ہے جس [illegible] حاصل کرنے سے انسان اپنی منزل مراد پر پہنچ جاتا ہے

یہ آیت سجدہ ہے۔ امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور اکثر اہل علم کے نزدیک اس آیت کی تلاوت کرنے والے اور سننے والے پر سجدہ واجب ہے۔ امام مالک کے نزدیک یہاں سجدہ واجب نہیں۔ اگر خوشی سے کوئی کرے تو ٹھیک ہے۔ امام مالک جب یہ آیت تلاوت کرتے تو خود سجدہ کیا کرتے۔

احناف کے پاس اس سجدے کے وجوب کی کئی دلیلیں ہیں۔ ایک تو یہی روایت جو ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ حضور نے اس سورۃ کی تلاوت فرمائی اور خود بھی سجدہ کیا اور سامعین بھی سجدہ ریز ہو گئے۔

اس کے علاوہ موطا میں امام مالک نے حضرت عمر کا عمل نقل کیا ہے کہ آپ نے صبح کی نماز میں سورہ النجم پڑھی اور سجدہ تلاوت کیا۔ پھر اٹھے اور سورہ زلزال پڑھی پھر رکوع کیا۔

* * *

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی حبیبہ المصطفیٰ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

قد فرغت من تسوید ہذہ السطور بعد الساعۃ الثالثۃ صباح یوم الجمعۃ المبارک

وانا مقیم فی مسجد مدینۃ سرگودھا ۱۰ مایو سنۃ [illegible]

[illegible] لتکون کلمۃ اللہ ہی العلیا وکلمۃ الذین کفروا السفلی۔

ربنا ہب لنا من ازواجنا وذریاتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

القمر

نام: پہلی آیت میں القمر کا ذکر ہے یہی اس کا نام ہے۔ اس میں تین رکوع، پچپن آیتیں، تین سو بیالیس کلمے اور ایک ہزار چار سو تئیس حروف ہیں۔

نزول: اس کے نزول کے بارے میں یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ یہ اس وقت نازل ہوئی جب انشقاق قمر کا معجزہ صادر ہوا۔ یہ معجزہ مکہ مکرمہ میں ہجرت سے دو سال پہلے منیٰ کے میدان میں ظہور پذیر ہوا۔

مضامین: آپ روزمرہ ایسے معجزات کا مشاہدہ کرتے رہتے تھے جن کو دیکھنے کے بعد کوئی سلیم الطبع انسان حضور کی رسالت کا انکار نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن قریش کے معاندین ان کو جادو کہہ کر ٹال دیا کرتے۔ آخر کار انہوں نے ایک دن فرمائش پیش کی کہ شق قمر کا معجزہ دکھایا جائے۔ حضور کے سامنے سب مشرکین منیٰ کے میدان میں حاضر تھے۔ آسمان پر چاند چمک رہا تھا۔ سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے انگلی کا اشارہ کیا۔ اشارہ کرنے کی دیر تھی کہ چاند کا کرہ دو ٹکڑے ہو گیا۔ دیکھنے والوں کو یوں محسوس ہوا کہ اس کا ایک حصہ پہاڑ کے اس طرف اور دوسرا دوسری طرف چلا گیا ہے۔ یہ معجزہ اتنا واضح تھا کہ کفار دیکھ کر ششدر و حیرت زدہ ہو گئے۔ ان کے پاس حضور کی رسالت کے انکار کا اب کوئی عذر نہ رہا۔ کہنے لگے یہ تو بڑا زبردست جادوگر ہے اس کا جادو آسمان پر بھی اثر کرتا ہے۔

ان کے اس طرح انکار سے حقیقت تو مسخ نہیں کی جا سکتی۔ آخر انہوں نے اس چیز کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا تھا کہ اتنا بڑا کرہ جو ان کی زمین سے کئی گنا بڑا ہے پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔ اگر یہ کرہ پھٹ سکتا ہے تو دوسرے کرے کیوں پھٹ نہیں سکتے۔ یہی تو قیامت ہے جس کا وہ انکار کیا کرتے ہیں۔ بتا دیا کہ ان کے انکار کی وجہ کوئی عقلی استدلال نہیں بلکہ یہ لوگ محض اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں۔ اور چونکہ ان کا عشرت پسند نفس یہ چاہتا ہے کہ قیامت بھی نہ آئے اس لیے یہ قیامت کا انکار کرتے ہیں۔ ان بے نصیبوں کو اس وقت ہوش آئے گا جب قیامت کے دن فرشتے ان کو ہانک کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لے جا رہے ہوں گے۔ اس کے بعد ان کے سامنے چند گزشتہ قوموں کے احوال بیان کیے گئے کہ کس طرح انہوں نے اللہ کے نبیوں کو جھٹلایا، ان کی دعوت کا مذاق اڑایا۔ اپنی ظاہری قوت کے باعث ظلم و تشدد اور فسق و فجور کی زندگی بسر کرتے رہے لیکن جب مہلت کی مقررہ مدت ختم ہو گئی تو عذاب خداوندی آیا اور ان کو نیست و نابود کر کے رکھ دیا۔

ہر قوم کے حالات ذکر کرنے کے بعد ولقد یسرنا القرآن للذکر فہل من مدکر کی آیت کو دہرایا گیا جس سے قارئین کو تنبیہ کی گئی کہ قرآن کوئی معمولی کتاب نہیں جس کو سمجھنا ان کے فہم سے باہر ہو۔ یہ تو ایک کھلی اور واضح کتاب ہے جو شخص بھی خلوص نیت سے اس کو سمجھنے کی کوشش کرے گا۔ اس کے لیے اس کو سمجھنا آسان ہوگا۔

گذشتہ قوموں کی بربادی کے قصے بیان کرنے کے بعد کفار مکہ کو مخاطب کیا جا رہا ہے کہ کیا تمہیں کوئی سرخاب کے پر لگے ہیں کہ تم جو کچھ کرتے رہو تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا؟ کیا تمہارے پاس اللہ کا لکھا ہوا کوئی وعدہ ہے کہ تم حرم خلیل میں اگرچہ تین سو ساٹھ بتوں کی پرستش کرتے رہو گے تو تمہیں معاف کر دیا جائے گا۔ اگر تمہیں اپنی جمعیت اور اپنے جنگجو سواروں کی قوت پر ناز ہے تو کان کھول کر سن لو کہ تم اور تمہارے لشکر اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے

ہم نے تمہارے تمام اعمال کو لکھ رکھا ہے۔ روز محشر تم اپنی غلط کاریوں اور کرتوتوں کا انکار نہیں کر سکو گے۔

نیو ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا
۳۰-۴-۷۷

سورۃ القمر مکیۃ [illegible] بسم اللہ الرحمن الرحیم [illegible]

[illegible] اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے [illegible]

اقتربت الساعة وانشق القمر ۝ وان يروا اية يعرضوا ويقولوا

قیامت قریب آگئی ہے اور چاند شق ہو گیا اور اگر وہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں

ف حضرت ابن عمرؓ [illegible] کہ ایک روز عصر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اس اثناء میں سورج غروب ہونے کے قریب ہو گیا [illegible] ما بقی من الدنیا فیما مضی الا مثل ما بقی من ھذا الیوم فیما مضی یعنی دنیا کی گذشتہ مدت [illegible] اب وقوع قیامت میں تھوڑی مدت باقی [illegible] حضرت سہل [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] بعثت انا والساعۃ ھکذا [illegible] السبابۃ والوسطی [illegible] قیامت [illegible] اب تھوڑا وقت باقی ہے

ف [illegible] قیامت کا انکار [illegible] چاند [illegible]

[illegible] حضرت [illegible] چاند [illegible] حضرت ابن مسعود [illegible]

[illegible]

یہ اگر روایت سے بھی ثابت ہے تو قرآن پر ہی اکتفا نہیں بلکہ احادیث کثیرہ سے ثابت ہے۔ بہت جلیل القدر صحابہ سے روایت کیا گیا ہے جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ سیدنا علی، انس، ابن مسعود، حذیفہ، جبیر بن مطعم، ابن عمر، ابن عباس وغیرہم رضی اللہ عنہم

علامہ آلوسی لکھتے ہیں والاحادیث الصحیحۃ فی الانشقاق کثیرۃ [illegible] اس بارے میں صحیح احادیث کثرت سے ہیں بلکہ بعض نے ان کو متواتر کہا ہے۔ شرح مواقف کی بھی یہی رائے ہے

امام تاج الدین سبکی ابن حاجب کی مختصر کی شرح میں لکھتے ہیں الصحیح عندی ان انشقاق القمر متواتر منصوص علیہ فی القرآن مروی فی الصحیحین وغیرہما من طرق شتی بحیث لا یمتری فی تواترہ۔ علامہ سبکی لکھتے ہیں کہ میرے نزدیک انشقاق قمر کا واقعہ متواتر ہے، قرآن کریم میں اس کی صراحت ہے۔ صحیحین کے علاوہ دیگر کتب احادیث میں بھی کئی سندوں سے مروی ہے کہ اس کے تواتر میں شک کی گنجائش نہیں رہتی۔

بعض قصہ گویوں نے اس واقعہ پر حاشیہ آرائی کی ہے کہ چاند کے ٹکڑے آستین میں داخل ہوا اور آستین سے نکل گیا علامہ کہتے ہیں کہ اس کی کوئی اصل نہیں اور یہ سراسر باطل ہے

کیا انشقاق قمر حسی واقعہ ہے [illegible] بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ واقعہ قرب قیامت کے وقت وقوع پذیر ہوگا۔ [illegible] لیکن [illegible] یہ بات [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اتنا بڑا واقعہ ہوتا تو دنیا کی تاریخ میں اس کا ذکر ہوتا [illegible] ثابت شدہ ہے اس کی طرح علامہ لکھتے ہیں۔

علامہ [illegible] اپنی کتاب [illegible] میں لکھتے ہیں [illegible] کی ایک پرانی کتاب [illegible] میں لکھا ہے کہ [illegible] چاند کو دو ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھا ہے

بعض لوگ اس واقعہ کا انکار کرتے ہیں کہ [illegible] جب [illegible] چاند کے پھٹنے کا واقعہ [illegible] [illegible] [illegible]

سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝٢ وَكَذَّبُوا وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ وَكُلُّ أَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ۝٣

بڑا زبردست جادو ہے ۳؎ اور انہوں نے جھٹلایا اور پیروی کرتے رہے اپنی خواہشات کی ۴؎ اور ہر کام کے لیے ایک انجام ہے ۵؎

نے اپنے حبیب کی رسالت کی تصدیق کے لیے چاند کو دو ٹکڑے کیا تو اب کسی کو اس شک کی مجال نہیں رہتی کہ جس خالق حکیم نے اس چاند کو بنایا ہے وہ اسے توڑ بھی سکتا ہے اور توڑ کر جوڑ بھی سکتا ہے۔

جو لوگ کہتے ہیں کہ انشق القمر قیامت کے وقت ہوگا قرآن کا سیاق و سباق ان کی اس توجیہ کو قبول نہیں کرتا کیونکہ ان میں وان یروا آیۃ یعرضوا صاف بتا رہا ہے کہ انہوں نے شق قمر دیکھا ـــــ اتنے عظیم الشان اور محیر العقول معجزہ کا مشاہدہ کیا ـــــ لیکن پھر بھی ایمان لانے سے انکار کر دیا۔ یہ اسی وقت درست ہو سکتا ہے جبکہ شق قمر ہو چکا ہو۔ واللہ علی کل شیء قدیر

۲؎ انہوں نے اس معجزہ کا مشاہدہ کیا تھا اور وہ یہ توقع کر رہے تھے کہ یہ معجزہ دیکھ کر لوگ ایمان لے آئیں گے، لیکن جب یہ معجزہ ظہور پذیر ہوا اور ان کو ایمان کی توفیق نہ ہوئی تو کہنے لگے یہ بھی ایک زبردست جادو ہے۔

مستمر کے دو معنی بیان کیے گئے ہیں۔ قال ابو العالیۃ والضحاک، محکم قوی شدید، وھو من المرۃ وھی القوۃ۔ ابو العالیہ اور ضحاک کہتے ہیں کہ یہ مرۃ سے ہے جس کا معنی قوت ہے۔ اس کا معنی ہے مضبوط و طاقتور۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ یہ بڑا زبردست جادو ہے جس کا اثر زمین پر ہی نہیں آسمان پر بھی ہوتا ہے لیکن قتادہ، مجاہد اور دوسرے حضرات سے منقول ہے کہ اس کا معنی ہے ذاھب۔ ومن قال ذاھب مرفوعین، مستمر ای ذاھب۔ تو ترجمہ یہ ہوگا کہ یہ جادو کا اثر ہے جو جلد گزر جائے گا۔ جب کوئی چیز گزر جائے تو عرب کہتے ہیں مر الشیء واستمر۔

دوسری صورت میں اس جملہ کا مقصد یہ ہوگا کہ وہ اپنے دوستوں کو تسلی دینے کے لیے کہتے کہ کوئی بات نہیں۔ یہ سب جادو کا اثر تھا پھر ٹھیک ہو گیا۔ یہ تو عارضی چیز تھی۔ لوگ اس کو جلدی بھول جائیں گے۔ ہمارے بتوں کی سیادت کو اس سے کوئی خطرہ نہیں۔

۳؎ اس سے پتہ چلتا ہے جب کسی شخص میں ہٹ دھرمی کی عادت گھر کر لے تو بڑے سے بڑا معجزہ بھی اس کی ہدایت کا سبب نہیں بن سکتا۔ ہدایت انہیں نصیب ہوتی ہے جن کا ضمیر زندہ ہو اور جو حق کے متلاشی ہوں اور اس کے حصول کے لیے بے تاب ہوں۔

جب کفار ایمان لانے کے لیے تیار ہی نہیں تھے تو انہیں ہدایت کی دولت سے کیونکر سرفراز کیا جاتا۔ انہوں نے تو اول ہی یہ طے کر لیا تھا کہ وہ کسی قیمت پر بھی ایمان نہیں لائیں گے۔ حق کی ہر آواز انہوں نے سننے سے انکار کر دیا تھا اور غور و تدبر کا دروازہ انہوں نے سختی سے بند کر دیا تھا۔ ایسے لوگوں کو ہدایت نصیب ہو جائے یہ سنت الٰہی کے خلاف ہے۔ اس لیے انہوں نے اس کے باوجود رسالت کی تکذیب کی اور عقل کی رہنمائی کو چھوڑ کر اپنے نفس کی خواہشات کی پیروی میں لگ گئے۔

۴؎ یعنی ہر کام کا کوئی نہ کوئی انجام ہے۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کا راستہ اختیار کیا ان کا انجام یہ ہوگا کہ اُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ کا تاج ان کے سر پر سجایا جائے گا اور جس شخص نے کفر و نافرمانی کا طریقہ اختیار کیا اس کا انجام بھی اس کا

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ۝۴ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا

اور بیشک آچکی ہیں ان کے پاس (گزشتہ قوموں کی) ایسی خبریں جن میں بڑی عبرت ہے۔ یہ حکمت بالغہ ہے مگر کچھ فائدہ نہیں دیتیں

تُغْنِ النُّذُرُ ۝۵ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ ۘ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ۝۶

(انہیں) ڈرانے والی باتیں۔ پس آپ بھی ان سے رخ پھیر لیجئے۔ جس روز بلانے والا بلائے گا ایک ناگوار چیز کی طرف

خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ

(اس وقت) ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی نکلیں گے قبروں سے یوں گویا وہ ٹڈیاں ہیں پھیلی ہوئی

انجام پر جا کر ٹھہرنے والا ہے۔ علامہ قرطبی نے اس کا معنی یہ کیا ہے ای لکل عمل عامل علیہ من خیر مستقر باھلہ فی الجنۃ والشر مستقر باھلہ فی النار۔ یعنی ہر عمل اپنے عامل کو کسی خاص ٹھکانے پر پہنچائے گا۔ اعمال نیک اس کو جنت میں لے جائیں گے اور عمل بد دوزخ میں۔

ف ان کو راہ راست پر لانے کی یہ پہلی کوشش نہیں۔ گزشتہ گمراہ قوموں کے عبرت ناک انجام سے انہیں بار بار خبردار کیا گیا ہے۔ یہ واقعات اتنے اثر انگیز تھے کہ اگر ان کے کانوں تک پہنچ جاتے تو انہیں کسی مزید تنبیہ کی ضرورت نہ رہتی۔

ف مزدجر: مصدر ہے۔ اس کا معنی ہے طعن و ملامت۔ ازدجار کسی کو کسی کام سے باز رکھنا اور جھڑکنا۔ یعنی یہ واقعات ایسے تھے کہ ان کو سختی سے منع کرتے کہ تم گمراہی کی راہ چھوڑ دو۔

ف پہلی آیت میں جو ما ہے اس کا بدل ہے یعنی یہ چیزیں جو ان کو ڈرانے والی تھیں سراسر حکمت بالغہ تھیں۔ بدل من ما او علی انہ خبر لمبتدأ محذوف ای ھو او ھی۔ بالغۃ: حکمت کی صفت ہے۔

ف نذر: نذیر کی جمع ہے۔ یعنی آپ سے پہلے بھی کئی ڈرانے والے تشریف لائے اور ما نافیہ ہے۔

ف اے حبیب! آپ ان کے رویہ سے رنجیدہ نہ ہوں بلکہ ان سے رخ انور پھیر لیں۔ انہیں خوب لگنے دیں۔ وہ دن آنے والا ہے جب انہیں ایک بلانے والا ایسی چیز کی طرف بلائے گا جو انہیں انتہائی ناگوار ہوگی۔ علامہ پانی پتی لکھتے ہیں: الداعی اسرافیل علیہ السلام یقف علی صخرۃ بیت المقدس یقول ایتھا العظام النخرۃ واللحوم المتمزقۃ والاشعار المتقطعۃ ان اللہ یامرکن ان تجتمعن لفصل القضاء۔ (مظہری) یعنی اسرافیل علیہ السلام بیت المقدس کی چٹان پر کھڑے ہو کر کہیں گے اے بوسیدہ ہڈیو! اے بکھرے ہوئے گوشت اور اے ٹوٹے ہوئے بالو! اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم اکٹھے ہو جاؤ تاکہ فیصلہ کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہو جاؤ۔ نکر: فظیع۔ خوفناک، ہیبت ناک۔

ف خاشعا کی تحقیق کے لیے ... خشع والمتخشع وتخشع ... بصرہ ...

مُنْتَشِرٌ ۙ مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ ۭ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ⑧

ہیں۔ دوڑتے ہوئے بلانے والے کی طرف جا رہے ہوں گے [illegible] کافر کہتے ہوں گے یہ بڑا سخت دن ہے

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ ⑨

جھٹلایا ان سے پہلے قوم نوح نے بھی سو انہوں نے جھٹلایا ہمارے بندے کو اور کہا یہ دیوانہ ہے اور ان کو جھڑکی دی گئی

فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ⑩ فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَاۗءِ بِمَاۗءٍ

تو انہوں نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ میں [illegible] ہوں سو آپ بدلہ لے لیجیے سو ہم نے آسمان کے دروازے کھول دیے [illegible] پانی سے

[illegible]

[illegible] ابن منظور لکھتے ہیں [illegible] لسان العرب [illegible]

[illegible]

[illegible] یہاں سے [illegible] قوموں کے [illegible] ذکر شروع ہوتا ہے۔ ان کے مفصل حالات مختلف مقامات پر پچھلے گزر چکے ہیں۔ تفصیلات کے لیے [illegible] نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible]

[illegible]

مُّنْهَمِرٍ ۝ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ

کے ساتھ [illegible] اور جاری کر دیا ہم نے زمین سے چشموں کو پھر وہ سب پانی مل گیا ایک مقصد کے لیے جو پہلے مقرر ہو چکا

قُدِرَ ۝ وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ۝ تَجْرِىْ بِاَعْيُنِنَا ۚ جَزَآءً

تھا [illegible] اور ہم نے سوار کر دیا ان کو تختوں اور میخوں والی کشتی پر [illegible] جو چلتی تھی ہماری آنکھوں کے سامنے [illegible]

لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ۝ وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ فَكَيْفَ

[illegible] بدلہ تھا اس کا جس کا انکار کیا گیا تھا [illegible] ایک نشانی [illegible] کوئی نصیحت قبول کرنے والا [illegible] سو کیسا

كَانَ عَذَابِىْ وَنُذُرِ ۝ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ

تھا میرا عذاب اور [illegible] اور بے شک ہم نے آسان کر دیا قرآن کو نصیحت کے لیے سو ہے کوئی نصیحت قبول

اور یہ وہ بڑی ہولناک گھڑی تھی تو آپ نے [illegible] تیرا انتقام ہے۔

[illegible] منہمر [illegible] المتدفق [illegible] زمین [illegible] پانی [illegible] جو پانی کے سمندر [illegible] تھے انہیں حکم ہوا وہ بھی چشموں کی طرح بہنے لگے۔

[illegible] ادھر زمین سے پانی [illegible] ادھر آسمان سے پانی کا سیلاب امڈا آ رہا تھا [illegible] سارا علاقہ زیر آب آ گیا۔ اونچے اونچے [illegible] قوم کو تباہ کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا وہ پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا۔

[illegible] نوح علیہ السلام نے حکم الٰہی کے مطابق کشتی [illegible] تختے جوڑ کر [illegible] کشتی تیار ہو گئی تو [illegible] اپنے ساتھیوں کے ساتھ سوار ہو گئے۔

الواح جمع ہے لوح کی، لکڑی کے تختے۔ دسر [illegible] ہے۔

مطلب یہ ہے کہ کشتی بڑی مضبوط [illegible] کشتی [illegible] ہماری حفاظت میں چل رہی تھی [illegible] طوفان [illegible] تھی۔

[illegible] ہم نے اس طوفان کی یاد کو [illegible] لوگ نسلاً بعد نسل ایک دوسرے کو بتاتے گئے [illegible] کتابوں میں تحریر کیا تاکہ آنے والے لوگ اس [illegible] نصیحت قبول کریں۔ [illegible] کی ضمیر واقعہ کی طرف ہے [illegible]

مُّدَّكِرٍ ﴿١٧﴾ كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿١٨﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَا

[illegible]

عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ﴿١٩﴾ تَنزِعُ النَّاسَ

[illegible]

كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنقَعِرٍ ﴿٢٠﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿٢١﴾ وَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۲۲﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ﴿۲۳﴾

بے شک ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن [illegible] نصیحت [illegible] ثمود نے [illegible]

فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ اِنَّآ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿۲۴﴾ ءَاُلْقِيَ

پھر کہنے لگے کیا ایک بشر [illegible] ہم [illegible] گمراہی [illegible] کیا اتاری گئی

الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ﴿۲۵﴾ سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ

[illegible] بلکہ وہ بڑا جھوٹا شیخی باز ہے۔ کل انہیں [illegible] کون ہے

الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ﴿۲۶﴾ اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ

بڑا شیخی باز ہے [illegible] ایک اونٹنی [illegible] آزمائش کے لیے [illegible] انتظار کرو

وَاصْطَبِرْ ﴿۲۷﴾ وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ﴿۲۸﴾

اور صبر کرو۔ اور انہیں آگاہ کر دو کہ پانی [illegible] تقسیم کر دیا [illegible] سب [illegible] باری [illegible] ع ۲۱

[illegible]

ویوم نحس مستمر۔ [illegible] تفصیل [illegible] روایات اور اقوال نقل [illegible]

[illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

بعض الاوقات [illegible]

[illegible]

[illegible] قوم ثمود [illegible] صالح علیہ السلام [illegible]

[illegible]

فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَىٰ فَعَقَرَ ﴿٢٩﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿٣٠﴾

[illegible]

إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿٣١﴾

ہم نے بھیجی ان پر ایک چنگھاڑ [illegible]

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ﴿٣٢﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ

بیشک ہم نے آسان کر دیا قرآن کو [illegible] قوم لوط نے بھی [illegible]

بِالنُّذُرِ ﴿٣٣﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا إِلَّا آلَ لُوطٍ ۖ نَجَّيْنَاهُمْ بِسَحَرٍ ﴿٣٤﴾

[illegible] ہم نے ان کو بچا لیا سحری کے وقت

نِعْمَةً مِنْ عِنْدِنَا ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي مَنْ شَكَرَ ﴿٣٥﴾ وَلَقَدْ أَنْذَرَهُمْ

[illegible]

بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ﴿٣٦﴾ وَلَقَدْ رَاوَدُوهُ عَنْ ضَيْفِهِ فَطَمَسْنَا

[illegible] ان کی آنکھوں کو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَعْيُنَهُمْ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿٣٧﴾ وَلَقَدْ صَبَّحَهُم بُكْرَةً عَذَابٌ

اب چکھو مزہ میرے عذاب اور میرے ڈرانے کا مزہ۔ پس صبح سویرے ان پر ٹھہرنے والا عذاب

مُّسْتَقِرٌّ ﴿٣٨﴾ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿٣٩﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ

نازل ہوا۔ اب چکھو میرے عذاب اور میرے ڈرانے کا مزہ۔ اور بیشک ہم نے آسان کر دیا قرآن کو نصیحت کے لیے

فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ﴿٤٠﴾ وَلَقَدْ جَاءَ آلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿٤١﴾ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كُلِّهَا

پس ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا۔ اور فرعون والوں کے پاس ڈرانے والے آئے۔ انہوں نے جھٹلایا ہماری ساری نشانیوں کو

ع

فَأَخَذْنَاهُمْ أَخْذَ عَزِيزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿٤٢﴾ أَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ أُولَٰئِكُمْ أَمْ لَكُم

تو ہم نے ان کو پکڑا جیسے زبردست قدرت والا پکڑتا ہے۔ کیا تمہاری قوم کے کافر بہتر ہیں ان سے یا تمہارے لیے

بَرَاءَةٌ فِي الزُّبُرِ ﴿٤٣﴾ أَمْ يَقُولُونَ نَحْنُ جَمِيعٌ مُّنتَصِرٌ ﴿٤٤﴾ سَيُهْزَمُ

معافی لکھی ہوئی ہے آسمانی کتابوں میں۔ یا وہ کہتے ہیں کہ ہم ایک جماعت ہیں جو غالب ہی رہے گی۔ عنقریب پسپا ہو گی

الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ﴿٤٥﴾ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ

یہ جماعت اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔ بلکہ ان کے وعدہ کا وقت قیامت ہے اور قیامت بڑی ہولناک

نامور نشان بنا دیا۔ جب لوط کی قوم کو پتہ چلا کہ چند خوبصورت لڑکے لوط علیہ السلام کے پاس آئے ہیں تو دوڑتے ہوئے آئے [illegible]
[illegible] ان کو [illegible] لوط علیہ السلام کے [illegible] میں [illegible] آئے تو ان کی آنکھوں کو سپاٹ کر دیا گیا [illegible]
[illegible] اور ان کی آنکھوں کا نام و نشان [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

وَ اَمَرُّ ﴿۴۶﴾ اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ ﴿۴۷﴾ یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی

اور کڑوی ہے بے شک مجرم گمراہی اور [illegible] میں ہیں جس روز وہ گھسیٹے جائیں گے

النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿۴۸﴾ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ

آگ میں منہ کے بل [illegible] چکھو اب آگ میں جلنے کا مزہ بے شک ہم نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے ایک

بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾ وَ مَاۤ اَمْرُنَاۤ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍۭ بِالْبَصَرِ ﴿۵۰﴾ وَ لَقَدْ اَهْلَكْنَاۤ

اندازے سے اور نہیں ہوتا ہمارا حکم مگر ایک بار جیسے پلک جھپکنا ف۲ اور بے شک ہم ہلاک کر چکے ہیں

اَشْیَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۵۱﴾ وَ كُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْهُ فِی الزُّبُرِ ﴿۵۲﴾ وَ

تمہارے ہم مشربوں کو تو ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا اور جو کچھ انہوں نے کیا وہ سب اعمال ناموں میں درج ہے اور

کیا ان کافروں کے لئے کسی سماوی کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے [illegible] کو [illegible] کہا گیا ہے کہ جو بھی کریں ان کو کچھ نہیں کہا جائے گا [illegible] یہ کہتے ہیں کہ ہم بڑے منظم اور بہادر ہیں ہماری جمعیت بڑی زبردست ہے۔ پس آپ کہیئے اس [illegible] قسمیں [illegible] اگر وہ ایسا ہو بھی تو بھی اللہ تعالیٰ کا عذاب کوئی نہیں ٹال سکتا۔ یہ سب باتیں بے کار ہیں۔ عنقریب اسلام کے سپاہیوں سے ان کا مقابلہ ہوگا اور ان کے لشکر کو زبردست شکست ہوگی اور یہ وہاں سے دم دبا کر بھاگ نکلیں گے۔ چنانچہ بدر کے میدان میں یہ پیٹھیں دکھا رہے ہوں گے

حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو میں حیران ہوا کہ کون سا لشکر ہے جو پسپا ہو کر بھاگے گا لیکن جب غزوۂ بدر میں میں نے حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثناء کو زرہ پہنے ہوئے جھپٹتے دیکھا اور آپ یہ پڑھ رہے تھے، آپ کو کہتے سنا اللهم ان قريشا جاءت تحادك وتكذب رسولك بفخرها وخيلائها فاحنهم الغداة. ثم قال سيهزم الجمع ويولون الدبر [illegible] یعنی [illegible] تیرے رسول کو جھٹلانے کے لئے بڑے غرور سے آئے ہیں الہٰی! انہیں ہلاک کر دے۔ پھر حضور نے یہ آیت پڑھی سیہزم الجمع ویولون الدبر۔ اس وقت مجھے اس آیت کا مصداق معلوم ہوا (قرطبی)

ف۲ ہم ایک ہی بار حکم دیتے ہیں اور ہر چیز فوراً وجود میں آ جاتی ہے۔ [illegible] لمح کی تشریح کرتے ہوئے [illegible] لکھتے ہیں [illegible] الا مرة واحدة [illegible] من الامم الماضية [illegible] مستطر مکتوب

كُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُسْتَطَرٌ ۝ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ ۝

[illegible]

فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ ۝

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ الرحمٰن

نام: اس مبارک سورت کا پہلا کلمہ الرحمٰن ہے یہی اس کا نام ہے نیز اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ کی شان رحمانیت کی تجلیاں بڑی جلوہ افروز ہیں۔ اس لیے اس سورت کے مضامین سے یہ نام بڑی مناسبت رکھتا ہے۔ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے اس کا نام "عروس القرآن" بھی مروی ہے۔

اس میں تین رکوع، چھتر یا اٹھتر آیتیں، تین سو اکیاون کلمے، ایک ہزار چھ سو چھتیس حروف ہیں۔

نزول: اگرچہ چند حضرات نے اسے مدنی سورتوں میں شمار کیا ہے لیکن اکثر علماء نے تحقیق یہی ہے کہ اس کا نزول مکہ مکرمہ میں ہوا۔ اس کے مضامین بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ روایات صحیحہ میں بھی اس کی صراحت موجود ہے۔ علامہ قرطبی اس سورت کے ابتدائیہ میں لکھتے ہیں:

> "حضرت عروہ ابن زبیر سے مروی ہے کہ ایک روز صحابہ کہنے لگے کہ قریش نے آج تک قرآن کو سنا نہیں، بغیر سنے اس کی مخالفت کرتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی صاحب جرأت کرکے بلند آواز سے ان کو قرآن حکیم سنائے تو کتنا اچھا ہو۔ حضرت ابن مسعود نے کہا یہ سعادت میں حاصل کروں گا۔ صحابہ نے کہا تمہارا جانا مناسب نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں کمزور اور ضعیف سمجھ کر نشانہ عذاب بنائیں۔ کسی ایسے آدمی کو یہ فریضہ انجام دینا چاہیے جس کا قبیلہ زبردست ہو تاکہ اس کے خوف سے کوئی کافر اس پر دست درازی نہ کر سکے۔ لیکن ابن مسعود نے ان کی ایک نہ سنی۔ اٹھے مقام ابراہیم کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے۔ اور اپنی شیریں آواز سے بلند آواز میں سورۃ الرحمٰن کی تلاوت شروع کر دی۔ قریش جو اپنی اپنی مجلسیں لگائے بیٹھے تھے پہلے تو انہوں نے کوئی توجہ نہ دی۔ بعد میں جب انہیں پتہ چلا کہ یہ قرآن کی تلاوت کر رہے ہیں تو اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے قریب آکر انہیں مارنا شروع کیا۔ بڑی بیدردی سے انہیں پیٹا یہاں تک کہ ان کا چہرہ زخمی ہو گیا۔"

اس سے معلوم ہوا کہ یہ سورت مکہ مکرمہ میں اس واقعہ سے پہلے نازل ہو چکی تھی۔

نخلہ کے مقام پر جب جنات کا ایک گروہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس سے گزرا تو اس وقت حضور نماز صبح میں اسی سورت کی تلاوت کر رہے تھے اور یہ واقعہ بھی ہجرت سے پہلے کی زندگی کا ہے۔ ان روایات صحیحہ کے بعد اس کے نزول کے بارے میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔

مضامین : اسمائے حسنیٰ میں سے الرحمٰن کے ساتھ اس سورۃ کا آغاز ہو رہا ہے۔ الرحمٰن رحمت و لطف کی ان وسعتوں اور بلندیوں کو شامل ہے جن کا تصور کرنا بھی ہمارے حیطۂ امکان سے باہر ہے۔ انسان کو اس نے پیدا فرمایا۔ اس میں ایسی صلاحیتیں ودیعت کیں اور ایسی استعدادوں کی تخم ریزی کی۔ جن میں سے بعض کا تعلق اس کی روحانی بالیدگی اور ارتقاء سے ہے اور بعض کا تعلق اس کی مادی زندگی کی نشوونما سے ہے۔

پہلے اس نعمت کو بیان کیا جس کا تعلق اس کے قلب و روح سے ہے یعنی قرآن کریم کا علم اور اپنے خیالات بیان کی قوت۔ اس کے بعد آسمانی اور زمینی ان نعمتوں کا ذکر کیا جو انسان کی غذا اور اس کی صحت کے لیے ناگزیر ہیں۔ اس کے ضمن میں چند احکامات بھی ارشاد فرمائے، ساتھ ساتھ اپنی شانِ کبریائی کا بھی تذکرہ کر دیا۔

نوعِ انسانی کے ساتھ ایک دوسری نوع کا ذکر بھی یہاں صراحت سے کیا گیا ہے جسے جن کہا جاتا ہے۔ ان دونوں کے مادہ تخلیق میں جو فرق ہے وہ بھی بتا دیا اور فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ کے بار بار تکرار سے اس حقیقت کو بھی آشکار کر دیا کہ قرآن کے مخاطب صرف انسان ہی نہیں بلکہ جنات بھی ہیں اور جب وہ قرآن کے احکام پر عمل کرنے کے مکلف ہیں تو واضح ہو گیا کہ وہ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں اور حضور جن و انس دونوں کے نبی ہیں۔

دوسرے رکوع میں جن و انس میں سے جو سرکش افراد ہیں ان کے انجام کے بارے میں بڑی وضاحت سے بتا دیا اور آخری رکوع میں بڑے ذوق پرور انداز سے ان انعامات اور احسانات کا تذکرہ کر دیا جو مولائے کریم جن و انس میں سے اپنے نیک اور فرماں بردار بندوں پر فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی نافرمانی سے بچائے اور اپنے ہر قسم کے عذاب سے پناہ دے۔ اپنے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی کی توفیق مرحمت فرمائے اور محبت کی دولت سے مالا مال کرے۔ اور اپنے ان سعادت مند بندوں میں شامل کرے جن پر وہ راضی ہے۔ اَللّٰھُمَّ سَأَلْنَاکَ وَاَنْتَ اَکْرَمُ مَسْئُولِیْنَ بِجَاهِ حَبِیْبِکَ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔

نیو ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا
۳۰-۴-۷۷

سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ مَدَنِيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثَمَانٌ وَسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ الرحمٰن مدنی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے اس کی ۷۸ آیات اور تین رکوع ہیں

اَلرَّحْمٰنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۭ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ④

رحمٰن نے (اپنے حبیب کو) سکھایا قرآن۔ پیدا فرمایا انسان (کامل) کو۔ سکھایا اسے قرآن کا بیان۔

۱۔ اس سورۃ مبارکہ میں ان تمام روحانی اور مادی، دینی اور دنیوی نعمتوں کا ذکر تفصیل سے ہو رہا ہے جن سے جن و انس کی تمام [illegible] سرفراز فرمایا جا رہا ہے یا آخرت میں سرفراز فرمایا جائے گا۔ اسی لیے اس کی ابتدا الرحمٰن سے کی جو مبالغہ کا صیغہ ہے اور جس کا معنی ہے بہت ہی رحمت فرمانے والا جس کا دست کرم ہر وقت [illegible] تاکہ سننے والا اس کا ذکر سن کر اپنے اور دیکھے کہ کس رحمت میں مستغرق ہے [illegible] رحمت [illegible] کرتا ہو [illegible] بلکہ [illegible] سب [illegible] بالکل [illegible] ہوئے ہیں۔

حضرت امام رازی الرحمٰن کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

الرحمٰن: المعطوف على العباد بالايجاد اولاً وبالهداية الى الايمان واسباب السعادة ثانياً والاسعاد بالآخرة ثالثاً والانعام بالنظر الى وجهه الكريم رابعاً

یعنی الرحمٰن وہ ہے جو اپنے بندوں پر [illegible] ان کا پہلا احسان تو یہ ہے کہ پیدا فرمایا۔ دوسرا لطف یہ ہے کہ پیدا کرنے کے بعد ان کو ہدایت سے محروم نہیں چھوڑا بلکہ ان کی طرف [illegible] ایمان اور اسباب سعادت سے بہرہ ور فرمایا۔ تیسری ذرہ نوازی یہ کرے گا کہ روز حشر ان کی مغفرت فرمائے گا اور نہایت رحمت کا ظہور اس وقت ہوگا جب عاشقانِ زار کو محبوبِ دلنواز کے مشتاقانِ دید کو شرفِ دیدار سے مشرف فرمائے گا۔

یہ کفار کے ایک سوال کا جواب بھی ہے۔ اہل مکہ نے جب اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں الرحمٰن سنا تو کہنے لگے: الرحمٰن کیا ہے۔ ہم تو اس کو نہیں جانتے۔ بتایا کہ الرحمٰن وہ ہے جس کی شانیں یہ ہیں جن کا اس سورۃ میں ذکر ہو رہا ہے۔

۲۔ اپنی بے شمار نعمتوں میں سے سب سے پہلے تعلیم قرآن کا ذکر کیا کیونکہ یہی وہ آفتاب ہے کہ جب طلوع ہوتا ہے تو جہالت و گمراہی کی شب دیجور [illegible] تمام سعادتوں کا سرچشمہ یہی ہے۔ انسان جب اس کی ہدایت کو قبول کر لیتا ہے تو انسانیت کی معراج پر [illegible] ہو جاتا ہے۔ یہی وہ مجموعہ رشد و ہدایت ہے کہ جس نے انسان کا رشتہ اپنے خالق کریم سے جوڑ دیا ہے۔

عَلَّمَ دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے یعنی کس کو سکھایا اور کیا سکھایا۔ یہاں دوسرا مفعول تو ذکر کر دیا کہ قرآن کی تعلیم دی لیکن پہلا مفعول کہ کس کو تعلیم دی مذکور نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ مفعول اتنا عیاں ہے کہ عدم ذکر کے باوجود کسی کو اس کے بارے میں تردد نہیں ہو سکتا اور وہ ہے ذات پاک محمد مصطفیٰ حبیب کبریا علیہ اطیب التحیۃ واجمل الثناء جن کے سامنے قرآن

سے جتنا کچھ حصہ کسی کو ملا ہے وہ سب حضور کے واسطے اور حضور کے طفیل ملا ہے۔

[illegible] معلم محمد بن عبد اللہ [illegible] صاحب اور علم [illegible] شاگرد کا [illegible] ہے اور استاد عالم الغیب والشہادۃ ہے اور پڑھایا کیا جا رہا ہے؟ قرآن ۔ ۔ ۔ کون سا قرآن؟ جو سراپا رحمت ہے، جو مجسم ہدایت ہے، جو دلوں کی شفا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ھذا بیان للناس وھدی وموعظۃ للمتقین۔ جس کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین (الکل مکتوب [illegible]) جس کا ذکر اس کتاب مبین میں (الانعام) اس تعلیم سے جو کچھ پیدا کیا [illegible] صدر مشرح میں موجود ہے اس کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔

خلیفۃ اللہ فی الارض آدم علیہ السلام کے متعلق فرمایا علم آدم الاسماء کلھا اور خلیفۃ اللہ الاعظم کے بارے میں فرمایا علم القرآن

خلق الانسان ۞ علمہ البیان

۳ اس سے قبل ایجاد کا ذکر ہو رہا ہے یہاں انسان سے مراد نوع انسانی ہے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ اس سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ منقول ہے کہ الانسان سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ قال ابن عباس ایضا وابن کیسان الانسان ھھنا یراد بہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (قرطبی)

علامہ آلوسی لکھتے ہیں وقیل یقال خلق الانسان یعنی محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم علمہ البیان یعنی القرآن فیہ بیان ما کان وما یکون من الازل الی الابد یعنی یہ درست ہے کہ یہاں الانسان سے مراد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور علمہ البیان سے قرآن مراد ہو جس میں ما کان وما یکون جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہو رہا ہے ازل سے ابد تک کا بیان ہے۔

علامہ [illegible] لکھتے ہیں [illegible] والخلق [illegible] وتعلیم البیان [illegible] بعد العزیز [illegible] متلاومۃ [illegible]۔ یعنی جب الانسان سے حضور کی ذات والا صفات مراد ہو اور علمہ البیان سے یہ مقصد کہ بیان کی تعلیم ہو تو [illegible] پہلی آیت کی تفصیل ہو گی یعنی جس کو قرآن کا علم دیا اسی انسان کی پیدائش اور اس کو بیان سکھانے کا ذکر ہو رہا ہے۔ الرحمن [illegible] اسی طرح علامہ خازن، علامہ بغوی اور دیگر مفسرین نے بھی اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے۔

خلق الانسان میں الانسان سے مراد اگر نوع انسانی ہو اور علمہ البیان سے یہی ان کو بیان کی تعلیم کا ذکر ہو تو بلاشبہ یہ بھی الرحمن کی شان رحمانیت کا روشن ثبوت ہے۔ لیکن جب مراد ہی [illegible] انسان سے مراد باعث تخلیق کائنات فخر آدم و بنی آدم ہوں جو سراپا کرم ہیں اور رحمۃ للعالمین کے لقب سے مشرف فرمائے گئے ہیں اور علمہ البیان سے مراد بیان حقیقت اور ما کان وما یکون کی [illegible] ہو تو شان ربوبیت کا [illegible] آشکارا رحمانیت کی ضیا باریوں کا کیا عالم ہوگا۔

یہی بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول اور برگزیدہ بندے کو قرآن سکھایا اور [illegible] سے بیان قرآن کی تعلیم دی۔ [illegible]

الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۝ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ۝ وَالسَّمَآءَ

سورج اور چاند حساب کے پابند ہیں ۵ اور بے تنے کے پودے اور درخت اسی کو سجدہ کناں ہیں ۶ اور آسمان اسی

رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ۝ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ۝ وَاَقِيْمُوا

نے بلند کیا ۷ اور میزان وضع کی ۸ تاکہ تم تولنے میں زیادتی نہ کرو ۔ اور وزن کو

قرآن دانی نے حضور کو [illegible] اور اللہ نے اس کا بیان خود اپنے ذمہ لیا ہے۔ قرآن بھی اللہ تعالیٰ سے نازل ہے اور اس کا بیان بھی اسی سے۔ لہٰذا جو شخص آیات قرآنی کو وہ معانی پہناتا ہے جو سنت نبویہ کے خلاف ہیں تو وہ صرف سنت کا انکار نہیں کرتا بلکہ قرآن کے بیان خداوندی سے روگردانی کر رہا ہے۔

۵ اس سورۃ کے آغاز کے بعد [illegible] ہدایت کے دریا بہائے گئے ہیں۔ اب ان شمس و قمر کا ذکر کیا جا رہا ہے جن سے ہماری یہ مادی دنیا اکتساب نور کر رہی ہے۔ فرمایا کہ سورج اور چاند مقررہ حساب کے مطابق حرکت کر رہے ہیں۔ جو منزلیں ان کے لیے مقرر ہیں نہ ان سے تجاوز کرتے ہیں اور نہ [illegible] کیا مجال کہ سرمو ادھر ادھر ہو سکیں ذالک تقدیر العزیز العلیم۔ قال ابن عباس وقتادة وابو مالک ای یجریان بحساب فی منازل لا یعدوانها ولا یحیدان عنها۔ اسی نظام کی پابندی کے باعث وقت پیدا ہوتا ہے۔ [illegible] اور سال کا حساب کر سکتے ہو۔ [illegible] نظام شمسی میں جو باقاعدگی اور نظم و ضبط ہے یہ اللہ کی شان ربوبیت کا مظہر نہیں ہے تو کیا ہے۔

۶ شجر اس درخت کو کہتے ہیں جس کا تنا ہو اور نجم ان جڑی بوٹیوں کو کہتے ہیں جن کا تنا نہ ہو جیسے ترکاریاں، بیلیں وغیرہ
النجم ما لا ساق له والشجر ما له ساق

سجدہ سے مراد اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے سر بگار ہونا ہے۔ اصل السجود فی اللغۃ الاستسلام والانقیاد للہ عزوجل یعنی جس طرح انسان [illegible] اسی طرح بلند و بالا درخت اور ادنیٰ جڑی بوٹیاں بھی قانون الٰہی کی پابند ہیں۔ [illegible] اسی کے مطابق پایا ہے۔

۷ آسمان کو اللہ تعالیٰ نے ہی بلند کیا ہے۔ [illegible] کے باعث [illegible] وجود میں آیا ہے اور کسی اور دیوی دیوتا نے اس کی تخلیق کی ہے۔ اس کی [illegible] ساخت میں بھی اللہ تعالیٰ کی شان ربوبیت جلوہ فگن ہے۔

۸ علامہ آلوسی اس جملہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ای شرع العدل وامر به۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ہی عدل کا قانون بنایا اور اس پر عمل کرنے کا حکم دیا۔ اسی عدل کے باعث [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے بالعدل قامت السموات والارض۔ اور یہاں عدل کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے [illegible] اس طرح پیدا کیا

الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ ۝ وَالْأَرْضَ وَضَعَهَا لِلْأَنَامِ ۝

ٹھیک رکھو انصاف کے ساتھ ۸ اور تول کو کم نہ کرو ۹ اور اسی نے زمین کو بچھا دیا ہے مخلوق کے لیے ۱۰

سے جو اس کے مناسب تھی۔ اس کی بقا اور نشوونما کے لیے وسائل مہیا کیے جن کی انہیں ضرورت تھی۔ [illegible] اکثر علماء نے یہاں میزان کا یہی مفہوم مقرر کیا ہے کہ [illegible] ترازو سے [illegible] دیا ہے [illegible] ہے تاکہ لین دین میں عدل و انصاف قائم رہے۔

۹ جب تم ایک ایسی کائنات میں رہتے ہو جہاں عدل و انصاف کی فرمانروائی ہے اور ہر چیز قانون اور ضابطہ کی پابند ہے تو پھر تمہارا بھی فرض ہے کہ اپنے قول و عمل میں عدل و انصاف کا خیال رکھو۔

علامہ راغب اصفہانی نے میزان کے لفظ کے تحت اس آیت کا یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ وھذا اشارۃ الی مراعات المعدلۃ فی جمیع ما یتحراہ الانسان من الافعال والاقوال۔ مجاہد اور دیگر علماء تفسیر نے اس آیت کا یہ معنی بتایا ہے کہ وزن کرو انصاف کے ساتھ۔ دیتے وقت کم تولو اور نہ لیتے وقت زیادہ تولو۔

۱۰ اللہ تعالیٰ نے تمہیں کاروبار میں دیانت کا سبق دیا ہے اور ان ہدایات پر سختی سے عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہ بھی اس کی شانِ ربوبیت کا ایک مظہر ہے۔ جس معاشرہ میں لین دین میں دیانت داری ختم ہو جاتی ہے۔ بددیانتی اور لوٹ کھسوٹ کا دور دورہ ہو جاتا ہے وہ معاشرہ زیادہ دیر تک پنپ نہیں سکتا۔ وہ ایسے اخلاقی اور معاشی بحران میں پھنس جاتا ہے جس سے اس کا نکلنا ممکن نہیں رہتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم ہے کہ اس نے ہمیں اس ہلاکت خیز خطرہ سے آگاہ کر دیا ہے۔

۱۱ علامہ راغب رحمۃ اللہ علیہ انام کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: الوضع ھھنا الایجاد والخلق۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین کو اس طرح بنایا ہے کہ اس میں ہر جاندار آرام اور سکون سے اپنی زندگی بسر کر سکتا ہے۔ روشنی، پانی، آگ، ہوا، غذا، آسائش اور راحت کے دیگر لوازمات یہاں فراہم کر دیے گئے ہیں تاکہ ہر جاندار بآسانی زندگی بسر کر سکے اور اپنی تخلیق کے مقصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔ انام: قال ابن عباس رضی اللہ عنہ [illegible] قال الحسن الانس والجن۔ ابن عباس فرماتے ہیں ہر جاندار کو انام کہتے ہیں۔

بعض لوگ اشتراکیت کو پھیلانے کے لیے قرآن کا سہارا لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس آیت سے اشتراکی تعلیمات ثابت ہوتی ہیں۔ یہاں بھی انہوں نے [illegible] عربی لغت کے ساتھ زیادتی کرتے ہوئے اسلام کو [illegible] قرار دینا چاہا۔ کہا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ زمین سب انسانوں کے لیے مشترک ہے اور چونکہ ہر ملک کی حکومت وہاں کے باشندوں کی نمائندہ ہوتی ہے اس لیے زمین کی ملکیت کے حقوق صرف حکومت کو حاصل ہیں۔ اس طرح یہ لوگ قرآن کی آیت پر زیادتی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے بھی نہیں شرماتے۔ اسلام [illegible]

فِيهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْأَكْمَامِ ﴿۱۱﴾ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ

اس میں گوناگوں پھل ہیں اور کھجوریں غلافوں والی ۷ اور دانے بھی بھوسے والے

وَالرَّيْحَانُ ﴿۱۲﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۱۳﴾ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ

اور خوشبودار پھول ۸ پس تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ۹ پیدا فرمایا انسان کو بجنے والی

۷ الاکمام: جمع ہے کِمّ کی۔ اس سے مراد وہ غلاف ہے جو قدرتی طور پر پھلوں پر چڑھا ہوتا ہے تاکہ ان کی رس بھری ان کا رس گرد و غبار سے آلودہ نہ ہو جائے۔ موسمی تغیرات اس کو خراب نہ کر دیں۔ مکھیاں اور بھڑیں اس کو گندا نہ بنائیں۔ جس حکمت کریم نے تمہاری خوراک کے قدرتی اسباب کی اس خوبصورتی سے پیک کر دیا ہے اور ان کو ہر طرح کے بیرونی اثرات سے بچا رکھا ہے تاکہ جب تیرے منہ میں جائے اور تو اس کو کوئی نقصان نہ پہنچے تو وہ بالکل پاک صاف اور تازہ ہو کیا اس کی شان رحمانیت کا تم انکار کر سکتے ہو۔

۸ الحبّ: اناج کے دانے۔ العصف: گندم اور جو کے پودے کے پتے جو بھوسے کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ الریحان: طرح طرح کے خوشبودار پھول۔ یعنی وہ اناج پیدا کیے ہیں جن کا ایک حصہ تمہارے کھانے کے کام آتا ہے۔ ان کا دوسرا حصہ تمہارے جانوروں کی خوراک بنتا ہے اور رنگ برنگ کے پھول کھلے ہیں جو تمہاری طبیعت کو تازگی اور شگفتگی بخشتے ہیں۔ الغرض جدھر بھی تم دیکھو اور جو چیز بھی دیکھو اس کی رحمت کے جلوے تمہیں نظر آئیں گے۔

۹ آلاء جمع ہے۔ اس کا واحد اَلًی و اِلًی و اِلْیٌ ہے۔ اس کا معنی ہے النعمۃ یعنی نعمت۔ (لسان العرب)

سورۃ کے آغاز سے لے کر یہاں تک بڑی بڑی عظیم الشان نعمتوں کا تذکرہ کیا۔ ان میں ایسی نعمتیں بھی ہیں جن پر ہماری روحانی اور اخروی زندگی کی کامیابی کا انحصار ہے۔ بعض وہ ہیں جن سے ہماری دنیوی زندگی طرح طرح کی راحتوں اور آسائشوں سے ہمکنار ہوتی ہے۔ بعض وہ ہیں جن میں ہماری مرضی اور ارادہ کو دخل نہیں۔ بعض ایسی ہیں جو محنت کے بدلے میں ہمیں حاصل ہوئیں اور بعض ایسی ہیں جن کو ہم چھو سکتے ہیں۔ ان نعمتوں کے ذکر کرنے کے بعد جنوں اور انسانوں کو کہا جا رہا ہے کہ تم بتاؤ ان بے شمار نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کرو گے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے سامنے پوری سورۃ الرحمٰن کی تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا کیا وجہ ہے کہ تم بالکل خاموش ہو کر بیٹھے رہے۔ تم سے تو جنوں نے بہتر جواب دیا۔ جب بھی میں یہ آیت پڑھتا فبای آلاء ربکما تکذبان۔ تو وہ جواب دیتے ولا بشیء من نعمک ربنا نکذب فلک الحمد۔ اے ہمارے رب ہم تیری کسی نعمت کا انکار نہیں کرتے اور سب تعریفیں تیرے لیے ہیں۔

ہم پر لازمی ہے کہ جب بھی ہم سورۃ پڑھیں اور جب بھی یہ آیت پڑھی جائے تو اس کے جواب میں ہم یہی کہیں۔

صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿۱۴﴾ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ﴿۱۵﴾ فَبِاَیِّ

مٹی سے ٹھیکری کی مانند [13] اور پیدا کیا جان کو آگ کے خالص شعلے سے [14] پس اے انس وجان:

[13] یہاں انسان سے مراد بالاتفاق آدم علیہ السلام ہیں کیونکہ آپ ہی کی تخلیق بلاواسطہ صلصال سے ہوئی۔ آدم علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر قرآن کریم میں مختلف مقامات پر کیا گیا ہے۔

پہلے مٹی (تراب) لی گئی پھر اس میں پانی ملا کر گارا تیار کیا گیا جسے طین کہا گیا پھر وہ گارا کچھ عرصہ تک یونہی پڑا رہا یہاں تک کہ اس میں چکناہٹ اور لیس پیدا ہو گئی جسے طین لازب فرمایا گیا۔ اسی طرح کچھ عرصہ گارا پڑا رہا تو اس میں بدبو پیدا ہو گئی اور اس کی رنگت سیاہی مائل ہو گئی جسے حمأ مسنون کہا گیا۔ پھر وہ لیس دار اور بدبودار گارا خشک ہو گیا اور وہ یوں بجنے لگا جس طرح پکا ہوا ٹھیکرا بجتا ہے۔ اس کے بعد اس کو بشریت کا پیکر بنا دیا گیا پھر اس میں اپنی خاص روح پھونکی گئی۔ اب اس خاص کی عظمت وشان کے آگے ملائکہ سجدہ ریز ہو گئے۔

قرآن کریم میں ان تدریجات کا یوں ذکر کیا گیا ہے:

کمثل آدم خلقہ من تراب (آل عمران ۵۹)، وبدأ خلق الانسان من طین (السجدہ ۷)، انا خلقنٰھم من طین لازب (الصّٰفّٰت)، ولقد خلقنا الانسان من صلصال من حمأ مسنون (الحجر ۲۶)، خلق الانسان من صلصال کالفخار

کیونکہ ان آیات میں تخلیق آدم کے مختلف مدارج کو بیان کیا گیا ہے اس لیے ان میں کوئی تضاد نہیں۔ پھر تخلیق آدم کے بعد نسل انسانی کی تخلیق ایک قطرۂ آب سے ہوئی جو رحم مادر میں پرورش پا کر مختلف مراحل طے کر کے انسانی شکل میں پیدا ہوتا ہے۔

[14] جان جنوں کے جد امجد کا نام ہے۔ جس طرح آدم علیہ السلام کی تخلیق مٹی سے ہوئی اسی طرح جان کی تخلیق خالص آگ سے ہوئی۔ پھر جنوں کی نسل کو چلانے کے لیے اس کو اولاد عطا ہوئی جس طرح انسانوں میں ہے۔ مارج کہتے ہیں خالص آگ کو جس میں دھوئیں کا نام ونشان نہ ہو۔ قرآن کریم کی ان دو آیتوں میں صراحۃً بتایا کہ انسان اور جن دو مختلف انواع ہیں۔ ایک کا اصل مٹی ہے اور دوسرے کا اصل آگ ہے۔ اب جو لوگ جنات کا مستقل وجود تسلیم نہیں کرتے بلکہ نوع انسانی کے بعض افراد کو جن کہتے ہیں وہ قرآن کریم کی ان آیتوں کا انکار کر رہے ہیں۔

اس سے کئی اور مسائل بھی معلوم ہوتے ہیں کہ جس طرح انسان باشعور اور با اختیار ہونے کے باعث احکام شرعی کی پابندی کا مکلف ہے اسی طرح جنات بھی باشعور اور با اختیار ہیں اور احکام شرعیہ کی بجا آوری ان پر بھی ضروری ہے۔

نیز حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس طرح نبی ورسول بن کر انسانوں کی طرف تشریف لائے ہیں اسی طرح جنات کے لیے بھی [illegible] جن وانس دونوں [illegible] یہ بھی معلوم ہوا کہ جنات [illegible]

بلکہ انسان کے ساتھ [illegible] ان کا تذکرہ کیا ہے [illegible]

الآءِ ربكما تكذبن ﴿١٦﴾ رب المشرقين ورب المغربين ﴿١٧﴾ فبأي

[illegible]

الآءِ ربكما تكذبن ﴿١٨﴾ مرج البحرين يلتقين ﴿١٩﴾ بينهما برزخ

[illegible]

لا يبغين ﴿٢٠﴾ فبأي الآءِ ربكما تكذبن ﴿٢١﴾ يخرج منهما اللؤلؤ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَالْمَرْجَانُ ﴿٢٢﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٢٣﴾ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَآتُ

اور مرجان نکلتے ہیں۔ سو تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے اور اسی کے ہیں وہ جہاز جو سمندر [illegible]

فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ﴿٢٤﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٢٥﴾ كُلُّ مَنْ

پہاڑوں کی مانند [illegible] سو تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے جو کچھ زمین پر ہے ←

معلوم ہوا کہ یہاں [illegible] سیر و سیاحت کرتے [illegible] مختلف [illegible] ایک کا رنگ [illegible] دوسرے کا رنگ [illegible] کنارے [illegible] القرآن [illegible]

[illegible] لؤلؤ بڑے موتی [illegible] اور چھوٹے موتی کو مرجان کہتے ہیں

ملے جوار : السفن الکبار جمع جاریۃ یعنی بڑی کشتیاں [illegible] المنشآت المرفوعۃ الشرع وہ کشتیاں [illegible] بڑی بڑی کشتیاں اور جہاز [illegible] یہ سب اسی خالق حقیقی [illegible] اور اسی نے انسان کو [illegible] کمال حاصل کیا

[illegible] جہاز [illegible] سمندر [illegible] شکر [illegible] ہونگے

عَلَيْهَا فَانٍ ۚ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۚ فَبِأَيِّ

فنا ہونے والا ہے [illegible] اور باقی رہے گی آپ کے رب کی ذات جو بڑی عظمت اور احسان والی ہے [illegible] پس [illegible]

آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۚ يَسْأَلُهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ كُلَّ يَوْمٍ

تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے [illegible] ہر روز وہ ایک نئی

هُوَ فِي شَأْنٍ ۚ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۚ سَنَفْرُغُ لَكُمْ أَيُّهَ

شان میں ہوتا ہے [illegible] پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الثَّقَلٰنِ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝ یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ

اے جن و انس کے گروہو! تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے اے گروہ جن و انس

اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا

اگر تم میں طاقت ہے کہ تم نکل بھاگو آسمانوں اور زمین کی سرحدوں سے تو نکل کر بھاگ جاؤ۔

کوئی پیدا ہو رہا ہے کوئی مر رہا ہے، کوئی بن رہا ہے کوئی بگڑ رہا ہے۔ کہیں اجڑی ہوئی بستیاں بس رہی ہیں اور کہیں پر رحمت برس رہی ہے کسی کو اونچا کیا جا رہا ہے اور کسی کو اس کی ناشکر گزاری کے باعث ان نعمتوں سے محروم کیا جا رہا ہے۔ ہر روز اس کی شان کا ظہور ہے۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ کسی بادشاہ نے اپنے وزیر سے اس آیت کا مفہوم پوچھا۔ وہ نہ بتا سکا اور ایک دن کی مہلت طلب کی اور بڑا افسردہ اور پژمردہ گھر آیا۔ اس کا ایک سیاہ فام غلام تھا۔ اس نے پوچھا میرے آقا آپ پریشان کیوں ہیں؟ اس نے پریشانی کی وجہ بتلائی۔ غلام نے کہا آپ مجھے سلطان کے پاس لے چلیں میں اسے اس آیت کا مفہوم بتادوں گا۔

وہ غلام جب سلطان کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے کہا: ایھا الامیر! شانہ ان یولج اللیل فی النھار ویولج النھار فی اللیل ویخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ویشفی سقیما ویسقم سلیما ویبتلی معافی ویعافی مبتلی ویعز ذلیلا ویذل عزیزا ویفقر غنیا ویغنی فقیرا۔

اے امیر بادشاہ! اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ مردہ سے زندہ کو اور زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے۔ وہ بیمار کو صحت یاب اور صحت یاب کو بیمار کرتا ہے۔ عافیت مند کو مصیبت میں مبتلا کرتا ہے اور جو مصیبت میں مبتلا ہے اس کو آرام و سکون عطا فرماتا ہے۔ وہ ذلیل کو عزت بخشتا ہے اور عزت والے کو ذلیل کرتا ہے۔ وہ غنی کو فقیر اور فقیر کو غنی بنا دیتا ہے۔ بادشاہ نے یہ سن کر اسے خلعت وزارت سونپ دیا۔ غلام نے کہا یا مولائی ھذا من شان اللہ تعالیٰ یعنی آقا! یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک شان ہے۔

عبداللہ بن طاہر نے حسین بن فضل کو بلایا اور کہا عجیب بات ہے کہ ان القلم جف بما ھو کائن الی یوم القیامۃ کہ قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے وہ لکھ کر قلم خشک ہو چکا ہے یعنی سب کچھ پہلے لکھا جا چکا ہے تو پھر اس آیت کا کیا مطلب ہے کل یوم ھو فی شان۔ حسین نے برجستہ جواب دیا انھا شئون یبدیھا لا شئون یبتدئھا یعنی شان سے مراد ازل میں طے شدہ چیزوں کا اظہار اور نکالنا ہے نہ کہ نئی چیزوں کا آغاز۔

نیز اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس وقت بہت مصروف ہے۔ بڑی کٹھن مہمات درپیش ہیں۔ بڑے اہم معاملات تصفیہ طلب ہیں۔ تم سے نمٹنے کے لیے اس کے پاس وقت نہیں۔ جب ان مہمات سے فراغت ہوگی تو پھر تمہاری خبر لی جائے گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات والا صفات اس سے برتر ہے کہ کوئی کام اسے دوسرے کام سے مشغول کر سکے۔ دوسرے کام کرنے سے

لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۞ يُرْسَلُ

[illegible]

ہوتے ہیں یہاں [illegible] مستعمل ہوا ہے چنانچہ [illegible] [illegible]

[illegible] حدیث ابو بکر رضی اللہ عنہ

[illegible]

[illegible] حضرت [illegible] اپنے [illegible] کی طرف متوجہ [illegible]

[illegible] تیری طرف متوجہ ہوں گا [illegible]

[illegible] حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں [illegible]

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ [illegible] کرنے کی صفت [illegible]

[illegible] لیکن جب [illegible]

جائے اس وقت ہم تمہاری طرف متوجہ ہوں گے پھر دیکھیں گے [illegible]

[illegible]

[illegible] کی طرف [illegible]

[illegible]

جب حشر کے میدان میں [illegible] گیا

[illegible] کہیں بھاگ سکو گے [illegible]

[illegible]

عارف باللہ [illegible] فرماتے ہیں [illegible] زمین و آسمان کے

[illegible] کی النبی صلی اللہ

علیہ وسلم [illegible] السموات السبع الی [illegible]

الی مدارج القرب بحول اللہ وقوتہ (مظہری)

یعنی جس طرح نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج [illegible] کے ساتھ ساتوں آسمانوں سے پار تشریف لے

گئے [illegible] قرب [illegible] اللہ تعالیٰ کی طاقت اور قوت سے [illegible]

عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ﴿۳۵﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ

تم پر آگ کا شعلہ اور دھواں ۳۳ پھر تم اپنا بچاؤ بھی نہ کر سکو گے ۳۴ پس (اے جن و انس) تم اپنے رب

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۶﴾ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿۳۷﴾

کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ۳۵ پھر جب پھٹ جائے گا آسمان تو سرخ ہو جائے گا جیسے رنگا ہوا سرخ چمڑا ۳۶

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۸﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ

پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ تو اس روز کسی انسان اور جن سے اس کے گناہ کے بارے میں

وَّلَا جَآنٌّ ﴿۳۹﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۰﴾ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ

نہ پوچھا جائے گا ۳۷ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے پہچان لیے جائیں گے مجرم

۳۳ اگر اس روز تم نے بھاگنے کی کوشش کی تو تم پر آگ کا خالص شعلہ، کالا دھواں چھوڑا جائے گا۔ وہ اسی قدم پر تمہیں بھون کر رکھ دے گا۔ شواظ: اللهب الذي لا دخان فيه۔ وہ شعلہ جس میں دھوئیں کا نام و نشان نہ ہو۔

نحاس: الدخان الذي لا لهب فيه۔ وہ دھواں جس میں شعلہ نہ ہو۔ نحاس کا دوسرا معنی پگھلا ہوا تانبا بھی ہے۔

۳۴ پھر تم اپنی مدد بھی نہ کر سکو گے یا تم ایک دوسرے کی مدد نہ کر سکو گے۔ نہ جن انسانوں کی نہ انسان جنوں کی۔

۳۵ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا انعام ہے کہ اس نے بدکاروں کو بروقت ان کے انجام بد سے خبردار کر دیا تاکہ اگر وہ بچنا چاہیں تو بروقت توبہ کر لیں۔

۳۶ وقوع قیامت کے وقت آسمان کی کیفیت بیان کی جا رہی ہے۔ وردۃ، گلاب کا پھول جس کا رنگ سرخ ہوتا ہے۔ الدھان: رنگا ہوا سرخ چمڑا۔

۳۷ یعنی جس شخص نے گناہ کیا ہے اسی سے باز پرس ہوگی کسی اور انسان یا جن کو اس کا جواب دہ قرار نہیں دیا جائے گا۔ قال ابو العالیہ لا یسئل غیر المجرم عن ذنب المجرم

اس آیت کا یہ معنی بھی بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ضرورت نہیں ہوگی کہ وہ مجرم سے پوچھے کہ تم نے یہ جرم کیا ہے کیونکہ وہ تو پہلے ہی جانتا ہے بلکہ اس سے یہ سوال کیا جائے گا کہ تم نے ایسا کیوں کیا

بِسِيمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِي وَالْأَقْدَامِ ﴿٤١﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

اپنے چہرہ سے تو انہیں پکڑا جائے گا پیشانی کے بالوں اور [illegible] سے پس تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں

تُكَذِّبَانِ ﴿٤٢﴾ هٰذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُونَ ﴿٤٣﴾ يَطُوفُونَ

کو جھٹلاؤ گے یہی وہ جہنم ہے جسے [illegible] مجرم وہ گردش کرتے رہیں گے [illegible]

بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمٍ آنٍ ﴿٤٤﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٤٥﴾ وَلِمَنْ خَافَ

[illegible] کے درمیان [illegible] پس تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے اور [illegible]

مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ ﴿٤٦﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٤٧﴾ ذَوَاتَا أَفْنَانٍ ﴿٤٨﴾

[illegible] پس تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے [illegible]

۴۱ [illegible]

۴۴ [illegible]

۴۶ [illegible]

[illegible]

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٤٩﴾ فِيهِمَا عَيْنَانِ تَجْرِيَانِ ﴿٥٠﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ

پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ان دونوں باغوں میں دو چشمے جاری ہوں گے ۔ پس تم اپنے رب کی

رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٥١﴾ فِيهِمَا مِن كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجَانِ ﴿٥٢﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ

کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ۔ ان دونوں باغوں میں ہر طرح کے میووں کی دو دو قسمیں ہوں گی ۳؎ پس تم اپنے رب کی [illegible]

اللہ تعالیٰ ایک شخص کو کئی کئی جنتیں عطا فرمائے گا

جنت سے یہاں اس کا اخروی مفہوم [illegible] ہے یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ڈرتے زندگی بسر کرتے ہیں انہیں جنتان یعنی دو باغ عطا فرمائے جائیں گے ایک وہ جس میں ان کا [illegible] جگہ جہاں وہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ رہیں گے ۔ دوسرا وہ جہاں ان کی عام نشست ہوگی دوست احباب سے ملاقاتیں ہوں گی ۔ شادی و طرب کی محفلیں منعقد ہوں گی اور [illegible]

حافظ ابن کثیر نے ایک بڑی پیاری حدیث نقل کی ہے ۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

من خاف ادلج ومن ادلج بلغ المنزل الا ان سلعة الله غالية الا ان سلعة الله الجنة

جس مسافر کو دشمنوں کا ڈر ہوتا ہے وہ سوتا نہیں رات بھر چلتا ہے اور جو رات بھر چلتا ہے وہ اپنی منزل تک پہنچ جاتا ہے ۔ خبردار اللہ تعالیٰ کا سامان بہت گراں ہے ۔ خبردار اللہ تعالیٰ کا سامان جنت ہے ۔

۲؎ یہاں سے ان دو باغوں کی توصیف شروع ہو رہی ہے ۔ ان دونوں باغوں کے درخت بڑے شاندار ہوں گے ان کی شاخیں پر بہار [illegible] ان میں خوبصورت پھول اور لذیذ پھل بڑی بہتات سے لگے ہوں گے

[illegible] آخرت کے لیے [illegible]

[illegible] الوان الفاكهة وانواع الاشجار والثمر [illegible] رنگ برنگ کے پھل قسم قسم کے درخت ہوں گے ۔ ہر ایک میں چشمے جاری ہوں گے پانی کی فراوانی ہوگی

۳؎ میووں کی دو قسمیں ہوں گی ۔ ایک وہ جسے تم جانتے ہو ، اسے دیکھا بھی ہوگا چکھا بھی ہوگا لیکن اسی پھل کی ایک قسم جو [illegible] ہے تمہارے لیے بالکل نئی ہوگی

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۞ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى فُرُشٍۢ بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ؕ

رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے وہ تکیہ لگائے ہوں گے بچھونوں پر جن کے استر تافتہ کے ہوں گے ۴۸

وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ۞ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۞ فِيْهِنَّ

اور دونوں باغوں کا پھل بہت جھکا ہوگا ۴۹ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ۔ ان میں

قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ۞ فَبِاَیِّ

نیچی نگاہوں والی حوریں ہوں گی جن کو ان سے پہلے نہ کسی انسان نے چھوا ہوگا نہ کسی جن نے ۵۰ پس تم

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۞ كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ۞ فَبِاَیِّ

اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے گویا وہ یاقوت اور مرجان ہیں ۵۱ پس تم

۴۸ وہ لوگ جس شان و شوکت سے تختوں پر بیٹھے ہوں گے [illegible] ہوں گے بستر بچھے ہوں گے جن کا استر تافتہ کا ہوگا ان میں [illegible] ٹیک لگائے بیٹھے ہوں گے [illegible] بے نیاز بطائن بطانۃ کی جمع ہے [illegible] استبرق [illegible] تافتہ

۴۹ جنا اسم ہے [illegible] درختوں کے [illegible] جھکے ہوں گے کہ ان کو توڑنا بالکل آسان ہوگا [illegible] جس حالت میں بھی آپ ان سے لطف اندوز ہونا چاہیں گے وہ بالکل آپ کے منہ کے قریب جھک آئیں گے

۵۰ ان باغات میں محلات اور کمرات ان جنتیوں کے لیے بنے ہوں گے ان میں ایسی عورتیں ہوں گی جو شرم و حیا کا پیکر ہوں گی ان کی نگاہیں نیچی ہوں گی ۔ وہ اپنے شوہروں کے سوا کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں گی ۔ اس شرم و حیا [illegible] کے ساتھ ساتھ وہ اتنی پاکباز اور عفت مآب ہوں گی کہ [illegible] چھوا تک نہ ہوگا ۔

۵۱ ان کے چہرے یاقوت کی طرح سرخ ہوں گے اور ان کے جسم مرجان کی طرح سفید و شفاف ہوں گے ۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا ان کے ظاہری حسن و جمال کے ذکر سے پہلے قرآن کریم نے ان کی شرم و حیا کا ذکر فرمایا ہے حقیقت یہ ہے کہ عورت کا حقیقی جمال اس کی شرم و حیا [illegible] ان کی آنکھوں کا [illegible] ہے

ع [illegible] سب کچھ [illegible]

[illegible] خضرۃ الدمن [illegible] ان کی طرف [illegible]

اَلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۹﴾ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿۶۰﴾ فَبِاَيِّ

پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ کیا احسان کا بدلہ بجز احسان کے کچھ اور بھی ہو سکتا ہے ۶۰ پس (اے جن و انس)

زر و لالہ بنا کر زو سے مرنگ سکتے ہیں۔ یعنی ایک شریف النفس، باذوق آدمی کو ان سے جو انس ہو گی، اس کی مسرتوں سے اس کا دماغ مہکنے لگے گا

دنیا میں بھی امت مسلمہ کی جو خوبیوں کو حسن و جمال کی دولت سے آراستہ ہونا چاہیے

یہ قاصرات الطرف کون ہوں گی؟ وہ نیک سیرت بیبیاں جو دنیا میں اللہ کے نیک بندوں کے نکاح میں تھیں وہی جنت میں ان کے رفاقت کی مسرتیں حاصل کریں گی۔ ان کے علاوہ وہ جنتی حوریں بھی ہوں گی۔ نیز وہ مسلمان عورتیں جو کنواری فوت ہوگئیں یا جن کے خاوند جہنم رسید ہو گئے ان کی بھی جنتی مردوں کے ساتھ بیاہ دیا جائے گا۔ یہی حال مومن جنوں اور ایمان والی جنیوں کے ساتھ بھی ہوگا۔

علامہ قرطبی لم یطمثھن آیت لکھنے کے بعد فرماتے ہیں۔ والذی یغلب علی الظن ان الانسی یطمث من الانسیات والجنی یطمث من جنیات والجن (روح المعانی)

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ دنیا کی بیویاں افضل ہوں گی یا جنت کی حوریں؟ حضورؐ نے فرمایا نساء الدنیا افضل من الحور العین کفضل الظھارة علی البطانة یعنی دنیا کی عورتیں جنتی حوروں سے افضل ہوں گی جس طرح ابرہ استر سے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ کیسے؟ حضورؐ نے فرمایا بصلاتھن وصیامھن وعبادتھن اپنی نمازوں اپنے روزوں اور اپنی عبادات کے باعث وہ افضل ہوں گی۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ ان کے چہروں کو نور پہنائے گا۔ ان کے جسم ریشم سے نرم، ان کے چہرے سفید، ان کے لباس سبز اور ان کے زیورات سونے کی طرح زرد۔ ان کی انگیٹھیاں موتیوں کی اور ان کی کنگھیاں سونے کی۔ وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور پاکی بیان کرتی رہیں گی۔ الا نحن الخالدات فلا نموت ابدا۔ الا ونحن الناعمات فلا نبأس ابدا طوبی لمن کنا له وکان لنا خبردار ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں۔ ہمیں موت نہیں آئے گی۔ ہم نازک اندام ہیں اور خوبصورت ہیں۔ خوش قسمت ہے وہ جس کے حصہ میں ہم آئیں گی اور وہ ہمارے حصہ میں آئے گا۔

۳۲ یعنی جس نے بندہ ہوتے ہوئے اپنے بندگی کے حقوق کو حسن و خوبی سے انجام دیا کیا خداوند عالم اپنی شان بندہ نوازی میں کوئی کمی باقی رہنے دے گا۔ اللہ تعالیٰ کسی کی نیکی کو ضائع نہیں کرے گا اور اس کا اجر دینے میں بخل سے کام نہیں لے گا۔

ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی اور پوچھا ھل تدرون ماقال ربکم کیا تم جانتے ہو تمہارے رب نے کیا فرمایا ہے؟ قالوا اللہ ورسولہ اعلم صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا یقول ھل جزاء من انعمت علیه بالتوحید الا الجنة اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس کریم نے تجھے دولت توحید

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

سو تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے اور ان دونوں کے علاوہ دو اور باغ ہیں ؎ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو

تُكَذِّبٰنِ ۝ مُدْهَآمَّتٰنِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ فِيْهِمَا

جھٹلاؤ گے دونوں بہت سرسبز و شاداب ؎ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان میں

عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ

دو چشمے جوش سے ابلتے ہوں گے پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ان میں میوے ہوں گے

وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ

اور کھجوریں اور انار ہوں گے پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ان میں نیک سیرت والیاں اچھی صورت

حِسَانٌ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ ۝

والیاں ہوں گی ؎ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے حوریں پردہ دار خیموں میں ؎

سوال فرمایا کیا جنت کے علاوہ بھی اس کی کوئی جزا ہو سکتی ہے

؎ یعنی وہ دو باغ جن کا ذکر پہلے ہوا ان سے کم درجہ کے دو باغ اور ہیں۔ حسن بصری کا خیال ہے کہ انہیں خوش نصیبوں کو یہ دو باغ بھی مرحمت فرمائے جائیں گے اور حسن کا یہ خیال ہے کہ پہلے جن دو باغوں کا ذکر ہوا وہ سابقین و مقربین کے لیے ہیں اور یہ دو باغ جو ان سے کم درجے کے ہیں اصحاب الیمین کے لیے ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم۔

؎ یعنی یہ دونوں باغ گہرے سبز و شاداب ہوں گے۔ مدھامتان اس سبزہ کو کہتے ہیں جو سیاہی مائل ہو۔ ان باغوں میں چشمے ہوں گے جن سے پانی جوش مار کر ابل رہا ہوگا۔ النضخ فوران الماء پانی کا جوش سے ابلنا۔

؎ ان میں بیویاں ہوں گی اخلاق کے اعتبار سے بے مثل اور حسن و جمال میں بے نظیر۔ خیرات، خیرات الاخلاق حسان الوجوہ یعنی ان کے اخلاق بہترین اور چہرے خوبصورت ہوں گے۔

؎ حور جمع ہے اس کا واحد حوراء ہے۔ الشدیدۃ بیاض العین الشدیدۃ سواد سوادھا یعنی جن کی آنکھ کی سفیدی بہت زیادہ سفید اور سیاہی بہت زیادہ سیاہ ہو۔ مقصورات فی الخیام [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَ

پس (اے جن و انس) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان کو ہاتھ تک نہ لگایا ہو گا کسی انسان نے ان سے پہلے اور

لَا جَآنٌّ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝ مُتَّکِـِٕیْنَ عَلٰی رَفْرَفٍ

نہ کسی جن نے۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ وہ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے سبز مسندوں پر

خُضْرٍ وَّ عَبْقَرِیٍّ حِسَانٍ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝

جو نادر قیمتی اور بہت خوبصورت ہوں گی ۴۳ پس (اے جن و انس) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے

سبز رنگ عالی شان کے تکیوں کا ذکر کر کے بتا دیا ہے۔ ان کے گرد غنودگی اور مسرت سے سرشار ہوتی ہے۔

۴۳ رفرف کے کئی معنی بیان کیے گئے ہیں۔ سبز رنگ کی چادر جو بستر پر بچھائی جاتی ہے۔ وہ تکیے جن پر ٹیک لگائی جاتی ہے۔ الرفرف ضرب من البسط وقیل للبسط۔ رکعف اور علامہ زمخشری نے رفرف کے بہت سے معانی بیان کیے ہیں۔ ایک معنی یہ لکھے ہیں وقیل ان الرفرف شیء اذا استوی علیه صاحبه رفرف به واهوی به کالمرجاح یمینا وشمالا و رفعا و خفضا یتلذذ مع انیسه۔ رفرف ایک ایسی چیز کو کہتے ہیں جس پر جب انسان بیٹھے تو اس کو لے کر وہ اوپر اٹھ جائے کبھی نیچے کبھی دائیں کبھی بائیں۔ وہ جنتی اپنی مونس و ہمدم کے ساتھ بیٹھا لطف اندوز ہو رہا ہو گا۔ لطف و مسرت کے لحاظ سے یہی معنی زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔

عبقری: ثیاب موشیة تنسج۔ چھپے دار نقش و نگار والا قالین۔ ایسا قالین جو دیدہ زیب اور خوبصورت ہو۔ لیکن اس کی دیدہ زیبی اور خوبصورتی کا اندازہ اس سے لگائیے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حسان بہت خوبصورت فرمایا ہے۔

علامہ جوہری اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: العبقر موضع تزعم العرب انه من ارض الجن ثم نسبوا الیه کل شیء تعجبوا من حذقه او جودة صنعته وقوته۔ یعنی عبقر ایک جگہ کا نام ہے جس کے بارے میں عرب کا گمان ہے کہ وہ جنات کی سرزمین ہے۔ پھر ہر وہ چیز جس کی نزاکت و مہارت یا اس کی بناوٹ کی عمدگی اور پائیداری یا اس کی قوت دیکھ کر وہ متعجب ہوتے ہیں تو اس کو عبقر کی طرف منسوب کر کے عبقری کہہ دیتے ہیں۔

سوچیے اگر یہ چند روزہ زندگی اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری میں انسان گزار دے اور اس کے بدلے میں اسے یہ ابدی نعمتیں اور جمال الٰہی اور دیدار مصطفوی نصیب ہو جائے تو آپ ہی بتائیے وہ کتنا خوش بخت ہے وہ جس نے زندگی کو اس کا وسیلہ بنا لیا۔ اس سورۂ پاک میں الرحمن کی شان رحمت کے آپ نے کتنے دلربا جلوے ملاحظہ کیے۔ اللہ تعالیٰ محض اپنی رحمت سے اپنے حبیب رحمۃ للعالمین کے طفیل اس روسیاہ کو اس کا اہل بنا

ع ۳ ۱۲

تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۷۸

اے حبیب! بڑا بابرکت ہے آپ کے رب کا نام بڑی عظمت والا احسان فرمانے والا ۷۸

کہ اس کی رضا پر حیات کا ہر لمحہ اور مال و جان اور دوست احباب کو ہم اپنی حقیقی اور سرمدی نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین ثم آمین

صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ وآلہ وصحبہ وسلم

بے شک اس سورت کا آغاز کتنا دلربا تھا اور اس کا اختتام کتنا دلنواز ہے اور نشاط انگیز ہے۔ فرمایا جا رہا ہے اے محبوب! تیرے رب کا نام پاک کتنا برکت والا ہے تیرے اس رب کریم کا نام جو بڑی عظمت والا اور بے حد احسان فرمانے والا ہے۔

اللھم تبارک اسمک وتعالیٰ جدک وجل ثناءک ولا الٰہ غیرک۔

رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحا ترضاہ واصلح
لی فی ذریتی انی تبت الیک وانی من المسلمین۔

اللھم صل وسلم وبارک علی حبیبک ومحبوبک وصفیک ونبیک قائد الانبیاء وسید
المرسلین وعلی آلہ الطیبین واصحابہ الکرام وعلینا وعلی سائر امتہ معہ یا رب العالمین
یا ذا الجلال والاکرام آمین

WWW NAFSEISLAM.COM

تعارف

سورۃ الواقعہ

نام : اس کی پہلی آیت میں "الواقعہ" کا کلمہ ہے یہی اس کا نام ہے۔ اس سورۃ میں تین رکوع، چھیانوے آیتیں، تین سو اٹھتر کلمے اور ایک ہزار سات سو تین حروف ہیں۔

نزول : حضرت حسن بصری، عکرمہ، جابر اور عطاء کے نزدیک یہ تمام کی تمام مکہ میں نازل ہوئی۔ البتہ حضرت ابن عباس کا ایک قول یہ ہے کہ اس کی چند آیات مدنی ہیں۔ صحیح یہی ہے کہ یہ تمام کا تمام مکہ میں نازل ہوئی۔

علامہ سیوطی نے "الاتقان" میں حضرت عبداللہ ابن عباس سے ترتیب نزول یہ نقل کی ہے پہلے سورۃ طٰہٰ پھر الواقعہ اور اس کے بعد الشعراء۔

حضرت فاروق اعظم سنہ ۶ نبوی میں ایمان لائے یہ سورۃ اس سے پہلے نازل ہو چکی تھی کیونکہ جب آپ نے اپنے بہنوئی اور بہن کو زد و کوب کیا اور آپ کی بہن کا سر پھٹ گیا اور اس کا خون بہنے لگا۔ اس سے آپ کا دل بہت متاثر ہوا آپ نے کہا مجھے وہ کتاب دکھاؤ جو تم پڑھ رہے تھے۔ آپ کی ہمشیرہ فرمانے لگیں، "اے عمر! تم مشرک ہو اور مشرک ناپاک ہوتا ہے: وانہ لا یمسہ الا الطاھر اور اس صحیفہ کو صرف پاک ہی ہاتھ لگا سکتا ہے۔ یہ مضمون اسی سورت کی ایک آیت لا یمسہ الا المطھرون (۷۹) میں مذکور ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سورت حضرت عمر کے ایمان لانے سے پہلے نازل ہو چکی تھی۔

مضامین : جس زمانے کے ساتھ اس سورت کے نزول کا تعلق ہے اس وقت صرف تین امور زیر بحث تھیں توحید، قرآن اور قیامت۔

وقوع قیامت کے بارے میں ان کا انکار ازحد شدید تھا۔ وہ اسے بعید از عقل اور خلاف عقل یقین کرتے تھے اس لیے وہ سورتیں جو اس زمانہ میں نازل ہوئیں ان میں قیامت کے بارے میں ان کی غلط فہمیوں کو دور کرنے کی طرف خصوصی توجہ مبذول فرمائی گئی ہے۔

اس سورۃ کا آغاز وقوع قیامت کے ذکر سے ہوتا ہے پھر بتایا کہ اس روز نوع انسانی تین گروہوں میں بانٹ دی جائے گی۔ دائیں طرف والے، بائیں طرف والے اور سبقت لے جانے والے

پہلے رکوع میں بڑی تفصیل سے السابقون اور اصحاب الیمین کے حالات ذکر کیے گئے ہیں۔ دوسرے رکوع میں

(اصحاب الشمال) بائیں طرف والے، کی خستہ حالی کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔ جسے پڑھ کر بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔

آیت ستاون سے دوسرے رکوع کے اختتام تک اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی وحدانیت کے دلائل ایسے رنگ میں پیش کیے گئے ہیں جن کو تسلیم کرنے سے وہ بھی گریز نہیں کر سکتے۔

آخری رکوع میں قرآن کریم کی حقانیت اور کلام الٰہی ہونے پر دلائل پیش کیے گئے ہیں۔ مواقع النجوم کی قسم کھا کر یہ کہ ترجیح کیا جاتا ہے کہ جس طرح یہ نظام بے مثال اور محکم ہے اور ہم رب کی کا شاہکار ہے اسی کتاب کی دنیا میں کرتا ہے ہو اسی طرح کا بے مثل نظم و ضبط اور ہر آیت کی دوسری آیت سے وابستگی تمہیں قرآن حکیم میں بھی نظر آئے گی۔ لیکن اس کے معانی اور اسرار تک رسائی ہر شخص کا نصیب نہیں۔ وہ لوگ جن کا دل پاک، نگاہ پاک اور نیت پاک ہوتی ہے وہ اس حسن و حقائق کے بے اپنے شب بیداریاں سے منور کر دیا ہے۔ بجائے اس کے کہ تم اس چشمۂ شیریں سے سیراب ہو کے اپنی پیاس بجھاتے اپنے گلستانِ حیات کی آبیاری کرتے تم نے اسے جھٹلانا شروع کر دیا ہے اور روز و شب جھٹلاتے ہی رہتے ہو کیا تمہارا مقدر یہی حرمان، انکار اور تکذیب ہی ہے۔ صد حیف! تمہاری اس نادانی پر۔

آیات: ۸۳ تا ۸۹ میں انہیں موت کی یاد دلا کر جھنجھوڑا کہ کب تک بدمست و مغرور رہو گے؟ کیا اس وقت تک سینہ تانے رہو گے جب فرشتے ہیں کہ تمہاری شہ رگ پر اپنا آہنی ہاتھ رکھے؟

سورت کے اختتام سے پہلے پھر گذشتہ تین طبقوں کے حالات کو بالاختصار دہرا دیا۔

خصوصیت: اس سورۃ کی ایک خصوصیت کے بیان میں چند احادیث مذکور ہیں۔ قارئین کے لیے ان کا مطالعہ خیر و برکت کا باعث ہو سکتا ہے۔ اس لیے انہیں یہاں درج کر رہا ہوں۔

۱۔ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من قرأ سورة الواقعة کل لیلة لم تصبه فاقة ابدا (البیہقی وغیرہ)

ترجمہ: حضرت ابن مسعود کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو شخص ہر رات کو سورۂ واقعہ پڑھتا ہے اسے فاقہ کبھی نہیں آئے گا۔

۲۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قرأ سورة الواقعة کل لیلة لم تصبه فاقة ابدا (ابن عساکر)

ترجمہ: حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر رات کو سورۂ واقعہ پڑھتا ہے، اسے کبھی فاقہ نہ ہو گا۔

۳۔ عن انس رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سورة الواقعة سورة الغنی فاقرؤھا وعلموھا اولادکم (ابن مردویہ)

ترجمہ: حضرت انس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ سورۃ الواقعہ دولت و ثروت کی

سورة ہے۔ اسے خود بھی پڑھا کرو اور اسے اپنی اولاد کو بھی تعلیم دو۔

عن انس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علموا نساءکم سورة الواقعہ فانها سورة الغنى۔ (الدیلمی۔ هكذا في الدر المنثور)

ترجمہ: حضرت انسؓ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نقل کیا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا اپنے گھر کی مستورات کو یہ سکھاؤ (یعنی یاد کرادو)، کیونکہ یہ دولت و ثروت کی سورۃ ہے۔

علامہ قرطبی نے یہاں ایک بڑا دلچسپ مکالمہ نقل کیا ہے جو حضرت عثمان اور عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان ہوا۔ حضرت ابن مسعود جب آخری مرتبہ بیمار ہوئے تو حضرت عثمانؓ ان کی بیمار پرسی کے لیے ان کے پاس تشریف لے آئے اور پوچھا:

"ما تشتکی؟" آپ کو کیا بیماری ہے؟

آپ نے کہا: "ذنوبی" مجھے اپنے گناہوں کی بیماری ہے۔

پھر حضرت عثمان نے پوچھا: "فما تشتهی؟" آپ کیا چاہتے ہیں؟

انہوں نے جواب دیا: "رحمة ربی" میں اپنے رب کی رحمت چاہتا ہوں۔

پھر آپ نے کہا: "الا ندعو لك طبيبا؟" کیا ہم آپ کے لیے کوئی حکیم نہ بلائیں؟

انہوں نے کہا: الطبیب امرضنی حکیم نے ہی مجھے بیمار کیا ہے۔

پھر حضرت عثمان نے پوچھا: "الا نامر لك بعطاءك؟" کیا ہم آپ کو آپ کا وظیفہ دلوانے کا حکم نہ دیں؟

آپ نے کہا: "مجھے اس کی ضرورت نہیں۔"

آپ نے انہیں نصیحت کرتے ہوئے کہا: "آپ کی وفات کے بعد آپ کی بچیوں کے کام آئے گا۔"

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے جواب میں کہا: کیا آپ کو یہ فکر ہے کہ میری وفات کے بعد میری بچیاں بھوک اور افلاس کا شکار رہیں گی۔ ایسا نہیں ہوگا۔ میں نے انہیں حکم دیا ہے کہ وہ ہر رات کو سورۃ واقعہ پڑھا کریں اور میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص ہر رات کو سورۃ واقعہ کی تلاوت کرتا ہے اسے کبھی بھی بھوک اور افلاس سے واسطہ نہیں پڑے گا۔

نیو ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا۔

سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سِتٌّ وَّتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ الواقعۃ مکی ہے اور اس کی ۹۶ آیتیں اور ۳ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝١ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۝٢ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۝٣

جب قیامت برپا ہو جائے گی ۱ نہیں ہو گا جب یہ برپا ہو گی کوئی جھٹلانے والا ۲ کسی کو پست کرنے والی کسی کو بلند کرنے والی ۳

إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا ۝٤ وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۝٥ فَكَانَتْ هَبَآءً

جب زمین تھرتھرا کر کانپے گی ۴ اور ریزہ ریزہ کر دیے جائیں گے پہاڑ ۵ پھر وہ غبار ہو کر

۱ قرآن کریم میں قیامت کا مختلف ناموں سے ذکر کیا گیا ہے۔ الصاخۃ، الطامۃ، الآزفۃ، الحاقۃ۔ اس کا ایک نام الواقعۃ بھی ہے کیونکہ یہ ضرور واقع ہو کر رہے گی۔ کوئی بھی طاقت نہیں جو اسے روک سکے اس لیے اسے الواقعۃ کہا گیا ہے۔

۲ زجاج نے کاذبۃ کا معنی بیان کیا ہے۔ ای لا یردھا شیء یعنی کوئی چیز اسے ٹال نہیں سکتی۔ کوئی ایسی طاقت نہیں جو اسے وقوع پذیر ہونے سے روک سکے۔

اور بعض نے اس کا یہ مفہوم ذکر کیا ہے۔ لیس لوقعتها نفس کاذبۃ یعنی جب یہ وقوع پذیر ہو جائے گی تو کوئی شخص نہیں ہو گا جو یہ جرأت کرے کہ اس کے وقوع کو جھٹلائے۔ اس کا ایک اور معنی بھی بتایا گیا ہے۔ ان تمام معانی کا حاصل یہی ہے کہ قیامت کا برپا ہونا اٹل ہے اور یقینی بات ہے۔

منکرین قیامت اس کا انکار کیا کرتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ مرنے کے بعد جی اٹھنا ناممکن ہے۔ وہ کسی طرح اس بات کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ تھے کہ ریزہ ریزہ ہو جانے کے بعد پھر زندہ ہو جائیں گے۔ اس لیے قرآن کریم نے حتمی انداز میں یہ بتا دیا کہ تم لاکھ انکار کرو قیامت ضرور برپا ہو گی۔ تم سب لوگ اس کا مشاہدہ کرو گے۔ تم آج انکار کرتے ہو کل جب اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لو گے تو اس کو جھٹلا نہیں سکو گے۔

۳ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں خفضت اعداء اللہ فی النار ورفعت اولیاء اللہ فی الجنۃ یعنی قیامت اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو آتش جہنم میں گرا دے گی اور اس کے دوستوں کو جنت میں سرفراز کرے گی۔

۴ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں الرجۃ: الحرکۃ الشدیدۃ شدید حرکت۔ مفسرین لکھتے ہیں۔ ترج کا معنی

مُّنۢبَثًّا ۙ﴿٦﴾ وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ؕ﴿٧﴾ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ۬ مَاۤ اَصْحٰبُ

جائیں گے ﴿۶﴾ اور تم لوگ تین گروہوں میں بانٹ دیئے جاؤ گے ﴿۷﴾ پس ایک گروہ دائیں ہاتھ والوں کا ہوگا۔ کیا شان ہوگی دائیں ہاتھ

الْمَيْمَنَةِ ؕ﴿٨﴾ وَاَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۙ۬ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ؕ﴿٩﴾ وَالسّٰبِقُوْنَ

والوں کی۔ اور دوسرا گروہ بائیں ہاتھ والوں کا ہوگا کیا دہشت، حال ہوگا بائیں ہاتھ والوں کا۔ اور تیسرا گروہ تو ہے ہی آگے بڑھنے

السّٰبِقُوْنَ ۙ﴿١٠﴾ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۚ﴿١١﴾ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿١٢﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ

والوں کا وہ اس میدان میں بھی آگے ہوں گے۔ وہی مقرب بارگاہ ہیں۔ عیش و سرور کے باغوں میں۔ ایک بڑی جماعت

المصبوبۃ المنبثۃ حتی تتہدم کل ما علیہا۔ یعنی جس طرح آٹا چھلنی میں ہلایا جاتا ہے تو اوپر نیچے ہو کر بکھر جاتا ہے۔ اسی طرح زمین بھی شدت زلزلہ سے آٹے کی طرح چھلنی کی جائے گی یہاں تک کہ اس کے اوپر جو ہے مکانات، درخت، پہاڑ سب گر پڑیں گے اور ریزے کر دیئے جائیں گے۔

ث کسی چیز کا ٹوٹ پھوٹ جانا، ریزہ ریزہ ہو جانا۔ بث الشیئ اذا فتتہ قال الفراء صارت دقیقا۔ وہ کہتے ہیں کسی چیز کا اس ہوا میں گرد کی طرح باریک ہو جانا۔

روشن دان سے جب دھوپ اندر داخل ہوتی ہے تو اس میں غبار کے جو ذرے اڑتے ہوئے نظر آتے ہیں ان کو ھباء کہتے ہیں۔ منبث، منتشر، پراگندہ۔

ے ازواج کا معنی یہاں اصناف ہے۔ جب کوئی چیز کے مقابلہ میں دوسری چیز ذکر کی جائے تو اسے زوج کہتے ہیں۔ ای اصنافا۔ کل صنف یکون او یذکر مع صنف آخر زوج (مظہری)

اس روز لوگ تین گروہوں میں بانٹ دیئے جائیں گے۔ پہلا گروہ اصحاب المیمنۃ، دوسرا اصحاب المشئمۃ، تیسرا السابقون۔

میمنۃ، یا تو یمین سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے دایاں ہاتھ کیونکہ ان نیک بختوں کو دائیں ہاتھ سے پکڑ کر جنت میں لے جایا جائے گا یا ان کا نامۂ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں پکڑایا جائے گا یا اس لیے کہ ان کی جگہ حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں جانب تھی اس لیے انہیں اصحاب المیمنۃ کہا گیا ہے۔ یا یُمن سے ماخوذ ہے جس کا معنی خیر و برکت ہے۔ کیونکہ ان کی ساری زندگی رب کریم کی بندگی میں بسر ہوئی۔ ان کا ہر کام اس کی رضا پر وقف تھا۔ اس کو راضی کرنے کے لیے ہی جدوجہد کرتے رہے اس لیے ان سے بڑھ کر خیر و برکت والا کون ہو سکتا ہے۔ اس لیے یہ اصحاب المیمنۃ کہلائے۔

اصحاب المشئمۃ، اس کی وجہ تسمیہ میں بھی مختلف اقوال ہیں۔ یا تو یہ شؤم سے مشتق ہے جس کا معنی ہے بایاں ہاتھ کیونکہ

الْأَوَّلِينَ ﴿۱۳﴾ وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ﴿۱۴﴾ عَلَىٰ سُرُرٍ مَّوْضُونَةٍ ﴿۱۵﴾ مُّتَّكِئِينَ

پہلوں سے ہوں گے۔ اور تھوڑے پچھلوں سے ہوں گے۔ ان تختوں پر جو سونے کی تاروں سے بنے ہوں گے تکیہ لگائے

عَلَيْهَا مُتَقَابِلِينَ ﴿۱۶﴾ يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ﴿۱۷﴾ بِأَكْوَابٍ

ہوں گے ان پر آمنے سامنے۔ گردش کرتے ہوں گے ان کے پاس لڑکے جو ہمیشہ ایک جیسے رہیں گے۔ [illegible]

ان بدبختوں کی باتیں یاد [illegible] کہ کس قسم [illegible] ان کے [illegible] ان کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا یا اس لیے کہ ان کی روحیں آدم علیہ السلام کے بائیں ہاتھ تھیں۔ اس لیے اصحاب المشئمۃ کہا گیا یعنی شوم سے ماخوذ ہے جس کا معنی نحوست ہے [illegible] ان سے بڑا [illegible] کون ہو سکتا ہے۔

اب وما اصحاب المیمنۃ کی ترکیب پر غور فرمایئے۔ اصحاب المیمنۃ مبتدا ہے۔ ما مبتدا ثانی اصحاب المیمنۃ خبر [illegible] خبر ہوا مبتدا اول کی۔ استفہام برائے تعجب ہے یعنی دائیں ہاتھ والوں کی عظمت شان کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔ یہی کیفیت اصحاب المشئمۃ کی ہے۔

السابقون۔ آخر میں تیسری قسم کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔ ساتھ ہی ان کے علو مقام اور ان پر جو فضل و کرم کیا جائے گا اس کو بھی بیان کر دیا۔ السابقون کا معنی ہے جو سبقت لے جانے والے [illegible] وہ اہل سعادت [illegible] جب دعوت حق دی گئی تو اخلاص سے اسے قبول کر لیا۔ جب بھی نیکی کی [illegible] کی طرف بلایا گیا [illegible] سب سے پہلے قدم آگے بڑھایا۔ دین کی سربلندی کے لیے اگر ان کے مال کی ضرورت پڑی تو سب کچھ [illegible] قربان کر دیا۔ اگر جان کی ضرورت ہوئی تو [illegible] سر کف میدان میں حاضر ہو گئے [illegible] ان کی تعریف رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ان کلمات سے فرمائی ہے

فقال السابقون الذین اذا اعطوا الحق قبلوہ واذا سئلوہ بذلوہ وحکموا للناس کحکمہم لانفسہم

یعنی جب ان کے سامنے حق پیش کیا گیا تو انہوں نے اسے قبول کر لیا جب سوال [illegible] دے [illegible] پیش کر دیا اور جب وہ حکومت کی مسند پر بیٹھے تو لوگوں کے مقدمات میں ویسا ہی فیصلہ کیا جیسا اپنے لیے کرتے تھے

السابقون مبتدا ہے اور دوسرا السابقون اس کی تاکید اور اولئک المقربون اس کی خبر ہے۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ پہلا السابقون مبتدا اور الف لام بمعنی الذی اور دوسرا خبر ہے [illegible] اولئک المقربون جملہ مستانفہ ہے اور [illegible] کا جواب ہے۔

ثلۃ جماعت کے اولین سے مراد یہ ہے [illegible] کی تعداد بہت زیادہ ہو گی اور بعد میں آنے والے اوقات میں ان کی تعداد گھٹتی جائے گی۔

وَأَبَارِيقَ وَكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ ﴿١٨﴾ لَّا يُصَدَّعُونَ عَنْهَا وَلَا يُنزِفُونَ ﴿١٩﴾

[illegible] اور شراب [illegible] سے [illegible] جام لیے ہوئے [illegible] نہ [illegible] ہوں گے۔

وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ ﴿٢٠﴾ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ﴿٢١﴾ وَ

اور [illegible] میوے جو وہ پسند کریں گے اور پرندوں کا گوشت جس کی وہ رغبت کریں گے۔ اور

حُورٌ عِينٌ ﴿٢٢﴾ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ ﴿٢٣﴾ جَزَاءً بِمَا كَانُوا

[illegible] حوریں [illegible] موتیوں کی مانند چھپا کے رکھے ہوں۔ یہ [illegible]

معلوم ہوا کہ [illegible] ایمان [illegible] آفتاب [illegible]

[illegible] حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دست حق پرست پر [illegible] بیعت کی [illegible] اسلام قبول [illegible]

[illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible] ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی نقل کرتے ہیں لا تسبوا اصحابی فلو ان احدکم انفق مثل احد ذهبا ما بلغ مد احدهم ولا نصيفه [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

موضونة منسوجة بالذهب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] شراب [illegible]

يَعْمَلُونَ ﴿٢٤﴾ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَّلَا تَأْثِيمًا ﴿٢٥﴾ إِلَّا قِيلًا سَلٰمًا

کرتے رہے تھے ۔ نہ سنیں گے وہاں لغو باتیں اور نہ گناہ والی باتیں ۱۲ بس ہر طرف سے سلام ہی سلام کی

سَلٰمًا ﴿٢٦﴾ وَأَصْحٰبُ الْيَمِينِ ۙ مَآ أَصْحٰبُ الْيَمِينِ ﴿٢٧﴾ فِي سِدْرٍ

آواز ہوگی ۱۳ اور داہنے ہاتھ والے کیا شان ہوگی داہنے ہاتھ والوں کی ۱۴ بے خار

مَّخْضُودٍ ﴿٢٨﴾ وَّطَلْحٍ مَّنْضُودٍ ﴿٢٩﴾ وَّظِلٍّ مَّمْدُودٍ ﴿٣٠﴾ وَّمَآءٍ مَّسْكُوبٍ ﴿٣١﴾

بیریوں میں اور کیلے کے گچھوں میں اور بچھے بچھے سایوں میں اور پانی کے آبشاروں میں

وَّفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ﴿٣٢﴾ لَّا مَقْطُوعَةٍ وَّلَا مَمْنُوعَةٍ ﴿٣٣﴾ وَّفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ ﴿٣٤﴾

اور پھلوں کی بہتات میں جو نہ ختم ہوں گے اور نہ ان سے روکا جائے گا اور بستر پہ ہوں گے اونچے بچھے ہوئے

۱۲ اہل جنت کو یہ شرف بھی حاصل ہوگا کہ وہاں کوئی ایسی گفتگو ان کے کانوں میں نہ پڑے گی جو لغو، بیہودہ یا گناہ آلود ہو۔ وہاں کسی بات کی بیہودگی کا سبب نہ ہوگا بلکہ ہر شخص کی گفتگو ایسی ہوگی جو سراسر سلامتی ہے۔

۱۳ ان کی گفتگو بھی بڑی پیاری ہوگی وہ اس طرح کی بات چیت کریں گے جس سے باہمی محبت و پیار میں اضافہ ہو۔ خفت کیف و سرور سے سرشار ہو جائیں۔ وہاں کسی کے دل میں بیگانگی اور وحشت کا نام تک نہ ہوگا۔

قیلا یسمعون کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور سلٰما یقولون مقدر کا مفعول ہے۔ مطلب یہ ہے یعنی الا یہ کہ قیلا سمعوہ سلٰما سلٰما ای الا قولا یقولون سلاما۔

۱۴ یہاں سے ان نوازشات و انعامات کا ذکر شروع ہو رہا ہے جو اصحاب الیمین کو دیے جائیں گے۔ آیات کا مضمون واضح ہے صرف مشکل الفاظ کی تشریح کی جاتی ہے۔

سدر: بیری کا درخت۔ مخضود: جس کے کانٹے توڑ دیے گئے ہوں۔ بیری کی ایک قسم ہوتی ہے جن کا پھل بڑا شیریں اور خوشبودار ہوتا ہے۔ پھر جو بیری جنت میں ہوگی اس کی لطافت اور عمدگی کا کیا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ طلح: کیلا۔ منضود: تہ بہ تہ، یعنی اس کے گچھے تہ بہ تہ لگے ہوں گے۔ ظل ممدود: وہ سایہ جو دور تک پھیلا ہوا ہو۔ جنت میں ایسے درخت بھی ہوں گے کہ اگر ایک سوار ان کے سایہ میں ایک سو سال تک چلتا رہے تو وہ ختم نہ ہو۔

ماء مسکوب: وہ پانی جو ہمیشہ بہتا رہے۔ مقطوعۃ: جنت کے پھل ایسے نہیں ہوں گے کہ سال میں ایک مرتبہ وہ درخت پر نظر آئیں اور سال کے باقی حصے وہ پھلوں سے خالی رہیں بلکہ وہ درخت ہمیشہ پھلوں سے لدے رہیں گے

إِنَّآ أَنشَأْنَٰهُنَّ إِنشَآءً ۝٣٥ فَجَعَلْنَٰهُنَّ أَبْكَارًا ۝٣٦ عُرُبًا أَتْرَابًا ۝٣٧

ہم نے پیدا کیا ان کی بیویوں کو حیرت انگیز طریقے سے[۳۵] پس ہم نے بنایا انہیں کنواریاں۔ دل و جان سے پیار کرنے والیاں ہم عمر۔

لِّأَصْحَٰبِ ٱلْيَمِينِ ۝٣٨ ثُلَّةٌ مِّنَ ٱلْأَوَّلِينَ ۝٣٩ وَثُلَّةٌ مِّنَ ٱلْءَاخِرِينَ ۝٤٠

یہ سب نعمتیں اصحاب یمین کے لیے مخصوص ہوں گی۔ ایک بڑی جماعت اگلوں سے اور ایک بڑی جماعت پچھلوں سے ہو گی[۴۰]

ہو گا آپ ایک پھل توڑیں گے اس کی جگہ دوسرا فوراً موجود ہو گا۔

دوسری خوبی ان میں یہ ہو گی کہ ان کو توڑنے میں کسی وقت یا کلفت نہ ہو گی۔ جب آپ کا جی چاہے گا اونچی ٹہنیاں بلا مشقت آپ کے ہونٹوں کے قریب ہو جائیں گی۔

[۳۵] یہاں اہل جنت کی نیک بیویوں کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔ یعنی جب وہ جنت میں داخل ہوں گی تو ان کی خلقت بالکل بدل دی جائے گی۔ اگرچہ دنیا میں وہ خوش شکل نہ تھیں، بہت سے وقت وہ بالکل بوڑھی ہو چکی تھیں، لیکن جب جنت میں داخل ہوں گی تو ہر ایک جوان ہو گی جسم میں رعنائی ہو گی اور کنواری ہوں گی تاکہ انہیں جنت میں داخل کیا جائے۔ حدیث شریف میں اس آیت کی یہی تفسیر کی گئی ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی حضور نے فرمایا یا ام سلمہ هن اللواتی قبضن فی الدنیا عجائز شمطا غمصا رمصا جعلهن الله بعد الکبر اترابا علی میلاد واحد فی الاستواء یعنی اس سے مراد وہ بیویاں ہیں، اگرچہ انتقال کے وقت وہ بالکل بوڑھی تھیں، ان کے بال سفید تھے، ان کی بینائی کمزور ہو گئی تھی لیکن جب وہ جنت میں داخل ہوں گی تو سب ہم عمر ہوں گی۔

عُرُبًا : اس کے دو معنی بیان کیے ہیں۔

عروب اس کا واحد عروب ہے۔ علامہ قرطبی کہتے ہیں: العروب هی التی تبین محبتها لزوجها بشکل و غنج و حسن کلام۔ یعنی وہ عورت جو ناز و ادا اور شیریں گفتاری سے اپنے خاوند کے لیے محبت کا اظہار کرے۔ یہ صفت کی ایسی صفت ہے جس میں نسوانیت کی ساری خوبیاں سمٹ آتی ہیں۔ حسین و جمیل بھی ہو، ناز و ادا والی بھی ہو، خوش گفتار بھی ہو اور دل کش بھی، اور اپنے خاوند کو دل سے چاہنے والی بھی ہو اور اپنی چاہت کو چھپانے والی نہ ہو بلکہ اس کا اظہار کرنے والی ہو۔

صاحب لسان العرب اس لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں: المرأة الضحاكة وقيل هي المتحببة الى زوجها والمظهرة له ذلك وقيل هي العاشقة له۔ اتراب : ہم عمر۔

[۴۰] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا هما جميعا من امتي یعنی اس امت کا اول بھی اور آخر بھی۔ حدیث شریف میں ہے کہ جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں سے اسی صفیں امت محمدیہ کی ہوں گی علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والسلام۔

امام بخاری حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم باہر تشریف لائے

وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ﴿۴۱﴾ فِیْ سَمُوْمٍ وَّحَمِیْمٍ ﴿۴۲﴾

اور بائیں ہاتھ والے۔ کیسی خستہ حالت ہو گی بائیں ہاتھ والوں کی ف۱۶ وہ ہوں گے جھلستی لو اور کھولتے ہوئے پانی میں

وَّظِلٍّ مِّنْ یَّحْمُوْمٍ ﴿۴۳﴾ لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِیْمٍ ﴿۴۴﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ

اور سیاہ دھوئیں کے سایہ میں ہوں گے۔ نہ ٹھنڈا ہو گا اور نہ آرام دہ۔ بے شک یہ لوگ پہلے

ذٰلِكَ مُتْرَفِیْنَ ﴿۴۵﴾ وَكَانُوْا یُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِیْمِ ﴿۴۶﴾

بڑے عیش و عشرت میں تھے ف۱۷ اور وہ اصرار کیا کرتے تھے بڑے بھاری گناہ پر۔

فرمایا آج میرے سامنے ساری امتیں پیش کی گئیں۔ ایک ایک نبی میرے سامنے سے گزرے، بعض کے ساتھ صرف ایک امتی تھا، کسی کے ساتھ دو اور بعض کے ساتھ ایک گروہ اور بعض ایسے نبی تھے جن کے ساتھ ایک امتی بھی نہ تھا۔ پھر میرے سامنے ایک جم غفیر لایا گیا جس نے افق کے کناروں کو گھیر رکھا تھا۔ کہا گیا یا رسول اللہ یہ آپ کی امت ہے۔ مع هؤلاء سبعون الفا يدخلون الجنة بغير حساب۔ ان میں ستر ہزار آپ کے وہ غلام ہیں جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ آپ کے ایک صحابی جن کا نام عکاشہ ابن محصن تھا اٹھے اور عرض کیا ادع الله ان يجعلني منهم يا رسول الله! اللہ سے دعا کیجئے کہ مجھے ان میں سے کر دے۔ حضور نے فرمایا انت منهم تو ان میں سے ہے۔ ثم قام رجل آخر فقال ادع الله ان يجعلني منهم؟ فقال سبقك بها عكاشة۔ پھر ایک اور صحابی نے عرض کیا کہ میں ان میں سے ہوں۔ آپ نے فرمایا عکاشہ تم سے سبقت لے گیا۔

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہمارا حشر بھی اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں کرے اور ہم گنہگاروں کو شفیع المذنبین کی شفاعت نصیب کرے۔ آمین ثم آمین۔

ف۱۶ اب اصحاب الشمال کا حال بیان کیا جا رہا ہے جنہیں قیامت کے دن ان کے اعمال نامے بائیں ہاتھ میں دیے جائیں گے۔

ف۱۷ الفاظ کی تشریح ملاحظہ ہو۔ سموم بہت گرم ہوا۔ حمیم کھولتا ہوا پانی۔ یحموم الدخان الاسود شدید السواد۔ بہت کالا سیاہ دھواں۔ ولا کریم، مالا خیر فیہ۔ جس میں کوئی بھلائی نہ ہو۔ اور سکون دہ ہو۔

مقصد یہ ہے کہ جب انسان کو گرمی لگتی ہے تو وہ ٹھنڈی ہوا کی تمنا کرتا ہے، ٹھنڈے پانی کی خواہش کرتا ہے اور گھنے سایہ کی طرف بھاگتا ہے لیکن یہ بدبخت جب آگ میں جلنے لگیں گے اور پیاس کی شدت سے ان کے حلق سوکھ جائیں گے تو انہیں ٹھنڈی ہوا کے بجائے لو کے گرم جھونکے لگیں گے اور پانی کے بجائے کھولتا ہوا پانی ملے گا اور جب کسی گھنے سایہ میں پناہ لینا چاہیں گے تو جہنم کے سیاہ دھوئیں کے سایہ کے سوا کوئی سایہ انہیں نصیب نہ ہو گا۔ اب خود ہی ان کی حالت زار کا اندازہ لگا لیجئے۔

ف۱۸ وہ اس المناک انجام سے کیوں دوچار ہوئے، اس کی وجوہات بیان کی جا رہی ہیں۔ ایک وجہ تو یہ تھی کہ وہ مترف

وَكَانُوا يَقُولُونَ ۙ أَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا

اور کہا کرتے تھے کہ کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہی باقی رہ جائیں گے تو کیا ہم دوبارہ

لَمَبْعُوثُونَ ﴿٤٧﴾ أَوَآبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ﴿٤٨﴾ قُلْ إِنَّ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ ﴿٤٩﴾

زندہ کیے جائیں گے اور کیا ہمارے پہلے باپ دادا بھی؟ آپ فرما دیجیے بے شک اگلے (بھی) اور پچھلے (بھی)

لَمَجْمُوعُونَ ۙ إِلَىٰ مِيقَاتِ يَوْمٍ مَعْلُومٍ ﴿٥٠﴾ ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا

سب کو جمع کیا جائے گا ایک مقررہ وقت پر ایک جانے پہچانے دن میں۔ پھر تمہیں اے گمراہو

الضَّالُّونَ الْمُكَذِّبُونَ ﴿٥١﴾ لَآكِلُونَ مِنْ شَجَرٍ مِنْ زَقُّومٍ ﴿٥٢﴾ فَمَالِئُونَ

اور (حق کو) جھٹلانے والو! ضرور کھانا ہوگا زقوم کے درخت سے پس تم بھرو گے

مِنْهَا الْبُطُونَ ﴿٥٣﴾ فَشَارِبُونَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيمِ ﴿٥٤﴾ فَشَارِبُونَ

اس سے پیٹوں کو۔ پھر پیو گے اس پر کھولتا پانی اس طرح پیو گے جیسے

۲۳۔ مترفین: المترف: المتوسع فی ملاذ الدنیا وشہواتہا (معنی العرب) یعنی ان کے پاس دولت کی فراوانی تھی۔ دنیا کی لذتوں اور نفس کی خواہشوں میں وہ ہر وقت غرق رہتے تھے۔ ایسے شخص کی سیدھی راہ سے ان کے اندر بھی حاجت مند لوگوں کی امداد کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ مادی نعمتوں سے عیش و عشرت میں بسر کرتی، ان کی تباہی کی دوسری وجہ یہ تھی کہ وہ شرک پر مصر تھے۔ انہیں اللہ تعالیٰ کی توحید کے ساتھ شرکت سے نفرت تھی [illegible] حنث عظیم [illegible] اور اس سے مراد شرک ہے۔

تیسری وجہ یہ تھی کہ وہ قیامت کے منکر تھے۔ ان وجوہات کے باعث انہیں یہ دردناک سزا بھگتنی پڑی۔

الھیم اس کا واحد اھیم ہے۔ اس کی مؤنث ھیماء۔ اس اونٹ کو کہتے ہیں جو پیاس کی ایک بیماری میں مبتلا ہو کر جتنا پانی پی جائے اس کی پیاس نہ بجھے۔ الابل العطاش التی لا تروی بداء یصیبہا۔ [illegible] اس کا ایک اور معنی بتایا ہے۔ ھیم الارض السھلۃ ذات الرمل۔ ریتلی زمین جو جتنا سیراب کی جائے وہ خشک ہی رہتی ہے۔ فرمایا جا رہا ہے کہ ان لوگوں کو بھوک اتنا ستائے گی کہ یہ زقوم کا کڑوا اور کڑوا درخت کھانے پر مجبور ہو جائیں گے اور پیاس کی شدت کا یہ عالم ہوگا کہ پینے کے لیے انہیں کھولتا ہوا پانی ملے گا۔ اس سے ہونٹ اور منہ جل جائیں گے۔ آنتیں کٹ کٹ کر [illegible] ہو جائیں گی لیکن وہ اس کھولتے ہوئے پانی کو پیاسے اونٹ کی طرح پیتے چلے جائیں گے

شُرْبَ الْهِيْمِ ۝ هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ۝ نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ

پیاسے اونٹوں کی طرح پینا ہے۔ یہ ان کی ضیافت ہوگی قیامت کے دن۔ ہم نے تم کو پیدا کیا ہے پھر تم

فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ۝ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗ

قیامت کی تصدیق کیوں نہیں کرتے۔ بھلا دیکھو تو جو منی تم ٹپکاتے ہو۔ کیا تم ہی اس کو انسان بناتے ہو

ف یہ لوگ پانی اس طرح پئیں گے جیسے پیاسے اونٹ پیتے ہیں جو [illegible] بیماری کی وجہ سے [illegible] بجھتی ہی نہیں۔

کسی [illegible] یہ ہے کہ قیامت کے دن [illegible] [illegible] کیا ہے [illegible] کیا جائے گا۔

ف مشرکین [illegible] قیامت [illegible] [illegible] کیا جا رہا ہے کہ [illegible] [illegible] [illegible] پر ایمان لے آئیں اور یقین کریں کہ [illegible] قیامت کو [illegible] [illegible]۔

[illegible] [illegible] [illegible] کہ تم [illegible] [illegible] کیا اگر ہم تم کو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مشکل نہیں ہوگا۔

ف [illegible] [illegible] انسان کا مادہ تو پہلے ان گنت نہایت باریک جرثوموں کی شکل میں ہوتا ہے [illegible] [illegible] سر [illegible] کی صلاحیت ہوتی ہے۔ [illegible] کروڑوں جرثومے ضائع ہو جاتے ہیں [illegible] [illegible] [illegible] ان جرثوموں میں سے ایک جرثومہ کا انتخاب کس نے کیا اور پھر اس کو ماں کے پیٹ میں جا کر ٹھہرا دیا ہے۔ پھر وہ ایک تاریک کوٹھڑی میں [illegible] ہے۔ پھر اس میں آہستہ آہستہ شکل اور رنگ کے لیے تخلیق کا عمل شروع ہو جاتا ہے یہاں تک کہ [illegible] ماں کی [illegible] [illegible] ہے پھر اس میں [illegible] [illegible] جاتے ہیں [illegible] دماغ میں صلاحیتیں اور قابلیتوں کا ایک مجموعہ [illegible] جاتا ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کیا [illegible] کے باپ کا یا اس کی ماں کا اس عمل دخل ہے کیا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہے اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر اس سے بڑی حماقت اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس [illegible] [illegible] کا انکار کیا جائے یا اس کے ساتھ کسی دیوتا کو شریک کیا جائے۔ پھر [illegible] [illegible] [illegible] حکمت [illegible] ہے کیا [illegible] کے بعد [illegible] دوبارہ زندہ کرنا اس کے لیے مشکل ہے؟

أَمْ نَحْنُ الْخَالِقُونَ ﴿٥٩﴾ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ

یا ہم پیدا کرنے والے ہیں ہم ہی نے مقرر کی ہے تمہارے درمیان موت ۶۰ اور ہم (اس سے)

بِمَسْبُوقِينَ ﴿٦٠﴾ عَلَىٰ أَن نُّبَدِّلَ أَمْثَالَكُمْ وَنُنشِئَكُمْ فِي مَا

عاجز نہیں ہیں ۶۱ کہ تمہاری جگہ تم جیسے اور لوگ پیدا کر دیں اور تم کو ایسی صورت میں پیدا کر دیں جس کو

لَا تَعْلَمُونَ ﴿٦١﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْأَةَ الْأُولَىٰ فَلَوْلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٦٢﴾

تم نہیں جانتے ۶۲ اور تمہیں اچھی طرح معلوم ہے پہلی پیدائش کا حال پھر تم کیوں غور و فکر نہیں کرتے ۶۳

۶۰ ہم نے ہی تم کو نیست سے ہست کیا ہے۔ ہم نے ہی تمہارے لیے موت کا وقت مقرر کر دیا ہے۔ تمہاری پیدائش اور موت دونوں ہمارے قبضہ میں ہیں۔ اگر تم ہمارے احکام کی خلاف ورزی کرو یا ہمارے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ تو اس سے بڑھ کر اور حماقت کیا ہو سکتی ہے۔

۶۱ جب ہم چاہیں گے قیامت کے روز تمہیں پھر زندہ کر دیں گے کوئی ایسی طاقت نہیں جو ہمیں ایسا کرنے سے روک سکے۔ مسبوقین، مغلوبین۔ اس کا ایک مفہوم یہ بیان کیا گیا ہے اگر ہم تم کو فنا کر دیں اور تمہاری جگہ تمہاری مثل اور لوگ لے آئیں تو ہم ایسا کرنے کی پوری قدرت رکھتے ہیں۔

۶۲ اور ہم اس بات پر بھی قادر ہیں کہ تمہاری خلقت کو بالکل بدل دیں۔ تمہاری قد و قامت، تمہاری رنگت، تمہارے خد و خال یکسر مختلف ہوں۔ جو صلاحیتیں اب تم میں موجود ہیں ان کے برعکس اور صلاحیتیں تمہیں ودیعت کریں۔ اب بھی ہم نے اپنی مرضی سے جیسا چاہا پیدا فرمایا اور اگر ہم تمہاری موجودہ حالت میں رد و بدل کرنا چاہیں تو ہمیں کوئی روک نہیں سکتا۔

نیک لوگ اگرچہ دنیوی زندگی میں خوبصورت نہ تھے لیکن قیامت کے دن ان کے چہرے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے۔ ان کے حسن کا نکھار، دلوں کو فریفتہ کر دے گا، اور گنہگاروں کے چہروں پر نحوست برس رہی ہو گی۔ انہیں دیکھ کر طبیعت میں وحشت پیدا ہو گی۔

۶۳ تم اپنی پہلی پیدائش کے بارے میں تو جانتے ہو کہ کس طرح ایک حقیر قطرہ سے تمہارا آغاز ہوا اور کس طرح تمہیں مرتبہ کمال تک پہنچایا گیا۔ اگر تم ذرا غور و تدبر کرو گے تو تمہیں یہ باور کرنے میں ذرا تردد نہ ہو گا کہ تمہارا خالق تمہیں مرنے کے بعد تمہیں دوبارہ زندہ کرنے کی پوری قدرت رکھتا ہے۔

أَفَرَءَيْتُم مَّا تَحْرُثُونَ ﴿٦٣﴾ ءَأَنتُمْ تَزْرَعُونَهُۥٓ أَمْ نَحْنُ ٱلزَّٰرِعُونَ ﴿٦٤﴾

کیا تم نے دیکھا [illegible] جو تم بوتے ہو کیا تم اسے اگاتے ہو یا ہم ہی اس کو اگانے والے ہیں

لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَٰهُ حُطَٰمًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ ﴿٦٥﴾ إِنَّا لَمُغْرَمُونَ ﴿٦٦﴾

اگر ہم چاہیں تو اس کو [illegible] بنا دیں [illegible] تم [illegible] رہ جاؤ [illegible] ہم تو [illegible]

بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ﴿٦٧﴾ أَفَرَءَيْتُمُ ٱلْمَآءَ ٱلَّذِى تَشْرَبُونَ ﴿٦٨﴾ ءَأَنتُمْ

بلکہ ہم تو [illegible] بے نصیب [illegible] کیا تم نے دیکھا اس پانی کو جسے تم پیتے ہو کیا تم نے

أَنزَلْتُمُوهُ مِنَ ٱلْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ ٱلْمُنزِلُونَ ﴿٦٩﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنَٰهُ

اسے بادلوں سے اتارا ہے یا ہم ہی اتارنے والے ہیں اگر ہم چاہتے تو اسے کر دیں

[illegible] وقوعِ قیامت پر ایک دوسری دلیل پیش کی جا رہی ہے [illegible] تمہارا کام صرف اتنا ہے کہ زمین میں ہل چلا دو اور اس میں بیج ڈال دو۔ اس کے بعد اس کے [illegible] جو [illegible] کی تغیرات [illegible] رہتے ہیں کیا ان میں تمہارا کوئی دخل ہے۔ [illegible] حرارت، [illegible] روشنی، ہوا، رطوبت وغیرہ عوامل کی ضرورت ہوتی ہے ان کو مناسب مقدار میں اور بروقت کون مہیا کرتا ہے [illegible] نہیں تو پھر تم اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا انکار کیوں کرتے ہو [illegible] بنا دیتا ہے کیا اس کے لیے مشکل ہے [illegible] مٹی [illegible] دوبارہ زندگی عطا فرمائے۔

[illegible] اگر ہم چاہیں تو [illegible] کھیتیاں [illegible] کر دیں [illegible] [illegible]

تفکہون تتندمون (لسان العرب) [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] جس طرح ہم نے [illegible]

اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِىْ تُوْرُوْنَ ﴿۷۱﴾ ءَاَنْتُمْ

[illegible]

اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ﴿۷۲﴾ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّ

اس کے درخت [illegible] ہم [illegible] اور

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مَتَاعًا لِّلْمُقْوِينَ ﴿٧٣﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿٧٤﴾ فَلَا أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ

فائدہ مند مسافروں کے لیے ۳۳ تو (اے حبیب) تسبیح کیجیے اپنے رب عظیم کے نام کی ۳۴ پس میں قسم کھاتا ہوں ان جگہوں کی جہاں

النُّجُومِ ﴿٧٥﴾ وَإِنَّهُ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُونَ عَظِيمٌ ﴿٧٦﴾ إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ ﴿٧٧﴾

ستارے ڈوبتے ہیں ۳۵ اور اگر تم سمجھو تو یہ بہت بڑی قسم ہے۔ بے شک یہ قرآن ہے بڑی عزت والا

۳۳ قواء اس زمین کو کہتے ہیں جو بے آب و گیاہ ہو اور آبادی سے بہت دور ہو۔ النزول فی الارض القواء الخالیۃ البعیدۃ من العمران (القرطبی) اقوی اسی سے ماخوذ ہے۔ جو ایسی زمین میں فروکش ہو اسی لیے مسافر کو مقوی کہتے ہیں کیونکہ بسا اوقات صحراؤں میں ایسے مقامات پر فروکش ہونا پڑتا ہے جہاں پانی وغیرہ دستیاب نہیں ہوتا

اگرچہ آگ مقیم اور مسافر سب کے لیے نعمت ہے لیکن ایک مسافر کے لیے اس کی افادیت بہت زیادہ ہے نیز ویرانے میں جب آگ جلتی ہے تو اس کی روشنی میلوں تک دکھائی دیتی ہے کئی راہ گیر جن کو کوئی پناہ نہیں ہوتی وہ لوگ اس نشان کو دیکھ کر وہاں آجاتے ہیں۔ عرب کا دستور تھا کہ وہ رات کے وقت اونچے ٹیلوں پر بڑے الاؤ روشن کر دیتے تھے جسے بھٹکے مسافر وہاں آجاتے اور وہ ان کی خاطر مدارات کرتے۔ عرب کا ایک شاعر اپنی سخاوت کا اظہار اس طرح کرتا ہے

وما اخمدت نار لنا دون طارق

ولا ذمنا فی النازلین نزیل

یعنی آدھی رات کو بھٹکے ہوئے مسافر ہماری آگ کو بجھا ہوا نہیں پاتے اور ہمارے مہمان ہماری مذمت نہیں کیا کرتے

۳۴ اے حبیب اپنے عظمت والے رب کی پاکی بیان کرو جس کی قدرت، حکمت، رحمت اور علم کے گوناگوں شواہد پیش کیے گئے ہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ ہر قسم کے نقص، ضعف اور عیب سے پاک ہے

۳۵ یہاں لا نفی کے لیے نہیں بلکہ تاکید کے لیے زیادہ کیا گیا ہے جیسے لئلا یعلم اھل الکتاب میں لا زائدہ تاکید کے لیے ہے۔ اس میں دوسرا قول یہ ہے کہ لام قسم کے لیے ہے۔ اس میں اشباع کی وجہ سے الف بڑھ گیا جیسے اعوذ باللہ من العقراب۔

مواقع، موقع کی جمع ہے۔ قتادہ کا ایک قول ہے کہ اس سے مراد ستاروں کے غروب ہونے کے مقامات ہیں کیونکہ ان کے غروب سے ہی اللہ تعالیٰ کی توحید و ربانیت اور اجرام سماوی کے خالق جل جلالہ کا ثبوت ملتا ہے اور قتادہ کا دوسرا قول یہ ہے کہ مواقع النجوم سے مراد ان کی منزلیں اور ان کی مداریں ہیں۔ ای منازلها ومجاریها

بعض علماء نے مواقع النجوم کی یہ تفسیر بیان کی ہے کہ نجوم سے مراد صحابہ کرام اور مواقع سے مراد ان کی سجدہ گاہیں ہیں جہاں وہ اپنے رب کے حضور میں سجدہ ریز ہوا کرتے تھے۔ بعض کے نزدیک مواقع سے مراد ان کی قربان گاہیں ہیں جہاں وہ جہاد اکبر یا معرکوں میں جام شہادت نوش کرنے کے لیے بے تاب رہتے تھے۔ ملا جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر احمدی میں لکھتے ہیں والنجوم

فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۙ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ

ایک کتاب محفوظ میں ۷۸ اس کو نہیں چھوتے مگر جو پاک ہیں ۷۹ یہ اتارا گیا ہے رب العالمین

الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ۙ وَتَجْعَلُوْنَ

کی طرف سے۔ کیا تم اس قرآن کے بارے میں کوتاہی کرتے ہو ۸۱ اور اس کی تکذیب کو اپنا حصہ بناتے ہو

نجوم الصحابة بمواقعه حسابهم ومقابرهم علامہ آلوسی لکھتے ہیں وقیل النجوم الصحابة والعلماء الهادون وهو القسم العظیم۔ (روح المعانی)

۷۷ قسم اس بات پر کھائی جارہی ہے کہ یہ کتاب جادو، شعر اور اساطیر کہن نہیں جیسے کفار گمان کرتے ہیں بلکہ یہ کتاب کریم ہے۔ اسے کریم کہنے کی متعدد وجوہات ہیں۔ کریم عند الله یعنی اللہ تعالیٰ کی جناب میں یہ بڑی مکرم و معظم ہے۔ قیل کریم لانه یدل علی مکارم الاخلاق ومعالی الامور وشرف الافعال یہ کریم ہے کیونکہ مکارم اخلاق کی طرف رہنمائی کرتی ہے، اعلیٰ مقاصد کی دعوت دیتی ہے اور پسندیدہ اعمال بتاتی ہے۔ وقیل کریم لتنزله من عند کریم بواسطة الکرام الی اکرم الخلق۔ یہ کریم ہے کیونکہ رب کریم کی طرف سے اتری ہے، کراماً معزز فرشتے اسے لے کر نازل ہوتے ہیں اور اکرم الخلق پر نازل ہوئی ہے۔ کتاب مکنون ای محفوظ۔

۷۹ یمسہ میں لا اگرچہ نافیہ ہے لیکن نہی کے معنی میں مستعمل ہے۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ کتاب کو طہارت کی حالت میں ہی چھونا چاہیے۔ فقہ کا مسئلہ یہ ہے کہ جنبی، حائضہ اور نفاس والی عورت کے لیے پڑھنا بھی ممنوع ہے اور چھونا بھی، اور کسی شخص کا وضو نہ ہو تو پڑھ سکتا ہے لیکن مصحف کو ہاتھ نہیں لگا سکتا البتہ اگر اس کے اوپر کوئی غلاف ہو تو ہاتھ لگا سکتا ہے۔ بچے جو تعلیم حاصل کرتے ہیں ان کے لیے باوضو ہونا ضروری نہیں۔ اس کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ اس کے لطائف و معارف، اسرار و رموز اور شاہد معنی کے وصال کی سعادت ہر کس و ناکس کو نصیب نہیں ہو سکتی بلکہ یہ صرف ان خوش نصیبوں کا حصہ ہے جن کا ظاہر و باطن، جن کا دل اور ذہن ہر قسم کی آلائشوں سے پاک ہے۔ اس صورت میں لا نفی کا ہوگا۔

۸۱ قرآن کریم کی صفات جلیلہ ذکر کرنے کے بعد کفار کو تنبیہ کی جا رہی ہے کہ اے کفار! تمہاری طرف ایسی جلیل القدر کتاب نازل کی گئی ہے اور تم اسے اہمیت ہی نہیں دیتے۔ اس کے روشن دلائل سنتے ہو اور آیات بینات دیکھتے ہو لیکن اس کی دعوت کو قبول نہیں کرتے۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں مدھنون، ای متہاونون۔

رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ ﴿٨٢﴾ فَلَوْلَا إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ ﴿٨٣﴾ وَأَنْتُمْ

کا نصیب بنا رکھا ہے کہ تم اس کو جھٹلاتے رہو ۸۲ پس تم کیوں نہیں روک لیتے جب جان حلق تک پہنچ جاتی ہے اور تم اس وقت

حِينَئِذٍ تَنْظُرُونَ ﴿٨٤﴾ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلَٰكِنْ لَا تُبْصِرُونَ ﴿٨٥﴾

پاس بیٹھے دیکھ رہے ہوتے ہو ۸۴ اور ہم اس وقت بھی تم سے زیادہ مرنے والے کے قریب ہوتے ہیں البتہ تم دیکھ نہیں سکتے ۸۵

فَلَوْلَا إِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِينِينَ ﴿٨٦﴾ تَرْجِعُونَهَا إِنْ كُنْتُمْ

پس اگر تم کسی کے پابند حکم نہیں ہو تو کیوں نہیں لوٹا دیتے مرنے والے کی روح

صَادِقِينَ ﴿٨٧﴾ فَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿٨٨﴾ فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ

اگر تم سچے ہو ۸۷ پس وہ مرنے والا اگر مقربین میں سے ہوا تو اس کے لیے راحت خوشبودار رزق اور

۸۲ چاہیے تو یہ تھا کہ اس نعمت عظمیٰ پر کہ قرآن نازل ہوا تمہارے دلوں کا ذرہ ذرہ معرفت سے سرشار ہو جاتا۔ ہر دل کا ہم نوا ہو کر اس کے ارشادات کے مطابق بسر کرتے یعنی تم دین حق قبول کر لیتے کہ اس احسان عظیم کا یہی حق تھا لیکن تم نے اس کا انکار کر دیا۔ گویا بدنصیب لوگ اللہ کی رحمت کے نزول سے بہرہ ور ہونے کے بجائے کفر و انکار کی وادی میں بھٹک رہے ہیں۔

۸۳ جب جان کنی کا وقت آتا ہے اور جان کنی کی سختی سے مرنے والا سخت تڑپتا ہے اور موت کی جان لیوا کیفیت طاری ہوتی ہے تو بیمار نہ تمہاری باتیں سنتا ہے نہ کسی کو دیکھتا ہے، اس کے بیچارے عزیز بے بس ہیں، منہ میں پانی کا ایک گھونٹ ڈالتے ہیں وہ بھی حلق سے نیچے نہیں اترتا، وہ چاہتے ہیں کہ ان کا لخت جگر جو ان کی آنکھوں کے سامنے دم توڑ رہا ہے اس کو بچا لیں لیکن ان کی کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی۔ کیا ہے کوئی جو اس کو موت کے پنجے سے چھڑا لے اور اس کو بچا کر واپس کر لیں۔ وہ کچھ نہیں کر سکتے۔

انسان کی بے بسی کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے لخت جگر کو موت کے پنجے سے چھڑا نہیں سکتا۔

۸۵ اگرچہ تم مریض کے پاس بیٹھے ہو اور ہم بظاہر تم سے دور ہیں لیکن جو قرب ہمیں اس سے حاصل ہے وہ تمہیں میسر نہیں۔ ہم اپنی قدرت، علم اور رحمت کے اعتبار سے اس سے بہت زیادہ قریب ہیں لیکن تم اس قرب کی حقیقت کو سمجھنے سے قاصر ہو۔

۸۶ آیت میں مدینین مدین کی جمع ہے۔ صاحب لسان العرب لکھتے ہیں: المدین العبد والمدینۃ الامۃ المملوکۃ کانہما اذلہما العمل

یعنی مدین کا معنی مملوک اور غلام ہے۔ غلام کو مدین اور کنیز کو مدینہ کہتے ہیں کیونکہ وہ دونوں اپنے مالک کے

وَجَنَّتُ نَعِيمٍ ﴿٨٩﴾ وَأَمَّآ إِن كَانَ مِنْ أَصْحَٰبِ ٱلْيَمِينِ ﴿٩٠﴾ فَسَلَٰمٌ

اور سرور والی جنت ہوگی ۸۹ اور اگر وہ اصحاب یمین کے گروہ سے ہوگا تو (اسے کہا جائے گا)

لَّكَ مِنْ أَصْحَٰبِ ٱلْيَمِينِ ﴿٩١﴾ وَأَمَّآ إِن كَانَ مِنَ ٱلْمُكَذِّبِينَ

تجھے سلام ہو اصحاب یمین کی طرف سے ۹۱ اور اگر وہ (مرنے والا) جھٹلانے والے گمراہوں

ٱلضَّآلِّينَ ﴿٩٢﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيمٍ ﴿٩٣﴾ وَتَصْلِيَةُ جَحِيمٍ ﴿٩٤﴾ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ

سے ہوگا ۹۲ تو اس کی ضیافت کھولتے پانی سے ہوگی ۹۳ اور دوزخ میں جھونکا جانا ۹۴ بیشک یہی بیان ہوا ہے

حَقُّ ٱلْيَقِينِ ﴿٩٥﴾ فَسَبِّحْ بِٱسْمِ رَبِّكَ ٱلْعَظِيمِ ﴿٩٦﴾

یقیناً حق ہے ۹۵ پس پاکی بیان کیجئے اپنے رب کے نام کی جو بڑی عظمت والا ہے ۹۶

[illegible] اس کے حکم سے [illegible] کی طرف [illegible] ہوتی۔ اس کے بعد علامہ ابن منظور لکھتے ہیں وقولہ تعالیٰ فلولا ان کنتم غیر مدینین قال الفراء غیر مدینین ای غیر مملوکین۔ اس آیت میں ہم کہتے ہیں کہ غیر مدینین کا معنی ہے غیر محکوم یعنی اگر تم کسی کے زیر فرمان اور زیر حکم نہیں بلکہ پوری طرح خود مختار ہو [illegible] اپنے اختیار [illegible] تعالیٰ اور [illegible] تم نے اس کی صحت [illegible] اس کے باوجود تم [illegible] قدرت کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ جو چاہے کر سکتا ہے۔

۹۲ ان کے بعد حشر کا ذکر ہو رہا ہے کہ اگر وہ مقربین کے زمرہ میں سے ہے تو اس کا اعزاز و اکرام اس طرح کیا جائے گا۔ اگر وہ اصحاب الیمین میں سے ہے تو اس کی یوں پذیرائی ہوگی اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلانے والوں اور گمراہوں میں سے ہے تو اس کی درگت یوں بنے گی۔ یہ جو کچھ تمہیں بتایا جا رہا ہے یہ حق ہے یقینی ہے اس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔

۹۶ اے حبیب! بے عظمت والے رب کی [illegible] بیان کرو [illegible] کی صفت [illegible] جس طرح اس کی عظمت [illegible] بیان [illegible] کر سکتا ہے [illegible] اور کوئی نہیں کر سکتا۔ حضرت داؤد کی تسبیح [illegible] اللہ تعالیٰ کی تسبیح کیا کرتے تھے [illegible] جب آپ اپنے رب جلیل کی تسبیح بیان کریں گے تو [illegible]

کی پیشانیاں سجدوں کی وسعتیں اور فضاؤں کی بے کرانیاں اللہ تعالیٰ کے ذکر، اس کی تحمید و تمجید اس کی تسبیح و تہلیل سے گونج اٹھیں گی

◆

سُبحان ربی العظیم سُبحان ربی الاعلیٰ
لا الٰہ الا انت سُبحانک انی کنت من الظالمین۔
سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک
ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیءٍ قدیر
اللّٰھم انی عبدک وابن عبدک وابن امتک ناصیتی بیدک ماضٍ فیّ حکمک عدلٌ فیّ قضاؤک
اسئلک بکل اسم ھو لک سمیت بہ نفسک او انزلتہ فی کتابک او علمتہ احدا من خلقک او استأثرت
بہ فی علم الغیب عندک ان تجعل القرآن العظیم ربیع قلبی ونور صدری وجلاء حزنی وذھاب
ھمی وغمی بحبیبک المصطفیٰ ورسولک المرتضیٰ [illegible] الذی [illegible] اللّٰھم
صل وسلم وبارک علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ من الصلوات ازکاھا ومن التسلیمات اسناھا ومن البرکات
[illegible] الیٰ یوم الدین یاذا الجلال والاکرام

◆

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ الحدید

نام: اس سورت کی پچیسویں آیت میں "وانزلنا الحدید" کا جملہ ہے۔ اسی سے اس کا نام الحدید رکھا گیا ہے۔ اس میں چار رکوع، انتیس آیتیں، پانچ سو چوالیس کلمے اور دو ہزار چار سو چھہتر حروف ہیں۔

نزول: باتفاق علماء یہ سورت مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔

مضامین: اس کی آیات میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا نزول غزوۂ احد اور صلح حدیبیہ کے درمیانی عرصہ میں ہوا جب کہ اسلام اور کفر کی جنگ بڑے نازک اور فیصلہ کن مرحلہ میں داخل ہو چکی تھی۔ بدر اور احد کی جنگیں مسلمانوں اور کفار مکہ کے درمیان تھیں۔ دیگر عرب قبائل جو مکہ کے گرد و نواح میں آباد تھے وہ ان دو حریفوں میں خاموش تماشبین تھے۔ ان کا یہ خیال تھا کہ یہ کشمکش مکہ کے باشندوں کے دو گروہوں تک محدود ہے۔ اس لیے انہیں دخل دینے کی ضرورت نہیں۔ لیکن بھی یہ خیال کہ [illegible] اور عرب بھی مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ کرنے کے لیے ان کے اپنے تیر و تفنگ ہی کافی ہیں۔ انہیں کسی دوسرے کی تائید و معاونت کی ضرورت نہیں۔ لیکن جنگ خندق میں شکست فاش نے ان کی آنکھیں کھول دیں۔ اس کا احساس ہونے لگا کہ جس مہم کو ہم آسان سمجھتے تھے وہ ایسی نہیں۔ چنانچہ انہوں نے تمام مادی وسائل اور افرادی قوت کو جنگ میں جھونک دیا۔ ابوسفیان جو اس لشکر کا سالار تھا جس کی تعداد تین ہزار تھی، اسے یقین تھا کہ اس کا لشکر مسلمانوں کو تہس نہس کر کے رکھ دے گا۔ جب احد پہاڑ کی ترائی میں اس کا مقابلہ مٹھی بھر مسلمانوں سے ہوا تو اس کے ہوش ٹھکانے آ گئے۔ مسلمانوں نے چند لمحوں میں ہی ان کو میدان جنگ سے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ اگر مسلمانوں کے تیر انداز دستے سے غلطی سرزد نہ ہوتی تو جنگ احد کا نتیجہ ان کے لیے بدر سے کہیں زیادہ حوصلہ شکن بلکہ تباہ کن ہوتا۔ ابوسفیان اگرچہ اپنے لشکر کو بچا لے جانے میں کامیاب ہو گیا، لیکن اپنی عقل ہی سے وہ مسلمانوں کو ہمیشہ کے لیے مٹا دینے کا جو منصوبہ بنا کر گیا تھا اس میں اسے بڑی طرح ناکامی ہوئی۔ اب اہل مکہ کو پتہ چل گیا کہ وہ اکیلے مسلمانوں سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ اس لیے انہوں نے مختلف قبائل کے پاس اپنے وفد بھیجے اور اپنے بتوں کی دہائی دے کر انہیں مسلمانوں کے خلاف امداد کی دعوت دی۔

مسلمانوں کے لیے صورت حال اب مزید نازک اور پریشان کن ہو گئی۔ اب انہیں اپنے بچاؤ اور اپنی جان سے عزیز اسلام کی حفاظت کے لیے پہلے سے بھی کہیں زیادہ جانی اور مالی قربانیاں پیش کرنے کی ضرورت تھی۔ اب ان کے مقابلہ میں صرف اہل مکہ نہ تھے بلکہ ان کی جنگ جزیرہ عرب کے سارے مشرک قبیلوں سے چھڑ گئی تھی۔

ان حالات میں یہ سورت نازل ہوئی۔ اس میں انھیں کوئی تحریک دینے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی صفات کامل و شان کبریائی سے متعارف کرایا پھر انھیں اسلام کی سربلندی کے لیے اپنا مال کھلے دل سے خرچ کرنے کا حکم دیا ساتھ ہی انھیں یہ بات بھی سمجھا دی کہ یہ مال و متاع جو آج تمہارے پاس ہے اس کی اصل حقیقت کیا ہے معلوم نہیں کب تم سے لے کر کسی اور کو دے دیا جائے تم اس کے مستقل مالک نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہی حقیقی مالک ہے تم اس کے نائب ہو۔ اس کے نام کو بلند کرنے کے لیے اگر اس مال کو خرچ کرنے کا موقع آئے تو اسے غنیمت جانو۔ تمہیں اس کا اجر ملے گا۔

آیت ۱۰ میں بتایا کہ حالات ہمیشہ ایک جیسے نہیں رہیں گے۔ اسلام کے دشمن ہمیشہ اسی طرح گرجتے برستے نہیں رہیں گے مسلمانوں کی کسمپرسی کی کیفیت بھی عارضی ہے۔ اللہ کے فضل سے حالات بدل جائیں گے۔ باطل کی قوت کو کچل کر رکھ دیا جائے گا۔ بڑے بڑے سورما مسلمانوں کا لوہا ماننے لگیں گے۔ اس وقت اسلام کو تمہاری امداد کی اتنی ضرورت نہیں ہوگی جتنی آج ہے۔ اس وقت جو قربانی کرو گے اس کا [illegible] قربانیاں [illegible] سمجھا دیا کہ جو [illegible] کو قرض دے رہے ہیں وہ کئی گنا بڑھا کر انھیں واپس کرے گا۔ اس کے علاوہ [illegible]

قیامت کے روز یہی مال اہل ایمان کے آگے آگے اور دائیں طرف نور بن کر ہوگا اور انھیں [illegible] میں داخل ہونے کی خوشخبری دی جائے گی۔

اس کے بعد منافقین کے بارے میں بتایا کہ یہ بظاہر مسلمان بننے کے دعوے دار تھے لیکن [illegible] نہ جان لٹانے کا جذبہ ان کے دل میں تھا اور نہ دولت خرچ کرنے کا شوق۔ قیامت کے روز وہ اپنے گناہوں کے اندھیروں میں بھٹک رہے ہوں گے۔ اہل ایمان سے روشنی کی ایک کرن کی بھیک مانگیں گے لیکن ان کی یہ التجا مسترد کر دی جائے گی۔

آیت نمبر ۱۶ سے اہل ایمان کو ذکر الٰہی کی ترغیب دلائی جا رہی ہے اور ان کی غفلت کوشی پر انھیں جھنجھوڑا جا رہا ہے کہ تم بھی اہل کتاب کی طرح نہ ہو جاؤ جن پر کتاب نازل ہوئی پہلے بڑی سرگرمی سے اس پر عمل پیرا ہوئے لیکن وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کے دل پتھر کی طرح سخت ہو گئے۔

اس حقیقت سے بھی آگاہ کر دیا کہ ہر شخص صدیقین اور شہداء کے زمرہ میں داخل نہیں ہو جاتا بلکہ پہلے ایمان کے تقاضے پورے کرنے پڑتے ہیں۔ جانی و مالی قربانیاں پیش کرنی پڑتی ہیں تب یہ شرف نصیب ہوتا ہے۔

اہل حق اور اہل باطل کے درمیان زندگی کے بارے میں جو بنیادی تفاوت ہے اس کو بڑے مؤثر انداز میں بیان کیا اور ساتھ ہی یہ نصیحت بھی کر دی کہ تمہاری جدوجہد کا مقصد مغفرت اور جنت کا حصول ہونا چاہیے۔

ایک اور حقیقت سے بھی اپنے بندوں کو خبردار کر دیا کہ سب کچھ پہلے لکھا جا چکا ہے جو کچھ ہونا ہے اور جو نہیں ہونا اس کے بارے میں ازلی فیصلہ صادر ہو چکا ہے۔ اس لیے کسی کامیابی پر خوشی سے پھولا نہ سمایا کرو اور کسی

تکلیف پہنچے تو افسردہ اور مایوس نہ ہو جایا کرو۔ لوگوں کی رہنمائی کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو رسول مبعوث فرمائے ہیں، ان کے بارے میں بتایا کہ انہیں روشن دلیلیں مرحمت فرمائیں۔ اپنی آسمانی کتب سے نوازا۔ عدل کا ترازو بھی عطا کیا تاکہ وہ ہر حق دار کو اس کا جائز حصہ بغیر کمی بیشی کے ادا کریں۔ ان عنایات کے علاوہ لوہا نازل کیا تاکہ اس سے سرکشوں کی سرکوبی کی جائے۔ اللہ تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ کون اس کی اور اس کے رسولوں کی امداد کے لیے سربکف میدان جہاد میں قدم رکھتا ہے۔

آخری رکوع میں مسلمانوں کو ہوشیار کیا کہ تم سے پہلے انبیاء تشریف لائے اور لوگوں کو دعوت حق پہنچائی۔ ان کے بعض متبعین نے اطاعت کا حق ادا کیا اور بعض اس سعادت سے محروم رہے۔ اب تمہاری باری ہے۔ دیکھنا تم یہ بازی ہار نہ جانا۔ ایمان کی شمع کو ہر طوفان میں روشن رکھنا۔ تقویٰ کو اپنا شعار بنانا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ایک نور مرحمت فرمائے گا جس کی روشنی میں تم شاہراہ حیات پر بے خوف و خطر بڑھتے چلے جاؤ گے۔ تمہارے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

اہل کتاب کا یہ خیال سراسر بے حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے وہ اجارہ دار ہیں۔ نہیں، اس کے فضل و کرم کے خزانے اس کے اپنے ہاتھ میں ہیں۔ جس کو چاہتا ہے، جتنا چاہتا ہے بخش دیتا ہے۔ تم بھی اس ذوالفضل العظیم کے سامنے دامن پھیلاؤ پھر دیکھو اس کی نوازشات کی بارش کیسے برستی ہے؟

بھیرہ شریف ضلع سرگودھا
۱-۵-۷۷

سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ مَدَنِيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ الحدید مدنی ہے — اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے — آیات ۲۹ اور رکوع ۴ ہیں

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ لَهٗ مُلْكُ

اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے ہر چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے ۱؎ اور وہی سب پر غالب بڑا دانا ہے ۲؎ اسی کے لیے ہے بادشاہی

۱؎ تسبیح کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کو تمام ایسی چیزوں سے منزہ اور پاک سمجھنا جو اس کی شایان شان نہیں، اس ضمن کا اعتقاد بھی ہو اور اپنے قول سے بھی اس کا اقرار کرے اور اس کا عمل بھی اس کی شہادت دے رہا ہو۔ التسبیح علی المشہور تنزیہ اللہ تعالیٰ اعتقادا وقولا وعملا عما لا یلیق بجنابہ سبحانہ (روح المعانی)

آسمانوں اور زمین کی ہر چیز گویا بلسان حال کہہ رہی ہے کہ ان کا خالق اور مالک ہر نقص اور ہر عیب سے پاک ہے۔ ان میں سے ذوی العقول کی شہادت تو ظاہر ہے فرشتے، انسان اور جنات کہتے ہیں سبحان اللہ سبحان اللہ۔ بے جان چیزیں اور غیر ذوی العقول اپنی زبان حال سے اپنے پیدا کرنے والے کی عظمت و کبریائی بیان کر رہی ہیں۔ لیکن علماء کا قول یہ ہے کہ ہر چیز اپنی زبان سے اللہ کی تسبیح بیان کر رہی ہے اور اس آیت کا یہی معنی ہے وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ یعنی ہر چیز اللہ کی تسبیح بیان کر رہی ہے لیکن تم اس کو سمجھ نہیں سکتے۔ اگر زبان حال سے تسبیح مراد ہو تو پھر اس کے ادراک نہ کرنے کا کوئی مطلب نہیں۔ اسی طرح قرآن کریم میں حضرت داؤد علیہ السلام کی یہ خصوصیت بیان کی گئی ہے کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید میں مصروف ہوا کرتے تھے تو پہاڑ اور پرندے بھی ان کے ساتھ مل کر اپنے رب کی پاکی بیان کیا کرتے تھے۔ یہ خصوصیت تب ہی ثابت ہو سکتی ہے جب وہ زبان قال سے تسبیح کریں۔

علامہ آلوسی اسی بات کو پسند کرتے ہیں فرماتے ہیں

نفس ناطقہ اور ادراک انسان کی ہی خصوصیت نہیں بلکہ حیوانات اور جمادات کو بھی ان کے حسب حال یہ نعمت بخشی گئی ہے۔

وهو مبني على ثبوت النفوس الناطقة والادراك لسائر الحيوانات والجمادات على ما يليق بكل (روح المعانی)

صوفیائے کرام کا مسلک بھی یہی ہے

یہاں سورۃ حدید نیز سورۃ الحشر اور الصف کا آغاز سَبَّحَ صیغہ ماضی سے کیا گیا ہے لیکن سورۃ جمعہ اور تغابن کا افتتاح يُسَبِّحُ مضارع سے کیا گیا ہے تاکہ پتہ چل جائے کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنا کسی خاص زمانہ کے ساتھ مختص نہیں بلکہ پہلے بھی ہر چیز اس کی تسبیح بیان کرتی رہی ہے اب بھی ایسا ہی ہو رہا ہے اور آئندہ بھی ایسا ہی ہوتا رہے گا یہ سلسلہ کبھی منقطع نہ ہو گا۔

۲؎ کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کی پاکی کیوں بیان نہ کرے، اس کی حمد کے گیت کیوں نہ گائے، ایک وہی تو ہے جو عزیز بھی ہے اور حکیم بھی۔ عزیز اور حکیم دونوں کو معرفہ ذکر کر کے حصر کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ اس صفت کا درست کہتے ہیں جس کا کوئی

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ② هُوَ

آسمانوں اور زمین کی۔ وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ وہی

الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ③ هُوَ

اوّل، وہی آخر، وہی ظاہر، وہی باطن اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ وہی

الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى

ہے جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پھر متمکن ہوا تخت

الْعَرْشِ ۚ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ

حکومت پر وہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے اور جو اترتا ہے

مشاہدہ کر سکے جس کے عرفان کو کوئی [illegible] العزیز الغالب الذی لا یعجزہ ولا یفوتہ شیء۔ اس کی قدرت مطلق کا یہ عالم ہے کہ ہر چیز کو جس شکل و صورت میں قدرت و حکمت اور مصلحت کا تقاضا تھا ویسے پیدا فرما دیا۔ اس میں یہ حکمت کی قسم [illegible] ناقابل شکست [illegible] کے جلوے ہر طرف بکھرے ہوئے نظر آتے ہیں لیکن وہ ذات پاک ایسی ہے کہ ان [illegible] مستحق عزت و غفاری بخش وہی ہے۔ استقلال [illegible] کے ساتھ ساتھ حکیم بھی ہے۔ اس کا کوئی کام، اس کا کوئی حکم، اس کا کوئی فیصلہ حکمت سے خالی نہیں [illegible] اس کی کائنات کی بقا [illegible] ہماری مخلوق کے ساتھ [illegible] کے باوجود رحمت و رافت کا برتاؤ کرتا ہے۔ وہ غلط کاروں کو [illegible] ان کے ساتھ نرمی، تحمل اور درگزر کا سلوک کرتا ہے۔ تمام عمر سرکشی اختیار کرنے والا بھی اگر اس کے در رحمت پر آکر گر پڑتا ہے تو وہ اس کو اپنے دامن رحمت میں [illegible] لیتا ہے۔

ک آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا بھی وہی ہے اور ان میں حکومت و فرمانروائی بھی اسی کی ہے۔ فنا اور بقا اس کے اختیار میں ہے۔ ہر چیز اس کے فرمان کے سامنے بے چون و چرا سر بسجود ہے۔

ک ان آیات کی تشریح خود حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی۔ یہ وہ دعا ہے جو حضور اپنے بستر استراحت پر لیٹتے ہوئے اکثر مانگا کرتے تھے۔ قرض کی ادائیگی اور بھوک سے نجات کے لیے یہ دعا اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ آپ بھی اس دعا کو یاد کر لیں۔ رات کو اگر سوتے وقت حضور کی سنت پر عمل کرتے ہوئے یہ دعا مانگیں۔

عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یقول وہو مضطجع

مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا ۚ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا

اترتا ہے اور جو اس کی طرف عروج کرتا ہے ش اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو ش اور اللہ تعالیٰ جو

تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٤﴾ لَّهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ

کچھ تم کر رہے ہو اسے دیکھ رہا ہے اسی کی ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اللہ کی طرف ہی [illegible]

اللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى وَمُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيْلِ وَالْفُرْقَانِ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ اللّٰهُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ اقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَأَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْأُمُورُ ۞ يُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۚ وَهُوَ

جائیں گے ۔ داخل فرماتا ہے رات (کا کچھ حصہ) دن میں اور داخل کرتا ہے دن (کا کچھ حصہ) رات میں اور وہ

عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۞ اٰمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَأَنْفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ

خوب جانتا ہے جو سینوں میں پوشیدہ ہے ۔ ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور خرچ کرو (اس کی راہ میں) ان مالوں سے

علامہ [illegible] نے یہاں بڑی پیاری بات لکھی ہے۔ اہل ذوق کی ضیافت طبع کے لیے لکھ رہا ہوں۔ ان التو[illegible] [illegible]

[illegible]

ایا [illegible] بیان
عنہ [illegible]

بل [illegible]
[illegible] بالفضل اللہ [illegible] ۔ اس کے ترجمہ کی ضرورت نہیں۔ اہل ذوق سمجھ لیں۔

ف یعنی ایمان لانے کی دعوت ان لوگوں کو دی جا رہی ہے جو ابھی تک ایمان سے محروم ہیں۔ اور لگتا ہے ان لوگوں کو بھی دعوت ایمان دی جا رہی ہے جو ایمان تو لے آئے ہیں لیکن [illegible] غفلت اور سستی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اسلام کو سربلند کرنے کے لیے اگر کسی مالی اور جانی قربانی کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ شوق اور [illegible] ان میں نظر نہیں آتا جو ایمان کا تقاضا ہے۔ یہ آیت غزوہ تبوک کے موقع پر ایسے ہی لوگوں کے حق میں نازل ہوئی۔ یہ غزوہ عرب کے کسی قبیلے کے خلاف نہ تھا کہ قریش کے خلاف نہ تھا بلکہ روم کی سلطنت کے خلاف تھا جو دنیا پر چھا رہی تھی۔ [illegible] مسلمانوں کو اطلاع ملی کہ [illegible] منصوبہ بنا رہی تھی۔ [illegible] لشکر [illegible] پیش قدمی کرتے ہوئے [illegible] تبوک کے مقام پر [illegible] ایسی [illegible] کے لیے جب [illegible] ضرورت تھی [illegible] حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم، عثمان غنی اور دیگر صحابہ نے ایثار و فدائیت کے ایسے مظاہرے کیے کہ [illegible] لیکن بعض لوگ جو [illegible] تھے [illegible] ان کے لیے [illegible] انہیں پھر دعوت ایمان دی جا رہی ہے اور [illegible] کر چکے ہیں [illegible] تاکہ [illegible] وقت میں [illegible] ہو جائیں۔

علامہ ابو حیان اندلسی لکھتے ہیں: امر تعالیٰ عبادہ المؤمنین بالثبات علی الایمان ودوام النفقۃ فی سبیل اللہ۔ قال الضحاک نزلت فی غزوۃ تبوک۔ (البحر المحیط)

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ ایمان پر ثابت قدم رہیں اور ہمیشہ راہ خدا میں دل کھول کر خرچ کریں۔ ضحاک فرماتے ہیں کہ یہ آیت غزوہ تبوک کے موقع پر نازل ہوئی۔

مُسْتَخْلَفِينَ فِيهِ ۖ فَالَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَأَنفَقُوا لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ ۝٧

جن میں اس نے تمہیں اپنا نائب بنایا ہے۔ پس جو لوگ ایمان لائے تم میں سے اور (راہ حق میں) خرچ کرتے رہے ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے

ے اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مال خرچ کرنے کی ترغیب دی جا رہی ہے۔ انداز بیان ایسا ہے کہ انسان اگر ذرا بھی شعور رکھتا ہو تو وہ خوشی سے سب کچھ لٹانے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ ارشاد ہے وانفقوا مما جعلکم مستخلفین فیہ۔ اس کے دو مفہوم بیان کیے گئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ جو مال تمہارے قبضہ میں ہے تم اس کے حقیقی مالک نہیں ہو۔ اس کا حقیقی مالک تو اللہ تعالیٰ ہے اس نے محض اپنا فضل و کرم فرمایا، وہ مال تمہارے سپرد کر دیا، تمہیں اپنا نائب اور خلیفہ مقرر کر دیا۔ حقیقی مالک وہ ہے۔ تم اس کے خلیفہ ہو۔ اب یہ کہاں کی عقلمندی ہے کہ مالک حکم دے اور نائب اس کی بجا آوری میں پس و پیش کرے۔

یہاں ارشاد ہے کہ یہی وہ اموال ہیں جن میں اس نے تمہیں اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے۔ جب وہ ارشاد فرماتا ہے تو تم اس مال کو خرچ کرو، تمہیں جنت بھی ملے گی اور اس کی خوشنودی بھی حاصل ہو جائے گی۔ ای جعلکم خلفاء عنہ عزوجل فی التصرف فیہ من غیر ان تملکوہ حقیقۃ

اس کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ یہ مال و دولت، یہ زمین، یہ باغات کسی دوسرے کے قبضہ میں تھے وہ انہیں چھوڑ کر چلے گئے۔ اب یہ چیزیں تمہارے قبضہ میں ہیں۔ تم بھی ایک روز ان سے رخصت ہو جاؤ گے۔ اس وقت یہ چیزیں کسی اور کے تصرف میں چلی جائیں گی۔ جن چیزوں کا مالک تمہیں بنایا گیا ہے تم ان سے فائدہ اٹھاؤ اور انہیں اس طرح خرچ کرو کہ آج تم سے راضی ہو جائے۔ جب یہ چیزیں تمہارے قبضہ سے نکل جائیں گی تو پھر کچھ نہ کر سکو گے۔ او جعلکم خلفاء ممن کان قبلکم فیما کان بایدیہم فانتقل لکم (روح المعانی)

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی اپنے صحابہ کو ذہن نشین کرا دیا تھا۔ مطرف اپنے باپ عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں رضی اللہ عنہما۔ قال اتیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وھو یقرأ الھاکم التکاثر یقول ابن آدم مالی مالی وھل لک من مالک الا ما اکلت فافنیت او لبست فابلیت او تصدقت فامضیت وما سوی ذلک فذاھب وتارکہ للناس (مسلم) عبد اللہ کہتے ہیں میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور پڑھ رہے تھے الھاکم التکاثر تمہیں مال کی کثرت نے غافل کر دیا ہے۔ انسان کہتا ہے میرا مال میرا مال۔ اے انسان تیرے مال میں سے تیرا حصہ کیا ہے بجز اس کے جو تو نے کھایا اور ختم کر دیا یا پہن لیا اور بوسیدہ کر دیا یا صدقہ کیا اور اسے آخرت کے لیے آگے بھیج دیا۔ ان کے سوا جو کچھ ہے وہ جانے والا ہے اور تو لوگوں کے لیے چھوڑنے والا ہے۔

ایک روز ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک بکری ذبح کی۔ اس کا ایک بازو رکھ لیا اور باقی سب مسکینوں میں بانٹ دیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کاشانہ اقدس میں تشریف لائے تو پوچھا کوئی چیز بچی بھی ہے؟ ام المومنین نے عرض کی ما بقی منھا الا کتفھا۔ باقی سب ختم ہو گیا ہے صرف ایک بازو بچا ہے۔ اس پر مرشد کامل نے ارشاد فرمایا بقی کلھا غیر کتفھا

وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَ

اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ [illegible] ایمان نہیں لاتے [illegible] رسول [illegible] تمہیں [illegible]

قَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۞ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى

اور اللہ تعالیٰ [illegible] اگر تم یقین کرنے والے ہو [illegible]

عَبْدِهٖۤ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ

اپنے بندہ پر روشن آیتیں تاکہ تمہیں نکال لے جائے اندھیروں سے ایمان کے نور کی طرف اور بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے

بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۞ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ

ساتھ بڑی شفقت فرمانے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم [illegible] نہیں کرتے اللہ کی راہ میں حالانکہ اللہ ہی کا ہے

[illegible] حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے [illegible]

[illegible] ایمان [illegible]

[illegible]

جب تم نے اسلام قبول کیا تھا اس وقت [illegible] رسول نے تم سے پختہ وعدہ لیا تھا [illegible]

پختہ وعدے کے بعد [illegible] اس میثاق کا ذکر قرآن کریم کی اس آیت میں [illegible]

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖۤ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا [illegible]

[illegible] حضرت عبادہ [illegible]

اس میثاق کی تفصیل [illegible] بیعت کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] بایعنا رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم علی السمع والطاعۃ فی المنشط والمکرہ وعلی النفقۃ فی العسر والیسر وعلی الامر بالمعروف والنہی عن المنکر

مِيرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ

آسمانوں اور زمین کا وارث ہے تم میں سے کوئی برابری نہیں کر سکتا ان کی جنہوں نے فتح سے پہلے راہ خدا میں

الْفَتْحِ وَقٰتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ

مال خرچ کیا اور جنگ کی تھی ان کا درجہ بہت بڑا ہے ان سے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد مال خرچ کیا

[illegible]

[illegible]

سلہ اس آیت میں [illegible]

[illegible]

سلہ یہاں ایک [illegible] لا یستوی منکم من انفق قبل الفتح وقاتل ومن انفق بعد الفتح وقاتل [illegible] جنہوں نے فتح سے پہلے خرچ کیا اور جنگ کی، اور جس نے فتح کے بعد خرچ کیا [illegible]

اس آیت میں [illegible] اولئک اعظم درجۃ ان کا [illegible]

وَقٰتَلُوْا ۚ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

اور جنگ کی [illegible] اور سب سے اللہ [illegible] وعدہ [illegible] اور اللہ [illegible] تمہارے کاموں سے [illegible]

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗ

کون ہے جو [illegible] اللہ تعالیٰ کو [illegible] قرض حسنہ [illegible] اللہ [illegible] کے لئے [illegible]

پہلا درجہ ہے ان کا مقام [illegible] حضرت صدیق اکبر [illegible] حضرت عثمان [illegible] حضرت علی [illegible] مستقل [illegible] کی ترتیب [illegible] اللہ تعالیٰ ان دونوں کی تعریف فرما رہا ہے۔ قرآن ان کی عظمت کا گواہ [illegible] جو لوگ ان پاک لوگوں کی عظمت شان کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ ان پر زبان طعن دراز کرتے ہیں [illegible] قرآن کی شہادت کو [illegible] ان کی بات کو [illegible] حضرت عبداللہ [illegible] حضرت صدیق اکبر [illegible] حضرت جبریل امین [illegible] یا رسول اللہ [illegible] حضرت جبریل [illegible] (قرطبی و دیگر کتب تفسیر)

[illegible] راہ خدا میں خرچ کرنا [illegible] رائیگاں [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] نیت کے مطابق [illegible] اعمال [illegible] قیامت [illegible] خرچ کرنے والے مخلصین کی دل جوئی فرمائی۔

[illegible] اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے [illegible]

أَجْرٌ كَرِيمٌ ﴿١١﴾ يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَىٰ نُورُهُم بَيْنَ

عطا فرمایا جائے گا اس دن آپ دیکھیں گے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو کہ دوڑ رہا ہوگا ان کا نور ان کے

أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِم بُشْرَاكُمُ الْيَوْمَ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا

آگے بھی اور ان کی داہنی جانب بھی (اور کہا جائے گا) تمہیں مژدہ ہو آج ان باغوں کا بہہ رہی ہیں جن کے نیچے

الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١٢﴾ يَوْمَ يَقُولُ

نہریں تم ہمیشہ وہاں رہو گے یہی وہ عظیم الشان کامیابی ہے جس دن کہیں گے

خرچ کرو گے اس کی حیثیت قرض کی ہوگی جسے قرض دیا جاتا ہے اس پر لازم ہوتا ہے کہ وہ اسے لوٹائے اسی طرح راہ خدا میں جو تم خرچ کرو گے وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ قرض ہوگا وہ اسے ضرور لوٹائے گا۔ یہاں ایک نکتہ قابل غور ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خلق پر [illegible] کی ترغیب میں [illegible] بلکہ قرض حسنہ دینے کی ترغیب دلائی [illegible] قرض حسنہ تب ہوگا جب [illegible] علاوہ [illegible] حلال مال ہو [illegible] اس کی اشد ضرورت ہو [illegible] احسان نہ جتائے [illegible] جتنا بھی خرچ کرے اسے تھوڑا خیال کرے۔ ان آیات کو سن کر صحابہ کرام پر کیا اثر ہوتا تھا اس کا اندازہ آپ ایک واقعہ سے لگا سکتے ہیں۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابو الدحداح انصاری نے عرض کی یا رسول اللہ کیا اللہ تعالیٰ ہم سے قرض مانگتا ہے۔ حضور نے فرمایا ہاں۔ وہ بولے اپنا دست مبارک مجھے دیجئے۔ انہوں نے حضور کا ہاتھ پکڑ کر عرض کی میں نے اپنا باغ اللہ تعالیٰ کو قرض دیا۔ اس باغ میں کھجور کے چھ سو درخت تھے ان کی بیوی ام الدحداح اور بچے اسی باغ میں رہتے تھے۔ حضرت ابو الدحداح گھر لوٹے باغ کی طرف آئے اور باہر کھڑے ہو کر اپنی بیوی کو آواز دی ام الدحداح! اس نے جواب دیا لبیک۔ فرمایا اخرجی فقد اقرضته ربی عزوجل۔ اس باغ سے نکل آؤ۔ میں نے یہ باغ اپنے رب کو قرض دے دیا ہے۔ اس نیک بخت بیوی نے جب یہ سنا تو کہنے لگیں ربح بیعک یا ابا الدحداح۔ اے دحداح کے باپ تمہارا سودا [illegible] خود بھی باہر نکل آئیں بچے اور سارا سامان بھی وہاں سے نکال لیا [illegible] کی ماں تھا اور ان کے عاشق [illegible] کے [illegible] کا سرتاج بھی [illegible]

جو تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے اس کا بدلہ دس سے سات سو گنا تک ملے گا بلکہ اس سے بھی زیادہ اور اس کے علاوہ اجر عظیم بھی۔

اہل ایمان قبروں سے نکل کر جب محشر کے میدان میں تشریف لائیں گے تو ان کی عجیب شان ہوگی۔ ان کے آگے

يَوْمَ يَقُولُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ

منافق مرد اور منافق عورتیں ایمان والوں سے اس دن کہیں گے ذرا ہماری طرف بھی دیکھو تاکہ ہم بھی روشنی حاصل کریں تمہارے نور سے

قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ

انہیں کہا جائے گا لوٹ جاؤ پیچھے کی طرف اور وہاں (نور) تلاش کرو۔ پس کھڑی کر دی جائے گی ان کے اور اہل ایمان کے درمیان

بھی نور ہوگا ان کے دائیں جانب بھی نور ہوگا یعنی ہر شخص کی قوت ایمان اور اعمال حسنہ کے مطابق نور عطا کیا جائے گا جس قدر کسی کے ایمان کی پختگی کا اظہار ہوگا اور جس قدر اس نے نیکیاں کی ہوں گی اسی نسبت سے اس کا نور درخشاں ہوگا۔ حدیث پاک میں ہے کہ بعض لوگوں کے نور ایسے ہوں گے کہ ان کے آگے مدینہ سے عدن تک کی طویل مسافت جگمگا رہی ہوگی۔ بعض کے نور سے مدینہ سے صنعاء تک کا درمیانی علاقہ روشن ہو رہا ہوگا بعض کا اس سے کم ہوگا اور بعض کے نور سے صرف ان کے قدم رکھنے کی جگہ روشن ہوگی

ان من المؤمنين من يضئ نوره كما بين المدينة وعدن ابين وصنعاء ودون ذلك حتى يكون من المؤمنين من لا يضئ نوره الا موضع قدميه (قرطبی)

آیت کا مطلب یہ نہیں کہ صرف آگے اور دائیں طرف نور ہوگا اور بائیں طرف اور پیچھے اندھیرا ہوگا بلکہ مقصد یہ ہے کہ نور آگے اور دائیں طرف ہوگا لیکن اس کی روشنی چاروں طرف ہوگی

حضرت ابو الدرداء اور حضرت ابو ذر سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا روز قیامت سب سے پہلے مجھے سجدہ کرنے کی اجازت دی جائے گی اور سب سے پہلے مجھے ہی سجدہ سے سر اٹھانے کا اذن ملے گا۔ میں آنکھ اٹھا کر دائیں بائیں دیکھوں گا اور ساری امتوں سے اپنی امت کو پہچان لوں گا۔ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! حضرت نوح کے زمانہ سے لے کر آج تک کی امتوں میں حضور اپنی امت کو کیسے پہچانیں گے فرمایا هم غر محجلون من اثر الوضوء ليس احد كذلك غيرهم واعرفهم انهم يؤتون كتبهم بايمانهم واعرفهم بسيماهم في وجوههم واعرفهم بنورهم يسعى بين ايديهم یعنی میں ان کو پہچان لوں گا کہ ان کے ہاتھ اور پاؤں وضو کے اثر سے چمک رہے ہوں گے۔ یہ چیز کسی دوسری امت میں نہ پائی جائے گی۔ میں انہیں پہچان لوں گا کہ ان کے نامۂ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔ میں ان کو اس نشانی سے پہچان لوں گا جو ان کے چہروں میں ہوگی۔ میں انہیں اس نور سے پہچان لوں گا جو ان کے سامنے دوڑ رہا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہم سب پر یہ کرم فرمائے۔ آمین

[illegible] فرشتے انہیں بعد کر انہیں جنت کی طرف روانہ کریں گے

بَابٌ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَ ظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ؕ

ایک دیوار جس کا ایک دروازہ ہوگا اس کے باطن میں رحمت اور اس کے ظاہر کی جانب عذاب ہوگا شے

يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَ لٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ

منافق پکاریں گے اہل ایمان کو کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے شہ وہ کہیں گے بے شک لیکن تم نے خود اپنے آپ کو فتنہ میں ڈال دیا اور

وَ تَرَبَّصْتُمْ وَ ارْتَبْتُمْ وَ غَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَ

(ہماری) تباہی کا انتظار کرتے رہے اور شک میں پڑے رہے اور دھوکہ میں ڈالے رکھا تمہیں جھوٹی امیدوں نے یہاں تک کہ اللہ کا فرمان آپہنچا اور

غَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۱۴﴾ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّ لَا مِنَ

دھوکہ دیا تمہیں اللہ کے متعلق شیطان دغاباز نے پس آج نہ تم سے فدیہ قبول کیا جائے گا اور

شے منافق مرد اور منافق عورتیں جو اس دنیا میں [illegible] ہلاکت میں [illegible] قیامت کے روز ان کی حالت دیدنی ہوگی۔ چاروں طرف گھپ اندھیرا [illegible] اس سراسیمگی اور پریشانی کے عالم میں وہ اہل ایمان کو کہیں گے ذرا ٹھہرو [illegible] تاکہ ہم [illegible] حاصل کرسکیں۔ انہیں کہا جائے گا پیچھے لوٹ کر جاؤ [illegible] اور تلاش کرو [illegible] اور اہل ایمان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کردی جائے گی اس کے دروازے کی اندرونی جانب جو جنت کی طرف ہوگی وہاں رحمت ہوگی اور بیرونی جانب جو دوزخ کی طرف ہوگی وہاں عذاب ہوگا۔

شہ جب دیوار کھڑی کردی جائے گی تو [illegible] منافقین [illegible] پکاریں گے [illegible] کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں رہتے تھے [illegible] رشتہ داریاں بھی تھیں۔ [illegible]

شے اہل ایمان انہیں جواب دیں گے بے شک تم بظاہر ہمارے ساتھ تھے لیکن تمہیں خبر ہے کہ تمہارے باطن میں کیا پنہاں تھا۔ یہاں منافقین کی ان [illegible] کا ذکر ہے جو ان کی تباہی کا باعث بنیں۔ [illegible] پائی جاتی۔

پہلی بات جو منافقین کو کہی جائے گی وہ یہ ہے فتنتم انفسکم۔ [illegible] اس کا معنی کرتے ہیں اہلکتموها [illegible] صاحب لسان العرب لکھتے ہیں [illegible]

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ۭ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿١٥﴾

کفار سے، تم سب کا ٹھکانا آتش ہے، وہ تمہاری رفیق ہے اور بہت ہی بری جگہ ہے لوٹنے کی

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ

کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا ایمان والوں کے لیے کہ [illegible] ہو جائیں ان کے دل [illegible] کے لیے اور [illegible] سچے کلام

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ

کے لیے جو اترا ہے حق سے اور وہ نہ ہو جائیں ان لوگوں کی طرح جنہیں کتاب دی گئی اس سے پہلے پس لمبی

لہ یأن، اس کے دو مادے ہیں اور مضارع دونوں کا ایک ہی ہے۔ انی یانی اور آن یئین۔ دونوں کا معنی قریب ہونا ہے۔ قریب ہونا، نزدیک ہونا۔

جب تک دل میں کمال عجز و نیاز پیدا نہ ہو ایمان کا لطف آتا ہے نہ عبادات میں مزہ آتا ہے۔ جب تک اس احساس سے لبریز نہ ہو کہ کہاں خالق ارض و سما اور کہاں یہ بندہ حقیر و ذلیل! اس کی شان کبریائی اور اس کی عظمت و جلال جب نگاہوں پر آشکار ہو جاتی ہے اس وقت [illegible] سراپا محبت [illegible] اس وقت دل میں درد محبت جاگتا ہے۔ اس وقت آنکھیں اشکبار ہوتی ہیں۔ یہی وہ گھڑی ہوتی ہے جب اس احساس کے دو آنسو ٹپک جاتے ہیں۔

صحابہ کرام کی بات ہی اور تھی۔ ان کی تو ہر گھڑی اس رنگ میں ڈھلی ہوئی تھی۔ اس ارشاد سے اس نعمت کے حصول کی طرف متوجہ کیا جا رہا ہے۔ اس آیت کی تاثیر کا کیا کہنا۔ وہ لوگ جو دنیا پرستی میں مگن ہو گئے کی غفلت میں ڈوبے ہوئے تھے ذکر الٰہی کی لذت سے آشنا ہو گئے اور کئی خوش نصیب وصال سے مسرور ہوئے۔ حضرت فضیل بن عیاض علماء و صوفیہ دونوں گروہوں کے سرتاج ہیں۔ ان کی تقدیر کا اسی آیت سے فیصلہ ہوا۔ جوانی کے ایام میں ایک عورت کے دام عشق میں اسیر ہو گئے۔ بڑی مشکل سے اس نے ایک رات ملاقات کی اجازت دی۔ وقت مقررہ پر وہ شوق سے وارفتہ قدم اٹھاتے اور دیوار پر چڑھے کہ کسی سے سنا وہ قرآن پڑھ رہا تھا الم یأن للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ۔ یہ سنتے ہی ان کے قدم رک گئے۔ ہوا و ہوس کا جو طوفان اٹھا تھا وہ تھم گیا۔ اسی وقت واپس مڑ گئے اور ساری عمر [illegible] اور مقام ولایت پر فائز ہوئے۔

منصور بن عمار کہتے ہیں میں بصرہ کی ایک گلی سے گزر رہا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک تنگ گلی میں شور مچا ہے۔ دیکھا کہ ایک شخص بے ہوش گرا پڑا ہے۔ میں نے پوچھا کیا معاملہ ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ کسی شخص نے یہ آیت پڑھی الم یأن للذین امنوا اس آدمی نے جب یہ آیت سنی تو غش کھا کر زمین پر گر پڑا۔ جب آنکھیں کھولیں یہ باتیں کہنے لگے کہ وہ ادھر ہوش میں آیا اور یہ اشعار پڑھے ؎

اما آن للھجران ان یتصرما — وللغصن غصن البان ان یتبسما
وللعاشق الصب الذی ذاب وانحنی — الم یأن ان یبکی علیہ ویرحما

یعنی کیا ابھی ہجر کے ختم ہونے کا وقت نہیں آیا۔ کیا ابھی وہ گھڑی نہیں آئی کہ بان کی ٹہنی مسکرانے لگے۔ کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ عاشق صب جو گھل گیا ہے اور جھک گیا ہے اس پر رحم کیا جائے۔ یہ شعر پڑھے پھر غش کھا کر گرا اور محبوب حقیقی کے وصال سے مشرف ہو گیا۔

کئی مرشد ہیں جو مریدوں کو ایک وظیفہ تلقین کرتے ہیں جس سے دل میں گداز پیدا ہو، دل کی سختی دور ہو جاتی ہے۔ افسوس ہم

عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ

مدت گزر گئی ان پر تو سخت ہو گئے ان کے دل اور ایک کثیر تعداد ان میں سے نافرمان ہے ۲۲ جان لو کہ

اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ

اللہ تعالیٰ زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرنے کے بعد ہم نے کھول کر بیان کر دی ہیں تمہارے لیے اپنی نشانیاں تاکہ تم

تَعْقِلُوْنَ ۝ اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا

سمجھو ۲۳ بے شک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والیاں اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو قرض

حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ

حسنہ دیا ان کو کئی گنا بڑھا دیا جائے گا اور ان کے لیے عزت والا اجر ہے ۲۴ اور جو لوگ ایمان لائے اللہ اور اس کے

[illegible] اور اپنے محبوب مکرم کی عظمت اور جلالت شان سے پوری طرح آگاہ ہو جانے کے باوجود [illegible] تعلیمات الٰہیہ [illegible] کی وجہ سے [illegible] مستحق تھے۔ [illegible] ہو گیا ہے۔ [illegible] حدیث ہے [illegible] کی تحقیق کی گئی ہے

۲۳ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلی امتوں کے لوگوں نے براہ راست فیضان حاصل کیا تھا ان کے دل [illegible] نیاز مند ہو گئے تھے لیکن جب وہ دور [illegible] گزر گیا عہد رسالت کے برکات و اثرات آہستہ آہستہ ماند پڑنے لگے تو بعد میں آنے والے لوگوں کے دل سخت ہونے لگے [illegible] کی طرف طبیعت راغب ہو گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وحی کی ہدایت و تعلیم کی جگہ انہوں نے اپنے خیالات کے مطابق [illegible] کر دیا [illegible] کی تعلیم [illegible] کو ترک کر گئے

۲۴ جس طرح اللہ تعالیٰ مردہ زمینوں پر ابر رحمت برساتا ہے اور انہیں زندہ کر دیتا ہے۔ اسی طرح دل کی مردہ زمینوں پر جب کبھی اس کے محبوب بندے کی نظر رحمت ہوتی ہے تو وہاں بھی ذکر و عبادت کے گلستان آباد ہو جاتے ہیں یادِ الٰہی کے پھول کھلنے لگتے ہیں اور وفا کی کلیاں مسکرانے لگتی ہیں۔ —

دمِ عارف نسیمِ صبح دم ہے
اسی سے ریشۂ معنی میں نم ہے
اگر کوئی شعیب آئے میسر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

رُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ لَهُمْ

رسولوں پر وہی راست نصیب اللہ کی جناب میں صدیق اور شہید ہیں۔ ان کے لیے مخصوص

اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

اجر ہے اور ان کا مخصوص نور ہے اور جن لوگوں نے کفر کیا اور جھٹلایا ہماری آیتوں کو وہی لوگ تو

الْجَحِيْمِ ۧ اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّ

دوزخی ہیں۔ خوب جان لو کہ دنیوی زندگی محض کھیل، تماشا اور سامان آرائش ہے اور

تَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۭ كَمَثَلِ غَيْثٍ

آپس میں حسب و نسب پر اترانا اور ایک دوسرے سے بڑھ جانا مال اور اولاد میں ہے ٣٣ اس کی مثال ایسے ہے جیسے

٣٣ لوگ دنیوی زندگی پر اس قدر فریفتہ ہیں کہ انہیں اپنی حیثیت سمجھنے کی فرصت ہی نہیں ملتی۔ وہ اس کے لیے غلط کاری بڑی تکلیف برداشت کرتے ہیں۔ اس کے لیے ان شہرت، خوشی اور صعوبتوں کے ارتکاب سے بھی باز نہیں رہتے۔ ان کی آنکھیں ان کی اس کم ظرفی اور کم عقلی پر انہیں متنبہ فرمایا جا رہا ہے۔ دنیوی زندگی کے ساتھ جو گہری وابستگی ہے، ان میں سے ایک ایک کا ذکر کر دیا اور چار انسان کو مجبور اور مایوس سے مطابقت پیدا کر دی۔ کیونکہ کوئی بھی انسان اتنا تو سمجھتا ہے کہ وہ اسے اپنی زندگی کا حاصل قرار دیا جائے۔ اگر نہیں تو پھر قرآن پاک نے جس مقصد کی وجہ سے اس کو ترتیب دیا ہے، غور کرو۔ فرمایا، دنیوی زندگی عبارت ہے لہو و لعب سے جو بچوں کا کام ہے۔ زینت و آرائش سے جو نوجوانوں کا شیوہ ہے۔ تفاخر و تکاثر سے جس میں ادھیڑ عمر اور بوڑھے لوگ اپنے آپ کو مشغول رکھتے ہیں۔

اے بندہ! ساری تیری زندگی تو یہی تھی۔ اسے بچوں کی طرح لہو و لعب میں بیہودہ گزار دیا۔ تیری ذات خود ہی حسین و جمیل ہے تجھے ان مادی آرائشوں کی کیا ضرورت ہے۔

حاجت مشاطہ نیست روئے دل آرام را

تجھے اپنے آباء و اجداد اور اپنے حسب و نسب پر فخر کرنا زیب نہیں دیتا۔ تجھے ہر وقت اپنے اعمال حسنہ میں اضافہ کی طرف متوجہ رہنا چاہیے تاکہ تیرے حسن عمل سے تیری ذات روشن ہو۔ تیری اپنی ہستی ہی نہیں بلکہ تیرے سارے ملک اور قوم کی عزت بھی تیرے ساتھ ہے۔ نیز یہ سب جمع ہیں۔ دولت کے انبار اور اولاد کی کثرت انسان کی عزت میں اضافہ نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کی جناب میں وہی معزز و محترم ہو گا جس کا ظاہر و باطن تقویٰ کے نور سے جگمگا رہا ہو گا۔ اس کے علاوہ تیری یہ مشغولیتیں چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیری رات ہے۔

أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا

بھلی لگتی ہے اور سہانی لگتی ہے کسانوں کو اس کی شادابی پھر جلد ہی پک کر سوکھ جاتی ہے تو تم اسے دیکھتے ہو زرد ہو گئی پھر وہ ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے ۵۲

وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ وَ

[illegible] آخرت میں سخت عذاب ہے اور [illegible] کے لیے اللہ کی بخشش اور اس کی خوشنودی ہوگی ۵۳

مَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ﴿٢٠﴾ سَابِقُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن

اور نہیں ہے دنیوی زندگی مگر دھوکے کا سامان ۵۴ تیزی سے آگے بڑھو اپنے رب کی مغفرت

انسان کو چاہیے کہ بہت جلد اس سے پہلے پہلے [illegible] حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بڑی پیاری حدیث ہے ارشاد ہے من حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ کہ مسلمان کے اسلام کی خوبی ہے کہ وہ غیر ضروری چیز کو نظر انداز کرتا چلا جائے۔

۵۲ دنیوی زندگی کی حقیقت کو ایک مثال کے ذریعے یوں سمجھایا جا رہا ہے بارش برستی ہے تو فصلیں لہلہانے لگتی ہیں ان کی سرسبزی اور شادابی کو دیکھ کر کاشتکار کتنے خوش ہوتے ہیں مگر دیکھتے ہی دیکھتے ان کی تازگی ختم ہونے لگتی ہے۔ وہ مرجھانے لگتی ہے پھر اس کا رنگ زرد پڑ جاتا ہے۔ پھر وہ ریزہ ریزہ ہو کر بکھر جاتی ہے۔ یہی حال انسان کی دنیوی زندگی کا ہے۔ جب عہد شباب کا آغاز ہوتا ہے تو انسان کا چہرہ کھل اٹھتا ہے۔ جسم قوت و توانائی سے بھرپور۔ انگ انگ سے زندگی پھوٹ پھوٹ کر باہر نکل رہی ہوتی ہے۔ جب یہی انسان بڑھاپے کی طرف بڑھتا ہے تو رنگت بدل جاتی ہے۔ چہرے پر جھریاں نمودار ہو جاتی ہیں۔ ہاتھ پاؤں میں حرکت کرنے کی قوت باقی نہیں رہتی۔ بال سفید ہو جاتے ہیں [illegible] آخر کار کسی مرض کی وجہ سے بستر پر پڑ جاتا ہے یہاں تک کہ موت کا جھونکا اس کے چراغ حیات کو ہمیشہ کے لیے بجھا دیتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس کے سارے ٹھاٹ باٹ، دولت و حشمت اور کروفر دھرے رہ جاتے ہیں اور اس کا جنازہ اٹھ جاتا ہے۔ اسی طرح دنیا کی یہ محفلیں یہ رونقیں چند روزہ ہیں بالآخر فنا ان کا مقدر ہوتا ہے۔

۵۳ لیکن آخرت کی خوشیاں بھی ابدی ہیں اور سزا بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو دنیوی زندگی کی علائق اور آلائشوں سے کنارہ کش ہو کر اپنی مختصر زندگی کو آخرت کی ابدی خوشیوں اور مسرتوں کے حاصل کرنے میں صرف کرتے ہیں۔ بدبخت ہیں وہ لوگ جنہوں نے دنیا کی عارضی خوشیوں کے بدلے اپنے لیے جہنم میں ابدی ٹھکانا بنا لیا۔

۵۴ جو لوگ دنیا کی حقیقت سے ناآشنا اور آخرت سے غافل ہیں ان کے لیے دنیا کے سارے سامان میں دھوکا اور فریب کے سوا کچھ نہیں۔

رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ ۙ أُعِدَّتْ

کی طرف اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کی چوڑائی کے برابر ہے جو تیار کی گئی ہے

لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۚ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَآءُ ۚ

ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسولوں پر یہ اللہ کا فضل ہے عطا فرماتا ہے جس کو چاہتا ہے۔

وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝ مَآ أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ فِي

اور اللہ تعالیٰ بڑا فضل فرمانے والا ہے ۲۸ نہیں آتی کوئی مصیبت زمین

الْأَرْضِ وَلَا فِيٓ أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَا ۚ

پر اور نہ تمہاری جانوں پر مگر وہ لکھی ہوئی ہے کتاب میں اس سے پہلے کہ ہم ان کو پیدا کریں

إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۝ لِّكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا

بے شک یہ بات اللہ کے لیے بالکل آسان ہے تاکہ تم غمگین نہ ہو اس پر جو تم سے کھو گئی اور نہ اتراؤ

بِمَآ آتَاكُمْ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۝ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ

اس چیز پر جو تمہیں عطا فرمائی اور اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا کسی مغرور شیخی باز کو ۲۹ جو لوگ خود بھی بخل کرتے ہیں

۲۸ دنیا کے طالب [illegible]

[illegible]

۲۹ [illegible]

وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ۗ وَمَن يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ

اور لوگوں کو بھی بخل کا حکم دیتے ہیں اور جو (اللہ کے حکم سے) روگردانی کرے تو بیشک اللہ ہی بے پرواہ ہے ہر تعریف

الْحَمِيدُ ۝٢٤ لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ

کا مستحق ہے۔ یقیناً ہم نے بھیجا ہے اپنے رسولوں کو روشن دلیلوں کے ساتھ اور ہم نے اتاری ہے ان کے ساتھ کتاب

وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۖ وَأَنزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ

اور میزان (عدل) تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں اور ہم نے پیدا کیا لوہے کو جس میں بڑی قوت

کا ارادہ ہی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان کی حالت اور صلاحیت سے خوب تر مل جاتی ہے تو ہر خوشی سے حقیقت میں یہ خیال کرسکتے ہیں کہ یہ سب ان کے علم ازلی کی برکت ہے وہ خود تو صرف ایک ادنیٰ سا عاجز بندہ ہیں۔ [illegible] اور محنت کے باوجود وہ چیز پا نہیں سکا اگر حاصل ہے۔ یہ ساری کامیابیاں ان کی اپنی ذہانت اور جدوجہد کا نتیجہ ہیں۔

۵ دونوں حالتیں انسان کے لیے اعتدال سے ہٹی ہیں۔

ان آیات میں اس حقیقت کو واضح کر دیا کہ جو مصیبت تم پر آتی ہے یا کوئی مسرت تمہیں حاصل ہوتی ہے وہ پہلے سے لوح محفوظ میں لکھی جا چکی تھی۔ اس لیے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہو اور اپنا [illegible] کر جاری رکھو اور جو نعمتیں تمہیں بخشی گئی ہیں وہ بھی تمہارے پیدا ہونے سے پہلے تمہاری تقدیر میں رقم ہو گئی تھیں۔ ان پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔ وہ اپنے احسانات سے تمہیں ہمیشہ مسرور رکھے۔ مختال اس متکبر کو کہتے ہیں جو اپنی اچھی خوبی اور کمال پر فخر و ناز کرے اور فخور اس متکبر کو کہتے ہیں جو جاہ و منصب یا مال و دولت پر گھمنڈ کرے۔

۶ اس صورت کی ابتدا سے اہل ایمان کو اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی ترغیب دلائی جا رہی ہے بعض لوگ ایسے بھی تھے جن کے دلوں میں کھوٹ تھا۔ وہ اسلام کے لیے اپنا مال خرچ کرنے کو گھاٹے کا سودا خیال کرتے تھے۔ صرف خود ہی بخل سے کام نہیں لیتے تھے بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی کہتے تھے کہ تم کیوں ایسے مقصد کے لیے اپنا پیسہ لٹا رہے ہو اور اپنا مال پانی کی طرح خرچ کرتے ہو جس کا مستقبل خطرات سے لبریز ہے۔ تمہیں اپنے مال بچے کا بھی خیال کرنا چاہیے۔ تمہاری اپنی بھی ضروریات ہیں۔ آخر یہ کہاں کی عقلمندی ہے کہ جب بھی تمہیں مال خرچ کرنے کی دعوت دی جاتی ہے تو اپنے گھر کا سارا اثاثہ اٹھا کر ان کے قدموں میں ڈھیر کر دیتے ہو۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے لیے فرماتے ہیں کہ یہ لوگ جو خود بھی بخیل ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کا سبق دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کو ان کی قطعاً ضرورت نہیں۔ یہ اپنی دولت اپنے پاس رکھیں۔ اللہ تعالیٰ غنی ہے اور حمید ہے۔ وہ اپنے حبیب کے در سے خزانوں سے اپنے حبیب کی امداد فرمائے گا اور اسلام کی ضرورتوں کو پورا کرتا رہے گا۔

شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَنْصُرُهُ وَرُسُلَهُ بِالْغَيْبِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٢٥﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا وَإِبْرٰهِيمَ وَجَعَلْنَا فِي

بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑا زورآور، سب پر غالب ہے ۴۳ اور ہم نے نوح اور ابراہیم (علیہما السلام) کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور ہم نے رکھ دی

ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُونَ ﴿٢٦﴾

ان دونوں کی نسل میں نبوت اور کتاب پھر ان میں سے کچھ تو ہدایت یافتہ ہیں اور ان میں بہت سے نافرمان ہیں۔

ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰى آثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَآتَيْنٰهُ

پھر ہم نے ان کے پیچھے انہی کی راہ پر اور رسول بھیجے اور ان کے پیچھے عیسیٰ ابن مریم کو اور انہیں انجیل

الْإِنْجِيلَ وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَأْفَةً وَّرَحْمَةً

عطا فرمائی اور ہم نے رکھ دی ان لوگوں کے دلوں میں جو عیسیٰؑ کے تابعدار تھے، شفقت اور رحمت ۴۴

میں بھی کئی سال بسر کرنے پڑتے ہیں۔ طاقت کی سرکوبی کے لئے لوگوں کی ہتھیاری کا منظر دیکھنا پڑتا ہے لیکن جب وہ حق کا اظہار کرکے کافروں سے انتقام لینے پر تلے ہوتے ہیں اور اتمام حجت کر چکتے ہیں تو پھر بدر، خندق، خیبر کے معرکوں میں وہ اپنی تلوار کو بے نیام کرکے [illegible] لوگوں کا سر جو دشمنی میں اٹھے اور حق کا بول بالا کرے۔

[illegible] کے متعلق فرمایا اس میں جنگی قوت بھی ہے اور اس کے علاوہ انسانی معاشرہ کو [illegible] پہنچانے میں بھی اس کو بڑا دخل ہے۔

۴۳ اس جگہ لِیَعْلَمَ کا معنی بہتر یہ ہے یعنی تاکہ اللہ تعالیٰ دیکھ لے ورنہ اس علم سے مراد وہ علم ہے جس پر جزا و سزا کا دارومدار ہے۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ کو کائنات کے پیدا کرنے سے پہلے ہی کائنات کا مکمل علم ہے اس کو اپنے تمام بندوں کے بارے میں یہ علم ہے کہ جب وہ پیدا ہوگا تو کیا کیا اچھے یا برے عمل کرے گا لیکن اس علم ازلی پر بندوں کو جزا یا سزا نہیں دی جاتی بلکہ جب بندہ پیدا ہوتا ہے اور عملی دنیا کی منزل پر پہنچتا ہے تو دیکھا جاتا ہے کہ وہ کیا کرتا ہے اس کے مطابق وہ جزا یا سزا کا مستحق قرار پاتا ہے جب وہ برے کام کر رہا ہوتا ہے تو اس وقت بھی اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے کہ فلاں شخص یہ کام کر رہا ہے۔ لِیَعْلَمَ اللّٰہ میں اسی علم کی طرف اشارہ ہے۔ مختلف مقامات پر پہلے بھی اس لفظ کی تشریح گزر چکی ہے۔

۴۴ قفا گردن کے پچھلے حصے گدی کو کہتے ہیں۔ اس سے فعل قفّیٰ ہے جس کا معنی ہے پیچھے پیچھے آنا اور [illegible] کہتے ہیں جب کسی کے پیچھے جانے والوں کا سراغ لگایا جائے۔ یقال القفیت [illegible] تقدم آثار (مفردات)

وَرَهْبَانِيَّةَ ۨابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ

اور رہبانیت کو انہوں نے خود ایجاد کیا تھا ہم نے اس کو ان پر فرض نہیں کیا تھا لیکن انہوں نے اس کو اللہ کی رضا کے حصول کے لیے اختیار کیا تھا

اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ

پھر وہ اس کی رعایت نہ کر سکے جیسا اس کی رعایت کا حق تھا تو ان میں سے جو لوگ ایمان لائے تھے ہم نے ان کو ان کا اجر عطا کیا (الحدید: ۲۷)

ارشاد ہے: ان انبیاء کے بعد ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجا، جن کو ہم نے انجیل جیسی کتاب عطا کی۔ آپ کے پیروکار سراپا رافت و شفقت تھے، ان میں سے اکثر کے اخلاق میں یہ صفات نمایاں طور پر موجود تھیں۔

مگر اس کے بعد ایک ساتھ ایک مضمون شروع ہوتا ہے جس میں عیسائی راہبوں کی رہبانیت کا ذکر ہے، اس لیے اس کو سمجھنے کے لیے خصوصی توجہ اور محنت کی ضرورت ہے۔ پہلے تو ہم سمجھنے کی کوشش کریں گے کہ اس آیت کا صحیح ترجمہ کیا ہے، پھر لفظ رہبانیت کی لغوی اور اصطلاحی تشریح کریں گے، اس کے بعد یہ بتائیں گے کہ رہبانیت کی ابتدا کس سے ہوئی اور کن حالات میں ہوئی، بعد ازاں اس میں جو طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہوئیں اور جس طرح رہبانیت سے سارا عیسائی معاشرہ اور عیسائی نظام متاثر ہوا اس کا ذکر کیا جائے گا۔

اس جملے کے ترجمہ میں علماء کے دو قول ہیں: ① اور رہبانیت کو انہوں نے خود ایجاد کر لیا تھا، ہم نے اسے ان پر فرض نہیں کیا تھا البتہ انہوں نے اسے اللہ کی رضا کے حصول کے لیے اختیار کیا تھا۔ اس صورت میں الا کا تعلق ابتدعوھا کے ساتھ ہو رہا ہے۔
② اور رہبانیت کو انہوں نے خود ایجاد کیا، ہم نے ان پر صرف یہ فرض کیا تھا کہ وہ صرف رضائے الٰہی کو طلب کریں۔ اس صورت میں مستثنیٰ متصل ہو گی اور پہلی صورت میں مستثنیٰ منقطع ہو گی۔

رہبانیت میں دو قرأتیں ہیں: رَہبانیت (بفتح الراء) اور رُہبانیت (بضم الراء)۔ پہلی صورت میں یہ رَہَب سے ماخوذ ہو گا جس کا معنی خوف اور ڈر ہے، اور دوسری صورت میں یہ رُہبان جو راہب کی جمع ہے، کی طرف منسوب ہو گا۔ پہلی صورت میں اس کا معنی ہے وہ مسلک اور وہ طرز حیات جس کی بنیاد خوف اور ڈر پر ہے۔ دوسری صورت میں اس کا معنی ہو گا ان لوگوں کا مسلک اور طریق زندگی جو ہر وقت خدا سے ڈرتے رہتے ہیں اور خوف زدہ رہتے ہیں۔ علامہ راغب لکھتے ہیں: والرھبانیۃ غلو فی تحمل التعبد من فرط الرھبۃ۔ یعنی وہ خوف سے عبادات و ریاضات میں حد سے تجاوز کر گئے۔ علامہ زبیدی اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وھی المبالغۃ فی العبادۃ والریاضۃ والانقطاع عن الناس وترک الشھوات حتی المباحۃ منھا [illegible] یعنی عبادت و ریاضت میں مبالغہ، لوگوں سے قطع تعلق، جائز اور مباح خواہشات کو بھی ترک کر دینا۔ علامہ ابن منظور نے ان الفاظ میں اس کی وضاحت کی ہے: [illegible] من الرھبنۃ [illegible] عن اھلھم [illegible] حتی ان منھم من کان یخصی نفسہ ویضع السلسلۃ فی عنقہ وغیر ذلک من انواع التعذیب (لسان العرب) یعنی [illegible]

کو ترک کر دینا، اس کی قدر ان کو قرار دے کر رضائے الٰہی، بیان کے بعد حضرت عیسیٰ نے اپنے آپ کو اہل دنیا کی صحبت سے الگ کر لیا، ان میں سے بعض لوگ نے اپنے آپ کو خصی کر لیا کرتے تھے اور بعض نے اپنی گردنوں میں زنجیریں ڈال رکھی تھیں، اپنے آپ کو اہل دنیا کے معاملات میں ترک کر دیتے تھے۔ اب یہ واضح ہو گیا کہ رہبانیت کی ابتدا کن حالات میں ہوئی اور کن لوگوں نے کی۔ ہمارے پاس جو حدیث مروی ہے جس سے حقیقت حال کھل کر سامنے آجاتی ہے۔

عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال كنت رديف رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم على حمار فقال لي يا ابن أم عبد هل تدري من أين أحدثت بنو إسرائيل الرهبانية فقلت الله ورسوله أعلم قال ظهرت عليهم الجبابرة بعد عيسى عليه السلام يعملون بالمعاصي فغضب أهل الإيمان فقاتلوهم فهزم أهل الإيمان ثلاث مرات فلم يبق منهم إلا القليل فقالوا إن ظهرنا لهؤلاء أفنونا ولم يبق للدين أحد يدعو إليه فتعالوا نتفرق في الأرض إلى أن يبعث الله النبي الذي وعدنا به عيسى عليه السلام يعنون محمدا صلى الله تعالى عليه وسلم فتفرقوا في غيران الجبال وأحدثوا رهبانية فمنهم من تمسك بدينه ومنهم من كفر ثم تلا هذه الآية

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں گدھے پر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پیچھے سوار تھا، آپ نے فرمایا: اے ام عبد کے بیٹے! کیا تم جانتے ہو کہ بنی اسرائیل نے رہبانیت کہاں سے اختیار کی؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل پر جابر لوگ غالب آگئے اور انہوں نے فسق و فجور کا بازار گرم کیا، یہ اہل ایمان سے دیکھا نہ گیا، انہوں نے ان کے خلاف جہاد کیا، ان کے ساتھ جنگ کی لیکن تین مرتبہ انہیں شکست ہوئی اور بہت تھوڑے لوگ زندہ بچے۔ انہوں نے آپس میں کہا کہ اگر ہم نے ان سے دوبارہ جنگ کی تو وہ ہم سب کو ہلاک کر دیں گے اور ایک شخص بھی باقی نہیں بچے گا جو دین حق کی طرف لوگوں کو بلائے۔ اس لئے مشورہ کیا کہ ہم زمین میں منتشر ہو جائیں یہاں تک کہ وہ نبی کریم تشریف لے آئیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی، پس وہ پہاڑوں کی غاروں میں منتشر ہو گئے اور انہوں نے رہبانیت کا آغاز کیا، ان میں سے کچھ لوگ اپنے دین کو مضبوطی سے پکڑے رہے اور بعض نے کفر اختیار کر لیا۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رہبانیت والی آیت تلاوت فرمائی۔

اس طرح اللہ کے بندے اپنے دین و ایمان کو بچانے کے لئے جنگلوں اور پہاڑوں میں جا کر گوشہ نشین ہو گئے اور اپنی ساری زندگی عبادت و ریاضت میں بسر کر دی۔ اس وقت گویا ان کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی تھا۔

اس حدیث پاک سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ جبر و تشدد کے ان اوقات میں ان کا یہ اضطراری عمل تھا۔ ان کے ذہن میں قطعاً یہ بات نہ تھی کہ دنیا اور اہل دنیا سے کنارہ کشی دین عیسوی کی روح ہے، اس کے بغیر انسان روحانی ترقی کر سکتا ہے اور نہ یہ کہ رب الٰہی کا قرب حاصل ہو سکتا ہے۔ انہوں نے بادشاہوں کے ظلم و ستم سے اپنے آپ کو اور اپنے ایمان کو بچانے کے لئے مجبوراً یہ طریقہ اختیار کیا تھا لیکن بعد میں آنے والوں نے اسی کو دین بنا لیا اور جیسے جیسے وقت گزرتا گیا اس میں اختراعات کا اضافہ ہوتا گیا۔ لوگوں نے اپنے اوپر تشدد اور پابندیاں عائد کر دیں۔ کلیسا کے رہبانی نظام کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے کس طرح اپنی جائز خواہشات کو کچل کر اپنی زندگی کو تباہ کر دیا، یہاں تک کہ جو شخص کسی کی محبت

کہ اتحاد بہت پختہ ہوتا ہے کیونکہ بے شادی شدہ [illegible] شادی کی [illegible] یہ تھی کہ جو پہلے سے شادی شدہ تھے ان پر لازمی قرار دیا گیا کہ وہ اپنی بیوی سے ازدواجی تعلقات منقطع کر دیں۔ اس طرح [illegible] سینٹ جیروم جیسا مشہور عالم کہتا ہے کہ جو عورت مسیح کی خاطر [illegible] کنواری رہے وہ مسیح کی دلہن ہے اور اس عورت کی ماں کو خدا یعنی مسیح کی ساس بننے کا شرف حاصل ہے۔

ماں باپ، بہن بھائی [illegible] شرط اول تھی جو لوگ رہبانیت اختیار کرتے وہ عمر بھر ماں باپ [illegible] سے الگ تھلگ رہتے [illegible] ایسے واقعات تاریخ میں ملتے ہیں جنہیں پڑھ کر [illegible] رہبانیت کے ان [illegible] ایک دو واقعات آپ بھی سن لیجیے۔

سینٹ سیمون (ST. SIMEON) [illegible] ماں باپ [illegible] راہب بن گیا۔ ماں باپ کو بیٹے کا [illegible] باپ تو بیٹے کی جدائی میں [illegible] جب اس بیٹے کی شہرت [illegible] وہاں پہنچی۔ [illegible] عورتوں کو [illegible] اجازت نہ تھی [illegible] تیرے [illegible] ایک نظر [illegible] تین دن اور تین رات [illegible] رحمت کی مستحق نہیں۔

اس کے علاوہ [illegible]

[illegible]

انسانی فطرت کے تقاضوں سے جنگ کر کے [illegible] مادی قوت تو حاصل کی جا سکتی ہیں لیکن [illegible] ان کی [illegible] دولت و ثروت [illegible] خانقاہیں [illegible] کلیسا کی تاریخ کا یہ [illegible] اور شرمناک باب ہے جس کو پڑھ کر [illegible]

انہی مخالفتوں اور بدکاریوں کو قرآن حکیم میں ما رعوها حق رعایتها کے ایک جملہ میں بیان کیا ہے۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ انہوں نے رہبانیت کو طلب ریاست کے لیے بطور ذریعہ استعمال کیا اور اس طرح لوگوں کے مال ہڑپ کرتے رہے۔

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو اللہ تعالیٰ کی محبت کی ترغیب دی۔ خواہشات نفس کی پیروی سے روکا۔ دولت کی محبت اور دنیوی آسائشوں میں غرق ہونے سے منع کیا۔ لیکن اس نے ترک دنیا اور نفس کشی کا وہ طریقہ اپنے ماننے والوں کو نہیں سکھایا جو عیسائیت کے نظام رہبانیت کا خاصہ ہے۔ اسلام نے شادی کی اجازت دی ہے۔ اس نے کھیتی باڑی، تجارت اور صنعت کا شوق دلایا ہے۔ پاک صاف رہنے کی تلقین کی ہے۔ ماں باپ، بہن بھائی اور بیوی بچوں کے حقوق کی ادائیگی لازم قرار دی ہے۔ بلکہ اس نے ہر شخص پر یہ فرض قرار دیا ہے کہ وہ اپنے جسم کا حق بھی ادا کرے اور اسے ایسی مشقتوں میں مبتلا نہ کرے جو مضر صحت ہوں۔

حضرت انس سے مروی ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے:

لا تشددوا على انفسكم فيشدد الله عليكم فان قوما شددوا على انفسهم فشدد الله عليهم فتلك بقاياهم في الصوامع والديار۔ (رواہ ابو داؤد)

یعنی اپنے نفسوں پر سختی نہ کیا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تم پر سختی کرے گا۔ ایک قوم نے اپنے اوپر سختی کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان پر سختی کی۔

یہ سب خانقاہوں اور معابدوں میں ان کے باقی ماندہ لوگ موجود ہیں۔ انہیں دیکھو۔

ایک دفعہ چند صحابہ آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔ ایک نے کہا میں ہمیشہ ساری رات نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزہ رکھا کروں گا۔ تیسرے نے کہا میں شادی نہیں کروں گا۔ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی یہ باتیں سنیں تو ارشاد فرمایا

اما والله انی لاخشاکم لله واتقاکم له لكنی اصوم وافطر واصلی وارقد واتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فليس منی۔ بخاری و مسلم۔

"خدا کی قسم! میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں۔ سب سے زیادہ پرہیزگار ہوں پھر بھی میرا معمول یہ ہے کہ میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں۔ راتوں کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سویا بھی کرتا ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ جس نے میری اس سنت سے روگردانی کی اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔"

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں حضور کے ہمراہ سفر پر گئے۔ ہمارا ایک ساتھی ایک غار کے قریب سے گزرا جس میں پانی کا چشمہ تھا۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ وہ اسی غار میں اگر گوشہ نشین ہو جائے پینے کے لیے پانی بھی موجود ہے کھانے کے لیے سبزیاں بھی ہیں۔ دنیا سے بے تعلق ہو کر اپنا سارا وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں بسر کرے گا۔ کہنے لگا پہلے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا یہ ارادہ عرض کرتا ہوں۔ اگر حضور نے اجازت مرحمت فرمائی تو ایسا کروں گا ورنہ اجتناب کروں گا۔ چنانچہ وہ حاضر خدمت ہوا اور اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

انی لم ابعث باليهودية ولا بالنصرانية ولكني بعثت بالحنيفية السمحة والذي نفس محمد بيده لغدوة

وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَٰسِقُونَ ۝ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَءَامِنُوا۟

اور ان میں سے اکثر فاسق (نافرمان) تھے ۔ اے ایمان والو! ڈرتے رہا کرو اللہ سے اور سچے دل سے ایمان لے آؤ

بِرَسُولِهِۦ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِن رَّحْمَتِهِۦ وَيَجْعَل لَّكُمْ نُورًا تَمْشُونَ

اس کے رسول پر اللہ تمہیں عطا فرمائے گا دو حصے اپنی رحمت سے اور بنا دے گا تمہارے لیے ایک نور جس کی روشنی میں تم

بِهِۦ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ لِّئَلَّا يَعْلَمَ أَهْلُ ٱلْكِتَٰبِ

چلو گے اور بخش دے گا تمہیں ۔ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے ۔ (یہ تفصیل) اس لیے بیان کی تاکہ جان لیں اہل کتاب

او روحۃ فی سبیل اللہ خیر من الدنیا وما فیہا ولمقام احدکم فی الصف خیر من صلاتہ ستین سنۃ مسند احمد قرطبی

ترجمہ: مجھے یہودیت اور نصرانیت کے ساتھ مبعوث نہیں کیا گیا بلکہ مجھے ملت حنیفیہ کے ساتھ بھیجا گیا ہے جو نہایت آسان اور واضح ہے اس ذات پاک کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے ایک صبح یا ایک شام راہ خدا میں جہاد دنیا اور مافیہا سے افضل ہے اور تم میں سے کسی کی صف میں کھڑے ہونے کی ساٹھ سال کی نفلی عبادت سے بہتر ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ لکل امۃ رہبانیۃ ورہبانیۃ ہذہ الامۃ الجہاد فی سبیل اللہ۔ البغوی،

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جہاد و ہجرت کے لیے رہبانیت سے اور میری امت کی رہبانیت جہاد ہے نصاریٰ نے تو گھروں اور جائیدادوں سے اپنی اولاد اور اپنا مال چھوڑ کر جنگلوں اور پہاڑوں کی راہ لی لیکن غلامان مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والثناء کے لیے یہ طریقہ کار مقرر ہے کہ باطل کے مقابلے میں سینہ سپر ہو جائیں جب موقع ملے گھر بار سے منہ موڑ کر میدان گرم رکھا اور اسی حالت میں جان قربان کر دینا اسلامی رہبانیت کا کمال ہے

۵۳ جن لوگوں نے خلوص نیت سے رہبانیت کو اختیار کیا پھر اس کے تقاضوں کو پورا کیا اللہ تعالیٰ انہیں ان کے خلوص نیت اور حسن عمل کے مطابق اجر عطا فرمائے گا لیکن ان میں سے اکثر لوگ ایسے تھے جو سب متاع دنیا کے حصول اور مال و جاہ کی خاطر بہانہ راہ اعتدال سے بھٹک گئے اور فسق و فجور کی دلدلوں میں ڈوب گئے

۵۴ علمائے تفسیر نے اس آیت کے دو مفہوم بیان کیے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ جو لوگ حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے سچے دین پر قائم تھے انہیں بشارت دی جا رہی ہے کہ تمہیں پہلے نبیوں پر ایمان لانے کی سعادت حاصل ہے۔ اب خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی ایمان لے آؤ تم پر ایمان لانے کی کئی مقصد انبیاء سے کی ہے اور نبی کی اصل شان قرآن سے تمہاری اصولی کتاب بھی ان دونوں کے بدلے تمہیں اس کی رحمت سے دو حصے ملیں گے قرآن کریم جو سراپا رحمت ہے اس کے الفاظ سے تمہاری

أَلَّا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِّن فَضْلِ اللَّهِ وَأَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ

کہ ان کا کوئی حق نہیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر ۳۸ اور یہ کہ فضل تو اللہ تعالیٰ کے دست قدرت

اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿٢٩﴾

میں ہے وہ دیتا ہے اسے جسے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے ۳۹

دنیا اور آخرت جگمگا اٹھے گی تمہارے سابقہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔

آیت کا دوسرا مفہوم یہ بیان کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کو ہی تقویٰ کا حکم دیا جا رہا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کے لئے نہیں بلکہ اس پر استقامت کی تلقین کی جا رہی ہے۔

۳۸ اہل کتاب اس غرور میں مبتلا تھے کہ وہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام جیسے رسول اولوالعزم کے امتی ہیں۔ انہیں اس نبی عربی کی اطاعت اور اس پر ایمان لانے کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ساری رحمتیں اور سعادتیں انہی کے لیے مخصوص ہیں۔ ان عرب کے بدوؤں کا رحمت الٰہیہ میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے ایمان والو! تقویٰ کو اپنا شعار بناؤ، میرے پیارے رسول پر ایمان لانے کا حق ادا کرو اور اس کی غلامی پر فخر و ناز کرو تاکہ ہم تم پر اپنی عنایات اور نوازشات کی بارش کر دیں جنہیں دیکھ کر اہل کتاب کو پتہ چل جائے کہ میری رحمت کے خزانے پر ان کا کوئی قابو نہیں۔ میں جس کو چاہوں جتنا چاہوں عطا فرماتا ہوں۔ لِئَلَّا یَعْلَمَ میں لا زائد ہے۔ معنی ہے لیعلم قال ابن جریر ان العرب تجعل لا صلۃ فی کل کلام دخل فی اولہ او آخرہ جحد غیر مصرح۔ یعنی وہ کلام جس کے اول یا آخر میں جحد غیر مصرح (انکار) ہو وہاں لا بطور صلہ استعمال ہوتا ہے۔

۳۹ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور جود و عطا کی کوئی انتہا نہیں۔ وہاں کے خزانے ختم ہوتے ہیں نہ مانگنے والوں کے ہاتھ تھکتے ہیں۔ لیکے ملک کا سوال یہ ہے کہ [illegible] اسلام کی کاسہ [illegible] اللہ تعالیٰ کی رحمت کے انوار نازل ہوتے ہیں۔

○

اللهم بيدك الفضل العظيم والجود العميم [illegible] الفقير المسكين [illegible] على بابك [illegible] مستقرا [illegible] وبين [illegible] الدنيا والآخرة [illegible] بروح القدس [illegible] الرحيم برحمتك [illegible] طرفة عين واصلح شأني كله۔ اللهم يا رب صل وسلم وبارك على حبيبك المكرم [illegible] حبيبك الكريم شفيع المذنبين رحمة للعالمين وعلى آله واصحابه من الصلوات [illegible] من البركات [illegible] الحمد لله [illegible]

[illegible] والله [illegible] لله الحمد

تعارف

WWW NAFSEISLAM COM

سورہ المجادلہ

نام : اس کے دو نام ہیں۔ المجادلہ جو باب مفاعلہ کا مصدر ہے۔ اس کا معنی ہے بحث و تکرار۔ دوسرا نام المجادلہ جو اسی باب کا اسم فاعل مؤنث کا صیغہ ہے۔ اس کا معنی ہے بحث و تکرار کرنے والی۔ اس میں تین رکوع، بائیس آیتیں، چار سو تہتر کلمے اور سترہ سو بانوے حروف ہیں۔

زمانۂ نزول : یہ سورۃ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی اور غالب خیال یہ ہے کہ اس کا نزول غزوۂ احزاب (شوال ۵ھ) کے بعد ہوا۔ سورۂ احزاب میں بھی اس ظہار کے بے اصل ہونے کے مسئلہ کو اجمالاً بیان کیا گیا ہے اور اس سورۃ میں اس مسئلہ کی وضاحت اور پوری تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سورت سورۂ احزاب کے بعد نازل ہوئی۔

شانِ نزول : حضرت خولہ بنت ثعلبہ اپنے چچا زاد اوس بن صامت کے ساتھ بیاہی ہوئی تھیں۔ حضرت اوس جب بوڑھے ہو گئے تو ان کے مزاج میں چڑچڑا پن آ گیا۔ بات بات پر الجھنا شروع کر دیتے۔ ایک روز جھگڑتے ہوئے غصہ میں اپنی بیوی کو کہہ دیا "انت علی کظہر امی" تو مجھ پر اسی طرح ہے جس طرح میری ماں کی پیٹھ۔ زمانہ جاہلیت میں یہ طلاق کے الفاظ تھے۔ خولہ بڑی پریشان ہوئیں۔ بڑھاپے میں اپنے گھر کے اجڑنے کا غم اور اپنے ننھے ننھے بچوں کی فکر نے انہیں بے چین کر دیا۔ بارگاہِ رسالت میں آ کر اپنے بارے میں دریافت کیا۔ حضور نے فرمایا کہ اس مسئلہ کے بارے میں ابھی مجھ پر کوئی حکم نازل نہیں ہوا۔ وہ بیچاری عرض کرتی رہیں۔ اس بڑھاپے میں کہاں جاؤں گی۔ میرے بچوں کا کیا بنے گا۔ میرا بنا بنایا گھر اجڑ جائے گا۔ حضور یہی جواب فرماتے رہے یہاں تک کہ حضور پر وحی کی کیفیت طاری ہو گئی اور اس مسئلہ کے بارے میں تفصیلی احکام نازل ہوئے۔

قرآن کریم میں ان کا تذکرہ آنے کے باعث صحابہ کی نگاہوں میں ان کی قدر و منزلت بہت بڑھ گئی۔ سب ان کا احترام کیا کرتے۔ ایک روز حضرت فاروق اعظم اپنے دورِ خلافت میں کہیں جا رہے تھے آپ کے ساتھ دوسرے بہت سے لوگ بھی تھے۔ ایک بوڑھی عورت سامنے آئی اور آپ کو رکنے کے لیے کہا۔ آپ فوراً رک گئے اور اس کے قریب تشریف لے گئے۔ اس کی باتیں سننے کے لیے اس کی طرف اپنا سر جھکا دیا اور اپنے ہاتھ اس کے کندھے پر رکھ دیے یہاں تک کہ وہ اپنی پوری داستان ختم کر کے واپس چلی گئیں۔ ایک شخص نے عرض کیا۔

"امیر المومنین! آپ نے ایک بڑھیا کے لیے اتنے قریش کو منتظر رکھا۔" آپ نے فرمایا: اے کم فہم! تم جانتے

ہم پر کرتا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ وہ عورت ہے جس کے شکوہ کو اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر سن لیا۔ یہ خولہ بنت ثعلبہ ہیں۔ اگر رات تک کھڑی رہتیں تو میں یونہی کھڑا رہتا۔

مضامین: ابتدائی چار آیتوں میں ظہار کے مسئلہ کو تفصیل سے بیان کر دیا گیا ہے۔ پانچویں اور چھٹی آیت میں ان لوگوں کو تنبیہ کی گئی جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں۔ ساتویں اور آٹھویں آیت میں منافقین جو خفیہ منصوبے بناتے اور چھپ چھپ کر مشورے کرتے اور اسلام کے خلاف طرح طرح کی سازشیں کرتے، انہیں خبردار کر دیا گیا کہ جہاں بھی سر جوڑ کر تم بیٹھتے ہو اور سرگوشیاں کرتے ہو اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہوتا ہے، تمہاری باتوں کو سن رہا ہوتا ہے اور تمہاری حرکتوں سے خوب واقف ہوتا ہے۔ وہ یقین رکھیں کہ اپنی ان ناپاک کوششوں سے وہ اسلام کو کوئی گزند نہیں پہنچا سکیں گے، بلکہ اس کی پاداش میں انہیں جہنم کا ایندھن بنا دیا جائے گا اور یہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔

اس کے بعد مسلمانوں کو نصیحت فرمائی جا رہی ہے کہ تمہاری سرگوشیاں اور مشورے اپنے خدا کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے کے لیے نہیں ہونے چاہئیں بلکہ تمہیں اپنی مجلسوں میں ایسی تدابیر پر غور و فکر کرنا چاہیے جن سے نیکی کو فروغ حاصل ہو اور خدا کے دین کا بول بالا ہو۔

آیات ۱۱، ۱۲، ۱۳ میں مجلسی آداب کی تعلیم دی جا رہی ہے کہ جب تم کسی مجلس میں بیٹھے ہو اور باہر سے کوئی اور آ جائے تو کھل جاؤ اور اس کو اپنے پہلو میں جگہ دو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ غریب بیچارہ پہلے تو کھڑا رہنے پر مجبور ہو اور پھر محروم واپس چلا جائے۔ نیز تمہیں یہ بھی خیال رکھنا چاہیے کہ جس شخص کی ملاقات کے لیے تم آئے ہو اس کی اپنی مصروفیتیں بھی ہیں۔ اس لیے ضرورت کے مطابق بیٹھو اور اس کے بعد خود بخود اجازت لے کر چلے جاؤ۔ اگر اس نے تمہیں خود اٹھنے کے لیے کہا تو تمہاری دل شکنی ہوگی۔ اسی طرح کئی اور رسمیں جو عہد جاہلیت میں ان کی زندگی کا حصہ بن چکی تھیں ان کو ترک کرنے کا حکم دیا۔

آخری رکوع میں بتا دیا کہ انسانوں کے دو گروہ ہیں، ایک حزب الشیطان ہے اور دوسرے گروہ کا نام حزب اللہ ہے۔ اور ان گروہوں کے حالات اور ان کی خصوصیات بھی بیان کر دیں تاکہ ہر شخص اپنے بارے میں فیصلہ کر سکے کہ وہ کس گروہ میں شامل ہونا چاہتا ہے۔

نیو ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا

۲۲-۴-۷۷

سُوْرَةُ الْمُجَادَلَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ اثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ آيَةً وَثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ المجادلہ مدنی ہے اور اس کی ۲۲ آیتیں اور ۳ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ

بے شک اللہ تعالیٰ نے سن لی اس کی بات جو تکرار کر رہی تھی آپ سے اپنے خاوند کے بارے میں اور ساتھ ہی شکوہ کیے جا رہی تھی اللہ سے

اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝١

اور اللہ (بھی) سن رہا تھا اور اللہ بھی تم دونوں کی گفتگو بے شک اللہ سب کچھ سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے

۱ اسلام سے پہلے عرب میں یہ رواج تھا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے یہ کہہ دے کہ انت علی کظہر امی تو میرے پاس اس طرح ہے جس طرح میری ماں کی پشت تو اس قول سے وہ نکاح ٹوٹ جاتا اور وہ عورت اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی۔ دوبارہ نکاح کی راہ بھی بند ہو جاتی۔ اس کو وہ اپنی اصطلاح میں ظہار کہتے۔

اسلام میں سب سے پہلا ظہار کا جو واقعہ پیش آیا اس کے بارے میں اس سورت کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں جن میں ظہار کے متعلق قرآنی احکام کو وضاحت سے بیان کر دیا گیا۔

حالات یوں تھے کہ ایک روز حضرت عبادہ کے بھائی اوس بن صامت اپنی بیوی حضرت خولہ بنت ثعلبہ پر کسی وجہ سے ناراض ہو گئے۔ بڑھاپے کی وجہ سے ان کا مزاج ذرا چڑچڑا ہو گیا تھا۔ غصہ کی حالت میں انت علی کظہر امی زبان سے کہہ بیٹھے لیکن پھر پچھتانے۔ خولہ کو پاس بلانے کی کوشش کی۔ اس نیک بندی نے جواب دیا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں خولہ کی جان ہے جب تک اللہ اور اس کا رسول ہمارے بارے میں فیصلہ نہ فرمائیں تم میرے نزدیک نہیں آ سکتے۔ خولہ بنت ثعلبہ حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگیں۔ اے اللہ کے رسول! اوس نے جب میرے ساتھ شادی کی تو اس وقت میں جوان تھی صاحب مال تھی میرے گھر والے بھی موجود تھے۔ اب میرا شباب رخصت ہو چکا ہے میں بوڑھی ہو گئی ہوں۔ میرے گھر والے بکھر گئے ہیں۔ مال کم ہو گیا اب اوس نے مجھے ماں کہہ دیا ہے۔ حضور کیا ہمارے لیے کوئی گنجائش ہے کہ ہم ایک ساتھ رہ سکیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تیرے بارے میں ابھی تک مجھے کوئی حکم نہیں ملا۔ اس نے پھر عرض کی یا رسول اللہ اس نے طلاق کا لفظ نہیں کہا وہ میرے بچوں کا باپ ہے۔ لیکن حضور وہی جواب دیتے رہے۔ ساتھ ہی وہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں بھی فریاد کرتی رہی۔ اے اللہ میں تیری جناب میں اپنی تنہائی اور پریشانی اور دلی صدمہ کا شکوہ پیش کرتی ہوں۔ ایک روایت

الَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ

جو لوگ تم میں سے ظہار کرتے ہیں اپنی بیویوں سے وہ ان کی مائیں نہیں ہیں

اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا

نہیں ہیں ان کی مائیں بجز ان کے جنہوں نے انہیں جنا ہے۔ بےشک یہ لوگ کہتے ہیں بہت بری

میں ان کے یہ الفاظ درج ہیں: [illegible] اللہ تعالیٰ سے [illegible] میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، اگر میں انہیں ان کے باپ کے سپرد کر دوں تو وہ ضائع ہو جائیں گے اور اگر اپنے پاس رکھوں تو وہ بھوکے مر جائیں گے۔ بار بار آسمان کی طرف منہ اٹھاتی اور فریاد کرتی۔ بحث و تکرار کا سلسلہ [illegible] وہ پریشان حال [illegible] اور [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے [illegible] خولہ ابشری [illegible] مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے تیرے بارے میں حکم نازل فرما دیا۔ جا اپنے خاوند کو [illegible] عرض کی اس کے پاس کوئی غلام نہیں۔ فرمایا [illegible] دو ماہ کے روزے رکھے، عرض کی [illegible] کھانا نہ کھائے تو [illegible] جواب دے جاتی ہے۔ [illegible] ساٹھ مسکینوں کو کھانا [illegible] غریب و نادار ہوں، حضور میری [illegible] آپ [illegible] ساٹھ مسکینوں کو [illegible] اللہ کی آیت انہی کے بارے میں نازل ہوئی۔

اس خصوصیت کی وجہ سے صحابہ کرام ان کی بہت زیادہ عزت کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے عہد خلافت میں حضرت خولہ کے پاس سے گزرے آپ دراز گوش پر سوار تھے۔ لوگوں کا ایک ہجوم ساتھ تھا۔ حضرت خولہ نے ان کو روک لیا اور نصیحت کرنے لگیں۔ کہنے لگیں [illegible] وہ وقت مجھے یاد ہے [illegible] اور اب تمہیں امیر المومنین کہنے لگے ہیں۔ پس اے عمر اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ [illegible] موت پر یقین [illegible] اندیشہ [illegible] جب تک [illegible] آپ نے صبر و تحمل سے کھڑے ان کی نصیحت سنتے رہے۔ جب کافی وقت گزر گیا تو لوگوں نے عرض کیا اے امیر المومنین اس بڑھیا کی خاطر آپ اتنی دیر کھڑے رہے۔ آپ نے فرمایا اگر یہ مجھے شام تک روکے رکھتی تو میں نماز کے اوقات کے سوا یہیں کھڑا رہتا۔ کیا تم نہیں جانتے یہ کون ہے۔ یہ خولہ بنت ثعلبہ ہے جس کی فریاد اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر سنی۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ رب العالمین تو اس کی بات سنے اور عمر نہ سنے۔

اس آیت میں اس طریقہ کار کی مذمت کی جا رہی ہے کہ یہ بے ہودہ اور بری حرکت ہے کہ انسان اپنی بیوی کو

مِّنَ الْقَوْلِ وَزُورًا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ ② وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ

بات اور جھوٹ اور بیشک اللہ تعالیٰ بہت درگزر فرمانے والا بہت بخشنے والا ہے ③ جو لوگ ظہار کر بیٹھیں

مِن نِّسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِّن

اپنی عورتوں سے پھر وہ پلٹنا چاہیں اس بات سے جو انہوں نے کہی تو آزاد کرنا ہے غلام اس سے

اپنی ماں کہنا شروع کر دے۔ کیا اس کے اس طرح کہنے سے وہ اس کی ماں بن سکتی ہے۔ ماں تو وہ ہوتی ہے جس نے اس کو جنا۔ ایک عورت جس نے اس کو جنا نہیں بلکہ وہ عرصے سے اس کی بیوی بنی ہوئی ہے اور اس کے بطن سے اس کے کئی بچے اور بچیاں جنم لے چکے ہیں اب اگر اس عورت کو اپنی ماں کہنے لگے تو اس سے بے ہودہ اور لغو بات اور کیا ہو سکتی ہے۔ اور یہ ایسی بات کیسے عقل سلیم کو ناشائستہ اور غیر پسندیدہ ہے۔ دوسرے سراسر جھوٹ ہے۔ جو اس کی ماں نہیں اس کو وہ اپنی ماں کہہ رہا ہے۔

③ چاہیے تو یہ تھا کہ اس بیہودہ گوئی پر سخت سزا دی جاتی لیکن اللہ تعالیٰ بہت درگزر فرمانے والا اپنے بندوں کے قصوروں کو بخشنے والا ہے۔ اسی لیے اس کریم نے عفو و درگزر سے کام لیا اور جو رسم تھی اس کے مطابق سزا اتنی سخت مقرر نہیں کی۔

④ آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ ظہار اصطلاح شرع میں اس کو کہا جاتا ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے انت علی کظہر امی۔ ایسے شخص پر لازم ہے کہ وہ بیوی سے مقاربت سے پہلے کفارہ ادا کرے۔ اس ضمن میں ظہار کے چند ضروری فقہی احکام لکھے جاتے ہیں تفصیلات کے لیے کتب فقہ کی طرف رجوع فرمائیے۔

① اگر کسی شخص نے ماں کی پشت کے علاوہ کسی ایسے عضو کا ذکر کیا جس کو دیکھنا اس کے لیے حلال نہیں تو بھی ظہار ہو جائے گا اور اس پر کفارہ ادا کرنا لازم ہو گا۔

② اگر اس نے اپنی بیوی کو کسی ایسی عورت کی پشت یا اس کے اعضاء میں کسی عضو سے تشبیہ دی جو اس پر ہمیشہ کے لیے ابدی طور پر حرام ہیں مثلاً بہن، خالہ، پھوپھی، ساس، بیٹی تو بھی ظہار ہو گا۔

③ اسی طرح ایسی عورتوں سے تشبیہ دینا جو ابتداء تو حرام نہیں لیکن بعد میں کسی وجہ سے ہمیشہ کے لیے حرام ہو گئی ہیں تو یہ بھی ظہار ہو گا۔ مثلاً رضاعی ماں، باپ کی دوسری بیوی وغیرہ

④ مدخولہ اور غیر مدخولہ دونوں بیویوں سے ظہار درست ہے۔

⑤ اگر ایک سے زائد بیویاں تھیں اور سب سے ظہار کیا تو جتنی بیویاں ہوں گی اتنے کفارے دینے ہوں گے

⑥ عورت کو ظہار کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ یعنی اگر عورت اپنے خاوند کو کہے کہ تو مجھ پر ایسے ہے جیسے میرے باپ کی پشت یا میں تجھ پر ایسی ہوں جیسے تیری ماں کی پشت تو یہ ظہار نہیں ہو گا کیونکہ ظہار کا حق مرد کا ہے جیسے طلاق کا حق اس کو حاصل ہے۔ البتہ عورت

قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۚ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

قبل اس کے کہ وہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں یہ ہے جس کی تمہیں نصیحت کی جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جو تم کرتے ہو اس سے

خَبِيْرٌ ۝٣ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ

آگاہ ہے۔ پس جو شخص غلام نہ پائے تو وہ دو ماہ لگاتار روزے رکھے اس سے

کا یہ قول قسم ہوگی گویا اس نے قسم اٹھائی ہے کہ وہ مباشرت نہیں کرے گا اس لیے اس پر قسم کا کفارہ ہوگا۔

⑦ اگر کسی عورت نے نکاح سے پہلے کسی مرد کے بارے میں ظہار کے الفاظ استعمال کیے تو اس وقت یہ ظہار ہوگا اور نکاح کے بعد اس پر لازم ہوگا کہ وہ کفارہ ظہار ادا کرے۔ اس کی تائید کے لیے یہ روایت پیش کی جاتی ہے۔ حضرت طلحہ کی صاحبزادی عائشہ کے متعلق حضرت مصعب بن زبیر نے نکاح کا پیغام بھیجا۔ انہوں نے یہ پیغام رد کر دیا اور کہا کہ اگر میں مصعب سے نکاح کروں تو هو علی کظهر ابی وہ مجھ پر اس طرح ہے جس طرح میرے باپ کی پشت۔ لیکن بعد میں ان کی شادی ہو گئی۔ مدینہ کے فقہاء سے یہ مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ عائشہ پر کفارہ ظہار لازم آتا ہے کیونکہ اس نے یہ بات اس وقت کہی تھی جب سے نکاح کرنے یا نہ کرنے کا اختیار تھا۔ مگر احناف کے نزدیک وہ یہ کہتیں تو کفارہ یمین ہوتا اور اسے کفارہ یمین دینا پڑتا۔

⑧ جن الفاظ سے ظہار ثابت ہوتا ہے ان کی دو قسمیں ہیں۔ صریح اور کنایہ۔ صریح تو یہ ہے کہ اپنی بیوی کو اپنی ماں کی پشت یا کسی ایسے عضو سے تشبیہ دے جس کا دیکھنا اس کے لیے حلال نہیں تو یہ صریح ظہار ہے۔ اسی طرح اپنی بیوی کو اپنی بیٹی یا بہن کی پشت یا ان کے ایسے اعضاء سے تشبیہ دے جن کا دیکھنا حلال نہیں ہے یا ایسی کسی عورت سے جو ابداً حرام ہیں تو یہ بھی صریح ظہار ہے۔ اس میں اس کی نیت کا اعتبار نہیں۔ وہ خواہ کہے کہ میرا مقصد ظہار نہ تھا تو اس کی تصدیق نہ ہوگی۔

اور اگر بیوی کے متعلق یہ کہے کہ تو مجھ پر اس طرح ہے جس طرح میری ماں یا میری بہن ہے اور ان کے کسی عضو کا نام نہ لے تو اس صورت میں یہ کنایہ ہوگا۔ اس کا حکم متعین کرنے میں اس کی نیت کو دخل ہوگا۔ اگر وہ کہے کہ میں نے عزت و تکریم کے لیے یہ لفظ استعمال کیا ہے تو اس کی بات مان لی جائے گی۔ اگر ظہار کی نیت سے کہا ہو تو ظہار ہوگا اور اگر یہ کہے کہ میں نے اس سے طلاق کی نیت کی تھی تو طلاق ہو جائے گی۔

⑨ یعنی ایک مرتبہ تو اس نے ایسی بات زبان سے نکالی ہے جس سے اپنی بیوی سے مقاربت اس کے لیے جائز نہیں رہی۔ لیکن اگر وہ اس کہی ہوئی بات سے واپس لوٹنا چاہتا ہے یعنی اپنی بیوی کو پہلے کی طرح اپنے لیے حلال کرنا چاہتا ہے تو اس وقت اس پر کفارہ ادا کرنا لازم ہوگا اور اگر وہ کفارہ ادا نہ کرے تو عورت عدالت سے رجوع کر سکتی ہے اور عدالت اس خاوند کو مجبور کرے گی کہ وہ کفارہ ادا کرے اور اس طرح حرمت کی اس دیوار کو درمیان سے ہٹائے جو اس نے اپنے اور اپنی بیوی کے درمیان قائم کر دی تھی۔ اگر وہ شخص اس کے باوجود کفارہ ادا نہ کرے تو عدالت اسے ضرب لگانے یا قید کرنے یا دوسری سزا دے سکتی ہے۔

قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ۚ

قبل اس کے کہ وہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔ پھر جو اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ کھانا کھلائے ساٹھ مسکینوں کو

ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۚ وَ

یہ اس لیے کہ تم تصدیق کرو اللہ اور اس کے رسول (مکرم) کی۔ اور یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں۔ اور

اگر کوئی شخص کفارہ ادا کیے بغیر عورت کے ساتھ مقاربت کرلے تو وہ گنہگار ہوگا۔ اسے سچے دل سے توبہ کرنی چاہیے لیکن کفارہ ایک ہی اسے ادا کرنا پڑے گا۔ ثم یعودون لما قالوا کا یہ مفہوم بھی بعض نے ظاہر فرمایا ہے۔ وہ یہ کہ اگر ایک مرتبہ اس نے بیوی سے ظہار کیا تو اس سے کوئی مواخذہ نہ ہوگا لیکن اگر وہ دوبارہ ان الفاظ کو دہرائے تب اس پر کفارہ لازم آئے گا۔ یہ قول بالاتفاق مردود ہے۔

تحریر رقبۃ: یہاں سے کفارہ ظہار کی تفصیل بیان شروع ہو رہی ہے۔ ان میں سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ وہ رقبۃ آزاد کرے۔ خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بڑا ہو یا چھوٹا۔ قبل ان یتماسا سے یہ بات بیان کر دی کہ غلام آزاد کرنے سے پہلے وہ اس کو ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا گویا مقاربت اور اس کے دواعی سب حرام ہیں۔ ذلکم توعظون به کا معنی علامہ قرطبی نے تؤمرون به کیا ہے یعنی تمہیں یہ حکم دیا جاتا ہے۔ اور علامہ آلوسی نے اس کا معنی یہ کیا ہے یعنی اس کفارہ کے ذریعے تمہیں زجر و توبیخ کی جا رہی ہے کہ تم پھر ایسی حرکت نہ کرو۔

یعنی اگر غلام دستیاب نہیں یا اس کے پاس کوئی غلام نہیں اور اس میں غلام خریدنے کی طاقت بھی نہیں تو وہ لگاتار دو ماہ روزے رکھے۔ اس کے لیے بھی شرط ہے کہ اسے چھونے سے پہلے یہ روزے مکمل کرے۔ اگر اس نے درمیان میں مقاربت کی تو اسے نئے سرے سے روزے رکھنے پڑیں گے۔ روزہ رکھنے والے کو چاہیے کہ وہ ایسے وقت میں روزے شروع کرے کہ اس عرصہ میں ماہ رمضان، عید الفطر اور ایام تشریق نہ آئیں تاکہ وہ مسلسل روزے رکھ سکے۔

اگر کسی شخص نے روزے رکھنے شروع کیے اور وہ بیمار ہوگیا یا اسے سفر پر جانا پڑا اور وہ روزے نہ رکھ سکا تو احناف کے نزدیک از سر نو روزے شروع کرے۔

لیکن اگر وہ روزہ رکھنے پر بھی قادر نہ ہو تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ قادر نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی جسمانی صحت اس کی متحمل نہ ہو یا وہ بوڑھا ہو اور اتنا کمزور ہو گیا ہو کہ روزے رکھنا اس کے لیے دشوار ہو یا اسے اندیشہ ہو کہ وہ مسلسل دو ماہ تک عورت سے احتراز نہیں کر سکتا درمیان میں اس سے یہ احتمال ہو جائے گا۔

یہاں لتؤمنوا سے مراد لتصدقوا ہے۔ تم پر لازم ہے کہ تم اس کی تصدیق کرو کہ خدا اور اس کے رسول کا ارشاد ہے۔ اس کا مفہوم یہ بیان کیا گیا ہے ای ذلک لتکونوا مطیعین للہ تعالیٰ واقفین عند حدودہ لا تتعدوها

لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٤﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَ

منکرین کے لیے دردناک عذاب ہے ؎ بے شک جو لوگ مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے

رَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ قَدْ اَنْزَلْنَآ

رسول کی ؎ انہیں ذلیل کیا جائے گا جس طرح ذلیل کیے گئے وہ کافر جو ان سے پہلے تھے ؎ اور بے شک ہم نے

تو اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچو اور اس کی مقرر کی ہوئی حدود کے پاس [illegible] ان کو پامال مت کرو

؎ یہاں کافروں سے مراد وہ لوگ نہیں جو اللہ تعالیٰ کی توحید یا حضور کی رسالت کا انکار کرتے ہیں بلکہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ کے احکام کو اہمیت نہیں دیتے اور اس کی قائم کی ہوئی حدود کو پھاند کر آگے نکل جاتے ہیں۔

علامہ پانی پتی لکھتے ہیں: الذین لا یقبلون الاحکام [illegible] [illegible]

علامہ آلوسی لکھتے ہیں: الذین یتعدونها ولا یعملون بها واطلاق الکافر علی متعدی الحدود تغلیظا لزجره ونظیر ذلک قوله تعالیٰ ومن کفر فان الله غنی عن العالمین۔ (روح المعانی)

یعنی جو ان حدود سے تجاوز کرتے ہیں اور ان پر عمل نہیں کرتے ان لوگوں کو کافر اس لیے کہا گیا ہے تاکہ ان کو اس سے باز رکھا جائے جیسا کہ ومن کفر میں کفر سے مراد حقیقی کفر نہیں بلکہ تنبیہ کے لیے انکار کو کفر سے تعبیر کیا گیا ہے

؎ یحادون کا مصدر محادۃ ہے اس لفظ کی تشریح کرتے ہوئے ابن منظور لکھتے ہیں: المحادۃ المعاداۃ والمخالفة والمنازعة وهو مفاعلة من الحد کان کل واحد منهما یجاوز حده الی الآخر۔ (لسان العرب)

یعنی محادۃ کا معنی عداوت کرنا، مخالفت کرنا اور جھگڑا کرنا ہے۔ اس کا اصل حد ہے گویا کہ وہ دونوں اپنی اپنی حد سے تجاوز کر کے دوسرے کی حد میں مداخلت کرنا چاہتے ہیں اس لیے اسے محادۃ کہا جاتا ہے۔

اس تشریح کی روشنی میں آیت کا مطلب یہ ہوا کہ جو لوگ اپنی حدود کو پھلانگ کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی حدود میں مداخلت بیجا کا ارتکاب کرتے ہیں۔ قانون سازی کا جو حق صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لیے مخصوص ہے اس حق کو اپنے اختیار میں لے لیتے ہیں اور [illegible] کے بجائے اپنی مرضی کی شریعت بنا دیتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کا ذکر اس آیت میں کیا جا رہا ہے۔ علامہ سیوطی نے اس آیت کی تفسیر میں [illegible] ان الذین یحادون الله ورسوله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وضع کردہ حدود اور قوانین کے برعکس اپنی طرف سے حدود و آئین وضع کرتے ہیں۔ ان کا حکم اس آیت میں بتایا جا رہا ہے۔ علامہ آلوسی نے شیخ الاسلام سعدی چلپی کا قول نقل کیا ہے جو لائق مطالعہ ہے: وعلی هذا ففیه وعید عظیم للملوک وامراء السوء الذین وضعوا امورا خلاف ما حده الشرع وسموها السیاسة والقانون والله تعالیٰ المستعان علی ما یصفون۔ یعنی اس آیت میں ان بدکردار بادشاہوں اور برے حکام کے لیے

آيٰتٍ بَيِّنٰتٍ ۚ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ٱللَّهُ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوٓا۟ ۚ أَحْصَىٰهُ ٱللَّهُ وَنَسُوهُ ۚ

سب کو زندہ کرے گا پھر انہیں آگاہ کرے گا جو کچھ انہوں نے کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کو گن رکھا ہے اور وہ بھلا چکے

وَٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ شَهِيدٌ ﴿٦﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ ٱللَّهَ يَعْلَمُ مَا

اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر شاہد ہے ۳۳ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ

ع ۱

فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِى ٱلْأَرْضِ ۖ مَا يَكُونُ مِن نَّجْوَىٰ ثَلَٰثَةٍ

آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے نہیں ہوتی کوئی سرگوشی تین آدمیوں میں

إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ أَدْنَىٰ

مگر وہ ان کا چوتھا ہوتا ہے اور نہ پانچ میں مگر وہ ان کا چھٹا ہوتا ہے اور نہ اس

مِن ذَٰلِكَ وَلَآ أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا۟ ۖ ثُمَّ

سے کم میں اور نہ زیادہ میں مگر وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے جہاں کہیں وہ ہوں پھر

يُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا۟ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ بِكُلِّ شَىْءٍ

وہ انہیں آگاہ کرے گا ان کرتوتوں سے جو وہ کرتے رہے قیامت کے دن۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب

حقارت میں فرق ہے۔ ترکِ احکام سے انسان گنہگار، مجرم اور بدکار ہو جاتا ہے لیکن کافر نہیں ہوتا۔ البتہ اگر احکامِ الٰہیہ کا انکار کرے اور ان کی حقانیت کو تسلیم نہ کرے تو یقیناً کافر ہے۔

۳۳ ۔ کفار اور مشرکین احکامِ الٰہی کا جو انکار کرتے ہیں یا ان کی مخالفت روا رکھتے ہیں شاید ان کی نگاہوں میں یہ خیال ہو کہ یہ باتیں ہیں جن کو محفوظ نہیں رکھا جاتا اور فراموش کر دیا جاتا ہے۔ لیکن یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ان تمام حرکتوں کو گن گن کر محفوظ رکھا ہوا ہے جنہیں وہ لوگ فراموش کر چکے ہیں۔ قیامت کے دن جب انہیں قبروں سے اٹھایا جائے گا تو ان کے ایک ایک کرتوت پر انہیں آگاہ کر دیا جائے گا۔

۳۴ ۔ منافقین اسلام کی روز افزوں ترقی سے بڑے جز بز ہوا کرتے تھے۔ ان میں یہ ہمت تو نہ تھی کہ کھل کر مسلمانوں کی مخالفت کریں لیکن ان کا خبثِ باطن انہیں اسلام کے خلاف سازشیں کرنے اور منصوبے بنانے میں مصروف رکھتا۔ جہاں کہیں تین چار

عَلِيمٌ ۝ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نُهُوا عَنِ النَّجْوَىٰ ثُمَّ يَعُودُونَ

جاننے والا ہے کیا تم نے نہیں دیکھا ان لوگوں کی طرف جنہیں [illegible] سرگوشیوں سے روکا گیا پھر وہ دوبارہ وہی کرتے ہیں

لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَيَتَنَاجَوْنَ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ

جس سے انہیں روکا گیا اور سرگوشیاں کرتے ہیں گناہ [illegible] اور رسول کی نافرمانی کے

الرَّسُولِ وَإِذَا جَاءُوكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللَّهُ وَ

بارے میں [illegible] اور جب آپ کی خدمت میں آتے ہیں تو آپ کو اس طرح سلام کرتے ہیں [illegible]

يَقُولُونَ فِي أَنفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللَّهُ بِمَا نَقُولُ حَسْبُهُمْ

اور وہ کہتے ہیں اپنے دلوں میں کہ [illegible] اللہ ہمیں عذاب کیوں نہیں دیتا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] یہودی جب خدمت اقدس میں حاضر ہوتے تو [illegible]

جَهَنَّمُ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

جہنم اس میں وہ داخل ہوں گے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے ؎ اے ایمان والو

اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ

جب تم سرگوشی کرو تو مت سرگوشی کرو گناہ زیادتی اور رسول کریم کی نافرمانی

الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ

کے متعلق بلکہ نیکی اور تقویٰ کے بارے میں سرگوشی کیا کرو ؎ اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کی بارگاہ میں تمہیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تُحْشَرُونَ ۝ إِنَّمَا النَّجْوَىٰ مِنَ الشَّيْطَانِ لِيَحْزُنَ الَّذِينَ

جمع کیے جاؤ گے ۔ یہ سرگوشیاں تو شیطان کی طرف سے ہیں تاکہ وہ غمزدہ کر دے

آمَنُوا وَلَيْسَ بِضَارِّهِمْ شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَعَلَى اللَّهِ

ایمان والوں کو حالانکہ وہ شیطان نہیں پہنچا سکتا کچھ نقصان اللہ کے حکم کے بغیر اور اللہ پر ہی

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ

توکل کرنا چاہیے ایمان والوں کو ۔ اے ایمان والو! جب تمہیں کہا جائے کہ کشادگی کرو

تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ ۖ وَإِذَا قِيلَ

جگہ کشادہ کرو مجلس میں تو کشادہ کر دیا کرو اللہ تعالیٰ تمہیں کشادگی عطا فرمائے گا اور جب کہا جائے کہ

ف۱ اس قسم کی سرگوشیاں شیطان کی انگیخت سے ہوتی ہیں جن کا مقصد مسلمانوں کو خوف زدہ اور پریشان کرنا ہوتا ہے لیکن وہ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ ساری سرگوشیاں اور منصوبے تمہیں کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو یہود اور منافقین کے ناپاک منصوبے پامال کر دیے جائیں گے۔ اس لیے ایسی باتوں سے تمہیں پریشان نہیں ہونا چاہیے اور اللہ تعالیٰ پر توکل بھروسہ کرنا چاہیے۔

حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صحابہ کو آداب مجلس کی بھی تعلیم دی ہے۔ حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا کانوا ثلثۃ فلا یتناجی اثنان دون الواحد اگر تین آدمی اکٹھے بیٹھے ہوں تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آپس میں سرگوشی نہ کریں۔ دوسری حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس کی حکمت بھی بیان کر دی۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کنتم ثلثۃ فلا یتناجی اثنان دون الآخر حتی تختلطوا بالناس من اجل ان یحزنہ۔ حضور نے فرمایا کہ جب تم تین اکٹھے بیٹھے ہو تو تیسرے کو چھوڑ کر دو شخص سرگوشی نہ کریں یہاں تک کہ لوگوں میں مل جاؤ کیونکہ اس سے اسے رنج ہوگا۔ وہ یہ خیال کرے گا کہ مجھے نظر انداز کر دیا گیا ہے یا میری کوئی عزت نہیں۔ اس لیے اگر کوئی دوسرا آدمی ان کے پاس آ کر بیٹھ جائے تو پھر ان دو کی سرگوشی میں حرج نہیں کیونکہ اب وہ تنہا نہیں رہا۔

ف۲ اس آیت میں بھی مسلمانوں کو مجلس کے ایسے آداب سکھائے جا رہے ہیں جن پر عمل کرنے سے باہمی محبت بڑھے اور ایک دوسرے کا احترام پیدا ہو۔ فرمایا اگر محفل میں لوگ بیٹھے ہوئے ہوں اور بعد میں دوسرے حضرات آجائیں تو پہلے سے بیٹھے ہوئے لوگوں کے لیے یہ مناسب نہیں کہ نئے آنے والوں کی پروا نہ کریں اور اس بات کا انہیں خیال ہی نہ ہو کہ

انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ

اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہوا کرو ۲۱ اللہ تعالیٰ ان کے جو تم میں سے ایمان لے آئے اور جن کو علم دیا گیا

اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا

درجات بلند فرمادے گا ۲۲ اور اللہ تعالیٰ جو تم کرتے ہو اس سے خوب آگاہ ہے اے

کے لیے جگہ خالی ہو جاتی نہیں بلکہ ان پر ضروری ہے کہ وہ انہیں عزت سے جگہ دیں۔ بسا اوقات بیٹھنے والے زیادہ ہوں تو پھر بھی انہیں چاہیے کہ جتنا سمٹ سکتے ہیں سمٹیں اور آنے والوں کے لیے جگہ بنائیں۔ (نیز) اگر تم اپنے بھائیوں کے لیے کشادہ دلی کا مظاہرہ کرو گے اور ان کے بیٹھنے کے لیے جگہ بناؤ گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا اجر عطا فرمائے گا۔ تمہارے رزق کو کشادہ کر دے گا۔ بلکہ روز آخرت میں تمہیں راحت اور کشادگی نصیب فرمائے گا۔

جو لوگ پہلے سے بیٹھے ہوئے تھے ان کو تو تعلیم دی کہ وہ آنے والوں کے لیے جگہ کشادہ کریں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنے والوں کو بھی یہ ہدایت فرمائی کہ وہ اصرار نہ کریں کہ پہلے سے بیٹھے ہوئے لوگوں کو اٹھوا دیں اور ان کی جگہ خود بیٹھ جائیں۔ ارشاد ہوا ہے لا یقیم الرجل الرجل من مجلسہ ثم یجلس فیہ۔ اسی طرح اگر مسجد میں کوئی شخص ذرا وقفہ کے لیے اٹھا ہے تو کسی کو اجازت نہیں کہ اس کی غیر حاضری میں اس کی جگہ بیٹھ جائے۔ اگر کسی شخص نے کسی آدمی کو بھیجا کہ تم پہلے جا کر مسجد میں پہلی صف میں جگہ لو اور وہاں بیٹھ جاؤ جب وہ شخص وہاں آجائے تو وہ اس آدمی کو اٹھا سکتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے اپنی جائے نماز بچھا دی کہ پہلی صف میں اس کے لیے جگہ ہو جائے تو یہ درست ہے۔ ہاں وقت ہو جانے پر جائے نماز پر بیٹھ سکتا ہے۔ (قرطبی)

تفسحوا ای توسعوا

۲۱ جب حاضرین مجلس کو کہا جائے کہ اب آپ تشریف لے جائیں تو انہیں فوراً چلے جانا چاہیے۔ وہاں بیٹھا رہنا یا منتظمین مجلس کو پریشانی کا باعث ہوگا۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب صحابہ کو اپنے گھر پر مدعو فرماتے تو کھانا کھا لینے کے بعد بھی بار بار کچھ لوگ وہاں بیٹھے رہتے اور آپس میں باتیں کرتے رہتے اس سے حضور کو تکلیف ہوتی لیکن مروت کی وجہ سے خاموش رہتے۔ انہیں بتایا گیا کہ تمہاری محبت بجا لیکن حضور کے آرام کا بھی تمہیں خیال رکھنا چاہیے۔ یہ حضور کی ذرہ نوازی اور مروت ہے۔ اس کے لیے بھی تمہیں مستعد رہنا چاہیے۔

۲۲ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلندی مراتب اور درجات کا معیار ایمان اور علم ہے۔ ایک سادہ ایمان دار شخص خواہ وہ علم سے کیوں نہ ہو، کافر جاہل سے اس کا درجہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں بہت بلند ہے۔

علامہ مرحوم فرماتے ہیں ؎

[illegible] [illegible]

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ

ایمان والو، جب تنہائی میں بات کرنی چاہو رسول اکرم سے تو سرگوشی سے پہلے

نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ۭ فَاِنْ لَّمْ

صدقہ دیا کرو یہ بات تمہارے لیے بہتر ہے اور دلوں کو پاک کرنے والی ہے ۱۱ اگر تم اس کی سکت

تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ

نہ پاؤ تو بیشک اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے ۱۲ کیا تم اس حکم سے ڈر گئے کہ تمہیں سرگوشی

نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ۭ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ

سے پہلے صدقہ دینا ہوگا پس جب تم نے یہ نہیں کیا تو اللہ نے تم پر نظر کرم فرمائی

یعنی تمہارے علماء کا مقام تھا اس کے درجات کو ... قریب سے زیادہ عزت والا ہے

اس طرح صاحب علم جاہل عالم سے ... حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ علماء کرام کو خواہ وہ عمر میں چھوٹے کیوں نہ ہوتے ... صدر پر جگہ دیتے، ان کو اپنے قریب بٹھاتے اور ان کی عزت افزائی فرماتے

احادیث میں بھی علماء کی بڑی شان بیان کی گئی ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من جاءہ الموت وھو یطلب العلم لیحیی بہ الاسلام فبینہ وبین النبیین درجۃ

حضور نے فرمایا جو شخص علم حاصل کر رہا ہو تاکہ اس کے ذریعے اسلام کو زندہ کرے اسی حالت میں اسے موت آجائے تو اس کے درمیان اور انبیاء کے درمیان صرف ایک درجہ کا فرق ہوگا

دوسری حدیث میں حضور نے ارشاد فرمایا

یشفع یوم القیامۃ ثلثۃ الانبیاء ثم العلماء ثم الشھداء

قیامت کے دن تین گروہ شفاعت کریں گے پہلے انبیاء پھر علماء پھر شہداء۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اختیار دیا کہ علم، حکومت، مال میں سے ایک چیز پسند کرو آپ نے علم کو پسند کیا اللہ تعالیٰ نے اس کی برکت سے آپ کو بادشاہی اور مال بھی عطا فرمائے

۱۱ حضرت صدر الافاضل مولانا مرادآبادی قدس سرہ اس آیت کا شان نزول بیان فرماتے ہیں:

فَاَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيعُوا اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ ؕ

پس اب تم نماز صحیح صحیح ادا کیا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اطاعت کیا کرو اللہ اور اس کے رسول کی

وَاللّٰهُ خَبِيرٌۢ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۱۳﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِينَ تَوَلَّوْا قَوْمًا

اور اللہ تعالیٰ خوب آگاہ ہے جو تم کرتے رہتے ہو کیا تم نے نہیں دیکھا ان (منافقوں) کی طرف جنہوں نے دوست بنا لیا ایسی

غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُونَ

قوم کو جن پر اللہ کا غضب ہوا ۴۳ نہ یہ لوگ تم میں سے ہیں اور نہ ان میں سے یہ جان بوجھ کر جھوٹی

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جب اغنیاء نے عرض معروض کا سلسلہ دراز کیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ فقراء کو اپنی عرض پیش کرنے کا موقع کم ملنے لگا تو عرض پیش کرنے والوں کو عرض پیش کرنے سے پہلے صدقہ پیش کرنے کا حکم دیا گیا اور اس حکم پر حضرت علی مرتضیٰ نے عمل کیا۔ ایک دینار صدقہ کر کے دس مسائل دریافت کیے۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

① وفا کیا ہے؟	فرمایا توحید اور توحید کی شہادت دینا۔
② عرض کیا فساد کیا ہے؟	فرمایا کفر و شرک۔
③ عرض کیا حق کیا ہے؟	فرمایا اسلام، قرآن اور ولایت جب تجھے ملے
④ عرض کیا حیلہ یعنی تدبیر کیا ہے؟	فرمایا ترک حیلہ
⑤ عرض کیا مجھ پر کیا لازم ہے؟	فرمایا اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت۔
⑥ عرض کیا اللہ تعالیٰ سے کیسے دعا مانگوں؟	فرمایا صدق و یقین کے ساتھ۔
⑦ عرض کیا کیا مانگوں؟	فرمایا عاقبت ایک روایت میں عافیت کا لفظ ہے
⑧ عرض کیا اپنی نجات کے لیے کیا کروں؟	فرمایا حلال کھا اور سچ بول۔
⑨ عرض کیا سرور کیا ہے؟	فرمایا جنت۔
⑩ عرض کیا راحت کیا ہے؟	فرمایا اللہ کا دیدار

جب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سوالوں سے فارغ ہو گئے تو یہ حکم منسوخ ہو گیا اور رخصت نازل ہوئی اور سوائے حضرت علی مرتضیٰ کے اور کسی کو اس پر عمل کرنے کا وقت نہیں ملا۔

۴۳ یعنی منافقین (اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے تھے کہ اسلام روز بروز ترقی کر رہا ہے۔ اس کی فتوحات کا دائرہ وسیع ہوتا جا رہا ہے۔ مال غنیمت کی ریل پیل ہو رہی ہے۔ دنیاوی منفعت کے حصول کے لیے وہ مسلمانوں میں گھسے ہوئے تھے لیکن ان کی

عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿١٤﴾ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا

باتوں پر قسمیں کھا جاتے ہیں۔ تیار کر رکھا ہے اللہ نے ان کے لیے سخت عذاب

إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٥﴾ اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً

بلاشبہ یہ لوگ بہت برے کام کیا کرتے تھے انہوں نے بنا رکھا ہے اپنی قسموں کو ڈھال

فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿١٦﴾ لَنْ

پس وہ لوگوں کو روکتے ہیں خدا کی راہ سے سو ان کے لیے رسوا کن عذاب ہے ہرگز نہ

تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا أُولَٰئِكَ

نہیں بچا سکیں گے انہیں ان کے مال اور نہ ان کی اولاد عذاب الٰہی سے بچانے کے لیے یہ لوگ

أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿١٧﴾ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا

جہنمی ہیں یہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں ۲۲ جس روز اللہ تعالیٰ ان سب کو اٹھائے گا

ان میں جو وہاں یہودیوں کے ساتھ تعلق رکھتے اور انہیں اپنا دوست سمجھتے تھے اور تعجب ہوتا ہے کہ ان بدبختوں نے ایک ایسی قوم سے دوستی قائم کر رکھی ہے جن پر اللہ کا غضب ہے۔ یہ مسلمانوں میں داخل ہیں اور نہ یہودیوں میں۔ حدیث شریف میں ہے۔ مثل المنافق مثل الشاة العائرة بين الغنمين (الحدیث) یعنی منافق کی مثال اس بکری کی سی ہے جو دو ریوڑوں میں سرگرداں پھر رہی ہو۔ اسے یہ معلوم نہ ہو کہ اسے کس ریوڑ کے پیچھے جانا ہے۔

ایک روز حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے حجرہ شریفہ میں تشریف فرما تھے۔ چند صحابہ بھی حاضر تھے۔ حضور نے ارشاد فرمایا: يدخل عليكم رجل قلبه قلب جبار وينظر بعيني شيطان۔ ابھی تمہارے پاس ایک شخص آئے گا جس کا دل ظالم جیسا ہے اور جو شیطان کی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ چنانچہ عبداللہ ابن نبتل منافق آگیا جس کی آنکھیں نیلی، قد چھوٹا اور داڑھی ہلکی تھی۔ حضور نے فرمایا: تم اور تیرے ساتھی کیوں گالیاں دیتے رہتے ہیں۔ اس نے قسم کھائی کہ اس نے کبھی گالی نہیں دی۔ اس کے ساتھی آئے انہوں نے بھی قسمیں کھائیں، حالانکہ وہ جانتے تھے کہ وہ جھوٹی قسمیں کھا رہے ہیں۔

۲۲ جھوٹی قسموں کو انہوں نے ڈھال بنا کر وہ اپنے آپ کو بچا رہے تھے اور اس آڑ میں وہ لوگوں کو اسلام سے نفرت دلاتے اور اسلام کے خلاف غلط گفتگو کرتے [illegible] ان کے [illegible] قبول کرنے کی راہ میں رکاوٹ بن کر کھڑے ہو جاتے ان

فَيَحْلِفُونَ لَهُ كَمَا يَحْلِفُونَ لَكُمْ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ عَلَىٰ

تو وہ قسمیں کھائیں گے اللہ کے سامنے جس طرح تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں اور خیال کریں گے کہ وہ کسی صحیح چیز پر جمے ہوئے

شَيْءٍ ۚ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْكَاذِبُونَ ﴿١٨﴾ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ

ہیں خبردار! یہی وہ جھوٹے لوگ ہیں ٢٦ مسلط ہو گیا ہے ان پر شیطان سو

فَأَنسَاهُمْ ذِكْرَ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ

اور بھلا دیا انہیں اللہ کا ذکر انہیں فراموش کرا دیا ہے یہ لوگ شیطان کا گروہ ہیں خبردار! شیطان کا گروہ ہی

الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿١٩﴾ إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

یقیناً نقصان اٹھانے والا ہے ٢٧ بے شک جو لوگ مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی

کے انجام سے غافل کر دیا۔

٢٦ جھوٹ ان کی فطرت میں رچ بس گیا تھا۔ انہیں جھوٹ بولتے ذرا شرم نہیں آتی تھی۔ وہ بار بار جان بوجھ کر جھوٹ بولتے، ان کی زبان پر کلمۂ کفر آتا، مسلمان انہیں ملامت کرتے تو وہ مکر جاتے اور کہتے کہ ایسی بات ہم نے کہی ہی نہیں اور اپنی بات کو ثابت کرنے کے لیے جھوٹی قسمیں کھانے لگتے۔ جھوٹ اب ان کی فطرت ثانیہ بن چکا ہے۔ حتیٰ کہ قیامت کے روز جب اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں گے تو وہاں بھی جھوٹ بولنے سے باز نہیں آئیں گے اور جھوٹی قسموں کا تانتا باندھ دیں گے۔ واللہ ربنا ما کنا مشرکین۔ ہمیں اپنے رب کی قسم، ہم ہرگز مشرک نہ تھے۔ اور دل میں یہ خیال کریں گے کہ اس طرح جھوٹ بول کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر اس سے اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دیا جا سکتا ہے اور ہم نے اپنے آپ کو اس کی گرفت سے بچا لیا ہے۔ اب ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ پرلے درجے کے جھوٹے ہیں۔

٢٧ منافقین ایسی بیہودہ حرکتیں کیوں کرتے ہیں اور ایسی جھوٹی قسمیں کیوں کھاتے ہیں جن کا جھوٹ اظہر من الشمس ہوتا ہے۔ اس کے متعلق فرمایا کہ ان کی عقل و خرد پر شیطان نے پوری طرح تسلط جما لیا ہے۔ وہ خود سوچنے سمجھنے سے عاری ہیں۔ جو شیطان کا غلام انہیں پڑھاتا ہے اور جس راہ پر وہ انہیں چلاتا ہے آنکھیں بند کیے ہوئے اسی راہ پر چل کھڑے ہوتے ہیں۔ اسی سبب علی عقولہم و ... وشریعہ حق اتبعہ ... ان کی حالت یہ ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی عظمت کا کوئی احساس ہی نہیں تھا۔ انہوں نے اپنے رب کی یاد کو ہی فراموش کر دیا ہے۔ وہ سب شیطان کی فوج کے بھرتی ہو گئے ہیں اور شیطان کے مرید بن چکے ہیں۔ ایسی ناشائستہ حرکتیں نہیں کریں گے تو اور کیا کریں گے۔ وہ یاد رکھیں کہ انجام کار انہیں شدید نقصان اٹھانا پڑے گا۔ دنیا اور آخرت دونوں میں ان کا خسارہ ہو جائے گا۔

أُولَٰئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ ﴿٢٠﴾ كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي

وہ ذلیل ترین لوگوں میں شمار ہوں گے ۔ اللہ نے لکھ دیا ہے کہ یقیناً میں اور میرے رسول ہی غالب آکر رہیں گے

إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٢١﴾ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ

بیشک اللہ تعالیٰ طاقتور اور زبردست ہے ۔ آپ نہیں پائیں گے اس قوم کو جو ایمان رکھتی ہو اللہ اور روز قیامت پر

الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ

کہ وہ محبت کرتے ہوں ان سے جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی خواہ وہ ان کے باپ ہوں

أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي

یا ان کے فرزند ہوں یا ان کے بھائی ہوں یا ان کے کنبہ والے ہوں ۔ یہ وہ لوگ ہیں نقش کر دیا ہے اللہ نے

ان کے بارے میں پہلے ہی بتا دیا [illegible] یعنی یہ لوگ [illegible] جائیں گے یعنی ان ذلیلوں کے زمرہ میں اور سلسلہ اذلین میں یعنی ان کا شمار ذلیل ترین مخلوق میں ہو گا [illegible] ای من جملة الاذلاء لا اذل منهم (قرطبی)

اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اللہ کا دین اور اس کے رسول ہر میدان میں ضرور غالب ہوں گے خواہ مقابلہ دلائل کا ہو یا جنگ کا [illegible] کامیابی کا سہرا اہل حق کے سر ہی رہے گا

اس آیت میں بڑی وضاحت سے اس حقیقت کو بیان فرمایا جا رہا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ پر اور روز قیامت پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں اگر وہ اس دعویٰ میں سچے ہیں تو [illegible] دشمنوں کی محبت [illegible] جس طرح پاک اور پلید پانی ایک برتن میں نہیں سما سکتے اسی طرح ایمان اور دشمنان اسلام کی دوستی ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتی جو شخص ایمان کا مدعی ہے اور کفار و منافقین کے ساتھ یاری دوستی کے تعلقات رکھتا ہے وہ اپنے آپ کو دھوکہ دے رہا ہے۔ اللہ کا بندہ [illegible] کریم کے دشمنوں سے خواہ وہ اس کے کتنے ہی قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہوں ہر قسم کے تعلقات منقطع کر لیتا ہے۔ ان میں سے چند قریبی رشتوں کا صراحۃً ذکر فرما دیا۔ اولاد کو اپنے والدین سے [illegible] محبت ہوتی ہے اور ان کا ادب اور لحاظ بھی [illegible] لیکن اگر باپ دین کا دشمن ہو تو بیٹا اس کی پروا [illegible] اسی طرح [illegible] اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کے مقابلہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتے چنانچہ دیکھ لیا کہ جب غلامان مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء میدان جنگ میں اپنے قریبی رشتہ داروں کے مد مقابل ہوئے تو بھی ان کا [illegible] خاک و خون میں تڑپا دیا۔

قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ

ان کے دلوں میں ایمان اور تقویت بخشی ہے انہیں اپنے فیض خاص سے ۳۱ اور داخل کرے گا انہیں باغوں میں

تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

رواں ہیں جن کے نیچے نہریں وہ ہمیشہ رہیں گے ان میں اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا ان سے

حضرت ابو عبیدہ جب میدان بدر میں گئے تو ان کا باپ عبد اللہ ان کے مقابل آیا۔ آپ نے اپنی تلوار کے وار سے اس کا سر قلم کر دیا۔

ایک دن حضرت صدیق اکبر کے والد ابو قحافہ نے شان رسالت میں گستاخی کی تو آپ نے ان کو زور سے دھکا دیا کہ وہ منہ کے بل زمین پر گر پڑے۔ حضور نے پوچھا تو عرض کیا یہ تھا کہ اگر اس وقت میرے پاس تلوار ہوتی تو میں اسے قتل کر دیتا۔

بعد میں حضرت ابو قحافہ مشرف باسلام ہو گئے تھے

احد کے دن صدیق اکبر کے بیٹے نے مبارزت طلب کی تو حضرت نے جنگ کی اجازت طلب کرتے ہوئے عرض کیا دعنی اکن فی الرعلۃ الاولیٰ یعنی آپ مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں حملہ کرنے والے پہلے گروہ میں داخل ہو جاؤں۔ حبیب کبریا علیہ اطیب التحیۃ والثناء نے فرمایا متعنا بنفسک یا ابا بکر ما تعلم انک عندی بمنزلۃ سمعی و بصری۔

اے ابا بکر ہمیں اپنی ذات سے فائدہ اٹھانے دو۔ تمہیں معلوم نہیں کہ تم میرے نزدیک میرے کان اور میری آنکھ کی طرح ہو۔

اسی طرح حضرت مصعب بن عمیر نے اپنے بھائی عبید بن عمیر کو قتل کیا۔ بدر کی جنگ میں ایک انصاری نے ان کے بھائی ابو عزیز بن عمیر کو گرفتار کیا وہ اس کو رسی سے باندھ رہا تھا تو حضرت مصعب نے دیکھ لیا اور پکارا کہ اس کو خوب کس کر باندھنا۔ اس کی ماں بڑی مالدار ہے تجھے کافی فدیہ ادا کرے گی۔ ابو عزیز نے کہا مصعب تم بھائی ہو کر ایسی بات کہہ رہے ہو؟ آپ نے جواب دیا تیرا میرا بھائی چارہ ختم۔ اب یہ انصاری میرا بھائی ہے جو تمہیں باندھ رہا ہے۔ حضرت فاروق اعظم نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو قتل کیا اور سیدنا علی، سیدنا حمزہ، سیدنا عبیدہ نے اپنے قریبی رشتہ داروں عتبہ، شیبہ اور ولید کو تہ تیغ کیا۔ شمع محبت کے پروانوں نے عملی نمونہ پیش کیا اور دنیا کو بتا دیا کہ ان کے دلوں میں صرف اللہ اور اس کے رسول کی محبت ہے اور بس۔

۳۱ یہی وہ عشاق صادق اور مخلص حضرات ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش کر دیا ہے۔ یہ نقش مٹ سکتا ہے نہ دھندلا پڑ سکتا ہے اور ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی جناب سے روح سے تقویت بخشی ہے۔ روح کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ آلوسی لکھتے ہیں: المراد بالروح نور القلب وهو نور يقذفه الله تعالىٰ فی قلب من يشاء من عباده تحصل به الطمانينة یعنی روح سے مراد وہ نور ہے جو اللہ تعالیٰ جس شخص کے دل میں چاہتا ہے ڈال دیتا ہے۔ اس نور سے دل کو

وَرَضُوا عَنْهُ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ

اور وہ اس سے راضی ہو گئے۔ یہ لوگ اللہ کا گروہ ہیں۔ سن رکھو اللہ تعالیٰ کا گروہ ہی دونوں جہانوں میں

الْمُفْلِحُونَ ﴿٢٢﴾

کامیاب و کامران ہے۔

طمانیت و تسکین نصیب ہوتی ہے (روح المعانی) کیونکہ اس کی حیثیت پاکیزہ روح کی سی ہوتی ہے اس لیے اسے لفظ روح سے تعبیر فرمایا گیا۔

۲۲۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ان بندوں پر بڑا احسان تھا کہ اس نے ان کے دلوں میں ایمان نقش کر دیا۔ ان کے دلوں میں وہ نور ڈال دیا جس سے ان کو ہمت اور استقامت نصیب ہوئی جس کی قوت سے عشق کے امتحان میں وہ کامیاب ہوئے۔ اب ان انعامات کا ذکر فرمایا جا رہا ہے جو ان وفاشعار سرفروشوں کو دیے جائیں گے۔ جنت عطا کرنے کے بعد فرمایا یہ وہ بلند اقبال اور فیروز بخت ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اپنے رب سے راضی ہو گئے۔ اب اس کی حقیقت کو ان خوش نصیبوں کے بغیر کون جان سکتا ہے۔ اس کی قدر و منزلت کو پہچان سکتا ہے۔ یہی وہ جماعت ہے جو فلاح پائے گی۔ انہیں یہ خوشخبری سنا دی کہ وہ فلاح پانے والے ہیں اور دنیا و آخرت کی کامیابی کا تاج صرف ان کو پہنایا جاتا ہے جو اس کے ہو جاتے ہیں۔

◎

اللهم لك الحمد ولك الشكر ولك المجد والكبرياء اللهم انت كريم وباب رحمتك مفتوح اكتب الايمان على قلبي وايدني بروح منك وادخلني في جنتك التي تجري من تحتها الانهار وارض عني ورضني عنك واجعلني من حزبك الا ان حزبك هم المفلحون.

رب اوزعني ان اشكر نعمتك التي انعمت علي وعلى والدي وان اعمل صالحا ترضاه واصلح لي في ذريتي اني تبت اليك واني من المسلمين اللهم صل وسلم وبارك على حبيبك وصفيك ونبيك ورسولك سيدنا ومولانا محمد وعلى آله الطيبين الطاهرين وازواجه الطاهرات امهات المؤمنين وسائر الصحابة والتابعين واولياء امته الكاملين وعلى عبادك الصالحين اجمعين يا ذا الجلال والاكرام.

○

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ الحشر

نام : اس سورت مبارکہ کا نام الحشر ہے یہ لفظ دوسری آیت میں مذکور ہے۔ اس میں تین رکوع، ۲۴ آیتیں، ۴۴۵ کلمے ایک ہزار نو سو تیرہ حروف ہیں۔

زمانہ نزول : اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ اس سورت میں غزوہ بنی نضیر کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ حضرت سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس سے اس سورت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: نزلت فی بنی النضیر یعنی یہ بنی نضیر کے بارے میں نازل ہوئی (بخاری، مسلم)۔ انہیں سے دوسری روایت یوں ہے کہ میں نے اس سورت کے بارے میں حضرت ابن عباس سے دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا "سورۃ بنی نضیر" یعنی اس سورت کا نام ہی بنی نضیر ہے۔

لیکن اس میں اختلاف ہے کہ اس سورت کا نزول اور غزوہ بنی نضیر کس سال میں ہوا۔ ایک قول یہ ہے کہ جنگ بدر کے چھ ماہ بعد غزوہ بنی نضیر وقوع پذیر ہوا لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ غزوہ ربیع الاول ۴ ہجری میں پیش آیا۔ اس سے پہلے بئر معونہ کا المناک حادثہ رونما ہو چکا تھا۔ علامہ سہیلی، ابن ہشام اور ابن سعد نے اسی قول کی تصریح کی ہے۔

یہود یثرب میں

اس غزوہ کے پس منظر کو سمجھنے کے لیے ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ یہود جن کا اصلی وطن فلسطین تھا وہ حجاز کے اس دور افتادہ علاقہ میں کب اور کن حالات میں پہنچے۔ کتب تاریخ کے مطالعہ سے تین چار ایسے اقوال ملتے ہیں جن کی روشنی میں یثرب میں یہودی آبادی کے آنے کے بارے میں کوئی رائے قائم کی جا سکتی ہے۔

(۱) علامہ ابن خلدون نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے اور دیگر ذرائع سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ یثرب شہر آباد کرنے والے عمالقہ تھے جس شخص نے اس کا سنگ بنیاد رکھا اس کا نام یثرب بن مہلائیل بن عوص بن عملیق تھا۔ گویا یہ شہر اپنے بسانے والے کے نام سے ہی مشہور ہو گیا۔ عمالقہ کا علاقہ بڑا زرخیز اور سرسبز و شاداب تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت یوشع کی قیادت میں بنی اسرائیل کا ایک لشکر عمالقہ کی سرکوبی کے لیے یثرب روانہ کیا اور حکم دیا کہ ان میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑیں۔ یوشع نے اپنی اسرائیلی فوج کے ساتھ یثرب پر حملہ کیا ان کو شکست فاش دی اور اس نسل کے جتنے آدمی تھے سب کو تہ تیغ کر دیا۔ صرف ان کے بادشاہ [illegible] کا ایک نوجوان لڑکا جو بڑا حسین و خوبصورت تھا اسے انہوں نے زندہ چھوڑ دیا تاکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام خود اس کے بارے میں فیصلہ کریں۔ جب یہ فاتح لشکر اپنے وطن کی طرف لوٹا تو اس کے پہنچنے سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام رحلت فرما گئے۔ وہاں کے یہودیوں کو جب پتہ چلا کہ یوشع نے عمالقہ کے بادشاہ کے لڑکے کو قتل نہیں کیا

تو وہ تتر بتر ہو گئے۔ اور ان یہودی جو مسلسل کے ظلم کا شکار ہو رہے تھے پر غداری کا الزام لگایا اور انھیں اپنے علاقے میں سکونت کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ ان لوگوں نے یہ سوچ کر کہ اس کے بجائے کہ ادھر ادھر دربدر مارے مارے پھریں کیوں نہ اس شہر میں جا کر آباد ہو جائیں جس کی نسبت سے ابھی ابھی ذکر کیا ہے۔ چنانچہ وہ یثرب میں آگئے اور یہیں بودوباش اختیار کر لی۔ یہ پہلا یہودی گروہ ہے جو یہاں آکر آباد ہوا۔

۲۔ بخت نصر نے جب یروشلم پر حملہ کیا اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی ہیکل سلیمانی کو آگ لگا کر پیوند زمین کر دیا بہت سے یہودیوں کو بے دریغ قتل کر دیا اور بے شمار لوگوں کو جنگی قیدی بنا کر اپنے ساتھ لے گیا اس وقت یہودیوں کے چند قبائل یثرب میں آکر آباد ہو گئے۔ یاد رہے کہ بخت نصر نے ۵۸۶ قبل مسیح کو یروشلم پر حملہ کیا تھا۔ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں: "ثم حدث الزمان زمن بخت نصر، تفرقت بنو اسرائیل فی البلاد ونزلت طائفة منهم الحجاز وطائفة یثرب وطائفة وادی القری وذهبت شرذمة منهم الی مصر" (البدایۃ والنہایۃ ص ۳۹ ج ۲)۔

ترجمہ: یعنی بخت نصر کے حملے کے زمانہ میں بنو اسرائیل مختلف ملکوں میں منتشر ہو گئے۔ ان میں سے ایک طائفہ حجاز میں، ایک یثرب میں، ایک وادی القری میں جا کر اقامت گزیں ہو گیا اور ایک مختصر سا گروہ مصر چلا گیا۔

۳۔ جب رومیوں نے شام، فلسطین اور ملحقہ علاقوں پر قبضہ کیا اور یہودی آبادیوں کو تاراج کیا، ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر کے ان کی عورتوں کے ساتھ نکاح کر لیا۔ اس ہنگامہ میں بنو نضیر، بنو قریظہ اور بنی بہدل وہاں سے جان بچا کر بھاگ نکلے اور یثرب میں اقامت اختیار کر لی۔ ابن خلدون لکھتے ہیں: "وظهر الروم على بني اسرائيل بالشام فقتلوهم وسبوهم وخرج بنو نضير وبنو قريظة وبنو بهدل هاربين الى الحجاز وتبعهم الروم فهلكوا عطشاً" [illegible]

ترجمہ: جب رومی بنی اسرائیل پر ملک شام میں غالب آ گئے تو انہوں نے انھیں قتل کیا، انھیں گرفتار کیا۔ اس حالت میں بنو نضیر، بنو قریظہ اور بنی بہدل حجاز کی طرف بھاگ نکلے۔ رومیوں نے ان کا تعاقب کیا لیکن عرب کی صحرائی دھوپ برداشت نہ کر سکے اور پیاس کی شدت سے ہلاک ہو گئے۔

ڈاکٹر احمد امین نے فجر الاسلام میں اسی قول کی تائید کی ہے (ص ۲۳،۲۲)۔

یہ تین اقوال کتب تاریخ میں پائے جاتے ہیں ان میں سے کسی کو صحیح اور کسی کو غلط کہنا از حد مشکل ہے کیونکہ ان تینوں میں کوئی تعارض نہیں ہو سکتا ہے کہ سب سے پہلے یوشع اور ان کے ساتھی یثرب میں آکر آباد ہوئے ہوں۔ پھر جب ۵۸۶ ق م میں بخت نصر نے یروشلم کو تاخت و تاراج کیا تو اس وقت یہودیوں کے چند قبائل بھاگ نکلے اور عرب کے مختلف علاقوں میں آکر آباد ہو گئے ہوں۔ تیماء، فدک، خیبر، وادی القری کے سرسبز علاقے انہوں نے اپنی رہائش کے لیے منتخب کیے ہوں۔ پھر جب رومیوں نے آکر شام و فلسطین پر قبضہ کر لیا اور یہودیوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے ہوں تو اس وقت یہی قبیلے کسی طرح جان بچا کر حجاز کی طرف بھاگ آئے ہوں اور یثرب میں، جہاں پہلے سے ان کے دینی بھائی رہائش پذیر تھے، وہاں بس گئے ہوں۔ جب قومیں ہجرت کرتی ہیں تو اس کے تمام افراد یکبارگی نقل مکانی نہیں کیا کرتے کسی حادثہ کے وقت ان میں سے

اسی ترک وطن میں پیش قدمی کرتے ہیں جب کوئی سوا قعہ پیش آتا ہے اس خطرے کی پناہ گاہ کی تلاش میں اپنے وطن کو چھوڑ سکتے ہیں۔ پھر کسی نئی قیامت کے برپا ہونے پر اسی مقام کو بھی ترک کر جاتے ہیں۔ یہی حال یہودیوں کی ہجرت کا ہے جو مختلف مقامات اور مختلف حالتوں میں وقوع پذیر ہوئی

اوس اور خزرج جن کو بعد میں انصار اسلام ہونے کا شرف حاصل ہوا وہ بھی عرب سے منسوب ہو گئے۔ ان کا اصل وطن یمن تھا اور ان کا تعلق یمن کے ایک مشہور قبیلہ ازد سے تھا یمن کے وسطی علاقہ میں وادی مارب کی سد کی برکت سے بسا ہوا تھا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کے احکامات کی ناشکری کی پاداش میں وہ نعمتیں چھین لی گئیں جس سے سب کے پیچھے آثار ہے تو سد مارب ٹوٹ گیا گویا ان کا تمسخر تھا کہ وہ پر سیلاب کے حوالے ہو گئے جیسا کہ قرآن حکیم میں پارہ ۲۲ میں آتا ہے جو لوگ اس طوفان کی زد میں آگئے وہ تو غرق ہو گئے لیکن جو لوگ بچ گئے ان کے اموات، ان کی نسل بچی جن کے قصور و محلات سب تباہ و برباد ہو گئے اس سے بھی اسی میں سلامتی تھی کہ جہاں سے نقل مکانی کر کے کسی اچھے گوشہ میں سکونت اختیار کریں جہاں وہ امن و سکون کی زندگی بسر کر سکیں۔ انہی میں سے اوس و خزرج بھی تھے جو یثرب میں آ کر بس گئے ہیں۔

سارت ازد شنوءة الشام بالسراة ونزلت خزاعة بطن مر وسارت غسان بصری ارض الشام و

سارت ازد عمان الی عمان وسارت الاوس والخزرج یثرب (ج ۱ ص ۲۹۹-۱۲)

ترجمہ: یمن میں سیل العرم کے بعد ازد یمن سے نکلے ان کا ایک حصہ ازد شنوءہ شام (سراۃ) میں جا کر آباد ہوا اور غسان بصری میں اور ... میں اور ازد عمان عمان میں۔ اوس اور خزرج یثرب میں جا کر آباد ہو گئے۔

اوس و خزرج نے یثرب کی وادی میں آ کر یہودیوں کے پڑوس میں سکونت اختیار کی لیکن سوال یہ ہے کہ ہجرت کی ابتدا یعنی سیلاب کب آیا جس نے اس تمدن کو تباہ کر دیا اور ان کو وطن چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ اس کے بارے میں کتب تاریخ میں مختلف اقوال مذکور ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ واقعہ ولادت مسیح علیہ السلام کے قریبی زمانہ میں ہوا۔ اگرچہ سد مارب پہلے سے کمزور ہو چکا تھا لیکن یہ شگاف اتنا بڑا نہ تھا کہ اب اس کی مرمت نہ ہو سکتی۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ واقعہ ولادت مسیح سے پہلے کا ہے جس کے بعد قبائل نے یمن سے نقل مکانی کا سلسلہ شروع کیا۔ جرجی زیدان عرب قبل الاسلام میں لکھتے ہیں۔

وتفرقت قبائل الازد وغیرھا فی جزیرة العرب بسبب ذلک فی اوائل التاریخ المیلادی

یعنی سد کے ٹوٹنے کا واقعہ مسیح علیہ السلام کے قریبی زمانہ میں ہوا جس سے قبائل ازد وغیرہ منتشر ہو گئے اور مختلف مقامات پر نقل مکانی کر کے مختلف علاقوں میں آباد ہونا شروع کر دیا۔

اس قول کے مطابق اوس و خزرج پہلی صدی عیسوی میں یثرب میں جا کر آباد ہوئے

(۲) ڈاکٹر احمد امین فجر الاسلام میں سنہ ۳۰۰ء میں اوس و خزرج کی آمد یثرب میں ثابت کرتے ہیں۔

(۳) بعض کا خیال ہے کہ سیلاب عظیم جس نے سد مارب کو ہمیشہ کے لیے تباہ و برباد کر دیا وہ سنہ ۴۵۰ء عیسوی یا ۵۴۲ء عیسوی میں آیا اس تیسرے قول کے مطابق یثرب میں اوس و خزرج کی آمد پانچویں صدی کے نصف آخر میں ہوگی۔

یہ ممکن ہے کہ یہ سیلاب [illegible] میں آیا ہو لیکن اس سے پہلے [illegible] کی حالت [illegible] ہو چکی تھی [illegible] اس زمانے میں [illegible] تباہ ہو [illegible] حکومت وقت نے اس کی مرمت کرادی ہو اور اس طرح [illegible]

اوس و خزرج [illegible] جب یثرب پہنچے تو [illegible] یہودی [illegible] سے آباد تھے [illegible] کے قبضے میں تھیں [illegible] وہاں آباد تھے ان کی کوئی سیاسی حیثیت نہ تھی۔ وہ [illegible] کے زیر [illegible] اپنی تنگ [illegible] بسر کر رہے تھے۔ [illegible] کی [illegible] یہودی [illegible] ان کی مدد [illegible] اوس و خزرج [illegible] ان کی حیثیت [illegible] بڑے [illegible] ملک [illegible] قبیلے [illegible] کے تعاون سے اپنے قبیلے کو [illegible] اس وقت ان کا ایک یہودی [illegible] کے علاوہ [illegible] اس واقعہ [illegible] [illegible] یہودیوں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] جب [illegible] یہودیوں [illegible] [illegible] حیثیت [illegible] اوس و خزرج [illegible] یہودیوں [illegible] [illegible] قوت و شوکت کے سامنے یہود کو [illegible] پڑا۔ ([illegible])

اس وقت یہودیوں کے تین مشہور قبیلے وہاں آباد تھے [illegible] بنو قینقاع [illegible] اور برتن سازی کا کام کیا کرتے تھے۔ [illegible] یہودی [illegible] اس لیے وہ یثرب کے شہر میں رہتے تھے اور کوئی ان سے مزاحمت نہیں کرتا تھا لیکن اس قتل عام کے بعد [illegible] یثرب شہر کے [illegible]

کے ساتھ پرامن زندگی بسر کر سکیں۔ بے شک اب اقتدار اور سیاسی قوت کے مالک اوس و خزرج تھے لیکن یہود کا اثر و نفوذ بھی کم نہ ہوا تھا۔ وہ سودی کاروبار میں بڑے چست و چالاک تھے۔ [illegible] سود در سود وصول کرتے۔ سود کا زیادہ اختیار تھا۔ جو ایک مرتبہ ان کے پنجے میں پھنس جاتا اس کے نکلنے کی صورت پیدا نہ ہوتی۔ کاروبار، سارے امور زراعت سب انہی کے تصرف میں تھے اس لیے ان کا غلبہ ختم ہونے والا نہ تھا۔

گو مدینہ کے اوس اور خزرج کے قبائل میں اتحاد و اتفاق ہو گیا۔ اس کی برکت سے وہ خوشحالی کی زندگی بسر کرنے لگے؛ لیکن یہودیوں میں باہمی جنگیں اور مسلسل [illegible] کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ یہودی زر و مال کے لیے ترس رہے تھے۔ انہوں نے دونوں قبائل کے درمیان افتراق و انتشار کا بیج بونے کی سازشیں شروع کر دیں۔ ان کے [illegible] تو ساتھ ہی حالات [illegible] زندگی بسر کر رہے [illegible] لیکن وہ یہودیوں کے ہاتھوں میں ہی [illegible] نظر آتی۔ [illegible] اس لیے وہ [illegible] استقلال کرنے کے لیے تیار تھے۔ چنانچہ جب اوس و خزرج متحد ہو گئے تو یہودی [illegible] کے ساتھ [illegible] کے ساتھ سامنے آ گئے۔ یہ حالات تھے جب حضور کریم [illegible] یثرب کی [illegible] جب حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کر کے یثرب میں تشریف لائے۔ یہودی اپنی مذہبی کتابوں کے مطالعہ کے باعث اچھی طرح جانتے تھے کہ ایک نبی آنے والے ہیں [illegible] ان کی آمد سے ان کے صاحب کی شبیہ کی [illegible] ہوئی۔ جب [illegible] یثرب کی [illegible] تو وہ یہودی علماء ہی تھے جنہوں نے [illegible] کہ اس قوم سے [illegible] اس بستی میں بھی [illegible] یہی وہ نبی ہیں جن کی ہجرت گاہ ہے۔ [illegible] اسلام قبول کیا تھا جن کی تفصیل آپ پڑھ چکے۔ قرآن مجید جلد چہارم ص ۴۴۴ سورۃ [illegible] آیت [illegible] کے حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

نیز جس وقت انہیں کسی کا زور [illegible] تو [illegible] بارگاہ میں حضور نبی کریم کے وسیلہ سے فتح کی دعا مانگا کرتے۔ (البقرہ ص ۸۹، جلد اول ضیاء القرآن)

اس لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو حضور کے استقبال کرنے والوں میں پیش پیش تھے۔ ہجرت [illegible] مدینہ طیبہ [illegible] امن و امان کی فضا [illegible] کے لیے مواخات کا سلسلہ شروع کیا۔ سب سے پہلے انصار اور مہاجرین کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تاکہ [illegible] قومی جمعیت کا احساس بھی [illegible] ملت واحدہ کے رنگ میں رنگے جائیں۔ مدینہ طیبہ میں [illegible] بڑی جمعیت یہودیوں کی تھی۔ اگرچہ انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا لیکن اس کے باوجود حضور نے ان کے ساتھ دوستی کا معاہدہ [illegible] کیا۔ [illegible] دفعات کا مطالعہ کر کے انسان حیران ہو جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس فراخدلی سے ان کو مذہبی آزادی، معاشرتی اور معاشی مساوی حیثیت عطا فرما دی تھی۔ اس معاہدہ کی چند دفعات آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

"وان الیھود ینفقون مع المؤمنین ما داموا محاربین. وان یھود بنی عوف امۃ مع المؤمنین للیھود دینھم وللمسلمین دینھم موالیھم وانفسھم الا من ظلم واثم فانہ لا یوتغ الا نفسہ واھل بیتہ . . . وان علی الیھود نفقتھم وعلی المسلمین نفقتھم وان بینھم النصر علی من حارب اھل ھذہ الصحیفۃ وان یثرب حرام جوفھا لاھل ھذہ الصحیفۃ (ابن ہشام ص ۱۲۳ ج ۲)

ترجمہ: "یہودی اور مسلمان اپنے اپنے خرچ کے ذمہ دار ہوں گے جب تک وہ مل کر جنگ کریں گے اور بنی عوف کے یہودی مسلمانوں کے ساتھ ایک گروہ ہیں۔ یہودیوں کے لیے ان کا دین، مسلمانوں کے لیے ان کا دین، سوائے اس شخص کے جو ظلم کرتا ہے اور گناہ کا ارتکاب کرتا ہے پس وہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو برباد کرتا ہے۔ یہودیوں پر اپنے مصارف کی ذمہ داری ہے مسلمانوں پر اپنے مصارف کی۔ اس معاہدہ میں شریک ہونے والے لوگوں کے ساتھ جو شخص جنگ کرے گا، یہ ایک دوسرے کی اس کے مقابلہ میں امداد کریں گے اور ان کے درمیان ایک دوسرے کی خیر خواہی، خلوص، نیکی اور بھلائی ہے۔ گناہ سے اجتناب ضروری ہے اور یثرب کے اندر کسی قسم کا فتنہ و فساد کرنا شرکائے معاہدہ کے لیے حرام ہے۔"

جن مصالحانہ بلکہ فیاضانہ شرائط پر یہ معاہدہ طے ہوا تھا، توقع تو یہی تھی کہ اس معاہدہ کے فریقین صدق دل سے اس کی پابندی کریں گے۔ مسلمانوں نے ہر وقت اس معاہدہ کی شرائط کو پیش نظر رکھا لیکن یہودیوں نے کچھ عرصہ بعد اس معاہدہ کی بیخ کنی شروع کر دی جس کی متعدد وجوہات تھیں۔

یہود نے مسلمانوں کے استقبال میں گرمجوشی سے اس لیے حصہ لیا تھا کہ ان کا گمان تھا کہ یہ لٹے پٹے مہاجر جن کی دولت و متاع از دست رفتہ ہے ان کے مرہون احسان ہو کر رہیں گے اور وہ ان نووارد مسلمانوں کی طرح طرح کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لیے انہیں آلۂ کار بنائیں گے۔ انہیں معلوم نہ تھا کہ حضور علیہ السلام نے جو ذہنی و روحانی انقلاب برپا کیا ہے اس نے ان کو کیسے سانچے میں ڈھال دیا ہے۔ جن کا مرکز اطاعت صرف ان کا رب ہے۔ اپنے ہادی و مرشد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ عالی میں جھک سکتا ہے کسی اور قوت کے سامنے ان کی گردن خم نہیں ہو سکتی۔ ان کا ایک ایسا مقصد ہے جو انہیں اپنی جان سے عزیز تر ہے۔ وہ کسی قیمت پر اس سے دستبردار ہونے کے لیے تیار نہیں۔ اس لیے یہودیوں کو مسلمانوں سے نفرت ہونا شروع ہو گیا۔ پھر انہوں نے دیکھا کہ اوس و خزرج جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے نبی رحمت کے طفیل آپس میں بھائی بھائی بنتے جا رہے ہیں۔ انہیں اس اتحاد میں اپنے منصوبوں کی ناکامی کا اندیشہ نظر آنے لگا۔ نیز شریعت اسلامیہ کے وہ احکام جن کا تعلق معاشی، اخلاقی زندگی سے تھا وہ سراسر ان کے مفادات سے متصادم تھے۔

اسلام سود سے بڑی سختی سے منع کرتا ہے بلکہ سود خوروں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ کی دھمکی دیتا ہے اور یہودیوں کی ساری خوشحالی کا دارومدار سود خوری پر تھا وہ کب یہ گوارا کر سکتے تھے کہ ایک ایسی منظم جماعت وجود میں

[illegible] وقت میں آنے کے بعد یہود [illegible] مسلمانوں کی سادہ لوحی سے ناجائز فائدہ اٹھا [illegible] ان کی تجارت کا [illegible] مدینہ کے ان [illegible] سے [illegible] تعلقات [illegible] ان کے [illegible] کی [illegible] کی سیاسی و شمال [illegible] کے [illegible] جب [illegible] ہم سکتے ہیں

جن میں [illegible] اسلام کے خلاف [illegible] کے [illegible] کعب بن اشرف [illegible] اور [illegible] ان کے [illegible] کی [illegible] کے [illegible] مسلمانوں سے [illegible] جنگ [illegible] اس کے بعد [illegible] مسلمانوں کا [illegible] اس کے [illegible] کی حمایت [illegible] اور [illegible] کا [illegible] ان کے [illegible] کا [illegible] نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو شخصوں کی دیت [illegible] کے [illegible] بنی نضیر کے پاس گئے [illegible] آپ [illegible] ایک [illegible] بھاری پتھر آپ پر [illegible] کے [illegible] یہ [illegible] آپ [illegible] کسی [illegible] اس سورہ [illegible] اس کی [illegible] آپ [illegible] کی [illegible] میں [illegible] کریں گے۔

مضامین: اس سورت میں [illegible] بیان کیے گئے ہیں [illegible] کے ساتھ [illegible] ہے

سورت کا آغاز [illegible] کے بیان [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] ہے [illegible] اور [illegible] کی [illegible] اور [illegible] کے [illegible] ان کے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] کے [illegible] ان کے [illegible] کے [illegible] اس [illegible] کے [illegible] کے [illegible] ہے [illegible] اس کے [illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے [illegible] پھل دار درخت [illegible] ہے

(۱) [illegible] کی تقسیم [illegible] کے [illegible] کا ذکر [illegible]

بین الاغنیاء منکم"

اس کے بعد اپنے محبوب کی غیر مشروط اطاعت کا حکم دیا۔ پھر مہاجرین و انصار کی تعریف کر کے ان کی عزت افزائی فرمائی۔

دوسرے رکوع میں منافقین کی رذیل حرکات پر انہیں سرزنش کی کہ بظاہر تو وہ اپنے آپ کو مسلمان کہا کرتے ہیں لیکن درحقیقت وہ کفر کے علمبردار ہیں اور اسلام کے دشمن۔ جب حضور نے بنی نضیر کو الٹی میٹم دیا کہ تین روز میں مدینے سے نکل جاؤ تو عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین نے ان کو کہلا بھیجا کہ مت نکلنا، میں دو ہزار کا لشکر لے کر تمہاری مدد کے لیے آجاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے بتادیا کہ یہ منافقین جھوٹ بولتے ہیں۔ اگر جنگ چھڑ گئی تو وہ یہود کا کبھی ساتھ نہیں دیں گے۔

آخری رکوع میں دوسرے مضامین کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ کا ذکر فرمایا جس سے اللہ تعالیٰ کی عظمت کا پتہ چلتا ہے۔ قرآن کریم میں اتنے اسماء حسنیٰ اور کہیں یکجا نہیں۔

سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ اَرْبَعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ الحشر مدنی ہے ۔ اس میں ۲۴ آیتیں اور ۳ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ①

اللہ کی پاکی بیان کرتی ہے ہر چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور وہی سب پر غالب بڑا دانا ہے

هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ

وہی تو ہے جس نے نکال دیا اہل کتاب سے کافروں کو ان کے

دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۭ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ

گھروں سے پہلی جلاوطنی کے وقت تم نے گمان بھی نہ کیا تھا کہ وہ نکل جائیں گے اور وہ بھی گمان کرتے تھے کہ

مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ

انہیں ان کے قلعے بچا لیں گے اللہ کے قہر سے ۔ پس آپہنچا ان پر اللہ کا قہر وہاں سے جس کا انہیں

۱؎ اس سورت میں یہودیوں کی ریاست اسلامی ریاست کا ایک عظیم فتنہ سے نجات دینے کا ذکر ہے۔ یہ جلاوطنی اور نجات بھی ان حالات
میں ہوئی کہ بظاہر اس کا کوئی امکان نہ تھا اور نجات اس طرح کہ مسلمانوں کا کوئی جانی نقصان نہ ہوا [illegible]
[illegible] مسلمانوں [illegible] گیا ۔ مسلمان ان کے مکانات [illegible] باغات اور [illegible] کے
مالک بن گئے [illegible] مسلمان [illegible] سے کر
اپنے [illegible] سورت کی ابتدا [illegible] تسبیح [illegible] حکمت [illegible] کے
[illegible] کا شکر ادا کرتے رہیں۔

۲؎ اس آیت میں [illegible] اہل کتاب کا ذکر ہے [illegible] یہود [illegible] مدینہ طیبہ کے مضافات میں [illegible]
[illegible] جنگ کے [illegible]

يَحْتَسِبُوا وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُمْ

خیال بھی نہ تھا اور ڈال دیا اس نے ان کے دلوں میں رعب چنانچہ وہ برباد کر رہے تھے اپنے گھروں کو

بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ ②

اپنے ہاتھوں سے اور اہل ایمان کے ہاتھوں سے پس عبرت حاصل کرو اے دیدۂ بینا رکھنے والو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِى الدُّنْيَا

اور اگر نہ لکھ دی ہوتی اللہ نے ان کے حق میں جلاوطنی تو انہیں عذاب دے دیتا اس دنیا میں ؎

دے گئے۔ اس طرح وہ اپنے ہاتھوں سے اپنے شیش محلوں کو برباد کر رہے تھے۔ وہ اپنے آراستہ و پیراستہ شبستانوں کو حسرت ناک نگاہ سے جدا ہو رہے تھے ان کے دلوں پر کیا بیت رہی ہوگی۔ اموال کے چلے جانے کے بعد جب مسلمان وہاں پہنچے تو باقی ماندہ کھنڈرات کو انہوں نے مسمار کر دیا تاکہ آئندہ یہ یہاں پھر سے مکانات تعمیر نہ کر سکیں۔

؎ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ کا لفظی مطلب ہے۔ حشر کا معنی ہے متفرق چیزوں کو جمع کرنا۔ منتشر اور اکٹھا کرنا۔ قیامت کو حشر کہنے کی وجہ بھی یہی ہے کہ اس وقت تمام انسان جو دور دراز جگہوں میں بکھرے ہوئے تھے ان کو یکجا کر دیا جائے گا۔ آیت میں حشر سے مراد کیا ہے۔ علماء کے اس بارے میں متعدد اقوال ہیں۔ ایک یہ کہ مراد بنی نضیر کی مدینہ طیبہ سے جلاوطنی ہے کیونکہ اس دن قوم کے تمام شیخ و شباب کو ایک جگہ جمع کیا گیا پھر مدینہ طیبہ سے انہیں نکل جانے کا حکم دے دیا گیا۔ اس تفسیر کے مطابق غرائب القرآن میں اس کا یہی مفہوم لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: یہاں اول کی تصریح سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان کی پہلی جلاوطنی ہے۔ دوسری جلاوطنی بھی ہوگی اور یہ حضرت فاروق کے دور میں ہوئی جب انہیں خیبر سے شام کی طرف جلاوطن کیا گیا۔ ان کا آخری حشر قیامت کے دن ہوگا۔ وہاں سے وہ سیدھے جہنم رسید ہوں گے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ حشر سے مراد اسلامی فوج کا ان کے محاصرہ کے لیے جمع ہونا ہے۔ اس وقت آیت کا مفہوم یہ ہوگا کہ جب مسلمانوں نے یہود کے خلاف پہلی مرتبہ لشکر کشی کی تو بغیر جنگ کیے ہی یہ بدنصیب اپنا وطن چھوڑ کر چلے گئے۔ (روح المعانی)

؎ یعنی یہ کہ اس سارے واقعہ کا اگر بنظر غائر مطالعہ کرو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ جب کوئی فرد یا کوئی قوم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتی ہے اور اس کے رسول کریم کے مقابلے پر ڈٹ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں رعب پیدا کر دیتا ہے۔ ان کے پاس اسلحہ کے انبار کیوں نہ ہوں، ان کے مورچے کتنے ہی مستحکم کیوں نہ ہوں کوئی چیز بھی انہیں شکست سے نہیں بچا سکتی۔

؎ یعنی اگر وہ جلاوطنی پر آمادہ نہ ہوتے، اگر وہ جنگ کرتے تو تمام قتل ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ کے شیروں کی تلواریں جب بے نیام ہوتیں تو ان دو قبیلوں میں سے کوئی بھی زندہ بچ کر نہ جا سکتا۔ سب تہ تیغ کر دیے جاتے۔ ان کا سارا مال و متاع، ان کی عورتیں اور جائیداد سب ان سے چھن جاتے۔ انہوں نے جلاوطنی قبول کر کے اپنے آپ کو بچا لیا۔ لیکن آخرت میں جو عذاب ان کے لیے مقدر ہو چکا ہے اس سے انہیں رہائی نہ ملے گی۔

وطن سے نکال دینے کے لیے دو لفظ استعمال ہوتے ہیں، اخراج اور جلاء۔ لیکن ان میں معمولی سا فرق ہے۔ اگر کسی کو اہل بیت سمیت ملک بدر کر دیا جائے تو اس کو جلاء کہتے ہیں۔ اخراج کا لفظ اس وقت بھی استعمال ہوتا ہے جب کسی کو تنہا ملک بدر کیا جائے نیز جلاء کا لفظ اس وقت استعمال ہوتا ہے جب ایک جماعت کو ملک سے نکالا جائے لیکن اخراج کا لفظ جماعت اور فرد دونوں کے ملک بدر کرنے کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔

وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝٣ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاۗقُّوا اللّٰهَ

اور ان کے لیے آخرت میں تو آگ کا عذاب ہے ہی ۔ یہ سزا اس لیے دی گئی کہ انہوں نے مخالفت کی اللہ

وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاۗقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝٤

اور اس کے رسول کی اور جو اللہ کی مخالفت کرتا ہے تو اللہ سزا دینے میں بڑا سخت ہے ٣

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَاۗىِٕمَةً عَلٰٓي اُصُوْلِهَا

جو کھجور کے درخت تم نے کاٹ ڈالے یا جن کو ان کی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا ۴

فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝٥ وَمَآ اَفَاۗءَ اللّٰهُ عَلٰي رَسُوْلِهٖ

تو یہ دونوں باتیں اللہ کے اذن سے تھیں تاکہ وہ فاسقوں کو رسوا کرے ۵ اور جو مال فے دلایا اللہ نے اپنے رسول کو ان

٣ یہی بنو نضیر پر جو مصیبت ٹوٹ پڑی ہے کہ انہیں گھر بار سے نکال دیا گیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے تھے اور جو لوگ ایسی روش اختیار کریں ان کا انجام خراب ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ایسی شدید سزا دیتا ہے کہ ان کا نام و نشان تک باقی نہیں رہتا۔

۴ مسلمانوں نے جب بنو نضیر کا محاصرہ کر لیا تو یہ لوگ اپنے قلعوں کو بند کر کے بیٹھ گئے اور باغات سے جو پاس تھے ان کے قلعوں کے نزدیک ایسی گھنی جگہ تھی جہاں مسلمان جمع ہو کر حملہ نہیں کر سکتے تھے۔ اس لیے بعض مقامات پر کھجور کے درخت کاٹ دیے گئے اور جو درخت وہاں سے دور تھے ان کو باقی رہنے دیا گیا۔ منافقین اور یہودیوں نے اس بات کا بتنگڑ بنا دیا کہ دیکھو ان کو زمین میں فساد برپا کر رہے ہیں اور ہرے بھرے پھلدار درختوں کو اس بے دردی سے کاٹ رہے ہیں۔ مسلمانوں کو بھی تشویش ہوئی کہ کہیں ان کا یہ عمل فساد فی الارض میں تو داخل نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جن درختوں کو تم نے کاٹا ہے اور جن کو رہنے دیا ہے تم پر کوئی گرفت نہیں یہ سب کچھ اللہ کی اجازت سے ہے۔

اس آیت سے فقہاء نے یہ مسئلہ مستنبط کیے ہیں: مسلمانوں کا لشکر کفار کے علاقہ میں داخل ہو اور اسے جنگی ضرورت کے لیے درختوں کو کاٹنا پڑے یا کسی مکان کو ڈھانا پڑے یا کوئی کھیتی یا کسی نہر کا بند توڑنا پڑے تو ایسی شرعاً اس کی اجازت ہے۔ لیکن بلا ضرورت توڑ پھوڑ کی اجازت نہیں۔ ایک دوسری روایت میں ہے حضرت صدیق اکبر نے جب اسلامی لشکر کو روم کی طرف روانہ کیا تو انہیں ہدایت فرمائی کہ پھل دار درختوں کو نہ کاٹنا نہ فصلوں کو خراب کرنا، نہ آبادیوں کو ویران کرنا۔ البتہ جنگی ضرورت کے لیے ایسے کام کی اجازت ہے۔

مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ

ان سے سو تم نے اس پر نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ لیکن

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ⑥

اللہ تعالیٰ تسلط بخشتا ہے اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے ۔

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ

جو مال پلٹا دیا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی طرف ان بستیوں کے رہنے والوں سے [12] تو وہ اللہ کے لیے ہے اور رسول کے لیے

کتب لغات میں لکھا ہے ما اوجفتم فیہ [illegible] رکاب، اونٹوں کو کہتے ہیں۔ اس کا واحد راحلہ ہے اس کے اپنے مادہ سے اس کا واحد نہیں۔ رکاب صرف اونٹ کے سوار کو کہتے ہیں گھوڑ سوار کو فارس کہا جاتا ہے۔

[11] اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ اپنے رسولوں کو کفار کے اموال و املاک پر تسلط ارزانی فرماتا ہے۔ اسی سنت الٰہیہ کے مطابق حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بھی یہ [illegible] بنو نضیر کی املاک کا جنگ کے بغیر مالک بنا دیا۔ بے شک وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے جس کو چاہے جتنا چاہے عطا فرمائے۔

[12] اس آیت کو واؤ عاطفہ کے ساتھ ماسبق پر معطوف نہیں کیا کیونکہ جہاں عطف آتا ہے وہاں مغایرت ہوتی ہے۔ یہاں چونکہ پہلی آیت کی ہی تفصیل بیان ہو رہی ہے اس لیے گویا دونوں ایک ہیں۔ یہاں عطف کی ضرورت نہیں۔ امام رازی کا ارشاد ہے لم یدخل العاطف علی هذه الجملة لانها بیان للاولی فهی منها غیر اجنبیة عنها (تفسیر کبیر)

پہلی آیت میں ذکر تھا کہ جنگ کے بغیر کفار کے اموال اور دیگر املاک مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئے تھے۔ اس سے [illegible] سوال پیدا ہوتا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان املاک کی تقسیم اور ان کے مصارف کی تفصیل بھی ذکر کر دی تاکہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں کوئی تردد نہ ہو۔

تفصیل میں جانے سے پہلے ایک بحث سمجھ لیجئے [illegible] تحقیق کر لیں۔

کفار کے جو املاک مسلمانوں کو حاصل ہوتے ہیں ان کی دو صورتیں ہیں۔ یا تو کفار کو میدان جنگ میں شکست دینے کے بعد ان کے املاک پر قبضہ کیا جاتا ہے یا ویسے ہی کفار نے ہار مان لی اور مسلمان ان کے علاقوں کے مالک بن گئے۔ پہلی قسم کے املاک کو غنیمت کہا جاتا ہے اور دوسری قسم کو فئی۔ پہلی قسم کا ذکر جب قرآن کریم نے کیا تو ان کی نسبت مسلمانوں کی طرف کی واعلموا انما غنمتم من شیء دوسری قسم میں چونکہ کسی کی کوشش کا دخل نہیں ہوتا اس لیے اس کی نسبت اپنی طرف فرمائی ہے۔ ارشاد ہے ما افاء الله علی رسوله

اسی طرح دونوں کی حیثیت ان املاک کے احکام اور مصارف بھی مختلف ہیں۔ مال غنیمت کے بارے میں تو حکم یہ ہے کہ اس کے پانچ حصے کیے جائیں گے۔ چار حصے مجاہدین میں تقسیم کیے جائیں گے اور پانچواں حصہ ذیل مصارف میں خرچ ہوگا۔ ارشاد الٰہی ہے واعلموا انما غنمتم من شیء فان لله خمسه وللرسول ولذی القربى واليتمى والمسكين وابن السبيل (الانفال آیت ۴۱)

وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ

اور رشتہ داروں ۔ یتیموں ۔ مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے [13]

یعنی ان اموال میں سے کوئی حصہ حق ملکیت سے تقسیم نہیں کیا جائے گا بلکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد یہ مال اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق تقسیم ہوتے رہیں گے۔

غنیمت حاصل ہونے والے منقول و غیر منقول سب اموال کو کہتے ہیں لیکن غنیمت سے حاصل ہونے والے اموال میں فرق ہے، وہ منقولہ اموال جو میدان جنگ اور حالت جنگ میں مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں وہ اموال غنیمت ہیں اور ان کے احکام مذکورہ بالا آیت میں بیان کیے گئے ہیں۔ لیکن غیر منقولہ املاک مثلاً مکانات، زمین، باغات، کھیت وغیرہ سب فئی ہوں گے۔ اسی طرح اگر جنگ ختم ہو جائے اور اس کے بعد جو منقولہ اموال مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں ان کا حکم بھی فئی کا ہوگا۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں خیبر و فدک فتح ہوا اور جو علاقے فتح ہوئے ان کی زمینیں اور مکان جو بعد میں مسلمانوں کے قبضہ میں آئے منقولہ مال تو آیت کے مطابق تقسیم کر دیے گئے لیکن وہ زمینیں اور مکانات جو اس طرح حاصل ہوئے ان کو نصف نصف کیا گیا۔ نصف مجاہدین غازیوں میں تقسیم کی گئیں بقیہ نصف کو بیت المال کے لیے مختص کر دیا گیا اور فدک تمام یہی ان کے مالکوں کے پاس ہی رہنے دی گئیں۔ معلوم ہوا کہ اس تعامل سے ثابت ہوا کہ وہ اراضی جو لشکر کشی سے فتح ہوں ان کی اصل حیثیت غنیمت نہیں ہے۔ اسی سنت نبوی کے مطابق حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ فاتح عراق و ایران کو لکھا کہ

ما اجلبوا به علیک الی العسکر من کراع او مال فاقسمه بین من حضر من المسلمین واترک الارضین والانهار لعمالها لیکون ذالک فی اعطیات المسلمین۔ (کتاب الخراج لابی یوسف ص ۲۴ ۔ کتاب الاموال لابی عبید ص ۵۹)

یعنی جو اموال منقولہ لشکر کے پاس آئیں ان کو مسلمانوں میں بانٹ دو اور زمینوں اور نہروں کو وہاں کے کاشتکاروں کے پاس رہنے دو تاکہ اس آمدنی سے مسلمانوں کو عطیات دیے جائیں۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ اگر دشمن کے لشکر سے مسلمانوں کے ہاتھ آئے جو سامان اسلحہ اور جانور وہ سب کے سب مال غنیمت ہوں گے اور جنگ ختم ہونے کے بعد جو چیز حاصل ہوگی وہ مال غنیمت نہیں ہوگی بلکہ فئی ہوگی۔ (کتاب الاموال ص ۳۰۹)

[13] مال فئی اور مال غنیمت میں جو فرق ہے وہ آپ نے پڑھ لیا۔ اب مال فئی کے حقدار کون کون ہیں ان کی تفصیل ملاحظہ فرمائیے:

پہلا حقدار اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہے۔ جمہور علماء کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا نام نامی صرف تبرک اور حصول برکت شان کا اظہار کرنے کے لیے لایا گیا ہے۔ کما روی عن ابن عباس والحسن بن محمد بن حنفیة افتتاح کلام للتبرک والتبرک باسمه تعظیم شأن الرسول علیه الصلوٰۃ والسلام۔ (روح المعانی) لیکن ابو العالیہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا مستقل علیحدہ حصہ ہے جو بیت اللہ شریف پر خرچ

کیا جائے گا، وہاں ضرورت نہ ہو تو دیگر مساجد اس کا مصرف ہوں گی لیکن ضرورت شرط ہے۔

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ عمل ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کانت اموال بنی النضیر مما افاء اللہ تعالیٰ علی رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاصۃ ینفق علی اھلہ منھا نفقۃ سنتہ ثم یجعل ما بقی فی السلاح والکراع عدۃ فی سبیل اللہ۔ رواہ بخاری مسلم ابوداؤد ترمذی نسائی (روح المعانی)

یعنی بنی نضیر کے اموال جو بغیر لشکر کشی کے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم کو عطا فرمائے تھے یہ حضور کے لیے مخصوص تھے حضور ان کی آمدنی سے اپنے اہل و عیال کے لیے ایک سال کا خرچ رکھ لیتے تھے باقی آمدنی جہاد کے لیے اسلحہ وغیرہ کی خرید پر صرف کرتے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد اس حصہ کے بارے میں دو قول ہیں۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ حضور کا جو حصہ تھا وہ حصہ اس کو دیا جائے گا کیونکہ حضور کو یہ حصہ بحیثیت امام اور ملک کے والی کے ملتا تھا بحیثیت رسول کے نہیں ملتا تھا اور امام ہوا کرتا ہے۔ جمہور علماء کا قول یہ ہے کہ یہ حصہ بیت المال میں داخل ہوگا تاکہ اسے عوام کے مصالح کی تکمیل کے لیے صرف کیا جائے۔ علمائے شافعیہ میں سے اکثر کی یہی رائے ہے۔

دوسرے حقدار حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے رشتہ دار ہیں۔ ان سے مراد بنی ہاشم اور بنی مطلب ہیں۔ عبد شمس اور نوفل کی اولاد اگرچہ رشتہ میں یکساں ہے لیکن حضور نے انہیں نہیں دیا۔ حضور نے فرمایا بنی مطلب شیء واحد وشبک بین اصابعہ یعنی ہم اور بنی مطلب ایک شے ہیں۔ پھر حضور نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پیوست کر دیا کیونکہ اسلام اور جاہلیت دونوں زمانوں میں بنو مطلب بنو ہاشم کے ساتھ رہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ جو مطلب اور جو ہاشم کے غنی اور فقیر مرد اور عورتیں چھوٹے اور بڑے سب حقدار ہیں۔ امام مزنی اور امام ثوری کا بھی یہی قول ہے کہ ان میں مرد، عورت، قریبی، دور کا رشتہ دار، غنی اور فقیر یکساں ہیں اس لیے کہ آیت مطلق ہے۔ (روح المعانی)

امام مالک کہتے ہیں الامر مفوض الی الامام ان شاء قسم بینھم وان شاء اعطی بعضھم دون بعض وان شاء اعطی غیرھم ان کان امر غیرھم اھم من امرھم

یعنی اس حصہ کی تقسیم امام کی صوابدید پر ہے۔ چاہے تو بنو ہاشم اور بنو مطلب کے تمام افراد میں اس مال کی آمدنی کو تقسیم کر دے، چاہے تو ان میں سے جو زیادہ ضرورت مند ہیں ان کو دے اور جنہیں ضرورت نہیں ان کو نہ دے اور چاہے تو ان کے علاوہ دوسرے افراد کو دے جن کی ضرورت ان کی ضرورت سے کہیں اشد ہے۔

۳: یتامیٰ: امت کے یتیموں کی کفالت کی جائے گی، اس مال سے حصہ دیا جائے گا۔

۴: مساکین بھی اس کے مستحق ہیں۔

۵: ابن السبیل: مسافر جن کا زادِ راہ ختم ہو گیا ہو اور امداد کے مستحق ہوں۔

امام شافعی اور ائمہ ثلاثہ میں ایک اور قابل ذکر اختلاف ہے۔ امام شافعی کے نزدیک اموال فئی کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا چار حصے خلیفۂ وقت اپنی صوابدید سے مصالح مسلمین پر خرچ کرے گا اور پانچواں حصہ ان پانچ حقداروں میں برابر تقسیم ہوگا۔ لیکن ائمہ ثلاثہ کے نزدیک فئی کا سارا مال مصالح مسلمین کے لیے ہے۔ حکومت وقت جہاں مناسب سمجھے اپنی صوابدید کے مطابق خرچ کر سکتی ہے۔

كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ۚ وَمَآ اٰتٰىكُمُ

تاکہ وہ مال گردش نہ کرتا رہے تمہارے دولت مندوں کے درمیان ہی۔ اور رسول کریم جو کچھ تمہیں عطا فرمادیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الرَّسُولُ فَخُذُوهُ ۚ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ

وہ لے لو اور جس سے تمہیں روکیں تو رک جاؤ شلہ اور ڈرتے رہا کرو اللہ سے

إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝٧ لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ

بےشک اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے (نیز وہ مال) ان نادار مہاجرین کے لیے ہے جنہیں

أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ

بزور نکال دیا گیا تھا ان کے گھروں سے اور جائیدادوں سے یہ ڈھونڈتے (تلاش کرتے) ہیں فضل کا

اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ

فضل اللہ کی رضا اور مدد کرتے رہتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی یہی راستباز

الصَّادِقُونَ ۝٨ وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ

لوگ ہیں شلہ اور (اس مال میں) ان کا بھی حق ہے جنہوں نے گھر بنا لیا اس دار (ہجرت) میں اور ایمان میں ان مہاجرین کی آمد سے پہلے کلہ

اسلام کے نظام مالیات کو کہیں پوری دیانت داری اور اخلاص سے عملی جامہ پہنائیں تو کمیونزم اور کیپیٹلزم کے دو پاٹوں میں پستی ہوئی دنیا امن کی ضامن ہوگی۔

اصل مصیبت یہ ہے کہ کسی ملک میں زمام اقتدار مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے وہ ایمان سے خالی ہیں۔ اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کے لیے جس جرأت اور یقین کی ضرورت ہے وہ مفقود ہے۔ ضرورت صرف ایسے یقین کی ہے جو ہر طاقت کے سامنے سینہ سپر ہونے کی ہمت رکھتا ہو۔ ضرورت اس ایمان کی ہے جس کے چراغ کو کوئی آندھی بجھا نہ سکے۔ جو سب آندھیوں کو چیر دے اور رشک سحر بنا دے کی ہمت رکھتا ہو۔

شلہ صرف مال فے کے بارے میں تقسیم کرنے کا ہی حکم نہیں بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں احکام رسالت کی پابندی کیجیے۔ انہیں سر آنکھوں پر رکھیے۔ اسی میں آپ کی سرفرازی کا راز ہے۔

اس آیت میں اگر غور کیا جائے تو حدیث اور سنت کی حجیت کے لیے مزید کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔

کلہ علامہ زمخشری کے نزدیک للفقراء المہاجرین بدل ہے لذی القربیٰ سے۔ الخ۔ یہ مسلک احناف کا ہے اور امام شافعی کے نزدیک یہ بدل ہے لذی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین وابن السبیل کا۔ چہ ذوالقربیٰ بدل میں داخل نہیں۔ علماء نے اس پر بحث کی ہے کہ

کیا مہاجرین کے استحقاق کے لیے فقیر ہونا شرط ہے یا نہیں۔ مگر علما کا یہ فیصلہ ہے کہ شرط نہیں۔ بلکہ یہاں حال کے لیے یہ قید بیانی ہی [illegible] جسے علامہ آلوسی نے یہ سوال بڑی تفصیل سے لکھا ہے (روح المعانی)۔ [illegible] الذین [illegible] على الفقراء و وصف الفقر ليس شرطا في استحقاقهم [illegible] ولكن وصف الفقر للمهاجرين جرى على غالب الحال لكثرة المهاجرين كانوا فقراء [illegible] مطلب یہ ہے کہ ان کے استحقاق کے لیے فقیر ہونا شرط نہیں ہے [illegible] مہاجرین کی غالب اکثریت فقیر تھی اس لیے بیان [illegible] کے لیے یہ قید لگا دی گئی [illegible] الاغنياء [illegible] عبد الرحمن بن عوف الزهري [illegible] المسلمون كلهم عليهم [illegible] في مصالحهم [illegible] کہ امت کا اس پر اجماع ہے کہ مال فے [illegible] مسلمانوں کے لیے ہے غنی اور فقیر کی اس میں تخصیص نہیں، سب کے مصالح پر یہ صرف کیا جائے گا۔

وہ لوگ جنہیں اسلام قبول کرنے کے [illegible] گھروں سے نکل جانے پر مجبور کر دیا گیا تھا ان کو وقت [illegible] سے مگر [illegible] ان کی مستحق [illegible] جب نبی ﷺ کے [illegible] اموال [illegible] تو ان لوگوں [illegible] ان کا حق [illegible] کہ ان کی [illegible] مستحق [illegible] کے لیے [illegible]

ﷺ یعنی [illegible] للفقراء المهاجرين [illegible] کہ [illegible] الی [illegible] کے حق [illegible] [illegible] اسلام [illegible] ہجرت [illegible] [illegible] ہے۔

مدینہ [illegible] کے [illegible] والذين تبوءو الدار والايمان من قبلهم [illegible] اسلام [illegible] المهاجرين [illegible] والذين [illegible] الايمان [illegible] [illegible] ہجرت [illegible] ایک [illegible] [illegible] دوسری [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اصل عبارت [illegible] حاجة مما اوتوا [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] شح نفسہ [illegible] [illegible] بیان [illegible] کے لیے [illegible]

يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ

[illegible]

حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ

[illegible]

[illegible]

انصار نے مہاجرین کے لیے دیے ہیں پھر فرمایا اگر تم چاہو تو تمہارے اموال حقیقی مالکوں کو واپس کر دیے جائیں، پھر ان سب کو مہاجرین و انصار میں تقسیم کر دیا جائے اور اگر تم پسند کرو تو تمہارے مکانات اور جو جائیدادیں تم نے مہاجرین کو دے رکھی ہیں وہ تمہیں واپس کر دی جائیں اور بنی نضیر کے اموال مہاجرین میں تقسیم کر دیے جائیں۔

اللہ اللہ کیا روح پرور منظر ہوگا کیا عجیب سماں ہوگا اس محفل پر جب حضور کا ارشاد سن کر سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ نے عرض کیا یا رسول اللہ، بل نقسمه بين المهاجرين ويكونون في دورنا كما كانوا۔ یا رسول اللہ ہمارے مال ان کے پاس رہنے دیجیے اور بنی نضیر کے سب اموال بھی ہمارے مہاجر بھائیوں میں تقسیم فرما دیجیے۔ سب انصار نے ان کی تائید کرتے ہوئے عرض کیا رضینا وسلمنا یا رسول اللہ، ہمیں یہ تجویز منظور ہے ہم اس پر خوش ہیں۔ اس ایثار کو دیکھ کر اللہ کے محبوب کا دل خوش ہو گیا۔ زبان اقدس سے یہ دعا نکلی۔ اللھم ارحم الانصار الٰہی دین کے ان بے لوث خدمت گاروں پر اپنی خصوصی رحمت فرما۔ چنانچہ انصار کے مشورہ سے یہ تمام اموال مہاجرین میں تقسیم کر دیے گئے۔ انصار میں سے صرف تین آدمیوں کو جو بہت نادار تھے حصہ ملا۔ ابودجانہ، سہل بن حنیف۔ ان کے علاوہ مشہور یہودی سردار ابن ابی الحقیق کی تلوار حضرت سعد بن معاذ کو عطا فرمائی گئی۔ انصار کی یہ کمال استغنا شان بے نیازی خود ان حبیب کبریا علیہ افضل الصلوٰۃ واطیب الثناء کی حسن جمال جہاں آرا نے جن کے دلوں اور آنکھوں سب کو سیراب کر دیا تھا۔

نخستین بادہ کاندر جام کردند
ز چشم مست ساقی وام کردند

ان کے کمال استغنا کی توصیف اسی پر ختم نہیں ہوتی بلکہ ارشاد ہوتا ہے ویؤثرون علی انفسهم الخ یعنی کہ ان کی حالت یہ تھی کہ خود پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہر چیز کی جن کے پاس قلت تھی اس لیے وہ اموال کی طرف متوجہ نہ تھے۔ درحقیقت وہ خود ضرورت مند تھے ان کی مالی حالت بھی قابل رشک نہ تھی لیکن وہ اپنی ضرورت پر اپنے مہاجر بھائیوں کی ضرورت کو ترجیح دیتے تھے۔ حضور نے ان کو جس سانچہ میں ڈھالا تھا ہر ایک اسی رنگ میں رنگا ہوا تھا۔

ایک دن ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا عرض کی سخت بھوکا ہوں۔ حضور نے ازواج مطہرات سے پچھوایا، وہاں پانی کے سوا کچھ نہ تھا۔ حضور نے فرمایا کون ہے جو آج رات اس کی میزبانی کرے، اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔ انصار میں سے ایک آدمی نے عرض کی یہ سعادت میں حاصل کروں گا اور اسے ہمراہ لے کر گھر گیا، اپنی بیوی سے کہا یہ اللہ تعالیٰ کے رسول کا مہمان ہے اس کی خدمت میں بخل نہ کرنا۔ اس نے کہا بخدا میرے پاس تو بچوں کے کھانے کے سوا کچھ بھی نہیں۔ انصاری نے کہا بچوں کو بہلا کر سلا دینا جب ہم کھانا کھانے بیٹھیں تو دیا بجھا دینا۔ آج رات ہم بھوکے گزار دیں گے۔ جب کھانا تیار ہوا تو بچوں کو سلا دیا گیا۔ وہ نیک خاتون دیا درست کرنے کے بہانے اٹھی اور دیا بجھا دیا۔ ایک ہی دستر خوان پر سب بیٹھ گئے۔ میاں بیوی اس طرح ظاہر کرتے رہے کہ وہ کھا رہے ہیں۔ مہمان کو احساس بھی نہ ہونے دیا کہ انہوں نے کھانا نہیں کھایا۔ رات بھوکے گزار دی۔ صبح بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا لقد عجب الله من صنيعكما بضيفكما الليلة۔ فلاں شخص اور اس کی بیوی نے جو کام کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے بہت پسند کیا

خَصَاصَةٌ ۚ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ⑨

شدید حاجت ہو اور جس کو بچا لیا گیا اپنے نفس کی حرص سے تو وہی لوگ بامراد ہیں ۲۰

ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر ہنستے ہیں

اسی طرح ایک دفعہ کسی آدمی نے بکری کا سر ایک صحابی کو بطور تحفہ بھیجا۔ انہوں نے خیال کیا کہ میرے فلاں بھائی کا گھرانہ اس کا مجھ سے زیادہ اس کی ضرورت ہے چنانچہ اس کی طرف وہ سر بھیج دیا۔ اس نے تیسرے کے پاس بھیج دیا وہ چوتھے کے پاس یہاں تک کہ آٹھ گھروں سے پھر کر پہلے آدمی کے پاس واپس پہنچ گیا۔

جنگ یرموک میں جب اسلام کے نامور فرزند زخمی ہو کر میدان جنگ میں شدت تشنگی سے تڑپ رہے تھے ایک مجاہد عکرمہ بن ابی جہل کے پاس حضرت حذیفہ پانی لے کر پہنچے۔ پانی پلانے کے لیے پیالہ آگے بڑھایا گیا تو پاس سے العطش العطش کی آواز آئی۔ عکرمہ نے اشارہ کیا کہ پہلے اس زخمی بھائی کے پاس جاؤ۔ اس کے پاس گئے تو کسی دوسرے العطش کی صدا بلند کی اس نے کہا پہلے اسے پلاؤ۔ جب اس کے پاس پہنچے تو وہ جام شہادت نوش کر چکا تھا اسی طرح وہ دوسرے کے پاس پہنچے اور پھر عکرمہ کے پاس آئے تو وہ بھی جنت الفردوس کو سدھار چکے تھے۔ (ابن کثیر)

یہ قرآنی تعلیمات کا اعجاز تھا اور حضور کی نگاہ کرم کا فیض تھا

شُحّ الشح: البخل، وقیل هو البخل مع الحرص، وقیل البخل بالمال والشح بالمال والمعروف یعنی شح کا معنی بخل ہے۔ بعض نے کہا بخل اور حرص کے مجموعہ کو شح کہتے ہیں۔ بعض نے کہا مال میں کنجوسی کو بخل کہتے ہیں۔ مال اور کار نیک سے ہر کنجوسی کو شح کہتے ہیں۔

آخر میں ایک حدیث پاک بتادوں کہ جس کو شح سے بچا لیا گیا وہی فلاح پانے والا ہے۔

عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ایاکم والظلم فان الظلم ظلمات یوم القیامة واتقوا الشح فان الشح اهلك من كان قبلكم

یعنی حضرت جابر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کی صورت میں ہوگا۔ اور بخل سے بچو کیونکہ تم سے پہلے جو قومیں تھیں ان کو اسی بخل نے ہلاک کر دیا

ایک دوسری حدیث پاک میں ہے ایاکم والشح فانه اهلك من كان قبلكم امرهم بالظلم فظلموا وامرهم بالفجور ففجروا وامرهم بالقطيعة فقطعوا

یعنی شح سے اپنے آپ کو بچاؤ کیونکہ تم سے پہلے جو لوگ تھے ان کو ہلاک کر دیا۔ وہ اس طرح کہ جب بخل نے ان کو ظلم کرنے کا حکم دیا تو وہ ظلم کرنے لگے۔ جب انہیں فسق و فجور کا حکم دیا تو وہ اس کا ارتکاب کرنے لگے اور جب انہیں قطع رحمی کا حکم دیا تو انہوں نے قطع رحمی بھی اختیار کر لی۔

وَالَّذِينَ جَاءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ

اور (اس مال میں) ان کا بھی حق ہے جو ان کے بعد آئے ۱۲؎ جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! ہمیں بھی بخش دے اور

آخر میں ایک اور حدیث بھی سن لیجیے۔ عن انس بن مالک عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال بری من الشح من ادی الزکاۃ وقری الضیف واعطی فی النائبۃ (ابن کثیر)

یعنی رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے زکوٰۃ ادا کی، مہمان کی ضیافت کی اور مصیبت میں کسی کی امداد کی اس نے شح سے نجات حاصل کر لی۔

قرآن کریم نے یہ نہیں فرمایا کہ جو شح سے بچ جائے کیونکہ نفس کا اس رذیلہ سے نجات پانا بڑا مشکل ہے بلکہ فرمایا جس کو شح سے بچا لیا گیا یعنی جس پر اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا اور اس مذموم خصلت سے بچا لیا وہی کامیاب ہے۔

۱۲؎ اس کا عطف للفقراء المہاجرین پر ہے۔ اس آیت نے بتا دیا کہ اموال فئی میں مہاجرین و انصار کے علاوہ بعد والے لوگ بھی حقدار ہیں یعنی وہ مسلمان بھی جو قیامت تک آئیں گے۔

یہ آیتیں اسلامی ریاست کی آمدنی کے ذرائع، ان کی حیثیت اور ان کے مصارف متعین کرتی ہیں۔ زمینی ملکیت کی حال میں اس لیے ہم ذرا تفصیل سے بحث کریں گے۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں عظیم الشان فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا۔ قیصر علیہ اللعنۃ والملامۃ اور کسریٰ اور قیصر کے قلمرو کے بہت سے علاقے جو زرخیز ترین تھے عملی صورت میں زیر نگیں ہو گئے۔ اس وقت ان وسیع و عریض اراضی کی تقسیم کا سوال پیدا ہوا۔ بعض صحابہ کبار مثلاً عبدالرحمن بن عوف، بلال رضی اللہ عنہم پیش پیش تھے انہوں نے امیر المومنین سے مطالبہ کیا کہ ان اراضی کو ان کے مالکوں سے خمس نکالنے کے بعد مجاہدین میں تقسیم کر دیا جائے۔ فاروق اعظم کی یہ رائے نہ تھی۔ پہلے حضرت سیدنا علی سے مشورہ کیا۔ انہوں نے رائے دی کہ [illegible] (کتاب الخراج لابی یوسف) یعنی زمین کو ان کے کاشتکاروں کے پاس رہنے دیجیے تاکہ عام مسلمانوں کے لیے ذریعہ آمدنی بنی رہیں۔ حضرت معاذ بن جبل کی بھی یہی رائے تھی کہ ان اراضی کو تقسیم نہ کیا جائے [illegible] عام مسلمانوں [illegible] اسلامی سرحدوں کی حفاظت کا بندوبست ہو سکے گا (کتاب الاموال، فتح البلدان [illegible])۔ چنانچہ امیر المومنین نے مجلس شوریٰ طلب کی اور اس کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا۔ بحث دو تین روز تک جاری رہی۔ حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت ابن عمر اور دیگر حضرات حضرت عمر سے متفق تھے لیکن دوسرے لوگ مخالف تھے۔ ایک روز امیر المومنین اسی مسئلہ میں غور فرما رہے تھے کہ آپ کے خیال میں سورۂ حشر کی یہ آیتیں آ گئیں۔ جب شوریٰ کا اجلاس شروع ہوا تو آپ نے فرمایا کہ کتاب اللہ سے دلیل مل گئی ہے جو اس بارے میں فیصلہ کن ہے۔ پھر آپ نے یہ آیات ما افاء اللہ سے ربنا انک رءوف رحیم تک تلاوت کیں اور ان سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ مال فئی میں صرف ان

کے لوگوں کا بھی حصہ ہے جو بعد میں مسلمان ہوں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے ساتھ شریک کیا ہے۔ پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم ان [illegible] کو غانمین میں تقسیم کر دیں اور بعد میں آنے والوں کے لیے کچھ نہ چھوڑیں۔ نیز آپ نے آیت کے اس جملے سے بھی استدلال کیا کہ لا یکون دولۃ (احکام القرآن جصاص) اگر سب تقسیم کر دیا گیا تو یہ مال دولت مسلمانوں کے ایک طبقہ میں ہی چکر لگاتا رہے گا۔ آپ کی یہ تقریر سن کر تقسیم کا مطالبہ کرنے والے سب مطالبہ سے دستبردار ہو گئے اور [illegible] اسی بات پر اتفاق ہو گیا۔

امیر المؤمنین نے حضرت عثمان بن حنیف اور حذیفہ بن یمان کو زمین کی پیمائش اور جزیہ وصول کرنے کے لیے روانہ کیا اور ان کی پیمائش کے مطابق ان اراضی پر خراج مقرر کیا گیا [illegible] سوا ان [illegible] باشندے تھے جہاں [illegible] اراضی کا [illegible] سواد عراق کی اراضی کی [illegible] ثابت ہوئی کہ [illegible] کی صورت [illegible] اراضی کی اس طرح [illegible] وہاں کے ماہرین [illegible] ساخت سے بھی ممکن نہ تھی۔ اس کے علاوہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ سب [illegible] کی مالیات کا [illegible] بنایا۔ کسی کی اراضی کی حیثیت متعین کرنے کی استعداد [illegible] صاحب کتاب نے۔

شمع کی یہ غیرت سب کو [illegible] پھر ان کو [illegible] بھی [illegible] حضرت [illegible]

ابوبکر جصاص لکھتے ہیں ولما فعل ذلک [illegible] ان اراضی میں [illegible] (احکام القرآن) اس سے معلوم ہو گیا کہ [illegible] تقسیم [illegible] ان [illegible] اراضی کے بارے میں [illegible] جصاص لکھتے ہیں، فحصل بدلالۃ الآیۃ واجماع السلف والسنۃ تخییر الامام فی قسمۃ الارضین او ترکہا ملکا لاہلہا ووضع الخراج علیہا۔

اس آیت سے یہ بات واضح ہو گئی کہ مفتوحہ اراضی کی تقسیم کا مسئلہ امام وقت کی صوابدید پر موقوف ہے۔ چاہے تو پھر مسلمانوں کے قبضہ میں ہی رہنے دے ان پر [illegible] مقرر کر دے۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ زمین کی تقسیم کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے وقال مالک للامام ان یوقفہا لمصالح المسلمین وقال ابو حنیفۃ الامام مخیر ان شاء قسمہا وان شاء جعلہا وقفا لمصالح المسلمین وقال الشافعی لیس للامام حبسہا عنہم بل یقسمہا [illegible] امام مالک کہتے ہیں کہ امام کو حق پہنچتا ہے کہ ان اراضی کو مسلمانوں کے عام [illegible] کے لیے وقف کر دے۔ امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ امام کو اختیار حاصل ہے کہ چاہے انہیں تقسیم کر دے اور چاہے تو مسلمانوں کے مفادات کے لیے وقف کر دے۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ امام پر لازم ہے کہ انہیں غانمین میں تقسیم کر دے وہ ان اراضی کو وقف نہیں کر سکتا۔

لیکن جمہور کی رائے اس کے بارے میں [illegible] احناف کے مسلک کی تائید کرتی ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک قول بیان ہوا ہے جس میں آپ نے ہر قسم کے اموال کے مصارف کا ذکر فرمایا ہے۔ پہلے یہ آیت پڑھی انما الصدقٰت للفقرآء ۔۔۔ علیم حکیم۔ فرمایا یہ ان لوگوں کے مصارف ہیں۔ پھر یہ آیت تلاوت کی واعلموا انما غنمتم من شیء ۔۔۔ وابن السبیل۔ فرمایا یہ غنیمت کے حقدار ہیں۔ پھر یہ آیت تلاوت کی ما افاء اللہ علی رسولہ من اہل القریٰ ۔۔۔ والذین جآءو من بعدہم ۔۔۔ فرمایا اس آیت نے تمام مسلمانوں کو گھیر لیا ہے۔ اگر میں زندہ

لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا

ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لے آئے اور نہ پیدا کر ہمارے دلوں میں

[illegible] مال [illegible] ہے کہ اس کا حصہ [illegible] ایمان [illegible] ہے [illegible] اس کی تفصیل کا مطالعہ کرنا ہو تو [illegible] تفسیر احمدیہ اور دیگر کتب

اس بحث کے آخر میں علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ وہ اموال جن پر ائمہ اور حکام کو تصرف و سلطنت کا حق ہے ان کی تین قسمیں ہیں

① جو اموال مسلمانوں سے ان کے دین اور ان کے اموال کو پاک کرنے کے لیے لیے جاتے ہیں جیسے زکوۃ صدقات وغیرہ

② وہ اموال جو کفار سے لڑائی کے بعد مسلمانوں کو حاصل ہوں انہیں غنیمت کہا جاتا ہے

③ اموال فیئ جو جنگ اور لشکر کشی کے بغیر مسلمانوں کو حاصل ہوں ان میں یہ اموال شامل ہیں

ا صلح سے جو سامان، مکانات اور زمین کفار چھوڑ کر چلے جائیں جیسے اموال بنی نضیر

ب جزیہ جو اسلامی ریاست کی غیر مسلم رعایا پر لگایا جاتا ہے اور اس کے ادا کرنے کے عوض وہ جنگی خدمات سے مستثنیٰ قرار دے دیئے جاتے ہیں

ج خراج جو مفتوحہ علاقوں کی اراضی پر لگایا جاتا ہے

د وہ کسٹم ڈیوٹی جو کافر تاجروں سے وصول کی جاتی ہے جب وہ اسلامی ریاست میں داخل ہوتے ہیں

ہ وہ مال و جائیداد جنہیں چھوڑ کر مشرکین بھاگ جائیں

و وہ اموال جن کے کافر مالک مر جائیں اور اپنے پیچھے کوئی وارث چھوڑ کر نہ جائیں (قرطبی جلد ۱۸ صفحہ ۱۴)

علامہ کاشانی نے مزید چند اموال کا اضافہ کیا ہے

ز زر صلح جو کسی علاقہ کے لوگوں نے جنگ کے بغیر مسلمانوں سے امان حاصل کرنے کے لیے ادا کرنا قبول کر لیا ہو

ح وہ اراضی جو کسی کے قبضہ میں نہ تھی

ط سابق حکمران خاندانوں کی جاگیریں

ی سابق حکومتوں کے املاک

ک بنی تغلب کی زکوۃ (بدائع الصنائع جلد ۲ صفحہ ۱۱۶)

ان اموال کے مصرف کے بارے میں امام ابوحنیفہ، امام احمد اور امام مالک کی رائے یہ ہے کہ خمس نہیں بلکہ جمیعہ لمصالح المسلمين كسد الثغور وبناء القناطير والجسور وكفاية القضاة والمحتسبين والعمال وعلماء هم كذا في الهداية.

(مظہری ج ۹ ص ۲۳۶)

یعنی ان اموال کا خمس نہیں نکالا جائے گا بلکہ تمام کے تمام مسلمانوں کی بہبود کے لیے خرچ کیے جائیں گے جس طرح سرحدوں

غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى

بس اہل ایمان کے لیے اے ہمارے رب بے شک آپ رؤف رحیم ہیں ۔ کیا آپ نے منافقین

الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ

کی طرف نہیں دیکھا جو کہتے ہیں اپنے بھائیوں سے جنہوں نے کفر کیا اہل کتاب

الْكِتٰبِ لَىِٕنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ

میں سے کہ اگر تمہیں یہاں سے نکالا گیا تو ہم بھی ضرور تمہارے ساتھ یہاں سے نکل جائیں گے اور تمہارے معاملہ میں کسی کی بات

اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ

ہرگز نہیں مانیں گے اور اگر تم سے جنگ کی گئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ بالکل

کی [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible] [illegible]

عروہ بن [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible] [illegible]

اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] اسلام کے

[illegible] [illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible]

لَكٰذِبُوْنَ ۝ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا

جھوٹ بول رہے ہیں [illegible] اگر یہ (یہودی) نکالے گئے تو یہ نہیں نکلیں گے ان کے ساتھ اور اگر ان سے جنگ کی گئی

لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۙ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝

تو ان کی مدد نہیں کریں گے اور اگر (بالفرض) ان کی مدد بھی کی تو ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے پھر ان کی مدد نہیں کی جائے گی ۲۳

لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

بے شک تمہاری ہیبت ان کے دلوں میں اللہ سے بھی زیادہ ہے یہ اس لیے کہ

قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۝ لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ

وہ ایسی قوم ہیں جو سمجھتے نہیں ۲۴ یہ سب مل کر بھی تم سے جنگ نہیں کریں گے مگر قلعہ بند بستیوں میں

اَوْ مِنْ وَّرَاۗءِ جُدُرٍ ۭ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ۭ تَحْسَبُهُمْ

یا دیواروں کے پیچھے سے ۲۵ ان کی آپس کی لڑائی بہت سخت ہے تم انہیں [illegible]

۲۳ جب حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور یہود کے درمیان کشیدگی [illegible] کسی وقت بھی جنگ چھڑ جانے کا امکان تھا اس وقت مدینہ کے منافقوں نے یہود کے سرداروں کو [illegible] کہ تم مسلمانوں سے [illegible] کے مقابلہ میں [illegible] ہم تمہارے ساتھ ہیں [illegible] اگر تمہیں نکالا گیا تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکلیں گے [illegible] ہم تمہیں [illegible] ہم تمہارا ساتھ [illegible] اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بتا دیا کہ یہ منافق جھوٹ بک رہے ہیں اگر جنگ شروع ہوئی تو ہرگز ان کی مدد نہیں کریں گے [illegible] اگر ان پر [illegible] ان کے [illegible] تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے چنانچہ [illegible] اسی طرح ہوا جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا

۲۴ اللہ تعالیٰ کے خوف سے ان کے دل خالی ہیں [illegible] تمہارا خوف ان کے دلوں میں [illegible] یہ ایسا [illegible] ہیں [illegible] ورنہ وہ [illegible]

۲۵ اگر ان کے ساتھ کھلے میدان میں جنگ کی [illegible] قلعوں میں [illegible] تم سے جنگ کرنے کی جرأت ہرگز نہیں کریں گے

جَمِيعًا وَّقُلُوبُهُمْ شَتّٰى ۚ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿١٤﴾

خیال کرتے ہو حالانکہ ان کے دل متفرق ہیں ف۲۷ یہ اس لیے ہے کہ یہ بے عقل لوگ ہیں ف۲۸

كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَ

یہ ان لوگوں کی مانند ہیں جو ان سے پہلے ابھی ابھی اپنے کرتوتوں کا مزہ چکھ چکے ہیں۔ اور

لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٥﴾ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ

ان کے لیے دردناک عذاب ہے ف۲۹ منافقین اور یہودیوں کی مثال شیطان کی سی ہے جو پہلے انسان کو کہتا ہے

اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ

انکار کرے اور جب وہ انکار کر بیٹھتا ہے تو کہتا ہے میں تجھ سے کوئی واسطہ نہیں میں تو ڈرتا ہوں اللہ سے جو

گے۔ [illegible] جیسے ہی [illegible] ہو گیا [illegible] کہ ان کی ایک [illegible] بات ہے کہ [illegible] بہت [illegible] میں کہاں سے [illegible] آپ [illegible] اس وقت [illegible] معلوم ہوتا ہے جب [illegible] کے لیے [illegible] [illegible] زیادہ [illegible] کسی [illegible] ہیں [illegible] ذلیل کر کے میدان میں نکلتے ہیں۔

ف۲۷ ان کی ایک اور [illegible] یہ ہے کہ مسلمانوں کے خلاف [illegible] بظاہر تو متفق اور متحد دکھائی دیتے ہیں لیکن حقیقت میں نہیں۔ منافقین اور [illegible] کے دلوں میں [illegible] کوئی قدر مشترک نہیں۔ وہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ اسلام کا [illegible] جائے۔ [illegible] ان کے [illegible] ایک دوسرے سے [illegible] اس کے علاوہ کوئی [illegible] ایک دوسرے کے خلاف [illegible] رہا ہے۔

ف۲۸ اس کی وجہ یہ ہے کہ عقل و دانش سے ان کا دور کا بھی واسطہ نہیں۔

ف۲۹ جیسے [illegible] کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول کی مخالفت میں [illegible] ہو جاتے ہیں ان کا انجام [illegible] ہوتا ہے۔ ابھی ابھی [illegible] قریش کی [illegible] دیکھ چکے ہو [illegible] ہوا وہ تمہیں [illegible] تمہارے ساتھ بھی [illegible] جائے گا۔

الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦﴾ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِى النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيْهَا ۚ

رب العالمین ہے ۲۹ پھر ان دونوں (شیطان و انسان) کا انجام یہ ہوا کہ دونوں آگ میں ہوں گے ہمیشہ رہیں گے

وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٧﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ

اور یہی ظالموں کی سزا ہے۔ اے ایمان والو! ڈرتے رہا کرو اللہ سے

وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ

اور ہر شخص کو دیکھنا چاہیے کہ اس نے کیا آگے بھیجا ہے کل کے لیے۔ اور ڈرتے رہا کرو اللہ سے بے شک اللہ تعالیٰ خوب آگاہ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٨﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ

ہے جو تم کرتے رہتے ہو ۳۰ اور نہ ہو جانا ان لوگوں کی طرح جنہوں نے بھلا دیا اللہ تعالیٰ کو پس اللہ نے ان کو

ع ۲

۲۹ شیطان کا کام ہے کہ وہ پہلے دوست اور خیر خواہ کے روپ میں آتا ہے اور انسان جب اس کے جال میں پھنس جاتا ہے تو وہ اسے بے یار و مددگار چھوڑ کر دور کھڑا ہو جاتا ہے۔ جنگ بدر کے موقع پر بھی یہی ہوا۔ کفار کے لیڈروں نے ابوجہل کو مشورہ دیا کہ جس قافلہ کی حفاظت کے لیے ہم گھر سے نکلے تھے وہ بخیریت مکہ پہنچ گیا ہے۔ اب اس لشکر کشی کا کوئی مقصد نہیں۔ ہمیں واپس چلے جانا چاہیے۔ لیکن شیطان ایک بوڑھے نجدی سردار کے بھیس میں نمودار ہوا اور کہنے لگا۔ لا غالب لکم الیوم من الناس و انی جار لکم آج کوئی بھی تم پر غالب نہیں آسکتا۔ میں تمہارا پشت پناہ ہوں۔ لیکن جب دونوں لشکر ٹکرائے تو الٹے پاؤں بھاگ کھڑا ہوا۔ اور کہنے لگا انی بریء منکم انی اری ما لا ترون انی اخاف اللہ رب العالمین۔ اے ابوجہل اور اس کے ساتھیو! میں تم سے بری الذمہ ہوں۔ میں وہ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے۔ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔

شیطان کا ہمیشہ سے یہی دستور رہا ہے۔ یہی حالت ان منافقین اور بنی نضیر کی تھی۔ پہلے وہ بنی نضیر کو مسلمانوں کے خلاف ابھارتے رہے لیکن وقت پر ان سے منہ پھیر لیا۔

۳۰ یہود کے عناد اور عہد شکنی کی سزا اور منافقین کے مکر و نفاق کے ذکر کے بعد اب ایمان والوں کو مخصوص خطاب ہے اور انہیں نصیحت کی جا رہی ہے کہ اے میرے بندو! تقویٰ کو اپنا شعار بنا لو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ جس سے تمہیں سابقہ ہے اور اس کے احکام کی تعمیل میں کوتاہی نہ کرو۔ نیز یہ بھی تاکید فرمائی کہ ہر شخص اپنا محاسبہ کرتا رہے کہ اس نے اپنی عاقبت کے لیے کیا ذخیرہ تیار کیا ہے۔ جو شخص آج کی خوشیوں میں مگن ہو کر کل کا فکر نہیں کرتا وہ دانا نہیں نادان ہے۔ تم ایسا نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے حضور تمہیں قیامت کے روز تمہاری شان نرالی ہونی چاہیے۔ تمہاری زندگی کے کردار کا آئینہ

أَنفُسَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿١٩﴾ لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ

خود فراموش بنا دیا۔ یہی نافرمان لوگ ہیں ۲۰ ـــ یکساں نہیں ہو سکتے دوزخی

وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۚ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿٢٠﴾ لَوْ أَنزَلْنَا

اور جنتی جنت والے ہی تو کامیاب لوگ ہیں اگر ہم اتارتے

هَٰذَا الْقُرْآنَ عَلَىٰ جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ

اس قرآن کو کسی پہاڑ پر تو آپ اس کو دیکھتے کہ وہ جھکا جاتا اور پاش پاش ہوا جاتا اللہ کے خوف

اللَّهِ ۚ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٢١﴾

سے اور یہ مثالیں ہم بیان کرتے ہیں لوگوں کے لیے تاکہ وہ غور و فکر کریں ۳۱ ـــ

اس دور زوال کے اندر [illegible] مسلمانوں [illegible] ہے۔ وہ بار بار تقویٰ کی تلقین فرماتا اور بتاتا ہے کہ تم جو کام کرتے ہو تمہارا رب [illegible] اعمال سے [illegible] ہے۔

۲۹ ـــ یہ بڑی اہم حقیقت کی طرف [illegible] ہے [illegible] صرف خدا فراموش ہی نہیں ہوتا وہ خود فراموش بھی بن جاتا ہے [illegible] اس کے لیے مفید ہوگا۔ اس کی عادات و اعمال کا سبب [illegible] حقیقت وہ کام اس کی ہلاکت کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے۔ تاریخ انسانی [illegible] سیکڑوں مثالیں موجود ہیں۔ فرعون سے لے کر ہلاکو تک [illegible] اقتدار [illegible] لیکن [illegible] ان کی غیر محمودیت کا سبب بنا [illegible] کی حیثیت [illegible] اسلام میں داخل [illegible] قوم کے سردار ہیں۔ مسلمان ہونے کے بعد انہیں اللہ تعالیٰ [illegible] اسلام [illegible] کا باعث بن گئی [illegible] کہ جو شخص خدا فراموش ہوتا ہے وہ خود فراموش بھی ہو جاتا ہے۔ اپنا خیر [illegible] رکھتے [illegible] والی ہے

۳۰ ـــ یعنی [illegible] عقل و فہم عطا کیا جاتا اور پھر قرآن اس پر نازل کیا جاتا تو وہ اس کی ہیبت و جلال سے [illegible] دبتا اور ریزہ ریزہ ہو جاتا۔ انسان [illegible] خشیت [illegible] اپنے کلام کے [illegible] میں غور [illegible]

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ

اللہ وہی تو ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ٢٣ جاننے والا ہر چھپی ہوئی اور ہر ظاہر چیز کا ٢٤ وہی

الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝٢٢ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ

بہت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے اللہ وہی تو ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں سب کا بادشاہ،

الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ

نہایت مقدس سلامت رکھنے والا امان بخشنے والا ۔ نگہبان ۔ عزت والا ٹوٹے دلوں کو جوڑنے والا ۔ متکبر ہے ٢٥

چشمۂ فیض سے سیراب ہو گا۔

٢٣ ان آخری آیات میں بڑی وضاحت کے ساتھ صفات جلیلہ حمیدہ و کمالیہ کو بیان کیا جا رہا ہے تاکہ جس ذات کی عبادت، اطاعت اور فرمانبرداری کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے وہ تمام کی تمام صفات کمال سے متصف ہے۔ سب سے پہلے اس کی شان توحید بیان کی گئی۔ وہی معبود ہے، وہی معبود ہے۔ اس کے سوا اور کوئی ہے ہی نہیں جو خدائی کے تخت پر جلوہ فرما ہو سکے۔ کوئی ایسی ہستی ہے ہی نہیں جو عبادت و پرستش کے لائق ہو۔ اگر کسی چیز میں کوئی کمال یا کمالات پائے جاتے ہیں تو اس میں نقائص و عیوب کی بھی کمی نہیں اگر کوئی ذات نقص سے منزہ ہو تو اس نقص سے تو اس کے سوا کوئی بھی منزہ نہیں کہ وہ ممکن ہے۔ پہلے نہیں تھا۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا اور پھر نہیں ہوگا۔

٢٤ صفت توحید بیان کرنے کے بعد اس کی صفت علم کا ذکر فرمایا کہ اس کا علم ادھورا اور ناقص نہیں بلکہ وہ ان چیزوں کو بھی جانتا ہے جو تم سے مخفی ہیں اور ان کو بھی جانتا ہے جو ظاہر ہیں۔ ماضی بھی اس کے سامنے ہے، مستقبل بھی اس سے پوشیدہ نہیں۔ وہ رحمن و رحیم بھی ہے۔ اس کی رحمت بے اندازہ ہے۔ دنیا و آخرت میں اپنا اور بیگانہ سب اس کے خوان رحمت سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔

٢٥ دیگر صفات بیان کرنے سے پہلے ایک بار پھر اس کی توحید کا ذکر کیا۔ یہاں جو اسمائے حسنیٰ مذکور ہیں اختصار کے ساتھ ان کی لغوی تحقیق ملاحظہ فرمائیے۔

الملک بادشاہ جو چاہے کرے اور اس کے عمل پر کسی کو مجال اعتراض نہ ہو۔

القدوس: المنزہ عن کل نقص والطاہر عن کل عیب۔ جو ہر نقص سے منزہ اور ہر عیب سے پاک ہو۔

السلام ای ذو سلامۃ من النقائص۔ یعنی ہر قسم کی خامیوں سے محفوظ۔ اور بعض نے کہا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کو ہلاکتوں و مصائب سے بچاتا ہے۔

سُبۡحٰنَ اللّٰہِ عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ﴿۲۳﴾ ہُوَ اللّٰہُ الۡخَالِقُ الۡبَارِیُٔ الۡمُصَوِّرُ لَہُ الۡاَسۡمَآءُ

پاک ہے اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے جن کو یہ شریک بناتے ہیں ۲۳ وہی اللہ ہے (ہر چیز کا) خالق، پیدا کرنے والا، صورت بخشنے والا، اسی کے ہیں سارے

المؤمن ای المصدق لرسلہ باظہار معجزاتہ علیہم ۔ یعنی اپنے انبیاء کو معجزات کا انعام دے کر ان کی رسالت کی تصدیق فرمانے والا اپنے دوستوں کو عذاب سے امن دینے والا

المھیمن ۔ الشہید علیہ ۔ اور بعض کا یہ کہنا ہے کہ یہ دراصل مؤیمن تھا ۔ اس کا اصل مادہ امن ہے ۔ دوسرا ہمزہ یا سے اور پہلا ہمزہ ہ سے بدل دیا گیا ۔ اس طرح مھیمن بن گیا (صحاح)

العزیز ۔ بے مثل ۔ سب پر غالب

الجبار ۔ المصلح امور خلقہ المصرف لہم فیما فیہ صلاحہم ۔ یعنی اپنی مخلوقات کے امور کو درست کرنے والا اور ان میں ایسا تصرف کرنے والا جس میں ان کی فلاح اور بہبود ہوتی ہے ۔ اس صورت میں یہ جبر سے مشتق ہوگا جس کا معنی اصلاح ہے ۔ ٹوٹی ہوئی ہڈی کو درست کرنے کو بھی جبر کہتے ہیں جبرت العظم فجبر ۔ اس کا معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ جس کی سطوت کو برداشت نہ کیا جا سکے ۔ الذی لا تطاق سطوتہ ۔ قال ابن عباس ھو العظیم

المتکبر ۔ جس کی عظمت و کبریائی اتنی اکمل ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے لیے متکبر ہونا صفت ہے لیکن مخلوق کے لیے یہ صفت ذم کا سبب ہے ۔ ففی الصحیح عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیما یرویہ عن ربہ تبارک وتعالیٰ قال الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری فمن نازعنی واحدا منھما قصمتہ وقذفتہ فی النار ۔

ترجمہ ۔ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میری ازار ہے جو ان کو مجھ سے چھیننے کی کوشش کرے گا میں اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا اور اس کو دوزخ میں پھینک دوں گا

۲۳ یعنی اللہ تعالیٰ تو سب عیوب سے پاک اور تمام صفات و کمالات سے متصف ہے ۔ جن کو ان احمقوں نے خدا کا شریک بنا رکھا ہے کیا ان میں یہ خوبیاں پائی جاتی ہیں یا ان میں سے کوئی ایک خوبی پائی جاتی ہے ۔ جب ان کمالات کا ان میں شائبہ تک نہیں تو ان کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنانا کتنی بڑی حماقت ہے ۔ اس لیے آخر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ان بیہودہ باتوں سے پاک ہے جنہیں یہ نادان اس کا شریک بناتے ہیں ۔

۲۴ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی مزید صفات بیان کی گئی ہیں ۔

خالق ۔ اندازہ کرنے والا اور باری کا معنی ہے بنانے والا اور تجویز کو عملی جامہ پہنانے والا ۔ تو آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کائنات کی ہر چیز کا منصوبہ بھی بناتا ہے تجویز بھی کرتا ہے ۔ اندازے بھی مقرر کرتا ہے اس لیے وہ خالق ہے اور ان اندازوں کے مطابق انہیں پیدا بھی کرتا ہے اس لیے وہ باری بھی ہے

۲۵ المصور ۔ تصویر بنانے والا ۔ یعنی جس طرح چاہتا ہے اس قسم کی شکل عطا فرما دیتا ہے کسی کو خوبصورت کسی کو بدصورت

الْحُسْنٰى ۚ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٢٤﴾ ع

خوبصورت نام اسی کے لیے ہیں۔ اس کی تسبیح کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں ۳۱ اور وہی عزت والا حکمت والا ہے ۳۲

کسی کو کیسے کسی کو کیسے۔ الگ الگ شکل دی لیکن کسی کی شکل کسی کے ساتھ ہو بہو نہیں ملتی۔ جو پیدا ہوا نطفۂ انسانی کے لیے الگ نقش علیحدہ علیحدہ وضع بنا دینا اسی کی قدرت کا کرشمہ ہے۔

۳۱ یہاں اس کے جو خوبصورت اسماء ہیں ان میں سے چند اسماء ذکر کیے گئے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ سارے خوبصورت نام اسی کے لیے ہیں۔ بہر حال ہر چیز اسی کی تسبیح بیان کر رہی ہے۔

۳۲ وہی عزیز ہے وہی حکیم ہے۔ قوت و حکمت کا یہ امتزاج کتنا حسین اور معنی خیز ہے۔

یا من له الاسماء الحسنی اسألك بكل اسم هو لك سمیت به نفسك او انزلته فی كتابك او علمته احدا من خلقك او استأثرت به فی علم الغیب عندك ان تجعل القرآن العظیم ربیع قلبی ونور صدری وجلاء حزنی وذهاب همی وغمی۔

اللهم صل وسلم وبارك علی سیدنا ومولانا وحبیبنا وقرة اعیننا ورحمة للعٰلمین محمد وعلی اٰله وصحبه ومن تبعهم باحسان الی یوم الدین۔

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ الممتحنہ

نام : اس سورت کا نام اس کی آیت نمبر ۱۰ کے کلمہ فامتحنوھن سے ماخوذ ہے۔ اسے ممتحِنہ اور ممتحَنہ دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔ پہلی صورت میں اس کا معنی ہوگا امتحان لینے والی سورت۔ اور دوسری صورت میں اس کا معنی ہوگا وہ عورت جس کا امتحان لیا گیا ہے۔ یہ مدنی ہے، تیرہ آیتوں، تین سو اڑتالیس کلمات اور ایک ہزار پانچ سو دس حروف پر مشتمل ہے۔

زمانہ نزول : اس سورت میں جو واقعات مذکور ہیں ان سے بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیانی عرصہ میں یہ سورت نازل ہوئی۔

مضامین : حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی مہم پر جانے کا ارادہ فرماتے تو اس کو صیغۂ راز میں رکھتے تاکہ دشمن قبل از وقت مطلع ہوکر اپنے دفاع کی تیاری مکمل نہ کرلے۔ چنانچہ اسی کے مطابق جب فتح مکہ کے لیے تیاری شروع کی گئی تو حسب معمول نہایت رازداری سے کام لیا گیا تاکہ کفار مکہ اس منصوبہ پر آگاہ ہوکر کوئی جوابی کارروائی نہ کرسکیں۔ حضرت حاطب ابن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک سنگین غلطی سرزد ہوگئی۔ ان کے بال بچے مکہ میں تھے وہاں ان کا کوئی ایسا قریبی رشتہ دار نہ تھا جو ان کا پرسان حال ہوتا۔ انہوں نے غلط جذبہ کے تحت ایک سوار کو خط لکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارادہ سے اہل مکہ کو آگاہ کیا تاکہ وہ اس احسان کے بدلے ان کے بال بچوں کا خیال رکھیں۔ اس کی تفصیل تو آیات کی تشریح کے ضمن میں آئے گی۔ یہاں فقط اتنا اشارہ کرنا کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو متنبہ فرمایا کہ ایمان لانے کے بعد کفار کے ساتھ تمہارا یارانہ سخت ناپسندیدہ حرکت ہے۔ تم اپنی صاف دلی کے باعث انہیں بھی اپنے جیسا خیال کرتے ہو حالانکہ کفر نے ان کو ان صفات عالیہ سے محروم کردیا ہے جن کی تم ان سے توقع رکھتے ہو۔ ان کے سینوں میں تمہارے خلاف بغض و عناد کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔ اگر تم نے احتیاط سے کام نہ لیا تو تم کو ہی نقصان اٹھانا پڑے گا وہ تمہیں بھی طرح طرح کی مشکلات میں مبتلا کردیں گے۔ اگر وہ تم پر غالب آگئے تو تم پر دست درازی اور زبان درازی کریں گے اور ہر ممکن ذریعے سے تمہیں نقصان پہنچائیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسوۂ حسنہ تمہارے سامنے ہے جب ان کے قریبی رشتہ داروں نے ان کی دعوت توحید کو قبول کرنے سے انکار کردیا تو آپ نے ان سے مکمل بائیکاٹ کردیا۔ تمہیں بھی چاہیے کہ اسی اسوۂ حسنہ کی پیروی کرو۔

یہاں ایک نکتہ کی وضاحت کردی گئی کہ قطع تعلق فقط ان کفار کے ساتھ ہے جو تم سے برسرِ پیکار ہیں جنہوں نے

تمہیں جلا وطن کر دیا ہے لیکن جو کافر تمہارے خلاف جارحیت کے مرتکب نہیں ہیں اُن سے ۔ بے حق بائیکاٹ کا حکم نہیں دیا جا رہا۔

صلح حدیبیہ کے بعد ایک نئی صورتِ حال پیدا ہو گئی تھی۔ معاہدہ صلح میں یہ تو طے پایا تھا کہ اگر کوئی مسلمان مرد آج کے بعد مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے گا تو اسے واپس کر دیا جائیگا۔ لیکن عورتوں کے بارے میں کوئی صراحت نہ تھی۔ صلح حدیبیہ کے بعد کئی عورتیں جو مسلمان ہو چکی تھیں وہ اپنے کافر شوہروں کو مکہ میں چھوڑ کر مدینہ طیبہ پہنچنے میں کامیاب ہو گئی تھیں۔ شرائطِ صلح کی رُو سے کیا انہیں بھی واپس کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ جب کوئی عورت ہجرت کر کے تمہارے پاس آ جائے تو تم اس کے ایمان کا جائزہ لو۔ اگر وہ سچے دل سے ایمان لائی ہو تو اسے مت واپس کرو کیونکہ آج سے کوئی مومن عورت کسی مشرک کے نکاح میں نہیں رہ سکتی۔ اسی طرح کئی مسلمان مرد اپنی کافر بیویاں مکہ میں چھوڑ آئے تھے۔ ان کے بارے میں بھی بتا دیا کہ کافر عورتیں بھی مسلمانوں کے عقدِ نکاح میں اب نہیں رہیں گی۔ وہ اب آزاد ہیں جس سے چاہیں شادی رچائیں۔ ان کے بارے میں تفصیلی احکام آیات کی تشریح کے ضمن میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

مکہ مکرمہ فتح ہونے والا تھا۔ وہ دن طلوع ہونے کے قریب تھا جب مردوں کی طرح عورتیں گروہ در گروہ اسلام قبول کریں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو قبل از وقت بتا دیا کہ جب مشرک عورتیں اسلام قبول کرنے کے لیے حاضر ہوں تو ان امور پر ان کی بیعت لی جائے

نیو ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا

۲۳-۳-۷۷

سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ ممتحنہ مدنی ہے اور اس میں ۱۳ آیتیں اور ۲ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ

اے ایمان والو نہ بناؤ میرے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو اپنے گہری دوست سے

۱ اس آیت کی شان نزول حضرت صدرالافاضل قدس سرہ کے جامع الفاظ میں سماعت فرمایئے

بنی ہاشم کے خاندان کی ایک باندی سارہ مدینہ طیبہ میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئی جب کہ حضور فتح مکہ کا سامان فرما رہے تھے حضور نے اس سے فرمایا کیا تو مسلمان ہو کر آئی ہے اس نے کہا نہیں فرمایا کیا ہجرت کر کے آئی ہے عرض کیا نہیں فرمایا پھر کیوں آئی ہے اس نے کہا محتاجی سے تنگ ہو کر بنی عبدالمطلب نے اس کی مدد کی کپڑے بنائے سامان دیا حاطب ابن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے ملے انہوں نے اس کو دس دینار دیئے ایک چادر دی اور ایک خط اہل مکہ کے پاس اس کی معرفت بھیجا جس کا مضمون یہ تھا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم پر حملہ کا ارادہ رکھتے ہیں تم سے اپنے بچاؤ کی جو تدبیر ہو سکے کرو سارہ یہ خط لے کر روانہ ہو گئی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو اس کی خبر دی حضور نے اپنے چند اصحاب کو جن میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے گھوڑوں پر روانہ کیا اور فرمایا مقام روضہ خاخ پر تمہیں ایک مسافر عورت ملے گی اس کے پاس حاطب ابن ابی بلتعہ کا خط ہے جو اہل مکہ کے نام لکھا گیا ہے وہ خط اس سے لے لو اور اس کو چھوڑ دو اگر انکار کرے تو اس کی گردن مار دو یہ حضرات روانہ ہوئے اور عورت کو ٹھیک اسی جگہ پر پایا جہاں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اس سے خط مانگا وہ انکار کر گئی اور قسم کھا گئی صحابہ نے واپسی کا قصد کیا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم کھا کر کہا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خبر غلط ہو ہی نہیں سکتی اور تلوار کھینچ کر عورت سے فرمایا یا خط نکال یا گردن رکھ جب اس نے دیکھا کہ حضرت بالکل قتل پر آمادہ ہیں تو اپنے جوڑے میں سے خط نکالا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر فرمایا کہ اے حاطب اس کا کیا باعث ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جب سے اسلام لایا کبھی میں نے کفر نہیں کیا اور جب سے حضور کی نیاز مندی میسر آئی کبھی حضور کی خیانت نہ کی اور جب سے اہل مکہ کو چھوڑا کبھی ان کی محبت نہ آئی لیکن واقعہ یہ ہے کہ میں قریش میں رہتا تھا اور ان کی قوم سے نہ تھا میرے سوا اور جو مہاجرین ہیں ان کے مکہ مکرمہ میں رشتہ دار ہیں جو ان کے گھر بار کی نگرانی کرتے ہیں مجھے اپنے گھر والوں کا اندیشہ تھا اس لئے میں نے یہ چاہا کہ میں اہل مکہ پر کچھ احسان رکھ دوں تاکہ وہ میرے

گھر والوں کو دستیاب ہیں اور میں یقین سے جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اہل مکہ پر عذاب نازل فرمانے والا ہے، میرا یہ خط انہیں بچا نہ سکے گا
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کا یہ عذر قبول فرمایا اور ان کی تصدیق کی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیجیے کہ اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ حضور نے فرمایا اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اللہ تعالیٰ جانتا ہے جب کہ اس نے اہل بدر کے حق میں فرمایا کہ جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا۔ یہ سن کر حضرت عمر کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ یہ آیات نازل ہوئیں۔ (قرطبی، المراغی)

اگرچہ یہ آیتیں حضرت حاطبؓ کے متعلق نازل ہوئیں لیکن ان میں روئے سخن صرف انہی کی طرف نہیں بلکہ ساری ملت اسلامیہ کو مخاطب بنایا گیا ہے۔ سب کو نصیحت کی جا رہی ہے کہ ایسی غلطی کا ارتکاب ہرگز نہ کیا جائے جس سے اسلام اور اہل اسلام کے مفاد کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو، خواہ اس کی نیت کچھ بھی ہو۔

اس آیت کے ضمن میں قاضی ابن العربی المالکی نے اپنی تفسیر احکام القرآن میں چند مفید مسائل لکھے ہیں جن کا خلاصہ پیش خدمت ہے

۱۔ اگر کوئی مسلمان اسلامی حکومت کے سربستہ راز دشمن تک پہنچائے تو اس کا یہ عمل اگرچہ سنگین جرم اور کبیرہ گناہ ہے لیکن وہ اس سے دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو جاتا بشرطیکہ اس کے ایمان میں کوئی تزلزل نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حاطبؓ کو بدستور مسلمان ہونے کا حکم دیتے۔

۲۔ کیا ایسا مسلمان واجب القتل ہے؟ امام مالک، ابن القاسم اور اشہب فرماتے ہیں کہ امام جو سزا مناسب سمجھے دے سکتا ہے۔ عبدالملک کہتے ہیں کہ اگر یہ چیز اس کی عادت بن جائے تو اسے قتل کر دیا جائے کیونکہ وہ جاسوس ہے۔ امام مالک جاسوس کے قتل کا فتویٰ دیتے ہیں اور یہی صحیح ہے کیونکہ اس نے مسلمانوں کو ضرر پہنچایا اور ملک میں فتنہ و فساد برپا کیا۔ وهو صحيح لاضراره بالمسلمين وسعيه بالفساد في الارض

حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ عمل صرف ایک بار سرزد ہوا تھا اس لیے معاف کر دیا گیا۔

۳۔ اگر جاسوس کافر ہو تو امام اوزاعی کہتے ہیں کہ ذمی کا عہد جاسوسی کرنے سے ٹوٹ جاتا ہے اور حربی جاسوس کو قتل کر دیا جائے۔ مسلمان اور ذمی جاسوس کو سخت سزا دی جائے گی لیکن اگر وہ بار بار ایسا کریں گے اور مسلمانوں کے خلاف دشمن کی مدد کریں گے تو انہیں بھی قتل کی سزا دی جا سکتی ہے۔

یہاں سے ایک اور مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے جس کی آج کل اشد ضرورت ہے۔ وہ یہ کہ اگر کسی شخص پر وطن دشمنی کا کوئی اور الزام عائد کیا جائے تو ایسے شخص کو اس وقت تک سزا نہیں دی جا سکتی جب تک اس کی تحقیق نہ کر لی جائے اور جرم کا پورا ثبوت مہیا نہ ہو جائے۔ محض الزام اور شبہ کی بنا پر سزا دینا اسلامی قانون میں ہرگز جائز نہیں۔ جب حضرت حاطبؓ کا خط پکڑا گیا تو انہیں صفائی پیش کرنے کا موقع دیا گیا اور ان کے اس بیان کو بھی جس کی تائید دیگر قرائن و شواہد سے ہو رہی تھی تسلیم کر لیا گیا۔

حضرت حاطبؓ جیسے جلیل القدر صحابی سے یہ جرم سرزد ہوا تھا ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تو اس کی ابتدا یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ

تم ان سے محبت کرتے ہو ان سے ۔ ١ حالانکہ وہ انکار کر چکے ہیں اس دین حق کا جو تمہارے پاس آیا ہے ۔

يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ۭ اِنْ

انہوں نے نکالا ہے رسول مکرم کو اور تمہیں بھی محض اس لیے کہ تم ایمان لائے ہو اللہ پر جو تمہارا پروردگار ہے ۔ اگر

سے کی گئی۔ حضرت حاطب نے جب یہ آیت سنی تو ان کی خوشی کی کوئی حد نہ رہی کہ ان کی اس غلطی کی وجہ سے ان کو مسلمانوں کی فہرست سے خارج نہیں کر دیا گیا صرف سرزنش اور عتاب پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اور عتاب اسی کو کیا جاتا ہے جس سے محبت ہو کسی نے خوب کہا ہے ؎

اعاتب ذا المودة من صديق اذا ما رابني منه اجتناب
اذا ذهب العتاب فليس ود ويبقى الود ما بقي العتاب

یعنی میں اس دوست کو ہی عتاب کرتا ہوں جس سے محبت ہو جب بے وفائی کا شک گزرے کہ وہ مجھ سے اجتناب کر رہا ہے۔

جہاں عتاب نہ ہو وہاں محبت نہیں ہوتی جب تک عتاب کا سلسلہ باقی ہے محبت بھی باقی ہے۔

اس آیت میں چند مفردات اور چند الفاظ توجہ طلب ہیں

عدو اگرچہ واحد ہے لیکن اس کا اطلاق جمع پر بھی ہوتا رہتا ہے۔ زمخشری کہتے ہیں والعدو فعول من عدا کعفو من عفا ولکونه علی زنة المصدر اوقع علی الجمع ایقاعه علی الواحد . (کشاف)

یعنی یہ مصدر کے وزن پر ہے اس لیے جمع اور واحد دونوں کے لیے مستعمل ہوتا ہے

٢ تلقون الیہم بالمودة کا مفہوم کیا ہے اور کلام سابق سے اس کا ربط کیا ہے؟

ربط کے بارے میں تین قول ہیں۔ ① لا تتخذوا کی ضمیر کا حال ہے ② اولیاء کی صفت ہے ③ یہ کلام مستانف ہے یعنی نیا جملہ ہے پہلے سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

بالمودة کی باء زائدہ برائے تاکید بھی ہو سکتی ہے اور سببیہ بھی ہو سکتی ہے۔

پہلی صورت میں القاء بالمودة کا معنی اظہار المودة ہوگا، یعنی تم ان سے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہو۔ دوسری صورت میں باء تعدیہ کے لیے ہوگی اور مودة، تلقون کا مفعول ہوگا۔ اس کا معنی وہی ہوگا جو پہلے ذکر کیا گیا ہے اور اگر باء سببیت کے لیے ہے تو اس وقت تلقون کا مفعول محذوف ماننا پڑے گا عبارت یوں ہوگی تلقون الیہم اخبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسبب المودة التی بینکم وبینہم (کشاف) رسول اللہ [illegible] کے معنی یہی ہوگا۔ یعنی تم رسول کی خبریں ان کو بھیجتے

كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي

تم جہاد کرنے نکلے ہو میری راہ میں اور میری رضا جوئی کے لیے تو انہیں دوست مت بناؤ[۲]

تُسِرُّونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا

تم پوشیدہ طور پر ان کی طرف محبت کا پیغام بھیجتے ہو[۳] حالانکہ میں خوب جانتا ہوں جو تم نے چھپ کر کیا ہے اور جو

أَعْلَنْتُمْ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ①

تم نے ظاہر کیا اور جو ایسا کرے تم میں سے تو وہ بھٹک گیا راہ راست سے

کر بیٹھے ہو اس محبت کی وجہ سے جو تمہارے درمیان اور ان کے درمیان ہے۔

[۲] ان کنتم خرجتم الخ یہ شرط ہے اس کی جزا محذوف ہے اور کلام سابق لا تتخذوا اس پر دلالت کرتی ہے یعنی اگر تم میرے راستہ میں جہاد کرنے کے لیے نکلے ہو اور اس کی رضا کے طلب گار ہو تو کافروں کو اپنا دوست مت بناؤ

[۳] تسرون الیھم یہ جملہ مستقل بھی ہو سکتا ہے لیکن مناسب یہ ہے کہ اس کلام مستانف بنایا جائے اس کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں۔ ایک تفضون الیھم بمودتکم سرا یعنی تم انہیں اپنی محبت و دوستی کا پیغام چھپ کر بھیجتے ہو۔

دوسرا مفہوم یہ ہے تسرون الیھم اسرار رسول اللہ بسبب المودۃ (کشاف) یعنی تم اپنی دوستی کی وجہ سے حضور کے راز ان تک پہنچاتے ہو، حالانکہ اللہ تعالیٰ تمہاری ساری حرکتوں کو خوب جانتا ہے۔ تم لاکھ چھپانے کی کوشش کرو اس علیم و خبیر سے کیسے چھپا سکتے

آیت کا خلاصہ یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ اے ایمان والو! جو لوگ میرے دین کے دشمن ہیں اور وہ لوگ تمہارے بھی دشمن ہیں ان کو اپنا دوست مت بناؤ۔ تم ان سے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہو حالانکہ وہ اس دین حق کا انکار کرتے ہیں جو تمہارے پاس اللہ کا رسول لے کر آیا ہے اور ان کی عداوت کی انتہا یہ ہوئی۔ دشمنی کی دلیل نہیں اور کیا چاہیے کہ انہوں نے اللہ کے محبوب نبی کو بھی نکلنے پر مجبور کر دیا اور تمہیں بھی جلاوطن کر دیا حالانکہ تم نے ان کا کوئی قصور نہیں کیا تھا تم نے ان پر کوئی زیادتی نہیں کی تھی۔ ان کی نظروں میں تمہارا قصور یہی تھا کہ تم اللہ پر ایمان لائے۔ یہ ایک جرم ہے جو ناقابل معافی ہے۔ اگر تم اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے میدان میں نکلتے ہو اور اس کی خوشنودی کے جویا ہو تو تمہیں اللہ تعالیٰ یہ حکم دیتا ہے کہ تم انہیں اپنا دوست مت بناؤ۔ تم میں سے بعض لوگ خفیہ طور پر کفار کے ساتھ دوستی اور محبت کی پینگیں بڑھاتے ہیں کیا انہیں یہ بات بھول گئی ہے کہ ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ سے ہے اور اللہ تعالیٰ چھپی اور ظاہر ہر چیز کو جانتا ہے۔ قیامت تک آنے والے مسلمانوں میں سے اگر کسی نے ایسی حرکت کی تو وہ راہ راست سے بھٹک گیا اور اپنی منزل سے بہک گیا۔

إِنْ يَثْقَفُوكُمْ يَكُونُوا لَكُمْ أَعْدَاءً وَيَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ

اگر وہ تم پر قابو پائیں تو وہ تمہارے دشمن ہو جائیں گے اور دراز کریں گے تمہاری طرف اپنے ہاتھ

وَأَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوءِ وَوَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ ۝ لَنْ تَنْفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ

اور اپنی زبانیں بدی کے ساتھ اور وہ چاہتے ہیں کہ تم بھی کافر بن جاؤ۔ ہرگز نفع نہ پہنچائیں گے تمہیں تمہارے رشتہ دار

وَلَا أَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا

اور نہ تمہاری اولاد روز قیامت اللہ تعالیٰ جدائی ڈال دے گا تمہارے درمیان اور اللہ تعالیٰ جو

تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ

تم کرتے ہو خوب دیکھنے والا ہے۔ بے شک تمہارے لیے خوب عمدہ نمونہ ہے ابراہیم

ف علامہ آلوسی لکھتے ہیں ان یثقفوکم ای ان یظفروا بکم یعنی اگر وہ تم پر غالب آ جائیں اور تم پر قابو پائیں۔ اس آیت میں حاطب اور ان کی روش اختیار کرنے والوں کو بتایا جا رہا ہے کہ اگر یہ کفار تم پر غالب آ جائیں، تم پر قابو پالیں تو اپنی عداوت اور بربریت کا مظاہرہ کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں گے۔ وہ ہاتھوں سے تمہیں تہ تیغ کرنے میں دریغ نہیں کریں گے اور زبان سے تم پر گالیوں کی بوچھاڑ کریں گے اور طعن و تشنیع کے تیر برسائیں گے۔ [illegible] ان کے دلوں میں عداوت و حسد کا آتش فشاں دہک رہا ہے اور تمہیں [illegible] وہ صرف تم سے مال و [illegible] تمہاری جان کے دشمن نہیں بلکہ [illegible] تمہارے ایمان کی متاع عزیز کو [illegible] تمہارے ایمان کو [illegible] [illegible] میں سرگرم رہنے کی عادت ہے۔ ہر مومن کو ایسے دشمنوں سے ہر وقت چوکنا اور ہوشیار رہنا چاہیے۔

ف حضرت حاطب کو جس چیز کی محبت نے اس حرکت پر اکسایا تھا، بتایا کہ قیامت کے دن وہ رشتہ دار اور اولاد کسی کام نہ آئیں گی۔ ہر شخص کو اپنی ہی فکر ہو گی۔ [illegible] یفصل بینکم یعنی وہ دن تمہارے درمیان جدائی ڈال دے گا تو ایک دوسرے سے بھاگتے پھریں گے [illegible] اسی چیز کو دوسرے مقام پر یوں بیان فرمایا گیا ہے

یوم یفر المرء من اخیہ وامہ وابیہ وصاحبتہ وبنیہ

یعنی اس دن انسان بھاگے گا اپنے بھائی سے، اپنی ماں سے، اپنے باپ سے، اپنی بیوی سے اور اپنے بچوں سے۔

وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا

اور ان کے ساتھیوں کی زندگی میں جب انہوں نے برملا کہہ دیا اپنی قوم سے کہ ہم بیزار ہیں تم سے اور ان معبودوں

تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ

سے جن کی تم پرستش کرتے ہو اللہ کے سوا ہم تمہارا انکار کرتے ہیں اور ظاہر ہو گئی ہمارے اور تمہارے درمیان

الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ اِلَّا

ہمیشہ کے لیے عداوت اور دشمنی یہ تو کیا ہے یہاں تک کہ تم ایمان لاؤ ایک اللہ پر مگر

ے اپنے قریبی رشتہ داروں سے بیوی بچوں سے قطع تعلق کوئی آسان کام نہیں لیکن ایمان کا تقاضا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والا ایمان کو بچانے کے لیے ماں باپ سے، بہن بھائی سے، بیوی بچوں سے بھی اگر قطع تعلق کرنا پڑے تو دریغ نہ کرے سارے رشتے توڑ دے جو رشتے ایمان میں رخنہ ڈالیں۔ یہاں اللہ تعالیٰ کے بندے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کے جانثار اتباع اور ساتھیوں کی مثال پیش کی کہ دیکھو انہوں نے اپنے خداوند کریم کو راضی کرنے کے لیے کس طرح ان تعلقات کو پس پشت ڈال دیا اور کس جرأت سے برملا اعلان کر دیا کہ ہمارا اور تمہارا اب کوئی تعلق نہیں۔ ہمارا تمہارے معبودوں سے بھی کوئی سروکار نہیں۔ بیشک حکومت و قوت تمہارے پاس ہے، جاگیریں اور زمینیں تمہارے قبضہ میں ہیں اور دولت و ثروت کے انبار تمہارے پاس لگے ہیں لیکن تمہاری حیثیت ہماری نظروں میں خس و خاشاک سے بھی کم ہے۔ ہمیں تمہاری اور تمہارے جاہ و جلال کی ذرا پروا نہیں۔

ے یہاں کفرنا بکم کا ایک معنی تو یہ ہے کہ ہم تمہارے بھی منکر ہیں اور تمہارے خداؤں کو بھی تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے وہ طاغوت سے کفر ضرور کرتا ہے۔ اپنے معبود برحق کا اقرار ضرور کرتا ہے۔ فمن يكفر بالطاغوت ويؤمن بالله فقد استمسك بالعروة الوثقى۔ یعنی جس نے طاغوت سے انکار کیا اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اس نے درحقیقت مضبوط حلقہ کو پکڑ لیا جو ٹوٹنے والا نہیں۔

لیکن کفرنا بکم کا ایک دوسرا مفہوم بھی علمائے تفسیر نے ذکر کیا ہے۔ علامہ آلوسی کی عبارت ملاحظہ ہو: والكفر مجاز او كناية عن عدم الاعتداد فكأنه قيل لا نعتد بشأنكم ولا بشأن آلهتكم وما انتم عندنا على شيء۔

یعنی لفظ کفر یہاں مجازاً یا کنایۃً عدم اعتداد اور بے پرواہی کے معنی میں ہے۔ گویا یہ کہا جا رہا ہے کہ ہم تمہیں اور تمہارے بناوٹی خداؤں کی پروا نہیں کرتے ہیں۔ ہماری نگاہوں میں تمہاری رتی بھر کوئی وقعت نہیں۔

ے ابراہیم اور آپ کے ساتھیوں نے صاف صاف اعلان کر دیا کہ ہمارا قوم کے کافروں سے کوئی رشتہ اور کوئی تعلق نہیں

قَوْلَ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ

ابراہیم کا اپنے باپ سے یہ کہنا اس سے مستثنیٰ ہے کہ میں ضرور مغفرت طلب کروں گا تمہارے لیے اور میں مالک نہیں تمہارے لیے

مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ رَبَّنَا عَلَیْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَیْكَ اَنَبْنَا وَاِلَیْكَ

[illegible]

الْمَصِیْرُ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا

[illegible]

رَبَّنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْهِمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ ؕ وَمَنْ

عمدہ ہے ان کے لیے جو اللہ اور روز قیامت کا امیدوار ہے اور جو

يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۠ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ

روگردانی کرے تو بیشک اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا سلہ یقیناً قریب ہے کہ پیدا فرما دے

بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ؕ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ؕ

تمہارے درمیان اور ان کے درمیان جن سے تم [illegible] دشمنی رکھتے ہو محبت اور اللہ تعالیٰ بڑی قدرت والا ہے

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ

اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے سلہ اللہ تعالیٰ تمہیں منع نہیں کرتا کہ ان لوگوں سے جو تم سے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سلہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] پیدا ہو گئے

يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ أَن

دین کے معاملہ میں جنگ نہیں کی اور نہ انہوں نے تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا کہ تم ان کے ساتھ

تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ﴿٨﴾ إِنَّمَا

احسان کرو اور ان کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کرو بیشک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُم

اللہ تمہیں صرف ان لوگوں سے روکتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے معاملہ میں جنگ کی اور تمہیں تمہارے

مِّن دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَىٰ إِخْرَاجِكُمْ أَن تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَن

گھروں سے نکالا اور مدد کی تمہارے نکالنے میں کہ تم انہیں دوست بناؤ اور جو

ے پہلی آیت میں کفار کو دوست بنانے سے منع کیا۔ اس کی وجہ بھی بتا دی کہ انہوں نے حضور نبی کریم کو اور بے قصور مسلمانوں کو اپنے وطن اور اپنے گھر بار سے نکال دیا۔ اس آیت میں ان کفار سے حسن سلوک کی اجازت دی جا رہی ہے جنہوں نے مسلمانوں سے جنگ کی اور نہ انہیں جلاوطن کیا۔

حضرت صدیق اکبر کی ایک بیوی قتیلہ نامی تھی جس کو آپ نے قبل از اسلام طلاق دے دی تھی۔ اس کے بطن سے آپ کی صاحبزادی حضرت اسماء تھیں۔ ہجرت کے بعد وہ اپنی بیٹی کے لیے چند تحائف لے کر مدینہ آئی تو حضرت اسماء نے ملنے سے روک دیا اور تحائف قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس واقعہ کا ذکر انہوں نے بارگاہ رسالت میں کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسماء کو اجازت دی کہ وہ اپنی ماں کو گھر میں آنے دے، اس کے تحائف قبول کرے اور اس کے ساتھ احسان و مروت کا برتاؤ کرے۔

ے اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ جب کفار نے تمہارے خلاف جنگ نہیں لڑی اور نہ تمہیں کوئی اذیت پہنچائی تو انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ تم بھی ان کے ساتھ نیکی اور احسان کا معاملہ کیا کرو۔ اگر تم محارب کافروں کی طرح ان امن پسند کافروں کے ساتھ بھی جنگ و تشدد کرو گے تو یہ عدل و انصاف کے خلاف ہوگا۔ اس لیے حکم دیا کہ ایسے کفار کے ساتھ تو انصاف کرو جنہوں نے تم پر زیادتی نہیں کی اور جنہوں نے تم پر زیادتی کی ہے ان پر بھی تمہیں ظلم کرنے کی اجازت نہیں۔ اسلام کسی کے ساتھ کسی حالت میں ظلم کی اجازت نہیں دیتا۔

علامہ ابن عربی احکام القرآن میں لکھتے ہیں کہ تقسطوا کا معنی یہ ہے کہ ایسے کفار کو اپنے مال سے تبرع اور حسن سلوک سے اپنے مال کا کچھ حصہ دو تاکہ ان کی دلجوئی ہو جائے۔ یہاں تقسطوا سے مراد عدل نہیں کیونکہ عدل تو مسلمان پر ہر حالت میں واجب ہے خواہ مقابلہ جنگجو کفار ہوں یا وہ ایسے کفار ہوں جنہوں نے جنگ نہیں کی۔ ان کی عبارت ملاحظہ ہو۔ تعالیٰ تقسطوا الیہم ای تعطوہم قسطا

يَتَوَلَّهُمْ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا

(انہیں دوست بناتے ہیں تو وہی اپنے آپ پر ظلم کرنے والے ہیں ۹ اے ایمان والو! جب

جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ

آجائیں تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے تو ان کی جانچ پڑتال کر لیا کرو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے ان کے ایمان کو

من سوالكم وليس بر بينه من العهد لخاف العهد والعهود مرة كل ولى من ليستقل ، احكام القرآن

۱۶ے جو لوگ ایسے دشمنانِ دین و ایمان سے محبت کی پینگیں بڑھاتے ہیں وہ ظالم ہیں ان کی یہ حرکت ان کی قوم اور ان کے حق میں تباہ کن ثابت ہوگی۔ وہ اپنے سوچے سمجھے بغیر ان کے شر سے محفوظ ہو جائیں گے وہ دشمن ان کو غافل پا کر ایسا دھکا دیں گے کہ پھر وہ نہیں سنبھل سکیں گے۔ بلاشبہ ایسا شخص ظالم ہے

۱۷ے صلح حدیبیہ کے موقع پر جو معاہدہ طے پایا تھا اس میں کفار مکہ کی طرف سے ان کے نمائندے سہیل بن عمرو نے یہ شرط پیش کی تھی کہ اگر مکہ کا کوئی آدمی مسلمان ہو کر مدینہ طیبہ چلا جائے تو اہل مکہ اس کو واپس لے جا سکتے ہیں لیکن اگر کوئی مسلمان مکہ میں کفار کے پاس آ جائے تو مسلمان اس کو واپس لینے کا مطالبہ نہیں کریں گے

چنانچہ ابو بصیر اہل مکہ کے مظالم سے تنگ آ کر مدینہ طیبہ پہنچ گئے لیکن اس معاہدہ کی پابندی کرتے ہوئے حضور نے انہیں واپس کر دیا۔ بعد ازاں مسلمان خواتین کی آمد شروع ہوئی سب سے پہلے مدینہ طیبہ آنے والی حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط تھیں جو اسلام کے بدترین دشمن عقبہ کی لخت جگر تھیں ام کلثوم پیدل چل کر مدینہ پہنچیں۔ اس کے علاوہ سبیعہ بنت الحارث الاسلمیہ بھی مسلمان ہو کر اپنے خاوند کو چھوڑ کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئیں۔ ان کے پیچھے ان کا خاوند ان کو واپس لے جانے کے لیے آیا۔ ان کا خاوند بھی مدینہ طیبہ پہنچ گیا۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اگر مسلمان عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تو ان کی جانچ پڑتال کر کے تسلی کر لو۔ اگر ان کے آنے کا مقصد صرف ایمان کا تحفظ ہے تو انہیں واپس نہ کرو

اکثر لوگ اس جگہ بڑی الجھن محسوس کرتے ہیں وہ کہتے ہیں جب معاہدہ طے پا گیا تھا تو پھر ان عورتوں کو واپس نہ کرنا ایک صریح خلاف ورزی تھی حالانکہ اسلام معاہدہ شکنی کو کسی قیمت پر روا نہیں رکھتا۔ اس کا جواب صحیح بخاری کی اس طویل روایت میں صراحۃً مذکور ہے۔

امام بخاری نے اپنی صحیح کی کتاب الشروط کے باب الشروط فی الجہاد والمصالحۃ میں یہ الفاظ روایت کیے ہیں جو سہیل بن عمرو نے لکھوائے تھے: وعلی انہ لا یاتیک منا رجل وان کان علی دینک الا رددتہ علینا۔ یعنی اگر ہم میں سے کوئی مرد آپ کے پاس آئے خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو تو آپ اسے ہماری طرف لوٹا دیں گے۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا اس عبارت میں رجل کا لفظ صراحۃً موجود ہے جس کا معنی ہے مرد

فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى ٱلْكُفَّارِ

پس اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ وہ مومن ہیں تو انہیں کفار کی طرف مت واپس کرو ۱۹

لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ ۖ وَءَاتُوهُم مَّآ أَنفَقُوا۟ ۚ

تو وہ حلال ہیں کفار کے لیے اور نہ وہ کفار حلال ہیں مومنات کے لیے ۲۰ اور دے دو کفار کو جو مہر انہوں نے خرچ کیے تھے ۲۱

اللہ تعالیٰ کی حکمت و مصلحت تھی کہ اس نے کفار کے معاہدہ کی عبارت میں ایسے الفاظ لکھوائے جن کی وجہ سے مہاجر خواتین کا مسئلہ کسی مشکل کے بغیر حل ہو گیا جب کفار نے ان مسلم خواتین کی واپسی کا مطالبہ کیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معاہدہ کے اصل الفاظ ان کے سامنے رکھ دیے۔ یہ سن کر کفار کو سانپ سونگھ گیا اور لاجواب ہو کر انہیں واپس جانا پڑا۔ معاہدہ کی نص [illegible] کی تصدیق کر رہی ہے۔ اس آیت میں اسی مسئلہ کو کھول کر بیان کیا گیا ہے۔

ف۱۸ یعنی مدینہ مجاہدین کی پناہ گاہ نہیں کہ جو عورت اپنے خاوند سے دل برداشتہ ہو جائے یا کسی اور وجہ سے تنگ دل ہو کر چاہے تو وہ سیدھی یہاں پہنچ سکے اور مسلمان اس کو اپنی حفاظت میں لے لیں۔ اسلام کے نزدیک یہ حرکت سخت ناپسندیدہ ہے اس لیے حکم دیا گیا کہ اگر کوئی عورت ہجرت کر کے آئے تو اس کے ایمان اور ہجرت کے صدق کا فیصلہ کرنے سے پہلے، مستقل طور پر اس کی اچھی طرح جانچ پڑتال کرو۔ اگر تمہیں اطمینان ہو جائے کہ یہ عورت صرف اپنے دین و ایمان کی خاطر اپنا گھر بار چھوڑ کر آئی ہے تو اس کو مدینہ کے مسلمانوں میں رہنے دو، اور اگر اس کی نقل مکانی کی غرض دینی نہیں، اس کے علاوہ کوئی اور وجہ ہے تو پھر اسے واپس کر دو۔ احادیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتحان کا طریقہ مذکور ہے جس سے ساری حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے

جب کوئی عورت مکہ سے مدینہ آتی تو حضور اس سے اس طرح قسم لیتے

باللہ الذی لا الٰہ الا ھو ما خرجت من بغض زوج۔ اس اللہ کی قسم جس کے بغیر کوئی معبود نہیں میں اپنے خاوند سے بغض و عداوت کی وجہ سے نہیں نکلی

باللہ ما خرجت رغبۃ عن ارض الی ارض۔ خدا کی قسم میں پہلی جگہ سے دل برداشتہ ہو کر اس نئی جگہ نہیں آئی۔

باللہ ما خرجت التماس الدنیا خدا کی قسم میں دنیا کی طلب کے لیے گھر سے نہیں نکلی

باللہ ما خرجت الا حبا للہ ورسولہ بخدا میں صرف اللہ اور اس کے رسول کی محبت کے باعث اپنا وطن چھوڑ کر آئی ہوں۔

ف۱۹ علم سے مراد ظن غالب اور حصول اطمینان ہے کیونکہ جاننا یعنی اس کے دل کی حالت پر یقینی آگاہی حاصل کرنا ممکن نہیں۔

ف۲۰ یعنی عورتوں کو کفار کے حوالہ نہ کرنے کی دوسری وجہ بیان کی جا رہی ہے۔ مومن عورتیں کافروں کے لیے حلال نہیں اور نہ کافر

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ

اور تم پر کوئی حرج نہیں کہ تم ان عورتوں سے نکاح کرو جب تم انہیں ان کے مہر دے دو

وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْئَلُوا مَا أَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْئَلُوا

اور اسی طرح تم بھی روکے رکھو کافر عورتوں کو اپنے نکاح میں اور مانگ لو جو تم نے خرچ کیا اور وہ بھی مانگ لیں

مَا أَنْفَقُوا ذَٰلِكُمْ حُكْمُ اللَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

جو انہوں نے خرچ کیا۔ یہ اللہ کا فیصلہ ہے۔ وہ تمہارے درمیان فیصلہ فرماتا ہے۔ اور اللہ سب کچھ جاننے والا

مردوں یا ایمان دار خواتین کے لیے حلال ہیں۔

اس آیت کے نزول سے پہلے مسلمانوں اور کافروں کے درمیان باہمی ازدواجی تعلقات جاری تھے۔ مسلمان عورتیں کافروں کے ساتھ نکاح کر لیتیں اور مسلمان مرد کافر عورتوں سے شادی کر لیتے۔ اس قسم کی متعدد مثالیں اس معاشرہ میں موجود تھیں لیکن اس آیت نے اس ازدواج کا دروازہ بند کر دیا۔ کوئی مسلمان اہل کتاب کے علاوہ کسی کافر عورت سے نکاح نہیں کر سکتا اور کوئی مسلمان عورت کسی کافر سے خواہ وہ اہل کتاب سے ہی کیوں نہ ہو نکاح نہیں کر سکتی۔

۲۱ یہاں ایک نیا حکم بیان کیا جا رہا ہے کہ جو مسلمان عورتیں ہجرت کر کے دارالاسلام میں آ جائیں تو حکومت اسلامیہ پر لازم ہے کہ ان کے شوہروں نے جو مہر انہیں دیا تھا وہ بیت المال سے انہیں ادا کر دیا جائے اور پھر اگر وہ عورتیں کسی مسلمان کے ساتھ نکاح کرنا چاہیں تو انہیں اس کی اجازت ہے اور انہیں مہر دینا ہوگا کیونکہ پہلا مہر ادا ہو چکا ہے۔

امام ابو حنیفہ کے نزدیک جس وقت وہ عورت دارالاسلام میں ہجرت کر کے پہنچ گئی اسی وقت اس کا سابقہ نکاح کالعدم قرار دے دیا جائے گا اور اسی وقت وہ کسی مسلمان سے چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ عدت گزارنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن مقاربت کے لیے استبراء ضروری ہے یعنی یقین کر لیا جائے کہ اس کا پیٹ حمل سے خالی ہے۔ اس کے لیے ایک حیض کا آنا کافی ہے۔ اگر عورت حاملہ ہو تب بھی اس کے ساتھ نکاح جائز ہے لیکن اس کے ساتھ مقاربت تب کر سکتے ہیں جب وہ بچہ جن چکے۔ امام صاحب کے نزدیک اس عورت کو بھی شرعی عدت گزارنی پڑے گی۔ اگر غیر حاملہ ہے تو تین حیض اور اگر حاملہ ہے تو وضع حمل۔ اس کے بعد وہ کسی سے نکاح کر سکتی ہے۔

۲۲ یہاں سے مسلمانوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ جو پہلے سے کافر عورتیں تمہارے نکاح میں ہیں تم ان کی عصمت کو روکے نہ رکھو انہیں آزاد کر دو۔ چنانچہ اس آیت کے نزول کے بعد جن مسلمانوں کے گھروں میں ایسی عورتیں تھیں ان کو طلاق دے دی گئی۔ حضرت عمر کی دو کافر بیویاں تھیں جو مکہ میں رہ گئی تھیں۔ امیر المومنین نے ان دونوں کو طلاق دے دی۔

حَكِيمٌ ﴿١٠﴾ وَإِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ

بڑا دانا ہے ۲۳؎ اور اگر جاتی رہے تم سے کوئی عورت تمہاری بیویوں میں سے کفار کی طرف پھر تمہاری باری آجائے

فَآتُوا الَّذِينَ ذَهَبَتْ أَزْوَاجُهُمْ مِثْلَ مَا أَنْفَقُوا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ

تو دے دو ان لوگوں کو جن کی بیویاں ان کے ہاتھ سے نکل گئی ہیں اتنا مال جتنا انہوں نے خرچ کیا تھا ۲۴؎ اور ڈرتے رہو اللہ سے

الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ ﴿١١﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ

جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔ اے نبی مکرم! جب حاضر ہوں آپ کی خدمت میں ایمان والی عورتیں

يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰ أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ

تاکہ آپ سے اس بات پر بیعت کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور

وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ

نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ لائیں گی کوئی بہتان جو خود انہوں نے گھڑ لیا ہو اپنے

جس کی وجہ سے عصمت کی اس حد تک حفاظت ممکن ہے کہ [illegible] کافروں کی [illegible] اور عورتوں کے ساتھ جو تمہارے نکاح میں ان کو پکڑے رکھو [illegible] وہ تمہاری شریک حیات اور بیویاں بن سکیں۔

۲۳؎ پہلے واضح کیا جا چکا ہے کہ جو عورتیں مسلمان ہو کر ہجرت کر کے آ جائیں ان کے کافر خاوندوں کو مہر واپس کیا جائے [illegible] کا یہ حکم ہے۔ وہ اللہ علیم و حکیم ہے۔ وہ حال و مستقبل پر نظر رکھتا ہے۔ اس کا ہر فرمان حکمت پر مبنی ہوتا ہے۔

۲۴؎ اگر کوئی شخص مسلمان ہو کر ہجرت کر کے چلا جائے اور اس کی بیوی کفر کی حالت میں وہیں رہ جائے تو قاعدہ کے مطابق ان کا فرض ہے چاہیے کہ وہاں کی عورت کا مہر اس کے مسلمان خاوند کو واپس کر دیں کیونکہ اب ان کے درمیان رشتہ ازدواج منقطع ہو گیا ہے لیکن کفار ایسا نہ کریں تو مسلمانوں کو چاہیے کہ مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے اس مسلمان خاوند کو مہر کی رقم ادا کر دیں۔ اس کے بعد بقیہ مال غنیمت سب مجاہدین تقسیم کریں۔ [illegible] یہ بھی کہا جا سکتا ہے [illegible] جو مسلمان ہو کر [illegible] مہاجر عورتوں کا مہر جو مسلمانوں کے ذمہ [illegible] ان لوگوں کو دیا جائے جن کی بیویاں [illegible] کا مہر ادا کیا جائے جو دار حرب میں کفر کی حالت میں رہ گئیں۔

اَيۡدِيۡهِنَّ وَاَرۡجُلِهِنَّ وَلَا يَعۡصِيۡنَكَ فِيۡ مَعۡرُوۡفٍ فَبَايِعۡهُنَّ

ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان اور نہ آپ کی نافرمانی کریں گی کسی نیک کام میں ۲۵ تو [illegible] انہیں بیعت کر لیا کرو

آیت میں [illegible] کا ارتکاب سے [illegible] جس کا [illegible] اس کے متعلق [illegible] کیا گیا ہے۔ [illegible] علامہ آلوسی اس آیت کا خلاصہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ [illegible] روح المعانی

۲۵ جب [illegible] بیعت [illegible] حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] بیعت [illegible] ہاتھ [illegible] عورتوں سے بیعت لی۔

جن باتوں پر بیعت لی گئی ان میں سرِ فہرست یہ ہے کہ وہ کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہرائیں گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ چوری نہیں کریں گی۔ تیسری بات یہ ہے کہ وہ بدکاری نہیں کریں گی۔ چوتھی بات یہ ہے کہ وہ اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی [illegible] اسی میں اسقاطِ حمل بھی داخل ہے [illegible] شریعت اسلامیہ میں اس کو قتل شمار کیا جاتا ہے۔ پانچویں بات [illegible] عورتیں اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان [illegible] بہتان تراشی کریں۔ اس کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں۔

کسی دوسرے [illegible] بچہ [illegible] اپنے خاوند کی طرف منسوب کر دے [illegible] کسی دوسری عورت پر بدچلنی کا الزام لگائے۔ یہ تمام صورتیں اس آیت میں داخل ہیں [illegible] اسلام [illegible] کہ ہر نیک کام جس کا حکم حضور دیں گے وہ اس کی نافرمانی نہیں کریں گی۔

فقہائے اسلام نے معروف کی قید سے یہ قانون اخذ کیا ہے کہ حاکم وقت کو اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ شریعت اسلامیہ کے کسی قانون کے خلاف کوئی حکم صادر کرے۔ [illegible]

کسی غیر معروف کام کا حکم دیں۔ یہ قید اس لیے ذکر کی ہے کہ جب اللہ کے رسول کی اطاعت کے لیے معروف شرط ہے جس میں غیر معروف کا احتمال ہی نہیں تو اور کون ہے جس کو یہ حق پہنچ سکے کہ شریعت اسلامیہ کے خلاف غیر معروف قانون سازی کرے اور اس پر عمل کرنے کا لوگوں کو حکم دے۔

امام ابوبکر جصاص لکھتے ہیں: وقد علم الله ان نبيه [illegible] بمعروف [illegible] عصيانه [illegible] بالمعروف لئلا يترخص احد في طاعة السلاطين اذا لم تكن طاعة لله [illegible] کتاب الاحکام میں اس بات [illegible] کوئی کام معروف کے بغیر [illegible] کا حکم نہیں دیتا [illegible] معروف کی شرط اس لیے لگائی تاکہ کوئی شخص بادشاہوں کے من مانے حکم کی اطاعت کا جواز نہ نکال لے جن میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہے۔

جب افضل البشر کی اطاعت کے لیے معروف کی شرط ہے تو اور کون ہے جو مستثنیٰ ہو سکتا ہے۔

میرا [illegible] اسلامی حکومت [illegible] قانون کی [illegible] کسی نص سے [illegible] اس بات کی [illegible] قانون [illegible] جواز پیدا کیا جاتا ہے۔

تمام مفسرین [illegible] کی روایت [illegible] کہ جب [illegible] بیعت کے لیے حاضر ہوئیں [illegible] ان شرائط پر بیعت [illegible] اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گی

[illegible] بیعت [illegible] قبول ہو سکتی ہے [illegible] شرائط [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] حضرت [illegible] بیعت [illegible] معاف فرما دیجیے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] شریعت [illegible] بیعت [illegible] سزا [illegible]

وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۲ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اور اللہ سے ان کے لیے مغفرت مانگا کیجیے بیشک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے ۲۸ اے ایمان

اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَىِٕسُوْا مِنَ

والو! مت دوستی کرو ان لوگوں سے غضب فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے جن پر۔ وہ مایوس ہو چکے ہیں آخرت سے جیسے مایوس

الْاٰخِرَةِ كَمَا يَىِٕسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ۝۱۳

ہو گئے ہیں جیسے وہ کفار مایوس ہو چکے ہیں جو قبروں میں پڑے ہیں ۲۹

[illegible]

یہ واقعہ فتح مکہ کے بعد عورتوں کی بیعت میں ہے۔ وکان ھذا یوم الفتح۔ قالت ام عطیۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بایعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ام عطیہ [illegible] کے کلام [illegible] اس سے [illegible] تھا۔

۲۸ اللہ تعالیٰ سے [illegible] آپ ان کو بیعت [illegible] بیشک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے جب آپ کے ہاتھ اٹھیں گے تو [illegible] میں شرف وکرم [illegible] بخش دے گا اور ان کے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے گا۔

۲۹ قرآن میں پھر اسی حکم کا اعادہ کر دیا۔ [illegible] وہ لوگ جو اسلام کی عداوت میں پیش پیش ہیں جن کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی بندھ گئی ہے اور ان کی [illegible] سرکشی کے باعث [illegible] آخرت میں کسی ثواب [illegible] امید [illegible] جس طرح قبروں میں پڑے ہوئے کفار اپنی بخشش سے مایوس ہو چکے ہیں۔

اصحاب القبور سے پہلے من بیانیہ ہے۔ یعنی وہ کفار جو کہ قبروں میں [illegible] کیونکہ ان کی موت کفر پر ہوئی اس لیے اب ان کی نجات کی کوئی صورت نہیں۔ وہ اپنی بخشش کے [illegible] مایوس ہو چکے ہیں۔ علامہ آلوسی نے اس کا مفہوم ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ ای الذین ھم اصحاب القبور ای الکفار الموتی [illegible] قبروں میں پڑے ہوئے کفار اپنی نجات سے مایوس ہو چکے ہیں۔

وکون من بیانیۃ مروی عن مجاہد وابن جبیر وابن زید وھو اختیار ابن عطیۃ

(روح المعانی)

یعنی بعد ابن جریر ابن کثیر سے مروی ہے کہ یہاں حسن بیان ہے ابن عطیہ کے نزدیک بھی یہی قول پسندیدہ ہے۔

○

الحمد لله والصلوة والسلام على خاتم انبياء الله وآخر رسل الله سيدنا محمد الذي بعث الى الاسود والاحمر وكافة للناس بشيرا ونذيرا وعلى آله واصحابه ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين.

فاطر السموت والارض انت وليّ في الدنيا والآخرة توفني مسلما والحقني بالصالحين.

يا حي يا قيوم برحمتك استغيث لا تكلني الى نفسي طرفة عين واصلح لي شأني كله

◎

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف
سُورہ الصّف

نام : اس سورۂ مبارکہ کا نام الصف ہے۔ یہ کلمہ اس کی چوتھی آیت میں مذکور ہے۔ اس میں دو رکوع، چودہ آیتیں، دو سو اکیس کلمات اور نو سو حروف ہیں۔

نزول : یہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔

مضامین : مکی زندگی کی مشکلات کی الگ نوعیت تھی۔ مدنی زندگی میں جن مشکلات کا مسلمانوں کو سامنا کرنا پڑ رہا تھا اُن کی نوعیت جُدا تھی۔ یہاں مسلمانوں کو اذنِ جہاد مل گیا اور کفار کے ساتھ کھلم کھلا ٹکراؤ کے عہد کا آغاز ہو گیا۔ اب ایسے جانبازوں اور بہادر مجاہدوں کی ضرورت تھی جن کے قول و عمل میں مکمل ہم آہنگی ہو۔ جو کچھ وہ اپنی زبان سے کہیں ٹھیک ٹھیک اس پر عمل کر کے دکھائیں۔ جن لوگوں کے قول و عمل میں تضاد ہوتا ہے وہ کبھی قوم کے لیے ہرگز باعثِ فخر نہیں ہوا کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہاں تنبیہ فرمائی ہے کہ وہ ایسی باتیں نہ کیا کریں جن پر وہ عمل نہیں کر سکتے۔ یہ طریقہ اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے بلکہ اس کی ناراضگی اور اس کے غضب کا باعث ہے۔

ساتھ ہی بتا دیا کہ کفار سے جب لڑنے کے لیے میدانِ جہاد کا رُخ کرو تو صفیں باندھ کر اور سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاؤ تاکہ کفر و طاغوت کے طوفان اس سے ٹکرا ٹکرا کر واپس لوٹ جائیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے تھے لیکن اُن کی قوم نے اُن کی قدر نہ پہچانی۔ بڑی بیدردی سے اُنہیں ستایا اور جھٹلایا۔ مسلمانوں کو تنبیہ کی جا رہی ہے کہ وہ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا سلوک نہ کریں۔

آیت نمبر ۹ میں اسلام کے غلبہ کی بشارت دے دی کہ آندھیاں کتنی تُند و تیز کیوں نہ ہوں، اللہ کے روشن کیے ہوئے اس چراغ کو نہیں بجھا سکتیں۔ یہ پیغامِ ہدایت اور دینِ حق اللہ کا محبوب لے کر آیا ہے وہ سارے ادیان پر غالب ہوگا۔ زمین کے گوشے گوشے میں اس کا ڈنکا بجے گا۔

دوسرے رکوع میں مسلمانوں کو ایسے کاروبار سے آگاہ کیا جس میں نفع ہی نفع ہے وہ یہ کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کے دین کو بلند کرنے کے لیے مالی اور جانی جہاد کرو۔ اس کے عوض جنت کی ابدی نعمتوں کے ساتھ ساتھ دُنیا میں بھی فتح و نصرت سے تمہیں سرفراز کیا جائے گا۔

آخری آیت میں اہلِ ایمان کو دعوت دی کہ وہ آگے بڑھیں اور اللہ کے دین کی تائید و نصرت کے لیے اپنے آپ کو پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مدد فرمائے گا اور وہ کامیاب و کامران ہوں گے۔

سُورَةُ الصَّفِّ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ أَرْبَعَ عَشْرَةَ آيَةً وَفِيهَا رُكُوعَانِ

سورۃ الصف مدنی ہے اور اس کی ۱۴ آیتیں ہیں اور اس میں ۲ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

اللہ کی تسبیح کرتی ہے ہر چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے اور وہی سب پر غالب

الْحَكِيْمُ ۝۱ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۲

بڑا دانا ہے۱ اے ایمان والو! تم کیوں ایسی بات کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو۲

۱ اس آیت کی تشریح کئی بار پہلے گزر چکی ہے۔ اس آیت سے اس سورت کا آغاز کرنے میں یہ حکمت ہے کہ اس سورت کے آغاز میں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی مدد کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ کوئی کوتاہ اندیش اس غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ ہماری مدد کا محتاج ہے۔ اگر ہم نے اس کی مدد نہ کی تو اس کا دین نیست و نابود ہو جائے گا۔ ابتدا میں ہی اس حقیقت کو واضح کر دیا کہ وہ تو بے نیاز ہے۔ آسمان اور زمین کی ہر چیز اس کی تسبیح کر رہی ہے۔ اس کی عظمت کے گیت گا رہی ہے۔ تمہیں جہاد کا جو حکم دیا جا رہا ہے اس میں تمہارا اپنا ہی فائدہ ہے۔ حق کا بول بالا ہو گا تو تمہاری عزت بڑھے گی۔ تمہاری آبرو محفوظ رہے گی۔ کوئی طوفان تمہارے ایمان کے چراغ کو نہ بجھا سکے گا۔ اگر تم نے جہاد میں بزدلی کا مظاہرہ کیا اور باطل کو غلبہ نصیب ہو گیا تو تمہاری دنیا میں فتنہ و فساد کے شعلے بھڑک اٹھیں گے۔ ہر انسان کا سکون چھن جائے گا۔ حق کا قافلہ امن و امان پا سکے اس لیے تمہیں اس کی دعوت دی جا رہی ہے۔ اور یہ معرکہ آرائی تمہارے فائدہ کے لیے ہے جس کے لیے تمہیں شوق دلایا جا رہا ہے۔ اگر تم سوچو گے تو تمہیں پتہ چل جائے گا کہ اس میں سراسر تمہارا ہی فائدہ ہے۔

۲ کئی لوگوں کا یہ دستور تھا کہ جب کبھی بیٹھتے تو بڑی باتیں کرتے۔ کہتے اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون سا عمل سب سے زیادہ پسندیدہ ہے تو ہم اس پر عمل کرتے اور اس کی خاطر اپنا سب کچھ لٹا دیتے۔ جب جہاد کے بارے میں حکم نازل ہوا اور اس کا موقع پیش آیا تو منہ چھپا کر بیٹھ گئے۔ میدان میں نہ ٹھہر سکے۔ اس آیت سے اس قسم کے لوگوں کو عار دلائی جا رہی ہے اور مسلمانوں کو تنبیہ کی جا رہی ہے کہ کسی کی دعوت جوش و خروش سے وہ لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں خود بھی اس پر عمل کر کے دکھائیں تاکہ مخاطبوں کو ان کی بات کا یقین آ جائے۔

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

بڑی [illegible] کی بات ہے اللہ کے نزدیک کہ ایسی بات کہو جو کرتے نہیں ہو ؎٣ بیشک اللہ تعالیٰ محبت کرتا

الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝٤

[illegible] جو اس کی راہ میں جنگ کرتے ہیں پرا باندھ کر گویا وہ جیسے سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں ؎٤

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] (ترمذی)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِیْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ

اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم مجھے کیوں ستاتے ہو حالانکہ تم خوب جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف

اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ ؕ فَلَمَّا زَاغُوْۤا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ

اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں [illegible] پھر جب [illegible] اللہ نے ان کے دل ٹیڑھے کر دیے [illegible] اور اللہ تعالیٰ

[illegible]

ف [illegible] موسیٰ علیہ السلام [illegible]

[illegible]

ف اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible]

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ

فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا ف۵ اور یاد کرو جب فرمایا عیسیٰ فرزند مریم نے

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ

اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں میں تصدیق کرنے والا ہوں

يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ

تورات کی جو مجھ سے پہلے آئی ہے ف۶ اور مژدہ سنانے والا ہوں ایک رسول کا جو تشریف لائے گا میرے بعد اس کا نام احمد

الحق والمیل الی الصواب

یعنی جب انہوں نے حق سے انحراف کیا اور ہدایت سے منہ موڑ لیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے دل پھیر دیے

ف۵ یہ فاسق وہ لوگ ہیں جو جان بوجھ کر گمراہی کو پسند کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا یہ دستور نہیں کہ وہ انہیں ہدایت جیسی گراں بہا نعمت زبردستی ارزانی فرمائے۔

ف۶ اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تین ارشادات بیان کیے گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ اس سے ان لوگوں کی تردید ہو گئی جو آپ کو معاذ اللہ خدا یا خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور ان یہود کی بھی تردید ہو گئی جو آپ پر اور آپ کی پاکباز والدہ پر گستاخانہ بہتان لگاتے ہیں۔ الیکم کے لفظ سے آپ نے یہ بتا دیا کہ مجھے صرف تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے میری رسالت کا دائرہ بنی اسرائیل تک محدود ہے۔ آپ کے اس ارشاد پر عیسائی مشنری غور کریں جو کرہ ارض پر عیسائیت کا پرچار کرتے پھرتے ہیں۔ قرآن کریم کے اس بیان کی تائید انجیل سے بھی ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو متی باب ۱۵، آیت ۲۴: "اس نے جواب میں کہا کہ میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔"

انجیل متی کے باب ۱۰ کی آیت ۵ سے ہر قسم کا اشتباہ دور ہو جاتا ہے۔

پہلی آیات میں ان بارہ رسولوں کے نام گنے گئے ہیں جن کو آپ نے تبلیغ و اشاعت کے لیے بھیجا اور ان کو حکم دے کر کہا، "غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔"

جب حضرت عیسیٰ نے اپنے شاگردوں اور رسولوں کو غیروں کے پاس جانے سے روکا ہے اور اپنی تبلیغی اور اصلاحی سرگرمیوں کو بنی اسرائیل کے خاندانوں میں محدود کر دیا ہے تو آج کسی عیسائی مبلغ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ بنی اسرائیل کے علاوہ کسی اور کو عیسائیت کی دعوت دے

أَحْمَدُ ۖ فَلَمَّا جَاءَهُم بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ

احمد ہوگا ؎ پس جب وہ احمد آیا ان کے پاس روشن نشانیوں کے کر تو سب نے کہا یہ تو کھلا جادو ہے ؎

دوسری بات آپ نے یہ فرمائی کہ میں موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کے لیے نہیں آیا بلکہ اس پر جو آسمانی کتاب تورات نازل ہوئی ہے اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام بھی سچے نبی تھے اور تورات بھی اللہ کی کتاب ہے۔ تمام رسول چونکہ اللہ تعالیٰ کے فرستادہ ہوتے ہیں اس لیے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ ایک دوسرے کی تکذیب کریں۔ ان کا کام تو سب کی تصدیق کرنا ہوتا ہے

؎ تیسری بات آپ نے یہ ارشاد فرمائی کہ میں تمہیں ایک بڑی خوشخبری دیتا ہوں۔ وہ یہ کہ میرے بعد ایک جلیل القدر، عظیم المرتبت رسول تشریف لانے والے ہیں ان کا اسم گرامی اور نام نامی احمد ہوگا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

یہاں چند سوالات جواب طلب ہیں:

۱۔۔۔ کیا حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی احمد ہے؟

۲۔۔۔ کیا اس بشارت سے مراد حضور کی ذات اقدس ہے؟

۳۔۔۔ کیا موجودہ انجیل میں یہ بشارت موجود ہے؟

۴۔۔۔ کیا وہ شخص جس کا نام غلام احمد ہے وہ اس پیشگوئی کا مصداق بن سکتا ہے؟

پہلے سوال کے بارے میں گزارش ہے

کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جو اسمائے گرامی صحیح احادیث سے ثابت ہیں ان میں یہ اسم مبارک بھی ہے۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اِنَّ لِی اَسْمَاءً اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمِیْ (مالک، بخاری، مسلم وغیرہا)

یعنی حضور نے فرمایا میرے کئی نام ہیں۔ میں محمد ہوں میں احمد ہوں میں الحاشر ہوں۔ لوگوں کا حشر میرے قدموں پر ہوگا صحابہ کرام میں حضور کا یہ اسم گرامی معروف و مستعمل تھا۔ حضرت حسان بن ثابت بارگاہ رسالت میں صلوٰۃ وسلام عرض کرتے ہیں

صلی الالٰہ ومن یحف بعرشہ   والطیبون علی المبارک احمد

ترجمہ: اللہ تعالیٰ، حاملین عرش اور تمام پاکیزہ لوگ اس مبارک ہستی پر درود و سلام بھیجیں جس کا اسم گرامی احمد ہے۔

احمد کا معنی ہے احمد الحامدین لربہ۔ تمام حمد کرنے والوں سے بڑھ کر اپنے رب کی حمد کرنے والا۔ اپنے رب کی حمد کی کثرت کی برکت سے ہی آپ محمد بنے ہیں۔ والمحمد هو الذی حمد مرة بعد مرة یعنی جس کی بار بار حمد کی جاتی ہو وہ محمد ہے۔ سب سے زیادہ حمد و ثنا کرنے میں آپ کا کوئی مثیل ہے۔ کوئی فرشتہ، کوئی رسول، کوئی نبی نہ ولی۔ حمد سرائی اور ثنا گستری میں اس مقام پر پہنچا اور نہ پہنچ سکتا ہے جس مقام پر اللہ تعالیٰ کا پیارا حبیب فائز ہے۔ اسی طرح مخلوق میں سے جتنی محمود اور جتنی ستائش اس احمد مجتبیٰ کی ہوئی ہے اور ہو رہی ہے کسی اور کو نصیب نہیں۔ جن و انس اس کے ثناخوان ہیں بلکہ

اس کی توصیف میں رطب اللسان ہیں اور محو ثنا ہیں اس کی مدح فرما رہا ہے۔ صرف اس فانی دنیا ہی میں نہیں بلکہ عالم آخرت میں بھی حضور کی شان یہی ہوگی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس شانِ محمدیت کی تابانیوں کا صحیح اندازہ اس وقت ہوگا جب دستِ مبارک میں لوائے حمد تھامے ہوئے اللہ تعالیٰ کا یہ حبیب مقام محمود پر جلوہ فرما ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم کا یہ انداز بھی نرالا ہے کہ حضور سے پہلے کسی شخص نے اپنے فرزند کا نام احمد نہیں رکھا تاکہ اس بشارت کے مصداق کے بارے میں دو مشابہ بھی پیدا نہ ہوں لیکن جب اس مبارک ذات پاک مصطفوی سے نسبت ہو گئی تو یہ نام اس قدر مقبول ہوا کہ اب اس نام کے لوگوں کا شمار نہیں ہو سکتا۔

حضور سے پہلے کیونکہ بعثت محمدی کا چرچا تھا، یہ بات مشہور ہو چکی تھی کہ ایک نبی تشریف لانے والے ہیں جن کا نام محمد ہوگا چنانچہ بعض والدین نے اپنے بچوں کے نام محمد رکھے کہ شاید یہ سعادت ان کے حصہ میں آئے۔ حضور سے پہلے سات ایسے آدمی ملتے ہیں جن کا نام محمد تھا لیکن ان میں سے کسی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص حکمت سے اپنے پیارے حبیب کے ان دونوں ناموں کو ہر اشتباہ اور التباس سے بالاتر رکھا۔

دوسرے سوال کے متعلق عرض ہے

کہ بے شک اس بشارت کا مصداق صرف نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس ہے کیونکہ الفاظ آیت سے متصل بعد ہی بھیجنے کا، اور تاریخ اس پر شاہد ہے کہ حضرت عیسیٰ کے بعد حضور علیہ السلام کے سوا کسی نے بھی رسالت کا دعویٰ نہیں کیا۔ دوسری نشانی ذکر کی کہ ان کا نام احمد ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص لطف ہے کہ حضور سے پہلے کوئی نبی یا رسول کا احمد نام نہ ہوا اور کسی عام بشر کا نام بھی احمد نہ تھا کیونکہ حضرت عیسیٰ کے بعد صرف آپ نے ہی رسالت کا دعویٰ فرمایا اور صرف آپ کا اسم گرامی ہی احمد تھا اس لیے اس بارے میں کوئی شک نہ رہا کہ اس بشارت کا مصداق حضور ہی کی ذات گرامی ہے۔

رہا تیسرا سوال کہ کیا موجودہ انجیل میں یہ بشارت بعینہٖ موجود ہے۔ تو اس کے لیے ذرا تفصیل درکار ہے۔

اس وقت عیسائیوں کے پاس چار انجیلیں ہیں جن کو مستند قرار دیا گیا ہے۔ انجیل متی، انجیل مرقس، انجیل لوقا، انجیل یوحنا ان میں سے کوئی انجیل بھی حضرت مسیح سے پہلے مدون نہیں ہوئی۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے یہ الفاظ قابل غور ہیں

ITS EXACT DATE AND ITS EXACT PLACE OF ORIGIN ARE UNCERTAIN BUT IT APPEARS TO DATE FROM THE LATTER YEARS OF THE 1ST CENTURY (P [illegible] VOL.3)

ترجمہ: اس کی صحیح تاریخ اور اس کے معرض وجود میں آنے کا صحیح مقام غیر یقینی ہیں لیکن یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا تعلق پہلی صدی کے آخری سالوں سے ہے۔ (جلد سوم صفحہ [illegible])

اس کے چند سطر بعد اسی کالم میں تحریر ہے

WE HAVE NO CERTAIN KNOWLEDGE AS TO HOW OR WHERE THE FOURFOLD GOSPEL CANON CAME TO BE FORMED

ترجمہ: ہمارے پاس کوئی یقینی ثبوت نہیں ہے کہ یہ چاروں انجیلیں کب لکھی گئیں اور کہاں موجود ہیں۔

پھر جن لوگوں نے انہیں مرتب کیا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحابہ میں سے نہ تھے بلکہ اس وقت انہوں نے ہدایت کا نور بھی نہیں دیکھا تھا اور نہ ان مرتب کرنے والوں نے ان لوگوں کا نام بتایا ہے جن کے واسطے سے ان تک یہ باتیں پہنچی ہیں۔ آپ خود سوچیے کہ ستر سال تک جو کتاب مرتب نہیں ہوئی، دراں حالیکہ اس کے بعد جن لوگوں نے مرتب کیا انہوں نے یہ بتانے کی زحمت گوارا نہیں کی کہ کن لوگوں سے انہیں یہ چیزیں ملی ہیں تاکہ ان کے بارے میں جانچ پڑتال کی جائے تو ایسے مجموعوں پر کس حد تک اعتماد کیا جا سکتا ہے

اس پر طرفہ یہ ہے کہ وہ اصل نسخے جو عبرانی زبان میں لکھے گئے تھے وہ سب کے سب غائب ہیں ان کا سراغ تک نہیں ملتا کہ ان تراجم کا اصل کے ساتھ موازنہ کیا جا سکے۔ عبرانی بائبل کا ترجمہ جو یونانی زبان میں کیا گیا لیکن ان تراجم کا بھی اصل نسخہ ناپید ہے۔ بائبل کا جو سب سے قدیم یونانی ترجمہ ملتا ہے وہ چوتھی صدی عیسوی کا ہے۔ مورخین کا بیان ہے کہ عیسائی علماء بائبل میں تحریف کو ہرگز جرم نہیں سمجھتے تھے اگر وہ کسی چیز کو اصلاح و زندگی کے مناسب نہیں سمجھتے تو بے تکلف حذف کر دیتے۔

جہاں صورت حال یہ ہو وہاں آپ بآسانی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ بائبل کیا سے کیا بنا دی گئی ہو گی اور اس میں کس قسم کے تصرفات ہو چکے ہوں گے۔ اس بنا پر ان صحیفوں کی موجودہ حالت سے تو قرآن پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی شان ملاحظہ ہو کہ تحریف و تبدیل کے سیلاب کے باوجود عیسائیوں کی موجودہ انجیل میں اب بھی بڑی صراحت سے ایسی عبارتیں موجود ہیں جن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کے بارے میں پیشین گوئیاں کی گئی ہیں جن کا ذکر حسب ضرورت ضیاء القرآن میں مختلف مقامات پر آپ پڑھ چکے ہوں گے۔ یہاں بطور نمونہ، چند پیش خدمت ہیں

۱۔ اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو گے اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔ (انجیل یوحنا باب ۱۴ آیت ۱۵۔ ۱۶)

مددگار کے لفظ پر انجیل کے حاشیہ میں یونانی پیرکلیتس لکھا ہے

۲۔ اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں۔ (یوحنا باب ۱۴ آیت ۳۰)

۳۔ لیکن جب وہ مددگار آئے گا جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی سچائی کا روح جو باپ سے صادر ہوتا ہے تو وہ میری گواہی دے گا اور تم بھی گواہ ہو کیونکہ شروع سے میرے ساتھ ہو۔ (یوحنا باب ۱۵ آیت ۲۶۔ ۲۷)

یہاں بھی مددگار کے لفظ پر حاشیہ میں یونانی پیرکلیتس مرقوم ہے

۴۔ لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا اور وہ آ کر دنیا کو گناہ اور راستبازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائے گا۔ (یوحنا باب ۱۶ آیت ۷۔ ۸)

۵۔ اسی باب کی تیرہویں اور چودھویں آیات ملاحظہ فرمائیں:

[illegible]

[illegible] نہیں ہو سکتا۔

[illegible]

[illegible] تو قطعاً تعجب کی بات نہیں۔

[illegible]

[illegible] ہے۔ اس میں یوحنا کے باب ۱۵ کی آیت [illegible]

"فلو قد جاء المنحمنا هذا الذي يرسله الله إليكم من عند الرب روح القدس من عند الله الذي من عند الرب خرج فهو شهيد علي وانتم ايضا لانكم قديما كنتم معي في هذا قلت لكم لكيما لا تشكوا" (ابن ہشام جلد اول، ص ۲۴۸)

اس کے بعد لکھتے ہیں: المنحمنا بالسريانية محمد صلی الله عليه وسلم وهو بالرومية البرقليطس

[illegible]

[illegible] PERICLYTOS [illegible]

[illegible] PARACLETUS [illegible]

[illegible] COMFORTER [illegible] ADVOCATE [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۷۰۹ء میں پہلی دفعہ انجیل برنباس کا [illegible] ملا [illegible] یہ [illegible] بادشاہ کی کونسل کے رکن تھے [illegible] ایک دوست [illegible] کتب خانہ [illegible] [illegible] ... [illegible] ایک [illegible] ۱۷۳۸ء میں [illegible] کے ساتھ [illegible] اب بھی وہاں محفوظ ہے۔

[illegible] [illegible] POPE INNOCENT [illegible] کی [illegible] تھی۔

مسٹر اور مسز [illegible] نے ۱۹۰۷ء میں [illegible] انگریزی میں ترجمہ کیا [illegible] آکسفورڈ کے [illegible] پریس نے چھاپا [illegible] اس [illegible] ترجمہ [illegible] کیا ہے۔

برنباس کے حالات [illegible] انجیل [illegible] تاکہ [illegible] اس کو [illegible] ایک کتاب [illegible] کی طرف منسوب کر دیا۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ [illegible] اس کتاب کو [illegible] میں شامل کر دیا [illegible] علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں [illegible] پیش کردہ عیسائی مذہب کی نفی کرتی تھیں اس لیے [illegible] عقیدہ تثلیث کو [illegible] حضرت مسیح کے [illegible] ثابت کیا گیا ہے [illegible] اس لیے [illegible] کتب کی فہرست سے خارج کر دیا۔

برنباس نے اپنے رسول کی تعلیمات کو بلا کم و کاست بیان کیا۔ اسی طرح حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں جو بشارتیں حضرت عیسیٰ نے ایک بار نہیں بلکہ بیسیوں بار دی تھیں ان کو بھی بیان کر دیا ہے۔ چنانچہ ان بے شمار بشارتوں میں سے چند پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ ان کا مطالعہ کیجئے۔ پھر ایمان کو تازہ کیجئے اور انجیل کی روشنی میں اس آیت کی صحیح تفسیر ملاحظہ فرمائیے۔

انجیل برنباس کے باب ۱۷ کا ایک واضح ارشاد ملاحظہ فرمائیے

"BUT AFTER ME SHALL COME THE SPLENDOUR OF ALL THE PROPHETS AND HOLY ONES AND SHALL SHED LIGHT UPON THE DARKNESS OF ALL THAT THE PROPHETS HAVE SAID BECAUSE HE IS THE MESSENGER OF GOD."

"لیکن میرے بعد وہ تشریف لائے گا جو تمام نبیوں اور ولیوں کی رونق ہے کیونکہ وہ سب کا سرتاج ہے۔ وہ پیغمبروں کی باتوں کی تاریکی پر روشنی ڈالے گا کیونکہ وہ اللہ کا رسول ہے۔"

2. FOR I AM NOT WORTHY TO UNLOOSE THE TIES OF THE HOSEN OR THE LATCHETS OF THE SHOES OF THE MESSENGER OF THE GOD WHOM YE CALL "MESSIAH" WHO WAS MADE BEFORE ME, AND SHALL COME AFTER ME, AND SHALL BRING THE WORDS OF TRUTH, SO THAT HIS FAITH SHALL HAVE NO END.

"نیز حضرت مسیح علیہ السلام نے کہا کہ میں تو اس قابل بھی نہیں کہ اس رسول اللہ کی جوتیوں کے تسمے کھولوں جس کو تم مسیح کہتے ہو جو مجھ سے پہلے پیدا کیا گیا اور میرے بعد آئے گا اور سچائی کا کلام لائے گا اور اس کے دین کی کوئی انتہا نہ ہوگی۔" (باب ۴۲)

I AM INDEED SENT TO THE HOUSE OF ISRAEL AS A PROPHET OF SALVATION; BUT AFTER ME SHALL COME THE MESSIAH SENT OF GOD TO ALL THE WORLD, FOR WHOM GOD HATH MADE THE WORLD AND THEN THROUGH ALL THE WORLD WILL GOD BE WORSHIPPED, AND MERCY RECEIVED."

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بے شک میں تو بنی اسرائیل کے گھرانے کی نجات کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں لیکن میرے بعد مسیح تشریف لائے گا جسے اللہ تعالیٰ ساری دنیا کے لیے مبعوث فرمائے گا۔ اسی کے لیے اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات تخلیق کی ہے اور اس کی تشریف آوری کے باعث ساری دنیا میں اللہ تعالیٰ کی پرستش کی جائے گی اور اس کی رحمت نصیب ہوگی۔" (باب ۸۲)

آپ پریشان ہیں کہ لوگ آپ کو خدا اور خدا کا بیٹا کہنا شروع کر دیں گے اور اس ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہتے ہیں کہ آدم کے آنے سے ایک ہزار برس پہلے ... آپ کے متعلق ایسا اعتقاد رکھنے سے بچ جائیں گے ان کے عقیدے کا سبب میرا ہے اس پر اپنے آپ کو تسلی دیتے ہیں کہ آنے والے رسول کی آمد سے یہ غلط عقائد مٹ جائیں گے۔

"BUT MY CONSOLATION IS IN THE COMING OF MESSENGER WHO SHALL DESTROY EVERY FALSE OPINION OF ME, AND HIS FAITH SHALL SPREAD AND SHALL TAKE HOLD OF THE WHOLE WORLD, FOR SO HATH GOD PROMISED TO ABRAHAM OUR FATHER."

بلکہ میرا ایمان تو [illegible] رسول کی شریعت اور سلامتی ہوگا جو میرے بعد آئے گا تاکہ جھوٹے شریعت کی بہت [illegible] کرے گا اس
دن بیچ گا اور سب جہان کی بجائے گرفت [illegible] لے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے باپ ابراہیم سے اس کا وعدہ کیا ہے۔"

اس کے بعد پادری نے ایک اور سوال پوچھا کہ کیا اس رسول اللہ کے بعد اور بھی نبی آئیں گے؟ آپ نے ارشاد فرمایا

"THERE SHALL NOT COME AFTER HIM TRUE PROPHETS SENT BY GOD, BUT THERE SHALL COME A GREAT DEAL OF FALSE PROPHETS, WHEREAT I SORROW FOR SATAN SHALL RAISE THEM UP

"نہیں آپ کے بعد سچا بھیجا ہوا کوئی نبی نہیں آئے گا۔ بلکہ کثرت سے جھوٹے نبی آئیں گے جس کا مجھے غم ہے جنہیں شیطان کھڑا کرے گا۔"

اس پادری نے دوسرا سوال کیا۔ اس مسیحا کا نام کیا ہوگا اور کس علامت سے اس کی آمد پہچانی جائے گی؟ اس کے جواب میں آپ ارشاد فرماتے ہیں:

"THE NAME OF THE MESSIAH IS ADMIRABLE FOR GOD HIMSELF GAVE HIM THE NAME WHEN HAD CREATED HIS SOUL, AND PLACED IT IN A CELESTIAL SPLENDOUR GOD SAID WAIT MUHAMMAD FOR THY SAKE I WILL TO CREATE PARADISE THE WORLD. AND A GREAT MULTITUDE OF CREATURES"

I SHALL SEND THEE INTO THE WORLD I SHALL SEND THEE AS MY MESSENGER OF SALVATION AND THY WORD SHALL BE TRUE, IN SO MUCH THAT HEAVEN AND EARTH SHALL FAIL, BUT THY FAITH SHALL NEVER FAIL"

"MUHAMMAD IS HIS BLESSED NAME"

"مسیحا کا نام قابل تعریف ہے۔ خدا تعالیٰ نے جب اس کی روح مبارک کو پیدا کیا اور آسمانی آب و تاب میں رکھا تو خود اس کا نام رکھ دیا تھا۔ اور فرمایا: اے محمد! تمہاری خاطر میں نے جنت کو پیدا کیا ہے، ساری دنیا کو پیدا کیا ہے اور بے شمار مخلوقات کو پیدا کیا ہے میں تجھے دنیا میں بھیجوں گا تو تمہیں نجات دہندہ رسول بنا کر بھیجوں گا، تیری بات سچی ہوگی۔ آسمان اور زمین فنا ہو سکتے ہیں لیکن تیرا دین کبھی فنا نہیں ہو سکتا"
آپ نے کہا کہ محمد اس کا بابرکت نام ہے"

پھر تمام حاضرین نے آواز بلند کرتے ہوئے فریاد کرنی شروع کی

"O GOD SEND US THY MESSENGER. O MUHAMMAD, COME QUICKLY FOR THE SALVATION OF THE WORLD."

"اے خدا! اپنے رسول کو ہماری طرف بھیج، اے رسول! دنیا کی نجات کے لیے جلدی تشریف لے آئیے" باب ۹۷

۵۔ حضرت مسیح نے حواریوں کو بتا دیا اس سے پہلے آخری ملاقات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: میرے قتل کی سازش کی جائے گی جو
اس کا ارتکاب میرا ایک حواری [illegible] کرے گا لیکن وہ مجھے پکڑ نہیں سکیں گے اللہ تعالیٰ مجھے یہاں سے اٹھا لے گا اور جس نے میرے ساتھ
دھوکہ کیا ہے اس کو میرے بجائے سولی پر چڑھا دیا جائے گا۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ الْکَذِبَ وَهُوَ یُدْعٰٓی

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹے بہتان باندھتا ہے حالانکہ اسے بلایا جا رہا ہے

اِلَی الْاِسْلَامِ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ یُرِیْدُوْنَ

اسلام کی طرف اور اللہ تعالیٰ ایسے ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا یہ لوگ ارادہ رکھتے ہیں

فرماتے ہیں

I SHALL ABIDE IN THAT DISHONOUR FOR A LONG TIME IN THE WORLD. BUT WHEN MOHAMMAD SHALL COME, THE SACRED MESSENGER OF GOD, THAT INFAMY SHALL BE TAKEN AWAY AND THIS SHALL GOD DO, BECAUSE I HAVE CONFESSED THE TRUTH OF THE MESSIAH, WHO SHALL GIVE ME THIS REWARD, THAT I SHALL BE KNOWN TO BE ALIVE AND TO BE A STRANGER TO THAT DEATH OF INFAMY.

خود میں مدت تک دنیا میں اس بے عزتی کے ساتھ رہوں گا لیکن جب محمد تشریف لائیں گے جو اللہ کے مقدس رسول ہیں تب میری یہ رسوائی اختتام پذیر ہوگی اور اللہ تعالیٰ یوں کرے گا کیونکہ میں نے مسیح کی صداقت کا اعتراف کیا ہے وہ مجھے یہ انعام دے گا کہ لوگ مجھے زندہ جاننے لگیں گے اور انہیں معلوم ہو جائے گا کہ میں اس رسوا کن موت سے بیزار و لاتعلق رہا ہوں۔ (باب ۱۱۲)

آپ نے مندرجہ عبارت پر اس بات کی تصریح کی ہے کہ یہ دنیا میں رسوائی حضرت مسیح علیہ السلام کے قتل سے ہوگی اس مقام کی تحقیق اور اس بات کی وضاحت میں دیر کریں اس تمام سوال کو آپ کی خدمت میں پیش کروں بہت سے اگر اہل انصاف آپ ان اقتباسات کا مطالعہ کریں گے تو حقیقت کا چہرہ بے نقاب ہو جائے گا۔

دو آخری سوال کہ جس شخص کا نام احمد ہو وہ اس آیت کا مصداق ہی ہو سکتا ہے اور اسے احمد قرار دیا جا سکتا ہے!

اس کے بارے میں اتنی ہی گزارش ہے کہ ایک شخص جس کا نام عبداللہ ہو وہ اپنے نام سے عبد حذف کرکے اگر اللہ نہیں کہلا سکتا تو اسی طرح غلام احمد نامی شخص غلام کا لفظ کاٹ کر اپنے آپ کو احمد کہلائے گا تو اس سے وہ قرآن کی کوئی تحریف نہیں ہو سکتی۔

سو پھر جب وہ رسول جس کا نام نامی احمد ہے حضرت مسیح کی پیشین گوئی کے مطابق تشریف لے آیا اور روشن معجزات سے اپنی صداقت کو آشکار کر دیا تو ان لوگوں کو ایمان لے آنا چاہئے تھا لیکن حسب معمول انہوں نے معجزات بینات کو دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ تو کھلا جادو ہے

لِيُطْفِـُٔوا نُورَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهٖ وَلَوْ كَرِهَ

[illegible]

الْكٰفِرُونَ ۝ هُوَ الَّذِيْٓ أَرْسَلَ رَسُولَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ

[illegible]

لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۝ يٰٓأَيُّهَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ

اے ایمان والو! کیا میں آگاہ کردوں تمہیں ایک تجارت پر جو بچالے تمہیں دردناک عذاب

اَلِيْمٍ ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ

سے۔ ۱۳ وہ تجارت یہ ہے کہ تم ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور جہاد کرو اللہ کی راہ

اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے یہ بہت بہتر ہے تمہارے لیے اگر تم حقیقت آشنا ہو

يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

اللہ تعالیٰ بخش دے گا تمہارے لیے تمہارے گناہ اور داخل فرمائے گا تمہیں باغات میں رواں ہیں جن کے نیچے

۱۳ وہ سب لوگ جو تجارت کرتے ہیں انہیں علم ہے کہ اس میں نفع بھی ہے اور نقصان بھی۔ بسا اوقات تو سرمایہ تک ڈوب جاتا ہے۔ اگر نفع ہو بھی تو وہ دولت کی فراوانی اور اسباب عیش۔ یہ سب یہیں رہ جائیں گے۔ لیکن ایک تجارت وہ ہے جس میں [illegible] احتمال [illegible] ہے اور اس میں [illegible] اس تجارت کی یہ خصوصیت ہے۔ [illegible] ہے نقصان کا [illegible] اس کا [illegible] اور [illegible] ہے۔ اس کے [illegible] کا اجر صرف قیامت کے روز ہی [illegible] ہوگا بلکہ اس دنیا میں بھی [illegible] نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت اس کے ہمراہ ہوگی اور فتح و ظفر اس کے قدم چومے گی۔ [illegible] آگے [illegible] حاضر ہوگی [illegible] اور [illegible] ہوں گے۔ اور وہ تجارت یہ ہے کہ تم دل سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اپنے مال اور اپنی جانیں اس کی راہ میں قربان کردو۔ [illegible] کو بچا کر رکھنے میں تمہاری [illegible] سلامتی نہیں۔ تمہاری سلامتی اس میں ہے کہ [illegible] قربان کردو۔ تمہیں حیات جاوید نصیب ہوگی۔ موت تمہارے پاس بھی نہ پھٹک سکے گی۔

[illegible] ہے زندگی
[illegible] ہے زندگی
علامہ اقبال

دینی فلاح، اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور اس کی مہربانی سے فتح و کامرانی [illegible] آخرت کی سرخروئی

الْأَنْهَارُ وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١٢﴾

نہریں اور پاکیزہ مکانوں میں جو سدا بہار باغوں میں ہیں یہی بڑی کامیابی ہے۔

وَأُخْرَىٰ تُحِبُّونَهَا ۖ نَصْرٌ مِّنَ اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ ۗ وَبَشِّرِ

اور ایک اور چیز جو تمہیں بڑی پسند ہے (وہ بھی ملے گی) یعنی اللہ کی جانب سے نصرت اور فتح جو بالکل قریب ہے اور اے حبیب

الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٣﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ

مومنوں کو بشارت سنا دیجئے۔ اے ایمان والو! اللہ کے دین کے مددگار بن جاؤ جس طرح کہا تھا

عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنصَارِي إِلَى اللَّهِ ۖ قَالَ

عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کون ہے میرا مددگار اللہ کی طرف بلانے میں؟ حواریوں نے

الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللَّهِ ۖ فَآمَنَت طَّائِفَةٌ مِّن بَنِي

جواب دیا ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں پس ایمان لے آیا ایک گروہ بنی

ان سے بھی کہیں افضل ہے۔ اس لیے اس کے ذکر کو مقدم کیا

اللہ تعالیٰ کو کسی کی مدد کی ضرورت نہیں۔ یہ ان کی کمال عزت افزائی اور سعادت کا شرف ہے جو لوگ دین کی سربلندی کے لیے کوشاں رہتے ہیں وہ گونا گوں برکات سے اپنی زندگی کو مالا مال کرتے ہیں۔ وہ محض اپنا اور اپنے بندوں کا بھلا کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کریم ہے۔ ان کے حبیب غلاموں کی قدر فرماتے ہوئے انہیں اللہ کے مددگار کے لقب سے یاد فرماتا ہے۔ یہ اس کی کمال بندہ نوازی، شانِ بندہ پروری اور ذرہ نوازی ہے۔

حواریون: جمع ہے اس کا واحد حواری ہے جو حور سے مشتق ہے۔ حور سفیدی کو کہتے ہیں۔ دھوبی کو عربی میں حواری کہتے ہیں کیونکہ وہ میلے کپڑوں کو پاک و صاف اجلا کرتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مخلص دوست گروہ دھوبی تھے اس لیے انہیں حواریون کہا گیا۔ بعد میں پر خلوص دوست اور جانثار ساتھی کو حواری کہا جانے لگا۔

علامہ ابن منظور لکھتے ہیں۔ التحوير التبييض والحواريون القصارون لتبييضهم لانهم كانوا قصارين ثم غلب حتى صار كل ناصر وكل حميم حواريا (لسان العرب)

إِسْرَآءِيلَ وَكَفَرَت طَّآئِفَةٌ فَأَيَّدْنَا الَّذِينَ ءَامَنُوا عَلَىٰ

اسرائیل سے اور کفر کیا دوسرے گروہ نے پھر ہم نے مدد کی جو ایمان لائے دشمنوں کے

عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِينَ ﴿١٤﴾

مقابلہ میں بالآخر وہی غالب رہے [۳۱]

[۳۱] جب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو من انصاری الی اللہ کہہ کر دعوت حق دی تو سعید الفطرت لوگ لبیک لبیک کہتے ہوئے حاضر ہوئے اور مشرف بایمان ہوئے۔ لیکن بنی اسرائیل کے بہت سے محروم اور شقی لوگ بگڑ گئے اور کفر پر اڑے رہے۔ ان بدبختوں کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے ایمان دار گروہ کی مدد فرمائی اور ان کو غلبہ اور کامیابی سے سرفراز فرمایا

اللهم اجعلنا من انصار دينك بحرمة رسولك المصطفى المجتبى عليه و
على آله افضل الصلوة واجمل الثناء. وايدنا على جميع اعداء دينك
ليصبح من آمن بك ونصر دينك ظاهرا على الاديان كلها انك على كل شيء قدير

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ الجمعۃ

نام: اس سورۃ کی آیت نمبر ۹ میں "الجمعۃ" کا لفظ ہے۔ اسی لیے اس سورۃ کا نام تجویز فرمایا گیا۔ اس میں دو رکوع گیارہ آیتیں، ایک سو اسی کلمے اور سات سو بیس حروف ہیں۔

زمانۂ نزول: حضرت ابن عباس، ابن زبیر، حسن، مجاہد، عکرمہ اور قتادہ بلکہ جمہور اُمت کے نزدیک اس کا نزول مدینہ طیبہ میں ہوا۔ اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جو صحیح بخاری میں ہے۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت بارگاہِ نبوت میں حاضر تھا جب سورۂ جمعہ نازل ہوئی اور سب کو علم ہے کہ حضرت ابوہریرہ صلح حدیبیہ کے بعد اور غزوۂ خیبر سے پہلے مشرف با اسلام ہوئے اور غزوۂ خیبر ۷ھ میں ہوا ابن ہشام کے نزدیک محرم کا مہینہ تھا اور ابن سعد کے نزدیک جمادی الاول کا۔

نیز اس کے مضامین بھی اس کے مدنی ہونے کی تائید کرتے ہیں۔ اس میں یہودیوں کو خطاب کیا گیا ہے نیز جمعہ ادا کرنے کا تاکیدی حکم بھی ہے اور ان دونوں کا تعلق مدنی دور سے ہے۔

مضامین: اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور اس کی صفات حمیدہ کے بیان سے اس سورۃ کا آغاز ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی شانِ ربوبیت کے ذکر کے بعد اپنے محبوب کریم علیہ التحیۃ والصلوٰۃ کے کمالات بیان فرمائے ہیں۔ اُمّیین کا ذکر کرکے یہود کے اس زعمِ باطل کی تردید فرما دی جو یہ خیال کیے ہوئے تھے کہ نبوت صرف اسرائیل کے خاندان کی جاگیر ہے۔ کوئی غیر اسرائیلی نبی نہیں بن سکتا۔ بتا دیا کہ نبوت اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے اور وہ قادر و مختار ہے جس کو چاہے اپنے فضل سے سرفراز فرمائے۔ کوئی اس کو ایسا کرنے سے منع کر سکتا ہے اور نہ کسی کو اس کی اس عطا پر معترض ہونے کا اختیار ہے اس نے اپنی مہربانی سے اُمّیین میں اسمٰعیل جلیل القدر ذبیح خلیل کا رسول مبعوث فرمایا جس کی عزت و برکات کا بیان ذکر خیر ہو رہا ہے۔ جو آیات ربانی پڑھ کر سناتا ہے۔ یہ وہ مینارہ ہے جس سے تا ابد رشد و ہدایت کی شعاعیں نکلتی رہیں گی۔ اس کا فیضان اس کے زمانہ تک محدود نہیں بلکہ فیضان کا یہ چشمہ قیامت تک جاری رہے گا۔ جو خوش نصیب اس کی بارگاہ میں دامنِ طلب پھیلائے گا بامراد واپس آئے گا۔

مشرکین عرب کے علاوہ یہودی بھی اسلام کی عداوت میں پیش پیش تھے۔ وہ ہر وقت اسی اُدھیڑ بن میں مصروف رہتے کہ اسلام کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ کی چٹانیں کھڑی کر دیں۔ بلکہ ان کا بس چلے تو باعثِ ایجادِ عالم محبوبِ ربّ العالمین

صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع حیات کو بھی گل کر دیں۔ ان کے بارے میں بتایا کہ ان کا دعویٰ تو یہ ہے کہ وہ موسیٰ کلیم اللہ کی اُمت ہیں۔ ان کے پاس تورات جیسا آسمانی صحیفہ موجود ہے لیکن صد حیف انہیں اس سے استفادہ کی توفیق ہی نصیب نہیں ہوئی۔ وہ اس کی آیتیں بیچ کر متاعِ دنیا جمع کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے جس پر قیمتی علمی کتابوں کا بوجھ لدا ہوا ہو لیکن اُسے بے خبر ہو کہ اس میں علم و حکمت کے کتنے قیمتی موتی موجود ہیں

ایک اور غلط فہمی بھی ان کی بدبختی کا باعث تھی۔ وہ اپنے آپ کو اللہ کا لاڈلا خیال کرتے تھے کسی غیر اسرائیلی کا اتباع ان کے نزدیک ان کی توہین اور ہتک کا باعث تھا۔ بتایا کہ تمہارا یہ گمان سراسر غلط ہے۔ دل کی گہرائیوں سے تم بھی اسے غلط سمجھتے ہو ورنہ تم موت سے متنفر نہ ہوتے۔ تمہارے خیال کے مطابق تو چاہیے تھا کہ تم موت کے خواہاں ہوتے تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے لاڈلوں کو اپنی قربت سے سرفراز کرتا۔ تمہاری بزدلی کا تو یہ عالم ہے کہ بیسیوں مستحکم قلعے اور جنگی ہتھیاروں کے انبار بھی تمہیں مرد میدان بننے کی جرأت نہ بخش سکے۔

دوسرے رکوع کے مدنی ہونے میں تو کسی کو کلام نہیں لیکن بعض علماء کی یہ تحقیق ہے کہ اس کا نزول ہجرت کے فوراً بعد ہوا جب کہ مسلمانوں کو اجتماعی عبادتوں کی تربیت دینے کی ضرورت تھی۔ یہاں مسلمانوں کو نماز جمعہ کے آداب سکھائے جا رہے ہیں اور تاکید کی جا رہی ہے کہ جب اللہ کا حبیب خطبہ ارشاد فرما رہا ہو تو کسی دنیوی مقصد کے حصول کی خاطر وہاں سے اٹھ کر چلے نہ جایا کرو۔ البتہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد کسبِ معاش کے لیے اللہ کی زمین میں پھیل جاؤ اور ہر حالت میں کثرت سے اپنے اللہ کریم کا ذکر کیا کرو۔

سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۃ الجمعہ مدنی ہے اور اس میں ۱۱ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ

اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے جو بادشاہ ہے نہایت مقدس ہے

الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ① هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ

زبردست ہے حکمت والا ہے وہی ہے جس نے مبعوث فرمایا امیوں میں ایک رسول انہیں میں سے

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَ

جو پڑھ کر سناتا ہے انہیں اس کی آیتیں اور پاک کرتا ہے ان (کے دلوں) کو اور سکھاتا ہے انہیں کتاب اور حکمت

لہ اس سے پہلی سورت میں سبح ماضی کا صیغہ مستعمل ہوا ہے یہاں یسبح مضارع کا صیغہ ذکر ہوا جو حال و مستقبل دونوں زمانوں پر دلالت کرتا ہے اگرچہ پہلے بھی اس کی تسبیح بیان ہو رہی تھی اب بھی کائنات کی ہر چیز اس کی تسبیح کر رہی ہے اور کبھی ایسا نہ ہوگا کہ سارا عالم اور اس کی ہر چیز اس کی تسبیح سے رک جائے، ہر چیز اپنی استعداد اپنی فطرت اور اپنے شعور کے مطابق اس کی تسبیح بیان کرنے میں مشغول ہے۔

اس کے بعد چار صفات ذکر کی گئیں تاکہ اس ہمہ گیر تسبیح کی وجہ بتا دی جائے۔ وہ کائنات کا حقیقی بادشاہ اور فرمانروا ہے جہاں بہت دیر یا اس کے حکم سے روا ہے کسی کی مخلوق کا مالک نہیں ہے۔ وہ قدوس ہے ہر نقص سے پاک، ہر کمال کا جامع ہے وہ ہر علم و قدرت کا مالک ہے۔ وہ عزیز ہے اس کا فیصلہ اٹل ہے کسی کی مجال نہیں کہ اسے ٹال سکے یا مسترد کر سکے۔ وہ ان جملہ صفات کمال سے متصف ہونے کے باوجود حکیم ہے اس کے سارے کام پر از حکمت اور مبنی بر صواب ہیں۔

اس آیت کے بعد حبیب رب العالمین رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت مبارکہ کا ذکر ہو رہا ہے۔ اس لیے اپنی صفات جلال و جمال کو پہلے بیان کر دیا تاکہ کوئی کم فہم اس رسول کی شان، رحمۃ للعالمین کی رسالت کا انکار نہ کر سکے کیونکہ اس کو بھیجنے والا وہ خداوند جلیل و عظیم ہے جس کی صفات کا یہ عالم ہے۔

اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا

اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے ۳ اور دوسرے لوگوں کو بھی ان میں سے (یہ رسول) کتاب کی تعلیم دیتا ہے جو

۳ اس صحرا کے عالم جو جہالت و ضلالت میں تھے انہی میں سے اللہ تعالیٰ نے ایک گرامی قدر رسول مبعوث فرمایا۔ رسولاً منھم کی تشریح کرتے ہوئے علامہ قرطبی نے لکھا ہے۔ ای من قومھم نبی مثلھم (قرطبی، روح المعانی وغیرہ) یعنی حضور انہی میں سے تھے انسان کی طرح امی تھے

لفظ امی کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ ابن منظور لکھتے ہیں۔ والامی الذی لا یکتب قال الزجاج الامی الذی علی خلقۃ الامۃ لم یتعلم الکتاب فھو علی جبلتہ وقیل للعرب الامیون لان الکتابۃ کانت فیھم عزیزۃ او عدیمۃ۔ یعنی امی وہ ہے جو لکھ نہ سکے۔ زجاج کہتے ہیں کہ امی اس کو کہتے ہیں جو اپنی پیدائش کے وقت کی حالت پر ہو، جس نے لکھنا نہ سیکھا ہو۔ اہل عرب کو بھی امیین کہا جاتا ہے کیونکہ ان میں لکھنا نادر یا معدوم تھا

علامہ سید محمود آلوسی تحریر فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو امی مبعوث کرنے میں اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کی طرف اشارہ ہے کہ جب وہ کسی کے سینے کو علوم و معارف سے لبریز کر دیتا ہے تو اسے تحصیل علم کے مروجہ طریقوں کی ضرورت نہیں رہتی۔ اشارۃ الی عظیم قدرتہ عزوجل وان افاضۃ العلوم لا تتوقف علی الاسباب العادیۃ۔ اسی کے ضمن میں وہ لکھتے ہیں۔ امی دل بھی ہو سکتا ہے۔ وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور اس کی روح ہر قسم کی آلائشوں سے پاک ہو جاتی ہے تو اس کے دل پر انوار الٰہیہ کا القاء کیا جاتا ہے اور اس طرح وہ علوم ربانیہ اور معارف لدنیہ کا ادراک کر سکتا ہے۔ ومن انقطع الی اللہ عزوجل وخلصت روحہ ایضا من تلبسھا بالامور الالٰھیۃ تجلیات بعد یدرک العلوم الربانیۃ والمعارف اللدنیۃ

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب لکھا ہے۔ لم یحتج الیہ من کان القلم الاعلی یخدمہ واللوح المحفوظ مصحفہ ومنظورہ وعدم کتابتہ مع علمہ بھا معجزۃ باھرۃ علیہ السلام

یعنی قلم اعلیٰ جس کا خادم ہو اور لوح محفوظ جس کی نگاہوں میں ہو اس کو لکھت پڑھت کی کیا ضرورت۔ اور علم کے باوجود نہ لکھنا یہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روشن معجزہ ہے۔ کسی عارف نے لکھا ہے

فیض ام الکتاب پروردش   لقب امی ازاں خدا کردش
ادب تعلیم کرد قدسیہ   چہ زند مرد لوح نامہ نسبہ
بر خط دست کے رہان یابد   کہ ز لوح آمدست حرف آن چو خط

ترجمہ: ام الکتاب (قرآن شریف) کے فیض نے آپ کی پرورش کی ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کا لقب امی رکھا ہے۔
اگرچہ آپ نے علم سیکھنے کی تختی (بھی) ہاتھ میں نہیں پکڑی لیکن آپ علوم کے تمام دانوں سے بہرہ ور ہیں
جس کی انگلی نے چاند کے ٹکڑے کر دیئے ہیں۔ اگر قلم پکڑ کر خط نہ لکھے تو اس میں کوئی حرج نہیں

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس صفت [illegible] بحث ہے کہ کوئی شخص حضور پر یہ الزام نہ لگا سکے کہ یہ حکیمانہ کلمات اور پاکیزہ نصیحتیں آپ لکھتے ہیں یا دوسروں کی کتابوں کے حوالے اور تحقیق مطالعہ کا نتیجہ ہے۔

جب اہل نظر یہ دیکھیں گے کہ اس ہستی نے کسی استاد کے سامنے زانوئے تلمذ تہ نہیں کیا، کبھی کچھ لکھا اور نہ کچھ پڑھا پھر یہ حکیمانہ کلام آپ سنا رہے ہیں تو آپ کا کلام نہیں بلکہ رب العالمین کا کلام ہے۔

حضور کی رسالت کے مقاصد کو اس آیت میں بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ آپ کا پہلا فریضہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیات طیبات کو اپنی پیاری اور دلنشیں قرأت سے دلوں میں اتار دیں۔ [illegible] بلکہ اس کتاب کی ایسی تعلیم بھی دیں [illegible] صرف تلاوت آیات اور تعلیم کتاب و حکمت ہی آپ کا وظیفہ رسالت نہیں بلکہ اپنی نگاہ رحمت سے ان کے دلوں کو آلائشوں سے پاک اور صاف کر دیں۔ رسالت محمدی علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ واطیب السلام کی شان کا پتہ اسی وقت چلتا ہے جب انسان اس معاشرہ پر نظر ڈالتا ہے [illegible] وہ لوگ جو پہلے کھلی گمراہی میں بھٹک رہے تھے لیکن حضور کے فیض نظر سے [illegible] آفتاب و مہتاب بن کر چمکنے لگے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں ؎

[illegible] [illegible]

علامہ آلوسی فرماتے ہیں [illegible] کی طرف اشارہ کیا گیا [illegible] سنت نبوی کے مطابق [illegible] ہیں۔

علامہ [illegible] [illegible] الترجمۃ والمرابطۃ [illegible] اللہ تعالیٰ کے فضل سے [illegible] روح المعانی

[illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] قرآن کریم [illegible] آپ کی بعثت ان [illegible] محدود تھی [illegible] قرآن کریم میں متعدد مقامات پر تصریح کر دی گئی ہے۔ کافۃ للناس بشیرا ونذیرا۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] روح المعانی

یہ [illegible] ہے۔

يَلْحَقُوا بِهِمْ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ

ابھی ان سے آکر نہیں ملے اور وہی سب پر غالب حکمت والا ہے یہ اللہ کا فضل ہے عطا فرماتا ہے اسے

مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝ مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا

جسے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے ان کی مثال جنہیں تورات کا

التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا ۚ بِئْسَ

حامل بنایا گیا تھا پھر انہوں نے اس کا بار نہ اٹھایا ان کی مثال گدھے کی سی ہے [illegible] کتابیں [illegible] بری

ــہ یہاں وآخرین کے اعراب [illegible] اس کا عطف [illegible] صورت میں [illegible]

[illegible] اگر اس کا عطف [illegible] بعثت [illegible] الکتٰب والحکمۃ [illegible]

[illegible]

[illegible]

علامہ آلوسی لکھتے ہیں [illegible] الی یوم القیامۃ [illegible]

[illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible]

[illegible]

[illegible] العزیز [illegible] الحکیم [illegible]

[illegible] العزیز [illegible] الحکیم [illegible]

ــہ اس مقام پر اس آیت کا [illegible] صاحب [illegible] عظیم

[illegible] اللّٰھم

صل علی حبیبک [illegible] اللّٰھم [illegible]

[illegible] یا ارحم الراحمین [illegible] الکریم

ــہ اس آیت میں یہودیوں کا ذکر کیا جا رہا ہے جنہیں تورات جیسی عظیم کتاب کا حامل بنایا گیا تھا [illegible]

[illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] بعثت کا ذکر [illegible]

[illegible]

مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ

حالت ہے ان لوگوں کی جنہوں نے جھٹلایا اللہ کی آیتوں کو اور اللہ تعالیٰ ظالم قوم کی

الظّٰلِمِیْنَ ۝۵ قُلْ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ هَادُوْۤا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِیَآءُ

رہنمائی نہیں کرتا۔ آپ فرمائیے اے یہودیو! اگر تم دعویٰ کرتے ہو کہ صرف تم ہی اللہ کے دوست

لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝۶

ہو اور لوگ دوست، نہیں ہیں تو ذرا موت کی آرزو تو کرو اگر تم سچے ہو

وَ لَا یَتَمَنَّوْنَهٗۤ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌۢ

اور اے حبیب! وہ اس کی تمنا کبھی نہ کریں گے بوجہ ان اعمال کے جو وہ پہلے ہاتھوں سے آگے بھیج چکے ہیں، اور اللہ تعالیٰ خوب

بِالظّٰلِمِیْنَ ۝۷ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِیْكُمْ

جانتا ہے ظالموں کو۔ آپ فرمائیے، (اے منکرو) یقیناً وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ ضرور تمہیں مل کر رہے گی

فرمایا یہ لوگ گدھے کی مانند ہیں جس پر بڑی بڑی کتابیں لدی ہوں لیکن وہ ان سے کوئی فائدہ حاصل نہ کر رہا ہو۔ حُمِّلُوا التَّوْرٰىۃَ ای کلفوا العمل بما فیھا عن ابن عباس رضی اللہ عنہ

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ تورات پر عمل کرنے کا انہیں حکم دیا گیا تھا۔ قال الجصاص وھو من الحمالۃ ای الکفالۃ حمالہ کہتے ہیں ضمانت کو یعنی تورات پر عمل کرنے کی ذمہ داری ان پر ڈالی گئی تھی۔ لم یحملوھا ای لم یعملوا بھا یعنی انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا۔ اسفار سفر کی جمع ہے۔ وھو الکتاب الکبیر یعنی ضخیم کتاب کو سِفر کہتے ہیں

ف یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کی آیتوں کی تکذیب کی وہ گدھے سے بھی بدتر ہیں کیونکہ گدھے کو علم اور عقل سے بہرہ ور نہیں کیا گیا اور یہ لوگ علم و فہم رکھتے ہوئے بھی آیات ربانی کو جھٹلا رہے ہیں۔ وھم الیھود کذبوا علی اللہ تعالیٰ فی طلبۃ النفس والفسد (رازی)

ف یہودیوں نے طرح طرح کے دعوے کیے۔ کبھی کہتے نحن ابناء اللہ واحباؤہ ہم اللہ کے بیٹے اور لاڈلے ہیں۔ یہ کہتے لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودا یعنی جنت میں صرف وہی داخل ہوگا جو یہودی ہو۔ اس آیت میں ان کی قلعی کھولی جا رہی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ والذی نفس محمد بیدہ لو تمنوا الموت ما بقی علی ظھرھا یھودی الا مات۔ یعنی قسم

ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

پھر لوٹائے جاؤ گے تم اس کی طرف جو جاننے والا ہے [illegible] پس وہ آگاہ کرے گا تمہیں ان اعمال سے جو تم

تَعْمَلُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ

کیا کرتے تھے ۔ اے ایمان والو! جب تمہیں بلایا جائے نماز کی طرف جمعہ

الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ

کے دن تو [illegible] اللہ کے ذکر کی طرف اور [illegible] خرید و فروخت یہ تمہارے لیے بہتر ہے

ع

جس کی قدرت میں میری جان ہے اگر وہ موت کی تمنا کرتے تو ان میں سے ایک بھی زندہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] وعلیکم السکینۃ والوقار فما ادرکتم فصلوا وما فاتکم [illegible]

[illegible]

[illegible]

إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَوٰةُ فَانتَشِرُوا فِى

[illegible]

[illegible]

[illegible]

چند مسائل

جمعہ فرض عین ہے۔ اس کی فرضیت کتاب و سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔ قرآن کریم کی یہ آیت جمعہ کی فرضیت کی محکم دلیل ہے۔ ارشاد ہے کہ جب نماز جمعہ کی اذان ہو تو سب کاروبار چھوڑ کر اور تیز قدم اس کی ادائیگی کے لیے روانہ ہو جاؤ

سعی کا حکم اور خرید و فروخت چھوڑ دینے کا امر اس کی فرضیت پر واضح دلالت کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ بکثرت احادیث موجود ہیں جن سے اس کی فرضیت کا پتہ چلتا ہے۔ عن ابن عمر وابی ہریرۃ انھما سمعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول علی اعواد منبرہ لینتہین اقوام عن ودعہم الجمعات او لیختمن اللہ علی قلوبہم ثم لیکونن من الغافلین۔ رواہ مسلم

حضرت ابن عمر اور حضرت ابی ہریرہ کہتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر بیٹھے ہوئے یہ فرماتے سنا کہ جو لوگ جمعہ ترک کرتے ہیں وہ اس سے ضرور باز آجائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگادے گا اور وہ غافل ہو جائیں گے۔

عن ابی الجعد الضمری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من ترک ثلاث جمع تہاونا بہا طبع اللہ علی قلبہ۔ ابوداؤد، ترمذی، نسائی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جمعہ کو ہلکا سمجھ کر تین جمعے ترک کیے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگادے گا۔

عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فعلیہ الجمعۃ الا مریض او مسافر او امرأۃ او صبی او مملوک فمن استغنی بلہو او تجارۃ استغنی اللہ عنہ واللہ غنی حمید۔ الدارقطنی

حضرت جابر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اس پر جمعہ فرض ہے سوائے مریض، مسافر، عورت، نابالغ اور غلام کے۔ جو شخص کسی لہو و لعب یا تجارت کے باعث اس سے بے پرواہی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بے پرواہی کرے گا اور اللہ تعالیٰ غنی اور حمید ہے

اس کے علاوہ اور بہت سی احادیث ہیں۔

علامہ پانی پتی یہ احادیث ذکر کرنے کے بعد رقمطراز ہیں ہذہ الادلۃ تدل علی افتراض الجمعۃ علی الاعیان وغلط من قال انہ فرض کفایۃ (مظہری)

ان تمام دلائل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہر شخص پر جمعہ فرض ہے اور جس نے اس کو فرض کفایہ کہا ہے وہ بالکل غلط ہے۔

مسئلہ: جن لوگوں پر جمعہ فرض نہیں ہے اگر وہ پڑھیں گے تو ہو جائے گا۔ نیز ایسا شخص جس کو پکڑ کر مسجد تک لے جانے والا کوئی نہ ہو اس کا شمار بھی معذوروں میں ہے اس پر جمعہ فرض نہیں۔

مسئلہ: اس پر سب کا اتفاق ہے کہ تنہا جمعہ جائز نہیں اور جمعہ کے لیے جماعت شرط ہے۔ اس کے بعد اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ جمعہ کس جگہ پر فرض ہے اور جمعہ کی جماعت میں کتنے لوگوں کی شرکت ضروری ہے۔ امام شافعی، امام احمد اور اسحاق کا قول یہ ہے کہ ایسا قریہ جہاں چالیس آزاد عاقل بالغ مرد مستقل طور پر اقامت گزیں ہوں وہاں جمعہ کی اقامت واجب ہے

اور ان کے نزدیک جماعت کی ہیئت میں دو آدمیوں کا ہونا ضروری ہے۔ شافعیہ فرماتے ہیں کہ وہ قریہ جس میں مکانات متصل ہوں وہاں کے باشندے ہوں وہاں جمعہ واجب ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مصر جامع کے بغیر جمعہ صحیح نہیں اور مصر جامع کی یہ تعریف کی گئی ہے: المصر هو كل بلدة فيها سكك واسواق ولها رساتيق ووال ينصف المظلوم من الظالم وعالم يرجع اليه في الحوادث وقيل ما لا يسع اكبر مساجده اهله مصر۔ یعنی مصر اس شہر کو کہتے ہیں جس میں گلی کوچے ہوں بازار ہوں اس کے ساتھ چھوٹی چھوٹی آبادیاں ہوں، وہاں ایک والی ہو جو ظالم سے مظلوم کی داد رسی کر سکے وہاں ایسا عالم ہو جو ضرورت کے وقت اس کی طرف رجوع کیا جائے۔ بعض نے مصر کی یہ تعریف کی ہے کہ وہاں کی ساری آبادی وہاں کی مسجد میں نہ سما سکے۔

مسئلہ: مصر کے کسی حصہ میں جمعہ ادا کیا جا سکتا ہے، وہ فنائے مصر جو اس شہر سے متعلق ہو وہاں بھی جمعہ جائز ہے۔ امام صاحب اس کی دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد میں صرف مسجد نبوی میں جمعہ ادا ہوتا تھا اور گرد و نواح قبیلوں کے لوگ مدینہ آ کر پڑھتے تھے۔ اگر دیہات میں جمعہ جائز ہوتا تو اہل قبا وہیں جمعہ ادا کرتے۔ مسجد نبوی کے علاوہ سب سے پہلے جہاں جمعہ قائم کیا گیا اس کے متعلق امام بخاری لکھتے ہیں۔ عبد القیس کی بستی جواثی میں پڑھا گیا جو بحرین میں ایک قریہ ہے۔ اس سے جمعہ کے جواز پر استدلال نہیں کیا جا سکتا کیونکہ قریہ کا استعمال مصر پر بھی ہوتا ہے۔ لولا نزل هذا القرآن على رجل من القريتين عظيم۔ یہاں مکہ اور طائف کو قریہ کہا گیا ہے حالانکہ دونوں کے مصر ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔ جواثی کوئی ایسی بستی نہ تھی جس پر مصر کی تعریف نہ صادق آتی ہو۔ علامہ جوہری نے الصحاح میں لکھا ہے ان جواثی حصن بالبحرين یعنی بحرین میں ایک قلعہ ہے جس کا نام جواثی ہے۔ اور بعض قلعے ہوتے ہیں جہاں حاکم بھی ہوتا ہے اور عالم بھی۔ وفی المبسوط انها مدينة بالبحرين۔

امام ابو یوسف، امام محمد اور امام شافعی کے نزدیک امام سمیت تین آدمیوں کا جماعت میں شریک ہونا ضروری ہے۔ امام صاحب کے نزدیک امام سمیت چار آدمیوں کا ہونا ضروری ہے۔

مسئلہ: امام صاحب کے نزدیک سلطان کا ہونا یا سلطان کی اجازت جمعہ کی صحت کے لیے شرط ہے اور امام مالک، شافعی اور امام احمد کے نزدیک شرط نہیں۔

مسئلہ: امام صاحب کے نزدیک جمعہ کی ادائیگی کے لیے اذن عام شرط ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص کسی گاؤں میں مقیم ہے کیا اس پر واجب ہے کہ وہ شہر میں جا کر جمعہ ادا کرے؟ امام صاحب اور امام محمد کے نزدیک اس پر ضروری نہیں، اگر جمعہ ہو گا تو واجب نہیں۔ البتہ امام ابو یوسف، امام شافعی، امام احمد اور اسحاق کا فتویٰ یہ ہے کہ اگر اس گاؤں تک شہر کی اذان کی آواز پہنچتی ہے تو اس پر جمعہ فرض ہے ورنہ نہیں۔ امام مالک کا بھی یہی قول ہے۔

مسئلہ: امام شمس الائمہ سرخسی کہتے ہیں کہ حضرت امام صاحب کے مذہب کے مطابق ایک شہر میں متعدد مقامات پر جمعہ ادا کیا جا سکتا ہے۔ امام طحاوی کہتے ہیں ... بلا ضرورت ہر جگہ جمعہ کی ادائیگی اس حکمت کے منافی ہے جس کے لیے جمعہ مقرر کیا گیا تھا۔ قال السرخسي الصحيح من مذهب ابي حنيفة جواز اقامتها في مصر

والسوق مسجدین و کثرة وقال ابن ھمام وبہ ناخذ

مسئلہ: علامہ ابن ہمام کہتے ہیں کہ اگر لوگوں پر جمعہ کی شرائط کا پایا جانا مشتبہ ہو جائے تو انہیں چاہیے کہ نماز جمعہ کے بعد چار رکعت پچھلی ظہر کی نیت سے پڑھیں کہ یہ آخری ظہر ہے جس کا وقت مجھے ملا ہے اور اس کو ادا نہیں کیا اس کو ادا کرتا ہوں۔ اگر واقعی جمعہ کی شرائط ادا مکمل پائی جاتی ہوں گی تو یہ نفل ہو جائے گی اور اگر کوئی شرط مفقود ہو گی تو یہ ظہر کے قائم مقام ہو جائے گی۔ قال ابن ھمام ان اشتبہ علی الناس وجود شرائط الجمعة ینبغی ان یصلوا بعد الجمعة اربع رکعات ینوون بھا آخر ظہر ادرکت وقتہ ولم اؤدہ بعد

مسئلہ: خطبہ جمعہ کے لیے جو چیزیں مسنون ہیں وہ یہ ہیں کہ خطبہ میں پانچ چیزوں کا ہونا ضروری ہے حمد باری تعالیٰ درود و سلام، تقویٰ کی وصیت، قرأت قرآن اور اہل ایمان کے لیے دعا

خطبہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر، خلفائے راشدین اور صحابہ کرام کا ذکر سب ذکر الٰہی میں داخل ہیں۔ لیکن امراء و ظالم بادشاہوں یا امراء کا ذکر ان کے القاب ان کی ثنا اور ان کی مدح کا اللہ کے ذکر کے ساتھ ذکر کرنا بدعت ہیں۔ اما ذکر الظلمة والملوک والثناء علیھم والمدح لھم فھو بدعة من ذکر غیر مرضی اللہ

مسئلہ: اگر امام کے سلام پھیرنے سے پہلے کوئی آدمی شریک ہو جائے گا تو وہ دو رکعت ہی پڑھے گا۔ امام صاحب کے نزدیک اس کی نماز جمعہ ہو جائے گی۔ جبکہ امام محمد کے نزدیک اگر وہ جمعہ کی ایک رکعت امام کے ساتھ پڑھے گا تو اس کی نماز جمعہ ہو گی اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد ظہر کی چار رکعتیں ادا کرے گا

جمعہ کے روز نماز جمعہ کے لیے غسل مسنون ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ جمعہ کے روز غسل کے متعلق حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جاء احدکم الجمعة فلیغتسل۔ متفق علیہ جب کوئی شخص نماز جمعہ ادا کرنے کے لیے آئے تو غسل کر کے آئے یا الفاظ ہے کہ پہلے غسل کرے اور خوشبو کا استعمال ہے

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من اغتسل یوم الجمعة واستاک ومس من طیب ان کان عندہ ولبس من احسن ثیابہ ثم خرج حتی یاتی المسجد فلم یتخط رقاب الناس ثم رکع ما شاء اللہ ان یرکع ثم انصت اذا خرج الامام فلم یتکلم کانت کفارة لما بینھا وبین الجمعة التی قبلھا اھ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے، مسواک کرے، خوشبو لگائے اگر اس کے پاس موجود ہو اور اچھا لباس پہنے پھر گھر سے نکل کر مسجد کی طرف آئے، پھر لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتا ہوا آگے نہ جائے اور جو اللہ کی توفیق سے نفل پڑھتا ہے پڑھے اور جب امام خطبہ کے لیے نکلے تو خاموشی سے بیٹھا رہے تو اس کا یہ عمل کفارہ بن جائے گا ان گناہوں کا جو اس جمعہ اور گزشتہ جمعہ کے درمیان سرزد ہوئے ہیں

جمعہ کے دن کی فضیلت کے بارے میں متعدد احادیث مذکور ہیں ان میں سے چند آپ کی خدمت میں پیش ہیں۔ عن اوس بن اوس قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من افضل ایامکم یوم الجمعة فیہ خلق آدم وفیہ قبض وفیہ النفخة وفیہ الصعقة فاکثروا علی من الصلاة فیہ فان صلاتکم معروضة علی قالوا یا رسول اللہ وکیف تعرض صلاتنا علیک وقد

الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا

زمین میں ۱۱ اور تلاش کرو اللہ کے فضل سے ۱۲ اور کثرت سے اللہ کی یاد کرتے رہا کرو ۱۳

ارمت قال ان اللہ تعالیٰ حرم علی الارض اجساد الانبیاء۔ (رواہ ابوداؤد والنسائی وابن ماجہ والدارمی)

اوس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے دنوں میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے۔ اسی روز آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، اسی دن وفات پائی، اسی دن صور پھونکا جائے گا، مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وصال کے بعد حضور پر کیسے پیش کیا جائے گا جبکہ آپ خاک میں مل چکے ہوں گے۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے انبیاء کے جسموں کا کھانا۔

اس ارشاد سے حضور نے صحابہ کی اس مشکل کی اصلاح کر دی۔ ایک دوسری حدیث اس طرح وارد ہے۔ عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا الصلوٰۃ علی یوم الجمعۃ فانہ مشہود تشہدہ الملائکۃ وان احدا لن یصلی علی الا عرضت علی صلاتہ حتی یفرغ منہا قال قلت وبعد الموت قال ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق۔ (رواہ ابن ماجہ)

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جمعہ کے دن کثرت سے مجھ پر درود پڑھا کرو کیونکہ اس دن کثرت سے ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور جب کوئی شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے تو اس کے فارغ ہونے سے پہلے وہ درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا وفات کے بعد بھی؟ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے اجساد کو حرام کر دیا ہے۔ پس اللہ کا نبی زندہ ہے اور اسے رزق دیا جاتا ہے۔ اور حدیث شریف میں یہ بھی آیا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات وفات پا گیا ہے قبر کے فتنے سے اللہ پاک اسے محفوظ رکھتا ہے۔

اس کے علاوہ مزید مسائل کے لیے کتب فقہ کی طرف رجوع کریں۔

۱۲ ارشاد ہے کہ جب نماز جمعہ سے فارغ ہو جاؤ تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرو۔ یہ امر وجوب کے لیے نہیں بلکہ اباحت کے لیے ہے کیونکہ جمعہ کی اذان کے بعد کاروبار سے منع کر دیا گیا تھا اب اس کی اجازت دی گئی ہے اور کئی صحابہ کا یہ معمول تھا کہ وہ نماز جمعہ کے بعد اس حکم کی تعمیل میں بازار کا چکر لگایا کرتے تھے تاکہ اس حکم کی تعمیل ہو جائے۔

۱۳ اللہ تعالیٰ کے ذکر کا صرف یہ مطلب نہیں کہ مسجد میں ہی بیٹھے رہو بلکہ جب بھی موقع ملے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہیے۔ آپ کوئی کام کر رہے ہوں اس وقت بھی آپ کو اللہ کے ذکر سے اپنی زبان کو تر و تازہ رکھنا چاہیے۔

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿١٠﴾ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا

تاکہ تم فلاح پا جاؤ ۔ شلہ اور بعض لوگوں نے جب دیکھا کوئی تجارت یا تماشا تو بکھر گئے اس کی طرف

وَتَرَكُوكَ قَائِمًا ۚ قُلْ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ اللَّهْوِ وَمِنَ

اور آپ کو کھڑا چھوڑ دیا ۔ اے حبیب! شلہ فرمایئے کہ جو (نعمتیں) اللہ کے پاس ہیں وہ کہیں بہتر ہیں کھیل سے اور

التِّجَارَةِ ۚ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿١١﴾

تجارت سے ۔ اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے ۔ شلہ

شلہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل اور اس کے ذکر کی کثرت سے ہی فلاح دارین نصیب ہو سکتی ہے

شلہ اس آیت میں ایک واقعہ کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے جس کے بعد جس طرح اس پر تنبیہ کی گئی اور اس کے ذکر سے مسلمانوں کی تربیت فرما دی کہ آئندہ ان سے ایسی حرکت سرزد نہ ہو ۔

مدینہ طیبہ میں سخت قحط پڑا ۔ اشیائے خورونی نایاب اور گراں ہو گئیں ۔ لوگ اس صورت حال سے سخت پریشان ہو گئے ۔ ایک بار جمعہ کے روز جبکہ حضور خطبہ ارشاد فرما رہے تھے دحیہ کلبی جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے تجارتی قافلہ لے کر شام سے مدینہ طیبہ پہنچے ۔ انہوں نے اپنی آمد کی اطلاع اہل شہر کو دینے کے لیے ڈھول بجانے شروع کر دیے ۔ جب حاضرین نے ڈھولوں کی آواز سنی اور قافلہ کی واپسی کا علم ہوا تو اس اندیشہ سے کہ اگر وہ نماز میں مشغول رہے تو سارا سامان دوسرے لوگ خرید لیں گے اس لیے وہ دوڑ کر وہاں پہنچے اور حضور کی خدمت میں صرف بارہ آدمی رہ گئے جن میں حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی بھی شامل تھے ۔ اللہ تعالیٰ کو مسلمانوں کی یہ حرکت سخت ناپسند ہوئی اور یہ آیت نازل ہوئی ۔ جس میں ان کو اس حرکت کی قباحت کی طرف متوجہ کیا گیا اور انہیں آئندہ کے لیے بار بار احتیاط کی تاکید فرمائی ۔ نیز یہ بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے قرب اور حضور کے فیض صحبت کے مقابلہ میں وہ لہو و لعب اور یہ تجارت ہیچ ہے ۔ اصل رازق وہی ہے ۔ رزق کے خزانے اسی کے دست قدرت میں ہیں ۔ تمہیں جو رزق بھی مانگنا ہو اس سے طلب کیا کرو ۔

آخر میں ایک اعتراض اور اس کے جواب کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں ۔

شیعہ کی طرف سے صحابہ کرام پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ ان لوگوں نے لہو و تجارت کے لیے نماز جمعہ ترک کر دی اور اس حال میں چھوڑ کر گئے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خطبہ ارشاد فرما رہے تھے ۔ ان کے دل میں دین و آخرت سے دنیا اور سامان رزق کی قدر و منزلت بہت زیادہ تھی ۔ اسی لیے تو وہ حضور کو مسجد میں کھڑا چھوڑ کر چلے گئے ۔

اس کے جواب میں گزارش ہے کہ جو حضرات وہاں موجود رہے ان میں خلفائے راشدین اور عشرہ مبشرہ تھے وہ سب حاضر رہے ۔ چنانچہ باقی رہے وہ لوگ جو اٹھ کر چلے گئے تو وہ ابتدائے ہجرت کے زمانہ کے نو مسلم تھے جنہیں ابھی صحبت نبوی سے

غیر مرتب ہونے کا موقع بہت کم ملا تھا ورنہ کمال تو حضور کریم کا تھا کہ ان کے دلوں میں بجز اللہ تعالیٰ کی یاد کے اور کسی قسم کی حسرت باقی نہ رہی تھی۔ اس مقام تک پہنچنے کے لیے تربیت کی ضرورت تھی۔ اس کے لیے وقت درکار تھا۔ اس آیت میں ان سے عرض ہے کہ حصول کا کوئی امکان تھا جب کہ ان سے ایسی لغزش ہوئی تو اس پر انہیں متنبہ کر دیا گیا اور ان کی اصلاح کر دی گئی۔ اس پیہم تربیت اور فیض صحبت سے وہ اثر دکھایا کہ انہوں نے جانبازی اور سرفروشی کے میدان میں ایسے محیر العقول کارنامے سرانجام دیئے جنہیں آسمان کے ستارے، عالم بالا کے فرشتے اور بہشت بریں کی حوریں بہجوم اشتیاق سے دیکھتی رہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم المومنین کا فرمودہ باعزاز اُولٰئِکَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا کی صحیح تفسیر و تعبیر بن گئی ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اصلاح کیا ہو سکتی ہے کہ ایک شخص کے عیب اور عمل کی کمزوریاں بیان کر کے اس کی اصلاح ہو گی اور اخلاق فضیلہ پر اس کی پرورش کی جائے۔ یہ کہیں نہ کہا ہے کہ صحابہ کرام اس اسلامی تربیت سے پہلے ہی ہر صفت سے موصوف تھے۔ یہ کسی نے دعویٰ کیا ہے کہ آغوش رسالت کی برکتوں کے بغیر ہی ان میں قابلیت دینداری اور تقویٰ کے جوہر پیدا ہو گئے تھے۔ یہ سب کمالات قرآن کریم، حامل کتاب مبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ کیمیا اثر کا نتیجہ ہیں۔

* * *

اللّٰھم لک الحمد ولک الشکر انک حمید مجید

رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحا ترضٰہ واصلح لی فی ذریتی انی تبت الیک وانی من المسلمین۔

اللّٰھم صل وسلم وبارک علی سید المرسلین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین سیدنا ومولانا وحبیبنا محمد وعلی آلہ واصحابہ ومتبعیہ الی یوم الدین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

* * *

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ المنافقون

نام: پہلی آیت کی ابتداء میں المنافقون کا لفظ ہے۔ نیز اس سورۃ میں منافقین کے احوال ہی بیان کیے گئے ہیں۔ اس لیے اس کا نام المنافقون رکھا گیا۔ اس میں دو رکوع، گیارہ آیتیں، ایک سو اسی کلمے اور نو سو چھہتر حروف ہیں۔

نزول: وہ غزوہ بنی مصطلق سنہ ۶ھ میں واقع ہوا۔ یہ سورت ایک ایسے حادثہ کے بارے میں نازل ہوئی جو اس وقت پیش آیا جب مسلمان بنو المصطلق کو شکست دینے کے بعد مریسیع نامی ایک کنوئیں پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ اس لیے اس سورت کے بارے میں وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ ہجرت کے چھٹے سال جنگ سے واپسی کے سفر میں یا مدینہ طیبہ پہنچنے کے فوراً بعد اس کا نزول ہوا۔

فتنہ نفاق کا تاریخی جائزہ: اس واقعہ کے اسباب و علل کو اچھی طرح سمجھنے کے لیے ہمیں فتنہ نفاق کی تاریخ کا مطالعہ کرنا پڑے گا تب ہی ہم اس واقعہ کی سنگینی کا صحیح اندازہ لگا سکتے ہیں۔

یہ تو آپ جانتے ہیں کہ یثرب میں دو قبیلے اوس اور خزرج آباد تھے۔ ان میں دیرینہ رنجشیں اور عداوتیں تھیں جو معمولی بات پر جنگ کے شعلوں میں بدل جاتیں اور جب ایک دفعہ جنگ کے شعلے بھڑک اٹھتے تو پھر برسوں بجھنے کا نام نہ لیتے۔ مسلسل خانہ جنگی کے باعث دونوں قبیلے کمزور ہو گئے تھے۔ صلح و امن سے زندگی بسر کرنے کی خواہش کے دلوں میں چٹکیاں لینے لگی تھی لیکن ان میں کوئی ایسی شخصیت نہ تھی جو دونوں قبیلوں کے لیے قابل قبول ہو۔ آخر کار عبداللہ بن ابی پر نظر پڑی جو خزرجی تھا۔ وہ ایک ایسے خاندانی حیثیت سے ابھرا جس کی قیادت پر دونوں قبیلے متفق ہو گئے۔ اس کی تاجپوشی کی رسم ادا ہونے والی تھی۔ اس کے لیے تاج سنار کے پاس ہی پڑا تھا۔ اسی اثناء میں یثرب کی فضا میں اسلام کے انوار بڑی قوت سے ضوفشاں ہونے لگے۔ حج کے ایام میں چند یثربی مشرف باسلام ہوئے۔ واپس آکر انہوں نے بڑی گرمجوشی سے اسلام کی تبلیغ شروع کی۔ دوسرے سال ان کی محنت سے دونوں قبیلوں کے بارہ افراد حج پر آئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست حق پرست پر اسلام کی بیعت کی۔ ان میں سے حضرت عباس بن عبادہ بن نضلہ انصاری بھی تھے۔ ان کی رائے یہ تھی کہ ابھی بیعت مؤخر کی جائے، عبداللہ بن ابی کو بھی اس میں شریک کر لیا جائے تاکہ اتحاد و تعاون کی جو فضا یثرب میں بڑی مدت کے بعد پیدا ہوئی ہے اس میں کوئی دراڑ نہ آئے۔ لیکن دوسرے ساتھیوں نے ان کی اس تجویز کو کوئی اہمیت نہ دی اور سب نے شرف بیعت حاصل کیا۔ جب یہ قافلہ واپس یثرب پہنچا اور عبداللہ بن ابی ابن سلول کے حواریوں کو اس کا علم ہوا تو ان کے غم و غصہ کی کوئی حد نہ رہی۔

اُسے یقین ہو گیا کہ اس کی تاجپوشی کی رسم اب کبھی ادا نہ ہو گی۔ بعد کے مسلمانوں کے خلاف سازشوں اور فتنوں کے ذمہ داروں میں بھی شامل تھے۔ [illegible] اصل [illegible] عبداللہ ابن ابی کی [illegible] اگر پہلے کر لیتے تو حضور کے صدق قلب سے بیعت کا مستحق ہوتا، مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کے بعد بات کچھ یثرب کی تقدیر بدل گئی جس کے قدم پڑتے ہی یثرب مدینۃ النبی بن گیا۔ عبداللہ اس کے کٹر تعصب سے جب اپنے آدمیوں کے ساتھ مسلمانوں کی والہانہ محبت کو دیکھا تو خوف سے چلا اٹھا۔ اس نے کہا کہ وہ بھی مسلمانوں میں شامل ہو جائیں۔ ظاہری طور پر سب سے گرمجوشی سے پیش آتا یا مسلمانوں میں بھی حاضر ہوتے، ادب و تعظیم بجا لاتے، لیکن حضور اور اسلام کے بارے میں بغض و حسد کی بات قطعاً اختیار کر لیتے۔ وہ اس تاک میں رہتے کہ مسلمانوں میں کوئی فتنہ کھڑا کر کے ان کی جمعیت کو منتشر و پراگندہ کر دیں اور ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ [illegible] ہو کر جدا ہو جائیں۔ اگر آپ تھوڑا دیر تسلیم کریں، لیکن عبداللہ تھا بڑا چالاک، جب بھی موقع ملتا وہ اپنی [illegible] حیثیت کو [illegible] اظہار کرتا، تاکہ اس کے دل کا کھوٹ لوگوں پر عیاں نہ ہونے پائے۔ اس نے یہ معمول بنا رکھا تھا کہ جمعہ کے دن جب مسجد میں مسلمان کے تمام مسلمان اپنے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خطبہ سننے کے لیے جمع ہوتے تو یہ اٹھ کر اعلان کرتا: بھائیو! یہ اللہ کے رسول ہیں جو تمہارے درمیان جلوہ افروز ہیں۔ ان کی ذات سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں عزت اور شرف بخشا ہے۔ آپ لوگ دل و جان سے ان کی تائید کریں، ان کے ساتھ دلداری اور کوشش سے کام لیں اور جو حکم دیں اس کی تعمیل کیا کریں۔ اس کے باوجود بسا اوقات اس کے دل میں چھپا ہوا بغض اظہار ہو جاتا۔ ایک دفعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں اس سے مڈ بھیڑ ہو گئی۔ اس نے بڑی بدتمیزی کا مظاہرہ کیا۔ حضور علیہ السلام نے سعد بن عبادہ سے اس کی بیہودگی کی شکایت کی۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اسے معاف کیجئے، جب حضور تشریف لائے تو اس کی تاجپوشی کی تقریب منعقد کرنے کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ حضور کے تشریف لانے سے اس کے سارے ارمان پریشان ہو گئے اور اس کے چھکے ادھورے کے ادھورے رہ گئے۔ یہ سمجھتا ہے کہ حضور نے اس کا تاج اور تخت چھین لیا ہے۔ اس لیے اس سے ایسی [illegible] حرکت ہوئی ہے۔

جنگ بدر کے بعد یہودی قبیلہ بنی قینقاع نے عہد شکنی کی تو حضور نے ان کی گوشمالی کے لیے ان پر چڑھائی کا ارادہ فرمایا۔ یہودی اپنی بد عہدی پر قائم رہے مگر عبداللہ ان کی حمایت کے لیے تیار ہو گیا اور حضور کی زرہ کے دامن کو پکڑ کے کھینچنے لگا۔ یہ قبیلہ سات سو جنگجو مردوں پر مشتمل ہے، یہ میرے حلیف ہیں، یہ میرے ساتھ ہر مشکل میں کام آتے ہیں۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ میرے حلیفوں کو ایک دن میں ہی قتل کر دیا جائے۔

جنگ احد کا معرکہ مسلمانوں کے لیے پریشانی اور اضطراب کا باعث تھا کیونکہ تین ہزار کا لشکر جرار مدینہ پر حملہ آور ہونے کے ارادے سے چڑھ آیا تھا۔ جبکہ مسلمان مجاہدین کی تعداد صرف ایک ہزار تھی۔ مدینہ کی حفاظت بھی ضروری تھی۔ ان سے نمٹنے کیلئے [illegible] کے طالب تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک مرتبہ کے لئے

کہ لشکر اسلام اُحد کی طرف روانہ ہوا تو عبداللہ بن اُبی تین سو آدمیوں سمیت الگ ہو گیا اور مدینہ واپس لوٹ آیا۔ آپ خود اندازہ لگائیے کہ عین موقع پر کیا گڑبڑ ہوئی ہوگی۔ پہلے ہی مسلمانوں کی تعداد دشمن کے مقابلہ میں بہت کم تھی عین لڑائی کے وقت تین سو ساتھیوں کا الگ ہو جانا مسلمانوں کے لیے عجیب کی بڑی حوصلہ شکن تھی لیکن اس عالم گرامی ہے وہ اس سے واضح ہو گیا۔

اس کا اثر یہ ہوا کہ اب منافقین کی ہوشیاری اور عیاری سے چھپنے والا ان کا نفاق ظاہر ہو گیا۔ جنگ اُحد کے بعد جمعہ کے روز مسجد میں جب عبداللہ حسب معمول اس مقصد کے لیے اٹھا جو ہر جمعہ کو وہ بیان کیا کرتا تھا تو کئی مسلمانوں نے اسے پکڑ کر کہا، کم بخت بیٹھ جاؤ تمہیں ایسی باتیں زیب نہیں دیتیں۔ اس سے اس کو بڑی توہین محسوس ہوئی اور لوگوں کے سروں سے پھلانگتا ہوا مسجد سے نکل گیا۔ مسجد کے دروازے پر بعض انصار نے اسے دیکھا اور کہا واپس چلو اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی اس بھول کی معافی مانگ لو۔ وہ بگڑ کر بولا، میں ان سے معافی مانگنے کے لیے ہرگز تیار نہیں ہوں۔ (ابن ہشام)

غزوۂ بنی نضیر کے واقعے میں آپ اس منافق کے کرتوت پڑھ چکے ہیں۔ اس موقع پر بھی اس کا نفاق کھل کر سامنے آ گیا۔ بنی نضیر کی جلاوطنی اور تعدی کی سزا تھی کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے خلاف اعلان جنگ کیا تو اس خبیث نے انہیں کہلا بھیجا کہ گھبراؤ مت، میں اور میرے ساتھی تمہارے ساتھ ہیں۔ اگر تمہارے ساتھ جنگ ہوئی تو ہم مسلمانوں کا مقابلہ کریں گے اور مسلمانوں کو جبل کا رستہ دکھا دیں گے اور اگر تمہیں شکست ہوئی اور تمہیں یہاں سے جلاوطن ہونا پڑا تو ہم بھی مدینہ کو نہیں چھوڑیں گے بلکہ تمہارے ساتھ مدینہ سے چلے جائیں گے۔ ان کی اس سازش سے یہودی کتنے بلند حوصلے ہوں گے اور مسلمانوں کو کتنی مشکل کا سامنا کرنا پڑا ہوگا اس کا اندازہ بآسانی لگایا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو ان کی اس سازش سے مطلع فرما دیا۔ اس طرح ان کی منافقت کا بھانڈا بیچ چوراہے میں پھوٹ گیا۔

اگرچہ حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام پر ان لوگوں کی منافقت ظاہر ہو چکی تھی لیکن مصلحت کا تقاضا یہی تھا کہ ان کا کھلے بندوں اسلام سے خارج کرنے کا اعلان نہ کیا جائے۔ بیرونی دشمنوں سے جنگوں کا سلسلہ جاری تھا۔ اس لیے مدینہ کے اندر ایک محاذ جنگ کا کھولنا مناسب نہ تھا۔ نیز عبداللہ کے حامیوں میں اوس اور خزرج دونوں قبیلوں کے بااثر لوگ کافی تعداد میں تھے۔ ان حالات میں ان سے لڑائی بجائے خود ایک فتنہ کا باعث بن سکتی تھی۔ دوسری طرف عبداللہ اور اس کے ساتھی بھی اس پوزیشن میں نہ تھے کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ اعلانیہ جنگ کر سکیں۔ انہوں نے بھی یہی مناسب سمجھا کہ مسلمانوں کے ساتھ مل جل کر رہیں۔ اس طرح وہ مسلمانوں سے جنگوں کا حصہ بھی حاصل کر سکتے تھے اور انہیں مناسب موقع پر مؤثر طریقے سے گزند پہنچا سکتے تھے۔

یہی حالات تھے جب غزوۂ بنی مصطلق کی مہم پیش آئی اور دوسرے اہل ایمان کے ساتھ عبداللہ اور اس کی پارٹی کے لوگوں کو بھی شرکت کا موقع مل گیا۔ اس سفر کے دوران اس رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی نے مسلمانوں پر دو ایسے مہلک

لیے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا خاص لطف و کرم شامل حال نہ ہوتا اور اس کی دستگیری نہ ہوتی تو مسلمان ان مہلک وسوسوں سے جو پیدا ہو چکے تھے کیسے نجات پاتے۔ ایک واقعہ افک جس کے متعلق آپ گزشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہوں گے۔ دوسرا واقعہ جس کی تفصیل اب پیش خدمت کی جا رہی ہے۔

بنو مصطلق کا قبیلہ مکہ کی سمت میں ساحل سمندر کے قریب آباد تھا۔ حضور کو اطلاع ملی کہ اس کا سردار حارث بن ابی ضرار اپنے قبیلے کے جنگجو سپاہیوں کو مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لیے اکٹھا کر رہا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بقول ابن ہشام ابوذر غفاری کو مدینہ طیبہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا اور بنو مصطلق کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوئے۔ مریسیع کے کنوئیں کے قریب دونوں لشکروں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت سے مسلمانوں کو فتح ہوئی اور بنو مصطلق شکست کھا کر وہاں سے بھاگے۔ بہت سا مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

فتح کے بعد حضور نے چند روز اسی جگہ پر قیام فرمایا تاکہ مسلمان مجاہد جنگ کی تھکاوٹ کو دور کر لیں اور واپسی کے سفر سے پہلے تازہ دم ہو جائیں۔ اسی اثنا میں ایک افسوسناک واقعہ رونما ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جہجاہ بن مسعود غفاری کو بطور مزدور اپنے ہمراہ لے گئے تھے تاکہ آپ کے گھوڑے کی دیکھ بھال کرے۔ جہجاہ کنوئیں پر پانی لینے کے لیے گئے تو ان کا ایک شخص سنان بن وبر جہنی سے پانی بھرنے پر جھگڑا ہو گیا۔ بات بڑھ گئی اور نوبت ہاتھا پائی تک جا پہنچی۔ جہجاہ کی ایک ضرب سے سنان زخمی ہو گیا اور خون بہنے لگا۔ اس نے زمانہ جاہلیت کے دستور کے مطابق زور سے پکارا: ”یا معشر الانصار“ اے انصار! میری مدد کو پہنچو۔ چونکہ اس کا قبیلہ انصار کا حلیف تھا۔ جہجاہ نے اپنی حمایت کے لیے ”یا معشر المہاجرین“ اے مہاجرو! میری مدد کو پہنچو۔ کا نعرہ بلند کیا۔ دونوں طرف سے لوگ جتھا بنا کر اپنے اپنے ساتھی کی مدد کو پہنچ گئے۔ قریب تھا کہ مسلمانوں کے دو گروہوں میں جنگ چھڑ جاتی اور بنی مصطلق پر جو فتح حاصل ہوئی تھی وہ شکست میں بدل جاتی۔ حضور نے یہ شور سنا تو جلدی جلدی تشریف لے آئے اور دونوں گروہوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

”ما بال دعوى الجاهلية؟ ما لكم ولدعوة الجاهلية؟ دعوها فانها منتنة“

”یہ تم نے جاہلیت کے نعرے لگانے کیسے شروع کر دیے ہیں۔ اسلام قبول کرنے کے بعد جاہلیت کی پکار بڑی بری بات ہے۔ یہ بڑی گندی چیز ہے۔“

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مداخلت سے فتنہ و فساد کے بھڑکتے ہوئے شعلے سرد ہو گئے۔ سنان نے جہجاہ کو معاف کر دیا اور معاملہ رفع دفع ہو گیا۔ منافقین تو اس واقعہ سے بہت خوش تھے۔ یکایک یہ آگ بجھ گئی تو ان کے دلوں میں حسد کی جو چنگاریاں سلگ رہی تھیں وہ بھڑک اٹھیں۔ ایک ایک کر کے عبداللہ بن ابی کے پاس پہنچے اور اس پر برس پڑے کہ تو نے اس موقع پر ہماری کوئی امداد نہیں کی۔ اگر تو ذرا سی کوشش کا مظاہرہ کرتا تو آج ہم ان مفلس قلاشوں کا کچومر نکال دیتے۔ حتیٰ کہ تم بھی سب ان کے مددگار بن گئے ہو۔ ہماری وہ توقعات جو ہم نے تم سے وابستہ کر رکھی تھیں ان پر تم نے پانی پھیر دیا ہے۔ وہ مکار پہلے ہی غصے سے جل بھن رہا تھا۔ ان کا یہ طعنہ سن کر وہ پھٹ پڑا اور کہنے لگا یہ سب تمہارے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے۔ اب اے کم ظرفو! تم نے ان محتاجوں کو آنکھوں پر بٹھایا۔ ان کے لیے اپنے گھروں کے دروازے کھول دیے گئے تم لوگ

میں دولت کے ڈھیر لگا دیے۔ اب وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے ہیں تو ہمیں گھورنے لگے ہیں۔ ہماری حالت بالکل ایسی ہی ہے جیسے کسی نے کہا ہے: "تسمّن کلبک یأکلک" (اپنے کتے کو پال کر موٹا تازہ کرو تاکہ وہ تمہیں ہی کاٹنے لگے)۔ اگر تم ان کو اپنا بچا کھچا کھانا دینا بند کر دو تو تھوڑے دنوں میں ان کے دماغ درست ہو جائیں اور بھوک سے تنگ آکر حضور کا ساتھ دے کر کہنے لگا، اس کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ مجھے مدینہ واپس جانے دو پھر تم تماشا دیکھنا۔

"اِنّا واللہ لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منھا الاذل"

اگر ہم مدینہ واپس پہنچ گئے تو ضرور عزت والا وہاں سے ذلیل کو نکال دے گا

الاعز سے اس نے اپنے آپ کو مراد لیا اور نعوذ باللہ الاذل سے حضور کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت زید بن ارقم بھی اس مجلس میں موجود تھے یہ سنتے ہی جلال میں آگئے، تڑپ کر بولے،

انت واللہ الذلیل القلیل المبغض فی قومک ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم فی عز من الرحمٰن ومودۃ من المسلمین (بخدا تو ذلیل ہے تو قلیل ہے تو اپنی قوم میں مبغوض ہے اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمن نے عزتیں بخشی ہیں اور اہل ایمان ان سے والہانہ محبت کرتے ہیں۔)

ابن ابی بولا خاموش ہو جاؤ میں تو یوں ہی مذاق کر رہا تھا۔ حضرت زید غصے کا پیچ و تاب کھاتے بارگاہ رسالت میں پہنچے اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔ حضور کے چہرہ پر ناگواری کی کیفیت نمودار ہوئی۔ رخ انور کا رنگ بدل گیا۔ بات ٹالنے کے لیے حضور نے فرمایا اے لڑکے! شاید تم اس کے بارے میں غلط بیانی سے کام لے رہے ہو۔ شاید تمہیں غصہ آگیا ہو۔ شاید تیرے کانوں نے سننے میں غلطی کی ہو۔ ہر بار زید نے عرض کیا واللہ یا رسول اللہ (خدا کی قسم اے اللہ کے رسول) میں صحیح عرض کر رہا ہوں۔ سارے لشکر میں یہ بات پھیل گئی۔ انصار کے ایک گروہ نے بھی زید کو ملامت کرنی شروع کر دی کہ تم بچے نے اپنے سردار پر الزام لگا کر اسے بدنام کیا ہے۔ حضرت زید نے کہا خدا جانتا ہے میں نے اپنے کانوں سے سن کر ہی بتایا ہے۔

حضرت عمر کو علم ہوا تو خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا میرے آقا مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ اگر میرا اس کو قتل کرنا مصلحت کے خلاف ہے تو خود انصار میں سے معاذ بن جبل یا عباد بن بشر یا سعد بن معاذ یا محمد بن مسلمہ کو حکم فرمائیے کہ وہ اس کا سر قلم کر دیں۔ اللہ کے محبوب نے فرمایا ایسا نہ کرو۔ لوگ کہیں گے کہ محمد اپنے ساتھیوں کو قتل کر رہا ہے۔ اس کے بعد حضور نے لشکر کو کوچ کا حکم دیا اور صبح ہونے تک لگاتار سفر جاری رہا۔ دوسرے روز دوپہر تک چلتے رہے۔ لوگ تھک کر چور ہو گئے۔ جب حضور نے ایک جگہ قیام فرمایا تو لوگ سواریوں سے اترتے ہی زمین پر لیٹ گئے اور گہری نیند سو گئے۔ مقصد یہ تھا کہ مریسیع کے کنویں پر جو ناخوشگوار واقعہ ہوا تھا لوگوں کی توجہ اس طرف سے ہٹ جائے۔ راستے میں حضرت اسید بن حضیر نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس بے وقت سفر کا سبب کیا ہے پہلے تو حضور کا یہ معمول نہ تھا۔ ارشاد فرمایا، "تمہیں علم نہیں کہ عبداللہ بن ابی نے کیا گل کھلایا ہے۔" انہوں نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا تو حضور نے اس منافق کی بات سے

نکلا ہوا جملہ دہرایا۔ ایک صحابی عرض پرداز ہوئے یا رسول اللہ! خدا کی قسم عزت والے تو آپ ہیں اور وہ ذلیل ہے آپ جب چاہیں اُسے نکال سکتے ہیں۔ رفتہ رفتہ اس بات کا چرچا سارے لشکر میں ہوگیا تمام صحابہ کو اس کی گستاخی کا علم ہوگیا۔ ان کے تعلقات کی وجہ سے بعض لوگوں نے ابن ابی سے کہا کہ جاؤ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگو۔ حضور کریم ہیں تیری خطا بخش دیں گے۔ وہ بے حیا جھٹ سے بولا "تم نے کہا ایمان لے آؤ میں ایمان لے آیا۔ تم نے کہا اپنے مال کی زکوٰۃ دو میں نے تمہاری یہ بات بھی مان لی اور زکوٰۃ دے دیا۔ اب بس یہ کسر رہ گئی ہے کہ میں محمد کو سجدہ کروں"۔ اس کا یہ گستاخانہ جواب سن کر سارے مجاہدین غصہ سے بے تاب ہوگئے۔ اور سب کے دلوں میں اس کے خلاف نفرت و حقارت کے جذبات بھڑک اٹھے۔ ایک عجیب بات یہ ہوئی کہ جب یہ لشکر مدینہ طیبہ میں داخل ہونے لگا تو عبداللہ ابن ابی کا لڑکا جن کا نام بھی عبداللہ تھا۔ تلوار کھینچ کر اپنے باپ کا راستہ روک کر کھڑا ہوگیا اور بولا۔ اے باپ تم نے کہا ہے کہ مدینہ پہنچ کر عزت والے ذلیل کو نکال دے گا۔ اب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ عزت والا کون ہے اور ذلیل کون ہے۔ خدا کی قسم تم اس وقت تک مدینہ میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہیں اجازت نہ دیں۔

اپنے بیٹے کے منہ سے یہ الفاظ سن کر وہ چلا اٹھا۔ خزرجیو! دیکھو میرا بیٹا مجھے مدینہ میں داخل ہونے سے روک رہا ہے۔ جب حضور نبی کریم کو اطلاع ملی تو حضور نے فرمایا عبداللہ سے کہو کہ اپنے باپ کو گھر آنے سے نہ روکے۔ عبداللہ نے کہا اگر میرے آقا کا یہ حکم ہے تو اب میں اپنے باپ کو مدینہ میں داخل ہونے کی اجازت دیتا ہوں۔

اس وقت حضور نے حضرت عمر کو فرمایا "اے عمر! اگر تم اس وقت اس کو قتل کر دیتے تو اس کے کئی لوگ ناراض ہوتے آج اگر میں چاہوں تو اسے قتل کیا جا سکتا ہے اور اس پر کوئی معترض بھی نہ ہوگا۔" حضرت عمر نے عرض کیا۔ خدا کی قسم اب مجھے معلوم ہوگیا کہ اللہ کے رسول کی بات میری بات سے بہت زیادہ بابرکت تھی۔

یہ حالات تھے جن میں اس سورۂ پاک کا نزول ہوا۔ ان حالات کو پیش نظر رکھ کر اگر آپ سورت کا مطالعہ کریں گے تو اس کے مندرجات سمجھنے میں آپ کو بہت مدد ملے گی۔

سُوْرَةُ الْمُنٰفِقُوْنَ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً وَفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۃ المنافقون مدنی ہے اور اس میں گیارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ

اے نبی مکرم! جب منافق آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ بھی

يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ①

جانتا ہے کہ آپ یقیناً اس کے رسول ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ منافق قطعاً جھوٹے ہیں ①

۱۔ علامہ ابن منظور لفظ منافق کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وسمي المنافق منافقا للنفق وهو السرب في الأرض وقيل انما سمي منافقا لانه نافق كاليربوع وهو دخوله نافقاءه وله جحر آخر يقال له القاصعاء — وهو يدخل النافقاء ويخرج من القاصعاء او يدخل في القاصعاء ويخرج من النافقاء (لسان العرب)

یعنی منافق نفق سے ماخوذ ہے جس کا معنی سرنگ ہے۔ بعض نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ صحرائی چوہا (یربوع) اپنے بل کے دو منہ رکھتا ہے ایک کا نام نافقاء اور دوسرے کا نام قاصعاء ہوتا ہے۔ ایک طرف سے وہ داخل ہوتا ہے جب کوئی شکاری اس جانب سے اس کا تعاقب کرتا ہے تو دوسری طرف سے نکل جاتا ہے اور اگر دوسری جانب سے اس کا کوئی تعاقب کرے تو پہلے سوراخ سے نکل جاتا ہے۔ یہی حال اس کی بل کی ایک طرف کا نام نافقاء ہے اسی سے منافق ماخوذ ہے۔ اس کے بھی دو چہرے ہیں۔ ایک کو وہ اس کے مقابلہ میں ہے دوسرا ایمان کا بیان ہے۔ اگر مسلمانوں کی طرف سے کسی قسم کا اندیشہ ہو تو وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں اور اگر اسلام کے باعث سے کوئی تکلیف پہنچنے کا ہو تو وہ اپنے کافر ہونے کا اعلان کر دیتے ہیں۔

مکہ مکرمہ میں تو وہ بیج بھی نہیں پڑا تھا کہ وہ اور منافقین کا وہاں کوئی وجود نہ تھا کیونکہ وہاں ظاہری غلبہ کفار کو حاصل تھا۔ اسلام لانے والے آپ کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچاتے اور تکلیفوں میں مبتلا کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے کسی کو کیا پڑی تھی کہ ایسا دین قبول کرے جسے اپنا کر انسان ان گنت مصیبتوں اور رسوائیوں کا ہدف بن جائے۔ جس دین پر اس کا ایمان ہی نہ ہو۔ اس وقت تو صرف وہی مردان صفا کیش حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حلقہ بگوش ہوتے تھے جو سچے دل سے اسلام کی صداقت کو تسلیم کرتے تھے اور اس کے لیے ہر قسم کے مصائب و آلام کو برداشت کرنے کے لیے آمادہ ہو جاتے تھے لیکن مدینہ طیبہ میں حالات نے پلٹا

اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ

انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے اس طرح وہ روکتے ہیں اللہ کی راہ سے سلہ بلاشبہ بہت برا ہے جو وہ

مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ② ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰي

کرتوت کیا کرتے ہیں۔ ان کا یہ طرز عمل اس لیے ہے کہ وہ پہلے بظاہر ایمان لائے پھر کافر ہو گئے پس مہر لگا دی گئی ③

تھے یہ حال اوس و خزرج کے بیشتر افراد کے مشرف باسلام ہونے اور حضور کے یہاں تشریف لے آنے کے بعد اسلام ایک عظیم قوت کی حیثیت سے ابھرا۔ اعتقاداً وہ دل سے مسلمان نہ ہو سکے لیکن اسلام کے مستقبل کے بارے میں کسی قسم کا شبہ نہ ہو سکتا تھا اس لیے ایک طبقہ ایسا پیدا ہو گیا تھا جن کے دل میں تو کفر کا کھوٹ تھا لیکن اپنی مصلحت بینی کے باعث وہ بظاہر اسلام سے پیار ظاہر کیا کرتے تھے تاکہ اگر اسلام کو غلبہ نصیب ہو تو وہ بھی اس میں برابر کے حصہ دار ہوں۔ بایں ہمہ ہزار کوشش کے باوجود دل کا کفر کسی نہ کسی شکل میں ان کی زبان پر آ ہی جاتا تھا اور ان کے نفاق کا پردہ فاش ہو جاتا تھا۔

اللہ تعالیٰ اس حقیقت سے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو آگاہ فرما رہا ہے کہ اے حبیب! یہ منافق جب تیری خدمت میں حاضر ہوتے ہیں تو بڑے جوش و خروش سے آپ کی رسالت کی گواہی دیتے ہیں۔ اے حبیب! اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ آپ واقعی اس کے رسول ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ اس بات کی بھی شہادت دیتا ہے کہ یہ منافق جھوٹے ہیں۔ یہ جھوٹے اس لیے ہیں کہ جو یہ کہہ رہے ہیں ان کے دل اس کی تصدیق نہیں کرتے۔ بتانا یہ مقصود ہے کہ آپ کی رسالت تو حق ہے لیکن ان کی شہادت جھوٹی ہے کیونکہ ان کے دل اس کی تکذیب کرتے ہیں۔

سلہ جب کسی شخص کو یہ خطرہ ہو کہ لوگ میری بات نہیں مانیں گے تو اپنے آپ کو سچا ظاہر کرنے کے لیے وہ صورت دجھوٹی قسمیں اٹھاتا ہے۔ یہی حالت ان منافقین کی تھی۔ ہر بات پر قسمیں اٹھاتے۔ یہ اپنے کہے ہوئے کو سچا ثابت کرنے کی کوشش کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے اس کی آڑ میں وہ طرح طرح کے فائدے حاصل کر رہے ہیں۔ ایک تو یہ کہ مسلمان ان سے وہی سلوک روا رکھتے جو اہل ایمان کے ساتھ روا رکھا جاتا ہے ان کے مال اور جان کی حفاظت کی جاتی، مال غنیمت سے انہیں حصہ ملتا ہے اور کسی طرح سے ان کی جنبہ داریوں کی جاتی۔ اس کے علاوہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے لوگوں کو اسلام سے روکتے ہیں۔ جب کوئی شخص ان سے اسلام کے بارے میں مشورہ طلب کرتا ہے تو وہ اسلام سے یوں کہہ کر متنفر کرتے ہیں کہ ہم تو خود بڑے شوق سے اس دین میں شامل ہوئے تھے کئی سال گزر چکے ہیں۔ ہمیں تو کوئی خوبی اس میں نظر نہیں آئی ہم تو خود بڑے دل برداشتہ ہیں۔ خبردار! تم اس جال میں نہ پھنس جانا۔ اس طرح سادہ لوح ان کی قسموں کی آڑ میں شکار ہو جاتے۔

صدوا لازم اور متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ خود بھی رکتے ہیں اور اسلام سے روکتے بھی ہیں اور لوگوں کو اسلام سے روکتے ہیں۔

سلہ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے تو وہ ایمان لانے کا اقرار کرتے ہیں اور اپنے آپ کو اسلامی برادری میں شامل کر کے اہل ایمان

قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ ﴿٣﴾ وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ ۖ

دلوں پر [illegible] سو وہ [illegible] سمجھتے ہی نہیں اور جب آپ انہیں دیکھیں تو ان کے جسم آپ کو بڑے اچھے معلوم ہوں گے

وَإِن يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۖ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ۖ

اور اگر وہ گفتگو کریں تو آپ ان کی بات سنیں گے[۵] درحقیقت وہ ایسے ہیں گویا لکڑیاں ہیں جو دیوار کے ساتھ لگا دی گئی ہوں

کے واسطے [illegible] ہیں لیکن جب اپنے شیطانوں کے پاس جاتے ہیں تو یوں کہنے لگتے ہیں و اذا خلوا الی شیطینهم قالوا انا معکم انما نحن مستهزءون۔ (بقرہ ۲) ۱۴

[۴] اس منافقت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی۔ اب ان سے خیر و نیکی کی توقع نہیں اور ان کے دل کی وہ استعداد ہی برباد کر دی گئی جس کی بنا پر انسان کچھ سوچ سکتا ہے۔ بے شک یہ مہر ثبت کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہے اور اس کی یہ سنت ہے کہ جو لوگ اس کی عطا کی ہوئی قوتوں کی قدر نہیں کرتے اور ناشکری کرتے ہیں ان سے وہ نعمتیں واپس لے لی جاتی ہیں۔ آیت کا مقصد یہ نہیں کہ ان کے دلوں پر پہلے ہی مہر لگا دی گئی تھی اس لیے وہ حق کو قبول نہ کر سکے اور کفر پر جمے رہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ انہیں حق قبول کرنے کی صلاحیت بخشی گئی تھی لیکن جب وہ جان بوجھ کر [illegible] رہے تو انہیں اس صلاحیت سے محروم کر دیا گیا۔

[۵] منافقین [illegible] عبد اللہ بن ابی [illegible] صحت مند، قد آور اور خوبصورت تھے۔ [illegible] ان کے چہروں پر [illegible] تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ بڑے [illegible] بھی تھے۔ ان کی گفتگو سن کر انسان عش عش کر اٹھتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے جسموں کو دیکھا جائے تو بڑے دلکش معلوم ہوتے ہیں۔ ان کی گفتگو سنی جائے تو اس سے بڑی [illegible] کا اظہار ہوتا ہے لیکن اگر ان کی حقیقت پر غور کیا جائے تو یہ چلتے پھرتے [illegible] ہیں۔ [illegible] کمالات [illegible] ان میں [illegible]۔ قرآن کریم نے ان کو خشب مسندة سے تشبیہ دے کر ان کی حقیقت کو عیاں کر دیا۔ خشب کا معنی لکڑی۔ مسندة کا معنی جو دیوار کے ساتھ لگا دیا گیا ہو۔ جب تک لکڑی [illegible] شہتیر، کڑی، [illegible] وغیرہ بنائے جاتے ہیں۔ [illegible] لکڑی کو دیوار کے ساتھ لگا دیا جاتا ہے [illegible] کے کام آ سکتی ہے۔

يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۚ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ۚ قَاتَلَهُمُ

گمان کرتے ہیں کہ ہر گرج ان کے خلاف ہے یہی حقیقی دشمن ہیں تو آپ ان سے ہوشیار رہیے ہلاک کرے انہیں

اللَّهُ ۖ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ④ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ

اللہ تعالیٰ کیسے سرگرداں پھرتے ہیں۔ اور جب کہا جاتا ہے انہیں کہ آؤ تاکہ اللہ کا رسول تمہارے لیے مغفرت طلب

اللَّهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُم مُّسْتَكْبِرُونَ ⑤

کرے تو (انکار سے) سر موڑ لیتے ہیں اور آپ دیکھیں گے انہیں کہ وہ (حاضری سے) رکتے ہیں تکبر کرتے ہوئے

مسلمانوں کی بہادری اور پامردی کا سکہ ان کے دلوں پر بیٹھ گیا تھا۔ ذرا کسی وجہ سے شور ہوتا تو ان کے دل دھڑکنے لگتے۔ یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ ان کی اسلام دشمنی کسی وجہ سے بے نقاب ہو گئی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو تہ تیغ کرنے کا حکم صادر فرما دیا ہے۔

اس جملہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو متنبہ فرمایا جا رہا ہے کہ یہ منافق اسلام کے اور آپ کے حقیقی دشمن ہیں۔ ان سے محتاط رہیے۔ گویا دشمن سے محتاط اور ہوشیار رہنا قرآن کریم کی تعلیم ہے۔ ایسی سادگی اور بھولے پن کی اسلام اجازت نہیں دیتا کہ اپنے آپ کو مسلمان کہلانے والا دشمن کے دام فریب میں پھنس جائے۔

یہ دعائیہ جملہ نہیں بلکہ ان کی مذمت کی جا رہی ہے۔ [illegible] یؤفکون قتادہ: یعدلون عن الحق الحسن: [illegible] [illegible] کرتے ہیں۔ [illegible] کیف [illegible] تعجب [illegible] [illegible] میں بھٹک رہے ہیں۔

منافقوں کی ایک اور عادت بیان کی جا رہی ہے۔ جب منافقین کے نفاق کا پردہ چاک کر دیا اور لوگوں کو ان کے خبث باطن پر آگاہی ہو گئی تو ان کے دوستوں نے انہیں کہا کہ تمہاری اس حرکت سے نفاق کا لقب اور زیادہ مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پھیل رہا ہے۔ اسلام کو نقصان پہنچ رہا ہے [illegible] اب تمہارا نفاق ظاہر ہو گیا ہے۔ چلو بارگاہ رسالت میں [illegible] اللہ تعالیٰ کی جناب میں [illegible] [illegible] رحمت عالمیان کی خدمت میں حاضر ہو جاتے [illegible] رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اس کی مغفرت کے لیے [illegible] لیکن [illegible] جب اپنے دوستوں کا یہ مشورہ سنا [illegible] ہم اپنے گناہوں کی [illegible] کے لیے [illegible] کے پاس نہیں جائیں گے۔

سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَغْفِرَ

یکساں ہے ان کے لیے کہ آپ طلب مغفرت کریں ان کے لیے یا طلب مغفرت نہ کریں ان کے لیے، اللہ تعالیٰ ہرگز

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اللّٰهُ لَهُمْ ۚ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِينَ ⑥ هُمُ الَّذِينَ

بخشے گا انہیں بے شک اللہ تعالیٰ فاسقوں کی رہبری نہیں کرتا یہی لوگ ہیں

يَقُولُونَ لَا تُنْفِقُوا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوا

جو کہتے ہیں کہ مت خرچ کرو ان [illegible] پر جو رسول کے پاس ہیں یہاں تک کہ [illegible] منتشر ہو جائیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت فاروق اعظم [illegible]

ترجمہ [illegible]

اس میں سراسر فتنہ ہے۔ تمہیں چاہیے کہ اپنے بھائی کی ہر حال میں مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ ظالم کی مدد کا یہ طریقہ ہے کہ اس کو ظلم سے روکا جائے اور مظلوم کی مدد کا یہ طریقہ ہے کہ اس کی اعانت کرو تاکہ اس کی داد رسی ہو جائے۔

نبی کریم کی تشریف آوری سے یہ فتنہ فرو ہو گیا۔ عبد اللہ بن ابی کے جلے بھنے دل کا یہ انتہائی غبار تھا۔ اپنی جماعت میں جب وہ اکٹھے بیٹھے تو مسلمانوں کے متعلق کہنے لگے کہ ہم نے ان لوگوں کو پناہ دی۔ ان کی مہمان نوازی کا سارا انتظام کیا۔ آج ہم پر دھونس جمانے لگے ہیں۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے مثل مشہور ہے کہ سمن کلبک یاکلک۔ تم اپنے کتے کو موٹا کرو تاکہ وہ تمہیں ہی کاٹ کھائے۔ تم ان کا کھانا بند کر دو ان پر ایک پیسہ بھی خرچ نہ کرو۔ ان کا دماغ خود بخود درست ہو جائے گا اور بھوک سے تنگ آکر یہ منتشر ہو جائیں گے۔ پھر کہنے لگا ہمیں اس سفر سے واپس مدینہ جانے دو۔ پھر جو طاقتور اور معزز ہے، یعنی وہ خود، کمزور اور ذلیل کو اس شہر سے باہر نکال دے گا۔ یہ سب باتیں ایک نوجوان زید بن ارقم وہاں بیٹھا سن رہا تھا۔ اگرچہ ابن ابی کی پارٹی کا آدمی تھا لیکن یہ گالی سن کر اس سے ضبط نہ ہو سکا۔ فوراً بول اٹھا۔ بخدا تو ذلیل و خوار ہے اور اپنی قوم میں تیری کوئی عزت نہیں۔ حضور کو رحمن نے ساری عزتیں اپنے محبوب رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بخشی ہیں اور مسلمان آپ کے عشق میں سرشار ہیں۔ تیری اس بیہودہ گفتگو کے بعد میری تیری دوستی ختم۔ عبد اللہ نے زید کو کہا خاموش رہو میں تو صرف دل لگی کر رہا تھا۔

زید بن ارقم نے اپنے چچا کو ساری بات بتائی۔ انہوں نے حضور کے گوش گزار کر دی۔ حضور نے ابن ابی کو بلا کر پوچھا تو صاف مکر گیا اور قسمیں کھا کھا کر کہا کہ میں نے ہرگز ایسی بات نہیں کی۔ زید نے جھوٹ بولا ہے۔ اہل مجلس نے اس لڑکے کو ہی جھٹلایا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی قسموں کی وجہ سے اس کا عذر قبول کر لیا۔ زید کہتے ہیں مجھے بڑی ندامت ہوئی۔ اس ندامت سے میں گھر میں بیٹھ گیا۔ امام ترمذی کے الفاظ میں یہ واقعہ یوں ہے۔

زید کہتے ہیں کہ میں اسی سوچ میں حضور کے ہمراہ جا رہا تھا لیکن ندامت سے میرا سر جھکا ہوا تھا پیچھے سے والا شان تشریف لائے دست مبارک سے میرا کان مروڑا اور میری طرف دیکھ کر مسکرا دیے۔ اس عنایت خسروی سے مجھے اتنی مسرت ہوئی کہ اگر مجھے ابدی زندگی مل جاتی تب مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی۔ فاتانی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فعرک اذنی وضحک فی وجهی فما کان یسرنی ان لی بها الخلد فی الدنیا۔

حضرت ابوبکر پیچھے سے آئے پوچھا کہ حضور نے کیا ارشاد فرمایا۔ میں نے ساری بات بتائی تو صدیق نے فرمایا ابشر ثم اتبعہ پھر حضرت عمر آپہنچے۔ انہوں نے بھی مجھے ایسی ہی بشارت دی۔ صبح ہوئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صبح کی نماز میں سورہ المنافقون کی تلاوت فرمائی۔ قال ابو عیسیٰ هذا حدیث حسن صحیح۔ امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

جب عبد اللہ بن ابی کی یہ گفتگو حضور کی خدمت میں پہنچائی گئی حضرت فاروق اعظم بھی وہاں حاضر تھے۔ عرض کیا دعنی اضرب عنق هذا المنافق مجھے اجازت دیجیے میں اس مردود کی گردن اڑا دوں۔ حضور نے جو جواب ارشاد فرمایا وہ تمام اہل ایمان خصوصاً کارپردازان حکومت کے لیے بڑا سبق آموز ہے۔ فرمایا فکیف یا عمر اذا تحدث الناس ان محمدا یقتل اصحابه۔ اے عمر! یہ اجازت کیسے دے دوں، لوگ یہ باتیں کریں گے کہ محمد نے اپنے ساتھیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا ہے۔

وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ

اور اللہ کے ہی ہیں خزانے آسمانوں اور زمین کے لیکن منافقین (اس حقیقت کو)

لَا يَفْقَهُوْنَ ۞ يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ

سمجھتے ہی نہیں منافق کہتے ہیں کہ اگر ہم لوٹ کر گئے مدینہ میں تو نکال دیں گے عزت

الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ۚ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ

والے وہاں سے ذلیلوں کو ۱۳ حالانکہ ساری عزت تو صرف اللہ کے لیے، اس کے رسول کے لیے اور ایمان والوں کے لیے

لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۞ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ

ہے مگر منافقوں کو اس بات کا علم ہی نہیں ہے ۱۴ اے ایمان والو! تمہیں غافل نہ کر دیں

اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ

تمہارے اموال اور نہ تمہاری اولاد اللہ کے ذکر سے ۱۵ اور جنہوں نے ایسا کیا

۱۳ [illegible] منافقین [illegible]
عزت کا مالک تو اللہ تعالیٰ ہے یا اس کا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے مخلص بندے ہیں [illegible] عزت و کرامت کی خلعت
سے سرفراز فرمایا ہے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
کہ یہ دولت ایمان اور مکارم اخلاق [illegible]

۱۴ لیکن اس حقیقت کا منافقوں کو علم [illegible]
[illegible] محروم ہیں۔

۱۵ [illegible] اسلام [illegible] منافقین [illegible]
[illegible]

فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٩﴾ وَأَنفِقُوا مِن مَّا رَزَقْنَاكُم مِّن قَبْلِ

تو وہی لوگ گھاٹے میں رہنے والے ہیں اور خرچ کرو اس میں سے جو ہم نے تم کو دیا اس سے پیشتر کہ

أَن يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَىٰ أَجَلٍ

آپہنچے تم میں سے کسی کے پاس موت تو اس وقت وہ کہنے لگے کہ اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی مدت کے لیے کیوں

قَرِيبٍ فَأَصَّدَّقَ وَأَكُن مِّنَ الصَّالِحِينَ ﴿١٠﴾ وَلَن يُؤَخِّرَ اللَّهُ

مہلت نہ دی تاکہ میں صدقہ دے دیتا اور نیکوں میں شامل ہو جاتا ؎ اور اللہ تعالیٰ مہلت نہیں دیا کرتا

نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا ۚ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١١﴾ ع

کسی شخص کو جب اس کی موت کا وقت آجاتا ہے اور اللہ خوب خبر رکھتا ہے جو تم کیا کرتے ہو ؎

[illegible]

[illegible]

ف [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ف [illegible]

[illegible]

ف [illegible]

○

[illegible]

[illegible] اللهم صل وسلم وبارك على [illegible] سيدنا ومولانا محمد وآله وصحبه [illegible]

وسائر المؤمنين والمؤمنات والمسلمين والمسلمات يا ارحم الراحمين ويا اكرم الاكرمين

يا ذا الجلال والاكرام

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ التغابن

نام: اس سورت کی آیت نمبر ۹ میں التغابن کا کلمہ ہے یہی اس کا نام تجویز کیا گیا۔ اس میں دو رکوع، اٹھارہ آیتیں، دو سو اکتالیس کلمے، ایک ہزار حروف ہیں۔

نزول: اکثر علماء کا قول یہ ہے کہ اس کا نزول مدینہ طیبہ میں ہوا۔ ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس سے یہی قول نقل کیا ہے۔ ابن الزبیر سے بھی یہی مروی ہے۔ اگرچہ بعض مفسرین نے مکی کہتے ہیں لیکن پہلا قول راجح ہے۔

مضامین: پہلی چار آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی صفات حمیدہ کو بیان فرمایا گیا ہے۔ ان صفات کا جو تعلق کائنات کی تخلیق خصوصاً انسان کی تخلیق سے ہے اسے ساتھ ساتھ واضح کر دیا گیا۔ بتایا کہ آسمانوں اور زمین کی ہر چیز اس کی پاکی بیان کر رہی ہے۔ بلندیوں اور پستیوں میں اسی کا جلال ہے۔ ہر قسم کی تعریف کا وہی حقدار ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ انسان کو بھی اسی نے پیدا کیا۔ بعض خوش نصیب وہ ہیں جنہوں نے پہچان لیا اور اس کی وحدانیت پر ایمان لے آئے ہیں اور اس کے انعامات پر اس کا شکر ادا کرتے ہیں اور بعض ایسے بدنصیب ہیں جو اس سعادت سے محروم رہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم کا یہ حال ہے کہ کوئی چیز اس سے مخفی نہیں۔

حمد الٰہی کے بعد گزشتہ نسلوں کے کفار کا حال بیان کیا کہ انہوں نے اپنے رب کا انکار کیا اور اس کے بھیجے ہوئے رسولوں کی تکذیب کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ہلاک کر دیئے گئے۔ اے لوگو! تم ان سے عبرت پکڑو اور ایسی روش اختیار نہ کرو جس کا انجام تباہی ہو۔

آیت نمبر ۱۴ اور ۱۵ میں اہل ایمان کو ایک اہم خطرے سے متنبہ کر دیا تاکہ وہ اس سے بچتے رہیں۔ بیوی اور اولاد کی محبت انسان کے لیے سخت ترین آزمائش ہے۔ لوگ اپنی بیویوں کو خوش کرنے اور اپنی اولاد کو خوشحال دیکھنے کے جنون میں کیا کچھ نہیں کر گزرتے۔ ہر شخص یہ سمجھتا ہے کہ اس کی حسین و جمیل بیوی جس کی ایک ادا پر وہ سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہے یا اس کی پیاری اولاد جس کو خوش و خرم دیکھنے کا وہ بے حد مشتاق ہے۔ اگر اس نے زن و فرزند کے لیے اپنے مولا کی نافرمانی کی تو اس کی عاقبت برباد ہو جائے گی۔ یہ بیوی یہ بچے کسی کام نہ آئیں گے۔ اس وقت اسے پتہ چلے گا کہ یہ اس کے دشمن تھے۔ تم سب بچتے رہو اور ان کی ناجائز طرفداری سے اجتناب کرو تاکہ تمہیں قیامت کے روز پچھتانا نہ پڑے۔

آخر میں یہ ہدایت فرما دی کہ جہاں تک تمہارے امکان میں ہے تقویٰ اور پرہیزگاری کو اپنا شعار بناؤ۔ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے میں بخیلی سے کام نہ لو۔ اس کا تمہیں اتنا اجر ملے گا جس کا ابھی تم اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔

سُوْرَةُ التَّغَابُنِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانِ عَشْرَةَ آيَةً وَفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ تغابن مدنی ہے اور اس میں اٹھارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَ

اللہ ہی کی تسبیح کرتی ہے ہر چیز جو آسمانوں میں ہے اور ہر چیز جو زمین میں ہے ۱؎ اسی کی حکومت ہے اور

لَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ① هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ

اسی کے لیے ساری تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے ۲؎ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا فرمایا

فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ②

پھر تم میں سے بعض کافر ہیں اور تم میں سے بعض مومن ہیں ۳؎ اور اللہ تعالیٰ جو تم کرتے ہو خوب دیکھ رہا ہے۔

۱؎ اس سورت میں جو مضامین و مطالب بیان کیے گئے ہیں ان کا آغاز اس آیت سے زیادہ موزوں نہیں ہو سکتا تھا۔ انسان کی تخلیق، اس میں [illegible] کی صلاحیتوں کا ودیعت کیا جانا، اس کی صورت کا حسین و جمیل ہونا، آسمانوں اور زمین کا اور ان میں ہر چیز کا [illegible] کے ساتھ پیدا کیا جانا، یہ ساری چیزیں اس امر کا تقاضا کرتی ہیں کہ ان کا خالق تمام صفات کمال سے متصف ہو اور ہر عیب و نقص سے منزہ اور مبرا ہو۔ [illegible] ہر حال اور ہر کمال جہاں کہیں ہے [illegible] اسی کا بخشا ہوا ہے، اس لیے ہر حمد کا وہی مستحق ہے۔

۲؎ جب ہر چیز ممکن ہے اور اس کی تخلیق کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف یکساں ہے تو اس کی قدرت کی نسبت بھی ہر چیز سے مساوی ہوگی۔

۳؎ جبریہ و قدریہ کے نظریات نے جو ذہنی الجھن پیدا کر رکھی ہے اس کو دور کرنے کے لیے [illegible] کہ وہ انسان کو جمادات کی طرح مجبور محض سمجھتے ہیں [illegible] اور جو اس کی مرضی ہو وہ کیے جاتا ہے اور اس کی ان صلاحیتوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ ان صلاحیتوں کا [illegible] اچھے یا برے [illegible] ان کا استعمال کرنا انسان کا فعل اور کسب ہے، اسی کسب کے باعث وہ جزا و سزا کا مستحق بنتا ہے۔ اس آیت میں [illegible]

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ

[illegible]

وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ④

جسے تم چھپاتے ہو اور جسے تم ظاہر کرتے ہو ۳ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو سینوں میں پوشیدہ ہے

اَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۡ فَذَاقُوْا وَبَالَ

کیا نہیں آئی تمہارے پاس ان کی خبر جنہوں نے کفر کیا اس سے پہلے پس چکھ لیا سب نے اپنے کام [illegible]

اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ⑤ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ

کا وبال اور ان کے لیے آخرت میں دردناک عذاب ہے ۴ اس کی وجہ یہ تھی کہ آتے رہے ان کے پاس

۳ اس کی بے پایاں قدرت میں اس کی حکمت کے جلوے قدم قدم پر ہیں۔ نظارہ کرنے والی [illegible] چاہت کا اظہار کر رہے ہیں۔ یہاں اس کے علاوہ کوئی [illegible] سب کا [illegible] شکل نہیں۔ جنگلوں اور پہاڑوں میں کوئی چیز حقیر سے حقیر بھی ایسی نہیں جس کی [illegible] ہو۔ اگر ان کو [illegible] ایک [illegible] تم [illegible] رہو گے [illegible] گیا ہے۔

انسان کا [illegible] ساری مخلوقات میں [illegible] اس کا ذکر [illegible] خصوصیت سے کیا جاتا ہے۔ یہاں بھی [illegible] آسمانوں اور زمین کی ہر چیز [illegible] کوئی [illegible] نہیں [illegible] کوئی کام کرتے [illegible] اس کا علم ہے [illegible] اس سے بھی [illegible] [illegible] کا [illegible] پوشیدہ ہے۔

قرآن کریم جو منصب مقام پر انسان کی [illegible] اشرف المخلوقات ہے۔ [illegible] [illegible] تجھے [illegible] کوئی [illegible] [illegible] اس کی [illegible] شکر [illegible] [illegible] حیات [illegible] سے بچا نہ سکے گا۔

۴ جن لوگوں نے اس حقیقت کو [illegible] اپنے رب کا شکر [illegible] سرکشی کی راہ پر چلے اور کفر و شرک [illegible] [illegible] وہ [illegible] دوزخ [illegible] ہوں گے۔

رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَٰتِ فَقَالُوٓا أَبَشَرٌ يَهْدُونَنَا فَكَفَرُوا وَتَوَلَّوا

ان کے پیغمبر روشن نشانیاں لے کر آتے رہے تو وہ کہنے لگے کیا انسان ہماری رہنمائی کریں گے پس سب نے کفر کیا اور منہ پھیر لیا

وَّاسْتَغْنَى اللَّهُ ۚ وَاللَّهُ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ۝ زَعَمَ الَّذِينَ كَفَرُوٓا أَن

اور اللہ نے بھی ان سے بے پروائی کی ف اور اللہ بے نیاز سب تعریفوں والا ہے کافر گمان کرتے ہیں کہ انہیں ہرگز دوبارہ

لَّن يُبْعَثُوا ۚ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۚ

زندہ نہیں کیا جائے گا آپ کہہ دیجیے کیوں نہیں میرے رب کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے ف پھر تمہیں بتایا جائے گا جو کچھ تم کرتے تھے

وَذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۝ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذِي

اور یہ اللہ کے لیے بالکل آسان ہے پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جو ہم نے

ف ان کی گمراہی کی وجہ بتائی جا رہی ہے کہ پہلے ان کو عقل و فہم عطا کی [illegible] کہ ان کی طرف اپنے رسول بھیجے جو انہیں راہ حق دکھاتے اور انسان پیغمبروں کو [illegible] لیکن ان کا تعصب یہ تھا کہ ان کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ ہم اپنے جیسے انسانوں کا اتباع نہیں کریں گے نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی طرف سے بے پروائی اختیار کی اور انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا [illegible] وہ مخلوق کے ایمان اور عبادتوں کا محتاج نہیں اس کی ذات ہر تعریف [illegible] اور حمید ہے

ف کفار کا اس بات پر یقین تھا کہ قیامت ہرگز نہیں آئے گی [illegible] اس لیے وہ [illegible] کہتے تھے [illegible] ان کے [illegible] [illegible] قیامت کے [illegible] اپنے رب کی قسم کھا کر [illegible] کہ تمہیں ضرور دوبارہ زندہ کیا جائے گا [illegible] اور تمہیں تمہارے اعمال سے آگاہ کیا جائے گا [illegible] کسی ایک بات کا بھی انکار کرو [illegible] قیامت [illegible] کی تخلیق کے وقت [illegible] ایک قطرہ [illegible] لیکن [illegible] اپنے رب کی قدرت کو [illegible] ہر علیٰ کل شیء قدیر ہے

أَنزَلْنَا ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ

نازل کیا ہے [illegible] اور اللہ تعالیٰ [illegible] خبردار ہے [illegible] جس دن [illegible]

ذَٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۗ وَمَن يُؤْمِن بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُكَفِّرْ

[illegible] کا دن ہے [illegible] اور جو ایمان لے آیا اللہ پر [illegible] عمل کرتا رہا [illegible] دور فرما دے گا

[illegible] قیامت [illegible]
[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
وھو القرآن [illegible]
[illegible]

[illegible] یوم التغابن [illegible] قیامت [illegible]
[illegible] قیامت [illegible] حساب لیا جائے گا۔

[illegible] یوم الجمع [illegible] یوم التغابن [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] قیامت کو یوم التغابن [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

نجات پا گئے گویا اس روز دوزخی اور جنتی آپس میں لین دین کریں گے۔ اہل جنت دوزخیوں کے وہ ٹھکانے جنہیں کھو دیں گے اور ان کے محل جنت میں دوزخیوں کے لیے جو ایوان تیار کیے گئے تھے وہ انہیں مل جائیں گے۔ اس روز دوزخی باسانی یہ فیصلہ کر سکیں گے کہ زندگی کے میدان میں کون جیتا اور کون ہارا۔ اس کاروبار میں کس نے کیا کھویا اور کیا پایا۔

بخاری شریف کی روایت سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ حضور نے فرمایا:

مَا مِنْ عَبْدٍ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا اُرِيَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ لَوْ اَسَاءَ لِيَزْدَادَ شُكْرًا وَمَا مِنْ عَبْدٍ يَدْخُلُ النَّارَ اِلَّا اُرِيَ مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ لَوْ اَحْسَنَ لِيَزْدَادَ حَسْرَةً یعنی ہر جنتی جب جنت میں داخل ہو گا تو اسے جہنم میں اس کی وہ جگہ دکھائی جائے گی جو اگر وہ بدکار ہوتا تو اس کو ملتی۔ یہ اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا مزید شکر ادا کرے اور دوزخی کو جنت میں اس کی وہ جگہ دکھائی جائے گی جو اگر وہ نیک ہوتا تو اس کو ملتی تاکہ اس کی حسرت میں مزید اضافہ ہو۔

صحیح مسلم شریف کی ایک حدیث بھی مطالعہ فرمائیے تاکہ آپ کو پتہ چلے کہ اصل تغابن ہے بندوں کے درمیان کس طرح ہو گا۔ حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں:

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال اتدرون من المفلس قالوا المفلس فینا من لا درہم لہ ولا متاع قال ان المفلس من امتی من یاتی یوم القیامۃ بصلوٰۃ وصیام وزکوٰۃ ویاتی قد شتم ہذا وقذف ہذا واکل مال ہذا وسفک دم ہذا وضرب ہذا فیعطی ہذا من حسناتہ وہذا من حسناتہ فان فنیت حسناتہ قبل ان یقضی ما علیہ اخذ من خطایاہم فطرحت علیہ ثم طرح فی النار

ترجمہ: ایک روز رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہم تو اس کو مفلس کہتے ہیں جس کے پاس نہ درہم ہو نہ سازوسامان۔ فرمایا میری امت کا مفلس وہ ہو گا جو روز حشر آئے گا اس کے ساتھ اس کی نمازیں، اس کے روزے اور اس کی زکوٰۃ ہو گی۔ لیکن وہ اس حالت میں آئے گا کہ اس نے دنیا میں کسی کو گالی دی ہو گی، کسی پر تہمت لگائی ہو گی، کسی کا ناحق مال کھایا ہو گا، کسی کا خون بہایا ہو گا، کسی کو مارا پیٹا ہو گا۔ ان مظلوموں کی داد رسی کرنے کے لیے اس کی نیکیاں ان لوگوں میں بانٹ دی جائیں گی اور اگر مظلوموں کی داد رسی سے پہلے اس کی نیکیوں کا ذخیرہ ختم ہو گیا تو مظلوموں کے گناہ اس کے سر پر ڈال دیے جائیں گے اور پھر اسے دھکے دے کر آتش جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک اور نصیحت آموز ارشاد بھی سنتے جائیے:

قال من کانت عندہ مظلمۃ لاخیہ فلیتحللہ منہا فانہ لیس ثم دینار ولا درہم ان کان لہ عمل صالح اخذ منہ بقدر مظلمتہ وان لم یکن لہ حسنات اخذ من سیئات صاحبہ فحمل علیہ (بخاری شریف)

ترجمہ: یعنی اگر کسی نے اپنے بھائی پر ظلم کیا ہے تو اس دنیا میں ہی اس سے معاف کرا لے کیونکہ قیامت کے روز دینار و درہم نہیں ہوں گے۔ اگر اس ظالم نے کچھ نیک اعمال کیے ہوں گے تو ان سے اس مظلوم کو دے دیے جائیں گے اور اگر اس کے پاس صالح اعمال کا ذخیرہ نہ ہوا تو مظلوم کے گناہ اس کے سر پر لاد دیے جائیں گے۔

عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

اس سے اس کے گناہوں کو [illegible] اور داخل فرمائے گا اسے باغوں میں رواں ہیں جن کے نیچے ندیاں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے ابد تک یہی ہے بڑی کامیابی۔ اور جنہوں نے کفر کیا

وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَبِئْسَ

اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ دوزخی ہوں گے ہمیشہ اس میں رہیں گے اور یہ بہت بُری

وہ لوگ جو [illegible] میں [illegible] حلال و حرام جائز و ناجائز کی تمیز بھی نہیں کرتے جو لوگ [illegible] [illegible] [illegible] بھی گوارا نہیں [illegible] یوم التغابن کا بھی تصور کریں جب [illegible] قیامت کے حضور لا کھڑا کیا جائے گا اس وقت ان کی آنکھیں کھلیں گی اور انہیں اپنی حماقت کا احساس ہوگا [illegible] درحقیقت سراسر گھاٹے کا کاروبار تھا۔

علامہ [illegible] نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک عمدہ قول نقل کیا ہے۔

سئل الحسن عن قوله تعالى ذلك يوم التغابن فقال [illegible] على الايمان [illegible] حضرت حسن بصری سے یوم التغابن کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا [illegible]

[illegible]

سے یوم التغابن [illegible] [illegible] ایمان [illegible] [illegible] قیامت کے دن [illegible] بیان کرتے ہیں۔

التكفير [illegible] المعاصي [illegible] [illegible] استعمال ہوتا ہے۔

[illegible] گناہ [illegible] استعمال ہوتا ہے۔

ک لیکن جو بدبخت [illegible] آیات [illegible] تکذیب کرتے رہے ان کا [illegible]

تاکہ وہاں کے لیے پہلے سے تیاری کر لیں۔

الْمَصِيرُ ۚ مَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَمَن

پھرنا ہے نہیں پہنچتی کوئی بھی کوئی مصیبت مگر اللہ کے حکم سے اور جو شخص

[illegible]

[illegible]

[illegible] عجبا للمؤمن لا يقضي الله له قضاء إلا كان خيرا له إن أصابته ضراء صبر فكان خيرا له وإن أصابته سراء شكر فكان خيرا له وليس ذلك لأحد إلا للمؤمن

يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۱﴾ وَاَطِيْعُوا

اللہ پر ایمان لے آئے اللہ اس کے دل کو ہدایت کرتا ہے اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے [illegible] اور اطاعت کرو

اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰي رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ

اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول کریم کی پھر اگر تم نے روگردانی کی تو ہمارے رسول کے ذمہ تو صرف کھول کر پہنچا

الْمُبِيْنُ ﴿۱۲﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۳﴾

دینا ہے اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے ایمان والوں کو [illegible]

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ

اے ایمان والو! تمہاری بعض بیویاں اور تمہارے بچے تمہارے دشمن ہیں

[illegible] یہ مومن کی بڑی عجیب حالت ہے، اللہ تعالیٰ اس کے واسطے جو فیصلہ کرے وہی اس کے لیے بہتر ہوتا ہے۔ اگر اسے تکلیف پہنچے اور اس پر وہ صبر کرے تو یہ تکلیف اس کے لیے بہتر ہے اور اگر اسے مسرت [illegible] ہو اور وہ اس پر شکر کرے تو یہ اس کے لیے بہتر ہے اور یہ سعادت صرف مومن کے لیے مخصوص ہے۔

[illegible] یہ دیکھ کر اہل ایمان کو تسلی دی گئی ہے [illegible] تمہاری حالت کی [illegible] تم اس کے لیے [illegible] [illegible] نقصان [illegible] تکلیف پہنچے [illegible] اس کے [illegible] [illegible] [illegible] ہے [illegible]

[illegible] ہر حالت میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کو پیش نظر رکھو [illegible] اس کو [illegible] [illegible] اختیار کرو تو یاد رکھو اس کا نقصان تمہیں ہی ہوگا۔ ہمارے رسول کی ذمہ داری تو یہ ہے کہ وہ تمہیں حق کا پیغام پہنچا دے، اس کو قبول کرنا یا نہ کرنا تمہارا کام ہے۔

[illegible] اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان اور اس پر توکل ہی مومن کا طرۂ امتیاز ہے۔

فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

پس [illegible] اور اگر تم معاف کر دو اور [illegible] اور بخش دو تو [illegible] غفور

رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ

رحیم ہے۔ بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولاد [illegible] ہیں اور اللہ ہی ہے جس کے پاس اجر

عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا

عظیم ہے۔ پس [illegible] جتنی تمہاری استطاعت ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اتقوا اللہ حق تقتہ [illegible]

خَيْرًا لِّأَنفُسِكُمْ ۗ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِۦ فَأُولَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ (۱۶)

یہ بہتر ہے تمہارے لیے ۲۳ اور جنہیں بچا لیا گیا ان کے نفس کے بخل سے تو وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں ۲۴

إِن تُقْرِضُوا۟ ٱللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَٱللَّهُ

اگر تم اللہ تعالیٰ کو قرض حسن دو تو وہ اسے کئی گنا کر دے گا تمہارے لیے اور بخش دے گا تمہیں ۲۵ اور اللہ تعالیٰ

شَكُورٌ حَلِيمٌ ۝ عَٰلِمُ ٱلْغَيْبِ وَٱلشَّهَٰدَةِ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ (۱۸)

بڑا قدردان اور بہت بردبار ہے ۲۶ ہر نہاں و عیاں کو جاننے والا ہے، سب پر غالب بڑا دانا ہے ۲۷

طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ یہاں ارشاد فرمایا کہ اپنے رب سے ڈرو جتنا تمہارے امکان میں ہے۔ اس اشکال کا وہ بیان کرتے ہیں جو علامہ اسماعیل حقی نے لکھا ہے۔ [illegible]

[illegible] حق التقوی

یعنی ابرار اور مقربین کے تقویٰ میں جو فرق ہے اس کی طرف اشارہ کر دیا۔ اس آیت میں ابرار کی حالت کو پیش نظر رکھا گیا ہے اور پہلی آیت میں مقربین کے مقام کو ملحوظ رکھا گیا ہے کہ وہ اس پر عمل کریں، کیونکہ مجاہدہ اور ریاضت کی بدولت ہی تقویٰ کا یہ مقام حاصل ہوتا ہے۔ ہر شخص اولوالعزم نہیں ہو سکتا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی مایوس نہیں کیا اور فرمایا کہ تم جتنا تقویٰ اختیار کر سکتے ہو کرو، تمہارے لیے یہی کافی ہے۔ جتنی ہمت ہے اتنا تقویٰ اختیار کرو، مزید تقویٰ کی ترقی وہ جب چاہے گا اپنی رحمت سے تمہیں عطا فرمائے گا۔

۲۳ مزید ہدایت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کے نبی کے ارشادات پوری توجہ سے سنو، ان کے احکام کو بجا لاؤ اور اس کی راہ میں اس کی خوشنودی کے لیے اپنا مال خرچ کرتے رہو۔ یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔ خیرا کلام مقدر کی خبر ہے۔ یعنی تم ایسا کرو، ایسا کرنا تمہارے لیے بہتر ہے، یکون خیرا لکم۔

۲۴ اس کی تشریح سورۂ حشر کی آیت ۹ میں کی گئی ہے۔

۲۵ اخلاص اور خوش دلی سے اللہ تعالیٰ کے دین کو سربلند کرنے کے لیے جو شخص اپنا مال خرچ کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں گویا قرض دے گا اور وہ اسے کئی گنا کر کے واپس دیتا ہے، ایک کا دس، بلکہ سات سو بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اس کے علاوہ اس کے گناہ بھی معاف کر دیے جائیں گے۔

۲۶ شکور کا معنی ہے قدردان۔ جو شخص جو عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بے حساب اجر عطا فرماتا

ہے۔ وللہ شکر بمعنی اسم کثیر السابغ علی عبدہ

حلیم یعنی تم گناہ کرتے ہو وہ فوراً ہی پکڑ نہیں لیتا۔ اس کے حلم کا اندازہ ہی نہیں لگایا جا سکتا۔

۲۷۔ اس کا علم کامل ہے۔ کوئی چیز اس کے علم سے پنہاں نہیں۔ اس کی قدرت عظیم ہے۔ کسی کی مجال نہیں کہ اس کے فیصلہ کو ٹال سکے وہ اس کی قضاء کو منسوخ کر سکے۔ ہمہ دان اور قادر مطلق ہونے کے ساتھ ساتھ وہ حکیم ہے۔ اس کے ہر حکم میں اس کے ہر فیصلہ میں اس کی حکمت کے جلوے نظر آتے ہیں۔

◆

اللّٰهم انت عالم الغيب والشهادة وانك انت العزيز الحكيم فاطر السمٰوٰت
والارض انت وليّ في الدنيا والاٰخرة توفني مسلمًا والحقني بالصالحين
اللهم صل من الصلوات ازكاها ومن التسليمات اطيبها ومن التحيات اسماها على
حبيبك ومحبوبك ونبيك ورسولك سيدنا ومولانا محمد وعلى اٰله واصحابه
ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين

◆

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ الطلاق

نام: اس سورت میں طلاق کے مسائل مذکور ہیں اس لیے اس کا نام "الطلاق" تجویز ہوا۔ اس میں دو رکوع، ۱۲ آیتیں، دو سو انچاس کلمے اور ایک ہزار ساٹھ حروف ہیں۔

زمانۂ نزول: یہ سورت مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ سورت بقرہ کی وہ آیات جن میں طلاق، عدت کے احکام بیان ہوئے ہیں، ان آیات کے بعد یہ سورت نازل ہوئی۔

مضامین: عہد جاہلیت کا عرب معاشرہ از اول تا آخر بگڑا ہوا تھا۔ غلط رسم و رواج کی پابندی نے ان کی خانگی زندگی کو باہمی اعتماد اور سچی خوشیوں سے محروم کر دیا تھا۔ نکاح، طلاق، عدت، نفقہ، رضاعت اور دوسرے مسائل جن کا عائلی زندگی سے گہرا تعلق ہے ہر قسم کی معقولیت سے عاری تھے۔ اسلام نے یک لخت پہلے نظام کو درہم برہم کر کے نہیں رکھ دیا بلکہ اس کی اصلاح کے لیے تدریجی اقدامات کیے تاکہ مقصد بھی پورا ہو جائے اور لوگوں میں کی گئی اصلاحات سے جو مشکلات اور پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں ان سے بھی کم سے کم سابقہ پڑے۔

پہلے شوہر اپنی بیوی کو ان گنت طلاقیں دے سکتا تھا اور عدت گزرنے سے پہلے رجوع کر لیا کرتا۔ اس سے عورت کی زندگی اس کے لیے عذاب بن گئی تھی۔ سورۂ بقرہ کی آیت دو سو انتیس (۲۲۹) میں بتا دیا کہ شوہر زیادہ سے زیادہ دو طلاقیں دے سکتا ہے، اس کے بعد وہ رجوع نہیں کر سکتا۔

البقرہ کی آیت دو سو اٹھائیس (۲۲۸) میں مطلقہ عورت کی عدت بتا دی گئی تین حیض ہے۔ اسی آیت میں یہ بھی بتا دیا کہ رجعی طلاق کی صورت میں عدت ختم ہونے سے پہلے خاوند رجوع کر سکتا ہے اور تجدید نکاح کی بھی ضرورت نہیں۔

البقرہ کی آیت دو سو تیس (۲۳۰) میں طلاق مغلظہ کی صورت میں دوبارہ نکاح کا حکم بیان کر دیا اور اسی سورت کی آیت دو سو چونتیس (۲۳۴) میں اس عورت کی عدت بتا دی جس کا خاوند فوت ہو جائے۔

عائلی زندگی سے متعلق ایک حکم سورۃ الاحزاب کی آیت انچاس (۴۹) میں بیان کر دیا کہ اگر نکاح کے بعد خلوت سے پہلے طلاق واقع ہو جائے تو مطلقہ کو عدت گزارنے کی ضرورت نہیں، وہ اسی وقت نکاح کر سکتی ہے۔

لیکن عائلی زندگی کے متعلق کئی مسائل ایسے رہ گئے تھے جن کے جوابات مطلوب تھے کئی دیگر احکامات کے بارے میں وضاحت کی ضرورت تھی تاکہ عمل کرنے والا مسلمان ان کے مطابق ان پر عمل کر سکے۔ اس سورت کو نازل فرما کر اس خلا کو

پیدا کر دیا۔ نیز طلاق جس کی اجازت اسلام نے صرف ناگزیر حالات میں دی ہے جب کہ میاں بیوی کے مل کر رہنے کا کوئی امکان نہ ہو اسے ابغض المباحات قرار دیا ہے۔ اس کے لیے ایسی پابندی لگا دی کہ اگر اس کو پیش نظر رکھا جائے تو طلاق کا وقوع بہت ہی کم ہو جائے

پہلے اس مطلقہ عورت کی عدت بیان کی گئی تھی، جسے حیض آتا ہو۔ یہاں ان عورتوں کی عدت بیان کی جا رہی ہے۔ جنہیں حیض آنا ابھی شروع ہی نہ ہوا ہو یا وہ عمر کے اس حصہ میں پہنچ گئی ہوں جب حیض کا آنا بند ہو جاتا ہے۔

حاملہ عورت کو اگر حالت حمل میں طلاق مل جائے یا اس کا خاوند فوت ہو جائے تو اسے کتنی عدت گزارنی ہوگی اس مسئلہ کی بھی یہاں تصریح کر دی

مطلقہ جب عدت گزار رہی ہو تو اس کی سکونت اور نفقہ کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے۔ شیرخوار بچے کی رضاعت کا انتظام اور اس کے اخراجات کون برداشت کرے گا؟ ان تمام مسائل کو یہاں تفصیلاً ذکر کر دیا۔

اس سورت کا ایک اور پہلو آپ کی خصوصی توجہ کا مستحق ہے۔ چونکہ اس میں اہم اور نازک مسائل کے عائلی قوانین بیان کیے گئے ہیں۔ اس کے باوجود قرآن کریم کی انفرادیت نمایاں ہے۔ یہ صرف قوانین کی کتاب نہیں جو متعدد دفعات پر مشتمل ہو اور جن سے سرتابی کرنے والا مختلف سزاؤں کا مستوجب قرار پاتا ہو بلکہ اس میں جگہ جگہ ان احکام کی بجا آوری کی ترغیب کے لیے ایسے جملوں کا اضافہ کیا گیا ہے جنہیں پڑھ کر ان پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ ان احکام کی پابندی تقویٰ ہے اور جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے نجات کی راہیں کھول دیتا ہے وہاں سے اسے رزق دیتا ہے جہاں کا اسے وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔

انسان جب ان آیات میں غور و فکر کرتا ہے اور اسے پتہ چلتا ہے کہ ان احکام پر عمل کرنے سے اس کا رب کریم اس پر راضی ہو جائے گا، تو پھر بڑی خوش دلی سے ان احکام کو بجا لاتا ہے اور اسے تکلیف ہو تو خندہ پیشانی سے بھی برداشت کر لیتا ہے یہی قرآن کریم کی وہ خصوصیت ہے جو اسے قوانین کا مجموعہ ہونے کے باوجود قوانین کی دیگر کتب سے ممتاز کرتی ہے۔

دوسرے رکوع میں بتا دیا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی کرتے ہیں ان کا انجام بڑا دردناک ہوتا ہے اور جو لوگ اللہ کے رسول کی لائی ہوئی ہدایات پر عمل کرتے ہیں انہیں ہر قسم کے اندھیروں سے نکال کر ایسی جگہ پہنچا دیا جاتا ہے جہاں حق کا آفتاب ضوفشانی کر رہا ہوتا ہے۔

نیو ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا
۲۸-۳-۸۸

سُورَةُ الطَّلَاقِ مَدَنِيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اثْنَا عَشَرَ اٰيَةً فِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ طلاق مدنی ہے اللہ کے نام سے شروع جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے اس میں بارہ آیات اور دو رکوع ہیں

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا

اے نبی کریم! (مسلمانوں سے فرما دو) جب تم عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے وقت پر انہیں طلاق دو اور عدت کا شمار رکھو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جب تم اپنی بیوی کو طلاق دو تو اس کی عدت کے لحاظ سے دو۔ اس کا اصل مطلب یہ ہے کہ طلاق حیض کی حالت میں نہ دی جائے۔ نہ ایسے طہر میں طلاق دی جائے جس میں مباشرت ہو چکی ہو کیونکہ ان دونوں حالتوں سے عدت میں طوالت ہو جائے گی اور مطلقہ کو تکلیف برداشت کرنا ہو گی کیونکہ اگر حیض کی حالت میں طلاق دی تو وہ حیض عدت میں شمار نہیں ہوگا۔ اس حیض کے علاوہ تین حیض اور عدت کے گزارنے ہوں گے۔ اسی طرح اگر ایسے طہر میں طلاق دی جس میں مباشرت ہوئی ہو تو اس سے مرد اور عورت دونوں کو معلوم نہیں کہ اس مباشرت سے حمل قرار پایا ہے یا نہیں۔ اس لیے عدت کا شمار مشکل ہوگا اور عورت کو وحشت اٹھانی پڑے گی اس لیے مسنون طریقہ طلاق دینے کا یہ ہے کہ طلاق ایسے طہر میں دی جائے جس میں عورت سے مقاربت نہ ہوئی ہو۔ حالت حیض میں طلاق دینا یا ایسے طہر میں طلاق دینا جس میں مباشرت کی گئی ہو منع ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم کی خدمت عالیہ میں یہ واقعہ ذکر کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ عبداللہ اس طلاق سے رجوع کر لے حتیٰ کہ اس کی بیوی پاک ہو جائے پھر حیض آئے پھر پاک ہو پھر اگر وہ اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہے تو مباشرت سے پہلے طلاق دے۔ حدیث کے آخر کے الفاظ یہ ہیں فتلک العدۃ التی امر اللہ عزوجل یعنی یہی حالت طہر میں مباشرت سے پہلے طلاق دینا ہی وہ عدت ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ بخاری شریف۔

اس پابندی میں بڑی اور حکمت بھی ہے کہ حیض کی حالت میں عورت سے مرد کی طبیعت متنفر ہوتی ہے اور یہ مسئلہ بالکل سے کچھ تعلق رکھتا ہے اور اس کی طبیعت پر غصہ طاری ہوتا ہے اس لیے اس حالت میں وہ طلاق دے دیتا ہے پھر بعد میں پچھتانا پڑتا ہے۔ اسی طرح جس طہر میں مباشرت کر چکا ہو اس میں بھی اس کی رغبت کم ہو جاتی ہے۔ اس لیے شریعت نے اس کو حکم دیا کہ اگر طلاق دینا ہی ہو تو ایسی حالت میں طلاق دے جب رغبت ہو۔ ایسی حالت میں اگر طلاق دے گا تو سوچ سمجھ کر قدم اٹھائے گا اس طرح طلاق دینا حقیقی ضرورت پر ہی ہوگا۔

اس آیت سے اہل سنت نے یہ استدلال کیا ہے کہ طلاق کی دو قسمیں بیان کی ہیں ① سنی یعنی سنت کے مطابق اور ② بدعی۔ احناف نے طلاق کی چار قسمیں ذکر کی ہیں۔ ① احسن اور ② حسن۔ احسن طلاق یہ ہے کہ ایسے طہر میں جس میں مباشرت نہیں کی ایک ہی طلاق دے اور پھر عدت ختم ہونے تک دوسری طلاق نہ دے۔ عدت پوری ہو جانے کے بعد نکاح ٹوٹ جائے گا لیکن تجدید نکاح ہو سکتا ہے اور حسن طلاق یہ ہے کہ ایسے طہر میں ایک طلاق دے ایک حیض گزرنے کے بعد جب وہ پاک ہو تو دوسری طلاق دے اور تیسرے طہر میں تیسری طلاق دے۔ اس کے علاوہ طلاق کی ساری صورتیں طلاق بدعی ہوں گی۔ اس طرح طلاق دینے والا گنہگار ہوگا لیکن جمہور کے نزدیک یہ طلاق واقع ہو جائے گی۔ مگر بعض اہل علم کا یہ خیال ہے کہ ایسی طلاق واقع نہ ہوگی۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک وقت کی تین طلاقیں ممنوع نہیں ہیں۔ آپ کے نزدیک ایسے طہر میں جس میں مباشرت نہ کی ہو طلاق دینا سنت ہے خواہ ایک طلاق دے یا تین طلاقیں دے پھر وہ سنی ہوگی لیکن اگر اس وقت

الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ ۚ وَتِلْكَ حُدُودُ

وہ خود نکلیں بجز اس کے کہ وہ ارتکاب کریں کسی کھلی بے حیائی کا ث اور یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں

اللَّهِ ۚ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ۚ لَا تَدْرِي

ہیں ث اور جو تجاوز کرتا ہے اللہ کی حدوں سے تو بے شک اس نے اپنی جان پر ستم کیا تجھے کیا خبر

لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَٰلِكَ أَمْرًا ① فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ

کہ شاید اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی اور صورت پیدا کر دے تو جب وہ پہنچنے لگیں اپنی میعاد کو

① وہ عورت جب فاحشہ ظاہر یا زنا ثابت ہو جائے تو [illegible] اپنے گھر سے ان کو نکال سکتے ہیں۔ [illegible] عدت کو پورا کرنے کے لیے ان [illegible] کی اجازت ہے۔ بلکہ عدت وہ اپنے گھر میں آ کر بسر کرے۔

② اگر طلاق رجعی ہے تو چونکہ مرد اور عورت کے درمیان کسی حجاب کی ضرورت نہیں بلکہ عورت کے لیے مستحسن ہے کہ وہ بناؤ سنگھار کرے تاکہ دونوں کی کدورت دور ہو جائے۔

③ اگر طلاق بائن ہے تو پھر عورت کو [illegible] پردہ [illegible] بہتر ہے کہ کوئی دیندار عورت ان کے پاس رہے جس کی موجودگی میں وہ کوئی غیر شرعی حرکت نہ کر سکیں۔

④ اگر مکان تنگ ہے یعنی بہت تنگ ہے تو پھر مرد کو چاہیے کہ وہ خود ہی گھر سے نکل جائے۔

ث یہ عورت اگر حرام کاری کا ارتکاب کر لیتی ہے یا چوری کی مرتکب ہوتی ہے یا بد زبانی کرتی ہے اور وہ اپنے خاوند کے ماں باپ بہن بھائیوں سے گالی گلوچ کرتی اور بدخلقی سے پیش آتی ہے یا اپنے خاوند کے ساتھ سرکشی اور نافرمانی کا مظاہرہ کرتی ہے تو ان تمام صورتوں میں خاوند اسے اپنے گھر سے نکال سکتا ہے۔ یہ تفسیر اقوال نقل کرنے کے بعد علامہ جصاص لکھتے ہیں وهذه الوجوه كلها يحتملها اللفظ وجائز ان يكون جميعها مراداً۔ آیت کے الفاظ ان تمام معانی کا احتمال رکھتے ہیں اور جائز ہے کہ آیت سے یہ تمام معانی مراد ہوں۔ احکام القرآن جصاص۔

ث یہ حدود جو ذکر کی گئی ہیں یہ محض رسم یا کسی کی ذاتی رائے پر موقوف نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں جو سراپا حکمت ہیں انسانیت کے لیے اطمینان و سکون کا باعث ہیں۔ جو شخص ان کی پابندی سے گریز کرے گا وہ اپنے آپ پر ظلم ڈھائے گا۔ اس کی زندگی سکون اور اطمینان سے محروم ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کا بھی وہ حقدار بن جائے گا۔

فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ

تو روک لو انہیں بھلائی کے ساتھ یا جدا کر دو انہیں بھلائی کے ساتھ اور گواہ مقرر کر لو دو

عَدْلٍ مِنْكُمْ وَأَقِيمُوا الشَّهَادَةَ لِلَّهِ ذَٰلِكُمْ يُوعَظُ بِهِ مَنْ كَانَ

معتبر آدمی اپنے میں سے اور گواہی ٹھیک ٹھیک اللہ کے واسطے دو۔ ان باتوں سے نصیحت کی جاتی ہے اس شخص کو جو

يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ

ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور روز آخرت پر۔ اور جو ڈرتا رہتا ہے اللہ سے بنا دیتا ہے اللہ اس کے لیے

[illegible]

[illegible]

مَخْرَجًا ۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ

کرتا ہے اللہ پر تو اس کے لیے وہ کافی ہے[١٠] بے شک اللہ تعالیٰ پورا کرنے والا ہے اپنے کام کو[١١] بے شک مقرر کر رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اتق اللہ واصبر وامرک وایاھا ان تستکثرا من قول لا حول ولا قوۃ الا باللہ یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرو، صبر کرو اور میں تجھے اور تیری بیوی کو حکم دیتا ہوں کہ تم کثرت سے لا حول ولا قوۃ الا باللہ کا ورد کیا کرو۔ ارشاد نبوی سن کر وہ اپنے گھر لوٹ آئے اور اپنی بیوی کو سارا ماجرا کہہ سنایا۔ وہ کہنے لگی نعم ما امرنا بہ۔ حضور نے جس چیز کا ہمیں حکم دیا ہے وہ بہت ہی عمدہ ہے۔ پھر ان دونوں میاں بیوی نے کثرت سے ورد شروع کر دیا۔ چنانچہ اس کی برکت سے دشمن ان کے بیٹے کی طرف سے غافل ہو گئے اور وہ ان کی غفلت کا فائدہ اٹھا کر وہاں سے بھاگ نکلا اور ان کی بھیڑ بکریاں ہانکتا ہوا صحیح سلامت اپنے ماں باپ کے پاس پہنچ گیا

علامہ پانی پتی نے اپنی تفسیر مظہری میں اس آیت کے ضمن میں حل مشکلات کے لیے ایک وظیفہ لکھا ہے جو ہدیہ ناظرین ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے دینی اور دنیوی حاجات کے حصول اور دینی و دنیوی مشکلات کے حل کے لیے یہ وظیفہ بتایا کہ ہر روز پانچ سو مرتبہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھے۔ اول و آخر ایک ایک سو مرتبہ درود پاک پڑھے۔

[١٠] یعنی جو شخص اپنا کام اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتا ہے وہ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔ اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ توکل کا معنی عمل سے لاتعلق ہو جانا ہے اور اسباب سے قطع نظر کرنا ہے۔ توکل کا یہ مقصد نہیں بلکہ اس کا یہ مقصد ہے کہ اسباب بجا لائے لیکن نتائج کے حصول کے لیے اسباب پر اعتماد کرنے کے بجائے صرف اپنے رب پر بھروسہ کرے۔ بے عملی اور جد و جہد سے بیزاری کا اسلام کے نظریہ توکل سے دور کا واسطہ بھی نہیں۔ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

① گر توکل می کنی در کار کن کشت کن پس تکیہ بر جبار کن
② رمز الکاسب حبیب اللہ شنو از توکل در سبب کاہل مشو

ترجمہ: ① یعنی اگر تو توکل کا دعویٰ کرتا ہے تو کام میں مشغول ہو۔ پہلے تخم ریزی کر پھر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر

② اس حدیث کی رمز سمجھنے کی کوشش کر کہ کسب کرنے والا اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔ توکل کی وجہ سے اسباب کے فراہم کرنے میں سستی مت کر۔

بلکہ بعض صالحین تو کام کیا کرتے تھے اور یہ شعر پڑھتے تھے۔ اتجروا واکتسبوا فانکم فی زمان اذا احتاج احدکم کان اول ما یاکل دینہ۔ ترجمہ: تجارت کرو اور رزق حلال کماؤ کیونکہ تم ایسے زمانہ میں ہو کہ جب کوئی شخص محتاج ہو جاتا ہے تو سب سے پہلے وہ اپنا دین و ایمان بیچنا شروع کر دیتا ہے۔

[١١] اللہ تعالیٰ نے جو ارادہ فرمایا ہے وہ اس کو پورا کر کے رہتا ہے۔ کوئی چیز اس کے ارادہ کے سامنے رکاوٹ نہیں بن سکتی

شَيْءٍ قَدْرًا ﴿۳﴾ وَالّٰٓـِٔيْ يَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ اِنِ

ہے ایک اندازہ۔ اور تمہاری مطلقہ عورتوں میں سے جو حیض سے مایوس ہو چکی ہوں ۱۳؎ اگر

۱۳؎ وہ مطلقہ جس کو حیض آتا ہو۔ اور وہ عورت جس کا خاوند فوت ہو گیا ہو ان کی عدت کے احکام سورۂ بقرہ میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ یہاں ان عورتوں کی عدت بیان کی جا رہی ہے جنہیں حیض نہ آتا ہو۔ ان کی تین قسمیں ہیں۔ ① وہ عورتیں جو سن ایاس کو پہنچ گئی ہوں۔ یعنی جن کو حیض آنے کی توقع نہ رہی ہو۔ بعض علماء نے پچپن سال اور بعض نے ساٹھ سال کی عمر کو سن ایاس کہا ہے۔ لیکن صحیح قول یہ ہے کہ جس عمر میں حیض کا آنا منقطع ہو جائے۔ ② وہ عورتیں جو ابھی نابالغ ہوں یا جن کو حیض آتا ہی نہیں لیکن وہ عمر کے اعتبار سے بالغ ہو گئی ہوں۔ ③ جو حاملہ ہوں۔

پہلی دو قسموں کی عدت تین ماہ ہے۔ اگر یہ طلاق کے بعد بھی ہو گزارے۔ اسی طرح نابالغ۔

حاملہ کی عدت کا ذکر بعد میں آرہا ہے۔

وہ عورتیں جن کو حیض کسی عارضہ کی وجہ سے بند ہو گیا ہو ان کی عدت کے بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ حضرت عثمان، علی، زید بن ثابت، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی رائے یہ ہے کہ یہ عورت انتظار کرے یہاں تک کہ سن ایاس کو پہنچ جائے اور اس کے بعد تین ماہ عدت گزارے۔ اگر اس مدت کے دوران حیض شروع ہو جائے تو پھر تین حیض عدت گزارے۔ احناف نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ امام ثوری، لیث اور امام شافعی کا بھی یہی مسلک ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ عورت نو ماہ انتظار کرے۔ اگر اس اثنا میں اسے حیض نہ آئے تو تین ماہ عدت گزارے اور اگر دوران میں حمل کے آثار ظاہر ہوں تو پھر اس کی عدت وضع حمل ہو گی۔ حضرت ابن عباس کا بھی یہی قول ہے۔ امام مالک کا یہی مسلک ہے۔

امام اوزاعی کہتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے اپنی جوان بیوی کو طلاق دی اور اسے حیض آنا بند ہو گیا تو پورا سال عدت گزارے۔

امام حسن بصری کہتے ہیں کہ وہ سال بھر انتظار کرے۔ اگر اس عرصہ میں حیض نہ آئے تو پھر تین ماہ عدت گزارے۔ یہاں تین ماہ سے مراد قمری مہینے ہیں۔ اگر پہلی تاریخ کو طلاق ہوئی تو تین چاند شمار کیے جائیں گے۔ انتیس کے ہوں یا تیس کے۔ اور اگر درمیان میں طلاق ہوئی تو پھر اس کی تاریخ سے نوے دن گنے جائیں گے۔ صاحبین کے نزدیک وہ مہینہ تیس کا شمار ہو گا۔ اس کے بعد دو مہینے چاند کے حساب سے شمار ہوں گے۔

یہ حکم مطلقہ کے لیے ہے۔ لیکن جس کا خاوند فوت ہو جائے تو اس کی عدت کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ حاملہ نہ ہو تو ہر حال میں چار ماہ دس دن عدت گزارے گی خواہ وہ صغیرہ ہو یا کبیرہ، بوڑھی ہو یا جوان ہو۔

یہ آیت اگرچہ عام ہے مطلقہ اور متوفیٰ عنہا دونوں کو شامل ہے لیکن اجماع سے اس عموم کی تخصیص ہو گئی۔ (تفسیر احمدی، احکام القرآن جصاص)

ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ ۭ وَاُولَاتُ

نہیں تھیں تو ان کی مدت تین ماہ ہے ۔ اور ایسی عورتوں کی بھی جنہیں ابھی حیض آیا ہی نہیں ۔ اور

الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ

حاملہ عورتوں کی میعاد ان کے حمل جننے تک ہے ۔ [14] اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تو وہ

[14] اب حاملہ عورت کی عدت بیان کی جا رہی ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ اگر مطلقہ حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ اختلاف اس میں ہے کہ اگر بیوہ حاملہ ہو تو اس کی عدت کیا ہوگی۔ اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ سورۂ بقرہ کی ایک آیت میں متوفی عنہا کی عدت چار ماہ دس دن مقرر کی گئی ہے اور یہاں مطلق حاملہ کی عدت وضع حمل بتائی گئی ہے۔ اگر بیوہ غیر حاملہ ہو تو اس کی عدت بالاتفاق چار ماہ دس دن ہوگی اور اگر مطلقہ حاملہ ہو تو اس کی عدت بالاتفاق وضع حمل ہوگی۔ لیکن اگر بیوہ حاملہ بھی ہو تو اس کی عدت میں اختلاف ہے۔ حضرت سیدنا علی، حضرت ابن عباس کے نزدیک دونوں آیتوں پر عمل کرتے ہوئے ابعد الاجلین عدت ہوگی۔ یعنی اگر خاوند کی وفات کے فوراً بعد بچہ پیدا ہو گیا تو چار ماہ دس دن عدت گزارے گی اور اگر عدت کے چار ماہ دس دن گزر گئے اور ابھی بچہ پیدا نہیں ہوا تو پھر وضع حمل کے وقت اس کی عدت ختم ہوگی۔

لیکن حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ یہ آیت سورۂ بقرہ کے بعد نازل ہوئی ہے اس لیے یہ آیت پہلی آیت کی تخصیص ہوگی گویا چار ماہ دس دن اس عورت کی عدت ہوگی جو حاملہ نہ ہو اور جو حاملہ ہو وہ مطلقہ ہو یا بیوہ اس کی عدت وضع حمل تک ہوگی۔ اس قول کی تائید متعدد صحیح احادیث سے ہوتی ہے۔ امام مالک نے موطا میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ ایک دفعہ اس مسئلہ پر حضرت ابن عباس اور عبدالرحمن بن عوف کے صاحبزادے ابو سلمہ کے درمیان گفتگو ہوئی۔ ابن عباس ابعد الاجلین کے قائل تھے اور ابو سلمہ وضع حمل کو عدت کی انتہا کہتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ نے کہا کہ میں اس مسئلہ میں اپنے بھتیجے ابو سلمہ کی تائید کرتا ہوں۔ چنانچہ حضرت ابن عباس کے غلام کریب کو حضرت ام المومنین ام سلمہ کی خدمت میں بھیجا گیا۔ ام المومنین نے بتایا کہ سبیعہ اسلمیہ کا خاوند فوت ہوا وہ حاملہ تھیں۔ چند روز کے بعد ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ سبیعہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اپنی عدت کے بارے میں پوچھا تو حضور نے فرمایا اب تو حلال ہو گئی، جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے۔

امام مسلم نے اپنی صحیح میں یہی حدیث سبیعہ اسلمیہ کی زبانی روایت کی ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ میں سعد بن خولہ کی بیوی تھی۔ حجۃ الوداع کے موقع پر انہوں نے وفات پائی۔ میں اس وقت حاملہ تھی۔ ابھی چند روز نہ گزرے تھے کہ میرے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ مجھے ایک آدمی نے بتایا کہ تمہیں چار ماہ دس دن عدت پوری کرنی ہوگی تب تم نکاح کر سکتی ہو۔ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی اور اپنا ماجرا بیان کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم آزاد ہو۔ جس سے نکاح کرنا چاہو کر سکتی ہو۔

صحابہ کرام کی کثیر تعداد کا یہی مسلک ہے۔ احناف نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

لَهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ۞ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗۤ اِلَيْكُمْ وَمَنْ يَّتَّقِ

اس کے کام میں آسانی پیدا کر دیتا ہے ۞ یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے تمہاری طرف نازل کیا ہے، اور جو اللہ سے ڈرتا رہتا ہے

اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗۤ اَجْرًا ۞ اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ

اللہ تعالیٰ دور کر دیتا ہے اس کی برائیاں اور روز قیامت اسے بڑا اجر عطا کرے گا ۞ انہیں رہنے دو جہاں تم

حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا

خود سکونت پذیر ہو اپنی حیثیت کے مطابق اور انہیں ضرر نہ پہنچاؤ تاکہ تم انہیں

عَلَيْهِنَّ ؕ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى

تنگ کرو ۞ اور اگر وہ حاملہ ہوں تو ان پر خرچ کرتے رہو یہاں تک

مسئلہ: اگر پیٹ میں ایک سے زیادہ بچے ہوں تو عدت آخری بچہ کی پیدائش کے وقت ختم ہوگی۔

مسئلہ: اگر حمل ساقط ہو جائے اور یہ یقینی ہو کہ جو چیز گری ہے وہ حمل ہی ہے تو اسی وقت اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔

خلاصہ مطلب یہ کہ یہ تمام تفصیلی ہدایات ارشادات خداوندی کی تعمیل میں غفلت نہ برتنا اور اس سے ڈرتے رہنا۔ اگر تم نے تقویٰ کو اپنا شعار بنا لیا تو وہ تمہاری مشکلات کو آسان فرمائے گا اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے گا اللہ تعالیٰ اس کی برائیوں کو مٹا دے گا اور اسے قیامت کے دن اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

مسئلہ: جو عورتیں عدت گزار رہی ہوتی ہیں ان کے احوال مختلف ہوتے ہیں۔ ایک وہ جس کو طلاق رجعی ملی ہے اور وہ حاملہ نہیں، دوسری وہ جس کو طلاق رجعی ملی ہے اور وہ حاملہ ہے، تیسری وہ جس کو طلاق مغلظہ دی گئی ہے اور وہ حاملہ نہیں، چوتھی وہ جس کو طلاق مغلظہ دی گئی ہے اور وہ حاملہ بھی ہے۔ اس میں سب علماء متفق ہیں کہ اگر عورت طلاق رجعی کی عدت گزار رہی ہے تو نفقہ اور سکنیٰ دونوں خاوند کے ذمہ ہوں گے وہ حاملہ ہو یا نہ ہو۔ اسی طرح جو عورت طلاق مغلظہ کی عدت گزار رہی ہے اور حاملہ بھی ہے تو اس کا نفقہ اور سکنیٰ بھی خاوند کے ذمہ ہوگا۔ اختلاف اس میں ہے کہ وہ عورت غیر حاملہ ہے اور طلاق مغلظہ کی عدت گزار رہی ہے کیا اس عدت میں نفقہ اور سکنیٰ دونوں خاوند کے ذمہ ہوں گے یا صرف سکنیٰ خاوند کے ذمہ ہوگا یا نفقہ اور سکنیٰ دونوں سے بری الذمہ ہوگا۔ حضرات عمر، ابن مسعود رضی اللہ عنہم، قاضی شریح اور ابراہیم نخعی کا قول یہ ہے کہ اس عدت کے نفقہ اور سکنیٰ دونوں کی ذمہ داری مرد پر ہوگی اور احناف کا بھی یہی مسلک ہے۔

حضرت سعید بن مسیب، سلیمان بن یسار، امام مالک، امام شافعی کا قول یہ ہے کہ اس کو سکنیٰ تو دیا جائے گا لیکن نفقہ اس

سکنیٰ دونوں ہیں

تیسرا گروہ جس کے سرخیل امام حسن بصری اور شعبی ہیں کے نزدیک ایسی عورت کا نفقہ اور سکنیٰ دونوں نہیں۔

احادیث سے پہلے مسلک کی یوں تائید ہوتی ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: المطلقة ثلاثا لها السكنى والنفقة۔ وہ مطلقہ جس عورت کو تین طلاقیں دی گئی ہوں عدت کے دوران اس کا نفقہ اور سکنیٰ خاوند کے ذمہ ہوگا۔ اسی مضمون کی روایت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد ہے جو حضرت فاروق اعظم سے مروی ہے۔ سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول لها السكنى والنفقة۔ حضرت عمر فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایسی عورت کو سکنیٰ اور نفقہ دیا جائے گا۔

ابوبکر جصاص لکھتے ہیں کہ جس عورت کو طلاق ہو چکی ہو اور حاملہ ہو اسے عدت میں نفقہ دیا جاتا ہے اس کی وجہ کیا ہے کیا اس لیے کہ وہ حاملہ ہے۔ ایسا تو نہیں کیونکہ مطلقہ رجعیہ غیر حاملہ کو سب کے نزدیک نفقہ دیا جاتا ہے۔ کیا اس لیے کہ بچہ ماں کے پیٹ میں ہے اور اس کا نفقہ ہے تو بچے کے ساتھ دوسروں کے گھروں میں سب سے برابر ہیں۔ اس لیے ان کا نفقہ واجب ہے۔ تو عدت مطلقہ مغلظہ میں بھی پائی جاتی ہے اس لیے جب نفقہ کی علت عدت ہو تو اسے نفقہ اور سکنیٰ دونوں ملیں گے۔

جن حضرات نے نفقہ اور سکنیٰ دونوں کا انکار کیا ہے یا صرف نفقہ کا انکار کیا ہے وہ حضرت فاطمہ بنت قیس کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ مجھے خاوند نے طلاق مغلظہ دی تھی اور حضور نے مجھے نہ نفقہ دیا تھا اور نہ سکنیٰ۔ لیکن یہ حدیث ایسی ہے جس پر صحابہ کرام نے عمل کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ حضرت فاروق اعظم کے سامنے جب یہ روایت پیش کی گئی تو آپ نے ان الفاظ میں اس کو رد کر دیا۔ لا نترك كتاب الله وقول رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لقول امرأة لعلها اوهمت سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول لها السكنى والنفقة۔

یعنی ہم آیت قرآن اور فرمان نبوی کو ایک عورت کے قول سے چھوڑنے کے لیے تیار نہیں۔ شاید وہ کسی وہم میں مبتلا ہو گئی ہو۔ میں نے رسول کریم کو یہ فرماتے سنا کہ مطلقہ مغلظہ کے لیے سکنیٰ اور نفقہ دونوں ہیں۔

حضرت عائشہ، اسامہ، فاطمہ بنت قیس کے دوسرے شوہر، جب وہ یہ حدیث بیان کرتیں تو سخت ناراضگی کا اظہار کرتے۔

البتہ ایک بحث ابھی تک تشنہ ہے کہ اگر مطلقہ غیر حاملہ کے لیے بھی نفقہ ہوتا تو پھر یہاں اولات حمل کا بالخصوص خصوصیت سے حمل کو نفقہ کے لیے بطور شرط کیوں ذکر کیا۔

علامہ جصاص لکھتے ہیں کہ کیونکہ حمل کی مدت طویل بھی ہو سکتی ہے بعض اوقات مدت کے بعد اس عورت کو جو بچہ پیٹ میں ہو وہ بعض اوقات کئی ماہ رہتا ہے اس لیے اس عورت کو یہ وہم ہو کہ اس نے اس کو حالت حمل میں طلاق دی ہے اس لیے اس آیت میں فرمایا کہ مدت مختصر ہو یا طویل ہر حالت میں ایام عدت کا نفقہ تمہارے ذمہ ہے۔

اس عورت کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے جس کا خاوند فوت ہو گیا ہے اور وہ حاملہ ہے۔ علامہ ابوبکر جصاص نے فقہا کے متعدد اقوال لکھے ہیں جنہیں اختصار سے یہاں نقل کر رہا ہوں۔

يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ۖ وَأْتَمِرُوا

کہ وہ جنیں اپنا حمل پھر اگر وہ دودھ پلائیں تمہاری خاطر تو تم انہیں ان کی اجرت دو، اور آپس میں مشورہ کرو

۱۔ حضرات ابن عباس، ابن مسعود، ابن عمر، شریح، ابو العالیہ، شعبی اور ابراہیم نخعی کا مسلک یہ ہے کہ شوہر کے ترکہ میں سے اس کا نفقہ ادا کیا جائے گا۔

۲۔ حضرات جابر، ابن زبیر، حسن، ابن المسیب اور عطا بن ابی رباح کہتے ہیں کہ اس کا نفقہ اس کے اپنے حصے سے ہے، میت کے مال سے اس کو نفقہ نہیں ملے گا۔ حضرت ابن عباس سے بھی ایک قول یہی منقول ہے۔

۳۔ ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ شوہر کے مال سے جس طرح اس کا قرض ادا کیا جاتا ہے، عورت کا نفقہ بھی ادا کیا جائے گا۔

۴۔ امام مالک کے نزدیک اس کے لیے نفقہ نہیں، بلکہ سکنیٰ ہے۔

۵۔ امام شافعی سے دو قول مروی ہیں: ① اسے نفقہ اور سکنیٰ دونوں دیے جائیں گے ② نہ نفقہ ملے گا اور نہ سکنیٰ۔

۶۔ امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد اور امام زفر کا مذہب یہ ہے کہ شوہر کے مال سے وہ نہ نفقہ کا حق رکھتی ہے اور نہ سکنیٰ کا، کیونکہ مرد کی وفات کے بعد اس کی ملک ختم ہو گئی، یہ سارا مال اب وارثوں کا ہے، عورت بھی اس کی وارث ہے اس لیے یہ حصہ وراثت سے اپنے اخراجات پورے کرے گی۔

ف۱۵ جب عدت گزارنے والی حاملہ بچہ جنے گی تو عدت ختم ہو جائے گی۔ اب وہ بچے کو دودھ پلانے کا معاوضہ لے سکے گی، بلکہ دودھ پلانا اور اس کی پرورش ماں کی نہیں، باپ کی ذمہ داری ہے۔ جب ان کا رشتہ ہی ختم ہو گیا ہے، اس لیے باپ بچے کی ماں کو مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ اس کو مفت دودھ پلائے، ماں کا دل چاہے تو یہ خدمت بلا معاوضہ انجام دے اور معاوضہ چاہے تو اس کا مطالبہ کرے۔ البتہ اگر بچہ ماں کے علاوہ کسی اور کا دودھ پیتا ہی نہیں، یا کوئی دوسری دودھ پلانے والی ملتی ہی نہیں تو پھر ماں کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ دودھ پلانے کی کوشش کرے کیونکہ بچے کی ہلاکت کا خطرہ ہے۔ اگر وہ دودھ پلانے پر رضامند ہو جائے تو خاوند پر لازم ہے کہ وہ اسے مناسب معاوضہ دے۔ اور یہ معاوضہ باہمی مشورہ سے طے کیا جا سکتا ہے۔ خاوند کو چاہیے کہ وہ بخل سے کام نہ لے اور اپنی حیثیت کے مطابق معقول معاوضہ ادا کرے، اسی طرح ماں کے لیے بھی مناسب ہے کہ وہ معاوضہ کے مطالبہ میں زیادہ اجرت دینے پر مجبور نہ کرے۔

یہ مسئلہ ذہن نشین رہے کہ بے شک عورت پر بچے کی رضاعت کی ذمہ داری نہیں، لیکن اگر وہ دودھ پلانے پر رضامند ہو جائے حالانکہ وہ خاوند کے نکاح میں ہے یا ابھی عدت گزار رہی ہے تو وہ رضاعت کا معاوضہ طلب نہیں کر سکتی۔ ہاں اگر عدت گزر چکی ہے تو وہ معاوضہ کی مستحق ہو گی۔

بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوفٍ ۚ وَإِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَىٰ ﴿٦﴾

آپس میں مشورہ کر لیا کرو دستور کے مطابق۔ اور اگر تم آپس میں طے نہ کر سکو تو اسے کوئی دوسری دودھ پلائے ۱۸

لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِنْ سَعَتِهِ ۖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ

خرچ کرے وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق۔ اور وہ تنگ کر دیا گیا ہے جس پر اس کا رزق

فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ ۚ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا ۚ

تو وہ خرچ کرے اس سے جو اللہ نے اسے دیا ہے ۱۹ اور تکلیف نہیں دیتا اللہ تعالیٰ کسی کو مگر اسی قدر جتنا اسے دیا ہے

سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا ﴿٧﴾ وَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ

عنقریب اللہ تعالیٰ تنگی کے بعد فراخی عطا فرمائے گا ۲۰ کتنی بستیاں تھیں جنہوں نے سرتابی کی

۱۸ علامہ ابن منظور تعاسر کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب خرید و فروخت کرنے میں بائع اور مشتری کسی ایک بات پر متفق نہ ہو سکیں تو اہل عرب کہتے ہیں تعاسر البیعان۔ (لسان العرب) اسی طرح میاں بیوی اگر کسی متفقہ فیصلہ پر نہ پہنچیں اور کشمکش باقی رہے تو کہا جاتا ہے تعاسر الزوجان۔ (لسان العرب) اس تشریح کے پیش نظر تعاسرتم کا مطلب یہ ہوا کہ اگر اجرت کے بارے میں اتفاق رائے نہیں ہو سکا، باپ کم دینے پر مصر ہے اور ماں زیادہ کا مطالبہ کر رہی ہے تو پھر کسی دوسری عورت کو دودھ پلانے کے لیے مقرر کر دیا جائے۔ صاحب قاموس اس لفظ کے معنی یوں لکھتے ہیں۔ تعسّر علی الامر وتعاسر واستعسر اشتد والتوی۔ یعنی جب کوئی کام سخت پیچیدہ ہو جائے اور الجھ جائے تو عرب کہتے ہیں تعاسر علی الامر

مسئلہ: اگر ماں اتنی ہی اجرت کا مطالبہ کرتی ہے جتنا وہ ایک اجنبی کو دے رہا ہے تو ماں کا حق زیادہ ہے

۱۹ باپ کو نصیحت کی جا رہی ہے کہ اگر وہ خوشحال ہے تو فراخدلی سے بچے کی رضاعت کا معاوضہ ادا کرے۔ بخل اور کنجوسی سے کام نہ لے۔ لیکن اگر وہ مفلس ہے تو پھر حسب توفیق وہ جو دے گا وہی کافی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی استطاعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

۲۰ یعنی اگر کسی وقت غربت اور تنگدستی کا سامنا کرنا پڑے تو گھبراؤ نہیں بلکہ ہمت کرو، صبر کا دامن ہاتھ سے مت چھوڑو۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کوئی بعید نہیں کہ وہ تمہیں بہت جلد خوشحال اور متمول کر دے۔

عَنْ أَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا وَّعَذَّبْنٰهَا

اپنے رب کے حکم سے اور [illegible] رسولوں سے [illegible]

عَذَابًا نُّكْرًا ۔ فَذَاقَتْ وَبَالَ أَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهَا

انہیں بھاری سزا دی پس انہوں نے اپنے کرتوتوں کا وبال چکھا اور ان کے کام کا انجام [illegible]

خُسْرًا ۔ أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓأُولِي

خسارہ تھا [21] تیار کر رکھا ہے [illegible] ان کے لیے ایک سخت عذاب [22] پس اللہ سے ڈرتے رہو [illegible]

الْأَلْبَابِ ۚ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ قَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۙ رَسُوْلًا

[illegible] [23] جو ایمان لائے ہو [illegible] بے شک اللہ تعالیٰ نے [illegible] تمہاری طرف ذکر [illegible] ایک ایسا رسول

۲۱ [illegible]

۲۲ [illegible]

۲۳ [illegible]

۲۴ [illegible]

يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

جو پڑھ کر سناتا ہے تمہیں اللہ کی روشن آیتیں [۲۵] تاکہ نکال لے جائے انہیں جو ایمان لے آئے اور

الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ

نیک عمل کرتے رہے اندھیروں سے نور کی طرف [۲۶] اور جو ایمان لاتا ہے اللہ پر اور نیک عمل

صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا

کرتا ہے [۲۷] تو وہ اس کو داخل فرمائے گا باغات میں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں جن میں وہ رہیں گے ابد تک

[۲۵] ذکر اور رسول دونوں کا باہمی تعلق کیا ہے؟ بعض علماء لکھتے ہیں کہ رسول ذکر سے بدل ہے اور ذکر سے مراد قرآن ہے۔ اب معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف قرآن نازل کیا اور اپنا رسول بھیجا۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی ذکر ہیں اور رسول ذکر کا بدل ہے۔ ذکر ھو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وسمی به لانہ علیہ الصلوۃ والسلام علی تلاوۃ القرآن ... [illegible]

[۲۶] یعنی اللہ تعالیٰ نے ... رسول کو بھیجا ہے تمہاری طرف ... مقصد یہ ہے کہ اہل ایمان کو اور نیک عمل کرنے والوں کو طرح طرح کی تاریکیوں سے نکال کر ہدایت کے نور تابناک تک پہنچائیں۔

اس سیاق میں اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ... زندگی کے بارے میں جو ... حضور ... تعالیٰ علیہ وسلم ... کی برکت سے ... تاریکیوں سے نکل کر ہدایت کی روشنی میں آ گئی ہے ... تاریکیوں میں ... آپ کے دست مبارک سے آپ اسلام کے ... قوانین کا ... کے جو ... آپ ... اللہ تعالیٰ ... کر ... سے ان قوانین ... جو ... اور ... کے لیے اللہ تعالیٰ نے ... نازل کیے ہیں۔

[۲۷] ... کے بعد کہ ... اہل ایمان کو تاریکیوں سے نکال کر ... کی طرف لایا جاتا ہے اب یہ بتایا جا رہا ہے کہ قیامت کے دن ان لوگوں کے ساتھ ... کا سلوک ہوگا ... جنت میں ... جن کے ... نہریں ... رہی ... وہاں ان کا قیام ... ہوگا ... وہاں سے ان کو نکالا نہیں جائے گا

أَبَدًا ۖ قَدْ أَحْسَنَ اللَّهُ لَهُ رِزْقًا ﴿١١﴾ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَ

رہیں گے بلاشبہ اللہ نے اس کے لیے بہترین رزق رکھ دیا ہے۔ اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا فرمائے اور

مِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ

زمین کو بھی انہی کی مانند ۲۸ اترتا رہتا ہے حکم ان کے درمیان ۲۹ تاکہ تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿١٢﴾

کامل قدرت رکھتا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا اپنے علم سے احاطہ کر رکھا ہے۔

ع ۲

۲۸ اس سورت کا اختتام اس آیت پر ہو رہا ہے جس میں بتایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وہ ذات ہے جس نے سات آسمانوں کو پیدا فرمایا اور اسی طرح زمین کی بھی تخلیق کی۔ کائنات کا یہ وسیع و عریض نظام اس کی شان کبریائی کا جلوہ ہے اور اس کی عظمت اور یکتائی پر گواہی دے رہا ہے۔

ومن الارض مثلهن میں مماثلت کی دو صورتیں بیان کی گئی ہیں:

① آسمان بھی سات پیدا فرمائے اور زمینیں بھی سات پیدا کیں۔

② یعنی جس طرح آسمان کی اس نے تخلیق کی ہے اسی طرح زمین کی بھی اس نے تخلیق کی ہے۔ اگر زمین کی تعداد بھی سات مان لی جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ سات زمینوں سے مراد سات بڑے اقلیم ہیں جیسے زمانہ قدیم میں ایک دوسرے سے جدا کیے جاتے تھے یا سات زمینوں سے مراد سات کرے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

اس مقام پر بعض مفسرین نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ

فی کل ارض آدم کآدم ونوح کنوح وعیسیٰ کعیسیٰ۔ اس کے متعلق علامہ ابی الحیان اندلسی بحر محیط میں لکھتے ہیں وعن ابن عباس من روایۃ الواقدی الکذاب وهذا حدیث لا شک فی وضعہ۔ کہ یہ قول واقدی نے ابن عباس سے منسوب کیا ہے۔ اور واقدی کذاب ہے اور یہ حدیث ایسی ہے جس کے موضوع ہونے میں کوئی شک نہیں۔

۲۹ آسمانوں اور زمین کی تخلیق کے بعد اللہ تعالیٰ ان سے لاتعلق نہیں ہو گیا بلکہ ہر لحظہ اس کے احکام ان میں نازل ہوتے رہتے ہیں اور ہر جگہ انہیں کی تعمیل ہو رہی ہے۔ موت و حیات، تنگی و فراخی، عزت و ذلت، بیماری و صحت غرضیکہ جو تغیرات و انقلابات آپ شہروں اور بستیوں میں مشاہدہ کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے حسن تدبیر کا جلوہ ہے۔ ای تجری امر اللہ وقضاءہ وقدرہ عز وجل بینهن (روح المعانی)۔ اگر تم ان میں غور و فکر کرو گے تو تمہیں یقین ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے ہر بات پر قادر ہے اور تمہیں یقین ہو جائے گا کہ اس کا علم کائنات کی ہر چیز کو اپنے احاطہ میں لیے ہوئے ہے۔ بے شمار ہی نہیں

ذات ہی معبود برحق اور محبوب حقیقی ہے جو سب کمالات سے متصف ہے جس کی قدرت بھی بے پایاں ہے اور جس کا علم بھی بے کراں ہے۔ یہ بت جن کی مشرکین پوجا کرتے ہیں اور انہیں اپنا کارساز حقیقی خیال کرتے ہیں، عاجز ہیں ان میں کچھ طاقت نہیں، جاہل ہیں انہیں کسی چیز کی خبر نہیں۔ بھلا ان کو اپنا خدا اور معبود تسلیم کر لینا کہاں کی دانشمندی ہے۔

◎

تبارک اللہ رب العالمین الذی لا الٰہ الا ھو لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
والصلوٰۃ والسلام علی حبیبنا المکرم وشفیعنا المعظم سیدنا محمد سید المرسلین
وامام المتقین وخاتم النبیین وعلی اٰلہ وصحبہ اجمعین۔
ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔

○

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ التحریم

نام: اس سورت کا نام التحریم ہے جو پہلی آیت کے کلمہ لِمَ تُحَرِّمُ سے ماخوذ ہے۔ اس کی بارہ آیتیں ہیں۔ اس کے کلمات کی تعداد ۲۴۷ اور حروف کی تعداد ۱۰۶۰ ایک ہزار ساٹھ ہے

نزول: یہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔ سال نزول سنہ ۷ یا سنہ ۸ ہے کیونکہ حضرت حاطب ؓ سات ہجری میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دعوت نامہ لے کر مقوقس والی اسکندریہ کے پاس گئے۔ اس نے ماریہ قبطیہ اور ایک مصری خاتون سیرین نامی کو بطور ہدیہ حضور کی خدمت میں بھیجا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ماریہ کو شرف زوجیت بخشا۔ ان کے بطن سے سنہ ۸ کے آخری ایام میں حضرت ابراہیم تولد ہوئے۔ چونکہ اس سورت کا اس واقعہ سے بھی تعلق ہے اس لیے اس کا نزول سنہ ۷ یا سنہ ۸ ہی درست ہے۔

مضامین: (۱) حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک موقع پر ایک حلال چیز سے اجتناب کرنے کی قسم کھا لی جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔ اگر وہ پابندی برقرار رہتی تو حضور کو تکلیف ہوتی نیز امت کے لوگ ایسا کرنے کو سنت ہی سمجھتے رہتے اور اپنے اوپر روا پابندیاں عائد کرنے کو اعمال صالحہ میں شمار کرنے لگتے۔ اسی طرح اسلامی معاشرہ رفتہ رفتہ خود پیدا کردہ مشکلات اور پابندیوں کے دلدل میں پھنس کر رہ جاتا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ قسم کا کفارہ ادا کر دیں اور اس پابندی سے رستگاری حاصل کریں۔ آپ کی اور آپ کی امت کی تکلیف اور حقیقت رحمت اس کو گوارا نہیں۔

یہاں تحریم سے مراد شرعی تحریم نہیں کہ کسی حلال چیز کو حرام اعتقاد کرنے لگے بلکہ کسی چیز کے استعمال سے اجتناب احتراز مراد ہے۔ تفصیل آیت کے ضمن میں ملاحظہ فرمائیے۔

(۲) ازواج مطہرات کے دلوں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بے پناہ محبت تھی وہ بعض اوقات رقابت کے جذبہ کو بھڑکا دیتی اور ایسی صورت حال پیدا ہو جاتی جو حضور کے لیے باعث پریشانی ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں ان مطہرات کی تادیب فرمائی کہ وہ آئندہ ایسی کوئی حرکت نہ کریں جو حضور کے خاطر عاطر پر بار ہو۔ خواہ اس کا محرک تمہارا والہانہ جذبہ محبت ہی کیوں نہ ہو۔ تمہاری محبت کو خود غرضی سے پاک ہونا چاہیے بلکہ رضائے حبیب کا حلقہ بگوش ہونا چاہیے۔ تمہارے جذبات شوق کے تقاضے کچھ بھی ہوں انہیں ہر حال میں میرے نبی کی پسند اور ناپسند کا پابند ہونا ہے

(۳) ایک زوجہ محترمہ افشاء راز کر بیٹھیں۔ انہیں سرزنش فرما دی۔ اس سے امت کی خواتین کو بھی سبق مل گیا کہ وہ بھی اپنے

شوہروں کے دلوں کو خوش رکھا کریں ورنہ ان کی محض یہی نسبت ان کے لیے ان کے خاوندوں کے لیے بیکار ثابت ہو سکتی ہے۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی گھر والیوں کی اصلاح کے بعد اب غلامان مصطفےٰ علیہ وعلیہ التحیۃ والثنا کو حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ خود بھی دوزخ کا ایندھن بننے سے بچیں اور اپنے اہل وعیال کی بھی ایسی صحیح تربیت کریں کہ وہ جہنم کے عذاب سے بچ جائیں۔ گویا ماں باپ پر فرض کر دیا کہ وہ اپنے بچوں کے اخلاق کی کڑی نگرانی کریں۔

(۵) انسان سے گناہوں اور خطاؤں کا صدور ہوتا ہی رہتا ہے اس لیے توبۃ نصوحا یعنی خالص توبہ کرنے کی تلقین فرمائی تاکہ ہمارا دامن عمل ان بدنما داغوں سے پاک ہو جائے۔

(۶) آخر میں دو مثالیں ذکر فرمائیں۔ ایک کفار کے لیے اور ایک اہل ایمان کے لیے تاکہ دونوں گروہوں کو اپنی حیثیت کا پورا علم ہو جائے اور وہ کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ رہیں۔ ایمان اور محبت ہی کمزور سے کمزور انسان کو کس طرح ناقابل تسخیر بنا دیتی ہے اس کو ذہن نشین کرنے کے لیے حضرت آسیہ کا تذکرہ فرمایا۔ حضرت مریم علیہا السلام کی پاکدامنی کا ذکر کر کے مسلم خواتین کو ترغیب دلائی کہ وہ بھی اپنے گوہر عصمت کی حفاظت کریں۔ اسے کسی قیمت پر ہاتھ سے جانے نہ دیں۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے لطف وکرم سے انہیں بھی کسی نیک بخت اور سعادتمند فرزند کی ماں بننے کا شرف بخش دے۔

سورۃ التحریم مدنیۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم آیاتھا ۱۲ رکوعاتھا ۲

سورۃ التحریم مدنی ہے [illegible] اس کی آیتیں ۱۲ رکوع ۲

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ

اے نبی مکرم! آپ کیوں حرام کرتے ہیں اس چیز کو جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے [illegible] اپنی ازواج کی خوشنودی [illegible]

۱۔ اس سے پہلی سورت میں اہل ایمان کی عائلی زندگی سے متعلق چند احکامات کا ذکر ہوا۔ اس سورت میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خانگی زندگی کے [illegible] بیان فرمائے ہیں تاکہ امت نبی کریم کے اسوۂ حسنہ پر عمل کر سکے۔

ان آیات کے شان نزول کے بارے میں دو روایتیں بیان کی جاتی ہیں۔ پہلی روایت [illegible] کتابوں جیسے امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی صحیحین میں نقل کیا ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ نماز عصر کے بعد ازواج مطہرات کے حجروں میں تشریف لے جاتے اور تھوڑا تھوڑا وقت ہر ایک کے پاس تشریف رکھتے۔ ایک دفعہ ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے کسی نے شہد تحفہ بھیجا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب ان کے کاشانہ اقدس میں رونق افروز ہوتے تو وہ بڑے اہتمام سے شہد پیش کرتیں۔ حضور کو طبعی طور پر شہد بہت پسند تھا، اس لیے شوق سے تناول فرماتے۔ حضرت زینب کے ہاں معمول سے زیادہ قیام ہو جاتا [illegible] امہات المومنین [illegible] محبت [illegible] برداشت [illegible] شکایت کا جذبہ اتنا ہی قوی ہوتا ہے۔ آخر حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ضبط نہ ہو سکا۔ انہوں نے آپس میں [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت زینب کے پاس سے [illegible] کہ حضور! آپ کے دہن مبارک سے مغافیر کی بو آتی ہے۔ کیا حضور نے مغافیر [illegible] جس میں قدرے بو ہوتی ہے انہیں علم تھا کہ حضور اپنی نفاست [illegible] حضور نے فرمایا [illegible] مغافیر تو نہیں کھایا، البتہ زینب کے ہاں شہد نوش کیا ہے۔ اس کے بعد میں یہ شہد نہیں پیوں گا [illegible] فلن اعود له وقد حلفت لا تخبري بذلك احدا۔ اس وقت یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

دوسری روایت یہ ہے کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف ممالک کے سربراہوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دینے کے لیے [illegible] حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ [illegible] اسکندریہ کے والی مقوقس کے پاس گئے [illegible] نبی کریم کی [illegible] مقوقس [illegible] حضور کی خدمت میں ارسال کیے اور دو اعلیٰ خاندان کی لڑکیاں بھی بھیجیں جن میں سے ایک کا نام سیرین اور دوسری کا نام ماریہ (MARY) تھا۔ حضرت حاطب کی تبلیغ [illegible]

نے مدینہ طیبہ پہنچنے سے پہلے ہی اسلام قبول کر لیا۔ حضور نے سیرین بانو کی حضرت حسان بن ثابت کو مرحمت فرمادی اور ماریہ کو آزاد کر کے اپنی زوجیت کا شرف بخشا۔ انہیں کے بطن سے ذی الحجہ ۸ھ میں حضور کے صاحبزادے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے جو بعد میں ۱۸ ماہ کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ ایک روز ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باری تھی حضور سے اجازت لے کر وہ اپنے والد حضرت عمر سے ملنے گئیں۔ وہیں حضرت ماریہ آگئیں اور تخلیہ میں حضور کے ساتھ رہیں۔ اتفاق ایسا ہوا کہ حضرت حفصہ بھی واپس آگئیں اور باہر بیٹھ کر انتظار کرنے لگیں۔ جب حضور نے ماریہ کو رخصت کر دیا اور حضرت حفصہ نے ماریہ کو اپنے حجرے میں دیکھا تو انہیں سخت ناگوار گزرا اور یوں شکوہ کرنے لگیں۔ میری باری میں، میرے حجرہ میں، میرے بستر پر۔ اور یا رسول اللہ آپ مجھے حقیر سمجھتے ہیں اس لئے آپ نے ایسا کیا۔ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی جان نثار رفیقۂ حیات کی دل شکنی اور پریشانی برداشت نہ کر سکے اور قسم کھائی کہ آئندہ ماریہ سے ازدواجی تعلق نہ رکھیں گے اور حضرت حفصہ کو تاکید فرمائی کہ وہ اس کا ذکر کسی سے نہ کریں۔

واقعہ یہ ہے لیکن روایات میں بڑا اختلاف اور تعدد ہے کہیں کسی کا نام ہے کہیں کسی کا۔ اس لئے ان واقعات کی مختلف روایتیں نقل کرنے کے بعد امام ابن جریر طبری اپنی تفسیر میں اپنی رائے ان الفاظ میں تحریر کرتے ہیں:

والصواب من القول فی ذلک ان یقال کان الذی حرمہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی نفسہ شیئا کان اللہ قد احلہ لہ

یعنی درست بات یہی ہے کہ یوں کہا جائے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اوپر ایک ایسی چیز کو حرام کر دیا جس کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے حلال کیا تھا۔

قال النووی فی شرح مسلم الصحیح ان الآیۃ فی قصۃ العسل لا فی قصۃ ماریۃ المرویۃ فی غیر الصحیحین ولم تأت قصۃ ماریۃ من طریق صحیح

صحیح مسلم کی شرح میں امام نووی لکھتے ہیں کہ درست بات یہ ہے کہ آیت شہد کے قصہ میں نازل ہوئی اور ماریہ کے واقعہ میں نازل نہیں ہوئی جو غیر صحیحین میں مذکور ہے اور ماریہ کا واقعہ کسی صحیح سند سے مروی نہیں۔

یہ سب سن چکے، آئیے اب آیات طیبہ میں غور و فکر کریں۔

زمخشری معتزلی اور اس کے پیروکاروں نے یہاں بڑی نکتہ چینی کی ہے اور ایسی باتیں لکھی ہیں جن سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دامن عصمت پر حرف آتا ہے۔ آپ اہل حق کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں جن کو اللہ تعالیٰ نے حق شناسی اور ادب مصطفوی کی دولت لازوال سے مالا مال فرمایا ہے۔

علامہ ابو حیان اندلسی اپنی تفسیر "بحر محیط" میں تحریر فرماتے ہیں: یٰایھا النبی نداء اقبال و تشریف۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے یایھا النبی سے خطاب فرما کر اپنے حبیب کو اپنی طرف متوجہ کیا ہے اور شرف و عزت سے سرفراز فرمایا ہے۔ لم تحرم سوال تلطف ہے یعنی ازراہ لطف و محبت دریافت کیا ہے کہ اے حبیب! آپ نے ایسا کیوں کیا۔ اس کا قرینہ یہ ہے کہ پہلے نبی کے احترام سے خطاب فرمایا پھر سوال کیا، جس طرح عفا اللہ عنک لم اذنت لھم میں ہے۔ پھر فرماتے ہیں تحریم سے مراد تحریم شرعی نہیں یعنی جس طرح وحی الٰہی سے کسی چیز کو جو پہلے حلال تھی حرام کر دیا جاتا ہے اور اس کے بعد اس کی حرمت کا اعتقاد کرنا ضروری ہوتا ہے کیونکہ یہ حرام ہے بلکہ یہاں تحریم سے مراد امتناع ہے یعنی کسی چیز کے استعمال سے رک جانا جیسے کوئی شخص کسی حلال اور مباح چیز کے استعمال کرنے سے اپنے آپ کو روک لیتا ہے اور کہتا ہے

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ

اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دیا ہے تمہارے لیے تمہاری قسموں کو کھول دینے کا طریقہ (یعنی کفارہ)

اختیار کسی کو کسی دوسرے کے لیے ہے جس کی خوشنودی مطلوب ہوتی ہے۔ آخر میں لکھتے ہیں کہ ہم زمخشری کی عبارت نقل کرنے سے دانستہ گریز کر رہے ہیں کیونکہ اس میں ایسی باتیں لکھی ہیں جو حسنِ عقیدت کے منافی ہیں۔

علامہ آلوسی نے بھی تحریم کا معنی امتناع ہی بیان کیا ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر روح المعانی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ایک حلال چیز کو استعمال کرنے سے کیوں اجتناب کرتے ہیں۔

علامہ سید آلوسی اس کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

[illegible] عظيم شأنه صلى الله عليه وسلم [illegible] ترك الاولى بالنسبة الى مقامه السامي الكريم يعد كالذنب وان لم يكن في نفسه كذلك۔ یعنی اگرچہ آپ نے کسی گناہ کا ارتکاب نہیں کیا، زیادہ سے زیادہ اولیٰ کا ترک ہوا، لیکن آپ کے جلال اور کرم و مقام کے پیش نظر یہ مناسب نہ تھا۔ لیکن [illegible] کہتے ہیں کہ آیت میں جو عتاب ہے وہ کسی امر باطل کی وجہ سے نہیں بلکہ مزید شان کی وجہ سے ہے۔ حق تعالیٰ کو آپ کی ہر ادا کا خیال ہے۔ [illegible] اول ما عبارت یہ ہے۔ زمخشری کے متعلق لکھتے ہیں کہ اس کا قلم حسب عادت یہاں بھی پھسل گیا ہے۔ اس نے تحریم سے مراد شرعی تحریم لی ہے جو گناہ ہے اور حضور کی طرف منسوب کی ہے۔ آلوسی کہتے ہیں کہ [illegible] زمخشری کے قول کا جواب [illegible] الصلوٰة والسلام [illegible] میں کئی تنبیہات حاصل ہوتی ہیں۔ زمخشری نے حضور کے حق میں جو کچھ کہا ہے وہ اس کا اپنا گمان ہے [illegible] کیونکہ حلال کی تحریم کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ کسی حلال چیز کو حرام اعتقاد کر لیا جائے۔ یہ حرام ہے بلکہ کفر ہے اور نبی معصوم سے اس کا صدور ممکن نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ حلال کو حلال ہی سمجھا جائے لیکن اس کے استعمال سے اجتناب کیا جائے۔ ایسا کرنا مباح اور حلال ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تحریم کی یہی صورت تھی۔ [illegible] رضی اللہ تعالیٰ عنہ [illegible] وتحريما [illegible] النبي عليه الصلوٰة والسلام [illegible] كما قال علماؤنا رحمهم الله تعالیٰ۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے عتاب کی وجہ یہ ہے کہ حضور نے اپنی ازواج کی خوشنودی کے لیے [illegible] جس سے [illegible] اللہ تعالیٰ کو یہ ہرگز گوارا نہیں کہ اس کے محبوب کو تکلیف پہنچے۔ [illegible] آپ نے ایسا کیوں کیا۔ آپ کو اپنی ازواج کی خوشنودی مطلوب ہے تو کیا آپ کا آرام اور آپ کی راحت [illegible] ہے۔ ایسی [illegible] کی اطاعت کس طرح گوارا کی جا سکتی ہے۔

یہاں اس امر کا ذکر کر دینا بھی نامناسب نہ ہوگا کہ یورپ کے کئی متعصب مستشرقین نے حضرت حفصہ کے واقعہ کی [illegible] بڑی گستاخیاں کی ہیں اور ان کی تحریروں سے صاف ظاہر ہے کہ اسلام اور پیغمبر اسلام سے ان کی عداوت

وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مسئلہ [illegible]

[illegible]

بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ

اپنی بیویوں میں سے کسی ایک بیوی کو ایک بات مخفی [illegible] پھر جب اس نے وہ دوسری کو بتادی اور اللہ نے آپ کو اس سے آگاہ

عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ

کردیا آپ نے اس بیوی کو کچھ بتادی اور کچھ سے چشم پوشی فرمائی پھر جب نبی نے اس کو آگاہ کیا تو کہنے لگی

لگے وہ بات کیا تھی [illegible] کی [illegible] تھی اور منع فرمایا تھا کہ کسی دوسری سے وہ اس کا ذکر کرے جب [illegible] سوال کا جواب [illegible] کہا [illegible] شہد [illegible] نہیں کھاؤں گا اور قسم بھی کھائی [illegible] اس کی شان نزول [illegible] قبطیہ کا واقعہ ہے تفاسیر میں اس واقعہ [illegible] ہے

اگر ہم ابن جریر کے قول کو ترجیح دیں [illegible] کی بات تھی [illegible] کسی دوسری [illegible] سے [illegible] منع کیا [illegible] کہ آپ کی [illegible] اس کو بتایا [illegible] حضرت [illegible] کر دیا [illegible] یہ سب سے بڑی [illegible] ہے

بعض روایات میں منقول ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب حضرت [illegible] حضرت حفصہ [illegible] کے ساتھ [illegible] ابوبکر [illegible] اور عمر [illegible] ہوں گے [illegible] حضرت حفصہ نے [illegible] اور حضرت عائشہ کو اس کا ذکر کردیا [illegible]

(۲) اخرج ابن مردویہ عن ابن عباس وابن ابی حاتم عن مجاهد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسر الی حفصة تحریم ام ولدہ وان ابابکر وعمر یلیان الناس بعدہ. ترجمہ: ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے اور حضرت ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے [illegible] ابوبکر و عمر لوگوں کے والی ہوں گے

(۳) ابن مردویہ نے [illegible] حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی ہے کہ [illegible] حفصة [illegible] عائشة [illegible] ان اباک وابا عائشة [illegible] مطلب یہ ہے کہ حضور نے حضرت حفصہ کو بتایا کہ تیرا باپ اور عائشہ کا باپ میرے بعد امیر ہوں گے [illegible]

(۴،۵) واخرج ابو نعیم فی فضائل الصحابة عن الضحاک [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی حفصة

مَنْ أَنْبَأَكَ هَٰذَا ۖ قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ ۝ إِنْ تَتُوبَا إِلَى

آپ کو کس نے اس کی خبر دی ہے۔ فرمایا مجھے اس نے آگاہ کیا ہے جو علیم و خبیر ہے۔ اگر تم دونوں اللہ کے حضور توبہ کرو تو

اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا ۖ وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ

دل کچھ حق کی طرف سے مائل ہو چکے ہیں اور اگر تم ایک دوسرے کی پشت پناہی کرو گی آپ کے مقابلہ میں تو خوب جان لو کہ خدا تعالیٰ آپ

ان الخلیفة من بعدی ابو بکر و من بعد ابی بکر عمر

۲۔ واخرج ابن ابی حاتم نحوہ۔ ترجمہ: ابو نعیم نے فضائل الصحابہ میں ضحاک سے نقل کیا ہے کہ اس سر کا جس کا اس آیت کا راز یہ ہے کہ حضور نے حضرت حفصہؓ سے فرمایا کہ میرے بعد ابو بکر خلیفہ ہوں گے اور ان کے بعد عمر۔

ابن ابی حاتم نے بھی اسی قسم کی روایت نقل کی ہے۔

یہ تو اہل سنت کی کتب کے حوالے تھے شیعہ کے جلیل القدر علماء نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے چنانچہ علامہ طبرسی اپنی تفسیر مجمع البیان میں زجاج سے روایت کرتے ہیں۔ قال لما حرم علیه الصلوٰة والسلام ماریة القبطیة اخبر حفصة انه یملک من بعده ابو بکر و عمر فعرفها بعض ما افشت من الخبر و اعرض عن بعض ان ابا بکر و عمر یملکان من بعدی قال و قریب من ذلک ما رواہ العیاشی باسنادہ عن عبد اللہ بن عطاء المکی عن ابی جعفر الباقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ترجمہ: جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ماریہ قبطیہ کو حرام کیا تو بی بی کو بتایا کہ آپ کے بعد ابو بکر اور عمر والی ہوں گے اور کہا کہ اسی قسم کی وہ روایت بھی ہے جو عیاشی نے عبد اللہ بن عطاء کے واسطہ سے حضرت امام باقرؓ سے روایت کی ہے۔

یہاں ایک بات توجہ طلب ہے

قرآن کریم میں صراحت سے اس راز کو بیان نہیں کیا گیا۔ لیکن راز کے افشاء ہونے اور اس پر ناراضگی کرنے والی سرزنش کی تفصیل مذکور موجود ہے۔ اس سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ اپنے اہل خانہ سے راز کی بات کہنا درست ہے وہاں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جن کو راز دار بنایا جائے وہ اس راز کی پوری پوری نگہداشت کریں خصوصاً ان لوگوں کے اہل خانہ جو اہم ملکی و ملی امانات کی نگہداشت کے لیے مقرر ہیں۔ اگر ان کی بیویاں یا دوسرے متعلقین ان کے رازوں کی حفاظت نہیں کریں گے بلکہ افشا کر دیا کریں گے تو کبھی ان کے منصوبوں کو ناکام بنایا جا سکتا ہے اور انہیں ناقابل تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے۔

ف تتوبا کا فاعل حضرت حفصہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ نے جب حضرت فاروق اعظم سے اس آیت کا مصداق پوچھا تو آپ نے یہی دو نام لیے۔ تو بہتر ہے جملہ محذوف ہے۔ فقد صغت قلوبکما۔ صغو کا معنی ہے مائل ہو جانا۔ جب ستارے ڈوبنے لگتے ہیں تو عرب کہتے ہیں۔ صغت النجوم۔ آیت کا مطلب یہ ہوا کہ تمہارے دل مائل ہو گئے ہیں کہ جو ہو گئے ہیں۔ اس کی تشریح علامہ آلوسی نے ان الفاظ میں کی ہے۔ مالت عن الواجب من مخالصته علیه السلام بحب ما یحبه و کراهة ما

مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ

[illegible]

ظَهِيْرٌ عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ

بہتر ہوں گی ، مسلمان ، ایمان والیاں ، فرمانبردار ، توبہ کرنے والیاں ، عبادت گزار ، روزہ دار ،

ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ﴿۵﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ

کچھ پہلے بیاہیاں اور کچھ کنواریاں ۵ اے ایمان والو بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو

نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ

اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے اس پر مقرر فرشتے ہیں جو بڑے تند خو سخت ہیں

کے دونوں کے باعث بیچ میں ہی واؤ لائی گئی ہے۔

ف ازواج مطہرات کو تنبیہ کی جا رہی ہے کہ بے شک تمہاری بڑی شان ہے تم سرور عالم کی شریک حیات ہو لیکن اگر تم نے ایسے نبی کریم کی خوشنودی حاصل نہ کی اور قدر دانی کی عظمت سے غافل ہو کر آپ سے تمہیں یہ شرف زوجیت سے محروم کر دیا گیا تو نہیں ہوگا، ایسا کوئی نقصان نہیں ہوگا بلکہ اس کا رب آپ کو تمہارے بدلے ایسی بیویاں مرحمت کرے گا جو تم سے بہتر ہوں گی اور ان تمام صفات کی حامل ہوں گی۔ وہ جن اوصاف سے موصوف ہوں گی ان کو بیان بھی کر دیا گیا۔ ازواج مطہرات کے دوسرے اوصاف کے متعلق آ واضح ہیں۔ سائحات کا معنی عام طور پر صائمات کیا گیا ہے یعنی روزہ رکھنے والیاں۔ لیکن اس کا دوسرا معنی ہجرت بھی کیا گیا ہے کیونکہ سیاحت سے مراد جہاد ہے اور اسلام میں سیاحت صرف ہجرت ہی ہے جیسا کہ حدیث میں ہے لیس فی الاسلام سیاحۃ الا الہجرۃ۔ ثیبہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کی پہلے شادی ہو چکی ہو، وہ خاوند سے طلاق لے چکی ہو یا اس کا خاوند فوت ہو چکا ہو۔

ف اہل ایمان کو حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ خود اپنے آپ کو آتش جہنم سے بچائیں۔ لیکن ان کی ذمہ داری یہاں تک ہی ختم نہیں ہو جاتی بلکہ اپنے اہل و عیال کو بھی اس سے بچانے کی پوری کوشش کرنا ان پر لازم ہے۔ حضرت عمر کا ارشاد ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے عرض کی یا رسول اللہ نقی انفسنا فکیف لنا باھلینا اے اللہ کے رسول ہم اپنے آپ کو تو آگ سے بچا لیں گے اس کا مفہوم سمجھ میں آ گیا ہے لیکن اہل و عیال کو کیسے اس آگ سے بچائیں۔ فرمایا تنھونھم عما نھاکم اللہ وتامرونھم بما امرکم اللہ۔ یعنی تم اس طرح ان کو بچا سکتے ہو کہ جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں روکا ہے تم اپنے اہل و عیال کو بھی ان سے روکو اور جن کاموں کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے تم بھی انہیں حکم دو کہ وہ بھی بجا لائیں۔

مقاتل کہتے ہیں ہر شخص پر فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو اپنی اولاد کو اپنی بیوی اور اپنے غلاموں کو عذاب جہنم سے بچانے کی کوشش کرے۔ علامہ قرطبی نے الکیا کا قول نقل کیا ہے۔ وعلینا تعلیم اولادنا واھلینا الدین والخیر وما لا یستغنی عنہ من الادب۔ یعنی ہم پر فرض ہے کہ ہم اپنی اولاد اور اہل خانہ کو دین کی تعلیم دیں، ان کو نیکی سکھائیں اور وہ آداب جن کے بغیر چارہ نہیں ان کی تعلیم دیں۔

لَا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۞ يٰٓاَيُّهَا

نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی جس کا اس نے انہیں حکم دیا ہے اور وہ بجا لاتے ہیں جو ارشاد انہیں فرمایا جاتا ہے۔ اے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے حق الولد علی الوالد ان یحسن اسمہ ویعلمہ الکتابۃ ویزوجہ اذا بلغ یعنی باپ پر اولاد کا حق ہے کہ جب وہ پیدا ہو تو اس کا عمدہ نام تجویز کرے جب ہوش سنبھالے تو اسے تعلیم دے اور جب وہ بالغ ہو تو اس کی شادی کرے۔

دوسری روایت میں ہے ما نحل والد ولدًا افضل من ادب حسن کسی باپ نے اپنے بیٹے کو اچھے ادب سے بہتر کوئی تحفہ نہیں دیا۔

دینی تعلیم و عملی تربیت کا آغاز بچپن سے ہی ہونا چاہیے۔ [illegible] جس کام کی عادت بچپن میں پڑ جاتی ہے وہ اس کی فطرت ثانیہ بن جاتی ہے۔ جو والدین بچپن میں بچوں کی اخلاقی تربیت اور دینی تعلیم کی طرف توجہ نہیں کرتے ان کی اولاد عمر بھر دین سے بیگانہ رہتی ہے۔ اسی لیے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو حکم دیا مُرُوْا اَوْلَادَکُمْ بِالصَّلٰوۃِ لِسَبْعٍ وَاضْرِبُوْهُمْ لِعَشْرٍ وَفَرِّقُوْا بَیْنَهُمْ فِی الْمَضَاجِعِ جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب دس سال کے ہو جائیں اور نماز نہ پڑھیں تو انہیں مار کر پڑھاؤ اور اسی عمر میں ان کی خواب گاہیں جدا کر دو۔

کاش ہم ان فرامین نبوی اور ارشادات نبوی کی روشنی میں اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دیں تو ہمیں [illegible] کا شکار ہے۔ [illegible] دینی تعلیم و تربیت کا کوئی خاطر خواہ اہتمام نہیں بلکہ یہ درس گاہیں لادینی نظریات اور مادہ پرستانہ افکار کی آماجگاہ بن گئی ہیں۔ جب معاشرہ کی [illegible] ہماری نوجوان نسل [illegible] آتش [illegible] کے خلاف احتجاج کی ایک تیز و تند لہر [illegible] آج جب سینما اور ٹی وی کے مخرب اخلاق پروگرام [illegible] کہ وہ اپنی اولاد کی سخت نگرانی کریں۔ [illegible] حسن عمل [illegible] ان کے دلوں میں نیکی اور بھلائی سے ایک والہانہ محبت پیدا کریں۔ اگر ہمارے [illegible] تو آنے والی نسلوں کا خدا ہی حافظ ہے۔

۲ اس آگ پر فرشتوں کو نگران مقرر کیا گیا ہے۔ وہ فرشتے تند خو اور سخت مزاج ہیں کسی کی گریہ وزاری کا ان پر کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ وہ قوی اور توانا ہیں کوئی ان کی گرفت سے بھاگ نہیں سکتا۔ ان کا کام صرف اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری ہے۔ [illegible] تعمیل حکم میں سستی [illegible] کر سکتے ہیں۔

الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ۖ إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ⑦

کافرو! آج بہانے مت بناؤ ف۱۱ تمہیں اسی کا بدلہ دیا جا رہا ہے جو تم کیا کرتے تھے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا عَسَىٰ رَبُّكُمْ

اے ایمان والو! اللہ کی جناب میں سچے دل سے توبہ کرو ف۱۲ امید ہے تمہارا رب

ف۱۱ اے کافرو! قیامت کے دن بہانہ سازی کام نہ دے گی۔ عذر اور مجبوری پیش کرنے سے چھٹکارا نہ ہوگا۔ اس دن تمہیں ان کرتوتوں کی سزا دی جائے گی جو تم کرتے رہے ہو اور کسی بے انصافی کی شکایت کرنے کا تمہیں موقع نہیں ملے گا کیونکہ ان کے اپنے کئے کی سزا ہے۔

ف۱۲ یہاں سے اہل ایمان کو دعوت دی جا رہی ہے کہ اگر اس سے پہلے بعض کم فہمی یا بشری کمزوری کی وجہ سے تم سے غلطیاں سرزد ہو گئی ہیں تو وقت ضائع نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں سچے دل سے توبہ کر لو تاکہ وہ رحیم و کریم معاف فرما دے۔ تمہارے گناہوں کے بدنما داغوں کو اپنے دامن کرم میں یوں چھپا لے گا کہ کسی کو ان کا پتہ بھی نہ چلے گا۔ روز محشر فرشتے بھی تمہارے نامہ اعمال سے کوئی ایسی چیز پیش نہ کر سکیں گے جو تمہاری رسوائی کا باعث ہو۔ توبہ کرنے کے ساتھ تم کسی قسم کی تاخیر نہ کرو۔ ہاں یاد رکھو کہ توبہ نصوحا کرو۔

توبۃ نصوحا کی تشریح میں علمائے کرام کے بیس پچیس تیس اقوال منقول ہیں۔ جن سے چند پیش خدمت ہیں۔ اور آپ کے لیے اتنی ہی کفایت ہے۔

① وہ شہد جس کو موم اور دیگر آلائشوں سے پاک کر دیا جائے عسل ناصح (شہد خالص) کہتے ہیں۔ اگر نصوحا کا یہ معنی ہو تو مقصد یہ ہوگا کہ تمہاری توبہ نفاق، ریاء اور ملاوٹ کی آلائشوں سے پاک ہونی چاہیے۔

② پھٹے ہوئے کپڑے کو رفو کرنے کو بھی نصح کہتے ہیں۔ اگر نصوحا کا یہ ماخذ ہو تو پھر مطلب یہ ہوگا کہ جس طرح گناہوں سے تم نے اپنے دین کا لباس تار تار کر دیا ہے اور اپنے تقویٰ کے پیرہن کو چاک چاک کر دیا ہے اب ایسی توبہ کرو کہ وہ چاک رفو ہو جائے اور اس چاک کا کوئی نشان بھی باقی نہ رہے۔

③ نصوحا کا ایک معنی بہت ہے۔ اس وقت اس کا یہ مطلب ہوگا کہ ایسی توبہ کرو کہ اس کے آثار تمہاری زندگی میں نمایاں ہو جائیں۔ تم سب دیکھنے والا محسوس کرے کہ تمہاری زندگی میں تبدیلی رونما ہو گئی ہے اور وہ بھی اپنی حالت و عصیان سے اور زندگی کو ترک کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ یہ تشریح لغوی معانی کے اعتبار سے ہے۔ اب ذیل میں بعض احادیث کا مفہوم سنیے:

حضرت معاذ بن جبل نے عرض کی یا رسول اللہ ما التوبۃ النصوح توبۃ نصوح کسے کہتے ہیں۔ ارشاد فرمایا ان یندم العبد علی الذنب الذی اصاب فیعتذر الی اللہ ثم لا یعود الیہ کما لا یعود اللبن الی الضرع۔ یعنی جو گناہ بندے سے

أَنْ يُكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا

وہ دور کر دے گا تم سے تمہاری برائیاں ۱۴ اور تمہیں داخل کرے گا ایسے باغات میں جن میں بہتی ہیں

سے بیزار ہو اس پر نادم اور شرمسار ہو بارگاہ الٰہی میں معذرت طلب کرے جس طرح دودھ دوبارہ تھنوں میں داخل نہیں ہو سکتا یونہی اس سے گناہ صادر نہ ہو۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ توبہ کی تین شرطیں ہیں (۱) اس گناہ کو ترک کر دے (۲) جو گناہ کر بیٹھا ہے اس پر دل میں ندامت اور شرمندگی محسوس کرے (۳) پختہ عزم کرے کہ پھر کبھی ایسا نہیں کرے گا۔

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے ایک اعرابی کو سنا کہ کہہ رہا ہے اللّٰھم انی استغفرک واتوب الیک یا اللہ میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا یہ جھوٹوں کی توبہ ہے۔ عرض کیا وہ پھر سچی توبہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جس توبہ میں یہ چھ چیزیں پائی جائیں وہ سچوں کی توبہ ہے ① جو گناہ پہلے ہو چکے ہیں ان پر ندامت ② جو فرض ادا نہیں ہوئے ان کی قضا ③ کسی کا حق غصب کیا ہے تو اسے لوٹائے ④ جس کے ساتھ ناحق جھگڑا کیا ہے اس سے معافی مانگے ⑤ پختہ عزم کرے کہ آئندہ گناہ نہیں کرے گا ⑥ جس طرح پہلے تو نے اپنے نفس کو [illegible] اسی طرح اب اطاعت الٰہی میں اس کو گلا دے۔

یہ سچوں کی توبہ ہے یہ اولیاء کی توبہ ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی ہی توبہ کی توفیق ارزانی فرمائے کسی نے کیا خوب کہا ہے

توبہ چوں باشد پشیمان آمدن
بر در حق از سر عصیان آمدن

صد ہزاراں گر شکستی توبہ
[illegible] باز آ

یہ بات ہے کہ گناہوں پر کسی کی ندامت بھی ہو اس پر [illegible] عزت خاک میں مل گئی اگر کوئی شخص ان وجوہ سے اپنے گناہوں پر نادم ہو تو اسے توبہ نہیں کہا جائے گا۔ توبہ اس وقت ہوگی جب اسے اس بات پر ندامت ہو کہ اس نے اپنے رب کریم کی حکم عدولی کی ہے اپنے نفس امارہ کو خوش کرنے کے لیے اپنے پروردگار کو ناراض کر دیا ہے۔ [illegible] چاہیے تھا ایسا کیوں [illegible]

۱۴ یعنی اگر تم سچے دل سے توبہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ وہ تمہارے گناہوں کو بخش دے اور اپنی کرم [illegible] علامہ راغب اصفہانی لفظ کفر کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں والتکفیر ستره وتغطيته حتى يصير بمنزلة من لم يعمل [illegible]

[illegible] علامہ راغب [illegible] مستقل [illegible]

[illegible] تکفیر کا [illegible] کفر کا معنی اگر یہ لیا جائے کہ کفر یا کفران کا ازالہ تو بھی درست ہے [illegible] کا یہ قول منقول ہے

الْاَنْهٰرُ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ نُوْرُهُمْ

[illegible]

يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا

[illegible]

وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ

منافقین سے جہاد جاری رکھو اور ان پر سختی کرو ١١؎ اور آخرت میں ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ [illegible]

الْمَصِيْرُ ۞ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ

[illegible] کی بہت بری جگہ ہے بیان [illegible] ہے اللہ نے کافروں کے لیے نوح کی بیوی اور

امْرَاَتَ لُوْطٍ ۚ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ

لوط کی بیوی کی مثال ١٣؎ وہ دونوں ہمارے بندوں میں سے دو نیک بندوں کے نکاح میں تھیں پھر ان دونوں

١١؎ یہ حکم ہر زمانہ کے لیے ہے، کہ وہ منافقین سے جہاد جاری رکھو کبھی شمشیر و سناں سے کبھی [illegible] و دلائل و براہین سے [illegible] [illegible] کی مدد [illegible] ہے۔ مخالفت کے [illegible] دشمن سے [illegible] کا انتخاب کرنا [illegible] اور [illegible] کی حالت [illegible] واغلظ علیہم کا حکم دیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو ضیاء القرآن جلد دوم سورۂ توبہ آیت ٧٣ حاشیہ۔

١٣؎ مشرکین مکہ کہتے کہ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار ہیں۔ ہمیں ایمان لانے اور اعمال صالحہ کی کیا ضرورت ہے۔ اگر قیامت ہوئی تو حضور ہماری شفاعت کریں گے اور ہم بخش دیے جائیں گے۔ ان کی اس غلط فہمی کا ازالہ کرنے کے لیے یہ مثال [illegible] بیوی کا اپنے خاوند سے [illegible] تعلق ہوتا ہے [illegible] دونوں کی راحت اور تکلیف [illegible] لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ تعلق بھی اس وقت تک [illegible] جب تک [illegible] رشتہ اسلام [illegible] کسی عام آدمی کی بیوی کی مثال پیش نہیں کی بلکہ جلیل القدر انبیاء کی بیویوں کی مثال پیش کی ہے۔ ایک حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی اور دوسری حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی ان کے دلوں میں نفاق اور کفر [illegible] دشمنوں کی [illegible] پہنچایا کرتی تھیں [illegible] ان کی محبت کیا کرتے اور [illegible] ان کی بیویاں ہونا انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہ بچا سکا اور انہیں دوسرے جہنمیوں کے ساتھ جہنم رسید کیا گیا [illegible] شرک سے [illegible] ایمان سے [illegible] شفاعت [illegible] کی اجازت [illegible] مشرکین اور منافقین کے [illegible] صحیح احادیث [illegible] حضور [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] شفاعت فرمائیں

فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ

[illegible]

مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ

[illegible]

فِرْعَوْنَ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَمَرْيَمَ

[illegible]

ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا

[illegible]

وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

○

الحمد لله رب العالمين [illegible]

[illegible]

[illegible]

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ الملک

نام: پہلی آیت میں "الملک" کا لفظ ہے اسی کو اس کا عنوان مقرر کر دیا گیا۔ اس کی ۳۰ آیتیں ہیں۔ یہ تین سو تیس کلموں اور ایک ہزار تین سو تیرہ حروف پر مشتمل ہے۔

زمانۂ نزول: اس کے مضامین سے پتہ چلتا ہے کہ عہد نبوت کے آغاز میں اس کا نزول ہوا۔ اس زمانہ میں نازل شدہ دوسری سورتوں کی طرح یہاں بھی انسان کو بار بار غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے۔ اس کے سامنے اللہ تعالیٰ کی توحید اور یکتائی کے عقلی دلائل بڑے موثر انداز میں پیش کیے جا رہے ہیں۔ متعدد سوالات اٹھا کر ان کے جوابات کی ذمہ داری انسان کے علم و عقل کے سپرد کر دی گئی ہے۔ غور و تدبر کے نئے افق اس کے سامنے کشادہ کر دیئے گئے ہیں اور عقل و دانش سے کام لینے کی دعوت دی گئی ہے۔

مضامین: اس سورت کی ابتداء اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کے ذکر سے کی جا رہی ہے اور اس کا ذکر خود زبانِ قدرت سے ہو رہا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ اسے ہی زیب دیتا ہے کہ اپنی حمد و ثنا کرے۔

یہ بتا کر کہ حیات و موت کا نظام اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے پھر انسان کی توجہ اس کی حکمت کی طرف مبذول کر دی کہ اس سے مقصود صرف تمہارا امتحان ہے کہ تم میں سے کون اپنی زندگی اچھے سے اچھے کاموں کے لیے وقف کرتا ہے۔ اس کے بعد اپنی قدرت و حکمت کے ثبوت کے لیے اس کائنات کو پیش کیا اور دنیا بھر کے نقادوں کو بار بار دعوت دی کہ اس میں کوئی عیب تلاش کریں یا اس سے بہتر کوئی اور نقشہ تجویز کر کے دکھائیں۔ جب کسی کو جرأت نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی کسی چیز پر انگشت نمائی کر سکے۔ اس سے بہتر تو کجا اس کا مماثل بھی پیش کرنے سے ساری دنیا کے ماہرین عاجز ہیں، تو پھر نادان نہ بنو اپنے سروں کو اس کے سامنے جھکا دو، اس کی وحدانیت اور اس کی تمام صفات کمال پر ایمان لے آؤ ورنہ انجام بڑا خوفناک ہوگا۔ ایسے دوزخ میں پھینک دیے جاؤ گے جس کے شعلے غیظ و غضب سے کھول رہے ہوں گے اس وقت تم اپنی غلطیوں کا اعتراف کرو گے، لیکن اس وقت اعترافِ جرم کا تمہیں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

اسی ضمن میں بتا دیا کہ سب انسان حق ناشناس نہیں، کچھ وہ بھی ہیں جو اپنے رب کو بن دیکھے مانتے ہیں اور اس کی ناراضگی سے ہر وقت لرزاں و ترساں رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے گناہ بھی بخش دیئے جائیں گے اور انہیں اجر کبیر عطا فرمایا جائے گا۔ اس کے بعد اپنی قدرت کی کئی اور نشانیوں کا ذکر کیا۔ پھر انہیں سمجھایا کہ اگر تم نے انکار کی یہ روش نہ بدلی، تو

اللہ تعالیٰ کے لیے یہ کوئی مشکل نہیں کہ تمہیں زمین میں دھنسا دے یا پتھر برسا کر تمہیں ہلاک کر دے۔

حسب عادت بطور استہزاء انہوں نے وقوع قیامت کے بارے میں سوال کیا۔ اس کا جواب دیا کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ جب اس کا مقررہ وقت آجائے گا اور وہ برپا ہوگی تو اس وقت تمہارے چہرے مسخ ہو جائیں گے۔

آخر میں ان سے ایک اہم سوال کر کے جس کا ان کی روزمرہ کی زندگی کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے ان کے معبودوں کی بے بسی کو آشکارا کر دیا تاکہ وہ غور کریں اور سمجھیں اور اپنے قادر مطلق پروردگار کی جناب پاک میں جبین نیاز جھکا دیں اور اس کے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کو قبول کر کے سعادت دارین کے مستحق ہو جائیں۔

آخر میں چند احادیث لکھ رہا ہوں جن میں اس سورت کی قدر و منزلت بیان کی گئی ہے۔ خدا کرے قارئین کرام انہیں غور سے پڑھیں اور ان سے فائدہ اٹھائیں۔

١۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے:

قال ضرب بعض اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خباءہ علی قبر وھو لا یحسب انہ قبر فاذا قبر انسان یقرأ سورۃ الملک حتی ختمھا فاتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاخبرہ فقال رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ھی المانعۃ ھی المنجیۃ تنجیہ من عذاب القبر۔ (اخرجہ الترمذی وغیرہ)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے خیمہ ایک قبر پر نصب کیا انہیں یہ علم نہیں تھا کہ یہاں قبر ہے۔ پس اچانک انہوں نے سنا کہ کوئی آدمی سورۂ ملک پڑھ رہا ہے یہاں تک کہ اس نے اس سورت کو ختم کیا۔ وہ صحابی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا عرض کیا۔ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ سورت اللہ تعالیٰ کے عذاب کو روکنے والی ہے۔ یہ سورت اپنے قاری کو عذاب قبر سے نجات دلانے والی ہے

٢۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سورۃ من کتاب اللہ ما ھی الا ثلاثون آیۃ شفعت لرجل حتی غفر لہ

حضرت ابوہریرہ راوی ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ تبارک الذی اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ایک سورت ہے جس کی صرف تیس آیتیں ہیں۔ اس نے ایک آدمی کے لیے شفاعت کی یہاں تک کہ اسے بخش دیا گیا (ابوداؤد، ترمذی وغیرہ)

٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے:

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یقرأ الٓمٓ تنزیل السجدۃ و تبارک الذی بیدہ الملک کل لیلۃ لا یدعھما فی سفر ولا حضر

یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ ہر رات سفر و حضر میں سورہ سجدہ اور سورہ ملک پڑھا کرتے

٤۔ حضرت ابن عباس نے ایک شخص کو کہا کیا میں تمہیں ایک ایسا تحفہ نہ دوں جس سے تم خوش ہو جاؤ۔ اس نے

عرض کی بڑی مہربانی آپ نے فرمایا:

اقرأ تبارک الذی بیده الملک علی اهلک وجمیع ولدک وصبیان بیتک وجیرانک فانها المنجیه والمجادلة یوم القیامة عند ربها لقارئها

آپ نے فرمایا کہ سورہ ملک پڑھا کرو، اپنی بیوی کو بھی سکھاؤ، اپنی ساری اولاد، اپنے گھر کے بچوں، اور اپنے پڑوسیوں کو بھی سکھاؤ کیونکہ یہ نجات دینے والی ہے۔ یہ قیامت کے دن اپنے رب کے حضور میں اپنے قاری کے لیے جھگڑا کرے گی اور اسے عذاب سے بچائے گی۔

● حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے:

لوددت انها فی قلب کل انسان من امتی۔

میں اس بات کو بہت پسند کرتا ہوں کہ میری اُمت کے ہر مومن کو یہ سورت یاد ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی تلاوت کی، اس کے معانی و اثرات سے بہرہ ور ہونے کی توفیق ارزانی فرمائے آمین

سُورَةُ الْمُلْكِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثُونَ اٰيَةً وَفِيهَا رُكُوعَانِ

سورہ ملک مکی ہے جس کی ۳۰ آیتیں اور ۲ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ

[illegible]

الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ

جس نے پیدا کیا ہے موت اور زندگی کو تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے عمل کے لحاظ سے کون بہتر ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ ۝٢ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا

اور وہی ذی عزت والا بہت بخشنے والا ہے۔ جس نے بنائے ہیں سات آسمان اوپر تلے ف

مَا تَرٰى فِي خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ

تجھے نظر نہیں آئے گا (اے دیکھنے والے) رحمٰن کی آفرینش میں کوئی خلل۔ ذرا پھر نگاہ اٹھا کر دیکھ، کہیں ب

ف [illegible] سب سے پہلے [illegible] موت و حیات کا سلسلہ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] اس کے آگے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کوئی [illegible] [illegible] اس کی [illegible] کی راہ میں [illegible] وقت [illegible] کرتے رہو۔

اس آیت کے ضمن میں [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] احسن عملا [illegible] اغتنم خمسا قبل خمس شبابک قبل هرمک وصحتک قبل سقمک وغناک قبل فقرک وفراغک قبل شغلک وحیاتک قبل موتک [illegible] صحت کی حالت [illegible] بیماری کی حالت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

ف اس کی ترکیب میں مختلف اقوال ہیں: (۱) [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible] طباقا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کا مفعول ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آسمانوں کی تخلیق میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ایک دوسرے کے [illegible] [illegible]

تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۝۳ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ

[illegible]

الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ۝۴ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ۝

[illegible]

وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

[illegible]

اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ ۝ تَكَادُ تَمَيَّزُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِنَ الْغَيْظِ ۖ كُلَّمَآ أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ أَلَمْ يَأْتِكُمْ

کے پھٹا جاتا ہے [illegible]

نَذِيرٌ ۝ قَالُوا۟ بَلَىٰ قَدْ جَآءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ

[illegible]

ٱللَّهُ مِن شَىْءٍ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا فِى ضَلَٰلٍ كَبِيرٍ ۝ وَقَالُوا۟ لَوْ كُنَّا

[illegible]

[illegible]

[illegible] الشهيق [illegible]

[illegible]

[illegible]

نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ⑩ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ

سنتے یا سمجھتے تو نہ ہوتے ہم دوزخیوں میں [illegible]

فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ⑪ اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ

سو پھٹکار ہو اہل جہنم پر ۔ بے شک جو لوگ اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں ف۵

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿١٢﴾ وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ

ان کے لیے اللہ کی مغفرت اور اجر عظیم ہے [illegible] اور تم اپنی بات آہستہ کہو یا بلند آواز سے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا بے شک

عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿١٣﴾ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِيْفُ

وہ خوب جانتا ہے [illegible] کیا وہ نہیں جانتا جس نے پیدا کیا [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ کا ہر حکم حکمت و دانائی پر مبنی ہے۔

[illegible]

[illegible] ساتھ ہی ہوا۔

[illegible]

الْخَبِيرُ ﴿١٤﴾ هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا

[illegible]

وَكُلُوا مِن رِّزْقِهِ ۖ وَإِلَيْهِ النُّشُورُ ﴿١٥﴾ أَأَمِنتُم مَّن فِي السَّمَاءِ أَن

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَّخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ تَمُورُ ۝١٦ أَمْ أَمِنتُم مَّن فِي السَّمَاءِ

[illegible]

أَن يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا فَسَتَعْلَمُونَ كَيْفَ نَذِيرِ ۝١٧ وَلَقَدْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ۝ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ

اور ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں نے بھی جھٹلایا [illegible] تو کیسا تھا میرا عذاب ٢٢ کیا انہوں نے [illegible] پرندوں کو [illegible]

اِسی کا قرآن و احادیث میں ہے یعنی سب سے اعلیٰ [illegible] وہ کہتے ہیں من فی السماء کا معنی ہے کہ جو آسمان میں ہے اور اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے یعنی وہ آسمان پر کس طرح ہے [illegible] مطلوب [illegible] ہیں۔ وہ کہتے ہیں ہم اس کا یقین رکھتے ہیں [illegible] اہل تحقیق نے اس آیت کو [illegible] جب ہم اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتے ہیں [illegible] اس سے کوئی سوال کرتے ہیں تو ہمارے ہاتھ [illegible] آسمان کی طرف اٹھ جاتے ہیں [illegible] اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی ذات عظمت بلندی اور کبریائی سے موصوف ہے [illegible] آسمان کی طرف [illegible] ایک فطری امر ہے شاید اسی لیے من فی السماء فرمایا گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاکرم اعلم بالصواب

ابو داؤد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص حبشی لونڈی لے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا [illegible] مومن غلام آزاد کرنا واجب ہو گیا ہے کیا میں اس لونڈی کو آزاد کر دوں [illegible] ہو سکتی ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس لونڈی سے پوچھا اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ تو اس نے انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ حضور نے پوچھا میں کون ہوں؟ اس نے پہلے حضور کی طرف اور پھر آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں۔ اس پر حضور نے فرمایا "اسے آزاد کر دو یہ مومنہ ہے"

٢٢ یعنی تم سے پہلے بھی [illegible] جنہوں نے کفر و شرک اختیار کیا اور اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کو اپنا شعار بنا لیا [illegible] دیکھیے ان کا انجام کیا ہوا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور حق [illegible] کر دیے گئے [illegible] عبرت حاصل کرو [illegible] [illegible] اصل میں کیف کان نکیری تھا

فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ ؔ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍۭ

[illegible]

بَصِيْرٌ ۝ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ

[illegible]

الرَّحْمٰنِ ؕ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِیْ غُرُوْرٍ ۝ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ يَرْزُقُكُمْ

[illegible]

اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ ۝ اَفَمَنْ يَّمْشِیْ مُكِبًّا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عَلٰى وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓى اَمَّنْ يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۲﴾

چلا جا رہا ہے وہ راہ راست پر ہے یا وہ جو سیدھا ہو کر صراط مستقیم پر گامزن ہے ؎۲۸

قُلْ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ

آپ فرمائیے وہی تو ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے لیے کان، آنکھیں اور دل بنائے ؎۲۹

قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۳﴾ قُلْ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَ

لیکن بہت کم شکر گزاری کرتے ہو ؎۳۰ آپ فرمائیے کہ اسی نے تمہیں پھیلا دیا ہے ؎۳۱ زمین میں اور [illegible]

[illegible]

؎۲۸ ظاہری حالت کی ایک یہ شخص سے تشبیہ دی جا رہی ہے جو سر کو جھکائے کسی راستہ پر چلا جا رہا ہے۔ وہ نہ دیکھتا [illegible] اس کی ٹھوکر لگ سکتی ہے۔ کسی وقت یہ شخص کسی چیز سے ٹکرا کر اپنا سر پھوڑ سکتا ہے۔ [illegible] گڑھے میں گر کر اپنی ٹانگ توڑ سکتا ہے۔ [illegible] اور دوسری طرف ایسے شخص سے تشبیہ دی گئی ہے جو سیدھا ہو کر [illegible] چل رہا ہے۔ [illegible] ایسا شخص جب چلتا ہے تو راستہ کو دیکھ کر چلتا ہے۔ [illegible] ایسے شخص کا یہی حال ہے [illegible] تم خود فیصلہ کرو کہ صحیح راہ پر کون چلتا ہے۔ [illegible] مثال ہے۔

؎۲۹ کائنات کی ہر چیز کو اپنے فضل سے پیدا کیا ہے۔ اسی طرح انسان کی تخلیق بھی اس نے کی ہے لیکن انسان کو جو [illegible] صلاحیتیں [illegible] کسی کو نہیں بخشی گئیں۔ [illegible] آنکھیں بخشی ہیں [illegible]

؎۳۰ یعنی بہت کم ایسے لوگ ہیں جو ان [illegible] کو صحیح طور پر استعمال کر کے شکر گزاری کا حق ادا کرتے ہیں۔

؎۳۱ ذرا کے دو معنی ہیں، پیدا کرنا اور پھیلا دینا۔ دونوں درست ہیں۔

إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٢٤﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٥﴾

[illegible]

قُلْ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِندَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٢٦﴾ فَلَمَّا رَأَوْهُ

[illegible]

زُلْفَةً سِيئَتْ وُجُوهُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَقِيلَ هَٰذَا الَّذِي كُنتُم

[illegible]

بِهِ تَدَّعُونَ ﴿٢٧﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَهْلَكَنِيَ اللَّهُ وَمَن مَّعِيَ أَوْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾ قُلْ هُوَ

ہم پر رحم فرمائے تو کون بچائے گا کافروں کو دردناک عذاب سے ش فرمائیے وہ رحمان ہے

الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ

ہم اسی پر ایمان لائے ہیں اور اسی پر ہم نے توکل کیا ہے۔ پس عنقریب تمہیں پتہ چل جائے گا کہ کون کھلی

ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ

گمراہی میں ہے ش آپ پوچھیے اگر ہو جائے تمہارا پانی زمین کی تہہ میں اتر جانے والا تو کون ہے

يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ﴿۳۰﴾

چشمہ صاف پانی کون لا دے گا؟ ش

ش یعنی ہمارے ساتھ تو جو ہوگا تم اس کی فکر کرو، تمہاری خیر صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان لانے میں ہے جب اس نے تمہیں پکڑ لیا تو تمہیں کون اس گرفت سے بچائے گا۔ تمہارا سارا وقت ہم پر [illegible] میں صرف ہو رہا ہے۔ [illegible] تم ہم پر تنقید کرنے میں مصروف رہتے ہو۔ کبھی اپنے گریبان میں بھی جھانک لیا کرو اور سوچا کرو کہ تمہارے بارے میں کیا ہوگا۔

ش ہم [illegible] ہیں۔ [illegible] کہ اس دنیا میں بھی وہ کامیاب و کامران رہے [illegible] اور آخرت میں بھی [illegible] تو تم بتاؤ کہ [illegible] اور [illegible] ایمان ہے [illegible] تم [illegible] تمہیں پتہ چلے گا، اب تم ہی فیصلہ کرو کہ گمراہ کون ہے [illegible] اس انکار [illegible] اس تکرار [illegible] مسلم [illegible]

[illegible]

ش غور سے مراد [illegible] ہیں۔ [illegible] چشمے [illegible] کنویں [illegible] پانی [illegible] یہاں [illegible] کہ اگر [illegible] تو [illegible] گیا ہے۔ [illegible] کہ اگر [illegible] اس [illegible] کہ [illegible] تو پھر اس [illegible] تمہیں [illegible] زندگی [illegible] ضروریات مہیا کیں۔

[illegible]

یاد رکھو کہ پانی کے چشمے [illegible]

بزرگوں کا ارشاد ہے کہ جب یہ آیت پڑھے تو اللہ کہے رب العالمین تاکہ سوال کا صحیح جواب ہو جائے

○

الحمد لله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير
والصلاة والسلام على الحبيب المصطفى رسول الله خير خلقه سيد الخلق محمد المبعوث
رحمة للعالمين وعلى آله وأصحابه ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين.
فاطر السموات والأرض أنت وليي في الدنيا والآخرة توفني مسلما وألحقني بالصالحين

○

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ القلم

نام: یہ سورت دو ناموں سے زیادہ مشہور ہے۔ سورۃ "ن" اور "القلم"۔ یہ دو رکوع، باون آیتوں، تین سو کلمات اور ایک ہزار دو سو چھپن حروف پر مشتمل ہے۔

نزول: باتفاق علماء اس کا نزول مکہ مکرمہ میں ہوا۔

مضامین: حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت و ارشاد کا سلسلہ بڑی سرگرمی سے شروع کر دیا ہے۔ قرآن کریم کی سورتیں یا آیات نازل ہوتی ہیں حضور انہیں لے کر گلی گلی جاتے ہیں ان کی تلاوت کرتے ہیں اور لوگوں کو سناتے ہیں۔ اسلام ایسے کی نورانی پابندی ہوتے ہیں اور دامن رحمت سے وابستہ ہو جاتا ہے وہ بڑی سرگرمی سے ان پر عمل پیرا ہو جاتا ہے۔ ساتھ ہی مخالفت کی تحریک اٹھتی ہے ظلم و ستم کا آغاز ہو جاتا ہے۔ اس کے باوجود اللہ کے بندے اپنے اللہ کے بتائے ہوئے راستہ پر بڑی جانبازی سے گامزن ہیں۔ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس والہانہ جوش و خروش کو دیکھ کر تصویر حیرت بن جاتے ہیں اور آخر اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ یہ دیوانہ ہے، اس کا دماغ ناکارہ ہو گیا ہے۔ سوچ و بچار یا تمیز کی صلاحیت باقی نہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ قسم کھا کر کفار کے ان الزامات کی تردید کرتا ہے کہ میرا محبوب دیوانہ نہیں ہے بلکہ اخلاق عالیہ کی ان رفعتوں پر فائز ہے جہاں کسی کی رسائی نہیں ہو سکتی۔ جس کا کردار اتنا بلند ہو، جس کی سیرت اتنی بے داغ اور جس کے اعمال سراپا خیر ہوں بھلا اس کو مجنون کہنا کس طرح روا ہے؟

اس کے بعد فرمایا کہ اے حبیب وہ تو چاہتے ہیں کہ آپ ان کے ساتھ مداہنت سے کام لیں اور مصالحت کا رویہ اختیار کریں تو وہ بھی آپ کے ساتھ سختی کا سلوک ترک کر دیں لیکن آپ کا یہ شیوہ ہی نہیں۔ وہ لوگ جو اپنے معاشرے کے رؤسا ہیں اپنے مشرکانہ عقائد کے سرغنے ہیں۔ ذرا ان کے اعمال پر تو نظر ڈالو ہر قسم کی اخلاقی برائی کے مجسم ڈھیر لگے ہوئے ہیں نیکی کی کوئی کرن بھی تو وہاں نظر نہیں آتی تیرے جیسا مرقع دلبری و زیبائی بھلا ان کی پیروی کیسے کر سکتا ہے۔

جس دولت و ثروت اور جاہ و منصب پر یہ اتراتے ہیں تیرے رب کی جناب میں تو اس کی کوئی وقعت نہیں۔

پھر زر پرستانہ اور سرمایہ دارانہ ذہنیت کی ایسی صحیح تصویر کھینچ کر رکھ دی کہ جسے دیکھ کر طبیعت میں ایسی ذہنیت سے خود بخود نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ جو شخص دولت کی فراوانی کے باوجود کسی غریب کو ایک حبہ تک دینے سے گریزاں ہو اس سے بُرا انسان اور کون ہو سکتا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی بتایا کہ متقی لوگوں کے لیے جنت ہے اور ان کے ساتھ جو سلوک

کیا وہ بیچارہ دوزخ سے بالکل الگ ہوگا جو مسلمہ مجرموں کے ساتھ روا رکھی جائے گی۔ خواب غفلت میں بے سدھ پڑے رہنے والوں کو متنبہ کیا کہ اب وقت ہے جبین نیاز اپنے پروردگار کے حضور جھکا لو ورنہ قیامت کے دن تم چاہو گے کہ سجدہ کرسکو لیکن ہولناکیٔ محشر کے باوجود تم ایسا نہیں کرسکو گے۔ تمہاری پشت اور گردن اکڑ جائے گی۔

اللہ تعالیٰ آخر میں اپنے حبیب کو تسلی دے رہا ہے کہ یہ سرکش جتنے دندناتے پھر رہے ہیں ہم انہیں یوں ہلاکت کے گڑھے میں دھکیل دیں گے کہ انہیں خبر تک نہ ہوگی۔

آخر میں حضرت یونس علیہ السلام کا واقعہ بیان کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کی تلقین فرمادی گئی۔

نیو ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا

۱۴-۳-۷۷

سُوْرَةُ الْقَلَمِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ اثْنَتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّرُكُوْعَانِ

سورۃ القلم مکی ہے　اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان نہایت رحم والا ہے　اس میں ۵۲ آیات اور دو رکوع ہیں

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝۱ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝۲

نٓ قسم ہے قلم کی اور جو کچھ وہ لکھتے ہیں ف۱ آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں ف۲

ف۱ نٓ حروف مقطعات میں سے ہے [illegible] رسول کریم کے درمیان راز ہیں [illegible]

یہاں ایک اور [illegible] اپنی کتاب [illegible] میں لکھتے ہیں [illegible]

[illegible] ن والقلم [illegible]

[illegible] والقلم [illegible]

[illegible]

قرآن حکیم [illegible]

[illegible]

ف۲ یہ جواب قسم ہے [illegible]

وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۚ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ④

اور یقیناً آپ کے لیے ایسا اجر ہے [illegible] اور بے شک آپ عظیم [illegible] خلق کے مالک ہیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کا ایسا ہوا۔ اس آیت کا [illegible] معانی و مطالب کا ایک [illegible] ہے۔ اس لیے [illegible] وقت حضرت [illegible]
[illegible] ایک عجیب [illegible] ہو جاتا ہے۔

پہلے یہ سمجھ لیں کہ خلق کس کو کہتے ہیں۔ علامہ [illegible] اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ الخلق ملکۃ نفسانیۃ یسھل علی المتصف بھا الاتیان بالافعال الجمیلۃ۔ یعنی خلق نفس کی اس کیفیت کو کہتے ہیں جس کے باعث [illegible] کے لیے افعال جمیلہ اور خصال حمیدہ پر عمل پیرا ہونا آسان اور سہل ہو جائے۔

[illegible]

عظیم بہت بڑا۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں [illegible]
[illegible] عظیم کہتے ہیں۔

علیٰ استعلاء کے لیے ہے [illegible]
انک لعلیٰ خلق عظیم [illegible]

[illegible]

ابراہیم علیہ السلام [illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ہیں۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

امام شرف الدین بوصیری [illegible] کیا خوب فرمایا ہے۔

فاق النبیین فی خَلقٍ وفی خُلُقٍ
ولم یدانوہ فی علمٍ ولا کرمِ

فانہ شمس فضلٍ ھم کواکبھا
یظھرن انوارھا للناس فی الظلمِ

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ظاہری شکل و صورت اور سیرت و اخلاق کے لحاظ سے تمام انبیاء سے بڑھ کر ہیں۔ کوئی نبی آپ کے مقام علم اور شان کرم کے قریب بھی نہیں پہنچ سکا۔ حضور کی ذات بزرگی کا آفتاب ہے۔ سارے انبیاء آپ کے ستارے ہیں اور وہ ستارے جہالت کے اندھیروں میں آپ کے انوار اور تجلیوں کو ظاہر کر رہے ہیں۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب کسی نے خلق مصطفوی کے بارے میں پوچھا تو آپ نے مختصر و جامع جواب دیا کان خلقہ القرآن۔ حضور کا خلق قرآن تھا یعنی جن جن محاسن اور مکارم اخلاق کو اپنانے کا قرآن نے حکم دیا ہے حضور ان سے کامل طور پر متصف تھے اور جن جن باتوں اور فضول کاموں سے بچنے کا قرآن نے حکم دیا ہے حضور ان سے بیگانہ اور منزہ و مبرا تھے۔ ایک دوسرے شخص نے جب یہی سوال کیا تو ام المومنین نے فرمایا: سورۃ المومنون کی پہلی دس آیتیں پڑھو۔ ان میں ہی حضور کے خلق کی صحیح تصویر ہے۔

امام ابراہیم تیمی قدس سرہ فرماتے ہیں: "لیکن خلق عظیم آنست کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام بود کہ ہر چہ داشت از دنیا و آخرت بالکلی با حق گذاشت"۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلق سے مراد یہی ہے کہ حضور اپنی مرضی اور مشیت سے دستکش ہو گئے اور اپنے آپ کو کلیۃ حق تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔

امام قشیری کا ارشاد ہے "ظاہر با خلق بود و دل با حضرت حق گذشت" (روح البیان) یعنی آپ کا ظاہر مخلوق کے ساتھ مشغول ہوتا اور دل جلوۂ حق سے ایک لمحہ کے لیے بھی جدا نہ ہوتا۔

حضرت جنید کی رائے ہے "انما سمی خلقہ عظیما لانہ لم تکن لہ ہمۃ سوی اللہ تعالیٰ" (قرطبی)۔ حضور کے خلق کو عظیم اس لئے کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر حضور کی کوئی اور خواہش نہ تھی۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کیا خوب ترجمانی کی ہے ؎

لہ ہمم لا منتہی لکبارہا ۔ وہمتہ الصغری اجل من الدہر

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہمتیں اور مقاصد بے شمار ہیں۔ ان میں سے جو سب سے بڑے ہیں ان کی تو حد ہی نہیں۔ حضور کی چھوٹی سے چھوٹی ہمت اور ارادہ بھی زمانہ سے بڑھ کر تھا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے ادبنی ربی فاحسن تادیبی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ادب سکھایا اور اس کا ادب سکھانا بہت خوب تھا۔

جب اس عبد کریم کا مؤدب، مربی اور معلم خود رب العالمین ہو تو پھر اس آئینہ ارشاد کے حسن ادب، حسن تربیت اور کمال علم کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دس سال حضور کی خدمت کی۔ حضور نے کبھی اف تک نہیں کہا۔ جو کام میں نے کیا اس کے متعلق کبھی نہیں فرمایا کہ تم نے یوں کیوں کیا اور جو کام نہیں کیا اس کے متعلق کبھی یہ نہیں پوچھا کہ کیوں نہیں کیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حسن و جمال میں بھی تمام لوگوں سے بڑھ کر تھے۔ میں نے کوئی ریشم، کوئی دیباج حضور کی ہتھیلی سے زیادہ نرم نہیں چھوا۔ کوئی مشک، کوئی عطر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پسینہ سے زیادہ خوشبودار نہیں سونگھا۔

شاہ خوباں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صرف قول ہی سے نہیں بلکہ اپنے کردار اور تصویر عمل سے بھی مبعوث ہوئے تھے کہ ان نفوس کو عملاً مائل کر دیا۔ ان کی اسی تربیت خاص کا ثمرہ تھا کہ ان میں سے ہر ایک ... بے شمار شہادتیں موجود ہیں جن میں سے

مروی چند حدیثیں لکھی جاتی ہیں جن میں صحابہ کرام کو اخلاق حسنہ کی تعلیم دی گئی ہے۔

۱۔ عن ابی ذر رضی اللہ تعالی عنہ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اتق اللہ حیثما کنت واتبع السیئۃ الحسنۃ تمحہا وخالق الناس بخلق حسن۔ ترمذی حسن صحیح

حضرت ابوذر کہتے ہیں کہ حضور کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا: تم جہاں بھی ہو اللہ تعالی سے ڈرتے رہو۔ گناہ سرزد ہو جائے تو اس کے بعد نیکی کرو، وہ نیکی اس گناہ کو مٹا دے گی، اور لوگوں کے ساتھ حسن خلق سے پیش آیا کرو۔

۲۔ عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قال ما شیء اثقل فی میزان المؤمن یوم القیامۃ من خلق حسن وان اللہ تعالی لیبغض الفاحش البذی۔ ترجمہ: قیامت کے دن مومن کے میزان میں حسن خلق سے زیادہ وزن دار کوئی چیز نہ ہو گی اور اللہ تعالی فحش کلام کرنے والے بدزبان سے بغض رکھتا ہے۔

۳۔ وعنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم یقول ما من شیء یوضع فی المیزان اثقل من حسن الخلق وان صاحب حسن الخلق لیبلغ بہ درجۃ صاحب الصلوۃ والصوم۔ ترجمہ: میزان میں حسن خلق سے زیادہ بھاری کوئی چیز نہیں رکھی جائے گی اور حسن خلق والا اپنے اخلاق کی وجہ سے بکثرت نماز پڑھنے والے اور روزے رکھنے والے کے مرتبہ کو پا لیتا ہے۔

ذرا یہ حدیث بھی توجہ سے پڑھیے:

عن جابر رضی اللہ تعالی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قال ان من احبکم الی واقربکم منی مجلسا یوم القیامۃ احاسنکم اخلاقا وان ابغضکم الی وابعدکم منی مجلسا یوم القیامۃ الثرثارون والمتشدقون والمتفیہقون قالوا یا رسول اللہ قد علمنا الثرثارون والمتشدقون فما المتفیہقون قال المتکبرون۔

ترجمہ: حضرت جابر سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جن کے اخلاق اچھے ہوں گے۔ اور مجھے سب سے زیادہ ناپسند اور قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو بہت باتیں کرنے والے، منہ پھاڑ کر باتیں کرنے والے اور متفیہقون ہوں گے۔ عرض کیا گیا: پہلے دو لفظوں کا مطلب ہم سمجھ گئے، تیسرے لفظ کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: متکبر لوگ۔

روح البیان میں علامہ اسماعیل حقی نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالی کے نزدیک خلق کی تین سو ساٹھ صورتیں ہیں، جس کو ان میں سے ایک صورت بھی عطا کی گئی وہ جنت میں داخل ہو گا۔ قال ابوبکر رضی اللہ عنہ ہل فی منہا شیء یا رسول اللہ۔ صدیق نے عرض کی یا رسول اللہ! ان میں سے کوئی چیز مجھ میں بھی پائی جاتی ہے؟ فقال کلہا فیک یا ابابکر واحبہا الی اللہ السخاء۔ حضور نے فرمایا: اے ابوبکر! تم میں حسن خلق کی سب صورتیں موجود ہیں اور ان میں سے اللہ تعالی کے نزدیک سخاوت سب سے پسندیدہ ہے۔

اللہ تعالی اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے صدقے ہمیں بھی خوئے حسن کی نعمت سے سرفراز فرمائے۔ آمین ثم آمین!

فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُونَ ﴿٥﴾ بِأَييِّكُمُ الْمَفْتُونُ ﴿٦﴾ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ

عنقریب آپ بھی دیکھ لیں گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں سے کون مجنون ہے ؎ بیشک آپ کا رب خوب جانتا ہے

بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿٧﴾ فَلَا تُطِعِ

ان کو جو اس کی راہ سے بھٹک گئے ہیں اور انہیں بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت یافتہ ہیں ؎ پس آپ بات نہ مانیں

الْمُكَذِّبِينَ ﴿٨﴾ وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ ﴿٩﴾ وَلَا تُطِعْ كُلَّ

ان جھٹلانے والوں کی وہ تو چاہتے ہیں کہ کہیں آپ دین میں ڈھیلے پڑیں تو وہ بھی ڈھیلے پڑ جائیں گے ؎ اور بات نہ مانیے کسی ذلیل قسمیں

؎ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کا معنی یوں بیان کرتے ہیں فستبصر ویبصرون یوم القیامۃ یعنی آپ اور یہ قوم جو آپ کو مجنون کہتی ہے حقیقت حال سے پوری طرح اس روز واقف ہو جائیں گے جب حشر برپا ہوگا اس روز انہیں پتہ چلے گا کہ دیوانہ کون تھا۔ وحدہ لاشریک پر ایمان لانے والا اس کے احکام کی تعمیل کرنے والا یا بے جان پتھر کی مورتیوں کو پوجنے والا یا بتوں کی پوجا کرنے والا جس اللہ کی وحدانیت کا انکار کرنے والا قیامت کا انکار کرنے والا

مفتون: المجنون الذی فتنہ الشیطان یعنی وہ دیوانہ جس کو شیطان نے گمراہ کر دیا ہو

؎ آپ کا رب تعالیٰ جانتا ہے کہ راہ حق سے کون بھٹک گیا اور صراط مستقیم پر گامزن ہو کر کون قدم بڑھاتا ہوا منزل کی طرف بڑھ رہا ہے۔ فیصلہ اسی کے ہاتھ میں ہے۔ آپ کو لوگوں کی مخالفت کا اندیشہ ہے نہ معاندین کے ظلم سے گھبرانے کی ضرورت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ ان سے دل برداشتہ نہ ہوں جب دونوں فریقوں کے حالات سے وہ واقف ہے تو ان کو مناسب حال جزا بھی دے گا۔

؎ علامہ جوہری لکھتے ہیں ادہن اور داہن کا معنی ہے المصانعۃ۔ صاحب کشاف لکھتے ہیں الادهان التلیین لمن لا ینبغی له التلیین یعنی اس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا جو ایسے برتاؤ کے لائق نہ ہو

کفار کی آرزو تھی کہ آپ دعوت حق اور بت شکنی میں ذرا نرمی اختیار کریں تو وہ بھی آپ کی مخالفت میں سختی ترک کر دیں گے چنانچہ ان لوگوں نے بارہا حضور کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ آپ ہمارے معبودوں کی مذمت کرنا چھوڑ دیں ہم مصالحت کر لیں گے چند روز آپ ہمارے معبودوں کی پوجا کیا کریں اور چند روز ہم آپ کے خدائے واحد کی عبادت کیا کریں گے۔ اسلام اس دورنگی کو کب برداشت کر سکتا ہے اس سے صاف منع کر دیا گیا ہے۔

حَلَّافٍ مَّهِينٍ ﴿۱۰﴾ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيمٍ ﴿۱۱﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ

[illegible]

اَثِيمٍ ﴿۱۲﴾ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيمٍ ﴿۱۳﴾ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿۱۴﴾

[illegible]

اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۵﴾ سَنَسِمُهٗ عَلَى

[illegible]

الْخُرْطُوْمِ ﴿۱۶﴾ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اِذْ اَقْسَمُوْا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اہل عرب ان کی دل سے عزت کرتے ہیں، چاہیے تو یہ تھا کہ یہ لوگ ان نعمتوں کا شکر ادا کرتے [illegible] لیکن یہ لوگ [illegible] شروع کر دیا۔ [illegible] جب [illegible] چنانچہ ایک [illegible] کا ذکر کیا جاتا ہے

[illegible] مکان ہی نہیں ہوتا تھا

ایک [illegible] رات [illegible] لیکن جب [illegible] انجام [illegible]

ان آیات کے متعلق [illegible]

لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ ﴿١٧﴾ وَلَا يَسْتَثْنُونَ ﴿١٨﴾ فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ

کہ ضرور توڑ لیں گے اس کا پھل صبح ہوتے ہی   اور انھوں نے ان شاء اللہ نہیں کہا   پس پھر گیا اس پر ایک پھیرا لگانے والا

مِّن رَّبِّكَ وَهُمْ نَائِمُونَ ﴿١٩﴾ فَأَصْبَحَتْ كَالصَّرِيمِ ﴿٢٠﴾ فَتَنَادَوْا

تیرے رب کی طرف سے اور وہ سو رہے تھے   [illegible] جیسے کٹا ہوا کھیت   پھر آپس میں ایک دوسرے

مُصْبِحِينَ ﴿٢١﴾ أَنِ اغْدُوا عَلَىٰ حَرْثِكُمْ إِن كُنتُمْ صَارِمِينَ ﴿٢٢﴾

کو صبح ہوتے   کہ سویرے سویرے اپنے کھیت کی طرف چلو   اگر تم پھل توڑنا چاہتے ہو

فَانطَلَقُوا وَهُمْ يَتَخَافَتُونَ ﴿٢٣﴾ أَن لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُم

سو وہ چل پڑے اور آپس میں چپکے چپکے کہتے جاتے تھے   کہ آج اس میں ہرگز داخل نہ ہونے پائے تم پر

مِّسْكِينٌ ﴿٢٤﴾ وَغَدَوْا عَلَىٰ حَرْدٍ قَادِرِينَ ﴿٢٥﴾ فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوا إِنَّا

کوئی مسکین   اور [illegible] قادر ہیں ۱۲   پھر جب اس کو دیکھا کہنے لگے یقیناً ہم

لَضَالُّونَ ﴿٢٦﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ﴿٢٧﴾ قَالَ أَوْسَطُهُمْ أَلَمْ أَقُل

راستہ بھول گئے   نہیں بلکہ ہماری تو قسمت پھوٹ گئی   ان میں جو بہتر تھا بولا کیا میں نے تمہیں

لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُونَ ﴿٢٨﴾ قَالُوا سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿٢٩﴾

کہتا تھا کہ تم اللہ کی تسبیح کیوں نہیں کرتے   کہنے لگے پاک ہے ہمارا رب   بے شک ہم ہی ظالم تھے

۱۲ اس کی تشریح [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible]

فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَلَاوَمُونَ ﴿٣٠﴾ قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا

پھر ایک دوسرے کی طرف رخ کر کے ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے۔ کہنے لگے [illegible] ہم

كُنَّا طَاغِينَ ﴿٣١﴾ عَسَىٰ رَبُّنَا أَن يُبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَا إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا

ہی سرکش تھے۔ امید ہے کہ ہمارا رب ہمیں اس کے بدلہ میں اس سے بہتر دے، ہم اب اپنے رب کی طرف

رَاغِبُونَ ﴿٣٢﴾ كَذَٰلِكَ الْعَذَابُ ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا

رجوع کرنے والے ہیں۔ ایسا ہوتا ہے عذاب۔ اور آخرت کا عذاب تو بہت بڑا ہے کاش یہ لوگ

يَعْلَمُونَ ﴿٣٣﴾ إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٣٤﴾

اس حقیقت کو جانتے۔ بے شک پرہیزگاروں کے لیے ان کے رب کے پاس نعمتوں بھری جنتیں ہیں۔

أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ ﴿٣٥﴾ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴿٣٦﴾

کیا ہم فرمانبرداروں کا حال مجرموں کا سا کر دیں گے۔ تمہیں کیا ہو گیا تم کیسا فیصلہ کرتے ہو۔

۳۲؎ جب انہوں نے اپنے باغ کی یہ حالت دیکھی تو غفلت کی پٹی آنکھوں سے کھل گئی۔ انہیں یقین آگیا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں [illegible] نقصان نہیں ہوتا [illegible] اپنی تباہی کا [illegible] اللہ تعالیٰ کی طرف راغب ہوئے۔ اس کریم نے [illegible] اور بہت [illegible] عطا فرمایا۔

۳۳؎ [illegible] قیامت کے دن [illegible] نہیں کیا جا سکتا۔

۳۵؎ کفار اہل ایمان کو کہا کرتے کہ تم ہمیں قیامت سے [illegible] اول تو قیامت کا آنا ہی عقلاً محال ہے اور اگر بالفرض قیامت آ بھی گئی تو [illegible] اللہ تعالیٰ نے جس طرح ہمیں یہاں دولت، عزت، شہرت، اولاد دی ہے [illegible] یہاں [illegible] وہاں بھی [illegible] اللہ تعالیٰ کی ذات [illegible] کے ہر حکم کی تعمیل کرتے ہیں [illegible]

أَمْ لَكُمْ كِتَٰبٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ ﴿٣٧﴾ إِنَّ لَكُمْ فِيهِ لَمَا تَخَيَّرُونَ ﴿٣٨﴾ أَمْ

کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم پڑھتے ہو کہ تمہارے لیے اس میں ایسی چیزیں ہیں جن کو تم پسند کرتے ہو کیا

لَكُمْ أَيْمَٰنٌ عَلَيْنَا بَٰلِغَةٌ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَٰمَةِ ۙ إِنَّ لَكُمْ لَمَا

تمہارے لیے قسمیں ہم پر لازم ہیں جو باقی رہنے والی ہیں قیامت تک کہ تمہیں وہی ملے گا جو تم

تَحْكُمُونَ ﴿٣٩﴾ سَلْهُمْ أَيُّهُم بِذَٰلِكَ زَعِيمٌ ﴿٤٠﴾ أَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ ۚ

حکم کرو گے ان سے پوچھو ان میں سے کون اس بات کا ذمہ دار ہے کیا ان کے پاس کوئی شریک ہیں

فَلْيَأْتُوا بِشُرَكَآئِهِمْ إِن كَانُوا صَٰدِقِينَ ﴿٤١﴾ يَوْمَ يُكْشَفُ عَن

اگر ہیں تو پھر پیش کریں اپنے شریکوں کو اگر وہ سچے ہیں جس دن پردہ اٹھایا جائے گا

سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ ﴿٤٢﴾ خَٰشِعَةً

ایک ساق سے اور ان ناکاموں کو سجدہ کی طرف دعوت دی جائے گی تو یہ طاقت نہ رکھیں گے سجدہ کرنے کی جھکی ہوں گی

کے ہاں اللہ تعالیٰ سے معاملہ اور امتحان نہیں کیا تمہاری عقلیں تمہیں اس کی تصدیق کرتی ہیں کہ فرمانبرداروں اور نافرمانوں کے ساتھ یکساں سلوک کیا جانا چاہیے تمہیں کیا ہو گیا ہے کیسے نامعقول فیصلے تم کرتے ہو۔

ف تمہارے پاس کوئی عقلی دلیل تو ہے نہیں جس سے اپنے اس باطل دعویٰ کی تصدیق کر سکو۔ تمہارے پاس اگر کوئی نقلی دلیل ہے تو وہ پیش کرو۔ کیا کسی آسمانی کتاب کا حوالہ پیش کر سکتے ہو جس میں لکھا ہو کہ مومنوں اور مجرموں کے ساتھ یکساں برتاؤ کیا جائے گا۔ یا اس کتاب میں کہیں یہ لکھا ہو کہ وعدہ کر لیا گیا ہے کہ تمہیں صرف وہی چیزیں ملیں گی جو تم پسند کرو گے۔ جب تمہارے پاس نہ عقلی دلیل ہے اور نہ نقلی تو پھر تم کس بنا پر اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہو۔

ف ابھی یہ احتمال باقی تھا کہ وہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ سے ہمارا معاہدہ ہو چکا ہے [illegible] اس آیت کریمہ میں اس کا ذکر کر دیا کہ کیا ان کا کوئی ایسا معاہدہ ہے [illegible] الرحیم الفضل والمصنف [illegible]

ف جب کوئی سخت مصیبت اور ہیبت کا وقت آتا ہے [illegible] جب گھمسان کی لڑائی شروع ہوتی ہے [illegible] کشف عن ساقہ [illegible]

أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۖ وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ

ان کی آنکھیں [illegible] ان پر ذلت چھا رہی ہو گی حالانکہ [illegible] بلائے جاتے تھے سجدہ کی طرف

وَهُمْ سَالِمُونَ ۞ فَذَرْنِي وَمَن يُكَذِّبُ بِهَٰذَا الْحَدِيثِ

جبکہ وہ صحیح سلامت تھے [illegible] پس اے حبیب! آپ چھوڑ دیجیے مجھے اور اسے جو اس کتاب کو جھٹلاتا ہے [illegible]

سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ۙ وَأُمْلِي لَهُمْ ۚ إِنَّ

ہم انہیں [illegible] کی طرف لے جائیں گے [illegible] اور میں انہیں مہلت دیتا ہوں [illegible]

یوم یکشف عن ساق [illegible]

[illegible] قیامت [illegible]

جس [illegible] یکشف عن ساق [illegible] اس سوال کی وضاحت [illegible]

[illegible] قیامت [illegible] حالت [illegible]

[illegible] اس وقت [illegible]

[illegible] ایمان [illegible]

[illegible] شامل

[illegible]

ان کے کفر و نفاق کو ظاہر کر دیا [illegible]

سلہ [illegible]

[illegible]

سلہ [illegible]

[illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] قرآن کریم [illegible]

كَيْدِي مَتِينٌ ﴿٤٥﴾ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُم مِّن مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُونَ ﴿٤٦﴾

[illegible]

أَمْ عِندَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿٤٧﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَ

[illegible]

لَا تَكُن كَصَاحِبِ الْحُوتِ إِذْ نَادَىٰ وَهُوَ مَكْظُومٌ ﴿٤٨﴾ لَوْلَا أَن

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ۝۴۹

اگر نہ پالیتا اس کو اس کے رب کا لطف تو ڈال دیا جاتا اسے چٹیل میدان میں اس حال میں کہ اس کی مذمت کی جاتی ۴۹ے

فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۵۰ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ

پھر چن لیا اس کو اس کے رب نے اور بنا دیا اس کو اپنے نیک بندوں سے ۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ

كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ

کفار پھسلا دیں گے آپ کو اپنی نظروں سے جب وہ سنتے ہیں قرآن ۵۱ے اور وہ کہتے ہیں کہ

ای ادرکتہ من اللطف مبین

۴۹ے اگر اللہ تعالیٰ ان کی دستگیری نہ فرماتا اور ان کی توبہ قبول نہ کرتا تو جب ان کو مچھلی نے چٹیل میدان میں اگل دیا تو ان کی کیفیت یہ ہوتی کہ لوگ ان پر ملامت کرتے اور مذمت کرتے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے ان کی دستگیری کی اور ان پر کرم کر دیا تو اب وہ قابل احترام اور لائق مدحت ہیں۔ نبذناہ بالعراء وھو سقیم میں ہے جب ہم نے ان کو کھلے میدان میں ڈالا تو وہ بیمار تھے لیکن مذموم نہیں تھے۔

۵۱ے کفار کے دلوں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جو بغض و عناد بھرا ہوا تھا اس کا اظہار خصوصاً اس وقت ہوتا جب حضور قرآن کریم پڑھ کر سناتے۔ وہ ایسی خشمگیں نظروں سے گھور گھور کر دیکھتے یوں محسوس ہوتا گویا ان کا بس چلے تو آپ کو اپنی جگہ سے پھسلا دیں۔ یہاں ان کی اسی ناپاک جسارت کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ علامہ زمخشری علیہ الرحمۃ اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں یعنی انہم من شدۃ تحدیقہم ونظرہم الیک شزرا بعیون العداوۃ والبغضاء یکادون یزلون قدمک او یہلکونک من قولہم نظر الی نظرا یکاد یصرعنی۔ یعنی عداوت اور بغض بھری آنکھوں سے حضور کی طرف گھور گھور کر دیکھتے ہیں گویا وہ حضور کو اپنی جگہ سے پھسلا دینا چاہتے ہیں یا ہلاک کر دینا چاہتے ہیں۔ عرب کہتے ہیں کہ فلاں نے میری طرف اس طرح دیکھا کہ اگر اس کا بس چلتا تو وہ مجھے گرا دیتا یا کھا جاتا۔ اس آیت کا ایک اور مفہوم بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ آپ کو اپنی نظر بد سے تکلیف پہنچانا چاہتے ہیں۔

بنی اسد قبیلہ میں کئی آدمی تھے جن کی نظر بد بڑی مشہور تھی۔ اگر وہ کسی شخص یا کسی جانور کو ہلاک کرنا چاہتے تو تین دن بھوکے رہتے پھر جس چیز کے پاس سے گزرتے کہتے کہ کتنی خوبصورت اور عمدہ چیز ہے ایسی چیز آج تک ہم نے کبھی نہیں دیکھی تو تھوڑی دیر بعد وہ چیز [illegible] ہو جاتی۔ [illegible] کفار نے ان لوگوں کو [illegible] کہ وہ نظر بد لگائیں [illegible] اپنی [illegible] کرتے [illegible]

إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ ﴿٥١﴾ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ﴿٥٢﴾

کہ یہ مجنون ہے ۔ حالانکہ وہ نہیں مگر سراسر نصیحت سب جہانوں کے لیے ۵۲

کی صحت حاصل کی۔ اور اسے اس امر کے لیے مقرر کیا کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی نظر سے گزند پہنچائے لیکن جس کا نگہبان خود رحمت ہو، بدبخت حاسد اسے کیا اذیت پہنچا سکتے ہیں۔

علامہ ابن کثیر نے یہاں متعدد احادیث نقل کی ہیں جن سے ثابت کیا ہے کہ نظر بد کا اثر ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دونوں نواسوں سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو یہ دم کیا کرتے تھے۔ اعیذکما بکلمات اللہ التامات من کل شیطان وھامۃ ومن کل عین لامۃ

حضور فرمایا کرتے کہ حضرت ابراہیم اپنے دونوں صاحبزادوں اسماعیل و اسحاق علیہم الصلوٰۃ والسلام کو یہی دم کیا کرتے۔ حضرت حسن بصری سے منقول ہے کہ جس کو نظر بد سے تکلیف پہنچے یہ آیت پڑھ کر اسے دم کیا جائے۔

۵۲ کفار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مجنون کہتے تھے۔ ان کے اس وہم کی ابتداء میں بھی تردید کی اور آخری آیت میں بھی اس کا اعلان کیا جا رہا ہے کہ یہ رسول تو سارے عالم کے لیے سراپا نصیحت ہے، باعث صد خیر و برکت ہے۔ اسے مجنون کہنے کی کون جرأت کر سکتا ہے۔ اس کو دیکھ کر اللہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ اس کی باتیں سن کر دلوں میں اس کی محبت کی شمع فروزاں ہو جاتی ہے۔ وقیل الضمیر یعود الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وکونہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکرا وشرفا للعالمین قریب جدا (روح المعانی) بعض کے نزدیک ھو کا مرجع قرآن کریم ہے اور اس کے ذکر ہونے میں بھی کوئی کلام نہیں۔

○

اللھم لک الحمد ولک الشکر علی ما وفقتنی لخدمۃ ھذا الکتاب المجید۔ رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحا ترضاہ واصلح لی فی ذریتی انی تبت الیک وانی من المسلمین۔

اللھم صل وسلم علی حبیبک ونبیک وصفیک ونجیک محمد المبعوث رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین وعلی آلہ الطیبین وصحبہ الاکرمین ومن تبعھم واحبھم الی یوم الدین۔

○

تعارف

WWW NAFSEISLAM.COM

سورہ الحاقہ

نام: اس سورت کا نام الحاقہ ہے۔ اس میں دو رکوع، باون آیتیں، دو سو چھپن کلمات اور ایک ہزار چار سو تینتیس حروف ہیں۔

نزول: علامہ آلوسی اور دیگر مفسرین نے مسند امام احمد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمرؓ اپنے اسلام لانے سے پہلے کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں اس نیت سے گھر سے نکلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جا کر پریشان کروں گا اور جس طرح بن پڑا ان کا دل دکھاؤں گا۔ میں جب پہنچا تو حضور حرم میں داخل ہو چکے تھے اور نماز کی نیت باندھ لی تھی۔ یہ جاننے کے لیے کہ آپ کیا پڑھتے ہیں میں قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس وقت حضور سورۃ الحاقہ کی تلاوت فرما رہے تھے۔ میں اس کلام کی عظمت و نظم کو سن کر حیرت زدہ و ششدر ہوتا جا رہا تھا۔ میرے دل میں خیال گزرا کہ بخدا آپ بڑے باکمال شاعر ہیں۔ اسی وقت حضور نے یہ آیت تلاوت کی: وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيلًا مَّا تُؤْمِنُونَ (یہ کسی شاعر کا قول نہیں ہے تم بہت کم ایمان لاتے ہو)۔ میرے دل میں گزرا کہ کاہن ہیں میرے دل کے حالات پر آگاہ ہو گئے ہیں۔ فوراً حضور نے یہ آیت پڑھی: وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ (یہ کسی کاہن کا قول بھی نہیں تم بہت کم غور کرتے ہو)۔ حضرت عمر کہتے ہیں یہ سورت سن کر اسلام میرے دل کے رگ و ریشہ میں سما گیا۔

اس روایت سے یہ امر واضح ہو گیا کہ یہ سورت مکہ کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی جب کہ حضرت عمرؓ ابھی ایمان نہیں لائے تھے۔ اس سورت کے سننے سے آپ کے دل میں اسلام کی عظمت کا پہلا نقش ثبت ہوا، جو رفتہ رفتہ پختہ ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ بہن اور بہنوئی کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا اس نے تمام پردے چاک کر دیے اور آپ ایمان قبول کرنے کے لیے کشاں کشاں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو گئے۔

ع   گاہ بحیلہ می برد گاہ بزوری کشد   (اقبالؒ)

مضامین: حلف اٹھا کر بیان کیا کہ قیامت ضرور واقع ہو گی۔ ساتھ ہی ثمود، عاد اور فرعون کا تذکرہ فرما دیا جو قیامت پر ایمان نہیں رکھتے تھے۔ اس لیے عمر بھر سرکشی اور طغیانی کا راستہ اختیار کیے رہے جس کا نتیجہ ان کی عبرتناک تباہی کی شکل میں ظاہر ہوا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عقیدۂ قیامت افراد اور اقوام کی اصلاح میں کتنا موثر کردار انجام دیتا ہے۔

آیات ۱۳ تا ۱۸ میں قیامت کے روز برپا ہونے والے ہولناک حادثات کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ آیت ۱۹ سے

سے آگے بیت ۲۵ تک میں یہ بتایا کہ جو لوگ یہ ایمان رکھتے تھے کہ ایک دن وہ اپنے پروردگار کے حضور پیش کیے جائیں گے اور ان کا محاسبہ ہوگا۔ ان کو اس روز ان کا صحیفۂ عمل ان کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور ان کی بڑی عزت و تکریم کی جائے گی، اور جو لوگ وقوع قیامت کے منکر تھے اور ساری عمر اس قسم کی باتوں سے بے نیاز ہو کر داد عیش دیتے رہے ان کا نامۂ عمل ان کے بائیں ہاتھ میں پکڑا دیا جائے گا۔ اس وقت ان کی حسرت اور ندامت قابل دید ہوگی۔ اور ان کے ساتھ جو خوفناک برتاؤ کیا جائے گا اس کا ذکر سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں

دوسرے رکوع میں یہ بتایا کہ قرآن کریم کسی شاعر کی سحر بیانی اور قادر الکلامی کا کرشمہ نہیں اور نہ کسی کاہن کی تک بندی اور ہرزہ سرائی کا نتیجہ ہے بلکہ اسے رب العالمین نے اپنے رسول کریم پر نازل فرمایا ہے۔ میرے رسول کی یہ مجال نہیں کہ اپنی طرف سے کچھ گھڑ کر ہماری طرف منسوب کر دے۔ اگر وہ اس سنگین جرم کا ارتکاب کرے گا تو اس وقت اس کی رگِ دل کاٹ کر رکھ دی جائے گی۔

سنٹرل جیل سرگودھا

۱۷-۳۰۶۶

سُورَةُ الْحَاقَّةِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ اثْنَتَانِ وَخَمْسُوْنَ آيَةً وَفِيْهَا رُكُوْعَانِ

[illegible]

اَلْحَآقَّةُ ۙ مَا الْحَآقَّةُ ۚ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ۭ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ

[illegible]

وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ ۝ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ۝ وَاَمَّا عَادٌ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ

تو انہیں ہلاک کر دیا گیا تند و تیز سخت ہوا سے جو حد سے بڑھ گئی تھی اللہ نے مسلط کر دیا اسے ان پر مسلسل سات رات

وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَىٰ كَأَنَّهُمْ

اور آٹھ دن [illegible] جڑ سے اکھیڑنے والی تھی تو دیکھتا اس قوم کو ان دنوں میں کہ وہ گرے پڑے ہیں گویا وہ

یہ بتایا کہ ثمود کو طاغیہ سے ہلاک کیا گیا۔ [illegible] یعنی وہ چیخ جو شدت اور سختی میں تمام حدوں سے آگے گزر گئی تھی۔ اس کے لیے مختلف مقامات پر [illegible] الصیحۃ، [illegible] صاعقۃ کے الفاظ [illegible] کی مختلف صورتوں کو بیان کرتے ہیں ان میں تعارض نہیں۔

[illegible]

[illegible]

صاحب لسان العرب نے حُسُومًا کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے [illegible] مسلسل [illegible] سات رات اور آٹھ دن چلتی رہی۔

أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝ فَهَلْ تَرَىٰ لَهُم مِّن بَاقِيَةٍ ۝ وَجَاءَ

تنے ہوں کھجور کے [illegible] ۔ کیا تمہیں نظر آتا ہے ان کا کوئی بچا ہوا فرد شہ اور

فِرْعَوْنُ وَمَن قَبْلَهُ وَالْمُؤْتَفِكَاتُ بِالْخَاطِئَةِ ۝ فَعَصَوْا رَسُولَ

فرعون اور جو اس سے پہلے تھے اور الٹی ہوئی بستیوں کے لوگوں نے گناہ کا ارتکاب کیا شہ پس انہوں نے اپنے رب

رَبِّهِمْ فَأَخَذَهُمْ أَخْذَةً رَّابِيَةً ۝ إِنَّا لَمَّا طَغَى الْمَاءُ حَمَلْنَاكُمْ

کے رسول کی نافرمانی کی تو اللہ نے ان کو پکڑا بڑی سخت پکڑ سے شہ ہم نے جب پانی حد سے گزر گیا تو تمہیں کشتی میں

شہ یعنی ان کی نسل ہی ختم کر دی گئی سب کو ہلاکت کی نیند سلا دیا گیا۔ کیا تمہیں ان کی نسل کا ایک فرد بھی کہیں نظر آتا ہے

شہ اس آیت میں دو لفظ تشریح طلب ہیں۔ المؤتفکات اور الخاطئة۔ المؤتفکات جمع ہے۔ اس کا واحد مؤتفکة ہے جس کے معنی المنقلبة یعنی الٹ جانے والی کے ہیں [illegible] ائتفکت البلدة باھلھا ای انقلبت [illegible] المؤتفکات سے مراد قوم لوط کی بستیاں ہیں جن کے نام یہ ہیں: سدوم، عمورہ، ادمہ، صبوئیم، صوغر۔ جب اللہ تعالیٰ نے [illegible] آگ اور گندھک کا مینہ برسایا [illegible] کہتے ہیں [illegible]

الخاطئة۔ اگر کوئی [illegible] اس کا مطلب [illegible] تو اس کا معنی [illegible] [illegible] الخاطئة [illegible]

قرآن میں ہے بالخاطئة [illegible] ذنب عظیم [illegible]

آیت کا مطلب یہ ہوا کہ جب [illegible] نے [illegible] گناہ کا ارتکاب کیا تو ہم نے ان کو [illegible]

شہ مذکورہ بالا اقوام کی طرف اللہ تعالیٰ نے رسول بھیجے [illegible] ان کی [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] نازل کیا [illegible]

رابیة [illegible] شدیدة [illegible] (قرطبی)

فِي الْجَارِيَةِ ⑪ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَاعِيَةٌ ⑫

جب سوار کرا دیا ۔ تاکہ ہم بنا دیں اس واقعہ کو تمہارے لیے یادگار اور محفوظ کریں اسے یاد رکھنے والے کان ۔

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ ⑬ وَحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَ

پھر جب پھونک ماری جائے گی صور میں ایک بار اور زمین اور پہاڑوں

الْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً ⑭ فَيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ⑮

کو اٹھا کر [illegible] کر دیا جائے گا ۔ تو اس روز [illegible] واقعہ ہو جائے گا

وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ ⑯ وَالْمَلَكُ عَلَىٰ

اور آسمان پھٹ جائے گا اور وہ اس دن بالکل بودا ہو گا ۔ اور فرشتے اس کے کناروں پر [illegible]

أَرْجَائِهَا ۚ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ ⑰

[illegible] ہوں گے ۔ اور آپ کے رب کے عرش کو اس روز اپنے اوپر آٹھ فرشتوں نے اٹھا رکھا ہو گا ۔

ف۱ اس واقعہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

ف۲ جب قیامت [illegible]

[illegible]

[illegible]

ف۳ [illegible]

[illegible]

ف۴ [illegible]

کناروں پر [illegible] ہوں گے

ف۵ اس کا یہ مطلب نہیں کہ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ﴿١٨﴾ فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتٰبَهُ

وہ دن جب تم پیش کیے جاؤ گے تمہاری کوئی بات پوشیدہ نہ رہے گی۔ پس جس کو دے دیا گیا اس کا نامۂ عمل

بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتٰبِيَهْ ﴿١٩﴾ إِنِّي ظَنَنْتُ أَنِّي

دائیں ہاتھ میں تو وہ (فرطِ مسرت سے) کہے گا لو پڑھو میرا نامۂ عمل ط١ مجھے یقین تھا کہ میں

مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ﴿٢٠﴾ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿٢١﴾ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿٢٢﴾

اپنے حساب کو پہنچوں گا ط٢ پس وہ دل پسند عیش، یعنی پسندیدہ زندگی بسر کرے گا عالیشان جنت میں۔

ضرور ہے کہ وہ کسی مکان میں ہو سکے۔ عرش کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف اس لیے ہے کہ اس جہت سے عرش کی شان بلند ہے یعنی مقام اللہ تعالیٰ کی مخصوص تجلیات کی جلوہ گاہ ہے۔ اضافۃ العرش الی اللہ تعالیٰ لتعظیمہ [illegible]

کائنات علوی و سفلی میں جس قسم کے تصرفات ہوتے ہیں [illegible] ہے۔ جس طرح بادشاہ [illegible] تخت پر بیٹھ کر احکام [illegible] ہے اس مناسبت سے عرش کو تخت الٰہی کہا گیا ہے۔

[illegible]

[illegible]

ہاؤم اسم فعل بمعنی خذوا [illegible] کتابیہ حسابیہ سلطانیہ وغیرہ کے آخر میں ہائے سکت ہے [illegible]

[illegible] علام الغیوب [illegible]

قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ﴿٢٣﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي

جس کے گچھے جھکے ہوں گے ۔ (انہیں کہا جائے گا) کھاؤ اور پیو خوب مزے سے ان اعمال کا عوض جو تم نے آگے بھیجے

الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ﴿٢٤﴾ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ

بیتے ہوئے دنوں میں شہ ۔ اور جس کو دیا جائے گا اس کا نامہ عمل بائیں ہاتھ میں وہ کہے گا اے

يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ﴿٢٥﴾ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ﴿٢٦﴾ يٰلَيْتَهَا

کاش! مجھے نہ دیا جاتا میرا نامہ عمل ۔ اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے ۔ اے کاش

كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ﴿٢٧﴾ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ﴿٢٨﴾ هَلَكَ عَنِّيْ

موت نے ہی میرا قصہ پاک کر دیا ہوتا ۔ آج میرا مال میرے کسی کام نہ آیا ۔ میری بادشاہی بھی

سُلْطٰنِيَهْ ﴿٢٩﴾ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ﴿٣١﴾ ثُمَّ فِيْ

ختم ہو گئی شہ ۔ (حکم ہو گا) پکڑو اسے اور اس کی گردن میں طوق ڈال دو ۔ پھر اسے جہنم میں جھونک دو ۔ پھر

شہ سلف سے مراد ہے جو پہلے بھیج دیا گیا ہو۔ السلف: المتقدم من الشیء یعنی جو اعمال صالحہ یہاں پہنچنے سے پہلے تم نے یہاں بھیج دیے ہیں۔

شہ لیکن جس شخص کو اس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تب اسے [illegible] اور وہ واویلا شروع کر دے گا۔ یہ اس کی انتہائی تحقیر اور رسوائی [illegible] ہوں گے۔ کاش! مجھے میرا نامہ اعمال دیا ہی نہ جاتا۔ کاش مجھے اپنے حساب کی خبر ہی نہ ہوتی۔ جو موت مجھے آئی تھی وہی میرا قصہ تمام کر دیتی [illegible] کہاں گئے میری دولت کے انبار، کہاں گئی میری حکومت و سلطنت، کہاں مر گئے میرے مددگار۔ آج کوئی بھی میرے کام نہیں آیا۔ سلطان سے مراد سلطنت و تسلط یعنی میرا ملک اور اقتدار۔ سلطان کا ایک معنی دلیل اور برہان بھی ہے۔ اگر یہی معنی مقصود ہو تو آیت کا مطلب ہو گا کہ دنیا میں میری حجت بازیاں [illegible] میرا زور [illegible] کے اندر [illegible] میری [illegible] کا حصہ تیز ہوتی تھی [illegible] میری [illegible] ہو گئی ہے۔ [illegible]

سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوهُ ﴿۳۲﴾ إِنَّهُ كَانَ لَا يُؤْمِنُ

ستر گز لمبی زنجیر میں اس کو جکڑ دو [1] بے شک یہ بدبخت ایمان نہیں لاتا تھا

بِاللَّهِ الْعَظِيمِ ﴿۳۳﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ﴿۳۴﴾ فَلَيْسَ

اللہ پر جو بزرگ و برتر ہے اور نہ ترغیب دیتا تھا مسکین کو کھانا کھلانے کی [2] پس

لَهُ الْيَوْمَ هَاهُنَا حَمِيمٌ ﴿۳۵﴾ وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غِسْلِينٍ ﴿۳۶﴾

آج یہاں اس کا کوئی دوست نہیں اور نہ کوئی کھانا ہے بجز پیپ کے [3]

لَا يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاطِئُونَ ﴿۳۷﴾ فَلَا أُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُونَ ﴿۳۸﴾ وَمَا

جسے کوئی نہیں کھاتا بجز خطاکاروں کے پس میں قسم کھاتا ہوں ان چیزوں کی جنہیں تم دیکھتے ہو اور جنہیں

لَا تُبْصِرُونَ ﴿۳۹﴾ إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ﴿۴۰﴾ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ

تم نہیں دیکھتے [4] بے شک یہ قول ہے ایک عزت والے رسول کا اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں

[1] فرشتوں کو حکم ملے گا کہ اس کو پکڑو، اس کے گلے میں آتشیں طوق ڈال دو، اسے جہنم میں پھینک دو اور اسے ستر گز لمبی زنجیر میں جکڑ دو۔ [illegible]

[2] [illegible] کہ ایک تو یہ اللہ بزرگ و برتر پر ایمان نہیں لاتا تھا، دوسرے وہ بڑا کنجوس اور سنگ دل تھا [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] قرآن کریم [illegible] اللہ تعالیٰ پر ایمان [illegible]

[3] [illegible]

[4] کفار [illegible]

قَلِيلًا مَّا تُؤْمِنُونَ ۝٤١ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ۝٤٢

لیکن تم بہت کم ایمان لاتے ہو ؎ اور نہ یہ کسی کاہن کا قول ہے تم لوگ بہت کم [illegible] کرتے ہو

تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ۝٤٣ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ

بلکہ یہ نازل شدہ ہے رب العالمین کا اگر وہ [illegible] گھڑ کر ہم پر [illegible]

الْأَقَاوِيلِ ۝٤٤ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ۝٤٥ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ۝٤٦

غلط منسوب کرتا تو ہم اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے پھر ہم کاٹ دیتے اس کی رگ دل ؎

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ ۝ وَإِنَّهُ لَتَذْكِرَةٌ

پھر تم میں سے کوئی بھی نہیں اس سے روکنے والا ف۵ اور یہ تحقیق ایک نصیحت ہے

[illegible]

سخت میں [illegible] مہلت نہیں دیا جاتا ہے

الوتین عرق فی القلب اذا انقطع مات صاحبه [illegible]

[illegible]

[illegible]

ف۶ جب [illegible]

[illegible]

لِّلْمُتَّقِينَ ۝٤٨ وَإِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنكُم مُّكَذِّبِينَ ۝٤٩ وَإِنَّهُ لَحَسْرَةٌ

پرہیزگاروں کے لیے۔ اور ہم خوب جانتے ہیں کہ تم میں سے بعض جھٹلانے والے ہیں۔ اور یہ باعث حسرت ہوگا

عَلَى الْكَافِرِينَ ۝٥٠ وَإِنَّهُ لَحَقُّ الْيَقِينِ ۝٥١ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ۝٥٢

کفار کے لیے۔ اور بے شک یہ یقینی حق ہے ف۲۸ پس اے حبیب! آپ تسبیح کیا کیجیے اپنے رب عظیم کے نام کی ف۲۹

ف۲۸ یقین حق کی صفت ہے جسے موصوف کی طرف مضاف کیا گیا ہے۔ اس لیے الیقین الحق۔ یعنی یہ یقینی حق ہے جس میں باطل کی ذرا ملاوٹ نہیں۔

ف۲۹ اے حبیب! یہ سب کچھ بیان کیا گیا جس سے آپ کو ان احسانات سے سرفراز فرمایا ہے۔ تمام انبیاء و رسل کا آپ کو سردار بنایا ہے۔ آپ کے سر پر ختم نبوت کا تاج سجایا ہے۔ آپ کو رحمۃ للعالمین کا لقب عطا فرمایا ہے۔ آپ کو محبوب الٰہی اور مسجود ملائکہ بنایا ہے۔ جس رب نے آپ پر اتنے بے حساب احسانات فرمائے ہیں وہ رب عظیم ہے۔ اس کی تسبیح کیا کرو، اس کی حمد کیا کرو، اس کا شکر بجا لانا آپ پر فرض ہے۔

اس ارشاد ربانی کی تعمیل میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی زندگی میں اپنے رب کے ذوق و شوق سے مشغول رہا کرتے۔ ساری ساری رات کھڑے ہو کر رب قدوس کی حمد و تسبیح کیا کرتے یہاں تک کہ قدم مبارک سوج جاتے اور پنڈلیاں متورم ہو جایا کرتیں۔ جب عرض کیا جاتا تو جواب دیتے افلا اکون عبدا شکورا۔

○

سبحان ربي العظيم۔ سبحان ربي الاعلى۔ سبحان ربنا مالك الحمد۔ لا شريك له، له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير۔

والصلوٰة والسلام على حبيبه المصطفى ورسوله المرتضى وعلى آله قدوة الورى وأصحابه نجوم الهدى ومن تبعهم الى يوم الدين۔

واخر المسئول من الرحمن ان يوفقنا في الدنيا والآخرة لما يرضيه وان يلحقنا بالصالحين۔

○

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف
سورۃ المعارج

نام: اس سورت کی تیسری آیت میں المعارج کا لفظ ہے یہی کہ اس سورت کا عنوان قرار دیا گیا۔ اس میں دو رکوع، چوالیس آیتیں، دو سو چوبیس کلمات، نو سو انتیس حروف ہیں۔

زمانۂ نزول: یہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ یہ ابتدائی زمانہ میں نازل ہونے والی سورتوں میں سے ایک ہے۔

مضامین: (۱) اہل مکہ قیامت کے بارے میں [illegible] اور محال سمجھتے تھے اور جب انہیں قیامت سے ڈرایا جاتا تو وہ ان سے استہزاء کرتے کہ حضور سے کہتے آپ قیامت آنے کی جو رٹ لگا رکھی ہے سو اسے لے کیوں نہیں آتے تاکہ ہم بھی اپنی آنکھوں سے دیکھیں کہ قیامت کیسی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس بیمار ذہنیت کی اصلاح فرما رہے ہیں کہ اے اہل مکہ! قیامت آنے کی ضرور آئے گی، دنیا کی کوئی طاقت اسے روک نہیں سکتی لیکن وقوع قیامت کی [illegible] تم اپنے [illegible] کی اور [illegible] جو قیامت کا عمل شروع ہوگی بلکہ یہ ایک بڑا ہی سنگین [illegible] ہوگا۔ آسمان [illegible] پہاڑ [illegible] ہو جائیں گے۔ اس کی ہولناکی اس وقت ہر شخص پر [illegible] ہوگا۔ دوست بھائی، بیوی بچے، ماں باپ سب فراموش ہو جائیں گے اور کسی کو کسی کی پڑی نہ ہوگی۔ اس لیے تم [illegible] قیامت تمہارے کہنے سے نہیں آئے گی بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جو وقت مقرر کر دیا ہے جب وہ وقت آئے گا تو قیامت خود بخود برپا ہو جائے گی۔

(۲) اسلامی نظام عبادات اور نظام اخلاق انسان کی ماحول سے کتنا بہتر اور کس بیت انگیز طریقہ سے دور کرتا ہے اس کا اظہار فرما دیا گیا کہ انسان بڑی مرشت کے لحاظ سے بڑا بے صبرا اور حریص ہے۔ جب اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو چلا اٹھتا ہے جب اسے دولت مل جاتی ہے تو وہ کنجوس بن جاتا ہے۔ [illegible] لیکن نماز، زکوٰۃ، قیامت پر ایمان، عفت و عصمت، امانت میں دیانت اور عہد کی پاسداری وغیرہ جیسی چیزیں ہیں جن کی تاثیر سے انسان کی خامیاں دور ہو جاتی ہیں اور اس کے نقائص کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ [illegible] کی حیثیت رکھتے ہیں [illegible] کا عکس نہیں نظر آتے [illegible] کی وجہ سے [illegible] خلافت ارضی کی مسند پر متمکن کیا گیا۔

(۳) پھر فرمایا کہ کفار کس بات پر فخر و ناز کرتے ہیں ان کے اعمال بد کے باعث اگر ہم ان کو نیست و نابود کر دیں گے تو دنیا ویران نہیں ہو جائے گی بلکہ ان کے قائم مقام ہم ایسے لوگ پیدا کر دیں گے جو ان سے بدرجہا بہتر ہوں گے اور کائنات کے گیسو سنوارنے کی صلاحیت رکھتے ہوں گے ——— آخر میں پھر وقوع قیامت کے یقینی ہونے کی طرف ان کی توجہ مبذول کرائی۔

سُوْرَةُ الْمَعَارِجِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اَرْبَعٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۃ المعارج مکی ہے یہ چوالیس آیتوں پر مشتمل ہے اور اس میں دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۙ

مطالبہ کیا ہے ایک سائل نے ایسے عذاب کا جو ہو کر رہے گا (وہ) منکرین کے لیے ہے، اسے کوئی ٹالنے والا نہیں ہے

۱؎ سائل کے دو معنی ہیں۔ پوچھنا اور درخواست کرنا اور طلب کرنا۔ اگر پوچھنے کا معنی لیا جائے تو آیت کا مفہوم یہ ہوگا کہ اہل مکہ پوچھتے ہیں کہ جس عذاب کا آپ ہر وقت ذکر کرتے رہتے ہیں وہ کن لوگوں پر نازل ہوگا۔ ان کے اس سوال کا جواب دیا گیا کہ وہ کفار پر نازل ہوگا اور جب نازل ہوگا تو کوئی اس کو ٹال نہ سکے گا۔

اگر سائل کا معنی طلب کرنا لیا جائے تو پھر اس آیت میں ایک سائل کی طلب کا ذکر ہے۔ وہ کون تھا؟ اس بارے میں حضرت ابن عباس سے ایک روایت منقول ہے کہ یہ سوال نضر بن حارث نے کیا تھا۔ اللهم ان كان هذا هو الحق من عندك فامطر علينا حجارة من السماء او ائتنا بعذاب اليم۔ الٰہی اگر یہ کلام ہی سچا ہے اور تیری طرف سے نازل ہوا ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہم پر کوئی دردناک عذاب نازل کر۔ [illegible] وہ کہتے کہ جس عذاب کے لیے ہمیں ڈرایا جاتا ہے وہ بالکل بے حقیقت ہے [illegible] اس وقت ہم کوئی تدبیر کر کے اس عذاب کو ٹال دیں گے [illegible] اس کے جواب میں یہ [illegible] ہم عذاب نازل نہیں کریں گے۔ ما كان الله ليعذبهم وانت فيهم۔ میرے رسول! جب تک تم ان کے درمیان ہو [illegible] جب تم چلے جاؤ گے پھر دیکھنا تمہاری کیسی خبر لی جاتی ہے۔ چنانچہ جب حضور مکہ سے منتقل ہو گئے [illegible] دوسرے سال ہی بدر کی جنگ ہوئی اور اسے بری طرح قتل کر دیا گیا اور یہ مطلب آیت کے الفاظ [illegible] کہ ایک سوال کرنے والے نے ایسے عذاب کا سوال کیا ہے جو ہو کر رہے گا [illegible] کفار و مشرک ہی مستحق ہیں۔ [illegible] سائل کا جواب ہے اور [illegible] مستحق [illegible] تقدیر کلام یہ ہے [illegible] (تفسیر القرطبی) [illegible] وہ عذاب ضرور آ کے رہے گا لیکن اپنے مقررہ وقت پر۔ جلد بازی کی ضرورت نہیں۔ اور جب وہ مقررہ گھڑی آ جائے گی تو پھر کوئی طاقت اس عذاب کو ٹال نہ سکے گی۔

مِّنَ اللّٰهِ ذِی الْمَعَارِجِ ۝ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوْحُ اِلَيْهِ فِیْ

جو اللہ کی طرف سے ہوگا جو عروج کے زینوں کا مالک ہے ٢ عروج کرتے ہیں فرشتے اور جبریل اس کی بارگاہ میں ٣

يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ فَاصْبِرْ صَبْرًا

یہ عذاب اس روز ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے ٤ پس آپ صبر کیجیے جو حسن

٢ یہ عذاب نازل کرنے والا کوئی کمزور اور ضعیف شخص نہیں جس کو وہ ٹال سکتے ہیں بلکہ یہ عذاب اللہ جل مجدہ کی طرف سے ہوگا جو اللہ تعالیٰ ذی المعارج کا مالک ہے۔

معارج: معرج کی جمع ہے۔ عروج کا معنی بلند ہونا، اونچا ہونا ہے۔ اس سے اسم آلہ معراج اور معرج ہے۔ ان کی جمع معارج اور معاریج ہے۔ اس کا معنی ہے سیڑھیاں، زینے۔ یہ معنی زیادہ موزوں ہے۔ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں معارج سے مراد آسمان ہیں کیونکہ وہ سیڑھیوں کی طرح ایک دوسرے کے اوپر ہیں۔ قال ابن مسعود ذی المعارج ذی السموات۔ معارج سے مراد وہ مراتب و مدارج بھی ہیں جو فرشتوں کو عطا کیے گئے ہیں اور جب معارج کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس سے مراد وہ شان اور عظمت ہے جو اس کی ذات اقدس کے شایاں ہے۔

٣ الروح سے مراد جبریل امین ہیں۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ الروح سے مراد روح انسانی ہے جس کا تعلق عالم امر سے ہے۔ وہ ربانیہ ہے اور ربانی ارواح کی طرح وہ بھی عظمت کی تجلیوں سے بہرہ ور ہوکر جلال کے حریم قدس میں پہنچ سکتی ہے۔ یعنی بالروح روح البشر الذی هو من عالم الامر یصعد ارواح البشر الاولیاء والانبیاء تعرج من حضیض البعد والغفلة الی سوح القرب والحضرة۔ (مظہری)

٤ اس کا تعلق واقع کے ساتھ ہے یعنی جس عذاب کے نزول کے بارے میں وہ بڑی جلدی مچا رہے ہیں وہ ایسے روز میں واقع ہوگا جو پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

قال سئل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عن یوم کان مقدارہ خمسین الف سنة ما اطول هذا الیوم

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے محبوب کریم سے پوچھا گیا کہ وہ دن تو بہت طویل ہوگا جس کا طول پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا

فقال علیہ الصلوة والسلام والذی نفسی بیدہ انه لیخفف علی المؤمن حتی یکون اخف علیه من صلوة مکتوبة یصلیها فی الدنیا۔

ترجمہ: حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے یہ دن مومن کے لیے بڑا مختصر کر دیا جائے گا یہاں تک کہ جتنا وقت فرض نماز ادا کرنے میں لگتا ہے اس سے بھی زیادہ مختصر معلوم ہوگا

اس میں کوئی تعجب نہیں۔ وقت کی مقدار ایک ہوتی ہے لیکن کسی کے لیے وہ وقت ایک لمحہ کی طرح گزر جاتا ہے اور کسی کے لیے وہ

وقت بڑا طویل ہو گا۔ قیامت کا دن قدرے طویل ہوگا لیکن اہل ایمان کے لیے مختصر معلوم ہوگا اور بعض اوقات کو ایک ہزار سال کے برابر سورۂ سجدہ میں بتایا گیا ہے۔ مدت مقرر ہو یا نہ ہو گی نہیں پچاس ہزار سال جتنا لمبا معلوم ہوگا۔ عرب کے شعراء نے اسی پر استشہاد کیا ہے

من قصر ليل اذا زارت اشكو وتشكى من الطول

جس رات تو میرے پاس آتی ہے اس کے مختصر ہونے کا شکوہ کرتا ہوں کہ یہ رات بہت مختصر تھی اور تو اس کے طویل ہونے کی شکایت کرتی ہے

بعض علماء کی رائے ہے کہ پچاس ہزار سال یہی مدت ہے۔ بعض کی رائے ہے کہ پچاس ہزار کا عدد مقصود نہیں بلکہ صرف اس کی طوالت کو بیان کرنا ہے۔ حضرت ابن عباس سے یہی قول منقول ہے

تعرج الملائكة کی ایک اور تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ اس سے مراد قیامت کا دن نہیں بلکہ اب بھی فرشتے اور ارواح عالم قدس میں حاضر ہوتے ہیں اور وہاں سے احکام اور ہدایات حاصل کرتے ہیں اور بہت قلیل وقت میں ان کی تعمیل کے لیے پہنچ جاتے ہیں۔ یہ مقام جہاں تک وہ پہنچتے ہیں یہ مسافت جو وہ پلک جھپکنے میں طے کرتے ہیں اتنی طویل ہے کہ اگر انسان اپنی طبعی رفتار سے چلنا شروع کرے تو اسے پچاس ہزار سال میں جا کر پہنچ سکے گا

قال محمد بن اسحاق لو سار ابن ادم من الدنيا الى موضع العرش لسار خمسين الف سنة (مظہری)

علامہ پانی پتی اس کے بعد لکھتے ہیں

ومن جهة قالت الصوفية العلية ان هذه العقبة الذي يحصل الوصول بالجذب من الله تعالى بتوسط النبي صلى الله تعالى عليه وسلم والشيخ في لحظة واحدة لو يحصله بالعبادات والرياضات من غير جذب من الشيخ والجذب يحصل له لو كان مقدارها خمسين الف سنة وان الرجل لا يعيش بقدر العمر من لدن ادم الى يومه والمدة غير ان الوصول الى الله تعالى من غير جذب منه تعالى بتوسط احد من تلك كسب من الشيخ وبلا توسط نبي يحصل كما يكون لبعض الاولياء من الافراد محال والله المستعان.

ترجمہ: اسی طرح صوفیائے کرام نے تصریح کی ہے کہ قطع عقبہ کا یہ مقام صرف اللہ تعالیٰ کی کشش اور جذب سے حاصل ہو سکتا ہے اور جذب بہ کشش حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور مشائخ کے توسط سے حاصل ہو سکتا ہے اور اگر کوئی شخص شیخ کامل کی توجہ کے بغیر صرف عبادات اور ریاضت سے اس مقام تک پہنچنا چاہے تو اس کے لیے پچاس ہزار سال کا عرصہ درکار ہے اور اتنی زندگی کسی کو نہیں ہو سکتی۔ اس سے یہ بات آشکار ہو گئی کہ پیر کامل کی توجہ کے بغیر کسی کا اس مقام پر فائز ہونا محال ہے۔ واللہ المستعان (مظہری)

جَمِيلًا ﴿٥﴾ إِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيدًا ﴿٦﴾ وَنَرَاهُ قَرِيبًا ﴿٧﴾ يَوْمَ تَكُونُ

خوبصورتی سے ف کفار کو یہ بہت دور نظر آتا ہے [illegible] اور ہم اسے قریب دیکھتے ہیں ف جس دن آسمان

السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ ﴿٨﴾ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ﴿٩﴾ وَلَا يَسْأَلُ

پگھلی ہوئی دھات کی مانند ہوگا اور پہاڑ رنگی ہوئی دھنی اون کی طرح ہو جائیں گے ف اور کوئی جگری دوست کسی

حَمِيمٌ حَمِيمًا ﴿١٠﴾ يُبَصَّرُونَهُمْ ۚ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ

جگری دوست کا حال نہ پوچھے گا۔ وہ ایک دوسرے کو دکھا دیئے جائیں گے ف مجرم آرزو کرے گا کاش [illegible] دے سکتا

ف کفار کی اس قسم کی باتیں محض مذاق [illegible] رسول [illegible] کے لیے [illegible] ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] صبر جمیل [illegible] حضرت علی [illegible] (روح المعانی)

ف کفار عذاب قیامت کو [illegible] قیامت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

ف مُہل کہتے ہیں پگھلی ہوئی دھات کو [illegible] المهل [illegible] اس کا دوسرا معنی تیل کی تلچھٹ بھی ہے۔ دُردی الزیت۔

اس روز آسمان کے مختلف رنگ ہوں گے [illegible] مختلف الفاظ میں بیان کیا گیا [illegible] العہن، وہ اون جو مختلف رنگوں سے رنگی ہوئی ہو [illegible] العهن الصوف المصبوغ الوانا [illegible] حمیم [illegible] الحمیم القریب الذی [illegible] [illegible] [illegible]

ف [illegible] ایک دوسرے کو [illegible] ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے [illegible] لیکن ہر شخص اپنے حال میں [illegible]

عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ ﴿۱۱﴾ وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ ﴿۱۲﴾ وَفَصِيلَتِهِ

اُن کے عذاب سے چھوٹنے کے لیے اپنے بیٹوں کو · اور بیوی کو اور اپنے بھائی کو اور اپنے خاندان کو جو [illegible]

الَّتِي تُؤْوِيهِ ﴿۱۳﴾ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ يُنْجِيهِ ﴿۱۴﴾ كَلَّا إِنَّهَا

اسے پناہ دیتا تھا اور روئے زمین کے سب لوگوں کو [illegible] پھر وہ اس کو بچالے [illegible] ہرگز نہیں [illegible]

لَظَىٰ ﴿۱۵﴾ نَزَّاعَةً لِلشَّوَىٰ ﴿۱۶﴾ تَدْعُو مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّىٰ ﴿۱۷﴾ وَجَمَعَ

[illegible] کھال [illegible] بلائے گی [illegible] جس نے پیٹھ پھیری اور منہ موڑا تھا [illegible] اور [illegible]

فَأَوْعَىٰ ﴿۱۸﴾ إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ﴿۱۹﴾ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ

[illegible] کر رکھا تھا، بے شک انسان بہت [illegible] پیدا ہوا ہے [illegible] جب اسے تکلیف پہنچتی ہے

کسی کو دوسرے سے [illegible] کا ہوش ہی نہ ہوگا

ف مجرم اس دن [illegible] کہ کاش [illegible] اس سے نجات مل جائے اور اس مقصد کے لیے اگر اسے

اپنا بیٹا، بیوی، بھائی اور [illegible] دینا پڑے تو دے ڈالے گا۔

ف یعنی کسی کو [illegible] بچا نہ سکے گا

ف [illegible] آگ [illegible] شعلہ [illegible]

ہوں گے۔ دوسری صورت میں [illegible] آگ کے شعلے بھڑک رہے ہوں گے

ف شوی [illegible] سر کی کھال [illegible] دونوں ہاتھوں دونوں پاؤں [illegible] اطراف جسم

جن پر ضرب لگنے سے انسان کی موت واقع نہیں ہوتی [illegible] اور انسان کی ساری ظاہری کھال کو بھی شوی کہتے ہیں

[illegible]

[illegible] گوشت اور پوست کو [illegible]

ف [illegible] کہاں بھاگتے ہو ادھر [illegible]

منافق کہاں بھاگتے ہو ادھر آؤ۔

ف [illegible] حقیقت سے پردہ اٹھایا [illegible]

کہ اسلام [illegible] نظام [illegible] لوگوں کے لیے [illegible] مقصد [illegible]

اصلاح اور تربیت سے دور کا واسطہ بھی نہ ہو۔ مگر یہ وہ انقلاب آفریں پروگرام ہے جو [illegible] کی سرشت [illegible] جب [illegible] ہیں ان کا [illegible] کہ [illegible] ان کی آنکھوں اور کانوں سے [illegible] ایسے [illegible] کے لیے [illegible] کے لیے باعث [illegible] ہوتے ہیں [illegible] سے حق کا بول بالا ہو گیا [illegible] انسانیت کے [illegible] سب پر [illegible] جاتی ہے۔ وہ [illegible] برکت جس سے [illegible] کے پھول کھل جاتے ہیں۔ [illegible] روشنی [illegible] ہیں۔ [illegible] حل ہو جاتی ہے۔ [illegible] میں [illegible] کریں۔

پہلے مشکل الفاظ کی تشریح: هلوعا، [illegible] قال مقاتل ضيق القلب قال عطاء عن ابن عباس [illegible] مقاتل کہتے ہیں کہ اس کا معنی تنگ دل ہے۔ عطیہ نے ابن عباس کا قول نقل کیا ہے کہ اس کا [illegible] دو آیتوں میں بتا دیا ہے۔

جزوعا: جزع سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ ضد الصبر [illegible]

منوعا: [illegible] سخت بخیل۔

اب ان تینوں آیات کا مفہوم [illegible]۔ ان میں بتایا گیا ہے کہ انسان کی سرشت میں [illegible] ہیں۔ ایک تو [illegible] اور [illegible] جب [illegible] سے [illegible] نہیں ہوتی۔ [illegible] وقت [illegible] سے [illegible] اور [illegible] ہے [illegible] کہ [illegible] اس کے [illegible] ہیں۔ [illegible] ہے کہ [illegible] سخت [illegible]

اب [illegible] کہ جس شخص میں [illegible] ہو وہ [illegible] مصیبت کے وقت [illegible] کہ [illegible] ہو [illegible] کہ اس [illegible] ہے [illegible] وقت کے لیے [illegible] اس کے [illegible] ہیں [illegible] کے لیے [illegible] ہو جاتا ہے۔

اسی طرح [illegible] جب [illegible] ہوتا ہے جب [illegible] کو قرآن [illegible] اس کی [illegible] جاتی ہے [illegible] ہوتا ہے [illegible] جب [illegible] ہیں تو [illegible]

جَزُوْعًا ﴿٢٠﴾ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ﴿٢١﴾ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ﴿٢٢﴾ الَّذِيْنَ

سخت گھبرا جانے والا اور جب اسے دولت ملے تو بہت بخیل بن جاتا ہے بجز نمازیوں کے جو

هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ﴿٢٣﴾ وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ

اپنی نماز پر پابندی کرتے ہیں۔ اور وہ جن کے مالوں میں مقررہ

مَّعْلُوْمٌ ﴿٢٤﴾ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿٢٥﴾ وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ

حق ہے سوالی کے لیے اور محروم کے لیے بھی۔ اور جو تصدیق کرتے ہیں روزِ

وقت، نہ کسی خدمت تو یہاں اگر یاد کیا گیا ہے [illegible] وہاں مصروف ہیں [illegible] کی طرح ان پر جھپٹتا ہے اور جب اس پر مشکل کا دور آتا ہے تو [illegible] مسکینوں کو [illegible] ان کی امداد کرتا ہے وہ کسی کو پریشان دیکھ کر بے تاب ہو جاتا ہے۔ وہ کسی کی مجبوری کو دور کرنے سے بچتا نہیں۔

۵ وہ نمازی جو اسلام کے [illegible] جنہوں نے نماز جماعت سے ادا کرنے [illegible] شخصی قسمت کا واسطہ ہو کر [illegible] اس کا [illegible] ایک [illegible] اور ایک [illegible] معروفیت گرانقدر ہے۔ اسی وجہ سے [illegible] قلب و نظر پر [illegible] جاتا ہے

اب آیت [illegible] اس نظام کی [illegible] ہمیں عطا ہوا ہے

سلسلہ ان کی [illegible] نماز [illegible] ہم قلب سے سب کی [illegible] ہیں [illegible] نظر [illegible] سمجھتے ہیں کہ [illegible] کے حضور میں حاضر ہیں ان کی حرکات و سکنات [illegible] ابو الخیر کہتے ہیں کہ ہم نے عقبہ بن عامر سے دریافت کیا کہ اس آیت میں [illegible] سے کیا مراد ہے [illegible] انہوں نے کہا [illegible] بلکہ اس کا مطلب [illegible] التفات [illegible] نماز [illegible] حضرت [illegible] سے نجات ملتی ہے

۱۳ وہ مال کی ادائیگی کے لیے مجبور نہیں کرتے بلکہ اپنے مال میں ایک خاص حصہ مقرر کر لیتے ہیں جو سائلوں اور محروموں کو دیتے ہیں۔ سائل سے مراد مانگنے والا، محروم سے مراد وہ شخص ہے جو [illegible] کسی سے مانگ نہیں سکتا اور کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کر سکتا۔ یہی لوگ ہیں [illegible] ایسے لوگوں کی تلاش رہتی ہے [illegible] ان کے گھر جاتے

الدِّيْنِ ﴿٢٦﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿٢٧﴾

جزا کی سلہ اور جو اپنے رب کے عذاب سے ہمیشہ ڈرتے رہتے ہیں سلہ

اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُوْنٍ ﴿٢٨﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ

بے شک ان کے رب کا عذاب ایسی چیز نہیں جس سے بے خوف ہوا جائے سلہ اور وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت

حٰفِظُوْنَ ﴿٢٩﴾ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ

کرنے والے ہیں سلہ مگر اپنی بیویوں سے یا اپنی کنیزوں سے تو ان پر

غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ﴿٣٠﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

کوئی ملامت نہیں پس جو کوشش کریں ان کے علاوہ تو وہی لوگ حد سے

الْعٰدُوْنَ ﴿٣١﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿٣٢﴾

بڑھنے والے ہیں اور جو اپنی امانتوں اور عہد و پیمان کی پاسداری کرتے ہیں سلہ

ہیں اور لوگوں کی نگاہ سے چھپ چھپا کر ان کی مدد کرتے ہیں۔

سلہ یہ لوگ اس زندگی کو آخری زندگی نہیں سمجھتے بلکہ ان کا ایمان ہے کہ قیامت کے روز انہیں دوبارہ زندہ کرکے قبروں سے اٹھایا جائے گا اور ان سے ان کے [illegible] متعلق پوچھ گچھ کی جائے گی۔

سلہ وہ نیکیاں کرتے ہیں لیکن ان پر [illegible] نہیں کرتے۔ ہر وقت اپنی کوتاہیوں کا احساس کرکے اپنے رب کی ناراضگی سے [illegible]

سلہ وہ جانتے ہیں کہ ان کے رب کے عذاب [illegible] کوئی [illegible] ہے۔ اس لئے [illegible] [illegible] [illegible] اپنے آپ کو اپنے رب کے عذاب سے [illegible] [illegible] [illegible]

سلہ جو اپنے دامن عصمت پر داغ نہیں لگنے دیتے بلکہ اپنے گوہر عصمت کی پوری طرح حفاظت کرتے ہیں۔

سلہ جو امانتیں ان کے سپرد کی جاتی ہیں وہ ان میں خیانت نہیں کرتے۔ امانتوں سے مراد یہاں ہر قسم کی امانتیں ہیں جیسے [illegible] [illegible] [illegible] یہ سب اللہ کی امانتیں ہیں۔ ان کو اس کے حکم کے مطابق صرف کرنا امانت داری ہے اور ان کو اس کی نافرمانی میں خرچ کرنا بد دیانتی اور خیانت ہے [illegible] [illegible] [illegible]

وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ

اور جو لوگ اپنی گواہیوں پر ٹھیک ٹھیک قائم رہنے والے ہیں ۳۳ اور جو لوگ اپنی نمازوں کی

يُحَافِظُوْنَ ﴿۳۴﴾ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَمَالِ الَّذِيْنَ

حفاظت کرتے ہیں ۳۴ یہی لوگ مکرم و محترم ہوں گے جنتوں میں ۳۵ پس ان کافروں کو کیا ہو گیا ہے کہ

كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ ﴿۳۶﴾ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ ﴿۳۷﴾

آپ کی طرف گردن اٹھائے دوڑے چلے آتے ہیں ایک گروہ دائیں طرف سے اور دوسرا گروہ بائیں طرف سے ۳۷

اَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ ﴿۳۸﴾ كَلَّا ؕ

کیا طمع کرتا ہے ان میں سے ہر شخص کہ ایمان و عمل کے بغیر نعمتوں بھری جنت میں داخل کیا جائے گا ۳۸ ہرگز نہیں

کے مطابق ٹھیک ٹھیک ادا کرنا بھی اس میں داخل ہے۔ اگر کوئی ایسا نہیں کرے گا تو وہ منافق ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی نے کوئی [illegible] اسے کوئی [illegible] کہتا ہے تو اس کی نگہبانی کرے اور صاحب [illegible] اس کو پہنچا دیا جائے گا۔ یہ سب بھی اس میں داخل ہے اور جو ایسا نہیں کرے گا وہ بھی بددیانت اور خائن ہوگا۔

۳۳ [illegible]

۳۴ یعنی جو لوگ [illegible] بڑی پابندی سے ادا کرتے ہیں۔ کسی کا خوف، کوئی لالچ، کوئی حاجت [illegible] انہیں [illegible] سے باز نہیں رکھ سکتی۔

۳۵ جو لوگ پابندی سے نماز پڑھتے ہیں [illegible] وقت پر پڑھتے۔

۳۶ ان صفات کے جو لوگ حامل ہیں ان میں [illegible] فطری کمزوریاں باقی نہیں رہتیں۔ [illegible] سب کے لیے باعث رحمت و برکت [illegible] جنت میں داخل ہوں گے اور وہاں ان کو بڑی عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔

۳۷ کفار جب حضور اکرم ﷺ کو کہیں بیٹھے ہوئے دیکھتے تو [illegible] گروہ کے گروہ [illegible] لیکن ان کی یہ سرگرمی [illegible] کے لیے نہ تھی بلکہ [illegible] حضور کے ارد گرد جمع ہو کر طرح طرح کے اعتراضات کرتے اور پھبتیاں کستے۔

[illegible]

۳۸ [illegible] مسلمان جنت میں [illegible]

إِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ ۝ فَلَآ أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ

ہم نے ان کو پیدا کیا ہے اس چیز سے جسے یہ بھی جانتے ہیں ۳۸ پس میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے رب کی کہ

إِنَّا لَقٰدِرُوْنَ ۝ عَلٰٓى أَنْ نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَمَا نَحْنُ

ہم یقیناً قدرت رکھتے ہیں کہ ان کے بدلے میں ان سے بہتر لوگ لے آئیں ۳۹ اور ہم ایسا کرنے سے

بِمَسْبُوْقِيْنَ ۝ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ

عاجز نہیں ہیں ۴۰ سو آپ انہیں چھوڑیے کہ وہ فضول باتوں میں مشغول رہیں اور کھیلتے رہیں یہاں تک کہ وہ ملاقات کریں اپنے اس دن

ہوں گے۔ اگر ان کو اللہ تعالیٰ نے کسی [illegible] سے [illegible] تو [illegible] کا حقدار ہوتا۔ ان سے پوچھا جا رہا ہے کہ تم یہاں [illegible]

نیک عمل کئے؟ اس [illegible] کے باوجود تمہیں جنت میں داخل کیا جائے گا۔

[illegible]

۳۸ ان کا [illegible] سے [illegible] ان کے [illegible] عمل کے بغیر جنت میں داخل ہونے کا حق پہنچتا ہے

ایک ہی مادہ ہے جس سے سب کی تخلیق ہوئی ہے۔ غریب امیر [illegible] سب برابر ہیں۔ اگر وہ لوگ جنت میں داخل

ہونا چاہتے ہیں تو ایمان اور عمل کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر چارہ نہیں۔

[illegible] یہ مفہوم بھی ہو سکتا ہے کہ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] کے احکام کے سامنے اکڑ

جاتے ہیں [illegible] حقیر نطفہ سے پیدا کیا گیا ہے۔

۳۹ ارشاد ہے کہ ان لوگوں کو شاید یہ غلط فہمی ہے [illegible] کہ ہم [illegible]

[illegible] فرمایا کہ ہم اپنی ذات کی قسم کھا کر کہتے ہیں جو مشارق و مغارب کی پروردگار ہے کہ ہم

اس پر قادر ہیں کہ تمہیں تباہ و برباد کر دیں اور تم سے کہیں زیادہ بہتر کسی قوم کو تمہاری جانشینی بخشیں جو تم سے زیادہ نیک بخت ہو

[illegible]

[illegible]

مشارق مشرق کی جمع ہے مغارب مغرب کی جمع ہے۔ [illegible] مشرق و مغرب [illegible]

[illegible]

۴۰ مسبوقین [illegible] عاجز [illegible]

ہم عاجز و درماندہ نہیں۔

الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿٤٢﴾ يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا

جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے ۴۲ اس روز وہ نکلیں گے اپنی قبروں سے جلدی جلدی گویا وہ اپنے

كَأَنَّهُمْ إِلَىٰ نُصُبٍ يُوفِضُونَ ﴿٤٣﴾ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ

بتوں کے استھانوں کی طرف دوڑے جا رہے ہیں ۴۳ جھکی ہوں گی ان کی آنکھیں چھا رہی ہو گی ان پر

ذِلَّةٌ ۚ ذَٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿٤٤﴾

ذلت ۴۴ یہی وہ دن ہے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا

۴۲ ۔ اے حبیب! آپ نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا۔ [illegible] ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیجئے۔ [illegible] اپنی خرافات میں غرق رہیں اور اپنی دنیا کی کھیل [illegible] یہ کرتے رہیں۔ یہاں تک کہ موت کا فرشتہ آ کر ان کی روحیں قبض کرے اور پھر انہیں قیامت کے روز قبروں سے نکل کر اپنے رب کے لیے حاضر ہونا پڑے۔

۴۳ ۔ روز قیامت قبروں سے ان کے نکلنے کا منظر بیان ہو رہا ہے۔ جب صور پھونکا جائے گا تو قبروں سے اٹھ اٹھ کر [illegible] ہوں گے۔ [illegible] اپنے بتوں کے استھانوں کی طرف [illegible] ان کا [illegible] کریں۔

۴۴ ۔ [illegible]

[illegible]

الٰہی! [illegible] تیرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] تیرے حبیب کی شفاعت نصیب ہو۔

فاطر السموات والارض انت ولی فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔ رب

اغفر لی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب

والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد [illegible] وعلی آلہ الطاہرین

وصحبہ المکرمین ومن احبہم وتبعہم الی یوم الدین

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سُورۃ نوح

نام : اس سورت کا نام نوح ہے کیونکہ اس میں نوح علیہ السلام کی ساری کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کی آیات کی تعداد ۲۸ ہے دو رکوع ہیں [illegible] کلمات ، اور [illegible] حروف پر مشتمل ہے

زمانۂ نزول : یہ بھی ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

مضامین : پہلی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی قوم کو تباہ کرنے سے پہلے اس کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لیے کوئی نذیر بھیجا جاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ یوں ہی بے خبری میں کسی کو ہلاک نہیں کیا جاتا۔

نوح علیہ السلام کی دعوت کے تین عنوان ہیں ۔ ۱۔ اللہ وحدہ کی عبادت ۔ ۲۔ تقویٰ اور پرہیزگاری ۔ ۳۔ اپنے نبی کی اطاعت۔ انہی اصولوں پر تمام اقوام عالم کی فلاح دارین کا انحصار ہے

نوح علیہ السلام نے جس والہانہ انداز سے اپنے فرض نبوت کو ادا کیا اس کی تفصیلات آپ آیات ۵ تا ۲۰ میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ آپ نے صرف آخرت کی نجات کا راستہ ہی اپنی قوم کو نہیں دکھایا بلکہ ان سے وعدہ کیا کہ اگر تم میری دعوت کو قبول کرو گے تو تم دنیا میں بھی خوشحال ہو جاؤ گے۔ تم سے جو بارشیں رکی ہوئی ہیں بافراط برسائی جائیں گی۔ تمہارے خشک کھیت ہرے بھرے ہو جائیں گے۔ تمہیں اولاد نرینہ بکثرت دی جائے گی۔ بروقت بارشیں ہوا کریں گی۔ قحط اور خشک سالی کا جو خوف ہر وقت تمہارے اعصاب پر سوار رہتا ہے اس سے نجات مل جائے گی۔

پھر آپ نے اپنی قوم کے رئیسوں کی چالبازیوں کا ذکر کیا کہ وہ خود بھی اس دین کو قبول نہیں کرتے اس کی وجہ ظاہر ہے کہ اس دین کی تعلیمات ان کے مفاد سے متصادم تھیں وہ کیسے گوارا کرتے کہ ان کی عیش و نشاط سے وہ محروم ہو جائیں۔ [illegible] اور آپس میں وہ لوگ کس طرح [illegible] کیا کرتے تھے کہ عوام کو بھی نوح علیہ السلام کے نزدیک نہیں آنے دیتے تھے اور ان کے لیے بڑی بڑی حیلہ سازیاں اور مکر کرتے تھے۔ ان کے خیر اندیش اور ناصح مشفق بن کر انہیں تلقین کرتے کہ اے عوام ! اے طاقت و قوت کے حقیقی سرچشمو ! [illegible] ملک کے اصل [illegible] اس کے [illegible] ہیں۔ تمہیں تمہارے دیوتاؤں سے برگشتہ کرنا چاہتا ہے۔ خبردار ایسا ہرگز نہ کرنا ہم صرف تمہاری خیرخواہی کے لیے تمہیں متنبہ کرتے رہتے ہیں۔ یہ ڈرامہ ہر زمانے میں کھیلا جاتا رہا ہے۔ اور جھوٹوں نے جتنا ہو وہ کچھ کرتے رہتے ہیں۔

نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو سال تک شب و روز جلوت و خلوت میں ان کو دعوت حق دیتے رہے۔ یہ حضرات اور

اتنا صبر پیغمبر ہی کو نصیب ہوتا ہے لیکن جب ان پر کوئی اثر نہ ہوا تو آپ نے بددعا کی کہ الٰہی! ان سب کو غرق کر دے اور ان میں سے کسی کو زندہ نہ رہنے دے۔

آخر میں اپنے لیے اور مومنوں کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور سب کی بخشش کے لیے دامن پھیلاتے ہیں۔

سُوْرَةُ نُوْحٍ مَّكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثَمَانٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً

[illegible]

إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ أَنْ أَنذِرْ قَوْمَكَ مِن قَبْلِ

بے شک ہم نے بھیجا نوح کو ان کی قوم کی طرف [illegible]

أَن يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ① قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ②

[illegible]

[illegible] حضرت نوح علیہ السلام [illegible]

آپ کا نسب نامہ یہ ہے۔

نوح بن لمک بن [illegible] بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوهُ وَأَطِيعُونِ ﴿٣﴾ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوبِكُمْ

[illegible]

وَيُؤَخِّرْكُمْ إِلٰىٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ إِنَّ أَجَلَ اللّٰهِ إِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ

[illegible]

لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٤﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَّنَهَارًا ﴿٥﴾

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِيْۤ اِلَّا فِرَارًا ۝ وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ

[illegible]

جَعَلُوْۤا اَصَابِعَهُمْ فِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا

[illegible]

وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۝ ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝ ثُمَّ اِنِّيْۤ

[illegible]

اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۝ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ

[illegible]

اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ وَّيُمْدِدْكُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَل لَّكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَل لَّكُمْ أَنْهَارًا ﴿١٢﴾

[illegible]

مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا ﴿١٣﴾ وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا ﴿١٤﴾ أَلَمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۙ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ

نہیں دیکھا کہ اللہ نے کیسے پیدا کیے سات آسمان تہ بہ تہ اور بنایا ہے چاند کو

فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿۱۶﴾ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ

ان میں روشنی اور بنایا ہے سورج کو روشن چراغ اور اللہ نے اُگایا تم کو زمین سے

الْاَرْضِ نَبَاتًا ﴿۱۷﴾ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ﴿۱۸﴾ وَاللّٰهُ

عجب طرح اُگا کر پھر دوبارہ لے جائے گا تم کو اس میں اور نکالے گا تم کو دوبارہ نکال کر اور اللہ نے

جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ۙ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ﴿۲۰﴾

بنا دی تمہارے لیے زمین فرش کی طرح بچھی ہوئی تاکہ تم اس کے کھلے راستوں میں چلو

قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَ

فرمایا نوح نے کہ اے میرے رب انہوں نے میری نافرمانی کی اور اس کی پیروی کرتے رہے جس کو نہ بڑھایا اس کے مال اور

سورۂ حج میں نطفۃ ثم علقۃ ثم مضغۃ اسی طرح ابتدا ہے [illegible]

پھر [illegible] خلق الانسان

[illegible] (قرطبی)

ف۱۳ انسان [illegible] حکمت اور رحمت [illegible]

کی طرف توجہ [illegible] سات آسمانوں کو دیکھو [illegible] چاند کو دیکھو پھر آفتاب [illegible] اللہ تعالیٰ پر ایمان لا

[illegible]

ف۱۴ انسانوں کی تخلیق [illegible] موت اور بعثت کی طرف توجہ کیا

ف۱۵ اللہ تعالیٰ کے [illegible] زمین [illegible] فرش کی طرح بچھایا [illegible]

[illegible] الطریق الواسعۃ وقیل

الفج المسلک بین الجبلین [illegible]

ف۱۶ [illegible]

وَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًا ۚ﴿۲۱﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ۚ﴿۲۲﴾ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ

اولاد نے [illegible] کے [illegible] اور انہوں نے بہت بڑے مکر و فریب کئے [illegible]

اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَ

ہرگز نہ چھوڑنا اپنے معبودوں کو [illegible] اور ہرگز نہ چھوڑنا ود کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث [illegible] اور یعوق اور

[illegible]

[illegible] حضرت نوح [illegible]

[illegible] قرطبی

[illegible]

ود سواع یغوث یعوق اور نسر نوح علیہ السلام [illegible]

[illegible]

ان کا تعلق اس مادہ پرستی سے ہی ہے اور اسی تعلق کی بنا پر بعض بت قوت، دولت، موت، صحت، بیماری، فتح، شکست، عزت، ذلت وغیرہ کا دیوتا سمجھے جاتے تھے جب ان کے متعلق یہ عقیدہ قائم ہو گیا تو وہ ان کی عبادت کی طرف متوجہ ہوئے لیکن یہ اجرام ان کی رسائی سے بالا تھے اس لیے [illegible] ان کی شکلیں [illegible] بت بنا کر [illegible] تک رسائی ہو سکے چنانچہ اس طرح بت [illegible] اور پھر ان کی عبادت شروع ہو گئی۔ مذاہب عالم میں سب سے قدیم مذہب [illegible] حضرت نوح علیہ السلام کے [illegible] بعض [illegible] کے نام ہوں اور ان کے نام پر [illegible] تراشے گئے ہوں۔ [illegible] حضرت نوح علیہ السلام کے [illegible] ان کے [illegible] ان کی وہ پوجا کیا کرتے تھے

اصنام پرستی کی دوسری وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ جب ان میں بعض ایسے لوگ پیدا ہوتے جو کسی صفت شجاعت، قوت، علم، اخلاق میں [illegible] لوگوں کی نگاہ میں بہت [illegible] تو ان کی [illegible] ان کی یاد [illegible] اس لیے ان [illegible] ان کے [illegible] ان کی عبادت کی جانے لگی

کتب تفسیر میں [illegible] روایت [illegible] کہ حضرت [illegible] علیہ السلام کے [illegible] ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر [illegible] جب وہ فوت ہو گئے تو لوگوں پر ان کی جدائی بڑی شاق گزری [illegible] ان کی [illegible] کی صحبت میں [illegible] تھے [illegible] ان کی صحبت میں بیٹھ کر [illegible] ان کی تصویریں بنا [illegible] کی [illegible] عبادت شروع کر دی حضرت نوح علیہ السلام [illegible] بہت [illegible] اللہ تعالیٰ کا غضب [illegible] اور ان کے بتوں [illegible]

[illegible] یہ وہی لوگ [illegible] کامل ایمان رکھتے تھے جب [illegible] گزر گیا تو [illegible] حتیٰ کہ بت پرستی [illegible] شروع ہو گئی [illegible] حضرت نوح علیہ السلام کی قوم [illegible] بت [illegible] ان [illegible] کے ناموں سے [illegible]

عرب میں سب سے پہلے بت پرستی [illegible] ان لوگوں سے [illegible] سال کی [illegible] بت پرستی [illegible] ساری کوششیں صرف کر دیں [illegible] حضرت اسماعیل علیہ السلام [illegible] کی عبادت کے لیے تعمیر کیا تھا اسی [illegible]

نَسۡرًا ۝٢٣ وَقَدۡ أَضَلُّوا۟ كَثِيرًاۖ وَلَا تَزِدِ ٱلظَّٰلِمِينَ إِلَّا ضَلَٰلًا ۝٢٤

نسر کو ۔ اور انہوں نے گمراہ کر دیا بہت سے لوگوں کو ۔ الٰہی ! تو بھی ان کی گمراہی میں اضافہ ہی کر دے [illegible]

مِّمَّا خَطِيٓـَٔـٰتِهِمۡ أُغۡرِقُوا۟ فَأُدۡخِلُوا۟ نَارًا فَلَمۡ يَجِدُوا۟ لَهُم

اپنی خطاؤں کے باعث انہیں غرق کر دیا گیا پھر انہیں آگ میں داخل کر دیا گیا پھر انہوں نے نہ پایا اپنے لیے

کے مندر میں بت [illegible] عرب کے مختلف قبائل کے ہاں یہ بت تھے [illegible] حاصل تھی [illegible]
[illegible] یعوق [illegible]

چنانچہ بنی کلب کے بت کا نام ود تھا [illegible] قریش کا ایک بت تھا جس کو وہ ود کہا کرتے تھے [illegible]
[illegible] بنی کلب [illegible] اور اس کے [illegible]
[illegible]

سواع بھی ایک بت کا نام تھا جو بنو ہذیل کے پاس تھا اور ان سے منتقل ہو کر قبیلہ ہمدان کے پاس آیا [illegible]
[illegible] یغوث [illegible] ان کا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ۝ وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ

خدا کے سوا کوئی مددگار ۲۲ اور نوح نے عرض کی اے میرے رب نہ چھوڑ زمین پر

مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ۝ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَ

کافروں میں سے کوئی بسنے والا ۲۳ اگر تو نے ان میں سے کسی کو چھوڑ دیا تو وہ گمراہ کردیں گے تیرے بندوں کو اور

لَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۝ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَ

نہیں جنیں گے مگر ایسی اولاد جو بڑی بدکار سخت ناشکر ہو گی ۲۴ اے میرے رب بخش دے مجھے اور میرے والدین کو

کہتے ہیں کہ اگر یہ بتانا مقصود ہوتا کہ قیامت کے دن ان کو داخل جہنم کیا جائے گا تو وہ حرف عطف ثم لایا جاتا بلکہ ثم استعمال ہوتا۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں: والمراد بالنار عذاب القبر ومن مات في ماء او في نار او اكلته السباع او الطير مثلا اصابه ما يصيب المقبور من العذاب یعنی اس آگ سے مراد برزخ کی آگ ہے یعنی عذاب قبر۔ جو شخص پانی میں ڈوب جائے، آگ میں جل جائے یا درندے اور پرندے کھا جائیں تو اس کو بھی وہی عذاب پہنچتا ہے جو قبر میں مدفون کو پہنچتا ہے۔ معتزلہ عذاب قبر کے منکر ہیں۔ وہ اس کی حقیقت کو تسلیم ہی نہیں کرتے اس لیے اس آیت کی تاویلیں کی ہیں۔ علامہ پانی پتی نے اس مقام پر بڑی تفصیل سے عذاب قبر کے اثبات کے لیے متعدد احادیث نقل کی ہیں۔ ان میں سے صرف ایک پیش خدمت ہے:

حضرت صدیقہ فرماتی ہیں: ما رأيت رسول الله صلی الله تعالى عليه وسلم صلى صلوة الا تعوذ من عذاب القبر میں نے جب بھی حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا حضور نماز کے بعد عذاب قبر سے ضرور پناہ مانگتے۔ (متفق علیہ)

۲۲ جب اللہ تعالیٰ کے عذاب نے ان کو گھیر لیا تو کوئی نہ تھا جو اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں ان کی مدد کرتا اور انہیں عذاب کے چنگل سے رہائی دیتا

۲۳ الارض سے مراد آپ کی قوم کی سرزمین ہے۔ اہل عرب کہتے ہیں: [illegible] الٰہی! سب کو ہلاک کردے ان میں سے کسی کو بھی زندہ باقی نہ رہنے دے

۲۴ معلوم ہوا کہ نوح علیہ السلام بتوفیق اللہ تعالیٰ یہ بھی جانتے تھے کہ اب ان کی نسل میں کوئی بھی مومن پیدا نہ ہوگا۔ سب فاسق و فاجر، مشرک و کافر پیدا ہوں گے

لِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَلَا

اور اسے بھی جو میرے گھر میں ایمان کے ساتھ داخل ہوا اور بخش دے سب مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ٢٥ اور کفار کی

تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ﴿٢٨﴾

بیخ کنی اور ان کی ہلاکت و بربادی کر ۔

٢٥ آخر میں سب سے پہلے، اپنے والدین کے لیے اپنے عقیدت مندوں کے لیے پھر کل سب اہل ایمان مردوں اور عورتوں کے لیے مغفرت کی دعا کی

○

ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنكونن من الخاسرين۔ وتب علينا انك
انت التواب الرحيم۔ وصلى الله على سيدنا ومولانا محمد خاتم الانبياء شفيع المذنبين وعلى آله
واصحابه ومن احبه ونصره وتبعه الى يوم الدين۔

○

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ الجن

نام: اس سورۂ پاک میں جنات کے احوال کا بیان ہے نیز اس کی پہلی آیت میں "الجن" کا لفظ بھی مذکور ہے اس لیے اس کا نام الجن تجویز ہوا ہے۔

نزول: اس بات پر سب علماء متفق ہیں کہ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی لیکن مکی زندگی کے کس دور میں نازل ہوئی اس کا تعین مشکل ہے۔ البتہ حضرت ابن عباس کی ایک روایت سے یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اس کا نزول مکی زندگی کے ابتدائی دور میں ہوا۔ اس روایت کا ماحصل یہ ہے۔

صحیحین میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ کی غرض سے اپنے صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ عکاظ کے بازار کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ وہ وقت تھا جب جنات کا آسمان کی طرف پرواز کرنا بند ہو چکا تھا۔ وہ آسمان کے قریب جانے کی کوشش کرتے تو شہاب ثاقب ان کا تعاقب کرتے۔ انہوں نے اس کا ذکر اپنی قوم کے سامنے کیا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ ابلیس کے سامنے یہ ماجرا انہوں نے ذکر کیا۔ وہ بولا ضرور کوئی اہم واقعہ رونما ہوا ہے جس کی وجہ سے آسمان کی طرف تمہاری رسائی روک دی گئی ہے۔ اس لیے زمین کے مشرق و مغرب میں پھیل جاؤ، زمین کا گوشہ گوشہ چھان ڈالو اور اس حادثہ کا سراغ نکالو۔ جنات کا وہ گروہ جو تہامہ کے علاقہ میں چکر لگانے کے لیے آیا تھا، انہوں نے نخلہ کے مقام پر حضور کو صبح کی نماز ادا کرتے پایا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے۔ انہوں نے جب کلام الٰہی سنا تو کہنے لگے بخدا یہی وہ چیز ہے جس کی وجہ سے ہمیں روک دیا گیا ہے۔ پھر وہ اپنی قوم کی طرف گئے اور جو سنا تھا انہیں جا کر بتایا اور اپنے ایمان لانے کا اعلان کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی اور اپنے حبیب کو جنات کی آمد اور ان کے دیگر احوال کے بارے میں آگاہ کیا۔

اس روایت میں اس امر سے پتہ چلتا ہے کہ مکی زندگی کی ابتداء میں یہ واقعہ پیش آیا تھا کیونکہ جنات کی آسمان کی طرف پرواز نزول وحی کے ساتھ ہی بند کر دی گئی تھی۔

حضرت ابن عباس سے ایک دوسری روایت بھی ہے جس میں طائف سے واپسی کے وقت نخلہ میں قیام اور جنات کی حاضری کا بیان ہے۔ طائف کا سفر سنہ ۱۰ نبوی میں پیش آیا۔ اس سفر میں حضور کے ہمراہ صرف زید بن حارثہ تھے۔ یہ دو الگ الگ واقعات ہیں۔ آیات قرآنی سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے کیونکہ اس سورت میں جن جنات کا ذکر ہے وہ مشرک ہو

یہودی تھے اور جن کا ذکر سورۂ احقاف میں ہے وہ یہودی اور آسمانی کتب پر ایمان رکھتے تھے۔

کتب احادیث میں جنات کی حاضری کے بارے میں متعدد روایات ہیں۔ محدثین کی تحقیق یہ ہے کہ جنات چھ مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ ان میں سے ایک کا ذکر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عشاء کی نماز ادا کی، مسجد سے باہر تشریف لائے، میرا ہاتھ پکڑا اور چل پڑے یہاں تک کہ ہم ایک مقام پر پہنچے۔ حضور نے مجھے ایک جگہ پر بٹھایا اور میرے اردگرد ایک حلقہ کھینچ دیا اور فرمایا کہ تم اس سے باہر نہ نکلنا۔ حضور چلے گئے، وہاں جو کچھ گیا [illegible] سے کہتے ہیں صبح ہونے کے وقت تک آپ تشریف لائے۔ مجھے طرح طرح کی آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ یہاں تک کہ حضور واپس آ گئے۔ میں نے عرض کیا، حضور آپ رات بھر آپ کہاں تشریف لے گئے تھے؟ فرمایا: مجھے آج جنات کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے بھیجا گیا تھا۔ میں نے پوچھا کیا یہ آوازیں کیسی تھیں؟ فرمایا: یہ ان جنوں کی آوازیں تھیں، وہ مجھے الوداع کہہ رہے تھے اور سلام عرض کر رہے تھے۔

جنات کی حقیقت

جن جیم سے ہے اس کا معنی چھپنا ہے جیسے جنین، جنہ، جنت۔ اس لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں: اصل الجن ستر الشیء عن الحاسۃ

کسی چیز کو حواس سے پوشیدہ کرنے کو جن کہتے ہیں۔ قرآن نے اس مادے کی مختلف مشتقات کا بھی ذکر کیا ہے، ان سب میں یہی معنی موجود ہے۔ ماں کے پیٹ میں جو بچہ ہوتا ہے اس کو جنین کہتے ہیں۔ باغ کو جنت کہتے ہیں، جو پیڑوں سے ڈھکا ہوتا ہے۔ ڈھال کو مجن کہتے ہیں جو انسان کو دشمن کے وار سے چھپا لیتی ہے۔ اس لغوی معنی کی تحقیق کے بعد علامہ لکھتے ہیں:

ان الروحانیین ثلاثۃ اخیار وھم الملائکۃ واشرار وھم الشیاطین واوساط فیھم اخیار واشرار وھم الجن۔ (مفردات)

ترجمہ: روحانی مخلوق تین قسم کی ہے۔ ایک قسم وہ ہے جو سراپا خیر ہی خیر ہیں وہ فرشتے ہیں۔ دوسری قسم ان کی ہے جو سراسر شر ہی شر ہیں وہ شیاطین ہیں۔ تیسری قسم وہ ہے جن میں کچھ نیک اور کچھ شریر ہوتے ہیں وہ جن ہیں۔

علامہ ثناء اللہ پانی پتی نے جنات کی حقیقت کے بارے میں اہل سنت کی تحقیقات کا خلاصہ ان الفاظ میں لکھا ہے:

الجن جواہر [illegible] حیوان ناطقۃ کالانسان [illegible] الناس [illegible] خلقت من النار کما خلق آدم من طین [illegible] منھم الذکور والاناث [illegible] بخلاف الملائکۃ [illegible] الجن والشیاطین والملائکۃ ثابت بالشرع [illegible] (تفسیر مظہری)

ترجمہ: جن ایسے جواہر ہیں جن میں ارواح ہوتی ہیں، جو حیوان ناطق ہیں، انسان کی طرح عقلمند ہوتے ہیں۔ لوگوں کی آنکھوں سے پوشیدہ ہوتے ہیں اسی لیے انہیں جن کہا جاتا ہے۔ ان کی تخلیق آگ سے عمل میں آئی ہے جیسے آدم کی مٹی سے۔ ان میں نر و مادہ بھی ہیں۔ ان کی اولاد بھی پیدا ہوتی ہے لیکن فرشتے نر و مادہ نہیں ہوتے۔ جنات،

شیاطین اور ملائکہ کا وجود شریعت سے ثابت ہے۔ یہی جمہور علما کا مسلک ہے۔

ہمارے ہاں کے متجددین جنات کے وجود کا انکار کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ جنات کے بارے میں جو قصے اور واقعات مشہور ہو رہے ہیں یہ سب توہمات کی پیداوار ہیں۔ قرآن کریم میں جن کا لفظ جو مذکور ہے اس کے معنی [illegible] وغیرہ مخلوق نہیں بلکہ انسانوں کے [illegible] جنگلوں صحراؤں اور پہاڑوں میں آباد ہیں۔ [illegible] لوگ [illegible] زندگی بسر کرتے ہیں کیونکہ عام آبادیوں میں وہ دکھائی نہیں دیتے اور لوگوں سے چھپ کر رہتے ہیں اس لیے انہیں جن کہا جاتا ہے [illegible] یا جنات سے وہ انسان مراد ہیں [illegible] سے کی جرأت نہیں کرتے تھے بلکہ لوگوں کی نگاہوں سے چھپ چھپ کر قرآن پاک کو سننے کی سعادت حاصل کیا کرتے تھے

حقیقت یہ ہے کہ ہم اس قسم کے تصور کے بعد قرآن پاک کی [illegible] تفسیر [illegible] اگر قرآن کریم کی آیات سے یہ پتہ چلے کہ جن انسانوں کے ہی کسی گروہ کا نام ہے تو [illegible] تاویل [illegible] ہے اور اگر قرآن پاک کی متعدد آیات ان کے جنس مختلف ہونے کی شہادت دیں تو [illegible] نہیں کیا جا سکتا۔ قرآن کریم میں جنات کا ذکر کئی مقامات پر ہوا ہے۔ ان مقامات کا آپ مطالعہ کریں حقیقت خود بخود واضح ہو جائے گی [illegible] سورۃ الرحمٰن کی آیتیں پڑھیے: خلق الانسان من صلصال کالفخار ○ وخلق الجان من مارج من نار ○

ترجمہ: انسان کو ٹھیکری کی طرح بجنے والی مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اور جن کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا گیا ہے۔

اگر جن نوع انسانی کے ہی بعض افراد ہوتے تو ان کی تخلیق بھی مٹی سے ہوتی [illegible] قرآن تو یہ کہتا ہے کہ جنات کی پیدائش آگ کے شعلے سے ہوئی [illegible] جنات کو نوع انسانی کے زمرے میں کیسے شامل کیا جا سکتا ہے [illegible] قرآن کریم میں [illegible] بیان کیا گیا ہے [illegible] ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ○ ہم نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔

اگر جن انسانوں کے ہی کسی مخصوص گروہ کا نام ہوتا تو [illegible] الگ ذکر کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ انسانوں کے متعدد گروہ ہیں ان میں سے صرف کسی ایک کا ذکر [illegible] جنگلوں اور پہاڑوں میں بسنے والوں کا علیحدہ ذکر کرنے کی کوئی بھی مناسبت نہیں ہے۔

آیت قرآنی سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ جنات کی تخلیق انسان سے پہلے ہوئی تھی۔ شیطان جنوں کا ہی ایک فرد ہے آدم علیہ السلام کی تخلیق کے وقت موجود تھا اور آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کے باعث مردود قرار دیا گیا تھا۔ اس کے بارے میں ارشاد ہے: کان من الجن ففسق عن امر ربہ ○ شیطان جنوں میں سے تھا [illegible] نافرمانی اختیار کی۔ [illegible] انسانی کے باپ آدم علیہ السلام سے پہلے موجود تھے [illegible] کیسے ہو سکتا ہے؟ جنات کی ایک اور خصوصیت بیان کی گئی ہے جو انسانوں میں نہیں [illegible] سے پتہ چلتا ہے کہ جنات نوع انسانی کے علاوہ ایک جداگانہ مخلوق ہیں۔ ارشاد ہے: انہ یراکم ہو وقبیلہ من حیث لا ترونہم ○

ترجمہ: شیطان اور اس کا قبیلہ تمہیں دیکھتا ہے لیکن تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔

کثیر التعداد آیات میں سے صرف چند پیش کی گئی ہیں۔ اگر آپ غیر جانبداری سے ان کا مطالعہ کریں گے تو آپ کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ انسان کی طرح جن بھی ایک علیحدہ مخلوق ہیں۔ صرف اس لیے ان کا انکار کرنا کہ ہمیں نظر نہیں آتے، اپنے اندر کوئی معقولیت نہیں رکھتا۔ کیا ہم اپنے حواس کو اتنا ہمہ گیر خیال کرتے ہیں کہ انہوں نے ہر چیز کو اپنے احاطہ میں لے لیا اور جو چیز ان حواس سے ثابت نہ ہو وہ موجود ہی نہیں۔ اس طرح تو ہمیں بہت سی چیزوں کا انکار کرنا پڑے گا۔ روح فرشتے، نزولِ وحی وغیرہ وغیرہ یہ سب چیزیں ہمارے حواس سے ماوراء ہیں اور کون ایسا مسلمان ہے جو ان کو تسلیم کرنے میں پس و پیش کرے۔

مضامین: پہلے رکوع میں جنات کے اس خاص گروہ کے حالات بیان ہوئے ہیں جسے نخلہ کے مقام پر حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے قرآن کریم سننے کی سعادت نصیب ہوئی تھی اور اس کی وجہ سے جو انقلاب ان کے افکار و نظریات میں رونما ہوا تھا اور جس جرأت سے انہوں نے اپنے ایمان لانے کا تذکرہ کیا تھا اس کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ دوسرے رکوع کی ابتداء سے عقیدۂ توحید کا اعلان کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نظریۂ توحید کو بیان فرما رہے ہیں۔ اس کے بعد ان گمراہوں کا ذکر ہے جو اللہ اور رسول کی نافرمانی کو شعار بنائے ہوئے ہیں۔ قیامت کے دن ان کی حالت بڑی قابلِ رحم ہوگی۔

آخر میں اس حقیقت کو بیان فرما دیا کہ علمِ غیب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے مخصوص ہے جب تک وہ کسی کو غیب کا علم نہ دے کوئی جان نہیں سکتا۔ اور یہ علمِ غیب جنوں، ساحروں اور کاہنوں کو نہیں عطا کیا جاتا۔ یہ نعمت فقط ان رسولوں کو مرحمت فرمائی ہوتی ہے جن کو اللہ تعالیٰ اس شرف کے لیے چن لیا کرتا ہے۔

سُوْرَۃُ الْجِنِّ مَکِّیَّۃٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثَمَانٌ وَّعِشْرُوْنَ آيَةً

سورۃ الجن مکی ہے اس میں [illegible] اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے [illegible] آیتیں اور [illegible] رکوع ہیں

قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا

آپ فرمائیے میری طرف وحی کی گئی ہے کہ غور سے سنا (قرآن کو) جنوں کی ایک جماعت نے [illegible] کہا [illegible] سنا ہے [illegible]

۱ے رسول الثقلین نبی الحرمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] سب کو بتائیے جنات نے کئی مرتبہ بارگاہ اقدس میں حاضری دی۔ [illegible] علامہ سید آلوسی، علامہ قرطبی اور دیگر مفسرین نے اپنی تفاسیر میں [illegible] کہ جنات [illegible] اس لیے ان روایات میں تعارض نہیں [illegible] بعض [illegible] اور ان [illegible] جنات کے وجود ہی کا انکار کر دیا ہے۔ بلکہ مختلف احادیث میں مختلف وقتوں کے احوال مذکور ہیں۔ ان احادیث میں [illegible] تعارض اور پریشان [illegible] کی کوئی وجہ۔

پہلی حاضری [illegible] صحیح روایات کے مطابق یہ واقعہ اس وقت رونما ہوا جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] کے ساتھ عکاظ کے بازار کی طرف جا رہے تھے [illegible] زمانہ جاہلیت میں [illegible] خرید و فروخت ہوتی [illegible] نماز [illegible] کی تلاوت [illegible] جنات کے ایک گروہ کا [illegible] سورۃ [illegible] ان کے دل [illegible] عظمت [illegible] ہو گئے [illegible] ایمان [illegible] کر [illegible] قرآن [illegible] قرآن کریم [illegible] سلام اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible] ہو گئے۔

۲ے صرف [illegible] کہتے ہیں [illegible] [illegible] ان کی تاثیر [illegible]

کر [illegible] ہدایت [illegible]

نفر کا لفظ [illegible] اس کا اطلاق [illegible]

ہوتا ہے۔

قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ﴿۱﴾ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ

ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے [illegible] ہم ہرگز شریک نہیں [illegible] کسی کو

اَحَدًا ۙ﴿۲﴾ وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۙ﴿۳﴾

اپنے رب کا [illegible] اور نہ بیٹا

وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۙ﴿۴﴾ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ

اور یہ کہ [illegible] اللہ [illegible] ۴ اور ہم تو [illegible] کہ

۲ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۳ [illegible]

الشطط ، الافراط فی الاثم [illegible] وعبر بالشطط عن الجور [illegible] شططا ای قولا بعیدا عن الحق

[illegible]

تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۙ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ

انسان اور جن اللہ کے بارے میں [illegible] اور یہ کہ [illegible]

الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۙ وَّاَنَّهُمْ

[illegible] جنات میں سے [illegible] مردوں کی [illegible] اور [illegible]

مطلب یہ ہے کہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ظَنُّوا كَمَا ظَنَنتُمْ أَن لَّن يَبْعَثَ اللَّهُ أَحَدًا ﴿٧﴾ وَأَنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ

انسانوں نے بھی یہی گمان کیا تھا جیسے تم گمان کرتے ہو کہ اللہ کسی کو رسول بنا کر مبعوث نہیں کرے گا اور ہم نے چھو کر دیکھا آسمان کو

فَوَجَدْنَاهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيدًا وَشُهُبًا ﴿٨﴾ وَأَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ

تو ہم نے اسے پایا کہ سخت پہروں اور شہابوں سے بھرا ہوا ہے اور پہلے تو ہم بیٹھا کرتے تھے

مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۖ فَمَن يَسْتَمِعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ شِهَابًا رَّصَدًا ﴿٩﴾

اس کے بعض مقامات پر سننے کے لیے لیکن اب جو سننے کی کوشش کرے گا تو وہ پائے گا اپنے لیے کسی شہاب کو انتظار میں۔

تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت [illegible] شیاطین [illegible] سے کوئی تعلق نہیں [illegible] بیٹھتے ہیں [illegible]
کے علاوہ [illegible] مدینہ طیبہ [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible]
سے پہلے [illegible] اسلام قبول کر لیا۔

شہ صحیح روایت سے ثابت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد آسمانوں پر پہرہ سخت کر دیا گیا۔ [illegible] جن [illegible] آسمان [illegible] اب جو بھی آسمان کی طرف جانے کی کوشش کرتا تو شہاب [illegible] اس اچانک تبدیلی [illegible] حیرت [illegible] اس کی وجہ معلوم کریں۔ [illegible] جب حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے تھے۔ وہاں [illegible] پیش آیا۔

اسی کا ذکر ان آیات میں کیا جا رہا ہے۔ جن کہتے ہیں کہ جب ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو ہم نے دیکھا کہ جگہ جگہ پہرے دار کھڑے ہیں اور شہابوں کے آتشیں گولے ان کا تعاقب کرنے کے لیے تیار ہیں۔ اب اگر کوئی [illegible] سننے کی کوشش کرے گا تو یہ آتشیں شہاب اس کو جلا کر راکھ کر دیں گے۔

یہاں کسی کو یہ غلط فہمی ہو سکتی ہے کہ شہابوں کے ٹوٹنے کا سلسلہ تو بعثت سے پہلے بھی تھا [illegible] حادثہ پیش آیا جس کی وجہ سے جنات کا آسمانوں کی طرف جانا ناممکن ہو گیا [illegible] اس کا جواب یہ دیا جا سکتا ہے کہ پہلے بھی شہاب تھے لیکن اتنی کثرت سے [illegible] لیکن اب [illegible] سخت کر دیے گئے اور اب [illegible] بند ہو گیا [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں لیکن [illegible] اس کی حقیقت سے ہم آگاہ نہیں ہو سکتے [illegible]

وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ

اور ہم نہیں سمجھتے [illegible] ان کو

رَبُّهُمْ رَشَدًا ۝ وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ۭ كُنَّا

[illegible]

طَرَاۗىِٕقَ قِدَدًا ۝ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَلَنْ

[illegible]

نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ۝ وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ ۭ فَمَنْ يُّؤْمِنْ

بھاگ کر [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بِرَبِّهٖ فَلَا یَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ﴿۱۳﴾ وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا

لاتا ہے تو اسے نہ کسی نقصان کا خوف ہوتا ہے اور نہ ظلم کا ۱۲؎ اور بیشک ہم میں سے کچھ تو فرمانبردار ہیں اور

الْقٰسِطُوْنَ ۭ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ﴿۱۴﴾ وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ

کچھ ظالم ۱۳؎ تو جنہوں نے اسلام قبول کیا تو انہوں نے حق کی راہ تلاش کر لی ۱۴؎ اور جو حق سے منحرف ہوتے

فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴿۱۵﴾ وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِیْقَةِ لَاَسْقَیْنٰهُمْ

ہیں تو وہ جہنم کا ایندھن بن گئے ہیں اور اگر وہ ثابت قدم رہیں راہ حق پر تو ہم انہیں سیراب کریں گے

مَّآءً غَدَقًا ﴿۱۶﴾ لِّنَفْتِنَهُمْ فِیْهِ ۭ وَمَنْ یُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ یَسْلُكْهُ

کثیر پانی سے ۱۵؎ تاکہ ہم ان کی آزمائش کریں اس سے ۔ اور جو منہ موڑتا ہے اپنے رب کے ذکر سے تو وہ داخل کرے گا

۱۲؎ [illegible] ایمان لانے کے بعد اسے یقین ہو جاتا ہے کہ جو شخص نیک ہے یہاں [illegible] کی نہ حق تلفی ہوگی اور نہ اس پر ظلم و زیادتی ہوگی۔ حق تلفی کا مطلب تو یہ ہے کہ جتنی نیکیاں اس نے کی ہیں [illegible] ان میں کمی نہیں کی جائے گی اور ظلم کا مطلب یہ ہے کہ [illegible] گناہوں کی سزا دی جائے [illegible] وہاں آدمی سے انصاف ہے [illegible] فضل و احسان ہے۔

۱۳؎ قسط کے معنی عدل اور جور دونوں معنوں میں مستعمل ہوتا ہے اور اقسط (باب افعال) صرف عدل کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ یہاں اس کا معنی سیاق و سباق سے واضح ہے کہ یہاں قاسطون کا مقابل المسلمون ہے اس لیے یہاں قاسط کا معنی ظالم اور حد سے تجاوز کرنے والا ہوگا۔

۱۴؎ بعض کے نزدیک یہ بھی جنات کا قول ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وَمِنَّا الْقَاسِطُوْنَ پر جنات کا کلام ختم ہو گیا فَمَنْ اَسْلَمَ سے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو خطاب فرما رہا ہے۔

تحروا: توخوا و قصدوا۔ تلاش کیا، قصد کیا

۱۵؎ اگر جن و انس اسلام کے صراط مستقیم پر استقامت سے پابند رہیں تو انہیں دنیا میں بھی خوشحال کر دیا جائے گا۔ انہیں رزق فراواں دیا جائے گا [illegible] ہر طرف سبزہ ہی سبزہ نظر آئے گا۔ یہ سب [illegible] ان کی آزمائش ہوگی کہ آیا وہ اس نعمت کا شکر ادا کرتے ہیں یا نہیں۔

عَذَابًا صَعَدًا ۙ﴿١٧﴾ وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۙ﴿١٨﴾

[illegible] عذاب میں [illegible] اور یہ کہ سب مسجدیں اللہ کے لیے ہیں [illegible] اللہ کے ساتھ کسی کی [illegible]

وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ۟﴿١٩﴾

اور جب کھڑا ہوتا ہے اللہ کا بندہ [illegible] کی عبادت کرنے کو لوگ اس پر [illegible]

ف اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی یاد سے [illegible] صعدا

شدید یعنی سخت عذاب

[illegible]

[illegible]

ف [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] المعانی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ف [illegible]

قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۰﴾ قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ

آپ فرما دیجئے کہ میں تو صرف اپنے رب کی عبادت کرتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا آپ فرما دیجئے کہ میں تمہارے لیے نہ کسی نقصان

لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾ قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ

کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ ہدایت کا۔ آپ فرما دیجئے کہ مجھ کو اللہ سے کوئی نہیں بچا سکتا

خطاب [illegible]

آیت کے دو مطلب بیان کیے گئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ جب محمد ﷺ [illegible] میں مصروف تھا اور جنات کا [illegible] تو اللہ تعالیٰ [illegible] قرآن کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

ان کے [illegible] اللہ [illegible] (مظہری)

ؔ آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] (اس) [illegible] [illegible]

ؔ مشرکین [illegible] کہ اگر آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت چھوڑ دیں [illegible] آپ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

ملتحدا ای ملتجأ [illegible] (قرطبی)

وَلَنْ أَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا ﴿٢٢﴾ إِلَّا بَلَاغًا مِنَ اللَّهِ وَرِسَالَاتِهِ

اور نہ میں پا سکتا ہوں اس کے بغیر کہیں پناہ ۔ البتہ میرا فرض صرف یہ ہے کہ پہنچا دوں اللہ کے احکام اور اس کے پیغامات ۲۳

وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا

پس وہ جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تو اس کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں یہ نافرمان ہمیشہ رہیں گے

أَبَدًا ﴿٢٣﴾ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ أَضْعَفُ

ابد تک ۔ ۲۴ یہاں تک کہ جب وہ دیکھ لیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے تو انہیں پتہ چل جائے گا کہ کون ہے جس کا

نَاصِرًا وَأَقَلُّ عَدَدًا ﴿٢٤﴾ قُلْ إِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ مَا تُوعَدُونَ أَمْ

مددگار کمزور ہے اور جس کی تعداد کم ہے ۔ ۲۵ آپ فرمائیے میں نہیں جانتا کہ وہ دن قریب ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا

يَجْعَلُ لَهُ رَبِّي أَمَدًا ﴿٢٥﴾ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ

یا مقرر فرما دی ہے اس کے لیے میرے رب نے لمبی مدت ۲۶ اللہ تعالیٰ غیب کا جاننے والا ہے پس وہ آگاہ نہیں کرتا اپنے غیب پر

---

۲۳ میرا فریضہ یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے پیغامات پہنچا دوں اور اس کے احکامات سے آگاہ کر دوں۔ ان کو ماننا یا نہ ماننا تمہارا کام ہے۔ یہ میری ذمہ داری نہیں۔

۲۴ جو دین کے بنیادی اصولوں میں سے کسی کا انکار کرے گا اور اس پر ایمان نہیں لائے گا اس کے لیے دوزخ کا ابدی عذاب ہے۔

۲۵ اب تو تم اپنے آپ کو بڑا طاقتور اور دوسروں کو کمزور سمجھتے ہو اور تمہارا یہی خیال ہے کہ جس وقت تم نے اپنے حلیف قبائل کو مدد کے لیے پکارا تو ہزاروں جوانوں کا لشکر امڈ آئے گا۔ لیکن یہ سب تمہاری خوش فہمیاں ہیں۔ جب عذاب کی مقررہ گھڑی آ پہنچے گی جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اس وقت تمہیں ٹھیک ٹھیک پتہ چل جائے گا کہ کس کے مددگار کمزور ہیں اور کس کے ساتھیوں کی تعداد قلیل ہے۔

۲۶ یہاں ایک بات کی طرف رہنمائی ہے کہ علم غیب کے متعلق جو آیتیں ہیں ان کا مفہوم واضح طور پر ذہن نشین ہو جائے۔ علامہ راغب اصفہانی اس کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں: الغیب مصدر غابت الشمس وغیرھا اذا استترت عن العین یقال غاب عنی کذا [illegible]

شعر [illegible] والعربیۃ [illegible]

أَحَدًا ﴿٢٦﴾ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنۢ بَيْنِ

کسی کو بجز اس [illegible] تو مقرر کر دیتا ہے اس رسول کے

[illegible]

[illegible] اطلاق اللہ تعالیٰ کی ذات پر [illegible]

[illegible] تاج العروس [illegible] الاعراف آیت ١٨٨ کا حاشیہ۔

[illegible]

والغیب ما غاب عنا معشر البشر [illegible]

[illegible]

عالم الغیب [illegible]

[illegible]

الا من [illegible]

نیز بتایا ہے کہ اس کے غیب پر جس کو چاہے آگاہ کر دیتا ہے۔ علامہ [illegible] لکھتے ہیں الا من ارتضی من رسول فانہ [illegible] یطلعہ علی ما یشاء من الغیب [illegible]۔ علامہ قرطبی کی عبارت ملاحظہ فرمائیے۔ ثم استثنی من ارتضاہ من الرسل فاودعہم ما شاء من غیبہ بطریق الوحی الیہم (قرطبی) پھر ان رسولوں کو جن کو اس نے پسند فرمایا مستثنیٰ کیا، پس ان کو جتنا چاہا اپنے غیب کا علم بطریق وحی عطا فرمایا۔ ابو حیان اندلسی لکھتے ہیں: الا من ارتضی من رسول استثناء من احد ای فانہ یظہرہ علی ما یشاء من ذلک۔ یعنی من رسول سے استثناء کی گئی ہے یعنی رسول پسندیدہ کو جتنے غیب پر چاہے مطلع کر دیتا ہے۔

علامہ ابن جریر طبری نے حضرت ابن عباس، قتادہ اور ابن زید سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے: الا من ارتضی من رسول فانہ یصطفیہم ویطلعہم علی ما یشاء من الغیب۔ یعنی اللہ تعالیٰ رسولوں کو چن لیتا ہے اور انہیں غیب میں سے جتنا چاہتا ہے اس پر آگاہ کر دیتا ہے۔

علامہ زمخشری معتزلی نے اپنے عقیدہ اعتزال کے مطابق اس آیت سے اولیاء کرام کی کرامت کی نفی کی ہے لیکن انبیاء کے علم غیب کا انکار اس نے بھی نہیں کیا وہ لکھتے ہیں کہ اس آیت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف رسولوں کو غیب پر آگاہ کرتا ہے۔ اور اولیاء خواہ وہ مرتضیٰ ہوں [illegible] رسول نہیں ہیں۔ اس لیے انہیں غیب کا علم نہیں ہو سکتا۔ اس کا آسان سا جواب تو یہ ہے کہ اولیاء کرام کے سامنے علوم [illegible] منکشف ہوتے ہیں [illegible] ان پر دلیل نہیں ہو سکتی کہ آیت کے منافی ہو۔

علامہ پانی پتی فرماتے ہیں کہ انبیاء کا علم قطعی اور یقینی ہوتا ہے۔ اس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی لیکن اولیاء کا علم انبیاء کے علم کی طرح قطعی اور یقینی نہیں ہوگا۔

اولیاء کرام کے علوم [illegible] کے بارے میں [illegible] آپ [illegible]۔ [illegible] تفسیر مظہری کا اس مقام پر مطالعہ کریں۔

بعض حضرات نے اس سے ظاہر کیا ہے کہ جن علوم غیبیہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو آگاہ کیا ہے وہ فقط احکام شرعیہ ہیں۔ [illegible] رسول کریم [illegible] عرض ہے کہ ان حضرات نے کیا وعلم آدم الاسماء کلھا کا ارشاد الٰہی نہیں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو سب کے سب نام سکھا دیئے۔ جب آدم علیہ السلام کی یہ شان ہے [illegible] اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو رحمۃ للعالمین ہیں [illegible] اللہ تعالیٰ کے خلیفہ [illegible] کا کوئی کیسے اندازہ لگا سکتا ہے۔ اس لیے [illegible] قرآن نے فرمایا ہے اس کو صدق دل سے تسلیم کریں کہ اللہ تعالیٰ [illegible] اپنے [illegible] کو [illegible] چاہتا ہے [illegible] عطا فرماتا ہے [illegible] ۔ اس کی [illegible] ضیاء القرآن سورۂ آل عمران آیت ۱۷۹، سورۂ النحل آیت ۸۹ کا حاشیہ اور دیگر مقامات

يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿٢٧﴾ لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ

آگے اور اس کے پیچھے [illegible] ۲۶ تاکہ وہ دیکھ لے کہ انہوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیئے ہیں ۲۷

وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ﴿٢٨﴾

اور حقیقت یہ ہے کہ [illegible] ان کے [illegible] کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور ہر چیز کو گن کر شمار کر رکھا ہے ۲۸

۲۶ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کی حفاظت کے لیے اس کے آگے اور پیچھے محافظ فرشتے مقرر کر دیے ہیں تاکہ ان علوم کی پوری طرح حفاظت کی جا سکے

۲۷ تاکہ اللہ تعالیٰ دیکھ لے کہ فرشتوں نے اس کے پیغامات نبی تک [illegible] پہنچا دیئے ہیں۔ تفسیر [illegible]
[illegible] مستقبل

۲۸ [illegible] ہر قسم کی مخلوق [illegible] اعمال [illegible]
اس نے گن رکھا ہے ہر چیز اس کے علم اور قدرت میں ہے

○

سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی العزۃ والعظمۃ والکبریاء والجبروت سبحان الملک الحی
الذی لا یموت۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ المرتضیٰ ورسولہ المجتبیٰ وحبیبہ المصطفیٰ وعلی
آلہ مصابیح الدجیٰ وصحبہ نجوم الہدیٰ وبارک وسلم ربنا تقبل منا انک انت السمیع
العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم

○

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سُورَۃُ المُزَّمِّل

نام: اس سورۂ مبارکہ کا نام ''مزمل'' ہے۔ اس میں دو رکوع، بیس آیتیں، دو سو پچاسی کلمات اور آٹھ سو اڑتیس حروف ہیں۔

نزول: اس کے زمانۂ نزول کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ ساری سورت مکۂ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ حضرت حسن بصری، عکرمہ، عطاء اور جابر کا یہی قول ہے۔ لیکن بعض علماء کی یہ رائے ہے کہ اس کا پہلا رکوع مکی ہے، لیکن دوسرا رکوع مدینہ طیبہ میں نازل ہوا۔ نحاس نے حضرت ابن عباس سے یہی قول نقل کیا ہے۔ آیات بھی اسی کی تائید کرتی ہیں کیونکہ دوسرے رکوع میں جہاد فی سبیل اللہ اور زکوٰۃ کا ذکر ہے۔ یہ دونوں حکم مدینہ طیبہ میں نازل ہوئے کیونکہ مکہ میں جہاد کا تصور تک بھی نہ تھا۔ علاوہ ازیں یہ بھی سب علماء کا اتفاق ہے کہ زکوٰۃ کی فرضیت کا حکم مدینہ طیبہ میں نازل ہوا۔ اس لیے حضرت ابن عباس کا قول ہی قرین قیاس ہے۔

ابتدائی آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو سحر خیزی کی تلقین فرمائی ہے کہ آپ رات کا نصف حصہ یا اس سے کم و بیش مصروفِ عبادت رہا کریں کیونکہ رات کی خاموشیوں میں تلاوتِ قرآن اور ذکرِ الٰہی سے روحانی توانائیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس وقت کی عبادت سے اسرارِ الٰہیہ پر مطلع ہونے کی استعداد پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے منصبِ نبوت پر جو فرائض عائد کیے گئے ہیں، ان سے خوش اسلوبی کے ساتھ عہدہ برآ ہونے کی قوت و ہمت پیدا ہوتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشادِ گرامی ہے: اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَادِیْبِیْ ''میرے رب نے مجھے ادب سکھایا اور ادب سکھانے میں کمال کر دیا''۔ تادیب و تربیتِ خداوندی کا یہ بھی ایک جز ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرام کو بھی سحری کے وقت جاگنے کی ترغیب دلایا کرتے تھے۔ صحابہ کرام بڑے ذوق و شوق سے سحری کے وقت بیدار ہوتے اور مصروفِ عبادت رہا کرتے۔ انہی ارشاداتِ نبوی کے طفیل اولیائے امت اور صالحین سحری کے وقت جاگ کر اپنے رب کے ذکر اور اس کی یاد میں مصروف رہتے ہیں۔ علامہ نے خوب کہا ہے:

عطار ہو، رومی ہو، رازی ہو، غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحرگاہی

''رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ'' (آیات ۹ تا ۱۹) فرما کر یہ بتایا جا رہا ہے کہ نبوت کی سنگین اور گراں قدر ذمہ داریاں

ادا کرنے کے راستہ میں طرح طرح کی مشکلات پیش آئیں گی۔ اے حبیب! آپ ان سے مت گھبرائیے۔ اپنے رب کو اپنا کارساز بنا لیجیے۔ آپ کا رب وہ ہے جو مشرق اور مغرب کی ہر چیز کا پروردگار ہے۔ مخالفین اگر دل آزاری پر اتر آئیں تو آپ صبر کی ڈھال پر ان کا ہر وار روکیے۔ ہم خود ان سے نپٹ لیں گے۔ جب ہم نے عذاب کے شکنجہ میں ان کو کسا تو ان کے سارے نشے ہرن ہو جائیں گے۔

اِنَّا اَرْسَلْنَا (آیت ۱۵، ۱۶) سے کفار مکہ کو متنبہ کیا جا رہا ہے کہ تمہیں فرعون کے حسرت ناک انجام سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔ اس نے اور اس کی قوم نے ہمارے رسول موسیٰ کلیم اللہ کو جھٹلایا تھا اور اس کو ستانے کی حد کر دی تھی۔ انہیں بھی اپنی قوت اور شوکت پر بڑا گھمنڈ تھا۔ لیکن جب ہمارے غضب کی بجلی ان پر کڑکی تو ان کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا۔ کیا تم اپنے لیے اسی قسم کا انجام پسند کرتے ہو۔

دوسرے رکوع میں نماز تہجد میں تخفیف فرما دی گئی۔ نصف شب جاگ کر عبادت کرنا عام لوگوں کے لیے از بس دشوار ہے۔ ان میں کئی بیمار، کئی مسافر اور کئی جہاد میں مصروف ہوتے ہیں۔ دن بھر کی تھکاوٹ ان کو چور چور کر دیتی ہے۔ اس لیے ان کے لیے نرمی فرما دی کہ جتنی دیر وہ آسانی سے تلاوت و عبادت کر سکیں اتنا ہی کافی ہے۔ فرض نمازوں کی سختی سے پابندی کریں اور زکوٰۃ ادا کرنے میں سستی کا مظاہرہ نہ کریں۔

آخر میں ارشاد فرمایا کہ اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے اگر تمہیں اپنا مال خرچ کرنا پڑے تو بخل سے کام نہ لیا کرو بلکہ بڑی فیاضی اور خندہ پیشانی سے خرچ کیا کرو۔ اللہ کی راہ میں جو تم خرچ کرو گے وہ رائیگاں نہیں جائے گا۔ وہ تو گویا تم اپنے رب کو قرض دے رہے ہو۔ اللہ قیامت کے دن یہ قرض کئی گنا بڑھا کر تمہیں واپس کرے گا۔ اس دن تمہیں پتہ چلے گا کہ اللہ کے راستہ میں اپنی دولت خرچ کر کے تم نے کتنے بڑے نفع کا سودا کیا تھا۔ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ فرما کر اس طرف بھی آگاہ کیا کہ کہیں تم میں غرور پیدا نہ ہو جائے۔ ہمیشہ اپنے رب سے اپنی لغزشوں کے لیے مغفرت طلب کرتے رہا کرو۔ وہ غفور و رحیم تمہاری لغزشوں کو معاف فرما دے گا اور تمہارے اعمال حسنہ کو شرف قبولیت بخشے گا۔

نیو ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا

۲۱-۳-۷۷

سُوْرَةُ الْمُزَّمِّلِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ عِشْرُوْنَ آيَةً وَفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ مزمل مکی ہے   اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا ہے   اس میں بیس آیتیں دو رکوع ہیں

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِنْهُ قَلِيلًا ۙ أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ۝٤ إِنَّا سَنُلْقِي

اس سے بھی تھوڑا سا کم کر دیا کریں یا اس پر زیادہ کر دیا کریں اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کیجئے بے شک ہم عنقریب آپ پر بوجھل بات القا کریں گے

ولا يخفى انه لا يندفع بهذا سوء [illegible] مخاطبة الحبيب [illegible] على ما عهد سبحانه به ما يلزم من الادب والتعظيم بجانب الكريم (روح المعانی)

قائل کی اس توجیہ سے زمخشری کی تعریض دور نہیں ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب سے جب خطاب فرماتا ہے تو ہمیشہ ادب و احترام اور رسالت کے ادب و احترام کا پورا لحاظ رکھا گیا ہے۔

صاحب قال حضرت یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں تحریر کیا ہے [illegible] بار نبوت و رسالت کی خلعت فاخرہ آپ کو عطا ہوئی۔

ستر نجتے امانت کی [illegible]
پہلے آپ اس چادر کو [illegible]

قیل مستثنیٰ من الاقرب استثنا قلیلا من الحق قصه قلیلا بدل ہے اس کی ضمیر لوٹتی ہے اللیل ہے اس میں قلیل کے ابہام کو دور کیا۔ او زد علیہ [illegible] نصف کی ضمیر لوٹتی ہے اللیل اور نصف دونوں ہو سکتے ہیں قلیلا کا تعلق النصف [illegible] قلیلا

ثم اللیل [illegible] الا قلیلا [illegible] رات کا کچھ حصہ [illegible] نصف شب [illegible] تھوڑا سا وقت [illegible] اور تھوڑی سی زیادتی [illegible] اختیار ہے [illegible] کچھ زیادہ آپ کو اختیار ہے۔

ک [illegible] الترتیل: التثبت والتبیین وحسن نظام [illegible] ترتیل [illegible] التنضید [illegible] ترتیل کا مطلب ہے [illegible] ٹھہر ٹھہر کر [illegible] قرآن [illegible] اس کی آیت [illegible] اور ان کی تفسیر حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے [illegible] آپ سے اس آیت کا مطلب پوچھا گیا تو [illegible] ولا تنثروه نثر الدقل ولا تهذوه هذ الشعر قفوا عند عجائبه وحركوا به القلوب ولا يكن هم احدكم آخر السورة (روح المعانی) آپ نے فرمایا کہ اس آیت کا معنی [illegible] جس طرح تم جلدی جلدی [illegible] اور دلوں کو اس کی تاثیر سے متحرک کرو۔ تمہیں اس سورت کو جلدی جلدی ختم کرنے کا فکر نہ ہو

عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا ۟ إِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْأً وَأَقْوَمُ

آپ پر ایک بھاری کلام ۵ے گے بلاشبہ رات کا اٹھنا نفس کو سختی سے روندتا ہے ۶ے اور بات کو

۵ے مطلب یہ ہے آپ پر ایک گراں قدر کلام نازل ہونے والا ہے جس میں اوامر و نواہی احکام اور ارشادات کا ایک طویل سلسلہ ہو گا اس پر عمل کرنا اور دوسرے لوگوں سے اس پر عمل کرانا بڑی ہمت اور جرأت کا کام ہے۔ اس کے علاوہ وہ کلام اتنا گراں ہے کہ اگر پہاڑوں پر بھی اتارا جاتا تو وہ اس کی ہیبت اور جلال سے ریزہ ریزہ ہو جاتے۔ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نزول آیات کے وقت عجیب کیفیت طاری ہوتی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ ولقد رأیتہ ینزل علیہ الوحی فی الیوم الشدید البرد فیفصم عنہ وان جبینہ لیتفصد عرقا۔ یعنی میں نے سرکار کو اس حالت میں دیکھا جب سخت سردی کے دن میں وحی نازل ہوتی تو جب وحی کا نزول ختم ہوتا تو حضور کی پیشانی مبارک سے پسینے کے قطرے ٹپک رہے ہوتے۔

قولاً ثقیلاً کی ایک تفسیر یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] (مظہری)

۶ے ناشئۃ [illegible]

قِيلًا ۝ إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا ۝ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

① [illegible]

② [illegible]

③ [illegible]

[illegible]

وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۝ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ

سب سے کٹ کر اسی کے ہو رہو ۔ وہ مالک ہے مشرق و مغرب کا اس کے سوا کوئی معبود نہیں

لیکن یہ مقام حاصل نہیں ہوتا جب تک [illegible] تو یہ ہے کہ صرف دل کا ذکر ہی حقیقی ذکر ہے کیونکہ ذکر نام ہی ہے [illegible] غفلت کو دور بھگانے [illegible] اسی وقت [illegible] کیونکہ زبان بسا اوقات ذکر کرتی ہے لیکن [illegible] ذکر کا اثر ہی ہوتا ہے

تبتل کا معنی علامہ آلوسی نے یوں لکھا ہے۔ انقطع الیہ تعالیٰ بالعبادة وجرد نفسک عما سواہ عز وجل واستغرق فی مراقبتہ و شہودہ۔ [illegible] تعلق توڑ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو جاؤ [illegible] ذات اللہ تعالیٰ کے مراقبہ میں مستغرق ہو جاؤ

[illegible] کے مطابق [illegible] تبتل [illegible] اور تبتل [illegible] تفعیل کا مصدر ذکر کر دیا گیا [illegible] رعایت [illegible]

اس آیت کا یہ مطلب ہرگز نہیں [illegible] اسلام اجازت نہیں دیتا [illegible] لا رہبانیة فی الاسلام [illegible] رہبانیت کی کوئی گنجائش نہیں۔ [illegible]

[illegible]

[illegible] الانقطاع عن الخلق [illegible] الوصول الی الحق [illegible]

[illegible]

الاحتجاب من اللہ تعالیٰ [illegible] من الشیخ (مظہری)

حضرت [illegible] لکھتے ہیں۔ [illegible] کثرت ذکر [illegible] بعنایت اللہ و [illegible]

[illegible]

بے عنایات حق و خاصان حق | گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

[illegible]

فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا ۝٩ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا

پس بنا لیجیے اسی کو اپنا کارساز ۔ اور صبر کیجیے ان کی باتوں پر اور ان سے الگ ہو جائیے بڑی

جَمِيلًا ۝١٠ وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا ۝١١

خوبصورتی سے ۔ اور چھوڑ دیجیے مجھے اور ان جھٹلانے والے مالداروں کو اور انہیں تھوڑی سی مہلت دیں

إِنَّ لَدَيْنَا أَنكَالًا وَجَحِيمًا ۝١٢ وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَعَذَابًا أَلِيمًا ۝١٣

بیشک ہمارے پاس ان کے لیے بھاری بیڑیاں اور بھڑکتی آگ ہے ۔ اور ایسا کھانا جو گلے میں پھنس جانے والا ہے اور دردناک عذاب ہے ۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَّهِيلًا ﴿١٤﴾

[illegible]

إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ

[illegible]

فِرْعَوْنَ رَسُولًا ﴿١٥﴾ فَعَصَىٰ فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ فَأَخَذْنَاهُ أَخْذًا

[illegible]

وَبِيلًا ﴿١٦﴾ فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِن كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ

[illegible]

شِيبًا ﴿١٧﴾ السَّمَاءُ مُنفَطِرٌ بِهِ ۚ كَانَ وَعْدُهُ مَفْعُولًا ﴿١٨﴾ إِنَّ هَٰذِهِ

[illegible]

[illegible]

تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝ اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ

[illegible]

اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ

[illegible]

مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ۭ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۭ عَلِمَ اَنْ لَّنْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ عَلِمَ

اس کی طاقت نہیں رکھ سکتے تو اس نے تم پر مہربانی فرمائی [illegible] قرآن پڑھ لیا کرو جتنا آسانی سے پڑھ سکتے ہو [illegible]

اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ

یہ جانتا ہے کہ تم میں سے کچھ بیمار بھی ہوں گے اور کچھ سفر کرتے ہوں گے زمین میں

يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ

تلاش کرتے ہوں گے اس کے فضل (روزی حلال) کو اور کچھ اللہ کی راہ میں لڑتے ہوں گے

[illegible] اس پر عمل [illegible] بعض [illegible] کے پاؤں سوج گئے اور چہروں کی رنگت بدل گئی [illegible] تخفیف کر دی [illegible] جتنا تم آسانی سے پڑھ سکتے ہو اور جتنا آسانی سے قرآن کریم پڑھ سکتے ہو اتنا ہی کافی ہے

روایت [illegible] ایک سال [illegible] روایت منقول ہے۔ [illegible] تخفیف کی گئی ہے

[illegible] اس وقت [illegible] ایک [illegible] اتنا ہی کافی ہے

مسئلہ یہاں پہلے حکم میں تخفیف کی حکمت بیان کی جا رہی ہے [illegible] بیمار بھی ہو [illegible] رزق حلال کی تلاش میں [illegible] جہاد میں دشمنان اسلام کے مقابلہ [illegible] ہے۔ اب جتنا تم آسانی سے پڑھ سکو اتنا ہی کافی ہے

اللّٰهِ ۖ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ

تو پڑھ لیا کرو قرآن سے جتنا آسان ہو ۲۱ اور ادا کرتے رہو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ ۲۲

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اسلام کی نظر میں رزق حلال کے لیے جدوجہد کا مقام اتنا بلند ہے کہ اس کا جہاد کے ساتھ شمار کیا گیا ہے۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں: سوى الله تعالى في هذه الآية بين درجة المجاهدين والمكتسبين المال الحلال للنفقة على نفسه وعياله والإحسان والإفضال فكان هذا دليلا على أن كسب المال بمنزلة الجهاد

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مجاہدین اور رزق حلال کمانے والوں کے درجہ کو برابر کر دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسب حلال بھی جہاد ہے

احادیث طیبہ میں اس حقیقت کو بڑی صراحت سے بیان کیا گیا ہے:

روى إبراهيم عن علقمة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من جالب يجلب طعاما من بلد إلى بلد فيبيعه بسعر يومه إلا كانت منزلته عند الله منزلة الشهيد ثم قرأ رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وآخرون يضربون في الأرض الآية یعنی جو شخص ایک شہر سے دوسرے شہر میں غلہ لے جاتا ہے اور اس دن کے بھاؤ کے مطابق فروخت کر دیتا ہے تو اس کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہید کے مرتبہ کے برابر ہے۔ پھر حضور علیہ السلام نے یہ آیت پڑھی۔ علامہ قرطبی ایک واقعہ لکھتے ہیں:

"واسط شہر میں ایک [illegible] رہتا تھا اس نے گندم سے بھرا ہوا ایک جہاز بصرہ کی طرف بھیجا اور اپنے وہاں کے ایجنٹ کو لکھا کہ جس روز یہ جہاز بصرہ پہنچے اسی روز اس کو فروخت کر دینا اور اسے دوسرے دن کے لیے مت چھوڑ رکھنا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ جس روز وہ جہاز پہنچا گندم کا بھاؤ گرا ہوا تھا۔ شہر کے تاجروں نے اس ایجنٹ کو مشورہ دیا کہ اگر ایک ہفتہ انتظار کرو تو کئی گنا زیادہ منافع ملے گا۔ چنانچہ اس ایجنٹ نے ایک ہفتہ اس گندم کو فروخت نہ کیا۔ اس اثنا میں بھاؤ تیز ہو گیا اور اس نے کئی گنا منافع کمایا۔ اس نے اپنے مالک کو اس صورت حال سے آگاہ کیا۔ اس نے جواب میں اس کو لکھا: يا هذا إنا كنا قنعنا بربح يسير مع سلامة ديننا وقد جنيت علينا جناية فإذا أتاك كتابي هذا فخذ المال وتصدق به على فقراء البصرة وليتني أنجو من الاحتكار كفافا لا علي ولا لي

اے فلاں! ہم تو اپنے دین کی سلامتی کے ساتھ تھوڑے منافع پر قناعت کر چکے تھے۔ تم نے ہمارے ساتھ بڑی زیادتی کی ہے۔ جس وقت میرا یہ خط تمہیں ملے تو سارا مال بصرہ کے فقراء میں تقسیم کر دو۔ اس ذخیرہ اندوزی کا جو جرم ہو گیا ہے اس کے مواخذہ سے ہی اگر بچ جاؤں تو کافی ہے۔ مجھے اس مال کے صدقہ کرنے سے کسی ثواب کی توقع نہیں۔ (قرطبی)

۲۱۔ اس مقدار کا تعین ہر شخص کے اپنے حالات پر ہے۔ ویسے بعض نے پچاس آیتیں اور بعض نے سو آیات لکھی ہیں

۲۲۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ یہ آیت مدنی ہے اور زکوٰۃ کی فرضیت کے بعد نازل ہوئی تو پھر صلوٰۃ سے مراد پانچوں فرض نمازیں اور زکوٰۃ سے مراد یہی زکوٰۃ ہوگی اور اگر یہ مکی ہو اور زکوٰۃ کی فرضیت سے پہلے یہ آیت نازل ہوئی ہے تو پھر صلوٰۃ سے مراد وہی نماز ہوگی جو اس وقت

وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ

اور اللہ کو قرض حسنہ دیتے رہا کرو ۲۲؎ اور جو نیکی تم آگے بھیجو گے اپنے لیے ۲۳؎ تو

خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَاسْتَغْفِرُوا

اسے اللہ کے پاس موجود پاؤ گے یہی بہتر ہے اور اس کا اجر بہت بڑا ہوگا ۲۴؎ اور مغفرت طلب کیا کرو

اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۟

اللہ تعالیٰ سے ۲۵؎ بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے

ادا کی جاتی تھی اور زکوٰۃ سے اس کی مراد یہی ہو سکتی ہے صدقہ مفروضہ کی صفت۔

۲۲؎ قرض حسن کا مطلب یہ ہے کہ پاک مال سے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے خرچ کیا جائے۔ ما قصد به وجه الله تعالیٰ حلالا خالصا من المال الطیب

۲۳؎ ایک دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دودھ کا حریرہ تیار کروایا اسی اثنا میں ایک مسکین آ گیا تو آپ نے وہ اسے دے دیا۔ بعض حاضرین نے عرض کی امیر المومنین یہ مسکین کیا جانے کہ یہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا لیکن رب العالمین جانتا ہے۔ مسکین کا رب تو جانتا ہے جو کیا ہے

ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ سے پوچھا تم میں سے کون ہے جس کو اپنا مال اپنے وارث کے مال سے زیادہ پیارا ہو۔ سب نے عرض کی یا رسول اللہ ہم سب کو اپنا مال وارث کے مال سے زیادہ محبوب ہے۔ حضور نے فرمایا سوچ لو کیا کہتے ہو۔ سب نے عرض کی یا رسول اللہ ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ ہمیں اپنا مال وارث کے مال سے زیادہ پیارا ہے۔ حضور نے فرمایا نہیں تم سب کو اپنے مال سے وارث کا مال زیادہ محبوب ہے۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ یہ کیسے؟ قال انما مال احدکم ما قدم ومال وارثه ما اخر۔ رواه البخاری ومظہری۔ تمہارا مال تو وہ ہے جو تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کر کے آگے بھیج چکے ہو اور وارث کا مال وہ ہے جو تم اپنے پاس رکھتے ہو۔

۲۴؎ خیرا اور اعظم، تجدوہ کے مفعول ثانی ہیں۔ اجرا منصوب ہے اور تمیز ہے۔

۲۵؎ اس سے پہلے بدنی اور مالی عبادات اور اعمال صالحہ کا ذکر کیا گیا۔ ممکن تھا کہ کسی کو یہ اندیشہ ہوتا کہ اعمال پر غرور کرنے لگے اس لیے آخر میں ہدایت فرما دی کہ سب اعمال صالحہ بجا لانے کے بعد بھی بصورت کہ تم نے اعمال کیے ہیں اپنے قصور سے ڈرتے رہو اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور رحمت کے شایان شان نہیں اس لیے ہمیشہ اپنی کوتاہیوں

اور مایوس پروری پائیں اور ہر وقت ان کے لیے مغفرت طلب کرتے رہیں کیونکہ شان رہنمائی یہی ہے۔ ہماری نجات اور بخشش کی امید فقط اس کی رحمت اور مغفرت پر ہی ہوتی ہے۔ بے شک وہ بہت مغفرت فرمانے والا اور ہر وقت اپنے بندوں کے حال زار پر رحمت فرمانے والا ہے۔

اللھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا ولا یغفر الذنوب الا انت فاغفر لی من عندک مغفرة
وارحمنی انک انت الغفور الرحیم۔ رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا واعف عنا واغفر
لنا وارحمنا انت مولنا فانصرنا علی القوم الکافرین۔

اللھم صل وسلم وبارک علی الرسول المدنی حبیبک الاکرم سیدنا ومولنا
محمد خاتم النبیین رحمة للعلمین وعلی آلہ واصحابہ ومن تبعہ و
اتباعہ الی یوم الدین۔

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ المدثر

نام: اس سورۂ مبارکہ کا نام المدثر ہے۔ اس میں دو رکوع چھپن آیتیں، دو سو پچپن کلمات اور ایک ہزار دس حروف ہیں۔

نزول: علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ لیکن ساری سورت بیک وقت نازل نہیں ہوئی بلکہ مختلف اوقات میں ان کے مناسب حال آیتیں نازل ہوئیں۔

مضامین: پہلی سات آیتوں کے بارے میں بعض حضرات سے یہ بھی منقول ہے کہ نزول وحی کا آغاز ان آیات سے ہوا۔ لیکن محققین کے نزدیک یہی بات مسلّم ہے کہ سب سے پہلے سورۂ اقرأ کی آیتیں نازل ہوئیں۔ اس کے بعد کچھ عرصہ کے لیے نزول وحی کا سلسلہ منقطع رہا۔ یہ دن حضور کے لیے بڑے کرب و اضطراب کے دن تھے طبیعت ہر وقت بے چین رہتی ایک روز حضور غار حرا میں حسب معمول عبادت سے فارغ ہو کر گھر واپس تشریف لے جا رہے تھے کہ اچانک (آسمان) پر آپ کو وہی فرشتہ کرسی پر بیٹھا ہوا نظر آیا جو پہلی وحی لے کر آیا تھا۔ اس منظر کو دیکھ کر طبیعت میں مزید اضطراب پیدا ہو گیا۔ گھر (آئے) فرمایا: زَمِّلُوْنِیْ دَثِّرُوْنِیْ مجھے لحاف اوڑھا دو، مجھے لحاف اوڑھا دو۔ حسب ارشاد لحاف اوڑھ کر لیٹ گئے اسی حالت میں یہ آیات نازل ہوئیں جن میں فرائض نبوت کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ پہلی وحی سے صرف یہ بتانا مقصود تھا کہ آپ کو منصب نبوت پر فائز کر دیا گیا اور اس وحی سے فرائض نبوت سے آگاہ کیا اور ان کی ادائیگی کے لیے کمربستہ ہونے کی تلقین فرمائی۔

آیات گیارہ تا پچیس میں ایک خاص واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس کی تفصیل آیات کی تشریح کے ضمن میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔ ان آیات میں ولید ابن مغیرہ کا نام لیے بغیر اس کے احوال کا ذکر کر دیا گیا کہ اس کا دل تو حضور کو سچا رسول اور قرآن کریم کو کلام الٰہی مانتا ہے لیکن اپنی قوم کی ناراضگی کے خوف سے وہ اس کا برملا اظہار نہیں کرتا اور اپنی سرداری کو برقرار رکھنے کے لیے وہ حضور پر الزام تراشی سے باز نہیں آتا۔ یہ حضور کو ساحر اور آیات قرآنی کو سحر کہتا ہے۔ اس کو بتا دیا کہ اسے دوزخ کی آگ کا ایندھن بنایا جائے گا۔ اس کے شعلے اس کو جھلس کر رکھ دیں گے۔ نہ وہ زندوں میں شمار ہوگا نہ مردوں میں۔

آیت ۲۷ سے رکوع کے اختتام تک دوزخ کے بعض حالات پر روشنی ڈالی۔ دوسرے رکوع میں بھی دوزخ اور

دوزخیوں کے حالات کا تذکرہ ہے۔ آپ کی خصوصی توجہ کے لائق وہ سوال وجواب ہے جو اہلِ دوزخ اور اہلِ جنت کے درمیان ہوگا۔ جنتی ان سے پوچھیں گے کہ تمہیں کس چیز نے جہنم میں گھسیٹ دیا۔ وہ جواب دیں گے ہم سے دو بڑے جرم ہوتے تھے کہ ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے اور ہم غریبوں کو کھانا نہیں کھلایا کرتے تھے۔ غور فرمائیے قرآن کریم جب اور حاجتمند طبقہ کی مادی ضرورتوں کی فراہمی کو اسلامی معاشرہ اور اس کے خوشحال افراد کی کتنی بڑی ذمہ داری خیال کرتا ہے جو شخص اس ذمہ داری کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے اس کا جرم اتنا ہی سنگین ہے جتنا اس شخص کا جو اپنے رب قدوس کو سجدہ نہیں کرتا۔ جس دین میں غریب پروری کو اتنا اہم مقام دیا گیا ہو اس کے نام لیوا اپنے معاشرہ سے غربت و افلاس کی بیخ کنی کے لیے مارکس اور لینن کے اشتراکی فلسفہ کی قطعاً ضرورت نہیں۔ اگر ضرورت ہے تو فقط اس بات کی کہ ہم آیاتِ قرآنی کی سرسری تلاوت نہ کیا کریں بلکہ اس کی گہرائیوں میں اتریں۔ اس کے تقاضوں کو سمجھیں اور پھر ان تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے اپنے سارے وسائل کام میں لے آئیں۔

نیز [illegible] آیت ۴۹ سے کفار کے خبثِ طبع کا ذکر فرمایا کہ اگر انہیں اللہ کا کلام سنایا جاتا ہے تو وہ اس سے یوں بھڑکتے ہیں اور دور بھاگتے ہیں جیسے جنگلی گدھے شیر سے ڈر کر بھاگتے ہوں۔ حالانکہ یہ کتاب سراپا نصیحت ہے۔ اس میں ان لوگوں کی فوز و فلاح کا سامان ہے۔ انہیں تو چاہیے تھا کہ ذوق و شوق سے اس کو سنتے، صدقِ قلب سے اس کو قبول کرتے اور اس کی روشنی میں جادۂ زیست کے نشیب و فراز کو طے کرتے ہوئے منزلِ مقصود تک جا پہنچتے۔

نیو ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا
۲۱۔۴۔۷۷

سورۃ المدثر مکیۃ وہی ست وخمسون آیۃ وفیہا رکوعان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورۃ المدثر مکی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ اس کی ۵۶ آیتیں اور ۲ رکوع ہیں

یٰٓاَیُّہَا الْمُدَّثِّرُ ۝۱ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝۲ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ ۝۳ وَثِیَابَکَ فَطَہِّرْ ۝۴

اے چادر لپیٹنے والے ۔ اٹھیے اور (لوگوں کو) بروقت خبردار کیجئے ۔ اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجئے ۔ اور اپنے لباس کو پاک رکھیے ۔

۱۔ دثار اس کپڑے کو کہتے ہیں جو اس شعار کے اوپر پہنا جاتا ہے [illegible] کمبل وغیرہ جو اوپر اوڑھا جاتا ہے اسے دثار کہتے ہیں۔ مدثر دثار سے ہی مشتق ہے۔ اس کا لغوی معنی ہے چادر یا کمبل میں لپٹ کر لیٹنے والا۔

اس کی شان نزول کے بارے میں علماء کرام [illegible] جب پہلی وحی نازل ہوئی [illegible] اس کے بعد کچھ عرصہ تک وحی کا سلسلہ بند رہا۔ اسے فترۃ الوحی کا زمانہ کہا جاتا ہے۔ اس عرصہ میں حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر شوق و اضطراب کی کیفیت طاری رہی۔ کلام الٰہی جو پہلی بار حضور نے سنا تھا اس سے لطف اندوز ہونے کے لیے حضور بیتاب رہتے تھے۔ [illegible] بھڑکتی رہی [illegible] کی کیفیت بڑی [illegible] تھی [illegible] شروع ہو گیا۔ اس کی حالت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک روز میں چلا جا رہا تھا کہ آسمان کی طرف سے ایک آواز سنائی دی میں نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہی فرشتہ جو غار حرا میں میرے پاس آیا تھا زمین و آسمان کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ یہ منظر دیکھ کر [illegible] گھر واپس آیا [illegible] مجھے چادر یا کمبل اوڑھا دو۔ اس وقت جبریل امین آئے اور یہ پیغام الٰہی پڑھ کر سنایا۔

اس خطاب میں بھی اسی لطف و عنایت اور محبت و پیار کا اظہار ہے جس کا ذکر آپ یاایہا المزمل میں پڑھ آئے ہیں۔ علماء لکھتے ہیں معنی یاایہا المدثر یا المدثر بالنبوۃ و اثقالہا [illegible] اس خطاب سے [illegible] سماعت فرمائیے۔

قال بعض السادۃ یا ایہا المدثر بحقیقۃ الاحمدیۃ بدثار الصورۃ الآدمیۃ [illegible] بصورۃ البشر [illegible] اللہ تعالیٰ علی حقیقتہ

ترجمہ: اہل معرفت کے بعض [illegible] اے [illegible] حقیقت [illegible] لوگوں کی نگاہوں سے [illegible] حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

اس کے بعد علامہ [illegible] نے یہ اشعار لکھے ہیں [illegible] آپ بھی سن لیجئے۔

۱ وکیف یدرک فی الدنیا حقیقتہ قوم نیام تسلوا عنہ بالحلم

۲ فمبلغ العلم فیہ انہ بشر وانہ خیر خلق اللہ کلہم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝٥ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝٦ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝٧

اور (ہر قسم کی) ناپاکی سے الگ رہیے ۵ اور (کسی پر) احسان نہ کیجیے زیادہ لینے کی نیت سے ۶ اور اپنے رب کی رضا کے لیے صبر کیجیے ۷

ف۵ عقیدہ اور عمل کی ہر طرح کی برائی اور نجاست سے بالکل الگ تھلگ رہیے، کیونکہ [illegible] مبلغ کا کلام اثر نہیں کرتا جب تک وہ خود ان برائیوں سے [illegible] نہ ہو۔ وہ تمام گناہ جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور عذاب کا باعث بنتے ہیں ان میں سب سے بڑا گناہ بتوں کی پرستش ہے۔ ان سے کنارہ کشی [illegible] لوگ آپ پر [illegible] کریں گے تو تبلیغ کی کوششیں نتیجہ خیز ثابت نہ ہوں گی۔

قرطبی لکھتے ہیں رِجز اور رُجز دو لغتیں ہیں معنی ایک ہی ہے۔ لغتان مثل الذِّکر والذُّکر۔ ابو العالیہ، ربیع اور کسائی کہتے ہیں۔ الرجز بالضم الصنم وبالکسر النجاسة والمعصية۔ یعنی رُجز بت کو کہتے ہیں اور رِجز پلیدی اور گناہ کو کہتے ہیں۔ کسائی کہتے ہیں بالضم الوثن وبالکسر العذاب۔ (قرطبی) رُجز کا معنی بت اور رِجز کا معنی عذاب۔

ف۶ کیا ہی پیاری نصیحت ہے۔ کتنے عالی مرتبہ اخلاق کی تعلیم ہے۔ فرمایا کسی کے ساتھ جب احسان و سلوک کی بات ہو تو یہ توقع نہ رکھیے کہ جب وقت آئے گا تو یہ شخص مجھ پر زیادہ احسان کرے گا۔ لیکن یہاں ایک اور توجیہ کرتے ہیں [illegible] مدد کی [illegible] ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرما رہے ہیں کہ بہت بڑا احسان آپ ان پر رہے ہیں۔ معرفت الٰہی کی دولت آپ انہیں عطا فرما رہے ہیں۔ یہ ذرہ نوازی بہت بڑی چیز ہے۔ لیکن ایسا ہرگز نہ ہو کہ یہ خیال آپ کے دل میں [illegible] کہ آپ [illegible] احسان عظیم کا [illegible] آپ کریں گے۔ آپ محض اپنے رب کے حکم کی تعمیل اور اس کی رضا کے لیے یہ کام کریں۔ کسی انسان سے اس کے معاوضہ کی طمع نہ رکھیں۔ [illegible] آپ کا اجر عظیم اور اجر جزیل عطا فرمائے گا۔ ہر قسم کے مادی یا اخلاقی [illegible] سے بے نیاز ہو کر آپ دعوت حق کا فریضہ انجام دیں۔

اس آیت کا ایک اور معنی بھی بتایا گیا ہے کہ آپ [illegible] کی دعوت اس کے دین کی تبلیغ اور اس کے احکام کو نافذ کرنے کے لیے جو کوششیں کر رہے ہیں ان کو [illegible] نہ سمجھیں [illegible] آپ [illegible] کی تعمیل و [illegible] ہیں۔

قال الحسن لا تمنن على الله بعملك فتستكثره

ف۷ اس دعوت و تبلیغ کے سلسلہ میں جو تکلیفیں پیش آئیں، جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑے ان پر صبر کیجیے اور صبر بھی محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے۔

ان آیات طیبات میں جو ہدایات دی گئی ہیں [illegible] یہ خیال نہ کرے [illegible] ان کے تحت عمل پیرا تھے اور جن کی اصلاح کے لیے یہ ہدایات نازل کی گئیں بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف [illegible] ہر قسم کی [illegible] سے [illegible] پاک تھے۔ احکام [illegible] ہیں کہ آپ [illegible] قیامت تک آنے والے مبلغین [illegible] کے لیے یہ ایک منشور مقرر کر دیا گیا کہ اگر دعوت کی [illegible]

فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ ۙ فَذَٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ ۙ عَلَى

پھر جب صور پھونکا جائے گا شہ تو [illegible] بڑا سخت دن ہوگا [illegible]

الْكَافِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ ۝ ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا ۙ وَجَعَلْتُ

[illegible]

لَهُ مَالًا مَمْدُودًا ۙ وَبَنِينَ شُهُودًا ۙ وَمَهَّدْتُ لَهُ تَمْهِيدًا ۝

[illegible] کا سامان [illegible]

شہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ ﴿١٥﴾ كَلَّا ۖ إِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا عَنِيدًا ﴿١٦﴾ سَأُرْهِقُهُ

[illegible]

صَعُودًا ﴿١٧﴾ إِنَّهُ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ﴿١٨﴾ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿١٩﴾ ثُمَّ قُتِلَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

كَيْفَ قَدَّرَ ۝ ثُمَّ نَظَرَ ۝ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۝ ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۝

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ﴿۲۴﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿۲۵﴾ سَاُصْلِيْهِ

پھر کہا یہ نہیں ہے مگر جادو جو پہلوں سے چلا آتا ہے ۔ یہ نہیں مگر انسان کا کلام ۔ جلد میں اسے جہنم

سَقَرَ ﴿۲۶﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿۲۷﴾ لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ﴿۲۸﴾ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿۲۹﴾

میں جھونکوں گا ـٰله اور تو کیا سمجھے کہ جہنم کیا ہے ۔ نہ باقی رکھے اور نہ چھوڑے ـٰله جھلسا دینے والی آدمی کی کھال کو شه

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿۳۰﴾ وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً

اس پر انیس فرشتے مقرر ہیں ـٰله اور جہنم کے نہیں مقرر کیے آگ کے داروغے مگر فرشتے شه

ـٰله اس پر [illegible] حالات کے [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]

شه [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible]

شه لواحة من تلويح الجسم وتغييره الى السواد یعنی جلد کی رنگت سیاہی مائل کر دینے والی ہے [illegible]
[illegible]

ـٰله [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ کے فرشتے [illegible] [illegible]

ـٰله جہنم کے داروغوں کی یہ تعداد بیان کرنے میں کیا حکمت ہے [illegible]

وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ إِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِينَ

اور نہیں بنایا ہم نے ان کی تعداد کو مگر آزمائش ان لوگوں کے لیے جنہوں نے کفر کیا تاکہ یقین کر لیں

أُوتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا وَلَا يَرْتَابَ الَّذِينَ

اہل کتاب اور بڑھ جائے ان کا جو ایمان لائے ایمان اور نہ شک میں پڑیں وہ

أُوتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُونَ وَلِيَقُولَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ

اہل کتاب اور مومن اور تاکہ کہیں وہ جن کے دلوں میں روگ ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ

اور کافر [illegible] کیا ارادہ کیا ہے اللہ نے اس بیان سے ۳۲ یونہی اللہ تعالیٰ [illegible]

مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ؕ

گمراہ کر دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور ہدایت بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے ۳۳ اور کوئی نہیں جانتا آپ کے رب کے لشکروں کو اس کے سوا ۳۴

وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ﴿٣١﴾ كَلَّا وَالْقَمَرِ ﴿٣٢﴾ وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ ﴿٣٣﴾

اور نہیں ہے یہ بیان مگر نصیحت لوگوں کے لیے ہاں ہاں، چاند کی قسم ۳۵ اور رات کی جب وہ پیٹھ پھیرے

[illegible]

۳۲ [illegible]

[illegible]

[illegible]

۳۳ اس کا مطلب یہ ہے کہ [illegible]

[illegible]

۳۴ اللہ تعالیٰ کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا [illegible]

کی تعداد کیا ہے۔

۳۵ [illegible]

وَالصُّبْحِ إِذَآ أَسْفَرَ ﴿٣٤﴾ إِنَّهَا لَإِحْدَى الْكُبَرِ ﴿٣٥﴾ نَذِيرًا لِّلْبَشَرِ ﴿٣٦﴾ لِمَن

اور صبح کی قسم جب روشن ہو جائے   یقیناً وہ بڑی چیزوں میں سے ایک ہے ف۲۵ ڈراوا ہے انسانوں کے لیے ف۲۶ ان کے لیے

شَآءَ مِنكُمْ أَن يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ ﴿٣٧﴾ كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ﴿٣٨﴾

جو تم میں سے آگے بڑھنا چاہتے ہیں یا پیچھے رہنا چاہتے ہیں ف۲۷   ہر شخص اپنے کسب کے عوض گروی ہے ف۲۸

إِلَّآ أَصْحَٰبَ الْيَمِينِ ﴿٣٩﴾ فِى جَنَّٰتٍ يَتَسَآءَلُونَ ﴿٤٠﴾ عَنِ الْمُجْرِمِينَ ﴿٤١﴾

سوائے اصحاب یمین کے ف۲۹   جو جنتوں میں ہوں گے   اہل جنت پوچھیں گے مجرموں سے ف۳۰

ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ چاند کی قسم قیامت ضرور آئے گی

ف۲۴ چاند کی قسم کے بعد رات کی قسم جب وہ پیچھے ہٹے، چونکہ بعض اہل لغت نے تو دبر اور ادبر کا ایک ہی معنی کیا ہے لیکن بعض نے فرق کیا ہے جب رات پیچھے پیچھے ہو اس کو دبر کہتے ہیں اور جب رات پیٹھ پھیر کر جائے تو ادبر کہتے ہیں۔

ف۲۵ الکبر جمع ہے کبریٰ کی جو اکبر کی تانیث ہے۔ اس کا مطلب ہے والکبر ہی العظائم من العقوبات یعنی قیامت کا انجام [illegible] ایک بڑی آفت ہے۔

ف۲۶ یہاں صفت مشبہ نہیں بلکہ اس کا معنی [illegible] قال الخلیل النذیر مصدر کالنکیر [illegible] به المونث [illegible] [illegible] المنذر [illegible] حسن بصری [illegible]

ف۲۷ اب تمہاری مرضی کہ تم [illegible] نیکیوں کی طرف [illegible] پیچھے رہ جاؤ۔

ف۲۸ آیت میں رہینۃ رھن کی تانیث [illegible] عمل [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] والنفس کل نفس بما کسبت [illegible]

ف۲۹ ان سے [illegible] [illegible] اور [illegible]

امید لگائے بیٹھے ہیں۔

ف۳۰ آیت میں [illegible] اہل جنت [illegible] [illegible] [illegible]

مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ﴿٤٢﴾ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ﴿٤٣﴾ وَلَمْ نَكُ

کس چیز نے تمھیں دوزخ میں داخل کیا وہ کہیں گے ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے اور مسکین کو

نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ ﴿٤٤﴾ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ ﴿٤٥﴾ وَكُنَّا نُكَذِّبُ

کھانا نہیں کھلایا کرتے تھے اور ہم بیہودہ گوئی کرنے والوں کے ساتھ بیہودہ سرائی میں لگے رہتے اور ہم جھٹلایا کرتے تھے

بِيَوْمِ الدِّينِ ﴿٤٦﴾ حَتَّىٰ أَتَانَا الْيَقِينُ ﴿٤٧﴾ فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ

روز جزا کو یہاں تک کہ ہمیں موت نے آ لیا پس نہیں کوئی فائدہ دے گی انہیں سفارش کرنے

الشَّافِعِينَ ﴿٤٨﴾ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ ﴿٤٩﴾ كَأَنَّهُمْ

والوں کی شفاعت ۵ پس انہیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ اس نصیحت سے منہ موڑ رہے ہیں گویا وہ

[illegible] تھے۔ [illegible] نبی کریم کے [illegible] روز قیامت [illegible]
[illegible] کی عبادت [illegible] اور [illegible] وقت [illegible]
[illegible] مسکینوں کی [illegible] طرف [illegible]
[illegible] آپ نے [illegible] مساکین کی [illegible]
[illegible] عذاب [illegible] اسلام [illegible]

۵ جن کی موت کفر پر ہوئی ہو ان کی کوئی شفاعت نہ کرسکے گا کسی کو ان کی شفاعت کی اجازت ہی نہ ہوگی۔ شفاعت تو ان لوگوں کے لیے ہے۔ اس کا تفصیلی بیان پہلے ہو چکا ہے۔

علامہ [illegible] لکھتے ہیں۔ وقد انعقد الاجماع على ثبوت الشفاعة لكل مؤمن وانكر الشفاعة اهل الاهواء من المعتزلة والخوارج وغيرهم قبحهم الله تعالى وقد تواترت بذلك الاحاديث تواترا معنويا۔ کہ امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ ہر مومن کے لیے شفاعت ثابت ہے۔ اہل ہوا معتزلہ، خوارج وغیرہ نے شفاعت کا انکار کیا ہے اللہ تعالیٰ انہیں تباہ کرے۔ حالانکہ احادیث شفاعت اتنی کثرت سے ہیں کہ تواتر معنوی کی حد تک پہنچ گئی ہیں۔

اس کے بعد آپ نے متعدد احادیث ذکر کی ہیں۔ یہ حدیث [illegible] صحابہ سے مروی ہے۔ شفاعتی یوم القيامة حق فمن لم يؤمن بها لم يكن من اهلها۔ قیامت کے روز میری شفاعت حق ہے جو شخص شفاعت پر اعتقاد نہیں رکھتا وہ شفاعت کا مستحق نہ ہوگا۔ (مظہری)

حُمُرٌ مُّسْتَنفِرَةٌ ۝ فَرَّتْ مِن قَسْوَرَةٍ ۝ بَلْ يُرِيدُ كُلُّ امْرِئٍ

بدکے ہوئے گدھے ہیں ۔ جو شیر سے بھاگے جا رہے ہیں ۔ ۳۱ بلکہ ان میں سے ہر شخص یہ چاہتا ہے

مِّنْهُمْ أَن يُؤْتَىٰ صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ۝ كَلَّا ۖ بَل لَّا يَخَافُونَ الْآخِرَةَ ۝

کہ ان کو کھلے ہوئے صحیفے دیے جائیں ۔ ۳۲ ہرگز نہیں بلکہ یہ آخرت سے ڈرتے ہی نہیں ۔ ۳۳

كَلَّا إِنَّهُ تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَن شَاءَ ذَكَرَهُ ۝ وَمَا يَذْكُرُونَ إِلَّا أَن

ہرگز نہیں یہ قرآن تو نصیحت ہے ۔ جس کا جی چاہے نصیحت حاصل کرے ۔ اور وہ نصیحت حاصل نہیں کریں گے مگر یہ کہ

يَشَاءَ اللَّهُ ۚ هُوَ أَهْلُ التَّقْوَىٰ وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ۝

اللہ تعالیٰ چاہے ۳۴ وہی ہے جس سے ڈرنا چاہیے اور وہی بخشنے کے لائق ہے ۳۵

۳۱ یعنی [illegible] لیکن ان تمام [illegible] جیسے شیر [illegible] کی حالت میں بھاگ نکلتا ہے ۔ [illegible] ابن عباس [illegible] قسورۃ [illegible] شیر [illegible] القسورۃ الرماۃ والصیادون [illegible]

۳۲ کفار آپ پر ایمان لانے کے لیے کئی شرطیں پیش کرتے تھے [illegible]

۳۳ ان کے [illegible] آخرت پر ایمان نہیں [illegible]

۵۵ [illegible] ہے [illegible]

[illegible]

جس کو اللہ تعالیٰ [illegible]

۵۶ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

○

اللهم انت اهل التقوى و اهل المغفرة و انت اكرم الاكرمين ان ترزقني ان اكون من عبادك المتقين

وان تغفر لي ولوالدي ولمشايخي وللمؤمنين والمؤمنات انك انت الغفور الرحيم.

اللهم صل من صلواتك بجملتها وسلم من تسليماتك [illegible] على حبيبك ونبيك

وصفيك سيد الرسل حبيبنا ومرشدنا محمد وعلى اله واصحابه ومن احبه واتبعه الى

يوم الدين.

فاطر السموات والارض [illegible] الحكيم العليم.

○

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سُورۃ القیامۃ

نام : اس سورۃ کے دو نام مذکور ہیں سورۃ "لَآ اُقْسِمُ" اور سورۃ "القیامۃ"۔ اس میں دو رکوع چالیس آیتیں، ایک سو ننانوے کلمے اور چھ سو باون حروف ہیں۔

نزول : علماء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ سورۃ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اس کی آیات میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تعلق مکی عہد کے ابتدائی دور سے ہے۔

مضامین : قیامت کے بارے میں کفار و مشرکین جن شکوک و شبہات میں بری طرح گرفتار تھے کئی قسمیں کھا کر ان کا ازالہ کیا جا رہا ہے۔ فرمایا کہ جس چیز کو تم محال سمجھ رہے ہو ہمارے لیے وہ بالکل آسان ہے۔ اس کے بعد قیامت کے ہولناک احوال کا ذکر کیا گیا اور عام انسانوں کی بے بسی اور بے کسی کی تصویر کھینچ دی گئی۔

ابتداء میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نزول وحی کے وقت بڑی مشقت محسوس فرماتے۔ اس بات کا احساس رہتا کہ کہیں کوئی لفظ بھول نہ جائے۔ اس لیے جب جبرائیل علیہ السلام وحی کرتے تو حضور جلدی جلدی ساتھ ساتھ اس کو دہراتے جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس فکر کو ہمیشہ کے لیے دور کر دیا۔ فرمایا: اے حبیب! وحی کو آپ کے لوح قلب پر ثبت کر دینا بھی ہماری ذمہ داری ہے۔ اس کے علاوہ اس کے معانی اور مطالب کا سمجھانا، اس کے اسرار و معارف پر آگاہی بخشنا بھی ہم نے اپنے ذمہ کرم پر لیا ہوا ہے۔ آپ اس بارے میں ہرگز متفکر نہ ہوا کریں۔

اس اطمینان دہی کے بعد بتایا کہ قیامت کے روز اللہ کے نیک بندے جب حاضر ہوں گے تو ان کے چہرے گلاب کے پھولوں کی طرح شگفتہ ہوں گے۔ ان کی مشتاق نگاہیں انوار الٰہی کے دیدار میں مستغرق ہوں گی۔ لیکن بدکار لوگ جب وہاں پکڑ کر لائے جائیں گے تو ان کے چہروں پر نحوست برس رہی ہوگی۔ خوف سے تھر تھر کانپ رہے ہوں گے۔ پھر بے دین لوگوں کی موت کا منظر پیش فرمایا۔ خود سر [illegible] ابوجہل ہے۔ اس کے کردار و احوال بیان ہو رہے ہیں اور اس کو اس کے لازمی انجام سے آگاہ کر دیا۔ تاکہ عبرت پکڑنے والے عبرت پکڑ سکیں۔

نیو ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا

۲۱-۳-۷۷

سُوْرَةُ الْقِيٰمَةِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

[illegible]

لَاۤ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ وَلَاۤ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ؕ اَيَحْسَبُ

[illegible]

الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ؕ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰۤى اَنْ نُّسَوِّيَ

[illegible]

ف۱ [illegible]

ف۲ [illegible]

[illegible]

ف۳ [illegible]

بَنَانَهٗ ﴿۴﴾ بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ﴿۵﴾ يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ

کر دیں گے۔ مگر انسان کی خواہش یہ ہے کہ آگے بھی بدکاریاں کرتا رہے ۵ [illegible] قیامت کب

ہو سکتا ہے الانسان سے مراد کوئی خاص انسان ہو [illegible] روایات میں مذکور ہے کہ اس سے مراد [illegible] ہے۔ وہ ایک دن حضور [illegible] قیامت کے بارے میں پوچھنے لگا [illegible] قیامت ضرور ہو گی۔ ہر انسان کو [illegible] اس دنیا میں نہیں مل سکتی [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] اگر میں قیامت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ بھی لوں تب بھی میں آپ کی تصدیق نہیں کروں گا [illegible] قیامت کے منکر ہیں ان منکرین سے ایک سوال کیا جاتا ہے وہ سوال یہ ہے کہ [illegible] ملتے ہیں۔

[illegible] مشکل ہو سکتا ہے

[illegible]

[illegible] پابند نہ بنا سکے

الْقِيٰمَةِ ﴿٦﴾ فَإِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ﴿٧﴾ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ﴿٨﴾ وَجُمِعَ الشَّمْسُ

آنے کی شہ پھر جب آنکھ چوندھیا جائے گی شہ اور چاند بے نور ہو جائے گا شہ اور [illegible] سورج اور

وَالْقَمَرُ ﴿٩﴾ يَقُولُ الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفَرُّ ﴿١٠﴾ كَلَّا لَا وَزَرَ ﴿١١﴾

چاند [illegible] ہو جائیں گے اس روز انسان کہے گا کہ بھاگنے کی جگہ کہاں ہے شہ ہرگز نہیں وہاں کوئی پناہ گاہ نہیں

إِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ ﴿١٢﴾ يُنَبَّؤُا الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ

صرف آپ کے رب کے پاس ہی اس روز ٹھکانا ہوگا آگاہ کر دیا جائے گا انسان کو اس روز جو عمل اس نے پہلے بھیجے اور جو

وَأَخَّرَ ﴿١٣﴾ بَلِ الْإِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ ﴿١٤﴾ وَلَوْ أَلْقٰى

[illegible] پیچھے چھوڑے شہ بلکہ انسان خود ہی اپنے نفس کے حالات پر خوب آگاہ ہے شہ گو وہ زبان سے کتنے ہی بہانے

شہ یہ سوال بطور مذاق اڑانے کے لیے ہے جو ان کا عمل تھا

شہ قیامت کے ساتھ [illegible] قیامت کا ہولناک منظر پیش کیا جا رہا ہے۔ [illegible] ہوگا [illegible] حیران [illegible] دہشت اور خوف کے [illegible] برق [illegible] چمک [illegible] دہشت اور حیرت کے [illegible]

شہ جب قیامت برپا ہوگی [illegible] [illegible] کشش کا قانون [illegible] سورج اور چاند [illegible] ساتھ [illegible]

[illegible] واللہ تعالیٰ اعلم۔

شہ یہ انسان [illegible] نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] قیامت برپا ہوگی تو اس وقت [illegible] [illegible] پناہ [illegible] اس [illegible] المستقر [illegible]

شہ بما قدم [illegible] ابن عباس [illegible] ابن مسعود [illegible] [illegible]

مَعَاذِيْرَهٗ ﴿۱۵﴾ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿۱۶﴾ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حصہ اس کی بیوی کا [illegible] ان میں [illegible] محفوظ رکھی گئیں پھر انسان کا [illegible] بنا کر اس [illegible] سے [illegible] اور اس [illegible] میں [illegible] پھر [illegible] ہے کہ [illegible] میں [illegible] کی صلاحیتیں رکھ دیں۔ وہ [illegible] قدرت کے [illegible] ودیعت کی گئیں وہ اس [illegible] انسان [illegible] کے وقت [illegible] اپنی قدرت کے [illegible] کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جس کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کا شاہکار خود حضرت انسان ہے کیا ایسی قدرت والا اس بات پر قدرت نہیں رکھتا کہ مُردوں کو زندہ کر سکے۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ بَلٰى

اے اللہ! تُو ہر شئی پر قادر ہے۔ تُو مُردوں کو دوبارہ زندہ کرنے کی پوری قدرت رکھتا ہے
الٰہی ہمارے مُردہ دلوں کو بھی زندہ فرما دے، ہمارے سینوں میں اپنے ذکر کی شمع روشن کر دے۔ اللّٰهم صل على
ملائكتك ورسلك ومن عبادتك وصل وسلم وبارك على شمس الهدى بدر الدجى سيدنا ومولانا
محمد المصطفى الكريم وعلى آله واصحابه الاتقياء ومن احب واتبع الى يوم اللقاء

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سُورَةُ الدَّهْر

نام: اس کو سورۂ دہر اور سورۃ الانسان کے ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس کے اور نام بھی ہیں لیکن وہ زیادہ مشہور نہیں۔ یہ دو رکوعوں، اکتیس آیتوں، دو سو چالیس کلموں اور ایک ہزار چون حروف پر مشتمل ہے۔

نزول: اس کے متعلق علماء میں شدید اختلاف ہے۔ 'بحر المحیط' میں ہے کہ جمہور کے نزدیک مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ مجاہد اور قتادہ کہتے ہیں کہ یہ مدنی ہے۔ حضرت حسن بصری، عکرمہ اور کلبی کی رائے ہے کہ یہ سورت مدنی ہے سوائے آیت ۲۴ کے کہ وہ مکی ہے (روح المعانی)

مضامین: انسان جسے آج اپنے بازو کی قوت، ساز و سامان، مال و دولت پر ناز ہے اور اپنے خالق کو بھول بیٹھا ہے اسے بتایا جا رہا ہے کہ تو ہمیشہ سے نہ تھا۔ بلکہ تجھے نیست سے ہست کیا گیا ہے اور تمہیں بخشش و کرم کی جو قوتیں عطا کی گئی ہیں ان کا مقصد تمہاری آزمائش ہے کہ کیا تم اللہ کے شکر گزار بندے بننا چاہتے ہو یا کفران نعمت کرنے والوں کے گروہ میں شامل ہونا چاہتے ہو۔ پھر ان انعامات کا ذکر فرمایا جو شکر گزار بندوں پر کیے جائیں گے۔

وہ دور خود غرضی اور خود فریبی کا دور تھا۔ لوگ دوسروں کی خستہ حالی کو دیکھ کر رحمت و شفقت کے بجائے نفرت و حقارت کے جذبات کا اظہار کیا کرتے تھے۔ ایسے زمانے میں ان لوگوں کی توصیف فرمائی جا رہی ہے جو مسکینوں، یتیموں اور اسیروں کو محض اللہ کی رضا کے لیے کھانا کھلایا کرتے تھے۔ پھر ان نوازشات کا ذکر فرمایا جن سے ایسے لوگوں کو نوازا جائے گا۔ آخری رکوع میں پھر اپنے محبوب کو بتا دیا کہ یہ کتاب مقدس ہم نے آپ پر نازل فرمائی ہے۔ اس کی تبلیغ میں جو تکلیف آئے اس پر صبر کیجیے اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہیے تاکہ روحانی قوتیں نشو و نما پائیں اور حوصلے بلند رہیں۔

اس کے بعد دنیا پرستوں کے حالات بیان کیے اور ان کی کوتاہ نظری پر انہیں تنبیہ کی کہ وہ فانی زندگی کی لذتوں میں مگن ہیں اور آخرت کی بڑی راحتوں کو انہوں نے پس پشت ڈال دیا ہے۔ آخر میں بتایا کہ یہ کتاب پند و موعظت ہے اب جس کی مرضی ہے وہ اس کی نصیحتوں پر عمل کرے۔

نیو ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا

۲۱۔۳۔۷۷

سُوْرَةُ الدَّهْرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ إِحْدَى وَثَلٰثُونَ آيَةً وَفِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

[illegible]

هَلْ أَتٰى عَلَى الْإِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا ①

بے شک گزرا ہے انسان پر [illegible] میں ایک ایسا وقت جبکہ یہ کوئی قابل ذکر چیز [illegible] نہ تھا

إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا

بے شک ہم نے انسان کو پیدا کیا ایک [illegible] نطفہ سے [illegible] تاکہ ہم اس کو آزمائیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بَصِيرًا ② إِنَّا هَدَيْنَٰهُ ٱلسَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا ③ إِنَّآ أَعْتَدْنَا

[illegible]

لِلْكَٰفِرِينَ سَلَٰسِلَا۟ وَأَغْلَٰلًا وَسَعِيرًا ④ إِنَّ ٱلْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِن

[illegible]

كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا ⑤ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ ٱللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تَفْجِيرًا ۝ يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ۝

لے جائیں گے جہاں چاہیں گے بہا کر [illegible] پوری کرتے ہیں اپنی نذریں ۔ اور ڈرتے ہیں اس دن سے جس کی شر ہر سو پھیلی ہوگی ۔

[illegible] ہوتی ہے جو اس کو کہتے ہیں جو [illegible] سب کی ذمہ داری [illegible] ۔ مومن امتثال امر اللہ یعنی مومن صادق کا [illegible] ۔ کاس اس پیالے کو کہتے ہیں جس میں شراب ہو۔ لا تسمی الکاس کاسا الا وفیھا الشراب (صحاح)

[illegible] کافور کا معنی [illegible] اس کا مطلب یہ ہیں کہ اس میں کافور ملا ہوا ہوگا [illegible] جنت کے ایک چشمہ کا نام ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ کافور کی طرح اس چشمہ کے پانی کی رنگت سفید ہوگی۔ اس کی تاثیر ٹھنڈی ہوگی اور اس سے کافور کی مہک آرہی ہوگی

آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے نیک بندے جنت میں تشریف فرما ہوں گے تو انہیں شراب طہور کے جام بھر کر پیش کیے جائیں گے اور اس میں ایسے چشمہ کا پانی ملا ہوا ہوگا جس کی رنگت خوشبو اور ٹھنڈک کافور کی مانند ہوگی۔

ف یہ نہیں ہوگا کہ اہل جنت کو جب پانی کی ضرورت ہو تو پھر وہ وہاں سے پئیں۔ بلکہ انہیں اختیار ہوگا کہ جدھر چاہیں [illegible] کی سمت [illegible] اشارہ کریں گے اس چشمہ کا پانی اسی طرف بہنے لگے گا [illegible] اور وہ اس پانی کے حاصل کرنے میں دقت پیش نہیں آئے گی۔

ف ابرار کی جن صفات حسنہ اور اخلاق حمیدہ کے باعث ان انعامات سے نوازا گیا ہے اب تفصیل سے ان کا بیان ہو رہا ہے۔ فرمایا ایک شان ان کی یہ ہے کہ وہ جو نذر مانتے ہیں اس کو پورا کیا کرتے ہیں۔ النذر کی تشریح کرتے ہوئے علامہ قرطبی لکھتے ہیں۔ النذر ھو ما یوجبہ المکلف علی نفسہ من الطاعات مما لو لم یوجبہ لم یلزمہ۔ یعنی کسی مکلف عاقل بالغ مومن کا اپنے اوپر کسی ایسی نیکی اور عبادت کو واجب کر لینا کہ اگر وہ خود اسے اپنے اوپر واجب نہ کرتا تو اس پر لازم نہ ہوتا۔ اس کی تفصیلی بحث کا یہ مقام نہیں۔ اس کے لیے کتب فقہ کی طرف رجوع فرمائیں۔ قتادہ نے النذر کا ایک اور مفہوم بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں بما فرض اللہ علیھم من الصلٰوۃ والزکٰوۃ والصوم والحج والعمرۃ وغیرہ من الواجبات۔ یعنی نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، عمرہ اور ان کے علاوہ دیگر واجبات کو وہ پابندی سے ادا کرتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہوا کہ جو عبادتیں اللہ تعالیٰ نے ان پر فرض کی ہیں، ان کی ادائیگی میں بھی سستی نہیں کرتے اور جن نیکیوں اور طاعتوں کو انہوں نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے ان کو بھی پوری طرح بجا لاتے ہیں۔

ف ان کی دوسری خوبی یہ ہے کہ ہر وقت قیامت سے خائف رہتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اس روز [illegible] اس کی تکلیفیں اور ہولناکیاں ہر سو پھیل جائیں گی۔ زمین و آسمان میں کہیں بھی کوئی جائے عافیت نظر نہیں آئے گی۔

مستطیرا: فاشیا و منتشرا [illegible] (قرطبی)

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝ اِنَّمَا

اور جو کھانا کھلاتے ہیں اللہ کی محبت میں مسکین یتیم اور قیدی کو بھی ہم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ۝ إِنَّا نَخَافُ

تمہیں کھلاتے ہیں اللہ کی رضا کے لیے نہ ہم تم سے کوئی [illegible] چاہتے ہیں اور نہ شکریہ ہم تو ڈرتے ہیں

مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا ۝ فَوَقَاهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ

اپنے رب سے اس دن کے لیے جو بڑا ترش رو اور سخت ہو گا پس بچا لے گا انہیں اللہ تعالیٰ اس دن کے شر سے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۳ [illegible]

۱۴ [illegible]

وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ﴿۱۱﴾ وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ﴿۱۲﴾

اور بخشی انہیں تازگی اور سرور ۔ اور عطا فرمائے گا انہیں ان کے صبر کے عوض جنت اور ریشمی لباس

مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۚ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ﴿۱۳﴾

وہاں تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے نہ دیکھیں گے وہاں سورج کی تپش اور نہ سخت سردی

وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ﴿۱۴﴾ وَيُطَافُ

اور قریب ہوں گے ان پر ان کے درختوں کے سائے اور پھلوں کے گچھے جھکا دیے گئے ہوں گے ۔ اور گردش میں لائے جائیں گے

عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا۠ ﴿۱۵﴾ قَوَارِيْرَا۠

ان کے سامنے چاندی کے ظروف اور شیشہ کے پیالے [illegible] وہ شیشے بھی [illegible]

عبوس۔ اس شخص کو کہتے ہیں جس کی پیشانی پر بل [illegible] اور اس کے چہرے سے [illegible] وحشت [illegible] القمطریر [illegible]

[illegible]

ان لوگوں کی یہ صفات ہوں گی [illegible] قیامت [illegible] ان کے چہرے [illegible] کی طرح

ترو تازہ ہوں گے اور ان کے دل شاداں و فرحاں ہوں گے

[illegible] صبر [illegible] اسلام [illegible] صبر واستقامت [illegible]

[illegible]

[illegible] آیت [illegible] الارائک [illegible] اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو [illegible]

[illegible]

[illegible] شدة البرد [illegible]

[illegible] ذللت [illegible]

[illegible]

اکواب [illegible] حضرت ابن عباس [illegible]

مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا ﴿١٦﴾ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا

[illegible]

زَنْجَبِيلًا ﴿١٧﴾ عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّىٰ سَلْسَبِيلًا ﴿١٨﴾ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ

[illegible]

مُخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَنْثُورًا ﴿١٩﴾ وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ

[illegible]

رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا ﴿٢٠﴾ عَالِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِسْتَبْرَقٌ ۖ وَحُلُّوٓا أَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ۚ وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا

اطلس کا اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے ۲۱ اور پلائے گا انہیں ان کا پروردگار شراب پاکیزہ

طَهُورًا ﴿٢١﴾ إِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُورًا ﴿٢٢﴾

شراب ۲۲ (انہیں کہا جائے گا) یہ تمہارا صلہ ہے اور تمہاری کوششیں مقبول ہوئیں ۲۳

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيلًا ﴿٢٣﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَ

ہم نے ہی اے حبیب! آپ پر تھوڑا تھوڑا کر کے قرآن اتارا ہے ۲۴ اور اپنے رب کے حکم کا انتظار کیجیے اور

الدیباج الغلیظ، موٹا ریشم۔

۲۱۔ انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ ایک مقام پر ہے کہ انہیں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے [illegible] ممکن ہے کہ ان کے پاس سونے اور چاندی کے بنے ہوئے کنگن ہوں گے جب جی چاہے گا سونے کے اور جب جی چاہے گا چاندی کے کنگن پہن لیں گے [illegible] قسم کے کنگن پہنے ہوں گے۔

۲۲۔ دو قسم کی شرابیں ہوں گی [illegible] تیسری قسم کی شراب [illegible] شراب طہور کہا گیا ہے [illegible] حضرت [illegible] لکھتے ہیں:

[illegible] حضرت [illegible] شراب [illegible] حق تعالیٰ [illegible] للمنکر بیت۔ (تفسیر [illegible])

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] شراب [illegible] جب وہ جنت کی شراب کو پئیں گے تو اللہ تعالیٰ کی محبت میں مست ہو جائیں گے [illegible]

۲۳۔ یہ آرائش و زیبائش [illegible] اعمال کی جزا ہے [illegible]

[illegible]

۲۴۔ [illegible] قرآن [illegible]

[illegible]

لَا تُطِعْ مِنْهُمْ آثِمًا أَوْ كَفُورًا ﴿٢٤﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿٢٥﴾

[illegible]

وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا ﴿٢٦﴾ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ يُحِبُّونَ

[illegible]

الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُونَ وَرَاءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيلًا ﴿٢٧﴾ نَحْنُ خَلَقْنَاهُمْ وَ

[illegible]

شَدَدْنَا أَسْرَهُمْ وَإِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَا أَمْثَالَهُمْ تَبْدِيلًا ﴿٢٨﴾ إِنَّ هَٰذِهِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَن شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ۞ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا

نصیحت ہے پس جس کا جی چاہے اختیار کر لے اپنے رب کی طرف راستہ ۲۹ اور [illegible]

أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۞ يُدْخِلُ مَن يَشَاءُ

اس کے کہ اللہ خود چاہے ۳۰ بیشک اللہ تعالیٰ علیم ہے حکیم ہے ۳۱ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت

فِي رَحْمَتِهِ ۚ وَالظَّالِمِينَ أَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۞

میں داخل کر لیتا ہے ۳۲ اور ظالموں کے لیے تو اس نے تیار کر رکھا ہے دردناک عذاب

۲۹ یہ قرآن ایک نصیحت ہے جس کا جی چاہے اس نصیحت کو قبول کر کے ہدایت کی اس روشنی میں سفر طے کرتا ہوا رب [illegible] کی منزل تک پہنچ جائے اور جس کا جی چاہے [illegible]

۳۰ [illegible]

۳۱ [illegible]

۳۲ [illegible]

○

اللھم انت ربی لا الہ الا انت [illegible] فاطر
السموات والارض انت ولی فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین و
احشرنی تحت لواء حبیبک المکرم رسولک المعظم شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

○

تعارف

WWW NAFSEISLAM COM

سورہ المرسلت

نام: اس کا نام المرسلت ہے جو اس سورۃ کا پہلا کلمہ ہے۔ اس میں دو رکوع، پچاس آیتیں، ایک سو اسی کلمے اور آٹھ سو سولہ حروف ہیں۔

نزول: علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

مضامین: متعدد چیزوں کی قسمیں کھا کر ارشاد فرمایا جا رہا ہے کہ قیامت ضرور برپا ہوگی۔ پھر قیامت برپا ہونے کے ہولناک منظر کو بیان کیا گیا ہے۔ آیات نمبر ۱۶، ۱۷، ۱۸ میں ایک سنت الٰہی ذکر کی گئی ہے کہ جو شخص راہ راست کو چھوڑ کر وادیٔ ضلالت میں بھٹکتا ہے، فسق و فجور کے جرائم کا ارتکاب کرتا ہے، اس کی مخلوق پر ظلم اور تشدد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ ایسے شخص کو ہلاک و برباد کر دیا جائے۔ اس کے بعد انسان کی تخلیق پھر اس کی بقا اور نشوونما کے لیے جن اسباب و وسائل کی ضرورت ہے ان کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اور آیت انتیس سے لے کر آخر تک کفار کے ساتھ روز حشر جو سلوک کیا جائے گا اس کو بیان فرما دیا۔ ساتھ ہی آیت اکتالیس تا پینتالیس میں متقین پر جو عنایات اور نوازشات کی جائیں گی وہ بتا دیں تاکہ لوگ دونوں گروہوں میں سے جس گروہ میں شامل ہونا چاہیں سوچ سمجھ کر شامل ہوں۔

نیو ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا
۲۲ - ۴ - ۷۷

سُوۡرَةُ الۡمُرۡسَلٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ خَمۡسُوۡنَ اٰيَةً وَّفِيۡهَا رُكُوۡعَانِ

[illegible]

وَالۡمُرۡسَلٰتِ عُرۡفًا ۙ۝١ فَالۡعٰصِفٰتِ عَصۡفًا ۙ۝٢ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشۡرًا ۙ۝٣

[illegible] قسم [illegible] والی ہیں

فَالۡفٰرِقٰتِ فَرۡقًا ۙ۝٤ فَالۡمُلۡقِيٰتِ ذِكۡرًا ۙ۝٥ عُذۡرًا اَوۡ نُذۡرًا ۙ۝٦ اِنَّمَا

[illegible]

تُوۡعَدُوۡنَ لَوَاقِعٌ ؕ۝٧ فَاِذَا النُّجُوۡمُ طُمِسَتۡ ۙ۝٨ وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتۡ ۙ۝٩

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَإِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ﴿١٠﴾ وَإِذَا الرُّسُلُ أُقِّتَتْ ﴿١١﴾ لِأَيِّ يَوْمٍ أُجِّلَتْ ﴿١٢﴾

اور جب پہاڑ دھنک ڈالے جائیں گے اور جب سب رسولوں کو وقت مقررہ پر اکٹھا کیا جائے گا [illegible] کس دن کے لیے یہ ملتوی کیا گیا ہے؟ وہ

لِيَوْمِ الْفَصْلِ ﴿١٣﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ﴿١٤﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ

فیصلہ کے دن کے لیے اے مخاطب! تجھے کیا معلوم کہ فیصلے کا دن کیا ہے ۔ تباہی ہوگی اس روز

لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿١٥﴾ أَلَمْ نُهْلِكِ الْأَوَّلِينَ ﴿١٦﴾ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ

جھٹلانے والوں کے لیے کیا ہم نے پہلے لوگوں کو ہلاک نہیں کیا جو ان سے پہلے تھے ۴ پھر ہم ان کے پیچھے پچھلوں کو لگا دیں گے

۱ ان منظر کے ذکر سے مقصد ان لوگوں کی حس [illegible] جو اب غفلت میں پڑے ہوئے [illegible] زندگی کے قیمتی لمحوں کو برباد کر رہے ہیں۔

۲ یعنی کہ اللہ قیامت کب برپا ہوگی اس کے لیے ان کی تاریخ اور دن معلوم مقرر کیا گیا ہے۔ [illegible] یوم الفصل کی تاریخ مقرر ہے۔ [illegible] تم یوم الفصل کی حقیقت کیا کر سکتے ہو۔ یہ وہ دن ہو گا جب تمام امتوں [illegible] اور ان کے اختلافات کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔

۳ اس روز تباہی اور ہلاکت کا سامان ان لوگوں کے لیے ہے جو اللہ تعالیٰ کے رسول اور اس کی لائی ہوئی کتاب کی تکذیب کرتے ہیں۔ جو روز قیامت کا انکار کرتے ہیں یا اس پر یقین نہیں رکھتے ہیں۔

مندرجہ بالا آیات میں مشکل الفاظ کی تشریح:

نسفت: [illegible] الشیء [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

۴ اہل عرب بڑی شدت سے روز قیامت کا انکار کیا کرتے تھے [illegible] پہلے گزری ہوئی قوموں کے انجام پر غور کریں [illegible] قیامت [illegible] کس وقت [illegible] عاد و ثمود، قوم لوط، آل فرعون [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ان کے پاس [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

الْاٰخِرِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ۝ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

[illegible] گنہگاروں کے ساتھ ہم ایسا ہی سلوک کیا کرتے ہیں تباہی ہوگی اس دن [illegible]

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ

[illegible]

قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ۝

[illegible] ایک معین مدت تک [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۴﴾ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿۲۵﴾

تباہی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے ۱۳ کیا ہم نے نہیں بنا دیا زمین کو سمیٹنے والی

اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا ﴿۲۶﴾ وَّجَعَلْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ شٰمِخٰتٍ وَّاَسْقَيْنٰكُمْ

زندوں اور مُردوں کو ۱۴ اور [illegible] ہم نے اس میں [illegible] پہاڑ ۱۵ اور ہم نے پلایا تمہیں

حتیٰ کہ [illegible] ہے۔ عن ابن مسعود قال حدثنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وھو الصادق المصدوق ان خلق احدکم یجمع فی بطن امه اربعین یوما نطفة ثم یکون علقة مثل ذلک ثم یکون مضغة مثل ذلک ثم یبعث اللہ ملکا باربع کلمات فیکتب عمله واجله ورزقه وشقی او سعید ثم ینفخ فیه الروح۔ متفق علیه۔

حضرت ابن مسعود کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمایا [illegible] کہ تم میں سے ہر ایک کی تخلیق اس طرح ہوتی ہے کہ چالیس دن تک [illegible] نطفہ کی صورت میں رہتا ہے پھر اتنی مدت وہ [illegible] کی شکل میں رہتا ہے پھر اتنی مدت وہ گوشت کا ٹکڑا رہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ [illegible] فرشتہ کو بھیجتا ہے [illegible] اس کا عمل، اس کی موت کا دن، اس کا رزق اور یہ بات کہ وہ بد بخت ہے یا نیک بخت [illegible] پھر اس میں روح پھونک دی جاتی ہے۔

۱۳ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ان شاہکاروں کو دیکھتے ہیں پھر اس کے نبی کو جھٹلاتے ہیں اور قیامت کا انکار کرتے ہیں ان کے لیے قیامت کے دن تباہی و بربادی کے سوا اور کیا ہوگا۔

۱۴ [illegible]

۱۵ [illegible]

مَّآءً فُرَاتًا ﴿۲۷﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۸﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى

میٹھا پانی پلایا تباہی ہوگی اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ۱۲ (انہیں حکم ہوگا) چلو اس (آگ)

مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ

کی طرف جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے ۱۳ چلو اس سایہ کی طرف جو تین شاخوں

شُعَبٍ ﴿۳۰﴾ لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ ﴿۳۱﴾ اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ

والا ہے نہ وہ سایہ دار ہے اور نہ وہ بچاتا ہے آگ کی لپٹ سے وہ (دوزخ) پھینکے گی ایسے شرارے جو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۲ [illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۳ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

كَالْقَصْرِ ﴿٣٢﴾ كَأَنَّهُ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿٣٣﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٣٤﴾

جیسے محل گویا وہ زرد رنگ کے اونٹ ہیں [illegible] تباہی ہوگی اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے [illegible]

هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿٣٥﴾ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ﴿٣٦﴾

یہ وہ دن ہوگا جس میں وہ بول نہ سکیں گے [illegible] اور نہ انہیں اجازت ملے گی کہ وہ کچھ معذرت پیش کریں [illegible]

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٣٧﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۚ جَمَعْنٰكُمْ

تباہی ہوگی اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے یہ فیصلہ کا دن ہے [illegible] جس میں ہم نے تمہیں اور

وَالْأَوَّلِيْنَ ﴿٣٨﴾ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ ﴿٣٩﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

اگلوں کو جمع کر دیا ہے [illegible] پس اگر تمہارے پاس کوئی چال ہے تو میرے خلاف استعمال کر دیکھو [illegible] تباہی ہوگی اُس روز

[illegible] یہاں آتشِ جہنم کی [illegible] کا ذکر کیا جا رہا ہے کہ اس کی آگ سے جو شرارے اٹھیں گے وہ [illegible] بڑے بڑے ہوں گے جیسے کوئی [illegible] محل ہو۔ [illegible] پھر [illegible] ہوں گی [illegible] کی رنگت زرد ہوگی دیکھنے میں [illegible] زرد رنگ کے اونٹوں کی قطار [illegible] ان کی [illegible] رنگت کی کیفیت بیان کی۔ بعض نے [illegible]

[illegible] جنہوں نے [illegible] عذاب [illegible] کا انکار کیا [illegible] کہ قیامت [illegible] تباہی [illegible] ہو سکتا ہے۔

[illegible] ان منکرین کا کیا حال ہوگا [illegible] کی طرح [illegible] ایک [illegible] ہو سکے گی۔

[illegible] دنیا میں [illegible] جب کبھی [illegible] کہ ان کی [illegible] ان کی [illegible] پیش کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

[illegible] جب [illegible] تمام [illegible] ہے۔

[illegible] اگر کوئی چال [illegible] یہاں کسی [illegible] کی اجازت

لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿٤٠﴾ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي ظِلَالٍ وَعُيُونٍ ﴿٤١﴾ وَفَوَاكِهَ

جھٹلانے والوں کے لیے۔ ۳۱ بے شک پرہیزگار جنت کے سایوں اور چشموں میں ہوں گے اور وہاں پھل ہوں گے

مِمَّا يَشْتَهُونَ ﴿٤٢﴾ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٤٣﴾ إِنَّا

جن کی وہ خواہش کریں گے کھاؤ اور پیو مزے سے ان اعمال کے صلہ میں جو تم کیا کرتے تھے ہم

كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿٤٤﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿٤٥﴾ كُلُوا

یوں ہی صلہ دیا کرتے ہیں نیکوکاروں کو ۳۲ تباہی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے ۳۳ کھاؤ اور

جیسی چال چل سکو

یہاں اس وقت کا ذکر ہے جب ان پر فرد جرم ثابت ہو جانے کا [illegible] سے پہلے جب ان کے اپنے ہاتھ پاؤں ان پر گواہی دے چکے ہوں گے۔ اس سے پہلے تو وہ منہ سے صاف مکر جائیں گے کہ ہم دنیا میں [illegible] واپس بلا لیے گئے اس قلیل مدت میں ہم کیا کر سکتے تھے، کبھی کہیں گے کہ ہمارے پاس آپ کا بھیجا ہوا کوئی رسول نہیں آیا اور کبھی یہ [illegible] لیکن جب [illegible] ان کا جرم پوری طرح ثابت ہو جائے گا اس وقت ان سے قوت گویائی سلب کر لی جائے گی۔

۳۲ یعنی اپنی چالاکی [illegible] دنیا میں [illegible] کے خلاف بڑی [illegible] چالیں چلا کرتے تھے۔ اب [illegible] اگر [illegible] کوئی چال ہے [illegible] [illegible] اس وقت [illegible] کیفیت طاری ہوگی [illegible] کوئی چارہ نہ ہوگا۔

۳۳ اس دن جھٹلانے والوں کے حصہ میں ہلاکت و تباہی ہوگی [illegible]

[illegible] مجرموں کے ساتھ یہ سلوک ہوگا لیکن جو لوگ [illegible] زندگی گزاری [illegible] پابندی کرتے رہے قیامت کے [illegible] نیک بخت لوگوں کے ساتھ جو سلوک کیا جائے گا اب اس کا بیان ہو رہا ہے۔

۳۴ اہل جنت کے ذکر کے بعد [illegible] العظیم [illegible] العذاب الالیم [illegible]

كُلُوا۟ وَتَمَتَّعُوا۟ قَلِيلًا إِنَّكُم مُّجْرِمُونَ ﴿٤٦﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿٤٧﴾

کھا لو اور عیش کر لو تھوڑی مدت بے شک تم مجرم ہو ۲۳ تباہی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ٱرْكَعُوا۟ لَا يَرْكَعُونَ ﴿٤٨﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ

اور جب ان سے کہا جاتا ہے جھکو رب کے سامنے تو نہیں جھکتے ۲۴ تباہی ہوگی اس روز

لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿٤٩﴾ فَبِأَىِّ حَدِيثٍۭ بَعْدَهُۥ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٠﴾

جھٹلانے والوں کے لیے ۲۵ تو پھر کس بات پر اس کتاب کے بعد ایمان لائیں گے یہ ۲۶

[illegible] کی گزشت [illegible] سمجھتے تھے، متقی ہیں پروردگار کے پاس وہ [illegible] اس کے لطف و کرم سے محظوظ ہو رہے ہیں۔ فرشتے غلمان اور حوریں ان کی خدمت گزاریاں کر رہی ہیں اور [illegible] ان کو اس [illegible]

۲۳ سورت کے اختتام سے پہلے منکرین قیامت کو پھر سمجھایا جا رہا ہے [illegible] خوشیاں اور رنگ رلیاں جو تمہیں حاصل ہیں اور جو عیش و عشرت کا سامان تمہیں میسر ہے اس سے جی بھر کر لطف اٹھا لو [illegible] چند روزہ ہے۔ درحقیقت تم بڑے مجرم ہو۔ صرف مہلت کی مدت گزر نے دو [illegible] کا انتظار ہے تمہیں پتہ معلوم ہو جائے گا۔

۲۴ یعنی جب انہیں کہا جاتا ہے کہ سرکشی اور نافرمانی کی روش ترک کر دو اور رب کے حضور میں تواضع و انکساری اختیار کرو، اس کے احکام کے سامنے اپنی گردن جھکا دو [illegible] نماز کو رکوع سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ [illegible] ثقیف کو جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی [illegible] حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لا خیر فی دین لیس فیہ رکوع ولا سجود [illegible] اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رکوع و سجود [illegible] مسلمان [illegible]

۲۶ [illegible] اس نعمت سے محروم ہیں ان کے لیے [illegible] ہو سکتا ہے۔

۲۲؎ اگر وہ عقل و حواس سے کام لیتے اور غور و فکر کی صلاحیتیں بروئے کار لاتے تو قرآن کریم کے چشمۂ صافی و شیریں سے وہ اپنی تشنگی کا درمان کر لیتے۔ اس کتاب ہدایت کے ارشادات عالیہ سے اپنی زندگی کی الجھنوں اور غلطیوں کو درست کر لیتے۔ لیکن ان بدنصیبوں نے ایسا نہیں کیا۔ اس کے بعد ان سے زیادہ موثر اور اس سے زیادہ شیریں اور حسین حقیقت افروز کتاب اب کہاں دستیاب ہو گی کہ وہ اس پر ایمان لائیں گے۔ وہ اس سے محروم رہے۔ ان کی قسمت میں ہدایت کی نعمت ہے ہی نہیں۔

○

اللهم إياك نعبد ولك نصلي ونسجد وإليك نسعى ونحفد ونرجو رحمتك ونخشى عذابك إن عذابك بالكفار ملحق. اللهم صل وسلم وبارك على سيدنا ومولانا وحبيبنا وشفيعنا

محمد

المبعوث رحمة للعالمين وعلى آله وأصحابه ومن تبعه واتبعه إلى يوم الدين. رب أوزعني أن أشكر نعمتك التي أنعمت علي وعلى والدي وأن أعمل صالحا ترضه وأصلح لي في ذريتي إني تبت إليك وإني من المسلمين. فاطر السماوات والأرض أنت ولي في الدنيا والآخرة توفني مسلما وألحقني بالصالحين.

○

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سُورۃ النبأ

نام : اس سورت مبارکہ کا نام النبا ہے جو دوسری آیت سے ماخوذ ہے۔ اس کے علاوہ اسے سورۃ عم، سورت عم یتساءلون اور المعصرات بھی کہا جاتا ہے۔ یہ دو رکوع اور چالیس یا اکتالیس آیتوں پر مشتمل ہے۔ اس کے کلمات کی تعداد ۱۷۳ اور حروف کی تعداد ۷۷۰ ہے۔

نزول : باتفاق علماء یہ عہد نبوت کی ابتدا میں مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

مضامین : حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات مشرکین مکہ کے لیے حیرت انگیز تھی۔ وہ لوگ محسوس کی باتیں سنتے اور حشر کے احوال کا مشاہدہ کرتے تو قرآن پاک جب قسم قسم کی حیرت انگیز باتیں بیان کرتا۔ سب سے زیادہ جس چیز نے انہیں پریشان کر رکھا تھا وہ نبی کریم کا یہ ارشاد تھا کہ اس جہان رنگ و بو کے بعد ایک اور جہان بھی ہے۔ اس چند روزہ زندگی کے بعد ایک ایسی زندگی بھی ہے جس کی انتہا نہیں۔ قیامت کے دن انہیں اور ان کے آباؤ اجداد کو قبروں سے نکال کر رب کائنات کے سامنے پیش کیا جائے گا اور وہاں ان سے ان کے چھوٹے بڑے اعمال کا حساب لیا جائے گا۔ ان کی عقل جس کی دقیقہ رسی پر انہیں بڑا گھمنڈ تھا اس بات کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ تھی۔ جو جسم صدیوں کی پہنائیوں میں ان کی مشت غبار کے بکھرے ہوئے ذرے کون جمع کرے گا اور پھر ان میں دوبارہ کیسے جان پھونکی جائے گی۔ وہ اس مسئلہ پر شب و روز غور کرتے، آپس میں بحث و تمحیص کرتے ان کی مجلسوں میں اس موضوع پر بڑا گرما گرم مباحثے ہوتے لیکن وہ کسی نتیجہ پر نہ پہنچتے۔ وقوع قیامت کا انکار کرنے کے لیے نت نئے دلائل تراشتے۔ اس منطق میں ایک نفسیاتی جھجک بھی شامل ہوتی تھی۔ اگر وہ وقوع قیامت کو تسلیم کر لیتے ہیں تو ان کی زندگی کا سارا نقشہ تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس معاشرہ میں انہیں ہر قسم کی بے راہ روی کی کھلی چھوٹ تھی۔ عیش و طرب کی محفلیں جمتیں، سرخ اور مست جوانیاں ساری ساری رات محو رقص رہا کرتیں، بادۂ ارغوانی کے جام پیہم مصروف گردش رہتے، جہاں کسی بے بس کا استحصال مباح تھا، جہاں وحشی خود اپنے مقروض سے اپنی مرضی پر سود لیا کرتا تھا۔ اگر روز حساب پر ایمان لاتے ہیں تو ان کو تمام لذات سے دست کش ہونا پڑتا ہے جس کے لیے وہ تیار نہ تھے۔ اس سنگ گراں کو ان کی راہ سے ہٹانے کے لیے قرآن کریم میں متعدد بار بڑے موثر اور بڑے زور دار دلائل پیش کیے گئے ہیں۔

اس سورۂ مبارکہ میں بھی یہی موضوع زیر بحث ہے

پہلے تو رواں الفاظ میں یہ بتا دیا کہ تمہارے خیالات حقیقت سے بعید ہیں۔ قیامت ضرور بپا ہو گی تم خود اپنی آنکھوں

اس کا منتظر ہو گا اور اس کا اعتراف بھی کرے گا لیکن اُس وقت قیامت پر ایمان لانا انہیں جہنم سے بچا نہ سکے گا۔

پھر ان کے اس اعتراض کا جواب دیا کہ ان کے منتشر ذرات کو کیسے جمع کیا جائے گا۔ بتایا کہ ان ذرات کو جمع کرنے والا وہ قادرِ مطلق اور علیم و حکیم خدا ہے جس کی قدرت اور حکمت کے جلوے تم دیکھ رہے ہو اس کی کبریائی کی گواہی دے رہے ہیں جو ایسے محیر العقول کام سرانجام دے سکتا ہے اس کے لیے تمہیں دوبارہ زندہ کرنا قطعاً مشکل نہیں ہے۔

اس کے بعد قیامت برپا کرنے کی حکمت بتائی کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک انسان ساری عمر لوگوں پر ظلم و ستم کرتا رہے مخلوقِ خدا کو ستاتا ہے، دل آزاری کرتا ہے، اپنے خالق کی اطاعت نہیں کرتا ہے دوسرا شخص ساری عمر بنی نوع انسان کی خدمت کرتا ہے دکھیوں کی غمگساری، محتاجوں کی امداد، یتیموں اور بیواؤں کی سرپرستی کرتا ہے۔ اپنے رب کریم کی اطاعت سے سر مو انحراف نہ کرے ان دو شخصوں کے عمل میں اتنے سنگین تفاوت کے باوجود ان کا نتیجہ یکساں رہے اس سے بڑی ناانصافی اور کیا ہو سکتی ہے بنا بریں قیامت برپا کرنے میں حکمت الٰہی یہ ہے کہ بدکاروں کو ان کی بدی کی سزا دی جائے اور نیکوں کو ان کی نیکی کا اجر عظیم مرحمت فرمایا جائے

آخر میں اس غلط فہمی کا بھی ازالہ کیا جس میں اکثر کفار مبتلا تھے وہ کہا کرتے تھے کہ اگر قیامت آ بھی گئی تو اس روز بھی اللہ کی نعمتیں ہمیں ہی ملیں گی۔ جیسے یہ عزت اور سرداری اس دنیا میں نصیب ہے قیامت کے دن بھی یہ ہمیں نصیب ہوگی ہمارے جان نثار خدام اور وفادار غلام اس وقت ہمارے مددگار ہوں گے اگر کسی فرشتے نے ہماری طرف دستِ تعدی دراز کیا تو ہمارے دیوتا، ہمارے لات و منات اور ہمارے بیٹے ان کو سمجھا دیں گے اور یہ ہمارے دیوتا جن کی ہم پرستش کرتے ہیں قیامت کے دن ہماری شفاعت کریں گے اس لیے ہمیں کسی بات کا کوئی اندیشہ نہیں۔ ان کم فہموں کو بتایا کہ اس قسم کی خام خیالیوں کو اپنے دل سے نکال دو وہاں کسی کی یہ مجال نہ ہوگی کہ وہ شفاعت کے لیے ہی زبان کھول سکے گا جس کو رحمٰن و رحیم نے منصب شفاعت پر سرفراز کیا ہوگا۔ تمہارے عمل تمہارے سامنے ہوں گے اس روز ہر کوئی اپنے کیے کا بدلہ پائے گا تمہاری نجات کا امکان کب حاصل ہوگا۔ آخر میں تنبیہ فرما دی کہ آج روش اختیار کرو اس وقت کو غنیمت جانو ورنہ قیامت کے روز تمہاری حالت اتنی ناگفتہ بہ ہوگی کہ تم اپنی زندگی سے بیزار ہو گے اور بصد حسرت یہ کہہ رہے ہو گے۔ یٰلَیْتَنِیْ كُنْتُ تُرٰبًا ○ (کاش کہ میں مٹی ہوتا)۔

ضیغم ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا

۹ - ۳ - ۴۴

سُوْرَةُ النَّبَاِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

[illegible]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۚ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۙ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ

[illegible]

مُخْتَلِفُوْنَ ۗ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۙ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۚ اَلَمْ نَجْعَلِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] قیامت کے بعد [illegible]

[illegible] ان ہی الا حیاتنا الدنیا [illegible]

[illegible] الآیۃ [illegible]

[illegible] من یحیی العظام وہی رمیم [illegible]

[illegible]

اور بعض [illegible] قیامت [illegible]

[illegible]

ف [illegible] کلا [illegible] علوم القرآن [illegible]

[illegible]

[illegible] کے نزدیک کلا حرف ردع [illegible]

[illegible] کلا [illegible]

[illegible] نظر الی المعنی [illegible]

[illegible] کلا [illegible]

الْأَرْضَ مِهَادًا ۙ وَّالْجِبَالَ أَوْتَادًا ۙ وَّخَلَقْنٰكُمْ أَزْوَاجًا ۙ وَّجَعَلْنَا

بنایا زمین کو بچھونا ۶ اور پہاڑوں کو میخیں ۷ اور ہم نے پیدا کیا تمہیں جوڑا جوڑا ۸ اور ہم نے بنایا ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۙ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ۙ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۙ

تمہاری نیند کو باعث آرام ۹ اور ہم نے بنایا رات کو پردہ پوش ش ۱۰۔ ہم نے دن کو روزی کمانے کے لیے بنایا ۱۱

ے اگر [illegible] میں اطمینان کی [illegible] نعمت میسر نہ ہو تو یہ بیچارے [illegible] مختلف حالتوں میں [illegible] حالت میں ہر لمحہ ذہنی و جسمانی مشقت کرتے ہو تو تم تھک کر چور ہو جاتے ہو [illegible] اچانک نیند تمہیں اپنی آغوش میں لے لیتی ہے کچھ وقت کے لیے تم دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتے ہو جملہ تفکرات اور پریشانیوں سے تمہیں نجات مل جاتی ہے [illegible] ہوش و نشاط کی کیفیت عود کر آتی ہے اور تم از سر نو جادۂ زندگی کو طے کرنے لگتے ہو۔

[illegible]

لفظ سبات کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ راغب لکھتے ہیں: وجعلنا نومکم سباتا ای قطعا للعمل من السبت القطع [illegible] صحاح میں لکھتے ہیں: السبات النوم واصله الراحة [illegible] وجعلنا نومکم سباتا۔ یعنی سبات کا اصل معنی راحت و سکون ہے [illegible]

ش [illegible] رات [illegible] لباس [illegible]

[illegible]

ش معاشا ای سبب المعاش [illegible]

وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۙ وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَهَّاجًا ۙ وَأَنْزَلْنَا

[illegible]

مِنَ الْمُعْصِرَاتِ مَاءً ثَجَّاجًا ۙ لِنُخْرِجَ بِهِ حَبًّا وَنَبَاتًا ۙ وَجَنَّاتٍ

[illegible]

[illegible]

أَلْفَافًا ۝ إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيقَاتًا ۝ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا ۙ وَفُتِحَتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا ۙ وَسُيِّرَتِ

[illegible] ۔ اور آسمان [illegible] [illegible]

الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ۚ إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ۙ لِّلطَّاغِينَ

پہاڑ [illegible] سراب [illegible] ۔ در حقیقت جہنم ایک گھات ہے [illegible] سرکشوں کا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مَآبًا ﴿٢٢﴾ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ﴿٢٣﴾ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ﴿٢٤﴾

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِلَّا حَمِيمًا وَغَسَّاقًا ﴿٢٥﴾ جَزَاءً وِفَاقًا ﴿٢٦﴾ إِنَّهُمْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ

بجز کھولتے پانی اور گرم پیپ کے ۲۱ یہ ان کے کیے کا پورا بدلہ۔ یہ لوگ روز حساب کی توقع ہی نہیں

حِسَابًا ﴿٢٧﴾ وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كِذَّابًا ﴿٢٨﴾ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا ﴿٢٩﴾

رکھتے تھے اور انہوں نے ہماری آیتوں کو سختی سے جھٹلایا تھا ۲۲ اور ہر چیز کو ہم نے لکھ کر ضبط کر رکھا تھا

فَذُوقُوا فَلَنْ نَزِيدَكُمْ إِلَّا عَذَابًا ﴿٣٠﴾ إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا ﴿٣١﴾

پس اب مزہ چکھو کہ ہم تمہارے لیے عذاب ہی زیادہ کرتے رہیں گے ۲۳ بیشک پرہیزگاروں کے لیے کامیابی ہی کامیابی ہے

حَدَائِقَ وَأَعْنَابًا ﴿٣٢﴾ وَكَوَاعِبَ أَتْرَابًا ﴿٣٣﴾ وَكَأْسًا دِهَاقًا ﴿٣٤﴾

یعنی ان کے لیے باغات ہیں اور انگور اور ہم سن ابھری عمر لڑکیاں اور چھلکتا ہوا جام ۲۴

[illegible]

۲۱ حمیم۔ کھولتا ہوا پانی۔ غساق۔ پیپ [illegible]

۲۲ [illegible]

[illegible]

۲۳ [illegible]

[illegible]

۲۴ [illegible]

[illegible] دھاق۔ مملوءۃ۔ بھرپور چھلکتا ہوا۔

لَا يَسۡمَعُوۡنَ فِيۡهَا لَغۡوًا وَّلَا كِذّٰبًا ۚ جَزَآءً مِّنۡ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ۙ

[illegible] سنیں گے وہاں کوئی بیہودہ بات اور نہ جھوٹ [illegible]

رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَيۡنَهُمَا الرَّحۡمٰنِ لَا يَمۡلِكُوۡنَ مِنۡهُ

[illegible]

خِطَابًا ۚ يَوۡمَ يَقُوۡمُ الرُّوۡحُ وَالۡمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۙۚ لَّا يَتَكَلَّمُوۡنَ اِلَّا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ۝ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ

سوائے اس کے جس کو رحمٰن اجازت دے اور وہ ٹھیک بات کہے ۳۸ یہ دن برحق ہے سو جس کا جی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ۝ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚۖ يَّوْمَ

چاہے بنالے اپنے رب کے پاس ٹھکانا ۔ ۳۰ بے شک ہم نے ڈرا دیا ہے تمہیں قریب آنے والے عذاب سے جس دن

يَّنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ۝

دیکھ لے گا ہر شخص (ان عملوں کو) جو اس نے آگے بھیجے تھے اور کافر (بصد حسرت) کہے گا کاش! میں خاک ہوتا ۳۱

۳۰ [illegible] اس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں [illegible] اور اس کے رب کی طرف سے عاقبت۔ ملخص [illegible]

۳۱ [illegible]

[illegible] کاش! [illegible]

[illegible]

[illegible]

○

سبحان [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اله الطاهرين واصحابه المكرمين وعلى من تبعهم اجمعين۔

○

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سُورَۃُ النّٰزِعٰت

نام : اس سورۃ کا نام "النازعات" ہے۔ یہ لفظ اس کی پہلی آیت میں مذکور ہے۔ اس کے علاوہ اس کو "ساہرۃ" اور "الطامۃ" بھی کہا جاتا ہے۔ اس میں دو رکوع، چالیس آیتیں ہیں۔ اس کے کلمات کی تعداد ایک سو ستانوے اور حروف کی تعداد سات سو تریپن ہے۔

نزول : حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اس کا نزول سورۃ "النبأ" کے معاً بعد ہوا۔ گویا یہ بھی عہد نبوت کے آغاز میں نازل ہوئی۔

مضامین : اہل مکہ کسی قیمت پر وقوعِ قیامت کو تسلیم کرنے پر آمادہ نہ تھے۔ ان کی اسی الجھن کو دور کرنے کے لیے اس سورت میں بھی خصوصی توجہ مبذول فرمائی گئی ہے۔

اہم ترین فرائض کی انجام دہی پر جو ذی شان فرشتے مقرر ہیں ان کی قسم اٹھا کر فرمایا کہ قیامت ضرور برپا ہوگی۔ دنیا کی کوئی طاقت اس کو روک نہیں سکتی۔ دنیا بھر کے کفار و مشرکین اگر اس کا انکار بھی کرتے رہیں اور اس کے ناممکن ہونے کا فتویٰ بھی صادر کرتے رہیں اور اس کے وقوع پر تمسخر کی اور بیہودگی کا مظاہرہ بھی کرتے رہیں تب بھی قیامت برپا ہو کر رہے گی۔ خداوند ذوالجلال کا یہ اعلان وقوعِ قیامت کی غلط فہمیوں سے قطعی اور ناقابل تردید ہے۔ بات اسی پر ختم کر دی جاتی تو مزید کسی وضاحت کی ضرورت نہ تھی لیکن اس کے بعد ان کے اس اعتراض کا بھی جواب دیا جو وہ بڑی شد و مد سے کیا کرتے تھے کہ جب ہماری ہڈیاں بوسیدہ اور خستہ ہو کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گی اور ہوا کے تیز جھونکے ان کو زمین کے گوشہ گوشہ میں بکھیر دیں گے ان ذرات کو پھر یکجا کرنا اور ان میں روح پھونکنا قطعاً ممکن نہیں۔ اس کا جواب یہ دیا کہ جس چیز کو تم ناممکن تصور کر رہے ہو، اس کے لیے تو صرف ہمارے ایک جھڑکنے کی ضرورت ہے۔ سب قبروں سے نکل کر میدان حشر میں کھڑے ہو جائیں گے۔ تم ایسا نہیں کر سکتے یہ درست ہے۔ تم ان بکھرے ہوئے ذروں کے ٹھکانوں کو نہیں جانتے یہ درست ہے۔ تم ان میں از سر نو روح نہیں پھونک سکتے یہ درست ہے لیکن کیا خالق کائنات بھی ایسا نہیں کر سکتا؟ کچھ تو سوچو کچھ تو عقل سے کام لو۔

پھر انہیں بتایا گیا کہ ان سے پہلے بھی اس قسم کے سرکش لوگ گزرے ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے رسولوں کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ انہیں اپنی قوت اور سلطنت پر بڑا ناز تھا لیکن جب غضب الٰہی کی بجلی کوندی تو ان کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا۔ فرعون کو اسے ہی لے لو۔ تم سب جانتے ہو اس نے میری مخلوق پر بڑے مظالم کیے میرے کلیم کے خلاف جو محاذ آرائی کی

انجام تمہیں اب معلوم ہے۔ اگر تم اپنے آپ کو اس عبرت ناک انجام سے بچانا چاہتے ہو تو نافرمانی کی روش کو ترک کر دو۔ میرے حبیب کی نافرمانی چھوڑ دو۔ جو دعوت وہ پیش کر رہا ہے اس کو بطیب خاطر قبول کرو۔ رعونت جاہلیہ میں غرق ہو کر انکار نہ کرو۔ اس کے بعد اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کے شواہد پیش کیے اور لوگوں کو دعوت دی کہ چشم بصیرت کھولیں اور خود فیصلہ کریں کہ جو ذات ان امور پر قادر ہے اس کے لیے تمہیں دوبارہ پیدا کرنا ذرا مشکل نہیں۔ ساتھ ہی وقوع قیامت میں جو حکمت ہے، اس کا ذکر فرمایا۔

کفار بار بار یہ پوچھتے کہ اگر قیامت آنی ہے تو آپ ذرا اس کی تاریخ تو بتا دیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محبوب اس کی تاریخ بیان کرنا آپ کے فرائض میں سے نہیں اور حکمت الٰہی کا تقاضا بھی یہی ہے کہ یہ سربستہ راز ہی رہے۔ آپ کا بس اتنا ہی فرض ہے کہ آپ انہیں ڈراتے رہیں تاکہ یہ لوگ اپنی بروقت اصلاح کر لیں۔

نیو سنٹرل جیل سرگودھا

۹-۳-۷۷

سُوْرَةُ النّٰزِعٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتٌّ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۃ النازعات مکی ہے۔ اس کی چھیالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۙ﴿۱﴾ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۙ﴿۲﴾ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۙ﴿۳﴾

قسم ہے ان فرشتوں کی جو غوطہ لگا کر کھینچتے ہیں۔ ۱ قسم ہے ان کی جو نرمی سے بند کھول دیتے ہیں ۲ قسم ہے ان کی جو تیزی سے تیرتے چلے جاتے ہیں ۳

۱۔ اس سورت کا آغاز بھی چند قسمیں کھا کر کیا گیا ہے لیکن یہاں جن کی قسم کھائی ہے ان کے بجائے ان کی صفات کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس لیے ان کے تعیین میں اختلاف ہے کہ وہ کون ہیں جن کی یہ صفات ہیں۔ [illegible] چند قول ذکر کیے جاتے ہیں۔

پہلا قول یہ ہے کہ یہ فرشتوں کی صفات ہیں۔ اس آیت کے متعلق روایت کا مفہوم یہ ہے کہ النازعات ان فرشتوں کی [illegible] جو جسموں میں [illegible] بڑی سختی اور شدت سے [illegible] النزع جذب بالشدة کسی چیز کو زور سے کھینچ کر نکالا جاتا ہے اور جب اس پر غرقا کا اضافہ کر دیا جائے تو اس کے معنی شدت میں [illegible] ہو جاتا ہے۔ [illegible] النزع من اقاصی الاجساد [illegible] اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جو کافر کی روح کو قبض کرتے ہیں کیونکہ جب موت آتی ہے تو کافر کی روح جسم سے نکلنے سے انکار کرتی ہے تو فرشتے اس کو رگ رگ سے کھینچ کر نکالتے ہیں۔

۲۔ النشط الاخراج برفق وسهولة کسی چیز کو بڑی آسانی سے [illegible] نکالنا [illegible] اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جو مومنوں کی روحوں کو آسانی سے قبض کرتے ہیں۔ مومن چونکہ اپنے رب حقیقی کے وصال کے لیے بے تاب ہوتا ہے اس لیے [illegible] جب [illegible] روح [illegible] کسی قسم کی [illegible] نہیں کرتی بلکہ [illegible] اپنے محبوب کی زیارت کے شوق میں [illegible] کھل اٹھتا ہے۔

۳۔ سبح کا معنی [illegible] تیرنا [illegible] ان سے مراد وہ فرشتے ہیں جو ان روحوں کو لے کر [illegible] آسمان کی طرف [illegible] جاتے ہیں [illegible] جیسے تیراک پانی میں تیرتے ہیں۔

فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۙ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۘ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۙ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝ قُلُوبٌ يَوْمَئِذٍ وَاجِفَةٌ ۝ أَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۝

[illegible]

يَقُولُونَ أَإِنَّا لَمَرْدُودُونَ فِي الْحَافِرَةِ ۝ أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا

[illegible]

نَخِرَةً ۝ قَالُوا تِلْكَ إِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۝ فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ ۝

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَإِذَا هُم بِالسَّاهِرَةِ ﴿١٤﴾ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَىٰ ﴿١٥﴾ إِذْ نَادَاهُ

پھر وہ اچانک کھلے میدان میں موجود ہوں گے [11] اے حبیب! کیا پہنچی ہے آپ کو موسیٰ کی خبر؟ جب ان کے رب نے

رَبُّهُ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿١٦﴾ اذْهَبْ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ﴿١٧﴾

انہیں طُویٰ کی مقدس وادی میں پکارا تھا [12] (کہ) جاؤ فرعون کے پاس وہ سرکش بن گیا ہے

فَقُلْ هَلْ لَكَ إِلَىٰ أَن تَزَكَّىٰ ﴿١٨﴾ وَأَهْدِيَكَ إِلَىٰ رَبِّكَ فَتَخْشَىٰ ﴿١٩﴾

پس اسے کہو [illegible] رب کی طرف تاکہ تو اس سے ڈرنے لگے [13]

[illegible]

[11] [illegible]

[12] [illegible] السَّاهِرَةُ [illegible]

[13] [illegible]

[14] [illegible]

فَأَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ﴿٢٠﴾ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ﴿٢١﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ﴿٢٢﴾

[illegible]

فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿٢٣﴾ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿٢٤﴾ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ

[illegible]

الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ﴿٢٥﴾ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿٢٦﴾ ءَاَنْتُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ۚ بَنٰىهَا ﴿۲۷﴾ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ﴿۲۸﴾ وَ

پیدا کرنا مشکل ہے یا آسمان کا؟ جسے اس نے بنایا ۲۶ اس کی چھت کو خوب اونچا کیا پھر اس کو درست کیا ۲۷ اور

اَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ﴿۲۹﴾ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ﴿۳۰﴾

تاریک کیا اس کی رات کو اور ظاہر کیا اس کے دن کو ۲۸ اور زمین کو اس کے بعد اس نے بچھا دیا ۲۹

۲۶ دلائل قیامت کا سلسلہ جو درمیان میں منقطع کر دیا گیا تھا اسے پھر شروع کیا جا رہا ہے یعنی [illegible] سمجھتے ہو کہ تمہیں دوبارہ [illegible] کرنا مشکل کام ہے تو پھر ذرا سوچو کہ آسمان جس کی پہنائیوں اور وسعتوں کا اندازہ ہی نہیں لگایا جا سکتا جس میں [illegible] اور کہکشائیں [illegible] وسعتوں اور فاصلوں [illegible] ان سب کو کس نے پیدا کیا ہے؟ اگر تم عقل و بصیرت سے بالکل محروم نہیں ہو گئے ہو تو [illegible] سمجھ سکتے ہو کہ جو عالم بالا کا خالق ہے اس کے لیے تمہیں پیدا کرنا کوئی مشکل نہیں۔

۲۷ آسمان کی تخلیق میں اس قدرت کے [illegible] ہیں۔ [illegible] سقف یعنی چھت کے ہیں۔ یعنی آسمان کو بہت اونچا کیا [illegible] ایسا اونچا کر دیا ہے کہ تم اس کو پا نہیں سکتے۔ پھر اس کی [illegible] اس طرح درست کر دیا ہے کہ اس میں کہیں کوئی جھول یا کوئی شگاف نہیں۔

۲۸ رات کی تاریکی اور دن کے اجالے کو آسمان کی طرف منسوب کیا کیونکہ ان کا تعلق آفتاب کے طلوع و غروب سے ہے جو اجرام سماوی میں سے ہے۔ اغطش لیلہا ای جعلہ مظلما

۲۹ دحا الارض [illegible] زمین کو پھیلانا، بچھانا [illegible] کہ یہ [illegible] زمین کو [illegible] بچھایا [illegible] تاکہ [illegible] اس پر [illegible] بسر کر سکے۔

اس مقام پر یہ شبہ وارد ہوتا ہے کہ اس آیت سے یہ پتا چلتا ہے کہ زمین کی تخلیق آسمان کی تخلیق اور تسویہ کے بعد ہوئی۔ جبکہ سورۂ بقرہ کی آیت ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا ثم استوی الی السماء [illegible] اور سورۂ فصلت میں یہ صراحت مذکور ہے کہ زمین کی تخلیق پہلے ہوئی اور آسمان کو اس کے بعد پیدا کیا گیا [illegible] زمین کو پہلے بنایا گیا [illegible] کی تخلیق ہوئی [illegible] آسمان کی تخلیق کے بعد [illegible] صریح [illegible] واضح الفاظ [illegible] موجود ہے [illegible] زمین میں [illegible] کی ضروریات [illegible] ان کو پیدا کیا گیا [illegible]

أَخْرَجَ مِنْهَا مَاءَهَا وَمَرْعَاهَا ﴿٣١﴾ وَالْجِبَالَ أَرْسَاهَا ﴿٣٢﴾ مَتَاعًا لَّكُمْ

نکالا زمین سے اس کا پانی اور اس کا چارہ اور پہاڑ کو قائم کر دیا سامان زیست ہے تمہارے لیے

وَلِأَنْعَامِكُمْ ﴿٣٣﴾ فَإِذَا جَاءَتِ الطَّامَّةُ الْكُبْرَىٰ ﴿٣٤﴾ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ

اور تمہارے چوپایوں کے لیے ۲۲ پھر جب آئے گی سب سے بڑی آفت ۲۳ اس دن انسان یاد کرے گا جو

الْإِنسَانُ مَا سَعَىٰ ﴿٣٥﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِمَن يَرَىٰ ﴿٣٦﴾ فَأَمَّا مَن طَغَىٰ ﴿٣٧﴾

اس نے کوشش کی تھی ۲۴ اور ظاہر کر دی جائے گی دوزخ ہر دیکھنے والے کے لیے ۲۵ پس جس نے سرکشی کی ہوگی

۲۱ تخلیق کی یہ ترتیب مراد نہیں بلکہ ذکر کی ترتیب ہے لیکن [illegible] تفسیر حضرت ابن عباس سے منقول ہے [illegible] کہ اس کے بعد [illegible] کی نسبت ہی [illegible] حل ہو جاتا ہے [illegible] حضرت شاہ عبدالعزیز لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عباس [illegible] منقول ہے کہ [illegible] چنانچہ آیت میں [illegible] ہے اور اس کے بعد [illegible] کیا گیا ہے۔

۲۲ پانی کے چشمے جاری کئے۔ [illegible] پیدا ہوتی ہیں [illegible] جو تمام [illegible] کی بڑی [illegible] سے [illegible] ہیں [illegible] ہو سکے۔

[illegible] ان کے ہاتھ [illegible] آسمان کی بلندی [illegible] اور پہاڑوں کی [illegible] زمین کی [illegible] کائنات کے مختلف اجزاء [illegible] ہو جائے گی۔

۲۳ اب یہاں سے قیامت کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ الطامّۃ [illegible] سب مصیبتوں سے بڑی مصیبت کو طامّۃ کہتے ہیں۔ [illegible] کثرت کے باعث [illegible] الطامّۃ کہا جاتا ہے۔ جیسے کہتے ہیں [illegible] تمام [illegible] اور [illegible] کر دیا۔ [illegible] قیامت کی مصیبت [illegible] مصیبتوں [illegible] کی [illegible]

۲۴ اس وقت انسان کی [illegible] کہ [illegible] کر [illegible] ایک ایک کر کے [illegible] کی [illegible] کی [illegible]

وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٣٨﴾ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿٣٩﴾ وَاَمَّا مَنْ

اور ترجیح دی ہوگی دنیوی زندگی کو تو دوزخ ہی اس کا ٹھکانا ہوگا ۳۸ اور جو

خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿٤٠﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ

ڈرتا رہا ہوگا اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے اور روکتا رہا ہوگا اپنے نفس کو (ہر بری) خواہش سے یقیناً جنت ہی

هِيَ الْمَاْوٰى ﴿٤١﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ﴿٤٢﴾ فِيْمَ اَنْتَ

اس کا ٹھکانا ہوگا ۴۰ وہ (کفار) آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ وہ کب قائم ہوگی آپ کو کیا تعلق اس کے بیان

[illegible]

۳۸۔ [illegible]

۳۹۔ [illegible]

۴۰۔ [illegible]

[illegible] الہوی [illegible]

[illegible]

مِنْ ذِكْرٰىهَا ؕ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ؕ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] استغفر الله العظيم الذي لا اله الا هو الحي القيوم واتوب اليه

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوٓا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا ۝٤٦ ع

گویا جس دن اس کو دیکھیں گے (انہیں یوں محسوس ہوگا کہ وہ دنیا میں) نہیں ٹھہرے تھے مگر ایک شام یا ایک صبح [illegible]

[illegible]

[illegible]

○

اللهم اجعلنا من السعداء الذين [illegible] النبي [illegible] اتباع حبيبك الكريم

صلى الله تعالى عليه وآله وسلم

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم وتب علينا انك انت التواب الرحيم

○

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۂ عبس

نام: اس سورت کا نام عبس ہے جو اس سورت کا پہلا کلمہ ہے۔ اس میں ایک رکوع، بیالیس آیتیں، ایک سو تیس کلمات اور پانچ سو تینتیس حروف ہیں۔

نزول: یہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

مضامین: حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جو ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے خالہ زاد بھائی تھے اور ان خوش نصیبوں میں سے تھے جن کا شمار السابقون الاولون میں ہوتا ہے، وہ نابینا تھے۔ ایک روز بارگاہِ رسالت میں شیبہ، عتبہ پسران ربیعہ، ابوجہل، امیہ ابن خلف، ولید ابن مغیرہ، عباس ابن عبدالمطلب اور دیگر چند سادات قریش حاضر تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑی دلسوزی اور محبت سے انہیں کفر و شرک کے اندھیروں سے نکالنے کی سعی فرما رہے تھے۔ "حریص علیکم" کی شان اپنے پورے جوبن پر تھی۔ درین اثنا عبداللہ بن ام مکتوم حاضر ہوئے۔ نابینا ہونے کی وجہ سے محفل کا رنگ نہ دیکھ سکے۔ انہوں نے اپنے شوقِ فراواں سے مجبور ہو کر آتے ہی عرض کی "یا رسول اللہ علمنی مما علمک اللہ" (اے اللہ کے رسول جو اللہ نے آپ کو سکھایا اس میں سے مجھے بھی سکھائیے)۔

یہ مداخلت بیجا حضور کو ناپسند آئی۔ رخ انور پر ناگواری کے آثار نمایاں ہوئے۔ آداب مجلس کا تقاضا بھی یہی تھا کہ جو سلسلۂ کلام پہلے شروع تھا جب وہ ختم ہو جائے تو نئی بات چھیڑی جائے۔ یہاں تو حضور تبلیغ کا نہایت اہم ترین فریضہ ادا کرنے میں مصروف تھے۔ عبداللہ پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے، مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے حضور کے پاس بے شمار مواقع تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ کی دلجوئی کرتے ہوئے یہ سورۂ مبارکہ نازل فرمائی تاکہ دنیا کو پتہ چل جائے کہ اس بارگاہ میں شکستہ دلوں اور دل فگاروں کی جو قدر و منزلت ہے وہ کسی اور کی نہیں۔

یہاں ایک چیز غور طلب ہے۔ قرآن کریم میں دوسرے مقامات پر جہاں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب فرمایا ہے، وہاں محبت، پیار اور دلجوئی کی مہک رچی ہوئی ہے لیکن ان مقامات کے برعکس یہاں اسلوب بیان میں بڑا جلال ہے۔ انداز خطاب میں تندی کا پہلو غالب ہے۔ بظاہر غلطی حضرت عبداللہ کی ہے کہ انہوں نے مجلس نبوت کے آداب کا پاس نہ رکھا نیز حضور کسی اپنے ذاتی کام میں مصروف نہ تھے بلکہ تبلیغ ما انزل الیہ کے حکم کی تعمیل میں مشغول تھے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ عبداللہ کو سرزنش کی جاتی کہ انہوں نے فرائض نبوت کی ادائیگی میں مداخلت بے جا کی ہے لیکن ان کے بجائے اپنے

مطلب یہ کہ آپ [illegible] کو پہلے ذکر کیا اور اس سے پہلے کیوں نہ بیان کی اس میں کیا حکمت ہے
آیت میں [illegible] سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا [illegible] منافقین کی ایک غلط فہمی کا ازالہ مقصود ہے
جس میں وہ بری طرح مبتلا تھے۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ اسلام کو ان کی بڑی ضرورت ہے ان کے مسلمان ہونے سے اسلام کو
چار چاند لگ جائیں گے پھر اسلام کی عزت اور ترقی میں مدد ہوگی حالانکہ اسلام کو جس [illegible] نہیں اس لیے جس
محفل میں وہ موجود ہوں کسی دوسرے شخص کو [illegible] نہیں کہنا چاہیے [illegible] اس حقیقت کی [illegible] آیت
میں ان کی اس غلط فہمی کو دور کیا گیا کہ [illegible] کی جاتی ہے جو خلوص اور [illegible] سے کیا جاتا ہے۔
[illegible] جس شخص کو [illegible] دولت اور جاہ و منصب پر گھمنڈ ہے جس کے دین میں [illegible]
[illegible] ہمیں اسلام کی ضرورت ہے تاکہ اس کی برکتوں اور [illegible] سے ان کا ایک مستقل
رجحان ہو جائے [illegible] اسلام کو [illegible] صورت میں [illegible] ہوں گے [illegible] خوش نصیب ہو
چشمہ شیریں سے [illegible] ہوں گے۔ آیت [illegible] آنے والے [illegible] ان کی اس غلط فہمی کو
دور کر دیا۔ آیت کے [illegible] ایک اہم ضرورت کے پیش نظر [illegible] کی گئی۔

جو لوگ اس آیت سے [illegible] تخصیص کرتے ہیں وہ [illegible]
[illegible] حضرت [illegible] امام [illegible]
[illegible] کہ آپ نے [illegible] اس کا [illegible] کر دیا [illegible]
اس [illegible] منافقین [illegible] کی [illegible]
[illegible] ایمان [illegible] ایمان [illegible]
آیت [illegible] کی [illegible] ہے [illegible]
[illegible] اس کی [illegible] کا [illegible]
[illegible] سے [illegible] ہو سکتی ہے۔

آیت نمبر ۳۲ سے [illegible] قیامت کی طرف [illegible] اس [illegible] کی تیاری شروع کرے

نیو ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا
۲۳ - ۳ - ۸۸

سُوْرَةُ عَبَسَ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اثْنَتَانِ وَاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَفِيْهَا رُكُوْعٌ وَاحِدٌ

سورۂ عبس مکی ہے اس کی بیالیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان نہایت رحم والا ہے

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ۙ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى ۙ③

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عبداللہ ابن ام مکتوم کے دل پر [illegible] شبہ [illegible] کیے جا سکتے ہیں۔ بلکہ بہت سے [illegible] اور [illegible] کی [illegible] کے
[illegible] کی اصل حقیقت ہے۔

قطرۂ آب ہے ضمیر ترا
[illegible]

تعجب ہے کہ [illegible] [illegible] کی [illegible] ہے

لیکن اس خطاب میں کیا لطف و کرم ہے [illegible] عتاب کرتے ہوئے بھی [illegible] خطاب کے صیغے استعمال نہیں کیے گئے بلکہ غائب کے صیغہ سے خطاب کیا گیا ہے تاکہ یہ عتاب حضور پر گراں نہ گزرے۔

ان آیات کے نزول کے بعد حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حالت تھی کہ جب حضرت عبداللہ حاضر ہوتے تو حضور فرماتے مرحبا بمن عاتبنی فیہ ربی۔ خوش آمدید اس شخص کو جس کے باعث میرے رب نے مجھے عتاب فرمایا۔ پھر پوچھتے هل لک من حاجۃ کیا کوئی حاجت ہے۔ دو بار کسی کام کے سلسلہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ طیبہ سے تشریف لے جاتے تو مدینہ میں اپنا نائب بنا جاتے۔ حضرت عبداللہ کو یہ شرف دو بار حاصل ہوا۔

سے حضرت عبداللہ کا [illegible] ہیں [illegible] ان کی [illegible] ہے۔ [illegible] نقل کیا گیا۔ [illegible] ان کے والد کا نام قیس بن زائدہ [illegible] ام مکتوم ان کی والدہ تھیں۔ [illegible] حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ماموں زاد بھائی تھے۔

سے حضرت عبداللہ کی اس خلل اندازی پر [illegible] آپ [illegible] کسی کے دل میں [illegible] نہ ہو [illegible] بلکہ آپ کی [illegible] اسلام [illegible] درست ہے [illegible] دعوت [illegible] تو اسلام کی ترقی [illegible] اس [illegible] حقیقت [illegible] ضرورت [illegible] اسلام [illegible] کے [illegible] حضور [illegible] چلا گیا تھا۔ ان [illegible] آپ [illegible] صدق دل سے اس پر عمل کرتا [illegible] ایک شخص [illegible] ہو جاتا۔

أَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرَىٰ ۝ أَمَّا مَنِ اسْتَغْنَىٰ ۝ فَأَنْتَ لَهُ

یا وہ غور و فکر کرتا تو نفع پہنچاتی اسے یہ نصیحت ۝ لیکن وہ جو پرواہ نہیں کرتا ۝ تو آپ اس کی طرف تو

تَصَدَّىٰ ۝ وَمَا عَلَيْكَ أَلَّا يَزَّكَّىٰ ۝ وَأَمَّا مَنْ جَاءَكَ يَسْعَىٰ ۝

توجہ کرتے ہیں ۝ اور آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں اگر وہ نہ سدھرے ۝ اور وہ جو آپ کے پاس دوڑتا ہوا آیا ہے

وَهُوَ يَخْشَىٰ ۝ فَأَنْتَ عَنْهُ تَلَهَّىٰ ۝ كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَنْ

اور وہ ڈرتا بھی ہے ۝ تو آپ اس سے بے رخی کرتے ہیں ۝ ایسا ہرگز نہیں چاہیے یہ تو نصیحت ہے ۝ سو جس کا

[illegible]

[illegible]

شَآءَ ذَكَرَهٗ ۝١٢ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۝١٣ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍۣ ۝١٤ بِاَيْدِيْ

[illegible]

سَفَرَةٍ ۝١٥ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ ۝١٦ قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ۝١٧ مِنْ اَيِّ

[illegible]

شَيْءٍ خَلَقَهٗ ۝١٨ مِنْ نُّطْفَةٍ ۭ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ۝١٩ ثُمَّ السَّبِيْلَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَسَّرَهُ ۝٢٠ ثُمَّ أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ ۝٢١ ثُمَّ إِذَا شَآءَ أَنشَرَهُ ۝٢٢ كَلَّا لَمَّا

[illegible]

يَقْضِ مَآ أَمَرَهُ ۝٢٣ فَلْيَنظُرِ الْإِنسَانُ إِلَىٰ طَعَامِهِ ۝٢٤ أَنَّا صَبَبْنَا

[illegible]

[illegible]

الْمَآءَ صَبًّا ﴿۲۵﴾ ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا ﴿۲۶﴾ فَأَنْبَتْنَا فِيهَا حَبًّا ﴿۲۷﴾

سے پانی برسایا [illegible] پھر ہم نے زمین کو [illegible] پھر ہم نے اگایا اس میں غلہ

وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ﴿۲۸﴾ وَّزَيْتُونًا وَّنَخْلًا ﴿۲۹﴾ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ﴿۳۰﴾ وَّفَاكِهَةً

اور انگور اور ترکاریاں اور زیتون اور کھجوریں اور گھنے باغات اور میوے

وَّأَبًّا ﴿۳۱﴾ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ ﴿۳۲﴾ فَإِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ﴿۳۳﴾

اور گھاس [illegible] پھر جب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ﴿٣٤﴾ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ﴿٣٥﴾ وَصَاحِبَتِهِ وَ

اس دن بھاگے گا آدمی اپنے بھائی سے اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی سے اور

بَنِيهِ ﴿٣٦﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ﴿٣٧﴾ وُجُوهٌ

بیٹوں سے۔ ہر شخص کو ان میں سے اس دن ایسی فکر دامن گیر ہوگی جو اسے سب سے بے پروا کر دے گی۔ کئی چہرے

يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿٣٨﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿٣٩﴾ وَوُجُوهٌ

اس دن [illegible] ہوں گے ہنستے ہوئے خوش و خرم اور کئی چہرے

يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿٤٠﴾ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿٤١﴾ أُولَٰئِكَ هُمُ

اس دن غبار آلود ہوں گے۔ ان پر کالک چھائی ہوگی۔ یہی وہ کافر اور

الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿٤٢﴾

بدکار لوگ ہوں گے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سُورَۃُ التکویر

نام: پہلی آیت میں کُوِّرَتْ باب تفعیل سے ماضی مجہول کا صیغہ ہے جس کا مصدر تکویر ہے یہی اس سورۃ کا نام ہے۔

زمانۂ نزول: آیات کا اسلوب گواہی دے رہا ہے کہ یہ آغاز رسالت کے عہد میں نازل ہوئی ہے جن دو مضمون قیامت اور رسالت کو بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ وہ بھی اسی کی تائید کرتا ہے۔

مضامین: قیامت اور رسالت کے بارے میں یہاں دلائل و شواہد ذکر فرمائے جا رہے ہیں۔ قیامت کے دو مرحلے ہیں۔ پہلا مرحلہ وہ ہے جب یہ موجودہ نظام کائنات درہم برہم کر دیا جائے گا۔ سورج جس کی تیز روشنی سے ساری کائنات منور ہو رہی ہے تاریک ہو جائے گی اور وہ ان گنت ستارے جو چمکتے رہتے ہیں گے، ٹوٹ کر بکھر جائیں گے۔ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر ہوا میں دھنکی ہوئی اون کی طرح اڑنے لگیں گے۔ چرند پرند کی حالت دیدنی ہوگی۔ اس کے بعد اس کے دوسرے مرحلے کا ذکر فرمایا گیا جب دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا ہر جگہ اپنی اپنی قبروں سے زندہ ہو کر اٹھ کھڑی ہوگی اور سب کو بارگاہ خداوند ذوالجلال میں حساب کے لیے پیش کر دیا جائے گا۔ ایک طرف آنکھوں کے سامنے دوزخ کے شعلے بھڑک رہے ہوں گے، دوسری طرف جنت اپنی تمام زینت اور آرائش کے ساتھ بندگان خدا کے لیے چشم براہ ہوگی۔

ذکر قیامت کے بعد رسالت کا تذکرہ فرمایا۔ پہلے متعدد قسمیں کھائیں پھر بتایا کہ حامل قرآن اللہ کا رسول ہے۔ یہ کلام جو وہ تمہیں پڑھ کر سناتا ہے۔ یہ نہ اس نے خود تالیف کیا ہے اور نہ کسی نے اسے سکھایا اور پڑھایا ہے بلکہ ایک معزز و محترم فرشتہ جس کی امانت و دیانت ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ وہ خود اللہ کی جناب سے لے کر آیا ہے۔

اے نادانو! اس چشمۂ شیریں کو چھوڑ کر تم سراب کے پیچھے کیوں دوڑے جا رہے ہو ذرا ہوش سے کام لو اپنی عاقبت برباد نہ کرو۔

[illegible]

۶-۳۰-۷۷

سورۃ التکویر مکیۃ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وہی تسع وعشرون آیۃ

سورۃ التکویر مکی ہے [illegible] اس میں ۲۹ آیات ہیں

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝ وَإِذَا النُّجُومُ انكَدَرَتْ ۝ وَإِذَا الْجِبَالُ

[illegible] اور جب ستارے [illegible] اور جب پہاڑوں کو [illegible]

سُيِّرَتْ ۝ وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝ وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ ۝ وَ

[illegible] اور جب [illegible] اور جب وحشی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ﴿٦﴾ وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ ﴿٧﴾ وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ

جب سمندر بھڑکا دیے جائیں گے ؂ اور جب روحیں (جسموں سے) ملا دی جائیں گی ؂ اور جب زندہ درگور کی ہوئی لڑکی

سُئِلَتْ ﴿٨﴾ بِأَيِّ ذَنبٍ قُتِلَتْ ﴿٩﴾ وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ﴿١٠﴾ وَإِذَا

سے پوچھا جائے گا ؂ کہ وہ کس گناہ کے باعث ماری گئی ۔ اور جب اعمال نامے کھولے جائیں گے اور جب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قال الحسن. ألحق كل امرئ بشيعته. [illegible] تزویج الارواح بالاجساد [illegible]

[illegible]

[illegible] ① [illegible] عرب کی معاشی حالت [illegible] بچیوں کو پالنا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ② [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت [illegible] رضی اللہ تعالیٰ عنہ [illegible]

[illegible]

[illegible] اٹھانے [illegible]

مشہور شاعر فرزدق کے دادا صعصعہ بن ناجیہ [illegible]

[illegible] جاہلیت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

چنانچہ فرزدق اپنے دادا کے اس کارنامہ پر فخر کرتا ہے اس کا ایک شعر ہے ؎

وجدی الذی منع الوائدات واحیا الوئید فلم یوأد

میرا دادا وہ ہے جس نے [illegible] زندگی بخش دی۔

لیکن اس ظالمانہ رسم کا پوری طرح [illegible] اس وقت [illegible] اللہ تعالیٰ کا محبوب [illegible] تشریف [illegible]

[illegible]

[illegible] آپ [illegible]

آپ کے دل میں اپنی بچیوں کی قدر و منزلت پیدا ہو۔

① [illegible]

[illegible] بخاری و مسلم

③ امام مسلم کی روایت ہے: من عال جاریتین حتی تبلغا جاء یوم القیامۃ انا وھو وضم اصابعہ۔ جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہو گئیں تو قیامت کے دن میں اور وہ اس طرح آئیں گے اور اپنی انگلیوں کو باہم پیوست کر دیا۔

④ ابوداؤد کی حدیث ہے: من کانت لہ انثی فلم یئدھا ولم یھنھا ولم یؤثر ولدہ علیھا ادخلہ اللہ الجنۃ۔ جس کی ایک بچی ہو وہ اسے زندہ دفن نہ کرے، اس کی توہین نہ کرے، اپنے بیٹے کو اس پر فوقیت نہ دے تو اس امر کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

آخر میں تنبیہ بعض کی حیرت کا ازالہ کرنے کے لیے آپ یہ حدیث پاک پڑھیں:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لسراقۃ بن جعشم الا ادلک علی اعظم الصدقۃ او من اعظم الصدقۃ قال بلی یا رسول اللہ قال ابنتک المردودۃ الیک لیس لہا کاسب غیرک۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سراقہ بن جعشم سے فرمایا کیا میں تمہیں سب سے بڑے صدقہ پر آگاہ نہ کروں؟ عرض کیا ضرور، فرمایا تیری وہ بیٹی جو (طلاق پا کر یا بیوہ ہو کر) تیری طرف پلٹ کے آئے اور تیرے سوا اس کے لیے کمانے والا کوئی نہ ہو۔

کثیر التعداد احادیث میں سے صرف چند احادیث یہاں ذکر کی گئی ہیں۔ حضور کے اس قسم کے ارشادات اور اپنی [illegible] عالی مرتبت کے ساتھ آپ کا [illegible] وہ اسباب تھے جن کے باعث بچیوں کے متعلق صرف اہل عرب کے نظریات میں ہی انقلاب نہیں آیا بلکہ دنیا بھر میں بچیوں کی قدر و منزلت بلند ہو گئی۔

اب دونوں آیتوں کا مفہوم سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

یہ نہیں فرمایا کہ اس کے قاتل سے پوچھا جائے گا [illegible] بلکہ فرمایا کہ اس بچی سے پوچھا جائے گا کہ [illegible] وہ باپ جس نے اپنی بے گناہ بچی پر ایسا ظلم کیا بہت [illegible] ہیں۔ اس قابل ہی نہیں کہ اس کو مخاطب کیا جائے [illegible] کمال الغیظ والسخط [illegible] یعنی [illegible] کی شناعت کا اظہار کیا گیا، اس کو مخاطب بنانے کے بجائے [illegible]

نیز ظاہر ہے اگر اس کے ظلم کے بارے میں اس سے پوچھا جائے تو [illegible] سے پوچھا جائے گا کہ وہ اپنے ظلم کا [illegible]

اس میں ایک اور حکمت بھی ہے [illegible] جنہیں قتل کیا جاتا ہے [illegible] علامت [illegible] بچی [illegible] باپ [illegible] کیا [illegible]

[illegible]

اس سوال میں قیامت کے [illegible]

السَّمَآءُ كُشِطَتْ ﴿١١﴾ وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ ﴿١٢﴾ وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ ﴿١٣﴾

آسمان کی کھال ادھیڑ دی جائے گی ۱۱ اور جب جہنم دہکائی جائے گی اور جب جنت قریب کر دی جائے گی

عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ أَحْضَرَتْ ﴿١٤﴾ فَلَآ أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿١٥﴾ الْجَوَارِ

(اس دن) ہر شخص جان لے گا کہ وہ کیا لے کر آیا ہے ۱۴ پس میں قسم کھاتا ہوں [illegible]

الْكُنَّسِ ﴿١٦﴾ وَالَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ ﴿١٧﴾ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ ﴿١٨﴾ إِنَّهُ

[illegible] ۱۶ اور رات کی جب وہ رخصت ہونے لگے ۱۷ اور صبح کی جب وہ سانس لینے لگے ۱۸ بیشک یہ (قرآن) ایک

صورت ہو سکتی ہے [illegible]

[illegible]

۱۱ قیامت کے دوسرے واقعات بیان کیے جا رہے ہیں۔ کشط کہتے ہیں کسی کی کھال ادھیڑنا۔ معنی الکشط السلخ [illegible] لیکن اس روز جب اس کی کھال اتار دی جائے گی [illegible]

۱۲ اس وقت مخلوق کے سامنے [illegible] اسے اچھی طرح معلوم ہو جائے گا [illegible] اس کے اعمال نیک و بد اس کے سامنے آ جائیں گے۔

یہاں تک سورت کا ایک مضمون ختم ہو گیا۔ اس کے بعد [illegible]

۱۳ خنس، جواری، الکنس [illegible]

[illegible] الخنس جمع خانس من الخنوس [illegible]

[illegible] الجواری جمع جاریۃ من الجری [illegible] جواری کا واحد جاریۃ ہے [illegible]

[illegible]

الکنس جمع کانس و کانسۃ من کنس الوحش [illegible] کنس کا واحد کانس اور کانسۃ ہے۔ یہ کنس الوحش سے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ﴿١٩﴾ ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ﴿٢٠﴾

معزز قاصد کا لایا ہوا قول ہے [illegible] جو قوت والا ہے مالک عرش کے ہاں عزت والا ہے

مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ ﴿٢١﴾ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُونٍ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ رَآهُ

[illegible] امین ہے اور تمہارا یہ ساتھی کوئی مجنون تو نہیں [illegible] اور بیشک اس نے اس

بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ ﴿٢٣﴾ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ﴿٢٤﴾ وَمَا هُوَ

[illegible] اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں [illegible] اور یہ قرآن

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۲۵﴾ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ﴿۲۶﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ

کسی شیطان مردود کا قول نہیں ف۱ پھر تم کدھر چلے جا رہے ہو ف۲ نہیں ہے یہ مگر نصیحت

لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۷﴾ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ﴿۲۸﴾ وَمَا تَشَآءُوْنَ

سب اہل جہان کے لیے ف۳ ہر اس شخص کے لیے جو تم میں سے سیدھی راہ چلنا چاہے اور تم نہیں چاہ سکتے

ف۱ [illegible]

ف۲ [illegible]

[illegible]

[illegible]

ف۳ [illegible]

إِلَّآ أَنْ يَشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۹﴾

بجز اس کے کہ اللہ چاہے جو رب العالمین ہے۔

آئینہ ہے لیکن ان سے مستفید وہی ہو سکتا ہے جس کے دل میں خواہش ہو کہ وہ ہدایت پا جائے۔

ــــ اور حقیقت یہ ہے کہ تم اس کی خواہش بھی نہیں کر سکتے جب تک توفیق الٰہی دستگیری نہ کرے۔ فہم و فراست کے مالک چوٹی کے مجتہدین راہ راست پر ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتے اور جب اس کی نظر عنایت چارہ سازی کرتی ہے تو سب حجاب اٹھ جاتے ہیں، ساری رکاوٹیں دور ہو جاتی ہیں اور بے سروسامانی کے ساتھ انسان اس کی طرف رواں دواں ہو جاتا ہے۔

○

وما تشاؤن الا ان يشاء الله رب العالمين لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم يا حي يا قيوم برحمتك نستغيث لا تكلني الى نفسي طرفة عين واصلح لي شأني كله.

اللهم صل وسلم وبارك على حبيبك المصطفى ونبيك المرتضى صاحب المعجزات الباهرات والحجج القاهرات والكمالات الباهرات وعلى آله الطيبين الطاهرين وأصحابه أولي الدرجات ومن تبعهم إلى يوم الدين.

○

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سُورۃ الانفطار

نام: اس کی پہلی آیت میں "انفطرت" کا لفظ ہے جس کا مصدر "انفطار" ہے۔ یہی اس سورت کا نام ہے۔ اس میں ایک رکوع، انیس آیتیں، اسی کلمے اور تین سو ستائیس حروف ہیں۔

نزول: یہ بھی مکی دور کے آغاز میں نازل ہونے والی سورتوں میں سے ایک ہے۔

مضامین: وقوع قیامت کا ہولناک منظر پیش کرنے کے بعد بتایا کہ اس روز غیب کے سارے پردے چاک ہو جائیں گے۔ حقیقت اپنی اصلی صورت میں نمایاں ہو جائے گی۔ ہر نفس کو خود بخود اپنے کارناموں کے بارے میں پتہ چل جائے گا کہ وہ دنیا میں کیا کرتا رہا، نیکی یا بدی کا جو بیج وہ بو آیا تھا اس کے اچھے یا برے کیا نتائج مرتب ہوئے؟

پھر انسان کو کہا جا رہا ہے کہ اے انسان جس رب کریم نے تجھے اپنے لطف و کرم کے آغوش میں پالا، اپنے بے پایاں احسانات سے نوازا، تم اسی کی ناشکری کر رہے ہو۔ تم یہ خیال کر رہے ہو کہ جو کچھ کر رہے ہو وہ فراموش کر دیا جائے گا اور روز حشر اس کا کوئی واضح ثبوت پیش نہ کیا جا سکے گا۔ یہ تمہاری غلط فہمی ہے ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ بلکہ ہم نے معزز فرشتے مقرر کر دیے ہیں جو تیرے ہر فعل اور تیرے ہر قول کو ضبط تحریر میں لا رہے ہیں۔ اس قابل وثوق ریکارڈ کے مطابق نیکوں کو ان کی نیکی کا اجر اور بدوں کو ان کی بدی کی سزا ملے گی۔

نیو سنٹرل جیل سرگودھا
۹ - ۳ - ۸۸

سُوْرَةُ الْاِنْفِطَارِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ تِسْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً

سورۃ انفطار مکی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے اس میں انیس آیات ہیں

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۝١ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۝٢ وَاِذَا الْبِحَارُ

جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب ستارے بکھر جائیں گے اور جب سمندر بہہ

فُجِّرَتْ ۝٣ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۝٤ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَ

نکلیں گے اور جب قبریں زیر و زبر کر دی جائیں گی تب ہر شخص کو معلوم ہو جائے گا جو عمل اس نے آگے بھیجے تھے اور

اَخَّرَتْ ۝٥ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝٦ الَّذِيْ

جو اس نے پیچھے چھوڑے تھے۔ اے انسان کس چیز نے تجھے دھوکے میں ڈالا اپنے رب کریم کے معاملے میں جس نے تجھے

ـلہ [illegible]

ـلہ [illegible]

[illegible]

ـلہ [illegible]

خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۙ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَاۤءَ رَكَّبَكَ ۝

[illegible]

كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۙ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝ كِرَامًا

[illegible]

كَاتِبِيْنَ ۙ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۙ وَ

[illegible]

[illegible]

إِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ ﴿١٤﴾ يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّينِ ﴿١٥﴾ وَمَا هُمْ عَنْهَا

اور بدکار جہنم میں ہوں گے داخل ہوں گے اس میں قیامت کے روز اور وہ اس سے غائب

بِغَائِبِينَ ﴿١٦﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ ﴿١٧﴾ ثُمَّ مَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ

نہ ہو سکیں گے ۔ اور آپ کو کیا علم کہ روز حساب کیا ہے ۔ پھر آپ کو کیا علم کہ روز حساب

الدِّينِ ﴿١٨﴾ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِنَفْسٍ شَيْئًا وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ ﴿١٩﴾ ع

کیا ہے ۔ یہ وہ دن ہوگا جس روز کسی کے بس میں کچھ نہ ہوگا اور سارا حکم اس روز اللہ ہی کا ہوگا ۔ ش

بھگتو گے۔

ش قیامت کے دن کوئی کسی [illegible] نہیں ہوگا [illegible] بادشاہیاں ختم ہو جائیں گی [illegible]
[illegible]
[illegible]

○

مالك يوم الدين إياك نعبد وإياك نستعين اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين أنعمت عليهم
غير المغضوب عليهم ولا الضالين. آمين.

اللهم صل وسلم وبارك على سيد الأولين والآخرين إمام الأنبياء والمرسلين سيدنا ومولانا محمد
النبي المبعوث رحمة للعالمين وعلى آله الطيبين وأصحابه الأكرمين وعلى من تبعهم بإحسان إلى يوم الدين.

○

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سُورۃ المطففین

نام: اس سورۂ پاک کا نام "المطففین" ہے جو اس کی پہلی آیت میں مذکور ہے۔ اس میں ایک رکوع، چھتیس آیتیں، ایک سو انہتر کلمات اور سات سو تیس حروف ہیں۔

نزول: حضرت ابن مسعود، ضحاک اور ان کے ہم خیال لوگوں کی رائے یہ ہے کہ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی تھی۔ حضرت ابن عباس کی رائے یہ ہے کہ اس کا نزول ہجرت کے فوراً بعد مدینہ طیبہ میں ہوا۔ وہاں ایک تاجر تھا جس کا نام ابوجہینہ تھا۔ اس نے دو قسم کے ماپ تول کے پیمانے بنائے ہوئے تھے۔ جب کوئی چیز خریدتا تو اس کے لیے اور باٹ استعمال کرتا اور جب فروخت کرتا تو اس کے لیے دوسرے باٹ۔ یحییٰ بن سلام کا قول یہ ہے کہ اس سورت کا نزول مکہ مکرمہ میں ہوا۔ ایک تیسرا قول بھی منقول ہے کہ اس کا نزول حالت سفر میں مکہ اور مدینہ کے درمیان ہوا۔

مضامین: اصلاح معاشرہ کے لیے آخرت پر ایمان جو موثر کردار انجام دیتا ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ جو لوگ روز جزا پر پختہ یقین رکھتے ہیں ان کی بظاہر کتنی ہی تنگی کی جائے تو وہ راستی اور دیانتداری کی راہ پر ثابت قدمی سے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ کوئی لالچ اور کوئی خوف انہیں ان کے حق سے سرمو منحرف نہیں کر سکتا۔ لیکن وہ معاشرہ جس کے افراد قیامت پر یقین نہیں رکھتے ان میں طرح طرح کی خرابیاں بڑی آسانی سے راہ پا لیتی ہیں۔ چھوٹا سا نفع اور تھوڑا سا مال بھی انہیں راہ راست سے بھٹکانے کے لیے کافی ہے۔ اہل مکہ چونکہ عام طور پر تجارت پیشہ تھے اس لیے لین دین میں ڈنڈی مارنا ان کے ہاں عام رواج تھا۔ اس کی طرف توجہ ہی نہیں تھی کہ دوسرے کی حق تلفی ہوتی تھی بلکہ انجام کار ایسا کرنے والے کی تجارت کا بھی ستیاناس ہو جایا کرتا تھا۔ اس لیے اہل مکہ کو وقوع قیامت کی ضرورت اور حکمت پر غور کرنے کے لیے اس سورت میں جو دعوت دی جا رہی ہے اس کی ابتدا "ویل للمطففین" سے کی اور انہیں بتایا کہ اگر وہ اس قبیح حرکت سے اپنی کاروباری سرگرمیوں کو آلودہ رکھنا چاہتے ہیں تو اس کی یہی ایک وجہ ہے کہ وہ قیامت پر ایمان نہیں رکھتے۔ اس صورت میں کسی کو جرأت نہ ہوگی کہ اس بد دیانتی کا ارتکاب کرے۔

اس کے بعد بتایا کہ قیامت تو بہرحال برپا ہوگی لیکن جو لوگ اس کے برپا ہونے کا یقین نہیں رکھتے تھے وہ ساری عمر مکاری اور دھوکہ بازی میں بسر کر کے آئے۔ آج وہ اس کی سزا بھگتیں گے جو بڑی دردناک ہوگی لیکن جن لوگوں نے قیامت کے وقوع کو تسلیم کیا اور اس روز جزا کے خوف سے ساری عمر ڈرتے رہے اور کبھی بھول کر بھی غلط راستے پر قدم نہ رکھا۔ قیامت کے روز ان کی جس طرح عزت افزائی کی جائے گی اس کا دلکش منظر بھی پیش کر دیا۔

آخر میں کفار کی ایک عجیب حرکت کا تذکرہ کر دیا گیا کہ وہ خود ساری خرابیوں کا مجموعہ ہیں۔ اپنی غلاظتوں کو دیکھ کر انہیں کبھی ندامت نہیں ہوتی۔ ہاں جو اہل حق ہیں ان کو وہ بڑی حقارت آمیز نظروں سے دیکھتے ہیں۔ آنکھوں سے اشارے کرتے ہیں۔ اللہ والوں کی تذلیل کے بعد جب گھر لوٹتے ہیں تو بڑے شاداں و فرحاں۔ گویا کوئی بڑا معرکہ سر کر کے آتے ہیں۔ خود وادیِ ضلالت میں بھٹک رہے ہیں اور گمراہی کا الزام ان پاک طینت لوگوں پر لگاتے ہیں جن پر انسانیت فخر کرتی ہے اور دین جن کو بجا طور پر ناز ہے۔

نیو سنٹرل جیل سرگودھا
۴-۳-۷۷

سُوْرَةُ الْمُطَفِّفِيْنَ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ سِتٌّ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً

سورۃ المطففین مکی ہے [illegible] اس کی چھتیس آیات ہیں

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝

[illegible] جب وہ لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں

لہ اہل لغت کہتے ہیں تطفیف [illegible]

[illegible]

[illegible] مطفف [illegible]

[illegible] حضرت شعیب علیہ السلام کی [illegible]

[illegible]

[illegible]

قال ابن عباس قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خمس بخمس ما نقض قوم العہد الا سلط اللہ علیہم عدوہم [illegible] ما ظہرت فیہم الفاحشۃ الا فشا فیہم الموت ولا طففوا المکیال الا منعوا النبات واخذوا بالسنین ولا منعوا الزکوٰۃ الا حبس عنہم القطر. (قرطبی [illegible])

ترجمہ: حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا پانچ چیزیں پانچ کے بدلے ہیں۔ جو قوم عہد شکنی کرتی ہے اللہ تعالیٰ ان پر ان کے دشمن مسلط کر دیتا ہے۔ جو قوم [illegible] اللہ تعالیٰ ان [illegible] جس قوم میں

وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ﴿٣﴾ أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُم

اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو ان کا نقصان کر دیتے ہیں کیا وہ اتنا خیال بھی نہیں کرتے کہ وہ

مَّبْعُوثُونَ ﴿٤﴾ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿٥﴾ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٦﴾

قبروں سے اٹھائے جائیں گے ایک بڑے سخت دن کے لیے جس دن لوگ [illegible] کے سامنے

كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٍ ﴿٧﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا سِجِّينٌ ﴿٨﴾

[illegible] بدکاروں کے اعمال [illegible] سجین میں ہوں گے۔ اور تمہیں کیا معلوم کہ سجین کیا ہے

كِتَابٌ مَّرْقُومٌ ﴿٩﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿١٠﴾ الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ

[illegible] اس دن جھٹلانے والوں کے لیے [illegible] جو جھٹلاتے ہیں

[illegible]

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں تشریف لے گئے تو وہاں کے لوگ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَوْمِ الدِّينِ ﴿١١﴾ وَمَا يُكَذِّبُ بِهِ إِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ﴿١٢﴾ إِذَا

روزِ حساب کو ۔ اور نہیں جھٹلاتا اسے کوئی بجز اس کے جو حد سے گزرنے والا گنہگار ہے ۔ جب

تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿١٣﴾ كَلَّا ۖ بَلْ ۜ رَانَ

پڑھی جاتی ہیں اس کے سامنے ہماری آیتیں تو کہتا ہے یہ تو پہلے لوگوں کے افسانے ہیں ۔ ہرگز نہیں بلکہ درحقیقت زنگ چڑھ گیا ہے

عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿١٤﴾ كَلَّا إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ

ان کے دلوں پر ان کرتوتوں کے باعث جو وہ کیا کرتے تھے ۔ ہرگز نہیں یقیناً انہیں [illegible] اپنے رب کے دیدار سے اس دن

[illegible]

وقال الحسن هو الذنب على الذنب حتى يسود القلب [illegible]

[illegible]

اس کی وضاحت حدیث شریف میں کی گئی ہے ۔

عن ابی هریرة عن النبی صلی الله تعالی علیه وسلم قال ان العبد اذا اخطأ خطیئة نکتت فی قلبه نکتة سوداء فاذا هو نزع واستغفر وتاب صقل قلبه وان عاد زید فیها حتی تعلو قلبه وهو الران الذی ذکر الله تعالی کلا بل ران علی قلوبهم [illegible]

ترجمہ : حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا [illegible]

[illegible]

لَمَحْجُوْبُوْنَ ۝١٥ ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ۝١٦ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ

روک دیا جائے گا شہ   پھر وہ ضرور جہنم میں داخل ہوں گے   پھر ان سے کہا جائے گا   یہ وہ [illegible] ہے

كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝١٧ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ۝١٨ وَ

جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے   [illegible]   نیکوکاروں کا صحیفہ عمل علیین میں ہوگا   اور

مَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ۝١٩ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝٢٠ يَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝٢١

تمہیں کیا معلوم کہ علیین کیا ہے   [illegible]   ایک لکھی ہوئی کتاب ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿٢٢﴾ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ ﴿٢٣﴾ تَعْرِفُ فِي

بیشک نیکوکار راحت و آرام میں ہوں گے ۔ چھپر کھٹوں پر بیٹھے نظارہ کر رہے ہوں گے شہ آپ پہچان لیں گے

وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ ﴿٢٤﴾ يُسْقَوْنَ مِن رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ ﴿٢٥﴾ خِتَامُهُ

ان کے چہروں پر راحتوں کی شگفتگی ۔ انہیں پلائی جائے گی سربمہر خالص شراب ۔ جس کی مہر

مِسْكٌ ۚ وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ﴿٢٦﴾ وَمِزَاجُهُ مِن

کستوری کی ہوگی ۔ اسی کے لیے چاہیے کہ کوشش کریں جنت کے چاہنے والے شہ ۔ اس میں تسنیم کی

تَسْنِيمٍ ﴿٢٧﴾ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ ﴿٢٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا

آمیزش ہوگی شہ ۔ یہ وہ چشمہ ہے جس سے صرف مقربین ہی پئیں گے ۔ جو لوگ جرم کیا کرتے تھے

[illegible]

[illegible]

رحیق پاکیزہ و صاف شراب کو کہتے ہیں ۔ [illegible] الرحیق [illegible]

[illegible]

شہ تنافس [illegible] جنت [illegible]

[illegible]

شہ اس شراب میں تسنیم کے چشمہ کا پانی ملا دیا جائے گا جنت کی تمام شرابوں سے یہ اعلیٰ درجہ کی شراب ہوگی [illegible]

[illegible] تسنیم کا پانی ملا دیا جائے گا اور اس چشمہ شیریں کا پانی [illegible]

كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ ﴿٢٩﴾ وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ ﴿٣٠﴾

وہ اہل ایمان پر ہنسا کرتے تھے ۳۱ اور جب ان کے قریب سے گزرتے تو [illegible] آنکھیں مارا کرتے

وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمُ انْقَلَبُوا فَكِهِينَ ﴿٣١﴾ وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا

اور جب اپنے اہل خانہ کی طرف لوٹتے تو دل لگیاں کرتے ہوئے واپس آتے اور جب وہ مسلمانوں کو دیکھتے تو کہتے

إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَضَالُّونَ ﴿٣٢﴾ وَمَا أُرْسِلُوا عَلَيْهِمْ حَافِظِينَ ﴿٣٣﴾ فَالْيَوْمَ

یقیناً یہ لوگ راستہ بھٹکے ہوئے ہیں ۳۲ حالانکہ وہ اہل ایمان پر محافظ بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے ۳۳ پس آج

الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ ﴿٣٤﴾ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ ﴿٣٥﴾

اہل ایمان کفار پر ہنس رہے ہیں تختوں پر بیٹھے [illegible] دیکھ رہے ہیں ۳۴

هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾

کیوں بدلہ مل گیا کافروں کو اپنے کرتوتوں کا جو وہ کیا کرتے تھے۔

[illegible]

۳۱ اب [illegible] منظر [illegible] کا ذکر ہو رہا ہے۔ اہل ایمان کو دیکھ کر ان کا مذاق اڑاتے اور ایک دوسرے کو آنکھیں مار کر اشارہ بازی کیا کرتے تھے۔ جب مسلمانوں کی دل آزاری کر کے [illegible] گھروں کو لوٹتے ہیں تو دل لگیاں کرتے جاتے ہیں گویا کوئی بڑا معرکہ سر کر کے [illegible] ہیں۔ یتغامزون [illegible] یغمز بعضهم بعضا ویشیرون باعینهم (قرطبی)

۳۲ مسلمانوں کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ یہ لوگ [illegible] راہ راست سے بھٹک گئے ہیں [illegible] اپنے آباء [illegible] چھوڑ بیٹھے ہیں اپنے [illegible] معبودوں سے قطع تعلق کر چکے ہیں۔

۳۳ اللہ تعالیٰ ان کی ان [illegible] حرکتوں پر [illegible] کہ تمہیں ان لوگوں کا کیا [illegible] تم ان کے [illegible] ہو [illegible] ہر وقت [illegible] تم اپنی [illegible] اپنے انجام کا خیال کرو [illegible] نہیں کیا جائے گا۔

۳۴ جب قیامت کا دن [illegible] اہل ایمان [illegible] تختوں پر [illegible] کریں گے اور [illegible]

[illegible] اپنے زمانہ [illegible] چھوڑے ہوئے کھنڈروں کی تباہ حالی کا مشاہدہ کر سکتے ہیں کہ
اس وقت [illegible] [illegible] ان کا کس طرح [illegible] رہا ہے۔

○

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله و اصحابه اجمعين

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم وتب علينا انك انت التواب الرحيم،

○

WWW NAFSEISLAM.COM

تعارف

سورۃ انشقاق

نام: اس سورت کا نام الانشقاق ہے جو "انشقت" کا مصدر ہے۔ اس میں ایک رکوع، ۲۵ آیتیں، ایک سو سات کلمات، چار سو تیس حروف ہیں۔

نزول: یہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

مضامین: ابتدائی آیات میں ان ہولناک حادثات کا تذکرہ ہے جو وقوع قیامت کے وقت رونما ہوں گے۔ اس کے بعد انسان کو بتایا جا رہا ہے کہ اسے چار و ناچار بہرحالت میں اپنے رب کے حضور میں پیش کیا جائے گا۔ اس روز تمام اولاد آدم دو گروہوں میں بٹی ہوئی ہوگی۔ ایک گروہ وہ ہوگا جن کو فرط بشارت ان کا صحیفہ عمل ان کے دائیں ہاتھ میں پکڑایا جائے گا۔ اس وقت ان کی خوشی کی انتہا نہ ہوگی۔ دوسرا وہ گروہ جن کو ان کا نامہ عمل پس پشت دیا جائے گا۔ ان کی خستہ حالی اور بے کسی کا اندازہ لگانا ناممکن ہے۔ اس لیے ہر شخص کو آج یہ فیصلہ کرنا ہے کہ وہ کس گروہ کے ساتھ اپنا حشر چاہتا ہے۔ یہ فیصلہ کرتے ہوئے اسے بار بار غور و فکر کرنا چاہیے کیونکہ جو فیصلہ صحیح ہو کر اپنے اختیار سے اپنے بارے میں تم کرو گے روز حشر اسی کے مطابق تمہارے ساتھ برتاؤ کیا جائے گا۔

آخر میں کئی قسمیں کھانے کے بعد انہیں بتایا جا رہا ہے کہ انہیں ان مرحلوں سے یکے بعد دیگرے ضرور گزرنا ہوگا۔ حیرت ہے ان لوگوں پر جو یہ جاننے کے باوجود ایمان نہیں لاتے۔ اور جب قرآن کریم کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ سر نیاز خدا کی بارگاہ جلال میں جھکا نہیں دیتے۔ ان کا انجام بڑا دردناک ہوگا۔ روز حشر فقط اہل ایمان ہی ایسے اجر سے نوازے جائیں گے جس کی کوئی انتہا نہ ہوگی۔

نیو سنٹرل جیل سرگودھا

۷۷ - ۳ - ۷

سُوْرَةُ الْاِنْشِقَاقِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هِيَ خَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً

سورۃ الانشقاق مکی ہے [illegible] اس میں پچیس آیات ہیں۔

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۝١ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝٢ وَاِذَا الْاَرْضُ

[illegible]

مُدَّتْ ۝٣ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ۝٤ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝٥

[illegible]

يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ۝٦ فَاَمَّا مَنْ

اے انسان [illegible]

[illegible]

أُوتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۙ وَّيَنْقَلِبُ

دیا گیا اس کا نامۂ عمل اس کے داہنے ہاتھ میں تو اس سے حساب لیا جائے گا آسان حساب اور وہ واپس جائے گا

اِلٰٓى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۙ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۙ فَسَوْفَ

اپنے گھر والوں کی طرف شاداں و فرحاں۔ اور جس بدنصیب کو اس کا نامۂ عمل پس پشت دیا گیا تو وہ چلائے گا

یعنی اے انسان دنیا و آخرت کے معاملہ میں [illegible] کوشش [illegible] جاری رہے [illegible]
سب اس کے حضور [illegible] ہیں۔

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ [illegible] کوشش [illegible] وقت [illegible] موت کا وقت [illegible] عمل [illegible] وقت [illegible] انسان [illegible] بیان کیا گیا ہے [illegible] تیری موت کا وقت آ پہنچتا ہے۔

ہر شخص سے قیامت [illegible] جس [illegible] نامۂ عمل اس کے داہنے ہاتھ میں [illegible] آسان حساب [illegible] اعمال [illegible] شاداں و فرحاں اپنے گھر والوں کے پاس واپس جائیں گے۔ [illegible] حضرت عائشہ [illegible] حساب [illegible] من نوقش الحساب عذب [illegible] حساب [illegible] ہو گیا وہ تباہ ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب [illegible] کے طفیل [illegible] آسان حساب [illegible] آمین ثم آمین

یعنی [illegible] اپنے اعمال [illegible] پیٹھ پیچھے [illegible] دیے جائیں گے

يَدْعُوا ثُبُورًا ﴿١١﴾ وَيَصْلَىٰ سَعِيرًا ﴿١٢﴾ إِنَّهُ كَانَ فِي أَهْلِهِ مَسْرُورًا ﴿١٣﴾

(ہائے موت، ہائے موت) [illegible] اور [illegible] آگ میں [illegible] بے شک وہ [illegible] خوش [illegible] رہا کرتا تھا

إِنَّهُ ظَنَّ أَن لَّن يَحُورَ ﴿١٤﴾ بَلَىٰ إِنَّ رَبَّهُ كَانَ بِهِ بَصِيرًا ﴿١٥﴾

وہ خیال کرتا تھا کہ وہ [illegible] ہرگز [illegible] کیوں نہیں، بے شک اس کا رب اسے خوب دیکھ رہا تھا

۱۷ ع

فَلَا أُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ﴿١٦﴾ وَاللَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ﴿١٧﴾ وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ ﴿١٨﴾

پس میں قسم کھاتا ہوں شفق کی اور رات کی اور [illegible] اور چاند کی جب وہ کامل ہو جاتا ہے

لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَن طَبَقٍ ﴿١٩﴾ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٢٠﴾ وَإِذَا قُرِئَ

تمہیں [illegible] پس انہیں کیا ہو گیا ہے کہ [illegible] اور جب ان کے سامنے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] قیامت پر ایمان نہیں لاتے [illegible] تعجب کی بات ہے۔

عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ۩ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ۝۲۲

قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ نہیں کرتے ۱۳ بلکہ کافر لوگ جھٹلاتے ہیں ۱۴

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ۝۲۳ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۲۴ اِلَّا الَّذِيْنَ

[illegible] ۱۵ [illegible] عذاب کی [illegible] ۱۶ [illegible]

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝۲۵

ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لیے ایسا اجر ہے جو ختم نہ ہوگا ۱۷

۱۳ [illegible]

۱۴ [illegible]

۱۵ [illegible]

۱۶ [illegible]

۱۷ [illegible] نعمت و کرم سے ہمیشہ ہمیشہ بہرہ اندوز ہوتے رہیں گے

○

اللّٰھم لک الحمد ولک الشکر [illegible]
[illegible] حبیبنا و شفیعنا و طبیب
قلوبنا [illegible] محمد وآلہ واصحابہ وبارک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا

○

تعارف

WWW NAFSEISLAM.COM

سُوْرَۃُ البُرُوْج

نام: اس سورت کا نام البروج ہے جو اس کی پہلی آیت میں مذکور ہے۔ اس میں ایک رکوع، بائیس آیتیں، ایک سو نو کلمات اور چار سو باسٹھ حروف ہیں۔

نزول: یہ مکہ مکرمہ میں اس وقت نازل ہوئی جب اہل ایمان پر کفار کا ظلم و تشدد اپنے شباب پر تھا۔ انہوں نے خون، کنبہ اور برادری کے تمام تعلقات کو نظر انداز کر دیا تھا اور ان کے بس میں جتنی قوت تھی اسے مسلمانوں کو اذیت پہنچانے میں صرف کر رہے تھے۔

مضامین: اصحاب الاخدود کون تھے؟ جن اہل ایمان کو انہوں نے آگ سے بھری ہوئی خندقوں میں پھینکا تھا وہ کس علاقہ کے باشندے تھے، اور یہ کس زمانہ کا واقعہ ہے؟ یہ تفاصیل آپ کو اس سورت کی تشریح کے ضمن میں ملیں گی۔ یہاں صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ کافر اس عظیم نعمت ہدایت سے محروم ہونے کے باعث جوہر انسانیت سے بھی عاری ہو جاتا ہے۔ رحمت و شفقت کا کوئی جذبہ اس کے دل میں نہیں رہتا۔ بے گناہ لوگوں پر بھی وہ یوں جھپٹتے ہیں جیسے بھوکے وحشی درندوں کی طرح جھپٹتے ہیں۔ زندہ انسانوں کو بھڑکتے ہوئے شعلوں میں دھکیل دے کر اور ان کو تڑپتے ہوئے دیکھ کر دلی مسرت سے رقص کرنا ان کا معمول ہو گیا ہے لیکن جبر و تشدد کی انسانیت سوز فضا میں بھی اہل حق کی استقامت و ثابت قدمی بھی اپنے اندر جو حسن اور دلفریبی رکھتی ہے اس کی بھی نظیر نہیں ملتی۔ وہ ظلم کی چکی میں پس رہے ہوتے ہیں، وہ آگ کے شعلوں میں دھکیلے جا رہے ہوتے ہیں لیکن ان کے لبوں پر مسکراہٹ کھیل رہی ہوتی ہے۔ ان کی آنکھوں سے کوئی آنسو نہیں ٹپکتا، نہ وہ آہ کرتے ہیں نہ فریاد۔ اپنے مولائے کریم کی خوشنودی کے حصول کو وہ اپنی مسرتوں اور سعادتوں کی معراج یقین کرتے ہیں۔

اس واقعہ کو بیان کرنے سے مدعا یہ ہے کہ مسلمان بھی ظلم و ستم کے اس دور میں جانبازی اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کریں، وہ یقین رکھیں کہ کفر کا طلسم بہت جلد ٹوٹ جائے گا۔ طاغوتی قوتیں سرنگوں ہو جائیں گی۔ مخالفت کے طوفان تھم جائیں گے۔ اسلام کو فتح مبین حاصل ہو گی۔ ابوجہل اور ابولہب سے پہلے بھی کئی فرعون اور نمرود گزرے ہیں۔ لیکن وہ اپنی موت آپ مر گئے اور حق کا پرچم بلند رہا اور قیامت تک لہراتا رہے گا۔

ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا

۶-۳-۷۷

سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ آيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورة البروج مکی ہے [illegible] اس میں ۲۲ آیات ہیں

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۝ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ۝

قسم ہے آسمان کی جو برجوں والا ہے ۔ اور اس دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے ۔ اور [illegible]

ف۱ اس سورت کا آغاز بھی [illegible]

[illegible]

ف۲ اس سے مراد قیامت ہے جس کے آنے کا ہر ایک سے وعدہ کیا گیا ہے۔

ف۳ شاہد اور مشہود کی تفسیر میں اہل علم کے بہت سے اقوال ہیں۔ [illegible]

قُتِلَ أَصْحٰبُ الْأُخْدُودِ ۝ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُودِ ۝ إِذْ هُمْ عَلَيْهَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قُعُوْدٌ ۙ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۗ وَمَا

بیٹھے تھے ۔ اور وہ جو کچھ اہل ایمان کے ساتھ سلوک کر رہے تھے اسے دیکھ رہے تھے ۔ اور نہیں

نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ الَّذِيْ

ناپسند کیا تھا انہوں نے مسلمانوں سے بجز اس کے کہ وہ ایمان لے آئے تھے اللہ پر جو سب پر غالب سب خوبیوں سراہا ہے ۔ وہ جس کے

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝۹

قبضہ میں ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھنے والا ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ

بے شک جن لوگوں نے ایذائیں دیں مومن مردوں اور مومن عورتوں کو پھر توبہ بھی نہ کی تو ان کے لیے

کو کہتے ہیں۔ (مفردات الراغب)

ے [illegible] خندق [illegible] ایمان [illegible] آگ [illegible]

اس میں [illegible]

ے ان کی [illegible] کے [illegible] آگ میں [illegible] دیکھ رہے تھے اور یہ

پاس بیٹھے تماشا دیکھ رہے تھے

ے [illegible] ان کا [illegible]

[illegible] ان کا

[illegible] ایمان لے آئے تھے اس کے احکام کی تعمیل کرتے تھے [illegible]

[illegible] وہ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] سمجھتے تھے جو سب پر غالب اور [illegible] تمام صفات

کمال سے موصوف ہے

ے جس کی حکمرانی کا سکہ آسمانوں اور زمین میں چل رہا ہے [illegible]

کر سکتا [illegible] ہو۔

عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَ

جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لیے جلنے جانے کی سزا ہے ۔ جو لوگ ایمان لے آئے اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ۚ ذٰلِكَ

نیک عمل کرتے رہے ان کے لیے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی یہ

الْفَوْزُ الْكَبِيرُ ۝ إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ۝ إِنَّهُ هُوَ يُبْدِئُ وَ

بڑی کامیابی ہے حقیقت یہ ہے کہ آپ کے رب کی گرفت بہت سخت ہے وہی پہلی بار پیدا کرتا ہے اور وہی

يُعِيدُ ۝ وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ ۝ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ ۝ فَعَّالٌ

دوبارہ پیدا کرے گا اور وہ بخشنے والا ہے محبت کرنے والا ہے عرش کا مالک ہے بڑی شان والا کرتا ہے

لِمَا يُرِيدُ ۝ هَلْ أَتٰكَ حَدِيثُ الْجُنُودِ ۝ فِرْعَوْنَ وَثَمُودَ ۝

جو کچھ چاہتا ہے کیا پہنچی ہے آپ کے پاس لشکروں کی خبر یعنی فرعون اور ثمود کے لشکروں کی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي تَكْذِيبٍ ﴿١٩﴾ وَاللَّهُ مِن وَرَائِهِم مُّحِيطٌ ﴿٢٠﴾

بلکہ یہ کفار جھٹلانے میں مصروف ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ان کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے

ع ۱

بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ ﴿٢١﴾ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ ﴿٢٢﴾

بلکہ وہ کمال شرف والا قرآن ہے [۱۳] ایسی لوح میں لکھا ہے جو محفوظ ہے [۱۴]

کہ جو کچھ وہ ارادہ کرتا ہے وہ کر کے رہتا ہے

[۱۲] یعنی یہ سبب سرکشی اور بغاوت کا یہ ہے کہ یہ لوگ تکذیب میں لگے ہیں۔ ان سے پہلے کی قومیں فرعون اور ثمود ان سے بڑا لشکر، جاہ و جلال رکھتے تھے [illegible] [illegible] [illegible] تھے۔

[۱۳] یعنی قرآن [illegible] [illegible] [illegible] کتاب ہے [illegible]

[۱۴] یعنی ایسی لوح میں لکھا ہوا ہے جو ہر تبدیلی و کمی بیشی سے قطعاً محفوظ ہے۔

○

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله واصحابه ومن تبعه وتمسك بسنته اجمعين الى يوم الدين.

رب اوزعني ان اشكر نعمتك التي انعمت علي وعلى والدي وان اعمل صالحا ترضاه واصلح لي في ذريتي اني تبت اليك واني من المسلمين.

○

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ الطارق

نام: اس سورۂ پاک کا نام "الطارق" ہے جو اس کی پہلی آیت سے ماخوذ ہے۔ اس میں ایک رکوع، سترہ آیتیں، انسٹھ کلمے، دو سو اکتالیس حروف ہیں۔

نزول: اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

مضامین: اس سورت میں بھی وقوعِ قیامت پر دلائل پیش کیے جا رہے ہیں لیکن ان کے بیان سے پہلے قسمیں اٹھا کر بتایا گیا ہے کہ انسان کو پیدا کرنے کے بعد آوارہ نہیں چھوڑ دیا گیا کہ اس کے دل میں جو آئے کرتا رہے اور اسے کسی باز پرس کا اندیشہ نہ ہو کیونکہ یہ حکمت الٰہی کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو گوناگوں صلاحیتوں سے مالا مال کر کے پیدا کیا ہے اور یہ دیکھنے کے لیے کہ وہ ان کثیر خوبیوں کو کس طرح استعمال کرتا ہے، اس کے محافظ بھی مقرر کر دیے ہیں۔

قیامت کے منکرین کو بتایا جا رہا ہے کہ دوسری زیست کا انکار کرنے سے پہلے ذرا اپنی پیدائش پر غور کرو۔ تمہارا مادۂ تخلیق پانی کی ایک بوند ہے۔ تمہاری چہرے رنگین چاند کی مانند چمکتا ہوا تمہارا چہرہ، تمہاری خوبصورت چپٹانی موتیوں کی طرح دمکتے ہوئے دانت، یہ قامت زیبا سب اسی ایک بوند سے صورت پذیر ہوئی ہے۔ پھر جسمانی قوتیں، ذہنی اور روحانی استعداد بھی اسی میں بڑی خوبی سے پنہاں تھیں۔ جس کی قدرت کا یہ حیرت انگیز شاہکار تمہاری نظروں کے سامنے ہے کیا وہ تمہیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا۔ کیا اس میں کسی شک کی گنجائش ہے؟ یاد رکھو اگر تم راہ راست اختیار نہیں کرو گے تو اس دن تمہیں کوئی ایسا دوست اور مددگار نہیں ملے گا جو خداوند قہار کے عذاب سے تمہیں بچا سکے۔

سورت کے اختتام سے پہلے صاف طور پر بتا دیا کہ اہل مکہ اسلام کو ناکام کرنے کے لیے سازشوں میں مصروف ہیں لیکن اللہ تعالیٰ بھی بے خبر نہیں۔ وہ ان کی کارستانیوں کو خوب جانتا ہے اور وہ اپنی قدرت سے ان کے تمام منصوبوں کو ناکام بنا کر رکھ دے گا۔ یہ کروفر، یہ شان و شوکت جو انہیں سیاست کے گھمنڈ پر ہے چند روزہ ہے۔ غور و تدبر کے لیے جو مہلت انہیں دی گئی ہے وہ جب اختتام پذیر ہوگی تو پھر غضب الٰہی کی بجلی کوندے گی اور انہیں خاک سیاہ بنا کر رکھ دے گی۔

نیو سنٹرل جیل سرگودھا

۲۰-۳-۷۷

سُوْرَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ سَبْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً

سورۃ الطارق مکی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے اس میں سترہ آیات ہیں

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ① وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ② النَّجْمُ الثَّاقِبُ ③

قسم ہے آسمان کی اور رات کو آنے والے کی اور آپ کو کیا معلوم رات کو آنے والا کیا ہے ایک ستارہ ہے چمکتا ہوا

اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ④ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ⑤

کوئی نفس ایسا نہیں جس پر کوئی حافظ نہ ہو سو انسان کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے

[illegible]

نحن بنات طارق نمشي على النمارق

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۙ يَّخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ؕ

اسے پیدا کیا گیا ہے اچھلتے پانی سے [illegible] جو [illegible] پشت [illegible] کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے

بیان کیا گیا ہے کہ انسان [illegible] اس کے تمام اعمال کو محفوظ کیا جا رہا ہے۔ مزید وضاحت کے لیے ملاحظہ ہو [illegible] قرآن [illegible] آیت

لما [illegible] اگر [illegible] کلام [illegible]

[illegible] زمخشری۔ قرطبی

۳؎ جب انسان [illegible] قیامت [illegible]

[illegible] اپنی آرائش کی ابتداء [illegible]

۴؎ صلب [illegible] موضع القلادة من الصدر [illegible] ابن عباس

[illegible]

[illegible] يخرج من صلب [illegible]

الرجل [illegible] ترائب المرأة [illegible]

[illegible]

ان آیات [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قرآن کریم [illegible] بين الصلب والترائب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ذیل سطور میں بیان فرمایا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم [illegible]

إِنَّهُ عَلَىٰ رَجْعِهِ لَقَادِرٌ ⑧ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ ⑨ فَمَا لَهُ مِنْ قُوَّةٍ وَ

[illegible]

لَا نَاصِرٍ ⑩ وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ⑪ وَالْأَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ⑫

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ﴿١٣﴾ وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ﴿١٤﴾ إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا ﴿١٥﴾

بیشک یہ قرآن قول فیصل ہے [illegible] اور یہ ہنسی مذاق نہیں ہے یہ لوگ طرح طرح کی تدبیریں کر رہے ہیں [illegible]

وَأَكِيدُ كَيْدًا ﴿١٦﴾ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِينَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿١٧﴾

اور میں بھی تدبیر کر رہا ہوں پس آپ کافروں کو [illegible] ۱۲

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سُورہ الاعلیٰ

نام : اس سورۂ مبارکہ کا نام الاعلیٰ ہے۔ اس میں ایک رکوع، انیس آیتیں، بہتر کلمات اور دو سو اکہتر حروف ہیں۔

نزول : جمہور علماء کے نزدیک یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ بعض نے اسے مدنی بھی کہا ہے لیکن علامہ جلال الدین سیوطی نے اس قول کو تسلیم نہیں کیا۔ امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں ایک روایت نقل کی ہے جس کے راوی حضرت براء بن عازب ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے سب سے پہلے ہجرت کر کے مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم مدینہ تشریف لائے اور ہمیں قرآن کریم کی تعلیم دینی شروع کی۔ ان کے بعد عمار، بلال اور سعد رضی اللہ عنہم یہاں پہنچے۔ پھر حضرت عمر ابن خطاب بھی رضی اللہ عنہ اپنے بیس ساتھیوں کے ساتھ یہاں آ گئے۔ ان کے بعد حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ یثرب کو اپنے قدوم سے سرفراز کیا۔ میں نے اہل مدینہ کو جتنا اس دن شاداں و فرحاں دیکھا ایسا کبھی نہیں دیکھا۔ یہاں تک کہ چھوٹے بچے اور بچیاں کہہ رہے تھے: "یہ اللہ کے رسول ہیں جو ہمارے ہاں تشریف لے آئے ہیں۔" اس وقت میں نے یہ سورت پڑھی ہوئی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے ہجرت کرنے سے پہلے ہی یہ نازل ہو گئی تھی۔

مضامین : اس سورت کا آغاز اس حکم سے ہو رہا ہے کہ اپنے رب اعلیٰ کی تسبیح بیان کرو، یعنی وہ ہر نقص، عیب اور ناتوانی سے پاک ہے۔ اس کی ذات قدرت و حکمت کا سرچشمہ ہے۔ آسمان، آفتاب و ماہتاب، صحراؤں کی پہنائیاں، پہاڑوں کی بلندیاں، سمندروں کی گہرائیاں، اسی کے پیدا کردہ ہیں۔ ان تمام چھوٹی بڑی چیزوں کی تخلیق بے مقصد بے ہودہ نہیں بلکہ ہر چیز کو اس نے ایک اندازے اور سلیقے کے مطابق پیدا فرمایا ہے اور ہر چیز کو اپنے فرائض سرانجام دینے کے لیے فطری اسباب و قویٰ، اور ان قوتوں سے کام لینے کے لیے آلات و ذرائع بھی مرحمت فرمائے ہیں۔ اس نے ہر چیز کی جسمانی خوراک کا بھی مناسب انتظام فرمایا ہے اور ان کی اخلاقی اور روحانی بالیدگی کے لیے یہ صحیفۂ رشد و ہدایت نازل کیا ہے اور اس کو ہر گز آپ کی لوح قلب پر یوں ثبت کر دیا ہے کہ اب اس کے بھولنے کا امکان تک بھی نہیں۔

اس کے بعد اپنے حبیب کو بتایا کہ آپ کا کام نصیحت کرنا ہے جس کے دل میں حق پذیری کی صلاحیت ہوگی وہ اسے بصد ذوق و شوق قبول کرے گا، لیکن جو ازلی بدبخت ہے وہ اس سے دور بھاگے گا۔ اور اس انکار کے جو سزا ملے گی بڑی المناک ہوگی۔

آخری آیات میں سمجھا دیا کہ دارین کی کامیابی کا تاج فقط اس شخص کے سر کی زینت بنتا ہے جو فکری اور عملی گمراہیوں سے اپنا دامن بچاتا ہے اور ذکر الٰہی میں شب و روز مصروف رہتا ہے۔ یہ ایک ابدی حقیقت ہے جسے قرآن کریم میں بھی بیان کر دیا گیا ہے اور اس سے پہلے جو آسمانی صحیفے انبیائے سابقین پر نازل ہوئے ان میں بھی اس حقیقت کو بیان کر دیا گیا تھا۔

نیو سنٹرل جیل سرگودھا

۷ - ۳۰ - ۷۷

سُوْرَةُ الْأَعْلٰى مَكِّيَّةٌ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — وَهِيَ تِسْعَ عَشْرَةَ آيَةً

سورۂ اعلیٰ مکی ہے [illegible] اس میں انیس آیتیں ہیں

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ۙ﴿۱﴾ الَّذِي خَلَقَ فَسَوّٰى ۙ﴿۲﴾ وَالَّذِي

[illegible]

قَدَّرَ فَهَدٰى ۙ﴿۳﴾ وَالَّذِي أَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۙ﴿۴﴾ فَجَعَلَهُ غُثَاءً أَحْوٰى ۙ﴿۵﴾

[illegible]

[illegible]

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰىٓ ۙ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَخْفٰى ۝٧ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ۝٨ فَذَكِّرْ إِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۝٩

[illegible]

سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ۝١٠ وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ۝١١ الَّذِىْ يَصْلَى

[illegible] بڑی

النَّارَ الْكُبْرٰى ۝١٢ ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ۝١٣ قَدْ أَفْلَحَ

آگ میں [illegible]

مَنْ تَزَكّٰى ۝١٤ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝١٥ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ

[illegible] زندگی کو ترجیح

[illegible]

[illegible] القرآن

[illegible]

[illegible] کیا جائے گا

[illegible]

الدُّنْيَا ﴿١٦﴾ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ﴿١٧﴾ إِنَّ هَٰذَا لَفِي الصُّحُفِ

دیتے ہو حالانکہ آخرت کہیں بہتر ہے اور [illegible] ہے یقیناً یہ سب کچھ پہلے [illegible] صحیفوں میں لکھا

[illegible]

آپ بھی ملاحظہ فرمائیں :

① حضرت فضالہ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک روز تشریف فرما تھے۔ ایک شخص آیا اس نے نماز ادا کی [illegible] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عجلت ایھا المصلی [illegible] اس کے بعد ایک اور شخص آیا اس نے نماز پڑھی [illegible] نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] فرمایا ایھا المصلی ادع تجب۔ رواہ الترمذی۔ اے نمازی! اب دعا مانگ تیری دعا قبول کی جائے گی

② حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا [illegible] حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سل تعطہ سل تعطہ رواہ الترمذی۔ مانگ، اب تجھے دیا جائے گا۔ مانگ! اب تجھے دیا جائے گا

③ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں [illegible] است بمنازل سلوک [illegible] قد افلح من تزکی [illegible] واللہ تعالیٰ اعلم

ترجمہ: اس فقیر کے دل میں یہ بات آتی ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ ان آیات میں منازل سلوک کی طرف اشارہ کیا گیا ہے [illegible] قد افلح من تزکی [illegible] واللہ تعالیٰ اعلم

الْأُولَىٰ ⑱ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ ⑲ ع

ع ۱ ۱۹

ہے ۔ یعنی ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کے صحیفوں میں

سلہ عقلمند انسان کا تقاضا تو یہ تھا کہ تزکیہ نفس کی طرف توجہ دیتے، ذکر الٰہی میں مشغول رہتے اور نماز ادا کرتے رہتے لیکن تم دنیوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔ ہر وقت تم اسی کی کوشش میں لگے رہتے ہو حالانکہ یہ چند دن کا آرام و راحت اعمال صالحہ سے بہتر ہرگز نہیں۔ یوم آخرت کے بارے میں تم نے سوچنے کی زحمت ہی گوارا نہیں کی حالانکہ آخرت کی نعمتیں اور مسرتیں کہیں زیادہ بہتر ہیں اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہیں۔

اللهم وفقنا ان نؤثر حيوة الآخرة على حيوة الدنيا ونعتصم [illegible] ونكثر من ذكر اسمك [illegible] وفلاح في الدنيا والآخرة. اللهم صل وسلم وبارك على عبدك المصطفى ورسولك المرتضى وحبيبك المجتبى سيدنا ومولانا ونبينا محمد [illegible] شمس الهدى وعلى آله مصابيح الهدى واصحابه نجوم الرشد لمن اقتدى بهم [illegible] من [illegible] والبركات [illegible] التحيات [illegible] رب [illegible] يوم يقوم الحساب

WWW NAFSEISLAM.COM

تعارف

سُورَۃُ الغاشیہ

نام : اس سورت کا نام "الغاشیہ" ہے۔ اس میں ایک رکوع، چھبیس آیتیں، بانوے کلمات اور حروف ہیں

نزول : یہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

مضامین : رسالت کے مکی دور میں سارا زور تین باتوں کو ذہن نشین کرانے پر دیا گیا۔

توحید ۔ رسالت ۔ آخرت۔

یہاں قیامت کا ذکر بڑے انوکھے انداز سے ایک سوال کی صورت میں کیا جا رہا ہے۔ اے مخاطب! کیا تو نے ایک ایسی چیز کے بارے میں کچھ سنا ہے جو ساری کائنات پر چھا جائے گی، بلندیوں اور پستیوں میں کوئی چیز اس سے بچ نہ سکے گی۔ یہی روز قیامت ہے۔ اس روز نوع انسان کو دو گروہوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ ایک گروہ ان بدنصیبوں کا ہوگا جنہوں نے اللہ کے رسولوں کی دعوت کو مسترد کر دیا تھا۔ اس روز ان کی جو درگت بنے گی اس کا ایسا خوفناک ذکر کیا گیا ہے کہ اسے پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ دوسرا وہ گروہ جس نے اپنے رسولوں کی دعوت کو صمیم قلب سے قبول کیا۔ بڑی مستعدی سے ان کے دامن کو تھام لیا۔ ہجوم مصائب میں بھی ان کے پاؤں نہ ڈگمگائے۔ اس روز ان کی جس طرح عزت افزائی ہوگی اس کا نقشہ بڑا دلکش کھینچ دیا۔

اس تذکرہ کے بعد اب اہل عرب کو دعوت دی جا رہی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کے علم و حکمت پر اب بھی وہ ایمان نہیں لاتے تو وہ ان چار چیزوں کی تخلیق پر غور کریں جن کا مشاہدہ سفر و حضر میں وہ ہر وقت کرتے رہتے ہیں۔ وہ اونٹ کی طرف دیکھو جو بے آب و گیاہ میدانوں اور لق و دق وسیع ریگستانوں کو عبور کرتا ہے۔ وہ نہ طویل سفر سے تھکتا ہے اور نہ پیاس کی شدت اسے درماندہ کرتی ہے۔ قسم قسم کے بوجھ کو اٹھائے ہوئے منزلوں، وہ منزل کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے۔ کیا اس کی ساخت، اس کی قوت برداشت، بھوک اور پیاس کے باوجود اس کی یہ توانائی اس بات کی گواہی نہیں دے رہی کہ جس نے اس کو پیدا کیا ہے اس کی قدرت اور اس کی حکمت بے مثال اور بے نظیر ہے۔

ذرا سر اوپر اٹھاؤ اور جزیرہ عرب کے اس نیلگوں آسمان پر نظر ڈالو، اس کی وسعت، اس کی بلندی، اس کی دل موہ لینے والی رنگت، پھر دن کے وقت اس میں چمکتا دمکتا سورج اور رات کے وقت ستاروں کی ان گنت قندیلیں دیکھ کر تمہیں یقین نہیں آتا کہ یہ ایسے خالق کی تخلیق ہے جس کی قدرت اور حکمت لاجواب ہے۔ یہ سلسلہ کوہ جو تمہیں ہر طرف

پھیلا ہوا نظر آتا ہے۔ اس کے پتھر اور اس کی مٹی میں، اس کی اونچی چوٹیاں اور پست وادیاں اپنی آرائش میں جو ندرت رکھتی ہیں کیا تم اس کا انکار کر سکتے ہو؟ یہ فرش زمین جو حد نگاہ تک پھیلا ہوا ہے۔ جو اپنی تہوں میں تمہارے لیے بے حد خزانے چھپائے ہوئے ہے کیا تمہیں الٰہ واحد کی دعوت نہیں دے رہے۔

آخر میں اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا دیا کہ آپ کا کام فقط ان کو نصیحت کرنا ہے۔ یہ فریضہ نبوت آپ بڑی دلسوزی اور حسن و خوبی سے انجام دے رہے ہیں۔ اگر وہ ایمان نہیں لاتے تو آپ اس پر دلگیر نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان نابکاروں سے خود نپٹ لے گا۔

بھیرہ شریف ضلع سرگودھا

۸ - ۴ - ۷۷

سُورَةُ الْغَاشِيَةِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ سِتٌّ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً

سورۃ الغاشیۃ مکی ہے اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے اس میں چھبیس آیات ہیں

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ﴿١﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ﴿٢﴾ عَامِلَةٌ

کیا پہنچی ہے آپ کو چھا جانے والی (قیامت) کی خبر ۔ لے کتنے ہی چہرے اس دن ذلیل (و خوار) ہوں گے ۔ سخت محنت میں

نَّاصِبَةٌ ﴿٣﴾ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ﴿٤﴾ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ﴿٥﴾ لَيْسَ

تھکے ماندے ۔ داخل ہوں گے دہکتی ہوئی آگ میں ۔ (انہیں) پلایا جائے گا کھولتے ہوئے چشمے سے ۔ نہیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِنْ ضَرِيعٍ ﴿٦﴾ لَا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِي مِنْ جُوعٍ ﴿٧﴾

کوئی کھانا نہ ہوگا بجز خاردار جھاڑ کے جو نہ فربہ کرے گا اور نہ بھوک دور کرے گا ۶

وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاعِمَةٌ ﴿٨﴾ لِسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ﴿٩﴾ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿١٠﴾

کئی چہرے اس دن بارونق ہوں گے ۸ اپنی کوششوں پر خوش ہوں گے عالیشان جنت میں

لَا تَسْمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً ﴿١١﴾ فِيهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ﴿١٢﴾ فِيهَا سُرُرٌ

نہ سنیں گے وہاں کوئی لغو بات اس میں چشمہ جاری ہوگا ۔ اس میں اونچے اونچے تخت

مَرْفُوعَةٌ ﴿١٣﴾ وَأَكْوَابٌ مَوْضُوعَةٌ ﴿١٤﴾ وَنَمَارِقُ مَصْفُوفَةٌ ﴿١٥﴾ وَزَرَابِيُّ

بچھے ہوں گے اور ساغر قرینے سے رکھے ہوں گے اور گاؤ تکیے قطار در قطار لگے ہوں گے اور مخملی قالین

۶ اور جب بھوک شدت [illegible] قال عکرمہ و مجاہد الضریع نبت ذو شوک لاصق بالارض تسمیہ قریش الشبرق [illegible] یعنی عکرمہ اور مجاہد کہتے ہیں کہ ضریع ایک کانٹوں والی گھاس ہے جو زمین سے چمٹی ہوتی ہے جب وہ ہری ہو تو قریش اسے شبرق کہتے ہیں اور جب خشک ہو جائے تو اسے ضریع کہا جاتا ہے۔

۷ [illegible]

۸ ان آیات میں اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی حالت کو بیان کیا جا رہا ہے

ناعمة: ترو تازہ [illegible]

[illegible]

مَبْثُوثَةٌ ﴿١٦﴾ أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ﴿١٧﴾ وَإِلَى السَّمَاءِ

[illegible]

كَيْفَ رُفِعَتْ ﴿١٨﴾ وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ﴿١٩﴾ وَإِلَى الْأَرْضِ

[illegible]

كَيْفَ سُطِحَتْ ﴿٢٠﴾ فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ ﴿٢١﴾ لَّسْتَ عَلَيْهِم

[illegible]

[illegible]

بِمُصَيْطِرٍ ﴿٢٢﴾ إِلَّا مَنْ تَوَلَّىٰ وَكَفَرَ ﴿٢٣﴾ فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ

[illegible] ہیں مگر جس نے روگردانی کی اور کفر کیا تو عذاب دے گا اسے اللہ سخت عذاب

الْأَكْبَرَ ﴿٢٤﴾ إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ﴿٢٦﴾

دے گا ۔ بے شک ہماری طرف ہی انہیں لوٹ کر آنا ہے ۔ پھر یقیناً ہمارے ذمہ ہی ان کا حساب لینا ہے ۔

لستَ علیہم بمصیطر [illegible] میں وہ شخص جس کو [illegible] کہ وہ اس کے [illegible] ان کے اعمال کی جو [illegible] ان کے اعمال [illegible] منتظر رہتے ہیں ۔

۲۵ جو بدبخت آپ کی طرف سے منہ پھیر لے گا اللہ تعالیٰ اس کو سخت سزا دے گا

○

اللھم [illegible] یا اکرم الاکرمین ویا ارحم الراحمین واحشرنا [illegible] وصلی [illegible] علی حبیب [illegible] وعلی آلہ واصحابہ وسلم [illegible] الی یوم الدین

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سورۃ الفجر

نام : اس سورت کا نام الفجر ہے۔ اس میں ایک رکوع، انتیس یا تیس آیتیں، ایک سو انتالیس کلمے اور پانچ سو ستانوے حروف ہیں۔

نزول : یہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور اس کے مضامین پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا نزول اس وقت ہوا جب کفار نے مسلمانوں پر بے پناہ مشق ستم شروع کر دی تھی۔ وہ انہیں جبرا پھر کفر کی طرف لوٹنے پر مجبور کر رہے تھے مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کے لیے اس سورت کا نزول ہوا۔

مضامین : ابتدا میں کفار نے اسلام کی دعوت کو سرسری نگاہ سے دیکھا اور اس کی قوت کا صحیح اندازہ نہ لگایا تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ یہ آواز دلوں کے تند مزاجی کی گرج سے شور کر کے خود ہی اپنا سر پیٹ لے گی اور سارا ہنگامہ ختم ہو جائے گا۔ لیکن جب اس دعوت کے داعی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی تابانیاں تعصب و ہٹ دھرمی کی سنگین فصیلوں میں شگاف پیدا کرنے لگیں اور کفر و شرک کے بت دھڑا دھڑ گرنے لگے تو اہل مکہ نے ظلم و تعدی اور جبر و تشدد کا حربہ استعمال کیا اور سوچنے لگے کہ اسلام کے سیلاب کو روکنے کے لیے میدان میں نکل آئے اور ہر ایسے شخص پر ظلم و ستم کی حد کر دیتے جو اسلام قبول کر لیتا۔

اللہ تعالیٰ اپنے ستم رسیدہ اور مظلوم بندوں کی حوصلہ افزائی فرما رہا ہے اور انہیں بتا رہا ہے کہ کفار کی یہ ظالمانہ حرکات کوئی نئی نہیں، آج سے پہلے بھی ایسا ہوتا آیا ہے۔ بڑے بڑے جابر اور طاقتور قبائل نے اور متکبر حکمرانوں نے اپنے تمام وسائل کو بروئے کار لا کر اہل حق کو حرف غلط کی طرح مٹانے کی کوششیں کیں، لیکن عذاب خداوندی نے ان کو نیست و نابود کر دیا۔ اہل مکہ کے ان رئیسوں نے اپنی بد اطواری سے باز نہ آئے تو ان کا انجام بھی ایسا ہی عبرتناک ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سب لوگوں کے ہر قسم کے اعمال کو قریب سے دیکھ رہا ہے اور مناسب وقت پر ان کو عبرتناک سزا دی جائے گی۔

یہاں ایک نظریہ کا ابطال کر دیا جس میں اکثر خوشحال قومیں اور افراد پہلے بھی مبتلا تھے اور اب بھی مبتلا ہیں۔ ان کا یہ خیال ہے کہ اگر انسان خوشحال اور بافراغت زندگی بسر کر رہا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہے۔ وہ جو کچھ کر رہا ہے اس کو خدا کی پسندیدگی کی سند حاصل ہے کسی کو اس پر اعتراض کرنے کا حق نہیں اور جو شخص کسمپرسی اور افلاس کی زندگی گزار رہا ہے وہ خدا کی نظروں میں گرا ہوا ہے۔ اس کی کوئی قدر و منزلت نہیں۔ بتا دیا کہ یہ نظریہ سراسر باطل ہے۔ مال کی فراوانی اور مال کی قلت الہی آزمائش کے دو مختلف رخ ہیں۔ وہ بے عقل ہیں جو قارونوں کی دولت اور فرعونوں کا جاہ و جلال دیکھ کر

آزماتا ہے اور کبھی فقر و فاقہ کی سختیوں سے دو چار کر کے ان کو پرکھتا ہے جس نے اس کی نعمتوں پر شکر ادا کیا ، اور مصائب میں صبر کا دامن نہ چھوڑا وہ دونوں جہانوں میں سرخرو اور کامیاب ہے ۔ اے اپنی ثروت کی کثرت اور اپنی ریاست و امارت پر فخر کرنے والے ! کبھی تُو نے اپنے اعمال کی طرف دیکھنے کی زحمت گوارا کی ہے ۔ نہ یتیم کا احترام ، نہ غریب سے ہمدردی ، مال و دولت سمیٹنے کے سوا اور کوئی مقصد ہی پیش نظر نہیں ۔ جائز و ناجائز دونوں میں بھی امتیاز روا نہیں رکھتے ہو ۔ یاد رکھو ! قیامت کا دن آنے والا ہے اس وقت تمہاری چشم ہوش کھلے گی لیکن بے سود ۔ البتہ وہ پاک نہاد قدسی صفات لوگ جو ذکر الٰہی سے اپنے قلب کی تسکین کا اہتمام کرتے رہے جب وہ اس دار فانی سے رخصت ہوں گے تو انہیں رضائے الٰہی کے خزینہ سے خورسند کیا جائے گا ۔ اللھم اجعلنا منھم

نیو سنٹرل جیل سرگودھا
۹-۳-۰۰

سُورَةُ الْفَجْرِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً

سورۃ الفجر مکیہ ہے [illegible] اس میں تیس آیتیں ہیں

وَالْفَجْرِ ﴿١﴾ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ﴿٢﴾ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ﴿٣﴾ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ﴿٤﴾

[illegible]

[illegible]

هَلْ فِي ذَٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِي حِجْرٍ ﴿٥﴾ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ﴿٦﴾

[illegible]

إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ﴿٧﴾ الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ﴿٨﴾ وَثَمُودَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ﴿٩﴾ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ ﴿١٠﴾ الَّذِينَ

جنہوں نے کاٹا تھا پتھروں کو وادی میں ۔ اور فرعون کے ساتھ جو میخوں والا تھا ۔ جنہوں نے

طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ﴿١١﴾ فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ ﴿١٢﴾ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ

سرکشی کی تھی اپنے ملکوں میں ۔ پھر ان میں بکثرت فساد برپا کر دیا تھا ۔ پس آپ کے رب نے ان پر

سَوْطَ عَذَابٍ ﴿١٣﴾ إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ﴿١٤﴾ فَأَمَّا الْإِنسَانُ إِذَا مَا

عذاب کا کوڑا برسایا ۔ بے شک آپ کا رب سرکشوں اور مفسدوں کی گھات میں ہے ۔ مگر انسان کی عجیب حالت ہے کہ جب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ﴿۱۵﴾ؕ وَاَمَّآ

[illegible]

اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ﴿۱۶﴾ۚ كَلَّا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ﴿۱۷﴾ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۱۸﴾

بلکہ (اس کی وجہ یہ ہے کہ) تم یتیم کی عزت نہیں کرتے ۱۲؎ اور نہ تم ترغیب دیتے ہو مسکین کو کھانا کھلانے کی ۱۳؎

وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ﴿۱۹﴾ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ﴿۲۰﴾ كَلَّآ

اور چٹ کر جاتے ہو میراث کا سارا مال ۱۴؎ اور دولت سے حد درجہ محبت کرتے ہو ۱۵؎ یقیناً

الغنی لفضلہ، ولا الفقر لہوانہ۔ (قرطبی) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی وضاحت [illegible] حقیقت کو بیان فرمایا۔ یقول اللہ عز وجل کلا انی لا اکرم من اکرمت بکثرۃ الدنیا ولا اھین من اھنت بقلتہا انما اکرم من اکرمت بطاعتی واھین من اھنت بمعصیتی۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں جس کی عزت کرتا ہوں کثرت دولت کی وجہ سے نہیں اور جس کو ذلیل کرتا ہوں افلاس کی وجہ سے نہیں، بلکہ میں اپنی اطاعت کی وجہ سے کسی کو سرفراز کرتا ہوں اور اپنی نافرمانی کی وجہ سے کسی کو ذلیل و خوار کرتا ہوں۔

۱۲؎ ان کی ذلت [illegible] یتیم [illegible] شفقت کے [illegible] ہے [illegible] پر شفقت کا اظہار تو کجا [illegible] ان کا [illegible] کے [illegible] ہیں [illegible] کی ان سے [illegible] ہیں۔

۱۳؎ مسکین کی بے بسی [illegible] ہیں [illegible] کھانا [illegible] کی ترغیب [illegible] ہوتا ہے۔

۱۴؎ عرب میں [illegible] بچوں [illegible] میراث [illegible] لا یورثون [illegible] کہا کرتے [illegible] حصہ [illegible] ہڑپ کر جاتے تھے۔

لمًّا: اصل اللم [illegible] ترجمہ: [illegible] کا معنی ہے [illegible] سب کچھ [illegible] میراث سے [illegible]

۱۵؎ مال کی محبت تمہارے دلوں میں [illegible] تم حلال و حرام کی تمیز [illegible] جمًّا کا معنی ہے [illegible] الجم الکثیر، بہت زیادہ [illegible] قرآن [illegible] ختم ہو جاتے [illegible] کی نعمت [illegible]

إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا ۝ وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۝

جب زمین کوٹ کوٹ کر ریزہ ریزہ کر دی جائے گی اور جب تیرا رب آئے گا اور فرشتے قطار در قطار حاضر ہوں گے

وَجِيءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ ۚ يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ وَأَنَّىٰ لَهُ

اور سامنے لائی جائے گی اس دن جہنم [illegible] اس دن انسان [illegible]

الذِّكْرَىٰ ۝ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي ۝ فَيَوْمَئِذٍ لَا يُعَذِّبُ

[illegible]

عَذَابَهُ أَحَدٌ ۝ وَلَا يُوثِقُ وَثَاقَهُ أَحَدٌ ۝ يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ

[illegible]

الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِي

[illegible]

[illegible]

۱۶ [illegible]

۱۷ [illegible]

۱۸ [illegible]

۱۹ [illegible]

فِیْ عِبٰدِیْ ﴿۲۹﴾ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ﴿۳۰﴾

میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا اور داخل ہو جا میری جنت میں ف۲۲

نفس کو اللہ تعالیٰ کی یاد میں سکون و اطمینان نصیب ہو جانے سے نفس مطمئنہ کہتے ہیں کیونکہ اس اطمینان کا اس وقت تک تصور نہیں کیا جا سکتا جب تک انسان سے صفات مذمومہ دور نہ ہو جائیں [illegible] جب یہ انسان اللہ تعالیٰ کی محبت میں [illegible] سے محروم [illegible] وہ مقام حاصل [illegible] کے ساتھ اس کو نصیب ہوا اس وقت مومن کو ایمان حقیقی نصیب ہوتا ہے اور اس وقت سے اطمینان کی دولت ارزانی ہوتی ہے۔

علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں کہ گریہ و اضطراب کے بعد جو سکون ملتا ہے اسے اطمینان کہتے ہیں اور نفس کو سکون تب میسر آتا ہے جب وہ حقیقی مسرت اور شعور کی منزل پر فائز ہو جاتا ہے اور یہ مقام ذکر الٰہی کی کثرت اور دوام سے حاصل ہوتا ہے۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ جب انسان اس مقام پر فائز ہوتا ہے تو پھر اسے کسی قسم کا اضطراب نہیں ہوتا۔ اس کے بعد اسے کسی کا خطرہ نہیں رہتا

علامہ سید شریف جرجانی نے بھی نفس مطمئنہ کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

النفس المطمئنة هي التي تنورت بنور القلب حتى تخلت عن صفاتها الذميمة وتخلقت بالاخلاق الحميدة (تعریفات جرجانی)

نفس مطمئنہ وہ ہے جو قلب کے نور سے اس حد تک منور ہو جائے کہ اس کی مذموم صفات ختم ہو جائیں اور وہ اخلاق حمیدہ سے مزین و آراستہ ہو جاتا ہے۔

ف۲۰ یعنی جس شخص کو [illegible] شرف [illegible] خصوصی [illegible] عنایات سے سرفراز کیا ہے [illegible] محبت [illegible] عشق [illegible] [illegible] [illegible] حاضر ہو جا۔

ف۲۱ اور کس شان سے؟ [illegible] رحمت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] قسمت [illegible] عنایت ہوگی۔

ف۲۲ میرے وہ بندے جن پر شیطان کا کوئی زور نہیں چلتا [illegible] میری جنت [illegible] اضافت تشریف کے لیے [illegible] (روح البیان) [illegible] جنت میں داخل ہونا سعادت ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے رب سے ان الفاظ میں ملاقات کے لیے التجا کی تھی فاطر السموات والارض انت ولی فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔ (یوسف آیت ۱۰۱)

حضرت سلیمان علیہ السلام نے بھی یہی دعا کی تھی۔

یہ بشارت کس وقت دی جائے گی؟ بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ روز محشر جب لوگ قبروں سے اٹھیں گے تو اس وقت اسے یہ مژدہ جانفزا سنایا جائے گا۔ بعض کا یہ مذہب ہے کہ موت کے وقت یہ بشارت دی جائے گی۔ لیکن علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں۔ والظاهر ان هذا يقال لها عند الاحتضار وفی یوم القیامة ایضا۔ یعنی دونوں وقت یہ مژدہ جانفزا سنایا جائے گا۔

یہاں ایک حدیث بھی سن لیجیے قال عبد الاعلی عن عمر ... اذا توفی العبد المؤمن ارسل الله الیه ملکین وارسل الیه بتحفة من الجنة فیقال لها اخرجی ایتها النفس المطمئنة اخرجی الی روح وریحان ورب عنک راض۔

ترجمہ: حضرت عبادہ سے روایت ہے کہ جب بندہ مومن فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ دو فرشتوں کو اس کی طرف بھیجتا ہے۔ وہ اسے کہتے ہیں اے نفس مطمئنہ! اس حالت میں نکل کہ راحت، آرام اور خوشبو تیری منتظر ہے اور اس رب کی طرف چل جو تجھ سے راضی ہے۔

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت صدیق اکبر پاس بیٹھے تھے، عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ما احسن هذا یعنی کتنی پیاری بات ہے۔ فقال اما انه سیقال لک هذا۔ حضور نے فرمایا اے ابوبکر جب تم اس دنیا سے رخصت ہو گے تو تمہیں یہی بشارت دی جائے گی۔ (ابن کثیر)

علامہ ابن کثیر نے حافظ ابن عساکر کے حوالہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو یہ دعا مانگنے کی تلقین فرمائی۔ اللهم انی اسئلک نفسا بک مطمئنة تؤمن بلقائک وترضی بقضائک وتقنع بعطائک۔ اے اللہ! میں تجھ سے ایسے نفس کا سوال کرتا ہوں جو تیری ملاقات پر ایمان رکھتا ہو، جو تیری قضا پر راضی ہو اور تیری عطا پر قانع ہو۔

* * *

الحمد لله رب العالمين وأفضل الصلوات وأحسن التسليمات وأزكى البركات وأطيب التحيات على صاحب المقام المحمود والحوض المورود سيدنا محمد ... رحمة للعالمين وعلى آله الطيبين الطاهرين وازواجه الطاهرات امهات المؤمنين وعلى سائر الصحابة والتابعين ... الكاملين ... الى يوم الدين ... بفضلك وكرمك ...

* * *

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ البلد

نام: اس سورۂ مبارکہ کا نام البلد ہے۔ یہ لفظ اس کی پہلی آیت میں مذکور ہے۔ اس میں ایک رکوع، بیس آیتیں، بیاسی کلمے، تین سو بیس حروف ہیں۔

نزول: یہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور اس کی آیات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مکی زندگی کے اس دور میں نازل ہوئی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے رئیسوں کے گناہ گارانہ کردار پر تنقید کرنا شروع کر دیا تھا۔

مضامین: قسم اٹھا کر انہیں بتایا گیا کہ تمہارا یہ خیال سراسر غلط ہے کہ تم اتنے طاقتور ہو کہ تم پر کسی کا قابو نہیں۔ تم جس دولت پر اور جس غرور کے لیے اپنا روپیہ پانی کی طرح بہاتے ہو اور پھر اس پر اتراتے ہو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جس نے تمہیں یہ سب عطا فرمایا ہے وہ تمہارے اس طرز عمل سے آگاہ نہیں۔

اسلام دین فطرت ہے۔ وہ انسان کے جسمانی تقاضوں اور طبعی تقاضوں کی تکمیل پر کوئی پابندی عائد نہیں کرتا۔ نہ وہ انسان کو مادی لذتوں میں گم ہو جانے کی اجازت دیتا ہے اور نہ ان سے کلیتاً قطع تعلق کر کے صرف روحانی لذتوں میں کھو جانے کی تلقین کرتا ہے۔ اس سورت میں ان احسانات اور عطیات کا ذکر کرنے کے بعد جو انسان کو اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کے لیے مرحمت فرمائے گئے ہیں، اسے تنبیہ کی جا رہی ہے کہ تجھے عقاب کی قوت پرواز دی گئی ہے اس سے کام لیتے ہوئے تمہارا فرض ہے کہ اخلاق حسنہ کی بلندیوں کو سر کرنے کے لیے پر کشا رہو۔ اس مقصد کے لیے جو اعمال حسنہ ناگزیر ہیں ان کا ذکر بھی کر دیا۔ غلاموں کو آزاد کرنا۔ قحط سالی کے دنوں میں قرابتدار یتیموں کی خوراک کا اہتمام کرنا، یتیموں اور مسکینوں پر شفقت کرنا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایمان کے چراغ کو روشن رکھنا، خود صبر کرنا اور دوسروں کو صبر اور ہمدردی کی تلقین کرنا۔ یہ وہ اعمال ہیں جن کے باعث انسان اچھے انجام پر پہنچتا ہے لیکن جو غریبوں کی مادی ضروریات کو استطاعت کے باوجود پورا کرنے کی طرف مائل نہیں ہوتا وہ جہنم کا ایندھن بنے گا۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

نیو سنٹرل جیل سرگودھا

۹-۳-۸۹

سُورَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ عِشْرُوْنَ آيَةً

سورۃ البلد مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے — اس میں بیس آیات ہیں

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝٢ وَوَالِدٍ

میں قسم کھاتا ہوں اس شہر (مکہ) کی ۔ درآں حالیکہ آپ کی وجہ سے ہے اس شہر میں شان اور قسم کھاتا ہوں

وَّمَا وَلَدَ ۝ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ۝٤ اَيَحْسَبُ اَنْ

باپ کی اور اولاد کی ۔ بے شک ہم نے انسان کو بڑی مشقت میں (مبتلا رہنے والا) پیدا کیا ہے ۔ کیا وہ خیال کرتا ہے کہ

لے لا زائدہ ہے اور قسم کو مؤکد کرنے کے لیے لایا گیا ہے۔

البلد سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔ یہاں شہر مکہ کی اس حیثیت سے قسم کھائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس میں تشریف فرما ہیں۔ یہ شہر اگرچہ کئی اور وجوہ سے بھی مشرف ہے لیکن [illegible] کی وجہ سے جو شرف اس کو حاصل ہے اس کی شان ہی نرالی ہے۔

وانت حل ۔ واو حالیہ ہے۔ مقسم بہ البلد کا حال ہے [illegible] قال علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] بیان کیے گئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ [illegible] اس شہر [illegible] کسی [illegible] کرتے تھے [illegible] کو حلال سمجھ [illegible] دوسرا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ کے لیے یہ شہر حلال کر دیا گیا ہے۔ آپ کسی کو قتل کریں یا اس کو سزا دیں آپ اس کے مجاز ہیں۔

سے والد سے مراد آدم علیہ السلام ہیں اور ولد سے مراد آپ کی ساری اولاد ہے۔ اس کی تفسیر میں کئی اور اقوال ہیں۔

سے یہ جواب قسم ہے۔ [illegible]

[illegible]

لَّن يَقْدِرَ عَلَيْهِ أَحَدٌ ۝۵ يَقُولُ أَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ۝۶

کہ اس پر کسی کا بس نہیں چلے گا ؟ کہتا ہے میں نے ڈھیروں مال فنا کر دیا

أَيَحْسَبُ أَن لَّمْ يَرَهُ أَحَدٌ ۝۷ أَلَمْ نَجْعَلْ لَّهُ عَيْنَيْنِ ۝۸ وَلِسَانًا ۝۹

کیا وہ خیال کرتا ہے کہ اسے کسی نے نہیں دیکھا ؟ کیا ہم نے نہیں بنائیں اس کے لیے دو آنکھیں اور زبان

انسان کی زندگی کا مقصد محنت اور مشقت [illegible] گیا ہے۔ [illegible] ذہن کے لئے المشقة والشدة [illegible] گئے ہیں۔

۴ اس کے باوجود [illegible] یہ خیال کرتا ہے کہ اس سے بالاتر کوئی ایسی ہستی نہیں جو اس سے باز پرس کر سکے [illegible] کا نام و نشان بھی باقی نہ رہے۔

۵ لبدا لبدۃ کی جمع ہے۔ وہ چیز جس کو تہہ در تہہ جمع کیا جائے۔

دنیا دار لوگ اپنی شہرت کی خاطر [illegible] اپنی دولت مندی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے [illegible] شادی بیاہ کے موقع پر [illegible] ہم نے ڈھیروں مال خرچ کر دیا [illegible]

۶ اس آیت سے [illegible] اپنی دولت لٹاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی ان حرکتوں کو دیکھ رہا ہے [illegible] ہم پہنچتے۔

۷ یہاں ان نعمتوں کا ذکر [illegible] آنکھیں [illegible] زبان [illegible]

وَشَفَتَيْنِ ۝ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۝ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۝ وَمَآ

اور دو ہونٹ۔ اور ہم نے دکھا دیے اسے دونوں راستے۔ پھر وہ داخل ہی نہیں ہوا عمل خیر کی دشوار گھاٹی میں۔ اور

اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ۝ فَكُّ رَقَبَةٍ ۝ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ

کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ گھاٹی کیا ہے؟ وہ (غلامی سے) گردن چھڑانا ہے۔ یا کھانا کھلانا بھوک کے دن

مَسْغَبَةٍ ۝ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۝ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ۝ ثُمَّ

(قحط سالی) میں۔ یتیم کو جو رشتہ دار ہے۔ یا خاک نشین مسکین کو۔ پھر

[illegible]

شہ النجد۔ الطریق المرتفع [illegible]

[illegible]

شہ اقتحم [illegible] العقبة [illegible]

[illegible]

شہ [illegible]

كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ثم کان من الذین [illegible] علامہ قرطبی لکھتے ہیں

[illegible]

بِالْمَرْحَمَةِ ﴿١٧﴾ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ﴿١٨﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا

کرتے ہیں رحمت کی ۱۷ یہی لوگ دائیں طرف والے ہیں ۱۸ اور جنہوں نے انکار کیا

بِآيَاتِنَا هُمْ أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ﴿١٩﴾ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُؤْصَدَةٌ ﴿٢٠﴾

ہماری آیتوں کا وہ لوگ بائیں طرف والے ہیں ان پر آگ چھائی ہوئی ہوگی ۱۹

۱۷ اس آیت میں اسلامی معاشرہ کی دو خصوصیتیں بیان کی گئیں کہ ان میں سے ہر فرد دوسرے کو صبر کی تلقین کرتا ہے۔ راہ حق میں جو مشکلات و مصائب کا [illegible] کسی کی ہمت کو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہے۔ لیکن وہ اس پر [illegible] [illegible] کہ ہمت کا جواب صبر ہے [illegible] [illegible] [illegible] اور دوسری خصوصیت یہ ہے کہ [illegible] [illegible] وہ سنگدل نہیں ہیں وہ ایک دوسرے کی آنکھوں سے بہنے والے آنسو پونچھتے ہیں۔ جگہ اگر کسی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ان کی [illegible] رحمت و شفقت ہے۔ آپ خود سوچیے کہ جو قوم ان دو خصوصیتوں سے متصف ہو گی [illegible] [illegible] [illegible] دنیا کی کوئی [illegible] ہے انفرادی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] وہ انسانیت کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کی انفرادی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کی بھرپور کوشش کریں۔

۱۸ یعنی یہی لوگ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] خوش نصیب ہیں کہ ان کے اعمال نامے ان کے دائیں ہاتھوں میں دیے جائیں گے۔

۱۹ وہ بدنصیب [illegible] محروم ہیں جن کے اعمال نامے ان کے بائیں ہاتھوں میں دیے جائیں گے۔ مؤصدۃ ای مطبقۃ مغلقۃ۔ جب دروازے کو بالکل بند کر دیا جائے تو اسے کہتے ہیں اوصدت الباب ای اغلقتہ۔ یعنی ان کو آگ میں پھینک دیا جائے گا اور دروازے بند کر دیے جائیں گے نکلنے کی کوئی صورت باقی نہ رہے گی۔ اعاذنا اللہ منہا

اللھم ارزقنی شہادۃ فی سبیلک وموتا فی بلد حبیبک
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف
سُورَۃُ الشّمس

نام: اس کا پہلا کلمہ الشمس ہی اس کا نام ہے۔ اس میں ایک رکوع، پندرہ آیتیں، چوّن کلمات اور دو سو سینتالیس (۲۴۷) حروف ہیں۔

نزول: یہ باتفاق علماء مکہ میں نازل ہوئی۔

مضامین: متعدد قسمیں کھانے کے بعد انسان کو اس حقیقت سے خبردار کیا کہ جس حکیم خالق نے اس کو پیدا فرمایا ہے اس کو لاتعداد صلاحیتیں عطا کی ہیں اور ان کو استعمال میں لانے کے لیے وسائل سے نوازا ہے۔ اس نے اس کی فطرت میں نیکی و بدی، خیر و شر میں امتیاز کی تخم ریزی کر دی ہے۔ جو شخص اس بیج کی مناسب نگہداشت کرتا ہے۔ اس کی نشو و نما پر پوری توجہ دیتا ہے، وہ کامیاب و کامران ہے۔ لیکن جو شخص اپنے ضمیر سے ابھرنے والی آواز کو درخورِ اعتنا نہیں سمجھتا، کسی برائی کے ارتکاب پر اس کے ضمیر کی خلش میں جو بے چینی پیدا ہوتی ہے اس کی پروا نہیں کرتا اور اپنے نفس کی خواہشات کے پیچھے اندھوں کی طرح بھاگتا چلا جاتا ہے، وہ دونوں جہانوں میں خائب و خاسر ہوگا۔ سورج کے اُجالے میں بھی وہ اندھوں کی طرح بھٹکتا پھرتا ہے۔ قوم ثمود کا ذکر تو بارہا سن چکے ہو۔ ان کے نبی نے ان کے مطالبہ کے مطابق معجزہ دکھایا۔ انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ چٹان پھٹی اور اس سے ایک جیتی جاگتی اونٹنی نمودار ہوگئی۔ لیکن ان کے دل کی آنکھ اندھی تھی انہیں پھر بھی ہدایت نصیب نہ ہوئی۔ بلکہ ان کے ایک بدبخت انسان نے اس ناقہ کی کونچیں کاٹ کر اللہ کے غضب کو چیلنج کیا۔ خود بھی برباد ہوا اور اپنی ساری قوم کو بھی برباد کر ڈالا۔

نیو سنٹرل جیل سرگودھا

۹ - ۴ - ۷۷

سُوْرَةُ الشَّمْسِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فِيْ خَمْسَ عَشْرَةَ اٰيَةً

سورۃ الشمس مکی ہے [illegible] اس کی پندرہ آیتیں ہیں

وَالشَّمْسِ وَضُحٰىهَا ۝۱ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا ۝۲ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا ۝۳

قسم ہے آفتاب کی اور اس کی دھوپ کی [illegible] اور چاند کی جب وہ اس کے پیچھے آئے [illegible] اور دن کی جب وہ اسے روشن کر دے

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰىهَا ۝۴ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰىهَا ۝۵ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰىهَا ۝۶

اور رات کی جب وہ اسے چھپا لے اور آسمان کی اور اس کی جس نے اسے بنایا [illegible] اور زمین کی اور اس کی جس نے اسے بچھایا

لــه اس سورت کا آغاز متعدد قسموں سے کیا جا رہا ہے [illegible] ان کے مفہوم کو [illegible]

[illegible]

الضحى [illegible] (قرطبی)

[illegible] حضرت ابن عباس [illegible]

[illegible] سورج کی روشنی اور حرارت دونوں مراد ہیں۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝٧ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝٨ قَدْ

قسم ہے نفس کی اور اس کی جس نے اسے درست کیا مناسب طریقے سے۔ پھر اس کے دل میں ڈال دی اس کی بدکاری اور اس کی پرہیزگاری کی سمجھ۔ شہ یقیناً فلاح

میں استعمال ہوا ہے ختم اللہ کا مطلب اکرم علیہ ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم العبد۔

لے طحی اور دحی دونوں ہم معنی ہیں یعنی جب کسی چیز کو ہر طرف سے کشادہ کر دیا جائے اور بچھا دیا جائے۔

کے انسان کی ظاہری ساخت اس کے ظاہری و باطنی حواس، احساسات، ادراکات، فکر، وہم، استعداد کی صلاحیتیں جو علیم و حکیم نے بڑی موزونیت اور مناسبت سے اس میں ودیعت فرمائی ہیں اس کی ذات کی گواہی دے رہی ہیں۔

شہ علامہ ابن منظور الہام کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں الہام۔ الالہام ان یلقی اللہ فی النفس امرا یبعثہ علی الفعل او الترک وھو نوع من الوحی یخص اللہ بہ من یشاء من عبادہ۔ یعنی الہام کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کسی کے دل میں کوئی بات ڈال دے جس کے باعث وہ کسی کام کو کرے یا ترک کرے۔

صاحب مفردات اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں الالہام القاء الشیء فی الروع ویختص ذلک بما کان من جہۃ اللہ تعالیٰ وجہۃ الملأ الاعلیٰ۔ (المفردات) یعنی الہام کسی چیز کے دل میں ڈالنے کو کہتے ہیں اور الہام اس خیال کے ساتھ مخصوص ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو یا ملأ اعلیٰ کی طرف سے ہو۔

آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو نیک و بد، حق و باطل اور صحیح و غلط میں تمیز کرنے کا شعور عطا فرمایا ہے۔ اور بھلائی اور برائی میں وہ پوری طرح امتیاز کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بتایا گیا ہے کہ انسان میں نیکی اور بدی کرنے کی دونوں صلاحیتیں موجود ہیں اب یہ اس کی مرضی کہ وہ نیکی کا راستہ اختیار کرتا ہے یا بدی کا۔ یہی مضمون دوسرے مقام پر ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ۔ اس کے علاوہ دوسرے مقامات پر قرآن کریم نے اس کی تصریح کی ہے۔ فامّا السبیل امّا شاکرا وامّا کفورا۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا مر بھذہ الآیۃ فالھمھا فجورھا وتقواھا وقف ثم قال اللھم آت نفسی تقواھا وزکھا انت خیر من زکاھا انت ولیھا ومولاھا۔ حضور جب اس آیت کو تلاوت فرماتے تو یہ دعا مانگتے۔ اے اللہ میرے نفس کو اس کا تقویٰ عطا فرما اور اس کو پاک فرما تو ہی اسے بہتر پاک کرنے والا ہے تو ہی اس کا مالک اور مولا ہے۔

حضرت زید بن ارقم سے مروی ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے:

اللّٰھم انی اعوذ بک من العجز والکسل والھرم والجبن والبخل وعذاب القبر۔

اللّٰھم آت نفسی تقواھا وزکھا انت خیر من زکاھا انت ولیھا ومولاھا۔

اللّٰھم انی اعوذ بک من قلب لا یخشع ومن نفس لا تشبع ومن علم لا ینفع ومن دعوۃ لا یستجاب لھا۔

حضرت زید فرمایا کرتے کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمیں یہ دعا سکھایا کرتے اور ہم تم کو یہ دعا سکھاتے ہیں۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝۹ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝۱۰ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ

بامراد ہو گیا جس نے اپنے نفس کو پاک کر لیا ؎ اور یقیناً نامراد ہوا جس نے اس کو خاک میں دبا دیا ؎ جھٹلایا قوم ثمود نے (اپنے نبی کو)

بِطَغْوٰىهَآ ۝۱۱ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ۝۱۲ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

اپنی سرکشی کے باعث ؎ جب اٹھا ان میں سے ایک بڑا بدبخت ؎ تو کہا انہیں اللہ کے رسول نے کہ خبردار رہو

(مسند احمد، ابن کثیر)

ترجمہ: الٰہی میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں عاجز ہونے، سستی سے، بزدلی سے، بڑھاپے سے، بخل سے اور عذاب قبر سے۔ الٰہی میرے نفس کو اس کا تقویٰ عطا کر، اس کو پاک کر تو بہتر پاک کرنے والا ہے تو ہی اس کا مالک اور مولیٰ ہے۔ الٰہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں ایسے علم سے جو نفع نہ دے، ایسے دل سے جو نہ ڈرے، ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو اور ایسی دعا سے جو قبول نہ ہو۔

؎ یہ ہے وہ حقیقت جس کو اجاگر کرنے کے لیے اتنی قسمیں کھائی گئی ہیں۔ وہ آدمی جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا وہ دونوں جہان میں کامیاب و کامران ہو گیا اور جس نے اسے گناہوں کی خاک میں دبا دیا وہ خائب و خاسر ہوا۔ علامہ زمخشری لکھتے ہیں التزکیۃ الانماء والاعلاء والتدسیۃ النقص والاخفاء

ہر شخص جو اپنے آپ کو گناہوں سے پاک کرتا ہے۔ اپنے آپ کو اخلاق حسنہ سے آراستہ کرتا ہے اس کی فطرت سلیمہ نشوونما پاتی ہے اس کی قوت و توانائی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ایسا شخص [illegible] مشکل سے مشکل کام کرنے کے لیے آمادہ ہو جاتا ہے [illegible] اس کی زندگی [illegible] ہو جاتی ہیں اور [illegible] منزل پر فائز ہو جاتا ہے [illegible] اس کی [illegible] آخرت میں اس کی عزت افزائی ہوگی اس کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

؎ اس کے برعکس جس بدبخت نے نفس کی صلاحیتوں کو آلودہ کیا، جس نے گناہوں کے ڈھیر کے نیچے اس کو دبا دیا اور اس کی قوتوں کو [illegible] وہ شخص [illegible] قال اهل اللغة [illegible] التدسیۃ [illegible] اظہار [illegible] کہتے ہیں [illegible]

ناقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ﴿۱۳﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا ۙ۬ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ

[illegible]

رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ﴿۱۴﴾ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ﴿۱۵﴾

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۵ قوم ثمود اپنے عہد عروج میں بڑی نامور قوم تھی۔ دیگر قبائل و اقوام کے مقابلہ میں کہیں زیادہ طاقتور تھے۔ یقیناً انہوں نے اپنی سوچ رکھا ہوگا کہ اگر کسی نے ہم پر کوئی آفت ڈھائی تو سب مل کر ہم اس کا مقابلہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ثمود جیسی قوم کو تباہ و برباد کر دینے کے نتیجہ کا بھی کوئی خوف نہیں۔ اس کے کسی حلیف قبیلہ یا دوست قوم کی یہ مجال نہیں کہ ہم سے ان کی بربادی کا انتقام لے سکے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ان تمام خدشات سے بالا ہے۔ اس کی قوت کے سامنے کسی کو دم مارنے کی جرات نہیں۔ وہ جس کو تباہ و برباد کرنا چاہے کر سکتا ہے

ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنكونن من الخاسرين

اللهم صل على حبيبك الكريم وعلى آله واصحابه ومن تبعه وبارك وسلم

WWW NAFSEISLAM.COM

تعارف

سُورۃ الّیل

نام : اس سورت کا نام "الّیل" ہے۔ جو اس سورت کا پہلا لفظ ہے۔ اس میں ایک رکوع، اکیس آیتیں، اکہتّر کلمے اور تین سو دس حروف ہیں۔

نزول : یہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

مضامین : اس سورت میں دیگر ہدایات کے علاوہ ایک خصوصی راستے پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ وہ یہ کہ انسان جب اپنے آپ کو نیک اعمال کا عادی بنا لیتا ہے۔ اس کے لیے اچھے کام، خواہ کتنے کٹھن اور مشکل ہوں، آسان ہو جاتے ہیں۔ نیکوں کے لیے تو اطاعت و تقویٰ کا راستہ زیادہ خوشگوار اور مفید ہو جاتا ہے بلکہ وہ شخص اس پر اپنی جوانی قربان کر دیتا ہے جیسے اس کے راستے میں عیش و طرب کا فرش بچھا ہو۔ اس کے برعکس جو لوگ برائیوں کے خوگر ہو جاتے ہیں وہ ان کاموں میں اپنی کشش اور لذت محسوس کرتے ہیں جو درحقیقت ان کی بربادی، رسوائی اور ہلاکت کا باعث ہوتے ہیں۔ وہ ایک شراب کے گھونٹ کے لیے بھی ضیاع سے اپنی دولت لٹاتے رہتے ہیں۔ بھوکے کی ایک روٹی پر وہ اپنی تجوریوں کی مستحق کو دو قدم پر ہٹانے سے بھی باز نہ آتے۔ اپنے سگے بھائی کے قتل پر بھی انہیں جھجک محسوس ہوتی ہے اور نہ ندامت۔

ارشاد الٰہی ہے کہ لوگوں کو دعوت حق دینا ہم نے اپنے ذمہ کرم پر لیا ہوا ہے لیکن اس کو قبول کرنے پر ہم کسی کو مجبور نہیں کرتے جو چاہے اپنی خوشی سے راہ حق پر گامزن ہو جائے اور جو چاہے ہلاکت کے گڑھے میں کود جائے۔ اس کو مسعود بنایا ہی نہ جاتا جب اس نے اپنی مرضی سے عمل کیے تھے۔ اللہ کے بندے اپنا مال خود دستوں میں رات کی تاریکی میں چھپ چھپ کر بانٹتے رہتے ہیں۔ اس سے ان کا مقصد کسی کے سابقہ احسان کا بدلہ چکانا نہیں ہوتا۔ وہ محض اپنے رب اعلیٰ کی رضا کے چاہتے ہیں۔ اور انہیں مبارک ہو۔ یہ گوہر مقصود انہیں بخش دیا جائے گا۔

نیو سنٹرل جیل سرگودھا

۹-۳-۷۷

سُوْرَةُ الَّيْلِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِحْدٰى وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً

سورۃ لیل مکی ہے [illegible] اس میں اکیس آیتیں ہیں

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۙ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۙ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ

[illegible]

وَالْاُنْثٰىٓ ۙ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ۭ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۙ

[illegible] کوششیں مختلف [illegible]

۱ـ اس سورت کا آغاز بھی متعدد قسموں سے کیا گیا ہے۔

۲ـ یہ ان قسموں کا جواب ہے۔

[illegible]

[illegible]

وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۙ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۭ وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَاسْتَغْنٰى ۙ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۙ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۙ

اور بے پروا بنا رہا ۔ اور اچھی بات کو جھٹلایا ۔ تو ہم آسان کر دیں گے اس کے لیے مشکل راہ ۔

[illegible]

فی الحدیث: اعملوا [illegible] فکل میسر لما خلق له۔ اس حدیث میں حضور نے فرمایا کہ نیک عمل کرو [illegible] ہر شخص کو [illegible] اس کی استعداد اس میں رکھ دی گئی ہے چنانچہ علماء اس [illegible]

[illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible]

[illegible]

وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهُ إِذَا تَرَدَّى ۝١١ إِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدَى ۝١٢

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَإِنَّ لَنَا لَلْآخِرَةَ وَالْأُولَىٰ ﴿١٣﴾ فَأَنذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظَّىٰ ﴿١٤﴾

یقیناً آخرت اور دنیا کے ہم ہی مالک ہیں پس میں نے تمہیں خبردار کر دیا ہے ایک بھڑکتی آگ سے ۔

لَا يَصْلَاهَا إِلَّا الْأَشْقَى ﴿١٥﴾ الَّذِي كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ﴿١٦﴾ وَسَيُجَنَّبُهَا

اس میں نہیں پڑے گا مگر وہ انتہائی بدبخت جس نے جھٹلایا اور رخ پھیرا [illegible]

الْأَتْقَى ﴿١٧﴾ الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّىٰ ﴿١٨﴾ وَمَا لِأَحَدٍ عِندَهُ

وہ نہایت پرہیزگار جو اپنا مال دیتا ہے [illegible] اور اس پر کسی کا کوئی

مِن نِّعْمَةٍ تُجْزَىٰ ﴿١٩﴾ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَىٰ ﴿٢٠﴾

احسان نہیں [illegible] بلکہ وہ اپنے برتر پروردگار کی خوشنودی کا طالب ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ﴿۲۱﴾

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

○

[illegible]
وبارك على سيدنا ومولانا محمد وعلى آله وأصحابه أجمعين

○

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سورۂ والضحیٰ

نام : اس سورۂ مبارکہ طیبہ کا نام والضحیٰ ہے جس سے اس سورت کا آغاز فرمایا جا رہا ہے۔ اس میں ایک رکوع، گیارہ آیتیں، چالیس کلمے، ایک سو بہتر حروف ہیں۔

شانِ نزول : کتبِ تفاسیر میں اس کی شانِ نزول کے بارے میں متعدد روایات درج ہیں۔ میرے نزدیک روایت و درایت کے نقد و نظر سے جو قول زیادہ مستند اور قرینِ قیاس ہے وہ علامہ جلال الدین سیوطی نے اپنی تفسیر در منثور میں ذکر کیا ہے جو پیشِ خدمت ہے :

> اخرج احمد وعبد بن حميد والبخاري ومسلم والترمذي والنسائي وابن جرير والطبراني والبيهقي وابو نعيم معاً في الدلائل عن جندب البجلي قال اشتكى النبي صلى الله عليه وسلم فلم يقم ليلتين او ثلاثا فاتته امرأة فقالت يا محمد ما ارى شيطانك الا قد تركك لم يقربك ليلتين او ثلاثا فانزل الله والضحى والليل اذا سجى ٢ (درمنثور)

ترجمہ : "جندب بجلی سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحت مبارک درست نہ رہی۔ چنانچہ حضور دو یا تین راتیں شب خیزی نہ فرما سکے۔ ایک گستاخ عورت آئی اور حضور کا نام لے کر کہنے لگی کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تیرا شیطان تجھے چھوڑ کر چلا گیا ہے۔ میں نے دو تین رات سے اُسے تمہارے قریب آتے نہیں دیکھا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ سورۂ مبارکہ نازل فرمائی۔"

مضامین : اس کے مضامین کے بارے میں تو آپ آیات کی تشریح کے ضمن میں تفصیلات ملاحظہ فرمائیں گے یہاں مختصراً یہ بات ذہن نشین کر لیجیے کہ ان آیات میں اُن عنایاتِ بے پایاں اور احسانات عظیم کا تذکرہ فرمایا جا رہا ہے جو رحمٰن و رحیم رب العالمین نے اپنے محبوب ترین بندے اور رؤف و رحیم رسول پر فرمائے۔ نیز اس رحمۃ للعالمین کو اپنی مخلوق پر ابرِ رحمت بن کر برسنے کے جو سلیقے اور آداب سکھائے اُن کا ذکر ہو رہا ہے۔ دینے والے کی شانِ کریمی کی کوئی حد نہیں، لینے والے کے ظرف اور دامن کی وسعت بھی فکرِ انسانی کی حدود سے ماوراء ہے۔

نیو سنٹرل جیل سرگودھا
۹ ۳ ۷۷

سُوْرَةُ الضُّحٰى مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً

سورۃ الضحیٰ مکی ہے [illegible] اس میں گیارہ آیات ہیں

وَالضُّحٰى ۙ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۙ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۗ وَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝٥

یقیناً ہر بعد والی گھڑی آپ کے لیے پہلی سے بہتر ہے [illegible] اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے

[illegible]

حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ ضحیٰ سے مراد وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اور رات سے مراد شب معراج ہے۔ (قرطبی)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر عزیزی [illegible] نقل کر رہا ہوں:

"بعضے از مفسرین [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] شب معراج است [illegible]"

ترجمہ: بعض مفسرین نے کہا ہے کہ [illegible] ولادت باسعادت [illegible] شب معراج [illegible]

[illegible]

[illegible] ساعت [illegible] گزشتہ ساعت سے [illegible]

دعوتِ اسلام کے ابتدائی دور [illegible]

ہیں ان کا ایک ایک پہلو حیرت انگیز ہے۔ اس وقت کون یہ خیال کر سکتا تھا کہ یہ چند سالوں میں اتنی ترقی کر جائے گا کہ [illegible] عرب اس کے زیر نگیں ہو جائے گا۔ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] شان [illegible] آج چودہ قرن گزر چکے ہیں [illegible] کی سعادت بخشیں گے اور حشر کے [illegible] پیش کر دیں گے [illegible] چہرے اور [illegible] ہو جائیں گے

قال ابن عباس رضي الله عنهما عرض على النبي صلى الله عليه وسلم ما يفتح الله على أمته من بعده فسر بذلك فنزل وللآخرة خير لك من الأولى۔ یعنی حضور کے بعد امت پر جو فتوحات کی جائیں گی وہ سب کی سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دکھائی گئیں جسے دیکھ کر حضور بہت مسرور ہوئے۔ اسی وقت جبرئیل یہ آیت لے کر نازل ہوئے ولسوف يعطيك ربك فترضى۔ لیکن یہ بشارات صرف ان فتوحات ہی میں منحصر نہیں بلکہ آپ کی عزت و شان بھی بلند فرمائی جائے گی [illegible]۔

۵ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اسلام کی اشاعت و ترقی کے لیے ہر وقت فکرمند رہا کرتے۔ دین حق کی سربلندی کے لیے حضور [illegible] اپنی امت کی بخشش و مغفرت کا بھی ہر وقت خیال رکھتا تھا۔ ان تمام فکروں [illegible] آپ کے قلب [illegible] ہو جائیں۔ [illegible] الله تعالى عز وجل [illegible] من كمال النفس وعلوم الأولين والآخرين وظهور الأمر وإعلاء الدين بالفتوح الواقعة في عصره صلى الله تعالى عليه وسلم وفي أيام خلفائه عليه الصلاة والسلام وغيرهم من الملوك الإسلامية وشيوع الدعوة والإسلام في مشارق الأرض ومغاربها ولما ادخر الله عز وجل له عليه الصلاة والسلام في الآخرة من الكرامات التي لا يعلمها إلا الله عز وجل۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہر اس نعمت کو شامل ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضور کو عطا فرمائی یعنی کمال نفس اور اولین و آخرین کے علوم، اسلام کا غلبہ، دین کی سربلندی، ان فتوحات کے باعث جو عہد رسالت میں ہوئیں اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں ہوئیں اور دوسرے مسلمان بادشاہوں نے حاصل کیں اور اسلام کا دنیا کے مشرق و مغرب میں پھیل جانا، نیز وہ ان عنایات اور عزت افزائیوں کو بھی شامل ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم کے لیے آخرت کے لیے ذخیرہ کر رکھی ہیں جن کی حقیقت اور ماہیت کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔

علامہ آلوسی نے یہاں حضرت امام باقر علیہ السلام سے ایک روایت نقل کی ہے۔

حرب بن شریح کہتے ہیں کہ میں نے امام سے پوچھا کہ جس شفاعت کا اہل عراق ذکر کرتے ہیں کیا یہ حق ہے؟ آپ نے فرمایا بخدا حق ہے۔ مجھے محمد بن حنفیہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے حدیث بیان کی۔ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال اشفع لامتی حتی ینادینی ربی أرضیت یا محمد فأقول نعم یا رب رضیت

حضرت سیدنا علی سے مروی ہے کہ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں اپنی امت کے لیے شفاعت کرتا رہوں گا یہاں تک کہ میرا رب مجھے ندا کرے گا کہ اے محمد کیا تو راضی ہو گیا۔ میں عرض کروں گا اے میرے پروردگار میں راضی ہو گیا

اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰى ۝۶ وَ وَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝۷ وَ

کیا اس نے نہیں پایا آپ کو یتیم پھر (اپنی آغوش رحمت میں) جگہ دی ۶ اور آپ کو اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو منزل مقصود تک پہنچا دیا ۷ اور

اس کے بعد امام قرطبی نے [illegible] سب سے امید افزا آیت یہ ہے یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله ان الله یغفر الذنوب جمیعا۔ لیکن ہم اہل بیت کہتے ہیں کہ کتاب الٰہی میں سب سے زیادہ امید افزا آیت یہ ہے ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث نقل کی ہے۔ عن ابن عمرو ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تلا قول اللہ تعالیٰ فی ابراہیم علیہ السلام [illegible] وقال عیسیٰ علیہ السلام [illegible] فرفع یدیہ وقال اللهم امتی امتی وبکی۔ وقال اللہ تعالیٰ یا جبریل اذہب الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم فقل انا سنرضیک فی امتک ولا نسوءک۔

ترجمہ: حضرت ابن عمرو روایت کرتے ہیں کہ ایک روز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول [illegible] پھر یہ آیت پڑھی جس میں عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کی ان [illegible] پھر حضور نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور عرض کی الٰہی میری امت میری امت۔ پھر حضور زار و قطار رونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو حکم دیا کہ میرے حبیب کے پاس جاؤ اور ان سے جا کر یہ پیغام پہنچاؤ کہ ہم آپ کو آپ کی امت کے معاملہ میں راضی کر دیں گے اور آپ کو رنجیدہ نہیں کریں گے۔

[illegible] ارباب ذوق سے مخفی نہیں۔

سلسلہ لطف و کرم جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو [illegible] کے بعد اب ان انعامات و احسانات کا بیان ہو رہا ہے جن سے آپ کو اس سے پہلے سرفراز کیا جا چکا ہے [illegible] اس لیے ان کا بطور الگ مستقلاً ذکر کیا گیا۔

اس آیت میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی شکم مادر میں ہی تھے کہ والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔ پیدا ہوئے تو یتیم تھے۔ [illegible] آپ کی پرورش کی خدمت آپ کے دادا حضرت عبد المطلب نے [illegible] حضور کے شفیق اور مخلص چچا جناب ابو طالب کے [illegible] اس خدمت کو [illegible] مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔ [illegible]

حضور کی صحبت سے فیضیاب ہو گیا ہو اور نجات و سعادت سے بہرہ ور ہو گیا ہو [illegible] تھے انہوں نے حضور کی محبت میں اتنا اضافہ کر دیا تھا اور آپ کی قصد و عزیمت کو اس حضرت کی شان میں اتنا مضبوط کر دیا اور کسی نے کسی سبب نہیں کی اور یہ سارا [illegible] اس تعلق کی تخلیق ہوئی تھی اس لیے [illegible] کے سبب [illegible] کے دل میں حضور کی محبت اور ادب و احترام اور قصد و عزیمت پیدا ہو گئی۔

علامہ قرطبی نے جو بہت سے اقوال ذکر کیے ان میں [illegible] کی یتیم سے مراد در شہوار ہے جو یکتا اور بے مثل ہو [illegible] عدیم النظیر [illegible] کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یکتا اور عدیم النظیر پایا [illegible] آپ جیسا انسان کسی کو نصیب نہیں ہوا [illegible] کہ آپ کو پیدا کیا۔ (روح المعانی)

ك اس آیت کے ترجمہ میں مفسرین و مترجمین [illegible]

ضالاً ضلالت سے اسم فاعل ہے۔ عام طور پر ضلالت کا یہی معنی سمجھا جاتا ہے [illegible] گمراہ ہونا، عقیدہ و عمل میں ضلالت [illegible] کہ حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام اعلان نبوت سے پہلے اپنی قوم کے عقیدہ اور عمل کی برائی سے معصوم تھے۔ حضور نے کبھی [illegible] بت کی پوجا نہیں کی۔ [illegible] جاہلیت کی رسومات سے [illegible] اس بات کی شاہد ہے کہ [illegible] عقیدہ اور عمل کی گمراہی میں مبتلا تھا حضور علیہ السلام اس سے ہمیشہ بالکل محفوظ رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی زبان سے آپ کی صداقت کی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔ وَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (یونس: ۱۶) [illegible] سے پہلے تمہارے درمیان گزاری ہے کیا تم اتنا نہیں سمجھتے [illegible] معنی [illegible] عقیدہ اور عمل کی گمراہی کی نفی کی گئی ہے ان آیات کی موجودگی میں [illegible] یہاں ضالاً کا معنی گمراہی [illegible] خلاف ہے۔ العیاذ باللہ

علمائے تفسیر نے اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے بہت سے اقوال بیان کیے ہیں۔ ان میں سے چند آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں:

① ضلالت کا لفظ محبت کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے [illegible] یہاں سے [illegible] سے عاقل ہو [illegible] آیت میں ضالاً [illegible] یعنی آپ قرآن اور احکام شریعت کو پہلے نہیں جانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرآن کا علم بخشا اور احکام شریعت کی تعلیمات سے بہرہ ور کیا۔ ای ما کنت تدری ما القرآن والشرائع فهداك الله الى القرآن وشرائع الاسلام۔ [illegible] وغیرہ [illegible] (قرطبی)

② جب پانی دودھ میں ملایا جائے [illegible] تو عرب کہتے ہیں ضل الماء فی اللبن کہ پانی دودھ میں غائب ہو گیا اس استعمال کے مطابق آیت کا معنی [illegible] الظہور [illegible]

[illegible]

وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ﴿۸﴾ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ﴿۹﴾ وَاَمَّا

اور آپ کو حاجت مند پایا تو غنی کر دیا ۸ پس کسی یتیم پر سختی نہ کیجیے ۹ اور جو

۸ عائل کے دو معنی کیے گئے ہیں: (۱) المفتقر محتاج (۲) ذو عیال، اہل و عیال والا۔ آیت کا مفہوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عیالدار پایا کیونکہ ساری امت حضور کی عیال ہے، تو غنی کر دیا یا آپ کو تنگ دست پایا تو غنی کر دیا۔ ظاہری غنی کی صورت یہ تھی کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنا سارا مال حاضر کر دیا اور [illegible] رشتہ داروں کی موجودگی میں یہ اعلان کر دیا کہ یہ مال سب میرا نہیں بلکہ ان کا ہے جو چاہیں اس کو تقسیم کریں [illegible] وصال کے بعد حضرت صدیق اکبر نے اپنا سارا مال و متاع حضور کی خدمت میں پیش کر دیا۔ لیکن حقیقی غنی کی وجہ جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی وہ دل کی غنا ہے، قلب مبارک کو غنی کر دیا [illegible]

[illegible]

[illegible]

یہی وجہ ہے کہ [illegible] دولت [illegible] کی خواہش نہیں رکھتے

۹ آپ یتیم تھے اللہ تعالیٰ نے [illegible] آپ [illegible] یتیم [illegible] آپ کو [illegible] شفقت و محبت [illegible] چاہیے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] گوارا نہیں [illegible] یتیم [illegible] ایک شخص نے [illegible] سخت دلی کی شکایت کی تو حضور نے فرمایا اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا دل نرم ہو جائے تو یتیم کے سر پر دست شفقت پھیرا کرو اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو۔ بخاری شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا انا وکافل الیتیم فی الجنۃ کھاتین واشار بالسبابۃ والوسطی، کہ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں یوں ہوں گے [illegible] انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو ملا کر دکھایا۔

حضرت ابن عمر [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا [illegible] الیتیم [illegible] یتیم روتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا عرش لرزنے لگتا ہے

السَّآئِلَ فَلَا تَنۡهَرۡ ﴿۱۰﴾ وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ ﴿۱۱﴾ ع ۱۸

منگتے کو ہرگز مت جھڑکیے ۱۰ اور اپنے رب کی نعمتوں کا خوب ذکر کیا کیجیے ۱۱

۱۰ سائل سے مراد وہ حاجت مند ہے [illegible] کے لیے [illegible] آپ [illegible] جب [illegible] آپ کو [illegible] رحم [illegible] آپ کسی سائل کو [illegible] کی کثرت سے تنگ دل [illegible] آپ [illegible] سائل کے [illegible] آپ کے [illegible] کوئی سائل [illegible]

سیرت کی کتب میں ان گنت واقعات [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جود و کرم کا اندازہ [illegible] سائل [illegible] اس کی جھولی [illegible] سخاوت [illegible] حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے کیا خوب لکھا ہے: "[illegible]" (اشعۃ اللمعات جلد ۴ ص ۲۹۹)

[illegible] [illegible]

[illegible] حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے [illegible] بہت [illegible]

[illegible]

امام بخاری نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سے کبھی کسی نے سوال کیا ہو اور آپ نے "لا" (نہیں) فرمایا ہو۔

مَا قَالَ لَا قَطُّ اِلَّا فِیْ تَشَهُّدِهٖ لَوْلَا التَّشَهُّدُ كَانَتْ لَاءَهٗ نَعَمُ

یعنی حضور نے کبھی "لا" نہیں کہا سوائے تشہد کے، اگر تشہد نہ ہوتا تو حضور کا "لا" بھی "نعم" ہوتا۔

ترمذی شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ بحرین سے نوے ہزار درہم آئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد میں ایک چٹائی پر ان کا ڈھیر لگا دیا [illegible] بانٹنا شروع کیا [illegible] جب سب [illegible] ایک سائل آیا [illegible] حضور نے فرمایا [illegible] ادا کر دوں گا [illegible] حضرت عمر [illegible] قدرت نہیں [illegible] حضور کو یہ بات [illegible] انفق ولا تخش من ذی العرش اقلالا [illegible] حضور [illegible] فرمایا [illegible] مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے۔ (تفسیر مظہری)

۱۱۔ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر پر جو فضل و کرم فرمایا ہے اس کا ذکر اور اس کا بیان بھی شکر ہے۔ والتحدث بنعم اللہ و الاعتراف بھا شکر (قرطبی)۔

اس آیت میں نعمت سے مراد کونسی نعمت ہے؟ علامہ آلوسی فرماتے ہیں والظاھر ان المراد بالنعمۃ ما افاضہ اللہ تعالیٰ علی نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم من فنون النعم فیشمل ما تقدم (روح المعانی) یعنی اس نعمت سے مراد وہ گوناگوں نعمتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر فرمائی ہیں جن میں سے چند نعمتوں کا ذکر ابھی ابھی ہو چکا ہے۔

چنانچہ سرور کون و مکاں، ارشد مرسلاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان انعامات کا ذکر وقتاً فوقتاً فرمایا کرتے تھے جن سے آپ کے رب کریم نے آپ کو ہر آن نوازا ہے۔ بے شمار احادیث میں سے صرف ایک حدیث نقل کی جاتی ہے۔ یہاں ترجمہ ہو جائے گا

عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انا سید ولد آدم یوم القیامۃ ولا فخر، وبیدی لواء الحمد ولا فخر، وما من نبی یومئذ آدم فمن سواہ الا تحت لوائی، وانا اول من تنشق عنہ الارض ولا فخر (مشکوٰۃ شریف بروایۃ الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابو سعید کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں گا یہ بات میں فخر نہیں کہہ رہا بلکہ حقیقت کا اظہار ہے۔ اس روز حمد کا پرچم میرے دست مبارک میں ہوگا یہ بات بھی فخر نہیں کہہ رہا بلکہ حقیقت کا اظہار ہے۔ اس دن تمام انبیاء آدم علیہ السلام اور ان کے علاوہ جتنے ہیں سب کے سب میرے پرچم کے نیچے ہوں گے اور قیامت کے دن سب سے پہلے زمین سے میں اٹھوں گا۔ یہ بات فخر نہیں کہہ رہا بلکہ اظہار حقیقت ہے۔

علامہ شہاب الدین آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اس مقام پر لکھتے ہیں

ومن ھذا القبیل ما قالہ الشیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ

وکل ولی لہ قدم وانی علی قدم النبی بدر الکمال

وقولہ قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی للہ

یعنی حضرت شیخ محی الدین عبد القادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات بھی اسی قبیل سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہر ولی کا اپنا مقام ہوتا ہے اور میں حضور کے نقش قدم پر ہوں جو کمالات صوری اور معنوی کے ماہ چہار دہم ہیں۔ نیز آپ کا یہ ارشاد کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔

اسی طرح حضرت مجدد صاحب نے اپنے خاص قرب کا ذکر کیا ہے اور اپنے آپ کو مجدد اور قیوم کہا ہے۔ یہ اقوال بھی اسی قبیل سے تعلق رکھتے ہیں۔

فمن انکر علی ھؤلاء الرجال مثل ھذہ الاقوال فکانہ انکر ھذہ الآیۃ فکر فیہ تصدر المبطل۔

جو شخص ان اولوالعزم رجال کے ان ارشادات کا انکار کرتا ہے اور زبان طعن دراز کرتا ہے وہ گویا اللہ تعالیٰ کی اس آیت کا انکار کرتا ہے۔ (مظہری)

ہر نعمت کا شکر واجب ہے اور شکر کا طریقہ یہ ہے کہ اس نعمت کو منعم کی رضا میں صرف کیا جائے۔ نعمت مال کا شکر یہ ہے

کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رستے میں خلوص نیت کے ساتھ اسے خرچ کرے۔ صحت کی نعمت کا شکر یہ ہے کہ دوسروں کی امداد کرے اور گناہوں سے بچتا رہے۔ علم و عرفان کی نعمت کا شکر یہ ہے کہ جاہلوں کو علم سکھائے اور گمراہوں کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اس سورت کا ایک مجرب خاصہ ذکر فرمایا ہے آپ لکھتے ہیں:

"اگر کوئی چیز گم ہو جائے تو اس سورت کو سات بار پڑھے اور پھر [illegible] انگشت شہادت [illegible] جب سات بار پڑھ چکے تو کہے اصبحت فی امان اللہ وامسیت فی جوار اللہ امسیت فی امان اللہ واصبحت فی جوار اللہ خدا نے چاہا تو وہ کھوئی ہوئی چیز مل جائے گی" (تفسیر عزیزی)

○

الحمد لله على حسن توفيقه

والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين سيدنا ومولانا محمد المصطفى شفيع المذنبين

وعلى آله واصحابه اجمعين

فاطر السموات والارض انت وليي في الدنيا والآخرة توفني مسلما والحقني بالصالحين ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم وتب علينا انك انت التواب الرحيم

○

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سورۃ الانشراح

نام: اس سورۂ مبارکہ کا نام "الانشراح" ہے جو "الم نشرح" سے باب "انفعال" کا مصدر ہے۔ اس میں ایک رکوع، آٹھ آیتیں، ستائیس کلمے اور ایک سو تین حروف ہیں۔

نزول: اس کا نزول بھی مکہ مکرمہ میں سورۃ "والضحیٰ" کے معاً بعد ہوا۔

مضامین: نبوت کا بار امانت کوئی معمولی بوجھ نہ تھا یہ وہ بار گراں تھا جسے آسمانوں اور پہاڑوں نے بھی اٹھانے سے معذرت ظاہر کر دی تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت توحید کا آغاز کیا تو ملک کی ساری فضا شعلے اگلنے لگی۔ اپنوں کے اطوار بدل گئے، ہر چہرہ پر نفرت، ہر آنکھ میں عناد کے شعلے ناچنے لگے۔ ان صبر آزما حالات میں قلب نبوت کے لیے راحت و سکون کا اگر کوئی پیغام ہو سکتا تھا تو وہ اس کے اپنے پروردگار کا ہی ارشاد ہو سکتا تھا۔ چنانچہ جبرائیل امین حاضر ہوئے اور یہ سورت اپنے مکرم آقا و مولیٰ کو بڑے جوش سے تلاوت کر کے سنائی۔ ہر آیت میں ایک عظیم احسان کا تذکرہ، ہر آیت میں دل کو بلند کرنے والی بشارت ہے۔ جس سے اپنوں نے بھی آنکھیں پھیر لیں، تعلق رشتے توڑ لیے تھے، جس کی شمع حیات کو بجھانے کے لیے تمام دشمن امڈ پڑے تھے اس کو یہ بشارت دی جا رہی ہے کہ "ورفعنا لک ذکرک" اے حبیب پاک ہم نے آپ کے ذکر کو بلند فرما دیا ہے۔ عرب کے ریگزاروں میں ہی نہیں دنیا کے شرق و غرب میں ہی نہیں بلکہ فرش تا عرش ہر جگہ تیرے ذکر کی بہار کا سماں ہوگا۔ جہاں جہاں خالق کائنات کا ذکر ہوگا وہاں وہاں باعث تخلیق کائنات کے ذکر کے زمزمے بھی [illegible] ہوں گے۔

تنہائی کی یہ کالی رات جو ختم ہونے ہی والی ہے۔ مصائب کی گھنگھور گھٹائیں تھوڑی دیر میں چھٹنے والی ہیں۔ وہ دن نزدیک ہے جب طلوع ہونے والا ہے جب اہل نظر تیری راہوں میں آنکھیں بچھائیں گے۔ اہل دل سو جان سے تیری خاک راہ پر تصدق ہوں گے۔ آپ کا کام یہ ہے کہ جب بھی فریضۂ تبلیغ سے کچھ فراغت ملے تو یاد حق میں مشغول ہو جایا کریں۔ یہی عشق کی منزل مراد ہے اور اسی منزل پر روح کو سعادت کی رعنائیاں و دلربائیاں نصیب ہوتی ہیں اور اسی کے فیض سے سعادت کا دامن بھی پھولوں سے معمور ہو جاتا ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی جو قدر و منزلت اور رفعت ان چند آیات میں بیان فرمائی ہے۔ دنیا بھر کے مفکر اس سے روشنی حاصل کرتے رہیں گے۔

سُوْرَةُ الْاِنْشِرَاحِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثَمَانُ اٰيَاتٍ

سورۃ الانشراح مکی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے اس کی آٹھ آیتیں ہیں

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝١ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝٢ الَّذِيْٓ

کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ کشادہ نہیں کر دیا [1] اور ہم نے اتار دیا ہے آپ سے آپ کا بوجھ [2] جس نے

[1] علامہ راغب اصفہانی الشرح کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اصل الشرح بسط اللحم ونحوه يقال شرحت اللحم وشرّحته ومنه شرح الصدر اي بسطه بنور الهي وسكينة من جهة الله وروح منه (مفردات) یعنی گوشت کے کھولنے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کو شرح کہتے ہیں۔ اسی سے شرح صدر ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ نور الٰہی سے سینہ کا کشادہ ہو جانا، اللہ تعالیٰ کی جانب سے تسکین و طمانیت کا حاصل ہو جانا اور اس کی طرف سے دل میں مسرت و راحت کا شعور پیدا ہو جانا۔

علامہ سید محمود آلوسی نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ الشرح (ش ر ح) کا لغوی اور اصلی مفہوم ہوا کرتا ہے کسی ابہام اور مشکل بحث کی توضیح کر کے اس کو آشکار کرنا۔ فرماتے ہیں کہ شرح کے لفظ کا استعمال دل، سینہ اور جسم کی کشادگی کے لیے بھی ہوتا ہے۔ آخر میں لکھتے ہیں: والمراد به هنا تأهيل النفس لقبول الحق وتوسعتها بحيث تسع مناجاة الحق ودعوة الخلق الملكات ومراعاة الامرين التجلي والاستغراق ... یعنی شرح صدر کا مفہوم یہ ہے کہ نفس کو اتنی وسعت دی جائے تا کہ وہ ایسے ہی ہو جائے کہ وہ معرفت کے نور سے بھر جائے اور وہ ملکات کے ساتھ آراستہ ہو جائے اور کسی حال میں بھی اس کے لیے تنگی نہ ہو جائے جب کسی کی یہ کیفیت ہو جاتی ہے تو اس کو ایک حالت دوسری حالت سے مشغول نہیں کر سکتی۔ اس کے نزدیک مستقبل، حال اور ماضی سب یکساں ہو جاتے ہیں چنانچہ اس کی وہ حالت ہو جاتی ہے کہ لا يشغله شان عن شان ... اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے جو معنی کا ذکر کیا ہے اس کے پیش نظر شرح صدر کا یہ آخری معنی زیادہ مناسب ہے۔

اس تحقیق کے بعد آیت کی تشریح ان الفاظ میں کرتے ہیں:

فالمعنى الم نفسح صدرك حتى حوى عالمي الغيب والشهادة وجمع بين ملكتي الاستفادة والافادة فما صدك الملابسة بالعلائق الجسمانية عن اقتباس انوار الملكات الروحانية وما عاقك التعلق بمصالح الخلق عن الاستغراق في شئون الحق

(روح المعانی)

یعنی آیت کا مفہوم یہ ہے کہ کیا ہم نے آپ کے سینہ کو کشادہ نہیں کیا یہاں تک کہ غیب و شہادت کے دونوں جہان اس میں سما گئے ہیں۔ استفادہ و افادہ کی دونوں صلاحیتیں جمع ہو گئی ہیں۔ علائق جسمانیہ کے ساتھ آپ کی وابستگی ملکات روحانیہ کے انوار کے حصول میں رکاوٹ نہیں۔ خلق کی بہبود کے ساتھ آپ کا تعلق معرفت الٰہی میں استغراق سے رکاوٹ نہیں۔

اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح کی تفسیر بیان کی ہے۔

مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی اس آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں:

"اس سینہ میں علوم و معارف کے سمندر اتار دیئے اور لوازم نبوت اور حق رسالت برداشت کرنے کو بڑا وسیع حوصلہ دیا۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جو علوم و معارف عطا فرمائے امام بوصیری نے قصیدہ بردہ میں یوں بیان کیا ہے۔

فان من جودك الدنيا وضرتها   ومن علومك علم اللوح والقلم

ترجمہ: یہ دنیا اور آخرت دونوں آپ کی جود و کرم کے عطیوں میں سے ہیں اور لوح و قلم کا علم آپ کے علوم کا ایک حصہ ہے۔

علامہ [illegible] قصیدہ بردہ کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

علمهما يكون سطرا من سطور علمه ونهرا من بحور علمه کیونکہ لوح و قلم کا علم آپ کے علم کی سطروں میں سے ایک سطر ہے اور آپ کے علم کے سمندروں میں سے ایک نہر ہے۔ (شرح قصیدہ بردہ، [illegible])

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدنی زندگی اس آیت کی تعبیر ہے۔ [illegible] جس صبر اور شرح صدر کے ساتھ [illegible] مخالفت کو برداشت کیا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شرح صدر کے بغیر ممکن نہ تھا۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدنی زندگی میں [illegible] اپنے [illegible] کو معاف کر دیا [illegible] اسی شرح صدر کی برکت سے ہی ادا کیا جا سکتا ہے۔

اس آیت کے ضمن میں [illegible] رب اشرح لی صدری [illegible] الشرح [illegible] من المتقين کہ یہاں جو شرح صدر [illegible] شرح صدر [illegible] کے نزدیک [illegible] ہے۔ [illegible] بہت بلند مرتبہ ہے۔

اس آیت میں غور کرنے سے کلیم اور حبیب کے درمیان فرق بھی نمایاں ہو جاتا ہے۔ دونوں کو شرح صدر عطا کیا گیا لیکن کلیم کو مانگنے پر اور حبیب کو بن مانگے۔ پھر دونوں کے شرح صدر میں بھی زمین و آسمان کا تفاوت ہے۔

ـــــه یہ دو آیتیں ہم مطلب ہیں پہلے ان کے لغوی معنی کی تشریح ملاحظہ ہو۔

الوزر۔ الحمل الثقيل، بار گراں۔ انقض کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابن منظور لکھتے ہیں: انقض، اثقل ظهره [illegible] کو بوجھل کر دیا۔

صاحب قاموس نے انقض کا ایک اور معنی تحریر کیا ہے یعنی کسی چیز کا آواز دینا۔ [illegible] انقض [illegible] نقيضا اى [illegible] الحمل [illegible] لسان العرب [illegible] کہ وہ [illegible] کرنے لگی جیسے سواری [illegible] کسنے سے [illegible] جاتا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ترجمہ اس طرح کیا ہے "آں بار کہ گراں کردہ بود پشت ترا" یعنی وہ بوجھ جس نے آپ کی پشت کو بوجھل بنا دیا تھا [illegible] کے مطابق ترجمہ کیا ہے جیسے لغت عرب میں جب اونٹ کی پشت پر بہت زیادہ بوجھ لاد دیا جائے

أَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝٣ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝٤ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ

بوجھل کر دیا تھا آپ کی پیٹھ کو ۔ اور ہم نے بلند کر دیا آپ کی خاطر آپ کے ذکر کو ۔ پس یقیناً ہر مشکل کے ساتھ

کہ اس کے بوجھ سے ایک قسم کی کڑکڑاہٹ کی آواز سنائی دیتی ہے اس کو نقیض کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے

وہ بھاری بوجھ کیا تھا جو پیٹھ کو گراں بار کر رہا تھا اس کا تعلق حضور کی ذات سے ہے۔ حبیب سے شاید علمائے تفسیر نے متعدد اقوال لکھے ہیں۔ ان میں سے دو قول زیادہ موزوں ہیں۔

① اپنی قوم کی کمال گمراہی میں دیگر رشد و ہدایت سے بہت تکلیف ہوتی تھی۔ ان کا یہ حال تھا کہ بتوں کو اپنا مشکل کشا سمجھتے، فسق و فجور میں غرق، جوا، قمار بازی اور شراب نوشی میں اپنی صحت و دولت کو برباد کرنا، کمزوروں پر ظلم ڈھانا، ان کے حقوق غصب کرنا، باہمی جنگ و جدال اور قتل و غارت، ان کی اخلاقی پستی، ان کی معاشی بدحالی اور ان کی سیاسی ابتری انتہا تک پہنچی ہوئی تھی، ان کو دیکھ کر حضور کو سخت دکھ ہوتا اور اسی صورت حال کو کیسے بدلا جائے، اس کے لیے دل ہر وقت مضطرب رہتا ۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے منصب نبوت پر فائز کیا اور قرآن کریم جیسا صحیفہ رشد و ہدایت عطا فرمایا۔ دین اسلام جیسا جامع اور مکمل نظام حیات مرحمت فرمایا جس سے وہ بوجھ اتر گیا۔ منزل کا تعین بھی ہو گیا اور اس منزل کی طرف لے جانے والا راستہ بھی نور نبوت سے روشن ہو گیا۔

② یا اس بوجھ سے مراد نبوت و رسالت کا بوجھ ہے۔ ایسے لوگ جو صدیوں سے جہالت و باطل کی پرستش میں مشغول تھے جن کی کجی [illegible] اخلاق اور کردار کی خرابی حد سے بڑھ چکی تھی [illegible] کے نزدیک [illegible] کا باعث تھی، ان کو ان پستیوں سے نکال کر تہذیب و اخلاق کی [illegible] مشکلات کے [illegible] تھے اور [illegible] کا احساس دل کو ہر وقت [illegible] رکھتا [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] کے وقت [illegible] اور [illegible] کی جگہ [illegible] پہلی [illegible] ہو گیا۔

حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ اس کی تشریح اپنے مخصوص انداز میں دل نشین اور عجیب فرماتے ہیں۔

"آپ کی بعثت سے قبل اور بعثت کے ابتدائی دنوں میں [illegible] کا تقاضا کرتی تھی۔ قلب مبارک کو جملہ ترکیب انسانی کی [illegible] کی وجہ سے [illegible] اللہ تعالیٰ نے جب سینہ کھول دیا اور حوصلہ کشادہ کر دیا تو [illegible] بوجھ ہلکا ہو گیا"

۳؎ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا ان ربک یقول اتدری کیف رفعت ذکرک قلت اللہ تعالیٰ اعلم قال اذا ذکرت ذکرت معی

یعنی حضرت جبرئیل میرے پاس آئے اور کہا کہ آپ کا رب پوچھتا ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ میں نے آپ کے ذکر کو کس طرح بلند کیا؟ میں نے جواب دیا اس حقیقت کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ کے ذکر کی بلندی یہ ہے کہ جب میرا ذکر کیا جائے گا وہاں آپ کا ذکر بھی میرے ساتھ کیا جائے گا

علامہ آلوسی لکھتے ہیں: [illegible] علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] عز وجل [illegible] فی کلمۃ الشہادۃ وجعل طاعتہ طاعتہ وصلّی علیہ وملائکتہ وامر المؤمنین بالصلوٰۃ علیہ وخاطبہ بالالقاب کیا ایہا المدثر یا ایہا المزمل یا ایہا النبی یا ایہا الرسول وذکرہ سبحانہ فی کتب الاولین [illegible] الانبیاء علیہم السلام [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ترجمہ: اور اس [illegible] کہ کلمہ شہادت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ اپنے حبیب کا نام ملایا حضور کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا، فرشتوں کے ساتھ آپ پر درود بھیجا اور مومنوں کو درود پڑھنے کا حکم دیا اور جب بھی خطاب کیا معزز القاب سے مخاطب فرمایا جیسے یا ایہا المدثر یا ایہا المزمل، پہلے آسمانی صحیفوں میں بھی آپ کا ذکر خیر فرمایا۔ تمام انبیاء اور ان کی امتوں سے وعدہ لیا کہ وہ آپ پر ایمان لائیں گے [illegible] حضور کی رفعت شان کا اظہار ہوتا ہے۔

حضور کے ذکر پاک [illegible] ورفعنا لک ذکرک کے ضمن میں [illegible] [illegible]

اگر آپ ان حالات کو پیش نظر رکھیں جن حالات میں یہ آیت نازل ہوئی اور پھر اس آیت کو پڑھیں تو اس کے [illegible] [illegible] کے زیر [illegible] اللہ تعالیٰ کے [illegible] گردن مبارک پر [illegible] جاتا ہے۔ ان حالات میں یہ آیت نازل ہوئی [illegible] تصور نہ کر سکتا تھا کہ ان کا ذکر پاک دنیا کے گوشہ گوشہ میں بلند ہوگا [illegible] تصور کر سکتے [illegible] رسول کے ساتھ کیا وہ پورا کر دیا اور قیامت تک اس ذکر کا آفتاب ضو فشانیاں کرتا رہے گا۔ اعلیٰ حضرت بریلوی نے کیا خوب فرمایا ہے ۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

يُسْرًا ۝ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝٦ فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝٧ وَ

آسانی ہے۔ بے شک ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ع ۱۹

اِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝٨ ع

اور اپنے رب کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو جائیے

ہمارے نوجوان جن کے دلوں میں اپنی ملت کا درد ہے اور جو اپنی قوم کے مستقبل کو روشن دیکھنا چاہتے ہیں [illegible] حضرت فاروق اعظم کے اس ارشاد کو [illegible] اپنی زندگی کا شعار (MOTTO) بنالیں [illegible]

[illegible]

[illegible] (الانفال)

[illegible]

○

اللّٰهم اشرح لنا صدورنا بحب حبيبنا المصطفى عليه ازكى التحية واجمل الثناء [illegible]

[illegible]

[illegible]

○

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سُورۃ التین

نام : اس سورۂ مبارکہ کا نام التین ہے جو اس کا پہلا لفظ ہے۔ اس میں ایک رکوع، آٹھ آیتیں، چونتیس کلمے، ایک سو پانچ حروف ہیں۔

نزول : جمہور علماء کے نزدیک اس کا نزول مکہ مکرمہ میں ہوا۔ قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ مدنی ہے لیکن یہ درست نہیں کیونکہ "هذا البلد الامين" سے بلا اختلاف مکہ مکرمہ مراد ہے۔ هذا کا اشارہ اس کی طرف اس وقت ہی درست ہو سکتا ہے جب کہ اس کا نزول یہاں ہوا ہو۔ مدنی صورت میں مکہ کا ذکر هذا البلد الامين سے کسی طرح مناسب نہیں۔

مضامین : بعض ان مقامات کی قسمیں کھا کر اس سورت کا آغاز کیا گیا ہے جن کا تعلق اولوالعزم رسولوں میں سے کسی کے ساتھ ہے۔ یہ بتایا کہ ہم نے انسان کی آفرینش اس انداز سے کی ہے کہ صوری اور معنوی اعتبار سے یہ احسن الخلق اور اکمل الخلق ہے۔ انسانی عظمت کا تصور جو قرآن کریم نے پیش کیا ہے دنیا کا کوئی فلسفی، نفسیات کا کوئی ماہر، عمرانیات کا کوئی استاد، حیاتیات کا کوئی معلم اس کی گرد راہ کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ قرآن نے عظمت انسان کا جو نظریہ پیش کیا ہے جب اس کا مطالعہ کیا جائے تو باقی سب مدعیان دانش نادان بچوں کی طرح نامکمل نادانیاں کرتے نظر آتے ہیں۔

انسان کو احسن تقویم کے لقب سے سرفراز فرمانے کے بعد اس حقیقت سے پردہ اٹھایا کہ نوع انسانی کے بعض افراد اپنے مقام رفیع کے تقاضوں کو پس پشت ڈال دیتے ہیں اور جسم کے سفلی جذبات کی تسکین کے درپے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ اپنے آپ کو ایسی پستیوں میں گرا لیتے ہیں جس سے مزید کسی پستی کا تصور نہیں کیا جاسکتا بجز ان لوگوں کے جو خوش نصیب ہیں، اپنی تند و سرکش خواہشوں کے مقابل ہیں، ایمان اور عمل صالح سے اپنے دامن حیات کو معمور رکھتے ہیں ان کے لیے ایسا اجر ہے جو کبھی پایاں پذیر نہ ہوگا۔

اس حقیقت کے بیان کرنے کے بعد قیامت کی صحت اور اس کے برپا ہونے میں جو حکمت ہے اس کی طرف اشارہ کر دیا کہ جب وہ احکم الحاکمین ہے تو اس کے عدل و انصاف کا یہ تقاضا ہے کہ ایک دن ایسا آئے کہ ہر شخص کو اس کے اعمال کے مطابق جزا و سزا ملے۔ اگر ساری عمر گلچھڑے اڑانے والا اور بدمستیوں میں عمر بسر کرنے والا اور ساری عمر مظلومیت کی زندگی بسر کرنے والا ایک ہی انجام سے دوچار ہوں تو اس سے بڑی اندھیر گردی اور کیا ہو سکتی ہے۔ کیا کوئی ذی ہوش اس ذات سے جو احکم الحاکمین ہے، اس اندھیر گردی کی توقع رکھ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

سُوۡرَةُ التِّيۡنِ مَكِّيَّةٌ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ وَهِيَ ثَمَانِيۡ اٰيَاتٍ

سورۃ التین مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے — اس کی آٹھ آیات ہیں

وَالتِّيۡنِ وَالزَّيۡتُوۡنِ ۙ﴿۱﴾ وَطُوۡرِ سِيۡنِيۡنَ ۙ﴿۲﴾ وَهٰذَا الۡبَلَدِ الۡاَمِيۡنِ ۙ﴿۳﴾

قسم ہے انجیر اور زیتون کی [1] اور قسم ہے طور سینا کی [2] اور اس امن والے شہر (مکہ) کی [3]

۱؎ اس سورت کا آغاز چار چیزوں کی قسم کھا کر کیا جا رہا ہے۔ حسب سابق یہ قسمیں [illegible] اس سورت کا [illegible] نہیں کیونکہ اس میں نہایت اہم مسئلہ بیان کیا جانے والا ہے۔

تین اور زیتون سے کیا مراد ہے۔ علمائے تفسیر کے اس بارے میں متعدد اقوال ہیں۔ حضرت ابن عباس، حسن، مجاہد وغیرہم کا قول یہ ہے کہ تین سے مراد انجیر ہے اور زیتون سے مراد زیتون کا مشہور و معروف درخت ہے جس سے تیل نکالا جاتا ہے۔ انجیر کا پھل اور زیتون کا درخت اور اس کا تیل بے شمار منفعتوں کے حامل ہیں اس لیے ان کی قسم کھائی۔ حضرت ابن عباس سے یہ قول بھی مروی ہے کہ تین اس مسجد کا نام ہے جو نوح علیہ السلام نے جودی پہاڑ پر تعمیر کی تھی اور زیتون سے مراد بیت المقدس کی مسجد ہے۔ قتادہ کی رائے یہ ہے کہ تین اس پہاڑ کا نام ہے جس پر دمشق آباد ہے اور زیتون اس پہاڑ کا نام ہے جس پر بیت المقدس کا شہر ہے۔ ایک اور قول یہ بھی ہے کہ یہاں مضاف محذوف ہے۔ و منابت التین والزیتون۔ یعنی وہ علاقے جہاں انجیر اور زیتون کثرت سے پیدا ہوتے ہیں۔ [illegible] جس علما نے قتادہ کے قول کو ترجیح دی ہے۔

علامہ آلوسی [illegible] اس بارے میں [illegible] آپ لکھتے ہیں:

اقسم ببقاع مبارکۃ شریفۃ على مذهب [illegible] (روح المعانی) کہ یہاں مبارک مقامات کی قسمیں اٹھائی گئی ہیں۔ اکثر علما کی یہی رائے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲؎ وہ پہاڑ جس پر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی ہم کلامی کا شرف بخشا اس کا نام طور سینین ہے۔ اسے طور سینا اور طور سَینا بھی کہتے ہیں۔

۳؎ اس سے مراد مکہ ہے۔ مکہ کو امین کہنے کی وجہ یہ ہے۔ اس کا سنگ بنیاد اللہ تعالیٰ کے خلیل حضرت ابراہیم اور ان کے فرزند جلیل حضرت اسماعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام نے رکھا تھا۔ جب تعمیر سے فارغ ہوئے تو اس شہر کے لیے امن کی دعا کی۔ آپ نے عرض کی رب اجعل هذا البلد آمنا۔ اس دعا کی برکت سے [illegible] جس وقت سارا جزیرہ عرب غارت گری، خونریزی اور لوٹ مار کا میدان بنا ہوا تھا اس وقت بھی [illegible] کسی کے باپ کا قاتل بھی حرم میں پناہ لیتا تو اس کو کوئی نہ پکڑتا۔ اگر کسی کی گردن میں [illegible] [illegible] [illegible]

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۝ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سَافِلِينَ ۙ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ

حالت کی طرف [illegible] ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لیے [illegible]

[illegible] بسم اللہ الرحمن الرحیم والتین والزیتون وطور سینین وھذا البلد الامین لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم [illegible]

[illegible]

غَيْرُ مَمْنُونٍ ۝ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّينِ ۝ أَلَيْسَ اللَّهُ

[illegible]

بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ ۝

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تعارف

WWW NAFSEISLAM COM

سورہ اقرأ

نام: اس کو سورۃ العلق اور سورۃ اقرأ دونوں ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ "العلق" دوسری آیت میں مذکور ہے۔ اور اقرأ سے اس کا آغاز کیا گیا ہے۔ اس میں ایک رکوع، انیس آیتیں، بانوے کلمے اور دو سو اسی حروف ہیں۔

نزول: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک کثیر تعداد جن میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، ابن عباس، ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم کے اسماء سرفہرست ہیں اور سب سے تمام علمائے تفسیر کا یہ قول ہے کہ نزول قرآن کا آغاز اسی سورت کی پہلی پانچ آیتوں سے ہوا۔ بقیہ آیات بعد میں نازل ہوئیں۔

مضامین: جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے، یہ سورت دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلی پانچ آیتیں جبریل امین لے کر پہلی مرتبہ غار حرا میں تشریف لائے اور پہلی وحی کی تعلیم دی جس کی تفصیل آپ آیات کی تشریح کے ضمن میں مطالعہ کریں گے۔

سورت کا دوسرا حصہ بعد میں اس وقت نازل ہوا جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حرم شریف میں نماز پڑھنی شروع کی۔ حضور کا انداز عبادت اہل مکہ کے لیے بالکل انوکھا تھا۔ لوگ دیکھ کر حیران ہوتے اور گزر جاتے۔ لیکن ابوجہل جو جہالت اور اجڈپن میں یکتا تھا، آپ کو اس انداز عبادت کرتے دیکھ کر ضبط نہ کر سکا اور دھمکیاں دینی شروع کر دیں۔ اس کی حماقت اور حرماں نصیبی پر ناراضگی کا اظہار فرمایا جا رہا ہے۔

نیو سنٹرل جیل سرگودھا

[illegible]

سورۃ العلق مکیۃ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وهي تسع عشرة آية

سورۃ العلق مکی ہے | شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے | اس میں انیس آیات ہیں

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ

آپ پڑھیے اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے سب کو پیدا کیا ۔ پیدا کیا انسان کو ایک جمے ہوئے خون سے

[illegible]

[illegible]

اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ

پڑھیے آپ کا رب بڑا کریم ہے ۔ جس نے علم سکھایا قلم کے واسطے سے ۔ سکھایا اس نے انسان کو

رقت طاری ہو گئی۔ اس وقت آپ کی [illegible] حضرت [illegible]
[illegible] اس وقت [illegible] آپ کی بھرپور مدد کروں گا۔ اس کے
بعد ورقہ جلد انتقال کر گئے۔

[illegible]

[illegible] شروع کر دے

ـــه حضرت جبریل [illegible] اقرأ [illegible]

[illegible]

ـــه اس کی شان کریمی [illegible]

[illegible]

[illegible] قلم کے ذریعے سے علوم و معارف کی دولت [illegible]

مَا لَمْ يَعْلَمْ ﴿۵﴾ كَلَّآ إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغَىٰٓ ﴿۶﴾ أَن رَّآهُ اسْتَغْنَىٰ ﴿۷﴾

جو وہ نہیں جانتا تھا ۵ ہاں ہاں بیشک انسان سرکشی کرنے لگتا ہے ۶ اس لیے کہ وہ اپنے آپ کو مستغنی دیکھتا ہے

إِنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الرُّجْعَىٰٓ ﴿۸﴾ أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَىٰ ﴿۹﴾ عَبْدًا إِذَا

بلاشبہ آپ کے رب کی طرف ہی لوٹنا ہے ۔ [illegible] جو منع کرتا ہے ۔ [illegible] ایک بندے کو جب

کے سوا [illegible] تجلیات کی جلوہ گاہ بنا دیا ہے [illegible] کامل [illegible] روشنی [illegible]

کما علم سبحانہ [illegible] بواسطۃ الکتابۃ بالقلم [illegible]

۵ انسان کو جو کچھ سکھایا ہے اللہ تعالیٰ نے ہی سکھایا ہے۔ سارے علوم و فنون، اسرار و معارف، انکشافات و ایجادات ان سب کا سرچشمہ [illegible] جس کو جتنا چاہتا ہے [illegible] جس وقت چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ ابو البشر آدم علیہ السلام کو علم الاسماء سے [illegible] سابقہ آیت میں علم [illegible] ذکر [illegible] ذکر نہیں کیا۔ یہاں [illegible] علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

والاشارۃ [illegible] تعالیٰ [illegible] علیہ الصلوٰۃ والسلام من العلوم [illegible] اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو [illegible] روح المعانی۔

علامہ [illegible] لکھتے ہیں [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] نے بھی اس آیت میں الانسان سے مراد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو [illegible] کے علوم سکھائے۔

۶ یہ آیت [illegible] نازل ہوئیں۔ [illegible] انسان [illegible] جب [illegible] مستغنی [illegible] اور جب [illegible] ارشادات [illegible] حقیقت [illegible] کا احساس ہوگا۔

۷ [illegible]

صَلّٰى ؕ اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰٓى ۙ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ؕ ⑫

جب وہ نماز پڑھتا ہے بھلا دیکھو تو اگر وہ ہدایت پر ہوتا ف یا پرہیزگاری کا حکم دیتا تو اس کے لیے کتنا بہتر ہوتا

اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ؕ اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ؕ ⑭

آپ نے دیکھا کہ اگر اس نے جھٹلایا اور منہ موڑ لیا کیا نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔

كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۙ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِيَةِ ۙ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ

ہرگز نہیں اگر وہ باز نہ آیا تو ہم ضرور گھسیٹیں گے اس کی پیشانی کے بالوں سے وہ پیشانی جو جھوٹی [illegible]

سے حضور کو نماز پڑھنے سے روکتا ہے، کیا تو نے دیکھا اس بیہودہ حرکت کو [illegible] اور آپ کے [illegible] ابوجہل ملعون [illegible] بیہودہ و بے معنی ہے۔ ایک دن اس نے حضور کو نماز پڑھتے دیکھ کر [illegible] کہا کہ جب آپ سجدہ میں ہوں گے [illegible] اپنے ہاتھوں سے کسی چیز کو [illegible] کی کوشش کر رہا ہے۔ پوچھا گیا کیوں پیچھے ہٹ آئے تو کہنے لگا میرے اور ان کے درمیان ایک خندق دکھائی دی جو آگ سے بھری ہوئی ہے اور اس میں خوفناک چیزیں ہیں۔ حضور نے فرمایا اگر وہ میرے قریب آتا تو فرشتے اس کا انگ انگ جدا کر لیتے۔ اس وقت یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

ف اگر ابوجہل ہدایت قبول کر لیتا اور لوگوں کو تقویٰ کی تلقین کرتا تو اس کے لیے کتنا اچھا ہوتا۔ اب جب اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ الٹا نبی کریم کی تکذیب کی اور آپ کی اطاعت [illegible] کیا اب وہ عذاب الٰہی سے بچ سکتا ہے؟ کیا وہ نہیں جانتا کہ اس کے سب کرتوت اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے اور [illegible] اس قسم کے [illegible] کو وہ سخت عذاب میں مبتلا کر دے گا۔

اس آیت کا ایک اور مطلب بھی بیان کیا گیا ہے۔

یہاں ارءیت کا [illegible] مستقل [illegible] دوسری [illegible] ابوجہل سے [illegible] اگر ابوجہل [illegible] تقویٰ اختیار کرنے کا حکم [illegible] ہوگا؟ وہ ہدایت [illegible] عذاب اس سے [illegible] سکتا ہے؟

خَاطِئَةٍ ﴿١٦﴾ فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ ﴿١٧﴾ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ﴿١٨﴾ كَلَّا

خطاکار ہے۔ [illegible] فرشتوں کو بلا لیں گے [illegible] ہاں [illegible]

ف حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے [illegible]

[illegible]

ریاضیۃ [illegible] عذاب کے فرشتوں کو کہتے ہیں۔ [illegible]

ان آیات میں جو مشکل الفاظ ہیں ان کی تشریح بھی سن لیجیے۔

سفعا [illegible]

ناصیۃ شعر مقدم الراس [illegible]

نادیہ [illegible]

زبانیۃ [illegible]

لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۩ ﴿۱۹﴾

ہرگز نہیں! اس کی بات نہ مانیے۔ اور سجدہ کیجیے اور (اپنے رب کے) قریب ہو جائیے

ابن سیدہ اور ابو عبیدہ جس کی گرفت سخت ہو اسے عرب زبنیہ کہتے ہیں۔ قال الشاعر

مطاعیم فی القصوی مطاعین فی الوغی ۔ زبانیة غلب عظام حلومها

ترجمہ: وہ لوگ جو دور کے لوگوں کو کھانا کھلانے والے ہیں اور جنگ میں ان کی نیزہ زنی بہت سخت ہے، ان کی گرفت بہت شدید ہے، ان کی گردنیں موٹی ہیں اور ان کی عقلیں بہت بڑی ہیں۔ آیت میں ان سے مراد وہ فرشتے ہیں جو اپنی جسامت کے لحاظ سے بڑے گرانڈیل اور اپنی طاقت کے اعتبار سے بڑے سخت اور کرخت ہیں۔

[19] اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہیں کہ اس بدبخت کی بات ہرگز نہ مانیے۔ یہ اگر نماز پڑھنے سے منع کرتا ہے تو اس کی کچھ پروا نہ کیجیے۔ آپ اپنے پروردگار کی جناب میں سجدے کرتے رہیے اور کثرت سجود سے اس کا قرب حاصل کرتے رہیے۔

حضرت ثوبان فرماتے ہیں کہ میں نے سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے نصیحت طلب کی۔ فرمایا: علیک بکثرۃ السجود فانہ لا تسجد لله سجدة الا رفعك الله بها درجة وحط عنك بها خطيئة

اے ثوبان! کثرت سے سجدہ کیا کرو کیونکہ جب تو اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ ہر سجدے کے ساتھ تیرا ایک درجہ بلند کرے گا اور تیری ایک خطا معاف کرے گا۔

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: اقرب ما یکون العبد من ربہ وھو ساجد۔ بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدہ کر رہا ہو۔

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب یہ آیت پڑھتے تو سجدۂ تلاوت ادا فرماتے۔

اللھم وفقنا ان نسجد لک ونتقرب الیک یا ارحم الراحمین وصل وسلم علی نبیک حبیبک الکریم وعلی آلہ وصحبہ ومن تبعہ الی یوم الدین۔

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ القدر

نام : اس کا نام القدر ہے۔ اس میں ایک رکوع، پانچ آیتیں، تیس کلمے اور ایک سو بارہ حروف ہیں۔

نزول : علامہ آلوسی اور دیگر مفسرین رقمطراز ہیں کہ اس سورت کے نزول کے بارے میں علماء کے دو قول ہیں۔ ابو حیان کی تفسیر بحر محیط میں لکھتے ہیں کہ یہ سورت مکی ہے۔ علامہ واحدی کا قول ہے کہ یہ مدینہ طیبہ میں سب سے پہلے نازل ہوئی لیکن اکثر علماء تفسیر کا یہی قول ہے کہ یہ مکی ہے۔ پہلے قول کی تائید میں جو روایات ذکر کی جاتی ہیں وہ سند کے اعتبار سے قابل اعتبار نہیں نیز سورت کا مضمون بھی دوسرے قول کی تائید کرتا ہے۔ اس سے پہلی سورت میں نزول قرآن کا ذکر تھا اس سورت میں اس رات کی قدر و منزلت بیان کی گئی ہے جب یہ امر عظیم ہوا۔

مضمون : قدر کا معنی تقدیر اور قسمت بھی ہے اور عظمت و منزلت بھی۔ یہاں دونوں معنی لیے جا سکتے ہیں۔ بتایا کہ یہ معمولی رات نہیں بلکہ وہ رات ہے جس میں بعثت کا سلسلہ کلام و نظام کے نزول کی ابتداء ہوئی جو قسمت و تقدیر کو بدلنے والا ہے کسی ایک شخص یا قبیلے یا ملک کی نہیں بلکہ نوع انسانی کے ان تمام افراد کی جو اس کو قبول کرتے ہیں اور اس پر عمل کرنے کا تہیہ کر لیتے ہیں۔ پھر اس میں کسی زمانہ کی تخصیص بھی نہیں۔ جس طرح اس رسول کی رسالت قید زمانی سے آزاد ہے۔ اسی طرح اس کا لایا ہوا کلام بھی ان زمانی حدود سے ناآشنا ہے۔ یا اس سے اس رات کی قدر و منزلت بیان فرمائی جا رہی ہے جس رات کی خاموش گھڑیوں میں یہ صحیفۂ رشد و ہدایت نازل ہوا اور اس ذات اقدس و اطہر کو منصب نبوت پر فائز کیا گیا۔ بتایا کہ اس رات کی خیرات و برکات ہزار ماہ کی عبادت سے بڑھ کر ہیں۔ ساری رات فرشتوں کی آمد اور روح کے نزول کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور سلامتی کی بشارتیں دی جاتی رہتی ہیں۔

نیو سنٹرل جیل سرگودھا

۱۰-۳-۷۷

سُوْرَةُ الْقَدْرِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هِيَ خَمْسُ اٰيٰتٍ

سورۃ القدر مکی ہے اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے اس میں پانچ آیتیں ہیں

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ لَیْلَةُ

بے شک ہم نے اس (قرآن) کو اتارا شب قدر میں اور آپ کو کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے شب

الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا

قدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے اترتے ہیں فرشتے اور روح القدس اس میں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اور افضل ہے۔

یہ بات کہ یہ رات کس مہینہ کی کس تاریخ کو آتی ہے، اتنا تو واضح ہے کہ قرآن کا نزول رمضان میں ہوا، ثابت ہو گیا کہ یہ رات ماہ رمضان ہی کی کوئی رات ہے۔ مگر اس کے تعین کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ چالیس کے قریب اقوال ذکر ہیں لیکن [illegible] حدیث [illegible]۔ ایک حدیث میں ہے کہ رمضان شریف کے آخری عشرہ میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔ دوسری حدیث میں ہے کہ آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ اکثر علماء کا مسلک یہ ہے کہ رمضان شریف کی ستائیسویں رات لیلۃ القدر ہے۔ حضرت ابی بن کعب تو اس پر قسم بھی کھایا کرتے تھے۔

اس کو مخفی رکھنے میں بڑی حکمتیں ہیں۔ تاکہ مسلمان اس رات کی تلاش میں زیادہ سے زیادہ راتیں اللہ تعالیٰ کے ذکر اور عبادت میں گزاریں۔ اگر یہ متعین کر دی جاتی تو لوگ صرف اسی رات کو ہی جاگتے اور عبادت کرتے۔ پھر اس رات کو اگر مقرر کر دیا جاتا [illegible] ذکر و عبادت میں [illegible] حقیقت تو یہ ہے کہ جو رات بھی محبوب کی یاد میں بسر ہو وہی اہل عشق کے لیے لیلۃ القدر ہے۔ عارف ربانی ابن فارض قدس سرہ کا یہ شعر کتنا پیارا ہے۔

وکل اللیالی لیلۃ القدر ان دنت   کما کل ایام اللقاء یوم جمعۃ

ترجمہ: اگر محبوب کا قرب نصیب ہو جائے تو ساری راتیں ہی لیلۃ القدر ہیں جس طرح ایام ملاقات کا ہر دن جمعہ کا دن ہے۔

حضرت انس سے مروی ہے کہ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اذا کان لیلۃ القدر نزل جبریل فی کبکبۃ من الملائکۃ یصلون علی کل عبد قائم او قاعد یذکر اللہ عزوجل۔ یعنی جب لیلۃ القدر ہوتی ہے تو جبریل فرشتوں کے ایک جم غفیر کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں اور ہر اس بندہ کے لیے دعائے مغفرت اور التجائے رحمت کرتے ہیں جو کھڑے یا بیٹھے ہوئے اللہ عزوجل کے ذکر میں مشغول ہوتا ہے۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ان سے مصافحہ بھی کرتے ہیں۔

کتنا خوش نصیب اور بلند اقبال ہے وہ بندہ جو اس رات کو اپنے پروردگار کی یاد میں بسر کرتا ہے۔ جبریل اور دوسرے فرشتے اس کے ساتھ مصافحہ کرنے کا شرف حاصل کرنے کے لیے آسمان سے اتر کر اس کے پاس آتے ہیں اور اس کی مغفرت و بخشش کے لیے دعا مانگتے ہیں۔

حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رمضان شریف کے آخری عشرہ کے لیے خصوصی اہتمام فرمایا کرتے۔ حضرت عائشہ کا ارشاد ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل العشر شد مئزرہ واحیا لیلہ وایقظ اہلہ۔ (متفق علیہ) یعنی رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ جب یہ آخری عشرہ شروع ہوتا تو آپ کمر ہمت کس لیتے، راتوں کو ذکر الٰہی سے زندہ رکھتے اور اپنے اہل و عیال کو بھی عبادت

بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِّن كُلِّ أَمْرٍ ۛ سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝

اپنے رب کے حکم سے ہر امر کے لیے ۔ یہ سراسر سلامتی ہے یہ رہتی ہے طلوع فجر تک ۔

کے لیے جاگتے۔

حضرت عائشہ کا ارشاد ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جتنا مجاہدہ اس آخری عشرہ میں فرماتے کسی دوسرے وقت میں ایسا مجاہدہ نہ کرتے۔

اس آخری عشرہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اعتکاف بھی فرمایا کرتے تھے۔ یہ معمول تاحیات جاری رہا اور اپنے غلاموں کو بھی اعتکاف بیٹھنے کی ترغیب دلاتے۔ حضور کے وصال کے بعد امہات المومنین بھی اپنے آقا کی اس سنت پر پابندی سے عمل کیا کرتیں۔

آیت میں الروح سے مراد جبرئیل امین ہے۔ ان کی جلالت شان کے پیش نظر خصوصیت سے ان کا ذکر کیا گیا۔ بعض علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ الروح فرشتوں کی ایک صنف ہے جو فرشتوں سے جداگانہ مخلوق ہے۔ جس طرح ہم فرشتوں کو نہیں دیکھ سکتے [illegible] اس کی [illegible] کے [illegible] اللہ تعالیٰ کا حکم ہے [illegible] فرشتوں کا گروہ جو جبرئیل کی قیادت میں اس مقدس [illegible] رحمت خداوندی کے [illegible] کرتے ہیں۔

شب قدر میں فرشتوں کا یہ نزول [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] اور اس کے [illegible] جہاں کہیں بھی [illegible] کی [illegible] اس کے پاس [illegible] رحمت [illegible] اس سے [illegible] اس کے [illegible] اللہ تعالیٰ کے محبوب کی اور اس کے طفیل یہ شان ہے اس کے غلاموں کی۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب اس مقام پر لکھتے ہیں: "نزول فرشتگان و روح درآں شب برائے ملاقات اہل کمال [illegible] کیفیت [illegible] شدہ است"

ترجمہ: یعنی آسمان سے اس رات فرشتے اترتے ہیں اور جبرئیل بھی تاکہ اہل کمال انسانوں کے ساتھ ملاقات کریں اور ان کے [illegible] سے روشنی حاصل کریں اور اپنے محبوب [illegible] اس کی لذت سے بہرہ ور ہوں۔

شب قدر [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] کر دیا ہے۔

اس رات [illegible] سلامتی کی رات ہے [illegible] شیطانوں کی وسوسہ اندازیاں عابدوں کو پریشان نہیں کرتیں [illegible] کے ساتھ [illegible] رات بھر [illegible] ہر مومن [illegible] سلام [illegible]"

یعنی فرشتوں کے زمین پر اترنے کے بعد سے ان کی حفاظت کی کیفیت فجر تک رہتی ہے کہ وہ اس رات کو تمام اہل ایمان کو سلام پیش کرتے ہیں اور اہل ایمان سے مصافحہ کرتے ہیں۔ (قرطبی)

اس رات کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں دعا بلا شبہ قبول ہوتی ہے۔

مسلمان کو چاہیے کہ بڑی سرگرمی سے اس رات کی تلاش کرے، غفلت اور کاہلی سے کام نہ لے، ذوق و شوق سے رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں کو جاگے، اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتے ہوئے گڑگڑائے، جب دعا مانگے تو اپنی حاجتیں مانگنے کی بجائے بہتر صورت اپنائے۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ لیلۃ القدر نصیب ہو تو کیا دعا کروں، حضور نے فرمایا یوں دعا کرو

اللهم انك عفو تحب العفو فاعف عني

اے اللہ تعالیٰ تو بہت درگزر فرمانے والا ہے، تو درگزر کو پسند کرتا ہے، میرے گناہوں سے بھی درگزر فرما۔

اس رات کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد گرامی بھی پیش نظر رہے۔

من قام ليلة القدر ايمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه

یعنی جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ اور حصول ثواب کے لیے قیام کرتا ہے اس کے پہلے سارے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

○

واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولٰنا فانصرنا على القوم الكافرين

اللهم صل وسلم وبارك على خاتم الانبياء وسيد المرسلين شفيع المذنبين

رحمة للعالمين وعلى آله واصحابه ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين

○

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سُوْرَةُ البَیِّنَہ

نام : اس کا نام سورۃ "البیّنۃ" اور سورۃ "لم یکن" دونوں بتائے جاتے ہیں۔ اس میں ایک رکوع، آٹھ آیتیں، چورانوے کلمے اور تین سو ننانوے حروف ہیں۔

نزول : اس کے نزول کے بارے میں بھی علماء کے دو قول ہیں۔ علامہ ابوحیان اندلسی کہتے ہیں کہ اکثر کے نزدیک یہ مکی ہے۔ ان کے برعکس ابن الزبیر، عطاء بن یسار اور ابن عطیہ کی رائے یہ ہے کہ یہ مدنی ہے۔ اس کو جمہور کا قول کہا گیا ہے۔ ایک صحیح روایت سے اس دوسرے قول کی تصدیق ہوتی ہے۔ امام احمد بن حنبل اور ابن مردویہ نے ابی حبہ البدری سے روایت کیا ہے کہ جب یہ سورت نازل ہوئی تو جبرائیل نے عرض کی یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ابی ابن کعب کو پڑھ کر سنائیں۔ حضور نے ابی کو جب یہ بات بتائی تو انہوں نے بڑی حیرت سے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! کیا اس جگہ وہاں بھی میرا ذکر کیا جاتا ہے؟ حضور نے فرمایا: ہاں۔ یہ سنکر ابی کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ علامہ آلوسی یہ روایت لکھنے کے بعد لکھتے ہیں "هذا هو الاصح" یعنی یہی صحیح ہے۔ مشرکین کے ساتھ اہل کتاب کا ذکر بھی اسی قول کی تائید کرتا ہے۔

مضامین : سورۃ "العلق" میں نزولِ کتاب "القدر" میں اس رات کی قدر و منزلت اور اس سورت میں رسالت کی ضرورت کو بیان فرمایا جا رہا ہے کہ مشرک اور اہل کتاب اس وقت تک اپنے باطل عقائد سے دستبردار نہیں ہوں گے جب تک ایسا رسول تشریف نہ لے آئے جس کی ذات اور جس کا کردار اس کی دعوت کی صداقت کی روشن دلیل ہو۔ پھر بتایا کہ اہل کتاب کا راہِ حق سے انحراف اس وجہ سے نہ تھا کہ ان کے پاس کوئی آسمانی صحیفہ نہیں آیا تھا یا ان کی طرف کوئی رسول بھیجا نہیں گیا تھا۔ بلکہ یہ لوگ محض ذاتی اغراض اور نفسانی مفاد کی وجہ سے حق کو چھوڑ گئے۔

پھر اس حقیقت کو واضح کیا گیا کہ سب نبی اور رسول ایک ہی دین کی دعوت دینے کے لیے مبعوث کیے جاتے رہے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پورے اخلاص اور یکسوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت، نماز کی اقامت اور زکوٰۃ کی ادائیگی۔ جن لوگوں نے اس دعوت کو قبول نہ کیا اور اس پر عمل کرنے سے گریز کیا وہ بدترین خلائق ہیں۔ لیکن جن خوش نصیبوں نے اس دعوت کو صدق دل سے قبول کیا اور اس کے مطابق اپنی زندگی بسر کی وہ تمام مخلوق سے بہتر و ارفع ہیں۔ جنت کی ابدی نعمتوں کے ساتھ نہیں بلکہ انہیں یہ مژدہ بھی سنایا جا رہا ہے کہ "رضی اللہ عنہم" پھر یہ بتایا کہ جس طرح انہوں نے زندگی بھر اس کی رضا طلب کی اس کے عوض میں ان کو ایسے مقام پر ہمکنار کیا جائیگا جہاں ہمیشہ ہمیشہ ان پر عنایات ہوں گی اور وہ اپنے مولا کریم سے راضی ہوں گے۔

سُوْرَةُ الْبَيِّنَةِ مَدَنِيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثَمَانِيْ اٰيَاتٍ

[illegible]

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ

[illegible]

مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۙ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ﴿٢﴾ فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ﴿٣﴾ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا

پاک صحیفے جن میں لکھی ہوئی ہیں درست آیتیں اور نہیں بٹے فرقوں میں اہل

الْكِتَابَ إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ﴿٤﴾ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا

کتاب مگر اس کے بعد کہ آگئی ان کے پاس روشن دلیل حالانکہ نہیں حکم دیا گیا تھا انہیں مگر

اس دوسری آیت میں بتا دیا کہ وہ البینۃ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے جسے اللہ تعالیٰ نے [illegible] کے سبب [illegible] گمراہوں کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا ہے۔ قال الزجاج [illegible] البینۃ [illegible] البینۃ کا بدل ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

[illegible]

وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۗ أُولٰٓئِكَ

اہل کتاب سے (ہوں) اور مشرکین کی جہنم کی آگ میں ہوں گے، اور اس میں ہمیشہ رہیں گے، یہی لوگ

هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۞ إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ

بدترین مخلوق ہیں ۔ شہ ۔ اور یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے،

أُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۞ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ

وہی ساری مخلوق سے بہتر ہیں ۔ شہ ۔ ان کی جزا ان کے پروردگار کے پاس ہمیشگی کی جنتیں

عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ أَبَدًا ۗ رَضِيَ

ہیں، رواں ہوں گی جن کے نیچے نہریں، وہ ان میں تا ابد رہیں گے۔ شہ اللہ تعالیٰ ان

شہ آفتاب ہدایت سر فلک ہے۔ [illegible] ان کی جہالت [illegible] جو لوگ اب بھی اس کا انکار کرتے ہیں [illegible] وہ تمام مخلوق سے بدتر ہیں [illegible] وہ ہمیشہ اس میں جلتے رہیں گے، [illegible] اور اسی کے مستحق ہیں۔

شہ ان کے برعکس جو لوگ [illegible] رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] فرشتے بھی وہاں پہنچ نہیں سکتے۔

شہ جنت کے ساتھ ساتھ [illegible]

اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ﴿٨﴾

سے راضی اور وہ راضی ہو گئے اس سے ـلہ یہ (سعادت) اس کو ملتی ہے جو اپنے رب سے ڈرتا رہا ـلہ

ـلہ جنت اور اس کی نعمتیں اگرچہ بڑی مسرتوں سے ہیں لیکن ایک اعلیٰ ترین انعام انہیں بخشا جائے گا اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ ان پر راضی ہو جائے گا۔ یہ رضا و خوشنودی کبھی ختم نہیں ہو گی۔ اور وہ اپنے مالک کی نعمت اور نیاز مندی کو دیکھ کر ان پر راضی ہو جائے گا اور وہ نیاز مند اپنے کریم رب کی بے پایاں عنایات سے مسرور ہو کر اس سے راضی ہو جائیں گے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت کو پکاریں گے یا اهل الجنة وہ جواب عرض کریں گے لبیک ربنا وسعدیک والخیر فی یدیک۔ اے ہمارے پروردگار ہم حاضر ہیں ساری سعادتیں اور بھلائیاں تیرے ہی دست قدرت میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ دریافت کریں گے کہ اب تم راضی ہو؟ وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب ہم تجھ پر راضی کیوں نہ ہوں جبکہ تو نے ہمیں وہ نعمتیں عطا فرمائی ہیں جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو عطا نہیں کیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں اس سے بھی ایک افضل چیز تمہیں عطا نہ کروں؟ وہ کہیں گے الٰہی! اس سے افضل اور کیا چیز ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا میں تمہیں اپنی رضا اور خوشنودی سے اس طرح سرفراز کرتا ہوں کہ اس کے بعد میری ناراضگی کا تمہیں کوئی اندیشہ نہیں۔ (متفق علیہ)

ـلہ یہ مقام بلند اور منصب رفیع ہر ایک کے نصیب میں نہیں۔ رضائے الٰہی کی اس دولت کو اس کے حصول کے لیے یہ شرط ہے کہ یہ ان سعادت مندوں کا حصہ ہے جو دل کی گہرائیوں سے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ اس کی عظمت و کبریائی سے ہر وقت ان پر ہیبت طاری رہتی ہے۔ اگر بھولے سے کوئی لغزش ہو جائے تو رات رات بھر ندامت کے آنسو بہاتے رہتے ہیں۔ ان لوگوں کو جو ہیبت و خشیت حاصل ہوتی ہے

[illegible]

○

اللهم اجعلنا منهم بمنك وكرمك يا المستعان فاطر السمٰوٰت والارض انت ولي في الدنيا والآخرة توفني مسلما والحقني بالصالحين۔

مسکین کرم جو شنے کند اے رحمت عشاق تو خوش
گر من ادب شناس نیستم در کار ایشان تو کش مرا

اللهم صل وسلم وبارك على حبيبك الاكرم ومحبوبك الكريم صاحب الخلق العظيم والجميل وعلى آله الطيبين الطاهرين الكاملين وعلى ائمة من صحابه واولياء امته وعلمائهم وعلى سائر محبيه الى يوم الدين

شاعر سے معذرت کے ساتھ۔ اصل الفاظ یہ ہیں: مسکین حسنی سے گریست ۱۲

تعارف

WWW NAFSEISLAM COM

سورۃ الزلزال

نام: اسے سورۃ "اذا زلزلت" اور سورۃ "زلزال" بھی کہتے ہیں۔ اس میں ایک رکوع، آٹھ آیتیں، ۳۵ کلمے اور ایک سو انتالیس حروف ہیں۔

نزول: اس کے نزول کے بارے میں بھی علماء کے دو قول ہیں۔ حضرت ابن عباس، مجاہد اور عطاء کے نزدیک یہ مکی ہے۔ قتادہ اور مقاتل نے اسے مدنی بتایا ہے لیکن سورت کے مضامین میں غور کیا جائے تو پہلے قول کی تائید ہوتی ہے۔

مضامین: خدا فراموش انسان بڑی بے باکی اور بے حیائی سے زمین کے گوشے گوشے کو اپنے گناہوں سے داغدار کرتا رہتا ہے۔ وہ خیال کرتا ہے کہ یہ درخت، یہ پتھر، یہ خاک کے ذرے تو گونگے بہرے ہیں۔ انہیں اس کے کرتوتوں کا احساس تک نہیں۔ لیکن یہ اس کی نادانی ہے۔ جب قیامت کے جھٹکوں سے یہ زمین پھٹ جائے گی، اس میں چھپی ہوئی سب چیزیں آشکار ہو جائیں گی۔ اس وقت زمین کے وہ درخت جن کی گھنی چھاؤں میں وہ داد عیش دیتا رہا اور وہ چٹانیں جن کی اوٹ میں وہ گناہ کرتا رہا، زمین کی آبادیاں، وہ پتھر، وہ گلیاں سب گواہوں کی طرح کھڑے ہو جائیں گے اور اس کے اعمال کا کچا چٹھا کھول کر سامنے رکھ دیں گے۔ اس وقت اس کی آنکھ کھلے گی لیکن بے سود۔

اس وقت لوگ گروہ در گروہ پیش کیے جائیں گے۔ ہر شخص کی ہر چھوٹی بڑی نیکی کا اجر اسے ملے گا۔ اسی طرح ہر شخص کی ہر چھوٹی بڑی برائی کا نتیجہ بھی اسے دیکھنا پڑے گا۔

نیو سنٹرل جیل سرگودھا
[illegible]

سُوْرَةُ الزِّلْزَالِ مَدَنِيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثَمَانِ اٰيَاتٍ

سورۃ الزلزال مدنی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے اس کی آٹھ آیتیں ہیں

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝۱ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۝۲

جب تھرتھرانے لگے گی زمین پوری شدت سے ۱؎ اور باہر پھینک دے گی زمین اپنے بوجھوں (یعنی دفینوں) کو ۲؎

وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۝۳ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۝۴ بِاَنَّ

اور انسان (حیران ہو کر) کہے گا اسے کیا ہو گیا ۳؎ اس روز وہ بیان کرے گی اپنے سارے حالات ۴؎ کیونکہ

۱؎ زلزال: زور سے جنبش دینا، ہلانا۔ زلزلہ کہا جاتا ہے۔ علامہ راغب لکھتے ہیں الزلزلۃ الاضطراب وتکریر حروف لفظہ تنبیہ علی تکریر معنی الزلزلۃ۔ یعنی زلزال مضطرب ہونے کو کہتے ہیں اور حروف کا تکرار جنبش کے تکرار پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی اس کی شدت اور وقت کے لحاظ سے یہ ہے کہ جب زمین شدید جھٹکوں کے باعث پوری قوت کے ساتھ تھرتھرانے لگے گی۔

بعض علماء کے نزدیک اس سے مراد وہ زلزلہ ہے جو قرب قیامت کے وقت آئے گا۔ اس کے باعث پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور بڑے بڑے محلات اور کئی منزلہ عمارتیں زمین بوس ہو جائیں گی اور بعض کا خیال ہے کہ نفخۂ ثانیہ کے وقت زمین جو لرزے گی یہاں اس زلزلہ کا ذکر ہو رہا ہے۔ بعد والی آیت اس کو ترجیح دیتی ہے۔

۲؎ نفخۂ ثانیہ کے وقت جب زلزلہ آئے گا تو زمین کے اندر جو کچھ چھپا ہوا ہے وہ اسے نکال کر باہر پھینک دے گی۔ سارے مردے جو اس کی آغوش میں دفن ہیں جس حالت میں ہوں گے باہر نکل آئیں گے۔ اگر ان کے ذرے منتشر ہو کر زمین کے طول و عرض میں بکھرے ہوئے ہوں گے تو ان کو یکجا کر دیا جائے گا۔ جو معدنیات، بیش قیمت خزانے اور راز اس میں مستور ہوں گے، سب ظاہر ہو جائیں گے۔

۳؎ انسان سے مراد یہاں وہ انسان ہے جو قیامت کا شدت سے انکار کیا کرتا تھا۔ جو دلائل سن لینے کے باوجود اس کو اسے تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ تھا۔ جب وہ سب کچھ ہوتے ہوئے دیکھے گا تو حیران و ششدر رہ جائے گا اور حیرت سے پوچھے گا یہ کیا ہو رہا ہے۔ [illegible] اہل ایمان جو قرب قیامت کا یقین رکھتے تھے جب دیکھیں گے کہ زندہ ہو کر قبروں سے نکل رہے ہیں تو ان کی زبان پر یہ کلمات جاری ہوں گے هذا ما وعدنا الرحمن وصدق المرسلون [illegible]

۴؎ اس وقت زمین اپنی سرگزشت کہنا شروع کر دے گی [illegible]

[illegible] حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی پھر [illegible] اللہ ورسولہ اعلم اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں [illegible] ان تشہد علی کل عبد او امۃ بما عمل علی ظہرہا۔ تقول عمل [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] روایت فرمایا [illegible] جو کام بھی اس پر کوئی شخص کرے گا یہ اس کی شہادت دے گی۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ دستور تھا کہ آپ بیت المال کا سب مال [illegible] تقسیم کر دیتے جب وہ خالی ہو جاتا تو اس میں دو نفل ادا کرتے اور [illegible] بیت المال کے [illegible] تمہیں گواہی دینی ہوگی کہ میں نے تمہیں حق کے ساتھ بھرا اور حق کے ساتھ خالی کر دیا۔

آج سے کچھ عرصہ قبل جب یہ آیت تلاوت کی جاتی [illegible]

[illegible] انکار کرے؟

قرآن کریم نے بڑی صراحت سے [illegible] عدل و انصاف کے تقاضوں کے مطابق [illegible] الیوم نختم علی افواہہم وتکلمنا ایدیہم وتشہد ارجلہم بما کانوا یکسبون۔ یعنی آج ہم ان کے منہ پر مہر لگا دیں گے [illegible] پیش کر دی جائے گی۔

رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ۝ يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا لِّيُرَوْا

آپ کے رب نے اسے ایسا ہی حکم دیا ہے ۔ اس روز لوگ پلٹ کر آئیں گے گروہ در گروہ ۔ تاکہ انہیں دکھلائے جائیں

أَعْمَالَهُمْ ۝ فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ وَمَن

ان کے اعمال پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے

يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۝

ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ بھی اسے دیکھ لے گا ۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ایک اعرابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے کچھ تعلیم دیجئے۔ حضور نے یہی سورت پڑھ کر اسے سنائی۔ سن کر کہنے لگا والذی بعثک بالحق لا ازید علیہا ابدا۔ کہ آپ کو حق کے ساتھ بھیجنے والے کی قسم! میں کبھی اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں۔ اور رخصت ہو کر واپس چلا گیا۔ حضور نے دو بار فرمایا یہ شخص کامیاب ہو گیا ہے۔

مسلمانوں کو چھوٹی نیکی کو حقیر سمجھ کر اسے نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ بسا اوقات ایسی معمولی نیکی ہی باعث نجات بن جاتی ہے۔ یونہی کسی گناہ کو معمولی خیال کر کے اس کا ارتکاب کرتا چلا جائے تو وہ ایک دن پہاڑ بن جائے گا۔ ایسی غلطی کبھی نہیں کرنی چاہیے۔ قدم قدم پر بڑی ذلت اٹھانی پڑے گی۔ اس لیے کسی نیکی کو حقیر سمجھ کر اسے ترک نہ کرو اور کسی گناہ کو معمولی سمجھ کر اس کا ارتکاب نہ کرو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات خاص توجہ کے مستحق ہیں:

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من تصدق بعدل تمرۃ من کسب طیب ولا یقبل اللہ الا الطیب فان اللہ یتقبلہا بیمینہ ثم یربیہا لصاحبہ کما یربی احدکم فلوہ حتی تکون مثل الجبل۔ متفق علیہ

ترجمہ: رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسب حلال سے ایک کھجور کی مقدار صدقہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے قبول کر کے اپنے دائیں ہاتھ میں لے لیتا ہے۔ پھر اس کی نشوونما کرتا ہے یہاں تک کہ وہ پہاڑ کی طرح بڑا ہو جاتا ہے۔ حضور نے حضرت ابو ہریرہ کو ارشاد فرمایا کہ کسی نیکی کو حقیر مت سمجھا کرو۔ اگرچہ تو اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملاقات کرے۔

یہاں ایک چیز وضاحت طلب ہے کہ جب یہ اصول تسلیم کر لیا گیا کہ ہر شخص کو اس کی ذرہ بھر نیکی کا اجر اور ذرہ بھر برائی کی سزا ملے گی تو کیا کفار نے جو نیک کام کیے ہیں انہیں قیامت کے دن ان کا ثواب ملے گا؟ یا نیک لوگوں نے جو گناہ کیے ہیں انہیں ان کی سزا بھگتنی ہوگی؟ علمائے کرام نے لکھا ہے کہ کفار کے نیک اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بے وضو نماز ادا کرے۔ ان کے اعمال صالحہ کی بارآوری کے لیے ایمان شرط تھا۔ شرط کے مفقود ہونے کے باعث ان اعمال کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ کفار کو ان کے نیک اعمال کی جزا اس دنیا میں دے دی جاتی ہے۔ صحت، شہرت، اولاد، دولت کی کثرت ان صورتوں میں ان کا حساب چکا دیا جاتا ہے۔ قیامت پر ان کا ایمان تھا نہ انہوں نے اس نیت سے نیکیاں کی تھیں کہ انہیں اس کا ثواب ملے گا۔

بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ جن کی موت کفر پر ہوئی خواہ وہ ہوں تو ان کو کوئی نیکی نہیں بچا سکے گی البتہ ان کے اعمال کا اثر عذاب کی شدت میں تخفیف کی صورت میں ظاہر ہوگا۔

دوسری جہت سے مخلص مومنوں کے بارے میں آیت کریمہ سے یہ فرمایا کہ جس شخص نے توبہ کر لی اس کی خطائیں بخش دی جائیں گی۔ نامۂ اعمال سے بھی انہیں مٹا دیا جائے گا۔ فرشتوں کو بھی یاد نہ رہے گا کہ انہوں نے کیا جرم کیے تھے یا ان کی لغزشوں کی سزا انہیں دنیا میں بیماری، مصیبت اور ناکامی کی شکل میں دے دی جاتی ہے۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابو بکر خدمت اقدس میں حاضر تھے اور کھانا کھا رہے تھے۔ یہ بات سن کر کھانا چھوڑ دیا۔ عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم ذرہ ذرہ اعمال کو دیکھیں گے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

ما رأيت من مصائب [illegible] حتى تعطونه يوم القيامة۔ (قرطبی) اس دنیا میں جو تمہیں

تکلیف پہنچتی ہے یہ تمہاری خطاؤں کا نتیجہ ہے اور تمہاری نیکیاں محفوظ کی جائیں گی اور قیامت کے دن تم سب کو لوٹا دی جائیں گی

ولك الحمد ولك الشكر على ان شرفت وشرحت الكتاب الكريم يا رحمن بجاه حبيبك ومحبك

وحبيب محمد وعلى آله وصحبه ومن تبعه بعده الى يوم الدين

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سُورَۃُ الْعٰدِیٰت

نام : اس سورۂ مبارکہ کا نام العدیٰت ہے جو اس کا پہلا لفظ ہے۔ یہ ایک رکوع، گیارہ آیتوں، چالیس کلمات اور ایک سو تریسٹھ حروف پر مشتمل ہے۔

نزول : اس کے بارے میں دو قول ہیں۔ بعض علماء کے نزدیک یہ مکی ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے اور بعض علماء اسے مدنی کہتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دونوں ہی مروی ہے۔

مضامین : متعدد قسمیں کھا کر چند حقائق کی نقاب کشائی کی جا رہی ہے۔ پہلے تو یہ بتایا کہ انسان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے۔ بستا رہتا اس کی زمین پر ہے، سانس اس کی ہوا میں لیتا ہے۔ اس کے دسترخوان نعمت کا ریزہ چین ہے۔ اس کے باوجود نہ اس کا شکر ادا کرتا ہے اور نہ اس کی عبادت و اطاعت کو اپنا وظیفہ حیات بناتا ہے۔ یہ ایک کھلی حقیقت ہے جس پر اس کے اپنے اعمال و اطوار بطور گواہ پیش کیے جا سکتے ہیں۔ نہ کسی دوسرے گواہ کی ضرورت ہے اور نہ کسی مزید ثبوت درکار ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ دولت کی محبت اس کے دل میں گھر کر گئی ہے وہ اس کو حاصل کرنے اور اس کو زیادہ سے زیادہ جمع کرنے کی ہوس میں دیوانوں کی طرح شب و روز سرگرداں رہتا ہے۔ اس کی عقل و فہم پر جتنا افسوس کیا جائے اتنا کم ہے۔ اسے اتنی بھی خبر نہیں کہ اس کا خالق اس کے ظاہر و باطن کو جانتا ہے۔ اس کے سینے کے راز بھی اس پر عیاں ہیں۔ قیامت کے دن اسے اس رب کائنات کے سامنے پیش ہونا ہے جو اس کے جملہ حالات سے پوری طرح باخبر ہے

یہ سطور جیل سرگودھا

۱۰ ـ ۳ ـ ۹۹

سُوْرَةُ الْعٰدِيٰتِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً

[illegible]

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۙ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۙ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۙ

[illegible]

فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۙ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَكَنُوْدٌ ۝٦ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۝٧ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۝٨

ناشکرا ہے (۶) اور وہ اس پر خود گواہ ہے (۷) اور بیشک وہ مال کی محبت میں بڑا سخت ہے (۸)

اس صورت کا ذکر ہی قسم کر کے کیا جا رہا ہے [illegible]

[illegible]

[illegible] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

[illegible]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کنود [illegible]

أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ ﴿٩﴾ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ ﴿١٠﴾

کیا وہ اس وقت کو نہیں جانتا جب نکال لیا جائے گا جو کچھ قبروں میں ہے ف اور ظاہر کر دیا جائے گا جو کچھ سینوں میں پوشیدہ ہے ف

لیے اس دنیا کی [illegible] آخرت کے [illegible]

ف اس چیز کو ثابت کرنے کے لیے کہ انسان ناشکرا ہے کسی غیر [illegible] انسان کے اپنے اطوار و اعمال اس بات کی شہادت دینے کے لیے کافی ہیں

ف خیر سے مراد یہاں مال و دولت ہے اور مال و دولت سے انسان کی محبت فطری [illegible] دولت [illegible] انسان [illegible] دولت کے [illegible] اس بات کی شہادت [illegible] دولت و ثروت [illegible]

ف [illegible]

ف [illegible]

إِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌ ﴿١١﴾

یقیناً ان کا رب ان سے اس روز خوب باخبر ہوگا ف

ف اگرچہ اللہ تعالیٰ آج بھی ان کے حالات سے پوری طرح واقف ہے لیکن اس روز ان کی آگاہی اور باخبری کی کیفیت [illegible] ہوگی۔ [illegible] علیہ منہم خافیہ وھو عالم لہم یومئذ [illegible] فی غیرہ ولکن [illegible] یومئذ [illegible] الیوم۔

○

اللھم یا شہید انک شہید بما نقصد [illegible] انک حی کریم تحب العفو فاعف عنا یا غفور یا ودود یا رحیم۔ اللھم صل وسلم وبارک علی حبیبک [illegible] سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

○

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سُورَۃُ القارعۃ

نام: اس سورۃ کا نام "القارعۃ" ہے۔ اس میں ایک رکوع، آٹھ آیتیں، چھتیس کلمے اور ایک سو باون حروف ہیں۔

نزول: باتفاق علماء یہ مکی سورت ہے۔

مضامین: پہلے قیامت کے بارے میں استفسار کرکے لوگوں کو چونکا دیا اس کے بعد ان لرزہ خیز حالات کو بیان کیا جو روزِ قیامت رونما ہوں گے۔ لوگ پروانوں کی طرح مدہوش بکھرے پڑے ہوں گے۔ پہاڑ دھنی ہوئی رنگین اون کی طرح فضا میں اُڑ رہے ہوں گے۔

پھر ارشاد فرمایا: سن لو! جس شخص کی نیکیوں کا پلڑا اس روز بھاری ہوگا فقط اُسے ہی خوش و خرم زندگی نصیب ہوگی لیکن جس کی نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہوگا وہ "ہاویہ" میں پھینک دیا جائے گا۔

نیو سنٹرل جیل سرگودھا

۷۷-۴-۱۰

سُورَةُ الْقَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ إِحْدَى عَشْرَةَ آيَةً

[illegible]

الْقَارِعَةُ ۙ مَا الْقَارِعَةُ ۚ وَمَآ أَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۞ يَوْمَ

[illegible]

يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۙ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ

[illegible]

الْمَنْفُوْشِ ۞ فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رَّاضِيَةٍ ۝٧ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ ۝٨ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ ۝٩

میں ہوگا۔ اور جس کے نیکیوں کے، پلڑے ہلکے ہوں گے ٥ تو اس کا ٹھکانا ہاویہ ہوگا۔

زندگی صرف [illegible] ہوں گے

ـــہ [illegible] ہے۔ [illegible] آیت [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں کی نیکیوں کے پلڑے بھاری ہوں گے ان کو ایسی زندگی نصیب ہوگی [illegible] آرام و آسائش کے تمام سامان ہوں گے۔ [illegible] شامل و فراواں ہوگا

ــہ لیکن جن بدبختوں کی نیکیوں کے پلڑے ہلکے ہوں گے [illegible] حدیث پاک میں ہے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] انه لیأتی الرجل العظیم السمین یوم القیامة لا یزن عند الله جناح بعوضة اقرءوا فلا نقیم لهم یوم القیامة وزنا۔ قیامت کے دن ایک بڑا موٹا آدمی پیش کیا جائے گا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر جتنا [illegible] پھر یہ آیت پڑھی فلا نقیم لهم یوم القیامة وزنا کہ قیامت کے دن ان کا کوئی وزن نہیں ہوگا۔ هاویة دوزخ کے طبقات میں سے ایک طبقے کا نام ہے جو نہایت گہرا ہے اس کی گہرائی کا اندازہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہو سکتا (مظہری)

لیکن صاحب [illegible] جنت میں داخل [illegible] [illegible] جائے گا۔ [illegible]

حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا [illegible] ترازو نصب کیے جائیں گے [illegible] [illegible] [illegible] ترازو نصب کیا جائے گا [illegible] قرآن کریم میں ہے [illegible]

علامہ قرطبی یہ حدیث نقل کرنے کے بعد [illegible]

بالبلاء کرمتهم بالعطاء (مظہری)

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَاهِيَهْ ⑩ نَارٌ حَامِيَةٌ ⑪ ع

اور آپ کو کیا معلوم کہ وہ (ہاویہ) کیا ہے ۔ ایک دہکتی ہوئی آگ ہے ؎

شاید یہاں مراد اللہ تعالیٰ کے عاشق اور محب ہیں جو اس کی طرف سے دی ہوئی مصیبتوں پر بھی اسی طرح راضی رہتے ہیں جس طرح اس کی نعمتوں پر وہ راضی ہوتے ہیں

؎ وہ آگ جو حرارت اور تپش میں تمام حدود سے تجاوز کر گئی ہو ۔ قد حمیت بلغت النہایۃ فی الحرارۃ

○

ربنا قنا عذاب النار   سبحانک انت الغفار

واحشرنا مع الابرار   انک انت الستار

اللہم صل علی سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

○

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سُورۃ التکاثر

نام : اس سورت کا نام التکاثر ہے یہ لفظ پہلی آیت میں مذکور ہے۔ اس کا ایک رکوع اور آٹھ آیتیں ہیں۔ اس کے کلمات کی تعداد اٹھائیس اور حروف کی تعداد ایک سو بیس ہے۔

زمانۂ نزول : اگرچہ بعض روایات میں یہ سورت مدنی ہے لیکن جمہور علماء کے نزدیک اس کا نزول مکہ مکرمہ میں ہی ہوا۔ یہی قول قرین صحت ہے۔

اس کے شانِ نزول کے بارے میں تفسیر مظہری میں یہ روایت مذکور ہے کہ قریش کے دو قبیلوں بنی عبد مناف اور بنی سہم کے درمیان اس بحث کا آغاز ہوا کہ ان دونوں میں سے اعلیٰ و ارفع کون ہے۔ چنانچہ اپنے حریف پر اپنی فوقیت اور برتری ثابت کرنے کے لیے ہر قبیلہ نے اپنے اموال، اپنی جائیدادیں اور اپنے افراد کی کثرت تعداد کو پیش کیا۔ یہاں تک کہ جو لوگ اس دنیا سے پہلے رخصت ہو چکے تھے ان کی قبروں کا بھی شمار کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرما کر ان کی اس احمقانہ معرکہ آرائی کی حقیقت کو آشکارا کر دیا۔

مضامین : اس سورت میں بڑی وضاحت سے ان لوگوں کی نادانی اور کم عقلی کا پردہ چاک کیا گیا ہے جو ایسی چیزوں پر فخر کرتے ہیں جو فانی ہیں۔ ان امور کو اپنے لیے باعث عز و افتخار شمار کرتے ہیں جو مقام انسانیت سے فروتر ہیں۔ انہیں بتایا جا رہا ہے کہ تم اپنے انجام سے آنکھیں بند کیے ہوئے دولت کے انبار سمیٹنے میں از حد مصروف ہو، تمہیں اتنی فرصت بھی نہیں کہ اپنے مستقبل کے بارے میں غور و فکر کر سکو لیکن یاد رکھو جب تمہیں موت کا پیالہ پلایا جائے گا تو اس وقت تمہاری بند آنکھیں کھلیں گی اور مستور حقیقتیں عیاں ہو جائیں گی۔ تمہیں جہنم کی وادی پر کھڑا کر دیا جائے گا۔ اس وقت تم پچھتاؤ گے، کف افسوس ملو گے لیکن سب بے سود۔ اگر تم چاہتے ہو کہ مرنے کے بعد تمہیں شرمندگی اور ندامت سے دوچار نہ ہونا پڑے تو اب آنکھیں کھولو، ہوش میں آؤ۔ اموال و اولاد کے پیچھے بھاگنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کی رضا کی جستجو میں اپنی صلاحیتوں کو وقف کر دو۔ یہ مال و دولت یہ فرزند و دلبند، یہ عزت و جاہ جس سے تمہیں بے پناہ محبت ہے یہ سب اللہ منعم حقیقی کی یاد کا ہی عطیہ ہے جو تم سے الگ ہو جائے گا۔ یہ تمہیں اس لیے تو نہیں دی گئیں کہ تم سرکش بن جاؤ اور اپنے پروردگار کے خلاف علم بغاوت بلند کرو۔ عقلمندی کا تقاضا تو یہ تھا کہ تم احسان شناس بنتے اور ان نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے رب کریم کا شکر بھی ادا کرتے۔ یاد رکھو قیامت کے دن جب تم داور محشر کے سامنے پیش کیے جاؤ گے تو تم سے ان تمام نعمتوں کے بارے میں باز پرس کی جائے گی اور تمہیں اس کا جواب دینا ہو گا۔

سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثَمَانِيْ اٰيَاتٍ

سورۃ التکاثر مکی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان نہایت رحم والا ہے اس میں آٹھ آیات ہیں

أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ① حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ② كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ③

غافل رکھا تمہیں [illegible] ① یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پہنچے ② [illegible] تم جلد جان لو گے ③

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ ۝٥

[illegible]

لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ ۝ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِينِ ۝ ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ۝٨ ع

اس دن ان نعمتوں کے بارے میں ش

ش امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے جس کے مطالعہ سے اس آیت کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ ایک روز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غریب خانہ سے باہر تشریف لائے تو ابوبکر و عمر سے ملاقات ہوئی۔ حضور نے پوچھا اس وقت تم دونوں اپنے گھروں سے باہر کیوں نکلے ہو۔ دونوں نے عرض کی یا رسول اللہ! بھوک کی وجہ سے۔ حضور نے فرمایا مجھے بھی اسی وجہ نے باہر نکالا ہے۔ حضور دونوں کو ہمراہ لے کر ایک انصاری کے گھر تشریف لے گئے۔ دوسری روایت میں ان کا نام مالک بن التیہان درج ہے۔ لیکن وہ گھر پر موجود نہ تھے۔ ان کی بیوی نے جب حضور کو دیکھا تو بڑی گرمجوشی سے خوش آمدید کہا۔ حضور نے پوچھا تمہارا شوہر کہاں ہے؟ اس نے عرض کی وہ ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد انصاری آگئے۔ جب حضور کو اور حضور کے ساتھیوں کو دیکھا تو خوشی کی انتہا نہ رہی۔ کہنے لگے الحمد للہ ما احد الیوم اکرم اضیافا منی آج روئے زمین پر کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس کے پاس میرے مہمانوں سے زیادہ عزت والے مہمان آئے ہوں۔ یہ کہہ کر وہ باغ کی طرف چلا گیا اور کھجوروں کا ایک گچھا توڑ کر لایا جس میں پختہ، نیم پختہ اور تر کھجوریں تھیں۔ عرض کی حضور تناول فرمائیے۔ پھر اس نے چھری پکڑی۔ حضور نے فرمایا ایاک والحلوب۔ شیردار بکری کو ذبح نہ کرنا۔ پس اس نے ایک بکری ذبح کی اور ان معزز مہمانوں نے اس کا گوشت بھی تناول فرمایا اور کھجوریں بھی کھائیں اور ٹھنڈا پانی بھی پیا۔ جب سیر ہو گئے تو اللہ تعالیٰ کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابوبکر و عمر سے فرمایا اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ روز قیامت تم سے ان نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ بھوک تمہیں اپنے گھروں سے نکال لائی اور تم ان نعمتوں سے شاد کام ہو کر اب واپس جا رہے ہو۔

اس آیت میں تمام انسانوں کو اس بات کی طرف متوجہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ ان پر جو انعام فرماتا ہے وہ اس کا شکر بجا لائیں اور اس بات کو بھی واضح فرما دیا کہ ان کے بارے میں تم سے باز پرس ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ہر نعمت کی قدر کرنے اور اس کا شکر ادا کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے تاکہ جب قیامت کے دن باز پرس ہو تو ہمیں ندامت نہ ہو۔ واللہ ولی التوفیق۔

○

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سُورۃ وَالعصر

نام : اس سورت کا نام العصر ہے جو پہلی آیت سے ماخوذ ہے۔ یہ ایک رکوع اور تین آیات پر مشتمل ہے۔ اس کے کلمات کی تعداد چودہ اور حروف کی تعداد اڑسٹھ ہے۔

زمانہ نزول : جمہور علماء کے نزدیک یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اس کا اسلوب بیان اسی قول کی تائید کرتا ہے۔

شانِ نزول : حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا شان نزول یہ بتایا ہے کہ کلدہ بن اسید جس کی کنیت ابو الاسدین تھی۔ عہد جاہلیت میں حضرت ابو بکر کے دوست تھے۔ اس کا بڑا یارانہ تھا۔ حضرت ابو بکر مشرف باسلام ہوئے تو یہ ملاقات کے لئے آپ کے پاس آیا۔ کہنے لگا اے ابو بکر! تمہاری دانائی اور دانشمندی ہر شک و شبہ سے بالاتر تھی۔ کاروبار میں بھی تمہارا کوئی ہمسر نہ تھا۔ اپنی عقل و دانش کے باعث تمہارا ہر دوست تمہارا بڑا گرویدہ تھا۔ اپنی فہم و دانش کے باوجود تم نے اپنے آباء و اجداد کا طریقہ چھوڑ دیا۔ لات و عزیٰ کی عبادت ترک کر دی۔ ان کی شفاعت سے اپنے آپ کو محروم کر لیا۔ تم سے ایسی حماقت کی توقع ہرگز نہ تھی۔ تو تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ آپ نے اس کو جواب دیا کہ جو شخص حق کو قبول کر لیتا ہے اور ثابت قدمی سے راہ راست پر گامزن ہوتا ہے وہ نقصان کا شکار نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی جس سے حضرت صدیق کے قول کی تصدیق ہوتی ہے۔ (تفسیر عزیزی)

مضامین : یہ تین آیات ہیں یا اسرار و معارف کے خزینے ہیں جن کا کوئی کنارہ نہیں جن کی وسعت و گہرائی بے اندازہ ہے۔ عبارت کے ایجاز کو دیکھ کر فصحاء عرب تصویر حیرت بن گئے اور معانی کے شان اعجاز کو دیکھ کر عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔

علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ عمرو بن عاص ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے کہ ان کی ملاقات مسیلمہ کذاب سے ہوئی۔ اثنائے گفتگو میں مسیلمہ نے پوچھا کہ تمہارے اس دوست یعنی تمہارے صاحب پر کیا نازل ہوا ہے؟ عمرو نے کہا بڑی مختصر و شاندار بلیغ سورت نازل ہوئی ہے۔ اس نے پوچھا کون سی؟ انہوں نے یہ سورت پڑھ کر سنائی۔ چنانچہ اس نے توقف کیا، پھر کہا اسی قسم کی سورت مجھ پر بھی نازل ہوئی ہے اور یوں پڑھنے لگا:

"یا وَبَرُ یا وَبَرُ وانما انت اذنان وصدر وسائرک حفرٌ نقر۔"

پھر داد طلب نگاہوں سے عمرو بن عاص کی طرف دیکھنے لگا اور پوچھا بتاؤ کیسی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ مسیلمہ تجھے خوب علم ہے کہ میں تجھے پرلے درجے کا جھوٹا جانتا ہوں۔ وَبَر بلی کی شکل کا ایک جانور ہے جس کے دونوں کان اور

سینہ بہت بڑے ہوتے ہیں اور اس کا باقی جسم بڑا بدصورت ہوتا ہے مسیلمہ کذاب نے چاہا قرآن کریم کی اس نورانی سورت کا ایسے خرافات سے مقابلہ کرے۔ بھلا قرآن کی آیات کے مقابلہ میں اس ہذیان سرائی کی کیا وقعت ہو سکتی تھی۔ اہل ایمان تو کجا ایک ایسا شخص جو ابھی کفر و شرک کی آلائشوں سے آلودہ ہے اس کا ذوق سلیم بھی اس مجموعہ خرافات کو مسترد کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

صحابہ کرام کو اس سورت کی معنویت اور عظمت کا بخوبی احساس تھا۔ چنانچہ طبرانی نے عبید اللہ بن حصن سے روایت کیا ہے کہ جب کبھی دو صحابی ایک دوسرے سے ملاقات کرتے تو رخصت ہونے سے پہلے ایک صاحب یہ سورت پڑھ کر سناتے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بالکل بجا کہا ہے۔

لو تدبر الناس هذه السورة لوسعتهم۔ یعنی اگر لوگ اس ایک سورت میں ہی غور و تدبر کریں تو ان کی فلاح دارین کے لیے یہ ایک سورت ہی کافی ہے۔

سُورَةُ الْعَصْرِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثَلٰثُ اٰيٰتٍ

سورۃ العصر مکی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے اس کی تین آیتیں ہیں

وَالْعَصْرِ ۙ﴿۱﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۙ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

قسم ہے زمانہ کی ۱ یقیناً ہر انسان خسارہ میں ہے ۲ بجز ان خوش نصیبوں کے جو ایمان لائے اور نیک

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝۳

عمل کرتے رہے نیک اور ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی تاکید کرتے رہے

بتانے والے کاروانِ انسانیت کی قیادت کا فریضہ ادا کرتے رہے ہیں۔ جنہوں نے اپنی نیت اور اعلیٰ عمل سے انسان کے سر افتخار کو بلند کر دیا ہے۔

اس لیے اگر والعصر سے عصر رسالت مراد لیا جائے تو نہایت موزوں ہوگا۔

۲؎ زندگی کے اس کاروبار میں ہمارا سرمایہ وقت ہے اور اس سے بیش قیمت اور گرانقدر کوئی دوسری چیز نہیں۔ جو لوگ اس کو بے مقصد ضائع کرتے ہیں عیش و عشرت میں برباد کرتے ہیں، باقیات صالحات کے بجائے زوال پذیر اشغال لہو و لعب کے حصول میں صرف کرتے ہیں وہ بظاہر دولت سے نفع کیا ہی کما حاصل کر لیں لیکن ان کے خسارے کا اندازہ ہی نہیں ہو سکتا۔ نفع کے بجائے نقصان ہوا اور نقد وقت بھی ہاتھ سے کھو بیٹھے۔ عمر بیت گئی اور پھر شروع کرنے کا امکان ہی ختم ہو گیا۔ آپ نے کبھی اس اسٹور کی حالت دیکھی ہے جو برف کی فروخت کر کے پیٹ پالتا ہے۔ اگر وہ سستی اور غفلت سے بیٹھا رہا، رات تک اس کی ساری برف پگھل رہی ہے۔

۳؎ ایمان اور اعمال صالحہ وہ خوش قسمت افراد ہیں جن میں مندرجہ ذیل خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ حقیقی فلاح کا تاج انہی کے سر پر سجایا جاتا ہے۔

پہلی اور اہم بات یہ ہے کہ وہ صدق دل سے حضور نبی کریم پر ایمان لاتے ہیں۔ پھر ان کے پہلو بہ پہلو ان کی ہدایت و رہنمائی کے لیے جس نبی کریم کو مبعوث فرمایا ہے اس کی تصدیق کریں اور اس نبی معظم نے جو نظام حیات پیش کیا ہے اس کو صدق دل سے قبول کریں۔

دوسری صفت یہ ہے کہ اپنی زبان سے جس حق و صداقت کا انہوں نے اقرار کیا ہے میدان عمل میں اپنے کردار کا ہر قدم اس کی تصدیق کرے۔

۳؎ جہاں تک ان کی انفرادی کامیابی کا تعلق ہے وہ تو ان دو صفتوں کے پائے جانے سے حاصل ہو گئی۔ لیکن معاشرہ کی اصلاح اور اس کو برائیوں سے پاک کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہر صحرا اور جنگل میدان کو سیراب کر کے رشک فردوس بنا دے۔ اس لیے ضروری تیسری خوبی یہ ہے کہ وہ اپنے حلقہ اثر میں حق کی حمایت اور اس کی بالادستی قائم کرنے کے لیے بھرپور کوشش کرتے ہیں اور یہ کوشش اس وقت تک بار آور نہیں ہو سکتی جب تک یہ لوگ اس کی خاطر سخت سے سخت تکالیف کو قبول کرنے اور اس راہ کی صعوبتوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا نہ کریں۔ یہ اسی وقت ممکن ہے جب وہ ایک دوسرے کو صبر و استقامت کا درس دیتے رہیں۔ صبر و استقامت کا مظاہرہ کرنے اور دوسروں کے لیے عملی نمونہ پیش کرتے رہیں۔ صبر کا پایا جانا بڑی اہم اور اونچی شرط ہے۔ اس سے مراد فقط یہی نہیں کہ آپ اگر کوئی تکلیف پہنچے تو آپ گھبرائیں نہیں بلکہ اس کے علاوہ نیکیوں کی انجام دہی پر صبر، گناہوں سے اجتناب پر صبر، مشکلات کا بوجھ اٹھانے پر صبر، باطل کے مقابلہ میں صبر، جب ایک سال ختم ہو جائے گا اسی صفت سے متصف ہونگے آپ ہی کا

پرچم ہمیشہ سربلند رہے گا کوئی طوفان اس کو سرنگوں نہ کر سکے گا کوئی آندھی اس کی روشنی کی ہر لو شمع کو بجھا نہ سکے گی تب یہاں خوش نصیب انسانوں کی سعادت مندی کا اندازہ لگائیں جن کی عرق ریزیاں، جگر کاویاں اور شب بیداریاں اس کے باعث حق کو قوت وغلبہ نصیب ہوا اور جن کی سرفروشی اور جذبہ ایثار و خلوص سے اس شمع ہدایت کی روشنی میں وسعت پیدا ہوئی جو انسان کو اپنی حقیقی اور بلند منزل کی طرف لے جانے والا ہے۔

یہاں تواصوا کا استعمال اور اس کا تکرار بڑا پُرمعنی ہے۔ علامہ ابن منظور لکھتے ہیں اوصی الرجل و وصاہ: عہد الیہ۔ لسان العرب میں کسی شخص کا کسی دوسرے کو کسی کام کی تاکید کرنا۔ علامہ راغب اس کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں الوصیۃ: التقدم الی الغیر بما یعمل بہ مقترنا بوعظ من قولھم ارض واصیۃ متصلۃ النبات، التواصی کسی کو پند و نصیحت سے کسی کام کے لیے پابند اور آمادہ کرنا اس کے علاوہ اس میں تسلسل کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے۔ وہ زمین جس میں سبزہ کا تسلسل قائم رہے اسے ارض واصیہ کہتے ہیں۔ جو ہم نے سطور بالا میں بیان کیا ہے تواصوا کے لفظ میں بھی اسی کی تشریح کی ہے۔

اس حقیقت کی روشنی میں آیت کے اس حصہ کا مفہوم یہ ہوا کہ حق کو قبول کرنے اور اس راہ میں پیش آنے والی مشکلات کا مقابلہ کرتے وقت صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑنے کی تلقین و تاکید کی جارہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کو ان امور کے بارے میں یہ ہدایت کی ہے کہ وہ آنے والی نسلوں کو اس کی وصیت کرتے رہیں۔

یہی کام حق کو قبول کرنا اور اس راہ میں صبر و استقامت کا مظاہرہ کرنا اور انہیں اتنے اہم ہیں اس لیے تواصوا کا تکرار کیا گیا تاکہ ان کی مستقل اہمیت کو پیش نظر رکھے۔

○

لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم

○

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سُورۃ الھمزہ

نام : اس سورت کا نام الہمزہ ہے جو اس کی پہلی آیت سے ماخوذ ہے۔ یہ ایک رکوع اور نو آیات پر مشتمل ہے۔ اس کے تیس کلمات اور ایک سو تیس حروف ہیں۔

زمانہ نزول : علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

مضامین : کفار مکہ یوں تو سب کے سب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بغض و عناد رکھتے تھے، لیکن ان میں چند ایسے بدباطن بھی تھے جو حضور پر الزامات لگانے اور بہتان تراشی میں پیش پیش تھے۔ ان کی کیفیت بھی یکساں نہ تھی۔ کچھ ایسے تھے جو پس پشت نکتہ چینی و عیب جوئی تک ہی اکتفا کرتے لیکن روبرو کوئی نازیبا بات کہنے کی وہ جرأت نہ کرتے۔ بعض بدبخت اور بے حیا ایسے بھی تھے جو منہ پر بھی طعن و تشنیع سے باز نہ آتے۔ اخنس بن شریق ان کا سرغنہ تھا۔ انہی لوگوں کے بارے میں یہ سورت نازل ہوئی۔

بتایا جا رہا ہے کہ چاندنی سے روشن تر، قطرہ ہائے شبنم سے پاکیزہ تر، گلاب کی پتی سے بھی زیادہ لطیف سیرت طیبہ پر جو لوگ نازیبا الزام لگاتے ہیں ان کا اپنا کردار کیا ہے۔ ان کے دلوں میں دولت کی محبت رچی بسی ہوئی ہے۔ مال جمع کرنا ان کا محبوب مشغلہ ہے۔ درہم و دنانیر گننا اور بار بار گننا ان کی مرغوب تفریح ہے۔ جو مکھی کی طرح دنیا کی غلاظتوں پر بیٹھنا ہی پسند کرتے ہیں ایسے بیہودہ بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے اس محبوب کی ذات اطہر پر جس کی ضیا پاشیوں سے ایک عالم روشن ہے۔

وہ صرف دولت کے پجاری اور روپے پیسے کے گنوار ہی نہیں بلکہ عقل و فہم سے بھی بے بہرہ ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ دولت کی فراوانی انہیں موت کے چنگل سے چھڑا لے گی۔ کوئی بیماری ان کے قریب نہیں آئے گی۔ وہ ہمیشہ جیتے رہیں گے حالانکہ اگر یہ سوچتے تو ان سے پہلے جہان سے بھی کئی گنا زیادہ دولت مند لوگ تھے وہ خاک میں مل کر خاک ہو چکے تھے۔ کیا یہ لوگ آج ان کا کوئی نام و نشان دکھا سکتے ہیں۔ ایسے نا عاقبت اندیش لوگوں کے انجام کے بارے میں بھی وضاحت فرما دی تاکہ کوئی شخص کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ رہے۔ جس شخص کو ایسے انجام سے دوچار نہ ہونا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ آج ہی سلامتی اور ہدایت کی راہ پر گامزن ہو جائے۔

سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعُ اٰيَاتٍ

سورہ الہمزہ مکی ہے اور اس کی ۹ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۝۱ الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۝۲

ہلاکت ہے ہر اس شخص کے لیے [illegible] جس نے مال جمع کیا اور [illegible] گن گن کر رکھتا ہے [illegible]

[illegible] لغت نے ان کی تشریح کرتے ہوئے متعدد اقوال ذکر کیے ہیں قال
ابن عباس هم المشاؤن بالنميمة المفرقون بين الاحبة الباغون للبرىء العيب [illegible]
[illegible]
[illegible]

مقاتل کا قول ہے [illegible] الغيبة [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ ۚ كَلَّا ۖ لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۚ وَ

وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ باقی رکھے گا ہرگز نہیں، وہ یقیناً حطمہ میں پھینک دیا جائے گا اور

مَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ ۚ نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ ۙ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى

تم کیا جانو کہ حطمہ کیا ہے۔ اللہ کی آگ ہے خوب بھڑکائی ہوئی جو دلوں تک

الْأَفْئِدَةِ ۚ إِنَّهَا عَلَيْهِم مُّؤْصَدَةٌ ۙ فِي عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۹

پہنچے گی بے شک وہ ان پر بند کر دی جائے گی اس حالت میں کہ وہ اونچے اونچے ستونوں میں ہوں گے

ع ۱ ۲۹

۲ یعنی وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ اس کی دولت اس کے پاس رہے گی اور موت کا فرشتہ اس کے قریب تک نہ پھٹکے گا، اس کی دولت کے ساتھ وہ ہمیشہ زندہ رہے گا۔

بعض علماء نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ یہ مال اس کے پاس ہمیشہ رہے گا۔ کبھی ختم ہونے والا نہیں ہوگا۔

۳ نبذ کی تشریح کرتے ہوئے علامہ راغب لکھتے ہیں: النبذ: القاء الشیء وطرحہ لقلۃ الاعتداد بہ۔ کسی چیز کو حقیر سمجھتے ہوئے پھینک دینا۔ کہتے ہیں نبذت النعل الخلق، میں نے پرانی جوتی اتار کر پھینک دی۔ [illegible] پھینکنے کا لفظ کہنے کی بجائے نبذ کا لفظ استعمال فرما کر [illegible] کی تحقیر و تذلیل کی طرف بھی اشارہ کر دیا ہے۔

یعنی [illegible] معاشرہ میں [illegible] اہمیت حاصل ہے، دولت کی کثرت کے باعث لوگوں کے دلوں پر اس کا رعب بیٹھا ہوا ہے [illegible] اپنے آپ کو [illegible] پرکاہ سے بھی زیادہ حقیر ہے۔

۴ حطمہ، حطم سے ہے اس کا معنی ہے [illegible] دوزخ کے ایک طبقہ کا نام ہے جس کی آگ اتنی تیز ہوگی کہ جو چیز اس میں [illegible]

۵ اس حطمہ کی مزید تشریح کر دی [illegible] ہمیشہ بھڑکتی رہے گی کبھی نہیں بجھے گی۔

۶ جس کی آنچ دلوں تک پہنچ جائے گی۔ [illegible]

۷ جب کسی دروازے کے کواڑوں کو بند کر دیا جائے اور [illegible] کہتے ہیں [illegible]

عمد عمود کی جمع ہے یعنی ستون۔ ممددۃ طویل۔ یعنی اس آگ کے شعلے لمبے لمبے ستونوں کی صورت میں بلند ہو رہے ہوں گے، وہ مجرم ان کے اندر ہوں گے اور وہاں سے ان کو کوئی مخلصی نہ ہوگی۔

○

یا حی یا قیوم برحمتک نستغیث لا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین واصلح لی شانی کلہ
ولا تعذبنا بعذاب النار وتوفنا مع الابرار۔ وصلی وسلم وبارک علی النبی المختار وآلہ
واصحابہ الاطہار۔

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سُورَةُ الفِيل

نام: اس سورہ مبارکہ کا نام الفیل ہے۔ اس میں ایک رکوع، پانچ آیتیں، بیس کلمات اور چھیانوے حروف ہیں۔

زمانہ نزول: مکہ مکرمہ میں بعثت کے آغاز میں نازل ہوئی۔

تاریخی پس منظر: اس سورت میں جس واقعہ کی طرف اشارہ ہے اس کو پوری طرح سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ اس واقعہ کی تفصیلات کا بنظر غائر مطالعہ کیا جائے۔ صرف اسی طرح ہم اس سورت کے مقصد نزول سے آگاہ ہو سکتے ہیں۔

نقشہ پر نظر ڈالنے سے پتہ چل جاتا ہے کہ بحیرہ احمر کے دائیں طرف یمن کا ملک ہے اور اس کے بالمقابل دوسری طرف براعظم افریقہ کا ملک حبشہ ہے جسے ایتھوپیا یا ابی سینیا بھی کہا جاتا ہے۔ علم انساب کے ماہرین کا خیال ہے کہ حبشہ کے باشندے اصل یمن کی قوم سبا کے ہی افراد تھے جنہوں نے اپنی خوشحالی کے دور میں یمن سے نقل مکانی کر کے ایتھوپیا کے ساحل پر اپنی نو آبادیاں اور مراکز قائم کر لیے تھے۔ رفتہ رفتہ وہ اپنی حکومت قائم کرنے لگے۔ افریقہ کے اصلی باشندوں کے ساتھ ان کے شادی بیاہ کا سلسلہ شروع ہو گیا یہاں تک کہ نہ وہ خالص سبائی رہے اور نہ خالص حبشی بلکہ ایک مخلوط قوم بن گئے۔ اسی لیے ان کو حبشی کہا جاتا ہے جس کا معنی اختلاط و امتزاج ہے۔ گویا سبا کی قوم دو حصوں میں بٹ گئی۔ ایک حصہ اپنے اصلی وطن یمن میں اقامت پذیر رہا انہیں سبا کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور جو لوگ ترک وطن کر کے یہاں آکر آباد ہو گئے انہیں حبشہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

یمن کے اصلی باشندے ستاروں کی پوجا کیا کرتے تھے۔ مختلف ستاروں کے لیے انہوں نے بڑے بڑے معبد بنائے تھے۔ لیکن اس زمانہ میں افریقہ قیصر روم کے قبضہ میں تھا۔ رومی عیسائی تھے ان کے سیاسی اثر اور سرگرم تبلیغی کوششوں کے باعث عیسائیت کو یہاں بڑا فروغ حاصل ہوا۔ حبشہ کے باشندے بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ ان کی اکثریت نے عیسائی مذہب کو قبول کر لیا۔ یمن میں بھی عیسائی مبلغین کی کوششوں سے نجران کے علاقہ میں عیسائیت نے اپنا اثر و رسوخ قائم کر لیا۔ ذونواس حمیر کا آخری بادشاہ عیسائیت کے فروغ سے آتش زیر پا ہو گیا اور اس نے گڑھے کھدوا کر ان میں آگ جلائی اور ان عیسائیوں کو آگ میں پھینک کر جلا دیا۔ اس کا تفصیلی تذکرہ آپ ابھی سورۃ البروج میں پڑھ چکے ہیں۔ ایک عیسائی ابو دوس بن ثعلبان جو بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا تھا وہ نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس فریادی ہوا۔ نجاشی نے قیصر روم سے مشورہ کیا اور یمن پر حملہ کرنے کی تیاری شروع کر دی۔ بعض مورخین کہتے ہیں کہ چند عیسائی جو بچ گئے تھے وہ قیصر کے پاس

قسطنطنیہ پہنچا اور وہاں جا کر اپنے بھائیوں کی داستانِ الم بیان کی۔ قیصر نے نجاشی کو یمن پر حملہ کرنے اور ان مظلومین کا انتقام لینے کی ہدایت کی۔ چنانچہ حبشی لشکر یمن پر حملہ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ قیصر نے بحری بیڑہ سے اس لشکر کی مدد کی۔ اس کے ذریعہ بحر احمر کو عبور کرے۔ قیصر نے یہ مدد کیوں مہیا کی، اس زمانہ میں تجارت کا کاروبار عرب ہی کے ہاتھ میں تھا۔ بعض مورخین کی رائے ہے کہ یہ محض بہانہ تھا، اصل مقصد یہ تھا کہ اس تجارتی شاہراہ پر بھی رومی مستقل قابض ہو جائیں جس کے ذریعے مشرقی ممالک کا قیمتی سامان تجارت مغربی ممالک تک پہنچتا ہے۔ اس سے پہلے یہ شاہراہ [illegible] کی اجارہ داری میں تھی۔ دریائے فرات اور خلیج فارس کے ذریعے اس ملک [illegible] سلسلہ سے بحر احمر کے ساحل تک پہنچایا جاتا۔ کئی صدیوں سے رومی ان [illegible] سے اس شاہراہ کو دیکھتے تھے اور حبش کی [illegible] تلاش میں تھے۔ دوسرے رومیوں اور ایرانیوں کے درمیان جنگ شروع تھی اور اس جنگ میں اس راستے کی اہمیت بہت زیادہ بڑھ گئی تھی۔ یہ قیصر کے اس اقدام کے لیے یہ دو اسباب تھے۔

الغرض جب حبشی لشکر عدن آیا تو ذونواس نے عدن اور حضرموت کے ساحل پر اس کا استقبال کیا اور اسے پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ حبشی واپس [illegible] آئے اور زبردست بڑے لشکر سے دوبارہ حملہ کرنے کی تیاری شروع کر دی۔ ذونواس ان کے حملے کی تاب نہ لا سکا۔ اس کا لشکر بری طرح شکست سے دوچار ہوا۔ ذونواس نے دریا میں اپنا گھوڑا سمندر میں ڈال دیا لیکن وہیں اس کا کام تمام کر دیا گیا۔ اس کے قتل کے بعد اس کا جانشین ذوجدن مقابلہ کے لیے بڑھا لیکن وہ بھی مارا گیا۔ ذوجدن نے حبشی فوج کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام ہوا۔ اس طرح ۵۲۵ عیسوی میں سارا یمن حبشیوں کے قبضہ میں چلا گیا۔ عرب مورخین کے نزدیک اس حبشی لشکر کے سالار کا نام ارباط تھا۔ نجاشی نے اس کو وہاں کا والی مقرر کر دیا۔ لیکن یونانی مورخ اس سالار کا نام ایسیمیفس بتاتے ہیں اور اس وقت کے نجاشی کا نام ایلاسبس لکھتے ہیں۔

عربی روایات کے مطابق ارباط نے تقریباً ۲۰ سال تک یمن پر حکومت کی۔ اس کے بعد حبشی فوج سے ایک فوجی افسر ابرہہ کی قیادت میں اس کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ ارباط مارا گیا اور ابرہہ یمن کا والی بن بیٹھا۔ سال کا تعین مشکل ہے البتہ ایک کتبہ جو ابرہہ کا نصب کردہ ہے اس پر جو تاریخ کندہ ہے وہ سن ۵۴۳ء کے مطابق ہے۔

نجاشی نے ابرہہ کی بغاوت اور ارباط کے قتل کی خبر سنی تو سخت برہم ہوا، قسم اٹھائی کہ وہ جب تک ابرہہ کے پاؤں تلے روند نہ لے گا اور ابرہہ کا خون نہ بہائے گا۔ ابرہہ نے ایک تھیلی میں اپنا خون بھرا اور یمن کی مٹی ایک برتن میں بھر کر دونوں کو بادشاہ کے پاس بھیجا اور لکھا کہ میں آپ کا ادنیٰ غلام ہوں۔ آپ نے جو حلف اٹھایا ہے اس کو پورا کرنے کے لیے اپنا خون اور یمن کی مٹی بھیج رہا ہوں۔ آپ اس مٹی کو اپنے پاؤں سے روند لیجئے اور میرا خون جو تھیلی میں ہے اس کو زمین پر بہا دیجئے۔ ابرہہ کی اس پیشکش سے نجاشی بہت خوش ہوا اور اسے یمن کا والی برقرار رکھا۔

جب ابرہہ کو اطمینان ہوا تو اس نے یمن میں عیسائیت کی تبلیغ کے لیے تحریک شروع کر دی۔ بڑے بڑے شہروں

میں کہا جاتا ہے کہ یمن کے دارالسلطنت صنعاء میں ایک [illegible] القلیس
کہتے ہیں [illegible] اس کی زیب و زینت و آرائش [illegible] ان تمام کوششوں اور
اضافات کے علاوہ عیسائیت کی اشاعت میں [illegible] حاصل [illegible] اس کے [illegible] ایک [illegible]
تھی جس سے ان کی کوششوں کو [illegible]
[illegible]
[illegible]

ابرہہ نے اس [illegible] کو پھر شہرت دے ڈالی [illegible]
تلملا اٹھے ایک سخت [illegible]
[illegible]

[illegible]

جب یہ لشکر طائف کے قریب [illegible]
ان کے معبود لات کا بت نصب تھا [illegible]
[illegible]

تا ہم جا کر ابرہہ سے اس کو مطمئن کر دیا اور اس کی خدمت گزاری کا ثبوت یہ دیا کہ اس کے ہمراہ بھیجا کہ وہ راستہ بتائے۔ ابو رغال کی رہنمائی میں جب ابرہہ اپنے لشکر جرار کے ساتھ مکہ کے نزدیک وادی محسر میں خیمہ زن ہوا تو اس کے ہراول دستے نے لوٹ مار شروع کر دی نیز قریش کے اونٹ جو حرم کی چراگاہ میں چر رہے تھے ان کو ہانک کر وہ اپنے پڑاؤ میں لے آئے ان اونٹوں میں حضرت عبدالمطلب کے دو سو اونٹ بھی تھے۔

ابرہہ نے حمیر قبیلہ کے حناطہ نامی ایک شخص کو مکہ بھیجا تاکہ وہاں کے لوگوں کو یہ بتائے کہ ابرہہ ان سے جنگ کرنے کے لیے نہیں آیا بلکہ وہ تو کعبہ کو گرانے آیا ہے اگر اہل مکہ نے مزاحمت نہ کی تو ان سے کچھ نہیں کہا جائے گا لیکن اگر انہوں نے حفاظت کی کوشش کی تو ہم تم کو بھی ملیامیٹ کر دیں گے۔ حناطہ آیا۔ اس نے لوگوں سے پوچھا تمہاری بستی کا سردار کون ہے۔ سب نے حضرت عبدالمطلب کا نام بتایا۔ اس نے آپ سے ملاقات کی اور ابرہہ کا پیغام پہنچایا۔ آپ نے فرمایا کہ ابرہہ سے جنگ کرنے کا ہمارا ارادہ ہے اور نہ ہم میں اس کی ہمت ہے۔ یہ اللہ کا گھر ہے اور اس کے خلیل کا گھر ہے اگر وہ چاہے گا تو خود اس کی حفاظت کرے گا اور ہم بے بس ہیں۔ حناطہ نے آپ کو اپنے ساتھ چلنے کے لیے کہا۔ آپ اس کے ہمراہ ابرہہ کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ کی بارعب شخصیت اور نورانی چہرہ دیکھ کر وہ بہت متاثر ہوا۔ تخت سے نیچے اتر آیا اور آپ کے ساتھ فرش پر بیٹھ گیا ترجمان کے ذریعے اس نے پوچھا کوئی ارشاد؟ آپ نے کہا میری درخواست تو یہ ہے کہ تمہارے لشکری میرے جو دو سو اونٹ ہانک کر لے آئے ہیں وہ مجھے واپس کر دیے جائیں۔ ابرہہ نے بڑی حیرت و تعجب سے دیکھا اور کہنے لگا جب میں نے آپ کو پہلی مرتبہ دیکھا میرے دل میں آپ کا بڑا احترام پیدا ہو گیا لیکن آپ کی یہ حقیر درخواست سن کر وہ سارا احترام جاتا رہا۔ آپ کو اپنے اونٹوں کا تو خیال ہے اور کعبہ کا خیال نہیں جس کی وجہ سے تمہاری عزت کی جاتی ہے۔ آپ نے بڑا نپا تلا سا جواب دیا: انی انا رب الابل و ان للبیت ربا سیمنعہ ” میں اونٹوں کا مالک ہوں ان کی حفاظت میری ذمہ داری ہے۔ اس گھر کا بھی ایک مالک ہے وہ خود اس کی حفاظت کرے گا۔ ابرہہ نے کہا کہ اب اس گھر کو میری تاخت و تاراج سے کوئی چیز نہیں بچا سکتی۔ حضرت عبدالمطلب واپس آئے اور قریش کو حکم دیا سب مکہ کو خالی کر کے پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے جائیں تاکہ لشکری ان کو تنگ نہ کر سکیں۔ پھر آپ چند قوم کے رئیسوں کو ساتھ لے کر کعبہ کے پاس آئے تاکہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعا کریں اور کعبہ کو ابرہہ کی دست برد سے بچائے۔ کعبہ کے دروازے کے کڑے کو پکڑ کر عبدالمطلب نے رقت انگیز اور پرسوز انداز میں عرض کیا:

لاهم ان المرء یمنع   رحله فامنع حلالک

اے اللہ! ہر شخص اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے تو بھی اپنے گھر کی حفاظت فرما۔

لا یغلبن صلیبهم   و محالهم غدوا محالک

کل ان کی صلیب اور ان کی قوت تیری قوت پر غالب نہ آ جائے

ان کنت تارکهم و قبلتنا   فامر ما بدا لک

اگر تو ہمیں اور ہمارے قبلہ کو چھوڑ دینا چاہتا ہے تو تیری مرضی جو چاہے کر۔

ابن جریر نے عبدالمطلب کے یہ اشعار بھی نقل کیے ہیں جو اس موقع پر دعا مانگتے ہوئے انہوں نے کہے تھے۔

یارب لا ارجو لہم سواکا   یارب فامنع منہم حماکا

اے میرے مالک! تیرے سوا ان کے مقابلہ میں کسی سے توقع نہیں۔ پس اے میرے مالک! ان سے اپنے حرم کی حفاظت فرما۔

ان عدو البیت من عاداکا   امنعہم ان یخربوا قراکا

اس گھر کا دشمن تیرا دشمن ہے ان کو روک دے کہ وہ تیری بستی کو ویران کریں۔

دعا سے فارغ ہونے کے بعد آپ سب کو ساتھ لے کر پہاڑوں میں روپوش ہو گئے۔ ابرہہ نے صبح سویرے مکہ پر چڑھائی کا ارادہ کیا اس کے [illegible] ہاتھی [illegible] کا نام محمود تھا۔ سب سے بڑا ہاتھی [illegible] جس وقت اس ہاتھی کا رخ کعبہ کی طرف پیش قدمی کے لیے کیا گیا تو وہ زمین پر بیٹھ گیا۔ محاوتوں نے [illegible] سے اٹھانے کی بہت کوشش کی [illegible] لیکن وہ نہ اٹھا۔ [illegible] اگر کسی اور سمت [illegible] تو وہ چل پڑتا لیکن جب حرم کی طرف اس کا رخ کرتے تو وہ [illegible] بیٹھ جاتا۔ اسی حالت میں دفعتاً جھنڈ کے جھنڈ پرندے [illegible] ہر ایک کے [illegible] ایک چونچ میں [illegible] اور پنجوں میں [illegible] ہوتا تھا — ان کنکریوں کی شکل چنے یا مسور کے دانے کے برابر تھی [illegible] جس پر [illegible] گرتی [illegible] اس کے [illegible] جسم کو چیرتا ہوا زمین میں [illegible] ایک [illegible] کی [illegible] سے [illegible] ہو گئے [illegible] گوشت [illegible] راستے میں ہی ہلاک ہو گئے۔ [illegible] کی حالت [illegible] اس کا جسم [illegible] تھا [illegible] سینہ شق ہو گیا اور اسی سے دم توڑ دیا۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کی حفاظت فرمائی اور وہ دشمن جسے اپنی قوت اور لشکر کی کثرت پر بڑا گھمنڈ تھا اس کو ننھے ننھے پرندوں کی کنکریوں سے تباہ و برباد کر دیا۔ اللہ تعالیٰ چاہتا تو [illegible] کے ہاتھوں سے موت کے گھاٹ اتار دیتا۔ اگر چاہتا تو زمین کو حکم دیتا [illegible] اس کی بربادی کا باعث بنا دیتا۔ لیکن اس کی حکمت کا تقاضا یہ تھا کہ وہ دشمن کو [illegible] حقیر [illegible] کے سامنے اس کی قوت کا [illegible] تاکہ قیامت تک [illegible] کو [illegible] ملتی رہے۔ اس سلسلہ [illegible] بیان کیے گئے ہیں۔

یہ واقعہ ۵۷۰ عیسوی میں رونما ہوا۔ محرم کا مہینہ تھا۔ اسی سال ربیع الاول کے مبارک مہینہ میں [illegible] کی [illegible] سے پاک کرنے والے، اس کے [illegible] لوٹانے والے [illegible] حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔

سُوْرَةُ الْفِيْلِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ خَمْسُ اٰيٰتٍ

سورۃ الفیل مکی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے اس کی پانچ آیتیں ہیں

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ

کیا آپ نے ملاحظہ نہیں کیا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا سلوک کیا کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے مکر و فریب کو

[illegible]

عام الفیل کو ہی یہ ولادت با سعادت ہوئی۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فِيْ تَضْلِيْلٍ ۙ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۙ تَرْمِيْهِمْ

[illegible]

بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ

ان پر کنکر کی پتھریاں [illegible] پس بنا ڈالا ان کو جیسے کھایا ہوا بھوسہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اس لیے وہ اس کی تاویلیں کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ کنکریوں سے مراد پتھر نہیں بلکہ وبال ہے اور [illegible] کہتے ہیں [illegible] پرندوں کی [illegible] چیچک [illegible] سب سے پہلے [illegible] اس کی [illegible] بلکہ اس لشکر میں چیچک کی وبا پھوٹ پڑی اور اس کی وجہ سے وہ لشکر تباہ ہو گیا۔

اگر ان کی اس بیہودہ تاویل کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر وہ اس لشکر تک ہی کیوں محدود رہی، وہاں مکہ [illegible] [illegible] ایک مشکل یہ بھی ہے [illegible] آیات قرآنی کی اس طرح تاویلیں کرنا [illegible] اللہ تعالیٰ ہم سب کی خطاؤں کو معاف فرمائے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ نے جب اپنی قدرت کاملہ سے ان ظالموں کو تباہ و برباد کر دیا اور بیت اللہ کو بچا لیا تو حضرت عبد المطلب نے ان الفاظ سے اپنے رب کی حمد اور اس کا شکر ادا کیا۔

انت منعت الحبش والافیالا وقد رعوا بمکۃ الاجبالا
وقد خشینا منہم القتالا وکل امر لہم معضالا
شکرا وحمدا لک ذا الجلالا

ترجمہ: اے رب! تو نے حبش لشکر اور ہاتھیوں کو روک دیا [illegible] مکہ کے پہاڑوں میں [illegible] یہ اندیشہ تھا [illegible] ذوالجلال! ہم تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور تیری حمد کرتے ہیں۔

نفیل [illegible] ابرہہ کے لشکر [illegible] پرندوں [illegible] کہنے لگا:

ردینۃ لو رأیت ولا تریہ لدی جنب المحصب ما رأینا

ردینہ، اس کی بیوی کا نام ہے، کاش تو اس منظر کو دیکھتی جو ہم نے وادی محصب کے قریب دیکھا تھا۔

اذا لعذرتنی وحمدت امری ولم تأسی علی ما فات بینا

تب تو مجھے معذور سمجھتی اور میرے معاملہ کی تعریف کرتی اور جو چیز فوت ہو گئی ہے اس پر تو افسوس نہ کرتی۔

حمدت اللہ اذ ابصرت طیرا وخفت حجارۃ تلقی علینا

جب میں نے پرندوں کو دیکھا تو میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور جب پتھر برسنے لگے تو میں خوفزدہ ہو گیا۔

وکل القوم یسأل عن نفیل کأن علی للحبشان دینا

ابرہہ کی فوج کا ہر سپاہی پوچھتا تھا کہ نفیل کہاں ہے [illegible] راستہ دکھائے۔ [illegible] استفسار کر رہے تھے گویا ان حبشیوں کا کوئی قرض میرے ذمہ واجب الادا تھا۔

ان شدت کا علاج [illegible] کی [illegible] ہے

اس واقعہ کا ایک [illegible] پہلو یہ ہے کہ [illegible] الآخرت کی [illegible] ہے کہ کس پناہ [illegible] اس مصیبت سے [illegible] ہے [illegible] باقی [illegible] اور وہ صرف اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کرتے ہیں۔

اس [illegible] سے اس [illegible] کی [illegible] کہ [illegible] سے [illegible] جو [illegible] جن کی [illegible] کے [illegible] ہیں [illegible] ہوں گی اس [illegible] کیسی [illegible] ہے [illegible] تھے [illegible] کی [illegible] سے [illegible] کی [illegible] کی حفاظت فرمائی [illegible] اور [illegible] ہیں۔

○

سبحان ذي الملك والملكوت

سبحان ذي العزة والهيبة والكبرياء والجبروت

لا غالب الا انت انت العزيز الحكيم

اللهم ربنا سبحانك [illegible] وصل وسلم على رسولك الذي بعثته بالهدى

ودين الحق ليظهره على الدين كله

WWW NAFSEISLAM.COM

تعارف

سُورۃ قریش

نام: اس سورۂ پاک کا نام قریش ہے یہ کلمہ اس کی پہلی آیت میں مذکور ہے۔ اس کا ایک رکوع اور چار آیتیں ہیں۔ اس کے کلمات کی تعداد سترہ اور حروف کی تعداد تہتر ہے۔

زمانۂ نزول: اگرچہ ضحاک اور کلبی کی رائے میں یہ سورت مدنی ہے لیکن جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ اس کا نزول مکہ مکرمہ میں سورۃ الفیل کے بعد جلدی ہوا۔ دونوں سورتوں کی یگانگت اور کلمات کا باہمی تعلق بھی اسی قول کی تائید کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض حضرات نے انہیں دو علیحدہ علیحدہ سورتوں کے بجائے ایک سورت ہی شمار کیا ہے لیکن حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کے جو نسخے کتابت کرائے تھے ان میں ان دو سورتوں کے درمیان بسم اللہ رقم ہے جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ یہ دو الگ الگ سورتیں ہیں۔

مضامین: اس میں قریش پر اپنے عظیم احسانات کا تذکرہ فرمایا جا رہا ہے اور ان احسانات کو یاد دلانے کے بعد انہیں اپنے رب کریم کی عبادت کی دعوت دی جا رہی ہے۔

قریش عرب کا ایک مشہور اور معزز ترین قبیلہ ہے۔ اس کا اطلاق نضر کی اولاد پر ہوتا ہے جس کا نسب نامہ یہ ہے نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر۔ بعض علماء کے نزدیک نضر کے پوتے فہر بن مالک کی اولاد کو قریش کہا جاتا ہے لیکن پہلا قول صحیح ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات سے بھی اسی قول کی تصدیق ہوتی ہے۔ ارشاد ہے: اِنَّا وُلْدُ نَضْرِ بْنِ كِنَانَةَ لَا نَقْفُو اُمَّنَا وَلَا نَنْتَفِي مِنْ اَبِيْنَا (قرطبی)۔ یعنی ہم نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں نہ ہم اپنی ماؤں کو متہم کرتے ہیں اور نہ اپنے باپ سے اپنے نسب کی نفی کرتے ہیں۔ یعنی ہمیں اپنی ماؤں کی عفت پاکی، اپنے باپوں کی شرافت و بزرگی دونوں پر ناز ہے۔ دوسرا ارشاد ہے۔ واثلہ بن الاسقع راوی ہیں، قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى كِنَانَةَ مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِيْلَ وَاصْطَفٰى مِنْ بَنِيْ كِنَانَةَ قُرَيْشًا وَاصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِيْ هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِيْ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ۔

ترجمہ: حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل سے کنانہ کو چنا اور بنی کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے مجھ کو۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ کنانہ کے بیٹے نضر کی اولاد قریش کہلائی۔

کہ اس کے دوسرے بیٹوں کی اولاد کا شمار قریش میں نہیں ہوتا

وجہ تسمیہ: قبیلہ قریش کی وجہ تسمیہ کیا ہے اس کے بارے میں متعدد اقوال منقول ہیں۔

۱۔ یہ تقرش سے ماخوذ ہے۔ اس کا معنی "تجمع" ہے (جمع ہونا) کسی کا منتشر و متفرق ہو جانے کے بعد اکٹھا اور مجتمع ہو جانا۔ قریش کا قبیلہ پہلے سارے عرب میں منتشر تھا قصی بن کلاب نے انہیں مکہ مکرمہ میں یکجا کیا اور حرم کے نزدیک میں آباد کیا۔ شاعر کہتا ہے:

ابونا قصی کان یدعی مجمعا بہ جمع اللہ القبائل من فہر

ہمارا باپ قصی ہے جسے مجمع کہا جاتا ہے فہر کی اولاد کے قبائل کو اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ جمع کیا۔

۲۔ یہ تقرش سے ماخوذ ہے جس کا معنی تکسب ہے کیونکہ قریش تجارت پیشہ تھے اور اس طرح اپنا رزق کمایا کرتے تھے اس لیے انہیں قریش کہا گیا۔

۳۔ قرش کا ایک اور معنی تفتیش اور تلاش ہے۔ اس قبیلہ کا یہ شیوہ تھا کہ حاجیوں کی ضروریات اور مشکلات کے بارے میں تجسس کیا کرتے تھے اور جب انہیں پتہ چلتا تو ان ضروریات کو پورا کرنے اور ان مشکلات کو دور کرنے کی حتی الامکان سعی بلیغ کرتے۔ اس لیے ان کو قریش کہا گیا

۴۔ یہ قول حضرت ابن عباس سے منقول ہے۔ حضرت امیر معاویہ نے حضرت ابن عباس سے قریش کی وجہ تسمیہ دریافت کی۔ آپ نے فرمایا: لدابۃ تکون فی البحر من اقوی دوابہ یقال لہا القرش تاکل ولا تؤکل وتعلو ولا تعلی سمندری جانوروں میں سے ایک بڑے طاقتور جانور کو قرش کہتے ہیں جو دوسرے جانوروں کو ہڑپ کر جاتا ہے لیکن اس کو کوئی نہیں کھا سکتا۔ مقابلہ میں وہ ہمیشہ غالب رہتا ہے مغلوب نہیں ہوتا۔

علامہ ابو عبداللہ قرطبی اپنی شہرۂ آفاق تفسیر الجامع لاحکام القرآن میں لکھتے ہیں: عبد مناف کے چار فرزند تھے۔ ہاشم، عبد شمس، مطلب اور نوفل۔ چاروں بڑی عزت اور صلاحیتوں کے مالک تھے۔ ہر ایک نے پڑوسی بادشاہوں میں سے کسی نہ کسی کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کر رکھے تھے اور انہوں نے ان کو مراعات دی تھیں کہ یہ لوگ ان کے ملکوں میں بلا روک ٹوک تجارتی کاروبار کر سکتے ہیں اور جس شخص کے پاس ان کا دیا ہوا امان نامہ ہو گا اسے بھی یہ رعایت حاصل تھی۔ ہاشم کے تعلقات شام کے بادشاہ سے تھے عبد شمس نے حبشہ، مطلب نے یمن، نوفل نے فارس کے بادشاہوں سے اپنے لیے اور اپنی قوم کے لیے مراعات حاصل کر لی تھیں۔

قریش نے تجارت کے پیشہ کو کن حالات میں اختیار کیا اس کے بارے میں بھی علامہ قرطبی نے بڑی وضاحت سے لکھا ہے: قصی نے قریش کو حرم کعبہ کے نزدیک میں لا کر آباد تو کر دیا لیکن یہاں کھیتی باڑی کا کوئی امکان نہ تھا۔ پانی دستیاب تھا اور نہ زمین قابل کاشت تھی۔ ان کی معیشت کا سارا انحصار ان تحفوں اور ضیافتوں پر تھا جو ایام حج میں عرب کے گوشہ گوشہ سے آنے والے حاجی پیش کیا کرتے تھے۔ جب قریش کا کوئی خاندان مفلس اور کنگال ہو جاتا اور تنگدستی کی نوبت پہنچتی تو اس کے افراد ایک معین جگہ پر چلے جاتے اور وہاں ایک خیمہ نصب کر لیتے اور اس کے اندر داخل ہو جاتے یہاں تک کہ موت انہیں اپنی آغوش میں لے لیتی

عبد مناف کا بیٹا یا ان کے فرزند جن کا نام عمرو تھا اور جو ہاشم کے لقب سے مشہور ہوئے ان کا ایک بیٹا تھا جس کا نام اسد تھا بنی مخزوم کے قبیلہ کے ایک لڑکے سے اس کا دوستانہ تھا۔ اس کے خاندان کو جب بھوک نے اپنے پنجے میں لے لیا اور اعتفاد کا حسب دستور عہد کیا کہ کل وہ خیمہ لگا کر پھر سب کے سب اس میں داخل ہو جائیں گے یہاں تک کہ موت ان کا قصہ تمام کر دے۔ اپنے دوست کی یہ بات سن کر اسد سخت پریشان ہوا۔ وہ روتا ہوا اپنی ماں کے پاس آیا اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔ ماں نے اسد کے مخزومی دوست کے خاندان کے لیے چربی اور آٹا کی وافر مقدار بھیجی چنانچہ چند روز کے بعد جب وہ راشن ختم ہو گیا دوبارہ فاقہ کشی کی نوبت آ گئی۔ اس نے پھر دوست کو اپنے عہد سے آگاہ کیا۔ اسد تڑپ اٹھا۔ اس دفعہ سیدھا باپ عمرو ہاشم کے پاس آیا اور ساری داستان بیان کی۔ عمرو یہ سن کر بے حد متاثر ہوا۔ انہوں نے اپنے قبیلہ کا جلسہ عام طلب کیا اور تقریر کرتے ہوئے کہا کہ تم نے ایک ایسا طریقہ اختیار کر لیا ہے جس سے تمہاری تعداد گھٹتی چلی جا رہی ہے اور دوسرے عرب قبائل کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ تم بے حد ذلیل ہو جاؤ گے اور دوسرے قبائل تم پر غلبہ پا لیں گے حالانکہ تم اللہ کے حرم کے باشندے ہو اور اولاد آدم میں سے سب سے زیادہ معزز ہو۔ باقی تمام لوگ تمہارے پیروکار ہیں۔ یہ عادت تمہاری نسل کی بربادی کا موجب ہو گی۔ ہم تمہیں متنبہ کرتے ہیں۔ سامعین نے کہا آپ ہمارے رئیس ہیں ہم آپ کا حکم ماننے کے لیے تیار ہیں۔ ہاشم نے کہا تجارت کے واسطے اونٹوں کو ایک دوسرے سے ملا لیجئے چنانچہ اسی وقت ان کے لیے اونٹوں کا انتظام کر دیا گیا پھر ہاشم نے خود اونٹ ذبح کر کے پکوائے ان کے شوربے میں روٹیاں توڑ کر ثرید بنایا اور سب کو کھلایا اسی وجہ سے ان کا لقب ہاشم مشہور ہوا چنانچہ شاعر کہتا ہے ۔

عمرو الذی هشم الثرید لقومه ورجال مکة مسنتون عجاف

یعنی عمرو وہ ہے جس نے اپنی قوم کی ضیافت کے لیے شوربے میں روٹی کو چورا کیا۔ حالانکہ مکہ کے دوسرے لوگ بڑی سخت قحط کا شکار تھے اور مسلسل فاقوں سے لاغر و کمزور ہو گئے تھے۔

اس کے بعد ہاشم نے اپنے قبیلہ کے افراد کو تجارت کرنے کی ترغیب دی۔ موسم سرما میں وہ تجارتی سفر اختیار کرتے یمن و حبشہ کی طرف۔ اور گرمیوں میں شام کی طرف ان کے تجارتی قافلے مشرقی ممالک سے مشرقی ممالک کا سامان لاتے اور اسے شام اور مصر تک پہنچاتے بلکہ اسی طرح شام و مصر کے علاقے کی پیداوار یمن اور حبشہ تک پہنچاتے۔

اس کاروبار اور تجارت سے انہیں جو نفع حاصل ہوتا اسے وہ سب آپس میں برابر تقسیم کر لیتے۔ اس طرح تجارت کے نفع کی مساویانہ تقسیم سے چند سالوں میں سارے قریش کی مالی حالت بہت بہتر ہو گئی۔ یہاں تک کہ دولت و ثروت میں عرب کا کوئی دوسرا قبیلہ ان کا ہمسر نہ تھا۔ اس شعر میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

والخالطون فقیرهم بغنیهم حتی یصیر فقیرهم کالکافی

یعنی ہم ہیں قریش، وہ لوگ ہیں کہ غریب کو امیر کے ساتھ حصہ دار بنا دیتے ہیں یہاں تک کہ فقیر بھی کسی کا محتاج نہیں رہتا۔

وہ اسی حالت میں تھے کہ اسلام کا آفتاب عالمتاب طلوع ہوا

مقصد: مکہ کے معزز قبیلہ قریش کو اپنے احسانات کی یاد دلائی جا رہی ہے۔ پھر انہیں یہ سمجھایا جا رہا ہے کہ اس خانہ کعبہ پر ابرہہ نے حملہ کیا تو اس کی حفاظت تمہارے ان بتوں نے نہیں کی بلکہ رب العالمین نے پرندوں کی ایک ٹکڑی بھیج کر ابرہہ کے لشکر جرار کو فنا کے گھاٹ اتار دیا اور اس گھر کی حفاظت فرمائی۔

تجارت کا رستہ کھول کر تمہارے لیے خوشحالی اور فارغ البالی کا سامان بھی اللہ تعالیٰ نے فراہم کیا۔ لوگوں کے دلوں میں تمہارا اس قدر احترام پیدا کر دیا جس کے باعث تم بڑے امن و سکون سے جہاں چاہو جا سکتے ہو۔ تمہارے کاروانِ تجارت کی طرف کوئی للچائی ہوئی نظر نہیں اٹھا سکتا۔ جس نے تمہیں ان انعامات سے بہرہ ور فرمایا ہے وہی اس لائق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔

سُوْرَةُ قُرَيْشٍ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ اَرْبَعُ اٰيَاتٍ

[illegible]

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ① اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ②

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ﴿۳﴾ الَّذِيٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ

پس چاہیے کہ وہ عبادت کیا کریں اس خانہ کعبہ کے رب کی ۳ جس نے انہیں رزق دے کر فاقہ سے نجات بخشی ۴

وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ﴿۴﴾

اور امن عطا فرمایا انہیں قتل و غارت سے ۵

۳ جب اللہ تعالیٰ نے ان کی رزق رسانی کا یہ اہتمام فرما دیا ہے تو انہیں چاہیے کہ سب اس ذات کی عبادت کریں جو اس کعبہ کا مالک ہے۔ جس نے ابھی چند سال پہلے ہاتھیوں کی یلغار سے اس کی حفاظت کی اور ان معبودوں کا کیا جھوٹا بھرم ٹوٹ گیا کہ اب آئندہ ان کی عبادت نہ کی جائے۔

۴ یعنی مکہ میں بھی بکثرت غلہ پیدا نہیں ہوتا۔ یہاں کی اراضی سنگلاخ ہے، یہاں باغات لگائے جا سکتے ہیں نہ زراعت کی جا سکتی ہے لیکن اس نے اپنی حکمت سے ان کے دلوں میں تجارت کی رغبت پیدا کر کے ان کو خوشحال بنا دیا۔

۵ سارے عرب میں بد امنی کا دور دورہ تھا۔ قتل و غارت گری روز کا معمول تھا۔ راہزنی اور لوٹ مار کا سلسلہ جاری رہتا کسی مسافر کا سلامتی سے منزل تک پہنچنا ایک معجزہ تصور کیا جاتا۔ بڑے بڑے قافلے لٹ جاتے لیکن قریش ان حالات میں بھی پورے وقار سے آزادی کے ساتھ سفر کرتے۔ کوئی ان کا راستہ نہ روکتا، کوئی ان کو ستاتا نہیں، بلکہ ہر جگہ ان کی عزت کی جاتی۔ انہیں حرم سے نسبت کی وجہ سے یہ عزت حاصل تھی۔ یہ بھی محض اللہ تعالیٰ کا احسان تھا کہ اس نے ان کے دلوں میں ان کا احترام پیدا کیا، تو اس کا شکر ادا کیوں نہیں کرتے اور اس کی عبادت کیوں نہیں کرتے۔

○

ایاک نعبد و ایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم

وصلی وسلم وبارک علی حبیبک الکریم محمد وآلہ واصحابہ ومن تبعھم الی یوم الدین

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سُورَۃ الماعون

نام : اس سورت کی آخری آیت میں الماعون کا لفظ مستعمل ہے۔ یہی اس سورت کا عنوان ہے۔ اس کی سات آیتیں اور ایک رکوع ہے۔ پچیس کلمات اور ایک سو پچیس حروف پر مشتمل ہے۔

نزول : علماء جمہور کے نزدیک یہ مکی ہے۔ حضرت ابن عباس کا ایک قول بھی یہی ہے لیکن بعض نے اسے مدنی سورتوں میں شمار کیا ہے۔

مضامین : اس سورت میں ان لوگوں کے اخلاق و کردار کی تصویر کشی کی گئی ہے جو روز جزا پر ایمان نہیں رکھتے۔ اس فانی سی دنیوی زندگی کو ہی اصل زندگی خیال کرتے ہیں اور اسی کو زیادہ سے زیادہ آرام دہ اور خوشگوار بنانے کی دھن میں مگن رہتے ہیں۔ خودسر ہیں جو معاشرہ کے بے سہارا نادار یتیموں کو دھکے دے کر اپنے ہاں سے نکال دیتا ہے۔ جو غریب و مسکین پر ذرہ برابر رحم نہیں کھاتا ہے اور نہ دوسرے لوگوں کو ان کی اعانت کی ترغیب دیتا ہے۔ [illegible] نماز بھی پڑھ لیتا ہے۔ لیکن اگر کوئی چارپائی یا اس سے معمولی سامان چیز مانگی جاتی ہے تو پھر بڑی ڈھٹائی سے اس کو انکار کر دیتا ہے۔ نیکی کی توفیق سے وہ اس قدر محروم ہے کہ کسی کے لیے کوئی بڑا ایثار تو بڑا ایک طرف اس سے تو معمولی نیکی بھی سرزد نہیں ہوتی۔ وہ روز مرہ کے استعمال میں لائی جانے والی چیزیں بھی اپنے دوستوں اور ہمسایوں کو استعمال کے لیے نہیں دیتا۔ جس شخص کا کردار یہ ہو اس سے زیادہ ذلت کہاں ہو سکتی ہے۔ قرآن کریم کا ہم پر یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں ذلت و رسوائی اور نحوست کے اس گڑھے سے نکلنے اور بلندیوں پر آشیاں بنانے کا درس دیا۔

سُورَةُ الْمَاعُونِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ وَهِيَ سَبْعُ آيَاتٍ

سورۃ الماعون مکی ہے — [illegible] — اس میں سات آیتیں ہیں

أَرَأَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالدِّينِ ﴿١﴾ فَذَٰلِكَ الَّذِي يَدُعُّ الْيَتِيمَ ﴿٢﴾

[illegible]

وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ﴿٣﴾ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ﴿٤﴾

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ۝

جو اپنی نماز سے غافل ہیں ف وہ جو ریاکاری کرتے ہیں ف

[illegible]

[illegible]

[illegible] (روح المعانی)

[illegible]

وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ۷

اور مانگے نہیں دیتے معمولی برتنے کی چیزیں ۷

۶ ۔ یہ منافق نماز میں غافل ہونے کے ساتھ ساتھ ریاکار بھی ہیں۔ کوئی کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے نہیں کرتے بلکہ اخلاص نیت سے یکسر محروم ہیں۔ جو نیکی کرتے ہیں اس خیال سے کرتے ہیں کہ لوگ انہیں نیک کہیں گے۔ ان کی عبادتوں کو دیکھ کر لوگوں کے دلوں میں ان کی عظمت پیدا ہو جائے گی۔ انہیں شہرت و ناموری حاصل ہوگی اور اس طرح وہ دنیوی منفعتیں اور مفادات آسانی سے حاصل کر سکیں گے۔

۷ ۔ ماعون کے متعدد معانی بتائے گئے ہیں۔ حضرت سیدنا علی، ابن عمر، ابن حنفیہ سے مروی ہے کہ اس سے مراد زکوٰۃ ہے لیکن علمائے تفسیر کی کثیر جماعت نے اس کا معنی وہ معمولی استعمال کی چیزیں بتایا ہے جو ہر پڑوسی بوقت ضرورت اپنے پڑوسی سے مانگ لیتا ہے، اور اپنی ضرورت پوری کرکے مالک کو واپس کر دیتا ہے جیسے ہنڈیا، ڈول، کلہاڑا، چقماق وغیرہ وغیرہ۔

منکرین قیامت کی علامات میں منافقین کی عادات سے کچھ یہ ہیں۔ تنگ دلی اس حد تک بڑھی ہوئی ہے کہ اپنے ہمسایوں، عزیزوں، دوستوں، قریبی رشتہ داروں سے عام ضرورت کی چیزیں روکنے کی قبیح عادت ذکر کرکے مسلمانوں کو ان سے اجتناب کی تلقین کی۔ بتایا کہ یہ خصلتیں ان لوگوں کی ہیں جو دین کو نہیں مانتے جن کے دلوں میں نفاق کی غلاظت ہے۔ اگر تم قیامت پر ایمان رکھتے ہو، اللہ تعالیٰ کی توحید، اس کے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صداقت اور قرآن کریم کے الہامی ہونے پر یقین رکھتے ہو تو تمہیں اپنے آپ کو ان رذائل سے ہرگز آلودہ نہ ہونے دینا چاہیے ورنہ تم میں اور ان لوگوں میں وجہ امتیاز کیا رہ جائے گی۔ خوب غور کرو کہاں کھنچے جا رہے ہو۔

○

لا الٰه الا انت سبحانك انى كنت من الظالمين فاطر السموات والارض انت وليى فى الدنيا
والاخرة توفنى مسلما والحقنى بالصالحين.
يا رب صل وسلم على من خلقه عظيم ورحمته عميمة وشفاعته مسموعة وعلى آله واصحابه
وحزبه الى يوم الدين.

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ الکوثر

نام : اس سورہ طیبہ کا نام الکوثر ہے جو اس کی پہلی آیت میں مذکور ہے۔ یہ ایک رکوع اور تین آیات پر مشتمل ہے۔ اس کے دس کلمات اور بیالیس حروف ہیں۔

نزول : علامہ جلال الدین سیوطی نے اس سورت کے نزول کے بارے میں دو قول لکھے ہیں۔ ایک حضرت انس کا قول ہے وہ کہتے ہیں کہ اس سورت کا نزول مدینہ طیبہ میں ہوا۔ ان کی روایت کا مضمون یہ ہے کہ ہم حضور کی خدمت میں حاضر تھے، اچانک نزول وحی کی کیفیت طاری ہوگئی۔ حضور کا سر مبارک جھک گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد تبسم فرماتے ہوئے اپنے سر کو اٹھایا۔ لوگوں نے تبسم کی وجہ پوچھی تو ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے ابھی مجھ پر یہ سورت نازل فرمائی ہے۔ پھر الکوثر کی تلاوت کی۔ لیکن ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس، حضرت عبداللہ بن زبیر، ام المومنین عائشہ صدیقہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ ان اکابر صحابہ کے قول کو بمقابلہ حضرت انس کے قول پر ترجیح دی جائے گی۔ اور ان کی اس روایت کی توجیہ یوں بیان کی جاسکتی ہے کہ کئی سورتیں ایسی ہیں جن کا نزول متعدد بار ہوا۔ ہوسکتا ہے یہ سورت اس محفل میں کسی خاص حکمت کے پیش نظر دوسری بار نازل کی گئی ہو۔ اس کی تائید حضرت انس کی دوسری روایت سے ہوتی ہے جسے امام مسلم اور ترمذی و دیگر محدثین نے روایت کیا ہے۔

حضور نے ارشاد فرمایا کہ شب معراج جب میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے وہاں ایک نہر دیکھی۔ اس کے دونوں کناروں پر موتیوں کے خیمے نصب تھے۔ میں نے جب اس کے پانی میں ہاتھ ڈالا تو اس سے خالص کستوری کی مہک اٹھنے لگی۔ اس کے بارے میں جبرئیل سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا ھذا الکوثر الذی اعطاک اللہ۔ یعنی یہ نہر کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔ معراج تو مکہ میں ہوئی۔ اسی رات کو کوثر کے عطا فرمانے کا مژدہ ملا۔ اس لیے اس کی اطلاع بھی مکہ میں ہی دی گئی ہوگی۔ چنانچہ سیوطی لکھتے ہیں: المشهور بین اهل التفسیر والمغازی ان هذه السورة مکیة (درمنثور) یعنی علماء تفسیر اور مغازی کے نزدیک یہی بات زیادہ مشہور ہے کہ یہ سورت مکی ہے۔ اس کا انداز بیان بھی مکی سورتوں سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔

شان نزول : ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے تولد ہوئے۔ ایک صاحبزادے کا نام نامی قاسم اور دوسرے کا اسم گرامی عبداللہ تھا

ان کا قلب [illegible] ہے۔ اعلان نبوت سے پہلے [illegible] کے باشندے حضور کا [illegible] کرتے تھے انھوں نے آپ کی ذات سے بڑی بڑی توقعات وابستہ کر رکھی تھیں۔ آپ کی سیرت و کردار سے وہ متاثر تھے کہ آپ کو صادق و امین کہہ کر پکارا کرتے تھے

حضور [illegible] جب [illegible] دعوت دی [illegible] تو سب کے دلوں میں عداوت و خصومت [illegible] انہیں حضور کی ہر بات سے چڑ ہو گئی۔ [illegible] وفات [illegible] کے [illegible] ان کے اعتقادات [illegible] آپ کو [illegible] شروع کر دیا [illegible]

[illegible] اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کا کوئی [illegible] اللہ تعالیٰ کے محبوب کے [illegible] کرتے تھے [illegible] حالت تھی کہ جب حضور کے [illegible] کا انتقال ہوا تو اس کی خوشی کی حد نہ رہی۔ [illegible] کے پاس گیا اور ان کو [illegible] [illegible] ان کی وفات کے بعد [illegible] جب [illegible] ان کا [illegible] اس وقت [illegible]

اس قسم کی [illegible] جب [illegible] کے [illegible] اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب [illegible] اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی [illegible] یہ ہے [illegible] میرے محبوب کا ذکر [illegible] جائے گا [illegible] ان کا کوئی [illegible] میرے پیارے رسول کا [illegible] ہمیشہ [illegible] اہل دل [illegible] محبت و عقیدت کے [illegible] کرتے رہیں گے۔ [illegible] جب تک [illegible] اس وقت تک [illegible] کا ذکر ہوتا رہے گا۔ [illegible] ہمیشہ [illegible]

[illegible] تو اس کا بیٹا [illegible] کی صورت ہوگی۔ [illegible]

کی چودہ صد سالہ تاریخ اس ارشادِ صدق و ہدیٰ کی تصدیق و توثیق کر رہی ہے اور ہمیشہ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہے گا بلکہ ان لوگوں نے خود دیکھا کہ چند سال بعد وہ دل و جان سے اس کے خادم اور پیروکار بن گئے تھے۔ وہ ذاتِ اقدس و اطہر جس نے ایک تاریک شب میں مکہ سے بڑی بے سروسامانی کی حالت میں ہجرت کی تھی جس کا رفیقِ سفر صدیق اکبر کے بغیر اور کوئی نہ تھا، چند سال بعد وہ دس ہزار کا لشکر لے کر مکہ کی سمت بڑھا تو مکہ کے بند دروازے اس کے استقبال کے لیے کھول دیے اور قریش کے سارے سردار گردنیں جھکائے شرمسار اس کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو گئے

ایک نکتہ اور یاد رکھنے کے قابل ہے۔ قرآن کریم میں جس جس موقع پر حضور رحمت للعالمین کی شانِ رفیع کا بیان ہوا ہے ان تمام آیات میں ایک بات قدرِ مشترک ہے وہ یہ کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنا ذکر کیا ہے اور اس کے بعد اپنے حبیب کی شان بتائی ہے۔ مثلاً سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ، وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ اسی طرح یہاں بھی انا اعطیناک الکوثر۔ اس کی حکمت کیا ہے؟ جہاں تک اس ناچیز کی محدود سی رسائی ہے مجھے تو اس میں دو حکمتیں جلوہ کناں نظر آتی ہیں۔ ایک یہ کہ لوگ حضور کے بے اندازہ کمالات کو دیکھ کر حضور کو خدا نہ سمجھ لیں۔ بتا دیا کہ یہ کمالات ان کے ذاتی نہیں، بلکہ میں جو رب السمٰوات والارض ہوں میں نے انہیں ارزانی فرمائے ہیں۔ دوسری حکمت یہ ہے کہ کوئی کم ظرف حضور کے کمالات کا انکار نہ کر سکے کیونکہ یہ سب کمالات تو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے ہیں جو علیم بھی ہے حکیم بھی ہے اور قدیر بھی ہے۔ جو کمالاتِ رسالت کا انکار کرتا ہے وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت اور اس کی صفتِ جود و عطا کا انکار کرتا ہے۔

الحمد للہ الذی اعطیٰ حبیبہ من المواہب السنیۃ ما لا تحصیٰ والمحامد الجلیلۃ ما لا تعد۔

سُوْرَةُ الْكَوْثَرِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثَلٰثُ اٰيَاتٍ

سورۃ الکوثر مکی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ اس میں تین آیتیں ہیں

إِنَّآ أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ① فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ② إِنَّ

بے شک ہم نے آپ کو (ہر خیر و خوبی میں) بے حد و بے حساب عطا کیا [1] پس آپ نماز پڑھا کریں اپنے رب کے لیے اور قربانی دیا کریں [2] بیشک

[1] حضور رحمت عالمیان شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے محامد و کمالات کے ذکر کا جو سلسلہ سورۃ والضحیٰ سے شروع ہوا تھا وہ اس پر پورا ہو رہا ہے۔ ان تمام درمیانی سورتوں میں مختلف عنوانوں سے حق تعالیٰ نے ان انعامات و احسانات کا ذکر فرمایا جو اس نے اپنے حبیب لبیب پر اور اس کے طفیل اس کی امت پر فرمائے ہیں۔ اس سورت میں ان تمام عنایات کو الکوثر کے ایک کلمہ میں سمو کر رکھ دیا گیا ہے۔ قرآن حکیم کی بلاغت کے ایک ایک جملے کو دیکھ کر [illegible] سرشار ہو جاتی ہے۔ اس کی ہر [illegible] کہ [illegible] اور وہاں [illegible] وہ دل اس کے حسن و جمال کی دلنوازیوں پر یوں حیرت زدہ ہے کہ اس کا ایک ایک جملہ ایک ایک ادا باندھ رہا ہے۔ یہ کیا ایک ایک انداز روح افزا و ایمان افروز ہے۔ جب اپنے حبیب کی شان بیان کرتی ہے تو وہاں اسلوب بیان ہی نرالا اختیار کیا جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا انا۔ ہم نے۔ یہاں جمع کی ضمیر استعمال ہوئی جو جمع کا صیغہ کثرت اور عظمت پر دلالت کرتا ہے اور یہی عظمت و شوکت کے اظہار کے لیے آتا ہے یہاں یہی مقصد ہے۔ ہم نے جو زمین و آسمان کے مالک و ملک ہیں، ہم جو ہر چیز کے خالق ہیں اور رب ہیں۔ ہم کہ جن کے جود و کرم کا ایسا دسترخوان ہر وقت بچھا رہتا ہے اور جہان کے لیے عطا کا ہے۔ اے حبیب! ہم نے آپ کو الکوثر عطا فرمایا ہے۔ جو چیز ہم عطا فرمائیں اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ جو چیز ہم عطا فرمائیں اسے کوئی چھین نہیں سکتا۔

یہاں اتینک کے بجائے اعطینک کا ذکر ہے۔ ان دونوں کے مفہوم میں بڑا فرق ہے۔ اعطی کے لغوی معنی تملیک کے ہیں۔ ابن منظور رقمطراز ہیں:

الاعطاء والعطاء المناولة وعاطاه الشيء: [illegible] تناوله باليد۔ یعنی ہاتھ سے کسی کو کوئی چیز عطا کر دینا۔ (لسان العرب)

اس تحقیق کی رو سے آیت کا مفہوم یہ ہوگا کہ ہم نے اپنے دست قدرت سے الکوثر آپ کو عطا کر دیا۔ آپ کو اس کا مالک بنا دیا۔ علامہ [illegible] اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس آیت میں [illegible] ہے۔ [illegible] الجمع للتعظيم [illegible] الاعطاء اورده بلفظ الماضي [illegible] الدلالة على التحقيق۔ (مظہری)

ترجمہ: اس آیت کی ابتداء [illegible] کی گئی ہے جو تاکید پر دلالت کرتا ہے۔ پھر ضمیر جمع ذکر کی گئی ہے جو تعظیم کا مفہوم دیتی ہے۔ نیز یہاں اعطاء کا فعل مستقبل کے بجائے ماضی [illegible] ذکر کیا جو تحقیق پر دلالت کرتا ہے یعنی عطا ہو گیا۔

امام رازی لکھتے ہیں [illegible] یہاں عطا کا اسناد ضمیر جمع کی طرف کیا گیا ہے [illegible] اس سے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ [illegible] تعالیٰ نے حضور کو کوثر کا مالک بنایا ہے کیا شان ہو گی اس عطیہ دینے والے کی اور کیا مقام رفعت و جلالت ہے [illegible]

اب ذرا الکوثر کے لفظ کی تشریح کیجئے تب آپ کو پتہ چلے گا کہ اس میں کس قدر وسعت [illegible] ہے

۱۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں: الکوثر [illegible] الشیء الکثیر کثرۃ مفرطۃ [illegible] کا اسم آتا ہے یہ مبالغہ کا صیغہ ہے اس کا معنی ہے کسی چیز کا اتنا کثیر ہونا کہ اس کا اندازہ نہ لگایا جا سکے

۲۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں: والعرب تسمی کل شیء کثیر فی العدد والقدر والخطر کوثرا۔ یعنی ہر وہ چیز جو تعداد میں، قدر و قیمت میں اور اہمیت کے لحاظ سے بہت زیادہ ہو اسے کوثر کہتے ہیں [illegible] موصوف اور صفت دونوں کا ذکر ہوتا ہے لیکن یہاں [illegible] الکوثر جو صفت ہے وہ مذکور ہے لیکن اس کا موصوف ذکر نہیں۔ اس میں کیا حکمت ہے [illegible] اگر ایک چیز [illegible] ذکر کر دیا جاتا [illegible] یہاں تو حالت یہ ہے کہ [illegible] کس کا ذکر کیا جائے اور کس کا چھوڑا جائے [illegible] گویا تصریح ہے کہ اے حبیب [illegible] اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو [illegible] جس کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا

علمائے تفسیر نے کوثر کی تفسیر میں متعدد اقوال ذکر کئے ہیں جو آپ کی خدمت میں پیش ہیں:

۱۔ کوثر سے مراد جنت کی وہ نہر ہے [illegible] حبیب کو عطا فرمائی ہے [illegible]
[illegible] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الکوثر نہر فی الجنۃ حافتاہ من ذہب ومجراہ علی الدر والیاقوت تربتہ اطیب من المسک وماؤہ احلی من العسل وابیض من الثلج

ترجمہ: یعنی حضور نے فرمایا کوثر جنت کی ایک نہر ہے جس کے دونوں کنارے سونے کے ہیں۔ موتیوں اور یاقوت پر اس کی گزرگاہ ہے، اس کی مٹی کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے، اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ سفید ہے۔

۲۔ اس سے مراد وہ حوض ہے جو میدان حشر میں ہو گا جس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی امت کے پیاسوں کو سیراب فرمائیں گے جس کے [illegible] آسمان کے تاروں کی کثرت سے [illegible] حبیب پاک کی امت کی تشنگی [illegible] اس حوض کے بارے میں احادیث متواترہ مذکور ہیں [illegible] اس کے پانی [illegible] جو شخص ایک بار [illegible] ایک گھونٹ پی لے گا [illegible]

۳۔ النبوۃ۔ نبوت تو حضور سے پہلے بھی [illegible] لیکن [illegible] کی کثرت کا کون اندازہ لگا سکتا ہے [illegible] آپ ساری کائنات کے لئے نبی ہیں۔ آپ کا دور رسالت زمان و مکان کی حدود سے

آستانہ نشین

۴۔ کوثر سے مراد قرآن کریم ہے۔ انبیاء سابقین پر صحائف اور کتابیں اتاری گئیں لیکن جو جامعیت اور ہمہ گیریت اس کی تعلیمات میں ہے اس کی نظیر کہیں نہیں۔ علوم و معارف کے جو خزینے اس مختصر سی کتاب میں مستور ہیں وہ کسی اور کو نصیب نہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کے ... کس طرح اس کتاب میں کوئی لفظ و شوشہ تک نہیں بدل سکا یہ اس کی جامعیت و عظمت کے ثبوت ہیں۔

۵۔ اس سے مراد دین اسلام ہے۔

۶۔ اس سے مراد صحابہ کرام کی کثرت ہے جتنے صحابہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تھے کسی دوسرے نبی و رسول کے اتنے صحابہ نہیں تھے۔

۷۔ اس سے مراد رفعتِ ذکر ہے۔ ساری کائنات کی وسعتیں اور پہنائیاں ہیں، جس طرح اس نبی رحمت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کا ڈنکا بج رہا ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔

۸۔ قال جعفر الصادق علیہ السلام نوراً فی قلبک دلّک علیّ وقطعک عما سوای۔ یعنی امام جعفر صادق کے نزدیک کوثر سے مراد وہ نور ہے جو آپ کے دل میں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا جس نے آپ کی اللہ تعالیٰ تک رہنمائی کی اور ماسوا سے ہر قسم کا رشتہ منقطع کر دیا۔

۹۔ مقام محمود، روز محشر جب نبی الثقلین شفاعت عامہ فرمائیں گے۔

۱۰۔ حضرت ابن عباس نے کوثر کی تفسیر یوں کی ہے الخیر الکثیر یعنی خیر کثیر۔

حضرت سعید بن جبیر سے عرض کیا گیا کہ لوگ تو کہتے ہیں کہ کوثر جنت کی ایک نہر کا نام ہے تو آپ نے فرمایا وہ نہر بھی اسی خیر کثیر میں سے ایک ہے۔ صحیح بخاری، ابن کثیر

علامہ اسماعیل حقی الکوثر کے بارے میں متعدد اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: والاظہر ان جمیع نعم اللہ داخلۃ فی الکوثر ظاہرۃ وباطنۃ۔ فمن الظاہر خیرات الدنیا والآخرۃ ومن الباطن العلوم اللدنیۃ الحاصلۃ بالفیض الالٰہی بدون الکسب۔ یعنی ظاہر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ساری ظاہری و باطنی نعمتیں کوثر میں داخل ہیں۔ ظاہری نعمتوں سے مراد دنیا و آخرت کی بھلائیاں ہیں اور باطنی نعمتوں سے مراد وہ علوم لدنیہ ہیں جو کسب کے بغیر محض فیضان الٰہی سے حاصل ہوتے ہیں۔

علامہ قرطبی نے بھی اسی معنی کی تشریح کی ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں: انہ الخیر الکثیر والنعم الدنیویۃ والاخرویۃ من الفضائل والفواضل ۔ وہو اشارۃ الی ان ما جاء فی الاحادیث من تفسیرہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالنہر من باب التمثیل بالتخصیص لنکتۃ۔ یعنی کوثر سے مراد خیر کثیر ہے اور دنیوی اور اخروی تمام نعمتیں، فضائل اور فواضل سب شامل ہیں۔ اس میں اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ احادیث میں کوثر کا معنی نہر کیا گیا ہے وہ بطور تمثیل ہے۔

۲۔ پہلی آیت میں اپنی عنایات سے اپنے حبیب کو سرفراز کرنے کا ذکر ہوا۔ اب ان انعامات و احسانات کا شکریہ ادا کرنے کی تلقین فرمائی جا رہی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے اے حبیب! اپنے رب کے لیے نماز پڑھا کرو اور اسی کی خاطر قربانی دیا کرو۔ کفار و مشرکین اللہ تعالیٰ کے دستر خوان سے ہی پلتے ہیں، اسی کی رحمت کے گن گاتے ہیں، اسی کے لطف و کرم سے سیراب ہوتے ہیں لیکن جھوٹے معبودوں کا گاتے ہیں۔ عبادت باطل معبودوں کی کرتے ہیں۔ قربانیاں بتوں کے نام پر دیتے ہیں۔ اے میرے محبوب! آپ ان کی روش کا اختیار نہ کرنا۔ یہ

شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝

یقیناً آپ کا دشمن ہی بے نام و نشان ہو گا۔

سب سے بڑی ناشکری اور کفرانِ نعمت ہے۔

اس عبد حبیب اور حبیب لبیب کی تعمیل ارشاد کی یہ حالت تھی کہ ساری ساری رات کھڑے رہ کر [illegible] ادا کرتے یہاں تک کہ پاؤں [illegible] جاتے۔ کسی نے عرض کی [illegible] حضور تو [illegible] پھر اتنی مشقت کیوں [illegible] کیا میں اپنے رب کی [illegible] ساری عمر [illegible] ذکر الٰہی میں بسر ہوئی [illegible] کا ایک ایک لمحہ اطاعت الٰہیہ [illegible] گزرتا تھا [illegible] تب [illegible] حضور [illegible] کی شان [illegible] سے [illegible] ہو سکتی ہے۔

ـــــہ شانئ: بغض، جس شخص کے دل میں بغض و عداوت ہو تو اس کو شانئ کہتے ہیں۔ ابتر: [illegible] البتر کا معنی القطع، کسی چیز کا کاٹ دینا۔ اہل عرب کے نزدیک ہر وہ شخص جس کا [illegible] ہو اس کو ابتر کہتے ہیں۔ نیز ہر وہ کام جس کا کوئی اثر باقی نہ رہے اس کو بھی ابتر کہتے ہیں۔ (قرطبی)

حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی یہ اولاد پیدا ہوئی۔ قاسم، پھر زینب، پھر عبداللہ، پھر ام کلثوم، پھر فاطمہ، پھر رقیہ صلی اللہ علی ابیہم وعلیہم اجمعین۔ پہلے قاسم کا انتقال ہوا، پھر عبداللہ جن کا لقب طیب و طاہر ہے [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے [illegible] نبوت کے بعد تو سارے کے سارے دشمن ہی ہو گئے تھے۔ جب قریش نے دیکھا کہ حضور کے دونوں فرزند انتقال کر گئے ہیں، اب صرف صاحبزادیاں باقی ہیں تو انہوں نے طرح طرح کی باتیں بنانا شروع کر دیں۔ عاص بن وائل کہنے لگا قد انقطع نسلہ وھو ابتر، کہ ان کی نسل منقطع ہو گئی، یہ ابتر ہیں۔

کند ذہن اسلام کی روز افزوں ترقی کو دیکھتے تو پاگل ہو جاتے [illegible] کوئی بات نہیں، یہ چند دنوں کا کھیل ہے۔ ان لوگوں نے [illegible] یہ چند سال کے مہمان ہیں۔ جب یہاں سے رخصت ہوں گے تو ان کا کوئی نام لیوا [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] ان کی [illegible] کا [illegible] میرے حبیب کا [illegible] شریعت [illegible] قوم [illegible] تاریخ سے [illegible] اس کا [illegible] طرف [illegible] کی [illegible] ان کے لیے باعث ننگ و عار [illegible] اور میرے محبوب کی یہ شان ہے کہ اس کا [illegible] کلام [illegible] میرے محبوب کے ذکر پاک کی شمع ہر وقت روشن رہے گا۔ دوسرے لوگوں کی نسل [illegible] میرے حبیب کی نسل [illegible] خاتون جنت سیدہ طاہرہ

کی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے چلائی گا اور اس نسل میں کتنی برکت دوں گا کہ دنیائے اسلام کے گوشے گوشے میں یہ نسل پھیل جائے گی۔ یہ سورت اپنے اختصار و ایجاز کے باوصف فصاحت و بلاغت کا ادبی معجزہ ہے کہ فصحائے عرب و بلغائے حجاز کو مبہوت ہو کر کہنا پڑا۔ ما ھذا کلام البشر یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہے

○

الحمد لله والصلوة والسلام على سيدنا رسوله الذي اعطاه ربه الكوثر كلما ذكره الذاكرون وغفل عن ذكره الغافلون. اللهم ارزقنا حبه واتباعه واحشرنا في زمرته تحت لوائه وعطفنا لوائه ويسرنا بشفاعته يا رب العلمين يا اكرم الاكرمين

○

WWW NAFSEISLAM.COM

تعارف

سُورَۃُ الکافرون

نام : اس سورت کا نام الکافرون ہے۔ اس کی آیتیں چھ اور ایک رکوع ہے۔ اس کے کلمات کی تعداد چھبیس اور حروف کی تعداد پچانوے ہے۔

نزول : یہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور حضور نے مجمع عام میں جا کر اس کی تلاوت کی۔

مقاصدِ نزول : باطل ہر گاہ ہے حق سے نبرد آزما ہونے کے لیے وہ طرح طرح کے بھیس بدل کر آیا کرتا ہے۔ کسی قسم کا حربہ استعمال کرنے میں اسے کوئی جھجک محسوس نہیں ہوتی۔ بسا اوقات وہ اپنے موقف میں بھی بے حد لچک پیدا کر لیا کرتا ہے۔ اس کا مقصد صرف اتنا ہوتا ہے کہ حق حق نہ رہے۔ باطل تو بہر حال باطل ہے کسی چیز کی ملاوٹ اس کے بطلان پر اثر انداز نہیں ہو سکتی بلکہ ہر پاک چیز جس میں یہ ملے گی وہ بھی پلید ہو جائے گی۔ وہ اس حقیقت سے پوری طرح باخبر ہے کہ حق صرف اس وقت تک حق ہے جب تک یہ ہر قسم کی ملاوٹ اور آمیزش سے پاک ہے۔

رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب دعوت توحید کا آغاز کیا تو ابتدا میں کفار نے اس کو درخور اعتنا ہی نہ سمجھا۔ لیکن سعادت مند روحیں اس کی طرف جب کھنچی چلی جانے لگیں، انہیں اپنے ماحول میں تبدیلی کے کچھ آثار دکھائی دینے لگے تو انہوں نے اس دعوت کی طرف توجہ شروع کی۔ انہوں نے سوچا کہ ہمارے پاس بے پناہ وسائل ہیں۔ اس اہل حق کو رجھانے کے لیے ہم بڑی سے بڑی قیمت ادا کر سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو طالب کی معرفت سودا بازی کا آغاز ہوا۔ کفار کے ایک وفد نے جناب ابو طالب سے ملاقات کی اور عرض کیا کہ آپ کا بھتیجا ہمارے بتوں کے بارے میں جن خیالات کا اظہار کرتا ہے وہ ہمارے لیے ناقابل برداشت ہیں۔ آپ قوم کے سردار ہیں، ہمارے دلوں میں آپ کا از حد احترام ہے اسی وجہ سے ہم آپ کے بھتیجے کی باتیں سن کر اب تک خاموش رہتے ہیں۔ لیکن اب پیمانہ صبر لبریز ہو چکا ہے۔ آپ اپنے بھتیجے کو کہیں کہ اگر اس کو مال و دولت کی خواہش ہے تو ہم سب اپنی ساری دولت اس کے قدموں میں ڈالنے کے لیے تیار ہیں۔ اگر اس کو حاکم بننے کا شوق ہے تو ہم متفقہ طور پر اس کو اپنا حکمران تسلیم کرنے پر آمادہ ہیں اور اگر کسی رشتہ کا طالب ہے تو وہ صرف اشارہ کر دیں ہم خوبصورت عورت کے ساتھ اس کا رشتہ پیش کر دیں گے۔

عام طور پر آج لوگ جو مذہب و دین کو اپنے مقصد کے حصول کے لیے بطور زینہ استعمال کرتے ہیں انہی چیزوں میں سے کوئی چیز ان کا مقصد ہوا کرتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب ان کی یہ پیشکش سنی تو فرمایا کہ وہ نادان مجھے پہچان نہیں سکے

میرے دائیں ہاتھ پر اگر وہ سورج لا کر رکھ دیں اور بائیں ہاتھ پر چاند لا کر رکھ دیں تو بھی میں اپنے رب کی توحید کی تبلیغ میں رائی برابر بھی سستی نہیں کروں گا۔

جب اس سودا بازی میں ناکام ہوئے تو انہوں نے ایک اور چال چلی۔ ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، اسود بن عبد المطلب، اور امیہ بن خلف مذاکرات کے لئے اکٹھے ہو کر ایک روز حضور کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ کی تبلیغ و دعوت سے قوم میں انتشار و افتراق پھیل رہا ہے۔ یہ کسی اچھے مستقبل کا پیش خیمہ نہیں۔ اگر ہمارے اور آپ کے درمیان انتشار کی یہ خلیج بڑھتی اور وسیع ہوتی چلی گئی تو ایک دن ایسا آئے گا جب ہماری قوت کا جنازہ نکل جائے گا، اور دشمن قبائل ہم پر حملہ بول کر ہمیں تباہ کر کے رکھ دیں گے۔ اس صورت حال سے ہم بہت پریشان ہیں۔ آؤ ایک ایسی تجویز پر متفق ہو جائیں کہ آپ کی بات بھی رہ جائے اور قوم کی یکجہتی اور اتحاد بھی برقرار رہے۔ اس کے لیے انہوں نے یہ تجویز پیش کی۔ ایک سال ہم سب مل کر آپ کے خدا کی عبادت کیا کریں اور دوسرے سال آپ ہمارے ساتھ مل کر ہمارے معبودوں کی پرستش کیا کریں۔ یہ تجویز سن کر نبی کریم نے فرمایا: معاذ اللہ ان اشرک باللہ غیرہ "میں اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں اس کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہراؤں۔" اس وقت یہ سورۂ مبارکہ نازل ہوئی جس نے ان کی ساری امیدوں کو خاک میں ملا دیا اور انہیں ہمیشہ کے لیے مایوس کر دیا کہ وہ اپنی حیلہ سازیوں سے حق کو اپنے دام فریب میں پھانس سکتے ہیں۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حرم میں تشریف لے گئے کفر و شرک کے سارے سرغنے وہاں جمع تھے۔ مجمع عام میں بڑی جرأت کے ساتھ حضور نے یہ سورت پڑھ کر انہیں سنائی تاکہ ان کے دل میں پھر کبھی اس قسم کے فاسد خیال پیدا ہونے کا امکان ہی نہ رہے۔

سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْنَ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ سِتُّ اٰيَاتٍ

سورۃ الکافرون مکی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے اس میں چھ آیات ہیں

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۙ وَلَآ اَنْتُمْ

آپ کہہ دیجیے اے کافرو [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۚ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۙ وَلَآ اَنْتُمْ

کرنے والے ہو [illegible] جس کی میں عبادت کرتا ہوں [illegible] اور نہ میں عبادت کرنے والا ہوں [illegible] اور نہ تم

عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ؕ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۟

کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں [illegible] تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین [illegible]

اصل یکساں ہیں۔ کلام عرب میں اس قسم کی تکرار اشعار میں بکثرت مستعمل ہے۔ چنانچہ ایک شعر ہے ؎

[illegible] [illegible]

کہ [illegible] کے وقت [illegible] کی خبر دینے کے لیے [illegible] کب تک کب تک [illegible] کے فراق پر چلا آتا ہے۔

اس تکرار کا مطلب ہے کہ کفار کو ہمیشہ کے لیے مایوس کر دیا جائے کہ مسلمان ان کے کفر کو ایک لمحے کے لیے بھی قبول نہیں کریں گے۔ نیز ان کے بارے میں بتا دیا کہ وہ بھی مسلمان نہیں ہوں گے۔ وفائدة هذا التكرير قطع اطماع الكفار وتحقيق الاخبار بموافاتهم على الكفر وانهم لا يسلمون ابدا۔ مجمع

[illegible] [illegible] کہ [illegible] کے چند [illegible] کی قسمت میں [illegible] کی سعادت [illegible] اس لیے ان کو [illegible] جس کی [illegible] عبادت [illegible] تم بھی اس کی عبادت [illegible] اس [illegible] ہو کہ تم نے [illegible] ہیں [illegible] ہے۔

[illegible] زمخشری کہتے ہیں کہ اس کا [illegible] معبود باطل کی عبادت [illegible] تم اپنی پیشانیوں [illegible] [illegible] کشاف [illegible] جب [illegible] کفر و شرک کی [illegible] آپ [illegible] اپنی [illegible] کا اعلان [illegible] ہے اور [illegible] سے [illegible] [illegible] اس وقت [illegible] شرک کی [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] اسی طرح تم نے گزشتہ زمانے میں [illegible] معبود برحق کی عبادت نہیں کی [illegible] عبادت [illegible] حال [illegible] کہا جاتا ہے کہ [illegible] کے لیے استعمال ہوتا ہے [illegible] کی جگہ [illegible] اس کے کئی جواب [illegible] ہیں ایک یہ کہ پہلی دو آیتوں میں [illegible] اور دوسری دو آیتوں میں ما [illegible] ہے [illegible] یعنی جس طرح تم عبادت کرتے ہو میں عبادت نہیں کرتا اور جس طرح میں عبادت کرتا ہوں اس طرح تم عبادت نہیں کرتے۔ دوسرا جواب یہ دیا گیا ہے کہ

ما یہاں ذات پر دلالت کرنے کے لیے نہیں بلکہ صفت پر دلالت کرتا ہے۔ کانہ قال لا اعبد الباطل ولا تعبدون الحق۔

۲؎ حق و باطل میں آمیزش کا میں قائل نہیں۔ مجھے ایسے اتحاد کی بھی ضرورت نہیں جو باطل کے ساتھ مصالحت پر موقوف ہو۔ بے شک تم اپنے کفر پر ڈٹے رہو میری خاطر تم اس کفر میں آمیزہ پیدا نہ کرو۔ ان دونوں میں کوئی جوڑ نہیں۔ ان میں کوئی مناسبت نہیں۔ اسی طرح میں تمہاری خاطر عقیدہ توحید کا سودا ہرگز نہیں کروں گا کیونکہ اس صورت میں توحید توحید نہ رہے گی۔ حق کا وہ اجالا جسے پھیلانے کے لیے مجھے مبعوث کیا گیا ہے۔ اگر میں تمہاری بات مان لوں تو حق، باطل بن جائے گا۔

تم اپنے حال میں مست رہو میں اپنے حق پر ثابت قدم رہتا ہوں۔ حق و باطل کا یہ معرکہ اپنے منطقی نتیجہ پر پہنچ کر رہے گا۔ تم دیکھو گے کہ چند بدنصیبوں کے سوا سارا جزیرہ عرب اسلام قبول کر لے گا۔

والحمد لله سبحانه الذي بنعمته تتم الصالحات
وصلى الله تعالى على حبيبه وصفيه محمد وعلى
آله واصحابه وبارك وسلم

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ النصر

نام: اس سورہ مبارکہ کے کئی نام ہیں۔ اسے سورۃ تودیع بھی اسی لیے کہتے ہیں کیونکہ اس میں اس امر کی طرف واضح اشارہ ہے کہ اللہ کا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فرائض نبوت کو بحسن وخوبی انجام دینے کے بعد اپنے رب کے حضور میں مراجعت فرما ہونے سے پہلے یہاں کے ساکنوں کو الوداع کہہ رہا ہے۔

اسے سورۃ فتح بھی کہتے ہیں لیکن اس کا مشہور ترین نام النصر ہے جو پہلی آیت سے ماخوذ ہے۔

یہ ایک رکوع اور تین آیات پر مشتمل ہے۔ اس کے کلمات کی تعداد انیس ہے اور حروف کی اناسی۔

زمانۂ نزول: ہجرت کے بعد جو سورتیں نازل ہوئیں انہیں مدنی کہا جاتا ہے خواہ ان کا نزول مدینہ طیبہ میں ہوا ہو یا اثنائے سفر مدینہ سے باہر کسی دوسرے مقام پر۔ ہجرت کے بعد جو سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اسے بھی مدنی سورتوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ لیکن ہجرت کے بعد نازل ہوئی اس لیے اسے مدنی کہا جاتا ہے۔

علماء کرام نے تصریح کی ہے کہ قرآن کریم کی یہ آخری مکمل سورت ہے جو حضور رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئی اس سورت کے نزول کے وقت کے بارے میں دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ یہ فتح مکہ کے وقت نازل ہوئی۔ یہ وہ ساعت سعید ہے کہ چند سال پہلے جو ہستی یہاں سے ہجرت کرنے پر مجبور ہوئی تھی اور اس کے ساتھ صرف ایک جاں نثار ابوبکر تھا، آج وہ دس ہزار کے لشکر جرار کو ہمراہ لیے مکہ میں داخل ہو رہی ہے۔ بلد حرم نے اتنا بڑا لشکر آج تک نہیں دیکھا تھا۔ ہر قبیلہ کا اپنا اپنا رسالہ ہے۔ گھوڑوں اور اونٹوں پر سوار ہیں۔ جسموں پر زرہیں ہیں اور سروں پر فولادی خود چمک رہے ہیں۔ جوش وخروش کا عجیب عالم ہے۔ جب یہ فوج ظفر موج وادی طویٰ سے گزرتی ہے تو زمین ان کے قدموں کے نیچے لرز رہی ہے۔ ایک عجیب روح پرور منظر ہے۔ کفر کے سارے وہ [illegible] ہو چکے ہیں۔ مخالفت کے طوفان تھم کر رہ گئے ہیں۔ ہر شخص کو اپنے انجام کی فکر نے بدحواس کر دیا ہے لیکن اس لشکر کے سپہ سالار نے تاکیدی ہدایات جاری کر دی ہیں کہ خون خرابہ سے قطعاً اجتناب کیا جائے۔ کسی پر دست درازی نہ کی جائے۔ تلواریں میانوں میں، تیر ترکشوں میں، کمانیں کندھوں سے آویزاں رہیں۔ اس وقت جنگ کی قطعاً اجازت نہ ہو جب تک کفار کی طرف سے پہل نہ ہو۔ اعلان عام کر دیا گیا ہے کہ جو حرم میں پناہ لے گا، جو گھر کے کواڑ بند کر دے گا، بلکہ جو ابوسفیان کی حویلی میں داخل ہو جائے گا سب کو امان ہے۔

مکہ کا فاتح اگر کوئی بادشاہ ہوتا، کوئی ڈکٹیٹر ہوتا، کوئی فوجی جرنیل ہوتا تو آج مکہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جاتی۔ قتلِ عام کا حکم دے دیا جاتا۔ بلا مبالغہ کشتوں کے پشتے لگ جاتے، خون کے دریا بہہ نکلتے، ہر طرف آگ کے شعلے بھڑک رہے ہوتے لیکن ان باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی تو آج نہیں ہو رہی۔ کیونکہ آج کا فاتح محمد رسول اللہ ہے۔ آج کا فاتح رحمۃ للعالمین کی عظمت کا مظہر بنا ہوا ہے۔ آج کا فاتح قیامت تک مکہ فتح کر کے داخل ہونے والوں کے لیے، ایک اسوۂ حسنہ پیش کر رہا ہے۔ حضور اپنی ناقہ قصویٰ پر سوار ہیں۔ سر پر عمامہ ہے۔ گردن میں کوئی اکڑ نہیں، بلکہ سر جھکا ہوا ہے اتنا جھکا ہوا کہ پالان کے سامنے والی لکڑی کو چھو رہا ہے۔ چشم مبارک سے آنسوؤں کی جھڑی لگی ہے۔ ہونٹوں پر اپنے معبود کی عظمت و کبریائی کے کلمات ہیں۔ دل اپنے رؤف و رحیم پروردگار کے الطاف بے پایاں پر شکر گزار ہے۔ ہر ادا سے ہے ہر نگاہ نیاز مند ہے۔ ہر قدم پر ابراہیم اور اسمٰعیل کے نقش تازہ ہو رہے ہیں۔ اس وقت جبریل امین یہ مبارک سورت لے کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوتے ہیں اور فتح و کامرانی کی تقریب منانے کا الٰہی منشور پیش کرتے ہیں۔

دیگر روایات کے مطابق یہ سورت ۱۰ھ میں حج کے موقع پر نازل ہوئی جبکہ منیٰ کا میدان توحید پرست بندوں کے پاکیزہ جذبوں اور عبادت و بندگی کے باعث رشکِ قدسیاں بنا ہوا ہے۔ تہلیل و تسبیح کی دلنواز صدائیں ہر گوشے سے بلند ہو رہی ہیں۔ کفر و شرک کی کے وطن میں آج توحید کا بابرکت پرچم نصب کیا جا رہا ہے۔ سارا جزیرۂ عرب اسلام قبول کر چکا ہے۔ عناد و فساد کی کوئی چنگاری بھی باقی نہیں رہی۔ انسانیت کا ہادی برحق اور مرشد کامل اپنے خالق کا محبوب بندہ اور برگزیدہ رسول اپنی ناقہ پر سوار ہو کر تاریخ ساز خطبہ ارشاد فرما رہا ہے جس میں بین الاقوامی تعلقات، دینی و قومی اخلاقی ضابطوں اور اصلاحِ دارین کے اصول بیان کر رہا ہے۔ اس وقت یہ سورت نازل ہوئی ہے جس میں فتح و کامرانی کی حالت میں جن آداب کی پابندی ضروری ہے ان کی وضاحت کی جا رہی ہے۔

ہر میدان میں اسلام کی عظمت کے پرچم لہرانے کی اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ اور ہر حالت میں ہمیں ان آداب کی پابندی کی ہمت بخشے جو اس نے امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ واجمل التحیہ کے لیے مقرر فرمائے ہیں۔

آمین بجاہ طٰہٰ ویٰس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

◎

سُوْرَةُ النَّصْرِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثُ اٰيَاتٍ

سورۃ النصر مدنی ہے اور اس کی تین آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۙ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ

جب اللہ کی مدد آپہنچے اور فتح نصیب ہو جائے۔ اور آپ دیکھ لیں لوگوں کو کہ وہ داخل ہو رہے ہیں اللہ کے دین میں فوج

اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۙ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۗ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا

در فوج۔ تو اس وقت اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کیجئے اور اس سے مغفرت طلب کیجئے بیشک وہ بہت توبہ قبول فرمانے والا ہے۔

سلہ پہلی آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر تکمیل فرض کی سعادت حاصل ہو یا کسی مہم میں کامیابی نصیب ہو تو اسے [illegible] سے بھی یہ خیال نہ کرنا کہ اس کامیابی میں ہماری قابلیت، ہماری تدبیر، ہماری [illegible] کا کوئی دخل ہے بلکہ یقین رکھنا کہ یہ میرے بندہ نواز خدا کی عنایت اور اس کی برکت ہے۔ میری یہ کامیابی اس کی امداد کی رہین منت ہے۔ اگر تم نے اپنی قابلیت کا نتیجہ خیال کرو گے تو تمہارے دل میں غرور پیدا ہو جائے گا [illegible] شکست سے بھی زیادہ ان کے لیے رسوا کن ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول اور پیارے بندے محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو [illegible] کہ جب میری مدد آپ تک پہنچ جائے اور میری مہربانی سے فتح نصیب ہو جائے اور جو لوگ اب تک [illegible] اس پر پروانوں کی طرح نثار ہونے لگیں اور فوج در فوج اس دین کو قبول کرنے لگیں تو آپ کا فرض یہ ہے کہ آپ اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کریں۔

فتح مکہ کے بعد [illegible] ہجری میں جزیرہ عرب میں [illegible] حضور کے دست حق پرست پر اسلام قبول کرنے لگے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] کثرت سے لوگوں کے اسلام قبول کرنے پر اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح کثرت سے فرمایا کرتے۔

ذرا سوچیے جس قوم کو دشمن پر [illegible] وہ کتنی [illegible] کے لیے [illegible] جب تک [illegible] انسانیت کے نزدیک [illegible]

کی جرأت نہ کر سکیں گے۔

۲ اس جملے سے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول کو استغفار کا حکم دیا ہے تاکہ قیامت تک آنے والے غلاموں کے لیے استغفار ان کے نبی کی سنت بن جائے اور کوئی شخص طلب مغفرت میں تذبذب محسوس نہ کرے۔ علمائے تفسیر نے اس کا مطلب یہ بھی بیان کیا ہے کہ اپنی امت کے گناہ گاروں کے لیے اپنے رب سے بخشش کی التجا کیجیے آپ کے ہاتھ استغفار کے لیے جب اٹھیں گے تو وہ قطعاً واپس نہیں کیے جائیں گے جیسا کہ علامہ ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں، واستغفر لامتک (تفسیر مظہری) یعنی اے حبیب! آپ اپنی امت کے لیے مغفرت طلب کیجیے۔ یہی الفاظ علامہ قرطبی نے بھی تحریر کیے ہیں۔ وقیل استغفر لامتک (قرطبی)

اس مفہوم کو حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مخصوص انداز میں یوں لکھا ہے۔

"چوں عارف بمرتبہ تکمیل رسید و از ہر گروہ مردم ارباب استعداد و استعدادات قابل نقصان و کمال تفاوت فاحش دارد لاجرم او را باید کہ بسبب تکمیل ناقصاں طلب مغفرت نماید تا آں ہمہ ناقصاں بسبب استغفار او در زمرہ کمال استقلال او گردد۔"

ترجمہ: جب عارف تکمیل کے مرتبہ پر فائز ہوتا ہے جہاں وہ دوسروں کو باکمال بنا سکتا ہے تو اس کے مریدوں میں ہر قسم کے لوگ شامل ہو جاتے ہیں جن کی صلاحیتوں اور استعدادوں میں بہت تفاوت ہوتا ہے کوئی اہل ناقص اور کوئی کامل عمل، اس وقت عارف کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے تاکہ اس کے ناقص مرید بھی مرتبہ کمال پر فائز ہو جائیں اور عارف کی اس دعائے مغفرت کے باعث جبلی استعداد میں جو خامی تھی وہ دور ہو جائے۔

۳ اس کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے جب کوئی رو سیاہ بندہ اس کے در کرم پر پہنچ جاتا ہے تو اس کی رحمت اس کا استقبال کرتی ہے اور اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب موصوف نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

"نیز چوں حق تعالیٰ ضعیف رجوع را کہ در حق بندہ باشد بتکمیل رحمت می رساند پس از وے بعید نیست کہ آں رجوع ناقص را کامل سازد۔" یعنی اللہ تعالیٰ اپنی طرف بندے کے ناقص رجوع کی طرف توجہ فرماتا ہے اور اس کے نقص کو کمال سے بدل دیتا ہے اسی طرح اس کی رحمت سے بعید نہیں کہ وہ آپ کے طفیل آپ کے ناقص امتیوں کو مرتبہ کمال پر فائز فرما دے۔

◆

اللھم تب علینا انک انت التواب الرحیم بجاہ حبیبک محمد الرؤف الرحیم علیہ و
علی آلہ واصحابہ افضل الصلوۃ واجمل التسلیم

◆

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سُوْرَةُ اللَّهَب

نام: اس سورت کا نام اللہب ہے۔ اس میں ایک رکوع، پانچ آیتیں، بیس کلمات اور ستتر حروف ہیں۔

نزول: یہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اس کی شان نزول کے بارے میں اس سورت کا حاشیہ ملاحظہ فرمائیے۔

یہاں صرف یہ عرض کرنا ہے کہ قرآن کریم میں نام لے کر ابولہب کا ذکر کیوں کیا گیا۔ حالانکہ مکہ، مدینہ اور دیگر قبائل عرب میں حضور کے دشمنوں اور حاسدین کی بڑی جماعت تھی۔ ان کی اذیت رسانیاں، دل آزاریاں اور اسلام کو نیست و نابود کرنے کی کوششیں ابولہب کی سازشوں سے کسی طرح کم نہ تھیں۔ پھر اس کی کیا خصوصیت ہے جس کے باعث اس کا نام لے کر اس کی گوشمالی کی گئی۔

جہاں محبت کی توقع ہو وہاں سے اگر نفرت و عداوت کا لاوا پھوٹ نکلے، جہاں سے تائید و حمایت کی امید ہو وہاں سے مخاصمت کا طوفان امنڈنے لگے تو یقیناً یہ چیز بڑی تکلیف دہ ہوتی ہے۔ ابولہب حضور کا حقیقی چچا تھا۔ حضرت عبداللہ اور ابولہب دونوں حقیقی بھائی تھے۔ اس سے بجا طور پر یہ امید کی جاسکتی تھی کہ وہ اپنے سگے بھائی کے یتیم بیٹے کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑا ہوگا اور اس کی تائید و نصرت میں [illegible] بنی ہاشم کا رئیس تھا۔ عرب کا معاشرہ جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اس میں ہر قوم کی مرکزیت قبیلہ کو حاصل تھی۔ قبیلہ کے ہر فرد کا اس قبیلہ کے سوا کوئی معاشی اور سیاسی وجود نہ تھا۔ اگر وہ فرد کسی جرم کا بھی مرتکب ہوتا تو اس کی مدد کے لیے قبیلہ کے افراد اپنے تمام وسائل کی مدد کو فرض سمجھتے۔ ابولہب بنی ہاشم کا رئیس تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ہاشمی تھے۔ اس کا یہ فرض اولین تھا کہ وہ اپنے خاندان کے ایک باکمال فرد کی دعوت کو قبول کرتا اور دعوت کو کامیاب بنانے کے لیے اپنے سارے وسائل وقف کر دیتا۔

خونی اور خاندانی قریبی تعلقات کے علاوہ وہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پڑوسی تھا۔ دونوں مکانوں میں صرف ایک دیوار حائل تھی۔ پڑوسی کا حق دنیا کے ہر معاشرہ میں مسلم ہے۔ نیز ہمسائیگی کے باعث وہ حضور کے ذاتی اور عائلی ایسے حالات کو بھی جانتا تھا جن سے عام دوسرے لوگ واقف نہیں ہوتے۔ ایسی پاکیزہ زندگی، ایسی [illegible] سیرت اپنے گھر کے پاس روز و شب دیکھتا اور پھر بھی اس طرح زبانی اور جسمانی ایذا پہنچانے سے باز نہ آتا تھا۔ پھر جس شدت اور خست سے وہ اپنی عداوت کا مظاہرہ کیا کرتا اس کی بھی نظیر مشکل سے ہی ملے گی۔ حضور اپنے گھر میں جب مصروف عبادت ہوتے تو وہ [illegible] کے ہاں سے اوجھڑی کی سڑی آلائشیں اٹھا کر لاتا اور حضور پر پھینک دیتا۔ گھر کے آنگن میں

کوڑا کرکٹ ڈالتا اور [illegible] وہاں غلاظت پھینکتا اس کا مقصد [illegible] کا حصول تھا۔ صرف اسی پر بس نہیں اس کی بدبخت بیوی امارت و وجاہت کے باوصف خود جنگل میں جاتی اور خاردار ٹہنیاں چنتی، ان کا گٹھا اپنے سر پر اٹھا کر لاتی اور رات کے وقت حضور کی راہ میں ڈال دیتی تاکہ آخر شب جب حضور علیہ السلام حرم کی طرف تشریف لے جائیں تو آپ کے قدم مبارک پاؤں میں کوئی کانٹا ہی چبھ جائے

اعلانِ نبوت سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو صاحبزادیاں اس کے دو بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کے ساتھ بیاہی گئی تھیں۔ جب حضور علیہ السلام نے اسلام کی تبلیغ شروع کی تو اس نے اپنے دونوں بیٹوں کو بلایا اور [illegible] کہا کہ اگر تم ان کی بیٹیوں کو طلاق نہیں دو گے تو تمہاری میری بول چال بند ہے۔ [illegible] دونوں بیٹوں نے حضور کی صاحبزادیوں کو طلاق دے دی اور عتیبہ نے اپنے خبث باطن کا اور زیادہ ہی مظاہرہ کیا کہ [illegible] والنجم اذا ھوی کے رب کا انکار کرتا ہوں۔ اس بے باک نے [illegible] کی جسارت کی۔ اس کے قبیح فعل پر آپ کی زبان سے نکلا الٰہی اپنے کتوں میں سے ایک کتا اس پر مسلط فرما دے۔ چنانچہ ایک سفر میں ایک شیر نے اسے چیر ڈالا۔ [illegible] اور اس کے جسم کا گوشت کھا گیا۔ اس قصہ کی تفصیل آپ سورۃ النجم کے حواشی میں ملاحظہ کر چکے ہوں گے۔

ابولہب کی بدباطنی کا ایک اور واقعہ سنیے۔ بعثت کے ساتویں سال کفارِ مکہ نے حضور کے ساتھ اور حضور کے سارے خاندان بنی ہاشم اور بنی مطلب کے ساتھ مکمل بائیکاٹ کا اعلان کیا تو بنی ہاشم اور بنی مطلب کے وہ افراد بھی جنہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا محض قبائلی عصبیت کے باعث شعب ابی طالب میں محصور ہو گئے تھے لیکن ابولہب ہاشمی ہوتے ہوئے بھی حضور کی مخالفت کی اور اس بائیکاٹ میں کفار مکہ کا ساتھ دیا۔

دینِ اسلام اور حضور علیہ السلام سے اس کا بغض و عناد اتنا شدید تھا کہ وہ ہر وقت حضور کے پیچھے لگا رہتا اور حضور کی تکذیب کرتا۔ حضور کا معمول تھا کہ جہاں کہیں بھیڑ دیکھتے یا لوگوں کا مجمع ہوتا وہاں تشریف لے جاتے اور لوگوں کو توحید کی دعوت دیتے۔ یہ بدبخت بھی ایسے موقع پر پہنچ جاتا اور چلا چلا کر لوگوں کو کہتا لوگو! یہ میرا بھتیجا ہے یہ دیوانہ ہو گیا ہے اس کے قریب مت جانا۔ اس کی بات ہرگز نہ سننا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ بجائے اس کے کہ اس سے اسلام کی تائید و نصرت کی توقعات وابستہ کی جا سکتی تھیں ان کے برعکس اتنی شدت سے یہ اسلام کی مخالفت میں سرگرم ہو گیا۔ عداوت و مخالفت میں اس کا بڑا [illegible] ایک [illegible] حیثیت کا مالک تھا۔ اس لیے قرآن کریم میں اس کا نام لے کر مذمت کی گئی۔ ابولہب اس کی کنیت تھی اور اسی سے وہ زیادہ مشہور تھا۔ عبدالعزیٰ اس کا نام تھا۔ یہ مشرکانہ نام اس قابل نہ تھا کہ اس کو قرآن میں ذکر کیا جاتا۔ اس لیے اس کے نام کے بجائے اس کی کنیت ابولہب ذکر کی گئی تاکہ لوگوں کو اس کے دوزخی ہونے کا بھی پتہ چل جائے۔

اس سورت کے مطالعہ سے اس امر کا بآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ [illegible] میں معمولی سی گستاخی سے [illegible] کس طرح چھن جاتے ہیں۔ غضب خداوندی کے شعلے کس طرح بھڑک اٹھتے ہیں۔ اس بدنصیب نے تو ایک [illegible]

اشارہ کیا اور نازیبا الفاظ کہے۔ اس کے جواب میں رحمت عالم نے قرآنی حلم اور عفو ودرگزر کا ثبوت دیا جو آپ کی شایان شان تھا لیکن غیرت خداوندی جوش میں آگئی اور تبت یدا ابی لہب فرما کر ہر بے ادب اور ہر گستاخ کو صاف صاف بتا دیا کہ اگر تم سے کوئی ایسا لفظ یا عمل صادر ہوا جس سے میرے حبیب کی شان میں بے ادبی کا کوئی پہلو نکلے تو یاد رکھو غضب الٰہی کی بجلی کوند سکتی اور تمہیں جلا کر خاکستر کر سکتی۔ حضرت بخاری نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

◆

سُوْرَۃُ اللَّھَبِ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ خَمْسُ اٰیٰتٍ

سورہ لہب مکی ہے اور اس میں پانچ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ وَّتَبَّ ؕ مَآ اَغْنٰی عَنْہُ مَالُہٗ وَمَا کَسَبَ

تباہ ہو جائیں ابو لہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا [illegible] اس کے مال اور اس کی کمائی نے [illegible]

ف۱ تب کا اصل معنی [illegible] اور [illegible] استعمال ہوتا ہے [illegible]

ملخصاً، قرطبی

جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی وانذر عشیرتک [illegible] گزرا [illegible] اس ارشاد الٰہی کی تعمیل کے لیے حضور [illegible] صفا کی پہاڑی پر [illegible] یا صباحاہ [illegible] عرب کا دستور تھا کہ جب کوئی ناگہانی آفت آتی [illegible] یا صباحاہ کے نعرے لگاتے [illegible] جب [illegible] ہم [illegible] صفا کی پہاڑی [illegible] بتاؤ اگر میں تم کو کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے سے دشمن [illegible] تو کیا تم میری تصدیق کرو گے [illegible] بے شک ہم آپ کی تصدیق کریں گے [illegible] ابولہب [illegible] تبا لک الہذا جمعتنا [illegible] اللہ تعالیٰ کو اس گستاخ کی گستاخی اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں سخت ناگوار گزری [illegible] کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں [illegible] وتب فرمایا کہ وہ تباہ و برباد ہو گیا [illegible] العدسہ [illegible]

سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۚ وَّامْرَاَتُهٗ ۚ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۚ

عنقریب وہ جا پڑے گا شعلوں والی آگ میں [illegible] اور اس کی جورو [illegible]

[illegible]

فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝۵

اس کے گلے میں مونج کی رسی ہو گی ــه

کی طلب میں سجدہ ریز ہونے کے لیے حرم کی طرف تشریف لے جاتے۔ جب یہ سورت نازل ہوئی تو یہ سن کر آگ بگولہ ہو گئی اور اپنی مٹھی میں سنگریزے بھر کر حضور کی تلاش میں نکلی کہ ان پتھروں سے میں ان کی خبر لوں گی۔ حضور کعبہ کے پاس بیٹھے تھے حضرت ابو بکر صدیق حاضر خدمت تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق نے جب اس کو آتے ہوئے دیکھا تو عرض کی یا رسول اللہ ام جمیل آ رہی ہے اور مجھے ڈر ہے کہ کوئی گستاخی کرے گی۔ حضور نے ارشاد فرمایا وہ مجھے نہیں دیکھ سکے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ وہ قریب آئی مگر حضور کو نہ دیکھ سکی اور بڑبڑاتے ہوئے واپس چلی گئی۔ ارشاد فرمایا اس آگ میں اس کا کام جو اس کا ساتھ دینے والا ہو گا اسی آگ میں وہ بھی ہو گی اور جلے گی۔

ــه حطب سے مراد چغلی بھی لی گئی ہے۔ جو چغلی کھاتی ہو اسے حمالۃ الحطب کہتے ہیں۔ ان الفاظ سے اس کے اسی عمل کو بیان کیا گیا ہے جس پر وہ عمل پیرا تھی۔

حمالۃ الحطب کا ایک دوسرا مفہوم بھی بیان کیا گیا ہے۔ یعنی لوگوں کے درمیان چغل خوری کرنے والی۔ عرب کے محاورہ میں کہتے ہیں فلان یحطب علی فلان اور حطب جب کوئی شخص لوگوں کے درمیان چغلیاں کھاتا ہے اور عداوت کی آگ کو بھڑکاتا ہے تو اس کے لیے یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ ایسے شخص کی حدیث پاک میں بڑی مذمت کی گئی ہے۔ ارشاد نبوی ہے: لا یدخل الجنۃ نمام کوئی چغل خور جنت میں داخل نہیں ہو گا۔

کعب احبار سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل میں قحط پڑ گیا۔ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے ہمراہ تین دفعہ بارش کی دعا کے لیے نکلے لیکن ایک بار بھی بارش نہ ہوئی تو آپ نے عرض کی الٰہی عبادک۔ الٰہی یہ تیرے بندے ہیں اگر تو رحم نہیں فرماتا تو کون رحم کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ میں تمہاری دعا کیوں کر قبول کروں تمہارے ساتھیوں میں ایک ایسا آدمی ہے جو چغل خور ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا رب العالمین! وہ کون ہے تاکہ ہم اسے اپنی صفوں سے نکال دیں۔ ارشاد ہوا اے موسیٰ میں تمہیں چغل خوری سے روکتا ہوں میں خود اس شخص کی چغلی کیسے کھا سکتا ہوں۔ چنانچہ سب نے مل کر توبہ کی تو اس وقت ان کے لیے بارش ہونے لگی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ چغل خوری کبیرہ گناہ ہے۔ حضرت فضیل بن عیاض کا قول ہے۔ ثلاث تهد العمل الصالح ویفطرن الصائم وینقضن الوضوء۔ الغیبۃ والنمیمۃ والکذب۔ تین چیزیں ایسی ہیں جو نیک عمل کو برباد کر دیتی ہیں، روزہ توڑ دیتی ہیں اور وضو ٹوٹ جاتا ہے: غیبت، چغلی اور جھوٹ۔

اس کی ترکیب کے بارے میں متعدد اقوال ہیں۔ لیکن صحیح تر یہ ہے کہ اس کی نصب مذمت کی وجہ سے ہے۔ حمالۃ الحطب بالنصب علی الذم کلها الشتم ... صفت المعرفۃ للذم لا للتخصیص یعنی چونکہ اس صفت کی وجہ سے وہ مشہور و معروف تھی اس لیے یہ صفت اس کی تخصیص کے لیے نہیں بلکہ اس کی مذمت کے لیے ہے۔

ــه جید گردن۔ حبل رسی۔ مسد مونج۔ ام جمیل کے بارے میں خصوصی طور پر یہ الفاظ استعمال کیے گئے ہیں

یہ راز ہے کہ وہ کوکے رئیس حرب کی بیوی تھی۔ اس کے گلے میں جواہرات کا گراں بہا ہار تھا اور وہ کہتی تھی وَاللّٰتِ وَالْعُزّٰی لَاُنْفِقَنَّهَا فِیْ عَدَاوَةِ مُحَمَّدٍ لات و عزیٰ کی قسم میں یہ قیمتی ہار بیچ کر اس کو فروخت کر کے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عداوت میں خرچ کروں گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس اکڑی ہوئی گردن میں جس میں آج قیمتی ہار ہے، مونج کی رسی ڈال کر اسے جہنم میں گھسیٹیں گے یہ سزا اس کی ہوگی۔ بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ وہ حسب معمول جنگل سے لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھائے ہوئے آ رہی تھی وہ گٹھا مونج کی رسی میں بندھا ہوا تھا۔ وہ ایک پتھر پر آرام کرنے کے لیے بیٹھ گئی۔ وہ گٹھا پیچھے ہٹ گیا اور رسی اس کے گلے میں حمائل ہوگئی جس سے اس کا گلا گھٹ گیا اور وہ مر گئی۔

لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم
اللهم انا نعوذ بك من شرور الاذى بحق حبيبك المصطفى
ونعوذ بك بجاهه عندك من سخطك وسخط نبيك و
حبيبك واجعلنا من خدام المساكين في جنابه
المتمسكين بسنته المتخلقين بآثاره النبوية عليه و
على آله من الصلوات احسنها ومن التسليمات اكملها

٢٠ رمضان المبارك ١٤١٩ھ

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سُورۃُ الاخلاص

نام: اس سورۂ مبارکہ کے بہت سے نام ہیں جو اس کی عظمت شان اور مقام رفیع پر دلالت کرتے ہیں ان میں سے چند آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

سُورۃ توحید: کیونکہ اس میں عقیدہ توحید کو بڑی جامعیت اور دلکش انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

سُورۃ نجات: اس کے ذریعہ انسان کو کفر و شرک کی آلودگیوں سے نجات حاصل ہوتی ہے نیز عذاب جہنم سے رستگاری کا ذریعہ ہے۔

سُورۃ مقشقشہ: تقشقش کہتے ہیں بیماری سے شفایاب ہو جانا۔ اس سورت کے ذریعے کیونکہ کفر و شرک کے مرض سے شفا نصیب ہوتی ہے اس لیے اسے مقشقشہ کہا گیا۔

سُورۃ الاساس: کیونکہ ایمان و عمل کا قصر رفیع توحید کی بنیادوں پر تعمیر ہوتا ہے۔ اس کے بغیر اعلیٰ سے اعلیٰ عمل بھی بے معنی اور بے سود ہے

سُورۃ المانعہ: یہ اپنے قاری کو عذاب دوزخ سے بچا لیتی ہے۔

سُورۃ النور: اس کی ضیاء پاشیوں سے مومن کے دل و جاں روشن ہو جاتے ہیں۔ اس کے ذہن اور اس کے دل دونوں میں اجالا ہو جاتا ہے۔

سورۃ الامان: اس سورت پر یقین رکھنے والے کو خداوند ذوالجلال کے قہر و غضب سے امان مل جاتی ہے۔

سورۃ الاخلاص: اس سورت کے متعدد ناموں میں سے یہ اس کا مشہور ترین نام ہے کیونکہ توحید خالص کا مضمون بڑی فصاحت سے اس میں مذکور ہے گویا یہ نام اس سورت کے لیے بطور علامت مستعمل نہیں ہوا بلکہ اس کے مضامین و مطالب کا ایک جامع عنوان ہے۔

اس کی آیات کی تعداد چار اور بروایت پانچ۔ یہ پندرہ کلمات اور ۴۷ حروف پر مشتمل ہے۔

زمانۂ نزول: اس کے مکی اور مدنی ہونے میں اختلاف ہے۔ بعض علماء کے نزدیک یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور بعض کے نزدیک مدینہ طیبہ میں۔ کتب حدیث میں دونوں قسم کی روایات موجود ہیں۔ بعض سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا نزول مکہ مکرمہ میں ہوا۔ اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں یہ سورت نازل ہوئی۔ پہلے ہم وہ احادیث آپ کے

سامنے پیش کرتے ہیں جن سے اس کے مکی ہونے کی تائید ہوتی ہے۔

۱۔ عن ابی العالیہ عن ابی بن کعب ان المشرکین قالوا للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا محمد انسب لنا ربک فانزل اللہ تعالیٰ قل ہو اللہ احد الآیۃ (رواہ احمد)

ترجمہ: ابو العالیہ، ابی بن کعب سے روایت کرتے ہیں کہ مشرکین کا ایک گروہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، جس رب پر ایمان لانے کی آپ ہمیں دعوت دیتے ہیں اس کا نسب نامہ تو ہمیں بتائیے تاکہ ہمیں اس کی پہچان ہو جائے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں یہ سورت نازل فرمائی۔

۲۔ عن الشعبی عن جابر ان اعرابیا جاء الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال انسب لنا ربک فانزل اللہ قل ہو اللہ احد الآیۃ

ترجمہ: شعبی حضرت جابر سے نقل کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا کہنے لگا اپنے رب کا نسب نامہ ہمیں سنائیے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔

۳۔ عن ابی وائل عن ابن مسعود قال قالت قریش لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انسب لنا ربک فنزلت ہذہ السورۃ

ترجمہ: ابی وائل حضرت ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ قریش نے ایک وفد اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمائش کی کہ اپنے رب کا نسب نامہ ہمیں بتائیے۔ اس وقت یہ سورت نازل ہوئی۔

ان تینوں روایات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی۔ مکہ کے مشرکین اور قریش نے یہ سوال پوچھا اور انہیں یہ جواب دیا گیا۔

لیکن مندرجہ ذیل روایات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس کا نزول مدینہ طیبہ میں ہوا۔

۱۔ عن ابن عباس ان الیہود جاؤا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منہم کعب بن الاشرف فقالوا یا محمد ہذا اللہ خلق الخلق فمن خلق اللہ فغضب نبی اللہ علیہ الصلوۃ والسلام فنزل جبرئیل فسکنہ وقال اخفض جناحک یا محمد فنزل قل ہو اللہ احد الآیۃ۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ یہودیوں کا ایک گروہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ ان کے ساتھ کعب بن اشرف یہودی بھی تھا۔ انہوں نے کہا یہ اللہ ہے جس نے مخلوق کو پیدا کیا پس اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام از حد غضبناک ہو گئے۔ جبرئیل حاضر ہوئے، حضور کو تسلی دی اور عرض کیا اپنے پروں کو نیچا کیجئے۔ اس وقت یہ سورت نازل ہوئی۔

۲۔ وروی عطاء عن ابن عباس قال قدم وفد نجران فقالوا صف لنا ربک أمن زبرجد او یاقوت او ذہب او فضۃ۔ فقال ان ربی لیس من شیء لانہ خالق الاشیاء۔ فنزلت قُل ہو اللہ احد۔

ترجمہ: عطاء حضرت ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ جب نجران کے نصاریٰ کا وفد آیا تو انہوں نے حضور سے کہا کہ

اپنے رب کی حقیقت بیان کیجیے، بتلایئے وہ زبرجد کا بنا ہوا ہے یا یاقوت کا بنا ہوا ہے یا سونے چاندی کا بنا ہوا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میرا رب ان چیزوں میں سے نہیں۔ میرا رب ان تمام اشیاء کا خالق ہے۔ اس وقت یہ سورت نازل ہوئی۔ یہودیوں کا وفد بھی مدینہ طیبہ میں حاضر خدمت ہوا تھا اور نجران کے عیسائی بھی اسی مقصد کے لیے حاضری سے شرفیاب ہوئے تھے۔ ان دو حدیثوں سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سورت مدنی ہے۔

اہل تحقیق نے روایات کے اس تعارض کو یوں ختم کیا کہ اس سورت کا نزول دو بار ہوا۔ ایک بار مکہ میں اور دوسری بار مدینہ میں۔ اس کی توجیہ یہ بھی کی جا سکتی ہے کہ یہ سورت در اصل تو مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی لیکن جب اسی قسم کے سوالات یثرب کے یہودیوں اور نجران کے عیسائیوں نے پوچھے تو ان کے جواب کے لیے اس سورت کی طرف توجہ مبذول کرائی۔ اسی کو نزول سورت سے تعبیر کیا گیا ہے۔

مضامین: اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کاملہ کے بارے میں جس قسم کی غلط فہمیاں نوع انسانی کے کسی طبقہ میں پائی جاتی تھیں ان تمام کا ازالہ اس سورت مبارکہ نے کر دیا۔ بعض کہتے تھے کہ یہ عالم قدیم ہے۔ اس کا کوئی خالق اور بنانے والا نہیں۔ بعض نے [illegible] کے ساتھ یہ [illegible] منسوب کر دی گئی ہے۔ بعض نے انسان کے [illegible] فلسفی ہوں یا صوفی ہوں کے مدعی ہوں، مصر اور یونان کے ترقی یافتہ تمدن کے ولی ہوں یا [illegible] سب غلط کہتے ہیں۔ ہمارا رب اس کائنات کا خالق ہے، واحد ہے، یکتا ہے، وہ وحدہ لا شریک ہے۔ قل ھو اللہ احد۔

بعض قومیں ذات خداوندی کو تسلیم کرتی تھیں لیکن اس کی صفات کا ادراک انہیں نصیب نہیں ہوا تھا۔ اس لیے وہ طرح طرح کی دلدلوں میں صدیوں سے بھٹک رہی تھیں۔ قرآنی آیات نے ان کے شکوک و شبہات کا ازالہ کر دیا اور انہیں کفر و شرک کے اندھیروں سے نکال کر معرفت الٰہی کی روشنی تک پہنچا دیا۔

یہی مسئلہ توحید اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ تمام انبیاء و رسل یہی سبق لوگوں کو ذہن نشین کرانے کے لیے تشریف لائے۔ خاتم النبیین رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا مقصد وحید بھی یہی تھا۔

اس سورت کی چند مختصر آیات نے قدیم و جدید ہر قسم کی فکری گمراہیوں کا استیصال کر دیا۔

فضیلت و اہمیت: اس سورۂ پاک کی فضیلت و اہمیت اس کے مضمون سے عیاں ہے لیکن بطور تبرک زبان رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی اس کی عظمت شان کا تذکرہ سنیے:

۱۔ عن عائشة رضي الله تعالى عنها ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بعث رجلا على سرية فكان يقرأ لاصحابه في صلاتهم فيختم بقل هو الله احد فلما رجعوا ذكروا ذلك للنبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقال سلوه لاي شيء يصنع ذلك فسألوه فقال لانها صفة الرحمن وانا احب ان اقرأ بها فقال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم اخبروه ان الله تعالى يحبه (بخاری۔ مسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو ایک لشکر کا امیر بنا کر کسی مہم پر روانہ کیا

ان کا یہ معمول تھا کہ جب وہ جماعت کراتے ہر رکعت کی قرأت کے اختتام پر سورۂ اخلاص تلاوت کرتے۔ واپسی پر لوگوں نے اس بات کا ذکر بارگاہ رسالت میں کیا۔ حضور نے فرمایا تم اس سے پوچھو وہ ایسا کیوں کیا کرتا ہے۔ اس سے دریافت کیا گیا تو اس نے جواب دیا۔ اس سورت میں خدائے رحمن کی صفت ہے اس لیے میں اس کی تلاوت کو محبوب رکھتا ہوں۔ نبی کریم نے فرمایا اسے بتلا دو کہ اللہ تعالیٰ بھی اس کو محبوب رکھتا ہے۔

۲۔ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان رجل من الانصار یؤمہم فی مسجد قباء فکان کلما افتتح سورۃ یقرأ بہا لہم فی الصلوۃ مما یقرأ بہ افتتح بقل ہو اللہ احد حتی یفرغ منہا ثم کان یقرأ سورۃ اخری معہا۔

وقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا فلان ما یمنعک ان تفعل ما یامرک بہ اصحابک وما حملک علی لزوم ہذہ السورۃ فی کل رکعۃ قال انی احبہا قال حبک ایاہا ادخلک الجنۃ (بخاری)۔

ترجمہ: حضرت انس سے مروی ہے کہ ایک انصاری مسجد قبا میں انصار کی امامت کیا کرتے تھے۔ ان کا یہ دستور تھا کہ وہ سورت پڑھنے سے پہلے سورۂ اخلاص کی تلاوت کرتے۔ ان کے مقتدیوں نے انہیں کہا کہ یہ آپ کیا کرتے ہیں یا سورہ اخلاص پڑھا کیجیے یا کوئی دوسری سورت۔ انہوں نے کہا میں تو ایسا ہی کروں گا۔ اب آپ کی مرضی ہو تو جماعت کراؤں اور اگر آپ کی مرضی ہو تو کسی دوسرے کو اپنا امام مقرر کر لیجیے۔ ان کی نیکی اور پارسائی کی وجہ سے لوگ کسی دوسرے کو امام مقرر کرنا پسند نہ کرتے تھے چنانچہ اس کا ذکر حضور کی خدمت اقدس میں کیا گیا۔ حضور نے فرمایا تمہارے مقتدی جس طرح کہتے ہیں تم ایسا کیوں نہیں کرتے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے اس سورت سے بڑا پیار ہے۔ حضور نے فرمایا اس کی محبت نے تجھے جنت میں داخل کر دیا ہے۔

اگرچہ یہ سورت صرف چار آیات پر مشتمل ہے لیکن اپنی عظمت شان کے باعث اس کو ایک بار پڑھنے سے دس پاروں کی تلاوت کا ثواب ملتا ہے۔

۱۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احشدوا فانی سأقرأ علیکم ثلث القرآن فحشد من حشد ثم خرج فقرأ قل ہو اللہ احد ثم دخل فقال انی قلت سأقرأ علیکم ثلث القرآن الا وانہا تعدل ثلث القرآن۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک دفعہ صحابہ کو حکم دیا کہ جمع ہو جاؤ میں تمہیں ایک تہائی قرآن سناؤں گا۔ چنانچہ لوگ جمع ہو گئے۔ حضور تشریف لائے سورۂ اخلاص کی تلاوت فرمائی اور حجرۂ مبارکہ میں تشریف لے گئے۔ لوگ کہنے لگے حضور نے تو فرمایا تھا کہ میں تمہیں ایک تہائی قرآن سناؤں گا اور آپ صرف ایک سورت سنا کر تشریف لے گئے ہیں۔ حضور نے واپس آ کر فرمایا کہ میں نے تمہیں یہی کہا تھا کہ میں تمہیں ایک تہائی قرآن سناؤں گا۔ کان کھول کر سن لو یہ سورت ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔

۲۔ عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لاصحابہ ایعجز احدکم ان یقرأ ثلث القرآن فی لیلۃ

مثل ذلک عظیم قالوا بلی یطیق ذلک یا رسول اللہ فقال اللہ الواحد الصمد ثلث القرآن۔

ترجمہ: ایک دفعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کو فرمایا کیا تم ایک تہائی قرآن ہر رات تلاوت نہیں کر سکتے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہم میں سے کون اس کی طاقت رکھتا ہے۔ فرمایا قل ھو اللہ احد الخ قرآن کی ایک تہائی ہے۔

اس سورت کو قرآن کریم کی ایک تہائی (کہنے) کی کئی وجوہات علماء نے ذکر کی ہیں۔ سب سے بہتر یہ ہے کہ قرآن میں تین چیزوں پر بڑی زور صرف کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر، رسالت پر، ایمان بعد از قیامت پر ایمان۔ اس سورت میں توحید کا ذکر کیا گیا ہے جو ان تین چیزوں میں سے ایک ہے اس لیے اسے قرآن کا ایک تہائی فرمایا گیا۔

اس بابرکت سورت کے واسطے سے اللہ تعالیٰ کی جناب میں جب دامن طلب پھیلایا جاتا ہے تو وہ کریم اسے خالی واپس نہیں کرتا۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ انہ دخل مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المسجد فاذا رجل یصلی یدعو یقول اللھم انی اسئلک بانی اشھد ان لا الہ الا انت الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد۔ قال والذی نفسی بیدہ لقد سأل اللہ باسمہ الاعظم الذی اذا سئل بہ اعطی واذا دعی بہ اجاب۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ میں حضور کریم کی معیت میں مسجد میں داخل ہوا وہاں ایک شخص نماز پڑھ کر دعا مانگ رہا تھا اور عرض کر رہا تھا۔ اللھم انی اسئلک بانی اشھد ان لا الہ الا انت الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد۔ یہ سن کر حضور نے فرمایا اس ذات پاک کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اس شخص نے اللہ سے اس کے اسم اعظم کے وسیلہ سے دعا مانگی ہے۔ جب بھی اس کے وسیلہ سے سوال کیا جاتا ہے وہ عطا فرماتا ہے اور جب بھی دعا کی جاتی ہے وہ قبول کرتا ہے۔

روی انہ دخل المسجد فسمع رجلا یدعو ویقول اسئلک یا اللہ یا احد یا صمد یا من لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد فقال غفر لک غفر لک غفر لک ثلاث مرات (تفسیر مظہری)

ترجمہ: ایک دفعہ حضور مسجد میں تشریف لے گئے اور ایک شخص کو یوں دعا کرتے ہوئے سنا۔ وہ عرض کر رہا تھا اسئلک یا اللہ یا احد یا صمد یا من لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد۔ یہ سن کر حضور نے تین مرتبہ فرمایا اے شخص تجھے بخش دیا گیا۔ اے شخص تجھے بخش دیا گیا۔ اے شخص تجھے بخش دیا گیا۔

روی انہ کان جبرئیل علیہ السلام مع الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اذ اقبل ابو ذر الغفاری فقال جبرئیل ھو ابو ذر قد اقبل فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام وتعرفونہ قال ھو اشھر عندنا منہ عندکم فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام بما نال ھذہ الفضیلۃ قال لصغرہ فی نفسہ وکثرۃ قراءتہ قل ھو اللہ احد۔ (تفسیر مظہری)

ترجمہ: ایک دفعہ حضرت جبرئیل بارگاہ رسالت میں حاضر تھے کہ ابو ذر غفاری آ گئے۔ جبرئیل نے عرض کی یہ ابو ذر ہیں جو آ رہے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا کیا تم ملائکہ ابو ذر کو پہچانتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ وہ یہاں سے زیادہ ہمارے

ہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریافت فرمایا کس وجہ سے انہیں یہ فضیلت ملی ہے۔ انہوں نے عرض کی، ایک تو یہ اپنے آپ کو اپنے دل میں چھوٹا سمجھتے ہیں، دوسرا قل ھو اللہ احد کی کثرت سے قرات کرتے ہیں۔

علامہ ابو عبداللہ الانصاری القرطبی اپنی تفسیر میں اس مقام پر ایک روایت نقل کرتے ہیں۔ آپ بھی سنیے اور اس پر عمل کیجیے: عن سهل بن سعد الساعدي قال شكا رجل الى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم الفقر وضيق المعيشة فقال له رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اذا دخلت البيت فسلم ان كان فيه احد وان لم يكن فيه احد فسلم على واقرأ قل هو الله احد مرة واحدة ففعل الرجل فادر الله عليه الرزق حتى افاض على جيرانه

(القرطبی)

ترجمہ: سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں اپنے فقر اور تنگدستی کی شکایت کی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ جب تم اپنے گھر میں داخل ہو اگر وہاں کوئی موجود ہو تو اس کو سلام کہو اگر کوئی موجود نہ ہو تو مجھ پر سلام بھیجو اور پھر ایک مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھو۔ اس آدمی نے حسب ہدایت عمل کیا اللہ تعالیٰ نے اسے اتنا وافر رزق عطا فرمایا کہ وہ اپنے ہمسایوں کو بھی مستفید کرنے لگا۔

قاضی عیاض شفا شریف میں ان مقامات کا ذکر کرتے ہوئے جہاں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ والسلام بھیجنا مستحب ہے رقمطراز ہیں:

وقال عمرو بن دينار في قوله فاذا دخلتم بيوتا فسلموا على انفسكم قال ان لم يكن في البيت احد فقل السلام على النبي ورحمة الله وبركاته۔

ترجمہ: عمرو بن دینار جو امام حدیث ہیں اور صحاح ستہ کے مصنفین نے ان سے احادیث روایت کی ہیں، اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے ضمن میں فاذا دخلتم بیوتا، کہتے ہیں جب تم اپنے گھروں میں داخل ہو تو اپنے آپ پر سلام بھیجو۔ ابن دینار کہتے ہیں اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو کہو السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علامہ علی قاری شرح شفا میں اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

ای لان روحه عليه السلام حاضر في بيوت اهل الاسلام

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح مبارک اہل اسلام کے گھروں میں حاضر ہوتی ہے۔ اس لیے حضور پر سلام عرض کرنا چاہیے۔ (شرح شفا قاضی عیاض جلد ۲ صہ ۱۱۸)

[illegible]
[illegible]
[illegible]
ذریعہ ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اللہ
[illegible]

ترجمہ: علماء لکھتے ہیں کہ شرک کبھی عدد میں ہوتا ہے "احد" کہہ کر اس کی نفی فرمادی۔ کبھی مرتبہ و منصب میں ہوتا ہے "صمد" کہہ کر اس کا ابطال کر دیا۔ کبھی نسب میں ہوتا ہے "لم یلد ولم یولد" سے اس کا ابطال کر دیا اور کبھی کسی کام کرنے اور اس کی تاثیر میں ہوتا ہے اس کی تردید "ولم یکن له کفوا احد" سے کر دی۔ توحید کے ان جامع مضامین کے باعث اس سورت کو سورۃ اخلاص کہا جاتا ہے

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد وهو على كل
شيء قدير. وأشهد أن الله أحد الله الصمد لم يلد ولم يولد ولم يكن له
كفوا أحد. وأشهد أن سيدنا ومولانا نبينا وحبيبنا محمدا رسول الله. اللهم
صل من الصلوات أطيبها وسلم من التسليمات أزكاها وبارك من البركات أسبغها على حبيبي
وشفيعي وقرة عيني وسرور قلبي حبيبك وصفيك محمد وعلى آله الطيبين الطاهرين
وعلى أزواجه الطاهرات أمهات المؤمنين وعلى سائر الصحابة والتابعين وعلى أولياء
أمته الكاملين وعلى علماء شريعته الربانيين رضي الله عنهم أجمعين. يا فاطر
السموات والأرض أنت وليي في الدنيا والآخرة توفني مسلما وألحقني بالصالحين
آمين بجاه طه ويس صلى الله عليه وسلم

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سُورۃ الفلق والنّاس

نام: پہلی سورت کا نام الفلق اور دوسری کا الناس ہے۔ دونوں سورتوں کا نزول بھی ایک وقت ہوا اور مضمون و معنی اور مقصد کے اعتبار سے بھی ان میں اس قدر اتصال ہے کہ انہیں الگ الگ کرنا بہت دشوار ہے۔ اس لیے انہیں معوذتین کے ایک نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ ان کے الگ الگ تعارف لکھنے کے بجائے ایک ہی تعارف پر اکتفا کروں گا۔

پہلی سورۃ الفلق ایک رکوع، پانچ آیتوں، تیئیس کلموں اور چوہتر حروف پر مشتمل ہے اور دوسری سورت الناس، میں ایک رکوع چھ آیات، بیس کلمے اور اناسی حروف ہیں۔

نزول: اس بات پر تو سب متفق ہیں کہ یہ دونوں سورتیں ایک ساتھ نازل ہوئیں لیکن کہاں نازل ہوئیں؟ اس میں اختلاف ہے۔ حضرت حسن بصری، عطاء، عکرمہ اور جابر بن زید رضی اللہ عنہم کی یہ رائے ہے کہ ان کا نزول مکہ میں ہوا۔ حضرت ابن عباس کے ایک قول سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے لیکن قتادہ، ابو صالح اور ابن عباس کے علاوہ علماء کی ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ یہ دونوں سورتیں مدنی ہیں۔ بعض مفسرین نے پہلے قول کو ترجیح دی ہے لیکن احادیث دوسرے قول کی تائید کرتی ہیں۔ اس لیے صریح حدیث کے منافی کسی کے قول کو ترجیح دینا بہت مشکل ہے۔ ایک مرفوع حدیث ہے جسے مسلم، ترمذی، نسائی، احمد بن حنبل علیہم الرحمۃ نے حضرت عقبہ بن عامر سے روایت کیا ہے۔ عقبہ کہتے ہیں ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: الم تر آیات انزلت اللیلۃ لم یر مثلھن اعوذ برب الفلق، اعوذ برب الناس یعنی تمہیں خبر ہے اللہ تعالیٰ نے آج رات مجھ پر ایسی آیتیں نازل فرمائی ہیں جن کی پہلے مثال نظر نہیں آتی۔ وہ اعوذ برب الفلق اور اعوذ برب الناس ہیں۔

عقبہ ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں مشرف باسلام ہوئے تھے۔ ان کو حضور کا یہ ارشاد کہ "آج رات مجھ پر ایسی آیتیں نازل ہوئی ہیں جن کی مثال پہلے نظر نہیں آتی" یہ اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ ان سورتوں کا نزول مدینہ طیبہ میں ہوا۔ دوسری حدیث جو اس قول کی تائید کرتی ہے وہ ہے جس میں ان کے شان نزول کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ اس حدیث کو امام بخاری، مسلم، بیہقی، ابن سعد نے روایت کیا ہے۔ ان کے علاوہ شارحین حدیث میں سے حافظ ابن حجر عسقلانی اور علامہ بدرالدین عینی نے اپنے اسفار جلیلہ میں لکھا ہے کہ بات یہ تھی کہ جب ایک یہودی لبید بن اعصم نے جادو کیا۔ جس کی تفصیل آگے بیان ہو رہی ہے۔ اس وقت اس جادو کے اثرات کو ختم کرنے کے لیے یہ دو سورتیں نازل ہوئی تھیں۔ ان شواہد کی تحقیق کے بعد اور حضرت عقبہ کی صریح روایت کے ہوتے ہوئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس لیے ان سورتوں کے مکی ہونے پر اصرار کرنا

اس طرح روایات کے بارے میں یہ کہہ دینا کہ ان موقع پر ان سورتوں کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی جو پہلے مکہ میں نازل ہو چکی تھیں بہرحال میرے لیے ناقابل فہم ہے۔ جہاں تک میری سعی اور تحقیق کا تعلق ہے میں تو اسی نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئیں۔

چند مباحث: یہاں چند ایسے اُلجھے ہوئے مباحث ہیں۔ جن سے دامن بچا کر آگے نکل جانا کسی طرح درست نہیں۔ ان سورتوں کے تعارف کے ضمن میں ان مباحث کا تذکرہ اور ان سے جو شبہات جنم لیتے ہیں ان کا ازالہ از بس ضروری ہے اس لیے قارئین کرام سے ان مباحث کے تذکرہ کی اجازت طلب کرتا ہوں۔

بحث اول: کیا یہ دونوں سورتیں قرآن کریم کا جزو ہیں اور قرآن کریم کی دوسری سورتوں کی طرح ان کا جزو قرآن ہونا قطعی ثبوت ہے؟

یہ سوال اس لیے پیدا ہوا کہ بعض ایسی روایات موجود ہیں جن میں یہ مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ انہیں قرآن کی سورتوں میں شمار نہیں کیا کرتے تھے اور جو مصحف انہوں نے مرتب کیا تھا اس میں بھی یہ سورتیں موجود نہ تھیں۔ علامہ آلوسی نے صراحت کی ہے۔

اخرج احمد والبزار والطبرانی وابن مردویہ من طرق صحیحة عن ابن مسعود انه كان يحك المعوذتين من المصحف ويقول لا تخلطوا القرآن بما ليس منه انهما ليستا من كتاب الله انما امر النبي صلى الله عليه وسلم ان يتعوذ بهما وكان ابن مسعود لا يقرء بهما (الدر المنثور)

ترجمہ: امام احمد، بزار، طبرانی، ابن مردویہ نے صحیح طریقوں سے حضرت ابن مسعود سے نقل کیا ہے کہ وہ معوذتین کو مصحف سے کھرچ دیا کرتے تھے اور کہا کرتے کہ قرآن کے ساتھ ایسی چیزیں خلط ملط نہ کرو جو اس میں سے نہیں ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تو ان دونوں سورتوں کے ساتھ تعوذ پڑھنے کا حکم دیا تھا نیز حضرت ابن مسعود ان سورتوں کی تلاوت نماز میں نہیں کیا کرتے تھے۔ (الدر المنثور)

اس میں تو کلام نہیں یہ سب اخبار آحاد ہیں۔ علماء اصول حدیث نے یہ قاعدہ بیان کیا ہے کہ اخبار آحاد کی صحت کے لیے صرف راویوں کی عدالت اور ثقاہت ہی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اخبار آحاد کا درایت کے معیار پر پورا اترنا بھی لازمی ہے اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ روایت بداہت عقل کے خلاف نہ ہو۔ اگر اس قاعدہ کو پیش نظر رکھا جائے تو ان روایات کو بنیاد بنا کر انکار کی عمارت استوار کرنا قرین دانشمندی نہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان صحابہ میں سے نہ تھے جنہیں ساری عمر میں ایک آدھ بار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری نصیب ہوئی ہو یا دنیاوی مصروفیتوں کے باعث دربار نبوت میں کبھی کبھی حاضری کی سعادت مل جاتی ہو۔ بلکہ آپ ان خوش نصیب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے جو ہمیشہ خدمت عالیہ میں حاضر باش رہا کرتے تھے۔ آپ کا شمار اصحاب صفہ میں تھا جو شب و روز مسجد نبوی میں بیٹھے رہتے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت، خدمت میں حاضری، ارشادات رسالت کو سننا، ان کو یاد کرنا، قرآن کریم کی جو آیتیں نازل ہوتیں ان کو حفظ کرنا۔ ان کی زندگی کی ساری سرگرمیاں انہی چند باتوں میں سمٹ کر رہ گئی تھیں۔ وہ تقریباً ہر نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں ادا کیا کرتے تھے۔ جب ان کا نزول ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں ہوا

اسی لئے تھے انہیں ان سورتوں کے بارے میں علم ہو کہ یہ قرآن کا حصہ ہیں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہجرت سے پہلے ہی دولتِ ایمان سے مشرف ہو چکے تھے اور شاید ہی کبھی جدا ہوئے ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا ان سورتوں کو نماز میں تلاوت فرمایا۔ صحابہ کرام نے آپ کو ان سے استعاذہ کرتے دیکھا۔ یہ کیسے تسلیم کر لیا جائے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ جیسے شخص حضر و سفر میں حضور کی اقتدا میں پڑھنے والے کو یہ معلوم نہ ہو کہ یہ قرآن کی سورتیں ہیں، یہ بڑی تعجب خیز بات ہے۔

اس لیے یہ روایات جو سب کی سب آحاد ہیں، ان کی بنا پر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ خیال و عمل بھی درست نہیں ہے۔ فقط ابن مسعود پر ہی اکتفا نہیں بلکہ ایک ایسا دروازہ کھل جاتا ہے جس سے کفار و ملحدین و ملحد قرآن کریم کے بارے میں طعن و تشنیع کا شغل جاری رکھیں گے جیسا کہ ہم سے یہ بات ملاتی ہے۔

یہ روایت جو ابن قتیبہ نے نقل کی ہے کہ عبداللہ ابن مسعود اپنے مصحف میں معوذتین کو اس لیے نہیں لکھتے تھے کہ وہ دیکھتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ دو سورتیں پڑھ کر سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم کو دم فرماتے تھے اور یہ دوسری دعاؤں کی طرح ایک دعا ہی ہے۔ یہ بات بھی کسی طرح قابل تسلیم نہیں کیونکہ قرآن کریم سراپا اعجاز ہے جس کی مثال لانا کسی ایک فرد کسی انسانی جماعت بلکہ جن و انس سب کی مجموعی طاقت سے بھی ممکن نہیں ہے اس میں اور دوسرے دعاؤں میں کیونکر التباس پیدا ہو سکتا ہے۔ خصوصاً ابن مسعود جیسی شخصیت کو جو فصیح اللسان شخص تھے اور آپ کے اسالیب کلام اور الفاظ کو بہترین جاننے والے تھے۔ مزید برآں جبکہ افصح العرب والعجم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طویل صحبت سے لطف اندوز ہوتے رہے تو ان کا اس التباس میں مبتلا ہونا ناممکن ہے۔ علامہ ہیثمی نے طبرانی سے ایک حدیث بیان کی ہے:

اخرج الطبرانی فی الاوسط بسند حسن عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لقد انزل علی آیات لم ینزل علی مثلهن المعوذتین۔ (الحدیث)

ترجمہ: طبرانی نے اوسط میں سند حسن سے حضرت ابن مسعود سے بطریق روایت نقل کیا ہے کہ حضور نے فرمایا کہ مجھ پر ایسی آیتیں نازل ہوئی ہیں جن کی مثل مجھ پر نازل نہیں ہوئیں۔ معوذتین ہیں۔

اس حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابن مسعود کو ان آیات کے نزول کے بارے میں آگاہ کیا۔ ممکن ہے کہ پہلے آپ کا یہی خیال ہو کہ یہ محض جھاڑ پھونک کے لیے جو پڑھنے نازل ہوئی ہیں اور قرآن کا جزو نہیں ہیں لیکن حضور کا یہ ارشاد سننے کے بعد قرآن کے بارے میں انہیں کوئی شک تھا بھی تو وہ دور ہو گیا اور آپ نے اپنے پہلے قول سے رجوع کر لیا۔

یہ الگ بات ہے کہ کسی کے دل میں صحابہ کو غلط کار ثابت کرنے کا اتنا شوق ہو کہ وہ ان تمام واضح حقائق کو بھی نظر انداز کرنے کے لیے تیار ہو جیسا کہ صاحب تفہیم القرآن نے اس قسم کا خیال کیا ہے اگر ان کی یہ بات مان لی جائے کہ حضرت ابن مسعود کے مصحف میں یہ سورتیں مرقوم نہ تھیں اس لیے وہ ان کو قرآن کا جزو نہیں سمجھتے تھے تو عرض ہے کہ ان کے مصحف میں تو سورۃ فاتحہ بھی مرقوم نہ تھی کیا اس کا آپ یہ مطلب لیں گے کہ وہ اسے بھی قرآن کی سورت شمار نہ کرتے تھے

میں کہ وہ مغرب کی ہر رکعت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی تلاوت کرتے ہوئے [illegible] کرتے تھے۔ ان سورتوں کے نہ لکھنے کی اصل وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ وہ کلماتِ قرآن کی طرح نہیں بلکہ ایسی دعائیں تھیں جیسی [illegible] کی دعا کو وہ ایسی دعا سمجھتے ہوں گے یعنی آپ نے ان کو [illegible] کے لیے مرتب کیا تھا۔ ان سورتوں کے لکھنے کی انہیں ضرورت محسوس نہ کی ہو، یہ ہے [illegible]

مختلف کتب میں اس قسم کی روایات پائی جاتی ہیں جن کو پڑھ کر [illegible] ہوتی ہے اور [illegible] ان روایات کی تحقیق کرتے ہیں اس لیے وہ [illegible] کا شکار ہو سکتے ہیں۔ ان خاص اعتراضات اور شبہات کے دور کرنے کے لیے میں ایک بات عرض کرتا ہوں کہ آپ سب [illegible] قرآن کریم وہ ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے صحابہ کرام نے سنا اور پھر [illegible] صحابہ سے تابعین نے اسی ترتیب سے [illegible] ہم تک مسلسل چلا آیا ہے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں صحابہ کرام نے [illegible] ایک نسخہ تیار کیا اور اس کی مستند نقول [illegible] کے مختلف صوبوں کی طرف روانہ کیں تاکہ سب لوگ اسی کے مطابق تلاوت کیا کریں [illegible] اس کے خلاف آپ کو جو روایت نظر آئے [illegible] کلام اللہ ہی [illegible] مصحف عثمانی کے مطابق ہے جس پر تمام [illegible] کا اجماع ہے [illegible] آج تک [illegible] کسی کی کمی بیشی نہیں ہوئی، کسی آیت میں تقدیم و تاخیر نہیں ہوئی۔ کلمات کی ترتیب میں کوئی تغیر رونما ہوا۔

بحث دوم: کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کبھی جادو کیا گیا؟ اور ذاتِ قدسی والا صفات پر اس کا اثر ظاہر ہوا؟

اس کے بارے میں اپنی تحقیق پیش کرنے سے پہلے میں قارئین کرام کے سامنے ان تمام روایات کا خلاصہ پیش کرتا ہوں جو مختلف کتب میں [illegible] منقول ہیں۔ اس کے بعد ان اعتراضات کا ذکر کروں گا جو قدیم و جدید مستشرقین نے وارد کیے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اہل سنت کے موقف کو بیان کروں گا۔

یہود کے دلوں میں [illegible] جو عداوت اور حسد حضور کی ذات اقدس کے ساتھ تھا اس کی تفصیلات گزشتہ صفحات میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ جیسے جیسے اسلام [illegible] فتوحات کے دروازے کھلتے جاتے، ویسے ویسے ہی ان کی عداوت کے شعلے بھڑکنے لگے۔ سنہ ۷ ہجری میں جب حضور [illegible] تشریف لائے تو یہود کے بڑوں کا ایک وفد مدینہ کے ایک مشہور جادوگر لبید بن اعصم کے پاس آیا [illegible] سے یہودی کہا جاتا لیکن وہ درحقیقت انصار کے ایک قبیلہ بنی زریق کا ایک فرد تھا [illegible] یہودی مذہب اختیار کر لیا ہو۔ اس لیے اسے یہودی کہا گیا ہو۔ یہود کے وفد نے آکر اس کے سامنے اپنی [illegible] اور کہا کہ [illegible] اگر ہماری [illegible] مدد کی ضرورت ہے۔ ہم نے بارہا [illegible] کو ہلاک کرنے کی [illegible] لیکن کوئی [illegible] ان کے خلاف [illegible]

ناکام رہے۔ اس کے علاوہ ہمارے ہاں جتنے ماہر جادوگر تھے انھوں نے بھی پورے جتن کیے بڑی حد تک زور لگائے لیکن نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ ہمارے اس علاقے میں تمہارے جوڑ کا دوسرا کوئی نہیں ہے ہر طرف سے مایوس ہو کر تیرے پاس آئے ہیں۔ اگر تو ہماری امداد کرے تو یہ مشکل آسان ہو سکتی ہے۔ انھوں نے اس کی خدمت میں بھاری معاوضہ بھی پیش کیا۔ چنانچہ اس نے حامی بھری

ایک یہودی لڑکا حضور کی خدمت میں رہا کرتا تھا کسی طرح ورغلا کر اس سے حضور کی کنگھی کا ایک ٹکڑا اور چند موئے مبارک حاصل کر لیے۔ اس نے اور اس کی بیٹیوں نے جو اس فن میں اپنے باپ سے بھی دو قدم آگے تھیں جادو کیا اور ان چیزوں کو کھجور کے خوشے کے غلاف میں رکھ کر بنی زریق کے ایک کنویں کی تہہ میں ایک بھاری پتھر کے نیچے دبا دیا۔ اس کنویں کا نام ''ذروان یا ذی اروان'' بتایا جاتا ہے بعض نے اس کا نام بیر ذروان بھی لکھا ہے۔

پھر وہ گزرنے کے بعد حضور کی صحت پر اثر ہونے لگا۔ آخری چالیس دن زیادہ تکلیف کے تھے۔ ان میں سے بھی آخری تین دن تکلیف انتہائی نہایت کو پہنچ گئی۔ اس جادو سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قسم کی تکلیف محسوس ہوئی تھی۔ اس کے بارے میں بھی تصریحات موجود ہیں۔ علامہ عینی لکھتے ہیں:

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یذوب ولا یدری ما وجعہ یعنی حضور کی طبیعت گھٹنے لگی۔ نقاہت بڑھنے لگی لیکن بظاہر اس کی کوئی وجہ معلوم نہ ہوتی۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں: حتی یخیل الیہ انہ فعل الشیء ولم یکن فعلہ (روح المعانی)

یعنی ایسا کام جو نہ کیا ہوتا اس کے بارے میں حضور کو خیال ہوتا کہ کر لیا ہے

کتب حدیث میں اس جادو کے اثرات کے بارے میں جتنی روایات ملتی ہیں۔ ان کا یہی خلاصہ ہے کہ جسمانی طور پر نقاہت کمزوری محسوس ہوتی لیکن ایک بھی کوئی ضعیف سے ضعیف روایت بھی موجود نہیں ہے جس سے یہ پتہ چلتا ہو کہ فرائض نبوت کی ادائیگی میں کسی قسم کی بے ربطی آئی ہو یا کبھی ایسا نہیں ہوا کہ نماز کے ارکان میں تقدیم و تاخیر سرزد ہوئی ہو یا تلاوت قرآن کے وقت نسیان طاری ہو گیا ہو یا مملکت اسلامیہ کی توسیع اور استحکام یا اسلام کی تبلیغ میں کوئی معمولی سا رخنہ بھی پیدا ہوا ہو۔

جب تکلیف زیادہ بڑھ گئی تو حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ الٰہی میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ اسی رات حضور کو خواب میں حقیقت حال سے آگاہ کر دیا گیا۔ چنانچہ حضور نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کو بتایا کہ اے عائشہ میں نے اپنے رب سے جس بات کے بارے میں دریافت کیا تھا میرے رب نے مجھے اس کے متعلق بتا دیا ہے۔ حضرت عائشہ سے واقعہ کی یہ روایت کی جاتی ہے۔ ارشاد فرمایا کہ خواب میں دو آدمی میرے پاس آئے۔ ایک میرے سرہانے بیٹھ گیا اور دوسرا پاؤں کے نزدیک بعض روایات میں ہے کہ وہ جبرائیل اور میکائیل تھے۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا ''انہیں کیا تکلیف ہے'' دوسرے نے جواب دیا ''انہیں جادو کیا گیا ہے'' پوچھا ''کس نے کیا ہے؟'' جواب ملا ''لبید بن اعصم نے'' پوچھا ''کس چیز میں'' بتایا ''کنگھی کے ایک ٹکڑے کو اور چند بالوں کو نر کھجور کے خوشے کے پردے میں رکھ کر'' پوچھا ''کہاں رکھا ہے؟'' بتایا ''ذروان کے کنویں کی تہہ میں ایک پتھر کے نیچے'' پوچھا: ''اب کیا کرنا چاہیے؟'' بتایا: ''اس کنویں کا سارا پانی نکال دیا جائے پھر اس

پتھر کے نیچے سے ان چیزوں کو نکالا جائے۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فوراً حضرت سیدنا علی، عمار بن یاسر اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کو اس مقصد کے لیے اس کنویں کی طرف بھیجا۔ انہوں نے پہلے تو اس کنویں کا پانی خشک کیا۔ نیچے سے جب پتھر کو اٹھایا تو اس کے نیچے سے وہ ڈبہ نکلا۔ کھولا تو اس کے اندر کنگھی کا ایک ٹکڑا، چند بال، کھجور کے ایک گابھے میں بندھے ہوئے تھے اور اس تانت میں گیارہ گرہیں لگی ہوئی تھیں۔ اسی اثنا میں حضرت جبرئیل امین حاضر ہوئے اور یہ دونوں سورتیں پیش کرتے ہیں اور عرض کیا کہ آپ ان سورتوں کی ایک ایک آیت پڑھتے جائیں اور ایک ایک گرہ کھولتے جائیں اور ایک ایک سوئی نکالتے جائیں۔ چنانچہ دونوں سورتوں کی گیارہ آیتیں پڑھی گئیں۔ ان کی تلاوت سے گیارہ گرہیں کھلیں اور ساری سوئیاں نکل گئیں۔ اس طرح حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی طبیعت ہشاش بشاش ہو گئی اور جادو کا سارا اثر زائل ہو گیا۔

صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اجازت ہو تو اس خبیث کا سر قلم کر دیا جائے۔ حضرت سید عالم نے ارشاد فرمایا:

اما انا فقد شفانی اللہ واکرہ ان اثیر علی الناس شرا

ترجمہ: "مجھے تو اللہ تعالیٰ نے شفا بخش دی ہے میں اب بے وجہ لوگوں میں شر کی آگ بھڑکانا نہیں چاہتا۔"

سبحان اللہ! رحمت عالمیان کی کیا شان ہے۔ اپنی ذات کے لیے اپنی جان کے دشمنوں سے بھی کبھی انتقام نہیں لیا۔ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ۔ صلی اللہ علیک یا صاحب المعجزات۔ صلی اللہ علیک یا من ارسل رحمۃ وبارک وسلم

اس واقعہ کا خلاصہ آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے۔ اب موجودہ دور کے معتزلہ اور نیچری طبیعت لوگوں کے اعتراضات کا مطالعہ فرمائیے۔ وہ ان تمام روایات کو ساقط الاعتبار قرار دیتے ہیں اور ان پر طرح طرح کے اعتراض کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اگر ان روایات کو صحیح تسلیم کیا جائے تو اس سے منصب نبوت کی توہین ہوتی ہے جو ہر قسم کی دخل اندازی سے بالا ہے۔ نیز اس سے شکوک پیدا ہوتے ہیں کیونکہ اگر ان روایات کے مطابق یہ مان لیا جائے کہ حضور پر جادو کا اثر ہو گیا تھا تو پھر یہ بھی ممکن ہے کہ اس کے اثر سے کوئی آیت وحی میں رہ گئی ہو یا کسی آیت کے بجائے کسی غلط عبارت کو آیت قرآنی سمجھ لیا گیا ہو۔ شریعت کا یہ قانون منصب نبوت کی طرف سے ہم پر حجت ہی نہ رہے۔ نیز یہ روایات اس آیت کے بھی منافی ہیں: واللہ یعصمک من الناس "کہ لوگوں کی شر انگیزیوں سے اللہ تعالیٰ آپ کا محافظ ہے۔" جب عصمت نبوت کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے لی ہے تو یہ کیسے مان لیا جائے کہ یہودیوں کے سحر کا حضور پر اثر ہو گیا ہو۔ عقل کے جدید اور قدیم پرستاروں کا نظریہ آپ نے پڑھ لیا۔ اس بات کا جس طرح انہوں نے مذاق اڑایا ہے اس کو بھی آپ نے دیکھ لیا۔

ان اعتراضات اور شکوک کے بارے میں اہل سنت یہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی دو حیثیتیں تھیں، ایک حیثیت نبوت اور دوسری حیثیت بشریت۔ عوارض بشری کا وجود ذات اقدس پر ہوتا رہتا تھا۔ بخار ہونا، چوٹ لگنا، دندان مبارک کا شہید ہونا۔ طائف میں پتھروں کا لگنا اور احد میں چہرۂ مبارک کا زخمی ہونا یہ سب واقعات

تاریخ کے صفحات کی زینت ہیں۔ یہ لوگ بھی ان سے انکار کی جرأت نہیں کر سکتے تو ان عوارض سے حضور کی شانِ رسالت اور حیثیتِ نبوت پر قطعاً کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح یہاں بھی جادو کا اثر حضور کی جسمانی صحت تک محدود تھا۔ رسالت کا کوئی پہلو قطعاً اس سے متاثر نہ تھا۔ اگر ایسا ہوتا کہ اس جادو سے حضور کوئی آیت بھول جاتے یا الفاظ میں تقدیم و تاخیر کر دیتے یا قرآن میں اپنی طرف سے کوئی عبارت بڑھا دیتے یا نماز کے ارکان میں رد و بدل ہو جاتا تو اسلام کے بدخواہ اتنا شور و غل مچاتے کہ الامان والحفیظ۔ ابطالِ رسالت کے لیے انہیں ایک ایسا مہلک ہتھیار دستیاب ہو جاتا کہ اس کے بعد انہیں دعوتِ اسلامی کو ناکام کرنے کے لیے مزید کسی ہتھیار کی ضرورت نہ رہتی۔ لیکن اس قسم کا کوئی واقعہ کسی حدیث یا تاریخ کی کتاب میں مذکور نہیں۔ دشمنانِ اسلام نے آج تک جتنی کتابیں پیغمبرِ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں لکھی ہیں ان میں بھی اس قسم کا کوئی واقعہ درج نہیں۔ معلوم ہوا کہ یہودی کے جادو کا اثر حضور پر صرف اس حد تک ہوا کہ صحتِ گرامی متاثر ہوئی جس طرح علامہ عینی اور علامہ آلوسی کے حوالے نقل کیے جا چکے ہیں۔

رہی یہ بات کہ جادو کی کوئی حقیقت ہے یا نہیں؟ جادو سے کسی چیز کی حقیقت بدل جاتی ہے یا فقط نظر بندی کے طور پر چیز ہوتی کچھ ہے اور دکھائی کچھ دیتی ہے۔ یہ ایک الگ بحث ہے لیکن اس سے لوگوں کا متاثر ہونا ایک یقینی چیز ہے۔ ساحرانِ فرعون کا ذکر قرآن مجید میں متعدد مقامات پر فرمایا گیا ہے نصِ قرآنی سے یہ چیز ثابت ہے کہ لوگ ان رسیوں کو سانپ خیال کرنے لگے۔ سانپوں کی طرح انہیں رینگتے ہوئے دیکھ کر حقیقی طور پر موسیٰ علیہ السلام بھی خائف ہو گئے قرآن کریم کے الفاظ ملاحظہ فرمائیے:

فاذا حبالهم وعصيهم يخيل اليه انها تسعى۔ فاوجس في نفسه خيفة موسى قلنا لا تخف انك انت الاعلى

ترجمہ: پس ان کی رسیاں اور سوٹیاں آپ کو یوں معلوم ہوں کہ وہ دوڑ رہی ہیں۔ ان کے دل میں خوف پیدا ہوا۔ ہم نے کہا اے موسیٰ مت ڈرو تم ہی سربلند ہو۔

انہیں کے بارے میں سورۂ اعراف میں ہے: سحروا اعين الناس: یعنی ان جادوگروں نے لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا تھا۔

بحثِ سوم: جھاڑ پھونک کے بارے میں اسلام کا کیا حکم ہے؟

ایک بات پہلے ہی ذہن نشین کر لینا ضروری ہے۔ جھاڑ پھونک کا رواج جاہلی معاشروں میں قدیم زمانہ سے مروج تھا اس مقصد کے لیے جو منتر، طلسم یا تعویذ ان کے ہاں رائج تھے۔ ان کی دیویاں، دیوتاؤں کے نام، شیطانی قوتوں سے استمداد، آسمانی کواکب و سیارات سے استعانت وغیرہ عام تھا۔ نیز وہ ان چیزوں کو مؤثر حقیقی اور فاعل مستقل یقین کرتے تھے۔

اسلام نے شرک کی بیخ و بن سے اکھیڑ کر رکھ دیا۔ ان کے اس عقیدہ کے بطلان کو صراحت سے بیان کر دیا کہ اللہ کے علاوہ کوئی دیوی، دیوتا، کوئی چاند ستارا یا سورج مؤثر حقیقی ہو سکتا ہے۔ اس لیے یہ گمان ہی نہیں کیا جا سکتا کہ اسلام کسی ایسے منتر یا جھاڑ پھونک کی اجازت دے جس میں شرک یا شرکیہ عقائد کا شائبہ تک بھی پایا جاتا ہو۔ اس لیے ایسے تمام منتر، طلسم، تعویذ

تعویذات وغیرہ اسلام میں قطعاً حرام اور ممنوع ہیں، بہت سی احادیث میں دم کرنے، جھاڑ پھونک کرنے وغیرہ کی ممانعت کی گئی ان تمام احادیث سے اسی قسم کے ذریعے علاج مراد ہیں لیکن یہ دم یا تعویذ جس میں اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے کوئی اسم شریف یا کوئی آیت قرآنی یا درود پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے حدیث پاک سے ماخوذ کوئی جملہ ہو یا جس عمل میں یاد میں لکھا گیا ہو وہ منع نہیں کیونکہ ہمارے حضور علیہ السلام بھی آپ کو دم فرمایا کرتے اور صحابہ کرام بھی دم کرتے اور حدیث کریمہ کی تصدیق دم فرمایا کرتے حضور علیہ السلام کے بعد آپ کے اصحاب کا بھی یہی عمل تھا اسی وقت سے لے کر اب تک یہاں امت کا بھی یہی دستور رہا ہے۔ آپ چند شواہد ملاحظہ فرمائیے:

سب سے پہلی دلیل تو سورۃ معوذتین کا نزول ہے جو قرآن کے پڑھنے کی برکت سے جادو کی تاثیر کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ معمول تھا کہ ہر شب آرام کرنے سے پہلے آخری تینوں قل پڑھتے پھر مبارک ہاتھوں پر دم فرماتے جہاں تک ہاتھ پہنچتے جسم پر پھیر لیتے یہ حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے جو قابل اعتماد ہیں۔ جن محدثین نے اس روایت کو اسناد صحیحہ سے نقل کیا ہے ان میں امام بخاری، امام مسلم، امام مالک، ابن ماجہ، ابوداؤد جیسے اکابر ہیں۔

نیز امام بخاری، امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین کو یہ پڑھ کر دم فرمایا کرتے:

أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ

حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی سے ایک روایت ہے کہ یا رسول اللہ جب سے مسلمان ہوا ہوں مجھے شدید درد ہوتا رہتا ہے جیسے کہ جان نکلتی ہے۔ حضور نے فرمایا: درد کی جگہ پر اپنا دایاں ہاتھ رکھو پھر تین بار بسم اللہ اور سات مرتبہ یہ پڑھتے ہوئے درد کی جگہ پر ہاتھ رکھو: أَعُوذُ بِاللهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ۔

مسند امام احمد اور طحاوی میں طلق بن علی کی روایت ہے کہ مجھے حضور کے سامنے بچھو نے ڈنک مارا تو حضور نے مجھے دم فرمایا اور دست مبارک پھیرا۔

صحیح مسلم میں ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوئے تو ان کے لیے جبرئیل امین حاضر ہوئے اور پوچھا: یا محمد کیا آپ بیمار ہو گئے؟ فرمایا ہاں۔ جبرئیل نے یہ پڑھ کر دم کیا:

بِاسْمِ اللهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ اللهُ يَشْفِيكَ بِاسْمِ اللهِ أَرْقِيكَ۔ (ترجمہ) میں اللہ کا نام لے کر آپ کو دم کرتا ہوں ہر اس چیز سے جو آپ کو اذیت دے اور ہر نفس اور حاسد کی نظر سے۔ اللہ آپ کو شفا دے۔ میں اللہ کا نام لے کر آپ کو دم کرتا ہوں۔

مسند امام احمد میں ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے حجرہ میں داخل ہوئے اور میرے پاس شفاء نامی ایک عورت بیٹھی تھی جو نملہ (ایک بیماری) کا دم کیا کرتی تھی۔ حضور نے فرمایا شفاء یہ دم حفصہ کو بھی سکھا دو۔ خود حضرت شفاء بنت عبداللہ کہتی ہیں کہ مجھے حضور نے فرمایا کہ تم نے حفصہ کو جس طرح لکھنا پڑھنا

سکھایا ہے نملہ کا دم بھی سکھا دو۔ (مسند امام احمد، ابوداؤد، نسائی)

صحیح مسلم میں عوف بن مالک اشجعی کی روایت مذکور ہے کہ ہم نے حضور کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! ہم جاہلیت میں جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے اب اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے حضور نے فرمایا "جو پڑھ کر تم دم کیا کرتے تھے وہ مجھے سناؤ مجھے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جب تک اس میں شرک نہ ہو"

حضرت جابر بن عبداللہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھاڑ پھونک سے منع فرما دیا۔ پھر حضرت عمرو بن حزم کے خاندان کے لوگ آئے اور عرض کیا کہ ہمارے پاس ایک عمل تھا جس سے ہم بچھو یا سانپ کے کاٹے کو دم کیا کرتے تھے مگر حضور نے ان کاموں سے منع فرما دیا ہے۔ پھر انہوں نے وہ دم پڑھ کر سنایا۔ حضور نے فرمایا: اس میں تو میں کوئی مضائقہ نہیں پاتا۔ تم میں سے جو شخص اپنے کسی بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہے وہ ضرور پہنچائے۔

(مسلم، مسند احمد، ابن ماجہ)

میں نے کثیر التعداد احادیث میں سے صرف چند احادیث پیش کی ہیں۔ طالب حق کے لیے اس میں کفایت ہے۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ یہ چیز اسی وقت صحیح ہوگی جب اذن الٰہی ہو۔ اس کے علاوہ کوئی چیز بھی اثر نہیں کرتی۔ اگر جڑی بوٹیاں، گولیاں، شربت، کیپسول، انجکشن وغیرہ اس سے صحت و عافیت کا سبب بن جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ، آیات قرآنی اور دعوات رسالت مآب ان سے کیوں موثر نہیں ہو سکتے۔ میں ایک بات کی طرف اشارہ کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ کیا دم اور تعویذ پر معاوضہ لینا جائز ہے یا نہیں۔ اس کے لیے حضرت ابو سعید خدری کی اس روایت سے استدلال کافی ہے جو امام بخاری، امام مسلم، ترمذی اور دیگر کتب احادیث میں منقول ہے۔ اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مہم پر اپنے چند صحابہ کو بھیجا ان میں حضرت ابو سعید خدری بھی تھے۔ ان کا گزر ایک بستی سے ہوا جہاں ایک عرب قبیلہ سکونت پذیر تھا۔ صحابہ نے اس قبیلہ سے کچھ کھانے کا مطالبہ کیا۔ لیکن انہوں نے انہیں کوئی چیز دینے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ صحابہ نے بھوکے ہی رات بسر کی۔ اسی اثنا میں قبیلہ کے سردار کو کسی زہریلے بچھو نے ڈنک مار دیا۔ جب اس کی تکلیف حد سے بڑھ گئی تو وہ لوگ صحابہ کے پاس آئے اور کہا ہمارے سردار کو بچھو نے کاٹا ہے۔ وہ درد سے تڑپ رہا ہے۔ اگر تم لوگوں کے پاس کوئی دوا ہو یا کوئی دم کر سکتا ہو تو وہ آ کر اسے دم کرے۔ حضرت ابو سعید نے کہا کہ میرے پاس اس کا علاج تو ہے لیکن تم نے بڑی بے مروتی کا سلوک کیا ہے ہمیں کھانا تک نہیں دیا اس لیے جب تک تم ہمیں کچھ معاوضہ دینا طے نہ کرو اس وقت تک ہم اس کا علاج نہیں کریں گے۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ اگر ہمارا سردار تندرست ہو گیا تو ہم تمہیں بکریوں کا ایک ریوڑ دیں گے۔ حضرت ابو سعید گئے اور سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد اپنا لعاب دہن اس پر ملا۔ درد زائل ہو گیا اور ان کا سردار بالکل تندرست ہو گیا۔ قبیلہ والوں نے وعدہ کے مطابق ریوڑ جس میں تیس بکریاں تھیں مسلمانوں کو دے دیا۔

جب حضرت ابو سعید وہ ریوڑ لے کر مسلمانوں کے پاس واپس آئے تو انھوں نے فیصلہ کیا کہ جب تک حضور نبی کریم سے مسئلہ دریافت نہ کر لیں اس وقت تک ہم یہ بکریاں استعمال میں نہیں لائیں گے۔ جب سب سے فارغ ہو چکے کے بعد یہ حضرات مدینہ طیبہ واپس پہنچے تو سارا قصہ عرض خدمت کیا۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا تمھیں یہ کس طرح پتہ چلا کہ یہ سورت پڑھ کر دم کیا جاتا ہے۔ بکریاں لے لو اور اس میں سے میرا حصہ بھی نکالو۔

اس روایت کے بعد اس مسئلہ پر مزید بحث کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔

موضوع ان سورتوں کی تشریح کے ضمن میں تمام چیزیں تفصیل سے بیان کر دی گئی ہیں۔ یہاں آپ اتنا ہی سمجھ رکھیں کہ بندہ کتنا ہی کمزور کیوں نہ ہو اگر وہ حق کے لیے سرکش باطل کے سامنے میدان جہاد میں قدم رکھتا ہے تو ایک ذات ایسی ہے جس کے دامن میں اسے پناہ مل سکتی ہے اور وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات ہے۔ مسلمان کو چاہیے کہ کبھی ہراساں اور مایوس نہ ہو اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے اور ان کلمات طیبات سے اس کی بارگاہ میں پناہ کے لیے عرض کرتا رہے۔

نیو سنٹرل جیل سرگودھا
۱۵۔ اپریل ۱۹۷۷ء

کل مجھے دوسرے پانچ ساتھیوں کو کریم بخش نیازی مجسٹریٹ درجہ اول بھلوال نے چار ماہ قید بامشقت کی سزا سنائی۔ الحمد للہ۔

[illegible]

سُوْرَۃُ الْفَلَقِ مَدَنِیَّۃٌ وَّهِیَ خَمْسُ اٰیَاتٍ

سورہ الفلق مدنی ہے اور اس کی پانچ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے ۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ وَمِنْ شَرِّ

آپ [illegible] کے شر سے جو اس نے پیدا کیا ہے اور خصوصاً [illegible]

سلے علامہ راغب عوذ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں العوذ الالتجاء الی الغیر والتعلق به کسی کی پناہ لینا اور اس کے ساتھ چمٹ جانا علامہ ابن منظور لکھتے ہیں: عاذ به یعوذ عوذا [illegible] لاذ به ولجأ اليه واعتصم (لسان العرب) کسی کی پناہ لینا کسی کا دامن مضبوطی سے پکڑ لینا

الفلق کا اصل معنی [illegible]

[illegible]

اس صفت میں اللہ کا ذکر کیا گیا [illegible]

غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَ

تاریکی کے شر سے جب وہ چھا جائے ۳ اور ان کے شر سے جو پھونکنے والی ہیں گرہوں میں ۴ اور

ان خطرات کا ذکر کیا گیا جو اس کے ایمان و ایقان کو اس سے چھین لینا چاہتے ہیں۔

اس سورت کی پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم کو اور حضور کے واسطہ سے ہر غلام بارگاہ رسالت کو [illegible] کہ میں پناہ لیتا ہوں صبح کے پروردگار کی جس نے رات کی تاریکی کو [illegible] رات کے سناٹے اور ویرانے کو دن کی رونقوں سے بدل دیا۔ جس نے رات کی وحشتوں کو دن کی دلچسپیوں میں تبدیل کر دیا۔ جو تمام حالات کو یوں تبدیل کر سکتا ہے وہ تیری بگڑی بھی بنا سکتا ہے۔ تیری امیدوں کی دنیا بھی آباد کر سکتا ہے [illegible] اس کا کرم [illegible] اس کی ایسی بے کس پناہ میں حاضر ہو کر کسی اور کی طرف کیا دیکھا جا سکتا ہے۔

ے ۲ یعنی ہر چیز کی افراط سے اور تفریط سے پناہ مانگتا ہوں کیونکہ [illegible] کی حرارت کا اعتدال بگڑ جائے [illegible] درحقیقت وہی [illegible] ثابت ہوتی ہے۔ اس لیے تخصیصات کی [illegible] کہ جس چیز کو [illegible] اس کے شر سے میں تجھ سے ہی اس کی پناہ مانگتا ہوں۔

ے ۳ الغاسق اللیل المظلم تاریک رات، شب دیجور۔ وقب کسی چیز کا کسی چیز میں داخل ہو جانا۔ اس کے رگ و ریشے میں سما جانا۔

رات کی تاریکی کی شدت کا ذکر ہو رہا ہے کہ جب اس کی ظلمت کائنات کی ہر چیز کو اپنے دامن میں لپیٹ لے ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا چھا جائے [illegible] رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھا کر [illegible] قاتل خونریزی کرتے ہیں [illegible] کی تاریکی کے شر سے بالخصوص پناہ مانگنے کی تلقین کی جا رہی ہے۔

ے ۴ النفّٰثٰت نفاثہ کی جمع ہے جو مبالغہ کا صیغہ ہے۔ نفث کا معنی ہے نفخ مع الریق القلیل (تھوڑی سی تھوک [illegible] پھونکنا) [illegible] التفل [illegible] النفث اقل من التفل لان التفل لا یکون الا معه شیء من الریق والنفث شبیه بالنفخ۔ (لسان العرب)

مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝

(اور پناہ مانگتا ہوں حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے ۝)

عقد عقدہ کی جمع ہے اور اس کا معنی ہے گرہ۔ جادوگر جب جادو کرتے ہیں تو وہ منتر پڑھ پڑھ کر دھاگے میں گرہ لگاتے ہیں اور اس پر پھونک مارتے ہیں۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

کیا آپ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

جادوگری کا پیشہ [illegible] [illegible] استعمال کیا۔

حسد کی تعریف [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

یہ جذبہ انسان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

جس [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

والی ہی کرتا ہے۔ جہاں تک ہو سکے اس کی خدمت سے بھی گریز نہیں کرتا۔ اس کے باوجود حاسدوں کے سینوں میں حسد کی آگ بھڑکتی رہتی ہے۔ وہ بلا وجہ جلتے رہتے ہیں۔ انسان نہ تو ہر حاسد کو پہچان سکتا ہے اور نہ حاسدوں کے منصوبوں سے آگاہ ہو سکتا ہے اور اگر کسی کا علم بھی ہو جائے تو بسا اوقات ان کا تدارک کرنے سے قاصر ہوتا ہے۔ اس لیے حکم دیا جا رہا ہے کہ تم اپنے رب کریم کے دامن عاطفت میں پناہ لے لو۔ بیشک ان حاسدوں کی شر انگیزیوں سے وہی بچا سکتا ہے جسے اس کی پناہ حاصل ہو جائے۔

الٰہی! تیرا یہ زار و ناتواں، ضعیف و بے نوا بندہ تیرے دامن لطف و کرم میں پناہ طلب کرتا ہے۔ تیری پناہ کے بغیر اس کا کوئی ٹھکانا نہیں۔
اللّٰھم صل وسلم وبارک علی سیدنا ومولانا محمد
الحامد المحمود وعلی آلہ وصحبہ ومن تبعہ و
احبہ الی یوم الدین۔

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ الفلق والناس

نام: پہلی سورت کا نام الفلق، اور دوسری کا الناس ہے۔ دونوں سورتوں کا نزول بھی ایک وقت ہوا۔ مضمون معنی اور مقصد کے اعتبار سے بھی ان میں اس قدر تماثل ہے کہ انہیں الگ الگ کرنا بہت دشوار ہے۔ اس لیے انہیں معوذتین کے ایک نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ ان کے الگ الگ تعارف لکھنے کے بجائے ایک ہی تعارف پر اکتفا کروں گا۔

پہلی سورۃ الفلق ایک رکوع، پانچ آیتوں، تئیس کلمات اور چوہتر حروف پر مشتمل ہے اور دوسری سورت الناس، میں ایک رکوع، چھ آیات، بیس کلمے اور اناسی حروف ہیں۔

نزول: اس امر پر تو سب متفق ہیں کہ یہ دونوں سورتیں ایک ساتھ نازل ہوئیں لیکن کہاں نازل ہوئیں؟ اس میں اختلاف ہے۔ حضرت حسن بصری، عطاء، عکرمہ اور جابر رضی اللہ عنہم کی یہ رائے ہے کہ ان کا نزول مکہ میں ہوا۔ حضرت ابن عباس کے ایک قول سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ لیکن قتادہ، ابو صالح اور ابن عباس کے علاوہ علماء کی ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ یہ دونوں سورتیں مدنی ہیں۔ بعض مفسرین نے پہلے قول کو ترجیح دی ہے لیکن احادیث مرفوعہ دوسرے قول کی تائید کرتی ہیں۔ اس لیے مرفوع حدیث کے مقابلہ میں کسی کے قول کو ترجیح دینا بہت مشکل ہے۔ ایک مرفوع حدیث ہے جسے مسلم، ترمذی، نسائی، احمد بن حنبل علیہم الرحمۃ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ عقبہ کہتے ہیں ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: الم تر آیات انزلت اللیلۃ لم یر مثلھن اعوذ برب الفلق، اعوذ برب الناس یعنی تمہیں خبر ہے اللہ تعالیٰ نے آج رات مجھ پر ایسی آیتیں نازل فرمائی ہیں جن کی پہلے مثال نظر نہیں آتی۔ وہ اعوذ برب الفلق اور اعوذ برب الناس ہیں۔

عقبہ ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں مشرف باسلام ہوئے تھے۔ ان کو حضور کا یہ ارشاد کہ "آج رات مجھ پر ایسی آیتیں نازل ہوئی ہیں جن کی مثال پہلے نظر نہیں آتی" یہ اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ ان سورتوں کا نزول مدینہ طیبہ میں ہوا۔ دوسری حدیث جو اس قول کی تائید کرتی ہے وہ ہے جس میں ان کے شان نزول کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ اس حدیث کو [illegible] بیہقی، ابن سعد نے روایت کیا ہے۔ ان کے علاوہ شارحین حدیث میں سے حافظ ابن حجر عسقلانی اور علامہ بدرالدین عینی نے اپنے اسفار جلیلہ میں لکھا ہے کہ بات یوں ہوئی کہ جب ایک یہودی لبید بن اعصم نے جادو کیا۔ جس کی تفصیل آگے بیان ہو رہی ہے۔ اس وقت اس جادو کے اثرات کو ختم کرنے کے لیے یہ دو سورتیں نازل ہوئی تھیں۔ اس حدیث کی تحقیق کے بعد اور حضرت عقبہ کی مرفوع روایت کے بعد کسی دلیل کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس لیے ان سورتوں کے مکی ہونے پر اصرار کرنا

ان صریح روایات کے بارے میں یہ کہہ دینا کہ اس موقع پر ان سورتوں کی طرف توجہ مبذول کرا دی گئی جو پہلے مکہ میں نازل ہو چکی تھیں بہرحال میرے لیے ناقابل فہم ہے۔ جہاں تک میری کم علمی اور تحقیق کا تعلق ہے میں تو اسی نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئیں۔

چند مباحث: یہاں چند پیچیدہ اُلجھے ہوئے مباحث ہیں۔ جن سے دامن بچا کر آگے نکل جانا کسی طرح درست نہیں۔ ان سورتوں کے تعارف کے ضمن میں ان مباحث کا تذکرہ اور ان سے جو شبہات جنم لیتے ہیں ان کا ازالہ از بس ضروری ہے اس لیے قارئین کرام سے ان مباحث کے تذکرہ کی اجازت طلب کرتا ہوں۔

بحث اول: کیا یہ دونوں سورتیں قرآن کریم کا جزو ہیں اور قرآن کریم کی دوسری سورتوں کی طرح ان کا جزو قرآن ہونا قطعی ثبوت ہے؟

یہ سوال اس لیے پیدا ہوا کہ بعض ایسی روایات موجود ہیں جن میں یہ مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ انہیں قرآن کی سورتیں شمار نہیں کیا کرتے تھے اور جو مصحف انہوں نے مرتب کیا تھا اس میں بھی یہ سورتیں موجود نہ تھیں۔ علامہ سیوطی نے صراحۃً لکھا ہے۔

اخرج احمد والبزار والطبرانی وابن مردویه من طرق صحیحة عن ابن مسعود انه كان یحك المعوذتین من المصحف ویقول لا تخلطوا القرآن بما لیس منه انهما لیستا من كتاب الله انما امر النبی صلی الله علیه وسلم ان یتعوذ بهما وكان ابن مسعود لا یقرء بهما (الدر المنثور)

ترجمہ: امام احمد، بزار، طبرانی، ابن مردویہ نے صحیح طریقوں سے حضرت ابن مسعود سے نقل کیا ہے کہ وہ معوذتین کو مصحف سے کھرچ دیا کرتے تھے اور کہا کرتے قرآن کے ساتھ ایسی چیزیں خلط ملط نہ کرو جو اس میں سے نہیں ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں سورتوں کے ساتھ تعوذ یعنی پناہ مانگنے کا حکم دیا تھا نیز حضرت ابن مسعود ان سورتوں کی تلاوت نماز میں نہیں کیا کرتے تھے۔ (الدر المنثور)

اس ضمن میں تو کلام نہیں کہ یہ سب اخبار آحاد ہیں۔ علماء اصول حدیث نے یہ قاعدہ بیان کیا ہے کہ اخبار آحاد کی صحت کے لیے صرف راویوں کی عدالت اور ثقاہت ہی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اخبار آحاد کا درایت کے معیار پر پورا اترنا بھی لازمی ہے اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ روایت بدیہیات عقل کے خلاف نہ ہو۔ اگر اس قاعدہ کو پیش نظر نہ رکھا جائے تو ان روایات کو بنیاد بنا کر انکار کی عمارت استوار کرنا کوئی دانشمندی نہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان صحابہ میں سے نہ تھے جنہیں ساری عمر میں ایک آدھ بار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ نصیب ہوئی ہو یا دنیاوی مصروفیتوں کے باعث دربار نبوت میں کبھی کبھی حاضری کی سعادت مل جاتی ہو۔ بلکہ آپ ان خوش نصیب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے جو ہمیشہ خدمت عالیہ میں حاضر باش رہا کرتے تھے۔ آپ کا شمار اصحاب صفہ میں تھا جو شب و روز مسجد نبوی میں بیٹھے رہتے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت، خدمت میں حاضری، ارشادات رسالت کو سننا، ان کو یاد کرنا، قرآن کریم کی جو آیتیں نازل ہوتیں ان کو حفظ کرنا۔ ان کی زندگی کی ساری سرگرمیاں انہی چند باتوں میں سمٹ کر رہ گئی تھیں۔ تقریباً ہر نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں ادا کیا کرتے تھے۔ جب ان کا نزول ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں ہوا

اسے تھے انہیں ان دونوں سورتوں کے بارے میں علم ہو کہ یہ قرآن کا حصہ ہیں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہجرت سے پہلے ہی دولت ایمان سے مشرف ہو چکے تھے اور شاذ و نادر ہی کبھی جدا ہوتے ہوں۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا ان سورتوں کو نماز میں تلاوت فرمایا۔ صحابہ نے آپ کا ان سے ان سنا یہ کیسے تسلیم کر لیا جائے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ جیسے جلیل مقرب بارگاہ رسالت صحابی اتنی مدت میں نہ جان سکے کہ یہ قرآن کی سورتیں ہیں۔ یہ بڑی تعجب خیز بات ہے۔

اس لیے یہ روایات جو سب کی سب آحاد ہیں، ان کی بنا پر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ خیال درست بھی نہیں ہے فقط ابن مسعود پر ہی الزام عائد نہیں ہوتا بلکہ ایک ایسا دروازہ کھل جاتا ہے جس سے کفار و ملحدین کو قرآن کریم کے بارے میں زبان طعن دراز کرنے کی سند مل جاتی ہے حالانکہ قرآن ہر قسم کے وہم سے بالاتر ہے۔

یہ روایت جو ابن قتیبہ نے نقل کی ہے کہ عبد اللہ ابن مسعود اپنے مصحف میں معوذتین کو نہیں لکھا کرتے تھے کہ میں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ دو سورتیں پڑھ کر سیدنا حسن و سیدنا حسین رضی اللہ عنہم کو دم فرماتے ہیں اور یہ دونوں سورتیں دوسروں کی طرح ایک دعا ہی ہے۔ یہ بات بھی کسی طرح قابل تسلیم نہیں کیونکہ قرآن کریم سراپا اعجاز ہے جس کی مثال لانا کسی ایک تو کسی انسانی جماعت بلکہ جن و انس سب کی بھی طاقت سے باہر ہے۔ اس میں اور دوسرے کلاموں میں کیونکر اشتباہ پیدا ہو سکتا ہے۔ خصوصاً ابن مسعود جیسی شخصیت کو جو فصیح اللسان عرب تھے اور اسالیب کلام اور انداز گفتگو کے ماہر تھے۔ مزید برآں جبکہ افصح العرب والعجم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے لطف اٹھایا تھا ان کا اس اشتباہ میں مبتلا ہونا ناممکن ہے۔ علامہ آلوسی نے طبرانی سے ایک حدیث بیان کی ہے:

اخرج الطبرانی فی الاوسط بسند حسن عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لقد انزل علی آیات لم ینزل علی مثلهن المعوذتین۔ (روح المعانی)

ترجمہ: طبرانی نے اوسط میں سند حسن سے حضرت ابن مسعود سے بحوالہ رسالت نقل کیا ہے کہ حضور نے فرمایا کہ مجھ پر ایسی آیتیں نازل ہوئی ہیں جن کی مثل مجھ پر نازل نہیں ہوئیں اور وہ معوذتین ہیں۔

اس حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابن مسعود کو ان آیات کے نزول کے بارے میں آگاہ فرمایا۔ ممکن ہے کہ پہلے آپ کا یہی خیال ہو کہ یہ محض جھاڑ پھونک کے لیے نازل ہوئی ہیں اور قرآن کا جزو نہیں ہیں لیکن حضور کا یہ ارشاد سننے کے بعد اگر ان کے بارے میں انہیں کوئی شک تھا بھی تو وہ دور ہو گیا اور آپ نے اپنے پہلے قول سے رجوع کر لیا۔

یہ الگ بات ہے کہ کسی کے دل میں صحابہ کو غلط کار ثابت کرنے کا اتنا زیادہ شوق ہو کہ وہ ان تمام واضح حقائق کو بھی نظر انداز کرنے کے لیے تیار ہو جیسا کہ صاحب تفہیم القرآن نے اسی قسم کا خیال ظاہر کیا ہے کہ اگر ان کا یہ بیان ہے کہ حضرت ابن مسعود کے مصحف میں یہ سورتیں مرقوم نہ تھیں، اس لیے وہ ان کو قرآن کا جزو نہیں سمجھتے تھے۔ تو عرض ہے کہ ان کے مصحف میں تو سورۃ فاتحہ بھی مرقوم نہ تھی کیا اس کا آپ یہ مطلب لیں گے کہ وہ اسے بھی قرآن کی سورت شمار نہ کرتے تھے

جن کو وہ نماز کی ہر رکعت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قنوت میں پڑھتے ہوئے سنا کرتے تھے۔ ان سورتوں کے لکھنے کی اصل وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ وہ کلمات قنوت کی دعائیں تھیں اس لیے انہیں الگ لکھ رکھا تھا۔ یہیں قطعاً یہ وہم کی گنجائش نہیں کہ وہ انہیں قرآن سمجھتے تھے بلکہ صرف آپ نے یاد رکھنے کے لیے مرتب کیا تھا۔ ان سورتوں کے لکھنے کی انہیں ضرورت محسوس ہی کیوں ہوئی یہ سمجھیں

مختلف کتب میں اس قسم کی روایات پائی جاتی ہیں جن کو پڑھنے کے بعد انسان پریشان ہو جاتا ہے اور یہ نہیں سوچتا کہ وہ ان روایات کی تحقیق کرے۔ اسی لیے وہ غلط فہمی یا ہمارے علماء کی غلط فہمیوں کا شکار ہو سکتے ہیں۔ ان غلط اعتراضات اور شبہات کے دور کرنے کے لیے یہی ایک اصول کافی ہے کہ آپ سب سے پہلے یہ جان لیں کہ قرآن پاک کیسے ثابت ہوتا ہے؟ قرآن کریم وہ ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے صحابہ کرام نے تواتر سے سنا اور پھر صحابہ سے تابعین نے اسی تواتر سے سنا یہاں تک کہ ہر دور میں یہ ہم تک منقول ہوتا چلا آیا ہے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں صحابہ کرام نے بڑی احتیاط سے تحقیق و تدقیق کر کے قرآن کے مطابق ایک نسخہ تیار کیا اور اس کی مستند نقول اپنی نگرانی میں تیار کرا کے اسلامی سلطنت کے مختلف اطراف کی طرف روانہ کیں تاکہ سب لوگ اسی کے مطابق تلاوت کیا کریں اور عمل کیا کریں۔ اس لیے قرآن پاک صرف وہی ہے جو مصحف عثمانی کا متن ہے۔ اس کے علاوہ اگر آپ کوئی روایت نظر آئے تو وہ سند کی وجہ سے ضعیف ہو گی یا وہ موجود ہو گی تو کسی کا اپنا ذاتی فہم ہو گا۔ الغرض کلام اللہ وہی ہے جو مصحف عثمانی کے مطابق ہے جس پر تمام صحابہ کرام کا اجماع ہے اور اس وقت سے لے کر آج تک امت کا اس پر اتفاق ہے۔ کسی کی کمی بیشی ہوئی ہے نہ کسی آیت میں تقدیم و تاخیر ہوئی۔ کلمات کی ترتیب میں کوئی تغیر و تبدل ہوا۔

بحث دوم: کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کبھی جادو کیا گیا؟ اور ذات قدسی والا صفات پر اس کا کچھ اثر ہوا؟

اس کے بارے میں اپنی تحقیق پیش کرنے سے پہلے میں قارئین کرام کے سامنے ان تمام روایات کا خلاصہ پیش کرتا ہوں جو مختلف کتب میں بالتفصیل منقول ہیں۔ اس کے بعد ان اعتراضات کا ذکر کروں گا جو قدیم و جدید مستشرقین نے وارد کیے ہیں۔ پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اہل سنت کے موقف کو بیان کروں گا۔

خیبر کے یہودیوں کو جو عداوت سرکار دو عالم ﷺ کی ذات اقدس کے ساتھ تھی اس کی تفصیلات کئی صفحات پر آپ پڑھ چکے ہیں۔ جیسے جیسے حضور ﷺ کی شان بڑھتی گئی، فتوحات کے دروازے کھلتے جاتے، ویسے ویسے ہی ان کی عداوت کے شعلے بھڑکنے لگے۔ ہجرت کے ساتویں سال جب حضور حدیبیہ سے واپس تشریف لائے تو یہود کا ایک وفد مدینہ کے ایک مشہور جادوگر لبید بن اعصم کے پاس آیا۔ جس کا تعلق مدینہ سے تھا یہودی کہلاتا لیکن درحقیقت وہ انصار کے ایک قبیلہ بنی زریق کا حلیف تھا لیکن اس نے یہودی مذہب اختیار کر لیا ہوا تھا اس لیے اسے یہودی کہا جاتا۔ یہودیوں کے وفد نے آ کر اس کے سامنے اپنی پریشانی کا ذکر کیا کہ آپ جانتے ہیں، ہم نے بارہا ان پر جادو کرنے کی کوشش کی ہے جس کا ہمارا جادو ان پر کوئی اثر نہیں چھوڑتا۔ ساحروں کی صف میں آپ کا مقام اہل فن کے ہاں بلند ہے اس لیے ان کے خلاف جادو کیجئے

ناکام رہے۔ اس کے علاوہ ہمارے ہاں جتنے ماہر جادوگر تھے ان سب سے بھی پیسے دے کر بڑی بڑی [illegible] لیکن نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ ہمارے اس علاقہ میں شہرت ہو رہی ہے کہ تم ہر طرف سے بڑھ کر جادو جانتے ہو۔ اگر تو ہماری امداد کرے تو یہ مشکل آسان ہو سکتی ہے۔ انھوں نے اس کی خدمت میں بھاری معاوضہ بھی پیش کیا۔ چنانچہ اس نے حامی بھری

ایک یہودی لڑکا حضور کی خدمت میں رہا کرتا تھا کسی طرح ورغلا کر اس سے حضور کی کنگھی کا ایک ٹکڑا اور چند بال حاصل کر لیے۔ اس نے اور اس کی بیٹیوں نے جو اس فن میں اپنے باپ سے بھی دو قدم آگے تھیں جادو کیا اور ان چیزوں کو کھجور کے خوشے کے غلاف میں رکھ کر بنی زریق کے ایک کنویں کی تہہ میں ایک بھاری پتھر کے نیچے دبا دیا۔ اس کنویں کا نام "ذروان یا ذی اروان" بتایا جاتا ہے جس سے اس کا نام [illegible] بھی لکھا ہے۔

پھر وہ گزرنے کے بعد حضور پر اثر ظاہر ہونے لگا۔ آخری چالیس دن زیادہ تکلیف کے تھے۔ ان میں سے بھی آخری تین دن تکلیف اپنی نہایت کو پہنچ گئی۔ اس جادو سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قسم کی تکلیف محسوس ہوتی تھی۔ اس کے بارے میں بھی تصریحات موجود ہیں۔ علامہ سہیلی لکھتے ہیں:

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یذوب ولا یدری ما وجعه یعنی حضور کی طبیعت گھٹنے لگی۔ نقاہت بڑھنے لگی لیکن بظاہر اس کی کوئی وجہ معلوم نہ ہوتی۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں: حتی یخیل الیه انه فعل الشیء وهو لم یفعله (روح المعانی)

یعنی ایسا کام جو نہ کیا ہوتا اس کے بارے میں حضور کو خیال ہوتا کہ کر لیا ہے

کتب حدیث میں اس جادو کے اثرات کے بارے میں جتنی روایات ملتی ہیں۔ ان کا یہی خلاصہ ہے کہ جسمانی طور پر نقاہت کمزوری محسوس ہوتی لیکن ایسی کوئی ضعیف سے ضعیف روایت بھی موجود نہیں ہے جس سے پتہ چلتا ہو کہ فرائض نبوت کی ادائیگی میں کسی [illegible] آیا ہو۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ نماز کے ارکان میں تقدیم و تاخیر سرزد ہوئی ہو یا تلاوت قرآن کے وقت نسیان طاری ہو گیا ہو یا احکام اسلامیہ کی ترسیل اور تعلیم یا اسلام کی تبلیغ میں کوئی معمولی سا رخنہ بھی پیدا ہوا ہو۔

جب تکلیف زیادہ بڑھ گئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہ الٰہی میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ اسی رات حضور کو خواب میں حقیقت حال سے آگاہ کر دیا گیا: چنانچہ حضور نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کو بتایا کہ اے عائشہ میں نے اپنے رب سے جس بات کے بارے میں دریافت کیا تھا میرے رب نے مجھے اس کے متعلق بتا دیا ہے۔ حضرت عائشہ نے عرض کی یارسول اللہ کیا بتایا گیا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ خواب میں دو آدمی میرے پاس آئے۔ ایک میرے سرہانے بیٹھ گیا اور دوسرا پاؤں کے پاس۔ بعض روایات میں ہے کہ وہ جبرائیل اور میکائیل تھے۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا "انہیں کیا تکلیف ہے" دوسرے نے جواب دیا "انہیں جادو کیا گیا ہے۔" پوچھا "کس نے کیا ہے؟" جواب ملا "لبید بن اعصم نے" پوچھا "کس چیز میں؟" بتایا "کنگھی کے ایک ٹکڑے اور چند بالوں میں کھجور کے خوشے کے غلاف میں رکھ کر" پوچھا "کہاں رکھا ہے؟" بتایا "ذی اروان کے کنویں کی تہہ میں ایک پتھر کے نیچے" پوچھا "اب کیا کرنا چاہیے؟" بتایا "اس کنویں کا سارا پانی نکال دیا جائے پھر اس

پتھر کے نیچے سے ان چیزوں کو نکالا جائے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فوراً حضرت سیدنا علی، عمار بن یاسر اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کو اس مقصد کے لیے اس کنویں کی طرف بھیجا اور ساتھ ہی ہدایت کی کہ اس کنویں کو خشک کر دیں۔ نتیجے میں حضور بھی وہاں تشریف لے گئے پتھر کو اٹھایا تو اس کے نیچے سے وہ [illegible] نکلا۔ کھولا تو اس کے اندر کنگھی کا ایک ٹکڑا، چند بال اور تانت کے ایک ٹکڑے میں بندھے ہوئے تھے اور اس تانت میں گیارہ گرہیں لگی ہوئی تھیں۔ اسی اثناء میں حضرت جبرئیل علیہ السلام ہوئے اور یہ دونوں سورتیں پیش کیں اور عرض کیا کہ آپ ان سورتوں کی ایک ایک آیت پڑھتے جائیں اور ایک ایک گرہ کھولتے جائیں اور ایک ایک سوئی نکالتے جائیں۔ چنانچہ دونوں سورتوں کی گیارہ آیتیں پڑھی گئیں۔ ان کی تلاوت سے گیارہ گرہیں کھلیں اور ساری سوئیاں نکل گئیں۔ اس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت بشاش بشاش ہو گئی اور جادو کا سارا اثر زائل ہو گیا۔

صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اجازت ہو تو اس خبیث کا سر قلم کر دیا جائے۔ حضرت سید عالم نے ارشاد فرمایا:

اما انا فقد شفانی اللہ واکرہ ان اثیر علی الناس شرا

ترجمہ: "مجھے تو اللہ تعالیٰ نے شفا بخش دی ہے میں اپنے لیے لوگوں میں فتنہ کی آگ بھڑکانا نہیں چاہتا۔"

سبحان اللہ رحمت عالمیان کی کیا شان ہے۔ اپنی ذات کے لیے اپنی جان کے دشمنوں سے بھی کبھی انتقام نہیں لیا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ [illegible] صلی اللہ علیہ [illegible] وسلم

اس واقعہ کا خلاصہ آپ نے ملاحظہ فرما لیا ہے۔ اب ہم واقعہ سحر اور اس پر [illegible] کے اعتراضات کا مطالعہ کرتے ہیں۔ وہ ان تمام روایات کو ساقط الاعتبار قرار دیتے ہوئے [illegible] کہتے ہیں کہ اگر ان روایات کو صحیح تسلیم کیا جائے تو اس سے منصب نبوت کی توہین ہوتی ہے جو ہر قسم کی [illegible] کے بعد ظاہر ہے [illegible] کیونکہ اگر ان روایات کے مطابق یہ مان لیا جائے کہ حضور پر جادو کا اثر ہو گیا تھا تو پھر یہ بھی ممکن ہے کہ اس کے اثر سے کوئی آیت وحی سے رہ گئی ہو یا کوئی آیت کے بجائے کسی غلط [illegible] کو آیت قرآنی سمجھ کر پڑھ لیا ہو۔ شریعت کا یہ [illegible] کی طرف سے مشتبہ ہو جائے گی۔ علاوہ بریں یہ روایات اس آیت کے بھی منافی ہیں: "واللہ یعصمک من الناس" کہ لوگوں کی شرارت سے اللہ تعالیٰ آپ کا محافظ ہے۔ جب عصمت نبوت کی ذمہ داری خود اللہ رب العزت نے لی ہے تو پھر کیسے مان لیا جائے کہ یہودیوں کے سحر کا حضور پر اثر ہو گیا ہو۔ عقل کے [illegible] پرستاروں کا [illegible] آپ نے پڑھ لیا [illegible] بات کا جس طرح انہوں نے بتنگڑ بنایا ہے اس کو بھی آپ نے دیکھ لیا۔

ان اعتراضات اور شکوک کے بارے میں اہل سنت یہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو حیثیتیں تھیں۔ ایک حیثیت نبوت اور دوسری حیثیت بشریت۔ عوارض بشری کا [illegible] ذات اقدس پر بھی طاری ہوتا تھا [illegible] بخار ہوتا، چوٹ لگتی، دندان مبارک کا شہید ہونا، طائف میں پتھروں کا [illegible] اور احد میں [illegible] کا زخمی ہونا یہ سب واقعات

تاریخ کے صفحات کی زینت ہیں۔ یہ لوگ بھی ان سے انکار کی جرأت نہیں کر سکتے۔ عوارض سے حضور کی شان رسالت اور حیثیت نبوت پر قطعاً کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح یہاں بھی جادو کا اثر حضور کی جسمانی صحت تک محدود تھا۔ رسالت کا کوئی پہلو قطعاً اس سے متاثر نہ تھا۔ اگر ایسا ہوتا کہ اس جادو سے حضور کوئی آیت بھول جاتے یا الفاظ میں تقدیم و تاخیر کر دیتے یا قرآن میں اپنی طرف سے کوئی عبارت بڑھا دیتے یا نماز کے ارکان میں رد و بدل ہو جاتا تو اسلام کے بدخواہ اتنا شور و غل مچاتے کہ الامان والحفیظ۔ ابطال رسالت کے لیے انہیں ایک ایسا مہلک ہتھیار دستیاب ہو جاتا کہ اس کے بعد انہیں دعوت اسلامی کو ناکام کرنے کے لیے مزید کسی ہتھیار کی ضرورت نہ رہتی۔ لیکن اس قسم کا کوئی واقعہ کسی حدیث یا تاریخ کی کتاب میں مرقوم نہیں۔ دشمنان اسلام نے آج تک جتنی کتب پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں لکھی ہیں ان میں بھی اس قسم کا کوئی واقعہ درج نہیں۔ معلوم ہوا کہ یہودی کے جادو کا اثر صرف اس حد تک ہوا کہ صحت گرامی متاثر ہوئی جس طرح علامہ عینی اور علامہ آلوسی کے حوالے نقل کیے جا چکے ہیں۔

رہی یہ بات کہ جادو کی کوئی حقیقت ہے یا نہیں، جادو سے کسی چیز کی حقیقت بدل جاتی ہے یا محض نظربندی کے طور پر چیز ہوتی کچھ ہے اور دکھائی کچھ دیتی ہے۔ یہ ایک الگ بحث ہے لیکن اس سے لوگوں کا متاثر ہونا ایک یقینی چیز ہے۔ ساحران فرعون کا ذکر قرآن مجید میں متعدد مقامات پر فرمایا گیا ہے۔ نص قرآنی سے یہ چیز ثابت ہے کہ لوگ ان رسیوں کو سانپ خیال کرنے لگے۔ سانپوں کی طرح انہیں سرکتے ہوئے دیکھ کر حقیقی طور پر موسیٰ علیہ السلام بھی خائف ہو گئے۔ قرآن کریم کے الفاظ ملاحظہ فرمائیے:

فاذا حبالهم وعصيهم يخيل اليه انها تسعى۔ فاوجس في نفسه خيفة موسى قلنا لا تخف انك انت الاعلى

ترجمہ: پس ان کی رسیاں اور سونٹیاں آپ کو یوں معلوم ہوں کہ وہ دوڑ رہی ہیں۔ ان کے دل میں خوف پیدا ہوا۔ ہم نے کہا اے موسیٰ! مت ڈرو تم ہی سربلند ہو۔

انہیں کے بارے میں سورۂ اعراف میں ہے: سحروا اعين الناس۔ یعنی ان جادوگروں نے لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا تھا۔

بحث سوم: جھاڑ پھونک کے بارے میں اسلام کا کیا حکم ہے؟

ایک بات پہلے ہی ذہن نشین کر لینا ضروری ہے۔ جھاڑ پھونک کا رواج ہر انسانی معاشرہ میں قدیم زمانہ سے موجود تھا۔ اس مقصد کے لیے جو منتر، طلسم یا نقوش ان کے ہاں رائج چلے آ رہے تھے، ان کی دیویاں، دیوتاؤں کے نام، شیطانی قوتوں سے استمداد، آسمانی کواکب و سیارات سے استعانت وغیرہ عام تھا۔ نیز وہ ان چیزوں کو موثر حقیقی اور فاعل مستقل یقین کرتے تھے۔

اسلام نے شرک کو بیخ و بن سے اکھیڑ کر رکھ دیا۔ ان کے اس عقیدہ کے بطلان کو صراحتاً بیان کر دیا کہ اللہ کے علاوہ کوئی دیوی، دیوتا، کوئی چاند، ستارہ یا سورج موثر حقیقی ہو سکتا ہے۔ اس لیے یہ گمان ہی نہیں کیا جا سکتا کہ اسلام کسی ایسے منتر یا جھاڑ پھونک کی اجازت دے جس میں شرک یا شرکیہ عقائد کا شائبہ تک بھی پایا جاتا ہو۔ اس لیے ایسے تمام منتر، طلسم، نقوش

تعویذات وغیرہ اسلام میں قطعاً حرام اور ممنوع ہیں۔ انہی احادیث میں دم کرنے جھاڑ پھونک کرنے وغیرہ کی ممانعت کی گئی ہے۔ ان جملہ احادیث سے اسی قسم کے شرکیہ اعمال مراد ہیں لیکن ایسا دم یا تعویذ جس میں اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے کوئی اسم شریف یا کوئی آیت قرآنی یا درود شریف یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے نکلا ہوا کوئی کلمہ ہو یا جس کے معنی میں یا دم میں شرک نہ ہو تو وہ نہ صرف جائز بلکہ باعث برکت بھی ہے۔ آپ خود دم کیا کرتے اور صحابہ کرام بھی دم کرتے اور حسنین کریمین کو تعویذ دم کیا کرتے۔ متعدد احادیث میں اور آپ کے بعد صحابہ کا بھی یہی معمول تھا اسی وقت سے لے کر اب تک پوری امت کا بھی یہ دستور رہا ہے۔ اب چند شواہد ملاحظہ فرمائیے:

سب سے پہلی دلیل تو معوذتین کا نزول ہے جن کی تلاوت کی برکت سے جادو کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ معمول تھا کہ ہر شب آرام کرنے سے پہلے آخری تینوں قل پڑھتے، پھر ہاتھوں پر دم فرما کر اپنے چہرے سمیت تمام جسم پر تین بار پھیرتے۔ یہ حدیث حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے جو ثقہ تابعین ہیں۔ جن محدثین نے اس روایت کو اسناد صحیحہ سے نقل کیا ہے ان میں امام بخاری، امام مسلم، امام مالک، ابن ماجہ، ابوداؤد علیہم الرحمۃ جیسے اکابر ہیں۔

نیز امام بخاری، امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین کو یہ پڑھ کر دم کیا کرتے:

أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ

حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی نے ایک مرتبہ عرض کی: یا رسول اللہ! جب سے مسلمان ہوا ہوں مجھے شدید درد ہوتا ہے، محسوس ہوتا ہے کہ جان نکل جائے گی۔ حضور نے فرمایا: درد کی جگہ پر اپنا دایاں ہاتھ رکھو پھر تین بار بسم اللہ اور سات مرتبہ یہ پڑھتے جاؤ اور درد کی جگہ پر ہاتھ رکھو: أَعُوذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ۔

مسند امام احمد اور طحاوی میں طلق بن علی کی روایت ہے کہ مجھے حضور کی موجودگی میں بچھو نے ڈنگ مارا، حضور نے مجھے دم فرمایا اور دست مبارک پھیرا۔

صحیح مسلم میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہو گئے تو دم کرنے کے لیے جبرئیل امین حاضر ہوئے اور پوچھا: اے محمد! کیا آپ بیمار ہو گئے؟ فرمایا ہاں۔ جبرئیل نے یہ پڑھ کر دم کیا:

بِاسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ اللّٰهُ يَشْفِيكَ۔ بِاسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ۔ (ترجمہ) میں اللہ کا نام لے کر آپ کو دم کرتا ہوں ہر اس چیز سے جو آپ کو اذیت دے اور ہر نفس یا حاسد کی نظر سے۔ اللہ آپ کو شفا دے، میں اللہ کا نام لے کر آپ کو دم کرتا ہوں۔

مسند امام احمد میں ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے حجرہ میں تشریف لائے اور میرے پاس شفاء نامی ایک خاتون بیٹھی تھیں جو نملہ (ایک قسم کا دانہ) کا دم کیا کرتی تھیں۔ حضور نے فرمایا: شفاء! یہ دم حفصہ کو بھی سکھا دو۔ خود شفاء بنت عبداللہ کہتی ہیں کہ مجھے حضور نے فرمایا کہ تم نے حفصہ کو جس طرح لکھنا پڑھنا

سکھایا ہے خود کا دم بھی سکھا دو۔ (مسند امام احمد، ابوداؤد، نسائی)

صحیح مسلم میں عوف بن مالک اشجعی کی یہ روایت مذکور ہے کہ ہم نے حضور کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! ہم جاہلیت میں جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے اب اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے حضور نے فرمایا "جو پڑھ کر تم دم کیا کرتے تھے وہ مجھے سناؤ جھاڑنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جب تک اس میں شرک نہ ہو"

حضرت جابر بن عبداللہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھاڑ پھونک سے منع فرما دیا۔ پھر حضرت عمرو بن حزم کے خاندان کے لوگ آئے اور عرض کیا کہ ہمارے پاس ایک عمل تھا جس سے ہم بچھو یا سانپ کے کاٹے کو دم کیا کرتے تھے مگر حضور نے ان کاموں سے منع فرما دیا ہے۔ پھر انہوں نے وہ دم پڑھ کر سنایا حضور نے فرمایا: اس میں تو میں کوئی مضائقہ نہیں پاتا۔ تم میں سے جو شخص اپنے کسی بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہے وہ ضرور پہنچائے۔

(مسلم، مسند احمد، ابن ماجہ)

میں نے کثیر التعداد احادیث میں سے صرف چند احادیث پیش کی ہیں۔ طالب حق کے لیے اتنی ہی کافی ہیں۔

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ یہ چیزیں اسی وقت نفع پہنچاتی ہیں جب اذن الٰہی ہو۔ اس کے علاوہ کوئی چیز بھی اثر نہیں کرتی۔ اگر جڑی بوٹیاں، گولیاں، شربت، کیپسول، ٹیکے اذن الٰہی سے صحت و عافیت کا سبب بن جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ "آیات قرآنی اور درود رسالت اذن الٰہی سے کیوں موثر نہیں ہو سکتے۔" یہیں ایک بات کی طرف اشارہ بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ دم اور تعویذ پر معاوضہ لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ اس کے لیے حضرت ابوسعید خدری کی اس روایت سے استدلال کافی ہے جو امام بخاری، امام مسلم، ترمذی اور دیگر کتب احادیث میں منقول ہے۔ اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مہم پر اپنے چند صحابہ کو بھیجا جن میں حضرت ابوسعید خدری بھی تھے۔ ان کا گزر ایک بستی سے ہوا جہاں ایک عرب قبیلہ سکونت پذیر تھا۔ صحابہ نے اس قبیلے سے اپنے کھانے کا مطالبہ کیا لیکن انہوں نے انہیں کوئی چیز دینے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ صحابہ نے بھوکے ہی رات بسر کی۔ اسی اثناء میں قبیلہ کے سردار کو کسی زہریلے بچھو نے ڈنک مار دیا۔ جب اس کی تکلیف حد سے بڑھ گئی تو وہ لوگ صحابہ کے پاس آئے اور کہا ہمارے سردار کو بچھو نے کاٹا ہے۔ وہ شدت سے تڑپ رہا ہے۔ اگر تم لوگوں کے پاس کوئی دوا ہو یا کوئی دم کر سکتا ہو تو وہ آکر اسے دم کرے۔ حضرت ابوسعید نے کہا کہ مجھے اس کا علاج تو آتا ہے لیکن تم نے بڑی بے مروتی کا سلوک کیا ہے ہمیں کھانا تک نہیں دیا اس لیے جب تک تم ہمیں کچھ معاوضہ نہ دو گے اس وقت تک ہم اس کا علاج نہیں کریں گے۔ طے کیا گیا کہ اگر ہمارا سردار تندرست ہو گیا تو ہم تمہیں بکریوں کا ایک ریوڑ دیں گے۔ حضرت ابوسعید گئے اور سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد اپنا لعاب دہن اس پر ملا۔ زہر زائل ہو گیا اور ان کا سردار بالکل تندرست ہو گیا۔ قبیلے والوں نے وعدہ کے مطابق ریوڑ جس میں تیس بکریاں تھیں مسلمانوں کو دے دیا۔

جب حضرت ابو سعید وہ ریوڑ لے کر مسلمانوں کے پاس واپس آئے تو انھوں نے فیصلہ کیا کہ جب تک حضور نبی کریم سے مسئلہ دریافت نہ کر لیں اس وقت تک ہم یہ بکریاں استعمال میں نہیں لائیں گے۔ جب سفر سے واپسی کے بعد یہ حضرات مدینہ طیبہ واپس پہنچے تو سارا واقعہ عرض خدمت کیا۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا تمہیں یہ کس طرح پتہ چلا کہ یہ سورت پڑھ کر دم کیا جاتا ہے۔ بکریاں لے لو اور اس میں سے میرا حصہ بھی نکالو۔

اس روایت کے بعد اس مسئلہ پر مزید بحث کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔

موضوع ان سورتوں کی تشریح کے ضمن میں تمام چیزیں تفصیل سے بیان کر دی گئی ہیں۔ یہاں آپ اتنا ہی جواب رکھیں کہ بندہ کتنا ہی کمزور کیوں نہ ہو اگر وہ حق کے لیے سرکش باطل کے سامنے میدان جہاد میں قدم رکھتا ہے تو ایک ذات ایسی ہے جس کے دامن میں اسے پناہ مل سکتی ہے اور وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات ہے۔ مسلمان کو چاہیے کہ کبھی ہراساں اور مایوس نہ ہو اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے اور ان کلمات طیبات سے اس کی بارگاہ میں پناہ کے لیے عرض کرتا رہے۔

نیو سنٹرل جیل سرگودھا
۱۵۔ اپریل ۱۹۷۷ء

کل مجھے اور میرے پانچ ساتھیوں کو رحیم بخش فیاض مجسٹریٹ درجہ اول بھلوال نے چار ماہ قید بامشقت کی سزا سنائی۔ الحمد للہ۔

[illegible]

سُورَةُ النَّاسِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ سِتُّ آيَاتٍ

سورۃ الناس مدنی ہے اور اس کی چھ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ إِلَٰهِ النَّاسِ ۝

(اے حبیب) آپ عرض کیجئے میں پناہ مانگتا ہوں سب انسانوں کے رب کی۔ سب لوگوں کے بادشاہ کی۔ سب انسانوں کے معبود کی۔ سے

لہ اس سے پہلی سورت میں ان مصیبتوں اور شرور سے پناہ طلب کی گئی تھی جو انسان کے ظاہری حالات اور جسمانی ضروریات کو متاثر کرتی ہیں۔ اس لیے صرف رب کی پناہ لینے کی تلقین کی گئی۔ اس کا تعلق صرف رب الفلق ہی کے ساتھ وابستہ کر دیا گیا کہ اب یہاں [illegible] خطرات روحانی ہیں ان کی حفاظت [illegible] طاقتوں اور دشمنوں کا اندیشہ ہے ان سے پناہ مانگنے کی ہدایت کی جا رہی ہے۔ [illegible] یقیناً جسم سے کہیں بڑھ کر اہم اور بیش قیمت ہے اس لیے جس ذات پاک کے دامن عاطفت میں پناہ لینے کا حکم دیا جا رہا ہے اس کا مکمل تعارف کرا دیا گیا تاکہ ہر شخص اپنی ہمت اور اپنی حیثیت کے مطابق اس کی عظمت کا اعتراف کرے اور حسب حیثیت اسی جذب و شوق سے اس کی پناہ لے۔

[illegible] تک محدود رہتی ہے جو اس کی ظاہری نشو و نما میں مدد و معاون ثابت ہوں۔ اگر سے کھانا، پہننے کے لیے کپڑا، رہنے کے لیے مکان میسر آ جائے، اس کی روزمرہ کی ضروریات مہیا کر دی جائیں تو وہ اپنی [illegible] مطمئن اور مسرور ہو جاتا ہے۔ [illegible] اگر یہ [illegible] ہوتی ہے اور اس میں اتنی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے رب الناس [illegible] کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کا تعارف کرا کر انہیں اسی ذات سے پناہ مانگنے کا حکم دیا جو تمہاری جملہ ضروریات کا کفیل ہے جس کی مہربانی سے تمہاری زندگی پریشانیوں اور مصیبتوں سے پاک ہو جائے گی اور وہ مطمئن ہو جاتے ہیں۔

لیکن تمام انسانوں کے مطالبات یہیں تک محدود نہیں ہوتے۔ بعض چاہتے ہیں کہ عدل و انصاف کی بالادستی ہو، کسی پر ظلم نہ کیا جائے، کسی کو اس کے جائز حقوق سے محروم نہ کیا جائے [illegible] کا حق حسب [illegible] تو اس کی تمام [illegible] اور شوکتوں کو [illegible] انسان کے تقاضے پورے کیے جائیں۔ یہ کام ایک بااختیار سلطان اور طاقتور حاکم ہی انجام دے سکتا ہے۔ اس لیے ان لوگوں کو بتایا کہ جس کی پناہ لینے کا انہیں درس دیا جا رہا ہے وہ صرف تمہاری معاشی ضروریات کا کفیل ہی نہیں بلکہ وہ بادشاہ اور فرمانروا بھی ہے۔ اس کا حکم ہر وقت، ہر جگہ، ہر چیز پر نافذ ہے

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۝۴ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ

بار بار وسوسہ ڈالنے والے، بار بار پسپا ہونے والے کے شر سے۔ جو وسوسہ ڈالتا رہتا ہے

کسی کی مجال نہیں کہ اس کے حکم سے سرتابی کر سکے۔ وہ عادل اور منصف ہے۔ کسی پر جبر و تشدد اس کا شیوہ ہی نہیں۔ اس قسم کے لوگوں کو ایسے عظیم سلطان کا تعارف مَلِكِ النَّاسِ کے کلمات سے کرایا گیا تاکہ ان کا اضطراب دُور ہو جائے۔

تیسرا اور اعلیٰ قسم کے وہ لوگ ہیں جو محض اس لیے اس سے محبت کا دم بھرتے ہیں، محض اس لیے اس کے دامن عاطفت کے سایہ کے طلب گار ہیں کہ وہ ان کا معبود ہے۔ وہ بھوک برداشت کر سکتے ہیں، وہ محرومیوں پر راضی رہ سکتے ہیں، وہ طاغوتی قوتوں کے ہر جور و ستم کے سامنے خوشی سے اپنا سینہ تان سکتے ہیں۔ ان کے ہونٹ حرف شکایت سے بھی آشنا نہیں ہوتے۔ وہ محض اس لیے اس سے پیار کرتے ہیں کہ وہ معبود برحق ہے۔ وہ ان کا خداوند کریم ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے اِلٰهِ النَّاسِ کے مبارک کلمے ذکر کیے گئے۔

جب انسان اللہ تعالیٰ کو اس کی ان تینوں صفات کاملہ سے پہچان لیتا ہے تو وہ اسی کی جناب میں فریاد کرتا ہے کہ اے میرے پروردگار! اے محبت، سموات والارض کے حقیقی فرمانروا! اے جگر سوختہ اور دل شکستہ کے عشق و محبت کے مرکز! مجھے ہر قسم کے شیاطین کی چیرہ دستیوں سے بچا۔ ان کی وسوسہ اندازیوں کا مقابلہ کرنے کی ہمت عطا فرما اور اس نحیف و نزار کی دستگیری کر اور اسے اس کی منزل تک پہنچا۔ جب یہ سعادت اسے حاصل ہو جاتی ہے تو اس کی اولوالعزمی کی شان قابل دید ہوا کرتی ہے۔ حضرت ہاجرہ کے پاس شیطان آ کر کہتا ہے، جانتی ہو ابراہیم تیرے لخت جگر کو آج ذبح کرنے کے لیے لے جا رہا ہے؟ ہاجرہ نے کہا، پاگل تو نہیں ہو گئے، کبھی باپ بھی اپنے بیٹے کو ذبح کیا کرتا ہے؟ پھر وہ باپ جس کو پیرانہ سالی میں چاند سے حسین تر بیٹا نصیب ہوا ہو۔ اس نے کہا اس کے خدا نے اسے حکم دیا ہے کہ اپنے بچے کو ذبح کر دے۔ یہ سن کر ہاجرہ نے بڑی بے نیازی سے کہا اگر میرے رب کا حکم ہے تو ایک اسماعیل کیا لاکھوں اسماعیل اس کی رضا کے لیے قربان کیے جا سکتے ہیں۔ یہاں لوگوں کی حالت ہوتی ہے جنہیں رب کریم اپنی پناہ میں لے لیا کرتا ہے۔

۶ وسوسہ، حدیث نفس کو کہتے ہیں۔ وسواس، دل میں طرح طرح کے خیالات ڈالنے والا۔ خناس: پیچھے کھسک جانے والا، دبک جانے والا۔

جب کوئی شخص کسی کو اس کی اعتقاد یا عمل کے خلاف کسی کام پر اکساتا ہے تو اس کا پہلا ردعمل بالعموم یہ ہوتا ہے۔ وہ بڑی حقارت سے اس خیال کو جھٹک دیتا ہے۔ پھر وسوسہ انداز اصرار نہیں کرتا، بلکہ پیچھے کھسک جاتا ہے۔ بظاہر پسپائی اختیار کرتا ہے پھر موقع ملنے پر وہی بات اس کے کانوں میں ڈالتا ہے۔ اگر وہ پھر بھی تیوری چڑھائے تو وہ دبک جاتا ہے۔ یہ تسلسل جاری رہتا ہے آہستہ آہستہ اس کا ردعمل کمزور ہونے لگتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ دن آ جاتا ہے کہ یہ شخص جس بات پر پہلی بار برافروختہ ہو گیا تھا وہ خود لپک کر اس کی طرف بڑھتا ہے۔ شیطان کا یہی طریقہ ہے۔ وہ انسان کو گمراہ کرنے کی کوششوں سے تھکتا نہیں، بلکہ لگاتار اپنی کوشش

صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ ﴿۶﴾

لوگوں کے دلوں میں - خواہ وہ جنات میں سے ہو یا انسانوں سے ۳؎

جاری رکھتا ہے۔ کبھی حملہ کرتا ہے، کبھی وقتی پسپائی اختیار کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ بڑے سے بڑے زیرک انسان کو اگر اسے اپنے رب کی پناہ حاصل نہ ہو تو چاروں شانے چت گرا دیتا ہے۔ اس کی ان دونوں چالوں کو وسواس اور خناس کے الفاظ استعمال کر کے بیان کر دیا۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ جب شیطان انسان کو ذکر الٰہی سے غافل پاتا ہے تو اس کے حملے شروع ہو جاتے ہیں اور جب انسان اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے لگتا ہے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے اور کسی کونے میں چھپ جاتا ہے۔ بعینہ اسی طرح جیسے کوئی چور نقب لگا رہا ہو اور کہیں سے روشنی نمودار ہو جائے تو وہ نقب لگانا بند کر دیتا ہے اور ایک بے جان پتھر کا روپ دھار لیتا ہے اور جب روشنی بجھ جاتی ہے تو پھر اپنا شغل شروع کر دیتا ہے۔

۳؎ اس کی وسوسہ اندازی بڑے ہمہ گیر اور خطرناک انداز سے ہوتی ہے۔ چپکے سے وہ دلوں میں وسوسے ڈالتا رہتا ہے۔ وہاں کی پرسکون فضا میں تلاطم برپا کر دیتا ہے۔ وسوسہ اندازی کا یہ دھندا جنوں اور انسانوں میں سے شریر نفوس دونوں کرتے ہیں۔ ایسے افراد کو قرآن کی اصطلاح میں شیاطین کہا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وکذالک جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین الانس والجن۔ بے شک بندے کو جب تک اللہ تعالیٰ کی پناہ نہ ملے اس کی متاع جان و ایمان کا محفوظ رہنا مشکل بلکہ ناممکن ہے۔

الٰہی! تیرا یہ عاجز بندہ جس کا علم بھی ناقص، فہم بھی نارسا، ہمت بھی پست اور قوت مدافعت بھی نہ ہونے کے برابر ہے اسے اپنی پناہ میں لے لے۔

میرا ایمان، میرا یقین، میرا ذوق، میرا شوق، تیرے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کی ایک ٹمٹماتی ہوئی شمع، سب تیری پناہ میں دیتا ہوں۔ اپنی توفیق سے اپنی اس کتاب مقدس کی خدمت کی جو سعادت تُو نے اس ذرہ ناچیز بندہ بے کس کو ارزانی فرمائی ہے اس کو قبول فرما!

تیرے محبوب بندے حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے یہ دو شعر یہ رو سیاہ بھی خدمت عالی میں پیش کرنے کی جرأت کرتا ہے۔

ایدرکنی ضیم وانت ظہیری أأظلم فی الدنیا وانت نصیری
فعار علی حامی الحمی وھو قادر اذا ضاع فی البیدا عقال بعیری

الٰہی! اس ناچیز بندے پر رحم فرما۔ اسے نگاہ لطف و کرم سے سرفراز فرما! اس کی خطاؤں کو بخش دے۔ اس کے ماں باپ کو بخش دے! ان کے درجات کو بلند فرما! اس کے اہل و عیال کو بخش دے! اس کے احباب گرامی کو بخش دے۔ دارالعلوم محمدیہ

ترتیب دینے کے اساتذہ، طلبہ اور اس کے معاونین کو بخش دے! عمید القرآن کو شرفِ قبول عطا فرما! اس کو اپنے بندوں کی ہدایت کا سبب بنا! اور مجھ خطاکار و روسیاہ کی بخشش کا سامان بنا!

الحمد لله رب العلمين الرحمن الرحيم مالك يوم الدين إياك نعبد و
إياك نستعين اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم
غير المغضوب عليهم ولا الضالين آمين۔
اللهم صل على حبيبك الأكرم ونبيك المعظم ورسولك المحتشم حبيبي
وقرة عيني وسرور قلبي ملجائي وملاذي في الدارين سيدي وسيد الخلق
محمد منبع الجود والكرم من الصلوات اطيبها ومن التسليمات ازكاها
ومن البركات اسناها ومن التحيات اجملها وعلى آله الكرام واصحابه العظام و
من احبه واتبعه الى يوم الدين۔ اللهم اجعلنا من احبائه ومن خدام دينه وانصر
شريعته وارزقنا صحبته واحشرنا في زمرته تحت لواء الحمد يا ارحم
الراحمين۔
رب اوزعني ان اشكر نعمتك التي انعمت علي وعلى والدي وان اعمل صالحا
ترضاه واصلح لي في ذريتي اني تبت اليك واني من المسلمين۔
فاطر السموت والارض انت ولي في الدنيا والاخرة توفني مسلما والحقني
بالصالحين۔
اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان سيدي وحبيبي
محمدا عبده ورسوله۔
سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم۔
لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم۔

اپنے کریم و رحیم اور عزیز و حکیم پروردگار پر توکل کرتے ہوئے یہ نحیف و ضعیف مسافر جس منزل کی طرف یکم رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ بروز دو شنبہ ۲۹ فروری ۱۹۶۰ء روانہ ہوا تھا اپنے کریم و رحیم اور عزیز و حکیم پروردگار کی توفیق سے آج بتاریخ ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ بروز جمعرات ۲۳ اگست ۱۹۷۹ء اس منزل پر اس ساعت سعید میں پہنچا جب موذن عصر کی اذان میں

اشهد ان محمدا رسول الله

کا جاں پرور اور جاں افروز اعلان کر رہا ہے۔ میں بھی اعلان کرتا ہوں:

اشهد ان لا اله الا الله

اشهد ان محمدا رسول الله

اللهم صل وسلم وبارك على طور التجليات الاحسانية ومهبط الانوار الرحمانية

عبدك وحبيبك محمد

وعلى آله واصحابه ومن احبه واتبعه الى يوم الدين

عبدك المسکین

محمد کرم شاہ